مکمل و مکمل کی جدید عکسی اشاعت

الہلال

مولانا ابوالکلام آزاد

جلد چہارم - پنجم

۱۹۱۴ء

الہلال الکریمی

۳۲ سنہ، شاہ خالد مارکیٹ، لاہور

مکمّل فائل کی جدید عکسی اشاعت

ہفت روزہ الہلال مصوّر

مولانا ابوالکلام آزاد

جلد چہارم
۱۹۱۴ء

الہلال اکیڈمی
۳۲-اے، شاہ عالم مارکیٹ لاہور

نام کتاب : الہلال ہفت روزہ جلد نمبر ۴، ۵ سنہ ۱۹۱۴ء

مرتّب : مولانا ابو الکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ

ناشر : عبدالرشید ارشد مدیر ماہنامہ "الرشید" لاہور
مولانا ابُو طاہر محمّد اسحاق خاں مدنی فاضل مدینہ
یونیورسٹی، رُکن اسلامک مشن برائے متحدہ عرب امارات

الہلال اکیڈمی، ۳۲ اے شاہ عالم مارکیٹ لاہور

قطع : $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۴}$

طابع : منہاج الدین اصلاحی

مطبع : شرکت پرنٹنگ پریس نسبت روڈ لاہور

تعداد : ایک ہزار

صفحات : ۹۶۰

سرورق : حضرت سیّد نفیس رقم صاحب

تزئین : رانا حفیظ الرحمٰن

"الہلال" دورِ اوّل ۱۹۱۲ء تا ۱۹۱۴ء قیمت ہر جلد -/۷۵۰ روپے

الهلال

فهرس المجلد الرابع

از

جنوري سنه ١٩١٣ ع

تا

جون سنه ١٩١٣ ع

القسم المنثور

الف

ابتدائی تعليم ٢٨٣
" ٣٣٩
اتحاد شيعه و اهل سنت ١٦
" " ١١٠
آثار عرب ٧٩
" ٩٠
" ١٠٧
" ١٣٠
آثار قوميه ٣٣١
" ٣٦٣
احتساب عمومي ٩
اخبار و حوادث ٨٨
" ١١٣
اختلاف الوان ٤٥٧
اخوان الصفاء ١٨٨
ارتفاع سطح ارضي ١٨٨
اردو پريس كي تنظيم ٣٤٣
ارض مقدس ١٠٩
از اوڈيسا تا نفليس ١٥٩
از نفليس تا بلاد چرنس ١٩٢
اساطير الاولين ٣٠٨
اسلام لندن ميں ٣٢٤
اسلام كي بيكسي اپنے گھر ميں ٢٢٤
اصول رد و دفاع مطاعن منكرين ٣٧١
افاده ٦٤
افريقه كا سر مخفي ٣٠٩
" ٣١٨
افتراعيات انگلستان ٢٧
افتراعيات عثمانيه ٦٠
البانيا كا دار السلطنت كهاں هوگا ؟ ١٦٦
الهكا كا مكتشف ١٨٨
انا لله و انا اليه راجعون ٣٤
آنريبل سر ابراهيم رحمت الله ٧٨
انجمن اصلاح ندوه ٢٨٥
" ٣٠٧
انگلستان مين تبليغ اسلام ٢٠
ايام فتنه كي حقيقت ١٨٧
ايک عظيم الشان دينى تحريک كي ابتدائي تحريک ١٧٢
" " " ٢٠٤
ايك انڈيٹر از وزير فرانس ٤٠٦
ايك يورپين كونسلس از جنوبى عرب كي سياحت ٤١٧
ايك ترک مسافر ٣

ب

باز از نجد و ايران نجد ٣٧٤
بلند فرنگ (تلخيص و اقتباس) ٤٤٩
" ٤٦٧
بستر مرگ پر ايك الوداعى نظر ٢٩
بعض احاديث مشهوره ٣٥٠
حلبك ١٧١
" ٢١١
بلاد عثمانيه كي زر خيزي ١٤١

پ

پندره مسجدين اور بارہ مندے ١٧٤

ت

تاج انگلستان اور خزينهٔ اسلام كا ايك گوهر ٤٣
" " ٦١
تاريخ تكميل علم الاعداد ١٨٤
تتمهٔ واقعه ابلاء ٤٤٢
تركى اور تعليم و حريت نسوان ٣٠٤
تندرستى (ارشاد) ٤٠

ج

جدید سرویا ۴۸
جزائر انجین ۱۶۱

چ

چرکس ' گرج ' داغستان ' قوقاز و ترکی ۲۱۸
چند قطرات اشک ۱۹۴

ح

حادثہ زمیندار پریس لاہور ۵۴
حادثہ پیسہ اخبار لاہور ۷۷
حادثہ الیمہ کرانچی ۴۵۶
الحریۃ فی الاسلام ۳۱۲
" ۳۳۵
" ۳۵۵
" ۳۷۷
حفریات کریت ۱۳۴
حفریات بابل ۹۹۲
" ۱۶۴
حقیقۃ الصلوٰۃ ۱۸۸
" ۲۱۳
" ۲۳۷
حکم استعمال مد انگریزی بصورت اسپاء ۲۴
حکم قصر نماز بحالت امن و راحت ۳۵۲
حکومت حالیہ آستانہ ۴۷
حیات و موت کی تعریف ۲۳۸

خ

خدم جدگ کے اسباب ۱۱۰
" " ۱۳۱
" " ۱۰۰
خاتمۂ جلد چہارم ۴۵۴

د

دار العلوم ندوہ ۲۲۰
دس مئی کا جلسہ دہلی ۴۶۸
دولت علیہ اور یونان ۲۳۴
دولت علیہ کی موجود مالی حالت ۴۴۸
دولت علیہ کے محاصل ۲۶۴
دہلی ڈیپوٹیشن ۲۶۲
دہلی میں جلسہ ۳۴۵
راہ اکتشاف و علم پرستی میں ایک سرفروشانہ اقدام ۱۴۶
" " " " ۱۸۳
رباعیات عمر خیام ۴۶۰
ریاست بھوپال اور مسئلہ ندوہ ۳۲۹

ز

زر اعانۂ مسجد کانپور ۳۳

س

سرگذشت مصالحۃ ۷۶
سلطان عثمان اول ۱۳۶
سنہ ۱۳ اور ہلال ۷۱
سنہ ۱۹۱۴ کی مؤتمر امن ۱۰۱
سنہ ۱۹۱۵ میں مؤتمر السلام

ش

شکست صلح ۱۲۴
شہید رسم (استو ہبلتا دیبی) ۱۷۹
شہید راہ کشف و سیاحت ۲۶۱
شیخ الاسلام علی بائن کا مراسلہ ۱۹۸

ص

صحبت دو سیں ۱
صدا بہ صحرا ۲۰۶
" ۲۳۰
صفحۃ من تاریخ الکیمیا ۳۸۵
" " " ۴۰۱
صوبجات متحدہ اور اُردو پریس ۲۴۴

ط

طرابلس اور بلقان کے بعد ۳۸۳
طریق تذکرہ و تسمیہ خواتین ۲۲

ع

عرب کی بقیہ آزاد حکومتوں کا خاتمہ ۴۲۷
عربصہ تشنگان حجاز ۱۶۵
علوم القرآن ۱۰۵
" ۱۳۹
" ۱۵۵
علم آثار مصریہ ۲۶۵
" " ۳۸۷

غ

غرائب الافلاک ۱۳
غزوہ طرابلس اور اسکا مستقبل ۲۴۰
" " ۲۵۹

ف

فاتحۃ السنۃ الثالثۃ ۴
" ۳۷
" ۷۹
فلسفہ ۴۰۳

ق

قوموا یا عباد اللہ ۲۲۷

ک

کرزار الستر ۳۸۷
کتاب ممدوح بنام ایڈیٹر الہلال ۴۰۹

م

مجمع البحرائر مالدیپ ۴۲۶
مرزا غالب کا غیر مطبوعہ کلام ۴۳۷
مسئلہ اسلامیہ اسکر پور ۲۵۳
مسئلہ بقاء و اصلاح ندوہ ۲۲۸
" " ۲۴۶
" " ۲۷۵
" " ۳۰۰
" " ۳۲۸
" " ۳۴۸

مسئلہ بقاء و اصلاح ندوہ ۳۷۹
" " ۳۸۲
مسئلہ تبلیغ اسلام ۲۳
مسئلہ مساجد و قبور لشکر پور ۳۹۰
" " ۴۱۴
" " ۳۷۰
مسئلہ سود کی ترقی ۴۸۱
مسلمانان ہند اور دولت علیہ کی جنگی اعانت ۳۹۴
مسلم یونیورسٹی ۴۱۴ (الف)
مشرق اقصیٰ اور دعوت اسلام ۲۸۸
معارف قرانیہ ۱۱۰
معروضات طلباے دار العلوم ۲۲۸
مکتوب آستانہ علیہ ۶۳
" ۳۷۱
" ۲۰
مکتوب لندن ۲۲۱
" ۳۹۳
مکتبہ حربیہ ۲۴۲
ممالک عثمانیہ اور نصرانیت ۱۸۷
میر مجلس آل انڈیا مسلم لیگ کی افتتاحی تقریر ۲۹

ن

نامہ بر کبوتر ۴۲۱
" ۴۴۴
ندوۃ العلماء ۴۱
" ۸۳
" ۱۰۲
" ۱۷۵
" ۲۰۹
" ۲۳۳
" ۲۵۵
" ۲۷۹
" ۳۰۳
ندوۃ العلماء اور مولانا شبلی نعمانی ۲۲۰
ندوۃ العلماء کی قسمت کا فیصلہ ۲۹۹
نظارۃ المعارف دہلی ۴۲۹
نفس انسانی کا پیمایش عمق ۳۱۰
" " ۳۳۷
واقعہ ایلاء و تخییر ۳۷۷
" ۳۹۷
" ۴۱۹

ہ

ہوائی جنگ ۳۱۵
" ۳۶۲

ی

یورپ اور قدیم تصاویر ۳۵۷
یورپ و امریکہ اور مذہب بہائیہ ۴۴۶

القسم المنظوم

مرزا غالب کا ایک غیر مطبوعہ قصیدہ ۴۴
عدل جہانگیری ۴۶۳

الرسوم و الصور

الف

ابو عبد اللہ محمد صاحب غرناطہ کی تلوار ۱۰۸
ابو الہول موجودہ حالت میں ۶۶۶
آثار ہند خاص نمبر ۲
سر ارنیسٹ سیکلٹن ۱۴۹
اسد پاشا ۳۷۰
اسیریا کے مقبرے ۱۹۴
اعلیٰ قسم اور نسل کے کبوتر ۴۲۲
السٹر کی فدا کار عورتوں کا ریجیمنٹ ۳۸۸
افتراعیات عثمانیہ کی ایک جماعت ۶۶
الو العزم اسنو ہیلتا دیبی ۱۷۹
اندرون طرابلس کا نخلستان ۲۴۰
ایڈرنا پل کی ایک یادگار مسجد ۳۷۶
مسٹر ایڈورڈ کارسن السٹر کے بندر گاہ میں کھڑے فوجی احکام دیکھ رہے ہیں ۲۸۸
ایک افتتاحی رسم ۴۶۴
شاہ البی نوف ثالث فرعون مصر ۳۷۷
شاہ البی نم ثالث کے مزار کی چوٹی ۳۸۷
ایروپلین قسم کا ایک ہلکی جہاز ۳۱۷
" ایں کورہ خر من عاصی زارے بودہ است " ۴۶۰

ب

بادل میں بدن نیت عمیق غار ۱۶۴
بادل کی قدیم بنیادیں ۱۹۴
مرحوم بابان حسن زادہ بک ۲۴۲
بعلبک کے سب سے بڑے مندر کے بعض آثار و سر بفلک ستون ۲۱۶
بعلبک کے سب سے بڑے اشوری مندر کا بقیہ ۱۸۱
بیکتاش کے مندر کے ستون جن پر چھت قائم ہے ۲۱۷
علیا حضرت بیگم صاحبہ بھوپال ۱۱
بلسس خادم ہوائی جہاز میں ۶۶
بلسس خادم ہوائی جہاز کے لباس میں ۶۶

پ

پیدن کا مکتب رسادید ۲۸۸

ت

تری فالین ۴۶۴
تعلیم و تربیت اطفال کا طبیعی طریقہ ۲۸۳

ث

ثمن برج (آگرہ) ۸

ج

جامع علاء الدین کیقباد کے ایک برج کا دنبہ ۳۳۲
جاپان کی ایک مجلس اسلامی کا ذکر ۲۸۸
حربوب میں قلعہ اور جماعت سنوسیہ کی مرکزی خانقاہ ۲۴۱
حربوب میں قبائل سنوسیہ کا اجتماع ۲۵۹
حربوب میں طریقہ سنوسیہ کا پہلا زاویہ ۲۶۰

جربوب کی جامع مسجد جو شیخ سنوسی اول نے تعمیر کرائی ہے ۲۸۹
جربوب میں قبائل سنوسیہ کا پہلا اجتماع ۳۱۸
جزائر ملی پائن کے باشندوں کا ایک منظر ۶۷
جزیرہ موروز (ملی پائن) کا ایک مکان ۶۷
سید جمال الدین اسد آبادی ۵۸

ح

سید حسین شریف حال مکہ ۱۳۶

خ

خاندان شہزادہ ریڈ ۱۶۶

د

دولت عثمانیہ کا زپلن قسم کا جہاز ۳۶۴

ذ

ڈاکٹر رابرٹ کولڈ لوئی سر براہ عمل حفریات بابل ۱۶۴
رعمسیس ثانی فرعون مصر ۳۸۸
رؤف بے ۱۳۸
مشہور مصور ریفیل کی تصویر ۳۵۷

س

سد ہندیہ کا افتتاح بعداد میں ۲۱۸
مشہور عمارات سکندرہ و آگرہ کا ایک منظر ۲
سلطان عثمان اول ۳۸۴
سلطان مالدیب کے محل کا ایک منظر ۴۲۷
شیخ سلیمان البارونی ایک سنوسی شیخ کے سامنے کھڑے ہیں ۱۰۵

ش

شاہجہان اعظم لوح نمبر ۲
شہداء طرابلس کا ایک گروہ شہادت سے پہلے ۱۹۵
شیخ سنوسی کا جربوب میں قلعہ ۱۹۷
شیخ سنوسی اور انکے خلفاء خاص ۳۶۰
شیر کا مجسمہ جو بابل سے نکلا ہے ۹۳

ص

سلطان صلاح الدین فاتح حروب صلیبیہ ۱۰۶

ط

طبق فیستاس ۱۳۵
طرابلس کی عارضی حکومت کے بعض ارکان ۱۱۶

ع

معنی شیخ محمد عبدہ ۱۰۹
الشیخ عبد البہاء عباس افندی ۴۴۷
عثمانی طیارہ جی صادق بے ۳۶۱
عثمانی صنائع نفیسہ کا دار الصنائع ۳۸۶
عثمانی طیارہ جی فتحی بے ۳۶۱
سلطان علاء الدین سلجوقی کا برج اور شکستہ کوشک ۳۳۱
سلطان علاء الدین سلجوقی کا طلائی شمعدان ۳۳۲
کمال عمر بے محاسب ہلال احمر آستانہ ۱۷۱

غ

غبارہ والا جہاز ۳۱۶
غزوہ طرابلس میں مجاہد عورتوں کی شرکت ۱۹۵

ف

فراعنہ مصر کی مقدس گائے ۳۸۹
" فصل گل و طرف جوئبار و لب کشت " ۴۶۱
مسٹر فیلی سابق گورنر فلی پائن ۱۹۸

ق

قرطاجی کی مقدس بھیڑوں کے سر جنکے مجسمے حال میں دیر البحاری میں ملے ہیں ۳۸۸
قسطنطنیہ کا جدید دار الصنائع ۳۸۵
قسطنطنیہ میں تیلی فون کا اسکول ۴۰۴
قلعۂ بابل کے بقیہ آثار ۹۲
قونیہ کا منارہ ساعت ۳۳۱
قونیہ کی خانقاہ مولویہ میں حضرت مولانا روم کا مخطوط و منقوش سجادہ ۳۳۳

ک

موسیو کائیو وزیر مال فرانس ۴۰۷
میڈم کائیو - ایڈیٹر فیگارو کی قافلہ ۴۰۷
لکھنؤ میں مہمانان معتزم کی یادگار میں اعزازی ڈنر لوح - نمبر ۲۱

م

مالدیب کی ایک مشہور سڑک ۴۲۷
مجاہدین طرابلس کا ایک گروہ مشہور موسی بک کے زیر قیادت ۱۹۵
مجمع الجزائر جاپان کی ایک مقدس مجلس ۳۸۸
محل راجہ بیربل فتح پور سیکری آگرہ ۳
مساجد مقدسۂ لشکر پور ۳۷۶
مسجد تاج آگرہ کا صحن ۶
مسجد مقدس لشکر پور ۱۷۴
مسجد مقدس سنئی بازار کلکتہ ۲۲۸
مسز اسٹے نرڈ ۴۴۶
مسجدی وحشت کا ایک نیا منظر ۳۷۶
مسقط میں پورپین تمدن کی تکمیل ۲۱۹
مقبرہ اکبر اعظم - اکبر آباد ۵
مقبرہ اعتماد الدولہ ۷
مکتب حربیہ کا ایک بورڈنگ ہاؤس ۲۲۲
مکتب حربیہ کا اصطبل ۲۴۲
مکتب حربیہ کا ڈائنگ ہال ۲۴۲
مکہ معظمہ کا ایک اجتماع جسمیں ارادہ سنیہ (فرمان سلطانی) پڑھا جا رہا ہے ۱۳۶
ایک مندر جو پہلے گرجا اور پھر مسجد بنایا گیا ۱۸۱
کونتیس موالبتہ عربی نرفعہ میں ۴۱۷
مس مونتسوری کی ابتدائی تعلیم کا مرقع ۳۴۰
" مے خوردن و شاد بودن آئین من است " ۴۶۰

ن

نامہ بر کبوتروں کے سفری اشیائے جو خچر پر لدے ہیں ۴۴۴
نامہ بر کبوتروں کے دو خاص قسم کے آشیانے ۴۴۵
نامہ بر کبوتروں کی بارک اور بالائی سطح ۴۲۳
نامہ بر کبوتروں کے انرے کا منارہ اور اسٹیشن ۴۴۵
مقدس بیل نیپور ۱۶۴
نیپچند نیزر کا محل ۹۳

و

محمد وحید افندی شیخ الاسلام جزائر فلی پائن ۶۷
وکٹوریا لونس نامی ہوائی جہاز ۳۱۷

ہ

ہوائی جہاز میں معتدل اور ممزوج ہوا کے حاصل کرنے کا آلہ ۳۶۳
ہوائی جنگ کے متعلق دو تصویریں ۳۶۲

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلارڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱ و ۲ — کلکتہ : چہارشنبہ ۹ و ۱۶ صفر ۱۳۳۲ ہجری — جلد ٤

Calcutta: Wednesday, January 7 & 14, 1914

قیمت فی پرچہ ساڑھے تین آنہ

نوٹ ... ڈاک خرچ ہونے کی وجہ سے قیمت ۵ آنہ

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor,

Abul Kalam Azad

// 1 McLeod Street,

CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs 8

Half-yearly „ „ 4 12

الہلال

3

مدیر مسئول و محرر حصوصی

ابوالکلام آزاد

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاؤڈ اسٹریٹ

کلکتہ

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱ و ۲ — کلکتہ : چہارشنبہ ۹ و ۱۶ صفر ۱۳۳۲ ھری — جلد ۴

Calcutta Wednesday, January 7 & 14, 1914

فہرس

بحر الانباء ۱
افکار و حوادث (صحبت درویش) ۲
واقعہ السفرہ الثالثہ ۴
مقالات (احتساب عمومی) ۹
انتقاد (اردو علم ادب اور اتحاد فرمانروا
مصطفی کمالی جنگری سنہ ۱۹۱۳ء) ۱۱
عبادۃ علمیہ (عوائد الافلاک ۱۲
رسالہ و المناظرہ (اتحاد شیعہ و
اہل سنت) ۱۶
کانپور میں جلسہ اتحاد ۲۰
مراسلات (مختلف اشخاص) ۲۰
واقعہ قاہرہ ۱۹۱۱ء ۲
اسکاٹ ... طرابلس سنہ ... عبادۃ
حوادث ۲۲
(مسئلہ تعلیم اسلام) ۲۳
(جنگ اسقودار ... الغربی سنوسی
اشتباہ) ۲۵
اضافہ خدمت (تبصرہ ترک ہوا ... طرابلس
الغربی) ۲۶
ہوم رولنگ (اقتراحات انگلستان) ۲۷
میر مجلس آل انڈیا مسلم لیگ کی
افتتاحی تقریر ۲۹

تصاویر

ہز ایکسیلنسی انور پاشا حدود روملی ۱
سکندرہ (آگرہ) ۲
محل راجہ بیربل (فتح پور) ۳
مقبرہ اکبر اعظم (اکبر آباد) ۵
مسجد تاج آگرہ کا صحن ۶
مقبرہ اعتماد الدولہ (آگرہ) ۷
معسکرات شاہی قلعہ آگرہ ۸
علیا حضرۃ بیگم صاحبہ بھوپال بالقابہا ۱۱

انور پاشا حدود و وزیر حربیہ

نئے سال کا پہلا نمبر

یہی ہے جو آج شائع ہوتا ہے - دفعۃ بعض اسباب ایسے پیش آئے جنکی وجہ سے ۷ - جنوری کا پرچہ نہ نکل سکا - اب دونوں نمبر ایک جا شائع کئے جاتے ہیں -

جن حضرات کا سالانہ یا ششماہی چندہ دسمبر تک ختم ہوگیا' انکی خدمت میں یہ آخری نمبر ہے جو روانہ کیا جائیگا - اس اثناء میں اگر انہوں نے آیندہ دیلیے ہی - پی کی اجازت دیدی یا خدمت بھیج دی تو سلسلہ جاری رہیگا' ورنہ رجسٹر سے نام خارج کر دیا جائیگا -

(مدیر)

افکار و حوادث

صحبت درویش

بالفعل - نیرزم دراورد چه نزاع ؟
بشاط - طرب مفلس و نیمبا طلبی ست

بالآخر دسمبر کا آخری ہفتہ آیا اور متصادم امیدوں اور مختلف آرزوؤں کے ہجوم میں آگرہ کی صحبتیں شروع ہوئیں - کامل چھ دن تک کانگریس اور لیگ کی مجلس آرائیوں نے ہندوستان کا رکن مشعول بنائے رکھا اور پھر یکبارگی معرکۂ کارزار کے نرم ہوے اور یکسر جدال و قتال کی صف بندیوں کے بالآخر یہ آغاز شورش اختتام سکون تک پہنچا :

منظور عبدے کہ در ایام بہار آمد و رفت !
ہنگامہ و ہایاں کار کیلئے اب بھر سال
تا بسر میدان سرمشقی و طیاری دارے :
میدان غالب و واعظ نزاع سد سافی
دیدہ لالہ دہ ہیجان قوۃ عصبی ست

اس سفر کا ارادہ امسال آگرہ جانے کا نہ تھا - بعض مصالح و ضروریات کی بنا پر اندین نیشنل کانگریس کے اجلاس کی شرکت کا مصمم ارادہ کر لیا تھا اور ۲۷ تک پہنچ جانے کی تلگرام دے بھی دیدیا تھا :

الٰہی زے کرشمہ و بت خانہ چنوز نر
مومن جلا ہے دعوے کرامات پارسا ئے کنہ !

لیکن روانگی سے چند دن پہلے یکایک اشاعت اسلام کے مسئلہ کا خیال ہوا' اور سوچا کہ اس اجتماع سے اس تحریک کی تجدید و اشاعت کا کام نکل آے تو بہت غنیمت ہے - نیز بہت سے مخلص بھی پہنچے کہ انکے لیگ میں آخری میثاق رسم کر ہونے والا ہے - وہ حریفان قدیم جو نومشتاق کارکنی سوزش طبعیں سے گھبرا کر عزلت گزیں ہو گئے ہیں ' اب باہر نکلیں گے' اور نئی وضع کے نرسمے دکھلائیں گے !

بانۂ خود آغاز کردہ در جنگ ست !

خیال ہوا کہ جن لوگوں کی سلسلہ ضعف کے مقابلے سے ہمدشہ عزت حاصل کی ہے ' ان کیلئے اس اعلان جنگ کا بھی تماشا دیکھنا لازم ہے - اگر یہ تمام سروسامان صرف اسی لیے ہے کہ لڑکے کا قصہ کیا جائے' تو پھر اس کی ضرورت کیا ہے؟ کم از کم اس کو بعد جنگ کے بھی دنیا کی طاقتیں اشرطیکہ فیروز دماغ کو جھوڑ دیں:

بسا لشکر کہ ساز و مہرہ سلطانے
کہ ماند صلح دہلم ' او بہ جنگ می طاند!

بہر حال لیگ کے جلسے منعقد ہوئے ' اور بغیر کسی کوشش کے ٹوٹے اور بغیر کسی شاے کے زخمی ہوئے' اسطرح ختم بھی ہوگئے کہ واپسی کے وقت ہر شخص اسی طرح صحیح و سالم بطور آیا تھا ' جیسا کہ شرکت سے پہلے تھا - یہ تو رائٹ آنریبل سید امیر علی کا قصہ چھیڑا جاسکا ' نہ لندن مسلم لیگ کے حقوق کی بحث نکلی ' نہ " سیلف گورنمنٹ " کے اصل المعنی پر معرکہ آرائی ہوسکی - اگر ارادے بھی ہوئے تو ناکام رہے ' اگر امیدیں بھی ہوئیں تو نامراد ہوئیں ' اگر طیاریاں بھی ہوئیں تو بے سود نکلیں ' یہ بعینہ حبکی لیا حق اور سچائی پر ہوتی ہے ' بعینہ مقابلے کے اسطرح کامیاب ہوئے ہیں ' سرور ہے کہ سعی و مقابلے کے بعد بھی کامیابیاں ہوں - اب اسکا کون فیصلہ کرے کہ فتح کسے ہوئی اور شکست کسے ؟ اور جنگ کی طیاریاں کس کے لیے تھیں اور صلح کا آرزومند کون تھا ؟ نحن نحکم بالظواہر - بہر حال اس سے تو کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ عاقبت کار حق لیلیے ہے اور فتح یابی سعی باطل - تو بھی نہیں ملسکتی - ان اللہ لا یفلح الظالمون - پس اگر کسی گروہ کا مقصد باطل سے جنگ آزمائی کا ارادہ ہو تو ابتدا اسے شکست ملنی بھی اور ملی ' اور اگر کسی کے ساتھ حق و صداقت بھی ہو تو اسے فتح یابی بھی اور فتح یابی بھی ہوئی - فوق کل ذی علم علیم - تفصیل ما قالو یعلمون :

کہ کشتہ شد ' ز اسپش چہار سالہ برس کہ کہ خود دہد
ناقوس ز کہ خواہش ' دھول ' سمش ز پاش ز کہ خیزد
دھلیز مسلم دسم ' سے قدمی ' سے سنی سے
سالہ عظیم ' سے مصطفی ' ز اسکندر
۱۲ ۹۵ اس کہ بہ اپنے عقلی صداقت
ہے - پس پے - دگاری حمد نور حسن سے معلوم ' ز مسلمان
و سالم رہا '

پچھلے عرصے سے جو تعدادیں قوم کے سیاسی مقدمات میں ہوئے ہیں ' ان میں ایک گروہ ہے جو ہمیشہ اپنی جھنڈا ہے اور بعض ایک دوری ہنجان ' چند اشخاص ہی رفیع نامبدی ' ز بعد اسی معلم اور

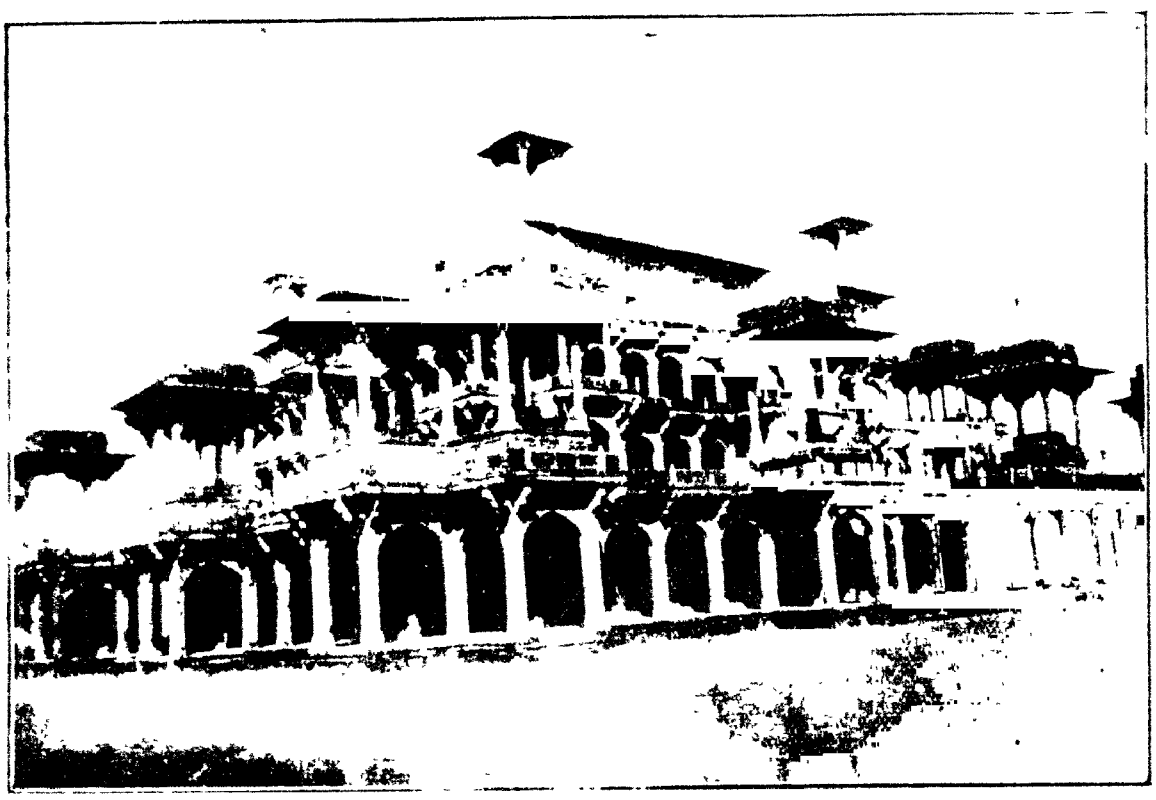

مشہور عمارت سنبلدرہ (آگرہ) کا ایک نظارہ!

یہ تصویر اجتماع الفرس و [illegible]

واقعی عقیدے کے ایک شورش ' ناحاصل ' سے تعبیر ادیا ہے ' یعنی اسطرح وہ چاہتا ہے کہ جدوجہد مسلسلہ کی سیاسی مساعی تعطیل کی پامالی ' اقدامے جو اپنے کیا ہے ' ان کی [illegible] ' خود ہی اس خدمت کو اپنی جانب سے ناحسن وجوہ انجام دیدے : و انطلق الملا منہم ان امشوا و اصبروا علی الہتکم ان ہذا لشیء یراد ' اسلیے وہ موقعہ سعی کرتا ہے کہ اس تغیر کی قوت کو اپنے استاد سیاسی سے تقویت دے - کئی تجربے ہوچکے ہیں اور یہ گویا آخری تجربہ تھا ' مثل سابق کے اس تجربے سے بھی ثابت ہوگیا کہ یہ تغیرات محض سطح کی لہریں ہیں جنہیں ہوا کی جنبش سے پیدا کردیا ہو ' بلکہ تہہ سے اٹھنے والا طوفان ہے ' اور جو اسکے استعمال اور کام لینے میں بہت سے ارباب غرض و نمائش (جو پچھلے گروہ سے صورت میں تو مختلف ' مگر معناً انہیں کی طرح اغراض شخصیہ کے پرستار ہیں) غلط فہمیاں کررہے ہوں ' تاہم حقیقت اصولاً یہ تغیر حق اور زمت کی قوت پر مبنی ہے ' اسلیے اس سے ہر ٹکراؤ لا حاصل ہے - یہ صرف حق ہی کا معجزہ ہے کہ اس سے جو بھی ٹکرائے ہے ' خود چور چور ہو جاتا ہے پر اسکی پیشانی تو زخمی نہیں کر سکتی - طعن و تشنیع لا حاصل کی جگہ پھر ہوگا کہ اب ہم دعا مانگیں کہ خدا تعالیٰ اس تغیر کی اصلی سے کون اپنے موجب [illegible] تبدیلی دے

[illegible] سے [illegible] کے [illegible] کے [illegible] ہمیشہ [illegible] ہے اور ناکام رہیگا ' انا لننصر رسلنا و الذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا و یوم یقوم الاشہاد (۴۰ : ۹ : ۱۲۷)

اس تازہ مدعی حضرات کی حالت عجیب و غریب ہے کہ یہ موقعہ ہے جبکہ ہی ان کی اصلاحات میں مصروف ہونے چاہئیں ' یہ تحقیق مسودے مشروع ہو گئے ہیں : انہ التدبری من سلطان نکون ' تاکہ ان اصلاحات میں کس قدر ہے سلیاً الا کان ہ [illegible] : ۱۲ ' الدین جب موقعہ تا ہے ' ز مصالحت ' القدیمات کی [illegible] ز ہد مصالحہ قوت سے [illegible] القدیمات منعقد [illegible] ہے قوت ہیں ' تو بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس سعی باطل سے [illegible] ز سرسبز ہوں ' لا تامل بہتا سرنوع [illegible] ہیں ' ہ ضعف [illegible] ہے قوی تو ہی سازشیں ز [illegible] ہیں ' ہ [illegible] ہ [illegible] ہ [illegible]

لیکن في الحقیقت ان باتوں سے کچھه بھي حاصل نہیں ' اور جو وقت اسمیں صرف هوتا هے بہتر هے که اُسے فکر کار میں خرچ کریں -

احباب کرام کو یاد هوگا که مسلم یونیورسٹي فاونڈیشن کمیٹي کے دوسرے اجلاس علي گڈه کے بعد اس عاجز نے ایک حرف بھي اسکے واقعات و نتائج یا اعلان فتح و شکست کي نسبت نہیں لکھا حالانکه اسکے پہلے اجلاس لکھنؤ کا جو حال رها تھا ' اور پھر مجوزه یونیورسٹی ڈیپوٹیشن کے شکست تک جو حالات پیش آئے تھے ' اور پھر باوجود سعي و جهد مخالفانه ' علي گڈه کے اجلاس میں جو کھلي کامیابي الهلال کي آواز کو هوئي تھي ' اُن سب کي بنا پر صرف مجھي کو یه حق حاصل تھا که اگر کچھه کہنا پسند کرتا تو کہتا ؟

تاهم میں نے ایک حرف بھی نہیں لکھا اور نه جلسے میں کہا که نظر کلم پر اور حکم حتی الامکان صرف ظاهر امور هي پر لگانا چاهیے - اگر امن و صلح کے سانهه هم سب ایک نتیجه تک پهنچ گئے تو چاهیے که کھلے دل سے ایک دوسرے کو مبارک باد دیں -

لیگ کے گذشته اجلاس کے متعلق بھي میرے آخرین کلمات یہی هونگے - خواه اسباب کچھه هي هوں لیکن جلسے کے متعلق طرح طرح کي افواهیں تھیں اور الحمد لله که وه سب غلط نکلیں هر شخص نے خواه وه بعض اخبارات کی اصطلاح میں (لیکن غیر موجود فی الخارج) حزب الاحرار میں سے هو یا مستبدین میں سے ' بدامني و اختلاف سے عموماً احتراز کیا اور صلح و امن کي خواهش متصل ظاهر کي - اگر یه اپنے ضعف کے علم کا نتیجه تھا تو دلوں کے رازوں کے جاننے کا همارے پاس کوئي ذریعه نہیں ' اور اگر یه واقعي حسن نیت و صداقت فکر کا نتیجه هے تو اسپر جسقدر خوشي کي جاے کم هے - شکایت کے سانهه شکر بھي کرنا چاهیے ' اور ملامت کے ساتهه تحسین کي آمیزش عقلمندي کي علامت هے - خدا هماري نیتوں کو پاک کرے اور ارادوں میں صداقت دے ' ملک و ملت کي خدمت کو اپنے اغراض کا آله نه بنائیں ' اور عزت دنیوي کے خواهشمند هوں پر دین پر دنیا کو ترجیح نه دیں - نیز شکوک کا خاتمه اور رنجشوں کا انسداد هو ' و العاقبة للمتقین !

مسئلهٔ البانیا کا دوسرا دور

٩ ماه حال کي شب کو ایک جهاز ولونا کے ساحل پر لنگر انداز هوا ' جہاز میں دو سو عثماني سپاه تھي جسمیں افسر بھي تھے - جہاز سے لوگوں نے اترنا چاها مگر مقامی حکام نے قلیل مسلح فوج کي مدد سے انهیں اترنے نه دیا اور فوجی قانون (مارشل لا) کا اعلان کردیا مگر عزت پاشا نے جنکي سرکردهي میں یه مہم تھی ' اترنے پر اصرار نہیں کیا - دیر انهوں نے اندروني معاملات سے اپنے تعلق کے متعلق نہایت صفائي سے انکار کیا هے ' که عثماني سپاه اسوقت تردست میں هے -

مسافـــر تـــرک

الهلال نمبر ٢٥ جلد گذشته میں هم نے طلب اعانت کے نام سے ایک مریض الدیار ترک مسافر کا ذکر کیا تھا جنکا نام حمدي بے هے اور جو کچھه عرصے سے کلکته میں مقیم هیں - اُس وقت میں نوحه احوال ماضي حالات سائع نہوسکے اب انہوں نے عربي میں ایک مراسله لکھکر دیا هے که درج کردي جاے اور اسمیں اپنے ضروري حالات بیان کیے هیں - وه لکھتے هیں :

حضرت منشي الهلال المنیر -

تحیة و سلاماً و بعد فاشکرکم علی ما تتبتم علي في العدد ٢٥ من جریدتکم الغراء وادعوا الله بان یجزل لکم العطاء علی ان عاونتم ابن سبیل معدم لا ولي له الا الله -

لکني اری ان ما تتبتم لا یشفي الغله فهل تسمحون لی بان ازید بیانکم باخر و جیز یکشف القناع عن امري ؟

انا التعس البائس ترکي ابن خمس و خمسین سنة ' مسقط راسي سلانیک ' و حرفتي خدمة الحکومة و لقد خدمت الدولیة العلیة في الاستانه و بعض البلاد العربیة الی امد مدید -

کنت في سلانیک لما اشهر الیونان الحرب علی الدولة العلیة فلما دخل هولاء سلانیک ' و هم حینئذ اشبه بالوحوش الضاریة بل الکلاب العادیه منهم بالانسان - سامروا المسلمین بانواع العذاب من السلب والنهب مما یطول شرحه ' مع انکم عارفوه بواسطه الجرائد العربیه و الترکیه و المکاتبین الافرنجیین -

فلما بلغ سیل الزبي و لم یبق ملجأ ' اضطررت الی المهاجرة مع عائلتي فاثرت مصر حاسباً عسی ان نجد هنا ما نسد به رمقنا ونصون به اعراضنا لکن انفق رائدي فلم الف ما بنقدنا من هذا القطر المدفع ' فقصدت الهند املاً انه سیفتح علی باب هنا فاني کنت طالما سمعت من حصبه و ثروته و اتساع ابواب الارتزاق فیه لکن نا لله ! لم نکن حصي ها هنا باحسن منه في مصر ' فاني ها هنا مند بضعة اشهر و لم ازل في اسر العدم و البطالة ' فلا عندي مال فاقوم به اود حیاتي و حیات عائلتي ' ولا شغل فاکتسب به المال !

ان مسلمي الهند الکرام تؤثر منهم السماحة و السخاء و مواساة الفقراء و الغربا و انا ابن سبیل بعید عن الخوان و الاهل ' معدم المال ' صاحب العیال ' کاسف الحال ' کثیر البلبال ' فارفع الیهم سوالي بواسطه جریدتکم الغراء ' فیا ایها الاخوان الکرام ! هل فیکم من یواسیني بالقدر الیسیر مما رزقکم الله ؟ و اعلموا ان المسلمین في اموالهم حق للسائل و المحروم ' و انکم لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون -

(سید محمد حمدي ے
مسافر خانه حاجی موسی سیٹھه - کلکته)

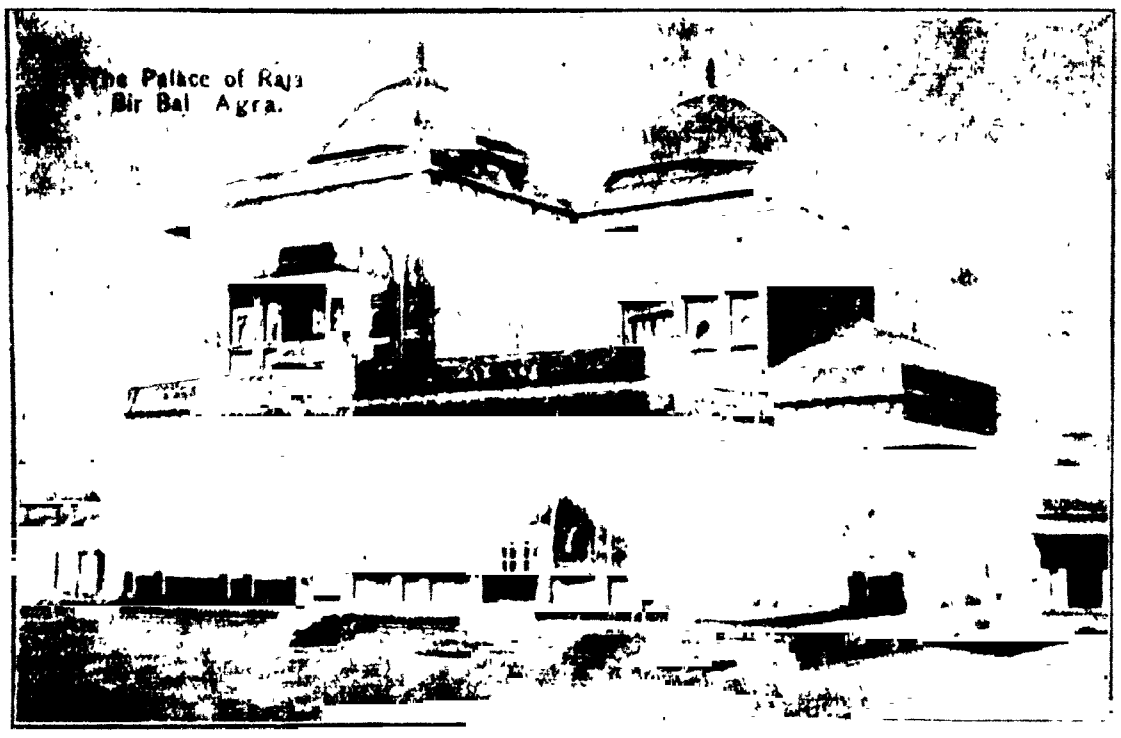

محل راجه بیربل (فتح پور) سیکري - آگره

بسم الله الرحمن الرحيم

فاتحـــة السنـــة الثـالثـــة

المجلـــد الـــرابـــع

الحمد لله الذي بعث النبيين - مبشرين و منذرين - و انزل معهم الكتاب بالحق ليحكم بين الناس فى ما اختلفوا فيه ' وما اختلف فيه الا الذين اوتوه من بعد ما جاءتهم البينات بغياً بينهم ' فهدى الله الذين آمنوا لما اختلفوا فيه من الحق باذنه ' و الله يهدي من يشاء الى صراط مستقيم -

و الحمد لله الذي انزل الذكر تبياناً لكل شيء و هدى و رحمة لقوم يؤمنون - و اختص هذه الامة بانه لا تزال فيها طائفة على الحق لا يضرهم من خذلهم و لا من خالفهم حتى يأتي امره و هم ظاهرون - يدعون من ضل الى الهدى ' و يبصرون بنور الله اهل العمى ' و يحيون بكتابه الموتى ' و يصدرون منهم على الاذى ' فهم اولياء الله حقاً ' لا خوف عليهم و لا هم يحزنون -

فكم من قتيل لا بليس قد احيوه ' وكم من ضال لا يعلم طريق رشده ' قد هدوه ' وكم من مبتدع فى دين الله بشهب الحق قد رموه ' جهاداً في الله و ابتغاء مرضاته ' و بياناً لحجته على العالمين و بيناته ' و طلباً للزلفى لديه و نيل رضوانه ' فاولائك على هدى من ربهم و اولائك هم المفلحون '

فسبحان من له في كل شيء على علمه و حكمته اعدل شاهد - و لولم يكن الا ان فاضل بين عباده في مراتب الكمال و الفضل حتى عدل آلا لاف المؤلفة منهم بالرجل الواحد ' ذلك ليعلم عباده انه انزل التوفيق بمحاله ' و وضع الفضل مواضعه ' و انه يختص برحمته من يشاء ' و الله ذو الفضل العظيم '

و اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له كلمة قامت بها الارض و السماوات ' و بعث الله عليها جميع المخلوقات ' و عليها اسست الملة ' و نصبت القبلة ' و لاجل حفظها جردت سيوف الجهاد ' و بها امر الله سبحانه جميع العباد ' فهي فطرة الله التي فطر الناس عليها ' و مفتاح عبوديته التي دعا الامم على السن رسله اليها ' و هي كلمة الاسلام ' و مفتاح دار السلام ' و اساس الفرض و السنة ' و من كان اخر كلامه " لا اله الا الله " دخل الجنة -

و اشهد ان الحلال ما حلله ' والحرام ما حرمه ' و الدين ما شرعه ' و ان الساعة آتية لا ريب فيها ' و ان الله يبعث من في القبور -

و اشهد ان محمداً عبده المصطفى و نبيه المرتضى - و رسوله الصادق المصدوق الذي لا ينطق عن الهوى - ان هو الا وحي يوحى - ارسله رحمة للعالمين - و قدوة للعالمين - و محجة للسالكين و حجة على المعاندين - و حسرة على الكافرين - بعثه لايمان مناديا - و الى دار السلام داعيا - و للخليقة هاديا - و لكتابه تالياً - و في مرضاته ساعيا - و بالمعروف آمرا و عن المنكر ناهيا - ارسله بالهدى و دين الحق بين يدي الساعة بشيرا و نذيرا - و داعيا الى الله باذنه و سراجا منيرا - و انزل عليه كتابه المبين - الفارق بين الهدى والضلال و الغي و الرشاد و الشك و اليقين فسرح له صدره - و وضع عنه وزره - و رفع له ذكره - و جعل الذلة و الصغار على من خالف امره - و افترض على العباد طاعته و محبته و القيام بحقوقه - و سد الطرق دونها اليه - فلم يفتح لا حد الا من طريقه - فدعا الى الله و دينه سرا و جهارا - و ادن بذلك بدين اطهر الامم ليلا و نهارا - الى ان طلع فجر الاسلام و اشرقت شمس الايمان - و علت كلمة الرحمان - و بطلت دعوة الشيطان - و اضاءت بنور رسالته الارض بعد ظلماتها - و تالقت به القلوب بعد نفرتها و شنآنها - و امتلأت به الارض نوراً و ابتهاجا - و دخل الناس في دين الله افواجا - فلما اكمل الله به الدين المبين - و اتم به النعمة على عباده المؤمنين - استأثر به و نقله الى الرفيق الاعلى - و المحل الاسنى - و قد ترك امته على الواضحة الغراء - والمحجة البيضاء - فسلك آله و اصحابه و اتباعه على اثره الى جنات النعيم - و عدل الزاغون عن هديه الى طرق الجحيم - ليهلك من هلك عن بينة - و يحيا من حي عن بينة - و ان الله لسميع عليم -

فصلى الله عليه و على آله الطيبين الطاهرين و اصحابه و اتباعه المهتدين - صلوة دائمة بدوام السماوات والارضين -

و استغفره من الذنوب التي تحول بين القلب و هداه - و اعوذ بالله من شر نفسي و سيئات عملي استعاذة عبد فار الى مولاه - بذنوبه و خطاياه - و نسأل الله تعالى ان يجعل لنا بجوده الذي هو سبب الوجود نورا ' و هديا و اقبالا عليه - و يميل بنا الى الاصغاء اليه - و يدلنا على حسن معاملته و القوة على الجد في طاعته - وان يجعلنا من جملة من ضمن ان يحرسهم من عائلة الشيطان - حيث قال : ان عبادي ليس لك عليهم سلطان - و جعلهم الشيطان و حزبه مثنوية اليمين - حيث قال : فبعزتك لاغوينهم اجمعين - الا عبادك المخلصين -

و السلام على الذين يستمعون القول فيتبعون احسنه اولائك الذين هداهم الله - اولائك هم اولوا الالباب -

مگو که نکته سرایان عشق خاموش اند
که حرف نازک و اصحاب پنبه درگوش اند

الهلال ' یا دعوة الهیة امر با لمعروف و نهي عن المنکر کي زندگي کے دوسرے سال کا یه عهد وسطی هے - نین ششماهی جلدیں مرتب هو چکي هیں اور یه چوتهي ششماهي جلد هے جس کا اولین نمبر شائع هو رها هے : فالحمد لله في البداية و الانتها ' و الشکر له في السراء و الضراء ' و نسال الله ان يرزقنا ' کمال الحسنی ' و سعادة العقبی ' و خير الاخرة و الاولی !

رب ادخلني مدخل صدق ' و اخرجني مخرج صدق ' و اجعل لي من لدنك سلطاناً نصيرا (١٧ : ٧)

اے پروردگار ! اس سفر میں جو میں نے اختیار کیا هے ' ایک بهتر مقام تک پهنچائیو ' اور دشمنوں کے هجوم سے نکالیو تو فتح و کامیابي کے ساتهه نکالیو - اور گو میں ضعیف و ناتوان هوں ' پر تو مجهے کارزار حق و باطل میں فتح یابي کے ساتهه غلبه دیجیو !

فیضي حریف مجلس رندان بود مدام
هرگز قدم ز دائره بیرون نمانده است

قارئین کرام کو یاد هوگا که جولائي سنه ١٩١٢ کو جب الهلال کا پهلا نمبر شائع هوا هے ' تو اسکے مقالهٔ افتتاحیه کا خاتمه ان دعائیه سطور پر هوا تها :

" اس خدائے حي و قیوم سے جس کے کان فریادوں کے سننے کیلیے هر وقت مستعد ' اور نعمهٔ " امن یجیب المضطر اذا دعاه " سے عشق نواز هر قلب مشتاق هیں ' اور جسکي آنکهیں کسي حال میں بے خبر نهیں اور هر آن " ان ربك لبالمرصاد " کي ٹکٹکي لگائي هوئي هیں ' یه آخري التجا هے که اگر اسکي ملة مرحومه اور اس کے کلمهٔ حق کي خدمت کي کوئي سچي تپش میرے دل میں موجود هے ' اور اگر واقعي اسکي راه میں فدویت اور خود فروشي کي ایک آگ هے ' جسمیں برسوں سے بغیر دهویں کے جل رها هوں ' تو اپنے فضل و لطف سے مجهے اتني مهلت عطا فرمائے که اپنے بعض مقاصد کے نتائج اپنے سامنے دیکهه سکوں - لیکن اگر یه میرے تمام کام محض ایک تجارتي کاروبار اور ایک دکاندارانه مشغله هیں جنمیں قومي خدمت اور ملت پرستي کے نام سے گرم بازاري پیدا کرنا چاهتا هوں ' تو قبل اسکے که میں اپنی جگه پر سنبهل سکوں ' وه میري عمر کا خاتمه کردے ' اور میرے تمام کاموں پر ایک دن بلکه ایک لمحه کیلیے بهي کامیابي کي لذت چکهنے نه دے - باغوں کے سرسبز و ثمردار درختوں کي حفاظت کي جاتي هے ' مگر جنگل کے خشک درختوں کا جلا دینا هي بهتر هے - جس دل میں خلوص اور صداقت کو جگه نه ملي ' اسے کامیابي کیلیے کیوں باقي رکها جاے ؟

ام حسب الذين اجترحوا السئيات ان نجعلهم کا لذين آمنوا و عملوا الصالحات سواء محياهم و مماتهم ؟ سا ء ما يحکمون ! (٤٥ : ٢٦)

جراوگ که اعمال بد کے مرتکب هوے هیں ' کیا انهوں نے یه سمجهه رکها هے که هم انهیں اُن جیسا کردینگے جو صاحب ایمان و اعمال صالحه هیں ؟ اور یه که ان دونوں کي زندگي اور موت ایک هي طرح کي هوگي ؟ نهیں نهیں ' ایسا هونا ناممکن هے "

تیره سال کا زمانه گذرا که یه دعاء ایک قلب مضطر سے اٹهي تهي :

و امن يجيب المضطر اذا دعاه و يکشف السوء و يجعله خلفاء الارض ؟ اله مع الله ' قليلا ما تذکرون ! (٢٧ : ٦٢) -

اور خدا کے سوا کون هے جو ایک مضطر کي پکار کو سنے ' قلب کي تکلیف کو دور کرے ' اور زمین پر اسے اپنے خلافت بخشے ؟ تمهاري فطرة خود اسکي شهادت دے رهي هے پر افسوس که بهت کم هیں جو فکر و عبرت سے کام لیتے هوں !

دمے ر صدق بر آور ' که آرزو بخشاں
هزار گنج اجابت بیک دعا بخشند !

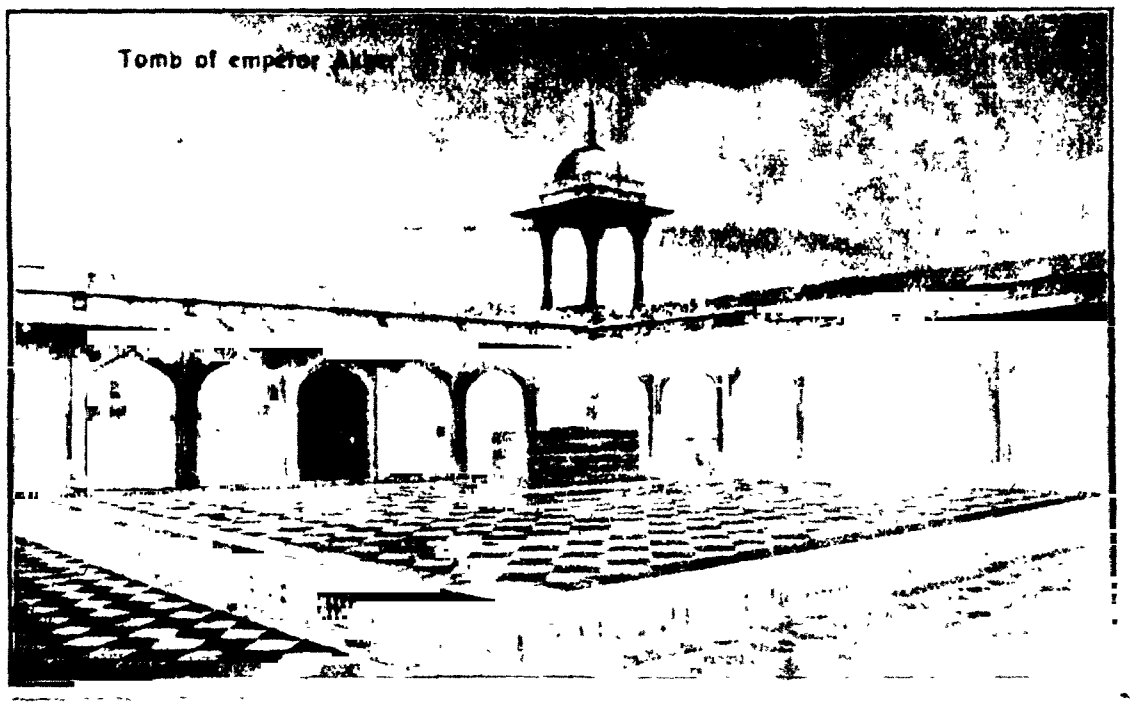

مقبره اکبر اعظم - (اکبرآباد)
به تقریب اجتماع آگره

صدق و کذب ' حق و باطل ' فتح و شکست ' کامیابي و نامرادي ' اور موت و حیات کا یه ایک فیصله تها جو الهلال نے خود هي علی الاعلان کردیا تها - اگر دل کا کهوٹ تها تو وه بهي برسر بازار آگیا تها ' اور اگر نیت کي سچائي تهي تو وه بهي زار و مضمحل نهیں رهي تهي - زندگي اگر ملنے والي تهي تو میں نے خود هي اسکا طریقه بدلا دیا تها ' اور موت اگر مقدر تهي تو خود هي اپني موت کا اعلان بهي کر دیا تها ' پر وه جو جسطرح قدیر و مقتدر هے ' اسي طرح حکیم و مدبر بهي هے ' جس طرح قهار و منتقم هے ' اسي طرح لطیف و کارساز بهي هے ' اور جو یقیناً اُن لوگوں کے ساتهه بد معامله نهیں جو هر طرف سے کٹکر صرف اُسي سے معامله کرنے والے هیں ' بالآخر اپني توفیق و نصرت کے ساتهه آیا ' اور اس نے ظاهر هوکر بتلا دیا که اسکا دست اعانت درحقیقت اس کے ساتهه هے ؟ اور یه که حق و باطل ' دونوں کے دعوے اور اعلانات یکساں نهیں هوسکتے - ایمان و نفاق ' دونوں کو اسکي بارگاه سے یکساں مقبولیت نهیں ملسکتي - سچائي اور جهوٹ ' دونوں اسکي سرپرستي کے مستحق نهیں هو سکتے :

افمن کان مومناً کمن کان فاسقاً ؟ لا یستون - (٣٢ : ١٩)

کیا وه جو مومن و مخلص هے ' ایک فاسق و نافرمان بندے کي طرح هوسکتا هے ؟ کبهي نهیں !

اسلیے که اعمال کي کامیابي و نامرادي اور نتائج کا حصول یا محرومي ' ضرور هے که دونوں قسم کے کاموں کو ایک دوسرے سے الگ کردے که یه ایک قدرتي اور الهي مکافات عمل هے :

اما الـذين امنوا وعملوا الصالحات فـلهـم جنت الماوى نـزلاً بـمـا كانوا يعملون - واما الـذين فسقوا فماوا هم النار' كلما ارادوا ان يخرجوا منـها أعيدوا فيها وقيل لهـم ذوقوا عذاب النار' الذي كـنـتـم به تكـذبون - (١٩:٣٢)

"(پس) جو لوگ ايمان لائے اور اعمال صالحه اختيار كيے' تو انكے ليے كاميابي و فيروز مندي كي بهشت هے' جهاں وہ ابدي حيات سرمدي بسر كرينگے - مگر جن لوگوں نے احكام الهي سے سرتابي كي تو انكے ليے ناكامي و خسران كي آگ كے سوا اور كچھه نہيں - وہ جب كبھي چاهيں گے كه اس دلت سے باهر نكليں اور نكلنے كيليے قدم بڑهائيں گے تو پھر اسي ميں دهكيل ديے جائينگے' اور اُنسے كہا جائيگا كه اس آگ كا عـذاب اب اچھي طرح چكھو جسے تم جھٹلايا كرتے تھے"

گذشته دو ششماهی جلدوں کے مقالات افتتاحیه میں اس عاجز نے دعوة ربانی کے کاروبار الهی کی طرف مختلف پہلوؤں سے توجه دلائی هے' اور اُس فضل مخصوصهٔ امة مرحومه کا تذکره کیا هے جسکی بنا پر همیشه حکمت الهیه نے تعلیم قرانی کے احیاء و تجدید کیلیے گمراهی و تاریکی کے سخت سے سخت دور میں بھی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے چراغ هدایت روشن کیے هیں - لیکن نا هم الهـــلال کے اولین نمبر کی اس دعا اور اسکے اُن عجیـب و غریب نتائج کی طرف کبھی توجه نه دلائی تھی جسکی نیرنگیاں اب بھی موجوده حالت عمل کے هر دن بلکه هر لمحه میں دیکھه رها هوں' اور بہت سی باتیں ایسی هوئی هیں جنکے لیے خاموشی گویائی سے زیاده پر امن هے -

مدار صحبت ما بر حدیث زیر لبی ست
كه اهل شرق عوام الله وگفتگو عربیست

مصلحت بھی یہی تھی - کیونکه وقت محض ابتدائی اور ارباب نظر کی بصیرت افزائی کیلیے بعض سنت ابتلا موجود تھے - لیکن آج وقت آگیا هے که اس دعاء افتتاحی کو پھر دهراؤں' اور اسکی بنا پر جو حالات و مشاهدات ارباب ایمان و ایقان کے مطالعه کیلیے موجود هیں' انکو واضح و آشکارا کردوں - اسکے لیے ایک مختصر تمہید هوگی اور پھر اصـل مطلب : وذکر' فان الـذکری تنفع المومنین (٥١ : ٥٥)

گویند مگو سعدی چندیں سخن عشقش'
می گویم و بعـد ازمن گویند بدستا نہا

(طریق تمثیل و امثال قرانیه)

تعلیمات الهامیه میں همیشه تمثیل کی زبان اختیار کی گئی هے کیونکه طبیعت انسانی محسوسات و مرئیات کی تمثیل سے بہت جلد نتائج و مقاصد تک پہنچ جاتی هے اور مطـالب الهیه و حقائق حکمیه کے درس و تفہیم کیلئے تمثیل و تشبیه سے هم اتنا ماگزیر هے - یہی سبب هے که تورات کے اکثر صحائف تمثیلوں کی زبان میں مرتب هوے هیں اور مسیح نے همیشه تمثیل هی کو اپنے مواعظ کا وسیله بنایا' اور اسی کا نتیجه هے که قران کریم کا بھی بڑا حصه تمثیلوں هی پر مشتمل هے بلکه فی الحقیقت اسکے بلند ترین معارف و سرائر اُسکی تمثیلوں هی میں پوشیده هیں :

و لقد ضربنا في هذ القران من كل مثل لعلهم يتذكرون - (٣٩ : ٢٩)

اور هم نے اس قران مجید میں هر طرح کی مثالیں بیان کیں - تا که شاید لوگ نصیحت پکڑیں اور غور کریں -

قران کریم کو پڑھو تو کہیں اختلاف لیل و نہار کا ذکر هے' کہیں ملکوت السمارات والارض کی طرف اشاره هے - کہیں آسمان کی تبدیلیوں' بارش کے آثار' برق و رعد کی گرج' اور طوفان آب و باد کی شورش کی طرف توجه دلائی هے' کہیں ان چار پایوں کا ذکر هے جنکے ذکر میں گو انسان کی طبع عقلت سرشت کوئی ندرت نہیں پاتی لیکن فی الحقیقت وہ اپنے اعمال و حواس کے اندر قدرت الهی کے عجیب و غریب مظاهر رکھتے هیں' اور پھر کہیں اُن تولدات ارضیه و بحریه کا بیان هے جن سے طرح طرح کے فوائد و منافع جمعیه بشریه حاصل کرتی هے - درختوں اور پھولوں کے اختلاف الوان و اشکال پر اُس نے زور دیا هے' تصریف رياح' انبساط سحاب' نشو و نماء ارض' طلوع و غروب نجوم و سیارات کو اُس نے بار بار دهرایا هے' اور علی الخصوص باران رحمت اور اسکے نتائج عجیبه کو مختلف پیرایوں اور مختلف موقعوں میں ارباب عقل و فکر کے آگے پیش کیا هے -

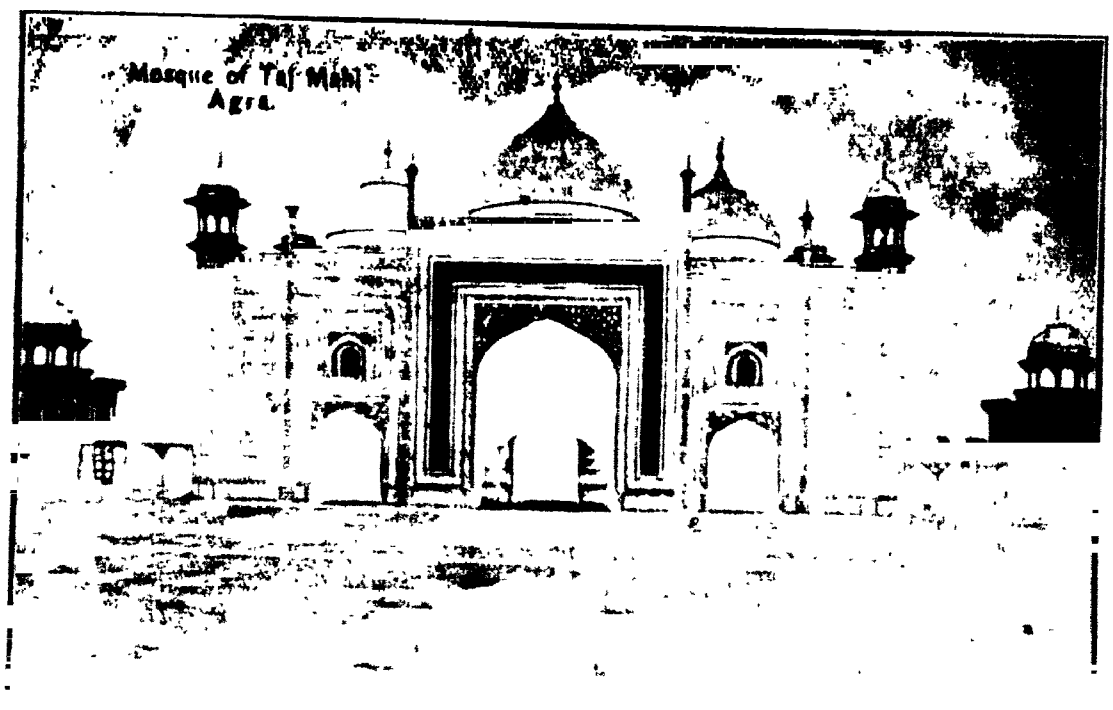

مسجد تاج آگره کا صحن
بتقریب اجتماع آگره

لیکن فی الحقیقت یه سب کی سب تمثیلیں هیں جنکے نقاب صورت کے اندر ایک اور هی جمال حقیقت مستور هے' اور انکے الفاظ و ظواهر تمثیل سے کسی خاص مقصد و حکمت اور موعظـه و بصیرت روحانی کا درس دینا مقصود هے - تاکه هر حقیقت روحانیه کیلیے اس سے اشبه و امثل ایک وجود جسمانی کو ممثل قرار دیا هے' اور هر انقلاب قلبی کیلیے ایک انقلاب مادی سے مثال لا کام لیا هے' ولکن : ما یعقلها الا العالمون :

ان في خلق السموات والارض و اختلاف الليل

" بے شک آسمان اور زمین کے پیدا کرنے میں' رات اور دن کے اختلاف میں' اُن

والنهار والفلك التي تجري في البحر بما ينفع الناس، وما انزل الله من السماء من ماء فاحيا به الارض بعد موتها وبث فيها من كل دابة، وتصريف الرياح والسحاب المسخر بين السماء والارض؛ لايات لقوم يعقلون! (۲ : ۲۱۲)

جہازوں کے آمد وشد میں جو سطح سمندر پر تیرتے ہوے جاتے ہیں اور جنسے انسانوں کے نہایت قیمتي منافع و فوائد وابستہ ہیں، بارش کے اس پاني میں جو اللہ تعالی اوپر سے اتارتا ہے اور جس سے زمین مرنے کے بعد پھر زندہ ہو کر لہلہا اٹھتي ہے، ان ہر طرح کے جانوروں میں جو سطح ارضي پر پھیل گئے ہیں، اور نیز ہواؤں کے چلنے میں اور زمین و آسمان کے اندر گھرے ہوے بادلوں کے ٹکڑوں میں، غرضکہ ان تمام تولیدات ارضیہ اور انقلابات سماویہ میں اللہ کي قدرت و حکمت اور عبرت و موعظة کي بڑي بڑي نشانیاں ہیں اُن لوگوں کیلیے، جو عقل و فکر سے کام لیتے ہیں!"

اگر زمین کي حیات نباتاتي کا ذکر کیا ہے تو اس سے في الحقیقت دل کي زندگي مراد ہے - اگر اختلاف ظلمت و نور پر توجہ دلائي ہے تو یہ روح کي ہدایت و ضلالت سے انقلاب کي تمثیل ہے، اگر انسان کے رزق و اغذیہ کے پیداوار سے مثال بیان کي ہے تو في الحقیقت اسکے اندر اللہ کي ربوبیت روحاني و معنوي چھپي ہوئي ہے اور سمجھانا مقصود ہے کہ جو رب الارباب انسان کي غذاء جسماني کا یہ سب کچھ سامان رکھتا ہے، کیونکر ممکن ہے کہ اسکي روحاني غذا کا انتظام نہ کرے؟

یہ روحاني غذا کیا ہے؟ یہ ہدایت و سعادت انساني کي دعوة الہیہ ہے جس کے لیے في الحقیقت روح انساني بھوکي پیاسی ہوتي ہے، اور جس طرح جسم حیواني مدتوں کي بھوک اور پیاس کے بعد بیقرار و مضطر ہوکر غذا کو پکارتا ہے، اسي طرح ضلالت کي شدت اور ہدایت کا فقدان بھي روح انساني کو ایک معنوي جوع و عطش میں مبتلا کردیتا ہے اور وہ اپني زندگي کیلیے اپني غذا کو دیوانہ وار پکارنے لگتي ہے - پس وقت آیا ہے کہ اُس حکیم علی الاطلاق، اُس فاطر الارض و السمارات، اُس مدبر الامر و الاشیا، اور اُس مسبب الاسباب حقیقي کي ربوبیت ظاہر ہوتي ہے جس نے انسان کي حیات جسماني کیلیے تمام دنیا کو طرح طرح کے اغذیہ و ثمرات کي بخشش سے ایک خوان کرم بچھادیا ہے - اسکا دست مخفي غذاے روحاني کا بیج بونا ہے، اور اپني نشو فرمائي سے اُسے یکایک سربلند و بالا قامت بنا دینا ہے - پھر اسکي سعادت و ہدایت کي نعمتوں سے زمین کے بڑے بڑے ٹکڑے بھر جاتے ہیں اور اس بخشش کي دعوت سے ارض الہي گونج اُٹھتي ہے:

امن خلق السمارات والارض و انزل لكم من السماء ماء فانبتنا به حدائق ذات بهجة، ما كان لكم ان تنبتوا شجرها، ء اله مع الله؟ بل هم قوم يعدلون! (۲۷ : ۶۱)

"کون ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا؟ اور کون ہے جس نے اوپر سے پاني برسایا؟ اور پھر جب پاني برسا تو اسکي آبیاري سے نہایت حسین و شاداب باغ و چمن پیدا کیے؟ (حالانکہ) تمہارے بس کي یہ بات نہ تھي کہ تم اُن کے درختوں کو اُگا سکو؟ کیا خدا کے سوا ان کاموں کا کرنے والا اور بھي کوئي معبود ہے؟ ہرگز نہیں مگر یہ نا سمجھ لوگ ہیں کہ ناحق گمراہ ہو رہے ہیں!"

یہ انسان کي روحاني غذا کا وہ تخم صالح ہے، جس کي کاشت ارض قلب و معني میں انبیا و مرسلین کے ہاتھوں ہوتي ہے، اور پھر مختلف ازمنۂ ضلالت و ادوار مظلمہ میں انکے متبعین و مطیعین آتے ہیں، جو اس سنت انبیا کي تجدید و احیا کرتے ہیں، اور چونکہ اطاعت خدا و رسول کي راہ سے انکو شرف "معیت" و نسبت "متابعت" حاصل ہوجاتي ہے، اسلیے وہ سب کچھ انکے ہاتھوں ظاہر ہوتا ہے، جو انکے مطاع و متبوع کے ہاتھوں ظاہر ہوا ہے:

ومن يطع الله والرسول فاولائك مع الذين انعم الله عليهم من النبين و الصديقين و الشهداء و الصالحين، وحسن اولائك رفيقا (۴ : ۷۱)

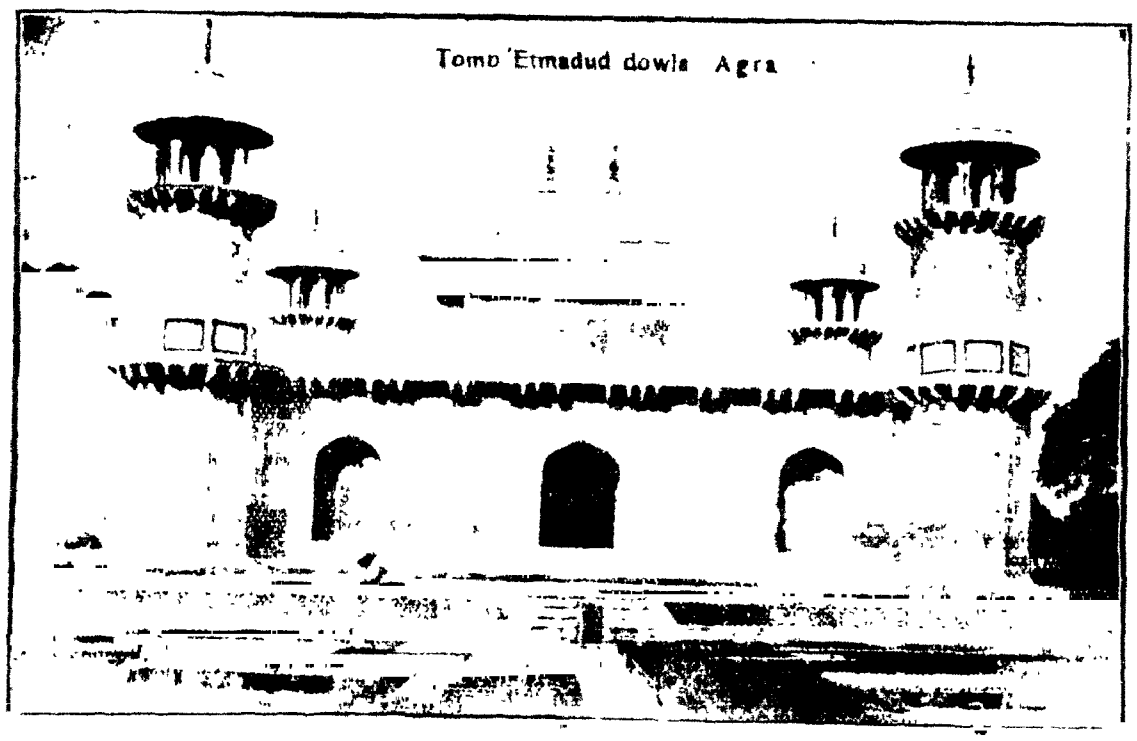

مقبرہ اعتما الدولہ - (آگرہ)

ترجمہ — اور جو لوگ ہر طرف سے کٹکر صرف اللہ اور اُسکے رسول کے مطیع ہو گئے تو بے شک وہ اُن لوگوں کے ساتھي ہونگے جنکو اللہ نے اپني نعمتوں کے نزول کیلیے دنیا میں چن لیا ہے - اور جنمیں پہلي جماعت انبیا کي، پھر صدیقین کي، پھر شہدا اور صالحین امت کي ہے اور حق یہ ہے کہ اس معیت سے بڑھکر اور کونسي معیت ہوسکتي ہے؟

(تمثیل اعمال انسانیہ و دعوة الہیہ)

انسان کي زندگي اور زندگي کے کاروبار کي بہترین مثال اُس پاني کي سي ہے جو موسم برسکال میں آسمان سے گرتا ہے، اور یہ دراصل قرآن کریم کے امثلۂ حکمیہ میں سے ایک عجیب و غریب تمثیل ہے، جسپر میں آج ارباب فکر کو توجہ دلانا ہوں کیونکہ توجہ دلانے کا وقت آگیا ہے - فرمایا کہ:

انما مثل الحیاة الدنیا کماء انزلناہ من السماء (۱۰ : ۲۵)

در حقیقت دنیا اور دنیا کے کاروبار کي زندگي کي مثال اُس پاني کي سي ہے جسے ہم اوپر سے برساتے ہیں -

پس یہ پانی ہے جو برسدا ہے ' اور دھقان اپنی جھولیوں میں بیج لیکر آتا ہے تا نہ زمین کے سپرد کردے - پھر بیج بویا جاتا ہے اور پانی اسکو گلاکر اسکے اندر سے ایک شاخ حیات پیدا کرتا ہے - ابتدا میں وہ ایک نہایت ضعیف و حقیر وجود ہوتا ہے' جس کو ہوا کی حرکت ہلادیتی ہے اور پانی کا زور زمین پر جھکا دیتا ہے' مگر آفتاب اپنی شعاعوں سے اسے گرم کرتا ' اور زمین اپنی بخشش کو اسکے لیے کھولدیتی ہے - یہاں تک کہ وہ بڑھتا ہے اور پھیلتا ہے ' زمین کے اندر اسکے ریشے دور دور تک چلے جاتے ہیں ' بلندی پر اسکی شاخیں اور ڈالیاں قوت و استواری کے نشہ میں جھومنے لگتی ہیں ' انسانوں کے قافلے اسکے سایے میں اترتے ہیں ' اور طیور کے غول اسکی ڈالیوں پر اپنے آشیانے بناتے ہیں !

ان اللہ فالق الحب والنوی' یخرج الحي من المیت و مخرج المیت من الحي' ذلکم اللہ ' فانی یوفکون ؟ (۶ : ۹۵)

ترجمہ — بیشک خدا ہی ہے جو زمین کے اندر بیج کےدانے کو (جبکہ وہ محض امید و بیم کے عالم میں ہوتا ہے) پھاڑ کر امید و کامیابی کا ایک قوی درخت پیدا کر دیتا ہے - وہی زندگی کو موت سے اور موت سے زندگی کو نکالتا ہے - یہی عجائب کار و پیرنگ ساز تمہارا خدا ہے پھر تم کدھر بہکے جا رہے ہو؟

(موت اور حیات کے بیج)

پر اُن میں بعض بیج ایسے ہوتے ہیں جو گو اپنے پھرلنے اور پھلنے کیلیے وہ سب کچھ پاتے ہیں جو اس کام کیلیے آسمان اور زمین دے سکتا ہے' لیکن خود انکی زندگی کے اندر ہی اُنکی موت چھپی ہوتی ہے' اور انکا اٹھنا ہی انکے گرنے کا پیام ہوتا ہے - دھقان ہل چلاتا ہے ' زمین کو درست کرتا ہے ' پھر اچھے وقت اور بہتر موسم میں بیج بوتا ہے' اور اسکی پرورش کیلیے رات اور دن طرح طرح کی محنتیں اور مشقتیں گوارا کرتا ہے - انکو ٹھیک ٹھیک پانی بھی ملتا ہے ' اور آفتاب کی حرارت بھی انکے ساتھ بخل نہیں کرتی - وہ کبھی کبھی پھوٹتے بھی ہیں اور چند کونپلیں بھی زمین سے باہر سر نکال لیتی ہیں -

ناہم امیدوں کی اس روشنی میں مایوسی کی ایک ایسی تاریکی چھپی ہوتی ہے جو یکایک ظاہر ہوکر پھیلتی ہے' اور کچھ ایسے اسباب فراہم ہوجاتے ہیں ' جنکی وجہ سے دھقان معرور کی تمام تخم پاشی ضائع' اور اُسکی تمام محنت اکارت جاتی ہے !

اسی حالت کی طرف اشارہ کیا ہے جبکہ فرمایا ہے :

حتی اذا اخذت الارض زخرفها و ازینت' و ظن اهلها انهم قادرون علیها ' اتاها امرنا لیلاً او نهارا ' فجعلنـاها حصیدا کان لم تغن بالامس' کذلك

یہاں تک کہ جب زمین نے فصل سے اپنا سنگھار کرلیا اور نشو و نما کی امیدوں سے اچھی طرح بن سنور گئی اور کھیت والوں نے سمجھا کہ اب وہ اُسپر قابو پاگئے ہے جب چاہینگے اُسے کاٹ لینگے ' تو ناگاہ یکا یک رات یا دن

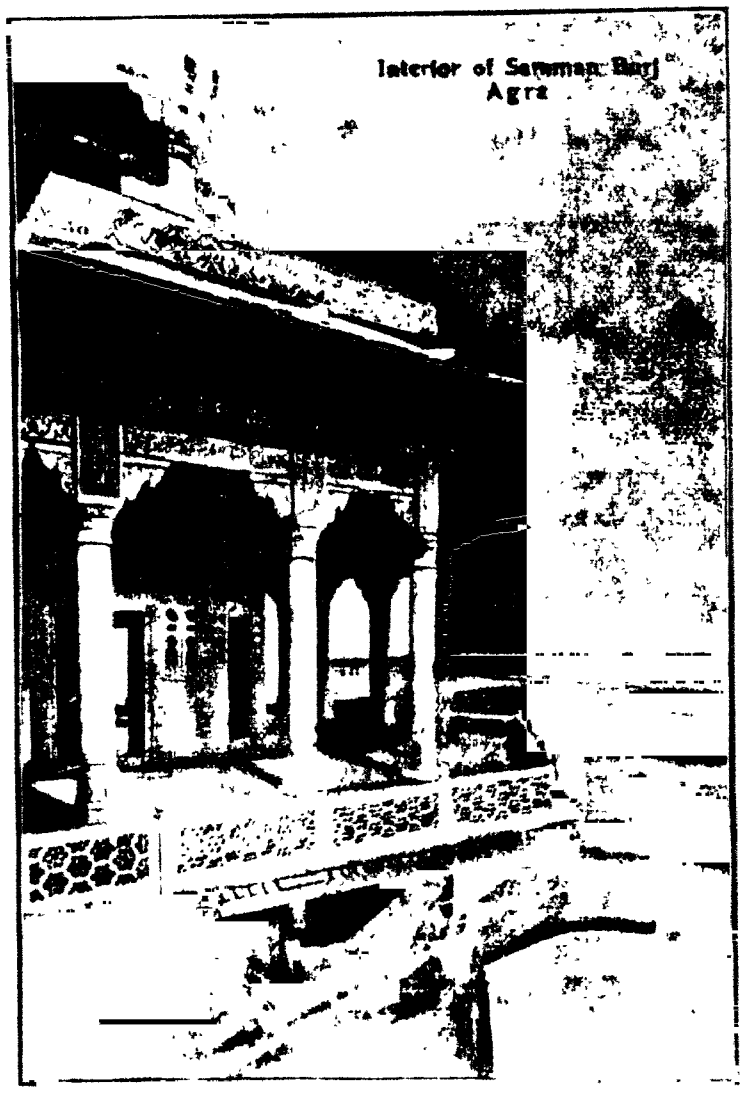

معلسرائے شاہی قلعہ آگرہ
نمسن نـرج

فصـل الایات لقـوم یتفکرون ! (۱۰ : ۲۵)

کے وقت ہمارا حکم عذاب اُسپر آ نازل ہوا - پس ہم نے اُسکا ایسا ستراؤ کردیا کہ گویا کل کے دن کھیت میں اُسکا نام و نشان بھی نہ تھا !!

لیکن ایک قسم اُس تخم پاشی کی ہوتی ہے جس کا ہر دانہ بار آور' جسکی ہر محنت نتیجہ خیز' جسکی ہر آرزو امید پرور اور جس کی ہر چیز نشو و افزایش کی دولت سے مالا مال ہوتی ہے - وہ جب بویا جاتا ہے تو سرتا سر نقصان ہوتا ہے - قیمتی دانے ہوتے ہیں جو خاک کے دروں میں چھپا دیے جاتے ہیں' اور زندہ انسانوں کی محنت و مشقت ہوتی ہے جو محض زمین اور مٹی پر لگا دی جاتی ہے - جو کچھہ صرف کیا جاتا ہے وہ نقد ہوتا ہے ' پر جس چیز کی امید ہوتی ہے' وہ بالکل موہوم ہوتی ہے - نشو و نما کیلیے بارش کی ضرورت ہے مگر اُسپر قبضہ نہیں' عمدہ موسم کے تمام اسباب و رسائل مطلوب ہیں' لیکن انکا یقین نہیں - گویا قمار خانۂ عمل کی ایک بازی ہوتی ہے جو لگائی جاتی ہے اور تمام امور فلاح بکلی اپنے قبضۂ تصرف سے باہر اور محض مستقبل اور اتفاق و تصادف کے ہاتھہ میں ہوتے ہیں' تاہم جب موسم گذرتا ہے اور وقت ظاہر ہوتا ہے تو فطرۃ الہیہ اپنی نصرت و توفیق کے عجایب دکھلاتی ہے ' اور ہر طرف سے اسباب موافق اور وسائل مرتد فراہم ہونا شروع ہوجاتے ہیں آفتاب اپنی حرارت کا آتشکدہ وقف بخشش کردیتا ہے' آسمان اور اسکے بادل گویا دھقان خوش طالع کے تابع و مطیع ہوجاتے ہیں اور جب اور جتنی ضرورت پانی کی ہوتی ہے' اُسکی زمین کو فوراً میسر آجاتا ہے - ہوا کے جھونکے آتے ہیں تو گویا نشو و نما کے فرشتے ہوتے ہیں جو کھیت کے ذرہ ذرہ کو پیام زندگی پہنچا دیتے ہیں - زمین بھی اپنی تمام مخفی دولت نمو اُگلنے لگتی ہے اور اس طرح اپنی فیاضی کا دروازہ کھول دیتی ہے گویا اُسکے بعد کیلیے اور کچھہ باقی نہ رہیگی - یہاں تک کہ ارادہ کیلیے ظہور کا ' سعی کیلیے نتیجہ کا ' امید کیلیے کامیابی کا ' دعا کیلیے قبولیت کا ' صداء نصرت کیلیے جواب اعانت کا ' تلاش کار کیلیے نظارۂ مقصود کا ' آغاز کیلیے انجام کا ' اور دعوی و اعلان کیلیے ظہور حجت و براہین کا آخری وقت آجاتا ہے' اور وہی سرزمین خشک و وحشت زار' جس پر ایک فصل بیے دھقان مصطر کی محنتوں نے امید و بیم اور اضطرار دعا و اجابت کے عالم میں ہل جوتا تھا' اور جو ایک ہم دیکھ رہا تھا نہ نہیں جانتا تھا کہ کل کو اسکی محنتیں شرمندۂ بامرادی ہونگی یا دولت مراد سے مالا مال؟ حیات نباتاتی کی ایک جنت النعیم بن جاتی ہے ' جس میں ہر طرف مکافات عمل اور نتائج اعمال کے مناظر جمیلہ و مشاہدات حسینہ' سرسبز پتوں اور شاداب شاخوں کی صورت میں چشم و بصیرۃ کو دعوت تحیر دیتے ہیں : فتبارک اللہ احسن الخالقین !

البقیـــۃ تتلـــی

مقالات

احتسـاب عمـومي

غفلت و تساهـل علماء حـق

مولانا و مخدومنا !!

السلام علیکم - آپ کے محلۂ مقبولۂ الهلال میں طریق تسمیه تذکرۂ خواتین کے زیر عنوان احتساب دیني کي نهایت اهم اور ضروري بحث چهڑ گئي هے - میں اجازت چاهتا هوں که اس ضروري مسئله پر اپنے ناچیز خیالات کا اظهار کروں - آپ فرماتے هیں که "اسلامي سوسائٹي میں احتساب عمومي کي قوت ایک زمانے میں اپنے پورے اثر کے ساتهه کار فرما تهي مگر اب وه ناپید هے ' اور یهي فقدان احتساب یعني سوسائٹي کے دباؤ کا باقي نه رهنا بد عملي اور سوء اخلاق حسنه کا اصلي سبب هے " بالکل بجا اور درست - لیکن کیا میں یه پوچهنے کي جرأت کرسکتا هوں که یه احتساب عمومی یا احتساب انفرادي یعني ایک فرد قوم کا دباؤ دوسري فرد قوم پر جو زمانۂ سلف میں اسلامي سوسائٹي میں پوري قوت کے ساتهه موجود تها اور اب نهیں هے ' کیوں جاتا رها ؟ اس قوت کے بے اثر اور زائل هوجانے کی آخر کوئي وجه تو ضرور هوني چاهیے ؟ جدید تعلیم یافته اصحاب کي دیني احکام سے بے پروائي ایک بڑا سبب هے ' مگر کیا خود اس بے پروائي کے پیدا هونے کي کوئي وجه بتائي جا سکتي هے ؟ میں جدید تعلیم یافته اصحاب کي طرف سے کوئي جواب اس الزام کا پیش کیا نهیں چاهتا ' نه ارنکي پرسش کي کوشش اس مضمون پر قلم اٹهانے کا باعث هے - نه درحقیقت ارنکي ایک سخت غلطي اور بد بختي هے که ارنهوں نے اوس مکمل اور وسیع نظام مذهبي کے احکام کے معاشرتي حصه کو جو انساني زندگي کے هر شعبه اور صیغه میں یکساں طور پر کار آمد اور مفید تها ' یورپ کي کورانه تقلید اور بیجا انقیاد پر قربان کردیا - لیکن یه سوال پهر باقي رہ جاتا هے که ایسا کیوں هوا ؟ یه ایک کهلي هوئي بات هے که انسان غالب اور فاتح قوم کي هر ادا پر شیفته هوتا هے اور اوسکي نقل اتارنے کي هر صورت سے کوشش کرتا هے - لیکن نقل نقل هي هوتی هے ' اور نقال اون تمام خوبیوں کو جنکي وه بقل اتارنا چاهتا هے ' اپنے اندر پیدا کرنے سے مجبور هوا کرتا هے - پس اس نقالی کی ابتدائي روک تهام اونهیں افراد کے ذمه هوا کرتي هے اور فطرتاً هونی چاهیے ' جو غالب اور فاتح قوم کي هر ادا میں دلفریبي اور محبوبی کي شان دیکهنے کے سحر سے مسحور نهیں هیں - ظاهر هے که یه فرقه صرف علماے دین کا هے جنهیں سچي اسلامی تربیت کی خوبیوں کا پورا احساس هے اور هوسکتا هے - پس اس قسم کي خرابیوں کا جو یورپ کي کورانه تقلید سے پیدا هوتي هیں روکنا اسي برگزیده گروه کے ذمه بطور فرض کے عاید هوتا هے -

کها جاتا هے که یه مقدس اور برگزیده فرقه اپنے فرائض کي ادائگي سے غافل نهیں هے - مجمع اس بات سے انکار نهیں که یه فرقه جهاں تک امکان میں هے ایسي کوشش ضرور کرتا هے مگر یه نوجوان تعلیم یافته طبقه اسقدر ضدي اور متمرد هے که وه اونکي نصیحت کو سننے تک کے لیے تیار نهیں هے ' عمل کرنا تو کجا ؟ لیکن میرا سوال اب تک حل نهیں هوا - کیا اس ضد اور تمرد کے پیدا هونے کي کوئي وجه نهیں تلاش کي جا سکتي ؟ کیا انساني تمدن کي تاریخ همیشه سے یهي سبق دیتي آئي هے که عام طور پر لوگ نصیحتوں کے سننے اور گره میں باندهه لینے کے مشتاق رهے هیں ؟ اور کیا یه صرف اسي زمانه کی خصوصیت هے که نصیحت کي طرف لوگ توجه نهیں کرتے ؟ میرا خیال هے که شاید همیشه سے نوع انسان کا ایک حصه اس امر کا عادي رها هے که اوسکو نصیحت کي جاے اور وه نصیحت پر کاربند نه هو - پهر کیا یه بات تسلیم کي جائے که اگر وه هادیان برحق جو الهام ربانی کو دنیا میں پهنچانے آئے تهے باوجود اس کے که اونکي نصیحتوں پر اکثر عمل نهیں کیا گیا ' اپنے فرض سے سبکدوش سمجهے جاے هیں محض اس بنا پر که انهوں نے دعوت حق کا کام انجام دیدیا ' تو اس زمانے کے مقتدایان مذهب بهی اپنے فرض سے سبکدوش تصور کیے جائیں ' جبکه وه اپنا فرض انجام دے چکے ؟

یعني کیا اگر لوگ اوامر و نواهي پر کاربند نهیں هیں یا هونا نهیں چاهتے ' تو اسمیں مقتدایان مذهب کا کوئي قصور نهیں ؟ میں اس نتیجے کو تسلیم کرنے کے لئے بالکل تیار هوں اگر صرف یه ثابت کردیا جاے که مقتدایان مذهب نے اپنا فرض اوسي صورت سے انجام دیا جیسا که چاهیے تها - اگر در حقیقت وه منشاء الهام ربانی کے موافق تبلیغ احکام کررهے هیں ' تو واقعی تبلیغ کا بار اون کے ذمه باقی نهیں رهتا ' وه خود اپنے فرض منصبي سے سبکدوش هوچکے ' کامیابي کے وه ذمه دار نهیں هیں -

لیکن میرا خیال هے که ان لوگوں کو جنهیں یه دعوی هے که وه اسلام کے پیرو هیں مگر وه احکام اسلام کي پورا نهیں کرتے ' الزام دینے کے ساتهه هي همیں یه بهی ضرور خیال کرنا ضروري هے که آیا مقتدایان مذهب نے جسکا فرض تبلیغ احکام اسلام تها ' اپنے فرائض کي ادائگي میں کوتاهي کي یا نهیں ؟ یهاں پر کوتاهی سے مراد صرف عدم تبلیغ هي نهیں هے ' کیونکه بظاهر اسکا ثبوت ذرا مشکل معلوم هوتا هے اور میں اپنے مضمون کے موضوع سے دور جا پڑونگا اگر میں اس بحث کو اوٹهاؤں ' بلکه میرا مقصد اس موقعه پر یه ظاهر کرنا هے که تبلیغ کے عملي کام میں جن امور کے ملحوظ رکهنے کی ضرورت تهي ' وه ملحوظ رکهے گئے یا نهیں ؟ بلا شبه سوسائٹي خود ایک زبردست مصلح هے ' بشرطیکه اون اصول کا عملدرآمد اوس میں جاري هو جن پر عمل کرنا اوسکي نوعي کے لیے ضروري هے - اگر ایسا عملدرآمد جاري نهیں هے ' تو اصول کي نفسه اپني پابندي پر افراد کو مجبور نهیں کرسکتے - یه ظاهر هے که مسلمان اپنے سوشیل معاملات میں بهي مذهب هي کا منه دیکهتے هیں ' اور اس حقیقت سے انکار کرنا کفر هے که اسلام نے معاشرتي زندگي کے لیے ایک مکمل دستورالعمل تیار کردیا هے ' مگر هي زماننا اصول کا عمل

درآمد اس صورت سے هو رها هے که وہ اکثر سوسائٹي میں جاري هو هي نہیں سکتے ' کیونکه جس صورت سے وہ عملدرآمد کے لیے پیش کئے جاتے هیں وہ صورت اکثر نا قابل العمل هوتي هے - میرا یه مطلب هرگز نہیں هے که هر شخص کي خواهش کے مطابق احکام مذهبي میں تنسیخ و ترمیم کردي جاے ' حاشا و کلا - مگر هر موقعه کي اهمیت کے لحاظ سے هر کام کا کم و بیش ضروري یا غیر ضروري هونا تو اسلام کے عملی نظام کا ایک بڑا خاصه هے - تعجب هے که جو لوگ اسلام کي خالص تعلیم کي ترویج کے مدعي هیں' وہ سب سے زیادہ اس تناسب اور اعتدال کي طرف سے چشم پوشي کرتے هیں' جسپر احکام اسلام کا قابل عمل هونا منحصر هے' اور جسکي بنا پرخود اسلام محاسن و معائب کے مختلف مدارج اهمیت پر روشني ڈالتا هے -

دنیا میں قوانین کے عملدرآمد اور انکو جزو زندگي بنانے کے لیے سب سے زیادہ ضروري اور اهم بات یه هے که چھوٹے اور بڑے جرائم کے لیے مختلف سزائیں مقرر کی جائیں ' تا نه جو طبیعتیں اسقدر بگڑي هوئي نہیں هیں که وہ بڑي سے بڑي سزا کو بھي بے پروائی سے دیکھیں ' اونپر بڑي سزاؤں کا خوف اور اثر قائم رهے - اسلام نے بھي صغائر اور کبائر کی تفصیل اسي اصول کو مد نظر رکھکر کي هے ' لیکن اس زمانے کے مقتدایان مذهب کا یه حساب هے که اون کے نزدیک چھوٹے سے چھوٹا جرم اور بڑے سے بڑا جرم مجرم کے دائرۂ اسلام سے خارج هوجانے کے معامله میں قریب قریب یکسان اثر رکھتا هے -

تھوڑي دیر کے لیے اوس سوسائٹي کا تصور باندھیے جہاں دفعه ۳۴ - پولیس ایکٹ کي خلاف ورزي کے ارتکاب پر بھي وهي سزا دي جاتي هے ' جو قتل عمد پر دي جاني چاهیے ' تو آپ کے سامنے اوس احتساب کي تصویر کھچ جائیگي ' جس کي اشوقت اسلامی سوسائٹي میں جاري کیے جانے کي کوشش کي جا رهي هے -

نه صرف معمولي واعظ بلکه بعض ایسے علما بھي جن کا تبحر اور تفقه مسلم هے ' اس قسم کي باتیں کهنے میں ذرا تامل نہیں کرتے که کوٹ پتلون پهننا یا میز پر کھانا کھانا انسان کے کفر کي کافي سند هے -

پھر جب دائرۂ اسلام اسقدر تنگ هے ' جس سے انسان کا باهر هوجانا هر چھوٹي سے چھوٹي خلاف ورزي مسائل فروعي و فقهي پر لازم آتا هے ' اور جمهور عوام اپنے مقدس علما کی تقلید میں اسي بات کے قائل هیں' تو احتساب عمومي کي وہ قوت کیونکر باقي رہ سکتي هے جو زمانۂ سلف میں موجود تھي ؟ جب ایسے صغائر کے ارتکاب پر بلکه ایسے افعال پر جنھیں بعض حالتوں میں صغائر میں شمار کرنا بھي مشکل هے بلکه محض بے ضرر اور گناہ وثواب کے خیال سے بالکل بے تعلق هونے کي وجه سے مذهبي احتساب کے دائرے کے اندر بھي واقع نہیں هیں' کوئي شخص مسلم سوسائٹي میں عزت کا مستحق نہیں رہ سکتا یا کم از کم جمهور عوام کي نظر میں مبغوض هوجاتا هے ' تو اوسے احتساب کا اندیشه کہاں تک باقي رہ سکتا هے ' اور اون افعال کے ارتکاب سے جو در حقیقت صغائر بلکه کبائر میں داخل هیں ' اوسے کون سي رکاوٹ اور کونسا دباؤ مانع آسکتا هے ؟

پس احتساب کي قوت کا زائل هوجانا در حقیقت نتیجه هے اس کے غلط استعمال کا ' یعني احتساب بیجا کي شدت کي وجه سے اون موقعوں پر جہاں اوسکا اثر في الواقع قوي هونا چاهیے تھا ' وهاں بھي وہ مضمحل هوگیا هے - اور اون لوگوں کو جو آزادي عمل کو اپني خواهشات نفساني کے لیے ایک آڑ بنانا چاهتے هیں ' ایک حیله هاتھه آگیا هے که وہ یوں بھي اسلامي سوسائٹي میں عزت کي نظر سے نہیں دیکھے جاسکتے - پھر کیوں اپنے عیش ونفس پرستي میں خلل ڈالیں ؟ میرے نزدیک یه نتیجه اس امر کا هے که علماے دین نے تبلیغ و اشاعت کا عملي فرض بجا لانا ترک کردیا هے اور نه تناسب کا وہ احساس جو صرف عمل کا نتیجه هے اس صورت سے مفقود نه هو جاتا اور اون کے پیش نظر همیشه یه بات رهتي که اساسي اصول کو محفوظ رکھتے هوے اکثر فروعي معاملات میں رفق و مدارات سے وہ کام نکلتا هے جو شدت و غلظت سے کبھي نہیں نکل سکتا ' اور غالباً بہت زمانه نہیں گذریگا که علماے دین کو یه بات بجبر تسلیم کرني پڑیگي جسے وہ اب به خوشي تسلیم نہیں کرتے ' کیونکه اس وقت هم تاریخ اسلام کے ایک جدید دور میں داخل هو رهے هیں ' اور مستقبل امیدوں سے بھرا هوا هے - اشاعت اسلام کے عملي فرائض کا احساس پیدا هوتا جاتا هے ' اور اوس بات کي طرف اب توجه کو مبذول کرنے کے لیے ایک سامان غیب سے پیدا هوگیا هے جسپر اس عاجز نے رساله ید بیضا میں جو میري زیر نگرانی نکلنے والا ایک ماهوار رساله تھا ' سنه ۱۹۰۹ ع میں پروفیسر فلٹ کي کتاب "تھي ازم" کے ترجمه کے مقدمه میں توجه دلائي تھي یعني یه که اسلام کے همه گیر اصول کی روشني کو بلاد مغرب تک پھونچانے کا وقت اب قریب آگیا هے - خداوند تعالی مدد کرے - آمین -

عبد الغفار - اختر - بي - اے (علیگ)

الهـــلال :

آپنے نہایت سنجیدگي سے ایک نہایت هي اهم اور اقدم مسئله پر بحث کی هے جزاکم الله - لیکن سانهه هي متعجب هوں که آن تمام تعریفات سے کیوں آپ بے خبر رهے جو آغاز اشاعت الهلال سے اس بارے میں نکل چکي هیں اور جن میں نہایت واضح طور پر اس عاجز نے اپنے خیالات ظاهر کیے هیں - بهر حال آئنده نمبر میں اسکی نسبت عرض کرونگا -

اهـل قلـــم کو مـــژده

کیا آپ ملک برهما میں اپنی کتاب معرے ذریعه فروخت کرنا چاهتے هیں ؟ اگر منظور هو تو شرائط و کمیشن بذریعه خط و کتابت طے فرمائیے "

منیجر یونیورسل بک ایجنسی
نمبر ۳۲ - برونگ اسٹریٹ - رنگون
The Universal Book Agency,
32 Brooking Street
Rangoon

باجلاس جناب قاضي عبد العزیز خانصاحب نائب تحصیلدار پشین ضلع کوئٹه بلوچستان -

بمقدمه آدن مل موهن مل بذریعه آدن مل دکاندار بازار سرانان تحصیل پشین ضلع کوئٹه ملک بلوچستان - مدعي بنام سلطان بخش ولد نا معلوم ذات دروي سکنه بازار سرانان مدعا علیه

دعوی مبلغ ۳۷ روپیه - ۳ آنه

مقدمه مندرجه صدر میں مدعا علیه رو پوش هے اور باوجود تلاش کے پتھه پته مدعا علیه کا نہیں ملا اسلیے یه اشتهار دیا جاتا هے که اگر مدعا علیه صدر بتاریخ ۲۰ جنوري سنه ۱۹۱۴ع اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت هوکر پیروي مقدمه نہیں کریگا - تو بموجب دفعه (۱۰۰) ضابطه دیواني تجویز مقدمه بکطرفه عمل میں آویگي - دستخط اور مهر عدالت سے آج بتاریخ ۱۱ ماه دسمبر سنه ۱۹۱۳ ع جاري هوا '

(مهر عدالت)

انتقاد

اردو علم ادب اور ایک فرمانروا مصنف

علیا حضرة نواب سلطان جہاں بیگم بالقابہا فرمانروائے بھوپال

ذوق علم اور امارت و ریاست ' ایک وجود میں بہت کم جمع ہوے ہیں - اگر تمام دنیا کي تاریخ سے امثال علم و کمال یکجا جمع کیے جائیں تو معلوم ہوگا کہ علم کو فقر و افلاس سے ایک خاص مناسبت رہي ہے - اسکا جمال مقدس ہمیشہ جسم چاک آلود ' بوریاے شکستہ' اور گلیم صد پیوند کے ساتھہ جلوہ آرا ہوا ہے اور تخت حکومت اور ایوان عیش و راحت کو بہت کم اسکی ہم آغوشی نصیب ہوئي ہے :

ہ سوز عشق شاہاں را چہ کار ست؟
ہ سنگ ما حالی از شرار ست !

اللھم احیني مسکیناً ' وامتني مسکیناً ' واحشرني في زمرة المساکین -

ناہم مبدۂ فیاض کي بخشش و سخا کي کوئي حد نہیں - بعض ایسے شاندار مستثنیات بھي اس للیہ میں موجود ہیں جنکا وجود دربار شاہي و اجلال اور مجلس علم و کمال' دونوں کیلیے موجب افتخار رہا ہے :

وما احسن الدین والدنیا لو اجتمعا

خصوصیت کے ساتھہ تاریخ اسلام اس امتیاز خاص سے سرفراز رہي ہے - اسلام کي علم پروري نے جو روح علمي اپنے پیروؤں میں پیدا کردي تھي ' اسکي کار فرمائیوں کو تحت حکومت کي مشغولیتیں نہ روک سکیں - وہ امراؤ سلاطین اسلام جو صبح اور دربار شاہي میں نظم ممالک اور فتح بلدان کے احکام و اوامر صادر کرتے تھے ' ایک وقت آتا تھا کہ تخت حکومت کي جگہ فرش مجلس پر' اور شمشیر کي جگہ قلمدان تصنیف و تالیف کے سامنے' اوراق کتب اور اجزاء صحائف کي جمع و تدوین میں مصروف ہوجاتے تھے !

ابو ہاشم خالد بن یزید بن معاویہ کے من کلمیا (المسترح) اور طب میں کتابیں تصنیف کیں - قاضي ابن خلکان نے اسکا ترجمہ لکھا ہے اور ابن الندیم نے کتاب الحرارت اور کتاب الصحیفہ اسکي تصنیفات میں سے دیکھي تھی - خلیفہ المعتز عباسي ایک اول درجہ کا ادیب و مصنف تھا - نوح سامانی کي تصنیف کا ذکر

اردو علم ادب کی ایک فرمانروا مصنفہ معترمہ .
علیا حضرة بیگم صاحبہ بھوپال بالقابہا

کیا گیا ہے - صاحب ابن عباد کي شہرت اسقدر ہے کہ تذکرہ کي ضرورت نہیں - ابو الفداء کی تاریخ مشہور ہے - جمال الدین قفطي نے تاریخ الحکما ایران امارت میں لکھي - سلطان محمد فاتح عثماني کی ایک تصنیف قسطنطنیہ میں ابتک موجود ہے - بادشاہوں کی خود نوشتہ سوانح عمریاں (اتو بائیوگریفی) فارسي علم ادب کا ایک امتیاز خاص تسلیم کیا گیا ہے - بابر بابري اور جہانگیري ہمارے پاس موجود ہیں -

تصنیف و تالیف سے قطع نظر کرکے اگر محض علم وفن کے لحاظ سے دیکھا جاے' تو تاریخ اسلام سے صدہا خلفا و امرا کے نام چھانٹے جاسکتے ہیں اور بلا خوف تغلیط دعوا کیا جاسکتا ہے کہ علم و امارت کے اجتماع کي مثالیں جسقدر تاریخ اسلام پیش کرسکتي ہے' دنیا کی کوئی متمدن قوم نہیں پیش کرسکتي -

لیکن انقلاب نا یہ نیسا درد انگیز منظر ہے کہ جس قوم نے تلوار کے سائے اور تخت کي خود فراموشیوں میں بھي حیات علمی بسر کي ہو' آج اسکے مدارس و جوامع کے صحن اور علم و فن کي مجالس دروق علمي سے خالي ہیں' اور ایوان و دربار سے لیا امید کیجیے کہ خود ہمارے مدرسے اور دار العلوم ہي ایک مصنف پیدا کرنے سے عاجز ہوگئے ہیں :

آکي ہے ابتداے عشق میں ہم
ہوگئے خاک انتہا ہے یہ

وما ظلمھم اللہ ولکن کانوا انفسھم یظلمون !

(فرمانروائے بھوپال)

لیکن الحمد للہ نہ ایک نظیر موجودہ عالم اسلامي میں ایسي موجود ہے' جو ریاست و ملک رانی کے ساتھہ شوق علم اور ذوق تصنیف و تالیف کو بھي جمع کردی ہے' اور مزید براں یہ کہ وہ صنف رجال میں سے نہیں ہے جس کو اپنے تقدم کا ہمیشہ غرور رہیجا رہا ہے' بلکہ اُس صنف اناث میں سے ہے جسکو دماغی و ذہني اشغال سے ہمیشہ معذور سمجھا گیا ہے ' اور فی الحقیقت اگر ایسي ہي چند مثالیں ہر دور میں ملتي رہیں تو بقول متنبي کے :

افضلت النساء علی الرجال

فی الحقیقت یہ وجود گرامي آج نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام عالم اسلامي کے لیے موجب صد افتخار ہے - حضور عالیہ کي ذاتي قابلیت و لیاقت ' قوة تدبیر و نظم ریاست ' سیاست داني و فرمائي' خوش ملي و اسلام خواہي' علم پروري و جود و سخا ' اعمال خیریہ و کارہاے حسنہ ' ایسے اوصاف جلیلہ و عظیمہ ہیں '

جنمیں سے ہر ایک وصف بجاے خود کسي انسان کے شرف و امتیاز کیلیے بہترین وسیلہ ہو سکتا ہے - ان سب پر مستزاد یہ کہ وہ بہ حیثیت ایک مصنفہ و اہل قلم کے بھي جلوہ افروز ہیں ' اور مسلسل تین مفید و دلچسپ کتابیں انکي تالیفات میں سے چھپ کر شایع ہو چکي ہیں -

ہر کلم کي قیمت اسکے عوارض و اضافي حالات کي نسبت سے قرار دي جاتي ہے - اگر ایک فقیر علم ' مدرسہ و خانقاہ کے حجرے میں بیٹھکر ' دنیا کے تمام تفکرات و ترددات سے قطع تعلق کرکے ' تصنیف و تالیف میں مصروف ہے تو اسکے اشغال علمیہ کے نتائج جسقدر بھي اعلی و اکمل ہوں ' ہونے ہي چاہئیں - و لکل فن رجال -

لیکن ایک فرماں رواے ریاست لاکھوں مخلوقات الہي کي نگراني و خدمت گذاري اور ایک پورے خطۂ ارضي کے نظم و ادارہ کے ساتھہ اگر ایک صفحہ بھي تالیف کرکے پیش کردے ' تو ہزار درجہ اس سے کہیں زیادہ موجب استحسان و شرف و احترام ہے !

میں ریاست بھوپال کي خدمات دیني و قومي کا تذکرہ نہیں کرونگا ' کیونکہ یہ امر اب اس درجہ واضح و آشکارا ہے کہ محتاج تفصیل نہیں - ہر شخص جو موجودہ قومي و دیني و علمي کاموں کے حالات سنتا رہتا ہے ' اس سے بے خبر نہیں ہے کہ اس ایک ہي آفتاب جود و سخا کي روشني کس کس گوشے کو منور نہیں کر رہي ؟

رشک آیدم بہ روشني دیدہ ہاے خلق
دانستہ ام کہ از اثر گرد راہ کیست ؟

حق یہ ہے کہ حق سبحانہ و تعالی کي یہ ایک بہت بڑي بخشش توفیق ہے جو فرمانروائے بھوپال کو مرحمت ہوئي ہے - دولت و قوت ایک امانت الہي ہے ' جو صرف اسلیے ہے تاکہ ایک خادم و امانت دار کي طرح اسکي نگراني کي جائے ' اور اسکو بندگان الہي کي خدمت اور مرضات الہیہ کي راہ میں خرچ کیا جائے ' اور جس خوش طالع کو امارت و ریاست کے ساتھہ اسکے استعمال صحیح کي بھي قابلیت عطا ہو ' اس سے بڑھکر اس آسمان کے نیچے کوئي خوش بخت نہیں - راهدان شب زندہ دار جو صائم الدھر اور دائم نوافل گذار ہوں ' مجاهدین فی سبیل اللہ جو اپنے نفوس کو حفظ کلمۂ حق و صداقت کي راہ میں قربان کریں ' علماء شریعت اور صوفیاء طریقت ' جو اپني خدمات علم و تفقہ اور ارشاد و هدایت سے خلق اللہ کو سعادت اندوز فرمائیں ' یہ سب کے سب بھي اُن مدارج عالیہ اور فضائل الہیہ سے محروم ہیں ' جو اُس خوش نصیب کو حاصل ہونگے -

پس اصل یہ ہے کہ اگر حق تعالے نے سرکار عالیہ کو خدمت ملک و ملت کي توفیق مرحمت فرمائي ہے ' تو اسکے لیے قوم کو جتنا انکا شکرگذار ہونا چاہیے ' اُس سے کہیں زیادہ خود انکو اللہ کا شکرگذار ہونا چاہیے ' اور انسان کو چاہیے کہ انسانوں کي مدح کم کرے پر خداے قدوس کي حمد و ثنا زیادہ بجا لاے -

ولئن شکرتم لازیدنکم ' ولئن کفرتم ' ان عذابي لشدید -

تمام ملک انکي سچي مدح سے گونج رہا ہے ' مگر میں مدح مزید کي جگہ یہ عرض کرونگا کہ وہ اور زیادہ شکر نعمت بجا لائیں ' اور سعي فرمائیں کہ اس سے بھي زیادہ کارهائے خیر انکي ذات شاهانہ سے تعمیر و رونق پائیں - وقت ہے کہ انکي توجہ عالي کسي عظیم الشان دیني خدمت کي طرف مبذول ہو کہ ملت بیضاء اپني غربت اولی میں مبتلا ہوگئي ہے ' اور ایسے افراد عالیہ کي ازبس محتاج ہے -

بہر حال سر دست مقصود حضور عالیہ کي تصنیفات ہیں جن میں سب سے پہلے ضخیم و مطول خود نوشتہ سوانح عمري یہ تزک سلطانی ہے ' اور دو تازہ مطبوعات تربیت اطفال اور حفظان صحت کے متعلق ہیں -

اردو علم ادب اپنے صف مصنفین میں ایک ایسے وجود گرامي کي موجودگي پر جسقدر شادماں و نشاط کار ہو ' کم ہے - سوانح عمري کے مطالعہ کا ابتک مجھے موقعہ نہیں ملا - سر دست آخري رسائل کے متعلق آیندہ نمبر میں کچھہ عرض کرونگا :

ولو کان النساء کمن ذکرنا
لفضلت النساء علی الرجال !

بڑی جنتری سنہ ۱۹۱۴

قیمت ایک روپیہ نامي پریس - کانپور

جناب منشي رحمت اللہ صاحب رعد کے نامي پریس اور انکي خوشنما و دلچسپ تقویم نے اپني صوري و معنوي خوبیوں کے لحاظ سے جو شہرت تمام ملک بلکہ بیرون هند تک میں حاصل کرلي ہے ' وہ محتاج بیان نہیں -

ہر سال ملک کو انکي تقویم کا انتظار ہوتا ہے ' انہوں نے سنگي طباعۃ کے جو نمونے اپني مطبوعات علي الخصوص سالانہ تقویم کي رنگین تصاویر اور مطلا و مذهب مینا کاري میں دکھلاے ہیں ' وہ انکي طبع صنیع اور کمال فن پر گواهي دیتے ہیں -

نئے سال کي جنتري بھي مرتب ہوکر شائع ہوگئي ہے - افسوس ہے کہ باوجود خاموش اور پر سکون زندگي کے وہ مسجد کانپور کے الم ناک حوادث سے محفوظ نہ رهسکے ' اور اسکي پریشانیوں کي وجہ سے تقویم کي ترتیب و اشاعت میں دیر ہوگئي -

سال تمام کا سب سے بڑا حادثہ مسجد مچھلي بازار کانپور کا واقعہ تھا اسلیے ابتدا میں اسکي تصویر دي ہے - معمولي تقویمي جداول و مطالب کے حسب معمول تاریخي حصہ علاوہ تاریخ افغانستان کا باتصویر ہے - مصوري و نقاشي کے متعلق ایک نہایت دلچسپ مضمون درج کیا ہے اور انگریزي کے با تصویر جغرافي نقشوں کے اصول پر تمام قطعات ارض کے نقشے بھي دیے ہیں ' جنمیں اُن ممالک کي مشہور بحري و ارضي پیداوار ' عمارتیں ' بحور و انہار ' اور خصوصیات ملکی دکھلاے گئے ہیں جو نہایت دلچسپ ہیں -

نمایش دستکاري خواتین هند

اعلان

نمایش مندرجہ عنوان جسکا انعقاد ۱۶ مارچ سے ۲۶ مارچ سنہ ۱۹۱۴ ع تک علیا حضرت دام اقبالها کے منظور فرمایا تھا - وہ اب بوجہ قربت زمانہ دو فصل بجاے نواح مذکورہ کے یکم مارچ سے دہم مارچ سنہ حال منعقد ہوگي بغرض اگاهي هر خاص و عام اس طرح پر نمایش مذکورہ نمایش اسپان کے ساتھہ ساتھہ منعقد ہو اطلاع دیجاتي ہے - فقط -

حسب الحکم فرمان رواے بھوپال .
اودہ نراین - بسریا
حیف سیکوبتري فرمان رواے بھوپال .

منـــــارۂ علميـــــه

غـــرائب الافـلاک

او ملکـــوت السمـاوات

صفحـة من علم الفلـک الحديث

او لم ينظروا في ملکوت السماوات والارض و ما خلق الله من شی ؟

گرميوں کي راتوں ميں جبکه آسمان ابر و غبار سے صاف اور چهوٹے بڑے ستاروں سے جگمگا رها هو ' تو کون ايسا بيدل هے جسکي نظر ايک بار اس باصره نواز جمال طبيعي کي طرف نه اُٹهه جائيگي ؟ ان ديکهنے والوں ميں کتنے هي ايسے هونگے جو ايک بار تو ضرور اپنے دل سے پوچهه ليتے هونگے که :

چيست اين گنبد طلسمين کار ؟

ليکن اگر آج جبکه فطرة کے نواميس و اسرار کے کشف و ادراک ميں انسان کو اسدرجه توغل و انهماک هے ' همارے دلوں ميں يه خيال پيدا هونا هے تو آج سے بهت پهلے اسوقت بهي لوگوں کے دلوں ميں يه خيال پيدا هو چکا هے ' جبکه نواميس طبيعه سے انسان کے جهل اور عدم ارتقاء فکري کا يه حال تها که وه هر امر طبيعي کے ليے ايک عليحده خدا مانتا تها ' اور اسطرح اسکے هزارها خود ساخته معبود تهے ' جنکے هياکل و معابد ميں اسکا سر بيار خم اور دست دعا بلند هوتا تها !

* * *

حيوان اور انسان ' دونوں ايک هي شے کو ديکهتے هيں - وه شے اگر حيوان کيليے ضرورت کي هوتي هے اور اسکو اسوقت اس شے کي حاجت بهي هوتي هے تو وه رکتا هے اور اس سے منتفع هوتا هے ' ورنه ايک غلط انداز نظر ڈالتا هوا گذر جاتا هے

ليکن انسان بهرحال رکتا هے اور سوچتا هے که يه کيا هے ؟ کهاں سے آئي ؟ کيوں کر آئي ؟ وغيره و غيره -

يهي شے هے جسکو " تجسس و تفحص " کهتے هيں ' اور يهي انسان کے تمام علوم و معارف کا سرچشمه ' اور اسکے مساعي و مجاهدات کا يه کامحرک اصلي هے اور اسي ليے قرآن کريم نے جا بجا تدبر و تفکر پر زور ديا هے -

ليکن يه کيسي عجيب بات هے که اس تجسس کے عمل کا آغاز زمين اور اسکے قرب و جوار کي اشياء کے بدلے سب سے پهلے آسمان سے هوتا هے !

تم نے ديکها هوگا که بچے جب پوري طرح بولنے لگتے هيں اور اپني ماں کي آغوش ميں شب کو صحن ميں بيٹهتے هيں ' تو کون و ما في الکون کے متعلق انکے سوالات کا آغاز آسمان اور ستاروں هي سے هوتا هے - وه پوچهتے هيں که " آسمان کيا هے " ؟ کيا ستارے اسميں جڑے هوے هيں ؟ چاند بهي جڑا هے ؟ چاند کيا چلتا هے ؟ کيا اسکے بهي هماري طرح پانوں هيں ؟

اسکے مقابله ميں آب و آتش ' خاک و باد ' اشجار و اثمار ' حيوانات و جمادات ' يعني جو چيزيں زمين کے متعلق هيں ' انکي نسبت سوال کي نوبت بمشکل سن شعور تک پهنچنے کے بعد آتي هوگي -

نوع کا دماغ بالکل افراد کے دماغ کے مشابه هوتا هے - پس جسطرح که افراد کے دماغ پهلے سماء و ما في السماء کي تحقيق کي طرف متوجه هوتے هيں ' اسيطرح غالباً نوع کا دماغ بهي سب سے پهلے سماء و ما في السماء کي طرف متوجه هوا -

وجه تقدم خواه صرف يهي هو ' يا اسکے علاوه اور اسباب بهي هوں ' مگر تاريخ علوم کا يه ايک مسلمه مسئله هے که انسان کا قديم ترين سرمايۂ علمي آسمان هي کے متعلق هے -

* * *

دنيا کے قديم ترين لوا برداران علم هندوستاني ' مصري ' اور کلداني هيں اور تاريخ علوم کا يه ايک اهم مبحث رها هے که انميں سے شرف اولويت کا حقدار کون هے ؟

اس بحث کا يه نه تو يه موقع هے اور نه ضرورت هے اسليے هم اسکو قلم انداز کرتے هيں - شرف اوليت خواه کسي کو حاصل هو مگر يونان و رومان ميں علوم فلکيه نهايت ترقي کر چکے تهے - انکے جانشين يوناني هوے - يونانيوں ميں بهي علوم فلکيه کي گرم بازاري رهي -

ان تمام اهم پيشيں رفتوں نے علوم فلکيه کي بيحد خدمت کي ' اور بعض مسائل کو اتنے دريافت کيے که اگر آج باايں همه تقدم علوم و توسع دائره اکتشاف ' وه مسائل دريافت هوے ' تو علمي دنيا صداهاے تحسين و آفرين سے گونج اٹهتي -

ان اسلاف نے دريافت کيه بعض قواعد ايسے هيں جن سے گو اسوقت کسي وجه خاص سے صحيح نتائج نه نکالے جاسکيں ' مگر وه قواعد بجاے خود بالکل صحيح اور بهترين قواعد هيں ' اور آج همارے بهت سے مسائل کا مبني و اساس -

مثلاً زمين ' آفتاب ' اور ماهتاب کو لو - زمين سے يه تينوں ستارے بهت دور هيں ' مگر ان تينوں کے بعد ميں کيا نسبت هے ؟ ارسطارخس نے آج سے دو هزار دو سو برس پهلے قياس سے کها تها که يه نسبت اتنيس اور ايک کي هے - يعني چاند زمين سے جسقدر دور هے ' سورج اس سے ۱۹ گونه زياده دور هے - هرچند يه ارسطارخس کا يه قياس صحيح نهيں ' آفتاب و ماهتاب کے بعد ميں اس سے کهيں زياده نسبت هے ' مگر با ايں همه جس قاعده کي بنا پر اس نے يه نتيجه نکالا تها ' وه قاعده بالکل صحيح اور اسدرجه دقيق و غامض هے که اس زمانه کے فلکيين ميں سے عوام ايک طرف ' خواص کا ذهن بهي شايد وهاں تک نه پهنچتا -

* * *

تمام علوم کي طرح علم الفلک پر بهي تقدم و تاخر ' اور ترقي تنزل کے مختلف دور گزر رهے هيں - ايک زمانه وه تها که اوج

ترقي پر تھا - نئے ستاروں کے اکتشاف ' مقدار رفتار ' سمت رفتار ' ایام طلوع و غروب وغیرہ وغیرہ مسائل کي تحقیقات سے اسکے سرمایہ میں اضافہ هوتا رهتا تها - پهر وہ زمانہ آیا کہ تنزل شروع هوا ' یہاں تک کہ بالاخر رفتار ترقي جمود و سکون سے بدلگئي - اسوقت کے علم الفلک کا سرمایہ صرف اسلاف کے آراء و افکار تھے -

یہي حالت رهي یہاں تک کہ گلیلیو ایطالي (Galiles) پیدا هوا - گلیلیو نے اس جمود کو حرکت سے بدلا اور اس انقلاب عظیم کي داغ بیل ڈالي جو هم اسوقت دیکھہ رهے هیں -

* * *

در اصل اس انقلاب کا سبب وہ چھوٹي سي دوربین تھي جو اس نے سنہ ۱۶۰۶ ع میں بنائي تھي -

اس دوربین سے اُس نے ستاروں کے دیکھنے میں مدد لي - اس تجربہ میں جب اسکو کامیابي هوئي تو اسي اصول پر اُس نے ایک بڑي دوربین بنائي - اس بڑي دوربین کا پہلا کارنامہ یہ ہے کہ مشتري کے گرد گردش کرنے والے چاند نظر آگئے -

گلیلیو کي دوربین ایک خاص حد تک بڑھائي جا سکتي تھي - پس اگر آلات رصدیہ کي ترقي اس دوربین تک آکے رک جاتي ' تو یقیناً یہ انقلاب اسقدر عظمت و وسعت اختیار نہ کر سکتا -

لیکن مدت گزر چکا تھا اور عرصہ کے رکے هوے پاني میں حرکت شروع هوگئي تھي ' یہ قاعدہ ہے کہ جب کسي جمود طویل کے بعد حرکت شروع هوتي ہے تو پھر بغیر کسي شدید امتداد کے وہ نہیں رک سکتي - چند هي سال گزرے تھے کہ اسي اصول پر بلور سے دوربینیں بنائي گئیں جو بہت زیادہ بڑھائي جا سکتي تھیں ' چنانچہ اسي زمانہ میں هرشل نے اپني بڑي دوربین بنائي ' جسکا چوڑا ۴۰ قدم (فیٹ) لمبا تھا - اس دوربین سے اس نے وہ ستارے دیکھے ' جو گو حجم میں آفتاب سے بہت زیادہ بڑے هیں مگر باایں همہ بعد مسافت کي وجہ سے تقریباً سال میں الکي روشني هم تک پہنچتي ہے - یہ یاد رکھنا چاهیے کہ نور کي رفتار في ثانیہ (سکنڈ) دو لاکھہ میل ہے -

* * *

دوربین کي اس غیر معمولي ترقي نے انکشافات کا دروازہ کھولدیا ' اور ایسے ایسے عجیب و غریب حقائق هئیۃ بے نقاب هوے ' جنکا وهم و گمان بھي قدما کو نہ تھا -

تم نے بارها تاروں بھري رات میں چھوٹے چھوٹے صدها ستارے بکھرے هوے دیکھے هونگے ' مگر شاید کبھي تمھیں انکي اصلي حقیقت کا وهم بھي نہ هوا هوگا ؟

یہ ترقي یافتہ دوربینیں بتاتي هیں کہ یہ ستارے جو همیں اسقدر صغیر الحجم مثل نقطے کے نظر آتے هیں ' در اصل همارے آفتاب کي طرح بڑے بڑے آفتاب هیں - انمیں سے بعض ایک هیں اور بعض دو کا مجموعہ - - انکے رنگ اور رنگ کي طرح انکا مادہ قوام یا مایہ خمیر بھي مختلف ہے - بعض کا قوام گیس سے ہے اور بعض چھوٹے چھوٹے ذرات سے مرکب هیں -

اسیطرح ایک ستارہ ہے جسے عرب " عول " کہتے هیں - اس ستارہ کي یہ حالت ہے کہ کبھي کبھي اسقدر ماند پڑ جاتا ہے کہ بمشکل نظر آتا ہے - عنترہ عبسي ایک مشہور شہسوار اور نبرد آزما عربي شاعر ہے - وہ کہتا ہے :

والغـول بین بدي یظهـر تـارۃ
ویکاد یخفي مثل ضوء المشعل

ترجمہ — اور ستارہ عول کبھي تو اسقدر پر نور هوتا ہے کہ خوب ظاهر و واضح نظر آتا ہے ' اور کبھي اسقدر ماند هوجاتا ہے کہ مشعل کي روشني کي طرح معلوم هوتا ہے کہ چھپ جانے کو ہے -

اس تغیر ظلمت و نور کے اسباب پہلے غیر معلوم تھے مگر اب تحقیق هوگئے هیں - اصل یہ ہے کہ جسطرح هماري زمین کے گرد چاند گردش کرتا ہے ' اسي طرح اس ستارے کے گرد بھي ایک اور ستارہ گردش کرتا ہے - یہ دوسرا ستارہ خود روشن نہیں ہے بلکہ تاریک ہے - اسلیے جب وہ گردش کرتے کرتے عول کے اس حصے کے سامنے آجاتا ہے جو هماري زمین کے بالمقابل ہے تو عول کا نور کم هوجاتا ہے اور هماري نظر سے قریباً مخفي و مستور هوجاتا ہے - پھر یہ دوسرا ستارہ جسقدر هٹتا جاتا ہے ' اتنا هي عول بھي نظر آتا جاتا ہے ' یہاں تک کہ بالکل درخشاں اور جگمگاتا هوا نمایاں هوجاتا ہے -

ستارہ " قطب " در اصل چار ستاروں کا مجموعہ ہے ' انمیں سے تین تو نہایت درخشاں هیں اور ایک کسیقدر کم روشن ہے -

" رجل الجبـار " در اصل دو آفتـاب هیں - اسمیں سے ایک سفید اور ایک نیلگوں ہے -

* * *

تم نے دیکھا هوگا کہ شب کو چھٹکے هوے تاروں میں چند ستاروں کے گچھے با جھرمٹ نظر آتے هیں - موجودہ تحقیق یہ ہے کہ اس قسم کے ستارے کم از کم ایک لاکھہ ۴۰ هزار هیں - بلکہ اغلب یہ ہے کہ تمام ستاروں میں سے ایک ثلث اسیطرح مزدوج هیں :

جسطـرح همارا عالـم شمسي ہے ' اسیطـرح ان نجوم مزدوجہ کے بھي عوالم شمسیہ هیں - بالفاظ واضح تر جسطرح همارے عالم میں ایک آفتاب ہے - وہ اپني جگہ پر ساکن ہے ' اسکے گرد تمام دوسرے سیارے گردش کر رهے هیں ' اسیطرح ان نجوم مزدوجہ میں بھي ایک ستارہ مثل مرکز کے اپني جگہ پر قائم ہے اور باقي ستارے اسکے گرد پھر رهے هیں - البتہ همارے عالم اور ان ستاروں کے عوالم میں فرق یہ ہے کہ همارے عالم کے ستاروں کے حجم میں باهم بہت فرق ہے - مثلاً همارا آفتاب مشتري سے ۱۰۴۷ گونہ بڑا ہے ' اور اپنے تمام سیارات و اقمار سے ۷۴۶ گونہ - مگر ان نجوم مزدوجہ کے عالموں میں شاید اسقدر تفاوت نہیں ' وهاں بڑے سے بڑا ستارہ چھوٹے سے چھوٹے ستارے سے چار گونہ بڑا ہے -

بعض علماء کہتے هیں کہ اغلب یہ ہے کہ ان ستاروں میں سے هر ستارہ همارے آفتاب کی مانند ہے ' یعني اتنا هي یا اس سے زیادہ بڑا ہے ' اور اسکے گرد دیگر سیارات گردش کرتے هیں - اس خیال کا جزء اول یعني دو جرم تو ایک حد مختلف فیہ مسئلہ ہے - البتہ دوسرا جزء یعني اسکے گرد ستاروں کي گردش البتہ ایک حد تک معقول نظر ہے - کیونکہ اسکے ثبوت کي کوئي دلیل نہیں ' اور برعکس اسکي نفي کي تائید میں دلائل ملتے هیں -

* * *

پہلے رصد کا قاعدہ یہ تھا کہ رصد گاہ میں بیٹھکے آسمان کي طرف دیکھتے رهتے تھے - ظاهر ہے کہ یہ طریقہ کسقدر وقت ضائع کرنے والا اور موجب تعب و دقت تھا ' مگر اخیر اعات کي کثرت اور آلات و ادرات کے تومر نے جہاں اور بہت سي انساني مصائب کو کم کیا ' وهاں اس علمي مصیبت کو بھي آسان کر دیا -

علماء نے رصد گاهوں میں بیٹھنا کم کر دیا ' اسکے بدلے دوربینوں کو اسطرح رکھا کہ وہ ستاروں کے ساتھہ ساتھہ گھومتي جائیں - پھر ان دوربینوں سے الات تصویر کو اسطرح ملا دیا کہ وہ بھي دوربینوں کے ساتھہ ساتھہ گھومتے رهیں ' اور اجرام سماویہ

کے هر رخ کا عکس ان آلات تصـویر پر پڑتا رهے ' اسطرح بغیر رصد گاهوں میں بیٹھنے کي زحمت گوارا کیے وہ تمام باتیں معلوم هو جاتي هیں جو کئي کئي دن تـک بیٹھنے کے بعد معلوم هوتي نهیں - یه آلات تصویر سنارون کي هر نقل و حرکت کي تصویر لیلیتے هیں - گویا اب یهی آلات تصویر ان علماء راصدین کي قائم مقامي کرتے هیں جو رصد گاهوں میں لیل و نهار مراقب رها کرتے تھے !

اس طریقه سے علاوہ اقتصاد وقت و محنت کے ایک بڑا فائدہ یه هوا که ستارہ خواہ کتني هي دور هو' اُسکا نور چاهے جسقدر هي کم هو' اور حرکت و تغیر خواہ کتني هي خفیف هو ' مگـر لوح تصویر پر هر نقل و حرکت پوري پوري آ جاتي هے اور وہ دقیق و تاریک چیزیں جو آنکھه کے دست رس سے باهر نهیں اور اسلیے وهجاتي نهیں ' اب کسي طرح نهیں رهسکتیں !

* * *

فن آلات سازي کي ترقي نے وہ وہ محیر العقول کرشمے دکھاے هیں که اگر آج سے چند صدیاں پہلے یه آلات هوتے تو صاحب آلات ساحر یا شعبده باز سمجھا جاتا - اگر آج سو برس پہلے کے لوگ زندہ هو جائیں اور دنیا کے موجودہ حالات دیکھیں ' تو غالباً اپنے آپ کو عالم خواب یا کسي طلسم کدہ میں سمجھیں' کیونکه آج اسرار و نوامیس طبیعت کے انکشاف اور آلات کي ترقي سے جو حیرت انگیز کام انجام پا رهے هیں ' ان تـک اسلاف کا وہ مخیله بھي نه پهنچا تھا ' جو ساحروں اور اجده کي هوش ربا داستانیں تصنیف کیا کرتا تھا -

ترقي آلات کي ایک مثال وہ آله هے ' جس کو رنـگ نما (Spectrascope) (۱) کهتے هیں - اس آله سے نور کے مختلف رنگ جدا کیے جاتے اور ان رنگوں کے امتحان و اختبار سے اس جسم منور کے مادہ کا سراغ لگایا جاتا هے - مثلاً ایک جسم منور مسي هے ' تو اسکے نور کي تحلیل سے سبز خطوط پیدا هونگے ' یا اگر رنگ کا هے تو دیگر خطوط پیدا هونگے - وعلی هذا القیاس -

اس آله " رنگ نما " سے یه بھي معلوم هوجاتا هے که اس جسم منور کا قوام جامد هے یا کوئی گیس ؟ اور آیا وہ کسي گیس کے لفافه میں ملفوف هے یا نهیں ؟

* * *

جسطرح ترین کي سیٹي سے اسکے قرب و بعد اور سمت کا اندازہ هو جاتا هے ' اسیطرح اجرام سماویه کے نور سے انکي سمت و سرعت رفتار کا بھي علم هو جاتا هے - صرف شعاعوں یا انکے عکس کو دیکھکے علماء فلک معلوم کرلیتے هیں که یه ستارہ آ رها هے یا جا رها هے ' اور نیز یه که اسکي رفتار سریع هے یا بطي ؟ غرضکه اجرام سماویه کے متعلق هماري معلومات کا ایک بڑا ذریعه انکا نور هے - صرف ایک نور سے هم انکے مادہ قوام' سمت رفتار' اور سرعت و بطي سیر کو معلوم کرلیتے هیں - لیکن اس آله " رنگ نما " سے استفادہ آسان نهیں ' کیونکه اس سے صرف خطوط نظر آتے هیں ' اور ان خطوط سے عناصر کا اندازہ کیا جاتا هے - بعض عنصر مثلاً لوهے سے متعدد اور مختلف اللون خطوط پیدا هوتے هیں - مگر چاندي کے خطوط اُس سے مختلف اور سونے کے اُن دونوں سے متباین هوتے هیں - پس اصلي نقطه کار اس امر کي تمیز هے که کون خط کس عنصر کے سبب سے پیدا هوا هے ؟ اور آیا یه متعدد خطوط کسي ایک عنصر کا نتیجه هیں یا چند عناصر کے ' اور وہ عناصر کون کون هیں ؟

اسکے لیے ضرورت هے که راصد (رصد گاہ سے مطالعۂ فلک کرنے والا) تجربه کار' دقیق النمیز' اور صادق التخمین هو -

اس آله " رنگ نما " کے استعمال سے معلوم هوا هے که ستارہ شعري' جو هم سے کئي ملین پر هے' في ثانیه ۲۶ میل کے حساب سے هم سے دور هوتا هے' تیرهه دن تـک یهي حالت رهتي هے' اسکے بعد اسي شرح رفتار سے وہ قریب هونا شروع هوتا هے -

علماء فلک نے پچاس ملین تصویریں ایسے ستارونکي لي هیں جو مختلف مجامع میں منقسم هیں ' خود مجامع کي بھي دو قسمیں هیں - آله " رنگ نما " سے معلوم هوتا هے که ان دونوں قسموں کي سمتیں بالکل مقابل و معاندي هیں -

* * *

یه بھي دریافت هوا هے که همارا نظام شمسي یعني آفتاب مع اپنے تمام سیاروں کے ۱۳ میل في ثانیه کے حساب سے سماک رامح کي طرف بڑھرها هے ' اور جسطرح همارا نظام سماک رامح سے ملنے کے لیے اسکي طرف جا رها هے ' اسیطرح خود سماک رامح بھي همارے نظام شمسي کي طرف بسرعت تمام آ رها هے -

قدیم علم الفلک میں صرف ایک آفتاب مانا جاتا تھا ' مگر موجودہ علماء نے جدید آلات رصدیه کي مدد سے ایک هزار ملین آفتاب دریافت کیے هیں - یه تمام آفتاب مع اپنے سیارات کے اس فضاے بسیط میں گردش کر رهے هیں - جب کبھي دو آفتابوں میں تجاذب هوتا هے اور وہ قریب آ جاتے هیں تو اُنکي رفتار ۴ سو میل في ثانیه هوجاتي هے - اس حساب سے وہ ایک گھنٹه سے کم میں مقابل بھي هو جاتے هیں اور جدا بھي هو جاتے هیں -

آفتابوں کي کثرت ' انکي گردش ' اور تجاذب و تقارب کے وقت انکي سرعت رفتار کي بنا پر علماء فلک کا خیال هے که دو آفتاب خواہ کتنے هي دور هوں' مگر انکا تصادم هر وقت ممکن هے اور ظاهر هے که جسوقت دو ایسے آفتابوں میں جو ۴ سو میل في ثانیه کے حساب سے چل رهے هوں ' تصادم هوگا تو کیسي قیامت برپا هوگي !

* * *

یه هیں ان صدها عرائب افلاک میں سے چند عجائب' جو جدید علم الفلک نے همیں بتائے - پس اگر علم الفلک اپنے قدیمي مرکز پر رهتا تو یه تمام حقایق اسیطرح همیشه مستور و مخفي رهتے جسطرح که اس دور جدید سے پہلے تک رهے -

هم نے جو کچھه لکھا هے دراصل جدید علم الفلک کے بحر ذخار میں ایک قطرہ سے بھي کم هے - انشاء الله آیندہ بشرط فرصت کسیقدر تفصیل سے لکھینگے اور " هئیة جدیدة و قران " کا موضوع تو ابھي بالکل باقي هے -

---

(۱) یه نام دو لفظوں سے مرکب هے - ایک اسپیکٹرا اور دوسرا اسکوپ - اسپیکٹرا جمع هے اسپیکٹرم کي جو ایک لاطیني نژاد کلمه هے - اسپیکٹرم کے لغوي معني هیں وہ مختلف رنـگ جو آنکھیں بند کرلے کے بعد نظر آتے هیں - مگر اصطلاح میں نور کے ان رنگوں کو کهتے هیں ' جو ایک مثلث آله کے ذریعـه سے ' جسے (Priam) کهتے هیں جدا کرکے اس طرح دکھائے جاتے هیں' گویا وہ کسي جالي پر پھیلا دیے گئے هیں - اسکوپ کے معني هیں " نما " - پس اسپیکٹرا سکوپ کے لفظي معني هوے " الوان نور نما " اور یهي اس آله کي تعریف هے -

لیکن " الوان نور نما " کي ترکیب طویل و ثقیل تھي - اگر نور حذف کردیا جائے اور الوان کو رنـگ سے بدلدیا جائے تو یه " رنـگ نما " هوسکتا هے - یه ترکیب سبک وسهل هے اور بآساني زبانوں پر جاري هوسکتي هے - اسي لیے میں نے صرف رنگ نما کو اختیار کیا - البته اس صورت میں معني لغوي معني اصطلاحي سے کسیقدر عام هونگے مگر تداول و استعمال سے اس نقص کي تلافي هوجائیگي اور تھوڑے عرصے کے بعد " رنگ نما " سے بھي اسیطرح خاص آله متبادر هونے لگیگا ' جسطرح که آج خورد بین ' دوربین' مرغ باد نما ' وغیرہ سے خاص خاص آلات هي متبادر هوتے هیں (تفصیل کے لیے دیکھو مقاله مصطلحات علوم مندرجه الهلال جلد ۳ - نمبر ۱۶) مدیر -

المناظرة والمناظرة

اتحـــاد شيعـــه و اهل سنت

از جناب مولانا شيخ فدا حسين صاحب پروفيسر دينيات محمڈن كالج علي گڈه

نصحت فلم افلح و غشوا فافلحوا
فاوردتني نصحي بدار هوان
فان عشت لم انصح و ان مت فالعتوا
دوى النصح من بعدي لكل لسان

قطعه مذكوره بالا كا مصداق اتم مجھي ذات هے اور بس - ميں نے اپنے مضمون منطبعه الهلال بابت ٣ ماه ستمبر سنه ١٣ ميں كس قدر اهتمام تبليغ مذهبي مناظرات كے انسداد ميں ليا تها ' اور سني اور شيعوں كي بيچا بين اتفاق و اتحاد قلبي كے له ظاهري كي ضرورت ظاهر كي اور مخصوص اپنے قبيله كو دعوت صلح و مصالحت دي - پهر كد اسكا بهي نتيجه نه هوا ' اور مولوي حاتم حسين صاحب كے هاتهر كچھ نه لگا ؟ اگر مولوي حاتم حسين صاحب سنيوں كي آنكهوں ميں سني ظاهر كرنے كے ليے مضمون كا جواب نه ديتے تو ميں هرگز انكي بيعزتي كا خواب ميں بهي نه چاهتا - ميں نے شيعه سنيوں كے درميان اتفاق كي دعوت دي تهي ' سنيوں اور شيعوں كے درميان نهيں ' مگر چونكه انهوں نے اپنے تئيں سنيوں كے لباس ميں جلوه ديا هے اس خيال سے كه مبادا ساده مزاج سنيوں كو انكي اس تحريرات سے مزيد نفرت و وحشت شيعوں كي طرف سے پيدا هوجائے ' لامحاله مجھ حسب الله اعلاء كلمة الله و احقاق حق كيليے چند سطور لكهنا هوں ' ورنه مجھے مجادله و قال و قيل و جواب مقصود نهيں -

مولوي صاحب نے اول ميرے كل مضمون كا خلاصه نهايت هي قابليت كے ساتهه تحرير فرمايا هے - وہ يه كه اتفاق دو قسم ديني و ملي ميں تقسيم كيا هے ' اور پهر ديني اتفاق كي قسم اصولي و فروعي ميں هي هے ' مگر حد و تعريف هر قسم كي بالكل محذوف اور پهر اصولي قسم اتفاق دو قسمون ميں موجود بتايا هے ' ليكن مجھے ان كي اس راے سے بالكل اختلاف هے ' مشكل يه هے كه اصولي اتفاق كي اچھي تعريف كسي سے بهي نه هوسكي ' يعني كي بقول الشاعر كا حال هے - رجما بالغيب كها جاتا هے مگر فهم اتنا ضرور عرض كرونگا كه مولوي صاحب كے وسعت معلومات و اطلاع سے بهت بعيد هے كه وہ اصولي اتفاق كو بين الفريقين موجود بتاتے هيں - توحيد ' نبوت ' صفات ثبوتيه و سلبيه ' معاد و قرآن و عبده ' ديگر تفاصيل ميں ضرور اختلاف اور سخت اختلاف هے ' اگر مولوي صاحب نهيں واقف هيں تو سخت مقام افسوس هے ' مگر يا جمهور حضرات علماء اهل سنت سے يه امر پوشيده نهيں هے -

رها فروعي اتفاق تو اسكا بهي يهي حال هے كه وہ ايك مجهول المعني لفظ هے جس كي نه تعريف هے نه حد هے ' ليكن يه جمله سخت عجيب هے كه :

" باوجود علماء فريقين كي جانفشاں كوششوں كے الخ " -

معلوم نهيں وہ فروعي اتفاق كس شے كا نام هے جس كے ليے اتني كوششيں كي گئيں اور وہ كون كون علماء فريقين تهے ' جنهوں نے معلوم نهيں اب تك اس زمانه ميں ليا ايا دوشيں فرمائي نهيں - بهر باوجود ان كے پهر بهي بقول آپ كے سيلاب افتراق نه رك سكا ؟

آگے چل كر آپ نے مجھي اور سلفي اتفاق كے دلال ميں تحرير فرمايا هے :

" يا هي اسما هو اكثر هم فروعي اختلافات الخ "

سبحان الله جب آپ مجھي و جمهور سلف بين الفريقين كي تحرير تك نه تهنڈے دل سے نه ديكهه سكے اور نه وصف اس كے كه اس ميں كوئي مسئله سخت الزامي يا دل آزاري يا مناظره مذهبي كا نه تها اس كے جواب ميں جواه مخواه ايك دور از كار سخت دل آزار مذهبي مناظره كي بنياد قائم كردي ' جس كا نتيجه يه هے كه اگر علم هوتي هو تو كے هوسكے ' تو پهر يقولون ما لا يفعلون كا مصداق بننے سے كيا فائده ' اور اس قدر وقت عزيز فضول مذهبي چهيڑ چهاڑ ميں ضائع كرنے سے كيا حاصل ؟

آگے چل كر آپ مسجد مقدس و علماء حرمين كي شهادت كا ذكر فرمائے هوے لكهتے هيں كه " علماء نجف نے ايك فرمان واجب الاذعان الخ "

اے كاش خدا انصافاً فرماتا كه اگر علماء نجف نے كوئي ايسا فرمان واجب الاذعان جاري فرمايا اور بفرض محال اس كا كچهه اثر نه هوا تو انهوں نے كيا برا كيا ؟ ميں نے بهي دعوت اتحاد كي تهي ' حل اس كے كه نسبي شيعه كے طرف سے كوئي آيا اتفاق و اختلاف كي بلند هو ' آپ هي نے سب سے پهلے دوراه اتفاق و اختلاف كے مسلمانوں كے سامنے كهول دي ' حضرات اهل سنت كے علماء اعلام سے تو ابتدا هي نه هوا كه اپنے بهائيوں كو ابتداع اور شيعوں سے ساتهه اتحاد اور عدم تعرضي و تعرضي فرمانے اور سكهني كے ساتهه دعوت ديتي هوتي ' تهر اگر علماء عرب نے ايسا كيا تو كچهه بے جا نه هوا پهر آپ نے كيونكر شيعوں سے قطع نظر فرماكر اهل سنت كو اول تك معذور نهيں كها ؟ اگر شيعوں سے اول آپ نے تعرض نهيں فرمايا تو اصل مدعا اصل ہے جسكے مواعد طلان سے علي ده تاج و مسلم الثبوت اور شرح مختصر منتهي و مختصر عضدي و مسلم العلوم ملا حسن و شرح عقائد و شرح مواقف و شرح مقاصد و حاشيه خيالي و حاشيه چلپي و حاشيه ملا زاده و حاشيه تجريد و شرح تجريد و شرح مواقف و شرح مقاصد

اور نے معنی خیالات شیعیان اثنا عشري کے مقابل میں حجت نکرنا آپ ھی ایسے عـقلمند آدمي کا کام ھوسکتا ھے - آپ تو معلوم ھے نہ شیعیان اثنا عشري دین اور عین عقل اور عقل کو عین دین سمجھتے ھیں ' اور سوا عـقل کے کسی دوسري سے کو اپنے اوپر حجت نہیں گردانتے ' تو اس عمدہ ان کی اثنت کا یہ حال کہ ایک بڑا حصہ معمورہ ارض کا مجموع من حیث المجموع ان کے افراد سے آباد و معمور ھے ' اور نہ افضال انوپي بھي گـروہ صاحب ملـک و قوت و سطوت و شوکت ھیں - نہ صرف ممالـک اسلامي میں بلکہ ھو تو اعظم میں حتے کہ اوروپ میں بھی - کیا آپ کو خبر نہیں نہ قسطنطنیہ اور البانیا میں بالخصوص لوگ بیعد مثال نہ تشیع ھیں (مـلاحظہ ھو سفرنامـہ آربیل خواجہ غلام الثقلین) اور روز بروز تعداد شیعہ مذھب اختیار کر رھی ھے ؟ پھر یہ شیعہ تبریہ یا صحیحیہ یا سلیمانیہ ھیں ؟ یہ فرقے اب سے صدھا سال پیشتر فنا ھوچکے -

آگے چلکر نہج البلاغۃ جلد ۲ - ۷ سی عبارت کا حوالہ دیتے ھیں - اس حوالہ کو دیکھکر مجھے سخت تعجب آمیز ھنسی آئی کیونکہ بظاھر سمجھے آپ تک ایسے شخص معلوم ھوتے ھیں جو برخلاف تمام اھل خلاف کے بظاھر شیعوں کی کبھی کسی کچھہ معتصرات دیکھہ لیا کرتے ھیں - چونکہ بعض اوقات اجلاء بدیہیات کی طرف بھی توجہ دلانے کی ضرورت ھوتی ھے اس غرض سے عرض کرتا ھوں کہ مہربان من ! آپ کو معلوم ھونا چاھیے کہ نہج البلاغہ شیعوں کے نزدیک معتبر داخل نہیں ھے بلکہ وہ ایک ادبی کتاب ھے ' جو بطور مجاز شریف رضی علیہ الرحمۃ نے بنحاط اپنے سلیقہ ادب و عربیت کے جمع علیہ السلام کے چند خطب و خطوط و الفاظ حکمت و سدسدات کے مرتب فرمایا اور جمع فرمائی بھی - یہی وجہ ھے کہ اکثر مقامات پر عندیا معتبر ھے ' صرف خود نہ انتخاب مرتب ھوا ھے ' اور یہی سبب ھے کہ اسناں اس میں معدوم ھے ' کیونکہ یہ کوئی حدیث کی کتاب نہیں ھے بلکہ عام کتب ادبی کی سی وجہ سے یہ نے ان خصوص تو بھی نقل و ادا دیتے ھیں جو بصریح اھل سنت انہیں پہونچتے ھیں - اسی دلیل سے یہ بھی معلوم ھے جسے آپنے وہ اقوال فجر و مباھات نہج البلاغۃ سے نقل فرمایا ھے - مگر یہ بھی ایک غفلت ھی سے ھیں جو حدیث امیر علیہ السلام کے معارضہ پر لکھا تھا ' اور اس میں مسلمات کو کے موافق الزامي حجت معارضہ اور اسکے اندفاع پر اپنے جلیلہ برحق ھونے پر قائم فرمائی ھے کہ یہ تحقیقی - معاذ اللہ حضرت ابی شان اھل فلاسفہ اسلام ھونے کی حدیث سے نہیں زیادہ اس سے احمل واقع نہیں کہ وہ اسے تحقیقي جواب خیال فرما سکیں - بعـود باللہ بفرض محال اگر ایسا ھوتا تو سب سے پہلے میں انکی امامت و خلافت سے دست بردار ھوجاتا -

یہ خیال صرف میرا ھي نہیں ھے بلکہ ابن ابی الحدید معتزلي جیسے مشہور فیلسوف و متکلم و مورخ شارح نہج البلاغہ کا بھي ھے - حسن اتفاق دیکھیے کہ یہي حـط بعینہ نصر ابن مزاحـم منـقري شیعی نے کتاب القصص میں اپني داني سند سے نقل کیا ھے جسکے رجال سب مشاھیر محدثین اھل سنت ھیں اور کوئي بھي شیعہ نہیں ھے ' نہ خود نصر ابن مزاحم ھي شیعہ ھے ' اور ابن حبان سا شدید التعنت ' امام جرح و التعدیل ' دشمن اھل بیت اطہار علیہم السلام نے اسے اپني کتاب الثقات میں درج کر دیا ھے -

آگے چل کر آپ خلافت کو فروع دین سے قرار دے کر اسکے فروعي ثابت کرنے کے بمقابل شیعوں کے درپے ھوے ھیں ' گویا کہ آپ شیعوں پر الزامي حجت قائم کرنا چاھتے ھیں - اس مقام پر سمجھ میں بیشتر سے زیادہ ھنسی آئی - معلوم انصاف ھے - اگر بفرض خلاف آپکے استدلال فروع دین سے ھے تو پھر تمسک بہ حدیث سفینہ و ثقلین کیوں متروک کیا ھے و جسکی صحت و قوت کو خود آپ بھی فروعی سے بیان فرما چکے ھیں ؟ شیعوں سے قطع نظر مخالفے اھوائہ یا طرز اسے فروع دین سے نہیں مانتے ' اور یہ حد تک حجت عقل سے قائل ھیں ھرگز مانینگے - یہ آپ کیوں نہیں سمجھتے کہ جو ارکان دین کا جو ارکان و اقسام حلال ایسے ھیں ' اور جب تک عقل یہ ضرورت امر معلوم مخصوص منصوص من اللہ کے قائل ھیں اور آپي جو عمل سے انہیں منحصر مانا ھے شیعوں کو عموماً اور خاصۃ میرا بضرورت عمل رھي حلال ھے جو اساسی ساعد مجھہ سے بیشتر مستنصر عباسي کے زمانہ میں فرما گیا ھے :

خیر الوصیین بعد خیر المرسلین فذ

اس معلوم ھو کہ ذرا بھی طاقت نہ ھوگا کہ یہ آخري شعر اقتباسی ان اک شاعر کا ھے جو اس سے اس موقع پر فی البدیہہ مستنصر عباسی کے سامنے پڑھی تھي ' جب وہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالی عنہ کی زیارت کے واسطے مدائن میں آئے تھا ' اور شاعر اس کے عصر کا تھا ' موقت مستنصر تو جدال جدید علیہ السلام کے اس معجزہ طی الارض کا گڑا جو نہایت مشہور ھے و حضرت حسب خواھش حق سے سلمان فارسي رضی اللہ تعالی عنہ کے وقت انتقال کی خبر سے فی الفور بمعجزہ طي الارض مدینہ سے مدائن تشریف لے گئے ' جہاں حضرت سلمان حضرت عمر کی طرف سے گورنر تھے ' اور حضرت کے وہ عین بعین کل النظام ان کی تکفین و تدفین کے کاموں میں مشغول تھے ' اور انہیں دفن و تدفین کر لینے کے بعد سب واپس آئے ' اور انہیں دفن کر لینے کے بعد سب واپس مدینہ منورہ میں داخل ھوگئے و جدال کے مستنصر کے طرز اساسی سے کہا کہ یہ تامین علامت شیعہ کی نقش معلوم ھوتی ھے - فی الفور اساسي جزا ھوگیا اور پڑھے لگا

اشارت کرد ما را سوی چین
رہی المدائن من نہج طیبا
و سلمان بصیر سلمانا و عدنی
عرش بلقیس لی یحکی العجبا
فقلت فی آصف لم یعل قبله نبی
فی خطیر اذا قال ' ان ما عجبا
ان کل احمد خیر المرسلین فذا
خیر الوصیین او نزر العجائب هبا

خدا کہ اور اک لطیفہ بصور جملہ معترضہ در مدائن میں آگیا - مقصود اس سے یہ ھے کہ امام منصوص منصوب من اللہ کا بعد نبی مخصوص ھونا اسی قدر بصراحت ثابت معلوم ھے جس قدر نبی کا مبعوث برسالت ھونا ' پس اگر بعود باللہ تعالی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جناب امیر علیہ السلام پر نص جلی نہیں فرمائی ھوتی تو ھم کو قطعاً انکی نبوت سے انکار ھوتا ' اور جس خدا نے نبی منصوب و منصوص فرمائے ھیں معشر علیہ السلام و ائید بي معجزات کہ فرمائی ھوتي اسکي حکمت سے بضرورت عقل ھم کو انکا کرنا چاھیے ' مگر یہ سب فرض محال ھے ' ورنہ وھي عقل جس سے

هم نے خدا کو جانا' اسی عقل نے ضرورت نبي کي بھي پہچاني' اور اسي عقل نے ضرورت امام معلوم منصوص من الله کي مانني پڑي - اب آپ فرمائيے که جب آپ اسے فروع دين سے خيال کرتے هيں تو اصل دين نه هوئي ' پھر آپ حضرت خلفاء راشدين کي امامت کو کيوں زبردستي لوگوں سے منوانے هيں' بعدکا جو الٹي امامت و خلافت کا مظہر هوا اسے بلا ليا پچھلا کہا کرتے هيں ' اور لم نر لم تاجي نہيں سمجھتے ' يا کافر خيال کرتے هيں ' اور اگر انہيں برا کہا جاے تو العظمة لله - کيا يه سب هنگامه محض فروعي هوے کي بنا پر هے ؟ هرگز نہيں بقول غالب مرحوم :

پھر يه هنگامه اے خدا کيا هے ؟

آپ لوگ زباني طور پر مسئله خلافت کو فروعي قرار ديتے هيں' مگر دل سے اصولي سے بڑھ کر سمجھتے هيں' اس زبردستي کا کيا علاج ؟

اس پر طرہ يه که اپني اظہار وسعت نظر کے خيال سے آپ نے جناب علامه ابن مثيم عليه الرحمة کي شرح نہج البلاغه سے ايک عبارت نقل کي هے - سبحان الله کيا شيعه جناب ابن مثيم کو بھي امام معصوم سمجھتے هيں ؟ يا آپ کا خيال هے که عقل کے مقابله ميں ابن مثيم عليه الرحمة کے قول کے سامنے وه سر تسليم خم کرديں گے ؟ حالانکه در اصل وه عبارت بھي ذره برابر آپ کو نافع نہيں هے ' کيونکه اس ميں اسکے ليے کوئي نص نہيں هے جو خلافت مصطلح عليها بين الشيعه اور بضرورت عقل واجب علے الله و علي الرسول هے ' وه فروع دين سے هے' بلکه لفظ خلافت بھي نہيں' ولايت مصدره الامد کا ذکر هے ' جو محض دنياوي سلطنت تسليم فرما کر ايسا ارشاد هوا هے' اور همیں بھي اس ولايت کے جو خلفاء راشدين کو حاصل تھي دنياوي هونے ميں اور غير دين هونے ميں کچھه کلام نہيں هے بلکه اس کو دين سے کچھه علاقه هي نه تھا اور نه اب هے - هماري مصطلح عليها خلافت کوئي اور هي شے هے ' جس پر هم جس قدر سختي کے ساتھه معتقد هيں زيبا هے' مگر آپ کا اپني مصطلح عليها خلافت کے ليے اس درجه سخت و صلب هونا اور اس کي حمايت ميں جان و مال و عرض و ناموس تک کو قربان کر ديا اور پھر زبان سے فروعي فروعي کہے جانا کس قدر غلط ناريبا هے -

جناب ابن مثيم عليه الرحمة سے گذر کر آپ نے ابن ابي الحديد معتزلي کي عبارت سے بھي استشهاد فرمايا هے - سبحان الله و بحمده ! کيوں جناب ' کيا ابن ابي الحديد بھي شيعوں کے امام هيں ' جن کے کلام سے هم پر حجت لائي جاتي هے ؟ البته وه ان شيعوں ميں سے نے جنکي بابت ميں شيعه هوکر کہتا هوں که ايک آنکھه ميري سني هے اور دوسري شيعه - ابن ابي الحديد اُن سنيوں ميں سے هے جنکا محبت اهل بيت اظہار پر ايمان هے اور جو اس محبت ميں شيعوں اور بھي محبت کي نگاه سے ديکھتے هيں ' ' خود اپنے بک قصيده عليويه ميں فرماتے هيں

واحب دين الاعتزال والي
اهوى لاجلک کل من يتشيع

پھر اگر اس نے ايسا لکھه ديا تو هم سے کيا تعلق اور هم پر اس کا کلام کيونکر حجت هوسکتا هے ؟ اصل يه هے که هم پر بجز دليل عقلي کسي کا کلام حجت نہيں -

---

ترجمـــه اردو تفسير کبيـــر

جسکي نصف قيمت اعانة مہاجرين عثمانيه ميں شامل کي جائيگي - قيمت حصۂ اول ۲ - روپيه - ادارۂ الهلال سے طلب کيجيـــے -

الهـــلال :

بڑي مصيبت يه هے که مناظره بڑھتا جاتا هے اور صورت اتحاد ناپيد تر هو جاتي هے -

بہت سے لوگ جو اتحاد کے به معني سمجھتے هيں که مناظرات و مباحثات روک دیے جائيں ' ميں اسکا قائل نہيں - اگر حسن نيت کے ساتھه مناظرات جاري رهيں تو اس سے کشف حقيقت و احقاق حق کي راه ميں مدد ملتي هے - ليکن ميں جس کام کو کررها هوں' اسميں نه تو اسکي فرصت هے نه گنجايش اور نه ضرورت - اگر توفيق الهي اسکے اتمام ميں موفق هو تو ضمناً يه تمام مقاصد اُس ايک هي مقصد سے حاصل هوجائينگے -

الهـــلال ميں ميں نے جناب مولانا فدا حسين صاحب کي تحرير درج کردي گو اسکے بعض حصوں سے مجھے اختلاف تھا - مقصود يه تھا که شايد اتحاد فريقين کے مبحث پر کوئي مفيد بحث شروع هوجاے - ليکن دنکھتا هوں تو اب وهي عام انداز کا مناظره شروع هوگيا هے ' اور وه مضيع وقت ' و مصر مصلحت ' و موجب اردياد نزاع و شقاق هے نه وسيلۂ اتحاد -

چونکه مولانا فدا حسين صاحب کي تحرير شائع هوئي تھي ' اسلیے ضرور تھا که اسکے مخالف جو تحريرات آئي هيں وه بھي شائع کي جائيں ' مضامين تو بہت سے آے ليکن صرف دو شائع کردیے گئے - اب ايک کا جواب الجواب بھي شائع کرديتا هوں اور يه آخري تحرير اس باب ميں هے - آئنده کوئي تحرير شائع نهوگي - اولين تحرير کي اشاعت کے بعد هي متعدد حضرات فريقين نے لکھا که اس طرح کي تحريرات شائع نه کي جائيں که الهلال کا مقام دوسرا هے' ليکن ميں نے مناسب سمجھا که بے طرفانه و بے تعصبانه ' دونوں طرح کے ايک دو مضمون شائع هوجائيں -

ميرا ارادہ تھا که بعد اندراج مراسلات و مکاتيب ' خود اپنے خيالات بھي اس مضمون پر ظاهر کرونگا' ليکن حيران هوں که کس کس چيز کو لکھوں ؟ هر اهم موضوع بحث کافي توجه کا طالب اور وقت اپني قدرتي مقدار ميں کمي و بيشي کرنے کا عادي نہيں -

کسي دوسري جگه چند سطريں اتحاد فرق اسلاميه پر لکھي هيں اُنهيں بغور ملاحظه فرمائيے - اسميں شک نہيں که اگر باهم متضاد اعتقادات کا استيصال کلي هوجائے تو نه اتحاد اصلي و حقيقي هوگا - اسکا طريقه همميں بتلا ديا گيا هے : فان تنازعتم في شي فردوه الى الله والرسول - مگر بدبختانه بحالت موجوده ايسا هونا قريب قريب محال هے -

پس اتحاد کي صرف ايک هي ممکن صورت هے اور وه يهي هے که چند مقاصد دو مشترک قرار دکر اسکے ليے سب کا متفق هو جانا ' اور پھر اپنے اپنے مخصوص اعتقادات پر بغير تعصب جاهلانه قائم رهنا ' اگر سنيه اور شيعه کم از کم باهم ايک ايسا معاهده کرليں اور سچے دل سے اُسپر عمل بھي کريں تو اسلامي دنيا کي اولين مصيبت عظمه کا خاتمه هے ' اور کچھه عجب نہيں که آگے چلکر خود بخود کسي دوسرے حقيقي اتحاد کي راه کھل جاے -

ميں ايک نہايت هي اهم اور دقيق مطلب عرض کر رها هوں ' غور کيجيے - اگر آپ لوگ باهم ايک دوسرے سے لڑ رهے هوں' مگر ساتھه هي ايک مشترک مقصد محبوب و عزيز بھي اپنے سامنے رکھتے هوں ' اور نيز آپ پر واضح هوجاے که جب تک آپ سب کے سب متفق هوکر اور اپني باهمي جنگ آرائي ترک کر کے اسکے ليے ساعي نهونگے '

وہ مقصد حاصل نہوگا ' تو لا محالہ اس مقصد مشترک کي اهميت و عظمت اور محبوبيت و کشش آپکو مجبور کريگي که باهمي جهگڑوں کو ختم کردیں' يعني اُس کے عشق کا جذبۂ قوي آپکے تمام جذبات نزاع و جدال پر غالب آجاے گا ' اور جمال مقصد کے نظارے کي محويت خود بخود هر طرف سے هٹا کر صرف اپنے هي طرف کهينچ ليگي ! و لنعم ما قيل :

لـو يسمعون كـما سمعت كـلامها .
خـروا لـغـزة سجـدا و ركـوعـا !

اگر اسـلام کے تمام فرقوں کو نفس اسـلام عزيز هے تو وہ اپنے تمام جهگڑوں کو يقينا اسکي حفاظت و اشاعت کي راہ ميں ترک کردينگے' اور اگر اعلاء کلمۂ اسلام سے بڑھکر انکو خلافۂ شيخين اور امامت و وصيت علي و حسنين (رضي الله عنهم) و وجوب تقليد و عمل بالحديث' و امين بالجهر' و وضع اليدين علی الصدر او تحت السرہ کے مشاجرات محبوب و عزيز هونگے تو يقيناً وہ اُنکي پرستش ميں سرشار رهيں گے' اور نفس اسلام کے بقاؤ حفظ پر اختلاف عقائد و تفريق باهمي کو ترجيح دينگے' فوا اسفا علی ما فرطتم في جنب الله !

و قال فريد الدين العطار :

ز نادانـي دل پر جهل و پر مکر
گرفتـار علي ماندي و بوبکـر
چو يکدم ربن تخيل مي نرستي
ندانم تا خـدا را کے پرسـتي ؟

مجهے ذرا مهلت ملے تو چاهتا هوں که ايک تاريخ مسلمانوں کے باهمي جنـگ و جدال کي مرتب کروں' جسميں دلهلايا جاے وہ صدر اول سے ليکر اس وقت تـک مختلف فرقوں کے باهمي نزاع و جدل نے مختلف قرون و سنين ميں اسلام کي اخلاقي و سياسي قوت کو کتنے کتنے جاں گسل و پر اور هلاکت نقصانات سے دوچار کيا هے ؟ شايد اسکا مطالعہ لوگوں کيلئے موجب عبرت هو' اگر يہ تاريخ مرتب کي گئي ' تو وہ صورت اجمال و ايجاز ميں دو تين جلدوں سے کم نهوگي که يه داستان الم بہت طول طويل هے :

سه جبز ست آنـکه بابای ندارد :
شب من ' درد من ' افسانۂ من* !

ان الذين فرقوا دينهم و كانوا شيعا لست منهم في شيء انما امرهم الی الله ' ثم ينبئهم بما كانوا يفعلون (۶ : ۱۵۹)

مولانا فدا حسين صاحب کے مضمون کے متعلق چند امور کا عرض کرنا ضروري سمجهتا هوں :

(۱) انهوں نے اپني تحرير ميں اسپر زور ديا تها که باستثناء خلفاء راشدين' جن لوگوں کو شيعه برا سمجهتے هيں' سني بهي برا سمجهيں - اس عالم تعميم و اطلاق نے بحث کي صورت بدل دي' ليکن ميں جهاں تـک سمجهتا هوں اسميں سوء نيت نهيں بلکه سوء تعبير کا قصور هے - غالباً مولانا فدا حسين کا اس سے مقصد يه هرگز نه تها که ازواج مطهرات کو بهي اهل سنت برا کهنے لگيں - انکا اشاره زياده تر بالعموم امراء بنو اميه و آل مروان کي طرف تها که بہت سے سني انکي مدح سرائي کو بهي داخل مفهوم سيئت سمجهتے هيں -

(۲) انهوں نے حضرات شيخين رضي الله عنهما کي تعريف کي هے اور اپنے هم مشربوں کو روکا هے که اُنهيں برا نه سمجهيں - يه بے تعصبي و حقيقت شعاري نهـايت مستحسن اور قابل صد تحسين هے' اور ميں سمجهتا هوں که جن حضرات نے انکا رد لکها هے ' ضرور تها که وہ جرح کے ساتهه حق تعديل بهي ادا کرتے -

(۳) انهوں نے اسپر بهي زور ديا تها که اهل سنت خارجيوں کو اپنے سے علحده کرديں - جهاں تک ميں سمجهتا هوں ' خارجيوں سے انکا مقصد وہ لوگ هيں جو باوجود ادعاء تسنن ' يزيد و شمر اور ابن زياده کے فضائل و مناقب بيان کرتے هيں' اور اُس گذشته فرقے کو زنده کرنا چاهتے هيں' جو بقول علامه ابن تيميه ' يزيد کي نبوت کا قائل تها !

(۴) البته مولوي صاحب کا يه فرمانا که تمام اهل سنت عزا داري کے وہ تمام طريقے اختيار کرليں' جو برادران شيعه اختيار کرتے هيں' ميري سمجهه ميں نهيں آتا - فرض کيجيے که ايک سني اپنے علم و تحقيق کي بنا پر جانتا هے که فلاں طريقه سے عزا و ماتم کرنا شارع نے ممنوع فرمايا هے - تو ايسي صورت ميں وہ کيونکر اسميں شرکت کرے ؟ البته مجالس ذکر شهادت کا منعقد کرنا ' کتب مقتل و سوانح کا پڑهنا ' گريه و زاري کرنا ' وغيره و غيره ايسے امور هيں جو خواص اهل سنت تک کرتے هيں' اور صاحب تحفه تـک کا اسپر عمل تها -

(۵) نهج البلاغة کي نسبت ميں سمجهتا هوں که ايسے شواهد ملسکتے هيں جن سے ثابت هوگا که علمـاء شيعه نے هميشه اسے ايک ادبي و حکمي حيثيت سے بہت زياده درجه ديا هے اور اسکے اقوال کو حجت مانا هے - اگر ضرورت هوئي تو ميں کتابوں کي طرف رجوع کرونگا - مقامات ياد هيں - حوالے کي ضرورت هے -

(۶) اصل يه هے که جو تحريريں اتحاد و اتفاق کي غرض سے لکهي جائيں ' اُن ميں مدافعه فيه مسائـل کا تذکره هونا هي نه چاهيے ' ورنه پهر قال و اقـول شروع هو جاتا هے - خـلافت کے منصوص من الله هونے کا اگر آپ ذکر نـه چهيڑ ديتے تو سرے سے يه بحث هي شروع نه هوتي - ميں اسے تسليم کرتا هوں که حضرات شيعه کے اعتقاد ميں خلافت اصول دين ميں سے هے نه فروع - اور وجوب عدل و صفات باري تعالی ميں بهي اهل سنت اشاعره ' شيعه ومعتزله سے مختلف هيں - اهل سنت سے اگر مقصود اشاعره هوں تو انکي کتابيں موجود هيں اور وہ خلافت کو خلافت من حيث الثبوت يا اصلاً في الدين تسليم نهيں کرتيں - اصل يه هے نه معاف فرمائيگا ' نه بحث هي ساري کي ساري سياسي تهي ' اب کيا هوگيا ؟ ميں تو اب ان ايام سے کيا سے منافشات کے موقع پر مرحوم غالب کے حکم پر عمل کرتا هوں :

بحث وجـدل بحـاے ماں ' ميکده جوے کـاسـدان
کس نفس از حمل نرد ' کس سخن از فدک بخواست

(۷) اس تحرير ميں ايک موقع پر لکها هے نه " آجکل بهي تمام دنياے اسلام ميں حتی که ثروت ميں بهي شيعه هي صاحب شوکت و عظمت و دارا ثروت نفوس هيں " يه صحيح نهيں - البانيا ميں بکتاشي فرقے کے قبائل هيں' مگر انکو شيعه اثنا عشري کهنا درست نهيں' قسطنطنيه ميں سوا اهل ايران کے شيعه بہت کم هيں - خواجه عالم الثقلين صاحب کا تو يه بيان هے که ايران ميں زياده تر بهائيت اندر هي اندر کام کر رهي هے -

(۸) اس راه ميں سب سے بڑهکر اهم کام يه هے نه رسم تبره کا استيصال کلي کر ديا جاے اور مثل حضره معمور حجة الله خراساني کے (جنکي شهادت في العقيقت مرجوده عهد کے عظيم ترين ضائعات اسلاميه ميں سے هے) علماء شيعه حرمت تبره کا اعلان کرديں - جب تـک نه هوگا ' اتحاد محال' حواب و خيال -

مراسلات

انگلستـــان میں تبلیـــغ اســـلام

از داعي اسلام خواجه کمال الدین - وو کنگ

لارڈ هیڈلے بالقابه کا مشرف باسلام هونا نهایت با برکت ثابت هوا - آپ کے علاوه تین اور اعلی طبقه کے اراکین نے اسلام قبول کیا -

(۱) ایک نهایت اعلی طبقه کي لیڈي جو انگلستان کے ایک ڈیوک کي اقرب عزیزه هیں نام کے اعلان کا ابهي وقت نهیں آیا - } ربیب

(۲) وائي کونٹ کنگ دي لوئٹر فرانسیسي لواے کونٹ - } مواهب الرحمن شیـــم صلاح الدین دي کوئٹر -

(۳) مسٹر جو کرائب جو ایک روسي امیرزاده هیں انکا اسلام بهت نتیجه خیز هے جسکے متعلق پهر لکهونگا - } عطـــاء الـــرحمـــن شیم جلال الدین محمد -

اسکے علاوه ذیل کے نومسلم و نومسلمه طبقهٔ متوسطه سے تعلق رکهتے هیں -

(اصلی نام)	(اسلامي نام)
مسز کلفورڈ	عائشه
مسز والو لیت ابراهیم	فاطمه ابراهیم
مسز مي	امة الرحمن قمر النسا
کپتان اسٹهیلي مسکوربڈ	عبد الرحمن
مس للي وینسم	امة الهیه حلیمه
مسز جسفورڈ	ابهي نام نوئي نجویز نهیں هوا صرف خط کے ذریعه اسلام قبول کیا هے ' ملاقات بهي نهیں هوئي -

اسکے علاوه سیف الرحمن شیخ رحمت الله فاروق المعروف لارڈ هیڈلے بالقابه کے چار فرزند جو ابهی کم عمر هیں ' اور باقی نو مسلموں کے سات بچے هیں ' جنمیں سے دو چار ۱۶ سال کے لگ بهگ هیں - اللهم زد فزد -

بات یه هے که اسلام کو بهیانک سے بهیانک صورت میں یهاں پیش کیا جا چکا هے - لارڈ هیڈلے کے اعلان اور اُنکے مضامین نے یک لخت لوگوں کو متوجه کردیا هے - یه لوگ عیسائیت سے تو سخت بیزار هیں لیکن ایسے مذهب کے بهي متلاشي هیں جو معقولیت اپنے اندر رکهتا هو - اُن اصحاب کي طرف سر دست توجه کرنا میں ضروري نهیں سمجهتا جو دهریت کے هاتهه بک گئے هیں میرے نصب العین وه هیں جو مذهب کي ضرورت کو تو مقدم سمجهتے هیں اور عیسائیت سے بیزار هیں ' اور اُن لوگوں کي تعداد لکهوکها تک هے - همت ' استقلال ' تواتر ' دعا ' اخلاص ' جان توڑ محنت اور ان سب کے بعد توکل اور نصر من الله و فتح قریب -

L 11532

New D... Libra...

مکتـــوب آستـــانـــهٔ علیـــه

از مراسله نگار حضوصی

گذشته هفته کے تراي اخبارات کے مطالعه سے آپ کو معلوم هوا هوگا که حکومت یونان ایک ڈرنڈ بات موسومه قسطنطنیه انگلستان کے ایک کارخانه میں ڈوبا ہے کا آڈر دیچکی هے - رقم کي ادائي کا اس صورت سے قرار داد هوا هے که مجموعي رقم کے تین حصوں میں سے ایک حصه تو خاص حکومت یونان ادا کریگي ' اور باقی دو حصے وه یونانی افراد ' جو حکومت عثمانیه کي رعایا هیں قسطنطنیه کي کسي بینک کے ذریعه ادا کریں گے ' چنانچه اس کے علاقه جات میں نهایت احتیاط و سرگرمي اور بهت هي خفیه طریقوں سے یوناني قوم کے با اثر افراد سے انکار ادے طبقه تک کا هر شخص اس کام کے واسطے رقم جمع کر رها هے ' اور آثار سے ثابت هوتا هے که زیاده سے زیاده دو ماه کے اندر مطلوبه رقم جمع هو جائیگي - ترکي خفیه پولیس کے ایک افسر کی رپوٹ کا خلاصه درج ذیل هے - اس کے ملاحظـه سے واضح هـوگا که آج کل یونانی قوم ترکي حکومت کے مٹانے کی فکر کس انهماک کے ساتهه کر رهي هے ' اور اس سرگرمي کا کیا نتیجه نکلنے والا هے - جس کا اظهار اس قوم کے دلیل سے ذلیل درجه اور پیشه کے لوگ کر رهے هیں - عثماني جمعیة بحریه (دونا کا جمعیت) اور مدافعه ملیه جمعیه دو سال سے صرف اسلامبول هي میں نهیں بلکه ملک کے هر هر گوشه سے رقم جمع کر رهي تهي ' مگر بجهه تو مسلمانوں کی ناعاقبت اندیشي اور بجهه افلاس کي بدولت اس وقت تک ایک رسالدار ڈرنڈ بات کے واسطے بهي کافي رقم جمع نهیں کر سکی -

اُدهر اس چهوٹی سي مخالف قوم کا یه حال هے که دو ماه کے اندر کافي سے زیاده رقم کا جمع کرلینا بالکل نقینی هے - عاقل مسلمانوں ! بے پروا مسلمانوں !! اگر همارے غفلت کا یهی حال هے تو وه زمانه قریب هے که همارے مسجدوں پر صلیب چڑهائي جاے -

انسپکٹر حفیه پولیس علطه کی رپورٹ مورخه ۷ محرم کا ایک حصه

سپاهي نمبر ۸۲ کي رپورٹ دروزه کي بنیاد پر آج میں نے حلقه نمبر ۱۸ کا دوره کیا انکشافات درج ذیل هیں :—

دي می تربس کمپني ببرا اور رالی کمپني علطه کے کارندوں کے ذریعه محوله بالا حلقه کي تمام یوناني رنڈیوں کو ایک هفته سے آماده کیا گیا هے که حس طرح اور یوناني تجار ' کمیشن ایجنٹ ' کشتي بان ' اور مختلف صناع قسطنطین اعظم اسمي ڈریدنات کے واسطے رقم فراهم کر رهے هیں ' تمهارا بهي ملي فریضه هے که تم بهي جسقدر ممکن هو ' رقم جمع کر کے مندرجه بالا کمپني کے ذریعه

حکومت یونان کو روانہ کردی ' چنانچہ گذشتہ پانچ دن سے اس فرقہ کی ہر عورت اس فراہمی میں مصروف ہے - اپنے ہر یونانی آشنا سے بوقت رخصت اعانت ملی کے نام سے کچھہ نہ کچھہ طلب کیا جاتا ہے ' اور جمع شدہ رقم ہر گھنٹہ سے دوسری صبح کو بلا خیانت مس اور نیسا اور مسٹر کام رالو رشدی نمبر ۶۲ و نمبر ۵۱۳ کو سپرد روانہ کیجاتی ہے - کل صبح تک اس کل رقم کی مقدار جو اور نیالی والی کمپنی غلطہ کو تفویض کی ہے' ۱۴۸۰ غرش اور ایک طلائی گھڑی ہے - مبلغ رالو نمبر ۵۱۳ بیمار ہے - اسلئے ابھی تک کوئی رقم جمع نہیں کرائی ہے - بوقت داخلہ رقم عرض کیا جائے گا -

اضافۂ قیمت الهـــلال

الهـــلال کی اشاعت ۴ محرم الحرام سنہ ۱۳۳۲ ہجری اور ۱۱ ماہ مذکور میں ایڈیٹر صاحب کی جانب سے در مضمون شذرات کے نیچے " صدا بصحرا " اور " بعض مسایل مہمہ " کے عنوان سے شایع ہوے ہیں - میں نے اس امر کی جانچ کی تھی کہ پبلک کی طرف سے ایڈیٹر الهـــلال کی آواز پر کسنے کیا خیال ظاہر کیا ' جسکو نہایت دبی زبان سے ایڈیٹر نے بہت ہی قابلیت کے ساتھہ جاہا ہے یعنی ضخامت الهـــلال اونکی جولانی طبع اور کثرت افکار کے مقابلہ میں بہت کم ہے ' اور ہر ہفتہ مضامین ایڈیٹر کے منشاء کے موافق درج ہونے سے رہجاتے ہیں -

اسکے علاوہ کاغذ ' سیاہی ' ٹایپ کی عمدگی ' اور کمپوز کرنیوالونکی قلت ' ایڈیٹر کی محنت سے قطع نظر کرکے بھی ضرور عام توجہ کے قابل مسئلہ بن گیا ہے - میری اس راے سے عام ہندوستانی ناظرین یقیناً متفق ہونگے کہ اسوقت ہندوستان میں جسقدر اردو جرائد شایع ہو رہے ہیں اونکے دیکھتے ہوے الهـــلال ہی ایک ایسا پرچہ ہے' جسکا ہر وقت شوق کے ساتھہ انتظار رہتا ہے - ہمارے ملکی بھائیوں کی سخت بد قسمتی ہوگی کہ ایسے پرچہ کو اپنی نا قدردانی اور لاپرواہی سے با وصف اسکے کہ وہ اوسکی خوبیوں کو تسلیم کرچکے ہیں ' مالی امداد نہ دیکر کمزور یا قلیل الاشاعت تا اوسکے موجودہ طریق اشاعت میں کمی پیدا کردیں - یہ میرے کورے الفاظ ہی نہیں ہیں بلکہ میں عملاً اپنی ہر تجویز کی پیروی اور اوسکے عمل در آمد پر تیار ہوں - لہذا ہر دو مضامین متذکرۂ الصدر کے دیکھنے کے بعد میری راے یہ قرار پائی ہے کہ الهلال کی ضخامت موجودہ اشاعت کے مقابلہ میں ڈیوڑھی کردیجاوے ' اور سالانہ چندہ میں ۷ روپیہ اضافہ کرکے پندرہ روپیہ سال قرار پاے اور میں پیشگی ایک سال کا چندہ جس روز سے یہ انتظام عمل پذیر ہو انشاء اللہ تعالی ہمیشہ دیتے کیلیے موجود ہوں فقط -

سید محمد علی ' افسوس - وکیل ٹونک ار سرونج مالوہ

حضرت مولانا دامت برکاتکم -

السلام علیکم و رحمۃ اللہ " صدا بہ صحرا " کے عنوان سے دو تین ہفتہ قبل جو مضمون " الهـــلال " میں طبع ہوا تھا ' اوسکے جواب میں ایک انکسار نامہ ارسال خدمت اقدس کیا تھا اور عرض کیا تھا کہ الهلال کا سالانہ چندہ دس اور بارہ روپیہ ہونا چاہیے - ممکن ہے کہ وہ عریضہ ملاحظہ میں آیا ہو - مجھے انتظار ہے کہ پبلک اسکا تصفیہ کسطرح کرتی ہے ؟

میرا چندہ ختم ہوچکا ہے' سال نو کا چندہ بذریعہ منی آڈر ارسال خدمت گرامی کیا گیا ہے ' اور میں نے دو روپے زیادہ بھیجے ہیں یعنی دس روپے روانہ کئے ہیں ' امید ہے کہ اضافہ کردہ چندہ قبول فرمایا جائیگا کیونکہ الهلال جس خاص اہتمام اور حسن و خوبی کے ساتھہ اشاعت پاتا ہے اس لحاظ سے اوسکا آٹھہ روپیہ چندہ محض ناکافی ہے - خریداران الهلال سے ضرور توقع ہے کہ وہ نہایت کشادہ دلی کے ساتھہ بلا تاسی توقف انتظار کے بطور خود چندہ کے اضافہ میں تقدیم کرکے ایک بزرگ یونین فرض دینی و اخلاقی کو پورا کرینگے اور اپنی ملی زندگی کا ثبوت دینگے -

ایزد متعال سے میری ہمیشہ یہی دعا رہتی ہے کہ وہ آپکی عمر اور صحت میں برکت دے ' اور اوسکی نصرت و حفاظت شامل حال رہے آمین -

خادم خریدار نمبر (۱۹۲۰)

قابل صد تکریم جناب مولانا صاحب دام فیضکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - اس بات کے ظاہر کرنے یا کہنے کی شاید کوئی ضرورت نہ ہوگی کہ جناب کس خوش اسلوبی اور اعلی قابلیت سے اخبار الهلال نکال رہے ہیں ' جو نہ صرف ہمیں بیرونی صحیح خبر ہی بہم پہونچاتا ہے بلکہ اگر سچ پوچھیے تو اس نے ہمارے اخلاق' مذہبی حالت' اور مذاق کی درستگی میں بہت زیادہ امداد دی ہے - خدا آپکے ارادوں میں استقلال اور کامیابی عطا فرماوے -

چونکہ اب تیسری جلد ختم ہونیوالی ہے ' اور بہت سے اصحاب کا پچھلا چندہ پورا ہوکر نئے سرے سے اخبار جاری کرنیکا وقت ہوگا اسلیے اگر جناب اخبار کا چندہ بجاے ۸ روپیہ کے ۱۰ روپیہ کردیں ' تو شاید نامناسب نہ ہوگا - بلکہ میں امید کرتا ہوں کہ شایقین بڑی خوشی سے قبول کرینگے' کیونکہ اب یہ امر پبلک اور قارئین اخبار پر بخوبی روشن ہوگیا ہے کہ آپکو اِس کام میں چہ جائیکہ مالی منفعت ہو الٹا نقصان ہے - میری تو یہ خواہش ہے کہ خواہ آپ ۱۰ روپیہ کا اعلان بھی نہ کریں' تب بھی شایقین کو چاہیے کہ جدید چندہ خود بخود دس روپیہ ارسال کردیں - فقط والسلام -

نعمت علی از لودیانہ

حضرت مولانا دامت برکاتہم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ - الهلال مورخہ ۴ محرم الحرام نمبر ۲۳ میں " صدا بہ صحرا " کے عنوان سے حضرت نے الهلال کے جن مصارف کے طرف اشارہ فرمایا ہے' ضرور ہے کہ خریداران الهلال بہت جلد اس طرف متوجہ ہوجائیں - الهلال جس غیر معمولی اہتمام اور ظاہری و باطنی حسن و خوبی کے ساتھہ طبع ہوا کرتا ہے وہ قارئین سے مخفی نہیں ہے ' اور پھر الهلال کی ہمیں جسقدر احتیاج ہے' سب جانتے ہیں - اسلئے خریداران الهلال کا فرض اولین ہے کہ وہ چندہ میں اضافہ کردیں -

اگرچہ حضرت نے صراحت نہیں فرمائی کہ کسقدر اضافہ ہونا چاہیے تاہم یہ ہمارا فرض دینی ہے کہ جملہ حالات پر غور کرکے کوئی مناسب شرح مقرر کردیں' میری راے تو یہ ہے کہ سالانہ چندہ اقل درجہ بارہ روپیہ ہو ' تاکہ حضرت کے ذاتی خسارہ میں کچھہ کمی ہو ' اور گونہ اطمینان کے ساتھہ اپنے مہتم بالشان مقاصد کی اشاعت میں مصروف رہیں -

جو اصحاب سردست اسقدر زیادتی کا بار نہیں اوٹھا سکتے - اونہیں اقل درجہ دس روپیہ سالانہ دینا چاہیے - بہرحال قوم پر لازم ہے کہ وہ الهلال کی مدد کرے اور اپنی زندگی کا ثبوت دے ' ورنہ بے حسی اور بھی دلیل درماندگی - مجھے یقین ہے کہ الهلال کی بے لاگ اور بے لوث قومی خدمات کسی مسلمان کو اوسکی معاونت سے محروم نہ رکھینگے -

خریدار نمبر (۱۹۲۰) (از حیدرآباد دکن)

اسئلة واجوبتها

(۱)

طـريق تسميـهٔ و تـذكـرهٔ خـواتين

(از جناب مرزا عرفان علي صاحب ريٹائر ڈپٹي كلكٹر - آگره)

مكـرم و معظـم دام مجـدكـم - تسليم

مجھكو جناب سے نياز حاصل نہيں مگر جناب كي عظمت و شان علمي هر دل ميں جاگزيں هے -

يوں تو معمولاً الهـلال بدر درخشاں كي طرح هر هفته چمكتا هے' مگر ۳ دسمبر كا پرچه بعض ايسے دل چسپ مضامين كا مجموعه هے جس سے غلامان اسلام كو خاص واسطه هے -

سچ يه هے كه هم مسلمان هيں اور همارا مسلمـان هونا هماري طرز معاشرت سے ظاهر هونا چاهيے' كيونكه سب سے پهلا ثبوت يهي هے ' يه نہيں كه هم قسميں كها كها كر كسي كو باور كرادیں كه هم پيرو ے اسلام هيں -

تقرير طويل هوئي جاتي هے ' مجھے صرف دو باتيں پرچه متذكره بالا كے متعلق عرض كرني هيں' ان كو اس نظر سے عرض كرتا هوں كه جناب انكو كسي پرچـه آينده ميں صاف كرديں تاكه كوئي شـك باقي نـه رهے -

اول يه كه " طريق تذكره و تسميهٔ خواتين " كي نسبت الهلال كے صفحه ۳۲۶ كے اول كالم ميں جهاں اپني راے ظاهر كي هے' وهاں يه فقره بهي لكها هے كه " اور جس نام سے اسنے (عورت نے) جلسه نكاح ميں اپنے شوهر كي رفاقت دائمي كا اقرار كيا " اس ميں رفاقت دائمي كے اقرار كو اچھي طرح نہيں سمجھا - اس سے آپكي مراد كيا هے ؟ براه عنايت صراحت مزيد فرما دیجيے - دوم مضمون كا حرف لباب هے' اور جو اسكا ماحصل هے ' اس سے مجھے پورا اتفاق هے اور ميں نے اس خيال كا شخص هوں كه اپنے نام كے ساتھه مسٹر كا لكھا جانا بهي گوارا نہيں كرتا - آپكو ياد هوگا كه ميں نے جب آپكے مطبوعـه لييل كو درست كيا هے تو مسٹر كا لفظ قلمزد كرے مرزا لكھديا تھا ' مگر شوهر كے نام كے ساتھه زوجه كو خطاب كرنا عقلي دلايل سے معيوب نہيں' اور شرعي بهي كوئي حكم نہيں' پس اعتراض كے قابل كيوں قرار ديا جاتا هے ؟ يه همنے مانا كه مسز نه كهو تو اهليه ' اهلعاله ' زوجه ' بيگم صاحبه ' خاتون خانه و ديگر خطابات سے مثـلاً بهو بيگم ' بڑي بهو' ممتاز محل وغيره كهنا كيا برا هے ' اور كيا اعتراض اسپر هو سكتا هے ؟ اسي سلسله ميں ميں اتنا اور بهي عرض كرونـگا كه تحقير و تصغير پر ايك نظر ڈالتے هوے ديكھيے كه اگر ايك غريب كي لڑكي فاطمه نامي ايك اميركبير اهل علم كي زوجه هو جاے' تو كيا اسكي عزت افزائي اسميں نہيں كه وه اپنے شوهر كے نام كے ساتھه موسوم كيجاوے' اور بجاے فاطمه كهلانے كے نواب بيگم' بيگم صاحبه' يا اهليه محترمه ذيجاه كهلاوے ؟

اب ميں زياده سمع خراشي نه كرونگا ' اس تكليف دهي كو معاف فرمائيـگا - غالباً آپ آل انـڈيا محمڈن كانفرنس آگره ميں تشريف فرماهونـگے' اسوقت زيارت سے مشرف هونگا - انشاء الله تعالے -

الهـــلال :

ترجمه فرمائي كا شكريه -

(۱) " جلسهٔ نكاح ميں جس نام سے اُس نے الخ " اس كا مطلب تو صاف واضح تھا - يعني وهي اصلي نام جو اُس وقت ليا گيا ' اور جس نام كے ساتھه اُس نے اپنے شوهر كي دائمي رفاقت كا اقرار كيا - دائمي رفاقت سے نكاح مدني مراد هے -

(۲) ميرا مقصود يه تھا كه مسز وغيره كا خيال محض يورپ كي تقليد سے پيدا هوا هے ' اور عورت كے نام كو چھپانا اور اسكے اعلان كو موجب حيا سمجھنا ايك ايسي رسم هے جسكي شريعت ميں كوئي اصليت نہيں ' نه خاندان نبوت و صحابهٔ كرام كا طرز عمل بكلي اسكے خلاف - باقي يا اصطلاح فقه جواز و عدم جواز كي يہاں كوئي بحث نه تھي ' اور جب ايك قدرتي طريقه اظهار نام حقيقي كا موجود هے تو كونسي ضرورت هے كه مصنوعي طريقے ايجاد كيے جائيں ؟ كيوں ايك مرد اپنے نام سے پكارا جاے' اور كيوں عورت نه پكاري جاے ؟

اس مبحث ميں قابل غور امر يه هے كه " بيگم صاحبه فلاں ' زوجهٔ فلاں ' اهليهٔ فلاں' بهو بيگم' ناچ دلهن" وغيره وغيره تراكيب سے اعلان و تسميه كا خيال كيوں پيدا هوتا هے ؟

دو حال سے خالي نہيں :

يا تو اسلئے كه عورتوں كا نام ظاهر كرنا بر بناے رسم و رواج معيوب سمجھا جاتا هے' اور گو هر مصنوعي نام بهي مثل علم كے هو جاتا هے ' ليكن رسم و رواج كي پرستش اجازت اعلان نہيں ديتي -

اور يا پھر بر بناے تقليد فرنگ كه " مسز " كي جگه " بيگم " وغيره كي جستجو هے -

اول صورت ميں شرعي امتناع كا يه پهلو نكلتا هے كه جس چيز كے اظهار سے شارع نے نہيں روكا اور نه كوئي عملي نمونه دكھلايا ' محض رسم كي وجه سے اسپر اصرار كيا جاے اور اسطرح رسم و رواج كو حقيقت شرعيه پر ترجيح دي جاے -

ياد رهے كه جب كسي غير شرعي امر پر رسماً سخت اصرار كيا جاے تو ضروري هے كه اسكو سدت و سختي كے ساتھه روكا جاے - كيونكه اس طرح غير شرعي امور كا مثل احكام شرع كے واجب الانقياد هو جانا ممكن هے ' اور همارے اعمال ميں اسكي صدها مثاليں موجود هيں -

آپ نے ميرے اقوال پڑھے هونگے كه اگر كسي فعل مباح پر اس اصرار كے ساتھه لوگ بجا لائيں كه اسكے واجب و فرض سمجھے جانے كا خوف هو تو اس حالت ميں ايسے مباحات كا ترك واجب هے' حفظاً لاحكام الشريعه و التعبد -

دوسري صورت كي نسبت اُس مضمون ميں مفصلاً عرض كرچكا هوں - يورپ ميں يه حالت عورتوں كے گذشته مسلسل اُسر و مملوليه كا بقيه هے' اور اسكي تقليد كرنا يه معني ركھتا هے كه اسلام كي بخشي هوئي حريت اور تقليد مسيحيت پر قربان كرديا جاے - ضمناً اس سے يه نتيجه نكلتا هے كه آپ كسي نه كسي وجه سے عورت كو حق اعلان ذاتي دينا نہيں چاهتے - حالانكه اسلام نے ديا هے - تمام عبادات و معاملات ميں مسلمان عورت مثل مرد كے حق ذاتي كے ساتھه ايك وجود مستقل تسليم كي گئي هے - پھر ايسا كرنا كب درست هوسكتا هے ؟

يهي وجوه هيں جسكي بنا پر اس عاجز كي راے عام طرز عمل كے خلاف هے' اور اسكو ضروري سمجھتا هوں كه مسلمان خواتين

خواہ معصنات ہوں یا غیر معصنہ ' اپنا اصلي نام ظاہر کریں اور اُسي نام سے انکا بالاعلان تذکرہ بھی کیا جاے - اگر وہ مضامین لکھیں تو انکے ندچے خود انکے نام کو درج کرنا چاہیے ' نہ کہ انکے شوہر اور والد کے نام کو - یہي اسلام کی سادہ و اصلي تعلیم ہے- یہي خاندان نبوت کا اُسوۂ حسنہ ہے - یہی صحابۂ کرام و تابعین و جمیع سلف صالحین کا طرز عمل ہے ' اور اسی پر آج تمام اسلامي ممالک میں مثل عرب و حجاز ' مصر و شام ' مراکش و مغرب ' اور جمیع بلاد عثمانیہ میں عمل کیا جا رہا ہے - اور کوئي وجہ نہیں کہ مسلمانان ہند ہندوستان کی رسم و رواج سے اس درجہ مقید ہوں کہ ان تمام نظائر و شواہد سے چشم پوشي کرلیں -

برادران ہنود معاف فرمائیں اگر میں کہوں کہ اسلام ہندوستان میں آیا اور تمام مقامات سے بہت زیادہ مسخ ہوا - عربی سادگي اور عجمي تکلف و تصنع ' ان دونوں عنصروں سے پہلے ہي مرکب ہوچکا تھا ' اُسپر ہندوستان کي بت پرستي اور اقوام وثنیہ کے رسم و رواج کے اضافہ نے ایک ایسي صورت بنادي کہ آج اصلاح اعمال و جزئیات اعمال کا کام ہندوستان میں اور تمام ممالک اسلامیہ سے زیادہ تر مشکل ہوگیا ہے اور چھوٹی چھوٹی باتوں کے اندر بھي ہندوستان کي رسم و رواج کا اثر اب یہ کوئي عظیم الشان بت چھپا ہوا ہے - عورتوں کے ناموں کے مخفی رکھنے کا خیال بھي ایک ایسي ہي رسم ہے - بہتر ہے کہ اس سے جلد تدارک کي جاے

ابھي ہندوستاني رسم و رواج کے لئے یہ حجت نہیں ملي تھی کہ تقلید فرنگ کا ایک نیا بتکدہ آباد کیا گیا ہے - ارباب نہضت کو چاہیے کہ دونوں کي پرستش سے رہائی حاصل کریں ؎

ہم کعبۂ و ہم بتکدہ سنگ رہ ما دود
رندیم و صنم بر سر محراب شکستیم

مسئلۂ تبلیغ اسلام

اور اختلاف فرق اسلامیہ

خواجہ کمال الدین بي - اے

بزرگ من و محسن قوم نسلیم - الہلال کے جدید نمبر میں آپکے " اجتماع عظیم " کي سرخي سے تبلیغ اسلام کے متعلق جو کارروائي درج کي ہے اور جسمیں آپکي تقریر بھی درج ہے اُس سے یہ پایا جاتا ہے کہ جناب محترم خواجہ کمال الدین صاحب کو مالي مدد درکار ہے - چنانچہ فوراً اس پر غور کرنے کے بعد چند دوست اس بات کے لیے تیار ہوگئے کہ لیکچرؤں میں بھي چندہ جمع کیا جاے ' اور اپنے خیال کو قائم کرکے چندہ وصول کرنیکے لیے روانہ ہوگئے - لیکن ملک میں جو خیالات ہیں آنکے سننے کے سوا اور کچھ ہاتھ نہ آیا - مجبوراً خاموش ہوکر بیٹھ رہے ' اب خیال یہ ہے کہ ایک مستقل اصول قرار دیکر اس کے لیے کوشاں ہوں گے - لیکن جو سوالات ہیں وہ درج کیے جاتے ہیں :

(۱) کیا خواجہ کمال الدین قادیاني نہیں ہیں ؟ اگر نہیں تو کیا لارڈ ہیڈلے بالقابہ قادیاني نہیں ہوے ؟

(۲) کیا اشاعت و تبلیغ اسلام خواجہ صاحب کے ذریعہ سے ہوجاویگي ؟

پس استدعا ہے کہ اپنے خیالات کا اظہار بذریعہ اخبار فرمائیے کہ آپکے خیالات مرزا صاحب قادیاني کو مسیح موعود تسلیم کرنے میں کہانتک وسعت رکھتے ہیں ' اور احمدي گروہ کي شرکت اشاعت اسلام میں مضر ہے یا نہیں ؟ (مختار احمد خاں از لکھنؤ)

الهـــلال :

عزیز من ! آجتک اشاعت اسلام کو جس چیز نے روکا ہے ' بتیں کیجیے کہ یہي تفرق و تشتت فرق اسلامیہ اور عدم تشکل وحدۃ اسلامیہ ہے - اسلام نے پہلے ہي دن اسکا سد باب کردینا چاہا تھا - حیث قال : ولا تکونوا کالذین تفرقوا و اختلفوا من بعد ما جاءھم البینات ' اولئك لھم عذاب عظیم (۳ : ۱۰۵) اور اختلاف کا علاج بھي بتلا دیا تھا : فان تنازعتم فی شي ' فردوہ الی اللہ و الرسول ان کنتم تومنون باللہ و الیوم الاخر ' ذلك خیر و احسن تاویلا (۴ : ۵۹)

لیکن تفریق ہوئي اور جو مصیبت مسلمانوں پر آنی تھي آئي ' ازانجملہ یہ کہ اسلام کي جو تبلیغي قوت صدر اول میں مشارق و مغارب کو مسخر کر رہي تھي ' وہ بالکل رک گئي اور مسلمانوں کي قوت بجاے اشاعت توحید کے ' باہمي جنگ و جدال میں صرف ہونے لگي - اسي کا نتیجہ بغداد کا قتل عام ' دولت عباسیہ کا انقراض ' اور اسلامي تمدن و علوم کا خاتمہ تھا جو حملۂ تاتار سے وقوع میں آیا - تلك الحملہ التی کانت اول صدمۃ ' صدعت بناء قوۃ المسلمین صدعاً ' لم یلتم من بعدہ و یعد کما کان !

یقین کیجیے کہ اگر شہادت حضرۃ عثمان رضي اللہ عنہ کے بعد سے باہمي نزاعات کا سلسلہ شروع نہ ہوا ہوتا جو اب تک روبہ ترقی ہے ' تو آج تمام آباد کرۂ ارضي پر صرف ایک ہي قوم و ملت ہوتی اور وہ صرف ملت اسلامي تھي ' کیونکہ یہ وعدۂ الہي تھا ' و لن تخلف اللہ وعدہ و انما ھم المخلقون : و ما کان ربك لیھلك القری بظلم و اھلھا مصلحون (۱۱ : ۱۱۷)

لیکن خدا اب بھی وقت نہیں آیا ہے کہ آنکھیں کھلیں اور دین الہي کي عزت کو اپنے اعمال مظلمہ سے اور زیادہ ذلیل و رسوا نہ کریں ؟ خدا فرشتہ عقلت اندھا نہیں بنایا ہے کہ مزید سرشاري اعمالے لوگ ذمہ دار ہیں ؟ پھر دیا ہے کہ موجودہ دور مصائب و فلاکت کے احساس کا ادعا بھي کیا جاتا ہے ' اور ساتھ ہي اپني قدیمي خصومات جنگ و نزاع سے ہٹنے کا ارادہ بھی نہیں ہے ؟ افلم یدبروا القول ' ام جاءھم مالم یات آباءھم الاولین ؟ (۲۳ : ۶۸)

میں ایک لمحہ کیلئے بھي اس اتفاق و اتحاد کا قائل نہیں کہ لوگ اپنے اپنے عقائد سے دست بردار ہوجائیں جیسے وہ اپنے نزدیک حق و صحیح سمجھتے ہیں - نہ یہ تو ممکن ہے یا مطلوب ہے ' لیکن مطلوب اسکي امید نہیں اور نہ ویسے فصل الہي کوئي خارق عادت دکھلا دے تو یہ دوسري بات ہے -

اب سوال یہ ہے کہ حفظ شریعت و ملت اور اشاعت اسلام جیسے مشترک مقاصد کے کام کو اسي باہمي اختلافات کي نذر کردیا جاے یا کوئي صورت عمل بھي پیدا کي جاے ؟

اگر اشاعت اسلام کا کام ہر فرقہ اپنا فرض سمجھتا ہے ' تو کوئي وجہ نہیں کہ ہر فرقہ اسمیں شریک نہو -

(اصول اتحاد فرق اسلامیہ)

اسکي صورت صرف یہ ہے کہ ہم لوگ اپنے عقائد کي ایک اصولي تقسیم کردیں - جسمیں اولیات کو مشترک قرار دیں اور باقي امور کو مخصوص -

اب دیکھیے کہ تمام مدعیان اسلام فرقوں کے مشترک عقائد و مقاصد کتنا بڑا حصہ ہیں جن سے کسی کو انکار نہیں -

مثلاً کلمۂ توحید و اقرار رسالت ' اعلان و اشاعت قرآن ' حفظ بلاد و ثغور اسلامیہ ' دفع کفار و اعداء اسلام ' یا اسی طرح کے بعض دیگر امور -

اسکے مقابلے میں اپنے مخصوص عقائد کو بھی اپنے ذہن میں رکھیے - مثلاً خلافت و امامت اوصیاء ' وجوب و عدم وجوب عدل ' تکفیر و عدم تکفیر فساق ' صحت انعقاد خلافت راشدہ ' وجوب تقلید شخصی و عمل بالحدیث ' مہدویت و مسیحیت مرزا صاحب قادیانی و انکار ازاں ' وغیرہ وغیرہ -

اسکے بعد آئندہ کیلیے طرز عمل یہ ہو کہ جب کبھی مرفعہ آن مشترک عقائد و مقاصد کا آئے تو ہر قائل کلمۂ توحید خدمت و شرکت کیلیے مستعد ہو جائے ' اور اپنے تمام باہمی نزاعات و مناقشات کو فراموش و نسیاً منسیاً کرکے اسطرح تمام اہل قبلہ متحد و متفق ہو جائیں ' گویا ایک ہی خاندان کے فرزند ' اور ایک ہی شجرۂ محبت و اخوت کے برگ و بار ہیں -

لیکن اسکے بعد جب اپنے اپنے مخصوص عقائد و اعمال کے حدود میں آ جائیں تو بلا کسی مداہنت و نفاق کے اپنے اپنے عقائد پر نہایت مضبوطی و استواری کے ساتھ قائم رہیں ' اور شوق سے ہر جماعت اپنے ان عقائد کا احقاق کرے ' جسکو وہ حق سمجھتی ہے - مناظرہ کی مجلسیں منعقد کریں ' رسائل و کتب شائع کریں ' اپنی اپنی جانب لوگوں کو بلائیں ' کوئی اس سے نہیں روکتا اور نہ کسی کے روکے یہ باتیں رک سکتی ہیں -

اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حفظ ملت و مصلحت وقت کی بنا پر مدینہ کے یہودیوں سے معاہدۂ امن کرلیتے تھے ' تو ہزار تعجب ہے ہم پر کہ ہم حفظ اسلام یا تبلیغ توحید کیلیے اپنے مخالف فرقہ کو شرکت کار کا موقعہ نہ دیں اور منعقد نہ کرسکیں !

یہ نہ مداہنت ہے اور نہ تمام مختلف عقائد کو ایک جگہ جمع کردینا ' بلکہ متعصب سے متعصب فرقے بھی اگر آنکھ کھولکر دنیا کو دیکھیں ' اور وقت کی مصیبت کو سمجھیں تو اس طرح کے محدود و مشروط اتحاد کو ایک لمحہ کیلیے بھی اپنی مرتفعانہ ہستی کیلیے مضر نہ پائیں گے -

میں تو اب صرف ایسے ہی اتحاد کا متمنی ہوں ' نہ کہ اس اتحاد عقائد کے خوش آیند خواب کا ' جسکی تعبیر آجتک نہ ملسکی -

(جواب سوالات)

یہاں تک تو میں نے اصولی طور پر اس مسئلہ کی نسبت اپنا خیال ظاہر کردیا کہ مستقل طور پر لکھنے کا موقع نہیں ملتا اور ضمنی مواقع ہی کو غنیمت سمجھکر اپنے خیالات قلمبند کردیا کرتا ہوں - اب اسکے بعد امور مسئولہ عنہا کا جواب سن لیجیے :

(۱) مجھے معلوم ہے کہ خواجہ کمال الدین صاحب احمدی ہیں -

(۲) لارڈ ہیڈلے کی نسبت مجھے معلوم نہیں - ابھی تو وہ غریب مسلمان ہی ہوا ہے ' اگر یہ جھگڑے اسکے آگے لیے گئے تو وہ حیران ہوکر پوچھے گا کہ کہاں جاؤں ؟ مسلمان ہونے کے بعد بھی نجات نہیں ملتی اور ہر فرقہ دوسرے فرقہ کی تکفیر کررہا ہے ؟

(۳) میں الحمد للہ اپنے اندر اتنی ایمانی قوت رکھتا ہوں کہ جس امر کو حق تسلیم کرلوں اسکا اسی وقت اعلان بھی کردوں ' پس میری نسبت یہ سوال محض عبث ہے - نہ تو میں کسی شخص کو مہدی تسلیم کرتا ہوں نہ مسیح موعود ' میں اعتقاد توحید و رسالت ' اور عمل صالح کو نجات کیلیے کافی سمجھتا ہوں - اسکے سوا مجھے اور کچھ معلوم نہیں - قرآن کریم مسلمانوں کا حقیقی امام ہے : وان ہذی امتکم امۃ واحدۃ و انا ربکم فاعبدون

(۴) خواجہ کمال الدین یا کوئی شخص اگر اشاعت اسلام کی خدمت مقدس انجام دے ' اور تمام مسلمانوں کو اُن کا ساتھ دینا چاہیے اور بس ' اسی میرا مقصد ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ اس سے زیادہ سمجھنے کا کسی کو ابتدا حق ہے ؟

(۵) خواجہ صاحب کی نسبت مجھے نہیں ہے کہ وہ خلوص و ایثار کے ساتھ اس خدمت میں مصروف ہیں ' اور بہترین وقت سمجھتا ہوں کہ اس وقت پوری قوت سے اس کام کو شروع کیا جائے ' اور ایک عظیم الشان تبلیغی مجلس قائم کی جائے - مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اس اقدام سے متاثر ہو اور راہ کار اختیار کریں ' نہ کہ اس کام کو صرف ایک ہی فرقہ کے ہاتھ میں چھوڑ دیں - وہ مسلمان جو باہمی نزاع کے قصہ کو چھیڑ کر اس کام کی مخالفت کرینگے ' نیز قادیان کے وہ متشددین جو عامۂ اہل اسلام کی تکفیر کرکے مخالف جذبات کو مشتعل کرینگے ' دونوں گروہ عند اللہ جوابدہ ہونگے اس نقصان عظیم کے ' جو خدا نخواستہ موجودہ تحریک کے قائم نہ رہنے کی صورت میں منصور ہے - و نسا ل اللہ تعالی ان یوفقنا و سائر اخواننا المسلمین لما یحبہ و یرضاہ - و تلک الدار الاخرۃ نجعلہا للذین لا یریدون فی الارض علواً ولا فسادا ' والعاقبۃ للمتقین -

حکم استعمال قند انگریزی بصورت اشتباہ

ایک دن میں یہ کتاب پڑھ رہا تھا :

The Geography of Commerce, by Spencer Trotter M. D. Edited by Chusman, A Harrick Ph. D.
Published 1909.

پڑھتے پڑھتے اسکے صفحہ ۱۱۵ - پر یہ فقرہ زیر سرخی : Hog and Hog producst (سور اور سور کی پیدا وار کے متعلق) مجھے نظر سے گذرا - فقرہ یہ ہے :

"The fat is made in to beard , the bones, are ground up for use as fertilizer ; or when burnut to charcoal are used in the Sugar refining process."

مجملاً فقرہ کا مطلب یہ ہے کہ سور کی ہڈیوں کو کوئلہ بنا کر مصری کے صاف کرنے میں استعمال کرتے ہیں -

جو خیال اس فقرہ کو پڑھکر ایک مسلمان کے دل میں پیدا ہوسکتا ہے ' اسکا آپ دورے طور پر اندازہ کرسکتے ہیں - میں نے اور میرے چند ایک اور آور ہم خیال دوستوں نے استعمال مصری کو یکدم ترک کردیا - تو اس سے تکلیف تو ہوتی ہے مگر ہم سب اس تکلیف کو برداشت کرلینے کے لیے تیار ہیں بشرطیکہ ہمارے مذہب میں خلل نہ واقع ہو -

یہاں کے چند علما سے بھی دریافت کیا گیا ' مگر کوئی تشفی بخش جواب نہیں ملا - لہذا آپکی طرف رجوع کرنا پڑا تاکہ آپکی علمی و دینی لیاقت اور قابلیت مسلمہ ہے اور امید آپکا بیش قیمت رسالہ الہلال کا بہت سا حصہ انہی امور پر مشتمل ہوتا ہے - مہربانی کرکے آپ جلد اسکے متعلق ایک فتوی اپنے اس بیش قیمت رسالہ میں شائع کرادیں تاکہ میرے اور میرے دیگر مسلمان برادران ملت کی تشفی ہوجاوے -

عبد الصمد بی - اے سٹنڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی اسکول اوٹنہ

افتتاحیہ

الهـــلال:

جو عبارت آپنے نقل کي هے اُسکا مطلب صرف اسقدر هے که کهانڈ کے صاف کرنے کی چیزوں میں سے ایک شے سور کي هڈي بهي هے اور یه بالکل ٹهیک هے ' لیکن حلت و حرمت کیلیے علاوہ دیگر مباحث فقهیه کے' یه سوال باقي رهجاتا هے که جو شکر هم استعمال کرتے هیں' ایا وہ بهي اسي سے صاف کي جاتي هے یا نهیں ؟

ایک زمانے میں مجھے خود اسکا خیال هوا تها اور میں نے تحقیق کیا تها - مجھے معلوم هوا تها که بهت سے طریقے هیں ' منجمله انکے ایک یه چیز بهي هے ' لیکن ضروري نهیں که وهی استعمال میں لائي جاے -

بهرحال یورپ کي بنائي هوئي چیزوں کا بالعموم مشتبه هونا اور هر طرح کي حلال و حرام اشیا سے انکا ممزوج هوسکنا امر معلوم هے ' اور گو حضرات علما اسکو باصطلاح فقه متاخرین " عموم بلوی " سے تعبیر کرکے خاموش هو رهیں مگر میں لے دهی نهیں سمجهتا ' اور اسکا اصل علاج یه هے که ملک میں اس اشیا کا بدل مهیا کیا جاے -

آپ صرف ایک شکر هي پر کیوں زور دیتے هیں ؟ مجھسے پوچهیے تو ایک بڑي فهرست پیش نظر رکهتا هوں - لیکن پهر اسکا فائدہ ؟ سلطان احتیاج کي قوت سب پر غالب هے' بنے هیں جو وسائل راحت و لذائذ کو موجوده یا اس پهر اس سے بربناے اتقا احتراز کریں گے ؟ اصل علاج کیلیے کوشش کیجیے - صاف اور عمده قند کا بنانا بهت آسان هے - یه اُن مصنوعات میں سے نهیں هے جنکے لیے ملک طیار نهو لیکن آجتک ایک کارخانه بهي نه بن سکا - پچهلے دنوں شیعه کانفرنس میں کوئي صاحب اسکے لیے کمپني بنا رهے تهے یا بنا چکے هیں ' لیکن معلوم نهیں که پهر اسکا نتیجه نکلا ؟

میں اُن بزرگوں سے متفق نهیں هوں جو کهتے هیں که جب تک ملک میں هر طرح کي دیسي چیزیں نه ملیں اُس وقت تک سودیشي اور بائي کاٹ کا نام نه لو ' کیونکه جب تک اُسکا حس پیدا نهوگا ' کارخانوں اور مصنوعات وطنیه کا انتظام بهي نهوگا - هاں یه تو ایک بدیهی امر هے که جب تک هر لابدي چیز کا بدل ملک میں مهیا نه هوجاے ' اُس وقت تک سمجهه بهي نهیں هوسکتا -

الحمد لله که حق سبحانه نے آپکو اور آپکے احباب مومنین کو توفیق دي که بربناے اشتباه اُسے ترک کردیا - اور ترک بهرحال اولی و احوط هے -

---

پریمیم بانڈ (نمسکات سلطنتهاے یورپ) خریدے هوں یا مدقوق مسلول مریض کا علاج کرانا هو تو -
حکیم - ڈاکٹر - ایم - اے - سعید انصاري - ئي - ایم - اس - سي -
زبدة الحکماء - معالج خصوصي دق و سل
و موجد " اکسیر دق و سل "
شمله یا لاهور سے خط و کتابت کیجئے - شکایت کا موقعه نه هوگا -

بستر مرگ پر ایک نظر الوداعي !

چند ماه هوے نوجوان شاه ایران احمد شاه ' اپنے اسلاف کے تخت پر سریر آرا ' اور اسدن ني شام تو تاجپوش هونے والا هے جس دن ناظم سلطنت ناصر الملک ابو القاسم ارسکے هاتهه عنان حکومت دیدیگا - اسلیے ان حالات کا مطالعه ' جو اسوقت ایران میں پهیلے هوے هیں ' نیز اس صورت حال کا امتحان ' جس سے نوجوان شاه ایران کو دوچار هونا پڑیگا ' یقیناً موجب عبرت و بصیرت هونگے - ایران کے بستر مرگ پر یه گویا ایک الوداعی نظر هے جسکا یقیناً وہ حقدار هے -

سنه ۱۹۰۶ کا انقلاب اور ۳۰ - اگست سنه ۱۹۰۷ کا معاهده انگلستان و روس ' یه دونوں واقعات دو ایسے سیاسي کارفرما حالات پیدا کرے هیں ' جنکے لیے کسي نه کسي حل کا دریافت هونا ضروري هے - یه دونوں واقعات ' جو وقوع میں قریباً متحد الوقت مگر در اصل ایک دوسرے سے بالکل علیحده هیں ' ملک کي آئنده سیاستوں میں اسقدر وسیع حصه رکهتے هیں که انکے مجموعي اثر کی وجه سے انکو باهمي طریقي طور پر باهم وابسته سمجهنا پڑتا هے - اسلیے مناسب سمجهتا هوں که ان دونوں سوالات پر بحث حسب تفصیل ذیل علیحده علیحده اجزاء میں کیجائے :—

(۱) دستوري حکومت
(۲) معاهده انگلستان و روس -
(۳) نتائج -

شاه ایران جب تک اپني رعایا کي خواهش کے آگے سرنگوں هوے اور انکو آئیني حکومت کے متعلق فرمان دینے پر مجبور نهیں هوا ' اسوقت تک وہ کوئي نسي طریقه ' نسي اصول ' یا نسي سیاسي دور عمل کے بعد حکومت کرتا رها - سچ یه هے که یه طریقهٔ حکومت اسقدر برا نه تها که کوئي شخص اسکو نظام کے بالکل نهوے کا الزام دیسکے (گو بیشتر طوائف الملوکي اور ظلم زائي بهي - الهلال)

جو اچهه هو ' نتائج کے مصرف رسان استعداد کی حیثیت ' مالیات حکومت میں کامل ابتری کی حیثیت سے هم محسوس کی گئي -

ایراني قوم کے بهترین عنصر شاه کي اس حالت اور بے پروائي کے ساتهه نهیں دیکهه سکتے تهے - امراء اور ارباب نفاع اسلیے منحصه هوے که شاه کو حکومت کی نسي منتظم شکل پر مجبور کریں -

اداني ارباب فکر اور ' جنمیں سے اکثر نے یورپ میں تعلیم پائي تهي ' آئندہ حکومت نے اس حیثیت سے متاثر هونے کا یقین تها که ملک کی نجات کي لیے یهي ایک آخري امید هے -

گو امراء نے اپنے حقوق اور خطوه میں پڑتے هوے نفرت کے ساتهه دیکها ' مگر شاه کي استبدادي حکومت کو هلا دینے کے لیے ارباب انقلاب کے ساتهه اس امید میں شریک هوگئے که بعد کو بروقت فرصت طاقت پر قبضه کرکے سلطنت کو اپنے حسب دلخواه

طوائف الملوکي (Oligarchy) يا کسي ايسي سلطنت کے قالب ميں ڈھال ليگے' جسميں چند امراء حکومت فرمانروائي کرتے ہوں (يہ صحيح نہيں - الہـلال)

فوم - يہاں خصوصيت کے ساتھہ اس سے مراد کاشتکار ہيں - آساني سے اس تحريک ميں سريک ہوگئي' کيونکہ اسکے بھولے اور سادے دلوں ميں آزادي کے معني ' جسکے استعمال کے قابل وہ ابھي نہ تھے' خاصکر تبليس کے بارے ميں !

ان تينوں عناصر نے جو ہنگامي طور پر متحد تھے' خليق مگر مسرف مظفر الدين شاہ اور اسکے نام نہاد اور حيلہ طراز وزراء سے اپني خواہشوں کے لکھوا ليني ميں کچھہ بھي دقت نہ ہوئي - اگست سنہ ۱۹۰۶ع کو شاہ نے مفلول عام دباؤ ميں آکے ايران کيليے پارليمنٹ کي منظوري دےدي - ۹ ستمبر کو قوانين انتخاب شائع ہوے' اور ۷ - اکتوبر کو مظفر الدين شاہ نے جبکہ وہ بستر مرگ پر تھا' ايران کي پارليمنٹ کا افتتاح کيا -

پہلا قومي مجمع فوراً ساہنشاہي کے دستوري قانون کے بنانے ميں مشغول ہوگيا - امراء باہم متحسم تھے - اسليے انہوں نے مجلس کي رہنمائي ارباب دماغ کے ہاتھوں ميں چلے جانے دي -

گو يہ مرحوم الدين اپني نيت ميں مخلص تھے' مگر انہوں نے ان اصول کو نامکمل طور پر جذب کيا تھا' جو اس آزادي کي بنياد ہے جس سے آج ہم بھي بقدر بہرہ اندوز ہو رہا ہے - نوآموزي کے جوش ميں انہوں نے [illegible] فراموش کر دي سنگين غلطي کي ' اور اس فريب اميد کي پرورش کي کہ ايک قوم ' جسکا بيشتر حصہ محض جاہل اور بالکل غير تربيت يافتہ ہے ' رفت کي سست رفتار تدريجي ترقي کے بغير کامل دنياوي مجہوليت سے گزر کے منظم آزادي تک پہنچ سکتا ہے -

انہوں نے اس کا بھي خيال نہيں کيا کہ اگرچہ چند ضروري اصلاحات پر اصرار ناگزير ہے مگر شاہ کي مخالفت کي بيعکلي ' اور ملک ميں بجبر ايک ايسے اساسي و جمہوري انقلاب کا پيدا ہونا جسقدر خطرناک ہوا' جو تاريخ کي سب سے زيادہ تربيت نافتہ قوم کے ليے بھي لائق پذيرائي ہيں' اور ايراني قوم کي سياسي تعليم ' مذاق کے لحاظ سے تو بالکل خارج از بحث ہے -

ايک " دستور " جو اس وقت اور اس طريقہ پر ترتيب دياگيا ہو ايسي زندگي کے احتمام کے متعلق اونچي سطح نہيں رکھتا !

نئي حکومت کے اقتدار ہي ميں يہ دقت ہوگيا - بعد ميں مختلف مفاد عمل ' اور بعد ميں طاقت کا دعوے ' حکومت پر ايک ايسي غير منظم مجلس چھا گئي ' جو ابتدائي دستوري حقوق سے ناواقفيت کے عالم ميں طاقت کا دعوائے باطل کرنے لگي تھي -

سياسي قلب صرف اسليے قائم ہوے کہ اپني خواہشوں پر دوسروں کو مجبور کيا جاے - اخبارات جو مفيد ہوے اگر نہم و بيش کم عمر ہوے' حريت کو موصوف (افراطي) کے ساتھہ مدغم کرکے تباہ کن اصول کي تعليم دينے لگے -

شاہ کہ نوجوان ' شتاب کار' اور اس حقوق سے جسکے بيچين تھا جو اسکے آباء و اجداد کو حاصل ہے ' نہ اپنے حقوق سے دست برداري کا ارادہ کرسکا' اور نہ اس نے ايسا کرنا چاہا اس پر يہ مستزاد ہوا کہ اسکي خود رائي نے ان لوگوں کو بھي اس سے علحدہ کرديا جو اب تک نا طرفدار تھے - اسوقت سے اسکے ليے کوئي اميد باقي نہ رہي تھي' اور بالآخر اس خون نشدہ ' اور انقلابي حکومت کا خاتمہ جلا وطني نے کيا - اسوقت سے ايران پا بزنجير ہوے بغير اپني قسمت کي نگراني کر سکتا تھا -

خانہ جنگي کے حادثہ کے بعد يہ معلوم ہوتا تھا کہ صلح و اتفاق کا دور پيش نظر ہے اور قوم کي دربارہ زندگي کے آغاز کے ان تمام لوگوں کو مدد کي دعوت دي ہے جو دستوري حکومت کي واپسي کے ليے لڑے ہيں - مگر اس صلح کي عمر تھوڑي تھي - خود ارباب دستور ميں اختلاف نمودار ہوا جو اپني خيالي خواہشوں کو زور منظور کرانا چاہتے تھے -

ان بے انتظاميوں کے باوجود مجلس کا انتخاب ہوا اور وکلا نے مختلف جماعتيں ترتيب دي -

يہ سياسي سوالات نہ تھے جنکي وجہ سے بالآخر انکو غم سے دوچار ہونا پڑا - بلکہ يہ شخصي مصالح تھے - آخر کار معاملات ايسے نقطے تک پہنچگئے' جہاں اکثرت اپني خواہشوں کے منظور کرانے ميں قلت پر کامياب ہوئي اور وزراء بجاے اسکے کہ موزوں قومي پاليسي کي اشاعت' يا ضروري اصلاحات کے نفاذ کي کوشش کرتے ' ان پر جماعتيں حکمراني کرنے لگيں -

يہ حالت تھي جبکہ ناصر الملک نظامت کا بارگراں اٹھانے کے ليے بلايا گيا -

ناصر الملک ايک تربيت يافتہ' اسکوررڈ کا ايم - اے ' قابل' تجربہ کار ' ہوشيار' اور ايماندار آدمي ہے - اسے ملک کي ضرورتيں اور وہ ردعمل معلوم تھي ' جو ترتيب پاني چاہيے - مگر جسطرح اسے يہ معلوم تھا ' اسيطرح وہ يہ بھي جانتا تھا کہ قانون دستور ' جسکي بنا پر وہ نگراني اپنے ذمے ليے والا تھا' ايک ايسا ہتيار ہے ' جو صرف بادشاہ کي خود مختاري کو نيست و نابود کرنے کے ليے بنايا گيا ہے' اور اسليے وہ ايک ايسا قانون ہے' جس نے خود اس سے بھي ہتيار لينے کي يہ حالت کردي ہے کہ سامان مدافعت سے تو تہيدست مگر سازش و مجبوري سے زبردست ہے !

صرف فرض کا خيال اس پر غالب آيا' گو وہ نظامت کے قبول کرنے ميں ہچکچاہٹ سے کام ليتا اور ان مشکلات کے متعلق دھوکے ميں نہ تھا جو اسکو پيش آنے والے تھے -

دوسروں کو وہ دھوکے کے ليے يہ جو لوگ حکمراني کے ليے للچائے جاتے' خواہ وہ حکمراني کسي درجہ کي ہو' انہيں حکومت کے اصول کا علم ضروري ہے ' اس نے (ناصرالملک نے) مسلسل زور لگانے والے کے ساتھہ کام ليا -

انتخاب کي ہوئي کونسلوں ميں جمع کيا اور اوشن کي [illegible] مختلف جماعتوں کے بالاشتراک کام کرنے کے ليے ايک بنياد تيار کرنے کا ارادہ کيا - يہ بنياد ايک ايسا نقشہ مرتب کرنا تھا جو ضروري اور اہم اصلاحات کا کفيل ہو -

اس امر کي تصديق کے ليے کہ ناصر الملک نے کس جوش اعتماد اور حسن مساعدت کے ساتھہ اس مشن کو اپنے ہاتھہ ميں ليا ہے' اسے کام کرتے ہوے ديکھنا چاہيے -

ايراني اپني اس خوش قسمتي پر کہ انکا سرکردہ ايک ايسا شخص ہے جو اس قدر روشن خيال اور اس درجہ بے لوثي کے ساتھہ ملک کي بہبودي ميں منہمک ہے' اپنے آپ کو آج تک کبھي زيادہ صحيح مبارکباد نہ دےسکے ' اور نہ کوئي اعتماد اس اعتماد سے بہتر حالت ميں لايا گيا' تاہم عدم مفاہمت اور باقاعدہ عدارت کے ناظم کي بہادرانہ کوششوں کو بيکار کرديا اور اسطرح اس آخري اميد کو بھي برباد کرديا جو دستوري حکومت کي قوت سے متعلق تھي -

اثر سنتے ہيں کہ ناظم کو ہمدردي اور اپنے اختيارات کے محسوس کرانے ميں ناکامي کا الزام ديا جاتا ہے ' اور ان فقادوں

میں سے بعض تو یہاں تک بڑھجاتے ھیں کہ اسکو ناقابل قرار دیتے ھیں اور کہتے ھیں کہ اس نے ان لوگوں کو دھوکا دیا' جو اسکي نظامت کو امن و ترقي کی تمہید خیال کرتے تھے -

مگر یہ الزامات درحقیقت بہت بیجا ھیں -

ھم کو یہ یاد رکھنا چاھیے کہ ناظم نے آکسفورڈ میں تربیت پائي ھے' اور یہ کہ دستوري حکومت کے اصول کے متعلق اسکا تخیل ماخوذ ھے ان بہترین سرچشموں سے جو بیلیال کے کمروں میں ھیں ' اور ان مثالوں سے جو انگلستان کي سیاسي تاریخ پیش کرتي ھے -

اس کہنے کے بعد کوئي یقین کرسکتا ھے کہ ایک ایسا شخص جسمیں قوم کي قیمت کا یقین اسدرجہ سرایت کرگیا ھو' خود اپنے آپ کو دھوکا دیگا' اور ایسے رئیسوں اور جماعتوں سے اپني خواھشوں کو بجبر منظور کرائیگا' جن پر اسے برائے نام اقتدار حاصل ھے؟ ھمیں یہ واقعہ نظر انداز نہ کرنا چاھیے کہ ایراني دستور ملک کي ضرورتوں کے لحاظ سے نہیں ' بلکہ اسوقت صرف اس حیثیت سے بنایا گیا تھا کہ وہ شاہ کي خود مختارانہ طاقت کے مقابلہ میں مدافعت کا ایک ذریعہ ھو - اسلیے یہ اساس حکومت ھي جھوٹي ھے ' اور دستوري کارروائیوں کو مفلوج بنا دیتي ھے -

ایک افسوسناک صداقت یہ ھے کہ اس فالج کے نتائج جو سابق حکومت کي وجہ سے نوجوان ایرانیوں کے دلوں پر گرا تھا ' ناقابلیت اور فلاح عام کے کاموں سے نفرت کي شکل میں منعکس ھو رھے ھیں -

بہرحال یہ ھیں وہ حالات جسمیں سلطان احمد شاہ کہ نوجوان و عجلت پسند ھے' اپنے اسلاف کے ڈگمگاتے ھوے تخت پر بیٹھیگا -

الهـــلال:

یہ نیر ایسٹ کے مراسلہ نگار کا مضمون ھے - ایران کي موجودہ بدبختي کي اصلي علت یہ نہ تھي کہ دستوري حکومت اسے راس نہ آئي - بلاشبہ ایران اسکے لیے تیار نہ تھا ' تاھم اصلي شے دستوري انقلاب کے بعد روس کا محمد علي کو آلۂ کار بنانا اور اسکے ھاتھوں قوم کو تباہ کرانا ' پھر سر ایڈورڈ گرے کا اوس کے ساتھ سازشي اتحاد اور بالاخر اسکي قسمت کي گذشتہ تقسیم ھے -

ایک یورپین کے تازہ خط کا ترجمہ

آپکے جو (ع - ی - ن - ک) مجھے بھیجي ھے بجمیع الوجوہ قابل تشفي ھے مجھے بڑي مسرت ھوئي - میں بلا تامل کہتا ھوں کہ مسرز ایم - ان - احمد اینڈ سنز سوداگران عینک نہایت معتبر اور راستبار ھیں' اس دوکان کي خصوصیت یہ ھے کہ چیز بکفایت اور عمدہ ملتي ھے -

ٹي - چورلٹن - سروے جنرل آف انڈیا آفس کلکتہ -

زندگي کا لطف آنکھوں کے دم تک ھے - اگر آپ اسکي حفاظت کرنا چاھتے ھیں' تو صرف اپني عمر اور دور و نزدیک کي بینائي کي کیفیت تحریر فرمائے تاکہ ھمارے تجربہ کار ڈاکٹروں کي صلاح سے قابل اعتماد اصلي پتھر کي عینک بکفایت بذریعہ وي - پي کے ارسال خدمت کیجائے - اسپر بھي اگر آپ کے موافق نہ آئے تو بلا اجرت بدلدیجائیگي -

مسرز ایم - ان - احمد اینڈ سنز
صانعین چشم سوداگران عینک و گھڑي وغیرہ
نمبر ۱۵/۱ ریپن اسٹریٹ ڈاکخانہ ویلسلي - کلکتہ -

Messrs M. N. Ahmed & Sons,
Ophthalmic Opticians & Importers of Optical goods,
15/1 Ripon Street, P. O. Wellesley, Calcutta.

بریدفرنگ

اقتراعیـات انگلسـتان

جد و جہد حریت - ایثار و جاں نثاري - ثبات و اقدام عمل !

تاریخ انگلستان میں اقتراعیات (سفریجزم) کي تحریک ھندوستان کے لیے ایک بصیرت بخش و عبرت انگیز واقعہ ھے' خصوصاً انکا ثبات و استقلال کہ یہ جنس گرانمایہ و اکسیر کامیابي یہاں کے مردوں میں بھي کم یاب بلکہ نایاب ھے -

کوئي ھفتہ ایسا نہیں گزرتا کہ ولایتي ڈاک میں انکے تازہ واقعات نہ ھوتے ھوں بلکہ ابتو انگلستان کے اخبارات میں اور عنوانات کي طرح اقتراعیات بھي ایک مستقل عنوان ھوگیا ھے - حسب معمول گـذشتہ ھفـتہ کی ڈاک میں بھي چند تازہ واقعات آئے ھیں -

* * *

مسز پانکھرست کے نام سے نو قارئین کرام نا آشنا نہ ھونگے - یہ وھي خاتون ھے جو اقتراعیات میں سے موجي جماعت کي سرخیل ھے - اسکي آتشیں تقریریں' گرفتاري' قید' اور ترک خورد و نوش کي عبرت پرور اور سبق آموز داستانیں بارھا آپ سن چکے ھیں - یہ معاھدہ راہ حریت جو غالباً آیندہ تاریخ انگلستان کي ایک ھیروئن اور ڈراموبل کي طرح عورتوں کي آزادي کے لیے ضرب المثل ھوگي' آج اپني نفاق و مداھنت سے عیر آلود آزادي کیوجہ سے ارباب حکومت کي نظروں میں پیکر بعـارت سمجھي جاتي ھے' اور انگلستان میں جسکو اپنے حریت زار و احرار پرور ھونے پر اسقدر ناز ھے' اسے جیتے رھنا نصیب نہیں ھوتا -

پیرس سے واپسي میں جب وہ وکٹوریا اسٹیشن پر پہنچي تو فوراً گرفتار کرلي گئي -

مگر وہ معمولي خاتون نہ تھي نہ اسکي گرفتاري کے لیے ایک وردي پوش کانسٹبل کا ھاتھہ میں ھتکڑي لیے ھوے موجود ھونا کافي ھوتا - وہ جہاد و حریت کي ایک دیوي ھے جسکي پرستش انگلستان کی تمـام اقتراعیـات کرتي ھیں' اور جسکي قربانگاہ پر اپنا سر چڑھانا ھر سفریجت عورت اپني سعادت سمجھتي ھے - اسلیے اسکي گرفتـاري کے واسطے مخصوص اور پر اسرار انتظـامات کیے گئے تھے -

* * *

وکٹوریا اسٹـیشن کا پلیٹ فارم ایک وسیع پلیٹ فارم ھے - اسکے ایک سرے پر جہاں بعد مسافت کي وجہ سے روشني اور اشخاص دونوں کي کمي تھي ' یہ گرفتاري عمل میں آئي ' اسلیے گرفتاري کے وقت مظاھرہ کے نام سے ایک آواز بھي بلند نہیں ھوئي - حالانکہ اگر کوئي دوسرا موقعہ ھوتا تو ایک محشر و ھنگامہ بپا ھوجاتا - ایک موٹر کار پوشیدہ طور پر تیار کھڑي تھي - مسز پانکھرست کو اسمیں بٹھا کر پرلیس فوراً اسٹیشن سے روانہ ھوگئي -

موٹر کار کی رفتار غیر معمولي طور پر تیز تھي -

گرفتاري کے وقت مسز پانکھرست نے کسي قسم کا مقابلہ یا مزاحمت نہ کي ' کیونکہ وہ ان آئیني ھتکڑیوں کو اپني کلائیوں کے لیے مرصع طلائي زیور سے زیادہ رونق بخش و عزت دہ سمجھتي ھے ' مگر

گرفتاري کے بعد اسنے پوليس سے پوچھا : "کيا تم بتا سکتے هو که ميں کيوں گرفتار کي گئي هوں؟ ابهي تو ميرا لائسنس ختم نهيں هوا هے ؟" اسکے جواب ميں پوليس نے کہا: "تم نے ان شـرائط کو پورا نهيں کيا جنکي بنا پر چهوڑي گئي تهيں ' اسليے پهر گرفتار کي گئي هو"

عدم ايفاء شرائط سے مراد غالباً مسز پانکهرست کي وه تقرير هے جو اس نے پيرس ميں کي تهي -

* * *

مگر هميشه کي طرح يه گرفتاري بهي زيادہ عرصه تـک نه رهسکي اور پوليس کو مجبوراً چهوڑنا پڑا -

مسز پانکهرست چهـارشنبه کو هالوے کے قيـد خانے سے چهوڑي گئي ' اور ابهي چند دنوں لندن ميں رهکے پهر سوئٹزرلينڈ روانه هوگي -

* * *

جس خوش نصيب بچے نے آزادي و سرفروشي کي آغوش ميں پرورش پائي هو ' اسکے متعلق يه کهنـا فضـول هے که وه کيسا هوگا ؟

مسز پانکهرست کي طرح انکي صاحبزاديان بهي اس جهاد حريت و حقوق ميں اپني ماں کے دوش بدوش هيں -

مس سلويا پانکهرست دسمبر کے دوسرے هفته ميں سه شنبه کو شوريڈچ ٹاؤن هال ميں گرفتار هوئي تهي - گرفتاري کے بعد اپني ماں کي طرح اس نے بهي کهانا پينا چهوڑ ديا - اس سے اسکي حالت اسقدر نازک هوگئي که پوليس کو مجبوراً چهوڑ دينا پڑا - يه بهي هالوے کے قيد خانے ميں تهي اور وهاں سے دوشنبه کي شام کو چهوڑي گئي -

مسز پانکهرست کي دوسري لڑکي مس کرائٹيبل پانکهرست هے - وه بهي اپني ماں اور بهن کي طرح سرگرم جهاد هے اور اسي جرم ميں جلا وطن هوکے آجکل پيرس ميں مقيم هے -

* * *

ليکن يه تو اقتراعي ليڈروں کا ذکر تها جنکا کام يه هے که قول اور عمل سے اپني جماعت کي اس روح کو تازه رکهيں جسکي بدولت يه معرکه آرائياں هو رهي هيں' ورنه اصلي کام کرنے والے تو اور هي هيں - جيسا که تمام منتظم و کارکن جماعتوں کا قاعده هے -

اقتراعيات نے استعمال قوت کي جو صورتيں اختيار کي هيں' انميں سے ايک صورت آگ لگانا بهي هے - آج انگلستان ميں کتنے هي مکان هيں جو ان اقتراعيات کے هاتهوں آتشزدگي کا لقمه هوچکے هيں-

ليکن اگر مرد با ايں همه ضرر رساني اپني جگهه پر قائم هيں تو ان خاتونوں نے بهي سر رشته استقلال اپنے هاتهه سے نهيں ديا هے - وه بهي اپنے کام ميں لگي هوئي هيں اور برابر وه حرکتيں کيے جاتي هيں جنکر اگرچه اب تک مرد برداشت کر رهے هيں مگر شايد هميشه برداشت نه کرسکينگے -

مسرس فونس ' ايليٹ اينڈکو ديونپورٹ کي ايک مشهور چوب فروش کمپني هے - اسکے گودام کے احاطے کا رقبه ايک ايکڑ هے - اس وسيع احاطے ميں ايک هزار لکڑي جمع تهي - دوشنبه کي صبح کو دفعة آگ لگي اور تهوڑي هي دير ميں تمام احاطے کے اندر پهيلگئي - آگ کے بجهانے کي سخت کوشش کي گئي مگر ناکامي هوئي اور يه شعلے اس احاطے سے نکلکے قرب و جوار ميں پهيلنے لگے - تهوڑي دور پر فيند رونڈ آيرنس (ايک قسم کا پهيا هے جس پر لڑکے چڑهتے هيں) اور چند کارواںس (ايک قسم کي گاڑي هے) رکهے هوے تهے - ايک روند آبوٹ ميں جسکي قيمت ۲ هزار پونڈ تهي ' آگ لگ گئي - کل نقصان کا تخمينه ۱۰ هزار پونڈ هوا هے -

اس آتشزدگي کے بعد گورنمنٹ کو ايک گمنام خط موصول هوا جسميں لکها تها : " يه آگ هم افتراعي عورتوں نے لگائي هے اور ياد رکهو که جب تک تم همارے مطالبات پورے نه کروگے ' هم اسيطرح تمهاري راحت و آرام اور جان و مال ميں آگ لگاتے رهينگے" -

* * *

مسز پانکهرست کي گرفتاري ايسي بات نه تهي که اس سے افتراعيات ميں جنبش اور قدريت و اقدام کي کوئي مثال تازه ظاهر نه هوتي -

دوشنبه کو رچمونڈ پوليس کورٹ ميں مسز بولٹر پيش هوئيں - مسز موصوف پر يه الزام تها که انهوں نے رچمونڈ ميڈوز پوليس اسٹيشن کي کهڑکياں توڑ ڈالي هيں - انهوں نے اپنے اظهار ميں الزام کا اعتراف کيا اور کها :

" اسکے دو سبب هيں' اول اور سب سے اهم وجه تو يه هے که تم نے اس حربت کي ديوي مسز پانکهرست کو گرفتار کيا هے جو ترک خورد و نوش کے واقعات سے نهايت نحيف و نزار هوگئي هے -

اس خبر نے مجهه ميں ايک غير معمولي هيجان پيدا کرديا ' ميري پهلي خواهش يه تهي که جسطرح ممکن هو ميں انکو قيد خانے سے نکال لاؤں ' مگر مجهے نظر آيا که ميں اپني اس خواهش ميں کامياب نهيں هوسکتي' پهر ميں نے خيال کيا که اگر ميں اس ميں کامياب نهيں هوسکتي تو مجهے بهي قيد خانے کے باهر نه رهنا چاهيے - ليکن اگر ميں تمهارے پاس آتي اور قيد هونے کي خواهش ظاهر کرتي ' تو تم ميري اس خواهش کو پورا نه کرتے اور مجهنون سمجهکے پاگل خانے بهيجديتے ' اسليے ميں نے سوچا که مجهے کوئي ايسا جرم کرنا چاهيے جسکي سزا قيد هو ' چنانچه ميں آئي اور آگے ان کهڑکيوں کو توڑا - دوسري وجه اسکي وه مرض هے جو مردوں ميں پهيلا هوا هے "

مسز بولٹر نے اس مرض کي تشريح نهيں کي -

عدالت نے ان پر ۴۰ شلنگ جرمانه اور در صورت عدم ادائيگي ۱۰ دن قيد کي سزا دي - مسز بولٹر مصر نهيں که وه قيد خانے جائينگي ' کيونکه اسي عرض سے انهوں نے کهڑکياں توڑي هيں مگر انکے شوهر نے انکي طرف سے جرمانه ادا کرديا اور عدالت نے اسکو قبول کر ليا - جانے وقت مسز بولٹر نے عدالت کو مخاطب کرکے کها : " ميں نهيں سمجهتي که مجهے کيا سزا دي گئي ؟ کيونکه جرمانه تو ميرے شوهر نے ادا کيا - ميري سمجهه ميں به بهي نهيں آيا که ان سے کيوں يه جرمانه ليا گيا ؟ حالانکه وه تو ميرے همخيال نهيں - اگرچه ويسے نهايت اچهے شوهر هيں "

عدالت نے اسکا کچهه جواب نهيں ديا اور مسٹر بولٹر اپني بيوي کو اپنے گهر لے آئے -

الهـــلال کـي ايجنسي

هندوستان کے تمام اردو ' بنگله ' گجراتي ' اور مرهٹي هفته وار رسالوں ميں الهـلال پهلا رساله هے ' جو باوجود هفته وار هونے کے روزانه اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا هے - اگر آپ ايک عمده اور کامياب تجارت کے متلاشي هيں تو ايجنسي کي درخواست بهيجيے -

ميـر مجلس آل انـڈيـا مسلم ليـگ کي افتتاحي تقـريـر

آنريبل سر ابراهيم رحمت الله ثالث ممبر امپيريئل کونسل نے آل انڈيا مسلم ليگ کے سالانه اجلاس منعقد آگره ميں ۳۰ - دسمبر کو جو پريسيڈنشل ايڈريس پڑها اس کا اردو ترجمه حسب ذيل هے :—

حضرات ! مسلم ليگ کے اس سالانه جلسه ميں آپ نے مجهه کو بطور صدر دعوت ديکر ميري جو عزت افزائي فرمائي هے ' اس کا ميں ته دل سے شکريه ادا کرتا هوں - ميں اس امر کا صاف صاف معترف هوں که ..... يه سب سے بڑي عزت هے ' اور اس وجه سے اسکي قدر ميري نظر ميں اور بهي زياده بڑهه جاتي هے که يه عزت مجهه کو بلا تحريک غيرے ملي هے -

ايک ايسے وقت ميں جيسا که يه هے ' جب که نهايت هي زوروں کے ساتهه اختلاف رائے واقع هوا هے ' اور يه خيـال عام طور پر پهيلا هوا هے که مسلمانوں ميں سياسي نظر سے ديکهتے هوے دو راهيں قائم هوگئي هيں - ايسے وقت ميں مجهکو يقين هے که آپ اس امر کا اچهي طرح احساس فرمائينگے که آپ کے صدر کي حالت کس قدر پيچيده هے ؟

حضرات آپ نے جس مشکل کام کے انجام دينے کے ليے مجهکو طلب فرمايا هے اسے ميں نے بطور فرض منصبي منظور کيا ' اور ميں نے يه خدمت اس ليے اپنے ذمه لي هے که مجهه کو اس امر کا يقين واثق هے که آپ ميرے ان فرائض کے ادا کرنے ميں پوري پوري مدد اور اعانت فرمائيں گے ' اور مسلمان هونے کی حيثيت سے هم سب پر جو ذمه داري عائد هے اس ميں آپ حصه ليں گے - آج هندوستان کے مختلف مقامات سے مسلمانوں کے جو قائم مقام حضرات بهت بڑي تکليف گوارا فرما کر يهاں اس جلسے ميں تشريف فرما هوے هيں - يـه امر ميرے خيال ميں اس بات کي حتمي دليل هے که هماري قوم ميں رفاه عام اور سياسي زندگي کي قومي روح موجود هے - مجهے اطمينان هے که ميں آپ لوگوں پر بے خطر بهروسه کر سکتا هوں ' اس باره ميں که ميں جو صميم قلب سے ان مشکلات کو جو همارے در پيش هيں ' سلجهانے کی کوشش کرنا چاهتا هوں - اس ميں آپ لوگ ميرا هاتهه بٹائيں گے ' اور مائل بمصالح رهينگے تاکه نتيجه يه هو که بعوض پهوٹ کے هم پهر سے مستحکم هوجائيں ' اور هـم ميں ايسي توانائی پيدا هوجاے ' اور هم ايسا طريق عمل اختيار کريں جس سے همارے دلي مقاصد ميں تـرقي هوتي چلي جاے -

تمام ايسي انجمنوں ميں جيسي هماري يه انجمن هے اختلاف رائے واقع هونا ضروري هے - مختلف ذهن کے لوگ جب متحد مسائل پر اپني توجه مبـذول کرتے هيں ' اور اس کے مختلف پهلوؤں پر کافي اور آزادانه بحث هوتي هے ' تو راسخ نتيجه برآمد هوتا هے ' اور عام دلچسپي کا باعث هوتا هے - چونکه ميرے ايسے خيالات هيں ' اس ليے هماري بهبودي و ترقي کے مسائل پر جو کچهه معقـول بحث هو ميں دل سے خيـر مقـدم کـر تا هوں

مگر اتنا لحاظ ضروري هے که جب کسي امر کا فيصله هوچکا ' تو سب کو به طيب خاطر منظور کرليا چاهيے ' اور سب کو اسي کے مطابق سعي بليغ سے عمل کرنا چاهيے -

اس دستور العمل کے لازمی طور پر يه معني نهيں هيں که جو فيصله ايک مرتبه هوگيا اسپر نظر ثاني نه کيجاے - کوئي دستور العمل اس جمهوري زمانه ميں بدلا نهيں جاسکتا ' جو مثل قوانين ميدي اور " ايران قديم " اٹل اور دائمي هوں - ميري مراد يه هے که جو فيصله کيا جاے وه دستور العمل هو جاے - اس زمانه تـک جب تـک که عام اهل الراے تبديل خيـالات ' تقاضاے وقت ' مزيد تجربه ' اظهار نقص و عيب ' جو پيشتر خيـال ميں نه آسکا يا کسي طرح کے اور وجوه کے لحاظ سے اس کو بدل نه ديں -

وجوه مذکوره بالا کے پاے جانے کے وقت سابق فيصلوں پر بهي نظر کي جاے - سب سے زياده اور ضروري امر تو مجهے يه معلوم هوتا هے که تمام مباحثے غير شخصي اور غير جانبداري کے اصول پر هوا کرين ' اور جو لوگ مخالفت ميں اپنے تئيں قلت الراے پائيں انکو چاهيے که کثرت الراے کے صاف اور غير مبهم فيصلوں کو به طيب خاطر منظور کرائيں ' اور اخلاصمندي سے تقليد سلوک عسکري کرکے عام مقصود کے پيشرفت کي کوشش ميں شريک رهيں ' اسي طريقه پر جيسا که فيصله هوچکا هو -

جب تـک همارے قومی مقصود کے پيشرفت کے ليے اس طرح سے هم کاربند نه هوں ' تب تـک مجهے انديشه هے که هماري ترقي ميں سخت رکاوٹ رهيگي ' اور بهت سخت مشکلوں کا پے در پے سامنا کرنا هوگا - لهذا اے حاضرين با تمکين ! ميں آپ سے التماس کرتا هوں ' اور آپکے ذريعه تمام مسلمان قوم سے التماس کرتا هوں که همـاري رفاه عام کے ليے عالي حوصلگي تحمـل اور مخلصانه شرکت سے مشغول کار رهينگے -

اگر هم اسطرحپر تمام شخصي خيالات کو الـگ رکهه کے کاربند رهيں گے ' اور همارے دهن ميں صرف قومي فائده کا خيال هوگا ' تو هماري ترقی نه فقط تقبلی هوگی بلکه اتني رفتار سے هوگي جو هم ميں سے عجلت پسند اصحاب کو بهي تشفي بخش هوگي -

کانپور اي مسجد

آپ سب صاحب اس امر سے واقف هيں که مسلمانان هند کے دلوں پر مسئلـه مسجد کانپور کے بهت بڑا اثر کيا ' اور آپکو نه معلوم کرکے نهايت هي اطمينان اور تشفی هوئی هوگي که همارے معزز اور هر دلعزيز وائسرائے اعلی حضرت لارڈ هارڈنگ بهادر نے دور انديشانه سياسي قابليت سے اسکا فيصله باحسن الوجوه فرما ديا -

حضور وائسرائے نے اپنے جديد پايۂ تخت هند يعنی دهلي ميں داخلۂ سرکاري کے موقع پر جن شريفانه خيالات کا اظهار کيا تها - وه ميں آپ کو ياد دلانے کي اجازت چاهتا هوں - حضور موصوف اس وقت جديد ليجسليٹو کونسل کے صدر تهے - جسکا اجلاس پهلي مرتبه دهلي ميں هوا ' اس موقع پر آپ نے اپنی يادگاري تقرير ميں بيان فرمايا تها که :

بهر حال اصل قصور کے بارے ميں ميرا جو کچهه خيال هو - مگر ميں صرف آپ کو اور تمام باشندگان هند کو يقين دلانا چاهتا هوں که يه واقعه کسي طور پر بهي ميري راے پر کسي قسم کا اثر نه ڈاليگا ' جس طور پر ميں نے گذشته دو سال ميں کام کيا هے ' اسي طرح آينده بهي ميں اپني طرز حکومت بدلے بغير عمل کرونگا ' اور اس طريقه سے ميں سر مو تجاوز نه کرونگا " -

کيا کوئي کهنے کي جـرأت کرسکتا هے که حضور لارڈ هارڈنـگ نے اس موقع پر اهل هند سے جو مدبرانه وعدے کيے تهے ' ان پر وه صداقت کے ساتهه قائم نهيں رهے ؟ اس پدرانه شفقت سے جو انهوں نے همارے هم وطنوں سے ظاهر کي هے - معميم طور پر لوگوں کے دلوں پر فتح پالي هے - يه واقعه صرف اس ملـک کا تاريخي

واقعه هونے کي غرض سے قابل قدر نہیں ہے ' مگر وہ سبق جو اس قسم کي طرز سلطنت سکھاتي ہے - و برطانیہ عظمی اور هندوستان دونوں کے لیئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے - حضور لارڈ هارڈنگ نے اس امر کو ثابت کردیا ہے کہ پدرانہ همدردي صرف لفظوں هي سے نہیں (جن کا هم کو پہلے بہت سا تجربہ هوچکا ہے) مفید هوسکتي - بلکہ عملي طور پر کام لینے سے مطلب براري هوتي ہے -

میرے لیے یہ امر همیشہ تعجب انگیز ہے کہ کیوں برطانوي اهل عملہ هندوستان میں اس امر کي مدبرانہ کوشش نہیں کرتے جس کے ذریعہ وہ عملي طور پر همدردي اور غور کرکے اس ملک کے باشندوں کے دلوں پر فتح پالیں - کیا میں ان سے یہ کہنے کي جرأت کرسکتا هوں کہ یہ طریقہ اختیار کرنا ان کے لیے کس قدر آسان ہے ؟ هندوستانیوں کے نمایاں خصائص سے ایک یہ بھي ہے کہ ان میں احسان شناسي کا مادہ بہت ترقي کرگیا ہے - گذشتہ کشمکش کے زمانہ میں کتني مرتبہ هندوستاني انگریزوں کے بچاؤ کے لیے میدان میں آگے هیں ' اور کتنے موقعوں پر انهوں نے انگریزوں کو بچانے کے لیے اپني جانیں تک ان پر قربان نہیں کردي هیں -

اگر هند کے سرکاري اهل عملہ واقعي ایسي کوشش کریں کہ اپنا فرض منصبي سمجھکر هندوستان کے متعلقہ مسائل پر هندوستان هي کے نقطۂ خیال سے غور کریں ' اور اگر وہ همیشہ یہ امر ملحوظ رکھیں تو وہ هندوستانیوں کے وجدان کي ایسي تسخیر کرسکتے هیں کہ جو کسي اور ذریعہ سے هرگز نہیں هوسکتي - هم پھر وہ فریادیں نہ سنینگے ' جو همیشہ همارے کانوں میں اس ملک کي گورنمنٹ کي روز افزوں شکایتوں کے بارہ میں گونجا کرتي هیں - یہي وہ طرز عمل ہے جو لارڈ هارڈنگ نے اپنے پیش نظر رکھا ہے ' اور جسے وہ عمل میں لانا چاهتے هیں ' اور جس نے انکو هندوستانیوں میں اسقدر هر دلعزیز بنادیا ہے -

کیا هندوستان کے دیگر اهل عملہ اسپر تہ دل سے عمل پیرا هونگے ؟ اگر ایسا هوا تو صرف یہی نہ هوگا کہ ان کا راستہ صاف هوجائیگا ' بلکہ هندوستانیوں کے ان خادمان ملک کا بھي راستہ صاف هوجائیگا ' جو باوجود سخت رکاوٹوں کے اهل عملہ پر یہ امر ثابت کرنے کي کوشش کررهے هیں کہ همدردي اور غور و خوض کا اثر کس قدر قوي ہے -

عـذر کمزوري

ایک فرقہ هرزہ سرا ایسا ہے جس نے پہلے بھي ایسا کہا ہے - اور پھر بھي ایسا کہیگا کہ خیر یہ سب باتیں رعایا کي تالیف قلوب کے لیے تو بہت خوب هیں - لیکن سلطنت برطانیہ کي شان و اقتدار کا لحاظ کہاں ؟ اگر گورنمنٹ سرکاري انتظامات کے مخالف هر ایک شورش کے آگے سر جھکایا کرے ' تو حکومت کا کام ناممکن هو جائیگا - اور ایسي حالت میں یہ بہتر ہے کہ اهل برطانیہ اس ملک سے اپنا بوریا بدھنا باندھ کر چل دیں - برطانیہ قوم کي طرف موجودہ تنفر کا زیادہ تر باعث بھي فرقہ غیر ذمہ دار لوگوں کا ہے - اگرچہ اس کے افراد برطانیہ قوم سے هي کیوں نہ هوں ' یہي لوگ هیں جو ایسا خیال کرتے هیں کہ بہترین دستورالعمل پتھۂ آهنین ہے ' اور جو باعث هوئے اُن روزافزوں اشکالات کا جو سرکاري عملہ کو در پیش آتي هیں -

ذرا هم ٹھنڈے دل سے منصفانہ طور پر ان لوگوں کي پکار پر تو غور کریں کہ وہ کس نتیجہ تک پہونچتي ہے - اس کے معني تو صرف یہ هوسکتے هیں کہ اگر کسي سرکاري عملہ نے ایک مرتبہ کوئي فیصلہ کردیا اور جیسا کہ اکثر هوتا ہے ' بغیر ان ذمہ دار اصحاب سے مشورہ لیے جو ان لوگوں میں رهتے هیں ' جنکو ان فیصلوں کا اثر بھگتنا پڑتا ہے ' اور اپنے فیصلہ پر یک طرفہ اظہارات پیش کرکے گورنمنٹ کي منظوري لے لي ' تو پھر وہ فیصلہ کبھی رد نہ کیا جائیگا - اگر وہ فیصلہ لوگوں کو منظور نہ هو تو دهمي باضابطہ طریقے ان کے لیے هیں - ایک یہ کہ وہ گورنمنٹ کو عرضداشت پیش کریں ' اور اس میں یہ بتلائیں کہ وہ فیصلہ کس قدر ضرر رساں ہے ' اور نظر ثاني کي درخواست کریں ' اور دوسرا یہ ہے کہ مجلسیں کرکرکے اجلاس کونسل میں سوالات دائر کرکرکے اور اخبارات کے ذریعہ سے شورش جاري رکھیں -

اگر یہ آفت زدہ لوگ پہلے علاج کي طرف رجوع کریں ' تو اکثر یہ هوتا ہے کہ سرکاري عملہ کا فیصلہ کے ساتھہ تعلق ہے - ان میں کوئي واقعي مخالفت فیصلہ سے نہیں پائي گئي - اور اگر دوسرے طریقے کے مطابق شورش جاري رکھي جائے ' تو یہ ادعا کیا جاتا ہے کہ یہ شورش چند غیر قانع لوگوں کي ساخت و پرداخت ہے ' اور وہ خواہ مخواہ بیچارے عوام الناس کو برانگیختہ کرتے پھرتے هیں - حالانکہ وہ لوگ گورنمنٹ کے فیصلوں کو بہ طیب خاطر منظور کرنیکو تیار هیں ' اور جب عذر لنگ ثابت هوگیا ' اور سرکاري اهل عملہ مجبور هوئے کہ اقبال کریں کہ هاں شورش بے بنیاد نہ تھي ' اور داد رسي کرنا ضروري معلوم هوا تو بھي بڑے زوروں سے یہ بات پیش کي جاتي ہے کہ فیصلہ کي تبدیلي نہ هونا چاهیے - اس لیے کہ اگر ایسا کیا جائیگا تو گورنمنٹ کي کمزوري سمجھي جائیگي ' اور سرکاري عہدہ داروں کا اقتدار بالکل جاتا رهیگا - لہذا سخت کوشش کي جاتي ہے ' کہ فیصلۂ سابق برقرار رہے ' جس کے لازمي معنے یہ هوتے هیں کہ ایسا دستور العمل قائم کیا جائے کہ جب کبھی کوئي سرکاري عہدہ دار کوئي فیصلہ کرے ' تو وہ اٹل هو - ایسي حالت میں سوال پیدا هوتا ہے کہ آیا وہ لوگ جو سرکاري عہدہ داروں کے احکام اور فیصلوں کي نظر ثاني اور ترمیم کرانا چاهتے هیں ' کیا کریں ؟ خوش قسمتي سے یہاں بہت سے اعلی عہدہ دار هیں ' جو اس قسم کا عذر پیش نہیں کرتے ' بلکہ نازک اور مشکل مسائل کو دانشمندانہ اور مدبرانہ طور پر سلجھاتے رهتے هیں ' اور اس طرح برطانیہ اور هندوستان کي نہایت قابل قدر خدمت کرتے هیں

مجھے یقین ہے کہ آپ میري راے سے متفق هونگے کہ ایسے عہدہ داروں میں سب سے ممتاز آنجہل هندوستان میں حضور لارڈ هارڈنگ بہادر هیں ' اور ان کا عمل نہ صرف اعتراض سے بري ہے ' بلکہ نہایت قابل تحسین ہے -

میں سخت حیران هوں کہ وہ نکتہ چین حضرات جو وقتاً فوقتاً عذر کمزوري پیش کرتے هیں ' آیا وہ اس کے مفہوم تک بھي پہونچے هیں یا نہیں ؟ میري دانست میں تو اسکے صرف یہي معني هوسکتے هیں کہ هندوستان میں سلطنت برطانیہ ایسي ضعیف بنیاد پر قائم ہے کہ کسي عہدہ دار کے فیصلہ یا حکم کے خلاف لوگ اگر معقول داد خواهي کریں اور حکام بالا سے داد رسي کریں تو یہ فعل اس بنیاد کو ایسا صدمہ پہونچاتا ہے کہ چند ایسے صدمے آسمان ڈھادینے کے لیے کافي هیں - کیا کوئي حقیقت اور اس سے زیادہ دور از صداقت هوسکتي ہے ؟ هند میں سلطنت برطانیہ کي بنیاد ذاتي قوت ' نیک سلوک ' انصاف طبعي اور عدل گستري پر قائم ہے - ایک منصفانہ سلوک خواہ اسکو ترحم سے تعبیر کرلیجے کسي حالت میں بنائے سلطنت برطانیہ کو مضر نہیں پڑ سکتا - بلکہ میري راے میں مزید پشتي بان کا کام دیتا ہے ' اور لوگوں کے

دلوں سے اظہار امتنان اور وفاداري کا باعث ہوتا ہے ' جو سلطنت انگلستان کي بے بہا بضاعت ہے - آیا یہ رائے بلاشبہ پایۂ ثبوت کو نہیں پہونچتي ہے کہ تمام ہندوستان کے اسلامي قوم کے جلسوں اور انجمنوں نے جو متعدد رزولیوشن پاس کئے ہیں ' اُن سے صاف ظاہر ہے کہ حضور وائسرائے بہادر کا عمل جس قدر عالمگیر تھا - اسي کي یہ خواہش نہیں ہے کہ گورنمنٹ فوراً ایک شورش کے سامنے اپنا سر جھکادے - بلکہ ہمارا منتہاے منشاء یہ ہے کہ ہماري عرضداشت پر منصفانہ ترجمہ مبدول کی جائے ' اور جب کسي سرکاري عہدہ دار کے حکم کي ترمیم و تنسیخ کي ضرورت ثابت ہو جائے تو ویسا عمل در آمد کرنے سے کسر شان کے خیالي خوف کي وجہ سے باز نہ رہا جاے ' کیا کوئي شخص یہ کہسکتا ہے کہ ہمارا مطالبہ کسي وجہ سے نا معقول ہے ؟ (باقي آیندہ)

مشاهیر اسلام رعایتي قیمت پر

(۱) حضرت منصور بن حلاج اصلي قیمت ۳ آنہ رعایتي ۱ آنہ (۲) حضرت بابا فرید شکرگنج ۳ آنہ رعایتي ۱ آنہ (۳) حضرت محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ ۲ آنہ رعایتي ۳ پیسہ (۴) حضرت خواجہ حافظ شیرازی ۲ آنہ رعایتي ۳ پیسہ (۵) حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوي ۳ آنہ رعایتي ۱ آنہ (۶) حضرت شیخ دوعلي قلندر پاني پتي ۳ آنہ رعایتي ۱ آنہ (۷) حضرت امیر خسرو ۲ آنہ رعایتي ۳ پیسہ (۸) حضرت سرمد شہید ۳ آنہ رعایتي ۱ آنہ (۹) حضرت غوث الاعظم جیلاني ۳ انہ رعایتي ۱ انہ (۱۰) حضرت عبد اللہ بن عمر ۳ انہ رعایتي ۱ آنہ [۱۱] حضرت سلمان فارسي ۲ آنہ رعایتي ۳ پیسہ [۱۲] حضرت خواجہ حسن بصري ۳ آنہ رعایتي ۱ آنہ [۱۳] حضرت امام ربانی مجدد الفثاني ۲ آنہ رعایتي ۳ پیسہ (۱۴) حضرت شیخ بہاالدین ذکریا ملتاني ۲ آنہ رعایتي ۳ پیسہ (۱۵) حضرت شیخ سنوسي ۳ آنہ رعایتي ۱ آنہ (۱۶) حضرت عمر خیام ۳ آنہ رعایتي ۱ انہ (۱۷) حضرت امام بخاري ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۱۸) حضرت شیخ محي الدین ابن عربي ۴ آنہ رعایتي ۶ پیسہ (۱۹) شمس العلما ازاد دہلوي ۳ انہ رعایتي ۱ انہ (۲۰) نواب محسن الملک مرحوم ۳ انہ رعایتي ۱ انہ (۲۱) شمس العلما مولوي نذیر احمد ۳ انہ رعایتي ۱ انہ (۲۲) آنریبل سرسید مرحوم ۵ رعایتي ۲ انہ (۲۳) رائٹ آنریبل سید امیر علي ۲ انہ رعایتي ۳ پیسہ (۲۴) حضرت شہباز رحمۃ اللہ علیہ ۵ آنہ رعایتي ۲ آنہ (۲۵) حضرت سلطان عبدالحمید خان غازي ۵ آنہ رعایتي ۲ انہ (۲۶) حضرت سدلی رحمۃ اللہ ۲ انہ رعایتي ۳ پیسہ [۲۷] شیخ سعدی ۲ آنہ رعایتي ۳ پیسہ [۲۸] حضرت ابو سعید ابوالخیر ۲ انہ رعایتي ۳ پیسہ [۲۹] حضرت مخدوم صابر کلیري ۲ انہ رعایتي ۳ پیسہ [۳۰] حضرت ابونجیب سہروردي ۲ انہ رعایتي ۳ پیسہ [۳۱] حضرت جلالدین رومي ۵ انہ رعایتي ۲ انہ [۳۲] حضرت امام غزالي ۶ انہ رعایتي ۲ انہ ۲ پیسہ [۳۳] حضرت سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس ۵ انہ رعایتي ۲ انہ [۳۴] حضرت امام حنبل ۴ انہ رعایتي ۶ پیسہ [۳۵] حضرت امام شافعي ۶ انہ رعایتی ۱۰ پیسہ [۳۶] حضرت امام جنید ۲ انہ رعایتي ۳ پیسہ [۳۷] حضرت عمر بن عبد العزیز ۵ - آنہ - رعایتي ۲ - آنہ (۳۸) حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکي ۳ - آنہ رعایتي ۱ - آنہ (۳۹) حضرت خواجہ معین الدین چشتي ۵ - آنہ - رعایتی ۲ آنہ - سب مشاہیر اسلام تقریباً دو ہزار صفحہ کی قیمت تک جا خرید کردیں صرف ۲ روپیہ ۸ - انہ - (۴۰) یاد رکھیں پنجاب کے اولیاے کرام کے حالات ۱۲ - انہ رعایتي ۶ - انہ (۴۱) آئینہ خود شناسي تصوف کي مشہور اور لاجواب کتاب خدا شناسی کا زمرہ ۵ انہ - رعایتي ۳ - انہ - [۴۲] حالات حضرت مولانا روم ۱۲ - آنہ - رعایتي ۶ - انہ - [۴۳] حالات حضرت شمس تبریز ۶ - انہ - رعایتي ۳ انہ - کتب ذیل کی قیمت میں کوئي رعایت نہیں - [۴۴] حیات جاوداني مکمل حالات حضرت محبوب سبحاني غوث اعظم جیلاني ۱ روپیہ ۸ انہ [۴۵] مکتوبات حضرت امام رباني مجدد الف ثاني اردو ترجمہ ڈیڑھ ہزار صفحہ کي تصوف کي لاجواب کتاب ۶ روپیہ ۷ انہ [۴۶] ہشت بہشت اردو خواجگان چشت اہل بہشت کے حالات اور ارشادات ۲ روپیہ ۸ انہ [۴۷] رسول الاطبا ہندوستان بھر کے تمام مشہور حکیموں کے تصویر حالات زندگي معہ انکي سینہ بہ سینہ اور صدہا تجربات کے جو انکي سال ہا محنت کے بعد جمع کئے گئے ہیں - اب دوسرا ایڈیشن طبع ہوا ہے اور جن خریداروں نے جس دستخوں کی تصدیق پي ہے انکي نام بھی لکھدئے ہیں - علم طب کي الحیوۃ بقاے ہے اسکي اصلي قیمت چھ روپیہ ہے اور رعایتي ۳ روپیہ ۸ انہ [۴۸] البحرالمواج اس کا مراد مرض کي تفصیل تشریح اور علاج ۲ انہ رعایتي ۳ پیسہ [۴۹] صابون ساري کا رسالہ ۲ انہ رعایتي ۳ پیسہ -

ملنے کا پتہ ـــ منیجر رسالہ صوفي پنڈي بہاؤ الدین ضلع گجرات پنجاب

زندہ درگور مریضوں کو خوشخبری

یہ گولیاں ضعف قوت کیلیے اکسیر اعظم کا حکم رکھتي ہیں ' زمانۂ انحطاط میں جوانی کی سي قوت پیدا کردیتي ہیں ' تساہی ضعف شدید کیوں نہ ہو دس روز کے استعمال سے طاقت آجاتي ہیں ' اور ہمارا دعوی ہے کہ چالیس روز حسب ہدایت استعمال کرینسے اسقدر طاقت معلوم ہوگی جو بیان سے باہر ہے - ٹوٹے ہوے جسم کو دوبارہ طاقت دیکر مضبوط بناتی ' اور چہرے پر رونق لاتي ہے - علاوہ اسکے اشتہا کي کمي کو پورا کرے اور خون صاف کرے میں بھی عدیم النظیر ہیں ' ہر خریدار کو دوائي کے ہمراہ بالکل مفت بعض ایسي ہدایات بھي دیجاتي ہیں ' جو بجائے خود ایک رسالۂ صحت ہے - قیمت في شیشي ایک روپیہ محصول بدمہ خریدار چھ شیشي کے خریدار کے لیے ۵ روپیہ ۸ آنہ -

المـــــــــــــتہر

میجر کار خانۂ حبوب کا یا پلٹ پوسٹ بکس ۱۷۰ کلکتہ

اعـــلان

جناب محمد صفا بک صاحب جریدۃ العدل نے [دلیل الاستانہ] نام ایک کتاب نہایت محنت و جانفشاني سے لکھي ہے ' جسمیں تمام سلاطین آل عثمان مع امیر المومنین و خلیفہ رسول رب العالمین مولانا سلطان محمد خاں پنجم و شہزادگان موجود الوقت و دیگر مشاہیر خدام مملکت کي تصاویر مختصر حالات کے ساتھہ درج ہیں -

اسکے سوا محلات شاہي مشہور مساجد بطارت جنگ حربیہ توپیں رستي اور دنیا میں لاثانی قدرتي مناظر حسن کي تصویریں بعضي اسلامبول کی پہاڑیوں کے نقشے بھي دکھائے گئے ہیں - تصاویر و نقشجات کا مجموعہ ۳۰۰ سے زیادہ ہیں -

اس کتاب کے مطالعہ سے گویا آپ گھر بیٹھے ہوے ممالک خلافت کے لوگوں کی زیارت اور قسطنطنیہ کی دلفریب خوبصورتی کو دیکھکر تبارک اللہ احسن الخالقین کہینگے - مولف کا دعوی ہے کہ آجتک اسي کے خواہ انگریزي ہو یا یورپین فرنچ ' ایسی جامع کتاب نہیں لکھی ' وجود ان حروفوں کے قیمت صرف تین روپیہ چھ آنہ مع محصول ڈاک زاہي کي ہے ' جو دلیل کے پتہ پر مؤلف موصوف سے مل سکتي ہے -

محمد صفایک مالک و اڈیٹر جریدۃ العدل - قسطنطنیہ

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد رضا بن نقی الکاظمی المدعو بالهلالی

مقام اشاعت
۲ ـ ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۳ — کلکتہ : چہارشنبہ ۲۳ صفر ۱۳۳۲ ہجری — جلد ٤

Calcutta: Wednesday, January 21, 1914.

قیمت فی پرچہ ساڑھے تین آنہ

اثـــار هنـــد

ذلـک اثـــارنا تـــدل علينـــا
فا سئلـوا بعـد نا عن الاثـار ا

صاحب قران اعظم (شاهجہاں)

جس کي تعميرات سے هندوستان مين حسن و استحکام کا ايک نيا دور شروع هوا

ارجمند بانو بيگم (ممتاز محل)

[illegible] " جنت نشين " هے

جمال هند يا حسن " تاج " کا ايک بيروني منظر ا

جو شاهجہاں کي تمام تعميرات مين اعلي درجے کي يادگار هے !

ه تقريب اجتماع آگره ٢٦ دسمبر ١٩١٣

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor.

Abul Kalam Azad

7/1 McLeod Street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs.8

Half-yearly „ „ 4 - 12

الہلال

3

مدیر مسئول و محرر خصوصی

ابوالکلام احمد الحسینی

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاؤڈ اسٹریٹ

کلکتہ

ٹیلیفون نمبر ۶۳۸

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

شماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۳ | کلکتہ : چہارشنبہ ۲۳ صفر ۱۳۳۲ ہجری | جلد ٤

Calcutta : Wednesday, January 21, 1914.

فہرس

آخر الانباء	۱
شذرات	۲
مقالات افتتاحیہ (فاتحہ السنہ الثالثہ ۳)	۵
مدارس اسلامیہ (ندوۃ العلما)	۹
مقالات (تاج انگلستان اور حریۃ اسلام کا ایک گوہر)	۱۱
انتقاد (تندرستی)	۱۳
شئون عثمانیہ (حکومت حالیہ آستانہ)	۱۵
مرند فرنگ (جدید سروما)	۱۶
رئیس مجلس آل انڈیا مسلم لیگ کی افتتاحی تقریر (۲)	۱۷
تصاویر (آثار ہند)	صفحہ خاص

اخبار الانباء

اس ہفتہ جدوجہد افریقہ کے ہندوستانیوں کے متعلق کوئی اہم خبر نہیں آئی - مخالفت مجہول بدستور موقوف ہے اور کوئی بعض ہندوستانیوں رائے ہے کہ اس سلسلہ کے دوبارہ شروع کرنے کا وقت آگیا ہے - مسٹر رودینڈ انڈریوز کا خیال ہے کہ رئیس الاحرار مسٹر گاندھی نہتے ہیں کہ وہ اپنے ہموطنوں کو شخصی طور پر یہ تصحیح کردیں کہ ابھی مقاومت مجہول شروع کرنے کا وقت نہیں آ

انـا لله و انـا اليـــه راجعـون ! !

اللـه اللـه ايهـا المسلمـون ! هل بعد هد الدل تسكتـون ؟

ابلغكـم رسالـة ربي و أنا لكم ناصـح اميـن!

اے لوگو ! میں تمہیں اپنے پروردگار کا حکم سناتا ہوں اور یقین کرو کہ میں تمہارے لیے ایک دیانت دار ناصح ہوں -
میں کبھی اعلان حق میں خیانت نہ کرونگا - (۷ : ۶۸)

زميـندار پريس لاهور سے دو هـزار روپيه كي ضمانت لي گئي تهي - اسكے بعد دس هزار كي طلب كي گئي - اب وہ دس هزار بهي ضبط كرليے گئے اور پريس كا تمام سامان اور مشينيں بهي ' جنـكي قيمت كا پندرہ هزار تك تخمينه كيا گيا هے - بنياد چند مضامين قرار دیے گئے هيں جو اجودهيا كے واقعۂ عبد اصحى پر نكلے تهے ' اور ايك مضمون مسٹر ظفر علي خان كا جو انهوں نے لندن سے لكهكر بهيجا تها - هندوستان كي مياص و عادل گورنمنٹوں كي يه انصاف پروري هے كه وہ پريس ايكٹ كے احـكام نافذ كرتے هوئے كبهي كبهي جرم كي نوعيت سے بهي مجرموں كو مطلع كرديتي هيں ' ورنه سچ يه هے كه "حق و آزادي" كے دو قدرتي جزوں كي موجودگي كے بعد اور كسي جرم كے قرار دينے كي ضرورت هي كيا هے ؟

وحودك ذنب ' لا يقاس به ذنب

پهر آج همالـه كے اس جانب بسنے والوں ميں سے كون هے جو مجرم نهيں هے ؟

منكسر اور قومي كي تاريكيوں ميں ايك وقت آتا هے جسكه انسانوں جيسے زندگي كي خواهش معصيت هوجاتي هے ' اور زنده رهنے سے بڑهكر اور كوئي جرم نهيں هوتا -

جبكه اونچي اونچي ديواروں اور آهني دروازوں كي آبادي بڑهجاتي هے اور آهن گر كي صنعت كي سب سے زيادہ مانگ هوتي هے - جبكه درختوں كي ٹهنيوں ميں رسياں لٹكائي جاتي هيں ' اور جبكه لكڑي كے تختے بنائے جاتے هيں تا كه اُن پر مرزبان آدم كهڑے هوں - يه وقت آتا هے اور انقلاب امم كے ايك قدرتي قانون كے ماتحت گذر جاتا هے ' اور پهر بربادي و هلاكت كا هر وہ بيج جو زمين ميں ڈالا گيا تها ' نئے موسم كے شروع هوتے هي زندگي اور حيات دائم و دائم كا پهل پيدا كر ديتا هے !

هندوستان بهي ايك ملك هے جهاں قومیں بستي هيں اور وہ سب كچهه اپنے اندر ركهتي هيں ' جو انسانوں كے دلوں كے اندر هوتا هے - يهاں بهي انسان هيں جنكو زندگي محبوب اور زندگي كي قوت مطلوب هے - يهاں كے بسنے والوں كے پهلو ميں بهي دل هے ' جو عزت كا خواهاں اور ذلت سے نفور هے - يهاں كے رهنے والے بهي اُس متاع عزيز ' اُس جنس گرامي ' اور اُس شاهد محبوب حق و حريت كے عشق كا حق ركهتے هيں ' جسكو اس آسمان نے نيچے هر آدم كے فرزند سے چاها هے اور اُسكے جمال مقدس كي هواداري ميں اپني ميمني سے ميمني چيزوں كي بهي قرباني كردي هے - بس كوئي وجه نهيں كه جو كچهه هر جگه هوا هے ' اور جسكو انسانوں كي جماعتوں نے هر جگه جهيلا هے ' اُس سے هندوستان مستثنى كرديا جاے ؟ كيا سبب هے كه سفر حيات ملي و فلاح ملكي كي قدرتي منزلوں سے گذرے بغير وہ وهاں پهنچ جاے جهاں پهنچنے كيليے هميشه سے يكساں شرطيں قوموں كے سامنے پيش كي گئي هيں ؟

پهر اگر يه سب كچهه سچ هے تو ابهي تو اُن باتوں كا وقت نهيں آيا - كيا هے جو ابتـك هوا هے ' اور كوئي منزل هے جهاں سے كاروان هند كو گذر جانے كا فخر حاصل هے ؟ اگر نظر بلندي پر هے تو سامنے كي گري هوئي چيـزوں كو كيوں ديكهو ؟ ميں نے هميشه تم سے سچ كها هے اور آج بهي ميں تم سے سچ سچ كهتا هوں كه يه جو كچهه كه هوا اور هو رها هے ' يقين كرو كه اسكے مقابلے ميں بهت هي حقير و معمولي هے جو كچهه كه هونا چاهيے ' اور جو كه اپنے وقت پر هوگا - لكن : ز ان ادري اقرب ام بعيد ما توعدون !

تاريخ كي زبان كو كوئي بند نهيں كر سكتا ' اور وہ جو سبق ديتي هے وہ صرف ايك هي قسم كا هے - دنيا ميں بهت سي حقيقتيں ايسي هيں جنكو انسان جانتا هے اور اُن پر يقين ركهنے كيليے مجبور هوتا هے ' تاهم اپني صداؤں كو سننا پسند نهيں كرتا ' اور چاهتا هے كه لوگوں كي زبانوں سے نه نكليں - ليكن وقت آتا هے جب وہ سننے پر مجبور هوتا هے ' اور زبان سے ادا هوئي صدائيں نهيں بلكه واقعات كے اجتماع و هجوم سے پيدا شده طاقتيں اسكے كانوں كو بهرديتي هيں : فهل ينظرون الا سنة الاولين ؟ فلن تجد لسنة الله تبديلا ' ولن تجد لسنت الله تحويلا (۳۵ : ۴۱)

تعجب هميشه اُس واقعه پر هوتا هے جو نادر و غريب هو ' اور شكايت هميشه اس سے هوتي هے جس سے توقع نه هو - مجكو كسي اس واقعه پر تعجب هوا اور نه شكايت پيدا هوئي - ميرے سامنے تاريخ هے اور قوموں كي سركذشتيں هيں - مجهے معلـوم هے طاقت نے هميشه غرور كيا هے ' اور حكومتوں نے هميشه حق و حدت كے سائلوں كو ايسا هي جواب ديا هے - ميں روز اول هي سے جانتا تها كه يه سب كچهه يكے بعد ديگرے هونے والا هے ' اور وقت اور موسم كے تغير كا انتظام كيا جا رها هے - جنگ طرابلس كے بعد هي بلقان كا طوفان شروع هوا ' اور وہ ابهي جاري هي تها كه مسجد كانپور كے واقعه نے حيات ملي و حس عقلت كي بخشش سے تمام قوم كو مالا مال كرديا - بس ضرور تها كه تعاقل سے كام ليا جاے ' اور ايك شاطرانه حكمت عملي كے رفق و مدارا سے وقت كي طاقت كو ضعيف كرديا جاے - پس اسكے ليے تمام سروسامان مهيا كيا گيا ' كها گيا كه هم نرمي كرے هيں ' همارے ساتهه بهي نرمي كي جاے

زدرا لوندهن فندهرون ! جبكه كوششيں كارگر هوئيں تو بهت

معفا ؤ مولفة القلوب ' اور بہت سے منافقین و مفسدین بھي شامل کار ہوگئے : واذا لقو الذین آمنوا ' قالو آمنا ' واذا خلوا الی شیاطینھم ' قالوا انا معکم ' انما نحن مستھزؤن - اور بظاھر ایک ایسي حالت شروع ہوگئي جو خاموشي و افسردگي کا یقین دلانے لگي - بس اسي وقت کا انتظار کیا جا رہا تھا ' چونکہ وہ آگیا ' اسلیے اب اصلي ارادے اور منصوبے ظاھر ہونا شروع ہوگئے ھیں ' جنکے اولین تجربے کي قسط زمیندار پریس کا خاتمہ ھے اور آنے والے واقعات ابھي غفلت مزید کے منتظر ھیں : وما تخفي صدورھم اکبر ' قد بینا لکم الایات ان کنتم تعقلون (۳ : ۱۱۴)

اصول کي صحبت فروعات کے مناقشات سے بالا تر ھے ' اور حقیقت کے سوال کے سامنے اشخاص و مخصوص حالات کي بحث باقي نہیں رھتي - پس اس وقت ھمارے سامنے زمیندار نامي اخبار کي محض ضبطي کا سوال نہیں ھے جسکا مالک و ایڈیٹر ایک شخص خاص ھے اور جسمیں بہت سے لوگ مضامین لکھتے تھے ' بلکہ یہ ایک حق و قانون ' اور عدالة و حریت کا مسئلہ ھے ' اور اُن واقعات و حوادث کا جو اسکی تہہ میں پوشیدہ ھیں - میرے دوستوں کو معلوم ھے کہ میں شخصاً زمیندار کي بہت سي کمزوریوں سے نہ صرف شاکي بلکہ واقعي طور پر منالم و متادي تھا - میں اسکے طرز تحریر و انشاء مضامین کو پسند نہیں کرتا تھا - مجھے اسمیں بہت زیادہ عامیت اور سوقیت نظر آتي تھي - اسمیں عوام کے مذاق کو بہت زیادہ دخل تھا اور حقیقت یہي ہے اسکے استیلاء سے دب بھي جاتي تھي - اشخاص کي بحث کے انہماک کو میں پسند نہیں کرتا ' اور چاھتا ھوں کہ ھر شخص تکنہ چیني و احتساب کي بنیاد صرف اصول کے وضع پر رکھے ' اور اُسکے ضمن میں اگر اشخاص کي بحث ناگزیر ھو تو مضائقہ نہیں ' لیکن زمیندار میں اشخاص کا مسئلہ حد اعتدال سے گذر گیا تھا ' اور بسا اوقات جس عامیانہ و سوقیانہ انداز میں داد طراوت دي جاتي تھي ' اس سے احتراز بس پبلک کے مذاق کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا -

معھذا بعض اھم مسائل کے متعلق اسکي خیالیں بھي سدید نہیں - مسئلۂ کانپور کے فیصلے پر جس طرح اُس نے خوشي ظاھر کي اور جو مضامین لکھے ' انھوں نے فیصلہ کي صورت اصلي سے خلاف ایک دوسري صورت لوگوں کے ذھن میں پیدا کر دي -

اسکے مقامي اور معاصرانہ نزاعات بھي ھمیشہ مجھے دکھہ پہنچاتے رھے -

تاھم اس سے کوئي شخص انکار نہیں کرسکتا کہ اسکي نیکیاں اُسکي غلطیوں سے زیادہ نہیں ' اور اسکا فائدہ اُن بعض نقصانات سے بہت عظیم و اعم تھا ' جو اسکي غلطیوں اور کمزوریوں سے پیدا ھوسکتے تھے اگر اسکي نسبت کہا جائے کہ : خلطوا عملاً صالحا و اخر سیئا - تو اسکے پاس اسقدر ذخیرۂ حسنات بھي موجود ھے جو اُسکے کفارے کیلیے کافي ھوسکتا ھے :

ان الحسنات یذھبن السیئات ' اور نیکیاں برائیوں کو محو کر دیتي ھیں -

زمانہ زمیندار کي اشاعت سے پہلے اخبار بیني صرف طبقۂ خواص میں محدود تھي ' اور عام بیداري و احساس کے پیدا ھونے میں یہ ایک ایسا مانع عظیم تھا ' جسکي وجہ سے کوئي تحریک اور کوئي آواز عام قوت و اثر پیدا نہیں کرسکتي تھي - جنگ طرابلس نے قوم کے تمام طبقات کو خبروں کا شائق بنایا ' اور زمیندار کي عام مقبولیت شروع ھوگئي - اسکي اشاعت بیس بیس ھزار روزانہ تک پہنچي ' اور اسکي ارزاني اور عام فہم ھونے نے اُسے عام دکانداروں اور بازار کے بیٹھنے والوں تک پہنچادیا - ھر شخص جو اردو عبارت پڑھسکتا ھے ' علے الصباح اس طرح زمیندار کا خواھشمند ھوتا تھا ' گویا یورپ اور امریکہ کا ایک تعلیم یافتہ عادتاً صبح کے وقت مطالعہ اخبار کیلیے بیقرار ھے - اس نے گو ابتدا میں ھندوستان کے معاملات کے متعلق کچھہ نہ لکھا اور مسلمانوں کي سیاسي حالت پر بھي کوئي توجہ نہ کي ' تاھم اس نے جن جن معاملات کو لکھا ' ازادي اور جرأت کے ساتھہ لکھا ' اور اپنے پڑھنے والوں میں یقیناً زندگي کي ایک روح پیدا کردي -

اُسکے بعد حالات میں مزید تغیرات ھوے اور زمیندار نے بیرون ھند کے اسلامي مسائل کے علاوہ ھندوستان کے سیاسي مسائل کے متعلق بھي لکھنا شروع کیا - گو اس سے بے اعتدالیاں ھوئي ھوں لیکن اسمیں شک نہیں کہ اصولاً اس نے ھمیشہ آزادي کے ساتھہ اظہار خیال کي سعي کي -

وہ روزانہ تھا اور متعارف فروخت ھوتا تھا - ایک پیسہ یا دو پیسہ دیکر ھر شخص اُسے خرید لے سکتا تھا - گذشتہ دو سال کے تغیرات و حالات نے خود بخود اُسے مقبول عام بنا دیا تھا ' قوم کے ھر طبقہ میں روزانہ پڑھا جاتا تھا - ان تمام اسباب کي وجہ سے وہ ایک بہت بڑي قوت تھي جو حسن اتفاق سے پیدا ھوگئي تھي ' اور ایک ایسا وسیلۂ وحید تھا جسکے ذریعہ ھر روز ھزاروں مسلمانوں کے اندر بیک وقت زندگي پیدا کي جاسکتي تھي - اس قسم کے وسائل ھر وقت حاصل نہیں ھوسکتے ' اور نہ تغیرات و حوادث کا موسم ھمیشہ رھا کرتا ھے -

بس " زمیندار " کا بند ھونا في الحقیقت مسلمانان ھند کیلیے ایک عظیم ترین سانحات ملت میں سے ھے ' اور تمام قوم عند اللہ اُس غفلت کیلیے جوابدہ ھے جس نے حریف قوي پنجہ کو ایسا کرنے کي فرصت دي ' اور پھر اسکے لیے بالکل خاموش اور مردوں کي سي بے حسي گوارا کرلي -

وقت نازک اور موسم مخالف ھے - غفلت کے جھونکے چلنے لگے ھیں ' اور جھنجھوڑنے والے ھاتھہ بے حرکت سے ھوگئے ھیں - حریف قوي و ساطر ' مقابل مرتب خوردہ ' دسائس و مطامع دلفریب ' اور ایمان کي آزمایش امتحان طلب ھے - سفر صرف ابھي شروع ھي ھوا ھے ' اور تجربے کے راہ زن سے مسافر نہي دست ھیں - پھر کہ قدرت کي بخشي ھوئي ایک ھي فرصت ھشیاري ضائع کردي جاے ' پھر نہ وہ ' جو برسوں کي جگہ مہینوں میں حاصل ھوا تھا ' پھر غفلت و سرشاري پر قربان کردیا جاے - فالحذر ! الحذر ! الحذر ! ایھا المسلمون العاقلون ' ولا تکونوا کالذین قالوا سمعنا و ھم لا یسمعون ! !

ھمہ اندرز من بنو ابنست
نہ تو طفلي و خانہ رنگین ست !

پھر کونسي ھے جو اس غفلت موت آور ' اس سرشاري مسموم ' اس سکون ممات ' اور اس عمل السحر باطل کے پردے کو چاک کردے ؟ فاین شرف الاسلام و ابن مجد المسلمین ؟ ھل فقد المسلمون کل ذالک ؟ ام علی قلوب اقفالھا ؟

بال بکشا و صفیر از شجر طوبی زن
حیف باشد چو تو مرغے کہ اسیر قفسی !

آج ڈیڑھہ سال کا زمانہ گذر گیا کہ میں تمھارے سامنے ھوں - میں نے ھمیشہ اپني فریادیں بلند کي ھیں ' اور ھمیشہ وہ سب

کچھه تم کو بتلا دینا چاها هے جو میرے دل نے مجھے بتلایا هے - میں تم سے سچ سچ کہتا هوں که میں نے کبھي بھي حق کے کہنے میں تامل نہیں کیا ' اور کبھي بھي میرا نفس اپنے فوائد اور اپني ذاتي تحفظ کے مطامع دکھلا کر مجھے رام نه کرسکا - میرے آگے دنیري عزت کے حصول اور دولت و جاه سے مالا مال هونے کي بہت سي راهیں آئیں ' اور اگر میں صرف تھوڑي سي غیر محسوس تبدیلي بھي اپني روش میں کردیتا ' تو حق پرستي کے دعوؤں کو باقي رکھکر بھي دنیا حاصل کرسکتا تها - پر خدا نے میرے دل کو همیشه اپني فدرس انگلیوں میں اس طرح رکھا که چند لمحوں کے فاني تزلزل کو مستثنی کردینے کے بعد ' میں اُسکے تخت جلال و عظمت کي قسم کها سکتا هوں که میں نے کبھي اپنے ذاتي فائده کیلیے اپني روش سے ایک رائي برابر بھي اعراض کرنا پسند نہیں کیا - اور میرے دل کے سچے ناز اور جائز فخر کے لیے یه بس کرتا هے که مجھے حق کي راستبازانه پرستش کي توفیق ملي -

میں نے کبھي نصیحت کرنے میں خیانت نه کي اور آئنده کي مادي عقوبتوں کا تصور میرے لیے کبھي بھي مہیب نہیں هوا - میں نے اکثر وقت سے پہلے غفلت کو دور کرنا چاها ' اور اکثر عین وقت پر بیدار کرنے کي کوشش کي - آج بھي میں حالت کو دیکھه رها هوں ' اور خاموشي کو گناه اور اعراض کو کفر سمجھتا هوں ' کیونکه نتائج قریب اور آنے والا وقت موجوده سے زیاده آزمایش طلب هے - میں آج پھر اپني صدا بلند کرتا هوں ' اور هر شخص کو جو ملت کا درد ' زندگي کي خواهش ' اور حاصل کرده متاع کے ضائع نهونے کا خواهشمند هے ' اپنے دل کے درد اور دکھه کي آواز میں دعوت دیتا هوں نه عقلت و سرشاري کا اور زیاده یقین نه دلائیں ' اور اس موقعه پر " رمیندار " کے مسئله کو موجوده تحریک کے قیام کے حقیقي مسائل میں سے سمجھیں - اُس زبان دعوت سے جو خدا نے دي هے حیف هے اگر آج کام نه لیا جاے - بعض لوگ جو خاموش هیں اور افسردگي کو گہرا اور پائدار کرنے میں شریک هو رهے هیں ' انکي جانب نه دیکھو که انکا ایمان انني هي قیمت رکھتا تها جو اُنهیں ملگئي ' اور وه اسپر قانع هیں - یه نوئي وفاداري اور غیر وفاداري کا سوال نہیں هے - یه باغیانه ایجي ٹیشن یا شورش مخفي کا مسئله نہیں هے - یه محض ایک قانوني مسئله ' ایک جابرانه قانون کا نفاذ و عمل ' اور بعض گورنمنٹوں کے نا عاقبت اندیشانه اقدامات کے خلاف قوت حق و عدل کے ساتھه احتجاج کرنا هے اور بس -

میں جانتا هوں که وقت اور موسم میں ایک سطحي تبدیلي هوئي هے ' اور فتنهٔ وقت نے بظاهر کامیابي سي حاصل کرلي هے - اخبارات خاموش کیے گئے هیں ' اور بعض مدعیان حریت کو بھي سمجھا دیا گیا هے که انکے لیے خاموشي هي میں امن هے - پس ایسي حالت میں جو شخص عام پبلک کے اصلي خیالات کي ترجماني کریگا ' اور حق و قانون کي عزت کیلیے قلم و زبان سے کام لیگا ' اسکي نسبت کہا جایگا که یهي ایک تنها شخص هے جو ایجي ٹیشن کے فرضي عفریت کو دوباره دعوت دے رها هے -

تاهم باوجود اس علم کے میں اپنے اندر باطل اندیشي کي ایسي قوت نہیں پاتا که دیکھوں اور چپ رهوں ' اور جو کچھه که لاکھوں دلوں کے اندر هے ' اسکو اپني زبان و قلم پر جگه نه دوں - وه سکون و امن جو مسئلهٔ کانپور کے بعد شروع هوگیا تها ' اسي کا یه غلط فائده هے جو اٹھایا جا رها هے ' اور جو لوگ امن کے بعد پھر تشدد کا بیج بوتے هیں ' اسکے پھل کي کراهت سے انهیں منه نہیں بنانا چاهیے - آج علی الاعلان میري پکار هے که اگر مسلمان اپني زندگي کے راستوں سے هاتھه نہیں دھو چکے ' تو انهیں چاهیے که رمیندار کے مسئله کے متعلق پوري قوت ' پورے اتحاد ' سچے جوش ' مگر باقاعده و با امن طریقه سے اپني صدائیں بلند کریں ' اور اُس وقت تک دم نه لیں جب تک نه اس ضبطي کے حکم پر نظر ثاني نه کي جاے -

ساتھه هي پریس ایکٹ کے بے امان حملوں سے دفاع کیلیے بھي هندو مسلمانوں کو متحده کوشش کرني چاهیے ورنه یاد رهے که ملک کي سیاسي ترقي کا مسئله سالها سال کیلیے صرف اس ایک ایکٹ کے نتائج قاهره کي بدولت رهجائیگا -

آخر میں گورنمنٹ کے متعلق صرف اسقدر کهدینا کافي هوگا که مسئلهٔ کانپور کے بعد عام طور پر ایک خاموشي سي شروع هوگئي تهي ' اور بعض الهام سرایان حکومت لوگوں کو نصیحتیں کرتے تھے که وه گورنمنٹ کے ساتھه نرمي کریں ' تاکه وه بھي نرمي کرسکے - لیکن رمیندار پریس کي ضبطي کا واقعه وه پہلا قدم هے جو سکون کے بعد بے چیني پیدا کرنے کیلیے اٹھایا گیا هے : ولا تفسدو فی الارض بعد اصلاحها - اگر پنجاب گورنمنٹ کو اس نشدد کیلیے چھوڑ دیا گیا اور اس میں مداخلت نه کي گئي ' تو پھر پبلک کي بے چیني کي بوري ذمه داري خود گورنمنٹ هي پر هوگي -

گورنمنٹ دنیا کي تاریخ اور قوموں اور ملکوں کے تغیرات کے قدرتي اصولوں سے کیوں غافل هو رهي هے ؟ کیا وه نہیں جانتي که اس گنده نو جلد زور سے تکا جائیگا ' اتنا هي وه اور قوت سے اچھلیگا ؟ چشمے کا پاني رکاوٹ پاکر اور اُبلتا هے ' اور آگ کے بجھانے کیلیے پاني کي ضرورت هوتي هے نه که تیل کي - دلوں کا طوفان صرف نسي احتجاج کے دفتر هي میں نہیں هے جسکے بند کر دینے کے بعد فضا صاف هو جائگي اور حق اور حق کي بیدا کي هوئي زندگي چند پرچوں کے بند کر دینے کے بعد مر جا سکتي هے تو نہیں هے که اسکا بھي یہي حشر هو جاے - مصطفي کے جلے جانے کے بعد اتلي جب یہاں هو گئي تهي :

اولم یسیروا فی الارض فینظروا	پھر کیا وه غافل زمین پر چلے
کیف کان عاقبة الذین من	پھرے نہیں که گذشته قوموں کے
قبلهم و کانوا اشد منهم قوة '	حالات و آثار کا مطالعه کریں اور
و ما کان الله لیعجزه من شی	سوچیں که اُن قوموں اور ظالموں
فی السموات و لا فی الارض '	کو انني غفلت و زیادتي کا کیسا
انه کان علیما قدیرا - و لو	نتیجه بھگتنا پڑا ' حالانکه وه قوت
یواخذ الله الناس بما کسبوا	و تعداد میں اسسے بھي بڑھي
ما ترک علی ظهرها من دابة '	هوئي نہیں ؟ یاد رکھو که الله
و لکن یوخرهم الی اجل مسمی '	تعالی تو (جو حق کا حامي اور
فاذا جاء اجلهم فان الله کان	زیادتي کا انصاف کرنے والا هے)
بصیرا (۳۵ : ۴۵)	دنیا کي کوئي بھي طاقت عاجز

نہیں کرسکتي - وه سب کے حال سے واقف اور هر بات کي قدرت رکھنے والا هے - اگر وه لوگوں کو انکے ظلم و زیادتي کے پاداش میں فوراً پکڑتا اور روے زمین پر کسي جاندار هستي کو بھي باقي نه چھوڑتا - لیکن یه اسکا قانون هے که وه اپنے هر کام کو اسباب و علل کي ترتیب و طبیعي تدریج کے ساتھه انجام دیتا هے ' اور اسي لیے وه ایک وقت مقرره تک ظالموں کو مہلت دیتا هے - پھر جب اُنکا وه وقت آ پہنچیگا تو خود بخود نظم انقلاب حالت کو دیکھه لوگے - بیشک الله تعالی اپنے بندوں کے هر عمل نیک و بد کو دیکھه رها هے -

الهلال

۲۳ صفر سنه ۱۳۳۲

فاتحة السنة الثالثة

المجلد الرابع

(۲)

انسان کي ساري مصيبت اس ميں هے که وه جن چيزوں کو تمام عمر ديکهتا اور جانتا هے ' کبهي انپر غور و فکر نهيں کرتا ' پر هميشه اُن چيزوں کي تلاش ميں رهتا هے جنهيں وه نهيں جانتا ' حالانکه اگر وه فکر زيادہ اور تلاش کم کرے تو يه بهتر هے اس سے که تلاش لا حاصل هو اور حقيقت سے جهل - و لله درالشاعر :

هـر کس نـه شناسندهٔ راز ست و گـرنه
اينها همه راز ست که معلوم عوام است '

قران کريم بهي يهي کهتا هے :

وکاين من آية في السماوات و الارض يمرون عليها وهـم عنها معرضون (۱۲ : ۱۰۵)

" آسمان و زمين ميں حکمت الهي کي کتني هي نشانياں هيں جن پر لوگ بے سوچے گزر جاتے هيں پر افسوس که غور نهيں کرتے ! "

قران کريم بار بار اسي ليے بارش اور زمين کي حيات بخشي پر توجه دلاتا هے که گويه سامنے کي باتيں هيں جنهيں هر انسان ديکهتا اور کرتا هے ' ليکن انکے اندر حکمت الهيه نے جو عجائب و مواعظ پوشيده هيں ' انپر کوئي غور نهيں کرتا -

صرف اسي ايک بات پر غور کرو که قدرت الهي کي يه کيسي نصرت اور فيضان فطرة کي به کيسي فياضي هے ؟ کس بے چارگي اور بيکسي کے عالم ميں تم زمين سے اپنا معامله شروع کرتے هو اور کس طرح مجبور و بے بس هوتے هو جب اپني دولت نعم اسکے حوالے کر ديتے هو؟ کون کهه سکتا هے که اسکا نتيجه کيا هوگا اور يه جو محنت کي جا رهي هے ' کن نتائج سے دو چار هوگي ؟ ليکن جب نصرت الهي موفق هوتي هے اور دانے بار آور هوکر اُٹهتے هيں ' تو نتائج اعمال کا کيسا عجيب منظر تمهارے سامنے هوتا هے ؟ کس کي حکمت هوتي هے جو ايک سياه اور خشک دانے سے سرسبز و ثمر دار شاخيں پيدا کر ديتي هے ؟ اور به کس کا کاروبار هے جو ايک خشک دانه ليتا هے پر اسکے معارضے ميں هزاروں نرو تازه دانے واپس کر ديتا هے ؟ پهر کون هے جو مضطر دلوں کي پکار کو سنتا ' اور مضطرب هاتهوں سے پهينکے هوے دانوں پر اپني قبوليت کي مخملي چادر ڈالديتا هے ' اور اس طرح ان ميں سے هر چهوٹے سے چهوٹے دانے کي پرورش کرتا هے که کل کو وهي بڑے سے بڑا درخت بنکر حيرت افزاے انظار و افکار هوجاتا هے ؟

امن خلق السماوات و الارض و انـزل لـکـم من السماء ماء فانبتا بـه حدائق ذات بهجـة

کون هے جس نے آسمانوں اور زمين کو پيدا کيا اور آسمان سے تمهارے ليے پاني برسايا ' پهر اُس کي آبياري سے (کيسے کيسے) حسين و شاداب باغ و چمن پيدا هوگئے ' حالانکه تم انسانوں کي قوت سے بالکل باهر تها که اُن کے درختوں کو نشوؤ نما ديتے ؟ الله کے سوا اور بهي کوئي هے ؟ هرگز نهيں !

ما کان لکـم ان تنبتوا شجرها ' ءاله مـع الله ؟ بـل هـم قـوم يعدلـون (۲۷ : ۶۱)

(قوت الهي اور عمل شيطاني کے دو بيج)

يهي تمثيل انسان کي زندگي اور اسکے کار و بار کي هے که : انما مثل الحيـاة الدنيا کماء انزلناه من السماء - حيات دنيوي کي مثال بارش کے پاني کي سي هے جو زمين پر گرتا هے - پهر بهت سے بيج اس سے زندگي حاصل کرتے هيں اور بهت سے ضائع جاتے هيں - ايک مشهور حديث نبوي هے که : الدنيا مزرعة الاخرة - دنيا آخرة کيليے مثل ايک کهيتي کے هے ' جسميں آج دانے بوے جاتے هيں اور کل کو اسکي فصل کاٹي جائيگي - دراصل يه ايک اشارهٔ لطيف هے مکافات عمل کے قانون طبيعي کي طرف که فطرة کے ساتهه جو کچهه کيا جاتا هے ' ويسا هي جواب اسکي طرف سے ملتا هے ! وقال فى المثنوي المعنوي :

از مکافات عمـل غافـل مشو
گنـدم از گنـدم بروئـد جو ز جو

ياد رکهو که انساني کاروبار کے وه تمام اعلانات جو حق و صداقت سے خالي هوں ' شيطان کے هاتهه سے ڈالے هوے بيج هيں ' جو اسليے انسانوں کے اندر سے کام کرتا هے تا که ضلالت اور گمراهي : کا پهل پيدا هوے - مگر دنيا ميں گمراهي کا پهل تو پيدا هوسکتا هے پر اسکي جڑ کبهي بهي مستحکم نهيں هوسکتي ' اور به يقيني هے که شيطاني تخم ' باوجود وراثت البسه في عظيم الشان مادي طاقتوں کے الاخر بسود اصحابه اتباعه سے محروم رهے :

ومـن يتخـذ الشيطـان وليـا مـن دون الـلـه فـقـد خسـر خسـرانا مبينـا - يعـدهـم و يمنيهم وما يعـدهم الشيطان الا غـرورا (۴ : ۱۱۹)

اور جو شخص صداقت الهي کو چهوڑ کر شيطان سے پيدا رشته جوڑيگا تو ياد رکهو که وه صريح ناکامي و نامرادي ميں آئيگا - شيطان ان سے کاميابي کے وعدے کرتا اور اميديں دلاتا هے ليکن شيطان کا وعده تو ايک دهوکا هي دهوکا هے !

پس دنيا في الحقيقت ايک زراعت گاه هے ' اور انسان کے اعمال اور ارادے مثل اُس تخم کے هيں جو تار آور هوے ليئے اُسميں ڈالے جاتيں - پهر دنيا کے ان ميں ايک تخم تو عمل باطل و ضلالت کا هوتا هے جو صداقت الهي کي روح القدس سے خالي هوتا هے - انسان ترے ترے ارادوں کے ساتهه اسے بوتا هے ' اور تمام انساني تدبيريں عمل ميں لائي جاتي هيں تا که کاميابي و فتح يابي کا پهل لاے - اسباب و وسائل دنيويه ميں سے هر جنس اسکے ليے مهيا هوتي هے ' اور انسان اور انساني قوتيں جس قدر بهي انتهائي سعي و کوشش کرسکتي هيں ' اسکے ليے کرنے ميں قصور نهيں کرتيں - تاهم اسي مثال اس بد نصيب دانے کي سي هوتي هے جس کو دهقان معرور نے ترے بڑے دعووں کے ساتهه زمين ميں ڈالا ' پر نه تو زمين نے اُسے قبول کيا نه اپني آغوش ميں لے ' اور نه آسمان کي بخشش اُسپر مهربان هوئي نه اُسکي آبياري کرے - هر کوشش جو اُسکے ليے کي گئي مردود هوئي ' اور هر محنت جو اُسکے ليے برداشت کي گئي بے نتيجه نکلي - کيونکه اُس نے چاها که وه حق و ايمان کا کاروبار کرنے والوں کي طرح کاروبار کرے ' پر نه تو اُس نے حق کو چاها اور نه حق هي نے اسکے رشتے کو قبول کيا - پهر وه ' جو حق کو دوست رکهتا اور باطل کو پيار نهيں کرتا ' کيسے ممکن هے که باطل

پرستي کے دعوؤں کے ساتھہ بھي وھي سب کچھہ کرے ' جو حاملان حـق اور حلقہ بگوشان صدق کے ساتھہ کـرتا ھے ؟ افنجعل المسلمين کالمجرمين ؟ ما لکم کيف تحکمون ؟

تم میں سے کون ایسا ھے جو روشنی اور تاریکي میں تمیز نہ کرے ' اور کون ھے جو رات اور دن ' دونوں کو یکساں دیکھے ؟ ھر شخص جو حواس رکھتا اور آنکھوں سے دیکھہ سکتا ھے ' کبھی بھي روشني اور تاریکي کي تفریق میں غلطي نہیں کر سکتا - پھر اگر ایسا ھي ھے تو سمجھہ لو کہ حق و باطل کا فیصلہ بھي ھو گیا - جب تم نہ انسان ھو ' روشني اور تاریکي ' دونوں کے لیے ایک ھي راے نہیں رکھتے ' تو وہ جو خدا ' اور نیکیوں اور ربوبیتوں کا سرچشمہ ھے ' کیونکر حق اور باطل ' دونوں کے دعووں اور اعلانوں کو ایک ھي طرح پھولنے اور پھلنے دیسکتا ھے ؟ اگر ایسا ھو تو دنیا سے امان اٹھہ جاے ' اور انسان کی شریر روح کبھی بھي سچ کا ساتھہ نہ دے - دنیا جو خداے حق و صداقت کي ھے ' ھمیشہ کے لیے شیطان ضلالت کو نہیں بخشدي جا سکتي !

قـل ھـل یستـوي الاعمی و البصیر؟ ام ھل تستـوي الظلمـات والنور؟ (۱۳ : ۱۷)

کیا ایک اندھا اور ایک دیکھنے والا ' دونوں یکساں ھیں ؟ اور کیا تاریکي اور روشني ' دونوں ایک ھي طرح ھو سکتے ھیں ؟ کبھي نہیں !

(قانون نصرت حق و خـذلان باطل)

قرآن کریم نے اس حقیقت الٰہي پر جس قدر زور دیا ھے وہ اور کسي بیان کو نصیب نہیں ھوا - آ ارباب نظر و فکر و تدبر قرآن کریم کا تدبر و تفکر کے ساتھہ مطالعہ کرتے ھیں ' میں دعوے سے دلایا ھوں کہ اس حقیقت اعلی پر زیر نگاہ رکھکر اسپر نظر ڈالیں - وہ دیکھیں گے کہ یہ حقیقت اسي تمام موعظہ و تدبیر کیلیے ایک اصل جلیل و اساسي کے ھے ' جس پر اسکي اکثر تمثیلیں اور بیشتر تمام قصص و حکایات متفرع ھوتي ھیں -

سورۂ ابراھیم میں اُن لوگوں کے اعمال باطلہ کي مذمت کي جنکے دل نور ایمان و صداقت سے محروم ھیں :

اعمالھم کرمـاد اشتدت بـہ الـریح فی یـوم عـاصف ' لا یقـدرون مما کسبوا علی شيء ' ذلك ھو الضلال البعید ! (۱۴ : ۲۱)

انکے اعمال باطلہ کي مثال راکھہ کے ڈھیر کي سي ھے کہ آندھی کے دن آتے ھوا کے آڑي - جو کچھہ محنت و مشقت انھوں نے کي ھے ' اسمیں سے کچھہ بھي انکے ھاتھہ نہیں آئیگا - یہی وہ نامرادي ھے جو انتہا درجہ کي نامرادي ھوتي ھے !

اعمال باطلہ اور ارادہ ھاے سیئہ و مفسدہ کي ناکامي و نامرادي کي کسي پر مؤثر مثال ھے جو اس آیۂ کریمہ میں دي گئي ھے ؟ فرمایا کہ راکھہ کے ایک ڈھیر کا تصور کرو جو کسي جگہ اکٹھي کي گئي ھو ' پھر سوچو کہ آندھیوں کے چلنے کا دن آیا اور وہ ڈھیر اسے ایک آندھي اٹھي جو اسپر سے گـذر گئي - ایسي حالت میں اُسکا کیا حشر ھوگا اور وہ قائم رھسکیگا یا نہیں ؟ ھر شخص جانتا ھے کہ اُسے جواب میں کیا کہنا چاھیے -

سورۂ نور کے پانچویں رکوع میں جہاں ھدایت الٰہی کي روشني و نورانیت کے ظہور و قیام کي مشہور مثال دي ھے ' اسکے بعد ھي اعمال باطلہ و شیطانیہ کي نسبت فرمایا :

اعمالھم کسراب بقیعـۃ یحسبہ الظمـآن مآء ' حتی اذا جاءہ لـم یجدہ شیئا - (۲۴ : ۳۹)

انکے اعمال باطلہ کي مثال ایسي ھے جیسے کسي چٹیل میدان میں چمکتا ھوا ریت کہ پیاسا دیکھتا ھے تو اُسے پانی سمجھتا ھے لیکن جب اسکے پاس آیا تو کچھہ بھي نہ پایا !

سورۂ رعد کے آغاز میں فرمایا کہ " لہ دعوۃ الحق " صرف اللہ ھي کیلیے حق کي دعوت ھے ' اور جو اسے چھوڑ کر باطل پرستي کے طرف جاتے ھیں ' انکي مثال یہ ھے کہ :

کباسط کفیہ الی المـآء لیبلغ فاہ وما ھو ببالغہ ' وما دعاء الکافرین الا فی ضلال (۱۳ : ۱۵)

" جیسے ایک شخص اپنے دونوں ھاتھہ پانی کے طرف پھیلائے تا کہ پانی آپ سے آپ اُسکے منہ میں آکر آ جائے حالانکہ وہ اسطرح کبھی بھي آنے والا نہیں - اور یقین کرو کہ باطل پرستوں کي پکار بھٹکتي رھتي ھے - اسکی قبولیت کیلیے کہیں بھي قرار نہیں "

اسلیے کہ کون ھے جسے وہ پکاریں گے ؟ کون ھے جو انکي سنے گا ' کون ھے جو انکي نصرت و اعانت کیلیے اپنا ھاتھہ بڑھائیگا ؟ جو خداء قدوس کہ فریادوں کو سنتا ' اضطرابوں کو تسکین دیتا ' نیک ارادوں کو شرمندگي سے بچاتا ' اعلان حق کو استیلاے باطل سے محفوظ رکھتا ' اور ھر سچائی کے بیج کو اپنے ھاتھوں سے پاني دے دے کر سرسبز کرتا ھے ' اسکے تعلق اور رشتے سے تو انکے کام خالي ھیں ' اور اسکے دروازے کو چھوڑ کر انھوں نے شیطان ضلالت کا دامن پکڑ لیا ھے - ممکن ھے کہ وہ زبان سے خدا پرستي کا دعوا کرتے ھوں ' لیکن جبکہ انکي دعوت ' حق کي جگہ باطل کي ھے ' اور انکي کوشش سچائي کي جگہ کذب و فساد کیلیے ھے ' تو وہ اس پاک اور قدوس ھستي سے رشتہ رکھنے والے نہیں ھو سکتے ' جو صرف حق ھي کا سرپرست اور صرف صداقت ھي کا مدد گار ھے :

اللہ ولي الذین اٰمنوا یخرجھم من الظلمات الی النور ' والذین کفروا اولیآءھم الطاغوت یخرجونھم من النور الی الظلمات ' اولئك اصحاب النار ھم فیھا خالدون (۲ : ۲۵۸)

" اللہ ارباب حق و ایمان کا مددگار ھے - وہ اُنھیں تاریکیوں سے نکال کر روشني میں لاتا ھے - مگر جو لوگ کہ حق سے روگرداني کرنے والے ھیں ' انکے حمایتي شیاطین ھیں جو انھیں روشني سے نکالکر تاریکی میں دھکیلتے ھیں - یہي لوگ اصحاب النار ھیں جو ھمیشہ کي سي کامیابي نہیں پا سکتے ' اور وہ ھمیشہ عذاب الٰہي میں گرفتار رھینگے "

اگر میں ان تمثیلوں کو جمع کروں جن میں حق و باطل کي اس اختلاف حالت کي طرف اشارہ کیا گیا ھے ' اگر میں ان تمام آیتوں کو نقل کر دوں جن میں " اصحاب الجنۃ " اور " اصحاب النار " کي اصطلاح الٰہی میں کامیاب و ناکام انسانوں کي تقسیم کي گئي ھے ' اگر میں اُن تمام مواعید الٰہیہ و تصریحات ربانیہ کو نقل کروں جن میں حق کے بیج کو سرسبزي و شادابي کي ' اور ضلالت کے تخم شیطاني کو عاقبت کار ناکامي و نامرادي کي کھلے کھلے لفظوں میں بشارت و ندارت دي گئي ھے ' تو الھلال کي ایک پوري ششماھي جلد صرف اسي بیان سے مرتب ھوجاے - مختصر یہ ھے کہ قرآن کریم نے اس قانون الٰہي کا بار بار اعلان کردیا ھے کہ :

افمن اسس بنیانہ علی تقوی من اللہ و رضوان خیر ' ام من اسس بنیانہ علی شفا جرف ھار فانھار بہ فی نار جھنم ؟ واللہ لا یھدی القوم الظالمین (۹ : ۱۱۰)

" بھلا جو شخص خدا کے خوف اور اُس کي رضا جوئي پر اپنے کاموں کي بنیاد رکھے ' وہ بہتر ھے یا وہ ' جو ایسي گرے والي گھاٹي کے کنارے اپنا مکان بنانا شروع کرے اور پھر وہ اُسے آتش جھنم میں لے گرے ؟ یاد رکھو کہ اللہ ان لوگوں پر کامیابي کي راہ نہیں کھولتا جنھوں نے حق و عدل سے روگرداني کي ھے "

زیادہ نہیں تو صرف انھیں چند آیتوں پر غور کرو کہ قلوب صافیہ کیلیے ارشادات ربانیہ کا ایک لفظ بھي بہت ھے - علی الخصوص

آخري آيت جو سورۂ توبہ کے اُس موقعہ کي ہے' جہاں " مسجد ضرار " اور بعض رؤساء منافقین کي سعي باطل کا ذکر کیا گیا ہے کہ وہ مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا چاہتے تھے' اور ایک مسجد بنا کر اسکے ذریعہ اپنے کفر مخفي کا کاروبار شروع کرنا چاہتے تھے - خدا نے آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں تشریف لیجانے سے روکا تھا " لا تقم فیه ابدا " اُن لوگوں کے ساتھہ ہرگز شریک نہو جنھوں نے اپنے کاموں کي بنا دعوۃ باطلہ پر رکھي ہے !

پھر اسکے بعد یہ آیت ہے جسمیں ایک سوال کے طور پر اس حقیقت کو واضح کیا ہے کہ کامیابي و فتح مندي صرف اسي عمل و دعوۃ کیلیے ہوسکتي ہے جسکي بنا مرضات الہیہ پر رکھي گئي ہو - اسکي بنیاد ایسي محکم ہوگي ' گویا پہاڑ کي کسي چٹان پر رکھي گئي ہے' اور خدا اپني نصرت کي مدد سے اس بنیاد کے اغاز کو تکمیل کي تعمیر و رونق تک پہنچادیگا - لیکن جو کام نہ رضاء الہي اور حق و صدق سے خالي ہے ' اُسکي مثال اُس بنیاد کي سي ہے جو کسي غار کے کنارے پر رکھي گئي ہو اور اسکي زمین بھي بالکل کھوکھلي ہو - خواہ معمار کتني ہي محنت و جانفشاني اور صرف قوت و وقت کریگا ' لیکن کبھي بھي وہاں بنیاد قائم نہو سکیگي ' اور اگر چند اینٹیں لگي بھي گئیں تو معاً غار کے اندر گر پڑینگي اور اپنے ساتھہ اپنے بنانے والوں کو بھي لے جائینگي -

نتیجہ ایسا ہي ہوا اور مسجد ضرار کا فتنہ ذرا بھي کامیابی حاصل نہ کرسکا : لا یزال بنیانهم الذي بنوا ' ریبة في قلوبهم ' الا ان تقطع قلوبهم ' و الله علیم حکیم (۹ : ۱۱۱)

ذلك بان الله مولی الذین آمنوا ' و ان الکافرین لا مولی لهم (۴۷ : ۱۱)

" ایسا ہونا اس قانون الہي کي بنا پر ہے کہ ارباب ایمان و حق کا سرپرست تو خدا تعالی ہے ' اور وہ جو باطل پرستي و ضلالت کے داعي ہیں ' انکا کوئي مدد گار نہیں جو انکے کاموں کي مدد کرے "

(کلمۂ خبیثہ و کلمۂ طیبہ)

پس در حقیقت حق و باطل کے دو بیج ہیں جو ہمیشہ اس دنیا میں بوئے جاتے ہیں - ان میں ایک بیج ضلالت عالم و فساد فی الارض کا ہوتا ہے ' اسلیے وہ شیطان کے ہاتھوں سے ڈالا ہوا بیج ہے ' اور اُسیکا قائم کیا ہوا کلمۂ خبیثہ و باطلہ - وہ انسانوں کے اندر سے اپنا کاروبار زراعت شروع کرتا ہے ' اور چاہتا ہے کہ بہت جلد کھراہي کے پھل سے عالم کو معمور کردے - پر اسکي پہچان یہ ہے کہ ہر ایسا تخم ابلیسي ضرور ہے کہ خدا کی مدد اور نصرت سے محروم رہے ' اور اسکي ترویج فرمانے کي وہ عیبي رحمتیں (کہ ملائکۂ نصرت کا نزول اُنہي سے عبارت ہے) کبھي بھي اُسے میسر نہ آئیں - اسکا حال خدا نے خود ہي بتلا دیا ہے :

و مثل کلمة خبیثة کشجرة خبیثة اجتثت من فوق الارض ' ما لها من قرار (۱۴ : ۲۶)

" کلمۂ خبیثہ کي مثال ایک درخت خبیث کي سي ہے جو حق و صداقت کي قوت سے محروم ہے ' اور جسکي بے ثباتي کا یہ حال ہے کہ جب چاہا اُسے اکھاڑ کر پھینک دیا - اسمیں ذرا بھي استحکام و ثبات نہیں "

اسکا بیج بار آور ہوسکتا ہے' پر پھل نہیں لا سکتا ' اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ زمین کے اندر ہي اندر سڑ کر ضائع ہوجاتا ہے اور اُسے باہر نکلنے کي مہلت ہي نہیں دي جاتي - چنانچہ سورۂ بقر میں اعمال خیر و شر کي مثال دیتے ہوئے فرمایا :

فمثله کمثل صفوان علیه تراب ' فاصابه وابل ' فترکه صلدا ' لا یقدرون علی شی مما کسبوا ' و الله لا یهدي القوم الکافرین ! (۲ : ۲۶۴)

" پس اُسکي مثال ایک سنگي چٹان کي سي ہے جسپر تھوڑي سي مٹي جم گئي ہے - زور سے پاني برسا اور اُسے بہا کر لے گیا - جو کچھہ انھوں نے کیا تھا ' اُس میں سے اُنھیں کچھہ بھي ہاتھہ نہ آیا اور اصل یہ ہے کہ جو لوگ فرمان الہي سے سرتابي کرکے ظلم و فساد کا ساتھہ دیتے ہیں ' خدا انپر حق کي راہ نہیں کھولتا "

بعلے وہ ذرا سي مٹي کي تہہ جو کسي چٹان پر بیٹھہ گئي ہو' کیا ہستي اور ثبات رکھتي ہے ؟ پاني کا ایک ہلکا سا چھینٹا بھي اُسکي موت کے لیے کافي ہوتا ہے جو اُسے معاً بہا کر لیجاتا ہے - بعینہ یہي حال دعوۃ شیطاني کے بیج کا بھي ہے جو اول تو زمین میں اپنے لیے کوئي جگہ پا ہي نہیں سکتا ' اور پا بھي جاے تو اسپر جم کر ٹھہر نہیں سکتا -

لیکن ایک اور بیج ہے جو کہ اُسي طرح' اور اُنہي حالتوں میں بویا جاتا ہے جیسا کہ پہلا بیج' لیکن اسکي زندگي کا ہر دور پہلے بیج سے بالکل مختلف ہوتا ہے - یہ کلمۂ طیبہ کا تخم صالح ہے جسکو خدا کا دست قدرس بوتا ہے' تا کہ اُس سے حق و ارشاد اور ہدایت و سعادت انساني کا شجرۂ طیبۂ مبارکہ پیدا ہو' اور پھر اپني کامیابي و فتح مندي کے پھل سے اپني زمین کي گود بھر دے - اس سے مقصود وہ تمام اعمال حقہ و صادقہ اور اعلانات ربانیہ و الہیہ ہیں جو خدا کي راستباري اور عدالت کو قائم کرنے اور اعمال شیطانیہ کي تاریکي و ضلالت سے بندگان الہي کو نجات دلانے کیلیے' نیت صالح اور ارادۂ صادق کے ساتھہ ظہور میں آتي ہیں - جنکے اندر مرضات الہیہ کا عشق مخفي' اور لقاء وجہ رب کا شوق مستور ہوتا ہے - جنکو انساني فوزوں کا اعتماد اور مادي سار و سامان کا تھمنڈ ظہور میں نہیں لاتا ' بلکہ محض تحریک الہي کا ایک جذبۂ ملکوتي ہوتا ہے جو خود ہي آتا ہے' اور خود ہي اپنے چہرے سے نقاب اُٹھاتا ہے - پس وہ ایک درخت ہوتا ہے جسکا بیج بھي خدا ہي بوتا ہے ' جسکي آبپاشي بھي اُسي کے ہاتھوں سے ہوتي ہے' اور آخر میں اُسکا پھل بھي وہي اُتارتا ہے - چونکہ اُسکی زندگي خود اُسکے اندر پوشیدہ ہوتي ہے ' اسلیے وہ بغیر کسي باہر کي اعانت کے خود ہي بڑھتا اور خود ہي پھیلتا ہے - اسکي ابتدا بھي عجیب ہوتي ہے اور انتہا بھي - ابتدا اس لیے کہ وہ اس قوت سے اُٹھتا اور بڑھتا ہے کہ زمین کے اوپر اور آسمانوں سے آنے والی ' کوئي بھي قوت اُسکے اُٹھان کو روک نہیں سکتي - اور انتہا اسلیے کہ اُسکي جڑ ایسي مضبوط اور محکم ہوتي ہے ' کہ زمین کے آخر تک اسکے ریشے پہنچ گئے ہیں ' اور پہاڑ کی کسي چٹان کي طرح اسے زمین کي سطح سے جوڑ دبا گیا ہے :

الم تر کیف ضرب الله مثلا ؟ کلمة طیبة کشجرة طیبة ' اصلها ثابت و فرعها في السماء توتي اکلها کل حین باذن ربها ' و یضرب الله الامثال للناس لعلهم یتذکرون - (۱۴ : ۲۵)

" آیا تم نہیں دیکھتے کہ خدا نے کلمۂ طیبہ کی کیسي عمدہ مثال دي ہے ؟ اسکي مثال ایسي ہے گویا ایک پاک و مقدس درخت - اُسکی جڑ زمین میں قائم و محکم اور ٹہنیاں آسمان میں پھیلي ہوئیں ! اپنے پروردگار کے قانون کے مطابق وہ ہر وقت پھل لاتا رہتا ہے' اور اللہ یہ مثالیں بیان کرتا ہے تا کہ لوگ سوچیں اور غور کریں "

دیکھو ! اس آیۃ کریمہ میں کلمۂ طیبۂ الہیہ کي مثال دینے سے (کہ فی الحقیقت اس سے مقصود دعوۃ الی الحق ہے) ایک درخت کا ذکر کیا ' اور اسکا وصف یہ بیان کیا کہ اسکي جڑ ثابت و محکم اور ٹہنیاں بلندي پر پھیلي ہوئی ہیں - اس سے معلوم

هوا کہ کلمۂ طیبہ کا بیج جب اُگتا ہے اور برگ و بار لاتا ہے' تو ضرور ہے کہ اسمیں دونوں باتیں پائی جائیں - اُسکي جڑ بھی مضبوط ہو اور اُسکي شاخیں بھی پھیلي ہوئي ہوں - جڑ کي مضبوطي سے مقصود یہ ہے کہ اُس دعوۃ حق کي بنیاد ایسي محکم و ثابت ہو جسے کوئي طاقت نہ ہلاسکے' اور " وفرعها في السماء " سے مقصود یہ ہے کہ تھوڑے وقت کے اندر اُس دعوت کا اثر اور فیضان نہایت بلندي و رفعت تک پہنچے اور نہایت دور دور تک پھیل جاے - کیونکہ ایک بڑے پھلدار درخت کي شاخیں بلند بھي ہوتی ہیں اور دور دور تک بھي پھیل جاتي ہیں -

یہ خدا کا بویا ہوا بیج ہے جسے کوئي ضائع نہیں کرسکتا ' پس وہ بڑھتا بھي ہے اور پھیلتا بھي ہے - انسان کي کوششیں سب کچھہ کرسکتي ہیں ' لیکن ایک حقیر و خشک دانے کو سرسبز کرنا صرف مدبرات ارضي و سماوي کے مالک ہي کے ہاتھہ ہے - پس وہ اُسے سرسبز کرتا ہے تاکہ اسکی شاخوں کا سایہ وسیع ہو' اور اُسے کامیاب کرتا ہے تاکہ اس سے ہدایت کا پھل پیدا ہو - وہ جبکہ بویا جاتا ہے تو نہایت حقیر و ذلیل ہوتا ہے' لیکن جب پیدا ہوتا ہے ' تو اسکي شاخیں قیمتي اور شاداب پھلوں کے بوجھہ سے جھک جھک جاتي ہیں - خدا اور انسان کے کاموں میں یہي فرق ہے کہ پہلے کي ابتدا ہمیشہ غربت و حقارت سے' پر وسط و اختتام عظمت و کامیابي پر ہوتا ہے ' لیکن دوسرا شروع تو شوکت و عظمت کے اعلانات سے ہوتا ہے ' لیکن خاتمہ ہمیشہ ناکامي و نامرادي پر ہوتا ہے -

ایسے ہي کاموں کے بیچ ہیں جنکي کشت کاري کا پیمانۂ حصول قران کریم نے بتلادیا ہے - حیث قال :

کمثل حبة انبتت	اُس کي مثال اُس دانے کي سي ہے جو
سبع سنابل ' في	بویا گیا تو اُس سے ابتدا میں سات بالیں
کل سنبلة مایة	پیدا ہوئیں ' پھر ہر بال میں سے سو دانے پیدا
حبة ' والله یضاعف	ہوے ' حالانکہ وہ جب بویا گیا تھا تو ایک
لمن یشاء ' والله	ہي دانہ تھا ! اللہ جس کو چاہتا ہے برکت
واسع علیم -	دیتا ہے اور اُسکا فضل نہایت وسیع اور اسکا
(۲ : ۲۶۱)	علم کامل ہے -

(دعوة الهيئة الهلال)

پس الہلال ' اور الہلال کي دعوت بھي ایک بیج تھا ' جو ایسے ذیزھہ برس پہلے بویا گیا - دین جلیل حنیف کے داعي اول ' حضرت ابراہیم خلیل علی نبینا و علیه الصلوة والسلام نے جب خانۂ کعبہ کي بنیاد رکھي ہے تو دعا مانگي تھي :

ربنا تقبل منا انك	اے پروردگار! اس کام کو جو میرے
انت السمیع العلیم !	لیے کر رہا ہوں ' قبول کرلے - بیشک

تو ہي دعاؤں کا سننے والا اور نیتوں کا جاننے والا ہے !

وہ ذرہ جو آفتاب کي روشني میں اڑتا ہوا نظر آتا ہے ' خواہ کتنا ہي حقیر ہو' تاہم آفتاب کی نسبت کا حقدار ضرور ہے - اسی طرح دعوت الہي کي یہ تعمیر بھي اُسي آفتاب درخشندہ حقانیت کا ایک ذرہ ' اور اُسي کے قائم کیے ہوے دین حنیف کي خدمت کا ایک عاجز ارادہ تھا :

گرچہ خوردیم نسبتے سب بزرگ
ذرۂ آفتاب تابانیم !

یہ کاروبار قدرت کا کچھہ عجیب کرشمہ ہے کہ خدا نے وہ کلمات دعائیہ اس عاجز کي زبان پر جاري کردیے جو الہلال کي پہلي اشاعت کے مقالۂ افتتاحیہ میں شائع ہوے ہیں اور جس کو اس مضمون کے آغاز میں بھي نقل کرچکا ہوں اور یہاں پھر نقل کرونگا :

" اگر خدا مجھہ میں سچائي اور خلوص کي کوئي سرگرمي دیکھتا ہے' اگر اُسکي ملت مرحومہ اور اُسکے کلمۂ حق کي خدمت کي کوئي سچی تپش میرے دل میں موجود ہے ' اور اگر واقعي اُس کي راہ میں فدوکیت اور خود فروشي کي ایک آگ ہے' جس میں برسوں سے بغیر دھوئیں کے جل رہا ہوں' تو اپنے فضل و لطف سے مجھے اتني مہلت عطا فرمائے کہ اپنے بعض مقاصد کے نتائج اپنے سامنے دیکھہ سکوں - لیکن اگر نہ میرے تمام کام محض ایک بخاري کاروبار اور ایک خودغرضانہ مشغلہ ہے ' جسمیں قومي خدمت کے نام سے گرم بازاري پیدا کرنا چاہتا ہوں تو قبل اسکے کہ میں اپني جگہ پر سنبھل سکوں ' وہ میري عمر کا خاتمہ کردے ' اور میرے تمام کاموں کو ایک دن بلکہ ایک لمحے کیلیے بھي کامیابي کي لذت چکھنے نہ دے ! " الخ

اگر میرا کوئي اعتقاد آپکے دل میں جگہ نہیں پاتا تو کم از کم مجھے تو اسکے اظہار سے نہ روکیے - اس وقت میرے ہاتھہ میں قلم اور سامنے کاغذ کے اوراق ہیں - اگر تمام دنیا کي طاقتیں اور تمام نوع انساني کا ادراک و تعقل ایک جگہ جمع ہوکر میرے سامنے آے اور چاہے کہ میں قلم و کاغذ کي موجودگي کا اعتقاد نہ رکھوں - تو کیا میں اس شے کے اعتقاد سے باز آجاؤنگا جو میرے ہاتھہ میں محسوس ' اور میري آنکھوں کے آگے مرئی ہے ؟

یقین کیجیے کہ ٹھیک ٹھیک اسي طرح میں اس دعا اور اسکے عجائب اعمال کو بھي اپنے سامنے دیکھہ رہا ہوں - میرے لیے بالکل آسان ہے کہ میں چاند اور سورج کي ہستي سے انکار کردوں' مگر یہ تو کسي طرح بھي ممکن نہیں کہ اس دعا کي ہستي سے منکر ہو سکوں -

یہ میري دعوت کي صداقت و غیر صداقت کا ایک بنیادي فیصلہ تھا ' جو اسنے میري زبان پر اول ہي روز جاري کیا تاکہ اسکي صداقت کے اعلان کي ایک نشاني ہو' اور پھر اسي کے مطابق فیصلہ بھي کردیا - باوجود اُن تمام انتہائي بے سروسامانیوں کے جو دنیا کے سامنے ہیں ' باوجود اُن تمام موانع اور مزاحمتوں کے جن سے لوگ بے خبر نہیں ہیں اور جن میں سے ہر مزاحمت اور اگر ایک ایک سطر میں بھي لکھوں ' تب بھي کئي سو سطروں کي ایک کتاب بن جاے' اور پھر باوجود ایک قوي ترین گروہ مخالفین مدبرین و معاندین مقتدرین کي موجودگي کے اور ہر دم سرگرم مخالفت و تعاند رہنے کے ' الحمد للہ کہ میں زندہ و سلامت مشغول کار ہوں - میرے کار و بار دعوت کي کوئي وسعت ضائع نہ گئي ' میرے جہد عمل کا کوئي قدم رائگاں نہ اٹھا - میري دعوت اپنا کام کرچکي ہے - میں نے جو مانگا تھا وہ مجھے حاصل ہوگیا ہے - مجھے مہلت بھي دي گئي اور اسباب بھي مرحمت ہوئے - میں نے اپنے بعض مقاصد کے نتائج کو اپنے سامنے دیکھنا چاہا اور وہ پہلي بشمارهي کے گذرنے کے بعد ہي دکھلا دیے گئے - مجھہ میں اگر کوئي بیش بھي تو وہ بعیر بھڑکے نہ رہي ' اور اگر میرے دل میں کوئي ذرۂ خلوص تھا ' تو میرے خدا نے اُسے ضائع نہ کیا - اُس نے دکھلادیا کہ یہ اُسي کا بویا ہوا بیج ہے جسکو وہ خود ہي پرورش کرنا چاہتا ہے - اور " کلمۂ طیبۂ " کا ایک " شجرہ مبارکہ " ہے جسے کوئي دنیوي طاقت ضائع نہیں کرسکتي - پس جیسا کہ اُسکے کاموں کا ہمیشہ قاعدہ رہا ہے ' یہ بیج برسوں کي جگہ مہینوں میں بڑھا ' اور مہینوں کي جگہہ دنوں کے اندر پھیلا - اسکي جڑ جس طرح زمین کے اندر پھیلی ' اُسي طرح اسکي ٹہنیاں آسمان میں مرتفع ہوکر پھیل گئیں - اسکي ہر شاخ نے پھل پایا ' اور اُسکا ہر پھل ابدي سیرابي و حلاوت سے دلوں کو مرغوب ہوا - میں بدنوں سے آلودہ ہوں مگر میري پکار بدي کی نہ تھي - پس میري دعوت کے ساتھہ وہي سلوک کیا گیا جو ہر نیکي کے کام کے ساتھہ ہونا چاہیے ! اصلها ثابت و فرعها في السماء ' تؤتي اكلها كل حين باذن ربه ' و يضرب الله الامثال للناس لعلهم يتذكرون -

مدارس اسلامیہ

نـــدوة العـــلمـــا

اجمال تاریخي - عروج و زوال - انقلابات ماضیہ - حالت موجودہ - و نظر بہ مستقبل

(۱)

بہت سي باتیں ایسي ہیں جنھیں انسان سوچتا ہے تو کہتا ہے کہ انہوني اور ناممکن ہیں ' اگر ایسا ہوا ' تو نہیں معلوم کیا کچھہ ہو گذریگا ؟

لیکن جب انکا وقت آتا ہے اور اسباب فراہم ہو جاتے ہیں ' تو اس طرح ظہور میں آجاتے ہیں گویا انکا ظہور دنیا میں کچھہ بھي اثر نہیں رکھتا تھا ' اور مثل تغیرات عادیہ کے ایک قدرتي تغیر تھا ' جو ظہور میں بھي آیا اور گذر بھي گیا ! حجر بن ادس نے ایک دوسرے پیرایہ میں اسي کو لکھا ہے کہ :

فان ما تعدرین ' قد وقع !

دار العلوم ندوة العلما کے متعلق برسوں سے بعض ایسے مذاقات و مذاقات موجود تھے جنکي وجہ سے کسي نہ کسي تغیر کي توقع ہمیشہ کي جاتي تھي ' تاہم یہ تو کسي کے وہم و گمان میں بھي نہ تھا کہ ندوہ کے آخري تغیرات وقوع میں آئینگے ' اور تمام ملک اسقدر جلد توجہ برنیگا ' گویا آج ندوہ ' ندوے کے مقاصد ' اسکي بیست سالہ تاریخ ' اور اُس معتد بہ رقم کي کچھہ ہوا ہي نہیں ہے ' جو اُسکي جیبوں سے نکلکر اسپر صرف ہو چکي ہے !

پھر یہ زمانہ وہ پچھلا عہد غفلت نہ تھا جبکہ تمام قومي کام محض اشخاص کے اعتماد و حسن ظن پر چھوڑ دیے جاتے تھے ' اور نکتہ چیني ناجائز ' اور احتساب جرم سمجھا جاتا تھا - بلکہ یہ وہ عہد تغیر و انقلاب تھا جسکو گذشتہ استبداد شخصي کے اختتام اور نئے دور جمہوریہ کا باب افتتاح کہا جاتا ہے ' اور جبکہ ہر چھوٹے سے چھوٹے معاملے پر بھي اخبارات اسقدر ہنگامہ آرائی کرتے ہیں گویا طاقت و حکومت کا سررشتہ بالکل انہي کے قبضہ تصرف میں ہے

رازداري اب کسي معاملے میں روا نہیں - پرسش و احتساب کي شدت سے لوگ شاکی ہیں ' اور ارباب اقتدار اسکے توانر و عدم انقطاع سے گھبرا اُٹھے ہیں - کالجوں کے سکریٹریوں سے پوچھا جاتا ہے کہ کیوں وہ ایسي راے رکھتے ہیں جو جمہور کي راے نہیں ہے ؟ افسران مدارس کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ بتلائیں کہ کیوں انھوں نے فلاں حکم جاري کیا ' اور کیوں فلاں عقیدے کو بغیر کسي دلیل معقول کے رد رکھتے یا بقاے حکم قرار دیتے ہیں ؟ اخبارات ایک دوسرے کو الزام دیتے ہیں ' اور کہتے ہیں کہ قومي حقوق کے تحفظ کیلیے یہ محض ایک جمہوري فوائد کا کام ہے جو کر رہے ہیں - زاردارانہ مراسلات و مکاتیب کو کسي نہ کسي طرح حاصل کر کے شائع کیا جاتا ہے ' اور کہا جاتا ہے کہ اگر یہ سب کچھہ قوم کے متعلق اور قوم کے مقرر کردہ ارکان کار کے متعلق ہیں تو کوئي وجہ نہیں کہ قوم اس سے بے خبر رہے !

اگر في الحقیقت یہ سب کچھہ سچ ہے تو پھر ندوة العلما کے طرف سے یعنے مسلمانان ہند کے قومي کاموں میں سے ایک عظیم الشان اور مایۂ صد امید و امال کام کي طرف سے کیوں کیلیے غفلت برتي جاے جبکہ اسکي تعلیمي ' مالي ' اور انتظامي حالت علی الاعلان توجہ کي طالب ' بحث و مذاکرہ کیلیے مضطر ' نقد و اختبار کي آرزو مند ' اور اعانت و توجہ کیلیے فریادي و فغاں سنج ہے ؟ یہ کیا ہے کہ ہفتوں پر ہفتے اور مہینوں پر مہینے گذرتے جاتے ہیں اور نہ تو کوئي کان اسکے لیے کھلتا ہے جو اُسکي سنے ' اور نہ کوئي آنکھہ اسکي طرف اٹھتي ہے کہ اُسکي حالت پر روے ' اور نہ کوئي قلم اُسکے لیے حرکت کرتا ہے کہ قوم کو اُسپر توجہ دلاے - یہاں تک کہ وقت جو اپني طبیعي رفتار میں کسي کیلیے رعایت نہیں رکھتا ' بے خبري میں گذرتا جاتا ہے ' اور قریب ہے کہ لوگ اس افسانے کو اس طرح بھلا دیں کہ کانہ لم یکن شیئا مذکورا !!

عمت بشهر شبیحون رسال به بنگـه خلق
عسس بعمانهٔ و شه در حرمسرا خفتست

اس سے بھي بڑھکر یہ کہ ندوة العلما ابتداے تاسیس سے تمام قوم میں ایک مشہور ترین موضوع بحث رہا ہے - لوگوں نے موافق و مخالف ' جس درجہ اسپر بحث کي ہے ' شاید علي گڈہ کے کاموں کے سوا اور کسي پر نہیں کي - درمیان میں سر انٹوني میکڈانل کي مخالفت اور سیاسي سوء ظن نے اُسے بالکل گمنام اور بے اثر کردیا تھا ' لیکن اسکے بعد سعي و کوشش کا ایک نیا دور شروع ہوا ' سب سے پہلے ریاست بھوپال سے پھر بہاولپور سے اعانت ہوئي ' اُسکے بعد گورنمنٹ بھي متوجہ ہوئي ' یہانتک کہ زمین ملي اور ماہوار گرانٹ کا اعلان ہوا - ان تغیرات کے بعد قوم میں پھر از سر نو ایک عام توجہ پیدا ہوگئي اور دہلي و لکھنؤ کے جلسے بھي بہت شاندار اور پر اثر ہوے - باوجود ان حالات کے یہ کیا ہے کہ جس وجود کي پرورش میں ایسي کچھہ دلچسپي لي جاتي تھي ' اب اسکے بستر مرگ کي طرف ہوئي جھانک کر دیکھنا بھي پسند نہیں کرتا ؟ پھر کیا دنیا سوئي ہے یا ندوہ کي قسمت بیدار نہیں ؟

اے کہ بے اے نالہ امشب بے اثر مي بینمت
آنکہ هر شب مي شنید از من مگر بیدار نیست ؟

اسمیں شک نہیں کہ اس غفلت اور بے توجہي کیلیے کچھہ ایسے اسباب و وسائل انکے بعد دیگرے فراہم ہوگئے جنکي وجہ سے لوگ باوجود حس حالت کے اپنا وقت صرف نہ کر سکے ' تاہم غفلت کیلیے کتنے ہي معقول عذر کیوں نہوں ' پھر بھي غفلت غفلت ہي ہے اور ہمیشہ مستحق ملامت و سرزنش -

سب سے پہلا سبب جو عام جذبات و قواے عمل کي وہ مسلسل مسعودیت ہے ' جو گذشتہ دو سال سے متصل جاري ہے - جنگ طرابلس کے بعد ہي جنگ بلقان شروع ہوگئي ' اور مصائب اسلامي کے ہجوم نے تمام قوم کو یکسر رنج و غم و سوگواري میں ڈبا دیا - پھر عین اُس وقت جبکہ ندوے کے معاملات نشیب و بالا ہو رہے تھے ' مسجد کانپور کا حادثۂ جانکاہ وقوع میں آیا اور یہ ایک ایسا فزع اکبر تھا جس نے تمام اقلیم و اقطار کو یکجا طور پر صرف اپنے ہي نظارۂ الم اور اضطراب سرائی میں کئي ماہ کیلیے دعوت دیدي - اس اثنا میں بعض مصائب ختم ہوگئے ' اور بعض اخبارات نے بحث و مذاکرہ کا دروازہ بھی بھولنا چاہا (جنمیں معاصر امرتسر سب سے زیادہ مستحق تحسین و تشکر ہے) تاہم ۱۱ - اگست کے حادثۂ جھلیلي بازار لاہور نے مقدس مجروحوں کي چیخیں کچھہ ایسي رہگذار نہیں ' اور صحن مسجد کي خونچکاں لاشوں کا نظارہ اس درجہ المناک تھا ' جس نے نہ تو کسي کان کو مہلت دي کہ ندوہ کي صدا کو سنے ' اور نہ کسي آنکھہ کو اجازت ملي کہ جاں فروشان کانپور کو چھوڑ کر لکھنؤ کے ان حیات تعلیمي کے جھگڑوں کا نظارہ کرے -

اسکے بعد ہی جدوجہد افریقہ کے ہندوستانیوں کا مسئلہ شروع ہوگیا - پھر لیگ کے جھگڑے رہے - آدھر بلڈ، سید امیر علی اور آل انڈیا مسلم لیگ کی معرکہ آرائیوں کا بوجھ انتظار کرتے کرتے عرصہ تک بعد دیگرے ایک سے ایک ایسی جبر صرور رہی جس نے لوگوں کی توجہ دوسری جانب مشغول رکھا - ان میں بعض واقعی توجہ طلب نہیں، مثلاً مسئلہ اسلامیہ کانپور، اور بعض ترک بھی کی جا سکتی نہیں - مثلاً حکایت لیگ لندن و ہند، لیکن بہر حال ندوہ سے تغافل و غفلت کیلیے سب سے حجاباً مستورا کا کام دیا !

بیچارہ ان اسیر کہ امید وار نست !

اصل یہ ہے کہ اسمیں شک نہیں کہ قوم کے عام و متوسط طبقہ کے اندر ایک اصولی اور حقیقی تعمیر خیالات میں یقینی ہوا ہے اور بسبداً ایک واقعی بیداری ضرور ہے جو پیدا ہوگئی ہے -

لیکن مصیبت یہ ہے کہ اس بیداری سے کام لینے والے مفقود ہیں، اور کوئی کارکن جماعت اب تک ہم میں پیدا نہیں ہوئی ہے جو کاموں کو تقسیم کرے ہر وقت اور ہر کام کیلیے مستعد رہے - صرف چند اشخاص ہیں جو اگر ہر کام کو اپنے ہاتھوں میں لے لیں اور ہر موقعہ پر تحریک و دعوت دینے مستعد رہیں، تو بیشک اپنی قوت کا اظہار کر سکتی ہے، اور اسکا مصرف آپ معلوم ہو سکتا ہے، وہ یہ ایک عام خاموشی اور سکتا جما جاتا ہے - جس سے ظاہر ہے کہ ایک قومی خواہ قوم کی صدہا ضرورتوں و احتیاجوں کیلیے صرف چند افراد ہی کیونکر کافی ہو سکتے ہیں، اور نہ کس طرح ممکن ہے کہ ایک ہی شخص کاندھے واقعہ کر بھی صرف وقت کیے اصلاح و ترقی کی صداؤں کو بھی جاری رکھے، قومی ضرورتوں کی بھی خبر لیتا رہے، اور جلسوں اور انجمنوں کیلیے بھی ایک دائم لیڈر و منتخب ہو؟ پھر کام بھی اسکے ہاتھ سے نہ چھوٹے، زبان بھی خاموش نہو، دماغ بھی مشغول فکر رہے، اور قلم بھی ننگ و پرسے نہ نہکیں ؟

می خواہی زندہ، تیز رو، دانگہ بسیار!
این بادہ وہش ہست، ساقی کوثر نیست !

یہ یقینی ہے کہ اگر اس طرح حالات پیش نہ آئے اور ندوہ کا مسئلہ قوم کے سامنے آتا، اور وقت پر لوگوں کو بحث و مذاکرات کا موقعہ دیا جاتا، تو ایک عام ہلچل مچ جاتی، اور قطعاً عام رائے کی قوت ایسی شکل اختیار کرلیتی کہ یہ معاملہ صرف اشخاص کے ہاتھوں میں نہ رہسکتا -

تاہم عدم تغافل کیلیے یہ اسباب کیسے ہی قوی ہوں لیکن یہ کوئی اچھی حالت نہیں ہے، اور غالباً موجودہ تعمیر حالت کے بعد اس وقت تک قدرتی طور پر رہیگی، جب تک کہ عام رائے میں اس ہیجان انقلاب کے بعد نظم و باقاعدگی نہ آجائیگی اور ایک مستعد اور وسیع کارکن جماعت ہر موقعہ و وقت پر کام کرنے کیلیے مستعد نہ ہوجائیگی - قوم میں اس وقت قوت رائے اور استعداد اعلان قوت، دونوں موجود ہیں، مگر کارکن آدمیوں کی کمی ہے جو ان دونوں چیزوں سے کام لیں، اور چونکہ ملکی و قومی تعمیرات حالات میں ہمیشہ ایسا ہوا ہے، اسلیے امید ہے کہ آنے والا وقت خود اسکا علاج کردیگا -

ہماری موجودہ حالت ایسی ہو رہی ہے کہ جماعتی کارروبار اور ترقی و اصلاح کی کوئی سطح بھی ایسی نہیں جو مکمل ہو، اور اب تک تمام کاموں کا سررشتہ اختیار و تصرف صرف اشخاص ہی کے ہاتھوں میں رہا ہے - پس چاہیے کہ غفلت کیلیے کوئی عذر مقبول نہو کہ غفلت اب ہمارے لیے موت کے ہم معنی ہے، اور ہجوم اشغال و تعدد امور کی بھی کبھی شکایت نہو، کیونکہ ابھی ہمیں

[illegible] مسیح رضا کے [illegible] کیلیے متصل کام کرنا ہے، اور حدات قومی کی تعمیر میں ایک لمحہ کا توقف بھی حرام ہے - [illegible] طرف سے [illegible] بھی وقت کام ہی رہتا ہے موسم میں بہت سی زمینوں کو درست کرنا اور مختلف قسم کے تخم ریزیاں کرنی پڑتی ہیں - بہت ممکن ہے کہ ایک ہی وقت میں ہمیں بہت سی نئی عمارتیں بنانی بھی پڑیں، اور بہت سے غلط نقشوں کو مٹانا بھی پڑے - پھر بعید نہیں کہ ایک ہی وقت کے اندر ہمیں ہندوستان سے باہر کے اسلامی مصائب کیلیے بھی عالم کرنا پڑے، اور خود ہندوستان کے اندر کے بھی کاموں کی صدا ہائے توجہ کو سننا پڑے - ایسا ہمیشہ ہوگا کہ ایک طرف کسی حق دبدبی و سیاسی کی پامالی کیلیے دوڑنا پڑیگا اور اسی وقت دوسری طرف کسی تعلیمی اور قومی کام کی درستگی و حفاظت کیلیے جانا پڑیگا - یہ سچ ہے کہ ایک ہی وقت میں بہت سے کام نہیں ہوسکتے، اور انسانوں کا دماغ اس بارے میں نہایت نازک واقع ہوا ہے کہ اکثر گھبرا اٹھتا ہے اور بھلا کر پھینک دینے سوچنے کیلیے انکوائیاں کرنے لگتا ہے - تاہم اگر زندہ رہنا ہے اور زندگی کی طلب ہے، تو ضرور ہے کہ زندوں کی طرح یہ سب کچھ کرنا پڑیگا اور موت و حدات کا قانون الہی بھی ہمارے عذروں کو نہ سنیگا - خواہ بدلخواہی مشغول ہو، اسی طرح کی مناسب و مصائب سے دوچار ہونا پڑے، اندھی عمل العمل اور ناممکن سا معلوم ہو، لیکن اگر ہم ہر وقت اپنے [illegible] کی حد کیلیے اور ہر کام کی فرداً اعانت کو حوالہ کرنے کی [illegible] استعداد و قوت پیدا نہ کرینگے، اور ایک ہی وقت [illegible] کاموں کا ہجوم دیکھکر، تابع بعد دیگرے بدش آنے والے مسائل کا تسلسل و توالی دیکھکر گھبرا اٹھیں گے، تو پھر ان اعذروں کو اپنے دلوں میں جگہ دینے کا ہمیں کیا حق ہے جو ایک دنیا کی قوتیں ہر وقت کے ہر حصے کو تعمیر کرنے، حوالہ موت کرنے، عمران و حدات کے قلم کی زد میں ہیں ؟ قومی حدات کا معمل اس طرح تعمیر نہیں ہوسکتا کہ پہلے دیواریں کھڑی ہوجائیں، پھر چھت، پھر صحنچیاں اور اطراف و جوانب بھی طیار ہوجائیں، تب [illegible] حدات و ممالک اور قومی اقوام کی تعمیش میں فرصت زمانہ کا سکون بعد حوالہ ممالک کے ممکن نہیں - یہاں تو ہر قدم اور ہر لمحہ کام دینے جانے، اور ایک ہی وقت میں اس عمارت کے ہر حصے کی حد [illegible] ہے کہ ہو کہ دیوانہ بن رہا ہے مگر پست کی طیار کردہ دیواریں اور رہی ہیں ! اس عالم میں جو کھڑا رہ پھر نہیں سکتا، اور جو رہا ہے عمل میں لگا، پھر اسکی تلافی کی مہلت نہیں دی جاتی :

ہاں رہ عشق سست و راہ بسیار نیست بدارد بازگشت
جرم را اس جا عقوبت ہست و استغفار نیست

(الہلال اور مسئلہ ندوہ)

ضرور ہے کہ خود الہلال بھی اس معاملہ کیلیے جوابدہ ہو کہ ندوہ العلما کے متعلق برابر خاموش و غافل رہا ؟

جیسا کہ ابھی کہہ چکا ہوں، غفلت ہر حال میں مستحق سرزنش ہے اور عذر اسکی سدت کو کم کرسکتا ہے نہ سدہ کو سقط نہیں کرسکتا - تاہم ضرور ہے جواب دے الہلال کس کس کام کو کرے اور صرف ایک کام کو کرے ؟

میں اپنے حس و نظر کے ہاتھوں سخت دوچار الم ہوں - ہر شے مجمع نظر آتی ہے، اور ہر ضرورت کو الحمد للہ کہ محسوس کرتا ہوں، لیکن یہ کہ وقت پر تسلط ہے اور یہ طبیعی قوہ عمل پر حق

مقالات

لحکم - جب ندوۃ العلما کے معاملات گذشتہ قصۂ مضمون جہاد کے بعد آگے بڑھے تو میں مسئلۂ کانپور میں تبدل رائے تھا' اور بالکل مہلت نہ تھی کہ کسی دوسری طرف متوجہ ہوں -

الہلال ایک ہفتہ وار رسالہ ہے - اسکی گنجایش محدود اور ابواب و عناوین مختلفہ کا التزام ضروری - اسلیے جب کبھی کوئی ایک مسئلۂ اہم سامنے آجاتا ہے' تو ساری کی ساری گنجایش اسی میں صرف ہو جاتی ہے -

در اصل ہر طرح کی تحریک کے کاموں کیلیے سب سے زیادہ موزوں روزانہ اخبارات ہیں ' جنکے لیے روز صبح کو ایک مبسوط لیڈنگ آرٹیکل کا میدان تازہ موجود ہوتا ہے' اور وہ گویا ہر ہفتہ چھ بار وہ مہلت و گنجایش پاتے ہیں جو ہفتہ وار رسائل کو صرف ایک ہی بار ملتی ہے -

پس ضرور تھا کہ قوم میں جو بعض روزانہ اخبارات موجود ہیں اور جنکا بڑا حصہ محض فضول صفحات پری کی چیزوں بلکہ ہزلیات و خرافات تک میں ضائع جاتا ہے ' اس مسئلہ پر توجہ کرتے اور اسکی اہمیت کو محسوس کرتے - لیکن افسوس ہے کہ ایسا نہیں ہوا -

ناہم میں معذرت و سرمساری کے ساتھہ اقرار کرتا ہوں کہ یہ غفلت ضرور تھی اور ہوئی - چونکہ میں جانتا تھا کہ اس مسئلہ کیلیے اب صرف چند ہفتوں یا ایک مضمون یا لکھدینا کافی نہیں ہے بلکہ ایک پورے سلسلے کی ضرورت ہے ' اسلیے ہمیشہ یہ خیال کرکے متوقف ہو جاتا تھا کہ بعض تحریکوں سے فراغت ہو لے تو پھر سلسلہ شروع کروں ' حتی کہ کئی ماہ گذر گئے - چونکہ اس مسئلہ کو میں اپنے عقیدے میں اہم سمجھتا ہوں - سوال ندوے کا نہیں بلکہ اسکے مقاصد کا ہے ' اور بحث اصول کی شروع ہو گئی ہے کہ کہ اشخاص کی ' لہذا اب مزید توقف کرنا عدم اللہ حیات و معصیت ہے ' اور ضرور ہے کہ بقدر سعی اسکے لیے کوشش کی جاے -

قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ جب الہلال شائع ہوا ہے تو اسکے تمام ابواب مضامین کی سرخیاں عرصے تک لوح کے چوتھے صفحے پر چھپتی رہی ہیں - ان میں ایک عنوان " مدارس اسلامیہ " کا بھی تھا' اور مقصود یہ تھا کہ اسکے نیچے چند کالموں کو اسلامی مدارس کے متعلق بحث و مذاکرہ کیلیے مخصوص کردیا جائیگا ' لیکن عدم ترتیب کار و عدم حصول اعانت تحریر و فرصت سے اینک اسکا سلسلہ شروع نہو سکا -

لیکن اب " مدارس اسلامیہ " کا باب بھی آثار جلد چہارم سے شروع کیا جاتا ہے - سب سے پہلے " دار العلوم ندوۃ العلما لکھنو " کے متعلق ایک سلسلۂ مضامین شایع ہوگا - جعلہ اللہ نافعا للمسلمین' وما توفیقی الا بفضلہ و کرمہ !

ترجمـــہ اردو تفسیر کبیـــر

جسکی نصف قیمت اعانۂ مہاجرین عثمانیہ میں شامل کی جائیگی - قیمت حصہ اول ۲ روپیہ - ادارۂ الہلال سے طلب کیجیے -

تاج انگلستان اور خزینۂ اسلام کا ایک گوہر

داستـــان مسقـــط

(اجمال تاریخی اور طبیعی حدود)

مسقط ایک سرحدی اور ساحلی شہر ہے جو دریاے عمان کے ساحل پر عرض میں ۲۳ درجہ اور ۳۷ دقیقہ جانب شمال ' اور طول میں ۵۶ درجہ اور ۱۵ دقیقہ جانب مشرق واقع ہے - اسکی آبادی قریباً ۳۵ ہزار ہے - اسکی بندرگاہ نہایت عمدہ اور مستحکم ہے - اس بندرگاہ کی تحصین و قلعہ بندی عرصہ ہوا پرتگالیوں نے کی تھی - اسوقت اسکی تجارت بمبئی اور خلیج فارس سے ہے اور نہایت سرسبز و شاداب ہے - اسکے قریب ایک دوسری بندرگاہ ہے جسکو مطرح کہتے ہیں - مطرح بھی اسی کے متعلق سمجھا جاتا ہے -

سنہ ۱۵۰۷ ع میں پورتگیز نے مسقط کو فتح کیا ' اور پرتگالی اس پر قابض ہوگئے - سنہ ۱۶۴۸ ع تک برابر پرتگالیوں کا قبضہ رہا - اسکے بعد مسقط انکے ہاتھوں سے نکلگیا - پرتگالیوں کے قبضے سے نکلنے کے بعد مسقط پر انقلاب و تغیر کے مختلف دور گذرتے رہے - آخر میں انگریزی نفوذ پھیلنا شروع ہوا ' اور یہاں تک پھیلا کہ بالآخر انگریزوں نے اسکے متعلق احتلال (قبضۂ غیر قانونی : Occopation) کا اعلان کردیا ' اور اب وہ بجاے ایک آزاد و خود مختار اسلامی ریاست ہونے کے ' برطانی شاہنشاہی کا ایک جزو سمجھا جاتا ہے !

(عہـــد عـــروج)

سید سعید بن سلطان کے عہد میں مسقط کی حالت یادگار تھی - مسقط اسوقت ایک ایسی ریاست کا صدر مقام تھا ' جو خلیج فارس پر عرب و جوار کے ساحلی مقامات سے لیکے جزیرہ تنجر بن تک پھیلی ہوئی تھی - قوت و شوکت کا یہ عالم تھا کہ اہل تنجر بن نے بارہا اسکے مقابلے میں علم جنگ بلند کیا ' مگر ہمیشہ فتحیاب و غالب نہ ہوے -

اس ریاست کی وسعت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ ایک طرف تو لنجہ اور بندر عباس ' وغیرہ وہ ایرانی مقامات ' جو خلیج فارس پر واقع ہیں ' اسکی قلمرو میں شامل تھے ' دوسری طرف مشرقی افریقہ کے ساحلی مقامات مثل لامو ' مبباسہ ' الفز بعہ ' بندر اسلام ' ہنز وان ' جزیرہ خضراء ' زنجبار وغیرہ وغیرہ -

اس عہد میں اس ریاست کے دو صدر مقام تھے ' ایک مسقط ' دوسرا زنجبار - مسقط دریاے عمان و خلیج فارس کے بندروں کا صدر مقام تھا ' اور زنجبار افریقی بندروں کا مرکز -

سید سعید بن سلطان ایک عافیت اندیش اور انجام بیں آدمی تھا - اس نے اپنے آپ کو متعدد بار حوادث و سوکت سلطنتوں میں محصور اور انکے نفوذ و اثر کو ابدی قلمرو میں پھیلتے ہوے دیکھا تو والی بصرہ ' فرانس ' اور انگلستان سے اپنی خود مختاری کی حفاظت کا معاہدہ کیا - فرانس سے اس معاہدہ کا یہاں تک خیال کیا کہ اسکو " سلطان العرب " کا خطاب دیا !

سید سعید بن سلطان کے ساتھہ ان فرنگي حلیفوں اور همسازوں کے علاوہ ' جنکے یہاں سب سے زیادہ آسان علم نقص عہد ہے' ایک اور حلیف بھي تھا جو کبھي بے وفائي یا بد عہدي نہیں کرتا - یعني قسوت -

اسوقت ریاست کے پاس ایک قوي و باشوکت بیڑا تھا جو بحر هند ' بحر عمان ' اور خلیج فارس میں گردش کرتا رهتا تھا -

وسیع حدود اور جنگي طاقت کے علاوہ ملک کي اندروني حالت بھي عمدہ تھي - اس عہد میں رعایا کو اسقدر امن و امان اور عیش و آرام حاصل تھا کہ نہ تو کبھي اس سے پہلے انکو نصیب هوا اور نہ کبھي اسکے بعد -

(سید سعید کي وفات اور تقسیم)

سید سعید در حقیقت ملک کے حق میں ایک وجود سعادت و خوش نصیبي تھا - جب تک وہ زندہ رها ' ملک میں سرسبزي اور ترقي کا دور دورہ رها - مگر اس کے مرتے هي ریاست کا ستارہ گردش میں آگیا - اولین مصیبت تو یہ نازل هوئي کہ ملک کے دو ٹکڑے هوگئے - ایک حصہ عربي اور دوسرا حصہ افریقي - افریقي حصہ سید ماجد اور اسکے بعد سید برغش کو ملا - عربي حصہ سید ثویني کو ملا - سید ثویني کا بیٹا سید سالم تھا - سید سالم نے اپنے باپ کو قتل کرڈالا اور خود تخت حکومت پر بیٹھگیا -

(بد بخت سالم)

تاج و تخت کے لیے سید سالم نے اس جرم کا ارتکاب کیا جو اس دنیا میں فساوت و شقاوت کي انتہائي مثال هوسکتي ہے ! اس نے حکومت کي قیمت میں اپني عزیز ترین متاع یعني انسانیت بھي دیدي ' اور یہ گوارا کیا کہ وہ انسان کے بدلے ایک انسان صورت درندہ هو -

مگر اس بدبخت نادان کو یہ معلوم نہ تھا کہ جس مرغ زرین بال کو وہ اسقدر گراں قیمت خرید رہا ہے ' وہ اسکے پاس ٹھہرنے والا نہیں - وہ چاهتا تھا کہ اس کے سر پر تاج سلطاني هو' مگر کاش اسکو معلوم هوتا کہ کار ساز قدرت نے اس سر کے لیے خاک مذلت و مسکنت مقدر فرمائي ہے !

سید سالم ' بدرغش اور بدبخت سید سالم تخت حکومت پر بیٹھا ' مگر اسکے بیٹھتے هي شورش و بغاوت تمام ملک پر چھاگئي - هر طرف فتنہ کي آگ بھڑک اٹھي - امن و سکون ' طمانیت و خاطر جمعي ' اور سرسبزي و خوش عیشي ' سب رخصت هوگئے اور اسکے بدلے نہب و سلب اور جنگ و جدل نے ملک کو یکسر نمونۂ جہنم بنادیا :

وکم اهلکنا من قریۃ بطرت معیشتها ' فتلک مساکنهم لم تسکن من بعدهم الا قلیلا ' وکنا نحن الوارثین ! (۲۸ :

سید سالم میں اتني جرأت ضرور تھي کہ وہ ایک شنیع ترین فعل کا مرتکب هوسکا ' پر افسوس کہ اس کے دماغ میں اسقدر تدبیر اور اسکے بازؤں میں اسقدر قوت نہ تھي کہ اس آگ کو بجھا بھي سکتا جو ملک میں هر طرف پھیلي هوئي تھي - بالاخر اسے وہ تخت خالي کرنا پڑا ' جسکے لیے اس نے اپنے آپ کو جامۂ انسانیت سے عاري کیا تھا ! فداقت ربال امرها ' وکان عاقبۃ امرها خسرا !

(سید ترکي و عبد الحمید)

سید سالم کا حقیقي بھائي سید ترکي اٹھا اور اس طرح اٹھا کہ تمام مملکت پر چھا گیا -

اس تسلط کے چند هي روز بعد سید ترکي کو اپنے دوسرے بھائي سید عبد الحمید سے برسر پیکار هونا پڑا -

یہ جنگ انگریزوں کي شہ سے هوئي تھي - انگریزوں نے اسمیں سید عبد المجید کو علانیہ مدد دي - اسلیے اب سید عبد المجید اور سید ترکي کا مقابلہ نہ تھا ' بلکہ انگریزوں اور سید ترکي کا مقابلہ تھا - سید ترکي کو شکست هوئي ' اور وہ انگریزي جہاز میں قید هو کے بمبئي لایا گیا - یہاں ایک طویل عرصہ تک نظر بند رها -

سید عبد المجید سے عرب خوش نہ تھے کیونکہ وہ محض گوشت و استخوان کا پیکر تھا جو محض اس دور کي جنبش پر حرکت کرتا تھا ' جسکا سرا انگریزوں کے هاتھہ میں تھا ' اور انگریز اس فرصت کو غنیمت سمجھکے اپنے قدم خوب جما رهے تھے -

اسلیے ' سربرآوردگان عمان نے مخفي طور پر سید ترکي کو عمان آنے کي دعوت دي ' اور وعدہ کیا کہ وہ هر ممکن مدد دینگے - اس مخفي دعوت پر سید ترکي بمبئي سے ایک عورت کے بھیس میں پھر عمان پہنچا -

حسن اتفاق سے جسوقت سید ترکي عمان پہنچا ' اسوقت سید عبد المجید عمان سے باهر شکار میں مشغول تھا - ارکان و عمائد سلطنت نے بالاتفاق اسکو تخت پر بٹھا دیا ' اور شہر کے تاکوں پر فوج متعین کرکے یہ حکم دیدیا کہ اگر سید عبد المجید اندر آنا چاهے تو آنے نہ دیا جائے -

سید عبد المجید جب شکار سے واپس آیا تو شہر کے تاکوں پر فوج دیکھی ' اندر داخل هونا چاها تو فوج نے مزاحمت کي ' آخر مجبوراً اندروني علاقوں میں چلاگیا ' اور جمعیت کے فراهم کرنے میں مصروف هوگیا -

جمعیت فراهم کرنے لگا مگر اس نزاع کا فیصلہ تلوار کے بدلے ۶۰ هزار ڈالر نے کردیا ' جسکو لیکے وہ اپنے دعوي حکومت سے دست بردار هوگیا -

(انگـــریزي سیـــاست)

مگر یہ ۶۰ هزار ڈالر کہاں سے آئے ؟

اسکا جواب انگریزوں کے دهاء سیاسي کي ایک حیرت انگیز داستان ہے - کہا هوگا کہ سید عبد المجید کو لڑانے والے انگریز هي تھے ' مگر جب انھوں نے یہ دیکھا کہ اهل ملک اس سے ناخوش هیں ' اگر اسے حکمراں رهنے پر اصرار کیا گیا ' اور باشندوں کے خلاف سید عبد المجید کو علانیہ مدد دي گئي ' تو انگریزي نفوذ کے قدم اکھڑ جائینگے ' تو وہ فوراً سانپ کي طرح پلٹ گئے ' اور یا تو سید ترکي کو بمبئي میں نظر بند کیا تھا ' یا پھر اسدرجہ اس پر مہربان هوگئے کہ اسکي طرف سے ۶۰ هزار ڈالر سید عبد المجید کو دیدیے ! !

سید ترکي کو یہ روپیہ اسلیے منظور کرنا پڑي کہ خود اسکے پاس کیا تھا جو دیتا ؟ اور اهل ملک بھي اسقدر کثیر مالي مدد دینے کے لیے تیار نہ تھے -

بہر حال سید ترکي کو کسي نہ کسي طرح اپنے حریف سے نجات ملي -

وفات سے چند دن پہلے سید ترکي کو راس الحد کے قریب ایک اور ملکي شورش کا مقابلہ کرنا پڑا جسکے فرو کرنے کے لیے اس نے اپنے محبوب وزیر امیر فیصل کو روانہ کیا - امیر فیصل نے جو بعد کو سلطان فیصل هوا ' باغیوں کو شکست دي ' اور ایک انگریزي جہاز کي بدولت شداند سفر بحري سے نجات پاکے عمان واپس آگیا -

(البقیۃ نقلي)

انتقاد

تندرستي

دفتر ظل السلطان - بھوپال

سئلہ حفظان صحت و تربیت منزل و تہذیب معاشرت

یا ایہا الذین امنوا ! قوا انفسکم و اھلیکم نارا !

گذشتہ اشاعت میں ہم ہر ھائینس بیگم صاحبہ بھوپال کے سلسلہ تصنیفات کا ذکر کرچکے ھیں - اس سلسلے میں سب سے پہلے کی مفید ترین تصنیف " تندرستي " پر نظر ڈالتے ھیں -

کتاب کی لوح پر لکھا ھے کہ " علیا حضرۃ بیگم صاحبہ بھوپال القاتھا نے متعدد انگریزي کتب حفظان صحت وغیرہ سے مطالب خذ کرکے اور اپني اعلی معلومات و مفید تجارب شامل کرکے الیف فرمایا "

کتاب عمدہ کاغذ اور عمدہ لکھائي کے ساتھہ چھپي ھے - ۱۵۲ صفحے اصل کتاب کے ھیں - عبارت نہایت صاف و سلیس ھے اور طبي ترتیب مطالب کے مطابق ابواب و فصول میں منقسم -

کتاب کا موضوع یہ ھے کہ اردو زبان میں علم طب کے اصول پر وہ مطالب جمع کیے جائیں ' جنکے مطالعہ سے ھر شخص اپني اور اپنے خاندان کی زندگي کیلیے صحت و تندرستي اور قوت و توانائي حاصل کرسکے ' اور فی الحقیقت کسی قوم کي حیات دماغي و ارتقاء دھني کیلیے پہلي چیز صحت اور قوت جسماني ھے -

مصنفۂ عالیہ دیباچہ میں لکھتي ھیں :

" میں نے یورپ کے سفر میں وھاں کے لوگوں کو خواہ وہ کسي طبقہ کے ھوں اصول وقواعد حفظان صحت کا پابند پایا ' اور بارھا متعجب اپنے ھندوستان کي حالت پر افسوس آیا - ھمارے ملک میں علیشان محلوں میں بھي وہ صفائي نہیں ھوتي ' جو وھاں کے ایک غریب مزدور کے چھوٹے سے مکان میں نظر آتي ھے -

وھاں عورتوں میں جن پر قدرت نے خانہ داري اور اولاد کی تربیت جسماني وروحاني کا فرض عائد کیا ھے اس فرض کے ادا کرنے کي قابلیت بھي پیدا کرائي جاتي ھے ' اور تمام عورتیں بغیر امتیاز مراتب حفظان صحت ' تیمارداري ' اور خانہ داري کی تعلیم حاصل کرتي ھیں اور اُس کے فوائد سے مستفید ھوتی ھیں -

وھاں کے مصنف ' عالم ' ڈاکٹر ' ایسي تصنیفات و تالیفات کو ایسا ضروري و قومي فرض تصور کرتے ھیں ' اور اپني قابلیت و محنت سے ملک کو فائدہ پہنچاتے ھیں -

ان ھي اغراض کے لیے متعدد رسالے اور اخبارات شائع ھوتے ھیں اور یہ تعلیم یافتہ خواتین اُن کو نہایت دلچسپي کے ساتھہ مطالعہ کرتي ھیں - لیکن ھمارے ھاں بالکل برعکس حالت ھے - حالانکہ یہ مسئلہ عام طور پر تسلیم کیا جاتا ھے کہ نرسري (تیمارداري) مدوائفوي (دایہ گري) ڈاکٹري اور حفظان صحت کي تعلیم عورتوں کے لیے بدرجۂ اتم ضروري چیز ھے ' اور خواہ کیسے ھي اعلی مرتبہ کی عورت کیوں نہ ھو ' اُس کو بھي زندگي میں متعدد مرتبہ ان باتوں کے جاننے کي ضرورت لاحق ھوتي ھے "

اسکے بعد ایک نہایت ھي اھم مطلب کي طرف توجہ دلائي ھے جو تمام ملک کیلیے مستحق غور و فکر ھے :

" گورنمنٹ اُف انڈیا ھر سال ایک معقول رقم حفظان صحت پر خرچ کرتي ھے ' لیکن اُس نے اس طرح اصلي فائدہ حاصل ھوسکتا ھے جبکہ عورتیں حفظان صحت کے اصول سے ناواقف ھوں ' اور یہ کیونکر ممکن ھے وہ جب تک مکان ' لباس ' غذا ' اور اسي طرح کے دوسرے امور میں اُن اصول کو نہ اختیار کیا جائے ' کسي گورنمنٹ یا حکومت کي تدابیر مفید ھوسکتی ھیں "

انھوں نے یہ بالکل صحیح لکھا ھے کہ :

" اسی جگہہ کا ھیلتھہ ڈپارٹمنٹ (محکمۂ حفظان صحت) سڑکوں نالیوں ' اور گلیوں کي صفائي تو کرا سکتا ھے ' کنوؤں ' چشموں وغیرہ کي نگراني رکھہ سکتا ھے ' اشیاء و احساس خوردني کي اچھائي و برائی کو دیکھہ سکتا ھے ' لیکن مکان کے اندر کي علاحدہ ' اور پاني کی حفاظت ' غذا کے پکانے ' اور رکھنے کا انتظام کیونکر کر سکتا ھے ؟ ھر ایک جگہ شفاخانے کھولے جاتے ھیں ' لائق ڈاکٹر مقرر ھوتے ھیں ' میڈیکل ڈپارٹمنٹ (محکمۂ طبي) عمدہ قسم کي ادویہ مہیا کرتا ھے ' لیکن یہ کس طرح ممکن ھے کہ گھروں میں تیمارداري کا بھی انتظام کرے ؟ صدھا مریض شفقت کرنے والي ماؤں ' محبت کرنے والي بیبیوں ' دلسوز بہنوں ' اور ھمدرد بیویوں کے ھاتھوں محض تیمارداری سے نابلد ھونے کے باعث سخت سے سخت تکالیف اُٹھاتے اور اب گور پہنچ جاتے ھیں " الخ

یہ سچ ھے کہ ھندوستان کا بجٹ ھمارے ھاتھہ میں نہیں ھے اور گورنمنٹ سب سے زیادہ اس کام پر روپیہ خرچ کرتی ھے وہ تعلیم اور حفظان صحت ھے ' اور یہ بھي سچ ھے کہ ھندوستان کي میونسپلٹیوں کو یہاں کی صفائي کا جسقدر اھتمام کرنا چاھیے کسی آبادي کا نہیں ھوتا ' تاھم میں نے اکثر اس بات کو سوچا ھے کہ کیا یہ صرف گورنمنٹ ھی کا قصور ھے یا آبادي کا بھي ؟

سچ یہ ھے کہ جو لوگ صاف اور تندرست رھنا چاھتے ھیں ' انھیں اُس سے کوئي نہیں روک سکتي - گورنمنٹ قوانین دائر کرسکتي اور عدالتوں کی راستوں کو صاف رکھنگي ' لیکن ھمارے دماغ میں صفائي کا حس کون پیدا کریگا ؟ یہ چیزیں وسائل و معاون ھیں اصل کا نہیں جب تک ھم خود صفائی کیلیے ویسے ھي مضطرب نہونگے جیسے کہ اکثر ھیں ' اُس وقت تک نہ تو ھماري سڑکیں صاف رھسکتی ھیں ' اور نہ ھمارے گھروں میں حفظ صحت و صفائی کے اصول پر عمل ھوسکتا ھے -

حقیقت یہ ھے کہ آج ملک میں اصلاح اور عمل کا جو ھنگامہ بپا ھے ' اسکے شور و غل میں بہت سے حقیقی کاموں کي صدائیں دبي جارھي ھیں -

کسي قوم کے صحیح معنوں میں شائستہ ھونے کے لیے اسکي معاشرتي حالت اور تربیت منزلي کو جس درجہ دخل عظیم ھے ' اسکا ھر شخص اعتراف کرتا ھے ' لیکن کتنے ھیں جو اس راہ کے ابتدائي قدموں کو بھي واقعیت کے ساتھہ انجام دے رھے ھیں ؟ ھماري زندگي کا یہ حال ھے کہ ھم نے یورپ سے وہ لباس تو سیکھہ لیا ھے جو بہت قیمتي ' بہت خوش قطع ' اور بہت شاندار ھے - یقیناً ھم جب کبھي بازار میں سے گذرتے ھیں یا کسي جلسے میں نظر آتے ھیں ' تو ارسطو یا مجسمۂ تہذیب و مدنیۃ ھوتے ھیں ' لیکن اگر کبھي شخص جو ھمیں کچھہ دیر پہلے اس سان نہذیب آرا میں دیکھہ چکا ھے ' ھمارا تعاقب کرے اور گھر کے اندر کي زندگي کو دیکھے ' تو یقیناً بد سلیقگی ' بد تہذیبي و بے ترتیبي ' کوڑے کرکٹ کے ڈھیر اور اثاث و علاقت ـــ آثار کے ساتھہ ' منزلي وحشت و حیوانیت کا ایک پورا نمونہ دیکھہ متحیر رھجائیگا -

نه میں عام لوگوں کی حالت نہیں بیان کر رہا ہوں بلکہ میرے سامنے اُن تعلیم یافتہ ' تہذیب و تمدن فرما ' اور از فرق تا بقدم فرنگی مآب حضرات کی معاشرت منزلی موجود ہے ' جو ہمیشہ ملک کے اعلیٰ طبقوں پر توجہ و بذل کرتے رہتے ہیں - بے شک ان میں بہت سے ایسے خواص و رؤسا یا اعلیٰ ملازمتوں پر پہنچے ہوئے اشخاص بھی ہیں ' جنھوں نے انگریزی طرز معاشرت اختیار کرلی ہے ' اور انکے مکان کا ڈرائنگ روم اور ڈائینگ ہال نہایت مکمل اور آراستہ ہے - لیکن اس سے کیا حاصل ؟ کیونکہ اگر اُسی ڈرائینگ روم کے خوش منظر سواد سے نکلکر انکے زنانخانے کی طرف قدم بڑھائیے تو پھر نظر آجاے کہ انکی معیشت منزلی کی اصلی تصویر کیسی ہے ؟

میں جو نئے تعلیم یافتہ حضرات کا ہمیشہ شاکی رہتا ہوں تو اسکی بڑی وجہ یہ ہے کہ انکی ہر گذشتہ خوبی کو اُنسے دور پاتا ہوں ' اور اُسکی جگہہ کوئی نئی خوبی مجھے نظر نہیں آتی - ہماری گذشتہ مشرقی معاشرت ' اوضاع و اطوار ' اخلاق و عادات ' طریق بود و ماند ' یہ سب کے سب انھوں نے ضائع کردیے - اخلاق و تمدن کے بعد مذہب کا نمبر آیا ' اور جدید تعلیم و تہذیب کے مندر پر مذہب کی بھی قربانی چڑھائی گئی - خیر ' مضائقہ نہیں - خرید و فروخت کا معاملہ ہے اور متاع کے بہا ہاتھہ آتی ہو تو دل و جان تک کو اسکی قیمت میں لگا دیتے ہیں - لیکن سوال یہ ہے کہ یہ سب کچھہ دیکر وہ کونسی چیز ہے جو ہاتھہ آئی ؟

علم ؟ نہیں - اخلاق ؟ نہیں - تہذیب معاشرت ؟ نہیں - ایک پوری انگریزی زندگی ؟ نہیں - ایک اچھی مخلوط معاشرت ؟ یہ بھی نہیں ! پھر یہ کیا بد بختی ہے کہ جیب اور ہاتھہ دونوں خالی ہیں ؟

آبدہ ز گذشتہ تمنّا و حسرت ست
یک " کاشکے" بود کہ بصد جا نوشتہ ایم !

انگریزی تمدن کی تقلید نے ایک معیشتی طوائف الملوکی پیدا کردی ہے لیکن ابتک کوئی زندگی پیدا نہیں ہوئی - انگریزی تہذیب کے معنی صرف ہاتھہ کی چمک اور پتلون کا بے شکن ہونا ہی نہیں ہے - انکے گھر کی صفائی اور نظم و باقاعدگی ' تقسیم ضروریات حیات و مکان اور ضبط اوقات ' تہذیب دانی اور حسن معیشت منزلی وغیرہ وغیرہ ' یہ چیزیں ہیں ' جنھوں نے انکے گھر کو ایک بہشت حسنات بنا دیا ہے - اسکے لیے وہ جدید ظاہر فریب چیزیں مطلوب نہیں ہیں جو ہمارے جسموں اور زبانوں پر نظر آتی ہیں ' کیونکہ یقین کرو کہ اُن میں کچھہ بھی نہیں ہے - اصلی چیز گھر کی باقاعدہ زندگی ہے ' اور بغیر اسکے ممکن نہیں کہ ہم میں محض تعلیم عمومی کی جگہ حقیقی تربیت دانی اور تہذیب شخصی پیدا ہو ' یعنے ہر شخص اپنی ذات سے اپنی حسیات و داعیات میں صفائی کیلیے مضطر ' باقاعدگی کا خوگر ' نظم و سلیقہ کا عادی ' اور اپنے ہر کام میں حمال و حسن کار کا خواہشمند ہوجاے - اس راہ میں سب سے مقدم عورتوں کی تربیت نہ کہ محض تعلیم ہے - عورت ہی گھر کی اقلیم حیات کی ملکہ ہے ' اور شہر کی خوشحالی و رونق شہریار کی قابلیت و لیاقت پر موقوف ہے :

ضائع آن کشور کہ سلطانیش نیست !

میں نے ہمیشہ ہندوستان کی تمام اُن قوموں میں جو نئے تمدن کی راہ سے ترقی کرنا چاہتی ہیں ' پارسیوں کی قوم کو سب سے زیادہ مستحق تعریف سمجھا ہے - انھوں نے صرف یہی نہیں کیا کہ کالجوں کی ڈگریوں کی سند جیب میں ' اور ایک عمدہ سوٹ جسم پر ڈال لیا ' بلکہ اپنی سوشیل لائف میں بھی یکسر تبدیلی کردی ' اور فوراً تمام قوم ایک منظم و با قاعدہ طرز معیشت اختیار کرنے تک زور و یک حالت ہوگئی - ہندوستان میں اگر کوئی دوسری جماعت اس وصف کے لحاظ سے بارسیوں کے بعد قابل تذکرہ ہے تو وہ صرف بنگال کے برہمو خاندان ہیں ' اور میں اپنی ذاتی واقفیت کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ انکی معیشت منزلی اور قوموں کیلیے یقیناً موجب رشک ہے -

عورتوں کی تعلیم کیلیے بڑا ہنگامہ مچایا جاتا ہے - کہتے ہیں کہ وقت آگیا کہ انہیں انگریزی زبان و علوم کی بھی تعلیم دی جاے - اسمیں شک نہیں کہ اسلام کے مردوں اور عورتوں ' دونوں کیلیے یکساں طور پر تحصیل علوم و السنہ کا دروازہ بار رہا ہے ' اور اصولاً میں کوئی وجہ نہیں پاتا کہ عورتوں کیلیے کسی خاص زبان یا علم کی تحصیل ناجائز بتلائی جاے - لیکن اصول دوسری چیز ہے اور وقت و گرد و پیش کے حالات دوسری چیز ہیں - اگر عورت نے انگریزی زبان سیکھہ لی تو کیا ہوا ' اور نہ سیکھی تو کیا ہوا ؟ اصلی چیز تربیت اور گھر کی معیشت کے نظم و ادارہ کی قابلیت ہے ' اور وہ کسی خاص زبان کے جاننے پر موقوف نہیں - دیکھنا یہ ہے کہ پچاس برس کی نئی ترقی و تعلیم نے جن لوگوں کو تہذیب و شائستگی کا مانع گذار بنا دیا ہے ' انھوں نے اس وقت تک اپنی عورتوں کو گھر کی زندگی درست کرنے ' حفظ صحت کے ضروری اصولوں پر عمل کرنے ' اور تہذیب و صفائی اور نظم و سلیقہ سے زندگی بسر کرنے کے لائق بنا دیا ہے کہ اب اُنکے ساتھہ قلب خانے کے کمرے میں بیٹھکر سبزسبز اور کولڈ اسمتھہ کے متعلق صحبت کرنے کے خواہشمند ہیں ؟

میں تو کہتا ہوں کہ جھوٹے انگریزی زبان کی تعلیم اور علم و ادب کے ایسی اعلیٰ تصانیف تو خدا را ابھی عورتوں کو انھی انداھی سمجھنا دیجیے کہ زبان کی بنک سے گھر کی دیواروں اور صحن کے دو سوں دو لاکھہ روپے نکالیں ' اور ڈرائنگ روم کی کرسیوں سے اٹھہ اور جوتے کی ایڑیاں نہ ٹوٹیں ' اور نہ یہ بچوں کا علاج کرنے دیں یا نہ وہ ضائع ہونے سے بچ جائیں -

جو مہذب اور فرنگی مآب پیرایہ تہذیب اس عورت پن نے خونریز حملوں سے اپنے گھر ' اپنے لباس ' اور اپنے سامان کی حفاظت نہ کر سکیں ' انکے لیے یہ بحث چنداں ضروری نہیں ہے کہ عورتوں کو انگریزی پڑھائی جاے یا نہ پڑھائی جاے !

اصل یہ ہے کہ ابتدا سے ہماری تعلیم کی بنیاد ہی ٹیڑھی پڑتی ہے اور اسی میں اب عورتوں کو بھی گرفتار کرنا چاہتے ہیں - محض یونیورسٹی کی تعلیم تربیت نفس و جسم کیلیے بیکار ہے ' اور تہذیب و شائستگی دیکھنا اور محض تقلید کے ایک بھیمی ولولہ سے حاصل نہیں ہوسکتی - میرا رونا اخلاق اور مذہب کے بلند و اعلیٰ خصائل کیلیے نہیں ہے - میں تو تعلیم یافتہ لوگوں کو تہذیب و شائستگی کی چھوٹی چھوٹی باتوں سے بھی عاری پاتا ہوں - اگر ادنیٰ مادۂ بار انگریزوں کی تقلید ہے تو خدا کیلیے پوری اور کامل تقلید کریں - ایک شخص نہایت قیمتی انگریزی لباس سے ملبوس ہے ' چھری اور کانٹے سے کھانے کا شائق ' لیکن کھانے کے ضروری آداب و تہذیب سے اسدرجہ عاری کہ میز پر کے دوسرے لوگوں کو اسکی وجہ سے شرمندہ ہونا پڑتا ہے - گھر میں جائیے تو ایک گوشہ بھی صاف بیٹھنے کیلیے میسر نہیں - جب حالت یہ ہے تو پھر انگریزی تقلید کو کیا کہیے اور اس سے حاصل کیا ؟

اب اسکا علاج ایک ہی ہے ' یعنے ملک کو تہذیب معاشرت اور حفظان صحت کی خاصۃ تعلیم دیدا ' اور علی الخصوص عورتوں کی تعلیم و مطالعہ کیلیے اس قسم کی کتابوں کا مرتب کرنا -

شئون عثمانیه

نمام ملک کو شکر گذار هونا چاهیے سرکار عالیهٔ بهوپال ادامها الله بالعزز الاقبال کا ' جنهوں نے " تندرستي " نامي کتاب اسي مقصد کو پیش نظر رکهکر مرتب فرمائي ' اور گو اس موضوع پر اردو میں پہلے بهي بعض رسائل لکهے گئے هیں ' مگر جن مستند ذرائع ' کامل مطالب ' بهتر ترتیب ' اور عمده زبان وعبارت میں یه کتاب مرتب هوئي هے ' اسکے لحاظ سے بلا شبه اردو میں اولین کتاب هے -

کتاب تین بابوں میں منقسم هے - پهلا باب حفظان صحت کي ضروري هدایات پر مشتمل هے ' اور مختلف سرخیوں کے نیچے ضروریات سته ' اور مکان ' لباس ' غسل و حمام ' ورزش ' استراحت وغیره کے متعلق تمام ضروري معلومات جمع کي هیں -

دوسرا باب متعدي امراض اور انکے حفظ و دفع کے متعلق هے - اسمیں طاعون ' هیضه ' چیچک ' بیچش ' وغیره کو علحده علحده بیان کیا گیا هے -

تیسرا باب تیمار داري کے عنوان سے هے اور دراصل کتاب کا اهم حصه یهي هے - اسمیں متعدد عنوانات هیں " اور هر عنوان کامل غور و فکر کے بعد لکهاگیا هے - مریض کا نمره ' دوائیں ' لباس ' صفائي ' غسل ' ٹکور ' پلٹس ' پلستر ' جونکیں لگانا ' فصد ' مسهل ' مالش ' غذا ' بعض انگریزي غذاوں کي ترکیب ' ٹس انجکشن کا طریقه ' غرضکه تمام ضروري امور به تفصیل تمام بیان کیےگئے هیں -

اس قسم کي کتابوں کیلیے جسکا مقصد عام مطالعه هو ' سب سے بڑا مسئله زبان اور طرز عبارت کا هوتا هے - طبي مسائل میں بعض مطالب پیچیده هوتے هیں ' اور جب تک انکو اسطرح نه بیان کیا جاے که بغیر کسي مدد کے خود بخود قاري سمجهه لے ' اس وقت تک کتاب کا نفع کامل و عام نهیں هوسکتا -

" تندرستي " اس اعتبار سے ایک عمده نمونه هے - اسکي عبارت نهایت سلیس اور صاف هے - عربي و انگریزي الفاظ سے معرا هے ' اور سهل و زود فهم طریق تفهیم و درس مطالب کیلیے ایک مثال سمجهي جا سکتي هے -

ضرور تها که انگریزي اسماء و اصطلاحات طبیه آئیں - بعض انگریزي غذاؤں اور دواؤں کا ذکر کرنا بهي ناگزیر تها ' مگر اسکے لیے تمام کتاب میں یه التزام کیا گیا هے که هر انگریزي لفظ کا ترجمه متن یا حاشیه میں دیدیا هے ' اور اگر نام و اصطلاحات هیں تو انهیں انگریزي حروف میں بهي لکهدیا هے تاکه صحیح تلفظ کے ساتهه بولی جائیں ' اور بروقت و اشیا کے حصول میں غلط تلفظ سے اشتباه نه پیدا هوجاے -

یه کتاب دفتر " ظل السلطان " بهوپال کو دیدي گئي هے تاکه اسکي قیمت سے تعلیم ذاکثري کے وظائف دیے جائیں اور یه نفع مزید هے - قیمت مجلد کي ۱۳ - آنه ورنه ۸ - آنه هے - هر اس شخص کا جو اردو زبان میں لکهي هوئي عبارت پڑهه لے سکتا هے ' فرض هے که اس کتاب کو منگوائے ' پڑهے ' اور اپنے گهر میں رکهے - علی الخصوص لڑکیوں کے لیے تو اسکا درس و مطالعه مثل فرائض دینیه و شرعیه کے هے : یا ایها الذین آمنوا ! قوا انفسکم و اهلیکم نارا !!

حکومة حالیهٔ آستانه

(از مراسله نگار المرد در آستانه)

آجکل یهاں کي پبلک اور سیاسي حلقوں میں اس گفتگو کے علاوه اور کوئي تذکره نهیں ' جسکا محور دول یورپ کے دو مجموعوں یعني انگلستان ' روس اور فرانس ' اور جرمني ' اطالیا ' اور آسٹریا کي باهمي منافست و رقابت ' اور جدید ایسے امور کے متعلق مباحثه و گفتگو هے جسکا عکس آپکو یورپ اور یهاں کے اخبارات کے آئینه میں نظر آتا هوگا -

جرمني کے اخبارات کي طرف توجه کیجیے تو وه نه نهه رهے هیں که " عثماني تخت پر انگریزوں کا اسقدر توجه کرنا ایسی بات نهیں جس پر سکوت مناسب هو - آرمسٹرونگ کے کارخانے کے ساتهه دولت عثمانیه کے معاهدے کے آستانه سے تندرگاه اور اسلي بحري تجارت کو خاص طور پر انگریزوں کے هاتهه میں دیدیا هے ' آستانه میں انگریزوں کي بحري تجارت تمام دوسري قوموں کي بحري تجارت پر فائق و غالب هے - ایسي حالت میں بحري معاملات میں انگریزي اثر ' اور وه تمام معاملات ' جنکا تعلق عثماني تخت سے هے ' ایک جوش و هنگامه بپا کیے بغیر نهیں گزر سکتے "

ایک طرف تو جرمن اخبارات یه کهتے هیں ' دوسري طرف معاهمت نلاثی کے سفراء وزیر اعظم کے پاس آئے هیں ' اور سرکاري طور پر دریافت کرتے هیں که " یه جرمن جنرل ' جسکو اول عثماني ارمي کورپي کمان دیگئي هے ' اسکا پوزیشن کیا هوگا ؟ فرانین استثنائي اور قلعوں پر ' اور بالآخر خود قسطنطنیه کے استقلال پر ' اسکا اختیار کهاں تک هوگا ؟ "

باب عالي ان دونوں فریق کے مصالح میں توفیق و جمع کي کوشش کر رها هے - حق سبحانه و تعالی ارباب حکومت کو اس شے کي توفیق دے ' جسمیں خلافت اسلامیه کي بهبودي هو -

لیکن اس جرمن جنگی مشن کے واسطے سے لوگوں میں یه خبر گرم هے که عثماني فوج میں جرمن افسروں کي تعداد بتدریج ۴ سو تک پهنچ جائیگي - غالباً اس مشن کو یه اطلاع جرمن ذرائع سے ملي هوگي -

(خاوید تک اور معرر رایت کی گفتگو)

اخبار رایت (برلن) کا آنکر خاوید تک سے برلن میں ملا تها - خاوید تک نے اس سے کها که " جرمن مشرقي بنک اور فرانسیسی و کلا میں عراق اور ماتین النهرین کي ریلوے لائن کے متعلق گفتگو هو رهي هے - اگر ان مفاوضات کي رفتار عمده رهي ' تب بهي ایک ماه سے پهلے ختم نه هونگے - غالباً فرانسیسوں کو دیار بکر میں ریلوے کے امتیاز (لائسنس) کے علاوه ارمنه میں بهي ریلوے لائن کا امتیاز ملیگا " اسکے بعد خاوید بک نے اپني گفتگو کا رخ عراق کي رایت انگریزي و عثماني اتفاق کي طرف پهیر کے کها :

" هاں انگریز نہر دجلہ میں کچھہ جہاز چلائینگے' جسکے سرمایہ میں انکے سرمایہ داروں کا حصہ پچاس فیصدي هوگا - عثمانیوں کا حصہ بیس فیصدي هوگا - باقي بیس فیصدي جرمني کا حصہ هوگا -

یہ صحیح نہیں کہ شام' عراق ' اور عرب میں مئي کے نیل کے تمام چشموں کا امتیاز انگریزوں نے لیلیا ھے' کیونکہ دولت عثمانیہ نے صرف انهي چشموں کا ٹھیکا دیا ھے' جو بغداد میں جرمن مشرقی سلک کے جوار میں واقع هیں - دولت عثمانیہ اس امر سے بہت بچتي ھے کہ وہ یکایک کوئي بہت بڑا امتیاز کسي سلطنت کو دیدے" اسکے بعد انہوں نے عام قرضوں کے ریاستہاے بلقان پر تقسیم کرنے کا ذکر کیا اور کہا :

" یہ صحیح نہیں کہ تمام قرضوں کا انداہ ۵۰ کرور هراھے اسکي صحیح مقدار پیرس کي مالي کانفرنس کے بعد معلوم هوگي - ریاستہاے بلقان پر تقسیم قرض کے متعلق جو خبریں شائع هوئي هیں وہ في الجملہ صحیح هیں - یونان ان شہروں کے بار میں سے ۶۰ فیصدي لیگا جو اس نے هم سے لیے هیں - بلغاریا ۱۸ فیصدي ' سرویا ۱۷ فیصدي ' البانیا ساڑھے چار فیصدي' اور جبل اسود ۱ فیصدي لیگا - "

(جـدیـــد قـــرض)

جنگ طرابلس سے پہلے اسوقت تک دولت عثمانیہ نے جسقدر قرض لیے هیں ' انکي مجموعي تعداد ۲ کرور ۸۰ لاکھہ ۳۰ هزار پونڈ ھے - اکتوبر سنہ ۱۹۱۳ ع کو عثمانی خزانہ سے مالي مصارف کے لیے جسقدر رقم مطلوب تھي ' اسکي تعداد ۲ کرور ۴۹ لاکھہ ۶۰ هزار پونڈ تھي - کیونکہ جن قرضوں کے وعدے پورے هوچکے هیں اور روپے دیے جا چکے هیں' انکي تعداد نچھہ ارب پر نبن ملین پونڈ ھے -

فقط ان دو آخري سالوں میں دولت عثمانیہ نے ۳۳ قرض لیے - ان ۳۳ قرضوں میں سے ۶ قرض اس نے محکمہ قرض عام سے لیے ' جنکي مقدار ۳ لاکھہ ۳۰ هزار پونڈ ھے - اس میں ۳۰ هزار پونڈ تو دیے جا چکے هیں اور مابقي اس قرض میں سے دبا جائیگا جو سب سے پہلے دولت عثمانیہ کو ملیگا -

۵۸ لاکھہ پونڈ دولت عثمانیہ نے عثماني بنک سے لیے هیں جنمیں سے ۷ لاکھہ ۳۰ هزار تو ادا هوگئے هیں ' اور باقی ابھي واجب الاداء هیں - عثمانی بنک نے بعض قرض بحساب ۷ فیصدي هیں بعض بحساب نو فیصدی -

محکمہ مداہ هائے رشتي دولت عثمانیہ نے اپنے قرضوں کی کي چاهد تھا جسکی مقدار ۴۰۶۹ و ۱۵۳ پونڈ تھي - مگر اپریل میں دولت عثمانیہ نے اس سے تجدید امتیاز کے مقابلہ میں بحساب ۷ فیصدي ۵ لاکھہ پونڈ اور قرض لے لیا -

مارچ سنہ ۱۹۱۳ ع میں دولت عثمانیہ نے مشرقي عثمانی بنک سے بحساب ساڑھے چھہ فیصدي ۲۹ لاکھہ ۳۰ هزار پونڈ قرض لیے ' جسمیں سے ۸۰ هزار ادا هوگئے هیں باقي ابھی واجب الاداء هیں

وسط سنہ ۱۹۰۱ ع میں عثماني اهلي بنک سے دولت عثمانیہ نے ۲۰ لاکھہ ۵۰ هزار پونڈ جنگي جہازوں کي قیمت دینے کے لیے قرض لیے تھي ' جنمیں سے ۶ لاکھہ ۹۶ هزار دیچکي اور باقي ابھي دینا ھے -

اسکے بعد پھر فروري سنہ ۱۹۰۲ ع میں اس بنک اور سلانیک کے بنک سے ایک ساتھہ ۱۶ لاکھہ ۵۰ هزار پونڈ بحساب ۹ فیصدي

بریدِ فرنگ

جـــدیـــد سرویا

(ٹائمز ۱۹ دسمبر)

تمام سرزي امن و سکون کے لیے جیم رهے هیں ' کیونکہ سرویا کی مسلسل فتوحات کے نتائج سے انکی قلمرو دو چند هو دیا ھے - اب سرویوں کو جس شے کی ضرورت ھے وہ امن و سکون ھے جس کی وجہ سے وہ نو الحاق ممالک کو اپنے اندر جذب کر سکیں -

سرویوں کو یقین ھے کہ اگر مقدونیہ اور ایڈرنہ صوبہ اسطرح رهنے دیا جاے کہ کوئي انکا مدافع و حریف نہ هو تو ۱۰ تا ۱۵ سال میں تمام مقدونیہ والے بخوشي سرزي هو جائینگے - وہ مقدونیہ کے بلغاري عنصر کو اصلي بلغاري نہیں بلکہ " بلغاري ساختہ مقدوني " خیال کرتے هیں - انکا دعوی ھے کہ گذشتہ ۴۰ سال میں بلغاري مبلغین اپنے حریف یعني غیر بلغاري مبلغین سے زیادہ سرگرم اور زیادہ کامیاب رہے هیں -

گذشتہ جاڑے میں مقدونیہ والوں کو اپني حکومت کے انتخاب کا اسطرح اختیار تھا ' جسطرح کہ انگریزوں کو اسطرف بعض مسلمان طبع کی وجہ سے اپنی سیاسي جماعت کے انتخاب کرنے کا اختیار هوتا ھے - ظاهر ھے کہ انکے ایسے مادي صوبہ معہد هوگا کہ وہ سرزی حکومت اختیار کرلیں اور انتظامی عہدے تمام اپنی سانھہ هي لاویں ' لیکن سانھہ هي یاد رکھنا چاهیے کہ حکومت سرویا یونانی سلطنت کے استحصال سے معمور کرنے کے لیے کچھہ زیادہ بے چین نہیں ھے -

ضروري سکون کی راہ میں اصلي پتھر وہ بلغاري جرگے هیں ' جنکي یورشوں مقدونیہ میں البانیا اور السنٹ کی راہ سے هوتی رهتي هیں ' انکے متعلق یہ کہا جاتا ھے کہ دوسري جنگ کے زمانے میں بکثرت بلغاري بھاگنے والوں نے وهاں پناہ لي ' اور اب بھي بلغاریہ سے روزانہ ڈیپوٹیشن اور تار بست کي راہ سے آرهے هیں - سرزي حکومت اپنے اس ارادے کو پوشیدہ نہیں رکھتی کہ وہ ان کے سانھہ

(بقیہ پر قائم ہے)

فرض لیے' جسمیں سے صرف ۸۰ هزار پونڈ ابھي واپس دیے هیں -

ربجي لي کمپني سے دولت عثمانیہ نے ۱۷ لاکھہ پونڈ قرض لیے هیں جنمیں سے صرف ۸۰ هزار ادا کیے هیں -

فرانسیسی بنک سے ۱۱ لاکھہ ۹۰ هزار بحساب ۶ فیصدي اور ۴ لاکھہ ۲۸ هزار بحساب ۷ فیصدي قرض لیے هیں' اور سب ابھي واجب الاداء هیں -

سوسیتہ ناسیونال اور انڈر برہج کمپني کے علاوہ اپنے واجب الاداء قرض کے ۷۵ لاکھہ کے عثماني پرامیسري نوٹ بھي لیے هیں -

قرضوں کي ان هولناک فہرست کو پڑھو' اور انکے سانھہ ان قرضوں کو ملاؤ جو جنگ طرابلس کے آغاز سے پہلے لیے گئے تھے' اور پھر سوچو کہ اگر بلاد عثمانیہ میں کہیں وہ مدنی و عمراني ترقي نظر نہیں آتي جو فرانس اور انگلستان میں نظر آتي ھے' تو اسکے لیے دولت عثمانیہ کس درجہ معذور بھی ھے - اور جنگوں کي وجہ سے جو فقر مالی چھا گیا ھے' وہ کس درجہ لاعلاج ھے ؟

ڈاکوؤں کا سا برتاؤ کریگي ' اور اسلیے جہاں کہیں گرفتار کریگي ' بغیر تحقیقات کے پھانسي دیدیگي - کیونکہ مقدونیہ کو اب با قاعدہ عاریگروں کی شکارگاہ نہ رہنا چاہیے -

جدید نئي سڑکیں ابھی بني ہیں اور ریلوے کا جال ' فوجوں کے بے امن و سکون رفبوں کے اندر جلد پہنچنے اور ملک کي تجارتي ترقي میں مدد دیگا - جب نئي یوناني ریلوے تیار ہو جائیگي تو سرویا کو ادریاٹک اور نیز ایجین تک رسائي حاصل ہو جائیگي ' اور ڈینوب پر ایک پل جو سرویي اور یوناني ریلوے لائنوں کو ملادیگا ' رومانیي تجارت کے بھار کو سرویي نہر میں لے آئیگا - اس سے سر سبزي کا ایک ایسا دور شروع ہوجائیگا جو "بلغاري ساختہ" یا مسلمان اہل مقدونیہ کي بلغاري یا ترکي حکومت کي خون شدہ امیدوں کے افسوس کو زائل کردیگا -

اسوقت بلغاریا شکستہ اور قریباً بے بس ہے ' اور اگر وہي اکیلي یہ چاہتي ہوتي کہ یہ تصفیہ آخري نہ ہو تو سرویا کے متعلق خیال کیا جاسکتا تھا کہ وہ غیر متعین زمانے تک امن و امان میں رہسکتي ہے ' کیونکہ اس باب میں رومانیا اور یونان کے مصالح بعینہ وہي ہیں جو سرویا کے ہیں -

مگر بد قسمتي سے یہاں یقین کیا جاتا ہے کہ دول عظمي میں ایک طاقت یعني آسٹریا نہیں چاہتي کہ بلقان کي موجودہ حالت استوار و مستحکم ہو - گذشتہ زمانہ میں آسٹریا سرویا کي راہ میں بارہا مشکلات پیدا کرچکی ہے ' اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس پالیسي کو جاري رکھنا بلکہ اس پر زور دینا چاہتي ہے - یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ رائنا میں ایم - پیچش کي سفارت کا کوئي نتیجہ نہیں نکلا ' اور آسٹریا ملي ہوئي ہے کہ وہ اپني جنوبي سرحد پر ایک خوش ساخت اور قوي تر سرویا کي ہمسایگي کو روا نہیں -

بلیک درنگ کے جن مقامات پر سرویا نے قبضہ کرلیا تھا ' ان کي واپسي کے متعلق اعلان آخر بن (الٹیمیٹم) ابھي تک بلغراد کے روس سیاست کے کانوں میں گونج رہا ہے ' اور انہیں یقین ہے کہ البانیا کے لیے آسٹریا نے رائفلیں اور روپیہ بہم پہنچایا ہے ' اور نہ صرف کے ایجینٹ نے سرویي اور جبلي فلمروں میں بوسنیا کي تحریک کي ہے -

بلغراد سے سیر پار جانے والے مسافروں کے متعلق ابھي تک یہ فرض کیا جاتا ہے کہ انہیں ہیضہ کي ہوا لگي ہے اور اسلیے وہ روکے جاتے ہیں اور تکلیف دہ تکلفات انکے ساتھ دیے جاتے ہیں حالانکہ اب عملاً بیماري کا استیصال ہوگیا ہے -

آسٹریا کا یہ دعوی ہے کہ اسے سالونیکا اپنے مال کے لیجانے کے ایک مخصوص تعرف (فہرست اشیا مع محصول در آمد یا برآمد) ملنا چاہیے اور غالباً سرویي حکومت اسکو منظور کرلیگي - لیکن اگر آسٹریا نے سرویي قلمرو میں رومن کیتھولک البانیوں کي حفاظت کا دعوی پیش کیا تو غالباً وہ نہایت سختي کے ساتھہ نامنظور کیا جائیگا اور بہت ممکن ہے کہ پیچیدگیاں پیدا ہوجائیں -

(مراسلہ نگار خصوصي)

الهـــلال کـي ایجنسي

ہندوستان کے تمام اردو ' بنگلہ ' گجراتي ' اور مرہٹي ہفتہ وار رسالوں میں الهـــلال پہلا رسالہ ہے ' جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے روزانہ اخبارات کي طرح بکثرت مشرق و روخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشي ہیں تو ایجنسي کي درخواست بھیجیے -

رئیس مجلس آل انڈیا مسلم لیگ کي افتتاحي تقریر

(۲)

(شان و اقتدار)

دوسرے پامال شدہ لفظ "شان و اقتدار" کے بارے میں بحث کرنے میں میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا - گذشتہ ایام میں اس لفظ کے استعمال پر کام لینے کي وجہ سے عمدہ محسوسات کي کس قدر قرباني ہوئي ہے ؟ حتی کہ مسٹر مایسنگر بھي اس پامال شدہ لفظ سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے - چنانچہ انہوں نے مندرجۂ ذیل دو معنی الفاظ میں اس مضمون پر مجلس عامۂ انگلستان میں بحث فرمائي ہے :

" لاریب ایک وقت ایسا تھا کہ اس امر پر غور کرنا اس مجلس کا نہایت ہي اہم فرض تھا کہ ہندوستان میں اپنا اقتدار قائم رکھنے کے لحاظ سے گورنمنٹ کي کارروائی حد سے تجاوز نہ کر جاے - شان قائم رکھنے کے خیال سے جو سلطنت کي جاتي ہے اس کي انتہائي درجہ میں یہ حالت ہوتي ہے کہ جو لوگ حکومت کرتے ہیں وہ صرف اپنے بالا افسروں کے روبرو مسئول ہوتے ہیں ' اور بہ طور استحقاق کسي محکوم کو یہ دعوی نہیں رہتا کہ کسي حاکم کے افعال کے خلاف داد خواہ ہو - مثلاً اگر حاکم قوم میں سے کوئي فرد کسي محکوم پر ظلم کرے تو کوئي سوال اس قسم کا پیدا نہ ہوگا کہ اُس ظلم کي داد خواہي کے لیے حاکم مستوجب سزا ٹھہرے - قابل غور امر صرف یہي رہیگا کہ آیا ظالم کو سزادینے اور اس طرح سے حاکم جماعت میں کوئي نقص قبول کرنے سے سان کو زیادہ نقصان پہونچتا ہے - یا اسے سزا نہ دینے سے اور محکوم جس پناہ کا مستحق ہے - اور جو ایک کارگر حکومت کے لیے ضروري ہے اس سے غافل رہنے سے پہنچتا ہے -

میں نہ نہیں سمجھتا کہ اس طرح کي حکومت ہندوستان میں جاري کي گئي - اسلیے کہ برطانیہ کي خلق ' برطانیہ کي عمومي رائے اور برطانوي پارلمنٹ نے اس کي مضرت کو دور رکھا - خطر جس قسم کا اطمینان حکومت ہندوستان پر تھا - اس کا قائم مقام وہ اطمینان ہوتا جاتا تھا - جو ہمارے بے لاگ انصاف اور قوت اور حق شناس حکومتي کارروائی پر ہوتا جاتا ہے - لیکن اب بھي مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سان حکومت کے بارے میں وافر معلومات نہیں جاے ہیں - آپ خواہ اسے ایک معقد ماحصل سے تعبیر کریں ' جو سلطنت برطانیہ اور ہندوستان کے تعلیم یافتہ افراد کے درمیان قائم ہے - نہیں ایسا نہ ہو کہ آپ میرے مفہوم کے سمجھنے میں غلطي کریں ' اور میرا روے سخن خاصتہً ان اصحاب کي طرف ہے جو میرے کلام پر اس جارحیت کے باہر نکلنے پر جیتي کریںگے ' افتدار سے میري مراد گورنمنٹ کا وہ اصول ہے جس کا میں ابھي ذکر کرچکا ہوں - جس سے سلب ذمہ داري اور عروز پیدا ہو' میں اس سے وہ ناموزي مراد نہیں لیتا جو مستحکم اور دیرپا سان حکومت کي وجہ سے حاصل ہوتي ہے ' اور جسکو کوئي گورنمنٹ نظر انداز نہیں کر سکتي -

یہ تقریر ہاؤس آف کامنس میں سنہ ۱۹۱۱ع میں کي گئي تھي لیکن اس کے دو سال بعد جب حضور وائسراے بہادر نے اپني سیاسي فائنلٹ سے مسجد کانپور کا معقول فیصلہ کرکے مسلمانوں کے زخمي محسوسات کو مرہم رکھي تو انہي کے ہموطنوں نے ان پر "مفسدہ سان" پر صرف شدید لگانے کا الزام عائد کیا -

حضور وایسراے پر جو نکتہ چیني هوني هے اس پر اس سے
فکر ننقید نہیں هوسکتي کہ اس قسم کي نکتہ چیني کرنے والے
مقتدر شان" کے ایسے آرزومند هیں کہ ان کا خیال هے کہ اسکي
مارت هندوستان میں "مس ماڈ ایلن" کے مجمع عام میں رقص
ے بھي منزلزل هو جائیگي -

(گولیاں چلانا)

اس دانشمندانہ تجویز کي تعمیل کي گئي جو حضور وایسراے
ے جب کہ وہ تشریف فرماے کانپور هوئے تھے پیش کي گئي تھي '
ور جس کي وجہ سے اس سوال کا تصفیہ هوا هے - اس بارہ میں
چھہ زیادہ عرض کرنا نہیں چاهتا ' بہر حال اس سوال کا ایک ایسا
پہلو هے جسپر کچھہ نہ کچھہ بحث کي ضرورت هے - اگر اس واقعہ کا
صرف مسجد کانپور هي سے تعلق هوتا تو میں اس کا ذکر بھي نہ
کرتا - مگر چونکہ اس کا آیندہ واقعات سے ایک گہرا تعلق هے اس لیے
میں اس کے بارہ میں کچھہ کہے بغیر بھي نہیں رہ سکتا -

میں آپ کي توجہ اس بات کي طرف منعطف کراتا هوں کہ موجودہ
قانون کے بعض حالتوں میں سرکاري افسروں کو رعایا پر فیر کرنیکے
فیاضانہ اختیارات دے رکھے هیں ' اور گذشتہ چند سال میں کئي ایسے
واقعہ هوچکے هیں کہ اس اختیار کے استعمال کا نتیجہ نقصان جان
کي صورت میں نمودار هوا هے - اس بات کے تسلیم کرنے میں تامل
نہیں هونا چاهیے کہ امن و امان قائم کرنے کي غرض سے بعض
حالتوں میں افسروں کو پرجوش مجمعوں پر فیر کرنے کا اختیار رهنا
چاهیے - لیکن اس کے ساتھہ هي جب نقصان جان کا سوال هے تو
سخت سے سخت احتیاطي تدابیر بھي لازمي هیں - یقیناً کوئي
معمولي حالت عام رعایا کے خلاف یاد رکھنا چاهیے کہ هندوستانیوں
کا خواہ کتنا هي مجمع هو وہ غیر مسلح هوتا هے ' اور حقیقہ اس
میں پولیس یا دوسرے لوگوں کو نقصان پہنچانے کي انتہائي محدود
قابلیت هوتي هے - اب یہ بات موراً مان لینے پڑیگي کہ یہ اختیار
صرف ایسے موقعوں کے لیے مخصوص هونا چاهئے کہ جہاں مجمع
کو منتشر کرنے یا قابو میں لانے کي انتہائي کوششیں ناکام ثابت
هوچکي هوں - اس مسئلہ پر بہت کچھہ اختلاف رائے هوگا - اس لیے
فیر کا حکم دینے والے افسر اور عام رعایا کے فایدہ کے لیے مبرري
رائے میں کسي ایسي شرط کا اضافہ ضروري هے جس سے بادني
طور پر صحیح واقعات کي تحقیقات کي جاسکے ' اس لیے میں اس
بات پر زور دیتا هوں کہ گورنمنٹ هند ایک مستقل حکم جاري
کردے کہ مناسب عرصہ کے اندر ایک آزاد تحقیقاتی
کمیشن معاملہ کي تفتیش کے لیے مقرر کیا جائیگا جس میں
هندوستاني عنصر بھي کافي طور پر موجود هوگا - اس کمیشن کو
اختیار هوگا کہ شہادت لے اور ان وجوہ کي بابت رپورٹ کرے جنکي
بنا پر فیر کرنے کا حکم دیا گیا - صرف یہي بات کہ هر ایسے موقع پر
جہاں آتشباري سے کام لیا جائے ایک تحقیقاتي کمیشن مقرر کیا
جائیگا ان افسروں پر امتدعي اثر ڈالیگا جن پر قانوناً نقصان جان
کي ذمہ واري عاید هوتي هوگي ' اور عام پبلک میں یہ اعتماد پیدا
هوجائیگا کہ ایسے اختیارات کے استعمال کے بعد آزادانہ تحقیقاتي
کمیشن کے ذریعہ تحقیقات هوگي - اس لیے حکام اور رعایا دونوں کے
فایدہ کي غرض سے اس قاعدہ کا جاري هونا ضروري هے - ایسي
تحقیقات حکام کو سخت مخالفانہ نکتہ چیني سے بچائے گي جس
کے هدف ملامت وہ نقصان جان کي صورت میں ضرور هونگے -
برطانیہ عظمیٰ میں جمهوري اصول کي زیادہ تسرقي کے باعث
ملکہ کے پرسخت پابندیاں عاید هیں - پچھلے دنوں ڈبلن میں
جو فسادات هوئے ان میں پولیس کے کئي شخصوں کو ایسا سخت

صدمہ پہنچا کہ هسپتال جانے پر مجبور هوئے - یہاں یہ بات قابل
لحاظ هے کہ عام برطانوي هندي فارن اسلحہ کي سخت پابندیوں
میں جکڑے هوئے نہیں هیں ' اور برطانوي مجمعوں میں بہت سے
آدمیوں کے پاس هتھیار هوا کرتے هیں - لیکن تاهم میرا سي وقت کیا
جاتا هے جبکہ دوسري تمام تدابیر بیکار ثابت هوچکتي هیں - رٹوٹر
کے تاروں میں سے حسب ذیل اقتباسات صاف ظاهر کردینگے کہ جب
برطانیہ کلاں میں یہاں سے بھي زیادہ نازک حالت هوجاتي هے تو
کیا هوتا هے ؟

" لندن ۳۱ - اگست - کل سب تو جو فساد هوا ' اس میں
دو سو شہري اور نیس پولیس والے زخمي هوئے - ایک هسپتال
میں مرچکا هے -

" لندن یکم ستمبر - کل ڈبلن میں فساد جاري رها اور دو سو
مجروح هسپتال میں پڑے هیں - بیان کیا جاتا هے کہ پولیس کے
حملہ کے وقت جو لوگ کي گرفتاري کے موقع پر واقع هوا بہت
سے بوڑھے ' مرد ' عورتیں اور بچے جو گرجا سے واپس آرهے تھے پولیس
کے ڈنڈوں سے مضروب هوئے - لازم میرے اپنے اس ارادہ کا اعلان کیا
هے کہ وہ پولیس کے چال چلن کي تحقیقات کي تحریک کرینگے

" لندن ۲۲ - ستمبر - کل شام ڈبلن میں هڑتالیوں کے جلوس
کے سلسلہ میں سخت فساد هوا - مجمع نے حملہ کرکے ٹرام گاڑیوں
کو توڑ پھوڑ دیا ' اور پولیس سے خوب جم کر مقابلہ هونے لگا ' جس
میں ڈنڈے ' پتھر اور بوتلوں کا نہایت آزادي سے استعمال کیا گیا '
بہت سے فسادي هسپتال میں پہنچائے گئے ' اور کئي پولیس والے
زخمي هوئے هیں - "

یہ سب کچھہ هوا مگر مجمع پر کوئي فیر نہیں کیا گیا - لیکن
هندوستان میں حالت اس سے بالکل مختلف هے - ایک پرجوش
مجمع کے پاس ایٹموں اور لاٹھیوں کے سوا حملہ آوري کا اور
کوئي مہلک اسلحہ نہیں هوتا ' اور ویسے بھي عام طور پر هندوستان
کے آدمي امن و امان کي ضرورت کو خصوصیت سے سمجھنے
والے واقع هوئے هیں - ایسے ملک میں مجمع پر فیر کرکے کسي
کي جان لینا انگلستان کے مقابلہ میں نہایت هي سنگین
معاملہ هے - لہذا یہاں اتلاف جان کے معاملات میں آزادانہ تحقیقات
کے قاعدہ کا اجراء اور بھي ضروري هے - میں اهل برطانیہ اور گورنمنٹ
برطانیہ سے اعتماد پورے ساتھہ اپیل کرتا هوں کہ وہ اس مشورہ
پر جو میں نے هر ایک کے بھلے کے لیے دیا هے عمل کریں ' اور
میرے اعتماد کي خاص وجہ یہ هے کہ برطانوي پالیسي رجحان
همدردي انسانی کي طرف هے - گورنمنٹ نے حفاظت جان کي
بہترین تدابیر اختیار کرنے میں کبھي تامل نہیں کیا هے ' خواہ وہ
تدابیر کیسي غیر هر دلعزیز کیوں نہ هوں - قحط کے زمانہ میں قحط
زدوں کي جانیں بچانے کے لیے بڑے بڑے کیمپ قائم کرنے کي
سرکاري پالیسي احاطہ سایش سے بالا تر هے - گورنمنٹ نے باوجود
مخالفت کے ملک کے طول و عرض میں حفظ صحت کي تدابیر
نہایت سرگرمي سے جاري کي هیں ' اور ان کا مقصد بھي تدریجي
اور حفاظت جان هے - بلکہ جان کي حفاظت کے لیے گورنمنٹ نے
هندي رعایا کے مذهب ' حقوق اور آزادي میں مداخلت نہ کرنے کا
اصول بھي چھوڑ دیا هے - میرا مطلب رسم ستي کي ممانعت سے
هے ' حالانکہ ستي کي رسم بہت مقدس هے - مگر برٹش گورنمنٹ
نے لوگوں کي جان بچانے کے لیے اس قسم کي قرباني کے خلاف
قانون بنانے سے دریغ نہیں کیا - کیا ایسي گورنمنٹ سے یہ درخواست
کرنا کچھہ بہت زیادہ هے کہ وہ ان لوگوں کي جان بچانے کے
لیے کافي اور مناسب انتظام کرے ' جو کسي جوش انگیز وجہ سے

واہ رہ کیسي ہي خفیف ہو کہیں جمع ہوگئے ہوں ' اور منتشر ہے کے حکم کي نا فرماني سے مرتکب ہوئے ہوں ؟ جسکي وجہ ص اوقات صرف یہ ہوتي ہے کہ وہ منتشر ہونے پر راضي ہوںبلے باوجود بھي تعمیل حکم سے مجبور ہوتے ہیں - کیا یہ رخواست کچھہ بہت زیادہ ہے ؟ کہ ہر افسر خواہ وہ کتنا ہي ز ہو - اور گورنمنٹ کي ملازمت میں اسکي کتني ہي وقعت ہو - ہمیشہ اس علم کو اپني آنکھہ کے سامنے رکھے کہ ایسے معاملات میں علی حکام کي اندھا دھند تائید کے بجائے اُسے ایک آزاد عدالت ہ اطمینان کرنا پڑیگا کہ غیر مسلح آدمیوں کي جان لینے میں وہ نظر بر واقعات حق بجانب تھا - جیسا کہ میں نے پہلے جتا دیا ہے ' برطانوي حکومت کي نیک نامي اور ان افسروں کے فایدہ کے لیے جنپر فیر کا حکم دینے کي ذمہ داري قانوناً عاید ہے ' اور عوام الناس نی نفع رساني کي غرض سے وہ پابندي جو میں نے بتائي ہے عاید ہونے لازمی ہے - "

(هندوستان کے سول عہدہ دار)

کانپور کے واقعہ کے فیصلہ میں جو معیار حکمراني کا حضور لارڈ ہارڈنگ بہادر نے ہمارے سامنے پیش کیا ہے وہ وزیر هند لارڈ کریو کي تازہ ایجاد کي طرف ہماري توجہ مبذول کرتا ہے - میرا اشارہ انکي اس تجویز کي طرف ہے کہ تمام وہ نوجوان جو هندوستان کے سرکاري عہدوں پر ملازمت اختیار کریں اُن سے لارڈ ممدوح " رھایت ہال " میں ملاقات کرکے چند کلمات پند و نصیحت اُن کے گوشگذار کریں - میرا خیال یہ ہے کہ یہ موقع زیادہ فایدہ رساں شکل اختیار کرتا - اگر لارڈ ممدوح سول سروس کے ایوان میں داخل ہونے والوں کو دھلیزهي میں یہ حقیقت ذهن نشین نہ دیا کریں کہ وہ هندوستان میں حکومت کرنے کے لیے نہیں بلکہ خدمت کرنے کے لیے جاتے ہیں - آئي - سي - ایس کے جو تین حروف ان کے ساتھہ عمر بھر لگے رہیں گے - جسپر وہ جائز طور پر فخر کر سکتے ہیں وہ مخفف ہیں تین الفاظ کے جس کے معني ہیں " خادمان هند " اور جس میں کسي قسم کي حکومت کا شائبہ بھي نہیں پایا جاتا - اگر ممبران سول سروس هر وقت اسکو پیش نظر رکھیں کہ وہ خادمان هند ہیں اور خواہ عہدہ داري کے زمانہ میں خواہ ملازمت سے سبکدوش ہونیکے بعد هندوستان کے نمک خوار ہیں ' اور جیسا کہ مانٹیگو کے پارلیمنٹ میں ان دنوں کہا ہے انہیں اس ملک کي بہبودي کے لیے هندوستان کي رعایا کے ساتھہ شامل ہوکر کوشش کرني چاہیے - نہ صرف ایسے طریق سے جو ان کو بہتر معلوم ہوتے ہوں بلکہ ایسے طریق سے جو ان کي رعایا کي نظروں میں بھي انسب معلوم ہوں - اس صورت میں اس ملک کي حکمراني کا کام نہایت آسان ہو جائیگا ' اور هندوستان کي ترقي سرعت اور سکون سے ہوگي ' اور بے اطمینانی اور نفرتین اقوام کي بیخکني ہو جائیگي - سالہا سال کے عرصہ میں میں نے اپني زندگي کا معتدبہ حصہ علاقہ بمبئي کے رفاہ عام کے کاموں میں صرف کیا ہے ' متعدد سویلینوں سے ملاقات اور رفاقت کرنے کا موقع ملا ہے ' اور ان میں سے بہت سے میرے دوست ہیں - عام طور پر میں نے ان کي دیانتداري ' صداقت ' اعلی قابلیت اور فرایض کے انہماک کو قابل تسلیم پایا - آپا ان سے یہ امید رکھنا حد سے زیادہ ہوگا کہ وہ ان هندوستاني خادمان ملک کا زیادہ لحاظ رکھیں ' جو اپنا بہت سا وقت ملک کي خدمت گداري میں صرف کرتے ہیں ' اور جنکي اس خدمت گداري سے کوئي شخصي غرض نہیں ہے ' اور ان پر خود غرضي کي تہمت لگانے سے باز رہیں ' اور ان کي آراء کو وقعت کي نظر سے دیکھیں ' اور اس امر کے قبول کرنے پر آمادہ رہیں کہ ممکن ہے کہ مسئلہ زیر بحث کا دوسرا پہلو ایسا ہے کہ جسکي وجہ سے کوئي دوسرا طریقہ اختیار کرنے کي ضرورت ہو -

میں نہ سکا ہوں کہ سویلین جیسا کہ اُن کے نام سے ظاہر ہے خادمان هند ہیں - جس طرح کہ ہم اپنے وطن کے خادم ہیں - فرق صرف یہ ہے کہ ان کو ان کي خدمت کا معاوضہ ملتا ہے ' اور ہم ان لوگوں میں سے ہیں جو ملک کي خدمت کے لیے مامور تو ہیں ' مگر بےتنخواہ دار نہیں -

مجھے حیرت ہے کہ عالیدماغ اور وہ افراد جو اپني تجارت ' حرفت اور صنعت میں نہایت کامیابي کے ساتھہ مشغول ہیں - کثیر التعداد میں ایثار نفس کرکے اور سخت حوصلہ شکن موانع کا مقابلہ کرکے ملک کي خدمت گداري کے لیے آمادہ رہتے ہیں - کیا اس سے بڑھکر کوئي ثبوت ایسے لوگوں کي استوار حب الوطني کا مل سکتا ہے جو اپنے بے بہا وقت اور زر کو صرف کرکے حتی الامکان کوشش کرتے ہیں کہ هندوستان کي سلطنت باحسن وجوہ قایم رہے - میري رائے میں ایسے آدمیوں کا فرقہ سلطنت کے لیے قابل فخر نصاحت ہے ' اور اس فرقہ نے اپنے ذمہ بدات خود جو خدمت لے لي ہے اس کے لیے وہ ہر طرح سے مستحق حوصلہ افزائي ہے ' اگر ان کي ذات پر کسي قسم کا شبہ یا بے اعتمادي ظاہر کي جائیگي تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ حالت موجودہ میں مشکلات کا اضافہ ہوجائے گا -

(البقیة تتلي)

هندوستاني دوا خانه دهلي

جناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خان صاحب کي سرپرستي میں یوناني اور ویدک ادویہ کا جو مہتم بالشان دوا خانہ ہے وہ عمدگي ادویہ اور خوبي کار و بار کے امتیازات کے ساتھہ بہت مشہور ہوچکا ہے - صدہا دوائیں (جو مثل خانہ ساز ادویہ کے صحیح اجزاء سے بني ہوئي ہیں) حاذق الملک کے خاندانی مجربات (جو صرف اس کارخانہ سے مل سکتے ہیں) عالي شان کار و بار ' صفائي ' ستھرا پن ان تمام باتوں کو اگر آپ ملاحظہ کریں تو آپ کو اعتراف ہوگا کہ :

هندوستاني دوا خانہ تمام هندوستان میں ایک ہي کارخانہ ہے -

فہرست ادویہ مفت — (خط کا پتہ)

منیجر هندوستاني دوا خانہ - دهلي

اخبار نیر اعظم مراداباد بالکل مفت

طبع اشتہار میں خاص رعایت

ہم یقین نہیں کرتا جانتے کہ اخبار نیر اعظم جو ۳۹ سال سے شایع ہوتا ہے تبا ہے ' اور کیسا ہے صرف اسقدر تصدیعہ دیا جاتا ہے کہ آپ اک کارڈ لکھکر ابھي مفت نمونہ منگوالیجے اوسکے ساتھہ آپکو نیر اعظم بک ایجنسي مراداباد کي فہرست بھیجي جاویگي - اوس فہرست میں سے آپ صرف ۴ روپیہ کي کتابیں طلب فرمالیں - نیر اعظم جسکي سالانہ عام قیمت ۴ روپیہ ہے - ایک سال تک آپکي خدمت میں مفت روانہ ہوگا - اگر آپ کسي چیز کے موجد ہیں یا کسي سامان کے سوداگر ہیں ' اور کوئي اشتہار جو آجکل کے زمانہ میں ترقي روپہ ہے نیر اعظم میں دینا چاہتے ہیں ' تو اوسکے نرخنامہ اشتہارات میں جونہائي قیمت کي رعایت دیجاویگي - یہ تمام رعایتیں اور درخواستوں پر دیجاوینگي جو تکم جنوري سنہ ۱۹۱۴ ع - سے ۳۱ جنوري سنہ ۱۹۱۴ تک ڈاکخانہ میں ڈالي گئي ہوں - ممالک غیر کے واسطےاس رعایت کي مدت ۱۵ - فروري سنہ ۱۹۱۴ ع تک مقرر ہے -

المشتہر منیجر اخبار نیر اعظم مراد آباد

لاتهنوا ولاتحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد الکنیلی البی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۱۰ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۴ | کلکتہ : چہارشنبہ یکم ربیع الاول ۱۳۳۲ ہجری | ۴

Calcutta · Wednesday, January 28, 1914.

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7/1 Mcleod street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs.8

Half-yearly ,, ,, 1 4-2

الہلال

رسول و مجرد خصوصی
خطہ الکلام الحلوی

مقام اشاعت
۷/۱ میکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ
ٹیلیفون نمبر ۶۳۸
قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
شماری ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ٤ — کلکتہ : چہارشنبہ یکم ربیع الاول ۱۳۳۲ ہجری — نمبر ٤

Calcutta. Wednesday, January 28, 1914.

فہرس

الاسبوع ۱
شذرات (حادثۂ رمیدار پریس لاہور) ۲
مقالۂ افتتاحیہ (ندوۃ العلماء) ۵
مقالات (تاج انگلستان اور خریدۂ اسلام کا ایک گوہر) ۹
,, (مکتوب آستانہ) ۱۱
مطبوعات جدیدہ (افادہ) ۱۲
مراسلات (ندوہ اور قوم کی سرد مہری) ۱۳
,, (آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس) ۲۰
اقتراعیات عثمانیہ ۲۴
جزائر ملی پائن ۲۵
مذاکرۂ علمیہ (آثار عرب) ۲۷
پرید فرنگ ۱ سنہ ۱۹۱۳ - اور ہلال) ۲۹

تصاویر

سید جمال الدین - اسد آبادی ۶
شیخ محمد عبدہ - مصری ۷
بلقیس خانم ہوائی جہاز میں ۱۴
بلقیس خانم ہوائی جہاز کے لباس میں ۱۴
اقتراعیات عثمانیہ کی ایک جماعت ۱۵
جزائر ملی پائن کے باغات ۱۵
جزیرۂ مورو (ملی پائن) کا ایک مکان ۱۵
سید محمد وجیہہ افندی شیخ الاسلام جزائر ملی پائن ۱۹
سنہ ۱۹۱۳ع

الاسبوع

مسٹر گاندھی اور دونین گورنمنٹ کی مراسلت شائع ہو گئی ہے - ماحصل یہ ہے کہ مقاومت مجہول کمیشن کی رپورٹ تک ملتوی رہیگی - ماخودین جہور دب جائینگے - نہ ہندوستانیوں کی طرف سے تند سلوکی پر زور دیا جائیگا اور نہ گورنمنٹ اپنی صفائی کے گواہ پیش کریگی -
مسٹر گاندھی خود تو گواہی نہیں دینگے تاہم وہ سربمجیین کو مدد دینگے -

ڈبلو - جی - آر - مسٹر دنگ ایک مشہور کاشتکار بیشتر ہے - اس پر یقین کی ہندوستانیوں کی طرف سے رولم میں یہ دعوی دائر کیا گیا ہے کہ موجودہ اسٹرائک میں اس نے جسمانی نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا تھا - ملزم اقرار کرتا ہے کہ اس نے کیا تھا مگر اسکے بعد اتنا اور بھی اضافہ کرتا ہے کہ میں نے از راہ مدافعت کیا تھا ! سچ ہے - حکمراں قوم کے افراد کے حملے ہمیشہ مدافعت ہی کے لیے ہوتے ہیں !

روز انہ اخبارات میں آپ نے پڑھا ہوگا کہ مزدوری پیشہ جماعت کے لیڈروں میں مسٹر کرنسویل بھی گرفتار ہوے تھے - مسٹر کرنسویل نے ایک پمفلٹ شائع کیا تھا جسمیں انہوں نے اسٹرائک کرنے والوں کو ثبات و استقامت کی دعوت دی تھی - عدالت نے یہ تسلیم کیا کہ اس پمفلٹ کا مقصد اس سے زیادہ نہ تھا - مگر تاہم ہمہ انکو ایک ماہ قید محض کی سزا دیگئی !

جوہانسبرگ کے ایک تار سے معلوم ہوتا ہے موجودہ اسٹرائک سے فی ہفتہ ایک لاکھ پونڈ کا نقصان ہو رہا ہے - یہ نقصان فوجی قانون کے مصارف کے علاوہ ہے جسکی تعداد قریب لاکھ ہفتہ وار ہے -

آرکنی کے موجودہ افلاس مالی کی اصلی وجہ اقتصادی اصلاح ہے، مگر بد قسمتی سے وہ ہمیشہ اس سے غافل رہنے پر مجبور ہوے - لیکن اب معلوم ہوتا ہے وہ اس طرف

شذرات

اسلامیہ اسکول بریلی

اسلامیہ اسکول بریلی کی حالت چند در چند وجوہ سے زدبی ہو رہی تھی - سب سے پہلے اسکے مکان کا مسئلہ پیدا ہوگیا تھا، پھر اسکے افلاس مالی کی مصیبت بھی نہایت شدید تھی - پچھلے دنوں بعض احباب بریلی سے اسکے حالات ہمیں معلوم ہوے تھے اور ارادہ تھا کہ اسکی امداد کی اپیل میں لکھا جاے -

لیکن اب ایک خط سے کہ معلوم کرکے نہایت مسرت ہوئی کہ ہز ہائینس نواب صاحب رامپور نے اسکی حالت پر توجہ فرمائی اور دس ہزار روپیہ کے عطیہ سے مسلمانان بریلی کی تعلیم کو زندہ رکھا - فجزاھم اللہ عن الاسلام والمسلمین خیر الجزاء -

دولت و ریاست ایک سب سے بڑا عطیۂ الہی ہے بشرطیکہ وہ اسی کی راہ میں صرف ہو، اور اسکی راہ اسکے بندوں کی خدمت کی راہ میں پوشیدہ ہے - آج ملک میں کارہاے خیر کہ انقلبے دولت کی اپیل نہیں ہے لیکن ان دست ہاے قوم کی نمی ہے جو اسکا اصلی مصرف سمجھیں، اور اسکا صحیح استعمال کریں - ایسی حالت میں ہمارا فرض ہونا چاہیے کہ جب کہیں سے دولت کے صحیح استعمال، اور خدمت خلق اللہ کی سچی مثال کی صدا آے تو فوراً اسکا استقبال کریں، اور عزت و مدح کی وہ بڑی سے بڑی جگہہ دیں، جو اسکا اصلی حق ہے -

ہم تو بریلی کے اسکول کا حال معلوم ہے، نیز مسلمانان بریلی کی تعلیمی ضروریات کا - ہم سمجھتے ہیں کہ ہز ہائینس کا یہ عطیہ ایک نہایت قیمتی اور بروقت فیاضی ہے جسکے لیے قوم کو انکا شکر گذار ہونا چاہیے -

---

معذبہ ہے - ہمیں - عمر اسلامی دکانوں کے مالیکات کی جو تعریف شروع ہوئی تھی وہ ابھی جاری ہے - ۲۰ ماہ حال کے تار سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک دوسری حلوائی کی دکان کی تھرکیاں تور ڈالی گئیں، اور عمر مسلم دوستوں سے خرید کے والوں کو سخت ملامت کی گئی -

عثمانی نقوش میں جو اضافے ہوے ہیں، ایک حالات تو آپ پڑھچکے ہیں - اسکے جواب میں دوستوں نے بھی چند چہار حرف دینا چاہے تھے مگر اس حمال میں کامیابی نہیں ہوئی، لیکن اگر دوستی نقوش میں چہاروں کا اضافہ نہیں ہوسکا تو برباد کی کسنیوں کا اضافہ تو ہو گیا - ۲۳ کا تار ہے کہ کل سے ۶ تار پیہ کسنیاں دوبارہ روانہ ہو گئیں -

اسماعیل کمال نے ایک مقدم و مشہور قطعہ پر دار البقاء ہے - یہ ایسی کوششیں تھیں جنہوں نے دوسرے کو اپنے ارادے میں کامیاب کیا اور کو البانیا میں مسلمانوں کی آبادی ۵ فیصدی سے مگر نا اس ہمہ وہ ہلال کے سایہ سے محروم کیا گیا -

اسماعیل کی یہ اسلام سوز کوششیں صرف البانیا کا حکمراں بننے کے لیے تھیں - دوسرے نے چاہا تھا کہ وہ چند روز تک اپنی اس دیرینہ تمنا کا لطف اٹھالے لیکن حالات نے ساتھہ نہ دیا - ۲۳ کا تار ہے کہ اسماعیل نے البانیا کی صدارت سے استعفا دیدیا - کمیٹی نے وقتی نے دوسرا داخلیہ کو اپنی جگہ مقرر کیا ہے، اور اسکی اطلاع تار کے ذریعہ البانس اور یورپ میں دیدی ہے

اسی تاراج کے دوسرے تار سے معلوم ہوتا ہے کہ البانی جرگوں نے البرس اور البانیا کے ان دیہاتوں کو تاراج کرنا شروع کردیا ہے، جو یونان نے حالی کیے ہیں - کمیٹی مسلح پولیس کے ایک دستہ کو ان مقامات پر جانے کا حکم دیا ہے

حادثۂ وو زمینـــدار پریس " لاهـــور

شـکست صلـــح

وهـــم بـــدؤ کـــم اول مـــرة !

انعسو نهم و فالله اخوف ان تعسروه ان کنتم مومنین !

تاثیـر آه و ناله مسلـم ' ولے متـرس
مارا هنوز عربده باخویشتن بسے ست !

واقعۂ " زمیندار پریس " لاهور میں فی الحقیقت ارباب بصیرة لیلیے بہت سي عبرتیں پوشیدہ هیں جنهیں یکے بعد دیگرے بیان کرونگا ' مگر انکا بیان کرنا بعض لوگوں کیلیے کتنا هی موجب غیظ و غضب هو فی الحال بغیضم ' ان کا علم و ذات مقتدر (۳ : ۱۱۵) میں اُن لوگوں کو کبھی بھی اپنے سے خوش نہیں رکھہ سکتا جنکي نسبت میرے یقین هے که انکی خوشی خدا کي خوشي کے خلاف هے - پھر یه مغرور نادان لوگوں کیلیے کتنا هی موجب اپنے پیروؤں سے یقیناً زیادہ حکیم تھا جبکه اُس نے کہا که ایک نوکر دو آقاؤں کو خوش نہیں رکھسکتا - پس ایک راہ کا اختیار کرنا لابدی هے !

ولن ترضی عنك اليهود ولا النصاری حتی تتبع ملتهم ' قل ان هـدی الله هو الهدی ' ولئن اتبعت اهـواءهم بعد الذي جاءك من العلم ' مالك من الله من ولي ولا نصير (۲ : ۱۱۴)

اور تم سے یہود اور نصاری کبھي بھی خوش نہونگے جب تک که اُنکے ملت کا طریقه اختیار نه کرلو - پس اُن لوگوں سے کہدو که الله کی هدایت تو وهي هدایت هے جس پر هم چل رهے هیں - اور اگر تم نے بعد اسکے که تمهارے پاس علم صحیح موجود هے ' اُنکي خواهشوں کي پیروي کي تو پھر جان لو که تم کو الله کے عضب سے بچانے والا نه تو کوئي دوست هوگا اور نه کوئي مددگار !

سب سے پہلے تو میں اس واقعه کے اندر ایک عظیم الشان [illegible] کي بشارت دیکھتا هوں ' اور سچ یه هے که اُس حق [illegible] ابدال حق کیلیے مصلحت و حکمت سے خالي [illegible] جماعتوں کے حسن و عبرت اور جوش [illegible] جذب و نشو و نما مثل اُس پاني کے هے جو [illegible] جڑ پر ڈالا جاے - یه پاني جس [illegible] هے ' ٹھیک ٹھیک اُسی کے مطابق اُسکي [illegible]

[illegible] کے [illegible] [illegible] [illegible]

بنگالیوں کي تحریک جب شروع هوئي تو بهتر تها که تقسیم بنـگال کا اُسے بهانه نه دیا جاتا اور غیر مدبر لارڈ کرزن کي جگه مدبر و دانا لارڈ هارڈنگ کي پالیسي اختیار کي جاتي - لیکن ایسا نهیں کیا گیا - سختي اور قوة سے هر آواز کو بند کر دینا چاها ' اور قانون کے جا و بیجا استعمال کی غلط و نا کام قدرت نے به غلط مشوره دیا که درخت جڑ سے اکهاڑ کر پهینک دیا جاسکتا هے - پس اخبارات بند هوے ' پریس ضبط کیے گئے ' جلسوں کو روکا گیا ' شهر کے اندر انعقاد مجالس کا قانون نافذ کیا گیا ' اور هر مجسٹریت اور هر حاکم ضلع کو اپنے انتهائي اختیارات کي نمایش کیلیے چهوڑ دیا گیا -

لیکن اسکا کیا نتیجه نکلا ؟ اگر مقصد حاصل هو جانا تو یه اچها تها ' مگر کیا مقصد حاصل هوا؟ کیا پهوڑے کو دبا دینے کي کوشش سے یه نهیں هوا که جو ماده باهر نکلکر بهتا وه اندر هي اندر پکنے لگا ؟ مانا که پیشانی اور منهه بے داغ هوگیا ' مگر کپڑے کے اندر کي چهپي هوئی پیٹهه پهوڑوں سے بهر بهي توگئي ؟

وه آگ جو شکوه و شکایت کا دهواں بنکر دهیمي پڑجاتی ' جب دبا دي گئي تو گندهک کے آتش فشاں مادے کی طرح اندر هی اندر کهولنے لگي - پهر ایسا هوا که یکایک بهونچال آے ' اور زلزلوں نے دیواروں کو تڑوا دیا اور بنیادوں کو هلا هلا کر گرا دیا - آج دس برس سے حاکمت اور هشیاري اپني انتهائي قوتوں کو صرف کر رهي هے ' لیکن نه تو اُس اندروني آتش افشاني کا سراغ لگتا هے ' اور نه هی پوري ایسا میسر آتا هے جس سے پورے طور پر وه آگ بجهائي جاسکے - ملک کي تمام امن خواه عقول یکسر مضطرب اور عاجز هیں -

همـدرد و غمگسار پادشاه آیا ' مگـر افسوس که مـرض کے مهلک هو جانے کے بعد اُسکا علاج کیا گیا - تقسیم بنگال کی منسوخی گویا اُس آگ پر بعد از وقت پاني کا ڈالنا تها - مگر کل تک کے واقعات سے پوچها جاسکتا هے که وه بجهه گئي هے یا ابهي باقی هے ؟

کیونکه اگر آگ زمین کے اوپر هوگی تو بجهائي جا سکیگی ' پر اگر تم نے غلطي سے اُسے نیچے جانے دیا تو پهر وه چلی جائیگی ' اور نه تو تمهارا هاتهه وهاں تک پهنچ سکے گا که خاک ڈال سکو ' اور نه تم اُسے دیکهه سکوگے که اسپر پاني چهڑکو !

برخلاف اسکے موجوده اسلامي تحریک ایک پُر امن اور عافیت خواه حرکت تهي ' جو ابتدا میں تو عام مصالب اسلامیه کي وجه سے نمایاں هوئي ' اور پهر اندرون هند کے بعض حوادث کے متعلق قومي بیداري و اتحاد کي صورت میں ظاهر هونے لگي - چونکه اسکے کاموں کو بند کرنے کي کوشش نهیں کی گئی ' اور اُس طرح کي سختی اور تشدد کا سلوک ابتدا میں نهیں هوا جیسا که اس سے پہلے هوچکا هے - اسکا نتیجه یه نکلا که باوجود انتهاء جوش و خروش اور مذهبي درد و الم کے ' تمام هندوستان میں ایک واقعه بهي اب تـک ایسا نهیں هوا ' جسکي نسبت کها جاسکے که یه امن اور وفاداري حکومت کے منافي هے !

مثلاً هلال احمر کے جلسے هر جگه هوتے تهے ' اور لوگ هندوستان کے باهر کے اسلامي مصالب پر ماتم کرتے تهے - انهوں نے ماتم کیا ' رزولیوشن پاس کیے ' اور رو دهوکے متفـرق هوگئے - لیکن اگر حکومت کي طرف سے کهلي رکاوٹیں پیدا کي جاتیں ' جلسے روکے جاتے ' اخبارات کو بند کردیا جاتا ' تو دنیا دیکهه لیتي که کیا نتائج نکلتے ' اور یهي جوش جو صرف اجتماع و انعقاد مجالس کي صورت اختیار کرکے ختم هو جاتا تها ' کیسي خطرناک حالت پیدا کرلیتا ؟

کیونکه جوش خواه کسی قسم کا جوش هو ' لیکن دبانے سے پرورش پاتا ' اندر هی اندر کهولتا ' اور پهر کبهی نه کبهي پهوٹتا هے -

پس گورنمنٹ کیلیے بهترین حکمت عملی یهي تهی که وه اسلامي تحریک کے ساتهه تشدد اور رکاوٹ کي پالیسی کا نهیں بلکه تسامح اور قضاي کي دانشمندي کا سلوک کرتي - کیونکه نه تو اسمیں عهد وفاداري کي آمیزش هے اور نه بغاوت کا بیج - وه صرف اپني اصلاح کرنا چاهتي هے ' اور اپني حکومت کو ایک کانسٹي ٹیوشنل گورنمنٹ بدلن کرکے بعض حکام کی بیجا سختیوں کیلیے فریادي هے -

اسي کانپور کے واقعه کو دیکهو ! کیا وه بهتر تها جو سر جمیس مسٹن نے کیا ' یا وه ' جو لارڈ هارڈنگ نے ؟ پہلے نے بهڑکایا اور دوسرے کي دانشمندي نے بهڑکتے هوے کو یکایک بجها دیا -

اب هر طرف سکوت تها اور خاموشي ' لیکن زمیندار پریس کا واقعه وه نیا قدم هے جو خود گورنمنٹ پنجاب نے توڑا هے -

تاهم اس غفلت آباد حکومت میں ایک آنکهه هے جو تدبیر و دانش کي سچي روشني سے منور ' اور حکمت و عاقبت بیني کي بصیرت سے مجلی هے - وه ' جس نے دهلي میں زخم و خون کا جواب صبر و تحمل سے ' اور دشمني کے پیغام کو محبت کے جواب سے دیا - جو ۴ : - اگست کو کانپور آیا تاکه زندانیان بے جرمي کو امن کا پیغام سناے اور اس نے کها که میں پدرانه محبت کے لهجے میں تم سے کهتا اور تمهارے پائوں کي بیڑیاں کهولتا هوں -

وه کون ؟

دانشمند لارڈ هارڈنگ '

وقت هے که وه اپنے زمانهٔ حکومت کي سب سے آخري مگر حکومت کیلیے سب سے بڑي نیکي انجام دے -

لیکن اگر ایسا هو تو یه گورنمنٹ کیلیے عاقبت اور بهتري هوگی ' اور اُسکي خیر خواهي اگر منظور هو تو صرف اسي مشورے میں سچائی هے جو دیا جاتا هے - ورنه جیسا که لکهه چکا هوں ' موجوده تحریک کي علی الرغم حکومت پرورش کیلیے جو واقعات کا یه سلسله مهلک هونے کي جگهه یقیناً حیات بخش هے -

مجهے همیشه حیرت هـوتي هے که دنیا کے بعض مسلم اور معلوم حقائق کے اعلان و تذکره سے باوجود علم و واقفیت کے لوگ کیوں گهبراتے هیں ؟ وه جو سمجهه که میں کهه رها هوں یه بهي ایک ایسی هی تلخ مگر عبر منزلزل حقیقت هے - دنیا کي تمام قوموں کي تاریخوں کو پڑهو - یورپ کے متمدن ترین ممالـک کي گذشته چار پانچ صدیوں پر نظر ڈالو - اگر ان سب کے لیے وقت و مهلت کا عدد هو تو مشرق کے موجودي حوادث و تغیرات کو دیکهو ' کیا هر جگهه اور هر مرتبه ایسا هي نهیں هوا هے که زندگي کي گرمي کو بربادي کي آگ سمجهه کر جبر و تشدد کا پاني ڈالا گیا هے اور وهي پاني بدل کا سا اثر پیدا کر کے بجهانے کي جگهه اور مشتعل کرتا رها هے ؟ یه سچ هے که هوا چراغ کي لو تو بجها دیتي هے مگر کیا یه بهی سچ نهیں هے که انگیٹهي کے شعلوں کو بهڑکا بهي دیتي هے ؟

پهر وه لوگ جو یه سمجهه کرتے هیں جس سے بهـڑک پیدا هو ' گورنمنٹ کے خیرخواه هیں ' وه جو ایسا مشوره دیتے هیں جس سے شعله امروزي کي جگهه سکون و امن پیدا هو ؟ فاي فریق احق بالامن ان کنتم تعلمون ؟

مســاجد اسلاميــه و مجــالس سياسيــه

روزانه معاصر دهلي سے معلوم هوتا هے كه مساجد ميں انعقاد مجالس كا مسئله پهر چهڑ گيا هے -

شايد كوئي كميٹي قائم هوئي هے جسكا مقصد يه هے كه دهلي ميں ايك مسلم هال تعمير كيا جاے - يه مقصد بهت اچها هے اور هر جگه ايسا هي هونا چاهيے - ليكن ساتهه هي يه تو كچهه ضرور نهيں كه هر عمل صواب كے ساتهه ايك غلطي بهي ضرور كي جاے ؟

مسلم هال كي ضرورت كے اعلان كيليے جو اشتهار شائع هوا هے ' اسميں لكها هے كه چونكه مساجد ميں هر طرح كي سياسي و تعليمي مجلسيں منعقد نهيں هوسكتيں ' اور وهاں عبادت كے سوا اور كسي كام كي شرعاً اجازت نهيں ' اسليے مسلم هال بنانا چاهيے -

مسلم هال بنانے كي تجويز ايك صحيح تجويز هے ' مگر افسوس كه جو اسكي وجه بتلائي گئي هے وه غلط هے ' اور بغير اس غلطي كے بهي مسلم هال بن سكتا تها -

دهلي ميں مسلم هال اگر بن جاے تو اسكا نفع اُس نقصان عظيم كے مقابلے ميں بهت كم هوگا جو اس غلط فهمي كے خدا نخواسته قائم هوجانے سے مسلمانوں كو منصور هے -

مسلم هال اگر نهيں بنا تو جاے ديجيے ' مگر خدا كرے اسلامي تعليم و احكام كے متعلق غلط فهميان تو پيدا نه كيجيے -

ميں اس امر كي علت سمجهنے سے هميشه عاجز رهتا هوں كه جو لوگ مذهب اور مذهب كے احكام سے بے خبر هيں ' انكو دوسري ايسي شديد مجبوري پيش آتي هے كه مذهبي فتوا دين ؟

ميں نے اس مسئله پر الهلال ميں چار پانچ مقالات افتتاحيه مسلسل لكهے تهے مگر وه صرف تصر نعات فرانبه پر مبني تهے - آج پهر چند سطريں لكهونگا -

ان لوگوں كا بيان هے كه مساجد صرف عبادت الهي كيليے هيں - يه بالكل ٹهيك هے : ان المساجد لله - ليكن اس سے يه نتيجه كهاں نكلتا هے كه مساجد ميں اعراض صدقه و جمعه كيليے اجتماع مسلمين جائز نهيں ؟ بلكه حقيقت يه هے كه جب هم نے يه تسليم كر ليا كه مسجد الله كي عبادت كيليے هے ' تو ضمناً يه بهي مان ليا كه مسلمانوں كے حقوق دنيوي و سياسي و فوائد تعليمي و اخلاقي كيليے سعي و اجتماع بهي وهيں هوسكتا هے - كيونكه اسلام صرف جسم كے ركوع و سجود هي كو عبادت نهيں كهتا ' بلكه راستبازي و صداقت ' اور حق پرستي و عدالت كا هر كام اسكے نزديك مفهوم عبادت ميں شامل هے -

بهتر هے كه اس بارے ميں آنحضرة صلي الله عليه وسلم اور خلفاء راشدين كا اُسوۂ حسنه تلاش كريں - عصر نبوت ميں مسجد نبوي ايك عام اجتماع گاه اسلام و مسلمين تهي جس ميں هر طرح كے معاملات انجام پاتے تهے - ميں شواهد كثيره سے اسے ثابت بهي كرسكتا هوں كه آنحضرة صلي الله عليه وسلم نے مسجد هي ميں تمام سياسي مجامع منعقد كيے ' مسجد هي ميں جنگ كي طيارىوں كے خطبے ديے ' مسجد هي ايك عدالت گاه تهي جهاں مقدمات فيصل هوتے تهے ' اور اسي كا صحن دارالمشورى تها جسميں مهاجرين و انصار سے مهمات امور سياسيه پر مشورے ليے جاتے تهے - كتب سير و حديث ابهي دنيا سے نابود نهيں هوئي هيں اور علم ابهي مسلمانوں ميں باقي هے - تعجب هے كه لوگ غلط دعووں كے كرنے ميں كيوں اس درجه بے باك هيں ؟

كم از كم لوگ زادالمعاد اور طبري هي كو پڑهليں - نه صرف يه كه آنحضرة نے مسجد ميں سياسي اجتماعات كيے بلكه نبي اسلام كے بڑے بڑے مهمات امور مسجد نبوي هي كي مجالس ميں طے پائے - فديۂ اسيران بدر ' جنگ احد ميں مدينه سے نكلنا ' غزوۂ خندق كي معسكري ' حمله آوروں سے مدينه كي ايك ثلث پيداوار پر صلح كرلينے كا مسئله ' مسئلۂ حديبيه ' يه اور اسي طرح كے بے شمار مسائل هيں جو مسجد نبوي هي ميں طے پائے تهے -

خلفاء راشدين كا زمانه اسلام كي ايك كامل تر عملي تصوير تهي ' اور اُس زمانے ميں مسجد نبوي ٹهيك ٹهيك مدينه كا ايك " مسلم هال " تهي - عام قاعده يه تها كه جب كبهي كوئي اهم واقعه پيش آتا تو مؤذن نكلتا اور پكارتا " الصلوة جامعه " يه سنكر تمام لوگ گهروں سے نكلتے اور مسجد نبوي ميں جمع هوجاتے - پهر خليفۂ وقت كهڑے هوكر خطبه ديتا اور اس معامله كو بيان كرتا - ملكوں پر حملۂ و دفاع كے مشورے يهيں هوئے ' فتح كي خوشخبري يهيں سنائي گئي ' دشمنوں كے حقوق پر يهيں بحث هوئي ' جزيه كا مسئله يهيں طے پايا ' مختلف مسائل دينيه پر يهيں بحثيں هوئيں ' احاديث كي تحقيق و تنقيح يهيں كي گئي ' واليان ولايت سے باز پرس كي گئي تو مسجد هي ميں ' حقوق و دعاوي كا فيصله هوا تو اسي مسجد ميں ' حكومت سے ناراضگي و رضا كے اظهار كي مجلسيں بهي يهيں هوئيں ' اور حكام و عمال كا تقرر اور انكي رپورٹيں بهي يهيں پيش هوئيں -

اتنا هي نهيں بلكه مسجد نبوي في الحقيقت ايك دائمي انجمن بهي - علامۂ قلقشندي لكهتے هيں :

كان للمهاجرين مجلس في المسجد ' وكان عمر مجلس معهم ويحدثهم عما تقتضي الله من امر الاولى (فتوح البلدان صفحه : ٣١)

مسجد نبوي ميں مهاجرين كي ايك مجلس تهي - حضرت عمر انكے پاس بيٹهتے تهے اور ملك كے جو واقعات اُن تك پهنچتے تهے ' انكو بيان كرتے تهے -

مورخ طبري بلكه جميع مورخين نے لكها هے كه جب حضرة عمر رضي الله عنه نے مسجد نبوي كو وسيع كيا تو ايك خاص چبوتره اسليے بنايا تا كه لوگ وهاں بيٹهكر صحبت كرسكيں -

اگر مسجد كا عبادت كيليے مخصوص هونا يه معني ركهتا هے كه نماز و اعتكاف كے سوا وهاں اور كچهه نه هو تو علاوه ان تمام شواهد معتبرۂ تاريخ و حديث و سير و اعمال صحابۂ كرام كے ' صحيح ترمذي كي اُس حديث كا كيا كرينگے جو خود عائشه حضرة عائشه فرماتي هيں كه " كان رسول الله ينصب لحسان (بن ثابت) منبراً في المسجد يقوم عليه يهجو الكفار " يعني آنحضرة صلي الله عليه وسلم مسجد ميں منبر نصب كرتے تهے اور اسپر حسان بن ثابت كهڑے هوكر اپنے وه قصائد سناتے تهے جنميں كفار كي هجو اور لڑائياں هوتي تهيں ؟

اگر مسجد ميں نماز و اعتكاف كے سوا هر نظم ممنوع هے تو كيا آج تمام مسجدوں ميں حرام هوگئي ؟ فاين تذهبون ؟

معلوم نهيں لوگوں كا " سياست " سے كيا مقصود هے ؟ كيا قتال مرتدين ' مسئلۂ جزيه ' عمال و حكام كا تقرر ' امراے فوج كا انتخاب ' تقسيم غنيمت ' سنۂ هجري كا تعين ' ترتيب ديوان و دفاتر ' تجارت بحر و بر كا محصول ' وغيره وغيره ملكي مسائل نهيں هيں ؟ اگر هيں تو ميں اسكا ثبوت دينے كيليے موجود هوں كه يه مسجد ميں هي مجالس ميں طے پائے تهے -

مسجد هي مسلمانوں كے هر طرح كے اجتماعات دينيه و سياسيه كي اصلي جگه هے اور يه نا ممكن هے كه هم مسلمان اسكو فراموش كرسكيں - مسلمانوں كيليے اسوۂ حسنه آنحضرة اور صحابۂ كرام هيں ' نه كه كسي مسجد كي تعميري ' يا كسي شهر كے چند بڑے آدميوں كے ترهات و اباطيل -

الهلال

یکم ربیع الاول ۱۳۳۲ هجری

مدارس اسلامیه

نـــدوة العلـــما

(اور مسئلۂ اصلاح و احیاء مات)

(۲)

(الهـــلال اور مسئلـــۂ نـــدوہ)

میں ندوہ کے مسئلہ پر کئي نمبروں میں ایک مفصل تحریر لکھنا چاہتا ہوں - میرا مقصود اصلي اُسکي موجودہ حالت هي نہیں ہے اور نہ اشخاص کا کوئي سوال - ضرورت اسکي ہے کہ ندوہ کي هستي' اسکي ضرورت و عدم ضرورت' اور اسکے بقا کے طریق و وسائل پر ایک آخري نظر ڈالي جاے -

میں یہ بھي ظاهر کر دینا چاہتا ہوں کہ ندوہ کے موجودہ مسائل نے اگرچہ زیر نظر موضوع کو بحث و اختبار کی آخري منزل تک پہنچا دیا ہے' لیکن في الحقیقت میرے لیے اُن میں کوئي نئي تحریک نہیں ہے - اگر یہ گذشتہ حالات ظاهر نہ هوتے' جب بھي میں اس موضوع کو اُسي طرح بحث و فیصلہ طلب سمجھتا' جیسا کہ اب سمجھتا ہوں - البتہ یہ ضرور ہے کہ بستر مرض کا هر عہد یکساں نہیں هوتا' اور اِسي لیے علاج کا فرض و عمل بھي همیشہ بدلتا رہتا ہے - کبھي نبض پر هاتھہ رکھنے اور نسخہ لکھدینے هي پر معالج کا کام ختم هوجاتا ہے' لیکن کبھي ضرورت هوتي ہے کہ آلات جراحي کا کیس بھي کھولا جاے' کیونکہ جو مواد اندر پیدا هوگیا ہے وہ نہ تو اب خشک هو سکتا ہے اور نہ اپنے عمل مہلک سے باز آ سکتا ہے -

پس اگر گذشتہ تعبیرات پیش نہ آتے جب بھي میں کسی نہ کسي وقت ندوہ پر لکھتا' اور ٹھیک وهي سب کچھہ کہتا جو آج کہونگا - اگر گواهي کی ضرورت هو تو میں متعدد ناموں کو پیش کر سکتا ہوں جو اس امر کي شہادت دینگے کہ ایسے چار پانچ برس پہلے ندوہ و دارالعلوم کے متعلق کیا رائے رکھتا تھا' اور کس طرح بار بار چاہتا اور کہتا تھا کہ خاموشي مہلک اور دفع وقت و تسامح مرض ضروري ہے - چاہیے کہ ایک مرتبہ اوپر کے دبیز کپڑے اُتار کر ندوہ کے سینہ و پشت کي هڈیاں دکھلا دي جائیں - لیکن همیشہ مصلحت اس سے روکتي رہي اور کہا گیا کہ اس سے اصل کار کا نقصان متصور' اور اصلاح و فلاح بصورت دیگر متوقع ہے - میں نہایت رنج کے ساتھہ کہتا ہوں کہ روکنے والے جناب مولانا سبلی نعماني تھے' جو سمجھتے تھے کہ بعبر کسي مخالفانہ رویہ کے اختیار کیے مقصد اصلي حاصل کیا جا سکتا ہے - حالانکہ یہ ایک کبھي نہ پورا هونے والا حسن ظن تھا -

دہلي میں جب ندوۃ العلما کا جلسہ هوا تو میں موجود تھا - میں نے کہا ہوں کہ آج جس نظر سے ندوہ کو دیکھہ رہا ہوں' بعینہ اسی نظر سے اس وقت بھی دیکھتا تھا - مجھکو پورا یقین تھا کہ جب تک ایک مرتبہ فیصلہ کن وقت نہ آئیگا' اس وقت تک ندوے کي زندگي همیشہ خطرے میں رہیگي - مولانا کو یاد هوگا کہ میں نے مولوی عبدالاحد مالک مجتبائي پریس اور متعدد اشخاص کی موجودگي میں کہا تھا کہ تسامح و التوا کي بنا پر کب تک ندوہ اور اُصول کے سوال سے غفلت کي جائیگي؟ ایک پیمغلت کیھا جانیے اور اسمیں شرح و بسط کے ساتھہ ندوہ کي زندگي کے مسئلہ کو صاف کردینا چاهیے تاکہ ایک مرتبہ یاس و امید کا فیصلہ هوجائے -

مدتوں یہی رائے بعبر کسي تزلزل کے اُسکے بعد بھي رهي لیکن کہا گیا کہ نئے انتخابات هونگے' ارکان کے تعداد اور قائم مقامي کا سوال چھڑ جائیگا اور اس طرح خود بخود یہ حالت بعیر کسي هنگامے کے درست هوجائیگي -

(" دفع الوقتي " اور " التوا ")

دنیا میں تمام کام کسي حقیقت اور اصول کے ماتحت هوتے هیں' لیکن ندوہ کی حالت ابتدا سے عجیب رهی ہے - مقصد کي رفعت و علو کا تو یہ حال کہ آج تمام عالم اسلامی میں اصلاح و ترقي کي جتني تحریکیں هیں' اُن سب میں کوئي مقصد بھي اس درجہ صحیح و حقیقی اور متضمن الفلاح نہیں جیسا کہ ندوہ کا - لیکن طریق کار کا یہ عالم کہ یہ تو اسے کوئي متفق عقیدہ حاصل اور نہ کوئي متحد اصول موجود - صرف " دفع الوقتي " اور " التوا " کے دو نرالے طریق عمل تھے' جن پر اسکے تمام کام چل رہے تھے - یعني همیشہ اسکی زندگي کے اساسي سوال کو آیندہ کیلیے ملتوي کردینا' اور اس التوا سے فرصت حاصل کر کے تھوڑا بہت کام کر لینا !

گویا شاہ عالم کے اس بہت مشہور شعر کا مطلب صرف ندوہ هي نے سمجھا تھا :

اِدبـــر آرام سے گـــذرتـي ہے
عاقبت کي خبر خـــدا جانے

اُسکي حالت بالکل اُس غفلت سرشت مریض کي سي تھي جو فرصت حاصل کو فکر آیندہ پر ترجیح دے' اور محض اس لیے کہ مرض اپنا عمل هـلاکت بتدریج انجام دینا چاہتا ہے' همیشہ عمل جراحی کو دل پر ٹالتا رہے - یہ ضرور ہے کہ پھوڑا اُسے مہلت دیگا کیونکہ هدي کے گلنے کا عمل ایک دن میں انجام نہیں پاتا' لیکن سانحہ هي وہ وقت بھی ضرور آئیگا جبکہ حالت لا علاج اور نشتر کا عمل بھی بے سود هو جائیگا !

چنانچہ وہ وقت آگیا اور نہیں آیا تو صرف چند دنوں هي کي دیرے : ثاني وجدتها قریبا ان انتم تجدونها بعیدا !

جب الهلال شائع هوا تو میں نے ارادہ کیا کہ ندوے کے مسئلے پر بھی ایک سلسلۂ مضامین شروع کروں حالانکہ اس وقت تک موجودہ فصے شروع بھی نہیں هوے تھے' لیکن چھہ مشیت الہي ایسي هی تھی کہ تھوڑے سي مہلت نہ ملي' حتی کہ مدارس اسلامیہ کا باب بھي شروع نہو سکا -

پس ایسا سمجھنا بالکل غلط هوگا کہ موجودہ حالات کي بنا پر میں نے ندوہ کے متعلق بعض رائیں قائم کی هیں اور انہیں شائع کرنا چاہتا هوں' بلکہ سچ یہ ہے کہ اگر یہ تعبیرات پیش نہ بھي آتے جب بھی میں اپنے پہلے خیالات میں سے ایک ضروري کام

مسئلۂ ندوہ کو بھی سمجھتا تھا ' اور کسی نہ کسی وقت ضرور اسکو لکھتا - البتہ جیسا کہ کہہ چکا ہوں ' بستر مرض اور بستر نزع ' دونوں کے ساتھہ علاج کا یکساں سلوک نہیں ہوسکتا -

نـدوہ کی تعمیر ہی میں خرابی مضمر تھی ' لیکن وہ وقت گذر گیا اور کئی دور رونکے گذرنے کے بعد مولانا سبلی کی معتمدی سے نیا دور شروع ہوا - اسوقت جو کچھہ بد جاتا وہ نسبتہ نوکسی و پرہیز میں داخل تھا - پھر کچھہ زمانہ گذرا اور ایک وقت آیا کہ نشتر کی ضرورت ہوئی - وہ وقت بھی گذر گیا - اب معلوم نہیں کہ کیا کرنا چاہیے ؟ بہرحال مایوسی کیسی ہی اپنی آخرین منزل میں کیوں نہو ' لیکن پھر بھی سعی غفلت سے بہتر ہے :

چوں دمبدم عنایت توفیق ممکن ست
در تنگ نائے نزع نہ کوشد کسے چرا ؟

(مسئلۂ اصلاح اور قـرون اخیرۂ اسلامیـہ)

ندوۃ العلما کی حقیقت یہ ہے کہ گـذشتہ قرون اخیـرہ میں مسلمانوں نے امراض نزل کے دفع و علاج کیلئے جو نے سمار نسخے لکھے گئے ' منجملہ انکے ایک نسخہ ندوۃ العلما کی تعدیل بھی ہے -

اسلئے ضروری تھا کہ سب سے پہلے ایک نظر اُن تمام نسخوں پر ڈالی جائے ' یعنی قرون اخیرہ میں جس قدر مشہور تحریکیں اصلاح و تغیر کی پیدا ہوئیں ' اُن سب پر بحث کی جائے ' اور دیکھا جاوے کہ ندوہ کو اُن سب میں کونسا درجہ حاصل ہے ؟ لیکن یہ ایک موضوع مستقل ہے اور اگر بالتفصیل اسے چھوڑا گیا تو اصلی منفعت رہجائیگی - بس صرف ایک تمہیدی اشارہ کرکے ندوہ کی جانب متوجہ ہوجاؤنگا -

گذشتہ نصف صدی تمام مشرقی ممالک میں اصلاح و تعمیرات کی تاسیس و تحریک کا ایک دور گذرا ہے ' جو یکسر اسی مشغلہ میں بسر ہوا - نئی عمارت گو کوئی نہیں بنی لیکن نقشے صدہا کھینچے گئے ' اور کام گو بہت کم ہوا لیکن کام کرنے کا شور و غل ہر جگہ رہا -

اس صدی کے آغاز ہی میں یورپ کا سیاسی و مدنی عروج اور مشرق کا تنزل پوری طرح نمایاں ہوگیا تھا - یورپ کی مسلمان قومیں اپنی جدید ترقیات کے ذخائر بعد بعد تقریباً تمام بڑے بڑے مشرقی ممالک میں پہنچ گئی تھیں ' اور ہر مقام میں وہ اپنا سیاسی اقتدار ہی انکے تمدن کی نمائش کر رہا تھا -

قوموں اور ملتوں کے عروج و زوال کے ہر ایسے موسم میں ہمیشہ کچھہ لوگ وقت سے پہلے بیدار ہوجاتے ہیں ' اور جبکہ تمام ملک خواب غفلت میں سرشار ہوتا ہے تو ہشیاری و بیداری کی صدائیں انکے اندر سے اُٹھنے لگتی ہیں -

المصلح العظیم ' والمرشد الحکیم ' السید جمال الدین اسد ابادی - طاب اللہ مضجعہ -

(جو دعوت و اصلاح کی قسم سیاسی کا لے کر ترکی تشریف لائے تھے)

(مبـــدء تحـــریک و دعـــوت)

اسلامی ممالک کے تمام حصے اگرچہ یکساں غفلت و بے خبری میں آنے والے مہالک و مصائب کا انتظار کررہے تھے ' اور اس انقلاب عظیم کی طاقت سے بے خبر تھے جو بکایک یورپ کے تمدنی اقتدار سے تمام عالم کو معلوب اور دبانے والا تھا - تاہم چونکہ یورپین اقوام سے اختلاط و تعارف شروع ہوگیا تھا ' اسلیے قدرتی طور پر بعض ذکی الحس اور صاحب فکر طبائع وقت کے اثرات سے متاثر ہوئیں اور اپنی حالت کا انکے عروج و اقتدار سے مقابلہ کرنے لگیں - اس طرح تغیر و اصلاح کی تحریکوں کا ایک سلسلہ شروع ہوگیا ' جس کا محرک اصلی تو مغربی تمدن کے اقتدار کا انفعالی اثر تھا لیکن اس اثر نے مایوسی کی جگہ سعی و کوشش کے جذبات پیدا کردیے تھے ' اور ترقی کا مطالعہ ' تنزل کے اسباب و بواعث کے کشف و حس کا ذریعہ بنگیا تھا -

میں سمجھتا ہوں کہ اسکی ابتدا اٹھارھویں صدی عیسوی کے پہلے عشرہ سے ہوئی جبکہ سلطان محمود خاں مصلح نے بعض جدید اصلاحات حکماً جاری کیں ' پھر سنہ ۱۸۰۵ میں نپولین بونا پارٹ نے مصر پر قبضہ کیا اور تین سال تک فرانسیسی فوج مصر میں مقیم رہی - فرانس نے دو علمی مہمیں فوج کے ہمراہ روانہ کی تھیں ' اور ایک جماعت علماء ہندسہ و ہندسہ کی بھی اس غرض سے آئی تھی تاکہ دریائے نیل کا منبع دریافت کریں - اندرونی میں ایک رصدگاہ بھی بنائی ہوئی تھی - مصر پر فرانسیسیوں نے علانیہ و تسلط کی جگہ نفاق و مدارا کی ایک عجیب دانشی اختیار کی - مصر میں داخل ہوتے ہی انھوں نے معلوم کرلیا کہ ممالک و خریص امرا کے ظلم اور قسق و فجور سے لوگ عاجز آگئے ہیں ' اور ترکی والیوں کی تغلب نے انھیں خودمختار کردیا ہے - بس انھوں نے عربی میں اعلانات شائع کیے ' جنمیں حمد و نعت کے بعد سلطان قسطنطنیہ کی خلافت کا اعتراف اور بقائے خلافۂ عثمانیہ کیلیے دعا بھی ' اور اسکے بعد لکھا تھا کہ ہم اسلیے آئے ہیں تاکہ ان غلام امرا کے ظلم سے لوگوں کو نجات دلائیں ' اور سلطان المعظم کی زیر خلافت حکومت اہل مصر کی خدمت کریں -

پھر جامع ازہر میں آنا اور مسلمان ہوکر نماز پڑھی - اسکے جانے کے بعد فرانسیسیوں نے ایک عرضی فرضی حکومت قائم کی جسکا نائب السلطنت سلیمان جاں تھا - یہ بھی مسلمان ہوگیا اور عبد اللہ جاں کے لقب سے اسکے نام مشہور کیا اسلے - ایک مصریہ مسلمہ سے نکاح کرلیا تھا جس سے دو لڑکے بھی پیدا ہوے - انکے نام اسلامی رکھے گئے ' اور شیخ عبد اللہ شرقاوی اور دیگر شیوخ ازہر کے عقیقہ وغیرہ کی تقریب میں شریک ہوئے !

شیخ عبد الله الشرقاوي نے اپنی تاریخ " تحفة الناظرین " اور شیخ عبد الرحمن جبرتي نے " عجائب الآثار في التراجم و الاخبار " میں نہایت تفصیل سے یہ حالات بیان کیے ہیں - یہ دونوں شخص ازہر کے شیوخ میں سے تھے - فرانسیسیوں نے مصر کیلیے جو پارلیمنٹ باسم " دیوان " بنائي تھي ' اسکے ممبر بھی تھے " اور ہمیشہ انکے اکابر و علماء سے ملتے رہتے تھے - " عجائب الآثار " پہلے تاریخ ابن اثیر کے حاشیہ پر چھپي تھي - اب مصر میں علیحدہ بھي چھپ گئي ہے -

(مصـــر میں نئي تحـــریک)

اسي عجائب الآثار سے معلوم ہوتا ہے کہ فرانسیسیوں کے اس سہ سالہ قیام اور غیر حاکمانہ و غیر متعصبانہ رفق و مدارا سے علماء مصر و شام کو مرتفعہ ملا کہ وہ یورپ کی تمدني و علمی ترقیات کا اندازہ کریں اور اُن میں سے بعض نے اندازہ کیا - شیخ جبرتي بار بار لکھتا ہے کہ فرانسیسي لوگ عجیب و غریب ہیں " انھوں نے نئے علوم ایجاد کیے ہیں اور اسمیں کوئي شک نہیں کہ علوم عقلیہ میں وہ ہم سے بہت بڑھگئے ہیں - انھوں نے عجیب عجیب آلات ایجاد کیے ہیں جنسے بہت سي کار آمد باتیں رصدوں میں معلوم ہوجاتي ہیں - میں ایک دن انکي رصدگاہ میں گیا ' جہاں علم ہیئت اور زمین کی کرویت و حرکت کے متعلق انکے بعض علما نے تقریریں کیں اور علم ریاضي کے متعلق بہت سی نئی کتابیں بتلائیں " وغیرہ وغیرہ - و من ساء التفصیل فلیرجع الیہ -

ڈھائي تین سال کے بعد انگلستان نے ترکي کے ساتھہ ملکر ایک جنگي بیڑہ اسکندریہ بھیج دیا - فرانس میں نپولین کا پہلا دور بھي ختم ہوگیا تھا - بالآخر فرانسیسي مصر سے چلے گئے لیکن مصر و شام میں نئے تمدن و انقلاب کي تحریک کی بنیادیں پڑگئیں -

اُسکے بعد ترکي میں سلطان عبد المجید نے ایک قدم آگے بڑھایا ' اور گل خانہ کا مشہور اصلاحي " فرمان شریف " نافذ ہوا - مصر میں علي پاشا نے گذشتہ فرانسیسي اثر کو اور زیادہ قوي کیا اور " ارسالیات " کا سلسلہ شروع کیا - ارسالیات کا مقصد یہ تھا کہ مصر سے تعلیم یافتہ اشخاص یورپ کے بڑے بڑے شہروں میں درس و تعلیم کی غرض سے بھیجے جائیں - رفاعہ بک رافع طہطاوي اور فتح اللہ مراش اُسي زمانے میں فرانس اور آسٹریا گئے - یہ دونوں علماء مصر میں سے تھے -

شیخ العصر و استاد الامام الشیخ محمد عبدہ المصری
(جو حکومت و اصلاح دینی کے ایک مشہور رکن تھے -)

(وسط ایشیا و ترکستـــان)

اورنبرگ روس کا اقتدار وسط ایشیا میں ساعت بساعت عروج پر تھا ' اور ترکستان کا بڑا حصہ جو چھوٹي چھوٹي اسلامی ریاستوں میں منقسم ہوگیا تھا ' آپس کے نزاع اور خانہ جنگیوں کي وجہ سے خود بخود روسي اقتدار میں جذب ہوتا جاتا تھا -

روسیوں کے اختلاط و معاشرت سے وہاں کے لوگوں میں سے بھي بعض ذکي الحس طبیعتوں کے اندر مقابلۂ حالت کي تحریک کي ' اور کچھہ لوگ اصلاح و تغییر کی دعوت میں مصروف ہوگئے -

(مغـــرب اقصیٰ)

افریقہ میں مصر کے علاوہ ایک اور حصہ بھي تھا جہاں فرانس کي ہمسایگی کام کررہي تھي ' اور اُسکے سیاسي نفوذ نے مغربي تمدن کے مطالعہ و تاثر کے دواعي پیدا کر دیے تھے - یہ اندلس کے خلا وطن مسلمانوں کا گوشۂ پناہ اور عربي حکمراني کا آخري تعشقدم ' یعنی مراکش تھا - اور اسکے ساتھہ ہي الجزائر اور تیونس بھي خود مختار عثمانی ولایات تھي نہیں - اِن تمام مقامات میں فرانسیسیوں کے سیـــاسي دسائس پیہم کامیابیاں حاصل کر رہے تھے اور انکا سلسلہ اٹھارھویں صدي کی ابتدا ہي سے قائم تھا - ضرور تھا کہ یہاں بھي کچھہ لوگ یورپ کی ترقیات سے متاثر ہوکر اصلاح حالت کا خیال پیدا کرتے ' چنانچہ ایسا ہی ہوا -

(ہندوستـــان)

ان تمام ممالک میں سب سے زیادہ انقلاب و تغییر کے اسباب (داستثنائے مصر) ہندوستان میں فراہم ہوئے ' جہاں یورپ کي زیادہ آمد و رفت پندرھویں صدي عیسوي سے شروع ہوگئي تھي ' اور پھر سترھویں کے اختتام سے انگریزي تسلط نے علانیہ کام کرنا شروع کردیا تھا - واقعۂ پلاسی اور انگریزي حکومت کا پہلا دن قرار دیا جائے تو اس صورت میں بھي پوري اٹھارھویں صدي انقلاب حکومت میں گذر جاتي ہے -

اس اعتبار سے ہندوستان کو تمام دیگر اسلامي ممالک میں ایک خاص خصوصیت حاصل تھي - جن جن ملکوں میں یورپ کا تمدن پھیلا ' وہاں اسلامی حکومتیں قائم تھیں ' اور گو اُن میں سے بعض دراصل تمام رہگئي تھیں تاہم ملک کا بیشۂ حکومت ابھي باقي تھا - اسلیے بہت مشکل تھا کہ اس عالم میں اپنے تنزل اور نئي قوموں کے عروج کا حس پیدا ہوتا - بر خلاف ہندوستان کے کہ یہاں خود یورپ کي ایک عظیم الشان قوم کي حکومت قائم ہوگئي تھي '

اور لوگ مجبور هوگئے تھے کہ انکے آگے جھکیں ' اُنسے ربط و اختلاط پیدا کریں ' انکی ملازمتوں کو قبول کریں ' انکے ساتھہ سفر و سیاحت کریں ' اور اس طرح جبراً انکی تمام خوبیوں اور تمام برائیوں کو دیکھیں -

اسی کا نتیجہ تھا کہ بہ نسبت دیگر ممالک اسلامیہ و مشرقیہ کے ہندوستان میں اصلاح و تغیر کا حس زیادہ قوی اور زیادہ عام ہوا -

(دعوت تغیر و اصلاح کی اصولی تقسیم)

غرضکہ گذشتہ ایک صدی کے اندر بالعموم اور نصف صدی کے اندر خاصتاً نیک رفت و نیک ہیئت ' تقریباً تمام اسلامی ممالک میں اصلاح و تغیر کی تحریکیں پیدا ہوئیں - ان سب کا سرچشمہ اقوام یورپ کے عروج کا انفعالی اثر ' اور اس کی تحریک سے اپنی زبوں تسفل و ندنی حالت کا احساس تھا ' اور اسی بنا پر یہ تمام تحریکیں اصلاح ملت کی اُس دعوت سے بالکل مختلف تھیں ' جو بغیر یورپ کے اثر و تقلید کے ' محض حس حقیقت و جذبۂ صحیحۂ احیاء و تجدید کی تحریک سے قرون اخیرۂ اسلامیہ میں پیدا ہوئیں - میرے اعتقاد میں انقلاب حالت کا حقیقی اور اصلی سر چشمہ صرف وہی تحریکیں نہیں لیکن اُنکا ذکر میں اس جگہہ کرنا نہیں چاہتا -

بنیاد اگرچہ ان سب کی ایک ہی تھی اور مقصد بھی ایک ہی ' یعنے مسلمانوں کے اندر اُن تمام وسائل ارتقاء دینی و مادی کو پیدا کرنا جنکی وجہ سے وہ دوبارہ اپنی کھوئی ہوئی عزت حاصل کریں - لیکن چونکہ ہر دعوت تغیر اپنے مخصوص حالات و اطراف سے متاثر ہوکر اٹھتی تھی اسلیے ضروری تھا کہ طرق اصلاح و عمل میں اختلاف ہوتا -

(طرق ثلاثۂ دعوت و اصلاح)

میں اصولاً انکو تین قسموں میں تقسیم کرتا ہوں :

(۱)

وہ تحریکیں جنکی بنیاد سیاست پر رکھی گئی - یعنے سب سے پہلے مسلمانوں میں ایک سیاسی تغیر پیدا کیا جائے ' بقیہ اسلامی حکومتوں کو مساعد و ہمدگر مربوط بنا یا جائے ' اُن تمام موانعات باہمی کو دور کیا جائے جنکی وجہ سے اسلام کسی سیاسی موازنہ وحید سے محروم ہے ' یہ وغیرہ وغیرہ ' اصلاحات سیاسیہ انکے مقاصد مہمہ میں داخل ہیں -

مشہور امیر نظام (ایران) کا بھی مسلک تھا - مدحت پاشا ابوالاحرار قسطنطنیہ اور اسکے ہم مشرب معاصرین ' مثلاً مصطفی فاضل پاشا ' رشید پاشا ' ضیا پاشا ' علی سعاوی آفندی ' سید امین عالی پاشا ' فواد پاشا ' اور عمر پاشا وغیرہ کی تحریکیں اسی اصول پر مبنی تھیں - ان سب کے بعد سید جمال الدین اسد آبادی کا ظہور ہوا ' جس نے اس طریق اصلاح کو اپنے پیشروؤں سے بھی زیادہ قوی اور سریع العمل بنانا چاہا - فی الحقیقت اسکا وجود اس دور آخر میں قوۃ انقلاب و تغیر کی ایک بخشش فوق العادہ اور آیۃ من ایات اللہ تھا ' طاب اللہ مضجعہ وجعل الجنۃ مثواہ -

(۲)

دوسری قسم ان تحریکوں کی ہے جنکی بنیاد تمدن جدیدۂ فرنگ کی تحصیل و اتباع پر ہے - اس اصول اصلاح کا محرک و مبتدء اگرچہ محض تقلید ہے لیکن تقلید نے ایک مجتہدانہ اجتہاد کی صورت اختیار کرلی ہے - انسان کا قاعدہ ہے کہ جب کسی شخص پر پے در پے حالات ایسے وارد ہوتے ہیں اور اپنی برتری کیلئے اُسے پہلا خیال یہی ہوتا ہے کہ اُسکی سی باتیں اختیار کرکے اپنے تئیں بھی بہتر بنالے - جدیدۂ وطریقۂ معاملات کا یہی مبدا ہے - پس اصلاح کا یہ اصول بہت سادہ و تدریجی تھا جسے بغیر کسی کاوش فکر و اجتہاد کے ہر شخص اختیار کرلے سکتا تھا - یہ ایک کھلی ہوئی بات تھی کہ اقوام مسترقیہ کی عسکریت اور نوعروج اقوام کی بنیاد پر دنیا کے دیگر قوموں کو علوم و فنون اور تمام ارکان ضروریۂ مدنیۃ سے محروم کردیا ' اور اجنبی اقوام قوۃ تمدن و علوم ' وکثرت صناعہ و فنون سے تمام عالم پر مسلط ہوگئیں پس ان مصلحین کیلئے یہ راہ اصلاح اختیار کرنی بالکل آسان اور سہل الاعتقاد تھی کہ اپنی اصلاح کی بنیاد تمدن یورپ کے اخذ و حصول پر رکھیں اور اُن تمام چیزوں کو دور کریں جو اس مقصد کی تکمیل میں حائل ہیں -

اس تحریک کے لئے شیخ محمد عبدہ مصری نے ایک مرتبہ بہت اچھا نام وضع کیا تھا - میں بھی اسی اصطلاح سے اسے تعبیر کرونگا یعنے " الاصلاح الافرنجی "

شیخ محمد بدم الفرنسی صاحب الاذاعۃ و الاعتبار اسی اصول کا داعی تھا مگر دیگر لوگ اسکے نام سے بہت کم واقف ہیں - اس نے گذارہ جلدوں میں اپنا سفر نامہ لکھا تھا جو چھپ گیا ہے - اسمیں بہت تفصیل سے ان امور پر بحث کی ہے ' اور اپنی وزارت تیونس کے زمانے میں عملی طور پر بھی اسی بنیاد پر تعلیم و تاسیس مدارس و مجامع کی کوشش کی - جامع زیتونی جو فی الحقیقت آج ازہر کے بعد عالم اسلامی میں علوم اسلامیہ کی سب سے بڑی یونیورسٹی اور طرق تعلیم و نتائج میں اس سے بہتر و انفع ہے ' اسمیں شیخ موصوف نے فرانسیسی زبان اور علوم جدیدہ کی کتابیں داخل کیں ' اور تمام اعلی ملازمتوں کیلیے شرط قرار دی کہ فرانسیسی زبان و علوم سے واقفیت ہو -

سید خیر الدین پاشا صاحب اقوم المسالک جو بائی تیونس کا وزیر تھا ' اور پھر سلطان عبد الحمید نے بھی کچھہ دنوں کیلیے اُسے ترکی کا صدر اعظم بنایا تھا ' اسی اصول پر اصلاح کرنا چاہتا تھا - تیونس میں اس نے بڑے بڑے کام اسی اصول پر انجام دیے -

ابراہیم پاشا دام خدیو مصر کو بھی کہہ سکتے ہیں کہ اس صنف کے معتدل و محتاط مصلحین میں شامل تھا " ارسالیات خارجہ " کا (یعنی ممالک یورپ میں اخذ علوم کیلیے لوگوں کو بھیجنے کا) سلسلہ اُس نے ریاست عباسی کے ساتھہ وسیع کیا ' اور مختلف مجالس تراجم و نقل علوم حدیثہ کی قائم کیں - مدارس امیریۂ مصریہ کی بھی ازسرنو بنیاد اُسی نے ڈالی تھی جو آج تمام بلاد مصریہ میں معلم افرنجی کا رسالۂ وجود ہیں -

اسی طرح تمام مصلحین مصریہ مثلاً علی پاشا مبارک ' رفاعہ بک رافع طہطاوی ' محمود پاشا فلکی ' منعم اللہ مواش ' وغیرہ اسی اصول کے راغب تھے - اسماعیل پاشا خدیو مصر کو بھی اسی اصول کا اتنا سمجھہ اور مسرف راغب سمجھنا چاہیے -

ہندوستان میں سرسید احمد خان مرحوم کی تحریک بھی اسی قسم میں داخل ہے اور اس اصول کے تئیوس کے بعد سب سے زیادہ کامیاب صورت ہندوستان ہی میں حاصل کی -

(الدنباله بتلی)

ترجمـــہ اردو تفسیر کبیـــر

جسکی نصف قیمت اعانۂ مہاجرین عثمانیہ میں شامل کی جائیگی - قیمت حصہ اول ۲ روپیہ ادارۂ الہلال سے طلب کیجیے -

مقالات

تاج انگلستان اور خزینۂ اسلام کا ایک گوهر

داستـان مسـقط

(۲)

(سیـــد فیصـــل)

سید ترکي کے بعد سید فیصل هندوستاني تجار کے انتخاب اور حکومت برطانیه کي رضا سے امیر عمان هوا - اس کے زمانے میں ریاست عمان کي بد قسمتي کا ایک نیا دور شروع هوا -

معاملات عمان میں پہلے تو دول یورپ میں سے صرف دو سلطنتیں فرانس اور انگلستان حصه لیتي تهیں ' مگر سنه ۱۸۸۶ ع میں ایک تیسري سلطنت بهی شریک هوگئي جو پہلي دونوں سلطنتوں کي حریف قدیم هے ' یعني عظیم الشان جرمني -

جرمني کی شرکت سے (ایک انگریز کاتب سیاسی کی زبان میں) " معامله پیچیده سے پیچیده تر هوگیا " - اب عمان ایک هڈي نهی جو انگلستان کے گلے میں پهنسگئی تهی - نه تو اسکا اوگلنا ممکن تها ' کیونکه وه ایک بحري اسٹیشن هے ' اگر حریف لے اڑے تو هندوستان دریا کي طرف سے خطرہ میں پڑجائیگا اور جزیرہ نماے عرب پر قبضه کي اسکیم نرهم هوجائیگی ' اور نه نگلنا هي ممکن تها ' کیونکه جرمني کا پیٹ فولادي هر وقت گلا دبانے کے لیے مستعد تها -

لیکن یہاں بهي انگریزوں نے دهاء سیاسي سے مدد لي - جرمني سے گفتگو کرکے یه طے کرلیا که ریاست کے دو حصے کر دیے جائیں - ایک حصه انگریزی حمایت میں هو ' دوسرا حصه جرمني کي حمایت میں -

چنانچه انگریزي حمایت میں محمره ' بحرین ' کویت ' مسقط وغیره آئے - اس تقسیم کي پختگی سنه ۱۸۹۰ع میں ایک معاهدہ کے ذریعه سے هوئی -

اس معاهدہ کے بعد انگریزی سیاست کے لیے میدان صاف تها - اس نے اپني پوري قوت اور سرگرمی کے ساتهه کام شروع کیا ' جسکا نتیجه یه نکلا که آج ۲۴ سال کے بعد ان تمام معاملات نے سطح زمین پر ایک باجگذار والي ریاست سے زیاده نهیں !

(اباحت و تسخیر)

فرنگیوں کا قاعده هے که جهاں جاتے هیں ' وهاں کے باشندوں کے لیے سب سے پہلے آزادي کا تحفه لیکے جاتے هیں - لیکن اس آزادي کے معني کیا هیں ؟ اخلاق و آداب اور مذهب و هیئت اجتماعي کي بندشوں سے آزادي ' یعني بالفاظ واضح هر فسق و فجور ' زندي و مستي ' اور نصر و تفریح کي اجازت - جب اس آزادي کی بدولت باشندوں کی اخلاقي اور مذهبي حالت خراب هوجاتي هے تو پھر تدریج وتا قوانے عمل کی اعانت سے اس ملک پر قابض هوجاتے هیں -

لیکن انگریز عمان میں اس آزادي کے بدلے چند بندروں کا تحفه لیکر گئے -

اگرچه یه فرنگي خود ایشیا والوں کے ساتهه غلاموں سے بهي بدتر سلوک کر رهے هیں ' مگر تاهم وه جهاں جاتے هیں ' انکي کوشش هوتی هے که وهاں انسانیت کو غلامي کے عذاب سے نجات دلائیں - کیونکه یه کوشش ایسي هے که اگر کوئي فرنگي سلطنت کسي اشتمالي سلطنت کو اسکے لیے مجبور کرے تو دوسري فرنگي سلطنت اس سے باز پرس نهیں کرسکتي -

انگریزوں کو یه معلوم هوچکا تها که امیر مسقط کمزور هوگیا هے ' مگر وه یه نهي دیکهنا چاهتے تهے که امتحان میں یه ضعف کهاں تک مفید مطلب ثابت هوتا هے ؟

عرب عمان میں ابهی تک مغربي خیالات کي هوا نهیں چلي تهي - وه برده فروشی کو جائز سمجهتے تهے ' اسکی ممانعت کے معني یه تهے که انهیں امیر مسلم اس تجارت سے بجبر روکتا هے ' جس سے خود خدا نے نهیں روکا - جو لوگ عربوں کے مزاج سے واقف هیں وه جانتے هیں که انکے لیے اس قسم کا استبداد کسقدر هیجان انگیز هے ؟ پس انسداد برده فروشی کا مطالبه امیر مسقط کے ضعف و انقیاد کي ایک عمده آزمایش تهي -

(انسداد برده فروشي)

انگریزوں نے امیر سے فرمایش کي که آیندہ اسکي قلمرو میں برده فروشي نه هو - امیر کے لیے سواے تسلیم کے چاره کار کیا تها ؟ کیا وه انگریزوں کا مقابله کرسکتا تها ؟ شاید ' اگر تمام قبائل اسکے ساتهه هوتے ' مگر حکومتی دخاني جهازوں کے جواب میں اسکے پاس کیا تها ؟ وهی پرانی وضع کي داد بادی اور ڈانڈوں والی کشتیاں ! اسے دهمکایا گیا که اگر اس نے ذرا بهی انکار کیا تو معاً انگریزي جهاز گولا باري شروع کردینگے جو ساحل سے تهوڑے هي فاصله پر بهیجے اڑا رهے تهے - بهر حال نه وه پیش محسوساً اسے منظور کرنا پڑي -

اس مطالبه میں ظاهراً آیندہ کیلیے گویا کوں و اشد شدید مطالبات کا داخل هوني -

(مزید مطالبات)

فرنگیوں کي خود مختاري اور آزادي انکے جنگي قوی کے ساتهه وابسته هے ' اور جنگی قوی کا وجود اسلحه کے وجود تک هے - پس کسي قوم سے هتیار لے لینے کے معني نه هیں که اس سے اسکی آزادي اور وجود مختاري بهي چهین لی جسکے بعد صرف علامه کی رسمی هی رهجاتی هے جو فی الحقیقت موت سے بهي بدتر هے -

مگر اس آزادي و خوش بختی میں مخالفت سے انگریزوں کا حوصله اتنا بڑهگیا که انهوں نے مسقط سے انسداد اسلحه فروشی کا بهی مطالبه کیا - مسقط انگریزوں کی تعهدي طرف سے مرعوب هو چکا تها اسلیے اس مطالبه کے لیے بهی که ملک کے استقلال و حریت کے لیے یکساں خطرناک تها ' آسانی سے راضی اور آمادہ هوگیا !

پهر تو انگریزوں کے حوصله بڑهتے گئے ' اور اس خالص عربی و اسلامي ریاست میں اب ایسی چیزیں ملکی و اخلاقی کا مطالبه کیا جو ظاهر هے که مسقط میں کبهی موجود نه تهیں - اس آزادي کے معنے هی تمام مسقط کو انگریزی نمونه کا بنانا هے ' مدرسوں ' عدالتوں ' عدت فروشی کے دلالوں ' اور عیسائی مشنریوں کے حوالے کردینا ' غرض مسقط کو یکسر معمور هوگیا ' گویا ایک اسلامی سلطنت کے بدلے اسکے پوري فرنگي سلطنت کا صدر مقام هے !

(عـــالم شورش)

اس سے قبائل عرب میں ایک عام برهمي پهیل گئی -

شیخ عبد الله سالمي (۱) پہلا شخص هے جس نے اس حالت سے فائده اٹهانا چاها - شیخ عبد الله کا وطن ضبیه هے مگر وه رهتا قابله میں هے - قابله کے شیخ کا نام عیسی بن

(۱) شیخ سالم کے متعلق یه شبهه کیا گیا هے که وه اس تحریر سے ماخوذ هے جو معاصر قاهره ' المنار کے سلیمان آفندی صاحب الریاض کی روایت سے شائع کي هے -

صالح هے - اس نے شریعة کے لوگوں کو بیعت کي دعوت دي - اس بیعت کا مقصد یه تها که سید فیصل امام شرعي هو بادشاه نه هو' یعني اگر اسکا کوئي حکم یا معاهده خلاف شریعت هو تو وه رعایا پر واجب العمل نه هوگا بلکه اسکي پاداش میں وه خود مسند خلافت سے اتار دیا جائیگا - لا طاعة لمخلوق في معصیة الخالق -

سب سے پہلے قبیله کے شیخ نے اسکے هاتهه پر بیعت کي -

شیخ سالم نے اپنے اس ارادے کي اطلاع سید فیصل کو دي - سید فیصل نے جواب دیا نه وه امام بهی هے اور بادشاه بهي هے- وه اپني قلمرو میں بالکل آزاد هے یعمل مایشا و یقول ما یرید !

شیخ سالم اور شیخ عیسی کو جب یه جواب موصول هوا تو سخت غصه آیا - ان دونوں شیخوں اور انکے ساتهه انکے همخیالوں نے باهم ملکر تمام میخانوں' عفت فروشوں' مبلغین وغیره وغیره کے متعلق چند مطالبات سید فیصل کے سامنے پیش کیے - اسکے جواب میں سید فیصل نے کها نه انسان آزاد پیدا کیا گیا هے' پس میں اسکو مقید نهیں کرسکتا -

(دعـــوت و بیعـــت)

اس خشک و قطعي جواب کے بعد سمائم میں شیخ عبد الله سالمي' شیخ عیسی بن صالح' اور شیخ عبد الله بن سعید نے پوشیده طور پر ایک مجلس شوری منعقد کي ' اور یه طے کیا نه شیخ عبد الله بن حمید کو بهیجا جائے - وه تمام عمان میں گشت کرکے سید فیصل سے جنگ کے لیے بیعت لیں -

حسب قرار داد شیخ بن حمید گئے ' اور تمام قبائل میں صلح کراکے انمیں دوستانه تعلقات مستحکم کیے اور عهد لیا نه وه سید فیصل سے بیک جسم و جان هوکے لڑینگے - اس مهم سے فارغ هوکے شیخ بن حمید نزوه آئے - نزوه ایک چهوٹا سا سهر هے جو نزوه کے قریب واقع هے - نزوه میں یهاں کے شیخ حمیر امامي سے ملے - سیخ حمیر امامي کے حکم سے تمام علماء اباضیه (خوارج) جمع هوے اور اس باب میں مشوره هوا - مشوره میں طے پایا نه ایک امام مقرر کرکے اسکے هاتهوں پر بیعت کیجائے - چنانچه شیخ سالم بن راشد خروصي کے هاتهه پر بیعت کي گئي - بیعت کے بعد یه لوگ پوشیده طور پر نزوه آئے - اور وهاں کے باشندوں کو امام کے هاتهه پر بیعت کي دعوت دي - سب دعوت کے جواب میں بہت سے لوگوں نے امام کے هاتهه پر بیعت کي - ان بیعت کرنیوالوں میں بدو نام اور بدو کنود پیش پیش تهے -

(مقابلـــه اور جنـــگ)

سید سیف بن احمد نے جو نزوه کے امیر اور خاندان بن سعید کے ممبر تهے' نه خبر پهنچي تو وه ان لوگوں کو روکنے کے لیے حمله آور هوے - سخت جنگ هوئي - بہت لوگ کام آئے - خاص بدو سعید میں سے ۲۵ سے زیادہ آدمي ضائع هوے - خود والي زخمي هوا اور بالاخر نزوه تسخیر هوگیا - یا یوں کهو که اپنے باشندوں کے ضعف اور حمله آوروں کي قوت کي وجه سے نزوه نے اپنے آپ کو حمله آوروں کے حواله کردیا - قلعه حصینه سے والي کي فوج نکلگئي اور انکي جگهه امام کي فوج وهاں قیام پذیر هوئي -

یه حالت دیکهکے والي ایک مسجد میں پناه گزیں هوا - لوگ وهاں پهنچے اور اس سے کها که امام کي اطاعت قبول کرے ورنه اسے گرفتار کرلینگے اور پهر اسکے ساتهه ایک اسیر جنگ کا سا برتاؤ کیا جائیگا - والي نے ایک گهنٹے کي مهلت مانگي - مهلت دیگئي اور اس نے خود کشي کرلي -

نزوه میں امام نے زمام حکومت اپنے هاتهه میں لي ' اور جب قدم جمگئے' تو بیت سلیط والوں سے کهلا بهیجا که "اطاعت کرو ورنه جنگ" انهوں نے اطاعت قبول کي - امام اپني فوج کے دو حصے کرکے بڑھے - ایک حصه نے بڑھکے اطور اور دوسرے حصه نے رستاق کا رخ کیا -

فوج جونهي رستاق پهنچي' فوراً لوگوں نے بلا معارضت و مقاومت اطاعت قبول کرلي - یهاں سے فوج بلاد حزم کي طرف بڑهي - یهاں والوں نے بهي اطاعت قبول کرلي - بلاد حزم سے ولایت عوبي آئي' یهاں بهي کسي نے مقاومت نه کي -

بر نهج الامور والي فوج وهاں سے کامیاب هو کے ولایت نزکي میں آئي اور یهاں کے والي سے کها نه " اگر تم هم سے ملجاوگے تو هم تم کو امام بنا دینگے " اس سبز باغ کو دیکهکر اس نے قلعه کي کنجیاں حواله کردیں - لوگوں نے فوراً اسکے سر پر ایک عمامه باندهکے کها: " لو! مستعد هو جاؤ! همارے امام کے بعد اسکے جانشیں بننا !"

(سیـــد فیصـــل اور امـــام)

سید فیصل کو جب یه حال معلوم هوا تو اُس نے ایک هزار فوج جمع کي اور اپنے چچے نادر کو اس پر سپه سالار بنا کے امام کے مقابله کے لیے روانه کیا - نادر به جمعیت لیکے چلا - جب امام کے جدید مرکز سمائم کے قریب پهنچا تو فوج کا بیشتر حصه امام کي فوج سے جاملا نادر کے ساتهه بلوص اور بدو سعید میں سے کچهه لوگ رهگئے جنکي مجموعه تعداد ۷۰ آدمیوں سے زیاده نه تهي - یه حالت دیکهکر وه مجبوراً سمائم کے قلعه میں پناه گزیں هوگیا اور محصور هوکے اس قلعه کي توپوں سے فائده اُٹها نا رها -

یهاں کے قبائل سے نادر کو ذرا بهي مدد نه ملي کیونکه قریباً سب نے سب امام سے ملگئے تهے - مگر امام کو اس محاصره سے کوئي فائده نه هوا - نادر قلعه میں بیٹها شدید گوله باري سے امام کي فوج کو پامال کرتا رها - امام نے جب یه رنگ دیکها تو اُسکو علی حاله چهوڑ کے شهر کا نهایت سخت محاصره کرلیا تا نه سید نادر قلعه سے نکلکے بهاگ نه جائے -

امام کے سینه جو سدوح تهے' وه فوجیں لیکے مختلف اطراف و جوانب ملک میں پهیلگئے - سیخ حمیر فوج لیکے سمائم سفلي کے طرف گئے سیخ عیسی سهر سرور گئے - سرور والوں نے اطاعت قبول نه کي - خود امام سیخ عبد الله کو لیکے سمائم علیا گیا اور نادر کو گهیرے رها - مگر جب دیکها نه اس محاصره سے کوئي نتیجه نهیں نکلتا تو ۱۲۱۰ سے بندوق مدت کے داخل هو ایک شلک بهودي اور اسمیں آگ لگادي اس سے قلعه کا ایک حصه تو اُڑگیا مگر کسي اور کوئي نقصان نهیں پهنچا دوباره پهر بارود پهر کے آگ لگائي تو بارود کا ذخیره امام کي جماعت کي طرف پلٹ پڑا اور بہت سي جانیں کام آئیں -

سیخ عیسی اپني فوج کو لیکے اطراف ملک میں بڑهتا گیا - جهاں جهاں سے گزرتا تها' وهاں کے لوگوں سے بیعت لیتا جاتا تها - یهاں تک نه شهر منکا پهنچا - اسے میں سید فیصل نے اسکے مقابله کے لیے ایک لشکر گراں بهیجا - وه لشکر جب خوسا تک پهنچا' تو شیخ عیسی اسکو سنکے بعد صرف اسکي آمد کي خبر سنکے سبب چلا آیا -

رستاق پر جو فوج قابض هوئي تهي' وه بڑهتي هوئي عوانی آئي - یهاں سید فیصل کے لڑکے سید حمود اور سید حمد اور انکے ساتهه سید هلال والي برکه تها - جب فوج کو آتے دیکها تو یه لوگ بهاگے - امام نے شهر پر قبضه کرلیا ' سرکاري فوج کو نکال دیا ' اور ذخائر و اسلحه جسقدر موجود تهے وه سب کے سب قبائل کے هاتهه فروخت کردیے -

(فتـــح اور موجـــوده حالـــت)

چالیس دن تک جنگ جاري رهي - جب سید فیصل نے دیکها نه اب تاب مقابله نهیں تو اس نے انگریزوں سے مدد مانگي -

مکتـــوب قسطنطنيه

هرکه میکتوي همایونی (قسطنطنیه) کے حضرت شاکر افندي آپ کے اخبار کے مضامین کا ترجمه مجھه سے سنتے رهتے هیں' اور ان کو جسقدر آپ کي ذات سے انس و محبت اور عقیدت هوگئي هے اسکا اظهار نا ممکن هے - آج انهوں نے ایک مضمون آپ کے اخبار میں روانه کرنے کے واسطے بزبان فرنسي مجھے دیا تها جسکا ترجمه کرکے روانه کرتا هوں - به ظاهر کردینا ضروري هے که جو کیفیت اصل مضمون میں هے میں اسکا ویسا ترجمه نهیں کرسکا هوں - سات آٹھه مهینے میں اس سے بهتر ترجمه کرنا مجھه جیسے جاهل آدمي سے ناممکن هے - زیاده نیاز -

خـادم عبـد القیـوم بیگ

الهـــلال !!

اسـلام کے عاشق ! حریت کے پرستار ! میں تسلیم کرتا هوں که تو اپني ملت مظلوم کي خدمت کررها هے - جسم هي سے نهیں بلکه روح و دل سے کررها هے - اپنے آرام کي فکر نهیں ' مگر اپنے اهل وطن کي راحت کا تو خواهاں هے ! پیروان اسلام تو ان کي ابتدائي حریت و مساوات کي حالت میں دیکھنے کیلئے تیري آنکھوں میں اضطرار کي چمک هے اگرچه سب تلواري کي دولت تیري آنکھوں سے دور هوگئي هیں ! تو فقیروں کي همدردي کررها هے لیکن تو دولت مند سے مخاطب هے ' تو ملت فروش حکمرانوں کي دولت نهیں دیکھتا ' اسلئے که تجھے اسلحه کے جزائے دینے کتے هیں -

تو سچ کها ؟ میں تجھسے جهوٹ نهیں ؟ تجھسے کهتا هوں ؟ تجھکو بار بار لکهوں ؟ تجھسے مدت هوں ؟ تو عالم اسلامي کا هرگوشه تجھه جیسے خادمان ملت کیلئے تیار و منتظر هے ' مگر سب سے زیاده میرا وطن ' آه میرا وطن عزیز و محبوب ' تجھه جیسے سپوتوں کي '

(بقیه صفحه ۱۰)

انگریز موقع کے منتظر هي تهے - انهوں نے فوراً چهه هولناک جنگي جهاز اور ایک سو سپاه بهیج دي اور آینده هر قسم کي مدد کا وعده بهي کیا ' نیز هدایت کي که خشکي میں ایک تهیده کي مسافت سے آگے نه بڑهنا -

انگریزي فوج نے چند قلعوں میں بیٹھنے اعلم کي فوج کا مقابله کیا اور بالآخر اسکو شکست دیکے خود سپاه و سفید کي مالک بن بیٹهي - جب انگریزوں نے قدم اچهي طرح جمالئے اور معاملات پوري طرح انکے هاتهوں میں آگئے تو انهوں نے دوباره امن و نظام قائم کیا -

اسوقت اگرچه سید فیصل امیر هے مگر درحقیقت تمام معاملات انگریزوں کے هاتهه میں هیں - وهي یهاں کے سپاه و سفید کے مالک هیں - سید فیصل ایک تنخواه دار ملازم هے جسکي عرضي رهتي هے جو انگریزوں کي مرضي هے - وه نه اپني راے سے کوئي حکم دیسکتا هے اور نه کسي حکم کو روک سکتا هے -

یه هے وه عمان ' جسکي آزادي حفاظت کا عهد سنه ۱۸۴۳ ع میں اور پهر دوباره سنه ۱۸۸۶ میں دیا گیا تها ! یا ایها الذین آمنوا ان تطیعوا الذین کفروا ' یردوکم علی اعقابکم فتنقلبوا خاسرین ' بل الله مولاکم و هو خیر الناصرین (۳ : ۹۵)

بجهه جیسے جانفروش کا زیاده حقدار هے - بسملوں کے ساتهه تڑپ اور دل زخم خورده رهتا هے تو زخمیوں کي بستي ڈهونڈهه ! قبرستان میں تیري آواز کون سنیگا ؟ مردوں کے مرگهٹ سے زندے کي پکار کب جواب پائیگي ؟ آ ! ادهر آ ! - دریا کي رواني کي طرح به سرعت آ ! - بجلي کي کڑک کي طرح هوش افگن آ ! - برسنے والے بادل کي طرح سرگرم رفتار هو ! زمین خشک اور پیاسي هے ' اور دهقان کیلیے مهلت کا ضائع کرنا معصیت هے -

تو آئیگا - هاں تو آئیگا - تو ایک دن ضرور آئیگا اور شاید خود بخود آئیگا - کیونکه تیرے اهل وطن تجھے نهیں پهچانتے ' اور کیونکه حلقه بگوشان اسلام کا کوئي وطن نهیں - دشمنان حریت ' اعداء حقانیت ' تیري مقدس تعلیمات سے لرزاں هیں - هاں یاد رکهه که تو آئیگا ' اور ایک جلا هوا دل اپنے ساتهه لائیگا - تیري خوں فشاں آنکهیں اشکبار هونگي جب که تو آئیگا !

قلم کي برچهي تیرے هاتهه میں هے - سیف زباني کے جوهر دکهلا رها هے اور میدان کارزار عمل گرم هے - کهاں ؟ ترکي میں ' میرے وطن محبوب و مقدس میں - فریب ترین زمانه میں ' میں ایسا دیکهه رها هوں -

تو مدینه منوره کي تصویر ابوالکلام ! مرثیه خوان ملت ابوالکلام ! تو آئیگا هماري پراني روایات همکو یاد دلائیگا ' کیونکه به تیري عین فطرت هے اور تو اسیواسطے پیدا کیا گیا هے - پس چمک اور چمکا ! گرج اور دهلا دے ! پهر تو وه سب کچهه دیکهیگا جیسا که تو دیکهنا چاهتا هے ' زلزله بارش بجلي موسم اور ارض صالح ' دلوں کي ضرورت هے - تیرے علم صداقت ' تیرے لواے حریت ' تیرے برق انتقام کے سایے میں اناطولیه کے وه جوان هونگے جنکے رنگ گلاب کو شرماتے هیں ' چوڑے چکلے سینے هیں ' اور ان سینوں میں اسلامیت کا مقدس خون بهتا هوا دل هے -

وه قوي اور تگڑے اسکے هاتهوں والے بے خوف اناطولي جنکي مائیں ان کي جسارت و تهوري پر ناز کرتي هیں اور جنکي سب سے بڑي آرزو دنیا میں یه هے که وه راه اسلام میں شهید هوں ' لاتعد و لاتحصی تیرے ساتهه هونگے - یهي هیں جو فطرتاً صرف تجهه جیسے پیشوایان ملت هي کے فدائي هوسکتے هیں - یه وه فدائي هونگے جنکے لب مدت سے دریاے طونه کے سرد اور شیریں پاني پینے سے خوگر هیں - جو اب بهي روما کا محاصره کرسکتے هیں اگر انهي الهي فوجوں کا کوئي محاصره نه کرے - جو اب بهي قسطنطنیه کے سواحل کو بهي اسکندر کي آوازوں سے لرزا دینا چاهتے هیں ' بشرطیکه کوئي مقدس صداے لاهوتي انکے دلوں کو بهي ایک نوریش اسلامیه سے بهر دے

پهر کیا تو ان کي جسم ' حسن ' ایسي جمیل آرزؤں کي قدر نهیں کریگا ؟ یه ایک مقدس کے طالب هیں - ان کو راسته بتادے اور راسته پر لگادے - خدا تو ایسا نهیں کریگا ؟

[illegible] میں [illegible] طرابلس کے رنگستان پر ' شهدا کا خون سوکهنے سے پہلے ' مظلوم خونوں کي هدایں گلنے سے پہلے ' بیوه عورتوں کے دلاسے کے آنسو خشک هونے سے پہلے ' آه ' کے بعد [illegible] صائم رہنے والے آ !!

میری آنکهیں [illegible] مدینے کے [illegible] قدمبوسی کا شرف حاصل کرینگے آ [illegible]

شـــاکر

(قونغه همایونی - هـ [illegible] قسطنطنیه)

مطبوعات جدیده

افـــاده

قیمت سالانه ۲ - روپیه مع محصول - سول لائن - آگره

یه اردو کا ایک جدید ماهوار رساله هے جو نهایت نفیس کاغذ اور عمده چهپائي کے ساتهه گذشته نومبر سے نکلنا شروع هوا هے - جناب نواب حاجي محمد اسمعیل خان صاحب اسکے مدیر اور ایڈیٹر هیں - غالباً مقصد اشاعت یه هے که ملک میں جو تعلیمي اور سیاسي کام هو رهے هیں انپر ماهوار بحث کي جاے " اور اوسکے علاوه " دوسرے قسم کي بهي سوشیل' مارل ' اور تاریخي مضامین" شائع کیے جائیں -

نواب صاحب " ده " کے قدیمي اهل قلم هیں جسکه اردو کے لکهنے [illegible] هے اور نه اسقدر رسائل و اخبار نکلتے تهے - علي گڈه انسٹیٹیوٹ کے [illegible] عرصے تک آپ مضامین لکهتے رهے هیں اور مشهور رساله " معارف " کے بهي وه بڈي صاحب مالک هے بلکه ایڈیٹري میں بهي شریک تهے - امید هے که اپني ادبي عمر میں وه اپنا یه بوجه [illegible] دیگر اهل قلم بهي اعانت کرینگے -

نومبر کا نمبر بطور نمونے کے شائع کیا گیا هے جسمیں صرف وه مضامین جمع کردیے هیں جو بعض اخبارات میں شائع هوے تهے' مگر دسمبر کے نمبر میں متعدده مستقل مضامین هیں اور پهلا مضمون جو ایجوکیشنل کانفرنس کے متعلق هے' نهایت مفید اور مشتمل هے اور اربابِ ملت کے لیے قابل توجه' بشرطیکه وه توجه کرنا چاهیں -

نواب صاحب کے سیاسي خیالات اکثر طبقه قوم کے مخالف هے' اور یه امر بهي آسکا هے که وه اهل کے خیالات سے خوش نهیں هیں' تاهم میں نه انهی سے اسی طرح [illegible] یه نواب صاحب جس استقلال اور تیکي سے اپنے سیاسي عقاید پر قائم هیں' اور جس عمر منزلزل لب و لهجه میں همیشه اپنے خیالات ظاهر کرتے رهتے هیں' میں اپنے عقیدے [illegible] نهایت قابل تعریف و تحسین سمجهتا هوں -

زمانے کے خیالات یکسر پلٹ گئے هیں اور وقت کے طوفان نے بڑے بڑے محکم ستونوں کو بهی اپني جگه سے هلا دیا هے - جو لوگ پچهلي صحبتوں کے مشهور رکن سمجهے جاتے تهے اور کل تک اپنے گذشته اصولوں کا وعظ کررهے تهے' انهوں نے بهي زمانے کا رنگ دیکهکر بالآخر اپني جگه چهوڑي' اور زیاده نهیں تو نئے خیالات و عقائد کي طرف دو چار قدم تو ضرور بڑهه آئے' مگر همارے اهل قلم دیکهه رهے هیں که نواب صاحب ممدوح اپنے خیالات پر اسي استحکام و استواري سے قائم هیں جس طرح گذشته عهد میں تهے' اور هر موقعه پر بلا تامل اور بلا خوف تحقیر و تضحیک اپني قدیمي راے ظاهر کرتے رهتے هیں -

لوگ همیشه انکے خیالات کي مخالفت کرتے هیں اور شاید هي کسي شخص کے سیاسي خیالات کو اسدرجه عام طور پر مذموم سمجها گیا هو' جس قدر نواب صاحب کي تحریرات کو - عموماً انکي تحریرات کو حکام کي خوشامد اور انتها درجه کي خوشامد سے تعبیر کیا جاتا هے' تاهم وه اسکي کچهه پروا نهیں کرتے اور اپنے خیالات برابر ظاهر کرتے رهتے هیں -

میں نے کسي قدر تفصیل سے اس امر کو اسلیے لکها که میں اپنے اسقلال میں آجکل کے لوگوں کیلیے ایک بڑي عبرت پاتا هوں - انکو خوشامد اور غلامي کا الزام دیا جاتا هے - میں چاهتا هوں که کاش آجکل کے مدعیان حریت کي آزادي میں بهي ویسا هي استقلال غیر متغیر اور استقامت محکم پیدا هو جاے' جسقدر ثبات و یک رنگي نواب صاحب کي خوشامد اور غلامي میں هے !

اگر ایسا هو تو پهر مصیبتوں کا خاتمه هے - یاد رکهو که کفر هو یا ایمان' کسي چیز میں استقامت هے' اور ایمان نفاق آلود سے نهایت بهتر درجه رکهتا هے :

دو دل بودن دریں رہ سخت بر عیبیست سالک را
خجل هستم ز کفر خود که دارد نوے ایماں هم !

اس حدیث کے ادعا کو لیکر کیا کیجیے جسمیں ایک ادنی سی آزمایش کي بهي تاب نه هو؟ و لله در الشاعر :

وفاداري بشرط استواري اصل ایماں هے
مرے بتخانے میں تو کعبے میں گاڑو برهمن کو

میں خاتمه هوں اس حمود قدر اور استقامت راے پر مختلف جهتوں سے' اور جس طرح نهایت راے ایک عمده جوهر اخلاقي هے' اسی طرح طبائع میں اور عادات کے بهي بنیاد عداوت و سعادت هے - لیکن اگر ایک شخص کو اپني غلطي محسوس نهیں هوتي اور اسلیے کسي خاطر راے پر صداقت سے قائم هے' تو اسکي راے کي تردید کي کوشش سے بجاے کیے' مگر ساتهه هي اسکي استقامت کي دوري قدر سے تعریف بهي کیجیے' اور بن پڑے تو اپنے حق کے قائم کرنے کیلیے اسے باطل کے ثبات سے سبق لیجیے !

اگر افاده کا تمام اردو اخبار و رسائل اور قومي کاموں کي امداد و تحسین کیلیے مخصوص کردیا جاے تو یه بهت نهیں هوگا' لیکن اس قسم کا کوئي اور رساله ملک میں نهیں هے -

چهپائي خوبي اور صحت کے اعتبار سے قیمت نهایت کم هے اور امید هے که لوگ اسکي قدردانی میں بخل نه کرینگے اسواسطه ملک میں متعدد رسائل کي ضرورت سدا رهتي هے' اور کوئي سیاسي آرا سے هم اوکي کتنا هي مخالف هو' هم سچے کے دیگر حصص کے قبول میں تو تامل نهیں

هندوستاني دوا خانه دهلي

حضرت حاذق الملک مسیح الزمان حکیم حمید اجمل خان صاحب کي سرپرستي میں قائم هوا هے اور یه اسقدر بلند پایه اور عالیشان دوا خانه هے که عمدگي ادویه اور حسن کار و بار کے اعتبار سے بهت مشهور هوچکا هے - صدها دواؤں (جو عطار خانه سار ادویه کے صحیح اجزاء سے بنتي هوتي هیں) حاذق الملک کے خاندانی مجربات (جو صرف اس کارخانه سے مل سکتي هیں) نهایت آسان کار و بار' صفائي' سنهرا پن ان تمام باتوں کو اگر آپ ملاحظه کریں تو آپ کو اعتراف هوگا که :

هندوستانی دوا خانه تمام هندوستان میں ایک هي کارخانه هے -

فهرست ادویه مفت (خط کا پته)

مینیجر هندوستانی دوا خانه - دهلي

مراسلات

ندوہ اور قوم کي سرد مہری

یہ واقعہ بھي عجائبات عالم میں سے ہے کہ جس قوم نے ندوۃ العلما کا خیر مقدم مرحبا اور بارک اللہ کے پرجوش نعروں سے کیا ہو، آج اسیکي جانب سے ایسي سرد مہریونکا ثبوت مل رہا ہو جسکي کچھہ انتہا نہیں - کیا وہ نعرہ ہائے مبارکباد و ساداماني اسلیے تھے کہ قوم نے ندوہ کو ایک بہت ضروري اور امید افزا شے خیال کیا تھا؟ اور کیا یہ افسردگي اور بے اعتنائي اب اسلیے ہے کہ قوم کے نزدیک ندوہ اب وہ ندوہ نہیں رہا، یا قوم کي وہ تمام ضرورتیں جو ندوہ سے وابستہ تھیں پوري ہوچکیں؟ یا یہ کہ اس تبدیل نظامت سے قوم بیچہہ سی دل سي ہوگئي ہے؟ بہر حال قوم کي سرد مہریونکے وجوہ چاہے کچھہ بھي ہوں، میں یہ ضرور عرض کرنے کي جرأت کرونگا کہ قوم ندوہ کي جانب سے غافل ہے، اور اگر اسي طرح غفلت شعاري سے کام لیا گیا تو قوم کو اپني جگہہ پر یہ یقین کرلینا چاہیے کہ اب تک جو کچھہ بھي اسے ندوہ کیلیے کیا، اسمیں مطلقاً کسی خلوص و ہمدردي کا سوال نہ تھا - قوم نے ندوہ کو صرف ایک طلسمي تھیل سمجھا تھا جسکے تماشہ بینوں کي تعداد میں اضافہ کیا گیا، اس سے زیادہ اور کچھہ نہیں - ورنہ یہ غفلت نہیں تو اور کیا ہے کہ آج ندوہ میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہوگیا ہے اور قوم تس سے مس تک نہیں؟ اگر چند انجمنوں نے مولانا شبلي صاحب کے قطع تعلق پر اظہار ناراضي کا رزولیوشن پاس کرکے اراکین ندوۃ العلما کے پاس بھیجدیا تو کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ قومي دلچسپي کیلیے یہ کافي تھا، اور اسکو قومي دلچسپي کہہ سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں، میں قوم سے پوچھتا ہوں کہ کیا اسیقدر ہمدردي ندوہ کے بقا اور بہبود کیلیے کافي ہے؟ اور پھر ندوہ کے حق میں اسکا کیا اثر مرتب ہوا؟ یہ تو صرف ایک رسمي طریقہ تھا جسکو چند افراد قوم نے ادا کردیا - اس میں کونسي ہمدردي اور کون سا مبارک خلوص پایا گیا؟

قوم کي اصلي ہمدردي اور اسکا سچا خلوص اس وقت ہوتا جبکہ بھي خواہاں ندوہ کسي مقام پر مجتمع ہوتے، اسکی ناکامیوں کے اسباب پر غور فرماتے، اسکے فلاح اور بہبودي کے وسائل کي تلاش کرتے، اور ایک کامیاب اور امید افزا روش اختیار کرکے ندوہ کو اسکے اصلي مقاصد و اغراض میں فایز المرام بنانے کي کوشش کرتے -

یہ ایک حد تک ممکن ہے کہ صحیح ہو کہ اگر بعد علحدگي علامہ شبلي اراکین ندوۃ العلما نے انکي جگہہ پر ایک ناظم کو منتخب کرلیا ہے تو کیا ضرور ہے کہ قوم اسپر اعتماد نکرے؟ میں کہتا ہوں کہ قوم ضرور اعتماد کرے، لیکن یہ اعتماد یومنون بالغیب نہو، کیونکہ وہ ملک مقرب نہیں، کوئي وحي منزل نہیں، کوئي رسول نہیں، بلکہ کچھہ بھي نہیں - کم ازکم اتنا تو ضرور ہو کہ قوم اسکے حالات سے واقف ہو - اسکے فضائل علمیہ و دینیہ سے آشنا ہو - یہ کسقدر حیرت انگیز اور افسوسناک امر ہے کہ ایک ایسي مجلس کا جسکے مقاصد عظیم الشان ہوں اور جسکي کامیابي بھي یقیني ہو، اور جسکا عزم وحید یہ ہو کہ قوم کي تمام وہ ضرورتیں جو ایک مدت سے مدفون اور قحط الرجال سے مرہب الفنا ہو چکي ہیں، دوبارہ زندہ اور بار آور بنجائیں، اسکا میر مجلس ایک ایسا شخص لیا جاتا ہے جس کے نام سے قوم کے ۹۰ فیصدي اشخاص بھي اشنا نہیں - لیکن ایسا کیوں ہوا؟ صرف اسلیے ہوا کہ قوم کي آنکھیں ندوہ کیطرف سے بند ہیں، اور اسلیے ہوا کہ اب وہ دل نہیں رہے جن میں ہمدردي اور خلوص کے جذبات تھے اور وہ ہاتھہ نہیں رہے جو ہمیشہ بڑھنے کیلیے طیار اور مستعد رہتے تھے، اور وہ دماغ نہیں رہے جن میں قومي ضروریات پوشیدہ رہتی ہیں اور انکے تمام حقوق کي نگہداشت کي جاتي تھي - یہ اسقدر تعجب بالائے تعجب ہے کہ ناظم کا انتخاب صرف چند اشخاص کے ہاتھوں سے ہوجاتا ہے، اور قوم سے پوچھا تک نہیں جاتا؟ نقطہ اور الف تو درکنار قوم کے حصول آرا کا لحاظ نہ رہے، اسکو ایک معمولي موقع ملتا ہے اور ایک بہت معمولي قدر و قدرت جسکے مقتوں میں ہاتھہ آجاتي ہے، وہ خوش خوش مسند نظامت پر جلوہ آرا ہوجاتا ہے، اور پھر اسکا جو کچھہ بھي جی چاہے کرگذرتا ہے -

میں حیران ہوں کہ اس جمود اور اس زوال سے کیا جاتا ہے کہ قوم میں بیداري اور قومیت کا احساس ہے؟ اگر یہي بیداري اور احساس ہے تو میں سچ عرض کرتا ہوں کہ یہہ ایک قوم الحیات ہے جسکو غلط فہمي سے آب بیداري تصور کیے بیٹھے ہیں - خدارا سوچیے اور ادبي ضروریات پر ایک گہري نظر ڈالکر ندوہ کے فلاح اور بہبودي کے اسباب فراہم کرنے میں سرگرم ہوجائیے، وما علینا الا البلاغ والسلام

ادیب - احمد - آرہ بہاری

زندہ در گور مریضوں کو خوشخبري

یہ گرانبار ضعف قوت بڑھاپے اکسیر اعظم کا حکم رکھتي ہیں، زمانۂ انحطاط میں جوانی کي سي قوت پیدا کردیتي ہیں، لیساهي ضعف شدید کیوں نہو دس روز کے استعمال سے طاقت آجاتي ہیں، اور ہمارا دعوی ہے کہ چالیس روز حسب ہدایت استعمال کرنیسے اسقدر طاقت معلوم ہوگی جو بیان سے باہر ہے - ٹوٹتے ہوے جسم کو دوبارہ طاقت دیکر مضبوط بنانے، اور چہرے پر رونق لانے ہے - علاوہ اسکے اسمیں کمي کو پورا کرنے اور خون صاف کرنے میں بھي عدیم النظیر ہیں، ہر خریدار کو دوا کے ہمراہ بالکل مفت بعض ایسي ہدایات بھي دیجاتي ہیں، جو بجائے خود ایک رسالۂ صحت ہے - قیمت في شیشی ایک روپیہ محصول بذمہ خریدار چھہ شیشی کے خریدار کے لیے ۵ روپیہ ۸ آنہ

المشتہر

مینیجر کارخانۂ حبوب کا با پلٹ پوسٹ بکس ۱۷۰ کلکتہ

اقتـــراعيات عثمانيـــه

ايـک عثـماني طبـــاره

شوکت بلقيس خانم

انگلستان کي نئي ڈاک کے اخبارات ميں مس فريهوک (Miss Frehauke) کا تذکرہ نہايت فخر و مباہات کے ساتھہ کيا گيا ہے جس نے ايک ہوائي جہاز ميں کچھہ دوز تک سفر کيا

يورپ ميں ايسا ہونا کچھہ بھي عجيب نہيں، بلکہ ايک ايسي معمولي بات ہے جسکا تذکرہ بھي ضروري نہ تھا - البتہ حال ميں ايک نوجوان ترک خاتون شوکت بلقيس خانم کا ہوائي جہاز ميں اڑنا اور ادرنہ سے قسطنطنيہ تک آنا، يقيناً ايسا واقعہ تھا جسپر فرانس کے تمام اخبارات و رسائل نے بجا طور پر تعجب کيا -

خانم موصوفہ ايک نوجوان تعليم يافتہ خاتون اور فتحي بک کي بيوي ہيں - پچھلے دنوں جو مشہور انجمن خواتين عثمانيہ کي اعانۂ حکومت کيليے قائم ہوئي تھي، اسکي تاسيس ميں سب سے زيادہ حصہ انہوں نے ليا تھا - انقلاب دستوري کے بعد باعانۂ

احمد رضا بک جو جمعيۃ طلب حقوق نسواں کيليے قائم ہوئي تھي، جسکے دو عظيم الشان جلسے منعقد ہو کر تمام يورپ ميں مشہور ہوگئے تھے، اور جسکي اعانت کا سلطان المعظم نے بہ نفس نفيس وعدہ کيا تھا، اسکے ارکان مشہورہ ميں سے ايک رکن رکين يہي بلقيس خانم تھيں -

انکے اس مردانہ وار طيران ہوا نے تمام ترکي ميں شہرت حاصل کرلي ہے، اور متعدد مقامات سے عورتوں کي انجمنوں نے انکے ليے تحائف بھيجے ہيں - اوڑے سے پہلے اور بعد، خواتين عثمانيہ کے دو جلسے منعقد ہوے، جسميں بڑے بڑے اعيان و مشاہير کي خواتين شريک تھيں - بلقيس خانم نے ايک فصيح و بليغ تقرير کي اور کہا :

"وقت آگيا ہے کہ اپني ملت کے زوال و ادبار کے ماتم ميں ہم عورتيں بھي مساويانہ حصہ ليں، اور اس عدالت ميں ہم اپنا مساويانہ حق مردوں سے طلب کريں گي"

انھوں نے کہا کہ :

"ہوائي جہاز ميں بيٹھکر کچھہ دور تک تو اب متمدن عالم کي ايک نہايت ہي معمولي اور عامہ الوزود بات ہوگئي ہے - اسميں کوئي ندرت نہيں - پس ميں نے جو يہ ارادہ کيا تو اسليے نہيں کہ يہ کوئي عجيب اور نادر واقعہ ہوگا، بلکہ صرف اس غرض سے کہ

بلقيس خانم ہوائي جہاز ميں

ہمت اور اقدام عملي کي ايک نظير قائم کروں - وہ ميري ملت محبوب و معظم ليليے اولوالعزمانہ اعمال کا معرک، اور بلند نظرانہ مقاصد ليليے داعي ہو"

خانم موصوفہ کي اس دليري نے تمام خواتين عثمانيہ ميں ايک تازہ روح عمل پھونک دي ہے - صرف عورتيں ہي نہيں بلکہ مردوں پر بھي اسکا ہمت افزا اثر پڑا ہے - انہوں نے اپنے سامنہ بہت سے چھپے ہوئے اوراق رکھہ ليے تھے جو ہر آبادي پر سے گذرتے ہوئے پھينکي جاتي تھيں - اُن ميں سے بعض پر طلب غيرت و حميت کے جملے تھے، بعض پر دعائيہ فقرے، اور اکثر اوراق پر تو يہ لکھا تھا کہ "ملۃ بعبيۂ عثمانيہ کے نام، غيرت، حميت، صداقت، اور عمل کا پيام مقدس ہے!"

يہ گويا دارالخلافہ عثمانيہ کا ايک اجتماعي واقعہ ہے - ليکن جو با قاعدہ اور منظم آزادي توجہ اپني حکومت ہوے کے وہاں حديث النسل کي عورتوں کو ملي ہے، اميد ہے کہ وہ ابھي عرصے تک اُسيں بے اعتدالانہ آزادي کے نقائص سے محفوظ و مصئون رہينگي -

گذشتہ دانگ کے تمام عثماني جرائد و رسائل نے اس واقعہ کي تشہير و تعظيم ميں حصہ ليا ہے، اور مصور رسائل نے اس دليرانہ سفر فضائي کے مختلف حصوںکي تصويريں شائع کي ہيں - علي الخصوص معاصر محترم آسمانہ "شہباز" اور "رسملي" جنکي اشاعات کا بڑا حصہ اسي واقعہ کے رسوم و صور سے پر ہے - ہم بھي تين مختلف تصويريں معاصرين آستانہ سے نقل کرکے ہيں

بلقيس خانم ہوائي جہاز کے لباس ميں

يہ تصويريں تو خود خانم موصوفہ اور ہوائي جہاز کي ہيں، اور ايک تصوير اُس مجلس خواتين کي جو اُس موقعہ پر منعقد ہوئي تھي -

جـــزائـــر فلـي پـائـن

شیخ الاسلام کا تعزر اور دعوۃ دعدہ ہی تعریف

الشيخ محمد وجيهه النابلسى

(صدر فلی پائن کے باغات کا ایک منظر)

(جزیرہ مورو (فلي پائن) کا ایک منظر)

لهلال کی سی گذشته اشاعت
[illegible] فلپائن کے مسلمانوں کا
[illegible] متعلق [illegible] نمائندہ جزائر
[illegible] کے پتے امریکن گورنر جنرل
فلپائن اور [illegible] سلطنتعثمانیہ
بھیجا تھا ' اور اس کے پذیرائی خلافت
عثمانیہ میں ملکی حسب ذیل مندرجہ
ذیل خود عرض کئے تھے :

" مسلمانان فلپائن نے مجھے
[illegible] میں ان کی جانب
سے [illegible] رئیس کی
[illegible] منتخب کرنے کی
[illegible] اطمینان
[illegible] کے متعلقہ امراء
[illegible] میں طلع
[illegible] فلپائن خاصی بڑی
[illegible] میں طلع [illegible]
[illegible]

[illegible] میں [illegible] پذیرائی
[illegible] شیخ الاسلام
[illegible] جانے والے مسلمانوں
[illegible] کی اصلاح کرے ' اور
[illegible] نگرانی میں وہ ایک سچے مسلمان ہونے کا درجہ حاصل
کرسکیں - حکومت امریکہ نے انکی اس خواہش کو معقول قرار
دیا ہے اور وہ اپنے صرف و تنخواہ سے ایک ایسے رئیس دینی کے
تقرر کی بدل خواہشمند ہے "

سلطان المعظم نے انکی درخواست کو منظور فرماکر اور جزائر
فلپائن کیلیے " شیخ الاسلام " کا ایک عہدہ قرار دیا گیا جسکے
مصارف حکومۃ امریکہ دیگی ' اور جو اپنی ریاست دینی میں مکمل
آزاد و خود مختار ہوگا -

چنانچہ اس عہدۂ جلیلہ پر سب سے پہلے جو بزرگ مامور ہوے '

السيد محمد وجيهه افندى ' شيخ الاسلام جزائر فلپائن

وہ حضرۃ السید محمد وجیہ افندي النابلسی امدن اللہ فی مشیخت اسلامیہ ہیں -

تمام امور ضروریہ کے طے پا جانے کے بعد وہ آسمائے سے بعزم جزائر روانہ ہوگئے - ۱۴ - دسمبر کو بمبئی پہنچے - وہاں سے دہلي آئے - دہلي سے علیگڈھ ' علی گڈھ سے دلو بند گئے - پھر چند دنوں بہ تقریب اجتماع اسلامي آگرہ میں تشریف فرما رہے - وہاں سے ایکدم اور رنگون ہوتے ہوے عالباً فلپائن روانہ ہوگئے ہیں -

آگرہ میں مجھے سید موصوف سے صرف ایک بار حاضر ہوا ' اور دو تین مفصل ملاقاتیں علیحدگی میں علیحدہ سکون و اطمینان سے میسر آئیں - یہ ایک نوجوان [illegible] ہیں ' [illegible] کا [illegible] ہے ' [illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] ہیں

هیں مجھے پوری امید ہے کہ انشاء اللہ العزیز انکا قدم جزائر فلي پائن میں ایک قوي حرکت دینے پیدا کر دیگا - مسئلۂ تبلیغ اسلام کے متعلق میں نے بہت سے مطالب ضروریہ انکي خدمت میں عرض کیے ہیں -

اب اسے دربار معظم نے قدم در رکاب ہونے ہي اپنے ابدار نفس کي دلیل بنا ہے - انہوں نے اس دینی خدمت کیلیے بتنخواہ لینا بھي گوارا نہیں کیا - صرف پچاس پونڈ ماہانہ اپنے مصارف کیلیے لینگے ' اور قسطنطنیہ میں انکے اہل و عیال کیلیے ۳۰ پاؤنڈ ماہانہ پہنچتے رہینگے -

انہوں نے کرنل ملے سے یہ طے کر لیا ہے کہ وہ تبلیغ اسلام کے بارے میں بالکل آزاد و خود مختار ہونگے - عربي تعلیم کے نشر و اشاعت میں حکومت محلیہ انہیں مدد دیگي - خطبہ میں سلطان المعظم کا نام لیا جایگا ' اور انکے تمام احکام و اوامر دربار خلافت کے احکام تصور کیے جائینگے -

جزائر فیلي پائن میں مسلمانوں کي آبادي پانچ لاکھ سے زیادہ ہے - انکے علاوہ قدیمي بت پرستي بھي باقي ہے جو بہت تھوڑي سعي سے مبدل بہ اسلام ہو سکتي ہے -

ہندوستان کے مسلمانوں کے لیے یہ سمجھنا مشکل ہوگا کہ دولت برطانیہ جو کچھہ اپنے سات سے دس کروڑ مسلمان رعایا کیلیے نہیں کر سکتي ' اس سے کہیں زیادہ ریاست ہاے متحدۂ امریکہ صرف پانچ لاکھ نفوس اسلامیہ کیلیے کر رہي ہے - وہ خود اپني معرفت سے انکے لیے ایک سیج الاسلام معرر کرتي ہے اور سلطان المعظم کے تحت ریاست دینی انہیں سپرد کردیتی ہے - انگلستان کیلیے (بقول ٹائمس) ایک وحشی گورنر نے جون کے آگے تمام مسلمان رعایاے ہند کا اضطراب اور انکے عظیم الشان اسلامي جذبات کي کچھہ پرواہ کوئي نہیں ' مگر یہ امریکہ ہے کہ امریکہ انسانیت سمجھتا ہے '

حال میں سر ولیم ریڈر برن نے ایک چھوٹي اخبار انڈین میں شائع ہوئي ہے جسمیں انہی جزائر فلي پائن کا ذکر ہے اور امریکہ کے طرز حکومت سے گورنمنٹ ہند کا مقابلہ کیا ہے وہ لکھتے ہیں :

" امریکہ کے پریسیڈنٹ ولسن کا رویہ اہل برطانیہ کیلیے قابل غور و عبرت ہے - جب ہندوستان کی کونسل میں مسٹر گوکھلے کا بل جبري تعلیم کے متعلق زیرنظر ہوا تو اسي وقت بیان کیا گیا تھا کہ جزائر فلي پائن میں امریکن گورنمنٹ نے میونسپلٹیوں کے ذریعہ جبري تعلیم رائج کردي ہے ' اور اسکا نتیجہ یہ ہے کہ برٹش انڈیا کے مقابلہ میں وہاں طلبا کي تعداد دس حصہ زیادہ نظر آتي ہے !

پریسیڈنٹ ولسن نے علانیہ وعدہ کیا ہے کہ امریکن گورنمنٹ بہت جلد ان جزائر کو آزادي عطا کر دیگي ' مگر ہندوستان کو ابتک کوئي ایسي امید نہیں دلائي گئي ! "

زمیندار ریلیف فنڈ ڈیپوٹیشن

بسرپرستي علامہ عبد اللہ عمادي ایڈیٹر زمیندار بغرض فراہمي چندہ ۲۱ جنوري کو لاہور سے روانہ ہوگا ہمیں اپنے مسلمان بھائیوں سے پوري توقع ہے کہ حتی الامکان اس ڈیپوٹیشن کي حوصلہ افزائي سے اپنے قومي اخبار (زمیندار) کے ساتھہ سچي ہمدردي اور محبت کا عملی ثبوت دینے سے دریغ نہیں فرمائیں گے -

منیجر زمیندار

مشاهیر اسلام رعایتي قیمت پر

(۱) حضرت مظہر جان جاناں قدسہ ۳ آنہ رعایتي ۱ آنہ (۲) حضرت داتا گنج بخش ۳ آنہ رعایتي ۱ آنہ (۳) حضرت مخدوم اشرف رحمۃ اللہ علیہ ۲ آنہ رعایتي ۳ پیسہ (۴) حضرت خواجہ حافظ شیرازی ۲ آنہ رعایتي ۲ پیسہ (۵) حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوي ۳ آنہ رعایتي ۱ آنہ (۶) حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتاني ۳ آنہ رعایتي ۱ آنہ (۷) حضرت امیر خسرو ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۸) حضرت سرمد شہید ۳ آنہ رعایتي ۱ آنہ (۹) حضرت غوث الاعظم جیلاني ۳ آنہ رعایتي ۱ آنہ (۱۰) حضرت عبد اللہ بن عمر ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ [۱۱] حضرت سلمان فارسي ۲ آنہ رعایتي ۳ پیسہ [۱۲] حضرت خواجہ حسن بصري ۳ آنہ رعایتي ۱ آنہ [۱۳] حضرت امام ربانی مجدد الفي ثاني ۲ آنہ رعایتي ۳ پیسہ (۱۴) حضرت شیخ بہاؤالدین ذکریا ملتانی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۱۵) حضرت شیخ سلیمي ۳ آنہ رعایتي ۱ آنہ (۱۶) حضرت عبد الحکیم ۳ آنہ رعایتي ۱ آنہ (۱۷) حضرت امام بخاری ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۱۸) حضرت شیخ محی الدین ابن عربي ۳ آنہ رعایتی ۶ پیسہ (۱۹) شمس العلما آزاد دھلوي ۳ آنہ رعایتي ۱ آنہ (۲۰) نواب محسن الملک مرحوم ۳ آنہ رعایتي ۱ آنہ (۲۱) شمس العلما مولوی نذیر احمد ۳ آنہ رعایتي ۱ آنہ (۲۲) ابو الکلام مسلسل مرحوم ۵ رعایتی ۲ آنہ (۲۳) رائٹ آنریبل سید امیر علي ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۴] حضرت شہنشاہ بابر ۵ آنہ رعایتي ۲ آنہ [۲۵] حضرت مسلمان عبدالحمید خان غازی ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۲۶) حضرت سلطان حیدر ۵ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۷] نپولین معظم ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۸] حضرت ابو سعد ابوالحسن ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۹] حضرت مجدد الف ثاني سرہندی ۲ آنہ رعایتي ۳ پیسہ [۳۰] حضرت ابو اسحاق شہر یاری ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۳۱] حضرت خالد بن ولید ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ [۳۲] حضرت امام زین ۶ آنہ رعایتی ۲ آنہ ۲ پیسہ [۳۳] حضرت سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس ۴ آنہ رعایتي ۲ آنہ ۳۴] حضرت امام حنبل ۳ آنہ رعایتي ۶ پیسہ [۳۵] حضرت امام شافعي ۶ آنہ رعایتی ۱۰ پیسہ [۳۶] حضرت امام حنفی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۳۷) حضرت عمر بن عبد العزیز ۵ - آنہ - رعایتی ۲ - آنہ (۳۸) حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکي ۳ - آنہ رعایتي ۱ - آنہ (۳۹) حضرت خواجہ معین الدین چشتي ۵ - آنہ - رعایتی ۲ آنہ - بیس مشاہیر اسلام قریباً دو ہزار صفحہ کی ضخامت تک جلد بندی صرف ۲ روپیہ ۸ - آنہ - (۴۰) یاد وطن پارسیوں کے اوطان کرام کے حالات ۱۲ - آنہ رعایتي ۶ - آنہ (۴۱) آئینہ خود شناسی صوفي مشہور اور الاخوان بذات خدا بندی کا رہبر ۵ آنہ - رعایتي ۳ - آنہ - ۴۲] حالات حضرت مولانا روم ۱۲ - آنہ رعایتي ۶ - آنہ - [۴۳] حالات حضرت شمس تبریز ۶ - آنہ - رعایتی ۳ آنہ - نقد دل کی قیمت میں اوني رعایت نہیں - [۴۴] حالات جہانگیري معہ حالات حضرت مجدد الف ثاني سرہندی ۱ روپیہ ۸ آنہ [۴۵] مکتوبات حضرت امام ربانی مجدد الف ثاني اردو ترجمہ دو ہزار صفحہ کی تصریف کي لاجواب کتاب ۶ روپیہ ۷ آنہ [۴۶] مشکوۃ شریف اردو حواشی مشتمل اہل بہشت کے حالات اور ارشادات ۲ روپیہ ۸ آنہ [۴۷] رموز الاولیا ہندوستان بھر کے تمام مشہور مقدسین کے مفصل حالات زندگی صفحہ انکي سنہ وار صدري کے جزوات کے جو انکي سال بھر کے عرصہ میں ظاہر ہوئے جمع کیے گئے ہیں - اب دوسرا ایڈیشن شروع ہوا ہے اور جس سے خریداروں نے حصہ اشتہار کی تصدیق کي ہے انکي قیمت ابھي نہیں بڑھائي ہے - عام طالب کي آسانی کے لیے اصلي اصلي قیمت صفحہ روپیہ ہے اور رعایتي ۳ روپیہ ۸ آنہ [۴۸] [جہانگیر اس مراد مرض کي تفصیل نشان اور علاج ۲ آنہ رعایتي ۳ پیسہ [۴۹] عملیات سازي کا رسالہ ۲ آنہ رعایتي ۳ پیسہ -

ملنے کا پتہ ـــ منیجر رسالہ صوفي پنڈي بہاؤ الدین
ضلع گجرات پنجاب

منـــ\n\n## اثـــار عـــرب\n\nمصر کے مروجہ تعلیم یافتہ اشخاص سے صحیح همیشہ بے اعتقادي رهی ہے ' الا در شخص ' الف قاسم امین بک مرحوم صاحب تحریر المراۃ ' اور دوسرے احمد رکی بک صاحب الشعر الي المولمر و الدنیا في پاریس وغیرہ -\n\nپچھلے دنوں احمد رکي بک نے جامعہ مصریہ میں اثار عرب پر تقریروں کا ایک سلسلہ شروع کیا تھا ' جسمیں مختلف مواضع ادب و تاریخ و علوم و علم اللسان پر نہایت وسعت نظر و دقت راے سے بحث کي تھي - اب اُن سب کا مجموعہ شائع ہو گیا ہے - آج انکي ایک تقریر کا تھوڑا سا حصہ درج کیا جاتا ہے جو زیادہ خشک او علمي نہیں ہے تاکہ عام طور پر دلچسپی سے پڑھا جاے (ایڈیٹر) -\n\nحضرات !\n\nسب سے پہلے میں عربي طریقہ پر سلام کرتا ہوں اور ہر شخص سے فرداً عرض کرتا ہوں کہ " سلام علیک " اسکے بعد میں اسلامي طریقہ پر سلام کرتا ہوں اور کہتا ہوں " السلام علیکم " -\n\nاس سلام مزدوج کے بعد میں یہ لفظ استعمال کرتا ہوں جو اهل فرنگ نے عربوں سے لیا ہے اور جسے بلحاظ معني اصلي کے میں آپ سے کہتا ہوں ' یعني " Salamlek " -\n\nحضرات ! اهل یورپ تو اس تبسرے لفظ کو تملق و تذلل اور اظہار خضوع و خشوع کے لیے استعمال کرتے ہیں ' مگر در حقیقت یہ لفظ اس اثر کا همیں پتہ دیتا ہے جو اسلامي تمدن نے یورپ کي مغربي قوموں پر ایک زمانے میں ڈالا تھا -\n\nکیا اس عالم کي یہ سنت جاریہ نہیں ' کیا تمدن کا یہ قاعدہ نہیں کہ جب مختلف ' متفاوت قومیں باهم ملتي ہیں اور ایک دوسرے سے سابقہ پڑتا ہے ' تو ضرور اس سے ایک کا اثر دوسرے پر پڑتا ہے ' اور یہ اثر اسقدر قوي ہوتا ہے کہ بالاخر عام اور خاص ' دونوں قسم کے حالات میں ظاهر ہوتا ہے ؟ اس تاثیر کا سرچشمہ تمدن کي قوت ہے - غالب و چیرہ دست قوم معراج تمدن کے جسقدر بلند زینے پر ہوگي ' اور مغلوب قوم پر اسکو جسقدر تسلط و اقتدار حاصل ہوگا ' اسي نسبت سے یہ اثر بھي کمزور و ضعیف اور قوي و استوار ہوگا -\n\nکسي قوم میں جب تمدن پھیلتا ہے ' تو ضرور اسکے افراد بھي اس بسیط زمین پر پھیلتے ہیں اور دوسري قوموں پر غالب ہوجاتے ہیں یہ قبائل جو اسکے جوار میں یا اسکے ساتھ رہتے ہیں ' اسکا کہنا مانتے ہیں ' ان پر فوراً اُس قوم کو یک گونہ حکومت حاصل ہوجاتي ہے گو یہ حکومت ظاهري نہ ہو بلکہ معنوي ہو - جو لوگ تعکر و تامل کو کام فرماتے دیکھیں انہیں اس حکومت معنوي کے آثار تجارت ' زراعت ' صنعت ' اخلاق و عادات ' علوم و معارف ' بلکہ لہو ولعب ' طرافت و مزاح ' وقار و رندي ' غرضکہ زندگي و تمدن کے ہر شاخ و مظہر میں اسطرح نظر آجاتے ہیں ' جسطرح صبح کي پیشاني یا دن کي روشني نصف النہار میں !\n\nاجتماع و تمدن کے اس بدیہی قانون کے ثبوت کے لیے میں آپ کو دور نہیں لیجاتا - صرف اتنا کہتا ہوں کہ آپ ذرا اپنے گرد و پیش پر ایک نظر ڈالیں - کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ہم میں سے ایک شخص جو ابدي مادري زبان بھي اچھي طرح بول نہیں سکتا اور (اسکے نزدیک) اسکي بدقسمتي سے خدا نے اسکو کسي عجمي زبان میں استعمال و ابہام کا موقع بھی نہیں دیا ' مگر با ایں ہمہ جب وہ اپنے کسی دوست اور ہم چشم سے ملتا ہے تو فوراً کہتا ہے : " دوانجور مرون شدرون سبوار " (یہ ایک فرانسیسي کلمۂ مزاج پرسی و تعارف ہے جو اب فرنگی ماب مصریوں میں بجاے کیف حالک کے جاري ہوگیا ہے ' اور انکی تقلید سے اسکا استعمال اسقدر بڑھگیا ہے کہ عام طور پر ہر شخص بولنے لگا ہے حتی کہ سلام علیک تک متروک ہے ! - الہلال) کیا یہ امر اب قطعي نہیں کہ عنقریب وہ دن آنے والا ہے جبکہ ہمارے لڑکے گھروں میں بھي گوڈ مارننگ گوڈ نائٹ مائی ڈیر ' کہا کرینگے -\n\nنہیں ' وہ دن تو آگیا - اب تو گھروں میں بھي ہمارے لڑکوں کي زبان سے یہی نکلتا ہے -\n\nلعمري (اپني عمر کي قسم) ' یہ نفوس کا ضعف ' مزاج کي کمزوري ' اور اخلاق کي پستي ہے - یہ حیرت علما کے نزدیک تنزل طوعي ہے اور تبسم علما کے نزدیک خود نمائي - رہے جاهل تو انکے لیے اسقدر کہدینا کافي ہے کہ وہ جاهل ہیں !\n\nمیرے نزدیک اس تنزل طوعي اور خود نمائي ' دونوں کے خلاف اخلاقی جنگ کرنا چاهیے تاکہ ہم اپني قومیت اور زبان کو محفوظ رکھ سکیں ' اور اپنے ملک کے زندہ کرنے کے متعلق ہماري کوششیں کامیاب ہوں -\n\nلیکن آج شب کي صحبت کا میرا موضوع مجھے مجبور کرتا ہے کہ میں تہت سے مقامات پر عربي الفاظ کے بدلے غیر عربي الفاظ استعمال کروں ' تاکہ اسلامے تاکہ ان پس ماندہ آثار اور لازوال مآثر کو بیان کرسکوں جو ہمارے آباء و اجداد یورپ کي قوموں میں اپنے بعد چھوڑ آئے ہیں - (اسکے بعد خطیب نے فرانسیسی زبان کا ایک فقرہ لکھا ہے مگر وہ ہم نے اسلیے حذف کردیا کہ قارئین الہلال میں بمشکل انچھ لوگ ایسے ہونگے جنکے لیے وہ چند اصوات مرتبہ سے زیادہ ہو - الہلال)\n\nآپ بعض حیرت کرینگے جب میں آپ سے کہونگا کہ (Ebahi) اور (Ahuri) کہ دونوں فرانسیسی لفظ خالص عربی اصل سے مشتق ہیں - پہلا لفظ (Ebahi) جسکے معنی پریشان و حیران کے ہیں ' اور اسی طرح ظاہر ہے کہ (Ebahissement) جسکے معنی ہیں ' وہ بھی اسی معنی میں ہے ' دونوں عرب نے اس قول سے نقل کیا ہے کہ " فلان مائر بائر " یعني حیران و پریشان ہیں - دوسرا لفظ یعنی (Ahuri) جسکے معنی مبہوت و مرعوب ہونیکے ہیں ' وہ بھی اس جملے سے نقل ہے کہ " بہت فلانا فاذہلہ " کہ اب بھي اسکو حیرت و تعجب ہے ؟ حالانکہ جب سبب ظاہر ہو جاے تو تعجب دفع ہوجاتا ہے ' اور اسکا ثبوت جسقدر واضح ہے وہ تو ظاہر ہی ہے\n\nاس فرانسیسي فقرہ میں میں نے ایک لفظ (Sanchot) استعمال کیا تھا - یہ لفظ بھی عربي زبان ہے اگر اطالی اپنے میں اسکا لفظ نہ بولیں تو "سوای" ہوگا ' اور یہ ہم اطالي زبان میں اسکے ہم معنی لفظ تلاش کریں تو ہمیں دو لفظ (Sanchot) اور (Sanchez) ملینگے ' اور اب ہم اسکے بعد یہ آیت تلاوت کریں گے فزرع اخرج شطاہ فازرہ فاستغلظ فاستوي علی (سورہ) تعجب انزراع تو اسکا مشتق عند راسخ ہو جائیگا (بعد لفظ سوق)\n\n

اصل یہ ہے کہ اہل یورپ نے زراعت سے متعلق بہت سی چیزیں عربوں سے سیکھیں جیسا کہ ہم آگے بیان کرینگے - ان امور کے ساتھ انکے اسماء بھی اپنی زبان میں داخل کرلیے ' لیکن کہ اسماء کبھی بحالت مفرد آئے اور کبھی بحالت جمع - Sonche جو اسوقت زیر بحث ہے ' انہوں نے لفظ (سوق) سے لیا ہے جو جمع ہے ساق کی - اسکے بعد اسمیں تحریف کی اور اسکو سطح زمین سے زیر زمین نکلنے والے بیج کے معنی میں استعمال کرنے لگے - پھر اس تصرف و تحریف کا دائرہ اور وسیع کیا اور اسکو ان تمام معانی میں استعمال کرنے لگے جن میں کہ لفظ جرثومہ استعمال کیا جاتا ہے

ہزارہا لفظ ہیں جو ہمیں کہ بتلاتے ہیں کہ عربوں سے اہل یورپ نے کچھ نہ کچھ فیض اٹھایا ہے - یہ سعد بزدار بھی کہ آج تک باقی ہے ' ہم یہ یقین کرتے ہیں کہ قصر نمدن و زمانے کی جو دست برد سے عہدہ برآ ہوا ہے ' مگر ہم میں جو ہی خاموش آواز میں شاعر سے داد لیتے ہیں - مسعود یا دیوان کے پہنچنے تک '

بریدِ فرنگ

سنـــه ۱۳ - اور هـــلال

قدیم و جدید مسئله شرقیه

(از کریفک ۲۷ دسمبر)

انیس سو بارہ نے ہمیں پرانے " مسئلـه شرقیـه " کا خاتمه دکھایا اور انیس سو تیرہ نے اپني طنز آمیز فیاضي سے ایک نیا مسئله شرقیه " ایجاد کردیا - یہي شے اس سال کي اصلي مزیت اور دیرپا خصوصیت ہے جسکي وجہ سے یہ سال یورپ کي تاریخ میں ہمیشه مشہور و معروف رہیگا -

اس لحاظ سے یہ سال نہ صرف برا تھا ' بلکہ بلا ادنی مبالغه کے ایک مضرت رساں سال تھا - بلقان میں یورپ کي نزدلي اور شدید بربریت کي کامیابي سے جو پھیلا ہوا ' ارباب سیاست کے لیے امید ہي برباد شدہ صورت ہے ' اور اصحاب خیال (Idealist) کے لئے اس فریب کا انکشاف جسمیں وہ اب تک مبتلا تھے - مگر یہ اسکي اکدلي برائي نہیں کیونکہ یہ اپنے اندر اور بھي برائیاں رکھتا ہے -

اس نے آیندہ کے بے گناہ لوگوں کے لیے ایک ایسا بوجھ ترکیہ میں چھوڑا ہے ' جسکا فیصلہ وہ ہمیشہ کے لیے کر سکتا تھا اور صرف اسیقدر نہیں بلکہ اس بوجھ کے ساتھہ مزید پیچیدگیاں بھي - سر ایڈورڈ گرے ' ہمیں حکم دیتے ہیں کہ ہم شکر کریں کہ جنگ یورپ سے بچگئے - سر ایڈورڈ گرے کا یہ قول تو بالکل عیر فاني ڈک کے اندار میں ہے ' بلکہ اسکے اس دائمي تسلي کي دوسري شکل وہ " جب تک خوش طبعي کي شمع میں روح کي آگ روشن ہے اور درستي کا بازو پر نہیں جھاڑتا ' اسوقت تک مہرو عنایت میں تفریق کي کیا پروا ؟ "

بدقسمتي سے اس صورت خاص میں زندگي کي شمع بڑي حد تک بے حیائي کي شمع ہے -

اور رہا " بین القومي دوستي کا بازو " تو اسکي اصلي فکر یہ ہے کہ ان غیور " زندہ دل " جنگی نیزاروں کي عظیم الشان وسعت کو پوشیدہ رکھا جائے جو ہر سلطنت دوسرے کے لیے کررہي ہے !

بیشک ہم اس سال جنگ سے بچگئے ہیں اور شاید آیندہ سال بھي بچے رہیں ' مگر نو حلقه بگوش قوموں کا آہ و زاري کرنا ' دل کي لا حاصل خواہشوں کے لیے نئے رقیبوں کا پیدا ہونا ' اور اسلحه

بندي میں دول کي مدافعت کا وسیع اور نیز ہونا ' یہ چیزیں اس صلح کي داستان سنائیگي جس پر سر ایڈورڈ گرے کو اسقدر ناز ہے

آہ ذرا اور زیادہ قریب سے ۱۹۱۳ کے ترکہ کو دیکھیں ! گذشته سال دو معقول امیدواري میں ختم ہوا تھا - بلغاري قسطنطنیه کے دروازہ پر تھے - ترک اپنے آخري یورپي خندقوں میں چھپے ہوے تھے - سرویا اور بلغاریا کا عہد نامه اتحاد اپنے ان دعوات کے ساتھه ابھي تک صحیح و سالم تھا جو مقترحه رمیوں کی فرمیت کے اصول پر تقسیم کے متعلق نہیں - یورپ کي سیاست کا یہ شعار تھا کہ بلقان بلقانیوں کے لیے ہے ' اور اس شعار کی پیروي بلکه اسکے معنی کي تصویر نشي کے لیے دول نے البانیه کے آزاد کرنے کا فیصله کرلیا تھا - ایشیا میں ایک مستحکم اور دوبارہ پیدا ہوے والي ترکی کے مستقبل کے بظاہر زبردست اعظموں کي تمام قیمتي اور تازگي بخش فیاضي کو مشتعل کر لیا تھا ' اور انھوں نے ترکي کي اس نئی قلمرو کی حفاظت کے لیے حزائر ایجین کي قسمت کا فیصله اپنے ہاتھوں میں لیلیا تھا - ان تمام باتوں سے ایک للچانے والی امید پیدا ہوئی ' اور اس توقع کي پوري پوري تصدیق ہوگئی کہ بالاخر یورپ کے رجحان (کانشنس) سے مسئلہ شرقیه کا اثر اتر جائیگا

یہ صحیح ہے کہ اس زرد ہلال کا گردش کرنا ہوا آسمان ' ابر سے صاف نہ تھا -

لیکن یہ بھی نہ معلوم ہوتا تھا کہ صبح طوفان کی علامتیں اگر درحقیقت عقلت و بے پرواہي کے قابل نہیں ' تو انکا انتظام ہوسکتا ہے -

افسوس ! یورپ کي فیاضي اور اسکی ہمت ' دونوں فریب ثابت ہوئیں - اسکا مصنوعی اتحاد ضروري تصفیه کے بعاءِ تعاد کرنے کے قابل نہ نکلا ' اور اسلیے سنہ ۱۹۱۲ ع کي درخشاں امیدیں خون کے سمندر میں حل ہوگئیں ' اور اسکي یہ گم گشتگي عہدنامه بخارست کي بے شرم خشک مزاجي کي صورت میں فلمبند کي گئي !!

غرض سال گذشته کے تمام مسالح کي فہرست اسطرح بنائي جاسکتي ہے :

(۱) مسئلۂ مقدونیه ایک ایسي صورت میں دوبارہ زندہ ہوا ہے جو " عثماني مطالم " کے زمانے سے بے انتہا زیادہ خطرناک ہے -

(۲) ایک نیا مسئله البانیا پیدا ہوا ہے جس نے بلقان کي معمولا پریشان سیاست کے لیے نے چیدي کے نئے عناصر فراہم کردیے اور یورپ کے دوارن دول کے خوشگوار میدان میں زلزلہ ڈالدیا -

(۳) ڈینوب کے جنوب پر ایک بلغاري (Alsace) تحت نشیں ہوا ہے -

(۴) اور آخر میں وہ نہ دول عظمی کي جوع الارض نے اپنے کو کمزور باب عالی کے استیلائي ممالک پر محدود کرلیا ہے ' جہاں

وہ رقابتیں ' جنکی بے ترتیب نمائشگاہ ایک زمانے میں بلقان تھا ' اپنی بازگشت اور آزمائش کی عمدہ علامتیں ظاہر کر رہی ہیں -

* * *

اکبلی مقدونیہ کی حالت نہ صرف تدبر کے غلط استعمال کی حیثیت سے قابل افسوس ہے بلکہ دراصل وہ ایک مشہور شرمناک واقعہ ہے - ہمعصر ترکی مدبروں میں ایک قابل دین شخص یعنی حسین حلمی پاشا نے ' جو یورپین ٹرکی میں مصلحین کی امیدگاہ تھے اور اب وائنا میں عثمانی سفیر ہیں ' نومبر سنہ ۱۹۱۲ع میں اعلان کیا تھا " جہاں تک مسئلہ مقدونیہ کے حل کا تعلق ہے ترکوں کا مقدونیہ سے نکلنا اسکو اور پیچیدہ کردیگا "

انکی پیشینگوئی بہت زیادہ پوری ہوئی - چند ہفتے ہوے کہ مقدونی وکلا مجھے ملے جو اسوقت یورپ کے دفتر ہاے خارجیہ سے ملنے کے لیے بیکار دورہ کر رہے ہیں - انکی دعاؤں میں ٹیپ کا مصرعہ یہ تھا :

" ہمیں ہمارے نئے عیسائی مالکوں سے نجات دو ! ہمکو خود مختاری دو ! ! لیکن اگر یہ ناممکن ہو تو پھر جسطرح ممکن ہو ' ہمارے پہلے ظالم آقا یعنی ترکوں کو ہمیں واپس دیدو ! ! ! "

یہی صدا نئے سروی اور یونانی مقبوضات کے بلغاریوں ' یہودیوں ' اور البانیوں ' اور نئے سرویا کے یونانیوں ' اور نئے یونان کے سرویوں کی طرف سے بھی آرہی ہے -

اس واقعہ کی تردید نا ممکن ہے کہ نہ صرف ان لوگوں کے ساتھہ ترکوں کے زمانے سے بدتر سلوک کیا جا رہا ہے ' بلکہ یہ عہد نامہ کے شرائط کی ایک سوچی سمجھی ہوئی خلاف ورزی ہے - اپنے اندر جذب کرنے کے متعلق سرویا کی اسکیم یہ ہے کہ پہلے فن کنفرمسٹ گرجوں اور اسکول کو دبایا جاے ' اور سچ یہ ہے کہ اسوقت یونانیوں نے بھی اپنے کو زیادہ زرا دار ثابت نہیں کیا -

سر ایڈورڈ گرے نے مداخلت کا وعدہ کیا ہے !!

لیکن کیا ایک کارگر علاج کے استعمال میں وہ اپنے ساتھہ اتحاد یورپ کو بھی سرپرک رکھہ سکینگے ؟ یہ ابھی مشکوک ہے -

---

[بقیہ مراسلات]

آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس

کی مخالفانہ روش

غالباً جناب مدیر اس جرأت کو معاف فرمائینگے اگر میں کہوں کہ "محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس" تمام مسلمانوں کی کانفرنس نہیں ہے ' کیونکہ اگر یہ مسلمانوں کی کانفرنس ہوتی تو اسکے لئے لازم (انما المومنون اخوۃ) کے خلاف معاندانہ کارروائی کا اظہار نکرے اور اپنی نعمی مسلمانوں کی قوم میں سے ایک کثیر التعداد فرقہ (قصاب) پر اظہار نفرت نکرے ' اور اس فرقے کو اپنے سے جدا نہ سمجھے ' اور عام جلسہ میں اسکے لئے بھی ضرورت محسوس نکرتے کہ " اگر تم قصابوں کے پاس بیٹھنے سے نفرت کرتے ہو تو دور ' لیکن تم انکو چندہ لینے کی غرض سے اپنے جلسے میں شریک کرلو " کیا اسکے لیڈر (انماالمومنون اخوۃ) کے پیرو ہو سکتے ہیں ؟ کیا کانفرنس کا نصب العین مسلمانوں میں فرقہ بندی کرنے کا ہے ؟ کیا اتفاق اسی کا نام ہے اور کیا آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس) کے یہی معنی ہیں ؟

مولانا ! میری حیرت کی انتہا نہیں رہتی ' جبکہ مقرر لیڈر کے مذکورۂ بالا فقرہ پر نظر ڈالتا ہوں ' افسوس کہ مقرر کی نظر اس نقطۂ خیال تک نہ پہنچ سکی ' اور اسنے اس بیدلی کے اسباب پر غور نہیں کیا جو قصابوں کے دلوں میں پیدا ہو جانے والی

تھی - غالباً اسپر کوئی صاحب خیال کرینگے کہ اگر قصاب بد دل ہوں تو ہو جائیں ' انکی وجہ سے کانفرنس کا کام نہیں چلیگا ؟ مگر میں پوچھتا ہوں کہ اگر کوئی شخص جسم کے تمام اعضا میں سے صرف ایک عضو کاٹ کر پھینک دے تو کیا اسکو آرام مل سکتا ہے ؟

حافظ امام الدین اکبر آبادی

الہلال :

معاف کیجیگا - آپ بغیر خبر کے مبتدا شروع کردیا - معلوم نہیں یہ جملہ کس نے کہا اور کب کہا ؟ بہتر تھا کہ اسکی تشریح کی جاتی - پھر اگر ایک شخص نے کہا تو کانفرنس اسکی ذمہ دار نہیں ہوسکتی - اسلام میں پیشہ اور خاندان کوئی چیز نہیں - یہ ہماری بنائی ہوئی حدود ہیں جنہیں ہمارا خدا منظور نہیں کرتا - تمام مسلمان باہم بھائی اور یک درجہ ہیں ' الا وہ جسکے اعمال بہتر ہوں : ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم -

حضرت مولانا ! السلام علیکم و رحمت اللہ و برکاتہ -

اس دربھنگ میں ایک نہایت شریف ہندو دیسی اگزکیوٹو انجنیر ہیں - اردو انکی مادری زبان ہے ' اور برخلاف ہمارے نو تعلیم یافتوں کے اردو کی قدر بھی کرتے ہیں -

مجھہ سے انھوں نے شکایت کی کہ مسلمان اخبار جنوبی افریقہ کے ہندوستانیوں کے متعلق لکھتے ہی نہیں یا بہت کم لکھتے ہیں - آپ الہلال کو لکھیں کہ وہ اس بارہ میں قلم اٹھاے - انجینیر صاحب کے جس فقرہ نے مجھے اس تحریر پر آمادہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ " کانپور کے معاملہ میں میں نے الہلال کی تحریریں دیکھی ہیں - بے اختیار دل چاہتا ہے کہ جاکر قلم چوم لوں " - آپ کے قلم کا عیسوں پر یہ اثر ہے تو اپنے کیونکر اسکی مدح سے عہدہ برا ہو سکتے ہیں ؟

جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں کے دل سے مذہب کی گرفت جسقدر ڈھیلی ہوتی جاتی ہے آپ مجھہ سے زیادہ جانتے ہیں - خواہ علی گڈھ کے تعلیم یافتہ ہوں یا کہیں کے - کیا کوئی ایسی تصنیف و تالیف اردو یا انگریزی میں موجود ہے (کیونکہ یہ لوگ عربی سے بالکل نا آشنا ہوتے ہیں) جس سے اصل اسلام کا نقشہ انکے دلوں میں جم سکے ؟

وہ لوگ مروجہ اسلام کو اسلام سمجھتے ہیں ' اور اسلیے رسماً یہی مانتے بھی ہیں -

ایک ایسے تعلیم یافتہ سے میرا بھی تعلق ہوگیا ہے ' اور میں چاہتا ہوں کہ کسطرح اسکے دین کے متعلق خیالات میں اصلاح ہوجائے -

امید ہے کہ آپ اس بارہ میں امداد فرمائینگے - انسانوں کی ممنونیت و تشکر سے تو آپ مستغنی ہیں ' آپ نے اپنا وقت ' قلم ' اور زبان اصلاح قوم کے لیے وقف فرما دی ہے - خدا آپ کی مدد کریگا اور اجر دیگا -

کل بھیجے ہے عیدوں کی طرف بلکہ ثمر بھی
اے ابر کرم بحر سخا کچھہ تو ادھر بھی

سید عبد الوحید ڈبھی کلکٹر -

الہلال :

رسم و رواج کا شروع - یہ بات صحیح نہیں کہ الہلال نے جدید افریقہ کے مسئلہ میں حصہ نہیں لیا - آپ الہلال کے گذشتہ پرچے ملاحظہ فرمائیں - علی الخصوص جلد ۳ نمبر ۲۱ اور نمبر ۲۲ - نمبر ۲۲ کا لیڈنگ آرٹیکل " النبأ الالیم " کی سرخی سے اسی موضوع پر تھا - اسے پڑھنے سے آن جدیدت کا اندازہ ہوسکیگا جو اسکے متعلق میرے اندر ہیں -

جن کتابوں کی نسبت آپنے دریافت کیا ہے ' سچ یہ ہے کہ اسکے متعلق ہمارے پاس کچھہ سامان نہیں - اشارت میں آپکو خط لکھونگا -

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ
القرآن الحکیم

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

نام اشاعت
۱ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۵ | کلکتہ : چہارشنبہ ۸ ربیع الاول ۱۳۳۲ ہجری | جلد ۴

Calcutta : Wednesday, February 4, 1914.

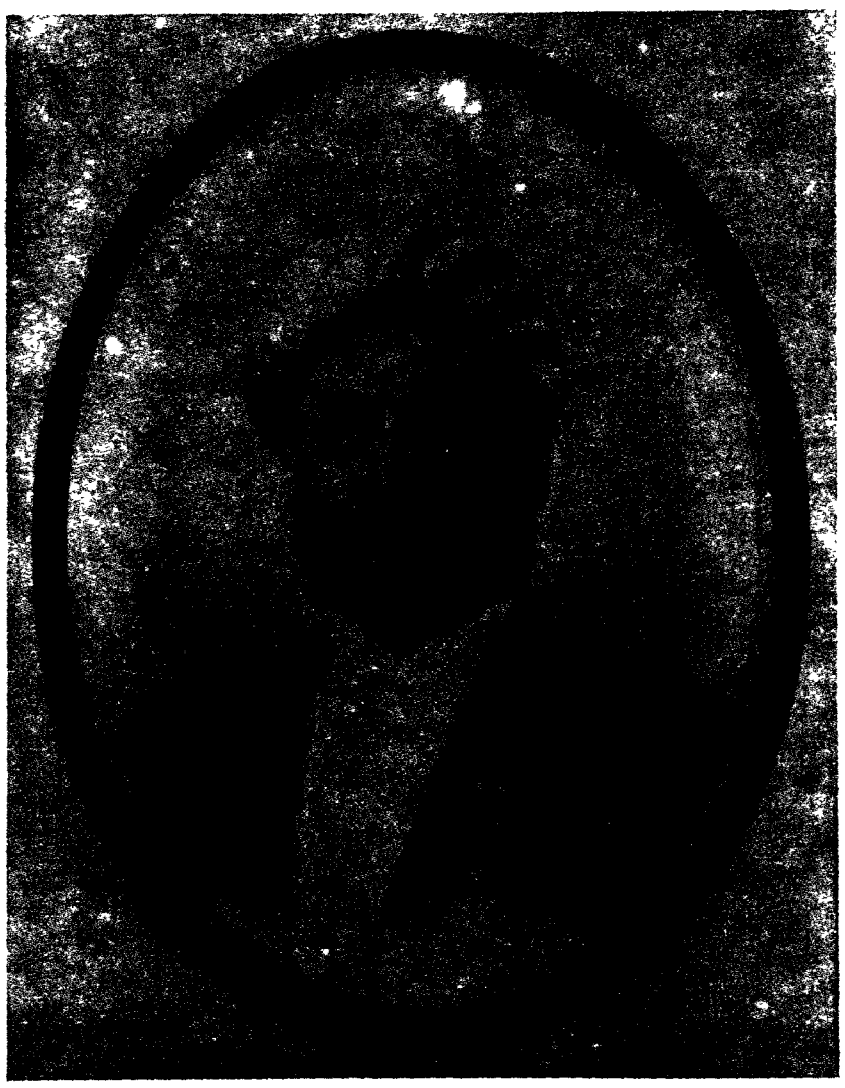

قیمت فی پرچہ

شمس العلما ڈاکٹر سید علي صاحب بلگرامي
ایم - اے - ڈي لیٹ ڈیرسڈ - ر ایٹ لا کی

میڈیکل جیورس پروڈنس

یعنی طب متعلقہ مقدمات عدالت پر

حکیم سید شمس اللہ قادري - ایم - آر - اے - ایس - ایف آر - ایچ - ایس - کا ریویو

قبل اس کے کہ کتاب مذکور کي نسبت کچھ لکھا جاے یہ بتا دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میڈیکل جیورس پروڈنس کیا چیز ہے - کتاب کے شروع میں فاضل مصنف نے وجہ تالیف بیان کرتے ہوے میڈیکل جیورس پروڈنس کے معني ان الفاظ میں بیان کیے ہیں :—

" میڈیکل جیورس پروڈنس " علم طب کي اس شاخ کا نام ہے جس میں قانون اور طب کے باہمي تعلقات سے بحث کي جاتي ہے ' اور اس علم کا موضوع کل وہ مباحث قانوني و طبي ہیں جو عدالتي انصاف سے متعلق ہیں ' اور نیز بعض وہ امور جو انسان کي تمدني حالات سے تعلق رکھتے ہیں غرض مختصر طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ میڈیکل جیورس پروڈنس وہ علم ہے جس کے ذریعہ سے عام طور پر مسائل طب کا استعمال قانوني ضرورتوں کے واسطے کیا جاتا ہے -

میڈیکل جیورس پروڈنس میں علم طب کے ان مسائل سے بحث کي جاتي ہے جن کي ضرورت فوجداري کاروبار میں لاحق ہوتي ہے جیسے (۱) قتل عمد (۲) زنا بالجبر (۳) اسقاط حمل (۴) زہر خورانی وغیرہ کے مقدمات ہیں - ان سے متعلق طبي تحقیقات و شہادت کا ہونا ان تمام آدمیوں کے لئے ضروري ہے جو ان مقدمات کے کاروبار میں شریک ہیں - مثلاً :

حکام عدالت - عہدہ داران پولیس - وکلاء پیروکار وغیرہ اگر کسي حاکم کو ان باتوں سے واقفیت نہ ہو تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کسي بے گناہ کو سزا ہوجاتي ہے اصل مجرم رہا کردیا جاتا ہے - اسي طرح اگر کوئي وکیل یا پیروکار ان امور کا ماہر نہیں ہے تو شہادت و تبرت کے موقع پر اس علم کے متعلق جو رموز و نکات بیان ہوتے ہیں ان کے صدق و کذب پر خاطر خواہ جرح نہیں کرسکتا اور اس امر سے ہمیشہ مقدمات کے خراب ہوجانیکا اندیشہ لگا رہتا ہے میڈیکل جیورس پروڈنس کے جاننے سے انسان کو نہ صرف واقعات سے آگاہي حاصل ہوتي ہے بلکہ ان سے واقعات کو ترتیب دینے اور پھر ان سے ایسے صحیح نتائج استخراج کرنے کي قابلیت پیدا ہوجاتي ہے جنپر

عدل و انصاف کا انحصار ہے

اس کتاب کو اصل میں ڈاکٹر پیاٹبرک هیر ایم - ڈي - ایف - آر - سي - ایس نے ملکر انگریزي میں تصنیف کیا تھا - پھر مرحوم شمس العلما نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا اور اصل کتاب پر بہت کار آمد اضافے اور مفید حواشي زیادہ کردیے ہیں ' جسکي وجہ سے اس کتاب نے ایک مستقل تصنیف کي صورت اختیار کرلي ہے -

اس کتاب میں طب و قانون کے وہ تمام مباحثات آگئے ہیں جو مرجداري مقدمات میں ہمیشہ در پیش رہتے ہیں مثلاً

مقدمات قتل کے متعلق

(۱) زخم - چوٹ (۲) ہلاکت کي جوابدهي (۳) شہادت قرینہ (۴) لاش سڑے کے مدارج (۵) مختلف اعضاے انسان کے زخم و ضرب (۶) اختناق (۷) دم خفا ہونا (۸) پھانسي یا گلا گھوٹنا وغیرہ -

عورتوں کے متعلق

(۱) زنا بالجبر (۲) بچہ کشي (۳) اسقاط حمل -

(۱) معدني سمیات (۲) فلزي سمیات (۳) نباتي سمیات (۴) حیواني سمیات - اور ان کے استعمال سے جو اثر ظاہر ہوتے ہیں ان کا بیان -

امور مختلفہ کے متعلق

(۱) زندگي کا بیمہ (۲) جنون (۳) زہر خورانی وغیرہ -

ان تمام ابواب کے ساتھہ فاروي نظائر بھي مندرج ہیں جن کي وجہ سے ہر مسئلہ کے سمجھنے میں بیحد سہولت پیدا ہوگئي ہے ' اور ساتھہ ہي ساتھہ اس کا بھي پتہ چل جاتا ہے کہ ایسي حالتوں میں عدالت کے لیا کیا فیصلے صادر کیے ہیں -

اس کتاب کے دیکھنے سے فاضل مصنف و مترجم کي اعلی علمی قابلیت ظاہر ہوتي ہے - مشکل سے مشکل مسئلہ کو بھي اس طرح بیان کیا ہے کہ وہ نہایت آسانی سے بلا کسي مزید غور و فکر کے ہر انسان کي سمجھہ میں آتا ہے - علمی اور فاروي اصطلاحات ایسے موقع پر جسپاں ہیں کہ بغیر کسي ڈکشنري یا ریفرنس بک کي مدد کے ان کے معاني ربط مضمون سے ذہن نشین ہو جاتے ہیں -

مدت ہوئي کہ اردو میں ایک چھوٹي سي میڈیکل جیورس پروڈنس شائع ہوئي تھي ' جو نہایت نا مکمل اور ناقص تھي اور ایک ایسي کتاب کي سخت ضرورت ہے جو اپنے موضوع کے لحاظ سے ہر طرح جامع و مکمل ہو -

خدا کا شکر ہے کہ یہ کمي پوري ہوگئي اور ایسے شخص کے قلم سے پوري ہوئي جو بنظر علمی قابلیت اور ہمہ داني کے اعتبار سے تمام ہندوستان میں اپنا نظیر نہیں رکھتا -

امید ہے کہ قانون داں اور فوجداري کار و بار والے حضرات اس کتاب کو اپنے کاروبار میں چراغ ہدایت اور خضر رہنما سمجھہ کر اس کي ضرور قدر کرینگے - یہ کتاب نہایت اعلی اہتمام کے ساتھہ مطبع مفید عام آگرہ میں چھپي ہے اور (۳۸۰) صفحے ہیں - اس کي قیمت سابق میں ۶ روپیہ مقرر تھي ' مگر اب عام فائدہ کي غرض سے تین روپیہ علاوہ محصول ڈاک کردي گئي ہے - اور مولوي عبد اللہ خان صاحب کتب خانۂ آصفیہ حیدرآباد دکن سے مل سکتي ہے -

مولوی غلام علي آزاد بلگرامي کي دو نایاب کتابیں

(از مولانا شبلي نعماني)

مولانا غلام علي آزاد اُن وسیع النظر محققین میں سے ہیں کہ ان کے ہاتھہ کي دو سطریں ہاتھ آجاني میں بڑا اہل نظر آنکھوں سے لگاتے ہیں کہ دعوے معلومات میں قابل قدر اضافہ ہوگیا - اہل ملک کي خوش قسمتي ہے کہ مولوي عبد اللہ خان صاحب (کتب خانۂ آصفیہ حیدر اباد) کي کوششوں سے ان کي تصنیفات سے دو نہایت اعلی درجہ کي تصنیفیں آج کل شائع ہوئي ہیں - سرو آزاد اور مآثر الکرام - سرو آزاد خاص شعراے متاخرین کا تذکرہ ہے - یہ تذکرہ جامعیت حالات کے ساتھہ یہ خصوصیت بھي رکھتا ہے کہ اس میں جو انتخابي اشعار ہیں ' اعلی درجہ کے ہیں ' ورنہ آزاد کے متعلق یہ عام شکایت ہے کہ ان کا مذاق شاعري صحیح نہیں اور خزانہ عامرہ اور ید بیضا میں انہوں نے اساتذہ کا جو کلام انتخاباً نقل کیا ہے - اکثر ادنی درجہ کے اشعار ہیں -

مآثر الکرام میں اُن حضرات صوفیہ کے حالات ہیں جو ابتداے عہد اسلام سے اخیر زمانۂ مصنف تک ہندوستان میں پیدا ہوے -

دونوں کتابوں میں عام حالات کے ذیل میں ایسے مفید اور نادر معلومات ہیں ' جو ہزاروں اوراق کے الٹنے سے بھي ہات نہیں آسکتیں - میں آزاد کي روح سے شرمندہ ہوں کہ علالت اور ضعف کي وجہ سے ان کي نادر تصانیف کے ریویو کا حق ادا نہ کرسکا ' اور صرف چند اشتہاري جملوں پر اکتفا کرتا ہوں - لیکن مجھے امید ہے کہ شائقین فن ' شوق خریداري کا ثبوت دیکر اُن کي روح سے شرمندہ نہ ہونگے - قیمت ہر دو حصہ حسب ذیل رکھي گئي ہے :—

مآثر الکرام ۳۳۴ صفحات قیمت ۲ روپیہ علاوہ محصولڈاک

سرو آزاد ۴۲۲ صفحات قیمت ۳ روپیہ علاوہ محصولڈاک

ملنے کا پتہ یہ :—

عبد اللہ خان صاحب - کتب خانۂ آصفیہ حیدر اباد دکن -

تمدن عرب - مولوي سید علي بلگرامي کي مشہور کتاب قیمت سابق ۵۰ روپیہ - قیمت حال ۳۰ روپیہ

فتح الباري - ۱۴ - جلد مجلد قیمت ۵۰ روپیہ

ارشاد الساري - ۱۰ - جلد مطبوعہ مصر مجلد ۳۰ روپیہ

مسند امام احمد ابن حنبل - ۶ - جلد مجلد قیمت ۲۰ روپیہ

المشتہر عبد اللہ خان بک سیلر اینڈ پبلیشر
کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor.

Abul Kalam Azad

7/ 1 McLeod street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs.8

Half-yearly ,, ,, 1 4-2

الهلال

3

مدیر مسئول و محرر خصوصی

مولانا ابوالکلام آزاد

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلارڈ اسٹریٹ

کلکتہ

ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۵ — کلکتہ : چہارشنبہ ۸ ربیع الاول ۱۳۳۲ ہجری — جلد ٤

Calcutta : Wednesday, February 4, 1914.

فہرس

الاسبوع ۱
افکار و حوادث (سرگذشت مصالحة) ۲
,, (حادثۂ پیسہ اخبار لاہور) ۳
,, (آنریبل سر ابراہیم رحمت اللہ) ۴
مقالۂ افتتاحیہ (فاتحة السنة الثالثة) ۵
مدارس اسلامیہ (ندوة العلماء) ۹
برید فرنگ (سنہ ۱۹۱۵ کی مورتمر السلام) ۱۲
شئون عثمانیہ (اخبار و حوادث) ۱۴
مذاکرۂ علمیہ (آثار عرب ۲) ۱۶
آثار عتیقہ (عجوبات بابل) ۱۸
رئیس مجلس آل انڈیا مسلم لیگ کی افتتاحی تقریر نمبر ۳ ۲۰

تصاویر

آنریبل سر ابراہیم رحمت اللہ ۴
قلعہ بابل کے بقیہ آثار ۱۸
شیر کا مجسمہ جو قصر بابل سے نکلا ۱۹
نبوپلنیزر کا محل ۱۹

الاسبوع

معلوم ہوتا ہے کہ بدقسمت ایران کی بربادیوں کا اب تک خاتمہ نہیں ہوا ہے - وطن کش محمد علی سابق شاہ کی یورش کے پھر آثار معلوم ہوتے ہیں - سرکاری حلقوں میں سخت اضطراب و پریشانی پھیلی ہوئی ہے -

عنقریب ایک اور امریکن افسر بلایا جانے والا ہے تا کہ وہ گورنر جنرل فارس کی فوج کی تنظیم میں کرنل سیرل کی مدد کرے -

رپوٹر کو معلوم ہوا ہے کہ انگلستان نے جو اب تک قریباً ترکی کی ہر مخالفانہ کارروائی میں پیش پیش رہا ہے' ایک مراسلت کا مسودہ تیار کیا ہے جو دول کی طرف سے اتھینس (دار الحکومۃ یونان) اور قسطنطنیہ بھیجا جائیگا -

اس مراسلت میں یہ واضح کردیا گیا ہے کہ دول کے متفقہ فیصلہ کا لحاظ ناگزیر ہے-

رپوٹر کو یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ تخلیۂ البانیا و ایپرس کے لیے کوئی نئی تاریخ مقرر نہیں کی گئی ہے بلکہ ہدایت کی گئی ہے کہ جلد سے جلد دونوں مقامات خالی کردیے جائیں -

البانیا کے قرض کے متعلق بعض دول نے سب کے اتفاق ' اور مصارف کے متعلق بعض مخصوص شرائط کے ساتھہ ' اپنی اپنی منظوری دیدی ہے -

انقلاب البانیا کے سلسلہ میں جو ترک گرفتار تھے ' انکے متعلق فیصلہ صادر ہوگیا - میجر باقر بے کو سزاے موت دیگئی اور دس افسروں کو سزاے قید جسکی میعاد باختلاف حال ایک سال سے پندرہ سال تک ہے -

جنوبی افریقہ کے کمیشن نے ۲۷ جنوری کو دوبارہ پہلا اجلاس کیا - ہندوستانیوں کے طرف سے کارروائی میں کوئی شریک نہیں ہوا - سر بنجمن شروع سے آخر تک بیٹھے رہے مگر وہ حکومت ہند کی طرف سے صرف ایک سامع تھے -

جج سالومن نے اس حالت کو غیر تشفی بخش بتایا - اس سے اور مسٹر ڈی ویلر سے ہندوستانیوں کی نیابت پر سوال و جواب ہوے - بالآخر مارنٹ ایجکوب کی شہادت کے بعد اجلاس ملتوی ہوگیا -

بالآخر سر زمین افریقہ میں بھی ہماری وہ اصلی بدبختی ظاہر ہوگئی جس نے ہمیں ہندوستان میں قدم قدم پر شکست دی ہے !

نیٹال انڈین کانگریس نے ایک جلسہ کیا جسمیں کمیشن کے سامنے ہندوستانیوں کی شہادت کی تائید اور سرخیل احرار مسٹر گاندھی سے اپنی برات کی - حاضرین کی تعداد سو سے زیادہ نہ تھی اور ان میں بھی باہم سخت اختلاف راے تھا - اکثریت [مجارٹی] شہادت کے خلاف تھی - مگر نایں ہمہ صدر مجلس نے ووٹ لینے سے انکار کیا اور خود اپنا ووٹ مویدین شہادت کو دیکے قرار داد طے کردی !

اسوقت تک صرف تین ہندوستانی شہادت کے لیے عدالت کے سامنے پیش ہوے ہیں - پہلا شخص لیمری اسٹیٹ کا ہے - اس نے بیان کیا کہ جو ہندوستانی اسٹرائک کے جلسے سے واپس آ رہے تھے ' ان پر دسی سپاہیوں نے حملہ کیا - کرنل کلارک نے کہا : " میرے نزدیک فریقین قابل الزام ہیں - میں نے چاہا تھا کہ ایک کمیشن کے ذریعہ اسیوقت اسکی تحقیقات ہو جاے مگر ہندوستانیوں نے منظور نہیں کیا "

مینچسٹر گارجین کے مراسلہ نگار کو معلوم ہوا ہے کہ حکومت ہند نے حکومت جنوبی افریقہ کے غور کرنے کے لیے چند تجویزیں انگلستان بھیجی ہیں - ان تجاویز کا مفاد یہ ہے کہ (۱) مہاجرین کی تعداد محدود ہو جو شاہی حکومت اور حکومت جنوبی افریقہ کے باہمی مشورہ سے طے ہوگی (۲) پیدائش کی وجہ سے جو اضافہ ہو اس پر کوئی اعتراض نہ ہو - (۳) مہاجرین کو وہی حقوق حاصل ہوں جو یورپین آبادی کو حاصل ہیں - (۴) جن انگریزی تعلیم یافتہ ہندوستانیوں نے اس پیمانے کی زندگی اختیار کرلی ہے جو جنوبی افریقہ کی یورپین آبادی کی ہے ' انکو اسوقت تک آزادی قیام کی اجازت دیجاے جب تک کہ مقررہ تعداد پوری نہ ہو - (۵) جنوبی افریقہ کے قانون ازدواج میں اسطرح ترمیم کی جائے کہ ان ہندوستانی اقوام کی شادیاں بھی جائز قرار پائیں جو تعدد ازدواج کے قائل ہیں -

ان حقوق کے معاوضے میں حسن سلوک کے حفظ ماتقدم کے بعد جنوبی افریقہ کے لیے مزدوروں کے لیجانے کی اجازت دیجائیگی - جب معاہدہ کی مدت پوری ہو جائیگی تو ہر معاہدہ کرنے والے کو واپس آنا پڑیگا -

الہلال کی ششماہی مجلدات

قیمت میں تخفیف

الہلال کی شش ماہی جلدیں مرتب و مجلد ہونے کے بعد آٹھہ روپیہ میں فروخت ہوتی تھیں لیکن اب اس خیال سے کہ نفع عام ہو ' اسکی قیمت صرف پانچ روپیہ کردی گئی ہے -

دوسری اور تیسری جلدیں مکمل موجود ہیں - جلد نہایت خوبصورت ولایتی کپڑے کی - پشتہ پر سنہری حرفوں میں الہلال منقش - پانچ سو صفحوں سے زیادہ کی ایک ضخیم کتاب جسمیں سو سے زیادہ ہاف ٹون تصویریں بھی ہیں - کاغذ اور چھپائی کی خوبی محتاج بیان نہیں اور مطالب کے متعلق ملک کا عام فیصلہ بس کرتا ہے - ان سب خوبیوں پر پانچ روپیہ کچھہ ایسی زیادہ قیمت نہیں ہے - بہت کم جلدیں باقی رہگئی ہیں -

(منیجر)

افکار و حوادث

سرگذشت "مصالحة"

ودوا لو تدهن فيدهنون

خیز و در کاسۂ زر آب طربناک انداز!

آج میں قرآن حکیم کی بعض آیات اور آغاز اسلام کے ایک واقعہ کی نسبت کچھہ کہنا چاہتا ہوں -

اسلام نے حق پرستی کی جو تعلیم دی ہے' وہ دنیا کے موجودہ اخلاق کی مدعیانہ حق پرستی سے بہت ارفع و اعلیٰ ہے - قرآن حکیم اور اسوۂ حضرۃ رسول کریم علیہ الصلوۃ و التسلیم نے ہمیں حق کا اصول بتلا دیا ہے - ایک طرف تو یہ تعلیم دی: فبما رحمة من الله لنت لهم و لو كنت فظا غليظ القلب لانفضوا من حولك یہ اللہ کی رحمت ہے کہ اُس نے تمہیں مخالفوں کے ساتھہ نرم دل بنا دیا ہے کہ باوجود اسکی سختی و قساوت کے تم حسن اخلاق و صبر و تحمل سے پیش آتے ہو - اگر ایسا نہ ہوتا تو کوئی بھی تمہارے پاس نہ آتا -

دوسری جگہ حکم دیا: و اغلظ عليهم ! باطل پرستوں کے ساتھہ نہایت سختی کرو کہ وہ نرمی کے مستحق نہیں !

پہلا موقعہ تو عام طور پر حسن خلق' کشادہ روئی' صبر و تحمل' نرمی طبیعت' تہذیب لسان' و لہجۂ سخن کا تھا' اسلیے داعی اسلام کے ان اوصاف کو رحمت الہی قرار دیا' لیکن دوسرا موقعہ حق و باطل' صدق و کذب' اور ایمان و کفر کے مقابلے کا تھا - فرمایا کہ جسقدر سختی کرسکتے ہو کرو کہ عین عدل و اخلاق ہے -

چنانچہ سورۂ قلم میں ایسی نرمی کو جو حق و صداقت کے خلاف ہو اور راہ عدالت سے منحرف کردے' "مداهنت" کے لفظ سے تعبیر فرمایا: و دوا لو تدهن فيدهنون -

بعض کفار انحضرۃ (صلعم) کے پاس جمع ہوکر آئے اور کہا کہ بہتر ہے کہ ہم میں اور آپ میں ایک راضی نامہ ہو جائے - آپ جو کچھہ تعلیم دینا چاہتے ہیں دیجیے - لیکن صرف اتنا کیجیے کہ ہمارے بتوں کو اور ہماری بت پرستی کو برا نہ کہیے - اسکے بدلے میں ہم آپکو مال و دولت سے مالا مال کردیتے ہیں بلکہ حجاز کا بادشاہ تسلیم کر لینے کیلیے بھی طیار ہیں -

لیکن اُس نے جو نہ صرف ریگستان عرب کا بلکہ تمام بر و بحر عالم کی ہدایت کا شہنشاہ ہونے والا تھا' بے ساختہ جواب دیا:

لو جئتموني بالشمس عرب کی بادشاہت تو کیا شے ہے ؟
حتى نضع في يدي' اگر تم سورج کو بھی آسمان سے اُتار کر
ماسالتكم غيرها (بخاري) میری مٹھی میں رکھدو' جب بھی
میں سوائے کلمۂ حق کے دوسری بات منظور نہ کرونگا -

خدا تعالیٰ نے اسی مصالحت اور نرمی کی خواہش کی نسبت فرمایا: ودوا لو تدهن فيدهنون - یہ باطل پرست کہتے ہیں کہ تو انکے سامنے اعلان حق میں نرمی کر تو وہ بھی تیرے ساتھہ نرمی کرینگے' یہ لاینہ کفر کو راضی رکھنے ایمان کی دعوت کبھی نہیں دی جاسکتی ! فلا تطع المكذبين ! پس ان لوگوں کی خواہشوں کی اطاعت نہ کر و جو حق و عدالت کو جھٹلانے والے ہیں !

رؤساء قریش مکہ کی طرح آج ہمارے سامنے بھی ایک قوی و طاقتور گروہ موجود ہے جو چاہتا ہے کہ حق کے اعلان' جبر کی فریاد' اور عدل کی طلب میں ہم اُسکی نرمی کریں' اور پھر وعدہ کرتا ہے کہ اگر ایسا کیا گیا تو وہ بھی ہمارے ساتھہ نرمی کریگا - حضرۃ ابو طالب کے مکان میں رؤساء قریش نے داعی اسلام سے کہا تھا کہ وہ سب کچھہ نہیں مگر انکے بتوں کو برا نہ کہیں - یہی شرط مصالحت ہے - ٹھیک اسی طرح ہم سے بھی کہا جاتا ہے کہ تم سب کچھہ کہو مگر اُن بتوں کو برا نہ کہو جو خدا پرستوں کو اپنا غلام بنا رہے ہیں - یہی صلح کا طریقہ ہے - لیکن اگر یہی طریقہ ہے تو سوال یہ ہے کہ اسکے چھوڑ دینے کے بعد ہمارے پاس آ رکیا باقی رہجاتا ہے جو کہیں گے؟ حق تو رہی نہا جو تم چاہتے ہو کہ تم سے صلح کرکے دیدیں - جب وہ دیدیا گیا تو اسکے بعد باطل و کفر کے سوا اور کچھہ نہیں ہے: فما ذا بعد الحق الا الضلال !

ابو طالب کے دل میں آنحضرۃ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت تھی مگر قوۃ ایمانی نہ تھی - صحیح بخاری کی اسی حدیث میں ہے کہ وہ بول اٹھے: "اسمیں کیا حرج ہے اگر آپ انکے بتوں کو برا کہنا چھوڑ دیں" ؟

آجکل بھی میں دیکھتا ہوں کہ میرے بعض احباب ہیں جنکے دل میں سچائی کا ایک ولولہ تو ضرور ہے' لیکن ایمان کی وہ قوت نہیں ہے جو سچائی کی راہ میں دکھہ اُٹھانے کی ہمت بخش سکے - شاید اسکی وجہ یہ ہے کہ انکے اندر آزادی کا ولولہ خدا پرستی اور تعلیم اسلامی کی راہ سے نہیں آیا ہے بلکہ محض دوسروں کی دیکھا دیکھی اور حریت خواہ قوموں کے تقلیدی جذبہ کی بنا پر -

بہر حال "اس مصالحت" کی خواہش نے انہیں ڈگمگا دیا - وہ یا تو کفر کی دلفریبی سے مرعوب ہوگئے' یا مصیبتوں اور آزمائشوں کے تصور سے ڈرا دیے گئے - نفس خادع جو ہمیشہ ایسے موقعوں کی تاک میں رہتا ہے' اب بولنے لگا ہے' اور ضعف ایمانی دھوکا دیتا ہے کہ اسمیں حرج ہی کیا ہے ؟ آخر وقت و مصلحت بھی تو کوئی چیز ہے ؟ پولیٹیکل کاموں میں نرمی و گرمی' دونوں ہوتی ہے - کام کیلیے پہلی شے فرصت ہے - اگر ہم نہ رہے تو ہماری تمام باتیں بھی نہ رہینگی - بہتر ہے کہ سر دست اس "مصالحت" کو مانلیں اور نرمی کریں تاکہ ہمارے ساتھہ بھی نرمی کی جاے: ودوا لو تدهن فيدهنون !

لیکن افسوس کہ میرے نادان دوست نہیں سمجھتے کہ "مصالحت" بقاے حق کے ساتھہ ہوئی ہے نہ کہ فناے حق کے بعد - نرمی کے یہ معنی ہیں کہ کسی کام کو سختی سے نہ کیجیے' نہ یہ کہ سرے سے کیجیے ہی نہیں ؟ سچائی کے ساتھہ اگر کچھہ ہے تو دبدبہ سچائی پر سچائی کے اندر جو کچھہ ہے وہ کیونکر دیا جاسکتا ہے ؟ کسی شے کا غلاف آپ بدل دے سکتے ہیں' لیکن جب تک اسکی محبت آپکے اندر ہے' خود اُسے دوسری شے سے نہیں بدل سکتے - پھر حق کی راہ میں مرعوبیت اور خوف ایسا ہی ہے' جیسے دریا میں لہروں کے بھیگنے سے گریز - آپ سے کس نے منت کی تھی کہ آگ سے کھیلیے ؟ انگاروں کو مٹھی میں لینے کا دعوا ہے تو آبلہ پڑنے کی شکایت کیوں کی جاتی ہے ؟ راحت پرستوں کو چاہیے کہ کانٹوں پر چلکر پاؤں چھلنے کی شکایت نہ کریں' بلکہ اس خار زار میں سرے سے قدم ہی نہ رکھیں:

غافل مرو کہ تا در بیت الحرام عشق
صد منزل ست و منزل اول قیامت ست

یہ سمجھنا کہ "کام کیلیے عافیت و فرصت ضروری ہے" سچ ہے' مگر اس آلۂ راحت پرستی کے استعمال کا یہ موقع نہیں - اگر آپ حق اور عدالت کا کام کر رہے ہیں تو صرف کام کیجیے - اسکی فکر نہ کیجیے کہ ہمارے بعد کیا ہوگا ؟ سچائی اور راستبازی کل کی فکر سے بے پروا ہے - اسکا بیج کبھی بھی سرمدۂ دھقان و کاشت کار نہیں ہوا - وہ خود ہی پھوٹتا ہے اور اپنی پرورش کیلیے خود اپنے اندر آب حیات رکھتا ہے - بالفرض اگر اسے اپنا

کیلیے پاسبانوں کي ضرورت ھے تو آپ اسکي فکر کو اپني راحت جوئیوں کیلیے حیلہ نہ بنائیں - اگر آپ نہونگے تو آپکي جگہہ خود بخود ایسے لوگ اُٹھہ کھڑے ھونگے جو آپسے کہیں بہتر اور تعداد میں زیادہ ھونگے :

گمان مبر کہ تو چوں بگذري جہاں بگذشت
ھزار شمع بکشتند و انجمن باقیست !

اور غور کیجیے تو جس چیز کو آپ سچائي کي موت سمجھتے ھیں ' رھی تو اسکے لیے زندگي کا آبحیات ھے - اگر حق کا بیج آپکے دامن میں ھے تو زمین کے سپرد کردیجیے اور ھو سکے تو اپنے خون کے دو چار قطرے بھي اسپر چھڑک دیجیے کہ یہي اسکے لیے آب پاشي ھے - اُسکے بعد آپکا فرض ختم ھوگیا - اب وہ حق نواز اور صداقت پرور اپنے کہیت کي خود نگراني کرلیگا جو اب بھی ویسا ھي نگراني کرنے والا ھے جیسا کہ ھمیشہ رھا ھے : قل ھو الرحمن آمنا بہ و علیہ توکلنا ' فستعلمون من ھو فی ضلال مبین ؟ (۶۷ : ۳۰)

یہ " مصالحت " اور " نرمي " کي خواھش نہیں ھے بلکہ ایمان سے ارتداد اور حق سے انحراف کي دعوت ھے - فنعوذ باللہ من شرھا و شر اعداء الحق و ائمۃ الکفر ! !

ابسے تیرہ سو بتیس برس پہلے جب اِسي " مصالحت " کو ائمۂ کفر و شیاطین نے پیش کیا تھا تو اسلام کے داعي اول نے حق اور صداقت پرستي کے ایک شہنشاھانہ استغنا کے ساتھہ یہ کہکر بےپروا نہ رد کردیا تھا کہ :

لوجئتموني بالشمس — اگر تم میرے ایسي قدرت و طاقت پیدا
حتي نضع في یدي ' — ھوجاے کہ تم آسمان سے سورج اُتار کر
ما سألتکم غیرھا ! ! — میري ھتیلي پر رکھدو ' جب بھي طلب
حق کے سوا تم سے اور کچھہ نہ چاھونگا اور رھي کہونگا جو کہہ رھا ھوں ! !

پھر آج بھي اُس مقدس داعي حق کا کوئي سچا فرزند ھے جسکو حق کا پاک اور مبارک عشق اسلام نے ورثہ میں ملا ھو ' اور جو ویسے ھي ابر صداقت ' ویسے ھي عظمت حقاني ' ویسے ھي شان صمداني ' اور بالکل اُسي طرح شہنشاھوں کے سے استغنا اور تاجداروں کي سے ھیبت و جبروت کے ساتھہ بلا خوف و تزلزل ' اس مصالحت کفر خواہ اور اس اتحاد باطل اندیش کو علانیہ ٹھکرا دے اور اپني صولت الہي اور دبدبۂ ملکوتي سے ارواح ملائکۂ حقانیت اور ملاء علیین صداقت کو غلغلۂ حمد و ثنا سے جنبش میں لے آئے ؟ زمین کے حق پرست انسان اور آسمان کے فرشتے ' دونوں اسکے منتظر ھیں !

خیز و در کاسۂ زر آب طرب باک انداز
پیش از اے کہ شود کاسۂ سر خاک ' انداز
عاقبت ' منزل ما وادي خاموشانست
حالیا غلغلہ در گنبد افلاک انداز !

دیکھو ! خدا اخبار " زمیندار " کو بہت جلد قوت مزید اور شوکت تازہ کے ساتھہ جاري کرے ! اس نے اپني آخري ضمانت کے بعد بہت کچھہ اپني روش اور طریق طلب مغفرت میں تبدیلي کردي اور مسئلۂ " اسلامیۂ کانپور " کے فیصلے کو اُسکي اصلیت سے بہت زیادہ وقعت دیکر ظاھر کیا - نیز اُسپر خوشي کا مسرفانہ اظہار کیا اور کہا کہ سب کچھہ ملگیا ھے بلکہ پہلے سے بھي زیادہ ملگیا ھے - یہ اسي خیالي " مصالحت " کا نتیجہ تھا - اسنے چاھا کہ اب کچھہ دنوں چپ رھکر اور ملکر کام کیجیے اور فرصت کو ھاتھہ سے نہ دیجیے -

مگر بالآخر کیا نتیجہ نکلا ؟ کیا " مصالحت " کرنے والوں نے فرصت دیدي ؟ کیا " پریس ایکٹ " کے بے امان دیوتا نے قصور معاف کردیا ؟ آہ نادانو ! تمھیں تو فرصت نہیں ملي ' لیکن اسکي جگہہ دوسروں کو تمھارے لیے فرصت ملگئي !

اسمیں سمجھنے والوں کیلیے بڑي ھي عبرت ھے - یہ واقعہ بازار بلند نصیحت کر رھا ھے کہ جن لوگوں کے پاس تمھارے لیے کچھہ نہیں ' تم انکے ساتھہ " مصالحۃ " کرو یا نہ کرو ' جب تک کہ تم حق کے ساتھي رھوگے ' انکا سلوک تمھارے ساتھہ یکساں ھي رھیگا -

رھا " پریس ایکٹ " تو اسکا بھي یہي حال ھے - قرآن حکیم نے کتني اچھي مثال دي ھے : مثلہ کمثل الکلب - ان تحمل علیہ یلھث او تترکہ یلھث ! (۷ : ۱۷۶)

پھر کیا ھے جسکے بچانے کیلیے حق کے ثبات و استقامت کو بھي ضائع کرتے ھو ؟ کم از کم ایک کے تو ھو رھو کیونکہ دونوں ھاتھہ نہیں اُسکتے !

وہ اپني خو نہ چھوڑینگے ' ھم اپني وضع کیوں بدلیں ؟
سبک سر بنکے کیا پوچھیں کہ ھم سے سرگراں کیوں ھو ؟

یا ایھا الذین آمنوا ! ان تطیعوا الذین کفروا ' یردوکم علی اعقابکم فتنقلبوا خاسرین - بل اللہ مولاکم و ھو خیر الناصرین !

الحمد للہ کہ ارباب " مصالحۃ " کي مساعي ببکار گئیں اور حادثۂ زمیندار پریس لاھور کا جو سچا اثر دلوں پر پڑا تھا وہ ھر جگہہ نمایاں ھو رھا ھے - اگر مسلمانوں میں اسقدر قوت موجود ھے کہ انھوں نے دوبارہ زمیندار کو جاري کر دیا تو یہ انکي اُس زندگي کا آخري ثبوت ھوگا جسے برابر جھٹلایا جارھا ھے -

میرا خیال اس بارے میں یہ تھا کہ چندہ جمع کرکے کسي جگہہ اگر ایک کمپني قائم کي جاتي تو دس دس روپیہ کا حصہ ھر شخص لے لیتا اور یہ بہت بہتر تھا -

لیکن چونکہ کارپردازان زمیندار فراھمي اعانت کا کام شروع کرچکے ھیں ' امید ھے کہ اسي طریقہ سے مقصد حاصل ھو جائیگا - قوم اور زمیندار عزیز ھے اور وہ اپنے جوش کو ھر صورت میں ظاھر کرسکتي ھے -

حادثۂ " پیسہ اخبار " لاھور

یہ حادثہ اس ھفتے کا ایک نہایت افسوس ناک اور رنجدہ واقعہ ھے -

اخبارات سے معلوم ھوتا ھے کہ شیخ محبوب عالم صاحب مالک پیسہ اخبار کے رھنے کے مکان میں جو کارخانہ سے بالکل متصل تھا ' شب کو یکایک آگ لگ گئي ' اور اُس حصۂ مکان تک پہنچ گئي جہاں ھزاروں روپیہ کي تجارتي اور پرائیوٹ کتابوں کا ذخیرہ تھا - بچانے کا سامان کرتے کرتے تمام کتابیں اور عمارت جل گئي اور جو کتابیں بچیں وہ بھي پاني کے پڑنے کي وجہ سے ضائع ھوگئیں -

آگ کے یکایک لگنے کا سبب غالباً ابتک معلوم نہیں ھوا - ایک اخبار نے یہ عجیب بات لکھي ھے کہ جس وقت یہاں آگ لگي ' اُسي وقت بعض نا معلوم الحال آدمیوں نے ایک دوسري آتشزدگي کي فرضي افواہ اڑا دي - نتیجہ یہ ھوا کہ آگ بجھانے کے انجن سب سے سب پہلے وھاں چلے گئے ' اور ادھر دفتر میں آگ کے شعلوں نے عمارت کا خاتمہ کردیا !

افسوس ھے کہ یہ جانکاہ حادثہ ایسے وقت میں ھوا ' جبکہ شیخ محبوب عالم صاحب اپنے سفر یورپ اور مصر و حجاز سے مع الخیر واپس آرھے ھیں ' اور اپنے وطن اور گھر بار کو خیر و عافیت میں دیکھنے کي قدرتي طور پر توقع کررھے ھونگے - ناگہاني حوادث کا کوئي علاج نہیں ' اور مشیت الہی کا جواب صبر و رضا کے سوا اور کیا ھو سکتا ھے ؟ ھمیں دفتر پیسہ اخبار اور شیخ محبوب عالم صاحب اور شیخ عبد العزیز صاحب سے اس حادثے میں دلي ھمدردي ھے اور دعا کرتے ھیں کہ خدا تعالی انھیں اس نقصان کے برداشت کي قوت دے اور تلافي مافات کا سامان بہم پہنچا دے !

انربیـــل سر ابراهیـــم رحمت اللـــه

اور مسلمانوں کے لیے ایک بہتر و مناسب سیاسي تعلیم

آنریبل سرابراهیم رحمت الله کي صدارت لیگ اور خطبهٔ افتتاحی سال جدید کا وہ بہترین اور شاندار واقعه هے ' جسکے اندر مسلمانوں کیلیے ایک نہایت هي قیمتي اور پائدار یاد پائي جاتي هے !

انریبل موصوف جب لیگ کي صدارت کیلیے منتخب هوے تو جو لوگ مسلمانوں کے موجودہ حالات کي نزاکتوں کو دیکھه رهے تھے ' وہ شمالی هند یا پنجاب کے کسي مشہور آدمي کي جگه ایک دور دراز اور تقریباً اسلامي مسائل کے مراکز سے الگ تھلگ صوبے کا نام دیکھکر امید و بیم میں پڑگئے ' مگر میں نے اُسي وقت اپنے بعض دوستوں سے کہا کہ سر ابراهیم رحمت الله انڈین نیشنل کانگریس میں شریک رهچکے هیں ' اور میں سمجھتا هوں کہ جو صاحب فکر ملک کي اس ایک هي درسگاہ سیاست میں رهچکا هے ' اس سے کسي ازادانه مگر پر دانش و حکمت سیاسي خدمت کي توقع کبھي فاکم نہیں هو سکتي -

میں شخصاً سر ابراهیم رحمت الله کے کاموں کو اُس وقت سے جانتا هوں جبکه ابسے چھه برس پہلے بمبئي میں تھا - تاهم یه سوال میرے لیے بھي فیصله طلب تھا که ایک خاص صوبے کے اندر جو کارکن قابلیت سر بلند هے ' وہ کسي ایسے پلیٹ فارم پر بھي بہترین توقعات کو پورا کر دکھائیگي ' جہاں صوبوں اور شہروں کے فوائد سے بالاتر ' تمام هندوستان کے مسلمانوں کیلیے ایک سیاسي درس و تعلیم کي ضرورت هے ؟

لیکن لیگ کي اولین نشست کے بعد هي هر منصف اور اهل الراے شخص کا فیصله یہی تھا که توقعات پوري هوگئیں ' اور مسلمانوں کي موجودہ سیاسی زندگی کیلیے سر ابراهیم رحمت الله کي تقریر حقیقت اور اعتدال کا ایک بہترین مرکب هے جو نہایت اچھي صورت میں پیش کیا گیا هے -

میں سمجھتا هوں که جب سے مسلمانوں نے پولیٹکل مقاصد کے نام سے کام شروع کیا هے ' اُنکے پولیٹکل لٹریچر میں یه پہلي تقریر هے جو اس جامعیت اور عمدہ قوام بحث کے ساتھه مرتب هوئي هے -

حتی که کانگرس کے بعض ارکان نے میرے سامنے اسکا اعتراف کیا که خود کانگریس کے لٹریچر میں بھي یه تقریر کامل امتیاز پانے کي مستحق هے - وکفي به فخرا -

پریذیڈ نشیـل ایڈریس هـر مجلس کیلیے اُسکي حقیقـي کار روائی هے ' اور اسکي وقعت و اهمیت کا پیمانه بھی اسي کے اندر هوتا هے ' مگر بد قسمتي سے همارے اندر ایسے لوگ نا پید هیں جو دولت و شہرت کے ساتھه قابلیت بھي رکھتے هوں اور صرف قابلیت کي عزت کرنا ابھي هم نے نہیں سیکھا هے ' اسلیے همیشه هماري بڑي بڑي کانفرنسوں کي افتتاحي تقریریں نہایت کم وقعت و بے اثر رهتي هیں ' اور محنت و قابلیت اور اصابت راے و حسن بیان کا اسمیں کوئي بلند و ممتاز حصه نہیں هوتا

بر خلاف اسکے انڈین نیشنل کانـگرس نے اپنـي افتتاحي تقریروں کا ایک ایسا رفیع لٹریچر جمع کردیا هے جو ادب و انشا پردازي ' قوۃ تحریر و بیان ' خوبي بحث و استدلال ' کثرت مواد و معلومات ' حق گوئي و صدق لہجه ' تعلیم و درس سیاست ' غرضکه هر حیثیت سے هندوستان کے موجودہ علم ادب کا ایک ممتاز ترین حصه هے -

لیکن انریبل سر ابراهیم رحمت الله کے ایدر س کے بعد کم ازکم ایک تحریر تو لیگ کے پاس بھي ایسي موجود هوگئي هے جسے امتیاز کے ساتھه پیش کیا جاسکتا هے -

جیسا که انهوں نے خود کہا هے ' اس عهدے کیلیے انکا انتخاب ایک ایسے وقت میں هوا جبکه مسلمانوں کي سیاسي حالت چند در چند پیچیدگیوں کي وجه سے نہایت درجه غیر مطمئن تھي ' اور بحث کرنے والے کیلیے صرف ایک سال کے معمولي واقعات هي نہیں بلکه یکے بعد دیگرے ظاهر هونے والے متعدد اهم اور دشوار بحث مسائل جمع هوگئے تھے - اُن سب پر مستزاد لیگ کا وہ اندروني مناقشه تھا جو گو في الحقیقت کچھه بھي نه تھا لیکن بعض مخفي اغراض سے اسے اسقدر اهمیت دیدي گئي تھي گویا جماعتی تفریق کا وقت آگیا -

ایسي حالت میں انهوں نے اپنی مشکلات کے بیان کرنے میں ذرہ بھی مبالغه نہیں کیا هے - انکے سامنے مشکلات کا گرد و غبار یقیناً موجود تھا ' لیکن بجاے اسکے که انکي قوت فیصله اُسکے اندر گم هو جاتی ' وہ قابل تحسین جرأت کے ساتھه اسکے هٹانے میں کامیاب هوے ' اور اعتدال و متانت کو واقعیت اور حق بیاني کے ساتھه آمیزش دینے کا ایک نہایت هي نازک اور مشکل کام انهوں نے ابسي روشني میں انجام دیا جو تذبذب اور طرفداري کے غبار سے بالکل صاف تھي !

اعتدال اور حقیقت دو ایسے عنصر هیں ' جنکی باهمی آمیزش کا کام همیشه سے نازک اور مشکل رها هے - یا تو پہلے کا غلبه دوسرے کو بالکل نابود کردیتا هے ' یا دوسرے کي بو اتني تیز هو جاتي هے که اپنے ساتھي کے وجود کو بالکل دبا دیتي هے - لوگوں نے عموماً اس راہ میں افراط و تفریط کي ٹھوکریں کھائي هیں ' اور جس شے کو " اعتدال " سمجھا هے در اصل اُسکا زیادہ صحیح نام حقیقت کا عدم هے !

لیکن با وجود بے اعتدالي کے اُس سوء ظن کے جو میري نسبت بعض لوگوں کو هے ' میں تسلیم کرتا هوں که سر ابراهیم رحمت الله کا " اعتدال " اعتدال هے ' نه که اصلیت کا عدم اور فقدان !

الهلال

٧ ربیع الاول ١٣٣٢ هجری

فاتحة السنة الثالثة

(٣)

دعوة الی الحق و داعي الی الحق

موعظة و ذکری

فاتحهٔ جلد جدید کی تقریب سے جن خیالات کا اظہار ضروری سمجھا تھا ' افسوس کہ وہ نا تمام رهگئے - کیونکہ پچھلے هفتے طبیعت اُس قسم کی تحریرات کیلیے حاضر نہ هوئی ' اور مجبوراً مدارس اسلامیہ کا باب مقالهٔ افتتاحیہ کے صفحات میں دبدیا گیا - اسلیے چاهتا هوں کہ آج اُس سلسلے کی تکمیل کردوں :

و امري عجيب و قد زاد حملي !

گذشتہ دو نمبروں میں میں نے اپنے اطمینان قلبی اور ایقان روحی کے ساتھہ اس احسان الهی کو پیش کیا ہے کہ الهلال کی اشاعت جس دعوة کے اعلان و قیام کیلیے وجود میں آئی تھی ' توفیق الهی نے روز اول هی سے اسکے لیے غیبی سامان فتح و نصرت بہم پہنچا دیے ' اور الحمد للہ کہ اسکی کوئی سعی و کوشش ضائع نہ گئی ' اور تھوڑے وقت کے اندر هی اسکا بیج آبیاری توفیق مقدس حضرة مسبب الاسباب سے سرسبز و بار آور هو گیا -

اسی سلسلے میں اس عاجز نے اپنی وہ دعا بھی یاد دلائی ہے جو اشاعت الهلال کے وقت دل کے اضطراب و شورش سے اختیار زبان پر جاری هوئی تھی ' اور جسمیں خدا سے چاها گیا تھا کہ " اگر یہ پکار حق و صداقت سے خالی نہیں تو اس کے بعض نتائج مہمہ مجھے بہت جلد دکھلا دے " چنانچہ باوجود وقت کی نزاکت اور حکومة قاهرہ و مسلطہ کی مخالفت کے جو هردم اور هر آن متزاید و متضاعف رهی ' ایسا هی هونا تھا اور ایسا هی هوا ' اور اسکے نتائج کے ظہور کو کوئی قوت معاندہ روک نہ سکی -

لیکن میں چاهتا هوں کہ ساتھہ هی اسکے یہ بھی تشریح کردوں کہ " دعوة الهلال " سے میرا مقصود کس چیز کی طرف اشارہ ہے ؟ نصرة الهی نے کس کا ساتھہ دیا ؟ کون تھا جو اسکی اعانت کا مستحق هوا اور کونسی چیز تھی جسکے ظہور کو کوئی قوت روک نہ سکی ؟ کیا الهلال جو ایک هفتہ وار شائع هونے والا رسالہ ہے ؟ کیا ایک پریس جو بعض آلات و ادوات کو جمع کرکے قائم کیا جاتا ہے ؟ کیا چھپے هوے اوراق اور لکھی هوئی سطریں جو شیرازہ بندی کے بعد ڈاک میں ڈالدی جاتی هیں ؟ یا پھر کسی خاص شخص کی مقبولیت جسکو اچھے لفظوں کا جمع کردینا آتا هو ' اور ادھر اردھر سے بعض معلومات اُس نے حاصل کرلی هوں ؟

یعنی جب کبھی میری زبان و قلم پر " دعوة الهلال " کا لفظ جاری هوتا ہے تو اس سے مقصود فی الذهن کیا شے هوتی ہے ؟ خود میرا وجود ' الهلال کی مقبولیت ' پریس کا قیام و استحکام

کیا یہ ان سب سے علیحدہ - کوئی اصول اور حقیقت ؟ چاهتا هوں کہ اسے واضح کردوں - فاقول و باللہ التوفیق -

(دعوت الهلال کی حقیقت)

آثار اشاعت الهلال سے " دعوة " کا لفظ میری زبان پر ہے اور اس کثرت سے بار بار اس لفظ کو دهراتا هوں کہ شاید بعض لوگ سنتے سنتے اُکتا گئے هوں - میں نے کبھی کسی اخبار کا ذکر نہیں کیا جو اچھے سر و سامان کے ساتھہ نکالا گیا هو ' اور نہ میں نے کبھی تصنیف و تالیف اور انشاء مقالات و رسائل کا تذکرہ کیا جسکے لیے غیر معمولی محنت و مشقت برداشت کی جاتی هو ' بلکہ میں نے همیشہ ایک " دعوت " کا اعلان کیا جو ایک مقصود خاص کو اپنے سامنے رکھتی ہے ' اور ساتھہ هی چند مقاصد پیش کیے جو همیشہ سے انسانوں کی جماعتوں اور آبادیوں کے سامنے پیش هوتے آے هیں - ان مقاصد میں ندرت و جدت نہ تھی مگر صداقت ضرور تھی ' اور جس بیان میں صداقت هو ' ضرور ہے کہ وہ نئی نہو ' کیونکہ دنیا کی سب سے زیادہ پرانی چیز صداقت هی ہے -

پس میں آج صاف صاف کہدیتا هوں کہ " الهلال کی دعوت " سے کوئی مادی یا شخصی یا موجود فی الخارج شے مراد نہیں ہے اور نہ کسی دعوت سے ایسا مقصود هوسکتا ہے - نہ تو وہ میرے وجود سے تعلق رکھتی ہے نہ الهلال نامی ایک موقت الشیوع رسالے سے " اور نہ هی اُن مضامین و منشات سے جو اسمیں شائع هوتے هیں - ان میں سے کوئی چیز بھی ایسی نہیں ہے جسکی نسبت کہا جاسکے کہ وہ " دعوت " ہے یا اسے حقیقت دعوة میں کسی طرح کا دخل حاصل ہے - بلکہ اس سے مقصود حقیقی صرف وہ بعض مقاصد اور تعلیمات هیں ' جنکے اعلان و اظہار اور فتح و نصرت کا سامان حکمت الهی نے مہیا کیا ' اور پھر من جملہ اور بہت سے اسباب و وسائل کے ایک سبب و وسیلہ الهلال کی اشاعت اور اسکی کوششوں کو بھی بنادیا - وہ جو انسانی غذا کے پیدا کرنے کیلیے موسم کو بدلتا ' هواؤں کو چلاتا ' پانی کو برساتا ' اور دهقان کے هاتھوں سے نعم رزقی مہیا کراتا ہے ' جب چاهتا ہے کہ اپنے بندوں میں سے کسی جماعت کیلیے ارشاد و هدایت کی روحانی غذا مہیا فرمانے تو بالکل اسی طرح دلوں کی اقلیم اور فکروں کی فضا میں بھی تبدیلی پیدا کردیتا ہے ' اور خود بخود یک قدرتی تغیر کی طرح تمام اسباب موافق فراہم هونا شروع هوجاتے هیں - اُس وقت پانی بھی برستا ہے ' عمدہ هوائیں بھی چلتی هیں ' اور کاشت کاروں کی محنتیں بھی اپنے اپنے وقت و ضرورت کے مطابق ثمر دینے لگتی هیں - پس جب کھیت سرسبز هوتا ہے تو گو بہت سے کہنے والے موجود هوتے هیں کہ یہ سب کچھہ هماری هی سعی کا نتیجہ ہے ' مگر دراصل اسکا حق کسی کو بھی نہیں پہنچتا - کیونکہ بیج کے بار آور هونے کیلیے جن اسباب و ذرائع کی ضرورت ہے وہ بے شمار هیں ' اور جب تک وہ سب جمع نہو جائیں ' صرف ایک علت اچھہ بھی مفید نہیں هو سکتی -

اگر پانی کہے کہ یہ میری ہی فرمائش ہے ' تو آفتاب بھی چمک سکتا ہے کہ یہ اسی کی حرارت کا معجزہ ہے - اگر دهقان مدعی هو کہ اُس کے بیج ڈالنے اور موسم اچھا بدلنے سے یہ بعد میں آے هوے محصول نعم رزقی اُگ آئے ہیں ؟ مزدوروں نے هل چلنا ' کاشتکار نے بیج ڈالنا ' لکھاریوں نے زمینداری کی ' اور موسم نے آبیاشی ' ان میں سے هر فریق دعوا کرسکتا ہے کہ میں هی اس لہلہاتے هوے کھیت کی وجود میں لانے کی علت هوں ' مگر وہ جو ان سب سے بالا تر قوت ہے ' الہی نے کہ ان سب بیچ هو - اگر قدرة الہی تمام

اسباب و وسائـــل مہیا نہ کرتي تو نہ تو ایک بیج بار آور ہوتا اور نہ ایک سبز پتہ زمین پر نظر آتا :

امن خلق السمارات والارض و انزل لکم من السماء ماء فانبتنا به حدائق ذات بهجة ما کان لکم ان تنبتوا شجرها ءاله مـع الله ؟ بل هم قوم یعدلون - (۲۷ : ۶۰)

"کون ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ' اور آسمان سے تمہارے لیے پاني برسایا ' پھر اُس کي آبیاري سے کیسے کیسے حسین و شاداب باغ و چمن پیدا ہوگئے ' حالانکہ تم انسانوں کی قوت سے بالکل باہر تھا کہ ان کے درختوں کو پیدا کرتے ؟ کیا اللہ کے سوا اور بھي کوئي ہے ؟"

(مقصـــود حقیقـــي)

اب دیکھو کہ الہلال کی دعوت کا مقصد حقیقي کیا تھا ؟ اس نے روز اول ہی سے اعلان کر دیا کہ احیاء و تجدید ملت کیلیے جس قدر تحریکیں ملک میں موجود ہیں ' وہ اُن میں کسی کو بھي تنزل و انحطاط کے اصلی مرض کا کامل علاج نہیں سمجھتا ' بلکہ ان میں سے اکثر اسطرح کا علاج ہیں جنکے اندر خود نئی بیماریوں کے پیدا کرنے کي ہلاکت موجود ہے - پس وہ اُن تمام راستوں سے بالکل الگ ہوگیا جو کار و بار اصلاح و ترقي کے پیشتر سے موجود تھے ' اور پھر نہ تو اس نے تعلیم کو اپنا کعبۂ مقصد بنایا ' نہ سیاست کو قبلۂ آمال ' نہ علم کي رہنمائي قبول کي ' نہ تہذیب و تمدن سے دستگیري چاہي - صرف یہي ایک صدا بلند کی کہ :

یا ایها الذین امنوا ! اطیعو الله و رسوله ولا تولوا عنه و انتم تسمعون ! (۸ : ۳۱)

مسلمانو ! اللہ کی اطاعت کرو اور اسکے رسول کے لائے ہوے حکموں پر عمل کرو - اور اسکي طرف سے گردن نہ موڑو اور تم اسکي بھیجي ہوئي آیتیں سن رہے ہو !

کیونکہ اسکو یقین ہوگیا کہ جب تک مسلمانوں کے اعتقادات و اعمال مذہبی کي اصلاح و درستگي نہوگي ' اُس وقت تک کوئي سعي اصلاح مفید مقصد نہیں ہو سکتي -

پس اُس نے اپنے مقصد کو ایک ہی مختصر جملے میں بار بار دہرایا یعنے " دعوة الي القران " یا " امر بالمعروف و النہی عن المنکر " اور پھر اعمال قومي کي ہر شاخ میں اسي اصل الاصول کو پیش نظر رکھکر دعوت شروع کي -

(تشریـــح مقصد)

یہ تو اسکے مقصد کا اصل الاصول ہے - لیکن اگر اسکي تشریح و تفسیر کي جاے اور اُسے موجودہ حالات پر تطبیق دي جاے تو حسب ذیل مواد اسکي نعت میں قرار دیے جا سکتے ہیں -

(۱) مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے تمام کاموں کي بنیاد تعلیم الہي پر رکھیں نہ کہ محض کسي ترقي یافتہ قوم کي تقلید و اتباع اور نقالي پر - یا محض اخذ تحصیل تمدن و سیاست و وطنیت پر -

(۲) اسلام کي اصلي مزیت و فضیلت یہ ہے کہ اس نے ہر طرح کي صداقتوں اور حقیقتوں کو خدا کے رشتہ سے منسلک کردیا ہے اور ہر عمل صحیح و حق جو اس آسمان کے نیچے کیا جاے ' اسکے نزدیک خدا کا کام اور اُسکي عبادت ہے - پس ہر مسلمان کو صداقت کا عاشق ' حقانیت کیلیے مضطر ' عدالت کا نگراں ' اور حریت کا پرستار ہونا چاہیے - کیونکہ وہ مسلمان ہے ' اور مسلمان وہي ہے جو اللہ کي رضا کیلیے ہر طرح کا دکھہ اٹھاے ' اور اللہ کي رضا اُسکي راستبازي اور حق و عدل کي معیت میں ہے -

(۳) اور اسلیے کہ خدا نے مسلمانوں کو جہاد في سبیل اللہ کا منصب رفیع عطا فرمایا - پس جو مسلم اسکي راہ میں مجاہد نہو ' وہ اسکے اس بخشے ہوے لقب کا مستحق بھي نہیں - جہاد في سبیل اللہ کے معني یہ ہیں کہ ہر طرح کے ظلم و تشدد ' معاصي و ذنوب ' اور شیطان ضلالت و افساد کے پیدا کیے ہوے غرور باطل سے انسانیت کو نجات دلانے کیلیے اپني تمام قوتوں سے کام لینا ' اور اس راہ میں ہر طرح کا جسماني اور قلبی دکھہ اٹھانا - حتی کہ سولی کے لٹکنے اور جلاد کی تیغ کی برش کو بھي اُسکي خاطر گوارا کرنا -

(۴) پس اگر ظلم ہو ' اگر معصیت و فساد کي گرم بازاري ہو ' اگر انسانوں کے حقوق الہیہ کو پامال غرور باطل کیا جاے ' اگر روشنی کی جگہہ تاریکی ' اور راست بازي کي جگہہ کذب پرستی کا اعلان ہو ' تو اسلیے نہیں کہ ظلم و فساد کو انسانوں نے برا اور اخلاق عامہ نے قابل نفرت بتلایا ہے ' پس تم بھی برا سمجھو ' بلکہ اسلیے کہ تم مسلمان ہو اور مسلمان دنیا میں صرف حق کي خدمت ہي کیلیے ہے " اور نیز اسلیے کہ یہ سب کچھہ خدا کي مرضی کے خلاف ہے ' اور مسلمانوں کي مرضی وہي ہوني چاہیے جو انکے خدا کی مرضي ہے : تخلقوا باخلاق الله -

(۵) مسلم و مومن وہ ہے جو الله کے رشتے کو دنیا کے تمام رشتوں پر ترجیح دے - پس کسي ہستي کیلیے یہ جائز نہیں کہ وہ اسلام کي مدعي ہو ' اور ساتھہ ہي خدا کو چھوڑکر دوسرے رشتوں کی گرویدہ ہوجاے - خدا کا رشتہ سچي سچائي اور عدالت کی محبت میں ہے - جو حق کو پیار کرتا ہے ' وہي خدا کو بھي پیار کرنے والا ہے : و الذین آمنوا اشد حبا لله -

(۶) اسلام نے توحید کا سبق سکھلایا - توحید کی تکمیل کے معني یہ ہیں کہ انسان تمام الہائي قوتوں اور اطاعتوں اور فرماں برداریوں کو صرف اللہ واحد کے مخصوص ہوجاے اور اُن میں کسي کو شریک نہ کرے - پس جب انسانوں کو اپنا لیڈر بناکر انکے ہر حکم کی غلامی و خدا تعمدل اپنا ' یا گورنمنٹ اور حکام کي ہر خواہش کے آگے (اگرچہ وہ حق ' عدالت اور صداقت و حریت کے منافي ہو) سر جھکا دینا ' ایک ایسا شرک جلي ہے جو توحید کے ساتھہ جمع نہیں ہو سکتا -

(۷) اسلام کا عقیدۂ توحید ساری حریت و آزادي کا سرچشمۂ حقیقی ہے کیونکہ جو سر صرف خدا ہی کے آگے جھکے گا - ممکن نہیں کہ وہ انسان اور انسانوں کے غرور پادشاہت و حکومت کے آگے ذلت عبودیت سے سر بسجود ہو - ان الحکم الا لله - پس مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے اندر عبودیت الہي کی اصلي حقیقت پیدا کریں ' اور کوئی روح خدا کے آگے زیادہ نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ اُن تمام قوتوں سے بکسر باغی نہو جاے ' جو خدا کی صداقت اور اسکی مقدس مرضات کے خلاف ہیں -

(۸) اسلام کے تمام حقوق کي حفاظت ' آزادانہ حیات سیاسي و ملکی کا حصول ' جد و جہد حریت ' اور خود مختارانہ حکومت کے حاصل کرنے کیلیے باقاعدہ مساعي ' یہ تمام مقاصد صالحہ اگر دوسري قوموں کو اپنے جداگانہ قومیت و وطنیت عزیز ہیں ' تو ہر قائل کلمۂ توحید کو مدعاً و مبدأ محبوب ہونا چاہئیں - پس عزت و مجد اسلامی کا مقتضی یہ ہے کہ ان تمام میدانوں میں مسلمان سب سے آگے ہوں ' نہ کہ سب کے پیچھے اور غیروں کے مقلد و خوشہ چین : و ان العزة الله و لرسوله و للمومنین -

ہاں ' ایک اصل الاصول ہے جو اس دعوت کو عام ہنگامہ ہاے سیاسي و تمدني سے الگ کرتا ہے - یعني ان تمام چیزوں کو صرف اللہ کے رشتے اور اسکي مرضات کي متابعت کے تعلق سے حاصل کیا جاے نہ کہ محض تقلید اقوام و جماعت سے - اور اسلیے سب سے پہلے عمل بالاسلام کے حبل اللہ المتین کو پکڑو تاکہ اسکے تمام نتائج حقیقیہ سے ہم کنار ہو - و العاقبة للمتقین -

بس یہ اور اسي کے هم معني و هم اصول مقاصد نے جذبي طرف الهلال نے ابناء ملت کو دعوت دي' اور اگر چه ان میں سے کوئي چیز بھي نئي نه تھي ' تاهم غفلت و جهالت اور اضمحلال ضلالت و فساد نے اس تعلیم کے هر لفظ کو لوگوں کیلیے ایک صدائے نا آشنا بنادیا تھا - پس جیساکه همیشه هوا هے ' ضرور تھا که اس اعلان و دعوت کا آغاز بھي تعجب و انکار ' تحقیر و تذلیل ' غیظ و غضب ' اور تعاند و تنفر سے هوتا مگر خاتمه اعتراف و اقرار ' تعظیم و تشهیر ' رجوع و انقیاد ' اور تسلیم و اطاعت پر هوتا ' اور الحمد لله که ایسا هي هوا ' اور جسقدر هونا باقی هے وہ بھی عنقریب هوکر رهیگا : و تمت کلمة ربک صدقاً و عدلا - لا تبدیل لکلمات الله :

(ما قـــال و من قـــال)

پس جب کبھي اس عاجز کي زبان سے " دعوة الهلال" کا لفظ نکلتا هے ' اور اسکي نصرت و فتح یابي کا دلي اذعان و روحي ایقان کے ساتھه اعلان کرتا هوں ' تو اس سے مقصود نه تو رسالۂ الهلال کا وجود هوتا هے ' اور نه خود اپنا وجود اور اپنا کاروبار ' بلکه یهي صداقتیں اور حقیقتیں هوتي هیں جنکے اعلان و دعوت کي حضرة الهي نے الهلال کو توفیق دي ' اور اُس عظیم الشان اور انقلابي تبدیلي کیلیے جو مسلمانان هند میں هونے والي هے ' منجمله اور صدها اسباب و براعث کے ایک سبب الهلال کو بھي بنا دیا - اس بنا پر جس قدر کامیابیاں هیں وہ ' ہے هیں ' اور جس قدر اعلان قوت ' رفع ذکر ' و اعلاء کلمه هے ' وہ سب کا سب اُسي کو پهنچتا هے :

هر جا کنیـــم سجـده بداں آستاں رسد !

میں سچ سچ کهتا هوں که خود میرا اُسمیں کوئي حصه نهیں - اور نه زائي برابر مجھے حق پهنچتا هے که اسکی کامیابي کي عزت کو اپني طرف نسبت دوں - سچائی جهاں کهیں سے نکلیگي ' استقلال اور عزت کو اپنا مسطر پائیگي - اور حق جس زبان سے بلند هوگا ' کامیابي و نصرت اُسکا قدرتي حصه هے جو کبھي اُس سے چھن نهیں سکتا - یه خدا کا محض فضل هے نه وہ کسي زبان کو اُسکا آله ' کسي قلم کو اُسکا دربعه ' اور کسي سعي کو اُسکا وسیله بنالے ' اور پھر اُس وسیلے کے خاطر نهیں بلکه صرف اپني سچائي کي خاطر اُسے کامیابي عطا فرماے -

لیکن یه کامیـابي نه تو اُس شخص کي هوگي جس نے ایسا کیا ' اور نه تو حق کي عزت کو وہ اپني عزت سمجھنے کا حقدار هوگا - اگر وہ ایک لمحه کے لیے بھي اس غرور باطل اور کبر ابلیسي میں گرفتار هوگا تو خدا اس سے اپنا رشته کاٹ لیگا ' اور اُسے ذلت و رسوائي کیلیے چھوڑ دیگا - کیونکه وہ اپني صداقت کا محافظ اور اپنے کلمۂ حق کے اعلان کیلیے قادر و مقتدر هے - وہ اگر چاهے تو درخت کي خشک ٹهنیوں کو حق کیلیے گویا کر دے ' اور پهاڑوں کي چوٹیوں کي اندر سے انسانوں کو سچائي کي تعلیم ملنے لگے - وہ نه تو انسانوں کا محتاج هے که وہ اسکي خاطر بولیں ' اور نه اسکے کاموں کیلیے درمانده هے نه اسکي راه میں اٹھیں - اُسکے کاروبار حق کا عجیب و غریب حال هے - وہ جب کبھی چاهتا هے تو اپنے بندوں کو کسي کار حق کیلیے توفیق دیدیتا هے ' اور پھر جب وہ معرض هو جاتے هیں اور سمجھتے هیں که یه هماري شخصي کامیابي هے تو پھر کے ٹکڑوں اور سوکھي هوئي لکڑیوں کي طرح انهیں اپني راه سے هٹا کر پھینک دیتا هے !

نـه ربیـد مرد خود بیں بمقاصد دلخواه را
امیـن المذبیں نبود جـدا را

(ایک مثـــال)

اسکی مثال بالکل ایسي هے جیسے کوئي شخص کسي پتھر کي سل سے کوئي عمده کام لیلے ' اور پھر جب چاهے اُسے اٹھا کر راستے میں پھینک دے - یه سچ هے که وہ پتھر ایک عمده کام کا ذریعه بن گیا تھا ' لیکن یه بھی تو سچ هے که جس ارادہ اُس سے کام لیا تھا ' وہ اُسے ٹھوکریں کھانے کیلیے راستے میں پھینک بھی دےسکتا تھا ؟

پھر اگر اس پتھـر کیلیے تمهارے عقیـدے میں کوئي فخر نهیں هوسکتا حالانکه وہ کسي بڑے عمده اور مفید کام کا ذریعه تھا ' تو ٹھیـک اسي طـرح حق و صـداقت کے کاروبار میں خاص اُس انسان کے وجود کیلیے بھي کوئي فخر و ناز نهیں جسکو حکمة رباني نے کسي مصلحت مخفی کی بنا پر خدمت دیني کیلیے ایک آله اور واسطه بنا دیا هو - الا یه که اسکو ضائع نه کیا گیا اور اپنے لطف و کرم سے وسیله و ذریعه هونے کي توفیق بخشي -

(تنبیـه ضـــروري)

البته یه یاد رکھنا چاهیے که اس بیان سے وہ مقربان الهي اور خواص عالم انسانیت مستثنی هیں جنکا وجود صداقت الهي کے اظهار کا صرف وسیله هي نهیں هوتا بلکه خود ان کے انـدر نور حقیقت کي شمع روشن هوجاتي هے ' اور اسکي نورانیت انکے اعمال مقدسه اور انفاس رکیبه سے جهن کر عالم انسانیة کی در و دیوار پر پرتو افگن هوتی هے - یعنی الله تعالی انکے وجود کو اظهار حق کا واسطه هی نهیں بلکه خود حق کا مسکن و مشرق بنا دیتا هے - وہ حق کے مخاطب نهیں بلکه حق کا پیکر و مجسمه هوتے هیں - لیکن :

یه رتبـۂ بلنـد مـلا جس کو ملگیـا
هر مدعي کے واسطے دار و رسن کهاں ؟

یه اور لوگ هیں اور انکا عالم دوسرا هے - میں یهاں اُس مقام کا تذکره نهیں کرتا جسکی مجھے حسرت هے ' بلکه اسکا حال بیان کررها هوں جسمیں اپنے تئیں پاتا هوں اور نهیں پسند کرتا که اُسکا تذکره نه کروں :

عالم همه افسانۂ ما داد و ما هیچ !

میں سچ سچ بلا مبالغه انکسار کے اعلان کرتا هوں که اس بارے میں میرے مشاهدات و مطالعات نهایت عجیب و غریب و عبرت انگیز هیں - میں جب کبھي اُن نتائج عظیمه کو دیکھتا هوں جو فضل الهی نے الهـلال کي دعوت کو عطا فرماے ' اور اس دعوت کے دور ' تاثیر و نفوذ ' رجوع خلائق ' انـقلاب خیالات ' و حس و تنبـه دینی و روحاني کي عام بیداري پر نظر ڈالتا هوں جو اس انیس ماہ کي دعوت سے هر طرف پیدا هوگئي هے ' اور پھر اسکے بعد خود اپنے تئیں دیکھتا هوں اور اپنے اعمال پر نظر ڈالتا هوں ' تو مجھے حکمة الهیه کی ایک عجیب و غریب نیرنـگي نظر آتي هے اور یقین هو جاتا هے که یه جو کچھه نتائج حسنه میرے سامنے هیں ' وہ محض اصل دعوة کی صداقت و حقیقت کے برکات و انوار هیں ' و یه خود میں اور میري گناهوں میں ڈوبي هوئي زندگي تو اس لائق نهی نه تھی که ان نتائج عظیمه کو کبھي خـواب میں بھی دیکھتی

یه اسکا وعده هے نه جب وہ اپنی امة مرحومه کیلیے کوئي کام کرنا چاهتا هے تو مثل اُس ماهر کاریگر کے جو ٹوٹے هوے اور ناقص اوزاروں سے ایسا عمده کام نکال لیتا هے جو دوسـرے کاریگر عمده اور قیمتی آلات سے بھي نهیں سکتے جس بندے کو چاهتا هے

اپنے کام کا ایک ذریعہ بنا لیتا ہے ' اور پھر وہ خود خواہ کیسا ہی برا ہو' لیکن اسکا کام نیکو کاروں اور صالح انسانوں کا سا ہو جاتا ہے' و ایں جا کار بـہ فضل ست نہ باستحقاق !

نصیب ماست بہشت اے خدا شناس برو
کہ مستحق کـــرامت گـــناہ کارانـــد !!

(داعیـــان حق کي تین قسمیں)

البتہ یہ ضرور ہے کہ جب اسکا فضل ذرہ نواز اپنے کسي عاجز و درماندہ بندے پر مبذول ہوتا ہے ' اور وہ اسکي راہ کي طرف لوگوں کو بلاتا اور اسکے کلمۂ حق و عدالۃ کي دنیا کو تلقین کرتا ہے تو اسکا حال تین صورتوں سے خالي نہیں ہوتا :

(۱) یا تو خدا تعالی اسکے نفس کا تزکیۂ کامل کردیتا ہے اور اسکے وجود کو حق کا پیکر اور نمونہ بنا دیتا ہے - و ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم !

(۲) اور یا یہ درجہ عالیـہ تو اُس محروم تشنہ کام کو حاصل نہیں ہوتا ' لیکن چونکہ اسکے اندر حق و صداقت کا سچا درد اور خدا پرستي کي ایک نہ بجھنے والی پیاس ہوتی ہے ' اسلئے باوجود اپنے طرح طرح کے قصوروں کے وہ وسیلۂ خیر و صداقت بننے کا شرف حاصل کرلیتا ہے ' اور اسکے اندر کچھہ اسطرح کي عجز و انابت اور استغفار و اعتراف کي سوز و سرزش پیدا ہوجاتی ہے جو اُسے استیلاء شیطاني سے بچاے رکھتي ہے ' اور پھر یا تو بالآخر منزل اخیر تک پہنچا دیتي ہے یا راہ کي ٹھوکروں ہي سے گر کے رہجاتا ہے -

(۳) اور یا پھر وہ خباثت ابلیسی اور شرارت نفساني کا ایک مظہر لعین ہوتا ہے جو محض اپني اغراض نفساني کیلیے عاریتاً کسي امر حق کا اعلان کرنے لگتا ہے ' اور اس سے مقصود حق نہیں ہوتا بلکہ ایک تاریک باطل جو اسکے پیچھے چھپا دیا جاتا ہے - في الحقیقت نفاق کي یہ ایک سب سے زیادہ مہلک و خبیث قسم ہے -

پس پہلی قسم کي جماعت کیلیے تو کچھہ کہنے کي ضرورت نہیں - لا خوف علیہم و لا ہم یحزنون - تیسرے گروہ کو بھي نتائج حق کي بحث سے مستثنی کر دینا چاہیے ' کیونکہ گو وہ مدعي حق ہو مگر در اصل اسکا حکم بھی باطل و فساد ہي کا ہے - اور خدا کبھي باطل کے ساتھہ وہ سلوک نہیں کر سکتا جو اس نے حق و ایمان کیلیے مخصوص کردیا ہے : ام نجعل الذین آمنوا و عملو الصالحات کالمفسدین فی الارض ؟ ام نجعل المتقین کالفجار ؟ (۳۸ : ۲۷)

البتہ دوسري قسم کے لوگوں کي نسبت میں کہنا چاہتا ہوں - یہي وہ لوگ ہیں کہ خدا انکي نیتوں کو قبول فرماتا اور سعي حق اور خدمت صداقت کي برکت سے انکو اپنے لطف و کرم کا مورد بنا دیتا ہے - وہ خود خواہ کیسے ہي گرفتار قصور و مبتلاے ذنوب ہوں ' لیکن چونکہ اُسکے کلمۂ حق کے خادم ' اُسکي سچائي کے پرستار ' اور اُسکے دین حق کے عزت و عظمت کے لیے اپنے اندر ایک بیقراري رکھتے ہیں - اسلیے اُسکي شان کریمي و رحیمي انھیں اپنوں میں سے سمجھنے لگتي ہے ' اُنکے کاموں کے نقص و فتور کو اپني توفیق رفیق کي بخشش سے کامل کردیتي ہے ' اور انھیں کبھی غیروں کے آگے ذلیل و رسوا ہونے نہیں دیتي - کیونکہ اگر انکا قصور اسکے کرم کا سزاوار نہیں تو اُسکي صداقت کي عزت تو مستحق لطف و نوازش ضرور ہے !

اگر نہ بہـر من از بہر خود عزیزم دار
کہ بندہ خوبي او خوبي خداوند ست

اسکي مثال بالکل ایسي ہے ' جیسے دنیوی بادشاہ اپنے کسي اہم اور معزز کام کے انجام دینے کی عزت اپنے کسي غلام کو دیدے ' تو گو وہ کیسا ہي ادنے اور حقیر ہوگا اور کیسے ہي قصور اُس سے اپني خدمتوں اور یوسفاریوں میں سرزد ہونگے ' لیکن ناظم بادشاہ کرم شاہانہ اسکي سفارش کریگا اور کہیگا کہ مادام کہ وہ ہر طرح نالائق اور سزاوار عتاب ہے لیکن اتنو اسکي عزت مجھي عزت ہوگئي ہے اور دنیا اسے مجھي قدر سے پہچانیگي اور میرا خدمت گزار سمجھتي ہے - پھر وہ مال اور دشمن ہوسکتا کہ میرے دربار عز و جلال کے نام لیواؤں کیلیے عزت و سرخروئی کہیں ہے - پس شان عفو و کرم یہی ہے کہ جسے ایک بار سر بلندي دي ' پھر اُسے نگونسار نہ کیا جاے !

و للہ در من قال :

عرض دہ لـ ـے جرم و گناہ بے حد کا
الہي تو ہو غفور الرحیم کہتے ہیں !
کہیں کہیں نہ ء ر د پھر مجھے محتاج
یہ اے بندے ہد ـ ـ جا و کریم کہتے ہیں !

(یوسف او رف یوسف)

آیا نہیں دیکھا ہے کہ جب برادران یوسف علیہ السلام دوسري بار مصر آے تا کہ دربار مصر کي بخشش و فیاضي سے مالا مال ہوں اور قحط سالی کی مصیبتوں سے نجات پائیں ' تو انھوں نے عزیز مصر سے کہ فی الحقیقت حضرت یوسف علیہ السلام تھے ' عرض کیا :

مسنا و اہلنا الضـــر — اے عزیز مصر ! ہم کو اور ہمارے
و جئنا ببضاعۃ مزجاۃ — بال بچوں کو قحط کي وجہ سے بڑي
فاوف لنـــا الکیـــل ! — تکلیفیں پہنچ رہي ہیں ' پس ہم نہ
(۱۲ : ۸۸) — تو ہي سی پونجي لیکر آئے ہیں
تا کہ آپ ہمیں قبول کریں ' اور اُسکے معاوضے میں ہمیں پورا پورا غلہ دلوادیں !

لیکن جو آے تھے ناقص اور کھوٹي سي پونجي ' مگر معاوضے میں طلب کرنے تھے کامل اور بھرپور غلہ ! یہ کاروبار اور معاوضۂ بالمثل کے فطرتي اصول کے برخلاف تھا ' پر ارباب کرم کے شیوۂ بخشش کے عین مطابق تھا کہ بادشاہوں کا دربار تاجروں کی منڈی نہیں ہوتي - بھائیوں نے کہا : " قدر بضاعتنا انہ ایہا العزیز انہ کیل " -

مارا تو بہشت اگر بہ طاعت بخشی
آں بیع بود ' لطف و عطاے تو اچاست ؟

و نصدق علینا ' — یہ جو مانگتے ہیں تو کچھہ اپنی قیمت کا
ان اللہ یجزي — بدلہ نہیں مانگتے کہ وہ تو کچھہ بھی نہیں
المتصدقیـــن ! — ہے - بلکہ اپني فیاضي سے بطور بخشش
کے عطا کیجئے ' اور اللہ ارباب بخشش و سخا کو اچھا بدلہ دیتا ہے !

پھر اگر یوسف الصدیق نہ کر سکتا تھا کہ نقص و قصور کو بھی کامل مکارم بخشش سے ' تو خدا خداے یوسف کي کریمي سے کہ بعبد کے کہ اپنے بندوں کے ناقص کاموں کو قبول کرکے انکو اپني کامل و اکمل توفیق کی بخشش سے مالا مال فرما دے ؟ لعل فہم کی یوسف و اخوانہ ایات للسائلین کا مطلب میں تو یہی سمجھتا ہوں :

من وے دوست را در بیوفائی یابم

قل لو انتم تملکون خزائن رحمۃ ربي اذاً لامسکتم خشیـــۃ الانفـــاق - (۱۷ : ۱۰۱) — " ان لوگوں سے جو خدا کے فضل و کرم کو تھولے ہوے ہیں ' کہدو کہ اگر میرے پروردگار کي رحمت کے خزانے تمہارے اختیار میں ہوتے تو خرچ ہو جانے کے ڈر سے تم ضرور انہیں بند رکھتے مگر خدا ایسا نہیں کرتا -

البتہ یہ ضرور ہے کہ قصور اور سرکشی میں فرق ہے ' اور جرم اور بغاوت ' اور الگ چیزیں ہیں - خدا اپنے قصور بندوں کو معاف کردیتا ہے پر اپنے سے باغیوں کو معاف نہیں کر سکتا ' اور یہي معنی ہیں اس آیۂ کریمۂ مشہورہ کے کہ : ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء -

مدارس اسلامیه

نـــدوة العـلـمـــاء

(اور مسئله اصلاح و احیاء ملت)

(۳)

گذشته نمبر میں اصلاح کي دو قسموں کا مختصر ذکر کیا جاچکا هے' یعنی اصلاح سیاسي اور اصلاح افرنجي' اب تیسري قسم کے طرف توجه کرني چاهیے -

(۳)

تیسري قسم اُن تحریکوں کي هے جنکي بنیاد اگرچه مثل گذشته دو تحریکوں کے مناسب وقت تمدني و تعلیمي انقلاب کي خواهش پر تھي ' لیکن چونکه اُن مصلحین نے زیادہ غور و کاوش اور اجتهاد فکر و تفحص صحیح سے کام لیا اسلیے وہ سمجھه گئے که اصلاح و تغیر کیلیے ظواهر و فروعات سے متاثر هوے کي جگهه کسي اصول حقیقي اور مبدء اصلي کي تلاش میں نکلنا چاهیے' اور اُس ایک هي علت اساسي کو پهچاننا چاهیے جسکے لیے ایک هي اساسي دفعیۂ علاج تھی -

انهوں نے دیکھا که تعلیم و تحصیل تمدن حالیه کے لیے سعي گذشته کیونکر ممکن هے که کوئي اساسي و اصولي اصلاح هو جاے ' محض بیکار بلکه مضر هے -

اول تو یه تمام امور اصل مرض میں داخل نهیں هیں بلکه کسی حقیقي مرض کے نتائج و عوارض هیں - اگر مسلمانوں کي تمدني حالت درست نهیں هے تو اسکا نتیجه غفلت هے که انهوں نے دنیا کي تمدني ترقي کا ساتھه نه دیا - لیکن غفلت کیوں هے ؟ فواء عمل کیوں معطل' اور ذهن و دماغ کیوں بیکار هوگئے؟ پس ضرور هے که پہلے اس سبب کو دور کیا جاے جسکی وجه سے بیداري کے بعد یه غفلت طاري هوئي - اور یه ظاهر هے که غفلت کي علت غفلت نهیں هوسکتي' کوئي اور هي علت هے جس سے یه معطل بنده عوا هے -

یه مرض مسلمانوں میں آجکل کے علوم و فنون نافعه نایاب هیں' اور وہ انکی جانب سے غافل هیں - پس سب سے پہلے اُس کو دور کرنا چاهیے جس کي وجه سے اُن میں علم کا فقدان هوا اور اسکے حصول کا ولوله اور اسکے عشق کي تمنائي باقي نه رهي' نیز اُس شے یا اُن اشیا کو حاصل کرنا چاهیے جسکي وجه سے دیگر اقوام میں یه موجود هے ' نه که سب سے پہلے علم علم پکارنا -

ثانیاً ' اگر ابتدا سے تلاش اصل و حقیقت کي جگه انهیں چیزوں کو بنیاد کار قرار دیا گیا تو بالکل پوري کامیابي حاصل نه هوگي کیونکه یه آنکھوں کي جلن' سرکے درد' اور اعضا سکني کا علاج هوگا حالانکه ان سب کا باعث اصلي یعني بخار باقي هے - اور اگر کامیابي هوي اور پیشاني پر کوئي ایسي سرد شے لگا دي گئي جسکي برودت سے بخار کي حدت و حرارت کم محسوس هونے لگي' تو پھر اسکا نتیجه یه هوگا که تمدن و تعلیم راس نه آئیگي اور اور طرح طرح کي ایسي خرابیاں پیدا هو جائینگي جنکي وجه سے نه تو مقصد اصلي حاصل هوگا ' اور نه کوئي دوسري کامل و احسن حالت هي پیدا هوسکے گي -

تب انهوں نے مسلمانوں کے موجودہ اعمال و اطوار حیات کا مطالعه کیا تو انهیں نظر آیا که ان میں سے اکثر ایسے هیں جنکي موجودگي میں محال هے که حسب سنن طبعیه کوئي قوم زنده وقائم رهسکے - وہ تمام اعمال صحیحه و صالحه حرکات اجتماعي و ملي کیلیے بمنزلۂ روح و حرارت غریزی کے هیں' ان میں سے مفقود هوگئے هیں' اور هر عمل کا جو معروف هے کا مسخ شده -

پھر انهوں نے اُس قوة روحانیۂ الهیه کو دیکھا جو اوائل سے مسلمانوں کے دلوں پر حکمراں هے ' یعنے دیانه منجملۂ اسلامیه اور اُسکے تمام احکام و تعلیمات صادقه ' تو اُنهیں یکدفعۂ واحدۂ نظر آیا که مسلمانوں کے تمام موجودہ اعمال و اطوار نیسر اُسکي تعلیمات حقه کے خلاف هیں' اور اسکي تعلیم میں وہ تمام ارکان و اصول کامل حال' و اجمل صورۃ موجود هیں جنکا عمل و انقیاد کسي قوم کي حیات اجتماعي و سیاسي اور قیام مدني و عمراني کیلیے ضروري هے : الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتي و رضیت لکم الاسلام دینا !

پس انکي حالت مثل اُس طبیب کے هوئي جو اپنے سامنے کسي کثیر العوارض مریض کو دیکھکر گھبرا گیا هو' لیکن بکایک القاء طبي اصل مرض کي تشخیص اور علة حقیقیه کے کشف تک اُسے نالل کردے' اور وہ پھر اُن تمام ظاهري مظاهر مرض سے یک قلم بے پروا هوکر صرف اندرون بدن کے نقص مخفي کے انسداد پر اپني تمام همت و سعي خرچ کرنے لگے -

انهوں نے سمجھه لیا که عروج و زوال امم في الحقیقت ایک قانون الهي کے عمل و انفاذ کا نتیجه هے جسے لسان الله الاقدس نے بتلا دیا هے :

واذا اردنا ان نهلک قریة ' امرنا مترفیها ' ففسقوا فیها فحق علیها القول فدمرناها تدمیرا - وکم اهلکنا من القرون من بعد نوح ' و کفی بربک بذنوب عباده خبیرا بصیرا (۱۷ : ۱۷)	اور جب همکو کسي آبادي کا برباد کرنا منظور هوتا هے تو هم اس آبادي کے خوشحال لوگوں پر اپنا حکم بھیجتے هیں - پھر وہ وہ فرمانبرداں ان سے لگتے هیں' جب ایسا هوتا هے تو وہ آبادي مستحق عذاب هو جاتی هے - پس هم اسے تباہ و برباد کر دیتے هیں - اور دیکھو ! طوفان نوح کے بعد اسی طرح کی بد پر تلي هوئي قوموں کو هم نے تباہ و هلاک کیا ' ! ! یعنی اور که تمهارا پروردگار اپنے بندوں کے گناهوں کو جاننا اور دیکھنا هے -

اور سورۂ طلاق میں فرمایا :

و کاین من قریة عتت عن امر ربها و رسله فحاسبناها حسابا شدیدا و عذبناها عذابا نکرا ؟ فذاقت وبال امرها و کان عاقبة امرها خسرا اعد الله عذابا ' فاتقوا الله یا اولی الالباب الذین آمنوا ! ! (۶۵ : ۸)	کتني هی آبادیاں هیں جنکے رهنے والوں نے اپنے رب اور اسکے رسولوں کے احکام سے سرتابي کی ' اور هم نے بھي هی سختي سے انکے کاموں کا حساب لیا اور سخت عذابوں میں مبتلا کیا ' پس انهوں نے اپنے کیے کا مزہ چکھا اور اسکا انجام کار صرف نقصان و هلاکت هي هوا - قیامت کا عذاب انهي کے لیے باقي هے - پس اے عقل و فهم رکھنے والو که الله پر ایمان لاچکے هو ! اُسکے غضب سے ڈرتے رهو ! !

اور پھر یه کیسی صاف تصریح اور کھلی کھلي تعلیم هے که اسی آیه کریمه کے بعد فرمایا :

قد انزل الله الیکم ذکرا رسولا یتلوا علیکم آیات الله مبینات لیخرج الذین امنوا و عملوا الصالحات	اے مسلمانوں خدائے تمهیں آگاہ کرنے کیلیے اپنا ایک رسول تمهاري طرف بھیجتا هے جو خدا کي آیتیں کھلے کھلے احکام کے ساتھه سناتا هے تا که جو

من الظلمات الي النـــور — لوگ انپر ایمان لائیں اور اعمال صالحه اختیار کریں انکو نا کامي و ضلالت کي تاریکی سے نکال کر فوز و فلاح کي روشنی میں پہنچا دے ! (۶۵ : ۱۱)

اس سے واضح هوا که در حقیقت قومي عروج و حیات اسکے افراد کے اُن تمام اعمال و اطوار پر موقوف هے جنکو قرآن کریم ایمان باللہ کے بعد "عمل صالح" کي جامع و مانع اصطلاح میں تعبیر کرتا هے ' اور جس کے اندر تمام سیاسي و تمدني ' اخلاقي و معاشرتي ' علمیه و فنیه ' غرضکه هر قسم کے اعمال صالحهٔ بشریه کے طرف اشاره موجود هے - تعلیم الهي اُن اعمال کي طرف انسانوں کو دعوت دیتي هے اور وہ اُسے قبول کرتے هیں ' پس دنیا کي زندگي اُنکے لیے ایک جنة حیات اور بهشت ارتقا و عروج بن جاتي هے ' اور اُنکا وجود ارض الهي کیلیے زینت و حسن هو جاتا هے :

تلك الجنة التي نورث من عبـاد نا مـن كان تقيـا (۱۹ : ۶۴) — یه هے وہ جنت جسکا مبارک ورثه هم اپنے بندوں میں سے اُن لوگوں کو بخشتے هیں ' جو عمل صالح اور تقوی کي راہ اختیار کرتے هیں

لیکن جب تعلیم الهی کے نزول و ارسال سے بعد هوجاتا هے اور غفلت و ضلالت دلوں پر چها جاتي هے ' تو اُس قوم کے قوة اعتقاد میں ضعف پیدا هوتا هے ' اور عملي حالت بگڑنا شروع هوجاتي هے - پهر ایک ایک کرکے هر عمل بگڑتا هے اور یکے بعد دیگرے اس عمارت کی ایک ایک اینٹ گرنے لگتي هے - اسي حالت کو اصطلاح قرآني میں "عمل شیطاني" سے تعبیر کیا گیا هے ' کیونکه اُسکي زبان میں هر عمل ضلالت شیطان هے اور یه موقعه اُسکي تشریح کا نهیں :

و من یعش عن ذكر الرحمن نقیض له شیطانا فهـو له قرین - وانهـم ليصدونهم عن السبیل یحسبون انهم مهتدون ! (۴۳ : ۳۵) — اور جو شخص خدائے رحمان کی یاد سے اعراض کرتا هے ' هم اسپر ایک شیطان ضلالت مسلط کردیتے هیں جو اسکے ساتھه رهتا هے - پهر یه شیطانی عجیب بات هے که شیاطین تو اِن گمراهوں کو راہ الهي سے روکتے هیں مگر وہ اپنے زعم باطل میں سمجھتے هیں که هم راہ راست پر هیں !

یهاں تک که تمام قواء عمل کلی ضلالت و ظلمت کے هاتھه چلے جاتے هیں اور ایک کامل معصیت و دنوب کي عملی زندگی هر فرد کی هو جاتی هے - یهی اعمال ضلالة وہ جراثیم مهلکه هیں جو گهن کي طرح شجر حیات ملت میں لگ جاتے هیں ' اور پهر ایک وقت آتا هے جب هلاکت کي "اجل مقدر" اور "کتاب معلوم" اپنا کام انجام دیتی هے ' اور کوئي انساني تدبیر اور مادي سعي اس تقدیر الهي کو دور نهیں کرسکتي - یهی معني حقیقي هیں اس آیة جلیله کے که : وما اهلكنا من قریه الا ولها كتاب معلوم ' ما تسبق من امة اجلها وما یستاخرون ! (۱۵ : ۴)

تمام اقوام عالم کے عروج و زوال اور حیات و هلاکت کیلیے یهي ایک قانون وحید ' و مبدء حقیقي ' و تقدیر اعمال هے ' اور خداے حکیم و لطیف کبهی کسي بهتر حالت کو تدبیر حالت سے نهیں بدلتا ' جب تک که وہ خود بهتري سے اعراض کرنے والي دوسري کو اپنے لیے اختیار نه کرلے - و هو سبحانه و تعالی شانه یقول في كتابه المبین

وما كان ربك ليهلـك القـرى بظلـم و اهلهـا مصلحون (۱۱ : ۱۱۷) — اور تمهارا پروردگار کبهی کسي انسي آبادي کو ناحق برباد نهیں کرتا جسکے بسنے والے اعمالہ صالحه و صحیحه رکهتے هوں -

پس اس حقیقت نے دنیا کو اللہ تعالی نے اس فهم حقیقت کیلیے تهول دیا که مسلمانوں کے موجودہ امراض تدنی و تسفل کي اصلی علت سی قانون عروج و زوال کا تعدد هے - اسکے اعتقادات ضعیف و مسخ ' اور اعمال منحرف و باطل هوگئے هیں اور قانون الهی کی "اجل مقدر" اور "تقدیر تدنیج" اپنا کام کررهي هے -

اگر تعین هوجاتا که اصلاح و تجدید کا شروع کرنے کیلیے کونسی بنیاد و اساس عمل قرار دینی چاهیے ' محض کسي سیاسي انقلاب سے آثار عمل اوتا یا ترقي یافته اقوام کے علوم و تمدن کي تحصیل و نقالي پر اصلاح کي بنیاد رکهتا ' پهلے بهي معبد تهوکا - یه تمام امور کسي جزء کي شاخیں ' کسي بنیاد باطن کے آثار و ظواهر ' یا کسي روح حیات بخش کي پیدا کي هوئي حرکت هیں ' مگر خود نه تو بنیاد هوسکتے هیں اور نه کسي شجر انقلاب کا بیج ' اور نه هي کسي جسم کیلیے روح -

مراتب مندرجهٔ صدر کے بعد اس جماعة دعاة و مصلحین کو یقین هوگیا که جب تک مدعي ارشاد و هدایت کی کوئي سچي حرکت مسلمانوں میں پیدا نهوگی ' اُس وقت تک تمام مساعي اصلاح بے نتیجه هیں -

(اصل اصول دعوة دیني)

هر قوم کی حیات اجتماعی اُسکے اعتقادات اور اعمال کا مجموعه هوتی هے ' اور صالحه کے معني یه هیں که وہ اپنے تمام اعتقادات و اعمال میں تطهیر و اکمال هو - مسلمانوں کے اعتقادات کا یه حال هے که سد باب اجتهاد و منع نظر و استدلال سے تمام راهیں اصلاح کی مسدود کردي هیں ' رهے اعمال تو وہ بدعات و روائد ' رسم و عادت کی تعبیرات کے اتنی صورتوں میں اصلیت ہی کھو چکے هیں که صحیح صورت هی -

---

پس اصلاح کی پهلی منزل عقائد و اعمال سے بدعات و خرافات کی تطهیر هے ' اس کے بعد خود بخود تمام علوم نافعه ' اسباب صناعیه ' مکاسب تمدن و عمران کی تمام راهیں کهل جائیں گی - فقه اصلاح "الدعوة ' ولا دعوة الا بجماعة ' ولا جماعة مع تقلید ' و لا خلاق في التقلید الاعمي و منع في الخطر والاستدلال ' هو مفتاح كل صلاح ' و مستاح الفلاح والفلاح !

(ایک فروگذاشت)

یه هے مختصر سا گذشته اصلاح و تجدید کی اُس تیسری قسم کی جسے "دعوة دینی" سے موسوم کرنا چاهیے ' اور جو اپنے بنیاد اصلاح و طریق دعوت میں "اصلاح سیاسی" اور "اصلاح افرنجی" دونوں سے بالکل مختلف هے -

میں نے اپنا بهول گذا تها که قرون اخیره و حالیه کی اصلاح و دعوت کے کاموں کو سب سے پهلے دو قسموں میں منقسم کرنا چاهیے - ایک وہ دعاة و مصلحین جو سلسلهٔ احیاء و تجدید امة مرحومه کي لیا پر گذشته دو صدیوں کے اندر پیدا هوے ' اور اُن میں سے بعض مجاهدین مصلحین کے موجودہ اصلاحات کیلیے بهی زمین درست کردي - ان بزرگوں کا صرف الهی و فضل خصوصی یه هے که انهوں نے جو کچهه سمجها اور کیا ' وہ محض جدیه صادقهٔ اصلاح ' اور قوة مجتهدهٔ حقیقي کا نتیجه تها ' نه یه که کسي قوم کے عروج کا مطالعه اور اُسکي تقلید و اتباع کا نتیجه - فهم المصلحون المجددون ' الذین یصلحون في الارض ولا یفسدون - " اولائك على هدى من ربهم و اولائك هم المفلحـون "

دوسري قسم اُن لوگوں کي ہے جنھوں نے غفلت و ظلمت کے بعد پہلا یک یورپ کو دیکھا ' اسکی حالت سے اپني حالت کا مقابلہ کیا ' اور اس مقابلے کے بعد ایک حرکت اصلاح و تعمیر کي انکے اندر پیدا ہو گئی - یہ تینوں قسمیں جو اوپر بیان ہو چکا ہوں یعني اصلاح سیاسي و افرنجي و دیني ' یہ سب کي سب اسي دوسري قسم میں داخل ہیں -

چونکہ اصول اصلاح و دعوت پر ایک مستقل مقالہ کسي نہ کسي وقت لکھنا ہے ' اسلیے میں نے اولین قسم پر بحث نہ کي - البتہ یہاں اسقدر اشارہ کر دینا ضروري ہے کہ یہ تیسري قسم کي دعوت یعني " اصلاح دیني " گو یورپ کے اثر ہي کا نتیجہ تھی ' لیکن تاہم اپنے اصول و طریق کار میں اُس اولین جماعۃ مصلحین مجددین کي دعوت سے نسبتاً اقرب ' اور بہت سے بنیادي مسائل میں تقریباً ہم آہنگ تھي -

(اصـلاح دیني کے بعـض مصلحیـن)

مشہور و معروف شیخ محمد عبدہ مصري کی دعوت اسي قسم اصلاح میں داخل ہے - شیخ موصوف کا ابتدائي عہد خالص سیاسي انقلابات کے افکار میں گذرا تھا ' کیونکہ انکے استاد طریقت و معلم ارشاد ' سید جمال الدین کي دعوت میں سیاسي عنصر غالب تھا - اگر مسٹر بلنٹ کي روایت تسلیم کر لي جاے ' تو شیخ محمد عبدہ عرابي پاشا کي تحریک سے پہلے بالکل طیار ہو گئے تھے کہ توفیق پاشا خدیو مصر کو قتل کر ڈالیں ' کیونکہ اسنے ولي عہدي میں اصلاح و تعمیر کے جو وعدے سید جمال الدین معفور سے کیے تھے ' تخت نشیني کے بعد پورے نہ کیے -

لیکن اسکے بعد ہي سنہ ۱۸۷۷ میں عرابي پاشا کا واقعہ پیش آگیا جسمیں خود شیخ محمد عبدہ بھي شریک قرار دیے گئے - انگریزي مصري کمیشن نے شیخ کو بھي جلا وطني کي سزا دي ' اور یہ بیروت میں کچھ عرصہ ٹھہر کر سید جمال الدین کے پاس پیرس چلے گئے - روانگي ۱۳ - مارچ سنہ ۱۸۸۴ کو ایک عربي اخبار " العروۃ الوثقیٰ " نکالا - جسکی ایڈیٹري میں سید اور شیخ دونوں شریک تھے - في الحقیقت یہی تاریخ شیخ کی اصلاح دیني کي اولین بنیاد ہے -

عروۃ الوثقیٰ کے تیسرے نمبر میں انکا ایک مبسوط مضمون " ماضي الامۃ و حاضرھا و علاج عللھا " کے عنوان سے نکلا تھا - اسمیں مسلمانوں کي گذشتہ حیات اجتماعی کے اسباب بتلاے ہیں اور موجودہ تنزل پر بحث کي ہے - آخر میں لکھا ہے کہ اب علاج بعد از تنزل کا کوئي ذریعہ بجز اسکے نہیں ہے کہ مسلمانوں کو مذہب کي صحیح اور حقیقي تعلیم دي جاے -

پانچویں نمبر کے مقالۂ افتتاحیہ کا عنوان یہ تھا : " انحطاط المسلمین و سکونھم و سبب ذالک " اسمیں بتلایا ہے کہ اسلی علت اصلي اسلامي اعتقادات و اعمال کے ضعف و تسفل کے سوا اور کچھ نہیں ہے -

گیارھویں اور سترھویں نمبر میں دو مضمون " اسباب حفظ الملک " اور " سنن اللہ فی الامم " کے عنوان سے نکلے ہیں انکے مطالعہ سے پورا اندازہ ہوسکتا ہے کہ شیخ کي دعوۃ ایک خالص اصلاح دیني کي دعوت تھي ' جو مسلمانوں کو سب سے پہلے اعتقادات و اعمال دینیہ کي درستگي کي طرف بلاتي تھي -

(الکـــواکبـي)

علماے مصر و شام میں شیخ محمد عبدہ مصري کے علاوہ ایک اور فکر صالح و مصلح بھي تحریک اصلاح دیني میں شریک رہا ' جسکو افسوس ہے کہ سلطان عبد الحمید و استبداد سیاسي کے اعلان حرب کے ساتھ ہم سے دفعۃ اٹھا لیا گیا یعني مرحوم شیخ عبد الرحمن الکواکبی

الکواکبي کي دو کتابیں "طبائع الاستبداد" اور "جمعیۃ ام القریٰ" موجود ہیں - جمعیہ ام القریٰ ایک فرضي کانفرنس کي رپورٹ ہے جو گویا ایام حج میں منعقد ہوئي اور تمام علماء عالم اسلامي نے اسمیں شریک ہو کر مسلمانوں کے تنزل کے اسباب پر بحث کي - نتیجہ تمام مباحث کا یہ ہے کہ اصلاح دیني کے بغیر امید نجاح و فلاح ملت امید باطل ہے : و قال الرسول یا رب ان قومي اتخذوا ھذا القرآن مھجورا -

سلطان عبد الحمید نے ان دونوں کتابوں کو مملکۃ عثمانیہ میں ممنوع الاشاعہ قرار دیدیا تھا !!

(شیخ صـدرالدین تـرکستانی)

شیخ محمد عبدہ المصري کا نام ہندوستان میں مشہور ہوچکا ہے ' لیکن بہت کم لوگوں کو یہ معلوم ہوگا کہ مسلمانان ترکستان (روس) میں اصلاح و تعلیم کي جو حرکت گذشتہ نصف صدي کے اندر شروع ہوئي ' اسکا رجحان بھي زیادہ تر " اصلاح دیني " ہي کي طرف رہا ہے ' اور ابتدائي دو قسموں یعنے سیاسي و افرنجي کا عنصر وہاں بہت مغلوب ہے -

اگر مصر و عثمانیہ نے اصلاح دیني کي دعوت یعنے ایک شیخ محمد عبدہ کو پیدا کیا تو ہم نے ہمیشہ تعجب کیا ہے کہ بلاد روسیۂ ترکستان و وسط ایشیا انیک کسي محمد عبدہ کیوں نہ پیدا کر سکے ہیں !

پروفیسر وامبري نے اپني کتاب : Western light and Eastern lands کے دوسرے حصے میں بعض ترکستاني مصنفین کا ذکر کیا ہے جنھوں نے ماوراي روس میں اصلاح تصانیف کي تھیں اور اُن میں اصلاح اعمال دینیہ کے ذریعہ سے اصول دینی و رفع کا اصلی ذریعہ بتلایا ہے ' لیکن في الحقیقت جو مصلحین و مجددین حقیقي کہ ترکستان میں داعی اصلاح و انقلاب رہے تھے ' وہي تھے جو انکی خبر نہ تھی - میں یہاں صرف ایک مصلح بزرگ کا ذکر کروں گا ' یعنے حضرۃ الشیخ صدر الدین قاضي القضاۃ بلاد ترکیۂ روسیہ -

اصلاح و دعوت تجدد کے مسئلہ میں اس عالم جدید و متقدم کا مسلک وہي تھا جو شیخ محمد عبدہ نے اختیار کیا - وہ علاوہ علوم دینی ہونے کے جدید قاضي القضات کے ایک عہدۂ جلیلۂ رفیعہ پر بھي تھے ' اسلیے انکي صداء اصلاح ایک ایسي مؤثر و قاہر حکومتی آواز تھي جو افسوس کہ دیگر بلاد اسلامیہ کے مصلحین کو حاصل نہ ہوئي و زیادہ نہیں معلوم انکي مشکلیں اور رکاوٹیں انکي راہ سے ہٹ جانیں سنہ ۱۳۰۹ ھجري میں انھوں نے ایک نہایت مختصر اور مبسوط کتاب مسئلۂ اصلاح اور اسکے طرق و وسائل پر عربی میں لکھي اور وہاں کے ایک رسمی مطبع میں چھپوا کر شائع کیا - اس موضوع پر یہ بہترین و جامع کتاب ہے جو انتک لکھي گئي ہے - انھوں نے اپنے حج کے سفر میں اُن تمام اسباب کو بیان کیا ہے جنکي وجہ سے مسلمانوں میں ضعف اجتماعي و انحطاط دیني پیدا ہوا ہے اور پھر ان تمام علاجوں پر بحث کي ہے جو اسکے متعلق کہے گئے ہیں - درس کے حلقہ میں علوم دینیہ کے ساتھ انحطاط اور طلبہ کے درس و تعلیم کے نقائص پر بحث کي ہے اور بتلایا ہے کہ موجودہ طریق تعلیم کي موجودگي میں اسي طرح آئندہ بھي کي جاسکتي ہے کہ مسلمانوں کے اندر حقیقي صحیح دیني تعلق پیدا ہو سکے ' بلکہ یہ کام صرف عام لوگوں کا ہے اور علماء اور مکاتب و مدارس تعلیم

نہیں ملتی - پھر تیسرے حصے میں خود تعلیم دینی کا ایک پروگرام پیش کیا ہے جو بہت مفصل ہے' لیکن زیادہ تر اسمیں انہی کتابوں سے بحث کی ہے جو ترکستان و تاتار کے مدارس دینیہ میں پڑھائی جاتی ہیں -

شیخ موصوف نے یہ کتاب قسطنطنیہ میں شیخ الاسلام کے پاس بھیجی' علماء مصر و شام اور الجزائر و ٹیونس سے مکاتبات کیے' شیخ ازہر و جامع زیتونی کو توجہ دلائی مگر:

او خویشتن گم ست کرا رهبری کند ؟

انکا مقصد یہ تھا کہ اصلاح کیلیے ازں ایک مرکزی تحریک قسطنطنیہ سے شروع ہو' مگر سلطان عبد الحمید کیلیے لفظ "اصلاح" اسقدر خوفناک و مہیب تھا کہ وہ ایک لمحہ کیلیے بھی اسکی سماعت کا متحمل نہیں ہوسکتا تھا - جب اس طرف سے مایوس ہوگئے تو خود عملی کام شروع کیا اور قاہرہ میں ایک دارالعلوم کی بنیاد ڈالی اور اسکے ساتھہ ایک مجلس اصلاح و مراقب تعلیم دینی بھی قائم کی - مگر افسوس کہ عمر نے زیادہ مہلت نہ دی اور قبل از تکمیل مشروع' سنہ ۱۳۲۱ میں انتقال کرگئے - رحمة الله علیه و شکر الله مساعیه -

(نـــدوة العـــلـــما)

سلسلۂ اصلاح و دعوت کی اسی تیسری قسم یعنی اصلاح دینی کا سب سے آخری' مگر سب سے زیادہ صحیح العمل مشروع' ندوة العلما کی تاسیس اور اسکے مقاصد کا پروگرام تھا' جو سنہ ۱۳۱۱ ہجری میں ظاہر ہوا' اور جسکی موت و حیات کا مسئلہ اس وقت ہمارے سامنے ہے -

(البقیة تتلی)

اعـــلان

جلسہ مذاکرہ علمیۂ آرہ

اس سال جناب حافظ مولا بخش صاحب سالن مظفر پور محلہ نگوان پور نے جلسہ مذاکرہ علمیہ آرہ کو مدعو کیا ہے - چنانچہ حسب استدعا انکے اس سال نے جلسہ خاص شہر مظفر پور میں (جہاں مدرسہ احمدیہ کی ایک شاخ بھی ہے) تاریخ ۱۸ - ۱۹ - ماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۳۲ھ مطابق ۱۴ - ۱۵ - ماہ فروری سنہ ۱۹۱۴ع روز شنبہ و یکشنبہ کو مذاکرہ علمیہ آرہ کا چوبیسواں سالانہ اجلاس منعقد ہوگا - پھر جی تکلیف گوارہ فرما کر دو روز کے لیے مظفر پور میں ضرور تشریف لائیں' اور شریک جلسہ ہوکر جمعیت علماء اور مدرسہ احمدیہ آرہ کے لائق اور ہونہار طلبہ کی حیرت انگیز تعلیم جسکو وہ سدا کرتے ہیں آنکھوں سے مشاہدہ فرمائیں اور انکی دلپسند تقریروں سے محظوظ ہوں اور اسلامی محبت اور دینی اخوت کا لطف اٹھائیں -

جو صاحب جلسہ میں شرکت کا قصد فرمائیں انکی خدمت میں عرض ہے کہ تاریخ جلسہ سے ایک ہفتہ قبل دفتر مذاکرہ علمیہ آرہ کو اپنے ارادہ کی اطلاع دیں تا کہ طعام و چاے قیام کا انتظام پہلے سے درست رہے' اور بسطرح کی تکلیف نہ ہو - موسم سرما ہے جاڑے کا کپڑہ و بستر اپنے ساتھہ لائیے -

نـــوٹ	المـــلتمس
جلسہ کے متعلق تمام خط و کتابت میں حسنری کی تاریخوں کا اعتبار ہوگا -	ابو زفر محمد یوسف حلوی دربھنگوی ناظم مدرسہ احمدیہ و معتمد مہتمم جلسہ مذاکرہ علمیہ آرہ -

بریڈفورڈ

سنہ ۱۹۱۵ کی موتمر السلام

(بعد صلح کانفرنس)

(از رو آف ریویوز - لندن)

سنہ ۱۹۱۵ع کی موتمر السلام (پیس کانفرنس) میں چھوٹی سلطنتوں کی حیثیت ایک خاص اہمیت رکھتی ہے -

ہاں لیکن سلطنتوں کی طرح چھوٹی سلطنتیں بھی وہی کوئی ہیں جن کا وجود کسی اعلے مصالح کی طرف سے آئی ہے' مگر اپنے مصالح کی راہ سے نہ کہ اپنی بعضاں رسائی سے اجتناب کے لیے دوسری سلطنتوں کو مستعد کرنے کی کامیاب تدبیر یہ ہے کہ وہ اس مقررہ زمانے میں جسمیں موتمر عالم (ہیگ کانفرنس) منعقد ہوگی اب سے دانب تر دس سال' جس سے کا علم بلند ہونا چاہیے وہ حق ہے کہ بوقت -

ہمیں یورپ معلوم ہوا ہے کہ چھوٹی سلطنتیں سنہ ۱۹۱۵ع میں موتمر ہیگ کا انعقاد چاہتی ہیں' بواسطہ اسکی مصلحت یہ ہے کہ موانع ایک ایسی شے ہو کہ روایں جسکی ضرورت دل کو بڑی رہتی ہے' یعنی دنیا کو یہ بتادا کہ وہ (یعنی دول) ایک ایسی مجموعی طاقت ہیں جسکے عناصر و اجزاء میں باہم ائتلاف و اتحاد ہے -

اسلیے اسے چاہیے کہ اپنے مقررہ اوقات پر اپنے فرائض کو انجام دے' انہیں ایسی ادائی' دور بین' کا اس سے زیادہ سلطنتوں کی رجعت سے کہ چھوڑدے جو نشہ نشی اور بشور کشائی سے عاشق ہیں -

غرض اوپی جماعت جو دنیا میں امن پھیلانے کے لیے موہب ہوبجانے' اسکا اولین مقصد یہ ہونا چاہیے کہ امن و سلام کی دوسری موتمر منعقد ہو -

اس مقصد کی تکمیل کے لیے اور تمہیدیں بھی ہیں جو ضرور کرنا چاہئیں - لیکن اس نقطہ پر پہنچکر ہم بصرار کہینگے کہ جو امنی جس قوم کی قائمقام ہو وہ اسکی صحیح قائمقام ہو - مگر بین الاقوامی سیاست میں ورراء خارجیہ کا ایسی احتیاطی وزرائدوں کی طرف میلان جو انکے ساتھہ مخصوص ہوں' اس راہ میں ضرور حائل ہوگا - بعبارۃ خواہ دوئی بعبارۃ کا گفتگو ہو' اسمیں ان تمام گروہوں کی وکالت ہونی چاہیے جن سے قوم مرکب ہے' نہ کہ خاص اس گروہ کی جس سے اس وزیر کا تعلق ہے !

مگر انکے نزدیک اس تجویز کے معنی اپنے اختصاص و امتیاز سے محرومی اور اپنے حقوق سے دست برداری ہونگے - چنانچہ انمیں سے ایک بزرگ نے اس رسالے کے ایڈیٹر بانی سے کہا تھا: "یہ قوم کا کیوں ذکر کرتے ہو ؟ سیاست کے باب میں قوم کا کیا اعتبار ہے ؟"

نہ وہ معذور ہے جسکو سیاسی حاکموں کی رائے کا ترجمان سمجھا جاتا ہے

اس وقت قوم کو یہ موقعہ حاصل ہے کہ وہ ان ارباب سیاست کو دکھادیں کہ سیاست میں قوم بھی قابل ذکر و لحاظ حیثیت

کہتي ہے ' اور آیندہ اسکي یہ حیثیت اس سے بھي زیادہ قوي تر ہوگي -

اسلیے چاہیے کہ جن ممالک میں جمہوري (ڈیموکریٹک) اور اشتراکي (سوشیالسٹ) مرکوں کو حکومت میں کوئي مستقل یا غیر مستقل جگہ حاصل ہے ' وہ اسکے لیے انتہائي کوشش کریں کہ انکا ایک عضو اپني سلطنت کي مخصوص کمیٹي کا بھي ضرور ہي عضو ہو اور یہ کہ آئندہ خود موتمر ہیگ میں بھي اسکو نشست ملے -

انگلستان میں حزب العمال (لیبر پارٹي) جسکے سانھہ عمال کي اور بہت سي انجمنیں ہیں ' اتني طاقتور ہے کہ اگر وہ چاہے تو اپنا یہ مطالبہ (یعني اُنکا بھي ایک عضو کمیٹي اور موتمر ہیگ میں ہو) حکومت کو نامنظور کرنے نہ دے - حکومت کي مخصوص کمیٹي اور آیندہ موتمر ہیگ میں وکالت کا حق ہمارے ان ما وراء بحر مستعمرات (نو آبادیوں) کو بھي حاصل ہے جنکي جنگ کے وقت فوج اور جہازوں سے مدد پر انگلستان کو کامل مسرت کے ساتھہ اعتماد ہے -

لیکن ڈر یہ ہے کہ ہمارے ارباب سیاست کھڑے ہو جائینگے اور عمال و نیز مستعمرات کي خود مختار حکومتوں کو اس مخصوص کمیٹي اور ان وکلاء میں شرکت سے محروم کرنیکي ہر ممکن تدبیر اختیار کرینگے ' ہاں اگر یہ خود مختار سلطنتیں اور عمال کي انجمنیں اپني مشہور و معروف صاف گوئي اور مطالبات میں خوش بیاني کے ساتھہ اپني وکالت پر اصرار کرینگي تو حکومت کو لامحالہ منظور کرنا پڑیگا -

ہم کو امید ہے کہ سر ایڈورڈ گرے ان رفعت پسندوں پر غالب آئینگے جنکو اس قسم کي باتیں پسند نہیں آتیں ' اور اس طرح عام راے کے آگے سر تسلیم خم کرنے کا فخر حاصل کرینگے جسکے فیصلوں کو رد کرنا درحقیقت نا ممکن ہے - پس اسلیے سنہ ۱۵ ع میں جو موتمر السلام منعقد ہو ' اسمیں انگریزي قوم کي حیثیت یادگار ہونا چاہیے -

اگر موضوع موتمر سے ہٹکر اُسکے فرد عمل کي طرف آنا چاہیں ' اور نیز یہ اندازہ کرنا چاہیں کہ موتمر کي فرد عمل میں کیا کیا ہوسکتا ہے ؟ یا غالباً کیا کیا ہو گا ؟ تو ہمیں ایک مرتبہ پیچھے لوٹنا پڑیگا اور ان فردھاے عمل کي دفعات کو دیکھنا پڑیگا جن کے مطابق پہلي دونوں موتمروں نے کام کیا ہے -

یہ فراموش نہ ہونا چاہیے کہ پہلي موتمر زار روس کے طلب کرنے پر وجود میں آئي تھي - اس نے یہ موتمر صرف اسلیے طلب کي تھي کہ وہ اسپر غور کرے کہ آیا دول کي یہ برباد کن و خانہ برانداز اسلحہ بندي کس حد پر روکي جاسکتي ہے ؟ موتمر نے فیصلہ کیا کہ تھوڑے دنوں میں اس آرزو کا پورا ہونا نا ممکن ہے -

جو سلطنتیں اس موتمر میں شریک تھیں ' اُنہیں اپنے اندر جس کلم کي قدرت و استطاعت نظر آئي ' وہ امن پسندي کي نیت اور ایسے مقصد کا اظہار تھا ' جسکي کمان تقوی اور ایمان باللہ کے ہاتھہ میں ہو - چنانچہ اس اولین موتمر نے بالاتفاق یہ پاس کردیا :

" اس موتمر کي خواہش تمامتر اُن مصارف جنگ کے محدود کرنے کي طرف متوجہ ہے ' جو اس دنیا کي پشت پر ایک بار گراں ہوگئے ہیں ' اور یہ کہ یہ تحدید و تعین صرف نوع انساني کي مادي اور اخلاقي فائدے کے لیے ہے "

اسکے بعد دوسري موتمر منعقد ہوئي - اس نے اس قرارداد کے مضمون میں کسیقدر توسیع کي اور اسمیں ایک ایسي بات شامل کرلي جو دعوت امن کے بالکل برعکس ہے - چنانچہ اس نے یہ طے کیا :

" ہیگ کي یہ دوسري موتمر اس قرارداد یعني تحدید مصارف جنگ کي تائید کرتي ہے جو اولین موتمر منعقدہ سنہ ۱۸۹۹ ع نے طے کي تھي ' اور چونکہ اس سال سے تقریباً تمام سلطنتوں کے مصارف جنگ بہت بڑھگئے ہیں ' اسلیے یہ موتمر اپني اس شدید خواہش کا اعلان کرتي ہے کہ تمام سلطنتیں اس مسئلہ پر نہایت سنجیدگي اور اہتمام کے ساتھہ دوبارہ غور کریں - "

یہ وہ قرارداد ہے جو دوسري موتمر نے مصارف جنگ کے باب میں طے کي تھي -

لیکن یہ کوئي ایسا اعجوبہ امر نہیں جسکا مضحکہ اڑایا جائے - عالم انساني کي سلطنتوں کا اعتراف جرم اپني لغزیت و بیکاري میں کلیسا کے ان نمازیوں کے اقرار گناہ سے کم نہیں ہے جو کہا کرتے ہیں کہ " اے خداوند ! ہم نے غلطي کي اور بھٹکي ہوئي بکریوں کي طرح تیري راہ سے ہٹگئے " ! !

عقل و نقل اور شئون و حالات سے یہي معلوم ہوتا ہے کہ یہ تیسري موتمر بھي اپني کار روائي کا آغاز اسي اعتراف اور خواہش اصلاح سے کریگي - ماضي پر تحسر و پیشماني کا وقت ابھي تک نہیں گیا ہے - تمام سلطنتوں میں مصارف جنگ ہولناک حد تک بڑھگئے ہیں - انگریزي پارلیمنٹ کي ایک آخري اشاعت میں بیان کیا گیا ہے کہ دوسري موتمر کے وقت سے اسوقت تک تمام دول کے بحري مصارف میں خوفناک اضافہ ہوگیا ہے - روس نے اپنے بحري مصارف ساڑھے پندرہ ملین پونڈ کردیے ' جسکے معني یہ ہیں کہ چھہ سال قبل اسکے بحري مصارف جتنے تھے ' اس سے چھہ گونہ زیادہ کردیے گئے - اسکے بعد انگلستان کا نمبر ہے - انگلستان کے بھي پندرہ ملین پونڈ ہوگئے ' یعني اس نے بھي مصارف میں ۴۸ في صدي کا اضافہ کردیا - انگلستان کے بعد جرمني کا نمبر ہے اس نے اپنے مصارف میں ۶۱ فیصدي کا اضافہ کیا ہے -

سنہ ۱۹۰۷ع میں فرانس کے جسقدر بحري مصارف رہے ' اس نے ان سب سے پنج گونہ زیادہ کام کیا - اطالیا اور آسٹریا و ہنگري نے بھي اپنے اپنے بحري مصارف دو چند کردیے - خلاصہ یہ کہ اُنھوں بحري سلطنتوں نے اپنے اپنے مصارف بڑھا دیے جبکا سالانہ اوسط گیارہ ملین پونڈ پڑتا ہے ! !

بحري مصارف کي طرح بري مصارف کے متعلق اسوقت ہمارے پاس شمار و اعداد نہیں ہیں ' لیکن یہ امر یقیني ہے کہ فرانس ' جرمني ' روس ' اور انکے علاوہ چھوٹي چھوٹي سلطنتوں نے اپنے اپنے بري مصارف میں بھي بہت اضافہ کیا ہے ' اور اسلیے ہم غلطي نہ کرینگے اگر یہ کہیں کہ گذشتہ چھہ سال کے اندر اُنھوں بري سلطنتوں نے مصارف کي میزان قریباً چالیس ملین پونڈ ہوگي - اور اگر ہم محافظین (کنسرویٹو) کي زبان میں کہیں تو یہ زیادتي سو ملین سے بھي زیادہ ہوگي ! !

ایک دفعہ نیک نام مسٹر اسٹید نے سنہ ۱۸۹۹ ع سے لیکے سنہ ۱۹۰۷ تک کے اضافہ ہاے جنگي کا شمار کیا تھا - یہ اضافہ ۱۲۰ ملین ہوتا تھا - پس اس بنا پر تمام سلطنتوں نے اولین موتمر سے لیکے اُسوقت تک دو سو پونڈ اس رقم سے زیادہ صرف کیے جو زار روس کے اس اعلان سے پہلے (کہ مصارف جنگ ہولناک حد تک بڑھگئے ہیں) وہ صرف کیا کرتي تھیں ! !

شاید کوئي یہ کہے کہ تیسري موتمر کے انعقاد سے کیا فائدہ جبکہ دو کے انعقاد اور تیسري کي تیاري کے باوجود چودہ سال کے اندر مصارف جنگ اس قدر ہولناک ہوگئے ہیں ؟

ہم ان جناب ناصح کو یہ جواب دینگے کہ وہ شاید یہ بھول گئے کہ صبح سے پہلے شب کي تاریکي ہمیشہ نہایت شدید ہوتي ہے -

شئون عثمانیه

اور یہ کہ آگسٹس کے عہد سے پہلے روما میں جسقدر بتخانے تھے ' اس سے زیادہ خود آگسٹس کے عہد میں بنائے گئے تھے جبکہ مسیحیت کا بانی و موسس اس عالم میں آیا تھا !

ہم اسوقت اپنے قارئین کے سامنے وہ تفصیلی اور دقیق اعداد و شمار نہیں پیش کرسکتے جن سے یہ معلوم ہوسکے کہ اس خوف و ہیجان کی وجہ سے مصارف جنگ میں کتنا اضافہ ہوا ' جدھیں اسلحہ کی کمپنی والے اپنے حصوں کی مصلحت سے پیدا کیا کرتے ہیں ؟ مگر تاہم ہم نے جو اعداد و شمار ابھی پیش کیے ہیں ان سے بہت سے ارباب سیاست اور اپنے ہاتھوں میں عام حالات کی عنان رکھنے والے یہاں تک متاثر ہوے ہیں کہ انھوں نے اس اضافہ پر کمال اظہار افسوس و نا امیدی کا کیا ہے - اگر یہ اعداد و شمار صحیح ہیں اور اگر یہ زیادتی ثابت ہوگئی تو انہیں نہایت حزن و ملال کے ساتھہ اسوقت کا انتظار کرنا چاہیے جبکہ ان طبقوں کے جذبات کا کوہ آتش فشاں پھٹیگا جنکی ہڈیوں کو فاقے کے کیڑوں نے کھوکھلا کردیا ہے ' اور اب وہ جنون کی حد تک پہنچگئے ہیں !

موتمر ہیگ کا یہ کام ہے کہ وہ اپنے پیہم جلسوں میں ان ارباب سیاست کے لیے ایسے وقائع مہیا کردے ' جنمیں وہ عم و تحسر کے ان شعلوں کو جو انکی پسلیوں میں بھڑکر ہے ہیں ' اور یاس و نا امیدی کے اسباب کی کشاکش کو جو انکے سینوں کے اندر بپا ہے ' ظاہر کرسکیں - اور نیز ایسی فرصتیں بھی پیدا کردے ' جنمیں کرب کے کارخانے کے شرمناک واقعات ' وہ خطرات جنکو ان شرمناک واقعات نے افشا نے بے نقاب کیا ' اور جنکے ذریعہ جنگی مصارف کی وہ زیادتی نیز تخریب و بربادی کے آلات بنانے والی کمپنیوں کے مبلغ عمل کا اعلان کرسکیں -

اگر ان انگریزی وکلا میں حزب العمال کا بھی کوئی عضو ہو جو اس موتمر ہیگ میں شرکت کے لیے جائینگے ' تو عمال کی انجمنوں کیلیے حالت کی خطرناکی و نحوست کے اعلان کا ایک اچھا موقع ہے - ہمیں قوی امید ہے کہ حزب العمال کے بعض سرگروہ وکلاء انگلستان میں ہونگے ' اور انکو یہ موقع دیا جائیگا -

نالـــۂ شبـــلی

عالی جناب شمس العلماء علامۂ شبلی نعمانی مد ظلہ العالی کی اُن (۱۵) نظموں کا مجموعہ جن میں حضرۃ علامۂ ممدوح نے بزرگان سلف کے سبق آموز حالات ' تاریخی واقعات اور زمانۂ حال کی اندوھناک مصائب و آلام اسلامی کو اپنی مشہور جادو بیانی کے ساتھہ بغایت مؤثر پیرایہ میں نظم فرمایا ہے اور جو حقیقتاً اس قابل ہے کہ اسلامی اخلاق ' اخوۃ ' مساواۃ ' اور حریۃ جیسی صفات عالیہ کے اعلی معیار اور مکمل نمونوں اور مثالوں کو پیش نظر رکھہ کے ہر فرد ملت اسکو خریدے - اور ان پاک جذبات کے پیدا کرنے کے لیے اپنے بچوں اور بچیوں کو بطور گیتوں کے یاد کرائے -

سفید چکنے کاغذ پر نہایت خوشخط طبع ہوا ہے - اور علاوہ علامۂ موصوف کے شبیہ مبارک کے ڈاکٹر انصاری ' ڈائرکٹر اسلامی میڈیکل مشن ' مسٹر محمد علی ' ایڈیٹر کامریڈ و ہمدرد ' مسٹر ظفر علی خان ' ایڈیٹر زمیندار کے فوٹو بھی نہایت عمدہ آرٹ پیپر پر دیے گئے ہیں ' قیمت علاوہ محصول ڈاک کے صرف ۸ - آنہ

انوار احمد - کانفرنس آفس ' محمڈن کالج علیگڈھ

اخبار و حوادث

از مراسلہ نگار المرید

تازہ واقعات - عثمانی فوج - عثمانی بیڑا

(عثمانی طلبا کا جلوس)

اسوقت میں آپکو یہ خط لکھہ رہا ہوں اور اس سے پہلے یہ منظر دیکھہ چکا ہوں کہ ایک خیال جو اس سال اولین مرتبۂ عمل میں ہے بیزنطیہ قیصروں کے اس دارالسلطنت میں عثمانی نوجوانوں کو ایا صوفیا ' میدان سلطان احمد ' دیوان یولی ' نور عثمانیہ ' باب عالی ' اور ان تمام راستوں سے جوق در جوق کھینچے لا رہا ہے جو مدرسۂ دار الفنون کو جاتے ہیں -

خیال یہ ہے کہ عثمانیوں کے استقلال و دستور کی یادگار قائم کیجائے !

آج جتنے پرچے نکلے ہیں سب سلطان عثمان بانی دولت عثمانیہ اور انکے مدفن کی تصویروں سے آراستہ اور تاسیس دولت عثمانیہ کے متعلق طول طویل تاریخی مضامین سے لبریز ہیں - ترکوں کی سلطنت کا آغاز سلجوقی ترکوں کے انجام سے ہوا ' جب کہ علاء الدین ثانی کی وفات سے آل سلجوق کا خاتمہ ہوگیا تھا -

آج صبح جب گھڑی نے ۹ بجائے تو مدرسۂ دار الفنون کی شاخہاے ادبیات ' دینیات ' ریاضیات ' مدرسۂ حقوق (لا کالج) مدرسہ طب ' مدرسہ زراعہ ' مدرسہ تجارت ' مدرسہ ھندسہ (انجینیرنگ) اور انکے علاوہ دوسرے مدارس عالیہ (کالجوں) کے طلبہ دار الفنون کے لکچر ہال میں جمع ہوے ' اور ایک طالب علم نے استقلال عثمانی پر تقریر کی -

جب تقریر ختم ہوچکی تو یہ مجمع دیوان یولی سے میدان بایزید اور وہاں سے دفتر جنگ آیا - دفتر جنگ نے عثمانی استقلال و دستور کا علم بلند کیا - ایک طالب علم نے بڑھکے تمام مجمع کی طرف سے عثمانی فوج کے لیے " زندہ باد " کے نعرے لگائے - یہاں سے یہ مجمع " امانت مدیریت آستانہ " آیا ' یہاں بھی ایک طالب علم نے اس عید کے آنے پر اھالی آستانہ کی طرف سے مبارکباد دی -

پھر یہ مجمع امانت مدیریت آستانہ سے باب عالی چلا اور یہاں بھی اس موضوع پر تقریریں ہوئیں - پھر مجمع پل کی طرف روانہ ہوا اور وہاں سے ہوتا ہوا بک اوغلی ' بہہ باشی ' تقسیم ' اور تقسیم سے قصر سلطانی کے سامنے آیا اور سلطان المعظم کے حضور میں واجبات تہنیت و تبریک بجا لایا -

قصر سلطانی سے واپسی میں ترام کے راستے سے ہوتے ہوے مجلس المبعوثان (عثمانی پارلیمنٹ) کے ایوان تک آئے ' اور قوم کو اس عہد دستور و استقلال پر مبارکباد دیکر پھر مدرسہ دار الفنون کو واپس گئے -

(سلطان المعظم کی صحت)

گذشتہ جمعہ کو صیغۂ تحریر نے اطلاع دی تھی کہ بسبب اعدا سلطان المعظم کا مزاج ناساز ہے - سردی لگ گئی ہے اسلیے آپ تمام

جمعه کے لیے تشریف نہیں لائینگے - گمان یہ تھا کہ اس اعلان کے دوسرے یا تیسرے دن تک جلالتماب کا مزاج درست ہو جائیگا مگر واقعہ اسکے برعکس ہوا اور اس خط کے لکھنے تک جلالتماب بدستور صاحب فراش ہیں - شہر کے عماید و اعیان اور سفراء اپنے اپنے عہدہ داروں کو روزانہ مزاج پرسي کے لیے مابین بھیجتے رہتے ہیں -

(مسئلـۂ جـزائـر)

جزائر ایجین کا مسئلہ منجملہ ان مسائل کے ہے جس نے دول کے دو مجموعوں یعني اتحاد ثلاثي اور مفاهمت ثلاثي کو مشغول کررکھا ہے -

قارئین کرام کو انگلستان کي راے تو معلوم ہوچکي ہوگي جو اس نے دول کے پاس بھیجي ہے' اور جس کے متعلق اسکا خیال ہے کہ اس گرہ کے سلجھانے کیلیے کافي ہے - لیکن انگلستان کي اس تجویز نے اطالي اور یوناني مصالح میں بحري توازن کا سوال پیدا کردیا - اسلیے اتحاد ثلاثي کے جواب میں تاخیر ہوئي -

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اتحاد ثلاثي نے طے کرلیا ہے کہ انگلستان کی تجویز کے اس حصہ کے بارے میں خاموش رہے جسکا تعلق جزائر کے مستقبل سے ہے - اسیکا نتیجہ ہے کہ دول کي دو جماعتیں ہوگئي ہیں - ایک جماعت میں مفاهمت ثلاثي اور اسکے ساتھہ یونان ہے - یہ جماعت چاہتي ہے کہ جزائر اور حدود البانیہ ' دونوں مسئلے باہم وابستہ و متحد ہوں -

دوسري جماعت میں اتحاد ثلاثي ہے جسکا ایک عضو اطالیا ہے - یہ جماعت چاہتي ہے کہ یہ دونوں مسئلے علحدہ رکھے جائیں -

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یونان چاہتا ہے کہ مسئـلہ البانیہ ایک مسئلہ عنصریہ کي شکل اختیار کرلے ' اور جزائر میں سے جو کچھہ اس کے ہاتھہ سے جاے' وہ اسکا فدیہ ہو جو اسے البانیا میں ملے - یونان اس شش و پنج میں پڑا ہے کہ صرف مفاهمت ثلاثي کے ساتھہ رہے تاکہ اسے اپنے مقاصد کے حصول میں مدد ملے' یا اسکے ساتھہ تو محض دوستي قائم رکھے اور اطالیا کے یہاں تقرب حاصل کرکے بہت زیادہ فائدہ اُٹھالے ؟

گمان غالب یہ ہے کہ یونان کوئي ایسي تدبیر اختیار کریگا جس سے وہ اپنے قدیمي مرکز نظر یعني اتحـاد یوناني کي توسیع سے قریب تر ہوسکے -

(عثمـاني بیـڑا)

اعلان دستور کے وقت سے عثماني قوم نے اپنے بیڑے کي تقویت کي ضرورت کو محسوس کیا - چنانچہ اسکے لیے مختلف اطراف ملـک میں کمیٹیاں قائم کیں کہ وہ چندہ جمع کریں اور ہر شخص کو چندہ کي ترغیب دیں - اسطرح سے جو رقم عثماني بحث میں بیڑے کے لیے مخصوص تھي اور جو رقم یورپ سے بیڑے کي تقویت کے نام سے قرض لی گئي تھي ' ان دونوں کے علاوہ ایک اور کثیر رقم بھي فراہم ہوگئي تھي -

اس سے پانچ بارکش اور دو آھن پوش جہاز خریدے گئے جن سے جرمني کا بیڑا بے نیاز ہوگیا تھا - انھي دونوں کا نام " طورغود رئیس " اور " بار بروس خیر الدین " رکھا گیا -

جس دولي حالت میں ہمارے ساحل اور شہر داخل ہوگئے ہیں' اسکے علی الرغم جنـگ بلقان اور اس سے پہلے جنـگ طرابلس نے عثماني بیڑے کي تقویت کي ضرورت پر دھیان کو متنبہ کیا ہے -

اسی بیداري کا نتیجہ ہے کہ پہلے رشادیہ کي خریداري کي گئي ' اور پھر اسکے بعد آھن پوش برازیل کي خریداري سے اسکی تقویت و تائید ہوئي ' اسکے متعلق طلعت بے نے والیوں کے نام جو تار بھیجا ہے اسکا ترجمہ یہ ہے :

" حکومت سنیہ ایک دریدناٹ قسم کے آھن پوش جہاز کي خریداري کي فکر میں تھي' کیونکہ ملـک کي حفاظت کے لیے اسکي سخت ضرورت تھي - ہم آپکو مژدہ سناتے ہیں کہ بالاخر حکومت کو ایک دریدناٹ کي خریداري کا موقع ملگیا جو ایک انگریزي کارخانے میں حکومت برازیل کے نام سے بنا ہے - اسکا وزن ۲۸ - ہزار ٹن ہے - اسکا نام سلطان عثمان اول رکھا ہے - اور نام کا مسئلہ سلطـان المعظم کیخـدمت میں عرض کردیا ہے - بیشک یہ مژدہ تمام اطراف و حصص ملـک میں مسرت و ابتہاج کے ساتھہ سنا جائیـگا - چونکہ اسکي قیمت میں ابھي نصف ملین پونڈ باقي ہے' اسلیے ہم چاہتے ہیں کہ آپ چندے کي فراہمي میں ہمت و سعي صرف کریں ' اور جو کچھہ جمع ہو اسکو فوراً آستانہ بھیجدیں "

(طلعت)

مجھے معلوم ہوا ہے کہ بیعنامہ پر ۲۷ دسمبر کو دستخط ہوگئے لوگ کہتے ہیں کہ رؤف بک اسی لیے لندن گئے تھے تاکہ ارمسٹرونگ کے کارخانہ سے ملکر اس بارے میں گفتگو کریں -

اس آھن پوش کے اسلحہ یہ ہیں : ۱۴ توپیں ہیں جنکے گولے ساڑھے اکتیس سنٹي میٹر کے ہونگے - ۲۰ توپیں وہ ہیں جنکے گولے ۱۵ سنٹي میٹر ہونگے اور انکي رفتار ۲۳ عقدہ في گھنٹہ ہوگي - اسکي قیمت میں سے حکومت برازیل کو ۲ لاکھہ پونڈ دیے گئے ہیں - یہ رقم حکومت نے بنـک بیریہ اینڈ کو سے لي ہے - حکومت نے اس آھن پوش کے لیے بیس ہزار کا سامان جنگ بھي خریدا ہے -

اس آھن پوش کی خریداري کے اثر کے متعلق جو کچھہ معلوم ہوا ہے وہ یہ ہے کہ یونان سمجھا ہے کہ اس خریـداري سے مقصود اصلی میں ہی ہوں - یونان کي خواهش ہے کہ اسکي اور عثماني بیڑے کی نسبت وہی رہے جو پہلے تھي -

مگر جو لوگ یہ جانتے ہیں کہ اس آھن پوش برازیل کي خریداري کے لیے کوشش کي ابتداء یونان ہی نے کي تھي مگر روپیہ نہ ہونے کی وجـہ سے نـہ لے سکا ' انکو معلوم ہے کہ یـونان جب تـک جدید قرض سے ' مدد نہ لیگا ' اسوقت تـک اپنے بیڑے کي تقویت کے ارادے میں کامیاب نہیں ہوسکتا -

ضعف قـوت کے لیـے اکسیـر اعظـم

کارخانۂ حبوب کایا پلت کي گولیاں زمانۂ انحطاط میں جوانی کي سي قوت پیدا کردیتي ہیں -

کیساهي ضعف شـدید ہو' ہمارا دعوی ہے کہ چالیس روز میں اگر طاقت نہ آجاے تو گولي واپس" قیمت بھي واپس آپ کو اشتہا نہ ہو اس گولي کو نہ کھائیے - خون میں فساد ہر انجکشن سے بڑھکر فائدہ پہونچاے - اس گولي کے عجیب عجیب اوصاف ہیں جو خط و کتابت پر پوشیدہ عرض کیا جائیگا - الهـــلال کے پڑھنے والونکے لیے خاص رعایت -

قیمت في سیشي ایک روپیـہ محصول ذمہ خریدار - چھہ شیشی کے خریدار کے لیے ۵ روپیہ ۸ - آنہ -

آپ سے استدعا ہے کہ ایک مرتبہ آزمایش کرلیں اور میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ آپ ہمارے احسانمند ہونگے -

المشـــــنهر

منیجر کارخانۂ حبوب کایا پلت پوست بکس

نمبر ۱۷۰ - کلکتہ

Manager, Huboob Kaya Palat Pharmacy, Post Box 170
Calcutta

منزلۂ علمیہ

آثـــار عـــرب

(۲)

میں تو اصل موضوع بیان کرنے لگا ' حالانکہ مجھے پہلے یہ بتانا چاهیے کہ هم مسلمان یورپ پہنچے کیسے ؟

حضرات ! اس دریا کو عبور کرکے جو هم میں اور یورپ میں حد فاصل هے -

اس دریا کو اب هم بحر ابیض کہتے هیں - ترکوں کے یہاں یہ بحر سفید کے نام سے مشہور هے جو ایک فارسی لفظ سفید سے مرکب هے جسکے معنے ابیض کے هیں - اسکو پہلے بحر متوسط کہتے تھے - کیونکہ یہ افریقہ ' ایشیاء ' اور یورپ کے درمیان واقع هے - همارے اسلاف کے یہاں اسکا نام بحر روم و بحر شام تھا - میرے نزدیک اگر وہ اسکو مجریہ اسلامیہ کہتے تو بالکل سچ کہتے اور ایک حقیقی صداقت کو ظاهر کرتے - کیونکہ مسلمان اس دریا اور اسکے جزائر جیسے میورقہ اور منورقہ کے (جو اب جزائر بالیار کہلاتے هیں) پورے مالک تھے -

اهل اندلس ان جزیروں کو انهی دونوں ناموں سے یاد کرتے تھے اور جزائر شرقیہ بھی کہتے تھے - کبھی خالی الجزائر بھی کہدیتے - مگر یاد رکھنا چاهیے کہ الجزائر جو الجیریا کے نام سے مشہور هے ' اسکا نام اسکے دارالسلطنت الجیر سے ماخوذ هے جسمیں جزائر بنی مزغنہ یا مزغوہ ' صقلیہ ' قورسقہ ' اور اقریطش (جو اب کریٹ کے نام سے مشہور هے) شامل تھے - ان جزائر میں اسلامی تمدن پورے عروج کے عالم میں رهچکا هے - یہ تو بڑے جزیرے تھے ' رهے چھوٹے چھوٹے جزیرے جیسے قبرس ' مالطہ ' رودس ' تو انمیں بھی تمدن اسلام کی یہی حالت تھی -

ان مقامات میں اب بھی اسلام کے آثار باقی هیں -

غالباً آپ یہ سنکے خوش هونگے کہ مالطہ میں عربی علم ادب کا بازار گرم تھا - والی مالطہ جسکا نام قائد بھی تھا ' اسکے لیے ایک مہندس (انجینیر) نے ایک ایسا بند بنایا تھا جس سے مجیروں کی مدد سے دن کو وقت معلوم هوجاتا تھا - ابو القاسم بن رمضان مالطی نے عبد اللہ بن سمط مالطی سے کہا کہ اس پر کچھہ کہو ' چنانچہ اس نے برجستہ کہا :

جاریہ ترمی الصبح	ایک لڑکی هے جو مجیرے بجا رهی هے
بها النفوس تبتهج	جسکی آواز سے دل خوش هوتے هیں
کان من احکمها	گویا کہ اسکے حکم سے
الی السماء قد عرج	آسمان کی طرف چڑھگئے
مطالع الافلاک عن	اور اس نے افلاک کے برجوں اور
سر البروج و الدرج	درجوں کے اسرار تک کا مطالعہ کرلیا !

خیر یہ تو ایک لطیفۂ ادبی تھا - اب میں پھر اصل مبحث کی طرف لوٹتا هوں - بحر ارخبیل (ایجین) اور اسکے جزائر درحقیقت مسلمانوں کے زیر نگیں کبھی بھی نہیں هوے - البتہ ان پر مسلمانوں کی یورشیں هوتی رهتی تھیں جو رومیوں اور مسلمانوں کے تعلقات کی یعنی جنگ و صلح هنگامی کے تابع هوتی تھیں جیسے تعلقات هوتے ' ویسی هی ان حملوں کی رفتار بھی هوتی تھی -

مسلمانوں نے اس دریا کو عبور کرکے ان جزائر پر قبضہ کیا اور انکو اپنی آیندہ فتوحات کا مرکز قرار دیا جسطرح کہ تمام دول عظمی آجکل کیا کرتی هیں -

انهی جزائر کی راہ سے مسلمان یورپ پہنچے - جس شہر کو لیسکے لیا ' جن میں موجیں اتار سکے اُتاریں ' اور جن کو تاراج کرنا چاها تاراج کیا -

---

مسلمان بیڑے لیکے گئے جو الجواري المنشا في البحر کا لاعلم سے مرکب تھے - یہی وہ بیڑے هیں جنکی تعریف میں شعراء اندلس نعمہ سرا هوے هیں ' مگر یہاں ان نغموں کے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں کہ مبادا بات دوسری طرف نکلجائے اور مقتضاے مقام سے خارج هوجائے -

میں صرف اس امر کی طرف متوجہ کرنا چاهتا هوں کہ جو سلطنت اپنی حفاظت اور سربلندی چاهتی هے اسکے لیے بحری اقتدار ناگزیر هے ' کیونکہ قوموں کی شان و شوکت اور ایک کی دوسرے پر نجا یا بیجا حکومت میں دریا کو بہت بڑا دخل هے - اسکے لیے کسی مزید دلیل کی ضرورت نہیں بلکہ بحر ابیض متوسط ' بحر ارخبیل ' بحر احمر (جو عربی جغرافیہ کی کتابوں میں بحر قلزم کے نام سے مشہور هے اور یہ نام شہر قلزم کی مناسبت سے هے جس کی اصلی جگہ اور اسکے پاس کی زمین پر شہر سویس آباد هوا) کے متعلق جو کچھہ آپ سنتے اور دیکھتے هیں وہ کافی هے -

عربوں نے کشتیوں یا جہازوں کے ایسے مجموعہ کے لیے جو جنگ میں کام آتا هو ' یونانیوں سے لفظ "اسطول" لیا - اسیطرح جسطرح کہ هم آج اهل یورپ سے انکی صدها بحری اصطلاحات لے رهے هیں - آپ لوگوں میں سے کون ایسا شخص هے جس نے دریا کا سفر کیا هو اور دخانی جہاز کے "قمرہ" میں لوگوں کے ساتھہ نہ بیٹھا هو ؟

یہ قمرہ اطالی نژاد لفظ (Camera) هے جسکے معنی غرفہ یا حجرہ کے هیں - یہ صرف معاوضہ اور مکافات هے - جسطرح کہ دریا جب ایک طرف کم هوجاتا هے تو سامنے کے ساحل پر بڑھجاتا هے - یا ایک عام قانون هے ' جسکے مظاهر انسان کے تمام افعال اور تمدن کے تمام حالات میں جلوہ گر هوتے هیں - (اردو میں بھی لفظ "کمرہ" حجرے کے معنی میں اسی اطالی لفظ سے آیا هے - الهـلال)

صدیوں سے خود اهل یورپ کی یہی حالت تھی - انکی زبانوں میں بہت سے عربی نام باقی رهگئے - اب ان ناموں کے بدلنے کی انکے پاس کوئی تدبیر نہیں - مثلاً ایک نام کا ذکر کرتا هوں کہ وہ بنیاد اور بمنزلہ سر کے هے -

لفظ "امیرال" عربی الاصل هے - همارے یہاں یہ "امیر الماء" هے جیسا کہ آپ نے موسوعات دوبری میں دیکھا هوگا - تخفیف کے لیے ان لوگوں نے ایک حصہ حذف کردیا جیسا کہ هم بھی عجمی الفاظ کی تعریب میں کیا کرتے هیں - اب جو هم آئے تو هم بھی اس تعبیر کو اسی ترکیب اور انهی حروف کے ساتھہ استعمال کرنے لگے جسطرح کہ وہ کرتے هیں ' اور کہنے لگے امیرال کنتر ' امیرال دیس ' امیرال فلاں -

(اولين مسلم اميرال كون هے ؟)

صحابي جليل القدر علاء بن حصرى رحمة الله عليه ! آپ اولين مسلمان هيں جو بحري غزوے كے ليے نكلے - يه غزوه مشرق ي طرف سے خليج فارس ميں براه عمان و بحرين هوا تها

اور اولين مسلم اميرال جس نے جنگ كے ليے بحر روم ا سفر يا ' معاويه بن سفيان هيں - يه غزوه انهوں نے اسوقت كيا تها جبكه حضرت عثمان بن عفان (رض) كے عهد ميں شام كے عامل تهے -

پهر تو مسلمانوں كو بحري جهاد سے ايك شغف هوگيا اور اس سلسلے ميں بعض جزائر كے بهي وه مالك هوگئے -

بحيثيت مصري هونے كے همیں يه جاننا چاهيے كه بحري دارالصناعه سب سے پهلے سنه ١٥٤ هجري ميں جزيره مصر يعنے فسطاط ي ميں قائم هوا ' نيز يه كه اسطول (بيڑا) اپنے حقيقي معني ميں سب سے پهلے مصر هي ميں بزمانۂ عسده بن اسحاق بنايا گيا جو متوكل بالله عباسي (جسكا ذكر عنقريب منجنيق ي تقريب ے آئيگا) كے طرف سے مصر كا والي تها - يه سنه ٢٢٨ ع كا واقعه هے -

مصر اپنے بيڑوں سے رومیوں اور انكے علاوه يورپ كي اور قوموں كے حملے روكا كرتا تها ' اور بجز ان خاص صورتوں كے جبكه اس پر نعدي ور دست درازي كيجاے ' اسكا كام يه نه تها كه وه خود بهي حمله كرے - ه اسليے كه وسعت مملكت اور استعمار كے لحاظ سے اسكا مطمع نظر ردس اور قبرص كے علاوه اور كوئي جزيره نه تها - كيونكه اس نے اني جزيروں كو ان اسلامي ممالك كے ليے چهوڑ ديا تها جو ان جزائر سے قريب تر تهے -

چنانچه تونس ي بحري همت هميشه صقليه اور سردانيه ي طرف متوجه رهتي تهي ' اور مغرب اقصى جزائر ميورقه ' مدورقه ا (Ibiga) يا (Ivica) يا (Ivica) اور سواحل انـدلس و فـرانس ا هيل تها -

ليكن تونس مصر سے گوے سبقت ليگيا ' چنانچه سنه ٦٩ ه ميں بك اموي تاجدار عبد الملك بن مروان نے حكم سے تونس كے امل (گورنر) حسان بن نعمان نے بيڑے بنواے -

اسلامي بيڑوں كي عظمت اسدرجه تك پهنچگئي تهي كه بقول مام مقريزي "اسميں كوئي بے پروا يا امور جنگ سے ناواقف احل نهيں كيا جاتا تها" انكے ملازموں ي خاص وقعت و عزت تهي - شخص كي به كوشش هوتي كه اسكا شمار بيڑے كے ملازموں ميں و اور اسنے لئے برابر كوشش كرتا رهتا تها ' يهاں تك كه وه كامياب و جائے - امام موصوف هم كو يه بهي بتاتے هيں كه مصر ميں بيڑوں ليے سعي و توجه المعز لدين الله كے آنے سے قوي تر هوگئي - اء و اعيان سلطنت ميں سے جو شخص سب سے بڑا اور سب سے زياده قوي النفس هوتا تها وهي بيڑے كا سردار (اميرال) هوتا تها - معز كے زمانے ميں بيڑوں كي تعداد آٹهه سو سے زياده تهي مگر پهر هتا شروع هوگئي ' تاهم سو سے كبهي بهي كم نه هوئي - بيڑے كي يداري اور تنخواهوں كي تقسيم كے وقت خليفه خود موجود رهتا تها - بيڑا جب برسر روانگي هوتا تو خليفۂ وقت اسكے رخصت كرنے ليے منظرة الفدس ميں (جهاں اب جامع اولاد عدان هے) ايك شاندار جلوس كے ساتهه چلتا تها - وه ايك جشن كا دن هوتا جسكي رونق و خوبي كو بيڑے كي وه نقل و حركت ' جسكو اب بحري مايش (Navil Manoer) كهتے هيں ' اور بهي دو بالا كرديتي تهي - سطرف اسدرجه توجه تهي كه دار الصناعه ميں خليفه كے علاوه كوئي شخص سوار نهيں جاسكتا تها ' اور وه بهي صرف افتتاح بيل كے جلسه كے دن - يعني اس خليج كے بند كرنے كے ليے جو اب پٹگئي هے ور اس پر سے تريموے نكلتي هے !

صلاح الدين كے زمانے ميں بيڑے كيليے ايك خاص صيغه تها جسكو ديوان الاسطول كهتے تهے - يه صيغه اس نے اپنے بهائي شاه عادل كے متعلق كرديا تها - يه صيغه اس صيغه سے ملتا هوا تها جو محمد علي كے زمانے ميں ديوان البحريه كهلاتا تها اور آج يورپ ميں وزارت بحريه كے نام سے موسوم هے مگر آه ' اب تو وه مصر ميں صفر هے - لا عين و لا اثر (يه اصل هي باقي هے اور نه اسكے نشان !)

مصر ميں دمياط اور اسكندريه جنگي بندرگاه تهے ' اور بعد كو انكے ساتهه تنيس بهي ملحق كرديا گيا تها جو اب ويران پڑا هے - فسطاط (قديم مصر) اور فوص (جو صعيد كا ايك قصبه هے) يه دونوں نيل كے بڑے بندرگاهوں ميں سے تهے - يهاں بهي جهاز بنتے تهے جو انهي سرحدوں ميں رهتے تهے اور بحري جنگوں پر اسليے جاتے تهے تا كه مصر كا دول بالا هو اور اسكا پرچم هر طرف لهرائے -

اسلامي سلطنتوں ميں بڑا بنتے قطعوں سے مركب هوتا تها ؟

اعراديات ' اغربه ' قرقورات ' حراريق يا حراقات ' ثلديات ' اور مسطحات سے (يه سب كشتيوں كے نام هيں - ديكهو مصمون اسلامي بحريات مندرجۂ الهلال) انكے بعد اور كشتياں هيں جو اهميت ميں دوسرے درجه پر هيں گو انكي بهي سخت ضرورت پڑتي هے - ان پر هم عنقريب بحث كرينگے -

" دسم سنه مجراها و عوم ها " پڑهتے هوے اسلامي بيڑے روانه هوئے ' اور جزائر و سواحل يورپ پر جا كر ٹهيرے - انهوں نے اپنے مراسي (جمع مرسي يعني لنگر) ڈالے جسے انجر بهي كهتے هيں - انجر ايك يوناني لفظ هے ' جسكو عربوں نے معرب انجر كيا اور ان سے فـرانسيسوں نے ليا تو (Ancre) كرديا اور پهر اس سے (Ancrer) مصدر بنا ليا -

جب يهاں عرب پهنچے تو انهوں نے اپنے جهازوں كو موٹے موٹے رسوں سے باندها ' جنكو وه امراس (جمع مرس) اور امرار (جمع مر) كهتے تهے - اطاليوں نے ان رسوں كا نام (Amarra) ركها - فرانسيسوں نے اسميں كسيفـدر اور وسعت پيـدا كي اور (Amarrer) يا (Amarrage) دو لفظ مشتق كيے جسكے معنے " ان رسوں سے كشتيوں كو باندها " هيں ' بالكل اسيطرح جيسے كه عرب كهتے تهے : العن الشي بعني كشتي يا كسي شے كو اس موٹے اور مضبوط رسے سے باندها -

حبل (رسي) كے ذكر پر ميں يه بهي بتا دينا چاهتا هوں كه وه عربي ميں اور (Cabbe) فرانسيسي ميں ' دونوں ايك هي معنے كے ليے هيں ' اور دوسرا لفظ اسي پهلے عربي لفظ سے ماخوذ هے -

نوٹس متعلق اولڈ بوائز ڈنر

امسال حسب معمول تعطيلات ايسٹر ميں بتاريخ ١٠ - لغايۂ ١٢ - اپريل سنه ١٩١٣ - از جمعه تا اتوار جلسه سالانه اولڈ بوائز ايسوسي ايشن كے اجلاس بمقام علي گڈه كالج منعقد هونگے -

جمله اولڈ بوائز كي خدمت ميں درخواست هے كه حتى المقدور اجـلاس هاے مذكور ميں آ كر ضرور شريك هوں ' اور اپنے پيارے كالج كي زيارت كريں اور اپنے پرانے بهائيوں اور استاذ سے ملیں اور كالج ميں جو اضافه هوا هے اوسكا بهي ملاحظه كريں -

هماري درخواست ان بهائيوں سے جو ابهي تك كسي وجه سے ايسوسي ايشن كے ممبر نهيں هوسكے خـاص طور پر هے كه ضرور تشريف لاكر شريك جلسه هوں -

خاكسار شوكت علي

آنريري سكريٹري اولڈ بوائز ايسوسي ايشن

آثار عتیقہ

حفریـات بـابـل

میسرلوئیمیا یعنے در آبہ دجلہ و فرات کي وادیوںمیں جرمنی کے علماء آثار نے سنہ ۱۸۹۹ سے اعمال حفریـة کا سلسلہ (یعنے پرانے کھنڈرونکا کھودنا) شروع کیا ھے - ان آثار سے وہ قدیم بابل کي ایک تاریخ مرتب کر رھے ھیں -

سلطنت بابـل کے چند شہر مثلاً ابوحبہ ' فارا ' بابل ' اور اسیریا کے دار الحکومت اسیر کي نہایت باقاعدہ تنقیب کرکے اصول سائنس کے مطابق معلومات مرتب کر رھے ھیں -

اس تمـام کام کے نگـران ڈاکٹر رابرٹ کولڈ ویي ھیں - ڈاکٹر موصوف فن عمارت کے ماھر ھیں اور آثار قدیمۂ مشرق کے ایک کامـل متبحر عالم سمجھے جـاتے ھیں - اُنکے ساتھہ اور چنـد اشخاص بھي کام کر رھے ھیں - ڈاکٹـر مارش نے جو آثار قدیمۂ اسیریا کے ماھر ھیں ' اسیریا کے کھنڈرونکو کو نہایت کامیابي کے ساتھہ کھود کر انکے نتائج باقاعدہ مرتب کیے ھیں -

ان تحقیـقات کے واسطے جـرمني میں ایـک انجمن قائـم ھوئی ھے جسکي اعانت شہنشاہ جرمني نے ایک بہت بڑے عطیے سے کی ھے - وھي انجمن اس جماعت کو روپیہ سے امداد دیتي ھے - حکومت جرمني کا اس طرف اسقـدر متوجہ ھونا ظاھر کرتا ھے کہ وہ اپنـا اثر در آبۂ فرات و دجلہ میں بڑھانے کیلیے کیسے طریقوں سے کام لے رھي ھے ؟ اسکا مقصد یہ ھے کہ جب بغداد ریلوے جاري ھوجائے تو یہ حصۂ ملک جو معدنیات کے لحاظ سے نہایت ھي دولتمند ھے ' اُسکے قبضہ میں آسکے -

منظر تنقیب کے بعد آثار

(پہلي تنقیب کا نتیجـہ)

" ابوحبہ " وسط سویۂ بابل کے آثار میں ایک چھوٹا سا مجموعہ کھنڈروں کا ھے اور " فارا " کے جنوب میں چند میل کے فاصلہ پر واقع ھے - ان مقامـات کي تنقیب سے کچھہ زیادہ نتائج مرتب نہیں ھوے - ابوحبہ میں جو مقامات کھودے گئے ' اُنسے بابل کے عہد وسطي کے چند آثار ھي دریافت ھوسکے اور اسوجہ سے وھانکا کام چھوڑ دیا گیـا -

فارا میں ایک تودہ جو نصف میل لمبا اور چوتھائی میل چوڑا تھا ' اور ماہ کي متواتر محنت اور کوشش کے بعد کھودا گیا - اس تودے پر برابر دس فیٹ لمبي اور پانچ فیٹ چوڑي خندقیں کھودي گئیں ' اور جب کوئي دیوار نمودار ھوئي تو اسکو اسوقت تک کھودتے ھي رھے جبتـک کہ اصلي تعمیر کا طرز و نمونہ دریافت نہ ھوگیا -

بہت سے مٹي کے برتن ' کچھہ سنـگ مرمر کي صراحیـاں ' اور اینٹونکے ڈھیر بھي برآمد ھوے ھیں - آخر میں ایک نہایت قدیم زمانہ کا محل نـکلا - اس محل سے خط میخي میں لـکھي ھوئي تختیاں نکلیں ' جن پر اس شہر کا نام شوروپاک کندہ تھا ' اور بابل کی اُن روایات کا بھی تذکرہ تھا ' جو کتـاب جـنکیس میں طوفان کے متعلق موجود ھیں -

اتفاق سے اُسی زمانے میں وھانکے عربوں میں باھم کچھہ لڑائي سي ھوگئي جسمیں ایک عرب مارا گیا اور دولۃ عثمانیہ نے اس کام کو بند کردیا -

فارا میں ایـک تـدریجی معماری حصہ نکلا اگرچہ تاریخ ابھی نہیں دی گئی ھے کہ معماب کی طرز تعمیر اسی زمانہ کی ھے ' مگر یہ معمـاری عین اصول ناصی کے مطابق اور نہایت اعلیٰ درجہ کی دی ھوئی ھے - دریافت تعمیـر کے لحاظ سے قبل مسیح سا تیسرے چـار ھزار سال کی معلوم ھوتی ھے - غالباً یہ اُسی زمانہ کی ھے جبکہ شامیوں نے قبل کی اقوام یہاں آباد اور حکمراں تھیں - جو اینٹیں اس معماب میں لـگائی گئي ھیں وہ ایک طرف سے مسطح ھیں اور دوسري جـانب سے مقعر ' اور چھوٹے کٹورے کے برابر گول ھیں ' - یہ اینٹیں پختہ اور سرخ ھیں - ان سے پیشتر کے زمانہ کے کوئي بھٹہ سرخ اینٹ ابتـک دریافت نہیں ھوئی

اگر یہ سلسلہ تحقیقات جاري رھتا تو امید تھی کہ کچھہ اور مفید انکشافات بھي ھوتے ' مگر جب یہاں کي تحقیقات بند کردي گئی تو مجبوراً خاص شہر بابل کے آثار کو کھودنا شروع کیا -

(خاص شہـر بابل)

یہ کھنڈر دریاے فرات کے بائیں کنـارے بغداد سے ستر میل کے فاصلہ پر واقع ھیں - اسکے متعلق تحقیقات کا سلسلہ عرصہ تـک

شیر کا مجسمہ جو قصر بابل سے نکلا

رہا ' اور ہر ملک اور ہر قوم کے محققان آثار یہاں آکر کچھہ نہ کچھہ انکشافات کرگئے -

سو برس کا زمانہ گزرا کہ ان آثار میں بےشمار اینٹیں خط میخي میں لکھي ہوئي ملي تھیں - ان پر نبچندنیزر کا نام کندہ تھا - ان اینٹونکي بدولت قبایل عرب کو اکثر تھوڑي بہت رقم یورپین اقوام سے ملتي رہتي تھي -

حلہ جو تقریباً دس ہزار آدمیوں کي آبادي کا ایک قصبہ ہے ' انہي اینٹوں سے تعمیر کیا گیا - ان اینٹوں سے اُسکے تمام محلوں کي زمین پختہ کي گئي ' اور دریاے فرات کي روک کے واسطے ایک پشتہ بھي باندھا گیا -

بابل کے کھنڈر تین بڑے تودوں اور چند چھوٹے چھوٹے تودونپر مشتمل ہیں - ان تودوں کے گرد مٹّي کي ایک دیوار کے آثار پائے جاتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شہر پناہ تھي -

ہیرودوٹس مشہور یونانی مورخ کا بیان ہے کہ یہ شہر پناہ ۳۳۵ - فیٹ بلند اور ۸۵ فیٹ عریض تھي - دیگر مورخین بیان کرتے ہیں کہ یہ دیوار ۴۲ سے ۵۶ میل تک مدور تھي - اس دیوار میں ڈھائي سو برجے تھے جنپر پیتل کے کیواڑ جڑھے ہوے تھے !!

ان تودوں میں شمال کے تودے کا نام اسوفت بھي دال ہے - اسکي شکل مربع ہے اور سو فیٹ بلند ہے - عرب اس تودے کے کھنڈر کو اینٹونکے لیے برابر کھودتے رہے ہیں - ڈاکٹر کولڈیوي کا خیال ہے کہ اسي کے نیچے وہ منارہ ہے جسکا نام توریت میں منارہ بابل آیا ہے - عربوں نے کھود کھود کر ان کے نیچے سے بڑي بڑي محرابیں نکالي ہیں - خیال کیا جاتا ہے کہ بابل کے مشہور عالم معلق باغونکي محرابیں یہي ہیں -

ان تودوں کي وسط میں ایک بڑا تودہ ہے جسکو عرب قصر کہتے ہیں عربونکا خیال ہے کہ بابل کا اصلي قلعہ یہي تھا - اسکي مضبوط دیواریں بھي کہیں کہیں سے ابھري ہوئي نظر آتي ہیں -

قصر سے جو اشیا برآمد ہوئي ہیں ' وہ اسقدر زمانۂ قدیم کي نہیں ہیں جسکي امید علماء جرمني نے کي تھي - یہ قصر نسبتاً زیادہ قریب نرزمانے کا تعمیر شدہ ہے ' کیونکہ اسیریا کا بادشاہ سناشرب جو ۷۰ سے ۶۸۱ قبل مسیح تک حکمراں رہا ' یہ دعوا کرتا ہے کہ اُسنے بابل کو بالکل برباد کر دیا تھا - پس ضرور ہے کہ یہ آثار تعمیر مابعد کے ہوں -

یہ درحقیقت صحیح ہے کہ سناشرب سے قبل کي کوئي چیز یہاں دستیاب نہیں ہوئي - بابل جسکے کھنڈر ملتے ہیں نیچند نیزر کا شہر ہے - جسقدر محل اور ہیکل علماء جرمني نے کھود کر نکالے ہیں سب کے سب اسي بادشاہ کے بنواے ہوے ہیں -

قصر کے متعلق جرمني سے پہلے عربوں نے ایک دلچسپ چیز حاصل کی تھي - یہ ایک شیر کا مجسمہ ہے جو ایک گرے ہوے آدمي پر سوار ہے - یہ مجسمہ اور آدمی کي تصویر سنگ خارا کي ہے مگر ناتمام چھوڑ دي گئي ہے - شیر کے مجسمے میں عربوں نے بہت سے سوراخ کھود کر یہ نکالا کہ شاید کوئي خزانہ اندر سے ہاتھہ آئے -

اس مجسمہ پر کسي قسم کا کتبہ وغیرہ نہیں ہے - ڈاکٹر کولڈیوی نے اینٹونکے ایک چبوترہ پر اسے قائم کردیا ہے ' گویا یہ شیر تمام آثار بابل کي حفاظت کر رہا ہے !

پہلي چیز جو تاریخي حیثیت سے نہایت دلچسپ ہے جرمنیونکي دریافت میں ایک سیاہ ستون ہے - اس قسم کے ستونوسے بابل کي ایسے ہي زینت تھي ' جسطرح نیویارک اور یوروپ کے دیگر شہرونکي زینت آجکل مصر کے ستونوں سے ہے - اُسکے ایک طرف کے چپٹے حصے پر جنگجوؤں کي تصویریں کندہ ہیں جو اپنے حریفي آگے ہوا میں بلند کیے ہوے ہیں - دوسري جانب مدور حصہ ہے - اُس پر بعض نقوش لکھے ہوے ہیں جو ابتک پڑھے نہیں گئے -

(نیچندنیزر کا محل)

ڈاکٹر کولڈیوي کے کارہاے نمایاں میں سب سے زیادہ اہم کام نیچندنیزر کے محل کي دریافت ہے -

یہ محل اندرون قصر میں واقع ہے - اب صرف اُسکي بنیاد ہي بنیاد باقي رہگئي ہے جو مربع اینٹوں کي بني ہوئي ہے نیچے کے رخ کي ہر اینٹ پر اس جلیل القدر بادشاہ کا لقب اور نام کندہ ہے -

کئي سو حجرے اور کمرے بھي ہیں - بعض کمرے عرض و طول میں صرف ایک چارپائي کے برابر ہیں - خیال کیا جاتا ہے کہ کمرہ جو سب میں بڑا ہے اور جسمیں ایک مرتفع جلوہ اینٹوں موجود ہے ' اس بادشاہ کے دربار کا کمرہ ہوگا - اس محل اور ہیکل کے درمیان ایک گذرگاہ بھي تھي جو نہایت متبرک سمجھي جاتي تھي - اس گذرگاہ میں مقدس درندوں کي تصویریں بنی ہوئي ہیں - اس دروازہ کا نام جو اس متبرک گذرگاہ کي طرف کھلتا تھا " اِشتر " تھا -

یہ دروازہ اہل بابل کي طرز تعمیر کا پورا پورا پتہ دیتا ہے اس دروازہ کي اصلي بلندي کا حال تو معلوم نہیں مگر اسوقت یہ راستے کي سطح سے چالیس فیٹ بلند ہے ! اسکي پختہ اینٹوں

نیچندنیزر کا محل

دیوارونپر جو بارہ فیت طویل و عریض ہیں ' بیل ' شیر ' اژدھے اور عجیب و غریب جانوروںکی شکلیں اُبھري ہوئي بني ہیں - یہ اُبھري ہوئي تصویریں جیسي کي قلعي کي ہوئي اینٹونکی ہیں - انکے مختلف رنگ مثلاً زرد ' نیلے ' اور سفید کیلیے ہر ہر اینٹ علحدہ علحدہ رنگ کي بني ہوئي ہے ' مگر ہر اینٹ کو دوسري اینٹ سے اس طرح وصل کیا ہے کہ پوري تصویر ایک ہي اینٹ کي معلوم ہوتي ہے !

انکا رنگ اسوقت تک نہایت پاکیزہ اور روشن ہے - معلوم ہوتا ہے کہ گویا ابھي طیار ہوئي ہیں - یہ فن اُس وقت اپنے کمال تک پہنچ گیا تھا مگر اب بالکل معدوم ہے -

(عمـــران کے آثـــار)

جرمنیوں نے اس سے بھي زیادہ عظیم الشان کام عمران میں کیا ہے - یہ تودہ جنوب کے طرف ہے ' اور سطح اصلي سے چالیس فیت نیچے ہے - اس شہر کے کھنڈر پر عربوں ' عبرانیوں ' پارتھیوں ' اور ایرانیوں نے اپنے اپنے زمانے میں شہر تعمیر کیے تھے جو سب عارت ہوگئے - اس تودہ کے نیچے وہ ہیکل جو اسماعیل کے نام سے معروف تھا ' معلوم ہے - جرمنیوں کي محنت اور استقلال کا پتہ اس امر سے چلتا ہے کہ ایک ایکڑ زمین کو چالیس فیت گہرا صرف مثلث نما پھاوڑوں سے کھودا گیا ہے - اسي ہیکل کي طرف اسکي بنیاد مني ہے جس سے تمام حجروں اور راستونکا پتہ لگتا ہے -

بابل میں جرمنیوں کو تختیاں بہت کم ملي ہیں - پارتھین زمانہ کے کچھ سکے ' مٹي کے برتن ' اوزان کے بٹ کھڑے ' پتھر کے اوزار ' مجسمے ' زیورات ' کچھ پونھ ' اور اسي قسم کي بہت سي چیزیں البتہ ہاتھ لگي ہیں -

(جمجمہ)

جمجمہ ایک چھوٹے سے ڈھیر کا نام ہے - اسمیں سے عربوں کو مٹي کي چند تختیاں ملي ہیں جنمیں زیادہ تر عجیبي خاندان کے متعلق حالات مرقوم ہیں - عجیبي اہل بابل کي زبان میں حضرت یعقوب کا نام تھا - ان تختیوں سے ثابت ہوتا ہے کہ عرصۂ دراز تک بابل میں بني اسرائیل کام کرتے رہے ہیں -

ایک نلکي سي بھي نکلي ہے جسپر سائرس شاہ فارس کے بابل پر حملہ کرنے کا حال لکھا ہے - یہ چیزیں اکثر چالیس اور پچاس فیت زمین کے نیچے پائي جاتي ہیں -

(اسیـــریا کي تنقیـــب)

آسیریا کے کھنڈر جنکو اسوقت شرعات کہتے ہیں ' دریاے دجلہ کے ساحل پر نینوا اور بغداد سے نصف مسافت پر واقع ہیں - سنہ ۱۹۰۴ ع میں ان کھنڈرونکي تنقیب شروع ہوئي -

سنہ ۶۰۶ قبل مسیح تک یعني جبتک کہ نینوا کا سقوط نہیں ہوا تھا ' یہ شہر نہایت متبرک سمجھا جاتا تھا -

ڈاکٹر کوانڈري اور ڈاکٹر ماریش نے اس شہر کي دیوار اور کھائي کو بالکل صاف کرلیا ہے - شہر کے اصلي دروازونکا پتہ بھي لگا لیا ہے - بعض جگھہ برج بدستور قائم ہیں اور اُنمیں وہ سوراخ بھی موجود ہیں جنمیں سے تیر انداز تیر لگایا کرتے تھے - شہر کے اندروني حصے میں اسیریا کے محلات اور ہیکل ہیں - عہدہ دارونکے مکانات سے پانی پہنچنے کے پیچ در پیچ راستے ' نالیاں ' اور بدر روئیں ہیں - بازار کا کچھہ حصہ بھي نکلا ہے جسکي سڑکوںپر سنگ مرمر کي سلیں بچھي ہوئي ہیں - امیرونکے مکانات کا سلسلہ اور غریبونکي گنجان آبادي ' امیرونکے مقابر اور وسیع اور بلند دروازے ' جنپر کواڑ اسوقت تک اپني سنگي چوکھٹوںپر متحرک ہیں ' اور انکے علاوہ اور بہت سے اوزار ' ہتھیار اور سونے چاندي اور پتھرونکی آرایشي چیزیں بھي دستیاب ہوئی ہیں -

اس شہر کے جنوبي حصے میں پتھرونکے مجسمے اور ایک کان ہے ایک پتھر کا ستون جو چار فیت سے آٹھہ فیت تک لمبا ہے ' برآمد ہوا ہے - ان یادگاروں اور ستونوںکے بالائي حصے پر اُس بادشاہ نے امیر کا نام اسیرین زبان میں کندہ ہے جسکے لیے وہ قائم کیے گئے تھے -

ان میں سے ایک پر سمورامت کا نام کندہ ہے جسکے متعلق یہ روایت مشہور ہے کہ اسکا نام سمیرمیس تھا اور فاختے کي پرورش میں صرف ہوا تھا !

گذشتہ تین ماہ سے علماء آثار جرمني بابل کے جنوب کی جانب واقع نامي کھنڈر کیلیے گئے ہیں - اگر جرمنیوں نے اس مقام کو بھي اسیطرح کھودا جسطرح دیگر مقامات کو کھود چکے ہیں ' تو یقیناً تاریخ قدیم میں ایک معقول اضافہ اور ہو جائیگا -

(مقتبس از سائنٹفک امریکن)

رئیس مجلس ال انڈیا مسلم لیگ کي افتتاحي تقریـــر

(۳)

(جنگ بلقان)

آپ کے لیے یہ امر موجب انبساط ہے کہ جنگ بلقان کا خاتمہ ہوگیا - ترکی اپنا یورپی دستر سنبھال کر یورپ سے نہ نکالا جا سکا - اگرچہ اس کے یورپین مقبوضات میں کمی ہوگئي ہے تاہم یہ اعظم یورپ میں وہ اب تک مصدوطي سے پاؤں جمائے ہوئے ہے -

اندریا نوپل پر جو مسلمانان عالم کا مرجع وحدان بن گیا تھا ترکي پھریرا لہرا رہا ہے - ترکوں کے مصائب میں ایک پہلو یہ اچھا نظر آتا ہے کہ انھوں نے اس حقیقت کو ظاہر کردیا ہے کہ مسلمانوں میں آپس میں خواہ مذہبي اختلاف کیوں نہ ہو ' لیکن اسلامي اخوت کا مذہبی جذبہ تمام دنیاے اسلام میں ایک پر اثر قوت ہے - ترکوں کي مصیبت اور آزمائش کے وقت مسلمانان عالم نے ایثار اور محبت کے ساتھہ بڑھکر اپني مساعدي کا ثبوت دیا - یہ اسلام کا ایک زندہ معجزہ ہے کہ اسلامی اخوت نے خیالات ہمارے نبي کے پیروؤں کے دلوں میں اچھي طرح جاگزیں ہیں ' اور صدہا سال گذر جانے پر بھي اس دیني سنن تبلیغ میں کسي قسم کا فرق نہیں آیا -

(مسلمان ہندوستان اور برطانیہ عظمی کي خارجہ پالیسي)

اس صلیبي اور آزمائش کے زمانہ میں مسلمانوں کے خلاف جو الزام عاید کیے گئے ہے وہ برطانیہ کي خارجہ پالیسي کو اپني مرضي کے مطابق چلانا چاہتے ہیں اور یہ کہ ان کی یہ خواہش ہے کہ یورپ میں اسلامی سلطنتوں کي حفاظت کي خاطر برطانیہ عظمی جنگ کرنے کو تیار ہوجائے گا اس سے بھي زیادہ اور کوئي بات دور از صداقت ہوسکتي ہے ؟ انگلستان نے جو معاہدہ تمام دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں انہیں مسلمانان ہند بخوبي محسوس کررہے ہیں ' ان کي رو سے وہ اس امر سے بخوبي واقف ہیں کہ انگلستان کو یہ تحریک دینا کہ وہ بغیر سوچے سمجھے ایک خونریز جنگ کو پیدا کرے بیحد خوفناک ہوگا - یہ کہنا کہ مسلمان انگلستان کو خارجہ پالیسي کے استعمال کا راستہ سکھانے کا ذرا سا بھي ارادہ رکھتے ہیں ' مسلمانوں کے ساتھہ انتہائي بے انصافي سے کام لینا ہے ' اور في الحقیقت مسلمانوں کو ایسا کرنے کا کبھي خواب میں بھي خیال نہیں آیا ' جس امر پر انہوں نے زور دیا اور میرے خیال سے وہ ایسا کرے میں بالکل حق بجانب

تھے وہ یہی تھا کہ انگلستان اپني کروڑوں کي تعداد میں مسلمان رعایا کا لحاظ کرکے اور اُن کے خیالات پر غور کرکے اس امر کي کوشش کرے کہ تُرکي سے یورپ کي کونسلوں میں منصفانہ سلوک کیا جائے -

میں نہیں جانتا کہ کوئي شخص بھي یہ بیان کرنے کي جرأت کرسکتا ھے کہ یہ درخواست بلکہ یوں کہیے کہ یہ مطالبہ کہ انگلستان وزارت ھاے یورپ میں تُرکي سے حتی الامکان معقول مساویانہ اور منصفانہ سلوک کي کوشش کرے کسي طور پر بھي غیر معقول متصور ھونے کے قابل ھے ' اور چونکہ وزرائے برطانیہ کي تقریروں سے مسلمانوں پر یہ ظاھر ھوا کہ انگلستان کي ھمدردي تُرکي کے خلاف ھے ' لہذا مسلمانان ھند کے احساس کو صدمہ پہنچا ' اور وہ کبیدہ خاطر ھوگئے - نظر بریں امور کیا ان کو کسي طرح بھي کوئي خطاوار کہہ سکتا ھے ؟ جس وقت تُرکي اور ریاست ھاے متحدہ بلقان میں جنگ شروع ھوئي اُسوقت سر ایڈورڈ گرے نے دیوان عام میں فرمایا کہ " نقض امن کے انسداد کے لیے دول عظام جد وجہد کررھي ھیں کل متحدہ طور پر بالفاظ صریح یہ تجویز پیش کي گئي کہ دول عظام کي طرف سے ان مشکلات کو دور کرنے کے لیے متحدہ طور پر ریاستہاے بلقان اور تُرکي کو یاد داشت روانہ ھو ' اور ھم سب نے اس پر اتفاق رائے کیا " سر ایڈورڈ گرے نے جن تدابیر کا ذکر کیا وہ یہ اعلان تھا " اگر باوجود اس کے ترکي اور ریاست ھاے متحدہ میں جنگ جاري ھوئي - تو ھم اس جنگ کے نتیجہ کے طور پر یوررپین تُرکي کي حالت موجودہ میں کسي تغیر و تبدل کو منظور نہ کریں گے "

یہ اعلان ابتدائے جنگ میں ھوا تھا - اس اعلان سے ھم معقول طور پر یہ نتیجہ اخذ کرسکتے ھیں کہ اگر ترکي کو اس جنگ میں فتح میسر ھوتي ' تو اسکو ممالک مفتوحہ کے کسي حصہ کو اپنے قبضہ میں رکھنے کي اجازت نہ ملتي - جس وقت جنگ شروع ھوئي عام طور پر وزارت ھاے یورپ میں اس امر کا احساس ھوا کہ ترکي سپاھي اپنے اطراف کے ان ممالک پر قبضہ کرلیں گے جو ریاست ھاے متحدہ کے قبضے میں ھیں ' اور اگر یہ توقعات پوري ھوتیں تو تمام یوررپین طاقتیں مع انگلستان اسي امر پر زور دیتیں کہ تُرکي اپني کامیابي کے نتیجہ کے طور پر اپني سلطنت میں توسیع نہ کرنے پائے -

مگر موج ظفر دوسري طرف رواں ھوئي ' اور جنگ در حقیقت شروع ھوتے ھي ریاست ھاے متحدہ کو کامیابي ھوئي - اس سے وزارت ھاے یورپ کے خیالات سابقہ بالکل بدل گئے ' اور ان کو اس امر کا احساس ھوا کہ یوررپین تُرکي کو اپني حالت سابقہ پر قایم رکھنا ریاست ھاے متحدہ کے لیے ضرر رساں ھوگا - اسوقت وزیر اعظم برطانیہ عظمی نے سب سے پہلے اس اعلان کرنے کا موقع نکالا کہ جنگ کا خواہ کچھ ھي نتیجہ کیوں نہ بر آمد ھو ' متحدہ یورپ فاتح کو انکي فتح کے ثمر سے محروم نہیں رکھہ سکتا - اس صورت میں اگر مسلمانان ھند کو اس امر کا احساس ھو تو ان کو کون مورد الزام ٹھہرا سکتا ھے کہ اگر ترک جنگ میں فتحیاب ھوتے تو انگلستان دیگر دول یورپ کے ساتھہ اس سابقہ پالیسي کا نفاذ کرتا اور اُسے جبراً عمل میں لاتا - اور ریاست ھاے متحدہ کے کسي مقبوضہ حصے پر ترکی کو قابض ھونے کي اجازت نہ دیجاتي - لیکن اب اگر ریاست ھاے متحدہ کو کامیابي ھوئي تو اُن کو اجازت دیجاتی ھے کہ وہ یوررپین تُرکي کے قیمتي مقبوضات کو اپنے ساتھہ ملحق کرلیں - کیا مسلمانان ھندوستان کا یہ احساس دور از عقل ھے کہ ان کے ماوراء البحر برادران دیني کے ساتھہ منصفانہ اور عادلانہ سلوک نہیں کیا گیا ؟ اور ایسے سلوک کے وجوہ و علل میں انگلستان کی بہت بڑی شمولیت تھي !

(مسٹر اسکوئتھہ اور معاھدہ لندن)

خیر تو جیسا کہ آپ کو معلوم ھے لندن کے معاھدہ صلح پر دستخط ھونے کے بعد بلقاني آپس میں جنگ و جدل کرنے لگے جس کا نتیجہ یہ ھوا کہ ممالک مفتوحہ کي پھر تقسیم ھوئي - تُرکي نے اس موقع سے فایدہ اُٹھا کر جو خوش قسمتي سے اُسے حاصل ھوا تھا شہر ادرنہ اور اسکے اطراف کي سرزمین پر جس کے ساتھہ مسلمانوں کا وجداني تعلق تھا ' دوبارہ قبضہ کرلیا - اس حالت میں کیا مسٹر ایسکوئتھہ کا یہ اعلان دانشمندانہ اور مدبرانہ تھا کہ جہاں تک تُرکي کا تعلق ھے وہ انہیں حدود میں رھے ' جو صلح لندن کے رو سے مقرر ھوئي ھیں ؟ جب والا مرتبت وزراے برطانیہ کي طرف سے ایسے اور اس قسم کے اعلان ھوں تو اگر مسلمانان ھندوستان یہ نتیجہ نکالیں کہ انگلستان تُرکي کے لیے بجاے عادل اور منصف بننے کے عمداً خلافت اسلام پر تلا ھوا ' اور ان دول یورپ کے ھمنوا ھے ' جو ترکی کے علانیہ طور پر دشمن ھیں ' تو اُن کو کوئي بر سر خطا نہیں کہہ سکتا - ان تمام اشتعالکوں پر بھي کیا مسلمانوں نے کوئي ایسي کارروائي کي جس سے ان پر کوئي الزام وارد ھوسکے ؟ کیا برطانیہ عظمی کي طرف سے ان کے سچے اور وفادارانہ احساس میں ذرہ برابر بھي فرق آیا ھے ؟ اس وقت صورت واقعہ کیسي ھي الم آفریں کیوں نہ ھو ' مگر انھوں نے نہایت ھي برداشت اور تحمل سے کام لیا ھے ' اور ان کا چال چلن بجاے مورد الزام ھونے کے قابل تحسین ھے -

(مسئلہ جنوبي افریقہ)

میں آپ سے اس امر کي درخواست کررھا ھوں کہ آپ اپنی نکتہ چینیوں میں تحمل اور برداشت سے کام لیں ' مگر اس قسم کي صلاح دیتے وقت اس امر کے احساس سے محروم نہیں ھوں کہ ایسے وقتوں میں ان صفات پر عملدر آمد کرنا کس قدر سخت مشکل ھے - اھل ھند سے ھموطن مردوں اور عورتوں کے ساتھہ جنوبي افریقہ میں جو کچھہ سلوک ھوتا ھے - اُس نے ھندوستان میں ناراضي اور رنج پھیلادیا ھے ' اور اسي وجہ سے ایسے الفاظ کے استعمال ھونے لگے ھیں - جسپر ایسي حالتوں میں مشکل سے قابو ھوسکتا ھے - مگر اس صورت میں جب ھندوستانیوں میں خوفناک اشتعال پھیلا ھوا ھے ' اور ھندي خیالات مشتعل ھیں اس تقریر کے بارہ میں اپنا نہایت اطمینان ظاھر کیے بغیر نہیں رہ سکتے ' جو حضور وائسراے بہادر نے مدراس میں فرمائي تھي - اس کي وجہ سے ان پر بعضوں کي طرف سے نکتہ چیني ھورھي ھے -

یہ عجیب تناقض ھے کہ وھي نکتہ چیں جو ھم ھندوستانیوں کو یہ اصول تلقین کرنے سے کبھي نہیں چوکتے کہ مقامي حاکم کي آراء کو منظور کرنا چاھیے ' اور جو پارلیمنٹ میں اس کے متعلق نکتہ چیني اور سوالات پر خفا ھوے بغیر نہیں رھتے - اور اسکی وجہ یہ بتلاتے ھیں کہ مقامي حاکم وھاں کے حالات خوب سمجھتا ھے ' اور جو ھندوستاني عہدہ داروں کے خلاف اھل انگلستان کي پابندیوں کو اس لیے قابل حقارت قرار دیتے ھیں کہ واقعات سے نا واقفیت اور لا علمي پر مبني ھیں ' وھي لوگ اب اس ملک کے اعلی قوانین حاکم کي تجویز اور خیالات کي مخالفت کرنے پر آمادہ ھوگئے ھیں -

حضور لارڈ ھارڈنگ بہادر کي مدراس والي تقریر کہاں تک عمدہ اثر پیدا کرنے کا سبب ھوئي ھے - اس کا اندازہ صرف اھل ھند ھي کو ھوسکتا ھے ' حضور لارڈ ھارڈنگ بہادر کي بڑي خوبي یہ ھے کہ اس ملک کے لوگوں کے حالات سے شخصي واقفیت رکھنا چاھتے ھیں - اور اس ملک کي رعایا کي خفگي اور نفرت کے وجدان کے متعلق قابل وثوق اطلاعات بہم پہنچاتے ھیں - انھوں نے اس تقریر سے تاج انگلستان کي سب سے بڑي خدمت کي ھے -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين (القرآن الحكيم)

الهلال

Telegraphic Address,
"Al-Hilal CALCUTTA"
Telephone, No. 648.

تار کا پتہ
" الهلال کلکته "
ٹیلیفون نمبر - ۶۴۸

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مقام اشاعت
۲ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکته

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدهلوی

نمبر ۶ | کلکته : چهارشنبه ۱۵ ربیع الاول ۱۳۳۲ هجری | جلد ٤

Calcutta : Wednesday, February 11, 1914.

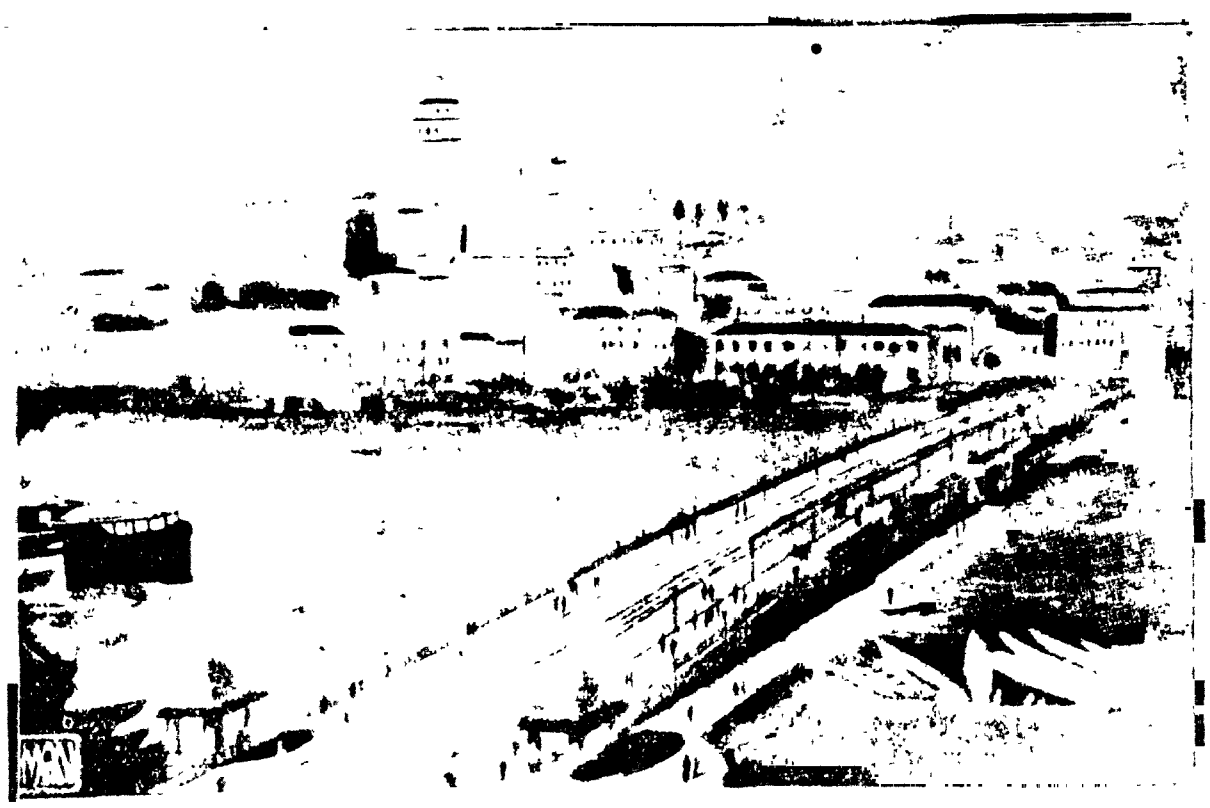

قیمت فی پرچه
ساڑھے تین آنہ

AL - HILAL

Proprietor & Chief Edito:

Abul Kalam Azad

// 1 McLeod Street.

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs.8

Half-yearly ,, ,, 1 4-2

الہلال

3

مدیر مسئول و محرر خصوصی

ابوالکلام احمد آزاد

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلارڈ اسٹریٹ

کلکتہ

ٹیلیفون نمبر ۶۳۸

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۶ — کلکتہ : چہارشنبہ ۱۵ ربیع الاول ۱۳۳۲ ہجری — جلد ۴

Calcutta : Wednesday, February 11, 1914.

فہرست

الاسبوع ۱
افکار و حوادث رسیدار پریس اور اعضاء برطانی انگلستان
" (سنہ ۱۹۱۳ کی مؤتمر امن) ۲
مقالۂ افتتاحیہ (ندوۃ العلماء نمبر ۳) ۳
مقالات (علم القراءات) ۷
مذاکرۂ علمیہ (آثار عرب نمبر ۳) ۹
بوید فرنگ (ارض مقدس) ۱۱
" (اسلام اور سلطنت) ۱۲
المراسلہ و المناظرۃ (اتحاد فیمابین شیعہ و سنی) ۱۲
مراسلات (معارف قرآنیہ) ۱۳
شئون عثمانیہ (اخبار و حوادث نمبر ۲) ۱۵
کارزار طرابلس (ختم جنگ کے اسباب) ۱۷
اخوان الصفا (دار المصنفین) ۲۰
اشتہارات ۲۱ - ۲۴

تصاویر

اہل عرب کے اسلحہ نارہ چھٹی صدی ہجری میں ۹
ابو عبد اللہ محمد بن علی صاحب عرناطہ کی تلوار ۱۰
سلطان صلاح الدین فاتح حروب صلیبیہ ۱۱
شاخ زرین کا ایک نظارہ ۱۵
شیخ سلیمان الباروني ایک سوسی شیخ طرابلس کے ساتھ کھڑے ہیں ۱۷
طرابلس کی عارضی حکومت کے بعض ارکان ۱۸

الاسبوع

رپوٹر کو معلوم ہوا ہے کہ جزائر ایجین کے متعلق دولت علیہ اور حکومت اطالیا میں براہ راست گفتگو شروع ہوگئی ہے - حکومت اطالیا چاہتی ہے، کہ تخلیہ جزائر کے معاوضے میں اسے اقیلیا (ایشیائے کوچک) میں مراعات دیے جائیں - لیکن خوف یہ ہے کہ کہیں برطانی مصالح سے تعارض نہ ہو، اور توسیع ریلوے کی تجویز کو صدمہ نہ پہنچے - حکومت اطالیا اس معاملہ کے متعلق برطانی کمپنی سے دوستانہ طور پر گفتگو کر رہی ہے -

البانیا کے اس حصہ میں جو مؤتمر السفراء (امبیسڈرس کانفرنس) نے البانیوں کو واپس دلوایا ہے مگر ابھی تک یونانی اس پر قابض ہیں یونانی فوج اور البانی جرگوں میں برابر تصادم ہو رہے ہیں - یہ حالت روز بروز بد سے بدتر ہوتی جاتی ہے - اتھینس کے تار بموجب ۵ کے معرکے میں ۶۳ البانی کام آئے اور ۲۲ یونانی -

اتحاد ثلاثی کے سفراء نے سرحد البانیا و ایپرس اور جزائر ایجین کے متعلق سرایڈورڈ گرے کی یاد داشت کا جواب زبانی دیدیا -

یہ معلوم ہوا ہے کہ برطانی تجاویز سے اصولاً سب کو اتفاق ہے - یہ مشورہ دیا گیا ہے کہ سر ایڈورڈ گرے کا مجوزہ تخلیہ کو یکم مارچ سے لیکے ۳۱ مارچ کے اندر عمل میں آ جانا چاہیے -

دولت علیہ اور یونان کے سفارتی تعلقات یکم فروری سے پھر باقاعدہ شروع ہوگئے - گفتگو کا آغاز جزائر ایجین سے ہوا -

شکر ہے کہ نیشنل انڈین کانگرس کے خیانت وطن اور عصیان ضمیر کی جو ناپاک مثال قائم کی تھی اسکی تقبیح و تشنیع میں ہندوستانیوں نے تساہل نہیں کیا -

کانگرس کی اس حرکت مذموم سے اپنی بیزاری و برات کے اعلان کے باوجود جب وہ ویلز ویدڈ انڈیرز کے استقبال کے لیے جمع ہوے، تو انہوں نے پھر نہایت بلند آہنگی سے یہ طے کیا کہ کانگرس جو منہی پھر اشخاص سے عبارت ہے ہرگز نہ حق نہیں رکھتی کہ کمیشن کے سامنے تمام ہندوستانیوں کی طرف سے شہادت دے، اور مسٹر گاندھی کی تردید کرے -

کمیشن کے سامنے نیشنل کے ایک افسر اختیارات [لائسنسنگ آفیسر] نے یہ بیان کیا کہ " تجارتی امتیازات کے متعلق ہندوستانیوں کو یورپین آبادی کے برابر حقوق حاصل ہیں - اگر ہندوستانیوں کو حصول امتیاز میں کامیابی نہیں ہوتی تو اسکی وجہ یہ ہے کہ قادس کے شرائط پورے نہیں ہوتے " !

لیکن اس مغالطہ کی پردہ دری اس درویش نے کردی جو نیشنل انڈین کانگرس کے وفد شہادت میں شریک تھا -

اس درویش نے کہا کہ جب دوسرے یورپین معاف ہوتا ہے تو ہندوستانی کو امتیاز نہیں ملتا - سنہ ۱۹۰۳ میں ہندوستانیوں کے پاس ۷ سو تجارتی امتیازات تھے مگر اب ۳ سو سے زیادہ نہیں !

عادی ازدواج کے متعلق اس درویش نے کہا کہ اگر ہم وحدت ازدواج کو منظور کرلیں تو ہزارہا مسلمان کہینگے کہ ہم نے اپنی حق پیدائش کو فروخت کردالا -

جنرل اسمٹس نے جنوبی افریقہ کے ایوان مجلس میں ڈھائی گھنٹے تک تقریر کی - اثناء تقریر میں انہوں نے اس پیچیدگی کی سنگینی، ضرورت، اور مخصوص نوعیت کو واضح کیا - انہوں نے جلاوطن اشخاص کی تقریر کے فقرے نقل کیے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ انکا مقصد انقلاب اور حادثہ جنگی ہے - انہوں نے بتایا کہ سنہ ۱۹۱۰ع کے قانون جمع امن نیشنل نے خطرناک اشخاص کے جلاوطن کرنے کا اختیار انہیں دیدیا ہے - اگر ان اشخاص کو معمولی عدالت کے حوالہ کیا جاتا تو حکومت کو ایک شخص کے متعلق بھی کامیابی نہ ہوتی -

انگلستان میں حزب المخالفین کے شام کے اخبارات نے اس تقریر کی تعریف کی ہے -

جلاوطن اشخاص میں سے مسٹر کرنسویل، لوکس، اور کیدل نے تبھائے کی کوشش کی، تو اول الذکر تو کامیاب نہ ہوے، مگر مسٹر لیدل میں وقت پر نکلگئے -

ضعف قوت کے لیے اکسیر اعظم

کارخانۂ حبوب کایا پلت کی گولیاں زمانۂ انحطاط میں جوانی کی سی قوت پیدا کردیتی ہیں -

کیسا ہی ضعف شدید ہو، ہمارا دعوی ہے کہ چالیس روز میں اگر طاقت نہ آجاے تو گولی واپس، قیمت بھی واپس آپ کو اشتہا نہ ہو اس گولی کو نہ لیجیے - خون میں فساد ہو انجکشن سے بڑھکر فائدہ پہونچاے - اس گولی کے عجیب عجیب اوصاف ہیں جو خط و کتابت پر پوشیدہ عرض کیا جائیگا - الہلال کے پڑھنے والونکے لیے خاص رعایت -

قیمت فی شیشی ایک روپیہ محصول ذمہ خریدار - چھ شیشی کے خریدار کے لیے ۵ روپیہ ۸ - آنہ -

آپ سے استدعا ہے کہ ایک مرتبہ آزمایش کرلیں اور میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ آپ ہمارے احسانمند ہونگے -

المشتہر

منیجر کارخانۂ حبوب کایا پلت پوسٹ بکس

نمبر ۱۷۰ - کلکتہ

Manager, Huboob Kaya Palat Pharmacy, Post Box 170
Calcutta

افکار و حوادث

زمیندار پریس اور اعضاء پرلمان انگلستان

و اتوا البیوت من ابوابها

موعظۃ و ذکری

اس کارساز قدیر و حکیم کی ایک بہت بڑی رحمت یہ ہے ' کہ اس نے ظلوم و جہول انسان کی رہنمائی کے لیے خود اسمیں ایک ایسی قوت ودیعت کی ہے ' جسکو وہ اگر استعمال کرے تو اس کاروبار عالم کا ایک ایک ذرہ اسکے لیے درس دہ حقیقت سبق آموز معرفت ہے -

انسان حقیقت الٰہی اور راز آشنائی کا تشنہ لب ہے ' وہ اسکے لیے کتب و سفار کی ورق گردانی کرتا ہے ' مگر اپنی سادہ لوحی سے نہیں جانتا کہ جس شے کو وہ اپنے باہر ڈھونڈھتا ہے ' وہ اسکے اندر ہے - وہ معرفت حقائق و اسرار کا طالب ہے - اس گوہر مقصود کو وہ مذ کے نقش و نگار میں ڈھونڈھتا ہے ' مگر نادان یہ نہیں جانتا ' یہ تو ان واقعات میں موجود ہے جو روز مرہ اسکی نظر سے رتے ہیں -

اینها همه راز ست که معلوم عوام است

اگر قران حکیم کو آپ پڑھتے ہیں تو آپ نے محسوس کیا ہوگا حق سبحانہ تعالیٰ نے گونہ گوں طریقوں سے تفکر و تدبر اور استبصار اعتبار کی تاکید فرمائی ہے - بعض آیات میں صاف صاف تفکروا تدبروا فرمایا ہے ' بعض میں بصیغہ ترجی و امید لعلکم فکرون ار شاد ہوا ہے - کسی جگہ افلا تتفکرون سے اظہار تعجب و یرت کیا ہے ' اور کسی مقام پر لہم قلوب لا یفقهون بها ولهم اعین یبصرون بهم و لهم آذان لا یسمعون بها ' اولئک کالانعام بل هم اضل ے عدم تفکر کی مذمت و نکوہش کی ہے -

یہ عبارات شتی اور اسالیب متنوعہ صرف اسلیے اختیار کیے ے ہیں کہ انسان قوت تفکر و اعتبار کی اہمیت کو محسوس کرے - ر اس دلیل راہ و مرشد طریقت کی پیروی کرے جو ہر وقت ر ہر حالت میں اسکے ساتھ رہتا ہے ' اور شب و روز کے ۲۴ گھنٹوں یں ایک منٹ کے لیے بھی اس سے جدا نہیں ہوتا -

لوگ ہمیشہ تفکر و اعتبار کے لیے کسی اہم اور عظیم الشان اقعات کے منتظر رہتے ہیں ' گویا وہ اپنے قوی کو اس سے ارفع و اعلیٰ سمجھتے ہیں کہ وہ معمولی چیزوں میں مشغول ہوں ' یا معمولی اقعات کو اس قابل نہیں سمجھتے کہ اسمیں عبرت و بصیرت ملے -

مگر یہ ایک دوسری نادانی ہے -

جیسا کہ میں ابھی کہچکا ہوں اس عالم کا ایک ایک ذرہ اپنے ندر عبرت و بصیرت کا ایک دفتر رکھتا ہے - اگر تم نہیں دیکھتے تو یہ تمہارا قصور ہے - بقول مرحوم غالب :

محرم نہیں ہے تو ہی نواہاے راز کا
یاں ورنہ جو حجاب ہے پردہ ہے ساز کا

اگر ایک واقعہ معمولی ہے تو یہ نہ طے کرلو کہ اسمیں تمہارے لیے عبرت آموزی کا سامان نہیں - کیا نہیں دیکھتے کہ خدائے تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت و ارشاد کے لیے جن چیزوں کو تمثیلاً ذکر فرمایا ہے ان میں مچھر ' مکھی ' اور اونٹ بھی ہیں ؟

عبرت و بصیرت اگر چاہتے ہو تو یہ عذر و تربع کیوں ؟ روشنی کے طالب ہو تو جہاں ملے لو ' یہ نہ دیکھو کہ چراغ شمع کافوری ہے یا مٹی کا دیا ؟

پھر جواہر کی جگہ تو زمین کے نیچے ہی ہے - اور جس لعل شب تاب کو تم آج تاج شاہی میں چمکتے دیکھتے ہو کل یہی زمین کے نیچے سنگریزوں میں ملا تھا -

زمیندار پریس کے واقعہ کو اگر صرف واقعی حیثیت سے دیکھیے تو وہ اس سے زیادہ کا مستحق نہیں کہ چند سطروں میں لکھکے اس کے ساتھ مدصرانہ تاسف و ہمدردی کا اظہار کردیا جائے - لیکن اگر بصیرت کی آنکھوں سے دیکھیے تو وہ ہمارے ماضی و مستقبل کا آئینہ اور عبر و بصائر کا ایک دفتر ہے - جنمیں سے بعض کی طرف گذشتہ نمبر میں اشارہ کرچکا ہوں اور بعض کی طرف اس نمبر میں توجہ دلانا چاہتا ہوں -

---

بعض امور ایسے ہیں جنکو میں بارہا کہچکا ہوں مگر پھر کہتا ہوں اور اسوقت تک کہتا رہونگا جب تک زبان میں قوت نطق اور قلم میں قوت تحریر ہے - ممکن ہے کہ انکے اعادہ و تکرار میں آپ کو لطف نہ آئے ' لیکن اگر آپ لذت جو اور جدت پسند ہیں تو میں مجبور نہیں کرتا کہ آپ سنیں -

میں افسانہ گو نہیں کہ ہر بار نیا قصہ سناؤں ' میں تو حق و صداقت کا داعی ہوں ' جو ہمیشہ یکساں رہتے ہیں - اسکے علاوہ حق و صداقت کی دعوت تو لطف و لذت کے لیے نہیں بلکہ اصلاح و ارشاد کے لیے ہے - پس اگر آپ اصلاح چاہتے ہیں تو آئیے اور اگر ذرا تلخ ہے تو منہ نہ بنالیے کہ :

دارے تلخ ست دافع مرض

حق و صداقت کا ایک مسکت و قاطع معجزہ یہ ہے کہ وہ جب اپنی آواز بلند کرتا ہے تو وہ بے اعوان و انصار اور بے سازو برگ ہوتا ہے - مگر زیادہ عرصہ نہیں گزرتا کہ باطل کی جماعت میں سے ایک گروہ کٹکے ان کے ساتھ ہو جاتا ہے ' اور یہ گروہ بڑھتے بڑھتے اسقدر بڑھجاتا ہے کہ بالآخر حق کو اپنی ابتدائی بے نوائی و کس مپرسی کے با وجود فتح اور باطل کو اپنی ابتدائی سر و سامان اور کثرت سواد و جماعت کے باوجود شکست ہوتی ہے -

بالفاظ دیگر اگر آپ حق کے داعی ہیں تو آپ کو اپنی کوششوں میں مصروف رہنا چاہیے ' اور ظلم و عدوان کی زور آزمائیوں سے مرعوب یا شکستہ دل نہ ہونا چاہیے ' کیونکہ اگر حق آپکے ساتھ ہے تو نا ممکن ہے کہ دنیا آپ کے اعوان و انصار سے خالی ہو - وہ وقت ضرور آئیگا جب آپکے گرد پرستاران حق کی فوج جمع ہوگی اور آپ کو ظلم و عدوان کے پنجے سے نجات دلائینگے - اس خدائے توانا و قدیر کا وعدہ ہے کہ و العاقبة للمتقین -

---

ہماری ایک عقل سوز تعجبی یہ ہے کہ ہمیں انگلستان کے زیر حکومت آئے ہوے نصف صدی سے زیادہ عرصہ ہوا مگر آج تک ہم اسکے طرز حکومت سے نا واقف ہیں -

ہماری حق طلبی اور داد خواہی کا سدرۃ المنتہی شملہ ہے - حالانکہ شملہ کو تو آسمان اول سمجھیے جہاں نفاذ کے لیے احکام اترتے ہیں ' ورنہ خود احکام کا مصدر تو اس بر اعظم کے پار ہے -

پھر جب آپ شان عبودیت اور ہاتھ سے دیتے ہیں اور رضا و تسلیم کو چھوڑ کے طلب و سوال کے میدان میں آئے ہیں - تو کیوں نہ آواز کو اسقدر بلند کیجیے کہ خود عرش تک پہنچے اور رساٹ کی ترجمانی سے بے نیاز ہو جائے ؟ آپ اس سے کیوں سوال کرتے ہیں جو آپ کو دینے کے لیے خود دوسرے کا محتاج ہے ؟ اگر سوال کرنا ہے تو خود اس دوسرے سے کیوں نہ کیجیے -

آپ مظلوم ہیں اور انصاف چاہتے ہیں ' بسم اللہ فریاد کیجیے اگر یہاں آپکی فریاد رسی نہ ہوگی تو اپنی کوتہ نظری اور پست

همتي سے یہ کیوں سمجھتے هیں که اس سرزمین میں بھي نه هوگي جسے انگلستان کہتے هیں اور جہاں حق اور مظلوم کے دستگیر معدوم نہیں -

آپ جب تک آئیني حکومت کے ماتحت هیں اسوقت تک آپکو فریاد رسي سے مایوسي کي کوئي وجه نہیں - البته شرط یه هے که آپکي صداے فغاں سنیچ و دادخواہ اگر شملہ کي چوٹیوں سے ناکام واپس آئے تو سمندر کو عبور کر کے ایوان پارلیمنٹ میں غلغله انداز هو -

---

مسٹر ظفر علیخاں حادثۂ کانپور کے زمانه میں لندن گئے تھے - ابھي تک وهیں مقیم هیں - قیام کے جو نتائج زمیندار پریس کے حادثے کے بعد ظاهر هوے هیں انمیں همارے لیے بہت بڑي بصیرت و عبرت موجود هے -

زمیندار پریس کي ضبطي کے تار پہنچنے کے بعد انگلستان کے دو مشہور و مقتدر اخبار یعني " ڈیلي نیوز اینڈ لیڈر " اور منچسٹر گارجین کے نامه نگار مسٹر ظفر علي خاں سے ملے' اور دونوں اخباروں نے اپنے اپنے کالموں میں اس واقعه پر نوٹ لکھے -

لیکن اس سے زیادہ اهم یه واقعه هے که پارلیمنٹ کے ممبروں سے مسرس جان ڈبلن' کیر هارڈے' جوسیا ویجوڈ' هربرٹ برروز (ایک مشہور سوشیالسٹ) اور فلپ سنوڈن نے خطوط کے ذریعه سے اظہار تاسف و همدردي کے علاوہ یه وعدہ کیا هے که اگر وہ پارلیمنٹ میں کوئي خدمت انجام دیسکتے هیں تو وہ اسکے لیے تیار هیں -

آخر میں میں پھر کہتا هوں که اس واقعه کو سرسري نظر کے حوالے نه کیجیے که اس میں همارے لیے عبرتوں اور بصیرتوں کا ایک دفتر موجود هے' اور سعي و عمل کي صداے دعوت آرهي هے -

سنــه ۱۹۱۴ کی موتمرِ امن

ایساني طبائع بھي بدرجه بر قلموں هیں

ایک طرف تو علم و دانش ' اور مدنیت و تہذیب ' کی اس حیرت انگیز ترقی کے باوجود انسانوں کي ایک کثیر جماعت ان عادات کے ترک کے لیے مستعد نہیں جو اسکے دور همجیت و سبعیت کي یادگار سمجھي جاتي هیں - بلکه علم جسقدر نوامیس فطرت کو بے نقاب کرتا جاتا هے اور وسائل و آلات جسقدر وسیع هوتے جاتے هیں ' اسیقدر اسکا ناهب و استعداد ' اور ساز و سامان بھي بڑھتا جاتا هے -

مگر دوسري طرف اسي آسمان کے نیچے ایک اور جماعت هے ' جو جمال امید کے فریب میں گرفتار هے ' اور تجربه و اختیار کے علي الرغم ان عادات کا استیصال چاهتي هے ' جو انسان کے آب و گل کے ساتھه خمیر هوے هیں -

حال میں دول یورپ کے اپنی بري و بحري فوجوں کي ترقي میں جو سرگرمیاں دکھائي هیں وہ تو آپ تلغرافات کے سلسله میں پڑھچکے هونگے ' اور غالبا آپ نے یه بھي پڑھا هوگا که انگلستان میں چونکه فوجي زندگي کی طرف لوگونکي رغبت کم هوتي جاتي هے ' اسلیے قوم کو متحرک تصاویر کے ذریعه سے فوجي زندگي کے مختلف مناظر دکھاے جائینگے تاکه اسکا جنگي جوش اور فوجي زندگي قائم رهے -

اب ایک خبر اسکے بالکل متضاد و متناقض سنیے

ڈاکٹر ولسن رئیس جمهوریت امریکه نے تیسري موتمر امن کے لیے دعوت نامے بھیجدیے هیں' جو اس سال حسب معمول هیگ میں منعقد هوگي -

لیکن اس اجتماع کا کیا حاصل هے ؟

ریویو آف ریویوز کے مضمون " سنه ۱۳ ع کي موتمر السلم " (نمبر ۵ جلد ۳ الهلال) میں آپ نے پڑھا هوگا ' که موتمر امن کے هر اجتماع کے بعد دول کے جنگي مصارف میں حیرت انگیز و امید سوز اضافه هوا هے - کیا یهي موتمر کے اجتماعات کا نتیجه هے ؟

پھر صحراء لیبیا اور جزیرہ نماے بلقان میں جو انسانیت سوز واقعات پیش آئے - انمیں اس موتمر نے کیا کیا ؟ کیا یه موتمر انهي قوموں میں امن قائم کرنا چاهتي هے جنمیں پہلے سے امن موجود هے ؟

بہتر هے که اس سلسله میں ایک مغالطه کي حقیقت سے پرده اٹھا دیا جائے -

یه صحیح نہیں که آج یورپ میں قیام امن کي وجه اسکی امن پرستي هے - اگر یورپ درحقیقت امن پرست اور انسانیت دوست هوتا ' تو اسکے گرجوں کے ممبر' جلسوں کے اسٹیج' اور اخبارات کے صفحات پر بلقان کے دشمنان انسانیت کا اس گرمجوشي سے استقبال نه کیا جاتا ' اور وہ خود اپني آبادي اور خزانے کے ایک کثیر حصه کو سبعیت و درندگي کي طیاري کے لیے وقف نه کردیتا -

فی الحقیقت یورپ میں موجودہ قیام امن کا سبب اور هے - یورپ کي هر سلطنت مسلح هے ' اور اسطرح مستعد که گویا میدان جنگ جانے کے لیے آخري بگل کي منتظر هے - اسلیے دوسرے کو جرأت دست درازي نہیں هوتي که جواب ترکي بترکي ملیگا - اسکے ساتھه مشغله کے لیے ایشیاء اور افریقه موجود هے اسوجه سے یه نہیں هوتا که قوت پیدا هو' اور تعطل و بیکاري کي وجه باهمدیگر اندر هي اندر کام کرنے لگے -

پس قیام امن کا اصلی راز یه هے - جب یه مشغله ختم هوجائیگا اور تعطل و بیکاري کا دور شروع هوگا تو وہ وقت هوگا که قلم کي جگهه تیغ ' ڈپلومیسی کی جگه سپه سالاري ' انسانیت و اخلاق کي جگه برتري و درندگي ' اور صلح کی جگه جنگ لیگي ' اور یورپ کے تمدن زار میں وهي نظر آئیگا جو ایشیاء کے وحشتکدہ میں نظر آرها هے - سنة الله التي قد خلت من قبل ولن تجد لسنة الله تبدیلا -

تقریب تخت نشیني و مسلم قرباني

اس کرہ ارض پر هم اکیلے نہیں جن پر سے مصائب و محن اور شومي و بدبختي کا سیلاب گزر رها هے - بلکه دنیا کي بہت سي قومیں همارے شریک حال هیں - لیکن آه ! یه هماري مزیت هے که جب دنیا کو خون کي ضرورت هوتي هے تو هماري هي رگیں کھولي جاتي هیں -

سنه بارہ اور تیرہ انسانیت کي تاریخ میں در خونین سال تھے مگر به کسکا خون تھا ' جس نے انهیں رنگین کیا ؟ اس کا جواب میں کیا دوں که طرابلس کے ریگستان ' بلقان کے دشت و جبل ' ایران کے میدان لاله زار ' اور کانپور کي سرزمین کا ایک ایک ذرہ جواب دیرها هے - ذلك لمن كان له قلب او القى السمع وهو شهید -

ان دو سالوں میں مسلمانوں کا جسقدر خون بہا هے وہ پوري ایک دنیا کے لیے کافي هے' مگر جو شے بلا معاوضه هاتھه آئے اسکے استعمال میں کیوں دریغ کیا جائے -

گذشته نمبر کے " السبوع " میں آپ یه خبر دیکھه چکے هیں که انقلاب البانیا کے سلسله میں کئي عثماني افسروں کو پھانسي کا حکم دیا گیا هے - اس هفته کي یه خبر هے که اس حکم کا نفاذ پرنس وائڈ کے آنے تک ملتوي رکھا گیا هے تاکه اس خوشي کے شکریه میں مہ عدارند کے ایک ۹۵ - فیصدي مسلم آبادي والے ملک کے تخت پر ایک مسیحي شہزادہ کو بٹھایا هے وہ خود اور مسلمانوں کو قربانگاہ مسیحیت پر چڑھا سکیں !

الهلال

۱۵ ربیع الاول ۱۳۳۲ هجری

مدارس اسلامیه

نـــدوة العلمـــا

در مسئلـــهٔ احیـــاء اصـــلاح

(۴)

گذشته تمہید سے مقصود یہ تھا کہ ندوۃ العلما کے مقاصد کي اصلي حیثیت سب سے پہلے صاف ہو جاے ' اسلیے کہ اعجوبہ زار ندوہ کے عجائب و غرائب میں سے ایک بوالعجبي یہ بھي ہے کہ اُسے نہ صرف باہر کے تماشائیوں ہي نے بلکہ خود اندر کے کارفرماؤں نے بھي بہت کم سمجھا ہے ' اور بعض حالتوں میں تو بالکل سمجھاہي نہیں !

ندوہ کي حالت پر فطرۃ نگار نیشا پوري کا یہ مقطع ٹھیک ٹھیک صادق آتا ہے :

تو نظیري ز فلک آمدہ بودي چو مسیح
باز پس رفتي و کس قدر تو نشناخت دریغ !

ندوہ کي بنیاد کچھہ عجیب طرح سے پڑي - ایک عمارت بنگئي ' مگر اسطرح کہ معماروں کي نیت اور ارادے کو اسمیں بہت کم دخل تھا ' اور بہت سے تو سمجھتے بھي نہ تھے کہ یہ جو کچھہ بن رہا ہے اُس سے کیا کام لیا جالیگا ؟ اسکي سرگذشت اگر تفصیل سے بیان کي جاے تو اس امر کي ایک نہایت مفید اور قریبي مثال ہوگي کہ دنیا میں بہت سی نیکیاں خود بخود طہور میں آجاتي ہیں ' اور وہ اپنے طہور میں کام کرنے والوں کے علم و ارادہ کي بالکل محتاج نہیں -

بہر حال گذشتہ بیانات سے مندرجۂ ذیل امور آپ پر واضح ہو گئے :

(۱) قرون اخیرۂ اسلامیہ میں اصلاح و تغیر کي جسقدر تحریکیں پیدا ہوئیں ' انکی تین قسمیں تھیں ' جنھیں میں نے اصلاح سیاسي ' اصلاح افرنجي ' اور اصلاح دیني کے لقب سے یاد کیا ہے -

(۲) ان سب میں صحیح اور متقین الفوز راہ " اصلاح دیني " ہي کي ہے - کیونکہ دونوں ابتدائي قسمیں نتائج میں انقلاب پیدا کرنا چاہتي ہیں ' اور یہ علل و اسباب کو فراہم کرنا چاہتي ہے - اس کي بنیاد ایک راسخ و محکم اعتقاد اور وحي الہي کے پیدا کیے ہوے یقین پر ہے ' اور اُن دونوں کي بنیاد محض تقلید پر -

(۳) اسي " اصلاح دیني " کی قسم میں " ندوۃ العلما " کي تحریک بھي شامل ہے -

ندوۃ العلما نے اگرچہ دعوت و ارشاد کا کوئي اہم کام انجام نہیں دیا ' مگر اسکي مزیت و خصوصیت یہ ہے کہ وہ بہت جلد اُس اصلي کام کي طرف متوجہ ہو گیا ' جو اصلاح دیني کي راہ کے تمام موانع و مشکلات کو دور کرنے والي ہے ' یعنے علوم اسلامیہ و عربیہ کے طریق تعلیم کي اصلاح اور ایک نئي درسگاہ کي تاسیس -

یہ واضح رہے کہ میري بحث صرف مقاصد اور اصول تک محدود ہے ' طریق عمل اور جزئیات کار کے متعلق ابھي کچھہ نہیں کہتا - بہت ممکن ہے کہ بہت سي باتوں سے مجھے اختلاف ہو - مثلاً یہ کہ اُس درسگاہ نے جو طریق تعلیم اختیار کیا ' یا اصلاح نصاب کے اہم اور بنیادي مسئلے کو جس طرح طے کیا گیا ' یا تکمیل وعلوم کی جو جماعتیں قرار دي گئیں ' یا تکمیل کے بعد جو مقصد پیش نظر رکھا گیا - لیکن یہ تمام جزئیں اصول اصلاح میں داخل نہیں ہیں -

میرا ذاتي خیال ان امور کے متعلق جو کچھہ ہے وہ پیش نظر حالات سے مختلف ہے اور اس وقت تک انکا بیان کچھہ مفید نہوگا جب تک خاص مسئلۂ اصلاح پر ایک مستقل مضمون لکھکر یہ تفصیل اپنے خیالات ظاہر نہ کروں -

یہاں صرف اس اصول عمل اور اساس کار سے بحث ہے کہ ندوہ نے اصلاح دیني کا طریق اختیار کیا ' اور اس طریقہ کے سب سے بڑے اہم اور بنیادي مسئلے کو پوري صحت کے ساتھہ سمجھا ' یعنے سب سے پہلے موجودہ طریق تعلیم کي اصلاح کرني چاہیے اور اسکے لیے ایسی درسگاہ قائم کرني چاہیے جس سے علماء مصلحین اور مرشدین مہتدین پیدا ہو سکیں -

پس مندرجۂ ذیل اصول زیر بحث ہیں ' جن میں جزئیات عمل اور اسلوب و طریق عمل کو کوئي دخل نہیں :

(۱) اصلاح دیني کا کام انجام نہیں پا سکتا ' جب تک قوم کو اسلام کي صحیح تعلیم نہ دي جاے ' اور تمام طبقات امت کا جہل دیني دور نہو -

(۲) اسکا ذریعہ صرف علماء کاملین و حق ہیں ' جو روز بروز ہم میں قلیل و مفقود ہوتے جاتے ہیں ' اور جنکي قلت ہي کا یہ نتیجہ ہے کہ قوم میں حیات دیني کے نتائج و ثمرات مفقود ہیں -

(۳) انقلاب حالات نے بعض اور ایسي ضرورتیں بھي پیدا کر دي ہیں ' جو کل تک نہ تھیں - مثلاً علوم حدیثہ و انسنۂ اقوام متمدنہ ' ضرور ہے کہ علماء حال انسے بھي واقف ہوں -

(۴) اسکا وسیلہ یہ ہے کہ علوم دینیۂ و عربیہ کي تعلیم و طرز تعلیم کي اصلاح و تہذیب و تسہیل کي جاے ' اور ایک نئي درسگاہ قائم ہو -

فی الحقیقت اصلاح دینی کا اصلي اور صحیح راستہ انہي اصولوں میں ہے - اسکے سوا اور کوئي طریقہ نہیں ہوسکتا - ندوہ کو گو وہ اسباب نہ ملے جنکي وجہ سے وہ صحیح و اقرب طریق عمل اختیار کرتا ' اور نیز میرے خیال میں ایک بڑي غلطی یہ بھي ہوئي کہ علماء راسخین و حق کی جگہ " موجودہ ضروریات کے مطابق علما " پیدا کرنے پر زیادہ زور دیا گیا ' جو در اصل اہمیت کے لحاظ سے دوسرے درجہ کی ضرورت تھي نہ کہ اصل ضرورت تاہم اسنے حقیقت کو سمجھا اور اصولاً جو راہ اختیار کي ' وہي اصلي و حقیقي راہ عمل و وسیلۂ اصلاح دیني ہے -

میں کسي قدر اسکي تشریح کرونگا -

(اصلاح دیني اور اساس عمل)

گذشتہ نمبر میں میں " اصلاح دیني " کي تحریک ' اور اسکے بعد مصلحین کا مختصراً ذکر کرچکا ہوں ' لیکن اصلي سوال وہ ہے جو اُسکے بعد سامنے آتا ہے یعنے اصلاح کے عمل و نفاذ کا ذریعہ کیا ہو ' اور کیونکر مسلمانوں کے اندر تعلیم اسلامی کي صحیح و حقیقي زندگي پیدا کي جاے ؟

اس اصلاح کے حماۃ و دعاۃ متبحھین فرنگ اور متلاشیان تمدن و علوم سے کہتے ہیں کہ تم جس متاع گم گشتہ کیلیے سرگرداں پھرو ' اُسکا سراغ بھي اسي راہ سے لگے گا ' پھر وہ وسائل عمل کیا ہیں جنکے ذریعہ سے دین الہي کي صحیح رہنمائي ' اخلاق و تربیت ' علوم و فنون ' صنائع و حرف ' معاشرت و تہذیب ' غرضکہ حیات اجتماعي کے تمام اجزاء صالحہ تک پہنچا دے ؟

درحقیقت اسکا جواب ایک ہي ہے - یعنے قوم کو مذہب کي صحیح و حقیقي تعلیم دینا ' اور ایسے علماء راسخین و حق

مصلحین و مرشدین کو پیدا کرنا جنکے ذریعہ سے تمام قوم کی اصلاح ہوسکے -

اصلاح دینی کی ضرورت جن جن مصلحین نے محسوس کی انہوں نے دعوت و ارشاد اور تجدید افکار کیلیے صدائیں بلند کیں ' وعظ کا سلسلہ شروع کیا ' مقالات و رسائل تحریر کیے ' جلسے و مجلات شائع کیے ' اور انکی کوششیں بیکار بھی نہ گئیں ' لیکن باہم کوئی انقلاب حیرت نظام عمل خانہ نہ آیا ' جس سے اس قوم کے اندر تبدیلی پیدا ہوسکتی جسکی غفلت صدیوں سے اور ہستی تعداد تیس کروڑ سے متجاوز ہے -

مصلحین ہمیشہ مظلوم و قلیل رہے ہیں کیونکہ اصلاح جب بھی اٹھتی ہے تو اسکا کوئی ساتھی نہیں ہوتا - البتہ وہ خود ہی کی روح ترتیب دیتی ہے - پس اصلاح کا اولین کام یہ ہونا چاہیے کہ مصلحین کی تعداد بڑھائی جاے اور سب سے پہلے ایسے لوگ پیدا کیے جائیں جو اصلاح کے کاموں کو انجام دیسکیں - ورنہ محض وعظ و مواعظ بیداری تو پیدا کردینگے لیکن قوم کو بدل نہیں سکتے

اس سے بھی زیادہ یہ کہ اصلاح دینی کی بنیاد مذہبی اعمال کے انقلاب پر ہے ' اور قدرتی طور پر اسکا ذریعہ صرف علما ہی ہوسکتے ہیں - پس جب تک علوم دینیہ کی تعلیم اس نہج پر نہ ہوگی ' جس سے علماء عاملین پیدا ہوسکیں ' اس وقت تک صرف جلسے مصلحین کا وجود کوئی بڑی تبدیلی پیدا نہیں کرسکتا -

چنانچہ ندوۃ العلما سے پیشتر جن جن مصلحین نے صدا اصلاح بلند کی ' انکا بھی منتہاے فکر یہی تھا کہ علوم دینیہ کی ایک ایسی درسگاہ قائم کی جاے ' اور علماء کے اندر اصلاح و تغیر کے افکار پیدا کیے جائیں -

(شیخ محمد عبدہ کی اسکیم)

مرحوم شیخ محمد عبدہ جو اس طریق اصلاح کے ایک بہت بڑے داعی تھے ' اور جنھوں نے تمام عمر اسی کی دعوت میں بسر کردی ' انکا منتہاء آمال ' نصب مقاصد بھی ہمیشہ یہی رہا کہ ایک دارالعلوم اصلاح طریق تعلیم و نصاب کے بعد قائم کیا جاے -

گذشتہ نمبر میں انکے مشہور اخبار " العروۃ الوثقی " کا ذکر کرچکا ہوں - اسکے پانچویں نمبر میں انھوں نے علماء اسلام کو اس طرف توجہ دلائی تھی - چنانچہ اپنے مقالۂ افتتاحیہ کے آخر میں لکھتے ہیں :

" لو تدبروا آیات القرآن و اعتبروا بالحوادث التی المت بالممالک الاسلامیۃ لعلموا أن فینا من حاد عن أوامر اللہ وضل عن ھدیہ وما من مال عن الصراط المستقیم الذی ضربہ اللہ لنا و ارسلنا الیہ و بیننا من اتبع أھواء النفس وخطوات الشیطان (ذلک بان اللہ لم یک مغیرا نعمۃ أنعمھا علی قوم حتی یغیروا ما بانفسھم و ان اللہ سمیع علیم) فعلی العلماء الراسخین وھم روح الامۃ وفواد الملۃ المحمدیۃ أن یھتموا بتنبیہ الغافلین عن ما أوجب اللہ و ایقاظ النائمۃ قلوبھم عما فرض الدین و یعلموا الجاھل ویزعجوا نفس الداھل ویذکروا الجمیع بما أنعم اللہ بہ علی آبائھم ویستلفتوھم الی ما أعد اللہ لھم لو استقاموا و یحذروھم سوء العاقبۃ لو لم یتدارکوا أمرھم بالرجوع الی ما کان علیہ النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) و اصحابہ (رضی اللہ عنھم) ورفض کل بدعۃ والخروج عن کل عادۃ سیئۃ لا تنطبق علی نصوص الکتاب العزیز و یقصوا علیھم أحوال الامم الماضیۃ وما نزل بھا من قضاء اللہ عند ما حادت عن شرائعہ و نبذت أوامرہ فأذاقھم اللہ الخزی فی الحیاۃ الدنیا (ولعذاب الاخرۃ أکبر لو کانوا یعلمون) "

یعنی اگر ہم قرآن کریم کا تدبر و تفکر کے ساتھ مطالعہ کریں اور پھر ان تمام حوادث و انقلاب پر نظر ڈالیں جسکی وجہ سے آج تمام عالم اسلامی مبتلاے مصائب و آلام ہے ' تو ہم پر واضح ہوجائیگا کہ یہ سب کچھ فقط و صرف اس امر کا ہے کہ خدا کے حکموں سے ہم نے روگردانی کی ' ہدایت قرآنی کی راہ سے ہٹ گئے ' اور صراط مستقیم کو چھوڑ کر تابع ہوا و ہوس و خطوات شیطانیہ ہوگئے ' قرآن کہتا ہے کہ خدا اپنی قوم کو کوئی نعمت کبھی واپس نہیں لیتا جب تک کہ وہ خود ہی صلاحیت کو ضائع نہ کردے

پس علماء راسخین جو امت کی اصل روح اور فواد ملت ہیں اور جو امت مرحومہ کے وجدانی نگہبان ہیں ' فرض ہے کہ سب سے چوکنا رہیں اور غافلوں کو بیدار کریں اللہ کے راہ خدمت میں جو کچھ واجب ہے اسے ادا کرنا چاہیے

اگر انھوں نے قوم کو بیدار نہ کیا اور اس گہری ہوائی حالت میں نہ لوٹایا ' جو عصر نبوت و صحابۂ قوم سے وقت تھی ' اور تمام بدعات و زوائد اور عمال سنۂ خلاف قرآن و سنت کی ظلمت سے مسلمانوں کو باہر نہ نکالا ' تو یہ یقینی ہے کہ وہ وقت آخر اس قوم کیلیے بھی آنے والا ہے ' جو امم ماضیہ پر آچکا ہے : فانا فھم اللہ العصری فی الحمئۃ الذنب و نعدت الاخرۃ انذر کانوا یعلمون -

اس سے ظاہر ہے کہ شیخ محمد عبدہ نے پیش نظر اصلاح و دعوت کے مسئلے میں بھی دو مقاصد مہمہ اساسی تھے :

(۱) مسلمانوں کی موجودہ حالت سے اضطراب و سخط کا پیدا کرنا -

(۲) علماء کو کہ روح امت اور فواد ملت ہیں ' بیدار ہونا اور قوم کو شریعت کی اصلی و حقیقی تعلیم کی طرف بلانا چاہیے

عروۃ الوثقی کے صرف ۱۹ نمبر نکلے اور تمام عالم اسلامی جنبش میں آگیا - مجبوراً انگلستان اور فرانس نے متحدہ سازش کرکے اسے بند کرایا اور سلطان عبد الحمید نے بھی اسمیں شرکت کی مگر وہ اپنا کام کرچکا تھا -

اس سے بھی بڑھکر یہ کہ سنہ ۱۳۰۴ ھجری میں جبکہ شیخ موصوف بیروت میں تھے ' تو انھوں نے احیاء تعلیم علوم دینیۂ اسلامیہ کی ایک مبسوط اور مفصل اسکیم لکھی اور " لائحۃ الاصلاح والتعلیم الدینی " کے نام سے بذریعہ شیخ الاسلام سلطان عبد الحمید کے حضور میں پیش کی - اسمیں نہایت تفصیل سے اس حقیقت کو واضح کیا تھا کہ درس عثمانیہ آخری اسلامی حکومت ہے اسلیے وہ تمام مسلمانان عالم کی اصلاح حالت کیلیے ذمہ دار ہے اس اصلاح کے حصول کا ذریعہ صرف یہی ہے کہ مسلمانوں میں اسلام کی صحیح و حقیقی دعوت و اصلاح کے وسائل پیدا کیے جائیں ' اور وہ ممکن نہیں - جب تک تعلیم دینی کی اصلاح و تجدید نہو -

تمہید کے بعد اسمیں تعلیم دینی کے تین درجے قرار دیے ہے : الابتدائی ' الوسط ' العالی -

ابتدائی تعلیم عامۂ مسلمین کیلیے ہونی چاہیے ' اور اسکے لیے ایک جامع و سہل لفہ نصاب عقائد و فقہ اور تاریخ اسلام و سیرۃ نبوت و صحابہ کا ہونا چاہیے ' جو تیسرے تعلیم قرآن سے ماخوذ اور لا حاصل مباحث خلاف و جدال سے معرا ہو -

تعلیم وسطانی اس طبقۂ خواص و متوسطین کیلیے ہونی چاہیے جو مختلف السنۂ ملکی و اجنبی اور علوم و فنون جدیدہ کو حاصل کرکے مختلف مشاغل معاش و ملازمت میں مشغول ہوں -

انکے لیے ایک دوسرا نصاب ہونا چاہیے جو پہلے سے وسیع تر ہو مگر تمام تر کتاب و سنت سے ماخوذ ' اور صرف عقائد ' فقہ سادہ و سہل ' اور تاریخ و مدنی اسلام پر مشتمل ہو - البتہ ایک کتاب اسمیں ایسی بھی ہونی چاہیے جو علوم اسلامیہ و مذاہب اسلام کی تاریخ سے پوری واقفیت پیدا کردے -

آخری درجۂ عالی صرف ان لوگوں کیلیے ہے جو بحکم : ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر ' قوم کیلیے معلم اور داعی و رہبر ہوں - انکے لیے ایک نہایت اعلیٰ درجہ کے جامع و اصلاح یافتہ نصاب تعلیم کی ضرورت ہے - جسمیں علوم عقلیہ و نقلیہ داخل ہوں :

(۱) فن تفسير القران اور اسکے تمام متعلقات - ليکن اس سے مقصود جلالين يا بيضاوي نہيں ہے بلکہ وہ شے ' جو قران حکيم کے معارف و حقائق ' علوم و اخلاق ' و اسرار رباني و حکمة الهامي کے فہم و درس سے طالب کو قريب کرے اور اسکي شرح و تفسير سے بسہولت واضح ہو جائے کہ تمام عالم انسانيۃ کے نجاح و فلاح کا تنہا وسيلہ صرف يہي کتاب اور اسکي تعليمات حقہ ہيں ۔

(۲) وہ تمام علوم جو فہم و درس قران کيليے ضروري ہيں ۔

(۳) فنون متعلق لغة عربيہ ۔

(۴) حديث رہاں تک کہ قران حکيم کي خدمت ميں اس سے مدد لے اور اخلاق و حکمت اور سيرۃ نبوي کے متعلق معلومات حاصل ہوں مع متون روايت و درايت ۔

(۵) فن اخلاق و اداب ديني اس اسلوب پر جو امام غزالي نے احياء العلوم ميں اختيار کيا ہے ' مگر قواعد ادبيۂ شرعيہ سے منطبق کرنے کے بعد ۔

(۶) اصول فقہ مگر نہ اس معني ميں جس معني ميں اب سمجھا جاتا ہے بلکہ ايسي کتابيں جنکے پڑھنے سے صحت استدلال بالنص اور کليات احکام ' اور قواعد اساسيۂ حلال و حرام معلوم ہوسکيں ۔

(۷) تاريخ قديم و حديث - سيرۃ حضرۃ خاتم النبيين و صحابۂ کرام اسکا جزو اصلي ہے - اسکے علاوہ اسلام کے تمام انقلابات سياسي و اجتماعي و مدني کي تاريخ ' قرون وسطي کے حوادث اور حروب صليبيہ کے انقلابات ' اور تمام ممالک و اقوام اسلاميہ کے تفصيلي حالات ماضيۂ و حاليہ کي کتابيں بھي اسميں ہوني چاہئيں ' اور ہر موقعہ پر ان علل و اسباب طبيعيہ کو حسب اصول فلسفۂ تاريخ حال واضح کرنا چاہيے ' جو اقوام کے عروج و نزول و ارتفاع و انقراض کا موجب ہوتے ہيں ' نيز احکام الہيہ سے انہيں توفيق و تطبيق دينی چاہيے ۔

(۸) بقدر ضرورت فن منطق و خطابہ و اصول مناظرہ ۔

(۹) فن کلام و عقائد و ملل و نحل و تاريخ عقائد و فرق اسلاميہ ' ليکن اس اسلوب پر جس سے مباحث توحيد و عقائد پر حسب ادلۂ عقليہ و مباحث حکميہ عبور ہو جائے ' اور اسرار معارف حکميہ شريعۃ ميں بصيرۃ حاصل ہو - نہ کہ فلسفۂ ارسطو کا ايک شکل ديگر ميں مطالعہ ۔

اسکے بعد انہوں نے لکھا تھا کہ سب سے پہلے ان تمام اقسام و مدارج کي تعليم کيليے ايک نصاب تعليم کو مدون کرنا چاہيے کيونکہ جوامع آستانہ اور ازہر قاہرہ اس بارے ميں کچھ مفيد نہيں ہے ' اور اسکے ليے بہت سي کتابوں کي تہذيب و تلخيص و تعليق کرني پڑيگي ' اور بہت سي کتابيں از سر نو مدون ہونگي ۔

نيز انہوں نے لکھا تھا کہ مشکلات شداد اور ہم اہم و نازک ہے - ليکن سابقہ ہي تجربہ فوز و فلاح اور اسکے سوا تمام ابواب عدم مسدود - پس ضرور ہے کہ تعليم دينی کے نظام ميں ايک عظيم الشان انقلاب پيدا کيا جائے ۔

طريق تعليم بھي ہمارا بہت کچھ محتاج اصلاح ہے - اساتذہ کو کتاب سے اولي علمي بحث ہونا چاہيے ' ہمارے قديم علماء جو ٹھيک آج کل کي وضع سے طريق تدريس ہے ' پھر جاري کيا جائے ۔

آخر ميں انہوں نے تحرير کيا تھا کہ سب سے پہلے ايک مرکزي جامعۂ اسلاميہ (يونيورسٹي) قسطنطنيہ ميں قائم کي جائے اور شيخ الاسلام کے زير ہدايت ہو - اور اسکے بعد تمام ممالک عثمانيہ ميں خاصہ بلاد عربيۂ اسلاميہ مثل طرابلس ' حلب ' اور چين ' ملک ميں بھي مدارس قائم کي جائيں ' اور وہ تمام مکاتب و مدارس اور جامعۂ عاليہ اپنے مرتبے سے ملحق ہوں ۔

اگر سلطان عبد الحميد اور اولياء امور نے اس مشروع خير و مقدس پر توجہ مبذول کيا ہوتا تو کوئي نہ کوئي يونيورسٹي قسطنطنيہ ميں قائم کي جاتي ' آج عالم اسلامي کا نقشہ بدل گيا ہوتا ۔

سلطان عبد الحميد کا عقيدہ يہ تھا کہ اصلاح خواہ کسي قسم کا ہو اور خالص ديني ہي کيوں نہو ' ليکن اسکے بعد ميري سياست قائم نہيں رہسکتي - صيغۂ معارف کو حاکم ديدبا گيا تھا کہ جس دماغ ميں لفظ "انقلاب" يا "اصلاح" يا "تجديد" ہو ' اس کي اشاعت روک دي جائے !

شيخ جب اسطرف سے مايوس ہوگئے تو انہيں جامع ازہر کا خيال ہوا جو آج سبب سے بڑي درسگاہ علوم دينيۂ اسلاميہ کي ہے اور جسميں بہ يک وقت اٹھ ہزار تک طلبا دنيا کے مختلف حصوں کے موجود رہتے ہيں ۔

يہيں سے درس قران شروع کيا ' حکومت کو بوجہ دلالي ' اصلاح کيليے کميٹي قائم کي ' رياض پاشا کو اسکا صدر بنايا ' دس برس سعي و کوشش کرتے رہے ليکن کوئي نتيجہ نہيں نکلا حتي کہ ازہر سے مستعفي ہوگئے ۔

اسکے بعد " مدرسۂ دار العلوم " کي اسکيم نکالي - اور محکمۂ اوقاف کو اسکے مصارف کيليے آمادہ کيا - گورنمنٹ حديوي نے مدرسہ قائم کرديا ' مگر جو مقصود تھا وہ حاصل نہ ہوا - البتہ اتنا ہوا کہ علوم عربيہ کے ساتھہ بعض علوم و السنۂ حديثہ کي تعليم کي ايک راہ کھل گئي ۔

اس تفصيل سے مقصود يہ تھا کہ شيخ محمد عبدہ کي تمام حيات اصلاحي کا اصلي نصب العين يہي تھا کہ تعليم ديني کي اصلاح و تجديد ہو اور علماء و مرشدين مصلحين پيدا کيے جائيں ۔ وہ مصر کے مفتي ' حکام اعلي ميں داخل ' صاحب اثر و رسوخ ' متعدد محاکم و مجالس رسمہ کے ممبر ' خديو مصر اور وزراء کے ہم جليس و ہم سفر اور بالآخر ايک بہت بڑے مسلمان ليڈر کي حيثيت سے تمام عالم اسلامي ميں تسليم کيے جاتے تھے ' تاہم وہ کسي ايسے مدرسے کي تاسيس ' جس مطلوب ہوسکے - الہلال کے رفت يہ اشعار آنکي آخري صدا تھي ۔

وليست الاماني ان تنال بمجهد
ابل انما تعطي الفتي ما يقاسم
ولكن ديننا قد اردت صلاحه
فحاذر ان تقضي عليه العمائم !

(شيخ صدر الدين قونيوي)

گذشتہ نمبر ميں بسلسلۂ مصلحين و دعاۃ اصلاح ديني شيخ صدر الدين قاضي القضاۃ بلاد روميۂ روسيہ کا ذکر کرچکا ہوں - ميں نے انکي کتاب پڑھي ہے اور ميں سمجھتا ہوں کہ انکا وجود موجودہ عہد کے بزرگ ترين مصلحين امۃ ميں سے تھا ۔

انکي کتاب کا جو صرف موضوع اصلاح پر ہے اور جسکے تين حصے ہيں ' اگر ايک سطر ميں خلاصہ پوچھا جائے تو اسکے سوا کچھہ نہيں ہے کہ ہم ميں علماء مصلحين اور دعاۃ مرشدين پيدا ہونے چاہئيں اور يہ ہو نہيں سکتا جب تک کہ تعليم ديني و عربي کي اصلاح نہو ' اور ايک نئي درسگاہ قائم نہ کي جائے ۔

انہوں نے آخر عمر ميں ايک اور مختصر رسالہ اس موضوع پر لکھا تھا اور وہ رسالۂ امدار مصر اني نسبي الدنيا کي جلد ميں شائع ہوا ہے اسميں تمام علوم اسلاميہ کے نصب تدريس و طريق تعليم پر مفصلاً بحث کي ہے ' اور آخر ميں لکھا ہے کہ يہ کام نہايت اہم اور اساسي ہے - کاش حکومۃ عثمانيہ اسکي طرف متوجہ ہو اور جہاں سب کچھہ کر رہي ہے ' وہاں ايک چھوٹي سي درسگاہ جديد بھي آستانے ميں کھولدے ۔

انکي اور بعض ديگر ارباب علم و فکر کي سعي سے ترکستان ميں ايک کانفرنس منعقد ہوئي تھي تاکہ مسئلہ تعليم ديني پر غور کرے - چھہ دن تک اسکے اجلاس ہوے تھے اور اسکي مفصل رپورٹ اخبار ترجمان سے المويد نے نقل کي تھي - تمام مباحث کا خلاصہ يہي تھا کہ ايک نئي درگاہ قائم ہو - اسکے سوا اصلاح کا اور کوئي طريقہ نہيں ۔

مقالات

علـــوم القـرآن

از جناب مولانا سلیمان صاحب دسنوي

مسلمانوں کے حریف اگر انکے تمام ابواب فضائل و مناقب کی صحت و روایت سے انکار کردیں تو یہي ایک باب یقیناً ایسا رہجائیگا جسکے انکار کي وہ کبھي جرات نکر سکینگے - ہمارا اشارہ اس سے مسلمانوں کے اس شدید جدو جہد و سعي و محنت کیطرف ہے' جو انھوں نے " اپني کتـاب الهي " کي تشریح و توضیح ' تحقیق وتدقیق' اور فہم و تفہیم میں صرف کي - دنیا میں متعدد قومیں ہیں ' جنکے پاس حسب ادعا و زعم کتب الهي محفوظ ہیں ' لیکن مسلمانوں نے اپني کتاب الهي کے لئے جو خدمتیں انجام دیں اور اوسکے متعلق جو ذخیرہ علوم و تصنیفات فراہم کردیا ' کیا اسکا ایک حصہ بھي دوسري قومیں پیش کرسکتي ہیں ؟ بلاشبہہ بحیثیت ترجمہ ' مسیحي قوم کا کوئي قوم مقابلہ نہیں کرسکتي ' لیکن اون تراجم سے کیا فائدہ جنھوں نے خود اصل کو گم کردیا ہو ؟

مسلمانوں نے قران مجید کے ساتھہ جو اعتنا کي اور اوسکے متعلق جو خدمتیں انجام دیں' انکي ہم حسب ذیل جلي تقسیم کرسکتے ہیں :—

(۱) تشریح مسائل عامہ متعلقۂ قران ' مثلاً کیفیت نزول ' مناسبت قران ' قراءت وتجوید قران -

(۲) تدوین علوم متعلقۂ قران ' مثلاً علم الامثال ' علم الاعراب علم المجاز -

(۳) تفسیر معاني و الفاظ قران ' مثلاً کتب تفاسیر عامہ -

ان امور ثلاثہ میں سے ہر ایک اس لائق ہے کہ اگر اوسکی تفصیل کي جائے تو خود اوسکے متعدد شعبے نکل سکتے ہیں ' لیکن بخوف تطویل ہم صرف ضروري اور مـابحتـاج امور پر اکتفا کرینگے -

(مسائل متعلقۂ قرآن)

ان سے وہ مسائل مواد میں ' جو اگرچہ مباحث کي بنا پر مستقل فن نہیں بن سکتے ' اور اسلیے اونکے متعلق مستقل کتابیں نہیں لکھي گئیں - اس عنوان کے تحت میں حسب ذیل مسائل علماء نے بیان کیے ہیں :—

(۱) معرفت کیفیت نزول قرآن ' بدء و انتہاء نزول قرآن' (قران آنحضرت صلعم پر کسطرح نازل ہوتا تھا ' اور سب سے اول اور سب سے آخر کون سی آیت یا سورت نازل ہوئي)

(۲) معرفت آیات و سور مکیہ و مدنیہ - (مکہ میں کون کون آیتیں اور سورتیں نازل ہوئیں' اور مدینے میں کون ؟)

(۳) معرفت اوقات و ازمنۂ نزول - (یہ آیتیں اور سورتیں کس وقت نازل ہوئیں ؟)

(۴) معرفت مقامات و اماکن نزول - (کہاں اور کس مقام پر نازل ہوئیں ؟)

(۵) معرفت جمع و ترتیب قرآن - (قرآن کسطرح جمع و مرتب ہوا ؟)

(۶) معرفت تعداد سور و آیات و کلمات قرآن - (قرآن میں کتني سورتیں' کتني آیتیں اور کتنے حروف ہیں ؟)

(۷) معرفت مجمل' و بین' و مفید و مطلق' و عام و خاص' و منطوق و مفہوم' و محکم و متشابہ قرآن -

(۸) معرفت اقسام دلائل قرآن -

(۹) معرفت طرق مخاطبات قران -

(۱۰) معرفت حصر و تخصیص و ایجاز و اطناب قرآن - وغیر ذلک -

(علوم متعلقۂ قران)

علماے اسلام نے قران مجید کے متعلق جو خدمات انجام دیے ہیں اوسکي عملي دلیل یہ ہے کہ اونھوں نے قران مجید کے ہر شعبہ کے متعلق اتنے علوم مدون اور اسقدر کتابیں تصنیف کردي ہیں کہ اونکا حصر بھي مشکل ہے - کشف الظنون اور فہرست ابن ندیم میں سینکڑوں علوم و تصنیفات متعلقۂ قران کا ذکر ہے' جو آج بالکل ناپید ہیں ' تاہم تلاش و جستجو سے جن علوم وتصنیفات کا پتہ ملتا ہے' وہ حسب ذیل ہیں :—

رسوم القران ' تجوید القران ' اعراب القران ' مصادر القران ' افراد القران و جمعہ ' مفردات القران ' غرائب القران ' معاني القران ' اعجاز القران ' مجاز القران ' تشبیہ القـران ' امثال القـران ' امثلۃ القـران ' بدائع القـران ' اسباب النـزول ' مبہمات القـران ' متشابہ القـران ' اقسام القران ' مناسبـۃ الایات و السور ' مطالـع القـران و مقاطعـہ و فواتح السور ' اعلام القران ' اسم القران و منسوخہ ' مشکلات القـران ' حجج القران ' احکام القران ' جوہر القران ' نجوم القران -

ان تمام علوم کے متعلق در قسم کي تصنیفـات ہیں ' ایک وہ جن میں ان تمام علوم و مسائل سے ایک ہي کتاب کے مختلف ابواب میں بحث کي گئي ہے ' اور باختصـار وہ ان تمام مباحث پر مشتمـل ہیں اس صنف تصنیفات کو ہم نے " جوامع علوم قران " دوسري قسم ان تصنیفات کي ہے جن میں ایک ایک علم اور ایک ایک مبحث سے مستقلاً بحث ہے اور وہ صرف ایک ہي علم یا مبحث کے مختلف انواع مسائل نکات اور فوائد کو جامع ہیں -

(جوامع علوم القران)

دنیا میں ہر شے اپني بسیط اور سادہ حالت سے شروع ہوتي ہے اور پھر رفتہ رفتہ ایک شاندار ترکیبي حالت تک پہنچ جاتي ہے - علوم قران کے متعلق بھي ابتدائي کوششیں انفرادي علوم و مسائل سے شروع ہوئیں' اور ایک مدت کے بعد وہ تکمیل کو پہونچیں - یہي سبب ہے کہ علوم قران کے متعلق متعددہ تصانیف دوسري صدي میں موجود ہوتي نہیں ' لیکن جوامع تصنیفات کا سراغ ہمکو سب سے پہلے پانچویں صدي میں ملتا ہے - ہم جوامع علوم قران کا پہلا مصنف علي بن ابراہیم العوفي المتوفي سنہ ۴۳۰ کو جانتے ہیں ' جسکي تصنیف کا نام علوم القران ہے' اسکے بعد سنہ مکي بن

ابي طالب المتوفى سنه ۴۳۷ كي " الهداية الى بلوغ النهايـة " كا نام لينا چاهيے ' مصنف نے يه كتاب ۷۰ جزو ميں معاني و انواع علوم قران پر لكهي هے اس باب ميں تيسري تصنيف موسس فن بـلاغت امـام عبد القاهر جرجاني المتوفي سنه ۴۷۵ كے تلميذ رشيد ابو عامر فضل بن اسماعيل جرجاني كي البيان في علوم القران هے ' اسكے بعد ابو موسى محمد بن ابي بكر اصفهاني المتوفي سنه ۵۸۱ كي مجموع المغيث في علم القراءة والحديث - يه پهلا شخص هے ' جسنے علوم قران و حديث پر يكجا كتاب لكهي - علامه ابن جوزي المتوفي سنه ۵۹۷ كي " فنون الافنان في عجايب القران " بهي اس فن كي ايك مبسوط تصنيف هے - بديع الدين احمد بن بكر بن عبد الوهاب القزويني الموجود سنه ۶۲۵ كي الجامع العزيز الحادي معلوم لكتاب الله العزيز اپني دلالت عنوان كے لحاظ سے ايك قابل قدر كتاب معلوم هوتي هے ' اسي موضوع پر جمال القراء و كمال الاقراء علم الدين ابوالحسن علي بن محمد سخاوي المتوفي سنه ۶۴۳ كي بهي تصنيف هے جس ميں قراءات وقف و ابتداء ناسخ و منسوخ وغيره مباحث قران پر مشتمل هے - محمد بن عبد الرحمان بن شامه المتوفى سنه ۶۶۵ كي المرشد الوجيز في علوم متعلق بالقران العزيز بهي اس فن ميں ايك كتاب هے ' ليكن ان تمام تصنيفات سے بهتر بدر الدين محمد بن بهادر زركشي المتوفي سنه ۷۹۴ كي " البرهان في علوم القرآن " جس ميں ۴۷ مختلف حيثيات سے قران مجيد كے متعلق مباحث هيں ' اسكے بعد قاضي جلال الدين بلقيني المتوفي سنه ۸۲۴ كي مواقع العلوم من مواقع النجوم هے - اس كتاب ميں چهه فصول كے تحت ميں قران مجيد كے مختلف پچاس مباحث درج هيں - سنه ۸۵۶ ميں محي الدين محمد بن سليمان كافيجي نے " التيسير في علم التفسير " كے نام سے ايك چهوٹا سا رساله لكها جسپر گو كافيجي كو فخر تها مگر اسلام كو فخر نه تها - سب سے آخر ليكن سب سے جامع اور بهتر اس باب ميں جلال الدين سيوطي المتوفي سنه ۹۱۰ كي " الاتقان في علوم القران هے " جسميں ۸۰ ابواب كے تحت ميں علوم قران كے متعلق ۳۰۰ سے زائد مباحث هيں اور حقيقت يه هے كه اگر حسب عادت سيوطي نے موضوع و ضعيف احاديث و روايات كو اسميں جگهه نهي هوتي تو كتبخانهٔ اسلام كي يه ايك بے نظير تصنيف هوتي -

يه تصانيف مذكوره جيسا هم نے پہلے لكها هے جوامع علوم قران پر مشتمل هے - آينده سطور ميں هم ايك ايك فن كا ذكر كرتے هيں ' جسميں به ترتيب (۱) كتابت و قراءت قران (۲) الفاظ قران (۳) معاني قران (۴) مقدمات مقاصد قران اور (۵) مقاصد قران پر گفتگو هوگي -

(رسـوم القـران)

نزول قران كے بعد قرآن كے متعلق سب سے پهلا كام يه تها كه قلم سے اوسكو لكها جاتے اور زبان سے ادا كيا جاے - نوع اول كا نام "رسوم القران" هے جسميں قران مجيد كے اصول كتابت اور طريقهٔ تحرير سے بحث هوتي هے - يه ممكن تها كه جسطرح عربي زبان كي تمام كتابيں لكهي جاتي هيں اوسيطرح قران بهي لكها جاتا ' اور عهد بعهد اصول خط عربي ميں جو تبديليان هوئيں اون سے كتابت قرآن ميں بهي كام ليا جاتا ' ليكن مسلمانوں نے بسلسلهٔ حفظ قران ضروري سمجها كه جو لفظ عهد قديم نبوي ميں جسطرح لكهديا گيا هے اوسيطرح باقي ركها جاے ' تاكه مسلمان نه صرف به دعوى كرسكيں كه الفاظ قران محفوظ هيں ' بلكه يه بهي دعوى كرسكيں كه خط و رسوم قران بهي محفوظ هيں -

عملاً مسلمانوں نے اس فن كو عهد نبوت سے اسوقت تـك باقي ركها هے ' كيونكه قران كو باوجود كثرت نسخ هميشه اوسي رسم خط ميں لكها جسميں صحابه سے قران علم مسلمانوں كو سپرد كيا - قدرتي فن كے لحاظ سے اس باب ميں سب سے پهلي تصنيف حسب معلومات موجوده ' ابو عمرو عثمان بن سعيد الداني المقرئي سنه ۴۴۴ كي تصنيف " الاقتصاد في رسم المصحف " اور " المقنع في رسم المصحف " هے ' المقنع مذكور مختصر و مقفى جسميں ۵ اور جان ميں زبير و زبير اور نصر سے متعلق كيفيت كا بيان هے - علماے اسلام نے اس تصنيف كي بڑي قدر كي - ابو محمد قاسم بن فيره شاطبي المقرئي سنه ۵۹۰ نے بطور تسهيل حفظ اسكو ايك قصيدهٔ وائيه ميں نظم كرديا - اس قصيدے كا نام " عقيلة اتراب القصائد " هے - برهان الدين ابراهيم بن عمر جعبري المتوفى سنه ۷۲۳ نے اس قصيده كي بدم " جميلة ارباب المقاصد " علم الدين علي بن محمد سخاوي المتوفى سنه ۶۴۳ نے بنام " الوسيله الى كشف العقيله " شهاب الدين احمد بن محمد بن جبارة المقدسي المتوفي سنه ۷۲۵ محمد بن قفال شاطبي تلميذ سخاوي اور احمد بن محمد بن شيرازي كازروني نے سنه ۷۹۸ ميں اور ابو البقا علي بن القاصح المقرئي المتوفي سنه ۸۰۱ نے بنام " تلخيص الفوائد " اور نيز نور الدين علي بن سلطان هروي الملوي سنه ۱۰۱۴ نے بنام " الهبات السنية العليه على ابيات الشاطبية الرائيه في الرسم " مبسوط و مختصر شرحيں لكهيں -

متاخرين ميں خطيب الروم سنه ۹۵۹ كي " رسوخ اللسان في حروف القرآن " اور ابو العباس مراكشي كي " عنوان الدليل في مرسوم خط التنزيل " كار آمد رسائل هيں ' هندوستان ميں مولانا بحر العلوم المتوفى سنه ۱۲۲۶ هجري كا مختصر فارسي رساله " رسم مصحف " اكثر قرآن كے حاشيوں پر چهپا هے -

(تجويد القرآن)

يعني قران مجيد كا صحيح مخارج حروف و تلفظ سے حسن ترتيل كے ساتهه ادا كرنا - تجويد قران كے ساتهه وهي نسبت هے جو نشيد و غنا كو زبور كے ساتهه ' تاهم يهود و مسيحي اسكو كوئي فن نه بنا سكے ' اور مسلمانوں نے اسكو بهي ايك فن بنا ديا هے - سيكڑوں ماهر اور امام اس فن كے ائمهٔ متخلفه ميں ممالك اسلام ميں پيدا هوے ' اور اب تـك موجود هيں ' ممالـك عربيه ميں عموماً اور هندوستان ميں كهيں كهيں باقاعده اسكي درسگاهيں هيں ' جهاں بواسطهٔ اساتذهٔ فن و مجربه قواعد و اصول تجويد كي اب تـك خلفاً عن سلف تعليم هوتي چلي آئي هے -

تجويد فن كي حديثت سے اس فن كے سب سے پہلے مصنف موسى بن عبيد الله خاقاني بغدادي المتوفي سنه ۳۲۵ هيں ' اسكے بعد مكي بن ابي طالب قيسي المتوفي سنه ۴۳۷ كي كتاب رعايه لتجويد القراءة تصنيف هوئي - اس فن كي مقبول ترين تصنيف محمد بن محمد جزري المتوفي سنه ۸۳۳ كي مقدمهٔ جزريه منظومه هے -

بڑے بڑے علما نے اسكي شرحيں لكهي هيں ' مثلاً زين الدين ازهري المتوفى سنه ۸۷۰ خالد بن عبد الله ازهري المتوفى سنه ۹۰۵ ' ابو العباس احمد بن محمد قسطلاني المتوفي سنه ۹۲۳ شيخ الاسلام زكريا انصاري المتوفي سنه ۹۲۶ ' شمس الدين دلجي شارح شفا المتوفى سنه ۹۴۷ ' مولى عصام الدين طاشكبري زاده المتوفي سنه ۹۶۸ ' رضي الدين ابن الحنبلي الحلبي المتوفي سنه ۹۷۱ ' برهان الدين جعبري المتوفي سنه ۹۶۳ كي " عقود الجمان في تجويد القران بهي اسي فن كي تصنيف هے -

(البقية تتلى)

مذكرة علمية

اثـــار عـــرب

موجودہ ترقیـــات بحریہ اور تمـــدن اسلامي

(۳)

مجھہ سے یہ نہیں ہوسکتا کہ ساحل کو چھوڑ کے عرب کے ساتھہ ہولوں اور پہلے یہ بیان نہ کردوں کہ جب انکے قدم ان سواحل میں جمگئے تو انھوں نے دار الصناعہ (کارخانہھاے جہاز سازي) بناے جیسا کہ میں نے ابھي تونس اور مصر کے متعلق بیان کیا ہے -

اسي دار الصناعہ کے لفظ کو اطالیوں نے Darsena بنایا - اسوقت تو وہ مثل اہل اسپین اور اہل پرتکال کے یہي کہتے تھے مگر بعد کو عجب عجب رنگ بدلے - Darsena کو Tarzana کیا ' پھر Arsana بنا یا ' پھر Arsenale بولنے لگے - چنانچہ اسوقت سے آج تک یہ آخري لفظ ہي استعمال کرتے ہیں -

اہل عرب کے اسلحۂ نادرہ چھٹي صدی ھجري میں

پیرس کے کتب خانے میں یہ مرقع محفوظ ہے - اس میں دکھلایا ہے - نہ فوج جنگ کیلیے جارہي ہے

فرانسیسیوں کا لفظ Arsenal اسي اطالي لفظ سے ماخوذ ہے -

جب محمد علي اول خدیو مصر نے مصر کي عنان حکومت اپنے ہاتھوں میں لي ' تو اُسے نظر آیا کہ مصر کی سیاسي زندگي ایک عمدہ بیڑے کے بغیر نا ممکن ہے - اس نے اسکندریہ میں ایک کارخانہ قائم کیا اور اسمیں بہت سے ترک ' اطالي ' اور انکے علاوہ دیگر بني الاصفر ارباب صناعۃ کو ملازم رکھا - یہ گویا یورپ کا ایک مقابلہ تھا جو مثل اسلاف بعید اولوالعزم کے ہمارے یہ قریبي اسلاف کرنا چاہتے تھے ' اور اس طرح انھوں نے وہ عربي لفظ جو یورپ کو دیا تھا ' پھر واپس لے لیا - لیکن افسوس کہ یہ واپسي خالص اور اصلي حالت میں نہوئي - اسکے اصلي خط و خال ضائع ہوچکے تھے - چنانچہ وہي لفظ اب " ترسانہ " کي صورت میں ترکوں کے ذریعہ آیا ' اور وہاں سے بدلے پھر " ترسخانہ " ہوگیا جو در حقیقت ایک قسم کا مبالغہ ہے - مگر سامع کو گمراہ کرے یا حقیقت کے متلاشي کیلیے !

یہ دونوں لفظ اب عام طور پر عوام و خواص بولنے لگے ہیں ' اور انکي تصحیح بہت مشکل ہوگئي ہے ' حالانکہ اطالي آج تک اور (یقیناً آج کے بعد بھي) Darsena کہتے ہیں - اگرچہ کارخانۂ جہاز سازي کے لیے نہیں بلکہ جوف بندرگاہ کے اس حصے کے لیے جسمیں مرمت طلب جہاز آلات و اسلحہ سے خالي کرنے کے بعد باندھے جاتے ہیں - تاہم لفظ کا تلفظ نسبتاً صحیح ہے -

* * *

دار الصناعۃ کا اصلي مرض کیا ہے ؟

جہازوں کا بنانا اور انمیں جو " عوار " یعني نقص پیدا ہو ' اسکی مرمت کرنا -

یورپ نے اس دوسرے لفظ " عوار " کو بھي لیا ' اور Avarit اور بنا لیا ' پھر اسکا اطلاق نقصان کی تمام قسموں پر کرنے لگے ' خواہ وہ جہاز میں ہو یا سامان تجارت میں یا کسي اور شے میں !

یہ معلوم ہے کہ جہازوں کے بنانے میں قلفا کے لیے اس شے کي ضرورت ہوتي ہے جسکو ہم " قلفطہ " کہتے ہیں - اس لفظ کا بھي وہي حال ہوا جو " دار الصناعہ " کا ہوا تھا -

اہل یورپ کے اسلاف نے دار الصناعہ میں مسلمان کاریگروں کو دیکھا کہ " قلافہ " میں مشغول ہیں تو کہا : Calfa (جو عربي لفظ قلف سے ماخوذ ہے) -

پھر اسمیں اپنے یہاں کی علامت مصدر اور علامت مصدر سے پہلے تاء لگادي تا کہ دونوں ساکنوں میں ایک دربعۂ نطق پیدا ہو جائے ' جسطرح کہ وہ حالت استفہام میں کہتے ہیں : A-til تاج العروس میں ہے : " قلف السفینۃ قلفا " یعني اسکے تختوں میں سوراخ کرکے انہیں کھجور کي چھال سے سیا اور رانکي درازوں میں روغن رمت بھر دیا - حاصل مصدر " قلافت " بکسر القاف ہے -

* * *

ہر بیڑے کے لیے ایسي کشتیاں ناگزیر ہیں جو مال و اسباب وغیرہ اٹھائیں - ان میں سے بعض وہ ہیں جنکو ہم " نقالات " (Transports) کہتے ہیں لیکن اسلامي بیڑوں میں یہ خدمت " قرافدا " انجام دیتي نہیں - " قراقیرا " قرقور کي جمع ہے - اطالیوں نے اس لفظ کو لیا اور کہا : (Carraca) فرانسیسیوں نے اسي کو لیا اور (Carraque) کہا - اصل و فرع میں جو بعد نظر آتا ہے اس پر آپ تعجب نہ کریں کہ ایک لفظ جب ایک زبان سے دوسري زبان میں جاتا ہے تو اکثر نہایت بعید و ابعد اصوات و معاني پیدا ہوجاتے ہیں - و لتعلمن نبأہ بعد حین -

آپ جب یہ معلوم کرینگے کہ پرتگالي اسي کشتي کا نام Carcara رکھتے ہیں تو آپکے نزدیک میري صداقت ثابت ہوجائیگي -

ہم نے آجکل یہ لفظ ان سے واپس لیلیا ہے مگر ایک فرنگي ماب شکل میں - ہم " کرالۃ " کہتے ہیں جو اطالیوں کے Carraca

سے ماخوذ ہے مگر ایک دوسري قسم کي کشتیوں کے لیے جو نہر' تالاب ' خلیج ' اور بندر گاہوں کے اندر سے مٹي اور ریت نکالنے کے لیے استعمال کیجاتی ہیں ' اور جو اس کشتي کی طرح ہیں جنکو فرانسیسی (Pargue) کہتے ہیں -

* * *

ہر بیڑے کے لیے ایسي کشتیاں بھي ضروري ہیں جو ٹوہ رزں کے لیے مخصوص ہوں - یہي کشتیاں ہیں جنکو " طرائد " (جمع طریدہ) کہتے تھے - یورپ نے یہ نام بھي لے لیا - اطالیوں نے کہا (Tarida) - پھر (Tareta) کردیا فرانسیسیوں نے اسیکو (Tartane) مگر ان مخصوص بادباني کشتیوں کے لیے جو بحر ابیض متوسط میں عرب کے طرف چلتي ہوں -

بیڑے کے متعلقات میں " فلائک " (جمع فلوکہ) بھي ہیں - اسي لفظ کو اطالیوں نے (Feluca) بنایا اور فرانسیسیوں نے (Filauque)

اسیطرح " شباک " بھي بیڑے کے متعلقات میں سے ہے - اطالیوں نے اسکو (Scibecco) کہا اور فرانسیسیوں نے (Chebec) -

بیڑے کي متعلقہ کشتیوں میں " قوارب " بھي ہیں (قوارب جمع ہے قارب کي) اسکو انہوں نے (Corvette) کہا جو انکے واحد قارب کي ایک متغیر شکل ہے -

مجھے ابھي " ثلمندیات " کے متعلق کہنا باقي ہے جسکا ذکر بیڑے کے جہازوں میں کرچکا ہوں - اسکا واحد " ثلندي " ہے - لاطیني زبان میں اسکو (Chalandime) بنایا گیا ' روس نے اسکو (Schelanda) کہا - اطالیوں نے (Scialanco) اور فرانسیسیوں نے (Chaland) -

یہ لفظ بھي ہم نے اب ان سے واپس لے لیا ہے اور ازراہ تعریب و تغریب اسکو " صندلي " کہتے ہیں - یہ نام اب مع اپني ان تمام تعریفات کے جو انکے یہاں اور ہمارے یہاں ہوئیں ' ان خاص قسم کي کشتیوں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جو مال لاتي اور لیجاتي ہیں ' جیسے " مراعـین " جو جمع ہے مـاعون کي کہ اسکـو بھي فرانسیسی (Mahann) اطـالي (Maona Mahona) اور (Maganne) کہتے ہیں -

* * *

آئیے ' ذرا پھر دریا کي طرف لوٹیں - کبھي ایسي ہوائیں چلتي ہیں جنھیں بیڑے پسند نہیں کرتے ' اور موجیں اس طرح انھیں الٹ دیتي ہیں کہ نوتیہ یا نواتیہ (Nauronniet) (یعني ملاح) کو سخت مصیبت کا سامنا ہو جاتا ہے -

ان موجوں کے سخت تلاطم کو " ہول " یا " ہولہ " کہتے ہیں - فرانسیسي اسے houle بنا کر موج کیلیے کہنے لگے جو پہاڑ کي طرح بلند ہو - کبھي اسکو وہ ہوا الٹ دیتي ہے جو " مشرق " کي طرف سے چلتي ہے - یہ دوسرا نام (یعني مشرقي) فرنگیوں کے حافظے میں رہگیـا - پس اطالیوں نے کہا : Scerocco - پھر بنایا : Sirroco - پھر اسکے بعد Sciloceo مشہور ہوا - فرانسیسیوں نے اسے پہلے Sicoeco کیا پھر Sicoc -

یہ تمام نام در حقیقت لفظ " شرق " اور " شروق " ہي سے ماخوذ ہیں -

اب لفظ " موسم " پر غور کرو ! اہل فرانس و انگلستان نے اسے Mausson اور اطالیوں نے Mansone بنایا -

اسپر تعجب نہ کیجئے کہ آخر لفظ میں انہوں نے میم کي جگہہ نون رکھا ہے - ایسي تبدیلیاں اختلاف لب و لہجہ کا نتیجہ ہیں - کیا آپکو معلوم ہیں کہ شہر " سواکن " کو وہ Suakim کہتے ہیں حالانکہ سواکن نے آخر میں نون ہے ؟

* * *

اب ہم پھر بیڑے کي طرف عود کرتے ہیں ' اور کہتے ہیں کہ دریا میں بیڑے پر جو کچھہ گزرا تھا سو گزرا - اسکے بعد وہ بندرگاہ میں داخل ہوا ' اور بہ سبب کپتان کي ناواقفیت کے ایک شعب سے ٹکرا گیا - اس پر اہل یورپ نے اُسے پکي سڑکوں کے ساتھہ تشبیہ دیکر Recif کہا (کیونکہ مولدین عرب پختہ راستوں کو رصیف کہتے ہیں - اسي رصیف سے Recif بنایا گیا ہے - الہلال)

اب بیڑا اس جگہہ پہنچ گیا جہاں وہ ہواؤں کي پریشاني اور موجوں کي طوفان خیزي سے مامون و محفوظ تھا - اس جگہہ کو اہل اسپین و پرتـگال نے Cala کہا ' اور فرانسیسیوں نے اسي لفظ کو جو فرقہ کشتي کے لیے استعمال کیـا - اسکي اصـل ایک عربي لفظ " کلا " سے مشتق ہے جسکے معني حفـاظت و حراست کے ہیں - و ہذا کما تری -

* * *

بیڑے نے کیا کیا ؟

جنـگ کے لیے صـف بندي کي اور مـنجنیق نصب کي - " منجنیق " ایک یوناني لفظ ہے جسکو عربوں نے ملحق کرلیا اور اسمیں نون داخل کردیا تاکہ انکے اوزان کے نہج میں آجاے -

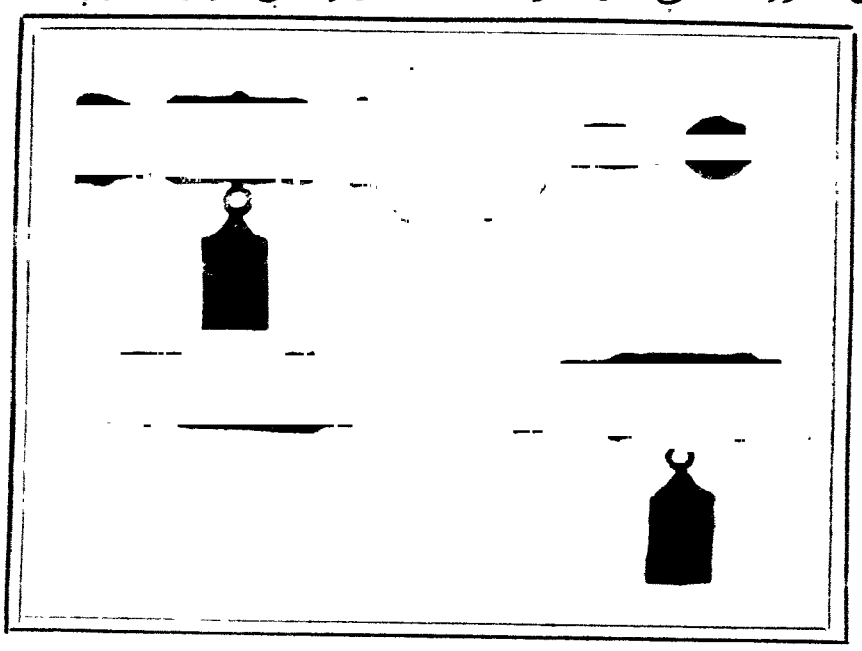

ابو عبد اللہ محمد بن علي صاحب مرناطہ کي تلوار (۸۹۷ ھجري) جو اندلس کا آخري عرب فرمانروا تھا -
یہ پیرس کے قومي عجائب خانے میں اب تک محفوظ ہے -

اہل معرب کي عادت یہ تھي کہ فاء اور قاف کے اوپر اور یاء کے نیچے جبکہ وہ مفرد ہوں یا کسي لفظ کے آخر میں ہوں ' نقطے نہیں دیتے تھے ' کیونکہ ان صورتوں میں التباس و تشابہ کا خوف نہ تھا - پس اگر ہم بـہ سوچیں کہ بعض اشخاص نے اس آلے کا نام بغیر نقطوں کے لکھا ہوگا اور فرض کریں کہ آخري حرف کا نچلا حصہ کسیوجہ سے مٹـگیا اور وہ " منجنو " ہوگیا تو اسکے بعد صاف واضح ہوجاتا ہے کہ رومن حرفوں میں Manganoan دراصل منجنیق ہي کي ناتمام صورت ہے اور وہ یوناني سے نہیں بلکہ اندلس کے عربوں کے واسطے سے آیا ہے - کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو اسکي موجودہ صورت عربي سے زیادہ اصل یوناني سے قریب ہوتي - وہ لوگ " منجنو " یعني نون کو غیر مشدد پڑھتے ہیں اگرچہ لکھتے دو مرتبہ ہیں - یہي وہ نام ہے جو فرانسیسیوں کے یہاں منجنیق کے لیے ہے -

* * *

میں نے دریا اور جنگ کا اسقدر ذکر کیا کہ آپ لوگ تھک گئے ہونگے ' حالانکہ آپکو جنـگ سے کیا دلچسپي ؟ آپ تو امن پسند اور اہل امن ہیں اور جنـگ و جدال کے میدان تو اب دوسروں کے سپرد کردیے گئے ہیں - اچھا تو کیا یہ بہتر نہیں کہ سر زمین عراق

بريد فرنگ

ارض مقـدس

صليبي اميـدوں کا عود !

هرے وان کرچنہیم Her Von Kirchenheim نے جرمني کے
ک مقتدر رسالے ڈیوش ریویو Deutxhe Revue میں ایک مضمون
شائع کیا ہے جسکا عنوان " ارض مقدس " ہے -
اس مضمون میں اس سوال پر بحث کي ہے کہ بیت المقدس
س کے پاس رہنا چاہیے ؟
پھر خود ہي اس سوال کا جواب دیا ہے کہ تمام نہاد مشرقي
سوال میں سب سے زیادہ اہم سوال ارض مقدس ہي کا ہے -
اسکے بعد مقالہ نگار لکھتا ہے :
" قسطنطنیہ ایک ایسا درخشندہ گوہر بے بہا ہے جسکے قبضے سے
روحي ' سیاسي ' اور اقتصادي اہمیت حاصل ہوسکتي ہے - لیکن
یت المقدس بھی وہ دوسرا لعل جہاں قیمت ہے جسکے حاصل
رنے کے واسطے جنگہاے صلیبي کے خونریز کارنامے اور رچرڈ شیر دل
ور عدیم المثال صلاح الدین کے معرکے صفحۂ تاریخ پر خوني حروف
میں اب تک ماتم سرا ہیں ' اور گذشتہ ستر سال سے بھي
یہي خاک مقدس جنگ و فسادات کا سبب اصلي بني ہوئي ہے -
بیت المقدس اور فلسطین کے مستقبل کا سوال اگرچہ بہت
طوفاں خیز نہ ہوگا مگر یہ ضرور ہوگا کہ ماہرین سیاست اسکے حل
کی طرف بہت جلد متوجہ ہونگے -

[بقیہ صفحہ ۱۰۵]

کا رخ کریں ' اور ایک با امن و امان ' شہر امن ' مدینۃ السلام ' شہر
ابي جعفر منصور ' یعني بغداد میں داخل ہوں ؟
ابو جعفر منصور کا یہ شہر ہارون اور مامون خصوصاً متوکل کے
زمانے میں ایک دنیاوي جنت تھا - یہاں ایک شاعر ابو العبر
نامي رہتا تھا - اسکے عجیب و غریب حالات ہیں - بلکہ وہ تو ان
دیوانوں میں سے ہے جنکي مثالیں دنیا میں بہت کم ہوتي ہیں -
تاریخ و ادب کي کتابوں نے اسکے حالات کي تشریح کي کفالت کي ہے -
یہ شاعر ہر سال اپنے نام کے ساتھہ ایک حرف بڑھا لیتا تھا '
یہاں تک کہ اسکا نام اتنا بڑا ہوگیا : " ابو العبر طرد طیل طلیري
بک بک بک " متوکل اسکو حریر کا کرتہ پہناتا تھا اور منجنیق
میں بٹھا کے دجلہ کے اندر پھینکدیتا تھا - جب منجنیق اسکو ہوا
میں پھینکتي تو وہ چلاتا : الطریق الطریق (راستہ دو راستہ دو جیسے
انگریز میں کہتے ہیں ہٹو بچو - الہـلال) اور اسي طرح چلاتا ہوا
پاني میں گر پڑتا تھا - پھر غواص آتے تھے اور اسکو نکال لیتے تھے -
خلیفۂ متوکل کے محل میں ایک " زلاقہ " تھي (وہ جگہ
جہاں سے آدمي پھسل پڑے) یہ " زلاقـہ " توبوجان (Tobogan) سے
کسی قـدر مشابہ تھي جو اسوقت مصر جـدید میں موجود ہے -
خلیفہ کے حکم سے اس پر لوگ چڑھتے تھے ' پھسلتے تھے - اور پھسلتے
پھسلتے جب حوض میں گر پڑتے تھے تو خـلیفہ جال ڈالکے اُنہیں
نکالتا تھا - جیسے مچھلیاں پکڑي جاتي ہیں !!
اسي کے متعلق شاعر کہتا ہے :

یامر بي الملك - فیطرحني في البرك
بادشاہ اپنے حکم سے مجھے حوض میں ڈلوا دیتا ہے
ثم یصطادني - کاني من السمـک
پھر مجھے شکار کرتا ہے گویا میں بھي مچھلي ہوں !!

سلطـان صـلاح الدین فاتح حروب صلیبیہ
نور اللہ مرقدہ
یہ تصویر ایک قدیم ترکی مرقع کي ہے جو آثار عتیقۂ قسطنطنیہ میں محفوظ ہے -

' سنہ ۱۸۴۱ ع میں مولٹـک (۱) نے ایک مفصل تجویز شائع کي
تھی - اُسمیں بحث کی گئی تھي کہ ارض مقدس کو ایک جرمن
ریاست اور بیت المقدس کو ایک جرمن شہر بنا لیا جاوے -
اس تجویز کی رو سے ایک قلعہ ' کچھہ فوج ' اور سمندر تـک
بے دغدغہ جانے کیلیے ایک راستہ قائم کرلیا حصول مقصد کے اہم
الامور تھے - اسکے بعد اندرونی انتظام سلطنت کا مسئلہ تھا جسکو
آجکل مغربي یورپ کا ساختہ و پرداختہ سمجھا جاتا ہے "
صاحب مضمون کی راے میں دول یورپ کو اس سے زیادہ
بہتر مفید ' اور عمدہ راے نہیں مل سکتي کہ وہ ' جرمنی کے
حقـوق کو ارض مقدس میں تسلیم کرلیں - لیکن پھر یہ سوال
ہوتا ہے کہ دول بھي اسکو منظور کرلینگي کہ جرمني کو اس ملک
پر قبضہ دلادے ؟ اسوقت ایک نہایت عمدہ موقع ہے خصوصاً
انگلستان کے لیے کہ وہاں جرمني کي خواہشوںکو پورا کرے "
پھر وہ تجویز پیش کرتے ہیں :
" اول اس امر کی کوشش کرني چاہیے کہ اس حصۂ ملک کو
غیر جانب دار مشہور کیا جاے - اسطرح ارض مقدس کے تمام مسائل
صرف حل ہي نہیں ہو جائنگے بلکہ جنگ کے خطرات بھي جاتے
رہینگے - ہیکل مقدس اور زیارت گاہوںکے متعلق جنگ پیچیدہ ضرور
ہوگي ' مگر جرمنی کے دوسرے اہم قریبی سوالات کا انتظام ہوجائیگا "
صاحب مضمون بیت المقدس کو ایک ضلع تجویز کرتا ہے
جسکے حدود یہ مقرر کیے گئے ہیں :
"مشرق میں جرداء تک اور جھیل جیتی سارت و بحر لوط تک '
مغرب میں ساحل تـک ' شمال میں عکہ ' اور جنوب میں بیر
شعیب ' اور موجودہ ضلع کے جو حدود ہیں -
ایک ایسا ضلع بنادیا جاے جس سے اسیکو کوئی تعلق نہو -
خواہ اسطـرح آزاد کردیا جـاے جسطـرح یورپ کا محـل اور
اسکي ملحقہ جائداد سلطنت اٹلي کے اقتدار سے باہر ہے - ایسے
انتظام سے موجودہ انتظام میں کچھہ زیادہ فرق نہیں پڑیگا - لبنان
اسکےلیے اسکا ایک نمونہ ہوسکتا ہے - یہاں ایک خود مختار سلطنت
ہو - اسکے آئین بالکل جدا ہوں - ایک عیسائي گورنر حکومت کرے
جسکو باب عالي منتخب کردے اور جسکي منظوري دول یورپ
دے - اس قسم کي سلطنت بہت آسانی سے قائم ہوسکتي ہے -
یقیناً اسکے موید ترک بھي ہونگے - اس قسم کی تحریک نہایت
درجہ مفید ہوگی - اس سے صرف ملک کے دفاع ہي کا انتظام نہیں
ہوگا بلکہ انتظام سلطنت کے بدلنے کے بعد اقتصادي حیثیت سے
بھي اس ملک میں بہت سی اصلاحیں ہوجائینگی کون جانتا ہے

---

(۱) مولٹک سنہ ۱۸۰۰ ع سے سنہ ۱۸۹۱ ع تک زندہ رہا - جرمني کی فوج کي تنظیم اسي

کہ اس غریب ملک کے سواحل اور بازار دونوں براعظمونکي دولت سے ایک روز مالا مال هو جائینگے ؟ "

اسی رسالے میں سنیبرٹی گیلمبرٹي (Signor T. Galimbarti) نامی ایک ممبر پارلمینٹ اٹلي تحریر کرتا ہے :

لکوسیڈ نے (Lacaussade) جو اسوقت ریویو دوروپین کا اڈیٹر تھا ' لکھا تھا کہ یورپ کي تمام جائداد بیت المقدس میں شامل کردي جائے - اور خلیفۂ مسیح کي حفاظت پچاس هزار سپاهیوںسے کي جائے ' جو تمام کیتھولک اقوام سے جمع کي جائیگي - ٹرکي بالکل غیرجانب دار رهے - مصر کي آزادي کا اعلان کر دیا جائے - پھر نہ مسئلۂ روم رهیگا اور نہ مسئلۂ مشرق ادنی -

اســـلام اور سلطنت

وہ کمزور دل کے لوگ جو پان اسلامز (عالمگیر اسلامي اخوت) کے نام سے چونک پڑتے هیں' راونڈ ٹبل (Round Table) کے ایک مضمون " اسلام اور سلطنت " کو پڑھیں ' جس میں نہایت واضح اور روشن طریقے سے مسلمانونکي سیاسي بے چیني کا خاکہ کھینچا گیا ہے - کاتب مذکور لکھتا ہے :

" ترکونکي هزیمت سے جو عالمگیر بے چیني اسوقت دنیاے اسلام میں پیدا هوگئي ہے وہ مقتضاے فطرت ہے - مگر یہ امر کہ همیشہ سے باهم جنگ کرنے والے یعني شیعہ و سني اپني جنگ کو اسوجہ روک لینگے کہ وہ مغرب پر حملہ کردیں ' بالکل بعید از قیاس ہے - اگر اٹلي کے سپرد طرابلس کردیا جاوے تو بہت کم اُمید اور قرائن ایسے هیں کہ ایک عام جہاد کا اعلان هو جو روس کو ایران سے ' اور انگریزونکو هندوستان اور مصر سے نکالکر ترکونکي سلطنت نئے سرے سے قائم کرے -

عالمگیر اخوت اسلامي ایک محض دهوکہ ہے ' اس سے انسان کے جذبات کو کسی قسم کي تحریک نہیں هوتي ' اسمیں کوئي ایسي مقناطیسی جاذبیت نہیں کہ وہ تمام منتشر اجزاے اسلام کو جمع کرکے ایک جگہ پھر جمع کرسکے "

یہ بیان کرکے کہ " هندوستان میں اب کوئي بغاوت یا غدر اسوقت تک نہیں هوگا جبتک کہ مسلمان عمدہ حکومت کے زیر سایہ هیں اور مذهبی رواداري قائم رکھي جاتي ہے " صاحب مضمون کہتے هیں :

" مسلمان انگلستان کو سب سے بڑي اسلامي طاقت سمجھتے هیں - اسلام کے متعلق کونسل کے کمروں میں یہ گفتگو کرنا کہ سب سے پیچھے رهنے والي قوم مسلمانونکي ہے ' خود مسلمانونکے واسطے مفید هوگا - وہ اپني پست حالت دیکھکر چونک جائینگے اور اپني نجات کا راستہ آخر کار نکال لینگے - مسلمانونکو سخت صدمہ اسوقت هوتا ہے جبکہ وہ یہ سنتے هیں کہ گورنمنٹ اُنکے جائز حقوق کي طلب کو نظر انداز کردیتي ہے ' یا ملک معظم کے وزرا سیاسي معاملات میں گفتگو کرتے هوے اپنے مذهبی خیالات کي جھلک کو نہیں چھپا سکتے هیں - مگر اب مسلمان اس بات کو بخوبي سمجھ سکتے هیں کہ اُنکو جو کچھہ حاصل هوتا ہے ' مناسب اور ایمانداري کے وسائل اختیار کرکے حاصل کریں ' از رکسي قسم کي بے جا رعایت یا فائد نہ اُٹھائیں -

یہ خیال عام هوتا جاتا ہے کہ یورپین اقوام ملک گیري کي طمع دولت یا حکومت کے واسطے کرتے هیں' بلکہ حقیقت میں انکا منشا یہ هوتا ہے کہ علوم و فنون کي مشعل لیکر تحقیقات علم و مدنیت کو از سر نو تازہ کریں اور مشرقي اقوام کے مردہ جسموں میں تہذیب کي روح پھونک دیں "

افسوس کہ اس خیال کي اشاعت کے متعلق نیک خیال مضمون نگار کا حسن ظن صحیح نہیں - ایک عرصے تک اقوام یورپ کي نسبت مشرق میں یہ خیال تھا ' مگر اب برقعہ اُلٹ چکا ہے اور جو صورت نظر آئي ہے وہ بہت نفرت انگیز ہے -

المسائل والملاحظات

اتحـــاد فیمـــابین شیـــعہ و سنـــی

قربانت شوم - امیدوارم کہ پیوستہ آفت برمسند لوح پروري و وطن خواهي و اسلام پرستی منکي و برقرار باشند -

بعد جسارۃ عرض مي شود کہ این بندہ ضعیف قریب دو ماہ ست کہ بتوسط دوست عزیزے از قرائت جریدہ مردہ الهلال مشرف میشدم ولی اکنون یک دو نمرہ است کہ بعکس باعث غم و اندوہ گردیدہ ' و اینهم براسطہ درج فرمودن مجاجہ و مناظرات یا اتحاد شیعہ و سني است -

چہ قدر جاے افسوس است ' زیرا کہ علما و پیشوایان ملل سالفہ از نکو ساختن کار زمین بکلي فارغ شدہ و اکنون بہ آسمان و سیارات پرداختہ و مشغول اند ' لکن از انطرف ما مسلمانان هم بہ بینید کہ از صقلیہ و قبرس و قرناطہ و اندلس و ر ' ز ' و ' - و از طرف دیگر مصر و اسکندریہ و مراکش بلکہ تمام افریقہ ' و از طرف دیگر تمام هند و بخارا و خیوہ و شیروان و قفجاق تا برسد بدیوار چین ' و از طرف دیگر بلغار و سرویا و البانیا .....بارهم اکتفا نکردیم و در مرتبہ مشغول شدیم تا طرابلس و سلانیک !

اکنون پرداختہ ایم بہ بقیۃ السیف یعني دولت عثماني و ایران و افغانستان - باوجودیکہ همہ جا مي بینیم و میشنویم ' باز دست عرض بر نداشتہ - اگر در واقع معني اتحاد و برادري همین است کہ آقایان محترم فهمیدہ و میدانند جاے افسوس است :

حاجي برہ کعبہ روان کرد ز دین ست
خرش میرود اما نہ مقصود نہ این ست

خوب است ' نہ آقایان محترم بفرمائید کہ این سیل اسلام کن و این مرض مهلک در عرب و عجم بود - باوجود آنها بکلي دست کشیدند ' لکن در هندوستان هنوز تا درجۂ قوت دارد - یا این است کہ عرب و عجم بهتر فهمیدہ و دانستہ و مصلحت وقت را ملاحظہ مینمایند یا آنکہ آقایان عظام کہ تربیت یافتہ بلکہ تربیت کنندگان کالج ها و مدرسۃ العلوم ها هستند اشتباہ فرمودہ اند ؟

خوب است ' حضرت عالي در جواب آقایان بفرمائید کہ امروزہ مثال ما مسلمانان مثل چند برادر است کہ امواے بہ ارث از پدر بچنگال شان افتادہ و اکنون بواسطۂ تقسیم آن باهم میجنگند - ناگاہ در بین زد و خورد جماعے هم از دردان براے بردن اموال حاضر و مصمم گشتہ - دران حال چہ کنند ؟ آیا اول دردان را از خانہ بدرون و مغلوب و متفرق سازند و متقفاً حفظ اموال و ناموس نمایند یا ' انکہ همین طور مشغول جنگ و جدال باشند ؟ تاوقتیکہ معلوم شود کہ از یک طرف تمام اموال شان از کف رفتہ و طرف دیگر خود شانرا تمام و نابود کردہ اند - اگر ما اکنون شق ثاني را اختیار نمائیم خیلے زود خواهیم فهمید ' و اوقت هم پشیماني سودے ندارد و نخواهد داشت -

بخداے لا یزال قسم است کہ بر حسب این اختلافات ننگ آوري کہ این اوقات دارد روز بروز افزون میشود - مثلاً همین اختلاف شیعہ و سني و اختلافات فیما بین قائد و پیشوایان هندوستان و جلسۂ دهلي و اختلافات داخلي و خارجي ایران و عثماني - روزے خواهد آمد کہ زبانم از گفتنش لال و الکن است ! !

اگر بواسطۂ این طور اختلافات نبود ' چہ طوري میتوانستند با تن زندہ تشریح و پارہ پارہ بنمایند ؟ ایا نہ بهمین سبب ها ست کہ منطقہ هاے نفوذ همسایگان جنوب و شمال ایران براے خود شان

مراد ملا

قرار داده اند ؟ ایا تقسیم اقتصادي مملکت اسلامي عثماني بهمین ملاحظات نیست ؟ ایا کشیدن خط آهن در ایران و عثماني براے همین جهالت و خود پسندي و اختلافات نیست ؟ اگر بخواهیم بهمین عقیده و خیالات باطله بمانیم ' بسا خانقاه و مدارس درین راهاے خطوط ایران و عثماني پیش مي آید ' بلکه مساجد و مقامات متبرکه نیز ' ازینها هم گذشته مکه شریف و مدینه منوره درچار خواهد شد - هرچند بکنارباشد بمیانش میارزند - اگرچه مسلمانان حس شان زیاد است و این طور امتحانات مذهبي :::::::::: بسیار داده اند و تماماً پاس کرده اند - ازانجمله است قضیه فجیعه بمباردمان گنبد مطهر حضرت ثامن الائمه و واقعه ناگوار مسجد کانپور و دعوت مستورات مسلمانان با غیرت صحیح الاعتقاد شمله در روز دوازدهم ماه رمضان المبارک و تعبیر عادات و سکنات بخصوص لباس و کلاه قومي -

گر نویسم شرح این بیحد شود

چیزے که دیگر علی‌النقد باقي ست ' همین تجدید اختلاف میان شیعه و سني ست - آن هم بذریعه اخبارات که فوري گوش زد تمام عالم گردد ' تاهرکس هرکجا که هست ' درین فیض عظماء خود شان شریک و سهیم نماید و بواسطه جهالت و تعصب دوچار ننگ و بے شرفي و ذلت و خواري دنیا و عذاب اخرت شود : خسر الدنیا و الاخرة ' ذلک هو الخسران المبین !

لکن این مطلب دیگر هم لازم است که جسارتاً عرض شود ' و آن این ست که دیه بر عاقله است ' زیرا که حضرت عالي الحمد لله بهتر از همه واقف بمواقف امروزه و سیاسیات مسلمانان کنوني هستید ' و خود را مرکز توجه عامه و خاصه ' و پیشواے عموم مسلمانان ' و طریق نجات و فلاح قرار داده اید - چرا این جور مطالبات نفاق آور و کدورت انگیز در جریدهٔ مقدسه الهـلال درج میفرمائید که باعث خیالات برضی ' و رنجش بعضی ' و خشنودي دشمنان گردد ؟

اوقات عزیزگران بهاے معتمر خود را باید صرف این طور کارها نه نمایند زیاده جسارت است امید عفو و اغماض را دارم -

(العبد سید مرتضی ایراني - سنٹرل انڈیا هارس اگر مالوا)

مدبر روشن ضمیر جریدهٔ فریدهٔ الهلال دامت ایام افاضاته

امشب در کلب نشسته مشغول خواندن صفحهٔ ۲۹ مورخهٔ ۹ و ۱۶ ماه رواں الهـلال بودم که چشمم بدیں جملهٔ آتش فشاں افتاد - (خواجه غلام الثقلین صاحب کا تریه بیان هے که ایران میں زیاده تر بهائیت اندر هي اندر کام کررهي هے) و چوں این یک الزام ناقابل برداشت بر ملت نجیبهٔ اثنا عشریهٔ خودم است با کمال ادب انرا تردید کرده نمیگویم که خواجه صاحب دیده و دانسته بهتان میگویند بلکه عرض میکنم که ایشان آگاهي ندارند و سزاوار نبود که بگفتهٔ یک و دو تن بارز نموده آشکارا یک ملت بایں بزرگي را بد نام فرمایند - میدارم ' بدرج این مختصر رفع اشتباه فرمائید - اگرچه بنده در بعضي از مطـالب این مقالهٔ شما اختلاف کلي دارم ' ولی چوں آوردن نام شیعه و سني را درمیان مسلمـانان گناه کبیره میدانم چیزے

معـــارف قـــرانیـــه

یک چراغیست درینخانه که از پرتو آں
هرکجا مي نگري انجمنے ساخته اند

از جناب حکیم غلام غوث صاحب طبیب یوناني - خانپور - ریاست بهاولپور

کلوا و اشربوا ولاتسرفوا ان الله لا یحب المسرفین

همارا ایمان هے که قران مجید کا لفظ لفظ رب العالمین کا کلام هے اور صوري و معنوي صلح و فلاح کے اسباب اسي میں موجود هیں :

جمیع العلم في القران لکن * تقاصر عنه افهام الرجال

قران حکیم کي تعلیم ایسي زبردست و صداقت لئے هوے هے که جن قوموں اور مذهبوں نے اسے علی الاعلان نهیں مانا ' انهوں نے بهي اپني کتابوں میں جو سیکڑوں سال اس سے پہلے کی هیں یاسیکڑوں سال بعد کي هیں ' اسي تعلیم کے موجود هونے کا دعوی کیا هے ' اور جو علوم عالم وجود میں نهیں آئے اور آگے آئینگے وہ قران حکیم میں موجود هیں :

رخش خطے کشیده در نکوئي
که بیرون نیست از ما خوبروي

جس آیه شریفه کو میں نے عنوان میں لکها هے ' ایک وسیع المعانی اور جامع المعارف هے - میں اسکي تفسیر صرف تفصیلات طب کے ساتھه کرنا چاهتا هوں -

کلوا واشربوا ولا تسرفوا ان الله یحب المسرفین - یعنے کهاؤ پیو مگر حد سے مت بڑهو ' کیونکه خداحد سے بڑهنے والوں کو دوست نهیں رکهتا - یعنے انهي اشیاء باقی هو که غذا سے هاتهه کهینچ لو - مانا که غذا

[بقیه پہلے کالم کا]

نمي نویسم - گذشت آن زمان که در برادر اسلامي فریب دشمنانرا خورده بآزار یکدیگر کمر مي بستند - اکنون چوں شیر و شکر بهم آمیخته بنواے دلکش می سرایند :

من نر شدم تو من شدي من تن شدم تو جان شدي
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگري

خاکسار حاجي میرزا ابوالقاسم ایراني - پروفیسر فارسی مدرسة العلوم علیگڈه -

الهـــلال :

حقیقة الامر نه آنچنا نست که حضرة عـالي تصور فرمودید - مسئلهٔ اشاعهٔ بهائیت در ایران را محض نقلاً و روایتاً عرض کردم نه بطور حقیقت الامر - مولانا فدا حسین صاحب در مقالهٔ شیعه و سني احتجاج از سفر نامهٔ خواجه غلام الثقلین صاحب کردند و نوشتند که در قسطنطنیه مذهب شیعه رو به اشاعت و نفوذ ' و جالب قلوب *اقوام عثمانیه و انراک سـعـ - عرض کردم که صحیح نیست ' بحالیکه روایت جناب خواجه صاحب بر عکس این معامله است ولو هر دو را اصلاً صحت نه باشد -

بدل ما يتحلل هے اور قوام معجون بدن اسي سے هے' اور يه بهي سچ هے که انتعاش حرارت غريزي کا موجب يهي هے جيسا که شعلهٔ آتش کے ليے هيزم - ليکن واقعه يه هے که افراط بجائے انتعاش کے بجهانے کا کام ديتي هے - جيسا که آگ کے هالے شعلے پر لکڑيوں کا انبار اور بجهتے هوے چراغ پر بهت سا تيل -

قانون بوعلي سينا ميں هے که غذا اگر زيادہ از قدر حاجت وارد بدن هو تو وہ زيادتي موجب فساد هوجاتي هے - اولاً احداث تخمه کرتي هے ' بعد ازاں احداث سدہ' سدہ سے عفونت حادث هوتي هے' اور اس کميت سے ايک کيفيت غريبه کا پيدا هونا لازمي هے- جب هضم تک نوبت پهنچتي هے تو زيادتي رطوبت سے (که غذا سے حاصل هوئي) احداث برودت بهي هو جاتا هے اور يهي برودت جمود و خمود هے -

چونکه ارواح و قوی کے روشن رکهنے کا ذريعه حرارت غريزي هي هے اور وہ ضعيف هے' تو ارواح و قوی کي تازگي و لطافت قائم نهيں رہ سکتي - يهي تو وجه هے که شکم سيري ميں نزول تجليات حکمت کا نهيں هوتا - صدق ما قال رسول الله روحي فداه و صلی الله عليه وسلم : من اکل الطعام بشهوة حرم الله تعالی الحکمة علی قلبه -

عبادت آخر الليل کي فضيلت اسي حکمت پر مبني هے که معده غذا سے خالي اور ارواح دخان طبخ هاضمه سے پاک - دعاے سحري ' مناجات نيم شبي ' و فکر صباحي مشهور اصطلاحيں هيں - في الجمله طب فرنگ و يونان و ويدک ميں زائد از اشتها کهانا ممنوع هے -

حکيم بختيشوع نصراني هارون رشيد کے زمانه ميں دربار کا طبيب نامي تها - علي بن حسين بن واقد سے کها که تمهاري کتاب (قرآن) ميں کوئي چيز طب سے نهيں - حالانکه عالم در هيں : علم الابدان اور علم الاديان - اسنے کها که حق تعالی نے تمام طب کو اس آدهي آية ميں جمع فرماديا هے : کلوا واشربوا ولا تسرفوا - اسنے کها که آپ کے رسول سے کوئي چيز طب ميں منقول نهيں - علي بن حسين نے جواب ديا که همارے رسول نے طب کو تهوڑے سے الفاظ ميں جمع کرکے فرماديا هے : المعدة کل داء والحمية راس کل دواء - يعنے معده سب بيماريونکا گهر هے اور پرهيز هر دوا کا سر هے -

بختيشوع نے کها که سچ هے - تمهاري کتاب اور تمهارے پيغمبر نے جالينوس کے ليے کچهه بهي نه چهوڑا - اس تسليم اور اعتراف کو ديکهکر بے ساخته متنبي کا يه مصرع ياد آجاتا هے :

الفضل ما شهدت به الاعداء

يعني بزرگي وہ هے جسکي دشمن بهي شهادت ديں !

عارف شيراز نے گلستان ميں لکها هے که بعض ملوک نے ايک طبيب کو پيغمبر آخر الزماں کي خدمت ميں ارسال کيا' وہ مدت تک ٹهرا رها مگر کسي نے اسکي طرف رجوع نه کيا اور نه دوا پوچهي تنگ آکر حضرت کي خدمت ميں شکايت کي - ارشاد هوا که يه لوگ اسوقت غذا کرتے هيں جب اشتها صادق هوتي هے' اور چهوڑ ديتے هيں جبکه اشتها باقي رهتي هے - پس يه مريض نهيں هوتے - يه روايت کتب حديث ميں هماري نظر سے نهيں گذري ليکن اسميں ايک نکته نهايت جيد هے -

بعض تاريخوں ميں ديکها هے که نوشيرواں کے پاس چار طبيب عراقي' رومي' هندي اور حبشي جمع هوے - اسنے پوچها که کونسي دوا هے جسکے استعمال سے مرض نهونے پائے ؟ عراقي نے کها که تين جرعه پاني گرم کا علی الصباح پينا - رومي نے کها که هر روز حب الرشاد بقدر کف دست کها نا - هندي نے کها که تين هليله سياه کا روزانه استعمال -

حبشي نے کها که پاني گرم معده کو ڈهيله کرتا هے اور گرده کي چربي کو پگهلاتا هے - حب الرشاد مهيج صفرا اور هليلهٔ سياه مهيج سودا هے' پس وہ دوا که جس سے دوسري دوا کي حاجت نهيں پڑتي يه هے که غذا بعد بهوک کے کهائي جاے' اور سير هونے کے قبل چهوڑدي جاے - سب نے کها سچ هے :

ثلاثة مهلکات للانام * و داعيه الصحاح الی السقام
دوام منامه و دوام وطی * و ادخال الطعام علی الطعام

حاصل کلام يه که فيصله وهي هوا جو قرآن مجيد نے کيا هے که کلوا واشربوا ولا تسرفوا ان الله لا يحب المسرفين - اب ديکهنا يه هے که حد سے تجاوز کرنا اور انداز سے آگے بڑهنا مضر کيوں هے؟ اور مضرت کيا هے؟ هاں حديث شريف ميں آيا هے که حرص و هوس سے طعام کهانے والے کا دل حکمت سے محروم کر ديا جاتا هے' اسکا سبب يه هے که اشتها سے زيادہ کهانے ميں بدني فساد لازمي هے' اور بدني فساد سے روحي فساد و خرابي ضروري- پس ماننا پڑيگا که ديني و دنيوي کاموں کے قابل نرها - اس سے بڑهکر اور مضرت کيا هوگئي ؟

کلوا واشربوا ولا تسرفوا سے يه مطلب بهي نکل سکتا هے که کهاؤ پيو مگر بهت خرچ مت کرو' يعنے مکلف غذا' لطيف طعام' لذيذ شربت ميں خرچ زائد نه کرو - يه نکته بهي بالکل طب کے موافق هے کيونکه جو غذا غليظ هو اور جوهر اسکا متين - اوسکے کهانے والے اور عادت کرنے والے کي عمر دراز اور تندرستي قوي هوتي هے کيونکه قبول آثار و ضد تغير سے بعيد هے -

مانا که طعام و شربت لطيف سے غذا حاصل هوتي هے ليکن بهت جلد متاثر و متغير هوکر مرض کا موجب بهي تو هو جاتي هے - تجربه اور مشاهده بهي يهي شهادت ديتا هے جيسا که فلاکت زدگان فقر اور صحرا نشيان و غير شهري قوت ميں زيادہ ' عمر ميں دراز' جسم ميں تندرست هوتے هيں' اور شربت نوشان لذيذ و معطر' و طعام خوران لطيف و خوش منظر' قوت ميں ضعيف ' عمر ميں کوتاه ' اور گوناگوں امراض ميں مبتلا ديکهے جاتے هيں -

هاں اس مسئله کي دليل پکڑکر که جو لطيف هے زود متاثر از غير' اور جو کثيف هے ديرمتاثر از غير هوتا هے' کها جاے گا که کثيف ديرو بد هضم ٹهرا -

تو ايک حد تک يه مسئله صحيح هے' مگر يه مسئله غير معتاد کي نسبت هے - جب عادت هوجائے تو وهي شے زود هضم هوجاتي هے' توليد خلط صالح و مدد صحت لازمي هوجاتي هے' اور بسبب کثافت کے ديرمتغير و ديرتحليل ثابت هوکر درازي عمر کا باعث هوتا هے - آية شريفه کا منشا بهي هے که طبيعت ميں عادت نيک ڈالو کيونکه : ان الله لا يحب المسرفين -

بهر حال "ولا تسرفوا" کو هر جگه دخل هے - سخاوت اور فياضی کے متعلق اکثر لوگ غلطي کرتے هيں يعنے اسراف اور فضول خرچي کي حد تک پهنچ جاتے هيں - قرآن حکيم نے ايک اصول قايم کرديا هے - کلوا و اشربوا و لا تسرفوا ان الله لا يحب المسرفين - اسي کي تفسير ميں حديث شريف هے : خير الامور اوسطها - في الجمله صحت ' قناعت ' تمدن ' تهذيب ' اور اخلاق کا سبق اسی ايک آية شريفهٔ مندرجهٔ عنوان سے ملتا هے : فاعتبروا يا اولی الابصار-

شئون عثمانیه

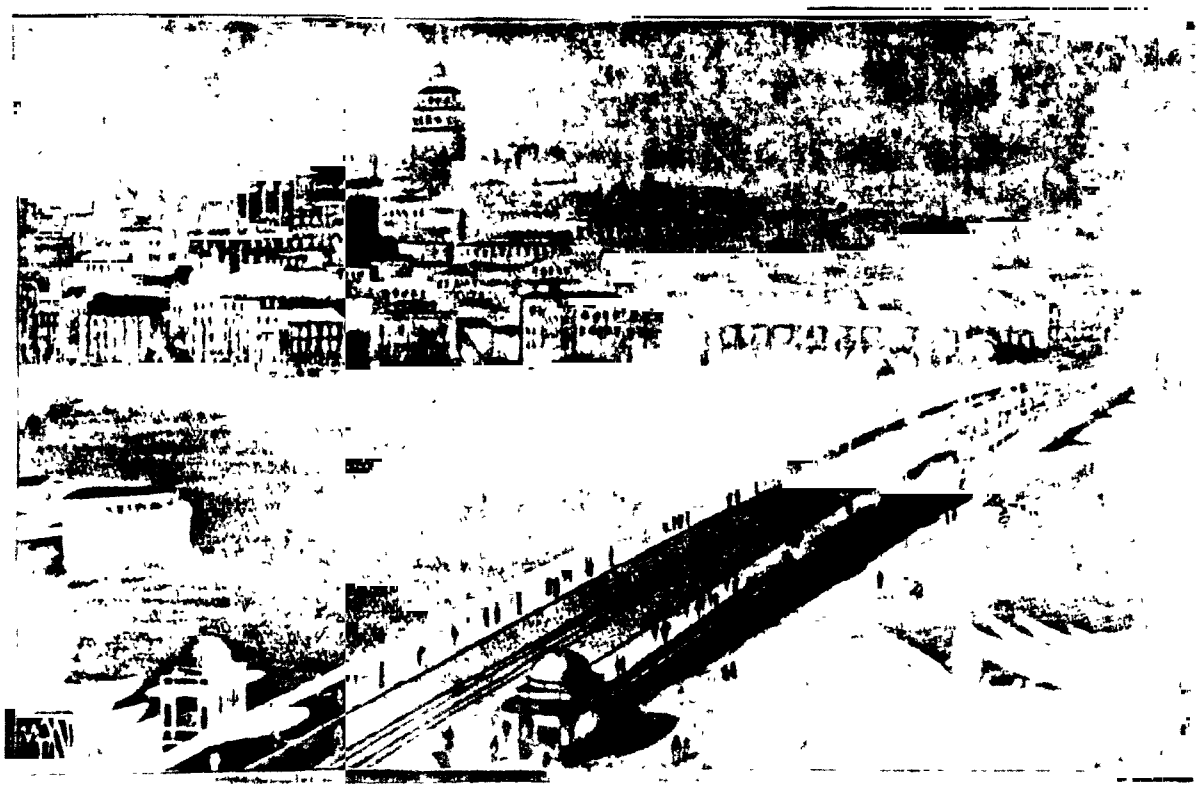

شـاخ زرين کا ايک نظـارہ !
تسطنطنيه کا مشهور پل

اخبـــار و حـــوادث

از مراسلـه نـگار المويـد

(۲)

(جرمني جنگي مشن)

جرمني کے جنگي مشن نے همارے فوجي حلقوں کي تفتيش شروع کردي هے - کمانڈر وان ساندرس ' جنکو همارے ارل فيلق (آرمي کور) کي کمان ملي هے ' آستانه اور اسکے گرد و نواح کي عثماني فوج کي حالت سے واقف هونے کے ليے نهايت سعي و سرگرمي سے کام کر رهے هيں -

پرسوں (يعني ۲۷ دسمبر کو) در جرمـن آفيسر لواء وان و يبرر اور لواء برسلت اور انکے ساتهه بکباشي ارکان حرب عاصم بـک اور ملازم محمد ضياء آفندي مدرسه توپخانه کے ايڈيکانگ ' ادرنه ' قرق کليسا ' ديموتقه اور شتلجا اسليے روانه هوے هيں که وهاں کے فوجي اور جنـگي حالات کي تفتيش کريں - اور عنقريب وان سانـدرس بهي وهيں جائينگے -

يهاں تـک تو جرمني جنـگي مشن کے اندروني کاموں کا تذکره تها ' رها وه بين الدولي مسئله جو اس جرمن کمانڈر کو همارے پيلے فيلق کي کمان پر ملنے پر پيدا هوا ' تو اسکے متعلق سب سے آخري خبر جو مشهور هوئي هے ' يـه هے که شـاهنشاه جرمني ' شاه انگلستان ' اور زار روس ميں اس سياسي فوقيت کي تلافي کے ليے گفتـگو هو رهي هے ' جو جرمني کو دولت عثمانيه ميں اس عظيم الشان برتري و تفوق کے حاصل هونے سے دول کے مصالح ميں پيدا هوا هے -

ان معاملات ميں جن لوگوں کي تيز نظري پر اعتماد کيا جاتا هے ' انکا قول هے که دوسري سلطنتوں کو جرمني کے امتياز کے مقابله ميں جو امتيازات ملنے والے هيں ' انکے بعد وه اس معامله ميں خاموش هو جائيگي ' بشرطيکه اس امر کي ذمه داري کيجائے که عثماني فوج ميں جرمني کے اثر سے دوسري سلطنتوں کو کوئي نقصان نه پهنچيگا - اغلب هے که امور ذيل کے ذريعه يه بات حل هوسکتي هے :

(۱) دولت عثمانيه وعده کرے که باسفورس اور در دانيال سے تجارتي جهازوں کے گزرنے کے نظام ميں کوئي تغير نه هوگا ' نيز ان دونوں آبدارں ميں کبهي حتي که زمانۂ جنـگ ميں بهي تارپيڈ و کشتيان نه لگائي جائينگي -

(۲) دولت عثمانيه سرکاري طور پر وعده کرے که اگر اسميں يا اور کسي دول عظمي ميں سے کسي ميں جنگ چهڑيگي ' تو اسوقت اس مشن کے ممبر جرمني واپس چلے آئينگے -

(۳) يه که اس جرمني کمانڈر کو ان آبناؤں کے قلعوں سے باقاعده يا عملي طور پر کسي قسم کا تعلق نه هو ' اور نه اسکو عثماني پوليس ' دفتر عرفيت ' اور قوانين استثنائيه پر اختيار حاصل هو -

پهر بهي بعض اخبارات کے خود غلط سمجهنے يا غلط سمجهانے کي کوشش کے علي الرغم يه مسئله ابهي غير منفصل هے ' اور جب اسکا فيصله هوگا تو ايک دانشمندانه فرض هوگا که وه ان ذرائع و رسائل پر سنجيده بحث کرے ' جن سے يه مسئله ' جسے يهاں منحوس مسئله کهتے هيں ' حل هوا هے -

(عثماني فوج)

عثماني فوج عرب ' ترک ' البانې ' کرد ' اور چـرکس کے متعلق قديم زمانے سے يه مشهور هے که وه ايک ايسي مشهور ' پامرد اور شجاع فوج هے که تقريباً دنيا کي کوئي فوج اسکي همسري نهيں کرسکتي - اور اگر کبهي اسکو شکست هوئي هے تو يه ناممکن هے که اسکا سبب اسکي بزدلي ' يا اسکي شجاعت کي کمي يا اسکي

مشہور و معروف خصوصیات کا نقص ہو- بلکہ ہمیشہ اصلي نقطہ ضعف اسکا نظام ہي ہوا ہے - نظام کو ان معاني میں سے خواہ کسي معني کے لیے لیجیے جن پر لفظ نظام دلالت کرتا ہے -

جن عثماني اور غیر عثماني واقف کاروں نے عثماني فوج کو جنگ اور صلح دونوں حالتوں میں دیکھا ہے' قریباً ان سب کا اس پر اتفاق ہے کہ دولت عثمانیہ کے فوجي نظام میں سب سے بڑا عیب یہ ہے کہ گرم ملکوں کے سپاہیوں سے سرد ملکوں میں کام لیا جاتا ہے ' اور سرد ملکوں کے سپاہیوں سے گرم ملکوں میں - اور کسي ایسي غلط فہمي کي بنا پر جو حکمت و تدبیر اور انصاف و عدل کے ذریعہ سے رفع کیجاسکتي ہے' ایک صوبہ کے باشندوں سے مقابلہ کے لیے دوسرے صوبے فوج سے خالي کردیے جاتے ہیں - اسي سربرس سے عثماني فوج کي اصلي مصیبت یہ ہے کہ اسکے عثمانیوں سے برسرپیکار کرکے دونوں کو کمزور کردیا جاتا ہے' حتی کہ جب بیروني دشمن سے جنگ کا وقت آتا ہے تو یہ حالت ہوتي ہے کہ فوج ضعیف القوی ہوتي ہے' ملک اقتصادي مرض فقر الدم (کمي خون) میں مبتلا ہوتا ہے' خزانہ اس خانہ جنگي میں صرف ہوچکا ہوتا ہے' اور اس پر مستزاد یہ کہ فوجي خدمت کي مدت اسقدر طویل ہے کہ اس طول مدت نے اس فن کو صرف اہل فوج ہي میں محدود کردیا - اگر مدت خدمت کم ہوتي تو چھ سال میں ایک دفعہ کے بدلے دو دفعہ فوج بدلي جاسکتي - اس سے یہ ہوتا کہ فوجي تعلیم عام ہوتي ' اور جسطرح اب ہے اسطرح تھوڑے سے اشخاص تک محدود نہ ہوتي -

بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ قائد اعظم عزت پاشا کو تمام امور اور انکے نتائج اس آخري جنگ میں مجسم ہوے نظر آگئے ' اسلیے انھوں نے ایک نئي اسکیم تیار کي ہے جسکے اور مہمہ حسب ذیل ہیں

(۱) اس عیب سے نجات حاصل جو آخري جنگ میں ظاہر ہوا یعنی میدان جنگ تک فوج کي ضرور مقدار نہ پہنچا سکنا -

(۲) فوجي تعلیم کا عام کرنا -

(۳) ناگہاني سانحات کي طرف سے اطمینان کے لیے ہر جگہ فوج مرابط یعنی ایسي فوج کي کافي تعداد رکھنا جو ہمیشہ رہے -

یہ تینوں مقصد جسقدر عمدہ ہیں قارئین کرام خود اسکا اندازہ کرسکتے ہیں ' اور ایسے وقت میں ظاہر کیے گئے ہیں جبکہ لوگ انکي ضرورت محسوس کررہے ہیں -

مگرافسوس ہے کہ واضع اسکیم نے ایسا راستہ اختیار کیا جس سے لوگوں میں اضطراب پیدا ہونے لگا ہے' حالانکہ اس نتیجہ تک پہنچنے کے دوسرے ایسے راستے موجود ہیں جو ملک اور فوج دونوں کے مصالح کے جامع اور اسکیم کے مقصد کے ضامن و کفیل ہیں - جب آخرین واقعات میں ہماري فو کا جہل ظاہر ہوا' تو عزت پاشا نے یا عزت پاشا کي وزارت میں اصلاح فوج کي اسکیم کے واضع نے یہ چاہا کہ فوجي تعلیم عام ہو جائے ' اور یہ فیصلہ کردیا کہ فوجي تعلیم لازمي ہوگي ' اس سے وہ لوگ بھي مستثنی نہ ہونگے جو ایسي عورتوں کے کفیل ہیں جنکا اور کوئي کفیل نہیں -

یہاں ہمیں اسکا ضرور اعتراف کرنا چاہیے کہ ہمارے قومي نظام نے طول مدت اور اسکے علاوہ اور بہت سے اسباب سے باشندوں کو فوجي خدمت سے متنفر سا کردیا ہے -

پس یہ ممکن تھا کہ ہماري حکومت بھي تجنید (فوج سازي) کا وہي طریقہ اختیار کرتي' جو اہل جرمني نے اسوقت اختیار کیا تھا جبکہ انہیں نیپولین کے تسلط و اقتدار نے فوج کے بڑھانے سے منع کیا تھا - انھوں نے مدت خدمت کم کردي' اور فوج کي تعداد وہي رہنے دي جو نیپولین چاہتا تھا - اس سے یہ ہوا کہ ایک شخص آتا تھا ' دو تین برس قواعد جنگ سیکھتا تھا ' اور پھر اپنے کام پر چلا جاتا تھا - اسکي جگہ نیا سپاہي آتا اور اسي طرح سیکھکے چلا جاتا - اگر پہلا سپاہي اگلے زمانے تک رہتا جتنے زمانے تک کہ دونوں رہے' تو یقیناً فوجي تعلیم حاصل کرنے والوں کي تعداد اس تعداد سے کم ہوتي جو تخفیف مدت کے زمانے میں تھي -

یہ ہے تفسیر میرے اس قول کي کہ تجنید کا جو طریقہ اہل جرمني نے نیپولین کے وقت میں اختیار کیا تھا' وہي طریقہ فوجي تعلیم کي اشاعت کا ضامن ہے ' اور اسي میں ملک کا اقتصادي فائدہ ہے - اسکا ایک بہت بڑا فائدہ یہ بھي ہے کہ وہ جذبت (سپہگري) کو قوم کي نگاہوں میں محبوب و پسندیدہ بناتا ہے -

یہ تو فوجي تعلیم کي حیثیت سے بحث تھي' باقي رہا مسئلۂ دفاع ملي تو اسکي نئي اسکیم کے متعلق ہمکو جو کچھہ معلوم ہوا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسمیں صوبہ وار خدمت کا مسئلہ ملحوظ رکھا گیا ہے - یعني ہر سپاہي اپنے صوبہ ہي میں رہکے خدمات انجام دیگا اور جو لوگ ایسي عورتوں کے کفیل ہیں جنکا کوئي کفیل نہیں ' وہ اپنے اہل عیال سے دور نہ بھیجے جائینگے -

ایک صحافي (جرنلست) سے عزت پاشا نے یہ بھي بیان کیا ہے کہ فوجي خدمت کي مدت کم کرنے کا ارادہ ہے - مگر ابھي تک اسکي مقدار نہیں معلوم - (اسکے بعد وزارت جنگ بدل گئي' اور انور پاشا وزیر جنگ ہوے - الہلال)

اضـــافـــۂ قیمت الهـــلال

الہلال کي معنوي اوصاف سے قطع نظر صرف ظاہري حالت بھي اسکي متقاضي ہے کہ قیمت میں کچھہ اضافہ کیا جائے -

نـــرخ بـــالاکن کـــہ ارزانـــي هنـــوز

میرے اس بیان میں مبالغہ کا شائبہ تک نہیں ہے کہ ایک نمبر دیکھہ لینے کے بعد دوسرے ہفتہ کے الہلال کا انتظار اسي دن سے شروع ہوجاتا ہے - اور اگر سوء اتفاق سے ڈاک میں ایک دن کا بھي تردد معمول سے زیادہ ہوتا ہے تو وہ اسقدر شاق گذرتا ہے کہ الامان - اس کے ساتھہ ہر اخبار بیں خواہشمند ہے کہ اسکے حجم میں حتی الامکان زیادتي ہوجائے - مجھے یقین ہے کہ جسوقت ایسا ممکن ہوگا آپ اس کا حجم بڑھانے میں ایک لمحہ کا بھي وقف نکرینگے لیکن جبکہ الہلال کے چھپائي کا غیر معمولي اہتمام اور تصاویر کا التزام حالت موجودہ میں بھي آپکو زیر بار کررہا ہے تو یہ خواہش کیونکر کیجا سکتي ہے - البتہ اگر اسکي اشاعت میں توسیع ہوجائے اور خرچ سے آمد بڑھ جاے تو حجم میں اضافہ کرنیکي خواہش بجا ہوگي - میري راے میں سردست یہ مناسب ہوگا کہ چندہ سالانہ میں دو روپیہ کا اضافہ کردیا جائے ' اور ساتھہ ہي ایک پاپولر ایڈیشن جس کا کاغذ اس سے کم قیمت ہو مگر باقي تمام باتیں اسي کي موافق ہوں جاري کردیا جاے اور اسکا چندہ یہي رکھا جائے جو اس وقت ہے تو خریداران اخبار کو ہرگز گراں نہوگا' اور جو لوگ پہلے سے زیادہ نہدیسکیں وہ پاپولر ایڈیشن لیتے رہیں گے - اسي کے ساتھہ دلداد گان الہلال اسکي توسیع اشاعت کے طرف بھي متوجہ ہوں' اوسطاً ہر خریدار ایک ایک خریدار پیدا کردے کہ جو مقاصد آپکے پیش نظر ہیں اس سے جلد مستفید ہونے کا موقع ملے - اگر اضافہ چندہ کي راے قرار پائے تو میں بلا توقف بقیہ کمي کو پورا کرونگا والسلام مع الاکرام -

نیاز مند غلام حسن از امروہہ

طرابلس

ختـم جنـگ کے اسبـاب .

انکشاف حقیقت

شیخ سلیمان البارودي کي تصریح

جنـگ بلقان کي مشغولیت نے مظلوم و بے نوا مگر مقدس و اولو العزم طـرابلس کي طرف سے دنیا کو بالکل بے خبر کـردیا حالانـکه اس سر زمین صحرائي کے فقرا اور بادیه نشینوں نے جو کچھه کیا ' اُسکي قدر و قیمت جنگ بلقان کي با ساز و سامان نا کامیوں نے اور بڑھا دي ھے !

جنـگ بلقان کي وجـه سے جب دولـة عـلیه مجبور هوئي اور اٹلي سے صلح کرلي تو اسـکا کوئي اثر انـدرون طـرابلس کے مجاهدین پر نه پڑ ۔ برابر مصروف دفاع و جهاد رهے - چنانچه کئي سخت معرکوں کي خبریں سننے میں آئیں اور اٹلی کے حملے برابر ناکام و شکست یاب رهے -

ترک افسر جو وهاں مقیم تھے ' ان میں سے اکثر بدستور صلح کے بعد بھی ٹھہرے رهے - غازي انور پاشا کو اگرچه اتحاد و ترقي نے بلالیا لیکن اور متعدد رؤساء جنـگ وهاں باقي تھے ' اور سنوسیوں اور عثمانیوں میں پوري طرح اتحاد تھا -

منجمله رؤساء قبائل و جنگ کے ' شیخ سلیمان البارودي ' عزیز بک مصري ' عزیز بک سابق والي عراق ' ایوب بک وغیره بھی تھے -

پچھلے دنوں یکایک یه خبر مشهور هوئي که مجاهدین طرابلس نے جنگ ختم کردي ' عزیز بک مصري اور دیگر رؤساء و شیوخ قبائل میں باهم اختـلاف هوگیا هے ' اور شیخ سلیمان بارونی مع ایک بڑي جماعت کے جنگ سے دست بردار هوکر تیونس چلے گئے !

پھر ایک نـدید مخـالف روایت شروع هوا - رسالـة الهدایـه قسطنطنیه کے مضمون نـگاروں نے جو حـالات بیان کیے وہ اُس سے بالکل مختلف تھے جو المؤید مصر میں شائع هوے -

یه بھي مشهور هوا که سلیمان بارونی (جنھوں نے آغاز جنـگ سے نهایت نامورانه حصه تمام مدافعات و مجاهدات طـرابلس میں لیا اور جنـکی مراسلات بارها الهلال میں شائع هوچکي هیں) اٹلي والوں سے ملگئے اور رشوت لیکر جنگ ختم کردي -

بهر حال حالات نهایت تاریکي میں آگئے - هم نے بارها ارادہ کیا که اس مسئـلة کو صـاف کیا جاے لیکن محققـانه ذرائع بحث کا انتظار تھا -

اب چاهتے هیں که طرابلس کے بعد از صلح اور موجوده حالات کو موثق ذرائع سے حاصل کرکے شائع کیا جاے ' کیونکه مسلمانان هند صلح کے بعد سے بالکل بے خبر هیں - اس سلسلے میں سب سے پہلے خود شیخ سلیمان البارونی کي ایک چٹھي کا ترجمه شائع کرتے هیں جو انھوں نے مسٹر دوے محمد ایـڈیٹر افریقن ٹائمز لنـدن کے نام لکھي هے اور اسکا اصلي عکس اخبار مذکور نے شائع کردیا هے -

شیخ سلیمان البارودي ایک سنوسی شیخ طرابلس کے ساتھه کھڑے هیں (واقعهٔ حضاري)

مسٹر دوے محمد کي بھي مختصر تقریب کر دیں - قارئین کرام کے ایک پر اسرار فرقه کا نام سنا هوگا جو " دروز " کے لقب سے مشهور هے اور جس کي ایک بهت بڑي جماعت شام اور اطـراف بیروت و جـبل لبنان میں موجود هے - خیال کیا جاتا هے که غالباً یه لوگ باطنیه و قرامطه کا بقیه هیں -

مسٹر دوے محمد اسي فرقے سے هیں - انکے والد شیخ سلیم ایک نامور عالم تھے - انکي ایک فرانسیسي شخص سے بهت دوستي تھي جسکا نام " دروے " تھا - اسیکي یادگار میں انھوں نے اپنے لڑکے کے نام میں بھي " دروے " کا لفظ شامل کر دیا -

انھوں نے یورپ میں تعلیم پائي اور تصنیف و تالیف میں مشغول رهے - کچھه عرصے سے ایک انگریزي رساله " افریقین ٹائمز " کے نام سے نکالا هے جس کا مقصد اقوام مشرقیه کي حمایت اور انکے حالات سے اقوام یورپ کو آگاه کرنا هے - مصر کے متعلق بھي انکي ایک دلچسپ کتاب حال میں شائع هوئي هے - وہ لنڈن میں مستقل طور پر مقیم هیں -

انھوں نے شیخ سلیمان بارونی سے حالات دریافت کیے - اسکے جواب میں وہ لکھتے هیں :

" آپکا خط موصول هوا ' آپ چاهتے هیں که میں :

(۱) طرابلس میں نئي حکومت کے قائم کرنے اور پھر اسے چھوڑ دینے کا سبب بیان کروں -

(۲) به جو همارے متعلق اخبارات نے مشهور کیا هے که هم نے ایک کثیر رقم رشوت میں لیکر جنگ ختم کر دي ' اسکي حقیقت بتاوں -

(۳) میرے متعلق کہا جاتا هے که مجھے بڑے بڑے چندے وصول هوے مگر میں نے انھیں جنگ میں صرف نہیں کیا بلکه اپنے لیے رکھلیا - اس الزام سے پردہ اٹھاوں -

انمیں سے هر ایک سوال کا واقعی جواب دیتا هوں جسمیں کسي طرح شک کي گنجائش نہیں - اس امید پر که پہلے وہ عربي میں شائع هونگے پھر اسکا ترجمه اس رساله کي زبان (انگریزي) میں هوگا :

(۱)

جب دولة عثمانيه اور اطاليا ميں صلح هوگئي اور دونوں سلطنتوں كي طرف سے همكو سركاري طور پر اطلاع دي گئي كه سلطان المعظم نے اهل طرابلس كو كامل انتظامي خود مختاري عطا فرمادي هے' تو هم نے بالاتفاق يه طے كيا كه اس خود مختاري كي حفاظت كي جاے -

اهل طرابلس نے مجھسے چاها كه ميں انكي صدارت قبول كروں' اور ايك حكومت قائم كردوں - انهوں نے اس مضمون كي درخواستيں اپنے خط ميں اور اپنے دستخطوں سے ميرے پاس بهيجيں' اسليے ميں نے اسكو منظور كيا' اور دول عظمى اور مشهور اخبارات كو تار كے ذريعه اسكي اطلاع بهي ديدي -

ميں نے باقاعده حكومتوں كے پرداز پر ايك حكومت كي بنياد ڈالي جسميں متصرف (كمشنر) قائم مقام (ڈپٹي كمشنر) مدير (كلكٹر) قاضي (جج) مفتش (انسپكٹر) اور كاتب (منشي يا كلرك) مقرر كيے - مسلح پوليس' نيز پياده' اسپ سوار' اور شتر سواروں كي چند پلٹنيں بهي ترتيب ديں اور انهيں يورپ كي خوشنما وردياں پهنائيں - مقام ورخله' عذاس' اور مرزق تك تمام اطراف ميں ڈاك كا' اور حدود تونس تك ٹيليگراف اور ٹيليفونكے اسٹيشنوں كا انتظام كيا - اطاليوں كے سامنے ايك خط جنگ بنايا جو ورخله سے شروع هوتا تها اور غريان' رعتريه' مسطروس' اور بير الغشت كے آگے سے گذرتا هوا عزيزيه كي طرف چلا جاتا تها -

طرابلس كي عارض حكومت كے بعض اركان

نمبر ۸ مس كليرا هيں جو موسيو كوليرا ايڈيٹر "الهلال" قاهره كي بهن اور اور انگلش اخبار كي نامه نگار جنگ هيں -

اس ترتيب سے هم نے چند ماه تك ان مقامات سے اطالي فوجوں كي پيش قدمي كو روكے ركها جن پر وه اعلان صلح كے بعد قابض هوگئے تهے -

اس اثناء ميں هم سے اور اطاليوں سے چهوٹے بڑے معركے بهي هوے جنميں انكے بهت سے آدمي كام آے اور سخت مالي نقصان هوا - نصرة الهي همارے ساتهه تهي -

ليكن بالآخر همارے پاس روپيه ختم هوگيا - اور اسقدر تهيدست هوگئے كه جو اونٹ زخميوں كو لاتے تهے' انكا كرايه اور نوكروں اور مسلم پوليس كي تنخواهيں' نيز شهداء كے پس ماندوں كے وظائف كيليے بهي كچهه نه رها' على الخصوص ان پس ماندگان شهداء كرام كا يه حال تها كه انكے پاس ايك دن كے كهانے كا سامان بهي باقي نه رها تها - جو اونٹ روزانه جنگي مركزوں تك رسد ليجايا كرتے تهے' انكا كرايه بهي هم نهيں ديسكتے تهے اور يه بڑي مصيبت تهي -

اسي اثنا ميں چند در چند اسباب كي وجه سے ايك اور مصيبت عظيم پيدا هوئي يعني تونس كي طرف سے رسد كے آنے ميں بهي دقتيں پيش آگئيں - ميں نے مجبور هو كر يورپ كے مشهور اخبارات كو تار ديے' اور جن مقامات سے تعلقات تهے وهاں وهاں شكايتيں كيں -

مذكوره بالا حالات جب پيدا هوے تو ميں نے محسوس كيا كه اب هم نهايت هي سخت خطرے ميں هيں - بالآخر ايك وفد يورپ بهيجا تاكه وه دول عظمى كو همارى كاروائيوں سے مطلع كرے

بعد كو همكو يقين هوگيا كه اس سے كوئي فائده نه هوگا' اسليے هم نے اپنے وفد كي معرفت جو اسوقت مرسيلز ميں تها' اطاليا كو اطلاع دي كه اب هم اس شرط پر جنگ ختم كرنے كے ليے تيار هيں كه وه همكو پوري طرح انتظام خود مختاري ديدے -

اور ابتدا يه خط كچهه اس طرح كي عبارت ميں لكها جس سے انكي كو كسي طرح همارى كمزوري كا خيال پيدا نهو اور وه سمجهے كه اگر عرصے تك همیں جواب نه دينگے جب بهي همارا كچهه نقصان نهوگا' اور همیں سامان مدافعت ميں سے كسي شے كي ضرورت نهيں هے -

ليكن وه همارى حالت سے ناواقف نه تهے' انكو معلوم تها كه دولة عثمانيه كے اوليا امور صلح كے بعد چلے گئے' اور سامان و اسلحه كا آنا بهي بلقان كي جنگ سے رك گيا - نيز باهر سے بهي كوئي شے همارے پاس نهيں آئي' پس انهوں نے جواب ميں ليت و لعل شروع كيا - اس سے بهي بڑهكر نقصان يه هوا كه بعض وجوه سے همارا وفد عرصے تك تونس اور مارسليز ميں پڑا رها اور همیں اسكي كچهه خبر نه ملي !

اب ميں نے اپنے بهائي كے اونٹوں اور بكريوں كو رجسٹر كرنے كا حكم ديا تاكه انكي شرعي زكواة ارباب نصاب سے لي جاے اور مصارف ميں تهوڑي بهت مدد ملے - زكواة تخميناً بيس هزار گني تهي - مزروعه زمينوں كے عشر قلمبند كرنے كے ليے بهي دو شخص مامور كيے - اسكي مقدار بهي بهت اچهي تهي -

تمام لوگوں نے جوش و مسرت كے ساتهه ان احكام كا استقبال كيا مگر افسوس كه ان دونوں تجويزوں كو پايۂ تكميل تك نه پهنچا سكے - كچهه ايسے واقعات پيش آئے اور يكايك حملے هوگئے' جنميں مجبوراً همیں مصروف هونا پڑا اور ان دونوں تجويزوں كے متعلق كچهه بهي نه كر سكے - انهي حملوں ميں همارا آخري ذخيرا جنگ يعني كارتوس بهي ختم هوگيا !

اسكے بعد اطالي فوجوں نے بڑے سرو سامان سے به يك روز و به يك وقت جدوبه' عتريه' مسطروس' اور قبر زالد پر حمله كر ديا - نهايت دهشت انگيز معركے هوے اور اطاليوں كے بهت سے آدمي كام آئے - ميسره ميں هم نتصياب تهے اور ميمنه ميں وه كامياب - ليكن وه آگے بڑهے اور بڑهكے اس پهاڑ پر قابض هوگئے جو همارے رابطه كے مركز عام تك پهنچا هوا تها -

اب هم میں اور اُن میں شب کي تاریکي حائل هوگئي - همارے پاس اتنے کارتوس بھي نه تھے که گھنٹه بھر اور لڑ سکتے - اسیطرح رسد بھي نه تھي که دو چار دن تک بھي کام دیتي - باهر سے بھي رسد ' کارتوسوں ' یا روپیه کے آنے کي امید نه تھي - لاچار هوکر راتوں رات همیں یفرن واپس آنا پڑا ' زخمیوں کو بمشکل کاندھوں پر اُٹھا کر لائے ' کیونکه کرایے لیلیے همارے پاس روپیه نه تھا ! !

دوسرے دن اطالیوں نے اپني تمام فوج کے ساتھه دوسرا حمله کیا کیونکه انهیں معلوم هوگیا تھا که همارے پاس سامان مدافعت میں اب کچھه بھي نهیں رها هے - اس حمله میں هماري فوج کا ایک بڑا حصه منتشر هوگیا -

اسي اثنا میں جو وفد هم نے بھیجا تھا اسکا جواب آ گیا که همیں خود مختاري دینا حکومت اطالیا کو منظور هے - میں نے تمام سر برآوردہ اشخاص کو جمع کیا اور ان سے مشوره کیا - سب نے بالاتفاق طے کیا که همیں بھي منظور کرلینا چاهیے -

اب میں نے لڑنے والوں کو حکم دیا که وہ سرحد تونس کي طرف چلیں جو هم سے چار دن کی مسافت پر هے - اسکي اطلاع ساحلي مرکزوں میں دیدي تاکه کهیں ایسا نهو که اطالي اچانک حمله کردیں -

ان لوگوں نے کوچ شروع کیا - جب میں انکے همراه نالوت پهنچا تو مجھے کاؤنٹ سفورزا اور اسکے رفیق مسٹر دوري کا تار ملا که اس قرار داد کي تکمیل کے لیے آؤ جو هم میں اور وفد میں هوئي هے -

اس سے مجھے معلوم هوا که وہ ابھي هماري واپسي سے بے خبر هیں - میں تونس روانه هوگیا اور ظاهر کیا که کونٹ سفورزا سے گفتگو کرنے کے لیے جا رها هوں - حالانکه میں اسلیے جا رها تھا که حکومت تونس سے اسکی قلمرو میں داخل هونے کي اجازت لوں

حکومت نے اس شرط پر اجازت دي که هم لوگ هتیار دیدیں - میں نے بخوشی اس شرط کو منظور کیا ' اور خیال کیا که یه اجازت هي اسکی بڑي ضرورت هے جسے میں کبھي نهیں بھولسکتا - کیونکه اگر وہ اجازت نه دیتي تو یا تو هم زبردستي داخل هوتے اور اس صورت میں اهل تونس اور انکے ساتھه انکي حکومت سے مقابله هوتا ' یا پھر واپس آتے اور اس صورت میں گرفتار هوتے اور سب کے سب مارے جاتے -

اسکے بعد میں کونٹ سے ملے بغیر سرحد واپس آیا کیونکه حکومت کو اس واقعه کي خبر هوگئي تھي اور قطع گفتگو کي غرض سے انهیں حکومت نے بلا لیا تھا -

مگر یه کونٹ پھر تونس واپس آیا اور مجھه سے کہا که انتظامي خود مختاري کو چھوڑ کے میں اور کوئي دوسرا مطالبه پیش کروں کیونکه اب اس مطالبے کے لیے تو کوئي وجه باقي نهیں رهي -

میں نے اسے ایک نقشه لکھکے دیا جسمیں عام اهل طرابلس اور خصوصاً لڑنے والوں کے فوائد کے متعلق چند مخصوص دفعات تھیں -

اس نے بالالحاح واصرار کہا که میں کچھه اپنے اور اپنے متعلقین کے لیے بھي طلب کروں - علاوہ اسکے که وہ خود جو کچھه مناسب سمجھیگا میرے لیے حکومت سے اسکي سفارش کرے هي گا - مگر میں نے اسے منظور نهیں کیا اور کہا که اسکے بدلے یه کوشش کرے که تمام لڑنے والوں کو عام طور پر معافي دیدیجائے - مجھے خاص اپني ذات کیلیے کچھه نهیں چاهیے - چنانچه اس نے حکومت سے سفارش کي - حکومت نے معافي کا حکم صادر کردیا اور اسکي اطلاع سرکاري طور پر تونس کے اطالي کونسل جنرل کے دریعه ملگئي - میں نے اسي وقت اهل طرابلس کو اسکی خبر کردي -

اسکے بعد اس نے اور حکومت فرانس نے مجھه سے کہا که میں لوگوں کو طرابلس واپس جانے کا مشوره دوں - حکومت فرانس نے اسکی وجه یه بیان کي که تونس کی تنگي کي وجه سے کسي نئي آبادي کي اسمیں گنجائش نهیں میں نے اهل طرابلس کو لکھا - انمیں سے بعض گئے اور بعض وهیں رهگئے - جو لوگ قلمرو تونس میں نهیں آ سکے تھے ' وہ اپنے هتیار لیکے اندرون طرابلس چلے گئے اور مجھه میں اور کونت میں گفتگو ختم هوگئي -

* * *

اس سے آپکو معلوم هوگیا هوگا که حکومت اسلیے قائم کي گئي تھي که اس خود مختاري کی حفاظت کي جائے جو سلطان المعظم نے همیں عطا فرمائي هے ' اور اسکے بعد اپنے آپ کو اطالیوں کے حوالے صرف اسلیے کیا که همارے پاس سامان مدافعت ' روپیه ' اور کارتوس نهیں رهے تھے -

پس نه تو هماري فوج کو الزام دینا چاهیے که اس نے بزدلي کي یا اسلام اور حقوق وطن کي مدافعت سے گھبرا گئي ' اور نه همارے اشخاص میں سے کسي کو یه الزام دینا چاهیے که اس نے خیانت یا طمع سے ایسا کیا - باستثناء بعض افراد کے که انهوں نے جو کچھه کیا وہ کیا ' اور اسکي پاداش میں هم نے انهیں آخر جنگ تک قید میں رکھا - (البقیه تنلی)

[بقیه مراسلات]

زمیندار کی ضبطي

زمیندار پریس کي ضبطي سے غیر معمولی نقصان جو ملک و قوم کو هوا هے وہ ناقابل برداشت هوگیا - جسطرح سے زمیندار نے اپني زمانه اشاعت میں قوم کي خیانت کی هے وہ اظهر من الشمس هے - زمیندار پریس کی ضبطي سے یه معلوم هوتا هے که گورنمنٹ نے ابتک اس اصول پر کافي توجه نهیں . فرمائي که حکومت اصلاً دلوں پر هوتا چاهیے اور محض زبان بند کرنے سے اور بجا یا بیجا شکایات اپنے کان تک نه پهنچنے سے حکومت کا استحکام مشکل هے - جو لوگ گورنمنٹ کے سچے خیرخواه هیں اور جو چاهتے هیں که تاج برطانیه سے حقیقي الفت و وفاداري هندوستانیوں میں پیدا هو ' انکا فرض هے که نهایت متانت سے گورنمنٹ کي اس روش پر نکته چیني کریں ' اور پریس ایکٹ کي تنسیخ اور ترمیم پر کافي زور دیویں - زمیندار پریس کي ضبطي پر وایسریگل کونسل میں سوال اور ریزولیوشن پیش هونا چاهیے - انگلستان میں اس آفت سے نجات حاصل کرنے کے لیے هاوس آف کامنز اور هاوس آف لارڈز کا دروازه کھٹکھٹانا چاهیے - اور سب سے ضروري امر جسپر قوم کو فوراً متوجه هونا چاهیے وہ یه هے که ایک مشترکه کمپني چنده سے قایم کرکے فوراً اوسکے سرمایه سے ایک روزانه اخبار ایسے هي آب و تاب کا مولوي ظفر علیخانصاحب کي اڈیٹري میں نکالا جاوے - اگر قوم اسوقت غفلت کریگي تو گویا وہ دیدہ و دانسته اپنے حقوق اور مطالبات سے دست بردار هوتي هے -

محمد سلیمان - ار بدایون

الهـــلال :

کمپني کي تجویز نهایت عمده تھي - اور ایک نهیں بلکه متعدد مصالح و فوائد پر مشتمل ' لیکن اب چندے کي مراهمي کا سلسله شروع هوگیا هے اور معاونین حق و ناصرین حریت کو اب اسي کی تکمیل کیلیے کوشش کرني چاهیے -

اخوان الصفا

دار المصنفين

دو یار زیرک ر ' از بادۂ کہن دومنی
فراغتی ' و کتابی ' و گوشۂ چمنی
من ایں مقام بدنیاؤ عافیت نه دهم
اگر چه در پیم اُفتند حلق انجمنی '
(لسان العیب)

ذیل میں شمس العلما مولانا شبلي نعماني کي ایک تحریر درج کي جاتي ہے -

جو تجویز پیش کي گئي ہے وہ برسوں سے پیش نظر ہے - بارہا اس بارے میں مشورے ہوے اور نقش امید کے بہت سے خاکے بناے گئے :

یک " کاشکے " بود که بصد جا نوشته ایم !!

مولانا کا خیال تھا کہ دار العلوم ندوہ کے ساتھہ ایک مخصوص عمارت اُن مہاجرین علم کي بھي ہوگي جو علم و پرستاري علم کي خاطر اپنے تئیں عام زندگي سے الگ کر لینگے - اور اسکا انتظام کچھہ مشکل نہ تھا - لیکن اب تو خود دار العلوم ندوہ هي کا قیام مشکل ہوگیا ہے :

او خویشتن گم ست کرا رهبري کند ؟

في الحقیقت یہ ایک نہایت هي اہم تجویز ہے جو اگر پوري ہوگئي تو موجودہ سنین عمل کا ایک عظیم الشان کام ہوگا - یہ بڑي هي غم کرنے کي بات ہے کہ هم میں بہت سے کثیر المصارف کام ہورہے ہیں اور بڑي بڑي عمارتیں کھڑی کردي گئي ہیں ' مگر ابتک تمام قوم ایک چھوٹا سا جھونپڑا بھي ایسا نہ بنا سکي جو علم اور مشاغل علمیہ کیلیے مخصوص ہو اور جہاں عشاق علم و شیفتگان فن جمع ہوکر شب وروز تحقیق و مطالعہ اور تصنیف و تالیف پر مشغول رہتے ہوں :

فراغتی و کتابی و گوشۂ چمنی !

بڑي مصیبت یہ ہے کہ جسقدر قابلیتیں موجود ہیں ' فقدان اسباب و صعبت کي وجہ سے ضائع جارهي ہیں ' اور نئي قابلیت پیدا نہیں ہوتي - علم کیلیے پہلي چیز صعبت و اجتماع ہے -

چوتھي صدي هجري میں متوکل عباسي کی بد مذاقي اور تشدد و تعصب نے علماے بغداد کو ترک وطن پر مجبور کیا - مورخین نے اس عہد کو " هجرت علم " کے لقب سے یاد کیا ہے کہ مشرق سے تمام اهل علم مغرب (اندلس و افریقہ) کي طرف چلے گئے - اسي زمانے میں بعض علما و حکما کي ایک خفیہ مجلس اس غرض سے قائم ہوئي تھي کہ علوم حکمیہ و الهیہ میں ایسے رسائل مدون کر دیے جائیں ' جنکي وجہ سے وہ علوم محفوظ رہیں - " اخوان الصفا " اس مجلس کا نام تھا ' اور اسکے رسالے موجود هیں -

آج بھي ضرورت ہے کہ ایک مجلس " اخوان الصفا " قائم ہو - هماري سر زمین سے علم هجرت کرچکا ہے - اب دوبارہ اُسے دعوۃ دیکر بلانا چاهیے :

هزار بار برو صد هزار بار بیا !

پچھلے دنوں کسي ایسی صعبت کا خیال ہوا تھا اور اسي لیے " اخوان الصفا " لکھوا کر اسکا بلاک بھي بنا لیا تھا - جناب مولانا کي تجویز اسي کے ذیل میں شائع کر دیتا ہوں - اگر قابل اطمینان صورت اختیار کرلے تو میں اپنا پرائیوٹ کتب خانہ جسمیں تقریباً اکثر علوم اسلامیہ و عربیہ کا ذخیرہ ہے اور جسکی قیمت سات آٹھہ هزار روپیہ سے کسی طرح کم نہوگی ' دار المصنفین کیلیے وقف کر دینے کیلیے طیار ہوں -

تقریباً هر ماہ اسمیں کتابوں کا اضافہ ہوتا رهتا ہے -

پانچ سو روپیہ کا ایک نیا ذخیرہ مطبوعات یورپ کا عنقریب پہنچنے والا ہے - اس طرح ممکن ہے کہ پیشکش کے وقت اُسکي حیثیت موجودہ حالت سے اضعاف ہو -

افسوس کے نقد اعانہ سے مجبور ہوں ورنہ مولانا کا اتباع کرتا -

ایـک اهـم تجویـز

خدا کا شکر ہے کہ ملک میں تصنیف و تالیف کا مذاق پھیلتا جاتا ہے اور قابل قدر ارباب قلم پیدا ہوتے جاتے هیں ' لیکن با ایں همه اس گروہ میں زیادہ تعداد ان لوگوں کي ہے جنکو مصنف کے بجاے مضمون نگار یا انشا پرداز کہنا زیادہ موزوں ہوگا ' کیونکہ ان کي مستقل تصنیفیں نہیں هیں ' بلکہ معمولي رسالے یا مضامین هیں -

اسکی وجہ یہ نہیں ہے کہ ان کو اعلی درجہ کي تصنیف کي قابلیت نہیں ' بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ اعلی درجہ کی تصنیف کے لیے جو سامان درکار ہے وہ مہیا نہیں ہے - ان میں سے اکثر کے پاس کتابوں کا ذخیرہ نہیں ' جو انتخاب اور استنباط و اقتباس کے کام آے - اتفاق سے اگر کوئي مقامي کتب خانہ موجود ہے تو دل جمعي کے اسباب نہیں کہ اطمینان سے چند روز وهاں رهکر کتابونکا مطالعہ اور اس سے استفادہ اور نقل و انتخاب کرسکیں - ان باتوںکے ساتھہ کوئي علمي مجمع بھي نہیں کہ ایک دوسرے سے مشورہ اور مبادلہ خیالات هوسکے -

ان مشکلات کے حل اور تصنیف و تالیف کي ترقي کے لیے ضرور ہے کہ ایک وسیع دار التصنیف اصول ذیل کے موافق قایم کیا جاے :

(۱) ایک عمدہ عمارت " دار التصنیف " کے نام سے قایم کي جاے جسمیں ایک وسیع هال کتبخانہ کے لیے ہو اور جسکے حوالي میں ان لوگوں کے قیام کے لیے کمرے ہوں جو یہاں رہ کر کتبخانہ سے فائدہ اُٹھانا اور تصنیف و تالیف میں مشغول رہنا چاهتے ہوں -

(۲) یہ کمرے خوبصورت اور خوش وضع ہوں ' اور اُن مشہور مصنفین کے نام سے موسوم ہوں جو تصنیف کي کسي خاص شاخ کي موجد اور باني فن هیں -

(۳) ایک عمدہ کتب خانہ فراهم کیا جاے جس میں کثرت تعداد هي پر نظر نہو بلکہ یہ امر بھي ملحوظ رہے کہ جس فن کي کتاب ہو ' نادر اور کامیاب ہو -

(۴) تصنیفي وظایف قائم کیے جائیں اور وظیفہ عطا کنندہ کے نام سے موسوم کیا جاے ' یہ وظایف یا ماهوار ہونگے یا کسي تصنیف و تالیف کے صلہ کے طور پر دیے جائینگے -

(۵) جو لوگ کم از کم پانسو روپیہ یکمشت عطا فرمائینگے ان کے نام اس عمارت پر لکھدہ کیے جائینگے - میں یہ تجویز بالکل ایک سرسري صورت میں پیش کرتا ہوں ' اور چاهتا ہوں کہ سردست محض ایک خاکہ کے طور پر اسکی بنیاد قائم ہو جاے جو رفتہ رفتہ خود بخود وسعت حاصل کرتي جائیگي - اس بات کا مجھکو اطمینان ہے کہ ریاست هاے اسلامي سے اس کے لیے ماهواریں مقرر ہوسکینگي - سردست هم کو صرف دس هزار روپیہ درکار ہے جس سے ایک مختصر تعمیر کي بنیاد ڈال دي جاے - اصلي مد کیلیے پچاس هزار روپیہ کا تخمینہ کیا گیا ہے -

(۶) دس هزار کي رقم میں ' میں سردست ایک هزار روپیہ اپنا پیش کرتا ہوں - اور میں اسبات کا بھي مدعي ہوں کہ جن بزرگوں کو میري تجویز سے دلچسپي ہو مجھہ سے خط و کتابت فرمائیں ' اور مناسب مشورہ سے میري همت افزائي کریں - نیز ایڈیٹران همدرد ' وطن ' پیسہ اخبار ' مشرق ' البشیر ' وکیل ' وغیرہ سے درخواست ہے کہ اس تجویز کو اپنے اپنے اخباروں میں شائع فرمادیں -

(شبلی نعماني - لکھنؤ)

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين ۝ القرآن الحکیم

الهلال

Telegraphic Address,
"Alhilal CALCUTTA"
Telephone, No. 648.

تار کا پتہ
" الهلال کلکته "
ٹیلیفون نمبر - ۶۴۸

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

بنام اشاعت
۱۰ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکته

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد التیمی الکاظمی الدهلوی

نمبر ۷ | کلکته : چهارشنبه ۲۲ ربیع الاول ۱۳۳۲ هجری | جلد ٤

Calcutta : Wednesday, February 18, 1914.

AL - HILAL
Proprietor & Chief Editor.
Abul Kalam Azad
7/ 1 McLeod street,
CALCUTTA.
Yearly Subscription, Rs.8
Half-yearly „ „ 1 4-2

الہلال

3

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام آزاد دہلوی
مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاڈ اسٹریٹ
کلکتہ
ٹیلیفون نمبر ۶۳۸
قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۷ — کلکتہ : چہارشنبہ ۲۲ ربیع الاول ۱۳۳۲ ہجری — جلد ۴

Calcutta : Wednesday, February 18, 1914.

فہرس

الاسبوع	۱
افکار و حوادث (شکست صلح)	۲
مذاکر علمیہ (آثار عرب نمبر ۳)	۸
گرزار طرابلس (حتم جنگ کے اسباب نمبر ۲	۹
آثار عتیقہ (حفریات کریٹ)	۱۲
شئون عثمانیہ (سلطان عثمان اول)	۱۳
مقالات (علوم القرآن نمبر ۲)	۱۷
برید فرنگ (بلاد عثمانیہ کی زرخیزی)	۱۹

تصاویر

طبق فیسٹاس جو کریٹ کے غاروں سے نکلا ہے	۱۳
مکہ معظمہ کا ایک اجتماع رسمی جسمیں فرمان سلطانی پڑھا جا رہا ہے	۱۵
سید حسین (شریف حال مکہ معظمہ)	۱۵
قہرمان مدافعت بحری رؤف بے)	۱۶

الاسبوع

جزائر کے متعلق دول کی یاد داشت قسطنطنیہ اور ایتھینس میں پیش ہوگئی ، گینڈوس ، امبروس ، اور کیسٹیلا زیز کے تمام جزائر یونان کو اس شرط پر دیے گئے ہیں کہ وہ اس امر کی ضمانت کرے کہ ان جزائر میں بحری مرکز نہ بنائے جائینگے اور نیز یہ کہ مسلمانوں کے حقوق کا احترام کیا جائیگا -

دولت عثمانیہ اور یونان دونوں کے جواب آ گئے ہیں - یہ دونوں جواب گول ہیں - دولت عثمانیہ کا جواب پرزور ہے - باب عالی نے لکھا ہے کہ اسکو امید تھی کہ جو جزائر کہ اہنارں کے قریب ہیں یا ایشیاء کوچک کا جزو ہیں اسکا فیصلہ دول اس طرح کرینگی کہ جن سلطنتوں کا اس سے تعلق ہے انکے مصالح کے موافق ہوگا . . . . . وہ (باب عالی) فرائض امن کو مانتا ہے مگر اس وقت تک جب تک مطالبات جائز حدود سے باہر نہ ہوں -

نارقش الجینی زیٹنگ کا بیان ہے کہ مسئلۂ تخت البانیا کا حل روبہ ترقی ہے - اسٹریا اور اطالیا نے البانیا کے واسطے قرض کی ذمہ داری لیلی ہے - دوسری سلطنتیں بھی پچاس ہزار اسٹرلنگ تک کی ذمہ داری کے لیے تیار ہیں -

وینس میں اطالیا کے جنگی جہاز "کورئلر" کا انتظار کیا جارہا ہے جو اسلیے آ رہا ہے کہ ڈارنس کے ہمراہ بفرض حفاظت رہے - شہزادہ وائڈ ڈارنس بھی میں دو ریزہ جائینگے -

ریوٹر نے یہ افواہ مشہور کی تھی کہ اگر بلغاریا اور دولت عثمانیہ کا زیر تجویز اتحاد مکمل ہوگیا تو رومانیا اور سرویا یونان کے ساتھ ہونگے - مگر موسیو وینزلوس وزیر اعظم یونان نے اپنے سفر یورپ سے واپس آنے کے بعد وزراء کو یقین دلایا ہے کہ سرویا ، رومانیا ، اور یونان کی معاہدت کی وجہ سے بلقان کی حالت سابقہ محفوظ ہوگئی ہے - اب یونان اور دولت عثمانیہ میں پیچیدگیوں کا پیدا ہونا نا ممکن ہے -

۱۶ ماہ حال کو یونانی وزراء میں بہت سے امور میں مباحثہ ہوا ، جس میں بیڑے کی فوری ترقی بھی شامل ہے -

ایشیاء کوچک میں اصلاحات کے متعلق دولت عثمانیہ روس اور جرمنی میں آخری فیصلہ ہوگیا ہے - بطلس اور ارض روم کی ہنکامی مجالس میں نصف مسلمان اور نصف غیر مسلمان ممبر ہونگے - خربوت ، سیواس ، اور دیار بکر کی مجالس میں اعضاء کی تعداد آبادی کی نسبت سے ہوگی -

پارلیمنٹ کا افتتاح ہوگیا - دار العلوم اور دارالامراء دونوں میں ہوم رول بل کے متعلق نہایت گرم مباحثے ہوے - مسٹر لویڈ جارج نے کہا کہ "السٹر کے متعلق تجاویز کو حکومت اپنی ذمہ داری پر پیش کریگی یہ ایک گراں قدر ذمہ داری ہے جو کسی حکومت پر عائد ہوئی ہے - اگر مخالف جماعت اسکی مخالفت کرتی ہے تو وہ اسکے نتائج کی ذمہ دار ہے" - سر ایڈورڈ کیرسن نے کہا کہ اگرچہ یہ تجویز کیا گیا کہ السٹر کو علحدہ کردیا جائے تو میں فوراً السٹر سے ہونگا اور اسکے متعلق گفتگو کرونگا لیکن اگر السٹر کو مزور قانون پارلیمنٹ کے ماتحت دیا گیا تو شخصی نتائج کو نظر انداز کرکے میں مقاومت کی پالیسی میں لوگوں کا آخر تک ساتھ دونگا - مسٹر بونر لا نے کہا کہ السٹر کو ہیل کے حدود سے ضرور نکلنا چاہیے - مسٹر ایسکوتھ خانہ جنگی روکسکتے ہیں اسطرح کے تجاویز ایسے ہوں کہ اہل السٹر اسکو منظور کرسکیں - یا خود السٹر جائیں -

بالآخر یہ طے ہوا کہ ووٹ لیے جائیں - مسٹر والٹر لانگ کی ترمیم کے متعلق ووٹوں کی تعداد کا استقبال مخالف جماعت کی طرف سے استہزاء کے نعروں میں ہوا -

اطلاع

ایڈیٹر الہلال بعض ضرورتوں سے سفر میں ہیں مقالۂ افتتاحیہ وقت پر موصول نہیں ہوسکا اسلیے یہ پرچہ اسکے بغیر نکلتا ہے - انشا اللہ تعالے آئندہ نمبر کی ترتیب بدستور سابق ہوگی -

(سب ایڈیٹر)

الہلال کی ششماہی مجلدات

قیمت میں تخفیف

الہلال کی شش ماہی جلدیں مرتب و مجلد ہونے کے بعد آٹھ روپیہ میں فروخت ہوتی تھیں لیکن اب اس خیال سے کہ نفع عام ہو ، اسکی قیمت صرف پانچ روپیہ کردی گئی ہے -

دوسری اور تیسری جلدیں مکمل موجود ہیں - جلد نہایت خوبصورت ولایتی کپڑے کی - پشتہ پر سنہری حرفوں میں الہلال منقش - پانچ سو صفحوں سے زیادہ کی ایک ضخیم کتاب جسمیں سو سے زیادہ ہاف ٹون تصویریں بھی ہیں - کاغذ اور چھپائی کی خوبی محتاج بیان نہیں اور مطالب کے متعلق ملک کا عام فیصلہ بس کرتا ہے - ان سب خوبیوں پر پانچ روپیہ کچھ ایسی زیادہ قیمت نہیں ہے - بہت کم جلدیں باقی رہگئی ہیں -

(منیجر)

افکار وحوادث

شکســت صلــح

اصبــروا ورابطــوا ! !

الحمد لله که حادثهٔ " زمیندار " کے متعلق هر طرف سے صدائیں اٹھه رهي هیں - متعدد مقامات میں جلسے منعقد هوچکے هیں ' اور انکا سلسله برابر جاري هے - کلکته میں " پریس ایسوسي ایشن " کے طرف سے هندو مسلمانوں کا ایک عظیم الشـان متعدده جلسه ٹرن هال میں منعقد هونے والا هے ' جو اب تک منعقد هوچکا هوتا اگر بعض موانع پیش نه آگئے هوتے - علی الخصوص کونسل کي شـرکت کي وجـه سے مسٹـر سریندرناتهه بینرجي کي پیهم غیر موجودگي جو درمیان کے تمام ایام تعطیل میں پیش آني رهي -

غالباً اس جلسے کے پریسیڈنٹ هندوستان کے مشهور فاضل ڈاکٹر راش بهاري گهوش هونگے -

اس سے بهي اهم تر اور اصلی کار روائي یعني دوباره اجرا کي سعي بهي برابر جاري هے ' اور کارپردازان زمیندار کا ایک وفد دوره کررها هے - نواب وقار الملک بهادر قبله نے اس بارے میں جو تحریر شائع فرمائي هے ' اور اپنا قابل احترام چنده پیش کیا هے وه خاص طور پر قابل ذکر هے -

لیکن وقت کا اصلي سوال یهیں تـک پهنچکر ختم نهیں هو جاتا بلکه وه بدستور باقي هے :

بایں که کعبه نمایاں شود زپا منشین
که نیم گام جدائی هزار فرسنـگ ست !

بهت سے لوگ هیں جو اپنے ارد گرد طرح طرح کي مجبوریوں کا حصار پاتے هیں ' اور اسلیے صاف صاف زبان میں اصلیت ظاهر نهیں کرتے یا نهیں کرسکتے ' مگر میرے لیے تو اس قسم کي کوئي مجبوري نهیں هے ؟ پهر میں کیوں خاموش رهوں ؟

میرے عقیدے میں ضرورت اور رفت ' جب حق کے ساتهه جمع هوجائیں تو پهر خدا کے اس بنائے هوے سفف نیل گوں کے نیچے کوئي شے ایسي نهیں جو اعلان کیلیے " مجبوري " هوسکے ' اور اگر هو تو وه تمهارے حس کا قصور هے - " اعلان حق " کے وجوب کا بطلان نهیں هوسکتا -

میں موجوده حالات کو کبهي بهي ایسي تعبیرات باطله سے مخفي نهیں کرسکتا ' جس سے اسکي اصلي حقیقت پر پردے پڑ جائیں - اگر تم کسي خوں چکاں نعش پر ایک ریشمي لحاف ڈالدوگے تو کیا لوگ مان لینگے که مرده هي نهیں هے ' زندگي کي خواب نوشیں هے ؟

هاں ' جیسا که میں نے همیشه کها هے ' آج بهي کهتا هوں -

مسلمانان هند آج اپني زندگي کي سب سے بڑي مشکل منزل سے گذر رهے هیں ' جهاں خطرے بهت اور کمین گاهیں قدم قدم پر هیں - فرصت مفقود هے اور مهلت نابود - بیداري غیر منقطع اور مستعدي پیهم چاهیے - یه ایک دائمي آزمایش کا مرحله هے جهاں سکون ایک دم کیلیے بهي میسر نهیں - ایک آزمایش ختم نهوگي که دوسري آزمایش شروع هو جائیگي - یه جان نثاري کي زندگي اور قرباني کي بستي هے - یهاں زندگي اُسي کیلیے هے جسکا دل قرباني کے هر سوال کا جواب دے اور جسکا هاتهه بخشش و نثار سے کبهي بهي نه تهکے - حتی که لینے والے لیتے لیتے تهک جائیں پر دینے والا نکر لئے اور قربان هونے سے سیري نهو !

سخت جاني تو نه همت عاریو هنگام قتل .
همت هے ' زور کتنا بازوے قاتل میں هے !

جنگ کي اصلي گهڑیاں وهي هوتي هیں جب مقابله شروع هوتا هے ' اور درحقیقت جب تک ابتدائي نشوونما کے مرحلے میں هے ' اسي وقت تک زیاده دیکهه بهال کي ضرورت هے - مسلمانوں کي کشاکش حیات کا معرکه شروع هوا هے ' اور بیداري کے بیج نے ابهي صرف چند نازک شاخیں هي پیدا کي هیں ' پس اگر آج اسکي حفاظت نه کي گئي جبکه وه پیدا هوا هے ' تو کیا کل کو اُس زمین کي حفاظت کروگے جهاں ایک پامال شده پودے کے آثار هلاکت کے سوا اور کچهه نهوگا ؟ فاتقوا الله یا اولی الالباب !

میں نے ابهي کها که یه آزمایشوں کي منزل اور قربانیوں کي زندگي هے ' اور ایسا هوگا که ایک آزمایش ختم نهوئي هوگي که دوسري شروع هو جائیگي - اب میں زیاده کهول کر کهتا هوں که گري هوئي قوموں کے اُٹهنے کا اور سوے والوں کے هشیار هونے کا اصلي راز اسي میں هے - وه جب اٹهنے هیں تو اٹهنے والے مثل اُس خونخوار شکاري کے جو بکابک اپنے صید گرفتار کو آزاد هوتا دیکهے ' پوري قوت اور کامل تیزي سے تعاقب کرتے هیں ' اور پهر یکے بعد دیگرے گرفتاري کي هر تدبیر عمل میں لاتے هیں -

ایسي حالت میں آزادي اُسی کو نصیب هوتي هے جو بهت نه هارے اور برابر دوڑتا هي رهے ' کیونکه اگر تهک کر گر پڑیگا تو پهر شکاري کے پنجه سے رها نهوسکے گا - اُسے قدم قدم پر دام ملیں گے ' اور اُسکي هر جست کے ساتهه ایک گرفت بهي پهینکي جائیگي - اگر کهیں بهي اُسکا پاؤں اُلجها اور ایک لمحه کیلیے بهي اُس کي رفتار رکي ' تو پهر اُسے کبهي بهي آزادي نصیب نهوگي ' کیونکه قاعده هے که جو شکار ایک مرتبه چهوٹ کر پهر پهنستا هے ' اُسکے هاتهه پاؤں زیاده مضبوط رسیوں سے باندهے جاتے هیں - اُس کے خود بیدار هوکر شکاري کو بهي بیدار کردیا هے : وتلك الامثال نضربها للناس لعلهم یتفکرون !

پس اگر آزمایشیں متواتر هیں ' اور مهلت و فرصت مفقود هے تو اس سے گهبرانا کیا هے ' کیونکه جس منزل سے گذر رهے هو ' وهاں ایسا هونا لکهدیا گیا هے - یه بچوں کا کهیل نهیں هے - قومي زندگي اور حیات سیاسي کي تعمیر هے - یهاں کام مسلسل اور محنت لگاتار هوني چاهیے - ایک آزمایش کا جواب ابهي نهیں دیچکوگے که ساتهه هي دوسري صداے جاں طلبي سنائي دیگي - یهاں صرف راحت کے دشمن اور فرصت کے فراموشکار هي قدم رکهه سکتے هیں - جسکي همت دو چار آزمایشوں هي سے تهک جانے والي هو اُسکي بزدلي کے دکهـه کا صرف ایک هي علاج هے - یعنے راه سے هٹ جاے تا آوروں کیلیے ٹهوکر کا پتهر نه بنے :

گریزد از صف ما هر که مرد غوغا نیست
نسیکـه کشته نشد از قبیلـهٔ ما نیست

تم سوتے سوتے اٹھے تو دیکھو ! تمہارے لیے بھي پیہم آزمایشیں شروع ہوگئیں - سب سے پہلے طرابلس کا واقعہ آیا - پھر جنگ بلقان شروع ہوگئي - اسکے بعد کانپور کا ورق خونین اُلٹا اور مسجد مقدس مچھلي بازار کا حادثہ پیش آیا - اسمیں في الحقیقت مدعیان حیات کیلیے بڑي ھي آزمایش تھي - تم ان سب سے کسي نہ کسي طرح گذر گئے - اب تم نے چاھا تھا کہ کچھہ دیر کیلیے سستالیں :

یعني آگے بڑھیں گے دم لیکر

لیکن آزمایش کا ایک نیا سلسلہ شروع ہوگیا - شاید اس موسم میں تیز و تند ہوائیں زیادہ چلیں اور آندھیوں اور طوفانوں کا بھي بہت زیادہ زور ہو - اس سلسلے کي سب سے پہلي صداے ہمت آزما " زمیندار پریس " لاہور کا واقعہ ہے -

فھل من مجیب ؟

" زمیندر پریس " کے واقعہ کو اُسکي اصلي روشني میں دیکھنا چاھیے - وہ نہ تو زمیندار نامي ایک اخبار کا مسئلہ ہے اور نہ ھي کسي فرد واحد کا - بلکہ اصولاً قانون کے بیجا استعمال اور جبر و تشدد کے ذریعہ موجودہ تحریک کے مقابلہ کا سوال ہے - فرض کرو کہ یہ سلوک زمیندار کے سوا کسي دوسرے اخبار کے ساتھہ کیا جاتا - جب بھي مسئلہ کي صورت بعینہ وھي ہوتی جو اب ہے - البتہ رمیندار کي مخصوص حالت نے واقعہ کو زیادہ اہم اور موثر بنا دیا ہے -

میں یہ نہیں جانتا کہ کل کو کیا ہوگا مگر بتلا سکتا ہوں کہ کام کرنے والوں کیلیے ترتیب عمل کیا ہونی چاھیے ؟

(۱) یہ مسئلہ دراصل پریس ایکٹ کا مسئلہ ہے اور جب تک حاتم طائي کے قصہ کا دیو زندہ ہے ' اُس وقت تک جنگل کے ہر مسافر کو ہلاکت کیلیے آمادہ رہنا پڑیگا - پس پریس ایکٹ کے متعلق آخري مرتبہ ایک متحدہ جد و جہد کي ضرورت ہے - یہاں بھي اور انگلستان میں بھي جلسے ہونے چاھئیں - قانوني پہلو سے بکثرت بحث کرني چاھیے - یکے بعد دیگرے باوجود ناکامي ' کونسل میں باشکال مختلفہ اسي سوال کو چھیڑتے رہنا چاھیے - ایک مونثر انجمن ہونی چاھیے - اور آیندہ موسم خابل و کارکن آدمیوں کو انگلستان میں بسر کرنا چاھیے -

(۲) زمیندار کو بہر حال بہت جلد دوبارہ جاري کرنا چاھیے ' خواہ کل کو وہ پھر بند ھي کیوں نہ کردیا جاے - زندہ آدمي ٹھوکر کھاکر گرتا ہے مگر پھر اُٹھتا ہے - دس مرتبہ گریگا تو دس مرتبہ اُٹھے گا بھي - لیکن کسي لاش کو اُٹھا کر کھڑا بھی کردو ' جب بھي کھڑي نہ رہسکےگي -

قومي جد و جہد حیات کي بعینہ یہي مثال ہے -

(۳) بہتر تھا کہ اسکے لیے چندہ نہوتا بلکہ ایک کمپني قائم کی جاتي ' لیکن چندہ ہورہا ہے اور اُسکي تکمیل میں تاخیر نہیں کرني چاھیے ' تاکہ جہاں تک جلد ہوسکے ' زمیندار جاري ہو جاے - یہ زمیندار نامي ایک اخبار کا سوال نہیں ہے بلکہ اُسکا کہ مسلمان جو چاھتے ھیں اُسکے لیے کچھہ نہ کچھہ انتظام کر بھي سکتے ھیں یا نہیں ؟

امر اول کے متعلق کوششیں ہو رہي ھیں مگر اصل کام باقي ہے - میں نے پچھلے دنوں پریس ایسوسي ایشن کي تحریک کي تھی - وہ قائم بھي ہوگئي لیکن اس وقت تک اپني مجوزہ کانفرنس منعقد نہ کرسکی - اب معلوم ہوا ہے کہ پوري قوت اور جمع اسباب کے ساتھہ کام شروع ہونے والا ہے - افسوس کہ میں تعداد امور و اشغال کا مقابلہ کرتے کرتے تھک گیا ہوں اور اب صرف ایک ھي کا ہوکر رہسکتا ہوں -

امر دوم یعنے اجراء زمیندار کے لیے بھي کوشش ہو رہي ہے - لاہور میں جو نیا ڈکلیریشن دیا گیا تھا ' اسپر دوہزار روپیہ کي ضمانت طلب ہوئي ہے -

دہلي میں ایک جلسہ ہوا اور پانچ ہزار تک زر اعانہ کي فراہمي کا وعدہ کیا جارہا ہے -

اس وقت دو قوتیں باہم دگر مقابل ھیں - ایک زمیندار کو بند کرچکي ہے ' دوسري دوبارہ جاري کرنا چاھتي ہے - پہلي کے پاس قوت ہے دوسري کے پاس حق - دیکھنا یہ ہے کہ دونوں میں کون کامیاب ہوتا ہے ؟ واللہ یوید بنصرہ من یشاء - ان في ذلك لایات لقوم یومنون -

طلب اعـــانت

مسلمانان عالي ہمم سے

مسلمانان صوبۂ بنگال و دیگر حصص ہند کو غالباً اس بات کي خبر بذریعہ اخبارات ملچکي ہوگي کہ مسلمانان موضع برہرورا علاقہ سب ڈیوژن سیتا مڑھي ضلع مظفر پور میں قریب دس برس کے زمانے سے اپنے یہاں کے ہندوں کے ظلم و تعدي سے سختیاں جھیل رہے ھیں - فوجداري خون کے مقدمہ میں سزایابي کے بعد جو ھائیکورٹ سے خلاف مسلمانوں کے فیصل ہوا ' اب دیواني مقدمہ کے مظلمہ میں گرفتار ھیں ' جو بصیغہ اپیل اسوقت ھائیکورٹ کلکتہ میں زیر تجویز ہے - یہ مقدمہ صرف واسطے استقرار حق قرباني کے مسلمانوں کے منصفي سیتا مڑھي میں دایر کیا تھا ' جہاں سے خلاف اُنکے فیصل ہوا ' مگر بر طبق اپیل دسٹرکٹ جج صاحب مظفرپور نے مسلمانوں کے حقوق قرباني کي نسبت ڈگري دیدي ہے - اب ہندؤں نے اپیل ھائیکورٹ کلکتہ میں دایر کي ہے - اسمیں صرفہ کثیر کي ضرورت ہے جسکا انجام بغیر امداد اہل اسلام ہونا غیر ممکن ہے ' اسلیے محض اللہ کے واسطے آپلوگوں کي خدمت میں عرض ہے کہ جس سے جو کچھہ ہوسکے حضرات ذیل کے پاس عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں - وما علینا الا البلاغ -

اسماء گرامي اون حضرات جنکے پاس زر چندہ عنایت فرمایا جاے :

جناب مولانا حافظ محمد عبد العزیز صاحب محدث - رحیم آباد ڈاکخانہ تاجپور ضلع دربھنگہ -

جناب مولانا ضیاء الرحمن صاحب امام مسجد نمبر ۶ زنو سرکار لین کولھو ٹولہ کلکتہ -

جناب مولوي عبد اللہ تاجر چرم - راجو پٹي - سیتا مڑھي - ضلع مظفرپور -

المشتـــــہر

شیخ نبي بخش مختار سیتا مڑھي - ضلع مظفر پور

اطـــلاع

چونکہ ۲۴ جنوري کے شب کو بدمعاشوں نے آگ لگادي اسلیے دفتر پیسہ اخبار ان فرمایشوں کي تعمیل سے قدرتاً مجبور ہے جسکے لیے ۲۵ جنوري کا روز مقرر تھا -

منیجر

مذاهب علميه

اثار عـــرب

(۴)

الغازي کو انهوں نے Alguosil کہا (بعض لوگوں کا یہ مسلک ہے کہ یہ لفظ الوزیر سے ماخوذ ہے) اس دوسري صورت میں جیم کا اضافہ کوئي تعجب انگیز امر نہیں کہ وہ ان تمام عربی الفاظ کے ساتھہ یہي کرتے ہیں ' جو زار سے شروع ہوتے ہیں - چنانچہ الوضر کو Algand اور وادي الکبیر کو Guadal Kivir -

علی ہذا Alguasil سے فرانسیسوں نے ان مجرموں کي نگراني کے لیے جنہیں قید سخت کي سزا ملی ہو Argausin بنا لیا -

اہل یورپ نے عربوں کو سبطانہ استعمال کرتے دیکھا - یہ ایک آلہ ہے جس سے گولي پھینکے پرندوں کو مارتے ہیں - اسے اہل اسپین نے کہا Cerbatana اور Sebratana اور اہل پرتگال نے Sarabatana اور Saravatana کہا - رہے اطالي تو انہوں نے Cerbottana کہا اور فرانسیسیوں نے Sarbacane پر اکتفاء کیا - عجب نہیں کہ اہل اسپین کا Zarabande اور فرانسیسیوں کا Sarabande یہ دونوں بھي اسي اصل سے مشتق ہوں -

انہوں نے عربوں کو قاطعہ استعمال کرتے دیکھا - قاطعہ ایک قسم کي چھري ہے اسے کہنے لگے Cantean اور کیا عجب ہے کہ یہ Cantena قط ' قطع من قط یقط قطاً سے ماخوذ ہو -

باقي خنجر تو اطالیوں نے اسے Cangiars اور فرانسیسیوں نے Alfange کہا اور زغایہ کو جو ایک قسم کا عربي برچھا ہے Zagaie کہا -

قاعدہ یہ ہے کہ فوج برق کي آرار پر جمع ہوتی ہے - لیکن جب اہل اسپین نے اس لفظ کو اپني زبان میں لیا تو چرواہے کے زمارہ (بین یا بانسري کي طرح ایک ساز ہے جو منہہ سے بجایا جاتا ہے الہلال) کو Albogue کہنے لگے -

جب فوج معانیہ (پیر بند) یا مشق (دَرل) کے لیے جمع ہوتي ہے تو ہر سوار کچھہ تو اپنے گھوڑے پر اتراتا ہے اور کبھي گھوڑا خود ہي کلیل کرتا ہے اور گھومنے لگتا ہے - اسي کو عرب کہتے ہیں کر کر الفرس - فرانسیسیوں نے اس لفظ کو لیا اور (Caracoler) بنا دیا -

امرء القیس نے بھي ایک مصرعہ میں گھوڑے کي کیا خوب تعریف کي ہے جسکا ہر لفظ ایک مخصوص حرکت پر دلالت کرتا ہے ' اور سامع کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسکے سامنے کا ایک واقعہ ہے شاعر کہتا ہے -

مکـر ' مفر ' مـقـبـل ' مـدبر مـعـاً

وہ اسطرح ایک ساتھہ گھومتا بھي ہے ' بھاگتا بھي ہے ' آگے بھي بڑھتا ہے ' اور پیچھے بھي ہٹتا ہے -

کجلمود صخر حطہ السیل من علي

جیسے ایک بڑا پتھر ہو جسکو سیلاب نے اوپر سے گرا دیا ہو اور وہ نیچے آ رہا ہو -

اس زمانے میں تیر ہي ایک ہتیار تھا جسے لڑنے والے پھینکے ' مارتے تھے ' اور عرب قادر اندازي میں ہمیشہ سے مشہور چلے آتے ہیں - فرانسیسي اس مفہوم کے لیے Cible کہتے ہیں جو قبلہ سے ماخوذ ہے (قبلہ کے معنے کسي کام میں قابل و لائق ہونا ' الہلال) -

اس سے تو آپکی معلومات میں کوئي اضافہ نہ ہوگا کہ تیر کمانہ (ترکش) میں رکھي جاتے تھے ' جسکو جعبہ بھي کہتے ہیں - لیکن اسکے بعد آپکو ایک نئي بات معلوم ہوگی - جب عرب ایرانیوں اور ترکوں سے شیر و شکر ہوے تو انہوں نے اپني زبان کے بدلے غیر زبان کا ایک لفظ اختیار کر لیا - یہ لفظ ترکش ہے جو اسی معنی میں آتا ہے ' اسکو اطالیوں نے Lureasso پھر Carcasso کہا جیسا کہ اہل اسپین Carcas اور اہل پرتگال اور فرانسیسیوں نے Carguaio کہا -

یہ تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ابھي تھوڑے دنوں پہلے تک ai کا تلفظ oi کي طرح کرتے تھے ' لیکن اب ایسے مقامات پر انہوں نے oi لکھنا چھوڑ دیا ہے مگر Cargoaiu کا رسم الخط تو انہوں نے پرانا رہنے دیا اور اسکا تلفظ جدید طریقے پر کیا ' اسلیے اب اس نئے تلفظ والے لفظ میں اور اصل عربي لفظ میں بہت فرق ہوگیا ہے -

نہاں پہنچکر جنگ نے اپنے ہتیار رکھدیے ' فاتحوں کے قدم جمگئے تو انہوں نے اپنے لشکر کا معائنہ کیا ' جسکے سر پر رایت علم اور بند لہرا رہے تھے (رایت ' علم اور بند تینوں قریباً متحد المعني الفاظ ہیں - الہلال) اہل یورپ نے اس آخري لفظ کو لے لیا ' اور بند ' جو فارسي سے معرب تھا ' اسے Bande بنا کے ایک ایسي جماعت کے لیے استعمال کرنے لگے جو ایک علم کے نیچے جمع ہوں ' پھر اس قید سے بھي آزاد کر دیا - اور صرف جماعت کو Bande کہنے لگے - اسي کو اطالیوں نے Bandiere کہا اور فرانسیسیوں نے Banniere اب ہم نے اطالیوں سے اپنا معروف لفظ واپس لیلیا چنانچہ ہم اب بندیرہ کہتے ہیں - اپنے جھنڈوں کا رنگ کیا ہوتا تھا ؟

دمشق ' بغداد ' اور قاہرہ کي سلطنتوں کے تابع تھا - بنو امیہ کا شعار پوشاک میں سبز رنگ اور جھنڈوں میں سفید رنگ تھا - یہ رنگ انہوں نے ان رنگوں سے اخذ کیا تھا ' جسکے متعلق کہا جاتا ہے کہ آپ نے جنگ حنین اور فتح مکہ کے دن انتخاب فرمالے تھے - چنانچہ آپ اپنے عم محترم کو جو علم دیا تھا اسکا پرچم سیاہ تھا - مگر بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ سیاہ رنگ ابراہیم بن محمد اولین داعی دعوت عباسیہ کے سوگ میں تھا - کیونکہ مروان بن محمد الجعدي نے جسکا لقب حمار تھا (یہ اخرین امرائے تاجدار ہے) جب ابراہیم بن محمد کو شہید کرنے کے لیے گلا دبایا ' تو انہوں نے اپنے رفقاء سے کہا " میرے قتل سے تم گھبرا نہ جانا اور جب تمکو موقع ملے تو بنو عباس کو خلیفہ بنانا " - جب مروان نے انکو شہید کردیا تو انکي جماعت نے انکے سوگ و غم میں سیاہ پوشي اختیار کي - جب خلافت بنو عباس کے پاس آئي ' تو انہوں نے ہر شے میں سیاہ رنگ کو اپنا شعار قرار دیا - بنو عباس کي فوج مسودہ (سیاہ پوش) کہلاتی تھي - مسودہ مبیضہ (سفید پوش یعني

ارزار طرابلس

امري مرالید) باهم برسرپیکار هوتے تیے - لوگ دونوں طرف تیے' سفید پوش بهي هوتے تیے' اور سیاه پوش بهي - یهاں تک پہلے سیاهي سواد عراق پر چها گئي' اور پهر تمام عالم پر علم بنکے لهرائي - باستثناء اندلس که وه عبد الرحمن داخل کي بدولت پهر امري هوگیا اور اسکے جهنڈوں کا رنگ سبز هي رها - جیسا که ان پس مانده یاد گاروں کے دیکهنے سے معلوم هوتا هے' جو مدرید اور اسپین کے عجائب خانوں میں محفوظ هیں -

اهل اندلس نے اپني سلطنت کے زمانے میں سیاه رنگ سے یہاں تک نفرت کي [illegible] اسکو غم و سوگ میں بهي استعمال نه کیا - وه سوگ میں صرف سفید کپڑے پہنتے تیے' تاکه وه مصائب و نوائب تک نبو عباسي کے مشابه نه هوں -

آجکل امریکه کي ایک نوجوان خاتون کے هاتهوں اهل اندلس کے سوگ کي یاد تازه هوئي هے چنانچه معلوم هوا هے که وه از راه تبرع سوگ کے زمانے میں سفید کپڑے پہنیگي -

میرا اشاره امریکه کے کرور پتي مسٹر استوارٹ کي بیوه کي طرف هے -

اسکا شوهر حال میں ٹائٹینک کے ساتهه غرق هوگیا هے وه خود ابهي عنفوان شباب میں هے اس کا خیال هے که دنیا کے عام دستور کے بموجب اسے سیاه پوش هوکے اپنے حسن کو بد نما نه کرنا چاهیے' اسلیے اس نے سفید پوشي اختیار کي هے -

پس کوئي هے جو مجهسے کهے که وه مجتهده نهیں بلکه عرب اندلس کي مقلده هے ؟

سیاه پوشي اور عورتوں کے متعلق ایک عجیب واقعه یه هے که مصر کے خلیفه فاطمي ظافر کو جب اسکے وزیر نے قتل کیا' تو اسکی عورتوں نے اپنے بالوں کي ایک لٹ صالح طلائع بن ازبک کے پاس بهیجدي - صالح اسوقت بدر گاه ابن خصیب میں تها - (یعني اسکا مدبر و منتظم تها -) فوراً مدد کے لیے روانه هوا' اور اس نے یه خیال کیا که خلافت کي مدافعت اور حرم کي فریاد رسي کے لیے کسی نه کسی بتدبیر سے اهل مصر اور مصري فوج کو متوجه کرنا چاهیے - اسکے لیے اس نے یه کیا که نیزوں کے سروں میں به بال اور جهنڈوں میں سیاه پرچم باندهے تاکه خلیفه مقتول اور خاندان خلافت کے اندوه و غم کا اظهار اور جنگ و انتقام کا اعلان هو - اس هیت کذائي سے وه قاهره میں داخل هوا - یه ایک عجیب و غریب فال تهي - یعني مصر سیاه پوشوں (نبو عباس) کے پاس چلا گیا - لیکن ۱۵ برس کے بعد عاضد آخرین خلیفۂ فاطمي کے عهد میں صلاح الدین کے هاتهوں پهر وه انکے پاس چلا آیا'

امیر المومنین Miramolin کے جهنڈے کي پیروي میں صلاح الدین کے جهنڈوں کا سرکاري رنگ بهي سیاه تها -

یهي حالت رهي یهاں تک که ممالیک کي سلطنت قائم هوئي' اور جهنڈوں کا رنگ زرد هوگیا - انکا ایک بہت بڑا زرد سلطاني جهنڈا تها جسکا حاشیه کارچوبي تها' اور اسپر بادشاه کے القاب لکهے هوے تیے - اسکے بعد ایک اور بہت بڑا زرد جهنڈا هوتا تها - اسکے سرے پر بالوں کي لٹ هوتي تهي - یهي هے جسکو " جالیش " کهتے هیں - اسکے بعد اور چهوٹے زرد جهنڈے هوتے تیے' جنکو " سنجق " کهتے تیے -

جب دولت عثمانیه قائم هوئي تو سرکاري رنگ سرخ هوگیا جسکے وسط میں هلال محبوب هوتا هے' جو هماري نظروں کو اپني طرف کهینچتا هے' اور دلونکو اپنے چهار طرف جمع کرتا هے - پس آر ! اسوقت تو اسي کے نیچے ٹهر جائیں اور بقیه داستان کو تقریر یا تقریروں کے لیے چهوڑ دیں جو اگر خدا نے چاها تو اسکے بعد هونگي -

ختم جنگ کے اسباب

انکشاف حقیقت

شیخ سلیمان الباروني کي تصریح

(۲)

اخبارات نے یه جو لکها هے که میں نے ترک جنگ کے معاوضه میں حکومت اطالیا سے کوئي رقم لي هے' یا اسکي فرمایش کي تهي محض جهوٹ هے - مجهے افسوس هے که عالم صحافت میں ایسے اشخاص موجود هیں جو ایسے کهلے واقعات سے نا واقف هوتے هیں' اور از راه تساهل اپنے اخبارات کے لیے ایسے کم درجه کے لوگوں سے خبریں نقل کرتے هیں جو سچائي کي قدر و قیمت سے نا آشنا محض هیں -

جس زمانے میں که هماري جنگ عثماني و اطالي جنگ تهي اسي زمانے میں حکومت اطالیا کو یه معلوم هو گیا تها که میرا دامن اخلاق داغوں سے پاک هے - اسلیے اسے کبهي یه جرأت نه هوئي که جسطرح اور لوگوں سے اس نے رشوت کا تذکره کیا هے اسیطرح مجهه سے بهي کرے - شروع شروع میں جب اس نے بعض نهایت مخفي اشارے کیے تو میں نے انکا یه جواب دیا که هم اور همارے تمام آدمي صرف اس خود مختاري پر راضي هوسکتے هیں - جو همیں همارے سلطان المعظم نے عطا فرمائي هے - ورنه هم برابر مدافعت کرتے رهینگے' یهاں تک که قوت هم پر غالب هو اور همکو همارے وطن عزیز سے نکالدے -

جو جوابات میں اطالوي سپه سالار کو بهیجے تیے ان میں سے ایک یه هے :

(حمد و نعت)

حضرت همام جناب سپه سالار والي حکومت اطالیه و طرابلس ارشده الله -

السلام علی حضرتکم - آپکو معلوم هونا چاهیے که میں نه متلون المزاج هوں نه غدار' نه زر پرست هوں اور نه اصلاح و تمدن کا دشمن - اگر آپکا جي چاهے تو به آپ ان سرداروں' قائم مقاموں' مدبروں' اور مجاهدین سے جو میرے سانهه در شفانهٔ' زاویه' اور نواحي اربعه میں تیے اور انکے علاوه دوسرے لوگوں سے دریافت کر دیکهیں' آپکو خود هي حقیقت معلوم هو جائیگي -

میں تو ایک ایسا شخص هوں جو وطن کي قدر و قیمت' مذهب کي حقیقت' آزادي کي امت' اور عزت کي فضیلت سے واقف هے - اور نه تو سب سے زیاده میري دلي تمنا هے که میرا وطن عزیز جامهٔ ترقي سے آراسته هو' اسمیں ریلوے جاري هو' معدنیات نکالے جائیں' (جو اسوقت تک زمین کے طبقات میں مدفون هیں) - تجارت کي گرمبازاري هو' اور موجوده علوم اور فنون بقدر ضرورت شائع هوں (بشرطیکه اسکے باشندوں کي عزت محفوظ مامون اور انکي جائز خود مختاري باقي رهے) -

جیسا که میں نے اپنے دیوان (الباروني) میں آج سے چند سال پہلے کها تها - مجهے یه ناپسند نهیں که ایک یوروپین خصوصاً همارا همسایه اطالي اور ایک طرابلسي پهلو به پهلو چلیں' دونوں دوست هوں اور ان پیدا واروں سے فایدهٔ اتهانے میں ایک دوسرے کے معاون

و مددگار" جو خدا نے هماري دادیوں اور همارے پہازوں کی چوٹیوں میں ودیعت کي هیں -

مجھے یہ منظر ناگوار نہیں کہ ان دونوں میں سے جاهل عالم سے سیکھرها هے اور عالم اپنے نور علم کي بارش جاهل پر کر رها هے -

البتہ مجھے یہ کسي طرح گوارا نہیں کہ ابناء وطن مملوک و غلام هوں جنکے هاتھہ میں نہ انکا مذهب هو نہ انکي عزت - کیونکہ اس زندگي سے تو موت زیادہ آسان اور خوش ذائقہ هے -

اذا لم تکن الا الاسنہ مرکباً

جب سواري کے لیے صرف نیزے هي هوں

فلا یسع المضطر الا رکوبہا

تو ایک مجبور کے لیے اسپر سوار هونا ناگزیر هے

آزاد انسان کي قیمت اور اسکي خوشگوار زندگی کا لطف مجھے تجربہ و سفر نے بتایا - علامي کي تلخي کا یقین مجھے اسي تجربہ و سفر سے هوا ' اور اس سے کہ میں نے اپنے شہر اور اپنے گھر میں سوداني غلاموں کو پلتے دیکھا -

میں نے اپنے والد کے پاس نازوں میں پرورش پائي هے - اور میں اپنے سفروں میں همیشہ خوشحال رها هوں - اسلیے میں جانتا هوں کہ تنعم کیا هے ؟ هاں ! میں محلوں میں رها هوں ' اور شاهي دسترخوان پر بیٹھا هوں ' اور دنیا کي دوسري لذتوں سے واقف هوں ' مگر بایں همہ آزادي کي راہ میں هر مشکل امر کو آسان سمجھتا هوں -

اسی آزادي کی بدولت میں نے پہلے بھي (سلطان عبد الحمید کے عہد میں) جلا وطني قبول کے مصائب برداشت کیے ' اور اب بھی نہایت مزے سے جھوٹا کھانا هوں ' اپنے گھوڑے کي زین کا تکیہ بناتا هوں ' کھاري پاني پیتا هوں ' راتوں کو تاریکي اور بارش میں اور دن کو دوپہر کے وقت دھوپ میں پھرتا هوں - لیکن یہ تمام تکلیفیں مجھے شہد سے زیادہ شیریں معلوم هوتي هیں ' اور ان سے میرے جسم میں ' قوت اور دل میں استقلال و ثبات اور زیادہ هوتا هے -

نفس بالطبع لذاید زندگي کي طرف مائل هے - اسلیے میں بھي اسکا مشتاق هوں ' مگر بشرطیکہ عزت و شرف محفوظ رهے - اور یقیناً یہي حالت هر شخص کي هوگي جو میرے هم آهنگ هوگا -

پس اے جناب والي ! هماري اور اپني عزت کي حفاظت کیجیے ' اور اپني سلطنت کو مشورہ دیجیے کہ شاهي فرمان کے بموجب هماري خود مختاري کي تصدیق کرے - اور آئیے ! هم اور آپ ملکے اس ملک کي سرسبزي اور اسکے باشندوں کي بہبودي کي کوشش کریں ' کیونکہ الله نے یہ فیصلہ کر دیا هے کہ هم اور آپ بھي اسیطرح همسایہ بنکے رهیں ' جسطرح کہ همارے آپکے آباء و اجداد رهتے تھے -

دیکھیے ! ایسا نہ هو کہ آپ خود غرض ' طماع ' اور کم عقل اشخاص کے کہے میں آجائیں - اور اپني سلطنت کو همارے ساتھہ ایک نئي جنگ میں مبتلا کردیں ' جسکے انجام کي آپکو کچھہ خبر نہیں - کیونکہ مدد و نصرت تو الله هي کے هاتھوں میں هے - وہ جسکو چاهتا هے عطا فرماتا هے ' بارها ایسا هوا هے کہ بہت سي چھوٹي جماعتیں محض اس کارساز مدبر کي نصرت بخشي سے بڑي جماعتوں پر غالب هوئي هیں -

اے جناب والي ! آپکے پاس ایک عرضي بھیجتا هوں جو اور عریضوں کے ساتھہ آج میرے پاس آئي هے - اس سے ان اهل درفہ کا حیرت معلوم هوتا هے جنکو آپ سچا سمجھتے هیں - براہ عنایت اسکو اپنے کسی لائق مترجم کي زبان سے سنیے -

میں نے آپکے پہلے جواب کے جواب میں اپنے فیصلے اور اعلان سے آپکو مطلع کیا تھا - اور آپ سے اسکا جواب مانگا تھا - مگر آپ نے توجہ نہ کي اور اس سوال کو بغیر جواب کے واپس کردیا -

اسلیے میں نے مجبوراً وہ کیا جو میرا فرض تھا یعني دول عظمی کو تار کے ذریعہ سے اپني خود مختاري کي اطلاع دي - اس کارروائي سے پہلے میں نے آپکے جواب کا انتظار کیا ' مگر افسوس کہ آپ نے جواب نہیں دیا -

اے جناب والی ! شاید آپکا یہ خیال هے کہ هم صرف ترکوں کے بل پر لڑتے تھے ' اسلیے آپ چاهتے هیں کہ ایک هي معرکہ سہي مگر آپ همیں آرما ضرور لیں - اگر یہ هے تو همارے یہاں بھي لوگوں کو یقین هے کہ آپکي فوج همارے سامنے بڑے بڑے مورچوں اور جہازوں کي مدد سے ٹھیر سکي - ایسي حالت میں کیا آپ کو یقین هے کہ آپ ان مقامات میں بھي کامیاب هونگے ' جو ساحل سے دور هیں ؟ کیا هم کو اور آپکو محض تجربہ کے لیے طرابلس اور اطالیا کے فرزندوں کے خون سے کھیلنا چاهیے ؟ لیکن اگر آپ اسي پر مصر هیں تو بسم الله آئیے هم مدافعت کے لیے حاضر هیں و الله معنا"

جو کچھہ میں نے لکھا هے یہ انسداد خونریزي کے لیے ایک قسم کا مشورہ هے اسکا اظہار مجھے اسلیے مناسب معلوم هوا کہ داخلہ سے عرضي آئي تھي ' جو آپکے پاس مرسل هے - آپ همیشہ سلامت رهیں "

۲۰ محرم الحرام سنہ ۱۳۳۱ھ مرکز جبل — الامـــر سلیمان الباروني

میں نہیں سمجھتا کہ دنیا میں کوئي ایسا عقلمند بھي هوگا جو مجھے رشوت ستاني کا الزام دے ' اور وہ یہ جانتا هو کہ میں نے تونس میں اسوقت پناہ لي جب میرے پاس سامان جنگ میں سے جو کچھہ تھا وہ سب ایسي شدید لڑائي میں صرف هوچکا تھا جسکے هول سے بچے بوڑھے هو جاتے هیں ' اور جسمیں اطالیوں کي جان و مال کو میں نے اتنا نقصان پہنچایا کہ آج تک کبھي نہیں پہنچا تھا - پھر اسکے بعد میں نے اسلیے اپنے اسلحہ فرانسیسي افسر کے حوالے کردیے کہ وہ مجھے سرزمین تونس میں داخل هونے دے -

آخر یہ سوچیئے کہ حکومت اطالیا مجھے اپنا روپیہ کیوں دیتي ؟ میں نے تو صلح کي گنجایش هي نہیں رهنے دي - اسکا برابر مقابلہ کرتا رها ' یہاں تک کہ اس نے فوج اور توپوں کي کثرت سے بزور و جبر مجھہ سے ملک لیلیا -

میں جانتا هوں اخبارات کے مراسلہ نگاروں نے بعض اطالي اخبار کي تحریر کو بار بار کیا ' یا یہ افواہ طرابلس کے ان لوگوں کے منہ سے سني جنکے پیٹ اطالیوں نے رشوت سے بھر دیے هیں اسلیے انکي دل کي آنکھیں اندھي هوگئي هیں ' اور وہ مجھکو بھی اپني طرح سمجھتے هیں -

اگر اخباروں کے مراسلہ نگار ' جنمیں ٹائمس کا مراسلہ نگار بھی شامل هے ' حکومت اطالیا کے اعلی افسروں سے دریافت کرتے تو وہ انہیں اصلي واقعہ بتا دیتے - کیونکہ یقیناً ان افسروں کے سادا خود ان رجسٹروں کو دیکھا هوگا جنمیں رشوت لینے والوں کے نام قلمبند هیں - وہ هر اس شخص کو جانتے هیں جس نے ذلت و خواري کے ساتھہ سر جھکا کے شرف و عزت کي قیمت لینے کے لیے اپنا حقیر هاتھہ بڑھایا هے -

مجھے یقین هے کہ انہیں میرا نام انهي رجسٹروں کے سرورق میں ملا هوگا جن میں وہ مشہور معرکے اور شب خون قلمبند هونگے ' جو

قصرهاني اور استحكام معركي پر اولين حملے سے ليكے ميرے ترنس آنے تک هوے هيں -

ميں نے آخرين عظيم الشان معركے اور ترنس آنے سے چار دن قبل ايک بہت بڑے مقرب بارگاہ اطاليا يعني هادي كعبار غراني كے خط كا جواب لكها تها جو يه هے :

" هادي ! جس نے تمهيں يه خطاب ديا تها اسے يه خيال نه تها كه ايک يه زمانه آئيگا جسميں اس كي دلالت اپنے معنے كے نقيض پر هو رهي - اگر اسكے دل ميں ذرا بهي اس كا خيال آتا تو وه يه خطاب تمهيں دے چكنے كے بعد بهي تم سے ليليتا -

تمهيں هادي كا خطاب اسليے نهيں ديا گيا تها كه تم اپنے وطن عزيز كے رخنوں كي طرف غيروں كي رهنمائي كرو" اور انهيں اپنے هم مذهب اور هم قوموں كے ساتهه فريب اور مكاري كے راستے بتاؤ - نهيں خدا كي قسم يه مقصد نه تها - بلكه اس خطاب دينے والے كا مقصد يه تها كه تم اپني قوم كو غلامي سے نجات كے طريقے بتاؤ - انهيں اپنے وطن ' مذهب ' اور شرف كے ليے مقابله كي راه دكهاؤ ' اور اسلاف كي اس عزت كي راه مدافعت ميں جانيں دينے كے ليے پامرد بناؤ جسے تاريخ نے اسليے محفوظ ركها هے كه هم اس سے سبق حاصل كريں ' اور يه جانيں كه يه عزت انهيں صرف اسليے حاصل هوئي تهي كه انهوں نے دنياوي زندگي كو حقير سمجها ' عيش و آرام كو خير باد كها ' اپني همتوں كو بلند ركها اور اپني آپ عزت كي - همارے ان اسلاف امجاد كي پاک روحيں زنده هيں اور اپني كوششوں كے پهل پا رهے هيں -

لا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتا بل احياء عند ربهم يرحمون الله انكے بعض فرزند جو انكي عزت كے قصر بلند كو مسمار اور اپنے هاتهوں اپنے گهروں كو ويران كر رهے هيں اس سے وه بيشک بيچين هونگي اور حسرت و افسوس كرتي هونگي -

ميں نے نهايت افسوس كے ساتهه رسماء مجاهدين كے نام تمهارے وه خطوط پڑهے جس پر تمهارے دستخط تهے اور جسميں تم نے انهيں دهمكايا هے ' اور آٹے كے ليے لڑنے والے ' چور ' وغيره وغيره بتايا هے - ميں نهيں جانتا تها كه تمهارے نسيان كي يه حالت هو جائيگي - ياد كرو ! تم بهي تو انهي كي طرح آٹا ليتے تهے اور اسكے ليے لڑتے تهے - جب زياده ملجاتا تها تو راضي هو رهتے تهے - ورنه بگڑ جاتے تهے - اسيطرح دن بهر ميں كئي مرتبه راضي اور ناراض هوا كرتے تهے - (يه اس زمانے كا واقعه هے جب كه ترک بهي جنگ ميں شريک تهے) اب تم ميں اور ان ميں اسكے سوا اور كوئي فرق نهيں كه وه جو آٹا ليتے هيں تو اپنوں هي سے ليتے هيں ' اور عنقريب وه اپني كهيتوں كے عشر سے لينگے ' جنكي وه مدافعت كر رهے هيں ' اور تم نهايت ذلت و خشوع كے ساتهه ان لوگوں سے ليتے هو جو تم سے بالكل بيگانے هيں (يعني اطالي)

هادي ! كيا تم وه زمانه بهولگئے جب تم ميرے ساتهه زراره ميں تهے اور سواي ابن آدم آٹا ليتے تهے - اب تو تمهاري وه حالت هے كه لبسنا الكتان فنسينا ما كان (كتان پهنكے هم اپني پچهلي حالت بهولگئے)

جن لوگوں كو تم مخاطب كرتے هو ' انهيں جب سے نيكي اور بدي كي تميز هوئي هے اسوقت سے انهوں نے اپنے آپ كو آٹا كهانے كا خوگر صرف اسليے بنايا هے كه خود مختاري كے سكهانے والے ' غلامي كي بيڑياں كاٹنے والے ' حريت و آزادي پهيلانے والے ' اور تمام انسانوں كے سردار كے فرمان (اخشوشنوا فان العضرية لا تدوم) اور كسي حكيم كے قول :

خلقنا رجالاً للتجلد والاسي
هم مرد غم انگيز كے اور صبر كرنے كے ليے پيدا هوے هيں
وتلك الايامي للبكاء والمآتم
اور يه دنيا كس گريه و ماتم كے ليے

پر عمل پيرا هوں -

ان تمام باتوں سے مجاهدين كا مقصد يه تها كه وه آجكل كے سے وقت كے ليے تيار هوں جبكه اطاليا نے دريا اور فرانس نے خشكي كے راستے بند كرديے هيں - مگر اس عالم كے مالک نے جس كے هاتهه خزانهاے رزق كي كنجياں هيں انكے ليے آسمان كے دروازے كهولديے هيں (و في السماء رزقكم وما توعدون) اور زمين كے پوشيده خزانے اس طرح ظاهر كرديے هيں كه انهوں نے صديوں سے نهيں سنا تها اور جنكے بعد عنقريب وه تمام مخلوق كي مدد سے بے نياز هو جائينگے -

ذلک فضل الله يؤتيه من يشاء ومن يتوكل على الله فهو حسبه

ان لوگوں نے اپني پامردي كي بدولت اس پانچ مهينے كے عرصه ميں آزادي و خود مختاري كا دلكش چكهه ليا جسكو تم صرف سنتے هي رهے - اگر خدانخواسته اسكے بعد قسمت نے انكے حق ميں عجز و درماندگي كا فيصله كيا تو ان پر كوئي الزام نهيں - ليكن هادي ! تم تو تركوں كي مذهبي سرداري سے نكلكے ايسي قوم كي غلامي ميں چلے گئے جس ميں بشريت كے علاوه اور كوئي رشته نهيں - اور ميں نهيں سمجهتا كه وه تمهارے ليے اس تعلق كا اقرار بهي كرتے هوں ' كيونكه تم انكي نظروں ميں اپني آزادي كے بيچنے والے هو اور وه خريد نے والے - تم غلام هو اور وه آقا - ذرا ان دونوں مرتبوں كے فرق كو سوچو تو تمهيں اپني حيثيت معلوم هو اور اگر تم چاهو تو آينده كے ليے تمهاري آنكهيں كهل جائيں - مگر جو هونا تها وه هو چكا -

مجاهدين كا مرتبه جسكو تمهارے دل ميں جو كچهه آيا هے تم نے بنايا هے - اسكا خود اطاليا اور تمام عالم كي نظروں ميں ان لوگوں سے كهيں زياده هے جنهوں نے صرف طمع كي وجه سے اپنے آپ كو غيروں كے هاتهه ميں ديديا هے - آزاد خيال اطاليوں سے پوچهو وه اس حقيقت سے واقف هيں -

يقيناً ان مجاهدين كے ليے تو تاريخ كے صفحات ميں حاميان دين ' مردان وطن ' ناموران جنگ كے خطاب رهينگے ' اور ان لوگوں كے ليے غيروں كے خدمتگار ' اور اپني عزت اور اپني عزيز ترين منافع پر دست درازي كرنے والوں كے مددگار كے علاوه كوئي دوسرا خطاب نه هوگا -

عزيزيه كے جلسه ميں تم نے ترک جنگ كي وجه يه بيان كي تهي كه تم ميں جنگ كي قدرت نهيں ' اور نيز يه تم باشندوں كي راحت سوزي اور خونريزي سے بچنا چاهتے هو - يه اب تمهيں كيا هو گيا هے كه مجاهدين كو بربادي و هلاكت اور اهل غريان كے حمله كي دهمكي ديتے هو؟ (هم كو جهاں تک تحقيق هے اهل غريان تو مسلمان اور همارے هم وطن هيں) كيوں ؟ اب وه وجه كهاں گئي ؟ اچها چونكه اب تم لڑسكتے هو اسليے اطاليوں سے لڑو اور ملک كو اطاليوں سے نجات دو - اگر در حقيقت تم ميں قدرت نهيں اور يه محض دهمكي هے تو گهر ميں بيٹهو ' دنيا ميں تم لوگوں كي زبان سے محفوظ رهوگے ' اور آخرة كے ليے اپنا معامله الله كے سپرد كر دو كه وه غفور و رحيم هے جو توبه كرتا هے اسكے گناه بخش ديتا هے -

كيوں هادي ! تم اپنا منهه دربا كي طرف كرکے اپنے دشمنوں سے لڑو ' كيا يه اس سے بهتر نهيں كه تم اپنا منه اپنے مذهبي ' نسبي ' اور وطني بهائيوں كي طرف منه كرکے ان لوگوں كي مدد كے ليے

آثار عتیقہ

حفریات کریت

جزیرہ کریت جسکو عربي میں اقریطش کہتے ھیں کوئي غیر معروف مقام نہیں کہ اسکي تعریف کی ضرورت ھو ' کیونکہ گذشتہ سال جب سے ریوٹر نے یہ خبر سنائي ھے کہ " انگلستان کے ایک جہاز نے اپنے سامنے کریت سے عثماني جھنڈا اتروا کے یوناني جھنڈا نصب کرایا " اسوقت سے انگلستان کی " بے تعصبي " کي یادگار میں لفظ کریت ھر مسلمان کے لوح دل پر نقش ھے -

ھندوستان ' مصر ' اور میوسو پوٹیما کي طرح کریت بھي قدیم تمدن کا مدفن اور مدفرض اقوام کا مسکن ھے اسلیے اثریین (Archeologist) کي ایک جماعت یہاں بھي مصروف کار ھے -

قریباً نصف صدي سے تنقیب کي گرمبازاري ھے - علما کی ایک کثیر جماعت اپنے وطن سے نکلي ھوئي ھے ' اور مختلف مقامات میں کام کر رھي ھے - اس عرصہ میں بعض نہایت بیش قیمت آثار دستیاب ھوے ھیں ' جن سے تمدن قدیم کے متعلق ھمارے معلومات میں بیحد اضافہ ھوا ھے ' اور بعض قوموں کي تو پوري تاریخ مرتب ھوگئي ھے -

لیکن کریت میں جو آثار دستیاب ھوے ھیں انکے متعلق خیال کیا جاتا ھے کہ وہ اپنے خصوصیات کے لحاظ سے اس نصف صدي

[بقیہ ۱۱ صفحہ کا]

گرلیاں چلاؤ ' جو اسلیے آئے ھیں کہ تمہیں اور تمہارے بھائیوں کو تباہ کریں اور تمہارا نام انسانیت کے نقشے سے مٹادیں ؟

بیشک اھل اطالیا عقلمند اور روشن خیال ھیں - وہ آدمي کي قدر قیمت اسکے اعمال سے معلوم کرلیتے ھیں - انکے نزدیک روپے کے بدلے اپنا وطن حوالے کرنے سے زیادہ سنگین کوئي جرم نہیں - جو ایسا کرتا ھے وہ اسکے ساتھہ بھي ایک نہ ایک دن خائنوں کا سا برتاو ضرور کرینگے - چاھے ایک عرصہ کے بعد کریں -

میري اس نصیحت کو سونچو جس سے میرا مقصد صرف یہ ھے کہ تم کو زندگي نصیب ھو ' اور اپنا عقیدہ تو یہ ھے کہ ھر شخص کو ایک دفعہ مرنا ھے - اس سے چارہ نہیں ' خواہ عمر زیادہ ھو یا کم - اسکي مقدار مقرر ھے نہ جنگ میں آگے بڑھنے سے کم ھوگي اور نہ پیچھے ھٹنے سے زیادہ ھوگي - دونوں حالتوں میں فرق یہ ھے کہ ایک میں شرف لازوال ھے اور دوسرے میں ذلت بے پایان - و السلام علی من اتبع الھدي -"

۷ ربیع الثاني سنہ ۱۳۳۱ھ (سلیمان البارزني)

اس جواب کو غور سے پڑھیے تاکہ آپ کو معلوم ھو جاے کہ اگر میں روپے کا طالب ھوتا یا میں نے اطالیا سے ایک درھم بھي لیا ھوتا تو اس جواب کي ایک سطر بھي نہ لکھتا ' کیونکہ میں جانتا تھا کہ پہلے حکومت اطالیا کے پاس یہ جواب اور اسکا ترجمہ جائیگا اسکے بعد کہیں ھادي کو ملیگا - اسکے ساتھہ یہ یقین تھا کہ ھادي اے اطالیوں میں اپنے تقرب کا ذریعہ بنائیگا ' اور یہ خوف بھي تھا کہ کہیں اطالي ھماري جماعت کے لوگوں کو روپیہ دیکھے ملائے سے مایوس ھوکے دفعۃ اپني پوري قوت کے ساتھہ حملہ نہ کردیں -

(البقیۃ تتلی)

کے آثار میں عدیم المثل ھیں ' اور طلبہ تاریخ کو ان سے بہت مدد ملیگي -

جن لوگوں نے یوناني علم الاساطیر (Mythology) کي کوئي کتاب دیکھي ھے وہ (Minotaur) کے نام سے نا آشنا نہ ھونگے - یہ وھي منوس شاہ کریت کا عجیب الخلقت بیل ھے جسکا بدن نصف انسان کا سا تھا اور نصف بیل کا سا - یہ محل کي بھول بھلیاں میں رھتا تھا ' اور نوجوان مردوں اور عورتوں کا شکار کیا کرتا تھا -

انہیں نو سوس کي بھول بھلیاں بھي یاد ھوگي ' جہاں وہ نوجوان مرد اور عورتیں ایک غار نما عمیق اور چکني دیوار والے قید خانے میں بند کي جاتي تھیں ' جنکو ماتحت ریاستیں بطور نذرانہ شاہ کریت کے پاس بھیجتي تھیں - یہ بدبخت انسان اسي عمیق اور تاریک قید خانے میں زندگي کے دن کاٹتے تھے - جب تھوڑا ھوتا تو یہ شوریدہ بخت اس جگہ لائے جاتے جہاں انہیں اس بد تر از مرگ زندگي سے نجات ملتي -

یہ مقام وہ اکھاڑا ھے جسمیں وہ بیلوں سے زور آزمائي کے لیے لائے جاتے تھے -

یہاں سے یہ داستان غم نہایت دلدوز شکل اختیار کرلیتي ھے - ایک طرف ایک نوجوان مرد یا عورت کو قید کے مصائب و شدائد نے پوست و استخوان کردیا ھے ' عرصہ کي بیکاري سے ھاتھہ پیر پوري طرح کام نہیں دیتے - اس پر یہ مستزاد کہ بے ھتیار ھے اور کٹہرے میں محصور ' - دوسري طرف ایک قوي الجثہ بیل کھڑا ھے - اس بھل کے سینگ لمبے اور انکي نوکیں تیز ھیں - یہ بیل جوش کے عالم میں سینگ ھلاتا ھوا چلتا ھے - یہ بد بخت نہایت بیکسي و بے بسي کي نظروں سے ادھر اودھر دیکھتا ھے اور نہیں سمجھتا کہ بیل کے حملے کو کیونکر روکے - اتنے میں بیل قریب آجاتا ھے اور وہ گھبرا کے اسکے سینگوں سے لپٹجاتا ھے - بیل اپنے سینگ اسکے بدن میں بھونکدیتا ھے پھر نکالتا ھے پھربھونکتا ھے اسیطرح دو تین دفعہ کے بعد اسے پھڑکتا چھوڑ کے چلا جاتا ھے - یہ نیم بسمل تھوڑي دیر تک خاک و خون میں پھڑکتا ھے اور اسکے بعد ھمیشہ کے لیے ساکن ھو جاتا ھے !

سنگدل بادشاہ اور اسکے درباري اس موت کے تماشے کو دیکھتے ھیں اور خوش ھو ھوکے عید مناتے ھیں !

عام خیال کي بناء پر آپ اُن قصوں کو محض افسانہ سمجھتے ھونگے ' مگر آپکو اپني راے میں ترمیم کرنا چاھیے - کیونکہ تاریخ تنقیبات نے تاریخ کا ایک جو نیا دفتر ھمارے سامنے پیش کیا ھے وہ انکي تصدیق کرتا ھے

یہ ھولناک بھول بھلیاں اب نکل آئي ھے - اسمیں بڑے کمرے چھوٹے کمرے ' کوٹھریاں ' سیڑھیاں ' اور غلام گردشیں اس قدر پر اسرار طریقے سے بنائي گئي ھیں کہ ایک اجنبي اندرجاکے پھر باھر نہیں آسکتا -

دیواروں کے استر پر تصویریں بني ھوئي ملی ھیں ' انمیں سے بعض میں نوجوان انسانوں اور بیلوں کي اس کشتي کا نقشہ کھینچا گیا ھے ' جو آپ ابھي پڑھ آئے ھیں - ان تصویروں کے علاوہ بہت سے اور نقش و نگار بھي ھیں - اگر ان نقوش و تصاویر کے سمجھنے میں غلطي نہیں ھوئي ھے تو یہ سمجھنا چاھیے کہ یہ قصے محض افسانے نہیں بلکہ واقعات ھیں ' جنکي تصویر میں شعراء نے مبالغہ و تخیل کا رنگ کسیقدر زیادہ بھر دیا ھے -

(Minson) وہ قوم ھے جو یونانیوں سے پہلے حکمراں تھي یہ قوم صاحب شوکت و صولت تھي - اسکو اپنے بیڑے کي قوت پر اسقدر غرور تھا کہ اس نے کبھي اپنے شہروں کے گرد دیوار نہ بنائي ' حالانکہ اس عہد میں شہر پناھیں حفاظت کےلیے ناگزیر سمجھي جاتي تھیں -

لیکن بالآخر اسکے لیے بھی وہ وقت آگیا جو ہر قوم کے لیے آنے والا ہے - دشمنوں نے حملہ کیا اور وہ شاہی نرسوس جہاں انسانوں کی جان کے ساتھ کھیل ہوتے تھے خود تاراج و آتشزدگی کا شکار ہوکے خاکستر کے ڈھیروں میں روپوش ہوگیا !

اور پر جو قصے آپنے پڑھے ہیں وہ اسی عہد کے ہیں - تازہ تنقیبات میں اس عہد کے بہت سے آثار نکلے ہیں ' جنکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ منوني تمدن بہت سي حیثیات سے اعلی درجہ کا تھا -

اس عہد میں شہروں کے نقشے نہایت عمدہ ہوتے تھے' اور نہ صرف نقشے عمدہ ہوتے تھے بلکہ بنتے بھي خوب تھے - مکان عموماً وسیع اور کشادہ ہوتے تھے' اور سب سے زیادہ تعجب تو یہ ہے کہ ان مکانوں میں با قاعدہ نالیوں کا انتظام ہوتا تھا - جو اس تمدن کي ایک حیرت انگیز خصوصیت ہے -

فن تعمیر کے علاوہ اور سرے صنائع میں بھي انکي کامیابیاں قابل ذکر ہیں -

اب تک یہ خیال کیا جاتا تھا کہ یونانیوں سے پہلے اور خود یوناني ایک عرصہ تک نوشت و خواند سے محروم تھے ' مگر ان نو دریا فت آثار سے اس نظریہ کي تکذیب ہوتي ہے - اس قوم کے پاس ایک خط تھا جو اس زمانے کے لحاظ معقول حد تک ترقی یافتہ تھا -

آپ کو معلوم ہوگا کہ مصریوں میں حروف کے لیے مخصوص نقوش نہ تھے - جس مفہوم کو وہ ادا کرنا چاہتے ہے اگر وہ مادي ہوتا تو خود اس کي تصویر بنا دیتے ' اگر غیر مادي ہوتا تو اس مفہوم کے لیے جو لفظ ہوتا اسکے ہر حرف کے لیے ایک ایسي شے کي تصویر بناتے ' جسکے نام میں پہلا حرف وہي ہوتا - اس رسم الخط کو خط تصویري (Hieroglyphic) اسکي اول الذکر شکل کو خط خیالي (Ideography) اور ثاني الذکر شکل کو خط صوتي (Phonotic) کہتے ہیں -

مصریوں کي طرح منوئیوں کے یہاں بھي حروف کے لیے مخصوص نقوش نہ تھے بلکہ تصویروں سے کام لیتے تھے - البتہ ابتداً اس میں وہ تنظیم و تنسیق نہ تھي جو مصریوں کے خط تصویري میں تھي - لیکن بعد کو اس طرز تحریر نے خط تصویري کي شکل اختیار کر لي -

مگر ظاہر ہے کہ خط تصویر ایک دشوار عمل اور دیر طلب خط ہے - اور قدرتاً ایک دھین اور عملي قوم یہ چاہیگي کہ اپنے روزمرہ کے لیے کوئي آسان اور مختصر رسم الخط ایجاد کرے -

منیوئیوں نے اپنے رسم الخط کو آسان اور سادہ بنایا ' اور خط تصویري کے بدلے خط مستقیم (Linear Seript) میں لکھنا شروع کیا - نوسوس کي تحریریں زیادہ تر اسي خط میں ہیں - خط مستقیم خط مسماري (Cunieform) سے کہیں زیادہ آسان اور سادہ ہے جو میسر پوٹیمیا کے حفریات میں نکلا ہے -

اسوقت آپکے سامنے ایک طبق کي تصویر ہے - اگر اسکي ناہموار شکل اور بد نما نقوش کو دیکھیے تو لطف و خوبي تو ایک طرف ' بہت سي نگاہیں اسے نظر بھرکے دیکھنا بھي پسند نہ کرینگي ' مگر یہي طبق اپنی قدامت اور تاریخي نتائج کي وجہ سے اسدرجہ عزیز الوجود اور گرانقدر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے اکثر رسالوں نے اسکے متعدد شائع کیے ہیں -

اس طبق کو (Pheastos Disc) کہتے ہیں - یہ مٹي کي ایک ناہموار گول پلیٹ ہے - اسکا قطر قریباً ۶ ' ۷۶ انچ ہے - اسکے دونوں رخوں پر خط تصویري میں کچھ لکھا ہوا ہے - اس طبق میں ۲۴۱ علامتیں اور ۶۱ علامتوں کے گروپ ہیں - ان علامتوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تصویریں گیلے گوندے پر علحدہ علحدہ چھاپي گئی ہیں -

اس طبق کے متعلق سب سے پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ کس عہد کا ہے ؟

تازہ تنقیبات میں اس طبق کے علاوہ نرسوس کے اور بہت سے آثار نکلے ہیں مگر اس طبق کے نقوش کے چار خمس تو ان آثار کے نقوش بہت ہي مختلف ہیں صرف ایک خمس ان نقوش سے ملتا ہے مگر یہ مشابہت اس اختلاف سے کم ہے -

ذرا غور سے دیکھیے ! اس میں مردوں کي تصویروں میں سر منڈے ہوے ہیں - عورتوں کي تصویریں چوڑي ' بھدي ' اور بدنما ہیں - ان صورتوں کو ان دوشیزہ عورتوں کي تصویروں سے کیا واسطہ' جو دوسري تصویروں میں اپنے نازک پیریشیان (Parisian) لباس دکھائي گئی ہیں اسمیں جہاز کی تصویر بھی اس تصویر سے بالکل علحدہ ہے جو نوسوس کے کھنڈروں میں ملي ہے ' اور عمارت تو مقبرہ لیشین (Lycian) ہے ' جسکے نمونے ابھي تک برطاني عجائب خانہ میں محفوظ ہیں' اسقدر منتي' ہوئي ہے کہ دیکھکے حیرت ہوتي ہے !

طبق فیستاس جو کریت کے غاروں سے نکلا ہے

اس طبق کے متعلق سر ارتھر ایونسکی یہ راے ہے کہ :

(۱) یہ اہل کریت کا کام نہیں -

(۲) یہ کوئي مذہبي تحریر ہے -

اگر یہ طبق اہل کریت کا نہیں تو پھر کس کا ہے ؟ اسکے جواب میں وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ کسي ایسي تہذیب کي یادگار ہے جو اہل کریت کي تہذیب کے ہمشکل اور اس سے نہایت قریبي طور پر متحد ہے - اس کے لیے وہ جنوب و مغرب ایشیاء کوچک کی لیشین تہذیب کو تجویز کرتے ہیں -

اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ یہ مذہبي تحریر ہے تو پھر بھي یہ سوال باقي رہجاتا ہے کہ یہ کیا ہے ؟

اسکے جواب میں سر ارتھر ایونس کہتے ہیں کہ کسي دیوي کي تعریف ہے - اسمیں ایک یوناني تصویر میں زمانے سنیے کو خاص طور پر نمایاں کرنے کي کوشش کي گئی ہے - اس کے بغور دیکھنے کے بعد یہ نتیجہ بیجا نہیں معلوم ہوتا کہ اسکا اشارہ کسي دیوي کي طرف ہے ' جیسے کیبیي (Kybebe) یا دیاناے ایفیسس (Diana of Ephesus)

دو اور شخص ہیں جنہوں نے اس تحریر کي تشریح کي کوشش کی ہے' ایک کیلیفورنیا یونیورسٹي کے پروفیسر ہیمپل - دوسرے نیویارک کالج کي مس ٹیول - پروفیسر ہیمپل کہتے ہیں ' کہ یہ درگاہ میں تاراج شدہ مال کي واپسي کي یاد داشت ہے - مس ٹیول کي راے ہے کہ یہ کوئي قدیم متروک الاستعمال نظم ہے - مس موصوف سر ارتھر ایونس کے ہمخیال ہیں - لیکن سچ یہ ہے کہ ابھي کوئي امر قطعي نہیں اور اثریں کي کوشش کے لیے یہ میدان خالي ہے -

شئون عثمانیہ

سلطان عثمان اول

جدید عثمانی تریدنات

مکہ معظمہ کا ایک اجتماع رسمی جسمیں ارادہ سنیہ یعنی فرمان سلطانی پڑھا جارہا ہے

دولت عثمانیہ کے نوخرید دریدنات کا تذکرہ ہم گذشتہ نمبر میں اخبار و حوادث کے سلسلے میں کرچکے ہیں - اس نمبر میں ہم اسکے حالات کسیقدر تفصیل سے لکھنا چاہتے ہیں -

(داستان خریداری)

سنہ ۱۹۰۶ ع میں حکومت برازیل نے یہ طے کیا تھا کہ اُسکے جنگی بیڑے میں تین قوی ترین جہازوں کا اضافہ کیا جاے - چنانچہ حسب اقرار داد حکومت نے جہاز کے کارخانوں سے گفتگو شروع کی - اس دریدنات کے متعلق کارخانہ ارمسٹرونگ سے معاملہ طے ہوگیا' اور جہازکی تعمیر شروع ہوگئی - جہاز ابھی طیار نہیں ہوا تھا کہ اطالیا نے طرابلس پر فوجکشی کی - اس جنگ میں ترکوں کو اپنی بحری کمزوری کا خمیازہ کھینچنا پڑا - وہ اس مٹھی بھر فوج کو ذرا بھی مدد نہ دے سکے' جو اگرچہ اپنے سے کئی گونہ زیادہ دشمنوں میں گھری ہوئی تھی' مگر با ایں ہمہ داد شجاعت دیرہی تھی -

سید حسین شریف حال مکہ معظمہ جنہوں نے گذشتہ فتنہ یمن میں دولت عثمانیہ کی بیش قرار خدمات انجام دے ہیں

یہ کہنا تو صحیح نہیں کہ ترک اس جنگ سے پہلے اپنے بیڑے کی طرف سے بالکل غافل تھے' کیونکہ انکا ادنی جہاز ایجلذ زیارت میں بن رہا تھا جسے اطالیوں نے اعلان جنگ کے بعد اس بناء پر گرفتار کر لیا کہ وہ دشمنوں (ترکوں) کی ملک ہے - البتہ اس جنگ نے اس احساس کو تیز اور اس جہاز کی گرفتاری نے تیز سے تیز تر کردیا - بیڑے کی تقویت و ترقی کا جوش پبلک میں پھیل گیا' اور مخلص و سر برآوردہ ترکوں کو (جو قریباً سب اتحادی تھے) ایک نئے جہاز کی خریداری کی فکر دامنگیر ہوئی -

اس بیان کی تائید کے لیے ہم جمعیۃ اعانت اسطول عثمانی " کی طرف اشارہ کرینگے -

اس خیال کی تکمیل کے لیے باب عالی نے نومبر ۱۳ ع تک (نومبر خارج ہے) جو کچھ کیا ہم اسے اسلیے قلم انداز کرتے ہیں کہ وہ ہمارے اس سلسلہ داستان کا کوئی اہم حلقہ نہیں - نومبر سنہ ۱۳ ع میں اس دریدنات کی

خریداري کے متعلق سلسله جنباني شروع هوئی - محمود پاشا وزیر بحریه نے کارخانه ارمسٹرونگ کے وکیل سے اس جہاز کي خریداري کے متعلق باب عالي کا ارادہ ظاهر کیا ' اور یه فرمایش کي که یه معامله کارخانه اپني معرفت طے کرادے - چنانچه حکومت برازیل اور باب عالي میں کارخانه ارمسٹرونگ کي معرفت گفتگو هونے لگي -

قریباً تمام امور طے هوگئے - باب عالي حکومت برازیل کي اس شرط کو بهي منظور کرنے کے لیے تیار تها که جہاز کي اصلي قیمت میں سے دو ملین پونڈ اسکو اسوقت پیشگي دیدیے جائیں - مگر با ایں همه یه معلوم هوتا تها که یه بیع الفاظ کي دنیا سے گدر کے واقعات کے عالم میں آنے والے نہیں - کیونکه جس سلطنت نے اپنے ملازموں کي تنخواهیں قرض لیکے تقسیم کي هوں وہ دو سو پونڈ پیشگي کہاں سے دیسکتي هے ؟ اور اسکي تو امید کسے هو سکتي تهي که دولت عثمانیه کو جہاز کي خریداري کے لیے یورپ سے قرض ملیگا - اسلیے که مفاهمت ثلاثه کے سرمایه داروں سے قرض ملنے کي امید خواب و خیال تهي - البته اتحاد ثلاثي کے سرمایه داروں سے اسکي توقع هوسکتي ' تهي مگر یه نظر آتا تها که اگر ایسا هوا تو فوراً مونمرالسفرا منعقد جمع هوگي - اور ایم ساز انوف اور سر ایڈورڈ گرے اپني انتهائي قوت کے ساتهه اتحاد ثلاثي کے سفرا کو مجبور کرینگے که وہ اس قرض کو رکوادیں - لیکن اس خیال کے بالکل برعکس هوا ' دوسرے عثمانیه کو روپیه ملا اور وہ بهي فرانس سے !

ترک اس جہاز کے لیے بیچین اور روپیه کے لیے کوشش کر رهے تهے - انکے بعض وکلا پیرس گئے هوے تهے ' اور سرمایه داروں سے گفتگو کر رهے تهے ' مگر کامیابي نہیں هوتي تهي - اس نا کامي کے اسباب میں اور امور کے علاوہ انگلستان کي بهي پرده درازي کو بهي شریک سمجهنا چاهیے -

اسي اثناء میں عثماني اوراق تحویلات (بل آف ایکسچینج) کا مسئله چهڑ گیا اور پیرس کے ایک بیریه نامي بنک نے ۲۷ دسمبر سنه ۱۳ ع کو دو ملین پونڈ کے اوراق تحویلات خرید لیے -

دولت عثمانیه نے یه رقم فوراً کارخانه ارمسٹرونگ کي معرفت حکومت برازیل کو لندن میں دیدي - اب دولت عثمانیه کو اسے صرف ایک ملین پونڈ اور دینا هے -

(طـول و عـرض و اسلحه وغیـرہ)

جہاز کا طول ۱۹۲ میٹر اور ۶ سینٹیمیٹر هے اور عرض ۲۷ میٹر اور ایک سینٹیمیٹر - ۸ میٹـر اور ۲ سینٹیمیٹـر پاني میں غرق رهیگا - حجم ۲۸ هزار ٹن هے - اسکي طاقت ۳۲ هزار گهوڑوں کي هے - شرح رفتار في گهنٹه ۲۲ میل هے -

دیواروں کے انـدروني حصه پر جو لوها چڑهایا جائیگا وہ نهایت اعلی قسم کا فولاد هوگا ' جس کا حجم ۲۲۹ ملیمیٹر هوگا - جن کمروں میں وزني توپیں رهینـگي انکا لوها بعینه وهي هوگا ' جو دیواروں کا هوگا - جن کمروں میں متوسط توپیں رهینگي انکے لوهے کا حجم ۱۵۲ ملیمیٹر هوگا - قائـد جس کمرہ میں رهیگا اسکي اهمیت اور شدید تحفظ کي ضرورت ظاهر هے - اسلیے اسکے لوهے کا حجم ۳۰۵ ملیمیٹر هوگا - جہاز کے بیروني حصـه کے لوهے کا حجم سب سے زیادہ یعني ۴ سو ملیمیٹر هوگا -

اس جہاز کے اسلحه کے متعلق خـاص اعتناء و اهتـمام هے - اسمیں ۲۴ توپیں هونگي ' جنمیں سے ۱۴ توپیں ۵۰ و ۳۰ سینٹیمیٹر ۱۰ توپیں ۱۵ سینٹیمیٹر اور ۱۰ زود کار توپیں ۷۶ ملیمیٹر کے پیمانے کي هونگي -

(تـاریخ تـکـمـیـل)

قطعي طور پر تو یـه نہیں کہا جا سکتا که یه جہاز کب تـک مکمـل هوکے عثماني بیڑے میں شامـل هوجالیگا ' لیونکـه حوادث و سوانح اور دول یورپ کي در اندازیوں کي کسکو خبر هے ؟ مگر بیعدامه کي رو سے اس جہـاز کا تجربه مارچ میں شروع هو جالیگا تاکه اپریل میں جہاز بالکل مکمل هو جاے ' اور آغاز مئي میں دولت عثمانیه کے حوالے کر دیا جاے -

(خریداري جہاز کا اثر)

اس قریدہ ناث کي خریداري سے یورپ میں عموماً اور یونان میں خصوصاً جو حیرت و استعجاب اور دهشت و اضطراب پیدا هوا وہ خطره کے متعلق ترکوں اور اهل یورپ کے فرق نظر کي ایک واضح و سبق آموز مثال هے -

ترکوں کي حالت یه هے که وہ مشکل سے مشکل خطرات کو نہایت حقارت و کم بیني کي نظر سے دیکهتے هیں ' اور اسوقت تک انکي پروا نہیں کرتے جب تک که انکا سیلاب سر سے نه گزرنے لگے - اسکے برخلاف یورپ کي حالت یه هے که اگر اسکے واهمه کي خلاقي سے بهي اسے کسي ادني سے ادني خطرہ کے آثار نظر آتے هیں ' تو وہ اس طرح اسکے مقابله کے لیے مستعد هو جاتا هے که گویا وہ ان خطرات میں محصور هو گیا هے -

دولت عثمانیه نے جہاز ابهي صرف خریدا هے ' اور بیعدامه کي رو سے مئي میں اسکے عثماني بیڑے میں شامل هونے کي توقع هے - کون جانتا هے که فروري سے لیکے مئي تـک میں کیا واقعات پیش آئیں ؟ خصوصاً دولت عثمانیه میں ' جهاں کي سرزمین هر روز نئے حوادث و سوانح پیدا کرتي رهتي هے - مگر با ایں همه یورپ کے سیاسي حلقوں میں دهشت و اضطراب اور خوف و هراس چهایا هوا هے - انکو به نظر آ رها هے که " سطح آب ایک میدان کارزار هے جسمیں عثماني بیڑا گرم جولان هے ' اور انسانیت و امن کا خون کر رها هے " انکے دل میں یه هول سمایا هے که دولت عثمانیه جزائر ایجین کے متعلق یورپ کے فیصله کو نا منظور کر دیگي ' اور قوت کي عدالت سے فیصله کرانے پر مصر هوگي - بلکه اغلباً اس جہاز پر غرور میں اسقدر بڑهجالیگي که دریا کے علاوہ خشکي میں بهي هنگامه قتال و جدال گرم کریگي اور جزیره نماے بلقان پهر ایک بار میدان جنـگ کي شکل میں بدلجالیگا -

اس دریدہ ناث کي خریداري کي خبر نے یونان کي طمانیت و جمعیت خاطر پر ایک برق هلاکت گرائي هے - یوناني اخبارات خوف و هراس ' اضطـراب و پریشاني ' اور تنبه و اعتبـار کے لهجه میں نهـایت پر زور مضامین لکهرهے هیں ' اور اس تازه تغیـر کے خطرناک و مهلک نتائج سے قوم کو آگاه کر کے یوناني بیڑے کي مزیـد تقویت کي ترغیب دیرهے هیں - ایمپرس یونان کا ایک مشهور و مقتدر اخبار هے وہ اس عالم غیظ و غضب اور تنقید و اعتراض میں موسیو ویزولوس وزیر اعظم یونان کو مخاطب کر کے لکهتا هے که " تم کهتے تهے که هماري بحري قوت دولت عثمانیه کي بحري قوت سے زیادہ هے اسلیے ابهي مزید اضافے کي ضرورت نہیں ' مگر در حقیقت تم نے هميں اور خود اپنے آپ کو دهوکے میں رکها ' یهاں تک که اب یه طلسم فریب ٹوٹتا گیا اور طرفة العین میں بحري تفوق هماري هاتهه سے نکلکے ترکوں کے پاس چلا گیا ! هماري وزیر اعظم صاحب کو اطمینان هے که انکے چهوٹے چهوٹے جهازوں سے انکا بحري تفوق هميشه قائم رهیگا - مگر وہ براہ مهرباني یه تو بتائیں که سلطنتوں کے بیڑوں میں بڑے جهازوں کے مقابله میں چهوٹے جهازوں کا پله کب بهاري رها هے ؟

یونان تو یونان یورپ کے مغربی اور انگلستان کے معبود و مسجود روس میں بھي اس خبر نے ایک اضطراب و هیجان پیدا کردیا هے - روسي اخبار چیخ رهے هیں که قسطنطنیه نے مشرق میں بحري تفوق کا نشان امتیاز عنقریب ان سے چھنا چاهتا هے ' روسکو سلاوو (روسی اخبار) لکھتا هے که قسطنطنیه کے مغرب میں یونان کو بحري تفوق حاصل تھا ' مگر وہ تو اپنا تفوق کھو بیٹھا - قسطنطنیه نے مشرق میں همیں بحري برتري حاصل تھی ' مگر کچھ عجب نہیں هم بھي یونان کي طرح اپني برتري ضائع کردیں - خصوصا اگر باب عالي کو اپنے ارادے میں کامیابي هوگئي اور اس نے " ریفادیا " اور " مورینو " بھي خرید لیے جو اسوقت امریکه میں بن رهے هیں - بیشک هم نے یه طے کیا هے ایپرس میري کے طرز کے دو ڈریڈ ناٹ بنوائے جائیں ' مگر هم اس تجویز کو سنه ۱۶ سے پہلے پورا نہیں کرینگے "

(قوی بحریه و موازنه دولت عثمانیه و یونان)

یورپ کے ارباب سیاست کا قاعده هے که وہ اپنے مخالف کي هر بات کي گونه بڑھا کے دکھاتے هیں تاکه ارباب حکومت اور قوم اسکو حقیر سمجھکے بے اعتدالي نه کرے ' اور قبل از وقت اسکے جواب کے لیے تیار هو جاے - اسلیے اگر تم دیکھو که اهل یورپ تمھاري کسي بیداری ' یا حرکت کو اهمیت دیتے هیں ' تو اس سے معرور هوکے واقعات کی طرف سے آنکھیں نه بند کرلو -

اگر دولت عثمانیه کی بحري قوت کا اندازه کرنا هے تو اسے یورپ کے سیاسي حلقوں کے اضطراب ' یوناني اخبارات کے شور و غوغا ' اور روسی اخبارات کے انذار و تنبیه میں نہیں بلکه واقعات کے جام حقیقت نما میں دیکھنا چاهیے - اسلیے هم اسوقت واقعات کی روشني میں یه دیکھنا چاهتے هیں که آیا در حقیقت دولت عثمانیه کي بحري قوت یونان سے زیادہ هوگئی هے ' یا حسب عادت یه یورپ کا شور و غوغاے معض هے -

جنگ بلقان میں یونان کي بحري کارروائیوں کا دار مدار اسپیرف ' اسپیا ' هیدرا ' ایسارا ' ان چار آهن پوش جهازوں پر تھا - ان چاروں جهازوں کا مجموعي حجم همارے سلطان عثمان اول کے حجم سے کم هوگا اور صرف اس ایک جهاز کي قوت یونان کے چاروں جهازوں سے زیادہ هوگي -

جنگ کے زمانے میں همارے جهازوں کا مجموعی حجم ۱۰۱۱۸ ٹن تھا ' یه سب ملکے " اسپیروف " کے مقابله میں نہیں ٹھہر سکتے تھے جسکي طاقت سے " سلطان عثمان اول " کي طاقت دوگونه زیادہ هے -

یه امر بھي قابل لحاظ هے که " اسپیروف " ایک مدت میں ۲۲۷۳۰ کیلوگرام کے دوگولے پھینکتا تھا ' اور یه سب سے زیادہ بھاري گولے تھے جنکو وہ اس شرح سرعت سے پھینکتا تھا - اسکے مقابله میں " سلطان عثمان اول " ۳۷۵۴۰ کیلوگرام کے گولے اسي شرح سرعت سے پھینکیگا -

یه تو سلطان عثمان اول کي حالت تھي پھر اسکے ساتھه " رشادیه " اور حمیدیه بھي هونگے اور اگر توفیق الهی شامل حال رهی تو ریشادیه اور مورنیو بھی - پس اگر یونانی بیڑے میں اضافه نه هو اور دولت عثمانیه دونوں موخر الذکر جهاز نه بھي لیسکے تو جب بھي دولت عثمانیه کی بحري طاقت یونانی کي بحري طاقت سے زیادہ هوگي

(فائد او رفوج)

سلطان عثمان اول جس شان و شکوه کا جهاز هے ' اسکا قائد بھی اس مشابهت و استعداد کا هونا چاهیے ' اور بالاخر رهي هوا جسکو خود قدرت نے اسکے لیے پیدا کیا تھا -

اس جهاز کی قیادت کا مسئله صیغه بحریه کے ایک نهایت نازک اور دشوار حل مسئله تھا - صیغه بحریه کے سامنے تین نام تھے اسماعیل بے ' عارف بے ' رؤف بے ' اسماعیل بے ' آهن پوش بارپرس خیر الدین کے قائد هیں ' عارف بے صیغه بحریه کے ارکان جنگ کے افسر اعلی هیں ' اور رؤف بے " حمیدیه " کے قائد هیں - وہ حمیدیه جسکی پر اسرار نقل و حرکات نے دنیا کو محو حیرت کردیا تھا ' جو کبھي حریفوں کو تہ و بالا کرتا اور کبھي نظروں سے غائب هوجاتا تھا ' دم کے دم میں آرمیر پہنچتا تھا اور پھر یکایک بیروت کے ساحل پر نمودار هوتا تھا ' دن کو بندرگاه سوئس میں گولے بھرتا تھا ' اور شب کو سواحل بلقان پر چھاپے مارتا تھا اور پھر غائب هوکے دمشق اور طرابلس کے ساحل پر دکھائي دیتا تھا -

رؤف بے کے طلسمی کارناموں کے بعد کون هے جو اسکا سہیم و عدیل هوسکتا هے ؟ ایک هفته تک کامل غور و خوض کے بعد بھی انهی کو اس منصب جلیل کے لیے انتخاب کرنا پڑا -

اس جهاز میں ۱۱۰۰ فوج رهیگی - یه طے هوا هے که اسکو آپکے عثمانی میں لانے کے لیے وہ سو سپاهی برطانی بارکش جهاز پر سوار هوکے جائیں -

عالیا دو سو سپاهي اسوقت سے کارخانه اسکوڈرگ میں بھیجدیے گئے هیں که وہ لوگ وهاں رهکے اس طرز کے جهازوں اور انکي جزے کي ترکیب سے واقف هو جائیں -

قهرمان مدافعت بحري روس جو سلطان عثمان اول کے مقابله مقتضب هوے هیں

نالۂ شبلي

عالي جناب شمس العلماء علامۂ شبلی نعماني مد ظله العالي کی آن (۱۵) نظموں کا مجموعه جن میں حضرة علامۂ ممدوح کے بزرگان سلف کے سبق آموز حالات ' تاریخي واقعات اور زمانۂ حال کي اندوهناک مصائب و آلام اسلامي کو اپني مشهور جادوبیاني کے ساتھه بغایت موثر پیرایه میں نظم فرمایا هے اور جو حقیقتا اس قابل هے که اسلامي اخلاق ' اخوة مساوات اور حریت جیسی صفات عالیه کے اعلی معیار اور مکمل نمونوں اور مثالوں کو پیش نظر رکھه کے هر فرد ملت اسکو خریدے - اور ان پاک جذبات کے پیدا کرنے کے لیے اپنے بچوں اور بچیوں کو بطور گیتوں کے یاد کراے -

سفید چکنے کاغذ پر نهایت خوشخط طبع هوا هے - اور علاوہ علامۂ موصوف کے سندہ مبارک کے ڈاکٹر انصاري ' ڈائرکٹر اسلامي میڈیکل مشن ' مسٹر محمد علی ' ایڈیٹر کامریڈ و همدرد ' مسٹر ظفر علي خان ' ایڈیٹر زمیندار کے موثو بھي نهایت عمدہ آرٹ پیپر پر دیے گئے هیں ' قیمت علاوہ محصول ڈاک کے صرف ۸ - آنه

انوار احمد - کانفرنس آفس ' محمڈن کالج علیگڈھ

مقالات

علـــوم القـرآن

از جناب مولانا سليمان صاحب دسنوي

(۲)

(قـراآت القران)

الفاظ قران بارجود بقاے معني مختلف وجوہ حرکات و اوقاف ' و ادغام و اماله ' و فصل و وصل کے ساتھہ پڑھے جا سکتے ھیں ' اور یہ تمام طرق متواتر صحابہ سے مروي ھیں - ان وجوہ و حرکات و طرق مختلفہ سے یا ان میں سے کسی ایک سے بحیثیت روایت و سماعت ثابت کہ آنحضرت سے کسطرح سنا گیا ھے ' اور صحابہ نے کسطرح پڑھا ھے ' علم قراآت القرآن ھے ' صحابہ کے بعد تابعین اور تبع تابعین میں اس فن کے سات مشہور امام گذرے ھیں - تابعین میں عبد الله بن عامر یحصبي قاري شام المتوفی سنہ ۱۱۸ ' عبد الله بن کثیر قاري مکہ المتوفی سنہ ۱۲۰ ' عاصم بن بہدله قاري کوفہ المتوفي سنہ ۱۲۷ ' اور تبع تابعین میں حمزہ بن حبیب القیمی قاري کوفہ المتوفي سنہ ۱۵۴ ' نافع بن عبد الرحمان لیثی قاري مدینہ المتوفي سنہ ۱۶۹ ' علي بن حمزہ کسائی قاري کوفہ المتوفی سنہ ۱۸۹ ' اور ابو عمر بن العلاء المازني قاري بصرہ المتوفی سنہ ۲۴۶ ' ان سب میں سب سے زیادہ مشہور و مقبول قراءت نافع ھے جسکي عملاً تمام بلاد اسلامیہ میں تقلید کي جاتي ھے - نافع نے ستر قراء تابعین سے قراءت حاصل کی تھي -

اس فن کے مصنف اول حسب تحقیق علامۂ جزري ' ابو عبید قاسم بن سلام المتوفی سنہ ۲۲۴ ھیں ' " شاطبیہ " سے (جو اس فن کي مقبول ترین تصنیف) پہلے ' ابو علی حسن بن احمد فارسي نحوي المتوفي سنہ ۳۷۷ کي " الحجۃ في القراآت " عبید الله بن عبد اسدي المتوفي سنہ ۳۸۷ کی " المفصح في القراآت " ابو عمر و عثمان بن سعید الداني المتوفی سنہ ۴۴۴ کي "کتاب التیسیر" "جامع البیان في القراآت السبع" اور "المعنوي في القراآت الشواذ" اور ابو طاھر اسماعیل بن خلف المتوفي سنہ ۴۵۵ کي " عنوان في القراءۃ " اور " الاکتفاء في القراءۃ " قابل ذکر تصنیفات ھیں - اواسط قرن سادس میں امام القراءۃ قاسم بن فیرہ شاطبي اندلسي المتوفي سنہ ۵۹۰ نے قصیدۂ لامیہ شاطبیہ تصنیف کیا ' جسکي شہرت کے بعد میں اس سے پہلے کي تمام تصنیفات چھپ گئیں - " شاطبیہ " کے بعد قراء کبار نے مستقل تصانیف کي بجاے اوسکي شرح کافی سمجھي - جن میں مشہور اشخاص علم الدین علي بن محمد سخاوي المتوفي سنہ ۶۴۳ ' برہان الدین ابو اسحاق ابراھیم بن عمر جعبري المتوفي سنہ ۶۴۳ ' ابوالخیر محمد بن محمد جزري المتوفي سنہ ۸۳۳ ' اور ابن القاصح صاحب سراج القاري ھیں - علامۂ جزري شارح شاطبیہ ھونیکے سوا " النشر في القراآت العشر " اور " تحبیر التیسیر في القراآت العشر " کے مصنف بھي ھیں - علی نوري سفاقسي کي " غیث النفع في القراآت السبع " بھي اس فن میں ایک متداول کتاب ھے -

(علـل القـراآت)

جسطرح علم القراءۃ میں زیادہ و سماعاً الفاظ قران کے مختلف اوصاف و احوال سماعیہ کا بیان ھوتا ھے ' علل القراآت میں انہیں چیزوں سے اصولاً اور عقلاً بحث ھوتي ھے نہ اس رو سے کہ اصول صرف و نحو و قواعد و محاورات زبان عربي انکو کیونکر ھونا چاھیے - ان مباحث پر گفتگو کا سب سے زیادہ حق اھل ادب اور علماے نحو کو ھے ' اسي لیے اس فن کا واضع و مدون یہي طبقہ ھے ' مثلاً ابو العباس احمد بن محمد نحوي ' سلیمان بن عبد الله نحوي المتوفي سنہ ۴۹۳ ع ' ابوالحسن علي بن حسین الباقولي الموجود سنہ ۵۴۵ -

(معرفـۃ الوقف و الابتـداء)

انسان کسي حالت میں سانس کی آمد و رفت کو روک نہیں سکتا ' اسلیے ضرور ھے کہ کسي طویل عبارت کو پڑھتے وقت سانس نئی نئی دار توٹ جاے ' ان سکتات تنفس کیلیے ضروري ھے کہ وہ بے موقع نہوں ' ورنہ عبارت کا سلسلۂ اتصال توٹ جائیگا ' اور اکثر عبارتوں کا سمجھنا مشکل ھوگا - علماے اسلام نے اسي غرض کیلیے علم الوقف والابتدا وضع کیا اور قران میں جابجا علامات وقف لگے لگاے ' جن سے یہ معلوم ھوتا ھے کہ تلاوت قران میں کہاں وقف کرنا چاھیے یعنی کہاں سانس توڑ کر دوسری آیت سے تلاوت کی ابتدا کرني چاھیے - یہ فن گو علم التجوید اور علم القراءۃ کا ایک جزء ھے لیکن غایت اھمیت نے اسکو مستقل فن قرار دیا ' اور اسمیں مبسوط و مخصوص تصنیفات کیں -

ابو بکر محمد عدسی مقری نے ان تمام اوقاف پر ایک رسالہ میں بنام " وقوف النبي صلعم في القران " جمع کردیا ھے - مکی بن ابی طالب المتوفی سنہ۳۰۹ نے صرف اس موضوع پر ایک رسالہ الوقف علی کلا و بلی في القران " لکھا کہ قران میں لفظ " کلا " اور " بلی " پر وقف کرنا چاھیے یا نہیں ؟ اسکے علاوہ " کتاب الوقف و الابتداء " کے نام سے مشہور ائمۂ نحو و ادب مثلاً قدما میں یحیی بن زیاد الفراء المتوفي سنہ ۲۰۷ ' ابو العباس احمد بن یحیی ثعلب نحوی المتوفي سنہ ۲۹۱ ' مکی بن ابي طالب المتوفی سنہ ۳۰۹ ' ابو اسحاق ابراھیم الزجاج نحوي المتوفي سنہ ۳۱۰ ابو بکر محمد بن قاسم ابن الانباري نحوي سنہ ۳۲۷ ' ابو جعفر نحاس بغدادي نحوي المتوفی سنہ ۳۲۸ ' ابو سعید حسن بن عبد الله سیرافي نحوي المتوفی سنہ ۳۶۸ اور متاخرین میں محسن عمانی اور سجاوندي نے مستقل کتابیں تالیف کیں -

الـــفـــاظ قـــران

مفـــردات الـــقـــرآن

اسلام جب اپنے جزیرہ عرب میں محدود تھا ' قران کے حل لغات و تفسیر الفاظ کی اوتنی ضرورت نہ تھي ' لیکن غیرعربوں میں اشاعت قران کیلیے ضروري تھا کہ الفاظ و لغات قران کي تشریح کی جاے ' اور اوسکی ترتیب دی جاے - بعض علماے

ادب نے تمام الفاظ کا احاطہ کیا اور انکا نام مفردات القرآن رکھا - مثلاً مفردات القرآن امام راغب اصفہانی الموجود سنہ ۵۰۰ ' مفردات القران محي الدين محمد بن علي رزان حنفي ' ليكن اكثر علماے ادب نے بجاے احاطۂ الفاظ صرف مشكل لغايت پر اكتفا كي ' اور اوسكو غريب القرآن كے نام سے موسوم كيا -

(غريب القران)

فن غريب القران پر نہايت كثرت سے علماے نحو و ادب نے تصنيفات كين ' اس موضوع پر سب سے پہلي كتاب غريب القران ابوعبيدہ معمر بن مثنى نحوي المتوفي سنہ ۹ - ھے ' اسكے بعد اس موضوع پر يہ كتابيں لكھي گئيں غريب القران احمد بن محمد بن يزداد طبري نحوي الموجود سنہ ۳۰۴ ' غريب القرآن ابن دريد لغوي المتوفي سنہ ۳۲۱ ' غريب القران عبد الله بن مسلم بن قتيبه المتوفي ۳۲۲ ' غريب القران ابوبكر محمد بن قاسم ابن الانباري المتوفي سنہ ۳۲۸ ' غريب القران ابو عمر محمد عمر الزاهد تلميذ ثعلب المتوفي سنہ ۳۴۵ ' الاشارہ في غريب القران ابو بكر محمد بن حسن نقاش نحوي بغدادي المتوفى سنہ ۳۵۰ ' غريب القران قاضى احمد بن كامل المتوفي سنہ ۳۵۰ ' غريب القران ابوبكر محمد بن عزيزي سجستاني تلميذ ابن دريد ' غريب القران و الحديث ابو عبيد احمد بن محمد هروي المتوفي سنہ ۴۰۱ ' مشكل غريب القران مكي بن ابي طالب قيسي المتوفي سنہ ۴۳۷ ' كتاب الغث المستدرك علي الهروي ابو موسى محمد بن ابي بكر اصفهاني المتوفي سنہ ۵۸۱ ' تحفة الاريب بما في القران من الغريب ابو حيان محمد بن يوسف الاندلسى المتوفي سنہ ۷۴۵ -

غريب القران كي تدوين ميں سب سے زيادہ كاوش و تلاش و صرف وقت ابن دريد اور عزيزي نے كيا ' ان دونوں اُستاد و شاگرد نے تدوين و ترتيب غريب القران ميں پورے پندرہ برس صرف كيے -

(مصادر القرآن)

بعض ائمہ لغت نے قران كے اسماے جامدہ كو چھوڑكر صرف مشتقات كيطرف توجہ كي ' اور مصادر قران كي تحقيق و تشريح كي ' اس قسم كي پہلي تصنيف يحى بن زياد الفراء المتوفي سنہ ۲۰۷ كي مصادر القرآن ہے ' اسكے بعد ابراهيم بن اليزيدي المتوفي سنہ ۳۲۵ نے مصادر القران لكھي ' ابو جعفر احمد بن علي جعفر المتوفى سنہ ۵۴۴ نے تاج المصادر كے نام سے قران و حديث دونوں كے مصادر يكجا جمع كرديے -

(الواحد و التثنيه و الجمع في القران)

هم نے جيسا پہلے بيان كيا ہے كہ جسطرح تمدن اجتماعي ميں نئے نئے تكلفات اور مختلف ضرورتوں نے سامان ہميشہ پيدا ہوتے رہتے ہيں ' اور وہ پھيلتے جاتے ہيں ' بعينہ يہي حال تمدن علمي كا بھي ہے كہ ہر شے ميں ذرا ذرا سي مناسبت سے نئے نئے شعبے پيدا ہوتے رہتے ہيں ' ہر تثنيہ اور جمع كي اصلي صورت واحد ہے ' اور واحد و مفرد اسماء كي تشريح مفردات و غريب قران ميں گر ہوتى رہتي ہے ' ليكن چونكہ تثنيہ اور جمع بدانيكے مختلف قواعد و اصول ہيں ' بعض جمعيں بلا قاعدہ ہوتي ہيں ' بعض جمعوں كي مفرد نہيں ہوتے ' ان وجوہ سے علما نے اس موضوع پر بھي بالكل مستقل رسائل لكھے ' جن ميں سے سب سے پہلى تصنيف يحى بن زياد الفرار المتوفي سنہ ۲۰۷ كي كتاب الجمع و التثنيه في القران اور دوسري اخفش اوسط سعيد بن سعدہ نحوي المتوفى سنہ ۲۱۵ كي الواحد و الجمع يا الافراد و الجمع في القران -

(معربات القران)

ہر زبان ميں دوسري زبانوں سے باہمي اختلاط و تعلقات سياسى و تجارتي كي بنا پر كچھ الفاظ آجاتے ہيں ' اور تھوڑے تغير كے بعد وہ اصل زبان كے الفاظ قرار پا جاتے ہيں - عربي زبان ميں بھى اس قسم كے الفاظ ہيں ' اور قران مجيد نے اونكو استعمال كيا ہے - مجموعي مباحث ميں علماے متقدمين ميں سے تو متعدد علما مثلاً ثعالبي ' ابن فارس ' ابن جوزي ' ابن جرير طبري (في اول التفسير) وغيرہ نے انكا ايك باب علحدہ قرار دكر اونكي تحقيق كي ہے - ليكن متاخرين ميں جلال الدين سيوطي المتوفى سنہ ۹۱۰ نے " المذهب فيما وقع في القران من المعرب " ايك مستقل رسالہ تاليف كيا ہے - تاج الدين سبكي المتوفي سنہ ۷۷۱ اور ابن حجر عسقلاني المتوفى سنہ ۸۵۲ نے ان الفاظ معربہ كو نظم كرديا ہے -

الوجوہ و النظائر في القرآن

قرآن ميں اكثر ايك لفظ متعدد مقامات ميں مختلف معني ركھتا ہے - اہل لغت ايسے لفظ كو " مشترک " سے ہيں ليكن علوم قرآن ميں اونكو " نظائر " كہتے ہيں ' اور بعض الفاظ ايسے ہيں جو متعدد مقامات پر بعينہ مستعمل ہوے ہيں ' اور ہر جگہ ان سے ايك ہي معني مراد ہيں - علماے قرآن اونكو وجوہ كہتے ہيں ' وجوہ و نظائر كي واقفيت فہم معاني قرآن كيليے نہايت ضروري ہے تاكہ معني سمجھنے ميں اشتباہ نہو - اس بناپر علماے اسلام نے وجوہ نظائر كي مستقل تصنيفات ميں ترويج و تحقيق نہيں ضروري سمجھا - اس فن كي بناء اسقدر قديم ہے كہ حضرت ابن عباس سے اونكے دو شاگرد عكرمہ اور علي بن ابي طلحہ نے ان سے اس فن كي روايتيں كي ہيں - بلحاظ تصنيف سب سے پہلے مقاتل بن سليمان مفسر المتوفى سنہ ۱۵۰ كي تاليف الوجوہ و النظائر كا نام منقول ہے -

انكے علاوہ احمد بن فارس لغوي المتوفي سنہ ۳۷۵ ابو الفرج بن الجوزي المتوفى سنہ ۵۹۷ ' ابو الحسين محمد بن عبد الصمد مصري داعظ ' ابو القاسم محمود نيشاپوري الموجود سنہ ۵۵۳ كي الوجوہ و النظائر في القران كے نام سے تصنيفات ہيں - جلال الدين سيوطى كا رسالہ " معترک الاقران في مشترک القران " بھي اسي فن ميں ہے

القبة تتلي

اسے ضرور پڑھيے

تذكرة الاولياء اردو مولفہ حضرت شيخ فريدالدين عطار رحمة الله عليه اس كتاب ميں ہندوستان كے تمام اولياء الله اسلامي بزرگوں - صوفيوں اور وليوں كے حالات زندگي - موثر اقوال اور مفيد حالات - انكي زندگى كے عجيب عجيب اعمال ذكر كئے گئے ہيں - اسكے مطالعہ سے طبيعت پر پاك اور حقيقى اثر پڑتا اور خوف خدا پيدا ہوتا ہے - ايسے دلچسپ پيرايہ ميں لكھي گئي ہے كہ ختم كئے بغير چھوڑنے كو جي ہى نہيں چاہتا - قرآن مجيد اور حديث شريف كے بعد بزرگوں كے حالات كا مطالعہ اور ايسے قيمتي سبقوں اور ملفوظات سے واقفيت كرنا نہايت ہي ضروري امر ہے - لكھائي چھپائى كاغذ اعلى حجم ۶۰۰ صفحہ تقطيع رائل قيمت - ۱ - روپيہ ۸ - آنہ علاوہ محصول ڈاك -

كشف المحجوب مولفہ عالجناب شيخ مخدوم علي ہجويري رح المعروف داتا گنج بخش لاہوري : اس كتاب ميں سيكڑوں دقيق اور نہ سمجھ آنے علوم تصوف و كلام الہي درج كئے گئے ہيں - اور بعض اولياے كرام كي زندگى كے عمل بيان كرنے پر تاثير نتايج نكالے گئے ہيں - جو كہ دل پر نہايت ہى پاكيزہ اثر ڈالتے ہيں - ہر ايك مسلمان پر اس كتاب كا مطالعہ كرنا ضروري ہے - حجم قريباً ۵۰۰ صفحہ قيمت ايك روپيہ - ۴ - آنہ

المشتہر

غلام مصطفى قادري چشتي منيجر كتب خانہ قادري منڈياله ضلع گجرات پنجاب -

بريد فرنگ

بلاد عثمانيه كي زر خيزي

معـــادن و منـــاجـــم

قارييں كرام كو ياد هوگا كه گذشته جلد كے گو نمبروں ميں هم نے بلاد عثمانيه پر ايك نظر عمومي ڈالي تهي - اسميں هم نے لكها تها كه " تركوں نے جتني توجه اپنے يورپين مقبوضات پر كي هے اگر اسكا ايك عشر بهي وه اپنے ايشيائي مقبوضات پر كرتے تو آج دنيا كي قوي اور دولتمند سلطنتوں كي صف ميں كسي بلند و ممتاز نشست پر نظر آتے " - يه ايك اجمال تها جسكي تفصيل هم آج هم آپكو ايك انگريزي خطيب كي زبان سے سنانا چاهتے هيں -

يه خطيب مسٹر جي - ميڈليند ايدورڈس هيں -

اب تك عالم اسلامي ميں انگريزوں كي سياسي و اقتصادي سرگرمياں هندوستان ' ايران ' سودان ' مصر ' اور عراق تك محدود تهيں - ليكن اب كه نيل ' بحر هند ' اور خليج فارس پر انكا پاے اقتدار راسخ هوگيا هے انكي حوصله مندي نئے ميدان عمل كي طالب هے ! - شام ميں ابتداء اقتصادي كام شروع هوے تهے - جو عموماً اعمال سياسيه كا پيش خيمه هوتے هيں' مگر وه اس غير رسمي مفاهمت كي بنياد پر ملتوي هوگئے كه " شام فرانس كے ليے هے اور عراق انگلستان كے ليے " -

ليكن معاهده كويت كے بعد سے انگريزوں كے ايك طبقه ميں نئي حركت شروع هوئي هے - يه طبقه ارض مباركه شام كے هاتهه سے نكلنے پر سخت ماتم گسار هے ' اور چونكه ابهي تـك اقتدار فرانس كي توثيق كسي معاهده سے نهيں هوئي هے " اسليے شام ميں فرانس كي سرگرميوں كو نهايت شرح و بسط ' آب و رنگ' اور رشك و تحسر ' كے هاتهه اپنے قوم كے سامنے پيش كررها هے - غير ايست كه ايك نيم سركاري پرچه هے اسكا مراسله نگار برابر بيروت سے اس قسم كے مراسلے بهيجتا رهتا هے -

اسي طرح ايك دوسري جماعت هے' جو يه چاهتي هے كه ايشياء كوچك كا ميدان جرمني اور روس كے ليے نه چهوڑ ديا جائے' بلكه اسميں انگريزوں كو بهي اترنا چاهيے' تاكه همارے حقوق بهي پيدا هو جائيں' اور آينده تقسيم كے وقت (لا قدر الله) همیں بهي اس ميں حصه ملے - يا اسكا معارضه كسي دوسري جگهه ملے -

مختصراً يه كه جن اسلامي ممالك ميں اسوقت " انگريزي مصالح " كي قربانگاه استقلال و خود مختاري نهيں هے وهاں اُسكے نصب كرنے كے ليے انگلستان ميں ايك نئي حركت شروع هوئي هے اور مراسلات ' مقالات ' اور خطبات كے ذريعه سے انگريزي سرمايه داروں كو ان مقامات ميں جانے كي ترغيب دي جارهي هے -

يهي نوعيت هے اس خطبه كي جو حال ميں مسٹر ايڈورس نے انسٹيٹيوشن آف مائننگ اينڈ مٹيالركي ميں ديا هے اور جسكا خلاصه هم اس وقت شائع كرتے هيں -

هم كه همارا مايۂ زندگي خدمت و چاكري هے ان زمينوں كي قيمت كا صحيح اندازه نهيں كرسكتے' جن سے لوها ' تانبا ' وغيره خام معدنيات نكلتي هيں - اسليے يه مضمون همارے ليے اسدرجه مفيد نهيں جسقدر كه اسے هونا چاهيے' مگر تاهم فائده سے خالي بهي نهيں - اس سے بلاد عثمانيه كي معدني پيداوار ' اسكے تنوع اور اسكي مقدار كا تفصيلي علم هو جاتا هے' جو بهر حال لا علمي سے بهتر هے -

ليكن اس خطبه سے ايك اور اهم فائده بهي ممكن هے بشرطيكه قارييں كرام اس نظر سے اسے پڑهيں - وه يه كه بقيه بلاد عثمانيه كے متعلق انگريزوں كے كيا مطامع و عزائم هيں' اور خزينۂ اسلام كے وه اور كون سے گوهر هيں جو تاج انگلستان كے ليے پيش نظر هيں ؟

مسٹر ايڈورڈس نے كها :

ايشياء كوچك ميں معدني دولت زياده تر اسكے شمالي حصه ميں هے ' جهاں بدقسمتي سے ريلوے وسيع نهيں - اس ملك ميں كان كني بهت كم هوئي هے - اسكي وجه يه هے - كه يهاں آمد و رفت كے ذرائع مفقود اور بار برداري كي آسانياں ناپيد هيں - شايد هي دنيا ميں كوئي ايسا ملك هو جهاں كانوں كي اتني سربمهر دولت موجود هو اور وه اپني ترقي كے ليے صرف ريلوے كا محتاج پڑا هو!

كـــولا

كولے كي سب سے زياده مشهور اور اهم كان قسطنطنيه كے قريب يعني بحر اسود كے كنارے كنارے ۱۵۰ كے فاصل پر هرقليه ميں دريافت هوئي تهي - اس كان كے متعلق يه اندازه كيا گيا تها كه اسكا رقبه ۶ سو مربع ميل هے - اس كے كولے كي قسميں مختلف تهيں ' مگر بحيثيت اوسط اس كا مقابله نيوكيسل كے كولے سے كيا جاسكتا تها -

ان كانوں ميں دس جدا گانه كارخانے كام كرتے تهے جنميں سب سے مشهور فرنچ كمپني تهي - اسكے نكالے هوے كولے كي مقدار ۵ لاكهه ٹن تهي - ڈائٹر ڈرے كے كنسيشن كے ليے جسقدر كولا نكالا جاتا تها اسكي مقـدار ايك لاكهه دس هزار ٹن سالانه تهي ' اور يه سب كي سب فرنچ كمپني خريد ليا كرتي تهي - كرچي كنسيشن كے كولے كي مقدار (اس كنسيشن كو حال ميں فرنچ كمپني نے ۸ هزار پونڈ كو خريد ليا هے) ۸۵ هزار ٹن سالانه تهي' اور زير بجا برادرس سالانه ۶۰ هزار ٹن كولا نكالتے تهے - يه نے اصلي نكالنے والے ' علاوه ان چهوٹي چهوٹي كانوں كے جنميں سے ۵۰ هـزار ٹن كے انـدر كولا نـكلا - اس ميدان كي پيدا وار كي كل تعداد ۸ لاكهه ٹن سالانه هے -

(لـــوهـــا)

ايشياء كوچك ميں كچے لوهے كي كانيں بكثرت هيں - يه كانيں جزيرۂ متلين كے بالمقـابـل بر اعـظم ميں ازميت كے قريب واقع هيں - ان مين سے سالانه تقريباً تيس هزار ٹن لوها نكلتا هے - شهر زيتون سے شمال كي طرف بيرت كي پهاڑيوں ميں جو سب سے بڑا ذخيره ملا هے وه ۹۰ ميل تـك خليج اليگزندريٹا سے ايك خط مستقيم كي شكل ميں چلا گيا هے - اس ذخيره كا رقبه وسيع هے اور اس سے سالانه ۳ لاكهه ٹن لوها نكلتا هے -

(تـــانـبـا)

يـه ذرا بهي مبـالغه نهيں كه كچا تانبا اشياء كوچك كے شمالي صوبوں ميں قريباً هر جگه ملتا هے - ملـك كا اندروني حصه - كيونكه باسفورس سے باطوم تك تمام مسافت كي يهي حالت هے - ايك مس خيز خطه هے ' اور گويا يه ايك عام قاعده هے كه ان كانوں كي رگيں تنـگ اور مايه دار هيں ' جنميں ۲۰ فيصدي بلـكه اس سے بهي زيـاده تانـبا هوتا هے - آغا نا كي كان در حقيقت وسـط اشيـاء

کوچک میں ڈھائي سو میل کے فاصلہ پر واقع تھي - خود سلطنت کي مملوکـہ تھي ' اور وھي اسمیں کام کرتي تھي - سنہ ۱۸۹۲ سے لیکے اسوقت تـک سیاہ تانبے کي پیداوار ۲۰ ھـزار ٹن سے زیادہ ھوئي ھے - گورنمنٹ کے تخمینہ ھے کـہ اس کان میں ابھي ۷ لاکھہ ٹن کچا تانـبا اور موجود ھے جس میں عمدہ تانبے کا اوسط دس فیصدي ھوگا -

ایک اور اھم ذخیرہ قسطنطنیہ سے ۸۰ میل اور بغداد ریلوے کے اند بازار اسٹیشن سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر ھندیقہ میں موجود ھے - اسکا تانبا صورتاً اس تانبے کے مشابہ ھے جو جرمني کي مینسفلڈت کے ذخیروں سے نـکلا تھا - جو تھوڑا سا کام ھوا ھے اور اسکي رپورٹ کي گئي ھے - اس سے یہ معلوم ھوتا ھے کہ بحیثیت اوسط ھندیقہ کي کانیں مینسفـلڈت کي کانوں سے زیـادہ مایـہ دار ھیں - بہت دفعہ یہ جانچا گیا کـہ انمیں خالص تانبا کتنا ھے - ۵ فیصدي اوسط پڑتا ھے - حال میں ایـک مکمل رپورٹ کي گئي ھے ' اس سے معلوم ھوتا ھے کہ خالص تانبے کي مقدار ۷ فیصدي تـک ھے -

(سیسہ ' زنـک ' اور چـانـدي)

کچے سیسے (Galena) کے ذخیرے بہت ھیں اگرچہ تانبے کے ذخیروں سے کم ' اور زیادہ تر انھیں مقامات میں جہاں تانـبا ھے - چاندي اور سیسے کي کانوں کے لیے سب سے زیادہ مشہور زمین کا وہ قطـعہ ھے جو قرہ حصار کے نواح میں ھے - ایک مشہور رگ جو دو انچ سے کم موٹي تھي - یہاں نـکلتي تھي - یہاں کي ایک ٹن معدني پیداوار کي قیمت تین سو پونڈ ھوتي ھے ' جسمیں سونا اور چاندي بھي شامل ھوتي ھے -

حکومت عثمانیہ بوفـار دمي کي ایک کان کي مالـک ھے اور اسمیں اسـکا کام بھي ھوتا ھے اس سے ۴ ھزار پونـڈ سـالانہ کي آمدني ھے -

سیسے کي کانیں زیادہ تر تنـگ رگوں میں ملتي ھیں جنـکي ضخامت کا اوسط دو انچ ھے - انمیں سیسے کے ساتھہ چانـدي بھي ایک ٹن میں ۶ سو اونس نـک ھوتي ھے - سب سے عمدہ کان جو اسوقت تـک معلوم ھے وہ بالي قـرا دبن کي ھے - یہ کان خـلیج اقرباست سے شمال کي طرف تیس میل کے فاصلے پر (جزیرۂ مٹلین کے بالمقابل) واقع ھے - اسمیں لوڈ (وہ رگ جسمیں خام معدنیات ھوں) بکثرت ھیں اور انکي ضخامت ایک فٹ سے لیکے ۳۵ فٹ تک ھے - ان امتحانات کي رپورٹ کے بموجب جو حال میں ھوے ھیں ان خـام معـدنیات میں سـاڑھے چھہ فیصدي زنـک اور بارہ فیصدي سیسہ ھے -

(سـونا)

سمرنا اور دۂ دانیال کے نـس دو ضلعوں کے علاوہ اور کہیں کی سونے کي کانوں کا پتہ نہیں ھے - عرب میں سونے کي کانیں تھیں یا نہیں ؟ اور یہ کہاں تھیں ؟

درحقیقت قرہ حصار کے ضلع میں ایک کان کے علاوہ تمام معلوم صوبوں میں سونا نہیں ھے - سمرنا کے قریب بعض کانوں میں سونا نکلا ھے - کئي سال ھوے چند کانیں کھودي گئي تھیں ' جنمیں سے زیادہ نفع بخش مبدرکي و آئدین کي کان تھي - اس سے دو آونس في ٹن سونا نکلتا تھا - درہ دانیال کے کنارے جنوب جنکائي میں ۵ گھنٹے کي مسافت پر سونا کھریا کي تھوں میں نکلا ھے - سونے کے علحدہ کرنے کے لیے جو تجربے کیے گئے انمیں في ٹن ۳ دینار سے لیکے ۱۵ دینار تـک سونا نکلا - مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیاني راستے میں سونے کي کانیں ملینگي مگر اب تک انکے متعلق یاد داشت نہیں ملي ھے -

(مٹي کا تیـل)

ایشیاء کوچک میں مٹي کے تیل کے موجود ھونیکي علامتیں تقریباً تمام جزیرہ نما میں پائي جاتي ھیں - تیل کی کانوں میں سے درحقیقت صرف صوبہاے بغداد و موصل اور ایک حد تـک بصرہ کي کانیں کھودي گئي ھیں - تیل کے سوتوں تعداد کی کوئي ۲ سو تھي اور یہ ۲ سو سوتے کوئي ۲۰ متفرق مقامات میں پھیلے ھوے تھے -

یہاں قریباً ۴ خط تھے جو ایک دوسرے کے متوازي چلے گئے تھے - ان میں سے سب سے بڑا وہ خط ھے جو سلسلہ کوہ جبل الحمران کے کنارے کنارے موندیلي کے شمـال و مغرب کي طرف سے شروع ھوتا ھے ' اور جہـاں تـک دجلہ گیا ھے چلا جاتا ھے ' اسکے بعد حمان علي سے تقریبـاً شمال کي طرف مڑجاتا ھے - دوسرا خط ایراني سرحد پر خانقین کے قریب سے شروع ھوتا ھے اور التین - کفرز کے آگے تـک چلا جاتا ھے - تیسرا خط در حقیقت کوہ قرہ داغ کے بالکل برابر ھے ' مگر پہلے خط سے چھوٹا ھے - چوتھا اور سب سے آخري خط سلیمانیہ سے شروع ھوتا ھے ' اور شمال و مغرب کي طرف چلا جاتا ھے -

شمال کي طرف اور آگے بھي تیل کي کانوں کي علامتیں ملسکتي ھیں - جیسے ارض روم کے جانب مغرب ضلع ترجان میں وان ' (ایک جھیل ھے) اور پلک بحر اسود پر تیس میل کے اندر - پلک کي علامتیں بہت ھي امید افزا تھیں ' مگر در آبہ دجلہ و فرات کے بیل کے چمشوں کے مقابلہ میں اسـکا رقبہ چھوٹا تھا - سنوب کے جنوب میں پچاس میل پر تیل نکلا ھے -

اشتهـــار

طب جدید اور اپنے حالیس سالـہ دائي تجربے کي بناپر دو کتابیں تیار کي ھیں - صحت النساء میں مستورات کے امراض اور محافظ الصبیان میں بچوں کی صحت کے متعلق موثـر تدابیـر سلیس اردو میں چلتے کلمہ پر خوشخط طبع کرائي ھیں - ڈاکٹـر کرنیں زید احمد صاحب نے بہت تعریف لکھہ کر فرمایا ھے کہ یہ دونوں کتابیں ھر گھر میں ھوني چاھیں - اور جنابہ ھرھائینس بیگم صاحبہ بھوپال دام افضالھا نے بہت پسند فرما کر بکثیر جلدیں خرید فرمائي ھیں بنظر رفاہ عام چھہ ماہ کے لیے رعایت کی جاتي ھے طالبان صحت جلد طالبہ افادہ ھیں -

صحت النساء اصلی قیمت ۱ روپیہ - ۱۰ آنہ - رعایتي ۱۲ آنہ

محافظ الصبیان ' اصلی قیمت ۲ روپیہ ۸ آنہ - رعایتی ۱ روپیہ -

اردو میڈیکل جورس پروڈنس معہ تصاویر اس میں بہت سی کار آمد جدوں ھیں اصلی قیمت ۲ روپیہ ۸ آنہ - رعایتی ۱ روپیہ علاوہ محصولڈاک وغیرہ -

ملنے کا پتہ ڈاکٹر سـید عزیز الدین گورنمنٹ پنشنر ومیڈیکل افسر در جانہ - ڈاکخانہ بھوپي ضلع رھنک -

تـرجمـــۂ اردو تفسیر کبیـــر

جسکي نصف قیمت اعانۂ مہاجرین عثمانیہ میں شامل کي جائیگي - قیمت حصہ اول ۲ - روپیہ - ادارۂ الہلال سے طلب کیجیے

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ
القرآن الحکیم

الہلال

Telegraphic Address,
"Alhilal Calcutta"
Telephone, No. 648.

تار کا پتہ
" الہلال کلکتہ "
ٹیلیفون نمبر - ۶۴۸

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

مدیر مسئول و محرر
احمد المکنی بابی الکلام المدعو بفیروز

نمبر ۸ | کلکتہ : چہارشنبہ ۲۹ ربیع الاول ۱۳۳۲ ہجری | جلد ۴

Calcutta Wednesday, February 25, 1914.

قیمت فی پرچہ
ساڑھے تین آنہ

`

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor.

Abul Kalam Azad

7/1 Nicol ood street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Re 8

Half-yearly „ „ 1 4-2

الہلال

مدیر مسئول و محرر حصوصی
ابوالکلام آزاد

مقام اشاعت
۷-۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ
ٹیلیفون نمبر ۶۳۸

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
شماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۸ — کلکتہ : چہارشنبہ ۲۹ ربیع الاول ۱۳۳۲ ہجری — جلد ٤

Calcutta : Wednesday, February 25, 1914.

فہرس

الاسبوع	۱
شذرات	۲
مذاکرہ علمیہ (راہ اکتشاف و علم پرستی ضد الحاد اور اقدام)	۳
مقالات (علوم القرآن نمبر ۳)	۹
کارزار طرابلس (ختم جنگ کے اسباب نمبر ۳)	۱۱
عالم اسلامی (از اوقیسا تا تفلیس)	۱۳
شئون عثمانیہ (جزائر انجین)	۱۵
آثار عتیقہ (حفریات بابل)	۱۸
مراسلات	۱۹
برند فرنگ	۲۰

تصاویر

سر ایر بست شیکلٹن	۳
ڈاکٹر رابرٹ کولٹ لوئی	۱۸
اسپوبا کے شکستہ مقبرہ	۱۸
بابل کی قدیم بنیاد	۱۸
مقدس بیل نیپو	۱۸
بابل میں ۳۰ فیٹ عمیق غار	۱۸

الاسبوع

۱۸ ماہ کو شہزادہ ونڈ نے شاہ و ملکہ انگلستان کے ساتھہ قصر بیکھنگم میں لنچ کھایا سر انڈرو فرقہ اور دیگر اعیان سلطنت سے گفتگو کی -

اثناء قیام لندن میں انہوں نے کامل مالی مدد کا وعدہ لیلیا ہے - اس خیال سے شہزادہ کو اتفاق ہے کہ البانیا میں کسی ایک سلطنت کے اثر کا بڑھنا البانیا کے مصالح کے لیے مضر ہے -

قرض کے متعلق ابھی کچھہ طے نہیں ہوا - امید ہے کہ اسماعیل کمال کے نیشنل بنک کے لیے جو رعایتیں دی تھیں انکا رخ بین القومیت کی طرف پھیر دیا جائیگا - شہزادہ ونڈ ایسے قرض کو پسند کرتے ہیں جسکی دمہ داری دول کو ورثہ متعدد طور پر نہ کرنی -

۲۲ فروری کو شہزادہ ونڈ نے اسد پاشا کی سرکردگی میں ایک وفد کو بار دیا - وفد نے اہل البانیا کی طرف سے شہزادہ سے درخواست کی کہ وہ آزاد و خود مختار تخت کو قبول کرے - شہزادہ نے جواب میں کہا کہ میں اپنی جان و دل کو البانیا کے لیے وقف کرونگا - مجھے امید ہے کہ البانیا کو ایک درخشاں مستقبل تک لیجانے میں سرور الہادی میری مدد کرینگے -

ایک جرمنی اخبار کا بیان ہے کہ ۲۶ فروری کو شہزادہ ونڈ دار روس سے ملنے جائینگے -

۲۱ فروری کو یونان کی طرف سے دول کی خواہش داشت کا جواب پیش ہوگیا - یونان نے دول کے اس "منصفانہ" فیصلہ سے اتفاق اور انکا شکریہ ادا کیا ہے - جزائر کے متعلق وہ دونوں شرطیں کو منظور کرتا ہے مگر نہ جانتا ہے کہ جزائر ناقابل حملہ قرار پائیں - ترکی کو بھی ان جزائر کے معاہدہ اسیاے کوچک کی سرحدوں پر قلعہ بندی کی اجازت دیدیجاے - بوزجہ اطہ اور امبرور میں عیسائیوں کو وہی حقوق دیے جائیں جو مسلمانوں کو اسکے جزائر میں ملنے والے ہیں -

وہ مقابلہ کی پالیسی کو جاری رکھنا نہیں چاہتا ، مگر وادی ارگرو کیسٹرو میں بعض دیہات کے الحاق پر زور دیتا ہے - ان دیہات کے معاوضہ میں وہ تیار ہے کہ البانیا کو قہائی ملین فرنک دے اور اس سرحد میں تضعیف کرے جو ساحل البانیا سے لیکے کیپ پکیبیا تک پھیلی ہوئی ہے -

چونکہ لعثمت کمال کے جیبیا میں اپنی جگہ چھوڑ دیتی تھی ، اسلیے ان پر کورٹ مارشل ہوا - ۲۲ فروری کی صبح کو وہ گولی سے ہلاک کیے گئے -

وزیرہ اقتدور جدوی امرھ سے روانہ ہوگئے - روانگی کی شام کو انہوں نے کیپ ٹائمز میں ایک خط شائع کیا ہے ، جسمیں اپنے ساتھہ حسن مدارات کے شکریہ کے بعد مسئلہ اہل ھند کے متعلق اپنی رائے ظاہر کی ہے کہ سابق کی نسبت اسوقت یہاں کی فضا کی حالت بہتر ہے - انکا بیان ہے کہ اتحاد اسٹرائک میں مسٹر گاندھی کے طرز عمل اور جنرل بوتھا کی دانشمندی نے ایک معقول و آشتی آمیز روح پیدا کردی ہے - انکے نزدیک اصلی نقطے دو ہیں ایک تین پونڈ ٹیکس اور دوسرا مسئلہ ازدواج - نقطہ اول کے متعلق وہ کہتے ہیں کہ انکے نزدیک اسکے حل میں کوئی دقت نہ ہوگی - نقطہ دوم کے متعلق انکا یہ خیال ہے کہ اگر حکومت جدوی امریکہ صرف ایک شادی کو جائز تسلیم کرے تو بھی یہ مشکل حل ہوسکتی ہے لیکن اگر اس حد سے گزر کے وہ مسلمانوں کے مذہب پر حملہ کرینگی تو غیر متناہی مشکلات اور غلط فہمیاں پیدا ہونگی -

برطانی مشرقی افریقہ کی سرحدوں میں ہنگاموں کی وجہ سے مزید چار ہزار فوج کمسریٹ روانہ کی گئی ہے -

سوئدش کپتان قی میر اور پلوچی حملہ آوروں سے بام میں جو جنگ ہوئی ہے اسمیں کپتان قی میر کے آدمیوں میں سے دو مقتول اور دو زخمی ہوے ہیں - میجر گلمسٹید کپتان قی میر کی مدد کے لیے فرمان روانہ ہوے ہیں -

الہلال کی ششماہی مجلدات

قیمت میں تخفیف

الہلال کی شش ماہی جلدیں مرتب و مجلد ہونے کے بعد آٹھہ روپیہ میں فروخت ہوتی تھیں لیکن اب اس خیال سے کہ نفع عام ہو ، اسکی قیمت صرف دانم روپیہ کردی گئی ہے -

دوسری اور تیسری جلدیں مکمل موجود ہیں - جلد نہایت خوبصورت ولایتی کپڑے کی - پشتہ پر سنہری حرفوں میں الہلال منقش - پانچ سو صفحوں سے زیادہ کی ایک ضخیم کتاب جسمیں سو سے زیادہ ہاف ٹون تصویریں بھی ہیں - کاغذ اور چھپائی کی خوبی محتاج بیان نہیں اور مطالب کے متعلق ملک کا عام فیصلہ بس کرتا ہے - ان سب خوبیوں پر پانچ روپیہ کچھہ ایسی زیادہ قیمت نہیں ہے - بہت کم جلدیں باقی رہگئی ہیں -

(منیجر)

شذرات

گذشته هفته میں سرحد پنجاب سے دو نہایت اہم حادثوں کی خبریں موصول ہوئی ہیں - جنکی اصلی حقیقت سے ابھی یقینا تاریکی میں ہے ' اور شاید رہے - اسلیے کہ ان دونوں حادثوں کے متعلق ذریعہ اطلاع یا انگلو انڈین اخباروں کے مراسلہ نگار خصوصی ہیں یا پھر ایسوشیایٹید پریس - اول الذکر کے متعلق تو کچھہ کہنا فضول ہے ' کیونکہ ان سے توقع ہی کیسکو ہے البتہ موخر الذکر کے متعلق ہم اسقدر کہنا چاہتے ہیں کہ ملک کی بد قسمتی سے وہ اب ایک صاحب گوش و ہوش راوی نہیں بلکہ بے روح و حیات فونوگراف ہے ' جس سے وہی نغمہ نکلتا ہے جو اسمیں بھرا جاتا ہے - پس اگر آپ میں کچھہ بھی فراست ہے تو پہچان لیجیے کہ یہ لے کسکی ہے -

پہلا حادثہ ۱۹ فروري کا ہے -

بیان کیا جاتا ہے کہ دوشنبہ کی شب کو گیارہ بجے ایک جماعت نے اٹک کے پل پر حملہ کیا ' پولیس نے دونوں جانب آتشباري شروع کی - ۸ آدمی بچ کر آئے ' مگر کسی زخمي کا پتہ نہیں ملا - ۱۲ بجے آتشباري موقوف ہوئی - ٹرین روک لی گئی تھی - مگر بعد کو جب اطمینان ہوگیا تو اسے جانے دیا گیا - بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس حملہ کا مقصد پولیس کی زائفلیں لوٹنا تھا -

بعد کی خبر میں بیان کیا گیا ہے کہ اس حملہ میں فریقین کے جتھے کی کامیابی کا فرما ہے - حملہ کرنے والے ماہتاب کے بلند ہونے سے پہلے غالب ہوگئے - انکے حملہ کی صحیح تعداد معلوم نہیں تعداد کا تخمینہ ۵۰ ہے -

تیسرے تار میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اٹک کے پل پر دو بار حملہ ہوا - پہلا حملہ جمعہ کی شب کو ہوا تھا - جسمیں فریقین نے اینٹیں پھینکیں ' اور اسکے بعد حملہ آور چلے گئے - فریقین میں سے کسی کے آدمی زخمي نہیں ہوے -

دوسرے حادثے کی خبر ۲۳ جنوري کی ہے - دہلی کا تار ہے :

حال میں بنیروال کے برطانی قلمرو میں دو سنگین حملے کیے گئے پہلا حملہ بلند گردھی میں ۴ جنوري کو اور دوسرا جیدا میں ۶ جنوري کو ہوا تھا جسمیں برطانی بعد میں سے تقریبا ۸ آدمی مارے آئے تھے - چنانچہ یہ طے کیا گیا ہے کہ ان حملوں کی پاداش میں آج ملکند کا عالم درہ ملندري سے ہوتا ہوا بنیر میں داخل ہو اور تمام گانوں میں صرف ان دو گھیرلے ' جنکو سب سے زیادہ ان حملوں سے تعلق ہے - یعنی نواقلی اور لنگی خان بندا جو سرحد سے چند میل کے فاصلہ پر واقع ہیں - اور دونوں حادثوں کے واجبي تصفیہ کي ضمانت کے طور پر انکي جائداد منقولہ پر قبضہ کر لیا جائے -

آج صبح کو ۸ بجکے ۱۵ منٹ پر تھوڑے سے مقابلہ کے بعد درہ ملندري پر قبضہ ہوگیا - فوج نے شب کو نہایت تیز دوڑ کیا جسوقت وہ چھوٹي پر پہنچي ہے اسوقت ہر طرف کہرا چھایا ہوا تھا - فوج دونوں گاوں کي تسخیر اور چند اشخاص کي گرفتاري میں کامیاب ہوئي - ہماري طرف کسی نقصان کي رپورٹ نہیں کي گئي -

اس ہفتہ میں دہلي اور لاہور میں بعض خانہ تلاشیاں اور گرفتاریاں عمل میں آئي ہیں -

دہلي میں امیر چند اور سلطان سنگھہ گرفتار ہوے ہیں - امیر چند ایک تعلیم یافتہ آدمي ہے اور مشن اسکول دہلي میں مدرس اور سنسکرت اسکول دہلی میں ہیڈ ماسٹر رہچکا ہے - سلطان سنگھہ ایک ۱۴ سالہ لڑکا ہے جسکو امیر چند نے متبني بنایا تھا -

امیر چند کی گرفتاري کا تعلق بم کیس سے بیان کیا جاتا ہے - انکے خانہ تلاشی میں کاغذات کے علاوہ اون اور روئي سے بھرا ہوا ایک بکس نکلا ' جو ممتحن کیمیاري کے یہاں بھیجدیا گیا - وہ معلوم ہوا ہے کہ بکس سے اس شبہہ کي تصدیق ہوتي ہے جو امیر چند کے متعلق پیدا ہوا ہے -

امیر چند کے یہاں سے بہت سے خطوط بھي برآمد ہوے ہیں ' جن میں زیادہ تر سلطان سنگھہ کے نام ہیں -

امیر چند کے ساتھہ ایک تیسرا شخص بھي گرفتار ہوا ہے جسکا نام اودھہ بہاري بي - اے ' ہے -

دہلي میں خانہ تلاشیوں کے متعلق حسب ذیل کمیونک شائع ہوا ہے :

دوشنبہ اور اسکے دوسرے دن دہلي میں بہت سی خانہ تلاشیاں ہوئي ہیں - پولیس نے یہ کارروائي کچھہ تو اس وارنٹ کي بناء پر کي ہے ' جو علی پور کے جوائنٹ مجسٹریٹ نے راجا بازار بم کیس کے متعلق جاري کیا ہے ' اور کچھہ اس وارنٹ کي بناء پر جو دہلی کے ڈپٹی کمشنر نے شورانگیز نوعیت کي ممنوع الاشاعت تحریروں کی گرفتاري کے متعلق شائع کیا ہے - ان تحریروں میں سے بعض راجا بازار بم کیس میں بطور شہادت کے پیش ہوئی ہیں - یہ معلوم ہوا ہے کہ دیگر کاغذات کي ایک تعداد برآمد ہوئی ہے ' جو غور طلب امتحان ہے - شبہ کي بناء پر چند اشخاص بھی گرفتار ہوے ہیں - جنمیں سب سے زیادہ قابل ذکر محمد یعقوب سابق مدرس سنسکرت اسٹیفن کالج اور اودھہ بہاري بی اے ہیں تحقیقات ہو رہی ہے -

تلاشي تمام ہونے پر پولیس کی سمجھ اور سخت انتظار کے بعد رخصت ہوئي -

اے آتش فراق کہ دامن نسوخت

رخصت کی اشاعت و عدم اشاعت کا سوال ایک روزانہ اخبار کی حیرت و زودنجي کا سوال نہ تھا کہ اگر صرف اسقدر ہوتا تو یہ ایک شخصی حماقت رہتا - اس کا ہمدردي و تعزیت یا تبریک و تہنیت کے جذبات کی تحریک سے تعلق نہ تھا - بلکہ یہ سوال تھا مسلمانان ہند کی بیداري ' حس ملي ' اور جوش حق پرستی کا ' یعنی یہ کہ آیا درحقیقت مسلمانوں میں فرض شناسی و حق پرستی کا جذبہ پیدا ہوگیا ہے ؟ کیا وہ اس ہستي کے لیے کچھہ کرسکتے ہیں جسکو طاقت نے غربت سے صرف اسلیے نہیں بسمل کر دیا ہے کہ اس نے مسلمانوں کي حسیات و افکار کي ترجمانی کی اور اس کي زبان پر حق جاري ہوا ؟

شکر ہے کہ اس کا جواب نفی میں نہیں ملا -

بیشک کسي جان بلب مریض کے بچنے کي اسوقت مسرت ہو سکتي ہے جبکہ اسکے جسم میں روح بھي رہے ' ورنہ اگر اسکي لاش اکسیجن کے ذریعہ سے محفوظ رکھہ لی گئي تو یہ ایک لاحاصل فعل ہوگا -

ہم اپنے ہمعصر کو دوبارہ اشاعت پر مبارکباد دیتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا کرے زمانے کے لطمات اسکے ہاتھہ سے صبر و استقامت کا دامن نہ چھڑاسکیں ' اور وہ ہمیشہ حق و صداقت کي دعوت میں اسي طرح جري و بیباک رہے جسطرح کہ ایک مسلم ہستي کو ہونا چاہیے -

مذاهبِ علميه

راہ اکتشاف و علم پرستي میں ایک سر فروشانہ اقدام

(يعني)

قطب جنوبي کے لیے ایک اور مہم

(بسر گروهي)

سر ارینست شیکلٹن

اگر کوئي مجھہ سے پوچھے کہ قوموں کي زندگي کے کیا معني هیں تو میں کہونگا کہ حوصلہ کي بلندي اور عزم کي پختگي -

اس وسیع کرۂ ارض پر صدها قومیں آباد هیں اور هر قوم کے افراد وہ تمام کام کرتے هیں جو حیات ظاهري و صوري کے مظاهر و لوازم سمجھے جاتے هیں - اسی آسمان کے نیچے اور اسی زمین کے اوپر هم بھی هیں اور اهل یورپ بھی' پھر هم میں جاپانی' چینی اور هندو بھي هیں اور مسلمان بھی - هم سب اکل و شرب' رفتار و گفتار' مسرت و عیش اور رنج و غم میں شریک هیں -

جسطرح انکي نبضیں متحرک هیں اسیطرح هماري نبضیں بھی چلتي هیں اور اگر انکی رگوں میں خون رواں هے تو هماري بھی - مگر هم پھر وہ کیا شے هے جسکی وجہ سے بعض زندہ بعض لاش اور بعض جاں بلب کہلاتے هیں ؟

کیا وہ علو حوصلہ اور رسوخ عزم کے علاوہ اور کوئي شے هے ؟

جب زندگي کي حقیقت سفر و تلاش هو اور مسافر راستہ کي مشکلات سے کمر کھولکے بیٹھہ جائے تو اسے کون زندہ کہیگا ؟ زندہ تو وهي هے جسکے کانٹے چبھیں' پتھروں کي ٹھوکریں لگیں' گھاٹیاں اور غار حائل هوں' مگر اس کے پیر نہ رکیں نہ تھکیں -

ناکامیوں کا صدمہ' مشکلات کا تصور' خطرات و آفات کا خوف یہ تمام چیزیں انسان کي دشمن هیں' جو اسکے عزم و حوصلہ پر حملہ کرتي هیں' مگر اسي جنگ میں فتح کا نام هی زندگي هے - جو قومیں زندہ هیں انکے لیے ان میں سے ایک شے بھی مانع کار نہیں هوتي -

قطب جنوبي کے اکتشاف کے لیے کتني هي مہمیں گئیں' مگر ایک بھي کامیاب واپس نہ آئي - اگر واپس آئي تو نامکمل رہنے کے نا پیدا کنار سمندر میں غرق هوتي گئي' مگر یہ زندگي کي

سر ارنسٹ شیکلٹن

اعجاز نمائي هے نہ نامرادي و بربادي کي باد زمہریر جوان هوللاک برفستانوں میں چلتي هے سینوں کي آتش شوق کو افسردہ کرنے کے بدلے انکے شعلے اور بلند کرتي هے !

ایمان اسکاٹ کي مہم کا جو حسرتناک انجام هوا وہ انسانی همت اور ارادے کے لیے ایک سخت ابتلا و آزمایش هے - لیکن ابھي اس حادثہ همت شکن و حوصلہ فرسا کو دوسرا سال بھي نہیں هوا کہ ایک اور جماعت اسي بحر هلاکت میں سفر کے لیے تیار هے' جسمیں انساني هستی کي صدها کشتیاں غرق هوچکي هیں -

قطب جنوبي کي سفر کي تاریخ میں سر ای - شیکلٹن کا نام تنہا نہیں اس سفر میں وہ دو سال تک رهے هیں' اور قطب جنوبي سے ۱۱۱ میل کے اندر پہنچنے کے بعد وہ ۲۵ مارچ سنہ ۱۹۰۹ کو واپس آئے جسکے متعلق وہ اپني کتاب قلب انٹراٹیک میں لکھتے هیں :

کہ اب هم انٹراٹیک کي اس نا قابل تاریکی میں رنگ رنگ کي رلیاں منا رهے تھے' جو معلوم هوتا هے کہ انسان کي هستي میں سرایت کر رهي هے' اور جسے اسي واپسي کي خواهش کا ذمہ دار هونا چاهیے جو قطب کے خطہ سے لوٹنے والوں پر حملہ کرتي هے "

اب وہ پھر قطب جنوبي کي طرف ایک مہم لے جانا چاهتے هیں -

(بعض عام حالات)

اس مہم کا نام شاهي مہم مقرر انیٹراٹک رکھا گیا هے - اسکا مقصد یہ هے کہ سر اعظم انٹراٹک کے اس تمام حصہ میں سفر کیا جائے' جو اٹلینٹک کي جانب واقع هے - یہ حصہ ابھی تک نا معلوم هے - اگر سر شیکلٹن کو اپنے ارادے میں کامیابی هوئی اور انھوں نے بحر ویڈل (Weddell Sea) سے بحر روس (Ross Sea) تک کا دورہ کرلیا تو یہ پہلے شخص هونگے جو اس ساحل میں آئے هے - یہ سفر سمندر هي سمندر میں هوگا - مسافت کي مقدار تخمیناً ایک هزار سات سو میل هوگی -

یوں تو قطب جنوبي کي طرف اتنا سفر آسان هے - کپتان کا سفر میں کچھہ کم مشکلات نہ تھے' مگر اس سفر کي دقت ایک خاص نوعیت کي هے - اب تک قطب جنوبي کي طرف جسقدر سفر هوے هیں ان میں راستہ میں ایسے مواقع ملتے تھے جہاں رسد کے گودام قائم کیے جاسکتے تھے - مگر اس سفر میں رسد

کے گوداموں کے سلسلہ کا موقع نہیں ملیگا - یعني مقامی اور موسمي مشکلات پر رسد کی مصیبت مستزاد ہے -

مگر رسد کا انتظام ناگزیر ہے ' اسلیے یہ تجویز کیا گیا ہے کہ براعظم کے دونوں طرف دو جہاز رہیں جو ان لوگوں کو مدد پہنچاتے رہیں -

الغرض اس مہم کو بعض ایسي علمي مددیں بھي حاصل ہیں جن سے پہلے کي مہمیں محروم تھیں - مثلاً تلغراف لاسلکي ' اور ہوائي جہاز وغیرہ -

(راستـــہ)

آغاز اکتوبر سنہ ۱۹۱۴ ع میں مہم بیونس ایرز (Buenos Aires) سے روانہ ہوگی ' اور اگر ہوسکا تو عرض البلد میں ۷۸ درجہ جانب جنوب یعني اس مقام تک سیدھي چلي جائیگی جو جرمنی مہم نے دریافت کیا تھا -

اگر برف کے حالات سازگار ہوے ' اور نومبر تک عرض البلد میں ۷۸ درجہ تک جانا ہوگیا تو پھر ساحل کی جماعت فوراً پار روانہ ہوجائیگی - ! بحر ریدل سے اگر قلب تک پہنچنا ہوگیا تو امید ہے کہ پھر قطب سے بحر روس تک آنا مشکل نہ ہوگا - لیکن اگر بد قسمتي سے حالات موافق نہ ہوے اور مہم آغاز نومبر تک بحرویدل میں کسي خشکي تک نہ پہنچسکي تو پھر مجبوراً موسم سرما سے پہلے مستقل سرمائي مرکز اور رسد کے گودام بنالیگي اور آیندہ موسم میں روانہ ہوگي -

اس صورت میں پہلا جہاز بحرویدل میں ساحل گریہم لینڈ (Graham Land) پر کام کرتا رہیگا ' جب سردي بہت بڑھجائیگي تو اسوقت جنوبي امریکہ چلا آئیگا ' اور آیندہ موسم میں بحرویدل کي جماعت کو لیکے پھر روانہ ہوگا -

دوسرا جہاز نیوز لینڈ (Newzeland) روانہ ہوگا اور ایک جماعت کو ماوراء براعظم جماعت سے ملنے کے لیے بحر روس میں اتاریگا - اور ماوراء براعظم جماعت کو لیکے نیوز لینڈ واپس آئیگا -

(سفـر ما وراء براعظم)

ماوراء براعظم کا سفر بحرویدل میں ایٹلنٹیک کي طرف سے شروع ہوگا - لیکن ڈاکٹر بروس (Dr. Brouce) ۱۹۰۴ میں اسکوشیا (Scotia) سے اترے تھے اور سنہ ۱۸۲۳ ع میں ویدل جسکے نام سے بحر ویدل موسوم ہے جنوب میں ۷۴ درجہ تک چلا گیا تھا -

ممکن ہے کہ علـم الحیات ' جغرافیہ ' طبقات الارض ' اور طبعیات کے علماء جو پہلے جہاز میں ہونگے جاڑے بھر بحرویدل میں رہیں ' اور دوسري تین آدمیوں کي جماعت مشرق کي طرف اس قطعہ کے دریافت کرنے کو روانہ ہو جاے جو ہنوز بالکل غیر معلوم ہے -

ماوراء براعظم کے سفر میں سرشیکلٹن کے ہمراہ جو جماعت ہوگي اس میں پانچ آدمي ہونگے - یہ لوگ سید ہے قطب کي طرف روانہ ہونگے اگر حالات سازگار ہوے تو سر شیکلٹن سلسلہ کوہ وکٹوریا کو قطع کرکے نئي زمینیں دریافت کرتے ہوے چلے جائینگے - لیکن اگر حالات سازگار نہ ہوے اور انہیں مجبوراً اپنے اس ارادے کو فسخ کرنا پڑا تو پھر مشرقي راستہ پر چل کھڑے ہونگے - اس سفر میں غالباً وہ اسکاٹ ' امنڈسن ' یا خود اپني ابتدائي مہم کے نقشہاے قدم کي پیروي کرینگے - امید ہے کہ اسطرح وہ بحر روس میں پہونچکے اپنے دوسرے جہاز سے مل سکینگے -

(جلد سے جلد خبر کب ملیگي ؟)

مہم اپنے ہمراہ دو سال کا راہ راہ لیکے جائیگي ' مگر یہ ضرور نہیں کہ وہ دو سال تک دنیا کے اس عجیب و غریب خطے میں رہے - اگر حالات موافق ہوے اور مہم اپنے مقصد میں کامیاب ہوئي یعني اس نے ایک ہي سال میں تمام خط کا سفر کرلیا تو انکے متعلق خبریں اپریل سنہ ۱۵ ع میں معلوم ہو سکینگي ' اور اگر موسم بر سر اختلاف رہا اور اسوجہ سے ہمکو بحرویدل میں موسم سرما گزارنا پڑا تو پھر اس صورت میں آغاز سنہ ۱۶ ع میں مہم کے متعلق خبریں ملیںگي -

(جہاز اور جہاز راں)

جہاز رانی کے متعلق جنکو ذرا بھي علم ہے وہ جانتے ہیں کہ بحر ویدل میں جہاز رانی بیحد مشکل اور نہایت خطرناک ہے - سر شیکلٹن کو امید ہے کہ وہ اورورز Aurora نامي جہاز کے خدمات حاصل کر سکینگے اور اس نقطہ تک اس جہاز میں سفر ہوگا -

یہ وہي جہاز ہے جو ڈاکٹر ماسن Dr. Mawsan کي مہم میں تھا -

اورورا ایک نہایت عمدہ جہاز ہے اسکے قائد کپتان ڈیوس Captain Dauis ہیں - کپتان موصوف سر شیکلٹن کي آخري مہم کے آخري حصہ میں صاحب مہم کے جہاز کے کپتان رہچکے ہیں -

مہم کے ہمراہ جو جہاز ہونگے ان میں سے ایک بھي انٹرائیک میں موسم سرما بسر نہ کریگا - بحر ویدل کا جہاز اپني جماعت کو اتار دیگا - اور موسم جہاز راني کے ختم ہونیکے بعد وہ آیندہ سال بحر ویدل کي جماعت کو لیںگے جائیگا - یہ جماعت اس عرصہ میں نامعلوم خط ساحل کي سراغرساني میں مشغول رہیگي -

اس مہم سے پہلے جو مہمیں گئیں تھیں انکے ساتھہ کے جہازوں میں استیم کے لیے کولا استعمال کیا جاتا تھا - مگر صرف اس ایک کولے کي وجہ سے گونہ گوں دقتیں پیش آتي تھیں - مگر اس مہم کے ہمراہ جو جہاز جائینگے وہ اسطرح بنائے گئے ہیں کہ آئمیں کولے کے بجاے تیل سے استیم پیدا کي جائیگي - تیل کے استعمال سے پہلي سہولت تو یہ ہوگي کہ حفظ توازن کی فکر سے نجات ملجائیگي ' کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ تیل کا وزن کولے کے وزن سے کم ہے ' اور اسلیے جسقدر وزن کے کولے میں جتني استیم پیدا ہوتي تھي اب اتني ہي استیم اس سے کم وزن کے تیل سے پیدا ہوگي -

دوسري سہولت یہ ہوگی کہ حوضوں (ٹینکس) میں پاني پمپ کے ذریعہ سے بھرا جاسکیگا - اور جہاز بسہولت و آساني چلیگا -

غرض اس دفعہ یہ کوشش کی گئي ہے کہ جہانتک علم و دانش اور حیلہ و تدبیر کا دست رس ہو وہاں تک جہازوں کے سابق مشکلات میں تخفیف کي جاے -

مہم کے دوسرے قائد مسٹر فرینک وائلڈ ہیں - مسٹر موصوف اول درجہ کے پیمایش کرنے والے ہیں - اُنکا شمار اس عہد کے اُن بہترین اشخاص میں ہے جو قطب جنوبي کي تلاش میں نکلے ہیں - انکے تجربہ و مشق کا اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ وہ اسکاٹ کے ساتھہ سنہ ۱۹۰۷ سے سنہ ۱۹۰۹ تک رہے ہیں - اسکے چند دن کے بعد انہوں نے استریا کي مہم کے ساتھہ ایک بہت بڑا سفر کیا ہے -

مہم کے ہر جہاز میں چند علماء حیات' جغرافیہ' و طبعیات ہونگے ' تاکہ جہاں سے گذریں وہاں کے ان عنوانات کے متعلق حالات دیکھنے اور قلمبند کرتے جائیں -

جہاز رانوں کي جماعت بڑي نہ ہوگي - کل اسٹاف میں ۳۰ - اشخاص ہونگے - اسقدر تخفیف کي وجہ یہ ہے کہ یہ جہاز کولے کے بدلے تیل سے چلینگے - ان ۳۰ آدمیوں کے علاوہ ساحل کی جماعت میں ۱۲ آدمي ہونگے - اس حساب سے جہاز رانوں کی جماعت میں کل ۴۲ آدمي ہونگے -

سر شیکلٹن کے ہمراہ جانے کے لیے جو لوگ آرہے ہیں ان پر سر شیکلٹن کو کامل اعتماد ہے - یہ در حقیقت مہم کي کامیابي کے لیے ایک فال نیک ہے - کیونکہ انتظامات خواہ کتنے ہي مکمل ہوں' اور ساز و سامان خواہ کتنا ہي ہو مگر پھر بھي مہم کي کامیابي اسکے اعضاء و ارکان کي قابلیت پر موقوف رہتي ہے - گذشتہ مہم میں جو لوگ سر شیکلٹن کے ہمراہ تھے انہوں نے ایسے ایسے عمدہ مشورے دیے جنکا وہم بھي نہ تھا - ان سابق رفقا میں بھي کچھہ ہمراہ جانے کے لیے نہایت شوق سے تیار ہیں - (البقیۃ تتلی)

مقالات

علـــوم القـــران

از جناب مـولانا سلیمان صاحب ندوي

(۳)

(اعـــراب القـــرآن)

تمام سامي زبانوں میں سے صرف بابلي اور عربي دو زبانوں میں اجزاے کلام کے باهمي ارتباط و تعلق کے اظہار کیلیے اعراب (یعني اخر حرف میں زیر، زبر، پیش) کا استعمال هوتا هے - انہیں اعراب کے ذریعه سے عربی زبان میں فاعل، مفعول، مضاف، مضاف الیه، مثال، تمیز، وغیرہ کا امتیاز هوتا هے - اسلیے ظاهر هے که فہم معنی کیلیے واقفیت اعراب کي کسقدر ضرورت هے - علماے اسلام نے نه بھی ضرورت پوري کردي هے قران مجید کے اعراب پر بے شمار کتابیں تصنیف کي هیں، جن میں عموماً ایک ایک سورہ یا چند آیتیں لیکر انکے اعراب کي تحقیق کی گئي هے -

اعراب القران ابو حاتم سهل بن محمد سجستاني المتوفي سنه ۲۴۸، اعراب القران ابومردان عبد الملک بن حبیب قرطبي المتوفی سنه ۲۳۹، اعراب القرآن ابو العباس مبرد المتوفي سنه ۲۸۶، اعراب القرآن ثعلب نحوي المتوفي سنه ۲۹۱، اعراب القران ابو جعفر احمد بن محمد النحاس المتوفي سنه ۳۳۸، اعراب القران حسین بن احمد بن خالویه نحوي المتوفي سنه ۳۷۰ (اس کتاب میں سورۂ طارق سے والضحی تک سورتوں کے اعراب بیان کیے گئے هیں) غریب اعراب القران احمد بن فارس زکریا لغوي المتوفي ۳۷۵، اعراب القران علی بن ابراهیم حوفی المتوفي سنه ۴۳۰ (یه کتاب دس جلدوں میں هے) مشکل اعراب القران مکي بن ابي طالب قیسي المتوفي سنه ۴۳۷ (۳ جزء)، ابو طاهر اسماعیل بن خلف صقلي نحوي متوفی ۴۵۵ (دو جلدوں میں) اعراب القران ابو زکریا خطیب تبریزي المتوفي سنه ۵۰۲ (چار جلدوں میں)، اعراب القران قوام السنه ابو القاسم اسماعیل الطلحي الاصفهاني المتوفي سنه ۵۳۵، اعراب القران ابو البقاء عبد الله العکبري المتوفي سنه ۶۱۶ اس کتاب کی مقبول و مشهور کتابیں هیں، انکے علاوہ اس فن کي یه کتابیں بھی قابل ذکر هیں - اعراب القران موفق الدین عبد اللطیف بغدادي المتوفي سنه ۶۲۹ (صرف اعراب سورۂ فاتحه)، الکتاب الفرید في اعراب القران المجید حسین بن ابی العز الهمدانی المتوفي سنه ۶۴۳، المجید في اعراب القرآن المجید برهان الدین ابراهیم بن عمر سفاقي المتوفي سنه ۷۴۲ (مخلوط باعراب تفسیر) و اعراب القران احمد بن یوسف السمین المصري المتوفي سنه ۷۵۶، نخبة الاقران فیما قرئ بالثلثیث من حروف القران احمد بن یوسف بن مالک الرعیني الاندلسي المتوفي سنه ۷۷۷ (اس کتاب میں جن الفاظ کا بیان هے جنکو مختلف معانی کے لحاظ سے جر زبر و پیش تینوں حرکات کے ساتھه پڑھا جا سکتا هے)

معانـــی بیـــان بدیع قران

معـــاني القران

الفاظ کے بعد قران مجید کے محاسن معنوي کي بحث هے که قران مجید کن معانی پر مشتمل هے، وہ معانی کن طرق سے ادا هوئے هیں، کن معاني کو کن مختلف صلات و حروف روابط سے ادا کیا گیا هے، اور یه مختلف صلات و حروف روابط معانی میں کیا اثر پیدا کرتے هیں، الفاظ کي تقدیم و تاخیر تعریف و تنکیر، اطلاق و تقید وغیرہ سے معاني میں کیونکر اثر پیدا هوتا هے، ان تمام امور کي واقفیت کے بغیر فہم مطالب قران غیر ممکن هے - اسي لیے علماے ادب نے جتنا اس موضوع پر قلم اٹھانیکا سب سے زیادہ حق تھا، ان مباحث پر نہایت کثرت سے کتابیں لکھیں، جن میں سے حسب ذیل تصنیفات و مصنفین کے نام همکو معلوم هیں :

معانی القران یونس بن حبیب النحوي المتوفي سنه ۱۸۲، معاني القران علی بن حمزہ کسائی المتوفی سنه ۱۸۹، معاني القران محمد بن مستنیر قطرب نحوي المتوفی سنه ۲۰۶، معانی القران ابو الحسن بن زیاد الفراء المتوفی سنه ۲۰۷، معاني القران ابو عبیده معمر نحوي المتوفی سنه ۲۰۹، معاني القران اسماعیل بن اسحاق ازدي المتوفی سنه ۲۲۰، تفسیر معاني القران سعید بن مسعده اخفش المتوفي سنه ۲۲۱، معاني القران ثعلب نحوي المتوفی سنه ۲۹۱، معاني القران محمد بن احمد بن کیسان نحوي المتوفي سنه ۲۹۹، معاني القران ابو محمد سلمه بن عاصم نحوي المتوفی سنه ۳۱۰، معاني القران ابو اسحاق ابراهیم الزجاج المتوفی سنه ۳۱۱، معاني القران ابوعبد الله محمد بن احمد نحوي المتوفي سنه ۳۲۰، معاني القران ابوالحسن عبد الله بن محمد نحوي المتوفي سنه ۳۲۵، معاني القران ابو جعفر نحاس نحوي المتوفی سنه ۳۳۸، معاني القران ابو عبید قاسم بن سلام المتوفی سنه ۳۳۸، الموضح في معاني القران ابو بکر نقاش نحوي المتوفی سنه ۳۵۰، موجز التاویل عن معجز التنزیل احمد بن کامل بن شجره المتوفی سنه ۳۵۰، ایجاز البیان في معاني القران نجم الدین ابو القاسم محمود نیسا پوري المتوفي سنه ۵۵۳ -

(اعـــجـــاز القـــران)

انبیا پر خدا کی طرف سے جو کتابیں نازل هوئیں، وہ اپنے معانی، مقاصد، ارشادات اور هدایات کی بنا پر هر زمانے میں معجز رهي هیں، لیکن قران مجید کی ایک خصوصیت هے که وہ اپنے معاني و ارشادات کے ساتھه اپنے الفاظ، ترتیب کلام، اداے مقصود، اور تعبیر مفہوم میں بھی اعجاز رکھتا هے یہی سبب هے که صحف قدیمه کو اپنے معانی کے لحاظ سے اب تک دیکھتا هوں، لیکن وہ اپنے الفاظ و ترتیب الهامي کے لحاظ سے مدت هوئي که دنیا سے معدوم هوچکي هیں - مگر قران مجید جسطرح اپنے معانی تعلیمات اور هدایات کے لحاظ سے غیر فانی هے، اسیطرح اپنے الفاظ و عبارات الهامیه کے لحاظ سے بھي غیر فانی هے، قال الله تعالی انا له لحافظون -

حقيقت اعجاز بيان ' اسباب اعجاز كي تشريح انواع اعجاز كي تقسيم و تحليل ' محاسن عبارات قران كي تفصيل ' نكات و وجوه بلاغت و فصاحت قران كي توضيح ' علماے اسلام نے اس خوبي اور عمدگي سے كي هے كه حيرت هوتي هے ' اور اسكے متعلق اس كثرت سے لٹريچر اونهوں نے فراهم كرديا هے كه اسكا احاطه بهي دشوار هے - اس فن كي پهلي كتاب جهاں تك همیں معلوم هوسكا امام ابوالحسن علي بن حسين رماني المتوفى سنه ۳۰۳ كي "نكت في الاعجاز" هے ' اور دوسري امام سليمان احمد بن محمد خطابي المتوفي سنه ۳۸۸ كي اعجاز القران ' اور تيسري شريف ابو عبد الله محمد بن زيد بن علي الواسطي المتوفي سنه ۳۰۶ كي اعجاز القران ' چوتهي قاضي ابوبكر باقلاني المتوفي سنه ۴۰۳ كي اعجاز القران هے - شيخ عبد القاهر جرجاني المتوفي سنه ۴۷۴ نے "المعتضد" كے قلم سے شريف ابو عبد الله كي كتاب كي شرح لكهي - شيخ كي اسكے علاوه اعجاز القران پر ايك دوسري تصنيف بهي هے -

متاخرين ميں زين المشائخ محمد بن ابي القاسم البقالي الخوارزمي المتوفي سنه ۵۶۲ كي التنبيه على اعجاز القران ابو اسحاق ابراهيم بن احمد الجزري الخزرجي كي ايجاز البرهان في اعجاز القران ' امام فخر الدين رازي المتوفي سنه ۶۰۶ كي اعجاز القران ' زكي الدين ابن ابي الاصبع قيرواني المتوفي سنه ۶۵۶ كي البرهان في اعجاز القران ابو بكر محمد بن محمد بن سراقه المتوفي سنه ۶۶۲ كي اعجاز القران ' كمال الدين محمد بن علي زمكاني شافعي المتوفي سنه ۷۲۷ كي البرهان في اعجاز القران الكبير اور المجيد في اعجاز القران المجيد الصغير ' اس فن كي نادر تصنيفات هيں -

يه تصنيفات عموماً قران مجيد كے ان طرق بلاغت و وجوه فصاحت و انواع محاسن پر مشتمل هيں جو حد اعجاز تك پهونچ گئے هيں - ضرورت تهي كه قران مجيد كے علم محاسن كلام پر بهي گفتگو كي جاے چنانچه مجاز قران ' تشبيه قران ' امثال قرآن ' امثلة قران اور بدائع قران پر انكو مستقل فن قرار ديكر علحده علحده بيسوں كتابيں لكهي گئيں -

(مجـاز القران)

فطرت انساني هے كه وه پامال عاميانه اور كثير الاستعمال چيزوں سے نفرت كرتا هے ' اور مخصوص الاستعمال نو ايجاد اور دست نارسيده اشيا كو پسند كرتا هے ' اسي بنا پر عام اور متبذل تركيب و الفاظ فصحا كي زبان ميں متروك هيں ' ليكن يه ظاهر هے كه اگر هر متكلم معاني كيليے خود الفاظ گڑهكر اوسكا استعمال شروع كردے تو هر شخص كي زبان كيليے ايك نئي ڈكشنري كي حاجت هوگي ' اور دنيا ميں باهمي فهم و تفهيم كا سد باب هوجائيگا ' كيونكه الفاظ سے معاني تك انتقال ذهن فقط ملك يا قوم كے متفق عليه وضع عام كا نتيجه هے اس بنا پر ايك طرف يه ضروري هے كه وضع عام سے كناره كشي نكي جاے ' اور دوسري طرف يه ضروري هے كه كلام ميں جدت تركيب ' خصوصيت استعمال ' اور بے ابتذالي پيدا هو - اس شكل كا چاره كار صرف ايك چيز هے يعني تعبير معني كيليے ان غير مبتذل ' غير عاميانه اور مخصوص الفاظ كا استعمال كيا جاے جنكا گر ان معاني كيليے وضع عام نهو كه ابتذال پيدا هو جاے ' ليكن ان الفاظ كے معاني موضوعه اور ان معاني ميں جنكو هم ادا كرنا چاهتے هيں ايك خاص قسم كي مناسبت و مشابهت هو جسكي بنا پر جب هم ان الفاظ كا استعمال كريں همارا مخاطب اونكے عام موضوع له معني سمجهے ' اور پهر جب وه اونكو كلام كے مقصود اور موقع و محل كے موافق نه پاے فوراً اوسكا ذهن ان عام معاني كو چهوڑكر اونكے مناسب و مشابه معني كيطرف منتقل هوجاے ' اور متكلم كا مقصود اوسكے جديد ' غير مبتذل اور غير عامي الفاظ و تركيب كے ذريعه سے سمجهه جاے -

اس تفصيل سے حقيقت و مجاز كي ماهيت اور مجاز كے حسن شرف اور رفعت كے اسباب كا اظهار مقصود تها كه حقيقت الفاظ كا اپنے وضع عام و معروف ميں استعمال كا نام هے ' اور مجاز اس عام و معروف وضع كے ذريعه سے اوسكے مناسب و غير معروف معني كو ادا كرنا هے ' اور اس غير معروفي ' بے ابتذالي ' اور جدت تركيب كي بنا پر مجاز حقيقت سے بهتر اور اشرف قرار ديا گيا هے -

قرآن مجيد ميں جسكا حسن عبارت ' خوبي كلام ' اور جدت تركيب حد اعجاز تك هے بے انتها مجازات هيں جو بلكه كل سماريه كي خصوصيت خاص هے - فن معاني القران ميں گو علما نے ايك حد تك اسكے مباحث سے تعرض كيا تها ليكن انكي اهميت ايك مستقل فن كي طالب تهي - اس بنا پر مصنفين اسلام نے مجاز القران كے نام مستقل و مفرد تصنيفات كا سلسله شروع كيا ' اس سلسله كي پهلي كڑي ابو عبيده معمر بن مثنى نحوي المتوفي سنه ۲۰۹ كي "مجاز القران" هے - سلطان العلماء عز الدين بن عبد السلام المتوفي سنه۶۰۶ كي الاشاره الي الايجاز في بعض انواع المجاز" اس فن كي بهترين تصنيف جسميں نهايت استيعاب كے ساتهه قران كي آيات كا استقصا اور اونكے معاني كي تشريح كي گئي ' اسكے بعد علامه ابن قيم بن جوزيه كي تصنيف "الايجاز في المجاز هے - جلال سيوطي المتوفي سنه ۹۱۰ نے سلطان العلماء كي "الاشارة" كا بنام ' مجاز الفرسان الى مجاز القران" اختصار كيا هے '

(تشبيه القرآن)

سينكڑوں معاني اور مطالب ايسے هيں جو عام نظروں سے پوشيده هيں اور جنكي تشريح و توضيح كيليے ايك دفتر درکار هوتا هے - ليكن سب سے آسان ' مختصر اور بهتر صورت اوسكي يه هے كه اونكو بذريعه تشبيه ادا كيا جاے ' يعني اونكو ايسے معاني و مطالب كے مماثل و مشابه قرار ديا جاے جو عام طور سے معلوم هيں ' اور نظروں كے سامنے هيں كه مخاطب ان ظاهر اور واضح معاني سے بواسطۂ مماثلت و مشابهت اون مخفي ' پيچيده ' اور دير فهم معاني و مطالب تك پهونچ جاے -

مذهب چونكه ما وراے ماده سے بحث كرتا هے اسليے بيشتر مواقع پر اوسكو تشبيهوں سے كام لينا پڑتا هے - قرآن مجيد كے تشبيهات پر عام كتب بيان اور نيز من معاني القرآن ' فن اعجاز القران ' اور فن مجاز القران ميں ان پر كامل بحثيں موجود هيں - اور الجمان في تشابيه القرآن لابي القاسم عبد الله بن باقيا البغدادي المتوفى سنه ۴۸۵ اس فن پر ايك مستقل كتاب بهي هے -

(امثال القرآن)

جو اعتراض تشبيه سے متعلق هے بعينه وهي امثال سے مقصود هيں - انبياے مذاهب اور حكماے اخلاق نے تمام طرق استدلال سے زياده ان امثال سے كام ليا هے كه يه استدلالات منطقي سے زياده موثر اور عام فهم هيں ' اس ليے قرآن مجيد ميں بهي نهايت كثرت سے امثال هيں - تفسير كے ضمن ميں مفسرين نے ان امثال كي جو تشريح كي هے انكے علاوه ابو عبد الرحمان محمد بن حسين سلمي نيساپوري المتوفي سنه ۴۰۶ ' ابو الحسن علي بن محمد ماوردي المتوفي سنه ۴۵۰ ' اور شمس الدين ابن القيم المتوفي سنه ۷۵۴ ' نے امثال القرآن" كے نام سے مستقل كتابيں لكهي هيں -

ارمغان طرابلس

(امثلة القران)

حکما کے چھوٹے چھوٹے مقولے اور بلغا کے بلیغ فقرے لوگوں کی زبانوں پر چڑھجاتے ھیں - اور رھي تقریباً انشا پردازي اور ادب کي جان ھوتے ھیں ' اور پھر وہ لٹریچر میں اسقدر سرایت کر جاتے ھیں کہ ان سے سینکڑوں محاورے اور تلمیحات پیدا ھو جاتے ھیں - قران مجید ایجاز اور اعجاز کا کاملترین نمونہ ھے" اسکي سینکڑوں چھوٹي چھوٹي آئتیں اور حکیمانہ فقرے عربي علم ادب کے جز بنگئے ھیں ' جنکے بغیر عبارت میں بلندي اور کلام میں لطف و شیرینی نہیں پیدا ھوسکتي - علماے ادب عربي نے قران مجید کي اس قسم کي تمام آئتیں الگ کر دي ھیں - ثعالبي المتوفي سنہ - ۴۳ ع نے کتاب الایجاز والاعجاز میں قاضي ماوردي المتوفي سنہ - ۴۵۰ ع نے امثال القران میں - جعفر بن شمس الخلافہ نے کتاب الاداب میں ' جلال سیوطي المتوفي سنہ - ۹۱۰ ع نے الاتقان میں مستقل ابواب قران مجید کي ضرب الامثال کو جمع کر دیا ھے -

(بـدائع الـقـران)

کلام کے محاسن معنوي کے بعد اوسکے محاسن لفظي کا درجہ ھے جنکو عام طور سے "صنائع و بدائع" کہتے ھیں ' زور بلاغت و فصاحت کے ساتھہ اگر یہ چیز کلام میں پیدا ھوجاے تو عجیب لطف دیجاتي ھے - یہ بھی عجیب بات ھے کہ تمام علوم و فنون اسلامیہ کے باني و واضع اول عموماً ارباب خلوت و محراب اور بوریا نشینان کلبۂ فقر ھیں لیکن علم بدیع کا مخترع اول ایک عباسي شاھزادہ ابن المعتز المتوفي سنہ ۲۹۲ ھے ' اوسنے ۱۷ بدائع اپني تصنیف کتاب البدیع میں جمع کیے - قدامہ بن جعفر نے جو ابن المتعز کا معاصر تھا نقد الشعر میں ۳۰ تک پہونچایا ' ابو ھلال عسکري المتوفي سنہ ۳۹۵ نے کتاب الصناعتین میں ۷ کا اور اضافہ کیا ' ابن رشیق قیرواني المتوفي سنہ ۴۵۶ نے کتاب العمدہ میں ۶۵ بدائع شمار کراے ' شرف الدین احمد بن یوسف نیفاشي نے ۷۰ لیا ' عبد العظیم بن ابي الاصبع المتوفي سنہ ۶۵۶ نے کتاب التحریر کے نام سے خاص قران مجید کے بدائع کي کتاب لکھي ' جس میں بدائع کي تعداد ۱۱۰ تک پہونچادي -

ھمـــزاد

لفظ ھمزاد کي حقیقت ' ھمزاد کے وجود پر مفصل بحث ' عمل ھمزاد کي تشریح اور اوسي کا آسان طریقہ اس عمل خواني پر تفصیلي گفتگو ' تاثیر عمل نہ ھونے کے اسباب ' اور اوسکي اصلاح ' ایام سعد و نحس کا بیان ' دست غیب کے معني ' دست غیب کا صحیح مفہوم ' مشکل کے حل کرنیوالے آسان اور مستند طریقے بزرگان دین نے جن طریقوں کي تعلیم فرمائي اوسکا بیان - حب ' تفریق ' ھلاي ' دشمن کے اعمال کي تشریح ' غرضکہ ھندوستان میں یہ سب سے پہلي کتاب ھے جس میں عملیات پر نہایت وضاحت کے ساتھہ عقلي و نقلي دلائل سے بحث کیگئي ھے ' اور سچے پکے - مستند - آسان عمل لیے گئے ھیں - تین حصوں میں قیمت ھر سہ حصص مع محصول ۱۴ آنہ -

عرفان کی تجلي — حضرت خواجہ غریب نواز اجمیري رح کے حالات میں تمثیل و مختصر تذکرہ قیمت ۴ آنہ -

حیات غوثیہ — حضرت غوث پاک کے صحیح اور مستند حالات قیمت ۲ آنہ -

دھلي کے شہزادوں کے دردناک حالات مع واقعات غدر وغیرہ صفحات ۲۵۰ قیمت ایک روپیہ -

ملنے کا پتہ ہے - ایم - مقبول احمد نظامي سیوھارہ ضلع بجنور

خـــتـــم جنـــگ کے اسـبـاب

انـکشاف حقیقت

شیخ سلیمان البارودي کي تصریح

(۳)

ذرا انصاف کیجیے ! اگر میں روپیہ کا طالب ھوتا تو ایک رقم کثیر کونت سفورس اور اسکے ھمراھیوں کے فدیہ میں نہ مانگتا ' جنھیں میں نے رھا کر کے مسلح پولیس کے تیس سواروں کي حفاظت میں نشات ہے کے پاس بھیجدیا ؟ کونت سفورس ایک مشہور دولتمند اطالي ھے اگر میں اسکے اور اسکے ھمراھیوں کے فدیہ میں لاکھوں روپیہ بھي مانگتا تو خود اسکو اور حکومت کو گراں نہ گزرتا - لیکن میں اس حرکت سے باز رھا ' کیونکہ یہ لوگ ترابلس جنگ کے قیدي تھے ھماري نئي جنگ کے اسیر نہ تھے -

ان لوگوں کو رخصت کرتے وقت میں نے کہا تھا کہ ھم نے جو کچھہ طے کیا ھے یعني مقابلہ کا اعلان و تجدید اسکی اطلاع تم اپني حکومت کو دیدینا -

یہ لوگ خود اپنے اور نشاط ہے اس یقین کے بعد کہ ھمارے ھاتھہ سے ان لوگوں کے نکلنے کي کوئي صورت نہیں جب صحیح و سالم طرابلس پہنچے اور جو کچھہ دیکھا تھا بیان کیا تو والی طرابلس کے وایل کو سخت تعجب ھوا ' اور اسکے جواب میں یہ خط مجھے لکھا :

" جناب فاضل ادیب سلیمان بیروني جازاہ اللہ -

ھمکو قطعي طور پر معلوم نہیں کہ ۲۴ - اکتوبر کا خط آپکو ملا ھے بہرحال اطالیہ کي بعثت علمیہ (علمي مشن) کے اعضاء آج بخیریت پہنچگئے - جن کي زباني ھم نے آپکے الطاف و عنایات کي داستان سني ' اور اس سے پہلے جو کچھہ آپکے متعلق سنا تھا اسکي پوري تائید ھوئي - بیشک ھم میں اور آپ میں علانیہ عداوت کے موجود ھوتے ھوے آپکا یہ طرز عمل آپکي شرافت اور کشادہ دلي کي ایک روشن دلیل ھے -

مستقبل نزدیک اللہ کے ھاتھہ میں ھے ' لیکن مجھے آپکو یہ یقین دلانے کي اجازت دیگئي ھے کہ خواہ واقعات کي رفتار کچھہ ھو ' مگر ھماري حکومت ایک زمانے سے جانتي ھے کہ عربوں کے دلوں میں آپکي کتني وقعت ھے اور بوقت فرصت آپکے خلوص و لطف کا لحاظ کریگي -

طرابلس الغرب ۱۴ نومبر سنہ ۱۹۱۴ ع } جنرل نوماترون وکیل والي طرابلس -

چونکہ کونت مذکور کے ساتھہ ھمارا برتاؤ یہ رھا تھا اسلیے حکومت اطالیا کے ھمارے آخري مطالبہ یعنے خرد مخماري کے متعلق مرسیلیا میں ھمارے وفد سے ملکے گفتگو کرنے کے لیے اور مذکور ھي کو بھیجا - پھر جب میں تونس آگیا تو وھاں بھي کونت مذکور ھي مجھہ سے گفتگو کرنے کے لیے بھیجے گئے -

جب اطالوي اخبارات نے مجھپر یہ بہتان لگانا شروع کیا کہ میں نے انکي حکومت سے ایک رقم لیکے جنگ ختم کردي ھے ' اور اس رقم کا اندازہ دو ملین کیا ' تو اونکو نہایت افسوس ھوا اور اونھوں نے مجھے ایک خط لکھا جو ان دروغ بافوں کي زبان کاٹنے میں تیغ سے زیادہ تیز ھے - یہ خط اونھوں نے اوس وقت لکھا تھا جب میں راقدس میں تھا ' اور وہ تونس میں ' گفتگو کے ختم ھوچکي تھي اسلیے عنقریب وہ روما جانے والے تھے -

خط کو عربي میں کونسل جنرل اطالیا کے مترجم نے لکھا تھا - وہ خط یہ ہے :

صدیقي !

اس خط کے ہمراہ آپکے بھائي شیخ احمد کے لیے فرمان پناہ بھیجتا ہوں ' اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ انکو توفیق خیر دے ' اور وہ بخیر و عافیت وطـن واپس آئیں - یہي فرمان ایک چیز ہے جو آپ نے مجھہ سے لي ہے ' کیونکہ آپکو ہمیشہ اپنے وطن کے مصالح کي فکر رہتي ہے -

جسطرح آپکے اسلاف مال کو ہیچ سمجھتے تھے اسي طـرح آپ بھي اسکو حقیر سمجھتے ہیں - چنانچہ آپ نے اپني ذات کے لیے ایک حبہ نہیں لیا ' اور اصل یہ ہے کہ مجھے آپ پر جو اسقدر اعتماد ہے وہ آپکي اسي شان استغنا کي وجہ ہے -

لیکن باایں ہمہ بد قسمتي سے اخبـاروں نے آپ پر اعتراضـات کیئے اور بے اصل بہتان لگائے - مگر میں بخوبي جانتا ہوں کہ شاذ و نادر ہي ایسے لوگ ہونگے جو آپکي طرح یہ دعوی کرسکیں کہ اپنے وطـن کے فوائـد کے سوا نـہ کسي شے کا ارادہ کیا اور نہ کوئي شے چاہي - والسلام -

۱۶ جولائی — کونت اسفورس

میں سچ کہتا ہوں کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ ایک درہم بھي اس ہاتھہ نے لیا ہے ' یا اس زبان نے مانگا ہے ' یا اس قلم نے ایک حرف بھي لکھا ہے - تو میں اسکو آگ کي چیٹچي سے کاٹ دیتا ' بیشک میرے پاس اطالي سکے اور نوٹ تھے - یہ بـڑے بـڑے معرکوں کي غنیمت تھي ' جـو ہمارے مجاہدین کو ان مقتـول و مجروح افسروں اور سپاہیوں کی جیبوں میں ملے تھے ' جو میدان جنـگ میں پڑے رہجاتے تھے - انکو ہم نے فرانسیسي سکوں سے بدل لیا تھا کیونکہ ہم نے یہ طے کیا تھا کہ جب تـک ہم نئے سکے نہ ڈھالیں گے اسوقت تک ہم فرانسیسي سکے استعمال کرینگے -

بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ دولت عثمانیہ نے ہماري مالی مدد کي ' اسکے علاوہ ہندوستان ' شام ' مصر ' اور تونس میں ایسی جماعتیں ہیں جو برابر ہماري مالي مدد کرتی رہتي ہیں -

اسلیے آغاز جنـگ سے لیکے انتہاء جنـگ تـک مجھے جسقدر روپیہ بمد اعانت موصول ہوا ہے اسکي ایک فہرست دیکے اس وہم کے چہرے سے نقاب اٹھاتا ہوں -

اسم معطي	جسقدر رقم کہ موصول ہوئی بحساب فرانسیسي پونڈ
یورپ سے ایک شخص نے	۱۲۰۰
مشرق سے ایک شخص نے	۸۶۰
مغرب سے ایک شخص نے (مع اپنے رفقاء کے)	۲۰۰
یورپ سے ایک اور شخص نے	۴۲۰
اہل مغرب کي ایک متفرق جماعت نے	۲۷
مغرب سے دو شخصوں نے	۱۲

یہ چندے جن لوگوں نے مجھے لاکے دیے تھے - میں نے انہیں اپنے ہاتھہ سے لکھکے رسیدیں دیں ' اور اپنی حکومت کے خزانچي کو یہ رقمیں دیدیں ' جو کہ بغرض کي مجلس انتظامي کي معرفت صرف ہوئیں - میرے تونس آنے کے بعد جو چندے آئے وہ میں نے ان ملازموں اور سردارون میں تقسیم کردیے ' جو میرے ہمراہ تونس آئے تھے - ان لوگوں سے میں نے انکي دستخطي رسیدیں لیلیں ہیں جو اسوقت تـک میرے پاس محفوظ ہیں -

جو شخص میري اس تحریر کو غور سے پڑھیگا اور جنـگ اور حکومت کے معاملات سے واقف ہوگا تو اسے یقین ہوجائیگا کہ مجھے جسقدر روپیہ بطریق اعانت ملا تھا یعني (۲۷۷۷ لیرہ فراسیسیہ) وہ ایک مہینہ تـک ان بارکش اونٹوں کے کرایہ کے لیے بھی کافي نہ تھا جو مجاہدین کا سامان لانے لیجاتے تھے ' اور اسلیے میں نے ضرور اپنے پاس سے ایک رقم کثیر صرف کي ہے جسکي مقدار میرے علاوہ اور کسی کو معلوم نہیں -

اگر ضرورت نہ ہوتي تو اپنے خدمات کا ذکر نہ کرتا کیونکہ میں نے جو اچھہ کیا ہے وہ وطن و مذہب کي راہ میں کیا ہے ' اسلیے اس کا کسي پر احسان نہیں - لیکن اب جو ذکر آگیا ہے تو اس تقریب سے میں بلا فخر کہتا ہوں کہ میں ہي وہ شخص ہوں جس نے اپني جان ' مال ' زبان ' اور قلم سے اپني اور اپنے ہموطنوں کي پیشانیوں سے داغ ننگ کے مٹانے کي آخر وقت تـک کوشش کي اور سوائے ان لوگوں کے جنکا میں نے ذکر کیا ہے اور جنکے احسان کو میں کبھي نہیں بھول سکتا ' اور کسي غیر کے منت کش نہیں ہوے -

میں نہیں سمجھتا کہ ان لوگوں کے علاوہ مشرق و مغرب میں ایک شخص بھي یہ دعوی کرسکتا ہے کہ اس نے ہمیں ایک درہم بھي دیا یا خود حکومت عثمانیہ یہ کہکے کہ اس نے ہماري اعانت کي ' بلکہ حکومت عثمانیہ نے تو ہماري یہ مدد کي کہ جو کچھہ سامان جنگ موجود تھا وہ بھی منگوا لیا - اب میں مع اپنے خاندان کے تونس آگیا ہوں اور مصر روانہ جارہا ہوں - اگر کسي شخص کو یہ دعوی ہو کہ اس نے براہ راست یا کسي وساطت سے مجھے روپیہ بھیجا اور وہ مجھے پہنچ بھي گیا تو میں اسے اجازت دیتا ہوں کہ وہ مجھہ سے اس رقم کا مطالبہ کرے -

مجھے یقین ہے کہ میں ان شہروں میں آؤنگا اور انشاء اللہ کسي سے شرمساري کے بغیر واپس جاونگا ' کیونکہ تونس آنے کے بعد میرے پاس جسقدر چندہ آئے تھے وہ سب میں نے یہ کہکے چندہ داروں کو واپس کردیے کہ مجھے اب ایسي جنگ کے دوبارہ جاري ہونے کي امید نہیں جس سے اہل ملـک کو ذرا بھي فایدہ ہو - اسلیے ان چندوں کو لے لینا بے وجہ ہے - اس پر بہت سے لوگوں نے مجھے خطوط لکھے جس میں اس دیانت و استقامت کي داد دي -

اگر جنگ سے مقصد اصلي حاصل نہیں ہوا اور ہمیں وطن عزیز بالا دست قوت کے حوالہ کرنا پڑا تو میري نزدیک اسمیں کوئي عیب نہیں - اسلیے کہ الحرب سجال اور ہم تو ہم ' ہم سے زیادہ بڑے لوگوں نے دشمن کي قوت کے آگے ہتھیار ڈالدیئے ہیں - اور عیب کا علم تو اللہ ہی کو ہے -

---

تعلـیـم نسـوان کے متعلـق

ہندوستان کے مشہور و معروف عالم دین حضرات مولانا محمد اشرف علی صاحب کا نہایت مدلل و مفصل مضمون جو بارہ صفحہ پر طبع ہوا ہے - صرف دو پیسے کا ٹـکٹ بھیجنے پر اُس کے دو نسخے روانہ ہوسکتے ہیں -

فقیر اصغر حسین عفي عنہ

دفتر رسالہ القـاسم - مـدرسہ اسلامیـہ دیوبنـد

عـــالم اســـلامی

از اودیســـا تا تفلیـــس

اثـر : محمـود بـک رشاد رئیـس محکمه مصـر

بسلسله سیاست روس

روسي قلمرو میں اودیسا ایک نہایت خوشنما شہر ہے - در اصل یہ ایک چھوٹا سا ترکی گاؤں تھا ' اس میں ایک قلعہ تھا ' جو قلعہ حاجی بک کے نام سے مشہور تھا - دبریباس نامي اسپین کا ایک باشندہ سنہ ۱۷۶۹ع میں روسي بیڑے میں ملازم ہوا ' اور ترقی کرتے کرتے امیر البحر کے درجہ تک پہنچگیا - یہي شخص ہے ' جس نے اس گاؤں پر قبضہ کیا ' اور موجودہ شہر کی داغ بیل ڈالي - یہ واقعہ کیتھرائن دوم کے عہد کا ہے -

اسکے بعد یکے بعد دیگر دو فرانسیسی حکومت روس کے ملازم ہوے - ایک ڈیوک آف ڈاریشیلیو اور دوسرے کونٹ آف دولا نجروس - ان دونوں شخصوں نے اودیسا کے حدود وسیع کیے ' اور اسکي رونق و آبادي کو ترقی دي - یہاں کی تجارت برابر ترقی کرتی رہي ' اور اب تو وہ روس کا مرسیلیز ہے -

یہاں سب سے پہلے رومي ' یہودي ' اور بلغاریوں کي ایک جماعت معاش کي تلاش میں آکے آباد ہوئي تھی اور اب تو یہاں صدہا اقوام کے لوگ رہتے ہیں -

اس شہر کا نام ایک قدیم یونان شہر کے نام سے ماخوذ ہے ' جو اوڈ یسوس کہلاتا تھا ' یہ شہر اسي طرف کہیں قریب تھا - اس کا ذکر جنگ طراوده کي تاریخ میں آتا ہے - اس شہر کي سڑکوں میں ایک سڑک کا بھي نام دبریباس ہے - جیسے ایک ہائي اسکول بعینہ اسي نام سے موسوم ہے - اور اس حصہ شہر کا نام لانجرون ہے ' جسمیں دریائي حمام ہیں -

اودیسا میں متعدد مجسمے ہیں ' جنمیں ایک کیتھرائن دوم اور ایک ریشیلیو کا ہے - لب دریا ایک نہایت عمدہ سڑک - ہے اس سڑک کا نام بولفار نیقولا ہے -

شہرمیں بہت سے ہوٹل ہیں ' جن میں سے لنڈن ہوٹل ' سنیٹ پیٹرسبرگ ہوٹل ' کونٹي نیٹل ہوٹل '' اور دوسٹول ہوٹل قابل ذکر ہیں - انکے علاوہ بہت سے بنک ' تھیٹر ' عجائب خانے ' قہوہ خانے ' قبرستان ہیں - اودیسا کے سب سے بڑے قہوہ خانے روبینا اور فانکوني ہیں - نواح شہر میں حمام ہیں ' جنکے متعلق مشہور ہے کہ وہ صحت کے لیے مفید ہیں -

سب سے پہلے یہاں سنہ ۱۸۱۲ ع میں طاعون آیا - قریب تھا کہ تمام شہر ویران ہوجاے - چنانچہ اموات کي تعداد ۱۳ ہزار تھي -

دول اتحاد ثلاثی کے بیڑوں نے بسلسلہ جنگ کریمیا اس کا محاصرہ کیا ' اور گولہ باري بھي کی - یہاں کي آبادي روسي ' اطالي ' اور یہودیوں کا ایک مخلوط مجموعہ ہے - یہاں بعض اطالي خاندان ولی کے برابر دولتمند ہیں ' جسکي آمدني ۴۰ ملیں روبل ہے -

قسطنطنیہ کي طرف اودیسا سے ۸۰ میل کے فاصلہ پر ایک چھوٹا سا کوہستاني جزیرہ ہے ' جسے فیڈ رنیسي یعنی ازدھوں کا جزیرہ کہتے ہیں کھاک اللہ شرھا -

اودیسا سے میں کریمیا روانہ ہوا جو اعتدال آب و ہوا اور حسن مناظر طبعي میں مشہور و معروف ہے - میرا یہ سفر روسکي بار اخوت کمپني کے اسٹیمر پر تھا ' جسکے اسٹیمر روميان بار اخوت کمپني کے اسٹیمروں سے کہیں زیادہ صاف و خوشنما ہوتے ہیں ' خصوصاً جبکہ اعلی درجہ کے ہوں - یہ اسٹیمر اپنے سیدھے سے پانی کو ہٹاتا ہوا ہمیں لیکے چلا ' یہاں تک کہ تیسرے دن بندرگاہ اودیسا دوربا میں لنگر انداز ہوا ' جسے تاتاري اور بلاہ اور روسی اور سوف کہتے ہیں ' یہ پہلے ایک جزیرہ تھا ' جسمیں علماء اور انجیزوں کي رہایش ہوا کرتي تھیں -

کریمیا کو سنہ ۱۴۷۸ع میں ترکوں نے تسخیر کیا اور سنہ ۱۷۸۳ میں روس نے اسے ترکوں سے لیلیا - یہاں ایک جامع مسجد ہے ' جو سنہ ۱۵۵۲ ع میں قسطنطنیہ کي جامع ایا صوفیا کے طرز پر بنائي گئي تھي - اسکي آبادي ۲۵ ہزار ہے ' جسمیں روسي ' تاتاري ' اطالي ' یہودي ہیں - یہاں سے ۲ فرسخ (ایک روسي معیار مسافت ہے جسکي مقدار ۱۰۳۵ میٹر ہے) پر بحیرہ مونیاک میں اور ۱۸ فرسخ پر بحیرہ ساک میں صحت بخش حمام ہیں - ان حماموں کا موسم ۲۵ مئي سے شروع ہوتا ہے ' اور آخر اگست تک رہتا ہے - اس اثناء میں ہزاروں بیمار یہانے آتے ہیں -

اوباتوربا سے ۶۳ فرسخ پر سنفیرو پول یعني کریمیا کا جدید دارالسلطنت واقع ہے - یہ ایک نہایت عمدہ شہر ہے اسکي آبادي ۶۰ ہزار ہے -

اوباتوربا سے ۵ گھنٹے تک چلنے کے بعد ہمارا اسٹیمر سواسطابول پہنچا - یہ ایک بہت بڑا شہر ہے ' جسکي سڑکیں بڑي بڑي اور عمارتیں عظیم الشان ہیں ' روشنی برقي ہے - سڑکوں پر ٹریمورے چلتي ہے - بندرگاہ میں بحر اسود کا بیڑا رہتا ہے - یہاں روسي محافظ فوج اسقدر ہے کہ نوواره کو اول وہلہ میں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کے تمام باشندے افسر اور سپاہي ہیں - گو یہ ایک تجارتی شہر ہے ' مگر بااین ہمہ اول درجہ کا جنگي شہر معلوم ہوتا ہے -

ریلوے لائنوں نے تمام روس سے اسے ملادیا ہے - یہاں ان تمام افسروں کے مجسمے نصب ہیں جنہوں نے جنگ میں کارہاے نمایاں انجام دیے ہیں ' خواہ یہ افسر بري ہوں یا بحري - ان مجسموں کے علاوہ جنگ کي یادگاریں بھي ہیں جو بلجیم میں واٹرلو کي یادگاروں کے مشابہ ہیں - یہاں کا سب سے زیادہ لطیف مقام میونسپل باغ ہے ' جو لب دریا واقع ہے - باغ میں روزانہ باجا بجتا ہے - افسر اور سپاہي جوق در جوق آتے ہیں ' مگر سپاہیوں کو اندر جانے کي اجازت نہیں -

یہاں کي سڑکوں میں سے ایک مہتم بالشان سڑک کا نام بولوا ہے - اس سڑک پر ایک بہت بڑا باغ ہے ' جسمیں ایک عظیم الشان گول عمارت ہے - اس گول عمارت کے اندر ایک دائرے میں جنگ کریمیا کے واقعات اور ان تراي ' وراسیسي ' انگریزي وغیرہ وغیرہ فوجوں کي تصویریں کندہ ہیں ' جنھوں نے جنگ کریمیا میں حصہ لیا تھا - انکے علاوہ سامان مدافعت ' اسلحہ ' ذخائر ' سامان استحکامات ' وغیرہ اس باغ میں بکثرت موجود رہتے ہیں -

بندرگاہ کے دہانہ سے قریب ایک دوسري سڑک پر ایک نہایت ہي اہم عجائبخانہ ہے - یہ عجائبخانہ محاصرہ سواسطابول اور ان تمام توپوں ' دیگر انواع اسلحہ ' نقشوں ' وغیرہ کے ساتھہ مخصوص ہے جو اس محاصرہ میں استعمال کیے گئے تھے - سنہ ۵۵ - ۱۸۵۴ کے اس محاصرہ نے سواسطابول کو دنیا میں مشہور کردیا - یہ محاصرہ اسقدر شدید تھا کہ سواسطابول قریباً بالکل برباد ہوگیا تھا - مگر اس ٹھوکر کے بعد وہ فوراً سنبھلا اور بسرعت تمام ترقي کے میدان میں چلنے لگا - اسوقت اسکی آبادي ۵ ہزار ہے ' جسمیں نصاریٰ زیادہ اور تاتاري اور یہودي کم ہیں -

یہاں چند هوٹل بھي هیں جنمیں سے مشہور ترین کیمٹ هوٹل جو ساحل پر واقع ہے ' اور جران هوٹل ہے - ۱۰ کیلومٹر کے فاصلہ پر خانقاہ مارجرجس ہے ' جسکو بنے هوے اسوقت ایک هزار سال هوے - اس خانقاہ کا موقع نہایت هي عمدہ و خوشنما ہے -

ریل میں جانے والے کے لیے سوا سطابول سے کریمیا کے قدیم دار السلطنت باغچہ سراے تک ۴۳ کیلومیٹر هیں - باغچہ سراے ایک چھوٹا سا شہر ہے - یہاں عہد قدیم کی چند جامع مسجدیں اور باغ تو هیں ' مگر جدید ترقي کے آثار ذرا بھي نہیں - نہ عمدہ سڑکیں هیں نہ ٹریموے ' نہ برقي روشني ' نہ قابل لحاظ هوٹل -

ابھي تک خانات تا تار کا قصر موجود ہے ' جو سترهویں صدي میں بنایا گیا تھا -

یہاں کي جامع مسجد کے دروازہ پر یہ عبارت کندہ ہے :

" سلامت کراے خان ابن الحاج سلیم کراے خان سنہ ۱۱۵۵ "

وسط قصر میں ایک فوارہ ہے ' جس پر یہ عبارت لکھی هوئي ہے :

" قیلان کراے خاں ابن الحاج سلیم کراے خاں عفر اللہ لھما و لوالدیھما سنہ ۱۱۶۲ ع "

اس عبارت کے بعد یہ آیت ہے : " سقاھم ربھم شراباً طھوراً " - ان عبارتوں کے علاوہ گلاب کے دو درختوں اور تین قسم کے میووں کي تصویریں بني هوئي هیں -

وسط قصر میں ایک اور فوارہ ہے جس پر یہ آیت لکھي هوئي ہے " عیناً فیھا تسمي سلسبیلا " اوپر کي منزل میں ایک بڑا کمرہ ہے ' جسکي دیواروں پر ایک فارسي قصیدہ لکھا هوا ہے - قصیدہ کے علاوہ مختلف قسم کے پھلوں کي پلیٹوں کي تصویریں بني هوئي هیں - یہ هال اس قصر کا سب سے زیادہ خوشنما حصہ ہے -

نیچے کي منزل میں ایک هال ہے جسکي چھت دستکاري کا جمیل ترین نمونہ ہے - اسکے دروازہ پر یہ عبارت کندہ ہے -

" در وازہ دیوان سلامت کراے خان ابن الحاج سلیم کراے خاں سنہ ۱۱۵۶ " اس قصر میں ایک باب السلسبیل ہے جس پر یہ لکھا ہے : ان گھروں کے مالک سلطان اعظم اکرم منکلي کراے خاں ... الخ -

قصر کے اندر اور باهر باغ هیں - یہي باهر کا باغ آجکل میونسپل کا باغ ہے ' جہاں لوگ سیر و تفریح کے لیے آتے هیں - یہاں جامع سلطاني بھي ہے - مئي میں جبکہ میں یہاں تھا تو عشا کي اذان ساڑھے نو بجے دیجاتي تھي -

باغچہ سراے میں اسماعیل عصبر نسکي کا ایک اخبار ترکي زبان میں شائع هوتا ہے ' جسکا نام ترجمان ہے - ایک لڑکیوں کا مدرسہ بھي ہے - جسے انکي بیوي چلاتي هیں - اس مدرسہ میں لڑکیوں کو ترکي ' روسي ' عربي ' (ابتدائي پیمانہ پر) عقائد اسلامي ' حساب ' جغرافیہ ' علم الصحۃ ' خانہ داري ' دستکاري سکھائي جاتي ہے - بعض لڑکیاں قران شریف حفظ کرتی هیں -

باغچہ سراے کي آبادي ۱۸ هزار ہے جسمیں ۱۴ هزار تاتاري ' ۳ هزار نصاري اور ایک هزار یہودي هیں -

سواسطابول سے یالطہ تک تین راستے هیں - دریا ' موٹر کار ' اور ریل - پہلا راستہ عمدہ ہے - مسافر کو کریمیا کے ساحل پر تے رنگا رنگ پہاڑیوں کے دلفریب منظر دکھلائي دیتے هیں ' مگر دوسرا راستہ اس سے عمدہ ہے ' خصوصاً ابتداء باب بایدارسے کہ یہاں سے تو پا دیرہ منظر پہاڑ اور درخت هی درخت نظر آتے هیں - تیسرے راستہ میں کوئی امر قابل ذکر نہیں -

کریمیا کے حمام والے شہروں میں یالطہ خوشنما ترین شہر ہے - اسکي هوا گرمیوں میں نہایت معتدل اور امراض صدر کے لیے بیحد مفید ہے - اسي لیے اسے " نیس روس " کہتے هیں - تمام عمارتیں اور راستے بالکل نئے طرز کے هیں - ایک میونیسپل باغ ہے - اس باغ میں زوراہ باجا بجتا ہے - یہاں کے مشہور هوٹل رسین ولا اتلن اور مدینہ هیں - آبادي ۳۵ هزار ہے ' زیادہ تر نصاری هیں اور کچھ مسلمان اور یہودي - یالطہ کے نواح میں لیفیدي ' جہاں زار روس موسم درما میں بسر کرتے هیں ' الوپکا ' اور یانڈا وغیرہ نہایت خوش سواد مقامات هیں -

یالطہ سے میں باطوم آیا - راستہ میں اسٹیمر بہت سي سرحدوں پر سے گذرا ' جن میں اهم یدر دوندي اور کریمیا کا آخري سرحد گاہ کیرش ہے - اسے ابتداے کیرش میں آکے بحر ازوف اور بحر اسود دونوں ملتے هیں -

عرض ساحل کریمیا باطوریا سے شروع هوتا ہے ' اور کیرش میں آکے ختم هوتا ہے ' اسمیں سے بعض حصہ تو میدان ہے اور بعض حصہ کوهستاني ہے - کوهستاني مناظر بیحد دلفریب هیں -

کوہ قاف کا ساحل اناپا سے شروع هوتا ہے ' اور باطوم میں ختم هوتا ہے - تمام ساحل میں جھاڑیاں ' درخت اور انتہا درجہ کے خوشنما پہاڑ هي پہاڑ هیں - اسکي اهم سرحدیں نوفورز ' سیسک ' (جو ایک بڑا شہر ہے) اور باجري هیں - یہ تمام مقامات سبزي و شادابي میں عرف اور موسم گرما کي بہترین و جمیل ترین قیامگاہ هیں هیں -

۱۵ - میل کے فاصلہ پر کوہ انوس واقع ہے - یہاں ایک خانقاہ ہے ' جو پہلے کوہ انوس کے راهبوں نے بنائی تھي -

سوخوم قلعہ و انتظامہ دار السلطنت ہے ' یہ بھی میووں اور پھولوں سے لدا پڑا ہے - آب و هوا نہایت درجہ عمدہ ہے - یہاں سے مصر تجارتي جہاز جاتا ہے - اسکے نواح میں پرانے شہروں ' عبادت خانوں ' قلعوں ' اور کوهوں کے بقایا بکثرت ملتے هیں - آبادي ۲۰ هزار ہے - خود قلمرو ابطانی آبادي نصف سے کچھ زیادہ ہے - بقیہ ربع مسلمان اور باقی ارمنی اور کچھ عیسائی هیں - یہاں کے اکثر مسلمان باشندے هجرت کرکے ترکي جا بسے هیں - اب کوہ قاف میں صرف ۳۰ هزار مسلمان هیں جنمیں سے ۸ هزار سوخوم میں هیں اور باقي بحر اسود کے ساحل پر نوفورز اور سیسک وغیرہ میں پھیلے هوے هیں - انکے قبائل " ابخ " کہلاتے هیں -

جہاز پر ایک سیاح اور جاجبري سے لیکے باطوم تک ساحل فرفار میں سرسبز و شاداب پہاڑ اور اکثی ۲۰۰ میٹر بلند اور برف پوش چوٹیاں نظر آتي هیں - یالطہ سے تین دن تک چلنے رہنے کے بعد اسٹیمر باطوم پہنچتا ' جو بحر اسود میں روس کا آخری بندرگاہ ہے - باطوم اور اودیسا میں ۵۶۳ میل کا فاصلہ ہے -

باطوم جسطرح کہ ایک تجارتي شہر ہے اسي طرح ایک جنگي شہر بھي ہے -

روس نے اسکے حدود وسیع کیے هیں - نئي سڑکیں نکالي گئي هیں تمام شہر میں برقي روشني هوئي ہے - ساحل پر بالکل نئے طرز کا ایک میونسپل باغ ہے ' جسمیں تمام سڑکیں بالکل سیدھي هیں باغ میں زوراہ باجا بجتا ہے -

باطوم میں اس میونسپل باغ کے علاوہ تزاروں کے زمانے کا ایک اور نہایت لطیف باغ ہے ' جو ایک چھوٹے بحیرے کے ساحل پر واقع ہے - یہ باغ اب الیگزنڈر پارک کہلاتا ہے -

شئون عثمانیه

باطوم کي هوا معتدل هے مگر يہاں کے پاني ميں صابون بڑي مشکل سے حل هوتا هے - يہاں سوداگن کا مشہور انعام يافتہ بوبيل کے تين کيس کے کارخانہ هيں - يہيں جان باکو سے مٹي کا تيل آتا هے - اتني مسافت بہت طويل هے اور ۲۴ گھنٹے ميں اکسپريس کے ذريعہ سے طے هوتي هے - باطوم کے گيس کے مشہور کارخانوں ميں مشہور روتشيلڈ اور مانتا شيف کے کارخانے هيں - ريل ميں باطوم سے افرست پر شکوی کے مشہور چاے کے کھيت هيں - باشندوں کي تعداد ۳۷ هزار هے - يہاں کي آبادي روس ' گرج ' ارمن ' چرکس ' اور ترکوں کا ايک مخلوط مجموعہ هے - يہاں کے بہترين هوٹل مشرق ' خوشنما منظر ' فرانس ' اور امپيريل هيں -

ميں باطوم سے اندرون قرقاز ' قرطايس ' بورجوم اور باکوپاني آيا - يہ شہر اگرچہ چھوٹے هيں مگر اپنے راستوں کے پہاڑوں پہاڑوں کے سبزہ زار ' نہرهاے رواں ' اور تالابوں کے لحاظ سے قابل ديد هيں - قرطايس ميں نہرهانو کے علاوہ اور کوئي شے قابل ذکر نہيں هے - هاتوں کے پاني کے گرنے کي آواز دور سے سنائي ديتي هے -

بورجوم معدني چشموں کا ايک شہر هے - اسميں ايک تيزرو اور شديد الصوت نہر هے ' ايک اور نہر هے ' جو اس سے بڑي هے - حل صابون کے باب ميں اسکا معمولي پاني باطوم کے پاني کے طرح هے -

خوربا کوربانی تو اس قابل نہيں کہ کوئي اس ميں دن بھر يا چند گھنٹوں کے ليے بھي ٹھيرے - البتہ بورجوم سے اسکا راستہ نہايت خوش سواد مقامات سے گيا هے - بورجوم سے ايک نہايت خوش منظر راستہ اباستومان کو گيا هے - اس راستہ ميں سفر موٹر کار پر هوتا هے - يہ ابا ستومان وهي شہر هے جو اپنے اعتدال هوا اور حسن مناظر کے لحاظ سے مشہور هے -

بورجوم سے قرقاز کے دارالسلطنت تفليس ريل پر آيا - تفليس باطوم اور باکو يا بحر اسود اور بحر خزا کے وسط ميں واقع هے - سطح آب سے اسکي بلندي ۴۰۰ ميٹر هے -

اشتہـــار

طب جديد اور اپنے چاليس سالہ ذاتي تجربے کي بنا پر درکتابيں تيار کيں هيں - صحت النساء ميں مستورات کے امراض اور محافظ الصبيان ميں بچوں کي صحت کے متعلق مؤثر تدابير سليس اردو ميں چکنے کاغذ پر خوشخط طبع کرائي هيں - ڈاکٹر کرنيں زيد احمد صاحب نے بہت تعريف لکھ کر فرمايا هے کہ يہ دونوں کتابيں هر گھر ميں هوني چاهيں - اور جذابہ هر هائينس بيگم صاحبہ بھوپال دام اقبالها نے بہت پسند فرما کر کثير جلدوں خريد فرمائي هيں بنظر رفاہ عام چھ ماہ کے ليے رعايت کي جاتي هے طالبان صحت جلد فائدہ اٹھائيں -

صحت النساء اصلي قيمت ۱ روپيہ - ۱۰ آنہ - رعايتي ۱۲ آنہ
محافظ الصبيان ' اصلي قيمت ۲ روپيہ ۸ آنہ - رعايتي ۱ روپيہ -
اردو ميڈيکل جورس پروڈنس معہ نظاير اس ميں بہت سي قابل آمد چيزيں هيں اصلي قيمت ۲ روپيہ ۸ آنہ - رعايتي ۱ روپيہ علاوہ محصولڈاک وغيرہ -

ملنے کا پتہ :- ڈاکٹر سيد عزيز الدين گورنمنٹ پنشنر ميڈيکل افيسر دوجانہ - ڈاکخانہ بھري ضلع رهتک -

جـــزائـــر ايجيـــن

بالآخر انگلستان نے نصرانيت کے ايسے اسلام سوز جذبات کے سلسلہ ميں اس حلقہ کا بھي اضافہ کرديا ' جس کا مزاج سياستوں کے خلاف تھا -

ڈارڈنيلز اسٹريٹ کے کارکنان قضاء و قدر نے جزائر ايجين کا فيصلہ صادر کرديا جو آپ گذشتہ نمبر کے الاسبوع ميں پڑھچکے هيں -

ليکن کيا اسقدر کافي هے ؟ ليکن ظلم هوگا اگر ان جزائر کے حق ميں هماري وقت کے صرف چند ثانيے ' هماري جرائد کي چند سطريں ' اور هماري ماتمگساري و حسرت سنجي کے دفتر بے پايان ميں سے صرف ايک لفظ " افسوس " هو -

يہ صحيح هے کہ هم اس کرہ زمين کے ايسے ٹکڑے کھو چکے هيں جنکے آگے ان جزائر کي کوئي حيثيت نہيں ' اور يہ بھي صحيح هے کہ اسوقت هماري پيشاني پر شکن تک نہيں پڑي تھي ' ليکن اگر اسوقت هماري پيشاني شکن آلود تک نہيں هوئي تھي تو اسوقت هماري گالوں بلکہ دامنوں کو خونين آنسوں سے لالہ گوں هونا چاهيے -

ايک زمانے ميں زيد کا کيسہ جواهر سے پر رهتا تھا - اسوقت اگر ايک اهل دانشمندي بھي گرجاتا تھا تو اسے احساس تک نہيں هوتا تھا ' مگر اب کہ اس جواهر سے بر رهنے والے کيسے هيں چند پيسے رهے هيں ' ابا اب اسکي وهي حالت رهيگي ؟ يقين مانيے کہ اگر اب اس کيسے سے ايک پيسہ گريگا تو اسکي آنکھوں سے آنسوں کي جھڑي لگجائيگي -

اس آنسواري سے آپ اسکے طرف کو لازم نہ ديجيے کہ وہ بيچارہ صرف ايک پيسے کو نہيں رونا بلکہ اسکو رونا هے کہ ميں کيا سے کيا هوگيا -

يہي حالت هماري هے ' بلکہ اس سے زيادہ درد ناک - هماري جيب خالي هے ' مگر با اين همہ جو کچھہ اسميں هے وہ بھي اسقدر بيمايہ اور بے قدر هے کہ هماري حقير نظروں سے ديکھہ رها هے - پس اگر اسوقت هماري جيب سے کچھہ گرتا هے تو کيونکر هوسکتا هے کہ رنجيدہ خاطر هوں اور آنکھيں خشک رهيں -

انگلستان کي تجويز ميں صرف جزائر هي دولت عثمانيہ کے هاتھہ سے نہيں نکلے بلکہ گو ملک عزيز جاتا هي مگر غم درد سے تو نجات ملتي هے ' بلکہ يا تو اس کو ايسے مصارف برداشت کرنا پڑتے هيں جنکي وہ اسوقت متحمل نہيں هوسکتي يا اسے اپنے پس ماندہ سرمايہ حيات کو بھي وقف غارت و تاراج سمجھنا پڑتا هے ' اور افسوس کہ دونوں صورتيں جانکاہ و روح فرسا هيں !

اس اجمال کي تفصيل يہ هے کہ جغرافي حيثيت سے جزائر ايجين کي تين قسميں هيں :

(۱) جو دهانہ درہ دانيال پر واقع هيں ' جيسے ايمروز Imbros ' بوزجہ اطہ Tenedos لمني Lemnos سمادير Samothrace

(۲) جو خليج ازمير پر واقع هيں ان ميں مدلي Mytilene اور ساقز Chios سب سے زيادہ اهم هيں -

(۳) جو انطوليا کے ساحل جنوب و مغرب کے طول ميں واقع هيں - انهي ميں وہ بارہ جزيرے هيں جن پر اطاليا قابض هے -

اب ذرا آپ جزائرايجين کے نقشے کو سامنے رکھيے - ديکھيے ! گيلي پولي کے رو در رو ايک جزيرہ هے - يہي سمادير هے - آپ ديکھتے هيں کہ يہاں سے گيلي پولي پر اور پھر گيلي پولي سے براہ خشکي وسطدطديہ نہايت آساني سے حملہ هو سکتا هے - سمادير کے بعد امبروز هے - يہ جزيرہ اس طرح واقع هے کہ سمادير اور گيلي پولي کو ملاکے ايک مثلث شکل پيدا هوتي هے - يہاں سے بھي گيلي پولي اور قسطنطنيہ پر بسہولت حملہ هوسکتا هے - امبروز کے بعد درہ دانيال هے - درہ دانيال کے دہانے پر بوزجہ اطہ اور لمني واقع هيں - يہ ظاهر هے کہ لمني سے براہ راست درہ دانيال پر اور بواسطہ بوزجہ اطہ اور پر پوري طرح حملہ هو سکتا هے - ان درنوں کے بعد مدلي کا نمبر هے ' جو ايشياء کوچک کي سرحد سے نہايت هي قريب هے - اور اس پر حملہ کا بہترين و قريب ترين راستہ هے - اسکے بعد ساقز هے - ساقز خليج ازمير پر واقع هے ' اور ازمير ميں آنے کے ليے صرف اس خليج کو عبور کرتا هے - ازمير کے بعد ساموس هے - مگر يہ خود مختار هے - اسکے بعد نکيريا هے - نکيريا سے براہ راست يا براہ ساموس الديں پر حملہ هوسکتا هے ' و هلم جراً -

اس تفصيل سے آپ کو معلوم هو گيا هوگا کہ دونوں اول الذکر قسم کے جزيروں پر سے قسطنطنيہ يا ايشياء کوچک پر بے تکلف حملہ هوسکتا هے -

ان جزائر ميں سے سمادير ' لمني ' مدلي ' ساقز ' نکيريا ' وغيرہ يونان کے قبضہ ميں هيں ' اور امبروز اور بوزجہ اطہ دولت عثمانيہ کے قبضہ ميں -

اب ديکھنا يہ هے کہ انگلستان نے کيا کيا هے ؟

انگلستان کي تجويز کا جو خلاصہ رويٹر ايجنسي نے بھيجا هے وہ يہ هے کہ باستثناء امبروز ' و بوزجہ اطہ ' اور تمام جزائر يونان کو دلوائے گئے هيں - يعني بالفاظ ديگر وہ جزائر جنکر يونان اپنے پر شوکت و قوت بھرے کے باوجود نہيں ليسکا تھا وہ تو دولت عثمانيہ کے پاس رهنے دیے گئے ' مگر جن جزائر ميں کہ يونان کي فوج اتر آئي تھي وہ اسي کے پاس رهنے دیے گئے -

کيا اگر يہ فيصلہ خود يونان کے هاتھہ ميں ديا جاتا تو وہ اپنے حق ميں اس سے زيادہ مفيد کوئي فيصلہ کرتا ؟

* * *

هماري قومي خصوصيت تو يہ تھي کہ المومن لا يلدغ من جحر واحد مرتين يعني مسلمان کي شان يہ هے کہ وہ ايک سوراخ سے دو بار نہيں ڈسا جاتا - مگر بدقسمتي سے آج هماري حالت اسدرجہ متغير هوگئي هے کہ اب هماري قومي خصوصيت يہ هے المومن يلدغ من جحر واحد الف مرة يعني مسلمان وہ هے جو هزار بار ايک هي سوراخ ميں ڈسا جائے ! چنانچہ آغاز جنگ ميں هم جسکے فريب ميں آئے تھے انجام جنگ ميں بھي هم اسي کے مرتکب ميں آئے اور اسکا خميازہ کھينچا !!

اعلان جنگ سے پہلے رياستهاے بلقان سرحدوں پر فوجيں جمع کر رهي تھيں - دولت عثمانيہ نے بھي مقدونيہ ميں فوج جمع کي اور نمايشي جنگ شروع کرائي ' مگر سفير انگلستان نے آکے همیں يقين دلايا کہ اس وقت تک تم پر حملہ نہيں کيا جائيگا جب تک تمهاري طرف سے تحريک نہ هوگي - فوج کو فوراً منتشر کردو ورنہ اسکے معني يہ هونگے کہ تم جنگ کا ارادہ رکھتے هو ' اور يہ امر حملہ کے ليے معرف هوسکيگا -

هم نے اپني سادہ لوحي سے اعتماد کيا حالانکہ قران حکيم نے همیں بتا دیا تھا بعضهم اولياء بعض ' پس اس اعتماد کا نتيجہ هم نے بھگتا - هماري فوجوں کے منتشر هوتے هي هر چہار طرف سے حملہ هوا جنہوں نے - اطميدان بالکان وہ پہلے تو تماشائيوں کي طرح خاموشي کے ساتھہ تماسا ديکھتے رهے - اسکے بعد اپني ناطرفداري کا اعلان کيا اور اسکے بعد وہ حرکتيں کيں کہ اگر انکا ذکر چھيڑا جائے تو خدا جانے هم اس موضوع سے کتني دور نکل جائيں -

جسطرح کہ آغاز جنگ ميں انگلستان نے پيشقدمي کي تھي اسي طرح انجام جنگ ميں بھي انگلستان هي نے پيشقدمي کي - اس نے دولت عثمانيہ سے اعتماد کي درخواست کي ' اور جب اس نے فرمايش پوري کي تو اس کے صلہ ميں اس گھر کے دروازہ دشمنوں کے ليے کھولديے -

انگلستان نے اصرار کيا کہ جزائر کا فيصلہ مؤتمر الصلح ميں نہ کيا جائے ' بلکہ مؤتمر السفراء کے هاتھہ ميں ديديا جائے - اس نے دولت عثمانيہ کو يقين دلايا کہ وہ اسکے مصالح کا لحاظ رکھيگا ' مگر جب وقت آيا تو اسکے مصالح کو اسقدر پامال کيا کہ اس سے زيادہ پامال کرنا اختيار سے باهر تھا -

اس نے يونان کو سمادير دلايا ' جو گيلي پولي کے محاذي اور نہايت هي قريب هے - لمني دلوايا ' جو درہ دانيال کے عين دهانہ پر هے - مدلي دلوايا ' جو ايوالي سے بہت هي نزديک هے ' اور ساقز دلوايا ' جو خليج ازمير پر واقع هے - مختصراً يہ کہ اس نے يونان کو وہ تمام جزائر دلوادیے جنکي راہ سے وہ بآساني قسطنطنيہ اور ايشيا کوچک پر حملہ کر سکتا هے -

يہ صحيح هے کہ امبروز اور بوزجہ اطہ يونان کو نہيں دلوائے گئے مگر دے کيوں ؟ اسليے کہ دولت عثمانيہ کے مقبوضات محفوظ رهيں ؟ حاشا و کلا ! انگلستان کي يہ دلي خواهش هوگي کہ ديگر جزائر کي طرح ان جزائر پر بھي نصرانيت کا علم لہراتا ' مگر يہ کيونکر ممکن تھا ؟ دولت کي سلطنتيں بلکہ خود انگلستان کي عاقبت انديشي کب گوارا کرتي کہ المبد عالم يعني درہ دانيال کو يونان کے رحم پر چھوڑ ديا جاتا ؟ انگلستان نصرانيت يا نصراني سلطنت کي بہبودي کے ليے اسلام کے مصالح کو قربان کرسکتا هے ' مگر کسي يورپ کي سلطنت يا خود اپني معمولي سي معمولي مصلحت کو بھي صدمہ نہيں پہنچا سکتا -

* * *

اس تجويز ميں يہ جزائر يونان کو اس شرط پر دلوائے گئے هيں کہ:

(۱) يہاں کے مسلمانوں کے حقوق کا لحاظ رکھا جائے -

(۲) اور ان جزائر ميں کوئي جنگي مرکز نہ بنايا جائے -

انگلستان سمجھتا هے کہ اس نے اس ابلہ فريبي اور طفل تسلي سے مسلمان عالم کے دلوں سے ان وسواس و شکوک کو نکالديا جو انہيں بيچين کر رهے تھے ' مگر وہ کاش اب هم کو اسقدر سادہ لوح ' اور نادان نہ سمجھتا کہ اسکے ليے يہي بہتر تھا !

اس موقع پر سب سے پہلے همارے سامنے وعدہ آتا هے ' اور يہ خيال آتے هي کہ يہ يورپ کا وعدہ هے همارے دلوں ميں بے اطميناني و بے اعتمادي کا محشر بپا هوجاتا هے ' کيونکہ تجربہ نے همیں يہ بتاديا هے کہ يورپ کو اپنے عہد و پيمان کے توڑنے کي اتني پروا بھي نہيں جتني کہ بوٹ کي ليس کے ٹوٹنے کي هوتي هے -

هم نے يہ بھي ديکھہ ليا هے کہ دنيا ميں عدل و انصاف کا وجود دماغ کے خانہ تخيل اور کاغذ کے صفحات کے علاوہ اور کہيں نہيں -

صرف ایک شے یعنے قوت ہے ' جسوقت وہ جلوہ فرما ہوتي ہے تو یورپ اسکے چہرہ پر عدل کا نقاب ڈالکے اسکے سامنے سر بسجود ہوجاتا ہے - پس جبکہ اس قوت کي دیوي نے ہم سے اپنا رشتہ توڑ کے یورپ سے باندھا ہے تو پھر کون ہے جو یہ شرائط پورے کرائیگا ؟

" مسلمانوں کے حقوق کا لحاظ رکھا جاے " یہ کوئي نیا دام فریب نہیں - یہ تو وہي فقرہ ہے جو ہمیشہ یورپ نے کسي مُلک کو ہضم کرنے کے بعد اسکے صلیب کی بادشاہي میں داخل کرتے وقت کیا ہے - پھر کیا اس کرہ ارض کي وسیع آبادي میں اسکي ایک عملي مثال بھي پیش کیجاسکتي ہے ؟ کیا اس وسیع عالم نصرانیت میں ایک شخص بھي اس باب میں مرد عہد ہونے کے ساتھہ مرد ایفاء ہونے کا بھي وعدہ کرسکتا ہے ؟

افریقہ ' یورپ ' اور ایشیا ' جار وہاں کے اسلام سے چھنے ممالک میں پھر اور سفر کہ وہاں کا ایک ایک ذرہ کیا کہرہا ہے -

" جنگي مرکز نہ بنانے جائیں " مگر اس کا ذمہ کون لیتا ہے ؟ انگلستان ' جس نے اپنے سامنے کریت سے بین القومي علم اتروا کے یونانی علم نصب کرایا ! کیا اگر یونان جنگي مرکز بنائیگا تو انگلستان اسے منع کریگا ؟ اسیطرح جسطرح کہ اس نے فرانسیسیوں کو عربوں پر ظلم کرنے سے منع کیا تھا یعني اپنے جہاز جبل طارق سے فرانسیسیوں کي مدد کے لیے بھیجے تھے ؟

پھر یہ مانا کہ یونان نے ان جزائر میں مستقل جنگي مرکز نہ بنائے لیکن اگر خود اس نے چھیڑ کے اعلان جنگ کیا اور گو بعض حصہ اسنے نہ فتح کیا ہو ' مگر واقعہ ادرنہ کي طرح انگلستان نے کہا کہ یہ یونان کے مطلوبہ ملک اسے دیدیے جائیں ورنہ ان جزائر میں ہنگامي مرکز بنانے دونہ دانیال اور تمام ایشیائي ترکي پر حملہ کردیگا تو ہم کیا کرینگے ؟

اصل یہ ہے کہ انگلستان نے اس طرح دولت عثمانیہ کے سر پر دشمن کو کھڑا کردیا ہے کہ وہ کبھی اسکے خیال سے اختلاف کي جرات نہیں کرسکتي ' ورنہ اسکا لازمي نتیجہ ایشیائي ترکي پر حملہ ہوگا -

یہ ہے دولت عثمانیہ کے مصالح کا لحاظ ' جسکا وعدہ مسئلہ جزائر کو مؤتمرالسفراء کے ہاتھہ میں دیتے وقت کیا گیا تھا -

انگلستان نے یہ جزائر یونان کو اسلیے دلوائے ہیں کہ یونانیوں کے قدیم وطن ہیں ' اور بقاعدہ " وطن اہل وطن کے لیے ہے " وہي اسکے مستحق ہیں - پھر یہاں کي آبادي ایک ایسي حکومت چاہتي ہے جو مہربان و عادل ہو ' ان میں تعلیم پھیلائے ' شہروں کو آباد و اراستہ کرے ' تجارت و صنعت کو ترقی دے ' اور ملک میں امن و اطمینان کي زندگي پیدا کرے ' اور ترک یہ نہیں کرسکتے - لیکن اگر سے دیکھیے تو ان دونوں دعوں میں ایک دلیل بھي صحیح نہیں -

" وطن اہل وطن کے لیے ہے " اس قاعدہ کا صور اسوقت بیشک بہت بلند آہنگي سے پھونکا جاتا ہے ' جب کسي ایسے ملک کا سوال درپیش ہو جسکے باشندے اجنبی ہوں اور وہ کسي اسلامي حکومت کے ماتحت ہوں - لیکن صورت حال یہ ہے ہو یہ ہو کہ اصول طاق فراموشي میں رکھدیا جاتا ہے مثال کے لیے زیادہ تفحص و تلاش کي ضرورت نہیں البانیا ابھي آج کا واقعہ ہے -

پھر ان جزائر میں صرف یونانی ہي آباد نہیں ' بلکہ یہودي ' مسلمان بلغاري وغیرہ بھي رہتے ہیں - خصوصاً مسلمان کہ ان کي ایک کثیر تعداد صدیوں سے یہیں رہتي ہے - ایسي حالت میں یہ جزائر یونان سے کیوں ملحق کیے گئے حالانکہ ایپرس اور سالونیکا میں یونانیوں نے اپنے مختلف الجنس اخوان مذہب کے ساتھہ جو سلوک کیا ہے وہ اس امر کا ایک قاطع و مسکت ثبوت ہے کہ یونانی سخت متعصب و خونخوار قوم ہے ' اور کسي طرح بھي اس قابل نہیں کہ دوسري قومیں اور خصوصاً وہ جو اس سے مذہباً بھي مختلف ہوں اسکے رحم کے حوالے کي جائیں -

اگر درحقیقت مقصود ان جزائر کي اصلاح و ترقي تھي تو پھر کیوں نہ انکو ساموس کي طرح خود مختار کردیا گیا ' کیونکہ یقیناً بحالت خود مختاري وہ اس سے زیادہ ترقي کر سکتے تھے جتني کہ اب وہ یونانیوں کے ماتحت رہکے کر سکینگے -

لیکن یہ تمام باتیں تو اسوقت ہوتیں جب کہ یورپ کے طرز عمل کا معیار حق و عدل ہوتا یہاں تو بقول مشہور کاتب سیاسي مسٹر لویسین وولف " یورپ نے بلقاني مدبر کي حیثیت سے اپنے طرز عمل کے لئے حصص معیار وحید سے شروع سے آخر تک تسلیم کیا ہے وہ خود غرضي اور سختي ہے "

آخري نقطہ بحث یہ ہے کہ انگلستان نے ایشیائي ترکي کو کیوں خطرہ میں ڈالا ' حالانکہ اسکا تو یہ دعوي ہے کہ بقاء میں ایک مستحکم ترکي کا وجود اسکے ایشیائي مصالح کے لیے ناگزیر ہے ؟

اس کا جواب انگلستان کے دھاء سیاسي اور آیندہ مقاصد کي ایک سبق آموز و بصیرت بخش داستان ہے -

جو لوگ دولت عثمانیہ کي موجودہ تاریخ سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ کاروان اسلام کا یہ آخرین نقش یا محض اسلیے اب تک باقي ہے کہ دول یورپ میں شدید رقابت و منافست ہے - اگر یہ رقابت نہ ہوتي تو وہ مسائل طے ہوگئے ہوتے جو ہنوز نا طے شدہ ہیں ' اور جو واقعات اسوقت پیش آے ہیں یہ بلکہ اس سے سخت تر آج سے پہلے پیش آچکے ہوتے - وہ شخص نصرانیت کا سب سے بڑا فرزند ہوگا ' جو دول کي اِس رقابت کو دور یا کم از کم اس حد تک کم کردیگا کہ وہ آخذ و اعطا کے اُصول پر اِس اسکیم کي تکمیل کے لیے متحد ہوسکیں جس کا آغاز اندلس میں ہوا تھا -

سر ایڈورڈ گرے جب سے وزیر خارجہ ہوے ہیں انکي تمامتر کوشش یہ ہے کہ کسیطرح یہ رقابت کم ہو ' اور دول یورپ متحد ہوکے کام کر سکیں - ہم باب عالي کے نام دول کي یادداشت اور بلقان کي جنگ ثاني کے علی الرغم کہتے ہیں کہ سر ایڈورڈ گرے اپني ان کوششوں میں ناکام نہیں رہے -

جدید یورپ کي تاریخ حیات میں یہ پہلا واقعہ ہے کہ اس نے ازمنہ متوسطہ کي طرح اسلام کے مقابلہ میں متحد ہوکے کام کیا - پہلی کوشش کے بہمہ وجوہ مکمل ہوے کي توقع ایک غلط توقع ہے ' اسلیے اگر اس اتحاد میں جا بجا اختلاف کے رخنے نظر آتے ہیں ' تو اسکو ناکامي سے تعبیر کرنا صحیح نہیں - یہ یاد رکھنا چاہیے کہ دفعۃ جار رئاستوں کا اعلان جنگ ' دول یورپ کا اعلان نا طرفداري ' اسکے بعد مفصلہ بقاء حالت کے ساتھہ ' اسکي تدسیم ' عدم سقوط کے باوجود تسلیم ادرنہ بالاصرار ' وعدہ وعدہ دہ تمام واقعات اسطرح پیش نہ آے اگر سر ایڈورڈ گرے کي سرگرم کوششوں نے یورپ کے اتحاد سیاسي کا درس اولین نہ دیدیا ہوتا سچ ہے کہ انگلستان اس فخر میں منفرد ہے کہ اسکے ایک فرزند نے یورپ کو اسدرجہ مجبور کردیا کہ اسکے اشارے پر سب نے علانیہ صداقت و انصاف کو ٹھکرادیا -

بیشک انگلستان کے یہ سیاسی مصالح کے لیے اسمیں ایک مضبوط ترکی کا وجود ناگزیر ہے ' مگر صرف اسوقت تک جب تک کہ یورپ میں آموز اتحاد في العمل اور انگلستان کا بانے اثر راسخ نہیں ہوا ہے - کیونکہ اسکا غلبہ الاعتبار حرم و سقوط ابھي اپنے اثر کے استحکام کو ناهي اور یورپ کو خاتم کار سمجھتا ہے - انسدادي تدابیر کے استحکام کے لیے اسکے بحري دروازوں پر پولیس متعین کردیے گئے ہیں - سر ایڈورڈ گرے کے حلقۂ تعلیم میں درس اتحاد جاري ہے ' اور استحکام تفرد و اثر کے لیے کوششیں ہو رہي ہیں - جب یہ دونوں سلسلے پورے ہوجائینگے تو وقت آئیگا جسکے دیکھنے کے لیے خدا کرے اس سر زمین پر کوئي مسلمان نہ رہے - انه لقول فصل ' وما هو بالهزل ' انهم یکیدون کیداً لیطفؤ نورالله ' والله متم نوره ولو کره الکافرون -

آثار عتيقه

حفريات بابل

حفريات بابل پر الهلال نمبر ۵ جلد ۲ میں ایک مفصل مضمون شائع هوچکا هے - آج انکے نو دریافت آثار کا ایک اور مرقع شائع کیا جاتا هے -

دیکھیے وسط صفحه میں ایک شخص کي تصویر هے - یہي ڈاکٹر رابرٹ کولڈ ویٹی هیں' جنکي زیر نگراني دوآبه میں تمام کام هو رها هے - ڈاکٹر موصوف آثار قدیمه مشرق کے ایک کامل و متبحر عالم سمجھے جاتے هیں - اونکے ساتھه اور چند اشخاص بھي کام کررهے هیں' جنمیں ایک ڈاکٹر مارش بھي هیں -

اس تحقیقات کے لیے جرمن میں ایک انجمن قائم هوئي هے - جسکي اعانت خود

بابل کي قدیم بنیادیں

شاهنشاه جرمني نے ایک بہت بڑے عطیه سے کي هے - یہي انجمن اس جماعت کو مالي مدد دے رهي هے -

آپکے داهنے طرف ایک تصویر هے یه اشوریوں کے گول چھتوں والے مقبرے هیں -

اُس زمانے میں اینٹوں کے آگ میں پکانے کا رواج نه تھا - کچي اینٹیں هر قسم کي عمارت میں استعمال کي جاتي تھیں - یه مقبرے بھي کچي اینٹوں کے هیں - یه اندر سے اسقدر وسیع هیں که انمیں کئي تابوت بآساني آسکتے هیں - انمیں سیڑھیاں بني هوئي هیں جن پر سے انسان مقبروں کي بالکل ته تک جاسکتا هے -

مقبروں کے کھودنے پر لاشیں تو نہیں نکلیں البته هڈیاں نکلي هیں - انکي لاشوں کو دفن هوے ڈھائي هزار سال هوے هیں اسقدر طویل مدت میں بھي ان هڈیوں کا بوسیده هوکے خاک نه هونا ایک حیرت انگیز واقعه هے !

اس تصویر کے معاني ایک اور تصویر هے' جسمیں آپکو ایک بیل نظر آتا هوگا - یه تصویر بابل کے اس مشهور مقدس بیل کي هے جسکا نام نیبو (Nebo) تھا -

نو تنقیب آثار میں بابل کي دیوي ایستھر کے مندر کے کھنڈر نکلے هیں - نیبو کي یه تصویر اسي مندر کے دروازه پر بني هوئي هے -

آجکل کي طرح اهل بابل کي عمارتیں بھي پکي اینٹوں کي هوتي تھیں اور جڑائي میں چونا استعمال کیا جاتا تھا -

اسیریا کے شکسته مقبرے

ڈاکٹر رابرٹ کولڈ ویٹی جنکي زیر نگراني در آبه دجله و فرات میں حفریات کا سلسله جاري هے -

بابل میں ۴۰ فیٹ عمیق غار

مقدس بیل نیبو

نیسري تصویر نیبچند نیزر کے محل کي نیر
ي هے - جسطرح آجکل اینٹوں کے رخ پر کارخانے
ه نام نا سنه هوتا هے' اسیطرح اس نیر میں هر
اینٹ کے ایک رخ پر بادشاه کا نام اور اسکا
شاهي خطاب خط میخي میں لکھا هوا هے اور
دوسرے رخ پر اسکي تصویر بني هوئي هے -

چوتھي تصویر ایک غار کي هے جو بابل
میں کھودا گیا هے - یه ۴۰ قدم گهرا هے اور
کئي سو قدم تک نیبو چند نیزر کے شاهي
شهر کي پخته سڑکوں اور نیر تک چلا گیا هے'
خیال یه هے که وه تمام رقبه کھودا جاے جسمیں
شاهي محلات وغیره تھے - اس خیال کي تکمیل
کي طرف یه غار پهلا اور کامیاب قدم هے - اسوقت
اس غار میں سو آدمي کام کررهے هیں -

مراسلات

عريضه تشنگان حجاز مکهٔ مکرمه .

چشم دارم از مسلمانان هند
عاطفت بر حال ما بیچارگان .

حجاز کرام تو یقیناً نہر زبیدہ کے نام اور اسکی ماہیت سے واقف هي هونگے - مگر برادران اسلام ! جسکو ابتک شرف زیارت بیت الله شریف نہیں حاصل هوا هے وہ اس نام اور اسکي اهمیت سے نا واقف نه هونگے ' اس نہر کا سر چشمه وادیٔ نعمان هے ' جو مکهٔ مکرمه کي سطح سے ۸۰ وار بلند اور دس میل کے فاصله پر واقع هے .- (عرفات) سے یه نہر ۱۲ میل دور هے ' یه نہر هارون الرشید کي بیوي زبیده نے بصرف زر کثیر (۱۷ لاکهه مثقال) حجاج کرام کي راحت و سہولت کے لیے بنوائي تهي -

خلفاء عباسي ' و ایوبي ' و آل عثمان هر ایک اپنے زمانه میں بوقت ضرورت اسکي مرمت کراتے رهے - سنه ۱۳۰۲ هجري میں مرحوم سیٹه واحدنا و عبد الله میمن نے یه خدمت جلیل انجام دي - انهوں نے اسکي مرمت کے لیے ایک بہت بڑا سرمایه هندوستان میں جمع کیا اور شریف مکه کي اجازت سے کاردان و ماهر انجینیروں کي زیر نگرانی اسکو درست کرایا - اور اسکي بارہ شاخیں تمام سہر میں پهیلا دیں - ان ۱۲ شاخوں کے علاوہ بڑے بڑے حوض (نلک) بنوائے نه اسمیں پاني جمع رهے اور هنگامي و ضروري ضرورتوں کے وقت کام آئے - سنه ۱۳۲۴ هجري تک اسکی حالت بہت اچهي رهي مگر بعد ازاں پاني میں فتور هونے لگي ' یه حالت دیکهکے حضرت امیر مکه شریف حسین پاشا نے اسکي تعمیر و تسلیم کے لیے مصري ' و ترکي ' و هندي وغیرہ معتبر تاجروںکي کي ایک کمیٹي جناب سید عبد الله زواوي ' کي زیر ریاست اور نگراني بنام قوسیون عین زبیده ' مقرر کي اس کمیٹي میں ۳۱ ممبر تهے اسکا مقصد یه تها که مختلف مقامون سے چنده جمع کرکے نہر مذکور کي از سر نو تعمیر کرائي جائے - کمیٹي مذکور نے اپنا کام شروع کیا اور بہت کچهه اصلاح و درستگي کي ' اور اب بهي کچهه نه کچهه کر رهي هے ' لیکن یه ظاهر هے که روپے کے بغیر کوئي کام نہیں چل سکتا - اور اسي کي یہاں سخت ضرورت هے - لہذا جو صاحب اس کار خیر میں شریک هوکے ایک کے بدلے لاکهه کا ثواب لینا چاهیں انکو چاهیے که اپنا چنده حسب دیل اشخاص کے پاس بهیجدیں :
شہر دهلي چاندني چوک کوٹهي مرحوم حاجي علیخان صاحب بمبئي نمبر ۱۳۶ ناگدیوي اسٹریٹ حاجي عبد الله و بهائي عبد الرحیم صاحبان - کلکته نمبر ۱۳۶ ازرا اسٹریٹ جناب حاجي سلیم محمود خنجي صاحب جو صاحب ان حضرات کو چنده بهیجیں وہ انکو یه بهي لکهدیں که یه چنده بمد اصلاح نہر زبیده هے و نیز اپنا نام اور پته صاف تحریر فرمائیں تاکه رسید کے بهیجنے میں دقت نہو -

(خاکسار محمد اسمعیل عفي عنه)

شہر دهلي میں زبر لال قلعه جو ایک مسجد احمد شاه بادشاه کے وقت سے (تقریباً ۱۷۰ سال کي) ایک مسلمان رئیس جاوید خواجه سرا کي بنائی هوئي سنهري مسجد کے نام سے مشهور هے وہ بعد ایام بلوہ سنه ۵۷ ع کے بسبب قرب و جوار میں آبادي نه رهنے کے غیر آباد هوگئی تهي ' اور گورنمنٹ یا حکام ملٹري نے یقیناً بسبب غیر آباد هو جانیکے اسپر اپنا قبضه کر لیا اور اسکے احاطه کي دیوارون اور حجره و حوض و غیره کو منهدم و مسمار کرا دیا ' اور مسجد کو غیر محفوظ چهوڑ دیا مسجد چاردیواري نہونے کے سبب سے مثل چٹیل میدان کے هوگئي هے - اسمیں بسا اوقات جانور چلے آتے هیں اور صحن کو اپنی نجاست سے آلوده کرتے هیں - اور نمازیونکو نماز ادا کرنے میں سخت پریشاني اور دقتیں پیش آتي هیں ' جانوروں کے علاوہ انسانوں کي بهي ایک سرائے یا آرامگاه هوگئي هے - هفتہ چرواهے مسجد میں بیٹهکے لیٹتے ' اور حقه چلم پیتے هیں ' اکثر دیکها گیا هے ' که پلٹن کے سکهه سپاهي مسجد میں بیٹهکر شراب پیتے هیں جس سے مسجد کي بے حرمتي کے علاوہ مسلمانوں کے دلوں پر چوٹ لگتی تهي - اب تقریباً ایک سال سے مسلمانوں نے وهاں کا مستقل انتظام کردیا هے اور با قاعده پانچوں وقت وهاں نماز هوتي هے -

خیال یه هوا که اس جگه کسي آدمي کا رات دن حفاظت کے لیے رهنا ضروري هے ورنه یہاں کا انتظام نہوگا - انهیں دنوں میں ایک ننهالی پسند درویش مسمي طالب صفي نامي کہیں سے مسجد میں آگئے ' اور شب و روز رهنے لگے ' جسکے رهنے سے بدکار لوگوں کا مسجد میں آنا اور رات کو رهنا بند هوگیا - اور مسجد کي حفاظت اور خدمت مسلمانونکے حسب خواهش و منشا هونے لگي ' لیکن نہیں معلوم که کیا وجه هوئي که میجر بیٹن صاحب ڈپٹي کمشنر دهلي نے طالب صفي صاحب کو ۵ - دسمبر سنه ۱۹۱۳ ع کو اپني کوٹهي پر بلاکر بیان لکهنے کے بعد حکم دیا که تم دو دن میں مسجد سے چلے جاؤ ' اور مسجد خالي کردو - اس سے پیشتر بهي اکثر درویش وغیره وقتاً فوقتاً مسجد میں مقیم هوتے رهے اور مسجد کي محافظت کرتے رهے -

مگر حکام سرل نے کسي قسم کي کبهي اسے مزاحمت یا باز پرس نہیں کي - هم نہیں سمجهتے که میجر صاحب بهادر نے یه حکم کس مصلحت اور قانون کي رو سے دیا هے - جسکي وجه سے خانه خدا کي توهین اور مسلمانوں کے جائز حقوق کي ضبطي اور دل آزاري متصور هے - امید هے که میجر صاحب اپنے اس فیصله پر نظر ثانی فرماوینگے اور آئنده مسجد میں رهنے والے اور نماز پڑهنے والوں سے کسي قسم کي مزاحمت اور سختي اور مسلمانوں کی مذهبي آزادي اور جائز و مسلم حقوق میں دست اندازي نه کریں -

اے - کے - بیباک از دهلي

بریدِ فرنگ

البـــانیـــا کا دار السلطنت کهـــاں هوگا ؟

اثـــر: چارلس وڈ سیـــاح حال بلقـــان

کریفـک ۳۱ جنوري سنہ ۱۹۱۴

اب کہ فرمانروائے البانیا اپنا کام شروع کرنے والا ہے' ان خیالات کا سمجھہ لینا نہایت ضروري ہے جو اس نو پیدا ریاست کے دار السلطنت کے لیے انتخاب مقام میں خود شہزادہ اور اُسکے ارباب شوری پر اثر فرما ہونگے -

یوں تو ہر سلطنت کے لیے مقـــام دار السلطنت کا مسئلہ سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے' مگر البانیا میں جس قسم کے حـــالات ہیں ان کي وجہ سے تو یہ ایک ایسا مسئـــلہ ہوگیا ہے جو ریاست کے بننے اور بگڑنے میں بہت ہي نمایاں حصہ لیسکتا ہے - بیک لفظ البانیا کا آیندہ اور دائمي مرکز جہاں ہو وہ نہ صرف حتی الامکان ایسي جگہہ ہو جسے باشـــندگان جنـــوب و شمال اور ملک کے مسلمان و عیسائي سب پسند کریں ' بلکہ ایسي جگہہ ہو جس سے یہ توقع ہو کہ وہ اغلباً ان مختلف و متعدد حکومتوں کو متحد کریگي ' جو موجودہ بدنظمي کي ذمہ دار ہیں -

نظر انتخاب یقیناً چھہ شہروں میں سے کسي شہر پر پڑیگي - یہ چھہ شہر یہ ہیں -

(۱) سفرطري جو اس ملک میں سب سے بڑا اور سب سے زیادہ اہم ہے -

یہاں عمارتیں اور پبلک دفتر موجود ہیں' جو شہزادہ ویڈ اور اُنکي حکومت کے قیام میں دائمي طور پر کام آسکتے ہیں - مگر سفرطري میں بہت بڑا عیب یہ ہے کہ وہ سرحد پر واقع ہے ' اسکي آبادي متجنون اور جاہل ہے' اور سالہا سال سے جو واقعات پیش آئے ہیں ان میں آسٹریا نمایاں حصہ لیتي رہي ہے -

(۲) کروجا - جو ایک خوش منظر اور دیہہ نما شہر ہے' اور سفرطري کے جنوب و مشرق میں ۴۵ میل کے فاصلے پر واقع ہے - اسکي سفارش کے لیے اسمیں اسکے علاوہ اور کوئي وصف نہیں کہ یہ ایک زمانے میں دار السلطنت تھا -

(۳) تیرانہ - جو خاندان تاپتن کا مرکز ہے - میر خاندان اسد پاشا ہے - اگر یہاں اس قبیلہ کا اثر سب سے بالادست نہ ہوتا جسکي وجہ سے شہزادے کا پوریشن نازک اور اس شک کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہیگا کہ کہیں شہزادہ اسکے ہاتھہ میں کھلونا نہ بنجائے' تو اس شہر کے انتخاب کے حق میں نہایت مستحکم دلائـــل قائم کیے جاسکتے تھے -

(۴) دورز - اسکا موقع مرکزي ہے ' مگر البانیا میں جو شخص سال میں زیادہ ترکسي ساحلي شہر میں رہتا ہے وہ ان لوگوں کي زندگي اور روح کو نہیں سمجھہ سکتا جو اندرون البانیا میں رہتے ہیں -

(۵) البیسن - اگرچہ موجودہ شہر مقتضي ہے کہ اسکي جگہ بدلے - قریب کي پہاڑیوں پر ایک نیا شہر آباد کیا جائے' مگر تاہم میرا خیال ہے کہ البـــانیا کے دار السلطنت کے لیے بڑي حد تـــک یہ شہر سب سے زیادہ مناسب ہوگا - صرف اس جغرافي موقع ہي مرکزي نہیں بلکہ یہ ہمیشہ ایک قسم کا دوراہہ یا شمال و جنوب کا نقطہ اتصال خیال کیا گیا ہے - اس شہر کو دوریزو اور ویلونا سے ملانے کے لیے ریلوے لائن بنائي جاسکتي ہے' صرف یہي نہیں کہ البیسن' جو پست پہاڑیوں میں محصور اور زیتون کے کنجوں میں مستور ہے کبھي اغیار کي قوت کا مرکز نہیں بنا ' بلکہ اس شہـــر میں البـــاني فرمیت ہمیشہ ترقي پاتي رہي ہے -

خاندان شہزادہ ویڈ جو اسلام آباد البانیا کا بادشاہ مذہب ہوا ہے

اس ملک کے تمام شہروں سے زیادہ یہاں کے مسلمـــان اور عیسائي (جو اپنے علم جنون مذہبی کے لیے مشہور ہیں) باہم نہایت گہرے دوست ہیں -

(۶) ویلونا - یہ اس حیثیت سے ہنگامي مرکز کہا جاسکتا ہے کہ جب سے کمیشن گذشتہ اکتوبر کو البانیا پہنچا ہے ' اسوقت سے اسکا مرکز یہي ہے - دوریزو کي طرح اسمیں بھي یہ بات ہے کہ یہ بندرگاہ ہے مگر یہ انتہاء جنوب میں ایسا واقع ہے کہ دار السلطنت کے لیے اسکا انتخاب ہر جگہہ غیر مرغوب ہوگا - یہ انتظام جو بالفعل تجویز ہوا ہے کہ شہزادہ ویڈ آئے اور دوریزو میں رہے' اسے غیر مناسب ہونے کا آثار معفود نہیں - اگر یہ تجویز در حقیقت نافذ ہوئي تو یہ ہز رائل ہائنس (شاہزادہ وائڈ) کو اس اعتراض کا ہدف بنادیگي کہ وہ اسد پاشا کي حکومت کي رعایت کرتے ہیں - تمزور پالیسي کے اختیار کرنے سے فوري مشکلات سے نجات ملجاتي ہے ' مگر یہ امر ابھي مشکوک ہے کہ آیا اسد پاشا در حقیقت وفاداري کے ساتھہ شہزادے کي تائیـــد کریگا ؟ خصوصاً ایسي حالت میں کہ وہ ایک راہ سے آرہے ہیں جو موجـــودہ حالت کے ضروریات کے بہت کم مناسب ہے -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين
القرآن الحكيم

الهلال

Telegraphic Address
"Alhilal Calcutta"
Telephone, No. 64

تار کا پتہ
"الہلال کلکتہ"
ٹیلیفون نمبر - ۳۴۸

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

منام اشاعت
۱ مکلاود اشربت
کلکتہ

جت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

۱۰۹ کلکتہ : چہارشنبہ ۶ ربیع الثانی ۱۳۳۲ ہجری جلد ۴

Calcutta: Wednesday, March 4 & 11 1914.

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7/1 Hicleeol Street

CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs 8

Half-yearly ,, ,, 4-12

الہلال

مدیر مسئول محرر مسئول

ابوالکلام آزاد

مقام اشاعت

۷/۱ ہکیلہ اسٹریٹ

کلکتہ

ٹیلیفون نمبر ۶۳۸

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۹ ، ۱۰ — کلکتہ : چہارشنبہ ۶ ، ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۳۲ ہجری — جلد ۴

Calcutta : Wednesday, March 4 & 11, 1914.

فہرست

شذرات (ایک عظیم الشان دینی تحریک کی انتہائی تعریب) ۲
(۱۵ مسجدیں اور ۱۲ - قبرستان خطرے میں)
مقالۂ افتتاحیہ (ندوۃ العلماء نمبر ۵) ۵
شہید رسم ۹
آثار متقدمہ (بعلبک) ۱۱
مذاکرۂ علمیہ (راہ اکتشاف و علم ہیئت میں ایک سرفروشانہ اقدام
نمبر ۲) ۱۳
(تاریخ تبدل علم الارقام) ۱۴
(ایام ہفتہ اور حقیقت) ۱۷
(ممالک عثمانیہ اور تعدد ایام) ۱۷
(مادی اور لا ادری) ۱۷
(امریکا کا مکتشف) ۱۷
(ارتفاع سطح ارضی) ۱۸
مقالات (حدیقۃ الصلاۃ نمبر ۱) ۱۸
عالم اسلامی (از تعلیس تا دلاد چرکس) ۲۰
نامہ ران عروۂ بلغان (چند قطرات اشک) ۲۳
جرائر فیلپائن (امریکا) ۲۸

تصاویر

طلعت پاشا داخلہ جو موجودہ عثمانی وزارت کے رکن رکین ہیں سر تا قدم
کمال عدالت در حدیقہ دار ہلال احمر قسطنطنیہ وارد ہوئے
اسد ہلقا دیجی
تعلیس کے سب سے بڑے اشوری صدر کا دفیہ
ایک صدر جو مسیحی عہد میں گرجا رہا - یہ عہد اسلامی میں مسجد
شہدائے طرابلس کا ایک گروہ سہادت سے پہ
عروۂ طرابلس میں مجاہد عورتوں کی شرکت
مجاہدان طرابلس کا ایک گروہ مسیحی پادری کے زیر قیادت
شمع سوسی کا جزیرہ میں قلعہ
مسٹر فیلپ سابق گورنر فیلپائن

ایک عظیـــم الشـان دینی تحـــریک کی انتهـــائی تخـــریب !

دار العلـــوم ندوة العلمـــا کا خاتمـــہ !

طلبـــاے مدرسہ کی اسٹـــرائـک

از

مسلمانوں کی عقلت کا آخری نتیجہ !

بالآخر پانی سر سے گذرگیا اور ندوة العلما کی بربادیوں کی طرف سے قوم نے جس طرح آنکھیں بند کرلی تھیں ' اسکے انتہائی نتائج مہزنہ کا ظہور شروع ہوگیا - آج ایک تار سے معلوم ہوا ہے کہ دار العلوم ندوة العلما کے تمام طلبا نے اپنی شکایتوں سے عاجز آکر آخری علاج اختیار کیا ہے اور اسٹرائک شروع کردی ہے '

انا للہ و انا الیہ راجعون !

* * *

جو عقلت ندوہ کی طرف سے لی گئی تھی اسکا مرہی نتیجہ یہی تھا ' اور پچھلے دو تین ہفتے کے اندر بار بار مجھے اسکا خوف ہوا تھا - مدارس در اصل ایک چھوٹی سی آبادی ہوا کرتے ہیں جنکے لئے اگر شخصی حکومتوں کی مطلق العنانیاں مصر ہیں تو خود مختاری اور بے عملی کی طوائف الملوکی بھی برباد کن ہے - اس آبادی کا حقیقی امن یہ ہے کہ اسکے بسنے والے صرف اپنے ایک ہی کام یعنے عشق علم و شبعنگی درس و تدریس میں مصروف رہیں اور اسکے انتظام کو ' جسکی درستگی باہر کی اصلاحی قوتوں سے ہونی ہے ' خود اپنے ہاتھوں میں نہ لیں -

اس بنا پر مدرسوں کی اسٹرائک اصولا کوئی اچھی چیز نہیں ہے اور امن و نظام کی ایسی عارضت ہے جسے کوئی پسند نہیں کریگا - تاہم ایسا ہوتا ہے اور خرابیوں اور شکایتوں کا جب کوئی علاج نہ کیا جاے تو اسکا اصلی علاج بالمثل حرابی ہی ہے - اسکی ذمہ داری حکام مدرسہ پر ہے اور پھر اس سے بھی زیادہ قوم پر جس نے باوجود بصارت رکھنے کے دیکھنے سے انکار کردیا !

* * *

ابھی ایک ہفتہ بھی پورا نہیں ہوا ہے کہ میں لکھنؤ میں تھا اور طلبا کو نہایت بیقرار و مضطر پایا تھا - وہ قوم کی طرف سے بالکل مایوس تھے اور کہتے تھے کہ ہماری حالت کا اب کوئی پرسان نہیں - میں نے انہیں اطمینان دلایا کہ کوئی نہ کوئی صورت اصلاح حال کی بہت جلد اختیار کی جائیگی کیونکہ میں اس وقت تک اپنے اس سودائے خام میں مبتلا تھا کہ ندوہ کی مشکل کو چند ارباب اصلاح کی سعی سے حل کیا جاے - معلوم ہوتا ہے کہ بے چینیاں زیادہ بڑھگئیں جنکے لیے یہ تشفی کافی نہ تھی اور بالآخر اس ناگوار صورت میں شکایتوں نے ظہور لیا -

* * *

بہت زیادہ قریبی حالات جو چند دنوں کے اندر پیش آئے ہوں مجھے معلوم نہیں لیکن اس اسٹرائک کے بعض قریبی اسباب تقریباً ایک ماہ سے پیدا ہوگئے تھے - اُن کی مجھے خبر ہے -

بالعموں اور مدرسوں میں جب کبھی اسٹرائک ہوتی ہے تو عموماً اُسکا سبب کوئی غیر تعلیمی شکایت ہوتی ہے نا کسی انتظامی استبداد کے لوگوں کو مجبور کردیا ہوتا ہے - اس اسٹرائک کے لیے بھی ایسے اسباب موجود ہونگے لیکن سب سے زیادہ قوی سبب اسکا خالص تعلیمی ہے - یعنے طلباء ندوہ اپنے کسی آرام و راحت کیلیے نہیں ' کسی انتظامی خود مختاری کیلیے نہیں ' کسی زیادہ فرصت اور کم محنت کے حصول کیلیے نہیں ' بلکہ صرف اسلیے فریادی ہیں کہ جس مقصد عزیز کیلیے انہوں نے اپنے وطن اور گھر کے آرام کو چھوڑا ہے ' اور جو خود اس عمارت کے قیام کا اصلی مقصد اور اس اجتماع کی غرض حقیقی ہے ' یعنے تعلیم اور حصول تعلیم ' خود اسیکی راہ میں موانع پیدا کیے جاتے ہیں اور انکو خلاف قانون و قاعدہ روکا جاتا ہے تاکہ وہ اس سے زیادہ علم حاصل نہ کریں جسقدر مدرسین مدرسہ انہیں مدرسہ کے اندر دیسکتے ہیں -

مولانا شبلی جب حیدر آباد سے لکھنؤ آئے تو طلباء دارالعلوم کے خواہش کی کہ اوقات مدرسہ سے خارج ایک خاص درس انسے بھی لیں جیسا کہ ہمیشہ تفسیر وغیرہ کا لیا کرتے تھے - چنانچہ مغرب کے بعد صحیح بخاری کا درس شروع ہوا اور طلبا نہایت دلچسپی اور شغف سے شریک ہونے لگے -

جدید حکام ندوہ کو نہیں معلوم کیوں ' طلبا کا پڑھنا ناگوار گذرا اور انہوں نے علانیہ روکنا شروع کردیا - جب اسپر بھی طلبا نے جانا ترک نہ کیا تو با قاعدہ طور پر حکما و جبراً روکدیا کہ جو شخص دارالعلوم میں پڑھتا ہے وہ دارالعلوم سے باہر کسی شخص سے کچھ نہ پڑھے !

حالانکہ یہ ایک ایسا تسحیر انگیز قانون ہے جو آجتک کسی مدرسے میں جو تحصیل علم کیلیے بنا ہو ' نافذ نہیں ہوا ' اور کوئی پڑھا لکھا آدمی اس جہالت و فساد پر عصہ میں آئے بغیر نہیں رہسکتا -

اسکا سبب بجز اسکے کچھ نہ تھا کہ طلبا مولانا شبلی کے پاس نہ جائیں حالانکہ اگر وہ انکے پاس نہ جائیں تو پھر آور کیا کریں ' اور کہاں جاکر اپنی تعلیمی آرزؤں کو خاک میں ملائیں ؟

اسی اثنا میں طلبا نے چاہا کہ ماہ ربیع الاول میں مجلس ذکر مولد نبوی منعقد کریں اور حسب معمول مولانا شبلی تقریر فرمائیں - یہی قاعدہ اور قانون کے بموجب یہ خواہش قابل اعتراض نہ تھی ' اور رشک و حسد اور بغض و عداوت کفنی ہی شدید اور ناگہانی بنا دینے والی کیوں نہ ہو ' تاہم اسکے بخارات غلیظہ قانون کی دفعات نہیں بن سکتے - اگر یہ سمجھا جاے کہ جلسوں میں تقریر کرنا بھی مدعیہ خواص نظامت و معتمدی کے ہے جسکی مدعیان نظامت کو مثل اور باتوں کے درس اور نقل کرنی چاہیے ' تو اسکا دروازہ بھی کسی نے بند نہیں کیا ہے اور قابلیت جسکے اندر ہو ' اپنے جوہر ہر وقت دکھلا سکتی ہے -

تاہم اسکی بھی مخالفت کی گئی - پہلے کہا گیا کہ جلسہ اس شرط سے ہو سکتا ہے کہ مولانا شبلی تقریر نہ کریں - پھر جب دیکھا کہ طلبا سے ایسی خواہش کرنا طلب محال ہے تو کہا گیا کہ تقریر ایسی ہو ویسی ہو - نئے مدعی نظامت اسکے صدر بنائے جائیں - پورا جلسہ انکے زیر صدارت اظہار عجز و اعتراف عبودیت کرے وغیرہ وغیرہ من الخرافات ' لا الہ الا اللہ !

یا سبحان اللہ ! طغیان جہل اور فتنۂ غرور کا یہ کیسا عجیب نمونہ ہے ! مولانا شبلی نعمانی دار العلوم ندوہ کے طلبا کو درس دینے کیلیے اپنا وقت دیتے ہیں وہ طلباء دار العلوم کے سامنے سیرۃ نبوی پر تقریر کرنے کی درخواست منظور کرلیتے ہیں ' لیکن ایک جماعت ہے جسے اسکی مدتوں سے انکار ہے اور وہ گروہ علم و فضل اور درس و تدریس کے ایک ایسے مرتبۂ بلند تک

م تفع ہوگئی ہے جہاں سے مولانا شبلی کی صحبت اور تعلیم بالکل بیکار و لا حاصل بلکہ تضیع وقت اور مضر نظر آتی ہے ؟

مدار روزگار سفلہ پرور را تماشا کن !

طلباء دار العلوم کو عقل و فہم سے معرا سمجھ لینے کا حق معروضہ و مزعومہ ناظم ندوہ کو ملگیا ہوگا مگر دنیا اس حق کو خود اسکے لیے بھی استعمال کر سکتی ہے - وہ یقیناً پوچھ سکتے ہیں کہ اگر دار العلوم ندوہ کی مخصوص طرز تعلیم کے شوق میں لکھنؤ آکر اور مدرسہ میں شریک ہوکر انہیں مولانا شبلی سے ملنے ' ادبی صحبت سے مستفید ہونے ' اور انکے درس و تعلیم میں شامل ہونے کی اجازت نہیں ہے تو پھر وہ آور کہاں جائیں اور کیوں دار العلوم میں رہیں ؟

اصل یہ ہے کہ ندوہ کے موجودہ قاصر گروہ کی جراتیں ہماری غفلت اور عدم احتساب سے اسقدر بڑھگئی ہیں کہ وہ اپنے تئیں لا یسئل عما یفعل کے مطلق العنانہ مرتبہ پر سمجھنے لگا ہے اور اپنی قوت کی نسبت ایک غرور باطل اور یقین فاسد میں مبتلا ہوگیا ہے - وہ سمجھتا ہے کہ جب قوم کی بے حسی اور غفلت کا یہ حال ہے کہ علانیہ روز روشن میں اسکی ایک متاع عزیز و دیرینہ کو تاخت و تاراج کیا جاسکتا ہے ' اور خلاف وعدہ و قانون اور بغیر استحقاق و صلاحیت ایک شخص ندوہ کا ناظم بلکہ مطلق العنان حکمراں کرسکتا ہے ' تو پھر اسکے بعد جو کچھ بھی کیا جائے جائز ہے ' اور خواہ اتنی ہی بعہدوں اور حلفوں سے بندھے ہوئے احکام نافذ کیے جائیں لیکن کوئی پوچھنے والا نہیں !

جہل و فساد جب بھی مرتفع ہوگا ' اپنے خواص طبیعی ظاہر کریگا اسلئے اسکی شکایت عبث ہے - البتہ شکایت خود اپنی غفلت ہی ہونی چاہیے کہ کیوں باطل کو اسقدر سر پر چڑھا لیا کہ وہ علانیہ حق کو ہلاک و برباد کرنے کیلیے اٹھا ؟

خاموشی ما گشت بد آموز بتاں را
زیبہ اثرے بود ازیں پیش نگاں را

* * *

لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان نادانوں نے اپنی قوت کا اندازہ کرنے میں ویسی ہی ٹھوکر کھائی ' جیسی کہ وہ ندوہ پر فاضل و مسنط ہونے کے جنون دیرینہ کے استیلاء میں روز اول کھا چکے تھے - یہ سچ ہے کہ قوم نے غفلت کی ' لیکن انکو یاد رکھنا چاہیے کہ وہ جاگ بھی سکتی ہے - یہ ضرور واقعہ ہے کہ انہیں فرصت دیدی گئی ' لیکن ساتھ ہی انہیں بھولنا نہ تھا کہ احتساب کو بار پرس کا دن بھی آ سکتا ہے ' اور وہ ایک ایسا یوم الفصل ہے کہ جب آتا ہے تو نیتوں کے کھوٹ اور عملوں کے فساد کیلیے ایک بہت ہی بڑا سخت دن ہوتا ہے : ویل یومئذ للمکذبین !

ان لوگوں کو معلوم ہو جانا چاہیے کہ وہ دن جسکی طرف سے انکے نفس خادع نے انہیں مطمئن کردیا تھا ' اب طلوع ہوگیا ہے اور انہوں نے جو کچھ کیا ہے ' قریب ہے کہ اسکا حساب انسے لیا جائے - انکی ہلاکت خود انکے کاموں ہی کے اندر نہیں اور اب عنقریب اسکا نتیجہ ظہور لانے والا ہے - جس مہلت کو انہوں نے فرصت عیش سمجھا تھا ' وہی مہلت اب انکے لیے موجب عذاب ثابت ہوگی ' اور صرف اتنا ہی نہیں کہ جو کچھ انہوں نے لیا تھا اُسے واپس لیا جائیگا بلکہ اُسکے علاوہ بھی انہیں بہت کچھ اپنی گرہ سے دینا پڑیگا - نادانو ! اس مہلت کے اندر جو راز مخفی تھا اسے تم نہ سمجھے ' لیکن اب عنقریب سمجھ جاؤ گے : فسیعلمون غداً من الکذاب الاشر ؟ (۵۴ : ۲۲) -

* * *

ان لوگوں نے صرف اتنے ہی پر بس نہیں کیا بلکہ اپنی مطلق العنانی کے پورے کرتب دکھانے چاہے (و اللہ خیر الماکرین) اور اُن طالب علموں کو اولی نہ کوئی مرضی الزام رکھکر مدرسے سے خارج کردینا چاہا جو انکے خیال میں انکی بے قاعدگیوں اور لعوبتوں کو سب سے زیادہ محسوس کرتے ہیں - چنانچہ اسکی پوری کوشش کی گئی اور بعض طلبا کو خارج کرنے کیلیے بورڈنگ ہاؤس کے مہتممین پر زور ڈالا گیا - لیکن مصیبت یہ تھی کہ جن طلبا کو اپنے مقاصد کے لیے سب سے زیادہ مضر پاتے ہیں ' وہی علم و شرافت اور اخلاق و تربیت کے اعتبار سے مدرسہ کیلیے سب سے زیادہ مفید ہیں - اور ایسا ہونا لازمی تھا - انسان کی خوبیوں کو دوستی اور دشمنی ' دونوں راہوں سے جانچا جاسکتا ہے - اگر نیکوں کی دوستی کسی کیلیے معیار نیکی ہے تو بدوں کی دشمنی بھی ٹھیک اُسی طرح معیار خوبی ہے - جہل و نفسانیت کا جو مبغوض ہوگا ' علم و شرافت کا وہی محمود و محبوب بھی ہوگا -

مجھے بہ تحقیق معلوم ہوا ہے کہ بعض طلبا کو خارج کرنے کیلیے جب مرضی الزامات کی تلاش ہوئی تو بورڈنگ ہاؤس کے مہتمم نے صاف کہدیا کہ جن لڑکوں کو آپ نکالنا چاہتے ہیں ' مصیبت یہ ہے کہ وہی لڑکے مدرسے بھر میں اپنے کیرکٹر کی بے داغی اور اخلاق و شرافت کی فضلت سے ممتاز ہیں - الزام تصنیف ہوں تو کدونکر ؟

اس مجبوری کا کوئی علاج نہ تھا - تاہم ایک دھیں و قابل طالب العلم کو (جسکا نام سائد محمد حسین یا کچھ اور ہے) بعذر کسی قصور اور جرم کے بورڈنگ سے خارج کردیا گیا اور وہ بیچارہ اپنی مصیبت زدہ حالت میں اپنی قسمت کو رو رہا ہے !

سچ یہ ہے کہ ان لوگوں نے ان اعمال مفسدہ سے اپنی ہلاکت ابدی خود ہی خریدی ہے : وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ؟

* * *

یہ مختصر حالات وہ ہیں جنکا بلا واسطہ تعلق طلبا سے ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ اسٹرائک میں زیادہ تر انہی کو دخل ہوگا - ورنہ خود ندوہ اور ندوہ کی تمام تعلیمی ' انتظامی ' مالی ' اور اخلاقی حالت جس طرح برباد ہورہی ہے ' اُسکی سرگذشت تو بہت طولانی ہے اور اُسے " مدارس اسلامیہ " کے زیر تحریر سلسلے میں دیکھنا چاہیے -

ایسی حالت میں غفلت جرم ' اور خاموشی معصیت ہے - ندوہ ہماری بیس سال کی محنتوں کا نتیجہ ہے اور وہ سب سے بڑی اصلاح دینی کی تحریک ہے جو گذشتہ صدی کے اندر نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام عالم اسلامی میں ظاہر ہوئی ہے - پس یہ محال قطعی ہے کہ اس طرح اسکی بربادی دیکھی جائے اور چند بند گان اغراض و پرستاران جہل کو شتر بے مہار چھوڑ دیا جائے کہ وہ اسکے خون حیات سے اپنی خود پرستیوں کی پیاس بجھالیں - اگر ندوہ کے کاموں کی طرف سے ہم سیر ہوگئے ہیں ' تو ضرور نہیں کہ آئے ان لوگوں کے ہاتھوں برباد کیا جائے - اسکا بہتر ذریعہ ہمارے پاس موجود ہے - ہم اسکی عمارت میں آگ لگا سکتے ہیں اور اسکی دیواروں کو ڈائنامیٹ کے گولوں سے اڑا دیسکتے ہیں - ایسا ہونا ہزار درجہ بہتر ہوگا اس سے کہ اپنی بیس سال کی کمائی کو چند ارباب فساد کے حرص جہل پر قربان کردیں !

وہ معاصدین ملت اور محبان قوم جنہوں نے ہمیشہ میری فریادوں کو سنا اور میری معروضات کو قبول کیا اور جنکو گذشتہ تجربوں نے یقین دلا دیا ہوگا کہ میری فریادیں بے وجہ نہیں ہوتیں اور میری صدائیں بلا ضرورت شدید نہیں اُٹھتیں ' آج پھر ایک بار انہیں مخاطب کرتا ہوں - آج ہمتوں کیلیے پیام عمل ہے ' عزائم کیلیے دعوت کار ہے ' اور ندوہ کیلیے فیصلہ کن وقت آگیا ہے - زبانوں کو کھلنا چاہیے اور صداؤں کو بلند ہونا چاہیے - ہر شہر بلکہ قصبہ میں چاہیے کہ جلسے منعقد ہوں ' اور ندوہ کی

۱۵ - مسجدیں اور ۱۲ - قبرستان خطرے میں

مسجد لشکر پور (کلکتہ) کا حادثہ

اولا یرون انهم یفتنون في کل عام مرة او مرتین ثم لا یتوبون ولا هم یذکرون ! (۹ : ۱۲۷)

کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ کوئي برس ایسا نہیں گذرتا جسمیں ایک مرتبہ یا دو مرتبہ یہ لوگ آزمایشوں میں نہ ڈالے جاتے ہوں ' مگر باوجود اسکے نہ تو وہ اپني بد اعمالیوں سے توبہ کرتے ہیں اور نہ اُن تنبیہوں سے عبرت پکڑتے ہیں !

جبکہ مسجد کانپور کا حادثۂ خونین اپنے جانفرسا واقعات کے ساتھہ ابھي ذہنوں سے فراموش نہیں ہوا ہے - جبکہ اس خون کی روانی جو مچھلی بازار میں بہا ' اور اُن لاشوں کي تڑپ جو مسجد کي دیواروں کے نیچي تڑپیں ' ہندوستان کا سب سے آخري واقعہ ہے - جبکہ ایک قانون کي امید دلائي گئي ہے جو عمارات دینیہ کي حفاظت کیلیے کامل انتظام کردیگا ' اور جبکہ ہندوستان کي سب سے بڑي حاکم زبان نے گذشتہ کونسل کي تقریر میں مقدس مقامات کے تحفظ کا پورا اطمینان دلایا ہے ' تو لوگ نہایت تعجب سے سنیں گے کہ کلکتہ کے اطراف میں سے ایک آباد مقام یعنے لشکر پور میں علانیہ مسجد کو منہدم کردینے کی کوشش کی گئي ہے ' اور اسکے چار برج بالکل اس طرح گرادیے گئے ہیں جیسے کسي پرانے کھنڈر کے آثار سے زمین کو پاک کرنے کیلیے اُسکی ٹوٹي ہوئي دیواریں بے خوف گراسي جاتي ہیں !

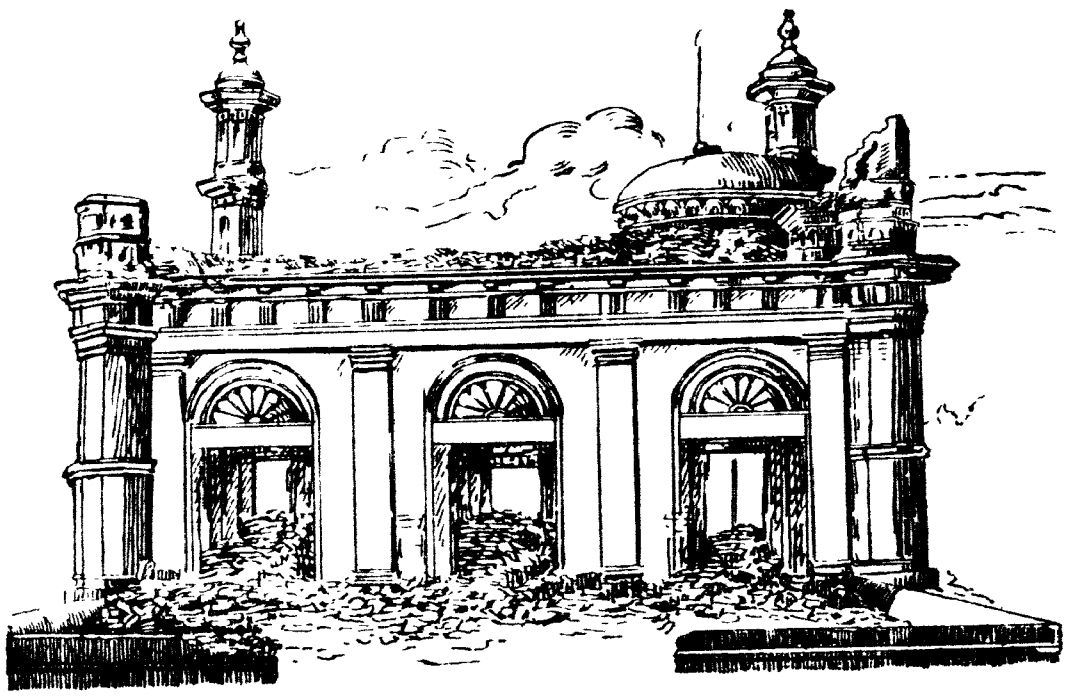

مسجد لشکرپور جسکے چار برج ۲۳ فروري کو گرا دیے گئے

صرف اتنا ہی نہیں بلکہ ۱۵ مسجدوں اور بارہ قبرستانوں کے انہدام کا مسئلہ پیدا ہوگیا ہے - بیان کیا جاتا ہے کہ کئي قبرستان کھود ڈالے گئے ہیں جنکے اندر سے مردہ لاشوں کي ہڈیاں اور کھوپڑیاں نکلکر پامال ہو رہي ہیں - ایک دوسري مسجد کو بھي چاروں طرف سے مٹي ڈالکر چھپا دینے کی کوشش کي ہے - اگر عین وقت پر مسلمان ہشیار نہ ہو جاتے تو اکثر مسجدوں کا خاتمہ اور تمام قبرستانوں کا انہدام درپیش تھا !

اسکي تفصیل یہ ہے کہ کلکتہ کے قریب لشکر پور ایک گاؤں ہے اور چوبیس پرگنہ میں شامل ہے - اسمیں ایک وسیع قطعۂ زمین کے اندر تقریباً ۱۵ - مسجدیں اور ۱۲ - قبرستان قدیم سے موجود ہیں - کلکتہ پورٹ کمشنري کي جانب سے چھہ ہزار بیگھہ زمین خریدي گئي تاکہ خضر پور تک کو وسیع کیا جاے - اسی زمین میں یہ تمام مسجدیں اور قبرستان بھي آگئے - مسلمانوں کو جب اسکي خبر ہوئي تو سنہ ۱۹۰۹ میں اطراف کے تمام مسلمانوں نے متفق ہوکر ایک عرضداشت لفٹننٹ گورنر بنگال کي خدمت میں بھیجي کہ اس زمین کے اندر ہماري مسجدیں اور قبرستان ہیں - اور کئي ایسے بزرگوں کی قبریں بھی ہیں جنکي ہم بہت عزت کرتے ہیں - ایسی حالت میں ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ انکے ساتھہ کیا سلوک کیا جائیگا ؟

معلوم نہیں اس عرضداشت کا کیا حشر ہوا لیکن یہ نتیجہ تو اب ہمارے سامنے ہے کہ کئي قبرستان بلا تامل کھود ڈالے گئے ' اور ۲۳ فروري کو پورٹ کمشنر کے آدمیوں نے ایک مسجد کو نہایت بے باکي اور بے خوفي کے ساتھہ منہدم کرنا شروع کردیا !

اسکے چار برج گرائے گئے - پانچواں خود گرگیا اور اسکے نیچے دبکر ایک مزدور مرگیا - اس اثنا میں مسلمانوں کو خبر ہوگئي اور وہ عین موقعہ پر پہنچ گئے - موجودہ حالت یہ ہے کہ انہدام روک دیا گیا ہے اور مقامي حکام و پولیس نے مداخلت کی ہے -

اس مداخلت کیلیے ہم حکام کي تعریف کرتے ہیں ' مگر اصلي سوال یہیں آکر ختم نہیں ہو جاتا - سب سے پہلے پورٹ کمشنر کے حکام کو اس صراح مذہبي توہین و مداخلت کي قانوني جوابدہي بھگتني چاہیے ' جو انہوں نے اس جرأت اور خود مختاري کے ساتھہ کي - پھر تمام مقامی حکام سے پوري باز پرس ہوني چاہیے کہ کیوں انہوں نے ایسا ہونے دیا ؟ اسکے بعد تمام مساجد کے تحفظ کا ایک قطعي فیصلہ ہونا چاہیے - ہم ان تمام امور کی جانب صوبے کے اعلی حکام کو توجہ دلاتے ہیں اور خطرہ سے پہلے خبردار کردیتے ہیں - اگر بہت جلد ایسا نہوا تو مجبوراً مسلمان اس معاملے کو خود اپنے ہاتھوں میں لے لینگے ' اور پھر عام پبلک کي قوت کے ہاتھوں معاملے کو سپرد کرنا ہی پڑیگا -

---

(بقیہ صفحہ ۳ کا)

حفاظت اور اسکي موجودہ خرابیوں کے انسداد کیلیے صدائیں بلند کي جائیں - سر دست اس کام کے لیے ترتیب عمل یہ ہونی چاہیے :

(۱) ہندوستان کے تمام مسلمانوں کو بذریعہ مجالس و جرائد ندوہ کي حفاظت و اصلاح کیلیے متحدہ صدا بلند کرنا -

(۲) فوراً ایک کمیشن کا تقرر جو لکھنو میں جاے اور دارالعلوم کے مفاسد کي تحقیق کرے - حاذق الملک حکیم محمد اجمل خانصاحب ' نواب محمد اسحاق خاں صاحب ' ڈاکٹر محمد دین صاحب ڈائرکٹر تعلیمات بہاولپور ' مسٹر محمد علي کامریڈ - سید وزیر حسن ' مولانا عبد الباري صاحب فرنگي محل ' بابو نظام الدین صاحب امرتسر ' حکیم عبدالولي صاحب لکھنؤ ' ڈاکٹر ناظر الدین حسن ' مسٹر مظہر الحق بانکي پور ' حضرات دیوبند میں سے کوئي بزرگ جو شریک ہوں ' یہ حضرات میرے خیال میں اس کام کیلیے نہایت موزوں ہونگے -

(۳) ایک عظیم الشان جلسے کا انعقاد جو ندوہ کے مسئلہ کا آخري فیصلہ کردے -

الهلال

٦ و ١٣ ربيع الثانى ١٣٣٢ هجرى

مدارس اسلامیه

ندوة العلمـــاء

ماضي و حـــال

(٥)

بکائی سفر کے پیش آجانے کی وجہ سے سلسلہ رک گیا تھا - امید ہے کہ گذشتہ صعبتوں کے تمام مطالب بالتریب قارئین کرام کے پیش نظر ہونگے -

غرضکہ اصلاح و تجدید کا وہ سر معضي جسکی جستجو میں تمام مصلحین گذشتہ سرگرداں رہے مگر بہت کم افکار عالیہ تھے جنکی رس تک رسائی ہوئی - احیاء ملت کا وہ مقصد عالي' جسکو گو سمجھنے والوں نے سمجھا پر اسکے انجام دینے کی مہلت کسي نے نہ پائي- تحریک دیني کا وہ مشروع عظیم' جسکو باایں همه سطوت و وسعت سلطان عبد الحمید نہ کرسکا ' اور خدیو مصر نے سید جمال الدین سے اسکا وعدہ کیا مگر همت هاردي (١) - اصلاح اسلامي کا وہ مطلوب عزیز' جس سے دار الخلافت اسلامي کے جوامع خالي رہے اور جسکا جمال اصلاح دس برس کي سعي و جستجو کے بعد بھي جامع ازہر کے سنڈیکو نصیب نہ ہوا - وہ یوسف گم گشتہ' جسکي آرزو تیونس کے جامع زیتوني میں کي گئي مگر پوري نہ ہوئي' اور جسکو مراکش کے جامع ابن خلدون میں پکارا گیا مگر جواب نہ ملا - یعني وہ کہ نامور محمد عبدہ ساري عمر اسکے عشق میں رویا : و ابیضت عیناہ من الحزن فہو کظیم' مگر اُسے نہ پاسکا ' اور قاضي القضاة ترکستان نے چالیس برس اسکي حسرت میں کاٹے کہ وا اسفی علی یوسف ! مگر محروم رہا' خاک هند کے چند همم عالیہ اور افکار صحیحہ کي کوششوں کي بدولت ندوة العلما کے قلم سے وجود میں آیا' اور باوجود فقدان اشخاص ' و احاطۂ جہل و جمود ' و موانع چند در چند ' و صدمات پے در پے' و مخالفت اناس' و تصادم اغراض و اهواء ' بالآخر فنا و هلاکت کے عہد سے گذر کر اس حد تک آگیا کہ ایک محکم و قائم زندگي اختیار کرلیتا ' اور شاید چند تغیرات و مساعي کے بعد ایک وقت آتا کہ اصلاح ملت کے جن نتائج کو سلاطین عہد اور فرمانروایان عصر حاصل نہ کرسکے اور عالم اسلامي کے بڑے بڑے مصلحین اسکي آرزو اپنے ساتھہ لے گئے ' کھہ آباد هند کی ایک درسگاہ فقر و فقرا سے ظاهر ہوتے : و ما ذلك علی اللہ بعزیز -

* * *

لیکن جبکہ ایسا ہوا اور مشکلوں اور مصیبتوں کا عہد گذر گیا - جبکہ بیمار کي تیمار داري کے مصائب جھیلنے والے جھیل چکے' اور صحت و تندرستي کی صحبتوں کا وقت آیا - جبکہ دهقان راتوں کي نیند اور دن کا آرام قربان کرچکا اور هل جوتنے کا نہیں بلکہ فصل کاٹنے کا دور شروع ہوا ' تو دیدوں کے عدوان' طبائع کے طغیان ' اعراض کے فساد ' نفس کي شرارت ' اور جہل کے فتنہ نے سر اٹھایا؛ نا خدمت اسلامي کي کوششوں کو اپنے مقاصد ردیہ اور اغراض فاسدہ سے ناپاک کرے ' اور بدکان مخلصین نے جو نتائج حسنہ اپني سالہا سال کي مساعي سے حاصل کیے هیں ' انہیں پامال خود پرستي و شخص نمائی کرکے با وجود جہل و نا اهلي ندوہ کو

ایک وسیلۂ ریاست اعمال و وسیلۂ ولایت امور بمالے : استکباراً فی الارض و مکر السئي -

کچھہ شک نہیں کہ شیطان افساد اور غرور باطل کا یہ ایک بہت بڑا فتنہ ہے جو ایک عظیم الشان دیني تحریک کی تخریب کیلیے بصورت اشخاص و اعمال متشکل و متمثل ہوا ہے- هذا من عمل الشیطان - اور وہ جب کبھي دنیا میں کام کرنا چاهتا ہے تو اسکا قدیمي قاعدہ ہے کہ خود نہیں آتا ' پر جہل و باطل کے اندر سے اپني آواز نکالنے لگتا ہے : انہ لکم عدو مبین !

پھر کیا وہ قوم جس نے اپني بیداري اور احتساب اعمال کے دعووں سے گذشتہ تین سال کے عہد جدید میں ایک رستخیز هنگامہ برپا کردیا تھا ' اسکو گوارا کرلیگي کہ اس طرح بلا ادنی جہد باطل و سعي فساد کے' محض اسکے اغماض و غفلت سے فائدہ اٹھاکر جہل علم کو' اور فساد اصلاح کو شکست دیدے ؟ فاي فریق احق بالامن ان کنتم تعلمون ؟

* * *

اصل یہ ہے کہ ندوة العلما میں اجزاء مفسدہ ابتدا سے موجود تھے - جب وہ مریض جاں بلب تھا اور اسکے بستر کے قریب آنا جرم سمجھا جاتا تھا ' تو ایک ایک کرکے تمام مدعیان باطل فرار کرگئے ' لیکن جب صحت کي صدائیں بلند ہوئیں اور ندوہ اٹھکر بیٹھا ' تو یہ لوگ حرص و طمع کي آگ سے مضطر ہوکر دوڑے اور هر طرف سے اسکی رفاقت و معیت کے دعویدار بنکر اٹھے ہوگئے - انھوں نے حسرت سے دیکھا ایک دوسرے پر نظر ڈالي کہ کیونکر دوسروں کي کوششوں کے نتائج پر قبضہ کریں حالانکہ کم بختی سے ہم نے ندوہ کو چھوڑ دیا تھا : وانزل بعضهم علی بعض یتلاومون - قالوا یا ویلنا انا کنا طاغین (٦٨ : ٢٠)

پس وہ اپني سازشوں میں مشغول ہوے - کبھي باہم مراسلتیں کیں ' کبھی خفیہ جلسے کیے ' کبھی اخوان فساد کی ایک برادري بنا کر ایک دوسرے کو پیام باطل بھیجا : یوحی بعضهم الی بعض زخرف القول غرورا (٦ : ١١٢) ارباب حق کے بیجا تسامح اور ضعف عمل نے انکو بڑي بڑي فرصتیں دیں وہی تھیں تاهم انکي کوششوں کو همیشہ وهي جواب ملا جو همیشہ هر سعي باطل کو ملا ہے ' یعنی حسرت نا کامي و ماتم نامرادي : و کان عاقبۃ امرهما خسرا (٩ : ٦٥)

لیکن اسي اثنا میں رسالۂ الدرہ کے مضمون جہاد کا مسئلہ پیش آگیا' اور اُس نے ان بدکان اغراض مخفیہ کیلیے ایک سنہري فرصت پیدا کردي - ادهر جنگ بلقان جاري تھي ' مسئلہ جہاد کا آغاز تھا ' ادهر ادریانوپل کی دوبارہ فتح کا واقعہ پیش آیا تھا

اور تمام قوم اسمیں مبتلا تھي - پس انھوں نے اس مہلت سے فائدہ اٹھایا - ایک نے تحریک کي' دوسرے نے تائید :

یکے بدردي دل رفت و پردہ دار یکے

خلاف قاعدہ مجالس و مجامع' خلاف اصول و نظم عمومی' خلاف قانون ندوہ' و بغیر هیچ گونہ مناسبت و اهلیت' ایک شخص ناظم بن بیٹھا' دوسرے کو مددگار بنالیا - امیدوں کو بشارت' اور آرزوؤں کو پیغام فتح باب ملا - یہ شاهد اغراض جسکی ایک نظر مہر کی آرزو میں سالہا سال بسر هوگئے تھے' اب بے غل و غش زاهدان کہن سال سے هم کنار و هم آغوش تھا - فیا سبحان الله !

دیدار شد میسر و بوس و کنار هم
از بخت شکر دارم و از روزگار هم !

غرور باطل نے دربار حکومت آراستہ کیا اور نام و نمود کي دیرینہ حسرتیں یکایک ایک هي بار ابل پڑیں - غریب ندوہ اب حکام جدید و فرمان روایان دارالعلوم کیلیے ایک خوان یغما تھا' اور گویا سورۂ انفال کے شان نزول میں داخل : یسئلونک عن الانفال - قل الانفال لله وللرسول (۸ : ۱) میدانوں کے بعد اگر کسي بھوکے پیاسے کو پورا دسترخوان هاتھہ آجائے تو اس سے اداب طعام کي امید رکھنا لا حاصل ہے - پس مٹي هوئی حسرتوں اور برسوں کی دبي هوئی امیدوں نے ناگہانی طور پر ایک عجیب طوفان بے تمیزي بپا کردیا اور خود معذرانہ حکمرانی کي تمام مصلحتیں ایک هي رفت میں ندوہ پر ٹوٹ پڑیں -

حقیقت یہ ہے کہ اس گروہ کے افساد سے زیادہ اسکی نادانی قابل گریہ ہے - وہ جو کچھہ کر رہا ہے اس سے اسکا پہلا مقصود اپني غرض پرستي' اور دوسرا مقصود ندوہ سے اصلاح و تجدید کے عنصر کو خارج کرنا ہے - وہ شہرت جسکے بھوکا پیاسا ہے اور ناموري کي هوس سے پاگل هوگیا ہے - جہل و نادانی نے اسکے نفس پر یہ اثر باطل کردیا ہے کہ اس مقصود کے حاصل کرنے کیلیے وہ نرم [illegible] کي ضرورت ہے' نہ تدبر و تدارک افکار کي - نہ خدمت کا جذبہ چاهیے' اور نہ ایثار نفس کا قوي نمونہ - صرف اتنا هي کافي ہے کہ کسي نہ کسي صورت سے ان انجمنوں کي عضویت اور مدرسوں کي معتمدي حاصل کرلي جائے' اور پھر اس حیثیت کے حلقوں میں پہنچ جانا' حکام کي جوتیوں کو گاہ گاہ بوسہ دیدینا' اپنے جبہ و عمامہ کے رنگ و ترکیب کي پیہم نمائش کرتے رهنا' بس یہي وہ مصلحانہ ترکیب عمل ہے' جسکے مدارل طے کرلینے کے بعد پیشوائي و ناموري کا بہت سے بہتر درجہ حاصل هو جاسکتا ہے - پس چونکہ اس نے اپنے زعم باطل میں اس اصول کار کو اچھي طرح سمجھہ لیا ہے' اسلئے صرف انہی اشغال و اعمال میں اسے فکر و بے پروا مشغول و غرق ہے' اور سمجھتا ہے کہ سچے ندوہ ملگیا' اور میں وہ سب کچھہ هوگیا جسکي هوس برسوں سے آرزو تھي - یہي بد خرد غلط جماعت ہے جسکی نسبت لسان الہي نے فرمایا :

الذین یفرحون بما اتوا و یحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا (۳ : ۱۸۵)

جو لوگ اپنے کیے سے خوش هوئے هیں اور در اصل کیا تو انھوں نے کچھہ بھي نہیں پر چاهتے هیں کہ ان کاموں کیلیے انکي تعریف کي جائے جو انھوں نے نہیں کیے ' تو ایسے لوگ کبھي کامیاب نہیں هوسکتے -

ان احمقوں کو کون سمجھائے کہ جس چیز کے یہ بھوکے هیں یعني رجوع خلق الله اور زہد و عبود و شہرت ' تو یہ اشخاص کیلیے نہیں ہے بلکہ اعمال کیلیے ہے اور اسکے حاصل کرنے کا اصلي طریقہ کام ہے نہ کہ صرف خواهش - یہ جن لوگوں کي شہرت کو دیکھکر بیقرار هوتے هیں اور انکي سي حالت پیدا کرنے کیلیے مضطر هیں ' شرط کار یہ ہے کہ انکے صرف اقدام عمل هي کي نہیں بلکہ اصل عمل کي تقلید کریں -

* * *

بہر حال یہ ایک اجمالی ماتم تھا اس درد انگیز بربادي کا' جو موجودہ سنین عمل کي ایک سب سے بڑي دیني تحریک کے ساتھہ کي جا رهی ہے' لیکن اب اس کا علاج صرف ماتم نہیں بلکہ سب سے پہلے کشف حال و سرائر' اور پھر دفع اشرار و مفسدین' و قلع و قمع اهل طغیان و جاهلین ہے - بس یہي ضرورت ہے کہ اسي کي طرف هم سب متوجہ هوں -

(آئندہ مباحث)

سب سے پہلے میں ندوۃ العلما کے گذشتہ چند سالوں کے حالات پر ایک اجمالی نظر ڈالونگا کہ اب قوم کو ایک مرتبہ سب کچھہ سمجھکر آخري فیصلہ کرنا چاهیے - اسکے بعد موجودہ تغیرات کی حقیقت ظاهر کرونگا' اور واضح کیا جائیگا کہ کس نمسحر انگیز اور طلسماتی حواسي کے عالم میں تمام قواعد و اصول اور اهلیت و صلاحیت کو بالائے طاق رکھکر نیا ناظم ندوہ منتخب کیا گیا ہے' اور کیسی سازشی کارروائي اسکے اندر مخفي ہے ؟

اسکے بعد ندوہ کی نئی فائض جماعت کي طرف متوجہ هونے کی عند مطبوع رحمت گورنمنٹ پڑیگي کہ وہ کون لوگ هیں ؟ انکی قابلیت دماغی و علمي کا کیا حال ہے ؟ اس وقت تک قوم کیلیے انھوں نے کیا کیا ہے' اور آیندہ کیلیے کیا توقعات هوسکتي هیں ؟

اگرچہ یہ لوگ ابھی تک اس اهمیت کے مستحق نہ تھے کہ انکی نسبت اخبارات میں بحثیں کي جاتیں' اور یہ لوگ اپنا وقت صرف بحث و آرا میں کم اپنے کیے رهنے هیں - تاهم کیا کیجیے کہ خود همارے عقلت اور خاموشی هي نے ان لوگوں کو ایک وقتي قبض و تسلط کي مہلت دیدي ہے اور اب اس غلطی کا کفارہ بھي ہے کہ اسکے لئے صرف رد و قلم کیجیے -

ز موران حرص در کام راعیان طعمہ اندازد
بیا در روزگار سفلہ پرور را تماشا کن !

اسي کے ضمن میں بعض عجیب عجیب واقعات بھی لوگوں کے سامنے آئینگے اور یہ دیکھیں گے کہ ابھی ایک شش ماہی بھی ندوہ کی نئی مرعوبہ و مفروضہ نظامت پر نہیں گذري ہے کہ حالت کیا سے کیا هوگئي ہے ؟ دفتر کا کیا حال ہے ؟ مصارف کس بے دردي سے هو رهے هیں ؟ سفر خرچ کي کس مپاصی سے بخشش هو رهي ہے ؟ مؤثر کاروں کو کس شاهانہ جود و سخا سے مہمانوں کیلیے مہیا کیا جاتا ہے ؟ اور پھر سب سے زیادہ یہ کہ جن لوگوں کے بانس جد و جہد ندوے کي مسند نظامت (زعم باطل و جہل اندیش خرد) اور والدت امور حاصل کي ہے' جرد انھوں نے اب تک ندوے سے اس قدر لیا ہے' اور کیا سلوک ہے جو اس بد بخت کے حصے میں آئی ہے ؟

یہ حالات نہایت عجیب و غریب هونگے اور ان میں قوم کیلیے بہت سي ایسي تصریحیں هونگي کہ اگر انسے سبق عبرت حاصل کیا تو اچھہ عجب نہیں کہ یہ بربادي بھي اسکے لیے موجب فلاح و صلاح هو جائے !

میں نے " بربادي " کا لفظ کہا لیکن انشاء الله مغفرت مآب آسکار هو جائیگا کہ ندوہ خواہ اچھہ هی اندر نہیں قوم خواہ کیسي هی

عفلت کیوں نہ کرے' حالات و حوادث خواہ کتنی ہی مہلت اور سامان فرصت کیوں نہ فراہم نہ کردیں ' تاہم ندوہ کو برباد ہونا آسان نہیں ہے' اور نہ اس لقمے کا نگلنا اتنا سہل ہے جسقدر ان احمقوں اور نادانوں نے سمجھ لیا ہے - یہ حق اور اک واقعی کائناتی سی ہوگئی ہے تو اسنے غرور سے اپنے دماغوں کو مخمل نہ اور کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اعراض باطلہ کو تھوڑی سی مہلت دیدینی حاہی ہے تا کہ آسمانی بلند ہو کر پھر گرنا ' اور زندوں کی طرح جل پھر کر پھر مرنا دنیا کیلیے وسیلۂ عبرت بنے - لیکن اب وہ وقت گیا - تھوڑی سی مہلت اور باقی ہے - جب تک ارباب کار متوجہ نہ ہوے تھے' اسی وقت تک کیلیے اسی تار عنکبوت کی عمارت سازی کا دور تھا - لیکن اب احتساب کا طوفان سر پر آپہنچا ہے : و ان اوھن البیوت لبیت العنکبوت لو کانوا یعلمون !

* * *

الہلال ابتدا سے حق کی قوت کا واعظ ہے' اور اللہ علیم ہے کہ مجھے سورج اور چاند کے وجود کا اتنا یقین نہیں جتنا حق کی کامیابی اور باطل کے خسران پر ایمان ہے - یہ میری محسوسات و مرئیات ہیں اور ان میں کسی کو مجھسے لڑنے کی ضرورت نہیں - پس اپنے اسی یقین ایمانی کی بنا پر یہ سب کچھ کہہ رہا ہوں :

فسیعلمون من ھو شر مکانا و اضعف جندا - و تلک الدار الاخرۃ نجعلھا للذین لا یریدون علوا فی الارض و لا فسادا و العاقبۃ للمتقین -

(دار العلـــوم ندوہ)

ندوۃ العلما جب قائم ہوا تو ہر طرح کے علما کا ایک وسیع مجمع اور مدعیان ریاست دینی کا ایک سب سے بڑا عرش اجلال نظر آتا تھا مگر در اصل اسکی حقیقت سمجھنے والے معدودے چند اشخاص تھے' اور وہی اس تماشہ گاہ کا اصلی گوشۂ عمل تھا - اکثروں نے اسے ایک دار الوعظ سمجھا ' بہتوں نے اپنی اظہـــار مزیت کیلیے اسے نمایش گاہ قرار دیا ' بہتوں نے دیکھا کہ مدتوں کے بعد ارباب عمائم کی مقبولیت و ریاست کا ایک میدان کھلا ہے' استقبال و مشائعت کے ہجوم ہیں' اور دعوتوں اور سفر خرچ کے مدی ارکدروں کا وسیلہ' پس وہ اسکی جانب دوڑے - لیکن اس سفر کے مقصد میں دوتہن آدمی ایسے بھی تھے جو سمجھتے تھے کہ ہمارا مقصود کیا ہے اور اس مجمع سے کیونکر کام لینا چاہیے ؟

ابتدا میں اجتماع علما ' رفع نزاع باہمی ' اشاعت اسلام ' تاسیس دار الافتا ' وغیرہ وغیرہ بہت سے مقاصد ندوہ کے قرار دیے گئے - لیکن ارباب فکر نے دیکھا کہ یہ سب بے سود ہے - اصلاح و عمل کے تمام ارادے یہاں آکر رک جاتے ہیں کہ وہ آدمی کہاں جو ان کاموں کو انجام دیں - پس اولین کار یہ ہونا چاہیے کہ ایک درس گاہ قائم کی جاے -

یہ ضرور ہے کہ اصلاح نصاب کا مسئلہ ابتدا سے مقاصد میں رکھا گیا تھا ' لیکن صرف سالانہ جلسے ہوتے تھے اور لوگ اپنے اپنے گھر چلے جاتے تھے - کوئی مقصود عملی سامنے نہ تھا -

چنانچہ مولانا شبلی نعمانی نے " دار العلوم " کا ایک لائحہ (اسکیم) مرتب کیا ' اور مولانا محمد علی صاحب کو جو ندوے کے ابتدا سے ناظم تھے ' دیا کہ اپنی جانب سے چھاپکر شائع کردیں - اسکے بعد میرٹھ میں ندوۃ العلما کا سالانہ جلسہ ہوا جسمیں تجویز دار العلوم پر تقریریں ہوئیں' اور بڑے جوش و خروش کے ساتھ ہر طرف سے صداء اعانت بلند ہوئی -

اسی دن یہیں بعد اسمبلی میں دار العلوم قائم ہوگیا اور تعلیم شروع ہوگئی

(مسلمانی سورنمنٹ کی بد گمانی)

خدمت انسانی کا کوئی کام آزمایش سے خالی نہیں ہوتا ' اور مجھے یقین ہے کہ جسطرح دنیا میں ہر شے دلیلے خدا کا ایک نظام و قانون ہے ' بالکل اسی طرح ایک قانون ابتلا و امتحان بھی ہے : ولنبلونکم حتی نعلم المجاھدین منکم و الصابرین ' و نبلو اخبارکم (۴۷ : ۳۳)

اب تک ندوہ شرفاء کا دلیلے ایک بے غل و غش مائدۂ لذائذ اور سفرۂ نعائم تھا ' لیکن اب یکایک اسکی زندگی کی پہلی اور سب سے بڑی آزمایش شروع ہوگئی - بعض اسباب (جنکی یہاں تفصیل موجب طوالت ہوگی) ایسے پیش آے کہ صوبے کی گورنمنٹ کو ندوہ کی طرف سے خواہ مخواہ سیاسی بدگمانیاں پیدا ہوگئیں اور بعض لوگوں نے اس سوء ظن کو اور زیادہ قوی کردیا - اُس وقت صوبے کا حاکم اعلی سر انٹونی میکڈانل تھا جسکو مسلمانوں کے وجود ہی سے بدگمانی تھی - اسکو خیال ہوا کہ علما کا جمع ہونا اور ایک مذہبی تحریک کی بنا کرنا ضرور اسی نہ کسی پوشیدہ منصوبے پر مبنی ہے - مولانا شبلی بھی اسی لئے تڑی گئے تھے ' اور صرف اسی لیے مذہب مذہب پکارا جاتا ہے - حالانکہ اس کے علانیہ مولانا کی نگرانی کا پرچہ اس کو حکم دیدیا اور مسودہ اساس میں انکا نام لکھ لیا گیا !

بدقسمتی سے اسا ہی خیال مذہبی دعوت کی نسبت آجکل بھی بعض حکام کو ہے -

وہ اس خیال پر کچھ اسطرح جم گیا کہ اسکا دفعیہ محال ہوگیا - اسکی نظر بدانی ہی تھی کہ یکایک ندوہ کا عروج محاق میں آگیا - بربادی و تباہی کے تمام سامان ایک ایک کرکے فراہم ہوگئے - جسقدر امرا و ارباب دول ندوہ کے ساتھ تھے اور دارالعلوم کیلیے روپیہ دینا چاہتے تھے ' انکے لیے صرف اسقدر عام ہی کافی تھا کہ صوبے کا حاکم اعلی ندوہ کو اچھا نہیں سمجھتا - انہوں نے معاً انکار و ابا شروع کردیا -

اسکے بعد شرکاء ندوہ اور عہدہ داران جمعیۃ کی باری آئی - فی الحقیقت یہی وقت اصلی آزمایش کا تھا ' مگر بھلا وہ لوگ جنھوں نے ندوہ کو ایک منزل عیش سمجھکر اپنے اپنے خیمے کاز دیے تھے ' اسطرح کانٹوں سے بھرا دیکھکر کب جمنے والے تھے ؟ منشی اظہر علی مرحوم نے ندوہ کو خراب کیا تھا - ندوہ کے تعلق نے انھیں برباد کیا - وہ حیدرآباد چلے جانے پر مجبور ہوے - مولانا محمد علی حج بھیجے جاے گئے ' اور پھر نظامت سے استعفا دیدیا - اب نہ وہ جلسوں کے واعظ تھے ' نہ مجالس کی صدارت کے خواستگار - وہ علمائے جنھوں نے تمام ہندوستان کو نکسر اپنی جانب متوجہ کرلیا تھا ' ایک درسگاہ کے اندر ہی اندر اسطرح دبھک گئے کہ گویا کبھی انکا وجود ہی نہ تھا - تھوڑے ہی دنوں کے بعد ندوہ ' ندوہ کا وجود ' اسکی مجالس ' اسکا نام ' اسکا مدرسہ ' ایک از یاد رفتہ خواب بدور ارگوں کے ذہنوں سے فراموش ہوگیا !

بازرا بود نہ بازار جہاں جنس وفا
رونقے گشتم و از طالع دکان رفتم !

ندوہ جب تک رجوع خلائق کا مرکز ' جمع مال میں کامیاب ' اور ہنگامہ و نمایش کا وسیلہ تھا ' اُس وقت تک اسکا میدان دلفریب ' اور اُسکی جیب پر از زر تھی - پس وہ اپنی ایک سے سینکڑوں عالموں ' صوفیوں ' واعظوں ' اور خطیبوں کو اپنے علم

کے نیچے جمع کرلیتا تھا' اور اسکا دستر خوان جب بچھتا تھا تو بڑي بڑي متبرک صفیں اسکے یمین ویسار نظر آتي تھیں - پر اب وہ مفلس ہوگیا ' اُسکا گھر غربت کدہ اور اسکی جیب خالي ہوگئی - زمانے نے اُسکي طـرف سے آنکھیں پھیر لیں اور اُس سے صاحب سلامت رکھنے والوں کیلیے بحکم حکومت رزک ٹرک ہونے لگی - ایسي حالت میں کسے پڑي تھي کہ اُسکي طرف جھانـک کر بھی دیکھتـا' اور اُس بیکس کے لیے اٹھنـا جو اب دینے سے عاجـز تھا اور خود محنتوں ' ہمتوں ' قربانیوں ' اور صـرف وقت و مال کا طالب تھا ؟

(دوســـري نظـــامت)

مولانا محمد علي کے مستعفي ہوجانے کے بعد ناظم کي تلاش ہوئي مگر اُس وقت نہ تو مولوي خلیل الرحمن سہارن پوري نے اپنے احق بالعلاقة ہونے کا دعوا کیا اور نہ انکے کسي دوسرے ہم مقصد نے - مولوي خلیل الرحمن صاحب ایک تاجر آدمي ہیں - دکانـدار آدمي ہي اچھي طرح اس نکتے کو سمجھتا ہے کہ خرید و فروخت میں متاع کو قیمت سے زیادہ بہتر ہونا چاہیے - وہ نیپال کے جنگل میں جس اصول کو برتتے تھے' اس کو بازار ندوہ کیلیے بھي استعمال کر سکتے تھے - پھر سب سے زیادہ یہ کہ اس وقت تـک نـدوہ کي نظامت اتني کم قیمت بھي نہ ہوئي تھي کہ ہر دکاندار بولي دینے کیلیے اُٹھہ کھڑا ہوتا - غرضکہ مولوي مسیح الزمان صاحب مرحوم شاہجہانپوري ندوہ کے ناظم قرار پائے -

یہ نظامت محض برائے نام تھي - مولوي صاحب مرحوم ان کاموں کے آدمی نہ تھے' اور اصلی پنہ گورنمنٹ کے تعلق کا پڑا تھا - وہ خود شاہجہاں پور میں رہتے تھے - دفتر بھی وہیں اٹھوالیا اور جدوں دوں چھہ زمانہ گذر گیا - مگر ندوہ کي حالت روز بروز بد سے بد تر ہوتي گئي - آمـدني کچھہ نہ تھي - چندوں کا سلسلہ بالکل موقوف تھا - فنڈ کا وجود نہیں - اشخاص ناپید تھے -

(حـیـات بـعـد الـمـمـات)

مولانا شبلـي نعماني اُس زمانے میں حیدر آباد میں تھے اور برابر ارادہ کر رہے تھے کہ ندوہ کیلیے اپنا پورا وقت دیدیں - للـہ اور مدراس کے جلسوں میں اسکا اعلان بھي ہوا تھا -

بالآخر سنہ ۱۸۹۶ میں مولانا شبلي نے آخري فیصلہ کرلیا اور حیدر آباد سے لکھنؤ چلے آئے تا کہ ندوہ کي ازسرنو تحریک شروع کریں -

اُسي زمانے میں مولوي مسیح الزمان مرحوم نے استعفا دیدیا اور وجہ بظاہر یہ بتلائی کہ وہ لکھنؤ میں قیام نہیں کر سکتے - آیندہ کیلیے طریق عمل یہ طے پایا کہ کسي دوسرے شخص کو اب ناظم بنانے کي ضرورت نہیں' اور نہ یہ مسئلہ اس وقت حل ہو سکتا ہے - کاموں کو تقسیم کر دینا چاہیے - ناظم کي جگہ تین مختلف صیغوں کے علحدہ علحدہ سکریٹري مقرر ہوں جو اپنے اپنے صیغہ کا کام کریں -

اس بنا پر جلسۂ انتظامیہ منعقدۂ ماہ صفر سنہ ۱۳۲۳ - ہجري نے طے کیا کہ مندرجۂ ذیل اصحاب سکریٹري مقرر ہوں :

صیغۂ تعلیم و دارالعلوم کیلیے :	مولانا شبلي نعماني
صیغۂ مراسلات ,, ,,	مولانا عبـد الحي
,, مال ,, ,,	منشي احتشام علی

یہاں یہ ظاہـر کردینا ضروري ہے کہ مولانا شبلی نعمانی اس جلسے سے پہلے بھي دارالعـلوم کے معتمد (سکریٹري) تھے - مولوي مسیح الزمان مرحوم کي نظامت کے زمانے میں (۱۶ مارچ سنہ ۱۹۰۳ کو) شاہجہانپور میں مجلس انتـظامیہ کا ایک اجلاس ہوا تھا جسمیں مولانا محمد علی ناظم اول' مولانا عـبد الحي معتمد دار ناظم' اور خود مولوي مسیح الزمان مرحوم بھي شریک تھے -

اُسی جلسے میں قـرار پایا کہ مولانا شبلي دارالعلوم کے معتمد منتخب ہوں - پس گویا اس جلسے نے سابق کی قرار داد کو بر قرار رکھا اور دوسرے صیغوں کے لیے بھي معتمد منتخب کرلیے -

اسکے بعد مولانا شبلي نے دارالعلوم کیلیے کام شروع کیا - اُس وقت میں لکھنؤ میں موجود تھا - اُس زمانے کے بہت سے حالات میرے ذاتي مشاهدات ہیں نہ کہ سماعیات و روایات -

اطـــلاع

(۱) الہلال کي گذشتہ تین اشاعتیں اس عاجز کی عدم موجودگي میں نکلیں اسلیے مضامین کي ترتیب خاطرخواہ نہ ہوسکی - دو پرچے بغیر مقالۂ افتتاحیہ کے نکلے - اسکے لیے نادم ہوں - مگر معذور تھا کہ سفر بھی ضروري اور بعض اہم مقاصد پر مبني تھا - تیرہ سال تـک میں نے کوشش کی کہ سفر و حضر علالت و بیماري' کسي حالت میں بھی الہلال اپنے درجے سے نہ گرے لیکن اسکا بھی نہ ہوسکا کہ میں الہلال کے لیے اسطرح بےتعلق ہو کر کسی کام کے لیے وقت نہ نکال سکا -

بہر حال اب میں واپس آگیا ہوں اور پھر اپنے معمولات کے مطابق دستور مصروف و مشغول - قارئین کرام دیکھینگے کہ اس پرچے کی ترتیب پھر اپنے اصلی رنگ پر بلکہ پہلے سے بھي زیادہ وسیع و مہتمر ہے - انشاء اللہ آیندہ حالت روبی ہي کرتي رہیگي و ما توفیقی الا باللہ

(۲) گذشتہ دو پرچوں میں مقالۂ افتتاحیہ کیلیے ابتدا میں صفحہ ۵ سے ۸ تـک جگہہ رکھی گئی تھي لیکن جب وہ وقت نہ پہنچا تو بعجلہ مطبوعہ اوراق سائع کر دیے گئے - اس سے بعض حضرات کو خیال ہوا ہے کہ صرف آپکے پاس پرچہ ناقص پہنچا اور چار صفحہ اس سے نکال لیے گئے ہیں - ان حضرات کو اطلاع دیجاتي ہے کہ اُن اشاعتوں میں وہ جو صفحہ چھپا ہي نہیں ہے - خاص طور پر اپنے پرچہ کو ناقص تصور نہ فرمائیں اگر جو کچھہ بھي اپنے سے ہوتا ہے فی الحقیقت ناقص ہي ہے احباب کرام کی لطف و قدردانی کو اپنے لیے ایک متاع یوسفی سمجھتا ہوں جو میري محنت کے چند کھوٹے دراہم معدودہ معاوضہ میں ہمیشہ مرحمت ہوتی رہتی ہے : و شروہ بثمن بخس دراہم معدودۃ ' و کانوا فیہ من الزاہدین !

لیجـــائے دام ـــلائے اُسے مـــصـــر کا بازار
خواہاں نہیں پر کوئي وہاں جنس گراں کا !

(ایڈیٹـــر)

شہید رسم

الوالعزم استرهیلتا دیبی

جو خود جل گئی تاکہ ملک کو رسم پرستی کی آگ سے نجات دلائے ۔

میں دیکھتا ہوں تو مجھے اسلام کا حکم "جہاد" عالم انسانیۃ کی تمام نیکیوں اور جذبات انسانی کے تمام مقدس اقدامات کا ایک ایسا محور نظر آتا ہے جسکے دائرہ سے کوئی شے باہر نہیں ۔

جہاد کی حقیقت یہ ہے کہ حق اور صداقت کے کسی مقصود کیلیے اپنے تئیں تکلیف و مشقت اور نقصان و الم میں مبتلا کرنا ۔

ہر دنیا میں کونسا نفع ہے
جو بغیر کسی ذاتی مضرت
کے عالم انسانیت کو پہنچ
سکتا ہے ؟

تم انسانوں کے فائدے کی طرف ایک قدم بھی نہیں اٹھاسکتے جب تک کہ اپنے نفس کو کچھہ نقصان نہ پہنچاؤ - تم خدا اور اسکے بندوں کے ساتھہ ذرا بھی پیار نہیں رکھتے اگر اپنے نفسانی آرام و راحت کے ساتھہ دشمنی نہیں کرسکتے ۔

جو لوگ خدمت و محبت انسانیۃ کے مدعی ہیں انکو سب سے پہلے اپنا معاملہ خود اپنے اندر ہی طے کرلینا چاہیے - اسلیکہ آدم کی اولاد ایک حیوانی کی بھی خدمت نہیں انجام دیسکتی ' جبتک کہ خود اپنی خدمت سے نہ پورا نہ ہوجاے - انکی کے تسکروں میں گرمی نہیں ہوتی ' پر جب وہ جل اٹھتی ہیں تو انکی سوزش سے قریب کی ہر چیز تپنے لگتی ہے !

اے متـــاع درد در بازار جاں انداختہ !
گوہر ہر سود در جیب زیاں انداختہ !

یہ دنیا جو نفع و سود کی ایک زراعت گاہ ہے ' کیا اسکا بیج نقصان و زیان کے سوا اور بھی کچھہ ہے ؟ کتنی پامالیاں ہیں جو شادابیوں کا باعث ہوتی ہیں ؟ کتنی ٹھوکریں ہیں ' جو استقامت کا سبق دیتی ہیں ؟ کتنی ناکامیاں ہیں جو کامرانی کا پیام لاتی ہیں ؟ کتنی مایوسیاں ہیں جنکی تاریکی سے صبح امید طلوع ہوتی ہے ؟ اور پھر کتنے آگ کے جانسوز شعلے ہیں ' جنکی جلائی ہوئی راکھہ سے نشو و نما کی ارواح حیہ و قائمہ پیدا ہوتی ہیں ' اور اس دنیاے شہادت زار و فنا آباد میں کتنی ہی زخموں کی کروٹیں ' درد کی چیخیں ' احتضار کی بے چینیاں ' اور موت و ہلاکت کے خون کی روانیاں ہیں ' جو اشخاص پر طاری ہوتی ' مگر اقـوام کیلیے زنـدگی اور سلامتی کا آب حیـات بنکر بہتی ہیں ؟ ان اللہ خالق الحی والنوی ' یخرج الحی من المیت و یخرج المیت من الحی اللہ فانی توفکون ؟ (۶ · ۹۵)

* * *

آنکـه دائم هوس سوختن ما می کـرد
کاش می آمد و از دور تماشا می کرد

ایک محب وطن اپنے وطن محبوب کیلیے سولی کے تختے پر کھڑا ہونا ہے - ایک پرستار حق اپنے مقصود کیلیے عیش و آرام کو خیرباد کہتا ہے - ایک عالم و مکتشف راہ کشف و علم میں قربان ہوجاتا ہے - یہ سب کے سب اُسی " جہاد في سبیل اللہ " اور عشق مرضات الہی کے مظاہر ہیں - البتہ اسلام کی یہ خصوصیت ہے کہ اس نے اس راہ کی بے اعتدالیوں اور گمراہیوں کا بھی علاج کردیا اور یہ نہیں کہا کہ تم کسی نیک خیال کیلیے اپنے تئیں قتل کر ڈالو بلکہ کہا کہ نیکی کیلیے اپنی مخالف خواہشوں کو قتل کرو کہ یہی سب سے بڑی شہادت ہے -

* * *

محبت انسانیت اور عشق ملۃ کی پاک قربانیوں کی ایک ان گنت صف تاریخ کے سامنے ہے - سقراط نے زہر کا جام لیا ' قرطاجنہ کے قوم پرستوں نے آگ جلائی اور اسمیں کود پڑے ' منزلی نے اپنی ساری عمر کا عیش و آرام تلف کردیا ' لیکن کیا اولو العزم روحوں کی اس معظم صف میں سترہ برس کی کنواری استرہیلتا دیبی کو جگہ نہ ملیگی ' جو اپنے شوہر کی وفاداری میں نہیں بلکہ اپنی قوم کے عشق میں سقی ہوئی ؟

اِس ظلم آباد ارضی میں ' جہاں شہروں کی رونق ' بازاروں کی جہل پہل ' موٹر کاروں کی گھرگھراہٹ ' اونچے اونچے مکانوں کی آبادیاں ' اور تلاش سود و عسق اغراض کی کشمکش کے ایک شورش عظیم بپا کررہی ہے ' کیا کوئی سامعۂ عبرت ہے جو رات کے سکون روحانی اور پچھلے پہر کی خاموش فضاء لاہوتی میں ایک شعلۂ محبت قدسی کی صداے سوزاں سنے ' جبکہ حیات انسانی کی حدود سے بالاتر ایک روح ملکوتی ' شعلوں کی چادر کے اندر سے بنی نوع انسانی کی غفلت پر ماتم کررہی تھی ؟

سوخت بے رحم ' تماشا را نگر !
دشت نے حرم ' مسجدا را ببیں !
زندۂ کـش جـاں نہ باشد دیـدۂ ؟
گر نہ بینی ' بیا ' ما را ببیـں ۔

* * *

اسنو هیلتا دیبی کا تذکرہ اخبارات میں هوچکا هے - وہ چلگئی لیکن اُسنے اپنے توصیفۂ سوزان سے ملک و قوم کو زندگی کی راہ بتلادی - یہ واقعہ اس بیداری اور وطن پرستی کے نفوذ و رسوخ کا ایک تازہ ترین ثبوت هے ' جو موجودہ هندوستان کے بہترین فرزند یعنی بنگالیوں کی قوم کی کمسن اور کنواری لڑکیوں تک میں پیدا هوگئی هے - پس مبارک وہ قوم' جسکی عورتیں ایسی لڑکیوں کو اپنی گود میں دیکھتی هیں ' اور هزار حسرت اس قوم پر جسکے مرد بھی ابھی ملت پرستی اور قربانی کی لذت سے نا آشنا هیں ! !

* * *

وہ ایک غریب بنگالی خاندان کی لڑکی تھی - اسکے ماں باپ شادی کی فکر میں تھے ' لیکن رسم و رواج کی ملعون زنجیروں سے عاجز آگئے تھے - کیونکہ جہاں اُسکی نسبت لگی تھی وہ رسم کے مطابق تین هزار روپیہ طلب کرتے تھے -

بنگالیوں میں (اور شاید اکثر هندو اقوام میں) رسم هے کہ شادی کے موقعہ پر لڑکی والوں کو ایک بہت بڑی رقم لڑکے والوں کو دینی پڑتی هے - کیونکہ هندو قانون وراثت میں بد نصیب لڑکیوں کو بالکل محروم کردیا گیا هے - یہ رسم شاید اسی مصلحت سے تھی ' لیکن اب اسکا تسلط اسقدر بڑھگیا هے کہ هر لڑکی کا باپ اُسکی شادی کے موقعہ پر لڑکے والوں کا بد ترین غلام بن جاتا هے ' اور اسکی زندگی کا فیصلہ انکے هاتھوں میں چلا جاتا هے - اچھے لڑکے کی جسقدر تلاش هوتی هے ' اُتنی هی اسکی قیمت بھی بڑھتی جاتی هے - اکثر ایسا هوتا هے کہ لڑکے والے طرف ثانی کی احتیاج محسوس کرکے قیمت اور بڑھا دیتے هیں -

اسکا نتیجہ یہ هے کہ لڑکی کا وجود ایک غریب بنگالی خاندان کیلیے بربادیوں اور هلاکتوں کا ذریعہ بن گیا هے - کتنے هی خاندان هیں جنھوں نے صرف ایک لڑکی کی شادی کرکے اپنی تمام زمین اور جائداد ضائع کردی' اور مدۃ العمر کیلیے فقر و فاقے کی مصیبتوں میں ایڑیاں رگڑتے رهے !

سرزمین بنگال نے پچھلی ایک صدی میں بہت سے اولوالعزم مصلح پیدا کیے ' مگر کوئی بھی اس زنجیر سے اپنی قوم کو نجات نہ دلاسکا - راجہ رام موهن راے نے بہت سی اصلاحی فتح یابیاں پائیں ' اور کیشیب چندر سین نے صغرسنی کی شادی کے خلاف تمام عمر وعظ کہا - پر اس دشمن حیات ملت کو کوئی بھی شکست نہ دے سکا -

جبکہ بڑے بڑے اولوالعزم مصلح اپنے علم و فضل ' قوۃ و هیبت ' اور جہد و مساعی کی فوجوں کے سامنے ناکام رهچکے تو ایک غریب خاندان کی یہ کمسن لڑکی جسپر رسم اباد هند کی صرف سترہ گرمیاں گذری تھیں ' تن تنہا اُٹھی - اُس کے پاس اس دشمن کے مقابلہ کیلیے کچھ بھی نہ تھا - ماسوا جس کو بڑے بڑے مصلح تمام عمر زندہ رهکر نہ کرسکے ' اُسے اس هفدہ سالہ جمال آتشیں نے خود اپنے جسم نو شگفتہ کو جلاکر ایک لمحے کے اندر پورا کردیا ! !

آہ ! دنیا کی گمراهیوں اور بدیوں سے لڑنے والو ! اس میدان کا ایک هی اسلحہ قربانی هے' اور اسی سے تمہارا هاتھہ خالی هے - آؤ کہ اس درسگاہ تعالی و خود فروشی کا نمبر ایک هفدہ سالہ حسن صداقت سبق دے !

* * *

اُسکو معلوم هوا کہ میرے ماں باپ کسی اونچی جگہ مدی شادی کی فکر میں هیں مگر اسکے لیے ضرور هے کہ انکے پاس زندہ رهنے کیلیے جو کچھہ هے ' اُسے قربان کردیں - انکے پاس رهنے کا ایک مکان اور کچھہ زمین تھی - کوشش کی کہ اسکو گرو رکھکر روپیہ حاصل کریں ' مگر اسکی بھی اچھی قیمت کسی نے نہ لگائی - یہ حالت دیکھکر اُس نے اپنی نسبت ایک مخفی فیصلہ کرلیا - اُسنے اپنے دل سے پوچھا کہ اگر ماں باپ میری خاطر فقیر و محتاج هو جانے کیلیے طیار هیں ' تو کیا میں اپنی تمام قوم کو اس بدترین رسم سے بچانے کیلیے کچھہ نہیں کرسکتی ؟

اسکے سامنے زندگی کی دلفریبی تھی اور شباب و جوانی کی قدرتی آرزوؤں کا عزم شکن چہرہ ' مگر اسنے اِن دونوں کے خلاف فیصلہ کیا ' اور عورت ' نازک اور ضعیف عورت ' خاموش اور ایک پنسے کے گرجانے سے ڈر جانے والی عورت ' غرضکہ عورت کے دل کا فیصلہ ایک ایسی عظیم الشان طاقت هے ' جسکو سمندروں کی قہار موجیں ' پہاڑوں کی عریض و طویل چٹانیں ' زمین کے خارا شگاف زلزلے ' اور بادشاهتوں کی فوجوں کے حملے بھی نہیں توڑ سکتے - اُسکا دل دنیا کا ایک طلسم مخفی هے جسکے بھید آجتک نا معلوم هیں !

* * *

بالآخر ایک دن صبح کو اسکی خوابگاہ کا دروازہ کھلا تو اسنو هیلتا کی متفکر مسکراهٹ کی جگہ اسکے جسم نو شباب کے جلے هوے اعضا اور جسم سوختہ کا غبار خاکستر اپنے چہرۂ سکوت سے انسان کی خود پرستیوں پر هنس رها تھا - اسکے بستر پر ایک تازہ لکھا هوا خط نظر آیا جسکی سیاهی خشک هوچکی تھی تاکہ اپنے هر لفظ سے سیلاب هاے اشک جاری کراے :

" میرے پیارے باپ ! میں گوارا نہیں کرسکتی کہ آپ مجھے زندگی کا عیش دینے کیلیے خود فقیر اور بیکس هوجائیں - آپنے مجھے کس محبت سے پالا اور پرورش کیا ؟ اب میں کیونکر گوارا کروں کہ آپ مجھہ پر قربان هوجائیں ؟ بہتر هے کہ میں خود هی جلکر قربان هوجاؤں -

میں اس بدترین رسم پر اپنے تئیں قربان کررهی هوں جس نے هزاروں گھروں اور خاندانوں کو هلاک کردیا هے - یہ آگ کا شعلہ جو میرے جسم سے اُٹھیگا ' اگر خدانے چاها تو تمام هندوستان میں بھڑک اُٹھیگا ' اور اس رسم کو بالآخر جلاکر چھوڑیگا ' جو غریب لڑکیوں کو اپنے شوهروں سے ملنے نہیں دیتی "

اطلاع

علی گڈہ کالج میں جو افسوس ناک واقعہ بدقسمتی سے نادہ سنی طلبا کے اختلاف کا پیش آگیا تھا اوسکی نسبت صدق دل سے کوشش هوگئی کہ معاملہ خوش اسلوبی سے طے هوجاے اور جو نکایت شدہ طالبا کو پیدا هوگئی تھی اوسکی تلافی خوبی سے هوجاے چنانچہ امید هے کہ اسی هفتہ میں جو مفصل کیفیت بغرض اطلاع پبلک کالج گزٹ میں شائع کیجائیگی اوس سے انشاء اللہ تعالی پورا اطمینان حاصل هوجائیگا - اور نیز آیندہ کی بابت اس قسم کے امور کے پیش آنیکا انسداد هوجائیگا -

(دستخط) مدثر سید حسن بلگرامی (دستخط) محمد اسحاق خاں
چیر مین جلسہ ڈسپلن کالج آنریری سکرٹری ڈسپلن کالج

ترجمۂ اردو تفسیر کبیر

جسکی نصف قیمت اعانۂ مہاجرین عثمانیہ میں شامل کی جائیگی - قیمت حصہ اول ۲ - روپیہ - ادارۂ الهلال سے طلب کیجیے

آثار عتیقہ

بعلبک کے سب سے بڑے اشوري مندر کا بقیہ

بـعلبـــک

تاریخ قـدیم اور تمدن اسـلامي کا ایک صفحہ

(۱)

درآبہ دجلہ و فرات میں جرمني کے مشن کي کوششوں سے جو آثار قدیمہ روشني میں آئے ہیں ان میں آثار بعلبک بھي ہیں - ان آثار کے حالات امریکہ کے مشہور ہفتہ وار علمي رسالے "سائنٹفک" نے شائع کیے ہیں -

بعلبک اسدرجـہ معروف و مشہور مقام نہیں کہ بغیر تمہید یہ داستـان شـروع کردي جائے ' اسلیے ہم نہایت اختصار کے ساتھہ بعلبک کو قارئین کرام سے پہلے روشناس کرائیں گے -

* * *

دمشق سے ساحل کي طرف ۱۲ فرسخ پر ایک قدیم و پر اسرار خطہ واقع ہے - یہ بعلبک کي رونق رفتـہ کا آخـري نقش قدم ہے اور اُس کی عظمت و پر اسراري کا راز اسکي قدامت اور عظیم الشان عمارتوں میں مضمر ہے -

وجہ تسمیہ کے متعلق عربي جغرافیہ نویسوں نے متعدد اقوال نقل کیے ہیں اور اشتقاق و تحلیل اجزاء میں معدي آفریدیونکي خوب داد دي ہے ' مگر ہم انکے نقل کرنے میں وقت ضائع کرنا نہیں چاہتے - بہر حال اسقدر یقیني ہے کہ اس نام کا جزو اول یعني "بعل" ایک بت کا نام تھا جسکي پرستش اہل بابل کیا کرتے تھے ' اور یہ گو یقیني نہیں مگر اغلب ہے کہ اس شہر کا نام اسي بت کے نام پر رکھا گیا ہو -

یہاں اشوري (اسیریں) رہتے تھے ' جو سلسلۂ تمدن عالم کا ایک ممتاز حلقہ اور اپنے خصائص و خصوصیات کے لحاظ سے ایک جدا گانہ تاریخي حیثیت رکھتے ہیں - اشـوري بت پرسـت تھے ' اسلیے

یہ بڑا مندر تھا - مسیحي عہد میں گرجا بنا ' پھر عہد اسلامي میں مسجد

بعلبـک کی وہ عمارتیں جو اسکي عظمت و اعجوبـگي کي افسانہ طراز ہیں ' زیادہ تر مندر اور مختلف قسم کي عبادت گاہیں ہیں -

عیسائیت کی مقہوري و مستوري کا دور جب ختم ہو گیا اور ظہور و استیلاء کا عہد شروع ہوا ' تو اس نے دوسرے بت پرست ملکوں کی طرح بعلبک کو بھي اپنے زیر نگیں کرلیا اور بت پرستي کو مٹا کے خود اُسکی جگہ لیلي ' اگرچہ وہ خود بھي بت پرستي کا ایک غیر مکمل طریقہ تھا -

بعلبک پر عیسائیت برابر حکمراں رہی ' یہاں تـک کہ چھٹي صدي عیسوي کا انقلاب عالم ظہور میں آیا - حضرت عمر رضي اللہ عنہ کے عہد میں اسلامی فتوحات کا سیلاب ہر چہار طرف بڑھرہا تھا - شام کی طرف جو جماعت گئي تھي ' اسکے سپہ سالار حضرت ابو عبیدہ جراح تھے - حضـرت ابو عبـیدہ نے سنہ ۱۴ ھ میں دمشق فتح کیا - اسکے بعد سنہ ۱۵ میں آگے بڑھے اور حمص ' حماۃ ' شیزر وغیرہ سے فراغت کرتے ہوے بعلبـک تـک پہنچے - اہل بعلبـک نے صلح کی درخواست کي - آپ نے ان سے اس شرط پر صلح کي کہ انکا مذہب ' مال ' اور جان ' سب محفوظ رہینگے - ربیع الآخر سے جمادي الاولی تـک کي مدت مقرر کي اور حکم دیا کہ جو شخص اس عرصہ میں شہر سے چلا جائیگا اس سے انقضاے مدت کے بعد جزیہ لیا جائیگا -

یہ ہیں مختصر حالات بعلبک کے - تفصیل کے لیے بلا ذري ' ابن جریر ' یا قوت حموي وغیرہ مطولات قوم دیکھنا چاہئیں -

* * *

بعلبک کے کھنڈر منجملہ ان آثـار کے ہیں جـو دنیـا کي عظیم الشان قوموں کے مٹنے کے بعد انکي گذشتہ عظمت و شوکت کی داد گار میں باقي رہگئے ہیں اور خاموشي کي زبان میں آنے والي نسلوں کو عبرت و بصیرت کا درس دیر سے دیں ! !

اسمیں ذرا شک نہیں کہ بعلبک ایـک عظیم الشان اور نہ صرف عظیم الشان بلکہ پر اسرار و طلسم زار شہر تھا - اسکے کھنڈر گو

اب عہد ماضي کے چند مٹے ہوے نشانوں سے زیادہ نہیں' مگر تاہم اُنسے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ بعلبک جب تھا تو کیا تھا اور کیسا تھا ؟

خصوصاً اس زمانے کا فن سنگ تراشي ایک عجیب صنعت ہے - آج اسکے جو نمونے دستیاب ہوے ہیں وہ اہل نظر میں مشہور ہیں' اور سچ یہ ہے کہ وہ اپني صفائي اور نزاکت کے لحاظ سے اس شہرت کے پورے مستحق ہیں -

بعلبک کے آثار کا کسیقدر تفصیلي ذکر بیجا نہ ہوگا - یہ محض افسانۂ کہن کا اعادہ نہیں ہے بلکہ ان حالات کا تذکرہ ہے جو ڈاکٹر شیبیم اور پروفیسر یشٹئین کي کوششوں سے روشنی میں آئے ہیں اور جن سے عہد گذشتہ کے بہت سے اسرار و حوادث آشکارا ہوتے ہیں -

اگر کام کرنے والوں کي تعریف بیجا نہیں تو ہم کہسکتے ہیں کہ ان علماے آثار نے دنیا کے ایک عظیم الشان اور پر اسرار شہر کي وہ خدمت انجام دي ہے' جو میرڈ نے بابل اور نینوا کي اور تلیمین نے ٹوري کیلیے کي تھی - مگر اسکے ساتھہ ہي یہ بھي ظاہر کردینا چاہیے کہ یہ تمام خالص علمی کوششیں غیر علمي اغراض و مصالح کي آمیزش سے پاک نہیں ہیں ' اور جہاں برلن کے عجائبخانہ کی گیلریاں قدیم سنگ تراشي کے بہترین نمونوں سے اراستہ ہو رہي ہیں' وہاں میسو پوٹیمیا میں جرمني کے نفوذ و اثر سیاسی کي بنیاد بھي تیار ہو رہي ہے !

* * *

ارض بابل کے یہ عجیب و غریب آثار جس جگہہ ملے ہیں وہ خود شہر بعلبک نہیں بلکہ ایک وادي ہے جو شہر سے جنوب کي طرف تھوڑے سے فاصلہ پر واقع ہے - یہ وادي سطح آب سے قریباً سو قدم بلند اور نہایت خوشنما مگر تنگ ہے - اسکا نام وادي لتیانا ہے - خود شہر بعلبک دمشق و بیروت لائن سے شمال کي طرف دس میل کے فاصلہ پر واقع ہے - جو لوگ ان آثار کو دیکھنا چاہتےہیں انکو بیروت سے المقلہ تک ریل پر اور المقلہ سے آثار تک گاڑي پر جانا پڑتا ہے - گاڑي میں ایک اور کبھي دو گھنٹے صرف ہوتے ہیں -

یہاں کے قدیم بت پرست شوري بال (Bal) ' ہیلیاس (Helios) اور جوپیٹر (Jupiter عطارد) کي عبادت کیا کرتے تھے - جب عیسائیوں نے یہ ملک زیر نگیں کیے تو انہوں نے اس سر زمین کے ایک مشہور مندر کو درگاہ بنا کے اسمیں خود بھی خداے جیہوواہ (Jehovah) کی پرستش شروع کردي ' مگر بالاخر یہ عیسائي مسلمانوں کے ہاتھہ سے نکالے گئے' اور یہ مندر جو درگاہ بنایا گیا تھا ' مسلمانوں نے اسے درگاہ سے ایک قلعہ بنادیا -

یہاں کي غاروں سے جو کتبے نکلے ہیں ' گو ان سے بعلبک کی تاریخ پر روشني پڑتي ہے' مگر سچ یہ ہے کہ اس قدیم شہر کے متعلق ہماري معلومات نہایت محدود ہیں - اسکي وجہ یہ ہے کہ اولاً تو یہ شہر خود اسقدر قدیم ہے کہ قدرتاً اسکي تاریخ قدامت کي تاریکي میں گم ہے - ثانیاً وہ عرصہ تک غیر معلوم رہا' اسلیے با ایں ہمہ قدامت جسقدر حالات کا علم ممکن تھا وہ بھي معلوم نہ ہوسکے - چنانچہ یونانی اور رومي مصنف جنہوں نے قدیم دنیا کے اکثر حالات لکھے ہیں ' انکا بعلبک کے متعلق بالکل خاموش ہیں -

قدیم مصنفوں میں صرف جان آف انتیاچ (John of Antioch) ایک شخص ہے جس نے بعلبک کا ذکر کیا ہے - لیکن اس نے جو حالات لکھے ہیں بیشتر حصہ صحیح نہیں -

جان ان کھنڈروں کو الیارس انٹونیاس پیاس (Antonius Pius) کی طرف منسوب کرتا ہے' اور کہتا ہے کہ اس نے فینیقیا (Phœnicia) میں لبینس (Libanus) کے قریب ' ہیلیوپولس (Helipolis) میں یہ عظیم الشان مندر بنایا تھا اور دوسري صدي عیسوي کے آغاز تک دنیا کے عجائب و غرائب میں شمار کیا جاتا تھا - لیکن بعلبک کے متعلق جو دوسرے ذرائع معلومات ہیں اُن سے اسکي تکذیب ہوتی ہے -

کتبوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رومیوں نے مسیح کے بعد پہلي صدي میں یہ مندر بنانا شروع کیا تھا - اسکي تائید میچ الوف (Miche Alouf) کي تحریر سے بھي ہوتي ہے جو خود بعلبک کا رہنے والا تھا' اور جس نے اُن تمام تحریروں کے مطالعہ میں بڑا وقت صرف کیا ہے جنکا تعلق اسکے وطن کي تاریخ سے تھا -

بیشک مشرقي مصنفوں نے بعلبک کا ذکر کیا ہے مگر انکی تمامتر تحریروں کا آغاز اسوقت سے ہوتا ہے جب کہ عربوں نے اسپر فوج کشي کي تھی - اسلیے ان تحریروں سے بھي بعلبک کي قدیم تاریخ پر روشني نہیں پڑتي -

علامۂ بلاذري ' طبري ' ابو حنیفہ دینوري ' یعقوبي ' یہ تمام مشہور مورخین عرب بعلبک کا ذکر کرتے ہیں مگر اسکے تفصیلی حالات سے خاموش ہیں - معجم البلدان حموي ایک بہترین اور جامع و مفصل کتاب ہے مگر قدیمي حالات اُس نے بھي نہیں لکھے - متاخرین میں قزوینی نے کسی قدر اشارے کیے ہیں مگر وہ ناتمام ہیں - ہم نے اسی غرض سے ان تمام کتابوں پر نظر ڈالي ہے -

* * *

بعلبک ایک بہت بڑا تجارتی شہر تھا - اسکی تجارتي اہمیت کا اندازہ اس واقعہ سے ہوسکتا ہے کہ سقوط دمشق کے بعد جب مسلمانوں نے اس کا محاصرہ کیا' تو انہوں نے ایک قافلے کو گرفتار کیا جسکے پاس ریشم ' شکر ' اور دیگر سامانوں کي دو سو گٹھریاں تھیں -

شہر کے قلعہ میں دو ہزار اونس سونا ' چار ہزار اونس چاندي ' دو ہزار حلہ ہاے حریر ' اور مدافعین کے پاس جس قدر اسلحہ تھا' انکے علاوہ دو ہزار تلواریں بھی دي گئی تھیں !

اس سے آپ اندازہ کرسکتے ہیں کہ یہ شہر کسقدر دولتمند تھا ؟ بہت سے سیاحوں اور شکایت ہے کہ بعلبک کے آثار انہیں کچھہ عجب پریشان کن اور مغالطہ انگیز معلوم ہوے' مگر اسکي وجہ یہ ہے کہ انہوں نے ان کھنڈروں کو صرف دور سے دیکھا - اگر وہ خود ان میں آگے بڑھے ہوتے' اور ضخیم ستونوں ' حاشیہ پر عدیم المثل پچکاري والے سنگ مرمر کے دروازوں ' کھڑکیوں اور کانوں وغیرہ کو دیکھتے تو پریشان کن اور مغالطہ انگیز کے بدلے انکی زبان پر حیرت انگیز و انہماک طلب الفاظ ہوتے ! (البقیہ تتلی)

ضرورت

مدرسہ عالیہ عربیہ عثمانیہ اجمیر شریف کو ایک ایسے قابل سفیر کي ضرورت ہے جو مدرسہ کے مقاصد کی اشاعت عموماً تمام اہل اسلام و عقیدتمندان آستانہ عالیمقام میں اور خصوصاً رؤساء و والیان ملک کي بارگاہوں تک بذریعہ وعظ و تقریر و حسن تدبیر کر سکے -

امانت و دیانت ' مستعدي و دلسوزي سے اس خدمت کو دیني خدمت تصور کرکے انجام دے - چونکہ ابتداء ماہ اپریل سے یہ انتظام جاري کیا جائیگا لہذا جو صاحب درخواست کرنا چاہیں وہ اختتام ماہ مارچ تک معہ نقول سارٹیفکٹ با تصدیق معززین بنام نیاز مند روانہ فرمالیں -

تنخواہ نیس روپیہ سے پچاس روپیہ تک رکھي گئي ہے - درخواست میں اسکي تشریح ضرور ہوني چاہیے کہ اس تنخواہ تک کام کر سکینگے فقط -

المعـــــلن

نیاز مند سید نثار احمد عفا اللہ عنہ معتمد مدرسہ عالیہ عربیہ معینیہ عثمانیہ مدرس درگاہ معلی اجمیر شریف

مذاہب علمیہ

راہ اکتشاف و علم پرستی میں ایک سر فروشانہ اقدام

(۲)

(ساز و سامان)

خوش قسمتی سے اس مہم کو علم سے بعض ایسی اعانتیں ملیںگی جو اس سے پہلے کسی مہم کو نہیں ملی تھیں - فن پرواز میں زیادہ تر ترقی ۱۳-۱۲ سنہ میں ہوئی - اس ترقی کے بعد یہ سب سے پہلی مہم ہے جو روانہ ہو رہی ہے - اسلیے قدرتاً ان ترقیوں سے فائدہ اٹھانیکا موقع انکو حاصل ہے جن سے اسکی پیشرو مہمیں محروم تھیں -

برف پر چلنے والی گاڑیاں اسکات کی مہم کے ساتھ بھی تھیں مگر انکو ٹٹو کھینچتے تھے - صرف ان تکلیفوں کی وجہ سے اسکات کی مہم کو جو دقتیں پیش آئی ہیں انکی تفصیل آپ الہلال کی جلد اول میں پڑھچکے ہونگے - اس مہم کے ہمراہ جو برفستانی گاڑیاں ہونگی انمیں ایرو پلین (طیارہ) کا آگے بڑھانے والا آلہ ' اسکے انجن ' اور خود ایروپلین بھی ہوگا - اسطرح یہ گاڑیاں برف پر پھسل کر چلیں گی -

اس طرح کی گاڑیاں سر شیکلٹن کی ایجاد نہیں ہیں بلکہ ایک اور تجربہ کی ترقی یافتہ شکل ہیں - حال میں بارکش نشینوں کے ایرو پلین سے چلانے کا تجربہ کیا گیا تھا - سر شیکلٹن نے اسی تجربہ کو ترقی دیکے یہ گاڑیاں ایجاد کیں جنکا نام انھوں نے ایروپلین ٹیکسی (Aeroplane Taxi) رکھا ہے -

سر شیکلٹن کی " ایرو پلین ٹیکسی " گاڑیاں معمولی ہونگی گو انکا قد معمولی برفستانی گاڑیوں سے کسیقدر بڑا ہوگا - ان گاڑیوں پر ایک ایروپلین انجن ہوگا اور ایک ایروپلین پروپیلر (یعنی وہ آلہ جو آگے بڑھاتا ہے) - انکا خیال ہے کہ یہ گاڑیاں فی گھنٹہ پانچ سے چھہ میل تک کے حساب سے ۲ ہزار پونڈ وزن لیجاسکتی ہیں -

یہ تجویز ہے کہ دو گاڑیاں بنائی جائیں اور نہایت سخت سردی کے ایام میں سائبیریا یا شمالی واطسی کینادا میں انکا اچھی طرح تجربہ کیا جائے -

(تلغراف لاسلکی)

موجودہ علمی ایجادوں نے جو عظیم الشان فوائد ارباب جستجو کو پہنچائے ہیں انکی ایک اور مثال یہ تلغراف لاسلکی یعنی بے تار کی خبر رسانی ہے - اس لاسلکی کے استعمال میں سر شیکلٹن منفرد نہیں ہیں - ڈاکٹر مارس ان سے پہلے اپنی مہم میں اسے استعمال کر چکے ہیں - جس لاسلکی کو سر شیکلٹن استعمال کرنا چاہتے ہیں اسکا صف قطر تقریباً ۵ سو میل کا ہے - یہ جہاز پر استعمال نہیں کیا جائیگا بلکہ جب برفستانی گاڑیوں کی جماعت کو باہم یا اپنے مرکز سے گفتگو کرنے کی ضرورت ہوگی تو اسوقت استعمال کیا جائیگا -

جہاز میں قطب نما کی وہ ترقی یافتہ قسم ہوگی جسکو Gyroscope Campass کہتے ہیں - جرمنی میں اسکے رواج کی یہ حالت ہے کہ اسکے بیڑے کا کوئی جنگی جہاز اس سے خالی نہیں ہوتا - اس ترقی یافتہ قطب نما کی مدد سے تمام چیزوں کی بالکل صحیح قدر و قیمت معمولی مشاہدات سے بے نیاز ہو کے حاصل ہوسکتی ہے - اسکا اصلی جوہر کمال اس واقعہ میں پوشیدہ ہے کہ یہ قطب نما مقناطیسی کشش سے متاثر نہیں ہوتا - حالانکہ یہ اچھی طرح معلوم ہے کہ قطب مقناطیس کے جوار میں معمولی قطب نما بہت ہی سست کام دیتے ہیں -

(کتوں کا غول)

جن لوگوں نے امنڈسن کے لرزہ انداز حالات سفر پڑھے ہیں وہ جانتے ہیں کہ اس خطے میں کتے کسقدر کار آمد ثابت ہوتے ہیں - چنانچہ امنڈسن اور اسکے ہمراہی برفستانی کھڑاؤں پر کھڑے تھے اور یہ کتے انکو کھینچتے تھے - انکی شرح رفتار اسقدر زیادہ بیان کی گئی ہے کہ آپ بمشکل اسے باور کرینگے - بہرحال جسطرح امنڈسن کی مہم میں کتے کام کرتے تھے ' اسیطرح سر شیکلٹن کی اس مہم میں بھی کتے پوری طرح کام کرینگے - یہ کتے تربیت یافتہ ہیں - انکی تعداد ۱۲۰ ہے - ان کتوں کی کارگزاری کا مفصل پروگرام بنا لیا گیا ہے -

(محکمہ رسد رسانی)

لوگوں کو بہت سے ابتدائی انتظامات ترتیب دیے جا رہے ہیں مگر ان میں سب سے زیادہ توجہ رسد کے انتظام کیلیے کی جارہی ہے ' کیونکہ گذشتہ تجربوں نے بتا دیا ہے کہ بہت سے مہموں کی ہلاکت یا ناکامی کا اصلی سبب یہی تھا کہ انہوں نے رسد کا انتظام عمدہ اصول پر نہیں کیا تھا -

علم کیمیاء غذا کا باقاعدہ مطالعہ کیا جا رہا ہے - ڈاکٹر ڈیڈ پرچ دنیا کی ایک بہت بڑی تجربہ گاہ کیمیاوی کے ڈائرکٹر ہیں - غذا کے انتخاب وغیرہ کے کیمیاوی مسائل میں انکا مشورہ حاصل کرلیا گیا ہے - سر شیکلٹن کو اپنے سنہ ۹ و ۱۹۰۷ کے تجارب کی بناء پر یہ اُمید نہی کہ اس باب میں بہت کچھہ ترقی ہوگی - وہ اس کا بھی انتظام کر رہے ہیں کہ مہم میں جتنے اشخاص ہوں سب پکانا جانتے ہوں -

ساز و سامان کے انتخاب و انتظامات میں سر شیکلٹن کو لندن کے مسٹر ولیم ڈیڈ رچ سے بہت مدد ملی ہے - خود سر شیکلٹن کو انتظام میں بے مثل تجربہ ہے - کیونکہ انہوں نے سنہ ۱۹۰۱ کی قومی مہم انٹرائک کے لیے دو جہازوں کو ' سنہ ۱۹۰۴ ع کی مہم ارجدائن کو ' اور خود اپنی کو سازوسامان سے آراستہ کیا - اسکے علاوہ انہوں نے میکمان اور اسپیغن کی مہموں اور سنہ ۱۲ - ۱۹۱۰ کی آسٹروی مہم کی تیاری میں بھی ایک مددگار و معین کے اعتبار سے ممتاز شہرت حاصل کی ہے -

(سرمایہ)

ایسے عظیم الشان کاموں کے لیے سب سے بڑا سوال سرمایہ کا ہوتا ہے - پہلی مہم سر شیکلٹن اپنے صرف سے لیگئے تھے جسکی وجہ سے وہ بہت زیادہ قرض دار ہوگئے - کم سے کم تخمینہ ۵۰ ہزار پونڈ کیا گیا ہے ' اور ایک شخص نے اسقدر رقم دینے کا وعدہ بھی کرلیا ہے - یعنی ساڑھے سات لاکھہ روپیہ کا انتظام کیا ہے - لیکن کافی طور پر ساز و سامان کے لیے ۴۰ بلکہ ۴۷ ہزار روپیہ کی اور بھی ضرورت ہوگی - چندہ کے لیے ابھی پبلک سے اپیل نہیں کی گئی ہے لیکن اگر کوئی شخص بھیجدیتا ہے تو شکریہ کے ساتھہ قبول کر لیا جاتا ہے -

تاریـــخ تکمیـــل علـــم الارقـــام

خلاصۂ مضمون پروفیسر ایڈ مڈ ڈرفر شکاگو یونیورسٹی امریکا

انسان پر علم کے جو بے انتہا احسانات ہیں اونمیں ایک عظیم الشان احسان یہ بھی ہے کہ موہبت و توفیق الہی نے اوسکو علم الارقام یا علم الاعداد و شمار کا مہم عنایت کیا - دنیا کی کوئی چیز ایسی نہیں جو عدد و شمار سے خالی ہو - کیا دنیا کی آبادیاں' دنیا کی اقلیمیں' دنیا کی دولت ' ان میں کوئی چیز بھی ایسی ہے جسکا اظہار بغیر عدد و شمار کیا جاسکے ؟ اس عظیم الشان تجربۂ انسانی کی اگر حقیقی عظمت و منزلت کا تصور کرنا چاہتے ہو تو ایک لحظہ کے لیے فرض کرلو کہ یہ علم اوراق عالم سے محو ہوگیا -

اگر ایسا ہوا تو پھر کیا ہوگا ؟ غریب اپنے مزدوری کے پیسوں کا ' امرا اپنے روپیوں کا ' کمپنیاں اپنے سامان کا ' بنکر اپنے لین دین کا ' جنرل اپنے سپاہیوں کا ' اور حکومتیں اپنی مالیات کا حساب بھول جائینگی - دنیا میں کوئی ہستی ایسی نہوگی جو اشیاے مملوکہ کا صحیح علم محفوظ رکھہ سکیگی !!

اگر دنیا کی تاریخ کا وہ دن عجیب ہوگا جسمیں اظہار ما فی الضمیر کیلیے پہلا موضوع لفظ اوسکی زبان سے نکلا ہوگا ' تو اوسکا دوسرا عجیب دن وہ ہوگا جب اشیاے عالم کی تعداد و مقدار کیلیے وہ کوئی اصطلاح وضع کرسکا -

یہ اصطلاحات و علامات جن سے موجودات عالم کی تعداد و مقدار ظاہر ہو سکتی ہے' کیونکر پیدا ہوے ؟ بتدریج انمیں کیونکر ترقی ہوئی ؟ یہ موجودہ سہل طریقہ اعداد و ارقام کیونکر مدون ہوا ؟ اس مضمون میں انہی سوالات کو حل کیا گیا ہے -

* * *

بچہ جب آنکھہ کھولکر ایک شے سے دوسری شے کا امتیاز شروع کرتا ہے' اوسیوقت سے وہ در حقیقت اعداد کا بھی استعمال شروع کردیتا ہے' اور سمجھتا ہے کہ ایک شے یہ ہے ' ایک یہ ہے ' اور ایک یہ ہے - اس بنا پر سب سے پہلی چیز جو سلسلۂ اعداد میں انسان کو ملی' وہ " ایک" ہے - آگے بڑھکر جب اوسنے ایک سے زائد اعداد کی ضرورت محسوس کی تو بجز اسکے اور کچھہ نہ کرسکا کہ ایک کو چند ایکائیوں کا مجموعہ سمجھے - مثلاً ۱ - ۱۱ ۱۱۱ ' اسی بنا پر آج تک وحشی اور غیر متمدن اقوام اعداد کثیر کو ہمیشہ اعداد صغار میں تحلیل و تقسیم کرکے سمجھتی ہیں - مثلاً وہ پانچ نہیں جانتی ہیں لیکن تین اور دو کا مجموعہ سمجھہ جاتی ہیں -

اس زمانہ میں بھی وحشت کا بقیہ اثر یہ موجود ہے کہ جاہل اشخاص سو کو پانچ بیس یا چار پچیس سے تعبیر کرتے ہیں -

لیکن حاجات انسانی نے جب اس سے بھی زیادہ ترقی کی تو ضرورت محسوس ہوئی کہ اظہار اعداد و شمار کیلیے انہی اصول ابتدائیہ پر اصطلاحات و اشارات وضع کرے ' لیکن اسکے لیے سب سے بڑی مشکل یہ تھی کہ " اعداد و شمار " کسی خاص انسان' حیوان ' یا اور اشیاء کیلیے مخصوص نہیں تھے بلکہ اونکا تعلق دنیا کی ایک ایک شے اور ایک ایک ذرہ سے تھا ' اسلیے وضع حروف و خطوط کا وہ اولین قاعدہ کہ ہر شے کے اظہار کے لیے اوسکی صورت و شکل کی رسم و تصویر بنا دیجاے' کافی نہ تھا ' اسلیے جسطرح اعداد کا تصور ایکائیوں کے مجموعہ سے ذہن نشیں ہوا تھا ' اسیطرح اونکے لیے وضع علامات و اشارات میں بھی انہی رموز و کنایات کی مطابقت اختیار کی گئی - ایک کے لیے ایک لکیر' دو کے لیے دو لکیریں' تین کیلیے تین لکیریں ' و قس علی ذلک -

لیکن چین اور ہندوستان نے کہ علم الاعداد کا گہوارۂ اولین ہیں' اسکے لیے مختلف طرق اختیار کیے - چین نے خطوط اعداد عرضی اختیار کیے مثلاً — ' = ' ≡ ' وغیرہ اور ہندوستان نے اور اسکے بعد رومان نے طولی خطوط' جو اب تک یورپ میں مستعمل ہیں' مثلاً I ' II ' III ' وغیرہ - لیکن ظاہر ہے کہ اعداد کبیرہ کے اظہار کے لیے یہ طریقہ کسقدر مشکل اور صعب تھا' مثلاً اگر ہم دس کا اظہار کرنا چاہتے تو دس خطوط اور پچاس کیلیے پچاس خطوط یکے بعد دیگرے لکھنے پڑتے ' اسیطرح ہم جسقدر عدد میں اضافہ کرتے اوسیقدر ہمکو خطوط میں بھی اضافہ کرنا پڑتا ' اسلیے اعداد کبیرہ کیلیے بعد کو خاص علامات کے وضع کرنے کی ضرورت ہوئی - چنانچہ اہل ہند نے چار کیلیے دو متقاطع خطوط کی علامت وضع کی ' جسمیں اسکے چار گوشے چار عددوں کیطرف اشارہ کر رہے ہیں اور جو رومن رسم الخط کے حرف اکس (X) سے مشابہ ہے -

عبرانی اور یونانی قوموں نے اعداد کیلیے بجاے مستقل علامات کے وضع کرنے کے حروف مفردہ سے جو پہلے وضع ہوچکے تھے' کام لیا - حرف اول سے ۱- حرف دوم سے ۲- حرف سوم سے ۳- کی طرف اشارہ کرتے تھے ' تا حرف دہم جو ۱۰ پر دلالت کرتا تھا - اسکے بعد یہ ترتیب حرف یازدہم ۲۰ ' حرف دوازدہم ۳۰ - و علی ہذا القیاس ہوجاتی' تا آنکہ اُنیسواں حرف ۱۰۰ پر ختم ہوجاتا تھا' اور بعد کا حرف سو سو عدد کا اضافہ کرکے اٹھائیسواں حرف ہزار پر ختم کردیتے تھے - حرف کی دہنی طرف ایک چھوٹا سا ضمہ (،) بنا دیتے تھے جو یہ ظاہر کرتا تھا کہ یہ حروف تہجی نہیں ہیں -

رومانیوں نے عبرانیوں اور یونانیوں کے بعد اعداد نویسی کا ایک اور طریقہ وضع کیا جو بعض حیثیتوں سے عبرانیوں اور یونانیوں کے طریق اعداد نویسی سے سہل تھا' یعنی خطوط طولی موافق قیمت اعداد قائم رکھتے IIII, III, II, I ' اور پھر اسی طرح نو تک ایک ایک خط کے اضافہ کے ساتھہ اعداد بڑھتے جاتے تھے - نو میں نو خطوط اسی طرح متصل ہوتے - دس میں نو خطوط طولی کھینچکر ایک عرضی خط سے اوسکو کاٹدیتے تھے -

اسکے بعد اونھوں نے ترقی کی - یہ خطوط صرف چار تک باقی رکھے اور پانچ اور دس کیلیے دو جدید علامتیں وضع کیں - پانچ کیلیے جو علامت بنائی وہ عربی کے سات (۷) کے مشابہ ہے' اور جسکی صورت یہ ہے (V) دس کی علامت دو منقاطع خط (X) قرار دیے اور اس طریقہ سے دس تک کے اعداد کامل ہوگئے - بیس کیلیے دس کی دو علامتیں ' تیس کیلیے تین ' چالیس کیلیے چار بنائیں ' اسکے بعد پچاس کی علامت حرف (L) ' سو کی حرف (C) ' پانچ سو کی حرف (D) ' اور ہزار کی حرف (M) وضع کی - درمیانی اعداد کا انہیں علامات کے اضافہ و حذف سے کام لیا -

* * *

اس عقدۂ علمی کے حل و کشایش کیلیے یہ مغرب کی کوششیں تھیں ' لیکن قدرت نے اسکے حل و کشایش کا حقیقی مجد و شرف مشرق کیلیے مقدر کردیا تھا - اہل بابل اس فن میں مہارت رکھتے تھے' چینیوں نے ایک خاص طریق کتابت عدد وضع کیا جو اونہیں تک محدود رہا اور اب تک اوسکا استعمال اونمیں شائع ہے - اسکے بعد اہل ہند نے اعداد و ارقام کی علامتیں مقرر کیں اور بتدریج اونکو ترقی دیتے رہے - یہاں تک کہ عربوں نے اس فن کو اہل

هند سے لیکر تمام دنیاے متمدن میں پھیلا دیا - اسي لیے عرب ان علامات اعداد کو " ارقام هندیه " اور اهـل یورپ " ارقام عـربیه " کہتے هیں -

ان ارقام عددي اهـل هند کا کوئي خـاص شخص موجد نہیں هے بلـکه صدیوں کي تدریجی ترقي اور سیکڑوں اشخاص کے طویل غور و فکر کے بعد کامیابي هوئی هے - اهل هند دسویں صدي کے قریب ایسے ارقام عددي لکھتے تھے جنـکا حال همیں کچھه معلوم نہیں لیکن بعد کے ارقام عددي سے وہ مختلف ضرور تھے - علماے آثار کو هندوستان میں ایک قدیم کتابه ملا هے جو تیسري صـدي قبل مسیح کا لکھا هوا هے - اسمیں جو ارقام عددي منقوش هیں' وہ بھی هندوستان کے مشہور ارقام عددي سے بالکل مختلف هیں - پرنا کے قریب نانا گھاٹ کے غار میں ایک دوسرا کتابه پایا گیا هے جو دوسري صدي قبل مسیح کا هے - اسمیں جو ارقام منقوش هیں ' وہ بھی مشہور ارقام کے مطابق نہیں هیں -

* * *

اب تک جو مختلف ارقام وضع کیے گئے تھے ' ان سب میں سب سے بڑي دقت اور کمي یه تھي که انمیں اعداد کي زیادت و نقص قیمت ' مراتب کتابت پر مبني نه تھي' بلکه هر ایک کے لیے ایک خاص علامت وضع کرني پڑتي تھي ' اسلیے نہایت کثیر علامات کي ضرورت هوتي تھی - آج همارے پاس صرف نو ارقام عددي هیں جن سے بتقدیم و تاخیر مراتب هم هر عدد کو لکھه سکتے هیں - اگر انکو مرتبهٔ اول (ایکائي) میں لکھیں تو ۲ - اگر اسیکو مرتبه ثانیه (دهائي) میں لکھیں تو ۲۰ ' اور اگر مرتبهٔ ثالثه (سیکڑا) میں لکھیں تو ۲۰۰ ' اور اگر مرتبه رابعه (هزار) میں لکھیں تو ۲۰۰۰ پڑھا جائیگا -

دیکھو ایک هي رقم بتقدیم و تاخیر مراتب کسطرح قیمت بدل دیتي هے ؟ لیکن ایام قدیم میں یه ممکن نه تھا ' اسلیے هر عدد کیلیے نئي علامت کی حاجت تھي - اس منزل کا سب سے پہلا قدم یہه تھا که عہد قدیم میں بابل ' چین ' اور هندوستان میں جدول عددي کا استعمال شروع هوا ' اور یہاں سے یونانیوں اور رومانیوں میں اسکي اشاعت هوئي ' پھر انکے ذریعه تمام یورپ میں پھیلا اور اواخر قرون وسطي تک باقي رها - چنانچه بیان کیا جاتا هے که انگلینڈ کے خزانهٔ شاهي کا خزینه دار بارهویں صدي عیسوي میں اسی طریق حساب سے مدد لیتا تھا ' اور اب تک اسکا استعمال روس میں باقي هے -

* * *

جدول عددي کا قاعده یه هے که دهائي ' سیکڑا ' هزار ' جس قیمت کے اعداد لکھنے هوں ' اونهي تعداد کے مطابق ایک جدول بنا لي جاے اور اوسمیں اعداد حسب مرتبه لکھدیے جائیں - مثلاً هماري جدول میں چار خانے هیں - اگر خانهٔ اول میں هم نے ۲ لکھے تو وہ ۲ هوگا - اوسکو اگر هم دوسرے خانه میں لکھدیں تو ۲۰ هوجائیگا ' تیسرے خانه میں اگر اوسکو جگه دیجاے تو ۲۰۰ هوگا ' اور اگر آخري خانه میں لکھا گیا تو ۲۰۰۰ سمجھا جائیگا - اس طریق کتابت سے یه مسئله پیدا هوگیا که کیونکر چند اعداد کے ذریعه اختلاف مراتب سے اختلاف قیمت پیدا کیا جاے ؟

هم نے اس تمثیل میں دس کو معیار ترقي عدد قرار دیا هے حالانکه هر زمانه میں اور هر قوم میں موجودہ متفقه طریق حساب یطرح دس معیار عدد نه تھا ' اسلیے اس جدول میں مرتبه کي بدیلي سے قیمت میں اوسیقدر اضافه هوگا ' جسقدر معیار عدد هوگا - مثـلاً اگر پانچ کو هم معیار قرار دیں تو دوسرے خانه میں جب هم کوئي عدد لکھینگے تو پہلے خانه سے صرف پنج گونه قیمت بڑھیگی -

تعین معیار عدد کي نسبت اقوام میں مختلف عادتیں جاري رهي هیں - اهل بابل کے هاں (۶۰) معیار عدد تھا - بعض افریقي قبائل کے نزدیک (۶) معیار عدد هے - شاید بعض اهالي جزیرهٔ نیو زیلینڈ میں اس غرض کیلیے (۱۱) کا عدد هے - یورپ میں درجن (Dozen) کا استعمـال عجب نہیں جـو اسي بات کیطـرف اشاره هو نه وهاں پہلے (۱۲) معیار عدد تھا - اس عقیده کي تحلیل که انسان نے زیاده تر (۱۰) هي کو کیوں معیار عدد قرار دیا ؟ اس سے بہتر نہیں هو سکتي که پہلے انگلیوں کے اشاره سے اعداد کا کام لیا جاتا تھا جسطرح ابتک لیا جاتا هے' اس بنا پر ۱۰ کا عدد جو دونوں هاتھوں کي انگلیوں کي مجموعي تعداد هے طبیعي طور پر معیار عدد قرار پایا - ۵ جو اوسکا نصف هے وہ صرف ایک هاتھه کي انگلیوں کي تعداد هے' اور ۲۰ جو ۱۰ کا دونا هے وہ دونوں هاتھه اور دونوں پاؤں کي انگلیوں کا مجموعه هے ' اور اسکے شواهد گذشته اقوام کي تاریخ میں مذکور هیں -

عرب کے ملک تدمر میں بیس بیس کر کے گنا جاتا تھا - سرباني قوم بھي قبل اسلام اسیطرح گنتي تھي' امریکا وسطي کے بعض قبائل اب تک ۲۰ کو عدد انتهائي قرار دیتے هیں - فرنچ زبان میں اب تک اس عہد کا بقیه اثر موجود هے - ۸ کیلیے اس زبان میں جو لفظ هے' وہ اون الفاظ سے مرکب هے جنکا مفهوم (چار بیس) هے -

یونانیوں نے ایک سے دس تـک کیلیے اور اسکے بعد ۲۰ - ۳۰ وغیرہ مرکب دهائیوں کیلیے خاص الفاظ وضع کیے تھے - انـکے علاوہ اور اعداد ترکیبي مثـلاً ۳۲' ۳۳ ' کو دهائیوں پر اعداد مفرده کے اضافه سے بذریعه عطف بناتے تھے' مثـلاً دو اور تیس ' تین اور تیس - رومانیوں کا بھي یهي طریقه هے - لیکن اهل هند نے اسپر قناعت نکي' اور سلسلهٔ اعداد کو اسقدر ترقي دي که هزار ' لاکھه ' کرور' اور ارب تک پہونچ گیا -

* * *

گر اب تـک " اعداد عشري " یعني اوس طریق عدد کو جسمیں دس معیار عدد هو' اس حد تـک ترقي هو چکي تھي ' لیکن طریق کتابت میں رموز و علامات عدد حد کمال تـک نہیں پہونچے تھے - " جدول عددي " کا جو طریقه رائج تھا' وہ گو اور طرق قدیمه سے سہل و آسان تھا ' تاهم انسان کي راحت پسندي اس سے سہل تر طریقه کي طالب تھي - جدول عددي کے ذریعه یه مشکل تو حل هو چکي تھی که صرف چند ارقام اعداد کے ذریعه بتقدیم و تاخیر مراتب' قیمت اعداد میں کیونـکر کمي و بیشي ممکن هے ' لیکن بڑي مشکل یه تھي که خالي مرتبه کیلیے ساده خانه چھوڑدینا پڑتا تھا ' مثلا اگر هم ۵۰۲ لکھنا چاهتے' تو خانهٔ اول میں ۲ ' خانهٔ دوم ساده ' اور خانهٔ سوم میں ۵ لکھنا پڑتا ' لیکن بعرض تسہیل و آساني اگر هم جدول سے سبکدوشي حاصل کرنا چاهیں تو بھي عدد یعني (۵۰۲) بالکل ۵۲ کے ساتھه ملتبس هو جاتا تھا - علماے هند قدیم نے اس دقت کو صرف ایک جنبش قلم سے رفع کردیا ' یعني صفر کا طریقه وضع کیا جو نہایت آساني سے خالي مرتبهٔ ساده کي جگه بنا دیا جاتا هے - اس سے پہلا التباس و اشتباه بالکل مرتفع هو گیا -

اصل سنسکرت زبان میں صفر کیلیے ' لفظ " سُنّا " هے جسکے معني " خالي " کے هیں - عربوں نے جب اس طریق کتابت عدد کو اهل هند سے لیا تو " سنا " کي جگهه اوسکے هم معني لفظ " صفر " کا استعمال کیا - عربوں کے ذریعه جب یہه طریقه

یورپ میں رائج ہوا تو " صفر " کو اپنی زبان میں بعینہ سائیفر Cipher بنا دیا جو اب تک مختلف صورتوں میں یورپ کی زبانوں میں مستعمل ہے ' لیکن عرب صفر کو بصورت نقطہ (۰) لکھتے ہیں اور اہل ہند و یورپ بصورت دائرہ (0) لکھتے ہیں - قدیم سے قدیم عہد جسمیں صفر بصورت دائرہ لکھا ہوا ملا ہے' سنہ ۷۶ - ۸ ع ہے '

* * *

یہہ ارقام عددی یورپ میں کیونکر اور کب پہونچے ؟ یہہ مسلم ہے کہ عربوں نے اہل ہند سے یہ ارقام اخذ کیے کیونکہ انکے ہاں ان ارقام کا نام " ارقام ہندیہ " ہے - نویں صدی مسیحی میں بغداد میں علماے ریاضی انہیں ارقام کا استعمال کرتے تھے - اندلس کے عربوں میں ارقام ہندیہ کے جو اشکال رائج تے ' وہ اشکال بغدادی سے کسیقدر مختلف تھے - انکا نام اندلس میں " ارقام الغبار " تھا - مسلمانوں نے ان ارقام کو اپنے تمام حدود اثر میں پھیلایا ' اور جہاں جہاں انکی حکومت یا تجارت پہونچی یہ ارقام انکے ساتھہ ساتھہ تھے -

* * *

بعض علماے یورپ کا دعوی ہے کہ عربوں سے پہلے جغربی یورپ میں ارقام رائج تھے اور اسکی دلیل علم ہندسہ کی ایک کتاب کا ایک قلمی نسخہ ہے جو چھٹی صدی عیسوی میں تصنیف ہوئی تھی - اس کتاب میں انہیں ارقام کا استعمال ہے - اگرچہ وہ تصنیف چھٹی صدی کی ہے لیکن چونکہ یہہ نسخہ گیارھویں صدی کا لکھا ہوا ہے اسلیے تحقیق یہہ ہے کہ ناقل نے قدیم ارقام کی جگہ ان ارقام کو جو اوسکے زمانہ میں شائع ہو چکے تھے ' لکھدیا ' تاہم اس نسخہ سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ عربوں سے اہل یورپ میں گیارھویں صدی سے پہلے ان ارقام کا رواج ہو چکا تھا -

پوپ سلوسٹر ثانی جب اندلس کے عربوں سے تحصیل علوم و فنون کے بعد یورپ واپس آیا تو اسنے اندلس کے ارقام غبار پر ایک مختصر رسالہ لکھا ' مگر اسمیں صفر کا ذکر نہیں ہے - بارھویں صدی میں یہ ارقام باختلاط ارقام یونانی و رومانی ' مختلف ممالک و طبقات یورپ میں بے قاعدہ طور پر پھیل رہے تھے کہ تیرھویں صدی کے اوائل میں اٹلی کے مشہور ریاضی داں لیونارڈو فیبوناٹشی نے سنہ ۱۲۰۲ میں علم حساب میں ایک کتاب لکھی جسمیں ارقام ہندیہ کی تشریح کی - لیونارڈو کے بعد جان سا کرو بوسکرو پیدا ہوا ' جسنے ارقام ہندیہ کے طریق استعمال کی لیونارڈو سے زیادہ تشریح و توضیح کی -

یوحنا پہلا شخص ہے جسنے ان ارقام کا نام " ارقام عربیہ " رکھا -

اوجر شاہ سسلی جسکے مسلمانوں سے بہت تعلقات تھے' اسکے عہد کے چند سکے برآمد ہوئے ہیں جن پر انہیں ارقام میں سنہ ۱۱۳۸ کی تاریخ ثبت ہے - بعض اور مقامات میں بھی چند اور سکے ملے ہیں جنمیں ایک اڈالین ہے اور اس پر سنہ ۱۲۹۰ منقوش ہے - ایک دوسرا فرنچ سکہ ہے جسپر ۱۴۸۵ کی تاریخ لکھی ہوئی ہے - جزیرہ برطانیہ میں بھی دو سکے پائے گئے ہیں' ایک اسکاٹ لینڈ کا ہے - اسکی تاریخ ۱۵۳۸ع ہے - دوسرا انگلینڈ کا ہے جسکی تاریخ ضرب ۱۵۵۱ ہے - ان تمام سکوں کے سنین انہی ارقام ہندیہ یا عربیہ میں منقوش ہیں - فرانس میں ایک قلمی کتاب سنہ ۱۲۷۵ع سے محفوظ ہے - اسمیں ان ارقام ہندیہ پر ایک مقالہ موجود ہے - جرمنی میں فیرونی کی دو لوحیں ملی ہیں ' جن میں اول پر سنہ ۱۳۷۱ اور دوسرے پر سنہ ۱۳۹۸ منقوش ہے -

(ملاحظات)

پروفیسر موصوف کے اس مضمون کے متعلق ہمکو چند باتیں کہنی ہیں :

(۱) حساب جمل جسکا پروفیسر موصوف نے تذکرہ کیا ہے' وہی چیز ہے جو مسلمانوں کے پاس بصورت حروف ابجد موجود ہے ' اور جسکو مسلمان علماے ریاضی نے درجات و دقائق و ثوانی کی تعیین میں ' اور علماے جغرافیہ نے طول و عرض بلاد کے ذکر میں استعمال دیا ہے ' اور پھر شعراے متاخرین اوس سے مادہ ہاے تاریخ نکالتے ہیں -

(۲) مسلمان ان ارقام کو ارقام ہندیہ ضرور کہتے ہیں لیکن تاریخ کی جہانتک شہادت ہے مسلمان اولاً ارقام کو الفاظ کی صورت میں لکھتے تھے - مثلاً ایک' دو ' چار - ابتداے فتوحات سے تا عہد عبد الملک تمام صوبوں کے حسابات خود ان صوبوں کے طریق ارقام کے موافق لکھے جاتے تھے - مصر کا حساب قبطی میں ' شام کا رومی میں ' عمان و ایران کا فارسی میں - عبد الملک کے عہد حکومت میں دفتر حساب ایک فارسی الاصل مسلمان صالح بن عبد الرحمن نے عربی میں منتقل کیا ' اسلیے قرین قیاس یہ ہے کہ ارقام ہندیہ عربی میں فارسی کی راہ سے آئے ہیں ' کیونکہ ہندوستان سے عربوں کا علمی تعلق عہد منصور عباسی سے شروع ہوتا ہے -

(۳) موجودہ مستعمل ارقام عربیہ موجودہ یورپین ارقام سے مختلف ہیں ' اسلیے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ موجودہ ارقام عربیہ مختلف زبانوں میں مختلف طریقوں سے لکھے جاتے تھے - وہ طریق ارقام عربیہ جو اہل یورپ میں پھیلا ' محض ابتدائی نقش ہے - ایک شاعر نے ان علامات و ارقام کو چند شعروں میں جمع کر دیا ہے جن سے مناسب و مشابہت ارقام عرب و ارقام یورپ ظاہر ہوگی :

الف و حاء ثم جیم بعده * عین و بعد العین مع ترسم
هاء و بعد الهاء شکل ظاهر * یبدو له لمخطاف اذ هو یرقم
صفران یامنها رقت صما معاً * والواو تاسعها بدلک تختم

اب ان دونوں علامات کا مقابلہ کرو :

(عربی قدیم)	ا	ح	ج	ع	ع	٥	٨	8	ر
(موجودہ عربی)	١	٢	٣	٤	٥	٦	٧	٧	٩
(یورپین)	1	2	3	4	5	6	7	8	9

(ملخص و مقتبس از المقتطف)

[اشتہار]

همـــزاد

لفظ همزاد کی حقیقت ' همزاد کے وجود پر مفصل بحث ' عمل همزاد کی تشریح اور اوس کا آسان طریقہ فن عمل خوانی پر تفصیلی گفتگو ' تاثیر عمل نہ ہونے کے اسباب ' اور اونکی اصلاح ' ایام سعد و نحس کا بیان ' دست غیب کے معنی ' دست غیب کا صحیح مفہوم ' مشکل کے حل کرنیوالے آسان اور مستند طریقے بزرگان دین نے جن طریقوں کی تعلیم فرمائی اونکا بیان - حب ' تفریق ' ملائی ' دشمن کے اعمال کی تشریح ' غرضکہ هندوستان میں یہہ سب سے پہلی کتاب ہے جس میں عملیات پر نہایت وضاحت کے ساتھہ عقلی و نقلی دلائل سے بحث کیگئی ہے ' اور سچے پکے - مستند - آسان عمل بیان کیے گئے ہیں - تین حصوں میں قیمت ہر سہ حصص مع محصول ۱۴ آنہ -

عرفان کی تجلی — حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری رح کے حالات میں تمثیل و مختصر تذکرہ قیمت ۴ آنہ -

حیات غوثیہ — حضرت غوث پاک کے صحیح اور مستند حالات قیمت ۲ آنہ -

دہلی کے شہزادوں کے دردناک حالات مع واقعات غدر وغیرہ صفحات ۲۵۰ قیمت ایک روپیہ -

ملنے کا پتہ کے - ایم - مقبول احمد نظامی سیوہارہ ضلع بجنور

ایـام هفتـــه کی حقیقت

اوقات کي سب سے بڑي مـدت سـال هے ' پھر سال کو هم مہینوں پر ' مہینوں کو دنوں پر ' اور دنوں کو گھنٹوں ' منٹوں ' اور سکنڈوں پر تقسیم کرتےهیں - دن کي تمام اقسام کي حقیقت ' آفتاب و ماهتاب کي حرکت سے اونکا تعلق ' اور حرکت کي مختلف مقداروں کي حیثیت سے اونکي مختلف تقسیمات ' یه تمام باتیں واضح اور ظاهر هیں -

لیکن هم مہینه میں چند غیر مساوي تقسیم هفتوں کی کیوں کردیتے هیں جو هر مہینه میں چند سات اور چند ایـام کي کسر کے ساتھه واقع هوتے هیں؟

حقیقت یه هے که جس طرح سال بارہ حصوں پر منقسم هے جن میں سے هر حصے کا نام مہینه هے ' اسي طرح مہینه بھي متعدد حصص متساوي پر منقسم تھا -

افریقه کے مختلف قبائل کے نزدیک ایام هفته کي تعداد مختلف هے - بعض قبائل میں تین تین دن کا هفته هوتا هے ' بعضوں کے یہاں چار چار دن کا اور بعضوں کے نزدیک پانچ دن کا - اس اختلاف کا اصلی سبب یه هے که اونکے هاں دیہاتوں میں اور خیموں کی آبادیوں میں مختلف عادات و رسوم قدیمه کي حیثیت سے هر تیسرے یا چوتھے یا پانچویں دن بازار لگتا هے ' اس بنا پر اونکے نزدیک هفته کا پہلا دن وهي هوتا هے جو بازار کا دن هوتا هے - کانگو میں مہینه همیشه ۲۸ دن کا هوتا هے ' اور ان ۲۸ ایام کو برابر حصوں پر تقسیم کرکے چار چار دن کا ایک هفته فرض کرتے هیں - باشندگان ابیو کا بھي اسی پر عمل هے -

شرقي افریقه کے بعض مقامات میں ایک مہینه کو دس دس دن کے تین هفتوں پر تقسیم کرتے هیں - اهل یونان بھي تیس دن کا ایک مہینه فرض کرکے دس دس دن کے تین هفتے کردیتے تھے - اهل جاوہ عربوں کے اختلاط سے پہلے مہینه کو ۶ هفتوں پر تقسیم کرتے تھے ' اور هر هفته کو پانچ پانچ دن پر -

لیکن ایک زمانۂ بعید سے اکثر دنیاے معلوم و متمدن میں هفته سات روز کا قـرار دیا گیا هے اور دراصلاً اسي پر عمل هے ' لیکن غور کرنا چاهیے که هفته کے سات دن کیوں مقرر کیے گئے ؟

تورات کے سفرتکوین سے ظاهر هوتا هے که حضرت موسی کے عہد میں هفته سات هی دن کا هوتا تھا - یہود نے کہاں سے یه سیکھا ؟ کلدانیوں سے جو قدیم اقوام میں سب سے پہلے ستارہ بین تھے -

انسان نے سب سے پہلے جب آسمان کي طرف نظر اُٹھائي تو اوسنے دیکھا که ایک ستارہ جسکو هم چاند کہتے هیں ' ایک وقت معین پر طلوع هوتا هے - رفته رفته ۱۴ روز میں وہ بڑھکر کامـل هوجاتا هے - اسکے بعد گھٹنا شروع هوتا هے اور ۲۸ دن کے بعد عموماً بالکل ڈوب جاتا هے - اس بنا پر اسنے مہینه کے چودہ چودہ دن کے دو ٹـکڑے کیے ' اور پھر ان دونوں کے بھي دو برابر ٹـکڑے کرڈالے اسطرح مہینه کے چار ٹـکڑے کرکے سـات سـات دن کے ایک ایک ٹـکڑے کا نام "هفته" رکھا -

کلدانیوں میں ان ایام هفته کے جو نام تھے ' وہ وهی نام هیں جو سیارات سبعه کے هیں - اس سے ظاهر هوتا هے که اونهوں نے هفتوں کے سات دنوں کا تعین سیارات سبعه کي مناسبت سے کیا تھا -

لیکن اس نظریه کے تسلیم کرنے سے ایک دوسري مشکل پیدا هوتي هے - اس سے لازم آتا هے که ایام هفـته کے ناموں کي ترتیب سات ستاروں کي ترتیب پر هوني چاهیے - حالانـکه ان دونوں کي ترتیب میں بہت فرق هے :

(۱) ترتیب سیارات سبعه : بعد زحل ' مشتري ' مریخ ' شمس ' زهره ' عطارد ' قمر -

(۲) ترتیب ایام سبعه : زحل ' شمس ' قمر ' مریخ ' عطارد ' مشتري ' زهره -

ایک مـدت تـک یـه اعـتراض نا قابل جواب رها ' لیکن اب اکتشاف آثار نے ایک کلداني کتابه کے ذریعه واضح کیا هے که کلداني دن کے هر گھنٹه کو ایک ایک سیاره کي طرف منسوب کرتے تھے اور هر دن کا وهي نام رکھتے تھے ' جو اوس دن کے پہلے گھنٹه کے سیاره کا هوتا تھا - اس نظام کو کپي کي بنا پر دن کے ۱ - ۸ - ۱۵ - ۲۲ - زحـل کے گھنٹے هونگے ' ۲ - ۹ - ۱۶ - مشتري کے ' ۳ - ۱۰ - ۱۷ - ۲۴ - مریخ کے ' اور ۴ - ۱۱ - ۱۸ اور دوسرے کا دن کا پہلا گھنٹه شمس کا - اسي طرح علی ترتیب الایام تیسرے دن کا پہلا گھنـٹه عطارد ' چھٹے دن کا پہلا گھنٹه مشتري ' اور ساتویں دن کا پہلا گھنٹه زهره هوگا -

اهل هند جو قدیم ستاره بیں اقوام میں داخل هیں ' اونکے هاں بھي ایام هفته کي تقسیم اسي اصول پر هے -

جن اشخاص کو قـدیم فن جوتش اور نجوم سے واقفیت هے وہ اُن نقشوں اور جدولوں پر نظر ڈالیں جو اب تک احکام سعد و نحس نجومي کے استخراج کیلیے لوگ استعمال کرتے هیں - ان میں هر دن کے چوبیس گھنٹوں کو مختلف تقسیموں سے مختلف ستاروں میں منقسم کردیا هے - یه تمام جدولیں اُسي قدیمي علم کواکب سے ماخوذ هیں جو مسیحی اقـوام سام کے ذریعه اسلام میں ترجمه هوکر شائع هوي تھیں -

ممالک عثمـــانیـه اور نصـــرانیت

یوناني اخبار نیواوکروس کے اڈیٹر نے اس موضوع پر ایک رساله لکھا هے که سلطنت عثمانیه میں نصرانی جماعتوں کو حقوق حاصل هیں - تمہیداً دیگر خلفاے اسلام کے عہود و حقوق کو بیان کیا هے ' جسمیں حضرت عمر کے اوس عہد کا بھي ذکر هے جو اونهوں نے فتح بیت المقدس کے وقت نصراني بطریق صفر دنیوس سے کیا تھا -

رساله میں تاریخي طور سے دکھایا گیا هے که ترکوں کا طرز عمل نصاری کے ساتھه همیشه اسقدر منصفانه رها هے ؟ منجمله اون واقعات متعدده کے جنکا صاحب رساله نے تذکره کیا هے ' عالی پاشا کي اوس رپورٹ کا بھي ایک فقره هے جو اوسنے سنه ۱۸۵۵ میں دول عظمی کے سامنے پیش کي تھي -

پٹر یارک (بطریق) کا عہده اون متعدد حقوق تمدني و دیني پر اسدرجه مشتمل هے که یه کہنا ممکن هے که تمدنی قوت کے علاوہ جسکي حکومت اسلامیه مالک هے ' نصاری کے تمام امور ' اونکے فیصلۂ مقدمات ' اونکے حالات کي نگراني وغیره اور انکے هر طرح کے معاملات خود نصاری هي کے هاتھه میں هیں - حکومت اسلامیه کو اون سے کوئي تعرض نهیں -

کاش مسلمانوں کو بھي حکومت نصرانیه کي تاریخ میں اس قسم کے فقروں کے لکھنے کا موقع ملتا !

مادی اور لا ادری

موجوده متعدد فلسفي فرقوں میں مادي اور لا ادري یه دو فرقے بھي هیں جنکا نام اکثر همارے مذهبی لٹریچر میں لیا گیا هے لیکن ان کی حقیقت سے عام طور پر ناظرین کو واقفیت نهیں هے -

مقالات

(۱) مادي وہ فرقہ ہے جو کہتا ہے کہ عالم میں صرف دو چیزیں ہیں : وجود مادہ مثلاً لکڑي ' پتھر ' لوہا - اور قوت مادہ ' مثلاً حرارت ' حرکت ' کہربائیت - یہ تمام قوتیں طول و عرض ' بیاض و سواد کیطرح مادہ کو عارض ہیں - بلکہ یہ قوتیں بھي خود مادہ کے مظاہر ہیں -

(۲) لا ادري کہتے ہیں کہ ہم مادہ اور قوت کے وجود کو جانتے ہیں لیکن یہ نہیں جانتے کہ قوت کو مادہ سے کس قسم کا تعلق ہے ؟ جو چیزیں ہمارے ادراک اور احساس میں نہیں آتي ہیں نہ تو ہم اونکو جانتے ہیں ' اور نہ ہم انکا انکار کرتے ہیں - ہم اپنے علم کي نفي کرتے ہیں ' لیکن اونکے وجود کي نفي نہیں کرتے -

امریکا کا مکتشف

اب تک بر اعظم امریکا کا مکتشف ارل کولمبس سمجھا جاتا تھا ' لیکن اب ولایات متحدہ میں چند پتھر ملے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ کولمبس سے سوا سو برس پہلے یہاں اہل سویڈن وارد ہوے تھے - اسکے بعد ایک دوسرا پتھر امریکا کے ایک مکانوں میں جسکا نام کنٹسن ہے ' اور جو صوبہ بنیسوٹا میں واقع ہے نکلا ' اس پر حسب ذیل عبارت لکھي ہوئي پائي گئي :

" ہم سویڈني اور ۲۲ اہل نارے اپنے ملک سے نیو اسکاٹلینڈ کي تلاش میں نکلے اور مغرب کیطرف چلے ' یہاں تک کہ پاني میں دو چٹانوں کے پاس اترے جو اس پتھر سے ایک دن کي مسافت پر واقع ہے - ہم دن بھر شکار کھیلتے رہے - واپسی میں ہم دس سرخ رنگ انسانوں سے ملے جو خون کي پوشاک پہنے تھے اور وہ مرچکے تھے - کنواري مریم ! مصیبت سے بچانا ! ہمارے ساتھ کے دس آدمي دریا میں ہیں جو کشتیوں کي اس جزیرہ سے ۱۴ دن کے فاصلہ پر حفاظت کر رہے ہیں - سنہ ۱۳۶۲"

ارتفـــاع سطـــح ارضی

سطح زمین کي بلندي و پستي اور ارسکا دوسري زمین کي پستي و بلندي سے باهمي مقابلہ سمندر کي سطح سے کیا جاتا ہے - دنیا کے تمام بر اعظم بلندي و ارتفاع سطح میں باهم برابر نہیں ہیں ' سمندر کي سطح سے بلند ترین ٹکڑہ ' بر اعظم ایشیا ہے ' اور سب سے پست حصہ ' بر اعظم یورپ و استریلیا - ترتیب ارتفاع حسب ذیل ہے :

بر اعظم	سطح آب معدل ارتفاع
ایشیا	۹۵۰ میٹر
افریقہ	۶۵۰ میٹر
امریکا جنوبي	۶۳۰ میٹر
امریکا شمالي	۶۰۰ میٹر
استریلیا	۲۸۰ میٹر
یورپ	۲۸۰ میٹر

حقیقـــۃ الصـــلاۃ

ان الصلوۃ تنھی عن الفحشاء و المنکر ' و انھا لکبیرۃ الا علی الخاشعین

(۱)

ایمان بالغیب کے بعد قرآن کریم کي سب سے پہلي تعلیم اقامت صلاۃ ہے کہ نماز کو قائم کرو - ہم کو اس سے بحث نہیں کہ صلاۃ (نماز) کے احکام و اقسام کیا ہیں اور کیوں ہیں ؟ ہمارے پیش نظر صرف نماز کي وہ خصوصیت ہے جس کو مسجد نشینوں میں نہ پاکر ایک اہل دل نے میکدہ کے دروازے کھٹکھٹائے تھے کہ :

باشد کہ دریں میکدہا دریابیم
آں نور کہ در صومعہا گم کردیم

اس ذیل میں متعدد امور بحث طلب ہیں :

(لفظ صلاۃ)

(الف) ادبیات عرب میں صلاۃ کسے کہتے ہیں ؟

نظم جاهلیت میں یہ لفظ دعا کے لیے استعمال ہوتا تھا - اعشی کا قول ہے :

لھا حارس لا یبرح الدھر بیتھا * وان ذبحت صلي علیھا و زمزما

اصلي علیھا ' بعدي بدلک دعالھا (اُس کے لیے دعا کی)

ایک اور جاهلي شاعر کا شعر ہے :

و قابلھا الریح صفي دفھا * و صلي علی دنھا و ارتسم

یہاں بھي دعا ھي کے معني ہیں - ایک اور قصیدہ میں ہے :

علیک مثل الذي صلیت فاعتصمي
عیناً ' فان لجنب المرء مضطجعا -

صلاۃ کے دوسرے معنی لزوم کے تھے - عہد جاهلیت کي ایک نظم کا یہ شعر مشہور ہے :

لم ار من جداتھا علم اللہ * و اني بحرھا الیوم صالي

یہاں صالي کے معنے لزوم رکھنے والے کے ہیں -

کسي شخص کے پیرو کو بھي مصلي کہتے تھے ' اور اس پیروي و اتباع کا نام صلاۃ تھا - اصل میں مصلي کا لفظ گھوڑے کے لیے موضوع تھا جو کسي دوسرے گھوڑے کے پیچھے پیچھے چلتا ہو - بعد میں تخصیص جاتي رہي ' معني میں تعمیم آگئي اور ہر قسم کي پیروي کو صلاۃ اور پیرو کو مصلي کہنے لگے -

یہ تو صلاۃ کے عام معنی ہوے ' لیکن مشرکین عرب میں صلاۃ کا ایک خاص طریقہ تھا ' جس کي تشریح قرآن کریم نے کي ہے ' سورۂ انفال میں ہے :

و ما کان صلاتھم عند البیت	حالۂ کعبہ کے پاس اُن کي نماز کیا
الا مکاء و تصدیۃ ' فذوقوا	تھي ؟ تالي بجاني اور سیٹي دینی '
العذاب بما کنتم تکفرون	تم جو کفر کیا کرتے تھے ' اب اُس کے
(۸ : ۳۶)	بدلے عذاب کا مزہ چکھو -

روایات و آثار سے بھی اس کي تائید ہوتي ہے - ایک روایت میں ہے :

ما كان صلاتهم التي يزعمون انها يدوم (۲) بها عندهم الا مكاء و تصدية (۱)

صلاة (نماز) جس کی نسبت مشرکین عرب کا زعم تھا کہ یہی عبادت اُن کے کام آئیگی اور اُن کے لیے اجر و ثواب کا باعث ہوگی، وہ صرف تالی بجانا اور سیٹی دینا تھی (۱)

اسلام نے اس عیر مہذب طریقہ کی اصلاح کی اس کو مذموم بتایا، نماز کی ایک خاص ہیئت مقرر کردی، اور ایسی مقرر کردی جو انسانی اخلاق ملکوتی کی ترقی کا بہترین ذریعہ ہوسکتی ہے -

یہودیوں اور نصرانیوں میں بھی نماز کا رواج تھا - ایرانیوں میں بھی معوں، موبدوں، اور پادشاہوں کی تعظیم کو نماز کہتے تھے، مگر یہ خاص طریق خشوع کہیں نہ تھا، اور نہ عبودیۃ الہی کی حقیقت سے کسی کو واقفیت نہ تھی - یہ خصوصیت اسلام کی ہے، وہ خود نماز کے تذکرہ میں اس پر زور دیتا ہے :

فاذکروا الله کما علمکم ما لم تکونوا تعلمون (۲ : ۱۹۷)

خدا کو اُس طریق پر یاد کرو اور اُس خاص شکل سے نماز پڑھو جس کی خدا نے تمھیں تعلیم دی ہے اور جس سے پہلے تم ناواقف تھے -

(سجـدہ)

(ب) نماز کا جزو اعظم سجدہ ہے جس کے اصلی معنے اہل لغت نے کمال اطاعت و انقیاد اور خضوع کے لکھے ہیں - کلام عرب میں بھی یہی معنی متبادر تھے - ایک مشہور مصرع ہے :

یری الاکم فیہا سجداً للحوافر

یعنی گھوڑے کی سرعت رفتار کا یہ عالم تھا کہ چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں اُس کے سموں کی مطیع نظر آتی تھیں - قرآن کریم کی متعدد آیتوں میں یہی معنی مراد ہیں، مثلاً : والنجم و الشجر یسجدان اور کل لہ یسجدون، و نحوھما -

امام رازی سجدہ کے لغوی و اصطلاحی معانی کی نسبت لکھتے ہیں :

ان السجود لا شک انہ فی عرف الشرع عبارۃ عن وضع الجبہۃ علی الارض فوجب ان یکون فی اصل اللغۃ کذلک لان الاصل عدم التغییر (۱)

کوئی شک نہیں کہ شریعت میں سجدہ کے معنی زمین پر پیشانی رکھنے کے ہیں، اس سے ضروری ہے کہ اصل لغت میں بھی یہی معنی ہوئے کیونکہ اصل الاصول یہی ہے کہ معنی بدل نہ جائیں (۲)

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ مصطلحات میں لغوی معنے کی کچھ نہ کچھ مناسبت ضرور ملحوظ رہنی چاہیے مگر سجدہ کی شرعی اصطلاح میں یہ مناسبت مفقود نہیں ہے - نماز میں جس انداز سے سجدہ کرتے ہیں، اُس سے زیادہ فروتنی و تذلل کی اور کیا صورت ہوسکتی ہے ؟ علم اللسان کے جاننے والے جانتے ہیں کہ اصل لغت کے لحاظ سے اصطلاح میں کیا کچھ تبدیلیاں نہیں ہو جاتی ہیں ؟ رکوع کے معنی صرف جھکنے کے تھے، اصطلاح نے ایک خاص قسم کے جھکنے کی تخصیص کردی - صلاۃ صرف دعا کو کہتے تھے - اصطلاح نے ایک مخصوص انداز دعا کا نام صلاۃ رکھدیا - جہاد کا لفظ محض سعی و کوشش کے لیے موضوع تھا، اصطلاح نے اس میں ایک تخصیص سعی کی شان پیدا کردی - وقس علی ھذ القیاس - عجیب بات یہ ہے کہ خود امام رازی نے "وادخلوا الباب سجداً" کی تفسیر میں سجدہ کے معنی تواضع ہی کے لیے ہیں اور فقط اس قدر معذرت کافی سمجھی ہے کہ سجدہ کے شرعی معنے یہاں درست نہیں آسکتے ! [۱]

(اقیموا الصلوۃ)

قرآن کریم میں صلاۃ کا لفظ جہاں کہیں آیا ہے اقامت کے صیغوں کے ساتھ آیا ہے - [۲] عربی میں اقامت کے معنی یہ ہیں کہ کسی کام کو اُس کی تمام و کمال شرائط و حدود کے ساتھ انجام دیا جائے - محاورہ میں کہتے ہیں : اقام القوم سوقھم، اذا لم یعطلوھا عن البیع و الشراء - ایک شاعر اپنے مخصوص قدیم انداز تفاخر میں شکایت کرتا ہے :

اقمنا لاھل العراقین سوق الـ ضراب فقاموا ورلوا جمیعا

روایات میں ہے :

اقامۃ الصلاۃ تمام الرکوع والسجود والتلاوۃ والخشوع و الاقبال علیھا فیھا [۳]

نماز قائم کرنے کے معنی رکوع و سجود اور تلاوت و خشوع کے حق سے نہایت مکمل طریق پر سبکدوش ہونے اور نماز کی عایت کی جانب اچھی طرح توجہ کرنے کے ہیں - [۳]

بعض ایک مسلمان کے لیے صرف نماز پڑھنا ہی کافی نہیں ہے، نماز کے اغراض و عایات کی تکمیل بھی ضروری ہے - قرآن نہیں بھی رسمی نماز ادا کرنے کا حکم نہیں دیتا - وہ تکمیل حدود کا خواستگار ہے اور صاف کہہ رہا ہے کہ بغیر اس تکمیل کے نماز نماز ہی نہیں -

(استعانت بالصبر و الصلاۃ)

قرآن کریم نے استعینوا بالصبر و الصلاۃ کا در مقام پر حکم دیا ہے (استقلال و شکیبائی اور نماز کے ذریعہ مشکلات میں مدد مانگو، یعنی ان چیزوں سے تم کو اعانت ملیگی، تمہاری مشکلیں آسان ہو جائینگی، مہمات امور میں تم کو انھیں سے رجوع کرنا چاہیے) حدیث میں ہے :

کان رسول الله صلی الله علیہ و سلم اذا حزبہ امر فزع الی الصلاۃ [۴]

جب کوئی مہم پیش آتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نماز کی جانب رجوع کرتے - [۴]

دوسری روایت میں ہے :

انہما - ای الصبر و الصلاۃ - معونتان علی رحمۃ اللہ [۵]

استقلال اور نماز، یا یہ دونوں، نزول رحمت الہی میں اعانت کیا کرتے ہیں - [۵]

دوران تلاوت میں اس تائیدی حکم پر بارہا تمہاری نظر پڑی ہوگی لیکن سادہ ہی کبھی یہ خیال آیا ہو کہ اس کا مدعا کیا ہے ؟ صبر کے معنے یہ نہیں ہیں کہ انسان کے پاس ایک چیز تھی، جاتی رہی اور وہ چپ ہو گیا کہ نہیں ہے تو کہ سہی :

کھو گیا دل کھو گیا، ہوتا تو کیا ہوتا امیر ؟
جائے در، اک بے وفا جانا رہا جاتا رہا

---

(۱) رازی - ج ۱ ص

(۲) قرآن کریم - ۵ : ۷۰ ، ۲ : ۲۷۷ ، ۷ : ۱۶۹ ، ۹ : ۵ و ۱۱ ، ۱۳ : ۲۲ ، ۳۵ : ۱۹ و ۲۶ ، ۴۲ : ۳۶ ، ۵ : ۶۰ ، ۲ : ۲ ، ۹ : ۷۳ ، ۲ : ۳۰ و ۷۷ ، ۴ : ۱۰۳ ، ۷۹ : ۷ ، ۲۸ : ۱۰ : ۸۷ ، ۲۴ : ۵۵ ، ۳۰ : ۳۰ ، ۵۵ ، ۸ ، ۶۵ : ۲ ، ۸۳ : ۲۰ ، الی غیر ذلک من آیات کثیرہ تدل علی ان لا صلاۃ الا باقامۃ حدودھا و شروطھا -

(۳) ابو جعفر قال حدثنا عثمان بن سعید عن شیر بن عمارۃ عن ابی روق عن الضحاک عن ابن عباس و تفسیرہ الصلاۃ قال اقامۃ الصلاۃ الخ -

(۴) ابو جعفر قال حدثنی اسماعیل بن موسی السراری قال حدثنا الحسین بن واقد الھمدانی عن ابن جریج عن عکرمۃ بن عمار عن محمد بن عبید بن ابی قدامۃ عن عبد العزیز بن الیمان عن حذیفہ قال الخ -

(۵) ابو جعفر قال حدثنا القاسم قال حدثنا الحسین قال حدثنی حجاج قال قال ابن جریج واستعینوا بالصبر والصلاۃ قال انہما الخ -

(۱) رواہ ابو جعفر محمد بن محمد بن جریر قال حدثنا ابن حمید قال ثنا سلمہ عن ابن اسحاق وما کان صلاتھم عند البیت الا مکاء و تصدیۃ قال ما کان صلاتھم الخ

(۲) رازی - ج ۱ ص ۲۹۸ -

صبر کے حقیقي معني یہ هیں که مافات پر غم و اندوہ کرنا بے سود ہے - انسان کو هر ایک مشکل میں مستقل مزاج رهنا چاهیے اور کوشش هوني چاهیے که جو چیز جاتی رهي ' پهر اُس کا نعم البدل مل سکے ' اور جب تک بہترین صورت میں تلافي نه هوجاے سلسلۂ سعي و تدبیر میں خلل نه آنے پاے - اسي طرح نماز سے بھي صرف ایک رسم کا پورا کردینا مقصود نهیں ہے بلکه خدا سے اپنے تعلقات کا تازہ کرنا اور موثرات دنیاوي سے کنارہ کش هو کر نفس میں ایک اعلے تصور قدسي پیدا کرنا مد نظر ہے - ظاهر ہے که یهي دونوں چیزیں انساني زندگي کو کامیاب بناسکتي هیں اور یهي کامیابي اسلام کي نظر میں ہے - (صبر کي مزید تحقیق آگے آئیگي)

(۳)

(الف) نماز کي غرض و غایت کیا ہے ؟ قرآن کریم نے خود اس کي تشریح کي ہے -

اُتل ما اُوحي الیك من الکتاب و اقم الصلاة ان الصلاة تنهی عن الفحشاء و المنکر ' و لذکر الله اکبر ' و الله یعلم ما تصنعون (۲۹ : ۴۱)	کتاب میں سے تم پر جو وحي اُتري ہے اُس کو پڑهو اور نماز کو درست طریق پر ادا کرو ' حقیقت میں نماز تمام بد اخلاقیوں اور برائي سے روکتي ہے ' اور الله کي یاد سب سے برتر ہے - الله تمهاري کارگزاري کو خوب جانتا ہے -

(الفحشـــاء او المنـکر)

(ب) فحشاء و منکر (بے حیائي اور برائي) سے کیا مراد ہے ' اور ان چیزوں سے روکنے کے کیا معنے هیں ؟ اس کي دو تفسیر کي گئي ہے :

الفحشاء ما قبح من العمل کالزنا مثلاً و المنکر مالا یعرف فی الشریعة ' ای تمنعه عن معاصی الله و تبعده منها ' و معنی نهیها عن ذلك ان فعلها یکون سببا لملازمة اجتنابها (۱)	جو قبیح کام هوں جیسے حرام کاري - اُن کو فحشاء کہتے هیں ' اور قانون اسلام نے جس چیز کی اجازت نه دي هو وہ منکر ہے - آیت کا مطلب یه ہے که خدا کي تابعداري انسان کو ناشائستہ کاموں سے دور رکھتي ہے ' یعني نماز کا فعل یه ہے که ان چیزوں سے باز رهنے کا ذریعه هو (۱) -

یهي سبب ہے که هم نے فحشاء کا ترجمه بد اخلاقي سے کیا ہے که لفظ جامع ہے -

(ج) فحشاء و منکر سے روکنے کا طریق کیا ہے ؟ حافظ ابن کثیر لکھتے هیں :

قال ابو العالیة فی قوله تعالی ان الصلاة تنهی عن الفحشاء و المنکر ' قال : ان الصلاة فیها ثلاث خصال ' فکل صلاة لا یکون فیها شی من هذه الخصال فلیست بصلاة ' (۱) الاخلاص (۲) و الخشیة (۳) و ذکر الله ' فالاخلاص یامره بالمعروف ' و الخشیة تنها عن المنکر و ذکر الله القرآن یامره	نماز فحشاء و منکر سے روکتي ہے ' اس کي تفسیر میں ابو العالیه کا قول ہے که نماز میں تین خصلتیں هیں ' ان میں سے اگر کوئی خصلت بھی کسي نماز میں نه هو تو وہ نماز هي نهیں ہے - وہ خصلتیں یه هیں (۱) خلوص (۲) خوف خدا (۳) یاد الهي - خلوص کا فعل یه ہے که وہ نماز پڑهنے والے کو نیک کام کا حکم دیتا ہے ' خوف خدا اُسے بدي سے روکتا ہے ' اور یاد الهي (یعني قرآن)

(۱) تفسیر ابن کثیر [طبع مصر] ج ۷ ص ۱۶۱

و ینهاه (۱) کا فعل امر و نهي دونوں کي صورت میں ظاهر هوتا ہے (۱) -

(د) فحشاء و منکر سے نه روکنے والي نماز کس حکم میں ہے ؟ امام رازي نے اس بارے میں نهایت محققانه جواب دیا ہے :

الصلاة الصحیحة شرعاً تنهی عن الامرین مطلقاً ' و هي التي اتی بها المکلف لله ' حتی لو قصد بها الریاء لا تصح صلاته شرعاً ' و تجب علیه الاعادة (۲)	اصول شریعت کے رو سے جو نماز صحیح کہي جاسکتي ہے وہ ان دونوں امور فحشاء و منکر سے روکتي ہے - یه وهي نماز ہے جو ایک عاقل و بالغ مسلمان خدا کے لیے ادا کرے - اس باب میں یهاں تک تصریح کردي گئي ہے که اداے نماز سے اگر کسي کا مقصود نمایش و نمود هو تو وہ نماز شرعا درست نهوگي ' اُس کو دوبارہ ادا کرنا چاهیے (۲) -

(ه) بعض مفسرین کے دقیق تدقیق نے اس موقع پر ایک بات یه بھي پیدا کي ہے که نماز انسان کو فحشاء و منکر سے باز تو رکھتي ہے تاهم حقیقت میں یه فعل نماز کا نهیں ہے - آیات قرآنیه کا ہے جنکی نماز میں تلاوت کي جاتي ہے اور پهر اسکي نسبت طول طویل بحثیں کي هیں ' لیکن ان سب کا ماحصل نزاع لفظی اور بحث مالا ینفع سے زیادہ نهیں - علامه طبري نے که فن تفسیر بالروایات کے امام هیں خوب لکھا ہے -

الصواب من القول فی ذلك ان الصلاة تنهی عن الفحشا و المنکر کما قال ابن عباس و ابن مسعود ' فان قال قائل فکیف تنهی الصلاة عن الفحشاء بالمعنی ان لم یکن معنا بها مانعا لی فیها ؟ و هل تنهی من کان فیها متحول ببدنه و بین ابدان العواحش لان سعله بها تقطعه عن السعل بالمعنی و ذلك قول ابن مسعود : من لم یطع صلاته لم ترده من الله الا بعدا ' و ذلك ان طاعته ایاها اداؤها بحدودها ' و في طاعته ایاها مردعة عن الفحشاء و المعنی ..... من ادی فاحسن او عصی الله بما یفسد صلاته فلا سبیل الله الا صلاته له (۳)	اس باب میں درست و صحیح قول یهي ہے که فحشاء و منکر سے نماز هی روکتي ہے - ابن عباس و ابن مسعود بھي اسکے قائل هیں ' لیکن اگر کوئی یه اعتراض کرے که اگر وہ آدمیں مراد نهیں هیں جو نماز میں پڑهي جاتي هیں تو پهر نماز فحشاء و منکر سے کیونکر روک سکتي ہے ؟ جواب میں یه کہا جائیگا که نماز میں جو مشغول هوگا نماز اُس کو روکیگي ' یعني اُس کے اور فحشاء کے مابین یه نماز حائل هو جائیگی ' اس لیے که نماز مشعله نمازیوں کو سعل منکر سے منقطع کردیتا - ابن مسعود کے اس کہنے کا یه مطلب نهیں که جس شخص نے نماز کي اطاعت نه کي اُسے نماز سے کوئی فائدہ نهیں هوا بلکه اس کے اور اُس نفع میں هوا که جدائي کردي ' اور جو اچھے طریقه نماز ادا کي اُس میں اور فحشاء و منکر میں حائل هوگئي - سبب یه ہے که نماز کي اطاعت کرنے کے معني هي یه هیں که نماز کو اس طرح پڑهیں که جدے اور حدود ' شرائط اور لوازم نماز هیں ' سب کے ساتھ ادا هوجائیں - جب یه حالت هوگي اور اس طرح نماز کي اطاعت کي جائیگي ' تو اس اطاعت میں لامحاله فحشاء و منکر سے باز رکھنے اور دور رکھنے کي خصوصیت هوگي ..... اب اگر کسي نے فحشاء کا ارتکاب کیا تو خدا کي کوئي ایسي نافرماني کي جس نے نماز میں خلل آنا هو ' تو اس کي نماز بے سبب نماز نهوگي (۳)

(۲) تفسیر ابن کثیر - ج ۵ ص ۱۶۴

(۳) ابن جریر - م ۲۰ - ص ۹۲ و ۹۳ -

(ر) نماز کیا ہے؟ خدا کے ساتھہ تعلقات بندگي کو تازہ کرنا اور اپنے قرار نہیمہ کے خلاف اپنے فواء ملکوتیہ کو قوي رکھنے کي سعي ہے -

دنیا کي جھوٹي ہستیاں جو اپني شان و شوکت و جبروت و جلالت سے دلوں پر ایک طرح کي مرعوبیت کا نقش بٹھاتي ہیں ' اُن سے بیزي و استعفار کرکے صفحۂ قلب سے نقش باطل کو دھو ڈالنا اور انسانی زندگي کو روحاني و مادي دونوں حیثیتوں سے بہترین نمونۂ سعادت بنانے کے لیے حسن توفیق کا طلبگار ہونا - پس نماز بندے کیلیے خدا کي ایک معیت اور صحبت ہے اگر اسکے تعلق کو صحبت و معیت کے لفظ سے تعبیر کیا جاسکتا ہے - یہ معیت اول سے لیکر آخر تک قائم رہتي ہے - یہي وہ مقام ہے جہاں صرف خدا ہے اور خدا کي یاد ہے ' بندے اور خدا کے ما بین کوئي چیز حائل نہیں ہوتي:

ان الصلاة اولها لفظة " الله " و آخرها لفظة " الله " في قوله " اشهد ان لا اله الا الله " لیعلم المصلی انه من اول الصلاة الی آخرها مع الله - فان بقي من الصلاة قوله " و اشهد ان محمدا رسول الله " والصلاة علی الرسول والتسلیم ' فنقول : هذه الاشیاء دخلت لمعني خارج عن ذات الصلاة ' وذلك لان الصلاة ذكر الله لا غیر ' لكن العبد اذا وصل بالصلاة الی الله و حصل مع الله لا یقع في قلبه انه استقل و استغني عن الرسول (۲)

نماز کي ابتدا " اشہد ان لا الہ الا اللہ " پر اور انتہا السلام علیکم و رحمۃ اللہ پر ہوتي ہے ' یعني اول میں بھي اللہ ہي کا نقظ ہے اور آخر میں بھي - یہ اس لیے ہے کہ نمازي کو معلوم ہوجائے کہ نماز میں اول سے آخر تک وہ اللہ ہي کے ساتھہ ہے -

اگر یہ اعتراض ہو کہ نماز میں اشہد ان محمداً رسول اللہ ' اور " اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک و سلم " بھي ہے ' سو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ چیزیں اصل نماز کے معني سے خارج ہیں - یہ ایک اوپري بات کے لیے داخل ہوگئي ہیں - سبب یہ ہے کہ نماز صرف خدا کي یاد کا نام ہے - اس کے علاوہ نماز اور کوئي چیز نہیں ہے لیکن نماز کے ذریعہ بندہ جب خدا تک پہونچ جاتا ہے اور خدا کي قربت اُسے حاصل ہوجاتي ہے تو اسکے دل میں یہ خطرہ نہ آنا چاہیے کہ رسول کي ہدایت سے میں آزاد ہوگیا ' مسند بن گیا ' اب میں تعلیمات رسالت سے بالکل ہي بے نیاز و مستغنی ہوگیا ہوں - [۲]

(ز) نماز کي مواظبت سے کیا بات حاصل ہوتي ہے؟ حدیث میں ہے:

جاء رجل الی النبي صلی الله علیه و سلم فقال : ان فلاناً یصلي باللیل فاذا اصبح رق ؛ فقال: لقتسفها مسلول [۳]

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کي خدمت میں گذارش کي کہ فلاں شخص رات کو نماز میں پڑھا کرتا ہے اور جب تڑکا ہوتا ہے تو چوري کرتا ہے ' آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ جس چیز کو تم کہہ رہے ہو یعني اداے نماز - یہي چیز اُس کو اس حرکت سے روک دیگي " [۳]

(ح) یہ بات کیونکر حاصل ہوتي ہے اور اس کا سبب کیا ہے؟ احادیث میں اس کي جو حقیقت مذکور ہے اور آثار و اخبار سے اس موضوع پر جو روشني پڑتي ہے ' اس کا اقتباس یہ ہے:

(۲) تفسیر کبیر - ج ۵ - ص ۱۶۵

(۳) رواہ الامام احمد بن حنبل قال حدثنا وکیع ' احبرنا الاعمش ' قال اراي انا عالج عن ابي هریرة قال جاء رجل الی النبي (صلعم) الخ -

في الصلاة منتهی و مزدجر عن معاصی الله (۱)

نماز میں خدا کي نافرمانیوں سے باز رکھنے اور روکنے کي صفت ہے (۱)

من لم تنهه صلاته عن الفحشاء والمنكر لم یزدد بصلاته من الله الا بعداً (۲)

جس شخص کو اُس کی نماز نے بے حیائي اور برائی سے نہ روکا وہ نماز پڑھکر خدا سے اور بھي دور ہوگیا (۲)

قال لابن مسعود: ان فلانا یكثر الصلاة؛ قال: فانها لا تنفع الا من اطاعها [۳]

عبد اللہ بن مسعود سے ایک شخص کا تذکرہ ہوا کہ فلاں شخص بہت نمازیں پڑھا کرتا ہے - ابن مسعود نے کہا: نماز اُس شخص کو نفع دیتي ہے جو نماز کي اطاعت کرے - [۳]

من لم تامره صلاته بالمعروف و تنهه عن المنكر لم یزدد بها من الله الا بعداً [۴]

نیکي کرنے اور برائي سے روکنے کے لیے جس کی نماز حکم نہ دیتي ہو تو ایسي نماز سے خدا سے اور دوري بڑھا دي [۴]

لا صلاة لمن لم یطع الصلاة ' و طاعة الصلاة ان تنهی عن الفحشاء والمنكر؛ قال قال السفیان: قالوا یا شعیب أصلاتك تامرك ؟ قال فقال سفیان ؟ ای والله تأمره و تنهاه [۵]

جو نماز کي اطاعت نہ کرے اُس کي نماز نماز ہي نہیں - نماز کي اطاعت یہ ہے کہ وہ انسان کو بد اخلاقي اور برائي سے روکے - حضرت سفیان سے سوال ہوا کہ قرآن کریم کي اس آیت سے کیا مراد ہے کہ "کفار نے کہا اے شعیب! کیا تیري نماز تجھے حکم دیتي ہے ؟" سفیان نے جواب دیا - ہاں خدا کي قسم ' نماز حکم دیتي ہے اور منع بھي کرتي ہے [۵]

من صلی صلاة لم تنهه عن الفحشاء والمنكر لم یزدد بها من الله الا بعداً [۶]

جس نے نماز پڑھي مگر اُس نماز نے بد اخلاقي اور برائي سے اُس کو باز نہ رکھا تو جناب الہی سے قرب و تعلق کي جگہ اُسکا اور فاصلہ بڑھگیا [۶]

من لم تنهه صلاته عن الفحشاء والمنكر فانه لا یزداد من الله بذلك الا بعداً [۷]

جس کي نماز اس کو بد اخلاقي اور برائي سے مانع نہ ہوئي تو بجز اس کے کہ اس نماز کي بدولت خدا سے اس کي دوري بڑھجاے ' اور کوئي فائدہ نہیں [۷]

یعني نماز انسان کي زندگي کو پاک کرنے والي ' شریفانہ کردار بنانے والي ' مہذب نفس و تربیت ضمیر کي روح بڑھانے والي چیز ہے - یہي سبب ہے کہ اسلام نے اداے نماز پر سب سے زیادہ زور دیا ہے اور ہر جگہ اسکی اہمیت پر دنیا کو توجہ دلائي ہے - کسی قوم یا کسی فرد کي کامیاب زندگي کے لیے ان باتوں کي جیسي کچھہ

(۱) رواہ علی قال حدثنا قال ثنی معاویه عن علي عن ابن عباس قوله ان الصلاة تنهی عن الفحشاء و المنكر یعمل في الصلاة الخ -

(۲) القاسم قال حدثنا الحسین قال ثنا خالد بن عبد الله عن العلاء بن المسیب عمن ذكره - وقد سمی الراوی اسمه - عن ابن عباس في قوله الله تعالی ان الصلاة تنهي عن الفحشاء و المنكر -

(۳) القاسم قال ثنا الحسین قال ثنا خالد قال قال العلاء بن المسیب عن سمرة بن عطیه ' قال قیل لابن مسعود الخ -

(۴) الحسین قال ثناه ابو معاویه عن الاعمش عن مالك بن الحرث عن عبد الرحمن بن یزید قال الخ -

(۵) الحسین قال ثنا علی بن هاشم بن برید عن سوهر عن الضحاك عن ابن مسعود عن النبي صلی الله علیه وسلم انه قال الخ -

(۶) علی بن اسماعیل بن مسلم عن الحسن قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الخ ' و رواه احمد بن یعقوب قال ثنا ابن علیه عن یونس عن الحسن قال الخ -

(۷) بشر قال ثنا یزید قال ثنا سعید بن قتادة و الحسن قالا الخ -

ضرورت هے ظاهر هے - قدرت نے مسلمانوں کو ساري دنيا پر حکومت کرنے اور هر قسم کے روحاني و مادي ترقيات کا مجموعہ بنانے کے لیے پیدا کیا تها - نـرقي کا سب سے بڑا اور سب سے موثر ذریعه کریکٹر اور کامل زندگی هے ' اور اسي کی بهترین محرک نماز هے -

جس نماز کو تم ایک رسمي چیز سمجهه رهے هو' جس کو عهد قدیم کا ایک بے کار و بے سود رواج مانتے هو' جس کے ادا کرنے میں تمهیں کیا کیا موانع پیش نهیں آتے ' جسے پڑهنے بهي هو تو:

"بر زباں تسبیح و در دل گاؤ خر"

کا حال هوتا هے - وهي نماز ایسي چیز نهي که اگر اُس کي حقیقت پر تمهیں عبـور هوتا تو اُس وقت تمهاري حالت بـدلي هوئي نظر آتي ' اور تم یوں مقهور و مغلوب نه هوتے - کیونکه تم میں سے هر فرد ایک ایسا اعلی اور مکمل اخلاقي کریکٹر رکهتا جو دنیا میں صرف عزت و عظمت ' هیبت و جبروت ' حکومت و فرمانروائي ' اور طاقت و طاقت فرمائي هي کیلیے هے - اسکي مزید تشریح اور معارف صلاة کا انکشاف آگے چلکر ایک مستقل عنوان کے تحت میں آئیگا - یه محض ایک سرسری اشاره تها -

چه بودے ار بدل ایں درد هم نهاں بودے
که کار من نه چُنیں بودے ار چُناں بودے

غور کرو ! جو نماز تم پڑهتے هو' جس عبادت پر تمهیں ناز هے ' جو انداز پرستش تم نے قائم کر رکها هے ' وه حقیقت سے کس قدر دور هے ؟ کیا اُس نے کبهي تمهیں فواحش و منکرات سے روکا ؟ کیا اُس کے ذریعه تمهارا کیرکٹر پاک و بلند هوسکا ؟ کیا اُس کي مواظبت نے تم میں کوئي روحانیت پیدا کي ؟ کیا تمهاري نرل پذیر حالت اُس کے طفیل ایک ذرا بهي بدلی ؟ کیا خدا کا تعلق اور مخلوق کا رشته تمهارے هاتهه آسکا ؟ اگر جواب نهي میں هے تو پهر کیا یه وهی نماز هے جسکي نسبت حضرت فاروق اعظم نے ایک بیخودانه لهجے میں فرمایا تها : لا حظ في الصلاة و ان عجزت عن اقامة الصلاة (اداے نماز هي کي استطاعت نه رهي تو پهر زندگي میں کیا لطف رها ؟) (البقیه تتلی)

اکسیر شفا دافع طاعون و وبا

ایک کروڑ انسان یه مرض مار چکي هے

یهی ایک دوا هے جس کے استعمال سے هزاروں مریض تندرست هوچکے هیں اگر دیا رده مقامات میں بطور حفظ ماتقدم هر روز ۵ بوند استعمال کي جائے تو پینے والا حمله مرض سے محفوظ رهتا هے - هدایات جس سے مرض دوسرے پـر حمله نهیں کـرتا ' اور مفید معلومات کا رساله ایک سو صفحه کا مفت

آب حـیات

کا قصه مشهور هے اب تک کسي نے اسکي تحقیقات نهیں فرمائي محققان یورپ حـکما سلف خلف کے تحقیق کـرده مسایل وغیره و علمي تجربات و مشاهـدات اور مختلف عوارض کس طـرح دور هو سکتے هیں اس کي علمي عملي ثبوت -

ایـک سو ۳۲ صفحه کي کتاب

لا علاج کهنه بیماریوں - مثلاً کمزوري - هر طرح کے ضعف باه - عقر - بواسیر - نواسیر - ذیابیطس - درد گرده ' ضعف جگر کا شرطیه ٹهیکه پر علاج هوسکتا هے فارم تشخیص منگواؤ -

پته حکیم غلام نبي زبدة الحکما مصنف رسالـه جواني دیرانی - ذیابیطس نقرس در دگرده ضیق النفس وغیره لاهور موچي دروازه لاهور -

عـالم اسـلامی

از تفلیس تا بـــلاد چـرکس

از : محمود رشاد بے

مسلمانوں کے موجوده نـزل و مصائب کا سبب انکا باهمي تفرقهٔ جسماني و معنوي هے - اسـلام کو اگر ایک خاندان فرض کیا جاے تو نظر آئیگا که اسکے تمام ممبر دنیا کے مختلف گوشوں میں اس طرح متفرق هوگئے هیں که ایک کو دوسرے کي خبر نهیں -

ایک نهایت اهم خدمت قلمي یه هے که تمام موجوده عالم اسلامی کے تفصیلي حالات اردو میں شائع کیے جائیں اور مسلمانان هند کے حالات سے دیگر ممالک کو واقف کیا جاے -

به سلسلهٔ مضامین جو گذشته نمبر سے شروع هوا هے ' اسی مقصد پر مبنـی هے اور امیـد هے که قارئین کـرام دلچسپی کے ساتهه مطالعه فرمائینگے -

سب سے زیاده قابل غور چیز اس میں یه هے که وسط ایشیا روس کے زیر نگین آ کر اس طرح یکایک فسق فجور کا گهر بن گیا هے ؟

تفلیس عصر مسیحی کے اوائل میں ایک نا قابل ذکر چهوٹا سا گاؤں تها - پانچویں صدي عیسوي میں اتفاقاً ایک بادشاه شکار کهیلتا هوا ادهر آ نکلا - یهاں اسنے پهاڑ میں گرم پاني کا ایک چشمه دیکها - یـه چشمه کچهه ایسا پسند آیا که اپنـا دار السلطنت مشحیت سے یهاں لے آیا - مشحیت اب ایک چهوٹا سا شهر هے جو تفلیس سے ریل میں ایک گهنٹه کي مسافت پر واقع هے - تفلیس میں اگر یه چشمه نه هوتا تو وه همیشه گمنامی میں پڑا رهتا اور کوئي اسکا نام بهي نه سنتا - سچ یه هے که تفلیس کے اقبال کا سرچشمه یهي چشمه تها !

سنـه ۱۳۹۰ م میں تیمور نے اسے فتح کرکے آگ اور تلوار کي گرم بازاري کی - مردوں کو قتل کیا ' عورتوں کو قید کیا ' اور شهر کی عمارتوں کو آگ لگا دي - تیمور کے بعد ایرانیوں کا تسلط هوا - وه عرصه تک اس پر قابض رهے - بالاخر سنه ۱۸۰۱ میں روس کے زیر نگیں آگیا اور اس وقت سے اس میں نئي ترقي شـروع هوئي ' یهاں تک که آج وه ترقی و تمدن کے درجه پر پهنچگیا هے -

تفلیس کے دو حصے هیں : ایک یورپین - دوسرا دیسي - یورپین حصه کے تمام راستے چوڑے اور سیدهے هیں - ان راستوں میں سب سے زیاده اهم حصه جالاحانکي اور میخایلر یکي هیں - ان دونوں سڑکوں میں برقی روشني هوتي هے - قوقاز کے گورنر کي کوٹهي ' سر کاري دفاتر ' بڑا روسی کلیسا ' بڑي بڑي دکانیں ' عجائب خانه ' باغ اسکندر ' تهیٹر هال ' اور اوپیرا هاوس اسي پهلي سڑک میں هیں - یه تهیٹر بیحد خوشنما هے - اسکو روسي زبان میں کازدلي تیاتر یعنی سرکاري تهیٹر کهتے هیں - اسکے بیرونی حصه میں سب سے زیاده خوشنما ایک ایرانی اندار کي طرز کا هے - بازدلي تیاتر سے تهوڑي دور پر ایک اور بڑا تهیٹر بهي هے -

دسري سڑک پر زیادہ تر ہوٹل ' تماشہ گاهیں ' اور آخر میں ایک باغ ہے جہاں لوگ روزانہ اور خصوصاً سام کو جوق در جوق سیر و تفریح کے لیے آتے ہیں - یہاں ارمنیوں کے تخت (طائع یا چوکی) رنگا رنگ کی پوشاکیں پہنے ہوے نہایت دلگداز گانے گایا کرتے ہیں - انکے پاس خاص قسم کے پیانو' دف ' کمنچہ' اور آرگن ہوتا ہے - اسی سڑک پر اس باغ سے قریب ایک بڑا قہوہ خانہ بھی ہے - اسمیں لڑکوں کا ایک تخت ہے جسمیں عورتیں اور مرد دونوں ہیں - انکی پوشاکیں رنگا رنگ کی ہوتی ہیں جنکے حاشیے کارچوبی چھڑیوں سے آراستہ ہوتے ہیں - انکے پاس پیانو' دف' مندولین اور بہت سے تار والے ساز ہوتے ہیں' جنمیں سے ہر ایک کو یہ لوگ جیتارہ کہتے ہیں (غالباً یہ لفظ در اصل سہ تارہ ہوگا) -

دیسی حصہ میں باغ ' جامع مسجدیں ' اور بازار ہیں جو یہاں بازار ہی کہلاتے ہیں - ان میں سب سے بڑے بازار میدان بازار ' ارمن بازار ' اور شیطان بازار ہیں - جیسا کہ مشرقی شہروں کا قاعدہ ہے اس حصہ کی سڑکیں تنگ اور اژدھوں کی طرح پیچیدہ ہیں -

تفلیس میں ایک چھوٹی سی نہر ہے جسکو کورا کہتے ہیں - ایک اور نہر اس سے بھی چھوٹی ہے اسکو فیرا کہتے ہیں - پہلی نہر پر کئی پن چکیاں بھی ہیں -

یہاں ایک مکان ہے جسمیں رات کو (بشرط فرمایش) دیسی ناچ ہوتا ہے - دیسی ناچ کی دو قسمیں ہیں : اهل مزج کے ناچ کو مزجنیکا کہتے ہیں ' اور کرجی ناچ کو کیدا داری -

تفلیس میں ایک مجسمہ ہے جو مجسمہ فارانسواف کے نام سے مشہور ہے - فارانسوف قوقاز کا گورنر تھا -

اسکے قریب ہی دیسی کانوں کی ایک مشہور دکان ہے جس کا نام نادکو رادیہ ہے -

تفلیس میں اذان گاهیں بلند نہیں ہوتیں بلکہ تونس کی طرح ہوتی ہیں - یہاں بہت سے ہوٹل بھی ہیں جنمیں سب سے بڑا اور سب سے زیادہ خوشنما اور نئیل ہوٹل ہے جو گورنر کی کوٹھی کے قریب ہے اور یورپ کے اول درجہ کے ہوٹلوں سے کسی بات میں کم نہیں - اس ہوٹل کا کھانا نہایت عمدہ ہوتا ہے - اسکی صفائی' ترتیب ' اور انتظام کی عمدگی کی بابت اسقدر لکھدینا کافی ہے کہ اس کا منیجر ایک فرانسیسی ہے - بخلاف دوسرے ہوٹلوں کے کہ انکے منیجر کرجی ہیں اور انکی وہی حالت ہے جو مصر میں یونانیوں کے ہوٹلوں کی ہے -

اور نئیل ہوٹل کے آگے اور گورنر کی کوٹھی کے پیچھے وہ قدیس داود ہے - ۶ - بجے شام سے اس پہاڑ کی ہوا عجیب بارگی بعش و نشاط انگیز ہو جاتی ہے - یہاں لوگ جوق در جوق سیر و تفریح کے لیے آتے ہیں - خصوصاً شب کو تو بکثرت آتے ہیں اور ایک قسم کی برقی سیڑھی میں بیٹھکر چڑھتے ہیں - جانے ہوے راستہ اونی دس منٹ کا ہے' اور آنے میں تو اس سے بھی کم ہے - پہاڑ کے اس نہائی حصہ میں جو شہر کی طرف واقع ہے' قدیس داود کی خانقاہ ہے -

یہ پہاڑ تفلیس کی بہترین تفریحگاہ ہے - اسمیں تمام برقی روشنی ہے - کھانے کی دکانیں ' قہوہ خانے ' اور گانے والوں کے تخت ہیں جنکے بعض طرب انگیز اور دلگداز ہوتے ہیں - ساز میں سے انکے پاس چنگ ' بانسری' نقریہ ' (ایک قسم کا ساز جو انگلیوں کی ضرب سے بجایا جاتا ہے) ہوا کرتے ہیں -

اس پہاڑ کی چوٹی پر سے تفلیس کے تمام منظر دکھائی دیتے ہیں - لیکن شہر کا منظر رات کو دن سے زیادہ خوشنما ہوتا ہے' کیونکہ رات کو بنظر خیرہ کن روشنی کی جگمگاہٹ سے ایسا معلوم ہوے لگتا ہے گویا تمام شہر میں ایک عجیب باقاعدہ چراغاں ہو رہا ہے !

تفلیس ہر چہار طرف سے پہاڑوں میں محصور ہے - اسلیے مصر میں جس گرمی سے آب بھاگتے ہیں اس سے یہاں زیادہ سابقہ پڑتا ہے - لیکن جب ہوا میں اعتدال پیدا ہوجاتا ہے تو پھر یہاں کی ہوا روح و جسم میں نشاط و تازگی پیدا کرتی ہے ' اور مسافر کا جی چاهتا ہے کہ ضرور ٹھہرے گو چند دن ہی سہی -

گورنر کی کوٹھی سے ٹھوڑی دور پر ایک میدان ہے جو میدان ایریفان کہلاتا ہے - اسی میدان میں ٹریموے کی لائنیں منقسم ہوتی ہیں اور شہر کے مختلف اطراف میں جاتی ہیں - تفلیس میں بعض مسلمان جیسے بابا نوف اور حصانوف کروروپنی ہیں - پیرس کی ڈاک برلن ' سینٹ پیٹرسبرگ ' موسکو' خارکوف ' رومنوف' اور باکو ہوتی ہوئی تفلیس میں آٹھویں دن پہنچتی ہے-

تفلیس کی آبادی ۴ لاکھ ہے جسمیں ۳۰ ہزار روسی' ایک لاکھ ۸۰ ہزار ارمنی ' ایک لاکھ کورجی' ۹۰ ہزار مسلمان' اور ۵ ہزار یہودی ہیں -

تفلیس میں ایک عجائب خانہ ہے جسمیں وہ جھنڈے ابتک محفوظ ہیں جو قوقاز کے سردار اور ہیرو یعنی شیخ شامل نے روس کے ساتھہ جنگ میں استعمال کیے تھے - ان جھنڈوں پر " نصر من اللہ و فتح قریب و بشرالمومنین یا محمد " لکھا ہوا ہے - ایک نخلی ہے جسمیں شیخ شامل کی تصویر بنی ہوئی ہے - ان جھنڈوں کے علاوہ بہت سے ایسے جھنڈے بھی ہیں جن پر قرآن پاک کی بعض آیات اور وسط میں شمشیر بکف شیر کی تصویر (جو ایرانیوں کا نشان ہے) بنی ہوئی ہے - ان جھنڈوں کے سوا اور قسم کے جھنڈے بھی ہیں -

بہت سی تصویریں ہیں جنمیں زیادہ تر شیخ شامل کی جنگ کے واقعات دکھاے گئے ہیں - پرانے اسلحہ اور توپیں بھی ہیں - توپوں پر عربی اور ترکی میں بعض عبارتیں کندہ ہیں - ایک بہت بڑی تختی ہے جسمیں روس کے داخلے کو دکھایا گیا ہے -

بعض پرانی ترکی تحریریں اور دیگر نفیس آثار بھی موجود ہیں - تفلیس کے نواح میں کوہ جور اور مابخلیس ہیں - یہ دونوں مقام آب و ہوا کے اعتدال میں مشہور ہیں - حتی کہ گرمیوں میں بھی قریباً گرمی کا نام و نشان نہیں ہوتا - یہاں میدان ایریفان سے موٹر کار پر جاتے ہیں -

تفلیس میں ایک موٹر کار کمپنی ہے جسکی گاڑیاں تفلیس اور بلاد قوقاز کے مابین نہایت عمدہ راستہ سے سفر کرتی ہیں - دس گھنٹہ کا راستہ ہے - ان اطراف میں ریل پر سفر کا راستہ دوسرا ہے جہاں نہ مناظر ہیں ' نہ خوبی و جمال ' اور پھر راستہ ۲۴ گھنٹہ سے کم نہیں -

موٹر میں سب سے عمدہ نشست اول درجہ کی ہے جو چلانے والے کے پیچھے ہوتی ہے - جانے کا کرایہ بیس سازھے بیس ربال ہے (یعنی تقریباً پچاس روپیہ) اور واپسی کا بھی اتنا ہی -

میں چند اور سیاحوں کے ساتھہ موٹر پر بیٹھا اور قوقاز کے مشہور سلسلہ کوہ سے گزرا - یہ راستہ کورجیہ کا جنگی راستہ کہلاتا ہے - کیونکہ روسی فوج نے جنگ کے زمانے میں یہی راستہ اختیار کیا تھا -

ان پہاڑوں کے رہنے والے اکثر کرجی عیسائی ہیں - تاہم ان میں الا نکون اور الامیتن بھی رہتے ہیں' مگر یہ یاد رکھنا چاهیے کہ وہ سب مسلمان نہیں ہیں -

ناموران غزوۂ بلقان

اسکے مناظر اسدرجہ خوشنما ھیں کہ انسان ششدر ھوجاتا ھے - سولیرا کے خوشنما ترین مناظر بھی اسکے مناظر کے مقابلہ میں ھیچ ھیں -

راستہ میں ھوٹل اور اسٹیشن پڑتے ھیں - پہلا اسٹیشن قازیق ھے (یہ غازي بک کي معرف شکل ھے) جا بجا راستے میں مسافت کے نشان نصب نظر آتے ھیں -

جب ھم فلاد یقاقفاز پہنچے تو دیکھا کہ یہ ایک نہایت عمدہ خوشنما شہر ھے جو تیرک نامي نہر کے ساحل پر واقع ھے - وہ سطح آب سے ۸ سو میٹر بلند ھے - جبکہ تفلیس میں سخت گرمي پڑتي ھے تو یہاں سخت سردي ھوتي ھے -

فلادیقا فقاز صوبہ تیرسکی کا دار الحکومت ھے - اس میں ایک بڑا میونسپل باغ ھے جسکے ایک طرف نہر تیرسکي بہتي ھے - حسن و جمال میں یہ باغ قوقاز بلکہ خود تفلیس کے تمام باغوں سے زیادہ ھے - تمام باغ میں برقي روشنی ھوتي ھے - روزانہ باجا بجتا ھے جسکے سننے کے لیے بکثرت لوگ آتے ھیں -

شہر میں نہر کے ساحل پر ایک عظیم الشان جامع مسجد ھے جسمیں دو نہایت عمدہ و پر شوکت میدار ھیں - ایک بہت بڑي سڑک ھے جسکے بیچ میں تو لوگ چلتے ھیں مگر دونوں طرف سایہ دار درخت ھیں - درختوں کے نیچے بنچیں پڑي ھیں - چلنے والے ان پر استراحت کے لیے بیٹھہ جاتے ھیں -

یہاں کي آبادي ۳۵ ھزار ھے - اسمیں گرینڈ ھوٹل اور امپیریل ھوٹل وغیرہ بڑے بڑے اور عمدہ ھوٹل ھیں - یہاں سے شمال روس اور قوقاز کے معدني حماموں کی طرف ٹرینیں جاتي ھیں - یہ حمام بیاتیجر رسک ' (جو فلا دیقا فقاز سے چھہ گھنٹہ کي مسافت پر واقع ھے) ایسا نتوک ' کیزلو حودسک (جس سے وہ آب نارزاں معدني نکلتا ھے جو روس میں بکثرت پیا جاتا ھے) اور جلیزلوخودسک ھیں - یہ حمام ایک دوسرے کے قریب ھي قریب ھیں اور ھر طرح سے آراستہ ھیں - صفائي اور آرام کے لیے یورپ کے حماموں میں جو ساز و سامان ھوتے ھیں ' انمیں سے ایک کي بھی یہاں کمي نہیں -

صوبہ تیرسکي میں چرکسوں کا ایک قبیلہ رھتا ھے جسکا نام قاباردطاے ھے - اسکي قیامگاہ شہر فلاد قافقار سے ریل پر چھہ گھنٹے کي مسافت پر واقع ھے -

اس صوبہ کا نام تیرسکي نہر تیرک کي مناسبت سے رکھا گیا ھے - نہر تیرک سلسلہ کوہ قوقاز کے ایک پہاڑ قازیق (غازي بک) نامي سے نکلتی ھے اور بحر خزر میں گرتي ھے -

الهـــلال :

تفلیس کو ایران سے علحدہ ھوے کچھہ بہت زیادہ زمانہ نہیں گذرا ھے مگر ایسے تغیرات ھوگئے ؟ آج بھي ایراني تاجروں کا یہ بڑا مرکز ھے - تراسن تیل کے کنوؤں کے مالک بکثرت ھیں اور اکثر لکھہ پتی ھیں - جن لوگوں نے زیدلد کا نازل الہ دین پڑھا ھے ' وہ تفلیس کے حسن و جمال کا بوں اندازہ لگائیں کہ بھدں زیدلد کی جنت نہی

چنـــد قطـرات اشک

شهـــداء ملـت کي یاد میـں

لقد کان في قصصهم عبرة لاولی الالباب !

شهـــداء طـــرابلـس

شدیم خاک و لیکن ببوے تربت ما
تواں شناخت کزیں خاک مردمي خیزد !

آج ایک ضرورت سے الهـــلال کی پہلي جلد کي ورق گردانی کر رھا تھا کہ متعدد صفحات پر " ناموران غزوۂ طرابلس " کا عنوان نظر آیا اور اپنی گذري ھوئی صحبت ماتم کی خونفابہ فشانیاں ایک ایک کرکے سامنے آگئیں :

حلقۂ ماتم زدن شیوں ھم داشتن !

الهـــلال کی پہلی جلد میں یہ باب تقریباً ھر نمبر میں ھوتا تھا - اسکے بیچے عموماً ان جانبروسان ملت اور مجاھدین حق کے عزوات مقدسہ کی سرگذشتیں ایک مخصوص انداز میں بیان کی جاتی تھیں ' جنھوں نے غزوۂ طرابلس کے دوران میں اپني جان و مال اور محبوبات و مطلوبات کا تحفہ اپنے خداے قدوس کے حضور میں پیش کیا - وہ خداے بیرنگ کار و برشمہ ساز ' جسکي بارگاہ محبت میں خون شہادت کی روانی اور جسم خونچکان کي تڑپ اور بیقراري سے بڑھکر اور کوئي تحفہ مقبول نہیں کہ " انا عند المنکسرة قلوبهم "

تو رخم عاشقانه نه در جلوه گاه حسن
صد چاک دل بنار نگاهے رفو کنند

(غـــزوۂ طـــرابلـس)

جنـگ طرابلس کي ایک بڑي خصوصیت یہ تھي کہ وہ ایسي حالت اور ایسے لوگوں کے ساتھہ شروع ھوئي جو با قاعدہ فوجوں اور منظم سامان جنگ سے بالکل محروم تھے ' اور معدودے چند تراکوں کے سوا کوئی جماعت وھاں ایسي نہ تھي جسپر سلطنت کے عسکر و سپاہ ھونے کا اطلاق ھوسکے - پھر جنـگ کي ابتدا ایک ایسے ظلم صریح اور وحشیانہ اقدام سے کي گئي ' جسکي نظیر ملکوں اور بادشاھوں کي پوري وحشیانہ لڑائیوں کے سوا اور کہیں نہیں ملسکتي ' اور گو یورپ کا ھر حملہ اور قبضہ جو مشرق سے تعلق رکھتا ھے ' ظلم و وحشت کي مثالوں سے لبریز ھوتا ھے ' تاھم اٹلي نے ان خوفناک درندگي اور بہیمیت اس موقعہ پر اختیار کي تھي ' اور مشرق اور مغرب کے تعلقات کي جدید تاریخ میں بھي ھمیشہ بے نظیر یقین کی جائیگي -

ان اسباب نے اس جنـگ کي حالت یکایک منقلب کردي اور اسکو بادشاھوں اور ملکوں کی ان لڑائیوں سے بالکل مختلف

شہداے طرابلس کا ایک گروہ شہادت سے پہلے

روپیا جن میں بیش قرار تنخواھیں لینے والے جرنل اور تنخواھوں کے ذریعہ طیارکی ھوئی فوجیں حریف کے مقابلے میں بڑھتی ھیں -

دشمن نے ساحل پر قبضہ کرلیا تھا اور حشدی کا دروازہ گو دشمن کے قبضے میں نہ تھا مگر دشمن کے ایک ایسے حامی کے زیر تسلط تھا ' جو پس پردہ رھکر تماشا دیکھنا چاھتا تھا - پس نہ تو فوج باھر سے آسکتی تھی اور نہ ھی سامان جنگ میسر آسکتا تھا - یہ ممکن تھا کہ ایسی حالت میں کوئی نئی فوج بھرتی کی جاتی اور انھیں کو تعلیم دیکر جنگ میں بھیجا جاتا ' مگر اسکے لیے روپیہ کی ضرورت تھی اور سونے کے سکے ریگستان کے ذروں سے بن نہیں سکتے تھے -

پس اندرون طرابلس میں وہ تمام وسائل و ذرایع نابود تھے جنکے ذریعہ خود عرض اور بندۂ احتیاج انسان کو لڑنے اور جان دینے پر آمادہ کیا جاسکتا ھے - نشأت ثانیہ کے پاس اسقدر روپیہ بھی نہ تھا جسکے ذریعہ وہ اپنی اور اپنے ساتھی ترکوں کی ضروریات کی طرف سے مطمئن ھوتا - وہ چاندی سونے کے خزانے کہاں سے لاتا جن سے تنخواھیں دیکر اور انعامات کی طمع دلاکر کوئی نئی فوج طیار کی جاتی ؟

* * *

اس مایوسی اور لاعلاج حالت کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ عالم مادی سے قطع نظر کرکے عالم قلب و جذبات کی طرف متوجہ ھونا پڑا اور جبکہ دنیا کے سامانوں نے جواب دیدیا تو خدا کے دروازے پر بیکسوں کے سر جھک گئے - سب سے پہلے غازی انور بے نے جہاد مقدس اور حفظ وطن و ملت کی دعوت قبائل میں شروع کی ' اور اُنکے بعد یکے بعد دیگرے چند اور داعیان حق بھی مشغول تبلیغ ھوگئے - انھوں نے وقت کی مصیبت سے عرب بادیہ کو خبردار کیا ' اور سمجھایا کہ سر زمین اسلام عنقریب پامال کفر و شرک ھونے والا ھے - پس اُنکے مخفی و مستور جذبات حریت و دینی یکایک اس صدائے جہاد سے حرکت میں آگئے اور ایک بہت بڑی جماعت اپنے زنگ آلود اور فرسودہ حربے لیکر دشمنوں کی توپوں اور بندوقوں کے سامنے کھڑی ھوگئی تاکہ اُس سر زمین کو غیروں کے تسلط سے ملوث نہ ھونے دے ' جسکے ایک ایک چپے کو اسلاف کرام نے اپنی صدھا لاشیں دیکر خریدا ھے -

یہ ایک سچا مجاھد گروہ تھا جسکے جذبات خالص اور جسکی نیتیں مقدس تھیں - وہ کوئی ایسی جنگی جماعت نہ تھی جسے پادشاھتیں اور حکومتیں تنخواھیں دیکر طیار کرتی ھیں اور وہ دشمنوں سے لڑتی ھیں تاکہ حق نمک ادا کریں - بلکہ وہ خدا پرستی کا ایک پاک مجمع ' محبت ملی کی ایک خود فروش برادری ' وطن پرستی کا ایک حلقۂ فدا کار ' ظلم و سفا کی کے مدافعین ' اور اسلام و سر زمین اسلام کے محافظین صادقین کی اولو العزم جماعت تھی ' اور اپنے تنخواہ دینے والوں کے لیے نہیں ' اپنے پرورش کرنے والوں کے لئے نہیں ' اپنے پادشاہ کیلیے نہیں ' اپنی شجاعت اور بہادری کی روایات کی خاطر بھی نہیں ' بلکہ صرف اُس خداے حق و صداقت کی رضاء و سعادت کیلئے اپنے تئیں فدا کرنا چاھتی تھی ' جسکی سنت اسکو تلقین تھا کہ وہ اپنے دین مبین اور ملۂ قویم کی حفاظت کیلئے جان دینے والوں کو درست رکھتا اور انسے خوش ھوتا ھے :

ومن الناس من یشری نفسه ابتغاء مرضات الله - والله رؤف بالعباد (۲ : ۱۱)	اور اللہ کے ایسے بندے بھی ھیں جو صرف اسکی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کیلیے اپنی جانوں کو فدا کردیتے ھیں اور اللہ اپنے بندوں پر بہت ھی شفیق ھے -

فی الحقیقت یہی معنی ھیں " جہاد دینی " کے کہ دشمنان حق و عدالۃ کے مقابلے میں کسی دنیوی غرض و حاجت سے نہیں بلکہ صرف حق و صداقت اور ملک و ملت کی حفاظت کیلیے اٹھ کھڑا ھونا ' اور اس راہ میں اللہ کے تعلق اور اسکی رضا کو اپنا مقصود سمجھکر وہ سب کچھ کرگذرنا جو باھمی جنگ و قتال میں کوئی ملازم فوج یا جنگی جماعت کیا کرتی ھے -

* * *

غزوۂ طرابلس میں مجاھد عورتوں کی شرکت

صدیوں سے مسلمانوں پر جو انحطاط وزوال و جمود طاری ھے اُس نے ان جذبات مقدسہ سے تقریباً انھیں محروم کردیا ھے - اسلام پرستی و ملت خواھی کے وہ جذبات جنھوں نے بدر و حنین سے لیکر جنگ صلیبی تک مسلمانوں کی قوت و حقانیت کو ھمیشہ برقرار رکھا اور فتنۂ تاتار جیسی مہیب بربادیوں کے بعد بھی ممالک اسلامیہ کے طول و عرض کو سمیٹے نہ دیا ' اب صرف تاریخ عالم کی سرگذشتوں کا ایک حصہ بنکر رھگئے ھیں ' اور صدیوں سے حفظ ملت و دفاع اعداء اسلام کا فرض افراد و اقوام کی جگہ صرف حکومتوں اور انکی فوجوں کی روبہ تنزل قوت کے اعتماد پر چھوڑ دیا گیا ھے - حالانکہ اسلام کے نظام اجتماع کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ھے کہ اُس نے حفظ ملت کے فرض کو ھر فرد ملت پر فرض کردیا تھا اور اُسی کو دین قویم کا ایک بہت بڑا فرض باسم " جہاد " قرار دیا تھا - اگر امۃ مرحومہ کوئی جسم واحد ھے تو اسکی ریڑھ کی ھڈی یہی اصول دینی تھا ' پر افسوس کہ دست تغیر نے سب سے پہلے اسی کو زخمی کیا اور اسکی تفصیل کا یہ موقع نہیں -

لیکن اسکا سبب یہ نہیں ھے کہ جذبات معدوم ھوگئے ھیں اور طبیعۃ اسلامیۃ اب اپنے خواص فطریہ کو بالکل کھو چکی ھے -

مجاھدین طرابلس کا ایک گروہ - مشہور موسیو نک کے زیر قیادت

دین الهي کي پيدا کي هوئي قوتيں افسردہ هوسکتي هيں مگر نابود نہيں هوسکتيں - اگر اسـلام کي قوت تعليمي ايسي هي ضعيف و کمزور اثر هوتي تو وہ اتني عمر نہ پاتا ' جتني عمر کے ساتھہ بارجود صدها صدمات مہلکہ کے آج موجود ہے -

اصل یہ ہے کہ انسان اپنے تمام جذبات و قوی کے ظہور کیلیے خارجي معرکات و موثرات کا محتاج ہے ' اور یہي احتياج طبيعي ہے جس کو قران کریم نے تقدیر اور " اذن الہي " سے تعبیر کیا ہے - اسکے بغیر دنیا کا ایک ذرہ بھي متحرک نہیں هوسکتا - اسلام پر چھہ سات صدیوں سے عالمگیر تنزل قلبي و دماغي طاري ہے ' اور وہ تمام معرکات و موثرات اور اسباب کرد و پیش مفقود هوگئے هیں جو طبیعۃ اسلامیہ کے اصلي خواص کو نمایاں کرتے ' اور حیات مسلم و مومن کے الہي و قدسي جوهروں کو چمکاتے تھے - ان قوتوں کے ظہور و حرکت کیلیے سنین اولی کے سے حالات و اسباب پھہلي صدیوں میں بھي اگر میسر آجاتے ' اور اسلام کا حقیقي نظام اجتماعي و ديني قائم رهتا تو یقین کیجیے کہ آج بھي اسکي سرزمین وہ لعل و جواهر اگل سکتي تھي جنکي درخشندگي سے چشم عالم خیرہ ہے :

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید
دیگران هم بکنند انچه مسیحا می کرد !

* * *

اسلام نے اپنے پیروؤں کو سب سے بڑي چیز جو دي ہے وہ راہ حق و عدالۃ میں جان فروشي کا سبق ہے - اسلام کا پہلا پیکر قدسي جو خطاب " مسلم " سے متصف هوا ' وہ تھا ' جس سے کہا گیا کہ " اسلم ! " (مسلمان هوجاؤ) تو اس نے جواب میں سرجھکا دیا کہ : اسلمت لرب العالمین (۲ : ۵۶) میں " مسلم " هوا تمـام جہانوں کے پروردگار کے نام پر !

پس اُس نے اپنے هاتھہ میں چھري لي ' اور ایک پکے جلاد کي طرح اُسے پتھر کي چٹان پر تیز کرنے لگا ' تا اپني اُس محبت ما سوی اللہ کي جو اسکے دل میں فرزند محبوب کي ہے ' اور اُس فرزند عزیز کي جسکا عشق حقیقۃ اسلامیہ کي راہ میں آزمایش بن گیا ہے ' اللہ کے نام پر قرباني کردے :

واذ ابتلی ابراهیـم ربه بکلمات فاتمهن (۲ : ۱۲۴) اور جبکہ ابراهیم کو انکے پروردگار نے چند باتوں میں آزمایا اور انہوں نے انھیں پورا کر دکھایا [۱]

جب ایسا هوا تو حقیقۃ اسلامیہ درجۂ تکمیل تک پہنچ گئی اور حضرت ابراهیم و اسماعیل اس منصب رفیع و جلیل تک مرتفع هوے جو اسـلام کا اولین نتیجہ ہے - یعني دنیا میں خـدا کی مـادي و معنوي خلافت و نیابت ' اور اسکے بندوں کي پیشوائي و امامت :

قال اني جاعلك للناس امـامـا - قال و مـن ذریتي ؟ قـال لا ینـال عهدی الظالمین !

جب حضرۃ ابراهیم نے اسلام کی حقیقت کو اپنے اوپر طاري کرلیا تو خدا نے فرمایا کہ اے ابراهیم ! هم تم کو انسانوں کا امام و مقتدا بنانے والے هیں - اسپر انہوں نے عرض کیا : " اور میري اولاد اور پیروؤں میں سے ؟ " فرمایا کہ " هاں ' مگر همارے اس اقرار میں وہ داخل نہیں جو نافرمان هوں ' اور اسلام کي قرباني سے انکار کریں "

پھر یہي سبق تھا جو جبل بوقبیس کي مخفي صحبتوں میں دهرایا گیا ' اور فتح بدر و تسخیر مکہ کے کشور کشایانہ مجمعوں میں جسکے نتائج نظر آئے -

قل ان کان آباؤکم و ابناؤکم و اخوانکـم و ازواجکـم و عشیـرتکـم و امـوال اقترفتموها ' و تجارۃ تخشون کسادها ' و مساکن ترضونها ' احب الیکـم مـن اللـه و رسوله و جهاد في سبیله ' فتربصـوا حتی یاتی اللہ بامرہ و اللہ لا یهدي القوم الفـاسقین (۹ : ۲۴)

اے مسلمانو ! اگر تمہارے باپ ' تمہارے بیٹے ' تمہارے بھائي ' تمہاري بیویاں ' تمہارا خاندان ' تمہاري دولت جو تم نے کمائي ہے ' وہ کاروبار دنیوي جسکے نقصان کا تم کو هر وقت اندیشہ رهتا ہے ' اور وہ مکان و جائداد جو تمہیں مطلوب و محبوب هیں ' اگر یہ تمام چیزیں تمہیں اللہ ' اسکے رسول ' اور اُسکي راہ میں صرف جان و مال کرنے سے زیادہ محبوب و عزیز هیں ' تو دین الہي کو جهوڑدو - خدا تمہارا محتاج نہیں ہے - یہاں تک کہ اللہ کو جو کچھہ کرنا ہے وہ کرگذرے - اللہ کي هدایت انکے لیے نہیں ہے جنکے دل میں حقیقۃ اسلامیہ کي جگہ فسق و نفاق بھرا ہے ! "

یہ سبق مومنین اولین اور مسلمین قانتین کے آگے اسلامي قرباني و الہي تفاني کے ایک اسوۂ حسنہ کے ساتھہ پیش کیا گیا اور راستباز روحوں نے اسے قبول کیا - صدیق اکبر نے اپنا تمام مال لٹا دیا ' امیر مرتضی نے اپنی جان گرامي هتیلي پر رکھی - مهاجرین نے اپنے وطن محبوب اور تمام عزیز و اقربا سے رشتہ کاٹا نا خدا اور اسکی صداقت سے انکا رشتہ جڑ جاے - انصار نے اپنے مهاجر بھائیوں کو اپني دولت کے نصف حصے کا مالک سمجھا ' نا انکا خدا انکو اپني پوري محبت و خوشنودي کا مالک بنادے - مدینہ کی گلیوں سے ایک عورت نکلی جس نے اپنا شوهر اور اپني اولاد ایک ایک کرکے حفظ اسلام کیلیے روانہ کردي ' اور اُحد کے دامن میں ایک مومنۂ محصنہ نے اپنے سپاہي بیٹے اور ڈھال بنا کر تیروں کی بارش کو روکا تا کہ خدا کے داعي برحق کے جسم مطہر کو کوئي گزند نہ پہنچے !

ان الله اشتري من المومنین انفسهـم و امـوالهـم با ان لهـم الجنه ' یقاتلون في سبیل الله فیقتلون و یقتلون و عداً علیه حقـا في التـوراۃ والانجیـل والقـران - و من اوفي بعهـده من الله ' فاستبشروا ببیعکـم الـذي بایعتم بـه و ذلك هو الفـوز العظیـم (۹ : ۱۱۳)

بیشک اللہ نے مـومنوں کی جانوں اور اور انکے مال و منال کو خرید لیا ہے تا کہ انھیں بہشت کي دائمی زندگی بخشے - وہ مومن و مخلص جو اللہ کي راہ میں لڑتے هیں اور کبھی مارتے هیں اور کبھی خود مرتے هیں - تمام اسماني کتابوں میں اِسکا سچا وعدہ کیا گیا ہے - اسکا پورا کرنا خدا نے اپنے اوپر لازم کرلیا ہے اور خدا سے بڑھکر اپنے وعدے کا سچا اور کون هوسکتا ہے ؟ پس اے مسلمانو ! اپنے اس خرید فروخت کي جو تم میں اور تمہارے خدا میں هوئي ہے خوشیاں مناؤ کہ اسمیں تمہارے لیے بڑي هي کامیابي ہے "

آں بیع را کہ روز ازل با تو کردہ ایم
اصلا دراں حدیث اقالہ نمي رود !

یہ تو اسلام کے بازار جاں فروشی کي ابتدائي خرید و فروخت تھي آگے چلکر یہ حالت قائم نہ رهي ' لیکن تاهم صدیوں تک اسکے شواهد و مظاهر ملتے هیں - حتی کہ اگر صلیبي جنگوں کے زمانے کے حالات

[۱] حضرات مفسرین نے اسپر بحث کي ہے کہ اس آیت میں جن آزمایش کي باتوں کي طرف اشارہ کیا ہے وہ کیا تھیں ؟ اور پھر یہ راے قائم کي ہے کہ اس سے مقصود بعض احکام طہارت وغیرہ هیں ' مثلا ختنہ وغیرہ - لیکن درحقیقت ایسا سمجھنا آزمایش الہي کي صریح تحقیر کرنا ہے - یہاں کلمات سے مراد في الحقیقت وہ آزمایشیں هیں جو حقیقۃ اسلامیہ کے ظہور کیلیے مختلف جسمي و قلبي قربانیوں اور امتحانوں کي صورت میں حضرۃ خلیل کو پیش آئیں اور جنکا ذکر قراٰن کریم میں موجود ہے -

بیان کیے جائیں' تو انکے بے شمار واقعات پڑھکر تمہیں تعجب ہو گا کہ کس طرح اسلام کي تاریخ ہمیشہ بدر اور اُحد کي جانفروشیوں کو دہراتي رہی ہے ؟

لیکن رفتہ رفتہ تخم فساد نے برگ و بار پیدا کیے اور اسلام کا نظام ملي بکلی درہم برہم ہوگیا - اب صرف حکومتوں کے اعتماد پر بلاد اسلامیہ کي حفاظت چھوڑ دي گئي - صرف گورنمنٹوں کي مرجیں دشمنوں کے سامنے نکلنے لگیں - جہاد کي جانفروش صدائیں غفلت و بے حسي کي خموشي سے بدل گئیں ' اور مسلمانوں کے خود فروشانہ عزائم کے ظہور کیلیے کوئي میدان باقي نہ رہا - یہاں تک کہ وہ زمانہ آگیا جب ایک ملک کے مسلمانوں کو دوسرے ملک کے مسلمانوں کی تباہي اس سے زیادہ محسوس نہ ہوئي جتني دنیا کے عام حوادث و انقلابات قدرتاً ہر انسان کیلیے ہوا کرتے ہیں - ولیحذ الذین لو ترکوا من خلفھم ذریۃ ضعافا خافوا علیھم فلیتقوا اللہ ولیقولوا قولا سدیدا ان الذین یاکلون اموال الیتامی ظلما انما یاکلون فی بطونھم نارا وسیصلون سعیرا (۴ : ۹)

ترجمہ: اور اگر ہم ان مدعیان خدا پرستي کو حکم دیتے کہ حق کیلیے اپني جانوں کو قربان کرو یا اپنا گھر بار چھوڑ کر نکل جاؤ تو ان میں چند آدمیوں کے سوا کوئي بھی ایسا نہ کرتا - حالانکہ جو بچھہ انکو سمجھایا دیا گیا ہے کہ وہ اسکي تعمیل دیتے تو سے حق میں بہتر ہوتا ' اور جس جہاد فی سبیل اللہ کي ہدایت اللہ نے اپني قوت پر نہایت مضبوطي سے ثابت و محکم رکھے '

* * *

جنگ طرابلس اس بیان کی صداقت کیلیے ایک بہترین مثال ہے - عرصے کے بعد یہ ایک ایسي جنگ ہوئی جسکی نے سروسامانیوں نے دولۃ عثمانیہ کو بالکل مجبور کردیا کہ صداء جہاد بلند کرے ' اور اندرون طرابلس کے عرب قبائل کو اپنی جانفروشیوں کے اظہار کا موقع دے - چونکہ یہ اسلام کي روحانیت و خواص کے ظہور کیلیے ایک محرک و موثر موقعہ تھا اسلیے یکایک مخفي جوہر اُبھرنے اور خوابیدہ قوتیں بیدار ہونے لگیں ' اور جہاد فی سبیل اللہ ' و ابتغاء مرضات اللہ ' و پرستاري ملت ' و عشق و شیفتگی وطن و حریت کے ایسے ایسے امثال مقدسہ دنیا کے سامنے آگئے' جنکے لیے تاریخ اسلامیۃ صدیوں سے تشنۂ و بیقرار ہے !!

واقعۂ طرابلس کي یہي خصوصیت ہے جس نے اُسے قرون اخیرہ کي تمام جنگوں سے الگ کردیا ہے اور یہي وجہ ہے کہ ابتدائے اشاعت سے " الہلال " نے اس واقعہ کو عام لفظ جنگ سے نہیں بلکہ " غزوہ " کي اصطلاح مخصوص سے تعبیر کیا ' اور ہمیشہ اسے

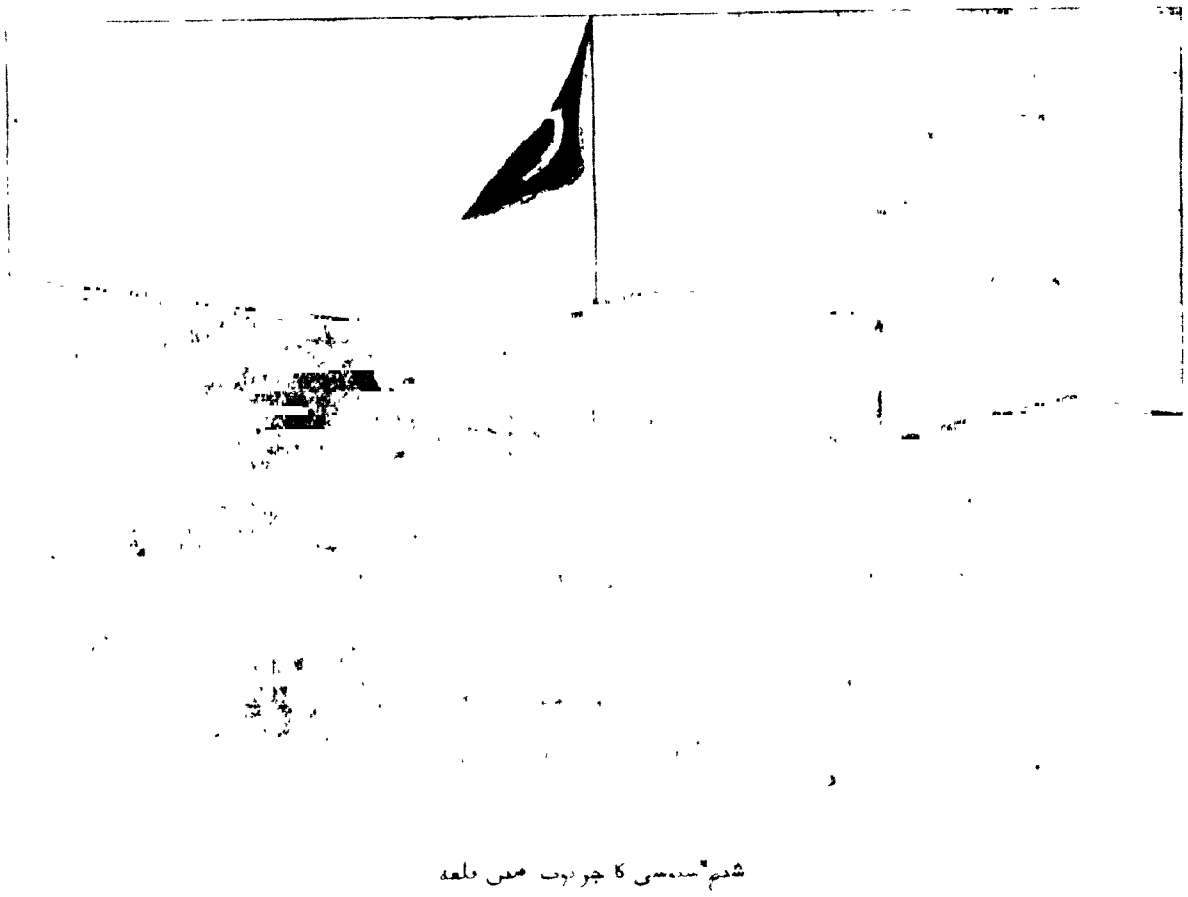

شدم شیدائی کا جو دوست میں طلعت

حفظ ملک و دیارہ کا ایک مقدس جہاد قرار دیا - غالباً تمام عالم مطبوعات میں الہلال ہی ایک رسالہ ہے جس نے اس حیثیت سے اس واقعہ پر نظر ڈالي ہے -

* * *

یہ ایسی عجیب بات ہے کہ فرنگی دماغ خاص طرابلس کی ہمیشہ خصوصیت رہی ہے ! فرنچیج کا دماغ دنیا کا سب سے بڑا دفاع تسلیم کیا گیا ہے ' جسمیں اہل فرنچیج نے رحم رومیوں کے مقابلے میں آخر تک ثابت قدمي دکھلائي اور باوجود ہر طرح کی بے سروسامانی اور محصور و مقہور ہوجانے کے عارنگران حریت کے آگے سر عبودیت خم نہ کیا -

لیکن شاید آپکو معلوم نہیں کہ جس کا فرنچیج کے دفاع کي داستان آب الہلال کي دوسري جلد میں پڑھچکے ہیں ' جس کا فرنچیج کے دفاع ملي کو تاریخ عالم نے آجتک عظمت و جبروت کے اعتراف کے ساتھہ یاد رکھا ہے ' جسکي خاک نے جنرل ہنے بال جیسے جانفروش و اولوالعزم مدافع پیدا کیے ' جسکي مٹي سے ہسدروبال کي تمثال صداقت و حریت بیوي کا جسم عالی بنا ' اور جس نے اپنے اور اپنے وطن عزیز کو آگ کے شعلوں کي نذر کردیا پر ظالم حملہ آوروں کی اطاعت قبول نہ کي ' در اصل وہ اسی خاک زار مقدس پر آباد تھا جسے آج "طرابلس الغرب" کہتے ہیں ' اور پچھلے عزوۂ طرابلس میں جو بچھہ ہوا ' یہ گویا تاریخ کا ایک نمایاں اعادہ تھا جس نے اپنے گذرے ہوئے اوراق پھر ایک بار سامنے کردیے !!

اطـــلاع

امسال وقف کمیٹی آل انڈیا شیعہ کانفرنس لکھنؤ نے یہ ارادہ کیا ہے کہ فہرست اوقاف شیعان ہندوستان طبع کرائے لہذا ہمدردان اوقاف سے یہ خواہش کیجاتی ہے کہ اپني اپني ضلع کے اوقاف کي فہرست مع نقل وقف نامہ و دیگر ضروري حالات انریري سکریٹري وقف کے پاس ارسال فرمائیں تا کہ وہ درج فہرست ہوکر ایک تاریخی کتاب کے حیثیت سے طبع ہو جائے ' اور وہ آیندہ ضروریات قومی کو پورا کرے ' اور حسب موقع صیغہ وقف شیعہ کانفرنس منشائے واقف کے موافق وقف کے چلانے کے کوشش کرتی رہے -

ابزاد حسین خان

آنریري سکرٹری سنٹرل اسٹیندنگ کمیٹی

آل انڈیا شیعہ کانفرنس لکھنؤ

جـــزائر فیلی پـائن (امـریـکا)

اور تـــلیغ و دعـــوہ اســـلام

حضرت شیخ الاسلام کا مـــراسلہ

مولانا - السلام علیکم و رحمة الله و برکاته - بعنایة تعالے بدیار فیلیپین رسیدم - بوقت رسیدن سفن کشتي با لواے حشمت نماے عثماني مزین بود - والي سابق زامبوانگا که در سال گذشته باستانبول آمده بود در کنار دریا منتظر من بود' و برابر او هزارها اهل اسلام استاده بودند - کنار دریا سر تا پا با لواے عثماني آراسته بود - وقتیکه از کشتي بیرون آمـدم ' نشان ذي شان عثماني بر سینهٔ نا چیز آویخته بود ' با کمال عزت بخانهٔ والي مذکور رسیدیم' و زیاده بر مسلمانان را قبول کردیم - کرنیل فنلي که والي گذشته است ' مرا بحضار مجلس بطور شیخ الاسلام و وکیل خلیـفهٔ اعظم تقدیم کـرد ' و بعد از رسیدن مراسم استقبال بختام ' نطقي مناسب حال و مقام ایراد کردم و وظائف اهل اسلام که مناسب حال و وقت است با افادهٔ ساده اتضاح کردم - حکومت امریکا این داعي جناب را بطور رئیس مسلمانان و لقب شیخ الاسلام قبول کرد - و بوکالت من از جانب خلیفهٔ اعظم در امر اقامهٔ ستون دین مبین ابرار حرمت کرد - و امور مذهبیهٔ سکان مرور را دیدن بمن حواله کرد ' تا باکنون بسیار بلده هاے اسلامي را زیارت کرده ام - و در نتیجه تدقیق فهمیدم که مسلمانان این دیار بسیار جاهل و وحشي و فقیرند ' و براے تاسیس مساجد و مدارس دینیه از جانب حکومت مدد ندارند - معیشت اینان علي الاکثر بصید ماهي منحصر است - از نابودن مساجد بعض اعداے دین مبین این مومنان جاهل را به بے دینی گرفتار خواهند کرد ' و این امر در اخبار امریکه هم نوشته اند - بنا برین بسیار مبشرین مسیحیت (مشنري) بجزائر مرور آمده اند که درمیان ایشان یک راهبهٔ ملیوندار هم هست - اکنون بر مسلمانان چار اقطار عالم واجب است که بامـداد این اخوان شتاب کنند ' و از جناب مولانا نیارم آنست که از ارباب جود و سخاء اسلام در هند اعانهٔ کافي جمع بفرمایند ' و بر جنـاب شانی تمام این عاجـز بفرستند که في الحال بتاسیس مـدارس دینیهٔ لازمه آغاز بکنم - و بتعلیص این اخوان از دندان آز مسیحیت با صرف نقود و تعلیم علوم کوشش بعمل آید - والله ولي التوفیق - اعانه هاے آینده را بر صحائف اخـبار عالم اعلان خواهم کرد - و در انجام هر سال خ[illegible] اعمال ناچیز را بعالم اسلام خواهم تعریف کرد - والسلام علیکم -

شیخ الاســلام در جـزائر مورو :
محمد وجیه البجیلانی

الهـــلال:

مندرجهٔ بالا تحریر حضرة الفاضل المحترم ' السید محمد وجیه النابلسي شـیخ الاسلام جزائر فیلي پـائن کي هے جو انهـوں نے ایڈیٹر الهـلال کے نام جزیرهٔ مورو واقع فیلي پائن سے روانه کي هے سید موصوف کا تذکره الهـلال میں هوچکا هے - آگره میں جب آنسے ملاقات هوئی تو مـں نے عرض کیا تھا که جزائر میں پهنچکر محض اپنے سرکاري و طبعه هي فداعت نه کریں ' بلکه ایک داعي اسلام کي حیثیت سے وهاں کے حالات کا مطالعه کریں ' اور وهاں کے مسلمانوں کي اصلاح دیني و تعلیمي کي اور علي الخصوص دیسي آبادي میں تبلیغ اسلام کي سعي بالغ کریں -

چنانچه وه اس فارسي مراسله میں لکهتے هیں :

"مـں جب فیلي پائن پهنچا تو میرے جهاز کے مستولوں پر عثماني علم لهرا رهے تهے - ساحل پر مستر فنلي گورنر جزائر مع ایک جم‌غفیر کے استقبال کیلیے موجود تهے - راسته عثماني بیرقوں اور جهنڈوں سے مزین تها - یهں کے سب سے زیاده توجه اپنے شکسته حال اخوان مسلمین پر کي - ساحل سے گورنر کي کوٹهي پر گئے - وهاں ایک بڑي مجلس منعقد هوئی اور گورنر نے به حیثیت شـیخ الاسلام جـزائر و نائب حضور خلیفـة المومنین مجمع پیش کیا - جسکے بعد میں نے مناسب وقت تقریر کي -

حکومت امریکا نے مجمع یهاں کے مذهبي امور بکلي سپرد کردیے هیں اور میں مشغول تحقیق و تفتیش هوں - یهاں کے مسلمانوں کي حالت بهت افسوس ناک هے - جهل اور فقر ' دونوں میں مبتلا هیں - اکثر معیشت مچهلي کے شکار پر هے ' اور یهي خزانهٔ سمندر انکا راس المال هے - نتیجه یـه هے که مسیحي مشنري پهنچ گئے هیں ' جنکے ساتهه ایک تو زر پاني اندهوناک دن بهي هے اور لوگوں کو ترک دین کي دعوت دے رهے هیں - امریکا کے اخبارات میں بهي یهاں کي مشن کي نسبت مذاکرات شائع هوے هیں -

مسٹر فنلي سابق گورنر فلی پائن

ایسي حالت میں همیں تبلیغ اسلام اور اصلاح حال مسلمین جزائر میں نهایت جلدي کرني چاهیے - میں آپسے التجا کرتا هوں که هندوستان کے اهل خیر تو اس طرف توجه دلائیے که مجمع مالي مدد دیں ' تا که میں یهاں باقاعده تعلیم و تبلیغ کا کام کرسکوں ' اور چند دیني مکاتب جاري کردوں - مجمع جسقدر اعانت عالم اسلامی سے ملے گي ' آپ اخبارات میں نام بنام شائع کرتا رهونگا "

بعد حصرة شیم کي صداء طلب مستحق صد توجه و اعتناء اور به الله کے هاتهه میں هے نه جس کم کیلیے چاهے لوگوں کے دلوں کو پهیر دے - نه تمام کام در اصل اب اس اسلامی مشن کے متعلق هوئے جاتے هیں جسکے قائم کرنے کا آخري وقت گذر رها هے

شیم موصوف کا پته یه هے - ٹکٹ ۲ - آنے کا لگانا چاهیے

H. A. Asseyed Mahammad Wajih Sheikh-ul-Eslam in the Moro Province Zomboonga
Mindanao
(Philippines)

الهـــلال کـي ایجنسي

هندوستان کے تمام اردو ' بنگله ' گجراتي ' اور مرهٹي هفته وار سالوں میں الهـلال پهلا رساله هے ' جو باوجود هفته وار هونے روزانه اخبارات کي طرح بکثرت متفرق مرحمت هوتا هے - اگر آپ ایک عمده اور کامیاب تجارت کے متلاشي هیں تو ایجنسي کي درخواست بهیجیے -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحكيم

الهلال

Telegraphic Address
"Alhilal Calcutta"
Telephone, No. 648

نار کا پتہ
" الهلال کلکته "
تیلیفون نمبر - ۶۴۸

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدهلوی

منام اشاعت
۷ - ۱ مکلارڈ اسٹریٹ
کلکته

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ٤ | کلکته : چہارشنبہ ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۳۲ ہجری | نمبر ۱۱

Calcutta Wednesday, March 18 1914.

سد هندیہ کا افتتاح بمقام مدن
قاضی بغداد ، کمرہ ، [illegible] و امراء شہر -

قیمت فی پرچہ
ساڑھے تین آنہ

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor.

Abul Kalam Azad

7/1 Mcleod street.

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs.8

Half-yearly ,, ,, 4-12

الہلال

مدیر مسئول و محرر خصوصی

ابوالکلام آزاد

مقام اشاعت

۷-۱ مکلاڈ اسٹریٹ

کلکتہ

ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ٤ | کلکتہ : چہارشنبہ ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۳۲ ہجری | نمبر ۱۱

Calcutta : Wednesday, March 18 1914.

ایک عظیم الشان دینی تحریک کی انتہائی تخریب

مسئلۂ بقاء ندوۃ العلماء

طلباے دار العلوم کی اسٹرائک

بیس سال ہوے جب ندوۃ العلما نے اپنی پہلی صدا بلند کی - اُس نے اپنے مقاصد کا اعلان کیا ' جنمیں سب سے اہم تریں مقاصد یہ تھے : رفع نزاع باھمی ' حفظ کلمۂ اسلام و خدمت ملت کے لیے تمام علما کا اجتماع و اتحاد ' اشاعت اسلام ' اصلاح نصاب قدیم ' تدوین علم کلام جدید -

لیکن اُس نے دیکھا کہ مصائب شدید ' موانع لا علاج ' اور وسائل عمل و نجاح مفقود ہیں - سب سے پہلے ضرورت جس چیز کی ہے وہ یہ ہے کہ ہم میں ایسے علماء حق پیدا ہوں جو وسعت نظر و تبحر علمی کے ساتھ موجودہ عہد فلاکت کی تمام مصیبتوں کا علاج بھی اپنے اندر رکھتے ہوں - سب سے بڑھکر اہم مقصد اشاعت اسلام ہے - اسکے لیے ملک کے اندر صاحبان ایثار و فدا کاران مذہب علما چاہئیں ' اور ممالک متمدنۂ خارجہ کیلیے ایسے روشن ضمیر و کاردان جو علوم حقۂ اسلامیہ کے ساتھ یورپ کی زبانوں سے بھی ماہر ہوں ' نیز علوم و فنون حدیثہ سے بھی واقفیت رکھتے ہوں -

لیکن بدبختی یہ ہے کہ ایسے لوگ ہم میں ناپید ہیں - یہی حال تمام دیگر مقاصد و اعمال کا ہے -

پس سب سے پہلے ایک ایسا مدرسہ قائم کرنا چاہیے جسکی تعلیم سے مقصود و مطلوب اشخاص پیدا ہوسکیں - چنانچہ مدرسہ قائم ہوا -

* * *

بہت سے لوگوں کو ندوہ کے مقاصد سے تشفی نہ ہوئی - خود موجودہ علماء میں سے ایک گروہ کو غلط فہمیاں ہوئیں - باھمی نزاع کا ایک نیا طوفان اٹھا - پھر گورنمنٹ کی سوء ظنی نے رہی سہی امیدیں بھی خاک میں ملادیں - نئے تعلیم یافتہ اشخاص سمجھے کہ یہ انگریزی تعلیم کا رقیب ہے - قدیم گروہ نے کہا کہ نئے خیالات کی ایک دوسری صورت ہے - اُسے اپنوں میں بھی سمجھنے والے اور سچا درد رکھنے والے نہ ملے - غرضکہ زمانے نے اپنی ایک قیمتی متاع کو پاکر کھو دینا چاہا ' اور غفلت و حوادث نے اسکا سامان مہیا کیا : و کانوا فیہ من الزاھدین !

اُسکے بعد پھر ایک نیا دور شروع ہوا ' اور موانع راہ بظاہر ایک کرکے ہٹنا شروع ہوے - قوم نے بھی توجہ کی ' مالی حالت بھی درست ہو چلی - تعمیرات کا سلسلہ شروع ہوا ' کچھ اشخاص دار العلوم سے پیدا ہوے جنکی قابلیت کا ملک نے اعتراف کیا ' اور وہ وقت قریب آیا کہ ملک اسکی جانب پوری توجہ کرتا ' اسکے اندرونی مفاسد کی اصلاح کی جاتی ' اور اسکے باطن کو بھی مثل اُسکے ظاہر کے صاف و بہتر بنایا جاتا - لیکن جبکہ امیدیں قوی اور توقعات شاد کام ہوئیں ' نو یکایک حوادث و غفلت اور فتنۂ و فساد کے واقعات کا دوسرا دور اولنا ' اور مثل بیت المقدس کے ہیکل کے جسکے دو مرتبہ تباہ ہونے کی تورات میں خبر دی گئی تھی ' ندوہ پر بھی دوسری تباہی کا دور شروع ہوگیا : بعثنا علیکم عبادا لنا اولی باس شدید ' فجاسوا خلال الدیار و کان وعدا مفعولا (۱۷ : ۵)

* * *

بیت المقدس کے لیے دو بربادیوں کی خبر دی گئی تھی جو بنی اسرائیل کی شامت اعمال سے آنے والی تھیں - پہلی بخت نصر کی چڑھائی اور دوسری ٹیٹس شاہ روما کی : و قضینا الی بنی اسرائیل لتفسدن فی الارض مرتین ' و لتعلن علوا کبیرا (۱۷ : ۴) -

پہلی بربادی کے بعد عزیر نبی کی آہ و زاری نے سلیمان کے ہیکل اور اسرائیل کے گھرانے کو بچالیا پر دوسرے کے بعد ہمیشہ کیلیے شام کے مقدس مرغزار اجڑ گئے -

کیا ندوۃ العلما پر بھی یہ دوسری تباہی آخری ہے ' اور کیا یہود ہذہ الامۃ کی بد اعمالیوں سے یہ دوبارہ اُجڑکر پھر آباد نہوگا ؟

و قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم : لتتبعن سنۃ من کان قبلکم (ای الیہود) باعا بباع ' و ذراعا بذارع ' و شبرا بشبر ' حتی لو دخلوا فی جحر ضب ' لدخلتم فیہ ! !

* * *

خود ندوۃ العلما کے اعتراف سے لوگوں نے انکار کیا ' مگر اسکے مقاصد صحیحہ کے اعتراف سے گریز کرنا زمانے کی طاقت سے باہر تھا - اُنکی حقیقت خود زمانے اور وقت ہی کے حکم کا نتیجہ تھی اور انسان سمندر کی موجوں سے لڑ سکتا ہے ' پہاڑوں کی صفوں کو چیر سکتا ہے ' طوفان اور بجلی پر فتح یابی حاصل کر سکتا ہے ' پر زمانے سے لڑنے کی اُسے تلوار نہیں دی گئی ہے - و قال علی علیہ السلام : لا تسبوا الدھر ' فان الدھر ھو اللہ

پھر دیکھو کہ خود ندوہ تو بے حس و حرکت پڑا رہا ' لیکن اسکی صدائیں کس طرح تمام عالم اسلامی میں جنبش پیدا کرتی رہیں ؟ مسلمانان روس نے ٹھیک اسی کے سے مقاصد کو اپنے کاموں کا پروگرام بنا یا ' بخارا میں خود رئیس وقت نے اصلاح نصاب قدیم کیلیے کمیٹی بنائی' مصر میں "مدرسۂ دعوۃ و ارشاد" اسی کی تقلید میں بنا یا گیا -

خود ہندوستان کے اندر بھی دیکھو کہ کیا ہوا اور کیا ہو رہا ہے ؟ اور پھر سوچو کہ ندوہ کس طرح اپنا کام چپکے چپکے انجام دیتا رہا ؟

درس قدیم کے سب سے بڑے مرکز مدرسۂ عربیہ دیوبند میں " جمعیۃ الانصار " قائم کی گئی' اور اس طرح اعتراف کیا گیا کہ مدرسہ میں طلبا کو تعلیم دینے کے علاوہ کچھہ اور کام بھی ضروری ہیں جنکے لیے سالانہ اجتماع ہونے چاہیئں' اور نیز یہ کہ نئی ضرورتوں کے وجود سے انکار نہیں - اس سے بھی بڑھکر یہ کہ انگریزی خواں طلبا لیے گئے تاکہ انکو علوم عربیہ کی تعلیم دیکر وقت کی ضرورتوں کا علاج کیا جاے !

اندک اندک عشق در کار اورد بیگانہ را !

جنوبی ہند میں مدرسۂ باقیات الصالحات کے اجلاس ہوے اور اول سے لیکر آخر تک وہی سب کچھہ کہا گیا جو ندوہ کہتا رہا ہے - خود گورنمنٹ نے شملہ میں مشرقی علوم کے احیاء کیلیے کانفرنس منعقد کی اور کلکتہ یا دہلی میں نئی درسگاہ کی تجویز ہے :

لالہ ساغر گیر و نرگس مست و بر ما نام فسق !
داوری خواہم مگر یارب کرا داور کنم ؟

ندوہ کی حقیقت کا سب سے آخری اعلان دہلی کی ایک نئی انجمن ہے جو " نظارۃ المعارف القرانیہ " کے نام سے مولانا عبید اللہ صاحب سابق ناظم جمیعۃ الانصار دیوبند نے قائم کی ہے - اسکا مقصد یہ ہے کہ انگریزی خواں فارغ التحصیل طلبا کو لیکر قران و حدیث اور بعض کتب اسرار الدین کا درس دیا جاے اور اس طرح اشاعت و صیانت اسلام کیلیے نئے علما پیدا کیے جائیں :

خواہم کہ دگر بتکدہ سازیم حرم را

ندوہ بھی کہتا تھا جو آج کیا جا رہا ہے' لیکن فرق یہ ہے کہ اگر اسکی فریادوں پر اُس وقت کان دھرا ہوتا تو آج اس منزل کا بڑا حصہ طے ہوگیا ہوتا ' اور ہم میں ہر طرح کے کاموں کیلیے وہ قحط الرجال نہ ہوتا جو نظر آ رہا ہے - لیکن اب حالت یہ ہے کہ بیس پچیس برس کی غفلت کے بعد لوگ وہاں پہنچے ہیں ' جہاں سے ندوہ نے ایک قرن پہلے اپنا سفر شروع کرنا چاہا تھا :

انچہ دانا کند کند ناداں
لیک بعد از خرابی بسیار

* * *

آج ہر طرف اشاعت اسلام کے کاموں کو لوگ محسوس کر رہے ہیں اور لارڈ ہیڈلے کے اسلام لانے کے واقعہ سے لوگوں میں از سر نو اسکا خیال پیدا ہوگیا ہے کہ ممالک یورپ میں اسلام کے داعی بھیجے جائیں تاکہ اسلام کی تبلیغ خارجہ کا کام شروع ہو - لیکن کیا یہ کام بغیر انگریزی داں و نئے تعلیم یافتہ علما کے انجام پاسکتا ہے ' اور کیا اسکے لیے علما ہم میں موجود ہیں ؟

اگر نہیں ہیں تو درسگاہ کی ضرورت ہے - پھر یہ کیسی غفلت شدید ہے کہ دار العلوم ندوۃ العلما صرف انہی مقاصد کیلیے پیشتر سے قائم ہے- وہ اپنی تاسیس و تعمیر کی ابتدائی منزلوں سے گذرچکا ہے - اسکا وجود قوۃ سے فعل میں آچکا ہے اور صرف تکمیل و اصلاح کا محتاج ہے - ہم اُسکی تباہی و بربادی کو گوارا کر رہے ہیں اور اپنی ایک بنی بنائی ہوئی متاع عزیز کو اپنے سامنے ضائع ہوتا دیکھہ رہے ہیں ؟

اس سے بڑھکر غفلت و سرشاری کی مثال اور کیا ہوسکتی ہے کہ جن مقاصد کیلیے ہمارے ہاتھوں میں نئے پروگرام اور نئے کاموں کے خاکے ہوں' عین انہی مقاصد سے خود ہمارا بنایا ہوا ایک کام پیشتر سے موجود ہو - ہم اُسے تو ضائع کر دیں مگر نئے کاموں کی تلاش میں سرگرداں ہوں ؟ فما لہا ارلاء القوم ' لا یکادون تفقھون حدیثا ؟

* * *

البتہ یہ ضرور ہے کہ بحالت موجودہ ندوہ نہ تو قوم کا ہے' اور نہ اسکے کسی مرض کا علاج ہے - اسکا کوئی نظام صحیح نہیں - اسکے دستور العمل میں قوم کی راے اور قوۃ عمل کو کوئی دخل نہیں - اسکی حکومت کا رشتہ صرف چند آدمیوں کے ہاتھہ میں ہے اور جب تک مشترکہ اور جمہوری کاموں کے اصولوں پر اسکا دستور العمل نہ بنے گا ' ہمیشہ اشخاص ہی کے ہاتھوں میں رہیگا - اسکے انتہائی تغیرات و اعمال کا حق بھی ایک محدود طبقہ کی مجلس خاص کو دیدیا گیا ہے' اور اسیکا نتیجہ ہے کہ وہ محض چند مقامی اور قابض آدمیوں کا کھلونا بنگیا ہے' جو جس طرح چاہیں اپنے اغراض کیلیے اُس سے کھیل سکتے ہیں -

اس سے بھی بڑھکر یہ کہ اُس نے اپنی آخری توقعات بھی کھودیں اور چند آدمیوں نے خانہ ساز سازش کرکے نئے عہدہ دار منتخب کرلیے - ایسا کرنا خود ندوہ ہی کے دستور العمل و قواعد کے صریح خلاف ہے - پھر نہ تو قوم اُن اشخاص سے واقف ہے ' نہ انکے کاموں کی اُسے خبر ہے ' اور نہ یہ جانتی ہے کہ جن مقاصد کا ندوۃ العلما ماتم گذار ہے' اُن سے اُنہیں کوئی مناسبت و تعلق بھی ہے یا نہیں ؟

دار العلوم ایک ویرانہ و خرابہ ہوگیا ہے - گرد و خاک کے اندر چند مدرسوں اور طالب علموں کی مٹی ہوئی صورتیں نظر آتی ہیں' اور وہ بھی فریب فنا ہیں - طلبا کی تعداد ایک تہائی سے زیادہ گھٹ گئی ہے' اور انکے اندر ولولۂ تحصیل اور شوق تدریس کی کوئی روح باقی نہیں رہی - انکے دل افسردہ ہوگئے ہیں اور اپنی حالت پر متاسف ہیں - انکو ارباب فن کی صحبت و تعلیم سے محض بربناے بعض ذاتی روکا جاتا ہے ' اور قومی مجلسوں میں شرکت کی اجازت نہیں دی جاتی - حتی کہ اُنھوں نے استرائک کردی ہے' اور یہ امن مدارس و مجامع کی انتہائی غارت ہے !

کسی مدرسے کی معنوی زندگی کیلیے بڑی چیز یہ ہے کہ اسکے طلبا کے اندر اپنی کالج کی الفت کی محبت اور ولولۂ و نشاط کار ہو - یہی ولولہ انکو سب کچھہ بنانے والا ہے ' ورنہ محض کتابوں کے صفحوں اور معلموں کی زبانوں میں تو کچھہ بھی نہیں ہوتا -

لیکن دار العلوم ندوہ کے اندر اب کسی طالب علم کو اپنی زندگی محسوس نہیں ہوتی - بہ حیثیت مجموعی انکی اور انکے مدرسہ کی حالت ایسی ہوگئی ہے کہ دیکھنے والے کو زندگی کی جگہ ایک معنوی موت کے آثار نظر آتے ہیں !

یہ حالت دیکھکر تعلیم کا ایک سرکاری انسپکٹر بھی ہمارے ماتم میں شریک ہوگیا' اور اس نے افسوس کیا کہ گورنمنٹ کا پانچ سو روپیہ ماہوار ضائع جا رہا ہے !

کچھہ شک نہیں کہ ان حالات کے ساتھہ ندوہ کچھہ بھی نہیں ہے - اتنا بھی نہیں جتنا کسی دیہات کا مکتب یا کسی پرانی مسجد کے ملا کا صحن درس ہوتا ہے - بلا شبہ اگر اسکا مرض لاعلاج

اور اُسکي خرابي نا قابـل دفع هے تو اُسے مٹ هي جانا چاهيـے ' ليکن مٹنا چاهيـے - اس طرح سسک سسک کر دم نهيں توڑنا چاهيـے که اسکے ماتم گذار تماشا ديکهيں ' اور کسي سے اتنا بهي نهو سکے که دسته علاج کي جگهه خنجر هلاکت هي کو کام ميں لائے !

گيـرم کـه وقت ذبح تپيـدن گناه من
ديدن هلاک و رحم نه کردن گناه کيست ؟

ليکن ابهي مرض لا علاج نهيں هوا اور درستگي ممکن هے - وہ بيس سال کي کوششوں کا نتيجه هے اور ايک ايسا کام هے جسميں اصلاح کے سوا اور سب کچهه موجود هے - اگر هم اُسکي اصلاح کرسکيں تو زمانۂ حال کي ايک بهترين درسگاه بن سکتي هے - وہ اُن تمام ضرورتوں کو پورا کرسکتي هے جنکو اب هر شخص محسوس کر رها هے ' کيونکه اصلاح ملت اور حفظ و تبليغ اسلام کے تمام کاموں کيليـے وہ ايک بنا بنايا هوا مرکز هے -

خـــلاصـۂ مطـالب

پس موجوده وقت کے کاموں ميں سب سے زياده اهم کام مسلمانوں کيليـے يه هے که وہ نـدوة العلما کي اصـلاح کي طرف متوجه هوں اور اسکے تمام مفاسد و نقائص کو سمجهکر ايک فيصله کن اور آخري انتظـام کرديں تاکه وہ ايـک باقاعده اور منظـم درسـگاه کي صورت اختيار کرلے -

طلبا کي موجوده اسٹرائک بهي در اصل انهي نقائص کا نتيجه هے - پس هم کو نظر محض ايک دو نتيجوں هي پر نهيں رکهني چاهيـے بلکه اصلي علتوں اور سببوں کو دور کرنا چاهيـے -

اس امر سے کوئي انکار نهيں کرسکتا که مولانا شبلي نعماني نے ندوة العلما کو دوباره زنده کيا اور اسکے ليـے بهت سي خدمتيں انجام ديں ' ليکن افسوس که انهوں نے کبهي اسکے اندروني مفاسد کو دور کرنے کيليـے قوت صرف نه کي ' اور اسکي بے ضابطگيوں سے قـوم کو خبردار نه کيا ورنه يـه وقت بد کبهي بهي نه آتا - يه انـکي ايک ايسي کمزوري تهي جسپر انهيں خود بهي اپنے تئيں ملامت کرنا چاهيـے - اب صرف مولانا شبلي سے توقعات رکهنا بهي بے سود هے جيسا که بهت سے لوگ کهه رهے هيں • کوئي کام جو صرف اشخاص کي اميد پر هو ' زنده نهيں رهسکتا ' اور اگر ندوة العلما صرف مولانا شبلي هي کے دم سے هے تو ندوه کي قسمت پر رونا چاهيـے جو ايک ايسے ستون پر کهڑا هے جو هميشه قائم نهيں رهيگا -

ندوه کو قوم کے هاتهه ميں آنا چاهيـے - اب تک وہ ايک ايسي قومي جائداد هے جسکي سند تو قوم کي جيب ميں هے پر قبضه اُسکا نهيں هے -

اس بارے ميں اصلي اور صحيح ترتيب عمل يه هے :

(۱) سب سے پهلے اسکي موجوده حالت کا سوال هے - پوري بے قاعدگي کے ساتهه اسکے ليـے نئے عهدهدار منتخب کيـے گئـے هيں جسکي تفصيلي سرگذشت " مدارس اسلاميه " کے سلسلے ميں آينده نمبر پيش کريگا - اسکا نتيجه يه هے که ندوه نے اپنے اصلي مقاصد بالکل کهو ديـے هيں ' اور جمهور کي آواز اُسميں کوئي چيز نهيں اسي طرح دار العلوم کا انتظام بالکل ابتر هوگيا هے - شکايتوں کا ايک پورا سلسلـه هے - طلبـا سے حيـات تعليمي بالکل مفقود هوگئي هے - انهوں نے تعليم چهوڑ کر اسٹرائک کر دي هے -

(۲) اسکے بعد اصل ندوه کے نظام و اساس کا سوال هے - جب تـک ايک مرتبه آسے از اول تا آخر نظر ڈالکر درست نه کيا جائيگا ' کچهه بهي نهوگا - اسکے قواعد و ضوابط بالکل بدل ديـے گئـے هيں - جماعت کو اسميں کوئي دخـل نهيں - ارکان انتظامي کا دائـره چند خاص خيال کے لوگوں ' اپنے دوستوں اور رفيقوں ' يا ايک هي خانـدان کے بهت سے لوگوں سے بهر ديا گيا هے - تنگ خيالي اور فريقانه تعصبات سے پورا پورا کام ليا گيا هے - ترتيب عمل و تقسيم کار کا وجود نهيں - خود دارالـعلوم کيليـے کوئي مکمل نظام و دستور العمل نهيں هے - ان تمام اساسي امور کي اصلاح هوني چاهيـے -

(۳) سب سے آخر ندوه کے مقاصد اور اصول عمل کا مسئـلـه هے - وہ اصلاح ديني کي ايک تحريک هے جو درس علوم صحيحۂ اسلاميه اور طريق ارشاد و هدايت ديني کي راه سے کام کرنا چاهتي هے - پس اسکا محور عمل کيا هونا چاهيـے ؟ اس بارے ميں ميرے بعض خاص خيالات هيں ' اور ميں ندوة العلما کے کاموں سے متعدد امور ميں اصولي اختلاف کرنے کے وجوه رکهتا هوں - پس اس مسئله پر بهي ايک نظر ثاني هوني چاهيـے -

* * *

ان امور کے حصول کا طريقه يهي هے که سب سے پهلے ايک معتمد کميشن يا مجلس قائم هو جو موجوده نقائص کي تحقيقات کرے - اسکے بعد ايک عظيم الشان نيابتي جلسه منعقد هو ' اور وہ ندوه کو اسکي زندگي کا آخري فيصله سنادے -

تمام ارباب درد و کار کو اسکے ليـے اپني صدائيں بلند کرني چاهئيں اور حس کار و جوش عمـل کا ثبوت دينـا چاهيـے -

و ما تشاؤن الا ان يشاء الله - ان الله کان عليما حکيما -

اسٹـــرائـــک

الحمد لله که ندوه کے معاملات کي طرف سے جو عام غفلت چهائي هوئي تهي ' وہ دور هونا شروع هوگئي هے - وقت اور حقيقت کي کوئي صدا بيکار نهيں جاسکتي - پچهلا الهلال بدھ کے دن ڈاک ميں پڑا هے اور جمعه يا سنيچر کے دن باهر پڑها گيا هے - آج پير کا دن هے - اس حساب سے جو خطوط اور مراسلات کل سے آج تک دفتر ميں پهنچي هيں ' وہ عين اُسي دن لکهکر ڈاک ميں ڈالي گئي هونگي جس دن الهلال پهنچا هے - تاهم اسطرح کي مراسلات کي تعداد تيس چاليس سے کم نهيں اور يه بهت بڑا ثبوت بے حسي و ايقاظ غفلت کا هے - و لله عاقبة الامور -

* * *

اسٹرائک بدستور قائم هے - ايک مراسله نگار کے خط سے معلوم هوا هے که طلبا اپني شکايتوں کے متعلق ايک تحرير شائع کرنے والے هيں - جو حالات هم تک پهنچے هيں اگر وہ صحيح هيں تو افسوس کرنا پڑتا هے که اسٹرائک کے بعد سے جو سلوک نئے حکام ندوه کر رهے هيں وہ سخت باز پرس کا مستحق هے - انکو چاهيـے تها که وہ نرمي سے پيش آتے که اصـلاح حال کا سب سے بڑا حربه يهي هے ' اور پهر باقاعدگي کے ساتهه انکي شـکايتوں کو سنتے - مگر معلوم هوا هے که انهوں نے پهلے جبر و تشدد کے اظهار سے کام ليـنا چاها ' اسميں ناکام رهے تو کهانا بند کر ديا - اس سے بهي کچهه نهوا تو بورڈنگ سے نکل جانے کي اور پوليس سے مدد ليـنے کي دهمکي دي ' اور صاف انکار کرديا که هم طلبا سے کچهه سننا نهيں چاهتے - اگر واقعي ايسا هي کيا جارها هے تو ندوه کي بربادي کي يه آخري ذمه داري هے جو يه لوگ اپنے سر لـے رهے هيں ' اور وہ ياد رکهيں که يه ذمه داري انکي تمـام پچهلي ذمه داريوں سے بهي بڑهکر انکے ليـے خطرناک هے -

انکو چاهيـے تها که وہ شکايتوں کو سنتے اور اگر انکے وجوه سے انکار کرتے تو قبل اسکے که باهر سے کميشن قائم هو ' خود هي ايک کميشن غير متعلق لوگوں کا قائم کرديتے - يه کميشن ايسے لوگوں سے مرکب هوتا جو طلبا اور حکام ندوه ' دونوں کے الگ الگ معتمد هوتے - پهر طلبا کو انکے سامنے پيش کرتے - اظهارات ليتے اور معامله صاف هوجاتا - دنيا بهر ميں کام کرنے کا يهي طريقه هے -

مساجـــد و قبـــور لشکـر پـور

بیان کیا گیا ہے کہ اب لشکر پور کي مساجد کا مسئلہ صوبے کے اعلیٰ حکام کے ہاتھہ میں ہے اور وہ بہت جلد اس کا فیصلہ کرینگے - لیکن ضرورت اس سے بھي بلند تر حکام کے توجہ کي ہے ' ورنہ یہ معاملہ بھي کانپور کے واقعہ سے کم نہوگا -

کہا جاتا ہے کہ ایجي ٹیشن نہ کرو - پبلک کے سامنے گورنمنٹ کي اطاعت کے سوا اور کچھہ زبان سے نہ نکالو - اگر ایسا کروگے تو یہ بغاوت ہے - لیکن سوال یہ ہے کہ خود گورنمنٹ اور عام حکام کے طرز عمل کا کیا حال ہے ؟ کیا وہ کسي سچائي کو وقت سے پہلے اور بغیر عام ہیجان کے قبول کرلیتے ہیں ؟

اسي لشکر پور کے واقعہ سے اس سوال کا جواب مانگنا چاہیے - ابتدا ھي میں حکام کو تمام معاملات سے واقفیت ہوگئي تھی اور گورنمنٹ کے سامنے پورا معاملہ رکھدیا گیا تھا - لیکن باوجود اسکے کوششیں کي گئي کہ غفلت اور التوا سے فائدہ اٹھا کر مسجدوں کو منہدم کردیا جاے ' مثل اُن بہت سي مساجد کے جو اسي طرح منہدم ہوچکي ہیں !

اسطرح خود گورنمنٹ ھي پبلک کو سکھلا رھي ہے کہ ہم سے کام نکالنے کا صحیح طریقہ کیا ہے ؟ مگر ستم یہ ہے کہ جب اس ایک ھي کامیاب طریقہ سے کام لیا جاتا ہے تو پھر حکام آپے سے باھر ہوجاتے ہیں اور چیخ اُٹھتے ہیں کہ یہ بغاوت ہے :

دنبـال تو بودن گنـہ از جـانب ما نیست
با غمـــزہ بگـــو تا دل مـــردم نـہ ربایـد

کانپور کے معاملے کے بعد امید بندھي تھي کہ شاید حکام عبرت پکڑیں اور سمجھیں کہ سڑکوں کي کشادگي اور بحري اسٹیشنوں کي وسعت بغیر خدا کي عبادت گاھوں کو ڈھاے ہوے بھي ممکن ہے - خود ھز ایکسلنسی لارڈ ھارڈنگ نے بار بار اسکا اعلان کیا ' اور پھلي کونسل کي اسپیچ کے بعد تو مسجدوں کي طرف سے ہمیں بے فکر ہوکر سوجانا تھا - مگر افسوس کہ لشکر پور کے معاملے نے یقین دلا دیا ہے کہ وھي اعتقاد سچ تھا جو اس بارے میں ابتدا سے ہے ' اور جو ان وعدوں کي دلفریبي سے متزلزل سا ہوگیا تھا !

یہ چھوٹے حکام جو ایسا کر رہے ہیں ' در اصل گورنمنٹ کے اعلیٰ اعلانات کي صریح توہین کرتے ہیں - انکے نزدیک ھز ایکسلنسی لارڈ ھارڈنگ کے اظہارات گویا بالکل ایک بے اثر چیز ہیں - پس سوال یہ ہے کہ کب تک مسلمان اسطرح اپني عبادت گاھوں کي طرف سے بیقرار و مضطرب رکھے جاینگے ؟ اور آخري نتیجہ اسکا کیا ہوگا ؟

کیا بہت آساني کے ساتھہ ممکن نہیں ہے کہ اسي طرح عملت میں مسجدیں توڑدي جائیں ' اور قبرستانوں سے بوسیدہ ھڈیاں نکالکر بکھیر دي جائیں ؟ ان نظائر سے معلوم ہوتا ہے کہ اب مسجدیں صرف مسلمانوں کي بروقت ھشیاري ھي سے بچ سکتي ہیں نہ کہ کسي قانون اور سرکاري وعدے سے - اگر ایسا ھي ہے تو کیا مسلمانوں کو اب ھر وقت ھشیار اور آمادہ کار رکھنا پڑیگا ؟

ہم لوگوں کو ھشیار کرتے رہے ہیں اور اب بھي ایسا ہوسکتا ہے لیکن گورنمنٹ کیلیے اس وقت کا انتظار کرنا دانشمندي کے خلاف ہوگا -

کاش حکام اس سوال کا جواب اپنے دل سے پوچھیں اور انکے نتائج سے ڈریں !

اس موقعہ پر ہم اُن لوگوں کو یاد کیے بغیر نہیں رھسکتے جو گذشتہ جنوري میں قانون تحفظ مساجد کي منظوري کا وعدہ دلاتے تھے ! قانون تو جنوري میں پاس نہوا - البتہ فروري میں ایک مسجد بھي گرا دي گئی !! فما لھا ؤلاء القـوم ' لا یـکادون یفقـھون حـدیثا !

الهلال

۲۰ ربیع الثانی ۱۳۳۲ ھجری

صدا بہ صحـرا !

مسئلہ قیام الـہلال کا آخري فیصلہ

(۱)

از نـالہ ام مـرنج کہ آخر شدست کار
شمع خموشم و ز سرم دود مي رود !

الہلال کو نکلے ہوے اکیس ماہ ہوگئے یعنے تین ماہ کے بعد پورے دو سال ہوجائینگے - الہلال مثل دنیا کے تمام کاموں کے ایک کام ہے ' جسکا ھر جزو روپیہ کے خرچ سے طیار ہوتا اور انسان کي دماغي و جسماني محنتوں سے بنتا ہے - جس طرح کہ دنیا میں ھر شے قیمت سے ملتی ہے ' اسي طرح الہلال کیلیے بھي ھر شے خریدي پڑتي ہے - اسکے لیے بریس قائم کیا گیا ہے ' جسکي ھر چیز روپیہ دیکر لي گئي ہے - وہ کاغذ پر چھپتا ہے ' اسپر سیاھي صرف کي جاتي ہے ' تصویروں کے بلاک بنواے جاتے ہیں ' اور یہ تمام اشیا قیمت کے بغیر نہیں ملتیں - مثل دنیا کے تمام کاروباري دفاتر کے اسکا بھي ایک دفتر ہے ' جسکے لیے چاندي اور سونے کے سکے مطلوب ہیں ' اور دنیا میں ابتک معاوضۂ جنس کا قدیمي اصول بغیر کسي اقتصادي تغیر کے جاري ہے -

پھر یہ بھی ہے کہ دنیا عالم اسباب ہے ' اور کوئي کام قائم نہیں رھسکتا جب تک کہ اسکا جمع و خرچ برابر نہو ' یا اسکے لیے کوئي ایسا خزانہ ھاتھہ نہ آجاے ' جسکے گھٹ کر ختم ہوجانے کا خوف دور کردیا گیا ہو -

اگر یہ تمام حقائق ' حقائق اصلیہ ھیں ' جنکي صحت متعارف اور نا قابل انکار ہے تو کوئی وجہ نہ تھي کہ الـہلال کیلیے روپیہ کا مسئلہ موثر نہ ہوتا اور اسکي مالی حالت کے موضوع کو بالکل نظر انداز کردیا جاتا ' اور وہ سب کیلیے اسکے پاس رہتا ہے ' ضرور نہ کہ خود اپنے لیے بھي کبھي نہ کبھی کچھہ بولتا -

تاھم احباب کرام سے پوشیدہ نہیں کہ اس بارے میں آجتک وہ بالکل خاموش رھا ' اور اس لحاظ سے وہ ملک کے تمام ارباب طلب تجارتی اور غیر تجارتي کاموں میں شاید ایک ھي کام ہے ' جس نے اپنی مالی حالت کے متعلق باوجود مسلسل کام کرنے کے اسدرجہ خاموشي اختیار کی ہے - شش ماھی جلدوں کے اختتام اور فاتحۂ جلد جدید کے لکھے ہوے کئي بار ارادہ ہوا کہ چند کلمات اس بارے میں بھي عرض کروں - لیکن ھر مرتبہ طبیعت نے نہایت کراہیت کے ساتھہ انکار کردیا کہ خدا کي تلاش کے ساتھہ اُسکے بندوں کے آگے ھاتھہ پھیلانا روا نہیں - پچھلے دنوں ایک دو سطریں اس بارے میں لکھیں بھي تو وہ اسقدر مجمل اور مبہم اشارہ تھیں کہ شاید بہت سے لوگ سمجھے بھي نہ ہونگے - گذشتہ جلد کے کسي آخري نمبر میں " صدا بہ صحرا " کے عنوان سے الـہلال کے روز افزوں معارج کی

طرف اشارہ کیا تھا - در اصل مقصود اُس سے بھي يہي تھا مگر طبیعت کے غیر تجارتي مذاق نے کھل کر صاف صاف کہنے نہ دیا :

درش کزگـردش بختم گلـہ بر روے تو برد
چشم سوے فلک و روے سخن سوے تو برد !

ہر کام کیلیے طبیعت کي مناسبت اور عادت ضروري ہے - لہذا کیجیے کہ کاروباري اور تجارتی باتوں میں اور اپنی طبیعت کے مذاق میں اسدرجہ اختلاف و تضاد واقع ہوا ہے کہ مجبوري نے اگر کبھی زور ڈالا بھی اور ارادہ بھی کیا کہ دو چار لفـظ زبان سے نکالیے تو ایک اناڑي اور نوآموز تاجر کي طرح عین خرید و فروخت کے وقت زبان لڑکھڑا گئي :

طفل نا دانـم و اول سبق ست !

* * *

یہ خدا ھی خوب جانتا ہے کہ طبیعت کیا چاھتي ہے اور کرنا کیا پڑتا ہے ؟ میں نے بارہا نفرت اور سخـت کراھیت کے ساتھہ اپني اس حالت کو دیکھا ہے کہ اصلاح و دعوت کے کاموں کا تو دعوا کرتا ھوں ' لیکن حالت یہ ہے کہ ایک کاروباري دفتر قائـم کیا ہے ' جو لوگوں سے قیمت لیتا ہے اور اسکے معاوضہ میں ایک رسالہ چھاپکر تقسیم کرتا ہے - حالانکہ خدمت خلق اللہ کے ولولے کے ساتھہ تاجروں کا سا لین دین کب جمع ھوسکتا ہے ؟ خـدا کے کام کو تجارت کا بازار نہیں بنانا چاھیے - یہ ایثار نفوس و صرف جذبات کي ایک قربانگاہ ہے جہاں تاجرونکا گذر نہیں ' کیونکہ نفع ڈھونڈھنے والوں کیلیے وھاں کوئی سامان نہیں ہے - وھاں کا پیام دعوت صرف اُنھي کے لیے ہے جو سود کي جگہ زیاں کے ' لذت کي جگہ ایذا کے ' جمع کي جگہ خرچ کے ' اور حصول کي جگہ بخشش فرمائي کے متلاشی ھیں !

بدہ بشارت طوبیٰ کہ مرغ ھمت ما
بران درخت نشیند کہ بے ثمر باشد !

لیکن پھر سوچتا ھوں تو اسکے سوا چارہ بھي نہ تھا - اخبار موجودہ زمانے میں ایک ھي وسیلہ اصلاح خیال و دعوت عموم کا ہے ' اور اسکے جاري کرنے کا ذریعہ تا ہو نہ ہے کہ ایک بڑا خزانہ اسکے لیے وقف کردیا جاے ' جو میسر نہیں (والحمد للہ علی ذلک) اور تا پھر یہ کہ بقدر اخراجات لینے والوں سے قیمت لینا گوارا کیا جاے - دوسري صورت کے اختیار کرنے پر مجبور تھا اور اختیار کي ' مگر وہ عالم السرائر خوب جانتا ہے کہ اگر اسکي خدمت کي سبکدوشي غالب نہ آتي تو میں اسطرح کي اخبار نویسي کیلیے کسي طرح بھي راضي نہ تھا - مرحوم غالب نے مجبوري زباني کہا ہے جبکہ درد اور حسرت میں ڈوب کر کہا ہے :

ما نبودیم بدین مرتبہ راضـي غالب
شعر خود خواھش آن کرد کہ گردد فن ما !

عام طور پر ان معاملات میں جو حالت ھماري ھورھي ہے اسکو سامنے لائیے ' اور پھر انصاف کیجیے کہ اب تک الھلال کا کیا رویہ رھا ؟

کبھي درد انـگیز اپیلیں لـکھي گئیں ؟ کبھي خـریداروں کو کارخـانے کي حـالت پر توجـہ دلائي گئي ؟ کبھي اپنے پے درپے نـقصانات کا افسانہ سنایا گیا ؟ کبھي لوگوں سے درخواست کي گئي کہ وہ ایک ایک خریدار ضرور ھي مہیا کردیں ؟ حالانکہ ان کاموں کي جو حالت عام طور پر ھو رھي ہے ' اسکے لحاظ سے تو الھلال کے ھر نمبر کو حسن طـلب کا ایک نیا سوال ھونا تھا - لیکن الحمد للہ کہ ایسا کبھي نہ ھوا - طبیعت گدائي اور دریوزہ گري کي اعلی سے اعلی اور مخفي سے مخفي صورتوں سے بھي بکلي نفور اور تجارتي معارضہ کي طلب سے بھي بالکل مستغنی و بے پروا تھي - مانگنے کي جگہ ایـک ھي ہے نہ کہ ھر دینے والا - اور وہ جو آسمان پر سوال کرنے والے ھیں ' چاھیے کہ زمین پر خود انکے آگے سوال ھو - دعـوت و اعـلان حق کا علم کرنے والـوں کو اپنے لیے نہیں ' مگر اپنے کام کي عزت کي خاطر پادشاھوں کي سي نظر ' اور کشور ستانوں کا سا دماغ رکھنا چاھیے - جو لوگ خـدا کے دروازے کے سائل ھیں ' دنیا میں کس کي ھستي ہے کہ وہ انھیں اپنے سامنے سائل دیکھہ سکے ؟ اُنکي جیب میں ایک کھوٹا سکہ بھي نہیں ' لیکن انکے دل میں وہ خزانہ مخفي ہے جس سے بڑي بڑي مغـرور سلطنتوں کو خرید سکتے ھیں - دولت اور ریاست دنیوي اسلیے بنائي گئی ہے تا کہ اپنے آپکو انکے آگے پوري حقارت سے ڈالدیے ' اور وہ اُسے ٹھکرا کر عـزت بخشیں - اگر وہ ایسا کـریں تو دولت کے پرجاریوں کیلیے یہي بڑا شرف ہے - کیونکہ اُنکے پاس جو کچھہ ہے وہ ختم ھوجائیگا یا چھین لیا جائیگا - پر انکے پاس جو خـزانہ ہے وہ نہ تو کبھي ختم ھوگا اور نہ اس آسمان کے نیچے اُسے کوئي چھین سکتا ہے !

جب حالت ایسي ھو تو خدمت حق کي توفیق طلبي کے ساتھہ انسانوں سے اعـانت طلبي کا خیال کیونـکر جمع ھوسکتا تھا ؟ حـد ربان خدا کي حمد و ثنا کیلیے بني ہے ' اسے عاجز و درمانـدہ بنـدوں کے آگے شکرگـذاري اور عجز بیاني سے گندہ کرنا روح کي موت اور دل کي ھلاکت ہے !

آب رفتہ رفت و دامن پرھیز تر نہ کرد
زاں چشمۂ نہ خضر و سکندر وضو کنند

* * *

اعلان حق اور احتیاج و طلب ' دونوں ایک ساتھہ جمع نہیں ھوسکتے - خدمت حق کي پہلي شرط یہ ہے کہ خداے برتر کے سوا اور کسي ھستي کا قلم و زبان پر دباؤ نہو - کیونکہ اگر ایسا ھوگا تو بہت ممکن ہے کہ انساني احسانوں کا توجہ نمہیں حق کیلیے ھلتے نہ دے ' اور جن معرور سروں کو حق کي عزت کیلیے چاھیے کہ غرور صداقت اور تکبر الہي سے ٹھکرادو ' خود اُنھي کے آگے نمہیں اپني گردنیں جھکاني پڑیں :

آنکـہ شیراں را کند روبہ مزاج
احتیاج ست ' احتیاج ست ' احتیاج

تاریخ اسلام میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے تنزل کا افسانہ بڑھو - تمہیں نظر آئیگا کہ اسکا اصلي سبب بھي تھا کہ علماء حق رفتہ رفتہ کم ھوتے گئے ' اور علماء سوء کے امرا و رؤساء کے آگے طلب و احتیاج کا سجدہ کرنا شروع کردیا - نتیجہ یہ نکلا کہ جنکے دست احسان کے پالے ھوے طوق گلے میں پڑے تھے ' انکے سامنے اٹھنے کي اُن میں طاقت کیونکر ھوسکتي تھي ؟ آج بھي عالم اسلامي کو دیکھو تو تمہیں دعوۃ الی الخیر اور نہي عن المنکر کي صدائیں یہیں سے سنائي نہ دینگي ' کیونکہ جس فاسق و فاجر اور ظالم و مستبد کي جیب میں زر ہے ' وہ کتوں کے آگے روٹي کے چند ٹکرے ڈالدینے کا جادو خوب اچھي طرح سیکھا ھوا ہے :

دھن سگ بہ لقمہ دوختہ بہ !

پس قلم خاموش ھیں ' زبانیں سي دي گئي ھیں ' حـق کي جراُتیں طمع و حرص کے منبر پر قربان ھو رھی ھیں ' اور وہ خدا کي سچائي جسکي قیمت میں کـرۂ ارضي کے تمـام خزائن بھي ھیچ تھے ' اور جو اسکے رسولوں اور نبیـوں کي پـاک امانت تھي ' چاندي سونے کے چند سکوں پر فروخت کي جا رھي ہے : اولئک الذین اشتروا الضلالۃ بالھدیٰ فما ربحت تجارتھم و ما کانوا مھتدین -

* * *

حالانکہ خداے عزیز و برتر کا کچھہ اس طرح فضل و کرم ہے کہ جس چیز کے پیچھے لوگ چیختے چلاتے ' گرتے پڑتے گرد و خـاک میں لوٹتے

هوے دوڑتے هیں مگر پھر بھي نہیں ملتي' وہ میرے لیے بغیر میري ادنیٰ طلب و خواهش کے موجود ہے' اور اگر میں چاهوں تو اپنی جگه سے هلے بغیر اپنے دامن حرص و آز میں اُسے هر وقت مہیا دیکھه سکتا هوں - لیکن الحمد لله که سائل کی جگه معطي بننے کي لذت سے دل کچھه اس طرح آشنا هوگیا ہے که جو هاتھه اپنے سامنے پھیلے هوے هاتھوں کو دے سکتا ہے ' اسے دوسروں کے آگے اپنے کیلیے کبھي پھیلا نہیں سکتا - الهلال جب اول اول شائع هوا ہے تو ایک فیاض رئیس نے دو هزار روپیه کا چک بھیجا اور لکھا که اتھارہ سو روپیه سالانه آیندہ بھي همیشه بھیجتا رهونگا' البته فلاں فلاں باتوں کا خاص طور پر خیال رکھیے گا - لیکن میں نے اسکي واپسي میں اتني دیر بھي گوارا نه کي جتني ایک ڈاک کے وقت سے دوسرے وقت تک میں هوتي ہے - اسي وقت اظہار تشکر و امتنان کے بعد واپس کردیا اور الهلال کے تیسرے یا چوتھے نمبر میں لکھایا که " اس لطف و نوازش کا میں مستحق نہیں - خود مجھه کو خریدنا منظور هو تو اسکے لیے خشک گھانس کي ایک ٹوکري بھي میري قیمت سے زیادہ ہے - لیکن اگر میري راے کي خریداري منظور ہے تو اسکے لیے دنیا کي تمام شہنشاهیاں بھي قیمت نہیں دیسکتیں - اپني ریاست اور امارت کا تو نام بھی نه لیجیے : "

درون حلقهٔ خود هر گدا شهنشا هست
قدم برون منه ازحد خویش و سلطان باش !

ایک نہیں' الله کے فضل بیکراں سے متعدد ارباب ریاست و ثروت ایسے موجود هیں که اگر میں خواهش کروں تو وہ بڑي سے بڑي رقمیں الهلال کے کاموں کیلیے وقف کردیں ' اور بعضوں نے مجھے بارها لکھا بھي مگر میں نے همیشه انکار کردیا - یه صرف اسلیے لکھتا هوں ' تا لوگ عبرت پکڑیں که جس الهلال کو وہ بالکل ایک نئي قسم کي غیر مانوس صدا سمجھتے تھے ' اور علانیه فیصله کرتے تھے که یا تو اپنے تلخ و شدید خیالات کي وجه سے خود فنا هوجائیگا یا حکومت کا استبداد اسے آگے بڑھنے نه دیگا ' اسے الله کے فضل و کرم نے کس عالم تک پہنچا دیا ہے ؟ اس سے بھي زیادہ یه که لوگ تمام اخبارونسے اسکے متمني رهتے هیں که قیمت گھٹا دیں ' لیکن الهلال کیلیے خود بخود ارباب دل لکھتے هیں که قیمت کم ہے - زیادہ کیجیے :

نرخ بالا کن که ارزانی هنوز!

* * *

یه حالت تو عام طور پر قارئین الهلال کي ہے - اپنے خاندان کي مخصوص جماعت اور اپنے اخوان طریقت و سلسله کے جوش فدا کاري اور هجوم التفات و محبت کا حال کیا کہوں که اپني نا اهلي و هیچ کاري کے مقابلے میں اُسکے لطف و کرم کي کرشمه سازیاں کچھه عجیب و غریب هیں :

من وفاے درست را در بے وفائي یافتم !

اس نے اپنے لطف ذرہ نواز سے مجھے ایسے مخلصین صادقین عطا فرماے هیں که سچ مچ انهوں نے اپنی جان و مال ' دونوں میرے حوالے کر دیے هیں ' کیونکه انکے دل میں خدا نے ڈالدیا ہے که میں انکی جان و مال کو خود اپني جان و مال کے ساتھه کسي دوسرے کیلیے وقف کر دینا چاهتا هوں - ان میں ایسے ایسے فدا کار محبت موجود هیں که اگر میں انسے کہوں که اس وقت جو کچھه انکے گھر میں موجود ہے ' جمع کر کے میرے دروازے پر ڈھیر کردیں تو مجھے پورا یقین ہے که وہ مجھسے دو چار منٹ کي مہلت بھي نه مانگینگے اور اپنے گھر میں اپنے لیے ایک تنکه بھی باقی نه چھوڑیں گے - ازانجمله برادرم میاں محکم الدین و محمد امین ایک قدیمی مخلص و فدا کار هیں' جنکو کچھه ایک عجیب طرح کي بے چیني هر وقت اس فکر سے رهتي ہے که میں انسے کچھه مانگوں اور قبول کرلوں - اس مخلص شخص کي محبت پر مجھے اسقدر یقین دیا گیا ہے که اگر رات کے دو بجے میں ایک معمولي نوکر اسکي دکان پر بھیجدوں اور کہوں که مجھے پندرہ هزار روپیه اسي وقت چاهیے تو وہ بلا تامل اتھا کر دیدیگا - اسي طرح اخویم شیخ محمد حسین صاحب اورسیر هیں ' جو اس عاجز کے خاندان سے چالیس سال سے رشتهٔ اخوت رکھتے هیں - انهوں نے جب سنا که الهلال پریس سے ضمانت لي گئي ہے' تو وہ سمجھے که شاید دس هزار کي آخري ضمانت هوگي ' کیونکه وہ الهلال کي حق گوئي کو اتنا کم قیمت نہیں سمجھتے تھے جسکے لیے دو هزار کي حقیر رقم کافي هو - پس انهوں نے اُسي وقت ناگپور سے تار دیا که " دس هزار روپیه میري طرف سے خدا کیلیے، قبول کرو " میں نے واپس کردیا اور لکھا که ضمانت دیدي گئي ہے اسکي ضرورت نہیں - میں الهلال کو بند کر دونگا مگر کسي دوسرے کو ضمانت کیلیے زحمت نه دونگا - اسي طرح برادرم میاں احمد علي رئیس گجرات و شیخ غلام رحمن صاحب' و میاں زبید علي و میاں مولا بخش صاحبان ایسے مخلصین صادقین هیں' جنکا نام لیے بغیر میں نہیں رهسکتا ' اور مال و دولت تو کیا شے ہے ؟ یه وہ لوگ هیں که خدا نے انکے دلوں اور اس عاجز کیلیے جان تک دیدینے کا حکم دیدیا ہے اور مجھے تاسف کے ساتھه کہنا پڑتا ہے که اپنے صدها مخلصین و محبین کو بسا اوقات انکے بیجا اظہار جوش سے روکنے کیلیے ایسي سختي کرني پڑي ہے' جسپر اپنے تغلبه کے اوقات میں نہایت هی سخت نادم هوتا هوں - وسبحان الذي بیده ملکوت کل شيء و الیه ترجعون !

* * *

یه مختصر اشارات محض بطور تحدیث نعمة کے کیے گئے که وامّا بنعمة ربك فحدث ' ورنه قارئین کرام سے پوشیده نہیں که آجتک کبھي بھي انکا ذکر قلم تک نہیں پہنچا - اس سے مقصود یه تھا که لوگ سمجھیں که الله تعالے نے اپنے لطف و کرم سے اس عاجز کے لیے ایسے سامان پیدا کردیے هیں که میں اگر پسند کروں تو بغیر کسي چیخ پکار کے اپنے کاموں کیلیے دوسروں کا روپیه حاصل کرسکتا هوں -

مگر جہاں الله کے فضل و کرم نے مجھسے باهر یه سب کچھه کیا ہے' وهاں ایک دوسري دولت لا زوال اور خزانهٔ غیر فانی دل کو بھي سپرد کردیا ہے ' اور میں کسي طرح راضي نہیں که اس سے دست بردار هوں - پس میں نے روز اول هي سے جن باتوں کا قطعي فیصله کرلیا' ان میں ایک یه بھي ہے که اپنے کاموں کیلیے نه تو کسی انسان کے آگے سوال کرونگا' اور نه کسي انسان کا احسان لیتا دسته کرونگا - یه سچ ہے که کسي نیک کام کیلیے دوسروں سے مدد لینا انکا احسان لینا نہیں ہے بلکه اُن پر احسان کرنا ہے ' اور اگر کسي نیکی کیلیے هم خود اپنے تئیں مستعد کرسکیں تو کوئي حرج نہیں که دوسروں کو بھی اسمیں شریک کریں - لیکن با این همه میں نہیں چاهتا که کسی اچھي سے اچھي تاویل کے ذریعه بھی الهلال کو زیر بار منت خلق الله بناؤں -

یهی سبب ہے که الله نے بخشے هوے اِس تمام سامان سے جسکا دائر آپکو کرچکا هوں ' میں نے کام لینا کبھي گوارا نہیں کیا اور همیشه دل نے یهي فیصله کیا که جو آرزو دوستوں کے دلوں میں ہے' اسکا قائم رهنا مجھے زیادہ عزیز ہے' به نسبت اسکے که وہ ایک یا دو بار پوري هوکر ختم هوجاے - ؛

مدارس اسلامیه

نـــدوة العلمـــا

مـــاضي و حـــال

(٦)

حيـــات بعـــد الممـــات

(دار العـلوم سنـه ٠٦ - میں)

ایک سرسري نظـر اُس حالت پر ڈال لینی چاهیے جو سنه ۱۹۰۶ میں دارالعلوم کي تھي جبکه مولانا شبلي کي معتمدي شروع هوئي -

دارالعلوم کي اُس وقت کي حالت کا اگر اندازه کرنا چاهتے هو تو ایک مریض جاں بلب کے بستر کو دیکھو، یا کسي لٹے هوے اور برباد قافلے کو - اگرچه کافي نهو نو پهر پراني دهلي کے اُن بهدّروں کي سیر کرو جنکي بهت سي دیواریں گر چکي هیں ' اور جو نچهه باقي هے وہ بهي عنقریب گرنے والا هے !

افـلاس و فقر، بے نوائی و شکسته حالي ' کس مپرسي و معتاجي ' خرابۂ کار اور بربادي معدت کا ایک ویرانه تها ' جسکے اندر تباهي و هلاکت کے آثار هر طرف نمایاں تھے - اِک ظاهري صورت ضرور قائم تهي - مدرسه تها ' مدرس تھے ' طالب علم تھے ' لیکن نه تو روپیه تها جس سے تمام کام زنده رهتے هیں ' اور نه کوئي تعلیمي روح تهي جو بہت سے مادي نقصانوں کي بهي تلافي کردیا کرتي هے -

(مالـي حالت)

ندوہ کے حیات بعد الممات اور عروج بعد از زوال کیلیے پهلا کام یه تها که اسکي مالی حالت درست کي جاے - اس واقعه کی حقیقت کو کوئي فتنه نهیں دبا سکتا که جب مولانا شبلی نے دارالعلوم کي معتمدي اپنے هاتهه میں لي هے تو منشي محمد علي محرر دفتر نے کہا که تحویل بالکل خالی هے !

ریاست حیدر آباد سے سو روپیه ندوہ کو ملتے تھے اور پچیس روپیه بعض دیگر ذرائع سے آتا تها - بهي سوا سو روپیه دارالعلوم کا مایۂ حیات تها اور " لا یزید و لا ینقص" هوکر رهگیا تها -

خرچ بالکل درگنا تها یعني ڈهائي سو روپیه - باقي کمي چندوں سے پوري کي جاتي تهي مگر انکا بهي یه حال تها ' کبهي روزي اور کبهي روزه !

اعانت کرنے والوں میں امرا گورنمنٹ کے زیر اثر اور گورنمنٹ مخالف - عام و متوسطین ندوہ کے طرف سے افسرده و نا امید - پس فراهمي زر کا کام نهایت هي مشکل هوگیا تها - تاهم مولانا شبلي نے مختلف اطراف میں سعي شروع کر دي - سب سے پہلے موجوده اسلامي هند کے اولین مبدأ فیضان یعنی ریاست بهوپال کا سفر کیا ' اور پچاس روپیه ماهوار رقم مقرر هو گئي - اس سے عـام پبلـک میں ایک نئي توجـه پیدا هوگئی اور لوگ یکمشت رقمیں بهي بهیجنے لگے - اخبارات میں بهی اب ندوہ کے کاموں کا تذکرہ کیا جانے لگا -

اسکے ساتهه هی کوشش کي گئي که گورنمنٹ کے سوء ظن کو دور کیا جاے اور اسکے ایسے مقامي حکومت سے بهي بالاتر مقامات کو توجه دلائي گئي - بالاخر یه مرحله بهی طے هوا - سر جان هیرث نے مولانا شبلي سے پوچها که وہ گورنمنٹ سے کتني مدد لینا چاهتے هیں ؟ انهوں نے زمین اور غیر دینی تعلیم کیلیے معقول ایڈ کي درخواست کي - ڈائرکٹر نے تمام حالات تحقیق کرکے یاد داشت پیش کي بالاخر پانچ سو روپیه ماهوار ایڈ مع ایک وسیع و بهترین قطعۂ زمین کے دیا گیا -

پهر اُسي ندوہ کے دار العلوم کی تاسیس کا ' جسکو بغارت کي تحریک سمجها جاتا تها ' ایک عظیم الشان جلسه هوا اور لفٹننٹ گورنر نے بنیادي پتهر رکها -

اس اثنا میں ریاست رامپور سے بهي مولانا خط و کتابت کر رهے تھے - هزهائنس نواب صاحب نے اعانت کا وعده کیا اور شاید چهه سو روپیه سالانه وهاں سے بهی مقرر هوگیا یا کم و بیش - ٹهیک رقم یاد نهیں -

(تعمیـرات)

لیکن سب سے بڑا اهم سوال دار العلوم کي تعمیر کا تها - ابتک مدرسه جس عمارت میں تها اسے ابتدا سے عارضي سمجها گیا تها اور کسي طرح بهي مدرسه کیلیے کافي نه تها - نئي عمارت کیلیے سب سے پہلے زمین اور پهر اقلاً ایک لاکهه روپیه مطلوب تها -

مولانا نے تعمیر دارالعلوم کیلیے ایک اپیل شائع کی اور مدرسے کي تعمیر کیلیے پچاس هزار روپیه کا ابتدائي اندازه کیا - یه اپیل ریاست بهاولپور کے خاندان شاهي تک پهنچي اور خدا تعالے نے کچهه اسطرح کي توفیق عطا فرمائي که پچیس هزار روپیه کے گرانقدر عطیے کا صرف بهاولپور هي سے اعلان هوگیا !

بورڈنگ هاوس کی تعمیر کیلیے به کار روائي کي گئي که آٹهه آٹهه سو روپیه کي لاگت کا ایک ایک کمره قرار دیا گیا جو اپنے معطي کے نام پر تعمیر هوگا - اس اعلان نے اکثر ارباب خیر کو توجه دلائي اور روپیه جمع هونے لگا - (اگرچه وہ تمام روپیه خلاف نیت عطا کنندگان دوسرے کاموں میں صرف کیا گیا لیکن اسکا ذکر آگے آئیگا) -

اس طرح مالي مشکلات کي منزل سے ندوہ به کمال کامیابی و ترقي گذر گیا - مولانا شبلي نے جب اسکو لیا تها تو سوا سو روپیه ماهوار آمدني بهي اور خزانه بالکل خالي - لیکن اب ایک هزار روپیه تک ماهوار آمدني پهنچ گئي اور دار العلوم اور بورڈنگ کي عمارت کیلیے ستر اسي هزار روپیه جمع هوگیا -

(اعلان حیات و غلغلۂ کار)

ایک شخص جو مرگیا هے ' لوگ کبهي اُسے زنده نهیں سمجهینگے اگر وہ بستر پر چند سرتڑیں لیکر اپني زندگي کا ثبوت دیدا چاهیگا - کیونکه دنیا اسکی طرف سے مایوسي کا فیصله کر چکي هے ' اور یه فیصله جب هي ٹوٹ سکتا هے جبکه وہ اٹهکر اس طرح دوڑنے لگے که لوگ زنده مان لینے کے لیے مجبور هو جائیں -

یهی حال کاموں اور تحریکوں کا هے - جماعت کي توجه میں کبهي بهي کوئي ترتیب صحیح یا عقلي یا قاعدگي نهیں هوتي - وہ جب کسی کام کے طرف سے مایوس هو جاتي هے تو پهر دوباره امید کا پیدا کرنا بہت مشکل هو جاتا هے -

مولانا شبلی نے ندوہ کیلیے سب سے بڑي خدمت یه انجام دي که جس چیز کو لوگ بهلا چکے تھے ' اسے پهر انکے سامنے کردیا ' اور

جس کے لیے مایوسي کا فیصلہ ہو گیا تھا' اسکے لیے امیدیں مسرکر پھر زندہ ہوگئیں !

ایسا ہونے کیلیے صرف ایک ہي شاخ عمل کافي نہیں ہے بلکہ مسلسل اور غیر منقطع کاموں کا ایک پورا سلسلہ چاہیے - دارالعلوم ندوہ کے متعلق جو کچھہ ہوا ' وہ اس قسم کے کاموں کے لیے ایک عمدہ تجربہ ہے -

ندوۃ العلما کے سالانہ اجلاس ' مدراس کے جلسے کے بعد بالکل موقوف ہو گئے تھے ' کیونکہ نہ تو کام کرنے والے تیے اور نہ لوگوں ہي کو کسي قسم کي دلچسپي باقي رہي تھی -

مولانا شبلي نے کوشش کي کہ سالانہ جلسوں کا سلسلہ پھر شروع ہو -

سب سے پہلے بنارس میں اسکي تحریک کي گئي اور برسوں کے بعد ندوۃ العلما کے انعقاد کا غلغلہ ہوا - پھر دوسرا جلسہ لکھنؤ میں ہوا - تیسرا دھلي میں اور پانچواں دارالعلوم ندوہ کي نئي عمارت میں جسکي صدارت کے لیے سید رشید رضا مصر سے آئے ' گو علماء ندوہ نے کہا کہ ہمیں انکي قابلیت معلوم نہیں !

دارالعلوم کے سنگ بنیاد نصب کرنے کا جلسہ بھي اسي سلسلے میں شامل ہے -

ان جلسوں سے ملک میں ندوہ کي صدائیں دوبارہ بلند ہوگئیں اور اسکے متعلق عرصے کي خاموشي سے جو افسردگی پھیل گئي تھي دور ہوگئی -

(تعلیمي حالت)

ندوہ کے متعلق تمام مباحث کا خلاصہ یہی عنوان ہے - اسکي عظمت کسي عمارت سے وابستہ نہیں ' اور نہ بہت سا روپیہ ملجانا اسکو قابل قدر بنا دیسکتا ہے - اصل شے یہ ہے کہ جس قسم کي مخصوص طرز تعلیم کے ذریعہ وہ ایک خاص جماعت پیدا کرنا چاہتا ہے ' اور جس بنا پر میں آپ " اصلاح دیني " کي سب سے بڑي تحریک سمجھتا ہوں ' اسکے لیے کیا ہوا اور کس قدر کام کیا گیا ؟

اس سلسلہ کے کسی گذشتہ نمبر میں لکھہ چکا ہوں کہ اصلاح تعلیم کے بارے میں بعض خاص رائیں رکھتا ہوں ' اور میں نے ابتدا سے ندوہ پر صرف اس حیثیت سے نظر ڈالنا شروع کي ہے کہ گذشتہ قرون تغیرات و اصلاح میں جسقدر تحریکیں عالم اسلامي میں پیدا ہوئیں اُن سب میں ندوہ کا کیا درجہ ہے ' اور جو راہ اُس نے اختیار کی ہے وہ اصولاً اصلاح کي کس قسم میں داخل ہے ؟ پس یہاں بھي اپني خاص اراء کي بنا پر بحث نہ چھیڑونگا بلکہ صرف اس بنا پر کہ ندوہ نے جو تعلیمي اصول قائم کیا ' اسکے مطابق اسکے اندر کیا کیا کچھہ ہوا اور وہ کس نے کیا ؟

آخري سوال کا ایک ہي جواب یہ ہے کہ مولانا شبلي نے کیا ' کیونکہ واقعہ کو کیسے جھٹلایا جاے اور حقیقت سے کیونکر انکار کیا جاے ؟

وہ جب دار العلوم میں آے تو اسکي بربادیاں صرف مالي اور مادي حیثیت ہي سے نہ تھیں ' بلکہ سب سے زیادہ مصیبت انگیز حالت یہ تھی کہ وہ اپني تعلیم و اصول تعلیم کي معنوي روح سے بھي یکسر محروم تھا ' اور باوجود ادعاء اصلاح نصاب و علعلۂ تجدید تعلیم ' اُسکي حالت اُن مدارس پر کچھہ بھي مزیت نہیں رکھتي تھي جو زیادہ وسیع پیمانے پر ملک میں پیشتر سے موجود ہیں ' اور اُس سے زیادہ وسیع جماعت کو تعلیم دے رہے ہیں -

ندوۃ العلما نے اپنے تعلیمي کاموں کیلیے اصولاً تین نئي اصلاحوں کا دعوا کیا تھا :

(۱) موجودہ طریق مدارس و حسن تقسیم و نظم و ادارہ کے ساتھہ ایک مدرسۂ عربیہ قائم کرنا -

(۲) درس نظامیہ جو آجکل تمام مدارس ہند میں علوم عربیہ کا نصاب تعلیم ہے ' اسکي اصلاح کرنا اور ایک نیا مکمل نصاب داخل کرنا جو مقتضیات عصریہ اور احتیاجات حالیہ کے مطابق ' علوم اسلامیۂ صحیحہ پر حاوي ' غیر ضروري کتابوں اور قدیم طریق حواشي و شروح سے پاک ' اور علوم شرعیہ میں باحسن وجہ و باکمل طرق رسوخ و کمال پیدا کرنے والا ہو -

(۳) بعض علوم عصریہ کي شمولیت اور انگریزي زبان کي تعلیم تاکہ انگریزي دان علما پیدا ہوسکیں -

لیکن اُس وقت تک اِن تینوں چیزوں میں سے ایک شے بھي دارالعلوم میں نہ تھي - اول تو نیا نصاب دو تین سال تک داخل مدرسہ ہو ہي نہ سکا - پھر انگریزي زبان کي تعلیم کي مخالفت کي گئي - اسکے بعد بمشکل گورا کھا بھي تو اس طرح کہ صرف پندرہ روپیہ تنخواہ کا ایک مدرس انگریزي کیلیے رکھا گیا جس سے دو چار لڑکوں نے اے - بي - سي - شروع کردي - فن ادب کي باسلوب جدید تعلیم بالکل نہ تھی مضمون نگاري اور تقریر و خطابت کا کوئي سامان نہ تھا - طلبہ میں بہت سي ذہین طبیعتیں موجود تھیں لیکن برباد جا رہي تھیں - یہ تمام باتیں اشخاص پر موقوف ہیں - دار العلوم میں ایک شخص بھی ایسا نہ تھا جو ان باتوں کو محسوس کرے - کرا اور کرنے کی قابلیت تو بڑي چیز ہے -

(ادب و تفسیر)

مولانا شبلی نے سب سے پہلے نصاب تعلیم بدلا اور اس نصاب کی تعلیم شروع کی جو مدراس کے اجلاس میں منظور ہوا تھا - فن ادب ہماري قدیم تعلیم کی حقیقي روح ہے ' اور قرآن و حدیث کے خزائن و علوم اسی کے اندر مدفون ہیں - لیکن ہندوستان میں ابتدا سے یہ فن مہجور رہا اور درس نظامیہ کو تو گویا اس سے کچھہ واسطہ ہي نہیں - مولانا نے فن ادب کیلیے خاص طور پر کوشش کي اور صحت تعلیم فن ' و حصول مناسبت تام ' و درس کتب قدماء بیان و بلاغت کے ساتھہ صحیح و فصیح عربي میں تقریر و تحریر کا بھي طلبا کیلیے سامان کیا - یہ في الحقیقت ہندوستان کے تمام مدارس عربیہ کے تعلیم ادب میں سب سے پہلي بدعۃ حسنہ تھي -

چنانچہ چند سالوں کے اندر ہي اسکے نتائج ظاہر ہوے - متعدد متعلمین ندوہ کو عربي میں تقریر و تحریر کي ایسي قابلیت پیدا ہوگئي کہ اُنھوں نے سالانہ مجامع میں في البدیہہ و برجستہ عربي میں تقریریں کیں !

اس بوالعجبي پر ہمیشہ ماتم کیا جائیگا کہ تمام علوم اسلامیہ کی درس و تدریس کا اصل مقصود قران تھا ' اور سب کے سب اسکے لیے بمنزلۂ آلات و وسائل کے تھے ' مگر اجرام سماویہ کا مطالعہ کرنے والا دوربین کے بنانے میں ایسا غرق ہوگیا کہ آسے آسمان کے طرف نظر اُٹھانے کی مہلت ہي نہ ملي ! یعني معقولات اور فلسفۂ کلام اصل مقصود بنگئے ' اور قران اور علوم قران بالکل نظر انداز کردیے گئے - پھر یہ حالت یہاں تک بڑھي کہ یہ سمجھنا مشکل ہوگیا کہ ہمارے مدارس کا اصل مقصود کیا ہے ؟ ارسطو اور اسکے بہت دور کے کج فہم ترجمانوں کي پرستش ' یا قران حکیم و حدیث نبوي کا فہم و درس ؟

بعض حامیان نصاب قدیم یہ تاویل کرتے ہیں کہ ہمارا مقصود ہر علم و فن میں بذریعۂ مختصرات و مطولات قوم اسدرجہ مناسبت

پیدا کرا دینا ہے کہ متعلم آگے چلکر خود اپنے درس و مطالعہ کے لیے راہ پیدا کر لے -

یہ سچ ہے - دنیا کی ہر زبان کا نصاب تعلیم یہی مقصد رکھتا ہے - نہ کچھہ ایک آپ ہی کا مقصود نہیں ہے- لیکن سوال یہ ہے کہ اگر یہی مقصود تھا تو اسکی کیا علت ہے کہ معقولات قدیم کے لیے تو متون و شروح کے بوجھہ سے دماغوں کو کچل ڈالا جاتا ہے' مگر قرآن و علوم قرآن کیلیے صرف جلالین و بیضاوی کے چند اجزا ہی کافی سمجھہ لیے گئے ہیں ؟

اور پھر کیا ان کتابوں کے ذریعہ قرآن اور علوم و معارف قرآن سے کوئی حقیقی مناسبت پیدا ہو سکتی ہے ؟

بہر حال دارالعلوم ندوہ میں فن ادب کی اصلاح کے بعد سب سے زیادہ زور فن تفسیر پر دیا گیا - طریق تعلیم میں املا (لیکچرز) کا سلسلہ شروع کیا ' قرآن کریم کے مطالب کے مختلف حصے کر کے ہر ہر حصہ پر مستقل درس دینے کی کوشش کی ' اور گو سب سے بڑی لاعلاج مصیبت اشخاص و معلمین کے فقدان کی تھی ' تاہم بہت سی مشکلوں سے راہ صاف ہوئی اور تفصیل مفصل صعوبتوں کی محتاج ہے -

(درجۂ تکمیل)

علوم اسلامیہ کی موجودہ تعلیم کا ایک بڑا نقص یہ ہے کہ فن تعلیم کے اُن عمدہ اصولوں سے جو آج انسانی دماغ کی مخفی قوتوں کو اُبھار رہے' اور قدرتی قابلیتوں کی نشو و نما کر رہے ہیں' اُسے کوئی مناسبت نہیں - تعلیم کا ایک بڑا اصول یہ ہے کہ سب سے پہلے طلبا کو تمام ضروری علوم سے بقدر ضرورت آشنا کیا جاے ' اور گو اسطرح انکے دماغ کے آگے علم و فن کی تمام جنس و متاع رکھدی جاے - پھر دیکھے کہ قدرتی طور پر کس طالب علم کو کس چیز سے ذوق خاص ہے ؟ اور کون دماغ کس شاخ علم کیلیے اپنے اندر مناسبت طبیعی رکھتا ہے ؟ جس علم سے جس متعلم کو ذوق خاص ہو' اُسی کی تکمیل کا اسکے لیے سامان کرے - کیونکہ ہر دماغ قدرتاً ایک ہی فن کیلیے مستعد ہوتا ہے' اور ایسے افراد خال خال ہوتے ہیں جو متعدد علوم سے یکساں ذوق رکھتے ہوں -

نہ میں کچھہ اسپنسر کی ایجوکیشن سے نقل نہیں کر رہا ہوں' بلکہ پانچویں صدی میں امام غزالی نے بھی یہی لکھا ہے -

لیکن ہمارے یہاں تکمیل فن خاص کا مفہوم مفقود ہے - طالب علم خود اپنی مناسبت سے کسی فن میں رسوخ خاص حاصل کرلے لیکن مدرسہ اس بارے میں اُسکے لیے کچھہ نہیں کرسکتا - اسی کا نتیجہ ہے کہ ہم میں علماے فن یکسر ناپید ہوگئے ہیں -

مولانا شبلی نے اس نقص کو دور کیا اور دارالعلوم میں ایم - اے کا درجہ " درجۂ تکمیل " کے نام سے کھولا گیا ' تاکہ قراءت کے بعد طلبا اپنے ذوق و مناسبت کو دیکھیں اور ادب ' تفسیر و حدیث ' علوم جدیدہ ' زبان انگریزی ' جس فن کو چاہیں ' دو سال تک صرف اسی کو حاصل کریں -

(علوم عصریہ و زبان انگریزی)

ندوہ نے اپنی خصوصیات تعلیم میں ایک بڑی چیز یہ بتلائی کہ وہ علوم عصریہ و السنۂ فرنگ کی تعلیم' علوم اسلامیہ کے ساتھہ شامل کریگا تاکہ اسلام و اہل اسلام کی موجودہ داعیات و ضروریات کیلیے علماء جامع و ذراليمينين پیدا ہوں :

پنبہ را آشتی اینجا بہ شرار افتاد ست !

لیکن اس راہ کی دقتیں بھی کم نہ تھیں - انگریزی زبان کی تعلیم کا انتظام آسان تھا مگر عربی داں طلبا کیلیے علوم عصریہ کی تعلیم مشکل تھی - اول تو ہماری مشرقی زبانوں میں نئے علوم کی معتمد کتب نا پید ' پھر بعض تراجم عربیہ ہیں بھی تو اسکے پڑھانے والے کہاں سے لاے جائیں ؟

تاہم اس شاخ میں بھی کوشش بالکل رائیگاں نہ گئی - انگریزی تعلیم یافتہ اصحاب کی ایک کمیٹی بنائی گئی جس نے ادب انگریزی کی تعلیم کیلیے ایسا نصاب تجویز کیا جسکی تدریس کے بعد متعلم کو اتنی قابلیت حاصل ہوجاے' جتنی انٹرنس کے درجے تک یونیورسٹی کے طالب علموں کو ہوجاتی ہے - حساب ' جغرافیہ ' اقلیدس' اور ریاضی' جنکو ہمارے علما کے دربار علم میں بہت حقارت کے ساتھہ یاد کیا جاتا ہے اور اس لیے بہت کم اُنہیں وہاں تک باریابی ملتی ہے ' داخل تعلیم کیے گئے - دروس الادلیہ وغیرہ بیرونت کے بعض تراجم کو باہر کے مخصوص اشخاص کے ذریعہ پڑھایا گیا ' اور اس طرح طلباے دارالعلوم اک گونہ نئے علوم سے بھی آشنا ہوگئے - کم از کم وحشت و بیگانگی نہ رہی -

(تصنیف و تالیف)

ندوہ نے جس اصلاح تعلیم کا دعوا کیا تھا ' اسکا ایک بہت بڑا نتیجہ یہ ہونا تھا کہ وہ اپنی درسگاہ میں ایسے وسائل و اسباب مہیا کرتا کہ اسکے تعلیم یافتہ گروہ سے مختلف علوم و فنون میں اہل قلم و مصنف پیدا ہوے -

تصنیف و تالیف کا مذاق بہت سی چیزوں کا طالب ہے - تعلیم و طرز تعلیم کے بعد علمی صحبت و مجامع ' مذاکرات و مباحثات علمیہ ' مطالعۂ و نظر ' مشق و مزاولت ' اور سب سے زیادہ کسی مصنف کے زیر نظر کام کرنے سے قدرتی قابلیتوں کو تربیت میسر آتی ہے - قدیم مدارس میں اسکا سامان ناپید ہے - خود مدرسین ہی کو ذوق نہیں تا بدیگراں چہ رسد ؟ وسعت مطالعۂ و نظر کا جب سامان ہی نہو تو دماغ میں استعداد اخذ و ترتیب و بحث کیونکر کام دے ؟ اسی کا نتیجہ ہے کہ صدہا متخرجین مدارس عربیہ میں دو چار صاحب نظر مصنف بھی نظر نہیں آتے -

دار العلوم ندوہ کی ہر چیز معض ابتدا تھی - نیز وہ ایک انقلابی سعی تھی جو نئے ساز و سامان سے نئے نتائج پیدا کرنا چاہتی تھی - اسلیے ابتدائی تجربوں سے نتائج کاملہ کی امید نہیں کی جاسکتی تھی' تاہم بلا خوف تغلیط کہا جا سکتا ہے کہ آٹھہ دس برس کے تعلیمی دور سے جو نتائج اس بارے میں بھی اُسنے پیدا کیے ' وہ بہت حد تک تعجب انگیز اور نہایت قیمتی ہیں -

مولانا شبلی کے مذاق علم و تصنیف و تالیف نے قدرتی طور پر اسکا سامان مہیا کردیا - ایک مصنف کا وجود خود مدرسۂ فن تصنیف ہوتا ہے - خاص خاص طلبا جنکے اندر اس کام سے مناسبت موجود تھی مختلف عنوانوں سے تصنیف و تالیف اور انشاء رسائل کے کاموں پر لگاے گئے ' اور فکر و مطالعہ کی راہیں انکے سامنے کھل گئیں - چنانچہ متخرجین ندوہ میں سے کئی اہل قلم و مصنف پیدا ہوے جو مختلف حیثیتوں سے آجکل کی اہل قلم جماعت میں امتیاز خاص رکھتے ہیں - بہترین مدارس جدیدہ بھی ابھی سے نمونے پیدا نہیں کرسکے ہیں -

(بهـاشا اور سنسکرت)

ندوہ کا اولین مقصد اشاعت اسلام تھا - دار العلوم اسي لیے قائم ہوا کہ اسکے لیے کام کرنے والے پیدا ہوں - آجکل آریا سماج کے نئے مذہبي حلقوں نے مسلمانان ہند کے سامنے ایک نیا حریف پیدا کر دیا ہے - انسے مباحثہ کرنے کے لیے ضروري ہے کہ انکے علوم و الہیات سے واقفیت ہو -

مولانا شبلی نے چاہا کہ دار العلوم میں ایک کلاس اسکے لیے بھي کھول دي جاے تا کہ کچھہ طلبا ابھي سے اسکے لیے طیار ہونے لگیں - چنانچہ ایک پنڈت خاص اسي غرض سے ملازم رکھا گیا ' اور چند طلبا نے باقاعدہ پڑھنا شروع کر دیا - عرصے تک یہ سلسلہ قائم تھا - مجھے معلوم نہیں پھر قائم رہا یا نہیں -

(جماعـة خـــدام اسـلام)

اس سے بھي اہم تر اور نتائج کے لحاظ سے اعظم ترین خیال جو ہوا وہ یہ تھا کہ طلباے دارالعلوم میں سے کمسن بچوں کی ایک جماعت عام طلبا سے الگ کرلي جاے - انکا قیام علحدہ ہو' انکي تربیت خاص طور پرکي جاے ' انکے طرز معیشت میں فقر و محنت کا زیادہ خیال رہے - ایک خاص شخص اسطرح انکی نگراني کرے کہ ہر وقت انھي کے ساتھہ رہے اور شب و روز کسي وقت بھي انسے علحدہ نہو ' تاکہ اس گروہ سے حقائق ' ایذا دوست ' مذہب پرست ' اور شـاعت اسلام و اصلاح ملت کے کاموں میں اپنے تئیں فدا کردینے والے طلبا طیار ہوسکیں -

یہ خیال جس آساني سے ذہنوں میں آجاتا ہے ' اسقدر اسکا کرنا آسان نہیں ہے ' اور اسکے لیے جو سامان مطلوب ہیں وہ خاص اور بہت کمیاب ہیں - تاہم مولانا شبلي نے حتی الامکان اسکي ایک ابتدائي بنیاد سي ڈالدیني چاہي اور کمسن طلبا میں سے ایسے لوگوں کو حزم و احتیاط کے ساتھہ چن لیا جنھوں نے اس راہ کی تـکلیفیں سننے کے بعد خود ہي انکے جھیلنے کي خواہش کي ' اور جنمیں ذہانت و شرافت کے علاوہ اور جوہر بھي اور رسے زیادہ نظر آے -

انکے قیام کا انتظام مخصوص کیا گیا - مدرسین دارالعلوم میں سے ایک معتمد ترین بزرگ کو انکي نگراني سپرد کي - تقریر و بحث کی مشق کرائي جانے لگی - چھوٹے چھوٹے بچے جنکی عمریں بارہ تیرہ برس سے کسي طرح زاید نہوگی ' نوجستہ اور زبان و مربوط تقریر کرنے لگے - مذہبی اعمـال کی پابندي میں بھی انکی سختي بہت زیادہ رکھی گئی - پانچ وقت مسجد میں وہ اوین صف کے نمازي تھے -

میں نے یہ حالات بارہا خود سنے اور جب کبھي لکھنو گیا انمیں سے کسي نہ کسي لڑکے کی نسبت اچھي راے قائم کرنے کا موقع ہاتھہ آے -

یہ ایک صحیح اصول پر محض ابتدا تھي ' لیکن اسکے لیے بہت سے اور اجزاء عمل مطلوب ہیں - و القصـة بطولها -

الهـــلال کـي ایجنسي

ہندوستان کے تمام اردو ' بنگلہ ' گجراتي ' اور مرہٹي ہفتہ وار اور ماہوار میں الهـلال پہلا رسالہ ہے ' جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے ماہانہ مجموعہ کی طرح بکثرت متفرق مرتب ہوتا ہے - اگر آپ اپنے علاقہ یا ہندوستان کے دیگر صوبجات کے متلاشی ہیں تو ایجنسی کی درخواست بھیجئے

دار العلـــوم نـــدوہ

طلبـا کـي اسٹـرائـک

[از وقـائع نـگار لـکھنؤ]

طلباء دار العلوم ندوۃ العلماء نے کل بتاریخ ۷ مارچ سنہ ۱۹۱۳ع مختلف شکایات کي بنیاد پر جو کچھہ عرصہ سے پیدا ہو رہي تھیں اسٹرائک کردي - اسوقت بظاہر یہ سبب ہے کہ تقریباً دو ہفتے ہوے کہ ایک درخواست طلباء نے ناظم صاحب کو دي تھی - اسکا جواب لینے کے لیے ناظم صاحب کے پاس گئے - جناب ناظم صاحب نے بجاے اسکے کہ اس درخواست کے متعلق کچھہ فرمائیں ' نہایت سختی سے اپنی دار النظامت سے نکل جانے کا حکم دیا اور بہت بري طرح پیش آے -

اسکے بعد بعض مقامي ارکان مکان پر تشریف لائے ' اور چند طلباء کو بلاکر دیر تـک گفتگو کي ' مگر انھوں نے بھي بغیر طلبا کي شکایت دریافت فرمائے ہوے اسي بات پر زور دیا کہ اگر تمنے کل سے تعلیم شروع نہ کردي تو تمکو مدرسہ بجبر فوراً خالي کردینا پڑیگا - طلباء نے اسکا جواب کچھہ نہیں دیا ' اور اسلیے خاموش رہے کہ بغیر ہماري شکایات سنے ہوے جب یک طرفہ فیصلہ کردیا تو ایسي حالت میں کچھہ کہنا بیکار ہے - چونکہ اسکے قبل متعلقین دار العلوم نے موجودہ طلباء کے اخراج کي قرار داد دیدي ہے ' اور بارہا اسکا اظہار بھي بعض ذمہ دار حضرات کي طرف سے ہوا ہے ' اسلیے ہم اسکے فیصلہ کا نہایت بیچینی سے انتظار کر رہے ہیں - چونکہ مقامي ارکان کو دار العلوم کے معاملات سے کسي قسم کي دلچسپي نہیں ہے اسلیے اس موقع پر سرپرآوردگان قوم سے عموماً اور غیر مقامی ارکان دار العلوم سے خصوصاً یہ درخواست ہے کہ اس معاملہ کي تحقیقات کیلیے ایک عدد - انب دار کمیشن مقرر کیا جاے ' تا کہ وہ صحیح واقعات کو دریافت کرنے کے بعد کوئي معقول فیصلہ کر سکے - طلبـاء کي شکایات کا اکثـر حصہ تعلیمی معاملات سے متعلق ہے اسلیے اس اسٹرائـک میں بورڈر اور غیر بورڈر تمام شریک ہیں - تفصیلي شکایات غالباً طلباء خود قوم کے سامنے پیش کرینگے ' اسوقت قوم کو اونکی مظلومیت و عدم مظلومیت کا پورے طور پر اندازہ ہوجائیگا - (بقیہ واقعات مراسلات کے سلسلے میں ہیں)

[اشتہار]

اردو ترجمہ رسالہ مسلم انڈیا و اسلامک ریویو لنڈن - و اخبـار پیغـام صلـح لاہور

جناب خواجہ کمال الدین صاحب مسلم مشنري لنـڈن کے بے نظیر مضامین جن کی طمطراق انگلستان کا اعلیٰ طبقہ اسلام کا سیدائي ہو رہا ہے ' ہر ماہ بطور ضمیمہ اخبار پیغام صلح لاہور رسالہ کي صورت میں چھپا کرینگے - قیمت عوام سے تین روپیہ - خریداران پیغام صلح سے دو روپیہ سالانہ - خواجہ صاحب کے دیگر حالات سفر اور خط و کتابت جو نہایت ہی دلچسپ ہوتي ہے معہ ملکی معاملات اور خبروں کے ہفتہ میں تین بار دیکھنے ہوں تو اخبار پیغام صلح خریدیے - قیمت سالانہ چھہ روپیہ طلباء سے چار روپیہ آٹھہ آنہ ' نمونہ مفت - اردو مسلم انڈیا کا نمونہ ۴ - آنہ کی ٹکٹی معہ محصول ڈاک

الحمد للہ یہ اخبار پیغام صلح روز افزوں محض اللہ تعالی کے فضل سے ترقی پر ہے - ہندوستان کے ہر ایک کونے اور غیر ممالک میں اس کے خریدار موجود ہیں - اشتہار دینے والوں کے لیے نہایت عمدہ موقعہ ہے -

المشتہر حاکسار مدیر اخبار پیغام صلح - لاہور

[ ]

مقالات

حقيقة الصلاة

(۲)

ان الصلوة تنهي عن الفحشاء و المنكر ، و انها لكبيرة الا على الخاشعين

(۴)

ایک خاص نماز کي تحقیق بھي اسي ذیل میں ضروري ھے جس کی تعیین و تحدید کا سوال ایک نہایت معرکۃ الارا مسئلہ بن گیا ھے ' اور جس نے اصل نماز کے متعلق عجیب عجیب مباحث پیدا کردیے ھیں - یعنے " صلاۃ وسطی " جسکے لیے قرآن کریم نے خاص طور پر تاکید کي ھے :

حافظوا على الصلوة والصلوة الوسطى -	محافظت کرو نماز کي اور علی الخصوص نماز وسطی کي -

(صلاة الوسطى)

نماز وسطی کس نماز کا نام ھے ؟ علماے تفسیر و حدیث کے متعدد قول اس باب میں ھیں :

(۱) نماز وسطی عصر کي نماز ھے - اس کي تائید میں ۶۹ حدیثیں مروي ھیں ' جن میں ایک خاص حدیث واقعۂ احزاب کے متعلق ھے اور بقول محدث ابن جریر یہی حدیث تخصیص عصر کی علۃ العلل ھے :

شغل المشركون رسول الله صلى الله عليه وسلم عن صلاة العصر حتى اصفرت او احمرت - فقال شغلونا عن الصلاة الوسطى ملا الله اجوافهم و قبورهم نارا (۲) -	مشرکوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ میں اتنا مشغول کرلیا کہ نماز عصر ادا کرنے کي مہلت نہ ملي ' حتی کہ آفتاب کا رنگ زرد یا سرخ ھوگیا - یعني غروب کا وقت آگیا - اس حالت میں آنحضرت نے فرمایا : " خدا ان کے سینے اور قبریں آگ سے بھر دے ' انھوں نے ھم کو نماز وسطی سے روک رکھا " (۲) -

(۲) نماز وسطی ظہر کي نماز ھے - اس کي تائید میں ۲۶ حدیثیں مروي ھیں ' جن میں تخصیص ظہر کی علۃ العلل در حدیثیں ھیں (۳) :

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي الظهر بالهاجرة و لم يكن يصلي صلاة اشد على اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم منها - قال : فنزلت حافظوا على الصلوات و الصلاة الوسطى ' و قال ان قبلها صلاتين و بعدها صلاتين (۳) -	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کي نماز دوپہر ڈھلتے ھي پڑھتے تھے - آپ جتني نمازیں ادا فرماتے تھے اس لیے اس سے زیادہ اور کوئي نماز صحابہ پر گراں نہ تھی - اسي بنا پر یہ آیت اتري کہ " نمازوں کي اور نماز وسطی کي محافظت کرو " راوي حدیث (زید بن ثابت) نے اس کے وسطی ھونے کي یوں بھی توجیہ کي ھے کہ ظہر سے قبل و بعد دو دو نمازیں ھیں ' پس ظہر وسط میں ھے (۴) -

(۴) نماز وسطی عشاء کی نماز ھے - اس کي تائید میں خصوصیت کے ساتھہ اس حدیث سے مدد لي جاتي ھے :

عن عثمان بن عفان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من صلى العشاء الاخرة في جماعة كان كقيام نصف ليلة	حضرت عثمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ھیں کہ جس نے عشا کي نماز جماعت کے ساتھہ ادا کی اُس کي نماز نصف شب تک کي عبادت سمجھي جائیگی -

از روے عقل اسکے وسطی (درمیاني نماز) ھونے کی یہ علت بھي بیان کي جاتي ھے :

انها متوسطة بين صلاتين تقصران : المغرب و الصبح (۱)	نماز عشا مغرب و فجر کی دونوں چھوٹي چھوٹي نمازوں کے مابین متوسط درجہ کي نماز ھے (۱)

(۵) نماز وسطی فجر کی نماز ھے - اس کی تائید میں ۱۷ حدیثیں مذکور ھیں جن میں سے ایک خاص حدیث یہ ھے :

عن ابن عباس انه صلى صلاة الغداة في مسجد البصرة فقنت قبل الركوع وقال : هذه الصلاة الوسطى التي امرها الله " حافظوا على الصلوات و الصلاة الوسطى وقوموا لله قانتين " (۲)	بصرہ کی مسجد میں عبد اللہ بن عباس نے صبح کی نماز ادا کی جس میں رکوع سے پہلے دعاء قنوت پڑھي اور فرمایا کہ نماز وسطی یہي ھے جس کی نسبت اللہ تعالے نے تذکرہ کیا ھے کہ نمازوں کی اور نماز وسطی کي محافظت کرو اور اللہ کے لیے قنوت کرتے ھوے کھڑے ھو (۲)

علامہ ابن جریر لکھتے ھیں :

و علة من قال هذه المقالة ان الله تعالى قال : حافظوا على الصلوات و الصلاة الوسطى و قوموا لله قانتين ' بمعنى ' و قوموا لله فيها قانتين ' قال فلا صلاة مكتوبة من الصلوات الخمس فيها قنوت سوى صلاة الصبح فعلم بذلك انها هي دون غيرها (۳)	جن لوگوں کا قول ھے کہ نماز وسطی فجر کي نماز ھے وہ اس بنا پر کہتے ھیں کہ اللہ تعالے نے فرمایا ھے کہ نمازوں کي اور نماز وسطی کي محافظت کرو ' اور اللہ کے لیے قنوت کرتے ھوے کھڑے ھو - پس وہ کھڑے ھونے کے معنی عبادت کرنے اور قنوت کرنے کا مطلب نماز میں دعاے قنوت پڑھنا سمجھتے ھیں - نماز پنجگانہ میں نماز فجر کے علاوہ کوئی ایسی نماز نہیں جس میں دعاے قنوت پڑھتے ھوں ' لہذا معلوم ھوا کہ نماز وسطی جس کے ساتھہ قنوت کی شرط ھے فجر ھی کی نماز ھے - کوئي اور نماز نہیں ھے (۳)

(۶) نماز وسطی کے اور معلوم نہیں کہ کون سي نماز ھے مگر انھیں پانچوں نمازوں میں سے ایک نہ ایک یہ بھي ھے - اس کي تائید میں تین حدیثیں روایت کي گئي ھیں ' جن میں دو یہ ھیں :

---

(۱) غرائب القرآن - ج ۲ ص ۳۶۵ -

(۲) ابن بشار قال ثنا عبد الوهاب قال ثنا عوف عن ابي المنهال عن ابي العالية عن ابن عباس انه صلى الخ -

(۳) ابن جریر ج ۲ ص ۳۵۰ -

كنا عند نافع ومعنا رجاء بن حياة فقال لنا رجاء سلوا نافعاً عن الصلاة الوسطى فسألناه، فقال قد سأل عنها عبد الله بن عمر رجل فقال هي فيهن فعسا فطوا عليهن كلهن (۱)

ہم لوگ نافع کے پاس بیٹھے تھے- ہمارے ساتھہ رجاء بن حیاۃ بھي تھے - رجاء نے کہا کہ نافع سے پوچھو کہ نماز وسطی کونسي نماز ہے ؟ ہم سے لوگوں نے سوال کیا تو نافع نے جواب دیا کہ عبد اللہ بن عمر سے بھي ایک شخص نے یہي سوال کیا تھا - اُس کے جواب میں ابن عمر نے کہا تھا کہ انہیں پانچ نمازوں میں ایک نماز یہ بھي ہے پس تم سب کي حفاظت کرو (۱)

دوسري حدیث میں ہے :

عن ابي فطيمة قال سألت الربيع بن خيثم عن الصلاة الوسطى - قال : ارأيت ان علمتها كنت محافظا عليها و مضيعا سائرهن ؟ قلت لا ، فقال : فانك ان حافظت عليهن فقد حافظت عليها (۲)

ابو فطیمہ کہتے ہیں کہ میں نے ربیع بن خیثم سے نماز وسطی کي نسبت دریافت کیا ، اُنھوں نے کہا " اگر تمھیں یہ معلوم ہو جاے تو کیا صرف اسی ایک نماز کي محافظت کرو گے اور بقیہ نمازیں چھوڑ دو گے ؟ " میں نے کہا " نہیں " اسپر اُنھوں نے کہا کہ " اگر تم نے ان سب نمازوں کي محافظت کي تو اُس کي محافظت بھي کرلي (۲) -

(۷) نماز وسطی ان پانچوں نمازوں کے مجموعہ ھي کا نام ہے - اس کي تائید میں یہ دلیل پیش کي جاتي ہے :

ان الوسطى مجموع الصلوات الخمس وان الايمان بضع و سبعون درجة اعلاها شهادة ان لا اله الا الله و ادناها اماطة الاذي عن الطريق ، و الصلوات المكتوبة واسطة بين الطرفين (۳)

حقیقت میں نماز وسطی سے مراد ارقات پنجگانہ کی نمازوں کا مجموعہ ہے ، اس لیے کہ حسب روایت صحیحہ ایمان کے کچھہ اوپر ۷۰ درجے ہیں ، جن میں اعلی درجہ یہ ہے کہ اللہ تعالی کے سوا اور کسي معبود کے نہ ہونے کي شہادت دي جاے ، اور ادنی درجہ یہ ہے کہ راستے سے اذیت کي چیزیں ہٹا دي جائیں - فرائض خمسہ کا درجہ ان دونوں کے درمیان ہے اور یہ ان دونوں کناروں کے لیلیے باہم ملنے کی جگہ ہے پس یہی وسط ہے (۳) -

(لفظ " وسطی ")

صلاۃ وسطي میں لفظ وسطی کے معني کیا ہیں ؟ علماے نحت و محققین ادبیات کا بیان ہے :

الوسطى تانيث الاوسط ، و اوسط الشيء وسطه خياره ، و منه قوله تعالى : و كذلك جعلنا كم أمة وسطاً - و وسط فلان القوم يسطهم اى صار في وسطهم و ليست من الوسط الذي معناه متوسط بين شيئين لان فعلي معناها التفضيل ، ولا يبني للتفضيل الا ما يقبل الزيادة و النقص ، و الوسط بمعني العدل و الخيار يقبلهما ، بخلاف التوسط بين الشيئين فانه لا يقبلها ، فلا يبنى منه افعل التفضيل (۱)

" وسطی " لفظ " اوسط " کا صیغۂ صیغت ہے - محاورہ میں کہتے ہیں " اوسط الشئ " و " اسط الشي " (کسي چیز کا اوسط اور اُس کا وسط) اور اُس سے مراد لیتے ہیں " خیار الشيء " (بہترین چیز) " اوسط " " وسط " سے تو مشتق ہے مگر اُس " وسط " سے مشتق نہیں ہے جس کے معنے دو چیزوں کے درمیاني حصہ کے آتے ہیں ، اس لیے کہ " فعلي " جس کے وزن پر " وسطی " کا لفظ ہے ، اُس کے معني " تفضیل " یعني زیادتي کے ہیں ، اور " تفضیل " کے لیے بھي لفظ لائینگے جو زیادتي و کمي دونوں حیثیتوں کو قبول کرسکتا ہو - " وسط " جس کے معنے " معتدل " اور " بہتر " کے ہیں ، ان دونوں (یعنی زیادتي و کمي) کی قابلیت رکھتا ہے (یعنی بصورت زیادت اعتدال و بہتري ، اور بصالت نقص بے اعتدالی و بدتري کي گنجایش بھی اس میں نکل سکتي ہے) بخلاف اُس " توسط " کے جس سے دو چیزوں کا درمیانی حصہ مراد ہو ، کیونکہ اس میں دوسرا پہلو آسکتا ھي نہیں ، لہذا صیغۂ " افعل التفضیل " اس سے نہیں بنا سکتے (۱)

یعني جن روایتوں کي بنا پر نماز وسطی کے لیے ارقات پنجگانہ میں سے کسی ایسي نماز کي تحدید کی جاتي ہے جو تمام نمازوں کے درمیان میں واقع ہو ، یہ تحیل ھي برخود غلط ہے کیونکہ وسطی کے یہ معنے ھي نہیں ہیں -

(۲)

اس تحقیق کی تائید میں کہا گیا ہے کہ واو العطف تقتضی المغایرة (واو عطف کا اقتضا یہ ہے کہ معطوف و معطوف الیہ دونوں دو علحدہ چیزیں ہوں) پس حافظوا علی الصلوات و الصلاة الوسطی میں واو عطف موجود ہے ، لہذا صلوات سے جو نمازیں مراد ہیں ، اُن کي ذیل میں صلاۃ وسطی کیوں کر آسکتی ہے ؟ لا محالہ اسے کوئی دوسری نماز فرض ہونا چاہیئے -

یہ شبہ اگر صحیح ہے تو وہ روایتیں جو ارقات پنجگانہ کي نمازوں میں سے کسی ایک نماز کو وسطی بتا رہي ہیں ، بقیناً ماننی پڑینگي - نماز وسطی کو فرائض خمسہ کے علاوہ ایک دوسری نماز ماننا ہوگا ، اور تحقیق کے لیے بحث کي ضرورت ھي نہ رہیگي -

لیکن اسکا جواب دیا گیا ہے کہ ہر واو کو واو عطف مان لینا ھي غلط ہے - واو کي ایک قسم واو زائدہ بھی ہے جس کي متعدد مثالیں خود قرآن کریم میں موجود ہیں ، مثلاً : و كذلك نفصل الايات -

ولتستبين سبيل المجرمين

و كذلك نرى ابراهيم ملكوت السماوات و الارض

وليكون من الموقنين

خود عطف میں بھی جہاں ایک قسم عطف وصفي کي ہے جس میں معطوف و معطوف الیہ میں مغایرت ضروري ہے ، وہاں ایک دوسري قسم عطف ذاتي کی بھي ہے جسے اس تفریق سے کچھہ سروکار نہیں - آیتوں میں عطف ذاتي کي بکثرت نظیریں وارد ہیں ، مثلاً :

ولكن رسول الله و خاتم النبيين

سبح اسم ربك الاعلى ، الذي خلق فسوى ، و الذي قدر فهدى ، والذي اخرج المرعى -

ان مثالوں میں کوئي ایک بھي ایسي نہیں ہے جسے مغائرت کے ثبوت میں پیش کرسکیں - یہ سب عدم مغائرت کے لیے ہیں - اسي طرح کے شمار آیتیں نقل کي جاسکتي ہیں مما لا حاجة الى سوقها لما هو معلوم بالبداهة -

عرب کا ایک قدیم شعر ہے :

الى الملك القرم و ابن الهمام
و ليث الكتيبة في المزدحم

---

(۱) یونس بن عبد الاعلی قال اخبرنا ابن وهب قال ثنی هشام بن سعد قال برضاه عنه نافع الخ -

(۲) احمد بن اسحاق قال ثنا ابو احمد عن قیس بن الربیع عن سیرین بن علرق عن ابي قطیعة قال الخ -

(۳) غرائب القرآن - ج ۲ ص ۳۶۳

(۱) فتح البیان - ج ۱ ص ۳۱۵ -

یہاں کہیں بھی مغالرت نہیں ہے -
ابن ابی رداد ایادی کے مشہور قصیدے میں ہے :

سلـــط المـــوت و المنـــون علیهم
فلهـم فی صـدی المقـابر هـام

موت اور منون کے درمیان واو عطف سے تفریق کی ہے لیکن معنی دونوں کے ایک ہیں -
ارض حیرہ کا نامور شاعر اور لقمان بن منذر کا سرپرست عدی بن زید عبادی ایک قصیدے میں لکھتا ہے :

فقـد مت الادیـم لرا هشیـه
فالفـی قولهـا کـذباً و مینـا

" کذب " اور " مین " دونوں ایک ہی چیز ہیں -
فارسی میں بھی یہی قاعدہ ہے - فردوسی کا شعر ہے :

ور از جوے خلـدش بهنـگام آب
به بیخ انگبین ریزی و شهـد ناب

انگبین اور شہد دونوں دو چیزیں نہیں ہیں -
سیبویہ کا قول ہے :

یجوز قول القائل "مررت باخیك و صاحبك" ویکون الصـاحب هـوالذی نفسه هو وهی بهالی هو - یعنی دونوں ایک ہوں - دو نہوں -

یہ کہنا جائز و درست ہے کہ " میں تیرے بھائی اور تیرے رفیق کے پاس سے گزرا " خواہ جس کو رفیق کہا گیا

(قنـوت)

قنوت کے کیا معنی ہیں ؟ اس مسئلہ میں بھی حسب معمول متعدد اقوال ہیں :
(۱) قومـوا لله قانتین میں قنوت کے معنی سکوت و خاموشی کے ہیں - اس باب میں ۹ حدیثیں مروی ہیں جن میں ایک یہ ہے :

کنا نقوم فی الصلاة فنتکلم و یسأل الرجل صاحبه عن حاجتة و یخبـره و یردون علیه اذا سلم ' حتی اتیت انا فسلمت فلم یردوا علی السلام فاشتد ذالك علی ' فلما قضی النبی صلی الله علیه وسلم قال : انه لم یمنعنی ان ارد علیك السلام الا انا أمرنا ان نقوم قانتین لا نتکلم فی الصلاة ' و القنـوت السکوت (۱)

ہم لوگ نماز میں باتیں کیا کرتے تھے - لوگ اپنے ساتھی سے اپنی ضرورت کے متعلق سوال کرتے ' وہ انہیں جواب دیتا ' اطلاع دیتا ' باہم سلام کرتے ' جواب دیتے ' یہی کیفیت روز مرہ تھی کہ ایک مرتبہ میں حاضر ہوا - نماز ہو رہی تھی ' میں نے سلام کیا ' جواب نہ ملا ' مجھ پر یہ واقعہ بہت ہی گراں گذرا - رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم جب نماز سے فارغ ہو لیے تو آپ نے ارشاد فرمایا : " جواب سلام سے مجھے صرف اس بات نے روکا تھا کہ ہم کو حکم ہوا ہے کہ قنوت کے ساتھ عبادت کریں ' نماز میں نہ بولیں " پس قنوت کے معنی خاموشی کے ہیں (۱)

(۲) قنـوت کے معنی خشوع و خضوع کے ہیں - اس باب میں پانچ حدیثیں مروی ہیں جن میں ایک یہ ہے :

ان من القنوت الخشوع و طول الرکوع و غض البصر و خفض الجناح من هیبة الله - کان العلماء اذ اقام احدهم یصلی یهاب الرحمان ان یلتفت او ان یقلب الحصی او لعبت بشیء او یحـدث نفسه

قنوت کی ذیل میں خشوع ' طول رکوع ' نظر نیچی رکھنی ' خدا کے خوف سے متواضع رہنا ' یہ سب باتیں داخل ہیں - علماے صحابہ کی عادت تھی کہ جب اُن میں کوئی نماز پڑھنے اُٹھتا تو خدا کی اُن پر ایسی ہیبت چھا جاتی کہ نہ ادھر التفات کرتے ' نہ کنکریاں اُلٹتے پلٹتے '

نہ کوئی بے کار شغـل کرتے ' نہ دنیـا کی کسی بات کو جی میں لاتے ' اور اگر لاے تو بھولے سے لاے (۲) -
(۳) قنوت سے مراد دعاے قنوت ہے - اس کی تائید میں ابن عباس کی روایت پہلے نقل ہوچکی ہے -
(۴) قنوت کے معنی اطاعت کے ہیں - اس باب میں ۲۴ حدیثیں مروی ہیں جن میں سے اکثر کے راوی ثقہ ہیں ' اور ادبیات عرب سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے - علامہ ابن جریر لکھتے ہیں :

اولی هـذه الاقـوال بالصواب فی تـاویـل قـوله و قوموا لله قانتین قول من قال تاویـله مطیعین ' و ذلـك ان اصل القنوت الطاعـة ' و قد تکون الطاعـة لله فـی الصـلاة بالسکوت عما نهی الله من الکلام فیها ' و لذلك وجه من وجه تاویل القنوت فی هذا الموضع الی السکوت فی الصلاة احد المعانی التی وضعها الله علی عبـاده فیها الا عن قراءة قـرآن او ذکر له بما هو اهله ..... و قد تکون الطاعة لله فیها بالخشوع و خفض الجناح و اطالة القیام و بالدعاء لان کلا غیر خـارج من احـد معنییـن من ان یکون مما امـر به المصلی او مما ندب الیه ' و العبد بکـل ذلك لله مطیع و هو لربه فیه قانت ' و القنوت اصله الطاعه لله ثم یستعمل فی کل ما اطـاع الله العبـد ' ..... فما ویل الایة اذاً حـافظوا علی الصلوات و الصلاة الوسطی و قوموا لله فیها مطیعین ... غیر عاصین لله فیها بتضییـع حـدودهـا و التفریط فی الواجب بعد علیکـم فیها و فی غیرها من فرائض الله [۲]

نہ کوئی بے کار شغـل کرتے ' نہ دنیـا کی کسی بات کو جی میں لاتے ' اور اگر لاے تو بھولے سے لاے (۲) -
(۳) قنوت سے مراد دعاے قنوت ہے - اس کی تائید میں ابن عباس کی روایت پہلے نقل ہوچکی ہے -
(۴) قنوت کے معنی اطاعت کے ہیں - اس باب میں ۲۴ حدیثیں مروی ہیں جن میں سے اکثر کے راوی ثقہ ہیں ' اور ادبیات عرب سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے - علامہ ابن جریر لکھتے ہیں :

اولی هـذه الاقـوال بالصواب فی تـاویـل قـوله و قوموا لله قانتین قول من قال تاویـله مطیعین ' و ذلـك ان اصل القنوت الطاعـة ' و قد تکون الطاعـة لله فـی الصـلاة بالسکوت عما نهی الله من الکلام فیها ' و لذلك وجه من وجه تاویل القنوت فی هذا الموضع الی السکوت فی الصلاة احد المعانی التی وضعها الله علی عبـاده فیها الا عن قراءة قـرآن او ذکر له بما هو اهله ..... و قد تکون الطاعة لله فیها بالخشوع و خفض الجناح و اطالة القیام و بالدعاء لان کلا غیر خـارج من احـد معنییـن من ان یکون مما امـر به المصلی او مما ندب الیه ' و العبد بکـل ذلك لله مطیع و هو لربه فیه قانت ' و القنوت اصله الطاعه لله ثم یستعمل فی کل ما اطـاع الله العبـد ' ..... فما ویل الایة اذاً حـافظوا علی الصلوات و الصلاة الوسطی و قوموا لله فیها مطیعین ... غیر عاصین لله فیها بتضییـع حـدودهـا و التفریط فی الواجب بعد علیکـم فیها و فی غیرها من فرائض الله [۲]

و

آثار عتیقہ

بعلبـــک

تاریخ قـدیم اور تمدن اسلامي کا ایک صفحه

(۱)

یه آثار جو اس مضمون کا موضوع هیں' دو بڑے اور ایک چھوٹے مندر کے کھنڈر هیں -بڑے مندروں میں ایک جوپیٹر (مشتري) کا مندر هے اور دوسرا بیکسش (Bacchus) کا - چھوٹا مندر وینس (Venus ھرہ) کا هے -گو یه آثار چنداں زیاده نہیں مگر انکی وجه سے خود اس شہر پنـــاه کے متعلق سوء ظن نه کیجیے جسکي آغوش میں یه س مانده نشانیان ملي هیں - اسکي عظمت وسعت کا تو یه عالم هے که قدیم روما کے بھي کھنڈر اسمیں آ جاسکتے هیں !!

یه آثـار جس جگه پر قائم هیں وه معمولي زمین نہیں بلکه ایک معدب اور پخته چبوترہ هے جسکے موجد غالباً فنیقي هیں - اس کا طول ۳۲۱ گز' عرض ۲۰۰ گز' اور طول ۱۵ سے ۳۰ قدم تک هے - اس عظیم الشان چبوترے کے نیچے سے مسقف راستے گئے هیں - یہی راستے هیں جن سے هوکر مندر میں آنا پڑتا هے -

جیسا که همنے ابھي بیان کیا هے یه آثار تین مختلف مندروں کے کھنڈر هیں - ان میں سب سے زیاده اهم و مقدس کھنڈر هیں جن کا تعلق بڑے مندر (جوپیٹر کے مندر) سے هے -

اس مندر میں آنے کا راسته مشرق کی طرف سے هے - پہلے ستونوں کا ایک وسیع سلسله شروع هوتا هے جو ایک پھاٹک پر جاکر ختم هوتا هے - یه پھاٹک دراصل ایک پر شکوه و عظمت معراب هے - اسکے آگے ستونوں کي قطار هے - مندر کے اندر جانے کا اصلي راسته یهي هے -اسکے دروازے هر وقت کھلے رهتے تھے ' اور پوجاري نهایت خضوع و خشوع اور جوش عقیدت و فرط اعتقاد کے ساتھه ان ستونوں میں سے هوکے انـدر جاتے تھے - ان ستونوں میں سے تین کے زیریں حصے میں چند کتبے بھي هیں - ان کتبوں کے پڑھنے سے معلوم هوتا هے که یه مندر هیلیوپولس کے جلیل القدر دیوتاؤں کے نام پر بنایا گیا تھا -

عربوں نے جب بعلبک فتح کیا تو کسي قدر تغیر و ترمیم کے بعد اسکو ایک قلعه بنـالیا - انھوں نے ان ستونوں اور سیڑھیوں کو

[ ]

بعلبک کے سب سے بڑے مندر کے بعض آثار و سر بفلک ستون -

مسمار کردیا ' اور ان کي جگه انکے ملبے سے ایک نہایت مستحکم فصیل بنالي -

تاریخ نے اپنے آپ کو دهرایا هے - جرمني کے مشن نے بھي دیوار ڈھاکے اسي جگه سیڑھیاں بنالي هیں جهاں پہلے تھیں- اب پھر ایک شخص اسیطرح سیڑھیوں سے مندر میں آتا هے جسطرح عهد قدیم کے پوجاري آیا کرتے تھے !!

جرمن مشن کي اس کارروائي کے لیے هر سیـاح اپنے آپ کو مرهون منت محسوس کرتا هے ' کیونکه اس دیوار کے هٹ جانے سے مندر کا قدیمی نقشه بالکل واضح هو گیا هے -

اس معـراب نما پھاٹـک کے بعـد تین دروازے پہلـو به پہلـو هیں - ان دروازوں میں سے بیچ کا دروازہ بڑا اور مرکزي دروازہ هے - اس دروازے سے اندر داخل هو جایئے تو ایک چھوٹا سا شش گوشه صحن ملتا هے - کسي زمانه میں یه چھوٹا سا صحن هر طرف سے ستونوں کي قطاروں میں محصور تھا - ستونوں کي تعداد قریباً چھه تھي ' جنمیں سے چار کے پہلوؤں میں کمرے تھے - عربوں نے اس نیسرے راسته کو بھي بند کردیا اور ان دروازوں کو اپني قلعه بندیوں کے سلسلے میں لیلیا -

ان تین راستوں سے گذرنے کے بعد اب آپ بڑے مندر یا قربانگاه کے مندر میں پہنچتے هیں - اس کي وسعت کا کسیقدر اندازه اس سے هو سکتا هے که وه ۴۰۰ هزار مربع فیٹ لمبا اور ۳۷۰ هزار فیٹ چوڑا هے !!

درمیانی اور اُسکے ایک پہلو کا دروازه گر پڑا هے ' مگر انکے اجزاء پریشان پھر جمع کرکے اسی جگه لگادیے گئے هیں ' جهاں کبھي یه دروازے تھے -

اس صحن کے تین طرف یعنی مشرق ' شمال ' اور جنوب میں نیم مدور کمرے هیں - ان کمروں میں مجسموں کے رکھنے کے لیے طاق بنے هوے هیں - افسوس هے که ان مجسموں کا ایک نمونه بھی اب موجود نہیں ! یه کمرے ان پوجاریوں کے لیے تھے جو یہاں پرستش کي غرض سے آکے رهتے تھے -

کمروں کے آگے مصري ستونوں کا سلسله هے - ان ستونوں کے بالائي سروں پر نہایت نفیس و کمیاب کنده کاري هے - افسوس هے که ستون گر پڑے هیں اور انکے اجزء صحن میں پڑے هوے هیں - بڑي قربانگاه کا جو چھوٹا حصه باقی رهگیا هے وه ابھی وسط صحن میں ان

[ ]

سیڑھیوں کے قریب استادہ ہے جو آگے مندر کے طرف جاتي ہیں - اسکے دونوں جانب وضو کے - لیے چھوٹے چھوٹے حوض بھي ہیں -

اب سے پہلے قربانگاہ وغیرہ غیر معلوم تھیں - تازہ حفریات میں جرمني کے مشن نے یہ قربانگاہ اور وہ سیڑھیاں بھي دریافت کرلي ہیں جن پر سے پرجاري قرباني کے لیے آیا کرتے تھے -

قدیم اشوري مندروں میں ترمیم و تغیر کرنے کے مجرم صرف مسلمان فاتح ھي نہیں ہیں - عیسائي کشورکشا بھي اسمیں مسلمانوں کے برابر کے شریک ہیں - البتہ ہر ایک کے مصالح جدا گانہ تھے ' اور جس نے جو تغیر کیا وہ اپنے مصالح کے لحاظ سے کیا -

عیسائیوں نے جب بعلبک فتح کیا تو اُنکي اولین و آخرین کوشش یہ تھی کہ جسطرح بھي ہوسکے ' قدیم اشوري بت پرستي کو مٹایا جائے اور اسکے آثار اس طرح محو کردیے جائیں کہ انھي مقامات پر عیسائي مقدس عمارتیں تعمیر ہوں - چنانچہ انھوں نے فتح بعلبک کے بعد قربانگاہ کے ایک حصہ کو کھود کے سطح زمین کے برابر کردیا اور دوسرے حصہ پر اسطرح ایک کلیسا بنا دیا کہ اسکا فرش قربانگاہ کي چوڑائي کے برابر تھا - دوسرے بڑے مندر کو بھي اسیطرح ڈھا دیا کہ اس کے ملبے سے کلیسا بنائیں -

خیر ' اس طویل و عریض صحن سے انسان ایک وسیع زینے پر ہوکے خود مندر کے اندر داخل ہوجاتا ہے - اس مندر کي عمارت میں سے اب صرف ستون باقي رہگئے ہیں - ان ستونوں کے متعلق پروفیسر ٹائلر (Prof. Taylar) لکھتے ہیں :

"میرے علم میں قدیم صنعت کے پس ماندہ آثار میں ان ستونوں سے خوبصورت کوئي شے نہیں - ہر رخ سے اور چاند اور سورج ' دونوں کي روشني میں انکي حالت بالکل یکساں ہے -

ایک عجیب بات یہ ہے کہ اگر کسیقدر فاصلے سے ان ستونوں کو دیکھیے تو اپنے باہمی مکمل تناسب کي وجہ سے جسقدر انکا طول ہے اس سے کہیں زیادہ معلوم ہوتے ہیں !

یہ عظیم الشان و سر بفلک ستون جس چبوترہ پر قائم ہیں وہ بجاے خود ایک حیرت انگیز چیز ہے - یہ چبوترہ کیا ہے ؟ ایک دیوار ہے جسکي بلندي ۴۰ فیٹ کی ہے - ان ستونوں کا قطر ساڑھے سات فیٹ ہے - طول مع قرطاجني گنبدوں کے ۷۰ فیٹ -

* * *

یہاں تک تو بعلبک کے مشہور ترین آثار یعني بڑے مندر کے کھنڈروں کا تذکرہ تھا - اب ہم دوسرے بڑے مندر کے کھنڈروں کے حالات لکھنا چاہتے ہیں -

جیسا کہ ہم اوپر کہہ آئے ہیں دوسرا مندر بیکچش کا مندر ہے - یہ مندر بڑے مندر کے جنوب میں واقع ہے - یہ دونوں ایک دوسرے سے بالکل آزاد و بے تعلق ہیں - اس مندر کي سطح پہلے مندر کی سطح سے کسیقدر پست ہے - اس میں کوئي صحن نہیں - مشرق کي طرف سے ایک زینہ ہے - اسي پر چڑھکے مندر میں جاتے

بیکشس کے مندر کے ستون جن پر چھتا قائم ہے

ہیں - اسکے حجرے طول میں زیادہ اور عرض میں کم ہیں - اس کي دیواریں باہر سے بالکل سادي ہیں - البتہ جس پتھر سے بنائي گئي ہیں وہ خوب درست کرلیا گیا ہے ' اور جوڑ تو اس قدر خوب ملائے ہیں کہ تعریف نہیں ہوسکتي - دونوں سروں کے اتصال کا یہ عالم ہے کہ چھري کا پھل بھي اندر نہیں جاسکتا - اس حجرے کے دونوں طرف کوئي دس فیٹ کے فاصلے پر چکنے ستونوں کي ایک قطار ہے - یہ ستون مع اپنے بالائي حصہ کے ۵۲ فیٹ بلند ہیں - چھت کي دیواروں کے ساتھہ اُنھیں پتھر کے ٹکڑوں کے ذریعہ ملایا گیا ہے - ان ٹکڑوں کي تعداد بہت ہے اور ان پر بادشاہوں اور دیوتاؤں کي تصویریں کندہ ہیں - ان تصویروں کے بیچ بیچ میں پھولوں وغیرہ کي تصویریں بھي بني ہوئي ہیں - غرضکہ یہ چھت صنعت و قلمکاري کے لحاظ سے عجیب و غریب ہے -

حجرے کي دیواریں تو ابھي سالم و ثابت ہیں البتہ اکثر ستون گرگئے ہیں - جو حصہ ابھي نہیں گرا ہے اسمیں شمال کي حالت بہت زیادہ بہتر ہے -

اس مندر کے دروازے کو اسکا درۃ التاج سمجھنا چاہیے - کیونکہ اگرچہ اس عمارت کے اور حصوں میں بھي گلکاري کي ہے اور صنعت کے عمدہ عمدہ نمونے دکھائے گئے ہیں ' مگر دروازہ کي صنعت ان سب سے بدرجہا بہتر ہے -

یہ دروازہ ۴۳ فیٹ بلند اور ساڑھے ۱۲ فیٹ عریض ہے - اسمیں جسقدر حصہ پر گلکاري کي گئي ہے اسکی مقدار ۶ فیٹ کے قریب ہے -

یہ تو ابھي سے معلوم ہوجاتا ہے کہ تیسرا مندر زمانہ کا ہے - یہ مندر دوسرے مندروں کے کھنڈر سے ۲ سو میل پر واقع ہے - یہ ایک قرطاجني وضع کي عدیم المثل عمارت ہے جسکا اندروني حصہ خوب ھي آراستہ ہے - اندروني ستونوں کي وجہ سے یہ عمارت بالکل ہشت گوشہ معلوم ہوتي ہے - یونادي عیسائیوں نے اسکو سینٹ بارڈرا کا گرجا بنا لیا ہے - گذشتہ صدي میں انھوں نے اسکي تجدید کی کوشش بھي کي تھي جو کچھہ زیادہ کامیاب نہیں ہوئي -

دھلي کے خاندانی اطبا اور دوا خانہ نورتن دھلي

یہ دوا خانہ عرب - عدن - افریقہ - امریکہ - سیلون - آسٹریلیا - وغیرہ وغیرہ ملکوں میں اپنا سکہ جما چکا ہے اسکے معجونات معتمدالملک احترام الدولہ قبلہ حکیم محمد احسن اللہ خاں مرحوم طبیب خاص بہادر شاہ دھلي کے خاص معجونات ہیں -

دوائی صبق - ہر قسم کي کھانسي و دمہ کا مجرب علاج في بکس ایک تولہ ۲ دو روپیہ -

حب قتل دیدان - یہ گولیاں پیٹ کے کیڑے مارکر نکال دیتي ہیں في بکس ایک روپیہ -

المشتہر حکیم محمد یعقوب خاں مالک دواخانہ نورتن دھلي فراشخانہ

عـــالم اســـلامی

چرکس ، گرج ، داغستان، قوقاز، و ترکی

اثر محمود رشاد بے

(۳)

قوقاز سے تین گھنٹے کي مسافت پر صوبہ قوبانسکي واقع ہے - یہاں اکثر چرکس قبائل رہتے ہیں جنکے نام ابزاخ ' ما ترقاے بجدرغ' کمکو' شابغ ' اور حکوس ہیں - اس صوبہ کا یہ نام نہر قوبان کي مناسبت سے ہے - یہ نہر سلسلہ کوہ قوقاز کے کوہ البرز سے نکلي ہے اور بحر اسود سے جاکے ملتي ہے -

امبز کے شمالي پہاڑوں کے دامن میں قرہ جاے کے چرکسي قبائل رہتے ہیں - چرکسوں کا ایک اور قبیلہ ہے جس کا نام شہنشانس ہے - یہ قبیلہ بھي پہاڑ کا رہنے والا ہے -

اس موقع پر ان قبائل کو نہ بھولنا چاہیے جنکا ذکر بلاد یاني کے تذکرہ میں آچکا ہے -

اگرچہ چرکسوں کي تعداد ۵ لاکھ سے زیادہ نہیں' مگر با ایں ہمہ تمام اہل قرقاز انکے نام سے تھرراتے ہیں کیونکہ وہ شجاعت' جرات' تیر اندازي' اور اسپ سواري میں مشہور ہیں - خود حکومت روس خاص انکا بھي خیال کرتي ہے اور دوسروں سے زیادہ عزت کرتي ہے -

تیرسکی سے شہر شیخ شامل تک ۱۶ گھنٹے کا راستہ ہے - ۶ گھنٹے گاڑي میں بیٹھنا پڑتا ہے اور ۱۰ گھنٹے پیدل چلنا پڑتا ہے - یہ نامور شخص داغستان کے قبیلہ لزجین میں سے ہے اسکا اصلي نام شموئل ہے مگر عام طور پر ہر طرف وہ شامل ہي کہلاتا ہے -

شیخ شامل نہ صرف ایک فوجي اور جنگي انسان تھا' بلکہ ایک سخت دیندار اور منتظم شخص تھا - اس نے اپنے زمانے میں جامع قوقازیہ بنوائي اور شرعي عدالتیں قائم کیں' اور جب روس نے اسکے وطن عزیز و محبوب کو لینا چاہا تو اس نے اسکی مدافعت میں مسلسل ۴۵ سال تک جنگ جاري رکھي - ۱۳ سال تک تو ایک دوسرے شخص کے جھنڈے کے نیچے لڑا' اور ۳۲ برس تک خود اپنے علم کے نیچے - اگر حاجي مراد نامي ایک شخص خیانت نہ کرتا تو یقینا روس کبھي بھي اسے قید کرنے میں کامیاب نہ ہوتا -

شیخ شامل جب قید ہوگیا تو روس نے اسے رہنے کے لیے ایک خاص کوٹھي شہر کالوجا میں دیدي جو موسکو سے ۴ سو میل کے فاصلہ پر نہر اوکا کے ساحل میں واقع ہے -

شیخ شامل ایک عرصہ تک یہاں نہایت عزت و احترام کے ساتھہ رہا - اسکے بعد حکومت روس نے اسے حجاز جانے کي اجازت دي - شیخ شامل حجاز روانہ ہوا' اور حج بیت اللہ اور زیارت روضہ مطہرہ نبوي سے مشرف ہوے مدینۂ منورہ ہي میں اقامت اختیار کرلي - یہاں تک کہ وہیں انتقال کیا -

شیخ شامل نے تین لڑکے اپني یادگار میں چھوڑے - ایک محمد شادم جس نے روسي مدارس میں تعلیم پائي اور پھر روسي فوج میں بھرتي ہوا اور ترقی کرتے کرتے جنرل کے عہدے تک پہنچا - تین سال ہوے کہ اس نے انتقال کیا ہے - دوسرا غازي محمد جس نے مدینہ منورہ میں انتقال کیا - تیسرا محمد کمال ہے جو آجکل یہیں موجود ہے -

شیخ شامل کي قبر مدینہ منورہ میں ابن حجر مکي کي قبر کے آگے' اور حضرۃ ابن عباس عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کي قبر کے پہلو میں ہے -

داغستان کي آبادي ۸ لاکھ ہے - ان لوگوں میں بھي وہ تمام صفات عالیہ اور خصالات سامیہ پائے جاتے ہیں جو انکے بھائي چرکسوں میں ہیں - داغستان کي تہذیب و شایستگي' فضائل و کمالات کي روح' اور انکے اصلاح و تقوی کا سہرہ ایک بخاري عالم شیخ محمد بن سلیمان کے سر ہے' جس نے في الحقیقت اسلام کي سب سے پیش قرار خدمات انجام دیں - اسي شیخ جلیل کي صحبت کا ایک بزرگ شیخ منصور نامی اٹھے' جنھوں نے روس کے خلاف جہاد دیني کی دعوت دي' اور جسکے ایک شاگرد شیخ شامل بھي تھے -

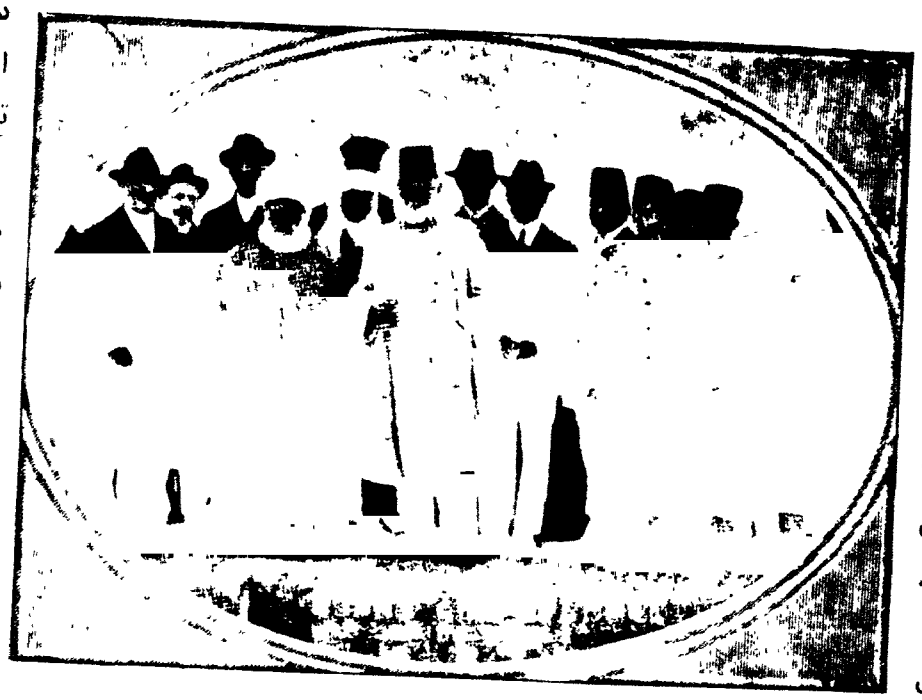

سد ہندسہ کا افتتاح بعداد میں

قاضی بعداد ' اورلر' و حکام و اشراف شہر -

چراس' لزجین' اور اللاق قوقاز کي قدیم ترین قومیں ہیں تاریخ میں ان سے پہلے ممالک قوقاز میں کسي قوم کے رہنے کا پتہ نہیں چلتا -

یہ قومیں پیدایش مسیح سے تین ہزار سال پہلے وسط ایشیا سے یہاں آئیں اور یہیں رہگئیں - آٹھویں صدي عیسوي میں حلقہ بگوش اسلام ہوئیں' پھر ان سے اسلام کو نہایت تقویت و تائید ہوئي کیونکہ انکي شجاعت و بسالت معمولي نہ تھي -

ان سب کا خاندان قریبا ایک ہي ہے' لیکن جب قوقاز یہ قومیں آئیں اور مختلف حصوں میں رہنے لگیں تو زبانوں میں اختلاف پیدا ہوگیا اور قریباً ہر ایک کي ایک نئي زبان بنگئي -

یہ تمام زبانیں صرف بولي جاتي ہیں - لکھي نہیں جاتیں ان زبانوں کے سب سے زیادہ نمایاں حروف حاء' خاء' سین' شین قاف ' اور عین ہیں - ان قوموں کے تمام معاملات عربي میں ہوتے ہیں - یہاں کے علماء اور امام عربي پڑھنا اور لکھنا دونوں جانتے ہیں ' اور داغستان میں تو عربي بولتے بھي ہیں -

یہ تمام قبائل اپنے گوناگوں اختلافات کے باوجود ایک ہي قسم کا لباس پہنتے ہیں جسکو چرکسکا کہتے ہیں - چرکسکا ایک خاص عبارت ہے جسکو شوخا بھي کہتے ہیں - شوخا کے سینہ پر ۴ سیدھي بندوقي ہوتي ہیں جسکو کازدیي کہتے ہیں - یہ دراصل کارتوس رکھنے کے لیے تھیں' مگر اب محض نمائش کے وضع قدیم کے لیے رہگئي ہیں - پیٹ پر ایک خنجر لٹکا ہوتا ہے جسکو بشمق کہتے ہیں - اسکو تمام طلائی مرصع کیا بھي غمد میں رکھتے ہوتي ہے - زیادہ تر انکے سروں پر پیاج ہوتي ہے جو ایک

قدیمی رضع کی مشہور ٹوپی ہے - (عباسیہ کی قلانسوہ بھی اسی طرح کی لنبی اور نکیلی ٹوپی ہوتی تھی - یہ در اصل ایرانی مجوسیوں کی ایجاد ہے - الہلال) جارجے میں سیاہ پوستین اوڑھتے ہیں جو قورکا کہلاتی ہیں -

گرجی مسلمان ہوں یا عیسائی ' اکثر یہی لباس پہنتے ہیں - انکے یہاں جبہ ارخالوخ کہلاتا ہے - بعض لوگ پیراخ نہیں اوڑھتے بلکہ ایک کپڑا سر پر باندھلیتے ہیں - جسکو انکے یہاں باباماتی کہتے ہیں - بعض لوگ ایک اور قسم کی بنی ہوئی ٹوپی اوڑھتے ہیں جو باشلاقی کہلاتی ہے - اسمیں گھنڈیاں سی ہوتی ہیں ' اور اسکے دونوں سرے اتنے لمبے ہوتے ہیں کہ رانوں تک آتے ہیں -

گرجی تیسری صدی عیسوی کے آخر اور چوتھی صدی عیسوی کے آغاز میں عیسائی ہوے - گرجی زبان جسطرح بولی جاتی ہے اسیطرح لکھی بھی جاتی ہے - اسکے حروف بالکل نرالی وضع کے ہیں اور اسی لیے کسی زبان کے حروف سے انہیں تشبیہ نہیں دیجا سکتی - یہ حروف نہایت قدیم ہیں - بیان کیا جاتا ہے کہ چوتھی صدی قبل مسیح میں ایجاد ہوے -

گرجی میں بہت سے شعرا گذرے ہیں جنمیں سب سے زیادہ مشہور روستا فلی ہے - روستا فلی تیسری صدی عیسوی میں تھا - اسکی بہترین نظم وہ ہے جو " تیندرے کی کھال " کے نام سے مشہور ہے -

قوقاز کے دو حصے ہیں اور دونوں دوار کے سلسلہ کوہ کی وجہ سے ایک دوسرے سے عمدہ ہیں - ایک حصہ یورپ میں ہے اور دوسرا ایشیا میں - یورپین حصے میں گرجی ' منجریل ' ازجینی ' سوانی ' غدشانی ' اور انکے علاوہ روسی ' ارمنی ' ترکی ' ایرانی ' غرضکہ کوئی تیس مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں -

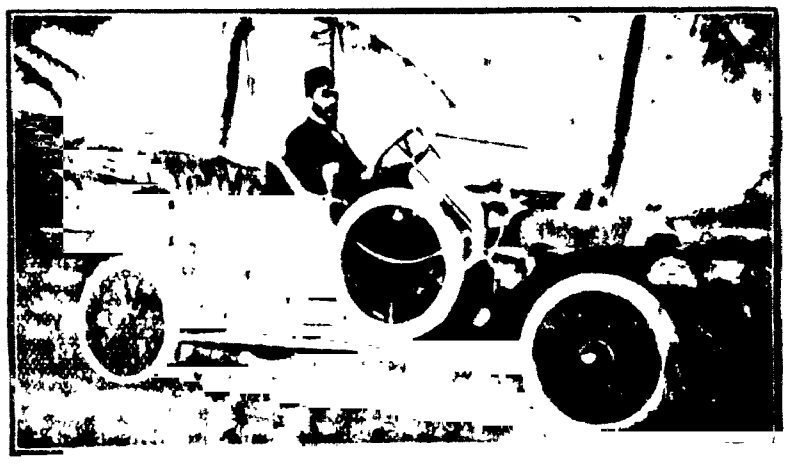

مسقط میں یورپین نمدں کی تکمیل اور ریاست کا خاتمہ !
سلطان حال موٹر پر سوار ہوکر

اسکا بجٹ ۶۷ ملین روبل (تقریباً ۷۰ ملین پونڈ) ہے - قوقاز میں تجارت کا بیشتر حصہ ارمنیوں کے ہاتھہ میں ہے - صنعت میں بھی وہی پیش پیش ہیں اور زرگری کی تو یہ حالت ہے کہ خنجروں اور تلواروں کی تمام مرصع اور سادی نیامیں انہی کے ہاتھہ کی بنی ہوتی ہیں -

یہاں دبسی فوجی افسر روسی افسروں کی طرح فوجی کاسکٹ نہیں پہنتے بلکہ عجمی قابق پہنتے ہیں ' جس پر طلائی یا نقرئی ایران کا نشان حکومت اور اس کے اوپر روسی تاج بنا ہوتا ہے -

قوقاز میں سردی نہایت سخت پڑتی ہے ' حتی کہ کبھی کبھی مقیاس الحرارت (تھرما میٹر) صفر کے درجے سے نیچے تک اتر آتا ہے -

قوقاز اور تمام وسط ایشیا میں روسی حکومت انیسویں صدی میں قائم ہوئی ' لیکن بخارے کی خود مختاری ابھی تک روس کے زیر سیادت باقی ہے (محض برائے نام - الہلال) -

قوقاز کے گورنر جنرل کا لقب ہندوستان کے گورنر جنرل کی طرح نائب الملک (وائسرائے) ہے - اسکی کل آبادی کوئی سات ملین ہے ' جسمیں تین ملین مسلمان ' دو ملین گرجی ' دو لاکھہ منجرلیان ہیں - گرجی اور منجرلیان دونوں قومیں مذہبا ارتھوڈکس اور دونوں کلیسا ملک ہیں - زیادہ تعداد آرتھوڈکس کی ہے - گرجیوں میں مسلمان بھی ہیں ' جنکی مجموعی تعداد ۹۰ ہزار ہے - روسی تمام دنیا میں ۴ ملین ہیں ' جسمیں سے ڈیڑھ ملین قوقاز میں ' دو ملین دارات عثمانیہ میں ' اور نصف ملین ایران میں -

یہاں ایک قوم رہتی ہے جسکا نام " سوانت " ہے مگر اسکی تعداد معلوم نہیں - وہ ابھی تک بالکل ابتدائی طبیعی حالت پر ہے - چنانچہ اسوقت بھی وہ بھیڑوں کی کھالیں پہنتے ہیں -

قوقاز میں یہودی بھی ہیں ' اور انکی تعداد معقول ہے یعنی ۳ لاکھہ -

قوقاز میں دو فوجی چھاونیاں ہیں - ایک قارص میں عثمانی سرحد پر ' دوسری تفلیس میں - ان دونوں چھاونیوں کی ہر پلٹن میں ۷۰ ہزار سپاہی ہوتے ہیں -

میں قلا دیقا قفاز سے تفلیس موٹر کار پر واپس آیا اور تفلیس سے ریل میں سوار ہوکر ۱۲ گھنٹے سے زائد میں باکو پہنچ گیا -

(باکو)

یہ شہر بحر خزر پر واقع ہے - پہلے یہ ایران کے ماتحت تھا مگر اب روس کے زیر نگیں ہے - تمام شہر بالکل نئے طرز کا بنا ہوا ہے - سڑکیں بالکل باقاعدہ ہیں - روشنی برقی ہے - یہاں کی آب و ہوا نہایت خراب ' اور گرمی تفلیس سے بھی زیادہ ہے - اسکی وجہ یہ ہے کہ یہاں سے ایک گھنٹے کی مسافت پر کراسن تیل کے چشمے ہیں - ہر جگہ کہ ان چشموں سے دارات کے چشمے اُبلتے ہیں اور اہل شہر کیلیے سونے کے سیلاب بنکر بہتے ہیں ' لیکن انکی وجہ سے گرمیوں میں یہاں کا موسم نا قابل برداشت بھی ہو جاتا ہے -

باکو اساس تیل اور پٹرول کی سلطنت سمجھا جاتا ہے - چنانچہ خود اسمیں اور اسکے نواح میں جسقدر چشمے اس وقت موجود ہیں انکی تعداد ایک سو ہے - دنیا میں جسقدر گیس نکلتا ہے اس کا نصف حصہ انہیں چشموں کے تیل سے نکلتا ہے -

باکو میں بہت سے مسلمان لکھپتی ہیں ' مثلاً موسی نامی یوف ۶۰ ملین روبل (۶ ملین پونڈ) کے آدمی ہیں - حاجی زین العابدین تقی یوف کی حیثیت پچاس ۵۰ ملین کی تھی - مرزا علی یوف شرجہ اور شیخ علی دادا یوف کے پاس ۳۰ ' ۳۰ ملین تھے - مختار یوف کوکی ۲۵ ملین کے سمجھے جاتے ہیں -

(حاجی زین العابدین ایرانی الاصل اور ایک نہایت صحیح وطن درست شخص تھا - سفر نامہ حاجی ابراہیم بیگ اسی کی تصنیف ہے - وہ اپنے پاس سے پوری قیمت دیکر حبل المتین کلکتہ کی آٹھہ سو کاپیاں علما و مجتہدین ایران و عراق میں برسوں تقسیم کراتا رہا تاکہ وہ وضعیت زمانہ سے واقف ہوں اور ملت و وطن کی بربادیوں کو سمجھیں - فاضل مراسلہ نگار کو اسکے حالات معلوم نہیں نور اللہ مرقدہ - الہلال) -

تھی یوف پہلے سبالا کے نام سے بہت مشہور تھے ' مگر اب انکا نام ہی نام مشہور ہے - انکے نئی اسٹیمر دریا میں چلتے ہیں - انکے علاوہ بنک اور کارخانے ہیں - اپنی قوم پر بھی انکے بیشمار احسانات ہیں - کتنی ہی اسپتالیں بنوائیں ' لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے مدرسے قائم کیے ' اور طرح طرح کے نیک کاموں میں حصہ لیا - ان کارہاے خیر سے انکے نام کو زندگی جاوید حاصل ہوگئی ہے ' اور انکا ذکر تمام مجلسوں میں لوگوں کی زبانوں پر رہتا ہے - نہ معلوم خدا کی قدرت ہے انکو نہ مرنیہ ملا - پہلے تو انکی حالت نہ تھی انکے پاس کچھہ بھی نہ تھا -

مراسلات

دار العلوم ندوہ

طلبا کي اسٹرائک

طلباء دار العلوم کے قیام کي تقسیم بوجہ کسي مستقل مکان نہونیکے دو مکانوں میں ہے - ۷ کي شب کو طلباء اپنے اپنے کمرونمیں چلے گئے - صبح منتظمین کے حکم سے تقریباً ۱۵ چھوٹے طالب علم بھر رھیں روک لیے گئے ' اور باوجود پورے اظہار بے چیني کے انکو یکجا ہونیکي اجازت نہیں دیگئي - ۸۰ کو بھي طلباء اپنے سابق رویہ پر قائم رہے - دس بجے پرنسپل صاحب کیطرف سے بڑے درجونکے سات طالب علموں کے اخراج نام کا حکم صادر ہوا - طلبا کیطرف سے بدستور جواب خاموشی سے دیاگیا - تعلیم کیوقت حضرات مدرسین کے ذریعہ تعلیم گاہ کے تخلیہ کا حکم دیا گیا - چونکہ طلباء حضرات مدرسین کے ہر جائز حکم پرگردن اطاعت خم کرنیکے لیے تیار معلوم ہوتے ہیں ' اسلیے انہوں نے اس پر فوراً عملدر آمد کیا اور درسگاہ سے علحدہ ہوگئے - جسوقت منتظمین کو معلوم ہوا کہ طلباء مدرسین کے احکام کو بخوشي منظور کرلینے ہیں ' اوس وقت یہہ کارروائي شروع کردي - مدرسین کو فہمائش کیلیے بھیجا کہ وہ طلباء کو سمجھائیں کہ اس حرکت سے باز آئیں ' مگر اسمیں ناکامیابي ہوئي ' اور طلباء نے نہایت سنجیدگي سے جواب دیا کہ اگر آپ ہماري شکایات کے ذمہدار ہوجائیے تو البتہ ایسا ممکن ہے - مگر چونکہ حضرات مدرسین براہ راست کوئي اختیار نہیں رکھتے تھے اسلیے اس پر سکوت اختیار کیا - پرنسپل صاحب نے مدرسین سے کوئي رپورٹ اسکے متعلق لکھوائي جسکے مضمون سے ہم بالکل بے خبر ہیں - پرنسپل صاحب نے ایک حکم جاري کیا کہ اگر طلباء اس حرکت سے باز نہ آئے تو ہم بہت جلد کوئي سخت کارروائي شروع کرینگے - چار بجے کے بعد انہیں حضرات ارکان میں سے جو اس کے قبل تشریف لائے تھے ' دو صاحب دار العلوم تشریف لاے ' اور طلباء سے ایک ایسي کمیشن کیلیے دریافت فرمایا جس میں مقامي ارکان کے علاوہ دو صاحب اور شریک کرلیے جائیں - چونکہ اکثر طلباء اوسوقت موجود نہ تھے ' اسلیے یہ عذر پیش کیا کہ ہم مشورہ کرلینکے بعد اس کا جواب بہت جلد دینگے ' مگر بجائے اس عذر کي سماعت کے برہمي کا اظہار کیا گیا ' اور یہ فرماکر جناب ناظم صاحب کے مکان پر واپس تشریف لیگئے کہ تمہارے ساتھہ بغیر کسي سخت کارروائي کے کام نہیں چلیگا -

چند طلباء پھر ارکان کے پاس گئے اور دریافت کرنا چاہا کہ اس کا جواب ہم سے لیا جائیگا ' لیکن اس کا جواب بھي سختي سے دیا گیا کہ ہم کوئي جواب نہیں چاہتے - اس کے بعد پھر کوئي کارروائي نہیں ہوئي -

آخر میں ہم یہ عرض کردینا ضروري سمجھتے ہیں کہ اگر اس وقت پریس و سربرآوردگان قوم نے فوراً توجہ نہیں فرمائي تو یہ معاملہ بہت ناگوار حد تک پہونچ جائیگا - حضرات مقامي ارکان کا برتاؤ ہمیشہ سے طلباء کے ساتھہ بہت خراب رہا ہے - انمیں اکثر ایسے حضرات بھي ہیں جو عربي خواں طلباء کو بعد دلیل اور ناقابل خطاب سمجھتے ہیں جس کا ثبوت اونکا ہمیشہ کا طرز عمل ہے ' والسلام -

ایک نامہ نگار - ۹ - مارچ سنہ ۱۴ ع

ندوۃ العلما

اور

علامہ شبلي نعماني

ہمدرد قوم و ملت -

کچھہ عرصہ سے قوم کي بیداري کا راگ اعلی سروں میں الاپا جارہا ہے ' اور معناً اسکے ٹیپ و بند کا مفہوم یہ ہے کہ قوم کسي بڑي سے بڑي کایاپلٹ اور بھلائي کي امید کررہی ہے - ذرایع حصول مدعا؟ وہ جو اپنے کو لیڈر قوم قرار دیکر قوم کے افراد سے اپنا تعارف کرانے کے لیے مستدعي و متمني ہیں ! سبحان ربك رب العزت عما یصفون !

مولانا شبلي نعمانی مد ظلہ کي خدمات پر نہوڑي دیر کے لیے بلا رو رعایت غور فرمائیے - کیا مولانا کی خدمات انہیں نکتہ چینیوں کي سزا وار نہیں جو کی گئیں ' اور قوم نے انہا فایدہ اوٹھایا ؟ جو صاحب مولانا کی نظامت ندوہ سے علحدگی کا باعث ہوے اب وہ کہاں ہیں ؟ ندوہ کي دگرگوں کشتی کو کچھہ تو سہارا دیں - ان سے کم از کم تدبیر ہی تجویز فرمادیں -

حضرت آقاے اللہ محض اختیار میں ہفتہ وار لیڈر نکالنے پر قناعت کریں - اب وقت سر پر آگیا ہے کہ مناسب عملی تجویز پیش ہو ' اور اوس پر اکابر قوم عمل کرنے میں حصہ ضروري لیں ' ورنہ قوم کا " وہ انسٹیٹیوشن " جس پر نظریں اوٹھنے لگي تھیں ' اور جس کے ساتھہ قوم کی اہم امیدیں وابستہ ہوچلي تھیں ' خاک بدھن حاسدین ' خلاف رنگ اختیار کریگا ' اور متلاشیان حق کے حق میں عبرتکدہ بنجاویگا -

خلاصہ کلام - میري حقیر راے جو عادت ادب کے ساتھہ پیش ہے ' یہہ ہے کہ جس صورت سے بھي ممکن ہو مولانا شبلی نعمانی مدظلہ اس پر آمادہ کیے جائیں کہ گذشتہ را صلواۃ تمام نکتہ چینیان معائب فرمائیں فرمی نشتي کي جو گرداب بلا میں اولجھي ہوئی ہے نکالنے فرمائیں - غیر ممکن ہے کہ مولانا اپنے ہمدرد دل کے ساتھہ استدعاء قوم قبول نہ فرماویں ' اور اوسکو ساحل مقصود پر پہونچا کے میں ہاتھہ پاؤں نہ ماریں ' اور اپنے ہي نونہال پودوں کو مرجھانا ہوا چھوڑدیں - اگر ضرورت ہو تو قومی استدعا کے ساتھہ ایک ڈیپوٹیشن اکابر قوم کا مولانا کی خدمت میں حاضر ہوکر استدعاء پیش کرے - جہاں تک میرا خیال ہے مولانا اس کي دعوت خود نہ آنے دینگے - زیادہ والسلام -

عبدالغفور - شیخ احمد حسین - (خان بہادر)

اہل بري مجسٹریٹ اجورہ - ضلع فتحپور

الهلال :

اب ندوہ کا معاملہ صرف مولانا شبلي کي معتمدي کا مسئلہ نہیں رہا - یہ سوال بعد کا ہے کہ آئندہ کون ہو؟ سب سے پہلے ندوہ کے تمام معاملات کی اصلاح کرني چاہیے - اور قوم کو مثل تمام کاموں کے اس کام کو بھي اپنے ہاتھوں میں رکھنا چاہیے - جو شخص ناظم ہو ' قانون ' قاعدہ ' اہلیت اور قومي فیصلہ سے ہو - سوال صرف مولانا شبلي کا نہیں ہے اور نہ صرف اسکے پیچھے وقت ضائع کرنا چاہیے - قوم کی قسمت صرف مولانا شبلي کے ہاتھہ میں نہیں ہے - سوال اصول کا ہے -

مکتـــوب لنـــدن

میں نے ایک درسال هوے لکھا تھا کہ مسلمانوں پر خراب وقت آیا اور اس سے بھي خراب تر آنے والا ھے - جنگ بلقان نے اوس خراب وقت کو بد قسمتي سے هم سبکو دکھا دیا - خدا ایسا وقت کسي پر نہ لاے - زمین پر جہنم کا نظارہ دیکھنے کي کسے تاب ؟ لیکن میں پھر کہتا هوں کہ اگر هم غافل رهے تو جلد هي اس سے بھي خراب وقت مسلمانوں پر آنے والا ھے - همکو هماري غفلت کي سزا دینا فطرت کے قانون کے مطابق ھے - اسلیے اوس سزا کا ملنا یقیني ھے اور آثار ظاهر کر رهے هیں کہ اسکا انتظام هو رها ھے-

اچھا پھر رهی سوال هوتا ھے کہ با وجود خدا کے مقرر دعوں کے کہ مسلمان و مومن فتحیاب هونگے' یہ بلائیں ' یہ شکستیں' همکو کیوں نصیب هوئیں - اور میں آئندہ ان سے بھي بہت سنگین بلاؤں کا کیوں خوف دلا رها هوں ؟ نہیں میں پھر کہتا هوں کہ خدا کا کلام سچا تھا - سچا ھے - اور سچا رهیگا -

هم نے شکستوں پر شکستیں کھائیں - محض اسوجہہ سے کہ هم دراصل مسلمان نہ تھے - اور اگر هم مومن نہ هوے تو اور سنگین شکستیں کھاینگے اور جلد هي کھاینگے - اگر وہ امانت جو همکو رب العالمین نے سپرد کي تھي وہ بھي هم سے جاتي رهے اور کسي دوسري قوم کو نصیب هو جاے تو عجب نہیں -

کسقدر صدمہ کي بات ھے کہ هم لوگ جو اسلام کے نام کو روشن کرنے کے لیے خلق هوے تھے' آج خود همارے هي هاتھوں اسلام کے نلک رتبہ نام پر خاک ڈالي جا رهي ھے ! هم اُس اسلام کو بدنام کر رهے هیں اپنے اعمال و افعال سے جسکا نام همارے اجداد کو جان ' مال' اولاد ' غرضکہ هر چیز سے زیادہ عزیز تھا - جسکے نام کي خاطر وہ لوگ فاقہ پر فاقہ کرتے تھے - زخموں پر زخم کھاتے تھے - عورتوں کو بیوہ ' بچوں کو یتیم چھوڑتے تھے - جلا وطنیاں اختیار کرتے تھے - زحمتیں اوٹھاتے تھے -

وہ زمانہ خیال کرو جب حضرت معین الدین چشتي اجمیر میں آے تھے - ابتر تم وهاں شاهانہ عمارت اور دربار دیکھتے هو مگر یقین مانو کہ اُنکو زندگي میں اُنھیں وہ نصیب نہ تھا - یہ ریل نہ تھي - نہ هوٹل نہ تھے - یہ امن وامان بھي نہ تھا - اجمیر ایک ربردست هندوستان تھا - اُسوقت تک مسلمانوں سے هندوستان بہت مانوس بھی نہ هوا تھا - اور چونکہ وہ وقت هندوں کے بھي ادبار کا تھا اسلیے جہالت تعصب وغیرہ اُسوقت بہت زیادہ تھا - پھر بھی اُس خدا کے بندہ نے اجمیر میں آکر اپنا بستر جما هي دیا - بستر ترکي کے یا ایران کے قالین کا نہ تھا - صرف زمین کے چھوٹے چھوٹے سنگ ریزوں کا - یہ سب تکلیف خواجہ معین الدین چشتي نے محض اسلام کے نام کے لیے اوٹھائي -

میں کشمیر میں بہت رها هوں - لیکن وهاں کي اور باتوں کے علاوہ جس بات نے میرے دلپر اثر ڈالا ' وهاں کے مزارات هیں - قریب قریب جہاں جہاں میں گیا ' وهاں کوئي نہ کوئي مسلمان درویش زمین کے اندر آرام سے سوتے هیں - مزار شریف و عشق مقام وغیرہ تو مشہور مقامات هیں - کل مرگ کے پاس باباموشي کا مزار ملا ' کل مرگ مقابلتاً کوئي زیادہ دشوار گذار مقام اس زمانے میں بھي نہ رها هوگا جب با با موشي وهاں پہنچکر کسي پتھر کا تکیہ بنا کر بہت زمین پر متمکن هوے هونگے' لیکن تعجب تو مجھے جب هوا جب کئي اونچے اونچے پہاڑوں سے گذر کر' برف پر چل کر' ملرخاں کے برباد دکن آثار کي تاریخ کو دهرا کر' مقام گریز میں ایک مزار دیکھا - با وجود اسکے کہ اسوقت هر طرح کي کوشش کرکے آمد و رفت کے لیے راستہ صاف کیا گیا ھے' سڑک بھي بنائي گئي ھے - مگر پھر بھی گرتز صرف تین هی چار مہینے دنیا کے دوسرے حصوں سے رسم و رہ رکھتا ھے پھر اس زمانہ میں تو انسان کا وهاں پہونچنا اگر محال نہیں تو دشوار سے ایک درجہ مشکل تر ضرور رها هوگا '

الحمد للہ کہ اس گئي هوئي حالت میں بھي بعض خدا کے بندے هندوستان میں ایسے هیں جو اسلام سے خالص محبت رکھتے هیں اور طاقت بھر اوسکي خدمت کرتے هیں -

ایک انمیں کے خواجہ کمال الدین صاحب پنجاب کے هیں جنھوں نے کچھہ عرصہ سے اپني وکالت چھوڑ کر' گھر چھوڑ کر' اعزا و احباب کو چھوڑ کر اس جزیرہ میں جو آجکل دنیاے شور و شر هو رها ھے' سکونت اختیار کي ھے- کسي تجارتي کام کے لیے نہیں - اپنے نام کے لئے نہیں - کسي سیاحت و تفریح کے شوق کے لیے نہیں بلکہ محض اسلام کي خدمت کے لیے - صد آفریں ھے اس کي همت پر -

یہ نہیں کہ اس جزیرے میں اس سے پہلے اسلام کي روشني نہیں پھیلي تھي - اسلام کي روشني تو هر جگہ تیرہ سو برس سے پھیل گئي ھے - یہاں بھي وہ روشني بلا شبہہ پہنچي - یہانتک کہ یہاں کے پادریوں کو کوشش کرني پڑي کہ یہاں کي خلقت اُس سے موثر نہ هو - یہاں کا ایک بار شاہ فوج و سپاہ لیکر جنگ صلیب میں شریک هوا - اور وہ جنگ عیسائیت کي سب سے بڑي کوشش تھي تا کہ امن کي روشني کو گل کردے - یہاں کي کتابوں کي سیر کرنے والے کي نظر اکثر رسول عربي' خیر الناس' اکمل البشر' رحمت العالمین کے بگاڑے هوے نام اور توهین سے بھرے هوے کالموں پر پڑتي ھے- کوئي دقیقہ یہاں کے پادریوں نے اسبات کا اٹھا نہ رکھا کہ یہاں کے باشندے اسلام کو ایسي خوفناک اور دهشتناک صورت میں دیکھیں کہ اسکا نام آتے هي لوگوں کو نفرت هوجاوے - اسلام کے نام کو بھي مصلحت سے بدلدیا اور محمدن یا محمڈن مذهب کہنا شروع کردیا - همارے جاهل کچھہ انگریزي جاننے والے هندي مسلمانوں نے بھي اپنے کو اور اپنے اسکولوں کو محمڈن کے لفظ سے پکارنا شروع کیا ھے - وہ یہ نہ سمجھے کہ خدا نے اور رسول نے جو مسلمانوں کو محمدي نہ کہا تو اسمیں کچھہ مصلحت هي هوگي - یہاں کے پادریوں نے محمڈن جس مصلحت سے کہا وہ یہ تھي کہ یہاں کے لوگوں پر اونہوں نے نقش کیا تھا کہ مسلمان کافر اور محمد پرست (Lenthen) هیں - محمد کے نابوت کو پوجتے هیں - نماز جب پڑھتے هیں تو سامنے اوسکے نابوت کا نقشہ رکھہ لیتے هیں -

اونہوں نے پھیلایا کہ قرآن اپنا ھے' عورتوں کی روح نہیں هوتي- مسلمان مرد کے لیے لازمی ھے کہ بہت سي عورتوں سے عقد کرے - اسلام بہت هي خوبي مذهب ھے - جسقدر مسلمان دنیا میں هیں سب زور و دغا سے مسلمان بناے گئے - حضرت رسول اللہ کي جو واقعي تمام عالموں کے لیے رحمت هیں ایک خیالي تصویر بھي بنالي تو اوسي سیدنا بلال کي تصویر کي طرح جو روم کے گرجے کے دروازے پر بني هوئي ھے - یعني ایک هاتھہ میں کتاب اور ایک میں تلوار -

لیکن اسکا وهم بھي یہاں کے پادریوں کو نہ تھا کہ کسي وقت تبلیغ اسلام کا کام بھي یہاں کچھہ نہ کچھہ شروع هوجاویگا -

یہاں مختلف اوقات پر تبلیغ اسلام کی کوششیں هوئیں - ایک ایرانی صاحب نے عرصہ هوا ایک انجمن قائم کرنے کی کوشش

کي تهي اور کچهه رسالے بهي لکهے تهے - نماز وغيره کا انتظام شايد مسٹر محمود مرحوم کے زمانه ميں بهي بعض لوگوں نے کيا تها - اور پول کا مجمع تو هندوستان والوں ميں شايد سبهي کو معلوم هوچکا هے -

پهر اسلامک سوسائٹي نے دس بارہ برس هوے ايک خاص تحريک پيدا کردي جسکے سکريٹري ڈاکٹر سهروردي هے اور کچهه انگريز يهاں کے مسلمان هو بهي گئے - امراء برطانيه ميں لارڈ استينلي ارل مسلمان شخص هيں جنکو اسلام سے عزت حاصل هوئي اور جنهوں نے مردانگي سے اپنے کو مسلمان ظاهر کيا -

جب سنه ۱۹۰۴ع ميں ميں يهاں آيا تو اسوقت تک بهي تعصب کي يه حالت تهي که خود مجهکو لونڈوں نے ڈهيلے مارے' اسليے که ميں ترکي ٹوپي ديتا تها - جهاں ميں جاتا تها' ترک ترک لوگ کهه اٹهتے تهے - جب کوئي لڑکا يهاں زيادہ شيطنت کرتا تها تو کهتے تهے که وہ ترک هے (He is a Turk) اخبار ٹائمز وغيره اسلامک سوسائٹي کي نوٹس ليتے بهي پس و پيش کرتے تهے -

گو سوسائٹي نے بهت اثر کيا - ليکن ايک وقت ايسا آيا که اس سوسائٹي کو غلطي سے يهاں کے بعض انگريزوں نے اور ايک آدہ مسلمان صاحب نے پرائيويٹ سمجهه کر اسکے بلکه اوسکے نام کے بهي مٹانے کي کوشش کي اور تهوڑے عرصه کے ليے اوسکا نام بدلا هوا رها - ميں اس زمانے ميں هندوستان چلا گيا تها - لوٹ کر پهر ميں نے اسي پين اسلامک نام پر سوسائٹي کو لانے کي کاميابي کے ساتهه کوشش کي - جب سهروردي صاحب يهاں سے گئے اور ميں سوسائٹي کا آنريري سکريٹري هوا تو مجهے بهت سي مشکلات سے (اندروني اور بيروني) سابقه پڑا - نه صرف يهاں کے بعض نا اثر مسلمان هي اوس سوسائٹي کے خلاف کوششيں کرنے لگے ' بلکه هندوستان ميں بهي اُسکے خلاف کچهه نه کچهه شورش اُس مشهور مقام سے نمودار هوئي جس کو اسلام کي ترقي کا بهت بڑا مرکز ظاهر کيا جاتا هے -

ميں الحمد الله يه ان لوگوں ميں نهيں هوں جنکے اعتقادات پر دهمکي کا اثر هو - ميں صفائي اور سچائي کے بيانات و تحريروں هي سے اسباب ميں کامياب هوا نه لوگوں پر جو بان اسلام کے نام سے دهشت سوار هوتي تهي وہ متکئي -

مگر ميرے چلے آنے کے بعد هي سوسائٹي ختم هوئي - اور ايک اسلامک سوسائٹي قائم هوئي جو اب تک قائم هے -

اب يهاں تبليغي کام خواجه کمال الدين هي صاحب کے سر هے - اور ميں سمجهتا هوں که وہ نه صرف موجودہ لوگوں سے بلکه گذشته زمانه سے بهي زيادہ موزونيت اور مستعدي سے کام کررهے هيں -

اونکي محنت اور کوشش کے نتائج بهت جلد ظاهر هوئے هيں - کئي عيسائي مرد اور عورت مسلمان هوئے هيں - لارڈ هيڈلے بهي مسلمان هوگئے هيں اور کهتے هيں که وہ بيس سال سے مسلمان تهے -

ميں اپنے هندوستاني بهائيوں سے دو باتيں خواجه کمال الدين صاحب کے متعلق ذهن نشين کرنا چاهتا هوں - اول تو يه که اونکے کام کا اندازہ هرگز اُس تعداد سے نه کريں جو نو مسلموں کي يهاں هو - دوسرے يه که خدا کے ليے' اور اُس کے رسول کے ليے' قرآن کے ليے اور کعبه کے ليے' فرقه بندي يا تفريق کا نام هي نه آنے ديں - ميں ابهي دوسرے امور کي نسبت کهونگا اسليے که وہ اهم ترين امر هے -

اسلام کا سب سے بڑا جوهر کيا هے ؟ يه که وہ کل دنيا کے اور سب زمانوں کے ليے هے - جس خدا کي پرستش کا وہ حکم ديتا هے وہ

[10]

ديکهيے ؟

ايک نهيں بلکه تين ڈاکٹر صاحبان فرماتے هيں

يه زمانه حال کي حيرت انگيز ايجاد ارکار رفته بوزهوں کيليے عصائے جواني کمزوروں و ناتوانوں ليليے طلسم سليماني ' نوجوانوں کيليے شمشير اصفهاني غرضکه هر طرح محافظ زندگاني هيں - معمولي کمزوري کو چند روز ميں پورا پورا فائده پهنچاتي اور تکان ميں حاق سے اترتے هي فوراً اپنا اثر دکهاتي هيں - دل و دماغ کو قوت بخشتي اور عصائے رئيسے کو تقويت ديکر لطف زندگاني ديتي هيں - چهره کو با رونق هاضمه درست و هاتهه پاؤں کو چست چالاک کرتي هيں - مرجهائے هوئے دل کو تازه کرکے مرده جسم ميں جان ڈالتي هيں - ايام شباب کي بے اعتداليوں اور غلط کاريوں کيوجه سے جو لوگ مايوس و زنده درگور هو چکے هيں اُنکے ليے اکسير سے زياده مفيد هيں - ڈاکٹر سي - سي - يم - ميڈالسٹ ايل - ايم - ايس - فرماتے هيں که کايا پلٹ زمانه حال کي حيرت انگيز و کامياب دوا ڈاکٹري دنياني کيميا کي نچوڑ هيں - اور هر قسم کے کمزور مريضوں کيليے ميں وثوق و کامل بهروسه کے ساتهه تجويز کرتا هوں - ڈاکٹر بي - ڈي - معارن مشيرطبي شهنشاهي ٹرف کلب وغيره فرماتے هيں که کايا پلٹ ميں کوئي چيز ضرر رسان نهيں بلکه نهايت قيمتي و مقوي اجزاء سے مرکب هيں ميں پوري اطمينان ليسانهه بيکار و کمزور مريضوں کيليے تجويز کرتا هوں -

ڈاکٹر آر - بي - ايل - ايم - اس کلکته فرماتے هيں که کايا پلٹ نامردي - جريان و سرعت کے مريضوں کے ليے نهايت مفيد گولياں هيں اور زمره سے تو اسکي خريدوں کو بهت کچهه بڑها ديا هے

ان کے علاوہ همارے پاس انگلستان و يورپ کے مالکي سرٹيفکٹ موجود هيں ' ليکن آپکا تجربه سب سے بڑا سرٹيفکٹ هے آزمائيے و لطف زندگي اٹهائيے همارا دعوي هے اگر آپ چاليس روز حسب هدايت کايا پلٹ استعمال کرينگے تو آپ تمام امراض سے شفاء کلي حاصل کرينگے - اگر آرام نه هو تو حلفيه لکهديجيے آپکي قيمت واپس - پرچه ترکيب همراه مع جديد مفيد هدايات ديا جاتا هے جو بجائے خود وسيلۂ صحت هيں - ان خوبيوں پر بهي قيمت صرف ايکروپيه في شيشي اور ۶ شيشي کے خريدار کو ۵ روپيه ۸ آنه نمونه کي گولياں ۴ آنه کے ٹکٹ آنے پر روانه هو سکتي هيں جواب طلب امور کيليے ٹکٹ لانا چاهئے -

ايجنٹوں کي هر جگهه ضرورت هے

المشتهـــــــــر

منيجر " کايا پلٹ ڈاک بکس نمبر ۱۷۰ کلکته

[25]

تين لاکهـــه روپے

سرور نامي چٹهي رسان کو جس نے هماري کمپني سے صرف ايک نيا ما بائل خريدا تها انعام ملگيا پرنس بائل يورپين گورنمنٹوں کے جاري کرده هيں ' جسطرح که تمسکات عثمانيه اسي کرور پونڈ سرمايه هے لاکهوں روپے خريداروں ميں تقسيم کيے جاتے هيں - انعام آجائے خريدار مالا مال ورنه رقم قائم - قيمت ايک نيا ما بائل ايکسو بيس ۱۲۰ روپے يا سوا گيارہ روپے قسط ايک سال تک پهلي قسط بهيجنے پر نام خريدار انعام ميں شامل هوجاتا هے - دنيا ميں کوئي طريقه اسقدر مفيد روپے لگا نيکا نهيں مفصل کتاب و حالات ايک پيسه کے کارڈ پر هم مفت روانه کرتے هيں - درخواست کرو بنام چيف ايجنٹ پرنس بائل سلطنت هائے يورپ انارکلي لاهور

رب العالمین ہے - جس نبی کی پیروی کو وہ کہتا ہے وہ رحمۃ للعالمین -

وہ کل انسان کو بلا خیال اسکے کہ وہ کسے ہیں یا گورے ' مشرق کے ہیں یا مغرب کے ' ایک خدا کی زمی میں جکڑ دینا چاہتا ہے - پھر ایسے مذہب کو تفرقہ سے کیا واسطہ ؟ تفرقہ بھی وہ جو خود اسمیں اندرونی سمجھے جاتے ہوں - یہاں جو لوگ اسلام کی طرف مخاطب ہوتے ہیں اُنمیں سے زیادہ تر اپنے مذہب کی فرقہ بندی سے بیزار ہیں اگر ہماری اس حالت کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے اسلام کو بھی پارہ پارہ پایا تو اُنکو اسطرف تشویق کیسے ہوگی ؟

میرا خیال یہ ہے اور خواجہ کمال الدین صاحب سے گفتگو کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ اُنکا خیال بھی یہی ہے کہ دراصل اسلام میں فرقہ بندی مفقود ہی ہے - خدا ' رسول ' قرآن ' کعبہ سب ایک ہی ہیں - اور بقول اُنکے اُن سات باتوں پر سبکا اعتقاد ہے جو قرآن میں مومن کے لیے ضروری بتائی گئی ہیں -

مشاهیر اسلام رعایتی قیمت پر

(۱) حضرت منصور بن حلاج اصلی قیمت ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲) حضرت بابا فرید شکرگنج ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۳) حضرت محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۴) حضرت خواجہ حافظ شیرازی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۵) حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۶) حضرت شیخ بوعلی قلندر پانی پتی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۷) حضرت امیر خسرو ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۸) حضرت سرمد شہید ۳ آنہ رعایتی (۹) حضرت غوث الاعظم جیلانی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۰) حضرت عبد اللہ بن عمر ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ [۱۱] حضرت سلمان فارسی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۱۲] حضرت خواجہ حسن بصری ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ [۱۳] حضرت امام ربانی مجدد الفثانی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۱۴) حضرت شیخ بہاالدین ذکریا ملتانی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۱۵) حضرت شیخ سعدی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۶) حضرت عمر خیام ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۷) حضرت امام بخاری ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۱۸) حضرت شیخ محی الدین ابن عربی ۳ آنہ رعایتی ۲ پیسہ (۱۹) شمس العلما آزاد دہلوی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۰) نواب محسن الملک مرحوم ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۱) شمس العلما مولوی نذیر احمد ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۲) آنریبل سرسید مرحوم ۵ رعایتی ۲ آنہ (۲۳) رائٹ آنریبل سید امیر علی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۲۴) حضرت شہباز رحمۃ اللہ علیہ ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۲۵) حضرت سلطان عبدالحمید خان غازی ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۲۶) حضرت شبلی رحمۃ اللہ ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۷] مرثی معظم ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۸] حضرت ابو سعید ابو الخیر ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۹] حضرت مخدوم صابر کلیری ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۳۰] حضرت ابونجیب سہروردی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۳۱] حضرت خالدی رومی ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ [۳۲] حضرت امام غزالی ۶ آنہ رعایتی ۲ آنہ ۲ پیسہ [۳۳] حضرت سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ [۳۴] حضرت امام حنبل ۳ آنہ رعایتی ۲ پیسہ [۳۵] حضرت امام شافعی ۶ آنہ رعایتی ۱۰ پیسہ [۳۶] حضرت امام جنید ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۳۷) حضرت عمر بن عبد العزیز ۵ - آنہ - رعایتی ۲ - آنہ (۳۸) حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ۳ - آنہ رعایتی ۱ - آنہ ۳۹) حضرت خواجہ معین الدین چشتی ۵ - آنہ - رعایتی ۲ آنہ (۴۰) غازی عثمان پاشا شیر پلیوتا اصلی قیمت ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ - سب مشاہیر اسلام قریباً دو ہزار صفحہ کی قیمت یک جا خریدنے کرنیسے صرف ۲ روپیہ ۸ - آنہ - (۴) دیگر پنجاب کے اولیائے کرام کے حالات ۱۲ - آنہ رعایتی ۶ - آنہ (۴۱) آئینہ خود شناسی تصوف کی مشہور اور لاجواب کتاب خدا بینی کا رصدر ۵ آنہ - رعایتی ۳ - آنہ - [۴۲] حالات حضرت مولانا روم ۱۲ - آنہ رعایتی ۶ - آنہ - [۴۳] حالات حضرت شمس تبریز ۶ - آنہ - رعایتی ۳ آنہ - نقد بدل کی قیمت میں کوئی رعایت نہیں - [۴۴] حیات جاوید ۴ حصہ حالات حضرت سید احمد شہید حالات حضرت محبوب سبحانی غوث اعظم جیلانی ۱ روپیہ ۸ آنہ [۴۵] مکتوبات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی اردو ترجمہ دیڑھ ہزار صفحہ کی کتاب کی قیمت ۵ روپیہ ۷ آنہ [۴۶] حضرت بہشت اردو ہر جگہ حضرت اہل بہشت کے حالات اور ارشادات ۲ روپیہ ۸ آنہ [۴۷] زبور الصفا حضرت داؤد کے تمام مشہور حمدیوں کے ترجمہ حالات زندگی مع الہامی صحیفہ کے صفحہ اور صدری مجربات کے جو نئی سال کی مناسبت سے بعد جمع کے لکھے گئے ہیں - یہ دونوں ایڈیشن جمع ہوا ہے اور جن خریداروں نے حق اشتراک کی رقمیں کی ہے انکی قلم ہی الہلال کے ہیں - تمام صفحہ کی کتاب کے اعلیٰ کی قیمت

حسب ذیل میں آپ بھی میں ہر جمعہ کی نماز میں شریک ہوا ہوں اور خواجہ کمال الدین صاحب کے وعظ اور دلچسپی اور غور سے سننے کے بعد بھی میں سمجھ نہ سکا کہ انہوں نے احمدی ہونے کا خیال ظاہر نہیں کیا - مجھسے اُنسے گفتگو ہوئی - مجھے معلوم ہوا کہ وہ احمدی ضرور ہیں مگر اُس کو وہ محض ایک ذاتی معاملہ سمجھتے ہیں -

میں اسبات کی شہادت دیتا ہوں کہ ہم اسلام کی تبلیغ کو خواجہ کمال الدین صاحب پر بلا ڈرا سے پس و پیش کے چھوڑ سکتے ہیں جبتک کہ وہ ایسی روش پر قائم رہیں - اور جبتک انکے اسی طرح کے اسلامی خیالات رہیں -

وہ خاص احمدیت کی تبلیغ ہرگز ہرگز نہیں کرتے - حاشا نہیں کرتے - وہ اسلام خالص اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں - اُس اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں جو قرآن میں ہے - یہاں تو تثلیث کو فنا کرنا ہے - وحدانیت کا اعلان کرنا - اور رسول کی رسالت کا قائل بنانا -

(مشیر حسین قدوائی ساکن گدیہ از لنڈن)

چھ روپیہ ہے اور رعایتی ۳ روپیہ ۸ آنہ [۴۸] الجریان اس کا مراد عرض کی تفصیل تشریح اور علاج ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۴۹] صابون ساری کا رسالہ ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۵۰) انگلش ٹیچر بغیر مدد اُستاد کے انگریزی سکھانے والی سب سے بہتر کتاب قیمت ایک روپیہ (۵۱) اصلی کیمیا گری یہ کتاب سونے کی کان ہے اسمیں سونا چاندی رانگ سیسہ - سستہ بنانے کے طریقے درج ہیں قیمت ۲ روپیہ ۸ آنہ

ملنے کا پتہ — منیجر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤ الدین ضلع گجرات پنجاب

اشتہـــار

طب جدید اور اپنے چالیس سالہ ذاتی تجربے کی بنا پر دو لاکھ بیمار ہاں ہوئی - صحت النساء میں مستورات کے امراض اور محافظ الصحت میں بچوں کی صحت کے متعلق مؤثر تدابیر سلیس اردو میں پہلے پہل دو ضخیم طبع کرائی ہیں - ڈائٹر کریمی زید احمد صاحب نے بہت تعریف لکھ کر فرمایا ہے کہ یہ دونوں کتابیں ہر گھر میں ہونی چاہئیں - اور جذبۂ ہر ہالیس بیگم صاحبہ بھوپال دام اقبالہا نے بہت پسند فرما کر کثیر جلدیں خرید فرمائی ہیں بنظر رفاہ عام چھ ماہ کے لیے رعایت کی جاتی ہے طالبان صحت جلد فائدہ اٹھائیں -

صحت النساء اصلی قیمت ۱ روپیہ - ۱۰ آنہ - رعایتی ۱۲ آنہ محافظ الصبیان اصلی قیمت ۲ روپیہ ۸ آنہ - رعایتی ۱ روپیہ - اردو میڈیکل جورس پروڈنس ۴۰۰ صفحات میں بہت سی کار آمد چیزیں ہیں اصلی قیمت ۲ روپیہ ۸ آنہ - رعایتی ۱ روپیہ علاوہ محصول ڈاک وغیرہ -

ملنے کا پتہ :- ڈاکٹر سید عزیز الدین گورنمنٹ پنشنر میڈیکل افیسر در جانہ - ڈاکخانہ بھیرہ ضلع شاہ پور -

(۱۱) سعادت فلاح دارین - قرآن کریم - بیش قدر تفاسیر - اکسیر صفت کتب دینی و تاریخی و اسلامی - اور بیسیوں دیگر مفید و دلچسپ مطبوعات رطل کی قیمتوں یکم مارچ ۱۳ - بروز انوار - لیلۂ معمول تعطیل ہوگی - مفصل اشتہار مع تفصیل کتب برائے مفت ملاحظہ کیجیے - نامہ آپ تاریخ مقررہ پر فرمائش بھیج دیں -

المشتہر
منیجر وطن لاہور

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين — القرآن الحکیم

الهلال

Telegraphic Address
"Alhilal Calcutta"
Telephone, No. 648

تار کا پتہ
" الہلال کلکتہ "
ٹیلیفون نمبر - ۶۴۸

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مقام اشاعت
۱۰ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد التیمی الکاظمی الدهلوی

جلد ۴ — کلکتہ : چہارشنبہ ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۳۲ ھجری — نمبر ۱۲

Calcutta Wednesday, March 25 1914

مسجد جدید قسطنطنیہ کا ایک داخلی منظر

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor.

Abul Kalam Azad

7/1 Nicol's Street.

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs 8

Half yearly ,, 4-1 2

الہلال

3

مدیر مسئول و محرر خصوصی

ابوالکلام آزاد

مقام اشاعت

۷ - ۱ مدارۃ اسٹریٹ

کلکتہ

ٹیلیفون نمبر ۲۴۸

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۲ | کلکتہ : چہارشنبہ ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۳۲ ہجری | جلد ۴

Calcutta : Wednesday, March 25 1914.

قوموا یا عباد اللہ !

" ولا تکونوا کالذین قالوا سمعنا و ھم لا یسمعون ! ! "

مسجد مقدس سنئی بازار کلکتہ

جس کو پورۃ کمسنر کلکتہ نے دیگر مساجد و مقابر کے ساتھ خرید لیا ہے

اور خطرہ میں ہے !

یہ مسجد ابھی محفوظ ہے لیکن اگر مسلمان کونسلوں میں بل پیش کرنے والوں اور حکام کے اعلانات کو رحمی و الہام کی طرح چشم و سر پر جگہ دینے والوں کے اعتماد پر رہے ' تو اس کی کیا ضمانت ہے کہ اسکے ساتھ بھی وہ سب اچھا نہوگا جو اشکر پور کی ایک مسجد کے ساتھ ہوچکا ہے ؟ ہاں ' مسلمان ایک ایسی قوم ہے جو بدبختی سے اکثر سوئی رہتی ہے ' لیکن نہ بھولنا چاہیے کہ وہ جاگ بھی سکتی ہے - علی الخصوص ایسی حالت میں کہ پچھلی بازار کانپور کی ارواح شہداء کی صدائیں ابھی بالکل چپ نہیں ہوگئی ہیں - گورنمنٹ اور اسکے ہر حاکم کو یاد رکھنا چاہیے کہ ایک مسلمان اسکو گوارا کرلے سکتا ہے کہ اسکے پہلو کو چیر کر دل نکال لیا جائے ' یا اسکی دونوں آنکھوں کے قبلوں کو نشتر کی نوک سے تراش کر اسکی ہتیلیوں پر رکھدیا جائے ' پر یہ اسے کبھی گوارا نہیں ہوسکتا کہ اسکی عبادت گاہ کی ایک اینٹ بھی اُسکے سامنے زخمی ہو - مبارک ہے وہ حکومت جو تھوکر بن کھائے سنبھل جائے !!

(نہایت مفصل و تعجب انگیز حالات مع بعض سرکاری مراسلات کے آئندہ)

شذرات

مسئلۂ بقاء و اصلاح ندوۃ العلما

طلباے دارالعلوم کی اسٹرائک

پچھلے ہفتے موجودہ مدعی نظامت (جونکہ حسب دستور العمل ندوۃ العلما کا کوئی شخص ناظم نہیں ہوسکتا جب تک کہ جلسۂ عام منظور نہ کرے) کی جانب سے ایک رپورٹ واقعات اسٹرائک کے متعلق چھاپکر شائع کی گئی ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ کسی مدرسہ یا انجمن کے عہدہ داروں کا کوئی بیان انکے مدرسے اور انجمن کے متعلق سب سے زیادہ معتبر بیان سمجھا جاسکتا ہے، مگر چونکہ موجودہ معاملہ خود حکام ندوہ اور طلباے دارالعلوم کے باہمی مناقشہ کا ہے، اسلیے انکی حیثیت ایک فریق سے زیادہ نہیں، اور جس طرح ایک غیر جانب دار شخص کیلیے خود طلبا کا تنہا بیان ایک فریق کا بیان ہے اسی طرح یہ رپورٹ بھی دوسرے فریق کی ہے، اور قوم کے لیے حقیقت صرف اسی حالت میں منکشف ہوسکتی ہے، جبکہ باہر کے لوگوں کا ایک کمیشن نہ صرف رجوہ اسٹرائک بلکہ تمام مفاسد ندوہ کی تحقیقات کرے۔

لیکن ہر تحریر خود اپنی اندرونی شہادتوں سے بھی جانچی جاسکتی ہے اور اس بنا پر اگر اس رپورٹ کو دیکھا جاے تو وہ ان نادانوں کی حماقت کا ایک تازہ ترین ثبوت ہے جو سمجھتے ہیں کہ اس طرح کی تحریروں شائع کرکے قوم کو دھوکا دیدینگے، اور اصلاح مفاسد کی جو موجیں انکی طرف بڑھنے لگی ہیں، اور جو انکے اغراض مفسدہ و باطلہ کو پیعنام موت دے رہی ہیں، انسے اپنی شخصیت کی کشتی بچا لیجائیں گے کوخود مسلمانوں کی ایک عظیم الشان دینی تحریک غرق ہلاکت و تباہی ہوجاے!

لقد استکبروا فی انفسھم وعتو عتوا کبیرا

یہ بات بالکل تعجب انگیز ہے۔ اگر ان لوگوں کو ہدایت ملنے والی ہوتی تو یہ اب بھی سنبھلنے کی کوشش کرتے، اور مسلمانوں کی حالت پر رحم کرکے جسکے لیے ندوہ کی بربادی بڑی ہی مصیبت انگیز ہے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ دلوں کا مرض اور بڑھگیا ہے: فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا۔ بجاے اتابت و اعتراف اور سعی اصلاح کے یہ اپنے نفس خادع کے دھوکے میں آگئے ہیں، اور اُس تحریر خود کے اسطور سے بھی پڑھا جاسکتا ہے کہ اس قسم کی رپورٹیں چھاپکر اور اسٹرائک کو مخصر ایک خاص لڑکے کا معاملہ بتا کر یہ اپنے مقامی معبودوں کے آگے سجدہ ہاے شکرانہ کرکے، اور انھیں پالیٹکس کا وہمی خطرہ دکھلا کر حق کی صداؤں کو شکست دیدینگے: و یحسبون انھم علی شیء الا انھم ھم الخاسرون!

حضرت نہیں ہے۔ اپنی آخری قوتوں کو بھی آزمالیں۔ حق کی جو اوار تری تری عظیم الشان قوتوں کو ملتوں اور ملتوں کے اندر شکست دیسکتی ہے وہ شاذ جند ہی خود غلط اور نا آزمودہ ہستیوں کا فیصلہ کرنے سے عاجز رہیں، اور ندوہ کی اصلاح چاہنے والے اپنی کسی ذاتی غرض سے نہیں للہ محض حق اور صداقت کیلیے اُٹھے ہیں تو عنقریب یہ تاج خود فنا ہوجائیگے: و یحق اللہ الحق بکلماتہ و لو کرہ المجرمون!

(یہاں تک لکھا تھا کہ ایک تحریر طلباے دارالعلوم کی صف سے پہنچی جو انھوں نے اس رپورٹ کے جواب میں شائع کی ہے۔ اسکی اشاعت ضروری سمجھتا ہوں تاکہ یہ رپورٹ تمام اخبارات میں شائع ہوجاے ہے اور ضروری ہے کہ خود طلباء کا بیان بھی شائع ہوجاے۔ چونکہ اخبار مرتب ہوچکا ہے اور زیادہ گنجایش ابتدائی صفحات میں نہیں رہی ہے اسلیے خود اپنی تحریر کو ملتوی نہ کرتا ہوں آیندہ ہفتے جو پہلے اخبار ہے لکھونگا۔)

معروضات طلباے دارالعلوم

بجواب

واقعات اسٹرائک مرتبۂ ناظم صاحب ندوۃ العلما

اسٹرائک کے جو واقعات اور ہمارے جو بیانات دفتر نظامت کی طرف سے شائع ہوے ہیں، انکے متعلق ہماری معروضات دفعات ذیل ہیں۔

(۱) ہمارا یہ بیان ہماری تمام شکایتوں پر حاوی نہیں ہے، کیونکہ ارکان نے ہمکو انکے بیان کرنیکے لیے کافی وقت نہیں دیا، اسلیے ہماری دوسری شکایات پر اس کا اثر نہیں پڑسکتا۔

(۲) جناب مہتمم صاحب نے ناظم صاحب کی خدمت میں جو رپورٹ مولوی محمد حسن کے احراج کی بھیجی ہے وہ نہایت مبالغہ آمیز ہے، اور جن باتوں سے اس کا اثر کم ہوسکتا تھا اوسکو بالکل چھوڑ دیا ہے۔ مولوی محمد حسن کس غرض سے انکی خدمت میں گئے؟ سلسلۂ کلام کیونکر شروع ہوا؟ انھوں نے کن باتوں کی طرف توجہ دلائی؟ جناب مہتمم صاحب نے اس موقع پر طلباء کی نسبت کیا الفاظ استعمال فرماے؟ مولوی محمد حسن نے وہ کیا الفاظ تھے جنکو درشت کلامی سے تعبیر کیا گیا ہے؟ فیصلہ اور صحیح راے قائم کرنیکے لیے ان باتوں کا دریافت میں لانے کی ضرورت تھی۔ مولوی محمد حسن اور تمام طلباء نے جو درخواست اس معاملے کے متعلق دی ہے، اور اس میں واقعہ کی تحقیقات کے متعلق جو زور دیا ہے، اوس کا مقصد صرف یہی نہ تھا کہ ان باتوں کی تحقیقات کرکے فیصلہ کیا جاے۔ لیکن جناب مہتمم صاحب ہر موقع پر اس سے تغافل کرتے ہیں۔ اب عمر سے عرصداشت کے بعد باتیں دریافت میں آجائینگی، اسلیے قوم اور ہماری عرصداشت کے شائع ہونے سے پہلے اس کے متعلق کوئی راے نہیں قائم کرنی چاہیے۔ (یہ شائع ہوگئی ہے اور آج کی اشاعت کے آخر میں درج ہے۔ الہلال)

(۳) طلباء نے جناب ناظم صاحب کی خدمت میں جو درخواست دی، اوس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ پہلے جناب مہتمم صاحب کی خدمت میں ایک مفصل درخواست دے چکے تھے۔ واقعات اسٹرائک میں اس درخواست کو شائع نہیں کیا گیا، اسلیے اس سے طلباء کی درخواست دینے کے وجوہ اور اوسکی ضرورت نہیں معلوم ہوسکتی۔

(۴) طلباء کی جو درخواست مع رپورٹ مہتمم، ناظم صاحب کے ارکان کی خدمت میں بھیجی اوسمیں مولوی نسیم صاحب لکھتے ہیں کہ " اگر طلبا اسٹرائک کریں تو درس گاہ کے دروازے چندے بند کردینا چاہیے " مولوی اطہر علی کی راے بھی مولوی نسیم کے مطابق ہے۔ مولوی ظہور احمد صاحب نے بھی اپنی راے میں اسٹرائک کا ذکر کیا ہے۔ ان تمام رایوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ارکان کو پہلے ہی سے طلبا کی طرف سے بدگمان کردیا گیا تھا جس سے انکی کارروائی میں ضعف لازم آتا ہے۔ حکیم عبد الولی صاحب لکھتے ہیں کہ معاملہ کا غور طلب ہونا ضرور نہیں کہ میری راے انکے موافق ہو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض ارکان نے اس امر کو قبول نہیں کیا تھا۔

(۵) مولوی نسیم صاحب کی راے سے ظاہر ہوتا ہے کہ طلباء احکام کی مخالفت کرتے رہتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسکے پہلے قابل مخالفت احکام جاری کیے گئے، اور طلباء نے انکی مخالفت کی۔ ہم نے اپنی عرصداشت میں لکھا ہے کہ جن طلباء نے ان مخالفت کی وہ ناظم صاحب کی نگاہ میں کھٹکنے لگے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خاص خاص ارکان کو بھی اسکی

اطلاع دیجاچکی تھی' جس سے ہمارے دعوے کی تصدیق ہوتی ہے-

(۶) ان واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ ناظم صاحب نے لڑکوںکو بیہودہ پن اور نکل جانیکا حکم دیا - ہم نے اپنی عرضداشت میں لکھا ہے کہ ناظم صاحب سخت الفاظ کے استعمال پیدا ہوتا ہے' اس سے اسکی تصدیق ہوتی ہے - کہا جا سکتا ہے کہ لڑکوںکو ناظم صاحب کے پاس جانیکا حق تھا؟ کہ ارنکو ناگوار ہوا ہوگا اور اسکو انہوں نے درخواست پر حکم نکلوانیکا جبری طریقہ سمجھا ہوگا' لیکن اسکی وجہ یہ تھی کہ مہتمم صاحب نے اپنی رائے میں لکھدیا تھا کہ میرے نزدیک ناظم صاحب کی خدمت میں اس درخواست کا پیش ہونا مناسب نہیں' اسلیے ارنکو اب مہتمم کے توسط کا سہارا نہیں رہا' اور وہ بذات خود مجبوراً ناظم صاحبکی خدمت میں درخواست لیکر گئے -

(۷) مولوی محمد حسن نے ناظم صاحب کی خدمت میں جو درخواست ۵ - مارچ کو بتوسط مہتمم صاحب دی' اورسکو مہتمم صاحب نے ۷ - مارچ کو بھیجا جب کہ اسٹرائک ہو چکی تھی - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ درخواست دبالینا چاہتے تھے' لیکن بعد اسٹرائک اسلیے بھیجدی کہ ان پر یہہ الزام نہ آنے پائے - طلباء نے اسی بنا پر زور دیا کہ یہ درخواست دبائی نہ جا سکے -

(۷) مہتمم صاحب نے اپنی رپورٹ کا یہہ فقرہ نقل کیا ہے : "اس کا (محمد حسن کا) طرز عمل جمیع اساتذہ کیلیے' باعث توہین و ہتک ہے" لیکن اگر مولوی محمد حسن کا طرز عمل جمیع اساتذہ کو ناگوار ہوتا تو وہ اُنکے داخل کرنیکی سفارش کیوں کرتے؟ حالانکہ متعدد مدرسین نے اُنکی سفارش کی تھی اور جمیع اساتذہ سے صرف انگریزی اسٹاف مراد ہے تو کیا اسکے پہلے بھی مولوی محمد حسن کے طرز عمل کی کسی ماسٹر نے شکایت کی تھی؟

(۹) ہم نے بیان کیا ہے کہ ہم نے مسجد کانپور کے فیصلہ سننے کیلیے وہاں جانیکی بابت ماسٹر محمد علی کے استعفا کی کوئی خواہش نہیں کی' اسلیے اسے مماثلت کا آدربلا وجہ تھا' لیکن باایں ہمہ اخبار آئی' تی' تی کو یہ اطلاع دینکی کہ ہم نے یہ اسٹرائک اس بنا پر کی ہے کہ ہمکو پولیٹیکل شرارت سے روکا گیا تھا' اس سے صرف یہ مقصود ہے کہ ہمارے مطالبات کی بے وقعتی ثابت کی جائے اور ہماری نسبت سرکاری حکام کے خیالات سیاسی سوء ظن کی بنا پر خراب ہوجائیں -

(۱۰) مدرسین کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جب اسٹرائک کے بعد سمجھانے آئے تو طلباء کے اوپر سراسر گستاخی کی' مگر اسکے متعلق امور ذیل کا لحاظ رکھنا چاہیے :

(۱) مدرسین نے عین حالت ہیجان میں طلباء کو بغیر کسی ہمدردی کے سمجھانا شروع کیا تھا' ایسی حالت میں اگر کسی طالب العلم نے اوسکے ادب کا خاص لحاظ نہ کیا ہو تو اوسکو معذور رکھا جا سکتا ہے -

(۲) مدرسین نے ظاہر کیا تھا کہ ہم بطور خود سمجھانیکے لیے آئے ہیں' حالانکہ اونکو پرنسپل نے بھیجا تھا - اس بیان کی وجہ سے طلبا پر اونکا اثر اچھا نہیں پڑ سکتا تھا

(۳) مدرسین نے کہا تھا کہ تعلیم جاری رہیگی اور تمام شکایتیں رفع دفع کیجائینگی' لیکن وہ اسکے ذمہ دار نہ تھے' اسلیے طلباء نے اسکو قابل التفات نہ سمجھا -

(۴) مہتمم صاحب نے مدرسین سے بجبر ایسی سخت رپورٹ لکھوائی ہے اور دستخط دینے کیلیے مجبور کیا ہے' اور کہا ہے کہ اگر تم ایسا نہ کروگے تو اسکے یہ معنی ہیں کہ تم بھی طلباء کے ساتھ شریک ہو -

(۵) مہتمم صاحب کے بعض مدرسین پر بھی سراسر اسٹرائک کا الزام لگایا تھا' اسلیے انہوں نے اپنی برأت کیلیے اس رپورٹ پر دستخط کردیا - یہ رپورٹ مولوی عبد الکریم صاحب نے مرتب کی تھی وہ سرحدی مسلمانوں کے رہنے والے ہیں' اونکی تحریر و تقریر عموماً سخت ہوتی ہے' جس مدرس کی نسبت اس رپورٹ میں لکھا ہے کہ اسکی بابت سخت الفاظ استعمال کیے' وہ مولوی عبد الکریم صاحب ہی تھے - طلبہ نے مقررہ نقل کرنے میں اُن الفاظ کو حذف کردیا ہے' جنکے جواب میں وہ لکھے گئے تھے' مثلاً عبد الجلیل کا یہ فقرہ کہ جو شخص جس طریقہ سے ہمارا مقابلہ کریگا' ہم اوس کا اسی طور سے مقابلہ کرینگے' اسوقت کہا گیا جب مولوی عبد الکریم صاحب نے کہا کہ اگر ہم پولیس یا فوج کو بلائیں' تو کیا تمہارا ہمارا مقابلہ برسکتے ہو؟

(۱۲) ان تمام واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ اسٹرائک صرف مولوی محمد حسن کے اخراج نام پر کی گئی ہے' اور یہ ایک سخت بے جا بات ہے جسمیں طلباء کو مداخلت کرنا مناسب نہیں' لیکن یہ بالکل غلط ہے' اسٹرائک ان تمام شکایتوں کی بنا پر کی گئی ہے جنکی نسبت مولوی نسیم صاحب فرماتے ہیں کہ طلباء احکام کی مخالفت کرتے ہیں - مولوی محمد حسن کا واقعہ جیسا کہ ہماری عرضداشت سے ثابت ہوگا' ان مسلسل شکایات کی آخری کڑی تھا' اسلیے کہ اسٹرائک شخصی نہیں' بلکہ اس کا اثر تمام طلباء پر پڑسکتا تھا' مولوی محمد حسن کا نام جس بنا پر خارج کیا گیا تھا' اوس کا تعلق بھی عام طلباء سے تھا -

اس تحریر سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ بزرگان قوم ان واقعات پر ہماری عرضداشت اور ہماری اس تحریر کو پیش نظر رکھکر کوئی رائے قائم کریں' ورنہ انکا فیصلہ بالکل عاجلانہ ہوگا جو ہماری صورت کا باعث ہوسکتا ہے - (طلباء دار العلوم ندوہ لکھنؤ)

جماعۃ احمدیہ

گذشتہ اشاعت میں ہم مولوی حکیم نور الدین صاحب رئیس جماعۃ احمدیہ کے اقوال کی خبر درج کرچکے ہیں جو رسالے کے مرتب ہونے کے بعد ہمکو ملی تھی' اب جو واقعات شائع ہوئے ہیں اُنسے معلوم ہوتا ہے کہ اس جماعت میں مسئلۂ کفر و تکفیر و عدم تکفیر مسلمین کی بنا پر باہم اختلاف و نزاع ببد ہوگیا ہے -

ایک عرصے سے اس جماعت میں مسئلہ تکفیر کی بنا پر دو جماعتیں پیدا ہوگئی ہیں - ایک گروہ کا یہ اعتقاد ہے کہ غیر احمدی مسلمان بھی مسلمان ہیں اور وہ مرزا صاحب کے دعوؤں پر ایمان نہ لائے ہوں - لیکن دوسرا گروہ صاف صاف کہتا ہے کہ جو لوگ مرزا صاحب پر ایمان نہ لائیں وہ قطعی کافر ہیں : انا للہ و انا الیہ راجعون - آخری جماعت کے رئیس صاحبزادہ بشیر الدین محمود ہیں - اس گروہ نے انہی کو اب خلیفہ قرار دیا ہے' مگر پہلا گروہ تسلیم نہیں کرتا -

مولوی محمد علی صاحب ایم - اے نے اس بارے میں جو تحریر شائع کی ہے' اور جس عجیب و غریب جرأت اور دلاوری کے ساتھ وہ لندن میں رہکر اظہار رائے کیا ہے جہاں زیادہ تر پہلے گروہ کے رؤسا ہیں' وہ فی الحقیقت ایک ایسا واقعہ ہے جو ہمیشہ اس سلسلہ کا ایک یادگار واقعہ سمجھا جائیگا -

اس جماعت کا بیان ہے کہ انکی تعداد کم از کم تین لاکھ ہے' لندن - مسلمانان عالم کی تعداد آج چالیس کروڑ تک اندازہ کی گئی ہے -

پس اگر تمام احمدیوں کو کافر سمجھ لیا جائے تو اس نئی تقسیم کی بنا پر چالیس کروڑ میں سے انتالیس کروڑ ستانوے لاکھ کی تعداد نکال دینی پڑیگی - پھر افسوس اُس دین الٰہی پر جس کا درخت خدا نے لگایا' پر آج اُسکی شاخوں میں سے اکثر کی لاکھ ہاں کاٹ رہے ہیں !!

الهلال

۲۷ ربیع الثانی ۱۳۳۲ هجری

صـــدا بـــه صحـــرا !!

مسئلۂ قیام الهـــلال کا آخـری فیصلـــه

(۲)

پهلو بشگافهـــد و بـه بینیـــد دلـــم را
تا چند بگویم که چدانست چناں نیست !

گذشته اشاعت کے مقالۂ افتتاحیه میں مختصراً اپنے حالات و افکار کی سرگذشت لکھه چکا هوں اور بعض اُن اسباب کی تفصیل کی هے جنکی وجه سے ابتـک الهـلال کے مالی مسئله کی طرف سے بالکل خاموشی اختیار کی گئی - حتیٰ که کبھی اسکے نقصانات کا بھی تفصیل کے ساتھه تذکره نهیں کیا گیا ' اور دنیا میں جسقدر متعارف وسائل و ذرائع اس طرح کے کاموں کو فروغ دینے کے هیں ' اُن میں سے کسی ایک ذریعه کو بھی اختیار نهیں کیا -

لیکن فی الحقیقت اس خاموشی اور استغناء کا سبب صرف یهی نهیں هوسکتا - یه سچ هے که ایک انسان بهتر سے بهتر اور اولو العزم سے اولو العزم ارادے کرسکتا هے ' لیکن وہ اپنے ارادوں کی کشتی کو کنارے تک لے جانے پر قادر نهیں ' اور اس بارے میں وہ عالم خلقت کا سب سے زیادہ کمزور جانور هے - وہ موجیں جو باهر کی مشکلات سے اٹهتی هیں اور پهر همارے اندر کے اُٹهنے والے طوفانوں میں ملجاتی هیں ' اُنکے آگے صبر اور ارادوں کے بڑے بڑے پهاڑ بھی قائم نهیں رهسکتے ' اور جلب نفع اور دفع ضرر کی طبیعی خواهش کا بهونچال دماغ کی بنائی هوئی عمارتوں کیلیے بڑا هی خوفنـاک هوتا هے -

پهر یه بھی هے که انسانوں کی اعانت سے بے پروا هوجانے کے یه معنی نهیں هیں که آزادانه وسائل ترقی و فلاح کے اختیار کرنے سے بھی آدمی دست بردار هوجاے - ایک شخص سب سے بے پروا و مستغنی رهکر بھی اپنے کاموں کو اعلیٰ قسم کے تجارتی رسائل سے فروغ دیسکتا هے - لیکن غور فرمائیے که الهلال نے ایسا بھی تو نهیں کیا ؟ نه تو کبھی بڑے بڑے اشتهارات دیے گئے ' نه دوره کرنے کیلیے ایجنٹ بھیجے گئے ' نه تمام شهروں میں ایجنسیاں قائم کرنے کیلیے خاص طور پر کوششیں کیں ' نه اشتهارات حاصل کرنے کیلیے بکثرت خط و کتابت کی گئی ' نه پرائیوٹ خطوں کے ذریعه خریداروں کو توسیع اشاعت پر توجه دلائی ' حتیٰ که شاید هی کسی مقبول عام کام میں اسدرجه اغماض اور پهلو تهی کی گئی هوگی ' جیسی که الهلال کیلیے برابر هوتی رهی هے - مثلاً ذرا سی بیجا شکایت پر خریداروں کو قیمت واپس بھیج دی گئی - بسا اوقات دفتر کے کسی شخص کی غفلت سے ایسا هوا که تین تین چار چار بار کسی نے خریداری کی درخواست دی ' اور اس سے قیمت وصول نهیں کی گئی - یا اب تک که اس نے رجسٹرد خطوط بھیجے اور ارجنٹ تار کے ذریعه توجه دلائی !

لوگ چونکه میری طبیعت سے واقف نهیں هیں اور عام حالت کے خوگر هیں ' اسلیے سفر میں اکثر ایسا اتفاق هوتا هے که هر روز دو چار شخص مجھسے فرمائش کردیتے هیں که همارے نام اخبار جاری کردیجیے گا ' اور سمجھتے هیں که انھوں نے مجھپر احسان کیا ' حالانکه مجھے اس سے اسقدر تکلیف هوتی هے که بیان نهیں کرسکتا - میں اچھه الهـلال کا ایجنٹ نهیں هوں نه اسکی خریداری کی درخواست مجھے دفتر خوش کیا جاے - نه امور دفتر کے منتظمین سے متعلق هیں اور جسکو خواهش هو وہ ایک پیسے کا کارڈ بھیجکر اخبار منگوا سکتا هے - بهر حال کئی سو اشخاص ایسے هیں جنھوں نے مجھسے زبانی کہا ' اور میں نے اس غلطی کا یوں کفارہ کیا که کبھی انکے نام اخبار جاری نه کرایا :

همارا بھی تو آخر زور چلتا هے گریباں پر !

اسی طرح بے شمار واقعات هیں جنکو بیان کیا جاے تو لوگوں کو نهایت تعجب و تحیر هو - پس ان تمام حالات کا سبب اصلی صرف ایک ارادہ هی نهیں هو سکتا جو کسی کمزور انسانی دماغ کے اندر پیدا هوا هو -

* * *

اصل یه هے که اسکا سبب نه تو محض کوئی اولوالعزمی کا ارادہ هے اور نه کوئی نا دانستہ غفلت ' نه تو اسکے اندر انسانی ارادہ کوئی شرف هے اور نه محض ارادے کے استقلال کا کوئی جوهر ' و نهایت هی ادنیٰ قسم کا انسانی عمل هے جو ایک عاجز و درماندہ بنده کرسکتا هے ' اور ایک بہت هی معمولی درجے کا اعتماد هے جو هر ایسی روح کو هونا چاهیے جو اپنے نئیں ایمان اور یقین کے دروازے پر گرا دے -

میرا اشاره اُس یقین قلبی اور ایمان روحی کی طرف هے ' جو هر صداے حق اور دعوۂ صداقت کی کامیابی اور فتح و نصرت کیلیے ابتداے کار سے اس عاجز کو دیا گیا هے ' اور جس کے ذکر کو اکثر اشاعت الهلال سے اس وقت تک اتنی مرتبه دهرا چکا هوں که بہت سے لوگ شاید سنتے سنتے اُکتا گئے هونگے ' مگر کچھه ایسا هر آن اُبلنے والا جوش اور هر دم بھڑکنے والی آگ اپنے دل میں پاتا هوں که کسی طرح بھی اسکے بار بار کہنے سے مجھے سیری نهیں هوتی - حتیٰ که جی چاهتا هے که اگر بن پڑے تو تمام بانوں اور تذکروں کو یک دم چھوڑ دوں ' دیوانوں اور پاگلوں کی طرح شهروں کی گلیوں اور بازاروں میں نکل جاؤں ' اور اپنے خداے قدوس کی اس شان صدق نواز کیت گاؤں که وہ کیسا سچائیوں کا مالک اور راست باروں کا پروردگار هے ' اور اسکے سوا کون هر طرح کی عاجزیوں اور هر طرح کی چاهوں اور محبتوں کا مستحق هوسکتا هے ' جو سچائی کو صداؤں کو اپنے پیاروں کی طرح همیشه پالتا ' اور اپنی صداقت کو طرف بلانے والوں کے ساتھه دوستوں اور یاروں کی طرح همیشه وفاداری کرتا هے !! سبوح قدوس ' ربنا و رب الملائکة والروح !!

* * *

سورج هر روز مشرق کی جانب سے نکلتا دکھائی دیتا هے ' رات جب آتی هے تو وہ پچھم کی طرف ڈوب جاتا هے - پانی کی خاصیت هے که هر بوجھل شے اُسمیں ڈوب جاتی هے ' اور آگ کا یهی هے که وہ گرم کرتی اور جلادیتی هے - هر شخص دنیا میں مشاهدات طبیعیه اور قوانین فطرة کو دیکھتا هے ' اور ایک بچه تک اسپر اسی طرح عملاً اعتقاد رکھتا هے ' جیسا که ایک حکیم علماً اور حکما -

یقین کرو که ٹھیک اسی طرح بلکه اس سے بھی زیاده محکم غیر متغیر یقین کے ساتھه میں بھی دیکھتا اور جانتا هوں که سچائی نکلتی هے ' اور اپنے کاموں کو ایک یکساں قانون فطرة کی طرح هی انجام دیتی هے - جسطرح آگ کا خاصه هے که وہ جب تک آگ

اُس وقت تک ضرور هي جلا ليگي - بالکل اِسی طرح میں سچائی کے اس خاصه کو بهي ديکهتا هوں که وہ جب تک سچائي هے، اُس وقت تک ضرور هي کامياب هوگي - اگر دنيا کے تمام شهنشاه جمع هوکر کوشش کريں، اگر دنيا کی تمام فوجيں لڑنے کيليے اکٹهی هوجائيں، اگر خزانے راستوں ميں بچها ديے جائيں، اور دنيا کے هر بسنے والے کے هاتهه ميں تلوار ديدی جاے، اور پهر يه سب کچهه کرکے تم چاهو که ايک دن، ايک گهنٹے، ايک لمحه کيليے بهي آگ اپنا خاصه چهوڑ دے، تو کيا ايسا هوسکے گا؟ اگر نهيں هوسکيگا تو يقين کرو که ايسا هی مجهے بهي يقين ديا گيا هے که اگر دنيا کی تمام دماغي اور مادي قوتيں اکهٹي هوکر سچائي کے کاموں کو ناکام کرنا چاهيں، جب بهي ايک ساعت، ايک لمحے، بلکه ايک لمحے کے دسويں حصے کيليے بهي اسکا الهي خاصه اُس سے الگ نهيں هوسکتا - يه بهي اُسي خدا کا ايک قانون هے جسنے آگ کو گرمی اور پاني کو برودت بخشي هے : ولن تجد لسنة الله تحويلا!

* * *

پس چونکه الهلال کوئی تجارتی دفتر نه تها جو عام کاروباري اصولوں پر قائم کيا گيا هو، بلکه ايمان بالله اور عمل بالاسلام کی ايک دعوة ديني تهي جو چند مقاصد کو اپنے سامنے رکهتي تهي، اور خدا کے حکموں اور حکموں کے پيغام بروں کے طريقے کے ماتحت قوم کو انکي طرف بلاتي تهی، اسليے مجهے اسکي طرف سے ايک بے پروا دل اور ايک بے خوف روح دي گئي، اور مجهے پورا اطمينان هوگيا که اگر يه بيج کهوٹ اور نقص سے خالي هے، تو بغير پهل پيدا کيے اور سرسبز و تناور هوے نهيں رهيگا -

والبلد الطيب يخرج نباته باذن ربه، والذي خبث لا يخرج الا نكدا - كذالك نصرف الايات لقوم يشكرون (۷ : ۵۵)	جو جگه ايسي هے که زمين اُسکي عمده هے تو اسکے پروردگار کے حکم سے اسکي پيداوار بهی عمده هي نکلتي هے - اور جو زمين ناقص اور خراب هے اُسکي پيداوار بهي ناقص هوتي هے -

يه دراصل ايک مثال هے اور اسي طرح هم اپني حکمت کي نشانياں اُن لوگوں کيليے مثالوں ميں بيان کرتے هيں جو فضل الهي کا شکر ادا کرنے والے هيں -

* * *

اگر تجارت کي دکان هوتي تو ميں تاجروں کي طرح کام کرتا، اگر کاروباري معاملات هوتے تو ميں اپنے کام کے فروغ و ترقي کيليے هر خريدار کے آگے منت کرتا، اگر ميري معاش هوتي نه مجهے اسکے بڑهنے سے خوشي اور گهٹنے سے دکهه پهنچتا، اور اگر ميري معيشت اسکے ليے سبب اور ميري دوڑ دهوپ اسکے ليے وسيله هوتي تو ميں خدا کا نافرمان هوتا اگر ايسا نه کرتا، ليکن جبکه ميں چيخ چيخ کر کهتا تها که اسکي سچائي کی دعوت اور اسکے دين مبين کی پکار هے، اور جبکه مجهے يقين تها که ايسا کهنے ميں ميں غلطي پر نهيں هوں اور جو کچهه کهه رها هوں صرف اسي ميں سچ هے، تو پهر ميں ديوانه نه تها نه هشياروں کي طرح اعتماد نه کرتا، اور بے هوش نه تها که هوش والوں کي طرح اُسکے وعدے کو نه سمجهتا - دنيا ميں ايک شخص چند روپيوں کي تنخواه ديکر کسي انسان کو اپنا کام سپرد کر ديتا هے، اور پهر بے پروا هو جاتا هے که خود مجهے فکر کرنے اور فکر ميں گهلنے کي ضرورت نهيں - پس اگر انسانوں کے اعتماد پر ايک انسان بے فکر هونا جانتا هے تو کيا مجهے خدا پر اعتماد کرکے بے فکر و بے پروا هونا نهيں آتا تها؟ جبکه کام اُسي کا تها، اور جبکه اسکے وعدوں کا اُس وقت سے اعلان هو رها هے، جس وقت سے که وہ بندوں سے کلام کرتا اور اپنی مقدس شريعتوں کو بهيج رها هے تو ميں کيا کرتا اگر ايسا نه کرتا؟ اور اگر ميں نے ايسا کيا تو يه ايک ايسا کام تها جو ايک بچهه بهي کرتا، اور ايک نادان سے نادان انسان بهي اسکے ليے شهادت ديتا -

هاں، کام اسی کا تها، وہ سچ تها، اسکا وعده بهی سچ هے، اور اعتماد کيليے اس سے بڑهکر کوئي نهيں، پس مجهے کيا پڑي تهي که اپنے تئيں تاجروں کی طرح گرفتار غم رکهتا، اور مزدوروں کي طرح محنت و مشقت اُٹهانا جبکه کام کرنے والا خود هي اپنے کاموں کو انجام دے ديگا؟

* * *

الحمدلله که ميرے اعتماد نے مجهے دهوکا نهيں ديا، اور اگر اعتماد کا يه ايک هي دروازه بند هو جاے تو پهر آسمانوں اور زمينوں ميں انسان کيليے کوئی جگهه اعتماد کي نه رهے - مشيت ايزدي اسي کي مقتضي هوئي که الهلال نکلے اور جو کچهه اُسے کرنا هے وہ کرے - پس وہ نکلا اور ايک بے پروا اور بے فکر روح کی طرح اپنے کاموں کو انجام ديتا رها - نه تو اُس نے کسی سے مدد چاهي اور نه کسی کي مدد قبول کی - نه تو کاروبار کي طرح کبهي اپنے ليے فکر و جستجو کي، اور نه کبهي انسانوں کے آگے عاجزي کا سوال کيا، اور نه هي کبهي اُنکے شکر کا نرانه گايا - يهاں تک که اقل قليل مدت کے اندر جو اسطرح کے کاموں کيليے ايک نهايت نا قابل ذکر مهلت هے، اسکا بيج پهوٹا اور اسکي شاخيں اسقدر دور پهيل گئيں که انکے خيال سے تعجب اور انکے ذکر سے حيرانی پيدا هوتي هے - اس نے دنيا ميں قدم رکهنے کے وقت ايک دعا مانگي تهی، اور نه تو وہ اپنے حريفوں سے هراسان تها اور نه اپنے نقصانوں اور مشکلوں سے متفکر تها، بلکه صرف اپني اُس دعا کے نتائج کا منتظر تها - اُس نے خدا سے مهلت مانگي تهي که اپنے بعض مقاصد کو اپنے سامنے ديکهه لے، اور اگر وہ سچی باتوں کي طرف دعوة دينے والا هے تو کاميابي سے پہلے هلاک نهو - پس دعا قبول هوئي اور اسے هلاکت کي جگه زندگي کا پهل ملا: ذالك بان الله هو الحق، وان ما يدعون من دونه الباطل، وان الله هو العلي الكبير! (۳۱ : ۳۰)

* * *

بس اب ديکهتا هوں تو الهلال اپنا کام پورا کرچکا هے اور اپنے "بعض مقاصد" کو اپنے سامنے ديکهه رها هے - ميں اسکي تفصيل نهيں کرونگا، مگر صرف اتنا اشاره کرونگا که وہ اصلي کام نه تها بلکه کام کي پکار تهي، تا لوگ متوجه هوں اور راسته صاف هو - وہ لوگوں کی غفلت کو دور کرنا چاهتا تها، اور انکے دلوں ميں اُن پراني اميدوں کو زنده کرنا چاهتا تها جو افسوس هے که بهلا دي گئي نهيں - وہ صرف "دعوة" تهی، جو لوگوں کے اندر ايک نئي آرزو پيدا کرنا چاهتی تهي، اور اپني ملت کي حسيات اور جذبات ميں خدا پرستي کی لگن اور دين الهي کي محبت اور اطاعت کا شوق ديکهنا چاهتي تهي - وہ عمارت نه تهي بلکه اسکے ليے داغ بيل تهي، اور آفتاب مقصود نه تها بلکه صبح صادق کي روشني تهي جسکے بعد روشني کو بڑهتے بڑهتے بالکل اُجالا هو جانا چاهيے: يقلب الله الليل والنهار، ان في ذالك لعبرة لاولي الابصار - (۲۴ : ۴۵)

* * *

الحمد لله که تائيد الهي سے يه سب کچهه هوچکا هے، اور الهلال کا کام اپني "پهلی منزل دعوة" سے گذر چکا هے - اب اسکے بعد "دوسري منزليں" هيں اور اُنکي راه پهلی منزل کي راه سے مختلف هے - مگر اسکے بعد بهي الهلال قائم رهے، اور بيداري کو محکم اور طلب

]

و جستجو کو پائدار بنانے کا وسیلہ ثابت ہو تو یہ اُس کریم و حکیم کا مزید لطف و احسان ہے' اور اسکا قاعدہ یہی ہے کہ شکر نعمت سے اسکا لطف ہمیشہ بڑھتا' اور عاجزیوں اور التجاؤں سے دورگنا ہوتا ہے: ولئن شکرتم لازیدنکم' ولئن کفرتم' ان عذابی لشدید!

یہی سبب ہے کہ گذشتہ فاتحۂ جلد جدید میں اس عاجز نے اس دعا کو دہرایا اور یاد دلایا اور پھر بہت سے بیانات کاروبار دعوۃ کے ظہور و تکمیل کے متعلق حوالۂ قلم ہوے کہ اُن سے مقصود در اصل پہلی منزل کار تک پہنچنے کا اعلان تھا: فسبح بحمد ربک و استغفرہ' انہ کان توابا-

* * *

پس اب چونکہ الہلال اپنے مقصد کو پورا کر چکا ہے اور اپنی "پہلی منزل" سے گذر چکا ہے' اور خود اُس نے اپنے کاروبار کی جو مدت قرار دی تھی' وہ الحمد للہ کہ صرف اسکی التجا اور حضرۃ ایزد برحق کی قبولیت سے بلا منت غیرے پوری ہوچکی ہے- اسلیے وقت آگیا ہے کہ احباب و مخلصین اور مومنین مہتدین کے آگے الہلال کے آیندہ قائم رکھنے کے مسئلہ کو چند لفظوں میں صرف ایک بار پیش کردیا جاے' تاکہ جو لوگ اُسکی محبت اپنے اندر رکھتے ہیں اور اسکے کاموں کو ملک و ملت کیلیے ضروری اور مفید یقین کرتے ہیں' صرف وہی لوگ اسپر غور کریں' اور ایک قطعی فیصلہ کرنے میں میرے ساتھہ شریک ہو جائیں - خواہ اسے تکبر سمجھا جاے یا غرور بیجا' لیکن میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اب بھی نہ تو کسی سے التجا ہے اور نہ کسی کے آگے سوال' نہ کسی پر بار ڈالنا مقصود ہے اور نہ کسی کیلیے بار خاطر بننا گوارا - میں تن تنہا بغیر دولت و ثروت' بغیر حصول اعانت' بغیر استمداد و استعانت اشخاص و جماعت' تمام مشکلوں کو برداشت کرکے اور تمام موانع و مصائب سے بے پروا رہکر' محض نصرۃ الہی سے اپنا "پہلا کام" پورا کر چکا ہوں' اور اب میرے آگے "دوسری منزلیں" موجود ہیں اور اُنکے لیے "الہلال" کی اشاعت کا محتاج نہیں ہوں - الہلال کے مالی نقصانات اگرچہ انتہائی حد تک پہنچ گئے ہیں اور مجھے تن تنہا رہنے کی وجہ سے انتہی محنت کرنی پڑی ہے کہ میری صحت نے جواب دیدیا ہے اور میری آنکھوں کی بصارت یکا یک ضعیف سے ضعیف تر ہوگئی ہے - اس سے بھی زیادہ یہ کہ میں اب متصل چند گھنٹے کام کرتا ہوں تو سر میں درد شروع ہوجاتا ہے اور رات کو جاگ کر کام کرنے کی میری محبوب و لذیذ عادت مجھسے مفارقت چاہرہی ہے - تاہم مجھپر میرے خدا کا کچھہ ایسا فضل و کرم ہے کہ اگر الہلال کا کام نا تمام رہا ہوتا اور مجھ میری "پہلی منزل" دکھائی نہ دیتی' تو اب بھی پوری خاموشی کے ساتھہ برسوں کام کرتا رہتا اور کبھی بھی ان سرگذشتوں کے پڑھنے کی تمہیں تکلیف نہ دیتا - کیونکہ خدا حکیم و قدیر ہے اور اسکا فضل اور اُسکی ربوبیت ہمارے تمہارے اندازے سے بہت زیادہ ہے: وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا!

* * *

لیکن چونکہ "پہلا کام" ہوچکا ہے اسلیے میں مجبور نہیں کہ الہلال کو موجودہ حالت میں جاری رکھوں - یہی وجہ ہے کہ اپنے کسی فیصلے سے پہلے اپنے دوستوں کو فیصلہ کرنے کی صرف ایک بار دعوت دیتا ہوں:

فان کنت لا تدری فتلک مصیبۃ
و ان کنت تدری فالمصیبۃ اعظم!

(خلاصۂ مطالب)

الہلال اپنے اہتمام و انتظام کے لحاظ سے اردو پریس میں بالکل ایک نئی چیز ہے' اور بڑی مشکل یہ ہے کہ آپ اسکے مصارف کا اندازہ نہ ہی نہیں سکتے- اسلیے یہ لا حاصل ہوگا اگر میں کہوں کہ اُسکی قیمت بارہ روپیہ سالانہ ہونی جب بھی وہ اسقدر ارزاں تھا کہ اس سے زیادہ ارزانی ممکن نہیں -

اسکے مالی مسئلہ کی درستگی کی پہلی صورت یہ ہے کہ آیندہ سے اسکی قیمت بڑھا دی جاے - چنانچہ اس کیلیے معاونین الہلال کا بڑا حصہ بالکل طیار ہے' اور بغیر اس عاجز کی تحریک اور خواہش کے صدہا بزرگوں نے خود بخود لکھا ہے کہ قیمت پندرہ روپیہ یا اقلاً بارہ روپیہ کردی جاے -

لیکن حقیقت یہ ہے کہ میرے لیے الہلال کی قیمت کی زیادتی کا خیال نہایت تکلیف دہ ہے اور جو چیز لوگوں کو مفت دینی تھی' اسکی قیمت کو دوسرے ملکوں کی نظیر میں زیادہ کرنا کسی طرح گوارا نہیں ہوسکتا - میری کوشش ہمیشہ یہی رہی ہے کہ کسی نہ کسی طرح قیمت کم کی جاے' زیادہ تر کسی حالت میں نہ ہونی چاہیے -

پس یہ صورت تو سردست بھلا ہی دی جاے - اسکے بعد الہلال کی توسیع اشاعت کا سوال آتا ہے - اگر الہلال کو آیندہ بحالت موجودہ قائم رکھنا ہے تو بس اسی صورت کو حل کرنا چاہیے - میں نے مصارف کیلیے ایک نیا بجٹ تیار دیا ہے اور حتی الامکان پوری سعی کی ہے کہ کم سے کم خرچ سے آئندہ الہلال نکل سکے - **پس اگر ہم کوشش کرکے الہلال کیلیے دو ہزار نئے خریدار پیدا کرسکیں جو آٹھہ روپیہ سالانہ قیمت ادا کریں تو اسکے بعد یقینا الہلال کا مالی مسئلہ بغیر قیمت کے بڑھاے حل ہوجائیگا ، اور صرف یہی نہیں کہ وہ قائم رہیگا بلکہ اسکے ہر صیغے میں کافی وسعت اور ترقی ہوجائیگی -**

سردست یہی حل الہلال کے مالی مسئلہ کے عقدۂ مشکل کا ہے اور چونکہ اسکی قیمت بہت کم اور مصارف نہایت زیادہ ہیں اسلیے موجودہ تعداد اشاعت میں اسکے نقصانات آئندہ کسی طرح برداشت نہیں ہوسکتے - میں اُن تمام بزرگوں اور دوستوں کے سامنے جو الہلال کو آیندہ بھی اسی حالت میں بلکہ اس سے بہتر حالت میں دیکھنے کی خواہش رکھتے ہیں' آخری مرتبہ اس حل کو پیش کردیتا ہوں - اگر خدا کی مرضی ہوئی اور نئے خریداروں کی مراہمی کیلیے کوشش کی گئی تو میں الہلال کو موجودہ حالت سے بہتر حالت میں جاری رکھونگا' اور اگر ایسا نہوا تو نہ تو کسی کی شکایت ہے اور نہ کسی کیلیے گلہ - نہ تو انسانوں پر اعتماد ہے اور نہ انکی توجہ کی آرزو - میں اپنا "پہلا کام" کرچکا ہوں اور اب میرے لیے زیادہ تر خاموش کاموں کی "دوسری منزلیں" آنے والی ہیں - پس میں صرف اُنہی کاموں میں مشغول ہوجاونگا - میرے پاس ایک ہی زندگی ہے اور میں نے بہت چاہا لیکن ایک زندگی بہت سے کاموں کیلیے طیار نہوسکی اور اب تک جو کچھہ ہوا یہ محض اللہ کا ایک مخصوص فضل تھا:

خوش ست افسانۂ درد جدائی مختصر غالب
بہ محشر می تواں گفت انچہ در دل ماندہ است امشب!

مدارس اسلامیہ

ندوۃ العلما

ماضي و حال

(۷)

حیات بعد الممات

(کتب خانه)

اس سلسلے میں ایک قابل ذکر شے اور رہگئي ہے - دارالعلوم ندوۃ العلما کي علمي حیثیت کچھہ بھي نہوتي اگر علوم اسلامیۂ و عربیه کا ایک عمدہ ذخیرہ اسکي ملکیت میں نہوتا - بعض اربابِ خیر نے شاهجهانپور اور پٹنه وغیرہ کے اجلاس میں کتابیں وقف کیں لیکن اُن میں زیادہ تر عام مطبوعات اور متداول کتب کا ذخیرہ تها - غالباً سنه ۱۹۰۶ میں مولانا شبلي نے ندوہ کے متعلق ایک عظیم الشان کتب خانه قائم کرنے کي تحریک کي اور سب سے پہلے اپنا پورا کتب خانه جو ایک عمدہ منتخب ذخیرہ علوم اسلامیه و مشرقیه کا تها ' ندوہ کو دیدیا -

اُسکے بعد انهوں نے نواب سید علی حسن خاں صاحب کو آمادہ کیا کہ وہ اپنا کتب خانه بهي ندوہ کیلیے وقف کردیں - انکے پاس انکے والد مرحوم نواب صدیق حسن خاں صاحب کے کتب خانه کا بڑا حصه محفوظ تها اور مطبوعات کے علاوہ بہت سي نادر قلمي کتابیں بهي تهیں' مثلاً متاخرین ائمۂ حدیث یمن کي تصنیفات جو نواب صاحب مرحوم نے خاص کوشش سے حاصل کي تهیں - از انجمله امام شوکاني اور امیر اسماعیل یماني رحمة الله علیهما کي اکثر غیر مطبوعه کتابیں هیں کہ انکا حاصل کرنا اب بہت دشوار ہے - امام شوکاني کي تفسیر فتح القدیر تفسیر بالحدیث کا ایک بہترین مجموعه ہے - اور اسکا مکمل نسخه اسمیں موجود ہے -

چنانچه نواب صاحب نے اپنا کتب خانه بهي بعض شرائط کے ساتهه اسمیں شامل کردیا - اسی طرح مولوي سید حسین بلگرامي نے بهي اپني تمام کتابیں بهجوادیں - اور یه حیثیت مجموعي ایک عمدہ ذخیرہ علوم و فنون اسلامیه و عربیه کا هوگیا -

(خلاصۂ مطالب)

یه ایک اجمالي نظر تهي اُن واقعات پر جو سنه ۱۹۰۶ سے که ندوہ کي نئي حیات عمل کا آغاز ہے ' گذشته سال تک ظهور میں آے اور یهي اُس کي حیات بعد الممات اور عروج بعد از زوال کي سرگذشت ہے - اس سے مقصود یه تها که ندوہ کے گذشته کاموں کي نسبت لوگوں کو ایک مکمل و مرتب معلومات حاصل هوجاے اور وہ اندازہ کرسکیں که کس قدر کام هوچکا ہے ؟ یهي سبب ہے که موجودہ حالات کے نقائص کا تفصیلي بیان میں نے ملتوي کردیا تها اور چاهتا تها که سب سے پہلے ندوہ کي غرض تاسیس اور گذشته کاموں کي مقدار بیان کردي جاے -

ایک صحیح اور مکمل واقفیت کے بعد جو راے قائم هوتي ہے وهي صحیح راے هوتي ہے - ندوہ اب ایسي هي راایوں کا محتاج ہے -

دنیا عالم اسباب ہے اور کوئي فعل وجود میں آ نہیں سکتا جب تک که اُسکے تمام اسباب جمع نه هوجائیں - پس مولانا شبلي نے دار العلوم ندوہ میں جو کچھہ کیا ' اسکي اصلي علت صرف انهي کي کوششیں نہیں هوسکتیں - یقیناً بہت سے اسباب و علل اسکے لیے فراهم هوے - لیکن اگر اس تعلیل کا مطلب یه هو که پیش نظر نتائج کو انکي طرف منسوب کرنا چاهیے تو یه ایک ایسي سوفسطائیت هوگي جسکے بعد دنیا میں کوئی نسبت فعل و کار جائز نہوسکے گي !

دنیا جانتي ہے که میں مداح نہیں بلکه معترض هوں - الحمد لله که میرے اعتراف و اقرار کي گردن میرے خداے قدوس نے بہت هي متکبر بنائي ہے ' اور مجھے انسانوں کے آگے جهکنے کا سبق نہیں ملا ہے - میں سچ سچ کہتا هوں که میرے لیے انسانوں کي تعریف سے بڑهکر کوئی بهي مکروہ و غیر مطبوع کام نہیں هوتا - اگر میں ایسا کرنا چاهوں بهي تو خود میرا دل مجھے ملامت کرنے لگتا ہے ' اور میرا ضمیر کچھه اسطرح خود بخود محجوب هوجاتا ہے گویا اُس سے کوئي بڑا هي شرمناک جرم سرزد هو رہا ہے ! و ذلک فضل الله یؤتیه من شاء والله ذوالفضل العظیم - عیوز و الوالعزم عرفي نے میري زباني کہا ہے :

قصیده کار هوس پیشگاں بوده عرفی
تو از وظیفۂ عشقي وظیفه ات غزل ست !

لیکن با این همه میں پورے اطمینان اور کامل راحت ضمیر کے ساتهه مولانا شبلي کي ان خدمات کا اعتراف کرتا هوں جو انهوں نے ندوۃ العلما کیلیے انجام دیں اور تسلیم کرتا هوں که ان کاموں میں ایک بڑا هي قیمتي جوهر ایثار نفس کا تها جو آجکل بہت کم یاب ہے -

مجھے مولانا شبلي کي کمزوریاں بهي معلوم هیں - میں جانتا هوں که انمیں کیا خوبیاں هیں اور اسکے ساتهه هي کیا اوصاف نہیں هیں جنکے لیے انهیں متاسف هونا چاهیے - میں ندوہ کے متعلق آخري مباحث میں بتلاونگا که دار العلوم کیلیے انکا وجود کن کن امور میں رحمت الهي تها ' کن کن امور میں بے سود ' اور وہ کونسي باتیں هیں جنکي انمیں کمي نهي ؟ میں اپنے اظهارات میں بے خوف هوں ' اور الله کے فضل سے میري حق گوئي کي چٹان اتني بلند ہے جهاں سے اشخاص کي تمدیح و تقبیح کي باتیں چیونٹي کے وجود سے بهي زیادہ حقیر و صغیر نظر آتي هیں - جو خدا کي صداقت کے آگے جهکتا اور حکومتوں اور گورنمنٹوں کے دبدبۂ و سطوت کو ٹهکرا دینے کي توفیق کا طالب هو ' اسکے آگے چند انسانوں کي هستیوں کے مباحث کیا چیز هیں ؟

مبیں حقیر گدایان عشق را کیں قوم
شهان بے کمر و خسروان بے کله اند !

لیکن کمزوریوں سے کوئي انسان خالي نہیں - دیکهنا یه ہے که ندوہ جس غرض سے قائم هوا ' جس مقصد کا اُس نے اعلان کیا ' جو مقصد وہ کهو رہا تها ' جس کهوے هوے دو اُٹها نے والا ' اور گمنامي و فنا سے زندگي و شهرت میں لانے والا کوئی نه تها ' اسکے لیے کس کا وجود موجب نجاح هوا ' اور کس نے اپنا وقت ' اپني قابلیت ' اپنا دماغ ' صرف کرکے پورے ایثار کے ساتهه دار العلوم ندوہ کو موت کے منه سے نکالا ' اور موجودہ حالت تک پہنچایا ؟

صداقت کا اعتراف ' اسکا قدرتی حق ہے ' اور دماغ و عقل مجبور ہے که سفید کي سفیدي کا اقرار کرے - پس یه کہنا پڑتا ہے که یه سب کچھه مولانا شبلي نے کیا ' اور انکے وجود سے ندوہ کي گذشته هستی کو الگ کرکے دیکهیے تو صرف گرلا گنج لکهنؤ کا ایک ویرانه باقي رهجاتا ہے ' جسکے اندر تباهي و بربادي کي خاک اڑ رهی ہے !

مفـــاســـد و فتـــن

یہ تصویر کا روشن رخ تھا - اب اسکے تاریک رخ پر نظر ڈالیے - یہاں تک جو اُن کاموں کی تفصیل بیان کی گئی جو ندوہ کی تکمیل کیلیے انجام پائے' مگر اب ان مفاسد کی طرف متوجہ ہونا چاہیے جو ندوہ کی تخریب و ہلاکت کیلیے مختلف اسباب سے پیدا ہوے اور جنکی اصلاح کیلیے مولانا شبلی نے اپنی پوری قوت صرف نہ کی - وہ خود بھی دبتے رہے اور باہر کے ان لوگوں کو بھی دباتے رہے جنکو اصلاح کا خیال پیدا ہوتا تھا - انکے سامنے فساد و فتن کا شجرۂ خبیثہ نشو و نما پا رہا تھا اور آنے والے وقت کی پیشیں گوئی کر رہا تھا - انکا فرض تھا کہ یا تو اسکا پورا استیصال کرتے اور اگر اشتعال فتنہ و طغیان کے خوف اور اپنے کاموں میں تنہا ہونے کی وجہ سے ایسا نہیں کر سکتے تھے' تو کم از کم قوم کو اس سے مطلع کردیتے تاکہ اُنکی ذمہ داری باقی نہ رہتی - مگر انھوں نے ایسا نہیں کیا - وہ ہمیشہ اُس کام کیلیے قوم کا نہایت قیمتی اثاثہ چونا فراہم کرتے رہے ' جسکی نسبت انہیں علم تھا کہ اسکی بنیاد ہی یکسر کھوکھلی ہے !

علاوہ ان اصولی مفاسد کے جو ندوہ کو اسکی حقیقی روح ہی سے خالی کر دینے والے ہیں ' اور بھی متفرق واقعات ایسے پیش آے رہے جو دیانت و صداقت اور اصول و قواعد کے بالکل خلاف تھے - جلسۂ انتظامیہ کی مجارئی انکو پسند کرتی اور مولانا شبلی مخالفت کرکے پھر اپنی کمزوری سے خاموش رہجاتے - مثلاً کرنیل عبد المجید صاحب پٹیالوی کا مولوی علام محمد شملوی سے اپنے اغراض شخصیہ کیلیے گورنمنٹ کی پرستش و بندگی کا سالہا سال وعظ کرانا اور اسکی تنخواہ ندوہ کے خزانے سے دلانا جسکی پوری تفصیل آگے آیگی' اور جو اس داستان کی ایک بڑی ہی دلچسپ فصل ہے - یا دار العلوم کی عمارت پر دار الاقامۃ کا روپیہ صرف کردینا اور کوئی صحیح جواب اسکے متعلق نہ دینا - یہ سچ ہے کہ مولانا شبلی نے ندوہ کو بالکل بربادی کے عالم میں پایا اور وہ اُسے رفتہ رفتہ درست کرنا چاہتے تھے - نیز اصلاح کا عنصر قلیل اور مادۂ افساد و شرارت کثیر و وسیع تھا - تاہم یہ مفاسد ایسے نہ تھے جنپر کسی طرح بھی چشم پوشی جائز نہیں ہوسکتی اور جبکہ خود اسی کام کے اندر یہ سب کچھ ہو رہا تھا ' جسکے وہ خود بھی ایک رکن رکین تھے' اور جسپر صرف انہیں کی وجہ سے قوم کو اعتماد تھا تو ایسی حالت میں اُنکی ذمہ داری بہت بڑھجاتی ہے اور وہ معاف فرمائیں اگر میں کہوں کہ ان پر باطل کی اعانت اور فساد پر سکوت کا الزام عائد ہوتا ہے - ہاں ' یہ سچ ہے کہ وہ صرف دار العلوم کے سکریٹری تھے - ان کاموں میں شریک نہ تھے اور انکو اندر ہی اندر روکنا بھی چاہتے تھے ' مگر صحیح مسلم کی حدیث " من رای منکم منکراً الخ " کے آخری درجے " و ان لم تستطع فبقلبه " کا یہ موقع نہ تھا ' اور وہ بھی " اضعف الایمان " میں داخل ہے !

(نـــدوہ کا قانـــون اسـاسی)

افساد و فتن کی پہلی تخم ریزی ندوہ کی بنیادی چٹان ' یعنے دستور العمل سے شروع ہوئی - جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ سرے سے ندوے نے اپنا مقصد ہی کھودیا -

ندوۃ العلما کا مقصد تاسیس اس سلسلے کی ابتدائی صحبتوں میں آپ معلوم کرچکے ہیں - وہ اصلاح دینی کی ایک تحریک تھی جو علوم اسلامیہ کے درس صحیح کے ذریعہ قوم میں مرشدین و مصلحین کا ایک ایسا گروہ پیدا کرنا چاہتی تھی جسکی تعلیم و مساعی سے ارشاد و دعوت دینی کا سلسلۂ حقہ قائم ہو اور تمام امراض ملت کا یہ ایک ہی علاج ہے -

لیکن بدبختی یہ تھی کہ وہ خیال معدودے چند اشخاص کا تھا جو ندوہ کے بانی اور روح رواں تھے - باقی زیادہ تر ہجوم اُن لوگوں کا تھا جو نا تو سرے سے " اصلاح " کے مخالف و منکر شدید تھے - یا ایک بھیڑ اکٹھی ہوتی دیکھکر خود بھی شامل ہوگئے تھے مگر کچھہ نہیں جانتے تھے کہ اسکا اصلی مقصد کیا ہے ؟ کوئی سمجھا کہ شہرت و نمایش کا وسیلہ ہے - کسی نے خیال کیا کہ ارباب دستار کی مقبولیت اور مرجع خلائق بننے کا اچھا آلہ ہے - کوئی آیا کہ اپنی وعظ طراری اور ترانہ سنجی کا اشتہار دے ' اور کسی نے اسکے سفرا ضیافت کے طول و عرض کو ناپا اور بے اختیار ہوگیا !

پس کچھہ تو وہ لوگ جو اُسے بالکل نہ سمجھے ' اور کچھہ وہ جو اُسے سمجھے ہوں یا نہ سمجھے ہوں مگر اعتقاداً " مسئلۂ اصلاح " کے سخت مخالف و منکر تھے ' مثل اُس کہن کے جو درخت کی جڑ میں لگ گیا ہو ' ابتدا سے اسکے اندر رہے ' اور جماعۃ مصلحین کی قلت و کمزوری اور زیادہ تر اسکے مزاج میں نہ رہنے کی وجہ سے متصل نشوؤ نما پاتے رہے - انکا مقصد ہمیشہ یہ رہا کہ ندوہ سے " اصلاح " کا عنصر نکالدیا جاے ' اور جہاں تک ممکن ہو ' اپنی تنگ خیالی اور تقشف و جمود کے رنگ میں اُسے رنگ دیا جاے - چنانچہ اسکو عمدہ فرصتیں ملیں اور سب سے پہلے ندوہ کے قانون اساسی (کانسٹی ٹیوشن) میں متعدد اصولی تبدیلیاں کردی گئیں جسکی وجہ سے قوم کی نیابت اور جمہور کا اشتراک مفقود ہوگیا اور صرف چند آدمیوں کے ہاتھہ میں سیاہ و سفید کا اختیار آگیا -

اسکی پہلی بنیادی کے بعد جب مولانا شبلی لکھنو میں آے تو انکے متعلق صرف دار العلوم کی معتمدی لی گئی - ندوہ کی مجلس انتظامیہ بدلے کوئی سروکار ہاتھہ نہ آیا جو اسکی اصلی مشین کے پرزوں کا رنگ دور کرتا وہ تمام تر دار العلوم کی اصلاح و تکمیل میں مشغول رہے اور یہ عنصر فساد مجلس انتظامی میں اپنے اعمال مفسدہ برابر انجام دیتا رہا - وہ اگر چاہتے تو اصلاح کی قوۃ سے فساد کو شکست کامل دیسکتے تھے مگر انھوں نے ایسا نہیں کیا اور ہمیشہ اپنے کاموں میں موانع و افساد دیکھکر خاموش ہوتے رہے -

وہ سمجھے کہ اسی کام کے اندر رہکر آہستہ آہستہ اصلاح کرنے کا اصول اختیار کرنا چاہیے حالانکہ اسکا موقع نہ تھا -

(تفصیل اجمال)

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے :

ندوۃ العلما مسلمانان ہند کی ایک عظیم الشان دینی تحریک تھی ' اور وہ ایک ایسا مرکز بنانا چاہتی تھی جو انکی تمام ضروریات و معاملات مذہبی کی کفیل ہو - وہ جماعتی کاموں کے اصول پر ایک قومی مجلس تھی اور قوم ہی کے سرمایہ سے اپنے تمام کاموں کو انجام دینا چاہتی تھی - اس بنا پر ضرور تھا کہ اسکا نظام عمل بالکل اسی طرح جمہوری اور اشتراکی اصول پر ہوتا ' جیسا کہ ہر قومی انجمن کا ہونا چاہیے ' اور شخصی اقتدار اور معدودے جماعتوں کے قبض و تسلط سے وہ ہمیشہ آزاد رہتی -

اسکی شاخیں تمام ضلعوں میں قائم کی جاتیں اور ہر سرے سے اسکے لیے ممبر منتخب ہوتے اور جو کچھہ ہوتا ' جلسۂ عام میں ہوتا -

صرف یہی نہیں کہ آجکل تمام جماعتی کاموں کا یہی اصول ہے ' بلکہ در اصل شریعۃ حقۂ اسلامیہ کا اصل الاصول " شوریٰ "

یہي تعلیم دیتا ھے' اور ھماري نظر غیرونکي تقلید پر نہیں بلکہ اپنے الہامي اصولوں پر ھونی چاھیے -

چنانچہ ندوہ جب قائم ھوا تو یہ امور اسکے پیش نظر تھے اور جو قانون اساسي بنایا گیا اسمیں جماعتی کاموں کے نظام صحیح کے مطابق پوري وسعت اور جمہوریت رکھی گئی - اس قسم کے کاموں میں سب سے بڑا اھم مسئلہ عہدہ داروں کے تقرر اور ممبران خاص کے انتخاب کا ھوتا ھے - یہ اصلی ارکن قوت رکھي ھوتے ھیں - ندوہ کے اصلی قانون اساسی کي دفعات اس بارے میں یہ تھیں :

(دفعہ ۲۷) ارکان جلسۂ انتظامیہ کا انتخاب ھر سال جلسۂ عام میں اس طرح ھوا کریگا کہ موجودہ مجلس انتظامیہ ایک فہرست پابندي قواعد دستور العمل ھذا مرتب کرکے پیش کیا کریگی جس میں کمي بیشي اور تغیر و تبدل کا اختیار جلسۂ عام کو ھوگا

(دفعہ ۳۶) ندوۃ العلما میں ایک ناظم اعزازي (آنریري سکرٹري) جلسۂ عام سے منتخب ھوگا -

(دفعہ ۲۸) عموماً صرف ناظم ندوۃ العلما کي معزولی جلسۂ عام سے ھوسکے گي اور دیگر عہدہ داران ندوۃ العلما کی معزولي جلسۂ انتظامیہ سے ھوگی - "

ندوہ کا نظام (کانسٹي ٹیوشن) اس اصول پر تھا کہ تمام حق نظم و ادارہ اور قوۃ نافذہ و آمرہ ایک منتخب مجلس کو دي گئي تھي جس کا نام "مجلس انتظامیہ" رکھا گیا تھا ("مجلس انتظامیہ" ایک لغو اور مہمل ترکیب ھے - نہیں معلوم کس نے وضع کي) - یہي مجلس سب کچھ تھي اور اب تک ھے -

پس دفعات کے اُن الفاظ پر غور کیجیے جن پر خط کھینچدیا گیا ھے - اِن دفعات سے صاف طور پر واضح ھوتا ھے کہ ندوہ نے اپني مجلس انتظامیہ اور اپنے سکریٹري کا حق انتخاب جلسۂ عام کو دیا تھا جسمیں ھر حصے اور ھر طبقہ کے افراد ملت جمع ھوں اور نیابتي اصول پر ممبر اور سکریٹري منتخب کیا جاے - پھر سکریٹري کي معزولي کا حق بھي جلسۂ عام کو دیا تھا کہ جو قوت کسی عہدہ دار کو نصب کر سکتي ھے ' اسي کو حق عزل بھي ملنا چاھیے -

یہي اسلام کا صحیح اصول شوری اور نظام اجتماعي ھے اور کوئي حکومت ' کوئي ریاست ' کوئي انجمن ' کوئي جماعت ' کبھي اسلامی نہیں کہي جاسکتی ' جب تک کہ وہ اس اصل شرعي و دینی اور حکم مقدس الہی کی پیرو نہو - الہلال اس اصل دینی کا اسقدر اعلان کر چکا ھے کہ مزید تفصیل کي یہاں ضرورت نہیں -

لیکن بدبختانہ سب سے پہلے خنجر فساد و ضلالت نے ندوہ کی اسي شہ رگ کو رخمی کیا اور "ملک غصوص" کی بعض ارواح مفسدہ ایسي پیدا ھوگئیں جنھوں نے ندوہ کے نظام جمہوري و شوری کو یکایک حکومۃ مطلقۂ و شخصیہ کے نظام باطل و بدعۃ سے بدل دیا ' اور اس طرح ندوہ کي وہ بنیادي چٹان ھي شق ھوگئی جس پر کبھي اُسکی سربفلک عمارتیں کھڑي کي جاتیں !

انھوں نے دیکھا کہ ندوہ کي اصلي قوۃ حاکمہ مجلس انتظامیہ ھے - اسکے ممبر اگر جلسۂ عام میں منتخب کیے گئے تو قوم کا ایک بڑا حصہ اسمیں شامل ھوگا اور ھر حصے اور طبقے سے اشخاص لیے جائیں گے - پس ندوہ کي حکومت قوم کے ھاتھوں میں چلی جائیگي - جس کو وہ چاھیگي سکریٹري بنائیگی اور جس کو چاھیگی معزول کر دیگي - اس طرح کي حکومۃ راشدہ سے شخصي اقتدار و مطلق العنانہ حکمرانیوں کا دروازہ بند ھو جائیگا اور ندوہ کو اپني جائداد بنا کر کوئي نہیں رکھہ سکے گا - پس سب سے پہلے مجلس انتظامي نے انتخاب کا حق جلسۂ عام سے غصب کر لینا چاھیے - چنانچہ نئے دستور العمل میں جلسۂ عام کی قید اوڑا دي گئي -

اسي طرح سکریٹري کی معزولی کا جو حق شرعي و دینی جلسۂ عام کو حاصل تھا ' وہ بھی اس سے چھین لیا گیا - یعني جن مسلمانوں کو حضرۃ ابو بکر اور حضرۃ عمر (رضی اللہ عنہما) کی معزولی کا حق حاصل تھا اور انکے اس حق کو خود بہ جانشین پیغمبر تسلیم کرے تھے ' انھیں ندوۃ العلما نامي ایک انجمن کے سکریٹري کو معزول کرنے کا حق نہیں ھو سکتا !

درحقیقت اس کارروائی کے بعد ندوہ ایک اسلامي انجمن ھی نہ رھا - کیونکہ میں کسی جماعت کو جو اپنے اندر اسلام کے اصل الاصول شوری اور اشتراک جمہور کے قاعدے کو نہ رکھتی ھو ' ابداً اسلامی جماعت تسلیم نہیں کرسکتا - وہ شاید اس ملت کی پیرو ھوگی جسمیں کسری اور قیصر گذرے ھیں ' مگر وہ اسلام جسکے پیرو ابوبکر و عمر تھے (رضی اللہ عنہما) اور جسکے قران میں سورۂ شوری موجود ھے ' اس سے انہیں کچھہ تعلق نہیں -

(مجلس خاص)

اسکے بعد اپنے تمام استبدادي اغراض مفسدہ کی تکمیل اور خود مختارانہ اعمال سئیہ کی تحصیل کیلیے ایک قدم ضلالت اور آگے بڑھایا اور دستور العمل میں " مجلس خاص " کے نام سے ایک مجلس کا اضافہ کیا جو فی الحقیقت اپنے خواص و اوصاف کے لحاظ سے عجائب خانۂ ندوہ کا سب سے زیادہ عجیب الخلقت جانور ھے - شاید ھي دنیا کي کسی مجلس میں جو ایک قومي مجلس کے نام سے مشہور ھو ' ایسي صریح خود مختاري اور شخصي استبداد و حکومۃ مطلقہ سے کام لیا گیا ھوگا جیسا کہ اس خانہ ساز مجلس کے وضع کرنے میں لیا گیا - وہ قطعاً عجیب الخواص ھے - کیونکہ جہل و فساد ' دونوں کا مجموعہ ھے - ایک طرف تو اسکو دیکھکر اُن احمقوں کي بے وقوفي پر ھنسي آتي ھے جو ایک عظیم الشان مجلس کو چلانے اور قائم رکھنے کے وھم میں گرفتار تھے مگر انھیں اتنی بھی خبر نہ تھي کہ دنیا بھر میں مجلسوں اور جماعتي کاموں کے عام اصول کیا ھیں ؟ دوسري طرف انکے اس افساد و شر عظیم پر متاسف ھونا پڑتا ھے کہ کس طرح قوم کي عقلت سے فائدہ اُٹھا کر انھوں نے ندوہ کے جسم سے یکسر روح حیات و عمل نہیں لي اور پھر اسکی بیجان لاش پر گدوں کي طرح گر کر پنجے مارنے لگے !

اس " جلسۂ خاص " کو ایک طرف تو اسقدر وسیع اختیارات دیدیے گئے کہ ندوہ کی ھستي یکسر اسکے قبضہ میں چلي گئي - یعنی قانون اساسي اور تمام قواعد و ضوابط متعلق ندوہ کی تبدیل و ترمیم بلکہ یکقلم منسوخ کر دینے کا اختیار بھي اسي کو دیدیا گیا (دیکھو دفعہ ۳۵ دستور العمل حال) دوسري طرف اسکے انعقاد کو تمام مجلسی قواعد و شرائط کي پابندی سے بالکل آزاد کردیا تا کہ اسکے مطلق العنانہ کاموں میں کسي طرح کي رکاوٹ پیدا نہوسکے !

چنانچہ دستور العمل حال کی دفعہ ۲۹ میں ھے :

" جلسۂ خاص کیلیے کوئي وقت اور کوئی زمانہ معین نہیں ھے - حسب تحریک ارکان مجلس انتظامي ' یا ناظم ' یا نائب ناظم ' جب ضرورت پیش آے ' منعقد ھوسکتا ھے "

اصول اور حق جماعت کو شاید ھی دنیا میں اسطرح کسی نے عارت کیا ھوگا ! ایک عظیم الشان قومي انجمن کے انتظام کیلیے ایک مجلس مقرر کی جاتی ھے جسکے اختیارات کا یہ عالم

ہے کہ وہ اسکے کانسٹی ٹیوشن تک کو بدل ڈال سکتی ہے - لیکن نہ تو اسمیں عام انتخاب کو دخل ہے ' نہ اسکے ممبروں کی تعداد میں وسعت ہے ' نہ اسکے لیے قابل اطمینان ضوابط و قواعد ہیں - کوئی شرط ' کوئی مہلت ' کوئی زمانہ اسکے لیے معین نہیں - جب کبھی دو چار انتظامی ممبروں کے نام سے ایک درخواست حاصل کرلی جاسکے یا سکریٹری اپنی کسی خاص غرض سے ایسا کرنا چاہے ' فوراً چند اشخاص کی ایک مجلس منعقد کر کے ایک حکمران و فعال ما یرید کی طرح ندوہ کے تمام قوانین و ضوابط کو منسوخ کردے سکتا ہے !

پھر صرف سکریٹری ہی تک آکر معاملہ ختم نہیں ہو جاتا - نائب سکریٹری بھی اگر چاہے تو دستور العمل نے اُسے پورا حق دیدیا ہے !

(شجرۂ فساد کا دوسرا تخم)

یہ ظاہر ہے کہ ندوۃ العلما کا مقصد صرف ایک عربی مدرسہ قائم کرنا نہ تھا - وہ ایک عظیم الشان دینی تحریک تھی جو حفظ کلمۂ اسلام کیلیے تمام علماء ملت کو متفقہ و متحدہ جد و جہد کرنے کی دعوت دیتی تھی ' اور ایک ایسا عام مذہبی مرکز بنانا چاہتی تھی جو کسی خاص گروہ کے لیے مخصوص نہو ' بلکہ وہ تمام عظیم الشان تحریکیں جو کل مسلمانوں سے تعلق رکھتی ہوں اسکے اندر انجام پا سکیں - یہی سبب تھا کہ اس نے ابتدا ہی سے اپنے اہم مقاصد یہ قرار دیے کہ حفظ کلمۂ توحید و خدمت اسلام کیلئے تمام علما کا اجتماع ' اور اصلاح نصاب و تعلیم قدیم -

پہلے مقصد کی بعض حلقوں سے سخت مخالفت ہوئی اور بہت سی غلط فہمیاں پیدا ہوگئیں - بعض علما نے رفع نزاع باہمی اور اتحاد علما کا یہ مطلب سمجھا کہ ندوہ اسلام کے مختلف فرقوں کے عقائد کو باہم ملاکر ایک نیا معجون مرکب بنانا چاہتا ہے اور اسکا مقصود یہ ہے کہ ہر فرقہ اپنے اُن مخصوص عقائد کو ترک کردے جنھیں وہ حق سمجھتا ہے ' لیکن ندوہ نے اپنے مقصد کو زیادہ واضح کیا کہ اسکا مقصود اختلافات باہمی سے دست بردار ہونا نہیں ہے اور نہ اس طرح کا اتحاد حق پرستی اور امر بالمعروف کے ساتھ کبھی ہوسکتا ہے - وہ صرف یہ چاہتا ہے کہ جو امور تمام مختلف گروہوں اور جماعتوں کے مشترک معتقدات ہیں مثلاً حفظ بیضۂ شریعت و دفع ہجوم منکرین اسلام ' و اصلاح عموم مسلمین ' و تبلیغ کلمۂ توحید و رسالت ' ان مقاصد کیلیے تمام پیروان کلمۂ شہادت متفق ہوکر اپنی قوتوں کا ایک مشترک مرکز بنائیں - جدید علوم مادیہ نے ' آریا سماج کے مشنریوں نے ' عالم مسیحی کے عالمگیر دینی حملوں اور متواتر کوششوں نے ' جو نقصان اسلام کی قوت دینی و تبلیغی کو پہنچایا ہے ' اسکا اثر اسلام کے ہر فرقے پر یکساں پڑتا ہے - اگر کلمۂ اسلام سب کو محبوب ہے ' تو اسکے لیے سب کو اپنی قوت صرف کرنی چاہیے -

اسی طرح بہت سے مذہبی معاملات ایسے ہیں جنکا تعلق گورنمنٹ سے ہے اور انکے لیے کسی ایک فرقے کی نہیں بلکہ عموم اہل اسلام کے طرف سے صدا بلند ہونی چاہیے - ندوہ صرف اسلیے قائم ہوا ہے کہ ان مشترک مقاصد کو انجام دے - باقی رہے ہر گروہ کے مخصوص کام ' تو انکے لیے پہلے سے مختلف انجمنیں قائم ہیں اور ہر فرقہ اپنے مخصوص اعتقادات پر پوری طرح قائم رہکر ہر طرح کے کام انجام دیسکتا ہے -

ندوہ کیلیے یہ اصول ابتدا سے بمنزلۂ ایک بنیاد اور اساس کے تھا اور اسکے قدیمی دستور العمل میں کوئی قید کسی خاص گروہ کیلیے نہ تھی لیکن بعد کو یہ عمومیت بالکل نکالدی گئی اور ایک دفعہ یہ بڑھا دی گئی کہ ندوہ کے ارکان انتظامی صرف ایک ہی گروہ سے لیے جائیں گے اور اسطرح اسکا دائرہ سمت کو بالکل محدود ہوگیا -

جمہوری جمہوری انجمنیں جو آج ملک میں قائم ہیں ' انکے دستور العملوں میں اس سے زیادہ وسعت و عمومیت ہوگی جتنی کہ موجودہ حالت میں عظیم الشان ندوہ میں ہے !

طلبـــاء دارالعلـــوم کی اسٹرائـــک

ان تاریخوں میں برابر اسٹرائک جاری رہی - ۱۲ کی شام کو جناب خان بہادر نہال الدین صاحب و جناب مسٹر مختار حسین صاحب بیرسٹرایٹ لا و جناب مولوی نظام الدین حسن صاحب وکیل تشریف لائے -

مگر طلبا سے چند سوالات کرنے کے بعد یہ فرما کر واپس تشریف لیگئے کہ کل بعد نماز جمعہ ہم مفصل شکایات سنینگے طلبا نے شکریہ ادا کیا ' اور بخوشی اسکو منظور کیا - حسب قرارداد دوسرے دن اصحاب مذکورۂ بالا میں سے دو صاحب اور قائد طاہر الدین حسن صاحب بیرسٹر تشریف لائے - خان بہادر کسی وجہ سے نہ آسکے -

طلباء نے شکریہ کے بعد اپنی شکایات زبانی ہی کہیں جسپر ان حضرات نے نہایت توجہ سے سنا نہ سنا ' اور ضروری نوٹ بھی لیے - بعد اور بطور مشورہ یہ فرمایا کہ آپ لوگ اپنی تعلیم کا سلسلہ بطور خود جاری رکھیں - نویں درجہ کے طلبا ابتدائی درجوں کو تعلیم دیں یا کوئی اور دوسری صورت اختیار کیجیے ' بہرحال مشغلہ علمی جاری رہنا چاہیے - اسکے بعد واپس تشریف لیگئے ' ہم نہیں کہہ سکتے کہ ان حضرات نے کیا رائے قائم کی -

۱۴ کی شام کو منشی اعجاز علی صاحب رئیس کاکوری جو ندوہ کے ممبر ہیں تشریف لائے ' اور چند طلباء سے گفتگو کرنے کے بعد واپس گئے - ہمکو معلوم ہوا ہے کہ گفتگو کا طرز جانبین سے بہت کچھ مناظرانہ رہا - اسکی وجہ غالباً یہ ہے کہ مسلم گزٹ کی کسی اشاعت میں انہوں نے کل طلباے دارالعلوم پر دہریت کا الزام لگایا تھا ' جسکے متعلق ایڈیٹر مسلم گزٹ نے ایک نوٹ بھی لکھا کہ اس الزام سے طلباے دارالعلوم میں نہایت برہمی پھیلی ہے -

ہمکو جہانتک معلوم ہوا ہے اب تک منتظمین کیطرف سے کوئی ایسا طریقہ نہیں اختیار کیا گیا جس سے یہ جوش فرو ہو - منتظمین کا یہ طرز عمل دیکھکر سخت افسوس ہوتا ہے کہ بجائے اسکے کہ وہ اسکی اصلاح کی کوشش کریں اسکو اور زیادہ اہم بنا رہے ہیں ' اب تمام کوشش اس بات پر صرف کیجا رہی ہے کہ اس اسٹرائک کو پولیٹکل ثابت کیا جائے جیسا کہ انڈین ڈیلی ٹیلی گراف سے ثابت ہوتا ہے -

اکابرین قوم کو بہت جلد اس طرف متوجہ ہونا چاہئے ورنہ بیچارے عزیز الوطن طالبعلمونکو اس ناعاقبت اندیش گروہ سے بہت کچھ نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہے ' اسوقت طلبا کی حالت بہت نازک ہے ' وہ عجیب کشمکش میں مبتلا ہیں -

ایک نامہ نگار از لکھنؤ

ترجمۂ اردو تفسیـــر کبیر

قیمت حصۂ اول ۲ - روپیہ - ادارۂ الہلال سے طلب کیجیے -

مقالات

حقيقة الصـــلاة

(۳)

ان الصلوة تنهي عن الفحشاء و المنكر ، و انها لكبيرة الا على الخاشعين

(۸)

حقیقت یه هے که نماز میں سب سے بڑی مہم اطمینان قلب ، و حضور نفس ، و خشوع طبیعت ، و خضوع جوارح هے که انسان اپنے تمام اعضا اور تمام قوی و جذبات سے خدا کی جانب متوجه هو جاے ، اور جن اغراض کے لیے نماز کی تاکید کی گئی هے اُن کو نہایت مکمل طریق پر بجا لاے - حدیث میں هے :

خمس صلوات افترضهن الله تعالى : من احسن وضوهن و صلاهن لوقتهن و اتم ركوعهن و خشوعهن كان له على الله عهد ان يغفر له ، و من لم يفعل فليس له على الله عهد - ان شاء غفر له ، و ان شاء عذبه (۱)

خدانے پانچ نمازیں فرض ٹھہرائی هیں - جس نے اچھی طرح وضو کیا وقت پر نماز پڑھی اور کامل طریق پر رکوع و خشوع کے حقوق سے ادا هوا تو الله کا وعده هے که ضرور اُس کی مغفرت هوگی ، لیکن جس نے ایسا نه کیا تو کوئی وعده نہیں ، چاهے تو الله اُس کو بخشدے اور چاهے عذاب میں ڈالے (۱)

یہی وہ نماز هے جسے کامل طریق پر ادا نه هوتے دیکھکر ایک شخص کو رسول الله صلی الله وسلم ٹوکتے رهے - اُس نے تین چار مرتبه نماز پڑھی مگر هر مرتبه آنحضرت (ص) نے یہی ارشاد فرمایا : قم فصل فانك لم تصل (اُٹھو اور پھر نماز پڑھو ، اس لیے که جو نماز تم نے پڑھی هے وہ نماز هی نه تھی (۲)) -

وہ نماز جو انسان میں ایک ذرہ برابر اشراق و نورانیت نه پیدا کرسکے ، وہ خواہ کسی وقت کی نماز هو مگر اُس میں صلاة وسطی کا درجه کیونکر آسکتا هے ؟ روز مرہ جو نمازیں فرض هیں یہی صلاة وسطی بھی هیں - شرط یه هے که هر ایک شرط کی تکمیل پر نظر هو ، نماز کے اغراض و مقاصد ان سے حاصل هوسکیں ، قلب میں طہارت پیدا هو ، بطون میں نورانیت کا ظہور هو ، روحانیت بڑھے ، نفس میں تہذیب خصائل بلند هو ، اور انسان اس قابل هوسکے که جب نماز پڑھے تو ملکوت السماوات و الارض کے اسرار اُس پر افشا هوجائیں : لو كشف الغطاء لما ازددت يقينا (قدرت کے تمام پردے اگر کھل جائیں جب بھی میرا تیقن اس درجه بلند هے که اُس میں کوئی اضافه نه هوسکیگا) علماے حقیقت لکھتے هیں :

القلب هوالذي في وسط الانسان بين الروح و الجسد فكانه قيل : " قلب وہ چیز هے جو شرف مرتبت و شرف محل هو حیثیت سے انسان کے وسط جسم میں واقع هے - یه روح اور جسم

حافظوا على صوة الصلوات بشر الطهاة ، حافظوا على معاني الصلوات بحقائقها بدوام شهود القلب المرب في الصلاة و بعد ها " (۱)

میں تہیک درمیان کی حالت رہتا هے - گویا نماز وسطی کی محافظت کا حکم دیتے هوے یه کہا گیا که صورت نماز کی محافظت کرو ، شرائط نماز کی محافظت کرو ، معاني و اغراض نماز کی محافظت کرو ، حقیقت و حکمت نماز کی محافظت کرو ، اور نه محافظت اس طرح کرو که نماز میں اور نماز کے بعد هر حالت میں قلب کو بطریق دوام و استمرار پروردگار عالم کا شہود حاصل رهے (۱)

وسطی وهی نماز هوگی جو فضل و شرف میں سب پر فائق هو - ایسی نماز جو دیدی و دنیوی هر قسم کی ترقیوں کی بہترین تحریک اپنے اندر رکھتی هو ، اس کی فضیلت میں کیا کلام هوسکتا هے ؟ یہی نمازیں هیں جن کو قرآن کریم کی اصطلاح میں وسطی کا لقب دیا گیا اور انکی محافظت کی تاکید کی گئی تاکه انسان اس طریق پر زمانه بھر کی نعمتوں اور برکتوں کا احاطه کرسکے ، اُس کے نفوق کی سارے عالم پر حکومت هو -

(۹)

اس تمام مذکور کا ما حصل یه هے :

(۱) نماز اور اجزاے نماز سے محض خشوع و خضوع و طہارت نفس مقصود هے - یه چیز هی حاصل هو تو وہ نماز بھی مشرکین قریش کی نماز جیسی هوگی جو انسان کو دوزخ میں لے جانیوالی چیز هے -

(۲) نماز وهی هے جو حقیقی معنوں میں ادا کی جاے ، ایسی نماز سے انسانکی هر مشکل آسان هوسکتی هے -

(۳) نماز کی حقیقت یه هے که فواحش و منکرات سے روکے اور انسان کی زندگی کو پاک اور ستھرا بناسکے ، جس نماز سے یه خصوصیت حاصل نه هو وہ نماز ، نماز هی نہیں هے -

(۴) نماز کی مواظبت سے انسان درست هوتا هے ، خدا کی بارگاہ میں تقرب بڑھتا هے اور اس درجه بڑھتا هے که دنیا کی تمام چھوٹی هستیاں هیچ نظر آنے لگتی هیں !

(۵) وہ نماز جو ان اوصاف کی جامع هو ، شریعت کی اصطلاح میں وهی نماز وسطی هے - حدیثوں پر تدبر کرو - جب کسی نماز کا وقت نه رها تو یہی شکایت هوئی که نماز وسطی جاتی رهی ، یعنی اب اتنی گنجایش باقی نہیں که تمام حدود و شرائط کے ساتھه وہ نماز ادا کی جاتی - جس نماز میں کوئی شان فضیلت دیکھی اُسی کو وسطی سمجھه لیا که تعمیم صلاة میں تخصیص ، فضیلت صلاة وسطی هی کے لیے هے -

(۶) نماز وسطی کی ایک صفت یه هے که معتدل هو ، اسی لیے مغرب و ظہر و عشاء وغیرہ نمازوں کو وسطی نہیں کہے گئے هیں -

(۷) نماز وسطی کے لیے دعاے قنوت مشروط نہیں هے ، قنوت البته مشروط هے جس کے معنے خضوع کے هیں -

---

(۱) رواہ احمد و ابو داؤد عن عبادة بن الصامت قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خمس صلوات الخ -

(۲) رواہ البخاري و مسلم عن ابوهريرة و قال ان رجلا دخل المسجد و رسول الله صلى الله عليه وسلم جالس الخ -

(۱) بیضاوی - ج ۲ ص ۳۶۵ -

منذرۂ علمیہ

(۸) نماز وسطي کے لیے تمام نمازوں کے وسط میں ہونا ضروري نہیں' اور نہ یہ ضروري ہے کہ اوقات خمسہ کے علاوہ یہ کوئي مستقل و جداگانہ نماز ہو-

(۹) نماز وسطی کي محافظت لازم ہے' نہ اسلیے کہ ایک رسم پوري ہو' بلکہ اس لیے کہ ان میں نماز کي مواظبت سے وہ خصوصیت پیدا ہو کہ سارے جہان کو چھالے اور ہر جگہہ آسیکی حکومت ہو :

و نرید ان نمن علی الذین استضعفوا في الارض و نجعلهم ایمة و نجعلهم الوارثین' و نمکن لهم في الارض و نری فرعون و هامان و جنودهما منهم ما کانوا یحذرون (۲۸ : ۵)	جو لوگ ملک میں کمزور ہو گئے ہم چاہتے ہیں کہ اُنپر احسان کریں' اُن کو سردار بنائیں ' اُنہیں سلطنت کا وارث ٹہرائیں ' ملک میں اُنکا قدم جمائیں' اور فرعون اور ہامان اور اُن کے لشکر کو دکھا دیں کہ جس بات کا اُنہیں خطرہ تھا وہ اُنہیں کمزوروں کے ہاتھہ سے اُنکے آگے آگئي -

(البقیہ بتلی)

تسٹرکٹ و سیشن جج کے خیالات

[ترجمہ از انگریزي]

مسٹر بي - سي - متر - آئي - سي - ایس تسٹرکٹ و سیشن جج هوگلي و هوڑہ

میرے لڑکے مسٹر ایم - ایں - احمد اینڈ سنز [نمبر ۱ / ۱۵ رین اسٹریٹ کلکتہ] سے جو عینکیں خریدي ہیں' وہ شافي معلوم ہوتي ہیں - ہمنے بھي ایک عینک بنوائي ہے جو اعلی درجے کي تیار ہوئي ہے - یہ کارخانہ موجودہ دور میں ایمانداري و اورراني کا عمدہ نمونہ ہے - ملک میں اسطرح کے کارخانوں کا کھولنا یقیناً ہماري ہمت افزائي کا مستحق ہے "

کون نہیں چاہتا کہ میري بینائي مرتے دم تک صحیح رہے اگر آپ اسکي حفاظت کرنا چاہتے ہیں تو صرف اپني عمر اور دور و نزدیک کي بینائي کي کیفیت تحریر فرمائیں تاکہ لائق و تجربہ کار ڈاکٹروں کي تجویز سے قابل اعتماد اصلي پتھر کي عینک بذریعہ وي - پي - کے ارسال خدمت کیجاے - اسپر بھي اگر آپکے موافق نہ آئے تو بلا اجرت بدلدیجائیگي -

نکل کي کماني مع اصلي پتھر کي عینک ۳ روپیہ ۸ آنہ سے ۵ روپیہ تک - اصلي رولڈگولڈ کي کماني بعلے ہوے کا پترا چڑھا ہوا مع پتھر کي عینک ۶ روپیہ سے ۱۵ روپیہ تک محصول وغیرہ ۶ آنہ -

منیجـــر

الهـــلال کـي ایجنسي

هندوستان کے تمام اُردو ' بنگلہ ' گجراتي ' اور مرهٹی صفحہ کا رسالوں میں الهـلال پہلا رسالہ ہے ' جو باوجود هفتہ وار ہونے کے روزانہ اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشي ہیں تو ایجنسي کي درخواست بھیجیے -

حیـات و موت کی تـعـریف

از جناب مولانا عطا محمد صاحب رئیس امرتسر-

عناصـر کی ترکیب کیمیاوي سے کسي جسم میں جو استعداد رشو و نما کی اندر سے باهر کی طرف بذریعہ اخذ یا انجذاب بیروني عناصر کے پیدا ہونی ہے' وہ اُس جسم کے لیے حیات ہے' اور جب وہ استعداد کسي اندروني یا خارجي اثر سے معدوم یا فنا ہوجاتی ہے تو وہ اس جسم کے لیے موت ہے -

میرے خیال میں حیات و موت کي یہ تعریف جامع و مانع ہے -

(روح کي تـعـریف)

حیات حیوانی میں جو قوت صاحب تعقل و ارادہ ہے' اور ارکان و اعضاء جسم حیوانی و حواس کے استعمال پر بموجب انکي ساخت کے قادر ہے' وہ روح ہے -

روح' عناصـر کی ترکیب کیمیاوي کا اثر نہیں ہے - یہ ذیل کی چند منطقی شکلوں سے ثابت ہے :

(شـکـل اول)

(۱) جو اثر عناصـر کی ترکیب کیمیاوي سے پیـدا ہوتا ہے وہ اس وجود کے لیے امر طبیعی ہوتا ہے -

(۲) جب تک وہ ترکیب عناصر اُس وجود میں باقي رہتي ہے وہی اثر پیدا ہوتا رہتا ہے' اور اسکا نہ پیدا ہوتے رہنا محال ہے-

(۳) اسلیے اس وجود کے اختـیار میں بـہ امر نہیں ہے کہ جب تک وہ ترکیب کیمیاوي اس وجود میں باقي رہے' کبھی اُس اثر کو ظاہر ہونے دے اور کبھي ظاہر نہ ہونے دے -

(مـثـال شـکـل اول)

(۱) مقناطیس میں ترکیب کیمیاوی عناصر سے جذب آہن کا اثر پیدا ہوا ہے - یہ اثر مقناطیس کا طبیعی امر ہے -

(۲) جب تـک مقناطیس میں یہ ترکیب کیمیاوي عناصر کی باقی رہیگی' یہ اثر جذب آہن کا پیدا ہوتا رہیگا' اور اس اثر کا نہ پیدا ہوتے رہنا محال ہے

(۳) اسلیے مقناطیس کے وجود کے اختیار میں یہ امر نہیں ہے کہ جب تک عناصر کی ترکیب کیمیاوي اس میں باقي رہے' وہ اس اثر جـذب آهـن کو کبھي ظاہر ہونے دے اور کبھي ظـاہر نہ ہونے دے -

(شـکـل دوم)

(۱) حیوان میں ارادہ و اختیار ہے کہ جس کام کو چاہے کرے چاہے نہ کرے -

(۲) کیمیاوي ترکیب عناصر سے جو اثر پیدا ہوتا ہے' اُس کے اختیار میں نہیں ہوتا کہ کبھی اُس اثر کو ظاہر ہونے دے اور کبھی ظاہر ہونے نہ دے (دیکھو شکل اول کا نتیجہ) -

(۳) اسلیے حیوان میں جو ارادہ اور اختیار ہے وہ کسی کیمیاوی ترکیب عناصر کا نتیجہ نہیں ہوسکتا ' کیونکہ اگر اسکا نتیجہ ہونا تو لازم آتا کہ کیمیاوی ترکیب عناصر کا یہ اختیار ہے کہ کبھی اس نتیجہ کو ظاہر ہونے دے اور کبھی ظاہر ہونے نہ دے جو محال ہے (دیکھو شکل اول کا نتیجہ)

(مثال شکل دوم)

(۱) زید عمرو کے مارنیکو لکڑی اٹھاتا ہے ' اور پھر اسیوقت کسی خارجی اثر کے اس کو روکدیتا ہے اور عمرو کا مارنا ترک کردیتا ہے -

(۲) زید کا لکڑی اٹھانا عمرو کے مارنے کے لیے اور پھر اسیوقت اس کا روکدینا ترک ارادہ سے ' یہ دو متضاد افعال زید کے اختیار سے ہیں -

(۳) اسلیے زید نے ہر دو متضاد افعال عناصر کی کسی ترکیب کیمیاوی کا اثر نہیں ہیں ' کیونکہ اگر اس ترکیب کا یہ اثر ہونے تو لازم آتا کہ اس ترکیب کو اس امر کا اختیار ہے کہ کبھی اپنے اثر کو ظاہر ہونے دے ' اور کبھی ظاہر ہونے نہ دے (دیکھو شکل دوم کا نتیجہ)

(شکل سوم)

(۱) حیوان میں بعض افعال جیسے دوست دشمن کو تمیز کرنا - اشیاء کی شناخت ' خیال وغیرہ یعنی تعقل موجود ہے -

(۲) عناصر کی کسی ترکیب کیمیاوی کا اصول ابدی اسبات پر قائم نہیں ہوا کہ یہ تعقل عناصر کی کسی ترکیب کیمیاوی کا اثر ہے -

(۳) اسلیے لازمی طور پر حیوان میں کوئی ایسی شے موجود ہے جو ان نتائج یعنی تعقل کا باعث ہے ' اور جو اچھا وہ شے ہر ذی روح ہے -

(مثال شکل سوم)

(۱) حیوان کی آنکھ کے سامنے شعاع میں جو چیزیں ہوں ان کے عکس کا طبقات چشم پر منقش ہونا عناصر کی کیمیاوی ترکیب اور ترتیب طبقات کا اثر ہے -

(۲) لیکن ان اشیاء کی شناخت ' دوست دشمن میں تمیز ' ان اشیاء کا بھلا یا برا لگنا ' وغیرہ وغیرہ ' عناصر کی ترکیب کیمیاوی کا کوئی اصول اسپر دال نہیں ہے -

(۳) اسلیے لازمی طور پر یقین کیا جاتا ہے کہ حیوان میں کوئی اور شے بھی موجود ہے جو ان نتائج کا باعث ہے ' اور جو اچھا وہ شے ہر ذی روح ہے -

(شکل چہارم)

(۱) فطرت انسانی کسی جوہر کی موجودگی ثابت کرسکتی ہے -

(۲) لیکن کسی شے کی ماہیت کا جاننا خواہ وہ چیز کیسی ہی عام ہو ' انسانی فطرت سے خارج ہے -

(۳) اسلیے فطرت انسانی حیوان میں روح کی موجودگی ثابت کرسکتی ہے لیکن روح کی ماہیت کا جاننا فطرت انسانی کے اختیار سے خارج ہے -

(شکل پنجم)

(۱) حیوان میں ہمکو روح کا وجود ثابت ہوا ہے (دیکھو شکل سوم کا نتیجہ) -

(۲) لیکن کسی اور وجود کا ثبوت نہیں ہوا جسکے ساتھ روح اسطرح وابستہ ہو کہ اگر وہ نہو تو روح بھی نہو -

(۳) اسلیے روح جوہر قائم بالذات ہے -

(شکل ششم)

(۱) ہمارا تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ کوئی جوہر قائم بالذات بھی فنا نہیں ہوتا -

(۲) روح جوہر قائم بالذات ہے (دیکھو شکل پنجم کا نتیجہ)

(۳) روح فنا نہیں ہوگی -

جسقدر اقسام مادہ سے ہمکو معلوم ہیں ' روح ان اقسام مادہ سے نہیں ہے ' لیکن اگر روح کسی ایسے قسم مادہ سے ہو جو ہمکو معلوم نہیں ہے تو اسکا مادی ہونا اسلام کے کسی مسئلہ کی صداقت پر حرف نہیں لا سکتا -

حدوث مادہ کے ثبوت میں

(شکل اول)

(۱) مادے کے لیے صورت کا ہونا لازمی امر ہے - یعنی مادے کا بدون صورت پایا جانا محال ہے -

(۲) مادے کی بغیر حالت سے پہلی صورت معدوم ہو جاتی ہے ' اور دوسری صورت پیدا ہوجاتی ہے -

(۳) اسلیے صورت حادث ہے یعنی نو پیدا شدہ ہے -

(شکل دوم)

(۱) صورت حادث ہے (دیکھو شکل اول کا نتیجہ)

(۲) مادے کے لیے صورت کا ہونا لازمی امر ہے -

(۳) اسلیے وہ بھی حادث ہے -

(شکل سوم)

(۱) فرض کرو کہ مادہ قدیم ہے -

(۲) مادے کا بدون صورت کسی حالت میں پایا جانا محال ہے -

(۳) اسلیے صورت بھی قدیم ہے - لیکن یہ محال ہے کیونکہ صورت کا حادث ہونا بہ تغیر حالات مادہ کے بداہۃً ظاہر ہے - اسلیے صورت ایک ہی حال میں حادث بھی ہے اور قدیم بھی ہے پس یہ فرض کہ مادہ قدیم ہے ' غلط ہے -

صانع عالم کا ثبوت

شکل اول

(۱) مادہ میں حرکات اور صورت طبیعی امور ہیں لیکن ارادہ نہیں ہے -

(۲) مادہ میں غیر محدود تغیرات مرتب اور منتظم اشکال میں ظاہر ہوئے ہیں - اتفاقیہ نہیں ہیں کیونکہ یہ تغیرات پر خاص معلولوں کے لیے بطور علت کے ہوئے ہیں - و ہلم جرا -

(۳) اسلیے ان مرتب اور منتظم تغیرات کی علت مادہ و حرکت اور صورت نہیں ہوسکتی بلکہ کوئی اور موثر صاحب ارادہ ہے جو ان مرتب اور منتظم تغیرات کا باعث یا علت ہے اور وہی صانع عالم ہے -

(شکل دوم)

(۱) جو چیز مرتب اور مستمر النظام ہے ' اور اس ترتیب اور نظام سے ارادہ کیے ہوئے نتائج پیدا ہوئے ہیں ' وہ کسی صاحب ارادہ کی پیدا کی ہوئی چیز ہے -

(۲) عالم مرتب اور مستمر النظام ہے ' اور اس ترتیب اور نظام سے جو اس میں ہے ' ارادہ کیے ہوئے نتائج پیدا ہوتے ہیں -

(۳) اسلیے عالم کسی صاحب ارادہ کا پیدا کیا ہوا ہے -

(شکل سوم)

(۱) ارادہ صفت کی حیات ہے -

(۲) عالم کسی صاحب ارادہ کا پیدا کیا ہوا ہے (دیکھو شکل دوم کا نتیجہ)

(۳) اسلیے عالم کا پیدا کرنے والا کوئی حیات ہے - مردہ نہیں ہے -

(شکل چہارم)

(۱) عالم کا پیدا کرنیوالا کوئی حیات اور صاحب ارادہ ہے - (دیکھو شکل دوم و سوم کے نتائج)

(۲) مادہ کوئی حیات نہیں ہے اور نہ صاحب ارادہ -

(۳) لیے مادہ عالم کا پیدا کرنے والا نہیں ہے -

غزوۂ طرابلس اور اسکا مستقبل

افریقہ کا "سرمخفی"

براعظم افریقہ میں اسلام کی بقیہ امیدیں

شیخ سنوسی اور طریقۂ سنوسیہ

گذشتہ اشاعت سے ما قبل اشاعت میں " چند قطرات اشک " کے عنوان سے غزوۂ طرابلس کی ختم شدہ داستان پھر از سرنو چھیڑی گئی تھی کہ ایک ختم شدہ اقبال کے ماتم گذاروں کے لیے گذری ہوئی داستانوں کی یاد' اور آیندہ کی حسرت کے سوا اب اور کر کلم ہی کیا باقی رہگیا ہے ؟

اے جنوں باز بتاراج گریبان بر خیز!

اس مضمون میں جنگ طرابلس کی بعض خصوصیات پر توجہ دلائی تھی جو عرصے سے اعداء اسلام اور فرزندان اسلام کے باہمی جنگ و قتال میں ناپید ہوگئی ہیں اور لکھا تھا کہ اسلام نے اپنا نظام اجتماعی و ملکی اس اصول پر رکھا ہے کہ فقط ملت و وطن کی امانت مقدس حکومتوں کی تنخواہ دار فوجوں کی جگہ تمام افراد ملت کے سپرد کی ہے اور اسی کا نام جہاد دینی ہے - جنگ طرابلس کیلیے کچھ ایسے اسباب جمع ہوگئے کہ دولۂ علیہ کی جگہ بادیہ نشین عربوں کو میدان کارزار میں آنا پڑا اور اس طرح جنگ طرابلس ایک غزوۂ دینی بنکر اُن تمام گرانقدر اور مقدس جذبات و حسیات کے ظہور کا باعث ہوگئی جسے سرزمین اسلام عرصے سے محروم تھی

* * *

لیکن بالآخر اس کا نتیجہ کیا نکلا ؟ وہ فرزندان اسلام جنھوں نے باوجود بیچارگی و بے سامانی کے اس طرح حفظ اسلام کیلیے اپنی جانوں کو وقف کیا کہ اٹلی کی نوابجاد اور انسان پاش توپوں کے آگے اپنے سینوں کو ڈھال بنایا' اور اسکی ڈھائی لاکھ سے زیادہ متمدن اور باسامان فوجوں کو اپنی زنگ آلود تلواریں اور پرانی قسم کی فرسودہ بندوقیں لیکر اس طرح روک دیا کہ اٹلی کیلیے آگ میں کودنا اور سمندر کی موجوں میں غرق ہوجانا آسان تھا' پر ان بادیہ نشین فقرا کی سرزمین میں ایک قدم بڑھنا محال ہوگیا تھا' کیا بالآخر اپنے مقدس فرض کے پورا کرنے سے اُٹھا گئے اور انھوں نے دشمنان ملت اور اعداء الہی کے آگے سر جھکا دیا ؟

کیا مقدس جذبات ملی اور خصائص عجیبۂ اسلامیہ نے ایسے روشن و مسرور جذبات جلدی نظیر پچھلی اگلی صدیوں میں نہیں ملسکتی ' بالآخر ناکامی ' نامرادی ' اور اطاعت و زوال کی تاریکی میں ہمیشہ ہمیشے کیلیے کھوگئے اور اب انکا سراغ کبھی نہیں ملے گا ؟

* * *

جنگ طرابلس کی مشغولیت نے ہمیں ان سوالات پر غور نہیں کرنے دیا مگر اب غور کرنا چاہیے - اسی لیے کاروار طرابلس کا عنوان اب مکرر شروع کیا گیا ہے - سب سے پہلے ہم نے شیخ سلیمان البارونی کی مراسلات کا ترجمہ شائع کیا جو انھوں نے مسٹر دوے محمد کے نام بھیجی تھیں - یہ ایک سب سے زیادہ مفصل بیان تھا جو آخری حالات کے متعلق شائع ہوا لیکن عزیز بک مصری کے بیانات اسکے مخالف ہیں ' اور فرہاد بک کے جو تحریریں بعض عثمانی جرائد میں روانہ کی ہیں اور جن میں شیخ سنوسی اور انکی جماعت کے تمام حالات بالتفصیل درج کیے ہیں ' ایسے کچھ دوسرے ہی قسم کے حالات معلوم ہوتے ہیں -

اندرون طرابلس کا ایک نظارہ جسمیں زمین خون شہادت سے لالہ زار ہے !

ہم نے ان بیانات پر اکتفا نہ کر کے خود درنہ کے بعض ذرائع سے صحیح حالات کا علم حاصل کرنا چاہا ہے اور ہمیں امید ہے کہ اگلے دو ہفتہ کے اندر ہم ان حالات کے متعلق بعض مستند مراسلات شائع کرسکیں گے -

* * *

لیکن آج چاہتے ہیں کہ اس سلسلے میں پہلے شیخ سنوسی اور انکی جماعت کے حالات شائع کریں جنکے علم کے بغیر اندرون طرابلس کی موجودہ حالات اور غزوۂ طرابلس کی اصلی حیثیت منکشف نہیں ہوسکتی - شیخ اور انکی جماعت کے حالات بھی ہمیشہ مثل ایک سر مخفی کے رہے ہیں اور طرح طرح کی غلط روایتیں انکے متعلق شائع ہوگئی ہیں - اور ہم نے نامہ نگاروں نے انھیں " افریقہ کے سر مخفی " کے لقب سے یاد کیا ہے اور ہندوستان میں بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ کوئی پر اسرار طلسم ہیں جنھیں آگ اور پانی سے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا - حالانکہ نہ تو وہ کوئی سر مخفی ہے اور نہ زمانۂ قدیم کی روایات کا کوئی طلسم - بلکہ اسلام کے سچے پیروں کا ایک محفوظ گروہ جس نے بہت سی بدعات و رذائل سے اپنے تئیں الگ رکھا ہے اور زمانے کے بعد ات الٰہی طریقۂ عربیہ و اسلامیہ کے خواص میں وہ تبدیلیاں پیدا نہیں ہونے دیں جنکی وجہ سے اسلام کی قوۃ کا عظیم الشان طلسم ٹوٹ کر اپنے عجائب و خوارق سے محروم ہوگیا ہے !

(آغاز دعوۃ سنوسی)

" سنوسیہ " کی الجمعیۃ اصلاح اسلامی اور ارشاد و ہدایت دینی کی ایک اور بھی تحریک ہے جو صوفیانہ طریق بیعت کے

ساتھویں صدی ھجری کے اوائل میں شروع ھوئی اور آھستہ آھستہ افریقہ کے تمام اسلامی حصص میں پھیلتی رھی یہ تحریک ایک ایسے ملک میں شروع ھوئی تھی جو دنیا کے متمدن و معمور حصوں سے بالکل الگ تھلگ ھے اور جسے تمدن کے اثرات زمانہ تک پہنچنے میں ھمیشہ ناکام رھے ھیں

اسلیے قدرتی طور پر اُسے خاموشی و سکون کی قیمتی مہلت متصل ملتی رھی' اور اعلان و ھنگامہ سے جو مقابلے ھر تحریک کو پیش آجاتے ھیں' اور جنکی وجہ سے اُنکی قوتیں جماعت کے پیدا کرنے کی جگہ اسکے حفظ و دفاع میں صرف ھونے لگتی ھیں ' اُن سے وہ بالکل محفوظ رھی -

نہ تو وھاں اخبارات تھے جو اسکا تذکرہ کرتے ' نہ اس قسم کا ملک تھا جو خارجی سیاحوں کا جولانگاہ ھوتا ' دولت عثمانیہ کے انحطاط اور اسکے مرکزوں کے اختلال کا دور تھا ' مصر میں خدیوی خاندان کی بنا پڑ چکی تھی مکۂ معظمہ میں ترکوں کے خلاف منشور اصلاح کی بنا پر بغاوت ھو چکی تھی - ایران و ٹرکی کا سرحدی مسئلہ جنگ تک پہنچ گیا تھا - سلطان محمود مصلح کی اصلاح اور بکھریوں کے فتنہ نے قسطنطنیہ کو بالکل اپنے اندر مشغول کر رکھا تھا اور روس کی پیش قدمی روز بروز جنگ کا پیام دے رھی تھی - ان تمام اسباب کی وجہ سے سنوسی تحریک کو پھیلنے اور ترقی کرنے کی پوری مہلت ملگئی ' اور اسکے لیے خاموشی اور سکون کے ایسے اسباب مہیا ھوگئے جو بیرونی دنیا کے خبردار ھوے وہ پوری قوۃ کے ساتھ اپنا کام کرتی رھی -

دولۃ عثمانیہ کے وجود میں آنے سے چھ صدیوں میں اسلام کی پراگندہ قوت کا مجموعہ رھا ھے' وھاں بہت سی ایسی تحریکوں کیلئے مہلک زوال بھی ھوا ھے جنکے اندر مسلمانوں کے اصلاح حال اور عروج بعد زوال جیسے بہت سی قیمتی قوتیں مخفی تھیں ' اور جنھیں اگر دولۃ عثمانیہ اپنے سیاسی خطروں سے گھبرا کر ھلاک نہ کردالتی تو وہ اصلاح دینی و تجدید سیاست اسلامی کی عظیم الشان جماعتیں پیدا کرلیتیں -

لیکن سنوسی دعوۃ خوش قسمتی سے افریقہ کے غیر معروف حصص میں قائم ھوئی اور ایسے زمانے میں پھیلی جو دولۃ علیہ کے مرازی اختلال و اغتشاش کا وقت تھا - اسلیے اولیاء حکومت کو اسپر متوجہ ھونے کی مہلت نہ ملی اور سرزمین افریقہ کے قدرتی خصائص نے اسکے مرکز کو ھمیشہ دنیا کی مہلک نظروں سے چھپائے رکھا - یہاں تک کہ اسکا اثر افریقہ اور صحرا کے مخفی ریگزاروں سے نکلکر مصر و حجاز اور شام تک پہنچ گیا !

(سنوسی اول)

الجزائر کے اطراف میں ایک چھوٹا سا صحرائی قریہ " بادیہ مسلغانم " ھے جس میں عرب و اندلس کے مہاجر اولین کے

جدہ حاجیان کئی صدیوں سے آباد ھیں - اسی قریہ کے ایک فاطمی النسب خاندان میں ایک لڑکا پیدا ھوا ' جس کا نام اپنے شدید صدقی اعمال کی وجہ سے مشہور اور حسنی الفسل سمجھا جاتا ھے - وہ سنہ ۱۲۰۲ ھجری کا ھے

بچپن ھی سے اس لڑکے کے عادات و اطوار عام معمولی و بچوں سے الگ تھے وہ اپنے خاندان اور قوم کی موجودہ حالت پر عمر واقع سے زیادہ متاثر تھا وہ جب سن تمیز کو پہنچا تو تحصیل علوم دینیہ کے شوق میں ترک وطن پر آمادہ ھوا اور سب سے پہلے مراکش کے دار الحکومت شہر " فاس " میں آیا جو اب بھی افریقہ میں علوم عربیہ کا ایک بہت بڑا مرکز اور اپنی قدیمی یونیورسٹی " جامع ابن خلدون " کی وجہ سے مشہور و ممتاز ھے -

یہاں وہ عرصے تک مقیم رھا اور تحصیل علوم کے ساتھہ علوم فقر و سلوک و مجاھدات صوفیہ کی طرف بھی متوجہ ھوکر طریقۂ " درقاویہ " میں داخل ھوگیا جو مثل دیگر طرق تصوف مشہور کے ایک غیر معروف طریقہ ھے اور زیادہ تر بلاد مغرب و مراکش میں رائج ھے -

شاذلی طریقہ کے ایک صاحب طریقت بزرگ شیخ درقاوی گذرے ھیں جو گیارھویں صدی کے اوائل میں افریقہ گئے اور اپنے طریقہ کے ارشاد و دعوۃ میں مشغول ھوگئے - جس طرح ھندوستان میں حضرۃ شیخ احمد سرھندی (رح) کے طریق سلوک و تصوف کو طرز شرع کے تحفظ کے ساتھہ رائج کیا اور متصوفین مبتدعین کی تمام بدعات و خرافات کی اصلاح کی' چنانچہ طریقۂ نقشبندیۂ مجددیہ تمام تر معروفہ میں محفوظ و مصئون تدین طریقہ ھے ' اسی طرح معلوم ھوتا ھے کہ شیخ درقاوی نے بھی اصلاح و تجدید کے بہت سے مباحث طے کیے تھے اور اپنے طریقہ کی بڑی خصوصیت اعمال شرعیہ و سنت نبوی و آثار سلف صالح کی پیروی قرار دی تھی -

یہ نوجوان حسنی سنوسی مراکش میں اخذ علوم کے ساتھہ اس طریقہ کے ذکر و فکر سے بھی مستفید ھوتا رھا ' اور اسکے بعد مکۂ معظمہ کا قصد کیا تاکہ علماے حجاز کی خدمت میں علوم دینیہ کی تکمیل کرے -

مکۂ معظمہ میں وہ ایک نہایت متقی اور صاحب ورع و صلاح صوفی سے ملا جنکا نام شیخ احمد بن ادریس الفاسی تھا اور جو اُس وقت اپنے حالات باطنی اور طریق سلوک کی فضیلت کے لحاظ سے تمام حجاز و یمن میں یکساں شہرت رکھتے تھے - وہ اس نوجوان معتقد کی اور دیکھتے ھی گرویدہ ھوگئے اور اسکے شوق علم و ورع و زھد نے اُن پر اچھا خاصا اثر پیدا کیا بڑے بڑے مجمعوں میں اسکی فضیلت کا اسکے معمولی شخص کی طرح اعتراف کرنے لگے !

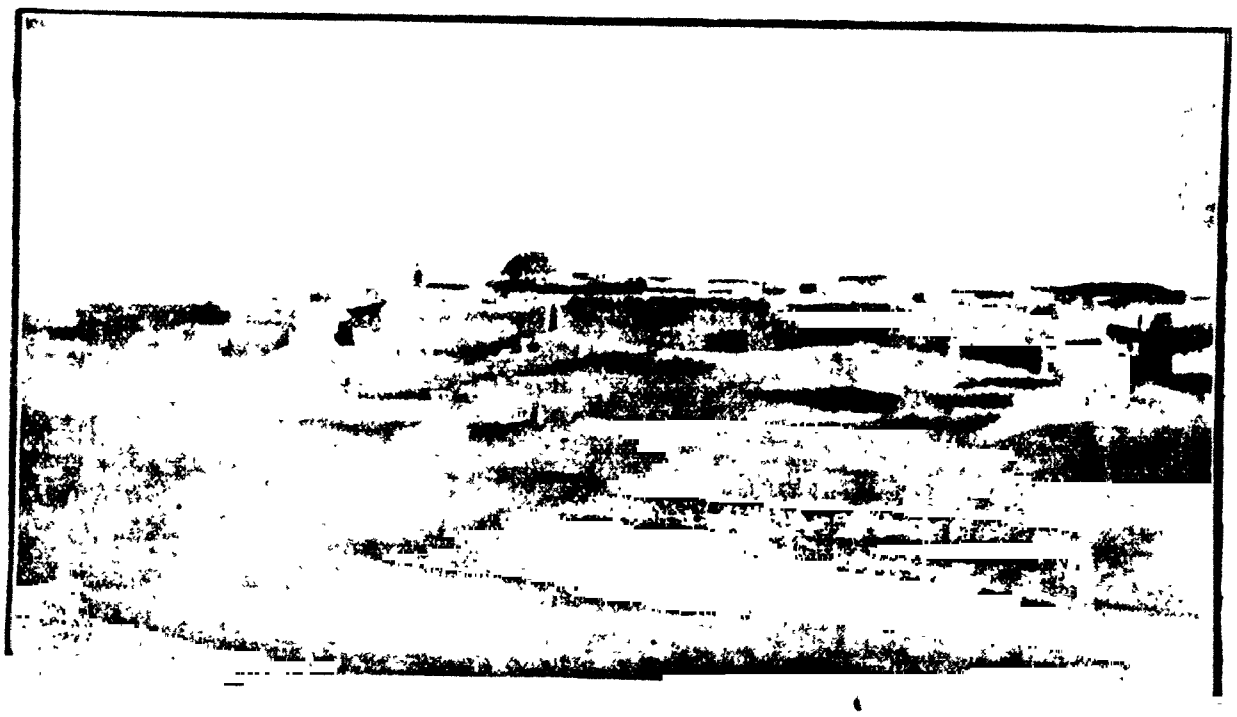

جربوب میں جماعۃ سنوسیہ کی مرکزی خانقاہ اور قلعہ
خود حضرۃ شیخ سنوسی کا بھی قیام نہیں رھتا ھے

شئون عثمانیہ

مکتب حربیہ

ٹرکي کے گذشتہ عہد استبداد میں ترقي و تنزل ' علم و جہل ' نور و ظلمت ' دونوں ایک ھي وقت کے اندر موجود تھے !

ایک سیاح جب قسطنطنیہ پہنچتا تھا ' سرائے یلدز کي طلسم سرائیوں کو دیکھتا تھا ' سلاملق کے جلوس میں سلطاني باڈي گارڈ کے طلا پوش سوار اور حمیدیہ رجمنٹ کے انا دولي سپاھي اپني پر شوکت وردیوں میں نظر آتے تھے ' یا " خستہ خانۂ ھمایوني " اور " مکتب حربیہ "کي عظیم الشان ' اور ترقي یافتہ اسباب و ادوات سے لبریز عمارتوں کے سامنے سے گذرتا تھا ' تو وہ متعجب ھوکر اپنے دلسے پوچھتا تھا کہ جو حکومت نئي ترقیات کي تحصیل میں اس درجہ سریع السیر ھے ' کیونکر جائز ھو سکتا ھے کہ اسکے تنزل کا ماتم کیا جاے ؟

لیکن اسکے بعد ھي جب وہ اپنے اُسي رھنما سے جو حکم سلطاني سے اسکے لیے مامور کیا گیا تھا ' پوچھتا کہ دار الخلافۃ عثمانیہ کي یونیورسٹي کہاں ھے ؟ عام تعلیم کیلیے کتنے کالج قائم ھوے ھیں ؟ صنعت و حرفت کي درسگاھیں کہاں ھیں ؟ بڑے بڑے اخبارات کے دفاتر کا مجھے پتہ بتلاؤ - میں تخت گاہ بازینطیني کي بڑي بڑي انجمنوں اور کلبوں کو دیکھنا چاھتا ھوں - تو ان تمام سوالوں کے جواب میں غریب رھنما حسرت کے ساتھہ ایک نگہ خاموش اُٹھاتا ' اور پھر ایک پر اسرار اشارے کے بعد بغیر کسی جواب کے اس صحبت کو ختم کر دیتا !

اصل یہ ھے کہ نادان عبد الحمید ایک عجیب طرح مصیبت میں مبتلا ھو گیا تھا - ایک طرف تو یہ حالت تھی کہ وہ بیسویں صدی کے یورپ کے قلب میں تھا ' اور چوبیس گھنٹے کي مسافت کے بعد علم و مدنیۃ کي وہ لہریں اُٹھہ رھي تھیں جنکي رو کو زمانہ کي قاھر و مقتدر ھوا بڑھنے اور پھیلنے کا حکم دے رھي تھي - پس وہ مجبور تھا کہ ترقي کا اپنے تئیں دشمن ثابت نہ ھونے دے اور کچھہ نہ کچھہ اسکے ایسے مناظر اپنے یہاں طیار کردے جن کے نظارے سے اسکي ترقي خواھي کیلیے استدلال کا کام لیا جاسکے -

دوسري طرف وہ دیکھہ رھا تھا کہ علم و تمدن اور استبداد و شخصیت ایک لمحہ کیلیے بھي باھم جمع نہیں ھوسکتے - اگر ٹرکي میں نئي ترقیات ' اصلاحات کا دروازہ کھول دیا گیا ' آزاد تعلیم کي درسگاھیں قائم ھوگئیں ' اجتماع و اتحاد کے وسائل قائم ھوگئے ' کتب خانے قائم ھوے ' انجمنیں منعقد ھونے لگیں ' پریس کے بڑے بڑے دفتر کھل گئے ' تو ان سب کا اولین نتیجہ یہ ھوگا کہ تخت قسطنطنیہ نہ بھي سہي مگر بخت حمیدي قائم نہ رھیگا اور میري شخصیت اور مطلق العنانی کیلیے پیام اجل آ پہنچے گا -

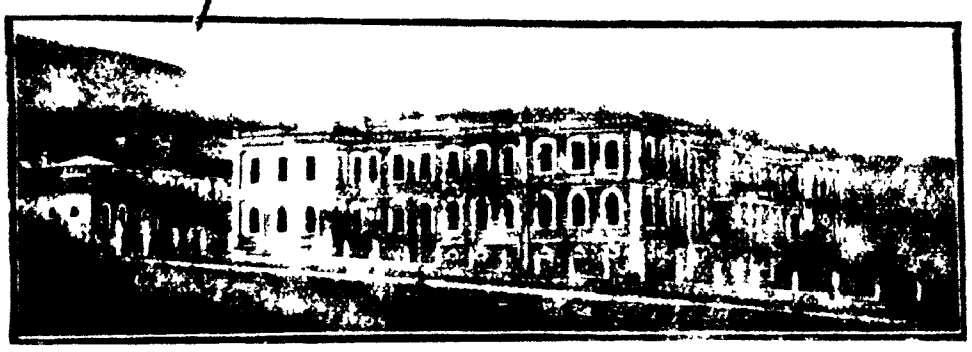

(۱) مکتب حربیہ کا ایک پورٹنگ ھاؤس

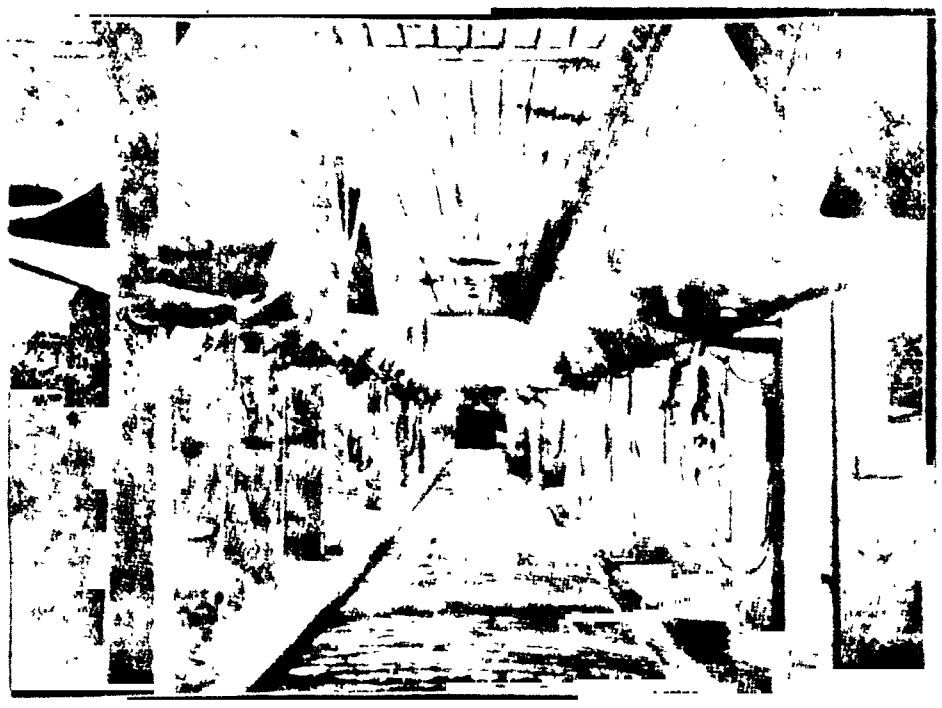

(۲) مکتب حربیہ کا اصطبل

پس وہ ایک ناقابل حل اشکش میں مبتلا ھوگیا - مجبوراً اس طریقہ اختیار کیا کہ ملکی تعلیم و تربیت کے علاوہ جو میدان اظہار ترقی و تمدن کے تھے ' انکو تو یورپ کي بھتر سے بھتر ترقي یافتہ حالت تک پہنچا دیا تاکہ دیکھنے والا بہ یک نظر نئي ترقیات کے مناظر سے مرعوب ھوجاے - لیکن وہ تمام چیزیں جو ملک میں اعلی تعلیم و تربیت پھیلانے والي تھیں اور آزادانہ اشغال و اعمال کے دروازہ کھلتا تھا ' اُن سب کو اسطرح بھلا دیا اور لوگوں کو بھول جانے پر مجبور کیا ' گویا ٹرکي کے آسمان نے نیچے عالم انسانیت کو اُن چیزوں کي ضرورت ھي نہیں ھے !

اس قسم کے اظہار ترقیات کے جو مناظر مدھشہ طیار کیے گئے ' ان سب میں دو چیزیں سب سے زیادہ قابل تذکرہ ھیں : شھانہ اور فوجي درسگاہ -

[بقیہ مضمون صفحہ ۱۵ کا]

یہاں تک کہ وہ باقاعدہ انکے سلسلے میں داخل ھوگیا - شیخ نے بھي اپني خلافت اُسکے سپرد کردي اور اپنے تمام پیروؤں کو حکم دیا کہ ابندہ سے اُسکے تمام احکام کو مثل شیخ کے احکام کے تصور کریں -

اسکے بعد اُس نے آبادي کا قیام ترک کردیا اور جبل برقبیس کي مقدس اور الہام سرا گھاٹیوں میں ایک خانقاہ بنا کر رھنے لگا !

* * *

اس نوجوان جزائري کا نام محمد بن علي تھا جو آگے چلکر " الاستاذ محمد بن علي السنوسي الکبیر " مشہور ھوا ' اور یہي جماعۃ سنوسیہ کا بانی اول ھے - (البقیۃ تقلي)

ان چیزوں کو یورپ کی موجودہ ترقیات کے اصول پر خواہ کتنی ہی ترقی دی جاتی مگر وہ براہ راست سیاست حمیدیہ کے لیے مصر نہ تھیں -

" خستہ خانہ " ترکی میں شفا خانے کو کہتے ہیں - یہ گویا قدیم ترکیب " بیمار ستان " کا لغطی ترجمہ ہے جسے عربوں نے " مارستان " کہنا شروع کردیا تھا - سلطان عبد الحمید نے ایک شاہی خستہ خانہ قائم کیا ' اور ایسے وسیع پیمانے پر کہ آج یورپ کی بڑے بڑے دار الحکومتوں میں بھی شاید اُس درجہ کا کوئی ہاسپٹل تازہ ترین ترقیات طبی و تیمارداری کے ساتھ نہوگا - اسکی سالانہ رپورٹیں کا تصور نکلتی تھیں - میرے پاس کئی رپورٹیں ہیں اور ترقیات عصریہ کا ایک عجائب خانہ نظر آتی ہیں !

یہی حال " مکتب حربیہ " یعنے فوجی تعلیم کے کالج کا ہے - اس کو سب سے پہلے سلطان عبد المجید نے قائم کیا تھا ' مگر سلطان عبد الحمید کے زمانے میں وہ انتہائی ترقی تک پہنچ گیا -

یہ موجودہ زمانے میں عسکری تعلیم کی ایک بہترین درسگاہ ہے جسمیں اجمل کا تعلیم یافتہ ترک سپاہی نشو نما پاتا ہے اور اول سے لیکر انتہائی مدارج تک کی تعلیم حاصل کرتا ہے - وہ ایک وسیع قطعۂ زمین پر قائم ہے جس کے اندر متعدد بورڈنگ ہاؤس مختلف درجوں اور قسموں کے بنائے گئے ہیں اور انکا ہر کمرہ صفائی و نفاست اور نظم و باقاعدگی کا بہترین نمونہ ہے - ایک ایک بورڈنگ میں بہ یک وقت آٹھ آٹھ سو طالب علم رہسکتے ہیں اور ہر بورڈنگ کی ضروریات و نگرانی کیلیے الگ الگ انتظامی دفاتر قائم ہیں - تمام عمارتوں میں موجودہ زمانے کی آخری علمی ایجادات کو استعمال کیا گیا ہے اور ہر عمارت اپنے وسعت اور خوبصورتی کے لحاظ سے شاہی محلات کا مقابلہ کرتی ہے - گھوڑوں کے لیے بڑے بڑے اصطبل ہیں اور انکی صفائی کا ایسا عمدہ انتظام ہے کہ دنیا کے مشہور صحافی مسٹر اسٹید نے انہیں دیکھکر کہا تھا کہ انگلستان کے قصر بکنگھم کا اصطبل بھی اسدرجہ صاف و نظیف نہیں ہے !

درس و تعلیم کی متعدد عمارتیں ہیں اور نصاب تعلیم اور طریق تعلیم میں زیادہ تر جرمنی کا اسکول موثر ہے - موجودہ ٹرکی کے بہترین تعلیم یافتہ فوجی اسی کے تربیت یافتہ ہیں - تعلیم ابتدا سے ہوتی ہے اور تمام مصارف تاج کے دمے ہوتے ہیں - اسکے تمام پروفیسر ترک ہیں -

انقلاب دستور کے بعد اسکی حالت میں اور ترقیات بھی ہوئی ہیں - گذشتہ عثمانی ڈاک سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکی سختیں تمام بلاد عثمانیہ میں کھل رہی ہیں - داخلہ کی شرطیں پہلے کسی قدر سخت نہیں مگر اب عام کردی گئی ہیں - جسقدر وطائف طلبا کو یہ درسگاہ دیتی ہے ' شاید ہی کسی دوسرے کالج میں ملتے ہوں - یہاں کے طلبا کا تمام ملک میں احترام کیا جاتا ہے -

کالج کی وردی نہایت خوشنما اور قدیمی ہوتی ہے - اوت کے کالر پر کالج کا نام سنہری حلقوں سے لکھا ہوتا ہے - جب کبھی شہر کی کسی سڑک سے گزرتے ہیں تو تمام راہگیر محبت و احترام سے انکے لیے راستہ چھوڑ دیتے ہیں اور دکاندار سلام کرتے ہیں !

یورپ کے بڑے بڑے سیاحوں نے اسے دیکھا اور اسکی عظمت کا اعتراف کیا - حال میں اسکی ادبی سہ سالہ رپورٹ شائع ہوئی ہے - اسمیں نامور ان عالم کی یادگار ترجمے کرکے درج کی ہیں جو سو صفحہ سے زیادہ میں آئی ہیں !

اس وقت ہندوستان کے بھی دو طالب علم اس درسگاہ میں تعلیم حاصل کررہے ہیں '

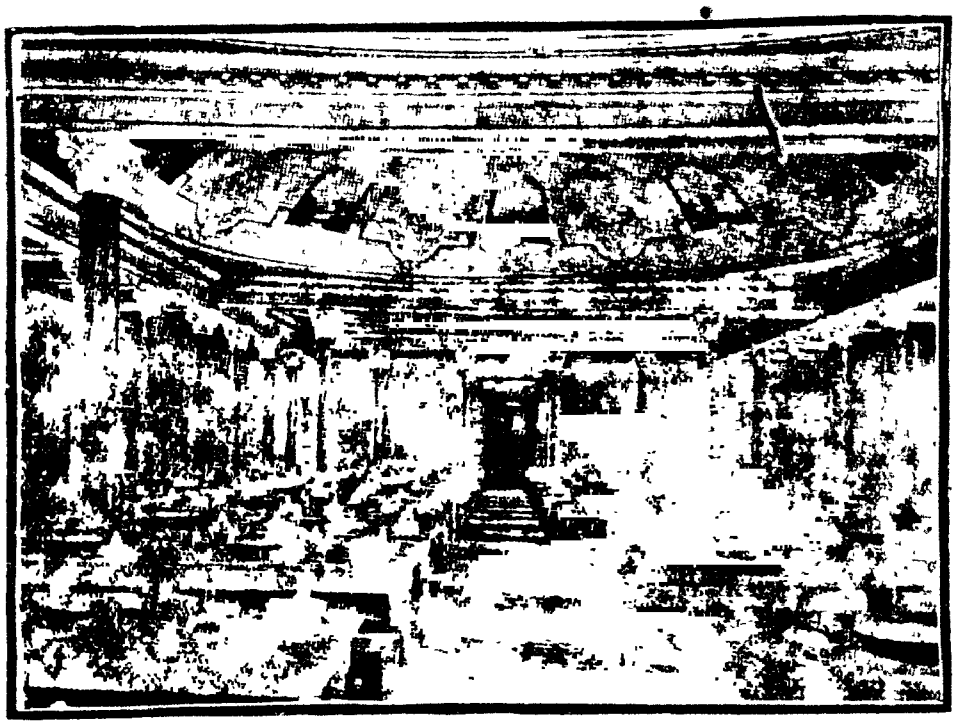

[۱] مکتب حربیہ کا قائمقام حال

[۲] مرحوم یاور زادہ حقی بک

مرحوم حقی بک

مشہور عثمانی اہل قلم ' حقی بک ' جسکے انتقال کی خبر ٹرکیوں میں آئی تھی ' گذشتہ عثمانی ڈاک میں اور تفصیلی حالات آئے ہیں - تمام معاصرین آستانہ نے اس حادثہ کو " حادثۂ ملک " اور " صائعۂ ملی " سے تعبیر کیا ہے : انا للہ و انا الیہ راجعون !

" یاور زادہ حقی بک " جدید سیاست نگاران عثمانیہ اور بشمۂ حدیثۂ آستانہ کے اعلی درجہ مجمع صحافت کا ایک ممتاز رکن تھا - انقلاب دستوری کے بعد مشہور روزانہ اخبار " اقدام " میں اسکی تحریرات سیاسیہ نے ہلچل مچادی تھی اور بڑے بڑے ارکان انقلاب معترف ہیں کہ اگر حقی بک کا حقائق نگار قلم مساعد نہوتا ' تو عثمانی دستور تو عام افکار ملت میں اس درجہ مقبولیت حاصل نہوتی !

اسکے بعد " طنین " کی ریاست تحریر اسے حاصل ہوئی اور تمام ارباب حکومت اسکے قلم کی جنبش سے ہراساں رہنے لگے - اسکے مقالات کی بڑی خصوصیت یہ بھی کہ انشاؤ حقائق ' دونوں کا مجموعہ ہوتے تھے -

وہ ایک خالص علمی اور نہایت سادی زندگی رکھتا تھا - ایک طرف تو اسکی پبلک زندگی جرائد و مجلات کے دفاتر میں نظر آتی تھی ' دوسرے طرف " دار الفنون " قسطنطنیہ کا وہ ایک محترم معلم تھا ' اور اسکے علمی درس کی سماعت کیلیے باہر سے لوگ آکر شریک جماعت ہوتے تھے !

اسکی فعالیت سیاسی اور جدوت قلمی کا یہ حال تھا کہ ایک مقالہ نگار کی زندگی سے چند مہینوں کے اندر وزارت تک پہنچا اور محض اُن مقالات کے اثر سے جو " طنین " میں شائع ہوتے تھے !

مراسلا

صوبجات متحدہ اور اردو پریس

براہ کرم مجھے اجازت دیجئے کہ آپکے محترم رسالے کے ذریعہ اپنے صوبے کی حالت زار پر قوم کو توجہ دلاؤں - میرا مقصود صوبہ متحدہ آگرہ و اودھ سے ہے - باوجودیکہ یہی صوبہ مسلمانوں کا سب سے بڑا تعلیمی مرکز رکھتا ہے ' انکی کئی عظیم الشان انجمنیں اسی میں ہیں ' تعلیمی کانفرنس ' ندوۃ العلما ' مسلم لیگ ' اور اسی طرح کے متعدد اہم کام یہیں ہو رہے ہیں ' مگر کیسے افسوس کی بات ہے کہ یہیں جو قومی بیداری کی اصلی قوت ہے ' اسکے لحاظ سے تمام صوبے کی حالت افسوس ناک ہو رہی ہے - مسلمانوں کے ہاتھ میں کوئی اردو کا ایسا عمدہ آرگن نہیں ہے جیسے کہ متعدد صوبۂ پنجاب میں موجود ہیں - انگریزی میں آئی - ڈی - ٹی نکلتا ہے مگر وہ محض بیکار ہے - مسلم گزٹ ایک اچھا اخبار نکلا تھا لیکن اسکا بھی خاتمہ ہوگیا - علی گڈھ گذٹ جو سرسید مرحوم کا قائم کیا ہوا ہے اور تعلیمی مرکز سے نکلتا ہے ' اسکی اسی ردی حالت ہے کہ دیکھکر نفرت ہوتی ہے - میں صوبے کے ارباب درد کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ لکھنؤ یا الہ آباد سے عمدہ پیمانے پر ایک روزانہ اخبار یا اقلا ہفتہ وار نکالنے کا انتظام کریں اور اسکے لیے ایک کافی سرمایہ کی کمپنی قائم ہو - اگر ایسا کیا جائے تو میں پانچ سو روپیہ کا حصہ خریدنے کیلیے طیار ہوں -
(خریدار الہلال نمبر ۴۰۱)

الہلال :

جناب کا جوش قابل تعریف ہے اور وسیع پیمانے پر اخبارات کو نکلنا چاہیے مگر میں آپکے اس خیال سے متفق نہیں ہوں کہ صوبۂ متحدہ سے کوئی اچھا اخبار نہیں نکلتا -

لکھنؤ سے " ہندوستانی " ایک سنجیدہ اور پر مواد اخبار نکلتا ہے اور ہمیشہ اسکی تعریف کرتا ہوں - گورکھپور سے " مشرق " حکیم برہم صاحب نکالتے ہیں جو قدامت کے لحاظ سے اوزان ' چھپائی لکھائی کے لحاظ سے نہایت عمدہ ' اور ہر طرح کے مواد اور معاملات و اخبار کا بہت اچھا مجموعہ ہوتا ہے - ضخامت اور کثرت اخبار کے لحاظ سے اس صوبے میں کوئی اخبار اسکا مقابلہ نہیں کرسکتا - اسکے علاوہ اور بھی بہت سے اخبار نکلتے ہیں اور اپنی مقدور بھر کام کررہے ہیں - البشیر اس صوبے کا قدیمی اخبار ہے اور اسوقت سے کام کررہا ہے جبکہ اردو پریس ابتدائی حالت میں تھا - اردو اخباروں میں شاید وہی ایک اخبار ہے جس نے اپنی کوششوں سے ایک عمدہ مائی اسکول بورڈنگ سسٹم پر قائم کردیا جسے حال میں ہز انر سر جیمس مسٹن نے ۲۵ ہزار روپیہ اور رمین دینے کا کانپور کے قیام میں حکم دیا ہے -

الہ آباد سے ایک نیا اخبار مساوات نامی بھی نکلا ہے -

بہر حال اخبارات تو نکل رہے ہیں البتہ روزانہ اخبار کوئی نہیں - اگر کوئی کمپنی قائم ہو تو وہ روزانہ نکالے - با موجودہ اخبارات ہی میں سے کوئی دفتر اس کام کو اپنے ذمے لے لے - دفتر مشرق گورکھپور جس نے پریس کے کاموں میں بہت ترقی کی ہے مشرق کو روزانہ کرنے کیلیے کوشش کرے تو بہتر ہے - آپ دفتر مشرق سے خط و کتابت کیجیے -

عرضداشت

جو طلباے دار العلوم ندوہ نے تمام ارکان ندوہ و عموم بزرگان ملت کی خدمت میں بھیجی

بخدمت جناب بزرگان قوم و ارکان ندوۃ العلما مدظلہم العالی - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - جنابعالی ' ہم طلباے دارالعلوم جناب کی خدمت میں یہ عرض کرنے کی اجازت چاہتے ہیں کہ جسقدر جلد ممکن ہو جناب اپنی توجہ ندوۃ العلما کے معاملات کیطرف مبذول فرمائیں کیونکہ ندوہ کی تعلیمی و انتظامی خرابیاں روز بروز ترقی پر ہیں - جن معاملات کا تعلق ندوہ کے نظام سے ہے انسے ہمیں یہاں بحث نہیں - اسکا تعلق عام مسلمانوں سے ہے - البتہ تعلیمی نقائص اور اندرونی معاملات کا تعلق خاص ہماری ذات سے ہے - اسلیے ہم مدت تک ان نقصانات کو برداشت کرتے رہے ' اور دائرہ دانوں مدارس کے اندر رہکر کوشش کی لیکن اصلاح کی کوئی صورت نہ نکلی -

اب معمولی معمولی معاملات میں روک ٹوک ہونے لگی ' اور ہماری جائز آزادی بالکل سلب کرلی گئی - ہمارے تمام حقوق پامال کر دیے گئے ' اور ہمکو گستاخ اور سرکش قرار دیا گیا - ہمنے اسپر بھی صبر کیا اور باقاعدہ درخواست دیکر اپنے خیالات کو ظاہر کیا - اسکے جواب میں ہمسے نہایت سخت کلامی کی گئی اور ہمکو دھمکی دی گئی کہ تمہارا نام خارج کر دیا جائیگا -

جب ہمنے دیکھا کہ مرض لاعلاج ہے اور اصلاح کی توقع مفقود ' تو ننگ آکر تعلیم بند کردی - اسکے جواب میں دارالاقامہ بند کر دیا گیا - اب ہم غریب الوطن طلبا کو یہ دھمکی دیجاتی ہے کہ بورڈنگ چھوڑ دو ' ہمکو یہ بھی پیام دیا گیا ہے کہ پولیس کے ذریعہ نکالدیئے جاؤ گے - خدا کے لیے جلد ہماری مدد کیجیے ورنہ ہم تمام طلبہ دارالعلوم کو جواب دیکر اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں گے -

طلباے دار العلوم ندوۃ العلما لکھنؤ

اشتہار

طب جدید اور اپنے چالیس سالہ ذاتی تجربے کی بنا پر مندرجہ ذیل کتابیں تیار کیں ہیں - صحت النساء جس مستورات کے امراض اور محافظ الصبیان میں بچوں کی صحت کے متعلق مؤثر تدابیر سلیس اردو میں چکنے کاغذ پر خوشخط طبع کرائی ہیں - ڈاکٹر نریں رشید احمد صاحب نے بہت تعریف لکھ کر فرمایا ہے کہ یہ دونوں کتابیں ہر گھر میں ہونی چاہئیں - اور جنابہ ہر ہائینس بیگم صاحبہ بھوپال دام اقبالہا نے بہت پسند فرما کر کثیر جلدیں خرید فرمائی ہیں نیز ہر ماہ علم چھ ماہ کے لیے رعایت کی جاتی ہے طالبان صحت جلد فائدہ اٹھائیں -

صحت النساء اصلی قیمت ۱ روپیہ - ۱۰ آنہ - رعایتی ۱۲ آنہ
محافظ الصبیان ' اصلی قیمت ۲ روپیہ ۸ آنہ - رعایتی ۱ روپیہ
اردو مڈیکل جورس پروڈنس معہ تصاویر اس میں بہت سی کارآمد چیزیں ہیں اصلی قیمت ۲ روپیہ ۸ آنہ - رعایتی ۱ روپیہ
علاوہ محصولڈاک وغیرہ -

ملنے کا پتہ :- ڈاکٹر سید عزیز الدین گورنمنٹ پنشنر میڈیکل آفیسر ضلع رہتک - ڈاکخانہ بھری ضلع رہتک -

مسئلہ بقاء و اصلاح ندوہ

بمبئی

ذیل میں اس ریزولیشن کی نقل درج کرتا ہوں جو انجمن ضیاء الاسلام میں ندوۃ العلماء لکھنؤ کے متعلق منظور ہوا ہے، براہ کرم اخبار میں شائع فرما کر ممنون فرمائیں :

" انجمن ضیاء الاسلام کا یہ جلسہ طلباء ندوۃ العلماء لکھنؤ کی اسٹرائک کے متعلق اپنے رنج ظاہر کرتا ہے، اور اس امر کو بڑے زور کے ساتھ پیش کرتا ہے کہ اکابرین قوم کا ایک دائم مقام کمیشن ندوۃ العلماء کی حریفوں کی تحقیقات کیلیے مقرر کیا جاے، اور پوری سرگرمی کے ساتھ اس امر کی سعی کیجاے کہ مذکورۂ بالا افادہ گاہ محفوظ و مامون رہے "

راقم دیندار مدد - عبد الرؤف خاں

آنریری سکریٹری انجمن ضیاء الاسلام بمبئی

پیلی بھیت

ہم حسب دیل اصحاب کے درخواست کرنے ہیں کہ وہ بہت جلد اپنی توجہ اسطرف منعطف فرما کر قوم کو مشکور فرماویں :

سر حمد صاحب محمود آباد، صاحبزادہ آفتاب احمد خانصاحب، شیخ شمس الدین صاحب سکریٹری انجمن حمایت اسلام لاہور، مسٹر محمد علی خاں صاحب ایڈیٹر ہمدرد، انریبل مسٹر مظہر الحق صاحب بیرسٹر ایٹ لا پانکی پور، ایڈیٹر صاحب الہلال بنگلہ، حباب وزیر صاحب بہاول پور، حاجی حافظ حکیم اجمل خاں صاحب، حاجی نواب محمد اسحاق خاں صاحب سکریٹری علی گڈھ کالج، حکیم صاحب مدرسہ عالیہ دیوبند -

راقم محمد عزیز اللہ خاں وکیل اصحاب جلسہ

پیلی بھیت صوبہ ممالک متحدہ اودھ

بمبئی

ذیل میں اس ریزولیشن کی نقل درج کرتا ہوں جو انجمن ضیاء الاسلام میں ندوۃ العلماء لکھنؤ کے متعلق منظور ہوا ہے، براہ کرم اخبار میں شائع فرما کر ممنون فرمائیں :

" انجمن ضیاء الاسلام کا یہ جلسہ طلباء ندوۃ العلماء لکھنؤ کی اسٹرائک سے دلی رنج ظاہر کرتا ہے، اور اس امر کو بڑے زور کے ساتھ پیش کرتا ہے کہ اکابرین قوم کا ایک دائم مقام کمیشن ندوۃ العلماء کی حریفوں کی تحقیقات کیلیے مقرر کیا جاے، اور پوری سرگرمی کے ساتھ اس امر کی سعی کیجاے کہ مذکورۂ بالا افادہ گاہ محفوظ و مامون رہے "

راقم دیندار مدد - عبد الرؤف خاں

آنریری سکریٹری انجمن ضیاء الاسلام بمبئی

دہلی

قدسی کرام :

مسلمانان دہلی کا ایک عام جلسہ آج کالی مسجد میں منعقد ہوا اور یہ ریزولوشن کامل سے پاس ہوا :

" یہ جلسہ ندوۃ العلماء کے موجودہ حالات سے ناراضی ظاہر کرتا ہے اور یہ تجویز کرتا ہے کہ ایک کمیشن مقرر کیا جاے جسکے ارکان سارے ہندوستان کے چیدہ اصحاب سے لیے جائیں، اور وہ اسکی موجودہ بدنظمی کی تحقیقات اور اسکے دعویٰ کی کوشش کرے "

قصور

قصور کے معزز مسلمانوں کا ایک جلسہ ندوۃ العلماء کی موجودہ نازک حالت کو اخبارات کے ذریعہ معلوم کرکے مولوی عبد القادر صاحب وکیل حنیف کورٹ کے مکان پر ۱۳ مارچ سنہ ۱۹۱۳ ع کو بعد نماز مغرب منعقد ہوا، جسمیں بالاتفاق حسب ذیل ریزولیوشن پاس ہوے -

اول - مسلمانان قصور کا یہ جلسہ دار العلوم ندوہ کے موجودہ نازک حالت اور اسکی نسبت موجودہ بے اطمینانی کو نہایت رنج اور تشویش سے دیکھتے ہوے ارادہ کرتا ہے کہ ایک معزز حامی دار قائمقام کمشنر کے ذریعہ ان تمام حالات کی تحقیقات کرائی جاوے، اور کمیشن مذکور کی رپورٹ کو آگاہی اور فیصلہ کیلیے مشتہر کیا جاوے -

محرک مولوی علام محی الدین صاحب وکیل- موید مولوی محمد داؤد صاحب - حاجی عبد الرحیم صاحب رئیس -

دوم - یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ یہ ریزولیوشن اراکین ندوہ کی خدمت میں بذریعہ ناظم صاحب، نیز اشاعت کیلیے اخبارات میں بھیجدیا جاے -

(عبد القادر وکیل)

[10]

دیکھیے ؟

ایک نہیں بلکہ تین ڈاکٹر صاحبان فرماتے ہیں

یہ زمانہ حال کی حیرت انگیز ایجاد از کار رفتہ پرزہ ہون کیلیے عصائے جوانی، کمزوروں و ناتوانوں کیلیے طلسم سلیمانی، پہلوانوں کیلیے شمشیر اصفہانی، غرضکہ ہر طرح محافظ زندگانی ہیں - معمولی کمزوری دو چند روز میں پورا پورا فائدہ پہنچاتی اور تکان میں حلق سے اترتے ہی فوراً اپنا اثر دکھاتی ہیں - دل و دماغ کو قوت بخشتی اور اعصائے رئیسہ کو تقویت دیکر لطف زندگانی دلاتی ہیں - چہرہ کو با رونق، ہاضمہ درست، رعاشہ پاؤں کو چست چالاک کرتی ہیں - مرجھائے ہوئے دل کو تازہ کرکے مردہ جسم میں جان ڈالتی ہیں - ایام شباب کی بے اعتدالیوں اور غلط کاریوں کیوجہ سے جو لوگ مایوس و زندہ درگور ہو چکے ہیں اُنکے لیے اکسیر سے زیادہ مفید ہیں - ڈاکٹر سی - سی - ایم - میڈالسٹ ایل - ایم - اس - فرماتے ہیں کہ کایا پلٹ زمانہ حال کی حیرت انگیز و کامیاب دوا ڈاکٹری یونانی کبیراجی کا نچوڑ ہیں - اور ہر قسم کے کمزور مریضوں کیلیے میں وثوق و کامل بھروسہ کے ساتھ تجویز کرتا ہوں - ڈاکٹر بی - ڈی - معالن مشیر طبی شہنشاہی ٹرف کلب وغیرہ فرماتے ہیں کہ کایا پلٹ میں کوئی چیز ضرر رساں نہیں بلکہ نہایت قیمتی و مقوی اجزاء سے مرکب ہیں میں پوری اطمینان کیساتھ بیمار و کمزور مریضوں کیلیے تجویز کرتا ہوں -

ڈاکٹر آر - بی - ایل - ایم - اس کلکتہ فرماتے ہیں کہ کایاپلٹ نامردی - جریان و سرعت کے مریضوں کے لیے نہایت مفید گولیاں ہیں اور زمرد نے تو اسکی خریدوں کو بہت کچھ بڑھا دیا ہے

ان کے علاوہ ہمارے پاس انگلت و بے مانگے سرٹیفکٹ موجود ہیں، لیکن آپکا تجربہ سب سے بڑا سرٹیفکٹ ہے آرمائیے و لطف زندگی اٹھائیے ہمارا دعویٰ ہے اگر آپ چالیس روز حسب ہدایت کایا پلٹ استعمال کرینگے تو آپ تمام امراض سے شفاء کلی حاصل کرینگے - اگر آرام نہ ہو تو حلفیہ لکھدیجیے آپکی قیمت واپس - پرچہ ترکیب ہمراہ مع چند مفید ہدایات دیا جاتا ہے جو بچالے خود وسیلۂ صحت ہیں - ان خریدوں پر بھی قیمت صرف ایکروپیہ فی شیشی اور ۶ شیشی کے خریدار کو ۵ روپیہ ۸ آنہ نمونہ کی گولیاں ۴ آنہ کے ٹکٹ آنے پر روانہ ہو سکتی ہیں جواب طلب امور کیلیے ٹکٹ انا چاہئے -

ایجنٹوں کی ہر جگہ ضرورت ہے

المشتہر

منیجر " کایا پلٹ ڈاک بکس نمبر ۱۷۰ کلکتہ

[25]

تین لاکھ روپے

مور نامی چٹھی رسان نے جس کے ہماری کمپنی سے صرف ایک بیا بانڈ خریدا تھا، انعام ملگیا - پریمم بانڈ یورپین گورنمنٹوں کے جاری کردہ ہیں، جسطرح کہ تمسکات عثمانیہ کا اسی قدر پرنٹ سرمایہ ہے - لاکھوں روپے خریداروں میں تقسیم کیے جاتے ہیں - انعام اجاے، خریدار مالا مال، روپہ رقم قائم - قیمت ایک بیا مانڈ ایکسو بیس ۱۲۰ روپے یا سوا گیارہ روپے - قسط ایک سال تک - پہلی قسط بھیجتے پر نام خریدار انعام میں شامل ہوجاتا ہے - دنیا میں کوئی طریقہ اسقدر مفید روپے لگانے کا نہیں - مفصل حساب و حالات ایک پیسہ کے کارڈ پر ہم مفت روانہ کرتے ہیں - درخواست پر نام چیف انڈین ایجنٹ پریمم بانڈ سلطنت ہاے یورپ انار کلی لاہور

لکھنؤ

انجمن اصلاح ندوہ

۱۶ مارچ کو لکھنؤ اور باہر کے مسلمانوں کا ایک جلسہ نواب سید علي حسن خاں بہادر کي کوٹھي پر منعقد ہوا - مولوي نظام الدین حسن صاحب بي - اے - ایل - ایل - بي - صدر منتخب ہوے اور ندوۃ العلما کے مفاسد اور خرابیوں کے انسداد کي تدابیر پر غور کیا گیا - مولوي محمد نسیم صاحب وکیل و رکن ندوہ نے یہ تجویز کي کہ " اصلاح ندوہ " کي جگہ " معین الندوہ " کے نام سے ایک کمیٹی بنائي جاے' لیکن مجاریٹي نے اسے منظور نہیں کیا کیونکہ اس سے مقصود ندوہ کي قابل اصلاح حالت کو تاریکي میں ڈالنا تھا - بالاخر کثرت راے سے طے پایا کہ " چونکہ ندوۃ العلما کي بد انتظامي اس حد تک پہنچ گئي ہے کہ جب تک تمام قوم اسکي طرف متوجہ نہوگي اسکا درست ہونا دشوار ہے - اسلیے ایک انجمن " اصلاح ندوہ " قائم کي جاتي ہے جو جملہ حالات کي تحقیق کرے اور تمام مسلمانان ہند کے وائم مقاموں کو متدعو کرکے ایک جلسۂ عام منعقد کرے " اس انجمن کے ممبر وہ تمام اصحاب قرار دیے گئے جنکي فہرست موجود نہي - (مراسلہ نگار)

چھاؤنی ملتان

ندوۃ العلما کي جدید نظامت کے متعلق جو خیالات قوم میں پیدا ہوے تھے' اور جو بدگمانیاں پیدا ہورہي تھیں' طلداے ندوہ کے اسٹرائک سے درجہ یقین کو پہنچ گئیں - عام مسلمان بے حد مشوش تھے - آخر ۱۵ - مارچ سنہ ۱۳ع کو انجمن نصرۃ الاسلام چھاؤني ملتان کا غیر معمولي جلسہ ہوا جس میں مندرجہ ذیل رزولیوشن پاس ہوئے :

(۱) یہ انجمن مسلمانان ملتان کی طرف سے استدعا کرتي ہے کہ ندوہ کے ہر صیغہ میں جس قدر جلد ممکن ہو اصلاح کي جائے' اور جدید ناظم صاحب یعني مولوي خلیل الرحمن پر قوم کو مطلق اعتماد نہیں ہے - اس لیے عدم اعتماد کا ووٹ پاس کرتي ہے -

(۲) یہ انجمن مناسب سمجھتي ہے کہ طلبا کے اسٹرائک کے متعلق اور جدید اصلاحات پر غور کرنے کے لیے مندرجہ ذیل اصحاب کي کمیٹي منتخب کي جائے جو بعد تحقیقات اپني رپورٹ پبلک کے سامنے پیش کریں' نیز مجوزہ اصلاحات کو عمل میں لانے کیلیے سعي بلیغ فرمائیں -

(صوبہ پنجاب کي طرف سے)

ڈاکٹر محمد الدین صاحب ڈائرکٹر تعلیمات بہاولپور - کرنل عبد المجید خاں پٹیالہ - حاجي شمس الدین صاحب انجمن حمایت الاسلام لاہور -

(دہلي)

حاذق الملک حکیم محمد اجمل خاں صاحب - مسٹر محمد علي ایڈیٹر " ہمدرد " -

(صوبجات متحدہ)

آنریبل خواجہ عالم الثقلین وبدل میرٹھ - آنریبل سید رضا علي وبیل مراد آباد - صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب بیرسٹرایٹ علیگڈھ مسٹر وزیر حسن سکریٹري آل انڈیا مسلم لیگ لکھنؤ راجہ صاحب محمود آباد مولانا عبد الباري صاحب فرنگي محل لکھنؤ نواب وقار الملک صاحب امروہہ -

(بہار)

مسٹر مظہر الحق بیرسٹرایٹ لا دانا پور -

(بنگال)

مولانا ابو الکلام آزاد - کلکتہ -

(دیوبند)

مولانا سید احمد صاحب -

12 **مشاہیر اسلام رعایتی قیمت پر**

(۱) حضرت منصور بن حلاج اصلي قیمت ۳ آنہ رعایتي ۱ آنہ (۲) حضرت بابا فرید شکر گنج ۳ آنہ رعایتي ۱ آنہ (۳) حضرت محبوب الہي رحمۃ اللہ علیہ ۲ آنہ رعایتي ۳ پیسہ (۴) حضرت خواجہ حافظ شیرازي ۲ آنہ رعایتي ۳ پیسہ (۵) حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوي ۳ آنہ رعایتي ۱ آنہ (۶) حضرت شیخ برعلي قلندر پاني پتي ۳ آنہ رعایتي ۱ آنہ (۷) حضرت امیر خسرو ۲ آنہ رعایتي ۳ پیسہ (۸) حضرت سرمد شہید ۳ آنہ رعایتي ۱ آنہ (۹) حضرت غوث الاعظم جیلاني ۳ انہ رعایتي ۱ انہ (۱۰) حضرت عبد اللہ بن عمر ۳ انہ رعایتي ۱ آنہ [۱۱] حضرت سلمان فارسي ۲ آنہ رعایتي ۳ پیسہ [۱۲] حضرت خواجہ حسن بصري ۳ آنہ رعایتي ۱ آنہ [۱۳] حضرت امام رباني مجدد الف ثاني ۲ آنہ رعایتي ۳ پیسہ (۱۴) حضرت شیخ بہاالدین زکریا ملتاني ۲ آنہ رعایتي ۳ پیسہ (۱۵) حضرت شیخ سنوسي ۳ آنہ رعایتي ۱ آنہ (۱۶) حضرت عمر خیام ۳ آنہ رعایتي ۱ آنہ (۱۷) حضرت امام بخاري ۴ آنہ رعایتي ۲ آنہ (۱۸) حضرت شیخ محي الدین ابن عربي ۳ آنہ رعایتي ۶ پیسہ (۱۹) شمس العلما آزاد دہلوي ۳ انہ رعایتي ۱ انہ (۲۰) نواب محسن الملک مرحوم ۳ انہ رعایتي ۱ انہ (۲۱) شمس العلما مولوي ذکاء اللہ ۳ انہ رعایتي ۱ انہ (۲۲) آنریبل سرسید مرحوم ۵ رعایتي ۲ انہ (۲۳) رائٹ آنریبل سید امیر علي ۲ انہ رعایتي ۳ پیسہ (۲۴) حضرت شہباز رحمۃ اللہ علیہ ۵ آنہ رعایتي ۲ آنہ (۲۵) حضرت سلطان عبدالحمید خاں غازي ۵ انہ رعایتي ۲ انہ (۲۶) حضرت شبلي رحمۃ اللہ ۲ انہ رعایتي ۳ پیسہ [۲۷] کرشن معظم ۲ آنہ رعایتي ۳ پیسہ [۲۸] حضرت ابو سعید ابوالخیر ۲ انہ رعایتي ۳ پیسہ [۲۹] حضرت مخدوم صابر کلیري ۲ انہ رعایتي ۳ پیسہ [۳۰] حضرت ابونجیب سہروردي ۲ انہ رعایتي ۳ پیسہ [۳۱] حضرت خالد بن ولید ۵ انہ رعایتي ۲ انہ [۳۲] حضرت امام غزالي ۶ انہ رعایتي ۲ انہ ۲ پیسہ [۳۳] حضرت سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس ۵ انہ رعایتي ۲ انہ [۳۴] حضرت امام حنبل ۴ انہ رعایتي ۶ پیسہ [۳۵] حضرت امام شافعي ۶ انہ رعایتي ۱۰ پیسہ [۳۶] حضرت امام جنید ۲ انہ رعایتي ۳ پیسہ (۳۷) حضرت عمر بن عبد العزیز ۵ - آنہ - رعایتي ۲ - آنہ (۳۸) حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکي ۳ - آنہ رعایتي ۱ - آنہ ۳۹) حضرت خواجہ معین الدین چشتي ۵ - آنہ - رعایتي ۲ آنہ (۴۰) عارف عثمان پاشا شیر پلیونا

اصلي قیمت ۵ آنہ رعایتي ۲ آنہ - سب مشاہیر اسلام قریباً دو ہزار صفحہ کي قیمت یک جا خریدنے کرنیسے صرف ۲ روپیہ ۸ - انہ - (۴۰) رفقاء پنجاب کے اولیاے کرام کے حالات ۱۲ - انہ رعایتي ۶ - انہ (۴۱) آئینہ خود شناسي تصوف کي مشہور اور لاجواب کتاب حضرت بیدی کا رہبر ۵ انہ - رعایتي ۳ - انہ - [۴۲] حالات حضرت مولانا روم ۱۲ - آنہ - رعایتي ۶ - انہ - [۴۳] حالات حضرت شمس تبریز ۶ - انہ - رعایتي ۳ انہ - نقب دیل کي قیمت میں اوني رعایت نہیں - [۴۴] حیات جاوداني مکمل حالات حضرت محبوب سبحاني غوث اعظم جیلاني ۱ روپیہ ۸ انہ [۴۵] مکتوبات حضرت امام رباني مجدد الف ثاني اردو ترجمہ قریبہ ہزار صفحہ کي تصوف کي لاجواب کتاب ۶ روپیہ ۷ انہ [۴۶] ہشت بہشت اردو خواجگان چشت اہل بہشت کے حالات اور ارشادات ۲ روپیہ ۸ انہ [۴۷] رموز الاطبا ہندوستان بھر کے تمام مشہور حکیموں کے بالتصویر حالات زندگي معہ انکي سیدھي بہ سیدھي اور صدہا مجربات کے جو کئي سال کي محنت کے بعد جمع کئے گئے ہیں - اب دوسري ایڈیشن طبع ہوا ہے اور جن ہزاروں کے جن نسخوں کي تصدیق کي ہے انہي علم بھي لکھدئے ہیں - علم طب کي لاجواب کتاب ہے اسکي اصلي قیمت چھ روپیہ ہے اور رعایتي ۳ روپیہ ۸ انہ [۴۸] البحریان اس کا مراد مرض کي تفصیل تشریح اور علاج ۲ انہ رعایتي ۳ پیسہ [۴۹] صابون ساري کا رسالہ ۲ انہ رعایتي ۳ پیسہ -(۵۰) انگلش ٹیچر بعیر مدد اُستاد کے انگریزي سیکھنے والي سب سے بہتر کتاب قیمت ایک روپیہ (۵۱) اصلي کیمیا گري یہ کتاب سونے کي کان ہے اسمیں سونا چاندي رانگ سیسہ - جستہ بنانے کے طریقے درج ہیں قیمت ۲ روپیہ ۸ آنہ

ملنے کا پتہ — منیجر رسالہ صوفي پنڈي بہاؤ الدین ضلع گجرات پنجاب

19 سعادت دارین - قرآن کریم - بیش قدر تفاسیر - اکسیر صحت کتب دین و تاریخی و اسلامي - اور بیسیوں دیگر مفید و دلچسپ مطبوعات وطن کي قیمتوں یکم مارچ ۱۳ - بروز اتوار کیلئے معقول تخفیف ہوگي - مفصل اشتہار مع تفصیل کتب بواپسي ڈاک ملاحظہ کیجیے - تا نہ آپ تاریخ مقررہ پر فرمایش نہیج سکیں - المشتہر منیجر وطن لاہور

مسئلۂ بقاء و اصلاح ندوة العلما

طلباء دارالعلوم ندوہ نے اپني شکایتوں اور اسٹرائک کے اسباب کے متعلق مندرجۂ ذیل تحریر شائع کي -

حامداً و مصلیاً

جناب والا !

ہم طلباء دار العلوم کے اسٹرائک کا جو معاملہ آپ کے سامنے پیش ہے ' جبتک آپکو اسکي ترتیب و تاریخ و علل و اسباب دریافت کرنیکا کوئي قابل وثوق دریعہ ہاتھہ نہ آے ' آپ اوسکا منصفانہ فیصلہ جیسا کہ آپ کي ذات سے توقع ہے نہیں کرسکتے - اس بنا پر ہم طلبا آپکي خدمت میں یہ تفصیلي عرضداشت پیش کرنیکي اجازت چاہتے ہیں :

دنیا میں واقعات پر مختلف حیثیتوں سے نگاہ ڈالنے سے جو مختلف نتائج مستنبط ہوتے ہیں ' ہمارا معاملہ اوسکي بہترین مثال ہے - اس معاملہ کا ایک پہلو یہ ہے کہ یہ اسٹرائک ہماري سرکشي کا نتیجہ ہے ' لیکن واقعہ پر جب اس حیثیت سے نگاہ ڈالي جاتي ہے کہ کیا ایک ضعیف اور محکوم گروہ ایک صاحب اقتدار مہتمم یا ناظم کے ساتھہ بغیر سخت ناگوار برتاؤ کے سرکشي کرنیکي جرأت کرسکتا ہے ؟ تو واقعہ کي حیثیت بدلجاتي ہے ' اور خود بخود سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کیا شکایات ہیں جنہوں نے اس ضعیف گروہ کو اس خود کشي پر آمادہ کیا ؟ ہم جناب کي خدمت میں اس معاملہ کو اسي حیثیت سے پیش کرتے ہیں -

لیکن آپ کو ہماري شکایتوں سے پہلے یہ پیش نظر رکھنا چاہیے کہ ندوہ کیساتھہ قوم کو کسقدر دلچسپي ہے ؟ دار العلوم کن اصولوں پر چل رہا تھا ؟ دار العلوم کي امتیازي خصوصیات کیا ہیں ؟

یہ عام طور پر مسلم ہے کہ ندوہ کیساتھہ قوم کو کوئي خاص دلچسپي نہیں ہے - سالانہ جلسے عموماً بند ہوگئے ہیں ' چندوں کي مقدار کم ہوگئي ہے ' لوکل ارکان کا خود یہ حال ہے کہ بمشکل انتظامي جلسوں میں کورم پورا ہوتا ہے -

یہ بھي آپ کو معلوم ہے کہ اب دار العلوم کي تعلیمي حالت بہت ترقي کرگئي تھي ' درجۂ تکمیل کھلگیا تھا ' نصاب تعلیم میں بہت کچھہ تغیر کردیا گیا تھا ' طریق تعلیم بہت کچھہ بدل گیا تھا طلباء میں مجتہدانہ تعلیم حاصل کرنیکا ذوق پیدا ہوگیا تھا ' علمي مسائل پر برجستہ تقریر کرنیکي خاص طور پر کوشش کیجاتي تھي -

مسودۂ دار العلوم ' قواعد ندوۃ العلماء ' روئداد جلسہاے انتظامیہ نے تمام طلباء کو عزت نفس ' مساوات ' بلند ہمتي کا عام سبق دیا ہے ' اور یہي دارالعلوم کي امتیازي خصوصیات ہیں - چنانچہ جلسہ دھلي میں دار العلوم کي جو رپوٹ پیش کي گئي تھي اوسمیں اسپر خاص طور پر فخر کیا گیا تھا - انہیں خصوصیات نے ہماري حالت کو عام مدارس عربیہ کے طلباء سے مختلف بنادیا ہے ' اور ہماري معروضات کے سننے میں جناب کو خاص طور پر اس کا لحاظ رکھنا چاہیے -

ان مقدمات کے عرض کرنے سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ آپ کو نتائج ذیل کیطرف توجہ دلائیں :

(۱) جبکہ ندوہ کے ساتھہ قوم کو کوئي دلچسپي نہیں ہے تو ایسي حالت میں ہم کو قوم کي توجہ و حمایت کي توقع بہت کم تھي اسلیے یہ اسٹرائک سخت مایوسي اور مجبوري کي حالت میں نہیں کیگئي ہے ' بلکہ درحقیقت یہ ایک قسم کي خود کشي ہے

(۲) تعلیمي حالت جن اصول پر قائم ہوگئي تھي اوسکے قائم رکھنے یا ترقي دینے کا جائز حق حاصل تھا اسلیے اگر اسمیں کسي قسم کي رکاوٹ پیدا کیجاتي ہے تو اوس سے قدرتي طور پر مایوسي پیدا ہوتي ہے -

(۳) اگر طلباء کیساتھہ ناظم یا مہتمم یا مدرسین ایسا برتاؤ کرتے جو عزت نفس کے منافي ہوتا ' یا اونمیں ذلت آمیز تفریق و امتیاز پیدا کرتا ' تو یقیناً یہ طرز عمل مایوسي بخش ہوتا -

ان نتائج کے بعد اب ہم ان شکایات کو بہ تفصیل آپکي خدمت میں پیش کرتے ہیں - ہمکو مدعي ' تعلیمي ' انتظامي ' اخلاقي ہر قسم کي شکایتوں کے پیش کرنیکا افسوسناک موقع پیش آگیا ہے ' اسلیے ہم ہر ایک کا ذکر جدا جدا عنوانات کے تحت میں کرتے ہیں - جناب سے توقع ہے کہ آپ ان تمام پہلوؤں کا لحاظ فرما کر ہماري زندگي کو اور دار العلوم کي انتظامي حالت کو ایک ایسے معیار پر لانیکي کوشش کرینگے ' جو دار العلوم کے شایان شان ہوگا -

(تعلیمي شکایات)

تعلیمی حیثیت سے مستطیع و غیر مستطیع طلبا میں سخت تفرقہ قائم کیا گیا ' چنانچہ یہ حکم جاري کیا گیا کہ طلباء غیر مستطیع کو یہ معاہدہ کرنا پڑیگا کہ وہ بعد فراغ پانچ سال تک باقل معاوضہ (بیس ۲۰ روپیہ ماہوار) مدرسے کي خدمت پر اپني زندگي وقف کردینگے ' نیز اگر بغیر تکمیل پاس کیے یہانسے چلے جاوینگے تو اونپر جو کچھہ خرچ کیا گیا ہے وہ واپس کرنا پڑیگا ' طلباء غیر مستطیع نے اس ناگوار تفریق کو محسوس کرکے ایک درخواست دي ' جسکا خلاصہ یہ تھا کہ قواعد دار العلوم میں اس کا کوئي ذکر نہیں ہے ' اور نہ یہ تجویز کسي جلسہ میں منظور ہوئي ہے ' اور نہ کبھي اس پر عمل کیا گیا -

مہتمم صاحب نے ناظم صاحب کي خدمت میں طلباء کے عذرات پیش کیے - اونہوں نے جواب دیا کہ یہ تجویز منظور ہوچکي ہے ' میں وہ تحریر نہیبھیجونگا - مہتمم صاحب سے جب دوبارہ ناظم صاحب نے اسکي تعمیل پر اصرار کیا تو اونہوں نے حسب وعدہ تحریر مانگي ' لیکن اونہوں نے تحریر نہیں بھیجي ' اور فرمایا کہ آپ تو میرے حکم کي تعمیل کردي ہوگي - اب مہتمم صاحب نے طلباے غیر مستطیع کو بلاکر فرمایا کہ میں اسکي تعمیل پر مجبور ہوں ورنہ آپ لوگوں کو اخراج تک کي تکلیف گوارا کرني ہوگي - طلبا نے اب مجبوراً ناظم صاحب کي خدمت میں درخواست دي جسکا جواب ابتک نہیں دیا گیا - اس حکم کي ناگواري کا ایک بڑا سبب یہ تھا کہ دارالعلوم میں مصارف طعام کے علاوہ اور تمام مصارف تعلیم سے مستطیع اور غیر مستطیع برابر فائدہ اٹھاتے ہیں ' اسلیے اسکی کوئي وجہ نہیں کہ طلباء مستطیع بالکل آزاد کردیے جائیں اور غیر مستطیع طلباء کو ایسي سخت پابندي پر مجبور کیا جائے - بعض انتظامات سے طلبا کو یقین ہوگیا کہ اب دار العلوم کے نظام تعلیمي میں عظیم الشان انقلاب پیدا ہو جائیگا چنانچہ درجۂ تکمیل کي اصلي خصوصیت فنا ہوگئي - علم تفسیر پر تقریر کرنے کیلیے جو جلسہ ہوا کرتا تھا ' بند ہوگیا - طلباء کے کانوں میں یہ صدائیں آنے لگیں کہ اب ملا فاضل اور انٹرنس کے امتحان کي تیاري کا سامان کیا جائیگا ' اور اسکے لیے لڑکے تیار کیے جائینگے - عملاً جو انقلاب ہوا وہ یہ تھا کہ صرف ایک طالب علم کیلیے درجۂ انٹرنس کھولا گیا -

درجۂ اعلیٰ کے متعلق قواعد داخلہ میں صاف تصریح ہے کہ " درجۂ اعلیٰ کے دونوں سالوں میں انگریزي بھي پڑھائي جائیگي " لیکن جب درجہ انٹرنس کھلا تو ایک مدرس کے اضافہ کي ضرورت محسوس ہوئي - بجاے اسکے کہ یہ اضافہ کیا جاتا - درجہ اعلیٰ کي تعلیم کے گھنٹے اس درجہ کو دیدیے گئے ' اور اس درجہ کو انگریزي تعلیم سے محروم کردیا گیا - اکثر مدرسین نے ان طلباء کے

[illegible]

جائز حقوق کے دلانیکی کوشش کی ' مگر ارنکو نا کامیابی هوئی - انسپکٹر صاحب نے بھی درجه انٹرنس کے کھلنے پر اعتراض کیا ' اور کہا که درجه انٹرنس کیلیے موجوده اسٹاف نا کافی هے اور اب یونیورسٹی الہ آباد نے پرائیوٹ طریقه امتحان قائم نہیں رکھا ' لیکن با ایں همه وہ درجه ابتک قائم هے ' اور طلباے درجهٔ اعلی انگریزی سے محروم هیں -

انگریزی اسٹاف کی بے توجهی اور نا مناسب برتاؤ کی همیشه سے طلباء کو شکایت رهی ' جسکی وجه یه هے که یه اسٹاف همیشه اپنے آپ کو پرنسپل کے اثر سے خارج سمجھتا رها - چنانچه بعض ماسٹرونکے متعلق جب عام شکایت پیدا هوئی که وہ وقت پر نہیں آتے ' اور پورے گھنٹے میں تعلیم نہیں دیتے ' تو مہتمم صاحب نے اسکا انتظام سختی سے کرنا چاها ' اسپر بجائے اطاعت کے وہ مہتمم صاحب کے ساتھه نا مناسب طریقه سے پیش آئے - اس حیال کا یه اثر تھا که انگریزی اسٹاف نے طلبا پر اس قسم کی ناجائز سختیاں کیں که ارنکی زبان بند هوجائے ' تاکه مہتمم صاحب کو مداخلت کی ضرورت هی پیش نه آئے - اس غرض سے مہتمم صاحب و ناظم صاحب کی خدمت میں طلباء کی سرکشی کی شکایتیں شروع کیں ' جنکا مقصد یه تھا که ارنکی آواز بے اثر هوجائے - عملاً ارنکی سختی کی نوبت یہانتک پہونچی که هیڈ ماسٹر نے ایک لڑکے کو برث سے ٹھوکر لگائی ' حالانکه وہ اوسوقت دوسرے کلاس میں حساب سیکھه رها تھا - سیکنڈ ماسٹر نے ایک طالب علم کو دوڑا کر مارا ' اور پھر هیڈ ماسٹر سے شکایت کی که یه لڑکا بد تہذیب هے - اس کا نام خارج کردیا جائے -

مولانا شبلی نے اپنے استعفا کے بعد همکو یقین دلایا تھا که وہ اب بھی هماری خدمت کیلیے تیار هیں ' چنانچه انکی یه تحریر اخبار وکیل میں شائع هوچکی هے - اس توقع کی بناپر جب وہ تشریف لائے تو همنے ارنسے بخاری پڑھنے کی درخواست کی ' اور وہ بمجبوری تمام آماده هوے - مہتمم صاحب اسپر بالکل راضی تھے - چنانچه جن طلبا نے کتب خانه سے بخاری شریف لینے کی عرضی دی ' ارسکی اجازت ارنھوں نے بخوشی دی - لیکن چند هی روز کے بعد معلوم هوا که ناظم صاحب اسکو پسند نہیں کرتے - مہتمم صاحب کا بیان هے که اس سبق کے نه روانے کیلیے ارنھوں نے ایک هفته تک ارنسے اصرار کیا - طلباء کے ساتھه بعض مدرسین بھی سرتک درس هوئے تھے ' ارنکی نسبت مہتمم صاحب سے ناظم صاحب نے فرمایا که میں ارن مدرسین کو نکال دونگا - آپ طلباء کو روانیے - جب یه دھمکیاں کارگر نه هوئیں ' اوسوقت یه حکم جاری کیا گیا که طلباء بجز درسی کتابوں کے کوئی غیر درسی کتاب کسی غیر مدرس سے نہیں پڑھسکتے - جب همنے اسپر عذر کیا تو مہتمم صاحب کے ذریعه سے دھمکی دیگئی که جو طلباء سرتک درس سے باز نه آوینگے ' ارنکا نام خارج کردیا جائیگا ' همنے باوجود اس اشتعال انگیز طرز عمل کے صرف یه کیا که اسکے خلاف ایک عرضی بھیجی ' اور نا انتظار جواب درس بند رکھا - جب جواب میں دیر هوئی تو همنے مہتمم صاحب سے اسکی درخواست کی ' انھوں نے فرمایا که ناظم صاحب نے نہایت مجمل جواب دیا هے ' جسکی توضیح کی ضرورت هے ' وہ اسوقت نہیں هیں - ارنکے آنے بعد اسکی توضیح هوسکیگی - میں اس درمیان میں سبق جاری کرنے کی زبانی اجازت دیتا هوں -

اب آپکو اس واقعه پر مختلف حیثیتوں سے غور کرنا چاهیے - پہلا سوال یه هے که بخاری کے درس سے چند طلباء روکے گئے تھے - اس سے عام ناراضی کیوں پیدا هوئی ؟ اس کا جواب یه هے که یه حکم عام تھا اسلیے اس کا اثر عام طلبا پر پڑتا تھا - دارالعلوم میں بلکه تمام مدارس میں یه طریقه جاری هے که جو طلباء کسی خاص کتاب یا فن میں کمزور هوتے هیں ' یا ارنکے اسباق چھوٹ جاتے هیں ' یا تیاری امتحان کا زمانه هوتا هے ' یا کسی مشہور یا صاحب فن عالم کی ذات سے فائده اوٹھانیکا موقع ملتا هے ' ایسی حالت میں ارن طلبا کو مدرسین کے علاوہ دوسرے لوگوں سے درس حاصل کرنیکی ضرورت هوتی هے - اسلیے اس قسم کا حکم طلباء کیلیے ایک ایسی بندش تھی جس کا اثر ارنکی عام علمی زندگی پر پڑسکتا تھا - چنانچه اس حکم کے بعد هی تمام طلبا کے خارجی اسباق بند هوگئے یہی وجه هے که تمام طلباء نے اس حکم پر متفقه طور سے عام ناراضی ظاهر کی - بعض اساتذه میں پارٹی فیلنگ کا ایسا شدید احساس پیدا هوگیا هے که وہ اپنا تمام وقت اسی مشغله میں صرف کرتے هیں ' جس کا نتیجه یہه هے که پہلے سے کتابوں کا مطالعه کرکے نہیں آتے ' درجه میں آکر اکثر اسی قسم کی گفتگو کرتے هیں ' جس کا مقصد یہه هوتا هے که همکو اپنا هم آزار بنالیں ' اسلیے همارا سعت تعلیمی نقصان هوتا هے ' اور هماری جذبات میں هیجان پیدا هوتا هے -

سیکنڈ ماسٹر صاحب عموما اپنے وقت مقررہ پر تشریف نہیں لاتے ' جس سے روزانه تعلیم کا حرج هوتا هے ' اور انکے زیر تعلیم درجونکو مسلسل تعلیمی نقصان برداشت کرنا پڑتا هے -

علم ادب کا درس جو خصوصیات دارالعلوم میں هے ' کلیة مفقود هوگیا هے - عربی تعلیم کی مشق کی طرف سے بالکل بے پروائی دیجاتی هے ' خطابت کی طرف مطلق توجه نہیں ' درجه اعلی کیلیے خاص ادب کا درس مقرر هے ' یہه درجه صرف اسی فن کی تعلیم حاصل کرتا هے ' لیکن ارسکی حالت بھی عام درجوں سے کچھه ممتاز نہیں - اس سے ابتدائی اور متوسط درجوں کی تعلیم کا اندازه کرلینا چاهیے -

علوم دینیه کی تعلیم نہایت معمولی پیمانے پر دیجاتی هے ' اساتذه بجاے اهم اور نتیجه خیز باتوں کے زائد اور دور از کار قصوں سے طلباء کے دلودماغ مرعوب کرتے هیں ' اصولی مباحث کو چھوڑ کر طلباء میں جزئیات فقه کے متعلق لقب پیدا کرایا جاتا هے ' جو مقاصد دارالعلوم کے بالکل خلاف هے -

تحریر و تقریر کا کمال خصوصیات دارالعلوم میں هے ' لیکن اب اس کا کوئی سامان نہیں - مدت تک همکو عربی اخبارات و رسائل کے ذریعه سے اسکے تکمیل کا موقع ملتا تھا ' لیکن اب یه سامان بالکل مفقود هے - مجلس مطالعه چند دنوں سے کوئی جاتی هے ' لیکن اسمیں نه تو همکو طرز تقریر بتایا جاتا هے ' اور نه هماری معلومات میں اسی قسم کے اضافه کی کوشش کیجاتی هے - جو اساتذه اسمیں سرگرم هوتے هیں ' وہ عام تعلیم کے طرح همارا بیان سنکر چلے جاتے هیں

ادبی ذوق بڑھانیکے لئے هم سے بار بار خواهش ظاهر کی که همارا درس عربی زبان میں هو ' درجه تکمیل کے معلم اگرچه ایک زبردست عرب هیں ' تاهم هماری اس درخواست کی طرف توجه نہیں کیجاتی ' تعلیم کا کمال کتابوں تک محدود هوگئی هے ' مجتهدانه تعلیم کی طرف کسیکو توجه نہیں - اس کا ایک طریقه یه تھا که مدرسین کسی خاص موضوع پر پہلے سے تیار هوکر آئے ' اور عام اور تم هر مہینے میں درس پر ایک لکچر دیدے ' پہلے هی سے اس طریق تعلیم کی داغ بیل پڑ چکی تھی ' مگر اب یہه طریقه بالکل مفقود هوگیا هے -

معتمد سابق کا یہه دستور تھا که وہ هر مہینے میں کسی نه علمی مسئله پر مجتهدانه لکچر دیتے تھے ' جو طلباء کے علاوہ مدرسین کی رهنمائی کا بھی کام دیتا تھا - همارے مستقبل اور طرز تعلیم کے متعلق مفید هدایات کرتے تھے جو همیشه مدرسین و طلباء کے پیش نظر رهتی تھیں - اب یه طریقه بالکل ناپید هوگیا هے -

(مذهبي شكايات)

مذهبي زندگي اور اشاعه اسلام کا ابتدائي خاکه قائم کرنيکے ليے چند طلباء کو خاص پابندي کے ساتھه تمام طلباء سے الگ کرليا گيا تها - وه ايک مدرس کي نگراني ميں عليحده مکان ميں رکھے جاتے تهے- ان طلباء نے اپني زندگي اس مقدس کام کيليے وقف کردي تهي' اور انکے والدين بهي اس پر راضي تهے - ارنميں تقرير کرنيکا ماده بهي پيدا هوگيا تها' عين ارس حالتميں جبکه يه طلباء اس زندگي کے خوگر هوچکے تهے' يه انتظام درهم برهم کردیا گيا' اور ان طلباء کو عام طلباء کے ساتهه مخلوط کردیا گيا' جس سے ارنکي مذهبي خصوصيت فنا هوگئي' اور دار العلوم کا بهت بڑا مقصد جسکي ابتدا هوچکي تهي دفعة برباد هوگيا -

عموماً ربيع الاول ميں هملوگوں کي طرف سے ايک مجلس ذکر مولد مرتب کي جاتي هے' امسال بهي هم نے حسب معمول قديم مجلس مولد مرتب کرني چاهي' اور خيال تها که اس مجلس ميں تقرير کرنيکي مولانا شبلي کو تکليف ديجاے - چونکه اسميں کبهي کسي قسم کي رکاوٹ نهيں پيدا کي گئي تهي' کارڈ چهپے هي سے چهپوا ليے تهے' اور چنده بهي جمع کرليا تها' ليکن جب هم نے مهتمم صاحب سے اسکي اجازت طلب کي تو انهوں نے ٹيت و لعل کيا - اسي اثناء ميں وه لاهور تشريف لےگئے' اور مولوي عبد الکريم صاحب قائم مقام کے طور پر عارضي مهتمم قرار پاے -

چونکه وقت گذرا جاتا تها هم نے قائم مقام مهتمم صاحب سے اجازت مانگي - انهوں نے جواب ديا که مهتمم صاحب نے مجهکو اجازت مرحمت نه دينے کي خاص طور پر هدايت کردي هے' اسليے ميں اجازت دينے سے مجبور هوں -

هم نے مهتمم صاحب کي خدمت ميں بذريعه ڈاک بعرض حصول اجازت خط بهيجا - جب وه لاهور سے تشريف لاے' تو هم نے پهر اسکي درخواست کي - انهوں نے چند شرائط پر اجازت دي' جو انهيں کے الفاظ ميں حسب ذيل هيں -

(۱) "اجازت مجلس ميلاد دي جاتي هے بشرطيکه شمس العلما مولوي محمد شبلي صاحب نعماني کي تشريف آوري اور تشريف لےجانےکي وهي صورت هو' جيسے سادگي ميں انکے زمانے ميں هوتي تهي -

(۲) يه که بجز مولانا موصوف کے اور کوئي تقرير نه کرسکيگا' کوئي نظم پڑهتي هو تو وه پهلے سے صاف مهتمم صاحب کو دکهلا کر اجازت ليليني چاهيے' اور کارروائي مجلس ميلاد کا نگراں مهتمم هوگا -

هم نے يه تمام شرطيں منظور کيں' جس سے ثابت هوتا هے که اس سے همارا اراده کسي قسم کا ناجائز فائده اٹهانيکا نه تها' ليکن آخر اس رکاوٹ کا کيا سبب تها؟ کيا يه مولود کي رسم کوئي جديد رسم تهي؟ کيا مولانا شبلي نے کبهي اس مجلس ميں اس سے پهلے تقرير نهيں کي تهي؟ کها اسکے ليے ان سے زياده کوئي اور شخص موزوں هو سکتا تها؟ کيا جلسه کانفرنس آگره ميں مولانا شبلي سے سيرة نبوي پر تقرير کرنيکي درخواست نهيں لي گئي تهي؟ اگر کانفرنس نے انکو اس کام کيليے موزوں سمجها تها' تو همارا انتخاب کوئي جرم تها؟ جسکو اس قدر اهم اور پيچيده بنا کر همارے مذهبي جذبات ميں اشتعال پيدا کيا گيا؟

نظام مذهبي' اور مذهبي جذبات کي پائمالي کي نهايت درد انگيز مثال يه هے که جنگ بلقان کے زمانے ميں هم طلباء نے ايک مهينے تک گوشت بند کرکے جو رقم جمع کي تهي' اور جسکي مقدار تخميناً (۲۵۰ روپيه) تک پهونچي تهي وه باوجود همارے تقاضے کے بلقان فنڈ ميں شامل نهيں کي گئي' بلکه مصارف بورڈنگ ميں صرف کردیگئي - کيا هماري فاقه کشي کا يهي صله هوسکتا تها؟ کيا بد ديانتي کي اس سے بڑهکر کوئي نظير ملسکتي هے؟

(انتظامي شكايات)

طلبه کے اشتعال کا سب سے بڑا سبب وه انتظامي طريقه تها جو ان رکاوٹوں کے پيدا کرنے ميں عمل ميں لايا جاتا تها - طلباء کے اخراج نام کي دهمکي ناظم صاحب کا تکيه کلام تهي - سخت کلامي سے کوئي بات خالي نهيں هوتي تهي' بخاري کے درس کے روکنے پر صاف الفاظ ميں ناظم صاحب نے فرمايا که ميں ان مدرسين اور طلباء کو نکالدونگا جو شريک درس هوتے هيں -

طلباء غير مستطيع نے جو درخواست دي اوسکے آخري جواب ميں مهتمم صاحب نے فرمايا : اب ميں مجبور هوں ورنه آپ لوگوں کو اخراج نام کي تکليف گوارا کرني هوگي -

مولانا شبلي کے استقبال پر تدارک کي دهمکي دیگئي' اور اسکو شورش پسندي سے تعبير کيا گيا' يا يه طرز عمل ارس مدرسه کيليے موزوں تها' جسميں عزت نفس کي تعليم ديجاتي هے؟

(۲) اشتعال کا ايک بڑا سبب ناظم صاحب کي وه خفيه و علانيه مداخلت هے' جو انهوں نے پرنسپل کے اختيارات ميں هر موقعه پر کي' اور جس کا اثر طلباء کي حالت پر پڑا' اور جس نے مهتمم و طلباء ميں سوء ظن پيدا کيا -

هم اوپر بيان کرچکے هيں که بخاري کا درس ناظم صاحب کے اصرار سے روکا گيا' ورنه جناب مهتمم صاحب کو اس پر کوئي اصرار نه تها - موارد ميں بهي جناب ناظم صاحب کے اشاره سے اس قسم کي رکاوٹيں پيدا کي گئي هيں' چنانچه جب اسکي اجازت کي درخواست پيش هوئي تو ناظم صاحب موجود نه تهے' مهتمم صاحب نے اسکي اجازت جناب ناظم صاحب کے آنے پر بشرط اجازت دیدي -

ناظم صاحب کے صاحبزاده کے واپسي چنده کيليے طلباء کو جو خطوط لکهے اوسے ثابت هوتا هے که ناظم صاحب کو يه مولود اس قدر ناگوار تها - اس مداخلت کي نوبت يهانتک پهونچي که ايک طالب علم درجه تکميل کے انتخاب ليے کيليے مهتمم صاحب کي خدمت ميں عرضي دي' اوس وقت جناب ناظم صاحب موجود تهے' اونهوں نے عرضي اٹها کر پهينکدي' اور غصه آميز لهجه ميں فرمايا که اس وقت نهيں ديکهي جاسکتي - خود جناب پرنسپل صاحب کو يه حرکت ناگوار هوئي' اور انهوں نے طالب علم مذکور کو سمجهايا که ناظم صاحب کي موجودگي ميں آپلوگ عرضياں نه لايا کريں - مجهے آپلوگوں کي توهين سے تکليف هوتي هے -

ڈاک هميشه پرنسپل کے يهاں آتي تهي' ناظم صاحب نے اپنے يهاں منتقل کرالي اور اب ڈاک کي بد عنواني کي طلباء و مدرسين کو عام شکايت پيدا هوگئي -

يه مداخلت خود جناب مهتمم صاحب کو ناگوار هوئي' اور انهوں نے ڈاک خانه کو اطلاع دي که ڈاک پرنسپل کے پاس آني چاهيے - ڈاکخانه سے اسکے تصديق کے ليے ايک شخص آيا' تصديق هونے پر اس نے وعده کيا که اب ڈاک پرنسپل کے پاس آليگي' ليکن جب ناظم صاحب کو يه معلوم هوا تو انهوں نے اس پر ناراضي ظاهر کي' اور مهتمم صاحب سے ڈاکخانه ميں دوسري اطلاع دلوائي که ڈاک ناظم کے پاس آني چاهيے -

(اخلاقي شكايات)

(۱) ان مذهبي' علمي' قومي' جذبات کے پائمالي کے ساتهه' همارے ان جذبات کو صدمه پهونچايا گيا' جو مقتضاے انسانيت و شرافت تهے - مولانا شبلي نے دار العلوم پر جو احسانات

کیے ہیں' ہم یہ نہیں بتا سکتے کہ قوم اور ارکان کو اس کا اعتراف ہے یا نہیں ' لیکن انہوں نے ہماری جو علمی خدمت کی ہے ہم اوس احسان سے سبکدوش نہیں اُٹھا سکتے ' لیکن اوس کے اظہار کیلیے انکی تشریف آوری پر ہم نے انکا جو استقبال کیا ' اور انکے احترام میں جو پارٹی دی' اوسکو جناب ناظم صاحب نے نہایت ناگواری کے ساتھہ دیکھا - بلکہ یہ پہلا موقع ہے جس نے ناظم صاحب کے دلمیں ہماری طرف سے مخاصمانہ خیالات پیدا کیے' اور اُسی دن سے ناظم صاحب کی سخت کلامی اور ذلت آمیز برتاؤ کی ابتداء ہوئی - اسلیے جناب کو سب سے پہلے اس مسئلہ پر غور کرلینا چاہیے کہ کیا یہ استقبال ہمارے طرز عمل کے خلاف تھا؟ انتظامی' قانونی' تمدنی ' کسی حیثیت سے نا موزوں تھا ' کیا یہ دارالعلوم کے عام طرز عمل کے خلاف تھا؟

پہلے سوال کا جواب خود ہمارے طرز عمل سے ملسکتا ہے ' دارالعلوم میں جب مولانا شبلی کے استعفاء کی خبر مشہور ہوئی ' اوس وقت ہم نے جلسہ کرکے بذریعہ تار درخواست کی کہ وہ استعفاء واپس لیں ' بالآخر جب استعفاء منظور ہوا ' تو ہم نے اظہار افسوس کا جلسہ کیا ' اور اخبارات میں اسکی رپورٹ شائع کی ' مولانا شبلی کے منصب میں اضافہ ہوا ' تو ہم نے اظہار خوشی میں ایک جلسہ کیا ' اکثر ان جلسوں کے پریسیڈنٹ جناب مہتمم صاحب تھے -

ان واقعات سے ثابت ہوتا ہے ' کہ طلباء کو ابتدا ہی سے مولانا شبلی کے ساتھہ عقیدتمندی ہے ' اور اونکے اس استقبال میں بھی اس قدیم عقیدتمندی کا اظہار کیا گیا - مولانا شبلی کے آنر میں جو پارٹی دیگئی' اسمیں مہتمم صاحب تمام مدرسین اور اکثر ارکان مثلاً (مولوی عبد الحی صاحب ' مولوی اظہر علی صاحب ' مسٹر نسیم صاحب اور خود مسٹر نسیم صاحب نے اسکی صدارت فرمائی) شریک تھے ' جس سے ثابت ہوتا ہے کہ طلباء کی یہ روش انتظامی اور قانونی حیثیت سے قابل اعتراض نہ تھی - دوسرے سوال کا جواب بھی صاف ہے ' جس شخص نے اپنی عمر کا بہترین حصہ ہماری علمی خدمت اور دارالعلوم کی ترقی میں صرف کردیا ہو' جس شخص کے بعد استعفاء بھی ہماری خدمت کرنیکا وعدہ کیا ہو ' کیا وہ ہماری اس اظہار عقیدتمندی کا مستحق نہ تھا ؟

(مسلسل شکایات کا آخری نتیجہ)

ہمنے ان تمام مظالم کو اگرچہ نہایت صبر و تحمل کے ساتھہ برداشت کیا ' تاہم ہر موقع پر نہایت آزادی کے ساتھہ ان احکام کی نامووزر نیت ثابت کی' ان زیادتیوں پر ناراضی ظاہر کی' ان کو نظام دارالعلوم کے مخالف ثابت کرنیکی کوشش کی ' جسکا مخالف نتیجہ یہ ہوا کہ جن طلبا نے ان موقعوں پر عام طلبا کی وکالت کا فرض ادا کیا تھا ' وہ جناب ناظم صاحب کی نگاہ میں کھٹکنے لگے ' اور واقعات کی پیچیدگی نے ہمکو خود یہ یقین دلا دیا کہ معاملات کو اسی عرض سے اسقدر طول دیا جاتا ہے کہ نمایاں اور پر جوش اور سریع الانفعال طلباء کا پیمانۂ صبر لبریز ہوجائے ' اور اونکی کوششوں کو کسیطرح قانون کے تحت میں لاکر اونکا نام خارج کردیا جائے - مولوی محمد حسن طالبعلم درجۂ تکمیل اس قسم کے طلبا میں امتیاز خاص رکھتے تھے - طلباء غیر مستطیع سے معاہدہ لینے کا جو حکم صادر ہوا تھا اوسکی مخالفت میں اونہوں نے نمایاں حصہ لیا تھا - بخاری کے درس میں اونہوں نے شرکت کی تھی ' اور اوسکی رکارڈ پر خاص طور سے ناراضی ظاہر کی تھی' مولود کے معاملے میں بھی اونہوں نے نہایت کوشش کی تھی ' درجۂ اسٹرس کے کھلنے سے خود اونکی انگریزی تعلیم کے کھٹنے لے لیے گئے تھے ' جنکے واپس دلانے کیلیے وہ مدت سے کوشاں تھے - اب چونکہ سالانہ امتحان کا زمانہ قریب آتا جاتا تھا ' انہوں نے مہتمم صاحب کی خدمت میں ایک عرضی دی جسکا مقصد یہ تھا کہ اگر امتحان انگریزی میں طلباے درجہ اعلیٰ کی شرکت ضروری ہو تو اونکو اسکی تیاری کا موقع ملنا چاہیے ' ورنہ اسکا قطعی فیصلہ ہونا چاہیے - مہتمم صاحب نے آٹھہ روز تک اسکا کوئی جواب نہیں دیا ' آخری مرتبہ اونہوں نے اسکا جواب مانگا ' اور اس افسوس ناک طرز عمل کیطرف توجہ دلائی کہ طلبا کی درخواستوں کے جواب میں غیر معمولی تعویق و تساہل سے کام لیا جاتا ہے ' اونہوں نے مثال کے طور پر بخاری کے درس ' اور مولود کے معاملہ کو پیش کیا جنکا ابتک کوئی فیصلہ نہیں ہوا - انہوں نے یہ بھی کہا کہ فرنگی محل کے مولود و دعوت کی شرکت کیلیے مدرسہ چار گھنٹے کیلیے بند کردیا گیا ' اور خود ہمکو مولود کی اجازت دینے میں اسقدر لیت و لعل کیا جاتا ہے - اونکے اس اصرار اور آزادی پر مہتمم صاحب کو غصہ آگیا ' اور اونہوں نے اونکو ناقابل برداشت گالیاں دیں - طالب علم مذکور نے بھی اس طرز خطاب کا کسی قدر غصہ آمیز لہجے میں جواب دیا - مہتمم صاحب نے ناظم صاحب کی خدمت میں رپورٹ کی اور اونکا نام خارج کردیا گیا - ہم طلبا کو متعدد وجوہ کی بناپر یہ سزا سخت معلوم ہوئی : مولوی محمد حسن متعدد حیثیتوں سے طلباے دار العلوم میں ممتاز خیال کیے جاتے ہیں - تقریر کرنیکا اونمیں خاص طور پر ملکہ پیدا ہوگیا تھا ' اونکی تعلیم ختم کرنیکا زمانہ قریب تھا ' اونکی سزا کا یہ طریقہ بھی ہوسکتا تھا کہ اونکا وظیفہ بند کردیا جاتا' اسکے ساتھہ بدگمانی بھی ہوئی کہ نمایاں طلبا کے اخراج کی جو فکریں ہو رہی تھیں اس واقعہ میں اونکا کافی اثر موجود ہے - تاہم ہمنے ابتک اسکے متعلق خود اونکی طرف سے کوئی کاروائی نہیں کی - سب سے پہلے طالب علم مذکور نے خود مہتمم صاحب کی خدمت میں اپنے اخراج نام کے بعد درخواست دی جو نامنظور ہوئی - اونہوں نے ناظم صاحب کی خدمت میں اسکا اپیل کیا جسکو اونہوں نے قبول نہیں کیا - متعدد مدرسین نے بھی ناظم صاحب اور پرنسپل صاحب کی خدمت میں اونکے نام داخل کرنیکی سفارشیں کیں ' وہ بھی بے اثر رہیں - اب ہم تمام طلبا نے وجوہ بالا کی بنا پر مہتمم صاحب کی خدمت میں متفقہ درخواست دی' جسکا جواب اونہوں نے یہ دیا کہ " میں اپنے فیصلہ پر نظر ثانی نہیں کرسکتا " ہمنے ناظم صاحب کی خدمت میں اسکا اپیل کیا - لیکن دو تین روز تک اسکا جواب نہیں دیا' یہ انتظار شاق گذر رہا تھا' اسلیے چند طلبا نے ناظم صاحب کے دفتر میں جاکر اسکا جواب طلب کیا ' اونہوں نے طلبا کے ساتھہ نہایت سخت کلامی کی ' اور اونکو اپنے کمرے سے نکلوا دیا ' جسکے بعد ہم سب طلبا نے اسٹرائک کردی -

اسٹرائک کے بعد جو واقعات پیش آے وہ بھی کچھہ کم اشتعال انگیز نہ تھے - اسٹرائک کے روکنے کیلیے سب سے پہلا جبری طریقہ یہ اختیار کیا گیا کہ کھانا بند کردیا گیا ' اور باورچی خانہ ابتک بند ہے - شام کے وقت چند ارکان جمع ہوے ' جنہوں نے سرسری طور پر ہمارے عذرات سنے اور حکم دیا کہ اگر تمنے کل تک درس کی شرکت نہ کی تو تمہارا نام خارج کردیا جائیگا ' دوسرے روز ایک تحقیقاتی کمیشن بٹھانے کیلیے چند ارکان کا نام پیش کیا گیا - طلباء چونکہ غیر جانبدار کمیشن چاہتے تھے انہوں نے اسکو نامنظور کیا ' اسپر اونکو دھمکی دیگئی کہ پولیس کے ذریعہ سے اونکو نکلوا دیا جائیگا -

غیر مستطیع طلباء کے والدین کے نام خطوط جاری کیے گئے کہ اگر اونہوں نے ان طلبا کو نہ روکا تو انکے وظائف بند کردیے جائینگے -

عام طور پر یہ خیال پھیلایا گیا کہ اسٹرائک پولیٹکل آزادی اور غیر روک تھام کا نتیجہ ہے -

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ — القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بالکلام الدهلوی

تار کا پتہ
"الہلال کلکتہ"
ٹیلیفون نمبر - ۶۴۸

Telegraphic Address
"Alhilal Calcutta"
Telephone, No. 648

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

نمبر ۱۳ — کلکتہ : چہارشنبہ ۴ جمادی الاول ۱۳۳۲ ہجری — جلد ۴

Calcutta: Wednesday, Aprail 1 1914.

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7/ 1 McLeod street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8

Half yearly „ 4-1 2

الہلال

3

مدیر مسئول ابوالکلام آزاد

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلارڈ اسٹریٹ

کلکتہ

لیلیفون نمبر ۶۳۸

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

شماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۳ | کلکتہ : چہارشنبہ ۴ جمادی الاولی ۱۳۳۲ ہجری | جلد ۴

Calcutta : Wednesday, Aprail 1 1914.

دهلي ديپوٹيشن

نازم فريب صلح كه غالب زكوے دوست
نا كام رفت و خاطر اميد وار برد !

بالاخر وہ ڈیپوٹیشن جسکا تذکرہ بعض اخبارات میں شروع ہوگیا تھا ' ۲۵ مارچ کي سہ پہر کو هز اکسلنسي لارڈ هارڈنگ کے سامنے پیش هوا :

بتوں کي ديد کو جاتا هوں دير ميں قائم
مجھے کچھہ اور ارادہ نہیں خدا نہ کرے !

ایک مفصل ایڈریس کے ذریعہ مسلمانوں کي امن پسندي اور وفا داري کے میثاق قدیم کي زبان معترف اور سر اطاعت کے ساتھہ تجدید کي گئي :

یقین عشق کن و از سرگماں برخیز !

ایڈریس میں اسکے سوا اور کچھہ نہ تھا اور هونا بھي نہیں چاهیے تھا :

جز سجدہ متاعے دگر از کس نہ پذیرفت
خاکے کہ ز نقش قدم او اثرے داشت !

ایک واقعی بات کے دهرا دینے میں چنداں هرج نہیں اور ارباب معاملت جانتے هیں کہ کسي کے لب جاں بخش سے اگر ایک بار بھي جواب مہر ملنے کي امید هو تو سودائیان عشق کو هزار مرتبہ پکارنے سے بھي انکار نہیں هوتا :

گو وہ سنتے نہیں پر هم تو کسي حیلے سے
ایک دن بات محبت کي سنا آتے هیں !

سوال عجز کے جواب میں جتني مرتبہ نگاہ مہر کا نظارہ حاصل هوجاے ' عشق کا اندوختہ اور امیدوں کا خزانہ هے :

یاں عجز بے ریا هے نہ واں ناز دلفریب
شکر بجا رها گلۂ بے سبب تلک !

تاهم مرقعہ پر کوئي دل پسند شعر یاد آجاے تو میافت دور سے باز نہیں رهسکتا - مولانا فیض الحسن مرحوم عربي کے ادیب تھے - اردو کے شاعر نہ تھے - تاهم کبھي کبھي اچھے شعر بھي کہہ جاتے تھے - ایک انکا پر معاملہ شعر مجھے نہیں بھولتا :

چلے هي اپني کونسي تھي قدر و منزلت
پر شب کي منتوں نے دبودي رهي سہي !

ڈیپوٹیشن کي طویل فہرست هم نے کسي دوسري جگہ انگریزي معاصر دهلي سے نقل کردي هے - اس سے معلوم هوتا هے کہ بہت وسیع مجمع تھا ' اور تقریباً هر صوبے اور هر طبقہ کے اشخاص شامل تھے - اگرچہ :

سر رشتہ در کف ارني گوے طور بود !

خاص امتیاز کي بات یہ هے کہ اس عطر مجموعہ میں هر طرح کي خوشبوئیں شامل تھیں - پیران کہن سال بھی تھے ' اور جوانان عہد بھي - خرقۂ زهد بھي تھا ' اور قباے ردي بھي - سرهاے سجود پیشہ بھي تھے اور نگہ هاے عشوہ طراز بھي - پہلے کیلیے عذر کي ضرورت نہیں - دوسرے سے اگر سوال و جواب کي ضرورت هو تو معنی آزردہ مرحوم کي زباني جواب پہلے سے سن لیجیے :

میں اور بزم بادہ کشي ؟ لیکن مجھے
یہ کم نگاهیاں تیري بزم شراب میں

مجھے معلوم هوا هے کہ ممبران وفد میں سے اگرچہ صرف ۸۴ حضرات مرقعہ پر جمع هوسکے ' لیکن اصلي فہرست در سو ممبروں پر مشتمل تھي - یہ تمام لوگ ڈیپوٹیشن میں شرکت کیلیے آمادہ تھے مگر کسي وجہ سے شریک نہو سکے - البتہ صرف در آدمیوں کي نسبت جانتا هوں جنهوں نے شرکت سے باوجود عزم شکن اصرار کے قطعي انکار کر دیا :

بندۂ را کہ بفرمان خدا راہ رود نگزارند کہ در بند زلیخا ماند

ایڈریس میں بنیاد کار یہ قرار دي گئي تھي کہ مسلمان اپنے کاموں میں مصروف تھے - یکایک ٹرکي کے مصائب پیش آگئے - اس سے انکے حواس مختل اور دل بے قابو هوگئے - یہ بڑا نازک وقت تھا اور :

هست این قصۂ مشهور ز تو هم مي داني !

لیکن با این همه اختلال حواس ' و پراگندگي طبع ' و تعطل دماغ ' و هجوم آلام و مصائب ' وفاداري و اطاعت کیشي کي " حبل المتین " انکے هاتھوں سے نہ چھوٹي ' اور جادۂ رضا و تفویض پر پورے ثبات و استقامت سے قائم رهے - گویا و اعتصموا بحبل الله جمیعا و لا تفرقوا - انکے نامۂ اعمال کا عنوان جلي اور دفتر عقیدت کا سرخط الهامی هے :

شنیدہ ام کہ سگان را قلادہ مي بندي
چرا بہ گردن حافظ نمي نہی رسنے ؟

جواب میں ارشاد هوا کہ هاں سچ هے - اپني نظر هوشمند و کاردان سے یہ امر مخفي نہیں - آپ نہ کہیں جب بھي معلوم هے :

در حضرت کریم تقاضا چہ حاجتست ؟

البتہ یہ جو کہیں کہیں " سخت الفاظ " بھي استعمال کیے گئے تو اس عرض نیاز اور قبولیت خسروي سے اُسے مستثنی کر دیجیے - ایسا نہوتا تو بہتر تھا کہ آبگینۂ عبودیت کیلیے یہ حرف گراں بھي

سخت تھے :

نسیم صبح جو چھو جائے ' رنگ ہو میلا ! !

یہ ایک واقعي بات نہي جو ایڈریس میں کہي گئي ' لیکن اگر آپ چاہتے تو دوسري سچائیوں کو صدمہ پہنچائے بغیر بھي اسے پیش کرسکتے تھے - نہ کہنا کہ مسلمانوں کی پچھلی بے چینی کا سبب اصلی صرف باہر کے اسلامی مصائب تھے ' محض غلط ہے ' اور اتنا غلط کہ دروغ مصلحت آمیز بھي نہیں ہے - مسلمان اسقدر احمق اور عقل باختہ نہ تھے کہ اٹلي اور ریاست ہاے بلقان کا عصہ انگلستان پر نکالتے - ایسا کہنا خود اپني زبان سے اپنے پاگل ہونے کا اقرار کرنا ہے - انکی بے چیني باہر کے مصائب سے بھي تھی ' اور اندروني مصیبتوں سے بھي - وہ سر ایڈورڈ گرے کو اٹلي اور بلقان کے دعوے میں شریک پاتے تھے ' اور مسٹر ایسکوئتھ کو ایک صلیبی مجاہد کي طرح اس جنگ کو اسلام اور مسیحیت کے رنگ میں ظاہر کرکے خوشیاں مناتے تھے - پہلے خود کہا کہ یہ جنگ جغرافیۂ سیاسي نہیں بدل سکتي - پھر خود ھي " ثمرات فتح " چُن چُن کر بلغاریا کے صلیبی دامن میں پھینکنے لگے - یہ سچ ہے کہ مسیح خود اپنی جان کي طرح انکي بھي مدد نہ کرسکا ' اور بد بخت بلغاریا کے دامن میں فتح کا ایک دانہ بھي نہ آیا - تاہم انھوں نے تو اس چیز کے لیے کوشش کي جسے وہ نہ پاسکے ' اور حق کے مقابلے میں کفر کي یہي علامت ہے - فهموا بما لم ینالوا - و کان عاقبة امرها خسرا !

اس سے بھي بڑھکر یہ کہ کانپور کا واقعۂ حزیں پیش آیا - ایک ایسي ظالمانہ خونریزي کي گئي جس کا سرخ دھبہ کبھي بھي دامن حکومت سے محو نہیں ہوسکتا - پھر کیا کانپور کی مسجد اور پیروان اسلام کي خونچکاں لاشوں کا نظارہ بھی صرف " باھري کے مصائب اسلامي " میں داخل ہے ؟ اور اسلیے اسے جسقدر بے چینی مسلمانوں میں پیدا ہوئي ' کیا وہ بھي ترکوں ھي کی ہمدردي کي وجہ سے تھي ؟ فویل لهم مما کتبت ایدیهم و ویل لهم مما یکسبون !

ولا تلبسوا الحق بالباطل	حق کو باطل کے ساتھہ مشتبہ نہ کرو
و تکتموا الحق و انتم	اور حق کو نہ چھپاؤ حالانکہ تم سب
تعلمون (۲ : ۴۰)	اسے جانتے ہو !

ایڈریس کے جواب میں ہز اکسلنسي نے مرحوم سرسید احمد کي پالیسي کا بھي ذکر کیا ہے ' اور ہم خوش ہیں کہ ہندوستان کے ایک بہت بڑے آدمي کا انہوں نے عمدہ لفاظ کے ساتھہ ذکر کیا - لیکن اگر اس سے انکا مقصود مرحوم کي پولیٹکل پالیسي ہے تو افسوس کے ساتھہ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارا نیک دل رہبر اسے ایک ایسي بات کي امید رہنما ہے جسکے رہنے کا وقت گذر گیا - مسلمانوں کي اس سے پہلے کوئي بھی پولیٹکل پالیسي نہ تھی ' اور اگر تھی بھي تو اتنے غلط کہ صحیح ہے ' اور نہ حکمت مصیب اب دربارہ دنیا میں نہ آئیگی :

نکل گئی ہے وہ ... حرف سے

جواب کا خاتمہ ان لفظوں پر ہے

" مجھے پوري امید ہے کہ خدا کي وحدانیت اور حکمراں کي وفاداري کی بابت آپکے پاک اور خالص مذہب کا جو عقیدہ ہے وہ ہمیشہ ایک شعلے کے مانند روشن رہیگا "

ہم مسلمان ہیں اور تیرہ سو برس سے صرف اسلیے ہیں کہ خدا کي وحدانیت کا وعظ کریں اور ہر طرح کي باطل پرستیوں کو جو اس راہ میں مانع ہوں ' اپني خدا پرستانہ طاقت سے مٹادیں ' پس اپنے نیک دل اور انصاف دوست حاکم کي زبانی عقیدۂ توحید کے ایسے سچے اعتراف کو سنکر ہمیں جسقدر بھي فتح مندانہ خوشی ہو وہ کم ہے - ہم ان قیمتی جملوں کي اپنے دل میں پوري محبت و وقعت محسوس کرتے ہیں -

تاہم ایک غلط فہمي جو اسکے ساتھہ ملگئي ہے ' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہزاکسلنسي کو اسلام کے بنیادي عقائد کي صحیح خبر نہیں دي گئي - انھوں نے عقیدۂ توحید کے ساتھہ " حکمراں کي وفاداري " کا بھي اس طرح ذکر کیا ہے ' گویا یہ بھي مثل عقیدۂ توحید کے اسلام کا کوئي اساسي اعتقاد ہے - حالانکہ یہ صحیح نہیں اور بہت جلد اسکي غلطي انہیں محسوس فرما لیني چاہیے - اسلام کا اصل اصول صرف عقیدۂ توحید ہے - اسکے بعد اعتقاد رسالت و قران ' اور بعض ضروري اعمال و عبادات - " حکمراں کي وفاداري " اُن میں داخل نہیں ہے اور نہ تو قران میں بتلائی گئي ہے اور نہ احادیث میں اسے مسلمانوں کا بنیادي اعتقاد قرار دیا ہے - البتہ بعض جاہل اور خبیث روحیں کبھي کبھي کسي کو خوش کرنے کیلیے کہدیا کرتي ہیں کہ اسلام کا بنیادي اصول " وفاداري " ہے ' مگر خداے واحد کي وفاداري ' نہ کہ کسی اور کي -

البتہ مسلمانوں کو امن پرستي ' اور حق کے تعلق کے ساتھہ اطاعت کیشي کا حکم مثل اور صدہا جزئي اور عام اخلاقي احکام کے دیا گیا ہے ' مگر نہ تو یہ کوئي اسلام کا بنیادي عقیدہ ہے اور نہ عقیدۂ توحید کی حرمت اسکو گوارا کرسکتی ہے کہ خدا کي وفاداري کے ساتھہ اسکے بندوں کی وفاداري کا دخل کیا جاے :

صنمے در دل ما باوفا تر از خدا نیست * بتا ن لا نعبد الا ایاه

بہر حال اب ان باتوں کا کون موقع ہے ؟ سوال و جواب ' سوز و شکایت ' اور عرض و قبول تو ہوچکا - اب بہت سے لوگ منتظر ہیں کہ دست شوق کیلیے اسکے بعد بھي کوئي مرحلہ باقي ہے یا نہیں ؟ کیا پوري رات صرف اسي میں بسر ہوجالیگي ؟

بوسۂ لب نہ دیا ' کیا کہنا
کہیے ' کچھہ بڑھکے بھي ہمت ہوگي ؟

بیچارے غالب کي بھي ایک رات اسي طرح سوال و جواب میں ضائع جارہي تھي - بالآخر عریف سے صبر نہوسکا اور چیخ اٹھا :

گذشتم ازگلہ ' در وصل عرضتم بادا
زبان کوتہ و دست درار مي خواهم !

اچھا - گاہ گاہ یہ بھي ہونا رہے - جو جانا چاہتے ہیں ' آپ انہیں کیوں روکیں ؟ اعتراف وفاداري میں حرج ہی کیا ہے ' اور مقصود اپنے اعتراف سے کہیں زیادہ انکا اقرار تھا - یہ بھي ہوتا چلیے فرصت ہوئي - ہر گروہ کو اپنا اپنا کام کرنے رہنا چاہیے

در خور عشق حقیقي ہیں یہ اہل نظری
ہم سے لوگوں کیلیے عشق بتاں اچھا ہے

البتہ ڈیپوٹیشن گیا اور واپس آیا - اب خدا را اسی ڈیپوٹیشن کو بھي اسي طرح جلد ختم کردیجیے - بے فائدہ اس سے طبیعت کو خلجان ہوتا ہے - نہیں معلوم کیوں ' مگر جی چاہتا ہے کہ صرف شعر ھي پڑھتا رہوں :

بالتفات نگارم چہ جاے نہیت ست ؟
دعا کنید کہ نوعے ز امتحاں نبود

و تلك الدار الاخرة نجعلها للذین لا یریدون في الارض علوا و لا فسادا - و العاقبة للمتقین !

مسئلـــۂ اســـلامیـــہ " لشکـــر پـــور "

صوبے کي گورنمنٹ کیلیے آخري فرصت

هز اکسلنســـی لارڈ کارمائیکـــل

بالاخر مساجد و قبور کلکته کا مسئله خطرناک حد تـک پهنچ گیا - درخواستوں سے اغماض کیاگیا' عرضداشتیں شنوائی سے محروم رهیں' مهلتیں ضائع کي گئیں اور فرصت کي قدر نه کی - گذشته تجارب سامنے هیں اور عبرتوں کی صدائیں غفلت شکن' مگر نادان انسان کی خمیر میں ٹهوکریں کهاے بے سوا کچهه نهیں هے' اور شاید عبرت کی ایک نئي عمارت اُس گرد و خاک اور ٹوٹي هوئی اینٹوں سے بنائی جائیگی' جو ۲۳ فروري کو مسجد لشکرپور کی معدوم برجیاں گراکر جمع کی گئي هے : و ذلـك يوم الخروج '

پهر کیا وقت آگیا هے که هم مایوس هوجائیں اور قانون اور سرکاري وعدوں کی بے اثري کا آخري فیصله کرلیں ؟

اسمیں شـک نهیں که اس سوال کے آخري جواب کا وقت آگیا هے - انتظار تا بکے اور التوا تا چند ؟ حادثه سر پر هے اور خدا کی مقدس عبادت گاهیں انهدام و بربادي کو اپنے سامنے دیکهه رهي هیں' پس ضرور هے که جو کچهه هونا هے' کیا جاے - اب یه معامله کلکته سے گذر کر تمام اسلامي هند تـک پهنچ گیا هے - اور همارے لیے مشکل هوگیا هےکه پبلک کو صرف خاموش بیٹهے رهنے هي کي تلقین کرتے رهیں - تاهم قبل اسکے که خطره کا سررشته بالکل هاتهه سے نکل جاے' بهتر هے که گورنمنٹ کو دانشمندي و فرزانگي کے نهوین اور محبت اثر اظهار کا ایک موقعه اور دیا جاے' اور اسي لیے تمام قوموں کو اُس ڈیپوٹیشن کے جواب پر ملتوي کردیاگیا هے جو " انجمن دفاع مساجد و عمارات دینیه " هز اکسلنسي لارڈ کارمائیکل کی خدمت میں بهیجنا چاهتي هے' اور جسکے متعلق ایک ریزولیوشن ۲۹ مارچ کے عام جلسۂ انجمن میں منظور هوا هے - یه آخري موقعه هے که گورنمنٹ همارے خیرخواهي اور درستي پر یقین کرے' اور سمجهه لے که جو مشوره دیا جا رها هے' وهي عاقبت اندیشي اور امن پرستي کا تنها مشوره هے' اور عریب مسلمانوں کو اسقدر جلد جلد اپنے مذهبي جذبات کي حفاظت پر مجبور کرنا کوئي اچهي بات نهیں هے -

اس موقعه پر ایک نهایت اهم سوال یه هے که کیا جو کچهه هوا یه صرف پورٹ کمشنر هی کي کارروائي هے' اور صوبے کي گورنمنٹ اس امر سے بالکل بے خبر تهي که مسجدیں منهدم اور قبریں اکهاڑي جا ئینگي ؟

اگرچه گورنمنٹ کسي ایک شخص کا نام نهیں هے بلکه حکومت کے اُس تمام کارفرما مجمع سے عبارت هے جو نیچے سے لیکر اوپر تـک چلا گیا هے' اور اگر قانون کي خلاف ورزي کسي مخصوص صیغه کے حکام کے سر تهوپ کر گورنمنٹ بري هو جا سکتي هے تو اسکے یه معنی هیں که پینل کوڈ کوئي شے نهیں' اور برٹش گورنمنٹ میں رهنے والوں کو اپني جان و مال کی طرف سے بهي مطمئن نهونا چاهیے - کیونـکه بهت ممکن هے که بارجوده چوري کے مجرم هونے کے کسي خاص صیغه کي کارروائي سے چوري هو جاے' اور اسکے بعد کهدیا جاے که گورنمنٹ اسکے لیے کچهه نهیں کر سکتي ' یا صبر کرو اور جهوزدو - آئنده غور کیا جائیگا !!

تاهم واقعات کے دیکهنے سے معلوم هوتا هے که یهاں یه صورت بهی نهیں هے - هم پہلے لکهه چکے هیں که اس زمین کے متعلق صوبے کي گورنمنٹ سے سنه ۱۹۰۹ اور سنه ۱۹۱۰ مین مراسلات هوئی تهیں جبکه یه زمین مع مسجدوں کے خرید کي گئي تهی - اب اُن سرکاري مراسلات کا خلاصه دیدنا چاهتے هیں جو هم نے حاصل کیے هیں ' اور جسسے پبلک اندازه کرسکے گي که گورنمنٹ خطره سے پہلے کس طرح خطره کي اطلاعات دوبے پروائي سے ٹالدینا چاهتي هے' اور پهر جب اسکے افسوس ناک نتائج ظاهر هوتے هیں تو کها جاتا هے که یه بد امني هے' یه شورش هے ' اور اس الزام کے مٹانے کیلیے ایک بهت بڑے وفاداري کے پیامبر ڈیپوٹیشن کي ضرورت هے جو دهلی میں آکر سر اطاعت خم کرے !

مگر اندراں دیارے نه نوئي وفا نه باشد !

(سنه ۱۹۱۰ کي مراسلات)

اپریل سنه ۱۹۱۰ میں جب لشکر پور' اندري' موچي کهولا' نرسنگ پور' اور سنئي بازار وغیره کي زمینیں مع مساجد و قبور کے پورٹ کمشنر کے خرید لیں اور جلد زر پرست ایمان فروش مولویوں نے (قبحهم الله) حکام پورٹ کمشنر کا ساتهه دیا ' تو ان آبادیوں کے مسلمانوں نے ایک مبسوط میمورنڈل هز آنر سر بیکر لفٹننٹ گورنر بنگال کی خدمت میں روانه کیا جسکا خلاصه یه تها :

" پورٹ کمشنر کلکته نے چهه هزار بیگه زمین مندرجه صدر موضعوں کي خضرپور ڈاک کی وسعت کیلیے لي هے جسمیں متعدد مسجدیں اور مسلمانوں کے قبرستان واقع هیں -

میمورنڈل بهیجنے والوں نے معتبر علماء اسلام سے فتوی طلب کیا اور قانون اسلامي کی کتابیں بهي دیکهیں - وہ پوري قوت اور اطمینان سے ظاهر کرتے هیں که شریعت اسلامي کے مطابق مسجدوں اور قبروں کي زمین پر اور کوئي دوسري عمارت نهیں بن سکتی - بعض قبریں اُن بزرگان دین کي بهي هیں ' جنکی مسلمان بهت عزت کرتے هیں' اور انکا منهدم کردینا انکے جذبات کیلیے بهت درد انگیز هوگا -

هم چند قریبي مثالیں اسي شهر کي پیش کرتے هیں - کلکته میڈیکل کالج کے احاطے کے اندر ایک مسجد آگئي تهي لیکن اسے بجسه چهوڑ دیا گیا ' اور وہ داخل احاطه - اندر هوے کے آباد و قائم موجود هے - اسي طرح سیالدہ میں بهی اسکي نظیر دیکهلي جاسکتي هے -

هم نهایت عاجزي اور ادب سے درخواست کرتے هیں که حضور اس درخواست پر توجه فرمائیں اور مسجدوں اور قبرستانوں کو محفوظ کردیں "

(جـــواب)

۲۶ - اپریل سنه ۱۹۱۰ کو گورنمنٹ بنگال کے سکریٹري نے اسکا جو جواب دیا وہ نهایت غور و فکر کے ساتهه مطالعه کرنے کی چیز هے -

[ ]

درخواست یہ تھی کہ شریعت اسلامیہ کا لحاظ رکھا جاے جیسا کہ متعدد مقامات پر کیا گیا ہے - اسکے جواب میں ارشاد ہوتا ہے :

" آپکے میموریل کے جواب میں یہ کہنے کی مجھے ہدایت ہوئی ہے کہ آن افسروں نے جو زمین کے متعلق کام کر رہے ہیں' رپورٹ کمشنر کی راے سے اس بارے میں پوری طرح تشفی کرلی ہے' اور وہ آن آدمیوں سے بھی گفتگو کرچکے ہیں جو آن مسجدوں کے متولی ہیں - گورنمنٹ یقین کرتی ہے کہ آیندہ کچھہ مشکلات نہیں ہیں اور اگر اسپر بھی کوئی بات ہوئی تو مقامی کلکٹر درست کرلے گا "

(گورنمنٹ کی پالیسی)

اس خط کے پڑھنے کے بعد بھی کیا کسی کو اس بات کے باور کرنے میں شک باقی رہیگا کہ وقت سے پہلے خطرہ اور مشکلات کی اطلاع اعلیٰ حاکموں کیلیے محض بے سود ہوتی ہے' تاوقتیکہ وہ خطرہ' کانپور کے سے حالات کے ساتھہ سر پر نہ آجاے ؟

جو بے پروائی اور غفلت اس جواب سے مترشح ہوتی ہے' وہی بنیاد ہے ان مسائل کی ساری مصیبتوں کی' اور اگر ایسی ہی غفلتیں اور لاپروائیاں قائم رہیں تو ہمیں ہر مہینے کانپور کے سے واقعات کا منتظر رہنا چاہیے -

(حادثہ کی سرکاری رپورٹ)

گذشتہ ۲۳ فروری کو جب رات کی جرائم پوش تاریکی میں چھپ کر پورٹ کمشنر کے آدمی پہنچے اور مسجد کو منہدم کرنا شروع کیا' تو اسکے بعد مسلمانوں نے ایک باقاعدہ درخواست حاکم کے متعلق مقامی مجسٹریٹ مسٹر ڈلاپ کو دی' جو ایک نہایت دانشمند اور انصاف درست حاکم ہیں' اور جسکی بر وقت مداخلت اور ہمدردانہ رویہ نے تمام مسلمانوں کے دلوں میں انہیں محبوب بنا دیا ہے -

انہوں نے اس حادثہ کے متعلق فوراً ایک سرکاری رپورٹ گورنمنٹ میں بھیج دی - رپورٹ کی مستند نقل ہم نے حاصل کرلی ہے اور وہ حسب ذیل ہے :

" ۳۱ ماہ گذشتہ کو ایک درخواست مجھے ملی' جس پر مسلمانان مواضع لشکرپور وغیرہ کے دستخط تھے - اسمیں لکھا تھا کہ پورٹ کمشنر کے فوجی مسجدوں کو منہدم کر رہے تھے اور قبروں کو اکھاڑ رہے تھے جس سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات نہایت درجہ رنجی ہیں' اور وہ باقاعدہ داد خواہی چاہتے ہیں -

میں نے صدر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کو موقع واردات پر متعین کیا - وہ فوراً وہاں گیا اور چند انسان ہی بھوپریاں اور ہڈیوں کے ٹکڑے جو ایک قبرکو کھود کر نکالے گئے تھے' اس نے منتشر پاے' اور قلیوں کو دیکھا کہ زمین کھود رہے ہیں - اسکا یہ بھی بیان ہے کہ چند مسلمان جو اس وقت موجود تھے' ان میں کچھہ ایسا جوش نہ تھا' تاہم بہت زیادہ ممکن ہے کہ اطراف کے مسلمان کسی وقت جوش میں آجائیں' اور ایسا ہوا تو امن میں سخت خلل پڑیگا -

آپ اس واقعہ کو پورٹ کمشنر کے سامنے پیش کریں تاکہ وہ مسجدوں اور قبروں کو ہاتھہ نہ لگائیں اور بجستہ چھوڑ دیں -

میں ممنون ہونگا اگر آپ جلد جواب دیں اور بتلائیں کہ پورٹ کمشنر کے اس بارے میں کیا راے قائم کی ہے ؟ "

(دستخط) جے - سی - ڈنلوپ - مجسٹریٹ

مسئلہ بقاؤ اصلاح ندوہ

کلکتہ میں جلسہ

نہایت مختصر لفظوں میں تین باتیں کہنی ہیں کیونکہ ڈیپوٹیشن کے افسانے نے جگہ لیلی ہے اور اشاعۃ آتیہ میں " مدارس اسلامیہ " کے علاوہ بھی ایک مفصل تحریر نکلنے والی ہے -

(۱) ۲۶ کو ارکان دارالعلوم نے استرالک کا فیصلہ کرنے کیلیے انتظامی ارکان کو بلایا تھا - اسکی تفصیلی روئداد ابتک معلوم نہیں ہوئی - البتہ اسقدر معلوم ہوا کہ وہی فیصلہ ہوا جسکی توقع تھی - یعنے چند آدمی اکھٹے ہوے اور کہدیا کہ شکایات کوئی نہیں سننا - طلبا چپ چاپ داخل ہوجائیں ورنہ سب کے نام کاٹ دیے جائیں -

جلسۂ انتظامیہ کی حقیقت آپ " مدارس اسلامیہ " کے سلسلہ میں پڑھیے - میں بحالت موجودہ اسے کوئی چیز نہیں سمجھتا - تاہم عقل کو ہر مغز میں ہونا چاہیے' اور جہل و ناعاقبت اندیشی کی بھی ایک حد ہوتی ہے - بہتر تھا کہ یہ لوگ سمجھہ سے کام لیتے - ایسا فیصلہ کرکے انھوں نے سچ مچ دارالعلوم کو غارت کردیا - اس سے کیا فائدہ کہ تمام طالب علم اپنے گھروں کو چلے جائیں اور مدارس میں خاک اڑنے لگے ؟

(۲) [illegible] ندوہ کے متعلق صرف اصول و قواعد کی بحث کر رہا تھا' لیکن اب [illegible] ایک شخص کے متعلق لکھنا پڑیگا - [illegible] یہ مسئلہ لیے بہت ہی مکروہ کام ہے اور [illegible] بہت ہی بڑی قسم کی بربادی [illegible] ہے -

(۳) کلکتہ میں ندوۃ العلماء کے معاملات کے متعلق کل شام کو ایک جلسہ زیر صدارت جناب [illegible] ہوا تھا - صاحب منعقد ہوا - سب سے پہلے صاحب کے حالات سنائے سر سلیم خاں بالقابہ (ڈھاکہ) کا تار پڑھکر سنایا' جسمیں انھوں نے جلسے کے اغراض سے پوری ہمدردی اور اتفاق ظاہر کیا ہوا - اسکے بعد حسب ذیل دو تجویزیں منظور کی گئیں :

(الف) یہ جلسہ انجمن " اصلاح ندوہ " لکھنؤ کی بروقت کوششوں کا شکریہ ادا کرتا ہے اور اس سے درخواست کرتے ہے بہت جلد تمام صوبوں کی باقاعدہ اسلامی انجمنوں سے دیانتی اصول پر ناموں کو طلب کرکے ایک ہیئۃ تفتیش (کمیشن) مقرر کرے - تاکہ وہ تمام معاملات ندوہ کی باقاعدہ تحقیقات کرے -

محرک — جناب مولانا نجم الدین احمد صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کلکٹر و آنریری مجسٹریٹ کلکتہ -

موید — اے - احمد اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا -

(ب) یہ جلسہ منتظمین و ارکان دار العلوم سے درخواست کرتا ہے کہ وہ خدا را مسلمانوں کے ایک عظیم الشان دینی مدرسہ کو موجودہ مشکلات سے نکالنے کیلیے دانشمندی اور عاقبت بینی سے کام لیں اور اپنی بزرگانہ حیثیت کو ملحوظ رکھتے ہوے محمد حسین طالب العلم کی درخواست معافی کو (جو وہ بارہا پیش کرچکا ہے) منظور کرلیں - ساتھہ ہی یہ جلسہ طلباے دار العلوم سے بھی امید رکھتا ہے کہ اس صورت میں وہ ابٹار اور بے نفسی سے کام لیں گے' اور مجوزہ کمیشن پر اعتماد کرکے اسٹرائک ختم کردینگے -

محرک — ڈاکٹر عبد اللہ سہروردی ایم - اے - بیرسٹر ایٹ لا -

موید — مولانا ہدایت حسین صاحب پروفیسر عربی پریسیڈنسی کالج کلکتہ -

آخر میں قرار پایا کہ صدر مجلس اس بارے میں ارکان دار العلوم اور طلبا سے مراسلات کریں -

الهلال

۴ جمادی الاول ۱۳۳۲ هجریه

مدارس اسلامیه !

ندوة العلما

ماضي و حال

(۸)

" ان اريد الا الاصلاح ما استطعت "

(استبداد و افساد کار کا نتیجه)

ان تغیرات مفسده و بدعات منکرهٔ سئیه کا نتیجه یه نکلا که ندوة العلما سے روح عمل و اصلاح بالکل مفقود هوگئی' اور جیسا که یه مفسدین مضلین چاهتے تھے' وه محض چند آدمیوں کا ایک خانه ساز کهلونا بنکر رهگیا - پبلک اسکے نام کو عزت کے کانوں سے سنتی تھی ' لوگ اسکے مقاصد کو یاد کر کے اس سے حسن ظن رکھتے تھے' ارباب فکر و صلاح سمجھتے تھے که وه اصلاح دینی کا تمام عالم اسلامی میں ایک هی عملی کام هے - حتی که قسطنطنیه کی مشیخت اسلامیه اسکے حالات تحقیق کرتی تھی' اور سید رشید رضا اپنے تمام مقاصد اصلاح کیلیے اسکو ایک اسوهٔ حسنه بنلا تا تھا' لیکن جبکه یه سب کچھه سمجھا جاتا تھا اور کہا جاتا تھا ' تو عین اسی وقت خود ندوه کے ارباب حل و عقد کا یه حال تھا که اصلاح کے نام پر نیرا پھینکتے تھے' اور انکے نفوس مفسده سے بڑھکر دنیا میں کوئی گروهٔ اصلاح و دعوة کے عمل صالح اور اقدام صحیح کا الدالخصام دشمن نه تھا ! فسبحان الذي هو اسعد و اشقي !

قبله گم شد ' محتسب میخانه را آباد کن !

متضاد صورتوں اور متخالف حقیقتوں کا شاید هی کوئی ایسا تمسخر انگیز اجتماع هوگا جیسا که بدبخت ندوة العلما تھا ! تھوڑي دیر کیلیے اس منظر کا تصور کرو ! ایک طرف تو ندوه کی ظاهری مصلحانه صورت تھي' جسکي زبان پر هر دم اصلاح اور عمل کا ورد جاري تھا - اسکي صدائیں قسطنطنیه تک پهنچتي تھیں' اور قاهره کے اندر اسکي تقلید میں ایک نئي بنیاد ڈالي جارهي تھي - اسی جلسے هوئے تھے اور اسکے سب سے بڑے کام یعنے دار العلوم کا سدیدی مسئلهٔ اصلاح تعلیم اور اجتماع نتائج قدیم و جدید پر تقریریں هوتی تھیں - لوگ سنتے تھے اور آمال اصلاح و قرب حصول نتائج کے تصور سے خوش هوتے تھے - اسکے بعد بعض آن فارغ التحصیل طلبا کی صورتیں نهیں جو دار العلوم کے اولین درجے کے نتائج قائم

هیں' اور جو اپنی ممتاز خصوصیات کے اندر لوگوں کے لیے ایک دعوت جالب اور پیغام جاذب تھے -

لیکن دوسری طرف جب ظواهر و صور کا پرده اٹھتا تھا اور خود ندوه کا باطن سامنے آتا تھا ' تو اسی جماعت حل و عقد اپنے تمام آلات مفسده اور استعداد باطله کے ساتھه جلوه فروش هوتی تھی - اور ان چند آدمیوں کی مصالحت و تدلیس میں کا هر مجاهد فخر کرتا تھا که اسکي سعی خراب جہل کے " اصلاح و عمل " کي کسی نه کسي ایک هستي کو عین اسکی پیدایش کے وقت ضرور هي خاک و خون میں تڑپانا هے !!

آنے بود ابی شکار افگن کز بن صحرا گذشت !

ایسا هونا ناگزیر تھا کیونکه جماعه مفسدین نے انهی مقاصد کیلیے ندوه میں جماعت اور جمهور کی شرکت کا موقعه نکالدیا ' اور اسکي مجلس انتظامیه کو اس خود مختارانه اسلوب پر ڈالدیا ' جسکے بعد سوا چند خاص مذاق اور عقیدے کے لوگوں کے اور کوئي گروه اسمیں شریک هی نهیں هوسکتا تھا - اب جو کچھه تھا ' وه انهي لوگوں کے هاتھه میں تھا - ارباب فکر و اصلاح ابتدا هي سے قلیل و مغلوب تھے' اور نئي شرکت کی راهیں بالکل بند کردي گئي تھیں -

یه جب هی هوتا جب جلسهٔ عام میں انتخاب هوتا اور مسلمانوں کی راے عام کو اسمیں دخل دیا جاتا ' لیکن اسکي قید اوڑا دي گئي تھي ' اور " جلسهٔ خاص " کے نام سے ایک امري تخت گاه دمشق بنا لیا گیا تھا ' جو جو کچھه چاهتا تھا چشم زدن میں کر لے سکتا تھا -

پس ضرور تھا که صرف چند آدمیوں کي اکثریت قابض هوجاے ' اور وه جو کچھه چاهے کر لے ' یا اصلاح اور عمل کے جس کام کو روا سمجھے روا دے - جب " قواعد " اور " قانون " کو اسطرح چند لوگوں نے شکست دیدي تھي ' تو اب قانون خود انکا دماغ تھا ' اور قاعده کے معنی ایک جمع کے تھے جو ایسے موقعوں کیلیے بنا لیا جاتا تھا -

سب سے بڑي نا جائز طاقت جو اس " حزب الافساد " کے هاتھه آگئی ' وه یه تھي که " جلسه انتظامیه " کے ممبروں کے انتخاب اور شرکت کے مسئله پر قابض هوگئے ' اور اس طرح کارداں ' روشن خیال ' اور اصلاح طلب لوگوں کی شرکت کا دروازه بند کردیا گیا -

(ارکان مجلس انتظامیه)

مجلس انتظامیه کے ارکان میں بلا شبه متعدد اشخاص اصلاح کو پسند کرنے والے اور استبداد و مطلق العنانی کے مخالف تھے اور هیں - میں سمجھتا هوں که پنجاب کے اکثر ممبروں کا یهي حال هے - خود مقامي ممبروں میں بھی بعض اشخاص مفسدین و مفسدین کي کار روائیوں کے همیشه مخالف رهے' اور اس طرح ممکن تھا که آهسته آهسته خود اندر هي سے اصلاح کا سامان پیدا هوجاتا - لیکن چند اسباب ایسے پیدا هوگئے جسکي وجه سے " حزب الافساد " همیشه شکوک نما پاتا رها -

سب سے اول تو میں افسوس کے ساتھه اسکا سبب مولانا شبلي کي کمزوري خیال کرونگا ' کیونکه وهي ایک شخص تھے جو سب سے زیاده ان کاموں کا درد رکھتے تھے' اور ضرور تھا که وهی سب سے زیاده کمزوري اور عدم استعمال وسائل کار کے جوابده بھي هوں - انهوں نے نه تو کبھی اپنی پوري قوت کا استعمال کیا' اور نه وه وسائل اختیار کیے جنسے ندوه کی مجلس انتظامی کے اندر هي ایک قوي حزب الاصلاح پیدا هوجاتی - جو لوگ عمده خیالات رکھتے تھے نه تو اسے

[۵]

کبھي انھوں نے مراسلات کیں ' نہ خاص مشورہ و صحبت کا سلسلہ قائم کیا ' اور نہ ھي باھر سے لوگوں کو اپنے ساتھہ لینے کي کوشش کي - بر خلاف اسکے وہ لوگ پوري سازشیں کرتے رھتے تھے ' اور سعي و کوشش کا کوئي دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے تھے -

دوسرے نمبر پر اسکا سبب یہ بھي تھا کہ لوگوں کو کاموں کا ذوق کم ' اور ایثار کي عادت ناپید ھے - عموماً جلسۂ انتظامیہ میں باھر کے لوگ کم شریک ھوتے تھے ' اور زیادہ تر ایک ھي خیال کے آدمي بلا لیے جاتے تھے - صحیح الخیال ممبروں میں کوئي شخص با ھمت اور کارداں نہ تھا جو اس طرح کے کاموں سے بھي واقف ھو - ایک جماعت ضعیف القلب اور تذبذب مشرب لوگوں کي تھي : لا الی ھا اولاء ولا الی ھا اولاء - وہ عین موقعہ پر مفسدین کا ساتھہ دیدیتی تھي ' اور اسطرح کوئي اصلاح نہیں ھوسکتي -

تیسرا سبب یہ بھي تھا کہ مفسدین کے کاموں کو دیکھکر بہت سے لوگ افسردہ ھوگئے اور انھوں نے دلچسپي لینا چھوڑ دیا - پس اس طرح اس تخم فساد کي بار آوری کي راہ میں کوئي بھي قوي رکاوٹ پیدا نہوئي -

(حـزب الافساد کا دوسرا دور)

کاش " حزب الافساد " کي باطل پرستانہ امنگیں اتنے ھي تک پہنچکر ختم ھوجاتیں ' مگر جس بیج کیلیے پاني اور دھوپ کے ملنے میں رکاوٹ نہوگي وہ یقیناً بڑھتا ھي رھیگا - اس جماعت نے دیکھا کہ باایں ھمہ اپنکي اُنکي حالت ایک مفسد اور سنگ راہ ھستي سے زیادہ نہیں ھے - وہ کاموں میں دقتیں اور الجھاؤ پیدا کردینے میں تو کامیاب ھوجاتے ھیں ' پر انکو کامیابي کے ساتھہ نابود نہیں کردیسکتے - کیونکہ مجلس انتظامیہ میں اصلاح طلب اور عمل خواہ عنصر بھي موجود ھے ' اور اسکي موجودگي ھر موقعہ پر سامنے آجاتي ھے -

پس اُس سریر قوت نے جو انسانوں کو اپنا مرکب بنا کر ھمیشہ دنیا میں حق و صداقت کا مقابلہ کرتی ھے ' انکے نفس پر یہ القا کیا کہ اب کوئي نہ کوئي ایسي چال چلني چاھیے جس سے مجلس انتظامیہ میں نہایت کافي اور قطعي الثبوت حدتک " حزب الافساد " کي اکثریت (مجارئي) پیدا ھوجاے ' اور پھر بے فکر و مطمئن ھوکر اپنے ارادوں کو پورا کریں -

حسب دستور العمل ندوۃ العلما ' مجلس انتظامیہ کے ممبروں کي تعداد ۳۵ رکھي گئي تھي ' اور ھمیشہ یہي تعداد قائم رھي تھي - لیکن لکھنؤ میں یکایک ایک جلسہ منعقد کراکے اپني سازش کي تکمیل کے بعد یہ ترمیم پیش کردي ' اور خود ھي منظور بھي کرلي " کہ آیندہ سے ممبروںکي تعداد بجاے ۳۵ کے ۵۱ ھو"

حالانکہ یہ ظاھر ھے کہ ایسا کرنا بالکل قانون کے خلاف تھا - نہ تو ممبروں کو ایک لمحے پہلے اسکي خبر دي گئي تھي ' اور نہ اسطرح کرنے کا کسي کو حق تھا - اس جلسے میں مولانا شبلي نہ تھے - اور لوگوںکي مخالفت کي شنوائي نہ ھوئي ' اور ضعفاء و مذبذبین نے خاموشي اختیار کي -

پھر اس پر بھي اکتفا نہ کیا - اُسي وقت اپنے مذھب کے پندرہ نام بھي منتخب کرلیے ' اور کسي کو قانون اور قواعد کي اس شرمناک توھین پر شرم نہ آئي - اس طرح انکا جتھا کامل درجے پر قوي اور غالب ھوگیا ' اور وہ اس طرح مضبوط ھوگئے کہ جب تک مجلس انتظامیہ کي از سر نو اصلاح نہو ' اسکے اندر رھکر انھیں کوئي مغلوب نہیں کرسکتا -

افسوس کہ اسکے بعد بھي مولانا شبلي ھشیار نہوے ' اور صاف صاف قوم کو حالت بتلا کر عمل نہ کیا - حالانکہ اس آخري کارروائي کے بعد اندروني اصلاح کي امیدیں بالکل خواب و خیال ھوگئي تھیں ' اور مجلس انتظامیہ بالکل مفسدین کے ھاتھہ میں گئي تھي -

انکو سمجھنا تھا کہ اب اسکے بعد وہ بھي کیا جسکي بنا پر کوئي امید قائم کي جاے ؟ مجلس انتظامیہ میں باھر کے ممبر ھو نہیں آ نہیں سکتے - صرف ندوہ ھي نہیں بلکہ تمام کاموں کا یہي حال ھے کہ زیادہ تر مقامي اور قریب تر مقامات کے لوگ عموماً جلسوں کا کورم ھوتے ھیں - اس بنا پر " حزب الافساد " پیشتر ھي سے پورا قوي تھا ' مگر اب تو یہ کیا گیا کہ پندرہ ممبر خاص اس طرح کے چھانٹ کر منتخب کیے گیے جو زیادہ تر مقامي اور ایک ھي حلقہ کي متنوع الاشکال کڑیاں تھیں - باھر کے بھي رھي لوگ تھے جو بالکل انکے ھم خیال اور انکی ایک صدا پر لبیک کہاں دوڑنے والے تھے - پس اسطرح انھوں نے اپنا جتھا اس درجے قوي و غالب بنا لیا کہ اگر مجلس انتظامیہ کا پورا جلسہ ھو ' جب بھي انھیں اپنے مقاصد کے ھاتھہ سے جانے کا کچھہ خوف نہیں: یمکرون و یمکر اللہ ' واللہ خیر الماکرین -

" حزب الافساد " کي ان کارروائیوں نے ندوہ کو جس طرح قوم کي عین توجہ اور عہد عروج میں برباد و برباد کیا ' اسکا افسانہ بہت طویل ھے ' اور اگر اُسکے مختلف مالي ' انتظامي ' تعلیمي ' صیغوں کي تمام ابتریاں ایک ایک در کے دہان کي جائیں تو ان میں سے ھر واقعہ کے لیے پوري ایک صحبت چاھیے - میں ان سب کو انشاء اللہ بیان کرونگا کیونکہ عمارت اندر سے کھوکھلي ھے اور باھر کي دیواروں کے بچاے سے اب کوئي فائدہ نہیں - لیکن چونکہ موجودہ سلسلۂ بحث ندوہ کے اصول و قوانین اور کانسٹي ٹیوشن کي ایک اصولي مبحث ھے ' اسلیے پہلے اس سلسلے کو آخر تک پہنچا دینا ضروري ھے - اس بربادي کا انتہائي اور آخري منظر نئے عہدہ داروں کے تقرر کا عجیب و غریب تاریخي افساد ھے -

دھلي کے خاندانی اطبا اور دوا خانہ نورتن دھلي

یہ دوا خانہ عرب - عدن - افریقہ - امریکہ - سیلون - آسٹریلیا - وغیرہ وغیرہ ملکونمیں اپنا سکہ جما چکا ھے اسکے مجربات معتمدالملک احترام الدولہ قبلہ حکیم محمد احسن اللہ خان مرحوم طبیب خاص بہادر شاہ دھلي کے خاص مجربات ھیں -

دوائی ضیق - ھر قسم کي کھانسي و دمہ کا مجرب علاج في بکس ایک تولہ ۲ دو روپیہ -

حب قتل دیدان - یہ گولیاں پیٹ کے کیڑے مارکر نکال دیتي ھیں في بکس ایک روپیہ -

المشتہر حکیم محمد یعقوب خاں مالک دواخانہ نورتن دھلي فراشخانہ

الھـــلال کـي ایجنسي

ھندوستان کے تمام اردو ' بنگلہ ' گجراتي ' اور مرھٹي ھفتہ وار رسالوں میں الھلال پہلا رسالہ ھے ' جو باوجود ھفتہ وار ھونے کے دوسرے اخبارات کي طرح بکثرت منتشر ھوتا ھے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشي ھیں تو ایجنسي کي درخواست بھیجئے -

مولود فساد کا کامل بلوغ

نئے عہدہ داروں کا انتخاب

مزعومہ ومفروضہ نظامت ندوۃ العلماء

ناجواں مرداں فراہم کردہ بودند انجمن
رود در ہنگامۂ بطلاں فتور انداخدیم

بالآخر وہ تخم فساد جسکو انسان کے سب سے بڑے قدیمی دشمن نے ندوہ کی بنیاد کی سطح پر بویا تھا ' بڑھتے بڑھتے برگ وبار لایا اور اسکی سب سے بڑی ارنچی ٹہنی کا پہلا پھل ' نئے عہدہ داروں کا خود مختارانہ تقرر تھا : انا للہ وانا الیہ راجعون اب ابلیس افساد کی امیدیں پوری ہوگئیں جس نے پہلے ہی دن حلف اٹھا کر کہا تھا : فبعزتک لاغوینہم اجمعین - الا عبادک المخلصین

(مسئلۂ نظامت ندوہ)

ندوۃ العلما جب قائم ہوا تو مولوی محمد علی صاحب اسکے ناظم تھے - وہ مستعفی ہوگئے اور ندوہ کا دور فلاکت و معتوبی شروع ہوا - وقت کسی نہ کسی طرح کٹنے کیلیے مولوی مسیح الزمان مرحوم کے سر نظامت ڈالی گئی کہ حیثیت دنیوی بھی رکھتے تھے - اسکے بعد جب وہ بھی مستعفی ہوگئے تو ماہ صفر سنہ ۱۳۲۳ ھجری کے جلسۂ انتظامیہ نے یہ طے کیا کہ آیندہ کیلیے بجاے ناظم کی تلاش کے تین مختلف صیغوں کے علحدہ علحدہ سکریٹری مقرر ہوجائیں اور اپنے کاموں کو جاری کریں -

فی الحقیقت یہ ایک نہایت عمدہ تقسیم عمل تھی' اور مسئلۂ نظامت کی تمام مشکلات کا اس سے خاتمہ ہوجاتا تھا -

میں نے یہاں "مشکلات" کا لفظ لکھا - شاید بہت سے لوگ اسے نہ سمجھیں اور معترض ہوں کہ اسمیں مشکلات کیا تھیں ؟ علی گڈھ کالج کو سکریٹری ملجاتا ہے - حمایت اسلام لاہور کیلیے سکریٹری شپ کوئی مصیبت نہیں - مسلم لیگ کیلیے سکریٹری مل ہی گئے - اسی طرح ندوۃ العلما کیلیے بھی ایک سکریٹری منتخب کرلیا جاتا -

لیکن افسوس ہے کہ ایسے اصحاب اپنی بد بختیوں کو نظر انداز کردینگے اگر ایسا سمجھیں گے - ندوۃ العلما کیلیے فی الحقیقت سکریٹری شپ کا مسئلہ لا ینحل نہ تھا گو بہت ہی اہم اور عظیم النتائج تھا ' لیکن جن افسوس ناک حالات سے ہم گھرے ہوے ہیں ' انھوں نے اسے مشکل سے مشکل تر بنا دیا - غریب ندوہ بد قسمتی سے جماعۃ نعم ہے ' یعنے علما کی مجلس ہے - پس اسکے سکریٹری کو فرقۂ علما میں سے ہونا چاہیے -

حضرات علماء میں سے جو لوگ ندوہ کے ساتھ موجود تھے اُن میں کوئی بھی نہ تھا جو علم و فضل اور وقعت و عزت کے ساتھ ندوہ کے مقاصد کا بھی اندازہ داں ہوتا ' اور ساتھ ہی قوۃ نظم و اداره بھی رکھتا ہوتا - پھر جو لوگ موجود تھے' ان میں سے متعدد اشخاص باوجود کمال نا اہلی و ہیچ کاری ' اس " سقیفۂ بنی ساعدہ " کے مدعی خلافت تھے ' اور صرف اتنا ہی نہیں کہ " منا امیر ومنکم امیر" پر اکتفا کرلیں ' بلکہ ان میں کا ہر فرد بیعت لینے کیلیے اپنا ہاتھ ہر دم بڑھاے ہوے تھا - ایسی حالت میں محال تھا کہ ندوہ کی زندگی کے تحفظ کے ساتھ اسکی نظامت کا مسئلہ بھی طے ہوجاتا - اسمیں شک نہیں کہ یہ بڑی ہی رنج کی بات ہے' مگر حقیقت ہے اور اسکا اظہار ناگزیر - اگر ایسا نہوتا تو یہ حالت بھی نہوتی جسکے ماتم کیلیے ہم سب جمع ہوے ہیں - حیران ہوں کہ مرحوم طالب آملی نے ندوۃ العلما کے متعلق کیونکر سو برس پہلے پیشین گوئی کردی حالانکہ وہ کہتا ہے :

خانۂ شرع خرابست کہ ارباب صلاح
در عمارت گری نبند دستار خوردند !

اس بنا پر اس مشکل کا بہترین حل یہی تھا جو کیا گیا کہ سرے سے اسکی ضرورت ہی باقی نہ رہی - تین کام جنسے ندوہ عبارت ہے ' الگ الگ اپنی اپنی معتمدیوں میں چلنے لگے -

چنانچہ جب کبھی جلسۂ انتظامیہ کے اجلاس ہوے اور یہ مسئلہ چھیڑ گیا تو باوجود بعض مفسدین و اسرار کی مخالفانہ جاں توڑ کوششوں کے ' بالآخر یہی فیصلہ ہوا کہ یہی انتظام قائم رہے -

نومبر ۱۹۰۸ میں جلسۂ انتظامیہ کا ایک کامل جلسہ ہوا جسمیں تمام ممبر شریک تھے - اس جلسے نے رزولیوشن پاس کیا کہ " تینوں معتمد اپنے جو کام کرتے آے ہیں ہمیں اُنپر پورا اعتماد ہے "

پھر ۲۴ جولائی سنہ ۱۹۱۰ کو جلسۂ انتظامیہ نے یہ تجویز پاس کی کہ " اسوقت کوئی شخص موجود نہیں جو ناظم مقرر کیا جا سکے ' پس جب تک کوئی ایسا شخص نہ ملے' اس وقت تک اس مسئلے کو ملتوی کر دینا چاہیے اور جس طرح کام چل رہا ہے اسی طرح چلنا رہے "

ان حوالوں کو جلسہ ہاے انتظامیہ کی روئدادوں میں دیکھہ لیا جاسکتا ہے -

اسقدر معلوم کر لینے کے بعد اب بعد کی سرگذشت غور سے سنیے :

(گذشتہ انتظام میں انقلاب)

۲۰ جولائی سنہ ۱۹۱۳ کو ایک جلسۂ خاص منعقد کیا گیا ' جس میں ۵۱ ممبران ندوہ میں سے صرف گیارہ ممبر موجود تھے - اس جلسے میں مولوی سید عبد الحی صاحب نے ایک تحریری تجویز پیش کی کہ :

(۱) تینوں معتمدیان توڑ دی جائیں -
(۲) ایک پیڈ مددگار ناظم قرار دیا جاے -
(۳) صیغۂ تعلیم کے سکریٹری کے فرائض پرنسپل دار العلوم کو تفویض ہوں ' اور صیغۂ مال اور مراسلات براہ راست ناظم کے متعلق ہو جائیں -
(۴) البتہ مدنی احتشام علی بدستور صیغۂ تعمیرات کے انچارج رہیں -

چنانچہ فوراً اسکو منظور کیا گیا - اسکے بعد ہی " حسب تجویز بالا طے پایا کہ مولوی خلیل الرحمن سہارنپوری ندوۃ العلما کے ناظم قرار پائیں " اور وہ قرار پا گئے :

عیشم بکام ست با یار دلخواہ
الحمد للہ ' الحمد للہ !!

اسکے بعد ہی مددگار ناظم کا بھی تقرر کیا گیا' اور مولوی عبد الرحیم نامی کوئی بزرگ چالیس روپیہ ماہوار تنخواہ پر بحال کردیے گئے :

بردند و برادرانہ قسمت کردند !

چنانچہ اس وقت سے مولوی خلیل الرحمن صاحب کا خیال ہے کہ وہ ندوہ کے ناظم ہیں -

(اصولی بحث)

نہایت ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیے کہ اگر ایک باہر کا خالی الذہن شخص بالکل بے طرفانہ اور محض ایک تیسرے شخص

کي حیثیت سے اس واقعہ پر یا مثل اسکے کسي دوسرے واقعہ پر نظر ڈالے' تو اُسکے لیے فطرتي طور پر طریق نظر و بحث کیا ہوگا ؟

فرض کرو کہ یہ کارروائي ندوہ میں نہیں ہوئي بلکہ کسي دوسري باقاعدہ انجمن میں ہوي - ایسي حالت میں اگر ہم اسکے جواز و عدم جواز پر بحث کرنا چاہینگے تو صحیح اسلوب بحث کیا ہے ؟

میں سمجھتا ہوں کہ ہر صاحب فہم اس بارہ میں میرے ساتھہ ہوگا کہ اس کارروائي پر مندرجۂ ذیل طریقوں سے بحث کي جاسکتي ہے - اسکے سوا جانچنے کا اور کوئي محتاط و بے خطر طریقہ ہو نہیں سکتا :

(۱) سب سے پہلے محض بربناے حقیقت و اصلیت غیر اضافي و مطلق حیثیت سے نظر ڈالني چاہئے ' کہ یہ بربناے قواعد و قوانین رسمیہ - یعنی اس لحاظ سے کہ جو کارروائي ہوئي گئي وہ قطع نظر عام قواعد مجالس و اصول کار کے في نفسہ کیسي ہے اور اُس روے عقل و نقد حیثیت جائز و مناسب بھي ہے یا نہیں ؟

اس حیثیت سے ہمارے سامنے پہلا سوال یہ ہوگا کہ ندوۃ العلما ایک عظیم الشان مجلس ہے' جسکے خاص خاص اساسي و اصلي مقاصد ہیں ' اور ندوہ اُسي وقت تک زندہ ہے جب تک کہ ان مقاصد کو قائم رکھا جاے - علمي ' تعلیمي ' اصلاحي ' تبلیغي ' اور اخلاقي حیثیتوں سے بھي وہ ایک خاص حیثیت رکھتي ہے اور وہي حیثیت اسکي اصلي روح ہے - پھر مختلف شاخوں میں اسکے مختلف کام ہیں جنمیں ایک سب سے بڑا کام دار العلوم اور اسکي خاص طرز کي تعلیم ہے

پس جو شخص اسکا سکریٹري منتخب کیا گیا - آیا اس عہدہ کیلیے واقعي صلاحیت و اہلیت بھي رکھتا ہے یا نہیں ' اور جن جن اوصاف و امور کي قدرتي اور لازمي طور پر اسکے لیے ضرورت ہے ' وہ بھي اسمیں ہیں یا نہیں ؟

(۲) اسکے بعد عام قوانین و قواعد کا سوال سامنے آتا ہے - ندوۃ العلما محض چند آدمیوں کي ایک ناجائز بھیڑ یا چند یاران صحبت کا صحن مکان نہیں ہے جسکے کاموں کیلیے " قاعدہ " اور " قانون " کا لفظ غیر ضروري ہو' بلکہ مثل تمام باقاعدہ مجالس و مجامع کے وہ بھي ایک مجلس ہے ' اور اس طرح کي مجلسوں کیلیے عام طور پر قوانین و قواعد موجود ہیں - پس مان لیجیے کہ اہلیت و استحقاق کوئي شے نہیں ' اور قابلیت و اوصاف یا مقاصد ندوہ کے تحفظ و بقاء کے خیال کي بھي کہاں تک سماعت نہیں ہونی چاہیے' لیکن تاہم یہ تو ضروري ہے کہ جو شخص بھي سکریٹري منتخب کیا جاے ' قاعدے اور قانون کے مطابق کیا جاے اور استحقاق و اہلیت کي بنا پر نہو تو اقلاً قانون کي بناپر تو ہو ؟ شخصي حکومتوں میں اپني اغراض شخصیہ سے بسا اوقات لوگ بادشاہوں کو معزول کرکے چھوٹے بچوں کو تخت پر بٹھا دیتے تھے ' اور دنیا جانتي تھي کہ یہ بچہ تخت پر کھیلنے کے سوا اور کسي کام کا نہیں - تاہم اسکي تخت نشیني اسي طرح کرائي جاتي تھي جیسے کسي عاقل و بالغ اور مستحق تاجگزار بادشاہ کي ہوا کرتي ہے - یہ ایک کھیل ہوتا تھا مگر باقاعدہ کھیل تھا اسلیے لوگ گردن جھکا دیتے تھے -

ندوۃ العلما کے تخت نظامت کیلیے بھي ہم نہ صرف استحقاق و صلاحیت سے ' بلکہ درجۂ انسانیت سے بھي قطع نظر کیے لیتے ہیں - آپ ایک بیل کے سر پر نظامت کي پگڑي باندھدیجیے ' اور اسکے گلے میں ایک گھنٹي ڈالدیجیے - وہ سر ہلائیگا اور گھنٹي کي آواز سنکر ہم سب وجد کرینگے کہ ناظم صاحب ندوہ اپني ضرورت پرکیا دلکش وعظ فرما رہے ہیں - یہ نہیں تو ایک کاٹھہ کا پتلا بنا کر اسي کو رب الندوہ یقین کیجیے - ہمیں کوئي عذر نہیں - اسی کو مسند نظامت پر بیٹھا دیکھکر روز صبح سلام کر آئیں گے - لیکن خدا را

فاعدہ اور قانون اور نو ہاتھہ سے نہ دیجیے اور جو کچھہ کیجیے اصول اور ضابطہ عمومي کے ماتحت کیجیے - گذشتہ عہد کے ایک حکیم صاحب اپنے مریضوں کو دوا کھلاتے بھي تھے تو قاعدے کے ساتھہ ' آپ ندوہ کا بھي قواعد کے ساتھہ چلکر خاتمہ کیجیے .

آدمی چاہئے ایسے ویسے تو ؟

(۳) خیر ان دونوں دفعات بحث کو بھي جانے دیجیے استحقاق و اہلیت ایک مہمل لفظ ہے - ندوہ کے مقاصد اور اسکے تعلیمي اور دیني کاموں کا بھلا کوئي شے نہیں - عام مجالس و مجامع کے قواعد و قوانین تو کوئي نہیں پوچھتا - خود ندوہ کا وضعي دستور العمل بھي تو یہ ہے ' اور اُسکي دفعات تو یاد کرنا تو کجا تو اُنکو دیکھنا بھي گوارا نہیں کرتا ؟

رسم ہیچے خود نہ کردہ را چہ تو برافتاد !

تاہم خود ندوۃ العلما کا جو دستور العمل اس وقت بھي ہم سب حاضرین کے ہاتھہ میں موجود ہے ' اور جسپر آجکل ندوہ کے تمام کام چل رہے ہیں ' آیا ندوہ بھي اُسي کے ماتحت ہے یا نہیں ؟ جانے دیجیے کہ ہمارے ان ابتدائي کارکنوں نے قواعد تو بنا دیے - لیکن خود آپکے ان قواعد کا ہاتھہ میں رہنے اور اُس کارروائي کے وقت اور اُسکے بعد مطابق ہونا چاہئے ؟ اب ایک اور بات تو بتلا دیجیے کہ یہی ندوہ کا مالک ہے - ہم مان لیتے ہیں - لیکن آخر کوئي مہار تو اسکے لگے ہو ؟ اور نہیں تو صرف ندوہ کے موجودہ اور اپنے قرار دادہ دستور العمل ہي کے مطابق اس کارروائي کو جائز معلوم کرکے فدوئي جواز دیں .

* * *

میں نہیں سمجھتا کہ اس کے علاوہ اور بحث و نظر کا کیا پہلو ہوتا ہے ' اس طریقۂ بحث کے اختیار کرنے میں خانۂ سخن کي انتہائي سے انتہائي سرحد تک پہنچ گئے ' اور اگر اس سے بھي اور نیچے اُترنے کي فرمائش کي جاے ' تو پھر کسي بحث و نظر کي ضرورت ہي کیا ہے ؟ جلسوں کے قائم کرنے اور انتظامي ممبروں کے اجلاس منعقد کرنے کي زحمت کیوں گوارا کي جاے ؟ سب سے بہتر اور آسان بات تو ہے کہ قدیم زمانوں کے لاوارث تاج و تخت کي طرح تمام ملکر قرار دیدیجیے کہ آج صبح طلوع آفتاب کے بعد سب سے پہلے جو حضرات گروہ گنج لبھوتے گذریگا ' ندوہ کي نظامت کا تاج اُسي کے سر پر رکھدیا جائیگا - پھر آگے ندوہ کي قسمت ' جو منتظر صورت آپکو سب سے پہلے بڑھتي ہوئي نظر آے ' اسي کا ہاتھہ پکڑے اور ندوہ کي نظامت اُسي پگڑي حوالے کیجیے :

سپر دم بتو مایۂ خویش را !

اگر آپ کہیں کہ اصول کي بحث ہے - تمسخر کا کون موقع ہے ؟ تو میں کہونگا کہ تمسخر نہیں بلکہ حقیقت ہے - اگر آپ ایسا نہیں کرتے اور باقاعدہ کاموں کي طرح کارروائي کرتے ہیں تو پھر کسي نہ کسي اصول اور قاعدے کے ماتحت تو ضرور ہي رہنا پڑیگا - کوئي نہ کوئي اصول ضرور آپکے ساتھہ ہونا چاہیے - آخر براے خدا جواز و عدم جواز کا کوئي معیار بھي ہے یا نہیں ؟ سب سے پہلے استحقاق اور صلاحیت ہے اور فی الحقیقت یہي اصل شے ہے اور یہي اصول انتخاب حقیقي کا ہے - لیکن اسکو بھي چھوڑ دیے - عام قواعد اور خود ندوہ کا اصلي دستور العمل لیجیے - یہ بھي نہیں تو موجودہ دستور العمل ہي سہي - اگر یہ آخري طریق بحث بھي آپکے لیے موثر نہیں تو پھر خدا کیلیے باقاعدہ کاموں کا نام لیکر دنیا کو مضحکہ مصیبت نہ کیجیے - یا تو صبح پہلي آنے والي چیز کیلیے وصیت کر دیجیے - یا کسي جسیم و فربہ ہرگوش کو مسند نظامت پر لاکر بٹھا دیجیے - اسمیں اور آپکي نام نہاد باقاعدہ کارروائیوں میں کوئي فرق نہ ہوگا - سرکاري انسپکٹر دارالعلوم کو " خرگوش [illegible] " قرار دے ہي چکا ہے -

طرابلس الغرب

جرہوب میں قبائل سنوسیہ کا اجتماع

غزوہ طرابلس اور اسکا مستقبل

شمالي افریقہ کا ,, سرمخفي ،،

براعظم افریقہ میں اسلام کي بقیہ امیدیں

شیخ سنوسي اور طریقۂ سنوسیہ

(۲)

محمد بن علي السنوسي عرصے تک جبل بو قبیس کي خانقاہ میں مقیم رہا - اسکي طبیعت ابتدا سے زاہدانہ و راز دارانہ واقع ہوئی تھی ' اور اب اسکي نشو و نما کا اصلی موقعہ آگیا تھا - وہ اکثر تنہا رہتا - صرف ہفتے میں ایک بار باہر نکلتا تاکہ ارادت مندوں کو اصلاح و تزکیۂ نفس کیلیے اپني صحبت میں شریک کرے -

اسي اثنا میں ارسکا دماغ بہت سے مہتم بالشان امور پر غور و خوض کرتا رہا - آسنے بعض مقاصد کے ظہور و تکمیل کا ارادہ کیا ' اور یکا یک مکہ معظمہ سے مصر روانہ ہو گیا - اسکندریہ پہنچ کر ایک خانقاہ بنائي اور اسمیں مقیم ہوکر دعوت و ارشاد کا سلسلہ شروع کرنا چاہا -

(شیخ الاسلام کي مخالفت)

مکۂ معظمہ کے قیام کے زمانے میں گو وہ محض ایک گوشہ نشین اور خالص دیني زندگي رکھتا تھا ' مگر اسکا اثر اسدرجہ بڑھگیا تھا کہ حج کے ایام میں ہزاروں آدمي آسکي زیارت کیلیے جمع ہوتے اور ایک نظر دیکھہ لینے کي تمنا رکھتے - استبدادي حکومتوں میں کسي شخص کا مرجع خلائق ہونا سب سے بڑا جرم ہوتا ہے - گورنر مکہ کو یہ بات ناخوش نہ آئي اور آس نے حکام قسطنطنیہ کو بہت سي خلاف اطلاعات دیکر شیخ کا مخالف بنادیا - مکۂ معظمہ میں

[۱

تو اسکا ظہور نہیں ہوا مگر اسکندریہ پہنچکر شیخ کو خبر ملي کہ شیخ الاسلام قسطنطنیہ سخت مخالف ہوگیا ہے - تھوڑے ہي دنوں کے بعد قسطنطنیہ سے شیخ الاسلام کا حکم پہنچا کہ محمد بن علي السنوسي کی خانقاہ میں شریک ہونا کسي شخص کیلیے جائز نہیں -

اس فتوے نے عوام و خواص سب کو بھڑکا دیا ' اور شیخ مجبور ہوا کہ فوراً مصر چھوڑ دے - چنانچہ وہ اسکندریہ سے پوشیدہ قاہرہ آیا ' اور قاہرہ سے براہ سلوم و درنہ شمالي افریقہ کي سرزمین میں پہنچا جو ہمیشہ اولو العزم ارادوں کا مامن و ملجا رہي ہے -

(شمالي افریقہ میں آغاز دعوۃ)

طرابلس الغرب کا ایک بڑا حصہ جبل الاخضر کے کنارے واقع ہے اور اسکے بعد ہي بنغازي کا ساحلی حصہ ہے - دولۂ عثمانیہ نے اسے برقہ کے ضلع میں شامل کر دیا ہے اور طرابلس کا اطلاق اسکے علاوہ دیگر حصص ملک پر کیا جاتا ہے - سنہ ۱۲۵۵ ھجري میں شیخ محمد بن علي جبل الاخضر پہنچا ' اور اس سرزمین کي گمنامی ' علحدگی ' اور قدرتي حفاظت اُسے بہت ہي پسند آئي - اس نے سب سے پہلے اس حصے میں اپنے افریقي اعمال کي اولین بنیاد ڈالي اور متعدد خانقاہیں بنا کر مقیم ہو گیا - وہ اطراف کے تمام بادیہ نشین قبائل کو جمع کرتا اور اوقات نماز کے علاوہ تمام وقت انکی تلقین و ہدایت میں صرف کردیتا - یہیں آسنے ایک سید زادي سے نکاح بھی کر لیا ' اور سنہ ۱۲۶۱- اور سنہ ۱۲۶۳ میں بالترتیب دو لڑکے پیدا ہوے ' جنمیں سے پہلے کا نام " محمد المہدي " رکھا اور دوسرے کا " محمد الشریف "

(حجاز کا دوسرا سفر)

سات برس تک وہ مسلسل یہاں مقیم رہا - اسکے بعد جب [illegible] ریک پوري طرح قائم ہوگئی تو پھر نکلا ' اور حجاز کا دوسرا سفر

کیا - مکۂ معظمہ میں پہنچتے ہی " جبل بو قبیس کے گوشہ نشین " کی آمد کی خبر تمام حجاز و یمن میں پھیل گئی اور نجد تک سے لوگ اسکی زیارت کیلیے آنے لگے - اس مرتبہ بھی وہ اپنی اسی خانقاہ میں رہتا تھا جو جبل ابو قبیس میں پہلی مرتبہ بنا چکا تھا ' اور رجوع خلائق و ہجوم مسترشدین و مریدیں پہلی مرتبہ سے بھی دو چند ہو گیا تھا - اس مرتبہ سلوک و تصوف کے ساتھہ فقہ و حدیث کا درس بھی شروع کردیا - اسکا انداز درس عام طریقوں سے بالکل مختلف تھا ' اور اپنی جاذبیت و تاثر اور حسن بیان و جمع لطائف کے لحاظ سے حجاز کے تمام بڑے بڑے حلقہ ہاے درس پر فوقیت رکھتا تھا -

اسکی شہرت اس سرعت کے ساتھہ تمام عرب میں پھیل گئی کہ اب اسکا روکنا حکومت کی طاقت سے بھی باہر ہو گیا تھا - لوگ یمن کے اندرونی حصوں اور نجد و حساء کے دور دراز خطوں سے کشاں کشاں شوق و ارادت میں کھینچتے تھے ' اور جبل بوقبیس کی خانقاہ کو اپنا محبوب و مطلوب سمجھتے تھے !!

(یمن میں تاسیس دعوت)

لیکن اسی اثنا میں شیخ کے مرشد احمد بن ادریس نے دیار یمن کا سفر کیا اور شیخ کو بھی اپنے ہمراہ چلنے کیلیے کہا - ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھہ یہ دونوں بزرگ مکۂ معظمہ سے روانہ ہوگئے ' اور اچھہ عرصے تک صرف شیخ احمد بن ادریس اور محمد السنوسی تنہا یمن کے مختلف شہروں میں پھرتے رہے - اس سفر خاتمہ شیخ احمد کی وفات پر ہوا - شیخ محمد سنوسی نے وہاں خانقاہ بنائی - اسی کے ایک حصے میں اپنے مرشد کو دفن کیا اور پھر مکۂ معظمہ کی طرف روانہ ہوگیا -

جربوب میں طریقۂ سنوسیہ کا پہلا راوبہ

شیخ احمد کا مقبرہ اور خانقاہ اب تک یمن میں موجود ہے ' اور ہزارہا اشخاص دور دور سے اسکی زیارت کیلیے آتے ہیں - یمن میں سنوسی طریقہ کی اشاعت کا مرکز یہی خانقاہ ہوئی -

(ثور حجـــاز سنہ ۵۷ - ع)

کیسی عجیب بات ہے کہ جس سال ہندوستان کا مشہور غدر ہوا ہے یعنے سنہ ۱۸۵۷ - ٹھیک اسی زمانے میں مکۂ معظمہ کے اندر بھی ایک بہت بڑا ہنگامۂ قتل و خون ہوا ' جو " ثور حجاز " کے نام سے مشہور ہے - میں نے اسکے عجیب و غریب حالات حضرت والد مرحوم کی زبانی سنے ہیں: جو اسکے آٹھہ سال بعد پہلی بار مکۂ معظمہ گئے تھے -

اس غدر کے اسباب مختلف قسم کے تھے اور انکا سرچشمہ بھی ایک ہی نہ تھا - یہ غدر ترکوں کے خلاف اعراب حجاز نے کیا اور شریف عبد المطلب اسکے سرغنہ سمجھے گئے گو اس سید عظیم و جلیل (نور اللہ مرقدہ) نے ہمیشہ اس سے انکار کیا -

یہ زمانہ سلطان محمود مصلح کا تھا جس نے عثمانی ممالک میں متعدد نئی اصلاحات سب سے پہلے رائج کیں - ازانجملہ یورپین لباس کا اختیار کرنا ' نئے طریق پر عدالتوں اور دفاتر کا کھولنا ' اور فرانسیسی اصول پر سب سے پہلے فوج نظام مرتب کرنی - وغیرہ وغیرہ

ان اصلاحات کا آخری درجہ وہ " منشور اصلاح " تھا جو سلطان محمود کے دستخط سے تمام ممالک عثمانیہ میں شائع کیا گیا ' اور جسمیں لکھا تھا کہ ممالک حربیہ سے زمانۂ امن میں لونڈی غلاموں کو لانا اور فروخت کرنا شریعۃ اسلامیہ کے خلاف ہے -

یہ فرمان جب مکۂ معظمہ پہنچا اور حرم شریف میں پڑھکر سنایا گیا تو تمام عربوں میں سخت ناراضی اور مخالفانہ جوش پھیل گیا - ساتھہ ہی بجلی کی سرعت سے یہ خبر تمام اطراف و قبائل حجاز میں پہنچ گئی اور بدوؤں کے گروہ مکہ میں پہنچکر چلانے لگے کہ " سلطان نصرانی ہوگیا اور نصرانیوں کے حکموں کے آگے جھک گیا "

یہ تو ایک سبب ظاہری تھا جو اعراب حجاز کی سرکشی کا موجب سمجھا جاتا ہے - مگر اسکے علاوہ اور بھی بہت سے اسباب تھے جو مدت سے اندر ہی اندر جمع ہو رہے تھے اور کسی قوی محرک کے منتظر تھے - دولۃ عثمانیہ کا بیان ہے کہ ان اسباب مخفیہ میں ایک سبب اس وقت کے شریف " عبد المطلب " کا ارادۂ خروج تھا ' اور دوسرا جبل بوقبیس کی پر " اسرار خانقاہ " کا سر مخفی -

لیکن شریف عبد المطلب نے آخر تک اس سے انکار کیا - وہ اس تحریک کے وقت مکہ میں موجود بھی نہ تھا - طائف میں تھا - اسکے بے طرفانہ حالات جس قدر معلوم ہوے ہیں اُنسے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مصلح خیال ' اولو العزم ' اور شجاع و جانباز سید تھا ' اور جس قدر اثر اور نفوذ اسکی ذات کو تمام قبائل حجاز اور اعراب بادیہ میں حاصل تھا ' آجتک کسی شریف کو حاصل نہیں ہوا ' اور نہ ہی کوئی شریف اس درجہ صاحب علم و فضل اور جامع قابلیت سیاسی و معنوی مکہ میں آیا ہے -

بہر حال اس واقعہ کی زیادہ تفصیل یہاں غیر ضروری ہے - تمام قبائل اعراب مکہ و اطراف مکہ میں بہت جلد بڑھی پھیل گئی اور بعض ترک افسروں کے بے موقعہ سلوک نے آگ اور تیز کردیا - یہاں تک کہ موسم حج کے قریب ہی قتل و غارت کی آگ بھڑکی ' اور بدوؤں نے ترکوں کو قتل کرنا شروع کردیا - ترک گورنر بھاگ گیا ' فوج برباد ہوگئی اور تمام مکہ پر بدوؤں کا قبضہ ہوگیا -

بعض اسباب کی وجہ سے دولت عثمانیہ شریف عبد المطلب سے پہلے ہی برانگیختہ تھی مگر اسکے اثر و نفوذ کی وجہ سے معزول نہیں کرسکتی تھی - شریف اُس وقت طائف میں تھا - غدر کے بعد اس نے بالا ہی بالا نکل جانے کی کوشش کی ' مگر بدوؤں نے جا کر گھیر لیا اور مجبور کیا کہ آپ ہمارے امیر و شریف ہیں ہم کو چھوڑ کر نہیں جاسکتے - مجبوراً اُسے مکہ معظمہ آنا پڑا -

حج کا موسم شروع ہوا تو تمام حجاز میں ترکی حکومت کا نشان نہ تھا - بدوؤں نے ترک حاجیوں کو اس شرط سے آنے کی اجازت دی کہ حاکمانہ اقتدار کو خیر باد کہکے آئیں ' اور سلطان غالب جبل عرفات پر خطبہ نہ پڑھے جیسا کہ ہمیشہ پڑھا کرتا ہے ایک رقم بطور ٹیکس کے بھی ترکوں کیلیے لگا دی تھی جو ہر ترک حاجیوں کو دینی پڑی -

ترجمہ اردو تفسیر کبیر

قیمت حصہ اول ۲ - روپیہ - ادارۂ الہلال سے طلب کیجیے -

شئون عثمانیه

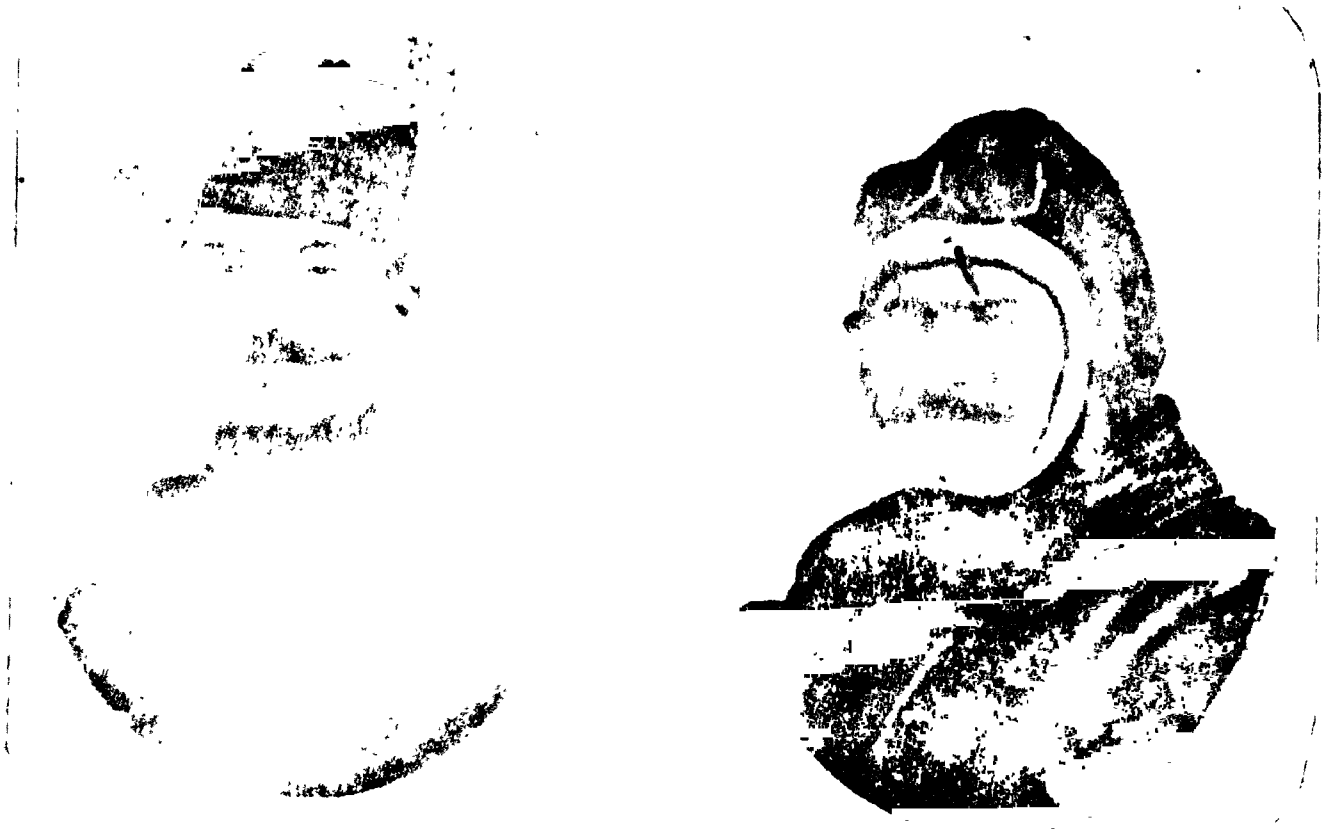

عثماني طيارہ چي : متعي بے

شهـــداء راہ کشف وسیاحـــت

نور اللـــه مرقـــدهمـــا

جبکہ یورپ کی سر زمین جانفروشان ملت و ندا کاران کشف و علم کی تنہا سجدہ گاہ ہے ' اور جبکہ پیروان اسلام اپنی جانفروشی کے اس سبق کو بھلا چکے ہیں ' یہ ان جانفروشان سیاحت ' ان شہداے علم ' ان ندا کاران ملت و وطن ' یعنی والاالعزم متعی بے و صادق بے کی روحیں سامنے آکر ہمارے کذاران ملت کو یوں سے رہتی ہیں !

اخبارات میں انکی سیاحت اور دردانگیز شہادت کا حال چھپ چکا ہے ' اور الهلال میں مرحوم متعي بے کی تصویر بلفیس شرکت خانم کے ہوائي جہاز کو چلاتے ہوے آپ دیکھہ چکے ہیں - یہ دونوں جانباز قسطنطنیہ سے روانہ ہوے تا کہ اسریعہ تک کا سفر ہوائي جہاز میں سب سے پہلے طے کریں -

بلاد اسلامیہ کی اس ساکن اور افسردہ فضا میں جو فتح یاب جھنڈوں ' اور بلند قامت نیزوں کو دیکھنے کي جگہ اب عرصے سے صرف نا کامی کي آہوں اور مظلوموں کی چیخوں ہی کو سن رہی ہے ' یکایک ہواے عزم و والعزمی کے در آسمان پیما عقاب طیران علم و اکتشاف کے پروں سے بلند ہوتے ہوے اور اڑتے ہوے نظر آے :

ویصعد حتی یظن الوری
بان لـه حاجـة فی السماء !

یہ سیاح فضائي مختلف شہروں میں قیام کرتے ہوے بیروت پہنچے اور ہر جگہ انکے استقبال کا عظیم الشان اهتمام کیا گیا ۔۔۔ میں خبر پہنچي

طیارہ چي صادق بے

کہ عنقریب تخت گاہ خلافت کي پر اسرار فضا میں بھي نمودار ہونے والے ہیں - اس خبر نے تمام ادبي و اعلی حلقوں میں ایک ہنگامۂ انتظار پیدا کر دیا - پوانس عمر سترسن پاشا کي زیر ریاست ایک کمیٹي قائم ہوئي تا کہ ان اولوالعزم مہمانوں کا استقبال کرے -

لیکن عین شوق و انتظار کے اس ہجوم میں ناگہاں برقیوں نے خبر سنائي کہ بیت المقدس کی طرف اڑتے ہوے معلم سمرا کے قریب ایک خاتمہ کن حادثہ ہوگیا ' اور ۱۵۸ کیلیومیٹر کی بلندي سے دونوں سیاح گر کر شہید ہوگئے ! انا للہ و انا الیہ راجعون !

اس خبر نے تمام بلاد عثمانیہ میں تہلکہ مچا دیا - قسطنطنیہ میں چاروں انکي یادگار میں نصب ہونگے - مصر کی تمثیلی سنڈیکیٹ جمع کر رہي ہے تا کہ دو ہوائي جہاز دولت عثمانیہ کو نذر کرے - انمیں سے ایک کا نام "متعی" اور ایک کا "صادق" ہوگا -

یہ ہوائي سیاحت تاریخ طیران انسانی میں ہمیشہ یادگار رہیگي - جرمني اور فرانس کے بڑے بڑے ماہرین فن طیران کي رائیں شائع ہوئي ہیں جنمیں اس سیاحت کی اولوالعزمي کا اعتراف کیا ہے - ایک جرمن اخبار لکھتا ہے کہ "جسقدر مسافت متعي بے نے ایک ہي سفر میں طے کي ' آجتک ہم بھي نہ کرسکے - اس نے ۹۸ - کیلو میٹر صرف ۵۳ منٹ میں طے کیا ! "

ایک امریکن نامہ نگار لکھتا ہے :

" میں نے ایسی خوفناک پہاڑیوں کے اندر سے آتے نکلتے ہوے دیکھا ' جنکے [illegible] - وہ جس حیرت انگیز مشاقي سے نیچے [illegible] اسکی نظیر یورپ میں بھی اب تک نہیں دیکھي گئي "

فهـرست ممبـران مسلـم وفـد

جو ۲۵ مارچ کو دهلي ميں پيش هوا

(۱) نواب ذو الفقار علي خاں سي' إس' آئي - مالير کوٹله - (۲) ڈاکٹر ناظر الدين حسن بيرسٹر ايٹ لا - لکهنؤ (۳) آنريبل راجه سر محمد علي محمد خاں بهادر کي - سي - آئي - اے - محمود آباد (۴) حاجي محمد موسیٰ خاں صاحب دتاولي - (۵) منشي محمد احتشام علي صاحب لکهنو - (۶) پرنس غلام محمد صاحب سابق شريف کلکته خاندان ميسور - (۷) آغا سيد حسين صاحب شوستري کلکته - (۸) پرنس افسر الملک اکرم حسين صاحب کلکته - (۹) پرنس احمد حليم الزمان خاندان ميسور - (۱۰) حاجي بخش الهي خانصاحب سي - آئي - اي - دهلي - (۱۱) شهاء الملک حکيم رضي الدين احمد خاں صاحب دهلي - (۱۲) آنريبل ڪپتان ملک عمر حيات خاں ٹوانه - سي - آئي - اي - دهلي - (۱۳) مفتي فدا محمد خاں بيرسٹر ايٹ لا - پشاور (۱۴) مسٹر مظهر الحق بيرسٹر ايٹ لا بانکي پور - (۱۵) محمد علي اسکوئر ايڈيٹر کامريڈ و همدرد دهلي (۱۶) شوکت علي اسکوئر معتمد خدام کعبه دهلي (۱۷) چودهري غلام حيدر ايڈيٹر " زميندار " لاهور (۱۸) ايم - غلام حسين سب ايڈيٹر کامريڈ (۱۹) مولانا عبد الباري صاحب فرنگي محل (۲۰) سيد وزير حسن بي - اے اٹريري سکريٹري آل انڈيا مسلم ليگ لکهنو (۲۱) ميجر سيد حسن بلگرامي علي گڈه (۲۲) آنريبل سر ابراهيم رحمت الله بمبئي - (۲۳) منشي محمد اظهر عليصاحب بي - اے جائنٹ سکرٹري آل انڈيا مسلم ليگ - (۲۴) ڈاکٹر مختار احمد انصاري - دهلي - (۲۵) خاں بهادر الله بخش خانصاحب لاهور سابق پرليڈکل اسسٹنٹ - (۲۶) کپتان نواب احمد نواز خاں سدوزئي ڈيره اسمعيل خاں - (۲۷) نواب عبد المجيد صاحب سي - آئي - اي بيرسٹر ايٹ لا اله آباد - (۲۸) آنريبل خاں بهادر خواجه يوسف شاه امرتسر - (۲۹) خاں بهادر شيخ غلام صادق صاحب امرتسر - (۳۰) سيد عبد الرشيد بي - اے - ايل - ايل - بي اجمير (۳۱) آنريبل مسٹر غلام حسن - بي - اے - ايل - ايل - بي - حيدر آباد سنده صدر انجمن اسلاميه - (۳۲) حاجي يوسف حاجي اسمعيل ڈعباني صدر انجمن ' انجمن اسلاميه بمبئي - (۳۳) مولوي سيد ابو العاص صاحب آنريبل مجسٹريٹ پٹنه - (۳۴) خاں بهادر نواب سر فراز حسين صاحب پٹنه - (۳۵) محمد علي طيب جي قادر بهائي بيرسٹر ايٹ لا صدر انجمن ضياء الاسلام بمبئي (۳۶) سيم محمد فايق صاحب بي - اے - ايل - ايل - بي - فيض آباد (۳۷) حافظ محمد عبد العليم صاحب کانپور - (۳۸) سيد فضل الرحمن صاحب بي - اے - ايل - ايل - بي - کانپور - (۳۹) آنريبل خاں بهادر مير اسد علي مدراس - (۴۰) آنريبل سيد قمر الهدی بيرسٹر ايٹ لا بختيار پور - پٹنه - (۴۱) محمد علي جناح اسکوائر بيرسٹر ايٹ لا بمبئي (۴۲) مولوي حبيب الرحمن خاں صاحب شرواني عليگڈه - (۴۳) صاحبزاده آفتاب احمد خاں اسکوائر بيرسٹر ايٹ لا علي گڈه (۴۴) شيخ عبد الله اسکوائر بي - اے - ايل - ايل - بي علي گڈه (۴۵) خاں بهادر مولوي مقبول عالم صاحب وڈيل بنارس - (۴۶) تصدق احمد خاں اسکوائر بيرسٹر ايٹ لا عليگڈه - (۴۷) آنريبل مسٹر جي - ايم بهرگري بيرسٹر ايٹ لا سنده - (۴۸) محمد عبد العزيز اسکوائر بيرسٹر ايٹ لا پشاور - (۴۹) شمس العلما مولوي شبلي نعماني - (۵۰) نواب محمد جعفر علي خانصاحب شيش محل لکهنو - (۵۱) نواب زاده محمد سيد علي خاں بي - اے شيش محل لکهنو - (۵۲) مولوي غلام محي الدين خاں صاحب وکيل قصور پنجاب (۵۳) خاں بهادر مولانا ابو النصير صاحب شمس العلما غازي پور (۵۴) مسعود الحسن اسکوائر بيرسٹر ايٹ لا مراد آباد - (۵۵) آنريبل مولوي سيد محمد طاهر صاحب وکيل مونگير - (۵۶) چودهري محمد امير الحق صاحب بختيار پور مونگير - (۵۷) مولوي شيخ کمال الدين احمد صاحب امين دار مشکي پور مونگير - (۵۸) شيخ ظهور احمد اسکوائر بيرسٹر ايٹ لا مراد آباد (۵۹) خاں صاحب مولوي بشير علي خانصاحب آنريري سکرٹري انجمن اسلاميه لاهور (۶۰) نواب محمد علي خانصاحب قزلباش لاهور (۶۱) عبد المجيد خواجه اسکوائر کينٹب بيرسٹر ايٹ لا عليگڈه - (۶۲) سيد علي عباس بخاري اسکوائر (آکسن) سکرٹري پراونشل مسلم ليگ پشاور (۶۳) آنريبل نواب محمد ابراهيم عليخان کنجپوره پنجاب - (۶۴) سيد ظهور احمد اسکوائر بي - اے - ايل - ايل - بي - جائنٹ سکرٹري پراونشل مسلم ليگ لکهنو (۶۵) سيد عبد العزيز اسکوائر بيرسٹر ايٹ لا بانکي پور (۶۶) سيد علي حسن خان صاحب خان بهادر سابق ممبر کونسل اودر اسمبلي و سابق مدار المهام رياست جاوره (۶۷) احسان الحق اسکوائر بيرسٹر ايٹ لا جالندهر (۶۸) مولوي محبوب عالم صاحب اڈيٹر پيسه اخبار لاهور (۶۹) مولوي محمد يعقوب صاحب وکيل مراد آباد (۷۰) خان بهادر مولانا ايچ - ايم ملک ناگپور پريسيڈنٹ سي - پي - مسلم ليگ (۷۱) آنريبل عبد الحسين ايم جي پيربهائي جي بمبئي (۷۲) حاذق الملک حکيم حافظ محمد اجمل خاں صاحب دهلي (۷۳) خواجه گل محمد خان صاحب پليڈر چيف کورٹ پنجاب - (۷۴) آنريبل سر فاضل بهائي کريم بهائي ابراهيم کے - سي - آئي - اي - بمبئي (۷۵) آنريبل راجه سيد ابو جعفر صاحب پيرپور فيض آباد (۷۶) آنريبل خان بهادر نواب سيد نواب علي چودهري بنگال - (۷۷) خان بهادر شيخ وحيد الدين صاحب ميرٹهه (۷۸) سيد آل محمد اسکوائر بيرسٹر ايٹ لا سابق ڈپٹي کمشنر صوبجات متوسطه - (۷۹) مولانا سيد کرامت حسين صاحب سابق جج اله باد هائي کورٹ - لکهنؤ (۸۰) آنريبل شيم شاهد حسين صاحب بيرسٹر ايٹ لا لکهنؤ تعلقدار کدبا (۸۱) نواب محمد اسحاق خانصاحب سکريٹري ايم - اے - او - کالج - علي گڈه (۸۲) شمس العلماء مولوي سيد احمد صاحب امام جامع مسجد دهلي (۸۳) قاضي نعيم الدين احمد صاحب ميرٹهه (۸۴) خواجه حسن نظامي دهلي -

اشتـــهـــار

طب جديد اور اپنے چاليس ساله ذاتي تجربے کي بنا پر دو دوائيں تيار کي هيں - صحت النساء ميں مستورات کے امراض اور محافظ الصبيان ميں بچوں کي صحت کے متعلق موثر تدابير سليس اردو ميں چکنے کاغذ پر جو شعط طبع کرائي هيں - ڈاکٹر - کرنيل زيد احمد صاحب نے بهت تعريف لکهه کر فرمايا هے که يه دونوں کتابيں هر گهر ميں هوني چاهئيں - اور جنابه هر هائينس بيگم صاحبه بهوپال دام اقبالها نے بهت پسند فرما کر کثير جلديں خريد فرمائي هيں - بنظر رفاه عام چهه ماه کے ليے رعايت کي جاتي هے - طالبان صحت جلد فائده اٹهائيں -

صحت النساء اصلي قيمت ۱ روپيه - ۱۰ آنه - رعايتي ۱۲ آنه
محافظ الصبيان ' اصلي قيمت ۲ روپيه ۸ آنه - رعايتي ۱ روپيه
اردو ميڈيکل جورس پروڈنس معه تصاوير اس ميں بهت سي کار آمد چيزيں هيں اصلي قيمت ۲ روپيه ۸ آنه - رعايتي ۱ روپيه علاوه محصولڈاک وغيرا -

ملنے کا پته :- ڈاکٹر سيد عزيز الدين گورنمنٹ پنشنر ميڈيکل افيسر در جانه - ڈاکخانه بهري ضلع رهتک -

مقالات

هوائي جنگ

ابھي دل کي بات ہے جب ہم کہتے تھے کہ " فلاں شخص ہوا میں لڑتا ہے " اسکے معني ہر شخص یہ سمجھتا تھا کہ وہ اپني قوت کو ایک ایسی جد و جہد میں ضائع کرتا ہے جو رھمي، خیالي، اور بے بنیاد و لا حاصل ہے -

لیکن کیا آج بھي ہوا میں لڑنے کے یہي معني ہیں ؟

* * *

اسرار و نوامیس فطرت کے انکشاف نے نوع انسان کي تاریخ میں کسقدر حیرت انگیز انقلاب پیدا کردیا ہے ! انسان کے ہزارہا خیالات جنکي وہ کل تک نہایت شغف و شیفتگي کے ساتھہ تمنا کرتا تھا ' اور انکو اپنے دسترس سے باہر پاکر اپنے تخیل سے مدد لیتا تھا ' وہي خیالات واقعیت کے لباس میں آج اسکي روزانہ زندگي کے اندر موجود ہیں ' اور اسدرجہ معمولي اور پیش پا افتادہ معلوم ہوتے ہیں ' گویا ان میں کوئي اعجوبگي و حیرت انگیزي نہیں یا وہ ہمیشہ سے اسي طرح ہوتے آئے ہیں !

تبارک الذي بیدہ الملک وھو علی کل شی قدیر !

مثال کے لیے کہربا یا بخار کي طرف اشارہ کافي ہے - کیا آج سے چند صدي قبل اسي نوع کے بڑے حکیم کے تخیل میں بھي یہ آسکتا تھا کہ ایک شخص جس پر سے ملائکۂ آسماني نازل ہوتے ہوں ' نہ جن و عفریت اسکے تابع ہوں ' اور نہ نجوم و رمل کے حساب و نقوش سے واقف ہو ' ایسا شخص صرف پانچ منٹ میں ۸ ہزار میلوں کا قطر رکھنے والے کرہ کے ہر گوشے کي خبر معلوم کرسکتا ہے ؟

یا یہ کہ باد رفتار گھوڑے جس راہ کو ہفتوں میں طے کرتے ہوں انکو ایک بے روح و زباں آہني جسم بغیر کسي طاقت معجزہ نما کے چند گھنٹوں میں قطع کرسکتا ہے ؟

ہاں اسوقت کے ایک بڑے سے بڑے حکیم کے تخیل میں بھي یہ نہیں آسکتا تھا ' لیکن اب ٹیلیگراف آفس کے ایک کلرک اور ٹرین کے ایک ڈرایور کي کم قیمت زندگي کا ایک معمولي مشغلہ ہے !

* * *

بیشک ابھی چند سال قبل تک " ہوائي جنگ " محض ایک خیالي استعارہ تھا مگر اب ایک حقیقت ہے جو اگر آج واقع نہیں ہوئي تو کل ضرور ہي ہوکر رہیگي -

جسطرح کہ بخار (اسٹیم) کے اکتشاف اور فن جہاز سازي کي تازہ اختراعات نے انساني ہستي کے لیے موت کا نیا دروازہ کھولدیا تھا ' اسیطرح ہوائي جہازوں کي اختراع نے بھي کشت و خون اور قتل و سفاکي کا ایک نیا دروازہ کھولدیا ہے جو گذشتہ تمام دروازوں سے کہیں زیادہ ہولناک اور مطمع و مہیب ہے - یہ ایک عالمگیر خیال ہے کہ اگر ہوائي جنگ ہوئي (اور ایک نہ ایک دن یقیناً ہوگي) تو اسوقت اقلي شدید خونریزي ہوگي جسکي نظیر انسان کے اس دور زندگي میں بھي نہیں ملسکتي جسکي تاریخ کا ہر صفحہ میدان جنگ کے خون سے رنگین ہے !

سلطنتوں میں عام طور پر دہشت و خوف اور سرگرمي و مستعدي کي ہوا چل رہي ہے - ہر سلطنت اپنے انسان پاش اور جہنمی سامان جنگ کے لیے ہوائي جہاز اور ہوائی جہازرانوں کے انتظام میں مصروف و منہمک ہے -

* * *

ہوائي جہاز میں معتدل اور ضروري ہوا کے حاصل کرنے کا آلہ جو تیارچي ناک سے لگا لیتا ہے

اس استعداد و تیاري میں فرانس کا قدم سب سے آگے ہے - اس نے سنہ ۱۱ م میں ۲۴۸۰۰۰ پونڈ ' اور سنہ ۱۲ میں ۱۸۰۰۰۰۰ پونڈ آلات پرواز پر صرف کیے - اس سال ۱۷۰۰۰۰۰ صرف کرینگی -

فرانس کے بعد جرمنی کا نمبر ہے - جرمني اس سال اپنے آلات پرواز پر ۱۸۰۰۰۰۰ پونڈ صرف اپنے خزانے سے اور اسکے علاوہ ۳۵۰۰۰۰ - اس چندہ سے صرف کریگي جو قوم نے ہوائي بیڑے کے لیے دیا ہے !

جرمنی کے بعد برطانیہ کا نمبر ہے - اس نے بھي اپنے سالانہ بجٹ میں ایک کثیر رقم آلات پرواز کے لیے رکھی ہے -

ان حالات کو دیکھتے ہوے معلوم ہوتا ہے کہ وہ وقت دور نہیں جب ہوائي جہازوں کا بھي ایک خاص جنگي صیغہ ہوگا ' اور اس پر کم و بیش اسیقدر صرف ہوگا جسقدر کہ اسوقت جہازوں پر صرف ہو رہا ہے -

* * *

اسوقت تک جسقدر ہوائي جہازوں کا تجربہ ہوچکا ہے وہ پانچ قسموں کے اندر بیان کیے جاسکتے ہیں :

(۱) وہ جنکے دونوں پہلوؤں کي کمانیاں (جنکو ضلع یا پسلي کہتے ہیں) سخت ہوتي ہیں -

(۲) جنکے پہلو میں یہ پسلیاں یا کمانیاں نہیں ہوتیں -

(۳) ایک درجہ والے " ایرو پلین "

(۴) دوسرے درجے والے " ایرو پلین "

(۵) وہ " ایرو پلین " جو مسطح آب پر گھومتے ہیں اور اسکے بعد ہوا میں بلند ہوتے ہیں -

ان پانچ قسموں میں سے دو اول الذکر قسم کے جہاز خود نہیں اڑتے بلکہ ایک ایک غبارہ ان میں اڑتا ہے -

ان غباروں سے اڑنے والے جہازوں میں ایک قسم زمین کے جہازوں کی ہے - زمین کے جہازوں کی حقیقت یہ ہے کہ پہلے ایک غبارہ گیس سے بھرا جاتا ہے - اس غبارہ میں ایک ہوائی جہاز بندھا ہوتا ہے - اس میں ایک پنکھا ہوتا ہے جو نہایت تیز چلتا ہے - غبارہ جب چھوڑا جاتا ہے تو وہ ہوا میں بلند ہوتا ہے' اور اپنے ساتھ اس جہاز کو بھی بلند کردیتا ہے - جب جہاز سطح زمین سے کسیقدر اونچا ہوجاتا ہے تو یہ پنکھا چلنے لگتا ہے - اس پنکھے کے چلنے سے جہاز آگے بڑھتا ہے - اس طرز کے ہوائی جہاز کی شرح رفتار پچاس میل فی گھنٹہ ہے -

پہلے حکومت جرمنی نے نمامتر توجہ اسی طرز کے جہاز پر کی ' مگر اب وہ ایک اور قسم کا جہاز تیار کرا رہی ہے جسکی رفتار امید ہے کہ ۵۵ میل فی گھنٹہ ہوگی - یعنی ریل کی تیز ترین میل کے برابر اور یا اس سے کہ جلد بنا

جرمنی نے اس سے پہلے ایک اور آہن پوش ہوائی جہاز بنایا تھا - اسکی شرح رفتار ۵۰ میل فی گھنٹہ تھی - ابھی اسمیں ترقی کی کوشش ہو رہی ہے اور امید ہے کہ ۶۰ میل تک اسکی شرح رفتار ہو جائیگی -

دولت عثمانیہ کا نیا زیپلن قسم کا ہوائی جہاز

اسوقت ہوائی جہازوں کے لیے آندھی ایک شدید ترین خطرہ ہے لیکن اگر ترقی رفتار کی کوشش میں کامیابی ہوئی اور حسب امید ہوائی جہاز ۶۰ میل فی گھنٹہ چلنے لگے تو پھر غالباً یہ خطرہ باقی نہ رہیگا' اور مصاف جوکی حالت خواہ کتنی ہی ناسازگار کیوں نہ ہو' مگر ہوائی جہاز بے خوف و ہراس سفر کرسکینگے -

* * *

جسطرح کہ دریائی جہازوں میں توپیں رہتی ہیں' اسیطرح ہوائی جہازوں میں بھی توپیں رکھی جاتی ہیں - آگ کے گولے مصاف میں پھینکے جاتے ہیں اور ان سے لوہے کے ٹکڑے نکلکر پھیلتے ہیں - ان گولوں میں یہ خاصیت ہوتا ہے اور ان کے پھینکے کے بعد ایک دھواں سا پھیل جاتا ہے اور سامنے کی چیزیں نظر نہیں آتیں - نیز وہ گولے بھی پھینکے جاسکتے ہیں جنمیں ذرا سا میت ہوتا ہے - غرضکہ ہر قسم کے گولے ان توپوں سے پھینکے جاسکتے ہیں -

یہاں قدرتاً سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسقدر بلندی اور بعد مسافت کے باوجود کیا توپوں کی شست صحیح بندھسکتی ہے ؟ بیشک بظاہر یہ مشکل معلوم ہوتا ہے - صحراء لیبیا میں ہوائی جہازوں کو اسی لیے کامیابی نہ ہوئی مگر اب کوشش نے اس مشکل کو بھی آسان کردیا ہے - اب شست نہایت آسانی سے باندھی جاسکتی ہے' اور اگر پہلی دفعہ نشانہ خطا کریگا تو دوسری مرتبہ یا تیسری مرتبہ ضرور ہی لگیگا -

ہوائی جہازوں کے پاس ایک آلہ ہوتا ہے جسکو ارتفام نما (اسٹیتوسکوپ) کہتے ہیں - اس آلہ سے نہایت صحیح طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ اب جہاز سطح آب سے کسقدر بلندی پر ہے - اس آلہ سے جہاز کو حسب ضرورت پست و بلند کرنے میں بھی بہت مدد ملتی ہے -

جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے پہلے جرمنی نے ہوائی جہازوں کی تمام قسموں سے صرف زپلن طرز کے ان جہازوں کی طرف توجہ کی تھی جو غبارہ کے ساتھ اڑتے ہیں ' اور فرانس نے اس کے جواب میں ایرو پلین کو اپنی کوششوں کا مرکز قرار دیا تھا ' چونکہ دونوں سلطنتوں میں عداوت شدید اور مقابلہ و همسری سخت جوش ہے ' اسلیے اب ان میں سے ہر ایک اپنی قسم کے جہازوں کے انتظام میں سرگرم ہے جو دوسرے کے بدرجے ہیں تا کہ اگر مبادا جنگ کے وقت ایک قسم کے جہاز ناکامیاب ثابت ہوں تو حریف بازی نہ لیجا سکے' اور فوراً دوسرے قسم کے جہازوں سے اسکا مقابلہ کیا جاسکے -

برطانیہ ایک بحری سلطنت ہے اسلیے قدرتاً وہ ان ہوائی جہازوں کی طرف مائل ہے جو مسطح آب پر گردش کرنے میں بھی کامیاب ہوتے ہیں - امید ہے کہ اس سال کے ختم ہوتے ہوتے اسکے پاس اس قسم کے ۷۵ جہاز ہوجائینگے -

برطانیہ اپنے آپ کو ایرو پلین اور زپلین ' دونوں کے بیکار سمجھتی ہے - اسکا خیال ہے کہ اگر اسکے بیڑے کے پاس ان گردش کن جہازوں کی کافی تعداد ہو جائے تو پھر اسے دشمن کا خطرہ نہیں ' چنانچہ اسکا ارادہ ہے کہ اپنی مقبوضات میں اس ترتیب سے ہوائی جہازوں کے اسٹیشن قائم کرے اسکے تمام مقبوضات کے گرد ایک محفوظ کا دائرہ سا بنجائیگا ' جسطرح کہ قلعوں میں دشمن کی نقل و حرکت کی نگرانی ہوتی رہتی ہے ' اسیطرح ان اسٹیشنوں سے دشمن کے ہوائی جہازوں کی نقل و حرکت کی نگرانی ہوتی رہیگی -

برطانیہ اپنے حریف جرمنی اور اپنے حلیف فرانس ' دونوں کے ہوائی جہازوں میں پیچھے ہے ' حالانکہ دونوں اسکے گھر کے دروازے ہی پر ہیں اور ہر وقت حملہ کرسکتے ہیں - اسلیے انگریزی اخبارات مضامین اور تصاویر کے ذریعہ اپنی قوم کو اس اہم نقص کی طرف متوجہ کر رہے ہیں - کوئی ہفتہ ایسا نہیں آتا کہ انگریزی اخبار میں ہوائی جہازوں کے متعلق مضامین یا طرح طرح کی تصاویر نہ ہوں -

انگریزی اخبارات کا خیال ہے کہ غباروں سے اڑنے والے ہوائی جہازوں کی نسبت ایرو پلین زیادہ قابل اعتماد ہیں - کیونکہ ایک غبارے والا جہاز جتنے صرف سے تیار ہوتا ہے ' اتنی رقم میں ۵ ایرو پلین بنتے ہیں - اسکے علاوہ ایرو پلین کا بنانا آسان ہے اور ایک وقت میں بہت سے بن جاسکتے ہیں ' لیکن غبارے والے جہازوں میں یہ دونوں امر مفقود ہیں -

ایک اور بہت بڑا فرق یہ بھی ہے کہ غبارے والے جہاز میں جو گولی لگی اور سارا جہاز برباد ہوگیا - لیکن اگر ایرو پلین کے مرکز

آثار عتیقہ

عبارر کولیوں سے چھلني بھي ھوجائیں' جب بھي اس کے باقی حصے پر کوئي اثر نہیں پڑتا -

پھر یہ کچھہ ضروري نہیں کہ ھوائي جہاز دن ھي کو اڑیں - کبھی شب کو بھي تو ضرورت ھوگي ؟ مگر روشني صرف ایرو پلین ھي میں ھوسکتي ھے- ایرو پلین میں نہایت آساني سے برقی روشنی کا سامان رکھا جاتا ھے اور اس سے آپ زمین کو پوري طرح دیکھکر جہاں مناسب موقع معلوم ھو وھاں اتر سکتے ھیں - مگر عبارے والے جہازوں میں یہ باتیں ممکن نہیں - خصوصاً اترنا اسوقت تک ممکن ھي نہیں جب تک کہ زمین پر چند آدمي موجود نہ ھوں اور اسکي مہار کو نہ کھینچیں - اگر اتفاق سے کسي ایسي جگہ اترنا ھے جہاں کوئی مہار کھینچنے والا نہیں ھے تو اترنا محال ھوگا -

البتہ عبارے والے جہاز میں یہ فائدہ بہت بڑا ھے کہ جنگ میں پانچ ڈائنامیٹ تک اپنے ساتھہ رکھسکتا ھے' حالانکہ اتنے ڈائنامیٹ کے لیے کم ازکم ۳۵ ایرو پلینوں کي ضرورت ھوگي -

لیکن ایرو پلین مسلسل ٦ سو میل کا سفر بھي کرسکتا ھے - یعني یہ بالکل آساني سے ممکن ھے کہ وہ دشمن کي قلمرو میں دور تک چلا جاے' گولہ باري کرے' اور پھر بغیر اترے واپس چلا آے - یہ ممکن ھے کہ کبھي کبھي دشمن کو اسکا علم ھوجاتا ھے اور اپني فوجوں کے دھانے اسکي طرف پھیر دیتا ھے' مگر یہ نقصان عبارے والے جہازوں کے متعدد نقصانات کے مقابلے میں بالکل ھیچ ھے - فرض کرو کہ دس ایرو پلین دشمن پر حملہ کرنے گئے جنمیں سے پانچ کو اس نے ضائع کردیا' تو اس صورت سے تو یہ بہر حال بہتر ھے کہ ایک ھي عبارے والا جہاز گیا اور ضائع ھوگیا - کیونکہ ھم پہلے بیان کرچکے ھیں کہ ایک عبارے والے جہاز اور ۳۵ ایرو پلینوں کے مصارف یکساں ھوتے ھیں -

* * *

آجکل فرانس اور جرمني کی تمامتر توجہ کا محور و مرکز ھوائی جہاز ھیں اور دونوں سلطنتوں میں نہایت زور و شور اور سرگرمي و انہماک سے تیاریاں ھو رھي ھیں - فرانس نے مقام تول' وردین' شالون' سیرین' بالو دیک' اور ابینال میں ایرو پلین کے اسٹیشن بنواے ھیں - انکے علاوہ جا بجا کثرت سے عبارے والے جہازوں کے بھي اسٹیشن' کیس کے سفري کارخانے' نیز ان جہازوں کے رکھنے کے لیے سفري گھر طیار کرالے ھیں -

باایں ھمہ جرمني اس میدان میں فرانس سے آگے ھي ھے - اسکے پاس اسوقت زمین کے طرز کے چار بڑے آھن پوش عبارے والے جہاز ھیں' جو اسطرح ھر وقت اڑتے رھتے ھیں گویا دشمن دروازوں پر آگیا ھے !

ان چار جہازوں میں سے دو فرانسیسي سرحد پر رھتے ھیں اور دو روسي سرحد پر - ان میں سے ھر جہاز ھر وقت اسطرح تیار رھتا ھے کہ دشمن پر حملے کے لیے ایک معمولي اشارہ کافي ھے - جرمني اس سال ۹ عبارے والے جہاز اور بنانا چاھتي ھے اور غالباً آیندہ سال اس سے دو چند بنالیگی -

مصـــر

علـم آثار مصـر

اجنیا لوجیا

درآیۂ دجلہ و فرات کی طرح مصر بھي تمدن کا دیرینہ گہوارہ اور عجائب و غرایب تعمیر کا ایک شہر آباد ھے - البتہ آثار عراق کے برخلاف مصر کے تمام آثار زیر خاک مدفون نہیں ھیں بلکہ اُس کے سب سے بڑے آثار سطح زمین پر سر بفلک استادہ صدیوں سے نظارگي دے رھے ھیں جسکے جواب میں ھزارھا سیاح اکناف و اقطار عالم سے ھر سال مصر آتے رھتے ھیں -

تمام قدیمي سرزمینوں میں مصر کو متعدد وجوہ سے خاص خصوصیات حاصل ھیں جو نہ یونان کو حاصل ھوئیں' نہ ھندوستان کو' اور نہ رومۃ الکبری کے پر عظمت تمدن کو:

(۱) جسقدر کثرت کے ساتھہ مختلف قدیمي تمدنوں کے آثار یہاں ھیں اسدرجہ کہیں نہیں - یہ پوري سرزمین ایک شہر آثار ھے -

(۲) اسکے زیادہ تر آثار فن تعمیر سے تعلق رکھتے ھیں جو عرصے سے حوادث کے حملوں سے اپنے تئیں بچاے ھوے ھیں - برخلاف دیگر مقامات کے کہ عیر تعمیري آثار زائد تھے اور اسلیے ضائع ھوگئے -

(۳) فن تعمیر کے جو نمونے مصر پیش کرتا ھے' استحکام اور عظمت کے لحاظ سے دنیا کا کوئي تمدن اسکا مقابلہ نہیں کرسکتا -

(۴) اسکي تعمیرات اسدرجہ بلند و محکم' یا زمین کي بلند ترین حصوں پر' یا سر بفلک میناروں کی صورتوں میں ھیں جنکر ارضي تغیرات اپنے اندر چھپا نہ سکے - اسلیے وہ اب تک انسان کي نئي تعمیرات کي طرح زمین کے اوپر قائم ھیں - حفریات (یعني زمین کھودنے اور نقب لگانے) کي مصیبتوں کي اسکے لیے ضرورت نہیں -

(۵) ممي کرکے انھوں نے لاشوں کو محفوظ رکھا جو اب عصر قدیم کا سب سے زیادہ قیمتي خزانہ ھے - ایسا قیمتي اثر کوئی ملک نہیں رکھتا -

(٦) اسکي اکثر تعمیرات منقش ھیں جنسے تمدن قدیم کے معمے حل ھوتے ھیں - باستثناے ایران' کوئي ملک اسقدر منقوش و مکتوب عمارتیں نہیں پیش کرسکتا - اسي بنا پر علماے آثار نے "آثار مصر" کي خاص طور پر تحقیقات کي اور اسکو ایک خاص فن بنا دیا جو اجپٹیا لوجي کے نام سے مشہور ھے -

لیکن ابتک اردو کا خزینۂ علم آثار مصر کے نوادر و غرایب سے خالی ھے' اور گو بعض آثار کے حالات شائع ھوے ھیں مگر انکا ماخذ تمامتر قدیم تصانیف ھیں - اسلیے ھم آج آثار مصریہ کا ایک سلسلہ شروع کرتے ھیں' جنمیں زیادہ تر ان حالات کا در[illegible] تازہ حفریات کے نتائج ھیں' اور یورپ کے رقیع و معتبر مصنفین کی غیر مصور رسائل میں شائع ھوے ھیں -

(ابو الهول)

اس سلسلے کی ابتداء ہم ابوالهول سے کرتے هیں - سلسلۂ کوہ لوبیا کے امتداد سے فیوم اور نیل کے مثلث جزیرے (Delta) کے مابین ' اور رود نیل کی معاونات میں ' ایک وسیع میدان نو میل تک پھیلتا ہوا چلا گیا ہے ' اور دریا کی طرف سے ایک عظیم الشان مجسمے تک پہنچ کر ختم ہوتا ہے- یہی وہ مجسمہ ہے جسے عربی میں ابو الهول اور انگریزی میں (Sphina) کہتے هیں - قدیم مصری اسے صور نحس کہتے تھے -

ابو الهول مصری بت تراشی کا ایک بہترین نمونہ ہے - یہ ایک عظیم الشان چٹان کو تراش کے بنایا گیا ہے جو دامن کوہ میں واقع تھی - یہ بت گردن تک انسان کا سا ہے اور اسکے نیچے سے اسکی شکل شیر کی ہے - اسکی بلندی چوٹی سے لیکے زمین تک ۷۰ فیٹ اور ٹھڈی تک ۳۰ فیٹ ہے - اسکا مجموعی قطر ۱۵۰ فیٹ ہے ' اور چاروں پنڈلیاں اور پنجے ۵۰ فیٹ کی هیں - عرض ۳۳ فیٹ ہے - چہرہ ۱۴ فیٹ ' منہ ۷ فیٹ ' ناک ۵ فیٹ ۶ - انچ ' اور کان ۴ فیٹ ۶ - انچ کے هیں !!

ابو الهول کے دیکھنے والے کو سب سے پہلی شے جو اپنی طرف متوجہ کریگی وہ اسکی عظمت اور اسکا لازمی نتیجہ هیبت اور هولناکی ہے ' لیکن اسکے بعد وہ ایک اور شے بھی محسوس کریگا جو اسے حیرت و اعجاب میں ڈالدیگی -

ابو الهول جسقدر عظیم الشان ہے ' اسکا اندازہ آپکے اس تفصیل سے کرلیا ہوگا جو ابھی اسکے ابعاد ثلاثہ کے ذکر میں گذر چکی ہے ' مگر با ایں همہ اسکے تمام اعضاء میں ایک عجیب و غریب تناسب ہے جو بالکل ویسا ہی ہے جیسا کہ خود قدرت شیر کے جسم اور انسان کے چہرہ میں رکھتی ہے!

حیران کے چہرہ میں آنکھ ' ناک ' کان ' منہ وغیرہ ' ان تمام اعضاء میں نہایت دقیق و نازک تناسب ہوتا ہے ' اور در حقیقت اسی تناسب کا دوسرا نام حسن ہے - ابو الهول کے چہرہ میں یہ تناسب بتمامہ محفوظ ہے اور اسی لیے دور سے دیکھنے والے کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ چہرہ اپنی اصلی حالت میں ہوگا تو نہایت جمیل و خوش منظر ہوگا - چنانچہ جب ایک بہت بڑے اثری (ارکیالوجسٹ) سے یہ دریافت کیا گیا کہ اس نے مصر میں سب سے عجیب شے کون سی دیکھی ؟ تو اس نے ابو الهول کا نام لیا ' اور جب ابو الهول کی ترجیح کی وجہ دریافت کی گئی تو اس نے کہا کہ با ایں همہ عظمت جثہ و کبر حجم ' اسکے اعضاء میں ایسا عجیب و غریب تناسب ہے کہ آج تک میری نظر سے نہیں گذرا - اس نے کہا کہ مجھے سخت حیرت ہے کہ اسکا بنانے والا اس دقیق و نازک تناسب کو اتنے بڑے بت میں کیونکر محفوظ رکھہ سکا ' جسکو قدرت انسان اور شیر کے مختصر اور چھوٹے سے جسم میں محفوظ رکھتی ہے ؟

معلوم ہوتا ہے کہ بناتے وقت مرد کا چہرہ پیش نظر رکھا گیا تھا کیونکہ تمام مراعات حسن و جمال کے ساتھہ ٹھڈی کے نیچے داڑھی بھی تھی جسکو انگریزوں کی وطن پرستی مصر سے انگلستان

ابوالهول موجودہ حالت میں

لیگئی ہے ' اور جملہ خاندہ مصر کا عجائب خانہ خالی ہے تو برطانی عجائب خانہ کی گیلریاں اس سے آراستہ هیں !

دنیا میں ایسی چیزیں هیں جو زمانے کے دست برد سے محفوظ رهسکی هیں ؟ ابو الهول کے چہرہ نو اچھہ تو طول عہد و امتداد زمانہ کے بگاڑا اور اچھہ بعض لوگوں کے جاهلانہ اقدامات نے جنہوں نے اس اثر قدیم کی قدر و قیمت نہ سمجھی -

سنہ ۷۸۰ میں محمد نامی ایک شخص تھا جسکا تعلق خانقاہ ملاحیہ سے تھا - اس شخص کو خیال ہوا کہ ابو الهول کی اهل مصر پرستش کرتے هونگے - بہتر ہے کہ اس بت کو توڑ دیا جاے - توڑنا تو آسان نہ تھا مگر اس نے اسکا چہرہ بگاڑ دیا -

بد قسمتی سے اس اثر علمی کا مٹانے والا صرف یہی نہ تھا بلکہ اس عہد کے بعض بادشاہ بھی اس اثم علمی میں شریک ہے یہ زمانہ امراے ممالیک کا تھا - یہ جاهل اسکے سر کو نشانہ بنا تیر اندازی کی مشق کیا کرتے تھے !

جیسا کہ آپنے اس تصویر میں دیکھا هوگا جو آج شائع ہو جاتی ہے ' اب ابو الهول کا چہرہ بالکل بگڑ گیا ہے - ناک اور ہو ٹوٹگئے هیں - آنکھیں بالکل بگڑ گئی هیں اور لپٹی ' گال ' اور کنپٹی میں خطوط پڑگئے هیں - جب خود چہرہ هی درست نہیں تو اس روغن کا کیا ذکر جو اسکے گالوں لگا هوا تھا اور جسکی وجہ سے ڈیوک ے (جو سنہ ۱۷۴۷ اور سنہ ۱۸۲۵ کے درمیان میں تھا) ابو الهول حلیہ بیان کرتے هوے لکھا ہے " گوشت اور زندگی ہے " -

(ابوالهول اور حوادث ارضیہ)

آپ جانتے هیں کہ مصر افریقہ میں ہے اور سرزمین افریقہ میدانوں میں بحر اطلاطبق کی طرح ریگ کے طوفان اٹھتے رہتے هیں - اسلیے قدرتاً ابو الهول اکثر حصوں کو بارہا تودہ هاے ریگ سے چھپادیا اور ہر بار کسی اسی شخص کی همت نے تودہ کو صاف کیا -

ابو الهول کی یہ خدمت جس شخص نے سب سے پہلے ادا کی وہ مصر کا قدیم بادشاہ تھوتمس (Thotmes) رابع ہے تھوتمس (Smenhetcp II) کا بیٹا تھا مگر اسکی ماں شاہی خاندان سے نہ تھی ' اسلیے اسکو امید نہ تھی کہ باپ کا تخت لے سکے گا - ایک دن تھوتمس شکار کھیلتا ہوا نکلا اور کھیلتے کھیلتے ادھر آنکلا - وہ ماندگی سے چور چور ہو رہا تھا اسلیے استراحت کے واسطے لیٹگیا اتنے میں اسکی آنکھہ لگ گئی - خواب میں دیکھا کہ واسلفکس اسکی ماں آئی ہے اور اس سے کہتی ہے کہ اگر اسکو صاف کر دیگا تو اس خدمت کے صلے میں تجھے باپ کا تخت و حکومت ملیگا - تھوتمس کی آنکھہ کھلگئی اور اسکے بعد اس نے اسکی صفائی شروع کرائی - جب بالو بالکل ہٹا دیا گیا ابو الهول کا هر حصہ نظر آنے لگا ' تو اس نے ایک ۱۴ فیٹ کی تختی میں یہ تمام واقعہ خط تصویری (هیرو گلیفی) میں کرائے اسے ابو الهول کی چاروں اگلی ٹانگوں کے درمیان نصب کیا جو اس وقت تک موجود ہے - اسکے بعد یہ وعدہ پورا ہوا

[۱

مراسلات

مسئلۂ بقاء و اصلاح ندوۃ

پٹنہ !

مسلمانان پٹنہ کا ایک جلسہ بمکان جناب انریبل مولوی نظر الدین صاحب وکیل بتاریخ ۱۸ مارچ سنہ ۱۹۱۴ ع منعقد ہوا اور اسمیں مندرجہ ذیل تحریکیں بہ اتفاق راے پاس ہوئیں :

(۱) چونکہ مسلمانان پٹنہ نے طلباء دار العلوم ندوۃ العلماء کی اسٹرائک کی خبر نہایت رنج و افسوس کیساتھہ سنی ہے جس سے احتمال ہے کہ اس بڑے اسلامی درسگاہ میں نقصان عظیم واقع ہو' اسلیے اس جلسہ کی راے ہے کہ ایک کمیشن ایسے اشخاص کا جنکو ندوۃ العلماء کے انتظامات سے کوئی سروکار نہ رہا ہو' اس غرض سے مقرر کیا جاے کہ تمام امور متعلق ندوۃ العلماء کی تحقیقات کرے اور ایک اسکیم بغرض اصلاح اسکے تیار کرکے نہایت جلد قوم کے سامنے پیش کرے -

معرک — جناب مسٹر مظہر الحق صاحب بیرسٹر -

مؤیدین — جناب خان بہادر انریبل مولوی معز الدین صاحب و جناب مولوی محمد حسین صاحب وکیل -

ایک عام جلسہ معاملات ندوہ کے تصفیہ کیلے طلب کیا جاے -

معرک — جناب مولوی مبارک کریم صاحب -

مؤیدین — جناب مسٹر مظہر الحق صاحب بیرسٹر' سید نور الحسن صاحب وکیل -

انجمن خادم الاسلام گوڈھرا

انجمن خادم الاسلام گوڈھرا کا ایک جلسہ بتاریخ ۲۰ مارچ سنہ ۱۹۱۴ کو منعقد ہوا جسمیں مندرجۂ ذیل رزولیوشن پیش ہوکر باتفاق راے پاس ہوے :

(۱) یہ جلسہ طلباء ندوۃ العلماء لکھنؤ کی اسٹرائک پر اپنا دلی رنج و افسوس ظاہر کرتا ہے -

(۲) یہ جلسہ اکابرین قوم سے بادب مگر پر زور درخواست کرتا ہے کہ ہمدردان قوم کا ایک قائمقام کمیشن ندوۃ العلماء کی موجودہ خرابیوں کی تحقیقات کیلیے مقرر کیا جاے اور پوری سعی و کوشش کیجاے کہ قوم کی یہ مفید درسگاہ آفات سے محفوظ رہے -

(۳) یہ جلسہ مولوی خلیل الرحمٰن صاحب مدعی ناظم جدید ندوہ کے طریقۂ جبر واستبداد کو نہایت افسوس و حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے -

(۴) یہ جلسہ علامہ شبلی نعمانی کی اسلامی اور قومی خدمات کا دل سے معترف ہے' اور اونپر اپنا دلی اعتماد ظاہر

خاکسار یحییٰ آنریری سیکریٹری انجمن

دسٹرکٹ مسلم لیگ بریلی

دسٹرکٹ مسلم لیگ بریلی کا ایک جلسہ بتاریخ ۲۱ مارچ سنہ ۱۹۱۴ع زیر صدارت جناب مولوی ظہور الدین صاحب بی - اے - ایل - ایل - بی - وکیل ہائی کورٹ منعقد ہوا' اور بالاتفاق مندرجہ ذیل رزولیوشن پاس کیے گئے -

(۱) یہہ جلسہ انجمن اصلاح ندوہ کے اغراض و مقاصد سے دلی ہمدردی ظاہر کرتا ہے جو حال میں اصلاح ندوۃ العلما کے لیے لکھنؤ میں قائم کی گئی ہے' اور اس امر کی سخت ضرورت محسوس کرتا ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو مسلمانان ہند کا ایک قائم مقام جلسہ طلب کیا جاے جو ندوہ کی موجودہ خرابیوں اور بد انتظامیوں کے رفع کرنیکی تجاویز پر غور کرے -

(۲) دسٹرکٹ مسلم لیگ بریلی نے لشکر پور للکنہ کی مسجد اور قبرستان کی توہین کے حادثہ کو سخت افسوس کے ساتھہ سنا - یہہ لیگ نہایت زور بیساتھہ اپنے اس احساس کو معرض تحریر میں لانا چاہتی ہے کہ یہ سخت بدنصیبی کی بات ہے کہ کانپور کا المناک حادثہ بے احتیاط حکام کے لیے سبق آموز نہ ہو سکا -

دسٹرکٹ مسلم لیگ بریلی ان مسلمان لیڈروں کی غفلت شعاری پر نہایت افسوس ظاہر کرتی ہے' جنہوں نے فیصلۂ کانپور کے وقت اور اس کے بعد مسلمانان ہندوستان کو یہہ یقین دلایا تھا کہ عنقریب امپیریل کونسل میں مسودہ قانون تحفظ معابد پیش کیا جائیگا' اور اسسے یہہ دریافت کرنا چاہتی ہے "کہ اُن کے ان خوش آیند وعدوں کے پورا ہونیکا وقت کب تک آنیوالا ہے ؟"

ردولی

مسلمانان ردولی ضلع بارہ بنکی کا ایک جلسہ بصدارت مولوی مرید الدین صاحب نعمانی بتاریخ ۲۲ مارچ سنہ ۱۴ع منعقد ہوا' جس میں کثرت ہر طبقہ کے حضرات شریک تھے - بالاتفاق تجویز ہوا کہ یہ جلسہ ندوۃ العلما کی حالت اور سخت نازک و پرخطر دیکھکر بیحد متاسف ہے' اور اراکین ندوۃ العلما سے مستدعی ہے کہ براہ خدا قوم پر رحم فرماکر اور فوراً ایک معتبر جانبدار کمیشن کے ذریعہ بے لاگ تحقیقات فرماکر اس کے نتیجہ سے قوم کو آگاہ فرمادیں' اور بعد اس کے ارکان ندوہ ایک جلسہ عام منعقد فرمائیں جس میں تمام دلچسپی لینے والے حضرات شریک ہوکر ایک قطعی فیصلہ ندوہ کے متعلق فرمادیں کہ قوم کو آئے دن کے روح فرسا واقعات سے نجات ملے کیونکہ مایوسی بھی ایک سکون ہے - بیدار اقوام اور مسرت و انبساط کے جلسے مبارک - ہم کو جلسۂ عزا داری ہی سہی -

ایک ہنگامہ پہ موقوف ہے گھر کی رونق
نالہ غم ہی سہی نغمہ شادی نہ سہی

اکبـــر پـــور

ضلع فیض آباد کے مسلمانوں نے ۲۰ - مارچ ســـنه ۱۴۱۹ ع کو ایک جلسه عام منعقد کرکے حسب ذیل رزولیوشن پاس کیے :

(۱) هم مسلمانان اکبر پور' لشکر پور کي مسجد کے انهدام پر سخت رنج و اندوه کا اظهار کرتے هیں اور اُمید کرتے هیں که حضور وابسرائے هند اس پر توجه مبذول فرماویں گے -

(۲) طلباء دارالعلوم ندوه کي اسٹرائک اور اراکین کي باهمي مخالفت اور قومي ایوان کو نقصان پهونچنے پر اظهار غم و الم کرتے هیں -

(۳) هم قوم کے بهي خواه اور سچے درد مندوں سے بالالتزام ملتمس هیں که دارالعلوم میں جاکر غیر جانبدارانه طریق سے طلبه کي شکایت کو سنیں اور رفع کرنے میں کوشش فرمائیں اور پردهٔ حجاب کو جو متعلمین اور اراکین کے درمیان حایل هوگیا هے اُٹها دیں - نیز اس امر میں سعی بلیغ فرمائیں که دارالعلوم کا حال قابل اطمینان اور اُسکا مستقبل شاندار نظر آئے -

دســـنـــه

ندوه کي موجوده حالت زار سے متاثر هوکر سکریٹـري انجمن الاصلاح دسنه نے ۲۰ مارچ کو ایک جلسه منعقد کیا اور مندرجهٔ ذیل رزولیوشن پاس هوے :

(۱) یه جلسه طلباے دارالعلوم کي اسٹرائک کو دارالعلوم کے حق میں فال بد تصور کرتا هے - اس اسٹرائک کے اسباب میں معلمین اور منتظمین کے ناجایز دباؤ اور غیر اخلاقي برتاؤ کو داخل سمجهتا هے -

(۲) یه جلسه ان لوگوں کا صدق دل سے شکریه ادا کرتا هے جن کي توجه سے ایک کمیٹی بنام " اصلاح ندوه " قائم هوئي هے - اور امید کرتا هے که جلسه عام میں هر صوبه سے کثرت سے لوگ شریک هوکر ندوه کي اصلاح و فلاح کي بهترین صورت قائم کرینگے -

(راقم عبـد الحکیـم)

گـــیـــا

ندوه کے موجوده خطرناک حالات اخبارات سے معلوم کرکے معززین شهر گیا کا ایک عام جلسه خاص طور پر انجمن ترجمة القرآن معروف گیا کے زیر اهتمام گیا کے مشهور وکیل جناب مولوي نورالدین صاحب بلخی کے مکان پر ۲۲ مارچ سنه ۱۹۱۴ ع کو منعقد هوا - جسمیں علاوه دیگر حضرات کے شاه عبد العزیز صاحب ملوک وشرکت نورد جناب مولوي اکرم صاحب پیشکار - جناب مولانا مولوي ابو المحاسن محمد سجاد صاحب سکریٹـري مدرسه انوار العلوم - جناب مولوي حکیم قطب الدین صاحب - جناب مولوي انجم صاحب شریک تهے - جلسه مذکور میں حسب رزولیوشن باتفاق راے پاس هوے که هیں :

" یه جلسه طلباے ندوه کے افسوسناک واقعه اسٹرائک پر اظهار رنج و افسوس کرتا هوا یه تجویز کرتا هے که ایک غیر جانب دار تحقیقاتي کمیشن تفتیش معاملات کے لئے جلد از جلد مرتب هو -

معرف - جناب مولانا مولوي ابو المحاسن محمد سجاد صاحب -

موید — جناب مولوی حکیم قطب الدین صاحب -

(۲) یه جلسه مولانا ابو الکلام و دیگر اصحاب کے اس طرز عمل سے اختلاف راے ظاهر کرتا هے که کمیشن کے ارکان مشخص کرتے هوے کسی عالم کا نام نهیں لیا ' نا لیا بهي تو دیوبند کے صرف ایک عالم کا - (یه صحیح نهیں - مولانا عبد الباري کا بهي نام لیا گیا تها - الهـــلال)

معرک — جناب سید شاه عبد العزیز صاحب ملوک -

موید — جناب مولوي انجم صاحب -

(۳) یه جلسه تجویز کرتا هے که کمیشن میں فدایان قوم و علما کی تعداد مساوي هو - اس کے خلاف صورت میں قوم کو کمیشن کي کارروائیوں پر هرگز پورا اعتماد نه هوگا -

معرک — جناب سید مولوي نورالدین صاحب بلخي رئیس -

موید — مولوي اکرم صاحب پیشکار -

(۴) یه جلسه طلبه کے ان مطالبات کے متعلق جو ان کو اسٹرائک کے باعث هرج انتظامی کی صورت میں اٹها نا پڑا هے

تسٹـــرکت اور سشن جج کے خیالات

[ترجمه از انگریزی]

مسٹر ڈی - سي مٹ - اَلي - سي - ایس تسٹرکت

سشن جج مظفري و هوزه

میسرز کے مسرز ایم - ان - احمد اینڈ سنز [نمبر ۱ / ۱۵ رپن اسٹریٹ کلکته] سے جو عینکیں خریدي هیں ' وه اکثر بعض هیں - هم نے بهي ایک عینک بنوائي هے جو اصلی دیکهے هي تیار هوئي هے - یه کارخانه موجوده دور میں ایمانداري و راستي کا خود نمونه هے - ملک میں اسطرح کے کارخانوں کا کهولنا یقیناً هماري همت افزائي کا مستحق هے "

کون نهیں چاهتا که میري بینائي مرتے دم تک صحیح رهے - اگر آپ اسکي حفاظت کرنا چاهتے هیں تو صرف اپني عمر اور دور و نزدیک کي بینائي کي کیفیت تحریر فرمائیں تاکه لائق و تجربه کار اکزامنر تجویز سے قابل اعتماد اصلي پتهر کي عینک بذریعه وي - پي - کے ارسال خدمت کیجائے - اسپر بهي اگر آپکے موافق نه آئے تو نصف اجرت بدلدیجا ئیگي -

نکل کي نمائي مع اصلي پتهر کي عینک ۳ روپیه ۸ آنه سے ۵ روپیه تک - اصلي رولڈگولڈ کي نمائي بهتے سونے کا پترا چڑها هوا مع پتهر کي عینک ۷ روپیه سے ۱۵ روپیه تک محصول وغیره ۶ آنه -

مینجـــر

هـمـــزاد

سط همزاد کی حقیقت ' همزاد کے وجود پر مفصل بحث ' عمل همزاد کی تشریح اور اس کا آسان طریقه فن عمل خوانی پر تفصیلی گفتگو ' ناظرین عمل کے اسباب اور انکي اصلاح ' ادام سعد و نحس کا بیان ' دست غیب کے معني ' دست غیب کا صحیح مفهوم ' مشکل کے حل کرنیوالے آسان اور مستند طریقے ارکان دین کے جن طریقوں کي تعلیم فرمائي انکا بیان - حب ' تفریق ' هلاکی ' دشمن کے اعمال کي تشریح ' غرضکه هندوستان میں اس سب سے پهلے کتاب هے جس میں عملیات پر نهایت وضاحت کے ساتهه عقلی و نقلي دلائل سے بحث کیگئي هے ' اور سچے پتے - مستند - آسان عمل بیان کیے گئے هیں - تین حصوں میں قیمت هر سه حصص مع محصول ۱۴ آنه -

عرفان کی تجلي — حضرت خواجه غریب نواز اجمیري رح کے حالات میں مدلل و مختصر تذکره قیمت ۴ آنه -

حمات عوثیه — حضرت غوث پاک کے صحیح اور مستند حالات قیمت ۲ آنه -

دهلي کے شهزادوں کے دردناک حالات مع واقعات غدر وغیره صفحات ۲۵۰ قیمت ایک روپیه

ملنے کا پته کے - ایم - مقبول احمد نظامي سنبهاره ضلع بجنور

اظہار همدردي کرتا ہے - اور ساتھہ ہي ان کي اس حرکت کو جو نوجوان اور سکولوں کی کورانہ تقلید میں عمل میں آئی ہے نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے - کیونکہ وہ اپني تمام شکایات قوم کے سامنے یا اسٹرائک کے بھی پیش کر کے اصلاح کے لیے اپیل کر سکتے تھے -

محرک — جناب منشي نظام الدین صاحب پنجابي -

مرید — جناب حکیم سعید الحسن صاحب -

سکریٹري انجمن ترجمۃ القران معرفت گنج - گیا

ملتان

انجمن اسلامیہ ملتان کے جلسۂ منعقدہ ۲۲ مارچ میں حسب ذیل رزولیوسن پاس کیا گیا :

"معزز مسلمانوں کا ایک کمیشن اس امر کے لیے مقرر کیا جاے کہ منعلمین ندوۃ العلما کے اسٹرائک کے متعلق پوري تحقیقات کرکے نجاوز اصلاح قوم کے سامنے پیش کرے -

سند میر حسن رائس پریسیڈنٹ انجمن اسلامیہ ملتان -

پیغام سفارۃ علیۂ سابقہ

بنام مسلمانان هند

جمیع برادران اسلام ! قسمت اسکے خلاف ہے کہ میں آیندہ آپ لوگوں میں رہکے کام کروں - جب سے بمبئي آیا ہوں مجھے کبھی صحبت نصیب نہ ہوئی - اسلیے عثمانی سفارت عامہ سے مستعفي ہونے پر مجبور ہوں - مجھے سخت افسوس ہے کہ میں هندوستان سے جاتا ہوں ' مگر آپ یقین کریں کہ میں همیشہ مسلمانان هندوستان کے معاملات میں همدردانہ دلچسپي لیتا رہونگا ' اور جہاں جاونگا وہاں اسلام کے نشات ثانیہ کے لیے وقف خدمت رہونگا - میں اب معاملات سفارت کا ذمہ دار نہیں ہوں - آپ سب کو میرے سلامہاے محبت آگیں -

پکا برادر ملي - خلیل خالد بے

ایک ضروری جلسہ

روز یکشنبہ ۲۲ - ماہ مارچ سنہ ۱۹۱۴ع کو ایک اہم جلسہ احمدیہ بلڈنگز لاہور میں منعقد ہوا ' جسمیں سلسلۂ احمدیہ کے بہت سے اعیان و اکابر و وکلا و بعض عہدہ داران انجمن هاے پنجاب و سرحد شامل ہوے - علاوہ دیگر حضرات کے سات ٹرسٹیان صدر انجمن احمدیہ قادیان بھي شامل تھے - یہ جلسہ بہت کامیابي سے ہوا - بہت سے حضرات کے تفرقوں و مخالفیں اور اصحاب مصافات کے خطوط اور تاریں جو موصول ہوئیں تھیں - پڑھکر سنائي گئیں اور ذیل کے رزولیوشن متحدہ طور پر منظور ہوے - مجلس نے صاحبزادہ صاحب کے انتخاب میں جو یک طرفہ کارروائي ہوئي اسکو ناپسند کیا - (رزولیوشن حسب ذیل ہیں)

(۱) الوصیت کي رو سے چالیس مومنوں کے اتفاق راے سے بیعت لینے والے بزرگوں کا انتخاب ہو سکتا ہے - اور جماعت کی راے میں یہ ضروري ہے کہ بڑي بڑي جماعتوں میں ایسے بزرگ بیعت لینے کے لیے منتخب کیے جائیں -

(۲) صاحبزادہ صاحب کے انتخاب کو اس حد تک جایز سمجھتے ہیں کہ وہ غیر احمدیوں سے احمد کے نام پر بیعت لیں یعني سلسلہ احمدیہ میں انکو داخل کریں ' لیکن احمدیوں سے دوبارہ بیعت لینے کی ہم ضرورت نہیں سمجھتے - اس حیثیت سے ہم تسلیم کرنے کے لیے طیار ہیں - لیکن اسکے لئے بیعت کي ضرورت نہ ہوگی ' اور نہ یہ امید اس بات کا مجاز ہوگا کہ جو حقوق واختیارات صدر انجمن احمدیہ کو ابتدا سے حاصل ہیں ' اسمیں کسي قسم کي دست اندازي کرسکیں -

مندرجہ بالا رزولیوشنوں کو عملي جامہ پہنانے کے لیے متصلہ ذیل دیگر رزولیوشن بھي اتفاق راے سے پاس ہوے :

(۳) ایک وفد منتخب احباب کا صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوکر مذکورہ بالا رزولیوشن پیش کرے اور انکو ان رزولیوشنوں سے اتفاق کرنیکي درخواست کرے - ممبران ڈیپوٹیشن کو تعداد بڑھانے کا بھی اختیار دیا گیا ہے -

اکسیر شفا دافع طاعون و وبا

ایک کروڑ انسان یہ مرض مار چکي ہے

یہي ایک دوا ہے جس کے استعمال سے ہزاروں مریض تندرست ہوچکے ہیں اگر وبا زدہ مقامات میں بطور حفظ ماتقدم ہر روز ۵ بوند استعمال کي جائے تو پینے والا حملہ مرض سے محفوظ رہتا ہے - ہدایات جس سے مرض دوسرے پر حملہ نہیں کرتا ' اور مفید معلومات کا رسالہ ایک سو صفحہ کا مفت

آب حیات

کا قصہ مشہور ہے اب تک کسي نے اسکي تحقیقات نہیں فرمائی محققان یورپ حکما سلف خلف کے تحقیق کردہ مسایل وغیرہ علمي تجربات و مشاهدات اور مختلف عوارض کس طرح دور ہوسکتے ہیں اس کي علمي عملي ثبوت -

ایک سو ۳۲ صفحہ کي کتاب

لاعلاج کہنہ بیماریوں - مثلاً کمزوري - ہر طرح کے ضعف باہ - نقرس - بواسیر - ناسور - ذیابیطس - درد گردہ ' ضعف جگر کا شرطیہ علاج ہوسکتا ہے فارم تشخیص منگواؤ

پتہ حکیم غلام نبی زبدۃ الحکما مصنف رسالہ جرثقیل دیرانی - ذیابیطس نقرس درد گردہ ضیق النفس وغیرہ لاہور موچی دروازہ لاہور -

ایک سنیاسی مہاتما کے دو نادر عطیۂ

محبوب مقرري — جن اشخاص کي قوی زائل ہوگئے ہوں وہ اس دوائی کا استعمال کریں - اس سے ضعف خواہ اعصابي ہو یا دماغي یا کسي اور وجہ سے بالکل نیست نابود ہو جاتا ہے - دماغ میں سرور و نشاط پیدا کرتی ہے - تمام دلي دماغي اور اعصابي کمزوریوں کو زائل کرکے انساني ڈھانچہ میں معجز نما تغیر پیدا کرتی ہے - قیمت ۵۰ گولي صرف پانچ روپیہ -

منجن دندان — دانتوں کو موتیوں کیطرح آبدار بناتا ہے - امراض دندان کا قلع قمع کرتا ہے - ہلتے دانتوں کو مضبوط کرتا ہے - عادت بدلنے دودھ بچے کے مسوڑھوں پر ملا جاوے تو بچہ دانت نہایت آسانی سے نکالتا ہے - منہ کو معطر کرتا ہے - قیمت ایک ڈبیہ صرف ۸ آنہ -

دریاي طعال — نب دلي دیلیے اس سے بہتر شاید ہي کوئي دوائي ہوگي - نب دلي کو ہضم و بدن سے نابود کرکے بتدریج جگر اور قوی کي اصلاح کرتا ہے - قیمت في شیشي ۳ روپیہ ۴ آنہ -

ملنے کا پتہ - حکیم - ایم - قادري اینڈ کمپنی - شفاخانہ حمیدیہ

مندیالہ ضلع گجرات پنجاب

(۴) بموجب الوصیت جناب خان صاحب علام حسین خان صاحب کو جو کہ ہمارے سلسلہ کے ایک پاک نفس رکن ہیں - بیعت لینے کے لیے منتخب کیا گیا جو اتفاق راے سے پاس ہوا -

(۵) سید حامد شاہ صاحب کو جو سلسلہ کے ایک مہم پارسا اور متقي بزرگ ہیں وہ بھی کثرت اتفاق راے سے اسکے مجاز قرار دیئے گئے -

(۶) ایسے ہي خواجہ کمال الدین صاحب بھی بیعت لینے کے منصب کے لیے معین کیے گئے -

(۷) چونکہ بعض احباب نے بیان فرمایا ہے کہ صاحبزادہ صاحب نے احباب سلسلہ کو کہا ہے کہ ترسیل زر انکے نام ہونی چاہیے' اور جس بات کی میر قاسم علي صاحب اڈیٹر الحق نے تصدیق فرمائی اسلیے اتفاق راے سے یہ فیصلہ قرار پایا کہ جبتک نتیجہ ڈپوٹیشن سے اطلاع نہ ہو - ارکان انجمن مضامات سے روپیہ ارسال نہ کریں -

(۸) یہ بھي اتفاق راے سے پاس ہوا کہ در صورت انکار جناب صاحبزادہ صاحب ممبران ڈپوٹیشن حضرات ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب مولوي محمد علي صاحب ایم اے - شیخ رحمت اللہ صاحب و ڈاکٹر سید محمد حسن شاہ صاحب سے ملکر جو فیصلہ سلسلہ کے انتظام کے متعلق قرار دیں وہ قوم کیلیے - واجب العمل سمجھا جاوے -

راقـــــــــــــــــم

سکریٹري مجلس تورپی لاہور

12 مشاهیر اســـلام رعایتی قیمت پر

(۱) حضرت منصور بن حلاج اصلي قیمت ۳ آنہ رعایتي ۱ آنہ (۲) حضرت بابا فرید شکرگنج ۳ آنہ رعایتي ۱ آنہ (۳) حضرت محبوب الہي محمة اللہ علیہ ۲ آنہ رعایتي ۳ پیسہ (۴) حضرت خواجہ حافظ شیرازي ۲ آنہ رعایتي ۳ پیسہ (۵) حضرت خواجہ سلیمان تونسوي ۳ آنہ رعایتي ۱ آنہ (۶) حضرت شیخ بوعلي قلندر پاني پتي ۳ آنہ رعایتي ۱ آنہ (۷) حضرت امیر خسرو ۲ آنہ رعایتي ۳ پیسہ (۸) حضرت سرمد شہید ۳ آنہ رعایتي ۱ آنہ (۹) حضرت غوث الاعظم جیلاني ۳ انہ رعایتي ۱ انہ (۱۰) حضرت عبد اللہ بن عمر ۳ انہ رعایتي ۱ آنہ [۱۱] حضرت سلمان فارسي ۲ آنہ رعایتي ۳ پیسہ [۱۲] حضرت خواجہ حسن بصري ۳ آنہ رعایتي ۱ آنہ [۱۳] حضرت امام ربانی مجدد الفثاني ۲ آنہ رعایتي ۳ پیسہ (۱۴) حضرت شیخ بہاالدین دکریا ملتاني ۲ آنہ رعایتي ۳ پیسہ (۱۵) حضرت شیخ سہروردي ۳ آنہ رعایتي ۱ آنہ (۱۶) حضرت عمر خیام ۳ آنہ رعایتي ۱ انہ (۱۷) حضرت امام غزالي ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۱۸) حضرت شیخ محي الدین ابن عربي ۴ آنہ رعایتي ۶ پیسہ (۱۹) شمس العلما ازاد دہلوي ۳ انہ رعایتي ۱ انہ (۲۰) نواب محسن الملک مرحوم ۳ انہ رعایتي ۱ انہ (۲۱) شمس العلما مولوي نذیر احمد ۳انہ رعایتي ۱ انہ (۲۲) آنریبل سرسید مرحوم ۵ رعایتي ۲ انہ (۲۳) رائٹ آنریبل سید امیرعلي ۲ انہ رعایتي ۳ پیسہ (۲۴) حضرت شہباز رحمة اللہ علیہ ۵ آنہ رعایتي ۲ آنہ (۲۵) حضرت سلطان عبدالحمید خان غازي ۵ انہ رعایتي ۲ انہ (۲۶) حضرت شبلي رحمة اللہ ۲ انہ رعایتي ۳ پیسہ [۲۷] کرشن معظم ۲ آنہ رعایتي ۳ پیسہ [۲۸] حضرت ابو سعید ابوالخیر ۲ انہ رعایتي ۳ پیسہ [۲۹] حضرت مجدوم صابر کلیري ۲ انہ رعایتي ۳ پیسہ [۳۰] حضرت ابونجیب سہروردي ۲ انہ رعایتي ۳ پیسہ [۳۱] حضرت خالدبن ولید ۵ انہ رعایتي ۲ انہ [۳۲] حضرت امام غزالي ۶ انہ رعایتي ۲ انہ ۲ پیسہ [۳۳] حضرت سلطان صلاح الدین فاتح یروشلم القدس ۵ انہ رعایتي ۲ انہ [۳۴] حضرت امام حنبل ۴ انہ رعایتي ۶ پیسہ [۳۵] حضرت امام شافعي ۶ انہ رعایتي ۱۰ پیسہ [۳۶] حضرت امام جنید ۲ انہ رعایتي ۳ پیسہ (۳۷) حضرت عمر بن عبد العزیز ۵ - آنہ - رعایتي ۲ - آنہ (۳۸) حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکي ۳ - آنہ رعایتي ۱ - آنہ (۳۹) حضرت خواجہ معین الدین چشتي ۵ - آنہ - رعایتي ۲ آنہ (۴۰) غازي عثمان پاشا شیر پلیور اصلي قیمت ۵ آنہ رعایتي - آنہ - سب مشاہیر اسلام مہیا ہو ہوز صفحہ کي قیمت یک جا خرید کریں صرف ۲ روپیہ ۸ - انہ - (۴۰) رفقاے پنجاب کے اولیاے کرام کے حالات ۲ - انہ رعایتي ۶ - انہ (۴۱) آئینہ خود شناسي صوف کي مشہور اور لاجواب کتاب ہدایتي کا رہبر ۵ انہ - رعایتي ۳ - انہ - [۴۲] حالات حضرت مولانا روم ۱۲ - آنہ رعایتي ۶ - انہ - [۴۳] حالات حضرت شمس تبریز ۶ - انہ - رعایتي ۳ انہ - نقشہ دہلي کي قیمت میں کوئي رعایت نہیں - [۴۴] حیات جاوداني مکمل حالات حضرت محبوب سبحاني غوث اعظم جیلاني ۱ روپیہ ۸ انہ [۴۵] مکتوبات حضرت امام ربانی مجدد الف ثاني اردو ترجمہ قیمتہ ہزار صفحہ کي تصوف کي لاجواب کتاب ۶ روپیہ ۷ انہ [۴۶] ہشت بہشت اردو خواجگان چشت اہل بہشت کے حالات اور ارشادات ۲ روپیہ ۸ انہ [۴۷] رموزالاطبا ہندوستان بھر کے تمام مشہور حکیموں کے بانصویر حالات زندگي معہ انکي سیدھي سادي اور صدہا مجربات کے جو کئي سال کي محنت کے بعد جمع کئے گئے ہیں اب دوسرا ایڈیشن طبع ہوا ہے اور جن خریداران نے جن نسخوں کي تصدیق کي ہے انکي نام بھی لکھدئے ہیں علم طب کي لاجواب کتاب ہے اسکي اصلي قیمت چھہ روپیہ ہے اور رعایتي ۳ روپیہ ۸ آنہ [۴۸] البحریان اس کا مراد مرض کي تفصیل تشریح اور علاج ۲ انہ رعایتي ۳ پیسہ [۴۹] صابون سازی کا رسالہ ۲ انہ رعایتي ۳ پیسہ -(۵۰) انگلش ٹیچر بغیر مدد اُستاد کے انگریزي سکھانے والي سب سے بہتر کتاب قیمت ایک روپیہ (۵۱) اصلي کیمیا گري یہ کتاب سونے کي کان ہے اسمیں سونا چاندي رانگ سیسہ - جستہ بنانے کے طریقے درج ہیں قیمت ۲ روپیہ ۸ آنہ

ملنے کا پتہ ـــ منیجر رسالہ صوفي پنتي بہاؤ الدین

ضلع گجرات پنجاب

مژدہ وصـــل

یعنی عمل حب وبغض بہ ہ. در عمل ایک بزرگ کامل نے مجھکو عطا ہوئي ہیں لہذا بغرض رفاہ عام نوٹس دیا جاتا ہے اور خاکسار دعوی کے ساتھہ عرض کرتا ہے کہ جو صاحب بموجب ترکیب کے عمل کرینگے ضرور بالضرور کامیاب ہونگے - ہدیہ ہر ایک عمل بغرض فاتحہ آں بزرگ ۱ روپیہ - ۴ آنہ معہ محصول ڈاک -

اسم اعظم ـــ یا بدرہ یعنی بیس کا نقش اس عمل کي زیادہ تعریف کرنا فضول ہےکیونکہ یہ خود اسم بااثر ہے - میرا آزمودہ ہے ہر صاحب ترکیب کے موافق کرینگے کبھي خطا نکریگا اور یہ نقش ہر کام کیواسطے کام آتا ہے ہدیہ بغرض فاتحہ آں بزرگ ۱ روپیہ ۴ آنہ معہ محصول ڈاک -

(نوٹ) فرمایش میں اخبار کا حوالہ ضرور دینا چاہئے -

خادم الفقرا فیض احمد معلہ نلیسا جہادسي -

زندہ درگور مریضوں کو خوشخبری

یہ کونسا ضعف قوت نہیں اکسیر اعظم کا حکم رکھتی ہیں زمانۂ انحطاط میں جواني کي سي قوت پیدا کر دیتي ہیں کیسا ہي ضعف شدید کیوں نہ دس روز کے استعمال سے طاقت آجاتی ہیں' اور ہمارا دعوی ہے کہ چالیس روز حسب ہدایت استعمال کریں اسقدر طاقت معلوم ہوگي جو بیان سے باہر ہے ٹوٹے ہوے جسم کو دوبارہ طاقت دیکر مضبوط بناتي' اور چہرے پر رونق لاتي ہے - علاوہ اسکے اشتہا کي کمي کو پورا کرے اور خون صاف کرے میں بھي عدیم النظیر ہیں' ہر خریدار کو دوائی کے ہمراہ بالکل مفت بعض ایسي ہدایات بھي دیجاتي ہیں' جو بجاے خود ایک رسیلۂ صحت ہے - قیمت في شیشي ایک روپیہ محصول بذمہ خریدار چھہ شیشي کے خریدار کے لیے ۵ روپیہ ۸ آنہ ۴ آنہ کا ٹکٹ بھیجدیں آپکو نمونہ کي گولیوں کے ساتھہ ساتھہ ہدایت بھي تحریر کیا جائیگا -

المشـــــــــــــــــتہر

کارخانۂ محبوب ہایا پانٹ پوسٹ بکس ۱۷۰ کلکتہ

لاتهنوا ولاتحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين القرآن الحكيم

الهلال

Telegraphic Address,
"Alhilal Calcutta"
Telephone, No. 648

تار کا پتہ
"الہلال کلکتہ"
ٹیلیفون نمبر - ۶۳۸

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

منام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

نمبر ۱۴ | کلکتہ : چہارشنبہ ۱۱ جمادی الاولی ۱۳۳۲ ہجری | جلد ۴

Calcutta · Wednesday, April 8 1914.

مملکت چین اور پیروان اسلام

پیکن دارالحکومت میں "مکتب رسادہ" کی تاسیس
جسمیں چینی زبان کے علاوہ زبانی عربی اور علوم اسلامیہ کی بھی تعلیم دی جاتی ہے

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7/1 Mirzapur Street,

CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs. 8

Half yearly ,, 4-1-2

الہلال

3

مدیر مسئول و محرر خصوصی

ابوالکلام آزاد الدہلوی

مقام اشاعت

۷-۱ مکلارو اسٹریٹ

کلکتہ

ٹیلیفون نمبر ۲۳۸

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

شماری ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۴ — کلکتہ : چہارشنبہ ۱۱ جمادی الاولی ۱۳۳۲ ہجری — جلد ۴

Calcutta : Wednesday, Aprail 8 1914.

فہرس

افکار و حوادث (مسئلہ بقاؤ اصلاح ندوہ) ۱

تاریخ حسیات اسلامیہ (مسئلہ قیام الہلال) ۳

مقالۂ افتتاحیہ (مولود فساد کا کامل بلوغ) ۵

مذاکرہ علمیہ (ابتدائي تعلیم) ۹

مقالات (انجمن اصلاح ندوہ) ۱۱

عالم اسلامي (مشرق اقصیٰ اور دعوۃ اسلام) ۱۳

کار زار طرابلس (شمالي افریقہ کا سر معمي) ۱۵

مراسلات (میرٹھ) ۱۷

,, (ندوہ کا جلسۂ انتظامیہ) ۱۷

,, (ایک تعلیم گاہ علوم معاش کي تجویز) ۲۰

اشتہارات ۲۱ - ۲۴

تصاویر

تعلیم و تربیت اطفال کا طبعي طریقہ ۹

پیکن دار العلومہ چین میں ,, مکتب رشادیہ ,, کي تاسیس ۱۳

جاپان کي مجلس اسلامي کا ایک ممبر ۱۳

مجمع الجزائر میں ایک مقدس مجمع کا عکس ۱۳

جزیرہ کي جامع مسجد جو شیخ سنوسي اول کے تعمیر کي ۱۵

اطلاع

اگر معاونین الہلال کوشش کر کے الہلال کیلیے دو ہزار نئے خریدار پیدا کرسکیں جو اَٹھہ روپیہ سالانہ قیمت ادا کریں تو اسکے بعد یقیناً الہلال کا مالي مسئلہ بغیر قیمت کے بڑھائے حل ہوجائیگا ، اور صرف یہي نہیں کہ وہ قائم رہیگا بلکہ اسکے ہر صیغے میں کافی وسعت اورترقی ہو جائیگي -

منیجر

افکار وحوادث

مسئلہ بقاؤ اصلاح ندوہ

" شریعت " اور علمائے ندوہ

تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم !

۲۶ تو موجودہ حکام ندوہ کے جلسۂ انتظامیہ کے ممبروں تو جمع کیا تھا تاکہ طلبا کے اسٹرائک کے قضیہ کا فیصلہ کریں - یہ جلسہ بھي عجیب تھا جسمیں خود مدعا علیہ حج بنکر آئے تھے - یہ سارا فساد اسی عجیب و غریب جلسۂ انتظامیہ کا نہیں ہے تو اور کس کا ہے؟ اگر ایک باقاعدہ مجلس آئینہ و قاعدہ موجودہ ہوتی تو بد بختی ندوہ کا یہ حال ہي کیوں ہوتا؟

خود کردہ را دوا نیست - خود کردہ را !

تبھي سبب ہے کہ سب سے پہلے ممبر نے " جلسۂ انتظامیہ " کي حالت پر توجہ کی اور اصلی حقیقت سے ارباب کار کو واقف کردیا - میں عمداً " قانون " قواعد " اور جماعت کے نام سے یہ عقیدہ رکھنے کا حق رکھتا ہوں کہ ندوۃ العلما کی موجودہ مجلس انتظامي ایک بے قاعدہ بھیڑ سے زیادہ نہیں ہے " جو چند شخصوں نے قانون ، جماعت کی توہین کرنے ایک خانہ ساز صحبت بادہ کی طرح بنالی ہے - اور اسي گھر کی تقریب پر محلے والوں کو نیوتہ بھیجکر یہ بلایا " ندوہ کے " عظیم الشان انتظامي ممبروں " کو کرایہ بھیجکر جمع کرلیا - فرق ہے تو صرف اتنا ہے کہ وہاں دلفریب مشاغل اور دلپسند مناظر کا بھی دار العلوم کے سابق مکان کي صحبتوں کی طرح پختہ سامان ہوجاتا ہے - اس بے قاعدہ بھیڑ کی بے لطف غرض پرستیوں اور زشت مفسدات نے ہنگامۂ باطل میں یہ بھی نہیں !

ایک نواب صاحب کے ہاں مجلس طرب منعقد تھی ، اور شہر کی ایک نیملعلق اور بدلہ سنج طوائف مجرا کر رہی تھی - جلسے میں ایک مقدس صورت مولوي صاحب بھی تھے جو اتفاق سے آ نکلے تھے - کبھی کبھي ایسے اتفاقات حسنہ بھي پیش آجاتے ہیں ابھي کل کي بات ہے کہ دار العلوم ندوہ کے سابق مکان میں فتنہ گراں بازاري کا اجتماع ہوا تھا " اور مقدس ناظم صاحب ندوہ مع حلقۂ

مصاحبین و طلباے مدرسہ کے رونق افروز تھے شاید اسلیے کہ دو چار سبق اس مدرسے کے بھی گاہ گاہ ہو جایا کریں تو خشکی دماغ اور بیوست طبع کیلیے اچھا نسخہ ہے :

یارب بہ راهـدان چه دهي خلد رائـگاں ؟
ذوق بتـــاں نه دیدهٔ و دل خوں نکرده کس !

بہر حال مجلس طرب گرم تھي - طوائف گاے گاتے ایک پر معاملہ شعر پر پہنچي اور اسکے بتانے کیلیے کسی قدر بے پردہ اور رهد شکن اشارات سے کام لینا پڑا - بھلا مولانا امر بالمعروف اور نہي عن المنکر کے فرض مقدس سے کیونکر غفلت کرتے ؟ واعظانه و مفتیانه فتوا دیا کہ یہ حرکت بالکل شرع کے خلاف ہے - طوائف نے ہاتھہ باندھکے عرض کیا کہ " قبلہ وکعبہ ! اگر یہ شرع کے خلاف ہے تو اور جو دھندہ ہو رہا ہے یہی کون مستحب اور سنت ہے ؟ "

یہي حال اس جلسۂ انتظامیہ کا بھي تھا جو ۲۶ کو لکھنو میں کرایہ کے ممبروں سے بھری گئی تھی - سنا گیا ہے کہ سب سے پہلے ممبران انجام نے یہ بحث کي کہ استفتاے شرع کے مطابق بھی ہے یا نہیں ؟ پھر خود ہی فتوا دیا کہ بالکل شرع کے خلاف ہے لیکن سوال یہ ہے کہ سب سے خود جلسۂ انتظامیہ جو کچھہ کر رہا ہے ، وہي اویسا شریعت کا سوا حصہ ہے ؟

جو جلسۂ انتظامیہ سرے سے شریعت اسلامیہ کے اصل اصول " شوریٰ " کا نباہ کن ہو ، جس نے " و شاورهم في الامر " اور " امرهم شوریٰ بینهم " کے مقدس احکام کي ایسي منکرانه توہین کي ہو جس سے بڑھکر اور کوئي توہین نہیں ہوسکتي ، جس نے ندوہ کي ریاست و نظامت کے حق شرعي کو جماعت اور اجماع امت سے غصب کر کے چند مفسدین و اشرار کے سپرد کردیا ہو ، جسکي مجلس انتظامي کے ممبروں کے انتخاب میں عام مسلمانوں کي آواز کو کوئي حق نہ دیا گیا ہو جو انکا حق دیني ہے ، جو شریعت کے احیاء کے دشمن اور امۃ مرحومہ کي اصلاح و ارشاد صحیح کے اعدی عدو ہوں ، جسکے صیغۂ مال کو بغیر مشورہ و حصول ارا محض ایک شخص اپني دانشي جانداد کي طرح بے دریغ خرچ کرتا ، حالانکہ بیت المال سے ایک پائي پیسا لینے کا بھی عمر فاروق اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو حق نہ تھا ، جسکي تنخواہوں کا حساب مانگنے والوں کو جھوٹے نمک جالیں مگر انھیں نہ ٹالا جائے اور آجتک شائع نہ ہوا ہو ، جسکا ناظم نوجوان طالب علموں کو لیڈر بننے کے حوصلے میں بیٹھنے سے نہ شرمائے اور نہ اس محفل طرزي سے طالب علموں کے پر اور دلوں کو جرأت دلائے ، جسکے ممبر کرسي نشیں ممبئی کے جلسوں میں آئیں تو اس طرح ندوہ کا نام اندرخنه اسي میں آ جائے ، جس نے ارکان کے اخلاق دیني کا یہ حال ہو کہ ندوہ سے تو یہ لاکھہ روپیہ وصول کریں کہ تمھاري طرف سے لکھنؤ کانفرنس میں داخل نہ کر جاتے ہیں ، اور نواب محسن الملک سے بھی ڈرانہ منگوائیں کہ کانفرنس کیلیے آئے ہیں ! جو برسوں تک ڈیبیٹ عبد المجید کے ذاتی موالد کیلیے اپنے ایک پیسہ بھر کو وقف نہ دیں چھاپوں میں وہ گورنمنٹ کي پرسنش اور پرچا کا وعظ کرے اور پچاس سے ۷۰ روپیہ تک تنخواہ بد بخت ندوہ دے ! جسکا ناظم اپنے رہنے کا مکان بھی ندوہ کے روپیہ سے لے ، اور لکھنو سے آگرہ تک کا سفر کرے تو ۴۶ روپیہ کي لعنت ندوہ کے سر ڈالے ، غرضکہ جس جماعت کي شریعت پرستي اور تدین و تقدس کے اعمال حسنہ کا یہ حال ہو ، آج آپ یہ کہتے ہوے شرم نہیں آتي کہ اسٹرائک شرع کے خلاف ہے ،

اور ہم بہ حیثیت علماے دین اور مفتیان شرع متین ہونے کے اس کے خلاف فتوی دیتے ہیں ؟ سبحان اللہ ! ندوہ کے ممبروں اور حکام نے آج برسوں کے بعد شریعت یاد آگئي ، اور صرف اسي کے تحفظ کیلیے طلبا کے خلاف فیصلہ کرنے پر مجبور ہوے ! وہ ندوہ جو سر سے لیکر پیر تک اپنا وجود شریعت کي توہین اور دین مقدس کے احکام الہیہ کي تذلیل ہے ، طلبا کي اسٹرائک کو خلاف شرع قرار دینے کا آپکے سوا کون اہل سمجھتا ہے ! اگر آج شریعہ اسلامي کا سرشتۂ افتا ایسے ہي ہاتھوں میں ہے ، تو اس شریعت پر ہزار افسوس اور اس دین کیلیے صد ہزار اسف جسکے حامل و معلي احبار و رهبان یہودی کے ایسے بروز ہوں ! یامرون الناس بالبر و تنسون انفسکم ، و انتم تتلون الکتاب افلا تعقلون ؟

قرآن کریم نے جا بجا علماے یہود و نصاریٰ کے اخلاق و عادات کي تصویر کھینچي ہے - میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ ان لوگوں سے اچھے بھی تھے کہ یہ ، جو آجکل خارجود ادعاے علم و ریاست دیني ، خود تو شریعت کے مقدس احکام کو ٹھکرا رہے ہیں مگر دوسروں کو شریعت کي خلاف ورزي پر مجرم ٹھہراتے ہیں - غرور باطل اور نفس خاتم نے انھیں یہ پٹي پڑھا دي ہے کہ چونکہ ہمارے سروں پر پگڑیاں اور ہمارے کاندھوں پر جبے ہیں ، اور زمانۂ مسیح کے فریسیوں کي طرح ہم عوام ملت کے سامنے مقدس و معظم سمجھے جاتے ہیں ، اسلیے ہم جو چاہیں کرسکتے ہیں -

مسیح نے کتني سچي بات کہي تھي : " شریعت اسلیے ہے کہ اسکے ذریعہ یہ دوسروں کو سزا دیں ، پر اسلیے نہیں ہے کہ اسے حکموں کي بنا پر خود انھیں بھي سزا دي جائے " قرآن حکیم نے بھي انکا قول نقل کیا ہے کہ " یقولون سیغفر لنا " وہ شریعت کو توڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے لیے گناہ کوئي شے نہیں - وہ تو معاف ہي ہو جائیگا : اولائک الذین طبع اللہ علی قلوبهم و سمعهم و ابصارهم ، و اولائک هم الغافلون ! (۱۶ : ۱۰۹)

آہ ، اے گرفتاران نفس و مدعیان شریعت ! کہ تم نے کیا کہا کہ شریعت کے خلاف ہے ؟ کیا واقعي تمھارے دل میں شریعت کا درد ہے ؟ اور کیا سچ مچ تم اس شریعت پر ایمان رکھتے ہو جو محمد بن عبد اللہ علیہ الصلوۃ و السلام پر نازل ہوئي ہے ؟ اگر ایسا ہي ہے تو پھر یہ کیا ہے جو ہو رہا ہے ؟ ندوہ کي ساري مصیبتیں کس کے سامنے ہیں ؟ آہ ، اگر ایک لمحہ اور اٹھ عشر معہ کیلیے بھي تمھیں خدا کي شریعت اور خدا کي قائم کي ہوئي امت کا پاس ہوتا تو ندوہ العلما کو یہ روز بد کیوں دیکھنا پڑتا ؟ تم اپنے پاؤں سے تو شریعت کو کچل رہے ہو ، پر زبان سے کہتے ہو کہ ہم شریعت کا حکم چاہتے ہیں - تمھارے تمام قلم یکسر شریعت کي توہین ہیں ، مگر طلبا سے کہتے ہو کہ اپني اسٹرائک کو شریعت سے ثابت کریں - یاد رکھو کہ جس شریعت کا مقدس نام لیکر تم نے میرے دل کو زخمي کیا ہے ، میں بھي صرف اسی شریعت کیلیے تمھارے آگے ہاتھہ جوڑتا ہوں کہ خدا را فساد سے باز آجاؤ ! یہ ممکن ہے کہ مولانا شبلي کو دار العلوم کي تعلیم کا غم ہو - ممکن ہے کہ بابو نظام الدین صاحب کو حساب و کتاب کا رونا ہو - یہ ممکن ہے کہ ساري دنیا مجلسي قواعد و اجتماعی اصولوں کو خاطر میں نہ لائے ، مگر یقین کرو کہ مجھے ان تمام باتوں میں سے کسي بات کا غم نہیں ہے - تم درسال سے دیکھہ رہے ہو کہ میں کسي

ہم تو بھی عام انسانی قواعد و اصولوں کی بنا پر نہیں کرنا چاہتے ' اور میرے تمام کاموں اور صداؤں کا محور صرف شریعت ہی کا حکم ہے ' کچھ نہیں ' بہت سی ایسی دقتیں ہیں جنکے کہنے میں لئے اور کے بعض اربابِ اصلاح بھی میرے شریک ہیں ' مگر مجھے صبر اور تامل میں بڑا فرق نظر آتا ہے کہ وہ قانون ' سیاست ' جماعت ' ادب و تمدن کی بنا پر کہتے ہیں ' پر میری شریعت کی بنا پر - میں سچ سچ کہتا ہوں (واللہ علی ما اقول شہید و ہو یعلم سری و علانیتی) کہ جب کبھی کوئی معاملہ شک میں چھوڑ دے تو میں عرصے تک خاموش رہتا ہوں ' اور اپنے دل سے فتوا طلب کرتا ہوں کہ ایمان اور شریعت کیا کہتی ہے ؟ پھر جب پوری طرح مطمئن ہو جاتا ہوں تو اپنی آواز بلند کرتا ہوں - وہ آواز میری نہیں ہوتی بلکہ حق اور شریعت کی آواز ہوتی ہے ' اور دنیا میں کوئی نہیں جو صدائے شریعت کو شکست دیسکے : بل نقذف بالحق علی الباطل ' فیدمغہ فاذا ہو زاہق ' ولکم الویل مما تصفون ! (۲۱ : ۱۹)

ندوۃ العلما کے متعلق بھی تم جانتے ہو کہ میں عرصے تک خاموش رہا اور اپنے ضمیر سے سوال کرتا رہا - جبتک مجھے حالات شخصی جھگڑوں اور فریقانہ نزاعات کی شکل میں نظر آئے میں کچھ نہ بولا اور ایک حرف بھی نہیں لکھا ' کیونکہ خدا تعالی کے فضل نے مجھے جو فراست کا عطا فرمائی ہے ' یقین کرو کہ اس سے چند حقیر اور فانی ہستیوں کے منافع لیلیے ضائع نہیں کر سکتا ' اور اگر ایسا کروں تو خدا مجھسے اپنا رشتہ کاٹ لے ' اور مجھے جنگل کی ایک سوکھی لکڑی کی طرح آگ میں ڈالدے - میں جن کی خاطر دشمنوں میں گھرا ہوا ہوں ' اور ایسی ایسی فرتیں میری دشمن ہیں جنکے ہاتھ میں قانون کا آلہ ' جیلخانے کی کوٹھریاں ' اور سولی کے تختے ہیں - پر باوجود اسکے کہ اس نصف صدی کے اندر کسی انسان کو بھی ایسی بے پردہ صاف بیانی کی توفیق نہیں ملی جیسی کہ اس عاجز کو بارگاہ الہی سے مرحمت ہوئی ہے ' وہ مجھپر قابو نہ پا سکے اور خدا نے مجھے چھوڑ دیا تا کہ میں اپنے کاموں کو پورا کرلوں - انھوں نے اُن لوگوںکو پکڑا جنھوں نے ہوئی ادنی سا اشارہ کر دیا تھا ' پر وہ اس سے متعرض نہوے جسنے صاف صاف انا الحق کے نعرے لگائے تھے - بہت ممکن ہے کہ اب ایسا ہو ' مگر بیج بونے کی فرصت تو مجھے مل ہی گئی وعلی اللہ فلیتوکل المومنون !

پھر کیا تمہاری عقل اسے قبول کرتی ہے کہ جس شخص کا یہ حال ہو ' وہ چند انسانوں کی خاطر اپنے کاموں کو بالکل بھلا دیگا ' اور لوگوں کو اُس شے کی طرف بلائیگا ' جسکی تصدیق اسکے اندر سے نہیں ہوتی ؟ فھل عندکم من علم فتخرجوہ لنا ؟

ہاں ' تم شریعت کے حامل اور مفتی ہو تو میں بھی صرف شریعت ہی کیلیے رو رہا ہوں - اسکے سوا میرا کوئی مطالبہ نہیں - میں دیکھ رہا ہوں کہ ندوۃ العلما کے کاموں میں شریعت کو مقابا جا رہا ہے ' اور وہ سر سے لیکر پیر تک اپنے کسی قلم میں بھی شریعت کے مطابق نہیں - جب مجھے اسکا اطمینان ہوگیا تو میں نے زبان کھولی اور قلم کو دل سے اُٹھے ہوئے افکار کا تابع کردیا - اب میرا اور تمہارا معاملہ صرف شریعت ہی کیلیے ہے - جب تک شریعت کے احترام کا ندوہ یقین نہ دلادیگا ' میں تمہیں چھوڑ نہیں سکتا - تم کسی طرح بھی مجھسے بھاگ نہیں سکتے - مجھسے بچنے کیلیے تمہارے پاس کوئی گوشہ نہیں - میں جو کچھ سمجھ رہا ہوں اگر یہ غلط ہے تو خدا را شریعت ہی کے نام پر اُٹھو اور مجھے غلط ثابت کرو - میں خدائے شریعت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم نے اپنے تئیں شریعت کے مطابق ثابت کر دکھایا ' سب سے پہلے جو شخص تمہارے ہاتھوں پر جوش احترام سے بوسہ دیگا وہ میں ہوں - چھوڑو مولانا شبلی کی معتمدی کے قصے کو اور سکی سو مشتوں کو - جماعت کا سوال اس سے بہت زیادہ محترم ہے کہ اسکے دو حصوں کا نام لیا جائے ' تو میرے عقیدہ میں تو وہ بھی تمہارے سامنے ان تمام مفاسد کے جو اندھ ہیں - آؤ ' صرف اسی شریعت کے نام پر ہم تم فیصلہ کرلیں جسکی بنا پر ہم نے اسٹرائک کیلیے روا دیا ہے - ہم میں اور تم میں شریعت کے سوا کوئی حکم نہیں : تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم ! آؤ اور ٹھہرو تاکہ اس اور رسوم میں حق اور راست بازی کے سچے فیصلوں کی ایک نئی نظیر قائم کردیں اور دنیا کو دکھلا دیں کہ مدعیان علم و پیشوائی میں اب بھی حرف الہی اور راست باری باقی ہے ' اور انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء کا حکم اب بھی انکے دلوں کو نرم کرسکتا ہے - ساری تحریروں اور تمام اخبارات کے مضامین کو یک قلم ملتوی کرکے ہم تم ایک مقام پر جمع ہو جائیں ' اور شریعت کی کتاب کو سامنے رکھکر اسپر قسم کھائیں کہ " اللہ کو حاضر و ناظر سمجھکر اور ہر طرح کی نفسانیت اور ذاتی غرضوں کی نجاست سے ضمیر کو پاک کرکے ' شریعت اور اُمت کی بھلائی کو اپنے سامنے رکھیں گے ' اور سچی روحوں اور راست باز انسانوں کی طرح جو کچھ کھلا کھلا شریعت کا حکم ہوگا ' اُسے دوراً مان لینگے - اگر ایسا نہ کریں تو : لعنۃ اللہ علی الکاذبین ' "

اگر تم نے ایسا کیا تو سارے جھگڑے لمحوں میں ختم ہو جائینگے - پھر اے وہ لوگو کہ اپنی شریعت پرستی پر مغرور ہو ' کیا تمہیں یہ فیصلہ منظور ہے ؟

آخر میں اُن علماء سے جنھوں نے ۲۶ کے جلسے میں اسٹرائک کو خلاف شریعت قرار دیا ہے ' درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنا فتوا سائع کر دیں تا کہ معلوم ہو کہ قران و حدیث کے کن دلائل کی بنا پر یہ فتوا دیا گیا ہے ؟

سات نئے طلبا کے اخراج کا حکم

جلسۂ انتظامیہ کے فیصلے کا بقیہ حصہ اب معلوم ہوا ہے کہ علاوہ مولوی محمد حسین صاحب کے سات دیگر طلبا کیلیے بھی اخراج کا فیصلہ کیا گیا ہے - انا للہ و انا الیہ راجعون - خیر ' یہ جو کچھ کرنا چاہتے ہیں کرلیں - چند روزہ حکومت اور باقی ہے - عنقریب کھل رہیگا کہ اپنی قوم کی نسبت یہ کیسے دھوکے میں گرفتار ہے ؟ طلبا نے اسٹرائک کرنے کے بعد ابتک نہایت امن پسندی اور عمدہ رویہ کا ثبوت دیا ہے - اُنھیں قوم پر اعتماد کرنا چاہیے اور یقین کرنا چاہیے کہ انکے فیصلے کی اپیل کیلیے ابھی بہت سی عدالتیں باقی ہیں ' اور یہ جو کچھ ہوا قانون نہیں بلکہ قانون کا مضحکہ تھا - کلکتہ کی مجلس نے اسٹرائک کے ختم کردینے اور محمد حسین کے داخل کرلینے کا مشورہ دیا تھا ' اور یہ حالت موجودہ اس سے زیادہ باعزت کے لوگ حکام دار العلوم کا ساتھ نہیں دیسکتے - بہتر تھا کہ وہ اس مشورہ پر عمل کرتے - انھالی ذلت و خسران کے بعد گزرے ہوئے وقت کو یاد کرنا کچھ مفید نہ ہوگا : فسیعلمون من ہو شر مکانا و اضعف جندا ؟

تاریخ حیات امت اسلامیہ

مسئلۂ قیـــام الهـــلال

الهـــلال میں " مسئلۂ قیام الهـــلال کا آخری فیصلہ " پڑھکر اس نیازمند کو اور نیز تمام احباب شہر کو جس قدر صدمہ ہوا اسکا بیان کرنا الفاظ کی قدرت سے باہر ہے - حضرت خود اندازہ فرمالیں کہ جن گم گشتگان ضلالت کو عرصے کی تاریکی کے بعد ایک ہدایت کا ستارہ نظر آیا ہو ' اسکے بھی غروب ہو جانے کی خبر سنکر اسکے دلوں کا کیا حال ہوگا ؟

یہ بالکل سچ ہے کہ الهـــلال اپنی دعوۃ مقدسہ کا فرض اولین ایک معجزانہ قوۃ الہی کے ساتھ تھوڑے ہی عرصے میں ادا کرچکا ' اور یہ بھی بالکل درست ہے کہ ایک عام بیداری اور راہ عمل بالاسلام اور اُس نے قوم کے ہر طبقہ میں پیدا کردیا ہے ' اور کوئی نہیں جسکے سامعہ تک ایک مرتبہ بھی اسکی صداء حق پہنچی ہو اور اسکے دلوں نے اسکا استقبال نہ کیا ہو - تاہم الهـــلال کا صرف اتنا ہی کام نہ تھا ' اور جہاں اس تحریک کی عملی تکمیل کیلیے بعد کی خاموش منزلوں کی ضرورت ہے ' وہاں اسکی بھی تو ضرورت ہے کہ صداء غفلت شکن جاری رہے ' اور جو آگ سلگ اُٹھی ہے اسے برابر ہوا ملتی رہی ؟ پھر اس سے بھی قطع نظر الهلال صرف ایک دعوۃ دینی ہی کی حیثیت نہیں رکھتا ' بلکہ وہ تمام قوم میں ایک ہی ادبی رسالہ ' ایک ہی علمی رسالہ ' ایک ہی آزاد سیاسی آرگن ' اور ایک ہی یورپ کے اعلے نمونے کا جرنل ہے - اس وقت تک جس جس شاخ پر اُس نے توجہ کی ہے ' اس سے بڑھکر مضامین کسی دوسرے قلم سے نہیں نکلے ہیں - پھر اگر جناب کا اولین فرض دعوۃ پورا ہوچکا ' تو کیا قوم کیلیے ایک بہترین علمی ' ادبی ' اخلاقی اور سیاسی جرنل کی ضرورت بھی ختم ہوگئی - حالانکہ الهـــلال کو الگ کردینے کے بعد تمام ملک میں ایک رسالہ بھی اس درجہ کا نہیں نظر آتا -

میری معلومات ممالک اسلامیہ کی نسبت زیادہ نہیں ہے ' مگر جہاں تک صحیح معلوم ہے ٹرکی اور مصر سے بھی کوئی ماہوار رسالہ اسقدر مختلف مذاقوں اور مختلف حیثیتوں کا جامع نہیں نکلتا -

پس فی الحقیقت الهلال نہ صرف هندوستان بلکہ تمام عالم اسلامی میں ایک ہی ہفتہ وار رسالہ ہے - خدا کیلیے ' اسکے رسول مقدس کیلیے اُس دین برحق کیلیے جس سے بڑھکر آپکو دنیا میں کوئی شے محبوب نہیں ' اُس قرآن کریم کیلیے جسکے عشق میں آپ کا ایک ایک حرف تڑپا ہوا ہے ' ہم عاجزوں کی اس درخواست کو منظور کیجیے کہ الهلال برابر اسی آب و تاب سے جاری رکھا جاے ' اور حضرت کی زندگی تک (جسکی طوالت و برکت کیلیے نہیں معلوم کتنے دلوں سے روز دعائیں نکلتی ہیں) وہ جاری رہے -

رہا اسکا مالی مسئلہ تو خدارا اسقدر سے پریشان نہ ہوجیے - اور ایک سچے قومی کام میں اگر قوم مدد کرنا چاہے اور آپ

کرلیجیے - بڑی مصیبت یہ ہے کہ آپ کسی کو خدمت ہی دیتے ہی نہیں - میں تو قسم خدا کی الهلال کیلیے اپنا بچھونا لٹاے کیلیے ہر وقت طیار ہوں ' اور یقین فرمالیے کہ بچھونا جناب کے اپنے سلسلے کے خاص خدام کا حال لکھا ہے ' اسکے بعد ہم بہجور طیار و آمادہ ہیں - میں جس مکان میں ہوں وہ تقریبا دس ہزار روپے میں لیکر طیار ہوا تھا - میں بعرضی اِت الهلال کی خدمت کیلیے نذر کرتا ہوں - آپ مجھے اجازت دیجیے میں اسے فروخت کرکے روپیہ بھیج دیتا ہوں ' اور کرایہ دیکر مکان میں رہتا ہوں -

آہ مولانا ! آپکو ابھی اپنا اثر اور اپنی قوت معلوم نہیں - خدا نے کوئی امتحان کا موقعہ دیا تو آپکو معلوم ہوگا کہ جو آپسے صدہا کوس کے فاصلے پر ہیں ' وہ شب و روز آپکا تصور آپکی یاد اپنے لیے کس طرح عبادت سمجھتے ہیں ؟

مضمون کے آخر میں آپنے دو ہزار نئے خریداروں کیلیے ہے - میں نہیں سمجھتا کہ صرف اس سے کیا ہوگا ' اور کب آپ اسکا انتظار کریںگے - جی ڈر رہا ہے کہ کہیں جلد آپ فیصلہ نہ کر بیٹھیں - ہم تو اپنی جان و مال لٹانا چاہتے ہیں ' آپ صرف خریداروں کا دام لاے ہیں - خیر دس خریداروں کی فہرست متسلسل عریضہ ہذا ہے ' اللہ تام رہی - پھر بھیجدیجیے گا - میں بھی پوری تعطیل میں دورہ کرونگا اور کانوں کانوں پھرونگا - ان باتوں سے میرے خیال میں تو کچھ ہوتا نہیں - الهلال مصارف بے شمار ہیں ' اور ضرورت ہے کہ ایک بار کئی لاکھ روپے صرف کرکے آپ اسکو اسدرجہ وسیع و قوی کردیں کہ ہمیشہ کیلیے وہ مستحکم ہوجاے - آخر میں پھر یہ ہزار منت و عجز کرتا ہوں کہ میری درخواست کو بالا قبولیت عطا ہو -

محمد حسین هد کلرک صاحب انجنیر بمبئی -

الهـــلال :

پچھلے ہفتہ سے جو تحریرات آرہی ہیں اُن میں سے صرف تحریر گرامی کو درج کیا گیا - جزاکم اللہ خیر الجزاء - آپکی دینی اور جوش مندانہ سعی کا صلہ صرف خدا ہی سے ملسکتا ہے لفظوں میں میں کیا لکھوں ؟ بھی جو عطیۂ محبت آپنے کیا ہے ' اُسکی سرد سے کوئی ضرورت نہیں ہے - جس میں ہوں مجھے اُسی میں رہنے دیجیے - صرف خریدار بھیج کر آپ اس مسئلہ کو بہتر طریقہ سے حل کردینگے - اُس کا طالب نہیں اور نہ ضرورت ہے - اپنے اصول سے مجبور ہوں آپکی محبت فرمائی بڑی ہی کشش رکھتی ہے - اللہ تعالی جذبات سے بہت جلد کام لے کہ ملۃ قویمہ کا اصلی یہی ہے -

الهـــلال کـــی ایجنســـی

هندوستان کے تمام اُردو ' بنگلہ ' گجراتی ' اور مرہٹی رسالوں میں الهـــلال پہلا رسالہ ہے ' جو باوجود ہفتہ وار روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں تو انھیں درخواست بھیجیے -

الهلال

۱۱ جمادی الاولی ۱۳۳۲ هجری

مدارس اسلامیه ۱

به سلسلهٔ "ندوة العلما"

مولود فساد کا کامل بلوغ

لئے عہدہ داروں کا سازشی تقرر

موعومہ و مفروضہ نظامت ندوة العلماء

(۲)

اے معتکف زاویهٔ ندوه کجائی ؟
از پرده برون آے که ما محرم رازیم !

گذشته اشاعت میں بحث و نظر کیلیے بالترتیب تین طریقے پیش کرچکا هوں جنکے علاوہ دنیا میں جواز و عدم جواز کے معلوم کرنیکا اور کوئی طریقه نہیں هوسکتا - آج چاهیے که بالکل اصول اور بحث حقیقت پر نظر رکھکر اس کارروائی کو الگ الگ اِن هر طریقه سے جانچیں -

ابھی بحث و انکشاف کا بہت بڑا میدان باقی هے - علی الخصوص صیغهٔ مال اور تعمیرات کی داستان ' اسکے بحث مختصر هوگی اور بالکل دعوه وار ' تاکه نتیجه بہت جلد سامنے آجاے -

۲۰ جولائی کے جلسهٔ انتظامیه میں نئے عہده داروں کو مقرر کیا هے - اس کارروائی کی صحت و عدم صحت اور جواز و عدم جواز کو تین حیثیتوں سے جانچنا چاهیے جو در اصل در اصولوں سے عبارت هیں - یعنی :

(۱) استحقاق و اهلیت کے لحاظ سے -

(۲) قوانین و قواعد کی بنا پر : ایک قواعد عمومی هیں - ایک خود ندوه کے قواعد -

(۱)

اهلیت کے معنی یه هیں که جس کام کیلیے جس شخص کو مقرر کیا جاے ' اسکے انجام دینےکی اقلاً ضروری قابلیتیں اسمیں موجود هوں -

یه ایک ایسی بات هے جسکے ماننے سے کسی صاحب عقل کو انکار نہوگا -

قابلیتوں پر نظر ڈالنے کی بھی دو صورتیں هیں - ایک یه که اس قسم کے کاموں کیلیے عام اوصاف و صفات جو هونے چاهئیں ' انکی جستجو میں نکلیں -

دوسری یه که هر کام اپنے اندر بعض خصوصیتیں اور [illegible] رهی خصوصیات اس کام کو دوسرے کاموں سے الگ اور اسکی هستی کی اصلی روح هوتی هیں - منطق کی اصطلاح میں انهیں " فصل " کہیے -

انجمن ' مدرسه ' کلب ' مسجد ' تماشا گھر ' سب کے سب انسانوں کے جمع هونے کے مقامات هیں - لیکن انجمن کا اجتماع اور هے ' مدرسه کا اور ' مسجد کا اور ' اور فٹ بال کے میدان کا اور -

پھر ان میں بھی هر قسم کا اجتماع باهم یکدگر خصوصیات رکھتا هے - انجمن حمایت اسلام ' ندوة العلما ' ایجوکیشنل کانفرنس مسلم لیگ ' سب انجمنیں هی هیں - لیکن ان میں سے هر انجمن کی الگ الگ خصوصیات بھی هیں ' اور وهی انکی زندگی کی روح اور انکی هستی کی ضرورت هیں -

پس اهلیت اور قابلیت کے جانچنے کیلیے همیشه یہی دو طریقے هونگے که عام حیثیت سے ایسے کاموں کیلیے جس قسم کی قابلیتوں کی ضرورت هو ' پہلے انکو تلاش کیا جاے - اسکے بعد اُس کام کی خصوصیات اور مخصوص امور کو پیش نظر لاکر اسکے انجام دینے کی قابلیت جانچی جاے -

میں شرمنده هوں که ایسی بے حقیقت کارروائیوں کیلیے ایسی اصولی اور عظیم الشان تمہیدوں کے بیان کرنے میں وقت ضائع کر رها هوں اور اسطرح تا اهلوں کو اُنکی حیثیت سے زیاده اهمیت دے رها هوں ' مگر کیا کروں که قوم کی غفلت سے یه معاملہ یہاں تک پہنچ گیا هے اور اب اسکو صاف کرنے کے لیے بیحدی وقت اور باتوں کو ضائع کرنا هی پڑتا هے -

بهر حال اهلیت جانچنے کے بھی دو مدرتی وسائل هیں البته همیں یاد رکھنا چاهیے که قوم میں قحط الرجال هے ' اور هماری موجوده قابلیتیں ایسی نہیں هیں که هم کسی انجمن کا عہده دار تلاش کرنے کیلیے بہت هی بلند معیار اپنے سامنے رکھیں - ایسا کرینگے تو همیں آدمیوں کا ملنا مشکل هو جائیگا پس ندوة العلما کے ناظم کیلیے بھی کو بحث اصول کی بنا پر هو ' لیکن قابلیت کا معیار بہت بلند نه رکھا جاے ' اور ادنی سے ادنی درجه کا مستحق ناظم بھی اگر همیں ملجاے تو بلا تامل قبول کر لینا چاهیے -

آخر علی گڈھ کالج کو هم سکریٹری سر سید احمد کا سا تو نہیں ملا ؟ حقیقت اور قابلیت کا نہاں تک پاس کیجیگا ؟ میں تو چاهتا هوں که آج قوم کا هر فرد غزالی و رازی هو ' اور اپنی هر انجمن کا ناظم اُسی کو بنائیں جو سر سے لیکر پیر تک علم و اهلیت کا پیکر و مجسمه هو ' لیکن ایسا چاهنے سے کیا هوتا هے ؟ جب قابلیتوں کا قحط هے اور هر جانے والا اپنی خوبیوں کو اپنے ساتھه لے جاتا هے تو اسکے سوا چاره نہیں که اپنی نظر بلند نه کیجیے اور خود هی معیار انتخاب آسان بنا دیجیے - کم سے کم بھی جو کچھه ملجاے ' اسے اس طرح پسند کرلیجیے ' گویا آپکے لیے بہتر سے بہتر یہی هے -

(نظامت عام نظر سے)

یه سب کچھه سمجھه لینے کے بعد اب غور کیجیے که ندوة العلما کیلیے ناظم قرار دیا جانا هے - ندوه عام حیثیت سے ایک انجمن هے ' اور اپنی خصوصیات کے لحاظ سے احیاء ملت و دعوة دینی کی ایک تحریک جو علوم عربیهٔ و دینیه کی اصلاح کردہ تعلیم کے ذریعه موجوده زمانے کیلیے جامع حیثیات علما پیدا کرنا چاهتی هے - اس بنا پر اُس نے ایک مدرسه قائم کیا هے - جسمیں :

(۱) نصاب قدیم کی اصلاح کی هے -

(۲) علوم ادبیه و دینیه کی تعلیم کا خاص اهتمام کیا هے -

(۳) نئی ضرورتوں کی بنا پر نئے علوم اور زبانوں کو شامل کیا هے -

وہ باقاعدہ انجمن ہے - مسلمانوں کا ایک عظیم الشان کام ہے - قوم کی خدمت کرنے والوں کا میدان عمل ہے - مختلف شاخوں کا عملہ اور کارکنوں کا مجموعہ ہے - مدرسہ ہے - تعلیم و تربیت کی [illegible] ہے اور اپنی خاص و ممتاز خصوصیات بھی رکھتا ہے -

پس ضرور ہے کہ اسکا ناظم ایسا شخص منتخب کیا جائے جو صاحب علم و فضل ' منتظم و مدبر ' کاردان و باخبر ' اور قوۃ عملی کا اجارہ رکھتا ہو - نیز قوم کی نظروں میں اپنے ان اوصاف کے لحاظ سے معروف ہو تا کہ وہ اسپر اعتماد کر سکے -

سب سے زیادہ یہ کہ قوم کی خدمت کا سچا ولولہ اسکے اندر ہو - ایثار اور قربانی کیلیے طیار ہو - قوم اور اسکے کاموں کیلیے کچھہ دے کچھہ اپنا کھو سکے - کیونکہ یہ نہیں تو پھر بارجود ہر طرح کی قابلیتوں کے ایک جسد بے روح ہوگا -

ساتھہ ہی اسکی بھی ضرورت ہے کہ وہ ایک انجمن کا افسر اعلی ہوکر ایسا بے دست و زبان نہو کہ محض ایک ملبوس پتلے کی طرح جلسوں میں بٹھا دیا جاے - وہ ایک قومی انجمن کا سکریٹری ہوگا جسکے تما کام قوم کی توجہ اور تعلقات ہی سے چل سکتے ہیں - پس ضرور ہے کہ صاحب قلم و صاحب زبان ہو - اعلے درجہ پر نہیں تو سیدھے سادھے طریقہ ہی سے لکھہ سکے اور بول سکے - علی الخصوص ایسی حالت میں کہ وہ ملک کی ایک عظیم الشان کانفرنس کا سکریٹری اور ایک تعلیمی مجلس کا افسر کل ہوگا -

یہ اوصاف عام حیثیت کے لحاظ سے ہیں کہ تعلیمی و دینی انجمنوں کے ناظم میں ان اوصاف کا ہونا ضروری ہے -

(خصوصیات ندوہ)

اسکے بعد ندوہ کی خصوصیات سامنے آتی ہیں - ندوہ محض انجمن ہی نہیں ہے بلکہ ایک خاص طرح کی انجمن ہے - پس اسکے سکریٹری میں بھی اوصاف مندرجۂ صدر ایک خاص صورت میں ہونا چاہئیں - معیار ادنی سے ادنی درجے کا قائم کیجیے جب بھی اقلاً ندوہ کے ناظم کیلیے ضروری ہوگا کہ وہ " مسئلۂ تعلیم علوم اسلامیہ " اور " مسئلۂ اصلاح " کا اندازہ داں ہو جو ندوہ کے سب سے بڑے کام کا جوہر اصلی ہے - دار العلوم ندوہ دعوا کرتا ہے کہ وہ اپنے اصلاح یافتہ طریق تعلیم اور نصاب ادب سے ایسے علما پیدا کریگا جو قدیم مدارس عربیہ سے پیدا نہیں ہوسکتے - فن ادب اور فن تفسیر کے قدیم طریق تعلیم پر وہ معترض ہے اور اپنا ایک خاص طریقہ پیش کرتا ہے - پس یہ بھی ضروری ہے کہ اقلاً و نذراً وہ ایسا شخص ہو جو دار العلوم کی تعلیم و طرز تعلیم کی نگرانی کرسکے -

(موجودہ مدعی نظامت)

اب ہم دیکھتے ہیں کہ مولوی خلیل الرحمن صاحب نامی ایک بزرگ کو ندوہ کا ناظم قرار دیا جاتا ہے - یہ کون صاحب ہیں ؟ کوئی مشہور صاحب علم و فضل ہیں ؟ نہیں - کسی درسگاہ کے معلم ہیں ؟ نہیں - کسی انجمن کے مشہور عہدہ دار ہیں ؟ نہیں - عربی کے ماہر ہیں ؟ نہیں - انگریزی کے گریجویٹ ہیں ؟ نہیں - مسئلہ تعلیم و مسئلہ اصلاح سے خاص دلچسپی رکھنے والے ہیں ؟ نہیں - خیر کم ازکم اصلاح اور تجدید کے معتقد ہیں ؟ نہیں - اچھا قوم انکو ان کاموں کی حیثیت سے جانتی ہے ؟ یہ بھی نہیں - اخر وہ کیا ہیں ؟ یہ بھی معلوم نہیں - پھر کہاں جائیں ؟ اسکا بھی جواب یہی ہے کہ نہیں !

حیرت - اگر قوم انہیں اب تک نہیں جانتی تھی تو اب جان سکتی ہے ' اور یہ کچھہ ضروری نہیں کہ صرف صاحب شہرت اشخاص ہی صاحب حقیقت بھی ہوں - کتنی شہرتوں کے غلاف ہیں جنکے اندر کچھہ نہیں ہے ' اور کتنی ہی علم و اہلیت کے خزانے ہیں جو خاک گمنامی کے اندر چھپے ہوے ہیں ؟ ہمیں فیصلہ کرنے میں جلدی نہیں کرنی چاہیے - جتنے حالات معلوم ہو سکے ہیں انکو سامنے لانا چاہیے ' اور مزید حالات اُن لوگوں سے پوچھنا چاہیے جنھوں نے انکی آرزوے نظامت کو شرف قبولیت عطا فرمایا ہے -

پس جسقدر معلوم ہے پہلے اُسے سن لیجیے - اسکے بعد غیر معلوم فضائل کیلیے متحرک و مویدین کی خدمت میں چلیے گا -

(مولوی خلیل الرحمن صاحب)

(۱) مولوی خلیل الرحمن صاحب کے متعلق جسقدر حالات عام طور پر معلوم ہیں وہ یہ ہیں کہ انکے والد ایک مشہور عالم مولانا احمد علی مرحوم سہارنپوری تھے جنھوں نے صحیح بخاری کو اتقن کرکے شائع کیا ' اور پھر صحیح مسلم مع شرح نووی کے اپنے مطبع میں صحت و خوبی کے ساتھہ طبع کی - لیکن میں جہاں تک سمجھتا ہوں اس وصف سے ندوہ کی نظامت کے مسئلہ میں کچھہ مدد نہیں ملسکتی -

اسکے بعد وہ تاجر ہیں - " خلیل الرحمن منظور النبی " نامی فرم کے مالک ہیں اور لکڑی کا کاروبار کرتے ہیں - بہت دولت مند ہیں ' مگر دولت کی صحیح مقدار کے تعین میں اختلاف ہے - منشی محمد علی محرر مال ندوہ کی روایت سات لاکھہ کی ہے - لیکن مولوی صاحب کے ایک درست جو اس وقت میرے سامنے بیٹھے ہیں ' اس روایت کو موقوف قرار دیکر جرح کرتے ہیں ' اور خود انکی مرفوع متصل روایت یہ ہے کہ چار لاکھہ روپیہ سے زیادہ بیشک مبنی نہیں ہے - الہم زد فزد -

میں یقین کرتا ہوں کہ اس وصف سے بھی مسئلۂ نظامت کے حل کرنے میں کوئی مدد نہیں ملسکتی ' اور اگر مدد لیجاے تو کلکتہ کا ایک معمولی مارواری جو لفظ " ندوہ " کا تلفظ بھی ٹھیک نہیں کرسکتا ' مولوی صاحب سے زیادہ نظامت ندوہ کا مستحق ہے -

قوت انتظامی کے معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں کیونکہ وہ ابتک کسی جماعتی کام کے رکن کارفرما رہے ہی نہیں - قوم میں انکا وقار نہیں ' کیونکہ قوم انہیں کسی پبلک کام کی حیثیت سے جانتی ہی نہیں ہے - لکھہ وہ نہیں سکتے ' بول وہ نہیں سکتے ' چار آدمیوں کے سامنے اگر اپنی مجلس ہی کو پیش کرنا پڑے تو سوائے ایک متصل مسلسل اور صوت ملتحنی منقطع کے اور کچھہ سنائی نہ دیگا :

اے ہم نفس ! نزاکت آواز دیکھنا !

رہی علمی قابلیت تو جہاں تک مجھے معلوم ہے میں بہت شک کے ساتھہ لکھتا ہوں کہ وہ کسی لڑکے کو کافیہ بھی اچھی طرح پڑھا سکتے ہیں یا نہیں ؟ اور اگر وہ اپنے حدود سے باہر قدم نہ نکالیں تو یہ اُنکے لیے کوئی عیب کی بات نہیں ہے - ہر شخص جس کام میں نہیں رہتا اُس سے بے خبر ہی رہتا ہے - اور اگر مولانا عبد اللہ ٹونکی سے لکڑی کی قسمیں دریافت کریں تو شاید چار نام بھی نہیں بتلا سکیں گے - ہی نفسہ انکے لیے یہ تعریف کی بات ہے کہ انہوں نے باوجود علما کے خاندان سے ہونے کے اپنا بار علماے ندوہ کی طرح قوم کے اندرختہ پر نہ ڈالا ' اور ایک شریف شہری کی طرح کاروبار تجارت میں مشغول رہے -

جب حالت یہ ہو تو علوم عربیہ و دینیہ کا تو اس مبحث میں نام لینا بھی علم کی ایک ایسی بے حرمتی ہے جس سے زیادہ تصور میں آ نہیں سکتی - عمر بھر وہ اپنے کاروبار میں رہے ہیپال کے جنگلوں میں درخت خریدے اور سہارنپور میں لاکر انہیں فروخت کیا - علمی زندگی کا کبھی اُن پر سایہ بھی نہیں پڑا - نہ تو کسی فن کو حاصل کیا ہے اور نہ کتابوں کو دیکھا ہے - نہ وہ جانتے ہیں کہ درس و تدریس کسی شے ہے ' اور تعلیم و نصاب تعلیم کس [illegible] کا نام ہے اور اُسکا روح کیا ہے ؟

ایک شخص کی عام قابلیت کا یہ حال ہو تو پھر ندوہ کی خصوصیات کے لحاظ سے بحث کرنا محض فضول ہے

میں پورے اطمینان کے ساتھہ کہتا ہوں کہ یہ لکھہ پتی تاجر اتنا بھی نہیں جانتا کہ ندوہ کے مقاصد و اغراض کیا کیا ہیں ' اور اصلاح دینی و تعلیمی سے مقصود کیا ہے ؟ انکو سمجھنا اور انکے مطابق ندوہ کو چلانا تو ایک بہت ہی بڑی بات ہے - البتہ یہ ضرور جانتا ہے کہ ندوہ میں اصلاح کے نام سے کچھہ باتیں ہیں ' اور جہاں تک ممکن ہو سکے انکی مخالفت کرنی چاہیے ' اور انہیں مٹانا چاہیے - چنانچہ اصلاح کی ہر تحریک و تجویز کا وہ ہمیشہ اشد شدید منکر و عدو رہا ' اور اسکی ایک بڑی فہرست عند الضرورت پیش کی جاسکتی ہے -

اسکے معلوم کرنے کا ایک آسان طریقہ یہ ہے کہ اہل علم کی ایک مجلس منعقد کی جاے اور اس دولت مند آدمی سے کہا جاے کہ ندوہ کے اغراض و مقاصد بیان کرے - سامنہ ہی ایک دن پیشتر سے اُسے خبر بھی دیدی جاے ' اور کہدیا جاے کہ جس کسی سے پوچھہ سکتا ہے پوچھہ لے ' اور جسقدر ندوہ کی رپورٹیں اور تقریریں چھپی ہیں ' اُن سب کو چاٹ لے - میں سچ سچ کہتا ہوں کہ باوجود اسکے بھی وہ اس شے سے اسقدر ابعد و اجہل ہے کہ کسی طرح بھی بیان نہ کر سکے گا - اور گو چیختے چیختے تھک جاے ' اور اسکی گردن کی رگیں رخمی ہو جائیں ' مگر پھر بھی ندوہ کی حقیقت اسکے گلے سے نہ نکل سکے گی !

(سو روپیہ کا انعام)

مجھے اس پر اسدرجہ وثوق ہے کہ اگر مولوی خلیل الرحمن صاحب اِسے منظور کرلیں تو میں سو روپیے کے انعام کا اعلان کرتا ہوں - جلسے سے پہلے منشی احتشام علی صاحب یا مولوی محمد سلیم صاحب کے پاس (کہ موجودہ نظامت کی گاڑی اسی جوڑی سے چل رہی ہے) امانت رکھوا دونگا - انعام کا ذکر اسلیے کیا کہ مولوی صاحب کو یہ شے ندوہ کی نظامت سے بھی زیادہ محبوب ہے ' اور جب کبھی حضرت کے دونوں معشوقوں کے حسن میں مقابلہ آپڑتا ہے ' تو اول الذکر ہی کی محبوبیت اُنکے عشق کہن سال پر فتح یاب ہوتی ہے !

هست این قصهٔ مشهور و تو هم می دانی !

یا سبحان اللہ ! انقلاب دھر کا اس سے بڑھکر اور عبرت انگیز منظر کیا ہوگا کہ ندوۃ العلما کی نظامت کا دعوا ایک ایسے شخص کو ہو جو تمام اوصاف و فضائل ضروریہ ایک طرف رہے ' بدبخت ندوہ کی حقیقت ہی سے بے خبر ہو ' اور جسقدر جانتا بھی ہو اسکا اشد شدید منکر و مخالف ہو ' پھر مولوی عبد الحی صاحب تحریک کریں اور دس آدمی بیٹھکر (جنکو غریب قوم کا جمع کردہ روپیہ کرایے کیلیے دے دیکر بلایا گیا ہو) منظوری کا پروانہ لکھدیں ؟

مدار روزگار سفله پرور را تماشا کن !

(اخـــلاق و ایثـــار)

(۲) خیر - اسکو بھی جانے دیجیے - اگر علم و قابلیت نہیں ہے تو نہی - ایک دوسرا عالم اقلیم اخلاق و جذبات کا بھی ہے جس کا ایک ذرہ فضل بھی حاصل ہو جاے تو دماغی قابلیتوں کے بڑے بڑے خزانے اُسپر نثار کر دینے چاہئیں - ہر شخص عالم نہیں ہوتا مگر ہر شخص کے پہلو میں دل ضرور ہوتا ہے - ایک جاہل شخص بھی اپنے اندر ایسے اخلاقی جوہر رکھہ سکتا ہے جسکے آگے بڑے بڑے عالموں اور فاضلوں کے دعوے ہیچ ہوں - مان لیجیے کہ وہ اُن دماغی قابلیتوں سے محروم ہیں جو ندوہ کی سکریٹری شپ کیلیے ضروری ہیں ' لیکن اگر اُن میں قومی خدمت کا سچا ولولہ ہے ' اگر قوم کی شیفتگی و محبت نے اُنکے دل پر قبضہ کرلیا ہے ' اگر وہ اُسکی راہ میں قربانیوں کیلیے طیار ہیں ' اگر اُسکے لیے اپنے مال و متاع کا ایک تھوڑا سا حصہ بھی [illegible] ہیں یعنی اگر اُن میں ایثار و فدویت کا جذبہ موجود [illegible] اُنسے بڑھکر اس میدان کا مرد اور کون ہو سکتا ہے ؟ قابلیت کہیں نہ کہیں مل ہی جالیگی - لیکن یہ متاع عزیز تو بڑی ہی نایاب ہے - اسے کھو دینگے تو پھر کہاں سے ہاتھہ آئیگی ؟ ایک شخص قابل آدمیوں کو اپنے ماتحت رکھکر کام نکال لے سکتا ہے - مصر کے تخت پر کافور حکومت کرتا ہی رہا جو ایک حبشی خواجہ سرا تھا ' اور متنبی جیسے معرور عرب بادیہ نے اُسکی مدح میں قصیدے لکھے - یہ کوئی ایسی بات نہیں جس کا اسدرجہ خیال کیا جاے - اصل شے سچے جذبات اور جوش ایثار و جاں نثاری ہے - یہ اگر ملجاے تو پھر تمام باتوں سے آنکھیں بند کر لیجیے -

اچھی بات ہے - آئیے - اب اسی راہ چلکر دیکھیں کہ ہمارے "ناظم صاحب" کہاں تشریف رکھتے ہیں ؟ اگر ایک جلوۂ حقیقت بھی نظر آگیا تو تم ارکم میں تو وعدہ کرتا ہوں کہ ندوہ کی نظامت بلا عل و غش و بلا شرکت غیرے اُنکے حوالے کر دیدے کا مشورہ دونگا - اور اتنا ہی نہیں بلکہ انکے سپرد کرکے اندر سے کنڈی بھی لگا دونگا تا کہ اور کوئی دوسرا قبضہ نہ کرلے - پھر سکندر اعظم اگر ارسطاطالیس کو بھی بھیجے گا کہ دروازہ کھولدو ' جب بھی دروازہ نہیں کھلے گا :

متفق گردید رای بو علی با رای من !

مولوی صاحب کا اولین وصف امتیازی جو تمام جنس علما میں انکے لیے بمنزلۂ فصل کے ہے ' یہ ہے کہ وہ دولت مند ہیں ' اور باختلاف روایت چار سے سات لاکھہ روپیہ تک انکا بینک میں موجود ہے - ندوہ کی نظامت کے وہ ایسے عاشق زار ہیں کہ برسوں سے اسکے فراق میں مضطر و بیقرار ہو رہے ہیں ' اور بارہا حاشیہ نشینان بارگاہ کے آگے آہ و زاری کرچکے ہیں کہ خدا را ' اور نہیں تو صرف ایک ہی رات کیلیے اس شاهد بے پروا کو میرے حوالے کردو کہ برسوں کی دبی ہوئی حسرتوں کیلیے ایک شب خلوت بھی بہت ہے !

ایک بوسے پہ یہ لڑائی ؟ حیف !
دس نہیں ' سو نہیں ' ہزار نہیں !

پس اس راہ میں ایثار جان سے پہلے ایثار مال کی جستجو کرنی چاہیے کہ آجتک کسقدر انفاق ندوہ کیلیے کیا جاچکا ہے ؟

افسوس کہ ہمارے مولانا کو عشق پیشہ ہیں لیکن عمل اس پر ہے :

گر جاں طلبد مضائقہ نیست
زر می طلبد ' سخن دریدست !

دنیا نہایت تعجب اور حیرت سے سنے گی کہ جس ندوہ کی شیفتگی میں حضرت کا یہ حال ہے ' اُس بد بخت کے دامن محبوبیت کو اُنکی جیب عشق سے آجتک ایک پھوٹی کوڑی بھی نصیب نہیں ہوئی ہے ' اور اب معروضہ نظامت کے حصول کے بعد تو دست سوال بے غل و غش بڑھرہا ہے !

ان هذا من اعاجیب الزمن !

اصل یہ ہے کہ دولت سے کہیں زیادہ اس جان نثار ندوہ و خدمت ملت کے بخل کا آشیانہ اسکے دل میں ہے ' اسکی دولت بینک میں رہتی ہے مگر بخل کا آشیانہ اسکے دل میں ہے ' اور زر پرستی جب ایسی نو دولت طبائع میں بڑھتی ہے تو لازمی نتیجہ بخل ہی ہوتا ہے :

زر پرستی می کند دل را سیاه
آخر این صفرا به سودا می کشد !

یہ سچ ہے کہ ندوہ کی نظامت کے چشم و ابرو بڑے ہی دلربا ہیں ' مگر محبوبۂ لکشمی کی تیکھی چتونوں کے مقابلے میں تو ہمارے ادا شناس و نقاد حسن مولانا اس حسن سادہ و بے نمک کے گھائل نہیں ہوسکتے !

تم سے جہاں میں لاکھہ سہی ' تم مگر کہاں !

اس شخص کے بخل کے جو حالات میں نے سنے ہیں ' اگر بیان کروں تو کئی صفحے اسی میں صرف ہوجائیں - اسکا صحیح اندازہ صرف اس ایک ہی بات سے کرلیجیے کہ ندوہ کی نظامت

کا شوق اسے جنوں کي حد تک پہنچ گیا ہے - کئي بار مجھے خیال ہوا کہ لاکھہ بخیل سہي ' مگر اس شوق کے ہیجان میں آکر کچھہ نہ کچھہ خرچ کر ہي بیٹھے گا - لیکن کئي سال ہوگئے - بارہا سخت سے سخت مواقع ندوہ کي مالي ضرورتوں کے پیش آے - مفلس اور بے زر ارکان نے اپني گرہ سے رقمیں پیش ایں - لیکن اس شیخ البخلاء نے جسکے کئي لاکھہ بینک میں جمع ہیں ' کبھی بھولے سے اتنا بھي نہ کیا کہ ایک ہزار روپیہ کا چندہ کھڑي کیلیے اعلان ہي کردیتا جیسا کہ بنارس کے اجلاس ندوہ میں بعض مولویوں نے جھوٹے اعلان کیے تھے -

" ایک ہزار روپیہ !! " اللہ اکبر !! ہزار کا لفظ سنکر تو میں نہیں سمجھہ سکتا کہ اس شخص کے ہوش و حواس بھی قائم رہینگے یا نہیں ؟ اسکے بخل کا تو یہ حال ہے کہ دس بیس روپیے بھي ندوہ کیلیے خرچ کرنا پڑیں تو اسي دن سے اُن تمام حرفوں کا بولنا چھوڑ دے جو " ندوہ "کے جاں طالب نام میں آتے ہیں ! نعوذ باللہ من عذاب البخل ! یہی وہ دولت کے پجاري ہیں جنکے لیے خدا نے سورۂ نساء میں فرمایا ہے : الذین یبخلون و یامرون الناس بالبخل (۴ : ۴۱) مگر انھیں یاد رکھنا چاہیے کہ جس دولت کو وہ اسقدر چھپا چھپا کر اور اپنی ساري عمر تکلیف و مشقت میں بسر کرکے جمع کرتے ہیں ' اور جسمیں خدا کیلیے اور اُسکے کاموں کیلیے کوئي حصہ نہیں ' وہ انکے لیے دولت و نعمت نہیں ہے بلکہ ایک بہت بڑا فتنہ ہے اور قریب ہے کہ اُس سے بجبر جدا کیے جائیں :

ولاتحسبن الذین یبخلون	جن لوگوں کو خدا نے اپنے فضل و کرم
بما اتاھم اللہ من فضلہ	سے مقدور دیا ہے ' اور باوجود اسکے
ھو خیرا لھم ' بل ھو	راہ خدا میں خرچ کرنے سے بخل
شر لھم ' سیطوقون	کرتے ہیں ' تو وہ اس کو اپنے حق
ما بخلوا بہ یوم القیامہ	میں بہتر سمجھکر خوش نہوں - بہتر
و للہ میراث السمارات	نہیں بلکہ انکے حق میں نہایت ہي
والارض - و اللہ بما تعملون	برا ہے - کیونکہ جس مال کیلیے بخل
خبیر - (۳ : ۱۷۵)	کرتے ہیں ' عنقریب قیامت کے دن

اُسکا طوق بنا کر اُنکے گلے میں پہنایا جائیگا - اور آسمان اور زمین ' سب کا وارث خدا ہی ہے اور جو تم کچھہ کررہے ہو ' اُس سے وہ بے خبر نہیں ہے !

(دو واقعے)

چنانچہ حضرت کے انتشار نفس اور انفاق مال کا پہلا کارنامہ یہ ہے کہ جب تک نظامت پر قبضہ نہیں ہوا تھا ' اُس وقت تک صرف اسي کا رونا تھا کہ ندوہ کو کچھہ ملتا نہیں ' لیکن ناظم ہونے کے بعد بڑي مصیبت یہ آگئي کہ جو کچھہ بچی بچائي پونجي عربب کے پاس رہگئي ہے ' وہ بھي اب اس کچھہ پتی ناظم کی راہ فتح یابي میں قربان ہورہی ہے !

ندوہ کے ناظم یا معتمد کے قیام کا اب تک کوئي بار ندوہ کے سر نہ تھا - مولوي سید عبد الحي صاحب اپنے مکان کا کرایہ نہیں لیتے تھے - منشي احتشام علي صاحب کو اسکي ضرورت ہي نہیں تھي - مولانا شبلي لکھنؤ میں ندوہ کیلیے رہنے لگے تو اپنے مکان کا کرایہ ہمیشہ خود دیا - اور سب نے یہي سمجھا کہ بیس پچیس روپیہ کي ادنی اور ذلیل رقم کیلیے ندوہ کے سر پر آفت ڈالنا کوئي شرافت کي بات نہیں ہے - البتہ مجبوري ہو تو یہ دوسري بات ہے -

مولانا عبد الحي اگر لیتے تو ایک بات تھی - اُنکا مطب ابتدا سے اسقدر کامیاب نہ تھا - انکی زندگی محض فقیرانہ تھی - مولانا شبلي کو صرف سو روپیہ حیدر آباد سے ملتے تھے - پندرہ بیس روپیے ہر ماہ وہ کہاں خرچ کرتے ؟ تاہم ان لوگوں نے ایسا نہیں کیا - لیکن حسن اتفاق سے مولوي خلیل الرحمن صاحب ناظم سمجھے گئے ہیں ' اسی دن سے پندرہ بیس روپیہ ماہوار کرایہ کا ایک مکان دفتر نظامت کے نام سے لیا گیا ہے - اسمیں وہ خود بھی رہتے ہیں اور انکا لڑکا بھي رہتا ہے اور اُسکا کرایہ غریب ندوہ سے وصول کیا جاتا ہے ' جسکي آمدني بند ہوگئی ہے اور جسکي عمارت نا تمام پڑي ہے ! اور پھر یہ وہ حیا فروش شخص ہے جسکے کئی لاکھہ روپیے بینک میں محفوظ ہیں !

بعو بر در اے چرخ گرداں تفو !

آگے سنیے - حضرت کے سفر کے تمام مصارف بھي غریب ندوہ ہي کے سر ڈالے گئے ہیں - اس دور نظامت میں جو مصیبت آئي ہے وہ سب سے پہلے بدبخت انوري ہي کا گھر تلاش کرتي ہے :

بر زمیں نارسیدہ مي پرسد :
خانۂ انوري کجا باشد ؟

دسمبر میں لیگ اور کانفرنس کا آگرہ میں اجلاس تھا - مولوي صاحب کو خوف ہوا کہ نہیں میري نظامت کے خلاف وہاں کوئی تجویز پاس نہ ہوجاے - لکھنؤ سے چلکر آگرہ آے ' اور اسکا کرایہ ۴۴ روپیہ ندوہ کے سر ڈالا گیا - پھر صرف اپنا ہي نہیں بلکہ اپنے ساتھہ اپنے ایک مصاحب کا بھی !

اب ذرا اس ایثار کی تشریح بھی سن لیجیے - حضرت کے بعل ، کہ حال ہے کہ اسقدر مدارج فارغیت طے کرنے کے بعد بھي جب کبھی اپنی گرہ سے سفر کرتے ہیں تو تھرڈ کلاس میں کرتے ہیں ' یا بہت خوش نصیبي و امارت کے غلبہ کرنے تو انٹر کلاس میں - لیکن ناظم ہونے کے بعد جب عربب ندوہ کے سر بار ڈالکر سفر کیا جاتا ہے تو سیکنڈ کلاس میں ' اور اس دولت مند بخیل کو ذرا شرم نہیں آتی کہ اگر میں نے نہیں چالیس روپیے جیسي حقیر و نا قابل ذکر رقم قوم کے مال سے لے لی تو میرا کونسا دیوالہ نکل جائیگا ؟

یا للعجب ! دل کا تو یہ حال کہ چالیس روپیے بھي ندوہ بیچارے کے نہیں نکلتے ' اور اُسپر والوں کا یہ ہجوم کہ ندوہ کے ناظم بنکر نازو ترشمہ دکھلائینگے ! نادان اور زر پرست انسان ! اس چیز کیلیے کیوں اپنے لئیں رسوا کرتا ہے جسکے لیے تیرا دل نہیں بنایا گیا ہے ؟ یہ ایک قومي انجمن ہے - یہاں اپنے فاجرانہ حساب و نقاب کو پہلے حیز باد کہہ دے ' پھر قدم رکھہ - ایک ایک ٹکے اور ایک ایک پائی کا جمع و خرچ یہاں نہیں چل سکتا :

تو دولت حسني ' زتو ایں کار نیاید !

ندوہ کي نظامت کا آغاز مولوي محمد علی صاحب سے ہوتا ہے - اُنکا یہ حال تھا کہ نواب وقار الامرا کے سو روپیے انکے لیے مقرر کیے - انھوں نے اپنے نام کي جگہ ندوہ کے نام مقرر کرا لیے - حالانکہ بینک میں چار لاکھہ کي جگہ شاید چار ہزار بھي اُنکے نہ تھے آج ندوہ کے ناظم مولوي خلیل الرحمن ہیں جو با وجود لکھہ پتی ہونے کے ۴۶ روپیہ دیکر اُسکے لیے سفر بھي نہیں کر سکتے ' اور لطف یہ کہ اسکے لیے سفر کرنا بھی نہیں !

افسوس کہ ندوہ کا تمام اندوختہ ابتدا سے اسي میں برباد ہوا - نہ تو کوئی کام بنا ' اور نہ کوئي آرزو اُسکي پوري ہوئي - جو کچھہ صلاح و تدبر علما نے اپنے کرتوتوں سے لٹایا یا واعظوں کے نام ایسے منی آرڈر بھیجے گئے ' جنکی رسید تو آگئی مگر خود واعظ صاحب نہ آسکے : ان کثیرا من الاحبار و الرھبان لیاکلون اموال الناس بالباطل و یصدون عن سبیل اللہ - فبشرھم بعذاب الیم !

یہ تو استحقاق و اہلیت کا حال تھا - اب آیندہ نمبر میں قواعد و قوانین اور علي الخصوص خود ندوہ کے موجودہ دستور العمل کو بیدا پر نظر ڈالي جائیگی - مجھے مولوي صاحب سے کوئی خصومت نہیں ہے مگر ایک عظیم الشان کام کي محبت ضرور ہے - میں ایک شخص کی خاطر کروروں مسلمانوں کے کام کو غارت نہیں ہونے دے سکتا - [illegible] نے خود ہی اسے اپنی پبلک حیثیت میں پیش کیا ہے [illegible] انکا سوال شخص کا نہیں ہے بلکہ جماعت کا ہے

مذاہب علمیہ

ابتدائی تعلیم

میری مونسٹوری

(مقتبس از سائنٹفک امریکا)

اگر مشرق و مغرب کی تعلیم اور اسکے نتائج کا موازنہ کیا جائے یعنی یہ دیکھا جائے کہ دونوں جگہ تعلیم کتنی ہے اور نتائج کا کیا اوسط ہے تو غالباً مشرق کے نام صفر نکلیگا -

اسکا ایک بہت بڑا سبب یہ ہے کہ مشرق میں ابتدائی تعلیم کو کوئی اہمیت نہیں دیجاتی ' اسلیے قدرتاً یہ کام ایسے لوگوں کے ہاتھ میں رہتا ہے جو نہ قابل اور نا اہل ہوتے ہیں ' یا ذی علم و صاحب کمال مگر پریشان روزگار اور آشفتہ حال ہوتے ہیں - وہ اس میدان میں آتے ہیں مگر اسلیے نہیں کہ یہ میدان عمل و شعبۂ استعمال مواہب طبیعی ہے ' بلکہ اسلیے کہ یہ کسب معاش و حصول ما یحتاج کا آخرین و سہل ترین ذریعہ ہے -

مگر مغرب کی حالت بالکل اسکے برعکس ہے - وہ ابتدائی تعلیم کی اہمیت کو سمجھتا ہے اور نہ صرف سمجھتا ہے بلکہ اسکی اس حیثیت کو ہمیشہ ملحوظ رکھتا ہے - اسکے بازار قدردانی میں اس شعبۂ عمل کی بھی وہی قیمت ہے جو دوسرے شعبہ ہائے کار کی ہے - اسلیے وہاں جو لوگ اس میدان میں اترتے ہیں وہ صرف اسلیے نہیں اترتے کہ یہاں انکے لیے اپنے نفس اور اپنے خاندان کے تکفل کا سامان ہوگا - بلکہ اسلیے کہ یہ بھی سعی و عمل اور استعمال قوی کا ایک نہایت اہم و ضروری میدان ہے ' اس میدان میں طبع آزمائی کرتے ہیں - قوم اور ملک بلکہ عالم انسانی کو فائدہ پہنچاتے ہیں ' اور اسکے صلے میں خلود ذکر اور بقاے دوام حاصل کرتے ہیں -

قوم کو ایک بازار سمجھیے - بازار میں جب عمدہ جنس کی مانگ ہوگی تو بہتر سے بہتر مال ضرور آئیگا - لیکن اگر متاع کی عمدگی کے بدلے قیمت کی ارزانی کا سوال ہوگا ' تو پھر یقیناً وہ آنے والی جنس بدتر سے بدتر ہوگی - قوم جب کسی شعبۂ عمل کو کم پایہ ہیچمیرز سمجھتی ہے - تو اس میں در آنے [illegible] لوگ

تعلیم و تربیت اطفال کا طبیعی طریقہ

میڈم میریا مونٹسوری کا مدرسہ جس میں یہ بچوں کے سامنے نقاب ہے اور نہ کتاب کا تعلیمی کھلونے - بلکہ پوری آزادی اور خود مختاری کے ساتھ انہیں چھوڑ دیا گیا ہے اور صرف کھیل رہے ہیں لیکن اس کھیل کے اندر ہی انکو ایسی پائدار تعلیم دی جا رہی ہے جو چپکے چپکے انکے سادہ و معصوم دماغ میں گھر بنا رہی ہے !

ہوتے ہیں جنکے لیے کام کی اور راہیں مسدود ہوتی ہیں ' اور گو انمیں سے بعض افراد با ایں ہمہ عسر و تنگی و سوء حال و اوزون طالعی بہت کچھ کرسکتے ہیں ' مگر نہیں کرتے کہ اپنی محنت و سعی کو نذر ناقدری و بے اعتنائی سمجھتے ہیں -

لیکن اگر قوم میں اس شعبہ کے متعلق کم بینی و بے اعتنائی کے بدلے قدر شناسی اور حوصلہ افزائی ہے ' تو پھر بہت سے صاحب فضل و کمال دل و دماغ اس شعبہ میں قدم زن ہوتے ہیں -

اسلیے قدرتاً یورپ میں بہت سے اشخاص پیدا ہوے جنکا میدان عمل ابتدائی تعلیم تھا - انہوں نے اس میدان میں کارہاے جلیل انجام دیے اور تاریخ نے ان راہ قدردانی انہیں دوام ذکر اور بقاء نام کا صلہ دیا -

* * *

اسی گروہ میں سے وہ اطالی خاتون ہے جسکا طریق تعلیم اس مضمون کا عنوان بحث ہے -

اس اطالی خاتون کا نام میریا مونٹسوری (Maria Montessori) ہے - یہ سنہ ۱۸۷۰ میں روما میں پیدا ہوئی اور وہیں کی یونیورسٹی میں پڑھنا شروع کیا - سنہ ۱۸۹۴ع میں اس نے ڈاکٹری کا تمغہ (ڈپلوما) حاصل کیا - اور اسی یونیورسٹی میں اس ڈاکٹر کی مددگار مقرر ہوئی جو امراض عقلی کا علاج کرتا تھا -

ایک عرصہ تک وہ اسی شاخ علاج میں رہی - اسی اثناء میں امراض عقلی کے ہزارہا بیمار اسکی نظر سے گزرے ' مگر ان گوناگوں امراض میں سے اسے سب سے زیادہ دلچسپی بلاہت یعنی سادہ لوحی اور بیوقوفی کے مریضوں سے ہوئی تھی چنانچہ وہ ایسے بیمار کو نہایت اعتناء و اہتمام سے دیکھا کرتی تھی -

سنہ ۱۸۹۸ع میں تعلیم و تربیت کے متعلق تورین میں ایک عظیم الشان مؤتمر (کانفرنس) منعقد ہوئی - اس مؤتمر میں میریا مونٹسوری نے بھی تقریر کی - اس زمانے سینوبار تشلے وزیر تعلیم تھا - اسے یہ تقریر اسقدر پسند آئی کہ اس نے اس خاتون سے روما میں مدرسین پر تقریر کی فرمایش کی - اس تقریر کا یہ نتیجہ نکلا کہ خاص بیوقوف اور کند ذہن لڑکوں کے لیے ایک مدرسہ قائم کیا گیا ' اور وہی اسکی پرنسپل مقرر ہوئی -

میریا مونٹسوری کی کوششیں بارآور ہوئیں ' اور اس مدرسہ میں بیوقوف اور کند ذہن بچوں کی تعلیم نہایت کامیابی کے ساتھ

هوے لگي حالت يه تهي که لڑکے اسپتال سے لائے جاتے تهے اس مدرسه میں پڑهتے تهے اور جب امتحان میں شریک هوتے تهے تو ذهین اور عقلمند لڑکوں کے درش بدوش هوتے تهے -

اس کامیابی سے اسکا خیال عقلمند بچوں کي تعلیم کي طرف متوجه هوا - وه ایک مقام پر لکهتی هے :

" میں اپني کوششوں کي بارآوري اور بیوقوف بچوں کي تعلیمي کامیابي پر غور کر رهی تهی که دفعتاً میرے دل میں خیـال آیا که آخر عقلمند اور ذهین لڑکے بیوقوف اور کند ذهن لڑکوں سے کیوں نهیں بڑهسکتے ؟ حالانکه انهیں یقیناً آگے هونا چاهیے کیونکه فطرت نے انهیں ذهن رسا اور عقل سلیم بخشي هے "

غور کرنے کے بعد اسے خیـال آیا که کند ذهن بچوں کو یهاں مدرسے میں اسطرح تعلیم دیجاتی هے که اس سے انکے عقلي قوی کو نشو و نما میں مدد ملتي هے ' مگر غالباً عام مدارس کا طریق تعلیم اپنے نقص کي وجه سے دماغي قوي کو مدد دینے کے بدلے انکي بالیدگي کو روکتا هے ' اور اسلیے وه اپني طبیعي حد تـک بهي نهیں پهنچ سکتے - پس اگر عام طریق تعلیـم کی اصلاح کی جاے اور اسمیں بهی وه اصول روشناس کیے جائیں جن کے مطـابق اسوقت کند ذهن بچوں کي تعلیم هو رهي هے تو یقیناً نتائج اس سے بهتر هونگے -

* * *

اسکے دل میں یه خیال کچهه ایسا جاگـزیں هوگیا که اس نے صحیح العقل اور ذهین لڑکوں کی تعلیم کے با قاعده مطالعه کا عزم کرلیا - چنانچه اس نے مدرسه کو خیر باد کهکے روما کی یونیورسٹی میں فلسفه پڑهنا شروع کیا ' اور علم النفس کے عملی مباحث پر خاص طور سے توجه کي - اسی اثناء میں وه ابتدائي مدارس میں تعلیم کا تجربه بهي حاصل کرتي جاتي تهي -

چند سال تک تعلیم کے تجربه اور بچوں کي طبیعت کے مطالعه کے بعد اسے معلوم هوا که بچوں کو اس طرح تعلیم دینا چاهیے که خود ان میں حقائق کے سمجهنے اور دریافت کرنے کي استعداد قابلیت پیدا هو ' نه یه که وه استاد کے کورانه پیرو هوں ' اور اونٹ کی طرح جدهر سارباں لیجاے اودهر چلے جائیں !

اب وه شب و روز ایک ایسے طریق تعلیم کي بحث و بز میں رهنے لگي جو بچے کے دماغ کے لیے صرف معین و مددگار هو نه که ایک زبردستي کهینچنے والي رسي - یعني اس تعلیم کا مقصد صرف یه هو که دماغ کو اپنے نشو و نما میں مدد ملے رهي یه بات که اس نمو کي رفتار کا رخ کیا هو ؟ اسمیں وه اپنے میـلان طبیعی کا پیرو هو ' نظام تعلیم یا معلم کو اس سے کوئی سروکار نه هو - جسطرف وه جائے نظـام تعلیم اور معلـم دونوں اسی طرف هی کو لیجائیں -

* * *

حسن اتفـاق سے سنه ۱۹۰۷ ع میں اپنے اس خیـال کی تکمیل کا ایک عجیب و غریب موقعه هاتهه آگیا - مکان والوں نے شهر کے محلے میں نهایت عالیشان اور پر تکلف عمارتیں بنوانا شروع کیں - اس امید پر که یهاں امراء و روساء رها کرینگے ' انمیں مقابله شروع هوگیا ' اور عمارتوں کی وسعت و تکلف میں ایک دوسرے سے مسابقت کي کوشش هونے لگي ' لیکن جب عمارتیں بنکے تیار هوئیں تو یه خیال غلط ثابت هوا اور بالاخر انهیں فوراً تمام عمارتیں مزدوروں اور غریبوں کو کرایه پر دینا پڑیں -

تهوڑے هي عرصے میں یه محله جسکے متعلق امید تهي که کامیابي کے ساز و سامان زندگی اور حلههاے عیش و طرب سے

جنت کا نمونه بنیگا ' فقر و فاقه ' گندگي و ناپاکي ' اور بدبختي و بد اخلاقي سے جهنم کا ٹکڑا بنگیا - یه حالت دیکهکے روما کے اهل درد نے ایک انجمن اس محله والوں کی اصلاح و فلاح کے لیے قائم کي - اس انجمن نے اپنے یهاں ایک صیغه خاص ان بچوں کي تعلیم کے لیے بهي رکها جنکي عمر تین اور نو سال کے درمیان تهي - اسکے لیے چند مدرسے قائم کیے - ان مدارس کا انتظام اسي اطالي خاتون کے هاتهه میں دیا گیا - اب اسے اپنے مجوزه طریق تعلیم کے تجربه کا پورا موقعه تها - چنانچه ان مدارس میں اس نے وهي طریقه رائج کیا ' اور هر معلم کے لیے لازمي قرار دیا که جس خاندان کے لڑکوں کو پڑهانے اسي کے قریب رهے بهي -

عام مدارس کا قاعده یه هے که درس کے چند مقرره گهنٹے هوتے هیں - ان گهنٹوں میں چند مخصوص عنوانوں کے متعلق استاد درس دیتا هے - جو بچے محنتی اور شرقین هوتے هیں انکي تحسین و تعـریف هـوتي هے ' اور جـو بـدشوں اور سست یا کند ذهن هوتے هیں انکي سرزنش پیٹ ' رول ' یا گوش مالي سے هوتي هے - یعنی بچه جو کچهه پڑهتا هے وه اسلیے پڑهتا هے که استاد بهي پڑها رها هے - استاد جو کچهه پڑهاتا هے وه اسلیے پڑهاتا هے که حسب قاعده آج کا یهي سبق هے - سبق کے یاد کرنے کے لیے جو شے محرک هے وه زیاده تر سرزنش کا خوف اور وقتاً فوقتاً تحسین و تعریف کا شوق هوتا هے - غرضکه عام طریقه میں جو روح کار فرما هوتي هے وه جبر و اکراه اور مجبورانه پابندی نظام و آئین هے -

لیکن دماغ کا اقتضاء اسکے بالکل برعکس هے - اس کي حالت بالکل معدے کی سی هے - جسطرح معده صرف اسي غذا کو قبول کرتا هے جو انسان کو مرغوب هوتی هے ' اور اسیوقت غـذا کو پوري طرح هضم کرسکتا هے جبکه بهوک کے وقت اور بقدر خواهش دیجاتی هے اسی طرح دماغ بهی صرف انهی معلومات کو لیتا هے جو میلان طبع کے موافق هوتي هیں ' اور ذهن کي بهوک اور مدرکه کي پیاس کے وقت سامنے آتي هیں -

عام طریقه تعلیم میں ایـک طرف تو بهت سے پوشیده قوی اسلیے ظاهر نهیں هوتے که انکو اظهار کا موقع هي نهیں ملتا - دوسري طرف بعض قوی جو ظاهر بهي هوتے هیں ' اپنا اتنا بار پڑ جاتا هے که اپنے طبیعی حد نمو و ترقي تک نهیں پهنچ سکتے ' اور سادہ و عام زبان میں ٹهٹهر کے رهجاتے هیں !

ایسي حالت میں خلاف طبیعت و استعداد فطري بچه جو کچهه سیکهه لیتا هے ' اسے ریگ رواں پر ایک سبکرو مسافر کا نقش پا سمجهیے ' جسے مرور ایام ' هوا کے جهونکے ' اور دوسرے راهرو کے نقش قدم بآساني مٹا دیسکتے هیں -

اور یه نتیجه ناگزیر هے کیونکه عام طریقه تعلیم اس فطرتی طریقه تعلیم کے بالکـل خلاف هے جسکے مطـابق انسان ماں کی آغوش سے لیکے قبر کي خوابـگاه تـک تعلیـم حاصـل کر رهتا هے -

انسان پیدایش سے لیکے موت تـک برابر درس لیتا رهتـا هے مگر یه درس آموزي و تعلیم بتحدید وقت ' تعین موضوع ' اعانت کتاب ' اور خوف تعذیب یا امید تحسین سے آزاد هوتي هے - اس سلسلۂ درس کا ماحصل یه هے که جو چیزیں انسان کے حواس خمسه کے سامنے آتي هیں ' وه اپنا اپنا عمل کرکے اسکے نتائج سے دماغ کو اطلاع دیدیتي هیں - دماغ اگر ان نتائج کو سمجهه جاتا هے تو فوراً ان اطلاعات کو اپنے خزانے یعنی حافظه میں بهیجدیتا هے اور اگر شکوک پیدا هوے تو پهر کاوش و تلاش شروع هوجاتي هے

[ ]

مقالات

اس قدرتی طریق تعلیم میں قابل لحاظ امر یہ ہے کہ یہ طبیعت پر بار نہیں ہوتا - اس سے نہ تو کوئی قوت پامال ہوتی ہے اور نہ افسردہ - بلکہ جو قوی پوشیدہ ہیں وہ آشکارا ' اور جو آشکارا ہیں وہ نمو پذیر ہوجاتے ہیں -

اس اطالی خاتون کی حقیقت شناس طبیعت نے اس اصلی رخنے کو پا لیا جو عام طریق تعلیم میں ہے - یعنی قدرتی طریق تعلیم کی مخالفت ہوتی ہے - اسلیے اس نے اپنے طریق تعلیم کا سنگ بنیاد یہ قرار دیا کہ "بچہ جو کچھہ سیکھے وہ از خود سیکھے " -

" بچہ جو کچھہ سیکھے وہ از خود سیکھے " اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ اعانت استاد کا منت کش بھی نہ ہو - بلکہ اس سے مقصد یہ ہے کہ نہ تو وقت کی تحدید ہو نہ عنوان کا تعین - نہ کتابت کی قرات ہو نہ استاد کی تلقین - نہ سرزنش کی تخویف ہو اور نہ تحسین و آفریں کی تشویق ' بلکہ صرف ایسے مواقع پیدا کیے جائیں جن بچہ اپنے اور اپنے پسند کی چیزوں میں مصروف ہو جائے - استاد نگرانی کے لیے موجود ہوں - بچہ جو کچھہ از خود سمجھلے اسمیں مداخلت نہ کریں ' جو نہ سمجھہ سکے اسے سمجھا دیں - جن امور کی طرف اسکی توجہ نہ ہو انکی طرف اسے متوجہ کریں - اس مشغول کا محرک امید و بیم نہ ہو ' بلکہ وہ تجسس جو انسانی خاصہ ہے ' اور وہ مسرت جو مساعی علمیہ کا بہترین اور حقیقی صلہ ہے !

چنانچہ میریا مونٹسوری کے طریق تعلیم کے مطابق جو مدارس قائم ہوے ' انکی یہ حالت تھی کہ انمیں ہر لڑکے کو اختیار تھا کہ جو چاہے کرے -

اب ایک لڑکا آتا - اس نے دیکھا کہ لڑکوں کی چھوٹی چھوٹی ٹولیاں ادھر ادھر پھیلی ہوئی کھیل رہی ہیں - پس کھیل سے اسے رغبت ہوئی اور وہ اسی طرف چلا گیا اور انہیں کے ساتھہ کھیلنے لگا - اس کھیل سے بھی گھبرایا تو وہ دوسرے کھیل میں شریک ہوگیا - ہر طرف استانیاں موجود ہیں - جو بات دیکھی نہ لڑکوں کے سمجھہ میں نہیں آتی ' وہ انہیں سمجھا رہی ہیں - بچے ہیں کہ کھیل میں لگے ہوے ہیں نہ اداتے ہیں اور نہ تھکتے ہیں - گویا بہشت کی حقیقی زندگی کا ایک نمونہ ہے ' جسکے اندر یہ روحانی اجسام معصومہ دایۂ فطرۃ کی گود میں کھیل رہے ہیں !

یہ مدارس عبارت ہیں چند کمروں سے جنمیں چھوٹی چھوٹی اور ہلکی پھلکی کرسیاں پڑی رہتی تھیں - کرسیوں کے علاوہ زمین کا فرش بھی تھا کہ لڑکے چاہے بیٹھیں ' چاہے لیٹیں ' چاہے ٹہلنے لگے پھرے رہیں - کرسیوں کے علاوہ چھوٹی چھوٹی میزیں بھی ہوتی تھیں - چند کمروں میں سامان تعلیم ہوتا اور چند کمرے خالی پڑے رہتے تاکہ اگر زیادہ کشادہ جگہ میں اور لڑکوں سے علحدہ بیٹھکر کھیلنا چاہیں تو کھیل سکیں -

میریا مونٹسوری نے ان علمی کھیلوں کی طرح ہزارہا کھلونے بنائے ہیں ' مگر انکی تفصیل اس مختصر مضمون میں ناممکن ہے - اسلیے ہم اسے قلم انداز کرتے ہیں اور نفس طریق تعلیم کا بیان شروع کرتے ہیں -

(باقی آئندہ)

انجمن اصلاح ندوہ

" ان ارید الا الاصلاح ما استطعت "

[از جناب صفي الدوله حسام الملك ' سيد علي حسن خانصاحب خلف الصدق نواب صديق حسن خان مرحوم ركن انتظامي ندوة العلما و سابق ممبر مجلس تصيرات دار العلوم - سكريٹري " انجمن اصلاح ندوہ]

حمداً و مصلیاً

ندوۃ العلما میں اگرچہ مدت سے متعدد خرابیاں پیدا ہوگئیں نہیں جنکی اصلاح ضروری نہی ' لیکن چونکہ عام طور پر انکا کوئی اثر محسوس نہیں ہوتا تھا اسلیے کسی نے انکی طرف توجہ نہیں کی - اس بے توجہی کا نتیجہ یہ ہوا کہ دفعتاً ان کے مخفی اثر نے ندوۃ العلما کے نظام کو درہم برہم کر دیا - اب یہ کوئی مخفی راز نہیں رہا ہے - اسلیے پبلک نے اسکی طرف توجہ کی ہے - اخبارات نے اس انقلاب کے متعلق مضامین لکھے ہیں - کلکتہ ' امرتسر ' پونا ' قصور ' دھلی ' بانکی پور ' بمبئی ' بریلی ' ملتان ' اور دوسرے مقامات میں پبلک جلسوں کے دریعہ ندوہ کی موجودہ حالت پر بے اطمینانی ظاہر کی گئی ہے - انسپکٹر تعلیمات نے دار العلوم ندوہ العلماء کا معائنہ کیا ' اور اس معائنہ پر نہایت افسوس ناک رپورٹ لکھی ' جسکا اندازہ صرف اس فقرے سے ہو سکتا ہے :

" اگر یہی ردی حالت قائم رہی تو گورنمنٹ اپنا ایڈ زیادہ عرصے تک نہیں دیسکتی "

اب ندوۃ العلماء کی اصلاح کا مسئلہ خاص طور پر قوم کی توجہ کا مستحق تھا - اسلیے خیال پیدا ہوا کہ کہ اسکے لیے ایک خاص کمیٹی قائم کرنے کی اسد ضرورت ہے ' چنانچہ میں نے اور جناب حکیم حافظ عبد الولی صاحب ممبر ندوہ نے گذشتہ تجارب و معلومات کی بنا پر خاص طور پر اسکی ضرورت محسوس کی ' اور اسکے متعلق بتدریج عملی کام کرنا شروع کیا - پہلے متعدد ارکان ندوۃ العلماء سے اسکی ضرورت و مقاصد کے متعلق ۲۴ جنوری سنہ ۱۹۱۳ع کو بذریعہ خط کے استصواب کیا جسکی نقل حسب ذیل ہے :

" جناب من — السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ - اسوقت میں آپ کی توجہ ایک نہایت ضروری قومی معاملہ کی طرف منعطف کرنا چاہتا ہوں - آپ کو معلوم ہے کہ ندوۃ العلماء پر قوم کا لاکھوں روپیہ صرف ہوچکا ہے ' اور موجودہ حالت میں اسکی ہزار روپیہ ماہوار مستقل آمدنی اور ایک لاکھہ کی لاگت کی عمارت موجود ہے - ندوہ سے بہت کچھہ توقعات نہیں ' لیکن پچھلے ایک دو سالوں سے جو ابتریاں پیدا ہوئیں ' اور اب اسکی جو موجودہ حالت ہے ' اس نے تمام قوم میں بے اعتباری پھیلا دی ہے - میں ایک زمانۂ دراز سے ندوۃ العلماء کا ممبر ہوں اور مقامی ممبر ہونیکی وجہ سے ندوہ کے تمام حالات سے مطلع ہونے کا مجھکو موقع ملتا رہا ہے - اس بنا پر میں چاہتا ہوں کہ ایک اصلاحی کمیٹی قائم کیجاے جسکے حسب ذیل نام ہوں :

[ ]

(۱) معاملات ندوہ کي تحقیقات کرے -

(۲) ارکان اور غیر ارکان دونوں قسم کے لوگ کمیٹي میں انتخاب کیے جائیں ' اور ایک مشترکہ کمیٹي تحقیقات کامل کے بعد ایک رپورٹ مرتب کرے کہ بدنظمي اور ابتري کے کیا وجوہ ہیں ' اور ان کي کیونکر اصلاح ہوسکتي ہے ؟

(۳) یہ کمیٹي فریقین کي جذبہ داري سے بالکل آزاد رہکر کام کرے -

(۴) یہ رپورٹ تمام اخبارات میں شائع کیجاے ' اور قوم کو متوجہ کیا جاے کہ وہ اپنی قومي عظیم الشان درسگاہ کو خطرہ میں نہ آنے دیں -

والسلام

راقم ـــ محمد علی حسن خاں - حکیم محمد عبد الولی "

(ضرورت اصلاح کا اعتراف)

اس خط کے جواب - میں ارکان ندوہ کی جو رائیں موصول ہوئیں اُن میں سے بعض یہ ہیں :

(جناب مولوي محمد الدین صاحب جج چیف کورٹ بہاول پور)

مجھے اس امر میں آپ کے ساتھہ پورا اتفاق ہے کہ ندوۃ العلماء کي حالت قابل اصلاح ہے ' اور تجویز اصلاح صرف اسي صورت میں ہو سکتی ہے کہ ایک کمیٹی بلا رو رعایت تحقیقات کرے اور اسکے نتائج بغرض آگاہي عام شائع کیے جائیں -

(جناب نواب اسحاق خاں صاحب انریري سکریٹري علیگڈہ کالج)

مجھے آپ کي اس راے سے اتفاق ہے - البتہ میں اپنے داني تجربہ کي بنا پر یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ اس اصلاح کی نیت سے جو کمیٹي مرتب ہو ' اوسکے مقصد کي واقعي کامیابي کا مدار اسپر ہوگا کہ منتظمین ندوۃ العلماء کي ہمدردي یا کم سے کم اونکا مشورہ بھي شامل حال ہو - میرا دوسرا مشورہ یہ ہے کہ درمیاني اصلاحی کارروائیوں کو قبل از وقت اخبارات میں شائع نہ کیا جاے ' ورنہ بحث کا طولانی سلسلہ شروع ہو جائیگا -

(جناب مولوي حمید الدین صاحب پروفیسر - یور کالج الہ اباد)

جس کمیٹی کے متعلق جناب نے لکھا ہے امید ہے کہ نہایت مفید ہوگي اور بہر حال اوسکی ضرورت ظاہر ہے - مگر میں اسکا رکن بننا اپنے خاص حالات کے لحاظ سے مناسب نہیں سمجھتا -

(جناب حاذق الملک حکیم اجمل خاں صاحب دہلي)

آپنے ندوہ کے متعلق ایک کمیٹي قائم کرنیکی راے ظاہر فرمائي ہے - میں اس تجویز کے ساتھہ بالکل متفق ہوں -

(جناب شمس العلماء مولوي سید احمد صاحب امام جامع مسجد دہلي)

سواے اس تجویز کے کہ ایک کمیٹي بغرض اصلاح مقرر ہو اور وہ نہایت آزادي اور ایمانداري سے تمام معاملات ندوہ کي تحقیقات کرے اور اوسکي اطلاع برابر پبلک کو دے اور پوري قوت سے تمام خرابیاں عملي طور سے دور کرنیکي کوشش کرے ' اور کوئي صورت اب ندوہ کے بقا کي خیال میں نہیں آتي -

میں ایسي کمیٹي کے مقرر ہونے سے دل سے متفق ہوں اور ہر طرح آپ کي اس تجویز کا شریک ہوں -

(جناب بابو نظام الدین صاحب تاجر چرم امرتسر)

تجویز جناب کي نہایت معقول ہے ' اسے ضرور عملي جامہ پہنایا جاے ' ندوہ میں پیش کر کے کمیٹی قائم کرا دیجیے - ندوہ کو سخت نقصان پہونچ رہا ہے -

(جناب مولانا عبد السبحان صاحب تاجر مدراس)

میں آپ بزرگوار ں کے ساتھہ پورے طور سے اتفاق کرتا ہوں کہ ندوہ کی موجودہ مشکلات میں اوسکی اصلاح کرنا نہ صرف اپنا منصبي فرض ہے بلکہ بہت بڑا قومي فریضہ ہے - آپنے جو واقعات اوسکي اصلاح کے متعلق قلم بند کیے ہیں اور جس پیرایہ میں " اصلاحي کمیٹي " قائم کرنے کا خیال ظاہر فرمایا ہے ' اوس سے مجھے سر مو اختلاف نہیں -

(جناب مولوي حافظ فضل حق صاحب پرنسپل مدرسہ عالیہ رامپور)

بیشک آپ کي اس بارہ میں جو راے ہے وہ نہایت مناسب ہے ' پورے طور پر مجھے ان امور سے اتفاق ہے -

(جناب مولوي سید محمد صاحب اوجین)

جو اسکیم اصلاح و ترقي کے متعلق آپ نے قائم کي ہے خاکسار اس سے متفق ہے -

(جناب خان بہادر سید جعفر حسین صاحب انجنیر ریاست بھوپال)

بذریعہ تار میرے اپنے اتفاق راے سے اطلاع دي ہے ' اور امید ہے کہ خداوند کریم اس جلسہ کو کامیاب کریگا -

(انجمن اصلاح ندوہ)

جب یہ ابتدائي مراتب طے ہوچکے اور حالات زیادہ ابتر ہو گئے ' تو زیادہ انتظار مناسب نظر نہ آیا ' اور ۱۵ - مارچ کو غور و مشورہ کیلیے ایک جلسہ منعقد کیا گیا - اس جلسے کي روئداد اخبارات میں چھپ چکي ہے - یہاں وہ تحریر درج کرتا ہوں جو میں نے اس جلسے میں حضرات شرکاء مجلس کے سامنے پیش کي تھي :

(تقریر جلسۂ ۱۵ مارچ)

نالہ را ہرچند مي خواہم کہ پنہان برکشم
سینہ مي گوید کہ من تنگ آمدم فریاد کن !!

جناب صدر انجمن !

قبل اسکے کہ جو مدعا آج کے جلسہ کا ہے وہ بیان کیا جاے ' میں یہ عرض کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ شکستہ دلوں کي ایک ناچیز نمزور صدا کو جس دلي توجہ کے ساتھہ آپ بزرگوں نے اپنے گوشۂ دل میں جگہ دي ' اسکا شکریہ کسیطرح زبان و قلم سے ادا نہیں ہوسکتا - یہ محض ایک رسمي شکریہ نہیں ہے بلکہ صحیح واقعہ کا اظہار ہے - مجزا کم اللہ خیر الجزاء -

(گذشتہ پر ایک نظر)

حضرات ! آپ کو یاد ہوگا کہ ندوہ کو قائم ہوے ابھي صرف بیس اکیس سال ہوے ہیں - وہ مبارک زمانہ ابھي تک ہماري آنکھوںمیں پھر رہا ہے جبکہ چند روشن ضمیر علماء نے سنہ ۱۸۹۴ع میں باضابطہ مجلس ندوہ کے قائم ہونے کا اعلان کیا اور جناب مولانا محمد علی صاحب اسکي مسند نظامت متمکن ہوے - ندوہ کے وہ رفیع الشان مقاصد جو بمنزلہ بنیادي اصول کے ہیں ' ابھي تک ہم سب کے دلوں پر نقش ہیں ' ان مقاصد کو تین مختصر جملوں میں ادا کیا جا سکتا ہے :

[ ]

(۱) اصلاح نصاب تعلیم (۲) دارالاقتا کا قائم ہونا
(۳) رفع نزاع باهمي -

یہ تین جملے جسقدر مختصر ہیں ' اوسیقدر اپنے مفہوم اور معنی کے اعتبار سے نہایت وسیع اور عظیم و اہم ہیں - جسوقت ان مقاصد کا ندوہ نے اظہار کیا ' آسوقت ملک میں مختلف رسائل ترقی پھیلے ہوے تھے - بعض لوگ مغربی زبان و علوم کی تحصیل میں سرگرم و مشغول تھے ' بعض تحصیل صنعت و حرفت پر زور دے رہے تھے ' بعض لوگ سیاسي معلومات کو معیار ترقي قرار دیتے تھے ' بعض مذہبی تعلیم کے طریقۂ قدیم ہي کو مفید کار سمجھ رہے تھے - یہ سب چیزیں ایک حد تک بجاے خود بلا شبہ مخصوص لوازم ترقي سے ہیں ' مگر وہ اصل چیز جسمیں سچی ترقی کا راز مضمر ہے اور یہ سب لوازم اسکے ضروریات میں سے ہیں ' خود اسکے پاس موجود نہیں ' مگر بخود اندر اسکی مطلق حد یہ نہیں - یعنی مذہب اسلام کی حقیقی اور صحیح دعوۃ و ارشاد جو صرف اصلاح نصاب تعلیم ہي سے حاصل ہو سکتا ہے -

سالہا دل طلب جام جم از ما مي کرد
انچہ خود داشت ریغا کہ تمنا مي کرد

اسکي عملي تدبیر وہي تھي جو ندوہ نے سوچي ' یعني غیر ضروري رسمي علوم کے بجاے ضروري اور حقیقي علوم رائج کیے جائیں ' اور ایک عظیم الشان دارالعلوم اس غرض سے قائم کیا جائے تا کہ علوم دینیہ میں نادرہ جان پیدا ہو ' اور اُس دارالعلوم سے ایسے طلباء نکلیں جو ایک تو ایک فن میں مجتہدانہ کمال رکھتے ہوں - نیز وسیع الخیال ہوں ' جدید علوم سے بھی آشنا ہوں ' اپنے ملک اور بیرونی ملکوں میں اسلام کی خدمت انجام دےسکیں -

دوسرا مقصد رفع نزاع باهمی تھا - اسکا طریقہ ندوہ نے یہ ٹھہرایا کہ بذریعۂ جلسہاے عام علماء میں ربط و اتحاد کا سلسلہ قائم کیا جائے ' اور طلباء میں تہذیب نفس اور سنجیدگي اخلاق پیدا کیجائے تا کہ اظہار عقائد و مسائل کے وقت اور مناظروں میں لعن و طعن ' سب و شتم ' اور تکفیر سے زبان و قلم دونوں باز رہیں -

سنہ ۱۸۹۸ع ۱۳۱۶ھ ' میں دارالعلوم کي ابتدائی بنا کا ڈھانچہ تیار ہوا - سنہ ۱۹۰۰ع مطابق سنہ ۱۳۱۸ھ میں تعمیر ہوئی کہ انگریزي زبان بطور زبان کے داخل درس کیجائے - بعض معزز ارکان ندوہ نے اسکي سخت مخالفت کی دارالعلوم کے توڑ دینے کي دھمکی دي ' با ایں ہمہ روشن ضمیرانہ استقلال سطحي مخالفت پر غالب آیا ' اور سنہ ۱۹۰۱ع مطابق سنہ ۱۳۱۹ھ ' میں انگریزي زبان کي تعلیم بھي جاري ہوگئي ' اور چھہ دنوں کے بعد لازمی کردیگئی -

(ابتـــلاء عظیـم)

یہاں یہ بھي ظاہر کردینا ضروري ہے کہ بعض اسباب سے جنکي تفصیل کا یہ موقع نہیں ' صوبہ کي گورنمنٹ اور ندوہ کی جانب سے سیاسي بدگمانیاں پیدا ہوگئیں ' جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک ایک کرکے مدعیان حمایت ندوہ جدا ہونے لگے ' خطباء اور واعظین نے اپنا عصا سنبھالا ' اور صدارت مجالس نے دعوتے دینا اور ندوہ سے کنارہ کھینچا - جناب مولانا محمد علي صاحب بعد فراغ حج واپس آکر نظامت سے مستعفي ہوگئے ' اور جناب مسیح الزمان خانصاحب مرحوم ناظم قرار پاے - اسوقت سے ندوہ کی حالت بدسے بدتر ہونا شروع ہوئي - آمدنی پہلے سے بھی کچھہ نہ تھي - اب عالم چندوں کا سلسلہ بھي ٹوٹنا شروع ہوگیا - محض اتفاقي چندوں پر اجراے کار موقوف رہا -

(عروج بعد زوال)

خوشقسمتی سے اسوقت ندوہ کو ایک ایسا خدا ترس مربي مسیح الزمان خانصاحب کے گھر میں قدم رکھنے کی وجہ سے عہدہ نظامت سے استعفا دیدیا اور حسب اقتضاے وقت بجاے مسیح الزمان خانصاحب مرحوم کے السید سلیمان ندوی کو ناظم مقرر کیا -

(۱) معتمد دارالعلوم جناب مولانا شبلي نعماني (۲) معتمد مراسلات جناب مولوي عبدالحق صاحب (۳) معتمد مال جناب مولوي احتشام علی صاحب -

اس زمانے کو ندوہ کے استقلال کا زمانہ سمجھنا چاہیے - اس زمانے میں اور اسکے مابعد کے زمانے میں بھوپال اور بہاولپور سے بیشمار روپیہ عطیات و وظائف مقرر ہوے - پچاس ہزار روپیہ کي رقم جناب بیگم صاحبہ بھوپال کے بعرض تعمیر دارالعلوم مرحمت فرمائی - صوبے کے گورنمنٹ نے بھي از راہ مہرباني ندوہ کي جانب اپني توجہ مبذول کي ' اور ایک قطعۂ اراضي جو لکھنؤ میں آہني پل کے دہني جانب واقع ہے ' دارالعلوم کے لیے عطا کرنے کا حکم دیا ' اور ہز آنر سر جان هیوٹ صاحب بہادر نے اپنے دست خاص سے دارالعلوم کا سنگ بنیاد نصب فرمایا - سنہ ۱۹۰۸ع میں بمزید عنایت گورنمنٹ نے اس میں اضافہ اصول پر کہ ندوہ کی طرز تعلیم اور نصاب تعلیم میں کسی قسم کے تغیر و تبدل کي گورنمنٹ کي جانب سے خواہش نہ دیجاوے ' پانسو روپیہ ماہوار کا عطیہ دینا منظور فرمایا - سنہ ۱۹۰۹ع میں درجۂ تکمیل کھولا گیا اور علم کلام اور علم ادب کا نصاب مقرر ہوا ' اور یہ سب سے ہمدرد اور مقتدر حضرات - مثل جناب علامۂ شبلی اور جناب نواب عماد الملک بہادر نے اپنے اپنے فرائض منصب سے مرحمت فرمائے (خود جناب مقرر نے بھي کچھہ عرصہ بعد کنارہ کشي اختیار کرلینے کے بعد تک مرحمت فرمایا - الہلال)

غرض نفیس عباس ندوہ نے مظاہر مقدسہ ہوکر اپنے آثار حیات دکھانے شروع کیے اور بہت جلد ہي کئي سے چہل پہل نظر آنے لگي ' بلکہ دور دور سے بھي طالبین زیادہ عساق علم و قوم کے ساتھہ جوانمردان ہمت و عزم کي جماعت کے بھي ملکر در بالا کرمي بازار پیدا کردي ' مگر افسوس اور صد افسوس کے ساتھہ مجھکو کہنا پڑتا ہے کہ:

جواب تلخ جز چیزے نہ دہد ' چو سخن افسانہ کنی

ندوہ کي اس ابتدائی بے جسم میں بھی ہلاکت کی جراثیم پوشیدہ تھے - اس زمانے کو اسکی جراثیم کے ہلاکت کا پیش خیمہ سمجھنا چاہیے - سمع متدان جراثیم سے جو دستور العمل ندوہ اور اسکي انتظامی کارروائیوں سے علاقہ رکھتے تھے ' بدترین جراثیم یہ تھی کہ خود کارکنوں اور ندوہ کے ذمہ دار افسروں میں مقاصد ندوہ کے متعلق کوئی متفق علیہ عقیدہ موجود نہ تھا ' اور نہ کوئی متحدہ اصول انکي کارروائیوں کی تہہ میں پایا جاتا تھا ' بلکہ ان نابینا لوگوں کی طرح جو ہاتھی کو اپنے ہاتھہ سے ٹٹول ٹٹول کر ہر ایک اپنی اپنی شخصیص کا طالب داد ہوتا تھا ' ان لوگوں میں بھی خود مقاصد ندوہ کے بارے میں سرتا سر اختلاف خیالات موجود تھا - اس امر کا اندازہ کارکنان ندوہ اور ارکان سے ملکر اور گفتگو کرنے کے بعد اب بھي عالبا بخوبي ہوسکتا ہے - کسقدر مضحکہ انگیز اور تعجب خیز بات ہے کہ وہ جماعت جو اصلاح نصاب تعلیم اور نشر علوم ربانی کي علم بردار بنکر اٹھي تھي ' وہ خود اپنی تصحیح خیالات نہ کرسکي ' اور وہ جماعت جسکے رفع نزاع باهمي اپنا اہم مقصد قرار دیا تھا ' خود ہي آپس میں نزاع و فساد کی تخم ریزي کي بانی ہوئی !

(البقیہ تتلی)

عـــالم اســـلامی

مشـــرق اقصـــی اور دعوة اســـلام

مسلمانان چین کي تعليمي ترقيات

جاپان میں تبلیغ اسلامي کي تحریک

آجکي اشاعت میں تین تصویریں علی الترتیب شائع کی جاتي هیں - پہلا گـروپ دار الحکومت چین یعنی پیکن کے ایک اسلامي مـدرسے کا هے' جسمیں مسلمان لڑکے علوم دینیه کي تعلیم حاصـل کـرتے هیں - پہلي صف اساتذہ کی هے جو چینی هیں اور سب کے سب مسلمان هیں - اسکے بعد کی دو تصویریں جاپان کے متعلق هیں جو انگریزی رسالے " اسلامک یونٹي " یعني "الواحدة الاسلامیه" سے نقل کیے جاتے هیں - اس رسالے کے ایڈیٹر مسٹر حسن ہتانو ایک جاپاني نو مسلم هیں - سالانه قیمت صرف دو روپیه هے اور اس پته سے خط و کتابت کي جاسکتي هے :

Hasan U. Hatano No 41, Daimachi Akasaka, Tokyo
JAPAN

ان دو تصویروں میں پہلا مرقع جاپان کي مجلس اسلامی کے ایک اجلاس کا هے' جسمیں بڑے بڑے مشاهیر وقت شریک هوے تھے' جن میں سے بعض کے نام یه هیں :

مسٹر کیب ما (ایک مشہور جاپاني عالم اور ایڈیٹر) ڈاکٹر ٹوراہیو - (هاؤس آف پیرس کے ممبر) عارف قداشمیر (ایک ملکي افسر) بارن - ان کنڈا ' آنریبل سوکیورو ' ڈاکٹر کوگو ' جنرل جے - ایکی - مسٹر اوئیک (ممبر پارلیمنٹ) مسٹر ایٹو (ممبر پارلیمنٹ) اسکے علاوہ بہت سے ترک ' مصري ' اور هندو معززین شریک تھے -

سب سے زیادہ نمایاں حیثیت اس مجمع میں ڈاکٹر سدرلنڈ کي تھي' جو امریکه سے صلح ریگانگت کا پیغام لیکر تمام عالم کا سفر کر رهے هیں' اور جو اس مجلس اسلامي سے یه معلوم کرکے نهایت متاثر هوے که یه پیغام وحدت و صلح اب سے تیره سو برس پہلے ریگستان حجاز میں انہیں مرتبه سنایا جا چکا هے : ان هذه امتکم امه واحده و انا ربکم فاعبدون !

ڈاکٹر موصوف ٹوکیو سے پکینگ هوکر هندوستان آئینگے اور وهاں سے مصر جائینگے -

دوسرا مرقع ایک نہایت محترم اور مقدس مجمع کا عکس دکھاتی هے جو مجمع الجزائر جاوان میں مرزبان توحید کي پہلی جماعت کو هم سے روشناس کرتا هے نصر الله امثالهم : ومن احسن قولا ممن دعا الی الله وعمل صالحا وقال انني من المسلمین ؟ (۴۱ : ۳۴)

یه جاپاني مومنین اولین کا مجمع اس تقریب سے منعقد هوا تھا که ایک نئے طالب حق ڈاکٹر ڈالفرڈ ولسنهارپ کے قبول اسلام کے مرقعه پر موجود رهے - ڈاکٹر موصوف کا اسلامي نام " عبد الصمد " رکھا گیا - وه بائیں جانب کي آخري کرسي پر رونق افروز هیں -

یه تمام نتائج جسکو در اصل ڈاکٹر برکت الله کي کوششوں کے ابتدائي ثمرات هیں جسکو خدا تعالی نے جاپان میں اولین تعم توحید کے ڈالنے کیلیے چن لیا تھا -

جاپان ' انگلستان ' امریکه ' جرمنی ' فلپي پائن ' اور سب سے بڑھ خود هندوستان دعوة و تبلیغ اسلام کیلیے کشده هو رها هے ' اور فضل الهي نے خود بخود ان ممالک کے دروازے کھول دیے هیں پھر کیا اب بھي ایک عظیم الشان حجازي مشن کے قائم کرنے کا وقت نہیں آیا ؟ اور کیا مسلمانوں کو باهمی تکفیر و تفسیق سے مہلت نه ملیگي ؟

گوش اگر گوش تو ' نالهٔ من '
ابجه البده نه جاے نه رسد فریادست !

مهل من معجب ؟

ترجمـه اردو تفسیر کبیـر

قیمت حصه اول ۲ - روپیه - ادارهٔ الهلال سے طلب کیجیے -

تاريخ طرابلس

عزوة طرابلس اور اسكا مستقبل

شمالي افريقـــه كا " سر مخفي "

شيخ سنوسي اور طـريقـــهٔ سنوسيه

(٣)

امير عبد المطلب كي گرفتاري

حج ختم هوا - مكه معظمه شريف عبد المطلب كے هاتهه ميں تها اور دولة عليه اس خوف سے كه كهيں تمام بدو بهڑك نه اٹهيں ' كوئي كارروائي نهيں كرسكتي تهي - آخر جنگ و حرب كي جگه مكر و خدع سے كام نكالنا چاها ' اور اسكے سوا چاره كار بهي نه تها - عثمان پاشا ايك جنگي جهاز بغير فوج اور سامان جنگ كے ليكر جده آيا ' اور مشهور كيا كه محض رسد ليے اور زيارت كرنے كي غرض سے لنگر انداز هوا هے - اس وقت جنگي جهاز اهل عرب كيليے ايك عجيب و غريب تماشا تها - عثمان پاشا نے جدے سے شريف كے پاس ايك خط بهيجا ' جسميں بطور ايك عاليشان پادشاه كے اسكو مخاطب كيا تها ' اور نهايت لجاجت اور عاجزي سے مكے آنے اور حرم كي زيارت كي اجازت طلب كي تهي - شريف نے اجازت دي ' اور وه مكے پهنچا - وهاں روز شريف كي صحبت ميں شريك هوتا اور بحري لڑائيوں كے تعجب انگيز واقعات بيان كرتا - ايك دن كها كه جس جهاز ميں آيا هوں ' وه اتنا بڑا هے كه ايك پورا شهر معلوم هوتا هے ' اور اسميں عجيب عجيب طرح كے سامان راحت و عيش مهيا كيے گئے هيں - شريف كو تعجب هوا اور وه تعجب بڑهاتا رها - يهاں تك كه ايك دن شريف نے جهاز ديكهنے كي خواهش كي اور اپنے ساتهه صرف باره خاص

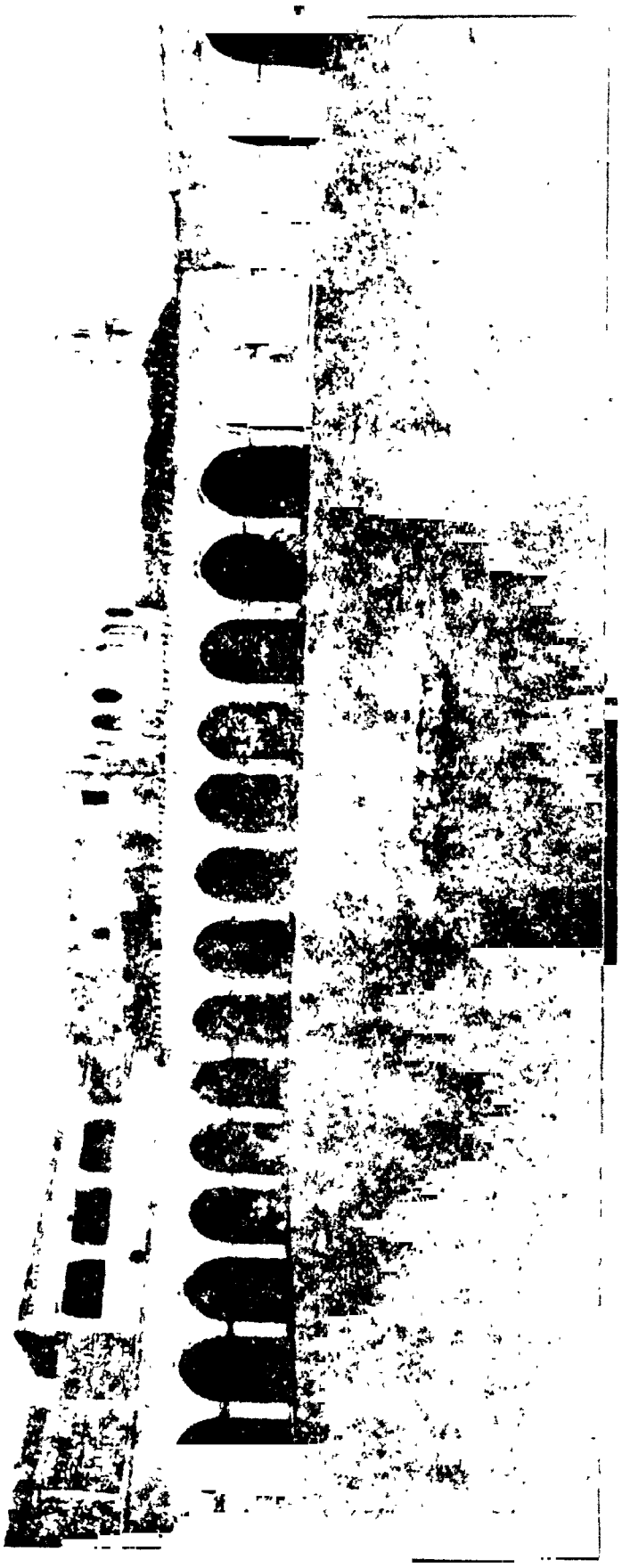

جزيرے كي جامع مسجد جو شيخ سنوسي اول نے تعمير كي

علام ليكر جده آيا - عثمان پاشا نے دعوت و ضيافت كا بڑے تكلف سے اهتمام كيا تها ' جوں هي وه جهاز كے اندروني حصے ميں پهنچكر كهانے پينے ميں مشغول هوا ' كپتان نے لنگر كهولكر قسطنطنيه كا رخ كرديا !

جهاز بهت بڑا تها - عرصے تك شريف كو حركت محسوس نه هوئي - اسكے بعد چلنے كا قصد كيا تو عثمان پاشا سے رات بهر قيام كي درخواست كي - صبح كو ساده دل شريف اٹها تو سمندر كي موجوں ميں جهاز تيزي سے جا رها تها !

قسطنطنيه پهنچكر شريف عبد المطلب نظر بند كرديا گيا ' اور ايك محل اسے رهنے كيليے ديديا -

(عـــود الى المقـــصود)

شيـــخ محمـــد بن علي السنوسي عين اسي زمانے ميں مشغـول دعوة تهے ' اور انكي خانقاه مرجع خلائق تهي - دولة عثمانيه كو كسي وجه سے يقين هوگيا كه شيخ كا هاتهه بهي اس عذر ميں هے اور اس نے شريف عبد المطلب كي پوشيده اعانت كي هے -

جب شـريف ' قسطنطنيه ميں نظر بند هوگيا اور دربار تركي حكومت نئے شـريف كے تقرر كے بعد مكه ميں قائم هوئي ' تو قسطنطنيـه سے تحريـك كي گئي كه شيخ كي خانقاه كے اثر كو كسي طرح كم كيا جـاے ' اور كسي نه كسي بهانے خود شيخ كو بهي گرفتار كرليا جاے -

ليكن قبل اسكے كه ايسا هو ' خود شيخ كو اسكا علم هوگيا ' اور وه باره مكه معظمه سے دبار مصر كي طرف روانه هوگيا -

(مصر میں دوسرا قیام)

اُس زمانے میں مصر کی عنان حکومت عباس پاشا الاول کے ہاتھ میں تھی - وہ سید محمد بن علی کے فضائل کا غلغلہ سن چکا تھا - مصر پہنچتے ہی خدیو مصر کی جانب سے نہایت شاندار استقبال عمل میں آیا ' اور " قریۂ شیخ قللی " کے قریب اس کے لئے ایک زاویہ بنا دیا کہ یہاں مقیم رہیے ' اور اپنے اعمال و اشغال کو شروع کیجیے -

مگر شیخ نے حکومت کا احسان لینا گوارا نہیں کیا ' اور قاہرہ کے قریب ایک گاؤں میں جس کا نام " زرداسہ " ہے خود اپنے لیے خانقاہ بنائی - ابھی چند ماہ ہی گذرے تھے کہ اسکی شہرت سے تمام وادی نیل گونج اٹھا ' اور ہزاروں آدمی اطراف اور قاہرہ و اسکندریہ سے آکر اسکے درس اور حلقۂ مجاہدات میں شریک ہونے لگے - اُسکی صحبت عجیب و غریب تھی ' اور اُسکی تقریر کی فعالیت کا بڑے بڑے زبان آور مقابلہ نہیں کرسکتے تھے - جو شخص ایک مرتبہ بھی اُسکی آواز سن لیتا تھا ' پھر اُسکے اختیار سے باہر تھا کہ دوبارہ اسکی طرف نہ پہنچے !

لیکن معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کا قیام اُسے اپنے مقاصد کے حصول کیلیے سود نظر آیا ' اور وہ بہت جلد برداشتہ خاطر ہو کر دوبارہ طرابلس کی طرف روانہ ہو گیا -

(العزبات کی آبادی)

اس مرتبہ اُس نے اپنی قدیمی خانقاہ کو تو بدستور رکھنے دیا لیکن اسکے علاوہ جبل اخضر کے قریب ایک دوسری وسیع اور محفوظ جگہ تلاش کی ' جہاں کوئی وسیع آبادی بس سکے -

طرابلس کا اندرونی حصہ ایک تاریخی سرزمین ہے ' جہاں اب تک گذشتہ قرون مدنیۃ کے بہت سے آثار باقی ہیں - کارتھیج یہیں آباد تھا ' سارانیکا یونانیوں کی ایک بہت بڑی مملکت اسی سرزمین میں تھی ' اور فتح مند رومیوں نے بڑی بڑی عمارتیں اسی نے ریگ زار پر کھڑی کی تھیں - جبل اخضر کے قریب اب تک سارانیکا کے بڑے بڑے کھنڈر باقی ہیں - الغرض ایک بہت بڑا قلعہ ہے جو کسی وقت دنیا کے بڑے بڑے قلعوں میں سے ہوگا - سید محمد بن علی السنوسی نے اسی قلعہ کے کھنڈروں کو اپنی خاص آبادی کیلیے پسند کیا ' اور چند نئی عمارتیں بنا کر اُسکا نام " عزبات " رکھا -

عزبات کی آبادی روز بروز بڑھنے لگی ' اور " شیخ سنوسی اول " کی صحبت اور حصول قرب کی کشش نے تمام افریقہ و عرب اور یمن و حجاز سے ہزارہا ارادتمندوں کو وہاں جمع کردیا - یہاں تک کہ وہ اندرون طرابلس اور صحرا کی ایک بہت بڑی آبادی ہوگئی جو اب تک موجود ہے ' اور گذشتہ غزوہ طرابلس کے دوران میں بارہا اُسکا نام لیا گیا ہے -

(جربوب)

عزبات ایک آباد مقام ہوگیا ' مگر در اصل آبادی سے بڑھکر شیخ کے مقاصد کیلیے اور کوئی شے مضر نہ تھی -

تین چار سال کے عرصے میں تمام شمالی افریقہ پر سیخ کی روحانی حکومت قائم ہوگئی ' صحراے لیبیا کے تمام قبائل اُسکے مرید ہوگئے ' اور اُسکے خلفاء اور داعی دور دور تک پھیل گئے ' جو شیخ کی جانب سے عمل بالکتاب و السنۃ کیلیے ہر طالب سعادت مسلم سے بیعت لیتے تھے - یہاں تک کہ جاوا اور سیلون میں اُسکے داعی پہنچے ' اور جزیرہ سیلون اور ٹرانسوال میں اُسکے نام پر بیعت لی گئی -

یہ حالت دیکھکر حکومت عثمانیہ کو اور سوا توجہ ہوئی اور طرابلس اور مصر سے بڑی بڑی توپیں قسطنطنیہ روانہ کی گئیں - شیخ کے عقیدت مند مصر اور قسطنطنیہ ہر جگہ موجود تھے - انہوں نے خبر دی کہ حکومت اسی محاذ پر لڑائی کا عزم کر رہی ہے -

یہ حالت دیکھکر شیخ نے ارادہ فرمایا کہ آبادی اور شہروں سے اپنے کو بالکل الگ کرلے ' اور عزبات ایک صدر مقام کی حیثیت سے رہے ' مگر خود اُسکی فرمانگاہ اس سے بھی زیادہ دور اور محفوظ گوشے میں ہو - پس اُس نے صحراء لیبیا کے مہلک اور بھرپور ریگ کے حصے کی طرف توجہ کی -

" صحراء لیبیا " دنیا کے اُن عجیب و غریب مقامات میں سے ہے جسکی مہلک خصوصیات پر آجتک انسان کی قوتیں فتح نہ پاسکیں - یہ سب سے بڑا صحراء ہے جو شمالی افریقہ کے حدود اربعہ نے فطرتی طور پر بنا دیا ہے ' اور ریگ بحر کا ایک ایسا سمندر ہے ' جسکے طوفان ریگ و غبار نے اگے آفریقوس اور انطلانطک کے بحری طوفان کو حقیقت نہیں رکھتے - وہ بلاد سودان ہے - نباتات اور آثار حیات کا اسکے کسی گوشے میں پتہ نہیں - مہینوں سفر کرتے جائیے مگر پانی کا ایک قطرہ میسر نہ آئیگا - شمالی افریقہ میں بڑی بڑی اولوالعزم قومیں آباد ہوئیں - رومن امپائر اور یونانیوں نے عظیم الشان شہر بسائے ' لیکن صحرا کے اندر قدم رکھنے کی کسی کو جرأت نہیں ہوئی ' اور نہ کوئی آبادی آجتک وہاں قائم ہوسکی -

اور نقشہ آپنے پاس ہو تو اپنے سامنے رکھ لیجیے - آپ بنغازی کے قریب " جبل مسرق " کی چوٹیوں کو دیکھیں گے اور اُسکے قریب ہی برقہ کی سرحدی آبادی " اولاد حربی " نظر آئیگی - پس اسکے بعد ہی صحراے لیبیا کا حصہ شروع ہو جاتا ہے ' اور تقریبا دو سو چھوٹی چھوٹی آبادیاں بدویہ بشیں قبائل کی ملتی ہیں جو " واحہ " کے نام سے مشہور ہیں ' اور انہی کے مجموعہ کو " الواحات صحراء لیبیا " کہتے ہیں جو لیبیا کی اصلی آبادی ہے -

اسی سلسلے میں ایک مقام " جغبوب " یا " جربوب " ہے جو " جربوب " سے دس دن کے مسافت پر اور صحرا کی اولین آبادی " واحہ سیوا " سے تین دن کے فاصلے پر واقع ہے - صحراء میں سفر کی رو سے قدرتی طور پر یہ ایک محفوظ مقام تھا -

" سنوسی اول " نے عزبات کا قیام ترک کردیا ' اور آیندہ لیلیے اپنی قیام گاہ اسی مقام پر قرار دی - یہ واقعہ سنہ ۱۲۷۳ ہجری کا ہے -

سب سے پہلے اس نے ایک نہایت عالیشان اور وسیع مسجد بنائی ' جسکے صحن کے اندر ایک لاکھ سے زیادہ آدمی بہ یک وقت سما سکتے ہیں ' اور جسکی چار دیواری مدتوں قلعے کی نہایت بلند اور مستحکم ہے - اُسکے صحن کی تینوں جانب محراب دار برامدہ ہے ' اور ہر محراب کے اندر ایک وسیع حجرہ جسمیں کئی شخص بارام و راحت رہسکتے ہیں ' اسی طرح صرف مسجد ہی کے اندر کئی ہزار آدمیوں کے رہنے کا سامان ہوگیا -

مسجد کے ساتھ ہی اُس نے ایک بہت بڑی خانقاہ بھی بنائی ' جسکے اندر نئی نئی عمارتوں اور راویوں کا سلسلہ برابر جاری رہا - اب وہ بالکل مطمئن ہو کر یہیں مقیم ہو گیا تھا ' اور اپنے افکار میں مگن تھا - لوگ ہر طرف سے کھنچے ہوے چلے آتے ' اور یہ اپنے طریقہ کے وعظ و ہدایت اور ارشاد و سلوک میں مشغول رہتا - تمام قبائل پیشتر ہی سے مرید ہو چکے تھے - باہر کیلیے صدہا داعی اور خلفاء بھیجتے جاتے تھے ' اور نو وارد مسافروں کیلیے مختلف اقطاع افریقہ میں رہنما متعین تھے ' جو انہیں بارام و راحت

مراسلات

جربرب تک پہنچا دیتے - نہ تو اُسے کسی دنیاوي حکومت سے اب خوف تھا اور نہ جاسوسوں کي مراقب نظروں سے -

(وفـات اور تصنیفـات)

اُس نے اپنی زندگي ھی میں اپني دعوت کو کمال عروج و رفعت ذکر کے عالم میں دیکھه لیا' اور سنه ۱۲۸۲ ھجري میں جب پیام اجل پہنچا تو وہ نہایت طمانیة اور دل جمعي کے ساتھه اسکے استقبال کیلیے طیار تھا -

شیخ سنوسي اول کے علم و فضل اور دعوة و طریق ارشاد کا اندازہ اُسکي تصنیفات سے ھوسکتا ھے جن میں سے بعض حسب ذیل ھیں:

(۱) ایقاظ الوسنان في العمل بالسنة و القران - مصر میں چھپ گئي ھے' مگر اب مطبوعه نسخه نہیں ملتا - میرے کتب خانے میں موجود ھے - والد مرحوم نے قسطنطنیه میں ایک سنوسی داعي سے لی تھی - اس کتاب سے شیخ کي دعوة کا پورا پورا اندازہ ھوتا ھے' اور یہي کتاب ھے جس نے سب سے پہلے میرے دل میں انکی نسبت حسن ظن پیدا کیا - موضوع یه ھے که صدر اول کے بعد سے مسلمانوں میں عملي تنزل شروع ھوا' تا آنکه بدعات و زوائد اور خرافات و رسُمیات نے اعمال صحیحهٔ شرعیه کي جگه لیلي - اب پوري سعی اسمیں صرف ھوني چاھیے که قران و سنت کی تعلیم کا احیاء کیا جاے - اس کتاب پر آگے چلکر بحث کرونگا -

(۲) الشموس الشارقه فی سماء مشائخ المغاربة و المشارقه - بمبئي میں ایک سنوسي کے پاس اسکا قلمي نسخه دیکھا تھا' مگر اُسکا بیان ھے که تیونس میں چھپ گئي ھے - یه تصوف اور سلاسل سلوک کي ایک نہایت ھي جامع کتاب ھے - تمام طریقوں کا مختلف ابواب و فصول میں تذکرہ کیا ھے' اور علی الخصوص اُن طریقوں کا جو بلاد مغرب و افریقه میں رائج ھوے - ۹

(۳) العقیده - عقائد محدثین و سلف صالح میں ایک چھوٹي سي کتاب ھے - عبارت نہایت صاف ھے - کہیں کہیں متکلمین کا رد بھي کرتے گئے ھیں - مصر میں چھپ گئي ھے اور ملتي ھے -

(۴) المعین فی الطریق الاربعین - میں نے نہیں دیکھی - نام سے جو کچھه معلوم ھو سمجھه لیجیے -

(۵) المنهل الرائق في الاسانید و الطرائق - اس کتاب میں وہ تمام اسانید جمع کیے ھیں' جنسے شیخ نے سلوک و تصوف اور مختلف علوم دینیه حاصل کیے - اساتذہ کے حالات بھي دیے ھیں - انداز تصنیف وھي ھے جو حضرة شاہ ولي الله قدس الله سرہ کے اُستاد شیخ ابراھیم کردي المدني نے اپنی اسانید میں اختیار کیا ھے - تیونس میں چھپ گئي ھے' اور میرے پاس موجود ھے -

اسکے علاوہ اور بہت سي تصنیفات ھیں جو تیونس اور الجزائر کے پریسوں میں چھپوائي گئیں' مگر انکا حال معلوم نہیں - فرانس میں بھي ایک مختصر رسالہ چھپا ھے جسمیں نئے مریدوں کیلیے ضروري تعلیمات ھیں - مدت ھوئي اُسکا خلاصه ایک شخص نے اخبار المرید مصر میں چھپوایا تھا' اور میں نے اُسکا خلاصه اخبار المنار کے کسی نمبر میں دیا تھا -

مسئلهٔ بقـاء و اصـلاح نـدوہ

میـــرٹھـه

مسلمانان میرٹھه و بیرونجات کا ایک عام جلسه زیر صدارت مولوي محمد علي صاحب اڈیٹر کامریڈ و ھمدرد ھجوم نوچندي میں منعقـد ھوکر نـدوة العلما لکھنؤ کے متعلق حسب ذیل رزولیوشن پاس ھوا :

" مسلمانان میرٹھه ندوة العلما لکھنؤ کي موجودہ شورش اور بدنظمي پر دلي تاسف کا اظہار کرتے ھیں' اور اُنکی خواھش ھے که ندوہ کے معاملات کی جانچ و پرتال و نیز درستي کیلیے - مسلمانوں کا قائمقام مگر آزاد کمیشن مقرر کیا جاے ' جسمیں حسب ذیل اصحاب شامل ھوں :

سرراجه صاحب محمود آباد' نواب وقارالملک بہادر امروھه ' مسٹر محمد علي اڈیٹر کامریڈ ' حکیم محمد اجمل خانصاحب دھلی ' مسٹر مظہر الحق بیرسٹر ایٹ لا بانکي پور ' حاجي رحیم بخش صاحب بہاولپور' خواجه حسن نظامي صاحب دھلی ' آنریبل سر ابراھیم رحمت الله بیرونٹ بمبئي' مولانا ابوالکلام صاحب آزاد کلکته ' مولانا عبد الباري صاحب فرنگی محل لکھنؤ '

نـــدوہ کا جلســـۂ انتظـــامیـــه

اور

طلبـــاء کے قسمـــت کا آخـــري فیصلـــه

۲۶ - مارچ سنه ۱۹۱۳ ع گو کسي خاص تقریب سے ھندوستان میں ممتاز نہو' لیکن وہ اس حیثیت سے ایک قابل یادگار تاریخ ھے که اوس دن ھماري قسمت کا اخري فیصلـه ھونیوالا تھا - اخر کار بہزار انتظار و ھزار کشمکش امید و یاس بہه یوم الفصل آگیا' اور اوس نے ھماري تقدیر کا یکطرفـه فیصله سنا دیا -

اس یادگار تاریخ کے شام کو جلسه انتظامیه ھونیوالا تھا ' لیکن ۲۵ مارچ کے شام ھي سے ارکان کے تشریف آوري کا سلسله شروع ھوا ' اور ۲۶ مارچ کي صبح تـک ھماري نـگاھیں مولوي عبد الرحیم ریواڑوي ' مولوي نظام الدین جھنجھري ' مولوي ناظـر حسین جھنجھاروي ' مولوي احمد علي محدث میرٹھي ' مولوي ظہور الاسلام فتحپوري ' مولانا سیف الرحمن پشاوري ' قاري عبد السلام پاني پتی ' مولانا فضل حق صاحب رامپوري ' کے عقیدتمندانـه زیارت سے نور افروز ھو چکیں - یہه وہ بزرگ تھے ' جنکي ذات سے ھمکو منصفانه فیصله کے ساتھه رفق و ملاطفت اور داتی دلجوئی کي بھي توقع تھي - انکے علاوہ نواب اسحاق خان' ڈبل عبد المجید خان ' مولوي حبیب الرحمن خان شیروانی ' شریک جلسه ھوے - خاندان کاکوري کے تمام ممبر منشي احتشام علی صاحب کے کوٹھي میں پہلے ھي سے موجود تھے - قائمون داں ممبروں کا سلسله جنمیں مولوي نسیم صاحب' مولوي

ظہور احمد صاحب خاص طور پر قابل ذکر ہیں ' انسے الگ تھا - اس مختلف الاوصاف اجتماع سے ہمکو ایک ایسے فیصلے کي توقع تھی ' جو قانون ' انتظام ' شریعت ' رفق و ملاطفت کا بہترین مجموعہ ہو سکتا تھا ' لیکن مولانا فضل حق صاحب رامپوري کي ہمدردي ' مولانا حبیب الرحمن خان شیرواني کے محبت آمیز نصیحت کے الگ کرنیکے بعد ہماري دامن امید میں کیا ایا واقعات کي ترتیب اسکا فیصلہ کر سکتی ہے -

ترتیب نزول کے لحاظ سے ۲۶ - کي صبح تک علماء کا اجتماع ہو چکا تھا - یہ تمام بزرگ دار العلوم کے متصل فروکش تھے - صبح سے شام تک طلبا سے ملنے جلنے اورنکے خیالات کے دریافت کرنیکا کافی موقع مل سکتا تھا ' لیکن ایک بزرگ بھی ایسے نہ تھے ' جو دار العلوم میں آتے ' اور طلبا کي اخلاقي دلجوئي کرتے - اس بنا پر طلباء انکے اخلاقي کشش سے متمتع نہوسکے ' جو قانوني فیصلہ سے بہت زیادہ موثر ہوسکتي تھي - دوسرے ممبروں کو انسے بھي بالاتر سمجھنا چاہیے - چار بجے شام کو ان بزرگوں کا اجتماع ہوا ' اور سب سے پہلے استرائک کا معاملہ پیش کیا گیا - اس معاملہ کے فیصلہ کیلیے یہ بحث چھیڑي گئي کہ شرعي حیثیت سے استرائک جائز ہے یا نہیں - تمام لوگوں نے متفقہ فتوي دیا کہ استرائک ناجائز ہے - اس فتوی کے حاصل کرنیکے بعد یہہ یکطرفہ فیصلہ کر دیا گیا کہ طلباء کو بلا شرط اطاعت قبول کر لینی چاہیے ' ورنہ انکا داخلہ خارج کر دیا جائیگا - یہہ اس معاملے کا آخري فیصلہ تھا ' لیکن با ایں ہمہ دار العلوم کي قومي خصوصیت کا اس قدر لحاظ رکھا گیا کہ اخلاق آمیز تمہید کے ساتھہ طلباء کو سنایا گیا - اس غرض سے کرنل عبد المجید خاں صاحب ' حکیم عبد الولي صاحب ' مولوي حبیب الرحمن خاں صاحب شیرواني ' مولوي فضل حق صاحب رامپوري ' مولوي احمد علي صاحب محدث میرٹھي ' دار العلوم میں تشریف لائے - طلباء اس فیصلہ ناطق کے سننے کیلیے پہلے سے موجود تھے - کرنل صاحب نے سب سے پہلے تقریر شروع کي ' اور تمہید میں اپني عظیم الشان شخصیت کو نمایاں کیا ' دار العلوم پر اپنے احسانات گنائے ' گورنمنٹ کے تعلقات بتائے ' استرائک کو شرعي حیثیت سے ناجائز قرار دیکر یہہ فیصلہ سنایا - اسکے بعد حکم عبدالولي صاحب نے تقریر کي - حکیم صاحب نے اگرچہ انتظامی حیثیت سے استرائک کو ایک مضر چیز ثابت کیا ' تاہم انہوں نے موجودہ دور کي خصوصیت کو نظر انداز نہیں کیا ' جس نے جذبات و خیالات میں آزادي پیدا کردي ہے ' اسلیے انہوں نے استرائک کو اس قدر قابل نفرت اور حقیر چیز ثابت کرنیکی کوشش نہیں کي ' جس کا اثر کرنل صاحب کے تقریر کے ہر لفظ سے ظاہر ہوتا تھا - حکیم صاحب کے بعد مولوي حبیب الرحمن خاں صاحب شیرواني نے ایک موثر تقریر کی ' اور کرنل صاحب کي تقریر پر سنجیدہ نکتہ چیني کے بعد وہ طریقہ اختیار کیا ' جو طلباء پر اثر ڈال سکتا تھا - انہوں نے بہت سے تاریخي واقعات سے ثابت کیا کہ علماء کا کام صرف طلب علم تھا ' اور طلباء دار العلوم کو اس غرض کیلیے موجودہ ناگوار حالت چھوڑ کر اپنے بہترین سلسلہ تعلیم کو شروع کر دینا چاہیے - ارکان کے تقریر کا سلسلہ ختم ہوا ' تو طلباء کي طرف سے مولوي حسن اٹھے اور تقریباً دو گھنٹے تک ایک پر اثر تقریر کي - اس تقریر کا بعض ارکان پر یہہ اثر ہوا کہ مولوي فضل حق صاحب نے اسي وقت اعتراف کیا کہ طلباء کا بیان بھی قابل لحاظ ہے ' اور اکثر ارکان نے مختلف طریقوں سے ظاہر کیا کہ طلباء کے شکایات نظر انداز کرنیکي قابل نہیں ' بلکہ قابل تحقیقات ہیں - بہر حال چونکہ جلسہ میں طلباء کے عذرات نہیں سنے گئے ' اور نہ کمیشن تحقیقات کے بٹھانیکا وعدہ کیا گیا ' بلکہ کرنل صاحب نے صاف طور پر ظاہر کیا کہ یہہ قطعي فیصلہ ہے ' اسلیے طلباء نے اس یکطرفہ فیصلہ کے قبول کرنے سے انکار کیا ' لیکن مولوي فضل حق صاحب نے اپني ذاتي ہمدردي کی بنا پر طلباء کو امید دلائی کہ وہ جلسہ میں انکے شکایات سننے کی تحریک کرینگے ' چنانچہ صبح کو جب جلسہ شروع ہوا ' تو دو طالب العلم کو بحیثیت قائم مقام طلبہ بلایا گیا - ان طلبہ نے جلسہ میں شکایات بیان کیں ' لیکن جلسہ میں خاندان کا کوري ' اور طبقہ علماء کے بعض ممبروں کي حالت بالکل مربیانہ حیثیت رکھتي تھي - یہا لوگ انکے بیانات پر جرح و گرفت کرنیکی لیے مسابقت کرتے تھے جلسہ میں اسقدر بدنظمي پیدا ہوئي کہ مولانا حبیب الرحمن خاں صاحب کو صاف صاف کہنا پڑا کہ " رانکو طلباء نے اپنے جلسہ میں جس تربیت و حسن نظام کو قائم رکھا تھا ' افسوس ہے کہ اب اس قدر ترتیب بھي قائم نہیں رکھہ سکتے - اخیر نتیجہ یہہ

اکسیـــر شفـــا دافع طاعـون و وبا

ایک کروڑ انسان کو یہ مرض مار چکي ہے

یہي ایک دوا ہے جس کے استعمال سے ہزاروں مریض تندرست ہوچکے ہیں اگر وبا زدہ مقامات میں بطور حفظ ماتقدم ہر روز ۵ بوند استعمال کي جائے تو پینے والا حملہ مرض سے محفوظ رہتا ہے - ہدایات جس سے مرض دوسرے پر حملہ نہیں کرتا ' اور مفید معلومات کا رسالہ ایک سو صفحہ کا مفت

آب حیـــات

کا قصہ مشہور ہے اب تک کسي نے اسکي تحقیقات نہیں فرمائی محققان یورپ حکما سلف خلف کے تحقیق کردہ مسایل وغیرہ و علمي تجربات و مشاہدات اور مختلف عوارض کس طرح دور ہوسکتے ہیں اس کي علمي عملي ثبوت -

ایک سو ۳۲ صفحہ کي کتاب

لا علاج کہنہ بیماریوں - مثلاً کمزوري - ہر طرح کے ضعف باہ - عقر - بواسیر - نواسیر - ذیابیطس - درد گردہ ' ضعف جگر کا شرطیہ ٹھیکہ پر علاج ہوسکتا ہے فارم تشخیص منگواؤ -

پتہ حکیم غلام نبي زبدۃ الحکما مصنف رسالہ جواني دیوانی ذیابیطس نقرس درد گردہ ضیق النفس وغیرہ لاہور موچي دروازہ لاہور

ایک سنیاسی مہاتما کے دو نادر عطیئہ

محبوب مقوي — جن اشخاص کی قوی زائل ہوگئے ہوں وہ اس دوالی کا استعمال کریں - اس سے ضعف خواہ اعصابي ہو یا دماغی یا کسي اور وجہ سے بالکل نیست نابود ہوجاتا ہے - دماغ میں سرور و نشاط پیدا کرتي ہے - تمام دلي دماغي اور اعصابي کمزوریوں کو زائل کر کے انساني ڈھانچہ میں معجز نما تغیر پیدا کرتی ہے - قیمت ۵۰ گولي صرف پانچ روپیہ -

منجن دندان — دانتوں کو موتیوں کیطرح آبدار بناتا ہے - امراض دندان کا قلع قمع کرتا ہے - ہلتے دانتوں کو مضبوط کرتا ہے - دانت نکلتے وقت بچے کے مسوڑھوں پر ملا جاوے تو بچہ دانت نہایت آساني سے نکالتا ہے - منہ کو معطر کرتا ہے - قیمت ایک ڈبیہ صرف ۸ آنہ -

تریاق طحال — تپ تلي کیلیے اس سے بہتر شاید ہي کوئي دوالي ہوگي - تپ تلي کو بیخ و بن سے نابود کر کے بتدریج جگر کو قوی کي اصلاح کرتا ہے - قیمت في شیشي ۳ روپیہ ۳ آنہ -

ملنے کا پتہ - جي - ایم - قادري اینڈ کو - شعاخانہ حمایت مندیالہ ضلع گجرات پنجاب

کلا که طلبه کو نواب اسحاق خانصاحب پر یسیڈنٹ جلسه نے یهه فیصله سنادیا که اگر اپ لوگوں نے بلا شرط اسٹرائک نه ختم کر دي ' تو اپلوگوں کے نام خارج کر دیے جائینگے ' طلباء نے اس حکم کو نهایت ضبط و تحمل کے ساتهه سنا ' اور در حقیقت یهه انکے استقامت کا بڑي امتحان تها - اب صرف اخلاقی قوت کا اثر ڈالا جاسکتا تها - اسلیے صرف ان ارکان نے اس موثر قوت سے کام لینا چاها جنکو طلباء کے ساتهه همدردي تهی - چنانچه اس غرض سے مولوي حبیب الرحمن خانصاحب شیر واني اور مولوي فضل حق صاحب رامپوري بعد نماز جمعه دار العلوم میں تشریف لاے - مولوي عبد الرحیم صاحب بهی ساتهه آے تهے - ان بزرگوں نے چند طلباء کو ایک کمره میں جمع کرکے پر اثر طریقه سے گفتگو کي ' اور امید دلائی که اگر وه فیصله قبول کرلیں تو وه لوگ شکایات کي تحقیقات پر جلسه کو توجه دلائینگے ' لیکن چونکه انهوں نے ذاتی همدردي سے یه طریقه اختیار کیا تها ' اسلیے طلباء کو ان بزرگوں کي همدردي کے اعتراف کے ساتهه اس پر بسکبن نهیں هوئی - اب بهی فیصله قائم رکها گیا هے اور طلباء کو ارکان و جلسه انتظامیه کے یکطرفه فیصله سے بالکل مایوسي هوگئی هے ' انکو اب صرف قوم کا بهروسه هے - یه ارکان کا آخري فیصله تها ' جسمیں ڈیسپلن ' قانون ' انتظام ' جلسه و ارکان کي پوزیشن ' عرض مختلف خارجی اسباب کا لحاظ رکها گیا ' لیکن طلباء نے مطالبات کا رخ اسٹرائک کا ' مهتمم اور ناظم کی حیثیت کا ' ارکان کے انفرادي حالت کا اور اس سے بالکل مختلف هے - اکثر ارکان نے ذاتي حیثیت سے احساس کیا ' اور بعض دلیر طبع لوگوں نے اس کو ظاهر بهی کردیا که طلبه کے مطالبات قابل لحاظ هیں ' اور مهتمم و ناظم میں طلباء پر اثر ڈالنے اور انتظام قائم رکهنے کي قابلیت نهیں -

(طلباء دار العلوم ندوة العلما - لکهنؤ)

زنده درگور مریضوں کو خوشخبری

یه گولیاں ضعف قوت کیلیے اکسیر اعظم کا حکم رکهتی هیں ' زمانۂ انحطاط میں جواني کي سی قوت پیدا کر دیتي هیں ' بیماري ضعف شدید کیوں نه دس روز کے استعمال سے طاقت آجاتی هیں ' اور همارا دعوی هے که چالیس روز حسب هدایت استعمال کرنیسے اسقدر طاقت معلوم هوگی جو بیان سے باهر هے - ٹوٹے هوے جسم کو دوباره طاقت دیکر مضبوط بناتي ' اور چهرے پر رونق لاتي هے - علاوه اسکے اشتها کي کمي کو پورا کرے اور خون صاف کرنے میں بهي عدیم النظیر هیں ' هر خریدار کو همارا کے همراه بالکل مفت بعض ایسي هدایات بهي دیجاتي هیں ' جو بجاے خود ایک وسیلۂ صحت هے - قیمت في شیشي ایک روپیه محصول بدمه خریدار چهه شیشي کے خریدار کے لیے ۵ روپیه ۸ آنه - ۴ آنه کا ٹکٹ بهیجدین آپکو نمونه کی گولیوں کے سانهه سانهه راز بهي تحریر کیا جائیگا -

المشـــ

امیروں بیلیے موسم سرما کا عجیب تحفه

مفرح بے نظیر

شامي مطلق ے عجیب اثر اس جوهر بے نظیر میں معفي رکها هے - تارک مزاج آدمی یا امرا جنکي طبیعت قدرتي طور پر موسم گرما کي سدت کي متحمل نهیں هو سکتي طرح طرح کے امراض مثلاً دهرکا - گرمي حرارت مثانه - رجع المعده - خفقان - مالیخولیا - عشي - خرابي خون پریشاني - اوداسي - کاهلي اور نسیاني میں مبتلا هو جاتے هیں - اس شربت کے استعمال سے یه تمام شکایات بالکل رفع هو جاتي هیں - اگر حالت صحت میں اس شربت کو استعمال کیا جاوے تو موسم گرما کي گرمي قطعی اثر نکرے - طبیعت میں هر وقت سرور و نشاط رهے اوداسي و کاهلي نام کو بهي نه آنے - غم و الم پاس نه پهٹکے - دل و دماغ میں طرب و نشاط کا جمگهٹا رهے - یه شربت ذائقه میں نهایت لذیذ اور سیري هے - عهده داروں - ججوں - وکیلوں - استادوں اور دماغي محنت کرنے والوں کے لیے نعمت عظمی هے - قیمت فی بوتل پاؤ شربت تین روپیه صرف محصول ڈاک ۱۲ - آنه نصف قیمت پیشگي آني چاهیے -

المشـــ

مولوی علام حیدر ایند ذر مدثاله ضلع گجرات پنجاب

حرم مدینه منوره کا سطحي خاکه

حرم مدینه منوره کا سطحي خاکه یا (Plan) هے جو ایک مسلمان انجنیر نے موقعه کي پیمایش کرکے پیمانے سے بنایا هے نهایت دلفریب متبرک اور عجیب چیز هے - مسجد نبوي میں جهاں جهاں ستون هیں نقشے میں ان جگهوں پر چهوٹے چهوٹے دایرے بنے هوئے هیں جن نقشے میں ستونوں کا رنگ گلابي هے - مسجد میں بهي وه گلابي رنگ کے هیں - ریاض جنت کا نقشا جسمے ستون موقعه پر زرد رنگ کے هیں نقشے میں بهي انکو زرد رنگ دیا هے - حضرت سرور کائنات رسول کریم ضلعم کے عید مبارک میں مسجد کي جسقدر حد تهي اسکو سبز رنگ دیا هے - حضرت عمر خطاب - عثمان غني - اور دیگر خلفاے کے وقت میں مسجد کے ساتهه جسقدر گله ایراد کرکے ملائي گئي هر ایک علحده رنگ سے دیکهائي گئي هے - نیر فاطمه - بستان فاطمه - باب الرحمت - باب النسا - باب مجیدي باب الجبریل - منبر - جاے تکبیر روضه شریف - مزار حضرت عمر - حضرت ابابکر صدیق - محراب النبي ضلعم دیگر سب ضروري مقامات نقشه میں صاف طور سے دیکها دي گئي هیں - روغني نقشه معه رول وکپڑا پانچ رنگوں سے چهپا هوا - پیمانه صحیح طور پر مطابق موقعه تیار کیا قیمت صرف ایک روپیه علاوه محصول میں ملتا هے -

دیـگر کتـابیـں

(۱) مشاهیر اسلام چالیس صوفیاے کرام کے حالات زندگي دو هزار صفحه کي کتابیں اصل قیمت معه رعایتي ۲ - روپیه ۸ آنه هے - (۲) مکتوبات حضرت امام ربباني مجدد الف ثاني پندره سو صفحے ڈمئي کاغذ بڑا سایز قیمت ۶ روپیه ۱۲ آنه

ملنے کا پته — منیجر رساله صوفي پنڈي بهاؤ الدین
ضلع گجرات پنجاب

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

الهلال

Telegraphic Address
"Alhilal Calcutta
Telephone, No 648

نام اشاعت
۱۰ مکلاود اسٹریٹ
کلکته

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد الکتبی الکلام الدهلوی

تار کا پتہ
"الهلال کلکته"
ٹیلیفون نمبر - ۶۴۸

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ٤ | کلکته : چهارشنبه ۱۸ - ۲۵ جمادی الاولی ۱۳۳۲ هجری | ۱۵ - ۱۶ اپریل

Calcutta. Wednesday, Aprail, 15 - 22. 1914.

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor.

Abul Kalam Azad

7/1 McLeod street.

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8

Half yearly ,, 4-1 2

الهلال

3

مدیر مسئول و محرر خصوصی

مقام اشاعت

۷ - ۱ مکلاڈ اسٹریٹ

کلکتہ

ٹیلیفون نمبر ۶۳۸

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

شماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۵ - ۱۶ | کلکتہ : چہارشنبہ ۱۸ - ۲۵ جمادی الاولی ۱۳۳۲ ہجری | جلد ٤

Calcutta : Wednesday, Aprail, 15 - 22. 1914

نـــدوۃ العلمـــا کـی قسمت کا فیصلـــہ

۱۰ مئي کو معاملات نـــدوہ کیلیے دھلي میں عظیم الشان اجتماع

احساس دیني و فرض ملي کے اظہار کا اصلي موقعہ !!

ندوہ کے معاملات پر غور کرنے اور اسکی اصلاح کی تجاویز سوچنے کیلیے مسلمانوں کا ایک عام جلسہ (جسمیں مختلف اسلامي انجمنوں کے قائم مقام اور صوبوں کے سر برآوردہ اہل الراے جمع ہونگے) ۱۰ مئی سنہ ۱۹۱۴ کو صبح ۷ بجے دھلي میں منعقد ہوگا - جن حضرات کو ندوہ سے ہمدردي ہے ' امید ہے کہ وہ اپني شرکت اور اظہار راے سے فائدہ پہنچائینگے ' اور ہمیں ممنون فرمائینگے -

الـــداعیـــــــان

خان صاحب بشیر علیخان سکـرٹري انجمن اسلامیہ لاہور - حاجی شمس الدین سکرٹري انجمن حمایت اسلام لاہور - میجر سید حسن بلگرامی (علي گڈھ) - قادر بھائي پریسیڈنٹ انجمن ضیاء الاسلام بمبئي - حاجي یوسف سوبانی ' پریسیڈنٹ انجمن اسلام بمبئي - آنریبل چودھري نواب علي ممبر کونسل بنگال - نواب سید علی حسن خان - (لکھنو) - حکیم عبد الولی (لکھنو) - حاذق الملک حکیم محمد اجمل خان (دھلي)

اطـــلاع

(۱) آجکي اشاعت دو نمبروں کي یکي اشاعت ہے -

(۲) ٹائیٹل پیج پر جو تصویر چھپ گئي ہے وہ اس ہفتہ کے مضامین سے تعلق نہیں رکھتی - غلطي سے دیدي گئي - آئندہ اشاعت میں اسکا تذکرہ ہوگا -

(۳) اس ہفتہ ضروري مضامین کي کثرت کي وجہ سے تمام تصویریں نہیں دي جا سکیں اور با تصویر مضامین کي گنجایش بھي نہیں نکلي - ورنہ آجکي اشاعت کیلیے دس سے زیادہ تصویریں الگ کردي گئي تھیں - انشاء اللہ آیندہ اشاعت میں اسکي تلافي ہوجائیگی -

(۴) مجھے یہ بات پسند نہیں کہ الہـــلال کے زیادہ صفحات ایک ہي موضوع میں صرف ہوجائیں - کچھہ دنوں سے ندوۃ العلما کے معاملات بہت بڑا حصہ رسالے کا لے لیتے ہیں - کئي ہفتہ سے مدارس اسلامیہ کے علاوہ مقالۂ افتتاحیہ لکھنے کي بھي مہلت نہ ملي - بہت ممکن ہے کہ بعض احباب کـرام اسے محسوس فرماتے ہوں - لیکن انہیں الہـلال کي معذوریوں پر بھي نظر رکھني چاہیے - جب تک کسي معاملے کے متعلق پوري طرح مراد بہم نہ پہنچایا جاے ' اس وقت تک اسکي تحریک سے کوئي نتیجہ حاصل نہیں ہوسکتا - ندوۃ العلما کو میں اپنے عقیدے میں ایک اہـم کام سمجھتا ہوں - نیز مجھے یقین ہوگیا ہے کہ وہ برباد کیا جا رہا ہے [illegible] تک

خاموشي کے بعد اس معاملے کو چھیڑتا پڑا ' اور جب شروع ہو چکا اب درمیان میں نہیں چھوڑ دیا جاسکتا تاوقتیکہ تحریک اصـلاح ایک عملی صورت اختیار نہ کرلے - جب تـک اپني دلچسپیوں کا تھوڑا ایثار نہ کریگے ' کوئي اہم کام انجام نہیں پاسکتا - امید ہے کہ ۱۰ - مئی کا جلسہ کسی عملی تجویز تـک پہنچنے میں کامیاب ہو ' اور اس بحث کا حصول مقصود کے ساتھہ جلد خاتمہ ہوجاے - (ایڈیٹـــر)

اعـــلان

رپورٹ انجمن هـلال احمـر قسطـنطنیہ

انجمن ہلال احمر قسطنطنیہ نے اپني تمام کارگزاریوں کي ایک جامع رپورٹ ترکي زبان میں شائع کي ہے جسمیں حضور سلطان المعظم ' ولي عہد عثمانیہ ' اور بانیان انجمن کی تصویریں بھی دي گئي ہیں ' اور ابتدا میں ہلال احمر اور صلیب احمر کي تاریخ بھی درج کي ہے -

گو یہ کتاب ترکی میں ہے تاہم مسلمانان ہند اس خیال سے خرید سکتے ہیں کہ اسکی فروخت سے جسقدر روپیہ حاصل ہوگا وہ کارخیر ہی میں صرف ہوگا - انجمن ہلال احمر نے ہمیں اس اعلان کی اشاعت کیلیے لکھا ہے - کتاب کي قیمت دو روپیہ ہے - سکرٹري انجمن سے ملسکتی ہے ' غالباً اسکے کچھہ نسخے فروخت کیلیے دفتر الہلال میں بھی کسی آیندہ ڈاک سے پہنچ جائینگے - (منیجر)

مسئلۂ بقاؤ اصلاح ندوہ

فریب سکوت اور فساد تجاہل !

سب سے بڑی مصیبت ارباب راے کی بے خبری و غلط بینی ہے اور وہ معذور ہیں -

۱۰ مئی کو دہلی میں عام جلسہ

ندوۃ العلما کے موجودہ معاملات کے متعلق چند امور غور طلب ہیں ' بغرض اختصار و عدم گنجایش صفحات دفعہ وار عرض کرونگا:

(۱) پوری چالاکی اور مفسدانہ ہوشیاری سے کوشش کی جا رہی ہے کہ کسی طرح ندوہ کی اصلاح اور اسکے اصلی مفاسد کے مسئلہ کو قوم کی نظروں سے ہٹا لیا جاے اور اسکی جگہ محض طلبا کی اسٹرایک کے معاملے کو یا بعض دوسرے حالات کو پیش کر دیا جاے - اس سے مقصود یہ ہے کہ تمام لوگ اُن معاملات میں الجھ جائینگے اور حزب الافساد کے اصلی مفاسد کی طرف کسی کو توجہ نہوگی -

صیغۂ تعمیرات اور مال کے متعلق بار بار کہا جاتا ہے مگر اسکا کچھہ جواب نہیں دیا جاتا - معتمدیوں کے ٹور دینے کی ناجائز کارروائی پر اعتراض کیا جاتا ہے مگر اسکا کوئی تذکرہ نہیں کرتا - نئے عہدہ داروں کے تقرر کو دستور العمل کے خلاف اور بالکل سازشی بتلایا جاتا ہے ' مگر گویا انھوں نے سنا ہی نہیں - جلسۂ انتظامیہ منعقد بھی ہوتا ہے تو صرف اسٹرائک پر بحث کی جاتی ہے ' اور خطوط پڑھے جاتے ہیں کہ اسٹرائک مولانا شبلی کی ایما سے ہوئی یا مولوی عبد السلام نے خط لکھا -

مولانا شبلی نے اخبارات میں ایک تحریر شایع کرائی ہے اور خط کے اُس ٹکڑے سے انکار کیا ہے جسمیں مولوی عبد السلام نے انکی طرف اپنے مطالب کو نسبت دی ہے' اور سانھہ ہی لکھا ہے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین -

پھر یہ خطوط بہت پیشتر کے ہیں - اسٹرائک اب ہوئی ہے اور طلبا نے اپنی شکایتیں بیان کردی ہیں جنکا جواب ملنا چاہیے - تاہم ہم تسلیم کیے لیتے ہیں کہ واقعی اسٹرائک انھیں کارروائیوں کا نتیجہ ہے ' اور بعض لوگوں نے طلبا کو اُبھار اُبھارکر اسٹرائک کیلیے آمادہ کیا ' لیکن اس واقعہ سے دوسرے واقعات تو مٹائے نہیں جا سکتے ؟ کیا صیغۂ تعمیرات و مال کے مسائل اُسی وقت تک قابل اعتراض تھے' جب تک کہ اسٹرائک بغیر کسی کی تحریک کے ثابت ہو؟ اور کیا دستور العمل ندوہ کے بموجب مولوی خلیل الرحمن کا ناظم ہونا ' اور محض چند آدمیوں کا سازش کرکے ندوہ کے اصلی مقاصد کو مٹانے کیلیے انھیں ناظم بنا دینا بھی اُسی وقت تک قابل لحاظ ہے' جس وقت تک اسٹرائک بغیر مولوی عبد السلام کے خط لکھنے کے سمجھی جاتی ؟

کیا دستور العمل ندوہ کی تنسیخ ' حق انتخاب و عزل کی تعریف ' ایک ناجائز اور خلاف اصول کمیٹی کی باسم "مجلس خاص" تاسیس ' اور بابو نظام الدین صاحب کے صیغۂ مال کے متعلق تمام اعتراضات بھی اس وجہ سے مٹ جاسکتے ہیں کہ مولوی عبد السلام صاحب نے اسٹرائک کرا دی ؟

(۲) یہ بالکل ویسی ہی بات ہے جیسے مچھلی بازار کا پورب کی مسجد کی دیوار کو مسٹر ٹائیلر نے گرا دیا اور ہز آنر سر جیمس مسٹن نے کہا کہ کانپور کے مسلمانوں میں کوئی جوش نہیں - صرف باہر کے چند مفسدین ہیں جو کانپور کے مسلمانوں کو بھڑکا رہے ہیں - حالانکہ اگر مسجد کی زمین کا مطالبہ شرعی و قانونی مطالبہ تھا تو وہ اس الزام کے مان لینے کے بعد بھی ویسا ہی قابل جواب تھا جیسا کہ دوسری صورت میں -

مولوی عبد السلام صاحب کے خط میں دو باتیں واقعی قابل اعتراض ہیں - ایک تو انکا غلط طور پر اپنے بیانات کو مولانا شبلی کی طرف نسبت دینا جسکا وہ خود اقرار کرتے ہیں - یقیناً ایسی غلط بیانی بڑے ہی افسوس بلکہ شرم کی بات ہے - دوسرا خط کا طرز بیان کہ جتنے لفظ لکھے ہیں' انمیں سے کوئی لفظ بھی کسی عقلمند آدمی کا لکھا ہوا معلوم نہیں ہوتا - رہی یہ بات کہ انھوں نے طلبا کو اپنے حقوق کے مانگنے پر اُبھارا ' تو دنیا میں فرضی اخلاق ' رعب و نظام ' اور ادب و نگونساری کا وعظ کرنے والے تو بہت ہیں اور یہ واعظ خوشنما بھی معلوم ہوتا ہے ' لیکن اصلیت یہ ہے کہ ایسی حالت خود اُن واعظوں یا انکے دائرۂ کار کی عمارتوں کو پیش آجاے تو اُس وقت حقیقت کھلے کہ خود انکا مشورہ بھی ایسا ہی ہوتا ہے یا نہیں ؟

یہ سب کہنے کی باتیں ہیں اور ان میں حروف و اصوات کے علاوہ مفہوم عملی کچھہ بھی نہیں ہے -

جس دن طلبانے اسٹرائک کی' اُسی دن میں نے الہلال میں لکھا کہ یہ اچھا نہیں کیا - "مدرسہ مثل ایک مملکت کے ہے - جس طرح شخصی حکومت کا جبر و استبداد ملک کو خراب کرتا ہے اسی طرح طوائف الملوکی اور بے حکومتی بھی اسکے لیے مہلک ہے" - نیز یہ لکھا کہ " اسٹرائک امن و نظام کی ایک ایسی غارت ہے جسکو کسی حالت میں بھی اچھا نہیں کہا جاسکتا "

ناہم جو واقعات دنیا میں ہوتے ہیں' انہیں صرف اخلاق کی کتابوں کے اندر ہی نہیں ڈھونڈھنا چاہیے' اور کسی شخص کو اسکا حق حاصل نہیں ہے کہ حق و باطل' انصاف اور بے انصافی' عدل و ظلم' اور طلب و داد کو کسی خاص گروہ کیلیے مخصوص کردے - ندوہ کے طالب علموں نے اخبارات میں مضامین لکھے - اخبار وکیل امرتسر نے قابل صد تعریف مستعدی سے اپنے صدہا صفحات اس بحث کیلیے وقف کر دیے ' اندرونی طور پر ہر شکایت کیلیے حکام ندوہ کو عرضیاں دی گئیں اور بار بار جواب طلب کیا گیا - لیکن ان تمام باتوں کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا اور وہ ہر طرف سے مایوس ہوگئے - سب سے بڑھکر یہ کہ ایک پوری پارٹی ندوہ پر قابض تھی' اور دوسرے خیال کے لوگ اصلاح کی طرف سے مایوس ہوکر تھک گئے تھے ' اور اسلیے کچھہ دلچسپی نہیں لیتے تھے - ایسی حالت میں اگر طلبانے آخری علاج سے کام لیا ' اور خرابی و بد نظمی کا علاج بالمثل خرابی ہی سے کرنا چاہا ' تو گو ہماری اخلاقی مصطلحات کتنی ہی ہمیں گرویدہ رکھیں تاہم ہمیں انکی نسبت فیصلہ کرنے میں زیادہ سختی نہیں کرنی چاہیے' اور انکی مجبوری و بے بسی پر بھی نظر رکھنی چاہیے -

اگر اسٹرائک اچھی چیز نہیں تو اسکا سب سے پہلے الزام قوم کے سر' اور علی الخصوص قوم کے ان نمایاں اشخاص کے سر ہے جو ہمیشہ ان معاملات میں پہلی صف ہوتے ہیں - کیوں انھوں نے اخبارات کے مضامین نہیں پڑھے ؟ کیوں اخبار وکیل کے بے شمار کالموں پر کبھی نظر نہیں ڈالی ؟ کیوں اُن انصاف طلب صداؤں سے کان بند کرلیے جو ہر ہفتے مصالب ندوہ کیلیے بلند ہوتے تھے ؟ جب ایک شے پبلک میں آگئی اور اخبارات میں مسلسل مضامین لکھے جاتے ہیں تو پھر بے خبری کا عذر مسموع نہیں ہوسکتا - جب کسی نے خبر نہ لی تو انھوں نے اپنی قسمت کو خود اپنے ہاتھوں میں لیا ' اور وہ آخری علاج کرنا چاہا ' جو گو کیسا ہی برا ہو لیکن اسکی علت خود ہماری ہی غفلت تھی - یہ علاج کارگر

اور راب سرگشتگان غفلت سے دو چار کروٹیں لیں - پس جن [illegible] نے یہ آخری علاج کرکے تمہیں ہوشیار کیا ہے ' انکی بخشی ہوئی ہوش [illegible] بیدار ہوکر سب سے پہلے اُنھی کو الزام دینا انصاف سے

ھوے مولانا شبلی کے ندوہ کے معاملات سے قوم کو بے خبر رکھا ' اور سب سے بڑا الزام آپھی کے سر ھے - اسکے بعد اخبارات ھیں - مشیر ' ھمدرد ' پیسہ اخبار ' وطن ' الھـــلال ' ان میں سے کسی نے بھی وقت سے پہلے خبر نہ لی - اب یہ کوئی انصاف کی بات نہیں ھے کہ اپنی غفلت کی ندامت صرف طلبا کو الزام دیکر مٹائی جائے -

جلسۂ انتظامیہ ۲۶ مـــارچ

فریب ' کذب بیانی ' باطل اندیشی ' مکر و حیل ' فریب دہی کا ایک پورا مجموعہ وہ رپورٹ ھے جو ۲۶ مارچ سنہ ۱۳ کے جلسۂ انتظامیہ کی فرضی ناظم ندوہ نے شائع کی ھے - اب میں کہاں تک اپنے وقت اور الھلال کے صفحات کو ان لوگوں کے پیچھے خراب کروں ؟ مختصراً چند کلمے لکھونگا :

اس رپورٹ سے معلوم ھوتا ھے کہ نہ تو باھر کے لوگوں کو اصلی حالات کے معلوم کرنے کا موقعہ دیا گیا اور نہ اصلی مسائل انکے سامنے پیش ھوے - نہایت چالاکی سے صرف استرالک ھی کے معاملہ کو پیش کیا گیا ' اور کہدیا کہ اسکے سوا قوم میں اور کوئی بات چیت نہیں -

اس رپورٹ سے معلوم ھوتا ھے کہ جلسے میں مندرجۂ ذیل امور طے کیے گئے :

(۱) مولوی عبد السلام اور مولانا شبلی کے دو خط جسکا حال اوپر لکھا جا چکا ھے -

(۲) ایک نیا عہدہ " حامی ندوہ " کا وضع کیا گیا ' اور اسپر شمس عبد المجید پٹیالہ کا تقرر ھوا - اس خدمت عظیم نے صلے میں تین چار سال سے وہ مولوی غلام محمد سملوی سے چھڑایوں میں گورنمنٹ کی غلامی کا وعظ کراتے ھیں ' اور ۸۰ روپیہ ماھی تنخواہ بدبخت ندوہ دیتا ھے !

(۳) ایک اور ممبر نے کہا کہ ندوہ سے " ایسے معزز حضرات کو ویسی ھی ھمدردی ھے ' جیسی پہلے تھی " تعجب ھے کہ اسقدر صریح غلط بیانی کیونکر ایک تعلیم یافتہ شخص سے جائز رکھی - معزز حضرات سے اگر مقصود کاظمی کا خاندان اور مولوی خلیل الرحمن اور انکے حواری ھیں ' تو اسمیں شک نہیں کہ نہ صرف پیشتر جیسی ھی ھمدردی ھے بلکہ ھزار درجہ المضاعف ھو گئی ھے ' مگر اسکے لیے " معزز حضرات " کی تعلیم ضروری نہ تھی -

لیکن اگر معزز حضرات سے مقصود وہ لوگ ھوں جو کسی نہ کسی حیثیت سے قوم میں "معزز" تسلیم کیے جاتے ھیں تو ان میں جن لوگوں کو صحیح حالات کے معلوم کرنے کا موقعہ ملا ھے ' وہ سب کے سب موجودہ حالات پر متاسف ' اور اصلاح کی ضرورت سے مضطرب ھیں - اگر میں انکی فہرست یہاں دوں تو کئی کالم صرف ھو جائیں - انجمن اصلاح ندوہ کی رپورٹ اٹھا کر دیکھیے - خود ندوہ کے ارکان انتظامی کا کیا خیال ھے ؟ یقیناً ھر ھائنس بیگم صاحبہ بھوپال دام اقبالھا بھی اس شخص کے خیال میں "معزز" ھونگی ' جنھوں نے اپنا ماھوار عطیہ تا اصلاح ندوہ ملتوی کر دیا ھے !

(۴) یہ بھی اسی ممبر نے کہا کہ " ناظم اور پرنسپل پر کوئی اعتراض صحیح نہیں کیا گیا " لیکن " ناظم پر بہ حیثیت ناظم تو بعد کو اعتراض ھوگا ' پہلے انکی نظامت کو تو جائز ثابت کر دیا جاے -

(۵) ایک اور ممبر نے کہا کہ میرٹھ میں قاضی نجم الدین صاحب ایک خط لائے جسمیں جلسہ کرنے کی تحریک تھی - لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ اس سے ندوہ کے مسائل پر کیا اثر پڑتا ھے ؟ اگر کچھ لوگ ایک مسئلہ کو از روے ایمان و بصیرت سمجھتے ھیں ' تو انکا فرض ھے کہ اسکی طرف قوم کو توجہ دلائیں - میں نے بلقان و طرابلس ' کانپور و معاملۂ زمیندار ' اور وجود ندوہ کے متعلق علانیہ الھلال میں بار بار لکھا کہ ھر شہر کے مسلمان جلسے کریں اور اپنی زندگی اور احساس کا ثبوت دیں -

(۶) ایک تیسرے ممبر نے کہا کہ " جو جلسے ھوے ھیں وہ ضلع بارہ بنکی کے چھوٹے چھوٹے مواضعات میں کیے گئے ھیں " کیا کوئی وقت ایسا بھی آنے والا ھے جب ان لوگوں کو اپنی کذب بیانیوں کی جرأت پر ندامت ھوگی ؟ ندوہ کی اصلاح کیلیے اس وقت تک پچاس کے قریب جلسے تمام ھندوستان میں ھوچکے ھیں - بمبئی ' کلکتہ ' دھلی ' ملتان ' ٹانکی پور ' مدراس ' قصور ' بریلی ' گیا ' میرٹھ ' گورکھپور ' پیلی بھیت ' لکھنو ' یہ تمام مقامات شاید ندوہ کے جغرافیۂ ھند میں بارہ بنکی ھی کے مواضع ھیں !

(۷) ایک سب سے زیادہ دلچسپ لطیفہ یہ ھے کہ جو لوگ طلبا کو سمجھانے گئے تھے ' انسے طلبا نے خواھش کی کہ ایک غیر جانب دار کمیشن قائم کیا جاے - اسکے جواب میں سفراء ندوہ نے کہا : " ارکان انتظامیہ ملک کے منتخب اصحاب ھیں اور تمام دعوہ داری ملک نے ارکان انتظامیہ پر بھروسہ کیا ھے "

مگر افسوس ھے کہ ایسی شاندار اور مسکت دلیل کو بھی " طلبہ نے نہیں مانا "

یا للعجب ! ندوۃ العلما کی سرزمین میں بھی " ملک کے منتخب اردہ اصحاب " کا لفظ بولا جاتا ھے ' اور ایسے ارکان ندوہ دل کے جری اور ھمت کے مضبوط موجود ھیں جو ندوہ کے ارکان انتظامیہ کو " ملک کی منتخب اردہ " جماعت کہنے کی جرأت رکھتے ھیں ! پھر طلبا کے جواب میں متحیر ھیں کہ آنھوں نے ایسی صریح اور سچی بات کو بھی منظور نہیں کیا ؟

یا سبحان اللہ ! جس جلسۂ انتظامی کے ممبروں کے انتخاب کرنے میں نہ تو قوم کی آراء کو دخل ھو اور نہ قوم کو کسی طرح کا حق دیا گیا ھو ' حتی کہ ممبروں سے قوم کو نہ بھی نہ معلوم ھو کہ کب انکے نائب منتخب ھوے ھیں ' اور کون انہیں منتخب کرتا ھے ؟ جبکے انتخاب کا یہ حال ھو کہ ھر تین سال کے بعد آنھی میں کے چند آدمی بیٹھکر پچھلے آدمیوں کو اپنی مرضی کے مطابق دھرا لیتے ھوں ' اور جب چاھتے ھوں " مجلس خاص " کا تعین بچھا کر اپنے پندرہ پندرہ آدمیوں کو صرف ایک شخص کی تحریک پر ممبر بنا لیتے ھوں ' جبکے لیے نہ تو کوئی قاعدہ ھے اور نہ قانون ' نہ کوئی اصول ھے اور نہ کوئی راے ' آج اس مجلس انتظامی کے ممبر نے دھوکہ طلبا کے سامنے یہ دلیل پیش کرے ھیں کہ قوم کے انتخاب کردہ نائب ھم سے بڑھکر اور کون ھونگے ' اور پھر ابدا ھی نہیں بلکہ غریب قوم کی جانب سے " بھروسہ " کا پروانہ بھی اپنے جیب میں ٹٹولنے لگے ھیں ! ان ھذا لشی عجاب !

غفلـــت و بے خـــبری

(۸) اصلی مصیبت یہ ھے کہ لوگوں کو اصلی حالات معلوم نہیں - ندوہ سے دلچسپی لینے والے ھمیشہ خاص خاص لوگ تھے - یہ تو لوگوں نے اسلی رپورٹیں پڑھی ھیں یہ دستور العمل دیکھا ھے ' اور یہ بھی ان مضامین کو پڑھا ھے جو ندوہ کے معاملات کے متعلق اخبارات میں نکلتے رھے ھیں - اب ندوہ کا معاملہ انکے سامنے آیا ھے اور وہ راے دیتے ھیں تو ادھر ادھر کی سنی ھوئی باتوں پر معتبر اعتماد کرلیتے ھیں ' اور بالکل سمجھ نہیں سکتے کہ اصلی معاملہ کیا ھے ؟

دھلی میں جو جلسہ انھی ۱۳ - اپریل کو منعقد ھوا تھا اسمیں مولانا عبید اللہ صاحب سابق ناظم جمعیۃ الانصار دیوبند نے اپنی تقریر میں کہا : " میں ایک مرتبہ ندوہ کے انتظامی جلسے میں بلایا گیا تھا تا کہ بعض حضرات کے موافق راے دوں ' لیکن جب

پہنچا تو اصلي حالت دوسري هي نظر آئي' اور میں بغیر کارروائي میں حصه لیے واپس آیا "

اسی جلسے میں اصول و قواعد کي بنا پر ندوہ کے مفاسد بیان کیے گئے تو میرے عزیز دوست مسٹر محمد علي نے کہا که میرے لیے یه تمام معلومات بالکل نئي هیں - اب تک یه باتیں بالکل معلوم نه تهیں -

مجھکو یقین هے که خود ندوہ کے غیر مقامي ارکان انتظامیه بهی جو گاہ گاہ جلسوں میں آکر شریک هوجاتے هیں' ندوہ کے مفاسد سے بالکل بے خبر رکھے گئے هیں' اور بالکل یهي وجه هے که وہ انکا ساتهه دیدیتے هیں یا خاموش هورهتے هیں - مولانا سیف الرحمن صاحب جو پچهلے جلسۂ انتظامیه کے صدر بنائے گئے تهے' مولانا فضل حق صاحب مدرس اعلے مدرسه عالیه رامپور جو ایک بهت هي معامله فهم اور صاحب فکر و رائے بزرگ هیں' نواب محمد اسحاق خاں صاحب سکریٹري کالج' مولوي احمد علي صاحب میرٹهي' اور اسي طرح بعض دیگر ارکان انتظامی کو میں شخصاً جانتا هوں' اور یقین کرتا هوں که ندوہ میں جو کچهه هو رها هے' اگر اسکے معلوم کرنے کا انهیں موقعه دیا جاے یا ندوہ کے مفاسد کے مضامین اول سے اخر تک وہ دیکهه ڈالیں' تو ایک لمحه کیلیے بهي مفسدین ندوہ کا ساتهه نهیں دینگے -

لیکن اصلي مصیبت یه هے که واقعي حالات معلوم نهیں ندوہ کے موجودہ حکام کے هاتهه میں ایک بڑا حربه مذهبي الزام کا هے - جب کبهي علما سے ملتے هیں تو فوراً کهدیتے هیں که هم صرف طلبا کو الحاد و نیچریت سے بچانے کیلیے ایسا کررهے هیں اور همیں خواہ مخواہ الزام دیا جاتا هے - یه سنکر وہ لوگ متاثر هو جاتے هیں اور کہتے هیں که واقعی آپ لوگ بڑے هي اچهے آدمي هیں !

اردو اخبارات کا بهي یهي حال هے - ان میں سے بعض خاموش رهجاتے هیں - ایک دو نے ضرورت اصلاح سے انکار کردیا هے - مجھکو یقین هے که ان لوگوں کو بهي اصلي حالات معلوم نهیں اور اس دهوکے میں ڈالدیے گئے هیں که محض شخصي معامله هے - اگر ندوہ کے مفاسد سے یه لوگ واقف هوجائیں تو پهر مجهه سے بهي بڑهکر اصلاح کیلیے سعي کریں -

الهلال کے سلسلۂ مضامین کو اگر یه اصحاب مطالعه فرمائیں تو انهیں واقعات معلوم کرنے میں مدد ملیگي -

درحقیقت ان تمام دقتوں کا علاج بحالت موجودہ ایک هی تها' اور الحمد لله که بزرگان دهلی نے قابل صد تعریف مستعدي کے ساتهه اسے پورا کردیا بعد جلسۂ عام کا انعقاد - جب تک عام لوگوں کا تک جا اجتماع نهو اور اپنا وقت صرف اسي مسئلے کیلیے صرف نه کریں' اس وقت تک محض اخبارات میں لکهنے سے کچهه نهیں هوسکتا -

ریاست بهوپال اور ندوہ

(۵) لیکن پچهلے دو هفتوں کا سب سے زیادہ قابل ذکر واقعه یه هے که ڈهائی سو روپیه ماهوار کی جو رقم ندوۃ العلما کو ریاست بهوپال سے ملتي تهي' وہ هر هائنس سرکار عالیه دام اقبالهما نے (تا اصلاح ندوہ) ملتوي کردي -

جو سرکاري خط پریسیڈنٹ انجمن اصلاح ندوہ لکهنؤ کے نام آیا هے' اسمیں لکها هے که چند ماہ سے ندوہ کے حالات نهایت افسوس ناک هو رهے هیں' اور ایسے تغیرات هورهے هیں جنکي وجه سے اسکی حالت قابل اصلاح هے' اسلیے ریاست کي ماهوار رقم ملتوي کردي جاتي هے تا آنکه ندوہ کی اصلاح هوجاے -

یه واقعه سرکار عالیه کي روشن ضمیري اور تدبر و عالي دماغي کا سب سے آخري مگر سب سے زیادہ موثر ثبوت هے' اور ایک ایسا احسان عظیم هے جسکا تمام مسلمانوں کو صدق دل سے شکریه ادا کرنا چاهیے - انهوں نے ندوہ کی اس وقت مدد کی جب کوئی اسکا پرسان حال نه تها - پهر انهوں نے اپنے عطیه میں اضافه کیا اور ۵۰ کی جگه ڈهائی سو تک مقرر هوگئے - بلا شبه یه ایک ایسی شاهانه فیاضی تهی جو صرف ریاست بهوپال هی سے هوسکتی هے - لیکن تاهم میں پورے یقین کے ساتهه انکي خدمت میں عرض کرونگا که ندوہ کی حقیقی زندگی اور مسلمانوں کی دیني تحریک کی اصلی هستی' اس ڈهائی سو میں اسدرجه نه تهی جو وہ برسوں سے عطا فرما رهی هیں' جسقدر اس ڈهائي سو کے بند کردینے میں هے جو انهوں نے آج سے شروع کیا هے -

اخلاق کا هر جوهر اعراض و اثرات سے وابستہ هے - فیاضي کے یه معني نهیں هیں که روپیه دیا جاے - فی نفسه روپیه دینا کوئي تعریف کی بات نهیں هے - ڈاکو راکا سردار اپنے ماتحت چوروں کو روپیه دیتا هے - کئي قمار باز دولت مندوں نے بڑے بڑے چندے دیکر کارلو کا قمار خانه قائم کر رکها هے - ایک ظالم حکمراں جب مظلوموں کو برباد کرنا چاهتا هے تو قتل و خونریزي کیلیے خزانے کا منه کهولدیتا هے -

پس محض روپیه دیدینا کوئی تعریف کی بات نهیں - اصلي شے اسکا طریق صرف و بخشش هے که کار خیر و عمل صحیح کیلیے دیا جاے - اگر ایسا نهیں هے تو ایک بخیل جو مسجد بنانے کیلیے روپیه نهیں دیتا' بعینهٖ اس مباهات سے هزار درجه بهتر هے جسنے روپیه سے قمار خانه چل رها هو - پہلے نے کار خیر کو روکا پر دوسرے نے هزاروں انسانوں کو ٹهوکر کهلائی -

آج هندوستان کی مصیبت یه نهیں هے که فیاضی نهیں کی جاتی - مصیبت یه هے که فیاضي کا صحیح مصرف و موقعه لوگوں کو معلوم نهیں - اگر یه مصیبت دور هوجاے تو یقین کیجیے که هماري ضروریوں سے زیادہ قومي روپیه اس وقت خرچ هو رها هے

سرکار عالیه کا جود و سخا جس طرح تمام رؤساء و ارباب همم کیلیے ایک اسوۂ حسنه تها' ٹهیک اسی طرح انکا اس عطیه کو روک دینا بهي همارے لیے ایک بهترین درس حقیقت هے' اور انهوں نے جس قدر احسانات اس وقت تک عطا فرما کر قوم پر لیے هیں' ان سے کهیں زیادہ اس بندش و التوا کے ذریعه احسان فرمایا هے - جو متاع جتنی نایاب هو اسکي هي قیمتی بهي هوتی هے - دینے والے اور بهي هیں' لیکن دینے کا صحیح محل و طریقه بتلانے والا کوئي نهیں -

حقیقت یه هے که سرکار عالیه موجودہ اسلامي نسل کی ایک غیر معمولی فرد هیں اور میں سچ سچ کهتا هوں که روز بروز میرے دل میں انکي عزت بڑهتی جاتی هے - میں رؤسا اور ارباب دول سے (الحمد لله) ایک مستغني اور بے پروا زندگي رکهتا هوں - میري مدحت کے اسراف کے بعض لوگ شاکي هیں' مگر میں تعریف میں کبهي بهي اسراف نهیں کر سکتا -

اگر اسي طرح هندوستان کي ریاستیں قومي درسگاهوں کے حالات پر نظر رکهیں اور انهیں اصلاح کیلیے مجبور کریں تو ہر جلسوں کے رزولیوشن اور اخباروں کے صفحات ایک طرف اور ایک بخشش گاہ فیاضي کا سد باب ایک طرف ! ندوہ کي زندگی کا سہارا گورنمنٹ کی اعانت کے بعد ریاست بهوپال کي اعانت تهی - اسکے بعد ریاست رامپور کي ماهوار مدد هے' اور حیدرآباد کی بهی سو روپیے ملتے هیں - کاش یه دونوں ریاستیں بهي اس طرف متوجه هوں' علی الخصوص ریاست رامپور جسے کاردان و دانشمند مجمع اعیان و حکام میسر هے -

مفسدین ندوہ کو یاد رکهنا چاهیے که وہ ندوہ کو کسی طرح مٹا سکتے مگر خود یقیناً مٹ جائیں گے -

[illegible] ندوہ بنا سکتي هے لیکن وہ اس قوم کي [illegible] قوم اپنے لیے نهیں لا سکتی -

الهلال

۱۸ - ۲۵ جمادی الاولی ۱۳۳۲ هجری

ادارس اسلامیہ

مولود فساد کا کامل بلوغ

عہدہ داروں کا سازشی تقرر

مزعومہ ومفروضہ نظامت ندوۃ العلماء

(۳)

ایک ایسا شخص فرض کیجیے جو نئے عہدہ داروں کا نہ صرف دوست و رفیق بلکہ شیفتۂ و فدا کار ہو ' اور اُنکی نظامت و نیابت کو اپنے ایمان و ضمیر سے بھی زیادہ محبوب رکھتا ہو - نیز اُس نے قسم کھالی ہو کہ جب تک بعث و ثبوت کا ذرا سا سہارا بھی باقی رہیگا ' - راوی خلیل الرحمن صاحب کی نظامت کو ہاتھ سے نہ دیگا :

یا تن رسد بجاناں ' یا جاں ز تن بر آید !

اچھا ' تو اب فرض کیجیے کہ وہ ایسے موقعہ پر کیا کریگا جبکہ اُسکے سامنے اہلیت اور استحقاق علمی و اخلاقی کی وہ تمام بحث پیش کی جائیگی جو پچھلی اشاعت میں نکل چکی ہے ؟

یقیناً وہ جوش حماقت میں کہے گا کہ خبر ' مان لیجیے کہ مولوی خلیل الرحمن صاحب نہ تو علمی قابلیت کے لحاظ سے اس عہدے کیلیے کوئی چیز ہیں ' اور نہ ہی کسی اخلاقی خوبی کے اعتبار سے مستحق ہیں - لیکن آخر مجلسوں اور انجمنوں کے قوانین و قواعد بھی کوئی شے ہیں یا نہیں ؟ اگر وہ قانون و قواعد کے مطابق ناظم بنادیے گئے ہیں ' اور ایک انجمن کی ایگزیکیٹو کمیٹی نے اُنھیں قانوناً عہدہ دار تسلیم کرلیا ہے ' تو پھر خواہ وہ کیسے ہی نااہل کیوں نہوں ' لیکن قاعدہ چاہتا ہے کہ اُنھیں تسلیم کرلی لینا چاہیے - نہ کیجیے گا تو دنیا میں قانون اور قواعد کی توہین کی ایک بہت ہی بری مثال قائم ہوجائیگی - استحقاق نہیں ' سہی ' کم ازکم قانون تو ہے ؟ اُنھوں نے استحقاق و صلاحیت کا پاس نہیں کیا - آپ قانون کی عزت پر نظر رکھیے - اسی کی علمی و اخلاقی حالت پر بحث کرکیا آپکو اس نے حق دیدیا ہے ؟ یہ تو " ذاتیات " ہے - جو کچھ کہنا ہے قاعدہ اور قانون کی بنا پر کہیے -

غرضکہ استحقاق و اہلیت کے بعد گو اصلاً بحث کا خاتمہ ہوجاتا ہے لیکن ایک ایسے شخص کیلیے جو اصول کی بنا پر نہیں ' بلکہ اپنے کسی ذاتی فیصلے کی بنا پر اُنکی نظامت کا خواہشمند ہو ' کہنے کیلیے قانون اور قواعد کا سہارا ابھی باقی ہے -

اچھی بات ہے - آئیے اپنے تئیں ایک ایسا [illegible] شخص فرض کرلیں اور پوری کوشش کریں کہ [illegible] طرح مولوی صاحب کو ندوہ کا ناظم بنانا ہی چاہیے - استحقاق و اہلیت کی بنا پر نا کامی ہوگئی تو قانون اور قواعد کا گوشہ ڈھونڈھیں گے - یہاں سے بھی نکالے گئے تو خود ندوہ کے دستور العمل کی دھائی دینگے - یہاں بھی شنوائی نہ ہوئی تو اسکے مصرف و موجودہ دستور العمل کا دروازہ کھٹکھٹائینگے - اگر یہ بھی نہ کھلا تو پھر یا قسمت یا نصیب !

کیا شکوہ تم سے ' روییے اپنے نصیب کو !

بہر حال میں تسلیم کیے لیتا ہوں کہ پچھلی اشاعت میں جو کچھ لکھا گیا ' یکسر لغو اور بے معنی تھا - استحقاق اور اہلیت کیا شے ہے اور ایثار و اخلاق کو کون پوچھتا ہے ؟ اصل شے قانون اور قاعدہ ہے - فاستغفراللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ !

کردیم ہزاربار توبہ !

صرف مجالس و مجامع کے قوانین عمومی اور خود ندوہ کے دستور العمل ہی کے مطابق اب نظر ڈالتا ہوں :

گر تو دامن بکشی ' دست کسے کوتہ نیست !

(نظامت جدید اور قواعد مجالس)

قواعد کا یہ حال ہے کہ ایک تو عام طور پر با قاعدہ انجمنوں کے قوانین ہیں اور تمام مجلسوں کیلیے بطور ایک مشترک اصول کے تسلیم کیے جاتے ہیں - ایک خود ندوہ کا دستور العمل ہے - علم قوانین کا اگر ذکر کیا گیا تو یہ کہکر بآسانی ٹالدیا جائیگا کہ ندوہ عام قوانین مجالس کی پیروی پر مجبور نہیں - اگر تمام دنیا میں ایسا ہوتا ہے تو کیا ضرور ہے کہ ندوہ بھی ایسا ہی کرے ؟

پس بہتر ہے کہ صرف ندوہ ہی کے دستور العمل کے مطابق نظر ڈالی جاے -

لیکن ندوہ کا دستور العمل بھی دو مختلف صورتوں میں موجود ہے - ایک تو اُسکا اصلی اور قدیمی دستور العمل ہے دوسرا مصرف موجودہ دستور العمل جس پر آجکل ادعائی عمل کیا جاتا ہے -

کسی گذشتہ صحبت میں تفصیل کے ساتھ لکھ چکا ہوں کہ اصلی دستور العمل کی دفعات مہمہ کیا نہیں ' اور پھر کس طرح اُن میں نئی نئی ترمیمیں اور اضافے کیے گئے ؟ پس موجودہ حالت میں در اصل ندوہ کا دستور العمل کوئی چیز نہیں ' اور مسئلۂ اصلاح ندوہ میں اصلی ما بہ النزاع بھی دستور العمل ہے - تاہم جو کچھ بھی ہے ' چاہیے کہ صرف اُسی کو پیش نظر رکھا جاے - کیونکہ اگر اصلی دستور العمل کی بنا پر بحث کیجیگا تو کہدیا جائیگا کہ اس منسوخ شدہ دستور العمل کو اب تسلیم ہی کون کرتا ہے ؟

دلبرا تو منسوخ شد عشق اوائل !

(رعایت کی انتہا)

غور کیجیے کہ نقد و محاسبہ میں اس سے زیادہ رعایت اور نرمی کیا ہوسکتی ہے ؟ عام قوانین اصل بحث ہیں - اگر اُسے کام لیا جاے تو ایک منٹ کے اندر پوری کارروائی کو ناجائز قرار دیسکتے ہیں - لیکن اُن سے بالکل قطع نظر کرلی جاتی ہے - اُسکے بعد ندوہ کا اصلی دستور العمل ہے اور اسمیں جسقدر تبدیلیاں کی گئی ہیں ' یکسر ناقابل تسلیم و خلاف قانون ہیں ' لیکن آپکی خاطر سے اُسے بھی چھوڑ دیا گیا - صرف وہی مصرف و مبدل دستور العمل اپنے سامنے رکھیے ہیں جو ندوۃ العلماء کا موجودہ مسلمہ نظام ہے اور ندوہ کی طرف سے چھاپکر تقسیم کیا جاتا ہے !

(انتخاب نظامت حسب دستور العمل)

۱۸ سے ۲۰ - جولائی تک ایک جلسۂ انتظامیہ لکھنؤ میں منعقد ہوا ' اور اسی میں گذشتہ نظام عمل کو توڑکر نیا ناظم منتخب کیا گیا - یہ کارروائی جو قانون اور قاعدہ کے نام سے کی گئی ' قاعدہ اور قانون کی بدترین توہین تھی - ایسی توہین جس سے زیادہ کوئی ناجائز مجمع اور بے قاعدہ جتھا نہیں کرسکتا -

اسلیے نہیں کہ حقیقت و قوانین عمومی کے خلاف تھی ' بلکہ صرف اسلیے کہ اس طرح کی کارروائی کرکے جلسۂ انتظامیہ نے خود ندوہ کے دستورالعمل کو پرزے پرزے کردیا -

(دفعہ ۲۲ دستور العمل)

(۱) دستورالعمل حال کی دفعہ ۲۲ میں ہے :

" مجلس ہائے انتظامیہ کی تاریخ کا تعین ناظم ندوۃ العلما کرکے فہرست امور تصفیہ طلب کی دو ہفتہ پہلے ارکان انتظامیہ کے پاس بھیج دیگا "

عام طور پر تمام انجمنوں کی منیجنگ کمیٹیوں کا قاعدہ ہے کہ فیصلہ طلب امور دو ایک دو ہفتے پہلے ممبروں کے پاس بھیج دیتے ہیں جسکو اجنڈا کہتے ہیں ' تاکہ وہ اُن پر غور و فکر کرکے بحث و رائے کیلیے مستعد ہوجائیں - ندوہ کے دستورالعمل نے اسکے لیے دو ہفتے کی مدت قرار دی ہے -

اب تحقیق طلب یہ ہے کہ ۲۰ جولائی کے انتظامی جلسے میں ایک ایسا اہم اور عظیم الشان مسئلہ پیش ہونے والا تھا جو ندوۃ العلما کے ہشت سالہ طریق انتظام کو منسوخ کرکے اور تینوں معتمدیوں کو توڑ کے ایک شخص کو ناظم قرار دینا چاہتا تھا ' اور یہ وہ کارروائی تھی جس پر ندوہ کی انتظامی و تعلیمی ہستی کا دارومدار تھا - پس ضرور تھا کہ حسب دفعہ ۲۲ دستور العمل ندوہ دو ہفتہ پہلے اسکی اطلاع تمام ممبروں کو دیدی جاتی ' اور لکھدیا جاتا کہ معتمدیوں کے توڑنے اور فلاں شخص کے ناظم مقرر ہونے کی نسبت اُنھیں اپنی رائے دینی پڑیگی ' لیکن اس قسم کی کوئی اطلاع ممبروں کو نہیں دی گئی ' اور نہ اجنڈا میں ناظم کا ذکر کیا گیا - دفعتاً ایک ممبر نے تجویز کی کہ معتمدیاں توڑ دی جائیں اور ۵۱ ممبروں میں سے دس یا گیارہ حاضر الوقت ممبروں نے اسیوقت منظوری بھی دیدی ! اسکے بعد معاً ایک شخص کو نظامت کے لیے پیش کیا گیا ' اور وہ ناظم بھی قرار پا گیا !!

کیا حسب قاعدہ دستور العمل دفعہ ۲۲ کسی جلسۂ انتظامیہ کی ایسی ناگہانی کارروائی جائز قرار دی جاسکتی ہے ؟ کوئی شخص بھی جسے مجلسوں کے قواعد و قوانین کا علم ہو ' کیا اس درجہ شرم و حیا کو خیرباد کہہ سکتا ہے کہ اس کھلی سازش کو با قاعدہ قرار دیسکے ؟

اگر باقاعدہ طور پر سچائی اور حقیقت کے ساتھہ کام کیا تھا تو کیا وجہ ہے کہ دو ہفتہ پہلے ممبروں کو اطلاع نہیں دی گئی ' اور اجنڈے میں اس تجویز کی تصریح نہیں کی ؟ کونسی ضرورت اخفا اور پردہ داری کی پیش آگئی تھی ؟ اور وہ کونسا عذر ہے جسکی بنا پر ایک ایسے اہم اور عظیم الشان انقلابی مسئلہ کو یکایک پیش کرکے منظور کرا لیا گیا ؟

اصل یہ ہے کہ یہ لوگ فساد و ضلالت میں تنخ ہی پختہ مغز ہوں ' مگر معلوم ہوتا ہے کہ ان کاموں میں ابھی نا تجربہ کار ہیں - اگر ایسا نہوتا تو ایسی صریح اور کھلی بے ضابطگی کرکے اپنی ہلاکت کا سامان خود فراہم نہ کرتے ' اور صبر و احتیاط کے ساتھہ ایک کامل درجہ کی قاعدہ نما بے قاعدگی کرتے جیسا کہ اور بہت سے مقامات میں کیا جاتا ہے -

(حادثۂ غریب)

(۲) پھر یہ بھی واضح رہے کہ معتمدیوں کی تقسیم اور نظامت ندوہ کا مسئلہ کوئی نیا مسئلہ نہیں ہے - خود جلسۂ انتظامیہ میں بارہا پیش ہوچکا ہے - اور ایسے جلسوں میں جو جلسۂ عام کے موقع پر منعقد ہوے اور اسلیے صرف کورم ہی کے جلسے نہ تھے بلکہ تقریبا تمام ممبروں کا کامل اجلاس تھا -

نومبر سنہ ۱۹۰۸ میں مجلس انتظامیہ کا ایک وسیع اجلاس ہوا جسمیں مولوی خلیل الرحمن اور مولوی سید عبد الحی صاحب موجود تھے - جلسے نے بالاتفاق یہ تجویز پاس کی کہ تینوں معتمدیاں قائم رہیں ' اور جلسۂ انتظامیہ اس انتظام پر پورا اعتماد کرتا ہے -

پھر ۲۳ جولائی سنہ ۱۹۱۰ کے جلسے میں بھی یہی مسئلہ پیش ہوا اور بالاتفاق طے پایا کہ :

" اس وقت کوئی شخص ایسا موجود نہیں ہے جسکا تقرر خدمت نظامت کیلیے ہوسکے - پس جس طور پر کام چل رہا ہے ' یعنی تین معتمدوں کی تقسیم میں ' اسی طرح چلتا رہے "

جلسۂ انتظامیہ کا یہ رزولیوشن قابل غور ہے - یہ جس جلسے نے بالاتفاق منظور کیا اسمیں مولوی خلیل الرحمن ' مولوی سید عبد الحی ' مولوی شاہ سلیمان پھلواروی ' اور مولوی مسلم الزمان مرحوم شاہجہانپوری موجود تھے - اسلیے اس سے صاف صاف ثابت ہوتا ہے کہ ان اشخاص میں سے کوئی شخص جلسۂ انتظامیہ کے نزدیک ناظم بننے کے لائق نہ تھا ' کیونکہ اگر لائق ہوتا تو وہ ان اشخاص کی موجودگی میں یہ رزولیوشن کیوں منظور کرتا کہ " کوئی شخص خدمت نظامت کیلیے نظر نہیں آتا " ؟

پس معتمدیوں کی تقسیم ایک ایسا انتظام تھا جو برسوں سے چلا آتا تھا اور اسکو جلسہ ہاے انتظامیہ نے بارہا قابل اعتماد و عمل تسلیم کرلیا تھا - جن جلسوں نے اسپر اعتماد و قیام کے وقت پاس کیے ' وہ کامل اور عظیم الشان اجلاس تھے ' یعنی اکثر تقریباً تمام ممبران انتظامی شریک تھے - ایک ایسے مسلم و معتمد انتظام کو یکا یک توڑ دینے کا ایک ایسے جلسے کو کیا حق ہوسکتا ہے جو محض کورم کا ایک رسمی مجمع تھا ' اور سب سے زیادہ یہ کہ اسکی کوئی اطلاع حسب قاعدۂ دستورالعمل ممبروں کو نہیں دی گئی تھی ؟

اگر اسی طرح ایک شخص دس بارہ ممبروں کو اکٹھا کرکے انجمنوں کا کانسٹی ٹیوشن اولٹ دیا کرے تو پھر قاعدہ اور قانون ایک ایسا لفظ ہے جسکے کوئی معنی سمجھہ میں نہیں آسکتے !

اول تو یکایک ۰۰۰معتمدیوں کو توڑ دینے کی تجویز پیش ہی کی گئی اور منظور کرلی گئی - حالانکہ یہ جلسۂ انتظامیہ کا ایک مسلمہ و معتمدہ انتظام تھا ' اور اسکے توڑ دینے کیلیے ایک کامل اجلاس کی ضرورت تھی نہ کہ چھہ سات آدمیوں کی سازش کی -

پھر اسپر بھی اکتفا نہ کرکے ایک شخص کو نظامت کیلیے تجویز بھی کردیا گیا -

یہ کون شخص ہے ؟ علم و صلاحیت کا کوئی نو مولود مخترع ہے جو یکایک مولوی سید عبد الحی صاحب کو اپنے مطب میں ٹہلتا ہوا ملگیا ہے ' اور وہ جلسۂ انتظامیہ کے سامنے اٹھا کے لے آے ہیں ؟ یا دار العلوم ندوہ میں کوئی نئی تربیت گاہ کھل گئی ہے جو کہن سال ممبران ندوہ کو بھی چند سالوں کے اندر اپنے نفوذ علمی و اخلاقی سے بالکل بدل دیا کرتی ہے ' اور اس تربیت گاہ میں ایک شخص علم و صلاحیت کا چولا بدلکر جلسۂ انتظامیہ کے سامنے آگیا ہے ؟

نہیں ' یہ مولوی خلیل الرحمن صاحب سہارنپوری ہیں جو ابتدا سے ندوۃ العلما کی مجلس انتظامیہ کے ممبر ' اور برسوں سے نظامت ندوہ کے عزال رعنا کے پیچھے دوہ و بیابان مساعی و مناصب کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں :

که سر بکوه و بیابان تو دادهٔ مارا !

لیکن یہ بزرگ تو اس وقت بھی جلسۂ انتظامیہ میں موجود تھے ' جب وہ یہ رزولیوشن پاس کررہا تھا کہ " کوئی شخص ایسا نظامت کے لائق موزوں موجود نہیں ہے ' اسلیے تین معتمدیوں کی تقسیم [illegible] بھی کام جاری رہنا چاہیے " ؟

کیوں اُس جلسۂ انتظامیہ نے جسمیں خود مولوی خلیل الرحمن

اور انکے اعوان و انصار قدیمۂ وجدیدہ شریک تھے' علی رغم انف خلیل الرحمن و اخوانہ ' ایسا رزولیوشن پاس کیا ' اور کیوں خود مولوي خلیل الرحمن نے اپنے ادعاے " انا احق بالخلافۃ " سے کفارہ کشی کرلي ؟ اگر ۲۴ جولائی سنہ ۱۹۱۰ تک جلسۂ انتظامیہ میں کوئي شخص ناظم بننے کي صلاحیت نہیں رکھتا تھا' حالانکہ مولوي خلیل الرحمن ' مولوي شاہ سلیمان ' مولوي مسیح الزمان ' مولوي سید عبدالحي صاحب ' وغیرہ وغیرہ حضرات اسمیں موجود تھے ' تو ۱۸ جولائي سنہ ۱۹۱۳ کو وہ کونسا انقلاب انساني ذہن و جذبات کے اندر ہوگیا کہ یکایک انہیں میں سے ایک شخص تمام آلات و اسلحۂ نظامت سے لیس ہوکرسامنے آگیا؟ اور پھر اسطرح سامنے آیا کہ جلسۂ التظامیہ کے تمام منکر ومتمرد ارکان اپنے انکار و تمرد گذشتہ کو بھول کر یہ کہتے ہوے سجدے میں اوندھے ہوگئے کہ " تا للہ لقد آثرك اللہ علینا ' وان کنا لخاطئین " اور گویا مولوي خلیل الرحمن صاحب نے مولوي سید عبد الحي صاحب سے مخاطب ہوکر کہا : " یا ابت ! ھذا تاویل رویاي من قبل ' قد جعلھا ربي حقا " ؟

(التحول الفجائي)

جن حضرات کو " قانون ارتقا " کے مباحث سے دلچسپي ہے انہیں معلوم ہوگا کہ اس نظریہ کے بنیادي مسائل مہمہ میں سے ایک مسئلہ انقلاب طبیعی اور تحول یعني : Metamor Phasis کا بھی ہے -

اس سے مقصود وہ تغیرات و انقلابات ہیں جو حسب سنن طبیعۃ موجودات عالم کے آثار و خواص ' اور اشکال و اجسام میں ہوتے رہتے ہیں' اور پھر رفتہ رفتہ انکا مجموعی نتیجہ ایک نوعی تغیر تک پہنچ جاتا ہے -

ان تحولات میں سے ایک انقلاب " تحول فجائی " کا ہے - یعنے ایسے مستثنیات تحول جو یکا یک اور ناگہانی طہور میں آجاتے ہیں - اخیر دور کے علماء ارتقا نے اس تحول کا وجود اکثر حالتوں میں تسلیم کیا ہے ' اور پچھلے دنوں ڈاکٹر شیفرے اسپر لیکچر دیتے ہوے اسکے نظائر و مشاہدات گنوائے ہیں -

میں سمجھتا ہوں کہ تحول فجائي کی ایک عمدہ نظیر ۲۰ مارچ کے جلسۂ التظامیہ ندوۃ العلما کي یہ کارروائی بھي ہے جس سے لندن کي امپریل اکادیمي کا بے خبر رہنا (جسمیں ڈاکٹر شیفرے لیکچر دیا تھا) اسکی بہت بڑي بد قسمتي ہوگی - ایسی کھلی اور انسانی تحول فجائي کي شہادت اور کہیں نہیں ملسکتی ! واقعہ یہ ہے کہ سنہ ۱۹۱۳ سے پیشتر تک جسقدر ارکان ندوہ بشمولیت مولوي خلیل الرحمن صاحب موجود تھے ' جلسۂ التظامیہ نے بشمولیت مولوي خلیل الرحمن و مولوي سید عبد الحي و منشي احتشام علي و مولوي شاہ سلیمان صاحب وغیرہ وغیرہ اُن ضروري شرطوں سے اُنھیں کلاً یا جزاً خالي پایا جو ندوہ کي نظامت کیلیے مطلوب ہیں' اور بار بار یہي فیصلہ کیا کہ معتمدیاں قائم رہیں کیونکہ انپر اعتماد ہے اور کوئي شخص ایسا موجود نہیں جو ندوہ کا ناظم ہوسکے -

لیکن : ایں قصۂ عجب شنو از دور انقلاب :

کہ ۲۰ جولائي سنہ ۱۹۱۳ کي صبح کو تحول فجائی کا ایک عجیب و غریب نمونہ نظر آیا کہ وہي مولوي خلیل الرحمن صاحب جنکي موجودگي میں جلسۂ انتظامیہ عہدۂ نظامت کیلیے ناظم کي تلاش میں ناکام رہچکا تھا ' اور اسطرح بار بار تسلیم کرچکا تھا کہ وہ باوجود خواہش و طلب شدید ' اس عہدے کیلیے اہل نہیں ہیں ' یکایک کسي قوۃ انقلاب مخفي ' اور قانون تحول فجائي کے ماتحت آکر اس طرح منقلب اور متغیر و متحول ہوگئے ' گویا [illegible] تک کے مولوي خلیل الرحمن ہي نہیں ہیں' مذہب اور [illegible] انہیں یکسر پیکر انقلاب و تغیر کردیا ہے !! فسبحان [illegible] ارادہ شیئاً ان یقول لہ کن ! فیکون !!

(معتمدیوں کی شکست)

یہ کار روائي بے قاعدگی اور بے نظمي کا ایک ایسا کامل درجہ کا نمونہ ہے ' جسکی نظیر پیدا کرنے کیلیے بڑي جد و جہد کرني پڑیگي - معتمدیوں کے توڑنے کا جلسۂ انتظامیہ کو اس طرح قانوناً کوئی حق ہي نہ تھا - اگر معتمدین نے اپنے استعفے بھیج دیے تھے تو جلسۂ انتظامیہ صرف اس ایک ہی فیصلہ کیلیے مجبور تھا کہ جلسۂ عام تک انکی منظوري و عدم منظوري کو ملتوي کر دیتا ' اور جلسۂ عام کا انتظام کرتا - اس عرصے میں سابق انتظام برقرار رکھا جاتا - دنیا جہان کي انجمنوں کا یہي قاعدہ ہے ' اور خود ندوہ کا دستور العمل بھي یہی ہے - لیگ کي صدارت سے ہز ہائنس سر آغا خان نے بارہا استعفا دیدیا ' لیکن لیگ کي کونسل اسکے سوا اور کچھہ نہ کرسکي کہ جلسۂ عام میں پیش کردے - جلسۂ عام کے انتہائي اختیارات تمام انجمنوں میں صرف اسي لیے رکھے گئے ہیں تا کہ اشخاص و معہودہ جماعت کو کسي طرح کی سازش کا موقع نہ ملے جیسا کہ بد بخت ندوہ سازش کا شکار ہوا -

پس اول تو جلسۂ انتظامیہ اسکے سوا اور کوئي کارروائي کرھي نہیں سکتا تھا ' لیکن چونکہ ہماري بحث ابتدا سے اس روش پر ہے کہ ہر موقعہ پر آخري سے آخري صورت جواز کو بھي تسلیم کرکے مسئلہ کے عدم جواز کو ثابت کر دیتے ہیں ' اور ابتدا ہی میں لکھہ آئے ہیں کہ آجکي صحبت میں ہمارا پرزیشن ایک ایسے شخص کا ہوگا جو بغیر نظامت کا نہایت خواہشمند ہے ' اور ایک ذرا سا سہارا بھی ناخن اتکائے کا ملجائے تو اسپر اپنے مقصود و مطلوب کے جواز و ثبوت کا ایک پہاڑ کھڑا کردینا چاہتا ہے ' اسلیے علی سبیل الفرض تسلیم کیے لیتے ہیں کہ جلسۂ انتظامیہ معتمدین کي علیحدگی کے مسئلہ کا فیصلہ کرسکتا تھا ' اور ایسا کرنے کیلیے صحیح وجوہ اپنے سامنے رکھتا تھا ' لیکن پھر بھي انتخاب نظامت کا عقدہ حل نہیں ہوتا ' کیونکہ اسکے سامنے ایک صاف اور باقاعدہ کار روائي کا راستہ کھلا تھا - وہ ان معتمدوں کي جگہہ عارضي طور پر دوسرے معتمد مقرر کردیتا اور آیندہ کیلیے معتمدیوں کے قیام و عدم قیام یا تقرر نظامت کے مسئلہ کو حسب قاعدہ جلسۂ عام میں پیش کرتا -

اسکي مجبوري کونسي آپڑي تھي کہ چپ چپاتے یکا یک ایک ایسے شخص کو ناظم مقرر کردیا جاے ' جو برسوں سے اپنے تئیں ناظم بنانے کي آرزو رکھتا ہے مگر ہر مرتبہ جلسۂ التظامیہ اسے ناظم تسلیم کرنے سے انکار کر دیتا ہے ' اور کسي جلسۂ عام میں اسکي نظامت کا مسئلہ پیش نہیں کیا جاسکتا ؟ اور پھر جسکي موجودگي اور خواہش جنون نما نظامت کے باوجود ' جلسہ انتظامیہ یہ فیصلہ کردیتا ہے کہ " عہدۂ نظامت کیلیے سرے دست کوئي شخص موجود نہیں " ؟

اُس شخص نے ناظم بننے کیلیے کیا کیا کوششیں نہیں کیں' اور کیسي کیسي سازشیں نہیں ہوئیں ؟ نا جائز طور پر لوگوں کو جمع کیا گیا ' زار دارانہ خطوط لکھہ لکھہ کر اور دورے کر کرکے آدمي بلاے گئے ' اور ایک مرتبہ تو وہ قیامت برپا کي جس کي ناکامی کا ایک لمحہ کیلیے بھی " حزب الافساد " کو خوف نہ تھا - تاہم قانون ' قاعدہ ' اہلیت ' استحقاق ' اور حق کي بمقابلۂ باطل قدرتي طاقت نے ہمیشہ تمام کوششوں کو ناکام رکھا ' اور خود جلسہ ہاے التظامیہ نے فیصلہ کیا کہ ناظم بننے کیلیے کوئی شخص اہل موجود نہیں ہے - موجودہ انتظام جس طرح چل رہا ہے اُسي طرح چلنا چاہیے -

(۲۰ مارچ کا عجیب و غریب جلسہ)

جس جلسۂ انتظامیہ میں کارروائی کی گئي' اسکي چھپي ہوئي رپورٹ میرے سامنے ہے - اسمیں شرکاء مجلس کي جو فہرست دي گئی ہے' اسکو نہ کوئي گھٹا سکتا ہے اور نہ بڑھا سکتا ہے- اسمیں

۱۵ ممبران انتظامیہ میں سے صرف حسب ذیل ۱۲ - اشخاص شریک ہوئے تھے :

(۱) منشی احتشام علی صاحب کاکوروی (۲) منشی اعجاز علی صاحب کاکوروی (۳) منشی اطہر علی صاحب کاکوروی (۴) مولوی محمد نسیم صاحب (۵) مولوی خلیل الرحمن صاحب (۶) مولوی سید عبد الحی صاحب (۷) حکیم عبد الرشید صاحب (۸) مولوی سید ظہورالاسلام صاحب (۹) مولوی عبد الحی صاحب وکیل چندوسی (۱۰) مولوی عبد الرحیم صاحب ریواڑی (۱۱) قاری عبد السلام صاحب (۱۲) سید ظہور احمد صاحب وکیل -

ان بارہ میں سے دو شخص نکالدیجیے جو عہدۂ نظامت و نیابت پر فائز ہوے ' یعنی مولوی خلیل الرحمن اور مولوی عبد الرحیم - اب باقی اشخاص جنھوں نے انکی نسبت فیصلہ کیا ' صرف ۹ رہگئے - ان نو میں بھی ایک تہائی تو صرف ایک ہی خاندان کا کاکوروی کی ممتزع الاشکال صورتیں ہیں :

ہر لحظہ بطرز دگراں یار برآمد !

اس اقانیم ثلاثہ کو مسیحی علم ریاضی کے اصول پر ایک ہی سمجھیے :

ما سہ جانے آمدہ در یک بدن !

اب باقی جسقدر حضرات تشریف فرما ہیں انہیں سمار کیجیے - کلہم چھ باقی رہگئے - ان چھ میں ایک تو مولوی سید عبد الحی صاحب ہیں جنھوں نے تجویز پیش کی :

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند

باقی پانچ میں سے تین مقامی ممبروں اور دو بیرونی ممبروں نے ' اور کاکوری کے اقانیم ثلاثہ نے تعداداً تین مگر حکماً ایک نے تجویز سنی ' اور ندوۃ العلما کی سکریٹری شپ کا ' اس ندوہ کی سکریٹری شپ کا جو تمام عالم اسلامی میں اصلاح دینی اور احیاء علوم اسلامیہ کی ایک ہی تحریک ہے ' ایک آن واحد میں فیصلہ کردیا !

پھر لطف یہ ہے کہ یہ چھ حضرات بھی در اصل ایک صدائے واحد سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتے ' کذالک فی الحقیقت وہ سب کے سب معاملات ندوہ میں ایک ہی اصول اور عقائد کے احلاف اور ایک ہی شجر طریقت کے برگ و بار ہیں - اسی لیے نہ تو کسی کے مخالفت کی اور نہ کسی تو ندوۃ العلما کے مسلمہ دستور العمل کی اس کھلی توہین پر اچھہ سرم و حیا آئی - اِدھر تجویز پیش ہوئی اور ادھر سب لبیک کہتے ہوے دوڑے :

بیار بادہ کہ ما ہم حریفتیم بسے !

خدا را لوگ انصاف کریں کہ یہ کون لوگ ہیں جو اسطرح علانیہ قانون اور قواعد کو پاؤں تلے روند رہے ہیں اور پھر یہ کہتے ہوے نہیں شرماتے کہ جلسۂ انتظامیہ نے ایسا کیا ؟ کیا اس سے بھی بڑھکر قوم کو احمق بنانے کی کوئی مثال مل سکتی ہے ؟ اگر جلسۂ انتظامیہ ایسے ہی جلسوں کا نام ہے اور باقاعدہ کارروائیوں کا یہی مطلب ہے تو اس جلسۂ انتظامیہ سے دھقانیوں کی وہ بھیڑ ہزار درجہ افضل و ارجح ہے جہاں شام کو ایک حقہ لیکر دہشکار جمع ہوجاتے ہیں اور مل جلکر بغیر کسی سازش اور اتہام فروشی کے اپنے جھگڑوں کو مٹا دیتے ہیں -

(آخری اور فیصلہ کن سوال)

(۴) اچھا ' ان تمام باتوں کی بھی جانے دیجیے - صرف ناظم کے انتخاب کے مسئلہ کو لیجیے - عام قوانین مجالس میں نہیں ' ندوہ کے پرانے دستور العمل میں نہیں ' خود موجودہ دستور العمل میں دفعہ ۱۱ - موجود ہے جو اوپر گذر چکی ہے :

" ناظم کا انتخاب کامل جلسۂ انتظامیہ کی تجویز اور جلسۂ عام کی منظوری سے بعن سال کیا جایا کریگا -

ندوۃ العلما کا قانونی تیسرا مکمل عام مجالس کے یوں تو دو اسکے دو طرح کے ممبر ہوتے ہیں - ایک وہ جو دو روپیہ سالانہ دیتے ہیں اور عام جلسے میں شریک ہوتے ہیں - دوسرے وہ ارکان انتظامی جو اسکی منیجنگ کمیٹی یا انگریزی کونسل کے ممبر ہیں - ندوہ کے اصلی دستور العمل میں تھا کہ جلسۂ عام ناظم کو منتخب کریگا نیز اسے معزول کردینے کا بھی حق اُسی کو ہے - نئے دستور العمل میں معزولی کے حق کو تو سلب کرلیا ہے لیکن اتنا تذکرہ بجلسہ موجود ہے کہ " منیجنگ کمیٹی کہ کامل اجلاس تجویز کرے اور جلسۂ عام منظور کرے "

پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ سرے سے ناظم کی منظوری کا اختیار جلسۂ انتظامیہ کو ہے ہی نہیں - اسکا کامل اجلاس کسی شخص کو تجویز کر سکتا ہے - لیکن نصب اُسی وقت ہوسکتا ہے جبکہ سالانہ جلسۂ عام میں نمائندے اسکا ساتھہ دیں -

اگر فی الحقیقت یہ دفعہ دستور العمل میں موجود ہے ' اور میں غلط حوالہ نہیں دے رہا تو وہ تمام ارکان انتظامی جنھوں نے ۲۹ مارچ کو نہ سازشی ایمان فروشی کی ہے ' باہر نکلیں اور مجھے بتلائیں کہ کیونکر انھوں نے بغیر کامل جلسۂ انتظامی کی تجویز اور بغیر جلسۂ عام کی منظوری کے ایک شخص کو ناظم قرار دیدیا ؟ اور کیوں نہ انکی اس تمام کارروائی کو قوم ایک بد ترین قسم کی شرمناک بے قاعدگی قرار دے ؟

کیا انھیں اس دفعہ کی خبر نہ تھی ؟ اگر خبر نہ تھی تو ہزار شرم اُن ارکان مجلس کیلیے جو صاحبان حل و عقد بنکر ندوہ کی قسمت کا فیصلہ کرتے ہیں ' مگر اتنا بھی نہیں جانتے کہ خود ندوہ کا دستور العمل کیا کہتا ہے ؟

نہ تو مجلس انتظامی کا کامل اجلاس ہوا ' اور نہ جلسۂ عام نے ناظم کو منظور کیا - پھر کس قانون کی بنا پر مولوی خلیل الرحمن اپنے تئیں ناظم سمجھتے ہیں اور اپنی فوضی نظامت کے مصارف کی بعدت ندوہ کے سر ڈالتے ہیں ؟ اور کیوں اس نام نہاد جلسۂ انتظامیہ کی پوری کارروائی کو حق ' قانون ' اور دستور العمل ندوہ کے نام سے ہم کالعدم نہ سمجھیں ؟

بقیناً کالعدم ہے - اُس جلسے کو جو اسدرجہ قوانین مسلمۂ مجلس کی علانیہ خلاف ورزی کرے ' جلسۂ انتظامیہ کہنا انتظام کے غلط کی صریح توہین ہے - یہی سبب ہے کہ میں ابتدا سے ندوہ کے جلسہ انتظامیہ کو ایک جتھا اور چند یاران سازش کا مجمع کہتا آیا ہوں ' اور علم اعلان دیتا ہوں کہ اگر میرے بیانات صحیح نہیں ہیں اور نئے ناظم کے تقرر کی کارروائی کسی طرح بھی دستور العمل ندوہ کے مطابق ثابت ہو سکتی ہے تو خدا را کوئی شخص بھی سامنے آجائے ' اور صرف اتنا ہی کرے کہ خود ندوہ کے دستور العمل سے ثابت کر دے - دائی خصوصیت کا کوئی معاملہ نہیں ہے - قاعدے اور قانون کی بحث ہے - میں اُسی وقت مولوی خلیل الرحمن کی نظامت کا اعتراف کرلونگا ' اور پھر اگر استحقاق و اہلیت اور لیاقت و صلاحیت کا نام بھی لوں تو مجھسے بڑھکر کوئی مجرم نہیں -

رہی یہ بات کہ خواہ اہلیت و لیاقت ہو یا نہو ' قواعد اور قانون کے مطابق تقرر کیا جاے یا نہ کیا جاے ' مگر تاہم مولوی خلیل الرحمن ندوہ کے ناظم ہیں ' کیونکہ وہ برسوں سے اپنی نسبت ایسا سوء ظن رکھنے کے مرض میں گرفتار ہیں اور بعض ستم ظریفوں نے بھی انھیں ناظم صاحب ' ناظم صاحب ' کہہ کہہ کے ہمیشہ بنایا اس طرح انکا مرض مزمن ہوگیا ہے ' تو اسکا جواب واقعی کوئی نہیں - " الصبی نبی ولو کان فی بطن امہ " سنا ہے ' لیکن یہ انکے لیے مجلس کا ناظم بھی بنا بنایا ' ترشا تراشا ماں کے پیٹ سے ہوسکتا ہے - ویسے عجائب آباد ندوہ میں کوئی خرق عادت ہوا ہو تو معلوم نہیں -

مقالات

انجمن اصلاح ندوہ

" ان اريد الا الاصلاح ما استطعت "

[از جناب صفي الدولہ حسام الملک ، سید علي حسن خانصاحب حلف الصدق ولد نواب صدیق حسن خاں مرحوم رکن انتظامي ندوۃ العلما و سابق ممبر مجلس تعمیرات دار العلوم - سیکرٹري " انجمن اصلاح ندوہ "]

(۲)

(تکمیل تحریر)

چونکہ ہر شے کي ایک انتہا ہوا کرتی ہے ' ان مخالفتوں کا بھی آخري نتیجہ ایک جدید انقلاب کي صورت میں نمودار ہوا ' جسکو ابھی چند مہینے ہي ہوے ہیں اور جسنے ملک کے مختلف حصوں میں تعجب پیدا کردیا ہے - مطالعۂ اخبارات اور موجودہ حالات سے واضح ہے کہ اکثر مقامات میں اس جدید انقلاب پر بے اطمینانی کا اظہار کیا گیا ہے ' اور متعدد انجمنوں نے اس جدید انقلاب پر اظہار نارضی کے ریزولیوشن پاس کیے ہیں - انہیں وجوہ کی بنا پر ہم خدمتِ قوم کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ ندوہ کی متعلق حال اور استقبال کی فلاح و فلاح کی جلد تر کوشش کیجاے - چنانچہ آج حضرات تک ہم لوگوں نے اپني ناچیز صدا پہونچانا اپنا فرض سمجھا - خدا کا شکر ہے کہ ہماري صدا رائگاں نہ گئي ' اور مخلص و ہمدردان قوم و اسلام نے اپنی قومي اور اسلامی تعلیم گاہ ندوہ کے ساتھ دلی سرگرمي کا اظہار کیا - جو خواہش در بارہ اصلاح ندوہ پیش کیگئی تھی ' اسکی تائید میں بکثرت جلسے ہو چکے ہیں ' اور بہ تعداد کثیر خطوط موصول ہوے ہیں -

(ایندہ کي مہمات اصلاح)

اس موقع پر بغرض مزید آگاہي سرسري طور پر ان مشہور اور اصل خرابیوں کا بھی بیان کر دینا ضروري ہے جنھوں نے ملک میں اطمینانی اور بددلی پھیلا رکھي ہے - یہ خرابیاں جو عرصے سے چلی آرہی ہیں اور بڑھتی ہي چلي جاتی ہیں ' ندوہ کے شورا نما اور اسکی ترقی کی راہ میں ایک دیوار آہنی کا حکم رکھتی ہیں :

(۱) ندوہ کا کانسٹیٹیوشن ناقص ہے اور خود جلسۂ انتظامیہ نے اسکو ناقص تسلیم کیا ہے اور اسکی اصلاح کے متعلق تقریبا دو سال سے زاید ہوا کہ تجویزیں بھی پاس کی گئیں ' مگر افسوس ہنوز وہ زیر التوا ہے ' اور معلوم نہیں کہ کن وجوہ کی بنا پر اسقدر اہم بے اعتدائی روا رکھی گئی ہے -

(۲) معتمدیوں کی شکست کا جو واقعۂ ظہور میں آیا وہ واقعی عجیب و غریب ہے - عجیب تر یہ کہ اس معاملہ میں ایک ایسی ضروري تجویز اور ساتھ ہي اسکے منظوري عمل میں آگئي جو بلاشبہ کمیٹي اصلاح کي سب سے زیادہ توجہ اور تحقیق کے قابل ہے -

(۳) اگر آپ آثار قیام ندوہ سے اسوقت تک ندوہ کے دستور العمل اور اسکے نظام و اصول کار پر غور کرینگے تو آپ کو بآسانی طور پر معلوم ہو جائیگا کہ کہاں تک اسپر ایک ایسا کانسٹیٹیوشن ہونیکا اطلاق ہو سکتا ہے ؟ سچ یہ ہے کہ اپنے اور بنائے اعتبار سے تو وہ پبلک انسٹیٹیوشن کہا جا سکتا ہے لیکن عمل درآمد کے اعتبار سے وہ محض چند اشخاص کي ملکیت نزاعی اور مجلس خانہ ساز ہے -

(۴) مجلس تعمیرات کے رکن ہونے کی نسبت مجھکو بھي عزت حاصل رہي ہے ' مگر میں اپنے ذاتي تجربہ کي بنا پر عرض کرسکتا ہوں کہ جب تک میں ممبر رہا ' باوجود متواتر تحریري یاد دہانیوں کے کبھی ایک جلسہ بھی کمیٹی تعمیرات کا منعقد نہیں ہوا ' اور نہ اسکے مصارف کے تفصیلی حالات کا علم پورے طور پر ہوسکا - آخر کار میں مستعفي ہونے پر مجبور ہوا - میں اپنی حد تحقیق اور معلومات کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ شاید اسوقت تک کوئی حساب بھی شائع نہیں ہوا ہے ' اور نہ غالباً اسوقت تک کوئی اسکا جلسہ منعقد ہوا ہے - غور کیا جاے کہ دنیا میں اس سے بڑھکر بھی کسی پبلک انجمن لیلیے بدنظمی اور خود مختاري ہوسکتی ہے کہ نہ تو اسکا حساب کبھی شائع کیا جاے اور نہ کبھی تمام ممبروں کو جمع کیا جاے ؟

(۵) مختلف معطیوں کے جو روپیہ بغرض تعمیر بورڈنگ وغیرہ وقتاً فوقتاً دیا ہے ' اسکے متعلق یہ امر تحقیق طلب ہے کہ آیا وہ روپیہ انہیں شرطوں کے لیے مشروط ہے ' خلاف مرضي معطیوں کے اور خلاف قاعدہ جلسۂ انتظامیہ کے صرف کر دیا گیا ہے ؟ ایسا ہونے کے وجوہ موجود ہیں نہ جواب بھی میں ہے -

(۶) سنا جاتا ہے کہ دار العلوم کی تعمیر کا کام (جسکو ۴ سال گزر چکے ہیں اور ہنوز ناتمام ہے) اب بہت آہستگی کے ساتھ جاري ہے ' مگر عملے کي تنخواہوں میں لاکھوں کثیر روپیہ بدستور صرف ہو رہا ہے ' اور چونکہ شخصی شخصي اقتدار ہے اسلیے کوئي پرسان حال نہیں -

(۷) مالي صیغہ کی ابتري اخبارات میں شائع ہو چکي ہے ' اور نائب ظفر الدین صاحب جو ابتک برگرم رکن ندوہ ہیں ' انکی رپورٹ قابل ملاحظہ ہے -

(۸) بورڈنگ اور دار العلوم کی موجودہ حالت اسقدر خراب ہے کہ انسپکٹر صاحب مدارس جو حال میں معائنۂ دار العلوم لیلیے بشریف لاے تھے ' انھوں نے اسکو " خرگوش خانہ " سے تعبیر کیا ہے ' اور اپني رپورٹ میں لکھا ہے کہ اگر ایسی ہی خراب حالت رہی تو سرکاري اعانت زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتی - ظاہر ہے کہ اسکا اثر ندوہ کے حق میں کسقدر مضر اور پبلک میں کسقدر باعث بے وقعتي اور بدنامی ہوگا ؟

(خاتمہ)

حضرات ! یہ وہ سرسري خرابیاں ہیں کہ اگر انمیں سے دو چار بھي تسلیم اور لیجاویں تو وہ ضروري تدارک و اصلاح کے قابل ہیں ' اور اگر انکا بڑا حصہ یا کلیۃً سب خرابیاں صحیح ہوں تو اس سے زیادہ داغ رسوائی قوم کے لیے کیا ہوسکتا ہے ؟ مجھکو امید ہے کہ آپ حضرات بست سالہ روایات ندوہ اور اسکے معتد بہ سرمایہ کو حالت [illegible] میں رہنا اور اسکا غارت ہوجانا کبھي گوارا نہ فرماوینگے ' اور [illegible] اسلامی اور تعلیمی درسگاہ کو تباہی و بربادی سے بچانے [illegible] پوری کوشش سے کام لینگے - [illegible] ان الحمد للہ رب العالمین - و العاقبۃ للمتقین -

باب التفسـیر

اســـاطیـــر الاولیـــن

از جناب مولانا سید سلیمان الندوي پروفیسر اورینٹل کالج

یورپ جسطرح علم کا معدن ہے وہ جہل کا بھي مرکز ہے ' جس ذرہ سے ارسکو اپنے ادعا میں کچھہ بھي فائدہ کي توقع ہوتي ہے ارسکو وہ پتھر کي چٹان نظر آتا ہے ' اور جس پتھر کے چٹان سے ارسکے شیشۂ ادعا کو ذرا بھي ٹھیس لگنے کا خطرہ ہوتا ہے وہ ارسکو ذرہ سے بھي کم نظر آتا ہے - ارسکے نزدیک صحت واقعہ کا معیار دلائل و ضعف و قوت نہیں ہے ' بلکہ یہ ہے کہ اس واقعہ کي تسلیم و انکار سے ارسپر یا ارسکے حریف پر کیا فوائد و نقصانات مرتب ہونگے ؟

سر ولیم میور کو یتابیع القران (Sources of Alkoran) کا انگریزي میں ترجمہ کرتے ہوے اس ثروت سے ایک خوشی محسوس ہوتي ہے کہ " قران مختلف ادیان و مذاہب کے خیالات و اعتقادات کا مجموعہ ہے " لیکن اس واقعہ کو اگر ہم یوں دہراتے ہیں کہ اوقات مختلفہ میں دنیا کے ہرگوشہ میں خدا کا ایک منادي اور داعي آیا ' و ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر (۳۵ - ۲۴) اور قران ان تمام منادیوں اور دعوتوں کا مجموعہ ہے : و انہ لفی زبر الاولین (۲۶ - ۱۹۶) تو دفعہ ہم دیکھتے ہیں کہ یورپین نصرانی کا سرخ و سفید چہرہ زرد ہوجاتا ہے کہ کہیں اس چٹان سے اوسکے نازک شیشۂ اعتقاد کو ٹھیس نہ لگ جاے -

مشہور مورخ گبن نے ایک موقع پر لکھا تھا :

" محمد کا مذہب شک و شبہہ سے پاک ہے ' اور قران خدا کي وحدانیت پر ایک شاندار شہادت ہے - پیغمبر خدا نے بتوں کي ' آدمیوں کي ' ستاروں کي اور سیاروں کي پرستش اس دلیل سے رد کردي کہ جو طلوع ہوگا وہ غروب ہوگا ' جو پیدا ہوگا وہ مریگا ' اور جو حادث ہوگا وہ فاني ہوگا ..... عقل نے اصول اول یعني توحید کي تائید میں محمد کي آواز بلند ہوئي ' اور ارسکے پیرو مرتاش سے ہندوستان تک ' موحدین " کے لقب سے ممتاز ہیں ' اور بت پرستي کا خوف اب محمد کے پیروؤں سے بالکل دور ہے(۱) - (خلاصہ) "

ہمارے ایک نصرانی دوست اولیفنٹ سمیٹن - ایم - اے - (Oliphant Smeaton, M. A) جنھوں نے تاریخ زوال روم کي تصحیح و تحشیہ کي تکلیف اٹھائي ہے ' حقیقت و صداقت کے اس چٹان کو دیکھکر کانپ اٹھے ' اور چاہا کہ اس اساس محکم اور بنیاد غیر متزلزل کو آلات جہل و افترا سے منہدم کردیں ' و انى لهم المناوش من مكان بعيد -

ہمارا یورپین نصراني محقق ' گبن کے ان منصفانہ الفاظ سے بیتاب ہوکر اس موقع پر حسب ذیل حاشیہ لکھتا ہے :

" گبن کا بیان محمد (صلعم) کے نظام مذہب اور اسکی جدت کي نسبت نہایت مہربانانہ ہے ' حالانکہ محمد (صلعم) کے نرسادگي سے ایک نظام میں ان امور کو جمع کر دیا جو اوسنے چاروں طرف دماغوں میں پھیلے ہوے تھے - قریش خود محمد (صلعم) کو الزام دیتے تھے کہ اوسکي تمام تعلیمات ایک کتاب سے ماخوذ ہیں جسکا نام " اساطیر الاولین " ہے ' جسکا چند مرتبہ قران میں ذکر آیا ہے ' اور جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حشر و معاد کے واقعات پر مشتمل ہے "

(۱) تاریخ زوال روم ج ۵ ص ۲۳۶ '

اس عربي نصراني کو کیا معلوم کہ اوسکے قلم سے جو حرف نکل رہا ہے وہ جہل و نامعلومي کا ایک دفتر ہے !

قران میں بیشک لفظ " اساطیر الاولین " متعدد مقامات پر آیا ہے ' لیکن تمکو کسنے بتایا کہ یہ ایک کتاب کا نام ہے ؟ کیا یہ استدلال صحیح ہے کہ قران میں کسي لفظ کا متعدد بار استعمال اس بات کي دلیل ہے کہ وہ کسي قدیم کتاب کا نام ہے تو خود لفظ اسلام ' رسول اللہ ' اور صلوۃ و زکوۃ قدیم کتاب کا نام کیوں نہیں قرار دیتے کہ لفظ اساطیر سے زیادہ تر یہ الفاظ قران میں نازل آے ہیں ؟

(اساطیر الاولین کي لفظي تشریح)

" اساطیر الاولین " " دو لفظوں سے مرکب ہے " " اساطیر " اور " اولین " -

اساطیر ' اسطور کي جمع ہے جسکے معني داستان اور قصے ہیں " اولین " " اول " کي جمع ہے جسکے معني گذشتہ پہلے اور اگلے کے ہیں دونوں لفظوں کے مرکب معنی ہیں ' اگلوں کے قصے ' پہلوں کي کہانیاں ' گذشتہ اقوام و اشخاص کي داستانیں !

قال الراغب ما سطر الاولون في الكتاب من القصص و الاحاديث قال الجوهري الاساطير الاباطيل الدرهات قال السدي اساجيع اولين' قال ابن عباس احاديث الاولين و قال قتادة كذب الاولين و باطلهم -	امام راغب اصفہانی اساطیر کے معنی لکھے ہیں ' پہلوں کے بنائي میں جو قصے کہانیاں لکھیں ' امام جوہري کہتا ہے ' اساطیر کے معنی " بیہودہ اور خرافات باتیں " سدي کہتا ہے کہ اسکے معنی " اگلوں کے قوافي " میں ابن عباس فرماتے ہیں " اگلوں کي باتیں " اور قتادہ کہتے ہیں کہ " اگلوں کے جھوٹ اور بکواس " اسکے معنی ہیں -

اور تعجب ہے کہ اسطور جو اساطیر کا واحد ہے کوئي ایسا نہیں جس سے ایک یورپین محقق نا آشنا ہو - لیا ارسکے اسي لغوي معاني کے ساتھہ لاطیني اور جرمني میں ہستوري (Historia) اور انگریزي میں ہسٹري (History) اور استوري (Story) کي صورت میں نہیں پڑھا ہے اور کر پڑھا ہے اور یقیناً پڑھا ہے تو یہ کیا بعد و عداوت ہے کہ قران کے اس لفظ کو اس معني میں نہیں لیتے

(اساطیر الاولین کي معنوي تشریح)

انسان کي فطرت یہ ہے کہ واقعات ماضیہ کي تاریخ ' اقوام و اشخاص کي سرگذشت ' اور اشخاص گذشتہ کي داستان زندگي سے بہت دلچسپي لیتا ہے ' اور اوس سے عبرت و نصیحت حاصل کرتا ہے یہي سبب ہے کہ دنیا میں جس کثرت سے تاریخ اقوام اور سرگذشت اشخاص کي کتابیں پڑھي جاتي ہیں کسي دوسرے علم و فن کي کتابیں نہیں پڑھي جاتي ہیں - اسي بنا پر قران مجید میں بہ اعتبار و استبصار نہایت کثرت سے اقوام ماضیہ کے اخبار تاریخي ' اشخاص گذشتہ کے واقعات زندگي ' اور ممالک خالیہ کے حالات بقاؤ ملا ہوے ہیں - کفار و ملحدین جو چشم بصیرت اور گوش اعتبار سے محروم تھے ' کہتے تھے کہ قران میں قصص پارینہ اور افسانہ ہاے کہنہ کو اور کیا دھرا ہے ؟ قیامت ' معاد ' اور حالات ماوراے مادہ کو از عقل سمجھکر ارنکو " داستان کہن " کے نام سے تعبیر کرتے چنانچہ یہ ترتیب قران سب سے پہلي آیت جسمیں " اساطیر الاولین " کا لفظ ہے ' سورۃ انعام کي آیت ہے - جسکي شان نزول مذکور ہے :

۲

قال ابن عباس حضر عند رسول الله صلعم ابو سفيان والوليد بن المغيرة والنضر بن الحارث و عقبة و عتبة وشيبة ابنا ربيعة و امية وابي ابنا خلف والحارث بن عامر واستمعوا الى حديث الرسول صلعم فقالوا للنضر ما يقول محمد - فقال لا ادري ما يقول الني اراه يحرك شفتيه و يتكلم باساطير الاولين كالذي كنت احدثكم به عن اخبار القرون الاولى - قال ابوسفيان اني لاري بعض مايقول حقاً فقال ابوجهل كلا ' فانزل الله تعالى تلك الايه -

ابن عباس فرماتے هیں (شدید نرین کفار مکه) ابوسفیان ' و لید ' نصر ' عقبه ' عتبه ' شیبه ' امیه ' ابی اور حارث آنحضرت کے پاس آئے اور آپکا کلام سنا ' لوگوں نے نضر سے پوچھا که محمد کیا کہتا هے؟ اوسنے جواب دیا که یه تو میں نہیں جانتا که وه کیا کہتا هے لیکن میں سمجھتا هوں که وه لب هلاتا هے ' اور اگلوں کے قصے کہتا هے ' جسطرح میں تمکو گذشتوں کے قصے بیان کیا کرتا تها - ابو سفیان نے کہا که محمد جو کہتا هے اسمیں سے بعض باتیں تو سچی معلوم هوتی هیں - ابو جہل نے کہا هرگز نہیں اس واقعه پر یه آیت نازل هوئی -

جو ان آیات پر غور کرنا چاهیے جن میں یه الفاظ آئے هیں -

(اساطیر الاولین کے مواقع)

قرآن مجید میں یه لفظ تو جگهه آیا هے ' لیکن هر جگهه ان معانی کے سوا جو هم نے بیان کیے هیں کوئی اور معنی نہیں بن سکتے ' چه جائیکه کسی کتاب کے نام کی طرف اشاره هو - هم اُن تمام آیتوں کو نقل کرتے هیں :

(۱) یقول الذین کفروا ان هذا الا اساطیر الاولین-

(۱) کافر کہتے هیں که یه (قران) تو صرف اگلوں کی کہانی هے-

(۲) و اذا تتلی علیهم آیاتنا قالوا قد سمعنا لو نشاء لقلنا مثل هذا ان هذا الا اساطیر الاولین (۸ - ۳۲)

(۲) جب اونکو هماری آیتیں پڑهکر سنائی جاتی هیں تو کہتے هیں هم سن چکے ' اگر هم چاهتے تو هم بهی ایسا کہه سکتے ' یه تو صرف اگلوں کی کہانی هے -

(۳) و اذا قیل لهم ماذا انزل ربکم ' قالوا اساطیر الاولین - (۱۶ - ۲۶)

(۳) ان منافقین سے جب پوچها جاتا هے که تمهارے خدا نے کیا نازل کیا تو کہتے هیں وهی اگلوں کی کہانیاں -

(۴) قالوا اذا متنا وکنا ترابا و عظاما ءانا لمبعوثون لقد وعدنا نحن و آباؤنا ' هذا من قبل ' ان هذا الا اساطیر الاولین - (۱۳ - ۸۵)

(۴) (حیرت سے) کہتے هیں که کیا جب هم مرجائینگے اور مرکر صرف مٹی اور هڈی رهجائینگے ' تو کیا هم پهر اٹهائے جائینگے ' یه تو هم سے اور اس سے پہلے همارے بزرگوں سے بهی کہا گیا تها - یه کچهه نہیں یه خیالات تو صرف پرانے لوگوں کی قصه کہانی کی باتیں هیں-

(۵) قال الذین کفروا ان هذا الا افك افتراه واعانه علیه قوم آخرون ' وقالوا اساطیر الاولین اکتتبها ' فهی ' تملی علیه بکرة و اصیلا (۲۵ - ۶)

(۵) کافر کہتے هیں که یه قران اختراع هے ' خدا کی طرف سے نہیں ' محمد نے خود گڑها هے ' اور کچهه دوسرے لوگوں نے اسکو مدد دی هے ' اور وه یه بهی کہتے هیں که یه تو پہلوں کی کہانی هے جسکو محمد نے لکها لیا هے اور صبح و شام اوسکو پڑهکر سنایا جاتا هے -

(۶) وقال الذین کفروا ءاذا کنا ترابا و آباؤنا لمخرجون ' لقد وعدنا هذا نحن

(۶) کافر کہتے هیں که کیا جب هم اور همارے اسلاف مٹی هو جائینگے ' هم پهر قبر سے نکالے جائینگے ؟ یه [illegible] اور هم سے پہلوں سے یهی وعدہ '

و آباؤنا من قبل ' ان هذا الا اساطیر الاولین -

کچهه نہیں ' یه تو صرف اگلوں کی کہانی هے -

(۲۷ - ۷۰)

(۷) والذي قال لوالدیه اف لکما ' اتعدانني ان اخرج ' وقد خلت القرون من قبلي و هما یستغیثان الله ویلك آمن ' ان وعدالله حق ' فیقول ما هذا اساطیر الاولین ' اولئك الذین حق علیهم القول (۴۶ - ۱۶)

(۷) جس کافر بیٹے نے اپنے مسلمان ماں باپ کو جهڑک کر کہا ' کیا تم دونوں اسکا مجهسے وعده کرتے هو که قبر سے اٹهایا جاؤنگا ' مجهسے پہلے کتنی قومیں گذر گئیں ' (اور اونکا نشان بهی نہیں) اوسکے ماں باپ اوسکر خدا کا واسطه دیکر کہا که اسے بد بخت ایمان لا ! خدا کا وعده سچا هے ' بیٹا کہتا هے ' که یه صرف پرانے لوگوں کی کہانی هے ' یهی وه لوگ هیں جنپر خدا کا عذاب واجب هوچکا -

(۸) ولاتطع کل حلاف مهین - هماز مشاء بنمیم ' مناع للخیر معتد اثیم ' عتل بعد ذلك زنیم ' ان کان ذا مال و بنین ' اذا تتلی علیه آیاتنا قال اساطیر الاولین (۹۸ - ۱۵)

(۸) تو انکی اطاعت نکر جو ذلیل هیں اور قسمیں بہت کهایا کرتے هیں ' جو عیب جو اور غماز هیں جو اسلیے که صاحب فرزند و مال هیں ' نیکی سے لوگوں کو روکتے هیں ' جو حد سے متجاوز هیں ' جو گنهگار هیں ' اور جو بد نهاد و بد اصل هیں ' اونکو جب هماری آیتیں پڑهکر سنائی جاتی هیں تو (نے پروائی سے) کہتے هیں که یهه اگلوں کی کہانیاں هیں -

(۹) ومایکذب به الا کل معتد اثیم ' اذا تتلی علیه ایاتنا قال اساطیر الاولین (۸۳ - ۱۳)

(۹) قران کی تکذیب وهی کرتے هیں جو ظالم اور گنهگار هیں ' اونکو جب هماری آیتیں پڑهکر سنائی جاتی هیں تو کہتے هیں که یهه اگلوں کی کہانیاں هیں -

(خلاصه)

قران مجید کی ان آیات کریمه سے صاف ظاهر هوتا هے که اساطیر کسی کتاب دینی کا نام نہیں هے ' جس سے قران ماخوذ هو ' بلکه کفار کا اس سے مقصود نہیں تو یه هے که اسمیں قصے اور کہانیوں کے سوا اور کچهه نہیں ' اور نہیں یه مقصود هے که قیامت معاد اور حیات بعد الموت ' کچهه معقول بات نہیں - صرف اگلوں کی بیهوده کہانی هے - جس پر پرانے لوگ اپنی بیوقوفی سے یقین رکهتے تهے -

بد قسمتی دیکهو که یه بعینه وهی اعتقاد فاسد هے جو کبهی کفار کا تها ' اور آج ان مسلمان متقرنجین کا هے جو قیامت کے دن پر یقین نہیں رکهتے ' جو خدا کے ظهور جلال کے منکر هیں ' جو اعمال کے مواخذه سے بے پروا هیں ' مرنے والو ! کیا موت تمهیں کبهی نه آئیگی ؟ هاں ایک بار آئیگی ' جسکے بعد تمکو زنده چهوڑ کر پهر کبهی نه آئیگی :

قد خسر الذین کذبوا بلقاء الله حتی اذا جاءتهم الساعة بغتة ' قالوا یاحسرتنا علی مافرطنا فیها ' وهم یحملون اوزارهم علی ظهورهم ' الا ساء ما یزرون ' و ما الحیوة الدنیا الا لعب و لهو ' و لالدار الاخرة خیر للذین یتقون ' افلا تعقلون (الانعام رکوع ۳)

جو قیامت کے منکر هیں وه یقیناً نقصان اٹهائینگے - جب نا گہاں وه گهڑی آجائیگی تو حسرت سے کہینگے ' اس گهڑی کی نسبت هماری سست اعتقادی پر افسوس (خاموش ! که اب افسوس و حسرت کا وقت نہیں) آج اونکی پشت گناه کے بوجهه سے گراں هے - کیا برا بوجهه هے - معرورو ! تم جس دنیا کی زندگی پر مغرور هو اسمیں لهو و لعب کے سوا اور کیا دهرا هے - دار آخرت نیک لوگوں کیلیے بہترین محل اقامت هے ' نادانو ! کیا نہیں سمجهتے ؟

وثائق وحقائق

نفس انسانی کا ناقابل پیمایش عمق

[از ادیب فاضل خواجه ابو العلاء ندوي]

(مترجم از نوا لیچ)

(۱)

غالباً همیشه سے ارباب تفکر کو یه شک هے که هم (نوع انساني) جسقدر بڑے معلوم هوتے هیں' اس سے زیادہ بڑے هیں - یه خیال اولاً تو همارے فدرتی غرور' اور اگر اسکی تعدیر نرم و عنایت آمیز الفاظ میں کي جاے تو همارے امیدوں' خواهشوں' اور حوصلوں کي خوشامد کرتا هے - اسکے علاوہ یه ایک مهمان نواز پناه گاه هے - جهاں مصائب و شدائد کے وقت' جو همارے پابندیوں کا نتیجه هیں' همیں بکثرت هوا اور وسیع گنجایش ملتي هے -

اس خیال کا اظهار گونه گونه شکلوں میں بهت سے مواقع پر هوا هے - انجیل میں انسانوں کا ذکر خداوند کي حیثیت سے کیا گیا هے - مسیحي متکلمین نے خدا اور انسانوں کو ملا دیا هے' اور پھر یه صرف کسی فقید المثال موقع پر بنده هو جانه - افلاطون کي "جمهوریت" میں روح انساني آسماني سلطنتوں سے آتي هے' اور دریاے لیتھی (Lethe یونانی میتھولوجي میں ایک دریا هے' جو شخص اس دریا کا پاني پیتا هے اسے حافظے سے تمام باتیں محو هو جاتي هیں) اسکا پاني پیکر اپنے تمام گذشته تجربات کو بھول جاتا هے -

یه نظریه هندوں کے یهاں بعض تعلیمات سے بهت مشابه هے -

اس خیال کي موجوده بلند پایه تعبیر وه هے جو ورڈس ورتھ نے Words worth اپنے قصیدے (ode) میں کی هے - چنانچه وه کهتا هے :

هم خدا کے پاس سے آتے هیں جو همارا گهر هے' یه بالکل فراموشی کے عالم میں اور نه همه تن عریانی کی حالت میں بلکه عظمت و شان کے بادل اپنے پیچھے لهیچتے هوے -

یهي شاعر ایک اور سانٹ کو (انگریزي نظم کی ایک قسم هے) اس نظیر الاستشهاد فقره پر ختم کرتا هے "هم محسوس کرتے هیں که اپنے آپ کو هم جسقدر بڑا سمجهتے هیں اس سے زیادہ بڑے هیں"

اب تک یه خیالات فلاسفه' شعرا' اور انبیا کي قلمرو میں داخل سمجهے جاتے تهے' مگر گذشته ربع صدي یا اس سے کم و بیش عرصه میں انهوں نے ارباب علم (سائنس) کي توجه پر استحقاق کے دعوي پر دعوے کیے هیں' اور اس باب میں انهیں ایسے واقعات سے مدد پر مدد ملي هے جو اصلي هیں اور علمی (سائنٹفک) طور پر مشاهده میں آتے هیں -

(۲)

اگر درحقیقت همارے اندر کوئي ایسي جسماني یا دماغی شے هے جو همارے روح یا نفس سے خارج هے جیسا که همیں خود آگهي (Self consciousness) کي حالت میں محسوس هوتا هے تو اسے هم کیونکر دریافت کرسکتے تهے ؟

یه ایک سوال هے جس کا جواب گونه گوں واقعات کا دلچسپ اور پھر ان سے نتائج مستنبط کرینگا -

(اوساس مخفي)

اگر یک چهوٹی سی مکهي همارے هاتهه کی پشت پر چلتي هے تو اسکي رفتار همارے احساس میں کسي قسم کا هیجان پیدا نهیں کرتي' بلکه اسکي رفتار محسوس نهیں هوتي - لیکن اگر ایک کے بجاے چهه هوں تو وه همیں ضرور محسوس هونگي - تو گویا "لاشے" جب چهه گونه هو تو اس سے "شے" پیدا هوجاتي هے یا یوں کهیے که احساس کی ایک مقرره مقدار ایک محرک سے پیدا هوتي هے' لیکن جب اس محرک میں سے پانچ سدس (چهٹا حصه) کم کرلیے جائیں تو احساس کے ایک سدس باقی رهنے کے بجاے کچهه بهي نهیں رهتا -

بالفاظ دیگر ایک دهلیز هے بظاهر اس دهلیز کے نیچے ایک محرک کوئی احساس پیدا نهیں کرتا' لیکن همارا قیاس هے که یه محرک گو "محسوس" احساس پیدا نه کرسکے' مگر ایک غیر محسوس اور مخفي احساس (Subliminal Sensation) ضرور پیدا کرتا هے -

هم میں اوراي ایسي شے ضرور هے جو ایک مکهي کو بھی محسوس کرتي هے گو معمولي نفس اسے محسوس نهیں کرتا - یه شے حواب مقناطیسي کے مختلف تجربات سے ظاهر هوئي هے جسمیں بقول پروفیسر جیمس (Prof James) اشیاء سطح عدم پر آجاتی هیں - (پروفیسر موصوف نے خاص الفاظ "on tap" هیں) "آگهی" (Consciousness) ایک اسپیکٹرم بینڈ هے (Spectrum-band) ایک آله هے جسمیں نور کے وه الوان مدغم بھی آجاتے هیں' جنکو یوں نظریں نهیں دیکهسکتیں) جسطرح روشني کی بهت سي ایسي شعاعیں هیں جنکو آنکهیں نهیں دیکهسکتیں' اسیطرح بهت سے احساسات هیں جن سے معمولي طور پر هم آگاه نهیں هوتے' مگر روشنی کي ان غیر مرئي شعاعوں کی طرح وه بھی اس احساسات کے اس اسپیکٹرم بینڈ (احساس مخفي) میں اور آتے هیں -

(ادراک مخفي)

ادراک مخفي (Subliminal Intellection) کے لیے بکثرت شهادت موجود هے - اس میں دو سک هي نهیں که هم میں ایک ایسی قوت موجود هے جو "معمولی آگهي" کی بعض لاعلمي میں سوپچتي هے' دلائل قائم کرتي هے' اور پھر انکے نتائج نکالتی هے - اس نقطه بحث کے متعلق ڈاکٹر برمیویل (پورا نام Dr. J. Milne Bramwell هے) کے تجربات سب سے زیاده حیرت انگیز هیں - ڈاکٹر موصوف نے اپنے معمولوں کو حکم دیا که وه فلاں کام اپنے خواب سے بیدار هونے کے اتنی دیر کے بعد کریں - مثلاً یه که کاغذ کے ایک پرزے پر چیلک لگائیں - بیداري کي معمولی حالت میں تو معمول کو حکم کا ذرا بھي علم نه تها مگر ایک مخفي طبقه دماغ (Mental stratum) اس سے باخبر تها' اور وقت مقرره کا انتظار کررها تها - جب اسے محسوس هوا که وقت مقرره آگیا هے تو اس نے معمول سے وه حکم پورا کرالیا - وقت مقرره کي مقدار منٹوں سے لیکر مهینوں تک تهي - مثلاً ایک دفعه ڈاکٹر موصوف نے اپنے ایک معمول سے کها که تمهیں فلاں وقت یه معلوم هوگا که جیسے کاغذ کے پرزے پر چیلک بنانے کے لیے کوئي مجبور کررها هے اور تم بناوگے - اسکے ساتهه انهوں نے وقت بھي بتادیا - چنانچه انهوں نے

کہا کہ یہ واقعہ ۲۴ گھنٹے اور ۲۸۸۰ منٹ پر ہوگا - یہ وقت کا تعین بھی منجملہ اسباب اصلیہ کے ہے- یہ حکم اٹھارویں دسمبر یوم شنبہ کو ۳ بجکے ۴۵ منٹ پر دیا گیا تھا' اور اکیسویں دسمبر کو ٹھیک ۳ بجکے ۴۵ منٹ پر اسکی تعمیل ہوئی - دوسرے تجربوں میں ۴۴۱۷' ۸۶۵۰' ۸۷۰۰' ۱۱۴۷۰' ۱۰۰۷۰ منٹ کی مدت مقرر کی گئی تھی - ان تمام احکام کی تعمیل عین وقت پر ہوئی -

ہم میں سے اکثر اشخاص کی طرح معمول بھی بیداری کے عالم میں اس قابل نہ تھا کہ وہ دماغی طور پر حساب لگا کے معلوم کرسکتا کہ یہ مدت کب ختم ہوگی ؟ مگر طبقہ خواب مقنا طیسی (Hypnotic stratum) اس قابل ضرور تھا' اور وہ اس امر کی ضمانت کرسکا کہ جونہی وقت مقررہ آئیگا' فوراً حکم کی تعمیل ہوجائیگی - ایک تجربہ میں یہ وقت رات کو آیا' معمولہ نے (اس تجربہ میں معمول ایک عورت تھی) ٹھیک اسی وقت چیلک کا نشان کاغذ کے ایک پرزے پر بنایا جو اسکے پلنگ کے پاس پڑا تھا - بظاہر وہ اسوقت بیدار نہیں ہوئی کیونکہ جب وہ اٹھی ہے تو اسے چیلک بنانا یاد نہ تھا (۱)

اس بنا پر ہم کہسکتے ہیں کہ صرف یہی نہیں کہ نفس کا ایک ایسا مخفی حصہ ہے جو حساب لگا سکتا ہے' بلکہ یہ حصہ عالم بیداری کی " معمولی آگہی " سے بہتر حساب لگا سکتا ہے -

اسی طبقہ خواب کے عجیب و غریب سوالات کے حل پر غور کرنے سے نکلتا ہے - بارہا دیکھا گیا ہے کہ ان عجیب المواہب اشخاص — (یعنی وہ لوگ جنہیں قدرت نے عجیب - غریب دماغی قوی عطا کیے ہیں) چند سیکنڈ کے بعد ایسے سوالات حل کردیتے ہیں جن کے لئے معمولی علمیہ یافتہ اشخاص کی عقلیں خیرہ رہجائیں اور متوسط درجہ کے حساب داں کو بھی انکے حل میں کاغذ ' پنسل' اور جلد جلد حساب لگانے کے باوجود نصف گھنٹہ لگے - تاہم یہ عجائب المخلوقات لوگ (جنکا وجود خلقت انسانی کی عبارت میں بطور جملۂ متعرضہ کے ہے) جیسے بکسٹن (Buxton) داس (Dase) مانڈیو (Mandeux) ذرا نہیں بتا سکتے کہ وہ کیونکر اسقدر جلد حساب لگا لیتے ہیں؟ کیونکہ وہ جو کچھہ کرتے ہیں دانستہ نہیں کرتے بلکہ سوالات کو اپنے نفس کے اندر اترے دیکھتے ہیں اور اسکے بعد اندر سے جواب کے آنے کے منتظر رہتے ہیں - یہ ایسا ہی ہے جیسے کہ پلم پڈینگ کو (ایک قسم کا انگریزی کھانا ہے) گرم چشمہ میں جوش دینے کے لیے رکھیے ' یا بکری کے بچے کو چاگو مشین میں ڈالیے کہ اندر جاتا ہوا تو بکری ہے مگر نکلنا سبزسا ہے ! درمیان کی تمام کارروائی ہم سے پوشیدہ رہتی ہے - علی ہذا حساب بھی " معمولی آگہی " کی دہلیز کے نیچے ہی لگتا ہے !

(حافظۂ مخفی)

تجارب خواب مقناطیسی کے نتائج ' اور شکستہ شخصیتوں کے تشخیصی حالات کا مطالعہ اس امر کے اثبات کے لیے کافی ہے کہ معمولی حافظے سے حافظۂ مخفی (Sublimnal-memory) کا وسیع تر ہونا سوال کی سرحد سے باہر ہے -

بہت سی باتیں جو ہم " بھول جاتے ہیں " معلوم ہوتا ہے کہ سرک کے " دہلیز " کے نیچے آ رہتی ہیں ' اور اسطرح گو ہماری " معمولی آگہی " کے لیے وہ " گم شدہ " ہوجاتی ہیں مگر خواب مقناطیسی کی ان تک رسائی ممکن ہوتی ہے - یا یوں کہیے کہ عالم خواب میں جب خود " آگہی " غائب اور دوسرے طبقات نفس کارفرما ہوتے ہیں تو یہ " گم شدہ " چیزیں پھر واپس آجاتی ہیں - یا پھر وہ لوح صغیر (Planchette) (۱) کی ایک غیرارادی Automaic (۲) تحریر کی صورت میں منتقل ہوجاتی ہیں - چنانچہ حال کے ایک واقعہ میں جسکی اطلاع سوسائٹی فور فزیکل ریسرچ کو دی گئی ہے' ایک کاتب غیر ارادی (Automist) اور ایک " روح " کے سلسلہ محاورات تھا جو اپنے آپ کو (Blanche Pnoyings) کہتی تھی' اور جسنے ایسے تاریخی واقعات کی تفصیل بیان کرنی تھی جس سے یہ شخص خود واقف نہ تھا - بعد کو معلوم ہوا کہ یہ روح ایک ناول کا کیریکٹر ہے جسے عرصہ ہوا اس لکھنے والے نے پڑھا تھا' اور یہ تمام تفصیل اسمیں موجود تھی - یہ شخص اس کو بھول گیا تھا مگر وہ سرک کے " دہلیز " کے نیچے آگئی تھی - مخفی طبقات نے انہیں محفوظ رکھا تھا اور جب ایسا سوراخ کیا گیا جو آگہی کی بالائی سطح سے پار ہوگیا (یعنی " آگہی " کا پردہ بیچ سے ہٹ گیا) تو پھر ان طبقات نے اسے غیر ارادی تحریر کے ذریعہ حاضر کردیا !

(جذبات کا ہیجان مخفی)

جذبات کا مخفی ہیجان (Sublimnal Emotion) بھی ایک حقیقت ہے اگرچہ شاید بہت کم قابل ثبوت ہے - ضروری شہادت کی ایک دلچسپ مثال وہ واقعہ ہے جو حال ہی میں ہوئے مسز ویرل کو غیر ارادی تحریر کے ایک نمونہ میں پیش آیا تھا - (مسز ویرل کیمبرج میں السنہ قدیمہ کی خطبہ یعنی کلاسکل لیکچرر ہیں اور ایڈ (Psyche) کی مترجمہ ہیں - انکے مرحوم شوہر انگریزی پروفیسر شپ موسومہ بادشاہ ایڈورڈ ہفتم پر مامور تھے) مسز موصوفہ جب اپنی نیم آگہی (Semi-consciousness) کے عالم سے نکلیں جسمیں کہ وہ بلا ارادہ (Automacically) لکھ رہی تھیں تو باوجودیکہ انکے جذبات میں حددارانہ ہیجان (Conscious emotion) نہیں ہوا تھا ' مگر پھر بھی انکے رخسارے سرشک آلود تھے - امتحان

---

[۱] جاندار اور بیجان چیزوں میں ایک وجہ امتیاز یہ ہے کہ جاندار چیزوں کے کام ارادہ اور علم کی حالت میں ہوتے ہیں - لیکن بیجان چیزوں کے کسی ایک کام میں بھی ارادہ یا علم کو دخل نہیں ہوتا - موٹر کراف اور انسان ' دونوں بولتے اور دونوں کی گفتگو معنی خیز اور قابل فہم ہوتی ہے ' اور بعض بہتر قسم کے موٹر کرافوں کی تو یہ حالت ہے کہ اگر سننے والے کو معلوم نہ ہو کہ موٹر کراف بول رہا ہے تو وہ بھی سمجھتا ہے کہ کوئی انسان بول رہا ہے - مگر انسان کے بولنے میں علم و ارادہ کو دخل ہوتا ہے اور موٹر کراف کے بولنے میں نہ ارادہ ہوتا ہے اور نہ علم - اسی لیے ایک آہ کرنا اور دوسرا صرف آہنگ سار ہے -

لیکن کبھی ایسا ہوتا ہے کہ انسان اپنی اس حرکت سے علحدہ ہوجاتا ہے - وہ سب کچھہ وہی کرتا ہے جو پہلے کرتا تھا ' مگر اسکی اس حالت کے تمام حرکات و سکنات کا شمار اب جاندار کے حرکات و سکنات میں نہیں ہوتا - وہ اسوقت بالکل ایک مشین کی طرح ہوتا ہے جو کو اب جاندار کی طرح کام کرتی ہے مگر زندگی کی اصلی صریحہ یعنی علم و ارادہ سے محروم ہوتی ہے -

کچھہ انسان ہی کی خصوصیت نہیں - یہ حالت دوسرے جانداروں کی بھی ہوتی ہے - کوئی جاندار شے جب اس حالت میں ہو تو اسکو (Automaton) کہتے ہیں اور اس حالت کے حرکات و اعمال کو (Automatic) - آٹو میٹن کا لفظی ترجمہ خود رو ہے لیکن ہماری زبان میں خود رو دوسرے معنی میں مستعمل ہے - عربی میں آٹو میٹن کا ترجمہ متحرک بلا ارادہ ہوا ہے - اسی حالت میں آٹو میٹک کا ترجمہ غیر ارادی کیا جاسکتا ہے -

[۲] یہ ایک فرانسیسی نژاد لفظ ہے جسکے لغوی معنے چھوٹا سا تختہ ہیں اصطلاح میں ایک خاص قسم کی تختی کو کہتے ہیں - یہ ایک قلب نما یا مثلث کا تختہ ہوتا ہے - اسکے نیچے تین پائے لگے ہوئے ہیں - ان پایوں میں دو پہیے لگے ہیں اور ایک نوکدار پنسل - جب پنسل کے بالائی سرے پر ہاتھہ رکھا جاتا ہے تو وہ خود چل اٹھتی ہے اور پنسل کی رفتار سے نیچے کے نقوش بنتے جاتے ہیں - خواب مقناطیسی کے معمول کو بھی تختی کی عربی میں اسکا ترجمہ " لوح صغیر " ہوا ہے جو اصل لفظ کا مفید ترجمہ

الاسلام

الحرية في الاسلام

حریت اور حیات اسلامی

قران حکیم کي تصریحات

یا ایها الذین آمنوا کونوا قوامین بالقسط شهداء لله ولو علي انفسکم او الوالدین والاقربین (نساء)

مسلمانو ! تم انصاف پر قائم اور (زمین میں) خدا کے گواہ رهو ' گو یه گواهي خود تمهارے اپنے نفس یا والدین یا عزیز و اقارب کے خلاف هي کیوں نهو -

اگر یه سچ هے که قومي زندگي کي جان اخلاق هے تو یه بهي سچ هے که اخلاق کی جان حریت راے ' استقلال فکر ' اور آزادي قول هے - لیکن اخلاق ملي کی یه روح مهالک و خطرات کي موت سے گهبراتي هوئی هے : حفت الجنة بالمکاره - اس آب حیات کے حصول کیلیے زهر کا پیاله بهي پینا پڑتا هے : الموت جسر الي الحیاة !

قوم کے نظام اخلاق و نظام عمل کیلیے اس سے زیادہ کوئی خطرناک امر نهیں که موت کا خوف ' شدائد کا ڈر ' عزت کا پاس ' تعلقات کے قیود ' اور سب سے آخر قوت کا جلال و جبروت ' افراد کے افکار و آرا کو مقید کردے - انکا آئینهٔ ظاهر ' باطن کا عکس نهو ' انکا قول انکے اعتقاد قلب کا عنوان نهو ' انکی زبان اونے دل کی سفیر نهو - یه وهي چیز هے جسکو اسلام کی اصطلاح میں " نفاق " اور " کتمان حق " کهتے هیں اور جس سے زیادہ مکروہ اور ممنوع شے خداے اسلام کي نظر میں کوئی نهیں - اسلام کی بے شمار خصوصیات میں سے ایک خصوصیة کبری یه هے که اسکی هر تعلیم موضوع بحث کے تمام کناروں کو محیط هوتي هے - هم نے نورات کے اسفار دیکهے هیں ' زبور کي دعائیں پڑهی هیں ' سلیمان (ع) کے امثال نظر سے گذرے هیں ' یسوع کي تعلیمات اخلاقیه کے وعظ سنے هیں - هم نے ان میں هر جگهه خاکساري ' انکساري ' تحمل طلم ' درگذر ' مسامحه ' اور عفو و کرم کے ظاهر فریب اور سراب صفت مناظر کا تماشا دیکها هے ' لیکن کیا ان میں ان اصول اخلاق کا بهی پته لگتا هے جو قوموں میں خود داري ' سر بلندي ' اور حق گوئي کا جوهر پیدا کرتے هیں ؟

جنکي نظر میں بمقابلهٔ حق ' آقاؤ غلام ' بادشاه و گدا ' عالم و جاهل ' قریب و بعید ' اور سب سے بڑهکر یه که خود اپنا نفس اور غیر ' سب برابر نظر آتا هے ؟ جنکی راستگوئي ' حریت پسندي ' اور حق پرستي کي عروة الوثقی کو نه تو تلوار کاٹ سکتي هے ' نه آگ جلا سکتي هے ' اور نه محبت و خوف کا دیو توڑ سکتا هے ؟

فقد استمسک بالعروة الوثقی التي لا انفصام لها (بقره)

کیونکه اوسنے وه مضبوط قبضه پکڑا هے جسکے لیے کبهي ٹوٹنا هے هي نهیں -

اسلام ایک طرف مسلمانوں کی تعریف یه بتاتا هے که :

المسلم من سلم المسلم من لسانه و یده (بخاري)

مسلمان وه هے جسکے هاتهه اور زبان سے مسلمانوں کو تکلیف نه پهونچے -

دوسري طرف مسلمانوں کي حقیقت یه ظاهر کرتا هے که اگر خدا و شیطان ' حق و باطل ' معروف و منکر ' اور خیر و شر کا مقابله هو تو وه رضاے خدا ' نصرت حق ' امر معروف ' اور دعوت خیر کیلیے :

لا یخافون لومة لائم (مائده)

آسمان کے نیچے کي کسي هستي کي پروا نهیں کرتے !

عزت سراے دهر میں حق کا ٹهکانا صرف ایک مسلمان هي کا سینه هونا چاهیے ' لیکن کیا بد بختي هے که آج همارے سینے باطل کا نشیمن ' همارے دل نفاق کا مامن ' اور همارا باطن اخفاے حق کا ملجا بنگیا هے ' حالانکه هم وهي هیں جنهیں حکم دیا گیا تها که :

کونوا قوامین بالقسط شهداء الله (نساء)

دنیا میں خدا کے گواه رهیں -

لم تقولون ما لا تفعلون ؟

اونکا قول و عمل همیشه برابر هو :

تخشی الناس و الله احق ان تخشاه

اونکا دل اور زبان همیشه ایک هو ' جنکو خدا کے سوا کوئي هستي مرعوب نهیں کرسکتي -

(تسامح اور قبول حق)

عفو و درگذر ' عیب کو ڈهانکنا ' خطاؤں سے چشم پوشي کرنا ' یه سب سے ایک بهترین وصف هے ' لیکن اگر کسي شهر کي پولیس ان مسامحانه اخلاق پر عمل شروع کردے تو بڑے بڑے مجرموں کي طاقت سے مرعوب هوکر اپنے فرائض میں کوتاهی کرے تو اسکا نتیجه یه هوگا که تهوڑے هي دنوں میں نظام و امن درهم و برهم هوجائیگا ' اور معمورهٔ شهر مثل ڈهیر بن جائیگا - هر آزاد راے اور هر الفکر انسان خدا کي آبادي کا زوال هے - اوسکا فرض هے که هر غلط رو کو روکدے ' هر خطا کار کو ٹوکدے ' اور حمایت حق و نصرت خیر کیلیے همه تن آماده رهے تاکه حق و باطل کے جور و ستم سے اور نور ظلمت کے حمله سے محفوظ رهے ' اور سوسائٹي کا شیرازۂ نظام منتشر نهو جاے -

شریعت اسلامیه نے اسي خاص فرض کا نام امر بالمعروف اور نهي عن المنکر قرار دیا هے ' اور ملت اسلامیه کا خاص وصف یه بیان کیا هے که :

کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف

تم بهترین قوم هو جو دنیا میں لوگوں کیلیے نمونه بنائي گئي - اچهي باتوں

[بقیه مضمون صفحه ۱۳ کا]

کرنے پر معلوم هوا که تحریر میں دو دوستوں کا تذکره هے جنهیں نهایت غمناک حالات میں موت آئي تهي - لیکن خود مسز ریرل نے جب تک اپني تحریر نهیں پڑهي ' اسوقت تک وه اسکے مضمون سے واقف نه هوئیں - اِس سے ظاهر هے که نفس کا کوئی حصه صرف یهي نهیں کرتا که خبردارانه هدایت Camacious direction کے بغیر سونچنا ' یاد کرنا ' اور انگلیوں کو لکهواتا هے ' بلکه بغیر اسکے که نفس آگاه Canscious mindy کو سبب معلوم هو ' وه آنکهوں سے آنسو کے دریا بهي بهادیتا هے ! (دیکهو رولداد سوسائٹي فور فزیکل ریسرچ ۲۰ صفحه ۱۵)

(باقي آینده)

ر تنهون عن المنكـــر — کي هدايت کرتے هو ارر بري باتوں سے منع کرتے هو -

ولتكن منكم امة يدعون الى الخير ر يـامـرون بالمعرف ر ينهون عن المنكر ر اولئك هم المفلحون (ال عمران) — تم میں ایک گروہ ایسا هونا چاهیے جو لوگوں کو نیکی کي دعوت دے' اچھی باتوں کي هدايت کرے ' بري باتوں سے روکے ' ارر يهي گروہ کامیاب هے -

(ایک شبهـه کا ازالـه)

غلط هے جو یه سمجھتے هیں که صداقت ارر حقگوئي ' امر بالمعرف ارر نهي عن المنكر ' دعوت الى الخير ارر منع عن الشر کے سلسله میں اگر دوسروں کے حرکات ر افعال کا نقد کیا جاے تو رہ ارس تجسس احوال غیر کا ملزم هوگا جسکو قران نے منع کیا هے :

يا ايها الذين آمنوا اجتنبوا كثيرا من الظن ان بعض الظن اثم - ولا تجسسوا ولايغتب بعضكم بعضا - ايحب احدكم ان ياكل لحم اخيه ميتاً فكرهتموه ؟ واتقوا الله - ان الله تواب رحيم (حجرات) — مسلمانوں ! بهت بدگمانیاں کرنے سے اجتناب کیا کرو ! دوسروں کے حالات کي جاسوسي نکیا کرو ' ایک دوسرے کي پیچھے میں بدگوئي نه کرو ! کیا تم پسند کرتے هو که کسي بھائي کي لاش پڑي هو ارر تم ارسکا گوشت نوچ نوچ کھاؤ ؟ کیا تمکو گھن نه آئیگي ؟ خدا کا خوف کرو که خدا توبه قبول کرنے والا ارر رحمت والا هے -

لیکن اس سے مراد رہ شخصي حالات هیں جو امور دین ارر مصالح ملت میں موثر نهوں ' ورنه فریضهٔ امر معروف ارر نهي منکر کیلیے کیا چیز باقي رهجائیگي ؟ ارر معاشرت کي اصلاح ' معائب کے ازالہ ' ارر منکرات کے ابطال کیلیے کونسا هتیار همارے پاس هوگا ؟ اگر همارے عظماے محدثین حدیث میں رراۃ کے معائب ر اخلاق کي تنقید نکرتے ارر حق کے مقابله میں بڑے بڑے ارباب عمائم ارر جبا برؤ حکومت کے زور ر قوت سے مرعوب هوجاتے تو کیا آج همارے پاس اقوال حسقه کے بجاے صرف رراۃ کے ذبه کا ایک ذهیر نهوتا ؟

اس سلسله میں همکو یه بھي بالاعلان کهنا چاهیے که سب سے پهلی هستي جس سے سب سے پهلے محاسبه کرنا چاهیے ' جسکے افعال کي سب سے پهلے تنقید کرني چاهیے ' جسکے معائب کي سب سے پهلے مذمت کرنی چاهیے ' رہ خود اپني هستي هے - بهادر رہ نهیں هے جو میدان قتال میں دشمن سے انتقام لے - جب تم کسي دوسرے کي اخلاقي صورت کي هجو کر رهے هو تو ذرا اپنے دل کے آئینه میں بھی دیکھه لو که خود تمهاري صورت تو ویسي نظر نهیں آتي ؟ جب حق کے اظهار کیلیے تمهاري زبان دلائل کا انبار لگا رهي هو تو جهانککر دیکھه لو که کهیں تمهارے خرمن دل میں تو یه جنس موجود نهیں هے ؟ کیونکه :

لم تقولون ما لا تفعلون ' — کیوں کهتے هو جو تم خود کرتے نهیں ؟ (الصف) -

كبر مقتاً عند الله — خدا کو یه بات نهایت ناپسند هے

ان تقولوا ما لا تفعلون — که جو تمهارا قول هو رہ فعل نهو - (الصف)

اتامرون الناس بالبر ونسون انفسكم (بقرہ) — تم دوسروں کو تو نیکی کي بات بتاتے هو لیکن خود اپنے کو بھول جاتے هو ؟

اسلیے مسلمان کا ظاهر ر باطن ایک هو - رہ زبان سے جسکا اقرار کرتا هو دل سے ارسکا اعتقاد بھي رکھتا هو ' ورنه رہ منافق هے جو :

يقولون بافواهم مالیس في قلوبهم (آل عمران) — منه سے رہ بات کهتا هے جو ارسکے دل میں نهیں هے -

(حریت راے ارر قبول حق کي تعریف)

حریت راے ارر قبول حق کیا شے هے ؟ اسکا جواب آیات سابقه نے بتایا هے - یعني جو بات حقیقتاً صحیح هو - دل سے ارسکا اعتقاد' زبان سے ارسکا اقرار' ارر هاتھه سے ارسپر عمل - اگر غلطی سے حق کي ماهیت ارس سے مخفي هو تو جب ارسکا علم هو اپني غلطیوں کا اعتراف کرلے - غیر اگر اس حق کا معارض ارر اس صداقت کا دشمن هو تو ارسکي عظمت ر جبروت سے ارسکے هاتھه میں رعشه ' ارسکے پاؤں میں لغزش ' ارسکي زبان میں لکنت ' ارر ارسکے قلب میں خوف نهو - سوسائٹي کي شرم ارر اقارب ر احباب کی محبت ارسکی زبان حق کو ارر ارسکے دست صداقت شعار کو بیکار نکردے - دولت ر مال کی حرص ارر عزت ر جاه کی طلب ارسکی جادۂ حریت پرستی ارر راہ صداقت پسندي میں سنگ گراں بدستور حائل نهو - اغراض ذاتي ارر هواے نفسانی کے سحر سے مسحور نهو - رضاے خدا ارر طلب حق کے سوا ارسکا کوئی مطلوب نهو که مذهب حق پرستي میں یهی سرّ هے : ر ان الشرك لظلم عظيم -

(هر مسلمان کو فطرتاً آزاد ر حق پرست هونا چاهیے)

هر مسلم موحد هے ارر هر موحد آستانهٔ احدیت کے سوا تمام آستانوں سے بےنیاز ارر واحد القهار کے سوا هر هستي سے بے خوف هے' اسلیے رہ فطرتاً اپنے کسي قول ر فعل میں آزادي ر حقگوئي سے نهیں ڈرتا - صحابهٔ کرام کو دیکھو که یه خاک نشیں قیصر ر کسری کے دربار میں بے دهڑک جاتے هیں ' ارر قاقم ر حریر کی مسندوں کو آلتے کو زمین پر بیٹھه جاتے هیں - رہ فرش دربار جو روم ر ایران کا سجدہ گاہ تها ' برچھی کي انی ارر گھوڑوں کے سموں سے ارنکے جبروت ر استبداد کے پرزے ارڑا دیے گئے - جن درباروں میں زبان کي حرکت بھي سوء ادب نهي ' وهاں حمایت حق کیلیے تڑتڑ هوے قبضے ارر چتهڑوں سے بفعتهي هوئي تلوار جنبش میں آجاتي هے ! ارر پھر کیوں ایسا نه هو جبکه ایک موحد کا اعتقاد یه هے که " لا ناقع ولا ضار الا الله " خدا کے سوا نفع ر ضرر کسي کے هاتھه میں نهیں -

(هر مسلم خدا کا گواه صادق هے)

هر مسلم خدا کي طرف سے دنیا میں ایک گواه صادق ارر شاهد حال هے که :

وكذلك جعلناكم امة وسطاً لتكونوا شهداء على الناس (بقرہ) — خدا نے تمکو ایک شریف قوم بنایا هے تا که لوگوں پر گواه رهو -

کیا ارس سے زیادہ کوئي بدبخت هوسکتا هے ' جسکو خدا کے محکمهٔ عالم میں اپني طرف سے گواه بنا کر بھیجا هو ارر رہ اس حق کی گواهی سے خاموش رهے یا ارسکے اخفا کی کوشش کرے ؟

ر من اظلم ممن كتم شهادة عنده من الله (بقرہ) — ارر ارس سے بڑھکر کون ظالم هوگا ' جسکے پاس خدا کي کوئي گواهي هو ارر رہ ارسکو چھپاے ؟

کیونکه مسلم کے خدا کا حکم هے که :

ولا تكتموا الشهادة (بقرہ) — شهادت ربانی کا اخفا نکرو !

(اداے شهادت رباني ارر حریت راے ایک شے هے)

پس جو شخص شهادت رباني کا اخفا نهیں کرتا ' ارر خدا کي طرف سے جو علم ارسکے قلب میں القا کیا گیا هے رہ علی الاعلان ارر بلا خوف لومه لائم ارسکا اظهار کرتا هے ' رهي هے جسکو دنیا صادق

اللهجه ' مستقل الفکر ' حر الضمیر ' اور آزاد گو کہتی ہے - پھر کیا جو شخص حر الضمیر اور آزاد گو نہیں ' وہ ' وہ نہیں جو شہادت کو چھپاتا ہے اور حق کی گواہی سے اعراض کرتا ہے ؟ حالانکہ وہ وجود اقدس جو عالم الغیب و الشہادۃ ہے ' بتصریح فرماتا ہے :

یا ایها الذین آمنوا کونوا	مسلمانو ! انصاف پر مضبوطی سے
قوامین بالقسط شهداء	قائم رهو اور خدا نیطرفسے حق کے
لله ولو علی انفسکم	شاهد رهو ' گو یہه شہادت خود تمہاری
او الوالدین والاقربین	ذات کے یا تمہارے اعزۂ و اقارب کے
ان یکن غنیاً او فقیراً	خلاف هی کیوں نہو ' اور وہ خواہ
فالله اولی بهما ' فلا	دولتمند هوں یا فقیر ' ادائے شہادت
تتبعوا الهوی ان تعدلوا	میں انکی پروا نکرو که خدا دونونکو
و ان تلوا او تعرضوا	بس کرتا ہے ' اور نه متبع هوی هوکر حق
فان الله کان بما	سے انحراف کرو - اگر تم بالکل انحراف
تعملون خبیراً (نساء)	نه کروگے یا دبی زبان سے شہادت دوگے

تو جان لو که خدا سے کوئی امر مخفی نہیں - وہ تمہارے هر عمل سے واقف ہے "

الله اکبر ! آج مسلمان خدا کے اتنے بڑے فرض کو بھولے هوے هیں ' وہ مسلمان جنکو صرف ایک سے ڈرنا تھا ' آج هر سے ڈرنے لگے هیں - وہ اظہار حق میں دولتمند سے ڈرتے هیں وہ شہادت جسکی حقیقت کو ہزار کی چند جھیٹتیں همارے دامن مقصود سے الجھی پڑ جائیں ' اے دولت کے دیوتاؤں سے ڈرنے والو ! کیا تم نے رزاق عالم کا یہ فرمان نہیں پڑھا ہے : نحن نرزقهم و ایاکم (الانعام) " هم هیں جو انکو اور تمکو ' دونوں کو رزق پہونچاتے هیں " ؟ وہ حمایت حق کیلیے کمزوروں کا ساتھہ نہیں دیتے - لیکن اے کمزوروں کی مدد نکرنے والو ! جانتے هو که کمزوروں کا سب سے بڑا مدد گار کیا کہتا ہے ؟

ونرید ان نمن علی الذین	هم ان لوگوں پر احسان کرنا چاهتے
استضعفوا فی الارض	هیں جو دنیا میں کمزور سمجھے
ونجعلهم ائمة ونجعلهم	گئے اور انہیں اب دنیا کا
الوارثین - (القصص)	پیشرو اور زمین کا وارث بنائینگے-

وہ حکومت کی تلوار سے ڈرتے هیں - مگر اے حکومت کی تلوار سے ڈرنے والو ! کیا تم نے نہیں سنا که حق پرستان مصر نے فرعون کو کیا کہا تھا ؟

فاقض ما انت قاض -	تو جو کر سکتا ہے وہ کر گذر ' اور تو بجز
انما تقضی هذه الحیوة	اسکے که همارے اس ذلیل دنیوی زندگی
الدنیا - (طه)	کو ختم کردے اور کرهی کیا سکتا ہے ؟

همارا دل کیوں آزاد نہیں ؟ هم حق کے کیوں حامی نہیں ؟ هم استقلال فکر کے کیوں عاشق نہیں ؟ تقلید اشخاص کی زنجیروں کو کیوں هم اپنے پاؤں کا زیور سمجھتے هیں ؟ هم طوق غلامی کو تمغاے شرف کیوں جان رهے هیں ؟ اسلیے که حسن اعتقاد کو هم نے معصومیت کی سدرۃ المنتہی تک پہونچا دیا ہے ' حالانکه ایک هی ہے (یعنی خدا) جسکی ذات هر نقص سے پاک اور هر خطا سے مبرا ہے ' اور ایک هی جماعت ہے (یعنی انبیا) جو گناهوں سے معصوم بنائی گئی ہے - اور پھر اسلیے که غیر کی محبت نے همارے احساس حق کو مسلوب کر لیا ہے ' حالانکه وہ جو سراپا محبت ہے ' اوسکی رضا جوئی میں هر محبت غیر همرتبۂ عداوت ہے - اور اسلیے که هم دنیا کے ذرہ ذرہ سے خوف کرتے هیں حالانکه ایک هی ہے جسکا آسمان و زمین میں خوف ہے - یعنی وہ ' جو دنیا کے ذرہ ذرہ پر قابض ہے - اور اسلیے که انسانوں سے همکو طمع خیر ہے ' حالانکه خیر کی کنجیاں صرف ایک هی کے هاتھہ میں هیں -

همکو اکثر عداوت اور ضد بھی حق لینے سے محروم کر دیتی ہے - حالانکه مسلم کا دل حق پرست اپنے نفس سے بھی انتقام لیتا ہے اور حق لینے دشمن کا بھی ساتھہ دیتا ہے -

(موانع حق گوئی)

هم نے بتایا که وہ کیا چیزیں هیں جو همارے زبان کو حق گوئی سے ' همارے پاؤں کو حق طلبی سے باز رکھتی هیں ؟ نا جائز حسن اعتقاد ' محبت باطل ' خوف ' طمع ' اور عداوت - قران مجید نے مختلف مقامات میں نہایت شدت کے ساتھہ ان موانع حریت اور عوائق حق کو بیان کیا ہے اور تنبیہ کی ہے که کیونکر هم ان سے محفوظ رہ سکتے هیں -

(ناجائز حسن اعتقاد)

حسن اعتقاد کوئی بری شے نہیں ' لیکن انبیا علیهم السلام کے سوا جو سفیر اوامر ربانی هیں ' کسی انسان کو اتنا رتبہ دینا که اوسکا هر قول و فعل آئین تسلیم اور معیار صحت هو ' درحقیقت شرک فی النبوت ہے - اعیان نرام کی عزت انسان کا ایک جوهر ہے ' لیکن یہه حق کسیکو نہیں پہونچتا که وہ همارے قلوب پر اس حیثیت سے حکمرانی کرے که وہ انسان کی ایک ایسی نوع هیں جنکے احکام دائرۂ انتقاد سے خارج اور معصف نشریع سے مبرا هیں - اور اگر یہه سچ ہے تو پھر اوس احکم الحاکمین کیلیے کیا رہ گیا ' جسکا اعلان ہے که ان الحکم الا لله (الانعام) حکومت صرف خدا هی کی ہے ؟ یہ خدا کے وہ نصاری تھے جو پوپ اور مسیحیوں کے احکام کو بلا حجت تسلیم کرتے تھے اور انکے اقوال و اعمال کو بری عن الخطا اور خارج عن النقد سمجھتے تھے ' یہ نہیں کہا :

اتخذوا احبارهم و رهبانهم	نصاری نے خدا کو چھوڑ کر اپنے عالموں
اربابا من دون الله	اور راهبوں کو خدا بنا لیا ہے -

(توبہ)

اور کیا قران نے انکو دعوت توحید اسطرح نہیں دی ؟

قل یا اهل الکتاب	اے آسمانی کتاب والو ! آؤ ایک امر جو
تعالوا الی کلمة سواء	هم میں تم میں اصولاً متفق علیه ہے '
بیننا و بینکم الا نعبد	اوسپر عمل کریں که هم صرف خدا هی
الا الله ولا نشرک به شیئاً	کو پوجیں ' اور کسیکو اوسکا شریک نه
ولا یتخذ بعضنا بعضاً	بنائیں ' اور نه خدا کو چھوڑ کر هم ایک
اربابا من دون الله	دوسرے کو خدا بنائیں -

(آل عمران)

ایک دوسرے کو خدا بنانا کیا ہے ؟ یہ ہے که هم اپنے قواے فکر کو معطل کر دیں ' اور حق و باطل کا معیار صرف اشخاص معتقد فیه کے غیر ربانی و غیر معصوم حکموں کو قرار دیدیں - همارے پچھلے چند صدیوں کا زمانه ایک بہترین مثال ہے ' جب هم پر رعب ناموں سے مرعوب هو جاے تھے ' اور جب هم حق و باطل کا معیار افراد کی شخصیت قرار دیتے تھے - تمام امور سے قطع نظر کرکے دیکھو که همارے علوم و فنون کو اس سے کتنا نقصان پہونچا ؟ هر علم و فن میں همارا وجود ' وجود معطل رہ گیا ' زبانیں تھیں لیکن بولتے نه تھے ' دل تھے مگر سمجھتے نه تھے - قید تحریر میں جو چیز آگئی وہ تدسیخ کے لائق نه تھی - هر کتابی مصلوق جو کسی خالق ممکن کی طرف منسوب تھی ' صداقت و معصومیت کا پیکر تھی - هر سابق العهد وجود انسانی ' بعد کے آنے والوں کی عقول و آرا پر حکومت کرتا تھا ' الغرض هر سابق هستی کا حکم اوس قدیم هستی کے حکم کیطرح تسلیم کیا جاتا تھا جسکی شان یہ ہے که :

لا یاتیه الباطل من بین	باطل نه اسکے آگے آسکتا ہے اور نه اسکے
یدیه ولا من خلفه -	پیچھے آسکتا ہے -

منـــــــ

جاسکتے ہیں اور جس پر گولے پھینکنا چاہیں پھینک سکتے ہیں ' مگر زمین والے کچھہ نہیں کرسکتے ': کیونکہ اولاً تو انہیں یہ غلط فہمی ہوتی ہے کہ جہاں یہ لیمپ ہے وہیں جہاز بھی ہوگا ' اور اگر کسی طرح یہ معلوم بھی ہوگیا کہ یہ روشنی اس خاص لیمپ کی ہے تو پھر بھی یہ پتہ نہیں چلتا کہ اس سے جہاز کتنے فاصلے پر ہے ؟ اسلیے کہ جہاز کا ۵ سو فیت پر ہونا کچھہ ضرور نہیں - ممکن ہے کہ اس سے کم فاصلہ پر ہو-

پھر اگر یہ بھی فرض کر لیا جاے کہ نہیں' جہاز ۵ سو فیت ہی پر ہے' جب بھی یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ وہ ہے کہاں ؟ اور جب تک یہ معلوم نہو اسوقت تک کچھہ بھی نہیں ہو سکتا - توپ خواہ کتنی ہی ہو عمدہ ہو اور توپچی خواہ کتنا ہی قادر انداز ' مگر جب تک اسے یہ معلوم نہ ہو کہ اسکا نشانہ فلاں جگہ ہے ' اسوقت تک شست نہیں باندہ سکتا ' اور بغیر شست باندھے گولے پھینکنا اپنے سامان کو ضائع کرنا ہے -

* * *

اب تک تو ہم نے یہ بیان کیا تھا کہ اگر تاریکی ہو تو اسمیں روشنی کا انتظام کیا گیا ہے - مگر یہ بھی تو ہے کہ ہمیشہ روشنی ہی کی ضرورت نہیں ہوتی - بسا اوقات تاریکی بھی درکار ہوتی ہے - مثلاً فرض کرو کہ ایک ہوائی جہاز اڑتا ہوا آرہا ہے اور نیچے دشمن کی فوج توپیں لیے مستعدی سے کہڑی ہے کہ جہاز زد پر آجاے اور وہ فائر کریں - وہ دیکھتا ہے کہ ان پر سے ہوکے گذرنا ناگزیر ہے - جب ان پر سے گزریگا تو لامحالہ زد پر ہوگا ' اور ادھر وہ زد پر آیا نہیں کہ توپیں ایک دم سے سر ہوگئیں - پھر کیا اتنے گولوں میں سے ایک بھی نہ لگیگا ؟ اگر ایک بھی لگ گیا تو اسکے تباہ ہونے کے لیے کافی ہے - ایسی حالت میں قدرتاً وہ چاہیگا کہ کسی طرح میں اپنے دشمنوں کی نظر سے چھپ سکتا -

مگر رات نہیں ہے جسکی قدرتی تاریکی پردہ پوشی کرے - پھر کیا وہ یہ نہ چاہیگا کہ کسی طرح تھوڑی دیر کے لیے اس دن کو رات بنا سکتا ؟

ایجاد جو ہر موقع پر انسان کی دستگیری کرتی ہے' اس نے اس محال کو بھی واقع کر دیا - اہل جرمنی نے جو ہوائی جنگ میں غیر معمولی سرگرمی و شغف دکھا رہے ہیں' آخر ایک قسم کا گولہ بنا لیا جو ایسے نازک مواقع پر پردہ پوشی کرسکے - یہ گولہ جب پھینکا جاتا ہے تو ہوا ہی میں پھٹتا ہے اور اسمیں نہایت کثیف دھواں نکل کے تمام فضاء میں پھیل جاتا ہے - فضاء بالکل تیرہ و تار ہو جاتی ہے اور اسمیں خواہ کتنی بڑی شے کیوں نہ ہو' مگر زمین والوں کو نظر نہیں آتی - جہاز اس عالم ظلمت میں انکے سروں پر سے گذرتا ہوا چلا جاتا ہے' اور وہ بھری توپیں لیے کے لیے رہجاتے ہیں - دھوئیں کا ابر غلیظ جب تک چھٹے' اسوقت تک جہاز انکی زد سے بہت دور نکلجاتا ہے !

* * *

لیکن یہ تمام ایجادیں اس ایجاد کے مقابلہ میں محض ہیچ ہیں' جسکے متعلق یورپ کے پیش بین و انجام اندیش فسانہ نگار فرض کیا کرتے تھے مگر اب وہ عالم خیال سے عالم وجود میں آگئی ہے - یہ ایجاد کیا ہے ؟ گولے ہیں جنمیں نہایت سمی گیس بھرے ہوتے ہیں- جب یہ پھینکے جاتے ہیں تو پھٹتے ہیں اور ان سے زہریلا گیس نکلکے چاروں طرف پھیل جاتا ہے - اسکا دائرۂ انتشار سو میٹر بلکہ اس سے بھی زیادہ وسیع ہوتا ہے - اس دائرہ کے اندر جتنے ذی حیات وجود ہوتے ہیں' وہ جب سانس لیتے ہیں تو یہ گیس ہوا کے ساتھہ ملکے انکے اندر چلا جاتا ہے ' اور جاتے ہی انہیں ہلاک کر دیتا ہے ! نعوذ باللہ من شر الانسان و من شر العلم !

* * *

اس ذیل میں ٹوکیو کا ایک واقعہ کا تذکرہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا - ٹوکیو میں ایک کتا ایک ٹوکری میں رکھا گیا ' اور ٹوکری جہاز میں اس طرح لٹکائی گئی کہ وہ جہاز سے ۳ سو فیت پر رہتی تھی - اسکے بعد جہاز اڑا - جب جہاز کسیقدر بلند ہوگیا تو نیچے سے گولا پھینکا گیا - گولا حسب قاعدہ پھٹا اور اسکا زہریلا گیس پھیلا - گیس کے پھیلتے ہی کتا مرگیا - کتے کا جسم جب چیرا گیا تو اسکے پھیپھڑے اس گیس سے پر تھے -

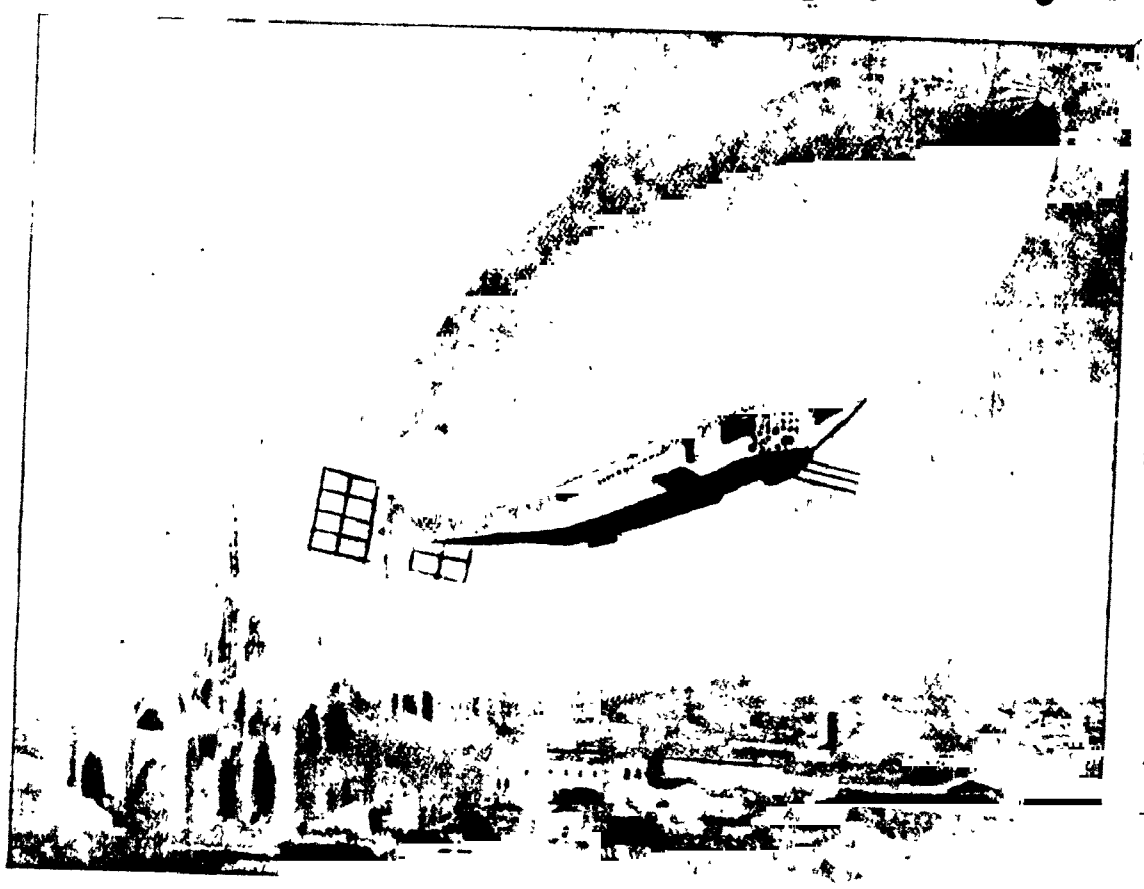

غبارہ والا طیارہ جو ابھی قسم کا سب سے زیادہ کامیاب جہاز ہے

مگر اس ایجاد میں ابھی ایک بڑا نقص باقی ہے - جو توپیں ان گولوں کو پھینکتی ہیں' انکی طاقت زیادہ نہیں ہے - یہ گولے صرف ۲ ہزار فیت تک جا سکتے ہیں - لیکن ایجاد' جس نے ہزارہا اعجاز نما کرشمے دکھا لے ہیں' اس سے کچھہ بعید نہیں کہ جلد یا بدیر اس نقص کی بھی تلافی کر دے -

* * *

ہوائی جہازوں کے متعلق ایک اہم سوال یہ ہے کہ آیا بلندی کی زیادتی اور تھی ما اثر نشانے کی صحت و خطا پر پڑتا ہے یا نہیں؟ اہل جرمنی کے تجارب نے یہ ثابت کردیا ہے کہ اگر جہاز ۵ ہزار فیت تک بلند ہو تو اس کا اثر نشانے کی صحت یا غلطی پر نہیں پڑتا - چنانچہ ریپلین قسم کا ایک بہت بڑا جہاز فضا میں ٹھہرا - اسکی بلندی ۴ اور ۵ ہزار فیت کے درمیان تھی - اس نے ایک لشکر گاہ پر گولہ باری شروع کی - گولے بالکل تیار تھے اور سپاہی توپخانوں کے پاس کھڑے تھے - ہر گولہ ٹھیک نشانے پر آکے لگتا تھا - باوجود کوشش کے ان سپاہیوں کو جہاز نظر نہیں آیا -

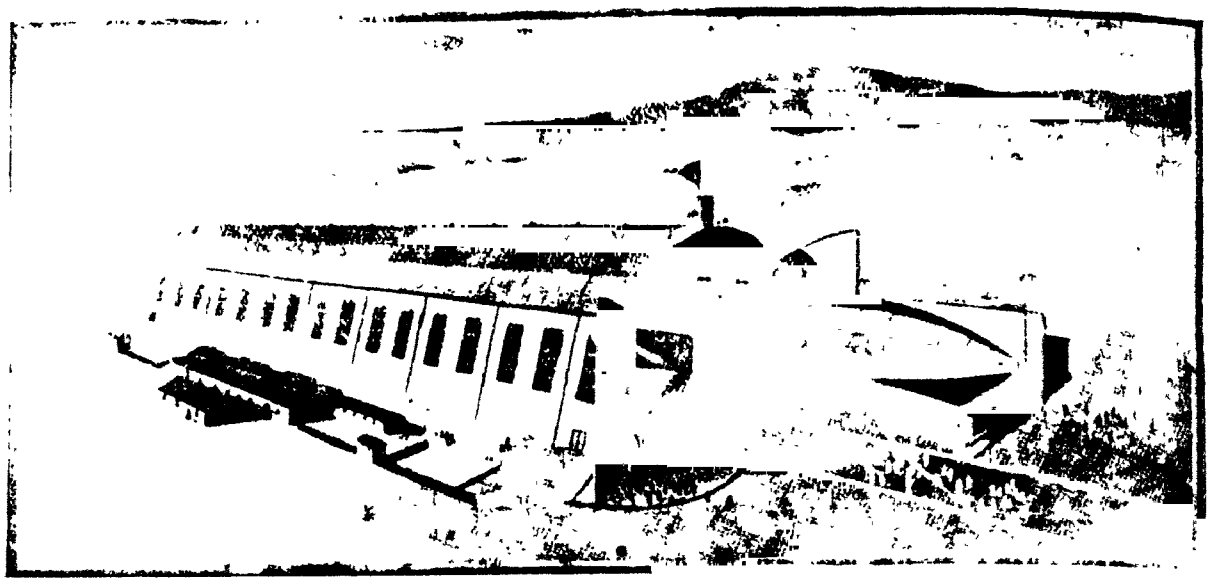

وکٹوریا لوئس نامی جہاز جو فضا میں پوری حکومت رکھتا ہے !

* * *

مگر اس واقعہ سے آپ یہ نتیجہ نہ نکالیں کہ ہوائی جہاز کی انتہا ۵ ہزار فیٹ پرواز ہے ' کیونکہ وکٹوریا لوئس نامی جہاز ۷ ہزار فیٹ تک آ رچکا ہے - اترتے وقت وکٹوریا لوئس نے عجیب کمال دکھایا - پہلے تو وہ زاویہ حادہ (Seul) پر نہایت تیزی کے ساتھ اتر رہا تھا - مگر آتے آتے جب زمین کے قریب پہنچا تو بجائے زمین پر آنے کے وہ پلٹکر امیرکا نامی جرمنی جہاز پر جا پہنچا - اسے یہ دیکھنا منظور تھا کہ اگر وسط دریا میں کسی قسم کے سامان کی ضرورت ہو تو یہ ضروری نہیں کہ وہ زمین ہی پر آئے ' بلکہ اگر کوئی سامان کا جہاز دریا میں کھڑا ہو تو وہ اسی جہاز سے سامان لیسکتا ہے - بغیر اسکے کہ زمین تک پہنچے !!

* * *

جرمنی کے ہوائی بیڑے میں هنسا نامی جہاز بھی قابل ذکر ہے - جب یہ تیار ہوگیا تو کونٹ زپلن اس میں اڑا اور بحر شمال کو عبور کرتا ہوا کونیا گن' لمز' اور اسوج تک پہنچگیا - اسکی شرح رفتار ۳۷۵ میل فی یوم تھی - اس سفر کے خاتمے پر تمام جرمنی سے شاد مانی و کامرانی کے غلغلے بلند ہوے - اور اخبارات نے لکھا کہ یہ جہاز جب چاہے ' لندن یا کسی اور انگریزی شہر پر سے بلا مزاحمت گزر جا سکتا ہے !

* * *

یہ صحیح ہے کہ جرمنی غبارے والے جہازوں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں سرگرم ہے - مگر با ایں همه ایروپلین سے غافل بھی نہیں - کونٹ زپلن اب یہ انتظام کر رہا ہے کہ اسکے ہر غبارے والے جہاز کے ساتھ ایروپلین بھی ہو - یہ ایروپلین اسے چھوڑ کے جہاں چاہیں چلے جائیں ' اور پھر اسکے پاس واپس آجا سکیں - گویا جسطرح کہ بڑے بڑے جہازوں کے ساتھ چھوٹی چھوٹی دخانی کشتیاں ہوتی ہیں ' اسیطرح غبارے والے ہوائی جہازوں کے ساتھ یہ پلین بھی ہوا کریں ' اور ان میں دور اندار توپیں ہوں کہ اگر کسی دشمن کے ہوئی جہاز غبارے والے جہاز پر حملہ کرنا چاہیں ' تو فبل از وقت وہ اپنے اس ارادے میں کامیاب ہوں ' یہ انہیں برباد کر دیں -

* * *

زپلن کے جہاز میں تین توپیں ہوتی ہیں - ان توپوں میں ایک عجیب و غریب خصوصیت یہ ہے کہ جس زاویہ پر چاہیں اسی شست باندھسکتے ہیں - ان توپوں ' انکی برجوں ' اور غبارے کی جہاز پر ایک خاص قسم کا فولاد منڈھا ہوتا ہے - یہ فولاد نہایت ہی باریک ہے ' مگر با ایں همه اسمیں یہ معمولی گولہ اثر نہیں کرتا - بلکہ موم کی طرح پگھل کے اس پر پھیلجاتا ہے - اسکے علاوہ اس سے گولے مارے بھی نہیں جا سکتے ' کیونکہ اگرچہ اسکا طول دو سو فیت تک ہوتا ہے مگر جب وہ بہت اونچا ہو جاتا ہے تو زمین سے ایک معمولی پنسل سا معلوم ہوتا ہے ' اور ایک لحظہ بھی ایک جگہ نہیں ٹھیرتا -

* * *

ہوائی جہاز کی ضرر رسانی گولہ باری تک محدود نہیں ' بلکہ وہ اس سے بھی کہیں زیادہ خطرناک طور پر نقصان پہنچا سکتا ہے - مثلاً یہ کہ اوسمیں مشعلیں باندھدیجائیں ' اور وہ کھیت ' کاں ' اور شہروں کو جلاتا ہوا چلا جائے - باشندے بجھانا چاہیں تو اپنی انسان پاش توپوں کے دہانے کھولدے ' یا یہ کہ اسمیں تار اور تاروں میں آنکڑے بندھے ہوں ' اور وہ لکڑی کے مکانات اور ریل کی پٹریوں کو اکھیڑتا ہوا چلا جائے - یا یہ کہ ان آنکڑوں کے ساتھ مشعلیں بھی ہوں کہ ایک طرف تو ان پٹریوں کو گرما کے از کار رفتہ کردے - دوسری طرف انکو الٹ پلٹ کر برباد کر دے - اسٹیشنوں کے چوبی مکانات ' بارود خانوں ' اور گیس کے کارخانوں میں آگ لگاتے ہوے نکل جانا اسکے لیے ایک ادنی قسم کا مشغلہ ہوگا !!

غرضکہ ہوائی جہاز کی ایجاد اپنے جلو میں انسان کے لیے تباہی و بربادی کی فوج در فوج لائی ہے ' اور جو کچھہ اسوقت تک ہوا ہے ' وہ اسکے مقابلہ میں کچھہ بھی نہیں جو آئندہ ہوتا نظر آتا ہے - فتربصوا انی معکم من المتربصین -

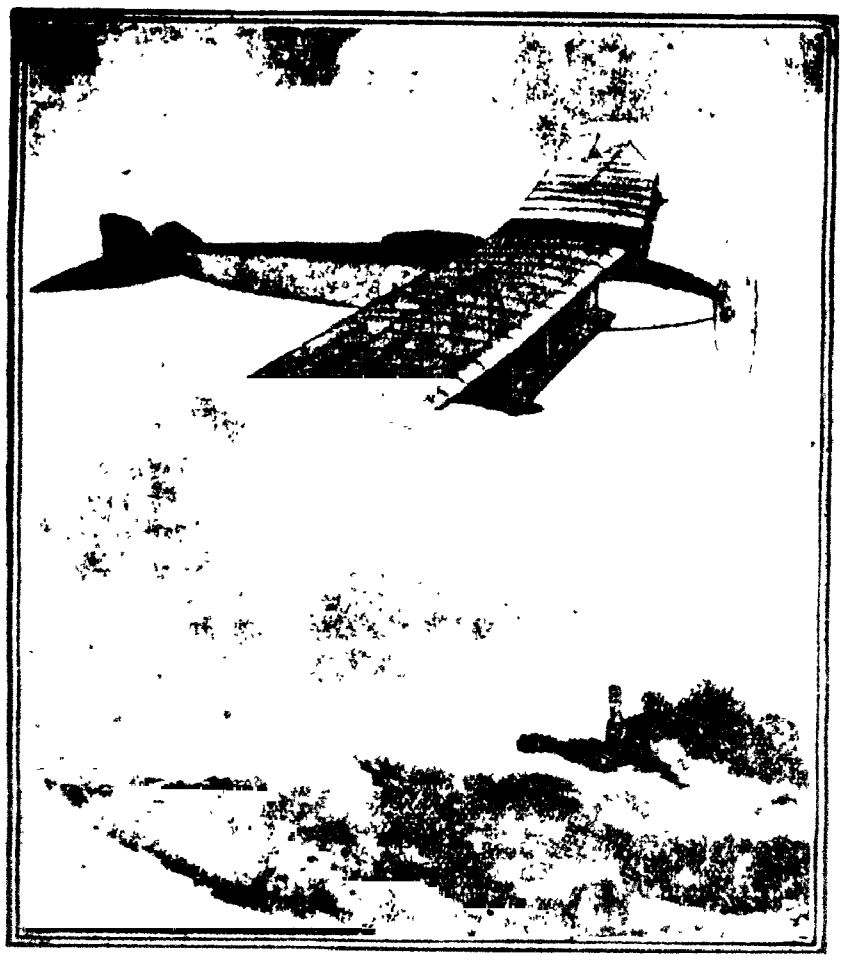

ایرو پلین قسم کا ایک جنگی طیارہ جو اس وقت تک چار کامیاب سفر کرچکا ہے اور جسکی شرح رفتار ۳۸۵ میل فی یوم ہے -

کارنارطرابلس

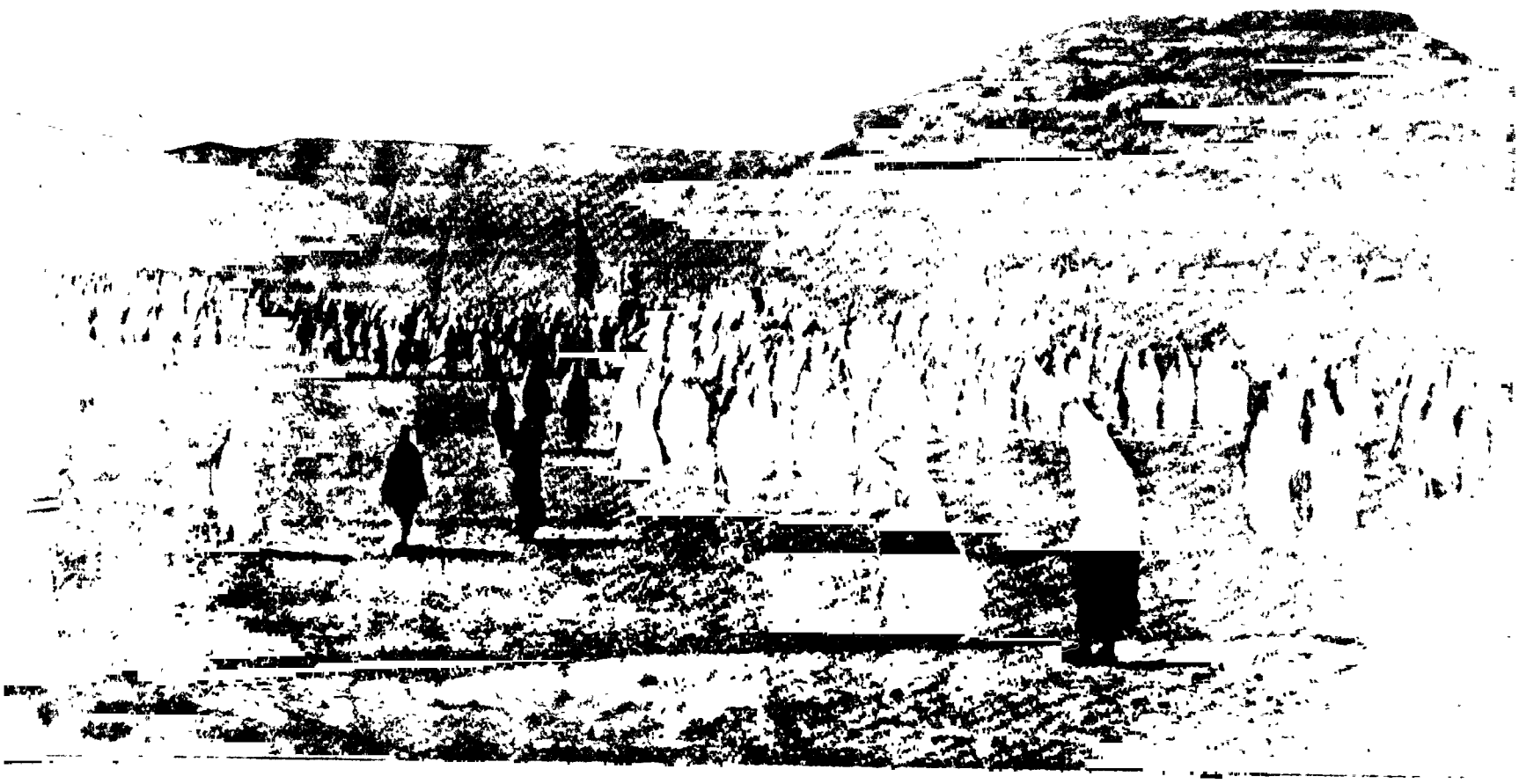

جریدوب میں قبائل سنوسیہ کا سالانہ اجتماع جو پہلی شوال کو منعقد ہوتا ہے

شمالـــی افریقـــہ کا ســـر مـــخـــفی

شیـــخ سنوســی اور طریقۂ سنوسیہ

(۴)

(شیخ محمد المهدي السنوسي)

شیخ سنوسی اول کے انتقال کے بعد اُسکا بڑا لڑکا " محمد المهدي " سلسلۂ سنوسیہ کا جانشین ہوا - جانشینی کے وقت اُسکی عمر صرف سولہ برس کی تھی !

شیخ اول نے اپنے دونوں لڑکوں کی تعلیم و تربیت خود کی تھی - اُس نے اپنی تصنیفات میں جا بجا تصریح کی تھی کہ میری دریت ضائع نہ ہوگی اور اس سے خدا تعالیٰ بڑے بڑے کام لیگا - اسکی حسن تعلیم و تربیت کا اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ بڑے لڑکے کی عمر سولہ برس کی اور چھوٹے " محمد الشریف " کی صرف تیرہ برس کی تھی ' مگر تاہم شیخ کے انتقال کے بعد انہوں نے پورے سلسلہ کو سنبھالے رکھا ' اور درس و تدریس ' ارشاد و ہدایت ' بیعت و مبالغۃ ' دعوت و تبلیغ ' اور ترقی و استحکام جماعۃ کا کار و بار پہلے سے بھی زیادہ وسیع و قوی ہوگیا !

پندرہ برس کی عمر میں وہ تمام علوم دینیہ کی تعلیم حاصل کر چکا تھا ' اور سولھویں برس جب شیخ اول نے انتقال کیا ' تو وہ انکی زندگی ہی میں درس و ارشاد شروع کرچکا تھا -

جانشینی کے بعد پانچ برس تک مجاهدات و ریاضات میں مشغول رہا - وہ ہمیشہ جامع سنوسی کے ایک حجرے میں تنہا رہتا اور صرف نماز کے اوقات میں باہر نکلتا - صبح کی نماز کے بعد درس دیتا ' ظہر کے بعد وعظ کرتا ' عصر کے بعد جماعت کے مختلف کاموں کی نسبت احکام دیتا ' اور مختلف اطراف کے داعیوں اور خلفاء کی معروضات سنتا - مغرب کے بعد نئے طالبین کو مرید کرتا ' اور عشاء کے بعد حلقۂ ذکر و فکر قائم ہوتا -

ان اشغال کے معین اوقات کے بعد اسکی صورت باہر نظر نہ آتی اور نہ کوئی شخص اُس سے ملسکتا -

پانچ سال کے بعد (جبکہ اسکی عمر اکیس بائیس برس کی تھی) اس نے خلوت گزینی کو کسی قدر کم کیا اور جماعت کی توسیع اور سلسلے کے رفع ذکر کیلیے زیادہ وقت صرف کرنے لگا - پہلی شوال سنہ ۱۲۹۲ کو ایک عظیم الشان جلسہ جامع سنوسی میں منعقد ہوا جسمیں تمام داعیان طریقۃ اور مبشرین سلسلۂ سنوسی جمع ہوے تھے ' اور اطراف و جوانب کے شیوخ قبائل اور مناہید جماعۃ کو بھی مدعو کیا گیا تھا - شیخ نے اس مجلس میں شیخ اول کے حالات زندگی بیان کیے ' اور انکی دعوۃ کے مقاصد کی تشریح کی - پھر ارکان جماعۃ سے درخواست کی کہ اُن مقاصد کے حصول و تکمیل کو اپنا نصب العین بنالیں ' اور ایک نئی مستعدی اور جوش کار سے سنوسی دعوۃ کا اعلان شروع کردیں - اسی صحبت میں طے پایا کہ داعیوں کی جماعت کو زیادہ وسیع کرنا چاہیے ' اور عرب و افریقہ سے باہر بھی کام اُسی مستعدی سے ہونا چاہیے ' جیسا کہ خود شمالی افریقہ کے اندر ہو رہا ہے - پھر ایسے لوگوں کا انتخاب ہوا جو بیعت لینے اور ارشاد و ہدایت کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں ' اور اس طرح جماعۃ سنوسیہ میں جوش کار کی ایک نئی تحریک پیدا ہوگئی -

چند برسوں کے اندر ہی نئے تحریک کے نتائج عظیمہ ظاہر شروع ہوگئے - شیخ اول کے عہد میں سلسلہ بہت وسیع ہوچکا

تھا اور دور دور تک معتقد موجود تھے ' مگر اب اُسکی تعداد حد شمار و قیاس سے بھی افزوں ہوگئی ' اور داعیان سنوسیہ کی خاموش کوششوں نے ان مقامات تک اپنا اثر پہنچا دیا ' جو صحراء جربوب سے کئی کئی ماہ کے فاصلے پر واقع تھے ' اور جنکو جغرافیۂ ارضی کی تقسیمات نے نا پیدا کنار سمندروں ' بڑے بڑے صحراؤں ' اور سر بفلک پہاڑوں کے سلسلوں کے سانھہ افریقہ و عرب سے بالکل جدا کر دیا تھا !!

سود افریقہ کا یہ حال ہوا کہ جنوب کی طرف کی تمام آبادیاں و قبائل اسکے زیر اثر آگئیں - صحراے کبری اور ما وراے صحراء میں اسکے مریدین وداي ' کانم ' باجرمي ' اور دار فور تک پھیل گئے - طرابلس الغرب ' تیونس ' الجزائر ' مراکش ' اور سوڈان میں تو یہ بتلانا مشکل ہوگیا کہ کون شخص اور قبیلہ ایسا ہے جو اپنے اندر مذہبی جوش اور عملی زندگی رکھتا ہے اور باوجود اسکے سنوسی نہیں ہے ' اور ایک مخفي رشتۂ ارادت جربوب کی خانقاہ اعظم سے نہیں رکھتا ؟

(افریقي زوایا کي تاسیس)

اسکے بعد شیخ سنوسي دوم اپنے سلسلے کے بقا اور استحکام کی طرف متوجہ ہوا ' اور حکم دیا کہ تمام شمالی افریقہ اور اندرون صحراء میں سنوسی طریقہ کی خانقاہیں بنائی جائیں جنکو عربي میں " زاویہ " کہتے ہیں -

" زاویہ " ایک وسیع عمارت مثل مسجد یا مدرسہ کے ہوتی ہے جسمیں رہنے کیلیے کم و بیش بہت سے حجرے بنائے جاتے ہیں ' اور وسط میں شیخ زاویہ کیلیے ایک مخصوص حجرہ ہوتا ہے - باہر سے بلند اونچي چار دیواری اسکی حفاظت کرتی ہے ' اور دیکھنے والا قیاس کرتا ہے کہ شاید یہ کوئي صحرائی گڑھی اور چھوٹا سا ایک قلعہ ہے -

چنانچہ تمام قبائل اور شیوخ مریدین نے اسکا اہتمام شروع کر دیا اور رفتہ رفتہ سیکڑوں چھوٹے چھوٹے قلعے زاویہ کے نام سے تعمیر ہوگئے - بڑے بڑے شہروں میں جیسے تیونس ' فاس ' اور الجزائر ' یا اسکندریہ و قاہرہ میں جو زاویے بنائے گئے ' وہ مثل مدرسے اور مساجد کے تھے - انکی وسعت و استحکام میں قلعہ نما صورت ملحوظ نہیں رکھی گئی کیونکہ یہ مصالح کے خلاف تھا ' مگر اندرون افریقۂ و صحراء کے تمام زاویے قلعہ نما تعمیر ہوے اور انکی تعداد برابر بڑھتی گئي ' حتی کہ اب صحیح تعداد کا بتلانا مشکل ہوگیا ہے !

ان زاویوں کی صورت یہ ہے کہ اطراف کي تمام آبادي کیلیے ایک مرکزي عمارت کي حیثیت رکھتے ہیں ' اور اپنے اپنے حلقوں کی جماعت کی تعلیم و ارشاد اور نظم و ادارہ کی تمام قوت و حکومت اسی کے اندر ہوتي ہے - ہر زاویہ میں سلسلے کا ایک شیخ ہوتا ہے جسے شیخ اعظم سے ریاست وخلافت کي اجازت ملتی ہے ' اور وہ اپنے حلقہ کے تمام معاملات کا مدیر و افسر کل ہوتا ہے - لوگ اُسے " خلیفہ " کے لفظ سے پکارتے ہیں اور وہ نئے آدمیوں سے شیخ اعظم کی نیابت میں بیعت بھی لے سکتا ہے -

عمارت کي تقسیم یہ ہے کہ سب سے پہلے مسجد بنائي جاتي ہے تاکہ پانچ وقت کي نماز جماعت کے ساتھہ ادا کي جاسکے - اسکے ساتھہ ایک مدرسہ ہوتا ہے جسمیں علوم دینیہ کی آسان اور سادہ تعلیم دي جاتی ہے - یہ تعلیم اکثر حالتوں میں ابتدائي ہوتي ہے اور تمام سنوسی جماعت اور اُسکي اولاد کیلیے جبري ہے - قرآن کریم آسان و سادہ تشریح کے ساتھہ ' ضروري مبادي صرف و نحو و ادب ' اخلاق و تزکیۂ نفس کے بعض رسائل جو اس سلسلے کیلیے تصنیف کیے گئے ہیں ' بس یہي کورس ہے جسکو بہت جلد ہر صحرائي و شہري سنوسي ختم کر لیتا ہے - اس سے زیادہ بھی اگر اُسے خواہش ہو تو مرکزي درسگاہ یعني جامع جربوب کا صد کرے -

ہر زاویہ کے ساتھہ ایک بہت بڑا ٹکڑہ زرعی زمین کا ہوتا ہے جسمیں ملکي پیداوار کي کاشت کي جاتي ہے - اسکا حق تصرف صرف شیخ کو ہوتا ہے جو حسب حالت و ضرورت تقسیم کرتا ہے - اُسکے شاگرد و مریدین اور طلباء مدرسہ اسمیں مشتکاري کرتے ہیں اور تمام خدمات زراعت انجام دیتے ہیں - جب زراعت کا موسم آتا ہے تو تعلیم و ارشاد کے اوقات کے بعد طلبہ اور مرید نکل جاتے ہیں اور خوب بھر کام کرتے رہتے ہیں - یہی سب سے بڑي تعلیم و ریاضت ہے -

اس زمین کي پیداوار سے جو کچھہ حاصل ہوتا ہے ' اُسکو شیخ زاویہ دو حصوں میں تقسیم کرتا ہے - ایک حصہ خود اپنے اور اپنے زاویہ کے متعلقین کیلیے رکھتا ہے - دوسرا حصہ مرکز یعنے جربوب میں بھیج دیتا ہے تاکہ سنوسي بیت المال میں جمع کیا جاے - اس طرح ہر سال شیخ اعظم کے پاس ایک مرکزي خزانہ قائم رہتا ' اور روز بروز بڑھتا جاتا ہے - اسکے ایجنٹ شہروں میں آتے ہیں اور جنس و اشیاء کو چاندي سونے کے سکوں میں بدل لیتے ہیں -

(بعض مشہور افریقي زاویا السنوسیہ)

اِن زاویوں کی پوري تعداد کا پتہ لگانا دشوار ہے - افریقۂ و عرب اور یمن و سواحل کے تمام بڑے بڑے شہروں ' قصبوں ' قریوں میں سنوسی زاویے موجود ہیں اور نہایت خاموشی اور سکون سے ایک دیني و صوفیانہ زندگی کے کاروبار میں مشغول نظر آتے ہیں - مگر خاص برقۂ و طرابلس اور بنغازی اور حدود مصر کے درمیاني حصے میں جو مشہور زاویے ہیں ' اور جو غزوۂ طرابلس کے دوران میں عظیم الشان خدمات انجام دیچکے ہیں ' اُن میں سے بعض کے نام یہاں درج کیے جاتے ہیں :

نام زاویہ	خلیفۂ زاویہ	قبیلہ
بنغازي	صالح العوامی	
درفنہ	محمد الغمري	غفیفہ
سقہ	علی الغمري	عبادلہ
الهویس	تواتي الحنیلی	عائلة داغر
ام شیخنہ	محمد ابن علی	فوارس
تر قرہ	عبد الله الفضیل	برغثة
طولمیثة	الامین الخیلی	عائلة الشلماني
سدوت	ابو زید	دورسة
هانیة	احمد العیساري	دورسه
حمامه	السنوسی الغرزي	"
سوسه	حاج محمد کور	حسا
مرج	عمران الشکوري	عرفة
کسرین	محمد العریبی	دورسة
کوسور	عمر المنفي	عبید
بیت عمار	حبیب	عبیدات
ارغوب	جاد الله بن عمور	دورسة
مار	احمد بن ادریس	عبیدات
بشری	ابن عمور	عبیدات
تارت	محمد العزالي	"
شاهات	محمد الدردفي	حسا
الفدفا	صالح بن اسماعیل	براسة
البیضاء	رفاعه العلمي الغمري	"

مراسلات

نام زاويه	خليفهٔ زاويه	قبيله
غففته	حميدة بن عمرو	"
درنة	محمد الخواجه	ابي منصور
مرتوبا	عبد الله فرقاس	بزيزات
دفنه	حصن الغرياني	عبيدات
المطيلي	الامين الغمري	"
الزيات	الحسين	"
ام رجل	موسي	"
حجاج آغابا	صالح الجروي	قطعان
المتنان	محمد علي	"
امكابا	رفاعة	"
نفيله	صالح الخواجه	حواطه
اغبا	موسى	اولاد علي
زميمة	عبد الله فخري	" دستور
طورفافا	عبد الله ابو عامر	عشيبات
الحوش	محمد المحسن	اولاد علي
تلمون	مصطفي محجوب	عواجر
أم سوس	سنوسي	"
كتفية	عبد الله نعاس	اغاربه
سرت	محمد بن الشفيع	"
ارجيله	صالح بو شوشة	—
جالو	عبد الله طرابي	—
بشر	محمد علي	—
جغارة	عبد الكريم بن احمد	زاوية
الكفرة	احمد الشريف المهدي	" مغبرا
أو جنيقا	العربية عبد ربه	عبيد
"	الشرقية عبد الرزاق	"
قارو	محمد سقفة	"
عوان	عبد الحفيظ	"
عراضة	الفادر محمد ر عبيد	"
القلعة	البراني	"
كافي ورسي صالح		"
حرسي	الاشعث	"
المساليط	محمد المنفي	"
وادي	محمد الفضيل	"

الهلال كي ايجنسي

هندوستان كے تمام اردو ' بنگله ' گجراتي ' اور مرهٹي هفته وار رسالوں ميں الهلال پهلا رساله هے ' جو باوجود هفته وار هونے كے روزانه اخبارات كي طرح تكثرت متعرق فروخت هوتا هے - اگر آپ تك عمده اور نامياب تجارت كے متلاشي هيں تو ايجنسي كي درخواست بهيجيے -

تاريخ حيات املا

مسئله قيام الهلال

سب سے پهلے دو چار ماه قبل " صدا به صحرا " كے عنوان سے جو مضمون الهلال ميں شايع هوا تها نهايت معنى خيز تها - ميں نے ايك خط كے ذريعه گذارش كي تهي كه في الحال خريداران " الهلال " دو روپيه چنده ميں اضافه كريں ' اور اسكى تعميل خود اس خادم نے بهي كردي " الهلال " كي مهتمم بالشان خدمات كا تمام ملك صدق دل سے اعتراف كر رها هے - اسليے توقع تهي كه قوم خود بخود إضافه چنده ميں پيش قدمي كريگي ' اور اس مضمون سے زياده واضح مطالب كے لكهنے كي نوبت نه آئيگي ' مگر اب دو سلسلوں سے جو مضامين نكل رهے هيں ' اُن سے ثابت هوتا هے كه قوم نے ابهي تك اس جانب پورا التفات نهيں كيا ' حالانكه اوسكي حيات اسي تحريك ميں پنهاں تهي كه زندگي بڑهانے كا پر تاثير علاج " الهلال " هي سے هوسكتا هے - اگر قوم " الهلال " كو كهو ديگي تو پهر ترقي رفتار ميں هزاروں ميل پيچهے پڑجائيگي - كيا عضب كي بات هے كه ايك ايسے شخص كي خالص و بے ريا پكار پر ابتك كان نه لگائے گئے ' جو اونكي صلح و فلاح كے ليے خود كو هزاروں مصائب و آلام كے ليے وقف كر ديتا هے ؟

حضرت من ! بلا شبه آپ حق پرست هيں اور حق كي وه صحيح تعليم دے رهے هيں جس سے مسلمان بدبختانه محروم هيں - آپكا ولوله ديني هے ' آپ كے جذبات پاك هيں ' آپكا دل وه تڑپ ركهتا هے جسكي لذت دردمند هي جانتا هے - بے شك صداقت كبهي بے اثر نهيں رهه سكتي - دو هزار خريداروں كا پيدا هونا كيا بڑي بات هے ؟ اگر هر خريدار " الهلال " نهرڑي سي سعي كرے تو هر شخص دو در خريدار بهم پهونچا سكتا هے - اسطرح دو هزار بلكه اس سے بهي زياده تعداد ايك ماه كے اندر فراهم هوسكتي هے -

هم تو يه بهي ياد ركهنا چاهيے كه الهلال نے پهلي مرتبه اپني مالي حالت كے مسئله كو همارے سامنے پيش ديا هے اور سخت افسوس كي بات هو اگر هم اسكا استقبال نه كريں -

ميں تمام خريداران " الهلال " و نيز تمام مسلمانوں كي خدمت ميں عاجزانه التماس كرتا هوں كه وه خدارا اس عظيم الشان منصه كے طرف فوراً متوجه هو جائيں - اپنے دوست و احباب اور شناسا ؤنكي خدمت ميں خطوط لكهكر اور هر موثر ذريعه سے اس امر كي كوشش كريں كه بهت جلد يهاں تك نه دو تين هفته كے اندر تين چار هزار خريداروں كو پيدا كر كے اپنے خدا و رسول كي سچي محبت اور نيز اپني قوميت كا ثبوت پيش كريں - اگر هم اس بزرگ

[ ]

ترین خدمت کي انجام دهي سے بے فکر هو جائیں' تو سمجهه جاؤ که همارا خدا هي حافظ هے -

میں نے اپنی کوشش شروع کردي هے' اور به تائید کردگار امید هے که نه صرف دس خریدار بلکه جسقدر هو سکیں فراهم کرلونگا والله الموفق و نعم الوکیل -

ایک خادم الهـــلال از حیدرآباد دکن

توسیع اشاعت کے متعلق جو تحریک کیگئي هے اسکو دیکهه کر نهیں کهه سکتا که کسقدر اضطراب و الم هوا ؟ خیر في الحـال ایک صاحب آماده هوے هیں انکے نام الهـلال جاري فرما دیجیے -

الراقم عارف - فتح پور -

سردست دس خریدار حاضر هیں -

محمد انور علي فاروقي دکن خریدار نمبر ۳۱۴۹

مجهکو افسوس هے که ایسے رساله کے واسطے بهي جد و جهد کي ضرورت هے - حالانکه اسکي خوبیوں کے اعتبا رسے چاهیے تها که اسکي اشاعت اسقدر هوتي که اسکي آمدني سے بهت سے مفید مذهبي کاموں میں آپ اعانت کر سکتے - بهرحال یه رساله همیشه کے لیے جاري رهنا چاهیے اور اسکے بند کرنیکا خیال تک بهي کسي دماغ میں آنا نچاهیے - سردست جو دس هزار کي اشاعت کا اعلان مدیر صاحب نے کیا هے امید هے که جلد پورا هوجائیگا - مدیر صاحب کے نام الهـلال جاري فرمادیں اور هر ایک صاحب کے نام تمام رسائل الهـلال جلد چهارم کے دي - پي - بهیجکر مشکور فرمائیں - میں امرتسر میں کوشش کرونگا که اور خریدار بهم پهنچا سکوں -

خاکسار عطا محمد عفي عنه گورنمنٹ پنشنر - امرتسر

میں چاهتا هوں که الهـلال قائم رهے ' اور آپ کے دس هزار مطلوبه خریداروں کے فراهم کے سعي میں اپنا نام پیش کرتا هوں -

راقم نیاز شیخ احمد حسین وکیل هائیکورٹ حیدر آباد

الهـلال کا فیصله اضافهٔ قیمت یا مزید خریدار پیدا کرنے پر رکها گیا هے - اضافهٔ قیمت بهي منظور هے اور توسیع اشاعت کیلیے بهي حاضر هوں - سردست ایک خریدار حاضر هے -

خاکسار علي شاه نائب تحصیلدار - پاک پتن

مضمون دوباره توسیع اشاعت اخبار الهلال پڑها - آه ! مضمون تها یا ایک پیام اضطراب ! مطالعه سے دل کو ایسي چوٹ لگي که آنسوں سے بے اختیار آنسو نکل آے - دس خریدار سردست حاضر هیں - اب سے اس نیازمند نے قطعي ارادہ کرلیا هے که آپ کے اخبار کي توسیع میں لگاتار کوشش جاري رکهونگا - مجهے قرآن حکیم کا عشق هے' میں نے الهلال میں اسکے ایسے ایسے عجیب نکات دیکهے هیں که نه کبهي پڑهے اور نه کبهي سنے - سبحان الله ! احقر دعوی سے کهتا هے که اگر تمام هندوستان میں ایسے اخبار دس چار اور هوں تو مسلمانوں کي قسمت خفته بیدار هوجاے - ذرا بهي شک نهیں که آپ اپنا کام پوري طرح انجام دے رهے هیں - محبت کرنے سے آپ محبوبیت کے درجه پر پهونچ جاوینگے - مندرجه ذیل چار اصحاب کے نام اخبار جاري فرمادیں -

غلام حسین کلرک محکمه نهرمالاکنده خریدار نمبر ۲۸۴۰

السلام علیکم - بجواب "صدا بصحرا' یعني قیام الهلال' پانچ اصحاب کے نام اِرسال خدمت کیے جاتے هیں - انکے نام ایک سال بلیے الهلال کا وي - پي - جاري فرما کر ممنون فرمادیں ' نیز خاکسار کو مطلع فرمادیں - که کس کس تاریخ کو وي - پي - بهجواے گئے هیں - میں انشاء الله مزید کوشش کرنے بعد میں بهي اِطلاع دونگا - ایک بات ضروري قابل التماس یهه هے که الهلال کي ترقي رفتار خریداران یا عام حالت کي بابت اگر کم از کم ماهواري رپورٹ شائع هوا کرے تو میرے خیال میں بهت مناسب هے - اس سے شائقین الهلال کو اپنے عزیز پرچه کي حالت کا صحیح اندازه اره تاره معلوم هوتا رهیگا ' اور یه انکے لیے مزید تحریک و کوشش کا باعث هوگا - زیاده طول طویل امور کي ضرورت نهیں هے - صرف اسقدر کافي هوگا که ماه گذشته میں تعداد خریداران یه تهی - ماه زیر رپورٹ میں اسقدر جدید خریدار هوے ' اور اسقدر خارج هوے - باقي تعداد یه هے - اسقدر گنجایش تو هرماه کے آخري پرچه یا دوسرے ماه کے شروع کے پرچه میں ضرور نکال لي جاے - والسلام -

خریدار نمبر ۳۸۹۱

السلام علیکم - مسئله قیام الهـــلال کے اشارات سے معلوم هوا که اسکا قیام خطرے میں هے - خدا ایسا نه کرے -

لیاقت کي حد پر ذمه داري کي حد منحصر هے - اگر اسوقت تک صرف آپ هي بهترین خدمت (مسلمانوں کي موجوده ضرورت کے لحاظ سے) ادا کرسکتے هیں تو اسکے معنے یه هیں که آپ هي میں اسوقت تـک اسکي بهترین لیاقت ثابت هوئي هے ' اور میں اسکا گواه هوں که هاں ایسا هي هے - پس معاف فرمائیے اگر میں یه عرض کروں که آپ خدا کے سخت گنهگار هونگے اگر خدا کي عطا کي هوئي امانت یعنے خدا داد لیاقت سے بني آدم کي اسي نسبت سے خدمت کرنا چهوڑ دیں - مسئله مالي ایک نهایت قلیل اور آسان کام هے بمقابلـه اُس قابل قدر قدرت ایزدي کے جسکي جهلک آپکے قلم سے وقتاً فوقتاً نظر آتي رهتي هے -

چنده آپ لینا چاهتے نهیں - صرف خریدار هي آپ چاهتے هیں - اگر آپ چندوں کو (جو قیام الهـــلال یعنے اهم ترین اغراض قوم کے خیال سے جمع کیا جاسکتا هے) قبول فرمائیں تو مجهے یقین هے که نهایت کم میعاد میں اتنا روپیه جمع هوجسکي سالانه آمدنی سوله هزار روپے سے قریب قریب هو جاے - مگر آپ صرف خریدار هي چاهتے هیں ' اور وه دو هزار کم از کم - خیر ' اسکو آپ پهر سوچیے -

فاعد کي ' تصویر کي ' تالیف کي ' وغیره وغیره کي خوبیوں کے لیے اسمیں شک نهیں که زیاده مالي آمدنی کي ضرورت هے - لیکن قوم کو جسکي ضرورت هے اور آپکي جو فضیلت هے ' وه مضامین هي کی هے ' اور خصوصاً آپ کے قلم سے آسکا هوتي رهتي هے -

لهذا ملتمس هوں که جب تـک آپ میں اس خاص مذکوره قوت کو تندرستي حاصل هے آپکا فرض هے که آپ الهـلال کو جاري رکهیں - خواه وه بلا تصویر هو ' یا اوراق کاغذ پر چهپے ' یا لیتهو گراف سے چهپے -

مجهے امید هے که اس عریضه کو آپ اپنے اخبار میں شائع فرمادینگے - میں یه خصوصاً اسلیے چاهتا هوں که شائع هوچکنے کے بعد آپ کو اپنا احساس فرض اور بهي زیاده محسوس هوتا رهیگا -

خاکسار آپکا حقیر اندیش -

غلام مصطفی خطیب ارتهانه - بمبئي

مسئلۂ بقـــاء و اصلاح ندوہ

عظیـــم الشـــان جلسے کا انعقـــاد

۱۰ - مئي کو دهلـــي میں عام جلســـه

جنـاب من تسلیم - ۱۳ اپریل کي شام کو معززین دهلی کا ایک جلسه عالیجناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خانصاحب کے دولت خانه پر منعقد هوا تا که ندوة العلماء کی اصلاح کے مسئله پر غور و مشوره کرے - شمس العلماء مولانا سید احمد صاحب امام مسجد جامع صدر منتخب هوے -

سب سے پہلے جناب حاذق الملک نے جلسه کے اغراض و مقاصد پر تقریر فرمائی - اوسکے بعد مندرجه ذیل رزولیوشن پیش کیا گیا :

" یه جلسه دار العلوم ندوه کي استرائک سے نہایت افسرده هے' اور امید کرتا هے که طلباء پوري کوشش کے ساتھه استرائک ختم کردینگے - نیز یه جلسه منتظمین ندوه سے درخواست کرتا هے که وه مہرباني فرماکر طلبا کیلیے سہولتیں بہم پہونچائیں "

مولانا عبد الاحد صاحب مالک مجتبائی پریس نے تائید کی اور منظور کیـا گیـا - اسکے بعد جنـاب مـولانا مولوي عبد الله صاحب ناظم نظـارة المعـارف القرآنیه دهلي نے دوسرا رزولیوشن پیش کیا :

" یه جلسه تجویز کرتا هے که ۱۰ مئي کو ایک عام جلسه دهلی میں منعقد کیا جاے اور اوسمیں تمام صوبوں کے اهل الراے اصحاب جمع هوں تاکه ندوة العلما کي اصـلاح کیلیے ایک اخدامي تجویز عمل میں لائي جاے - "

جناب مولوي محمد میاں صاحب نے اسکي تائید کي - مسٹر محمد علي صاحب ایڈیٹر کامریڈ نے ترمیم پیش کي که بجاے کسي ایسے جلسه کے خود ندوه کے عام جلسه کیلیے درخواست و سعي کیجاے که وه لکھنؤ کے علاوه کسي دوسرے مقام پر منعقد هو - مگر کثرت راے اصل تجویز کي تائید میں تهي اسلیے منظور کی گئي -

اسکے بعد مجوزه جلسه کھلیے ایک سب کمیٹي مندرجۂ ذیل حضرات کی قـرار پائي اور اونهیں اختـیار دیا گیا که اور حضرات کو بهي شریک کرسکتے هیں :

حاذق الملک حکیم محمد اجمل خانصاحب ' مسٹر محمد علی ایڈیٹر کامریڈ ' شمس العلما مولوي سید احمد صاحب ' ڈاکٹر مختار احمد صاحب انصاري ' مولوي عبد الاحد صاحب مالـک مجتبائی پریس ' مولانا عبد السلام صاحب ' مولانا عبد الله صاحب ناظـم نظـارة المعارف ' پیر زاده مولوي محمد حسن صاحب ایم - اے ' حاجي عبد الغني صاحب میونسپل کمشنر ' حکیم احمد علي صاحب ' نـواب سـراج الـدین احمـد صاحب سائل ' مرزا محمـد علي صاحب ' مولوي محمد میاں صاحب ' ماسٹر فضل الدین صاحب ' شیخ عطا الرحمن صاحب وکیل ' مولوي قطب الدین صاحب ' پیر جي مظفر علي صاحب ' شیخ عزیز الدین صاحب -

انجمـــن ضیـا الاســـلام بمبئـی

نے حسب ذیل تجویز منظور کي :

انجمن ضیاء الاسلام بمبئي کا یه جلسه اصلاح ندوه کي کمیٹي سے نہایت خلوص سے یه درخواست کرتا هے که وه تحقیقـات حالات ندوة العلماء میں اپنا فرض منصبي نہایت ایمانداري و دیانت وجرأت اسلامي سے ادا کرے تا که ندوة العلماء جیسا دارالعلوم ذاتی اثرات سے محفوظ رهکر قوم و مذهب کیلیے مفید ثابت هو - نیز دیگر انجمنهاے اسلامیه سے بهي درخواست کرتا هے که وه بهي اس قسم کا ریزولیوشن جلد پاس کرکے اس ریزولیوشن کو مناسب وقت تفویت بخشیں - راقم نیاز محمد عبد الرؤف آنریري سکریٹري

دســـنـــه

جناب من ! کل شام کو انجمن الاصلاح دسنه کا ایک غیر معمولی جلسه زیر صدارت مولوي شمس الحق صاحب (علیگ) معاملات ندوه پر غور کرنے کے لیے منعقد هوا - سب سے پہلے طلبا کي استرایک پر نظر ڈالي گئی - مولوي سعید رضا صاحب نے اپني ذاتي واقفیت کی بنا پر استرائک کے وجوه حقیقي کو بیان کیا - کل حاضرین نے متفقه طور پر طلبا کو استرائک کرنے میں حق بجانب ٹهرایا - مولوي عبد العظیم صاحب هیڈ مولوي مدرسۂ الاصلاح دسنه کی تحریک اور جمله حاضرین کي تائید سے مندرجه ذیل رزولیوشن پاس هوا :

" یه جلسه اس امر کے باور کرنے میں که طلباے دارالعلوم کی موجوده استرائک ناظم و مہتمم کي مستبدانه روش اور ناجایز دباؤ کا نتیجه هے ' ذره برابر شک وشبه کي گنجایش نہیں پاتا ' اس لیے ۲۶ مارچ کے جلسه انتظامیه کے فیصله کو منصفانه تصور نہیں کرتا ' اور امید کرتا هے که انجمن اصلاح ندوه استرایک کے معامله کو اپنے هاتهه میں لیگی اور طلبا کے اخراج کو نا انعقاد جلسه عام اپنے اُن اختیارات سے کام لیکر جو تمام صوبوں کي باقاعده اسلامي انجمنوں کے نیابتی اصول پر اسکو بذریعه رزولیوشن تفویض کیے هیں ' رکوا دیگي "

مولوي محمد یونس صاحب کي تحریک اور جمیع حاضرین کی تائید سے دوسرا رزولیوشن به پاس هوا :

" یه جلسه طلبا کے اخراج جبریه کے لیے پولیس بلانے والے کي حرکت کو نہایت حقارت اور رنج و غصه کي نظر سے دیکھتا هے' اور جمیع هوا خواهان ندوه کي خد - میں یه تحریک پیش کرتا هے که قبل اس کے که ندوه کا خرگوش خانه " حزب الافساد " کی ناجایز طاقت اور خود غرضانه پالیسي کے هاتهوں ایکدم ویرانه هو جاے ' اسکو قبضه نا جایز سے جلد از جلد آزادي دلانے کے لیے زبردست سے زبردست متفقه آواز سے کام لینا چاهیے ' اور عام راے کي جو بے وقعتي دیکھاري هے' اسکی حفاظت جلد کرنی چاهیے"

(سید عبد الحکیم سکرٹري انجمن الاصلاح دسنه)

مسلمانان ریاست میلا رائگنج

آج ۲ - اپریل سنه ۱۹۱۴ع کو بصدارت حکیم مظهر حسین صاحب انجمن احوان الصفا کا جلسه منعقد هوا جسمیں حسب ذیل رزولیوشن پاس هوے :

(۱) یه جلسه طلباء ندوه کے ساتهه اظهار همدردي کرتا هے اور خواهش کرتا هے که مندرجۂ ذیل اسعاص کا ایک غیر جانب دار کمیشن طلباء کي شکایات سننے کیلیے بہت جلد مرتب کیا جاے :

نواب وقار الملک بهادر ' مولانا ابوالکلام صاحب آزاد ' مولوي حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی ' مولانا عبد الباري صاحب فرنگی محلی ' راجه صاحب محمود آباد ' حکیم اجمل خاں صاحب - مسٹر مظهر الحق صاحب بانکي پور ' حکیم عبد الولي صاحب ' نواب علي حسن خاں صاحب ' محمد علي صاحب ایڈیٹر همدرد -

(۲) یهه جلسه ان اصحاب کا شکریه ادا کرتا هے جنهوں نے ندوه کي اس ناگفته به حالت پر تاسف کرکے براه فلاح و همدردي " انجمن اصلاح ندوه " کي بنا ڈالي هے' اور امید کرتا هے که اصلاح کي هر بهترین صورت کو عمل میں لائینگے -

(۳) یه جلسه موجوده نظامت پر بے اعتمادي ظاهر کرتا هے -

" هادي حسن "

اســـلام لنـــدن میـــں

میں گذشتہ جمعہ کو آخری ڈاک سے ایک لمبا مضمون حسب عادت الهـلال کو بهیج جـکا هوں - میں نے اوسي دن عجلت میں گهسیٹ دیا تها اور جو کچهه کهنا چاها تها اوسے ختم نه کر سکا تها - اب مجهے اس هفته الهلال کا وه مضمون ملا جس میں مسئله تبلیغ اسلام کے ذیل میں مختار احمد خاںؒ صاحب لکهنوي کے جواب میں خود مولانا ابو الکلام نے اس مسئله کو لکها هے - مولانا نے جس صفائی اور مضبوطي سے اصولي بحث کي هے ' یقین هے که مختار احمد خاں صاحب اور دیگر حضرات کو تسکین هو گئي هوگي -

میں نے گذشته خط میں لکها تها :

(۱) اس کام کا انـدازه محض اوس تعداد سے نه کرنا چاهیے جو یهاں مسلمانوں کی اس کے ذریعه پیدا هوئي -

(۲) فرقه بنـدي کے مسئله کو بالکل الـگ رکهنا چاهیے - اس فرقه بندي کی اصولي بحث کو میں اپنے سے زیاده قابل لوگوں پر چهوڑتا هوں - البته خود میرا عقیده یه هے که قران کریم اور نبي (صلعم) کي تعلیم نے اسلام اور اصول اسلام کو ایسا بین اور واضح کر دیا هے که کوئي گنجائش اصولاً فرقه بندي کي اسلام میں نهیں هے ' اور یورپ میں اگر کسی اسلام کو پیش کرنے کی ضرورت هے تو اوسي اسلام کي -

چنانچه جب ڈاکٹر سهروردي اور میں نے یهاں چند سال هوے صداے اسـلام بلنـد کي تو همارے ساتهـه ایک شیعه مسلمان بهی تهے - سید امیر علي کو اپنے آپ کو معتزلی کهتے هیں مگر وه شیعی اعتقـاد کے مسلمان هیں - هم سب اُن دنوں میں ایک هی امام کے پیچهے نماز پڑهتے تهے ' اور یهاں آکر اپني قدیمی اور کهنا چاهیے که خاندانی پشتیني فرقه بندي تو بالکل بهول گئے تهے - آج کل یه صورت هے که هم لوگ سب خواجه کمال الدین صاحب کے پیچهے نماز پڑهتے هیں ' اور خود اونهوں نے نماز عید گذشته ایک حنفی امام کے پیچهے مع اپنے رفقا کے پـڑهی - پچهلے جمعه کو (خواجه صاحب) بوجه علالت نه آسکے تو عثمانی امام خیر الدین افندي نے نماز پڑهائی ' اور خواجه صاحب کے ایک ساتهی چوهدري فتح محمد احمدي ایم - اے اور ایک احمدي طالب علم چودهري ظفر الله خاں صاحب بی - اے نے بهی اوسي امام کے پیچهے نماز پڑهی - یهاں عملی صورت میں بهی فرقه بندي کا نام نهیں هے ' اور مساوات کا اصول اسلامي کی نمایاں رهتا هے -

گو سید امیر علی صاحب دا یورپی باسا یا مشیر الملک اپنا مذهبی فرض ادا کرنے نهیں آتے ' مگر مسلمانان هند یه سنکر خوش هونگے که مرزا عباس علي بیـگ صاحب جو انـدیا کونسل میں مسلمـانوں کے نائب هیں ' اکثـر سـریک جمعـه هـوتے هیں - خوجـه کمـال الدین صـاحب جب هـوتے هیں تو وه خـود ' ورنه کوئي اور قران کریم کي کوئي آیت یا کوئي جزو عربي میں تلاوت کر کے اوسکا انگریزي میں ترجمه کرتا هے جس سے یهاں کے باشندوں پر اچها اثر پڑتا هے - عموماً عیسائي اور اسلام کے اصولوں کا مقابله اور اسلام کے محاسن اور اُن باتوں کی تردید هوتي هے جو پادریوں نے یهاں اسلام کے خلاف شائع کر رکهی هیں - حسب طریق ماثوره تهوڑا سا قیام هوتا هے - پهر خطیب قرآنی دعاؤں اور درود شریف پر خطبه کو ختم کرتا هے - بعد میں نماز ادا هوتي هے - نماز کے بعد خیر الدین افندي عثماني امام عربي میں اسلام اور خلیفۂ اسلام کے لیے دعا مانگتے هیں - خاتمه پر لارڈ هیڈلے بالقابه انگریزي میں دعا مانگتے هیں جو مسلم انڈیا کے جنوری سنه ۱۳ نمبر میں چهپي هے - میرے سامنے خواجه صاحب نے ایک عیسائي خاتون کو مسلمان بنایا اور ذیل کے الفاظ اونهوں نے جو مسلمه سے بطور اقرار دهرائے :

" لاالـه الا اللـه محمد رسول اللـه

میں شهادت دیتی هوں که میں سواے الله کے اور کسی کو پرستش اور عبادت کے قابل نهیں مانتي - میں شهادت دیتی هوں که محمد (صلعم) الله کے رسول تهے - میں مسیح کی الوهیت پر ایمان نهیں رکهتي بلکه میں مسیح کو جناب ابراهیم' نوح' داؤد' و سلیمان وغیره کي طرح خدا کا ایک نبی مانتي هوں ' اور اون خدا کے مرسلوں میں جن میں مسیح بهي شامل هے میں کوئي تمیز اور فرق نهیں کرتي - میں یه بهي اقرار کرتی هوں که میں ایک مسلمه زندگي اختیار کرونـگي اور اون تمام احکام پر چلونـگی جو قران کریم میں هیں - خدا میري مدد کرے - آمین "

زنده درگور مریضوں کو خوشخبری

یه گولیاں ضعف قوت تپلیے اکسیر اعظم کا حکم رکهتی هیں ' زمانۂ انحطاط میں جواني کي سی قوت پیـدا کر دیتي هیں ' نیساهي ضعف شدید کیوں نه هو اس دوا کے استعمال سے طاقت آجاتی هیں ' اور همارا دعوی هے که چالیس روز حسب هدایت استعمال کرنیسے اسقدر طاقت معلوم هوگی جو بیان سے باهر هے - ٹوٹے هوے جسم کو دوباره طاقت دیکر مضبوط بنانے ' اور چهرے پر رونق لانے هے - علاوه اسکے اشتها کي کمي کو پورا کرے اور خون صاف کرے میں بهي عدیم النظیر هیں ' هر خریدار کو دوا لی کے همراه بالکل مفت بعض ایسي هدایات بهي دیجاتي هیں ' جو بجاے خود ایک وسیلۂ صحت هے - قیمت فی شیشي ایک روپیه محصول بدمه خریدار چهه شیشي کے خریدار کے لیے ۵ روپیه ۸ آنه - ۴ آنه کا ٹکٹ بهیجدین آپکو نمونه کی گولیوںکے سابقه سابقه راز بهي تحریر کیا جائیگا -

المشـــــــــــــــتهر

مینیجر کارخانۂ محبوب هایا پلٹ پوست بکس ۱۷۰ کلکتـه

امیروں کیلیے موسم سرما کا عجیب تحفه

مفرح بے نظیر

شافي مطلق نے عجیب اثر اِس جوهر بے نظیر میں مخفی رکها هے - هارف مزاج آدمی یا اُمرا جنکي طبیعت قدرتي طور پر موسم گرما کي شدت کي متحمل نهیں هو سکتي ' طرح طرح کے امـراض مثلاً دهوپ کا - گرمي حـرارت مثانه - وجع المعده - خفقان - مالیخولیا - عشي - خـرابي خون - پـریشاني - اوداسي - کاهلي اور بیماري میں مبتلا هو جاتے هیں - اس شربت کے استعمال سے یه تمام شکایات بالکل رفع هو جاتي هیں - اگر حالت صحت میں اس شربت کو استعمال کیا جاوے تو موسم گرما کي گرمي قطعی اثر نکرے - طبیعت میں هر وقت سـرور و نشاط رهے اوداسي و کاهلي نام کو بهي نه آئے - غم و الم پاس نه پهٹکے - دل و دماغ میں طـرب و نشاط کا جمگهٹا رهے - یه شـربت دافعه میں نهایت لاجواب اور سیدهی هے - عهده داروں - ججوں - وکیلوں - استادوں اور دماغی محنت کرنے والوں کے لیے نعمت عظمی هے - قیمت فی پاؤ سـربت تین روپیه صـرف محصول ڈاک ۱۲ - آنه علاوه قیمت پیشگي آنی چاهیے -

المشـــــــــــــــتهر

مرلوی -لم حیدر اینڈ برادرز بالمقابله صلع گجرات پنجاب

اب رہا یہ سوال کہ ایا جو لوگ خواجہ کمال الدین صاحب کی کوشش سے مسلمان ہوے ہیں یا ہوے ہیں وہ قادیانی ہیں یا ایسا ؟ اسکا جواب یہ ہے کہ وہ صرف مسلمان اور مومن ہوتے ہیں - اگر خواجہ صاحب ان سے فرقہ بندی اسلام کا نام بھی لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ اسلام اختیار کریں ہی نہیں - وہ تو اسلام کو نہایت سادہ ' نہایت مضبوط ' اور بلا تفریق کا مذہب سمجھکر اعتقاد لاتے ہیں - ہندوستان کے مسلمان شاید اس فرقہ بندی کی بعث سے انہیں بد راہ کر کے خواجہ صاحب کے راستے میں روڑے اٹکا دیں تو اٹکا دیں - وہ تو یہ دیکھکر مسلمان ہوتے ہیں کہ اسلام زوائدہ اعتقادات سے پاک ہے - " خدا انسان میں اور انسان خدا میں " کے معمہ سے بری ہے - ایک شخص کی مصلوبیت سے دوسروں کی نجات کا عقیدہ اوس میں نہیں ہے - اسلام میں خدا کو خدائے کامل دکھلایا ہے جسکے سامنے انسان خواہ کتنا ہی عقلمند اور موزانہ ہو اور کتنا ہی معظم اور مقدس ' مگر بے اختیار جھک سکتا ہے - وہ تو اسلام کے اصول مساوات اور اسلام کے جہانگیر اوصاف سے مسلمان ہوتے ہیں - ان پر تو رسول اللہ صلعم کے اخلاق کا اثر پڑتا ہے - وہ تو " انما انا بشر مثلکم " کے اعلان پر جان دیتے ہیں - " لا نفرق بین احد من رسلہ " کے گرویدہ ہوتے ہیں !

جب موجودہ زمانہ کی مادی ہوا انہیں پریشان نہ دیتی ہے - جب وہ ہوا ان سے عیسائیت کے اعتقادات تک کو اوڑا لیجاتی ہے ' جب ان میں سے بعض حضرت عیسیٰ کے وجود کو تاریخی طور پر بالے طے رہ جاتے ہیں - جب وہ انسان کے مقصود و مسجود حال پر غور کر کے گھبرا اٹھتے ہیں ' تب انکو اسلام کی صدا پر کان لگانے کا خیال ہوتا ہے - تب اسلام کا نور ' اسلام کی صلح جوئی ' اور اوسکے تسکین قلب اور طمانیت روح بخشنے والے اصول دل کرتے ہیں - الغرض یہاں یہ سوال پیدا ہی نہیں ہوتا کہ حضرت ابوبکر ' عمر ' عثمان ' علی ' رضی اللہ عنہم کو خلیفہ مانتے ہوتا نہیں ؟ سوڈان کے مہدی یا مرزا غلام احمد کی مہدویت و مسیحیت کے قائل ہو یا نہیں ؟ اگر یہاں سوال ہوتا ہے تو یہ کہ ہیوم ' مل ' یا ہکسلے نے جو تلواریں مذہب پر ماری ہیں ' انکا جواب مذہب دے سکتا ہے یا نہیں ؟

عیسائیت پر دھریت غالب آگئی ہے ' کیونکہ یہاں کے عقلا عیسائیت کے سوا دوسرے مذاہب سے ناواقف ہیں - اسلیے ان کے نزدیک دھریت اور مادیت مذہب پر غالب ہے - اوس شخص کو جو یہاں تبلیغ اسلام کرنا چاہے ' ان معاملات کو مد نظر رکھنا ضروری ہے - یہ ظاہر ہے کہ فرقہ بندی کا سوال لیکر یہاں کوئی بھی تبلیغ اسلام نہیں کر سکتا -

میں کہتا ہوں کہ اگر خواجہ کمال الدین صاحب کبھی اینده ایسا چاہیں بھی تو وہ اپنی کامیابی کو جواب دے بیٹھینگے -

مشیر حسن قدوائی

12

مشاهیر اسلام روایتی قیمت پر

(۱) حضرت معصور بن حلاج اصلی قیمت ۳ آنہ روایتی ۱ آنہ (۲) حضرت بابا فرید شکر گنج ۳ آنہ روایتی ۱ آنہ (۳) حضرت محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ ۲ آنہ روایتی ۳ پیسہ (۴) حضرت خواجہ حافظ شیرازی ۲ آنہ روایتی ۳ پیسہ (۵) حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی ۳ آنہ روایتی ۱ آنہ (۶) حضرت شیخ بوعلی قلندر پانی پتی ۳ آنہ روایتی ۱ آنہ (۷) حضرت امیر خسرو ۲ آنہ روایتی ۳ پیسہ (۸) حضرت سرمد شہید ۳ آنہ روایتی ۱ آنہ (۹) حضرت غوث الاعظم جیلانی ۳ آنہ روایتی ۱ آنہ (۱۰) حضرت عبد اللہ بن عمر ۳ آنہ روایتی ۱ آنہ [۱۱] حضرت سلمان فارسی ۲ آنہ روایتی ۳ پیسہ [۱۲] حضرت خواجہ حسن بصری ۳ آنہ روایتی ۱ آنہ [۱۳] حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی ۲ آنہ روایتی ۳ پیسہ (۱۴) حضرت شیخ بہاالدین ذکریا ملتانی ۲ آنہ روایتی ۳ پیسہ (۱۵) حضرت شیخ سعدی ۳ آنہ روایتی ۱ آنہ (۱۶) حضرت عمر خیام ۳ آنہ روایتی ۱ - (۱۷) حضرت امام رازی ۵ آنہ روایتی ۲ آنہ (۱۸) حضرت شیخ محی الدین ابن عربی ۴ آنہ روایتی ۶ پیسہ (۱۹) شمس العلما آزاد دہلوی ۳ آنہ روایتی ۱ آنہ (۲۰) نواب محسن الملک مرحوم ۳ آنہ روایتی ۱ آنہ (۲۱) شمس العلما مولوی ظہیر احمد ۳ آنہ روایتی ۱ آنہ (۲۲) آنریبل سرسید مرحوم ۵ روایتی ۲ آنہ (۲۳) رائٹ آنریبل سید امیر علی ۲ آنہ روایتی ۳ پیسہ (۲۴) حضرت شہباز رحمۃ اللہ علیہ ۵ آنہ روایتی ۲ آنہ (۲۵) حضرت سلطان عبدالحمید خان غازی ۵ آنہ روایتی ۲ آنہ (۲۶) حضرت شہاب الدین ۲ آنہ روایتی ۳ پیسہ [۲۷] کرشن معظم ۲ آنہ روایتی ۳ پیسہ [۲۸] حضرت ابو سعید ابوالخیر ۲ آنہ روایتی ۳ پیسہ [۲۹] حضرت مخدوم صابر کلیری ۲ آنہ روایتی ۳ پیسہ [۳۰] حضرت ابونجیب سہروردی ۲ آنہ روایتی ۳ پیسہ [۳۱] حضرت خالدبن ولید ۵ آنہ روایتی ۲ آنہ [۳۲] حضرت امام غزالی ۶ آنہ روایتی ۲ آنہ ۲ پیسہ [۳۳] حضرت سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس ۵ آنہ روایتی ۲ آنہ [۳۴] حضرت امام حنبل ۴ آنہ روایتی ۶ پیسہ [۳۵] حضرت امام شافعی ۶ آنہ روایتی ۱۰ پیسہ [۳۶] حضرت امام جنید ۲ آنہ روایتی ۳ پیسہ (۳۷) حضرت عمر بن عبد العزیز ۵ - آنہ - روایتی ۲ - آنہ (۳۸) حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ۳ - آنہ روایتی ۱ - آنہ ۳۹) حضرت خواجہ معین الدین چشتی ۵ - آنہ - روایتی ۲ آنہ (۴۰) غازی عثمان پاشا شیر پلیونا اصلی قیمت ۵ آنہ روایتی ۲ آنہ - سب مشاہیر اسلام وریناً دو ہزار صفحہ کی قیمت یک جا خرید کرنیسے صرف ۲ روپیہ ۸ - آنہ - (۴۰) رفقاے پنجاب کے اولیاے کرام کے حالات ۱۲ - آنہ روایتی ۶ - آنہ (۴۱) آئینہ خود شناسی تصوف کی مشہور اور لاجواب کتاب خدا بینی کا رہبر ۵ آنہ - روایتی ۳ - آنہ - [۴۲] حالات حضرت مولانا روم ۱۲ - آنہ - روایتی ۶ - آنہ - [۴۳] حالات حضرت شمس تبریز ۶ - آنہ - روایتی ۳ آنہ - کتب دل کی قیمت میں کوئی رعایت نہیں - [۴۴] حیات جاوداں مکمل حالات حضرت محبوب سبحانی غوث اعظم جیلانی ۱ روپیہ ۸ آنہ [۴۵] مکتوبات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی اردو ترجمہ قریبہ ہزار صفحہ کی نصف کی لاجواب کتاب ۶ روپیہ ۷ آنہ [۴۶] ہشت بہشت اردو خواجگان چشت اہل بہشت کے حالات اور ارشادات ۲ روپیہ ۸ آنہ [۴۷] رموز الاطبا ہندوستان بھر کے تمام مشہور حکیموں کے بانصویر حالات زندگی صحہ انکی سینہ بہ سینہ اور صدری مصیبات کے جو کئی سال کی محنت کے بعد جمع کئے گئے ہیں - اب دوسرا ایڈیشن طبع ہوا ہے اور جن خریداران کے جن دستخطوں کی تصدیق کی ہے انکی نام بھی لکھدئے ہیں - علم طب کی لاجواب کتاب ہے اسکی اصلی قیمت چھ روپیہ ہے اور روایتی ۳ روپیہ ۸ آنہ [۴۸] البرہان اس کا مراد مرض کی بتفصیل تشریح اور علاج ۲ آنہ روایتی ۳ پیسہ [۴۹] صابون سازی کا رسالہ ۲ آنہ روایتی ۳ پیسہ - (۵۰) انگلش ٹیچر بغیر مدد اُستاد کے انگریزی سکھانے والی سب سے بہتر کتاب قیمت ایک روپیہ (۵۱) اصلی کیمیا گری یہ کتاب سونے کی کان ہے اسمیں سونا چاندی رانگ سیسہ - جستہ بنانے کے طریقے درج ہیں قیمت ۲ روپیہ ۸ آنہ

دہلی کے خاندانی اطبا اور دوا خانہ

نو رتن دہلی

یہ دوا خانہ عرب - عدن - افریقہ - امریکہ - سیلون - آسٹریلیا وغیرہ وغیرہ ملکونمیں اپنا سکہ جما چکا ہے اسکے مجربات معتمدالملک احترام الدولہ قبلہ حکیم محمد احسن اللہ خان مرحوم طبیب خاص بہادر شاہ دہلی کے خاص مجربات ہیں -

دوائی ضیق - ہر قسم کی کھانسی و دمہ کا مجرب علاج فی بکس ایک نوالہ ۲ دو روپیہ -

حب قتل دندان - یہ گولیاں پیٹ کے کیڑے مار کر نکال دیتی ہیں فی بکس ایک روپیہ -

المشتہر حکیم محمد یعقوب خاں مالک دواخانہ نوراں دہلی فراشخانہ

ترجمہ اردو تفسیر کبیر

قیمت حصہ اول ۲ - روپیہ - ادارۂ الہلال سے طلب کیجیے

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۲ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

Telegraphic Address,
"Alhilal CALCUTTA"
Telephone, No. 648

تار کا پتہ
"الہلال کلکتہ"
ٹیلیفون نمبر ۹۳۸

نمبر ۱۷ | کلکتہ : چہارشنبہ ۳ جمادی الثانی ۱۳۳۲ ہجری | جلد ٤

Calcutta Wednesday, April, 29, 1914

قیمت فی پرچہ

عصـــر جـديـد

جامعۂ اسلامیه کی هیئت فعال کا آرگن

هفته وار اخبار کي صورت میں دوبارہ جاري هوتا هے

زمانه میں سیکڑوں نئے نئے خیالات اور نئي نئي تحریکیں پیدا هورهي هیں - ملک اور قوم میں مختلف اور ایک دوسرے سے مخالف آوازوں نے پبلک کے کانوں کو بهرا کردیا هے - اخباروں اور رسالوں ' لکچروں اور تحریروں - خواندہ آدمیوں کے خیالات اور ناخواندہ لوگوں کے توهمات سے ایک عجیب هنگامه برپا هے - کسي کو خبر نهیں که هم کیا هیں ' کدهر جارهے هیں ' کیا کرتے هیں ' اور در اصل کس راسته پر چلنا همارا فرض هے ؟

مگر امید جو انسان کا ایک جزو لاینفک زندگي کا سکان هے ' هم کو اطمینان دلاتي هے که اگر ایک بنا کن پروگرام قوم کے سامنے آئے اور پبلک کو قومي مقاصد و اغراض کي خوبي سمجهادے ' اور اپنے فرض کا یقین دلائے کے بعد ایک زبردست قومي آرگن کے ذریعه سے عملی کام شروع کردے تو قوم نه صرف غفلت کي موت سے بچ جائے بلکه اوسکا جوش مصمم اور فعال طریقوں پر جلد ترقی اسلامی کا علم لهرائیگا -

اس خیال سے همنے خداے تعالی کی توفیق اور پبلک کی تائید پر بهروسه کر کے ارادہ کیا هے که پانچ برس کي خاموشی کے بعد رسالہ عصر جدید کو هفته وار اخبار کي صورت میں دوبارہ جاري کیا جاے - خواهش یه هے که عصر جدید هر اسے پڑهے لکهے مسلمان کے هاتهه میں پهنچے جو قوم کا درد رکهتا اور اوسکے لئے اچهها کرنا چاهتا هے - یه ظاهر کرنیکي ضرورت نهیں که هم کسی دوسرے اخبار یا رسالے کي رقابت میں داخل نهیں هوتے - وہ سب اپنا اپنا فرض اب سے بهتر ادا کرسکینگے ' اور هم بهي اپنے معذوری کے موافق اظهار حق میں دریغ نه کرینگے - عصر جدید کے سابق ایڈیٹر ایربیل خواجه غلام الثقلین صاحب بي - اے - ایل - ایل - بي دیگر مصروفیتوں کي وجه سے اگرچه ایڈیٹري کیلئے کافي وقت نهیں دیسکینگے ' مگر اخبار کي عام پالیسی کي باگ بدستور سابق انهیں کے تجربه کار هاتهه میں رهیگي - لائق اور گریجوایٹ ایڈیٹر اور صائب الراے اهل قلم اوسکی معاونت میں اور اوسکے مشوره سے کام کرینگے -

همارا یقین یه هے که سعي تن آساني سے مفید نهیں هے ' خواه اوس سعي میں کتني هي ناکامیابي کیوں نه هو - مقصد میں کامیاب هونا انعام نهیں هے ' بلکه کامیاب هونے کی کوشش میں جو جفاکشي اور تهذیب نفس هوتي هے وہ خود ایک اجر هے - پهر وہ بهی ممکن هے که آج جو چیز قوم و ملک کو بے فائده معلوم هوتی هے کل وهي اوسکو مفید ثابت هو ' اور همارا بویا هوا تخم ایک زمانه کے بعد پهل لائے ' جبکه شاید همارا نام بهی صفحه هستي پر نه رهے -

عصر جدید کا پهلا نمبر انشاء الله یکم مئي کو شائع هوگا فی الحال ۱۸ - ۲۲ سے ۲۴ صفحے رهینگے - کاغذ اچهائی چهپائی رائیتي رسالوں کي طرح اعلی درجه کي هوگي - قیمت پیشگی معه محصول سالانه ۴ روپیه ۸ آنه - ششماهی ۲ روپیه ۱۰ آنه - سه ماهی ۱ روپیه ۸ آنه رکهی گئي هے -

درخواستیں بنام محمد انوار هاشمي منیجر عصر جدید سعید منزل میرٹهه - آني چاهئیں -

آفتاب صداقت کلکته کي اُفق سے

عنقریب طلوع هوگا - جو اخباري صورت میں اولاً هفته میں ایکبار ' پهر دوبار ' اور بالآخر روزانه حریت اور صداقت کی خالص روشنی سے هند کے تمام بند و تاریک طلمت کدوں کو روشن کریگا - وہ راستی و صداقت کا حامی هوگا حریت - آزادي کا طرفدار هوگا - ملک و ملت کی مخلصانه خدمات اپنا نصب العین بنالیگا - وہ ملک و قوم کا سچا خادم هوگا - اور کاميں زندگی زندگی

بیداري کی مخلصانه روح پهونکیگا - وہ تاج اور حکومت کا دلي خیر خواه هوگا اور فروگذاشتوں پر جرات اور دلیري سے متنبهه کریگا وہ همیشه قوم کا هوگا - اوسکی حیات و ممات محض قوم کیلیے هوگي - وہ اپنے معاصرین کا قوت بازو بنے گا اور حریت و صداقت میں همیشه انکی همنوائی کریگا - وہ ابتداً اسي ناچیز کے ایڈیٹري سے نکلیگا - اور پهر آسمان ملک کے مایۂ ناز احرار اور قابل ترین نوجوانوں کي متفقه طاقت کام کریگي اسکی سالانه قیمت ۳ تین روپیه هوگی - اسکے اجرا اور پریس کیلیے درخواست دیدي گئي هے جو انشاالله منظور هوکر رهیگی

اب دیکهنا هے که ملک کے سچے حریت اور صداقت پسند اصحاب اس جاں فروشانه سعي و کوشش نو بار آور بنانے میں عملی حصه لیتے هیں ؟ جو صرف یهي هے که پیشتر سے درخواست خریداري ارسال فرمائیں (تمام درخواستیں اور جمله خط و کتابت دبل کے پته پر کیجاے) -

حکیم رکن الدین دانا - نمبر ۱۶۹ لور سرکلر روڈ کلکته

روغن بیگم بهار

حصوات اهلکار امراض دماغی کے - بیدلا و گرفتار ' وکلا ' طلبه ' مدرسین ' معلمین ' مولفین ' مصنفین ' بالخصوص میں التماس هے که یه روغن جسکا نام آپ نے عنوان عبارت سے ابهي دیکها اور پڑها هے ' ایک عرصے کی فکر اور سوچ کے بعد بهرے مفید ادویه اور اعلی درجه کے مقوي روغنوں سے مرکب کر کے تیار کیا گیا هے ' جسکا اصلي ماخذ اطباے یونانی کا قدیم مجرب نسخه هے ' اسکے متعلق اصلی تعریف بهي فضل از امتحان و پیش از تجربه مبالغه سمجهی جا سکتي هے صرف ایک سیشی ایکبار مگوا کر استعمال کرنے سے یه امر ظاهر هو سکتا هے که آجکل جو بهت طرحکے ڈاکٹري اعلاجي تیل نکلے هیں اور جنکو بالعموم لوگ استعمال بهي کرتے هیں آیا یه یونانی روغن بیگم بهار امراض دماغي کے لیے بمقابله تمام مروج تیلونکے کهانیکے مفید هے اور نارک اور شوقین بیگمات کے گیسوونکو نرم اور نارک بنانے اور دراز و خوشنما اور خوبصورت کرنے اور سنوارنے میں کهانتک قدرت اور تاثیر خاص رکهتا هے - اکثر دماغي امراض جبهي غلبۂ برودت کیوجه سے اور کبهي شدت حرارت کے باعث اور کبهي کثرت مشاغل اور محنت کے سبب سے پیدا هو جاتے هیں ' اسلئے اس روغن بیگم بهار میں زیاده تر اعتدال کی رعایت رکهي گئی هے تاکه هر ایک مزاج کے موافق هو مرطوب و مقوي دماغ هونیکے علاوہ اسکے دلفریب نارہ پهولوں کی خوشبو سے هر وقت دماغ معطر رهیگا ' اسکي دو غسل کے بعد بهی صاف نهیں هوگي - قیمت فی شیشی ایک روپیه محصول ڈاک ۵ آنه کل ۱۰ روپیه ۸ آنه -

مسک بتیـکا

بادشاه و بیگموں کے دائمي شباب کا اصلي راز - یوناني طبی سائنس کي ایک نمایاں کامیابي سمجهئے -

مسک بتیکا ـــ جسکے حواس بهت سے هیں جن میں خاص خاص دو تین ضرور کي زیادتي - جوانی دائمي ' اور جسم کي راحت ' ایک گهنٹه کے استعمال میں اس دوا کا اثر آپ محسوس کرینگے - اور مرتبه کي آزمایش کي ضرورت هے -

راجا بربهیش تیله اور پرمیشر انجن تیلا - اس دوا کو میں نے ابا و اجداد سے پایا جو شهنشاه مغلیه کے حکیم تهے - یه دوا فقط همکو معلوم هے اور کسي کو نهیں درخواست پر ترکیب استعمال بهیجي جائیگي -

" ریڈر مل کائپهور " کو بهي ضرور آزمایش کرنی - قیمت دو روپیه بارہ آنه - مسک خاص اور الکذیب رنگ پرست پانچ روپیه بارہ آنه محصول ڈاک ۶ آنه - یوناني ڈوت پاؤڈر کا ساهیل یعني سر کے درد کي دوا الهدے پر مفت بهیجي جاتي هے ورآ للهیت -

حکیم عبدالرحمن - یوناني میڈیکل هال - نمبر ۱۱۴/۱۱۵ مچهوا بازار اسٹریٹ - کلکته

Hakim Musihur Rahman Yunani Medical Hall
No. 114 115 Machuabazar Street
Calcutta

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor.

Abul Kalam Azad

7/1 McLeod street.

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8

Half yearly ,, 4-12

الہلال

3

مسئول و محرر خویسی

مقام اشاعت

۷-۱ مکلوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

ٹیلیفون نمبر ۶۳۸

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

شماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۷ | کلکتہ : چہارشنبہ ۳ جمادی الثانی ۱۳۳۲ ہجری | جلد ۴

Calcutta : Wednesday, April, 29. 1914

" مسئلۂ ندوہ " کے متعلق ۱۰ مئی کو دہلی میں عام اجتماع !!

بالآخر قوم کی صدائیں بیکار نہ گئیں ' ارباب اصلاح کی سعی ضائع نہوئی ' ندوہ کا دم واپسین بے اثر کیے نہ رہا ' مسلمانوں کی سب سے بڑی اصلاح دینی کی تحریک مٹنے اور برباد ہونے کیلیے نہیں چھوڑ دی گئی ' اور وقت آگیا کہ اسکی داستان الم سننے کیلیے ہمدردان ملت یک جا جمع ہوں ' اور دہلی مرحوم کی اس خاک مقدس پر جہاں علوم اسلامیہ کے خزائن پیشیں مدفون ہیں ' اپنی اُن امیدوں کو ایک بار اور دہرا لیں جو بیس سال سے احیاء علوم اسلامیہ اور دعوۃ اصلاح دینی کیلیے " ندوۃ العلما " کے نام سے غلغلہ انداز عالم اسلامی ہیں !

تمام ارباب ندوہ کیلیے پیام کار اور مدعیان خدمت ملت کیلیے دعوۃ عمل ہے - یہ آخری فرصت ہے جو ندوہ کے بقا کیلیے ہمیں دی گئی ہے اور اگر اس موقعہ پر بھی قوم نے خیر نہ لی تو پھر رشتۂ کار ہمیشہ کیلیے ہاتھ سے نکل جائیگا - ندوہ کے معاملات محض اخباروں کے مضامین اور انجمنوں کی تجویزوں سے حل نہیں ہو سکتے تھے - اسکی صرف ایک ہی تدبیر تھی کہ تمام ارباب فکر رائے ایک مقام پر جمع ہوں اور ایک اختتامی تجویز اصلاح کیلیے عمل میں لائیں - خدا جزاء خیر دے تمام بزرگان دہلی کو اور علی الخصوص جناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خاں صاحب کو جنھوں نے ایک ایسے علم جلسے کا دہلی میں انتظام کیا ہے اور تمام بزرگان ملت کو دعوت دی ہے - اعلان سے معلوم ہوتا ہے کہ بزرگان دہلی کے علاوہ دیگر صوبوں کے بھی بعض سربرآوردہ اشخاص شریک دعوت ہیں' اور اگر اللہ کا فضل معین و موفق ہوا تو امید ہے کہ یہ اجتماع نتیجہ خیز اور موصل الی المقصود ہو -

فی الحقیقت اِن بزرگوں نے اپنا فرض ادا کردیا - اب ہمدردان ملت کا فرض ہے کہ وہ ایک عظیم الشان اسلامی کام کیلیے اپنے وقت ' اپنے آرام ' اور اپنے مال کا تھوڑا سا ایثار گوارا فرمائیں اور اس جلسے میں شریک ہوکر حصول مقصد کیلیے سعی کریں - ہم نے گذشتہ دو تین سالوں کے اندر پولیٹکل کاموں سے اپنی سچی دلچسپی کے متعدد ثبوت دیے ہیں - ہم آگرہ میں بکثرت جمع ہوے ہیں تاکہ لیگ کی پالیسی کو آزادانہ اقدام سے ہٹنے نہ دیں اور اگست کی گرمیوں میں علی گڈھ پہنچے ہیں تاکہ مسلم یونیورسٹی کے آخری فیصلہ کیلیے کسی ایک جماعت کو تنہا نہ چھوڑ دیا جاے -

لیکن آج وقت ہے کہ ایسی ہی دلچسپی کا ثبوت ایک سچے دینی کام کیلیے بھی دیا جاے جو فی الحقیقت مسلمانوں کی احیاء و ترقی کیلیے اصلی اور حقیقی کام ہے اور ہماری غفلتوں سے سنبھل کر پھر کر جانے والا ہے -

یہ پہلے سے معلوم ہے کہ جلسے کیلیے وقت موزوں نہیں - کوئی سرکاری تعطیل نہیں ہے اور گرمی بھی شدت سے شروع ہوگئی ہے - تاہم کام کرنے والوں کیلیے ایسی رکاوٹیں دامنگیر نہیں ہو سکتیں اور درد مند دلوں کے اندر محبت ملت کی جو حرارت ہوتی ہے ' اسکے آگے موسم کی گرمی کی کوئی حقیقت نہیں - ہم ایک ایسے عہد میں ہیں جبکہ ہم نے کام کرنے کا نیا نیا دعوا کیا ہے - پس کچھ عرصے تک ضرور ہے کہ اسکی آزمایشوں سے بھی کامیاب گذریں - اگر ایسے عذر ہماری راہ میں مانع ہوسکتے ہیں تو ہمارے لیے اپنے شاندار دعووں کے واپس لے لینے کا دروازہ کھلا ہے - کوئی ہمیں سولی پر نہیں چڑھا دیگا اگر ہم کہدیں گے کہ قوم و مذہب سے اپنے آرام و راحت کو زیادہ عزیز رکھتے ہیں !

ندوہ کے موجودہ ارکان و منتظمین اگر اب بھی اصلاح و تلافی مافات کیلیے آمادہ ہو جائیں تو انکے لیے وقت باقی ہے - انھیں چاہیے کہ اس جلسے میں سب سے پہلی صف اپنے تئیں ثابت کریں ' اور اس طرح صداقت و حسن نیت کے ساتھ طریق اصلاح و دفع مفاسد کیلیے متحدہ و متفقہ کوشش کی جاسکے - اسی میں ہم سب کیلیے بہتری ہے : هذه تذكرة ' فمن شاء اتخذ الى ربه سبيلا !

اطلاع

۱۰ مئی کے جلسے کے انتظام کیلیے معززین دہلی کی ایک استقبالی کمیٹی قائم ہوگئی ہے -

جو حضرات شریک جلسہ ہونا چاہیں وہ اپنے ارادے کی نسبت فوراً " سکریٹری استقبالی کمیٹی - دولت خانہ جناب حاذق الملک - دہلی " کو تار دیں تاکہ انکے قیام کا بندوبست کیا جاے -

شذرات

مسئلۂ بقا و اصلاح ندوہ

فریب سکوت و افساد تجاهل

غلط بیانیونکي انتہا - ادعاے باطل - اشاعات مفسدہ - ارباب راے کي بیخبري و غلط فہمي -

(اتمام حجت)

شاید هي آجتک کسي قومي مجلس کے متعلق اسقدر مفصل ' اسقدر مدلل ' اسقدر واشگاف ' اسدرجہ مسکت و ملزم ' اور سب سے زیادہ یہ کہ اسدرجہ علانیہ حقیقت طلب اور جواب خواہ بحث کي گئي هوگي ' جیسی کہ بحمد اللہ ندوۃ العلما کے متعلق کی جا چکي ہے ' اور شاید هي کسی جماعت نے ابتک اسدرجہ بے پردہ سکوت الزامات صریحہ کے مقابلے میں کیا هوگا ' جیسا کہ حکام ندوہ (هداهم اللہ تعالی) کر رہے هیں - سکوت بہت سي بلاؤں کو ٹالنے والا ہے ' اور داناؤں نے ضرور نصیحت کی ہے کہ مصیبتوں سے چپ رهکر محفوظ رهو ' تاهم ندوہ کا معاملہ تو اب اس حد سے گذر چکا ہے - یہ نسخہ همارے نادان دوستوں کو کچھہ فائدہ نہیں پہنچا سکتا - چپ رهکر آپ سب کچھہ کرسکتے هیں پر واقعات کو نہیں بدل سکتے - اور حق جب ظاهر هوجاے ' تو باطل کو اپنا دهن فساد بند هي کرنا پڑتا ہے - تم اگرچہ چپ رهکر صرف اپنی زبان کو بند دکھلانا چاهتے هو ' مگر مدت سے میں تمہارے دلوں کو بھی مقفل اور تمہارے کانوں کو بھي بہرا یقین کرچکا هوں : صم بکم عمی فهم لا یبصرون ! اگر ایسا نہ هوتا تو اپنے جہل و اصلاح دشمني ' اور ولولۂ اغراض شخصیہ پر اس جرأت باطل ' اس جسارت افساد ' اور اس بے پردہ دلیري کے ساتھہ مسلمانوں کے ایک بہت هی قیمتی کام کو قربان نہ کرتے : و هوالذي جعل لکم السمع و الابصار والافئدہ ' قلیل ما تشکرون !

پس مجھے بے اختیار هنسکر کہنا پڑتا ہے کہ یہ فریب سکوت اور افساد تجاهل بالکل بے فائدہ ہے ' اور صداے حق و اصلاح کي ادنی قوتوں کا کبھي بھی ان بچوں کي سی بے جہت صدا اور شوخ عورتوں کي سی بلا دلیل " نہیں " کے حربے سے مقابلہ نہیں هوسکا ہے - جب کہ وقت آجاے اور حق کھل جاے ' جبکہ سچی نیتوں اور صادقانہ اغراض کے ساتھہ اصلاح کی سعی هو ' جبکہ واقعات اور حقیقت اصلاح طلبوں کا ساتھہ دے ' تو پھر وہ سمندرونکی موجوں اور پہاڑوں کی چٹانوں کی سی قوت ہے ' جسے بڑي بڑي انسانی دانائیاں اور شہنشاهیاں بھي نہیں روک سکتیں - چہ جالیکہ غرور باطل اور فساد جہل کا ایک شرذمۂ قلیل جسکو خود همارے هي غفلت اور زمانے کی جہل پروري نے اسکا موقعہ دے دیا اور بد بختانہ اسکو مخاطب کرکے اپنا وقت صرف کرنا پڑا ' ورنہ وہ اتنے کا بھي اهل نہ تھا !

پس معاملے کا فیصلے آسان ' اور حکم دینے کا وقت قریب ہے - میں ندوہ کے متعلق جو کچھہ لکھہ رہا هوں ' اگر اسمیں شخصي اغراض کي خباثت کا کوئي جزء بھي شامل ہے ' اور اگر اسکي بنیاد علم صحیح ' بصیرۃ قلبي ' حق و صداقت ' واقعیت و خلوص کي جگہ کوئي دوسري شے ہے ' تو بہت جلد دنیا کو فیصلے کا موقعہ مل جالیگا ' اور خدا کي عطا کردہ کامیابي و ناکامي خود هي آکر بتلا دیگي کہ حق کس کے ساتھہ ہے ؟ یہ میرا ایمان ہے ' اور یہي عقیدہ میري زندگي کي اصلی روح ہے جو اگر مجھسے نکالي جاے تو میں اسي وقت هلاک هوجاؤں - هر چھوٹے سے چھوٹے معاملے کو بھی میں اسي عقیدۂ ایماني کي روشني میں دیکھتا هوں - گذشتہ دو تین سال کے اندر الهلال کي اس دعوۃ کے بہت سے تجربے اهل بصیرت دیکھہ چکے هیں - اگر آنکھیں هوں تو اب کسي مزید روشني کي ضرورت هي نہیں ہے -

(ایک جواب)

هاں اس تمام مدت کي پوري خاموشي کے بعد ایک جواب مجھے ضرور ملا ہے ' اور یہ جھوٹ هوگا اگر کلیتاً نفي کردوں کہ مجھے مضامین اصلاح کا کوئي جواب نہیں ملا -

یہ ایک گمنام خط ہے اور لکھنؤ سے آیا ہے - اسمیں اول سے لیکر آخر تک مجھے مخاطب کرکے نہایت فحش اور ادنی درجہ کي بازاري گالیاں دي هیں ' اور اسکا لکھنے والا اس فن میں اس شخص سے بھي بازي لیگیا ہے جس نے مدت هوئي لکھنؤ سے ایک گمنام خط لکھا تھا - گالیوں سے اگر کچھہ جگہ بچي ہے تو وہ صرف چند مقامات هیں جہاں مولوي خلیل الرحمن صاحب کا نام مجبوراً آگیا ہے ' اور مجھے جرم کي نوعیت بتلانے کیلیے ضرور تھا کہ ایسا کیا جاتا -

اسمیں لکھا ہے کہ تم مولوي خلیل الرحمن پر اعتراض کرتے هو ' اور لکھتے هو کہ وہ بڑے دولت مند هیں مگر ندوہ کو آجتک ایک ٹکہ بھي نہیں دیا بلکہ خود اسیکی کمائي کھا رہے هیں - تم ایسا کہنے والے کون هو ؟

اسکے بعد یکسر ماں بہن کی گالیاں هیں -

وہ بھی لکھا ہے کہ اگر ابکے لکھنؤ آے تو هماري ایک جماعت تمہیں خوب پیٹیگی - وغیرہ وغیرہ -

بہر حال غنیمت ہے کہ خاموشی ختم هوئي اور کچھہ تو جواب ملا - رهي جواب کي نوعیت ' تو یہ اپنا اپنا اصول ہے اور اپنا اپنا طریقہ - جن لوگوں کے پاس اسکے سوا اور کچھہ جواب نہ رہ وہ دوسرا جواب کہاں سے لائیں ؟ اسکي نسبت تو کچھہ کہنے کي ضرورت نہیں - البتہ اس اخبار کے ذریعہ لکھنؤ کي اس جماعت کو خبر دیدینا هوں کہ میں عنقریب یعنے مئي کے پہلے هفتے میں لکھنؤ آنے والا هوں - ۵ مئي کے بعد سے وہ انتظار کریں -

اس ڈهائي سال کے اندر کتنے هي لوگوں اور جماعتوں نے اس طرح کي اطلاعیں دیں ' پر افسوس کہ شرافت و انسانیت ایک طرف ' رذالت کي شرم رکھنے والا بھي اوئي نہ نکلا !

میں ایسے لوگوں کو جو گمنام خطوط یا مضامین لکھیں ' بالکل هي ناکارہ سمجھتا هوں - علم و قابلیت اور شرافت و اخلاق کے کام تو یہ کیا کرینگے ؟ بدمعاشي اور پاجي پنے کے کاموں میں بھي مجھے انسے کسي بلند اور بڑے کام کي توقع نہیں - اسکے لیے بھي همت چاهیے - قول کا پاس چاهیے - نڈر اور بے خوف دل کی ضرورت ہے - یہ جوهر ان میں هوتے تو پھر آدمي هي نہ بن جاتے ؟

ندوہ کے متعلق بعض اشخاص اخباروں میں اِدهر اودهر کي باتیں اڑهي کرکے کچھہ بھیجتے بھی هیں تو وہ بھي گمنام ' اسی سے اندازہ کرلیجیے کہ اصلیت کیا ہے ؟ جن لوگوں کو اتنی همت بھی نہو کہ اپنا نام ظاهر کریں ' انکے ضمیر کے اطمینان کا کیا حال هوگا !

اصلاح ندوہ کے مسائل میں مسئلۂ نظامت ختم هوگیا - اب آیندہ نمبر سے دیگر مسائل کے طرف متوجہ هونگے : فبشر عبادي الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ ' اولئك الذین هداهم اللہ و اولئك هم اولو الباب !!

ریاست بھوپال اور مسئلہ ندوہ

ندوہ کی بد انتظامیاں اور مفسدانہ تغیرات اس درجہ آشکارا ہوگئے کہ ریاست بھوپال نے اپنا ماہوار عطیہ تا اصلاح حالات ملتوی کردیا -

چاہیے تھا کہ موجودہ حکام ندوہ اب بھی اپنے مفسدانہ اعمال سے باز آ جاتے ' اور ندوہ پر رحم کرتے جسکی بربادی کے بعد انہیں کچھہ دین و دنیا کے خزانے نہیں ملجائینگے بلکہ دائمی ذلت و خسران ہی میں گرفتار ہونگے ' لیکن نفس خادع جسکی شرارت بے پناہ اور جسکے مکر ان گنت ہیں ' اس موقعہ پر بھی سامنے آیا اور اس کے بجائے شرمسار و خجالت کے اور خیرہ سری کی تعلیم دی :

فسویل لہم ثم ویل لہم !

انہوں نے دیکھا کہ ندوہ کی سب سے بڑی غیر سرکاری اعانت کا بند ہو جانا ' مفاسد ندوہ کا ایک کھلا ثبوت ہے جسکے بعد فریب دینے کیلیے کوئی شرارت کارگر نہیں ہوسکتی - پس ضرور ہے کہ بہت جلد کوئی ایسا جھوٹا قصہ گھڑ کے مشہور کر دیا جاے جس سے اپنی رو سیاہی دوسروں کے حصے میں آجاے - چنانچہ ایک گمنام مراسلت ایک اخبار میں شائع کی گئی ہے جسمیں لکھا ہے کہ ایڈیٹر الہلال نے مخفی کوششیں کرکے یہ رقم بند کرائی ' اور ثبوت یہ دیا ہے کہ اسکی اطلاع صرف (فرضی) ناظم ندوہ کے پاس آئی تھی - ایڈیٹر الہلال نے بعینہ اسکے الفاظ کیونکر معلوم کر لیے اور اخبارات کو نظر دیدیے اگر وہ خود اس کام میں نہ تھا ؟ سبحانک ھذا بہتان عظیم ! میں نہیں سمجھتا کہ یہ لوگ کیوں شر و فساد کے بت کے آگے اس طرح اندھے بہرے ہوکر ارند ہے ہوگئے ہیں ؟

ان نادانوں کو معلوم نہیں کہ اگر میں اپنی علانیہ اور بے پردہ کارروائیوں کے علاوہ کسی مقصد کیلیے مخفی کوشش کرنا بھی جائز رکھوں ' تو الحمد للہ فضل الہی سے اتنا اثر ضرور رکھتا ہوں کہ بہت سے معاملات زیادہ عرصے تک طول ہی نہ پکڑیں -

مگر اس طرح کرنے کی مجھے ضرورت ہی کیا ہے جب میں علانیہ سب کچھہ کہنے کی قوت رکھتا ہوں ؟ میں ندوہ کی موجودہ حالت کو علانیہ پر از مفاسد بتلا رہا ہوں - میں اسکے کانسٹی ٹیوشن کو قاعدے اور اصول کی بنا پر لغو و نامعقول کہتا ہوں ' اور تمام نہاد مجلس انتظامی کی کارروائیوں کو خود ندوہ کے دستور العمل کی بنا پر باطل ثابت کرتا ہوں - علانیہ خود بھی کوشش کرتا ہوں اور لوگوں سے بھی کہتا ہوں کہ ہر جگہ جلسے کریں ' مضامین لکھیں ' اور پوری طرح ساعی ہوں کہ انکی ایک قیمتی متاع چند مفسد و ہوا پرست اور اعداء اصلاح و تجدید لوگوں کے ہاتھوں برباد نہو -

میں اپنی بصیرت اور اپنے ایمان کی بنا پر ندوہ کو وہ ندوہ ہی نہیں سمجھتا جو ایک اچھی چیز ہے ' اسلیے علانیہ میرا مشورہ گورنمنٹ کو ' والیان ریاست کو ' اور تمام قوم کو یہی ہے کہ جب تک ندوہ درست نہو ' اسوقت تک ایک کوڑی اسے نہ دیں اور اپنی تمام اعانتیں بند کردیں - اگر موجودہ دارالعلوم درست نہو تو انہیں اعانتوں سے (بقول مسٹر محمد علی) دوسرا ندوہ بنالیں ' اور اسطرح روپیہ کو ایک بیکار و لغو شے کے پیچھے ضائع نہ کیا جاے -

جبکہ میں یہ سب کچھہ علانیہ لکھتا ہوں اور کہہ سکتا ہوں اور مجھے کرنے ' گمنام مراسلات کے لکھنے ' منھہ پر ستر و اخفا کا برقع ڈالنے ' اور شرمیلی عورتوں کی طرح پیچھے رہکر اشارے کرنے کی ضرورت نہیں ہے ' تو پھر کونسی وجہ ہے کہ میں ریاست بھوپال کی اعانت کو ملتوی کرانے کیلیے چوروں کی طرح مخفی کوششیں کرتا ؟

نادانو ! یہ کچھہ ضرور نہیں ہے کہ تمہاری طرح ہر شخص بزدل ہو ' اور جہل و باطل جس طرح قدرتاً لرزاں و ترساں رہتا ہے ' اسی طرح صدا فرمایان حق و حقیقت بھی ڈرتے ہوے اور مجرموں کی طرح کام کریں - تم اپنی حالت پر دوسروں کو قیاس نہ کرو اور مان لو کہ دنیا میں قوت ' اطمینان ' اور روشنی کے ساتھہ کام کرنے والے انسان بھی بستے ہیں - انسانیت کا پیمانۂ اخلاق صرف تمہارے ہی دل کو ناپ کر نہیں بنایا گیا ہے !

واقعہ یہ ہے کہ ندوہ کے تغیرات باطلہ عرصے سے آشکارا ہیں - اخبارات میں برابر تذکرہ ہو رہا ہے ' اور علی الخصوص وکیل امرتسر میں مہینوں تک مضامین نکلتے رہے ہیں - مسئلہ کانپور کی مشغولیت اور بعض اور وجوہ سے دیگر اخبارات نے اسپر توجہ نہ کی تھی ' اور میں نے خود بھی متوجہ ہونے میں بہت دیر کردی -

بالآخر توجہ ہوئی اور لکھنو میں نواب علی حسن خان اور حکیم عبد الولی صاحب جو کوشش پیشتر سے کر رہے تھے ' وہ بھی اس منزل تک پہنچ گئی کہ با قاعدہ انجمن اصلاح ندوہ کا اعلان ہوگیا -

یہ حالات دیکھکر ہز ہائنس سرکار عالیہ بھوپال ' جو ایک نہایت ہوشمند و مدبر اور اصلاح پسند و حقیقت شناس فرماں روا ہیں اور ہمیشہ ملک کے حالات پر نظر رکھتے ہیں ' اور زیادہ مفاسد ندوہ پر خاموش نہ رہسکیں ' اور انہوں نے بلا کسی مخفی تحریک کے خود بخود ایک راے قایم فرما کے ماہوار اعانت بند کردی - فی الحقیقت یہ انکی قابلیت و روشن ضمیری کا سب سے بڑا ثبوت تھا ' اور اس کے ذریعہ انہوں نے ایک نہایت اعلے اسوۂ حسنہ تمام والیان ملک کیلیے قائم کر دیا ہے - انکی نظر ہوشمند اس سے ارفع و اعلی ہے کہ وہ کسی کی مخفی تحریکوں کی محتاج ہو -

التوا کی اطلاع ریاست نے دفتر ندوہ کو دی ' اور بعجلہ اسکی ایک نقل صدر انجمن اصلاح ندوہ لکھنو کو بھی بھیجدی - میں جب لکھنو پہنچا تو واقعہ معلوم ہوا اور اسکی اطلاع اُسی وقت اخبارات کو دیدی - کیونکہ میں جانتا تھا کہ حکام ندوہ اس واقعہ کو بالکل چھپا دینے کی کوشش کرینگے -

یہ سچ ہے کہ سرکار عالیہ اس عاجز کی نسبت حسن ظن رکھتی ہیں جیسا کہ ارباب فضل و کرم کا شیوہ ہے اور آج برسوں سے میرے بعض اعزا انکی ملازمت میں ہیں ' تاہم بھوپال کے تمام احباب جانتے ہیں کہ با وجود ان تعلقات کے میں اجتک کبھی بھوپال گیا بھی نہیں ' اور کبھی سرکار عالیہ کیخدمت میں حاضر ہونے کی کوشش بھی نہیں کی -

اصلاح ندوہ مجھے عزیز ہے مگر اس سے بھی بالا تر اپنی زندگی کے چند اصول رکھتا ہوں - انہیں اسکے لیے نہیں توڑ سکتا - میں ہمیشہ ایسے مقامات سے بھاگتا ہوں جہاں میری موجودگی کو مخاطب کسی ذاتی غرض یا طلب و سوال پر محمول کرسکے اور مجھے اسکی تغلیط کرنی پڑی - میں ندوہ کیلیے ریاستوں میں مارا مارا نہیں پھر سکتا -

البتہ یہ مقام دوسرا ہے جسے میرے مخاطب ابھی برسوں تک نہیں سمجھہ سکتے -

مولانا شبلي اور مسئلہ ندوہ

سچ یہ ہے کہ حق کے کاموں میں ذاتي محبت و عداوت سے بڑھکر کوئي سنگ راہ نہیں -

ندوہ کي اصلاح اور دفع مفاسد و مفسدین کا مسئلہ چھڑا - اسکا جواب مفسدین کے پاس کچھہ نہ تھا - پس مجبور ہوکر انھوں نے دوسروں کے سہارے اٹھنا چاہا - انھوں نے دیکھا کہ بعض لوگ مولانا شبلي کے مخالف ہیں - سوچا کہ اقلاً انہي لوگوں کی ہمدردي حاصل کرلو - پس مشہور کرنا شروع کیا کہ یہ تو صرف مولانا شبلي کی معتمدي کا سوال ہے : و اللہ یعلم انہم لکا ذبون !

ان لوگوں کي حماقت و نادانی پر رونا چاہیے - کیونکہ وہ حق اور حقیقت کي طاقت کے متعلق بالکل دھوکے میں ہیں - وہ نہیں جانتے کہ اس طرح کی کذب بافیوں سے واقعہ اور حق چھپ نہیں سکتا -

ممکن ہے کہ ندوہ کے متعلق مولانا شبلی کي معتمدي کا کوئي سوال ہو لیکن کیا الہلال جو کچھہ لکھہ رہا ہے ' وہ بھي اس سوال سے متاثر ہوسکتا ہے ؟ کیا کانسٹی ٹیوشن کی بحث کا کوئي جواب ہے ؟ کیا ندوہ کے دستور العمل کے بدلدینے کی کوئي تاویل ہوسکتي ہے ؟ کیا مجلس خاص کي عدم شرعی و قانونی کارروائی صرف قانون اور حقیقت کا سوال نہیں ؟ کیا ناظم کے انتخاب کی کارروائی بد ترین قسم کی مسلمہ قانون شکنی نہ تھی ؟ کیا فرضی نظامت کیلیے مکان کا کرایہ لینا کوئی غلط واقعہ ہے جسکی تغلیط کی جائیگی ؟ کیا صیغۂ مال کے وہ تمام مباحث مٹ سکتے ہیں جو بابو نظام الدین کرچکے ہیں اور آور کرنے کیلیے طیار ہیں ؟

پھر آج سے چھہ سات ماہ پیشتر سرکاري انسپکٹر کا آنا اور دار العلوم کو خزکوش خانہ سے تشبیہ دینا اور رپورٹ کرنا کہ مدرسہ سرکاري اعانت کے لائق نہیں ہے ' اور اسکی اطلاع خود مولوي خلیل الرحمن صاحب کا ارکان کو دینا ' کیا یہ واقعہ بھي مولانا شبلي کي شخصیت ہي کا سوال ہے ؟

اصل یہ ہے کہ میري پوري بحث اصول اور حقیقت کی بنا پر ہے اور میں نے پہلے ہی دن کہدیا ہے کہ یہ تمام خرابیاں خود مولانا شبلي کي کمزوري اور باطل پر سکوت کا نتیجہ ہیں اور سب سے پہلے قوم کے آگے وہی اسکے لیے جواب دہ ہیں کیونکہ انھوں نے ان مفاسد سے قوم کو مطلع نہیں کیا - اگر دل ہي طرح آنکھوں پر بھی پردہ نہیں پڑگیا ہے تو الہلال کے پرچے اٹھا کر دیکھہ لو -

دہلی کے جلسے میں مولانا نے اسکا یہ جواب دیا کہ میں ناظم نہ تھا - صرف دار العلوم کا معتمد تھا - لیکن افسوس ہے کہ یہ جواب قابل تسلیم نہیں - مانا کہ وہ ناظم نہ تھے لیکن آپ مجلس کے ایک رکن عامل تو ضرور تھے جو شریعت اسلامي اور قانون مجالس اور حق و جماعت کے سچے اصولوں کو ٹھکرا رہي تھي ؟ پھر کیا عند اللہ و عند الناس انکا فرض نہ تھا کہ قوم کو با خبر کرکے بري الزمہ ہو جاتے ؟

یہ سچ ہے کہ انھوں نے دار العلوم کو زندہ کیا اور اسکو لڑ جھگڑ کے ہمیشہ نام نہاد مجلس انتظامي اور حزب الافساد کے حملوں سے بچایا ' لیکن ساتھہ ہی انہیں سوچنا تھا کہ قوم صرف میرے ہي اعتماد پر ندوہ کي مدد کر رہي ہے اور جب اسکی اصلی کل ہی بگڑي ہوئی ہے تو اس طرح للو پتو کرکے کب تک کام چلے گا ؟

بہر حال میں تو ندوہ تو ڑ ندوہ دیکھنا چاہتا ہوں جسکا اسے اعلان کیا - اور اس کلم میں جن جن لوگوں سے قصور ہوے ' میرے نزدیک سب یکساں جوابدہ ہیں - اگر کوئی کہے کہ یہ سب کچھہ مولانا شبلي کا کیا دھرا ہے تو جب بھی چشم ما روشن اور دل ما شاد - لیکن سوال یہ ہے کہ اب اصلاح کیوں نہ کي جاے ؟

اسي اخیري سوال پر آکر مفسدوں کے دل ہل جاتے ہیں اور رنگ فق ہوجاتا ہے - حالانکہ ابتر یہ سوال چھڑ ہي گیا ہے اور آج جس خوف سے انکا رنگ فق ہے ' کل اسکا پنجہ انکی گردنوں تک پہنچکر رہیگا - فانتظروا ' اني معکم من المنتظرین ! !

معاصر اثاوہ

اس عاجز کا ہمیشہ سے یہ اصول رہا ہے کہ جب تک کوئی قابل توجہ بات معاصرین کے صفحوں میں نہیں آتی ' اپنا وقت عمل انکے قال اقوال میں ضائع نہیں کرتا - مسئلۂ ندوہ کے متعلق ابتک کسی نے بھی اصل امور کا جواب نہیں دیا ' اسلیے میرا عمل بھي : و اذا مروا باللغو مروا کراما - پر رہا - لیکن پچھلے ہفتہ جناب مولوي بشیر الدین صاحب ایڈیٹر البشیر نے چند نوٹ لکھے ہیں جنمیں مولانا شبلي کے بعض خطوط کا ذکر کیا ہے جو انکے ہاتھہ آئے ہیں اور ابھي صرف دھمکي ہي دي ہے کہ اگر مسئلہ اصلاح ندوہ سے ہاتھہ نہ اٹھا یا تو انہیں شائع کردیا جائیگا -

معلوم نہیں وہ کونسے خطوط ہیں اور انسے مسئلۂ اصلاح پر کیا اثر پڑتا ہے ؟ تاہم چونکہ بحث چھڑ گئي ہے ' اسلیے سب کچھہ پبلک کے سامنے آھی جاے تو بہتر ہے - پس میں اپنے معزز دوست کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ خدا کیلیے ان خطوں کي اشاعت میں جلدي کریں اور صرف انذار و تخویف ہي میں معاملے کو نہ ٹالیں - اب قوم کو ندوہ کے متعلق سب کچھہ معلوم ہو جانا چاہیے - یہ بہت بڑا احسان ہوگا اگر الندوہ اشاعت کے البشیر میں وہ تمام خطوط شائع کردے جائینگے -

اگر مولانا شبلی نے بھی ندوہ کے کاموں میں ایسے ہی خلاف قانون کام کیے ہی تو کوئی وجہ نہیں کہ انسے بھی باز پرس نہ کی جاے - لیکن پہلے ان خطوط کي اشاعت سے واقعات تو سامنے آجائیں -

ان خطوں کے ذکر میں بعض بعض اشارے ایسے موجود ہیں جنسے میں سمجھہ گیا ہوں کہ کن واقعات کا انسے تعلق ہے ؟ میں یہ سمجھکر اپنے جي میں خوب ہنسا اور افسوس ہوا کہ مولوي بشیر الدین صاحب کو اصلي حالات معلوم نہیں ہیں ' اور بعض ارکان فساد نے انہیں غلط سلط باتیں کہکر دھوکے میں ڈالدیا ہے - وہ خطوط شائع ہو جائیں - پھر خود ہمارے تجربہ کار دوست پر اصلیت منکشف ہو جائیگی -

ندوہ کی اصلی مصیبت یہ ہے کہ باہر کے لوگوں کو حالات معلوم نہیں - اسي کا نتیجہ ہے کہ وہ مفسدین کے دھوکے میں آجاتے ہیں - مولوي بشیر الدین صاحب ایک با اصول آدمي ہیں مگر نا واقفیت کي وجہ سے سمجھتے ہیں کہ ندوہ کي موجودہ حالت بڑي اچھي ہے اور یہ سب کچھہ مولانا شبلی کا سوال ہے - مجھے یقین ہے کہ انپر اصلیت ظاہر ہوکر وہ قطعاً راے بدلنے پر مجبور ہو جائینگے -

الهلال

۳ - جمـــادي الاخـــر ۱۳۳۲ هج

عـــالم اســـلامی

آثـــار قـــونيـــه

تـــاريخ آل سلجوق کا ايـــک صـــفحه

آثار ملوکانه و علمیه خانقاه مولویه - جامع علاء الدین -

دولة عثمانیه کو یورپ ' ایشیا ' افریقه ' تینوں براعظموں کے سب سے زیادہ عظیم الشان ' متمدن ' اور پر زور آثار و نوادر حصۂ زمین اور زیر نگیں رہنے کی عظمت حاصل ہوئی - وہ ایک ہی وقت میں یورپ ' ایشیا ' اور افریقه کي بہترین زمینوں کو اپنے قبضۂ حکومت میں دیکھتي تھي -

یورپ میں رومن امپائر اور یونان تمدن و علوم کا منبع و مولد تھے -

ایشیا میں سرزمین در آبه عراق ' بابل و نینوا کي پر عظمت داستانوں کي راوي ہے - شام کي مقدس سرزمین بني اسرائیل کي تاریخ کا دفتر مکمل اور سرباني اقوام کا مرجان ہے جو قرون متوسطه میں یورپ اور ایشیا کے تمدني تعلقات کا ایک عزیز حلقه رہي ہے - اسي طرح یمن کے پر اسرار خطه جو روز بروز اپنے اسرار علمیه پر سے پردۂ اخفا الٹ رہا ہے ' اور ممالک عثمانیه کے متمدن حصوں نے اپنے تاریخ حکومت کے مسلمات ثبت کر لیا ہے - پھر عرب کا ریگ زار جہاں ہر چپہ پر

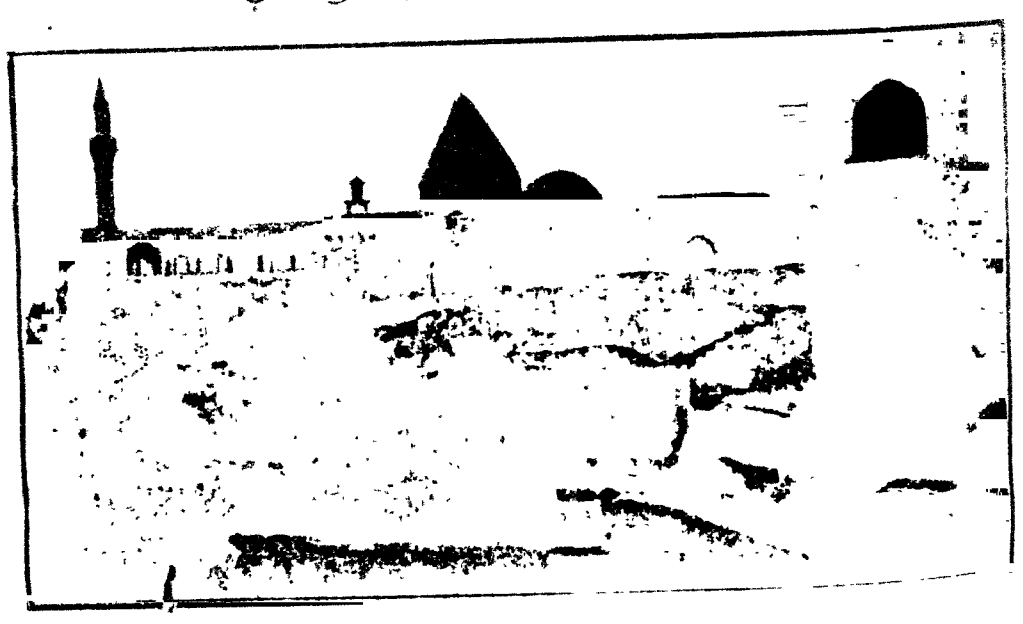

سلطان علاء الدین کا کوشک اور شستہ برج
بنا کردہ سنہ ۶۵۴ - هج

قونیه کا منارۂ سامد (کلاں آثار)
بنا کردہ سنه ۶۵۴ هجري

کے سب سے بڑے انقلاب عالم کا سر چشمه ہے ' اور جسکے اندر بوقدیس اور ثور پر وہ پہاڑیاں موجود ہیں ' جنکی غاروں کے اندر کی روشنی نے ایک طرف انبیاء کے چودہ سو سال پہلے کی شعاعیں پھیلائیں اور دوسری طرف ہمالہ کے سب سے اونچے کوہی طول و عرض کی تاریخی کو روز روشن کی طرح منور کر دیا !

یورپ میں شمالی افریقه عہد قدیم کے تمدنوں کا سب سے بڑا گہوارہ رہا ہے - کارتھیج کی حکومت اسی سرزمین پر عرصے تک قائم رہی - رومانی دولة سزاریکا نے اپنی عظیم الشان عمارتیں یہیں کھڑي کیں - رومیوں کے فتح یاب غول اسی پر سے گذرے اور اپنی اسی پائدار اور مستحکم یادگاریں چھوڑ گئے که آج بھی اسکے زبردست کھنڈروں کے اندر سے عظیم الشان ستونوں کے ٹکڑے ' اور منقش و مخطط محرابوں کے حلقے برآمد ہو رہے ہیں !

اس سے بھی بڑھکر مصر کی پر هیبت و عجائب سرزمین جس کی تاریخی اور تمدنی حیثیت کے لئے کچھ کہنا فضول ہے -

کرۂ ارض کے تینوں براعظموں کے دو عظیم ٹکڑے دولة عثمانیه کے حصۂ فتح و اقبال میں آئے ' اور اس جامعیت کے لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو دنیا کی کوئی موجودہ حکومت اسکی اس خصوصیت میں شریک و مقابل نہیں ہو سکتی -

لیکن افسوس که سلطنت عثمانیه کے گذشته ایک سو سال کے اندر یورپ کا سب سے بڑا حصه اس سے چھن گیا اور افریقه کي تقریبا تمام عظیم الشان مقبوضات دول یورپ کے قبضے میں چلی گئیں - مصر کے بعد سب سے بڑا اور اہم علاقه طرابلس کا تھا ' لیکن پچھلي جنگ کے اندر یہ بھي تمام ساحلي حصه اٹلي کے سپرد ہوا !

تاہم اب بھي یورپ کا سب سے بڑا تاریخي شہر اسکا دارالحکومت ہے ' اور ایشیا میں بڑے بڑے آثار و نوادر کی سرزمینیں اسیطرح زیر حکومت باقي ہیں - یورپ کے سیاح اور محققین آثار آتے ہیں اور ان خرائن تاریخ و علم کو اوزاروں کے سہارے نکالتے ہیں - اگر دولت عثمانیه نے اپنے عہد عروج میں علم و تمدن کی طرف توجه کی ہوتی ' تو آج اس سے بڑھکر دنیا کے آثار علم و تمدن کے خرائن کا مالک آور کوئی نہوتا ' اور لندن ' پیرس ' برلن ' بوسٹن ' اور

برلن کے عجائب خانوں کی گیلریوں کا سب سے بڑا حصہ قسطنطنیہ کے " عتیق خانہ " میں نظر آتا -

(آثـار و تمـدن اسـلامي)

تمدن قدیم سے قطع نظر' خود عہد اسلامی کے جو آثار قدیمہ جابجا مملکت عثمانیہ میں موجود ہیں ' علی الخصوص اواخر عہد عباسیہ سے لیکر دور اخیرۂ اسلامیہ تک کے آثار و یادگار' اگر صرف انہی کے جمع و تحقیق کی کوشش کی گئی ہوتی' تو آج تاریخ اسلام کے بہت سے غیر معلوم سلسلے مکمل ہوجاتے - لیکن وہ صرف تلوار ہی کی درست رہی' کیونکہ اسنے اپنے دشمنوں کو کبھی بھی تلوار کے بغیر نہ دیکھا - افسوس کہ اس ایک ہی رفیق نے بھی اسکے ساتھ حق رفاقت ادا نہ کیا !

(عثماني دار الآثار)

انقلاب دستوری کے بعد جو مختلف علمی صیغے نئے کھولے گئے تھے' ان میں ایک خاص صیغہ اس غرض سے بھی قائم ہوا تھا کہ عثمانی ممالک کے بقیہ آثار و یادگار کی تفتیش کرے' اور انکے متعلق سالانہ رپورٹیں مرتب کرتا رہے - لیکن بدقسمتی سے اسکے بعد ہی یورپ کے حملوں کا سلسلہ شروع ہوگیا' اور دولت و ملک کی تمام قوت جنگ طرابلس اور بلقان کی ناکامیوں کی نذر ہوگئی -

بربادیوں اور تباہیوں کے بعد اب امن و فرصت کا ایک نیا دور شروع ہوا ہے جو نہیں معلوم کتنی عمر لیکر آیا ہے - تاہم کام کرنے والے اپنی ہوشیاری اور مستعدی کا ثبوت برابر دے رہے ہیں - صرف یہی نہیں ہے کہ " رشادیہ " اور " عثمان اول " تعجب انگیز آمادگی سے خریدا گیا ہے' بلکہ علمی صیغے بھی نہایت تعجب انگیز سرعت سے ترقی کررہے ہیں !

حال میں عثمانی تفتیش آثار عتیقہ کے صیغے نے ایشیاے کوچک کی بہت سی تاریخی اشیا کا پتہ لگایا ہے اور انکے حالات و نتائج مرتب ہورہے ہیں - اسی سلسلے میں مشہور تاریخی مقام " قونیہ " کے آثار اسلامیہ ہیں - علی الخصوص حضرت مولانا جلال الدین رومی صاحب مثنوی معنوی کی خانقاہ اور اسکے آثار -

(اجمال تاریخي)

قونیہ ایشیاے کوچک کا ایک مشہور صدر مقام اور تاریخی حیثیت سے بھی اسلامی حکومتوں کا دار الحکومت ہے - تمدن اسلامی کے عہد متوسط کے متعدد صاحبان علم و کمال اسکی خاک سے اٹھے' اور تقریباً ہر علم میں اپنی بیش بہا خدمات یادگار چھوڑیں -

مگر ان سب میں جو شہرت حضرت مولانا رومی کو الہی مثنوی کی وجہ سے ہوئی' وہ کسی کو نہوئی - " رومی " کی نسبت سے وہ اسی لیے مشہور ہیں کہ قونیہ میں چلے آے اور مقیم ہوگئے - ایشیاے کوچک کا یہ حصہ بلاد اسلامیہ میں روم کے لقب سے پکارا جاتا تھا -

(دولہ سلجوقیہ)

چوتھی صدي ہجري میں جبکہ بغداد کا سیاسی مرکز ضعیف ہوگیا' تو جیسا کہ عام قاعدہ ہے ' تمام بلاد اسلامیہ میں نئی نئی

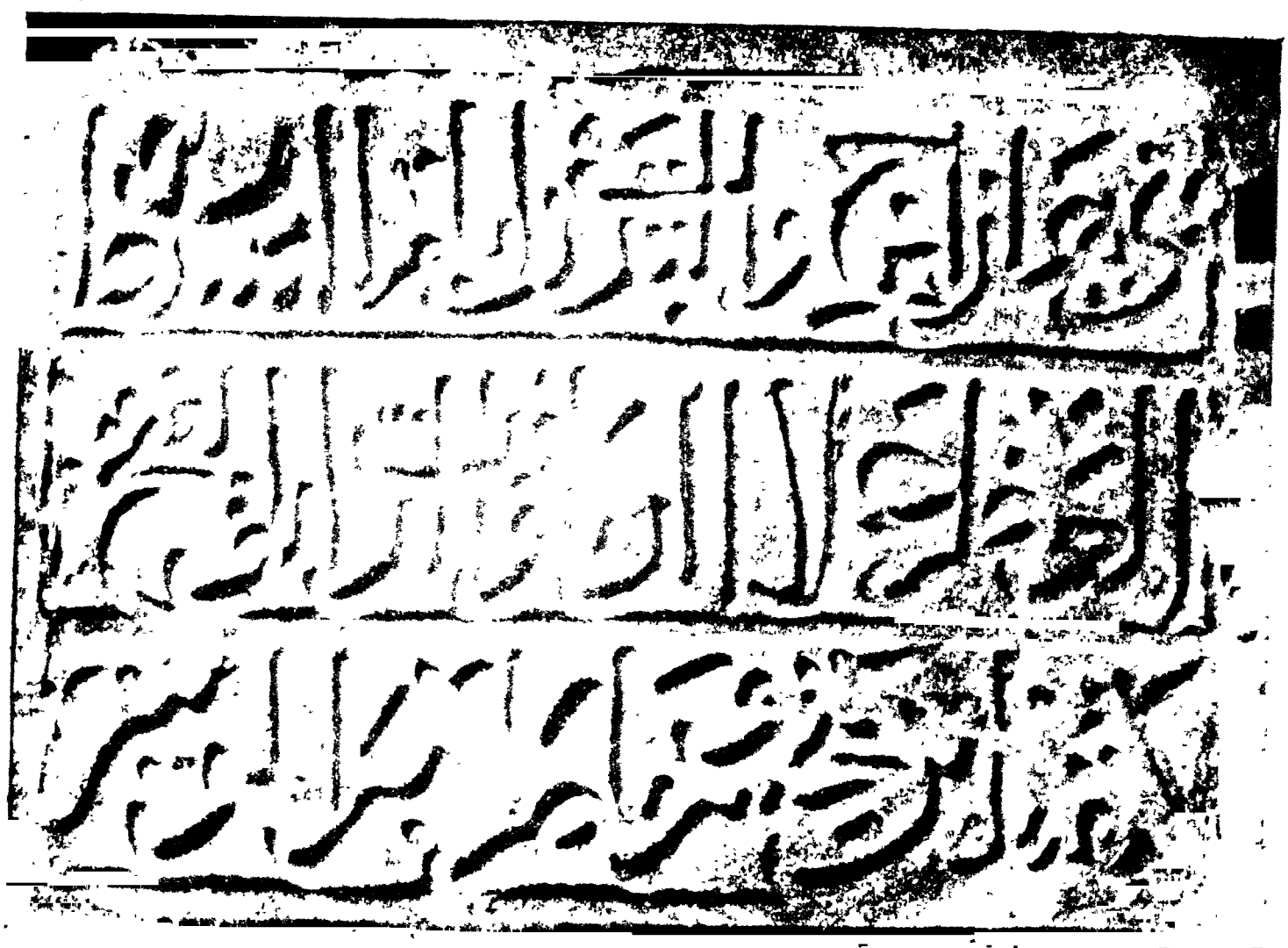

جامع مسجد سلطان علاء الدین بغداد کے ایک برج کا نقشہ

حکومتیں قائم ہونے لگیں' اور بعینہ وہی حال ہوگیا جو سترھویں صدي عیسوي میں دہلی کے ضعف سے ہندوستان کا ہوگیا تھا - ہر شخص جو تلوار کے قبضے کو مضبوطی سے پکڑ سکتا تھا ' حکومت کے ولولے اور فرمانروائی کی امنگیں لیکر اٹھتا' اور خلافۃ بغداد کا ایک رسمی تعلق و اعتراف قائم رکھکر اپنی نئی حکومت جمالیتا -

ان حکومتوں میں سب سے زیادہ قوي اور متمدن حکومت' خاندان آل سلجوق کا سلسلہ تھا -

ایک تاتاري خاندان اپنی حکومت سے ناراض ہوکر بخاری چلا آیا اور مسلمان ہوگیا - اسکے مورث اعلی کے مرنے کے بعد اسکا لڑکا اپنی جماعت کا سردار ہوا - یہ وقت تاتاریوں کے ظہور اور آہستہ آہستہ عروج کا تھا - تمام سرحدي ممالک انکي تاخت و تاراج کا جولانگاہ تھے - یہ تاتاري نو مسلم خاندان انکے حملوں کا جواب دینے لگا' اور اس طرح ایک جنگی جماعت طیار ہوگئی

خوزر برور بڑھنے لگی - پھر وہ مرگیا اور بیگو' طغرل' داؤد' اسکے جانشین ہوے - وہ نامور گئے - مسعود بن سلطان محمود غزنوي سے مقابلے ہوے - اور متعدد تغیرات و حوادث کے بعد ایک مستقل حکومت قائم ہوگئی - مشہور الپ ارسلان اور اسکا وزیر نظام الملک سلجوقي اسي خاندان کا ایک حکمراں اور وزیر تھا جسکے بعد ملک شاہ سلجوقی تخت نشین ہوا -

یہ خاندان سلجوقیۂ ایران کي نسبت سے تاریخ میں مشہور ہے - لیکن ایک دوسرا سلجوقي سلسلہ ایشیاء کوچک کا بھي ہے - یہ خاندان پہلے خاندان کي شاخ ہے' اور اس طرح قائم ہوا کہ ایک سلجوقي ترک قتلمش نامي ایشیاے کوچک میں چلا آیا اور وہیں پر قابض ہوگیا - یہي وجہ ہے کہ اس خاندان کو "بنوقتلمش" بھی کہتے ہیں -

یہ سلجوقي خاندان سنہ ۴۵۶ ہجری سے سنہ ۷۱۸ ہجري تک قائم رہا - البتہ آسکا آخري زمانہ محض برائے نام تھا' کیونکہ تاتاري تمام عالم اسلامی پر قابض ہوگئے تھے - آخري فرمانروا مسعود بن کیکاوس تھا جسکی برائے نام حکومت کے بعد پوري طرح تاتاري مسلط ہوگئے -

لیکن پھر اسکے بعد ہي انقلاب ہوگیا اور موجودہ دولت عثمانیہ ایشیاے کوچک میں شروع ہوکر رفتہ رفتہ تمام اطراف و ملحقات پر قابض ہوگئی -

اس سلجوقی خاندان کا دار الحکومۃ ہمیشہ قونیہ رہا اور اکثر پادشاہ علم پرور اور علما دوست ہوے - وہ گو تاتاري النسل تھے جنکا کام وحشت و جہل کے سوا کچھہ نہ تھا' مگر اسلام نے انکے خواص قومي کو بدل دیا تھا - اور قوموں اور جماعتوں کی قلب ماہیت کردیتا ہے - اسکي تعلیمات کا اصلي جوہر ہے - موجودہ دولت عثمانیہ کي بنیاد بھي یہیں پڑي' اور گویا وہ اسی خاندان کي بلا فصل جانشین ہوئي - اسلیے قونیہ اور اسکے آثار دولت عثمانیہ میں ایک خاص تاریخي اثر رکھتے ہیں -

(عـــلاء الـــدین سلجـــوقي)

اس سلسلہ کا ایک فرمانروا علاء الدین ابوالفتح کیقباد بن کیخسرو ثانی بھي تھا - ثاني اسلیے کہ ایک کیقباد اس سے پہلے بھي اسي خاندان میں گذر چکا ہے' اور اسي کا زمانہ اس خاندان کا پورا عہد عروج تھا -

علاء الدین اپنے والد کیخسرو کے انتقال کے بعد سنہ ۶۵۴ میں تخت نشین ہوا - یہ زمانہ تاتاري فتنہ کے انتہاے عروج کا تھا - منکو خان قراقرم میں تخت نشین ہوچکا تھا اور اسکا بھائي ہلاکو خان خون اور ہلاکت کا پیغام لیکر بلاد اسلامیہ کي طرف بڑھرہا تھا - اسي اثنا میں عراق عرب و عجم کي تسخیر کي خبر مشہور ہوئي' اور اسکے بعد ہی تاریخ اسلام کا وہ حادثہ کبری ظہور میں آیا' جسمیں شش صد سالہ مرکز اسلامي یعنی دار الخلافۃ بغداد کا تمام خشک و تر حصہ انسانی لاشوں اور خون کے سیلابوں سے معمور ہوگیا تھا :

فلا تسالن عما جری بوم حصرهم و ذالك مما ليس يدخل في حصر!

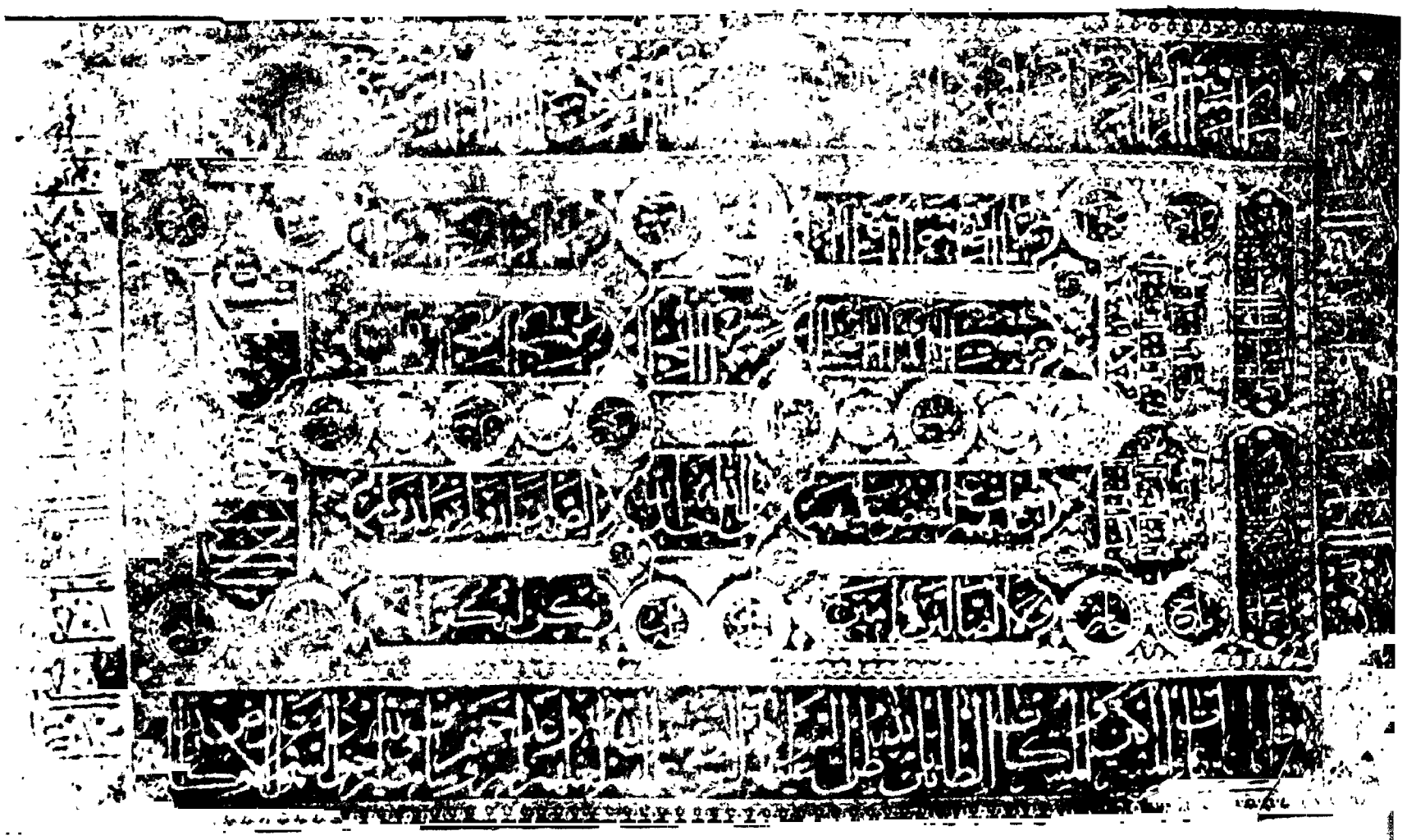

قونیہ کي خانقاہ مولویہ میں حضرۃ مولانا رومؒ کا مخطوط و مقدس سجادہ

تاتاري بھار تمام عالم اسلامی پر قابض ہوگئے تھے - آخري فرمانروا مسعود بن کیکاوس تھا جسکی برائے نام حکومت کے بعد پوري طرح تاتاري مسلط ہوگئے -

لیکن پھر اسکے بعد ہي انقلاب ہوگیا اور موجودہ دولت عثمانیہ ایشیاے کوچک میں شروع ہوکر رفتہ رفتہ تمام اطراف و ملحقات پر قابض ہوگئی -

اس سلجوقی خاندان کا دار الحکومۃ ہمیشہ قونیہ رہا اور اکثر پادشاہ علم پرور اور علما دوست ہوے - وہ گو تاتاري النسل تھے جنکا کام وحشت و جہل کے سوا کچھہ نہ تھا' مگر اسلام نے انکے خواص قومي کو بدل دیا تھا - اور قوموں اور جماعتوں کی قلب ماہیت کردیتا ہے اسکي تعلیمات کا اصلي جوہر ہے - موجودہ دولت عثمانیہ کي بنیاد بھي یہیں پڑي' اور گویا وہ اسی خاندان کي بلا فصل جانشین ہوئي - اسلیے قونیہ اور اسکے آثار دولت عثمانیہ میں ایک خاص تاریخي اثر رکھتے ہیں -

اسي زمانے میں خان تاتار منکو خان نے اپنا ایک امیر ایشیاے کوچک بھی بھیجا اور وہ اکثر شہروں پر قابض ہوگیا - یہ حالت دیکھکر علاء الدین کیقباد مضطرب الحال ہوا' اور ہر طرف سے مجبور ہوکر قصد کیا کہ تاتاري دار الحکومۃ میں پہنچے' اور خاص تاتار کو اپنی اطاعت کا یقین دلاکر اپني حکومت کي حفاظت کا پروانہ لے آے -

چنانچہ وہ تحفہ تحائف لیکر روانہ ہوا - لیکن قبل اسکے کہ قراقرم تک پہنچے' راہ ہي میں پیام اجل آپہنچا اور اسکے ساتھي قونیہ واپس آگئے -

(مـــولانا روم)

حضرۃ مولانا روم کا سال وفات ۶۷۰ ہے - وہ علاء الدین کیقباد کے عہد سے پہلے قونیہ آے' اور غیاث الدین کیخسرو بن رکن الدین قلیچ ارسلان کے عہد تک زندہ رہے - علاء الدین کے بعد اسکا بھائي عز الدین تخت نشین ہوا - عز الدین کے بعد رکن الدین قلیچ

ارسلان' اور اسکے بعد غیاث الدین - گویا انھوں نے تخت قونیہ کے پانچ حکمرانوں کا زمانہ پایا -

(خـانقـاہ مولویہ)

مثل دیگر سلاسل تصوف کے ایک سلسلہ "مولویہ" بھی ہے جو مولانا روم کی طرف منسوب ہے اور ابتک اسکا مرکز ارشاد خانقاہ مولویہ ہے - بلاد روم و ایشیاء دوچک میں اس طریقہ کے ارادتمند ہزارہا مسلمان ہیں - خود قسطنطنیہ میں مولویہ درویشوں کا رقص کہاں ذکر نکیہ مولویہ میں ہوا کرتا ہے اور یورپین سیاحوں نے ہمیشہ تعجب و شوق سے اسکا ذکر کیا ہے -

خانقاہ مولویہ قونیہ کی بہت بڑی تاریخی عمارت ہے جسمیں حضـرت مولانا روم کا خاندان ابتـک سجادہ نشین چلا آتا ہے - مولانا کے مزار کے علاوہ اسمیں ایک بہت بڑی مسجد بھی ہے جو علاء الـدین کیقباد نے بنالی تھی' اور اپنی وسعت اور طرز عمارت کے لحاظ سے ایک مخصوص شکل کا اثر تاریخی ہے -

(آثـار قونیـہ)

حال میں قونیہ کے جن آثار پر توجہ کی گئی ہے' انمیں سب سے زیادہ قیمتـی شے ایک طلائی شمعدان ہے جسے سلطان علاء الدین کیقباد نے بنـایا تھا اور جامـع علاء الدین میں ابتک موجود ہے -

اسکی شکـل اسکی تصـویر سے معلوم ہو جائیگی - وہ بالکـل مرصع اور منقش ہے اور بہتر طریک نقـش و نگار پیـا گیا ہے اہ موجودہ زمانے کی بہترین صناعی بھی اسکے آگے ہیچ نظر آتی ہے - اسکے چار طرف مختلف حرفوں میں سلطان کا نام اور خـائیہ دیرے گئے ہیں' اور اسکے جسقدر حصّہ بچی ہے' اسمیں طرح طرح کے بـل بوٹے اور بنائے گئے ہیں -

اسی طرح اوپر کے درجہ پر جو خاص شمع کی بیسـت کی جگہ ہے' ابھرے ہوئے نقش و نگار ہیں' اور وہ میانی گردن پر دونوں طرف خط کوفی میں مقدس اسماء کے دو دائرے منقش ہیں -

(مولانا کا سجادہ)

دوسرا تاریخی اثر' مولانا روم کا وہ سجادہ ہے جو اسکی درگاہ میں ابتـک موجود ہے' اور جو یکسر آیات و سور کـلام اللہ اور اسماء متبرکہ سے منقش و مخطوط ہے -

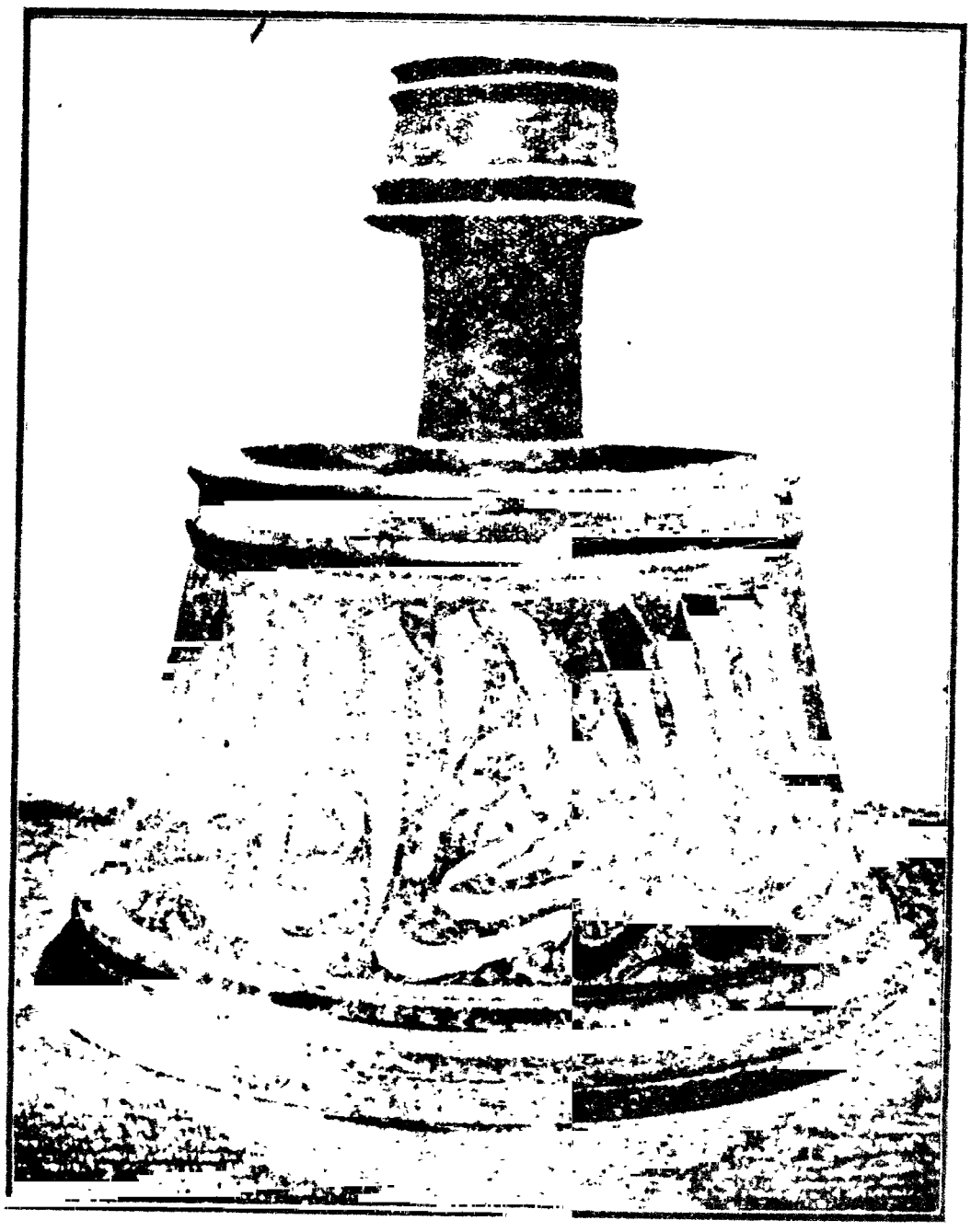

سلطان علاء الدین کیقباد کے آثار متذکرہ میں سے ایک مرصع قونیہ کے آثار متذکرہ میں سے ایک شمعدان ہے - اسکی ۶۵۴ ہجری

اسکا عکس بھی شائع کیا جاتا ہے - فی الحقیقت یہ فن پارچہ بافی کی اعلی ترین صنعت کا ایسا نمونہ ہے جسکی نظیر شاید دوسری نہیں ملیگی -

یہ خطوط و حروف جو اسمیں نظر آتے ہیں' در اصل اسکی بنارت میں مختلف رنگ کے ابریشم اور زری کی آمیزش سے بنے گئے ہیں - اسطـرح کی بنارت تو ایک عام بات ہے لیکن جیسا اعلی ترین خط نسخ و ثلث مع حرفوں کے دوائر اور انکے فارک نوک و پلـک کے قائم رکھا گیا ہے' وہ اس فن کی نہایت تعجب خیز صنعت ہے' اور جس عہد میں یہ کام ہوتا تھا یقیناً اس صناعی کا سب سے زیادہ ترقی یافتہ عہد تھا -

غور سے دیکھیے - اسکے چاروں طـرف سورۃ فتح کی ابتـدائی آیات ہیں - درمیـان میں اسماء متبرکـہ کے دوائر ہیں - انسے بنی ہـوئی جدولوں کے انـدر پوری سورۃ فاتحہ لکھی ہوئی ہے - کاغذ اور وصلی پر بھی ایسا اعلی ترین خـط نسـخ و ثلـث اور خوشنویس نہیں لکھ سکتا - حد جائیکہ کپڑے کے اندر بنا جائے ؟

(جامع سلطان علاء الدین)

سلطـان علاء الـدین تخت نشین ہوتے ہی فتنـہ تاتار میں مبتلا ہو گیا - تعجب ہے کہ ایـک بہـت بـڑی عظیم الشان مسجد کے بنا ے کا اسے اب وقت ملا ؟ بہر حال یہ مسجد اپنـی پوری شان و ضـوابت کے ساتھ ابتک موجود ہے' اور عربی و ایرانی طرز عمـارت کی ممزوج خصوصیـات کا ایک عجیب و غریب نمونہ ہے !

اسکے گنبد نصف دائرہ کے بنائے ایرانی طرز کے ہیں' لیکن محرابیں اور مہارے عربی طرز کے بنائے گئے ہیں - ایک سب سے بڑا برج جو صدر دروازے پر ہے' اسپر مینار قطب دہلی کی طرح ابھرے ہوئے حرفوں میں کندہ ہیں - اسسے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۶۵۴ ہجری میں (کہ یہی اسکا سال جانشینی ہے) سلطان علاء الدین کیقباد کے حکم سے تعمیر ہوا -

چنانچہ ایک جانب کے کتبے کا عکس لیا گیا ہے جسکی نقل ہم بھی شائع کرتے ہیں - ایک لفظ نہیں پڑھا جاتا - باقی عبارت حسب ذیل ہے :

" بنی ھذا البرج ..... بامر السلطان الاعظیم علاؤ الدین الدنیا والدین ابوالفتح کیقباد بن کیخسرو ناصر امیر المومنین"

الاسلام راس الحرية في الاسلام

حريت اور حيات اسلامي

قرآن حكيم كي تصريحات

(۲)

(محبت باطل)

دنيا ميں محبت باطل سے بڑھكر پاے حق كوش كهليے كوئي محبت زنجير نہيں كہ "حبك الشيء يعمي و يصم" (حديث صحيح) محبت باطل قبول حق سے آنكهوں كو اندها اور كانوں كو بہرا كرديتي ہے - هم اپنے نفس كو محبوب ركهتے هيں اسليے هم اپنے نفس كے مقابله ميں شہادت حق سے عاجز هيں - هم عزيز و اقارب سے محبت باطل ركهتے هيں اسليے هم اونكے خلاف حق كيليے گواهي دينے پر آماده نہيں هوتے حالانكه اُس شاهد حقيقي كا فرمان هے :

اذا قلتم فاعدلوا ولو	جب بولو انصاف كي بات بولو اگرچه
كان ذا قربى (انعام)	تمهارے كسي عزيز كے مخالف هي كيوں
يا ايها الذين آمنوا	نہو - مسلمانو ! اپنے نفس كے مقابله ميں،
كونوا قوامين بالقسط	اپنے ماں باپ كے مقابله ميں ، اور اپنے
شهداء لله و لو على	اعزہ و اقارب كے مقابله ميں بهي انصاف
انفسكم او الوالدين	پر مضبوطي سے قائم رهو اور خدا كے گواه
والاقربين (نساء)	بنے رهو -

اسليے سركروہ احرار اور سرخيل قائلين حق وہ هے ، جو اس راه كي اثر محبت سے مسحور نہيں ، جو ان علائق ظاهري سے آزاد هے ، جو اپنے نفس سے بهي حق كيليے اوسيطرح انتقام ليتا هے جسطرح اپنے دشمن سے - جو اپنا سر حق كے سامنے اوسيطرح جهكا ديتا هے ، جسطرح وہ غير كا سر جهكا هوا ديكهنا چاهتا هے - كتنے انسان هيں جو راه حق كوئي ميں خطرات و شدائد سے نہيں ڈرتے ؟ اور كتنے هيں جو آزادي حق كيليے اپني جان فديه ميں دينے كيليے طيار هيں ، ليكن اس آيت پاك نے صدق پسندي اور حريت پرستي كي جو معيار قرار دي هے اوسپر چلتے هوے اكثر پاؤں كانپ گئے هيں اور اكثر دل لرز گئے هيں ، فان ذلك هو البلاء المبين ، كيونكه يه سب سے بڑي آزمايش هے - اس آزمائش ميں جو پورے اُترے اور اس امتحان ميں كامياب هو ، وهي ميدان حريت كا شهسوار اور معركۂ حق و صداقت كا فاتح هے :

رجال صدقوا ما عاهدو	يهي وہ لوگ هيں جنهوں نے خدا سے
الله عليه (احزاب)	جو عهد كيا تها اوسپر پورے اُترے -

(خـــوف)

هم غير سے ڈرتے هيں اور ڈركر حق كي گواهي سے باز آجاتے هيں حالانكه ايك هي هے جس سے ڈرنا چاهيے - كيا همارا يه اعتقاد نہيں كه دنيا كي هر چيز جس سے هم ڈرتے هيں خدا كي مخلوق هے ؟ دلوں كي عنان حكومت صرف ايك كے هاتهه ميں هے هو القاهر فوق عباده اور وہ جدهر چاهتا هے اوسكو پهير ديتا هے يقلب كيف يشاء ؟ پهر كيوں همارے دل اپنے هي جيسي بے بس اور بے اختيار مخلوقوں سے ڈرجاتے هيں ؟ هم مصائب سے ڈرتے هيں ليكن كيا همارا يه اعتقاد نہيں كه ما اصاب من مصيبة الا باذن الله (تغابن) هر مصيبت خدا هي كے حكم سے آتي هے ؟ هم موت سے ڈرتے هيں پهر كيا همارا يه ايمان نہيں كه :

اذا جاء اجلهم لا	جب موت آتي هے تو نه آگے بڑه
يستقدمون و لا يستاخرون	سكتے هيں نه پيچهے ؟

اور جو راه صداقت پرستي ميں مرجاتے هيں ، وہ مرتے كب هيں ؟ وہ تو فاني زندگي چهوڑ كر دائمي زندگي حاصل كرليتے هيں - كيا تم اسكو مرنا كهتے هو ؟ نہيں :

لا تقولوا لمن يقتل في سبيل الله	شهداے راه خدا كو مرده نه
امـوات بل هـم احيـاء (بقره)	كهو - وہ تو زنده هيں !

وہ دنيا ميں بهي زنده هيں - قوم اونكے نام كا ادب كرتي هے ، دنيا زبان احترام سے اونكا نام ليتي هے ، تاريخ اونكے نام كو بقاے دوام بخشتي هے - وہ نه صرف خود هي زنده هيں بلكه اونكا مسيحانه كارنامه دوسروں كو بهي زنده كرتا هے (باذن الله) قوم اونكے مرنے سے جيتي هے - ملك اونكي موت سے زندگي حاصل كرتا هے كيونكه :

يخرج الحي من الميت	خدا مرده شے سے زنده شے اور
ويخرج الميت من الحي	زنده شے سے مرده شے كو پيدا
(انعام)	كرتا هے -
اتخشى الناس والله احق	(پهر) كيا انسانوں سے ڈرتے هو ؟
ان تخشاه (احزاب)	حالانكه سب سے زياده خدا كو اسكا
	حق حاصل هے كه اُس سے تم ڈرو !
و من يعمل من الصالحات	اور جو نيكو كار اور با ايمان هے اوسكو
و هو مومن فلا يخاف ظلما	كسي ظلم و نا انصافي سے ذرا
و لا هضما (طه)	نه چاهيے -

(طمـــع)

سالك راه حريت و صداقت كے پاؤں ميں اُسكے دشمن لوهے كي زنجيريں ڈاليتے هيں تا كه وہ آيندہ كے منازل طے نكرسكے ، ليكن اكثر ايسا يه زنجير لوهے كي جگه سونے كي بهي هوتي هے - وہ اس طلسمي زنجير كو ديكهكر راه و رسم منزل صداقت پرستي سے بيخبر هو جاتا هے ، اسكے ليے دوڑتا هے اور مسكراتا هوا خود دشمن كے هاتهه سے ليكر اپنے پاؤں ميں ڈال ليتا هے - يه طلسمي زنجير كيا هے ؟ اميد زر اور طمع جاه !

ليكن آه ! كس قدر دني الوجود اور لئيم ظرف هے وہ انسان ، جو صرف حب مال اور الفت زر كيليے خدا كي محبت كو ٹهكرا ديتا هے ، اور ايك فاني شے كيليے حق و صداقت كي باقي اور لازوال دولت كو هميشه كيليے كهو ديتا هے ! وہ چاندي سونے كے سكوں

کو اگر خدا کیلیے اور اسکی سچائی کیلیے کھو دے تو خدا اسے سچائی کے ساتھہ واپس دلا سکتا ہے ' پر جس خدا کی محبت کو دولت کیلیے کھوتا ہے ' وہ تو اسے دولت نہیں دلا سکتی ؟ پھر انسانیت کیلیے کیسی دردہ انگیز موت ہے کہ انسان آسمان کی سب سے بڑی عزت کو زمین کی سب سے زیادہ حقیر شے کیلیے کھودے ؟

وہ دولت اور دولت کے کرشمے جس سے طمع کی لعنت اور لالچ کی پھٹکار نکلتی ہے ' کیا ہے ؟ کیا انسان کی عمر کو بڑھا دینے والی اور عیش حیات کو موت کے ڈر سے بے پروا کر دینے والی ہے ؟ کیا وہ زندگی کی تمام مصیبتوں کا علاج اور انسان کی تمام راحت جوئیوں کا وسیلہ ہے ؟ نہیں ! ان میں سے کوئی بات بھی اسمیں نہیں ہے - چاندی اور سونے کے محل سراؤں میں رہنے والے بھی اسی طرح موت کے پنجہ میں گرفتار ' مصائب حیات کے ہجوم سے مضمحل ' تکلیف اور دکھہ کے حملوں سے زخمی ' اور تڑپ اور بے چینی کی چیخوں سے الم ناک دیکھے جاتے ہیں ' جیسا کہ ایک فقیر و مفلس فاقہ مست ' یا ایک پتوں کے جھونپڑے میں بیماری کے دن کاٹنے والا محتاج و بیکس مسکین !

پھر کیا ہے جسکے لیے حق کی عزت کو برباد ' اور خدا کی صداقت کو ذلیل کیا جاتا ہے ؟ وہ کونسی ایسی طاقت ہے جو خدا کو چھوڑ کر ہم حاصل کرلینگے ؟ روپیہ نہ تو ہمیں زمین کی رسوائی سے بچا سکتا ہے اور نہ آسمان کی لعنت سے ' مگر حب زر سے فرض صداقت کی خیانت ہمیں دونوں جہانوں میں عذاب دیسکتی ہے -

کتنے بڑے بڑے تاجدار ' پر ہیبت فاتح ' عظیم الشان سپہ سالار ' نامور محب وطن ' اور محبوب القلوب و ملت پرست انسان ہیں ' جنکے حق پرستانہ عزائم کی استقامت کو اسی لعنت طمع نے ڈگمگا دیا - انہوں نے اپنے ملک ' اپنی قوم ' اپنی فوج ' اور در اصل اپنے خدا اور اسکی صداقت سے غداری کی ' اور دشمنوں کیلیے دوستوں کو ' غیروں کیلیے اپنوں کو ' ظالموں کیلیے مظلوموں کو ' بے رحم فاتحوں کیلیے بیکس مفتوحوں کو ' اور شیطان کے تخت کی زیب و زینت کیلیے خدائے رحمان کے دربار اجلال کی عزت و عظمت کو چھوڑ دیا ! تاریخ کے صفحات ہمیشہ سے اسی درد کے ماتمی ہیں - قوموں اور ملکوں کی داستانیں ہمیشہ اسی ناپاک سرگذشت پر خوں کے آنسو بہاتی ہیں ' اور دولت پرستی کی ملعون نسل آغاز عالم سے ناصیۂ انسانیت کیلیے سب سے بڑا بے عزتی کا داغ رہی ہے !

فی الحقیقت راہ حق پرستی کی سب سے بڑی آزمایش چاندی کی چمک اور سونے کی سرخی ہی میں ہے ' اور اگر اس منزل پر خطر سے تم گزر گئے تو پھر تمہاری ہمت بے پروا اور تمہارا عزم ہمیشہ کیلیے بے خوف ہے - یہی طمع کا خبیث دیو ہے جسکا پنجہ بڑا ہی زبردست اور جسکی پکڑ قلب انسانی کیلیے بڑی ہی مضبوط ہوتی ہے - اسی نے فرزندان ملت سے غیروں کے آگے مضطربی کرائی ہے - یہی پکڑ پکڑ کے ابنائے وطن کو لے گیا ہے ' اور غیروں کے قدموں پر اخلاق کی ناپاکی اور جذبات کی کثافت کے کیچڑ میں گرا دیا ہے ' تاکہ اپنے وطن ' اپنی سرزمین ' اپنے مذہب ' اپنی قوم ' اور اپنے بھائیوں کے خلاف جاسوسی کریں ! اسی نے بڑے بڑے مدعیان خدمت ملک و ملت کی برسوں کی کمائی ایک آن کے اندر ضائع کردی ہے ' اور انہیں چار پایوں کی طرح گرا دیا ہے تاکہ برسوں کی سچائی کو ایک لمحہ کی طمع پر قربان کردیں - آہ ! یہی انسانیت کیلیے وہ روح خبیث ہے جو بڑے بڑے پاک جسموں ' بڑی بڑی مقدس صورتوں ' بڑے بڑے پر از علم و عمل دلوں کے اندر حلول کرگئی ہے ' اور فرشتہ سیرتوں نے شیطانوں کے ' اور ملکوتی صفات ہستیوں نے خونخوار عفریتوں کے سے کام کیے ہیں !

وہ مقدس عالم جو کتب فقہ کو حیلہ تراشیوں کیلیے اولٹتا ہے ' وہ مفتی شریعت جو جرائم و معاصی کو جائز بنا دینے کیلیے ابلیسانہ فکر و غور کے ساتھہ نئی نئی پر فریب تاویلیں سوچتا ہے ' وہ واعظ جو سامعین کے آگے ان تعلیمات کے پیش کرنے سے گریز کرتا ہے جو انکے اعمال سیئہ کی مخالف ہیں ' وہ صاحب قلم جو اپنی حق پرستانہ سختی کو نفاق آمیز نرمی سے ' اور حریت خواہانہ جہاد حق کو زمزمۂ صلح باطل سے بدلدیتا ہے ' آخر کس سحر و افسوں کے مسحور اور کس دام سخت کا شکار ہے ؟ کونسا جادو ہے جو اسپر چل گیا ہے ' اور خدا سے روگھہ کر شیطان کے نفس کے آگے سجدہ کرنا چاہتا ہے ؟ کونسی قوت ہے جسکے آگے شریعت کے احکام ' ضمیر کا فتوا ' اور حق کا الہام بیکار ہوگیا ہے ؟

آہ ! کوئی نہیں مگر طمع کا افسون باطل ' اور کچھہ نہیں مگر زر پرستی ' حب مال ' جاہ طلبی ' کا عمل السحر : ارالک الذین یلعنهم الله و یلعنهم اللاعنون !

من کان یرید العاجلة — جو دنیا کے خیر عاجل کا طالب ہو تو
عجلنا له فیها ما نشاء لمن — ہم جسے چاہتے ہیں اور جتنا چاہتے
نرید ' ثم جعلنا له جهنم — ہیں اسی دنیا میں دیدیتے ہیں '
یصلها مذموماً — مگر آخر کار اوسکے لیے جہنم ہی ہے
مدحوراً (اسرائیل) — جسمیں وہ حقیر و ذلیل ہوکر رہیگا !

(عـداوت)

لیکن یاد رہے کہ جسطرح محبت آنکھوں کو بصارت حق سے اندھا اور شنوائی صداقت سے بہرا کردیتی ہے ' بالکل اوسیطرح عداوت بھی آنکھوں کو اندھا اور کانوں کو بہرا بنا دیتی ہے - صداقت کی روشنی نظر آتی ہے لیکن وہ نہیں دیکھتا ' حق کی آواز بلند ہوتی ہیں لیکن وہ نہیں سنتا ' کیونکہ عداوت نہیں چاہتی کہ انسان غیر کی صداقت و حقیقت کا اعتراف کرے - سفر حریت کی ایک پر خطر اور دشوار گذار منزل یہ بھی ہے جسکو صرف وہی قطع کرسکتا ہے جو اس میدان کا مرد اور اس معرکہ کا بہادر ہے - اگر انسان کیلیے یہ دشوار ہے کہ اپنی غلطی اور انحراف عن الحق کا اعتراف کرے ' تو یہ دشوار تر ہے کہ اپنے دشمن کی سچی رائے اور سچے عمل کا اپنے دست و زبان سے اقرار کرے لیکن مسلم و مومن زندگی کے فرائض حریت کی ایک دفعہ یہ بھی ہے کہ اگر انصاف و عدل اور حق و صداقت اوسکے سب سے بڑے دشمن کے پاس بھی ہو ' جب بھی اوس پر ایمان کیلیے جو اوسکے ساتھہ ہے ' اپنا سر نیاز اوسکے آگے جھکا دے کہ " در مع الحق کیفما دار " :

یا ایها الذین آمنو کونوا — مسلمانو ! خدا کیلیے آمادہ اور
قوامین لله شهداء بالقسط — کیلیے گواہ رہو ! دیکھو کسی قوم کی
ولا یجرمنکم شنآن قوم — عداوت و دشمنی تمکو حق و عدل
علی الا تعدلوا - اعدلوا — کہیں باز نہ رکھے - حق و عدل سے کام
هو اقرب للتقوی - ان الله — کہ وہ تقوی سے قریب تر ہے اور
خبیر بما تعملون (المائدہ) — تمہارے اعمال سے خوب واقف ہے -

کیا اسکے بعد بھی کسی مسلمان کو عداوت و کینہ پر اعتراف حق سے باز رکھہ سکتی ہے ؟ اگر رکھہ سکتی ہے تو خصائص و امتیازات اسلام سے محروم ہے -

(خلاصۂ مطالب)

ان تمام مباحث کا نتیجہ یہ ہے کہ ہر حقیقی مسلم کا وجود دنیا میں حق کی شہادت اور حریت کا نمونہ ہے - نہ تو ناجائز حسن اعتقاد اوسکی عقل صداقت شعار کو سلب کرسکتا ہے نہ محبت اوسکو حق گوئی سے اندھا اور بہرا بنا سکتی ہے - نہ خوف جان و مال اوسکو حق سے باز رکھہ سکتا ہے ' اور نہ حرص و طمع اور حب زر و جاہ کے سحر سے مسحور ہوکر منکر صداقت ہوسکتا ہے - نہ ہی کسیکی عداوت و دشمنی سلوک راہ حق میں اوسکے لیے زنجیر پا ہوسکتی ہے - وہ حق کا شیدا ہے اور حق کا طالب - وہ حریت کا دلدادہ اور حریت کا جویاں ہے - وہ ہو جگہ' جہاں اوسکو پاسکتا ہے اوسکے لیے جاتا ہے - اور جس طرح وہ مطلوب حقیقی اوسکو ملسکتا ہے اوسکے لیے کوشاں ہوتا ہے - ایک مسلم کی شان یہ ہے کہ اوسکو ہمیشہ باطل سے نفرت اور حق کی جستجو رہتی ہے - دنیا میں اسکی متاع مطلوب اور معشوق اصلی سچائی اور حق کے سوا اور کوئی نہیں ہے !

اگر آج ہم حقیقی طور سے مسلم ہوں' حق کے طالب ہوں حریت کے دلدادہ ہوں - حق کیلیے اور اداے شہادت کیلیے جو ہر مسلم کے وجود کا مقصد ہے ' نہ تو ہم دوستوں کی محبت کی پروا کریں اور نہ جبابرۂ حکومت کے جبروت و جلال سے مرعوب ہوں - نفاق کا ہم میں وجود نہ ہو - طمع و خوف ہماری استقامت کو متزلزل نہ کرسکے تو حسب وعدۂ الہی اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہمارے تمام اعمال صالح اور ہمارے تمام گناہ مغفور ہونگے -

یا ایہاالذین آمنوا اتقوا اللہ مسلما نو! خدا سے ڈرو اور سچی بات وقولوا قولاً سدیداً یصلح لکم کہو ' تا کہ خدا تمہارے اعمال کو صالح اعمالکم و یغفرلکم ذنوبکم کردے اور تمہارے گناہ بخشدے !

(۳۳ - ۷)

پریس نوٹ

بجاے چھاپہ سنگی (لیتھوگراف) ٹائپ استعمال کرنیکا مسئلہ ایک عرصہ سے سرکار عالی (ہزھائنس) نظام گورنمنٹ کے زیر غور ہے ' مگر چونکہ نستعلیق ٹائپ کے اعلیٰ درجہ کے نمونے دستیاب نہیں ہوے ' لہذا اس خصوص میں کوئی کارروائی نہوسکی - حال میں چند اولو العزم کمپنیوں نے عمدہ نستعلیق ٹائپ ایجاد کیے ہیں ' اور خاص وضع کے ٹائپ ڈھالنے پر بھی آمادہ ہیں - اسلیے سرکار عالی نے ایک کمیٹی زیر صدارت معتمد صاحب عدالت و کوتوالی و اُمور عامہ (ایجوکیشنل سیکرٹری) قائم کی ہے جو موجودہ نستعلیق ٹائپ کے نمونوں کے حسن و قبح و دیگر ضمنی مسائل کے متعلق مفصلی تحقیقات کرکے رپورٹ پیش کریگی -

چونکہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جسمیں زبان اُردو کے تمام بہی خواہوں کو دلچسپی ہے ' اس لیے کمیٹی نہایت خوشی سے ان اصحاب کی آراء پر غور کریگی جنہیں اس مسئلہ پر غور کرنیکا اتفاق ہوا ہے - ٹائپ کے فروخت کرنے اور بنانے والے اور ٹائپ ڈھالنے کی مشین بنانے والے بھی اپنے ٹائپ کے نمونے وغیرہ بھیجسکتے ہیں -

بشیر احمد مددگار معتمد

الهـــلال کـــی ایجنسـی

ہندوستان کے تمام اُردو ' بنگلہ ' گجراتی ' اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے ' جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں تو ایجنسی کی درخواست بھیجیے -

وثایق وحقایق

نفس انسانی کا ناقابل پیمایش عمق

(مترجم ارنـوالیج)

(۲)

(تخلیق مخفی)

تخلیق مخفی Sublimnal creation سب سے زیادہ ثابت ہے کیونکہ ہم میں ہر شخص ہر شب کو اس کا ثبوت دیتا ہے - وہ عالم خواب میں ایک ناول یا ڈراما نویس بنجاتا ہے اور ایسے ایسے حالات تراشتا ہے جو بیداری کی حالت میں نفس کو بالکل لغو معلوم ہوتے ہیں اور ہمارے تجربہ کے لحاظ سے بالکل انوکھے ہوتے ہیں !

اسکی تصدیق اسکاٹ بھی کریگا جس نے برائڈ آف لمیرمور (Bride of Lammermoor) اپنے مرض اور دماغ کی غیرمعمولی حالت میں لکھوائی ' اور جب یہ قصہ کتاب میں پڑھا تو اس کا بڑا حصہ اسے بالکل نیا معلوم ہوا !

اگر دعوے کی اس سے بلند تر سطح پر قدم رکھنا ہو تو بلا خوف رد کیا جا سکتا ہے کہ ذہن کے تمام اعمال اور مشغلے انہی مخفی چشموں سے جوش زن ہوتے ہیں - یہ چیزیں خیالات کے اخذ سے پیدا نہیں ہوتیں - معلوم ہوتا ہے کہ اسکا طریقہ اس قوۃ کے طریقہ سے بالکل مختلف ہے جو دانستہ سوچتی اور دلائل قائم کرتی ہے - یہاں عمل سے زیادہ انتظار ہوتا ہے - گیٹے (Goethe) کہتا ہے کہ " گویا سب کچھہ دیا ہی گیا ہے (Alles ist als wie ge schenkt) اور الہام " دہلیز " کے نیچے سے آتا ہے - بہت سے اجلۂ اہل قلم گیٹے کے مقولے کی تائید کرتے ہیں -

چنانچہ اسبین (Isbeen) نے سخت بخار کی حالت میں تین ہفتہ کے اندر برِ یدۂ (Brand) لکھی - وہ نیم خوابی کے عالم میں اپنے بستر مرض سے ان سطروں کے لکھنے کے لیے ہاتھہ بڑھایا کرتا تھا جو ہنگامہ محشر بپا کرتی ہوئی اسکے نفس کی سطح تک آجاتی تھیں - شرلٹ برونٹے (Charlotte Bronte) کی یہ حالت تھی کہ وہ پہلے تو چند دنوں تک نہایت آزادی سے لکھتی تھی' مگر اسکے بعد تحریر ملتوی ہو جاتی تھی اور ہفتوں تک دوبارہ جاری ہونے کا نام نہیں لیتی تھی -

مگر اسکے بعد پھر کوہ آتش فشاں پھٹتا تھا اور وہ نہایت جوش و خروش کے ساتھہ لکھنا شروع کرتی تھی - یہانتک کہ وہ نشرت محنت کی وجہ سے آخر بیمار پڑ جاتی تھی - اس نے " ایمیلیز ریتھرنگ ہائٹس " (Emilys wuthiring Hhieghts) میں جہاں یہ بحث کی ہے کہ ہیتھکلف (Heatholiff) کے سے کریکٹر کا پیدا کرنا بجا ہے' وہاں وہ اپنی بہترین زبان میں اس واقعہ کو یوں بیان کرتی ہے :

" مگر اسکو میں جانتی ہوں جو انشا پرداز کہ قوت تخلیق رکھتا ہے - اسکے پاس ایک ایسی شے ہوتی ہے جس کا وہ ہمیشہ مالک نہیں ہوتا - جو بسا اوقات نہایت عجیب و غریب طور پر چاہتی ہے اور اپنے لیے کام کرتی ہے - وہ قواعد بنا سکتا ہے ' اصول وضع کرسکتا ہے ' شاید سالہا سال تک انکی محکومی میں پڑا بھی رہے ' لیکن پھر ایک وقت آتا ہے جب یہ قوت بغاوت کی اطلاع کے بغیر وادیوں کی جتی ہوئی زمین میں ہیفکا یا سراون پہیرنے یا ہل میں جتنے کو قبول نہیں کرتی - جبکہ یہ شہر کے مجمع پر خندہ

هوتی ہے اور ہنکانے والے کي آواز کے ساتھہ بے پروائي کرتی ہے - جبکہ وہ سمندرکي ریت کي رسیاں (ریت کي رسي یعني کمزور و غیر استوار رشتہ یا رابطہ) بنانے سے انکار کرتي ہے اور بت تراشی شروع کردیتي ہے - چنانچہ تمہیں " قسمت " یا " الہامي مادي " کي حیثیت سے ایک (Pluto) یا ایک (Jove) یا ایک (Tisiphone) یا ایک (Psyche) یا ایک (Mermaid) یا ایک (Madonna) ملیگا - یہ کام خواہ ہیبت ناک ہو یا شاندار' ابلیسی ہو' یا قدوسی ' تمہیں انتخاب کا اختیار نہیں - تمہارے لیے صرف یہي رہگیا ہے کہ اسے خاموشی کے ساتھہ اختیار کرلو - رہے تم ' تو ایک برائے نام صناع کي حیثیت سے تمہارا حصہ صرف اتنا ہي ہے کہ خاموشي کے ساتھہ ان ہدایات کے اندر کام کرو جو نہ تو تم نے دیے ہیں اور نہ جنکے متعلق تم دریافت کرسکتے ہو- جو نہ تو تمہاري نماز جنازہ میں بیان کیے جائینگے اور نہ تمہارے خیال کے رقت چھپاے یا بدلے جائینگے - نتیجہ دلچسپ ہوا تو دنیا تمہاري تعریف کریگي - تم کہ تعریف کے مستحق نہیں ہو دنیا تمہاري تعریف کریگي ' اور اگر ناپسند ہوا تو تم تعریف کي طرح الزام کے بھي سزا وار نہیں - دنیا الزام دیگي ! " -

اسکاٹ کي طرح اسٹیونسن (Stevenson) بھي اسکي تائید کریگا ' جسکا بیان ہے کہ اس نے " ٹریژر آئیلینڈ " (Treasure Island) کے پندرہ باب پندرہ دن میں لکھہ ڈالے - مگر اسکے بعد یہ کار روائي رک گئي ' اور خاص اسکے الفاظ میں " میرا منبہ بالکل خالي تھا اور میرے سینے میں ٹریژر آئیلینڈ کا ایک حرف بھی نہ تھا " مگر اس جزر کے بعد پھر مد ہوا ' اور " دیکھو ! وہ میرے اندر سے چھوٹی چھوٹي نالیوں کي طرح جاري ہوئی " چنانچہ اس نے ہر روز ایک باب کے حساب سے کتاب پوري کر دي !

اس سلسلے میں یہ امر بھي یاد رکھنا چاہیے کہ وہ اپنے افسانوں کے خاکے (پلاٹ) خواب میں دیکھا کرتا تھا ' جیسا کہ اس نے ایکروس دي پلینس (Across the Plains) میں بیان کیا ہے -

اس قسم کے تجربے دوسرے فنوں کے میدانوں سے بھي منتخب کیے جاسکتے ہیں جہاں قوت تخلیق کام کرتي ہے- غالباً یہ فن ادب سے زیادہ موسیقي میں نظر آئیگا - مثلاً (Mozart) کے ذہن میں الہام کي اجنبي (کیونکہ الہام " نفس آگاہ " کے لیے اجنبی ہي ہے) نوعیت کا ایک روشن تحلیل تھا - مصوروں میں سے Watteau ایک عجب انداز کے ساتھہ کہتا ہے کہ وہ اپني نادرہ روزگار صناعي پر خود ششدر ہے ! یہ ظاہر ہے کہ وہ ذرا بھي نہیں جانتا کہ وہ کیونکر کرتا ہے ؟

في الواقع کوئي ذہن نہیں جانتا کہ " وہ کیونکر کرتا ہے ؟ " اگر وہ جانتا تو دوسروں کو بھي بتاسکتا - مگر یہ شے تو نہ نفس کا جاننے والا حصہ ہے ' اور نہ کوئي دوسرا حصہ جسے " آگہي " سمجھہ سکے - یہ تو ایک قوت ہے جو مخفي طبقات میں بہت نیچے مدفون ہے ' اور یہ جو ہمیں نظر آتا ہے صرف اسکے نتائج و آثار ہیں -

غرض اب یہ ثابت ہوگیا ہے کہ حساس ' ادراک ' حافظہ ' ہیجان' جذبات ' تخلیق ' وغیرہ وغیرہ کے متعلق ایسے اعمال جسماني و دماغی ہوسکتے ہیں جو ان تمام چیزوں سے بالا تر ہوں جن سے نفس آگاہ واقف ہے - سائنس نے یہ ثابت کردیا ہے کہ ہم اپنے آپ کو جسقدر جانتے ہیں' اس سے زیادہ بڑے ہیں - نفس کے اشارہ ہوا کے ٹکڑے چھٹ گئے ہیں ' اور ما بعد الطبیعی میں نئے مناظر کا دروازہ کھلا ہے - ہماري روح بے پایاں اور ناقابل پیمایش نکلي ہے' اور دفعاً ہمیں تہ خانوں سے نکالکر ناپیدا کنار مرغزاروں میں لیا گیا ہے - ہم صرف یہي نہیں جانتے کہ ہم آیندہ چلکے کیا ہونگے ؟ بلکہ ہم کو یہ بھي نہیں معلوم کہ ہم کیا ہیں ؟

اسلیے ہم (Malvolio) کي طرح روح کا تصور عزت کے ساتھہ کرتے ہیں - صاحب الناشید ' جس سے مسیح نے اتفاق کیا ہے اور اسکا قول نقل کیا ہے ' کہتا ہے کہ " ہم خدا ہیں " یعني ایک نظر خیرہ کن ہستي ' اور ایک نقش حیرت خیال !

لیکن خواہ ہم اسقدر بلند جائیں یا نہ جائیں ' لیکن بہر حال یہ کوئي ایسي بہت بڑي بات نہیں کہی گئي ہے- کیونکہ ہم یونان اور نارویے کے بہت سے معبودوں سے کہیں زیادہ تعجب انگیز مخلوق ہیں - ہم کم از کم ذیل کے دانشمندانہ مثلث (Triplet) میں ایمرسن (Emorson) کے ہم نوا ہوسکتے ہیں جو ان امور کے متعلق انبیاء کا سا احساس رکھتا ہے - وہ کہتا ہے :

" اگر تجھسے ہوسکے تو تو وہ پر اسرار خط کھینچ جو صحیح طور پر " تجھ " " اس " سے جدا کردے اور یہ بتادے کہ کون انسان ہے اور کون خدا ؟ "

(۳)

متوفي پروفیسر ولیم جیمس کہا کرتا تھا کہ فلسفہ کا سب سے اہم مسئلہ وحدت و کثرت کا ہے - یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جو " کل " یا " ایک " ہو ' وہي ایک " عالم " بھي ہو جسمیں مادي اور غیر مادي ہر قسم کي چیزیں شامل ہیں ؟ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک ہي شے ایک ہي وقت میں ایک بھي ہو اور کئي بھي ؟ اگر اسکے برعکس ہم کثرت کي طرف سے شروع کرتے ہیں - مثلاً یہ اور وہ ' درخت اور مکان ' پہاڑ اور ملک' خورد بیني کیڑے اور گھانس کي پتیاں یا بدلی' تو یہ چیزیں جو بلا اختلاف ایک دوسرے سے علحدہ ہیں ' انہیں ہم کیونکر " ایک " دیکھہ سکتے ہیں ؟ اسوقت یہ مسئلہ نا قابل حل ہے - ہم دونوں سروں میں کسي ایک سے شروع کرسکتے ہیں مگر مشکل یہ ہے کہ درمیان میں کوئي ملتقی (Mitting place) نہیں ہے - " ایک " ہمیشہ ایک رہیگا اور " کئي " ہمیشہ کئي رہینگے -

لیکن اس مسئلہ کے حل کی طرف کم از کم اشارہ تو ضرور روح' نفس' یا ذات مخفي (Sublimnal self) کے جدید اصول میں موجود ہے جسے ۲۵ برس ہوے' سب سے پہلے میرس (Myers) نے پیش کیا تھا ' جسکا استقبال جیمس نے علم النفس میں " سب سے بڑي جدید ترقی " کے نام سے کیا ' اور جسکي تائید تازہ ترین واقعات سے ہو رہي ہے -

یہ صحیح ہے کہ نفوس انسانیہ بہت ہیں ' مگر انمیں بہت ہي مشابہت ہے اور ان تمام علوم میں جنکا تعلق علم الحیات سے ہے' یہ دیکھا گیا ہے کہ مشابہت کا اشارہ ایک عام سرچشمہ کی طرف ہوتا ہے - اسلیے ایک طرح سے یہ نتیجہ نکالنا چاہیے کہ تمام نفوس انسانیہ کا سرچشمہ صرف ایک ہی ہے -

مگر تحقیقات طبیعي کے مشاہدات جیسے (Telepathy) سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمام نفوس انسانیہ جو یہاں ہیں اور اسوقت موجود ہیں ' ان میں باہم کچھہ اسطرح کا تعلق کامل ہے کہ وہ ان تمام طریقوں سے خارج اور بالا تر ہے جنکو حواس معلومہ سمجھتے ہیں - اس یقین کے لیے وجوہ موجود ہیں کہ وہ اور اسکے ہمرشتہ مشاہدات میں اصلي کار فرما وہی نفس کا حصۂ مخفي ہے - یہ دلائل اسقدر پیچیدہ ہیں کہ انکي تفصیل یہاں نہیں ہوسکتي -

یہ اور اسي قسم کے غور و فکر کا اشارہ اس طرف ہے کہ تو ہماري معمولي طبیعی آگہي ایک دوسرے سے جدا اور بظاہر مستقل نظر آتي ہے ' اور اسلیے مخابرات میں نطق اور تحریر کے ذرائع سے بے حد کام لینا پڑتا ہے ' تاہم مخفي سطحوں میں ہم باہم یکدگر وابستہ ہیں -

بتعبیر استعارہ ' ہم میں سے ہر شخص پاني کي ایک دھارے جو ایک شہر کي ہزارہا نلوں میں سے کسی ایک نل سے جاري ہے ' مگر پاني وہي ہے اور اساسي ایک خزانۂ آب (Reservoir) سے آرہا ہے - اسي طرح وہي ایک روح ہے جو ہم سب کو پہنچی

منتخبات علمیہ

ہے - " ایک " " کئی " ہے اور " کئي " " ایک " - ممکن ہے کہا جاے ' یہ ایک ایسا نتیجہ ہے جسکا مبنی خیال اور جسکا وجود صرف ذہن میں ہے ' مگر اسکے برعکس حالت یہ ہے کہ یہ بالکل عملي شے ہے ' کیونکہ اسے اعمال انسانیہ سے بہت بڑا تعلق ہے -

دیکھو ! ہم اپنے بھائی اور بہنوں کا کیسا درد رکھتے ہیں ؟ کیا انکے درش بدرش نہیں کھڑے رہتے کہ خاندان کا فائدہ ایک عام فائدہ ہے ' اور اسکے لیے کیا ہم میں سے ہر شخص کو اس کارزار ہستي میں جنگ نہیں کرنا چاہیے ؟ دیکھو ' کسیقدر توسع کے ساتھہ کہا جا سکتا ہے کہ افراد کي بہبودي خاندان کي بہبودي کے ساتھہ وابستہ ہے ' اور جو ایک جزء کے لیے بہتر ہے وہي دوسرے اجزاء کے لیے بھی بہتر ہے ؟ پس اب غور کرو کہ کیا سے کیا ہو جاے اگر سب لوگ یا کم از کم متمدن اور تعلیم یافتہ آدمي سمجھنے لگیں کہ انسانیت ایک بڑا خاندان ہے اور فوائد کے لحاظ سے نیز اصلیت و حقیقت کے لحاظ سے " ایک " هي ہے - جو فرق ہمیں نظر آتا ہے وہ افرادی نفس آگاہ کا فریب ہے - اسکا سبب صرف ہماري اصلی فطرت کا جہل ہے - اگر واقعی ایسا ہوجاے تو کیا اس سے ایک انقلاب برپا نہ ہوجائیگا ؟ مجھے تو یقین ہے کہ جلد یا بدیر ایسا ضرور ہوگا -

مذہب کي تعلیم اخوت ایک شریفانہ اخلاقی ترغیب تھی مگر اسکي اپیل محبت کے جذبات سے تھی - اسلیے وہ سرد مہر دماغ کے مقابلے میں بے اثر ثابت ہوئي - لیکن اب اسے علم (سائنس) سے مدد مل رہي ہے - اب علم عقیدہ اور محبت کے ہاتھہ میں ہاتھہ ڈالکر چل رہا ہے اور مشرق میں اسکي شعاعیں پہنچنے کے لیے ایک نئی پرپھت رہی ہے - اب نیکی کا دور قریب ہی ہے - ..... اب ہمیں یہ نظر آنے لگا ہے کہ ہم " معرکہ آرا اجزاء دي مقراطي " کا ایک انبار هي نہیں ہیں بلکہ اجزاء وسیع کا ایک مجموعہ ہیں جو آپسمیں لڑتے اور ایک جسم تیار کرتے ہیں - پس جو اس جسم کے لیے اچھا یا برا ہے ' وہ اجزاء کے لیے بھی اچھا یا برا ہے - ہمارا شعار ہم جنسي اور یکجہتي ہونا چاہیے - شخصیت حد سے زیادہ تیز ہوگئي ہے - ہمیں انسانیت کو استقلال کے ساتھہ پیش نظر رکھنا چاہیے اور اسکے ایک ایک مجموعہ کو تمام کائنات کے وسیع تر مجموعہ کے لحاظ سے مجموعہ در مجموعہ سمجھنا چاہیے -

الہلال :

یہ تحریر اس عظیم الشان روحاني لٹریچر کے علمي مباحث کا نمونہ ہے جو یورپ اور امریکہ کي موجودہ روحانیات (اسپیریچولیزم) کے معتقدین نے مرتب کیا ہے اور اسے بجستہ ترجمہ کردیا گیا ہے ' لیکن قارئین کرام اسکے دعاوي اور اظہارات کی نسبت راے قائم کرنے میں جلدی نہ کریں اور اس مضمون کا انتظار کریں جو اس موضوع پر الہلال میں نکلنے والا ہے - اسکی تصویریں مدت سے بنی پڑي ہیں اور بکثرت مواد سامنے ہے لیکن ابتک لکھنے کی مہلت نہیں ملي - یہ گویا اس مضمون کا تتمہ ہوگا جو پچھلے دنوں ڈاکٹر رسل ویلس ایک طبیعی روحانی کے متعلق شائع ہوا تھا -

ابتدائی تعلیم

میري مونسٹوري

(۲)

سلسلے کیلیے جلد حال ملاحظہ ہو الہلال نمبر (۱۴)

اس طریق تعلیم میں سب سے پہلے جس شے پر توجہ کي جاتي ہے ' وہ اولاً قوت لامسہ ' اور اسکے بعد قوت باصرہ و سامعہ کی ترقي ہے - اسکے لیے پہلے مختلف قسم کے کھیل بچوں کو کھلاے جاتے ہیں - اسکے بعد جو اشیاء کہ ان کھیلوں میں استعمال ہوتی ہیں ' انکی اور انکے ناموں اور عقلی صورتوں کے باہمي ربط و تعلق کی طرف بچونکی قوت انتباہ کو متوجہ کیا جاتا ہے - مثلاً ایک استانی نے چند بچونکو بلایا کہ آؤ پانی سے کھیلیں ' اور ایک جگ میں ٹھنڈا یا گرم پاني لیکے انکے ہاتھہ پر ڈالنا شروع کردیا - اب بچے خوش ہو ہوکے نیچے طشت میں ہاتھہ دھو رہے ہیں - جب وہ پاني ختم ہوگیا تو اور منگوایا - مگر انکی دفعہ پہلی مرتبہ کے برعکس گرم کے بدلے ٹھنڈا یا ٹھنڈے کے بدلے گرم منگوایا - ظاہر ہے کہ جب جلد پر دو متضاد کیفیتیں یکے بعد دیگرے طاري ہونگی تو قوت لامسہ میں ایک قسم کا ہیجان یا انتباہ شدید پیدا ہوگا - چنانچہ بچوں میں ایک خفیف سي حرکت پیدا ہوئي اور بعض کي زبان سے چند غیر موضوع آوازیں نکل گئیں - معلمہ نے فوراً پوچھا کہ کیا ہے ؟ وہ بچے کیا بتا سکتے ہیں جنھوں نے ابھی اپنی عمر کا تیسرا سال بھی پورا نہیں کیا ہے ؟ (کیونکہ اس طریقہ تعلیم میں داخلہ کی عمر صرف ڈھائی سال ہے) اسلیے استانی نے استفہام تقریري کی صورت میں دریافت کیا کہ کیا پانی گرم ہے ؟ بچوں نے سر ہلا دیا کہ ہاں ! پھر پوچھا کہ پہلے بھی ایسا ہی تھا ؟ انھوں نے سر کے اشارے سے کہا " نہیں " یا کہا : ہاں وہ ٹھنڈا تھا -

یا مثلاً اس نے مختلف قسم کی دفتیاں (پیسٹبورڈ) لیں - بعض نرم اور لچکتی ہوئی ' بعض سخت جیسے لکڑي کا تختہ - اور یہ بچوں کو دیں کہ انہیں لچکاؤ - نرم تو لچک گئي مگر سخت نہیں لچکی - ان سے پھر کہا اور بچوں نے بار بار کوشش کي ' مگر انکي سختی انکے نرم و نازک ہاتھوں کي طاقت سے زیادہ تھی - وہ اس استانی کا منہ دیکھنے لگے - استاني نے سمجھایا کہ پہلي دفتي نرم تھي اسلیے لچک گئي - دوسري سخت ہے - وہ نم سے نہیں لچکے گی -

(قوت باصرہ کي تربیت)

اب فرض کرو کہ قوت باصرہ کو ترقي دینا منظور ہے ' اور اسمیں بھي خصوصاً مختلف شکلوں کا باہمی امتیاز اور انکے اسماء تعلیم ' تو اسکے لیے وہ مختلف شکلوں کے لکڑي کے ٹکڑے اور انکے خانے لائیگي - یہ خانے اسطرح بنے ہوتے ہیں کہ انمیں سے ہر ایک میں وہي ٹکڑا جا سکتا ہے جسکے لیے وہ خانہ بنایا گیا ہے - وہ بچوں سے کہیگی کہ ان ٹکڑوں کو ان خانوں میں ڈالو ! کئی بچے ایک کیس میں لپٹ گئے اور اسکے خانوں میں لکڑي کے ٹکڑے ڈالنا شروع کیا - جس نے اپنا ٹکڑا ٹھیک اسکے خانے میں ڈالدیا وہ بڑھ گیا ' اور جس نے دوسرے خانے میں ڈالنا چاہا اس سے نہیں پڑا -

مس مونٹسٹوری کی ابتدائی تعلیم

اس طریقہ کے سب سے بڑے کامیاب اسکول کے چھ کلاس جسکی معلمہ مس چارج ہیں

یہ پانچ تصویریں مس مونٹسٹوری کی ابتدائی تعلیم کردہ ابتدائی تعلیم کے متعلق ہیں -

(۱) مس چارج معلمہ بیٹھی ہیں بچوں کے سامنے کاغذ کے کٹے ہوے حروف رکھدیے ہیں جنسے الفاظ ترکیب پاتے ہیں - بچوں کو بتا رہی ہیں کہ الفاظ کے کیونکر ہجے کیے جائیں ؟

دو خانے اسکے لیے بنائے جاتے ہیں جنکے اندر تمام حروف کاغذ کے نرشے ہوے آجاتے ہیں ' اور تعلیم حروف میں ابجد کے پانچ ست استعمال کیے جاتے ہیں -

(۲) معلمہ بچوں کو بتا رہی ہے کہ ضخامت ' قد ' اور قطر و عرض کی بنا پر کیونکر اشیا کو شناخت کیا جا سکتا ہے ؟ موضوع تعلیم یہ ہے کہ قوۃ لامسہ کے دریعہ مختلف اسیا کی شکلیں معلوم کی جائیں - طریقہ تعلیم یہ ہے کہ بچے کی آنکھوں پر پٹی باندھ دیتے ہیں اور اسکو کوئی تعلیمی چیز دیکر پوچھتے ہیں کہ کیسی ہے ؟ اسکے بعد پٹی کھول دی جاتی ہے ' اور بچہ دیکھکر معلوم کرلیتا ہے کہ اسکا اندازہ صحیح تھا یا نہیں -

(۳) لکڑی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہیں جنکی بلندی اور عرض باہم مختلف ہے - معلمہ بچوں سے کہتی ہے کہ انہیں تلے اوپر رکھتے چلے جاؤ - اسطرح انکو طول و عرض اور حجم و ضخامت اشیا کے علم کی مشق کرائی جاتی ہے -

(۴) رنگوں کے بکس ہیں جنکے عکس سے مختلف قسم کے ملے جلے رنگوں کے تماشے اور کھیل بنتے ہیں اور بچہ نہایت دلچسپی سے ان میں مشغول ہو جاتا ہے - رنگوں کی تعداد ۸ ہے - اور انکے عکس اپنی اصلی ترتیب میں اسطرح نظر آتے ہیں کہ یکے بعد دیگرے انکا باہمی تدریجی فرق نمایاں ہو جاتا ہے - موضوع تعلیم رنگوں کی شناخت اور انکی ترتیبی حالتوں کا علم ہے - رنگوں کا فطری حسن خود بخود بچے کو اپنی طرف متوجہ کرلیتا ہے !

(۵) اس مرقع میں بالیں جانب ۵ بچہ راقم الحروف سے رنگ بھر رہا ہے - درمیان میں جو لڑکی بیٹھی ہے وہ لیس بن رہی ہے - نیسری لڑکی بٹن لگا رہی ہے - اس کھیل کا موضوع درس یہ ہے کہ انگلیوں کی مشترکہ حرکت کو ضمناً ترقی دی جاے - اس طریق تعلیم میں ریاضی ورزش کی ابتدا انگلیوں سے کرائی جاتی ہے کیونکہ تمام اعمال ید میں انگلیاں ہی اصلی قوت کار ہیں -

(۶) لکڑی کے تو ٹکڑے ہیں جنپر مختلف رنگوں میں ایک سے لیکر نو تک کے عدد منقوش ہیں - معلمہ پہلے ان ٹکڑوں کو باہم ملا کر دکھدیتی ہے اور بچے کو انکی خوشنما و مختلف رنگوں کی ترتیب دکھلا دیتی ہے - بچہ جب اچھی طرح دیکھ لیتا ہے تو پھر اس سلسلے کو منتشر کردیتی ہے اور اس سے کہتی ہے کہ اب اسی طرح تم بھی ملا کر دکھلاؤ - رنگوں کا اختلاف ' انکی باہمی آمیزش کی طبیعی خوشنمائی ' انکی ترتیبی حالت کا سلسلہ الوان ' اسقدر دلفریب ہوتا ہے کہ بچہ بڑی دلچسپی سے ان خود انہیں جوڑنے رکھنے کا شائق ہو جاتا ہے - موضوع تعلیم علم حساب کا ابتدائی درس ہے - اس رنگین کھیل سے پھوٹکر خود بخود تعداد اور ابتدائی عشرۂ حساب کا علم حاصل ہو جاتا ہے -

کامیاب خوش و خرم اور ناکام کھسیائے ہوے - استانی نے ان ناکام بچوں کو تسلی دی' اور چمکار کے ایک لڑکے سے کہا کہ تمہارا ٹکڑا کس طرح کا مثلاً گول ہے- جب گول خانے میں ڈالوگے جب ہی پڑیگا' - پھر کہا کہ دیکھو اس کیس میں گول خانہ کہاں ہے ؟ اس نے تھوڑی دیر تک تلاش کیا' اور اسکے بعد ڈھونڈھ نکالا - اس بچے کو دیا کہ اسمیں ڈالدو - بچے نے جب ٹکڑا ڈالا تو اندر چلا گیا - وہ باغ باغ ہوگیا - اسی طرح اور بچوں کو بھی بتایا' یہاں تک کہ سکی شرمساری و ناکامی کامرانی کی مسرت سے بدلگئی ' اور اسطرح بغیر کسی باقاعدہ تعلیم کے انہیں ریاضی و اقلیدس کے بڑے بڑے مسائل معلوم ہوگئے !

با شکل کے بدلے رنگوں کے باہمی فرق اور انکے نام بتانا مقصود ہے - وہ لکڑی کی رنگیں تختیاں بچوں کے آگے رکھدیگی اور رنگ برنگ کی ریشمی پٹیاں انکو دیگی کہ ان تختیوں پر باندھدیں - پٹیوں کے دینے میں ایسی ترتیب ملحوظ رکھیگی کہ باندھنے کے بعد ایک عجیب دلفریب منظر پیدا ہو جاے - بچے اسے دیکھ دیکھکے خوش ہونگے' اور اسی سلسلہ میں انہیں ایک ایک رنگ کا نام یاد کرا دیگی !

(لامسہ و سامعہ)

اس طریق تعلیم میں بعض کھیل ایسے ہیں جن سے قوت لامسہ اور قوت سامعہ ' دونوں کی ایک ساتھہ پرداخت و بالید گی ہوتی ہے - یہ کھیل اندھیرے میں ہوتا ہے - اسکے تمام کھلونے پتھر یا کسی اور وزن دار شے کے ہوتے ہیں -

فرض کرو کہ استانی یہ کھیل کھلانا چاہتی ہے تو وہ ایک بچے کو بلائیگی ' اور اسے ایک ایسی میز کے پاس کھڑا کرائیگی کہ اس بچے کا ہاتھہ ایک طرف سے دوسری طرف جاسکے - اسکے بعد اسکی آنکھوں پر پٹی باندھدیگی ' اور اس میز پر پتھر کے چند ٹکڑے جو ایک دوسرے سے وزن اور قد و قامت میں مختلف ہوے ہیں رکھکر بچے سے کہیگی کہ انہیں چھکے اس طرح رکھدو کہ جو پتھر جس پتھر سے وزن میں کم ہو وہ اسکے بعد ہی رکھا جاے - بچے کی آنکھیں بند ' وہ نہیں جانتا کہ کون ٹکڑا کدھر گیا ہے ؟ پھر وہ کھیلکر معلوم کریگا کہ سب سے زیادہ وزندار ٹکڑا کون ہے اور کدھر گیا ہے ؟

استانی بچے کو ہدایت کریگی کہ وہ ان ٹکڑوں کی آواز غور سے سنے - ظاہر ہے کہ جو شے بھاری ہوگی اسکے گرنے کی آواز بھی بھاری ہوگی ' اور جو چیز ہلکی ہوگی ' اسکے گرنے کی آواز بھی ہلکی ہوگی - اسی آواز سے بچہ نہ صرف ٹکڑوں کی جگہ کو بلکہ انکا وزن بھی معلوم کرلیگا ' اور اگر وہ اسمیں کامیاب نہ ہوا تو پھر وہ ٹکڑوں کو جمع کریگا اور دونوں ہاتھوں میں تولکے انکے وزن کو معلوم کرلیگا - غرض اس کھیل میں قوت لامسہ اور قوت سامعہ ' دونوں کی تربیت و نشو و نما ہوتی ہے -

(جسمانی ورزش)

اس طریق تعلیم میں صرف حواس ہی کی پرداخت و تربیت کی طرف توجہ نہیں کی جاتی ' بلکہ حواس کے ساتھہ ساتھہ اعضا و جوارح یعنی ہاتھہ پیر وغیرہ کے نشو و نما کا بھی پورا پورا لحاظ رکھا جاتا ہے -

ہر بچے کے کھلونے اور دوسری ضرورت کی چیزیں ایک الماری قرینے سے رکھی ہوتی ہیں -

بچے کے لانے کے لیے نوکر نہیں ہوتا - بچہ اپنے کھلونے خود ہی اٹھا کر لاتا ہے - جب کھیل سے فارغ ہو جاتے ہیں تو جہاں سے وہ شے لاے تھے وہیں رکھہ آتے ہیں - کام کی عادت ڈالنے اور ہاتھہ پیروں کی نادانستہ ورزش کے لیے یہاں تک کیا جاتا ہے کہ کپڑے پہننا ' جوتوں کی لیس باندھنا ' ہاتھہ منہہ دھونا ' نہانا وغیرہ وغیرہ تمام کام استانیاں اپنی موجودگی میں ان بچوں سے لیتی ہیں - جو کام ایسے ہیں جنہیں ہر بچہ خود کر لے سکتا ہے ' وہ نوکر خود کرتا ہے اور جو کام وہ نہیں کر سکتا ' اسمیں دوسرے بچے اسکی مدد کرتے ہیں -

(طریق کتابت)

یہ اس طریق تعلیم کی اولین منزل ہے - عام طور پر ابتدا پڑھانے سے کی جاتی ہے ' مگر اس تعلیم میں کتابت قرات پر مقدم ہے - اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ ہندوستان کی طرح بچوں کو حروف کی شکلیں رٹا کے دیدی جاتی ہیں اور ان سے کہا جاتا ہے کہ انکے نام ' شکل ' اور پھر لکھنا ' یہ تینوں کام ایک ساتھہ ہی کرو -

نہیں ' اس تعلیم کی تمام چیزوں کی طرح کتابت کی تعلیم بھی کھلونے ہی کے ذریعہ دیجاتی ہے - دفتی کے ٹکڑوں پر ورق سنبادہ (emery paper) کے حروف کٹے ہوے چسپاں ہوتے ہیں - یہ حروف بچوں کو دیدیے جاتے ہیں - وہ ان سے کھیلتے ہیں - کھیل اس انداز سے ترتیب دیے گئے ہیں کہ بچوں کو ان حروف پر لازمی طور پر انگلی پھیرنا پڑتی ہے - اسطرح قبل اسکے کہ بچہ قلم اور روشنائی لیکر لکھنے بیٹھے' اسکی انگلیاں ان تمام گردشوں کی عادی ہو جاتی ہیں ' جنکی ضرورت حروف کے لکھنے میں پڑتی ہے !!

پھر صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا جاتا ' بلکہ جسطرح ہمارے یہاں قدیم طرز تعلیم میں میانجی بچوں کو کتابت بتاتے دیتے ہیں کہ بچے اس پر ہاتھہ پھیریں' اسیطرح ان لڑکوں کو بھی بنے بناے حروف دیے جاتے ہیں جنکا جوف خالی ہوتا ہے - وہ انمیں رنگ بھرتے ہیں - جب بچے اچھی طرح حرفوں کی شکلیں پہچاننے لگتے ہیں تو پھر مرکبات بتاے جاتے ہیں -

(تعلیم کتابت کی مدت)

مسٹر هولمز مفتش (انسپکٹر) تعلیمات انگلستان لکھتے ہیں :

"لکھنے کے لیے اسطرح سے تیار ہونے میں ان بچوں کا ڈیڑھہ مہینے سے زیادہ صرف نہیں ہوتا جنکی عمر ابھی صرف چار ہی سال کی ہے - جب یہ مدت گذر جاتی ہے تو وہ روشنائی سے سادہ اور بسیط مرکبات لکھنا شروع کرتے ہیں - اگر مشق جاری رہے تو تین مہینے نہیں گذرنے پاتے کہ بچے کا خط نہایت خوشنما ہوجاتا ہے "

جب بچے کو لکھنا آجاتا ہے تو اسے پڑھنے پر لگایا جاتا ہے - پڑھنے میں وہ حروف انہی الفاظ کو نہیں پڑھتا جنکو وہ خود لکھتا ہے ' بلکہ اسے ہر قسم کی تحریر پڑھائی جاتی ہے ' خواہ وہ مطبوعہ ہو یا قلمی ' اور خواہ اسکی لکھی ہوئی ہو یا غیر کی -

بچے کو جس زبان کی تعلیم دی جاتی ہے ' وہ اگر ایسی زبان ہے جسمیں تمام حروف پڑھے جاتے ہوں - یعنی کوئی حرف بھی سائیلینٹ یا غیر ملفوظ نہیں ہوتا ' تو اسکے سیکھنے میں بچے کو بہت سہولت ہوتی ہے - چنانچہ تجربے سے معلوم ہوا ہے کہ بچہ نکو اطالی زبان انگریزی ' فرانچ ' اور جرمن وغیرہ کی نسبت جلد آجاتی ہے - کیونکہ اطالی میں سائیلینٹ (حروف غیر ملفوظ) کا جھگڑا نہیں ہے "

پڑھنے کی ابتدا مفرد اسماء سے کرائی جاتی ہے - اسکے بعد مفرد صفات اور صفات کے بعد جملے بتائے جاتے ہیں - تمام الفاظ

کارڈوں پر لکھے ہوتے ہیں - کارڈ کی وہی شکل ہوتی ہے جو اس پر لکھے ہوئے لفظ کے مطابق ہوتی ہے - مثلاً ایک کارڈ پر کتا لکھا ہوا ہے' تو یہ کارڈ خرد بینی کتے ہی کی شکل کا ہوگا - و قس علی ہذا -

جب تک مفردات کی تعلیم ہوتی رہتی ہے' اسوقت تک ان بچوں کی نظر یہی کارڈ ہوتے ہیں - لیکن جب یہ دور ختم ہوجاتا ہے اور جملوں کا وقت آتا ہے تو ان کارڈوں کے بدلے سیاہ تختے استعمال کیے جاتے ہیں - جملے زیادہ تر کاپیل کے سوالات یا احکام ہوتے ہیں - استانی اس قسم کے جملے تختے پر لکھکے بچوں سے پڑھواتی ہے' اور پھر اسکی تعمیل کراتی ہے -

اس طریق تعلیم میں غیر معمولی کامیابی ہوئی ہے - چنانچہ وہ بچے جنکی عمر ابھی ساڑھے تین برس کی تھی' بغیر اسکے کہ وہ ایک منٹ کے لیے بھی یہ سمجھکر دل گرفتہ ہوں کہ وہ پڑھ رہے ہیں' انہوں نے انگریزی لکھنا اور پڑھنا سیکھ لیا !!

یہ کوئی مستثنی واقعہ نہیں بلکہ اس تعلیم کا ایک مسلم نتیجہ ہے- چنانچہ مسٹر ہولمز' جنھوں نے اس طریق تعلیم کو نہایت دقت نظر سے دیکھا ہے' کہتے ہیں کہ اس تعلیم کے بعد یہ کوئی تعجب انگیز امر نہیں کہ بچہ اسقدر جلد نوشت و خواند سیکھ لیتا ہے- یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ وہ چلتا پھرتا اور بولنا چالتا ہے !

(حساب)

پڑھنے کے بعد حساب کی باری آتی ہے - حساب بھی بالکل کھیل ہی کھیل میں سکھایا جاتا ہے - میری مونٹسوری نے بعض ایسے کھیل ایجاد کیے ہیں جنمیں گنتی کا ہونا ناگزیر ہے - اس قسم کے کھیلوں کے لیے اس خاتون نے بعض خاص قسم کے کھلونے بھی بنائے ہیں جن پر گنتی لکھی ہوتی ہے - یہ کھلونے بچوں کو دیدیے جاتے ہیں اور وہ ان سے کھیلنا شروع کرتے ہیں - یہی کھیل انہیں حساب سیکھا دیتا ہے !

اس طریق تعلیم کا تجربہ اسوقت صرف ان لڑکوں پر کیا گیا ہے جو ابھی طفولیت کے دور میں تھے' لیکن امید ہے کہ اُن لڑکوں کی تعلیم میں بھی کامیاب ہوگا جو اس منزل عمر سے گزر چکے ہیں-

(معلمات)

یہاں تک تو فن تعلیم کے متعلق بحث تھی - اب ہم چند کلمات اُستادوں اور اُستانیوں کے متعلق کہنا چاہتے ہیں -

عام طور پڑھانے والوں کا قاعدہ ہے کہ جب وہ بچے کو کوئی نئی چیز شروع کراتے ہیں تو پہلے اسے بتادیتے ہیں' پھر اس سے کہتے ہیں کہ اسکی نقل کرے - یا اگر دیکھتے ہیں کہ بچہ ایک کام کررہا ہے مگر اس سے نہیں ہوتا' تو فوراً اسکی مدد کرنے لگتے ہیں - یا اگر اس نے کرلیا مگر اسمیں کسی قسم کی غلطی رہگئی ہے' تو خود ہی اُسے درست کردیتے ہیں -

لیکن اس طریقہ تعلیم کی اُستانی جب کوئی نئی شے شروع کرانا چاہتی ہے تو ایسے مواقع پیدا کرتی ہے کہ بچے کو خود بخود کام کی طرف توجہ ہو - جب انکو مطلوبہ دیکھتی ہے تو منتظر رہتی ہے کہ وہ خود بخود اسکو کرنا چاہے - البتہ جسوقت اسے یہ محسوس ہوتا ہے کہ بچہ خود نہیں کرسکتا کیونکہ اپنی کوشش ختم کرچکا ہے' تو پھر اسوقت بتادیتی ہے -

اسی طرح اگر وہ غلطی کرتا ہے تو کوشش کرتی ہے کہ خود اپنی غلطی پر متنبہ ہوجائے - اگر نہیں ہوتا تو پھر ٹوکتی ہے اور کوشش کرتی ہے کہ وہ خود ہی اسے درست کردے - جب اسمیں بھی کامیابی نہیں ہوتی تو پھر مجبوراً خود ہی بتا دیتی ہے -

اسلیے قدرتاً اس طریق تعلیم کی کامیابی کا دار و مدار پڑھانے والوں کی لیاقت و قابلیت پر ہوتا ہے' اور اس کے لیے جس قسم کی نوعیت اور جس مقدار کی ذہانت کی ضرورت ہے وہ اس سے بالکل مختلف اور بہت زیادہ ہے' جو عام مدارس کے لیے درکار ہوتی ہے -

چنانچہ جس مدرسہ کو بدقسمتی سے قابل استانیوں یا استانیوں کی کافی تعداد نہیں ملتی' اسے مجبوراً بند کردیا جاتا ہے - مسٹر ہولمز کہتے ہیں :

" میں نے پانچ مدرسے جو اس طریق تعلیم کے لیے قائم کیے گئے' دیکھے - مگر اُن میں سے چار کو کامیاب اور ایک کو ناکام پایا. اسکی وجہ مہتممہ کا اس طریقہ کے تفصیلی حالات سے جہل تھا. میں نے اسکی اصلاح کی بہت کوشش کی مگر بالاخر مدرسہ بند ہی کردینا پڑا "

(موانع رواج تعلیم جدید)

قابل استانیوں کے قحط کے علاوہ اس طریق تعلیم کی راہ میں ایک دوسرا سنگ گراں اسکی گرانی بھی ہے- سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اسمیں عام طریق تعلیم کی نسبت جگہ زیادہ درکار ہوتی ہے. عام تعلیم میں فی بچہ ۹ فیٹ جگہ کافی ہوتی ہے مگر اسکے لیے کم از کم ۱۵ فیٹ چاہیے - کیونکہ اول تو یہاں بچے آزاد اور خود مختار ہوتے ہیں - چلنے پھرنے اُٹھنے بیٹھنے کے متعلق کسی قسم کی روک ٹوک نہیں ہوتی- دوسرے اس کے لیے ساز وسامان بھی بہت ہوتا ہے جسکے لیے وسیع جگہ کی ضرورت ہے - پھر اِسمیں استانیاں بھی بہت چاہییں کیونکہ ایک استانی مشکل سے بیس لڑکوں کو پڑھا سکتی ہے -

با ایں ہمہ امید ہے کہ بہت جلد یہ طریقہ تمام یورپ اور امریکہ میں رائج ہوجائیگا - کیونکہ یہ اب تجربہ کی حد سے گزر چکا ہے اور اسکے فوائد مدنظر عام پر آچکے ہیں -

(گورنمنٹ ہند اور مسئلۂ تعلیم)

لیکن کیا گورنمنٹ ہند بھی اس طریق تعلیم کے فوائد معلوم کرکے بدبخت ہندوستانیوں تک اُسے پہنچانے کی کوشش کریگی؟ کیا جو گورنمنٹ اپنے نئیں ہندوستان کا تربیت فرما بیان کرتی ہے' وہ چند امتحان لینے والی یونیورسٹیوں کو قایم کرکے تمام فرائض تربیت سے سبکدوش ہوگئی ہے ؟ افسوس کہ اسکے جواب میں بجائے موجودہ مایوسی کے سوا اور کچھ نہیں ہے !

مسئلۂ اصلاح ندوہ

بتاریخ ۳ - اپریل جامع مسجد اہل کاؤں میں بعد نماز جمعہ ایک عام جلسہ مسلمانان کہل کاؤں کا زیر صدارت جناب ابو نعیم صاحب ہی - اسے بدیں غرض منعقد ہوا کہ ندوہ کی موجودہ حالت کے متعلق قوم کو توجہ دلائے -

لائق صدر انجمن نیز جناب حافظ مولوی منظر علی صاحب نے بہت ہی اچھے پیرایہ میں ندوۃ العلما کی سرگذشت اور اغراض و مقاصد بیان کیے - اسکے بعد حسب ذیل تجویزیں باتفاق رائے منظور ہوئیں جو بغرض آگاہی قوم روانہ کیجاتی ہیں :

(۱) یہ جلسۂ طلبائے دارالعلوم ندوۃ العلما کی اسٹرائک کو نہایت افسوس کی نظر سے دیکھتا ہے' اور اس نازک وقت میں بہت ہی غور طلب معاملہ سمجھتا ہے -

(۲) یہ جلسہ بہی خواہان قوم سے درخواست کرتا ہے کہ وہ بعد کافی اور غیر جانبدارانہ تحقیقات کے اپنی توجہ اصلاح و استقلال ندوہ کی طرف منعطف فرما کر قوم کو مشکور فرمائیں -

(۳) یہ جلسہ موجودہ ناظم ندوۃ العلما سے غیر مطمئن ہے اور انہیں اس عہدہ کیلیے موزوں نہیں سمجھتا -

ناچیز شرف الدین

مراسلہ

اردو پریس کی تنظیم

ایک اہم تجویز

صوبۂ پنجاب و اگرہ و اودھ کے اسلامی اخبارات

جناب نے از راہ نوازش نیازمند کی تحریر الہلال جلد حال نمبر ۱۲ میں درج فرماکر جو جواب مرحمت فرمایا ہے ' اسکا شکریہ ادا کرتا ہوں - میں نے لکھا تھا کہ صوبۂ متحدہ مسلمانوں کے بڑے بڑے کاموں کا مرکز ہے مگر یہاں سے کوئی باوقعت اخبار نہیں نکلتا - جناب نے اس پر تعجب کیا ہے اور لکھا ہے کہ اخبارات تو نکل رہے ہیں - پھر خود ہی یہ رائے دی ہے کہ روزانہ کیلیے کوشش کرنی چاہیے اور بہتر ہے کہ اخبار مشرق یا کوئی اور اخبار روزانہ ہوجاے -

میں گذارش ہے کہ میں اسقدر دنیا سے بے خبر نہیں ہوں کہ مجھے ایک دو برے کے مشہور اخباروں کا حال معلوم نہو اور سمجھتا ہوں کہ وہاں سے کوئی اخبار نہیں نکلتا - مجھے معلوم ہے کہ علی گڈھ گزٹ اردو کا سب سے پہلا وقیع اخبار وہیں سے نکلتا ہے - البشیر اور مشرق بھی وہیں سے نکلتے ہیں - جناب نے انکی تعریف کی ہے - ممکن ہے کہ ایسا ہی ہو مگر میرا مقصد تو یہ تھا کہ گو بہت سے اخبار نکل رہے ہیں ' لیکن ہمارے لئے انکا وجود و عدم برابر ہے - کوئی آزاد مسلمان اخبار نہیں نکلتا - ان سب کی پالیسی کا حال دنیا کو معلوم ہے -

میں چاہتا ہوں کہ اس صوبے میں ایک کمپنی قائم کی جاے لیکن اسے نیا اخبار نکالنا چاہیے - ایک ہفتہ وار ایک روزانہ - ملک میں اب آزاد اخبارات کا کافی ذوق پیدا ہوگیا ہے ' اور اور زاں قیمت ہر نو کمپنی کو نقصان کا خوف بھی کسی طرح نہیں ہو سکتا آپ جن اخبارات کو بتلاتے ہیں ' انسے مسلمانوں کی موجودہ سیاسی حالت کو نفع نہیں پہنچ سکتا - وہ انہیں آگے لیجانے سے قاصر ہیں اور اپنی اغراض کی بنا پر سعی کرتے ہیں کہ ہوسکے تو پھر پیچھے لیجالیں - مجھے آپکا ایسا خیال پڑھکر سخت تعجب ہوا .....

میرا تو یہ خیال ہے کہ اب حالت بدل گئی ہے ' اور اسلامی پریس کا صرف اشخاص کی قوت پر چھوڑ دینا ٹھیک نہیں - چاہیے کہ ہر صوبے میں کمپنیاں کھل جائیں - ہر کمپنی ایک روزانہ اور ایک ہفتہ وار اخبار ایک ہی اصول اور پالیسی کے ماتحت جاری کردے - اسطرح تمام مسلمانان ہند ایک ہی طرح کی صدائیں سننے لگینگے - ایسا ہونا کچھ مشکل نہیں ہے - جو لوگ زمیندار فنڈ میں بار بار چندہ دیکر اپنی بیداری کا ثبوت دیچکے ہیں ' کیا وہ ایک مرتبہ سو پچاس روپیہ دیکر کمپنی میں شریک نہیں ہوسکتے ؟

میں پہلے لکھ چکا ہوں اور اب پھر اعادہ کرتا ہوں کہ اگر کمپنی قائم ہو تو صوبجات متحدہ کی کمپنی میں ایک معقول حصہ سب سے پہلے میں خریدونگا - جناب اس تجویز پر غور فرمائیں اور اہل الراے بزرگوں سے مشورہ کریں - اگر آپکا قلم ساتھ دے تو ایسے صدہا کلم ہوسکتے ہیں -

نیاز مند - ن -

الہلال :

اس عاجز کا بھی یہ مقصد نہ تھا کہ آپ ان اخبارات کی خبر لیں ' لیکن چونکہ آپنے مطلق بھی سے کام لیا تھا ' اسلیے میں نے بھی صرف اثبات ہی کو کافی سمجھا -

آپکا یہ خیال کہ " صوبجات متحدہ سے جو مسلمان اخبارات نکل رہے ہیں انکا وجود و عدم برابر ہے " میرے عقیدے میں اسدرجہ افسوس ناک خیال ہے کہ اگر اسکی تغلیط کردینے کا ارادہ نہوتا تو میں اسے سامنے بھی نہ کرتا جیسا کہ آگے چلکر دس بارہ سطریں مجبوراً لکھ دی ہیں - اختلاف راے دوسری چیز ہے - ہمکو اپنی بصیرت کے مطابق اپنی راے اور ترجیح دینے کا حق سمجھنے کا پورا حق حاصل ہے - مگر دوسروں کی نسبت یہ سمجھ لینے کا کہ انکا وجود محض بیکار و لاحاصل ہے ' اسی کو حق نہیں پہنچتا - صوبجات متحدہ سے جسقدر اخبارات نکل رہے ہیں ' وہ بھی مثل تمام اخبارات کے بقدر اپنی طاقت اور سمجھ کے ملک و قوم کی خدمت کر رہے ہیں ' اور جب تک صریح واقعات سامنے نہ ہوں اس وقت تک لیڈروں کے لیے عدالت کھونا اور فیصلہ دینا بہت نازیبا انسانی حسارت ہے -

بیسک میں نے البشیر اور مشرق وغیرہ کی تعریف کی تھی لیکن اسکے وجوہ بھی لکھدیے تھے ' اور ان اعتبارات سے اب بھی ان اخبارات کو اچھا سمجھتا ہوں اور کہتا ہوں کہ انکا وجود مفید ہے اور وہ اپنی حد تک مصداق خدمت کر رہے ہیں

اسی طرح مساوات ' فیصر ہند ' مسلم گزٹ لاہور ' یہ تمام اخبارات بھی اسی صوبے سے نکل رہے ہیں ' اور میں نہیں سمجھتا کہ آپنے بنس اسکے لیے کیا وجوہ ہیں کہ انہیں کلیتاً نظر انداز کردیں ؟ میں ان سب میں اچھے سے اچھی خوبیاں پاتا ہوں ' اور ان میں ہر شخص اسی طرح خدمت قوم کی سعی کر رہا ہے جس طرح آپنے پیش نظر اشخاص -

رہی پالیسی اور اصول نگارش و آراء ' تو یہ اپنی اپنی سمجھ ہے اور اپنی اپنی بصیرت - جس طرح اور جس قوت سے ایک شے آپکو مفید نظر آرہی ہے ' بہت ممکن ہے کہ بالکل اسی طرح دوسرے کو مضر نظر آتی ہو - آپکو چاہیے کہ آپ جس عقیدہ کو حق سمجھے ہیں اسکا اعلان کیجیے ' اسکے مخالف خیالات کا دوری قوت سے رد کیجیے ' معروف کی دعوۃ دیجیے اور منکر سے لوگوں کو بچالیجے اور اسمیں کسی کی پروا نہ کیجیے - لیکن یہ اسکے لیے مستلزم نہیں کہ آپ انکی دوسری خوبیوں سے انکار کردیجیے یا انکے وجود ہی کو لاحاصل سمجھیے -

البتہ اگر آپکے پاس ایسے وجوہ موجود ہیں جنکی بنا پر آپ نیتوں کو اغراض سے آلودہ پاتے ہیں ' تو ایسی راے رکھ سکتے ہیں ' مگر میرے سامنے تو ابھی وہ وجوہ نہیں ہیں -

رہا اردو پریس کی تنظیم و وحدت کا خیال تو بلا شبہہ یہ نہایت اچھا خیال ہے - متعدد واقعات نے بتلا دیا ہے کہ اخبارات کو اشخاص کے ہاتھ میں چھوڑ دینا بہتر نہیں - پریس اگر ایک شخص کے پریس کو ضبط کرلے تو جگہ بہتر ہے کہ صدہا اشخاص کے مشترکہ مال کو ضبط کرے ' اور اس طرح جو کچھ نقصان ہو وہ ہر شخص

بانت کر برداشت کرے - پھر خیالات کی طوالف الملوکی سے بہتر ہے کہ کم از کم کسی ایک اصول میں تو لوگ متحد ہو جائیں

(تجویز)

میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب اور صوبجات متحدہ سے اس کام کو شروع کیا جائے ' اور اس طرح کیا جائے کہ جو عمدہ اخبارات اِس وقت نکل رہے ہیں' وہ سب ' یا ان میں سے جو منظور کریں' ایک خاص قرار دادہ شرط کے ماتحت یک جا ہو جائیں' اور اعلان کردیا جائے کہ یہ سب ایک ہی سلسلہ کے اخبارات ہیں - ہر اخبار کوئی خاص خصوصیت اپنے اندر رکھتا ہے - جس شخص کو وہ خصوصیت مطلوب ہو وہ اسی اخبار کو خریدے - کچھ ضرور نہیں کہ وہ ہر معاملہ میں متحد الرائے بھی ہوں - ایسا ہونا ممکن نہیں اور حق پرستی کے ساتھ جائز بھی نہیں - البتہ قرارداد کے مطابق ایک اصول مشترک ان میں ضرور ہونا چاہیے -

مثلاً لاہور میں عمدہ حلقۂ اشاعت رکھنے والے اخبارات بہت سے ہیں - اخبار وطن لاہور اسلامی ممالک کے عام حالات ' عربی اخبارات کے اقتباسات ' اور انگریزی جرائد کے عثمانی و مشرقی مراسلہ نگاروں کے تراجم جس کثرت کے ساتھ دیتا ہے کوئی نہیں دیتا ' اور اس شاخ میں وہ سب سے زیادہ دلچسپ ہے - روزانہ پیسہ اخبار ایک عام روزانہ اخبار کی حیثیت سے ہر طرح کا مواد بہم پہنچاتا ہے' اور تمام روزانہ معاملات پر چھوٹے چھوٹے نوٹ دیتا ہے - زمیندار اپنی خصوصیات معلومہ و شہیرہ کے لحاظ سے پوری شہرت رکھتا ہے اور لوگ اسکے بہت گرویدہ ہیں - یہ تینوں اخبار تین مختلف مذاق کی جماعتوں کیلیے ہیں اور کوئی وجہ نہیں کہ باہم رقیب ہوں - جس شخص کو جس طرح کے اخبار کی ضرورت ہو خرید لے - یہ سب ایک ایسوسی ایشن کے ماتحت ہو سکتے ہیں -

وطن اور پیسہ اخبار ملک کو تعلیم دیں - زمیندار ملک کی شکایتیں گورنمنٹ کے آگے پیش کرے -

اگر ہم چاہیں تو سب کچھ کر سکتے ہیں اور بہت تھوڑے سے ایثار کی ضرورت ہے - قوم کی خدمت کا سب کو درد ہے - نہ تو وہ صرف زمیندار کے دفتر میں مقفل ہے' نہ کارخانہ وطن اور پیسہ اخبار میں ' یہ تمام لوگ اپنے اپنے دائرۂ خدمت کو مشخص کرکے بغیر تصادم کے خدمت کر سکتے ہیں -

اسی طرح صوبجات متحدہ کے اچھے اخبار باہم متحد ہو جائیں - پھر اور صوبوں کے - لیکن بمبئی ' بنگال ' مدراس ' اور بہار سے اخبارات نہیں نکلتے - وہاں بھی جاری کرنے چاہئیں -

میں سمجھ نہیں سکتا کہ آپ ایسا تعلیم یافتہ اور صاحب اثر بزرگ کیوں علانیہ سعی نہیں کرتا ؟ آپ اپنے صوبے میں تو یہ کام کردیں - سب سے پہلے موجودہ اخبارات کے مالکوں سے ملیں اور مشورہ کریں - اگر آپکا مقصد حاصل نہ ہو تو پھر دوسری راہ اختیار کریں پتھر کی چھاپائی بہت ارزاں ہے' اور ایک عمدہ ہفتہ وار اخبار پانچ ہزار روپیے کے ابتدائی سرمایہ سے نکل سکتا ہے

حرم مدینہ منورہ کا سطحی خاکہ

حرم مدینہ منورہ کا سطحی خاکہ یا (Plan) جو ایک مسلمان انجینیر نے موقعہ کی پیمائش کرکے احاطہ سے بنایا ہے نہایت صحت کے ساتھ مقدس روضہ مع زمینی صحن اور تمام پختہ پاکیزگیوں سے عکس شدہ قامت رویدہ - علاوہ محصول ڈاک -

منیجر صاحب ہندی پنچ اخبار - صنع گجرات - پنجاب

مسئلہ بقاء و اصلاح ندوہ

مولوی عبدالسلام صاحب کا خط

از جناب مولانا سید وصی احمد صاحب محدث سورھاوی

جناب ایڈیٹر صاحب الہلال - تسلیم !

معاملات ندوہ کے متعلق آجکل تقریباً کل اسلامی اخباروں میں جو بحث جاری ہے باوجود دیگر مشاغل ' راقم حروف نے بڑی دلچسپی کے ساتھ مطالعہ کیا - میں اس موقعہ پر علامہ شبلی یا اُنکے مخالف گروہ کی تائید یا تردید کرنا نہیں چاہتا ' لیکن سلسلۂ بحث میں دو ایک باتیں ایسی پیش آگئی ہیں جنکی نسبت چند کلمے عرض کرنا ضروری معلوم ہوتے ہیں - کیونکہ اُنکے متعلق میرے خیال میں اسوقت تک کسی نے بے لاگ رائے قائم نہیں کی ہے -

مثلاً مولوی عبد السلام صاحب ندوی نے اپنے ایک خط میں طلبائے ندوہ کو اسٹرائک کرنے کی جو تحریک کی ہے اُسے تمام لوگوں نے ' عام اس سے کہ وہ مولوی شبلی صاحب کے موافق ہوں یا مخالف ' حد درجہ مذموم اور قابل ملامت فعل قرار دیا ہے - اور الہلال نے بھی سخت ملامت کی ہے -

مجھکو چونکہ بفضلہ تعالے کسی گروہ سے تعلق نہیں ہے اسلیے بلا خوف تردید و لومۃ لائم اس رائے کا اظہار کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ تحریک اسٹرائک کو علامۂ شبلی نے اپنا سے منسوب کرنے کے سوا باقی اور کوئی بات مولوی عبد السلام صاحب کے خط میں قابل اعتراض نہیں ہے -

جو لوگ اُنکی تحریر کو جنون ' شکایت ' یا فتنہ پردازی قرار دیتے ہیں ' اُنہیں پہلے یہ بات ثابت کرنا چاہیے کہ بحالت مجبوری اسٹرائک کرنا یا اسکی تحریک کرنا کوئی نامعقول فعل ہے - ہم کہتے ہیں کہ زبردست کے مقابلے میں کمزوروں کا اسٹرائک کرنا اُنکا ایک قدرتی حق ہے جسکو بلا دلیل نا جائز قرار دینے کا کسی شخص کو کوئی منصب حاصل نہیں - اگر کسی کو اس بات کا دعوی ہو تو وہ اُسے پیش کرے - اُسکا مسکت جواب دیا جائیگا انشاء اللہ تعالے -

مولوی عبد السلام صاحب نے اسٹرائک کی جو تحریک کی تھی وہ بالکل صحیح تھی ' اور اگر وہ پختہ کار یا صاحب استقلال ہوتے تو اپنی تحریر پر اطمینان اور صداقت کے ساتھ قائم رہ سکتے تھے - لیکن افسوس کہ اعتراض کی کثرت سے گھبرا کر انھوں نے خود ہی اپنے اس بالکل جائز فعل کو ناروا تسلیم کرلیا - تحریک اسٹرائک کو مولوی شبلی صاحب کے نام سے منسوب کرنے کو ہم اچھا نہیں کہتے ' لیکن وہ بھی کوئی اتنا بڑا مذموم فعل نہیں ہے کہ اسی بنا پر مولوی عبد السلام صاحب پر گالیوں کی بوچھاڑ کردی جائے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تحریک اسٹرائک کے متعلق مولوی شبلی صاحب نے کوئی علانیہ ایما نہ کیا ہوگا ' لیکن معترضین کلام سے اتنا ضرور دریافت فرمائیں گے کہ مولانا اس تحریک کو قابل اعتراض نہیں سمجھتے ' جیسا کہ اب بھی انکی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بحالت مجبوری اسٹرائک کو جائز قرار دیتے ہیں - پس ایسی حالت میں اپنی تحریک کو پرروز بنانے کے لیے علامۂ شبلی کا نام کا حوالہ دے دینا گو وہ ابھیرہ یا نظر کی حد تک نہیں پہنچتا

بلکہ میرا گمان تو یہ ہے کہ جو لوگ مولوی عبد السلام صاحب کو محض اس بنا پر گالیاں دے رہے ہیں وہ خود اس قسم کے گناہوں کا ارتکاب بارہا کرچکے ہونگے ' اور میرا دعوی ہے کہ عالماً آئندہ بھی ضرور کرینگے - مثال کے لیے دہلی مسلم ڈیپوٹیشن کا واقعہ کافی ہے - میں سمجھتا ہوں کہ مختلف الخیال لوگوں کو شمول ڈیپوٹیشن کی ترغیب و تعریض میں جو پراپیگنڈا خطوط لکھے گئے ہونگے یا زبانی گفتگو کی گئی ہوگی ' اسمیں اس سے زیادہ دروغ مصلحت آمیز حرف پیش آیا ہوگا - اور یقیناً یہ ظاہر کیا گیا ہوگا کہ خود وایسرائے کا منشا ہے کہ ایک ایسا ڈیپوٹیشن آئے ' یا سر علی امام کی گفتگو سے معلوم ہوا کہ وایسرائے کی یہ خواہش ہے - وقس علی هذا -

اصل یہ ہے کہ ہم لوگ دوسروں کی اخلاقی کمزوریوں پر طعن کرنے میں بہت بے باک ہیں لیکن خود اُسی قسم کی کمزوریوں میں مبتلا ہوجانے کیلیے بادنی تحریک آمادہ رہتے ہیں - مثلاً کیا یہ واقعہ حیرت انگیز نہیں ہے کہ نواب صاحب رامپور کے ڈیپوٹیشن کے متعلق جن جن باتوں پر سنگین سے سنگین اعتراض کیے جاتے تھے ' بعینہ اُسی قسم کی باتوں کی تائید میں اب جدید دہلی ڈیپوٹیشن کے ضمن میں قوی سے قوی دلائل پیش کیے جا رہے ہیں ؟

اللہ تعالے مسلمانوں کو حق کی اعانت اور اسپر استقلال کی توفیق اور تلون سے احتراز کا حوصلہ عطا فرماے -

دہلی میں جلسہ

ندوہ کے متعلق ۱۰ مئی کا اجتماع

(از حاذق الملک حکیم محمد اجمل خانصاحب)

۱۰ - مئی کو دہلی میں جو جلسہ ہونے والا ہے ' اسکے متعلق مختلف قومی جرائد میں موافق اور مخالف بحثیں ہورہی ہیں جنہیں میں قومی بیداری کی ایک علامت سمجھتا ہوں - میرا خیال ہے کہ کسی مسئلہ میں جب اختلاف ہوتا ہے تو عام طور سے یہ اختلاف کبھی تو واقعات پر کم غور کرنیکی وجہ سے ہوتا ہے ' اور کبھی اسلیے ہوتا ہے کہ دو گروہ جو مختلف خیالات کے ہوتے ہیں ' اپنے اپنے نصب العین کی روشنی میں اس مسئلہ کے مختلف پہلوؤں کو دیکھتے ہیں -

میں ان سطور میں یہ کہنا نہیں چاہتا کہ ندوۃ العلما کے جلسی جلسہ کے متعلق جو اختلاف ہے ' وہ ان دونوں قسموں میں سے کس قسم کا ہے ؟ کیونکہ اسے میں آپ کے اخبار کے پڑھنے والوں کیلیے چھوڑتا ہوں ' اور سمجھتا ہوں کہ یہی طریقہ زیادہ بہتر اور زیادہ مناسب ہے -

ندوۃ العلما اس لیے قائم کیا گیا تھا کہ اسکے طلبہ ایک اعلی درجہ تعلیم اور اعلی تربیت سے مستفید ہوسکیں ' اور اسکے بعد وہ ہر شعبہ اسلام کی مختلف ضرورتوں کے لحاظ سے خدام دینمیں - اب یہ اور اعلی مقصد اس وقت پورا ہو رہا ہے یا نہیں ؟ اور کس حد تک پورا ہونیکی ہندوستان کے اہل اسلام توقع رکھتے ہیں یا نہیں ؟ اس کا فیصلہ صرف مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے -

ندوۃ العلما کا انتظام پست حالت میں ہو ' تو قواعد اساسی جلسہ ضروری نہیں ہوتی ہو ' اور گو ایسا مالی انتظام بھی قابل اطمینان نہو ' لیکن سب سے زیادہ اس بات کا خطرہ ہے کہ وہ اپنے اساسی سے رفتہ رفتہ دور ہوتا جاتا ہے ' اور اس بات کے خوف کرنیکی وجوہ پائے جاتے ہیں کہ وہ ایک معمولی مدرسہ کی صورت نہ اختیار کرلے - اگر اس خیال سے چند اہل الراے ایک جگہ جمع ہوں اور ندوہ کی بہتری کے دوائع پر غور کریں ' تو میرے خیال میں ایسے جلسے کو بے ضرورت یا مضر بتانے سے یہ بہتر ہوگا کہ اس میں شرکت کیجاے ' اور صرف انصاف اور اعتدال کے ساتھ مخالف اور موافق بیانات کو سن کر اُن پر صحیح راے قائم کیجاے -

میں یہ بھی ظاہر کردنا ضروری سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے دوستانہ تبادلۂ خیالات کی کوشش کیجائیگی - اگر اسمیں بدقسمتی سے کامیابی نہوی تو انصاف کیساتھ راے قائم کرکے (خدا ہمیں اسمیں توفیق عطا فرماے) اصلاح کا مطالبہ کیا جاے گا (بشرطیکہ اسکی ضرورت ہوئی) - اور مطالبہ اصلاح کا طریقہ بھی امید ہے کہ معتدل ہی ہوگا -

میں نہایت افسوس کے ساتھ اُن معزز دوستوں سے جن کا یہ خیال ہے کہ قوم کو ندوہ سے مطالبہ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے ' اختلاف کرتا ہوں - مطالبہ قوم کو کرنیکا پورا حق حاصل ہے جسطرح کہ اس مطالبہ کو قبول کرنے یا نہ کرنے کا ارکان ندوہ کو حق حاصل ہے - اگر اسکے عوض یہ کہا جاتا کہ قوم کو ارکان ندوہ کے مجبور کرنیکا حق حاصل نہیں ہے تو بے شک میں بھی اسکے ساتھ اتفاق کرتا -

اس وقت جن بزرگوں کے ہاتھ میں ندوہ کے انتظام کی باگ ہے ' وہ سب خدا کے فضل سے مسلمان اور ہمارے اخوان دین ہیں ' اور ندوہ کے ساتھ دل چسپی بھی رکھنے والے ہیں - اسلیے ہمیں پوری امید ہے کہ وہ مہربانی فرما کر اصل مسئلہ پر غور کریں گے - اور حق پسندی کی راہ کو ہر حال میں ترجیح دینگے -

مجھے اس کے ساتھ ہی اُن بزرگوں سے جو ۱۰ - مئی سنہ ۱۳ کو دہلی میں تشریف لائینگے ' اُمید ہے کہ وہ بھی فرقہ بندی کے خیالات سے پاک ہونگے اور صرف انصاف اور راستی کی پیروی کرینگے -

علی گڈھ کالج ہر لحاظ سے باقی اسلامی درسگاہوں میں ایک بہتر کالج ہے جو بہتر انتظام اور بہتر سرمایہ بلکہ بہتر منتظمین کے زیر سایہ چل رہا ہے - لیکن میں نہیں سمجھ سکتا کہ اگر اسمیں کوئی بات بنیادی اصول کے خلاف ہو تو کیوں قوم کو اصلاحی مطالبہ سے محروم رکھا جاے جب کہ اس کا تمام سرمایہ قومی سرمایہ ہے ؟

حال ہی میں اہل اسلام کے ایک چھوٹے گروہ نے اپنے حقوق کے متعلق مطالبات پیش کرتے ہوے (یہاں اس بات کا موقع نہیں ہے کہ مطالبات سے بحث کیجاے) ایسی خواہشیں بھی کی ہیں جو کالج کے اندرونی انتظام سے تعلق رکھتی ہیں - لیکن میرے معزز دوست نواب محمد اسحاق خاں صاحب آنریری سکرٹری نے ان مطالبات کے جواب میں یہ نہیں کہا ' اور نہ ابھی تک کسی اہل الراے نے ایسا ظاہر کیا ہے کہ اہل تشیع کو کوئی حق ان مطالبات کا نہیں ہے - بلکہ برخلاف اسکے ان کے مطالبات پر غور ہو رہا ہے ' اور کوشش کیجارہی ہے کہ صحیح مطالبات کو منظور کیا جاے - ایسی حالت میں ندوہ کے مطالبات کے متعلق یہ کہنا کہ انکا حق قوم کو حاصل نہیں ہے کم سے کم میرے خیال میں کسی صحیح دلیل پر مبنی نہیں ہے -

مبنی براے میں ۱۰ - مئی کے جلسہ کے متعلق اس وقت کوئی موافق - مخالف راے دینے سے یہ بہتر ہوگا کہ اسکی روئداد پڑھنے یا اسمیں شریک ہونے کے بعد اپنی خیال ظاہر کیا جاے ممکن ہے کہ یہ جلسہ جو اسوقت بعض حلقوں میں ضروری سمجھا جاتا ہے ۱۰ مئی کو مفید ثابت ہو -

اسکے علاوہ مجھے یہ بھی امید ہے کہ دہلی کی انتظامی مجلس ارکان ندوہ میں سے بھی ایک جماعۃ کو دعوت دیگی ہے ' اور یہ تجویز اگرچہ ہمارے بعض معزز اسلامی پرچے بھی پیش کر رہے ہیں لیکن خود نمائندگی کا اس سے پہلے کبھی موقع نہیں ہے - امید ہے کہ اس جلسہ میں ہر گروہ کے اصحاب موجود ہونگے ' اور ہر ایک گروہ کے بیانات روشنی میں آنے کے بعد جلسہ کوئی مناسب راے قائم کرے گا -

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ

الهلال

Telegraphic Address,
"Alhilal CALCUTTA"
Telephone, No. 648

تار کا پتہ
"الہلال کلکتہ"
ٹیلیفون نمبر - ۶۴۸

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آ

نمبر ۱۸ | کلکتہ : چہارشنبہ ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۳۲ محرم | جلد ۴

Calcutta Wednesday, May, 6 1914

قیمت فی پرچہ

الهلال

3

سلائی ملک الاسلام الدھلوی

مقام اشاعت
۱۰۷ مکلاڈ اسٹریٹ
کلکتہ
ٹیلیفون نمبر ۶۳۸
قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

Proprietor & Chief Editor.
Abul Kalam Azad
7/1 McLeod street.
CALCUTTA.

Yearly Subscription Rs. 8
Half yearly ,, 4-12

نمبر ۱۸ — کلکتہ : چہارشنبہ ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۳۲ ہجری — جلد ۱

Calcutta : Wednesday, May, 6. 1914

اطلاع

الهلال کا اینده نمبر نهیں نکلیگا

(۱) گو احباب کرام اسے محسوس نه فرماتے هوں اور گو الهلال کی مالی حالت کیسی هی نهوں' تاهم مجھسے دیکھا نهیں جاتا که الهلال فکلے' اور اسکی صوری و معنوی خصوصیات میں تھوڑا سا نقص بھی پیدا هو جاے - یهی وجه هے که گذشته ڈھائی سال کے اندر متعدد گراں قدمت تعدیلات اسکے اندر کیے گئے اور اکثر ایسا هوا که لوگوں کو انکی خبر تھی نهیں دی گئی -

(۲) ٹائپ کی چھپائی میں سب سے بڑا اهم اور گراں مسئله حروف کی خوبی اور خوش سوادی کا هے - جس قسم کی خوبی میں چاهتا هوں وه چھه مهینے کے بعد باقی نهیں رهتی - اسی لیے الهلال کا ٹائپ هر شش ماهی کے بعد بدل دیا جاتا هے' اور ابتک تین مرتبه بدلا جاچکا هے - جس ٹائپ میں آجکل الهلال چھپتا هے یه گذشته نومبر کے آخار میں لیا گیا تھا - اب پورے چھه مهینے اسپر گذر گئے -

(۳) گو اب تک ٹائپ صاف هے اور عیر دقیق نظر سے کچھه ایسا زیاده بدنما نهیں هوا هے' تاهم پچھلا نمبر دیکھکر میں نے فیصله کر لیا که اب الهلال کو بالکل نئے ٹائپ میں چھپنا چاهیے - پچھلی اشاعت کی بد نمائی و بد خطی ه مجھے سخت رانج هے -

(۴) نیا ٹائپ ایک هی مرتبه نهیں مرتب هو جاتا بلکه رفته رفته اسے حسب ضرورت ترتیب دیا جاتا هے - اور ایک هفته اسمیں ضرور لگے گا - علاوه اسکے پریس کا ایک مکان بھی بعض وجوه سے بدلا گیا هے' اور تمام سامان دوسری جگه رکھا جا رها هے - اسی وجه سے بھی انتظامات ابتر اور بے نظم هو رهے هیں -

ان مجبوریوں کی وجه سے دفتر ایک هفته کی مهلت کا طالب هے' تا که نیا ٹائپ مرتب هوجاے' اور پریس کے انتظامات بھی درست هو لیں - پس آینده هفته کی اشاعت کا قارئین کرام انتظار نه کریں - اسکے بعد دو پرچوں کی یکجا ضخامت میں نئے ٹائپ اور نئے انتظامات صوری و معنوی کے ساتھه انشاء الله حاضر هوگا -

(۵) یه سچ هے که احباب کرام کو یه غیر حاضری بهت شاق گذریگی - مجھے ایسے سچے دوستوں اور مخلصوں کے دل کا حال معلوم هے' جنهیں الهلال کے آنے میں ایک دن کی دیر بھی بهت دکھه پهنچاتی هے - مگر کیا کروں مجبور هوں - بری حالت اور مسخ حرفوں میں میں الهلال کے صفحات دیکھکر سخت صدمه پهنچتا هے - اور ایسی حالت میں اسکا نکلنا مجھے برداشت نهیں هوسکتا - امید هے که ان امور کو پیش نظر رکھکر جو معذرت کی گئی هے وه قبول کی جائیگی - احباب کرام کے همیشه میری مجبوریوں اور معذوریوں کو سنا هے اور اپنے لطف و کرم سے معاف فرمایا هے -

(ایـــڈیٹـــر)

بـــ:یلـــي میـــں عـــام جلســـه

مسئلـــۂ نـــدوه

۳۰ - اپریل سنه ۱۹۱۴ع کو مسلمانان راے بریلي کا ایک عام جلسه ندوة العلماء کے موجوده معاملات پر غور کرنے کیلیے بمقام مسجد دائره منعقد هوا - جسمیں هر طبقه کے لوگ شریک تھے - به تحریک جناب حافظ سید محمد صاحب و بتائید جناب منشي حبیب احمد صاحب جناب ایقان علي محمد خانصاحب سردار بهادر آنریری مجسٹریٹ و ممبر میونسپل بورڈ و رئیس راے بریلي بالاتفاق صدر جلسه قرار پاے' اور حسب ذیل رزولیوشنز پیش هوکر بالاتفاق پاس هوے :

(۱) اس جلسه کو اس بات کا نهایت صدمه هے که ایک مذهبي درسگاه میں ایسا ناگوار واقعه پیش آیا - یه جلسه ذمه دار حضرات سے جنکي کارروائي کا یه نتیجه هے' نهایت عجز و التجا کے ساتھه درخواست کرتا هے که حسبة لله اپني ذاتي خواهشوں کو چھوڑ دیں اور معامله کو خوش اسلوبي سے طے کر دیں -

معرک — جناب صدر جلسه

(۲) یه جلسه طالب علموں کو مشوره دیتا هے که اسلئے ختم کر دیں' اور منتظمین دار العلوم ندوة العلماء سے درخواست هے که وه قوم کي موجوده حالت اور اس بات کا خیال کرتے هوے طالب علم کا نکالنا سخت نقصان کا باعث هوگا' طالب علموں کو بلا استثناء داخل کر لیں' اور طلباء کي شکایات رفع استرائک کي تحقیقات کے لیے ایک بے تعلق کمیشن مقرر کرے

معرک — جناب شیخ شهاب الدین احمد صاحب وکیل -

موید — جناب شیخ سجاد حسین صاحب هیڈ کلرک عدالت سشن جج -

(۳) یه جلسه ندوة العلماء کي اصلاح کے لیے ضروري سمجھتا هے که ندوة العلماء کے معاملات کي تحقیقات کے لیے ایک آزاد کمیشن بٹھائي جاوے -

معرک — جناب شیخ محمد شعیب - بي - اے - ایل - ایل -

موید — جناب حکیم مولوي سید اسرار حسن صاحب چشتي

(۴) یه جلسه اُن تمام کارروائیوں پر جو خلاف قاعده العمل کي گئي هیں' اظهار افسوس کرتا هے اور موجوده نظام جو خلاف قاعده دستور العمل وجود میں آئي هے' بے اعتمادي ظاهر کرتا هے -

معرک — جناب منشي سجاد حسین صاحب -

موید — جناب منشي حبیب احمد صاحب معاون عدالت سشن جج بهادر -

(۵) یه جلسه اون تمام بزرگان قوم و اخبارات کا جو ایک مدت سے معاملات ندوة العلماء پر بحث کي هے ندوة العلماء کے خواهشمند هیں' دلي شکریه ادا کرتا هے -

معرک — جناب منشي نعمت خانصاحب

موید — جناب منشي حبیب احمد صاحب

مسئلۂ بقا و اصلاح ندوہ

مسئلۂ اصلاح کے مہمات امور

اتقوا اللہ یا اولي الالباب !!

قبل اسکے کہ میں ندوہ کے متعلق بقیہ مسائل و مباحث کو شروع کروں ' چاہتا ہوں کہ جو کچھہ لکھا جا چکا ہے ' اسکا خلاصہ ایک جاجمع کردوں ' تاکہ بیک نظر ارباب فکر و رائے کو معلوم ہو سکے کہ ندوہ کے متعلق کیا کیا امور توجہ طلب ہیں ؟

میں ایک حرف نہیں لکھتا جب تک کہ اسکے تمام پہلو میرے سامنے نہیں ہوتے ' اور وہ عالم السرائر خوب جانتا ہے کہ اپنی غلطي کے اعتراف اور حق کے آگے جھک جانے کیلیے ہمیشہ طیار رہتا ہوں بشرطیکہ حق اپنے تئیں مجھے دکھلا دے -

الہلال میں ندوہ کے متعلق سلسلۂ مضامین گذشتہ جنوری سے شروع ہوا ہے - اسکو پورے چار مہینے ہوگئے - سب سے پہلا مضمون ۱۶ - جنوري کي اشاعت میں نکلا تھا -

میں نے اسي لیے ندوہ کے متعلق ابتدا سے جامع بحث کي - سب سے پہلے اسکے مقاصد پر نظر ڈالی - پھر اسکے تعیرات ماضیہ کي سرگذشت لکھي - اسکے بعد اسکے کانسٹی ٹیوشن پر بحث کیا ' اور اُن نقائص کو دکھلایا جنکي وجہ سے وہ جماعت کي جگہ محض چند اشخاص کے ہاتھوں میں پڑگیا ہے اور اپنے مقاصد کے حصول سے بالکل محروم ہے -

پھر اس جماعت کے کاموں پر نظر ڈالی جو مجلس انتظامیہ کي فرضي نسبت سے اپنے مخفی و شخصي مقاصد انجام دیتی ہے ' اور علی الخصوص نئے عہدہ داروں کے تقرر کے مسئلہ کو استحقاق و اہلیت اور قوانین و قواعد ' دونوں پہلوؤں سے علي الاعلان باطل قرار دیا -

جن لوگوں کو مسئلۂ ندوہ کے متعلق الہلال کي معروضات سے اختلاف ہے ' انکا فرض تھا کہ اس تمام سلسلۂ مضامین پر ایک نظر ڈال لیتے جو ندوہ کے مقاصد ' اصلاح دینی کي تاریخ ' اور خود ندوہ کے گذشتہ حالات کے متعلق لکھ چکے ہیں ' اور پھر اپنے بیانات میں انہیں ملحوظ رکھتے - صدق نیتوں سے اگر بحث کي جاے اور مقصود محض انکار و جحود نہ ہو ' تو ایسا ہي ہونا چاہیے - نیکي اور انصاف کي طلب ہر انسان کا قدرتي حق ہے - مگر افسوس کہ بعض لوگ ایسي باتیں کہہ اُٹھتے ہیں جنکے متعلق نہایت تفصیل سے الہلال لکھہ چکا ہے اور پھر اسکے دہرانے کي کوئي حاجت نہیں ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یا تو انہوں نے اُن مضامین کو نہیں دیکھا ہے - یا دانستہ ایسا کر رہے ہیں -

مثلاً ایک صاحب فرماتے ہیں کہ اگر یہ مفاسد ندوہ میں موجود تھے ' تو مولانا شبلی پر سب سے پہلے الزام آتا ہے کہ کیوں انہوں نے دور نہیں کیا ؟

گویا انکے خیال میں اس بارے میں الہلال نے کچھہ نہیں لکھا ہے اور اسکے لیے یہ بالکل ایک نئی دلیل قاطع ہے !

ایک دوسرے صاحب کہتے ہیں کہ اگر ندوہ میں خرابیاں تھیں تو یہ کیا بات ہے کہ آج ہي انکا افسانہ سنایا جاتا ہے ؟

گویا اس شخص کے خیال میں الہلال نے اسکے وجوہ و اسباب کی نسبت ابتک ایک حرف نہیں لکھا ہے ' اور اب ضرورت ہے کہ اسکا جواب دیا جاے !

پھر کہا جاتا ہے کہ جب مولوي عبد السلام کا خط نکل آیا تو اب اسکا جواب کیا ہے ؟

گویا الہلال ندوہ کے جو مفاسد بیان کر رہا ہے ' وہ یہ ثابت ہونے کے بعد بالکل معدوم ہوگئے کہ مولوي عبد السلام نے ایسے چھہ سات مہینے پہلے اختراک کرنے کیلیے خط لکھا تھا !

حقیقت میں یہ بہت ہي افسوس کی بات ہے اور اس سے یہ درد انگیز نتیجہ نکلتا ہے کہ ان لوگوں میں سچائی کي طرف اولی جنبش نہیں پائي جاتي - اگر انہوں نے الہلال کے تمام مضامین نہیں پڑھے ہیں تو انکی عقلت پر افسوس ' اور اگر باوجود علم و مطالعہ کے ایسا کر رہے ہیں تو اللہ انکے دلوں کو صداقت کي فبولیت کیلیے کھولدے !

(۲)

پھر ان مباحث کے ضمن میں مفاسد ندوہ کی تاریخ ' مولانا شبلی کی معتمدي دارالعلوم ' اصلاح کي کوششیں ' انکي ناکامیاں ' قوم کو بے خبر رکھنا ' مستبدانہ قانون کي وجہ سے مجلس انتظامیہ کا ناقابل مقابلہ ہونا ' اندرونی اصلاح کی تمام کوششوں کا ناکام رہنا ' تاہم مولانا شبلی کی کمزوري اور باطل پر سکوت ' اور اسکے افسوس ناک نتائج کا ظہور ' یہ اور اسی طرح تقریباً تمام وہ مطالب جو اب بعض لوگوں کو یاد آے ہیں ' پوري تفصیل و توضیح سے پہلے ہي بیان کردیے گئے ہیں -

اب ایک طالب حق کا کام یہ ہونا چاہیے کہ وہ انہیں پڑھے ' اور جن جن مطالب اور جن جن دلائل کے ساتھہ پیش کیا گیا ہے ' ویسے ہي دلائل سے انکا جواب بھی دے - اگر ندوہ کے مقاصد اور مسلمانوں کی اصلاح و تجدد کی بحث ہے ' تو وہ دکھلاے کہ یہوں وہ صحیح نہیں ؟ اگر ندوہ کے مختلف عہدوں کی تاریخ بیان کی گئی ہے تو وہ ثابت کرے کہ بیان کردہ واقعات غلط ہیں اسی لیے انکے نتائج بھي قابل تسلیم نہیں ! اگر ندوہ کے نظام و اساس (کانسٹی ٹیوشن) پر بحث کی ہے ' تو وہ سچائی اور دلیلوں کی روشنی میں آے اور دکھلا دے کہ حق و جماعت اور شریعت و قوانین کے نام سے جو کچھہ پیش کیا گیا ہے ' وہ انہیں صداقتوں کی بنا پر باطل رد کر دینے اور جھٹلا دینے کا مستحق ہے !

پھر اسي سلسلے میں چند آدمیوں کي ایک جماعت سے کا تعارف کرایا گیا ہے ' اور علانیہ اسے اصلاح دینی کے مقاصد صالحہ و اغراض صحیحہ کا منکر و مخالف بتلایا ہے - پس اگر یہ سچ نہیں ہے تو وہ ویسے ہي دلائل و استشہادات کے ساتھہ جیسے کہ اس بیان میں موجود ہیں ' اُٹھے اور انکی غلط بیاني آشکارا کردے !

اسکے بعد ۲۰ جولائی سنہ ۱۹۱۳ کي کارروائي پر بحث کي ہے جبکہ چند آدمیوں نے جمع ہوکر ندوہ کا انتظام درہم برہم کر دیا اور ایک شخص کو آیندہ کیلیے ناظم مقرر کیا - اس بحث کے طے کرنے کیلیے صرف دو ہي طریقے ہو سکتے تھے : استحقاق و اہلیت اور قواعد و قوانین - پس سب سے پہلے استحقاق و اہلیت کی بنا پر بحث کي گئي ' اور ندوہ کي نظامت کیلیے ادنی سے ادنی معیار قرار دیکر دیکھا گیا کہ مقرر کردہ ناظم کسي طرح بھی اس خدمت کیلیے موزوں ہوسکتا ہے یا نہیں ؟ اس حصہ میں اول سے لیکر آخر تک جسقدر لکھا گیا ہے ' صرف اصول اور واقعات کي بنا پر لکھا گیا ہے - اسکے بعد قوانین و قواعد کي طرف توجہ کي ' اور خود ندوہ ہي کے دستورالعمل کو ہاتھہ میں لیکر اس کارروائي پر نظر ڈالی ' نیز جن جن واقعات کی بنا پر بحث کی ' انکا برابر حوالہ دیا -

پھر ان تمام مباحث کے بعد علانیہ یہ نتیجہ نکالا گیا کہ کسي معیار ' کسی اصول ' کسي قانون ' اور جواز و عدم جواز کے کسي طریق بحث سے بھي جو دنیا میں انسانوں کیلیے ذریعۂ حصول صحت اور وسیلۂ علم و اطلاع صداقت ہو ' یہ کارروائي درست ثابت نہیں ہوسکتی ' اور ان تمام واقعات و شہادات اور دلائل صریحہ و براہین واضحہ کي بنا پر جو ان بیانات میں پیش کیے گئے ہیں ' از سرتاپا باطل اور یکسر ناجائز و کالعدم ہے - استحقاق و اہلیت کي بحث میں علم ہے ' فضیلت ہے ' واقفیت ہے ' تجربہ ہے ' اور ان سب سے بڑھکر ایثار نفس و جذبۂ خدمت ملک و ملت ہے - اسی طرح

قانون کي بحث میں مسلمہ قواعد مجالس ہیں اور خود ندوۃ العلما کا دستور العمل ہے - لیکن فلاں فلاں دلائل اور فلاں فلاں واقعات کی بنا پر بغیر کسی تاویل و بحث کے ثابت ہوتا ہے نہ کسی حیثیت سے بھی یہ کارروائی جائز نہیں سمجھی جاسکتی -

پس اگر اُس طالب حق کو راستبازی کے ساتھ کشف حقیقت اور حصول حق و صداقت کی تلاش ہے' توچاہیے کہ جن جن دلائل اور واقعات کو پیش کیا گیا ہے اور جن جن اصولوں کے ماتحت نتائج نکالے ہیں' اُن سب کو اپنے سامنے لائے اور انکی غلطی کو اُسی طرح ثابت کردے -

(۳)

کوئی چیز ہو' ضرور ہے کہ کسی نہ کسی معیار اور اصول کے ماتحت ہوگی - ندوۃ العلما کے کاموں کیلیے بھی کوئی نہ کوئی اصول قرار دینا پڑیگا - اِن مضامین میں اصول پیش کیے گئے ہیں' اور کارروائی کے جواز و عدم جواز کیلیے معیار سامنے رکھا ہے - پس چاہیے کہ ان اصولوں کو غلط ثابت کیا جاے' اور ان معیاروں کے مقابلے میں دوسرے معیار پیش کیے جائیں - دنیا میں یہی ایک طریقہ اختلاف اور نزاع کے فیصلہ کرنے کا ہے -

پھر واقعات کی قوت سب سے بالاتر ہے' اور جب وہ سامنے آجائیں' تو جب تک انکے وجود کا بطلان نہوجاے' انکے حکم سے انکار نہیں کیا جاسکتا - ندوہ کے مباحث میں جابجا واقعات پیش کیے گئے ہیں' اور اسکے تمام صیغوں کے متعلق ابتری و بے قاعدگی کا دعوا مطبوعہ کاغذوں اور پبلک تحریرات میں کیاگیا ہے - پس ہر اُس شخص پر جو اصلیت و حقیقت کا جویاں ہو' فرض ہے کہ یا تو اُن واقعات کے واقع ہونے سے علانیہ انکار کرے' یا انکی واقعیت کے آگے نیک روحوں اور سچے مومنوں کی طرح سر جھکا دے -

(۴)

رہی یہ بات کہ جو کچھہ لکھا گیا' اسکا طرز تحریر و الزام سخت تھا یا نرم ؟ تو اسکے متعلق مجھسے شکایت کرنا لاحاصل ہے' اور میری نسبت یہ رونا ایسے نہیں ہے بلکہ آثار اساءت الہلال سے ہے - اس مسئلہ کو بھی میں الہلال میں اپنی مربیہ اور اپنی تفصیل سے لکھہ چکا ہوں کہ اب زیادہ لکھنا تکلیف دہ اعادہ ہے' اور تعجب ہے کہ لوگ بہت کہنے سے پہلے تھوڑا سا پڑھہ لیوں نہیں لیتے ؟ خواہ اسے کچھہ ہی سمجھا جاے لیکن میں ایک یقین بصیرۃ کے ماتحت اپنے اصولوں کو قرار دیچکا ہوں' اور جن لوگوں کو حق اور صداقت کا مخالف یقین کرلیتا ہوں' انکے بارے میں جو کچھہ میرے خیالات ہوتے ہیں' خواہ وہ اندرائن کے پہل سے زیادہ کڑوے اور تلوار کے زخم سے زیادہ تکلیف دہ کیوں نہ ہوں' لیکن بغیر کسی نفاق اور ظاہر آرائی کے سچ سچ اور صاف صاف کہدیتا ہوں -

میں نے اپنی بصیرۃ کے مطابق اطمینان کرلیا ہے کہ اسلام کا یہی حکم ہے' اور شریعت کے پاک حاملوں اور سچائی کے برگزیدہ نمونوں کی یہی تعلیم رہی ہے - جبتک کہ میرے اس عقیدے کی غلطی مجھپر واضح نہ کردی جاے' میں اسکے مطابق کام کرنے پر مجبور ہوں' اور کسی اعتراض اور کسی مخالفت سے متزلزل نہیں ہوسکتا : فالحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ !

اب ہر شخص سمجھہ سکتا ہے کہ اگر یہ تمام بیانات صحیح نہ تھے' تو جب غیر صحیح باتوں کو اس دعوے اور علانیہ طریقہ سے بیان کیا جاسکتا ہے' تو صحیح باتوں کا ظاہر کرنا تو بالکل ہی آسان تھا ؟ اور جب حق پر چلنے والوں کو اسطرح باطل پرست جھٹلا دیسکتے ہیں' تو حق والوں کیلیے تو اپنی حقانیت کا دکھلا دینا کچھہ بھی مشکل نہ تھا - علی الخصوص ایسی حالت میں جبکہ اسکا علانیہ مطالبہ کیا جاے' اور غلطی پر ٹوکنے والے لیلیے بڑی آرزؤں اور التجاؤں سے پکار ہو !

اگر یہ سب کچھہ سچ نہیں ہے تو کیوں جرأتیں مفقود ہوگئی ہیں' صورتیں مستور ہیں' اور زبانیں خاموش ؟

(۵)

البتہ کچھہ اور لوگ ہیں جو ندوہ کے معاملات کے متعلق لکھتے ہیں - میں نے ان کو بھی دیکھا اور خدا جانتا ہے کہ طلب حق اور تلاش جواب کی نظر سے دیکھا ' لیکن افسوس کہ انکے پاس بھی ان امور کا کوئی جواب نہیں پایا - یہ تمام لوگ زیادہ تر فریب بیانیوں کا شکار ہوے ہیں " اور اصلیت انسے چھپا دی گئی ہے - وہ عموماً انہی باتوں کو لکھنا شروع کردیتے ہیں جنکو میں پہلے ہی بار بار لکھہ چکا ہوں' یا پھر ایسی افسوس ناک غلط بیانیوں کو صحیح سمجھکر درج کردیتے ہیں جنکو پڑھکر سوا اسکے کہ افسوس کیا جاے اور کچھہ نہیں کہا جاسکتا -

(٦)

سچ یہ ہے کہ حقیقت اور واقعات کا کوئی جواب نہیں - اگر ایسا نہوتا تو دنیا میں کبھی بھی نفس انسانی کو اپنی شرارتوں کی سزا نہیں ملتی - مجھے گمنام خطوط کا لکھنا اور گالیاں دینا بالکل بے فائدہ ہے - اگر اس سے لکھنے والوں کو کچھہ دیر کیلیے خوشی اور راحت مل جاتی ہو تو میں انکی خوشی میں خلل ڈالنا پسند نہیں کرونگا - دوسروں کی اُس خوشی پر مجھے کیوں اعتراض ہو جو میری خوشی کو کچھہ نقصان نہیں پہنچا سکتی ؟ تاہم اگر وہ اپنی خوشی کے اس عمدہ ذریعہ کو جاری رکھکر' ساتھہ ہی میری غلطیوں کو ظاہر کرے اور میری غلط بیانیوں کو واضح کرنے کیلیے بھی ایک سطر لکھدیتے تو میں انکا سچے دل سے شکرگذار ہوتا -

میرے اطمینان کیلیے یہ کافی ہے کہ میں جو کچھہ کررہا ہوں اسمیں الحمد للہ میرے ضمیر کیلیے کوئی شرمندگی نہیں - میں خدا کے وجود پر ایمان رکھتا ہوں' اور اُسے انسان کے چھپے ہوے رازوں اور دل کے اندر کے ارادوں کا جاننے والا یقین کرتا ہوں - میرے دل میں کاموں کی محبت ڈالی گئی ہے' اور مجھے مضبوط ارادہ اور راسخ اعتقاد بخشا گیا ہے - مجھکو یقین ہے کہ ندوہ ایک مفید کام تھا مگر اسے برباد کیا جارہا ہے' اور اسکی بربادی مسلمانوں کیلیے درد انگیز ہے - پس میں جن لوگوں کو ایسا کرنے والا دیکھتا ہوں' انکی مخالفت کرتا ہوں' اور انسے مسلمانوں کے فوائد کو بچانا چاہتا ہوں - اگر اس جد و اعتقاد کے سوا اس کام میں اور بھی کوئی خیال شامل ہے' اور اسمیں خاص کے فوائد کی خباثت اور ہمت دھرمی اور فساد طبعی کی لعنت کو میں نے حق جوئی کی چادر ڈالکر چھپادیا ہے' تو بہت جلد دنیا اسے دیکھہ لیگی - کیونکہ ناپائیدار اور علاطت کو کیسے ہی خوبصورت دوشالے سے چھپایا جاے' پر وہ زیادہ عرصے تک نہیں چھپ سکتی - یا تو ہوا کا جھونکا اسے اٹھا دیگا یا خود ہی اسکی بدبو لوگوں سے مخبری کردیگی !

(۷)

ہاں' میں اپنے نفس سے دھوکا کھا سکتا ہوں' اور میری قوۃ فیصلہ مجھے فریب دیسکتی ہے - میں ایک عاجز انسان ہوں اور انسان ہی ہمیشہ ٹھوکر کھاتا ہے - لیکن اگر ایسا ہی ہے تو کیوں میری غلطی مجھپر نہیں کھول دی جاتی ؟ اور کیوں مجھے میرے غلط بیانات سے واقف نہیں کردیا جاتا ؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مجھے غلطی کے مان لینے میں کوئی شرم نہیں - اگر مجھے بتلا دیا جاے کہ میرا یقین غلط اور میرا اعتقاد باطل ہے' تو آج میں نے جن لوگوں کو مفسد اور مخرب سمجھکر برا کہا ہے' یقین کرو کہ کل انہیں مصلح سمجھکر معافی مانگونگا' اور انکے ہاتھوں کو بوسہ دونگا

پھر ایسا کیوں نہیں کیا جاتا ؟

والعاقبۃ للمتقین !

الهلال

۱۰ - جمادي الاخر ۱۳۳۲ هج

اسئلة واجوبتها

بعض احاديث مشهورة

موضوعات كي اشاعت

احاديث مندرجة احياء العلوم

حضرت مولانا - السلام عليكم - چند احاديث كي صحت و عدم صحت كے متعلق بعض علما سے دريافت كيا ليكن مختلف اور متضاد باتيں كہي گئيں - يعني اكثر نے تو صحيح كہا اور بعض نے ضعيف - يہ حديثيں حضرة امام غزالي رحمه الله عليه كي احياء العلوم ميں ميں نے پڑھي ہيں' اور اكثر واعظان دين نے بھي بيان كيا ہے - اب جناب سے ملتمس ہوں كہ انكي نسبت محققانہ جواب مرحمت ہو - كيونكہ بعض علما فرماتے ہيں كہ بڑي بڑي مشہور كتابوں ميں يہ حديثيں موجود ہيں جو تمہاري نظر سے نہيں گذريں - آپ جو كچھہ فرمائينگے اس پر سب سے زيادہ مجھے اعتماد ہے - (اسكے بعد وہ احاديث نقل كي ہيں اور بعض كا صرف مطلب لكھديا ہے - چونكہ جواب ميں وہ سب آجائينگي اسليے يہاں مكرر نقل نہيں كي گئيں - الہلال)

خاكسار محمد علي پيش امام و خطيب - از بھاؤ نگر -

الهلال:

احاديث كي صحت و عدم صحت كا معاملہ بہت دارك اور محتاج علم و نظر ہے - جب تك اس فن عظيم و مقدس سے واقفيت نہو' اور تمام علوم متعلقۂ حديث پر نظر نہو' نيز تمام كتب معتبرۂ قوم و طبقات محدثين و رواة پيش نظر' و تصريحات ائمۂ فن و طرق تخريج و نقد و درايت كي پوري پوري من الباب الى المحراب خبر نہو' اس وقت تك كچھہ پتہ نہيں چلتا - محض چند كتب حديث كا سامنے رہنا لہذا اس بارے مفيد نہيں -

آجكل بڑي مصيبت يہ ہے كہ علم و جہل ميں كچھہ تميز نہيں رہي - ہر واعظ محدث اور ہر خواندہ رواة محقق ہے - نتيجہ يہ ہے كہ عوام ميں اس كثرت سے موضوع و بے اصل حديثيں مشہور ہو گئي ہيں كہ اگر ان سب كو جمع كيا جائے تو ايك نئي كتاب الموضوعات لكھني پڑے - يہ ايك بڑي آفت ہے اور قوم كي ضلالت ديني كا بہت بڑا سبب قوي - پھر اس سے بھي بڑھكر آفت يہ ہے كہ ہر عربي كا جملہ جو كسي واعظ كي زبان سے نكل جائے اور اس نے كتب مواعظ و قصص ميں پڑھہ ليا ہو' اسدرجہ اصح الحديث اور كالوحي و القران سمجھا جاتا ہے كہ اگر انكو بے اصل كہيے تو لوگ جنگ و جدل كيليے آستينيں چڑھا ليتے ہيں !

(قصاص و واعظين)

يہ قصاص و وعاظ كئي صدياں سے مسلمانوں كيليے سب سے بڑي مصيبت رہے اور موجودہ عصر جہل نے اس مصيبت كو اور زيادہ عام و شديد كر ديا ہے - نہ تو انہيں قران كي خبر ہے نہ حديث و آثار كي - نہ كتابيں پڑھي ہيں اور نہ علم و فن كي صورت ديكھي ہے - صرف چند قصے اور اشعار ياد كرليے ہيں جو يا تو اپنے بزرگوں سے سنتے آئے ہيں يا كسي واعظ كي كتاب ميں ديكھہ ليے ہيں !

وعظ كي اصلي قوت دماغ كي جگہ انكے گلے ميں ہوتي ہے - ايك مطرب و مغني كي طرح گانا شروع كر ديتے ہيں' اور پھر عربي كا ہر غلط سلط جملہ جو انكي زبان سے نكل سكتا ہے' بے تكلف اور بے خوف "حديث" كے لقب سے بيان كرديا جاتا ہے - غريب سننے والے جو موسيقي كے قدرتي تاثر سے پہلے ہي مرعوب ہوچكے ہيں' شوق اور عقيدت سے سنتے ہيں' اور انكي تمام خرافات كو حديث رسول يقين كر ليتے ہيں ! فنعوذ بالله من شر الجهل و الفساد !

آج اصلي مصيبت يہي ہے كہ قران و حديث ہي اسلامي تعليم كا اصلي سرچشمہ ہيں مگر انكي صحيح و حقيقي تعليمات حاصل كرنے كا عوام بيچاروں كے پاس كوئي وسيلہ نہيں - واعظين جاہلين اور قصاص دجالين نے ہر طرف سے انكا محاصرہ كر ليا ہے - علماء حق اول تو قليل ہيں' پھر جدے بھي ہيں' اصلاح عوام كي اصلي تدابير سے بے پروا :

كار از دوا گذشتہ و افسوں نكردہ كس !

(احاديث احياء)

آپ حضرة حجة الاسلام امام غزالي رحمة الله عليه كي احياء علوم الدين كا ذكر كيا ہے' اور ان احاديث كي نسبت خاص طور پر پوچھا ہے جو بكثرت اسميں درج كي گئي ہيں - احياء العلوم ايك ايسي كتاب جليل و عظيم ہے كہ اگر تاريخ اسلام كي تمام تصنيفات سے صرف اعلي درجہ كي كتابوں كي ايك بہت ہي منتخب فہرست بنائي جائے' تو بلا شبہ احياء العلوم ان سب ميں ايك خاص ممتاز كتاب ہوگي -

تاہم يہ ياد ركھنا چاہيے كہ ہر عالم و مصنف كي حيثيت علمي كا ايك خاص دائرہ ہوتا ہے اور اس سے باہر اسكي وہ حيثيت باقي نہيں رہتي - امام مالك محدث تھے اور فقيہ' ليكن مورخ نہ تھے - پس تاريخ ميں انكا قول بمقابلہ مورخ كے ارجح نہوگا - اسي طرح ابن خلدون بہت بڑا مورخ ہے' ليكن اگر حديث و فقہ ميں اسكي سند دي جائے تو اسے كوئي بھي تسليم نہيں كريگا - ابن خلدون نے مقدمہ ميں لكھديا ہے كہ حضرة امام ابو حنيفہ كو صرف سترہ حديثيں معلوم تھيں مگر آپ اسے تسليم نہيں كرسكتے - ہرمن اپني بحث و نظر كيليے ايك خاص جماعت ركھتا ہے اور اسكے خاص خاص اصول ہيں - فن تاريخ كي بحث ہو تو مورخين كي سند لائيے - ادب كے مسائل ہوں تو ائمۂ ادب كي طرف رجوع كيجيے - اگر فقہ كيجيے اگر بحث تو فقہ كي ہو' ليكن معتبر سمجھيں آپ اسالي و سيبويہ كو كيونكہ وہ فن نحو ميں امام تھے' اكثر لوگ اس لئے تو بھول جاتے ہيں اور سخت ٹھوكر كھاتے ہيں -

حضرة امام غزالي فلسفہ و كلام كے ماہر' معقول و معقول ميں تطبيق دينے والے' تصوف و سلوك كے سب سے بڑے اور سب سے بہتر معبر و ترجمان' اور علم اسرار الدين كے بہترين ذخيرہ كے جامع ہيں' مگر محدث نہيں ہيں - محدثين و ارباب نقد نے صاف صاف

کہدیا ہے کہ احیاء العلوم میں اکثر حدیثیں ضعیف' اور بہت زیادہ بے اصل و سند ہیں - اسی لیے شارحین احیاء نے اُن احادیث کی تخریج میں بڑی محنت اُٹھائی' اور صحیح کو ضعیف سے اور حدیث کو غیر حدیث سے الگ کرنا چاہا - علامۂ ابن تیمیہ کا یہ قول احیاء کی نسبت مشہور ہے :

کلامه فی الاحیاء غالبه جید	امام غزالی کا اکثر بیان احیاء العلوم
لیکن فیه اربع مواد فاسدة :	میں عمدہ اور معتبر ہے الا چار
مادة فلسفیه و مادة کلامیه	باتیں جو بطور مواد فاسد کے
و ترهات الصوفیه و الاحادیث	اسمیں شامل ہوگئی ہیں :
الموضوعه -	فلسفیانہ مطالب' کلامیہ انداز'
	ترهات صوفیہ' اور موضوع حدیثیں -

علامۂ موصوف کو مسلمان فلسفیوں اور متکلموں کے گروہ سے سخت نفرت تھی' اور انکی غیرت شریعت بعض متصوفین کے ترهات و شطحیات کی سماعت کی متحمل نہیں ہوسکتی تھی' اسلیے انہوں نے ابتدائی تین چیزوں کو بھی احیاء کا مواد فاسد قرار دیا' مگر درحقیقت یہ رائے زیادتی سے خالی نہیں - البتہ آخری چیز یقیناً قابل ذکر ہے' یعنے نقل احادیث میں بے احتیاطی -

حضرت امام ہی پر موقوف نہیں - عموماً صوفیاء کرام نے نقل احادیث میں بڑی بد احتیاطیاں کی ہیں' اور یہی سبب ہے کہ انکے مخالفین کو تشدد و تعصب کا زیادہ موقع ملگیا ہے' اور حق یہ ہے کہ محدثین کرام اپنے اس تشدد میں حق بجانب ہیں -

(کتب موضوعات)

پس آپ احیاء العلوم وغیرہ پر اس بارے میں اعتماد نہ کریں' اور اغلاً بعض کتب موضوعات ضرور پیش نظر رکھیں - حضرۃ شاہ ولی اللہ قدس اللہ سرہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں طبقات حدیث و محدثین پر جو کچھ لکھا ہے بہت نافع ہے - محدث ابن جوزی' حافظ سیوطی' ملا علی قاری' اور امام شوکانی کی کتب موضوعات چھپ گئی ہیں' اور ان میں عام زبانوں پر جو بھی موضوع حدیثوں کا تذکرہ آگیا ہے - صاحب سفر السعادۃ نے تشدد کی اس بارے میں شکایت کی جاتی ہے مگر حقیقت اسکے خلاف ہے - شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی شرح سفر السعادۃ مگرا لیجیے - مع رد کے اسکا خاتمہ نظر سے گذر جالیگا اور فائدہ بخشے گا - شیخ عبد الرحمن بن علی شیبانی کی " التمیز فی ما یدور علی السنۃ الناس من الحدیث " بھی چھپ گئی ہے' اور اسمیں تمام مشہور حدیثوں کی کامل طریقہ پر تخریج کی گئی ہے - علامۂ ابن تیمیہ اور ابن قیم کی تصنیفات میں بھی اسکا مواد بہت ہے - علی الخصوص مجموع الفتاوی اور مجموعۂ رسائل جلد اول ردوم میں جو حال میں مصر میں چھپ گئے ہیں -

امام شوکانی کی موضوعات میں قدما کی تمام کتابوں کو ضبط و اعتدال کے ساتھ جمع کرنے کی کوشش کی ہے - اگر اسے آپ دیکھ لیں تو عام و مشہور احادیث کے متعلق اچھی بصیرت حاصل ہوجائیگی -

(احادیث مسئولہ عنہا)

اب میں فرداً فرداً آپکی تحقیق کردہ احادیث کی نسبت عرض کرتا ہوں :

(۱) حب الدنیا راس کل خطیئة - یعنی دنیا کی محبت تمام خطاؤں کی جڑ ہے -

بیہقی نے شعب الایمان میں حسن بصری سے روایت کی ہے - ابو نعیم حلیۃ الاولیا میں اسے حضرت عیسی کا قول کہتے ہیں (دیکھو حلیہ ترجمۂ ابو سعیدان) مالک ابن دینار کی طرف بھی منسوب ہے - علامۂ ابن تیمیہ نے اسے جذب البجلی کا قول کہا ہے - بہر حال یہ جملہ معناً تو بالکل صحیح ہے' مگر لفظاً حدیث نہیں ہے -

(۲) ما وسعنی ارضی و لا سمائی و لکن وسعنی قلب عبدی المومن - یعنی خدا کہتا ہے کہ نہ تو میری زمین اُٹھا سکی نہ آسمان' مگر میرے مومن بندے کے دل میں میں سماگیا :

در دل مومن بگنجم اے عجب
گر مرا جوئی دران دلہا طلب

معناً یہ جملہ بہت صحیح اور قرآن کریم کی اس آیت کا بیان ہے : انا عرضنا الامانة علی السموات و الارض و الجبال فابین ان یحملنها واشفقن منها فحملها الانسان - لیکن حدیث نہیں ہے - کسی کا قول ہے - محدثین نے تو اسے اسرائیلیات میں سے شمار کیا ہے -

(۳) " گوشت کو چھری سے کاٹ کر کھانے کی ممانعت "

غالباً آپ کا مقصود اس حدیث سے ہوگا : لا تقطعوا اللحم بالسکین فان ذلک من صنیع الاعاجم - یعنی گوشت کو چھری سے کاٹ کر نہ کھاؤ کیونکہ یہ عجمیوں کی ایجاد ہے -

بیہقی نے شعب الایمان میں اسے روایت کیا ہے - نیز ابو داؤد نے سنن میں' لیکن امام شوکانی لکھتے ہیں :

قال احمد : لیس	امام احمد کہتے ہیں کہ یہ حدیث
بصحیح و قد کان النبی	صحیح نہیں کیونکہ آنحضرۃ کا بکری
یجتز من لحم الشاة	کے گوشت کاٹنا ثابت ہے -

پھر اس کی روایت میں ابو معشر ہے اور امام احمد کہتے ہیں کہ " لیس بشی " وہ کوئی چیز نہیں -

(۴) العلم علمان علم الابدان و علم الادیان - علم دو ہیں : ایک وہ علم جس سے بدن انسانی کا تعلق ہے یعنے فن طب' اور ایک وہ جو شریعتوں اور دینوں کا علم ہے -

اسکی بھی کوئی اصلیت نہیں - ضعیف سے ضعیف سند سے بھی کسی نے روایت نہیں کیا - تعجب ہے کہ کیونکر یہ جملہ حدیث مشہور ہوگیا ؟

(۵) " رجب خدا کا مہینہ ہے اور شعبان پیغمبر کا اور رمضان میری امت کا "

فضائل ایام و شہور میں موضوعات کا بڑا ذخیرہ ہے - غالباً آپکا مقصد اس حدیث سے ہوگا : رجب شهر الله و شعبان شهری و رمضان شهر امتی' فمن صام فی رجب یومین غفر له ما تقدم و ما تاخر الخ -

لیکن محققین و ثقات فن نے اسے موضوع قرار دیا ہے - اسکے اسناد میں ابو بکر بن الحسن النقاش ہے جو متہم ہے - اور کسائی نامی بھی ایک راوی ہے جو مجہول ہے -

(صلوٰۃ التسبیح)

(۶) " صلوٰۃ التسبیح اور اسکے فضائل "

" صلوٰۃ التسبیح " سے مقصود ایک خاص نماز نفل ہے جو چار رکعتوں میں ختم ہوتی ہے - ہر رکعت میں فاتحہ اور سورۃ کے بعد " سبحان اللہ ' و الحمد للہ ' و لا الہ الا اللہ ' و اللہ اکبر " پندرہ پندرہ مرتبہ پڑھتے ہیں - پھر رکوع اور قومہ اور دونوں سجدوں میں بھی دس دس مرتبہ یہی کلمات پڑھے جاتے ہیں - اس طرح ہر رکعت میں ۷۵ مرتبہ کلمۂ تسبیح پڑھا جاتا ہے -

اس نماز کے متعلق متعدد طرق سے حدیث مروی ہے - سب سے زیادہ مشہور دو طریقہ ہیں : ایک حضرت ابن عباس کی روایت سے' دوسرا ابی رافع کی روایت سے - پہلی روایت کو

ابو داؤد' ابن ماجه ' اور حاکم نے درج کیا ہے - دوسری ترمذی اور ابن ماجه میں ہے - دار قطنی نے بھی حضرة عباس سے مرفوعاً روایت کیا ہے -

لیکن اس حدیث کے متعلق محققین فن میں اختلاف ہے - محدث ابن جوزی نے موضوعات میں شمار کیا ہے - حافظ ابن حجر اسکا رد کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ ابن عباس والی روایت مضبوط اور شرط حسن پر ہے - نیز ابن داؤد نے اسے اسناد " لا باس" بہ سے روایت کیا ہے' اور فضل بن عباس' ابن عمر' علی ابن ابی طالب' جعفر ابن ابی طالب ' ام سلمہ ' ان سب سے روایتیں موجود ہیں - ایسی حالت میں ابن جوزی کا موضوع کہنا کس قدر زیادتی کی بات ہے ؟ چنانچہ لکھا ہے کہ " و قد اساء ابن الجوزی بذکرہ فی الموضوعات "

علاوہ حافظ ابن حجر کے ابن مندہ ' خطیب ' ابن الصلاح' اور نووی نے بھی اسے صحیح یا حسن قرار دیا ہے اور اُسکی تصریح کی ہے - تاہم ایک بڑی جماعت محدثین کی اسے ضعیف بھی کہتی ہے' اور موضوع کہنے والوں میں ابن جوزی کے علاوہ عقیلی بھی ہیں :

و قال العقیلی : لیس فی صلوٰة التسبیح حدیث یثبت -	اور عقیلی نے کہا کہ صلوٰة تسبیح کے بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں -
و قال ابن العربی : لیس فیها حدیث صحیح و لا حسن (الفوائد المجموعه للشوکانی)	ابن عربی کہتے ہیں کہ اس بارے میں نہ تو کوئی حدیث صحیح مروی ہے اور نہ حسن -

حتی کہ حافظ سیوطی اللالی میں لکھتے ہیں :

الحق ان طرقه کلها ضعیفه و ان حدیث ابن عباس یقرب من شرط الحسن الا انه شاذ لشدة الفرد به و عدم المتابع و الشاهد من وجه معتبر و مخالفه هیئتها لهیئة باقی الصلوٰة -	" اور حق یہ ہے کہ اس حدیث کے تمام طرق سے ضعیف ہیں ابن عباس والی حدیث البتہ شرط حسن کے قریب پہنچتی ہے مگر اسمیں بھی یہ امر ہے کہ شاذ ہے ' کیونکہ اسمال درجہ اپنے بیان میں منفرد ہے' اور اسکا تابع اور شاهد کوئی نہیں جو کوئی وجہ معتبر راجحا ہو نیز یہ بات بھی ہے کہ جس نماز کی اسمیں ترکیب بتلائی گئی ہے اسکی صورت باقی نمازوں کے مخالف ہے"

حافظ موصوف کا قول اس حدیث کیلئے سب سے بہتر اور معتدل قول فیصل ہے - اسی سے آپ رائے قائم کر لیں - رہا صلوٰة تسبیح کا حکم اور فضائل ' تو وہ بہر حال ایک نفل نماز ہے اور اس طریق تسبیح سے عبادت کرنا کسی دوسرے نص کا معارض بھی نہیں - مختصر یہ کہ اسپر عمل کرنا قابل اعتراض نہیں ہوسکتا ' و ھذا ھو الحق عندی -

(بعض دیگر موضوعات مشہورہ)

(۷) " حب الوطن من الایمان " محبت وطن کی ایمان میں سے ہے -

یہ ایک اچھا اور صحیح جملہ ہے' مگر اسے حدیث کہنا بالکل کذب و افترا ہے - کسی غیر معروف سند سے بھی مروی نہیں -

(۸) " علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل" میری امت کے علماء ایسے ہیں جیسے بنی اسرائیل کے نبی -

بالکل بے اصل ہے - حافظ ابن حجر نے صاف لکھ دیا ہے کہ " لا اصل له " البتہ " العلماء ورثة الانبیاء " کو احمد اور ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے -

حکم نماز قصر بحالت امن و راحت

فقہ و حدیث کی ایک بحث

ریل کے سفر میں نماز کا قصر کرنا

ایک مستند اور بزرگ عالم نے نماز قصر کے متعلق فرمایا کہ ریل کے سفر میں قصر کرنا جائز نہیں ' کیونکہ قصر کا حکم اُس وقت ہوا تھا جبکہ خوف و جنگ اور شدائد و تکالیف کے ساتھہ سفر ہوتا تھا - اب ریل کے سفر میں وہ حالت کہاں باقی رہی ہے ؟ اسکی نسبت احقر نے جناب سے استفسار کیا تھا - جناب نے ارقام فرمایا کہ احادیث صحیحہ سے قصر کرنا ہر حال میں ثابت ہے - چنانچہ میں نے اسے بیان کیا - لیکن اسکے جواب میں انہوں نے کہا کہ احادیث میں تو اختلاف ہے - حضرة عثمان اور حضرت عائشہ کی نسبت ثابت ہے کہ قصر نہیں کرتے تھے - اتنے بڑے جلیل القدر اصحاب نے جب قصر نہیں کیا تو پھر کیونکر سنت ہوسکتا ہے ؟ میں نے آپکا حوالہ دیا تو انہوں نے کہا کہ انہیں حدیث کی کچھہ خبر نہیں - وہ اس بحث سے واقف ہی نہیں ہیں - انکے مقابلے میں ایک اور عالم مصر ہیں کہ قصر کرنا واجب ہے اور ثابت ہے - اب احقر یہ نہیں کے مسلمان حیران ہیں کہ کیا کریں ؟ امید ہے کہ جناب میری بشفی فرمادینگے اور خط کی جگہہ الہلال میں مفصل بحث کرینگے -

احقر العباد احمد علی

الهلال :

جواب دو چند دفعات میں بالترتیب عرض کرونگا :

(القرآن الحکیم)

(۱) قرآن کریم میں سفر اور خوف کے وقت نماز کے قصر کرنے کا حکم سورۂ نساء میں بہ تصریح موجود ہے :

و اذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰة ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا - ان الکافرین کانوا لکم عدوا مبینا -	اور مسلمانوں ! جب تم جہاد کیلیے سفر کرو اور تم کو خوف ہو کہ نماز پڑھنے میں کافر حملہ کر بیٹھیں گے تو تم پر کچھہ گناہ نہیں اگر نماز میں سے کچھہ گھٹا دیا کرو - بے شک کفار تمہارے کھلے دشمن ہیں -

پھر اسکے بعد جنگ اور خوف کی حالت کے متعلق بہ تفصیل فرمایا :

و اذا کنت فیهم فاقمت لهم الصلوٰة فلتقم طائفة منهم معک و لیاخذوا اسلحتهم ' فاذا سجدوا فلیکونوا من ورائکم ' ولتات طائفة اخری لم یصلوا فلیصلوا معک و لیاخذوا حذرهم و اسلحتهم -	" اور اے پیغمبر ! جب تم فوج کے ساتھہ ہو اور نماز پڑھانے لگو تو اس ترتیب سے نماز پڑھی جاے: پہلے ایک جماعت تمہارے ساتھہ کھڑی ہو اور اپنے ہتھیار لیے رہے - جب وہ سجدہ کر چکیں تو پیچھے ہٹ جائیں اور دوسری جماعت جو اب تک شریک نماز نہیں ہوئی تھی ' آگے بڑھکر تمہارے ساتھہ نماز میں شریک ہوجاے اور ہوشیار رہے - نیز اپنے اسلحہ بھی لیے رہے "

اس آیۂ کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر اور خوف ' دونوں حالتوں میں نماز کو گھٹا کر یعنی قصر کر کے پڑھنا چاہیے -

سفر کي تصريح " و اذا ضربتم في الارض " ميں موجود ہے - لیکن چونکہ اسکے بعد حالت خوف و جنگ کا ذکر کیا گیا ہے اسلیے ثابت ہوتا ہے کہ یہاں سفر سے مقصود خاص وہي سفر ہوگا جو جہاد و قتال کفار کی غرض سے کیا جاے -

اس آیت سے ضمناً یہ بھي ثابت ہوتا ہے کہ قصر کی حالت میں دو رکعتیں پڑھنی چاھئیں' کیونکہ فرمایا کہ ایک جماعت جب سجدہ کرچکے تو ہٹ جاے اور دوسري جماعت آکر پڑھے - ایک سجدہ سے مقصود ایک رکعت ہی ہوگا -

نماز کا جب حکم ہوا تو صرف دو رکعتیں ہي فرض ہوئي تھیں - احادیث سے ثابت ہے کہ ہجرة تک آنحضرت نماز مغرب کے سوا اور تمام نمازیں دو دو رکعت پڑھتے تھے - ہجرة کے بعد چار رکعت قرار دي گئي - پس چونکہ اصل نماز کي دو رکعت تھي' اور اصل کسي حالت میں بھي ساقط نہیں ہوسکتي' اسلیے جنگ اور خوف کے وقت میں بھي وہ قائم رہي -

چنانچہ عروہ بن زبیر کي روایت سے حضرة عائشہ کا قول مشہور ہے :

فرضت الصلوة ركعتين ركعتين في الحضر و السفر' فاقرت صلاة السفر و زيد في صلاة الحضر (صحيح مسلم كتاب صلاة المسافرين صفحه ۲۵۷)	نماز در اصل دو دو رکعتیں ہی فرض ہوئي تھي - لیکن اسکے بعد وہ سفر کي حالت میں قرار پائي' اور قیام کي حالت میں زیادہ ہوگئی -

معلوم ہوتا ہے کہ جن بزرگ نے آپسے نماز قصر کی نسبت کہا ہے' انکی نظر صرف اس آیت ہی کے طرف ہے' اور بلا شبہہ یہ درست ہے کہ قصر کا حکم جنگ اور خوف ہی کی وجہ سے ہوا' کیونکہ ابتدائی کے عالم میں زیادہ عرصے تک نماز میں مصروف رہنا ہوشیاري اور حفاظت کے خلاف تھا -

لیکن جو نتیجہ انہوں نے اس سے نکالا ہے' وہ کسیطرح صحیح نہیں -

(سنة ثابتہ اور آثار صحیحہ)

(۲) بلا شبہ اس آیت میں جنگ اور خوف کي حالت کا ذکر اور حکم ہے' لیکن یہ بھی بالکل قطعی اور یقیني طور پر احادیث و آثار سے ثابت ہے کہ آنحضرة صلے اللہ علیہ و سلم نے ہمیشہ سفر کي حالت میں نماز قصر پڑھی' گو وہ سفر امن اور بغیر جنگ ہی کے ہو - کبھی بھي چار رکعت پڑھنا آپسے ثابت نہیں - اسی طرح خلفاء اربعہ کي نسبت بھی ثابت ہے کہ انہوں نے ہمیشہ اور ہر طرح کے سفر میں قصر کیا' اور یہ امر اس درجہ حد تواتر و شہرت تک پہنچا ہوا ہے' اور صدر اول و عہد صحابہ کا تعامل اسدرجہ متیقن ہے کہ اس سے انکار کرنا کسی طرح ممکن نہیں - اور جس شخص نے ایک نظر بھی کتب حدیث پر ڈالی ہے وہ کبھی جرات نہیں کرسکتا -

یہ صحاح ستہ کے ابواب صلاة میرے سامنے ہیں اور اسکے شواہد بکثرة سے لبریز ہیں - پھر قول جمہور بھي اسی کا موید ہے' اور تمام ائمہ و فقہا کا بھی یہي مذہب ہے - میں ابھی حدیثیں نقل کرونگا' اور ایک صریح اور مسلم بات لیجیے دلائل تلاش کرنے سے کیا فائدہ ؟ حضرت انس ہي کي روایت اس بارے میں کافی ہے کہ یہ حدیث کے طالب ہیں :

خرجنا مع النبي (صلعم) من المدينة الى مكة' فكان يصلي ركعتين ركعتين حتى رجعنا الى المدينة - قلت اقمتم بمكة شيئا ؟ قال اقمنا بها عشرا (بخاري جزء ثاني	ہم آنحضرة (صلعم) کے ساتھہ مدینہ سے مکہ روانہ ہوے - وہ ہر دو دو رکعت نماز پڑھتے رہے - یہاں تک کہ مکہ میں قیام کرکے پھر مدینہ واپس پہنچ گئے (یعنی مدینہ آنے تک یہی حالت رہی) یحیي بن ابي اسحاق راوي سے پوچھا کہ مکہ میں کچھہ قیام بھی کیا تھا ؟

باب ماجاء في القصر) کہا کہ ہاں ایک عشرہ -

صرف صحیحین ہی کو اٹھا کر دیکھہ لیجیے - خلفاء اربعہ اجلۂ صحابہ کا ہمیشہ ایک عمل اسي پر رہا -

مسلم میں بروایت مجاہد حضرة ابن عباس کا قول صاف صاف موجود ہے : فرض الله الصلوة على لسان نبيكم في الحضر اربعا و في السفر ركعتين ' و في الخوف ركعة - (كتاب صلوة المسافر و قصرها)

(حکمت بقاء حکم قصر مع فوت علت)

(۳) البتہ یہ سوال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ جب قصر کا حکم ایک خاص علت کي وجہ یعنی جنگ و خوف کے سبب سے ہوا تھا ' تو پھر دفع علت کے بعد کیوں قائم رہا ؟ - آپکے سوال میں اسي پر زور دیا گیا ہے - لیکن قبل اسکے کہ آج اس کي نسبت شبہ پیدا ہو ' خود اگلے عہد مقدس میں یہ شبہہ پیدا ہوا اور اسکا جواب بھی دیا گیا - یعلی بن امیہ نے یہي سوال حضرة عمر فاروق رضي اللہ عنہ سے کیا تھا :

عن يعلي بن اميه قال : قلت لعمر ابن الخطاب : " ليس عليكم جناح ان تقصروا من الصلوة ان خفتم ان يفتنكم الذين كفروا " فقد امن الناس - فقال : عجبت مما عجبت منه فسالت رسول الله صلے الله عليه و سلم عن ذالك ' فقال : صدقة تصدق الله بها عليكم فاقبلوا صدقته -	" یعلي بن امیہ کہتے تھے کہ میں نے حضرة عمر سے پوچھا : قرآن میں تو یہ ہے کہ اگر تمھیں کافروں کي طرف سے خوف ہو تو کچھہ مضائقہ نہیں اگر تم نماز کو قصر کرلو - اس سے معلوم ہوا کہ حکم صرف سے امني اور خوف کي وجہ سے ہے ' لیکن اب تو امن ہوگیا ہے اور وہ حالت باقي نہیں رہي - اب کیوں قصر کیا جاتا ہے ؟ حضرة عمر نے فرمایا کہ جسطرح تمھیں اس آیت کی بنا پر تعجب ہوا ہے ' مجھے بھي ہوا تھا - چنانچہ میں نے آنحضرة سے دریافت کیا - انہوں نے جواب دیا کہ یہ خدا کا تم پر صدقہ ہے - اسکے دیے ہوے صدقے کو قبول کرلو "

یہ حدیث میں نے صحیح مسلم سے نقل کي ہے - لیکن بخاري نے بھي اسے یعلي بن امیہ کي روایت سے بااختلاف رواة متابعت لیا ہے

اصل یہ ہے کہ شریعت کے تمام احکام میں آساني اور سہولت ملحوظ رکھي گئي ہے - " الدين يسر " شریعت حقہ کي نوعي پہچان ہے - خدا تعالی اپنے بندوں کي تعزیري پر جب رحم فرماتا ہے تو پھر اسے واپس نہیں لیتا - اس حدیث کا مطلب یہي ہے - کہ حکم جنگ اور خوف کي بنا پر ہوا تھا ' لیکن جب خدا کے آسانی عطا فرمانے پر یہ اسکی بخشش ہے ' اور خدا کي بخشش کو کون ہے جو رد کرنے کی جرات کرسکتا ہے ؟ یرید الله بكم اليسر و لا يريد بكم العسر - و قال ايضاً سبحانه و تعالى : وما جعل عليكم في الدين من حرج - انسان کیلیے سچا قانون وہی ہوسکتا ہے جو اسکے ضعف ' آسانی مجبوریوں ' اور اسکي طبیعي احتیاجات و داعیات کا پورا پورا لحاظ کرے -

(حضرة عثمان اور حضرة عائشہ)

(۴) نماز قصر کے متعلق صحابۂ کرام کے اس عام اجماع سے صرف حضرة عثمان اور حضرة عائشہ مختلف پاے جاتے ہیں اور وجود اس اختلاف و عدم نظر کے بزرگ موصوف نے اس سے احتجاج کیا ہے لیکن اس اختلاف کي حقیقت انہیں معلوم نہیں اس اختلاف میں بھي پہلا اختلاف محض جزئي ہے

حضرة عثمان کو حالت سفر میں قصر سے اختلاف نہ تھا - مثلاً حضرات شیخین و اکابر صحابہ کے وہ بھی قصر کیا کرتے تھے - صحیح مسلم میں عاصم بن عمر کا قول ہے کہ میں نے آنحضرة کے ساتھ نماز پڑھي ' حضرة ابوبکر کے ساتھہ پڑھي ' حضرة عمر کے ساتھ

پڑھی ' لیکن یہ سب قصر کیا کرتے تھے ' اور آخری وقت تک انکا عمل اسی پر رہا - روایت میں حضرۃ عثمان کی نسبت بھی اسی جزم و یقین کے ساتھہ بیان کیا ہے کہ " فام یزد علی رکعتین حتی قبضہ اللہ " یعنی میں نے حضرۃ عثمان کی بھی صحبت پائی ' لیکن انہوں نے بھی سفر کی دو رکعتوں کو کبھی زیادہ نہیں کیا ' یہاں تک کہ وفات پا گئے !

پس دیکھو ' اس روایت سے کس طرح صاف صاف ثابت ہوتا ہے کہ عام طور پر نماز قصر کے متعلق انہیں کوئی اختلاف نہ تھا - وہ اسی طرح قصر کرتے تھے جسطرح کہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کرتے رہے ' اور نیز یہ کہ وہ آخر تک اسی پر قائم رہے -

البتہ اپنی خلافت کے دوسرے سال انہیں ایک جزئی اختلاف اس مسئلے میں پیدا ہوا ' اور وہ بھی قصر کے ایک خاص موقعہ اور سفر کی ایک مخصوص صورت کی نسبت - انحضرۃ کا طرز عمل دیگر اجلۂ صحابہ کے سامنے یہ تھا کہ وہ منی میں بھی مثل دیگر مواقع سفر کے قصر پڑھا کرتے تھے - حضرۃ عثمان بھی اپنی خلافت کے ابتدائی عہد میں ایسا ہی کرتے رہے - مگر دوسرے سال انہوں نے اختلاف کیا اور منی میں پوری نماز پڑھی - صحیحین میں عبد اللہ بن عمر اور عبد الرحمان بن یزید رضوان سے مروی ہے :

صلیت مع النبی بمنی رکعتین (الی بکر و عمر ' ومع عثمان صدراً من امارہ ثم اتمہا (بخاری - ما جاء فی التقصیر)

میں نے انحضرۃ کے ساتھہ منی میں دو رکعت پھر ابوبکر کے ساتھہ اور عمر کے ساتھہ - اسی طرح عثمان کے ساتھہ بھی انکی خلافۃ کے ابتدائی عہد میں - اسکے بعد انکی رائے بدل گئی اور پوری پڑھنے لگے -

پس حضرۃ عثمان کا جو اختلاف ہے ' وہ عام مسئلۂ قصر پر کچھہ موثر نہیں - صرف قصر الصلاۃ بمنی کی نسبت انہوں نے رائے بدل دی تھی اور اسکی ایک تاویل کرلی تھی جسکی تفصیل کتب شہیرۂ فقہ و حدیث میں موجود ہے -

ہمارے لیے اسقدر کافی ہے کہ منی میں بھی انحضرۃ اور شیخین کا قصر ثابت ہے - نیز اجلۂ صحابہ مثل ابن مسعود و ابن عمر بھی اسی پر عامل تھے - صرف ایک حضرۃ عثمان کا اجتہاد اس بارے میں کیا موثر ہو سکتا ہے ؟

(حضرۃ عائشہ رضی اللہ عنہا)

(۵) البتہ حضرۃ عائشہ کا اختلاف اس معاملے میں بہت مضطرب اور عجیب ہے - ایک طرف تو خود انکا قول اوپر گذر چکا ہے کہ : فرضت الصلوۃ رکعتین رکعتین فی الحضر و السفر ' فاقرت صلوۃ السفر و زید فی صلاۃ الحضر - (نماز اصل میں دو دو رکعت فرض ہوئی تھی - پھر وہ سفر میں قرار پا گئی اور حضر میں زیادہ یعنے چار رکعت ہوگئی) دوسری طرف یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ قصر کی قائل نہ تھیں !

حضرۃ عائشہ رضی اللہ عنہا جنکا اجتہاد اور بصیرۃ و علم تمام صحابہ میں امتیاز خاص رکھتا تھا ' سخت تعجب ہے کہ اس صاف اور صریح مسئلہ میں بغیر کسی سبب قوی کے ایسا مضطرب عمل رہا ہو ! میں سمجھتا ہوں کہ حضرۃ عائشہ کو بھی مثل حضرۃ عثمان کے صرف منی ہی کے قصر میں اختلاف ہوگا - عام طور پر نفس قصر سے اختلاف نہ فرمائی ہوگی - اس کی تائید مسلم کی ایک مشہور حدیث سے بھی ہوتی ہے - زہری سے حضرۃ عروۃ بن زبیر نے حضرۃ عائشہ کا یہ مشہور قول جب نقل کیا کہ " سفر میں دو رکعت نماز قرار پائی " تو زہری نے سوال کیا :

فقلت ما بال عائشہ تم فی السفر ؟ قال انہا تاولت کما تاول عثمان (کتاب صلوۃ المسافرین)

زہری کہتے ہیں کہ میں نے یہ سنکر عروہ سے کہا کہ پھر عائشہ کو کیا ہوگیا تھا کہ وہ سفر میں پوری پڑھتی تھیں ؟ انہوں نے کہا کہ عائشہ نے بھی اسکی تاویل کرلی تھی جیسی کہ عثمان نے کی تھی -

عروہ کے قول میں حضرۃ عائشہ کی تاویل کو حضرۃ عثمان کی تاویل سے تشبیہ دی ہے - یہ تشبیہ نفس تاویل میں بھی ہوسکتی ہے کہ جسطرح حضرۃ عثمان نے قصر الصلوۃ بمنی میں تاویل کی تھی ' ویسی ہی حضرۃ عائشہ نے نفس مسئلۂ قصر میں بھی کی - اور اسی طرح مسئلہ قصر میں بھی ہوسکتی ہے کہ جسطرح حضرۃ عثمان نے تاویل کرکے منی میں قصر ترک کردیا تھا ' اسی طرح حضرۃ عائشہ نے بھی منی کے قصر کی تاویل کرلی -

(۶) اگر اس حدیث میں عروہ کے قول کا آخری مطلب سمجھا جاے تو نفس قصر کے متعلق حضرت عائشہ کا اختلاف باقی نہیں رہتا - اس صورت میں ایک اور حدیث سامنے آئیگی جو امام شافعی نے روایت کی ہے : " کل ذلک قد فعل النبی قصر الصلوۃ و اتم " لیکن اس حدیث کی صحت بالکل مشتبہ ہے - اسکی روایت یوں ہے : " شافعی عن ابراھیم بن محمد عن طلحہ بن عمرو عن عطاء " لیکن ابراھیم بن محمد اور طلحہ بن عمر باتفاق محدثین ضعیف الروایۃ ہیں ' اور ان دونوں کا ایک روایت میں جمع ہوجانا اسکی تضعیف کیلیے کافی سے بھی زیادہ ہے ' جیسا کہ ارباب فن پر مخفی نہیں -

بہر حال حضرۃ عائشہ کا اختلاف اگر صریح و عمومی صورت میں متحقق بھی ہو جاے ' جب بھی تمام اجلۂ صحابہ اور احادیث معروفہ و مشہورۂ نبویہ کے مقابلے میں صرف انکا اختلاف کیونکر مقبول ہو سکتا ہے ؟ علی الخصوص جبکہ خود انکا قول موجود ہے کہ سفر کی حالت میں دو رکعت قرار دی گئی ' اور خود انکے بھانجے (یعنی عروہ) نے جو اس بارے میں اعلم الناس ہیں ' صاف صاف کہدیا کہ وہ کسی تاویل ہی بنا پر ایسا کرتی تھیں ' نہ کہ کسی سنت کی بنا پر ؟ اگر حضرۃ عائشہ کے پاس کوئی دلیل سنت موجود ہوتی ' تو عروہ اس سے کیونکر بے خبر رہتے ؟ فتامل و تدبر -

(حکم قصر)

(۷) اس بارے میں اختلاف ہے کہ حالت سفر میں قصر کرنا کس حکم میں داخل کیا جاے ؟ اور اگر پوری چار رکعت کوئی پڑھلے تو اسکا حکم کیا ہے ؟ آیا وہ حرام ہوگا ' مکروہ ہوگا ' یا یہ کہ اسکا ترک اولی ہے ؟ امام شافعی کا مذہب انکے ایک قول کے بموجب یہ ہے کہ قصر جائز ہے مگر اتمام افضل - لیکن اس سے زیادہ معتبر و مسلم قول انکا وہ ہے جسمیں قصر کو افضل بتلایا گیا ہے -

امام مالک سے بھی دو مختلف قول منقول ہیں - ایک میں قصر و اتمام دونوں کو یکساں بتلایا ہے - ایک میں قصر کے وجوب کے قائل ہیں - امام سحنون کی روایت وجوب ہی کی تائید کرتی ہے - امام احمد بھی ایک قول میں قصر کو افضل اور دوسرے میں اتمام کو مکروہ بتلاتے ہیں - امام ابوحنیفہ قصر کے وجوب کے قائل ہیں - یعلی بن امیہ کی حدیث میں انحضرۃ نے مثل امر کے فرمایا ہے کہ قبول کرو - اسلیے احناف کہتے ہیں کہ وجوب ثابت ہوگیا -

لیکن " قبول " کو اس طرح کا امر نصی قرار دینا جسکو وجوب کیلیے مستلزم قرار دیا گیا ہے ' ضروری اور قطعی نہیں - سب سے زیادہ اصح اور اوسط مسلک یہی ہے کہ قصر سنت ہے اور اتمام مکروہ - ائمہ مذاہب کے مختلف اقوال میں سے ایک ایک قول سب کا بالاتفاق اسی کی تائید کرتا ہے - حضرۃ امام ابوحنیفہ باوجود وجوب کے فرماتے ہیں کہ قصر کی نیت واجب نہیں - اگر نیت واجب نہیں تو وجوب قطعی تو نہ ہوا -

(ریل میں نماز)

(۸) الحاصل آجکل کے سفر میں بھی قطعاً نماز قصر کا حکم باقی و قائم ہے ' اور حالت خوف اور شدائد کا نہونا اسپر کچھہ موثر نہیں ہو سکتا - انحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم سے اونٹ کی پیٹھہ پر جب نماز ثابت ہے تو ریل کے اندر کیوں جائز نہوگی

احیاء اسلام

الحریۃ فی الاسلام

احادیث و آثار

قال النبی (صلعم) من رای منکم منکرا فلینکرہ بیدہ ومن لم یستطع فبلسانہ ومن لم یستطع فبقلبہ وذالک اضعف الایمان (الترمذی و المسلم)

رسول اللہ فرماتے ہیں : جو مسلمان کسی برائی کو دیکھے ' چاہیے کہ اپنے ہاتھہ کے زور سے اوسے مٹادے - اگر یہ نہوسکے تو زبان سے برا کہے - اگر یہ بھی نہوسکے تو دل سے برا سمجھے - اور یہ ضعیف ترین درجۂ ایمان ہے -

گذشتہ نمبر میں تصریحات قرانیہ کی بنا پر ہم نے ایک اجمالی نظر حریت و فرائض حریت پر ڈالی تھی - آج احادیث و اثار کی بعض اہم تصریحات پیش کرنا چاہتے ہیں -

(سوسائٹی اور امر بالمعروف)

ایک حقگو اور راستباز انسان ' ہیئت اجتماعی اور مجتمع انسانی (یعنی سوسائٹی) کا محافظ اور نگراں کار ہے - اگر ملک و حکومۃ کو حفظ امن اور تہدید اشرار کیلیے پولیس کی ضرورت ہے ' تو یقیناً مجتمع انسانی اور ہیئت اجتماعی کے بد کار اور شریر ہستیوں کی تہدید و تخویف کیلیے حقگو اور راستباز انسانوں کی بھی سخت ضرورت ہے - وہ راست باز انسان جنکی آواز حق گو دلوں کو تھرا دے ' جنکی راستباری شریروں کو مرعوب کردے ' جنکی صدق شعاری مبتلایان اعمال سیئہ کیلیے ایک صدائے تنبہ ہو ' جو عملاً اس عقیدے کی تصویر ہوں کہ ہر تنہائی اور تاریکی میں ایک ایسا حاضر اونکے پاس موجود ہے جو کبھی غائب نہیں ہوتا ' اور ہر پردے اور دیوار کی اوت میں ایسا ناظر اونہیں دیکھہ رہا ہے جسکی نظر سے کبھی اوجھل نہیں ہوسکتے - ان ربک لبالمرصاد !

افسوس ہے اوس ہیئت اجتماعی پر ' اور ہزار حیف ہے اوس مجتمع انسانی پر ' جسمیں کسی حقگو اور راستباز روح کا وجود نہو ' جس کی آواز سوسائٹی کیلیے باعث حفظ امن اور موجب قلع وقمع مفاسد و ضلالت نہ ہو - اوسکی ہلاکت نزدیک آئی اور اوسکی بربادی کے دن قریب آگئے :

عن ابی بکر رض : انی سمعت رسول اللہ یقول ان الناس اذ رأوا الظالم فلم یاخذوا علی یدیہ اوشک ان یعمہم اللہ بعقاب منہ (رواہ الترمذی)

ابوبکر صدیق فرماتے ہیں : میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا ہے کہ " لوگ جب ظالم و بدکار کو دیکھیں اور اوسکا ہاتھہ نہ پکڑیں ' تو عنقریب خدا اپنا عذاب اون سب پر نازل کریگا "

(راست بازی کی ہیبت اور حدا کا تر)

قوموں کی حیات و ممات سوسائٹی کی زندگی اور بربادی پر موقوف ہے ' اور سوسائیٹوں کی زندگی و بربادی افراد کے صلاح و فساد اور معاشرت و اخلاق پر مبنی ہے - اخلاق و آداب معاشرت کی نگراں و محافظ صرف دو ہی چیزیں ہیں : خشیت الہی اور خوف انسانی - مبارک ہیں وہ جنکے قلوب خشیت الہی کے نشیمن ہیں ' اور ہر حال میں اون آنکھوں کو دیکھتے ہیں جو تاریکی و روشنی دونوں حالتوں میں یکساں دیکھنے والی ہیں ' اور جو خلوت و جمعیت ' دونوں میں یکساں نظر رکھتی ہیں !

لیکن وہ جو خشیت الہی سے محروم ہیں ' اونکا نگران اعمال کون ہوگا ؟ اگر اونمیں کوئی راستباز نہیں ' اگر اونمیں وہ نہیں جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی خدمت انجام دیتا ہے ' تو پھر اُن شریر روحوں کو ہدایت پر مجبور کرنے والی قوت اور کون ہوسکتی ہے ؟ پس ضرور ہے کہ ہر جماعت میں نوع انسانی کے ایسے سچے خدمت گذار موجود ہوں جو ہر باطل و ضلالت کو ہاتھہ سے مٹا دینے پر آمادہ ہوں - یہ نہوں تو وہ ہوں جو انکو زبان سے برا کہکر ہدایت کرتے ہوں - اگر ایسے بھی نہوں تو پھر غضب الہی کی روک ' انسانیت کے بقا ' اور فطرۃ کے عصہ سے بچنے کیلیے کم از کم ایسے تو ہوں جو طاقت اور اختیار نہ پاکر دل ہی دل میں برائی کو برا سمجھیں ' اور اسطرح بروں میں ہیں ' پر نیکی کے لیے بروں سے اپنے تئیں الگ کرلیں ؟ یہی معنی ہیں مسلم اور ترمذی کی اس مشہور حدیث مقدس کے کہ :

من رای منکم منکرا فلینکرہ بیدہ ومن لم یستطع فبلسانہ ومن لم یستطع فبقلبہ و ذلک اضعف الایمان (رواہ الترمذی)

جو مسلمان کسی برائی کو دیکھے وہ اسے اپنے ہاتھہ کے زور سے مٹادے - اگر یہ نہو سکے تو زبان سے برا کہے - اگر یہہ بھی نہو سکے تو دل سے برا سمجھے ' مگر یہ پست ترین درجۂ ایمان ہوگا -

(فرد کی محبت اور قوم سے عداوت)

جو لوگ حق گوئی سے نفرت کرتے ہیں کیونکہ اس سے بدکار انسانوں کے دل دکھتے ہیں ' اور خائنین ملت کو برا کہنا برا جانتے ہیں کہ اس سے بعض گنہگاران ملت کے دلوں میں ٹیس اُٹھتی ہے - کیا اُنہیں یہ نہیں معلوم کہ چند بد کاروں اور گنہگاروں کے ساتھہ محبت کرنا پوری قوم و ملک کے ساتھہ عداوت کرنا ہے ؟ کیا تم چپ رہکر مالک مکان کے ساتھہ دشمنی نہیں کر رہے ہو ' جبکہ تم دیکھہ رہے ہو کہ چور قفل توڑ چکا ہے اور اندر داخل ہونا چاہتا ہے ؟ تم اوس چور پر رحم کرتے ہو اور مالک مکان کو نہیں جگاتے ' مگر اس طرح صرف ایک مالک مکان کے ساتھہ ہی عداوت نہیں کرتے ہو ' بلکہ اس شہر کے تمام انسانوں کے ساتھہ عداوت کر رہے ہو ! چور کی ہمت کو تم نے بڑھا دیا - خوف انسانی جو پہلے ذرا دیتی تھی اب نہیں ذرائیگی !

(کشتی کی تمثیل)

کشتی جب ایک معصوم اور نیک کردار انسانوں کی جماعت کو لیے ہوے ساحل کی طرف آہستہ آہستہ آ رہی ہے تو تم ایک خائن و گنہگار انسان کو دیکھتے ہو کہ اپنی نا جائز عداوت کی بنا پر کشتی کے ایک تختے میں سوراخ کر رہا ہے - لیکن تم ترس کھاتے ہو اور اوسکا ہاتھہ نہیں پکڑتے - کیا اسکا نتیجہ یہ نہیں کہ ایک گنہگار انسان کے ساتھہ محبت کرکے تم سینکڑوں قابل رحم اور نیک انسانوں کے ساتھہ عداوت کررہے ہو ؟ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ کشتی ڈوب جانیکی پر تم محفوظ رہوگے ؟ دیکھو ' تمہارا رہنماے سفینۂ نجات اپنی مبارک تمثیل میں کیا بتاتا ہے ؟

قال النبی صلی اللہ علیہ و سلم مثل القائم علی حدود اللہ و المداھن فیھا کمثل قوم استھموا علی سفینۃ فی البحر فاصاب بعضھم اعلاھا و اصاب بعضھم اسفلھا ' فکان

اون لوگوں کی تمثیل جو حدود خداوندی میں مداہنت کرتے ہیں اور بیجا رعایت ' ایسی ہے جیسے ایک جماعت جس نے ایک کشتی میں حصہ لگایا - بعضوں کے حصے میں اوپر کا طبقہ آیا

الذين في البحر اسفلها يصعدون فيستقون الماء فيصبون على الذين اعلاها - فقال الذين في اعلاها لا ندعكم نصعد ون فنؤذ ننا ' فقال الذين في اسفلها فانا ننقبها في اسفلنا ' فان اخذوا على ايديهم فمنعوهم ' نجوا جميعاً ' وان تركوهم غرقوا جميعا ! (رواه البخاري والترمذي و احمد)

بعضوں کے حصے میں نیچے کا طبقہ - نیچے والے پاني وغیرہ کي ضرورت سے اوپر کے طبقہ میں جاتے تھے اور اوپر والوں پر چھینٹیں ڈالتے تھے - اسپر اوپر والوں نے کہا کہ اب ہم تمکو اوپر نہ آنے دینگے - تم ہمکو تکلیف پہنچاتے ہو - نیچے والوں نے کہا اگر تم اوپر نہ آنے دوگے تو نیچے کے تختے میں ہم سوراخ کردیتے ہیں - اب اگر لوگوں نے انکا ہاتھہ پکڑلیا اور اونکو اس سے باز رکھا تو سب محفوظ رہینگے - اور اگر چھوڑ دیا تو سب ہي غارت جائینگے "

(امم گذشتہ اور عذاب الہي)

تم سے پہلے بھي دنیا میں قومیں پیدا ہوئیں اور اپنے اعمال سئیہ کي پاداش میں آخر کار تباہ و برباد ہوگئیں - انکے حالات و واقعات ہمارے لیے تازیانۂ تنبیہ و عبرت ہیں ' لیکن کیا تمنے کبھي جاننے کي کوشش کي کہ انکي بربادي اور ہلاکت کا سبب کیا تھا ؟ ایک قوم کے چند افراد پہلے عصیان الہي ' خیانت ملي ' اور مذاہنت قومی کے مرتکب ہوتے ہیں - قوم کے اہل دانش و فہم اور ارباب ایمان و اخلاص اگر اسي وقت متنبہ ہوجائیں ' اور فرض الہي جو انکے ذمہ عائد ہے اوسکے ادا کرنیکي کوشش کریں ' تو یقیناً یہ سیل بلا چند لمحوں میں تھم جائیگا ' اور سفینۂ نجات قومي ' غرق ہونے سے محفوظ رہیگا ' لیکن اگر سوء اعمالي کے بد بختي اور سیہ کاري نے سیہ نصیبي کي صورت اختیار کرلي ہے ' تو اداے فرض کي جگہ مسامحت و مساہلت لے لیگي ' جو گنہگاروں کو بے باک اور بد کاروں کو دلیر بنا دیگي ' اور اسطرح اس تاریکي کا باریک پردہ جسنے پہلے صرف چند قلوب ہي کو فرض شناسي ' اطاعت ربانيَ ' اور ایثار ملی سے محروم کیا تھا ' اب اور زیادہ غلیظ و کثیف ہو جائیگا - تا آنکہ آنکھیں دیکھنے سے ' ہاتھہ ٹٹولنے سے ' پاؤں چلنے سے مجبور ہو جائینگے ' اور پھر اسي پردۂ ظلمت میں صاعقۂ عذاب چمک چمک کر اور کڑک کڑک کر ہلاکت کي خبر دیگا اور تمام قوم پر گرکے موت اور بربادي پھیلا دیگا - بني اسرائیل کی ہلاکت و بربادي کا افسانہ تم نے سنا ہے ؟

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ان اول ما دخل النقص على بني اسرائيل ' كان الرجل يلقى الرجل ' فيقول يا هذا اتق الله و دع ما تصنع فانه لا يحل لك ' ثم يلقاه من الغد و لا يمنعه ذلك ان يكون اكيله و شريبه وقعيده ' فلما فعلوا ذلك ضرب الله قلوب بعضهم على بعض - ثم قال " لعن الذين كفروا من بني اسرائيل على لسان داؤد و عيسى بن مريم " الى قوله " فاسقون " ثم قال : كلا و الله لتامرن بالمعروف و لتنهون عن المنكر ' و لتاخذن على يدي الظالم ' و لتاطرنه على الحق اطرا ' او لتقصرنه على الحق قصرا !

آنحضرت صلعم نے فرمایا : سب سے پہلے بني اسرائیل میں جو نقص پیدا ہوا وہ یہ تھا کہ ایک شخص دوسرے شخص سے ملتا جو مبتلاے گناہ تھا اور کہتا کہ اے شخص خدا سے ڈر ' اور اس کام سے باز آجا کہ تجھے جائز نہیں - پھر جب اُس گنہگار سے ملاقات ہوتی تو اُسے گناہ سے روکنا ترک نہ دیتا کیونکہ وہ اُسکا ہم نوالہ و ہم پیالہ ہو جاتا - جب بني اسرائیل ایسا کرنے لگے تو خدا نے (اثر صحبت سے) انکے دل یکساں کر دیے - پھر آنحضرت نے قران کي یہ آیۃ پڑھي " داؤد اور عیسی ابن مریم کي زبان سے وہ ملعون کیے گئے جنہوں نے بني اسرائیل میں سے کفر کیا "

(زراہ ابـو داؤد)

پھر فرمایا : خدا کي قسم تم اے مسلمانوں ! امر بالمعروف اور نہي المنکر کا فرض ادا کرو ' اور ظالموں کا ہاتھہ پکڑو اور اونکو حق و انصاف پر چلنے کیلیے مجبور کرو !

پھر کوئي ہے جو اس صداے حق کو جو قلب نبوۃ سے اُٹھي ' اور اس زبان سے نکلي جو " ماینطق عن الهوى " کي شہادت رباني سے مقدس اور " ان هو الا وحي يوحى " کي توثیق سے پاک کی گئي تھی ' سنے ' اور اُس اطاعت معصیت اور وفاداري ظلم و عدوان کے پردۂ فریب کو چاک کرے ' جسنے آج کروروں برادران اسلام کي نظروں سے خدا اور اسکي عدالت کي صورت چھپا دي ہے ؟

کیا تم نہیں سنتے کہ اسلام کا داعي مقدس تم سے کیا کہہ رہا ہے ' اور تم کو قائم کرنے والا تم سے کیا چاہتا ہے ؟ کیا صاف صاف وہ نہیں کہتا کہ ظالموں کا ہاتھہ پکڑو ' اور انہیں حق اور عدالت پر چلنے کیلیے مجبور کرو ؟ پھر کیا تم نے کبھی انکا وہ ہاتھہ پکڑا جو خدا کے بندوں پر ظلم و جبر کیلیے اُٹھتا ہے ؟ اور کیا کبھی اپنے جہاد صداقت و حریت سے انکا مقابلہ کیا کہ وہ حق کی پامالی سے باز آجائیں اور خدا کی پاک عدالت کیلیے مجبور ہوں ؟ اگر تم مومن و مسلم ہو ' تو تم کو وہ ہونا چاہیے جنہیں اس حکم الہی کے تخاطب سے پاک بنایا گیا - نہ کہ وہ ' جو معصیت کی اطاعت اور ظلم و عدوان کی وفاداري کی لعنت سے ناپاک کیے گئے ؟ تم حق کیلیے بنائے گئے ہو - پس حق ہی کے ہو کر رہو ! تم کو ظلم و ضلالت پر چیخنے ' چلانے ' ہاتھہ کو حرکت دینے ' اور زبان کو رقص جہاد لسانی کر دینے کا حکم دیا گیا ہے - پس خدا کی مغضوب و مردود قوموں کی طرح شیطانی وسوسوں کے مانعت نہ آؤ اور اپنے کاموں کو انجام دو ! سچا مسلم وہی ہے جو اس حکم پر عامل ہو ' اور وہ طلسم پرست روح کبھی مومن نہیں ہوسکتی - جو فاطر السمارات و الارض کے حکم اور ختم المرسلین کی دعوۃ کو بھلا دے - تم سے پہلے جنسے برباد ہوے انکي بربادي صرف اسي کا نتیجہ تھي کہ انہوں نے اس حکم الہي کو بھلا دیا ' اور ظلم نے دوست اور غاصب و جابر قوتوں کے غلام بنگئے - بني اسرائیل کي رحمت لعنت سے بدل گئي ' اور سلیمان کا تخت اور داؤد کا ہیکل خونخوار ظالموں سے بھر گیا - یہ سب کیوں ہوا ؟ صرف اسلیے کہ انہوں نے ٹھیک ٹھیک اُسي طرح خدا اور اسکے مقدس رسولوں کا حکم حق پرستي و حق پژوهي بھلا دیا جسطرح کہ اسے روے زمین کے سب سے بہتر انسانوں تم بھلا رہے ہو !!

اور اے علماے اُمت محمدیہ ! و اے رؤسا ملت اسلامیہ !! اُٹھو کہ وقت آگیا ' ہاتھہ بڑھاؤ کہ صداقت طالب اعانت اور اسلام اپنے فرض کیلیے پکار رہا ہے ! سنو ' صداے حق کیا کہتي ہے ؟ کیا علماؤ رؤساے بني اسرائیل کي طرح تمہارا بھي ارادہ اِس عہد شور و شر میں خاموشي وسکوت کا ہے تاکہ تمام قوم کي ہلاکت و بربادي کا سامان ہو ؟ کیا تم سب سے پہلے اِس بات کیلیے جوابدہ نہیں ہو جسکے لیے تمام امت جوابدہ ہے ؟ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ بني اسرائیل کا پہلا گناہ اسکے عالموں اور پیشواؤں ہي سے نکلا تھا ؟ آہ سنو کہ مخبر صادق کي آواز بے ہیف کیا کہہ رہي ہے ؟

والذي نفس محمد بيده لتامرن بالمعروف و لتنهون عن المنكر او ليوشكن الله ان يبعث عليكم عقاباً من عنده ثم لتدعونه فلا يستجاب لكم (رواه احمد و الترمذي)

اوس ذات اقدس کي قسم جسکے ہاتھہ میں محمد کي جان ہے ' تم فرض امر بالمعروف اور نہي عن المنکر ادا کرو ' ورنہ خدا تم پر اپنا عذاب بھیجیگا پھر تم پکاروگے ' لیکن قبول نہ کیا جائیگا !

مقالات

یورپ اور قدیم تصاویر

چند مہینوں کي بات ہے - رائٹر نے سفربجست عورتوں کے جنگی اقدامات کے سلسلہ میں یہ خبر سنائي تھي کہ لنڈن کے شاہي عجائب خانے کي گیلري پر حملہ کیا گیا اور ایک نہایت قیمتي قدیم تصویر خراب کردي گئي جسکي قیمت ایک لاکھہ پاونڈ کے قریب تھي -

اس تار برقي کو پڑھکر بہت سے لوگوں کو تعجب ہوا تھا کہ کیا ایک پراني تصویر اتني قیمت کي بھي ہوسکتي ہے ؟

اسي زمانے میں ہم نے چاہا تھا کہ قدیم تصاویر کے متعلق ایک مضمون شائع کیا جاے اور اسکے اہم واقعات جمع کریں تاکہ قارئین الہلال کو موجودہ یورپ کی اس سب سے بڑي قیمتی جنس اور تجارت کا حال معلوم ہوجاے - آج اس مضمون کو شایع کرتے ہیں -

* * *

ابھي چند دنوں کي بات ہے کہ یورپ پر فلاکت و افلاس چھایا ہوا تھا ' اور ہزارہا انسان ایک گلاس بیر یا ایک انگیٹھي کوئلے کے نہ ملنے سے بیکسانہ دم توڑ کر راہی ملک عدم ہوتے تھے !

مگر اب موسم بدل گیا ہے ' اور وہ نسیم مراد جو کل تک ایشیا میں چلتي تھي ' آج مغرب میں چلرہي ہے - دولت کے چشمے جو ایشیاء میں کبھي ابلا کرتے تھے ' اب بھي جوشزن ہوتے ہیں ' مگر ان سے جو سیلاب جاري ہوتا ہے اسکا رخ صرف یورپ ہی کی طرف ہے - صنعت و تجارت اپنی مقناطیسي کشش سے ایک ایک چپہ کو ایشیا کے گوشے گوشے سے کھینچکر مغرب پہنچا رہي ہے ' اور آج مغرب میں بے شمار انسان ایسے موجود ہیں جنکي آمدنی کا حساب ایک ایک گھنٹے کي آمدني سے لگایا جاتا ہے !

اس غیر معمولي دولتمندي کا قدرتي نتیجہ ہے کہ ضروریات اور کمالیات تمدن سے گزر کے اب امتیازات میں مسابقت و مباہات شروع ہوگئي ہے - ایک شے گو کتني ہي بیکار ہو لیکن اگر اپنے اندر کوئي ندرت یا اعجوبگی رکھتي ہے تو اسکي قیمت میں اتني بڑي بڑي رقمیں دیجاتي ہیں کہ اگر وہ بدبخت انسانوں کے اطعام و ناقہ شکني میں صرف ہوتیں تو ایشیاء کي وہ ہزارہا ہستیاں راتوں کو آرام سے سو سکتیں ' جنکی شب ہاے حرماں کروٹیں بدلتے یا ستارے گنتے بسر ہوا کرتي ہیں !!

* * *

اس قسم کي چیزیں زیادہ تر عام نیلاموں میں فروخت ہوتي ہیں - گذشتہ ربع صدي میں اس قسم کے جو بڑے بڑے نیلام ہوے ہیں ' انمیں سے بعض یہ ہیں :

نیلام	تاریخ	مقدار اشیا	ایام	قیمت بحساب پونڈ
جاک در سے	۱۹۱۲	۳۶۷	۴	۵۵۵۳۰۰
قصر ہملٹن	۱۸۸۲	۲۲۱۳	۱۷	۳۹٬۵۶۲
میتم یولج	۱۹۰۲۳	۲۸۲۰	۳۰	۳٬۹۳۱۴
ایریڈرک اسٹیزر	۱۸۹۳	۳۳۶۹	۳۷	۳۶۴۳۱
جورن ٹیلر	۱۹۱۲	۱۵۴۵	۱۲	۳۵۸۴۹۹
پارکس	۱۹۱۰	۱۹۸	۳	۳۰۵۳۳۵
ایڈر ڈریر	۱۹۱۲	۳۶۴	۳	۲۱۹۵۲۵

مشہور رفیل مصور کي بنائي ہوئي ایک تصویر جو ایک لاکھہ ۳۰ ہزار پونڈ کو فروخت ہوئي !

نیلام	تاریخ	مقدار اشیا	ایام	قیمت بحساب پونڈ
میتم رسل	۱۹۱۲	۳۱۳	۴	۲۱۸۸۲۶
سرکیز کارنیجیر	۱۹۱۲	۲۷۲	۳	۱۵۷۷۶۱
الگزنڈر نونگ	۱۹۱۰	۶۸۳	۳	۱۵۳۸۹۱
جان ڈلفس	۰۰۱۲	۵۹۴	۶	۱۴۱۰۰۳
اسٹیفن	۱۸۹۵	۱۲۴۹	۹	۱۴۱۰۰۳
ہولنڈ	۱۹۰۸	۴۳۲	۳	۱۳۸۱۱۸
بیرن شروڈر	۱۹۱۰	۴۲۳	۳	۱۳۰۰۵۸
رتھیمر	۱۹۱۲	۱۷۶	۲	۱۳۲۰۲۱
لارڈ ڈبڈلي	۱۸۹۲	۱۹	۱	۱۰۱۳۲۰

یہ صرف چند تاریخی نیلاموں کی فہرست ہے ورنہ اس قسم کے عام نیلام تو ہمیشہ ہوا کرتے ہیں -

(قدیم تصاویر)

اس قسم کے نیلاموں میں جو چیزیں زیادہ تر فروخت ہوتي ہیں ' وہ قدیم تصویریں اور پراني قلمي کتابیں ہیں - اسوقت ہم صرف تصاویر کو لیتے ہیں اور کتابوں کو آیندہ فرصت کے لیے ملتوي رکھتے ہیں -

نام تصویر	نام مصور	نیلام	قیمت
مریم اور مسیح (علیہما السلام)	انڈریا مانتیا	ویر	۲۹۵۹۰
ایک بڑھیا	فرنیس ہوس	برلس	۶۷۳۶۰
تیر اور انوار نیلگون	ٹرنر	,,	۲۵۸۹۰
دي وال لابییوي	دي لاثور	درسے	۲۴۴۰۰
مسز ولیمس	ریبرن	-	۲۳۳۱۵
مسز ہاے	,,	-	۲۲۲۶۰
ایک بڑھیا جو پرند کے پر نوچ رہي ہے	رمبرنٹ	لیوتھا	۱۹۸۰۰
سارمي	رنیہلبٹ	کارکانو	۱۹۲۰۰
امیرہ ٹیلیرنڈ	میتم رنگابرون	درسے	۱۶۰۰۰

ہیدي ٹریل	ربیرن		۱۷۰۰
ہمفیر رمبرنٹ (مشہور مصور رمبرنٹ)	کار کانو		۱۴۶۰۰
ایک لڑکي مع بیچ		ہرکر	۱۴۱۰۰
خلوت	کوارٹ	کارکانو	۱۴۰۰۰
پیٹا	منتانیا	ربدي	۱۲۹۱۵
بازار جانا	ٹرون	یارکس	۱۲۱۰۰
سینٹ زینو بیرس کي زندگی	بوچلے	ایڈي	۱۱۳۴۰
ایک یہودي ربي	رمبرنٹ	یارکس	۱۰۲۸۰
تعلیم سب کچھہ کرتي ہے	ڈرو	روسل	۱۰۰۰۰

اس فہرست میں آپنے دیکھا ہوگا کہ بعض بعض تصویروں کي قیمت ... ۲۹ پونڈ سے زاید دي گئی - آپ شاید اسي قیمت کو انتہا لي خیال کرینگے ؟ مگر ذرا انتظار کیجیے - عنقریب ایک اور تصویر کا تذکرہ آپکي نظر سے گزریگا جسکے متعلق خود یورپ نے تسلیم کرلیا ہے کہ یہ گراں ترین تصویر ہے جو آج تک فروخت ہوئي ہے -

(قدیم تصاویر کي تجارت)

قاعدہ ہے کہ جب کوئي کام چلنے لگتا ہے تو پھر لوگ اسے بطور پیشے کے اختیارکرلیتے ہیں - چنانچہ جب بعض لوگوں نے دیکھا کہ نوادر و تحف کا مذاق بڑھرہا ہے اور لوگ عام طور پر اسکے متلاشی و جویا ہوتے ہیں ' تو انہوں نے پیشہ کے طور پر یہ کام شروع کردیا - اسوقت یورپ اور امریکہ میں بہت سي کمپنیاں نہایت وسیع پیمانے پر قائم ہیں - جہاں صرف نوادر و عجایب فروخت ہوتے ہیں - انکے وکیل (ایجنٹ) تمام اقطار عالم میں پھیلے ہوے ہیں - جہاں کوئي عجیب یا نادرہ روزگار شے انہیں نظر آجاتي ہے ' فوراً اپني کمپني کو اطلاع دیدیتے ہیں -

نوادر و عجائب کي تجارت کسقدر نفع بخش ہے ؟ اسکا اندازہ ذیل کي فہرست سے ہوسکتا ہے جسمیں صرف چند تصاویر کا ذکر ہے جو ان نوادر فروشوں نے لي تھیں اور اسکے بعد پھر فروخت کیں :

نام تصویر	نام مصور	خرید بحساب پونڈ	فروخت بحساب پونڈ
مریم (علیہا السلام)	انڈریا منتانیا	۴۰۰۰	۲۹۵۰۰
مدیشي	انجیرلو برنزینو	۷۰۰۰	۱۱۳۴۰
ایک جوان	,, ,,	۲۰۰۰	۶۰۹۰
مسین	پرلن ویرونیز	۱۲۰۸	۷۲۲۰
زمین اور انسان -	ٹھیان	۲۱	۱۱۲۵
مریم (علیہا السلام)	کارلوکریولي	۹۰	۲۸۰۰
,, ,,	دي بلٹو منیاردي	۱۹۹	۲۵۰۰
رہنس کے قریب ایک جزیرہ -	فرنسکو گارڈي	۱۷	۲۱۰۰

اس فہرست میں ۹۰ پونڈ کو جو تصویر خریدي گئي تھي وہ اٹھائیس سو پاؤنڈ کو فروخت کی گئي !

غرضکہ یورپ کي تمام تجارتوں میں نوادر فروشي کي تجارت سب سے زیادہ نفع بخش ہے - اسکی بڑی وجہ یہ ہے کہ بعض نوادر نہایت کم قیمت ملجاتے ہیں - کیونکہ انکے بے خبر مالک انکی قیمت سے واقف نہیں ہوتے - تھوڑے عرصہ کے بعد جب وہ بکنےلگتے ہیں تو اصلي قیمت سے اتنے زیادہ داموں پر فروخت ہوجاتے ہیں کہ دوسري تجارتوں میں اتنے نفع کا تصور بھي نہیں ہوسکتا - بعض تصویرونکي تو یہ حالت ہے کہ انکي قیمت ایک ایک لاکھہ پونڈ ملي ہے - چنانچہ آپ ابھي پڑھ آے ہیں کہ "ارض و اشخاص" تصویر ۲۱ پونڈ کو لي گئي تھي اور ۱۱۲۵ کو فروخت ہوئي !

ایک اور تصویر جو لیوپہ کے نیلام میں ۵۶۰ پونڈ کو ایگئي تھی ' ۱۹۸۰۰ پونڈ کو فروخت ہوئي - کارکانو کے نیلام میں جو تصویر ۱۴۶۰۰ پونڈ کو فروخت ہوئي ' وہ دراصل ۸۸۴ پونڈ کو خریدي گئي تھي - ویر کے نیلام میں جس تصویر کے ۲ ہزار پونڈ آے ' وہ صرف ۲۳۱ پونڈ کو خریدي گئي تھی !!

(تصاویر کي انتہائي قیمت)

میدان عمل میں ہزاروں آدمي اترتے ہیں اور ان میں بہت سے ایک حد تک کمال بھي پیدا کرلیتے ہیں - مگر ایسے لوگ جنہیں انتہاء کمال اور قبول عام کي سند ملے صرف چند ہي ہوتے ہیں - لیکن جنہیں یہ مرتبۂ بلند ملتا ہے انکي قدردانی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ کسي شے کا انکي طرف منسوب ہو جانا ہي اس شے کے بیش بہا ہونے کے لیے کافي ہوتا ہے - چنانچہ ہولینڈ ' امریکا ' ڈینمارک ' جرمني ' اطالیا وغیرہ کے جن مصوروں نے شہرت کمال حاصل کي ہے ' انکی تصویرونکي قیمتوں میں برابر اضافہ ہوتا رہتا ہے - مثلاً یورپ میں رمبرنٹ مصور بہت مقبول ہے - اسکي تصویروں کي جو قیمت چند روز پہلے تھی وہ آج نہیں ' اور جو آج ہے وہ یقیناً کل نہ ہوگی - مارکوئس آف لینڈرن کے یہاں رمبرنٹ کی تصویر تھی جو اُس نے نہایت بڑي قیمت پر لی تھی - اسکے بعد جب فروخت کي گئی تو ایک لاکھہ پونڈ کو فروخت ہوئی ! یہ تصویر فیور شام کے پاس پہنچی اور جب اُس نے فروخت کي تو اسکی قیمت ۵ لاکھہ پونڈ ملی !

جان اسٹین بھي ایک مشہور مصور ہے - اسکي ایک تصویر سنہ ۱۸۷۷ ع میں ۸۷۰ پونڈ کو فروخت ہوئی تھي ' مگر سنہ ۱۹۱۳ ع کے موسم گرما میں ۲۱۵۲ پونڈ کو بکي ! گیرارڈ دیوید کي ایک تصویر سنہ ۱۸۹ ع میں ۱۲۰ پونڈ کو فروخت ہوئي تھي لیکن گذشتہ سال دیفرس کے نیلام میں اسکي قیمت ۱۴۶۰ پونڈ ملي !

ان تمام واقعات سے بھي زیادہ تعجب انگیز یہ ہے کہ مریا ٹریزا جو البین کے ایک مشہور مصور ریلا سکزنا کي لڑکي تھي ' اسکی تصویر بیسویں صدي کے آغاز میں ۲۰ پونڈ کو خریدي گئی تھی - اب وھي ربر کے نیلام میں ۲۲۵۰ کو فروخت ہوئی ہے !

دیل میں ایک فہرست دي جاتی ہے جس سے معلوم ہوسکیگا کہ کن کن مصوروں کی تصویرونکی کیا کیا قیمت ملي ہے ؟

نام تصویر	نام مصور	خرید	فروخت
دي رال دي برنی	دي لاٹور	۲۰۸	۲۴۰۰۰
امیرہ ٹلیرنڈ	میڈم دی برون	۶۴۰	۱۶۰۰۰
قرباني	فراگونار	۲۱۲	۱۴۴۰۰
تعلیم	,,		۱۰۰۰۰
تعظیم	,,	۸۰۰	۲۸۴۰
شاگرد	ڈرو	۴۸	۸۲۰۰
بانيِ قصور	شارڈن	۴	۷۲۰۰

(مصورین انگلستان)

ہم نے ابھي تک انگریزوں کي تصاویر کا ذکر نہیں کیا ہے - اس سے آپ یہ نتیجہ نہ نکالیں کہ انگریز اس میدان میں بالکل نہیں اترے یا اترے مگر کوئي کمال پیدا نہ کرسکے - صرف ایک گذشتہ سال کے اندر انگریز مصوروں کي کھینچي ہوئي تصویریں جو فروخت ہوي ہیں ' انکی فہرست یہ ہے :

ارزار طرابلس

نام تصویر	نام مصور	خرید بحساب پونڈ	فروخت بحساب پونڈ
خروج	پرنگٹن		۳۴۰۰
مصور کی لڑکیاں	کانیمرد	۵۸۸۰	۸۴۰۰
مسز پرل بیچلي	"		۴۶۲۰
جان الڈ	"		۴۲۰۰
مسز گرانفل	جان هیز		۳۵۷۰
کوینٹھه رملٹھن	سر طامس لارنس		۱۷۴۰۰
سر چارلس لاذر	"		۴۶۴۰
مسز هاے	سر ایچ بریبرن		۲۲۲۶
جنرل هاے	"		۵۲۵۰
مسز لونی ڈیوڈ سن	"		۳۲۶۰
مسز طامسن	"		۴۶۷۲
لارڈ نیوٹن	"		۷۱۲۰
مس مانٹلو	"		۵۰۴۰
مسز آگیلنس لو	"		۴۹۰۵
ایک لیڈي کي تصویر	"		۳۹۹۰
مسز میکرٹني	"		۳۳۶۶
مسز ڈنکن	"		۳۳۲۰
جنه لیڈي اسٹکهاپ	سر برینگلڈز		۶۳۰۵
لیڈي سارا ریبرن	"		۸۶۱۰
لیڈي بلیک	"		۵۲۵۰
قابیین وتعزیت کي لڑکیاں	"		۹۰۳۰
یونس میں ایک بڑا تالاب	ٹرنر	۳۱۰	۳۲۸۰

اس فہرست سے جو صرف سال گذشته کي فروخت شده تصاویر کي هے' آپکو اندازه هوگیا هوگا که انگریزي قوم باکمال اور مقبول عام مصوروں سے خالی نہیں هے - گذشته صفحات میں آپنے پڑها هوگا که بعض بعض تصاویر کي قیمت ایک ایک لاکهه پونڈ هے مگر جیسا که هم لکهچکے هیں' اسکو گراں بهائي کی انتهائي سرحد تصور کرنا درست نہوگا - ابهي حال میں ایک تصویر (جو آپکو اس مضمون کے صفحه اول کي ابتدا میں نظر آتي هے) ایک لاکهه ۴۰ هزار پونڈ کو فروخت هوئي هے - یه تصویر پنیشیگبر میڈونا کي هے اور اسکے بنانے کا فخر ریفیل کے قلم کو حاصل هے - یه تصویر لیڈي کوپر کے پاس تهي - لیڈي کوپر کے پاس سے لیڈي ڈیونشائر کے پاس پہنچي جو لیڈي کوپر کي رشته دار هیں - اور لیڈي ڈیونشائر سے ڈیوربن کي معرفت امریکه کے مشهور اور بہت بڑے دولتمند تاجر مسٹر پي - اے - بي - ونڈر نے خریدي هے -

الهـــلال كـــي ايجنســـي

هندوستان کے تمام اردو' بنگله' گجراتي' اور مرهٹي هفته وار رسالوں میں الهـــلال پہلا رساله هے' جو باوجود هفته وار هونے کے روزانه اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا هے - اگر آپ ایک عمده اور کامیاب تجارت کے متلاشي هیں تو ایجنسي کي درخواست بهیجیے -

افریقـه کا سر مخـفی

شیخ سنوسـي اور طریقـۂ سنوسیـه

(۴)

(شیخ سنوسي دوم اور متمهدي سوداني)

شیخ سنوسي دوم کے عهد کے سب سے بڑے واقعات دو هیں :

(۱) محمد احمد سوڈانی کا ادعاے مهدویت اور سوداني تحریک -

(۲) فرانسیسي سرحد تک سنوسي حکومت کا پہنچنا اور باهمي جنگ و پیکار -

مهدي سوداني اور شیخ کے تعلقات کا واقعه اس لحاظ سے بہت اهم هے که شیخ اول و دوم کی نسبت بهی ادعاء مهدویت کا گمان کیا جاتا تها - نیز اس لیے بهی که اس سے شیخ کے طریقه اور مقصد دعوة پر روشنی پڑتی هے -

محمد احمد سوڈانی نے جب مهدویت کا دعوا کیا' اور تمام سوڈان اور اطراف افریقیۂ شمالي میں اسکے خلفا پهیلنے لگے تو شیخ نے ایک نا طرفدارانه اور خاموش حالت اختیار کرلي - نه تو انهوں نے اسکو روکنا چاها' اور نه اپنے عظیم الشان حلقه اثر کو اسکي اعانت کا حکم دیا - وه دیکهه رهے تهے که یه ابتدا هی سے ایک جنگی تحریک هے' اور اسکا اجتماع دفع کفار و اعداء اسلام کیلیے بهر حال مفید هے - پس اسکو روکنا اور اسکي عملاً مخالفت کرني مصلحت ملي کے خلاف هے - البته اسکي اعانت بهي نہیں کي جاسکتي کیونکه اسکي بنیاد دعوے پر رکهي گئي هے اور وه دعوا صحیح نہیں هے -

لیکن سودانی کیلیے ضروري تها که وه شمالي افریقۂ و مصر' بلکه تمام عالم اسلامي اور تمام براعظم افریقه و جزیرۂ عرب کے اس عظیم الشان حلقۂ دعوة کي طرف جلد سے جلد متوجه هوتا اور اس سے فائده اٹهانے کي کوشش کرتا - خود شیخ سنوسي اول کي نسبت ادعاء مهدویت کا ذکر کیا جاتا تها' اور بہت سے لوگ آیندہ ظهور میں آنے والے واقعات کی نسبت اسکي پیشین گوئیاں بیان کیا کرتے تهے - یه بهي مشهور تها که وه خود اپنے تئیں موعود و منتظر قرار نہیں دیتا' لیکن عالم الهی کي بنا پر کہتا هے که اسي کے نسل سے کوئی ظهور هوگا - ان حالات میں محمد سوڈانی نے سمجها که اگر یه سلسله اسکا ساتهه دے' تو وه اپنے کاموں کیلیے تمام دنیا سے مستغنی هوجائیگا' اور ایسا هونا ممکن بهی هے - کیونکه اسی قسم کے خیالات اسکی نسبت بهی بیان کیے جاتے هیں -

چنانچه سنه ۱۸۸۳ میں جبکه سوڈاني کي تحریک ابتدائي منزلوں سے گذر چکي تهي' اُسنے ایک لنبا چوڑا خط شیخ سنوسي کے نام لکها' اور اسمیں اُسے دعوت دي که اگر وه ساتهه دیگا تو سوڈاني اسے اپنے مخصوص ترین خلفا میں جگه دینے کیلیے طیار هے - یه مراسله شیخ عبد الله نامي ایک سوڈاني عالم کے ذریعه روانه کیا گیا تها -

(سوڈانی کا خط شیخ کے نام)

یہ خط اُن مختلف کتابوں میں نقل کیا گیا ہے جو فتح سوڈان کے بعد مصر میں شائع کی گئیں - نعوم بک نے تاریخ سوڈان گورنمنٹ مصر کے سرکاری کاغذات سے مرتب کی ہے' اور اس خط کی نسبت لکھا ہے کہ اسکی نقل خرطوم میں سنوسی کے خزائن سے ملی - ہمیں اُس دینی و سیاسی تعصب کا حال بھی معلوم ہے جو گورنمنٹ مصر اور مصر کے انگریزی اثر کے حلقوں میں سوڈانی تحریک کی نسبت قدرتاً موجود ہے' اور اسلیے پورے وثوق سے نہیں کہا جا سکتا کہ ان نیم سرکاری کتابوں کے پیش کردہ کاغذات کہاں تک صحیح اور درست ہیں ؟ تاہم اس واقعہ کی صحت میں بھی شک نہیں- کیونکہ خود سنوسی اعیان و اکابر نے اس واقعہ کو بیان کیا ہے' اور ظن غالب یہی ہے "کہ اِس خط کی نقل بھی صحیح ہوگی -

اس خط میں حمد و نعت کے بعد پہلے اپنے اُن حالات کو لکھا ہے جو ادعاء مہدیت سے پہلے پیش آئے اور جو آنے والے ظہور کی خبر دیتے تھے - اسکے بعد حکم الٰہی سے دعوا کرنے کا حال لکھا ہے

یہ پہلی اور ایک ہی تصویر ہے جو موجودہ حضرۃ شیخ سنوسی اور انکے خلفاء خاص کی لی گئی ہے - موجودہ شیخ دائیں طرف سے تیسرے ہیں

اور وہ تمام دلائل لکھے ہیں' جو اُسکے خیال میں اثبات مہدیت کیلیے قاطع ہیں - مثلاً یہ کہ میرا نام محمد ہے - میری ماں کا نام آمنہ تھا اور باپ کا عبد اللہ - حدیثوں میں آیا ہے کہ آنے والے مہدی کا نام اور اسکے والدین کا نام وہی ہوگا جو آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم اور انکے والدین کا ہے - وغیرہ وغیرہ

اسکے بعد شیخ سنوسی کو مخاطب کر کے کہتا ہے :

"واعلم یا حبیبی قد کنا ومن معنا من الاعوان' ننتظرک لاقامۃ الدین قبل حصول المہدیۃ المعہد الذلیل' وقد کاتبناک لما سمعنا باستقامتک ودعایتک الی اللہ علی السنۃ النبویۃ وتأہبک لاحیاء الدین المتجمع معک - ولیکن لم ترد لنا المکاتبۃ رأی ذالک من عدم وصولہا الیکم - حتی انی ذاکرت جمیع من اجتمعت معہ من اہل الدین والشیوخ و الامراء المشہورین فابوا ذلک لہوان الدین عندہم وتمکن حب الوطن والحیاۃ فی قلوبہم وقلۃ توحیدہم حتی بایعنی الضعفاء علی الفرار بالدین' واقامتہ علی ما یطلب رب العلمین' وقنعت نفوس من بایعناہ من الحیاۃ الدنیا لما یرون للدین من الممات -

ولا زال المساکین الذین لم یبالوا باللہ بما فاتہم من المکاسب یزدادون' وفیما عند اللہ یرغبون -

حتی ہجمت المہدیۃ الکبری من اللہ ورسولہ علی العبد الحقیر- فاخبرنی سید الوجود (صلعم) بانی المہدی المنتظر وخلفنی علیہ الصلاۃ والسلام علی کرسیہ مراراً بحضرۃ الخلفاء الاربعۃ والاقطاب والخضر علیہ السلام -

ولازال التاییـد یزداد من اللہ ورسولہ وانت منا علی بال حتی جاءنا الاخبار فیک من النبی (صلعم) انک من الوزراء لی - ثم ما زلنا ننتظرک حتی اعلمنا النبی الخضر علیہ السلام باحوالہم وبما انتم علیہ - ثم حصلت حضرۃ عظیمۃ عن النبی (صلعم) فما خلفہ من اصحابہ ومن اصحابی فان اجلس احد اصحابی علی کرسی ابی بکر الصدیق واحدہم علی کرسی عمر' واوقف کرسی عثمان فقال ہذا الکرسی لابن السنوسی الی ان یاتیکم بقرب او طول - واجلس احد اصحابی علی کرسی علی رضوان اللہ علیہم' ولازالت وروحانیتک تحضر معنا فی بعض الحضرات مع اصحابی الذین ہم خلفاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم -

فاذا بلغک جوابی ہذا' اما ان تعاہد فی جہاتک الی مصر ونواحہا ان لم یسلموا' واما ان تہاجر الینا - ولکن الہجرۃ احب الینا لما علمت من فضل الہجرۃ من زیادۃ الثواب والمقابلۃ ان تیسرت - وعلی کل حال ترد الینا مفـک الافادۃ بما سیصیر الیہ عزمک من جہاد او ہجرۃ ومثلک تکفیہ الاشارۃ "

خط کا خلاصہ یہ ہے کہ "قبل اظہار مہدیت کے میں اور میرے اعوان واحباب آپکا انتظار کرتے تھے اور اسی لیے ایک خط بھی آپکی طرف بھیجا گیا تھا - اسکا سبب یہ تھا کہ ہمنے آپکی استقامت اور خدمت دین و ملت کا حال سنا ہے' اور ہم جانتے ہیں کہ آپ دین اسلام کو زندہ کرنے اور سنت نبوی کی تازگی کیلیے نہایت استقامت اور قوت سے کوشش کر رہے ہیں' اور اس لیے ہمارا اور آپکا اس مقصد کیلیے جمع ہو جانا بہت مبارک اور بہتر تھا - ہم اُس خط کے جواب کے منتظر تھے لیکن غالباً وہ آپ تک نہیں پہنچا اور اسی لیے کوئی جواب حاصل نہیں ہوا -

اسکے بعد میں نے اس مقصد کیلیے بڑے بڑے لوگوں سے ذکر کیا - لیکن حب دنیا دین پر غالب آئی اور بڑا غریب اور مسکین لوگوں کے کسی نے میرا ساتھ نہ دیا - یہاں تک کہ مہدیۃ کبری کا ظہور ہوا - اللہ اور اسکے رسول کے طرف سے یہ درجہ مجھے عطا کیا گیا' اور حضرۃ سید الوجود صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ میں ہی مہدی منتظر ہوں- چنانچہ بار بار مجھے آنحضرۃ نے خلفاء اربعہ' اقطاب و اولیا' اور خضر علیہ السلام کے حضور میں کرسی مہدیۃ پر بٹھایا' اور روز بروز میری قوت بڑھتی جاتی ہے -

اسی اثنا میں مجھے آپکی نسبت بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ وہ تیرا وزیر ہوگا - میں برابر ظہور خبر کا انتظار کر رہا تھا کہ پھر خضر علیہ السلام نے آپکے تمام حالات مجھے

بتلائے' اور اسکے بعد خود آنحضرة صلی الله علیه وسلم کے دربار میں مجھے حضوري نصیب هوئي اور میں نے دیکھا که انکے اصحاب کے ساتھه ساتھه میرے اصحاب کے مقامات بھی قرار دیے گئے هیں - چنانچه مجھے نظر آیا که حضرة ابوبکر صدیق کی کرسي پر میرے ایک اصحابي کو جگه دي گئی هے ' اور اسی طرح حضرة عمر کی کرسي پر میرے دوسرے صاحب کو - حضرة عثمان کی کرسی کی نسبت مجھسے کہا گیا که وہ ابن السنوسي کیلیے هے - (یعنے آپکے لیے)

پھر میں نے حضرة علي کي جگه دیکھي اور اسپر اپنے ایک دوسرے رفیق کو متمکن پایا -

میں نے همیشه آپکي روحانیة کو اپنے بعض اصحاب کے ساتھه اپنے همراه پایا هے "

آخر میں لکھا تھا :

" جب میرا یه خط آپکو ملے تو چاهیے که دو راستوں میں سے ایک راسته اختیار کریں - یا تو آپ مصر اور اسکے نواحي کی طرف متوجه هوں - یا هماري طرف هجرت کریں - یه دونوں صورتیں آپکے سامنے هیں -

البته مجھے هجرت زیاده محبوب هے اور آپکو معلوم هے که هجرت کا ثواب سب سے زیاده هے "

(شیخ سنوسي کا جواب)

شیخ سنوسي نے اس خط کو پڑھکر کیا جواب دیا ؟

یه ظاهر هے که یه مرقعه شیخ کي صداقت اور راست بازي کے لیے ایک کامل درجه کي آزمایش تھی - اگر اسکے دل میں جھوٹے دعوؤں اور غلط اعلانات کا اچھه بھي کھوٹ هوتا تو وہ اس مرقعه پر یا تو سودانی کا ساتھه دیتا یا اسکے سامنے ایسے هي روحاني دعوے پیش کرتا -

سودانی اسکي نسبت شهادت دے رها تھا که اسکا مرتبه غیر معمولي اور عام انساني کمالات سے ارفع هے ' اور اسکي جگه آنحضرة صلے الله علیه وسلم کے اصحاب اور خلفاؤ جانشین میں اسے نظر آئي هے - پس اگر اسکے دل میں سچائی نهوتی تو ضرور تھا که اس بڑي شهادت سے فائده اٹھانے کی کوشش کرتا -

لیکن جونهي اسنے خط کو پڑھا اور اس حصے تک پهنچا جهاں سودانی نے لکھا تھا که " میرے ساتھیوں کو آنحضرة کے خلفاء و اصحاب کي جگه دي گئی " تو وہ غصه سے بھر گیا ' اور اسکے بعد جب یه پڑھا که " حضرة عثمان کي کرسي تمهارے لیے مخصوص کي گئي هے " تو اسکے غیظ و غضب کي کوئی انتها نهیں رهي - اس نے خط پھینک دیا اور چلاکر کہا :

" استغفر الله ! جس خاک پر سے اصحاب رسول اور حضرة عثمان گذرے هیں' هم تو اسکا درجه بھي حاصل نهیں کر سکتے - کجھه نهیں - یه هفوات و خرافات هیں هے ' دین کی تحقیر' اور شارع مقدس کا مقابله ! ! "

اس نے سودانی ایلچي کو نا کام واپس کردیا اور کہا که میرے پاس تمهارے متمهي کیلیے کجھه نهیں هے - اگر وہ کفار سے مقابله کي طیاري نه کرتا اور سر زمین اسلام کو دشمنان ملت سے پاک کرنے کي تحریک نهوتی تو میں اسکی پوری پوري مخالفت کرتا -

ایڈیٹر الهلال کی راے

میں همیشه کلکته کي یورپین فرم جیمس مرے کے یهاں سے عینک لیتا هوں - اس مرتبه مجھے ضرورت هوئي تو مسرز ایم - ان - احمد اینڈ سنز (نمبر ۱۵/۱ - رپن اسٹریٹ کلکته) سے فرمائش کی - چنانچه دو مختلف قسم کی عینکیں بنا کر انهوں نے دي هیں اور میں اعتراف کرتا هوں که وہ هر طرح بهتر اور عمده هیں' اور یورپین کارخانوں سے مستغنی کر دیتی هیں - مزید براں مقابلتاً قیمت میں بھی ارزاں هیں - کام بھی جلد اور وعدے کے مطابق هوتا هے -

(ابو الکلام آزاد - ۲ مئی سنه ۱۹۱۳ع)

تاریخ حیات املا

مسئلۂ قیام الهلال

الهلال کي گذشته اشاعتوں میں " مسئله قیام الهلال ه آخری فیصله " دیکھکر بے حد رنج هوا -

قوم کي اس تیره و تاریک گھٹا میں الهلال اور صرف الهلال هي کي روشني ایسي هے جو گم گشتگان بادیه گمراهي کي صحیح رهنمائي کرسکتي هے - الهلال اور صرف الهلال هي ایک سچا هادي اور ایک ایسا رهبر و رهنما هے جو کشتي قوم کو گرداب ضلالت سے نکالکر سچي راه پر لگا سکتا هے ' اور جسکے سچي اور بے لاگ صلاح پر قوم کي دینی و دنیاوي فلاح منحصر هے - اگر اسکي ضرورت هے که مسلمان زنده رهیں' اگر یه ضروري هے که اسلام صرف نام هي کو باقي نه رهے بلکه هر مسلم هستي کو سچا مسلمان هونا چاهیے' تو یقین فرمائیے که میرا یه ایمان هے که الهلال کو زنده رهنا اور قوم کي رهنمائي کرنا چاهیے !

مانا که الهلال اپني " پهلی منزل دعوة " سے گذر چکا هے' لیکن قوم ابھی پوري طرح سے بیدار نهیں هوئی اور میں اس تباهکن غفلت کے خیال سے لرز رها هوں جو هر بار آنکھوں پر چھا جایا کرتي هے - پس قطعي ضروري هے که یه صداے غفلت شکن برابر جاري رهے -

آنجناب نے جو صورت الهلال کے مالي مسئله کي درستی کي تجویز فرمائي هے' وہ اس خیال سے که مسلم پبلک شاید زیادتي قیمت کي متحمل نه هوسکی' نهایت مناسب هے' لیکن میں چونکه اپنے زمانۂ قیام کلکته میں (جب ڈالٹري و علم حیوانات پڑھتا تھا) الهلال پریس کے وسیع انتظامات دیکھه چکا هوں' اسلیے میري راے یه هے که زیادتي قیمت هي بهتر تھي اور الهلال آٹھه روپیه میں بالکل مفت هے - بهر حال میں کوشش میں هوں که خریدار پیدا کروں اور میرا اراده هے که ان اطراف میں دوره کروں اور لوگوں کو خریداري پر آماده کروں - بهتر تھا که جناب قواعد ایجنسي بھي روانه فرمانیکي هدایت فرما دیتے تاکه شهروں میں ایجنسیاں قائم کرانے کي کوشش کرتا - مجھے امید هے که انشاء الله دو هزار خریدار بہت جلد پیدا هوجائینگے اور خدا آپکے مشن کو هر طرح سے کامیاب کریگا -

نیاز مند رحم حسین قدوائي - بارا بنکي -

گذشته الهلال میں (صدا به صحرا) کے عنوان سے جو مضمون شایع هوا هے اسنے همدردان ملت اور علی الخصوص ناظرین الهلال کے دل دهلادیے' اور ابتک بھي اسکا انتشار باقي هے - لیکن خداے قادر و توانا سے همیں امید کامل هے که مولاناے خیالات کے موافق دو هزار خریدار دو هفته میں ملجائینگے ' بشرطیکه هر ناظر الهلال اس رساله کی سچي خدمت پر کمر بسته هو (جو میرے خیال ناقص میں آنکا فرض اولین اسلامي هے) کیونکه یهي ایک را اخبار هے جو احیاء شریعت کا موید اور صداے حق سے ممجد هے - همارے مرده دل اس کي آواز سے زنده هیں - اگر یه نهوگا (خدا نخواسته) تو دیکھه لینا هم پھر مرده هوجائینگے - هم اس کی توسیع کے لیے هزار جان سے کوشاں هونگے - اگر سو مرتبه بھي هوسکے تو اسکے خریدار کا شرف غلامي حاصل کرنے کے لیے تیار هوں !

بهر حال میرے ایک عزیز اسوقت ایک پرچه کے خریدار هو چکے هیں ایک اور اخبار ذیل کے پته پر ارسال فرما دیجیے

سید امیر الدین وکیل مدهول علاقه دکن نظام

(بقیه مضمون کے لیے صفحه ۱۸ ملاحظه هو)

منتخبات علمیہ

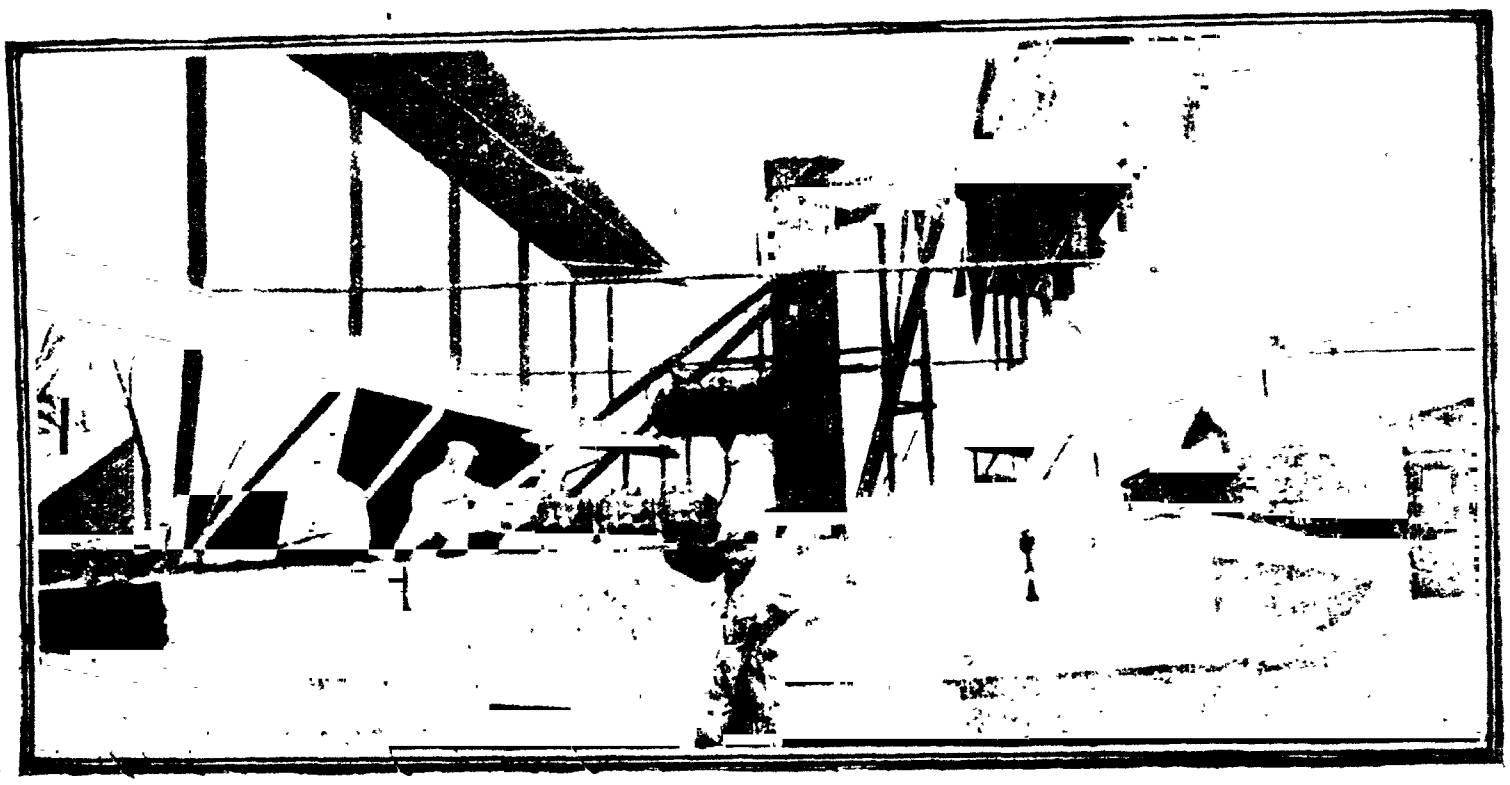

هوائي جنگ

(۳)

هوائي جنگ کے عنوان سے جو دو نمبر الہلال میں نکلے هیں ' یہ دو تصویریں انکا تتمہ هیں - پہلي تصویر سب سے زیادہ طاقتور ایرو پلین کوالیر جین سن نامی کی هے جو حال میں فرانس نے طیار کیا هے - اسکی شکل کشتی کي سي هے ' اور تصویر اس طرح لی گئي هے کہ اسکي اندروني حالت نظر آجائے - اسمیں درخلاف تمام هوائي جہازوں کے دو انجن هیں ' اور انکي مجموعي طاقت چار سو گھوڑوں کي هے - هوائي جہازوں میں سب سے زیادہ اهم آلہ راپلر (Prapeller) نامي هوتا هے جو جہاز کو آگے بڑھاتا هے - سمیں پراپلر کے آگے ایک اور آلہ بھی لگا یا گیا هے جس سے مستقیم شعاعیں نکلتي هیں - اسلیے تاریکي میں وہ هوائي جنگ کو جاري رکھہ سکتا هے اور اپنی شعاعوں کے اندر کي هر چیز دیکھہ سکتا هے -

دوسري تصویر سے یہ دکھلانا مقصود هے کہ هوائي جہازوں میں کس طرح توپوں سے کام لیا جاتا هے ؟ یہ ایک ایروپلین هے اور اسکي بالائي سطح پر پروں کے آگے ایک مشین گن رکھي گئی هے - توپچي کھڑا هے تاکہ اپنا کام شروع کرے - وہ هوائی سفر کا لباس پہنا هوا هے - طیارہ چي (ڈرائیور) اسکے پیچھے سر نکالے ' اور هوائی سفر کي عمدگ چڑھاے غور سے دیکھہ رها هے -

یہ تجربہ گذشتہ فروري کو کپتان ڈارشے (Destawches) نے ویلا کوربلا واقع جرمنی میں کیا تھا ' اور فائر کرنے اور گولوں کے ٹھیک آنار نے میں پوري کامیابي هوئي تھی -

یہ سب سے آخري خدمت هے جو بدي نوع انساني کي هلاکت کھلیے علم و تمدن نے انجام دي هے !!

آثار عتيقه

آثـــار قـــونيـــه

(۲)

آثـــار ملوكانـــه و علميـــه

(منارۂ ساعت)

ایک عجیب عمارت منارۂ ساعت ہے جو اسی علاؤ الدین نے تعمیر کیا تھا - اور جسکي تصویر گذشتہ نمبر کے مضمون میں پہلے صفحہ پر نکل چکي ہے -

نیچے ایک بہت بڑي کرسي قلعہ کے دروازوں اور حصار کے برجوں کي طرح تعمیر کی ہے - اسکے اوپر دو درجے محرابوں کے بنائے ہیں - تیسرا درجہ اس سے چھوٹا ایک مربع کمرہ کی شکل کا ہے - اسکے اوپر گھڑي کا برج ہے -

کلاک ٹاور آجکل کي ایجاد ہے اور جہانتک میرا خیال ہے' دمشق اور بغداد کی نہایت عجیب و غریب گھڑیوں کے سوا عام طور پر قدیم عمارتوں میں اسکی نظیر نہیں ملتی -

زیادہ تر برج بنائے جاتے تھے جنپر ہر ایک پہر کے بعد یا ایک ایک گھنٹے کے بعد نوبت بجتی تھی' لیکن اسمیں گھڑي کا لگانا اُسی وقت سے رائج ہوا ہے ' جس وقت سے کہ موجودہ گھڑیاں ایجاد ہوئی ہیں -

غالبا ابن جبیر نے دمشق کی جامع امویٰ کی ایک طلسمي گھڑي کا حال لکھا ہے ' اور خطیب نے بغداد کے ایک برج کی نسبت بھي روایت کی ہے جسمیں ایک عجیب الہئیۃ گھڑي لگائی گئی تھی - جامع امویٰ کی گھڑی فن آلات و حیل (مشینري اور میکانک) کا عجیب و غریب نمونہ تھی - اسکے اندر چند پتلے بنائے گئے تھے جو گھنٹہ بجاکر پھر اپنے خانے کے اندر واپس چلے جاتے تھے -

لیکن اس منارے کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گھڑي کا وجود اُس زمانے میں اسقدر معمولی و خاص نہ تھا جیسا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے - اس منارہ میں چاروں طرف مختلف اللون شیشے لگے تھے - اُسکے اندر شب کو روشنی کی جاتی تھی اور بالکل آجکل کی بڑي بڑی گھڑیوں کی طرح اس قسم کے آلات لگائے گئے تھے کہ ہر گھنٹے کے بعد نہایت بلند اور دور دور تک پہنچنے والی آواز میں خود بخود گھنٹا بجتا تھا !

حوادث و تغیرات نے اس گھڑی کو اب نا پید کر دیا ہے لیکن سرکاري کاغذات سے معلوم ہوتا ہے کہ اب سے دو سو برس پہلے تک موجود تھی - متعدد مورخین عثمانیہ نے اپنی اپنی تاریخوں میں اسکا حال لکھا ہے - قدیم شعرائے ترک نے آواز کی بلندي' دائمي ہوشیاري' تغیر الوان' اور شب بیداری کیلئے اس گھڑی کے وجود سے ایک محسوس تمثیل کا کام لیا ہے - سلطان سلیم کے عہد کے مشہور مصنف شیخ زادہ بروسہ لی نے خاص اسکے حالات میں ایک مختصر رسالہ بھی لکھا تھا جسکا احمد مدحت نے اپنی تاریخ آل عثمان میں تذکرہ کیا ہے -

(کوشـــک سلـــطـــانـي)

اُس عہد کي اولوالعزمیوں کا تصور کرو کہ امن و فرصت کے ایام راحت و عیش ہي میں نہیں' بلکہ جنگ و خوف اور بے امني و سراسیمگی کي پر آشوبیوں میں بھی عظیم الشان محل سراؤں کي تعمیر' مدارس و مساجد کي بنا ' اور بڑے بڑے تمدني و علمی کاموں کا سلسلہ برابر جاري رہتا تھا !

وہ لوگ حوادث و مصائب سے کس درجہ نڈر تھے' اور مصیبتیں اور پریشانیاں کس طرح انکے ارادوں کو معطل کردینے میں ناکام رہتی تھیں ؟ انکی ہمتوں کو دیکھو جو بالکل نڈر تھی ' اور انکے عزموں کو یاد کرو جو کسی وقت بھی بیکار نہیں ہوتے تھے !

ایک نوجوان پادشاہ جسے تخت پر بیٹھتے ہی پیام جنگ سننا پڑا' اور بربادي و ہلاکت کا وہ سیلاب عظیم اسکی طرف امنڈ آیا جو تمام عالم اسلامی کي بڑی بڑي شہنشاہیوں کو تنکوں اور خشک پتوں کی طرح بہا لے گیا تھا' پھر اس عالم میں بھي چند مہینوں سے زیادہ مہلت اُسے نہ ملي اور وہ اپنا تخت چھوڑکر دور دراز سفر پر نکل گیا - تاہم ایسی پر آشوب' ہمت فراموش' عزائم شکن' ہوش و حواس افگن' اور پر از الم و مصائب زمانے میں وہ ایک طرف جنگ و مقابلہ کي طیاریاں بھي کرتا ہے ' اور دوسري طرف بڑي بڑي عظیم الشان عمارتوں کو مکمل بھی کردیتا ہے !!

یہ وہ اولوالعزمی تھی جسکے نظائر و شواہد سے تاریخ اسلام بھري پڑي ہے' اور جسکا آج کل کے عالم اسلامی کی منقلب و مبدل حالت سے مقابلہ کرنا چاہیے - فشتان ما بین الیوم و الامس !

سلطان علاء الدین کے اقل قلیل اور پر اشوب زمانے کی یادگار بھی کیا ہوسکتی تھی ؟ مگر ان دو چار مہینوں کے اندر ہي اس نے عظیم الشان جامع مسجد بنائی' منارۂ ساعت تعمیر کیا' اور اس سے بھي زیادہ تعجب انگیز یہ کہ ایک وسیع و عظیم قصر سلطانی بنایا جو ابتک " علاء الدین کوشک " کے نام سے قونیہ میں موجود ہے اور جسکی تصویر گذشتہ نمبر میں پانچویں صفحہ پر نکل چکي ہے -

یہ کوشک دراصل ایک ناتمام قلعہ ہے - معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اپنے رہنے کا محل بناکر اسکے بعد رفتہ رفتہ پورا قلعہ تعمیر کرنے کا ارادہ تھا - عمارت کے اندر داخل ہوکر سب سے پہلے ایک شکستہ برج ملتا ہے جسکے پہلے درجہ کي صرف ایک محراب ہی باقی رہگئی ہے - اسکے بعد دروازۂ قلعہ کی طرح نشیب میں اترکر صدر دروازہ ملتا ہے اور اندر کا حصہ مختلف عمارتوں اور محل سراؤں میں منقسم ہے - عمارت میں ایرانی طرز غالب ہے جسکی بنیاد اس وقت پڑ چکی تھی - البتہ ایک چیز بالکل نئی قسم کی ہے - یعنے مخروطی شکل کا ایک مدور گنبد جو مثل ہندوستان کے مندروں کے معلوم ہوتا ہے - تمام بلاد اسلامیہ کے آثار و ابنیہ میں کہیں بھی اس طرز کا گنبد نہیں پایا جاتا -

اسلامی طرز تعمیر میں گنبد کی دو ہی شکلیں تھیں : ایرانی اور عربی - ایرانی طرز کا گنبد کرہ کا نصف اول یا اس سے بھی کچھ کم ہوتا تھا ' جیسا کہ جامع اصفہان' مساجد قسطنطنیہ' اور آثار شاہان مشرقیۂ جونپور میں پایا جاتا ہے - عربی طرز میں کرہ کا دو تہائی حصہ یا نصف سے زائد لیا جاتا تھا اور بہت خوشنما ہوتا تھا - تاج آگرہ' جامع مسجد دہلي' مقبرۂ منصور' اور الحمراء اندلس وغیرہ کے گنبد اسی طرز کے ہیں -

لیکن مخروطي مدور گنبد کہیں بھی نہیں بنائے گئے -

حکومۃ عثمانیہ نے حکم دیا ہے کہ ان تمام آثار کي حفاظت ایک مستقل صیغے کے سپرد کی جائے' اور ہمیشہ انہیں اصلی حالت میں برقرار رکھا جائے -

بقیۂ "مسئلۂ قیام الهـلال"

میں نے دو آدمیوں سے دریافت کیا - انہوں نے خواہش کی کہ میں اُنکے لیے اپنی خدمت میں تحریر کردوں -

محمد اکبر خاں - ارشد منزل - کیمبل پور -

سردست تین خریدار حاضر ہیں -

نذر محمد کورٹ انسپکٹر ہوشیار پور

م حمادی الاولی کا پرچہ پڑھنے سے کمال پریشانی ہوئی کہ پرچہ نقصان مالی کے کہیں ایسا نہو کہ الهلال بند ہی ہو جائے' پھر آگے جب خریداروں کی فہرست پڑھا تو اُس سے بھی زیادہ پریشانی ہوئی - میں بہ حیثیت ایک مسکین ہونے کے اپنے مال سے امداد کرنے پر طیار ہوں - اگر اجازت ہو تو حاضر خدمت کیا جاے -

نیز یہ بھی عرض ہے کہ آپ نے جو حضور رابسٹرایے کے جواب ایڈریس میں اشارہ اسطرف کیا ہے کہ حاکم کی وفاداری کوئی جزؤ اسلام یا احکام قرآن میں داخل نہیں - اور نہ قرآن میں اسکا ذکر آیا ہے' تو عرض ہے کہ میں کچھہ زیادہ علم نہیں رکھتا - صرف ترجمہ لفظی پڑھا ہے - مگر جو ہمارے مولویصاحبان ہیں' وہ آیت کریمہ اطیعو اللہ واطیعو الرسول و الامر منکم کی تفسیر میں یہی تعلیم دیتے ہیں کہ حاکم کی اطاعت محکوم پر فرض ہے' بلکہ جس طرح خدا و رسول کی اطاعت فرض ہے اوسی طرح یہ بھی فرض ہے - اب میری سمجھہ میں یہ نہیں آیا کہ آپکا اشارہ غیر اسلام حاکم کیطرف ہے یا کہ عام طور پر - تفسیر آیت کریمہ کی کس طرح ہوگی ؟ آپ قلم کو جواب باصواب سے بذریعہ اخبار مشکور فرمادیں -

حافظ سراج الدین قریشی از قراب تحصیل تلہ ضلع اٹک

الهـــلال :

جواب تفصیل کا طالب ہے - اس آیت اور اس مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں - اسکی ایسی تفسیر کرنا تو ہی شخص باطل سمجھتا ہے جسکو جسارت ہے - میں اینده کسی اشاعت میں فرصت پاتے ہی مفصل جواب دونگا - ایک موقعہ اس مسئلہ کو بالکل صاف کردینا چاہیے -

---

مسیحاے ملت - روحی فداک - الهلال اسلام اور فرزندان اسلام کی جو کچھہ کرانقدر خدمت انجام دے رہا ہے' وہ اہل بصیرت سے پوشیدہ نہیں - کوئی مسلم قلب یہ سننے کی تاب نہیں لاسکتا کہ خدا نخواستہ الهلال کی اشاعت بند ہو جائیگی -

میرے خیال میں جن دلوں میں درد ہے وہ کب کے صدا بصحرا کے گوش زد ہوتے ہی بیچین ہوگئے ہونگے' بلکہ عملی طور سے مصروف ہونگے کہ مسئلہ قیام الهلال کے متعلق جو کچھہ جناب نے تجویز فرمائی ہے' اوسکی تکمیل ہوجاے - اس قصبہ میں مسلمانوں کی تعلیمی حالت نہایت ابتر ہے - اور قومی احساس کیسے ہوسکتا ہے جبتک کہ انکو علم نہو' تاہم میں شبانہ روز اسی فکر میں ہوں کہ جہاں تک ہوسکے اس مفید تجویز کی تکمیل میں کچھہ خدمت کروں - مجھے اس کا خیال بہت دنوں سے ہے کہ الهلال ہر مسلم ہاتھہ میں رہنا چاہیے اور کم از کم جنکو کچھہ بھی علمی مذاق ہے یا اخباری ذوق اور مذہبی احساس' اونکے ہاتھہ تو کبھی بھی الهلال سے خالی نہ ہیں - بحمدہ کہ جذب کی اس مفید تجویز نے اور آمادہ اور طیار کردیا' انشاء اللہ میں بجواب کوشش کرونگا - لیکن خدا کیلیے آپ کوئی فیصلہ ایسا نہ دیجیئے گا کہ مسلمانوں کی آرزؤں کی خلاف ہو - سر دست سات خریدار حاضر ہیں -

انور علی فاروقی از پونی' دکن -

هندوستانی دواخانه دهلی

جناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خان صاحب کی سرپرستی میں یونانی اور ویدک ادویہ کا جو مہتم بالشان دوا خانہ ہے وہ عمدگی ادویہ اور خوبی کار و بار کے امتیازات کے ساتھہ بہت مشہور ہوچکا ہے - ہندوستان (جو مثل خانہ ساز ادویہ کے صحیح اجزاء سے بنی ہوتی ہیں) حاذق الملک کے خاندانی مجربات (جو صرف اسی خانہ سے مل سکتے ہیں) عالی شان کار و بار' صفائی' ستھرا پن' تمام باتوں کو اگر آپ ملاحظہ کریں تو آپ کو اعتراف ہوگا کہ :

ہندوستانی دوا خانہ تمام ہندوستان میں ایک ہی کارخانہ ہے -

قیمتہ ادویہ مفت (خط کا پتہ)

منیجر ہندوستانی

رسالت

اس نام کا ایک ماہوار اُردو رسالہ قابل قدر ایڈیٹرشپ ایڈیٹری پر کلکتہ سے شایع ہونے والا ہے - مضامین - مذہبی - اخلاقی تاریخی - ادبی - طبی وغیرہ وغیرہ ہوا کریں گے - مقصد اسکی توحید و رسالت کی تبلیغ ہے - خط عمدہ کاغذ و چھپائی اعلی ۴۸ صفحہ - نہایت لاجواب وقابلدید رسالہ ہوگا - قیمت باوجود شمار خوبیوں کے عام خریداروں سے مع محصولڈاک درروپے آٹھہ نے سالانہ لیجائیگی - پہلا نمبر نمونے کے طور پر بلا قیمت روانہ ہوگا - مابعد چار آنے کے ٹکٹ آنے پر -

ترسیل زر و جملہ خط و کتابت اس پتہ پر ہونی چاہئے -

منیجر رسالت نمبر ۱۰۵ سندریہ پٹی بازار - کلکتہ

زندہ در گور مریضوں کو خوشخبری

یہ گولیاں ضعف قوت کیلیے اکسیر اعظم کا حکم رکھتی ہیں' زمانۂ انحطاط میں جوانی کی سی قوت پیدا کر دیتی ہیں' کیسا ہی ضعف شدید کیوں نہو دس روز کے استعمال سے طاقت آجاتی ہیں' اور ہمارا دعوی ہے کہ چالیس روز حسب ہدایت استعمال کرنیسے اسقدر طاقت معلوم ہوگی جو بیان سے باہر ہے - ٹوٹے ہوے جسم کو دوبارہ طاقت دیکر مضبوط بناتی' اور چہرے پر رونق لاتی ہے - علاوہ اسکے اشتہا کی کمی کو پورا کرنے اور خون صاف کرنے میں بھی عدیم النظیر ہیں' ہر خریدار کو دوائی کے ہمراہ بالکل مفت بعض ایسی ہدایات بھی دیجاتی ہیں' جو بجاے خود ایک وسیلۂ صحت ہے - قیمت فی شیشی ایک روپیہ محصول بذمہ خریدار چھہ شیشی کے خریدار کے لیے ۵ روپیہ ۸ آنہ - ۴ آنہ کا ٹکٹ بھیجدینے آپکو نمونہ کی گولیوں کے ساتھہ سارا راز بھی تحریر کیا جائیگا -

المشتہر

منیجر کارخانۂ محبوب کایا پلٹ پوسٹ بکس ۱۷۰ کلکتہ

ترجمہ اردو تفسیر کبیر

قیمت حصہ اول ۲ - روپیہ - ادارۂ الهلال سے طلب کیجیے -

اطلاع

انجمن اصلاح المسلمین قصبہ گنیشپور ضلع بستی کا پہلا جلسہ بتاریخ ۱۵ - ۱۶ - ۱۷ مئی سنہ ۱۹۱۴ع یوم جمعہ و شنبہ و یکشنبہ قرار پایا ہے - علماء کرام و ملک کے قابل حضرات کے خدمت میں استدعا ہے کہ شریک جلسہ ہوکر کارکنان انجمن کو مشکور فرماویں -

جو صاحب کوئی مضمون نثر یا نظم انجمن میں پڑھنا چاہیں - وہ دو ہفتہ قبل سکرٹری انجمن کو عنوان مضمون سے اطلاع دیدیں -

شریک ہونیوالے حضرات کے قیام و طعام کا انتظام منجانب انجمن ہوگا بشرطیکہ ایک ہفتہ قبل اطلاع دیجائے

قصبہ گنیشپور اسٹیشن بستی سے قریب ہے -

المعلن

ابو الاعجاز عرشی - سکرٹری انجمن اصلاح المسلمین قصبہ گنیشپور ضلع بستی پوسٹ صدر - یو - پی -

ایک اہم خوشخبری

حضرت مولانا و مقتدانا - السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ !

غالباً آپ اس خبر مسرت اثر سے بہت ہی خوش ہونگے کہ ۲۴ - اپریل جمعہ گذشتہ کو مسجد گیان یامی میں ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ یورپین شخص از بنارس اسٹیٹ کا چیف انجینر مسٹر سی - ایف - اللن صاحب موصوف بعد نماز جمعہ ایک بہت بڑے عظیم الشان مجمع کے سامنے مشرف بہ اسلام ہوے ، اور انہوں نے خود اپنا اسلامی نام محمد اسمٰعیل پسند فرمایا - اس سارے واقعہ کی داستانی کا سہرا جناب مولانا مولوی محمد عظیم صاحب مقوطن ککہڑ ضلع گوجرانوالہ (پنجاب) کے سر ہے - جن کی فیض صحبت سے مذکور چیف صاحب موصوف نے اسلام قبول فرمایا - صاحب موصوف ایک معزز اینگلو خاندان سے ہیں - اور خاص علمی مذاق رکھنے کے علاوہ بہت اونچے انجینر ہیں - چنانچہ آجکل بنارس اسٹیٹ ریلوے کی تعمیر کا کام اُن کے سپرد ہے - جسمیں انہیں بارہ سو روپے ماہوار تنخواہ علاوہ الاؤنس کے ملتی ہے - قبول اسلام سے پہلے تلاش حق میں مصروف تھے - اتفاقاً مولوی صاحب سے سابقہ پڑگیا - اور وہ سعادت خداوند کریم کے فضل سے انہیں نصیب ہوئی -

نیاز مند نذر علی - نمبر ۳۳ - چھاؤنی بنارس -

صحت النساء و محافظ الصبیان

طبع جدید اور اپنے چالیس سالہ ذاتی تجربے کی بنا پر دو کتابیں تیار کی ہیں - صحت النساء میں مستورات کے امراض اور محافظ الصبیان میں بچوں کی صحت کے متعلق موثر تدابیر سلیس اردو میں چکنے کاغذ پر خوشخط طبع کرائی ہیں - ڈاکٹر - کرنیل زید احمد صاحب نے بہت تعریف لکھ کر فرمایا ہے کہ یہ دونوں کتابیں ہر گھر میں ہونی چاہیں - اور جنابہ ہر ہائینس بیگم صاحبہ بھوپال دام اقبالہا نے بہت پسند فرما کر کثیر جلدیں خرید فرمائی ہیں - بنظر رفاہ عام چھ ماہ کے لیے رعایت کی جاتی ہے - طالبان صحت جلد فائدہ اٹھائیں -

صحت النساء اصلی قیمت ۱ روپیہ - ۱۰ آنہ - رعایتی ۱۲ آنہ

محافظ الصبیان ، اصلی قیمت ۲ روپیہ ۸ آنہ - رعایتی ۱ روپیہ -

ملنے کا پتہ :- ڈاکٹر سید عزیز الدین گورنمنٹ پنشنر رمیڈیکل افیسر دھانہ - ڈاکخانہ بھری ضلع رہتک -

الہلال کی ششماہی مجلدات

— * —

قیمت میں تخفیف

الہلال کی شش ماہی جلدیں مرتب و مجلد ہونے کے بعد آٹھ روپیہ میں فروخت ہوتی تھیں لیکن اب اس خیال سے کہ نفع عام ہو ، اسکی قیمت صرف پانچ روپیہ کردی گئی ہے -

الہلال کی تیسری جلد مکمل موجود ہے - جلد نہایت خوبصورت ولایتی کپڑے کی - پشتہ پر سنہری حرفوں میں الہلال منقش - پانچ سو صفحوں سے زیادہ کی ایک ضخیم کتاب جسمیں سو سے زیادہ ہاف ٹون تصویریں بھی ہیں - کاغذ اور چھپائی کی خوبی محتاج بیان نہیں اور مطالب کے متعلق ملک کا عام فیصلہ بس کرتا ہے - ان سب خوبیوں پر پانچ روپیہ کچھ ایسی زیادہ قیمت نہیں ہے - بہت کم جلدیں باقی رہگئی ہیں -

(منیجر)

روغن بیگم بہار

حضرات اہلکار امراض دماغی کے - حکما و گورنمنٹ ، بنک ، طبہ ، مدرسین ، معلمین ، مولفین ، مصنفین ، کیمیدست مدت التمر سمجھتے ہیں کہ یہ روغن جسکا نام آپ کے عنوان عبارت سے ابھی دیکھا اور سنا ہے ، کس غرض کی فکر اور سوچ کے بعد بہترے مفید مرکبہ اور اعلیٰ درجہ کے مقوی روغنوں سے مرکب کر کے تیار کیا گیا ہے ، جسکا اصلی ماخذ اطبائے یونانی کا قدیم مجرب نسخہ ہے ، اسکے متعلق اصلی تعریف بھی قبل از امتحان و پیش از تجربہ مبالغہ سمجھی جا سکتی ہے صرف ایک شیشی اکبار منگوا کر استعمال کرنے سے یہ امر ظاہر ہو سکتا ہے کہ آجکل جو بہت طرحکے ڈاکٹری کدواہی تیل نکلے ہیں اور جنکو بالعموم لوگ استعمال بھی کرتے ہیں اپنے یونانی روغن بیگم بہار امراض دماغی کے لیے بمقابلہ تمام مروج تیلوں کے کہانتک مفید ہے اور ناک اور شریان بیگمات کے گیسوؤں کو نرم اور نرک بنانے اور دراز و خوشبودار اور خوبصورت کرنے اور سنوارنے میں کہانتک قدرت اور تاثیر خاص رکھتا ہے - الکہ دماغی امراض بھی غلبۂ برودت کیوجہ سے اور کبھی شدت حرارت کے وسعت اور کبھی کثرت مشاغل اور محنت کے سبب سے پیدا ہو جاتے ہیں ، سایے اس روغن بیگم بہار میں زیادہ تر اعتدال کی رعایت رکھی گئی ہے تاکہ ہر ایک مزاج کے موافق ہو مرطوب و مقوی دماغ ہونیکے علاوہ اسکے دلفریب تازہ پھولوں کی خوشبو سے معطر دماغ معطر رہیگا ، اسکی بو غسل کے بعد بھی ضائع نہیں ہوگی - قیمت فی شیشی ایک روپیہ محصول ڈاک ۵ آنہ درجن ۱۰ روپیہ ۸ آنہ -

Hakim Mashhur Rahman Yunani Medical Hall
No. 114-115 Machuabazar Street
Calcutta.

دھلی کے خاندانی اطبا اور دواخانہ نورتن دھلی

یہ دوا خانہ عرب - عدن - افریقہ - امریکہ - سیلون - آسٹریلیا وغیرہ وغیرہ ملکوں میں اپنا سکہ جما چکا ہے اسکے مجربات معتمدالملک احترام الدولہ قبلہ حکیم محمد احسن اللہ خاں مرحوم طبیب خاص بہادر شاہ دھلی کے خاص مجربات ہیں -

دوا لی ضیق - ہر قسم کی کھانسی و دمہ کا مجرب علاج فی بکس ایک تولہ ۲ دو روپیہ -

حب قتل دیدان - یہ گولیاں پیٹ کے کیڑے مار کر نکال دیتی ہیں فی بکس ایک روپیہ -

المشتہر حکیم محمد یعقوب خاں مالک دواخانہ نورتن دھلی فراشخانہ

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ
القرآن الحكيم

الهلال

Telegraphic Address,
"Alhilal CALCUTTA"
Telephone, No. 6 8

تار کا پتہ
" الہـــلال کلکتہ "
ٹیلیفون نمبر - ۹۳۵

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

منام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

مدیر مسئول محرر خصوصی
احمد المکنی بالکلام الدھلوی

نمبر ۱۹-۲۰ | کلکتہ : چہارشنبہ ۱۷ - ۲۴ جمادی الثانی ۱۳۳۲ ہجری | جلد ٤

Calcutta · Wednesday, May, 13 & 20, 1914

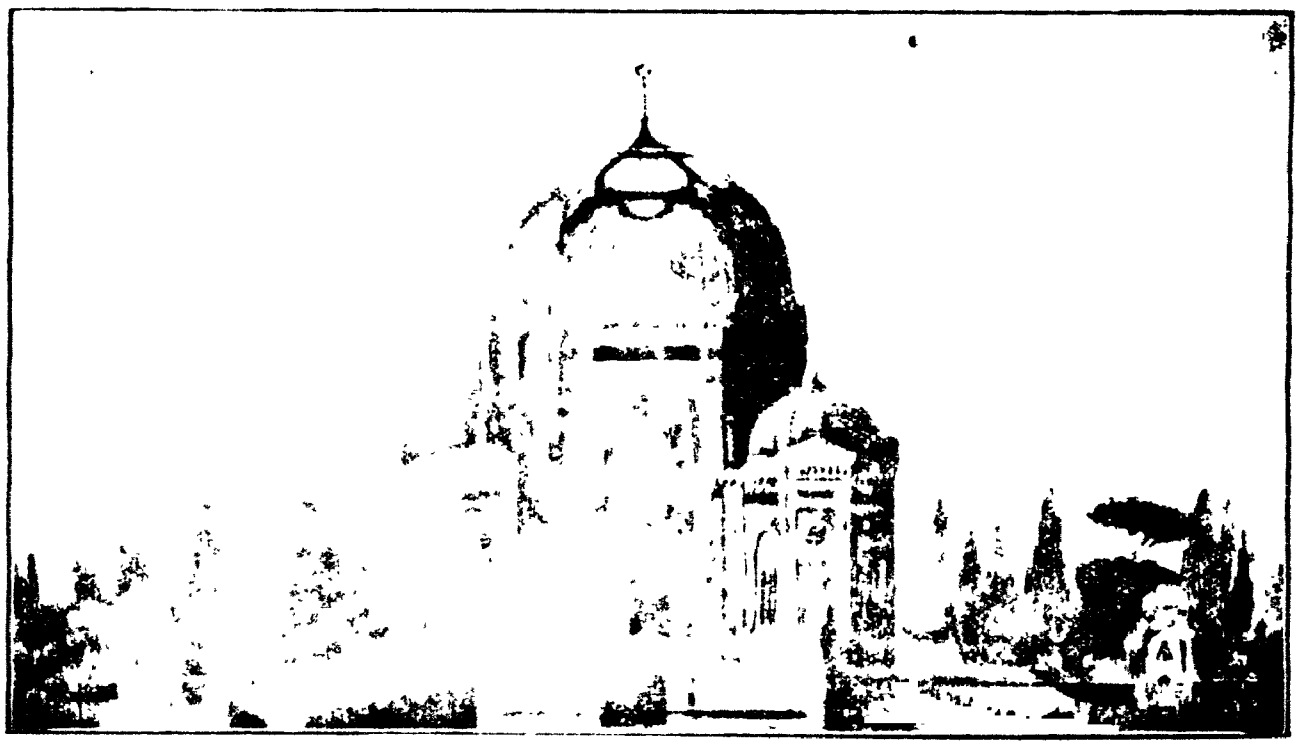

قیمت فی پرچہ
سارے ہین نہ

درب — [illegible] ہمدرھوٹ ای دہہ ٹے قیمت [illegible] -

Proprietor & Chief Editor.
Abul Kalam Azad
// Dhurrycool street.
CALCUTTA
Yearly Subscription Re 8
Half yearly ,, 4-12

الهلال

مقام اشاعت
[illegible] لاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ
لیلیفون نمبر ۶۳۸
قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۰-۱۹ — کلکتہ: چہارشنبہ ۲۴ - ۱۷ جمادی الثانی ۱۳۳۲ ہجری — جلد ٤

Calcutta: Wednesday, May, 13 & 20. 1914

شذرات [مسئلہ قیام الہلال] ۱
,, [روزانہ معاصر دہلی] ۲
مکتوب لندن ۳
مسلم کزٹ ۳
مقالۂ افتتاحیہ [اصول رد و دفاع مطاعن منکرین] ۵
مقالات [مکتوب آستانہ] ۹
احرار اسلام [احادیث و آثار ۲] ۱۱
مدارس اسلامیہ [مسئلہ اصلاح و بقاء ندوہ] ۱۳
شئون ملیہ [طرابلس اور بلقان کے بعد] ۱۷
آثار عتیقہ [آثار مصر] ۲۱
تاریخ حسیاسہ [مسئلہ قیام الہلال] ۲۳
مراسلات [نظارۃ المعارف دہلی کی مجوزہ تحریک] ۲۵
,, [مکتوب مدنی] ۲۷
,, [۱۰ مئی کا جلسہ دہلی] ۲۸
,, [ریاست بھوپال اور مسئلہ ندوہ] ۲۹
,, [کھلی چٹھی کا جواب] ۲۹
اخبارات ۳۰ - ۳۲

تصاویر

ایڈرنا نوپل کی ایک یادگار مسجد ۱۰
مسیحی رہبنہ کا ایک نیا منظر ۱۰
دولہ علیہ کا تیسرا آہن پوش جہاز "سلطان عثمان" ۱۸
قسطنطنیہ کا جدید دار الصنائع ۱۹
عثمانی صنائع نفیسہ کا دار الصنائع ۲۰
شاہ ایبی فم ثالث فرعون مصر کے مقبرہ کی چوتھی ۲۱
رعمیسس ثانی فرعون مصر کا بت ۲۲
ایبی نوفس فرعون مصر ۲۲
فراعنہ کی مقدس قربانی کے بھیڑ بکے دو سر ۲۳

خریداران الہلال

جن حضرات کی قیمت آئندہ جون میں ختم ہوتی ہے انکی خدمت میں اطلاعی کارڈ حسب معمول روانہ کیے جا رہے ہیں تاکہ جون کا پہلا پرچہ وی - پی روانہ کرنے کی اجازت دیدیں - جن صاحبوں کو کسی وجہ سے آئندہ الہلال کی خریداری منظور نہو اگر وہ ایک کارڈ لکھکر دفتر کو اطلاع دیدینگے تو باعث تشکر و ممنونیت ہوگا -

ایسے مواقع پر دفتر نے کبھی بھی احباب کرام سے اصرار نہیں کیا ہے وہ آئندہ بھی الہلال کو ضرور ہی خریدیں - یہ امر صرف ہی خواہش اور طبیعت کے پسند پر موقوف ہے اور اسمیں کسی دوسرے کو مداخلت نہیں کرنی چاہیے - تاہم چونکہ آجکل قیام الہلال کا مسئلہ درپیش ہے اور اکثر ارباب ذوق وسیع اشاعت کیلیے سعی فرما رہے ہیں، اسلیے بیجا نہوگا اگر ان دوستوں کو بھی اس طرف توجہ دلائی جاے جنکی سابقہ قیمت ختم ہوگئی ہے - الہلال مقررہ قیمت کے سوا اور کسی اعانت کا طالب نہیں ہے - اسمیں بھی تساہل و انکار ہو تو کچھہ نہ کچھہ افسوس

(مینیجر)

شذرات

مسئلۂ قیام الہلال

"صدا بہ صحرا" کے عنوان سے الہلال کے مالی مسئلہ پر نظر ڈالی گئی تھی - احباب کرام اور مخلصین ملت نے جس درد اور محبت کے ساتھہ اسکا جواب دیا، وہ اس امر کا ایک تازہ ترین ثبوت ہے کہ احیاء ملت اور دعوۃ دینی کے اعلان و اشاعت کا احساس اب ابتدائی منزلوں سے گذر چکا ہے، اور میری امیدیں کچھہ بیجا نہیں اگر میں سمجھتا ہوں کہ موسم میں تبدیلی ہوگئی ہے اور الہلال کی دعوۃ نے اپنے پہلا کام پورا کر دیا ہے - واللہ در ما قال:

نسیمہ منعرم باد صباست، می داند
کہ با وجود خزاں بوے یاسمن باقیست!

جو خطوط اور مفصل مکاتیب اس بارے میں بکثرت دفتر میں پہنچے، افسوس ہے کہ انکی اشاعت کیلیے کافی جگہہ نہ نکل سکی، اور صرف گذشتہ دو تین اشاعتوں میں بعض مکاتیب کے مقتبس ٹکڑے شائع کر دیے گئے - ان سے ایک سرسری اندازہ احباب و معاونین کرام کے جوش و محبت کا کیا جا سکتا ہے والحمد للہ علی ذلک -

ان مضامین میں ظاہر کیا گیا تھا کہ الہلال کی اشاعت کے مقصود جس نقطہ و تداری کا پیدا کرنا اور جس فراموش کردہ سنت مقدس جہاد و دعوۃ اسلامیہ کی طرف توجہ دلانا مقصود تھا، الحمد للہ کہ وہ اس اول قلیل مدت ہی میں فضل الہی سے حاصل ہو گئی ہے، اور اس طرح دعوۃ دینی اپنی پہلی منزل سے گذر چکی ہے - اسکے بعد زیادہ تر خاموش اور مستعرف کاموں کی منزلیں ہیں، اور میں مضطرب ہوں کہ کسی طرح جلد بجلد ہی حاصل ہونے والی منزلوں ہی کی طرف متوجہ ہو جاؤں -

پس جبکہ میری محسوسات کا اس بارے میں یہ حال ہے، تو میں اپنے مقصد حقیقی کی بنا پر مجبور نہیں کہ آئندہ بھی الہلال کو جاری ہی رکھوں - رہا اعلان و دعوۃ کا تسلسل، اور ایک اعلی مذاق اور پیمانے کے علمی و مذہبی رسالے کی ضرورت، نیز ان تمام ضروری و معنوی خصوصیات کے بقا بلکہ ترقی کا سوال جو الحمد للہ الہلال کو حاصل ہیں، تو یہ سب باتیں دنیا میں تقسیم عمل کے قدرتی اصول ہی پر ہوسکتی ہیں - ایک فرد واحد کئی سال تک مختلف کاموں کو ایک ہی وقت میں انجام دینے کیلیے ہاتھہ پاؤں مارتا رہا، اور جو کچھہ اس سے ہوسکا

اُس نے کیا - لیکن اب یہاں تک ضمنی فوائد کے آگے اپنے سب سے بڑے مقصد کو فراموش کردے ' اور اب تک اصلی اور ضمنی کاموں کی عدم تکمیل نے بصورت بیقراری و بیتابی نے انکاروں پرلوٹے ؟ اس شب فراق و اضطراب کی سحر کب ہوگی ؟ اور اس انتظار و جستجو کی تاریکی میں کب تک طلعۂ مقصود و صبح مطلوب کیلیے چشم و دل رفف انتظار رہیں گے ؟ و للعلم ما قیل :

فراق دوست اگر اندک ست اندک نیست
درون دیدہ اگر نیم مو ست ' بسیار ست !

مالی مسئلہ اصلاً کوئی شی نہیں ہے ' اور زمانہ جانتا ہے کہ اس بارے میں توفیق الہی سے الہلال نے ہمیشہ غیورانہ خاموشی کے نقصانات کو گدایانہ طلب و سوال کے انعامات پر ترجیح دی ہے ' لیکن اب کہ اپنے اولین کام کو مکمل پا رہا ہوں جسکے بعد اس اصل مقصد کے لحاظ سے الہلال کی اشاعت ناگزیر نہیں رہی ہے - نیز نقصانات بھی حد برداشت و تحمل سے افزوں ہوگئے ہیں ' اسلیے میں نے ضروری سمجھا ہے کہ اسکے قیام و عدم قیام کا مسئلہ ایک بار احباب کرام کے سامنے پیش کردوں ' اور صاف صاف عرض کردوں کہ آیندہ قیام بغیر مالی مسئلہ کی درستگی کے ممکن نہیں -

اسکی مختلف صورتیں تھیں - از انجملہ یہ کہ قیمت میں اضافہ کیا جاے ' لیکن میں نے اسے پسند نہیں کیا ' اور صرف اسکی خواہش کی کہ دو ہزار نئے خریدار الہلال کے فراہم ہو جائیں - کیونکہ اگر ایسا ہوا تو دفتر کی بعض جدید تحقیقات کے ساتھہ مکتب الہلال کا جمع خرچ برابر ہو جائیگا -

بلا شبہ احباب کرام کے لطف و عنایت کا اعتراف کرنا چاہیے ' جنھوں نے اس تحریر کو پڑھتے ہی توسیع اشاعت کی سعی شروع کردی اور اسکا سلسلہ برابر جاری ہے - حتی کہ بعض بعض ارباب درد نے پہلے ہی خط میں سات سات اور دس دس خریداروں کے نام زوانہ کیے ' اور بعض حضرات نے ان خریداروں کی جگہ اپنی جانب سے اعانت مالی یا اضافۂ قیمت کی بھی مزید اصرار کیا - اسکے لیے میں ہر دل سے انکا سپاسگذار ہوں اور ایسے درستوں کی موجودگی کو اپنے لیے اللہ تعالی کا سب سے بڑا احسان یقین کرتا ہوں ' اگرچہ اسکی تعمیل نہیں کرسکتا -

تاہم جو رفتار توسیع اشاعت کی اس تمام عرصہ میں رہی ہے ' اسکی نسبت اتنا عرض کردینا ضروری سمجھتا ہوں کہ وہ اس درجہ تک نہیں پہنچی جو اس مسئلہ کے کسی اطمینانی فیصلہ کیلیے معین ہوئی - بہر حال مشیت الہی کو جو اچھا منظور ہوگا وہ ہر حال میں ہو رہے گا - سر دست میں نے آخری راے قائم کرلی ہے کہ آئندہ جولائی سے نئی مسلسل جلد شروع ہونے والی ہے ' اور درمیان میں ایک مہینہ اور دو عیدے فرصت کے موجود ہیں - اور اس عرصے میں مطلوبہ تعداد کا ایک بڑا حصہ پورا ہو جانا کچھ مشکل نہیں تو ایک بار اور عام مسورہ دے اپنی راہ اختیار کرونگا :

ان نیست کہ من ہم نفسان را نہ شناسیم
با آبلہ پایاں چہ کنم ' قافلہ تندست !

روزانہ معاصر دہلی

"ہمدرد" نو دلچسپ ٹائپ سے نیا جامہ پوش ہو کر پھر وہی قدیم راہ اختیار کرلی ہے ' جسمیں انقلاب پیدا کرنے کی دیرینہ آرزوئیں لیکر ہم اور وہ نکلے تھے :

تا زرا بود بہ بازار جہاں حبس روا
زہرہے گشتم و ار طالع مادر زادم !

چنانچہ اس نے اعلان کردیا ہے کہ بہت جلد پتھر کی چھپائی میں نکلنا شروع ہو جائیگا - اسکے لیے نئی لیتھو مشینیں خریدی گئی ہیں اور نئے انتظامات ہو رہے ہیں -

اصل یہ ہے کہ کوئی انقلاب بھی ہو لیکن انقلاب کی بے مہر دیبی بغیر قربانیوں کے راضی نہیں ہوتی - انسان کیلیے رسم و رواج کی زنجیریں سب سے زیادہ بوجھل ہیں ' اور رسم کہن کی محبت اسدرجہ اسکے اندر راسخ گئی ہے کہ مذہب کی بھی اسکے آگے بسا اوقات نہیں چلتی - انا وجدنا اٰبائنا علی امۃ و انا علی اٰثارہم مہتدون کی صدائیں کو مذہبی انقلابات کے سلسلے میں سنی گئی ہیں مگر صرف اسی عالم تک محدود نہیں - انسان اپنی ہر عادت اور ہر خواہش میں رسم پرستی کا بندہ ہے :

خلاف رسم ندیدیم عہد خوبان را
کہ ہا ہاے حکیمان ار سمار بالعجبی ست !

دفتر ہمدرد نے معمولی ارادوں اور انتظامات کے ساتھہ وجود میں آیا ' اور اسے اردو طلباء کے انقلابی راہ میں اپنے قلیل مالی قربانی کیلیے پیش کردیا - ابتدا ہر شخص اس قابل تعریف ہمت کا اعتراف کرتا جسکا نمونہ مسٹر محمد علی نے اس راہ میں پیش کیا ہے ' اور واقعی بات یہ ہے کہ شخص ایک خاص طرح کی چھپائی کو رواج دینے کیلیے سخت روپیہ کی قربانی کو برداشت کرنا ایک ایسا شاندار اور موثر واقعہ ہے ' جسکو معمولی باتوں کی طرح نہیں دیکھنا چاہیے -

مگر معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے مسئلہ کیلیے یہ ابتدائی قربانیاں کافی نہیں ' اور اس شاہد امتحان طلب کے رام کرنے کیلیے ابھی اور بہت کچھہ لٹانا پڑیگا :

عالمے کشتہ شد و چشم تو در نار ہماں !

اس سوال نے ہمدرد میں ٹائپ اور لیتھو کے موازنہ کی بحث چھیڑ دی :

فادا ہم مربسان پس معا در مرتبق ہوگئے اور آپسمیں
یختصمون (۳۷ : ۴۶) بحث کرنے لگے -

ان میں سے جو لوگ ٹائپ کی حمایتی تھے مخالف تھے ' وہ ان دونوں کو پیش کرکے ہمدرد کے مطالعہ میں آنہیں پیش آئی تھیں ' اور جو لیتھو کے موافق تھے وہ اصرار ٹائپ کی وہ خوبیاں پیش کرتے تھے جو لیتھو کے عمل کی میں آئی تھیں - اور بحث ضرور اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ ہمدرد جو ہزارہا روپیہ کے نقصان برداشت کرکے لیتھو سے ٹائپ کی طرف آیا تھا ' اپنی فرصت اور اختیار کی سے کام لیکر اس بحث اور طولانی مناظرہ کے اخیر نتیجہ کا انتظار کرتا :

اس بحث ناصواب میں ہمدرد کہ جائے دل
میں دل ہمدرد ' مجمع آرماے دل !

درحقیقت اس بحث میں بڑی غلطی یہ تھی کہ ہمدرد کی موجودہ حالت کو ٹائپ کا نمونہ قرار دیا جاتا تھا ' حالانکہ اول تو

وہ ایک خاص قسم کا ٹائپ ہے ' پھر بہت گھس جانے کی وجہ سے بالکل نا قابل قرأت ہوگیا ہے - اگر ٹائپ کی چھپائی اندہ جاری رہتی جاتی تو یقیناً ٹائپ بدلا جاتا - ایسی حالت میں جو اصحاب ہمدرد کی تبدیلی سے آزردہ تھے ' انکا فرض صرف یہی نہ تھا کہ اس کاغذی مناظرہ میں سرگرم حصہ لیں ' بلکہ ہمدرد نے مالی مسئلہ کے حل کرنے کیلیے بھی کچھہ نہ کچھہ کرنا ضروری تھا جو اس راہ میں بڑی سے بڑی قربانی کرچکا -

اصل یہ ہے کہ اس بارے میں ابتدا ہی سے ہمارے دوست نے غلطی کی اور ٹائپ کا سر رشتہ اپنے حد رسائی کے اندر رکھنے کی جگہ سمندر پار کی سرد مہر مخلوق کے رحم پر چھوڑ دیا - ٹائپ جس قسم کا بھی ہو ' اسکی اصلی مصیبت یہ ہے کہ جلد جلد بدلنا چاہیے اور اسکا حقیقی طریقہ ذاتی فونڈری کا قیام ہے یا اقلاً ایسے ٹائپ کو اختیار کرنا جو ہمیشہ بآسانی ملسکے - جو لوگ ہمدرد کے ٹائپ سے گھبرا گئے تھے ' انکے حق بجانب ہونے میں کچھہ شک نہیں - واقعی اسکا ٹائپ بہت ہی خراب ہوگیا تھا ' اور حرفوں کے دوائر و اشکال اسدرجہ مندرس ہوگئے تھے کہ ا ا پڑھنا مشکل ہوگیا تھا - مگر ہمدرد بھی اس مشکل میں گرفتار تھا کہ پرانے ٹائپ کو بدلے تو کیونکر بدلے ؟ نیا ٹائپ اگر بیرون سے منگوایا جاے تو اسکے لیے علاوہ مصارف کثیرہ کے صبر و انتظار کی ایک لمبی عمر کہاں سے لاے ؟ خود فاونڈری قائم کرے تو اسکے لیے بھی کئی ماہ مطلوب اور پھر بھی نمونے کے مطابق ٹائپ کا ڈھلنا مشکوک !

غرض درگزنہ عدا بست جہاں مجبوں را !

بہرحال ٹائپ کتنا ہی ضروری ہو ' مگر بیس سال کے اپنے تجربے کے بعد خود ہماری بھی راے یہی ہے کہ پھر کے معاملے میں اسکا صرف نہایت کثیر اور مشکلات طباعت و تعویق کار و تعدد مطلوبات کی دقتیں بہت زیادہ ہیں ' پس بحالت موجودہ یہی فیصلہ بہتر تھا جو دفتر ہمدرد نے کیا ' اور آئندہ کیلیے پھر یہی چھپائی منظور کرلی -

ہمدرد کی اشاعت کی تحریک جن بلند ارادوں پر مشتمل تھی ' اور جسکا وسیع پیمانہ اُسے بلند نظر مخیر کے پیش نظر تھا ' اگر اسکی تکمیل کے سامان میسر آجاے تو فی الحقیقت اردو پریس کی سب سے بڑی ضرورت پوری ہوتی - روزانہ اخبارات پریس کی پہلی منزل ہیں ' اور ہمارا پریس ابتک اسی اولین راہ میں درماندہ ہے

افسوس کہ جسقدر اسباب و وسائل اس مقصد کی تکمیل کیلیے ضروری تھے ' اُن میں سے ایک بھی وقت پر میسر نہ آیا - سب سے پہلے ٹائپ کے مصائب شروع ہوے - پھر ٹائپ وغیرہ سے بھی اہم تر بلکہ جان مقصد ایڈیٹوریل اسٹاف کا مسئلہ تھا - اخبار صرف عمدہ چھپے ہوے اوراق ہی کا نام نہیں ہے بلکہ اصلی شے وہ معنوی روح ہے جو اسکے جسم صورت میں زندگی پیدا کرتی ہے - لیکن یہ وہ مسئلہ ہے جو شاید ابھی برسوں تک حل نہ ہوگا - اس کی دقتیں کوئی ہم سے پوچھے :

کہ من بخویش نمودم صد اهتمام و نشد !

ایک تھا مسٹر محمد علی کی اردو العروج کتنا ہوسکتی تھی ؟ انکی مشغولیت کیلیے کامریڈ بہت ہی تھا - نتیجہ یہ ہے کہ پبلک نے ہمدرد کو توقع سے کم پایا ' اور دنیا میں صناع کی مصیبتوں کو محسوس کرنے والے تو مگر رد و قبول کا فیصلہ کرنے والے بہت ہوتے ہیں :

نوا گران نه خورده گزند را چه خبر ؟

اس میں شک نہیں کہ پبلک کی شکایت درست ہے مگر ہم میں سے ہر شخص صرف سعی و کوشش ہی کرسکتا ہے - ضرورتوں کے پورا کرنے کیلیے اپنی مطلوبات کا خالق نہیں بن سکتا - برے ارادے پہلے ہی دن پورے نہیں ہوتے ' اور تنہا کام کرنے والوں کے قصوروں کیلیے چاہیے کہ صبر اور برداشت کے ساتھہ فیصلہ کیا جائے :

نفس نه انجمن آرزو ست باهر کهیچ !
اگر شراب نہیں انتظار ساغر کهیچ !!

اب ہمیں معلوم ہوا ہے کہ ادارۂ ہمدرد صرف ٹائپ ہی کی تبدیلی کا نہیں بلکہ اخبار کے مضامین اور انکی کمیت و حیثیت میں بھی بہت بڑی تبدیلی کرنے کا انتظام کر رہا ہے - ہماری دلی التجا ہے کہ وہ اپنے ارادوں میں احسن و اکمل طریقہ سے جلد کامیاب ہو ' اور ہم تمام ہمدردان ملت کا ایک اہم فرض یہ سمجھتے ہیں کہ اس موقع پر اسکی توسیع اشاعت اور اعانت مالی کیلیے بڑی سی بڑی کوشش عمل میں لائیں تاکہ اردو پریس کی قرنی کا ایک بہت بڑا عزم خدا نخواستہ ناکام رہکر قوم کیلیے داغ خجالت ثابت نہو -

مکتوب لندن

مسٹر مسیو حسین قدوائی بیرسٹر ات لا اس مرتبہ جب سے لندن گئے ہیں اکثر مراسلات لکھتے رہتے ہیں - اشاعت اسلام کے کاموں سے متعلق انکی بعض دلچسپ تحریریں الهلال میں نکل چکی ہیں - پچھلی ڈاک میں مسلم ڈیپوٹیشن دہلی کے متعلق انکا ایک سخت خیالانہ مضمون پہنچا ہے جسے ہم بلا تامل حسب عادت شائع کردیتے مگر ہمیں تعجب ہے کہ ہمارے دوست کو اس مضمون کی اشاعت سے متعلق کیوں شبہ ہوا اور خط میں کیوں اصرار کیا گیا ؟ حالانکہ ہم نے مختلف مسائل کے متعلق اس سے بھی زیادہ سخت تحریریں شائع کردی ہیں -

ڈیپوٹیشن کا واقعہ گذر چکا اور اخبارات میں اسکی بحثیں ہوچکیں ' البتہ مسٹر قدوائی مسٹر سوکت علی معتمد خدام کعبہ کے متعلق شخصاً معترض ہیں کہ وہ اس حیثیت سے کیوں شریک وفد ہوے ؟

مسٹر موصوف کی اسکو بہتر سمجھہ سکتے ہیں ' تاہم جہاں تک ہمیں علم ہے ' ہم کہہ سکتے ہیں کہ انکی سزا سے غالباً ایک تعلیم یافتہ مسلمان اور عام طور پر قومی کاموں میں سرگرم حصہ لینے والے شخص کی حیثیت سے نہیں ' کہ نہ معتمد خدام کعبہ ہونے کی حیثیت سے ' اور جبکہ جناب مولانا عبد الباری صاحب کی نسبت بعدد حیثیات تو اس بارے میں خود ہمارے دوست قابل اعتراض تسلیم کرتے ہیں تو پھر مسٹر سوکت علی اگر اپنی عام حیثیت سے ڈیپوٹیشن میں شریک ہوے ہوں تو یہ کیوں قابل اعتراض سمجھا جاے ؟

بہرحال مسٹر قدوائی خود بھی خدام کعبہ کے بانیوں اور عہدہ داروں میں سے ہیں اور انہیں ذمہ دارانہ حیثیت سے لکھنے کا حق حاصل ہے ہمارا خیال جو کچھہ تھا وہ ہم نے ظاہر کردیا -

مسلم گزٹ

عین اُس وقت جبکہ پریس ایکٹ کی سختیوں سے ہندوستان کی عدالت ہاے عالیہ ' کونسل کے ہال ' اور پارلیمنٹ کے ایوان یکساں طور پر گونج چکے ہیں ' یہ خبر تعجب اور عبرت کے ساتھ سنی جائیگی کہ ابھی اسکے مذبح پر اور نئی قربانیوں کی ضرورت

اور جسقدر مشکلات همیں نظر آتي هیں اور جسقدر تھوکریں نئے مصلحین نے کھائي هیں ' وہ تمام تر اسی اصولي بحث کے افراط و تفریط کا نتیجه هے -

ان دو سوالوں کا مختصر جواب یه هے که قران کریم کے بعد یقیناً اور حتماً احادیث صحیحه کا درجه هے ' اور بغیر کسي خوف اور تامل کے اسکا اعتراف کر لینا چاهیے که حدیث صحیح ایک ایسا مصدر علم ضرور هے جو همارے لیے دلیل اور حجة هوسکتا هے - اور جس طرح هم اپنے داخلي اعمال میں احادیث کے معترف و معتقد هیں ' بالکل اسي طرح خارج کے اعتراضات میں بھي انکي حقیقت کو تسلیم کرتے هیں -

لیکن حدیث ایک مدون و منضبط فن هے جسکے اصول و قواعد هیں' اور اسکي جمع و ترتیب کا کام صدیوں تک جاري رها هے - اس لیے صحت و اعتبار کے لحاظ سے مختلف طبقات و مدارج میں منقسم هوگیا هے - اسکي بنیاد انسانوں کي روایت پر تھي اسلیے اصول شهادت و روایت کي بنا پر ضرور تھا که نقد و درایت کے اصول وضع کیے جاتے اور وضع کیے گئے - اس پورے کرۂ ارضي کے اندر جسمیں انسان نے هزارها برس کے تجارب و محن کے بعد صدها علوم و فنون تک رسائي حاصل کي هے ' اور هر قوم نے علم کي تفتیش و تدوین میں حصه لیا هے' بے خوف دعوے کے سانھه کہا جا سکتا هے که کسي علم و فن کو بھي انساني دماغ نے اسدرجه منضبط ' اور سعي انساني کي انتھائي حد تک مرتب و مهذب نہیں کیا جیسا که علماے سلف نے فن حدیث کو' اور یه ایک مخصوص شرف و مزیت علمي هے امة مرحومه کي جسمیں دنیا کي کوئی قوم شریک و سهیم نہیں - والقصة بطولها -

پس ضرور هے که جس حدیث سے همارے سامنے استدلال کیا جاے' اسکي صحت اصول و قواعد مقررۂ فن اور علوم متعلقۂ حدیث سے ثابت بھي کردي جاے - اگر ایسا نه کیا گیا تو همارے لیے کسي طرح بھي دلیل و حجة نہیں هوسکتي -

(ایک عام غلط فهمي)

ایک بهت بڑي غلط فهمي یه پھیل گئي هے که فن حدیث کے طبقات و مدارج اور محدثین کے طریق جمع و اخذ پر لوگوں کي نظر نہیں - عام طور پر یه سمجھا جاتا هے که تفسیر و سیر اور مغازي و ملاحم کي کسي کتاب میں بسلسلۂ اسناد کسي روایت کا درج هونا اسکے لیے کافي هے که آنے تسلیم کرلیا جاے - حالانکه یه صریح غلطي هے ' اور خود محدثین نے اس غلطي کو کبھي جائز نہیں رکھا - حضرة شاه ولي الله رحمة الله علیه نے حجة الله البالغه وغیرہ میں جو تصریحات اس بارے میں کردي هیں' وہ قدما کي تصنیفات سے مستغني کر دیتي هیں - انھوں نے باعتبار صحت و شهرت و قبول کتب احادیث کو چار درجوں میں تقسیم کیا هے - اول درجے میں وہ موطاء امام مالک اور صحیحین کو قرار دیتے هیں' اور بقیه کتب صحاح سته کو دوسرے درجے میں رکھتے هیں - اسکے بعد دارمي' ابو یعلي ابن حمید ' طیالسی ' کے مسانید اور عبد الرزاق ' ابن ابي شیبه ' حاکم ' بیهقي ' اور طبراني وغیرہ کے مجموعے هیں - انھیں تیسرے درجے میں قرار دیا هے اور لکھا هے که اسمیں رطب و یابس هر طرح کا ذخیرہ هے' یهاں تک که موضوع حدیثیں بھي شامل هیں - شاه صاحب نے سنن ابن ماجه کو بھي اسي درجه میں قرار دیا هے - مگر اسکے خلاف رائیں زیادہ ملیں گي -

چوتھے درجے میں کتب حدیث کا تمام بقیه حصه داخل هے - علی الخصوص تصانیف حاکم ابن عدي ' ابن مردویه ' خطیب ' تفسیر ابن جریر طبري ' فردوس دیلمي ' ابو نعیم صاحب حلیه ' ابن عساکر وغیرہ وغیرہ - عام کتب تفاسیر و دلائل و خصائص و قصص کا سرچشمه یهي کتابیں هیں -

ان بزرگوں نے اپنا مقصد کتب صحاح کے جامعین سے بالکل مختلف قرار دیا تھا - اس مقصد کي بے خبري هی سے تمام مشکلات پیدا هوتي هیں - انھوں نے کبھي بھی یه دعوا نہیں کیا که جسقدر حدیثیں وہ پیش کرتے هیں' سب کي سب قابل اعتماد هیں - انکا مقصد صرف احادیث کو کسي خاص سلسلے سے جمع کر دینا تھا' اور اسکے نقد و بحث کو انھوں نے دوسروں کے لیے چھوڑ دیا تھا -

چنانچه اسکا سب سے بڑا واضح ثبوت یه هے که محققین فن حدیث نے همیشه اپنی تصنیفات میں انکی جمع کردہ حدیثوں کو اسی وقت قبول کیا جبکه وہ اصول مقررۂ حدیث کے مطابق جانچ لی گئیں ' اور همیشه ان پر اپنے اپنے اصولوں کے ماتحت رد و قدح اور نقد و جرح کرتے رهے - سب سے بڑا ذخیرۂ حدیث اس قسم کا امام ابن جریر طبري کی تفسیر هے جنھوں نے قرآن کریم کی هر آیت کے نیچے روایات کے جمع کرنے کا التزام کیا هے' اور واقعۂ مارية قبطیه کے متعلق جو روایت آپکے درست نے نسخ و اضافه کے بعد پیش کي هے' وہ بھی امام موصوف هي نے سورۂ تحریم کی تفسیر میں درج کی هے - یا پھر طبرانی کے معاجم هیں' اور حاکم کي مستدرک ' ابن حمید و دارمی کی مسانید ' اور ابونعیم و دیلمی کی تصنیفات هیں - لیکن هم دیکھتے هیں که حافظ ابن حجر عسقلاني اور حافظ ذهبی جیسے مسلم محدثین اپنی تصنیفات میں جا بجا انکی مرویات پر جرح و نقد کرتے هیں' اور کسی روایت کو بحث و نظر کے بعد قبول اور کسی کو مردود قرار دیتے هیں - صرف فتح الباري اور عیني هی اٹھاکر دیکھه لیجیے که اس رد و قبول کا کیا حال هے ؟

امام ابن تیمیه سے بڑھکر فن حدیث کا اور کون حامی اور عواص هوگا' جنھوں نے اس راہ میں بے شمار متاعب و شدائد بھی فقهاء متقشفین کے هاتھوں برداشت کیے ' مگر جن خوش نصیبوں کو امام موصوف کی تصنیفات کے مطالعه کرنے کی توفیق ملی هے ' وہ اندازہ کرسکیں گے که میں کیا کہه رها هوں؟ منهاج السنه وغیرہ میں صحاح کی متعدد احادیث کو انھوں نے صاف صاف رد کردیا هے !

یه همارے پاس علامۂ ابن قیم کی زاد المعاد اور اعلام الموقعین وغیرہ مصنفات شهیرہ موجود هیں - ایک نہیں متعدد مقامات پر علامۂ موصوف ان کتابوں کی بیان کردہ احادیث کو بلا تکلف رد کردیتے هیں - صرف اتنا هی نہیں بلکه کتب صحاح کی مرویات پر بھی روایت و درایت کے مقررہ اصول کے بموجب نظر انتقاد ڈالتے هیں' اور کسی سے استدلال کرتے هیں اور کسی کو اعتماد کیلیے غیر مفید بتلاتے هیں - پھر فقهاء حنفیه کا طرز عمل تو اس بارے میں ایک صاف شهادت هے جو احادیث صحیحین تک کو بلا تکلف اپنے قیاس و درایت کے مقابله میں تسلیم نہیں کرتے -

پس یه ایک صریح اور مسلم بات هے که احادیث کے تسلیم کرنے کیلیے طریق نقد و نظر سے کام لینا ضروري اور ناگریز هے اور اس بارے میں همیشه ائمه برفن کا یکساں طرز عمل رها هے - اس امر کیلیے کسي شهادت کے پیش کرنے کي ضرورت نه تھي - میں نے اسلیے زور دیا تا که مخالفین اسلام یه نه سمجھیں که انکے اعتراضات سے بچنے کیلیے یه کوئي نیا اصول قرار دیا جا رها هے - یه اصول همیشه سے موجود هے' اور جس طرح هم اب سے اٹھه سو برس پہلے صرف انهي احادیث کو تسلیم کرتے تھے جو قواعد مقررۂ فن سے ثابت هو جائیں' اسی طرح آج بھی صرف انهي روایتوں کو تسلیم کرینگے جو خود ان روایات کے جمع کرنے والوں کے مقررہ اصول کے مطابق ثابت کر دي جائیں -

الهلال

۱۷ - ۲۴ جمادي الاخـــر ۱۳۳۲ هج

اسئلة واجوبتها

اصول رد و دفاع مطاعن منكرين

واقعه ايـــلاء و تخييـــر

روايـات ضعيفـه و موضوعـه

انكار حديث و مصلحين متفرنجين

حضرت مولانا - السلام عليكم - ميرے ايک نوجوان دوست (جنکا نام لکھنا ابھي مناسب نہيں سمجھتا اور غالباً انکے خاندان سے جناب بھي ضـرور واقف ھيں) آجکل عيسائي مشـريوں کے دام ميں پھنس گئے ھيں' اور رفتہ رفتہ انھيں اسلام کي جانب سے بدظن بنا جارھا ھے - وہ روز ايسے نئے عيسائي رفيقوں کے يہاں سے کوئي نہ کوئي اعتراض سيکھہ کر آتے ھيں ' اور ھم لوگوں سے جواب طلب کرتے ھيں - ايک کتاب اردو کي ٹائپ ميں لنڈن کي چھپي ھوئي بھي انھيں دي گئي ھے جسکو وہ بطور حرز جاں کے ھر وقت اپنے ساتھہ رکھتے ھيں اور اسميں بھي اسيطرح کے اعتراضات جمع کيے گئے ھيں - الحمد لله کہ آجتک انکے ھر اعتراض کا ميں نے مسکت جواب ديا اور اسکا جواب وھانسے وہ کوئي نہ لا سکے - البتہ ايک واقعہ انھوں نے ايسا بيان کيا جسکے متعلق بوجـہ عـدم علم و واقفيت ميں پوري طرح تشفي نہ کرسکا ليکن چونکہ اسکا حوالہ احاديث کي بنا پر ديا گيا تھا اسليے ميں نے صاف کہديا کہ ھم صرف اُنھي اعتراضات کے جوابدہ ھيں جو قرآن کريم کي بنا پر کيے جائيں - صرف وھي حقيقي اور ايک ھي مجموعہ ھمارے تمام اعتقادات و عبادات کا ھے - حديثوں کو کوئي يقيني درجہ حاصل نہيں اور اسليے اُس - کے ھم ذمہ دار نہيں ھيں - يہي زريں اصول سر سيد احمد خاں مرحوم کے خطبات احمديہ اور مضامين تہذيب الاخلاق ميں قائم کيا ھے - اسپر انکے عيسائي دوست نے جواب ميں کہلايا کہ قرآن ميں بھي اسکا ذکر کيا گيا ھے -

انھوں نے حضرة سرور کائنات (صلى الله عليه و سلم) کے متعلق بيان کيا ھے کہ ايک مصري عورت حضور کے پاس آئي تھي ' اور آپ بطور لونڈي کے آپنے رکھہ ليا تھا - ايک دن آپ اسکے ساتھہ خلوت ميں تھے کہ بـکايک آپکي بيويوں ميں سے ايک بيـوي چلي آئيں اور ديکھکر سخت ملامت کي ' اسپر اپنے معذرت کي اور کہا کہ اس واقعہ کا ذکر دوسري بيويوں سے نہ کرنا ورنہ مشکل ھوگي - مگر انھوں نے ذکر کرديا اور آپ ايک مہينے تـک اپني تمام بيويوں سے ناراض ھوکر بالکل الگ رھے ' اور اسقدر اسکا صدمہ ھوا کہ مہينے بھر تـک اپني کوٹھري سے بالکل نہ نکلے -

وہ کہتا ھے کہ يہ واقعہ معتبر کتب ميں موجود ھے ' اور اس بنا پر اعتراض کرتا ھے کہ کيا ايسا اخلاق انبيا کا ھو سکتا ھے ؟ ميں نے اپنے يہاں کے بعض علما سے دريافت کيا تو انھوں نے کہا کہ ھاں بيشک يہ واقعہ کتب معتبرہ ميں آيا ھے - پھر جناب ..... اور لکھا انھوں نے بھي اسکي تصديق کي - اب جناب سے مستدعي ھوں کہ خدا را ابنا قيمتي وقت صرف کرکے مجھے واقعہ کي حقيقت سے مطلع فرمائيں بلکہ الهـــلال ميں درج کريں تا کہ تمام مسلمانوں کيليے ذريعـۂ علـم ھو اور مخـالفوں کے دام تزوير سے بچيں - نيـز اسکي نسبت بھي تحـرير فـرمائيں کـہ کيـا احاديث کے متعلق اس اصول کو آپ تسليم کرتے ھيں جو ميں نے مخالف کے سامنے پيش کيا ؟

خاکسار غلام سرور شاه عفي الله عنه

الهـــلال :

(۱) آپنے جس کتاب کو اپنے قابل رحم دوست کے ھاتھہ ميں ديکھا ھے وہ غالبا پادري عماد الدين کي ميزان الحق وغيرہ ھوگي جو لنڈن ميں چھپي تھي - ازالة الاوھام ' استفسار ' لسان الصدق ' اظہار الحق وغيرہ انھي کتابونکا جواب ھے - ليکن جس واقعہ کا آپنے ذکر کيا ھے اسے ان کتابوں سے کوئي تعلق نہيں -

(۲) جن لفظوں اور جس صورت ميں آپکے دوست نے يہ واقعہ بيان کيا ھے ' وہ قطعاً بے اصل اور جزماً کذب و افترا ھے - آپ پورے وثوق اور تعدي کے ساتھہ انکار کر ديں اور ثبوت طلب کريں - جن حضرات علما سے آپنے تحقيق فرمايا اور انھوں نے اِس واقعہ کي تصديق کي ' انکي نسبت بجز اسکے کيا کہوں کہ الله انپر رحم کرے - ايسے آپنوں کا وجود دشمنوں سے زيادہ مہلک ھے - نعوذ بالله من شر الجہل و الجاھلين -

(۳) البتہ بيان کردہ صورت واقعہ سے اگر قطع نظر کرلي جاے ' تو يہ در اصل واقعۂ ايلا و تخيير کي بعض روايات کي ايک مسخ شدہ صورت ھے ' اور جس مصري لونڈي کي طرف اشارہ کيا ھے اس سے مقصود ماريہ قبطيہ ھيں - بلاشبہ کتب سير و تفاسير ميں بعض روايات ايسي موجود ھيں جنسے معلوم ھوتا ھے کہ آنحضرة صلى الله عليه وسلم نے بعض ازواج کي خـاطر ماريہ قبطيہ کو اپنے اوپر حرام کرليا تھا ' اور حضرت حفصہ يا حضرت زينب سے کہا تھا کہ اس واقعہ کا ذکر کسي سے نہ کرنا - انھوں نے حضرت عائشہ سے ذکر کرديا اور اسپر سورۂ تحريم کي آيات نازل ھوئيں -

ليکن اول تو آپنے دوست کے مسيحي معلم کا يہ کہنا کہ يہ واقعہ قرآن کريم ميں بھي موجود ھے ' بالکل غلط ھے - قرآن کريم ميں کوئي واقعہ بيان نہيں کيا گيا ' بلکہ صرف ايک اشارہ کيا گيا ھے جو آنحضرت کے بعض ازواج پر ظاھر کيا تھا اور اسکا ذکر دوسروں سے کرديا گيا ' پھر جو روايتيں اس بارے ميں موجود ھيں انکا کتب معتبرۂ حديث ميں کہيں ذکر نہيں - صحاح کے تمام ابواب نکاح و طلاق و ايلا و تفسير اسسے خالي ھيں ' اور طبري وغيرہ ميں انکا ھونا کوئي دليل صحت نہيں جب تک کہ اصول مقررۂ حديث کے مطابق ثابت نہ جاے - علاوہ بريں متعدد وجوہ ايسے موجود ھيں جنسے يہ تمام روايات موضوع اور پايۂ اعتبار سے ساقط ثابت ھوتي ھيں اور محققين من لي بھي يہي راے ھے - کما سياتي انشاء الله -

ليکن آپنے ساتھہ ھي ايک نہايت اھم اور اصولي موضوع بھي چھيڑ ديا ھے يعني احاديث کے انکار و تسليم کا سوال - بغير ايک مستقل مبسوط مضمون کے اسکا تشفي بخش جواب نو مسلم

نہیں - البتہ اصل سوال کے جواب سے پہلے سرسری طور پر کچھہ اسکی نسبت بھی عرض کردیا ہوں -

(معترضین اسلام کی ایک اصولی تقسیم)

مخالفین و اعداء اسلام جسقدر اعتراضات اسلام اور حضرة داعی اسلام پر متعلق کرتے ہیں، خواہ وہ آج پادری عماد الدین، پادری مقدر، سر ولیم میور، اور مارگولیتھ وغیرہ نے کیے ہوں، یا اب سے صدہا سال پہلے اُن معترضین نے جنکے جوابات ابن حزم نے ملل و النحل میں، عراقی نے تحفہ الاریب میں، ابن تیمیہ اور ابن قیم نے ارشاد الحیاری وغیرہ میں دیے ہیں (رحمہم اللہ) مگر اصولاً انکی دو ہی قسمیں ہیں :

(الف) وہ اعتراضات جو محض سوء فہم یا دانستہ تلبیس و اغراض عن الحق کا نتیجہ ہیں - مثلاً قرآن کریم نے احکام جہاد ونکاح و طلاق وغیرہ کے متعلق جسقدر اعتراضات کیے جاتے ہیں، یا اختلاف بیانات قرآن و کتب مقدسہ کی بنا پر جو کچھہ کہا جاتا ہے انکی بنیاد ایک صحیح اور واقعی تعلیم پر ہے، اور یقیناً وہ احکام قرآن کریم میں موجود ہیں، لیکن یا تو انکی نسبت تعصب و جہل سے غلط فہمیاں پیدا ہوگئی ہیں - یا دانستہ انکے رد و بطلان کی کوشش کی گئی ہے - یا سرے سے اس اصل ہی کو قابل اعتراض قرار دیدیا ہے جسپر وہ تمام تعلیمات و احکام متفرع ہیں - غرضکہ اسلام کو اُن باتوں کیلیے الزام دیا ہے جنکے وجود سے تو وہ منکر نہیں، لیکن حسن وجوہ و دلائل کی بنا پر الزام دیا گیا ہے انکا منکر و مبطل ہے -

(ب) یا پھر وہ اعتراضات ہیں جنکی بنا نہ تو کسی اسلامی تعلیم پر ہے، اور نہ کسی اسلام کے مسلمہ واقعہ پر - نہ تو خود قرآن کریم میں انکا وجود ہے، اور نہ احادیث صحیحہ و معتبرہ میں - انکا دار و مدار صرف اُن بیانات اور روایات پر ہے جو بعض مسلمان مصنفوں نے اپنی کتابوں میں کسی نہ کسی حیثیت سے درج کردیے ہیں یا عام طور پر مسلمانوں میں بیان کی جاتی ہیں، اور افواہ عوام پر چڑھگئی ہیں - مثلاً قصۂ عرانیق اور واقعۂ حضرة زینب وغیرہ، یا مثلاً یہی واقعۂ ماریہ قبطیہ جو آپکے دوست کو ایک نہایت مکروہ و منحرف صورت میں دکھلایا گیا ہے -

اِن دو قسموں کے علاوہ بے شمار اعتراضات ایسے بھی ہیں جو محض افترا و بہتان ہیں، جیسے صلیبی لڑائیوں کے زمانے میں مشرقی پادریوں نے مسلمانوں کی بت پرستی کے اکاذیب مشہور کردیے تھے، اور جنکو موسیو گاسپری نے " اسلام اور بانی اسلام " میں مفصل بیان کیا ہے - یا آج بھی ایسی صدہا باتیں اسلام کی طرف منسوب کردی جاتی ہیں جنکی کوئی ادنیٰ اور ضعیف اصلیت بھی روایات اسلامیہ میں نہیں ہے - لیکن یہ تمام اعتراضات یکسر عداوت و تعصب اور جہل و فساد کا نتیجہ ہیں جنکو خود صاحب نظر معترضین بھی تسلیم نہیں کرتے، اور یہاں مقصود صرف قابل توجہ اعتراضات ہیں نہ کہ افتراء محض و بہتان صرف -

(سب سے زیادہ خطرناک قسم)

جن لوگوں نے مخالفین و معترضین کے اسفار و کتب سے واقفیت حاصل کی ہے، وہ تسلیم کرینگے کہ اعتراضات کا سب سے زیادہ حصہ در اصل دوسری ہی قسم پر مشتمل ہے، اور پہلی قسم کے اعتراضات گو اصلاً زیادہ اہم ہیں، لیکن انکی تعداد بہت کم ہے اور اعداء اسلام کی تصحیک و تحقیر میں بھی انسے نسبتاً بہت کم مدد ملتی ہے یہ صدہا کتابیں جو اسلام کی مخالفت میں لکھی گئی ہیں یا لکھی جا رہی ہیں، انہیں اُٹھا کر دیکھیے، اور اُن تمام اعتراضات پر نظر ڈالیے جو ان میں پیش کیے گئے ہیں - ان میں بہت تھوڑا حصہ ان اعتراضات کا ہوگا جو براہ راست قرآن کریم کی تعلیمات یا احادیث معتبرۂ و مسلمہ کی بنا پر کیے گئے ہیں، اور تمام مجلدات تکسر انہی مطاعن و معائب سے لبریز ہونگی، جو عام روایات مفسرین و کتب سیرة و مغازی کی بنا پر کیے گئے ہیں، اور جنمیں عموماً یہ مقدمہ تسلیم کرلیا گیا ہے نہ اسلام و پیروان اسلام کیلیے ہر مسلمان مصنف کا بیان حجت اور برہان ہے !

سب سے بڑا ابلیسی دسیسہ اعداء اسلام کے پاس یہ ہے کہ حضرة داعی اسلام علیہ الصلوٰة والسلام کی حیات طیبہ و مقدسہ کو دنیا کے سامنے ایسی مکروہ و معیوب شکل میں پیش کیا جاے جسکے دیکھتے ہی طبائع میں نفرت و کراہیت پیدا ہو جاے، اور اسلام کے متعلق کسی حسن ظن کے پیدا کرنے کا موقعہ ہی نہ ملے !

یہ مقصد پہلی قسم کے اعتراضات سے حاصل نہیں ہوسکتا - قرآن کریم میں جہاد کا حکم ہے - تعدد ازدواج کی اجازت ہے - طلاق کو جائز بتلایا ہے - قوم عاد و ثمود کے تاریخی مقامات کا ذکر ہے - حضرة ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کا خانۂ کعبہ بنانا بیان کیا گیا ہے - حضرة مریم علیہا السلام کو ملامت کرنے والوں نے " یا اخت ہارون " کہا ہے - معترضین انپر نکتہ چینی کرتے ہیں - احکام جہاد کو ظالمانہ بتلاتے ہیں - تعدد ازدواج اور طلاق کو اخلاقاً معیوب کہتے ہیں - قوم عاد و ثمود کے متعلق تاریخی ثبوت طلب کرتے ہیں - حضرة ابراہیم کے بنائے کعبہ کا ثبوت تورات سے مانگتے ہیں - حضرة مریم کا " اخت ہارون " ہونا انکی سمجھہ میں نہیں آتا - تاہم ان تمام اعتراضات سے اسلام کے محاسن و فضائل پر بالکل پردہ نہیں پڑ جا سکتا، اور سننے والے کیلیے یہ باقی رہجاتا ہے کہ وہ اسکے دیگر احکام و تعلیمات کے متعلق حسن ظن قائم کرے، یا بعض دیگر شرائع سے مقابلہ کرکے تسلی حاصل کرلے - حضرة موسیٰ نے تلوار سے کام لیا - حضرة داؤد و سلیمان کے صدہا بیویاں رکھیں - اگر مخاطب ان الزامات کو صحیح مان بھی لے جب بھی زیادہ سے زیادہ یہی نتیجہ حاصل کر سکتا ہے کہ قرآن کریم اور کتب مقدسۂ عتیقہ کو ایک درجہ میں رکھنا چاہیے -

لیکن برخلاف اسکے دوسری قسم کے اعتراضات و مطاعن اپنی معاندانہ تاثیر و نفوذ میں ان اعتراضات سے بالکل مختلف ہیں - ان میں اُس زندگی کی تصویر دکھلائی جاتی ہے جو تعلیمات اسلامیہ کا حامل ہے، اور جسکی رسالت و نبوت کی صداقت پر قرآن و اسلام کی حقانیت موقوف ہے - یہ تصویر نہایت مکروہ ہوتی ہے، اور شیطان کفر و ضلالت اعداء اسلام کے اندر حلول کرکے اسکے خال و خط درست کرتا ہے - نعوذ باللہ انسانی معاصی و رذائل کے تمام اعمال سئیہ اسمیں جمع کیے جاتے ہیں، اور ایسے ایسے قبائح و فضائح کو اسکی طرف منسوب کیا جاتا ہے جو انسانی بد اخلاقی کی انتہا ہیں، اور درجۂ نبوت و رسالت تو بہت ارفع و اعلیٰ ہے، ایک شریف و نیک اعمال شخص کی زندگی بھی ایسے ملوث نہیں ہوسکتی - کذالک یوفک الذین کانوا بایات اللہ یجحدون (۴۰ : ۶۵)

آج یورپ اور امریکہ میں عام طور پر جو توحش و تنفر اسلام کی طرف سے پھیلا ہوا ہے، وہ زیادہ تر اسی تلبیس و شیطنت کا نتیجہ ہے - اِن مفتریات کو سنکر ایک سادہ ذہن مخاطب اسدرجہ اسلام سے متوحش ہوجاتا ہے کہ اُسکے کسی حسن و فضیلت کا اسے تصور بھی نہیں ہوسکتا - اور ہمیشہ کیلیے حسن ظن و تلاش حقیقت کا باب ہوجاتا ہے -

پس فی الحقیقت قسم اول کے اعتراضات اسدرجہ اسلام کیلیے مضر نہیں ہیں جسقدر دوسری قسم کے، اور آج اعداء اسلام کے ہاتھہ میں سب سے زیادہ خطرناک حربہ یہی مفتریات ہیں - کسی

مذهب کے متعلق یہ کہنا کہ وہ بزور شمشیر پھیلا ' سننے والے کو اسدرجہ متاثر نہیں کرسکتا جسقدر اس افترا کا پیش ہونا کہ (نعوذ باللہ) اسکا بانی اپنے منہبی کی بیوی کو برھنہ غسل کرتے دیکھکر فریفتہ ہوگیا ' اور بالاخر اس نے طلاق دلاکر خود اپنے نکاح میں لے آیا -

یہ ایک نہایت دقیق نکتہ ہے جو میں کہہ رہا ہوں اور اس پر ابتک بہت کم اسپر توجہ کی گئی ہے -

(ان مطاعن کا سر چشمہ)

اس قسم کے تمام مطاعن و معائب میں جو واقعات بیان کیے جاتے ہیں ' انکا ایک بڑا حصہ تو خود معترضین کے القاء کفر و ضلالت کا متبجہ ہوتا ہے جسکی کوئی اصلیت نہیں ' البتہ معاندانہ حذف و اضافہ اور تحریف و تلبیس کو الگ کردینے کے بعد دیکھا جائے تو اسکی بنیاد میں کوئی بات ایسی ضرور نکل آتی ہے ' جو یا تو کسی مسلمان مصنف کا بیان ہے ' یا کوئی روایت اور اثر ہے ' یا پھر کوئی قصہ ہے جو عام مسلمانوں کی زبانوں پر چڑھگیا ہے -

معترضین عموماً یہ کرتے ہیں کہ اسلامی تصنیفات کے متعلق ایک سطحی اور سرسری واقفیت حاصل کرکے چند کتابیں تفسیر اور سیرۃ یا قصص و فضائل کی اپنے سامنے رکھ لیتے ہیں ' اور اسمیں جسقدر روایتیں اس قسم کی پاتے ہیں جنکی بنا پر اسلام کی صداقت اور بانی اسلام کی زندگی پر طعن و قدح کیا جاسکتا ہے ' انہیں کامل ابلدسانہ ہوشیاری اور پوری معذرانہ جالا کی کے ساتھ یکجا کرلیتے ہیں - پھر اپنے اکاذیب و مفتریات کا اضافہ کرتے ہیں ' اور مفید مطلب توجیہہ و تعلیل کے ساتھ ترتیب دیکے اس طرح پیش کردیتے ہیں کہ ناواقف انکے استدلال اور استشہاد سے مرعوب ہوجاتا ہے -

وہ عموماً کتابوں کا حوالہ دیتے ہیں اور بعض اوقات ان روایات کو نقل بھی کردیتے ہیں جسسے انکا استدلال ہوتا ہے - اور بکثرت مشن کے عربی زبان میں جو کتاب بلاد مصر و شام کیلیے شائع کی گئی ہے ' جو چار ضخیم جلدوں میں ختم ہوئی ہے اور جسکا نام الھدایہ ہے ' اسمیں اول سے لیکر اخر تک ہر اعتراض کے ساتھہ کوئی نہ کوئی روایت بھی پیش کی ہے - غیروں کے علاوہ خود نا واقف مسلمانوں پر بھی ان حوالوں کا بہت اثر پڑتا ہے ' اور وہ کہتے ہیں کہ جب خود اسلامی روایات میں یہ واقعات موجود ہیں تو اسے کیونکر انکار کیا جاسکتا ہے ؟

اس قسم کی روایات زیادہ تر تفاسیر اور عام کتب سیر و تاریخ میں ہیں ' یا حضرۃ شاہ ولی اللہ کی تقسیم مدارج کتب حدیث کے مطابق ' تیسرے اور چوتھے درجے کی کتابوں سے لی جاتی ہیں -

(فتنۂ اصلاح و اجتہاد جدید)

یہ ایک نہایت اہم اور اصولی بحث ہے کہ اس قسم کے اعتراضات اور مطاعن کیلیے صحیح اور حقیقی طریقہ جواب ورد کا کیا ہے ؟

ہمارے زمانے میں ایک نیا گروہ متکلمین کا پیدا ہوا ہے جس نے اپنی قابل تعریف بیداری و باخبری سے پہلے پہل ان اعتراضات سے واقفیت حاصل کی ' اور چاہا کہ ان مطاعن کی آلودگی سے اسلام کے دامن کی تنزیہہ و تقدیس ثابت کرے - اسکی مستعدی مستحق اعتراف ہے ' اور اسکی نیت سعی قابل تحسین ' لیکن افسوس ہے کہ جس کام کو وہ کرنا چاہتا تھا ' اسکے لیے مستعدی اور آمادگی تو اسکے پاس ضرور تھی ' پر اسباب و وسائل یکسر مفقود تھے - اسکا دماغ کا رکن اور اسکا فہم طالب اجتہاد تھا ' لیکن نہ تو اسکے پاس نظر علم پیما تھی جو معین مقصد ہوتی ' اور نہ ہی فکر واقف کار تھا جو سامان مہیا کرتا - نہ تو اسے علوم اسلامیہ کی خبر تھی نہ فن حدیث و اثر پر نظر تھی - نہ اصول فن سے اسے واقفیت حاصل تھی اور نہ اسفار و مصنفات محققین و ائمۂ فن پر نظر ڈالی - جس طرح اسلام نے حریفوں کے اسپر طعن کرنے ہوئے اپنے جہل پر اعتماد کیا ' اسی طرح اسلام نے ان حامیوں کے انکا جواب دیتے ہوئے صرف اپنے ناقص اجتہاد ہی کو کافی سمجھا - جو نہ انہیں اپنی قوت کی خبر نہ تھی اور صرف اپنی فکر رسا ہی پر اعتماد تھا ' اسلیے وہ حریفوں کی سطوت سے مرعوب ہوگئے ' اور دلائل اعتراض روایات و بیانات کا انبار دیکھکر اس طرح گھبرا گئے کہ ان میں رد و تحقیق کیلیے کوئی قوہ فعال باقی نہ رہی - اور انکا رستہ دار حریفوں کی قوت اور استیلاء انکے ہاتھوں میں چلا گیا -

اس گھبراہٹ میں انھوں نے اپنے تئیں بالکل مجبور پایا ' اور اسکے سوا کوئی چارہ نہ دیکھا کہ اپنے کسی جدید خود ساختہ اصول کی بنا پر احادیث و روایات کی صحت ہی سے قطعی انکار کردیں ' اور اسطرح انکے جواب کی دمہ داری سے بآسانی سبکدوش ہوجائیں - پس بجائے اسکے کہ وہ ان روایات کی حقیقت و اصلیت کو واضح کرتے ' انھوں نے اس قسم کے مجتہدانہ اصول وضع کرنا شروع کردیے جنکو اگر صحیح تسلیم کرلیا جائے تو معترضین کے فتنہ سے بھی بڑھکر ایک داخلی فتنۂ عظیم اسلام میں پیدا ہوجائے - اعاذنا اللہ من شرھا و من سر الجھل والفساد !

مثلاً انھوں نے اُن اعتراضات سے بچنے کیلیے جو احادیث کی بنا پر کیے جاتے ہیں ' سرے سے فن حدیث ہی کی تضعیف و تحقیر شروع کردی ' حتی کہ صاف فیصلہ کر دیا کہ چونکہ حدیثیں اکثر خبر احاد ہیں اور خبر احاد عقدِ یقین نہیں - اسلیے حدیث کی تحقیقت کوئی شے نہیں ہے - اسکےجواب کے ہم دمہ دار نہیں ! انا للہ و انا الیہ راجعون -

اسطرح انھوں نے ایک فتنہ سے بچنے کیلیے اپنے وجود پر دوسرا فتنہ بنا دیا ' اور دشمن نے جو بنا مکان کے شاگرد پیشہ پر قبضہ کرلیا تھا ' اسلیے اسکو ہلاک کرنے کیلیے پوری عمارت میں آگ لگادی ! عزیز من ! یہ اسلام کی حمایت نہیں ہے : بل ھی فتنۃ ' ولکن اکثر الناس لا یعلمون -

رہی تفصیل کا متحمل نہیں اسلیے میں نہایت سرسری اشارات کرونگا - اگر فن و ارباب فن کو ان بے خبروں کی نظر ہوتی تو وہ سمجھتے کہ مخالفین نے حملوں سے بچنے کیلیے اس مہلک اجتہاد کی کوئی ضرورت نہیں ہے - ایک محفوظ و مصئون طریق کار پیشتر سے موجود ہے ' اور بعد اسکے کہ کسی جدید مصلح و مجدد کو اپنے عزاء اجتہاد کے اعلان کی ضرورت ہو ' خود محققین فن نے اس رہاے میں جو اصول و قواعد وضع کردیے ہیں انہی کے مطابق چلکر ہم بہتر سے بہتر حق تحقیق و دفاع ادا کرسکتے ہیں -

(اصول بحث و مسلک صحیح و مستقیم)

اصل یہ ہے کہ یہ تمام نتائج جہل و بے خبری کے ہیں ' اور وہ بے خبری ہمارے مخالفین اور ہمارے نئے حماۃ و مصلحین ' دونوں کے حصے میں آئی ہے ہمارا اولیں فرض یہ ہے کہ ہم معترضین کو بتا دیں کہ قرآن کریم کے بعد ہمارے لئے حجت و دلیل کون کون سے مصادر علم و اعتماد ہو سکتے ہیں ؟ نیز یہ کہ کیا کسی روایت کا کسی کتاب میں درج ہونا اسکے لیے کافی ہے کہ وہ مسلمانوں کیلیے حجت ہو سکے اور اس بارے میں ائمۂ سلف نے کچھہ اصول مقرر کیے ہیں یا نہیں ؟

در حقیقت انہی دو سوالوں کا جواب آجکل کے صدہا داخلی و خارجی مباحث و اختلافات کیلیے بمنزلہ اصل و اساس کے ہے

اور جسقدر مشکلات ہمیں نظر آتي ہیں اور جسقدر ٹھوکریں نئے مصلحین نے کھائي ہیں ' وہ تمام تر اسی اصولي بحث کے افراط و تفریط کا نتیجہ ہے -

ان دو سوالوں کا مختصر جواب یہ ہے کہ قران کریم کے بعد یقیناً اور حتماً احادیث صحیحہ کا درجہ ہے ' اور بغیر کسي خوف اور تامل کے اسکا اعتراف کر لینا چاہیے کہ حدیث صحیح ایک ایسا مصدر علم ضرور ہے جو ہمارے لیے دلیل اور حجۃ ہوسکتا ہے - اور جس طرح ہم اپنے داخلي اعمال میں احادیث کے معترف و معتقد ہیں ' بالکل اسي طرح خارج کے اعتراضات میں بھي انکي حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں -

لیکن حدیث ایک مدون و منضبط فن ہے جسکے اصول و قواعد ہیں ' اور اسکي جمع و ترتیب کا کام صدیوں تک جاري رہا ہے - اس لیے صحت و اعتبار کے لحاظ سے مختلف طبقات و مدارج میں منقسم ہوگیا ہے - اسکي بنیاد انسانوں کي روایت پر تھي اسلیے اصول شہادت و روایت کي بنا پر ضرور تھا کہ نقد و درایت کے اصول وضع کیے جاتے اور وضع کیے گئے - اس پورے کرۂ ارضي کے اندر جسمیں انسان نے ہزارہا برس کے تجارب و محن کے بعد صدہا علوم و فنون تک رسائي حاصل کي ہے ' اور ہر قوم نے علم کي تدوین و تدوین میں حصہ لیا ہے ' بے خوف دعوے کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ کسي علم و فن کو بھي انساني دماغ نے اسدرجہ منضبط ' اور سعي انساني کي انتہائي حد تک مرتب و مہذب نہیں کیا جسقدر کہ علماے سلف نے فن حدیث کو ' اور یہ ایک مخصوص شرف و مزیت علمي ہے امت مرحومہ ہي جسمیں دوسری قومیں کوئي شریک و سہیم نہیں - والقصہ بطولہا -

پس ضرور ہے کہ جس حدیث سے ہمارے سامنے استدلال کیا جاے ' اسکي صحت اصول و قواعد مقررۂ فن اور علوم متعلقہ حدیث سے ثابت بھي کردي جاے - اور ایسا نہ کیا گیا تو ہمارے لیے اسی طرح بھي دلیل و حجۃ نہیں ہوسکتي -

(ایک عام غلط فہمي)

ایک بہت بڑي غلط فہمي یہ پھیل گئي ہے کہ فن حدیث کے طبقات و مدارج اور محدثین کے طریق جمع و اخذ پر لوگوں کي نظر نہیں - عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ تفسیر و سیر اور معاري و ملاحم کي کسي کتاب میں بسلسلۂ اسناد کسي روایت کا درج ہونا اسکے لیے کافي ہے کہ اُسے تسلیم کرلیا جاے - حالانکہ یہ صریح غلطی ہے ' اور خود محدثین نے اس غلطی کو کبھی جائز نہیں رکھا - حضرۃ شاہ ولي اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حجۃ اللہ البالغہ وغیرہ میں جو تصریحات اس بارے میں کردي ہیں ' وہ قدما کي تصنیفات سے مستغني کر دیتي ہیں - انہوں نے باعتبار صحت و شہرت و قبول کتب احادیث کو چار درجوں میں تقسیم کیا ہے - اول درجے میں وہ موطاء امام مالک اور صحیحین کو قرار دیتے ہیں ' اور بقیہ کتب صحاح ستہ کو دوسرے درجے میں رکھتے ہیں - اسکے بعد دارمي ' ابو یعلي ابن حمید ' طیالسی ' کے مسانید اور عبد الرزاق ' ابن ابي شیبہ ' حاکم ' بیہقي ' اور طبراني وغیرہ کے مجموعے ہیں - انہیں تیسرے درجے میں قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ اسمیں رطب و یابس ہر طرح کا ذخیرہ ہے ' یہاں تک کہ موضوع حدیثیں بھي شامل ہیں - شاہ صاحب نے سنن ابن ماجہ کو بھی اسي درجہ میں قرار دیا ہے - مگر اسکے خلاف رائیں زیادہ ملیں گي -

چوتھے درجے میں کتب حدیث کا تمام بقیہ حصہ داخل ہے علی الخصوص تصانیف حاکم ابن عدي ' ابن مردویہ ' خطیب ' تفسیر ابن جریر طبري ' فردوس دیلمي ' ابو نعیم صاحب حلیہ ' اس عساکر وغیرہ وغیرہ - عام کتب تفاسیر و دلائل و خصائص و قصص کا سرچشمہ یہي کتابیں ہیں -

ان بزرگوں نے اپنا مقصد کتب صحاح کے جامعین سے بالکل مختلف قرار دیا تھا - اس مقصد کی بے خبري ہی سے تمام مشکلات پیدا ہوئی ہیں - انہوں نے کبھي بھی یہ دعوا نہیں کیا کہ جسقدر حدیثیں وہ پیش کرتے ہیں ' سب کي سب قابل اعتماد ہیں - انکا مقصد صرف احادیث کو کسي خاص سلسلے سے جمع کر دینا تھا ' اور اسکے نقد و بحث کو انہوں نے دوسروں کے لیے چھوڑ دیا تھا -

چنانچہ اسکا سب سے بڑا واضح ثبوت یہ ہے کہ محققین فن حدیث نے ہمیشہ اپنی تصنیفات میں انکی جمع کردہ حدیثوں کو اُسی وقت قبول کیا جبکہ وہ اصول مقررۂ حدیث کے مطابق جانچ لی گئیں ' اور ہمیشہ ان پر اپنے اپنے اصولوں کے ماتحت رد و قبول اور نقد و جرح کرتے رہے - سب سے بڑا ذخیرۂ حدیث اس قسم کا امام ابن جریر طبري کی تفسیر ہے جنھوں نے قرآن کریم کی ہر آیت کے نیچے روایات کے جمع کرنے کا التزام کیا ہے ' اور واقعۂ ماریۂ قبطیہ کے متعلق جو روایت آپکے دوست نے نسخ و اضافہ کے بعد پیش کي ہے ' وہ بھی امام موصوف ہي نے سورۂ تحریم کی تفسیر میں درج کی ہے - یا پھر طبرانی کے معاجم ہیں ' اور حاکم کي مستدرک ' ابن حمید و دارمی کی مسانید ' اور ابونعیم و دیلمی کی تصنیفات ہیں - ابھی ہم دیکھ چکے ہیں کہ حافظ ابن حجر عسقلاني اور حافظ ذہبی جیسے جلیل القدر محدثین اپنی تصنیفات میں جا بجا انکی مرویات پر جرح و نقد کرتے ہیں ' اور کسی روایت کو بحث و نظر کے بعد قبول اور کسی کو مردود قرار دیتے ہیں - صرف فتح الباري اور عینی ہی اٹھا کر دیکھ لیجیے کہ اس رد و قبول کا کیا حال ہے ؟

امام ابن تیمیہ سے بڑھکر فن حدیث کا اور کون حامی اور عواض ہوگا ' جنھوں نے اس راہ میں بے شمار مصائب و شدائد بھی نکاہ متعصبین کے ہاتھوں برداشت کیے ' مگر جن خوش نصیبوں کو امام موصوف کی تصنیفات کے مطالعہ کرنے کی توفیق ملی ہے ' وہ اندازہ کرسکتے ہیں کہ یہ مرد میدان کیا کہہ رہا ہوں ؟ منہاج السنہ وغیرہ میں صحاح کی متعدد احادیث کو انہوں نے صاف صاف رد کردیا ہے '

یہ ہمارے پاس علامۂ ابن قیم کی زاد المعاد اور اعلام الموقعین وغیرہ تصنیفات شہیرہ موجود ہیں - ایک نہیں متعدد مقامات پر علامۂ موصوف ان دعاوں کی دھجیاں کردہ احادیث کو بلا تکلف رد کردیتے ہیں - صرف انکا ہی نہیں بلکہ کتب صحاح کی مرویات پر بھی روایت و درایت کے مقررہ اصول کے بموجب نظر انتقاد ڈالتے ہیں ' اور کسی کے استدلال کرنے ہیں اور کسی کو اعتماد کیلیے غیر مفید بتلاتے ہیں - پھر فقہاء حنفیہ کا طرز عمل تو اس بارے میں ایک صاف شہادت ہے جو احادیث صحیحین تک کو بلا تکلف اپنے قیاس و درایت کے مقابلہ میں تسلیم نہیں کرتے -

پس یہ ایک صریح اور مسلم بات ہے کہ احادیث کے تسلیم کرنے کیلیے طریق نقد و نظر سے کام لینا ضروري اور ناگزیر ہے اور اس بارے میں ہمیشہ اہل فن کا یکساں طرز عمل رہا ہے - اس امر کیلیے کسي شہادت کے پیش کرنے کي ضرورت نہ تھي - میں نے اسلیے زور دیا تا کہ مخالفین اسلام یہ نہ سمجھیں کہ انکے اعتراضات سے بچنے کیلیے یہ کوئي نیا اصول قرار دیا جا رہا ہے - یہ اصول ہمیشہ سے موجود ہے ' اور جس طرح ہم اب سے اٹھ سو برس پہلے صرف انہی احادیث کو تسلیم کرتے تھے جو قواعد مقررۂ فن سے ثابت ہو جائیں ' اسی طرح آج بھی صرف انہي روایتوں کو تسلیم کرینگے جو خود ان روایات نے جمع کرنے والوں کے مقررہ اصول کے مطابق ثابت کر دي جائیں

مقالات

یہ بالکل ایک کھلی ہوئي بات ہے - علی الخصوص کتب تفسیر و سیرۃ و مغازي اور قصص انبیاء سابقین و اسرائیلیات کے متعلق ابتدا سے ائمۂ فن نے یہی راے دي ہے' اور حضرۃ امام احمد کے زمانے سے جبکہ انھوں نے " ثلاثة کتب لیس لها اصل : المغازي و الملاحم و التفسیر " کہا تھا' حفاظ حدیث کے آخري عہد تک جبکہ ابن حجر' ابن تیمیه' ابن قیم' اور حافظ ذهبی رحمهم الله نے کتابیں تصنیف کیں' تمام محققین فن کا طرز عمل اسی کا موید رہا ہے -

(خلاصۂ مطالب)

پس ضرور ہے کہ اس امر کو اچھی طرح معترضین اسلام پر واضح کردیا جاے اور اسکے اصول و قواعد انکے سامنے پیش کردیے جائیں اسکے بعد اُنسے بحث کی جاے - اگر ایسا کیا جاے تو باوجود اُس واقفیت کے جو مجھے معترضین کے ذخیرۂ کثیرۂ مطاعن و معائب سے ہے' اور باوجود اُن مشکلات کا کامل اندازہ کرنے کے جو ہمارے نئے مصلحین و مجتہدین اور متکلمین قرن جاري کو رد مطاعن اور دفع اعتراضات و شکوک میں پیش آئی ہیں' میں پورے طمانیۂ قلب اور وثوق کامل کے ساتھه کہتا ہوں کہ احادیث معتبرہ کی بنا پر کوئی دقت ہمیں اس راہ میں پیش نہیں آئیگی' اور نئے تجدیدات و تجددیات کا طوفان مہلک و ہادم اُٹھا ے کی بالکل ضرورت نہ ہوگی -

یہی وہ مقام ہے جہاں آکر باوجود اتحاد مقصد و علم ضرورت' مجھے نئے مصلحین متفرنجین سے علحدہ ہوجانا پڑتا ہے' اور باوجود انکے کاموں سے بڑی جامدانہ و غیر متقشفانہ واقفیت کے' میرے دل میں انکے لیے کوئی حسن اعتقاد و اعتماد پیدا نہیں ہوتا - بالشبہ ضرورتیں شدید اور نظر و تعقیب کی داعیات ناگزیر ہیں' یقیناً ہمارا مقابلہ سخت اور بہت سے عوارض و جزئیات میں بالکل نئے قسم کا ہے' اور یہ بھی بالکل سچ ہے کہ جو لوگ سب سے پہلے حریف کے وجود سے خبردار ہوے اور میدان کار زار میں نکلے' انکی مستعدي و هوشیاري اور سعی و محنت کا پوري طرح اعتراف کرنا چاہیے' لیکن تاہم ان میں سے کوئی بات بھی اسکے لیے مستلزم نہیں ہے کہ نا واقفیت کو مجتہد العصر اور لا علمي و بے خبري کو صاحب الامر تسلیم کرلیا جاے' اور بلا ضرورت دشمنوں کے مقابلے میں ایسا اسلحه اٹھایا جاے جسکا پہلا وار خود اپنے ہی گردن پر پڑے ؟

جبکه هم اصول و قواعد فن کے مطابق چلکر بعینه وهی مقصد حاصل کرسکتے ہیں جو ان لوگوں کے پیش نظر ہے تو پھر اسکی کیا ضرورت ہے کہ محض اپنے فہم و قیاس شخصی کا نام " درایت واحتجاج عقلی " رکھکر اُن علوم مسلمۂ اسلامیه کی تضعیف وتحقیر بل انکار و انہدام کے درپے ہو جائیں' جو خزائن امۃ کا راس المال' و اشرف ترین مصادر علوم دینیه' و سرچشمۂ معارف و حقائق اسلامیه' و تاریخ صدر اول و سیرۃ حضرۃ ختم المرسلین ہے' اور جسکے لیے خود صحابۂ و تابعین' ائمۂ مہتدین' اور تمام سلف صالح' بل اجماع جمیع امۃ مرحومه' من بدایة عهدها الی زماننا هذا' قولاً و فعلاً ہمارے سامنے موجود ہے ؟ در حقیقت ایسا کرنا اصول متفقه امۃ اور مصادر شریعۃ و علوم شرعیه میں ایک سخت اختلال و اغتشاش پیدا کرنا ہے جسکا نتیجه مہلک اور جسکے عواقب فساد آلود ہیں -

مکتـــوب استـــانـه علیـه

نا خلـف شـــاگـرد

یہ امر اب عام طور پر مسلم ہے کہ یورپ (یا نصرانیت) اپني تمام اقسام کي ترقیا میں مسلمانوں کا ممنون احسان ہے - جسقدر علوم اسوقت رایج الوقت ہیں' یا جو کچھه اکتشافات زمانه حال میں ہو رہے ہیں' انکي ابتدا اسلام ہي کے کسي قابل فرد کي کوشش کا نتیجه ہے - یه ضرور ماننا پڑیگا که بعض اکتشافات میں مسلمانوں نے بالکل نقش اول چھوڑے' اور یورپین اقوام نے انہیں اپني ترقیا سے نقش بنا دیا - لیکن " الفضل للمتقدم " ابتداء کا فخر مسلمانوں ہی کو ہے' اور موجودہ دنیاے نصرانیت بجا طور پر مسلمانوں کي شاگرد ہے -

مسلمانوں نے اپنے زمانۂ عروج میں غیر مذاهب کے ساتھه جو نیک سلوک کیا' اسکي مثال غیر مسلمانوں میں' آجکل کے مہذب ترین زمانه میں بھي نہیں پائي جاتي - یہي وہ تعلیم تھي جو اسلام نے اپنے پیروؤں کو دي تھي' اور یہي وہ تعلیم تھي' جس پر عمل پیرا ہونے سے مسلمان دنیا کے تخت و تاج کے مالک بنے تھے - اب چونکه مسلمانوں نے اس تعلیم کي پیروي چھوڑ دي ہے جگه غیر مدلت میں کر رہے ہیں -

بر خلاف اسکے غیر مسلمانوں علی الخصوص یورپین عیسائیوں کے سلوک اپنے استادوں (مسلمانوں) کے ساتھه کیا' اسپر نظر ڈالنے سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں - صرف چند تاریخي واقعات کے صرف اشارہ کرتا ہوں -

ان دنوں آپ جا کر اسپین (اندلس) کي سیر کیجیے - آپ کو تمام سفر میں کوئي چیز بھي ایسي دکھائي نہ دیگي' جس سے اسکا پتہ چلے کہ اس علاقے میں کبھي بھي مسلمانوں کا قدم آیا تھا - تاریخ میں جو واقعات آپنے ملاحظه کیے ہونگے' اس سے آپ ضرور نتیجه نکالینگے کہ مورخین نے مبالغه سے کام لیا - لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان تاریخي واقعات میں ذرا بھي مبالغه نہیں - غرناطه جو اندلس میں مسلمانوں کا دار الخلافة سات سو بیاسي سال تک رہا' اور سنه ۸۹۷ھ میں ایک عرصه دراز کے محاصرہ کے بعد انکے ہاتھه سے نکلا' اب اسمیں سواے قصر الحمراء کے کوئي علامت مسلمانوں کي باقي نہیں ہے - وہاں کي بے نظیر جامع مسجد کو گرجا بنادیا گیا' جسمیں اب تک توحید کي جگه تثلیث کي تعلیم دي جاتي ہے !

اسی طرح " اشبیلیه " کي جامع مسجد کو گرجا بنادیا گیا جو اسوقت کلیساے اعظم روم کے بعد دوسرے درجه پر دنیا میں شمار ہوتا ہے - بلکه بقول بعض دنیا میں سب سے بڑا گرجا ہے !

عبد الرحمن بن معاویه بن هشام نے (جسنے اندلس میں پچاس سال کے قریب حکومت کي) اپنے دار الخلافة قرطبه میں ایک عالي شان مسجد کي بنا ڈالي - جسے اسکے بیٹے نے سنه ۱۸۳ میں پورا کیا - اسکے بعد تمام مسلمان سلاطین اسپر کچھه نہ کچھه

ایـدریـا نـوپـــل کي ایک یادگار مسجد

جسے بلغاریا کے عیسائیوں نے اپنے قیام کے زمانے میں گرجا بنا دیا تھا اور فتح ادرنہ کے بعد دوبارہ صدائے توحید سے مقدس کي گئي !

اضافہ کرتے رہے - آج وہی مسجد گرجا کا کام دے رہي ہے ! اس مسجد کي وسعت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ اسکا طول تین سو تیس گز اور عرض دو سو پچاس گز ہے - اور چودہ سو ستون سنگ مرمر وغیرہ کے منقش و مشجر اسمیں استعمال کیے گئے ہیں !

غرناطہ اندلس میں آخري شہر تھا جو مسلمانوں کے ہاتھ سے گیا - چونکہ محاصرہ نے بہت طول پکڑا ' اسلیے مسلمانوں نے عیسائیوں کے ساتھہ ۶۷ شرایط منظور کرکے اپنے آپکو ان کے حوالہ کر دیا - ان میں سے بعض شرایط یہ ہیں :

(۱) تمام مسلمان امان میں رہیں - ان کي جان و مال کي حفاظت کي جاے -

(۲) مسلمان اپنے مذہب میں آزاد رہیں ' اور انپر اسلامي شرع کے مطابق حکومت کي جاے -

(۳) مساجد اور دیگر اوقاف بدستور قایم رہیں -

(۴) اسلامي احکام کي نگہداشت کي خاطر انپر کوئي یہودي یا عیسائي حاکم مقرر نہ کیا جاے -

(۵) ان کے کل سیاسي قیدي آزاد کیے جائیں -

(۶) انکو اجازت ہو کہ اگر چاہیں تو یہاں سے ہجرت کرجائیں -

(۷) ایام جنگ میں اگر کوئي عیسائي کسي مسلمان کے ہاتھوں مارا گیا ہو تو اس سے مواخذہ نہ کیا جاے - وغیرہ وغیرہ -

اب غور کرو کہ صلح کے بعد کہانتک ان شرایط پر عمل کیا گیا ؟ افسوس کہ بجاے ان شرایط پر عمل کرنے کے مسلمانوں کو جبراً عیسائي بنایا گیا اور یہاں تک سختي کي گئي کہ بحکم شاہي جو مسلمان عیسائي ہونا منظور نہ کرتا ' بے دریغ قتل کیا جاتا - اس ظالمانہ حکم سے جو مسلمان پہاڑي علاقہ میں پناہگزین ہوگئے تھے ' ان کو بھي بالاخر اس علاقہ سے بھاگنا پڑا - پھر اس پر بھی اکتفا نہ کي گئي ' بلکہ نئے عیسائي شدہ مسلمانوں کي نسبت فتوا دیا گیا کہ وہ دل سے مسلمان ہیں اور اسلیے انہیں طرح طرح کے عذاب دیے گئے - یہاں تک کہ بعضوں کو زندہ جلا دیا گیا !

سنہ ۱۰۱۰ ہجري سے اب وہاں ایک فرد مسلمان بھی مسلمان نظر نہیں آتا جہاں آٹھہ سو برس تک توحید کي حکومت رہی !!

لطف یہ ہے کہ مسلمانوں پر یہہ لوگ اسلام کو تلوار سے پھیلانے کا ناپاک الزام لگانے سے نہیں چوکتے - حالانکہ یوروپین ترکي پر آٹھہ سو سال سے مسلمان قابض ہیں ' لیکن ابھي تک رعایا کي تعداد میں کثرت عیسائیوں ہي کي ہے - ہندوستان پر اتنے ہي سال مسلمانوں نے حکومت کي ' لیکن کثرت ہندوؤں ہي کي رہي - حالانکہ اسپین پر جب عیسائي قابض ہوے تو نصف صدي کے اندر ہي اندر مسلمانوں کے نام سے بھي ملک خالي کردیا گیا -

دوسرا علاقہ جو عیسائیوں کي مہرباني سے اسوقت اسلام کے پیروؤں سے خالي ہے ' جزیرہ سسلي (صقلیہ) ہے جو اروپے مساحت گیارہ ہزار دو سو انیاسي مربع میل ہے ' اور مامون الرشید کے زمانہ میں فتح ہوا ہے - آہستہ آہستہ وہاں کے باشندوں نے خوشي سے اسلام قبول کیا ' اور اس جزیرہ میں بہت سي عالیشان مساجد بنائي گئیں - تقریبا دو سو سال تک سنہ ۲۰۶ ہجري سے سنہ ۳۹۳ ھ تک مسلمانوں نے اس جزیرہ پر حکومت کي - لیکن رفتہ رفتہ ان سے چھینا گیا ' اور سنہ ۴۸۴ ہجري میں باضابطہ مسلمان اس سے بے دخل ہوگئے - یہہ جزیرہ اجکل اٹلي کے زیر حکومت ہے - اب اگر کوئي سیاح اس جزیرہ میں جا کر تلاش کرے تو اسے اسلام کي کوئي علامت نظر نہ آئیگي ' وہ گمان بھي نہ کریگا کہ اس زمین پر کبھي مسلمان بھي حکومت کرچکے ہیں !

اسیطرح الجزایر کو لیجیے جسکي آبادي چھہ کروڑ کي کہي جاتي ہے - سنہ ۱۲۴۷ ہجري میں اسپر فرانس نے قبضہ کیا اور بے انتہا مظالم کرنا شروع کیے - مسلمانوں کي طاقت کم کرنے کے لیے انکو شہروں سے نکالکر حدود فرانسیسي قابض ہوگئے -

اسیطرح تیونس پر جب فرانس نے سنہ ۱۲۹۹ ہجري میں قبضہ کیا ' اور اصلاح و تہذیب کے مشہور بہانے سے دست ظلم دراز کیا تو ان سے بھي وہي سلوک کیا گیا جو الجزایر میں ہوا تھا - فرانس جو جمہوریت کے لباس میں ہے ' جب اسکا یہ حال ہے تو روس جو اسے کم ہے - چنانچہ روس نے قرم اور قازان کے علاقہ میں مسلمانوں کو عربي ترکي یا فارسي میں گفتگو کي اجازت نہیں - اسلامي نام وہ نہیں رکھہ سکتے - اگر رکھیں تو اسکا تلفظ روسي طور سے ہونا چاہیے - کوئي نئي مسجد مسلمان نہیں بنا سکتے - بلکہ اس علاقہ میں مرمت طلب مساجد کي مرمت کي بھي اجازت نہیں - اکیس برس کي عمر سے پہلے اولاد کو ختنہ کرنے کي بھي اجازت نہیں ہے - اکیس سال کي عمر کے بعد لڑکے کو عدالت میں حاضر کیا جاتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے کہ عیسائیت اور اسلام میں سے جس مذہب کو چاہے اختیار کرے - اسکو طرح طرح سے عیسائي ہونے کي ترغیب دي جاتي ہے - یہانتک کہ

مسیحي وحشت کا ایک نیا منظر!

یعني سلانیک کي ایک قدیمي اور تاریخي مسجد جو اب گرجا بنا دي گئي ہے!

الاسلام

اس سے کہا جاتا ہے کہ اگر عیسائی ہوگا تو حکومت کی طرف سے اسپر مہربانی کی جائیگی - اور اگر مسلمان رہیگا ' تو سب سے ازل جو سلوک اس سے کیا جائیگا وہ یہہ ہوگا کہ بیدردی کے ساتھہ اسکا خنده کیا جائیگا -

الغرض ان باخلف شاگردوں نے جو سلوک اپنے استادوں کی اولاد کے ساتھہ یورپ ' ایشیا ' اور افریقہ میں کیا یا کر رہے ہیں ' وہ انسانیت اور تہذیب کیلیے باعث هزار شرم ہے -

مراکو میں اب کیا ہوگا ؟ اٹلی ٹریپولی میں کیا سلوک کریگی ؟ جن اصلاحات کی بنیاد طرابلس میں ابراهیم پاشا نے قایم کی تھی ' انکا کیا حشر ہوگا ؟ رہنمائے بلقان دو مفتوحہ علاقوں پر کسطرح حکومت کرینگے ؟ البانیہ کا مستقبل کیسا ہوگا ؟ ان سوالوں کے جوابات واقعات سے ظاهر ہیں - اور جو کچھہ ڈھکا چھپا رہگیا ہے وہ عنقریب معلوم ہو جائیگا :

عروس ملک دمے ننگ در کنار زند
کہ بوسہ بر لب شمشیر آبدار زند

(مراسلہ نگار خصوصی - آبادہ علیہ)

انجمن ترقی اردو

جناب من سلیم — گذشتہ اجلاس انجمن ترقی اردو میں جو ۲۶ دسمبر سنہ ۱۹۱۳ ع کو بمقام آگرہ زیر صدارت جناب ایڈیل خواجہ علامہ الثقلین بی - اے - ایل - ایل - بی - وکیل میرٹھہ منعقد ہوا تھا حسب ذیل رزولیوشن بالاتفاق پاس ہوا تھا -

رزولیوشن نمبر (۸) " یہ انجمن تمام مالکان اخبار و مطابع و دیگر مصنفین اور اهل قلم سے درخواست کرتی ہے کہ وہ اپنے اخبارات و رسایل اور تالیفات ' انجمن کے دفتر میں ارسال فرمایا کریں تاکہ جدید ادبی تحریک کے متعلق جامع اور مکمل معلومات جمع کرنے میں مدد ملے "

آپ کی خدمت میں اس رزولیوشن کی بناء پر التماس ہے کہ آپ جو کچھہ شایع فرمائیں اوسکا ایک نسخہ دفتر انجمن میں ارسال فرمانے رہیں تاکہ جو مفید مقصد انجمن کے پیش نظر ہے اوسمیں آپ کی توجہ و امداد سے کامیابی ہو سکے ' اور خود آپ کی مطبوعات انجمن کی رپورٹوں کی ذریعہ سے ملک میں عام طور پر مشتہر ہو سکیں - انجمن کی رپورٹ میں جہاں اوسکی سال بھر کی کارگذاری کا بیان ہوگا وہاں ارادہ یہ ہے کہ رپورٹ کو خاص طور پر دلچسپ بنانے کیلئے اردو زبان کے متعلق ہر قسم کا ذخیرہ معلومات بھی جمع کیا جاے ' تاکہ رپورٹ کے ناظرین کو اوسکے مطالعہ سے اپنی مادری زبان کے متعلق کافی واقفیت ہوجاے ' اور جن لوگوں کو اپنی ملکی علم ادب کی ترقی اور نشو و نما سے دلچسپی ہو اون کے لیے یہ رپورٹ بمنزلہ تاریخی سرمایہ کے بن جائے -

لیکن کوئی کام ایک شخص کی کوششوں سے سرانجام نہیں پا سکتا ' اسلیے ناممکن ہے کہ آپ کی توجہ اور عنایت کے بغیر یہ مقصد پورا ہوسکے - پس امید اینکہ از راہ نوازش و کرم و همدردی زبان اردو آپ اِس قسم کی امداد دینے سے دریغ نہ فرمائینگے ' جس کی اس رزولیوشن میں آپ سے درخواست کیگئی ہے - انجمن آپ کی اس عنایت کی دل سے قدر کریگی اور آیندہ اجلاس میں جو رپورٹ پیش ہوگی اوس میں اوس امداد و اعانت کا بتفصیل ذکر کیا جائیگا ' جو اِس معاملہ میں آپ سے ملیگی فقط -

آنریری سکریٹری -

الحرية في الاسلام

احاديث و آثار

(۲)

(امر بالمعروف اور رشتهٔ الهي)

کیا تم اظہار حق ' اعانت حریت ' اور اعلان صداقت میں اونسے ڈرتے ہو جو اس دنیا میں بڑے ہیں ؟ آہ ' نڈر کہ وہ آخرت میں چھوٹے ہونگے - کیا تم اسلیے ڈرتے ہو کہ تم چھوٹے ہو ؟ مگر یقین کرو کہ مستقبل میں تم ہی بڑے ہوگے - پھر کیا تم اسلیے حق سے باز رہتے ہو کہ انسانوں سے ڈرتے ہو ' لیکن کیا تم انسانوں کے مالک سے نہیں ڈرتے جسکا مقدس پیغامبر فرماتا ہے ؟

لایحقرن احدکم نفسه ان یری امر الله تعالی علیه فیه مقال ثم لا یقول فیه فیلقی الله و قد اضاع ذلک فیقول الله ما منعک ان تقول فیه ؟ فیقول یا رب خشیت الناس - فیقول فایای کنت احق ان تخشی (رواه احمد و ابن ماجه)

نم میں سے کوئی اپنے آپکو اس امر میں حقیر نہ سمجھے کہ وہ کسی بات کو دیکھے جسکے متعلق اسکا فرض ہو کہ امر حق کو ظاهر کرے مگر اپنی کمزوری کے خیال سے چپ رہے - قیامت میں خدا کے روبرو جب حاضر ہوگا اور وہ اس موقع کو بھول چکا ہوگا ' تو خدا اُس سے پوچھیگا کہ تو نے کیوں راستی اور صداقت کی بات نہ کہی ؟ وہ کہیگا : " پروردگارا لوگوں کے خوف سے " خدا فرمائیگا کہ " کیا خدا تیرے سامنے نہ تھا جس سے تو ڈرتا ؟ "

اسوقت کون ہوگا جو اوس عرش جلال و قدوسیت کے آگے جھوٹ بول سکیگا ؟ اے وہ اوس اعتراف پر ' جب خجالت و سرمندگی کے ساتھہ ہم اقرار کرینگے کہ ہاں اے قادر علی الاطلاق ! ہاں اے داناے اسرار قلوب ! ! ہم انسانوں سے ڈرے پر تجھسے ڈرے ' ہمنے مخلوق کے سامنے سر جھکایا پر تجھسے سربلندی کی ' ہم نے حق کو چھوڑ کر باطل کو سجدہ کیا - ہم غیروں سے آشنا ہوے تجھسے بیگانہ ہوئے - اوسوقت کہا جائیگا کہ کیا تم نے میرے منادِ صادق اور داعی حق کی اوس آواز کو نہیں سنا تھا جسنے کہا تھا کہ :

ایها الناس ! ان الله تعالی یقول : امروا بالمعروف وانهوا عن المنکر قبل ان تدعوني فلا اجیبکم ' و تسئلوني فلا اعطیکم ' و تستعفروني فلا اغفر لکم - (رواه الدیلمی)

لوگو ! خدا فرماتا ہے : اچھی باتوں کا حکم کرو ' اور بری باتوں سے منع کرو ! قبل اسکے کہ تم پکارو اور میں نہ بولوں ' تم مانگو اور میں نہ دوں ' تم مغفرت چاہو اور میں مغفرت نکروں ! (یعنی اگر تم نے امر بالمعروف کا فرض ادا نہ کیا تو میں اپنا رشتہ تم سے کاٹ لونگا)

اسلیے ہر مسلم کا فرض ہے کہ وہ حق کا طالب ' باطل کا دشمن ' عدل و حریت کا عاشق ' اور جور و ظلم سے متنفر ہو - اوسکا فرض ہے کہ طلب حق میں اپنے عزیز ترین سامان حیات کو بھی نثار کرنے کیلیے طیار رہے - حق پر وہی اور عدل دوستی اسکا جوہر ایمان اور اسکے لیے روح اخلاص ہو - وہ راہ حق میں موت سے نہ ڈرے کہ یہی اوسکی زندگی ہے ' اور سچائی کے عشق میں وہ سب کچھہ

لٹا دے جو آدم کي اولاد اس زمین پر لٹا سکتي ہے - یہي تعلیم ہے جو ہمارے معلم ربانی نے ہمیں دي ہے :

تصرو الصدق وان رایتم فیه الهلکة فان فیه النجاة (رواه ابن ابي الدنیا مرسلاً)

راستي و صدق کو تلاش کرو' گو اسمیں تمہارے لیے هلاکت هي کیوں نہو نہ اسی هلاکت میں تمہارے لیے نجات ہے -

کون ہے جو اوس هلاکت کا طالب نہیں جو موجب نجات ہے ؟ کون ہے جو اُس زہر آلود پیالہ سے نفرت کرتا ہے جو اُسکي زندگي کیلیے آب حیات ہے ؟ شہید راہ حق پرستي نہ صرف تنہا زندہ ہے بلکہ وہ تمام قوم کو بھی زندہ کردیتا ہے - اسکے مردہ قالبوں میں روح حرکت کرنے لگتي ہے' اور اسکی بند رگوں میں خون حیات اپني آمد و رفت شروع کردیتا ہے - پھر کیوں لوگ اس موت سے ڈرتے هیں ؟ کیا وہ قوم کي زندگي کے آرزو .. نہیں ؟ کیا وہ حیات جاوید کے طالب نہیں ؟

وہ خدا کي راہ میں ان انساني بتوں سے ڈرتے هیں' جو سونے چاندي کي کرسیوں پر خدا بنکر بیٹھے هیں' جو اپني فوج کي چند صفوں سے قہر الهي کا مقابلہ کرنا چاهتے هیں' جو معصوم جانوں کي ظلم و قہر کي دیبی پر قرباني چڑهاتے هیں' جو کمزوروں کو ستاتے هیں کیونکہ انکے نالہ و فریاد کي لے انہیں پسند ہے' جو بےگناهوں کو قتل کرتے هیں کیونکہ اُنکے دهن تشنہ کیلیے خون کے چند قطروں کي ضرورت ہے' جو مصیبت زدوں کي فریاد ناپسند کرتے هیں تا کہ اُنکي محفل عیش و امن منغص نہو - جو مظلوموں پر ظلم کرتے هیں تا کہ انکي مجلس عدالت داد رسی کیلیے زحمت کش نہو -

(مقدس پیشین گوئي)

لیکن هر مسلمان کو آج یقین کرلینا چاهیے کہ اسکے پیغمبر مقدس نے اپني امت کے پاس اس موقعہ کیلیے ایک پیغام بھیج دیا ہے اور ٹھیک اسي وقت کیلیے اسکي زبان رحمی پیشین گوئي کرچکي ہے :

انه سیکون علیکم الممة تعرفون و تنکرون' فمن انکر فهو بري و من کره فقد سلم' و لکن من رضی و تابع هلک (رواه احمد و الترمذي)

عنقریب تم میں بعض افسر هونگے جنکي بعض باتیں اچھی هونگي اور بعض بري' جسنے انکو نہ مانا وہ بري هوا' اور جسنے ناپسند کیا وہ محفوظ رها' لیکن جسنے رضامندي ظاهر کی اور متابعت کي وہ هلاک هوا -

سیکون امراء فتعرفون و تنکرون' فمن کره بريء و من انکر سلم' و لکن من رضی و تابع هلک (رواه مسلم و ابو داؤد)

عنقریب تم میں بعض ایسے حکام هونگے' جن کي بعض باتیں اچھی اور بعض بري هونگي' جو ان باتونکو مکروہ سمجھیگا وہ بري هوگا' اور جو انکو نمانیگا وہ محفوظ رهیگا' لیکن جو ان باتوں کو پسند کریگا اور انکی متابعت کریگا وہ هلاک هوگا -

(الی الجهاد في سبیل الله !)

پس کیا جور و ظلم کی رضا کا اور باطل و منکر کی اطاعت کا ارادہ ہے ؟ نہیں تم مسلم هو' اور مسلم دنیا میں صرف اسلیے آیا ہے تا کہ عالم کو هر طرح کے ظلم و فساد اور عدوان و طغیان سے نجات دلائے ' پس جسطرح کفار و مشرکین نے اپنے اعمال سیئہ اور مقاصد شنیعہ سے دنیا کو جور و ظلم سے بھر دیا ہے' اسی طرح تم بھی اوسے عدل و صداقت سے بھر دو - هاں اے فرزندان ابراهیم ! اُٹھو اور ان هیکلوں کو جن میں سنگ مرمر کے انساني بت بستے هیں توڑ ڈالو' اور اس صنم آباد کے " صنم کبیر " کو جسکو تمہارے باپ ابراهیم نے اسلیے چھوڑ دیا کہ وہ اپنے بندوں کو معبودان صغار کي تباهي کا افسانہ سناسکے ' سب سے پہلے توڑو تا کہ وہ انکي تباهي کا فسانہ بھي نہ سنا سکے - قوت و ضعف کا سوال نکرو کہ تم نہ تو پشہ سے کمزور تر هو' اور نہ وہ نمرود سے قوي تر -

تقربوا الی الله ببغض اهل المعاصی ' و لقوهم بوجوه مکفرة ' و التمسوا رضاء الله بسخطهم ' و تقربوا الی الله تمهیں حاصل بالتباعد منهم (رواه ابن شاهین)

ظالموں سے عداوت رکھو تا کہ خدا کی محبت تمہیں نصیب هو' اون کے ساتھہ تلخ روئي سے پیش آؤ' تا کہ خدا کي رضا تمہیں حاصل هو' اون سے دور رهو تا کہ خدا سے نزدیکي اور اسکي درگاہ میں تقرب پاؤ !!

میں بغض و نفرت اهل جور و ظلم کے مناظر میدانوں میں دیکھنے نہیں چاهتا بلکہ دلوں کے گوشوں میں' آبادیوں میں دیکھنے کا طالب نہیں هوں بلکہ قلوب کے خلوتکدوں میں : و ذلك اضعف الایمان .

(اقسام جهاد)

میں تم سے فتنہ کا طالب نہیں کیونکہ فتنہ خداے اسلام کو محبوب نہیں ہے - میں تم سے صرف قول حق کي درخواست کرتا هوں کہ یہي اعلی ترین میدان شجاعت ہے - میں تم سے صرف کلمۂ حق کا طالب هوں کہ وهي افضلترین جهاد ہے :

قال النبي صلعم : احب الجهاد الی الله کلمة حق یقال لامام جائر (رواه احمد و الطبراني)

آنحضرت صلعم فرماتے هیں: خدا کے نزدیک سب سے محبوب جهاد وہ " کلمۂ حق " ہے جو کسي ظالم حاکم کے سامنے کہا جاے -

افضل الجهاد کلمة حق عند سلطان جائر (احمد و ابن ماجة و الطبراني والبیهقی)

بهترین جهاد وہ " کلمۂ حق " ہے جو کسي ظالم سلطان کے روبرو کہا جاے -

ان من اعظم الجهاد کلمة عدل عند سلطان جائر (رواه الترمذي)

جهاد اکبر' کسي ظالم حکمراں کے آگے انصاف و عدل کی بات کہنا ہے !

یہ کیسي عالمگیر غلطی ہے کہ اسلام کے جهاد کو صرف جنگ و قتال هي میں محدود سمجھا جاتا ہے ؟ افسوس کہ غیروں کے ساتھہ تم بھي اسي غلطي میں مبتلا هو' حالانکہ صحیح ترمذي اور سنن ابن ماجہ کي یہ تین حدیثیں جو اُوپر گذر چکي هیں ' اس خیال کو یکسر فکر باطل ثابت کرتي هیں - وہ صاف صاف شہادت دیتی هیں کہ جهاد مقدس صرف اس سعي اور جهد صالح کا نام ہے جو ایثار و جاں نثاري کے ساتھہ راہ حق و صداقت میں ظاهر هو' اور اسکا سب سے بڑا میدان امر بالمعروف اور دعوة حق و عدل ہے - فرمایا کہ " افضل الجهاد کلمة حق عند سلطان جائر " سب سے افضل جهاد یہ ہے کہ ایک ظالم و انصاف دشمن بادشاہ اور حکومت کے سامنے حق اور عدل کا بے خوف اظہار کیا جاے - اس سے ثابت هوگیا کہ سچا مجاهد وهي راست باز انسان ہے جو انساني قوتوں کي هیبت اور سطوت کے مقابلے میں کھڑا هوجاے' اور خدا کي عدالت اور صداقت کي محبت اسپر اسدرجہ چھا جاے کہ وہ اسکے بندوں کي هیبت کي کچھہ پروا نہ کرے !

یہي جذبۂ صداقت و حق پرستی ہے جسکو آج دنیا کي قومیں مختلف ناموں سے پکارتي هیں مگر اسلام نے اسکا نام جهاد رکھا اور ایک مومن و مسلم زندگي کا اسے اصلي شعار بتلایا - افسوس کہ خود مسلمانوں هي نے اس شعار کي توهین کي ' اور خود اپنوں هي نے غیروں کي خاطر خدا و رسول کے اس پاک حکم کو مٹانا چاها - لیکن وقت آگیا ہے کہ آج پھر اسلام اپنے هر فرزند سے اس حکم کي تعمیل کا مطالبہ کرے ' اور الحمد لله کہ الهلال کو آغاز اشاعت سے اس اصل اساس ملت اور اولین حکم إسلامي کے اعلان و ذکر کي توفیق دي گئي' اور اسکی دعوة کي تمام شاخوں کي بنیاد و اساس صرف یہي حکم جهاد في سبیل الله ہے -

کیا ہمارے لیڈر اس جہاد کیلیے طیار ہیں ؟ کیا قومکے مسلمان ممبر اس شجاعت کا نمونہ دکھانے کو آمادہ ہیں ؟ کیا مدافعۂ اسلامیہ کے محرر و مدیر اس میدان میں اتریںگے ؟ مطمئن رہنا چاہیے کہ اس " افضل الجہاد " کیلیے ہاتھہ کی ضرورت نہیں دل کی ضرورت ہے - اس بہترین مظہر شجاعت کا آلۂ عمل تلوار نہیں بلکہ قلم ہے ! اس جنگ کیلیے ابھی اسلحۂ آہنین نہیں بنے ہیں ' صرف چند پارہ ہاے گوشت در کار ہیں جن میں حب صحیح اور جنبش صادق ہو !

تم مواقع جہاد کو میدانوں اور معرکوں میں ڈھونڈھتے ہو ؟ لیکن میں کہتا ہوں کہ تم اونکو اپنے دل کے گوشوں میں ڈھونڈھو - ضعف ارادہ و باطل پرستی کی اصلی کمینگاہ یہیں ہے - و قال رسول اللہ صلعم :

الجہاد اربع : الامر بالمعروف والنہی عن المنکر والصدق فی مواطن الصبر و شنآن الفاسق (رواہ ابو نعیم)	جہاد چار چیزوں ہیں ؛ اچھی باتوں کا حکم کرنا ' بری باتوں سے منع کرنا ' صبر و آزمایش کے موقع پر سچ بولنا ' اور بدکار سے عداوت رکھنا -

کونسا جہاد میں سے اون سی نوع ہے جسکا مظہر دل نہیں ؟ ہاں میں درست کہتا ہوں کہ تمہارے ارادوں میں قوت ' افکار میں صداقت ' ہرمنوں میں استقلال ' اور پاے عمل میں ثبات پیدا ہو - دل ' وہی دل جسکا مضغۂ گوشت تمہارے پہلو میں ہے ' یقین کرو کہ اسی سے دنیا و تمام عالم کی اصلاح و فساد کی اصلی بنیاد بھی ہے :

قال النبی صلعم : ان فی الجسد مضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ و اذا فسدت فسد الجسد کلہ ' الا وھی القلب ! (صحیح) -	انسانکے بدن میں گوشت کا ایک ٹکڑہ ہے ' جب وہ صالح ہوتا ہے ' تو تمام جسم صالح ہوتا ہے ' اور جب وہ فاسد ہوجاتا ہے تو تمام جسم فاسد ہوجاتا ہے ' ہاں جانتے ہو وہ گوشت کا ٹکڑہ کیا ہے ؟ " دل " -

دیـــوان وحشـــت

(یہ مجموعۂ کلام اردو و فارسی جناب مولوی رضا علی صاحب وحشت - رحمہ)

یہ دیوان فصاحت و بلاغت کی جان ہے ' جسمیں قدیم و جدید کی بہترین مثالیں موجود ہیں ' جسکی زبان کی نسبت تمام اہل عصر متفق ہیں کہ دہلی اور لکھنؤ کی زبان کا عمدہ نمونہ ہے ' اور جو قریب قریب کل اصناف سخن پر محتوی ہے - اسکا مجموعہ ہونا شعر و شاعری بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ اردو لٹریچر کی تاریخ میں ایک اہم واقعہ خیال کیا گیا ہے - حسن معانی کے ساتھہ سلاست بیان ' چستی بندش اور پسندیدگی الفاظ نے اسکو شگرف بنادیا ہے کہ جسکو دیکھکر نکتہ سنجان سخن نے بے اختیار تحسین و آفرین کی صدا بلند کی ہے -

مولانا حالی فرماتے ہیں ....." آبدیدہ کیا اردو کیا فارسی دونوں زبانوں میں ایسے نئے دیوان کے شائع ہونے کی بہت ہی کم امید ہے ..... آپ قدیم اہل کمال کی یادگار اور انکا نام زندہ کرتے ہیں - " قیمت ایک روپیہ -

الرحمن ' اثر - نمبر ۱۶ - کڑایہ روڈ - ڈاکخانہ بالیگنج - کلکتہ

مدارس اسلامیہ

مسئلـــۂ اصـــلاح و بقـــاء نـــدوہ

مـوعظـۂ و ذکـری لقـوم یـذکـرون !

قـل رب احکـم بالحـق و ربنـا الرحمـن المستعان علی ما تصفون !

(انبیاء)

للاحد مسئلۂ اصلاح ندوہ کا مجوزہ جلسہ ۱۰ - مئي کو دہلي میں منعقد ہوا ' اور گو اسکے انعقاد سے پہلے اور خود اسکے اندر وہ سب اچھہ کیا گیا جو اعمال انسانیہ کی اصلاحی کوششوں کی تاریخ میں ہمیشہ ہوا ہے ' اور گو عاطفہ مہمیوں اور دروغ سرائیوں سے وہ تمام حربے اسکی مخالفت میں استعمال کیے گیے ' جو انسانوں کی کوئی جماعت پستی انتہائی حد و جہد کو صرف دوسرے اسے مواقع میں کرسکتی ہے ' تاہم اسکو منعقد ہونا تھا اور وہ منعقد ہوا ' اور اول جلسہ تک پہنچنا نہ اور بے خوف و خطر پہنچنا - جسقدر کوششیں اسکی مخالفت میں کی گئیں ' اتنا ہی اور زیادہ رفع دفع ہوا ' اور جسقدر اسکی ناکامی و نامرادی کی آرزوئیں کی گئیں ' اتنی ہی زیادہ اسکی کامیابی نمایاں ہوئی - مخالفت کے شعلے مخالفت کے طوفان سے اور زیادہ بھڑکتے ہیں ' اور وہ مجوزہ صرف صداقت ہی کے درخت میں ہے کہ جسقدر اسے چھانٹا جائے اتنا ہی اور زیادہ نشو و نما پاتا ہے - پس خدا کی مرضي یہی تھی کہ اس کام کی کامیابی اور عظمت کا کام مخالفوں کے ہاتھوں لیا جائے ' اور جن خدمات کے انجام دینے کی مہلت اس کام کے دوستوں کو میسر نہ تھی ' وہ اسکے مخالفوں کي جانکاہ مخالفتوں اور مایوس کن مشکلوں کے ذریعہ انجام پا جائیں - جس خدا نے عجائب سازی کو ابرآلود ظلمت سے روشنی کو اور موت سے حیات کو پیدا کیا ہے ' اسکے لیے اچھہ مشکل نہ تھا کہ وہ دشمنوں کے حملوں کو اور انکے ادبی کی کوششوں کے مقصد و مراد کے برخلاف جسدہ کیدا کردے یخرج الحی من المیت و یخرج المیت من الحی و یحی الارض بعد موتہا و کذلک تخرجون (۳۰ : ۳۵) '

جو کچھہ کہ جلسے کا اعلان جیسے قلیل اور ناموافق موقعہ پر ہوا تھا ؟ وقت کس قدر کم تھا ' اور موسم کس درجہ مخالف تھا ! پھر قوم کے مسئلہ سے کتنی دلچسپی بھی قوم کو نہیں رہی تھی ' اور دلی تعطیل بھی ایسی کہ بھي جسکی وجہ سے کاروباري اشخاص کو آنے میں سہولت ہوتي - یہ تمام حالات ایسے تھے جنسے جلسے میں اجتماع کثیر کا ہونا ' اور ایک نمایاں اور ناقابل انکار حیثیت اکثریت کا پیدا ہونا بالکل غیر متوقع تھا - پھر اسکی کامیابی کیلیے ایسے لوگوں کی ضرورت تھی جو یکسر وقف کار ہو جائے ' اور اپنا پورا وقت سرگرمي و استغراق سے اسکے لیے وقف نہ دیدے - وقت کي قلت سے ایسي مخلتوں اور مشکلوں کا حصول بھي مشکل ہو گیا تھا ' اور جسقدر کوشش استقبالي کمیٹي کے سرگرم ممبر کر رہے تھے ' انکے نتائج بھي ضیق وقت کي وجہ سے کچھہ زیادہ امید افزا نہ تھے نیز زیادہ سے زیادہ انکي انتہائي سرحد اخبارات کے اعلانات یا دعوہ و طلب کی مراسلات تھیں ' اور ظاہر ہے کہ صرف اسقدر تحریک ایسے اجتماع عظیم کیلیے کسی طرح بھي کافي نہ تھي -

پس اگر اس کام میں سچائی تھی تو ضرور تھا کہ توفیق بھی اسکے تمام کاموں کو خود اپنے ہاتھوں میں لے لیتی اور ایسے مستعد خادموں اور عمدہ سے وقف موحدوں کا ٹولی گروہ اس سے بھیج دیتی ' جو کام کرنے والوں نے تمام توجہ کو خود بخود اپنے سر اٹھا لیا ' اور جلسہ کو اسدرجہ عظیم و رفیع بنا دیا ' کوشش مہینوں کی کوششوں کا نتیجہ ' اور بڑی بڑی جمعیتوں کی سرگرمیوں کا حاصل ہے !

چنانچہ اس صداقت دوار قدوس نے جسکا دست نصرت صرف حق و راست بازی ہی کے لیے اٹھتا ہے ' خود بخود اسکا تمام سامان مہیا کردیا ' اور ان لوگوں کو جو اپنی نیتوں میں مخالف لیکن اپنے کاموں میں سب سے بڑے جلسہ کے معین و مددگار تھے ' یکایک اسطرح آمادہ کار کردیا کہ وہ اس جلسے کیلیے راتوں کو فکر و اضطراب میں جاگے ' اپنے دن کے کار و بار سعی و تدابیر میں معطل کردیے ' اخباروں میں اعلانات شائع کرائے ' لوگوں کو شرکت کی مسلسل دعوتیں دیں اور ذرہ ذرہ کے کیلیے خوش بیان واعظوں کو بھیج دیا جو کہ اپنے خیال میں اس جلسہ کی مخالفت پھیلا رہے تھے مگر فی الحقیقت خدا تعالی اسے اس جلسے کی بہترین خدمت لے رہا تھا - قصہ مختصر اسکی روشن و باطہر قوت کیلیے تمام وسائل مخالفت ایک ایک کرکے عمل میں لائے گئے ' تا ظلمت کی شدت سے روشنی کی قدر ' اور سیاہی کے مقابل سے سپیدی کی چمک زیادہ کھل کر نمایاں ہو ' اور اس طرح جلسہ میں امید سے زیادہ اجتماع ' توقع سے زیادہ فروغ ' اور اندازے سے زیادہ کامیابی کا خود بخود ظہور ہوجاے : سبحان الذی بیدہ ملکوت کل شیء و الیہ ترجعون !

(بصائر و عبر !)

دنیا کا کوئی واقعہ ہو ' لیکن چاہیے کہ تمہارے سامنے ایک اعتقاد ہو ' جسکی صداقت اور راستی کو اس دارگاہ عمل کے ہر حادثے میں تلاش کرو اور اسکی ٹولی حرکت ایسی ہو جسکے اندر اس اعتقاد کی روشنی تمہیں نظر آے - اگر ایسا نہیں ہے تو دنیا کا تماشا گاہ تمہارے لیے اچھا مفید نہیں ' حالانکہ سطور بالا کے علاوہ اسکے اندر اور بھی کچھ ہونا چاہیے - نظر عبرت اور دیدہ اعتبار میں یہی فرق ہے : وکاین من آیۃ فی السموات والارض یمرون علیہا و ہم عنہا معرضون !

۱۰ - مئی کے جلسہ کی موافق مخالف روئداد روزانہ اخبارات میں چھپ گئی ہیں ' اور جیسا پیش نظر مقصد تھا حاصل ہوچکا ہے تو اب صرف سرگذشت مجلس کی حیثیت سے روئداد کی تنقیح اور جرح و تعدیل میں وقت ضائع کرنا بے سود ہے ' میں نے روئداد جلسہ کے حصے میں اپنا وقت ضائع نہیں کیا ' اپنی عادت اور اصول کے مطابق جو ضروری اور اس واقعہ میں مفید سمجھتا رہا ہوں ' چاہتا ہوں کہ ان میں سے بعض حوالہ قلم کردوں : فان الذکری تنفع المومنین -

(الحق یعلو ولا یعلی !)

الحمد للہ ' میں مثل ہر مومن و مسلم قلب کے اپنے تمام ہموطنوں کیلیے ایک اعتقاد اپنے سامنے رکھتا ہوں - خواہ وہ جنگ ہو خواہ صلح ہو ' خواہ امن و عافیت کے حالات ہوں ' خواہ ہندوستان کے باہر کے معاملات ہوں یا خود ہندوستان کے اندر کے حوادث و تغیرات ' ہندو و مسلمانوں کے تبادل کا مابہ ہوں تدابیر مصالحت کے سلسلہ و سلسلہ ' خواہ تعاون کی حقیقی [illegible] ہو یا تعاونی مسالمہ کی اصلاح کی مشابہ اور شبہات [illegible] بحث '

عرضکہ ان تمام مسائل و حوادث میں سے جو ملکی و جماعتی مقاصد سے تعلق رکھتے ہیں اور جو چھپے ہوے اوراق میں لکھے جاتے یا مجلسوں اور صحبتوں میں بیان کیے جاتے ہیں ' کوئی بھی واقعہ ہو ' میرے پاس اسکے دیکھنے کیلیے صرف ایک ہی روشنی ہے - اور میری نظریں صرف اسی میں سے ہوکے ان تک پہنچ سکتی ہیں - یہی اعتقاد میری زندگی اور قیام کی وہ مستحکم چٹان ہے جسپر میں بیخوف کھڑا ہوں حالانکہ میرے ہر طرف موت اور ہلاکت کی خوفناک عارضی کھودی جاتی ہیں - اگر ایک لمحہ اور ایک دقیقہ کیلیے بھی اس اعتقاد کی روح مجھسے لیلی جاے تو میں ہلاک ہوجاؤں کیونکہ کوئی جسم بغیر روح کے زندہ نہیں رہسکتا !

یہ اعتقاد کیا ہے ؟ یہ صداقت اور سچائی کی فتح مندی اور انجام کار کی کامیابی کا وہ قانون الہی ہے جسکی حکومت قوانین مادیہ سے زیادہ محکم اور جسکی طاقت آگ اور پانی کے خواص طبیعیہ سے بھی زیادہ غیر متزلزل ہے - جسکے وجود کو گو غفلت سرشت انسان بھول جاے ' مگر اسکی قوۃ نافذہ اپنے کاموں کو نہیں بھول سکتی ' اور جو کوہر خدا پرست قلب کے سامنے موجود ہے کیونکہ اس راہ کی پہلی منزل یہی ہے ' مگر افسوس کہ خدا پرستی کے بہت کم گھر ایسے ہیں جنھوں نے اس روشنی کو صرف دیکھ لینا ہی کافی نہ سمجھا ہو بلکہ اپنے اندر جگہ بھی دی ہو ' اور یہی وہ قانون ہے جسکا قران کریم نے بار بار " العاقبۃ للمتقین " کے جامع اور جامع جملے میں اعلان کیا ہے : وتلک الدار الاخرۃ نجعلہا للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا ' والعاقبۃ للمتقین !

میں نے ابتدا سے ہر واقعہ اور ہر حادثہ کو اسی اعتقاد کے سامنے دیکھا ہے ' اور اس وقت بھی میں دیکھتا ہوں تو ۱۰ - مئی کے جلسہ کی تہ کے اندر (اس اعتقاد کے ہزارہا تجارب گذشتہ عالم کی طرح ایک اور تجربہ مجھے نظر آرہا ہے -

(ہجوم مخالفت و حصار مخالفین)

ندوۃ العلماء کی اصلاح کی تحریک کے شروع ہوتے ہی سے مخالفت مختلف جہتوں اور مختلف رشتوں سے شروع ہوئی سب سے پہلے تو موجودہ قابض گروہ نے مخالفت کی اور ایسا کرنا تھا - پھر بعض وہ لوگ ایک دوسری سمت سے نمایاں ہوے جنھیں ندوہ کی حیات و ممات سے کوئی دلچسپی نہ تھی لیکن اصلاح طلبی کی آواز کا اصولا ان پر بھی اثر پڑتا تھا ' اور مخالف گروہ کیلیے یہ عناصر ایک نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوئے ان دو گروہوں کے علاوہ ایک گروہ ان حضرات کا بھی تھا جو مسلمانوں کی ہر تحریک کو غلط فہمیوں اور بد گمانیوں کی نظر سے دیکھتا ' اور ید بیضا لیکر بھی آئے تو اسے اندھا نکی کسی مخالف ہستی کا وجود پوشیدہ ہے ' اپنی پوری قوتیں وقف مخالفت و انکار رہتی ہیں عام پبلک کو ندوہ کے متعلق معلومات نہیں اور نہ تعلیم یافتہ طبقہ اور اس قسم کے مذہبی امور سے زیادہ دلچسپی رکھتا ہے لیکن وہ اس مسئلہ کی اصلیت و حقیقت کے اندازہ داں تھے اور بہت جلد غلط بیانیوں اور مخالف اظہارات سے متاثر ہوجاتے ان سب سے زیادہ یہ کہ مخالفین اصلاح کے غلط فہمیوں کی اشاعت میں بھی اپنی انتہائی قوت صرف کردی ' اور ایسی ایسی غلط فہمیاں پھیلائی گئیں جنکا انسداد کسی ایسے با قاعدہ معاملے سے بھی ممکن نہ تھا ' جو صرف ان دو روز کی غلط بیانیوں کی تعلیط کیلیے قائم کیا جاتا ' اور شب و روز صرف اسی ایک کام

حضرات علماء کرام کا بڑا گروہ ابتدا سے ندوہ سے الگ رہا ہے ' اور اب ان میں سے بہت سے بزرگوں کو اس سوء ظن میں مبتلا دیکھا تھا کہ ندوہ کو الحاد اور بد دینی کا گھر بنائے کیلیے یہ سب کچھہ کیا جا رہا ہے اور وہ مختلف اسباب سے اسے جلد تسلیم دلیلیے ہیں اور انکی اعانت کیلیے طیار ہوجاتے تھے - ان اسباب سے اصلاحی بحث ایک عجیب کشمکش میں تھی کہ اصل کام کی طرف متوجہ رہے یا غلط فہمیوں کے انسداد کیلیے ایک دفتر کھولے !

(الهـــلال اور تحـریک اصـــلاح)

مجھے اوروں کے دلوں کی خبر نہیں' لیکن با ایں ہمہ خود میرے دل کو تو کامل طمانیۃ تھی ' اور الحمد للہ کہ بغیر کسی تزلزل کے ابتک وہ طمانیۃ قائم ہے - میں اس تحریک میں جو کچھہ حصہ لے رہا تھا ' اسکو کسی شخص یا جماعت کی طرفداری سے تعلق نہ تھا بلکہ صرف اپنے یقین اور بصیرت کے ماتحت جو کچھہ سچ دیکھتا تھا لکھتا تھا - غلط فہمیاں آج پھیلائی جا سکتی ہیں' اور نیتوں کو شک اور بدگمانی کی نظر سے دیکھا جا سکتا ہے' مگر کل تک انہیں قائم رکھنے پر کوئی قادر نہیں اور خدا کا شکر ہے سب سے زیادہ زبردست ہے - وہ جس طرح نیتوں کے کھوٹ کو فلاح نہیں دیتا ' اسی طرح غلط فہمیوں اور بیجا شکوک کو بھی زندگی اور طاقت نہیں بخش سکتا - میرے لیے یہ یقین اور اعتقاد کافی ہے کہ اگر میں ندوہ کی اصلاح کی خواہش کسی فرد واحد کی حمایت یا کسی جماعت کی ذاتی عداوت کیلیے کر رہا ہوں تو میری ہلاکت خود میرے کام کے اندر ہی سے پھوٹ نکلے گی ' اور میری آواز اور بھی سچی آوازوں کی سی عمر نصیب ہوگی - حضرت یوسف علیہ السلام نے امراۃ العزیز سے جو کچھہ کہا تھا ' وہ ہمیشہ کیلیے دنیا کو بس کرتا ہے : انہ لا یفلح الظالمون !

(عـــام جلســـہ کا اعـــلان)

لیکن ان تمام کوششوں میں جو مسئلۂ اصلاح ندوہ کی تحریک میں ظاہر ہوئیں' سب سے زیادہ قابل داد انجمن اصلاح ندوہ کھنو ہے جسکا قیام خود بعض ارکان انتظامیہ ندوہ کے مساعی جمیلہ سے وجود میں آیا ' اور جو گذشتہ دسمبر سے اسکے متعلق ارکان ندوہ و عام اہل الرائے اشخاص سے خط و کتابت کر رہی تھی - اس انجمن نے اپنے اولین جلسہ ہی میں یہ تجویز منظور کی کہ معاملات ندوہ پر غور و فکر کرنے کیلیے کسی شہر میں ایک عام جلسہ طلب کیا جائے ' اور ملک کے ہر حصے سے جو صدائیں غیر جانبدارانہ تحقیقات کیلیے اٹھہ رہی تھیں ' وہ بھی بغیر اسکے ممکن نہ تھی کہ کسی ایسی جماعت کا کسی عام جلسہ میں عام رائے سے انتخاب کیا جائے - پس ضرور تھا کہ کسی مرکزی اور غیر جانب دار مقام پر عام جلسہ طلب کیا جاتا -

(بـــزرگان دهلی)

موجودہ حالت میں مشکل ہے کہ اس خدمت عظیم و جلیل کا صحیح اندازہ کیا جائے جو بزرگان دہلی نے ۱۰ مئی کے جلسے کو منعقد کرکے مخلصانہ و بے غرضانہ دین و ملت کی انجام دی ہے' تاہم صحیح یقین ہے کہ اس کام کی عزت اور اصلی قدر و قیمت کے کامل اعتراف کیلیے ہمیں زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑیگا ' اور وہ زمانہ اچھہ زیادہ دور نہیں ہے جب اس کام کی غیر مشتبہ صداقت اور ناقابل انکار عزت ہر دیدہ چشم و قلب کے سامنے ہوگی - انی لا اضیع عمل عامل منکم خدا کا وعدہ ہے : وان وعـــدہ لمفعـــولا !

(مخـالفت کا دوسـرا طـوفان)

اس جلسہ کے اعلان کے ساتھہ ہی غلط فہمیوں کی اشاعات کا ایک نیا طوفان اٹھا اور وہ تمام نائبین مجوزین جلسہ کے سر تھوپی گئیں جو ادنے خواب و خیال میں بھی نہ تھیں - ظن و گمان کا جواب صرف یہی ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں کا اظہار لیا جائے جنکی نسبت ظنون پیدا ہوے ہیں ' مگر مخالفین جلسہ نے اسے طریقہ بالکل بے سود تھا اور باوجود بار بار مقاصد انعقاد کے اعلان کے وہ ہر طرح کی غلط بیانیوں اور غلط فہمیوں سے کام لے رہے تھے - کبھی مشہور کیا گیا کہ یہ جلسہ طلباے دار العلوم کی اسٹرائک کی حمایت میں منعقد ہونے والا ہے - کبھی کہا گیا کہ اسکا مقصد صرف یہ ہے کہ مولانا شبلی کو ندوہ کا ناظم مقرر کیا جائے - پھر اس پر بھی اکتفا نہیں کیا بلکہ ایک ایسے کام کے متعلق جو علانیہ کھلے بندوں ہو رہا تھا اور جو عام دعوۃ تمام پبلک کو دے رہا تھا ' کہا گیا کہ ایک راز دارانہ سازش ہے اور اس طرح پوری کوشش کی گئی کہ جلسہ کے متعلق انعقاد سے پہلے ہی پبلک اچھی طرح مخالفانہ راے قائم کرلے -

یہ تو عام مخالفانہ کوششوں کا حال تھا - لیکن خاص خاص کوششیں جو جلسہ کو ناکام رکھنے ' تمام لوگوں میں طرح طرح کی اشاعات مہیجہ کے ذریعہ جوش پیدا کرے ' خود دہلی میں اسکی مخالفت کرائے ' اور مقامی پارٹی لیڈنگ سے فائدہ اٹھانے کیلیے کی گئیں' اگر انکو اجمال و ابہام سے قلمبند کیا جائے تو بھی کئی صفحے صرف اسی سرگذشت میں صرف ہو جائیں - مثلاً ندوۃ العلما کے ان نمکخواہدار مقدروں کے ذریعہ جنکو اسی اسی روپیہ نمکخواہ صرف اسلیے دی جاتی ہے کہ اشاعت اسلام کا کام یا مقاصد ندوہ کے اشاعت کریں ' ایک ماہ پیشتر سے بھیجدیا گیا کہ اس جلسہ کی مخالفت و شکست کرانے کوششیں کریں' اور اسطرح اشاعت اسلام کی خدمت انجام دی گئی !

یہ اور اسی طرح کی بہت سی باتیں ہیں جو علاوہ مخالفانہ تدابیر کے ندوہ کے خود ندوہ کے متعلق بھی نہایت ضروری سوالات ہیں- لیکن چونکہ اصلاحی کمیٹی کے قائم ہونے کے بعد میں بالکل غیر ضروری سمجھتا ہوں کہ مزید بحث اخبارات میں کی جائے ' اسلیے انہیں نظر انداز ہی کردینا بہتر ہے :

(انعقـاد کے بعـد)

پھر جب جلسہ منعقد ہوا اور خود اسکے اندر بھی جنکی جو نائبہ طیاریوں اور معرکہ آرایانہ سامانوں کے ساتھہ حضرات مخالفین شریک ہوے' اور سوراے ندوہ کی کوششوں' باقاعدہ مطبوعہ اعلان ' اور مسلسل مراسلات و مکاتیب کے ذریعہ ایک بڑی جماعت مختلف اطراف سے مخالفت کیلیے جمع کی گئی اور وہ بھی جلسہ میں مستعدانہ شریک ہوئی - ابتدا میں خبر دی گئی تھی کہ صرف ایک لکھنو ہی سے تین سو حضرات مخالفت کیلیے تشریف لا رہے ہیں مگر بعد کو معلوم ہوا کہ ساٹھہ ستر اشخاص رہاسے تشریف لاے تھے ' اور انکے علاوہ ایک جماعت خود شہر کی ' اور ایک بڑی جماعت دیگر مقامات کی بھی (جنکی نسبت صحیح تعین ہے کہ محض غلط فہمیوں سے متاثر ہوکر اس غرض میں انکی شریک ہوگئی تھی اور سمجھتی تھی کہ مولانا شبلی کو ناظم بنانے کی مخالفت کا مسئلہ درپیش ہے) شریک کار و معین مقصد تھی -

کارروائی کے شروع ہونے سے طیاروں کا ظہور ہوا اور جیسے ہی درہم برہم کرنے کیلیے ایک ہی مرتبہ پوری فوج نے حملہ کردیا :

دبدیم روزبازوے نا آزمودہ را !

جس طریقہ سے جلسہ کو درہم برہم کرنے کي اس پانچ گھنٹے کے اندر متصل اور غیر منقطع کوشش کی گئي' اب میں ہونکر اسکا نقشہ لفظوں کے ذریعہ دکھلاؤں ' کیونکہ ایسي دوئي نظیر اور مثال میرے سامنے نہیں ہے جسکي طرف حوالہ دیکر عہدہ برا ہوسکوں - حقیقت یہ ہے کہ اسکا اندازہ صرف وہی لوگ کرسکتے ہیں جو شریک مجلس تھے اور اب اسکے صحیح تذکرہ کیلیے دوئي قادر سے قادر قلم بھي کام نہیں دیسکتا - کسي مجلس اور صحبت میں اجنک شاید ہي کسي جماعت نے اپنے مخالفین کي ایسي نا گفتہ بہ مخالفانہ کوششوں کے ساتھہ اسدرجہ صبر و تحمل کیا ہوگا' جسکی حیرت انگیز اور یادگار نظیر عام طالبین کے عموماً اور بزرگان دہلي نے خصوصاً اس جلسے میں ۱۰ مئي کے صبح کو پیش کي !

قاعدہ اور قانون اِن بزرگوں کے نزدیک کوئي شے نہ تھی' مجالس و محافل کے اداب و قواعد کے گویا ۱۰ مئي کي دوپہر تک ان حضرات کو اپني تعمیل سے یکسر مستثنے کردیا تھا - کرسي صدارت کے حقوق اور مسلمہ اقتدار کا ان میں سے کسی بزرگ کو اعتراف نہ تھا - مجالس کے عام قواعد تقریر ' تحریک و تجویز اور ترمیم ' مخالفت کي قانوني ترتیب ' موضوع تحریک و مبحث حاضي کا سوال ' بلکہ وہ تمام اداب و قواعد جو دنیا بھر میں مجلسوں اور انجمنوں میں عام طور پر تسلیم کیے جاتے ہیں ' اسطرح حرف مہمل ہوگئے تھے کہ انکے یاد دلانے کي کوشش کرنا جنون اور حماقت کا مرادف تھا - صرف ایک ہي خواہش اور ایک ہی ارادہ تھا جسکے لئے پوري جماعت امادہ پیکار تھی - یعنی یا تو جلسے کو خود ہی بغیر کسی نتیجہ کے حاصل کیے ملتوي کردو ' تا ہم نہیں کرتے تو ہم درہم برہم کر دینگے !

غرضکہ انسانوں کا ایسی گروہ فریقہ ضد و جوش مخالفت و تعاند میں آکر جو کچھہ کر سکتا ہے' وہ سب کچھہ پوري ہوشیاري اور کامل سرگرمي سے کیا گیا ' اور اس طرح جلسہ اور اسکے مراد راہداروں کسي نتیجہ تک پہنچنے میں تا کام بنانے کیلیے تمام انفرادي و جماعتی حربے ایک ایک کرکے استعمال کیے گئے !

(العاقبة للمتقین !)

لیکن تا ہم جو حضرات ایسا کر رہے تھے ' وہ اپني ہوشیاري اور دانائي کے زعم میں یہ بھول گئے تھے - کہ انسانی تدابیر و مساعی کي دنیا سے بھي بالا تر ایک عالم ہے' جسکے فیصلے اٹل اور جسکے حکم کا کوئي مزاحمہ نہیں - وہ خدا جو نیتوں کا عالم اور دلوں کے اندر کے سرائر و خفایا کو دیکھنے والا ہے' یقیناً اسکی بھی قدرت رکھتا ہے کہ ناحق کي کوششوں کو باوجود ہر طرح کے اسباب و وسائل کے شکست دے ' اور صادق نیتوں اور مخلص ارادوں کو باوجود ہجوم مخالفت و حصار مخالفین ' ناکامی کي رسوائي سے بچا لے

مخالفین کی تمام کوششوں کا ماحصل یہ تھا کہ یا تو یہ جلسہ منعقد ہي نہو' اور ہو تو قبل اسکےکہ کسي نتیجہ تک پہونچنے درہم برہم کردیا جاے ' لیکن برخلاف اسکے جلسہ عظیم الشان غیر متوقع اجتماع' اور ایک پہلی اور نا قابل انکار اجماعی و یقیني حیثیت سے منعقد ہوا' اور جس مقصد کو حاصل کرنا چاہتا تھا ' اسے عام اتفاق کے ساتھہ حاصل کیا !

پس در حقیقت یہ واقعہ سچي کوششوں اور صادق نیتوں کی کامیابي کا ایک تازہ ترین تجربہ ہے ' اور ہم کرے والوں کیلیے نہایت بڑي ہي قیمتي بصیرت و عبرت پوشیدہ ہے - یہ جلسہ ہمارے لیے ایک یادگار سبق ہے اس امر کا' کہ کامیابی کا اصلي میدان انسان سے باہر نہیں بلکہ خود اسکے اندر ہے' اور نیت کي صداقت ہي وہ اصلي قوت ہے جسکی طاقت تمام مادی اسباب و وسائل سے بالا تر ہے - اگر تمہارے دل کے عزائم کے اندر سچائي کا ایک ذرہ بھي موجود ہے' تو یقین کرو کہ باہر کی دوئي انساني قوت اُسے شکست نہیں دیسکتی -

(کامیابي کا اصلي راز)

میں نے کہا کہ یہ واقعہ سچی کوششوں اور صادق نیتوں کی کامیابي کا ایک تازہ ترین تجربہ ہے' مگر یہاں " سچي کوششوں اور صادق نیتوں" سے میرا مقصود اصلي کن لوگوں کي کوششیں ہیں ؟ ضروري ہے کہ میں اسے صاف کر دوں - در حقیقت اس سے مقصود نہ تو محض الہلال کی تحریریں ہیں اور نہ دیگر اصلاح طلب حلقوں کی صدائیں ' بلکہ خاص طور پر وہ بزرگان دہلی اور ارکان انجمن اصلاح ندوہ لکھنو مقصود ہیں جنکي کوششوں سے یہ جلسہ منعقد ہوا -

دہلی کے بزرگوں نے اور علی الخصوص جناب حاذق الملک نے اس کام میں جن نیتوں سے ساتھہ حصہ لیا ' فی الحقیقت وہ ہر طرح کی آلودگیوں اور بدگمانیوں سے پاک تھیں - ندوہ کے مخالفات میں اسی ذاتی تعلق یا شخصی اغراض کا انکي نسبت گمان بھی نہیں کیا جا سکتا ' اور انہیں آجتک سوائے برائے نام ارکان انتظامی ہونے کے ندوہ العلماء کے ایک جلسۂ عام کے صدر ہونے کے اور کوئي تعلق ندوہ کی دیواروں سے نہیں رہا ہے -

لیکن یہ سچا ہے کہ لوگ ہمیں جو نہیت سے ہنگامہ آرا کام اسلیے بھی کہے جاتے ہیں کہ انکی شہرت و ناموري ہو' لیکن اول تو حاذق الملک جیسے بزرگ کے چندان سائق نہیں ہوسکتے جو ویسے بھي انکے پاس بکثرت موجود ہے - دوسرا یہ جلسہ اُن کاموں میں سے بھي نہ تھا جو اجمل میدان شہرت و وسیلۂ نام اوري سمجھے جاتے ہیں بھر سب سے زیادہ یہ کہ حصول شہرت کیلیے قبول عام اور ہر دل عزیزی ازبین شے ہے' مگر اس معاملہ میں پڑکر ایک گروہ کو بھی اپنے اپنا مخالف بنانا اور اسے طرح طرح کے حملوں کا ہدف بنانا تھا -

پس در حقیقت قوم و ملت کا سچا درد اور ایک مفید دینی و تعلیمی کام کي بربادي کا غم ہی وہ چیز تھي' جسنے الکو اور دیگر بزرگوں کو ان تمام مشکلات و محن کے برداشت کرنے پر آمادہ کیا ' اور (بعض حضرات کي زبان میں) الہلال کي تحریک خواہ کتنی ہي ناپاک اور مفسدانہ ہو' لیکن خدا ایسے بے غرض لوگوں کی مخلصانہ سعي کو نوکبھی بھي ناکام و خجل نہیں کرسکتا تھا !!

جاسے نے انعقاد سے نصف سے زیادہ غلط مہینوں کو ملیا میت کردیا ' اور جو کچھہ باقی ہیں انکي عمر بھی زیادہ نہیں - نہ تو جلسہ کے استقبالک کی مدح میں گیت گاے ' نہ مولانا شبلی کو ندوہ کا ناظم مقرر کیا ' اور نہ ارکان ندوہ کو گالیاں دیں - اس نے صرف اصلاح کی وہ خواہش کی' جسکا خود حکام ندوہ کو اعتراف ہے - پس ہم کو یقین کرنا چاہیے کہ جن بزرگوں نے دہلی میں یہ عظیم الشان خدمت انجام دیکے اس کام کو ایک عملی سرحد تک پہنچا دیا ہے ' انکے کام کی پوري عظمت عنقریب دنیا دیکھہ لیگی -

ترجمہ اردو تفسیر کبیر

قیمت حصہ اول ۲ - روپیہ - ادارہ الہلال سے طلب کیجیے -

شئون عثمانیه

طـــرابلس اور بلقـــان کے بعـــد

مسئـــلـــه شـــام

حـــالة عليـــه اور مستقبـــل قـــريب

یورپ کی مقراض سیاست دولۃ عثمانیہ ای نقسم میں ہمیشہ متحرک رہتی ہے گو ہمیں اپنی کوتاہ نظری اور ظاہر بینی ای وجہ سے بظاہر اس پر سکون و امہال کا پردہ پڑا نظر آئے - طرابلس اور بلقان کے واقعات اس قدر قریب العہد ہیں کہ ابھی زمرور سے کمزور حافظہ بھی انہیں نہیں بھلا سکتا - خصوصاً جدید مجاہدین صحرائے لیبیا اور قریب خوردگان الجانذا کے حملے اس وقت تک گذشتہ خونین واقعات کو یاد دلاتے رہتے ہیں -

یہ دونوں زخم ابھی غیر مندمل ہیں - زخموں سے جسقدر خون بہہ چکا ہے' اس قدر پانی بھی ابتک انکے دھوئے میں نہیں بہایا گیا - مگر باہم مسلمانوں کو اس نکبت وقت زخم و جراحت ہیں' نئے زخموں کے لیے مستعد رہنا چاہیے جو علی الترتیب ایک بعد دیگرے دولۃ عثمانیہ کے جسم نزار اور تمام عالم اسلامی کے بدن سے جان پر لگنے والے ہیں (لا قدر اللہ)

یعنی مسئلۂ شام و عراق -

اخفاء مطامع اور اخذ تدابیر سرپردہ انگلستان کی ایک مشہور مزیت ہے - یعنی اپنی حریص آرزوؤں کو حیرت انگیز ضبط و تحمل سے چھپائے رکھنا اور پوشیدہ تدابیر میں جادوگروں کی سی قوت سے کام لینا - یہ پیش نظر رکھنے کے بعد اب ذرا ایشیا کا نقشہ سامنے رکھیئے - اگر آپ میں کچھ بھی فراست و تدبر ہے تو خلیج فارس کے لئے استحکامات کو دیکھ کر پہچان لیجیگا کہ ان کا مقصد کیا ہے ؟

البتہ یہ یقینی ہے کہ انگریزی مطامع کا اعلان اسوقت تک نہیں ہوگا جب تک کہ (لا قدر اللہ) شام کا بھی وہی حشر نہ ہو جائے جو اسکے ہمسایہ طرابلس کا ہوچکا ہے - اور جو صرف اسی لیے ہوا تاکہ انگلستان کے لیے مسئلۂ مصر کو خصوصاً اور دیگر عثمانی مسائل کو عموماً صاف اور بے خطر کر دیا جائے -

مگر شام کی قسمت نے تو اپنے نقاب کے بند ابھی سے ڈھیلے کر دیے - نقاب ابھی بالکل نہیں اٹھی مگر کئی دانہ پیشانی سے تو ضرور سرک گئی ہے - شام میں احتلال فرانس (یعنی قصۂ غیر واقعی) کے مقدمات سامنے آ رہے ہیں -

گذشتہ صدی کے وسط کا زمانہ تھا کہ بعض نالائق عثمانی حکمرانوں کی وجہ سے فرانسیسی سیاست میں ایک حرارت پیدا ہوئی جسکے نتائج اس وقت بالکل غیر معلوم تھے - لیکن ہی پولیٹیک میں جو اسی طرح کی لاعلمی کے پردہ میں اپنی ہیں تو ایلن فواد پاشا نے اپنی مشہور و معروف پالیسی یعنی دول یورپ کی باہمی رقابت و منافست سے فائدہ اٹھانے کے اس حرکت دور دینا چاہا اور کر بھی نہیں لیکن سست ضرور ہوگئی -

اسکے بعد ہی شام کی تاریخ میں ایک نیا دور شروع ہوا - وہ نصرانی مبشرین (مشنریز) کا جولانگاہ بنگیا جو ہمیشہ یورپ کے احتلال و تاخت و تاراج کا پیش خیمہ ہوئے ہیں - مختلف سلطنتوں کے مبشرین فوج در فوج شام میں پھیلگئے اور ایک دوامت خبز ہنگامۂ فساد برپا کر دیا - گو اسکا نام اشاعت تعلیم اور تبلیغ مذہب رکھا جاتا ہے مگر در حقیقت وہ موجودہ عہد کی سب سے بڑی حملہ اور فوج کا ایک بے امان کوچ ہوتا ہے - یورپ نے کہ ابتک سچے موحد کی طرح صرف سیاست ہی کا پرستار ہے' ان مذہبی کوششوں پر تحسین و آفرین کا غلغلہ بلند کرنے میں معاً ایک دوسرے سے مسابقت کی' اور ہر سلطنت کی طرف سے اپنے اپنے مشن کے لیے مدد و اعانت کا ہاتھ بڑھگیا !

دمشق اور بیروت کے والیوں نے اپنی آنکھوں سے ان مبشرین اور جمعیات الارض یا وبالی امراض کے جراثیم کی طرح پھیلتے دیکھا مگر پروا نہ کی - وہ سمجھے کہ جس ہڈی پر بہت سے کتے لڑنے لگتے ہیں' وہ انمیں سے کسی کو بھی نہیں ملتی - مگر نہ سمجھے کہ اتحاد مقصد تھا کہ ابھی تمام باہمی اختلافات کو رفع کر دیگا - کسی نے سچ کہا ہے کہ دنیا میں اس شخص سے زیادہ احمق کوئی نہیں جو اپنی قوت کے بل سے دشمن کے ضعف پر بھروسہ کرے -

سال پر سال گزرنے لگے - اس عرصے میں دول یورپ کی نظر طمع کی ہمت اور بڑھگئی اور اب دولت عثمانیہ کے دوسرے حصوں کے لینے کا بھی خیال پیدا ہوگیا - اسوقت محسوس ہوا کہ اگر یہی باہمی رقابت و منافست رہی تو کبھی بھی کامیابی نہ ہوگی' اسلیے بہتر یہی ہے کہ ہر سلطنت ابنا اپنا دائرہ مقرر کرلے اور اسمیں کوئی دوسرا رخنہ انداز نہ ہو -

اب فرانس کے لیے میدان خالی تھا -

فرانسیسی سرگرمی اندر ہی اندر اپنا اثر پھیلاتی رہی اور کر بھی کسی سطح پر سکون معلوم ہوتا تھا مگر اسکے قعر میں ایک شدید حرارت جاری تھی - اسی اثنا میں فرانس نے دعوا پیش کردیا کہ مذہبی سیادت کی وجہ سے اسے مشرقی کیتھولک عیسائیوں کی حمایت کا حق حاصل ہے جو شام میں آباد ہیں - اگرچہ یہ فقرہ کبھی بھی اسکی زبان سے اگر لبند کے متعلق نہ نکلا جسکی زیادہ تر آبادی سے اسے بعینہ بھی رشتہ حاصل ہے' اور جو تیس سال سے انتظامی و اعلانی خود مختاری کے لیے اپنا لہو اور پانی ایک کر رہی ہے !

عرصے تک فرانس بظاہر اپنے اسی دعوے پر قائم رہا' لیکن اب وہ اس منزل سے گذر چکا ہے اور علانیہ کہتا ہے کہ اسکے غصب و احتلال کا وقت آ گیا - فرانس کے وزیر اعظم اور وزیر خارجیہ مسیو دومرج فرانس کی مجلس النواب (چیمبر آف ڈیپوٹیز) میں فرماتے ہیں :

" شام میں فرانس اپنے اثر کے پھیلانے ' اس اثر سے پیدا ہونے والے حقوق ' ان حقوق کی پیدا کی ہوئی قوت ' اور اشاعت تعلیم و تمدن کے ذریعہ اپنے اثر کی تائید و تقویت میں برابر سرگرم سعی کر رہا ہے - وہ ان تمام مختلف میدانوں میں فرق نہیں آنے دیگا جو مشرق میں فرانسیسی تہذیب کی اشاعت کے لیے جائیدگے - ان کی حفاظت و حمایت ہمیشہ اپنے مال اور اثر سے کریگا " -

اس سے پہلے بیروت کے فرانسیسی قونصل جنرل موسیو دوحہ نے جو کچھہ کہا ہے ' وہ بھی سن لیجیے - گذشتہ ماہ فروری میں لبنان کا بطریق ماروني مغرب اقصیٰ جا رہا تھا کیونکہ اسوقت فرانس کو شام سے زیادہ مغرب اقصیٰ میں اسکی ضرورت تھی - اسکے وداعي جلسہ میں فرانسیسي قونصل نے بھي تقریر کي - اثناء تقریر میں اصلاح لبنان کے لیے بطریق مذکور کي خدمات جلیلہ و مساعی مشکورہ کا ذکر کرتے ہوے کہا :

" فرانس کا ممثل (وکیل) شام سے مغرب اقصیٰ جا رہا ہے ' مگر وہ ایک آدمی ہے جو جاتا ہے - اسکی جگہ دوسرا آدمی آجائیگا - فرانس کی پالیسی نہ بدلی ہے اور نہ بدلیگی - قونصل آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں مگر ان کے جانے سے قونصل خانے میں تغیر نہیں ہوتا - وہ حسب دستور باقی رہتا ہے - میں جو کچھہ کہہ رہا ہوں اس کو باور کیجیے اور کوشش کیجیے کہ نہ جدائي ہمارے لیے زیادہ شاق نہ ہو "

یہ چند اقوال جو بطور نمونے کے آپنے پڑھے کسی اخبار کے ایڈیٹر ' یا اسکے مقامي مراسلہ نگار ' یا کسی چند روزہ قیام کے خیالات نہیں ہیں ' بلکہ ان لوگوں کے خیالات ہیں جو اپنے سانھہ مسئولیت و ذمہ داري کا وزن اور حکومت کي تمثیل و ترجمانی کی اہمیت رکھتے ہیں - کیا اسکے بعد بھی کسی کو شک ہے کہ فرانس شام کے مسئلہ کو اب زیادہ توقف میں نہیں رکھنا چاہتا ؟

جیسا کہ ہم پہلے کہچکے ہیں ' اب تک دولہ علیہ کے ارباب سیاست کا اسلحۂ وحید دول کي سیاسي رقابت اور اختلاف مصالح تھا - یہي وہ سپر تھي جس پر آنھوں نے یورپ کے حملوں کو روکا - اس بات پر ہم آنہیں ملامت نہ کرتے اگر انھوں نے اس فرصت معتدم کو ملک کي اصلاح و ترقي ' باشندوں کے جلب قلوب ' اور اعیار کي تدبیروں کی سدباب میں بھی صرف کیا ہوتا ' اور آج باشندے بجاے اسکے کہ اپنے درمان و چارہ گري کے لیے اجانب و اغیار کے پاس جانے کا بہانہ نکالیں ' خود ہمارے ہی پاس آتے - لیکن افسوس کہ ان دولہ نظر و عاقبت اندیشوں نے اس سیاسی رقابت پر اسقدر اعتماد کیا کہ وہ اس اصل تدبیر سے غافل ہو رہے جس کے بعد اغیار کو اس سرسبز و شاداب حصہ ملک کی طرف نظر اٹھاے دیکھنے کي بھی جرأت نہ ہوتي !

وہ سپر جس پر ہم نے ہمیشہ اعتماد کیا اور جسکو اپنے بقاء و حیات کا دار و مدار قرار دیا ' اس کا وجود اب کہاں تک ہے ؟ اور وہ آئندہ کس حد تک ہمارے لیے مفید ہوسکتي ہے ؟ اس کا اندازہ ان تغیرات سے ہوگا جو موجودہ یورپ کا سب سے بڑا ساحر سیاست ' یعنی مسٹر ایڈورڈ گرے مارچ کے اوائل ہفتہ کے اجتماع پارلیمنٹ میں کہہ چکا ہے :

" فرانسیسي اخبارات یہ افواہ اڑا رہے ہیں کہ شام میں انگریزي دائرۂ اثر نے پیدا کرنے میں بعض انگریزي افسروں کا ہاتھہ ہے - لیکن

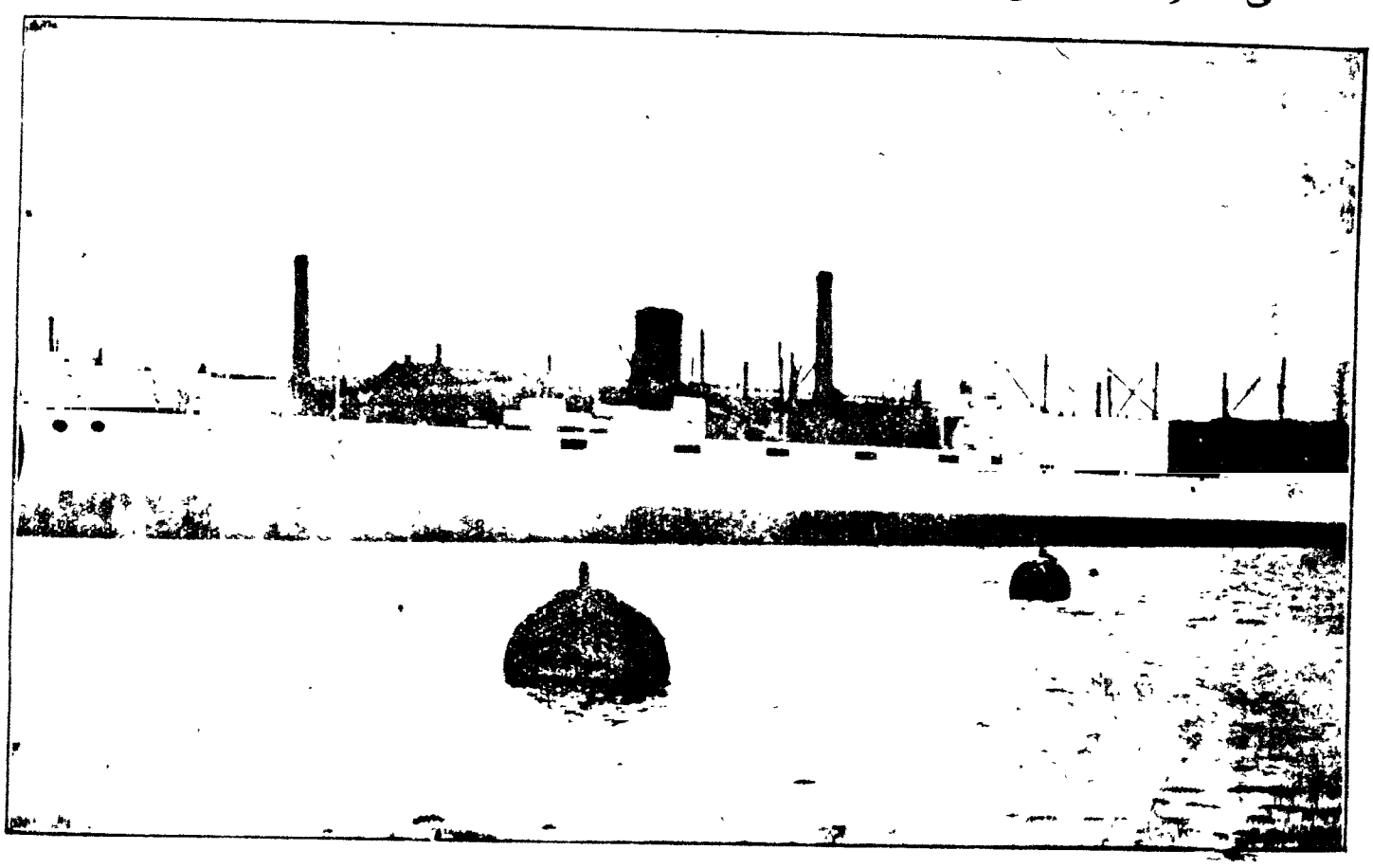

دولہ علیہ کا تیسرا آہنی بحری جہاز " سلطان عثمان اول " جو حال ہی میں آہنی بحری بیڑے میں شامل کیا گیا ہے

اصل واقعہ وہی ہے جس کا اعلان میں اس سے پہلے کر چکا ہوں - میں نے نہایت سعی کے سانھہ اس قسم کي ان تمام افواہوں کی تغلیط کی تھی جو ہماري طرف منسوب کیجاتی ہیں - ہم جانتے ہیں کہ شام میں فرانس کے اقتصادي مصالح کیا ہیں ؟ خصوصاً اسلیے کہ اسکی ریل وہاں موجود ہے - اسي لیے ہم ہر ایسی کوشش کو جسکا مقصد شام میں انگریزي دائرۂ اثر کا پیدا کرنا ہو ان تعلقات دوستانہ کے خلاف سمجھتے ہیں جو ہم میں اور فرانس میں قائم ہیں " -

اسکا صاف مطلب یہ ہے کہ مسئلۂ شام میں انگلستان فرانس کا ساتھہ دیچکا ہے اور اسکی حمایت کا فیصلہ کرچکا ہے -

ہماري راے میں آج شام کی جو حالت ہے (جس پر ہر فرزند توحید کی آنکھیں اشک فشاں اور زبان حسرت سنج ہوگی) یقیناً دولہ عثمانیہ کی داخلی اور خارجی سیاست کی متحد و مشترکہ غفلتوں کا نتیجہ ہے - حکومت نے فلسطین میں جرمنی کی مستعمرانہ (۱) سرگرمیوں کے ساتھہ غفلت کي اور حکام نے دیکھا جرمنی کے یہودي فلسطین کے عثمانی عیسائیوں اور مسلمانوں

(۱) جو آبادي کو غربی میں مستعمر کہتے ہیں -

ناخت و تاراج کررہے ہیں مگر انھوں نے اپنی آنکھیں اسطرح بند کرلیں گویا ان خونریزیوں کا وجود ہی نہیں ہے یا جو کچھ ہورہا ہے وہ عثمانی غیر عثمانیوں کے ساتھہ کررہے ہیں!

قدرتاً اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ فرانس کی رگ سیاست میں جنبش ہوئی - قبل اسکے کہ وہ حوادث کا لقمۂ گلوگیر بنتا چلے، شام میں مستعمرانہ کوششوں کے از سر نو شروع کرے یا پھر سوق پیدا ہوگیا - اس کے دوسرے حلیف یعنی اطالیا نے بحیرہ ابیض کے بارہ خزانوں پر قبضہ اور اپنی سلطنت کی توسیع میں شبانہ روز سرگرم کوششیں سمندہ شوق کیلیے تازیانہ ہوگئیں، اور بالآخر فرانس کی سرگرمی میں غیر معمولی اضافہ ہوگیا - پس اگر ہم نے اس چشمۂ فساد کا دہانہ پہلے ہی بند کردیا ہوتا یعنی جرمنی کی مستعمرانہ کارروائیوں، اور جرمن نوازوں کے تاخت و تاراج کے ساتھہ تسامح و چشم پوشی نہ کی ہوتی، تو اغلباً اسقدر جلد دہ روز بد نہ دیکھنا پڑتا!

یہ تو ہماری سیاست خارجی کی ایک ماضی و شدید غلطی تھی، مگر ہم نے اس سے بھی شدید تر غلطی کی جو اگر نہ کی ہوتی تو اس غلطی کا تدارک ممکن ہوتا -

یہ ہماری سیاست داخلی کی غلطی ہے - عثمانی حکام نے اپنے مراض کے انجام دینے میں ہمیشہ تعامل دا اُنھوں نے کبھی کوشش نہ کی کہ ملک میں بتدریج اصلاح ہو اور باشندے خود بھی فائدہ اٹھالیں اور حکومت کو بھی پہنچائیں، نیز دوسری طرف انکا تعلق دولت عثمانیہ سے بھی استوار و مستحکم ہو - یہی وہ اصلی کوتاہ عملی ہے جس کے سہارے پر فرانس کے وزیر اعظم نے یہ کہنے کا موقع ملا:

" فرانس شام میں اشاعت تعلیم کے لیے اٹھہ کھڑا ہو - خصوصاً اسلیے کہ وہ یہ چاہتا تھا کہ شام سے ان ہجرت کرنے والوں کے سیلاب کو روکے جو وہاں کے باشندے ہیں اور جو ہمیشہ فرانس کے زیر حمایت رہینگے "

سچ یہ ہے کہ فرانس کو کیوں نہ ادعاء حمایت ہو جب کہ حالت یہ ہو کہ برازیل (جنوب امریکا) میں ۵ سو شامیوں کو منٹ منٹ پر حملے کا خطرہ ہو - وہ اپنی سلطنت سے خواستگار ہوں کہ انکی حمایت و اعانت کیلیے قسطنطنیہ میں معتمد برازیل سے گفتگو کرکے انکی جان و مال کی حفاظت کا انتظام کرایا جاے مگر انکی یہ درخواست حمایت و اعانت ناتمام ہو - اسکے بعد وہ بعالم یاس و قنوط پیرس میں عثمانی ایوان تجارت کو لکھیں کہ حکومت فرانس سے کہو کہ مذہبی رشتہ کے نام پر ہماری دستگیری کرے، اور ہمیں اس مصیبت سے نجات دے - اس پر فرانسیسی حکومت فوراً مستعد ہو جاے، اور موسیو دومرج اپنے سفیر زیر قسطنطنیہ کو لکھکر انکی جان و مال کی حفاظت کا انتظام کرادیں!!

اسکے ساتھہ ان ادبی اور سیاسی اشارات کو بھی ملا لیجئے جو شام میں فرانس کے بحری اور ہوائی جہازوں کی آمد اور انکے عظیم الشان مزک و احتشام اور جوش و خروش کے ساتھہ جلسوں کی روداد حال بیان کررہی ہے -

نیار آفندی ممبر مجلس اعیان عثمانی کے اخبار جون ترک لکھتا ہے کہ ہماری غفلت اور فرانس کی فرصت شناسی کی یہ حالت ہے کہ جب کبھی ہماری طرف سے شامیوں کی حمایت میں ذرا بھی کوتاہی ہوتی ہے تو وہ فوراً انکی مدد کے لیے مستعد ہوجاتا ہے، اور وہ سب کچھہ کردیتا ہے جو دراصل ہمارا فرض تھا ہے - اسکا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اہل شام کے تعلقات فرانس کے ساتھہ قوی اور ہمارے ساتھہ کمزور ہو رہے ہیں -

مسئلۂ شام کا حقیقی راز اس واقعہ میں ہے کہ شام کی اصلی آبادی عیسائی اقوام کی ہے اور وہ پچاس برس سے برابر خفیہ سازشوں اور روشہ دوانیوں میں مشغول ہے - وہ گو اپنے تئیں عثمانی کہتے ہیں اور دولۂ عثمانیہ کے تعلق کو ہمیشہ بڑی بڑی قسموں اور حلفوں کے ذریعہ ظاہر کرتے رہتے ہیں، لیکن عثمانی حکومت میں مسیحیت کا رشتہ ایسا سانپ اسدرجہ خطرناک ہے کہ اسے دودہ پلاکر بھی بھی مفید نہیں ہوسکتا، اور وہ کو اسنین کے اندر رکھنا ہے لیکن اسکے ڈسنے کی جگہ دل کے اوپر ہے فرانس اور اسکا ہمدرد ہونے موقعہ ملگیا ہے شامی عیسائیوں کی عدد اصغروں کو اپنی جانب مائل اور اسے عثمانیوں اور فرقۂ دروز کی ہمیشہ خونریزیوں کے بہت جلد اسکے مواقع بہم پہنچا دیے، اور شام میں فرانس کا سیاسی اقتدار قائم ہوگیا - اب وہاں کی تمام مسیحی آبادی اُس وقت کا نہایت بیقراری سے انتظار کررہی ہے جب وہ اسلامی خلافت کی اطاعت سے آزاد ہو جائیگی، اور فرانس نے اسے یہ فریب دینا ہے کہ انتظامی خود مختاری کے نام سے تحریک شروع کرے فرانس کی اعانت سے فائدہ اٹھاسکتی ہے -

البتہ اگر دولت عثمانیہ کو انتظامی اعمال کی فرصت ملتی اور سب سے زیادہ یہ کہ کاردان اور صادق الذیہ اشخاص ہاتھہ آتے تو وہ نہایت آسانی سے اُن مواقع کو نابود کردیتے جو مسیحی رعایا کو شور و شر کے بہانے بہم پہنچا دیتے ہیں - لیکن شکایتیں ہمیشہ پیدا ہوئیں اور انکے لیے بظاہر مسکین شامی کو فرانسیسی قنصل کا دروازہ کھٹکھٹانا پڑا - نتیجہ یہ نکلا کہ فرانس کا سیاسی اثر علانیہ کام کرنے لگا اور اب وہ اپنے مقاصد کی تکمیل کیلیے زیادہ صبر کرنا نظر نہیں آتا!

آہ وہ فرصت رویں اور مہلت عظیم، جو سلطان عبد الحمید کے شخص اپنی شخصیت کی حفاظت و بقا میں ضائع کردی اور وہ ایک قرن کامل کا زمانہ اِن تمام مفاسد کی اصلاح کیلیے کافی سے بھی زیادہ فرصت تھی!

قسطنطنیہ کا حدید دار الصنائع

دولت علیہ کے جدید علمی اداروں میں سے ہمارے دار الصناع (فابریقہ آرسنال) کی یہ خوبصورت عمارت ہے جسکے دو صحنوں کے عقب آجکی اشاعت میں شائع کیے جاتے ہیں - ان میں وہ تمام بیس بہا صنائع جمع کی گئی ہیں جو دولت علیہ کے عساکر کے عدد و سلاح سے تعلق رکھتی ہیں -

فـلسطـيـن

فلسطين میں دول یورپ کی مستعمرانه کوششوں کی بابت شاید ایک تفصیل طالب داستان ہے جسکو آئندہ نمبروں میں ہم پورے شرح بسط سے لکھیں گے -

سلانیک سے "الاستقلال الاسرائیلی" نامی یہودیوں کا ایک پرچہ نکلتا ہے - اس نے "روس" نامی اخبار کے مراسلہ نگار بیت المقدس کا خط نقل کیا ہے جسمیں نہایت تفصیل کے ساتھہ فلسطین میں روسي اثر پر بحث کي گئي ہے - اس خط کے آخر میں لکھا ہے کہ روسی قونصل کے ترجمان موسیو سلومیاک نے اس مراسلہ نگار سے کہا:

"حکومت روس کو چاہیے کہ استعمار فلسطین میں روسي یہودیوں کي ہر طرح معاونت و حوصلہ افزائی کرے ' کیونکہ اسکے ذریعہ ہم جرمني کے سیلاب اثر کو روک سکیں گے "

ہماري بد قسمتی اور درماندگی کا صلي منظر یہ ہے کہ اپنے گھر میں بھی دلیل و رسوا ہیں - وہ جو ہمارے مصدوم میں اور خدا نے ہمیشہ کے لیے انکی پیشانی پر ذلت و مسکنت کا داغ لگا دیا ہے ' آج ہمیں خود ہمارے گھر کے اندر دلیل و رسوا کر رہے ہیں !

یافہ کے ایک نوجوان تعلیم یافتہ نے ایک مفصل تار باب عالي کو بھیجا ہے ' جسمیں وہ لکھتا ہے :

"صیہوني یہودیوں نے ' جنکي دولت عثمانیہ کے اندر ایک چھوٹی سی ریاست ہے ' تل ابیب نامي نو آبادي کے اندر ایک قید خانہ بنایا ہے - اسمیں وہ ہر اس مسلمان کو قید کر دیتے ہیں جس سے کسی یہودي سے لڑائي ہو ' اور خواہ وہ حق ہی پر کیوں نہ ہو - سابق معارف نیابت کے ایک بدبخت مسلمان کو ان یہودیوں نے قید فرعونی سے نجات دلائي تھي ' مگر کوئی دائمي انتظام نہیں کیا "

اس تار میں اسي قسم کے جابرانہ و معرورانہ واقعات کو تفصیل بیان کرنے کے بعد تار دینے والوں نے نہایت ادب کے ساتھہ مگر پر زور لفظوں میں لکھا ہے کہ اگر دولت عثمانیہ صیہونیوں کي تادیب و سرزنش سے عاجز ہے تو ہمیں کوئي جگہ بتائے کہ ہم ہجرت کرکے وہاں چلے جائیں ' ورنہ جسقدر جلد سے جلد ممکن ہو فوراً اسکي اطلاع دي جائے تاکہ یہ حد سے نہ بڑھیں - کیونکہ اگر حکومت نے فکر نہ کي اور یہ یونہیں بڑھتے رہے تو ملک کي آزادي اور دولت عثمانیہ کي عزت ' دونوں شدید ترین خطرہ میں پڑجائینگی -

عـــراق

معلوم الخبار لکھتا ہے :

لنج نامي ایک انگریزی کمپني نے دریاے فرات میں ایک چھوٹے اسٹیمر کے چلانے کے لیے سلطان عبد الحمید سے اس شرط پر حکم حاصل کیا تھا کہ اسٹیمر پر عثماني علم نصب رہیگا - تھوڑے عرصہ کے بعد اس نے اسیقدر وسعت اختیارکي اور ایک چھوٹے اسٹیمر کی جگہ دو بڑے اسٹیمر بدوائے گئے جو دجلہ و فرات میں چلنے لگے - اسکے بعد اس نے عثماني علم کو بھي خیر باد کہا اور اپنا قومی علم یعنی یونین جیک بلند کیا لیکن سلطان نے کچھہ خبر نہ لی - اسکے بعد اس نے ایک اسٹیمر اور بڑھا دیا - اس تیسرے اسٹیمر کے بعد پھر ایک اور اسٹیمر کا بھی اضافہ کیا گیا - جب پورے چار بڑے اسٹیمر ہوگئے تو اس نے چاہا کہ دجلہ و فرات میں جسقدر عثماني اسٹیمر ہیں وہ سب کے سب خود خریدلے - اگر جرمني کے مخالفت نہ کي ہوتي تو اس انگریزي کمپني نے تمام عثماني اسٹیمر لیلیے ہوتے کیونکہ سلطان عبد الحمید انکے فروخت کرنے پر راضي ہوگیا تھا -

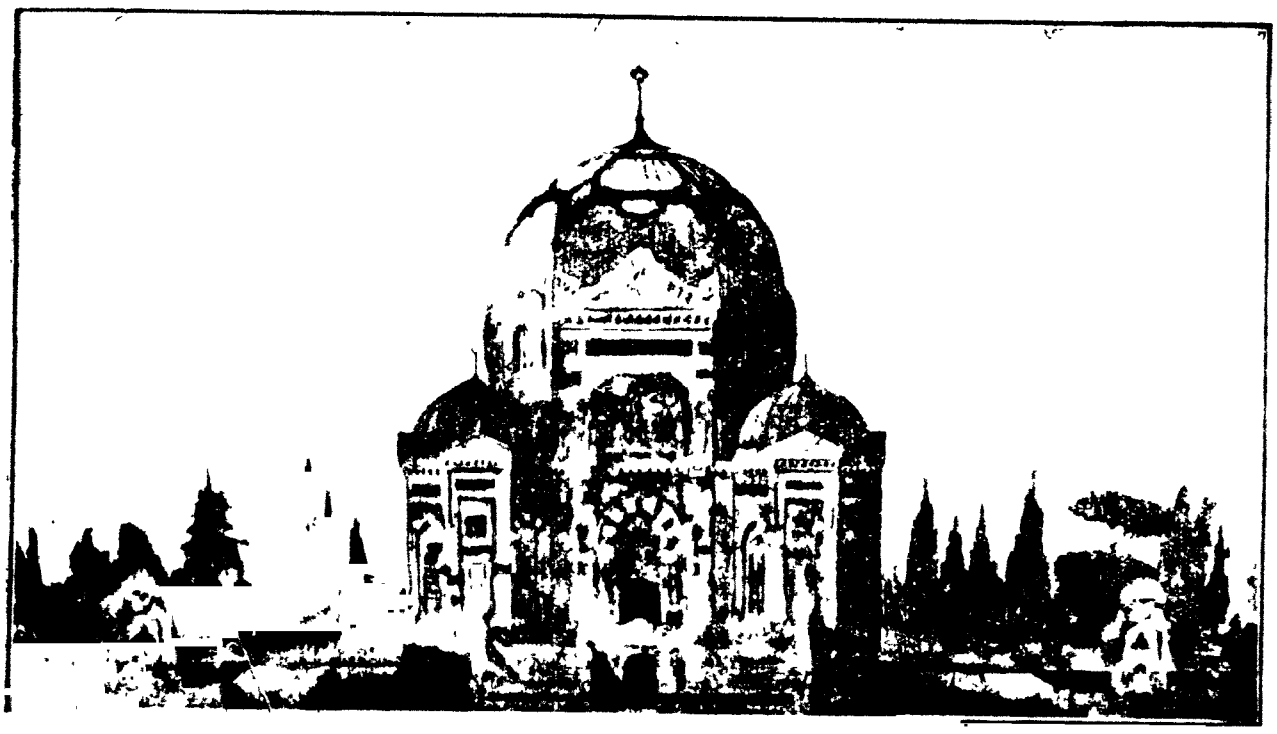

عثماني صنائع سفیسہ کا دار الصنائع

یہ اسکے ایک دوسرے حصے کي عمارت کا مرقع ہے - اولیاء حکومت میں پہلے سے عزیز افندی، ولي عہد مرحوم علیہ الرحمہ اس کام سے نہایت دلچسپي لے ' اور امید ہے کہ صنعت و حرفت کي ترقي کیلئے اس صیغہ کا افتتاح ایک قوي ترین محرک ثابت ہوگا -

حال کی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ بالآخر اس کمپني نے تمام عثمانی اسٹیمر خرید لیے ہیں - اب اگر دولت عثمانیہ ان اطراف میں اپني فوج لیجانا چاہے تو اسکے پاس کوئی ذریعہ بجز انگریزي اسٹیمروں کے نہیں ہوگا ' اور اگر ابھي انگریزوں کا اقتصادي یا سیاسی مقصد گوارا نہ کرے کہ عثمانی فوج ان اطراف میں آئے تو دولت عثمانیہ کو بجز اسکے اور کوئی چارہ نہ ہوگا کہ فوج نہ بھیجے -

عراق کے ارباب قلم اس واقعہ سے بیحد بیچین ہیں اور حکومت کو ان عظیم الشان خطرات کي طرف متوجہ کر رہے ہیں جو اس کمپني کے تنہا اختیارات سے پیدا ہوتے نظر آتے ہیں - وہ لکھتے ہیں کہ اس لنج کمپني کي حالت بالکل ایسٹ انڈیا کمپني سے ملتی ہوئی ہے جو ایک تجارتي کمپني کی طرح کام کرتے کرتے ایک دن تمام ہندوستان کي مالک ہوگئي - پس حکومت کو چاہیے کہ اسیوقت بیدار ہو ' ورنہ عراق کا بھي وہی حشر ہوگا جو ہندوستان کا ہوا !

اواخر اپریل میں بغداد ریلوے جاري ہو جائیگي - پہلے ہفتے میں ساحل فرات سے دو سو کیلومیٹر تک سامان لے جائیگی ' اور آئندہ مئی میں بغداد اور سامرا کے درمیان بھی چلنے لگیگي -

نو آبادي کی تمام سڑکونکي کی گشت لگائی گئی تھی -

[مقتبس از معاصر العجاز]

[بقیہ مضمون کے لیے صفحہ ۲۱ دیکھیے]

آثار عتیقہ

آثار مصر

اجپٹیا لوجي

" ابوالهول " كي تمهيد ميں هم نے لكها تها كه چند سلسله وار نمبروں ميں هم مصر كے ان عجيب و نادره روزگار آثار پر ايك نظر عام ڈالنا چاهتے هيں ' جنكى كشش شائقين آثار كو اكناف و اطراف عالم سے كهينچ كر قاهره لاتى هے - ابوالهول اس سلسله كى پهلى كڑى تهي -

آجكے نمبر ميں پانچ مجسموں كى تصويريں شائع كي جاتى هيں - يه تمام تصاوير مصر كے عجائب خانه ميں موجود هيں جسكو يورپ متفقه طور پر علم آثار مصر كي بهترين تعليمگاه تسليم كرتا هے -

ان ميں پهلى تصوير ايك ايسے مينارے كي هے جسكى چوٹى حال ميں نكلى هے - دوسري شاه امنيوفس ثالث كي هے - اسكے باپ كا نام تومیس رابع هے - امنيوفس كے حالات ايك منحل كى سدسده دروازوں پر كنده ملے هيں - ان حالات كے دیكهنے سے معلوم هوتا هے كه امنوفس قواعده مصر كے اقتهارويں خاندان كا ايك جليل القدر ' اولوالعزم ' اور نام آور تاجدار تها -

انهى كتبوں ميں لكها هے كه امنوفس كے پيدا هونے سے پهلے مصر كے سب سے بڑے كاهن نے اسكي ماں كو بشارت دى تهى كه تيرے يهاں ايك لڑكا پيدا هوگا - اور جب امنيوفس پيدا هوا تو اس نے مكرر پيشينگوئى كي كه يه اقبالمند و فرخنده انجام هوگا - اسكي قلمرو اتني وسيع هوگى كه آج تك كسي كي نهيں هوئي - وه سارے عالم كا مالك هوگا -

سنه ۱۳۰۹ قبل مسيح ميں امنيوفس نے عنان حكومت هاتهه ميں لى اور درحقيقت وه ايك جليل القدر ' اولو العزم ' اور وسيع المماليك بادشاه هوا - اس نے بهت سے مقامات خصوصا نوبه اور سودان پر فوجكشي كي اور فاتحيانه و فيروز مند واپس آيا - ساز و سامان دنيوي اور قوت و شوكت مادي كے گهمنڈ ميں هميشه انسان نے يه بهلا ديا هے كه اسكى حقيقت كيا هے اور جب كبهي اسے عظمت و بزرگي نصيب هوئي هے تو اس نے عبد سے معبود بننے كي كوشش كى هے -

امنيوفس اپني عظمت و شوكت كے غرور ميں اسدرجه غلو كر گيا كه اپنے تئيں انسانيت سے ايك ارفع و اعلى هستى سمجهنے لگا اور اپنا لقب رمسس (آفتاب ربيع) اور شاه چار دانگ عالم رکها -

[بقيه مضمون صفحه ۲۰ كا]

الهلال :

اگر معاصر موصوف كي روايت صحيح هے تو اس خطرناك خبري پر جسقدر آفسوس كيا جاے كم هے - ليكن پچهلے سال بعض عثماني جرائد ميں صرف انگريزي كمپني كى اس تراش كا ذكر كيا گيا تها نيز برثوق لكها تها كه دولت عثمانيه نے اسكل نا منظور كرديا - خدا نه كرے كه اسكے بعد يه واقعه ظهور ميں آيا هو -

شاه امنى نم ثالث فرعون مصر كے مزار سے ملي هوئي چوبي عجائب خانه مصر ميں موجود هے

امنيوفس كي جلالت و عظمت فتوحات ملكي تك محدود نه تهي بلكه اسكي زندگي كے بعض اور معبر المعقول اعمال كا اثر بهي اسميں سرنگ تها - چنانچه اس نے ايك بت ايسا بنوايا تها جس سے طلوع آفتاب كے وقت آواز نكلتي تهي -

اس اجمال كى تفصيل يه هے كه امنيوفس نے رود نيل كے بالكل جانب ايك عبادت خانه بنوايا جسميں بهت سے بت تهے اور ايك خود اسكا بهى تها - يه بت ايسے پتهر سے تراش كے بنايا گيا تها جسكى طبعي خاصيت يه تهي كه شبنم كے بعد جب اس پر آفتاب كى شعاعيں پڑتى تهيں تو اس ميں آواز پيدا هوجاتي تهى -

عرصه هوا كه يه معبد برباد هوگيا - صرف دو بت باقي رهگئے هيں - ان ميں سے ايك تو سنه ۵۹۰ ه كے زلزله سے ضائع هوچكا - اور دوسرا خود بخود گر كے ٹكڑے ٹكڑے هوگيا -

اسوقت جو تصوير آپكے پيش نظر هے ' وه انهيں دو بتوں ميں سے ايك كى هے - انميں دهڑ تا سر امنيوفس كي تصوير بتاتے هيں اور باقى صرف خود امنيوفس بتلاتا هے - جن جدولوں پر دونوں بتوں كے هاتهوں كے نشانوں اور وسط ميں اسكى بيٹيوں كى تصويريں هيں - سنه ۱۹۰۶ اور ۸ - كے درميان ميں يه گروپ بالكل ٹكڑے ٹكڑے ملا تها جسكو ماهرين آثار نے جمع كركے پهر اصلى شكل ميں بنايا اور جو حصے ضائع هوگئے تهے وه اور سرخ گرانائٹ سے لگادئے -

دوسري تصوير رعمسيس ثاني كى هے جسكے متعلق بتلايا جاتا هے كه بني اسرائيل كا ابتدائى عهد اسي كے عهد ظلم و استبداد ميں بسر هوا تها - جيسا كه اس كے مفصل حالات جلد سوم نمبر ۱۰ - ۱۱ ميں لكهچكے هيں اسلئے تفصيل كي ضرورت نهيں -

دير البحاري (مصر) ميں دو مجسمے ملے تهے ' ان ميں سے ايك امنحتپ اول كا هے جو هتپور كا لڑكا تها اور دوسرا مرفع دختر مقدس بيبيوں نے سر ركها هے جو واقعهٔ مصر كي پرستشگاهوں ميں قربان ديے جاتے تهے -

اس مرفع كي آخري تصوير ايك گاے كى هے - يه بهي دير البحاري ميں ملى تهي - در اصل يه مصر كي ايك ديوي هے جو گاے كي شكل ميں هے - اس ديوي كا نام هيتر تها -

يه مجسمه جو اپني كمال صناعى و رنگ ساري كي وجه سے ايك زنده وجود معلوم هوتا هے ' ايك مقبره كے مقدس حصه ميں نصب هے - اس گاے كے تمام جسم پر هلكا هلكا زرد رنگ اور دونوں پهلوؤں پر سرخ رنگ لگايا گيا هے - اسكے علاوه جسم پر كل بهى هيں جنكى شكل تارے كي سي هے - سر كے پيچهے بادشاه كي تصوير هے - گاے پر امنيت ثاني لكها هے -

(ملاحظات)

ان آثار كے شائع كرنے سے همارا مقصود صرف مصر كے بعض آثار عتيقه كى نسبت سرسري معلومات مراهم كرنا هي نهيں هے بلكه بعض اهم مقاصد بهي پيش نظر هيں :

(۱) قرآن كريم كا طرز تعليم و ارشاد همارے عقيدے ميں يه هے كه وه هر مقصود كيلئے پهلے ايك اصول پيش كرتا هے اور پهر اسكے

رعمیسس ثانی فرعون مصر کا بت

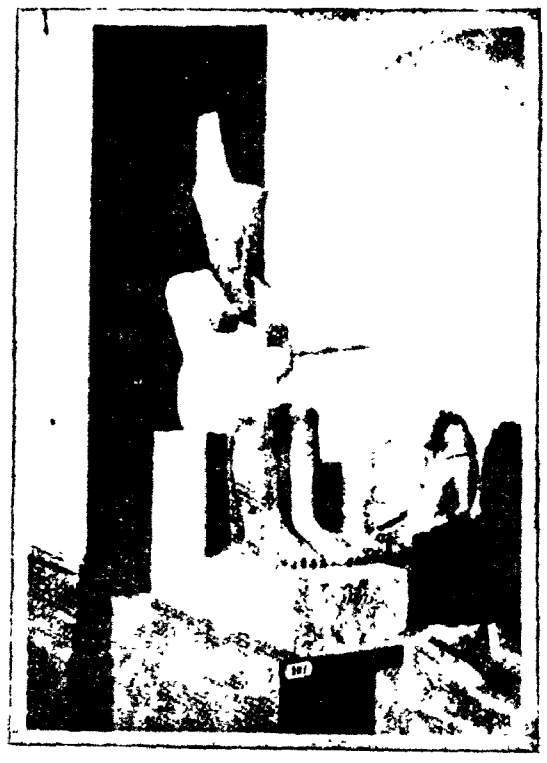

ہے اور بدلایا ہے نہ محض عام و تمدن اور عظمت ملکی اسی قوم کیلیے وسیلۂ حیات نہیں ہوسکتی جب تک نہ وہ مفاسد اجتماعی و اخلاقی سے محفوظ نہو - قوائے مادیہ اور وسائل دنیویہ کا افراط اور اسکا گھمنڈ جب قوموں کو عبودیۃ الہی سے بے پروا کردیتا ہے تو اسکا لازمی نتیجہ شرور طغیان اور عدوان و معاصی کا ظہور ہوتا ہے جو بہت جلد انہیں ہلاکت تک پہنچا دیتا ہے - ظلم و استبداد اور شخصی حکمرانی کا غرور خدا کی مقدس طاقتوں کا مقابلہ کرتا ہے اور اسکا نتیجہ خسران ہے - ایک ظالم قوم مظلوم قوموں کو محکوم بنا کر کس طرح ذلیل خوار کرتی ہے اور پھر خدا اسی محکوم قوم کے ہاتھوں کس طرح حاکموں سے انتقام لیتا ہے؟ قومی محکومی اور غلامی ایک ایسا عذاب ہے جس سے بڑھکر خدا کے نزدیک انسان کیلیے کوئی شقاوت دنیوی نہیں - غلامی تمام انسانی صفات حسنہ سے قوموں کو محروم کردیتی ہے اور همت و سربلندی، اولو العزمی و علو پسندی، صبر و ثبات، اور استقلال و جفا کشی، نیز اسی طرح کے وہ تمام اخلاق حسنہ جو انسانیت کا مرتبۂ اعلی ہیں، اُن قوموں کے اندر فنا ہو جاتے ہیں جو عرصے تک فاتح اقوام کی غلامی میں رہتے ہیں -

اِن تمام تعلیمات کیلیے قرآن نے فراعنۂ مصر کی تمدنی ترقیات اور استبداد و ظلم کو نمونہ قرار دیا اور جابجا انکے حالات بیان کیے - قصص القرآن میں ایک سوال یہ سامنے آتا ہے کہ صرف فراعنہ ہی کو اس غرض کیلیے کیوں منتخب کیا گیا؟ اسکے متعدد وجوہ و حکم ہیں - از انجملہ یہ کہ اِن تمام امور کی تمثیل کامل کیلیے کوئی ملک اس درجہ موزوں نہ تھا جیسا کہ مصر، اور مصر کا سلسلۂ حکومت فراعنہ -

علم آثار مصر اسکی تصدیق کرتا ہے - کئی ہزار سال دنیا آگے بڑھگئی ہے - صدہا ارضی و بحری انقلابات ہوچکے ہیں جنہوں نے زمین کے گذشتہ خزائن کو نابود اور اُسکی سطح کو نئے آثار کیلیے صفحۂ سادہ بنا دیا - بڑی بڑی عظیم الشان قوموں کے خزائن عظمت ان عملی نتائج کے متعلق یقین و بصیرت پیدا کرنے کیلیے کسی ایک قوم یا ایک فرد کی زندگی کے واقعات بطور نمونے کے بیان کرنا ہے - گویا اسلامی ہر تعلیم اصول اور تجربہ و حکم چیزوں پر مبنی ہوتی ہے - جسقدر قصص قرآن کریم میں موجود ہیں، سب کے سب اسی نہ اسی ایک اصولی تعلیم و تجربہ گاہ عالم کے نتائج کی صورت میں ممثل و مشکل کرتے ہیں - الہلال میں باب تفسیر شروع ہوگیا تو یہ مطالب بتفصیل شائع ہونگے -

قرآن کریم نے ایک خاص اصولی تعلیم کیلیے فراعنۂ مصر اور بنی اسرائیل کی تاریخ لیا ہے اور جا بجا انکے واقعات و حالات اور نتائج و عبر پر زور دیا ہے -

اس تعلیم میں اصولی طور پر "قانون حیات و ممات اقوام و امم" کو واضح کیا گیا ہے اور بدلایا ہے کہ محض علم و تمدن اور عظمت ملکی اسی قوم کیلیے وسیلۂ حیات نہیں ہوسکتی جب تک نہ وہ مفاسد اجتماعی و اخلاقی سے محفوظ نہو - قوائے مادیہ اور وسائل دنیویہ کا افراط اور اسکا گھمنڈ جب قوموں کو عبودیۃ الہی سے بے پروا کردیتا ہے تو اسکا لازمی نتیجہ شرور طغیان اور عدوان و معاصی کا ظہور ہوتا ہے جو بہت جلد انہیں ہلاکت تک پہنچا دیتا ہے - ظلم و استبداد اور شخصی حکمرانی کا غرور خدا کی مقدس طاقتوں کا مقابلہ کرتا ہے اور اسکا نتیجہ خسران ہے - ایک ظالم قوم مظلوم قوموں کو محکوم بنا کر کس طرح ذلیل خوار کرتی ہے اور پھر خدا اسی محکوم قوم کے ہاتھوں کس طرح حاکموں سے انتقام لیتا ہے؟ قومی محکومی اور غلامی ایک ایسا عذاب ہے جس سے بڑھکر خدا کے نزدیک انسان کیلیے کوئی شقاوت دنیوی نہیں - غلامی تمام انسانی صفات حسنہ سے قوموں کو محروم کردیتی ہے اور همت و سربلندی، اولو العزمی و علو پسندی، صبر و ثبات، اور استقلال و جفا کشی، نیز اسی طرح کے وہ تمام اخلاق حسنہ جو انسانیت کا مرتبۂ اعلی ہیں، اُن قوموں کے اندر فنا ہو جاتے ہیں جو عرصے تک فاتح اقوام کی غلامی میں رہتے ہیں -

اِن تمام تعلیمات کیلیے قرآن نے فراعنۂ مصر کی تمدنی ترقیات اور استبداد و ظلم کو نمونہ قرار دیا اور جابجا انکے حالات بیان کیے - قصص القرآن میں ایک سوال یہ سامنے آتا ہے کہ صرف فراعنہ ہی کو اس غرض کیلیے کیوں منتخب کیا گیا؟ اسکے متعدد وجوہ و حکم ہیں - از انجملہ یہ کہ اِن تمام امور کی تمثیل کامل کیلیے کوئی ملک اس درجہ موزوں نہ تھا جیسا کہ مصر، اور مصر کا سلسلۂ حکومت فراعنہ -

علم آثار مصر اسکی تصدیق کرتا ہے - کئی ہزار سال دنیا آگے بڑھگئی ہے - صدہا ارضی و بحری انقلابات ہوچکے ہیں جنہوں نے زمین کے گذشتہ خزائن کو نابود اور اُسکی سطح کو نئے آثار کیلیے صفحۂ سادہ بنا دیا - بڑی بڑی عظیم الشان قوموں کے خزائن عظمت ان انقلابات میں بہہ گئے، اور اب ان سرزمینوں میں انکے وجود کا کوئی نشان نہیں جہاں کبھی سر بفلک عمارتوں کے اندر اپنے تئیں زمین کا سب سے بڑا مالک یقین کرتے تھے - تاہم تورات اور قرآن کی تصدیق کرنے کیلیے مصر کی حیرت انگیز سرزمین ابتک اپنے نشان ہائے عظمت و جبروت کے ساتھہ موجود ہے، اور دنیا میں سب سے بڑا دار الآثار یقین کی جاتی ہے!

اسکے سر اعلی مدارس کو کوئی مٹا نہ سکا جو ان لوگوں کی عظمت کی حی و قائم شہادت ہیں جنہوں نے بنی اسرائیل کو محکومی و غلامی کی زنجیروں سے مقید کیا تھا پر خود کو تباہی و ہلاکت سے آزاد نہ کرسکے - انکی ممی کی ہوئی نعشیں، انکے رنگین دور صدور، اور انکے قابل تسخیر میناروں کے اندر کے کتبے اب تک صحیح و سالم موجود ہیں جو بتلاتے ہیں کہ وہ کیسی عظمت و جبروت ملکی و قومی تھی جو ان فراعنہ کو حاصل تھی مگر قانون الہی کی خلاف ورزی و سرکشی نے بالآخر اسطرح نابود و فنا کردیا کہ آج انکے جمع کیے ہوئے پتھر اور تراشے ہوئے بت موجود ہیں، لیکن نہ تو انکی عظمت ہے جسکے غرور و تکبر نے انہیں خدائے قدوس سے سرکش کردیا تھا، اور نہ وہ قوت و حکومت ہی ہے جو خدا کے مظلوم بندوں کو اپنا غلام بنانے کی اور انکے آگے خدا کی سچی بندگی کے ساتھہ نخوت غرور و طغیان نیچا کر بیٹھتی تھی!

فاستکبر هو و جنوده في الارض بغير الحق و ظنوا انهم الينا لا يرجعون - فاخذناه و جنوده فنبذناهم في اليم، فانظر كيف كان عاقبة الظالمين!

(۲۸ : ۳۱)

ترجمہ — فرعون اور اسکی فوج نے ملک میں بغیر حق و قانون کے بہت سرکشی کی اور سمجھے کہ مرنے کے بعد انہیں جوابدہی کیلیے ہمارے سامنے نہیں آنا ہے - پس ہم نے فرعون اور اسکے گروہ کو اپنے عذاب میں گرفتار کرلیا اور دریا میں غرق کردیا - نظر عبرت سے دیکھو کہ ظلم کرنے والونکا انجام کار کیسا ہوتا ہے!

ایسی اوفس ثالث فرعون مصر

قربانی کے مقدس بھیڑوں کے سر جنکے بت دیرالبحری (مصر قدیم) سے حال میں ملے ہیں

پس فراعنه کی عظمت و شوکت کے جسقدر آثار نکل رہے هیں ' انکے اندر ایک بہت بڑی عبرت و بصرت پوشیدہ ہے ' اور انکا مطالعہ ان لوگوں کیلیے خاص اهمیت رکھتا ہے جو قرآن حکیم کے تمثیلی بیانات کے حقائق کے متلاشی هیں - انسے ثابت هوتا ہے کہ وہ ایسی عجیب و غریب انسانی عظمتیں تھیں جنکے آگے شریعت الہیہ پیش ہی گئی اور اسکی نافرمانی کے نتائج الیمہ سے ڈرایا گیا - بیدینوں نے سرکشی کی اور انکار کیا - پس بربادی آئی اور دائمی هلاکت نے قانون الہی کے وعید کو پیش کردیا - آج دنیا کی قومیں اور حکومتوں کو بھی مشرق کے مقابلے میں وهی حیثیت حاصل ہے جو فراعنه کو بنی اسرائیل کے ساتھہ تھی -

(۲) یہ ایک تاریخی مہم ہے کہ حضرت یوسف کے زمانے میں کون فرعون تخت مصر پر تھا جبکہ بنی اسرائیل مصر میں آباد هوے ' اور پھر حضرت موسی کی پیدایش اس کے عہد میں هوئی ' اور وہ کون تھا جسکا مقابلہ انسے هوا اور بالآخر بحر احمر میں غرق هوا ؟

اکثر علماء آثار مصر یقین کرتے هیں کہ رعمسیس ثانی هی وہ فرعون تھا جسکے عہد میں بنی اسرائیل پر سب سے زیادہ مظالم هوے : یسومونکم سوء العذاب : یذبحون ابنائکم ویستحیون نساءکم و فی ذالکم بلاء من ربکم عظیم -

اسکے حالات هم مع ایک بڑے مرقع کے پہلے بھی شائع کرچکے هیں -

لیکن وہ فرعون جسکے عہد میں حضرة موسی نے پرورش پائی ' بظن غالب امینوفس تھا - کیونکہ حال میں جو کتبے اسکے متعلق نکلے هیں ' انسے اُن تمام بیانات کی تصدیق هوتی ہے جو تورات میں بیان کیے گئے هیں - هم اس بارے میں تفصیلی بحث قصص بنی اسرائیل کے سلسلے میں کرینگے - صرف اسکے مجسمہ کا عکس آجکی اشاعت میں شامل کردیتے هیں - اسکے حالات میں آپ پڑھچکے هیں کہ دریاے نیل کے کنارے ایک مندر بنایا تھا اور اسکے بت کے اندر سے خود بخود آواز نکلتی تھی - تورات کے بیان سے بھی اسکی تصدیق هوتی ہے -

(۳) گاے کی عظمت آرین اقوام کیلیے مخصوص سمجھی جاتی ہے - هندوستان کے سوا ایران کے آثار سے بھی اسکا پتہ چلتا ہے لیکن علماء آثار کے سامنے اب مصر بھی آگیا ہے اور ثابت هوتا ہے کہ یہاں بھی گاے کے وجود کو ایک خاص ناسوتی عظمت حاصل تھی -

(۴) تورات میں لکھا ہے کہ مصری اپنے مندروں میں بھیڑوں کی قربانی کرتے تھے - ان آثار میں قربانی کے دو بھیڑوں کی شکلیں موجود هیں -

فراعنه کی مقدس قربانی کے دو بھیڑوں کے دو سر جنکی مجسمہ حال میں دریافت هوے هیں

تاریخ حیات الهلال

مسئلۂ قیام الهـــلال

مسئلہ قیام الهلال جو گئی نمبروں میں شایع هوا اور هو رها ہے ' هر خاص الهلال کیلیے اور خصوصاً خریداروں کیلیے نہایت رنجدہ ہے - اول خریدار ایسا نہوگا جو اسکے متعلق اپنی ایک هی راے ظاهر کرے کیلیے بیقرار نہو - میں اس قابل هی نہیں هوں کہ اس اهم مسئلہ کی نسبت کوئی راے ظاهر کروں -

لیکن جناب ان سب کو دیکھکر اور حالات قوم کو ملحوظ خاطر رکھکر اس سوال کا جواب عنایت فرمائیں کہ قیام الهلال کیواسطے حضرت کو مالی امداد کا لینا منظور نہیں - صرف اسقدر خواهش ہے کہ نئے خریدار جس سے جلد هو سکیں بہم پہونچاکر تعداد مقررہ پوری کردیجاے -

میں همیشہ اس نیک کام اور مقدس فرض کا ارادہ کرتا رها هوں - مگر ایک خیال میرے ارادہ اور همت کو بالکل پست کردیتا ہے - یعنی یہ نئے خریدار جو هماری کوششوں کے نتائج هونگے - دایمی هونگے یا عارضی ؟

قوم کے حالات سے سمجھکر دایمی هونیکا یقین آتا هی نہیں -

بلحاظ حالات کیا اسکا یقین هو سکتا ہے کہ قوم ایسے مقدس و محترم رسالہ کی خریداری کو ترجیح دیگی - یا " مسٹریز آف لندن " اور " حسن کے ڈاکو " کو -

واللہ باللہ ایک صحیح اور سچے واقعہ کا شرمندگی کیساتھہ اظہار کرتا هوں - ایک عنایت فرما کے روبرو قوم کا نام لیکر رویا - الهلال کے حالات بیان کیے - اپنے قول کی تصدیق کیلیے اپنے پاس سے الهلال کو ایک روز روشب کیلیے جدا بھی کیا اور اسکی مفارقت بامید انشاء اللہ گوارا کرکے اون حضرت کو دے بھی دیا کہ دیکھیے آپ مسلمان هیں اور اس رسالہ کی مقدس و پاک تعلیم سے بے بہرہ - آجکل کونسا مسلمان روزانہ یا هفتہ وار تلاوت اور مطالعہ قرآنیات کرتا ہے - اس رسالہ میں یہ سب چیزیں اس خوبی سے آپکے روبرو پیش کی جاتی هیں کہ آپ گھنٹوں اور دنوں ان مضامین کو پڑھیے - مگر نہ تو دل رکتا ہے اور نہ هی طبیعت کو سیری هوتی ہے -

تین روز امید و بیم کي حالت میں کامیابی و ناکامیابی کے تصور میں کٹے - اسکے بعد اون حضرت سے جا کر دریافت کیا تو انھوں نے جوابدیا کہ " ابھي تو میرے مسٹریز آف دي کورٹ آف لندن کی ضرورت ہے جسکا اشتہار الہلال میں شایع ہوتا ہے پہلے وہ منگوا دیجیے" مجھکو سکتہ ہوگیا -

اب بتلایے کہ جس قوم کي یہ حالت ہو ' اس قوم کي نسبت کیونکر یقین ہو سکتا ہے کہ دایمي خریداري قبول ہوگی - پہلے مجھے اسکا خیال ہی خیال تھا ' اب واقعہ مذکورہ بالا سے یقین ہوگیا -

آپ الهـــلال کی قیمت میں ایک پالی کا اضافہ منظور نہ فرمالیے - مگر جو صاحبان اولوالعزم خود اضافہ کرنا چاہیں ' آپ کیوں انہیں روکتے ہیں ؟ کیا یہ ممنوع ہے ؟ قاعدہ کی بات ہے کہ جو شخص جس سے خوش ہوگا یا فائدہ اوٹھائیگا اسکے قیام و بقا کا بھي خواہشمند ہوگا ' اگر اضافۂ قیمت الهـــلال نا منظور ہے تو وہ طریقہ بتلالیے جس سے دائمي اور قابل اعتماد خریدار الهـــلال کہواسطے با ایںھمہ اوصاف اس قوم کے مجھکو دستیاب ہو سکیں ' اور ان پر پورا بھروسہ بھي ہو سکے - فقط

راقم طالب جواب - نمبر ۲۸۳ - حیدر آباد دکن

دو ہزار نئے خریدار پیدا کرانیکي کوشش کے متعلق آپکا اطلاع نامہ دیکھکر بہت جي چاہا کہ میں بھي اسمیں حصہ لوں ' مگر خرابي قسمت سے ہمارا خاندان لوگونکي نظروں میں ایسا مبغوض ہے کہ کسي پر کچھہ اثر نہیں پڑسکتا - دوگنی قیمت پر ایک پرچہ خریدنا آپ کے منشا کے خلاف ہے - لہذا یہ صورت ہو سکتي ہے کہ ایک اور پرچہ اپنے ہي نام پر جاري کراؤں اور اوسکي قیمت کے آٹھہ روپیہ ادا کردوں - لہذا اس خط کے دیکھتے ہي ایک اور پرچہ میرے نام بذریعہ ویلو روانہ فرما دیں آٹھہ روپیہ وصول فرمالیں ' اور دونوں پرچے ایک ہي پیکٹ میں یا علحدہ علحدہ جیسا مناسب ہو ارسال فرماتے رہیں - عین نوازش ہوگي -

ابراهیم ولد شیخ صاحب مدعو از بھونڈي بمبئي

الهـــلال :

جزاکم الله - آپکی محبت دیني اور جوش ملي کا شکرگذار ہوں - لیکن اسے کیونکر گوارا کروں کہ آپ نقصان اٹھا کر بیکار دوسرا پرچہ خریدیں ؟ افسوس ہے کہ آپکي فرمایش کي تعمیل نہ کي جاسکي -

---

سردست پانچ خریدار حاضر ہیں - انشاء الله ۲۵ خریداروں تک عنقریب اپني سعي کو پہنچاونگا - سخت نادم ہوں کہ بعض کاروباري جھگڑوں کي وجہ سے دیر ہوگئي -

سید ظہور حسن - ضلع محبوب نگر - دکن -

اطـــلاع ثـاني

چند غیر معمولي وجہوں سے انجمن اصـلاح المسلمین - قصبہ گنیشپور - ضلع بستي نے اپنی جلسہ کے تاریخ میں بجائے - ۱۵ - ۱۶ - ۱۷ - مئي ســـنہ ۱۹۱۴ ع کے ۲۹ - ۳۰ - ۳۱ - مئي سنہ ۱۹۱۴ ع قرار دیا ہے - اسلئے امید ہے کہ برادران اسلام شریک ہوکر - اراکین انجمن کو موفقہ شد گذاري عطا فرمالیں -

دیا رمند - ابوالاعجـاز - عرشي - سکریٹري -

انجمن اصـلاح المسلمین قصبہ گنیشپور -

ضلع - بستي - پوسٹ صدر - یو - پي

قابل توجہ عمـــوم مسلمـــانان هنـــد

ملک میں مدت سے ترقي کا غلغلہ بلند تھا - اخبار بھي جاري تھے اور اپنے اپنے حوصلہ کے موافق قوم کي خدمت کیلیے جد و جہد میں مصروف تھے - مذہبی ' علمي ' اور پولیٹیکل مجلسوں کو نازہا کہ قومی فلاح و بہبودي کا حل صرف انہي کي کوششوں پر منحصر ہے - یہ سب کچھہ تھا مگر قوم پر بیخودي کي ایک کیفیت طاري تھی اسکا مستقبل نہایت تیرہ وتار ہورہا تھا - ہر طرف سے مشکلات احاطہ کیے ہوے تھے - نہ لیڈران قوم ہي اپنے فرائض سے آگاہ تھے اور نہ قوم ہي یہ جانتي تھي کہ لیڈروں سے کسطرح کام لیا جاتا ہے - افراد قوم کے دلونمیں تخم عمل کي کاشت تو کیگئي تھی مگر در رفت آبیاري کے نہونیکی وجہہ سے شجر عمل نمودار ہوکر خشک ہوچکا تھا -

یکایک رفتار زمانہ نے کروٹ بدلی - پولیٹکل حقوق کے حصول میں پوري قوت صرف کیجانے لگي - قوم کو اپنی قوت کا اندازہ ہوگیا - شجر عمل جو خشک ہوچلا تھا اب تر و تازہ ہو چلا - بظاہر اس فوري انقلاب کي کوئی صریح وجہہ معلوم نہیں ہوتي - قوم کے طرز عمل میں ابتک کوئي عظیم الشان تبدیلي واقع نہیں ہوئی ہے ' اور لیڈروں نے اپنے پروگرام میں بھی کچھہ تغیر نہیں کیا ہے - اب بھي ہمارے خیالات اسي آب و ہوا میں نشو و نما پا رہے ہیں جسمیں کہ اس سے پہلے نشو و نما پاتے تھے - ہاں اتني تبدیلی ضرور ہوئی ہے کہ سنہ ۱۹۱۲ع سے دعوت صدائے الہلال کی شکل میں نمودار ہوئی جسنے قوم کے دلونسے وہ زنگ دور کردیا جو برسونکی جمود اور غفلت سے پیدا کررکھا تھا ' اور جسکی تاثیر تحریرات نے اہل ملک کے دلوں کو مسخر کر ڈالا - ہر دل نے نہایت خلوص کیساتھہ اسکا خیر مقدم کیا اسنے ایک ہاتھہ میں مذہب اور دوسرے میں سیاست نہیں - اسنے ان دونوں میں اسي تطبیق کي کہ ارباب دانش وعلم و فضل تو بھي سوائے تسلیم کے چارہ نہ رہا - استبداد اور غلامي کی بوجھل بیڑیوں سے قوم کے پاؤں آزاد ہوگئے اور حریت اور مساوات کا سبق ہر متنفس کي زبان پر جاري ہوگیا - اگر یہ سچ ہے تو اے برادران ملت ! کیا تم نہیں چاہتے کہ اس دعوت الہي کا سلسلہ اسیطرح جاري رہے ؟ اور کیا تمہیں اب اسکي ضرورت نہیں رہی ؟

گو یہ بالکل سچ ہے کہ الهلال نے اپني پہلی منزل طے کرلی ہے مگر ابھی اسکو اور کئی منزلیں طے کرنا ہے ' اور ایسے صدہا معاملات ہیں جنکي رہنمائي کیلیے صرف الهلال ہی کي ضرورت ہے - اگر ہمسے مثل دیگر امور کے الهلال کے معاملہ کو بھي طاق نسیان کے سپرد کردیا تو اپنے ہاتھوں ایک ایسے قابل قدر شی کو کھو دینگے جسکی تلافي شاید آئندہ کبھی نہ ہوسکے -

خاکسار محمد عبد الله - سیکرٹري انجمن اصلاح تمدن - باندہ دکن

مسئلہ قیام الهـــلال کے آخري فیصلہ سے متاثر ہوکر اور اہل جزاء الاحسان إلا الاحسان کے حکم کي تعمیل کرتے ہوئے ملتمس ہوں کہ بالفعـــل مفصل ذیل چار اصحاب کے نام پرچـــہ موصوف بذریعہ وي - پي روانہ فرما دیں -

اسے بے ریا اور حق پرست رسالہ کي جو سر بسر قرآن پاک کے احکام کي تعمیل کی دعوت دیتا ہے جان و دل اور ایمان و ارواح سے خدمت کرنا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں -

حکیم محمد اشفاق - هاسپٹل اسسٹنٹ - هانهي درواره - امرتسر

مراســـلا

انسوس اور سخت افسوس ! الهـلال کا پرچه همیشه باعث بلهمي خاطر ناشاد و مرنس و سهیم تنهائي ثابت هوا ' وه ایک قومي و مذهبي اخبار اور دیني واقفیت کا مجموعه ' معلم انشا پردازي و مضمون نگاري ' کلام الهي کا ترجمان ' مذهب اسلام کو از سر نو زنده کرنیوالا ' مسلم آبادي کا پاسبان ' اور نور بخش چشم مومنین و مسلمین هے لیکن اِس هفته کے نمبر نے وه جانکاه خبر سنائي جس نے دل هلا دیا اور دماغ کو پریشان کردیا -

یقین فرمائیں که اِس آخري نمبر کے دیکھنے سے وه بے چیني هوئی هے که بغیر اپنا فرض ادا کیے هوئے کسي طرح نہیں رهونگا اور هفته عشره میں ضرور دو چار خریدار پیدا کرکے حاضر کرونگا - ساتھ هی یه بهتر هوگا که الهـلال کي سالانه قیمت میں بهي کچھه اضافه کردیا جائے - انشا الله اعلان کے هوتے هي بنده سب سے اول زر بکف نظر آئیگا -

الراقم حافـظ عبد العـــفار عفي عنـه
سـوداگر چرم دهلي دروازه - اجمیر

آج کا پرچه دیکھکر از حد رنج و غمگیني و پرمردگي پیدا هوئي - جذب نے تحریر فرمایا هے که جبتک دو هزار خریدار نئے پیدا نہوں الهـلال کا جاري رهنا مشکل هے - جو کچھه آپنے فرمایا هے بجا هے - لیکنه نسبت آرزوں کے جناب پر اسکا بوجھه بهی بهت بهاري هے - میں پہلے هي خدمت اقدس میں عرض کیا تها که حسب حیثیت سالسار کي پیشکش کو منظور فرماویں - میرے طرف سے آپ آینده پرچه میں درج کردیں که نئے خریدار جهاں تک هو سکے پیدا کیے جائیں ' مگر جن جن صاحبوں کي خدمت میں پرچه پهونچتا هے وه بی الحـال بجـاے آٹهه روپیه سالانه کے ۱۶ روپیه ادا کریں ' نوابسي ڈاک جناب ایک پیسے کا کارڈ تحریر فرماویں تو بنده یهه سال جو شروع هوا هے اسکے باقي ۸ روپیه جناب کي خدمت میں روانه کردے -

حکیم ملک امام الدین کے رئی شفاخانه مصیح - قصور

الهـــلال کي ششـمـاهی مجلـدات

قیمـت میں تـخفیف

الهلال کي شش ماهي جلدیں مرتب و مجلد هونے کے بعد ٹهه روپیه میں فروخت هوتي تهیں لیکن اب اس خیال سے که مع عام هو ' اسکي قیمت صرف پانچ روپیه کردي گئي هے -
الهلال کي دوسري اور تیسري جلد مکمل موجود هے - جلد نهایت خوبصورت ولایتي کپڑے کي - پشته پر سنهري حرفوں میں هلال منقش - پانچ سو صفحوں سے زیاده کي ایک ضخیم کتاب جسمیں سو سے زیاده هاف ٹون تصویریں بهي هیں - کاغذ چهپائي کي خوبي محتاج بیان نہیں اور مطالب کے متعلق ملک کا عام فیصله بس کرتا هے - ان سب خوبیوں پر پانچ روپیه کچھه ایسي زیاده قیمت نہیں هے - بهت کم جلدیں باقي رهگئي هیں -
(منیجـر)

نظارة المعارف دهلی کی مجوزه تحریک

اسوقت اسلام اور مسیحیت میں جو زبردست اور خطرناک معرکه آرائیاں هو رهي هیں اُنهیں دیکهکر بلا شبهه یه خیال پیدا هوتا هے که چند دنوں کے بعد ان دونوں مذهبوں میں سے کسي ایک کا مطلع بقا ضرور مکدر هونے والا هے - خصوصاً فرزندان اسلام کي باهمي جنگ و جدال اور نا اتفاقي - پهر اسلام اور اوسکي اشاعت سے بے توجهي اور اصلاحي قوت کو بے موقع و محل صرف کرنے اور غیر ضروري مواقع پر حمیت و غیرت کے جوش دکهلانے اور اسلام پر زر و مال کے نثار کرنے میں بخل اور تنگ نظري سے کام لینے کے مشاهدات و واقعات - ان سبکو مد نظر رکهنے سے معامله کي صورت اور زیاده خطرناک هوجاتي هے -

اسے عهد پر آشوب میں اگر فرزندان اسلام کي مذهبي رگوں میں غیرت و حمیت کا خون جوش مارے اور اونکو جان و مال سے اپنے مذهب و ملت کي حمایت اور اشاعت پر آماده کردے ' تو ایسے پر جوش اور غیور مسلمانوں کا بهه دل سے خیر مقدم ادا کرنا ضروري هے - مدینه بجنور مورخه ۲۶ ربیع الاول میں " بلاد عربیه میں اشاعت اسلام " کا عنوان دیکهکر مجهے نهایت خوشي هوئي - خصوصاً جب اس اهم بحث کو ایک عالم مذهب کے دماغ کا نتیجه کہا جاتا هے ' اور پهر قوم کے اون افراد کو جنکے قصد میں موجوده مسلمانان هند کے ایک معتدبه طبقه کي ناک سمجهي جاتي هے ' اس تحریک کا نه صرف موجد بلکه سرپرست بتایا جاتا هے -

لیکن اسوقت هم نهایت بے تعصبي اور نیک نیتي سے مولانا عبید الله صاحب اور قوم کے ان برگزیده افراد کو جنکا نام نامي هم اس تحریک کے موئدین اور سرپرستوں میں لکها هوا دیکهتے هیں ' مخاطب کرکے چند سوالات کرنا چاهتے هیں ' اور اس تحریک کے بعض پهلوؤں پر ارادي مگر حق پرستي سے نظر ڈالنے هوے یه دریافت کرنے کي جرأت کرتے هیں که کیا اشاعت اسلام کے تمام پهلوؤں پر غور کرنے کے بعد یه تحریک قوم کے سامنے پیش کي گئي هے ؟

اس وقت جو تحریک مسلمانوں سے ایگئي هے وه انگلستان میں خواجه کمال الدین کي تحریک اشاعت اسلام کو تقویت پهونچانے کیلیے مسٹر انیس احمد و ڈاکٹر محمد علي شاه کا بهیجا جانا هے جسکے دو ساله صرفه کي مقدار نیس هزار روپیه بتائي گئي هے - اس تحریک میں مندرجه ذیل امور قابل غور هیں :

(۱) یه تحریک بدانه کیسي هے ؟ یعني مسٹر انیس احمد و ڈاکٹر محمد علي شاه کو لندن میں خواجه کمال الدین کے ساتھه ملکر کام کرنے کیلیے بهیجنا چاهیے یا نہیں ؟

(۲) مسٹر انیس احمد و ڈاکٹر محمد علي شاه اپني مفوضه خدمت کو پورے طور پر انجام دیسکنے کے قابل هیں یا نہیں ؟

ان سوالات پر غور کرنے کیلیے پہلے ایک اور سوال کا جواب دے لینا چاهیے یعني اس وقت لندن یا دیگر ممالک میں تبلیغ اسلام

کرنی چاهیے یا نہیں ؟ اسپر مختلف حیثیتوں سے نظر کیجاسکتی ہے - ایک مسلمان سب سے پہلے اس مسئلہ کو مذہبی نقطہ نگاہ سے دیکھیگا ' اور قرآن الهیه و اسوهٔ حسنهٔ محمدیه (صلی الله علیه وسلم) کا بنظر امعان مطالعه کریگا که اُن سے هم کو اسباب میں ادنا سبق ملتا ہے ؟ قرآن مجید اس بارہ میں همکو جو تعلیم دیتا ہے ' وہ یہ ہے که سب سے پہلے انسان اپنے نفس کا تزکیه کرے - خصائل سئیه سے اپنے قلب کو پاک کرے - اخلاق حسنه کے زیور سے اراسته هو ' عقائد کو الحاد ' زندقه ' اعتزال و دیگر مهلکات ایمانیه سے محفوظ کرے ' اعمال کو خدا و رسول کی طاعت گذاری کے سانچے میں ڈھالکر اسلام کا نمونه بنجائے " یا ایها الذین امنوا علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اهتدیتم " (مسلمانوں تم اپنی جگہ راہ - دوسروں کا گمراہ هونا تم کو نقصان نہیں پہونچا سکتا اگر تم هدایت پر هو -)

اپنے نفس کی اصلاح کے بعد اپنے اهل و عیال اور خویش و اقارب کی اصلاح اور دعوت کا درجه ہے - " قوا انفسکم و اهلیکم نارا " اسکے بعد کنبه اور برادری کی اصلاح کیطرف متوجه هونیکی ضرورت ہے " وانذر عشیرتک الاقربین " اور جب ان سے انذار اور تبلیغ سے فرصت ملے تو خاص اپنے ملکی بھائیوں اور همسایه اقوام کا حق ہے که اُن کو راہ راست پر لانیکی کوشش کیجائے - اُن سب کے بعد یه مرتبه ہے که " وما ارسلناک الا کافه للناس " (اور آپ کو همنے تمام لوگوں کے واسطے رسول بنا کر بھیجا ہے)

پس آج جو مسلمان اپنے رسول کے اس منصب عظمیٰ کی خلافت کا دعویٰ دار هو ' اوسپر فرض ہے که سنت نبویه و طریقه محمدیه کی جامع المتین اور هاتھه سے نه چھوڑے - هندوستان کا مسلمان سب سے پہلے اپنے اور اپنے والدین اور عزیز و اقارب کے مسلمان بنانے کیطرف متوجه هو اور پھر هندوستان میں اپنی قوت جد و جهد اور صرف کرے - جو حضرات اشاعت تبلیغ اسلام کے لیے کمربسته هوے هیں (خدا اونکی همت میں برکت اور نیت میں خلوص عطا فرمائے) وہ همیں نه تو بتائیں که کیا هندوستان میں اُنکو اپنے مذهبی فرائض سے فراغت هوگئی ' جو وہ لندن یا جرمنی کی زمین ناپنے کو آگے بڑھے هیں ؟

اس تحریر سے همارا مطلب نه نہیں ہے که تبلیغ اسلام کا دائره وسیع کیا جائے ' اور کیھی هندوستان سے باهر قدم نه نکالا جائے - بلکه هندوستان میں جن انجمنوں ' جن تعلیم گاهوں ' اور جن افراد کے ذریعه یه مبارک کام انجام پا رها ہے ' میرے ناقص رائے کی قوت کا مجموعه اور دینا ضروری ہے که تیرے بیگانه تیرے نام پر سکیں ' اور اُنکے تمام سامان و وسائل مہیا هو جائیں ' پھر اسکے بعد جو حضرات واقعی اس کام کے قابل هوں وہ شوق سے دائره ممالک میں جاکر اپنی خدمت انجام دیں ورنه :

تو کار زمیں را نکو ساختی * که با آسماں نیز پرداختی

کے مصداق هونگے -

تیسرا امر که خواجه کمال الدین کے ساتھه متفکر کام کرنا چاهیے یا نہیں ؟ تو اگر لندن میں تبلیغ اسلام کی ضرورت تسلیم کر بھی لی جائے جب بھی خواجه کمال الدین کی مانپھونکی میں کام کرنا اسلامی تحریک کے پرده میں قوم کو کسی دوسری مذهبی قوت کی حمایت پر آماده کرنا ہے - خواجه کمال الدین قادیانی هیں - اور علماے اسلام کے نزدیک قادیانی طبقه کا جو درجه ہے وہ سب کے آگے روشن ہے -

اسلام کا دائره بہت وسیع ہے مگر اسکے یه معنے نہیں که اوسمیں الحاد ' زندقه ' کفر ' ارتداد ' بد دینی ' تمام امور داخل هوسکتے هیں اسلام نے آزادی اور یسر کی تعلیم دی ہے ' مگر جس آزادی اور یسر کی تعلیم دی ہے که انسان بندوں سے آزاد هوجائے - نفس کے شدیدترین جھوٹ جالے ' اور صرف خدائے واحد کا نیازمند رهکر جائز طرق سے ضروریات زندگی حاصل کرے اور صرف اوسی کی عبادت و اطاعت میں مصروف رہے - ارادی کا یه مطلب نہیں ہے که هر شخص مذهب و ملت کی رو سے اپنی خواهش کے موافق تبدیل آجائے ' اور اسلام میں داخل هوکے هم بیفکری سے اوسکے عامل بنجائیں -

ناظرین اب آپ اپنی توجه کو اسطرف مبذول فرمائیں که مسٹر انیس احمد و محمد علی شاه جو اس کام کے لیے منتخب دیے گئے هیں ' وہ اس خدمت کو کہاں تک انجام دینے کے قابل هیں ؟ ۷ - جنوری سنه ۱۹۱۴ع کے انسیپوٹ گزٹ علیگڈه میں " تبلیغ اسلام کانفرنس " کے عنوان سے جس جلسه کا حال شائع کیا گیا ہے ' اوس میں مسٹر انیس احمد ' ڈاکٹر محمد علی شاه ' و خواجه عبد الحی (آنریبل) وجوده جماعت کے ایک رکن هیں) کے علمی حالات اور بیان هوئے بعض حاضرین جلسه نے ریمارک پر خود اپنا حال اسطرح بیان کیا هے که " میں بھی مذهبی تعلیم پا چکا هوں - علیگڈه کالج کا گریجوئٹ هوں اور کانفرنس اور کالج دونوں جگه سے تعلیم و تحصیل میں اول درجه کے دو طلائی تمغے حاصل کر چکا هوں "

چونکه یه حالات مسٹر انیس احمد صاحب نے خود اپنی زبان سے بیان فرمائے هیں اسواسطے اسی کو نقل کرنا میں نے مناسب سمجھا - میں بھی مسٹر انیس احمد صاحب سے اچھی طرح واقف هوں - اونکی علمیت اور فاضلیه کی مجھے بخوبی اطلاع ہے - مسٹر موصوف فرمائے هیں که میں مذهبی تعلیم پا چکا هوں - مگر وہ یه نہیں بتلاتے که کہاں تعلیم پائی هے ؟ کیا چند دنوں تک مدرسه عالیه دیوبند میں قیام کرنے اور صرف میزان پنج گنج تک عربی پڑھ لینے اور پھر مولانا عبید الله صاحب کے ساتھه چند روز رهکر اونکی شخصی مذهبی تعلیم نافعه بن سکتا هے ؟ وہ قرآن کی ایک آیت کا بھی صحیح ترجمه نہیں کرسکتے مگر اوسیقدر که اُردو کے مترجم قرآن اور تفسیر اونکو سکھا دیتے هیں - اسی حیثیت سے وہ زیادہ نہیں - اونکی معمولی سے معمولی مسئلہ وہ نہیں بتا سکتے ' پھر بھی اپنے آپکو کہتے هیں که وہ مذهبی تعلیم پا چکے هیں - مسٹر انیس احمد کا یه دعوےٰ تو واقعی میں مگر جس چیز کی بڑی ضرورت اس میں ابھی ناقص هیں -

کانفرنس و عالی گڈه کالج کے تحریر و تقریر میں اونکو طلائی تمغے ملے هونگے - مگر قوم کو اس سے کیا فائدہ پہونچا ' اور اس اعلیٰ و اشاعت کے کام میں اس سے کیا اهمیت پیدا هوئی ؟

حافظ محمد نور الهدیٰ فیض - دربھنگوی

هندوستانی دوا خانه دهلی

جناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خان صاحب کی سرپرستی میں یونانی اور ویدک ادویه کا جو مہتم بالشان دوا خانه ہے وہ عمدگی ادویه اور خوبی کار و بار کے امتیازات کے ساتھه بہت مشہور هوچکا ہے - صدها دوائیں (جو مثل خانه ساز ادویه کے صحیح اجزاء سے بنی هوئی هیں) حاذق الملک کے خاندانی مجربات (جو صرف اسی کارخانه سے مل سکتے هیں) عالی شان کار و بار ' صفائی ' ستھرا پن ان تمام باتوں کو اگر آپ ملاحظه کریں تو آپ کو اعتراف هوگا که :

هندوستانی دوا خانه تمام هندوستان میں ایک هی کارخانه ہے

مہتمم ادویه مفته (خط کا پته)

میڈیکل هندوستانی

مکتـــوب لنـــدن

مسلمـــانوں کا ڈیپوٹیشـــن

از منیر حسین قدوائي اسکوائر بیرسٹرات لا - نزیل لندن

کون کہتا ہے کہ مسلمانوں میں اختراعي قابلیت باقي نہیں ہي ؟ اُس سے کہو کہ مسلمانوں کي اس جـدت طرازي کو دیکھے ، محض اظہار وفاداري و عقیدت کیشي کے لیے ہندوستان کے گوشہ گوشہ سے بڈھے اور جوانوں کا ایـک ڈیپوٹیشن مرتب ہوا - کیسا اہتمام اور کیسا حسن انتظـام ؟ پھر کس صنعت سے مرصع کاري کي ؟

ایڈریس کے لکھنے والوں کو اس طباعي و صورت آفریني کا خود بھي غرور ہے اور فخر کے ساتھہ اسکا ذکر کیا ہے کہ یہ ہم نے ایک اور معمولي بات کي ہے ' اور محض اسلیے کي ہے کہ کوئي چیز ہمکو اس سے زیادہ عزیز نہیں کہ ہماري وفاداري تسلیم کي جاے - عام خیال تھا کہ خدا کي تمام خلقت میں صرف ایک ہي قسم کے جانور کو یہ بے غیرتي بخشي گئي ہے کہ اوسکا مالک اوسے چاہے جوتیوں سے مارے ' تب بھي وہ قدموں ہي پر لوٹتا رہیگا - یہ خیال کسي حد تک ایشیـائیوں پر غالب ہوا کہ غریب کتے کو اس غلط کے باعث بد ترین مخلوق سمجھنے لگے - اونکے نزدیک دوسرے جانور بھي اس انتہائي وفاداری کے جوش سے معرا ہیں -

لیکن کچھہ زمانہ ہوا کہ ایک ایسے وجود نے جسکے عقیدت کیش اشرف المخلوقات میں بھي اشرف تر شمار کرتے تھے ' ہندوستان میں ایسي ہي وفاداری کو رواج دیا ' اور بہت سے انسان نماؤں نے اسکو اختیار کیا - بلکہ اُس طبقہ اشرف المخلوقات کي یہ پالیسي قرار پاگئي ' جسکو سب سے زیادہ واقعي اشرف و ممتاز ہونا چاہیے اگر وہ اپنے مذہب کا واقعي پابند ہوتا -

اب تھوڑے عرصہ سے یہ خیال ہو چلا تھا کہ وہ طبقہ اپني حالت کچھہ نہ کچھہ باخبر ہو گیا ہے ' اور اپنے شعار حقیقي پر چلنے کا کچھہ نہ کچھہ اسمیں آچلا ہے - لیکن اس نئي اپیل نے ثابت کیا کہ وہ خیال غلط تھا -

جو شخص ایڈریس پر دستخط کرنے والوں کي فہرست پڑھیگا کہ حیرت نہ ہوگي - اسلیے کہ اُسمیں بعض بعض ایسے نام ملینگے جو اپنے کو سگان وفا پیشہ کي جگہ شیران سربلند کا ہم مثل سمجھے تھے - مگر بقول غالب :

میرے تغییر رنـگ پر مت جا
انقلابـات ہیـں زمـانے کے

میں نے ایڈریس کو غور سے پڑھا ' مگر مجھے اُسمیں ایک جملہ ' ایک لفظ بھي ایسا معلوم نہ ہوا جس سے میں یہ قیاس کرسکتا کہ مسلمانوں کا ایڈریس ہے - بہت سے لوگ تو اُسمیں ایسے تھے جنہوں نے یہ سن لیا ہوگا کہ رسول اللہ صلعم نے ایک موقع پر فرمایا تھا اگر حبشي غلام بھي مسلمانوں پر حکمران مقرر ہو تو اوسکي اطاعت اُنہیں کرنا چاہیے(۱) - یہ حدیث اونکے نزدیک انکي روح کي وفاداري کو جائز کردیتي ہے ' بلکہ بحیثیت مسلمان اونپر واجب کردیتي ہے - ایسے خوش عقیدہ مگر جہالت مآب شرکاء وفد تھے ' اور اونسے باز پرس کي کوئي وجہ نہیں - دعا ہے کہ خدا جہالت کو دفع کرے - لیکن میں اُن شخصوں میں شمس العلماؤں اور فرنگي محلیوں کو بھي پاتا ہوں ' اور اونسے پوچھتا ہوں کہ اونھوں نے ایڈریس کا ترجمہ سن لیا تھا کہ نہیں ؟ اونکو اگر بھول گیا ہو تو میں حضرت عمر رضي اللہ عنہ کا ایک واقعہ یاد دلاتا ہوں - جب آپنے لوگوں سے کہا کہ اگر میں کجروي کروں تو تم میرے ساتھہ کیا برتاؤ کروگے ؟ مسلمانوں نے جواب دیا کہ ہم نمکو نکلے کي طرح سیدھا کردیں گے - یہ اسلامي وفاداري تھي !

کیا میرے مخدوم مولانا عبد الباري صاحب اور شمس العلماء مولانا شبلي نعماني صاحب کو بھي اُس وفاداري کا حال معلوم نہ تھا جسکي خدا قرآن میں تعلیم دیتا ہے ' اور جسکي رسول خدا نے اور اصحاب رسول نے اپنے امثال و اعمال سے تعلیم دي تھي ؟

کیا وہ وہي وفاداري تھي جسکا ذکر ایڈریس میں تھا ' اور جسپر ان حضرات نے دستخط کیے تھے ؟

مولانا ابو الکلام نے الہلال میں اسپر تعجب کیا ہے کہ لارڈ ہارڈنگ نے اسلام کے ارکان میں سے خداے واحد کي پرستش کے ساتھہ بادشاہ کي وفاداري کیوں قرار دي ؟

میں اُنسے کہتا ہوں کہ وہ اسکا جواب اِنسے مانگیں - اور نہیں تو مولانا شبلي نعماني وغیرہ تو ضرور دیں - انہیں لوگوں کے دستخطوں نے دھوکا دیا - اللہ ان پر رحم کرے - میں کہتا ہوں کہ ایڈریس کے ایک لفظ سے بھي یہ نہیں ظاہر ہوتا کہ یہ واقعي مسلمانوں کا ایڈریس ہے - لارڈ ہارڈنگ کو صد آفریں کہ اونکے جواب سے اس بات کي بھي بو آتي ہے کہ وہ مسلمانوں کے ایڈریس کا جواب دے رہے ہیں - کم سے کم اونکے آخـري جملہ کے اُس حصہ سے تو ضرور ' جہاں اُنھوں نے مسلمانوں کے خاص شعار خدا کي وحدانیت کا اشارہ کیا ہے - مگر ایڈریس میں تو نہیں اسکا بھي اشارہ نہیں ہے -

لارڈ ہارڈنگ نے خود ہي مقدس مقامات اسلامي کي حرمت و عزت کا بھي ذکر کیا ہے - مسلمانوں کا ایڈریس کسی ایسے ذکر سے بھي خالي ہے !

مجھے ایڈریس کے دستخط کرنے والوں میں جہاں بہت سے ناموں کے نہ ہونے پر تعجب ہوا وہاں کم سے کم دو ناموں کے ہونے پر تو بڑا ہي تعجب ہوا - وہ دو نام یہ ہیں :

(۱) - مولانا عبد الباري صاحب فرنگي محلي -

(۲) شوکت علي صاحب معتمد خادم الخدام انجمن خدام کعبہ -

مجھے اِن دو ناموں پر تعجب خاصکر اسلیے ہوا کہ یہ انجمن خدام کعبہ کے عہدہ دار ہیں -

مولانا عبد الباري صاحب کے نام کے آگے اونکا عہدہ نہیں لکھا گیا ہے - اسلیے میں اسپر کچھہ چیني نہیں کرتا - بحیثیت فرنگي محلي کے ایک عالم ہونے کے اگر اُنھوں نے اسکا ارادہ کرلیا ہے کہ وہ اس قابل عزت جگہ کي بے عزتي کریں تو اُن لوگوں کو افسوس ضرور ہوگا جو فرنگي محل کو ہمیشہ عزت کي نظر سے دیکھتے رہنا چاہتے تھے - کاش وہ مولانا ناصر حسین صاحب اور دیگر شیعہ مجتہدین و علماء ہي سے سبق لیتے ' جنمیں سے ایک کا نام بھي دستخط کرنے والوں میں نہیں ہے - مجھے مولانا عبد الباري صاحب پر بہت افسوس ہے - مگر میں شوکت علي صاحب پر اس سے بھي سخت اعتراض کیے بغیر نہیں رہ سکتا ' اسلیے کہ اونھوں نے اپنے نام کے آگے معتمد خدام الکعبہ لکھنے کي دلیري فرمائي ہے -

اسوقت اونھوں نے انجمن خدام الکعبہ کي خدمت کا حلف اُٹھایا تھا اور عہدے دار مقرر ہوے تھے ' اُسوقت میں یہ سمجھا تھا کہ وہ اُسوقت تک تو انسان کی رضا جوئی سے مستغنی ہو جائینگے جب تک کہ وہ اِس انجمن کے عہدے دار ہیں -

(۱) قطع نظر اس حدیث کي حقیقت و اصلیت کے ' اس سے یہ کہاں ثابت ہوتا کہ حبشي غیر مسلم بھي ہو ؟ کیا ایک حبشي مسلمان حکمران نہیں ہو سکتا ؟

افسوس کہ اونھوں نے نہ صرف میرے خیال کا بطلان کیا بلکہ انجمن خدام الکعبہ کي عزت کو بھي اپنے اس فعل سے گزند پہنچانا چاھا -

انجمن خدام الکعبہ کے ممبر اور سب سے زیادہ اُسکے عہدے داروں کو بحیثیت اُسکے ممبر ھونے کے سوا خالق مطلق کی رضا جوئي کے اور کسي دنیاري حاکم کي رضا جوئي سے واسطہ نہیں ھے - وہ دنیري حاکم جارج پنجم ھي نہیں - چاھے رشاد خامس ھي کیوں نہ ھوں -

ارکان انجمن خدام الکعبہ کو اس سے بحث ھي نہیں ھونا چاھیے کہ اُس کام کے انجام دینے میں جسکا اونھوں نے حلف اوٹھایا ھے اور عہد کیا ھے' کسي حاکم دنیوي کي وفاداري ھوتي ھے یا غیر وفاداري' اور وہ کسي ایسے کاغذ پر تو دستخط کر ھي نہیں سکتے جسمیں غیر مشروط وفاداري کسي حاکم دنیوي کي ھو' اسلیے کہ ممکن ھے' اونکا حلف اور عہد خدمت حرمین اوس کے خلاف کبھي مجبور کرے - بحیثیت ممبر انجمن خدام الکعبہ اونکو سیاست سے واسطہ ھي نہیں ھے - بلکہ اونکي حیثیت صرف مذھبي ھے جسمیں انسان کي وفاداري و غیر وفاداري کا کوئي سوال ھي نہیں - سوال ھے تو صرف خدا کي وفاداري کا' اور خانہ خدا کي وفاداري کا -

بحیثیت اونکے علی گڈھ کے متعلم ھونے کے یا اولڈ بوائز اسوسیشن کے سکریٹري ھونے کے - یا مسٹر محمد علي صاحب کے بھائي ھونے کے' یا کسي دوسري صورت کے' مجھے شوکت علي صاحب کے دستخط کرنے پر مطلق کوئي اعتراض نہیں ھے - میں صرف خدام کعبہ کو روتا ھوں -

میں ھرگز انجمن خدام الکعبہ کے متبرک نام کو اسطرح ذلیل ھوتے نہیں دیکھہ سکتا ' اور اپني آواز ضرور بلند کرتا ھوں - اونکو چاھیے کہ اسکا اعلان کردیں کہ وہ انجمن خدام الکعبہ کے معتمد کي حیثیت سے نہیں شریک ھوئے ' بلکہ کسي دوسري حیثیت سے - انجمن خدام الکعبہ کے ممبر یا عہدے دار کي حیثیت خدا کی رضا جوئي کو سب سے مقدم گردانتي ھے' اور کسی کی پرواہ نہیں کرتي -

میں اونسے بہ ادب یہ بھی عرض کرونگا کہ جہاں انھوں نے اس ایثار نفس اور محنت سے اُس انجمن کي خدمت کي ھے جو اُونھوں نے قائم کی' وھاں اب وہ اُس تذبذب اور خدشہ سے بھی اپنے کو پاک کرلیں جو کبھي کبھي اونسے ظاھر ھوجاتا ھے -

اونھوں نے اور اور ممبروں کے ایسے مسئلے بھي اپنے پیش نظر کرلیے ھیں کہ ایا گورنمنٹ کی رعایا دوسري گورنمنٹ کو مالي مدد قانوناً دیسکتي ھے یا نہیں : وہ ایسے معاملات کو گورنمنٹ سے رجوع کرنا چاھتے ھیں ' اور شاید اسي لالچ میں وہ بحیثیت معتمد کے والسراے کے سامنے گئے بھي' اور کامریڈ سے معلوم ھوتا ھے کہ اس معاملہ میں انجمن خدام الکعبہ کے بعض ممبر والسراے کے جواب سے بہت خوش ھوئے -

میں اونسے اور اپنے سب بھائیوں سے عرض کرتا ھوں کہ اگر اونکو کامیابي حاصل کرنا ھے تو وہ پہلا کام یہ کریں کہ اپنے کو اس قسم کے تمام خرخشوں سے بري کرلیں - بلکہ انکا خیال بھي نہ لاویں -

ھمارے سامنے ایک ھي مقصد ھے جو ھمارا مذھبي مقصد ھے - اُس مقصد سے ھمکو کوئي قوت الگ نہیں کرسکتي -

اب ھمکو اسکي فکریں کیوں ھو کہ ھماري گورنمنٹ کیا کہیگي یا عثماني دولۃ کیا کہیگي ؟ یا کوئي قوم کیا کہیگي ؟ راستي' صفائي' مضبوطي سے ھمکو اپنے مقصد کے پیچھے رھنا چاھیے اور اپنے خدا پر بھروسہ رکھنا چاھیے - میں جانتا ھوں کہ انگریزي قانون یا قانون بین الاقوام کعبہ کی خدمت و حفاظت کے لیے قوموں کو روپیہ دینے سے باز نہیں رکھسکتا - لیکن بفرض محال اگر یہ قوانین ھمکو باز رکھنا بھی چاھیں پھر بھی کیا ھم باز رھینگے ؟ کیا ھمارا حلف اور ھمارا عہد فضول ھی تھا ؟

میں آرزوکي بابت نہیں جانتا - لیکن ایک شخص کا نام جانتا ھوں جسکو دنیا کا کوئي قانون اُس مذھبي خدمت سے باز نہیں رکھہ سکتا جسکا اُسنے حلف اوٹھایا ھے' اور اُس شخص کا نام جسکے نزدیک کسي دنیاري حاکم کي وفاداري ھیچ و بدتر و اھیچ ھے اگر اُس سے احکم الحاکمین کي وفاداري میں فرق آوے -

مشیر حسین قدوائي

۱۰ مئی کا جلسـہ دھلـی

۱۳ - مئي سنہ ۱۹۱۲ع کو ایڈورڈ محمڈن ھال میں مسلمان چھاؤني ملتان کا ایک غیر معمولي جلسہ منعقد ھوکر مندرجہ ذیل رزولیوشن باتفاق آراء پاس ھوے :

(۱) انجمن نصرت الاسلام ملتان چھاؤني کا یہ جلسہ دھلي کے ۱۰ - مئي والے جلسہ کو بنظر اعتماد دیکھتا ھے - اور جو کمیٹي بغرض اصلاح ندوہ بنائیگئي ھے اسپر پورا اعتماد رکھتا ھے - اور استدعا کرتا ھے کہ اصلاحی کمیٹي جلد سے جلد اصلاحي رپورٹ تیار کرکے قوم کی آگاھی کیلیے شائع کرے -

محرک مولوي عبد الکریم صاحب امام جامع مسجد -

مردد حاجی حکیم اللہ بخش صاحب -

(۲) جلسہ ازاں بین ندوہ سے ملتجي ھے کہ اصلاحی کمیٹی ھر قسم کی امداد در بارہ اصلاح کے دینے سے دریغ نہ فرمائیں ' اور دانیات کو نظراندار فرما کر قومی مفاد کو ملحوظ رکھیں -

(۳) رزولیوشن مندرجہ بالا کي نقول اخبار ھمدرد - زمیندار پیسہ اخبار - الھـلال - مسلم گزٹ - وکیل - اور سکریٹـري صاحب کمیٹی اصلاح ندوہ کے پاس بھیجي جاویں -

محرک - بابو حفیظ اللہ صاحب -

مردد - سید عبدالکریم صاحب -

زندہ در گور مریضوں کو خوشخبری

یہ گولیاں ضعف قوت کیلیے اکسیر اعظم کا حکم رکھتی ھیں ' زمانۂ انحطاط میں جوانی کی سی قوت پیدا کر دیتی ھیں ' کیسا ھی ضعف شدید کیوں نہ دس روز کے استعمال سے طاقت آجاتی ھے ' اور ھمارا دعوی ھے کہ چالیس روز حسب ھدایت استعمال کرنیسے اسقدر طاقت معلوم ھوگی جو بیان سے باھر ھے ٹوٹے ھوے جسم کو دوبارہ طاقت دیکر ضبوط بناتي ' اور چہرہ پر رونق لاتي ھے - علاوہ اسکے اشتہا کي کمي کو پورا کرنے اور خون صاف کرنے میں بھي عدیم النظیر ھیں ' ھر خریدار کو دوائی ھمراہ بالکل مفت ' بعض ایسي ھدایات بھي دیجاتي ھیں ' جو بجاے خود ایک وسیلۂ صحت ھے - قیمت في شیشي ایک روپیہ محصول بذمہ خریدار چھہ شیشي کے خریدار کے لیے ۵ روپیہ ۸ آنہ ۳ آنہ کا ٹکٹ بھیجدین آپکو نمونہ کی گولیوں کے ساتھہ ساتھہ بھي تحریر کیا جائیگا -

المشتـــ

ریاست بھوپال اور مسئلۂ ندوہ

جناب من تسلیم -

یہ امر بالکل غلط ہے کہ مولانا شبلی کی تحریک پر بھوپال کی امداد بند ہوئی - میں پورے وثوق اور کامل معلومات کی بنا پر یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں - اِسی طرح یہ امر بھی غلط ہے اور قطعی غلط ہے کہ مولانا نے ہز ہائنس حضور سرکار عالیہ دام اقبالہا اور ندوہ کے معاملات پر توجہ دلائی' یا یہاں کے قیام میں اس کے متعلق نکتہ چینیاں یا برائیاں کیں - مولانا اپنے اثنائے قیام میں غالباً دو تین دفعہ باریاب ہوئے اور سوا تذکرۂ سیرۃ اور علمی مباحث و مسائل کے کوئی امر معرض بحث میں نہیں آیا - ان مواقع پر اول سے آخر تک میں خود بھی ساتھ رہا ہوں - میں یہ بھی کہسکتا ہوں کہ جب مولانا کو اِس بات کا علم ہوا کہ ہز ہائنس لکھنؤ تشریف لانے والی ہیں' تو آنہوں نے اس امر کی پوری کوشش کی کہ حضور ممدوحہ ندوۃ العلما کا معائنہ فرمائیں اور طلبا و اساتذہ اور جماعت منتظمہ کو استقبال کا موقع عطا کریں -

واقعہ یہ ہے کہ ہزہائنس تمام ملکی اور بالخصوص قومی معاملات سے واقف رہتی ہیں - وہ خود اخبارات ملاحظہ فرماتی ہیں اور اُن کو جزئی سے جزئی اختلافات کا بھی حال معلوم رہتا ہے جس کا اندازہ پبلک نے اسٹریچی ہال کی مشہور اسپیچ سے کرلیا ہوگا' اور اُن خاص اصحاب کو جن کے ہاتھوں میں کالج کا نظم و نسق ہے پرائیویٹ گفتگوؤں سے جو مختلف اوقات میں اور مختلف اصحاب سے برابر تین دن تک ہوئیں' خود اندازہ ہوگیا ہوگا -

حضور ممدوحہ کا یہ خیال ضرور ہے کہ جن مدارس اور قومی انسٹیٹیوشنوں کو وہ امداد عطا فرماتی ہیں اُن کے متعلق حالات بھی معلوم کریں' اور اس بات کا اندازہ فرمائیں کہ جو روپیہ عطا کیا جاتا ہے اُسکا مصرف کس طور پر ہے' اور آیا اُس سے وہ فائدہ حاصل ہوتا ہے یا نہیں جس فائدہ کیلیے روپیہ دیا جاتا ہے ؟

ندوہ کے متعلق جسقدر مضامین اخبارات میں شائع ہوئے وہ ضرور ایسے تھے کہ اُنسے بے اطمینانی پیدا ہو' اور پھر جبکہ مطالبہ اصلاح کیلیے زیر صدارت مولوی نظام الدین حسن صاحب ایک انجمن بھی قائم ہوئی تو میں نہیں سمجھتا کہ کونسی وجہ ہوسکتی ہے کہ ندوہ کی بد نظمیوں کے متعلق سنا نہ جاتا -

میں یہ بھی پورے زور اور یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ مولانا ابوالکلام آزاد بھی اس الزام سے اسی قدر اور اسیطرح بری ہیں جسقدر اور جسطرح کہ خود مولانا خلیل الرحمان صاحب ہوسکتے ہیں -

مجھے امید ہے کہ آپ مندرجہ بالا سطور کو جو میں اپنی ذاتی حیثیت سے لکھ رہا ہوں' اپنے معزز اخبار میں شائع فرما کر ممنون فرمائینگے -

خادم محمد امین مہتمم تاریخ - ریاست بھوپال

کھلی چٹھی کا جواب

از ناظم نظارۃ المعارف

میری جمعیۃ الانصار سے علحدگی اور نظارۃ المعارف کے قائم ہونے پر جس قدر سوالات بعض اراکین جمعیۃ الانصار یا دیگر حضرات کی طرف سے اخبارات میں شائع ہو رہے ہیں اُنکے جوابات میری طرف سے صرف اسلیے نہیں دیے گئے کہ میں اس قسم کے مناقشات کا صحیح اور مفید حل یہی تصور کرتا ہوں کہ بذریعہ تحکیم فیصلہ کرا لیا جاے - دفتر جمعیۃ الانصار کے جلسہ انتظامیہ کا فیصلہ میرے پاس القاسم کے نمبر صفر سے پہلے نہیں پہنچا - القاسم دیکھکر میں دبوبند گیا' اور مولانا حبیب الرحمن صاحب امیر جمعیۃ الانصار کی خدمت میں دارالعلوم کی مجلس اعلی (الجامعۃ القاسمیہ) تک مرافعہ کی درخواست پیش کی - اسکا جواب نہ ملنے پر المشیر مراد آباد میں اسکی نقل شائع کرائی - اتنک سکوت دیکھکر تو فقط ایک درجہ کوشش کا باقی نظر آتا ہے یعنی الجامعۃ القاسمیہ کے معظم اراکین خصوصاً مولانا اشرف علی صاحب اور مولانا عبد الرحیم صاحب کی خدمت میں حاضر ہوکر یہ معاملہ پیش کروں - اگر خدا نخواستہ میرا یہ مرافعہ قابل سماعت نہ سمجھا گیا' تو ممکن ہے کہ واقعات کا ایک حصہ اخبارات میں بھیجدوں -

عبید اللہ - سابق ناظم " جمعیۃ الانصار "

رُخِ گلگوں کو بچایئے!

قدرتی حسن کیا ہے؟ ایک احسان ہے - جسکا بہترین پیرایہ شکر گذاری - اسکی نگہداشت ہے - سرد ممالک کی مرطوب آب و ہوا ملنے نہو - تو نہو لیکن ہندوستان جیسے گرم ملک میں مروجہ پومیڈ یا اسپرٹ میں حل کیے ہوئے رنگوں کا استعمال گلگوں رخساروں کے لیے جسقدر مضر ہوگا اس کا اندازہ آپ خود ہی فرمالیں -

تاج گلگونۂ عنبر - ہر قسم کی اسپرٹ - چربی اور رنگ کی آمیزش سے پاک ہے - اور یہی وجہ ہے کہ تھوڑے ہی زمانہ استعمال میں یہ انسانی چہرہ میں ملاحت - بالوں میں طائیت اور جلد میں ایک فطرتی مہک پیدا کردیتا ہے - اور مروجہ پومیڈ کی شیشی سے ڈیوڑھی مقدار میں - خوبصورت لیبل لگی ہوئی شیشی میں محفوظ ہے - قیمت فی شیشی پانچ آنہ (۰۵ر)

تمام بڑے بڑے سوداگروں سے یا براہ راست کارخانہ سے طلب کیجیے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

تیار کردہ

دی تاج مینوفیکچری (بمبئی و دہلی) صدر دفتر دہلی

خانہ زادِ چمن!

جس طرح نسیم سحری کا پہلا جھونکا - موج بوئے گل سے ہمآغوش ہوکر ایک عالم کو مست الست کر دیتا ہے بعینہ اسی طرح تاج بخور عنبر کی متوحی حرکت مشام دماغ کو مسحور کرکے انسان کو از خود رفتہ کردیتی ہے - اور اُسے نہیں معلوم ہوتا کہ خود صحن چمن میں ہے - یا چمن ہی کسی سیمیائی قوت سے صحن دماغ میں منتقل ہوگیا ہے

اگر سنگمرمر کی دستکاریاں قدرتی حسن میں رعنائی اور ناز انداز اضافہ کرتی ہیں تو بلا مبالغہ تاج بخور عنبر کی شکوفہ کاری ایک ہی دوشیزگی سے سمند ناز پر تازیانہ بجاتی ہے ✤

ایک اونس کے خوبصورت بکس میں جو مہینوں کو کافی ہے قیمت ۴ر

تمام بڑے بڑے دوکانداروں سے یا براہ راست کارخانہ سے طلب کیجیے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

تیار کردہ

دی تاج مینوفیکچری (بمبئی و دہلی) صدر دفتر دہلی

بہشتی قطرے!

ہندوستان کے باغ جنت کے چیدہ اور تازہ پھولوں کی روح ہر جلسہ کے لئے کشت زعفران ایک نئی وضع کے نازک اور خوشنما شیشیوں میں سنہری ٹوپ کے اندر رکھی ہوئی تین مختلف خوشبوئیں ہیں - اور جو نہ صرف عطر پستوں ہی کی محبوب ہیں - بلکہ ہر طبقہ کے باذاق اور نازک دماغ اصحاب حکام - اطبار - ایڈیٹرز - مشاہیر و اکابر انکو قدسیان ارم کا تحفہ سمجھتے ہیں ✤

تاج قطرۂ نسیم ۱ر تاج روح شمیم ۱ر

فی شیشی ایک ڈرام عہ فی شیشی ایک ڈرام عہ

تاج موج نسیم ۱ر ۱۲ر

فی شیشی ایک ڈرام

علاوہ خرچہ پیکنگ و محصول ڈاک

تمام بڑے بڑے دوکانداروں سے یا براہ راست کارخانہ سے طلب کیجیے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

تیار کردہ

دی تاج مینوفیکچری (بمبئی و دہلی) صدر دفتر دہلی

لاتهنوا ولاتحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحکیم)

الہلال

تار کا پتہ
"الہلال کلکتہ"
تیلیفون نمبر ۶۴۸

Telegraphic Address,
"Alhilal Calcutta"
Telephone, No. 648

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مقام اشاعت
۷ ـ ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام احمد الحسینی

جلد ۴ | کلکتہ: چہارشنبہ یکم رجب ۱۳۳۲ ہجری | نمبر ۲۱
Calcutta: Wednesday, May, 27. 1914

لکھنؤ میں عثمانی مہمانان محترم کے اعزاز میں یادگار دعوت
جس ڈاکٹر عدنان کے اور عمر کمال کے صدر و مفتش محل اسمر قسطنطنیہ کی سیاحت ہند کے موقعہ پر سر راجہ صاحب محمود آباد کی طرف سے دی گئی تھی۔

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ — القرآن الحکیم

الهلال

تار کا پتہ
"الہلال کلکتہ"
تیلیفون نمبر ۶۴۸

Telegraphic Address,
"Alhilal Calcutta"
Telephone, No 648

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

جلد ٤ — کلکتہ: چہارشنبہ یکم رجب ۱۳۳۲ ہجری — نمبر ۲۱
Calcutta: Wednesday, May, 27. 1914

لکھنؤ میں عثمانی مہمانان محترم کے اعزاز میں یادگار دعوت
جو ڈاکٹر عبدالرحمان کے اور عمر کمال کے صدر و معتمش ہلال احمر قسطنطنیہ کی سیاحت ہند کے موقعہ پر سر راجہ صاحب محمود آباد کی طرف سے دیا گیا تھا۔

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ — القرآن الحكيم

الهلال

Telegraphic Address,
"Alhilal Calcutta"
Telephone, No. 648

نار کا پتہ
"الہلال کلکتہ"
تیلیفون نمبر ۶۴۸

نام اشاعت
۷ - ۱ مکلارڈ اسٹریٹ
کلکتہ

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوص
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۱ — کلکتہ: چہارشنبہ یکم رجب ۱۳۳۲ ہجری — جلد ۴

Calcutta · Wednesday, May, 27. 1914

فہرس

شذرات	(مسئلہ قیام الہلال)	۱
,,	(باز از نعد و از نازان نعد)	۲
,,	(اسد پاشا کی گرفتاری)	۳
,,	(مسئلہ مساجد و قبور لشکر پور)	۴
مقالہ افتتاحیہ	(واقعہ الغاء و تعدیل)	۵
مدارس اسلامیہ	(مسئلہ بقا و اصلاح ندوہ)	۱۰
مدارس علمیہ	(صفحہ من تاریخ التعلیم)	۱۳
برید فرنگ	(کارزار السفر)	۱۵
مسلمان اب بھی ہوسیار ہوں		۱۸
اشتہارات		۱۹ - ۲۰

تصاویر

اسد پاشا	۳
مساجد مقدس لشکر پور	۴
اڈرڈ کارسن السفیر کے بندرگاہ میں	۱۶
السفیر کی فداکار عورتوں کی ریجمنٹ	۱۷

مسئلۂ قیام الہلال

ممکن ہے کہ بعض بزرگوں کا یہ خیال ہو کہ اگر کسی وجہ سے الہلال کی اشاعت آئندہ ملتوی (رد یگئی) تو اُن نئے خریداروں کی قیمت کا کیا حشر ہوگا جو اس دو ہزار کی تعداد پوری کرنے کی سعی میں مہیا کیے جارہے ہیں ؟

ہمیں امید ہے کہ خدا نے الہلال کو جیسے احباب و مخلصین عطا فرمائے ہیں ' انکا اعتماد اس سے بہت ارفع و اعلیٰ ہے کہ اس طرح کی بدگمانیاں انکے دلوں میں گذریں - تاہم ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اسکے متعلق پبلک کا اطمینان کردیں -

اگر کسی وجہ سے الہلال کی حالت میں تعطیل کیا گیا یا بالفرض بند ہی کردیا گیا ' تو صرف ان نئے خریداروں ہی کی قیمت کا سوال سامنے نہیں آتا بلکہ بقیہ خریداروں کی بقیہ قیمتیں بھی اُنھیں بغیر کسی نقصان کے واپس ملنی چاہئیں -

اگر ایسا ہوا تو ہم دوستوں کو اطمینان دلاتے ہیں کہ انشاء اللہ اس بارے میں بھی الہلال حسن معاملہ کی ایک ایسی نظیر چھوڑ جائیگا ' جو اردو پریس کی تاریخ میں بغیر کسی شرمندگی کے بیان کی جاسکے گی ' اور ایک لمحہ کیلئے بھی پسند نہیں کریگا کہ کسی شخص کا مالی حق دفتر کے ذمے باقی رہے - جو شخص حق سے کبھی سوال کرنا پسند نہیں کرتا ' اسکے لئے یہ سرنچنا بالکل غیر ضروری ہے کہ ناحق کا بار اپنے اوپر لینا گوارا کریگا -

شذرات

باز از نجد و از یاران نجد !

مسئلہ کی مخالفت میں جو مضامین اخبار میں لکھے جا رہے ہیں ' انکی نسبت ہمارا یہ ایک خاص اصول کا نقش ہے ' اور ہم اسکا ابتدا سے اسی پر عمل کرتے ہیں

کام کرنے والوں کیلئے یہی ایک کام کا معیار ہے ' اور اسی اصول کی پیروی میں ہم وقت مخالفتوں سے بے پروا ہوتے رہے ہیں تو پھر دوسری زندگی کام کرنے والے کیونکر بن سکتے ہیں ؟

پھر جو طریقہ رد و مخالفت کا جاری ہے ' اسکا حال بھی ہم سے معلوم ہے - اصول تو کبھی کسی مخالف کی نظر میں عیاں یا زیادہ اغراض و مقاصد مخفیہ انکے اندر کام کرتے ہیں جس کام کرنے والے کیلئے بہتر ہے کہ وہ کام کریں - لکھنے والے مخالف و موافق کی دوسری فرصت نکال لینگے -

الہلال ابتدا سے اسی اصول پر عمل ہے ' وہ جب کسی معاملہ پر قلم اٹھاتا ہے تو پہلے بعد اپنے فہم و تصدیق سے سیر ہو کر لیتا ہے ' اور قلب و ضمیر کا قوی حاصل کرتا ہے ' اسی بعد اپنے خیالات ظاہر کرتا ہے اور صرف اسی کام میں مستعجل ہوتا ہے نہ تو سامنے کے حریفوں پر سبقت کی نظر ہوتی ہے ' نہ ہی کسی کی صداؤں پر - نہ مخالفین کی مخالفانہ سرگرمیوں کی فکر میں حارج ہوسکتی ہیں اور نہ معاصرین کی مستعجلانہ جلد بازی اسکا اعتماد صداقت پر ہوتا ہے ' اور وہ دلائل و واقعات کی قوت پر اسقدر تمرکز رکھتا ہے جسقدر افسوس ہے کہ بہت سے مخالفین سمجھنے نہیں سمجھتے ہیں

حق سبحانہ نے اپنے رسول کریم (صلے اللہ علیہ وسلم) کو سورہ مزمل کا حکم دینے کے بعد طریق کار کی جو تعلیم کی تھی کہ فاذا عزمت فتوکل علی اللہ - اور جسکے کام کا محرک امید کا صرف اللہ پر بھروسہ ہے اور جسکی بے خوف و توقف مسئول ہوتے یہی اسوہ حسنہ تمام مومنوں کیلئے اصلی طریق عمل و اصول فرمائی ہے -

چنانچہ قارئین کرام بحمد اللہ اسکی تصدیق فرمائینگے کہ ہمارے الہلال سائع ہوا ہے ' آجتک کبھی بھی ہم نے اس اصول کو فراموش نہ کیا - علی الخصوص معاصرین کرام کے مضامین مخالفہ اسکی روش خاموشی اور اعراض کی رہی ہے جس میں سال بھر کے اندر کیسی کیسی مخالفتیں ظہور میں نہ آئیں ' کیا کچھ نہ لکھا گیا ؟ باایں ہمہ کبھی بھی رد مخالف ' مخالفانہ دلائل کی توضیح نہ کی گئی ' اور الحمد للہ اس بحر زخار کی تلاطم خیزیوں کو خود ہی تھمنا بھی پڑا

البتہ اس اعراض سے ایک خاص حال میں مسلمان کے انسان کو اپنے نفس کی کمزوریوں سے ہر وقت نگران و محتاط رہنا چاہیے ' اور جس طرح کام کرنے والوں کا فرض ہے کہ بے ضابطہ و غیر مآلہ مخالفوں کی سطح سے اپنے ہمت عمل کو ارفع و اعلیٰ رکھیں ' اسی طرح یہ بھی فرض ہے کہ اصلاح و تصحیح کی غرض سے کسی آواز کا پوری سادہ دلی اور معذورانہ اعتدال سے خیر مقدم بجا لائیں - یہی وہ حقیقت ہمیں کہ قرآنی میں ہے کہ وہ " المصلحت " ہے : الدین النصیحۃ اور اسلام کا بنیادی اصول کہ ہے کہ وتواصوا بالحق و تواصوا بالصبر پس جب موضوع حق و صداقت اور مقصد تعلیم و وقعی سامعین ہے ' خواہ اسکا پیش کرنے والا مخالف ہو یا موافق ' دشمن ہو یا عدو ' مومن باللہ ہو یا مومن بالکفر ' لیکن معاً ہم تسلیم و تعمیر کا حکم دینا چاہیے ' اور اسکا ایک بخشش

کرنے والے کریم اور مالا مال کر دینے والے بادشاہ کی طرح استقبال کرنا چاہیے ' تاکہ وہ مقام رفیع الحالی اور مرتبہ اشرف و اتم ایمانی حاصل ہو ' جسکے حاصل کرنے والوں کیلئے کلام الہی نے بشارت دی ہے : فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ ' اولائک الذین ھداھم اللہ و اولائک ھم اولو الالباب ! !

البتہ یہ مقام بہت بلند ہے اور اسکا حاصل کرنا آسان نہیں - نفس کی سرکشیاں اس راہ میں حائل ہوتی ہیں ' اور اسکا ابلیسانہ تعمد اور غرور و اعتراف قصور و تسلیم نصائح سے بچنے کیلئے طرح طرح کے دھوکوں میں ڈالتا ہے ہم اس کارخانے میں بچپن اس طرح مصروف ہیں کہ بڑے بڑے ارادے اور عزائم بھی کام نہیں دیتے جب توفیق الہی اور اسکے فضل و کرم ہی سے یہ مقام میسر ہوسکتا ہے اسکا دعوا کوئی نہیں کرسکتا البتہ اپنی طرف سے کوشش کرنی چاہیے وقف کر دینی چاہیے اور ہر وقت اسکے لئے حد سے مدد مانگتی چاہیے -

مسئلہ ندوہ سے متعلق جو تحریریں الہلال کی مخالفت میں سامع ہوئی رہی ہیں ' اُن میں سے اکثر میری نظر سے گذریں اور میں نے بہت چاہا کہ اُن سے اپنے لیے کوئی نہ کوئی واقعی جواب اور سنجی نتیجہ جنتی حاصل کروں - لیکن افسوس ہے کہ سعی کوئی بات ایسی نہیں ملتی - عموماً اُن میں وہی باتیں دھرائی گئی ہیں جنکے متعلق پہلے ہی الہلال میں لکھا جا چکا ہے - یا صرف عین اُن تحریروں کی بنا پر الزامات دیے گئے ہیں - یا بہت زیادہ پھیلا تو صرف اسی ایک مسئلہ پر بار بار زور دیا گیا تھا کہ میں اچھا ادیب نہیں ہوں ' اور سجع بہت برا سمجھتا چاہیے - شعراً سجع اس حیثیت کہ اُن سے بھی زیادہ علم و اعتراف ہے مگر مسئلہ ندوہ پر تو اس حقیقت کے انکشاف سے چنداں اثر نہیں پڑتا -

لیکن حال میں ایک دو تحریریں میری نظر سے گذری ہیں جو مسئلہ ندوہ اور الہلال کے متعلق بعض بزرگوں کے بھی ہیں - اور مجھے یہ محسوس ہوتی ہے کہ وہ اس عام انداز بحث کے مسئلہ میں میرے مخالفین الہلال کی تحریرات میں نظر آتا ہے میں نے بھی اُن کے اکثر حصے پڑھا اور میں انکا شکر گزار ہونگا

اُن میں ایک تحریر جناب صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب کی ہے جسکا پہلا حصہ صدرہ میں نکلا تھا اور اب دوسرا حصہ بھی چند روز میں نکلا ہے - دوسری تحریر ایک دوست کے مجھ کو بھیجی ہے جو سبحان اللہ باد میں رہتے ہیں اور شہر کے کسی بزرگ کے بھی ہے تیسرا مضمون حافظ معجب الحق صاحب عظیم آبادی کا ہے جو الحسنات اثاوہ میں نکلا ہے -

ان تینوں میں الہلال کی نہایت سختی کے ساتھ مخالفت کی گئی ہے - میں اس کا معترف اور مداح ہوں ' لیونکہ مجھ کو یہ حق ہے کہ مخالفت بھی کی جائے ' اور سچائی کے ساتھ اپنے حق سے دستبردار ہو جائے

حافظ معجب الحق صاحب سے میں واقف ہوں وہ ایک مخلص دوست خواہ بزرگ ہیں ' اور اُنہیں جیسی اور جس قسم کی معلومات اس بارے میں حاصل ہوئی ہیں بعید نہیں کہ وہ ان پر عالمانہ انکار کے طالب ہیں اگرچہ اسمیں غلط فہمی کی آمیزش بہت زیادہ ہے ' مگر یہ بالکل دوسری بات ہے -

جناب صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب نے بھی الہلال کے تمام مضامین مخصوصہ فرما لئے ہیں ' جو صرف نکالا ہے ' اور اپنے کسی اصول اور عقیدے کے مخالف لکھا ہے - پس انکا حکم بھی اسی طرح قابل رفعت ہے ' اور مجھ کو اسکا اعتراف ہے -

میں اس وقت ایک سخت عقیدے پر مرتکب ہوں اسلیے زیادہ نہیں لکھ سکتا - واپس آکر ان تحریرات کے متعلق لکھونگا - میں نے اُنہیں علیحدہ رکھ لیا ہے -

اسد پاشا کی گرفتاری

اسد پاشا

اسد پاشا کا ذکر معاملات البانیا کے ضمن میں ایک مرتبہ آچکا ہے کہ بغیر کسی تمہید کے اسکا ذکر کرنا چاہیے -

یہ وہی شخص ہے جس نے اپنے تئیں البانیا کا پادشاہ تسلیم کرانا چاہا تھا' اور اُسکے بعد دول یورپ کے اغراض کا رفیق و معاون ہوگیا تھا - اسکی حیثیت ابتدا سے عجیب رہی ہے اور اسکے کاموں کا اندار بسا اوقات مبہم اور پیچیدہ رہا ہے - اسکے تمام ظاہری حالات سے ظاہر ہے کہ وہ ایک دشمن اسلام ' عدوے ملت محمدیہ ' اور اغراض پرست شخص ہے - وہ محض اپنی ذاتی غرض کیلیے خلافۂ علیہ کے دشمنوں سے مدعون ہوا ' اور جیسا کہ ایسے خائنین ملت کا ایک ہی نتیجہ ہوا ہے ' پوری ذلت اور نامرادی کے ساتھہ آپ ٹھکرا دیا گیا ہے -

لیکن اسکے ساتھہ ہی اسکی زندگی کے متعلق بعض ایسی معلومات بھی حاصل ہوئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ گو ابتدا میں اسماعیل کے سی سی اغراض مفسدہ رکھتا ہو ' لیکن بعد میں ترکی کے ساتھہ پوشیدہ تعلقات رہتا تھا ' اور انقلاب وزارت کے بعد اسکا پوزیشن یہ نظر آتا تھا کہ بظاہر تو دول کے اغراض کی حمایت کرے لیکن باطن میں اسکی سعی یہ ہو کہ اگر ترکی کیلئے البانیا میں کوئی مفید پہلو باقی نہیں رہتا تو اقلاً ایک مسلمان اور عثمانی رئیس کی بادشاہت تو قائم ہوجاے -

لیکن اسکے بعد اسکے اعمال میں یہ اضطراب شروع ہوا - وہ اُس وقت تبریک و خیر مقدم کا رئیس بنکر اٹھا جو تئے مسیحی فرمانروا کو لینے کیلیے البانیا سے روانہ ہوا تھا

اب تازہ انقلابات یہ ہیں کہ اسٹریا کا ایک جہاز یکایک پہنچا اور اسد پاشا کو مع اسکی بیوی کے گرفتار کرکے ویانا پہنچا دیا - وہاں اُسے حلف اُٹھانا پڑا ہے کہ البانیا کے معاملات میں دخل نہ دیگا -

مظالم البانیا

لیکن اس واقعہ سے بھی زیادہ دلخراش اور ہوش افگن خبر ان وحشیانہ مظالم کی ہے جو البانی مسلمانوں پر عیسائیوں نے شروع کردیے ہیں -

قاعدہ ہے کہ جب انسان بہت رو لیتا ہے تو اُسکے آنسو خشک ہو جاتے ہیں یہی حال اب مسلمانان عالم کا بھی ہوگیا ہے - طرابلس اور بلقان کے مظالم پر اسقدر آنسو بہہ چکے ہیں کہ اب ان وحشت انگیز اور حواس پاش مظالم کو سنکر سمجھہ میں نہیں آتا کہ کس طرح ماتم کریں ' اور کن لفظوں کے ساتھہ فریاد و فغان توحید کے اس قتل عام پر آنسو بہائیں ؟

یہ خبریں زیادہ تر ابتدائی ہیں اور یہ کہنا ضروری نہیں کہ صلیبیت سے اس قدر کم ہونگی ؟ صدہا مسلمانوں کو ایپرس میں قتل کیا گیا ہے صلیب پر چڑھایا گیا ہے - مکانوں کو جلایا گیا ہے ' اور سب کچھہ ہوا ہے جو اس نئی مسیحی کروسیڈ کی درندگی و وسعت کی مشہور و مسلمہ خصوصیات ہیں -

مسئلۂ مساجد و قبور لشکر پور

آج کی اشاعت میں ہم تمام مساجد لشکر پور کا ایک مرقع شائع کر رہے ہیں جو خاص طور پر عکس لیکر ہم نے طیار کیا ہے - تاکہ انکی ہیئت مقدسہ نظروں میں محفوظ اور دلوں پر منقش ہو جاے ' اور آئندہ انکی ہستی کے متعلق کوئی فریب اور غلط بیانی کام نہ دیسکے

ان چھہ پہلی تصویر اس قطعۂ زمین کو پیش کرتی ہے جسمیں یہ تمام مسجدیں واقع ہیں - بقیہ تصویریں اُن مساجد کی ہیں جو اس قطعہ اور اسکے حوالی میں واقع ہیں - جس مسجد کی بربادی دکھائی گئی ہیں ' وہ بھی ان میں موجود ہے - ناظرین آسانی سے یک نظر پہچان لینگے -

ہمیں معلوم ہوا ہے کہ ہز ایکسلنسی لارڈ کارمائیکل عنقریب کلکتہ تشریف لانے والے ہیں - اب بھی وقت ہاتھہ سے نہیں گیا ہے اور فرصت باقی ہے - اگر انہوں نے کسی وجہ سے انجمن کے ڈیپوٹیشن کی ملاقات ضروری نہ سمجھی ' تو کم از کم اس موقعہ ہی پر وہ لشکر پور کو ملاحظہ فرما کر مسلمانوں کی خواہشوں کو معلوم کرسکتے ہیں ' اور اس آنے والی مصیبت کو تدبر ' و دانشمندی سے دور کرسکتے ہیں جو مسلمانوں اور حکومت ' دونوں کیلیے یکساں طور پر ضرر انگیز ہے - الہلال ابتدا سے اتمام حجت کے تمام مراحل طے کر رہا ہے - اور اب بھی آخری علاج کا گورنمنٹ کو مشورہ دینا ہے !

صحت النساء و محافظ الصبیان

طب جدید اور اپنے چالیس سالہ ذاتی تجربے کی بنا پر دو کتابیں تیار کی ہیں - صحت النساء میں مستورات کے امراض اور محافظ الصبیان میں بچوں کی صحت کے متعلق مؤثر تدابیر سلیس اردو میں چکنے کاغذ پر خوشخط طبع کرائی ہیں - ڈاکٹر خلیل زید احمد صاحب نے بہت تعریف لکھہ کر فرمایا ہے کہ یہ دونوں کتابیں ہر گھر میں ہونی چاہیں ' اور جنابۂ ہز ہائینس بیگم صاحبہ بھوپال دام اقبالہا نے بہت پسند فرما کر کثیر جلدیں خرید فرمائی ہیں - بطور رفاہ عام چھہ ماہ کے لیے رعایت کی جاتی ہے - طالبان صحت جلد فائدہ اٹھائیں -

صحت النساء اصلی قیمت ۱ روپیہ - ۱۰ آنہ - رعایتی ۱۲ آنہ - محافظ الصبیان ' اصلی قیمت ۲ روپیہ ۸ آنہ - رعایتی ۱ روپیہ - ملنے کا پتہ :- ڈاکٹر سید عزیز الدین گورنمنٹ پنشنر میڈیکل افیسر دو جانہ - ڈاکخانہ بھری ضلع رہتک -

مساجد مقدس لشکر پور

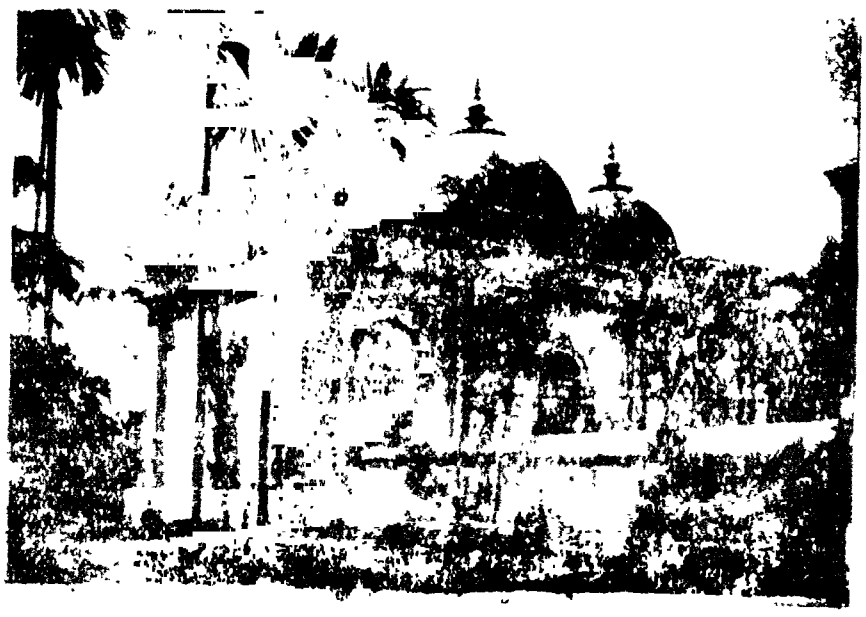

الهلال

یکم رجب ۱۳۳۲ هجري

اسئلة واجوبتها

۱

واقعۂ ایلاء و تخییر

حدیث ، تفسیر ، اور سیرة کي ایک مشترک بحث

گذشته اشاعت کے معالۂ افتتاحیه کے بعد

(اصل مسئلۂ مسئوله عنها)

یہاں تک تو صرف اس سوال کا جواب تھا جو صحابہ سے احادیث کے اعتماد و عدم اعتماد کی نسبت مرقوم فرمایا تھا ' اور جو عملاً ہمیں ہر دو عقیدہ اسلام کے متعلق بہت اہم اور وقت کی تحقیق تھی ' اب اپنے اصل موضوع کی طرف متوجہ ہوتا ہوں -

آپکے نوجوان دوست نے مستفتی معلم سے مسئلہ کا معاندانہ و ابلیسانہ تعریف و اضافہ کے ساتھ پیش کیا ہے ' دراصل آنحضرة صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارک کے اس واقعہ سے تعلق رکھتا ہے جو کتب تفسیر ، سیرة میں " واقعہ ایلاء و تخییر " کے نام سے مشہور ہے -

(۱) " ایلاء " اصطلاح فقہ و حدیث میں شوہر اور بیوي کي اس علیحدگي کو کہتے ہیں جو بغیر طلاق کے عمل میں آئے اور جسکي صورت یہ ہے کہ شوہر عصہ کي حالت میں کوئي قسم کھائے کہ میں اپني بیوي کے پاس نہ جاؤنگا - اسکا ماخذ قرآن مجید کي یہ آیہ کریمہ ہے :

للذین یؤلون من نسائهم تربص اربعة اشهر ' فان فاءو ' فان الله غفور رحیم - و ان عزموا الطلاق فان الله سمیع علیم (بقر: ع - ۲۸)	جو لوگ اپني بي بیوں کے پاس جانے کي قسم کھا بیٹھیں ' ان کیلیے چار مہینے کي مہلت ہے - اگر اس عرصے میں رجوع کر لیں تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے ' اور اگر طلاق کا ارادہ کر لیں تو بھي اللہ سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے !

اس آیہ کریمہ سے معلوم ہوا کہ جو لوگ ایلاء کریں یعنے اپني بیوي سے علیحدگي کي قسم کھا بیٹھیں ' انہیں چار مہینے کے اندر ملاپ کر لینا چاہیے - اگر انہوں نے ایسا کیا تو ایلاء ساقط ہوجائیگا - البتہ قسم کا کفارہ دینا پڑیگا - اس امر میں اختلاف ہے کہ اگر شوہر نے چار ماہ کے اندر رجوع نہ کیا تو محض ایلاء کی مدت کے احتمام سے طلاق پڑجائیگي یا نہیں ؟ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ اس صورت میں بھي طلاق نہیں پڑتي اور عورت مرد سے نہیں چھوٹتي - اگر مرد عورت کو بالکل معلق چھوڑ دینا چاہیگا ' تو اُسے قید رکھا جائیگا - یہاں تک کہ وہ عورت کي طرف رجوع کرے یا طلاق دیکر فیصلہ کرے - مگر فقہاے حنفیہ کے نزدیک محض انقضاے مدت ہي عورت کے حق میں طلاق بائنہ ہے -

(۲) آنحضرة صلی اللہ علیہ وسلم کي زندگي میں بھي ایک مرتبہ ایلا کي صورت پیش آئي - آپنے عہد فرمایا تھا کہ ایک ماہ تک ازواج مطہرات سے کوئي تعلق نہ رکھیں گے - واقعۂ ایلاء سے یہي واقعہ مقصود ہے اور یہي شان نزول ہے آیات سورۂ تحریم کا -

(۳) یہ واقعہ بہ تفصیل صحاح ستہ میں موجود ہے ' اور علی الخصوص صحیحین کے مختلف ابواب و کتب میں متعدد رواۃ و اسانید سے بیان کیا گیا ہے - چونکہ اس واقعہ کي مختلف حیثیتیں تھیں اور مختلف قسم کے احکام اسسے نکلتے تھے ' اسلیے حضرة امام بخاري (رضي اللہ عنہ) نے اپني عادت کے مطابق مختلف ابواب میں اسے درج کیا ہے ' اور مختلف احکام نکالے ہیں - ابواب نکاح و طلاق اور ایلاء میں تو اصلی حیثیت سے آیا ہے ' مگر کتاب التفسیر میں بہ ضمن سورۂ تحریم کیونکہ اُسکا شان نزول یہي واقعہ ہے -

میں نے ان تمام ابواب کی احادیث پیش نظر رکھکر جو صحیح مسلم ' بقیہ کتب صحاح ' تفسیر امام طبري ' ابن کثیر ' اور در منثور ' بھي سامنے ہیں - صحیحین کي شروح میں سے فتح الباري ' عمدہ ' اور نووي شرح مسلم بھي پیش نظر ہیں - ان سب سے جو مفید اور صحیح واقعہ ثابت ہوتا ہے اُسے نقل کرتا ہوں - اسکے بعد اپنے پیش کردہ واقعہ کي نسبت مع بعض اہم امور متعلقہ کے مطالعہ سے عرض کرونگا -

(ازواج مطہرات کا مصالبہ)

[illegible]

[illegible] سے ظہور سے پہلے کي نوبي سہشاہیوں [illegible] سے آگے [illegible] جسکے غلاموں نے سامنے کسریٰ کا خزانہ آنے والا ' اور قیصر کا خزج پہنچنے والا تھا ' جو اپني حیاۃ طیبہ ہي میں اندر یوب و نص کی سہشاہی کو اپنے قدموں پر دیکھتا ہے ' اور فی الحقیقت جسنے لیے دعا کے تمام خزانے اور طاقتیں [illegible] اور [illegible] السموات و الارض کي تمام پوشیدہ قوتیں سر بسجود تھیں ' تا ہم عمد اُس نے خود اپنے لیے [illegible] اسکا حال یہ تھا کہ تمام عمر کبھي بھي دونوں وقت شکم سیر ہو کر غذا تناول نہ فرمائي ' اور یہ [illegible] اپنے جسم [illegible] غذا کي صیدري کے نشانات یکسر معدوم - مقصود رکھے ' صلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ و سلم -

اس بارے میں تصریحات سیرة و احادیث اسدرجہ مشہور ہیں کہ یہاں دہرانے کي ضرورت نہیں - بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ مہمان آجاتے تھے اور آپکا مطبخ کئي کئي رقتوں سے بالکل سرد ہوتا تھا - حضرة عائشہ فرماتي ہیں : مجھے یاد نہیں کہ کوئي دن آنحضرة پر ایسا گذرا ہو کہ صبح و شام ' دونوں وقت شکم سیر ہوکر غذا میسر آئي ہو !

اس روح الہي اور پیہم صفات ربانی کي غذا اس خاکداں ارضی پر نہ تھی جسکي آپ آرزو اور جستجو فرمائي - اسکا سفرۂ تدانی و انعام یہاں بچھایا گیا تھا جہاں آپکے جسم کی نشوونمائي آب زلال ' اور معدہ کی تھوڑی غذاے حیات ہے تھا :

ابیت عند ربی ' یطعمنی ویسقیني (رواہ البخاري)	میں اپنے پروردگار کے ہاں سب باش ہوتا ہوں ' جو مجھے کھلاتا ہے اور سیراب کرتا ہے !

ابتدائی فتوحات اسلامیہ کا دائرہ روز بروز وسیع ہوتا جاتا تھا ' اور مال غنیمت اس کثرت اور افراط سے آتا تھا کہ اسکا صرف ایک

حصہ پاکر عام مسلمان خوشحال و صاحب مال بن جاتے تھے ' مگر خود اس سلطان کونین اور محبوب رب المشرقین کو ایک فقیر العال زندگي کي بھي ضروريات و ما يحتاج حاصل نہ تھيں !

(۵) ان حالات کو صحابۂ کرام دیکھتے تھے' اور جوش محبت و جاں نثاري سے بیقرار ہو ہو جاتے تھے - سب سے زیادہ اسکا اثر آپکي ازواج مطہرات پر پڑتا تھا ' جنھوں نے گو دنیوي جاہ و جلال پر اس محبوب رب العالمین کے حجرۂ فقر و فاقہ کو ترجیح دي تھي ' تاہم وہ انسان تھیں ' انساني خواہشیں اور ضرورتیں رکھتي تھیں - عیش و آرام کے ساز و سامان نہیں' لیکن ایک فقیر سے فقیر زندگي کیلیے بھي کچھہ نہ کچھہ سامان حیات و منزل کي ضرورت ہوتي ہے ؟ اسکا خیال تو انھیں ضرور ہونا تھا - اُن میں سے اکثر بي بیاں ایسي تھیں جو امارت و ریاست کے گھروں میں پرورش پا چکي تھیں' اور انکے ماں باپ امرا و رؤساء وقت میں محسوب تھے - حضرت صفیہ خیبر کے امیر اعظم کي صاحب زادي تھیں جو ایک طرح کا شاهي اقتدار رکھتا تھا - حضرۃ ام حبیبہ ابو سفیان کي صاحبزادي تھیں جو اپنے عہد میں جمہوریت حجاز کا پریسیڈنٹ تھا اور قریش کي پوري ریاست رکھتا تھا - اسي طرح حضرۃ جویریہ ایک بڑے قبیلہ کے رئیس وقت کي بیٹي تھیں جس کا نام غالباً (اس وقت ٹھیک یاد نہیں) نبو المصطلق تھا ' حضرۃ عائشہ اور حضرۃ حفصہ بھي ایسے گھروں میں پرورش پائي ہوئي تھیں جنھوں نے گو اپنے مال و متاع کو راہ محبت الہي میں لٹا دیا ہو' مگر صاحب مال و جاہ اور دارائے شوکت و احتشام ضرور تھے - یعنی حضرۃ ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما -

یہ تمام خواتین محترمہ آنحضرۃ کے گھر میں آئیں اور اپنے قدیمي شان و شکوہ دنیوي کو انکی عظمت و سطوت روحاني کے آگے بھول گئیں' تاہم وہ بشر تھیں اور ضرور نیں رکھتي تھیں' ہر بیوي کو دوسري بیوي کے مقابلہ میں اقتضاے طبیعۃ نسائیۃ سے اپني حالت کي بہتري و رفعت کا بھي خیال ہوتا تھا - عام مسلمانوں اور صحابہ کو مال و متاع غنیمت سے آسودہ حال دیکھني تھیں اور مال غنیمت میں اپنے لیے کچھہ نہ پاتي تھیں - ان تمام حالات کا قدرتی نتیجہ یہ تھا کہ انھیں اپني تنگ دستي اور عسرت و فقر کا احساس ہوتا ' اور جو شہنشاہ تمام دنیا کو سب کچھہ دے رہا تھا' اس سے کچھہ نہ کچھہ اپنے لیے بھي مانگتیں - علی الخصوص جبکہ اسکي محبت و عشق کا ان میں سے ہر ایک کو نار تھا ' اور جو کچھہ اپنے لیے مانگنے والي تھیں' وہ بھی در اصل اسي کے لیے طلب کرنا تھا -

(۶) چنانچہ ازواج مطہرات کے طرف سے آپ پر توسیع نفقہ کیلیے تقاضے شروع ہونے' اور ایک مرتبہ تمام بي بیوں نے ملکر زور ڈالا کہ ہماري حالت اس فقر و غربت میں کیسے بسر ہوسکتي ہے ؟ آپکو سب کا خیال ہے مگر خود اپنے گھر کا خیال نہیں - ہماري ضرورتوں کے پورا کرنے کا بھي کچھہ سامان کیجیے -

(۷) یہ مطالبہ اگرچہ تمام بي بیوں کي طرف سے تھا مگر در بي بیوں نے خاص طور پر باہم ایکا کرکے زور ڈالا تھا کہ ہماري معروضات پوري کي جائیں - چنانچہ انھي کي نسبت سورۂ تحریم کي یہ آیۃ نازل ہوئي :

ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما ' و ان تظاھرا علیہ فان اللہ ھو مولاہ و جبریل و صالح المومنین و الملایکۃ بعد ذالک ظھیر -	اگر تم دونوں خدا کي طرف رجوع کرو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے کیونکہ تمہارے دل مائل ہوچکے ہیں ' اور اگر رسول اللہ کے مقابلہ میں ایکا کروگے تو جان لوکہ خدا انکا مدد کار ہے - جبریل اور نیک مسلمان بھی انھي کے ساتھہ ہیں' اور سب کے بعد ملائکۃ الہي بھي انھي کے مددگار ہیں !

اس آیۃ میں تثنیہ کا صیغہ " ان تتوبا " اور " قلوبکما " میں آیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایکا کرنے والیں دو بي بیاں تھیں ' لیکن نام کي تصریح نہیں ہے - اس بارے میں اختلافات حدیث کا ذکر آگے آئیگا ' لیکن ارجح خبر یہي ہے کہ وہ دو بي بیاں حضرۃ عائشہ اور حضرۃ حفصہ تھیں ' جیسا کہ خود حضرۃ عمر نے حضرۃ ابن عباس سے فرمایا -

(۸) غرضکہ ازواج مطہرات کا یہ مطالبہ غیر معمولي طور پر سخت ہوا اور آنحضرۃ کے سکون خاطر اور حیات فقر و استغنا پر بہت بار گذرا - انکي زندگی روحانی استغراق اور اصلاح عالم و انسانیۃ کے مہمات مقاصد سے اس طرح لبریز تھی کہ اسمیں اس فکر مال و اسباب دنیوي کي گنجایش نہیں ملسکتي تھي -

(شان نزول لم تحرم ما احل اللہ)

(۹) اسي اثنا میں ایک اور رنجدہ واقعہ بھي پیش آیا جو گو ایک بالکل علحدہ اور مستقل واقعہ ہے ' مگر اسکے امتزاج و خلط نے واقعہ ایلا میں پیچیدگیاں پیدا کر دي ہیں - یعنی سورۂ تحریم کي ان ابتدائي آیات کا شان نزول :

یا ایھا النبي لم تحرم ما احل اللہ لک ' تبتغي مرضات ازواجک ؟ و اللہ غفور رحیم - قد فرض اللہ لکم تحلۃ ایمانکم ' و اللہ مولاکم ' و ھو العلیم الحکیم (۶۶ : ۱)	اے پیغمبر! تم اپني بیویوں کي خوشي کیلیے اس چیز کو اپنے اوپر کیوں حرام کرتے ہو جو اللہ نے تمہارے لیے حلال کر دي ہے ؟ اللہ تو بخشنے والا مہربان ہے - بیشک اللہ نے تمہارے لیے یہ فرض کردیا ہے کہ اپني قسموں کو کھولدو - وہ تمہارا دوست ہے اور سب باتوں کو جاننے والا اور انکي حکمتوں پر نظر رکھنے والا !

ان آیات کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئي ایسي بات اپنے اوپر حرام کرلي تھي جو اللہ کے طرف سے حلال تھي ' اور اسکے لیے کوئي قسم بھی کھا لي تھي - نیز یہ کہ صرف اپني ازواج کي خوشي کیلیے ایسا کیا تھا -

(۱۰) وہ کیا بات تھي ؟ کس بات کیلیے قسم کھائي تھي ؟ ازواج کي خوشي کو اُس سے کیا تعلق تھا ؟ ان سوالات کے جوابات احادیث سے ملتے ہیں ' اور اسي کے متعلق وہ بعض روایات کتب تفسیر و سیر میں درج ہوگئی ہیں جنکو ایک مسخ و بدنما شکل میں اعداء اسلام نے بیان کیا ہے اور جسکي نسبت آپنے دریافت فرمایا ہے -

تفصیلي بحث اُن روایات مختلفہ پر آگے آئیگي - یہاں صرف اصلي اور محقق واقعہ کو بیان کردیتا ہوں -

بخاري و مسلم کے ابواب نکاح و طلاق و تفسیر میں یہ واقعہ بالکل صاف اور غیر پیچیدہ موجود ہے -

ان احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرۃ کا قاعدہ تھا - عصر کے بعد ازواج مطہرات کے ہاں تھوڑي تھوڑي دیر کیلیے تشریف لایا کرتے تھے - ایک بار آپ کئي دن تک حضرۃ زینب کے ہاں معمول سے زیادہ بیٹھے - حضرۃ عائشہ نے اسکا سبب دریافت کیا - معلوم ہوا کہ آپکو شہد اور شیریني بہت پسند ہے - حضرۃ زینب کے پاس کہیں سے شہد آگیا ہے - وہ آپکي خدمت میں پیش کرتي ہیں - اسکے تناول فرمانے میں معمول سے زیادہ دیر ہوجاتی ہے -

رشک اور غیرت صحبت جنس اناث کا وہ فطري جذبہ ہے جس کے آگے کسي جذبے کي نہیں چلتي - حضرۃ عائشہ کو یہ معلوم کرکے باقتضاء ضعف بشریت رشک ہوا - وہ سمجھہ گئیں کہ حضرۃ زینب نے یہ تدبیر آنحضرۃ کو زیادہ عرصے تک ٹھہرانے کي نکالي ہے - پس کوئي نہ کوئي تدبیر اسکے توڑ کي بھی کرني چاہیے انھوں نے ایک تدبیر سوچي اور حضرۃ حفصہ بھی اسمیں شریک

هوگئیں - قرار پایا کہ آنحضرة جب وہاں سے آٹھکر ہمارے یہاں آئیں تو کہنا چاہیے کہ آپکے منہ سے مغافیر کی بو آتی ہے - مغافیر ایک قسم کا درخت ہوتا ہے جسکے پھولوں سے عرب کی مکھیاں رس چوس کر شہد جمع کرتي ہیں - اسکا پھل لوگ کھاتے بھی ہیں مگر اسکي بو اچھی نہیں ہوتی -

اسکے بعد اس تدبیر کی اور بی بیوں کو بھی خبر دیدي گئی اور وہ بھی اسمیں شریک ہوگئیں -

چنانچہ آنحضرة حسب معمول جب حضرة حفصہ کے ہاں تشریف لے تو انہوں نے کہا : کیا آپنے مغافیر کھایا ہے ؟ آپنے فرمایا نہیں - اسپر انہوں نے کہا کہ آپکے منہ سے تو مغافیر کی بو آرہی ہے -

اور بي بیوں نے بھي مغافیر کي بو کا آنا ظاہر کیا - یہ دیکھہ کر آپنے قسم کھالي کہ آئندہ شہد نہ کھاؤنگا - شہد ایک حلال غذا تھي اور اسکے نہ کھانے کي قسم کھانا ایک حلال شے کو اپنے اوپر حرام کرلینا تھا - پس سورۂ تحریم کي یہ آیت نازل ہوئي کہ " لم تحرم ما احل الله لك ؟ " آپ اس شے کو کیوں اپنے اوپر حرام کرتے ہیں جو خدا نے آپکے لیے حلال کردي ہے ؟

یہ واقعہ خود حضرة عائشہ کي روایت سے امام بخاري نے کتاب الطلاق اور کتاب التفسیر سورہ تحریم میں درج کیا ہے :

قالت (عائشہ) : کان رسول الله صلى الله علیه وسلم یشرب عسلا عند زینب ابنة جحش و یمکث عندها فواطیت انا و حفصه ان ایتنا دخل علیها فلتقل له اکلت مغافیر؟ انی اجد ریح مغافیر - قال لا ولکني کنت اشرب عسلا عند زینب فلن اعود له و قد حلفت - لا تخبري بذالك - (بخاري کتاب التفسیر جزء ۶ - صفحہ ۱۵۶ مطبوعہ مصر)

حضرة عائشہ کہتي ہیں : آنحضرة صلی الله علیه وسلم زینب بنت جحش کے یہاں شہد نوش فرماتے اور دیر تک ٹھہرتے - اسپر میں نے اور حفصہ نے یہ قرار داد کي کہ جب آنحضرة ہم میں سے کسي کے یہاں آٹھکر آئیں تو کہیں کہ کیا آپنے مغافیر کھایا ہے ؟ اسکي بو آپکے منہ سے آرہي ہے - چنانچہ ایسا ہی کیا گیا - آنحضرة نے یہ سنکر فرمایا کہ مغافیر تو میں نے نہیں کھایا، البتہ زینب کے ہاں شہد کھایا ہے - اب میں قسم کھاتا ہوں کہ آئندہ کبھي نہ کھاونگا - مگر تم اسکا ذکر کسي سے نہ کرنا -

لیکن بخاري کے باب الطلاق میں " ہشام بن عروہ عن ابیه عن عائشہ " کي روایت سے ایک دوسري حدیث بھي موجود ہے، جو اس سے زیادہ مفصل اور بعض جزئیات میں مختلف ہے - مثلاً حضرة زینب کي جگہ شہد کا کھانا خود حضرة حفصہ کے ہاں بیان کیا ہے، اور حضرت سودہ کي نسبت کہا ہے کہ سب سے پہلے انہوں نے مغافیر کي بو کي نسبت کہا تھا - روایت بالا میں صرف حضرة عائشہ اور حفصہ کا ذکر ہے - لیکن اسمیں بیان کیا گیا ہے کہ اور بي بیوں کو بھي اسکي خبر دیدي گئي تھي، اور آنحضرة اس دن جسکے ہاں تشریف لیگئے، اس نے یہي بات کہي کہ مغافیر کي بو آتي ہے - ایسا ہونا دراینحال بھي ضروري معلوم ہوتا ہے - اکثر بي بیوں نے ملکر فرداً فرداً کہا ہوگا، جبھي تو آپنے قسم کھا لي - ورنہ صرف ایک بي بي کے کہنے سے قسم کھا لینا مستبعد معلوم ہوتا ہے - ہم نے بعض ضروري جزئیات اس روایت سے بھي لیلي ہیں اور سب کا مشترک ماحصل بیان کردیا ہے - حافظ ابن حجر نے فتح الباري میں اس اختلاف پر نہایت عمدہ بحث کي ہے اور وجوہ تطبیق بیان کردیے ہیں - خوف طوالت سے ہم نقل نہیں کرسکتے (دیکھو فتح الباري جلد ۹ - صفحہ ۳۲۹ مطبوعہ مصر)

(واقعہ " واذا اسر النبي ")

اس اثناء میں ایک اور واقعہ پیش آیا - آنحضرة صلی الله علیه وسلم نے اپني بعض ازواج سے کوئي راز کي بات فرمائي اور تاکید کردي کہ اسکا ذکر اور کسي سے نہ کرنا - لیکن اُن سے ضبط نہوسکا اور ایک دوسري بیوي سے ذکر کردیا اسي کے متعلق سورہ تحریم کي یہ آیت نازل ہوئي :

واذا اسر النبي الي بعض ازواجه حدیثاً فلما نبأت به واظهره الله علیه عرف بعضه و اعرض عن بعض فلما نباها به قالت من انبأك هذا؟ قال نباني العلیم الخبیر !

اور جبکہ پیغمبر نے اپني بعض بیویوں سے ایک راز کي بات کہي اور اُس نے فاش کردي، اور خدا نے پیغمبر کو اس کي خبر دیدي تو انہوں نے اسمیں سے کچھہ حصہ بیان کیا اور کچھہ چھوڑ دیا - یہ سنکر اس بیوي نے پوچھا کہ آپکو کس نے اسکي خبر دي ؟ فرمایا کہ اُس خدا نے جسکے علم اور خبرة سے کوئي بات پوشیدہ نہیں !

بخاري و مسلم کي تمام روایات کے جمع کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ " بعض از واجه " سے یہاں مقصود حضرة حفصہ ہیں - انہوں نے ہی حضرة عائشہ سے راز کہدیا تھا - اسمیں بعض جزئي و اختلافات بھي ہیں جن پر حافظ ابن حجر نے مفصل بحث کي ہے - لیکن محقق و راجح یہي ہے کہ حضرة حفصہ اور حضرت عائشہ ہي سے اسکا تعلق ہے - جن حضرات کو یہ بحث تفصیل سے دیکھنا ہو وہ فتح الباري جلد (۹) شرح کتاب الطلاق - صفحہ (۳۲۹) کو ملاحظہ فرمالیں - ہم اختصار کیلیے مجبور ہیں - البتہ اس واقعہ کے بعض اہم متعلقات و مباحث آگے آئینگے -

(عہد ایلاء اور سي روزہ علحدگی)

(۱۲) غرضکہ توسیع نفقہ کیلیے تمام ازواج نے متفق ہوکر اصرار کرنا شروع کیا - آنحضرة (صلعم) کے استغراق روحاني پر یہ دنیا طلبي اسقدر شاق گذري کہ آپنے عہد کرلیا کہ ایک ماہ تک تمام بیویوں سے کوئي تعلق نہ رکھونگا -

جب کچھہ زمانہ اس علحدگي پر گذرگیا تو صحابۂ کرام کو سخت تشویش ہوئي - اُن میں سے اکثر کو خیال ہوا کہ عجب نہیں آپنے تمام ازواج کو طلاق دیدي ہو - مگر ہیبت نبوت و سطوة رسالت اجازت نہیں دیتي تھي کہ اس بارے میں آپسے سوال کیا جاے، حتی کہ خواص صحابہ و مقربین بارگاہ رسالت بھي دم بخود اور خاموش تھے -

(۱۳) سوء اتفاق یہ کہ اسي زمانے میں آپ گھوڑے سے گر پڑے اور ساق مبارک پر زخم آگیا - اسکي تکلیف چلنے پھرنے سے مانع تھي، اسلیے کئي روز تک آپ بالا خانے سے اُتر کر مسجد میں بھي تشریف نہ لاسکے - صحابہ دریافت حال کو آے تو وہیں بیٹھکر نماز پڑھالي -

جب ایک مہینے کے قریب مدت اسي حالت میں گذر گئي تو صحابہ کي تشویش اور زیادہ بڑھگئي، اور ان حالات کو دیکھکر اکثروں کو یقین ہوگیا کہ آپنے طلاق دیدي ہے، اور اب ازواج مطہرات سے نہیں ملیں گے -

(حدیث عمر فاروق رض)

(۱۴) یہ حالت کیونکر ختم ہوئی ؟ کس کي جرأت محبت و نیاز نے اس تشویش کا خاتمہ کیا ؟ اور کیونکر آیة تخییر نازل ہوئي ؟ ان تمام سوالوں کا مفصل جواب اُس مشرح و مطول روایت میں ہے جو حضرة عمر فاروق رضي الله عنه سے صحیحین میں منقول ہے - ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ وہ پوري حدیث یہاں نقل کردیں، اور خود حضرة فاروق کي زباني اس تمام واقعہ کو معلوم کیا جاے - یہ روایت صحیح بخاري میں مختلف طریقوں سے مروي ہے، اور مختلف ابواب میں اس سے استخراج نتائج و معارف کیا گیا ہے - امام مسلم نے بھي چار مختلف طریقوں سے کتاب الطلاق میں درج کي ہے - بالاتفاق اسکے راوي اول حضرة عبد الله ابن عباس ہیں، اور انسے عبید بن حنین، سماک ابي زمیل، اور عبید الله بن ابی ثور و غیرہ نے روایت کي ہے - ان روایات میں ایک

متفق علیه روایت عبید الله بن حنین کي ہے جو حضرة عباس کے غلام تھے - ہم اُسی روایت کو یہاں پہلے نقل کر دیتے ہیں :

" عن عبید بن حنین انه سمع ابن عباس رضی الله عنهما یحدث - انه قال: مکثت سنة ارید ان اسال عمر بن الخطاب عن ایة. فما استطیع ان اسأله هیبة له، حتی خرج حاجا فخرجت معه، فلما رجعت و کنا ببعض الطریق، عدل الی الاراک لحاجة له - قال: فوقفت له حتی فرغ ثم سرت معه، فقلت یا امیر المؤمنین! من اللتان تظاهرتا علی النبی صلی الله علیه وسلم من ازواجه؟ فقال تلك حفصة و عائشة - قال: فقلت و الله ان کنت لارید ان اسالك عن هذا منذ سنة، فما استطیع هیبة لك - قال: فلا تفعل ما ظننت ان عندی من علم فاسالنی، فان کان لی علم خبرتك به - قال ثم قال عمر: و الله ان کنا فی الجاهلیة ما نعد للنساء امراً حتی انزل الله فیهن ما انزل، و قسم لهن ما قسم، قال: فبینا انا فی امر اتامره اذ قالت امراتی لوصنعت کذا و کذا قال: فقلت لها ما لك و لما ههنا فیما تکلفك فی امر اریده، فقالت لی عجباً لك یا ابن الخطاب! ما ترید ان تراجع انت و ان ابنتك لتراجع رسول الله صلی الله علیه و سلم حتی یظل یومه غضبان! فقام عمر فاخذ ردائه مکانه حتی دخل علی حفصة، فقال لها یا بنیة! انك لتراجعین رسول الله صلی الله علیه وسلم حتی یظل یومه غضبان؟ فقالت حفصة: والله انا لنراجعه، فقلت تعلمین انی احذرك عقوبة الله و غضب رسوله صلی الله علیه وسلم - یا بنیة لا تغرنك هذه التی اعجبها حسنها حب رسول الله صلی الله علیه وسلم ایاها (یرید عائشة -) قال: ثم خرجت حتی دخلت علی ام سلمة لقرابتی منها فکلمتها، فقالت لها سلمة: عجباً لك یا ابن الخطاب! دخلت فی کل شی حتی تبتغی ان تدخل بین رسول الله صلی الله علیه وسلم و ازواجه؟ فاخذتنی والله اخذا کسرتنی عن بعض ما کنت اجد - فخرجت من عندها و کان لی صاحب من الانصار اذا غبت، اتانی بالخبر، و اذا غاب کنت انا آتیه بالخبر، و نحن نتخوف ملکا من ملوك غسان ذکر لنا انه یرید ان یسیر الینا فقد امتلات صدورنا منه - فاذا صاحبی الانصاری یدق الباب - فقال افتح افتح فقلت جاء الغسانی؟ فقال بل اشد من ذلك - اعتزل رسول الله صلی الله علیه وسلم ازواجه - فقلت رغم انف حفصة و عائشة - فاخذت ثوبی فاخرج حتی جئت فاذا رسول الله صلی الله علیه وسلم فی مشربة له یرقی علیها بعجلة و غلام لرسول الله صلی الله علیه وسلم اسود علی راس الدرجة - فقلت له قل هذا عمر بن الخطاب فاذن لی - قال عمر: فقصصت علی رسول الله صلی الله علیه وسلم هذا الحدیث، فلما بلغت حدیث ام سلمة، تبسم رسول الله صلی الله علیه وسلم - و انه لعلی حصیر ما بینه و بینه شی، و تحت راسه و سادة من ادم حشوها لیف و ان عند رجلیه قرظاً مصبوباً و عند راسه اهب معلقة، فرایت اثر الحصیر فی جنبه فبکیت فقال یبکیك؟ فقلت یا رسول الله! ان کسری و قیصر فیما هما فیه و انت رسول الله! فقال أما ترضی ان تکون لهم الدنیا و لنا الاخرة؟"

(خلاصۂ بیان)

لیکن اسی واقعہ کو امام بخاري نے کتاب العلم میں عبید الله بن ابی ثور کی روایت سے بھی درج کیا ہے - وہ جزئیات بیان میں زیادہ مشرح و مفصل ہے - علی الخصوص حضرت عمر اور آنحضرة کا مکالمہ زیادہ تفصیل سے اسمیں بیان کیا گیا ہے - امام مسلم کی روایات میں بھی بعض زیادہ تفصیلات ہیں - ہم بخوف طوالت کتاب العلم والی روایة کو نہیں نقل کرسکتے، مگر ان تمام روایات کو سامنے رکھکر انکا مشترک اور مربوط و مرتب خلاصہ باحتیاط درج کردیتے ہیں - بہ نسبت ایک ہی روایت کے ترجمہ کردینے کے یہ زیادہ مفید ہوگا - علاوہ اصل واقعہ کے جو ضمنی روشنی اس روایت سے آنحضرة کی سیرة طیبہ، فقر و استغنا، عورتوں کے حقوق، اسلام کی حمایت حقوق نسواں، زنان عرب کی حالت میں انقلاب، صحابہ کا عشق رسول، حضرة عمر کے مدارج علیہ اور راہ محبت رسول میں بیخوردانہ سرشاري، اور اسی طرح کے بے شمار امور ومسائل پر پڑتی ہے، اسکے لحاظ سے بھی اس کا مفصل و جامع خلاصہ درج کرنا بہت ضروري تھا :

" حضرت عبد الله ابن عباس (رض) کہتے ہیں کہ میں سال بھر تک ارادہ کرتا رہا کہ حضرة عمر (رض) سے قرآن کریم کی ایک آیت کی نسبت پوچھوں، لیکن انکی ہیبت و رعب سے میري ہمت پست ہوجاتی تھي اور پوچھنے کي نوبت نہیں آتي تھي - ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ حضرة عمر حج کیلیے نکلے اور میں بھي انکے ہمراہ روانہ ہوا - جب حج سے فارغ ہوکر ہم لوگ واپس آرہے تھے تو راستے میں ایک اچھا موقعہ گفتگو کا ہاتھہ آگیا اور میں نے اس مہلت کو غنیمت سمجھکر اپنے قدیمي ارادے کو پورا کرنا چاہا - میں نے عرض کیا کہ امیر المومنین! آنحضرة کي وہ کون دو بیویاں تھیں جنھوں نے اپنے مطالبات کیلیے ایکا کرکے آنحضرة پر زور ڈالا تھا، اور جس کا ذکر خدا تعالی نے " و ان تظاهرا علیه " میں کیا ہے؟ حضرة عمر نے فرمایا " عائشہ اور حفصہ " اسپر میں نے کہا کہ و الله - میں ایک سال سے ارادہ کر رہا تھا کہ اس بارے میں آپ سے پوچھوں مگر آپکے رعب سے میري زبان نہیں کھلتي تھي -

حضرة عمر نے کہا : " اسکا کچھہ خیال نہ کرو - جو بات مجھے معلوم ہے میں بیان کرنے کیلیے موجود ہوں "

اسکے بعد حضرة عمر نے اس واقعہ پر ایک مفصل و مشرح تقریر کی - انھوں نے کہا کہ " ایام جاهلیة میں ہم لوگوں کا عورتوں کے ساتھہ یہ سلوک تھا کہ کسي طرح کے حقوق انھیں حاصل نہ تھے - ہم سمجھتے تھے کہ عورتیں کوئي چیز نہیں ہیں - لیکن جب اسلام آیا اور الله تعالی نے انکے حقوق کے متعلق آیات نازل کیں اور انکا حق ہم پر قرار پا یا، تو ہماري عورتوں کي حالت بالکل بدل گئي اور اپنا حق مانگنے میں وہ نہایت جري ہوگئیں -

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ کسی بات پر حسب عادت قدیمي میں نے اپنی بیوي کو ڈانٹا اور باہم تکرار سي ہوگئي - اُس نے آلٹ کر ویسا ہي جواب دیا اور سختي سے بات کی - میں نے کہا : تمھیں کیا ہوگیا ہے؟ میری بات کا اسطرح جواب دیتے؟ وہ بولی کہ سبحان الله! تم کیا ہو کہ میں تمھیں جواب نہ دوں - تمھاری بیٹی (حفصہ) تو خود رسول الله صلعم کو برابر کا جواب دیتی ہے - حتی کہ دن دن بھر انسے روٹھی رہتی ہے!

یہ سنکر میں نے اپنے دل میں کہا، یہ تو عجیب بات ہوئی - فوراً اٹھکر حفصہ (حضرة عمر کی صاحبزادی اور آنحضرت کی زوجۂ مطہرہ) کے پاس پہنچا اور پوچھا کہ بیٹی! کیا یہ سچ ہے کہ تم آنحضرة سے سوال جواب کرتی ہو اور دن دن بھر روٹھی رہتي ہو؟ اور کیا اور بیویاں بھي ایسا ہي کرتي ہیں؟ حفصہ نے کہا کہ ہاں بیشک ہم ایسا کرتے ہیں - مجھے سخت غصہ آیا اور میں نے کہ تجھے الله کي سزا اور اسکے رسول کے غضب سے ڈرنا چاہیے - رسول الله کی ناراضي عین خدا کي ناراضي ہے - یہ کیا ہے جو تم اسطرح انھیں ناراض کرتي ہو؟ تجھے حضرة عائشہ کی کوئی نظیر دیکھکر بھول نہ جانا چاہیے جس سے آنحضرة بہت محبت فرماتے ہیں - والله اگر آنحضرة میرا خیال نہ کرتا تو وہ تجھے طلاق دیچکے ہوتے - تجھکر جو کچھہ مانگنا ہو مجھسے مانگ - آنحضرت کو کیوں تکلیف دیتی ہے؟

اسکے بعد میں ام سلمہ (آنحضرة کی دوسري زوجۂ مطہرہ) کے ہاں آیا کیونکہ قرابت کی وجہ سے مجھے زیادہ مرقعہ دریافت حال اور ملاقات کا حاصل تھا - میں نے انسے بھی وہ تمام باتیں کہیں جو اپنی بیٹی سے کہی تھیں - لیکن انھوں نے سنتے ہی جواب دیا کہ اے ابن خطاب! تمھاري حالت تو بڑي ہی عجیب ہے! تم ہر معاملے میں دخیل ہوگئے - اور اب یہ نوبت آگئی کہ رسول الله اور انکی بیویوں کے معاملے میں بھي دخل دینے لگے ہو؟

انہوں نے یہ بات اس زور سے کہی کہ مجھسے کوئی جواب نہ دیا گیا اور میں خاموش اٹھکر چلا آیا -

اسی زمانے کا واقعہ ہے کہ میرے ہمسایے میں ایک انصاری رہتا تھا - ہم اور وہ دونوں باری باری ایک دن درمیان دیکر آنحضرۃ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے - اور ایک دوسرے کو اپنی حاضریوں کے حالات سنا دیا کرتے تھے - یہ وہ وقت تھا کہ مدینہ میں دشمنوں کے حملوں کی ہر وقت توقع کی جاتی تھی اور خود مجھے ملوک غسان میں سے ایک بادشاہ کی طرف سے کھٹکا تھا کہ وہ حملہ کرنے والا ہے -

ایک دن رات کو میرے انصاری ہمسائے نے بالکل نا وقت دروازے پر دستک دی اور پکارا کہ دروازہ کھولو دروازہ کھولو! میں گھبرایا ہوا گیا اور پوچھا خیر ہے ' کیا غسانی مدینہ پر چڑھ آئے ؟ اس نے کہا کہ نہیں ' مگر اس سے بھی بڑھکر حادثہ ہوا ' یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دیدی !

میں نے کہا کہ یہ سب کچھہ حفصہ و عائشہ ہی کی ان باتوں سے ہوا ہوگا جو وہ آنحضرۃ کے ساتھہ کیا کرتی تھیں - میں نے کپڑے پہنے اور سیدھا مدینہ پہنچا - آنحضرۃ نماز صبح کے بعد بالخانے پر تشریف لیگئے - مسجد میں لوگ بیٹھے تھے اور غمگین تھے - مجھسے صبر نہوا - بالا خانے کے نیچے آیا اور آنحضرہ کے حبشی غلام سے کہا کہ میری اطلاع دو - مگر باریابی کی اجازت نہ آئی - کچھہ وقفہ کے بعد پھر دوبارہ آیا اور غلام سے کہا کہ میری حاضری کیلیے اجازت طلب کر - جب کچھہ جواب نہ آیا تو مجھسے صبر نہوسکا - بے اختیارانہ پکار اٹھا کہ شاید رسول اللہ خیال فرمائے ہیں کہ میں اپنی لڑکی حفصہ کی سفارش کرنے آیا ہوں - خدا کی قسم ! میں تو صرف رسول اللہ کی رضا کا بندہ ہوں - اگر وہ حکم دیں تو خود اپنے ہاتھہ سے حفصہ کی گردن اڑادوں !

غرض اس بار اذن ملگیا اور میں بالخانے کے اوپر پہنچا - کیا دیکھتا ہوں کہ سرور کائنات ایک کھری چارپائی پر لیٹے ہیں اور آپکے جسم اقدس پر بانوں کے نشان پڑگئے ہیں - گھر کے سارے سامان کا یہ حال ہے کہ ایک طرف مٹھی بھر جو کے دانے پڑے ہیں - ایک کونے میں کسی جانور کی کھال رکھی ہے - دوسری کھال ایک طرف لٹک رہی ہے !

یہ حالت دیکھکر میرا دل بے قابو ہوگیا اور آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہوگئے - آنحضرۃ نے فرمایا کہ عمر! تم روتے کیوں ہو ؟ عرض کی کہ روئے کی اس سے زیادہ بات کیا ہوگی ؟ آج قیصر اور کسریٰ عیش و راحت کے مزے لوٹ رہے ہیں حالانکہ خدا کی بندگی سے غافل ہیں ' مگر آپ سرور دو جہاں ہوکر اس حالت میں ہیں کہ گھر میں ایک چیز بھی آرام کی میسر نہیں اور کھری چارپائی کے نشان جسم مبارک پر نمایاں ہیں ! !

حضور نے فرمایا کہ ہاں ٹھیک ہے - لیکن کیا تم اس پر راضی نہیں کہ قیصر و کسریٰ دنیا لیں اور ہمیں آخرت نصیب ہو ؟

میں نے پوچھا کہ کیا حضور نے ازواج کو طلاق دیدی ؟ فرمایا نہیں - یہ سنتے ہی میں اسقدر خوش ہوا کہ میری زبان سے اللہ اکبر کا نعرہ نکل گیا - پھر میں نے آپکی تفریح خاطر کیلیے عرض کیا کہ ہم قریش کے لوگ عورتوں پر غالب تھے لیکن یہاں آکر دیکھا کہ رنگ دوسرا ہے - اسپر آپ متبسم ہوے - پھر میں نے اپنی وہ سرگذشت عرض کی جو حفصہ اور ام سلمہ کے ساتھہ پیش آئی تھی - اسپر آپ دوبارہ متبسم ہوے - آخر میں عرض کی کہ مسجد میں لوگ مغموم بیٹھے ہیں - اجازت ملے کہ انہیں بھی جاکر خبر دیدوں کہ طلاق کا خیال غلط ہے -

اسکے بعد آپ حضرۃ عائشہ کے ہاں تشریف لیگئے - انہوں نے عرض کیا کہ آپنے ایک مہینے تک ایلاء کرنے کا عہد کیا تھا - ابھی انیس ایک دن باقی ہے - آپنے کہا کہ انتیس دن کا بھی تو مہینا ہوتا ہے ؟ ....."

(بعض نتائج و نصائح)

اس حدیث طویل کے نقل کرنے سے مقصود اصلی واقعہ ایلاء وتخییر کے متعلق معلومات صحیحہ کا حصول تھا ' لیکن ضمناً جن امور و مسائل پر اس سے روشنی پڑتی ہے ' نہایت مختصر لفظوں میں انکی طرف اشارہ کرونگا -

شارحین بخاری نے اس حدیث سے بے شمار باتیں پیدا کی ہیں - خود امام بخاری نے تحصیل علم ' تحقیق و سوال ' احکام نکاح ' احکام اطلاق ' نصیحت والدین وغیرہ وغیرہ متعدد مسائل میں اسی ایک روایت سے حسب عادت تبویب کی ہے -

(۱) اسلام سے قبل عورتوں کی کیا حالت تھی اور اسلام نے کس طرح اسمیں انقلاب پیدا کردیا ؟ حضرت عمر کہتے ہیں کہ اسلام سے پہلے ہم عورتوں کا کوئی حق اپنے اوپر نہیں سمجھتے تھے - اسلام نے جب انکے حقوق گنواے تو ہمیں تسلیم کرنا پڑا -

(۲) حضرت ابن عباس نے اس شوق تحقیق و تلاش علو اسناد کو دیکھیے کہ صرف ایک آیت کے متعلق تحقیق کرنے کیلیے کامل سال بھر تک کوشش کرتے رہے - اس سے فن تفسیر کے متعلق بھی انکے جد و جہد کا حال معلوم ہوتا ہے - جب ایک آیۃ کے شان نزول کیلیے یہ حال تھا تو پورے قرآن کریم کے معارف کو کس سعی و جہد سے حاصل کیا ہوگا ؟

(۳) اللہ اکبر ! یہ کیا چیز تھی کہ خلفاء راشدین رہتے تو تھے اس مساوات اور فقر و زہد کے ساتھہ کہ کوئی تمیز اعلیٰ و ادنیٰ کی نہ تھی ' مگر پھر بھی ہیبت و صولت ربانی کا یہ حال تھا کہ عمر فاروق کے آگے خود صحابہ کی زبانیں نہیں کھلتی تھیں ! ولنعم ما قیل :

ہیبت حق ست ' ایں از خلق نیست !
ہیبت ابن مرد صاحب دلق نیست !

(۴) حضرۃ سرور کائنات کی اس حیاۃ مقدسہ کا نقشہ سامنے آجاتا ہے جو ایک طرف تو دو جہاں کی پادشاہت اپنے سامنے دیکھتی تھی ' دوسری طرف چارپائی پر بچھانے کیلیے ایک کمل بھی پاس نہ تھا :

مقام اس برزخ کبریٰ میں تھا حرف مشدد کا !

(۵) صحابہ کی محبت اور جاں نثاری کہ شمع رسالت پر پروانہ صفت نثار تھے - حضرہ عمر کہا کہ اپنے ہاتھہ سے اپنی بیٹیکا سر قلم کردونگا - ہمیں اپنے دلوں کو ٹٹولنا چاہیے کہ کیا حال ہے ؟

(۶) حضرۃ عمر (رض) کی جلالۃ مرتبۃ اس سے واضح ہوتی ہے - نیز وہ تقرب جو دربار رسالت میں انہیں حاصل تھا - حضرۃ ام سلمہ نے جھنجھلا کر کہا کہ تم سب باتوں میں دخیل ہوگئے - اب آنحضرۃ کے گھریلو معاملے میں بھی دخل دینے لگے ہو ؟ جب آپنے یہ واقعہ بیان کیا تو آنحضرۃ متبسم ہوے !

(۷) اس سے یہ مسئلہ بھی نکلتا ہے کہ باپ کا اپنی بیٹی کے مکان میں بلا اجازت سرھر جانا درست ہے - حضرۃ عمر حضرۃ حفصہ کے ہاں بلا اذن آنحضرۃ کے تشریف لیگئے -

(۸) ایک بڑا اہم نکتہ یہ حل ہوتا ہے کہ اس وقت مدینہ کس طرح دشمنوں کے نرغے میں تھا ' اور ہر وقت حملوں کا خوف تھا ؟ حتیٰ کہ جب انصاری ہمسایے نے کہا کہ دروازہ کھولو تو حضرۃ عمر بول اٹھے کہ کیا دشمن مدینے پر چڑھ آئے ہیں ؟ پھر جو لوگ کہتے ہیں کہ آنحضرۃ نے قیام مدینہ کے زمانے میں خود حملے کیے ' انکا یہ کہنا کس قدر غلط اور خلاف واقعہ ہے ؟

(۹) آنحضرۃ کی منزلی زندگی کی شفقت و نرمی ' تحمل و درگذر ' رفق و لینت ' اور بیویوں کے ساتھہ صبر و برداشت کا سلوک - اس سے جہاں اس خلق عظیم کی زندگی سامنے آتی ہے ' وہاں انکا اسوۂ حسنہ ہم سے مطالبہ بھی کرتا ہے کہ اپنی بیویوں سے محبت و نرمی کریں ' اور ہمیشہ شفقت و سلوک اور درگذر و رفق سے پیش آئیں کہ یہ آبگینہ بہت ہی نازک ہے !

مدارس اسلامیہ

مسئلہ بقاؤ اصلاح ندوہ

۱۰ مئی سے پہلے اور اسکے بعد

رب احکم بالحق ' و ربنا
الرحمن المستعان علی ما تصفون !

گذشتہ اشاعت میں جو کچھہ لکھا جا چکا ہے ' وہ جلسے کے حالات و نتائج پر ایک عام نظر تھي - آج بعض خاص حیثیتوں سے ایک دوسري نظر ڈالنا چاھتا ہوں - یہ جلسہ ہمارے لیے عبرۃ و تذکیر کا ایک عظیم الاثر واقعہ ہے اور ہمارے عام مجامع اور مجلسي کاموں کیلیے اسمیں بڑي بڑي عبرتیں پوشیدہ ھیں - ایسے واقعات کا نہایت غور و فکر سے مطالعہ کرنا چاھیے - انسان کي سب سے بڑي عقلمندي عبرت پذیري ' مگر سب سے بڑي غلطی غفلت و اغماض ہے : ان فی ذلک لذکری ' لمن کان لہ قلب او القی السمع وھو شہید -

(طریق انعقاد و دعوۃ کار)

ہم آج نصف صدي سے بڑے بڑے مجلسي کاموں میں منہمک ھیں - بیس برس سے کانفرنسیں منعقد ھوتي ھیں ' اور بڑي بڑي انجمنوں کے علاوہ وقتي مصالح و ضروریات کیلیے عظیم الشان مجلسوں کا اعلان ھوتا ہے - لیکن افسوس ہے کہ ابتک ہمارے پاس طریق انعقاد مجالس و صحت کار کیلیے نہ تو کوئي متفقہ اصول ہے اور نہ کوئی معیار - جس جلسے کو لوگ چاھتے ھیں باقاعدہ کہدیتے ھیں ' جسکو چاھتے ھیں خلاف قاعدہ کہدیتے ھیں - ایک ھی جماعت کو کچھہ لوگ تسلیم کرلیتے ھیں ' کچھہ لوگ انکار کردیتے ھیں - نہ تو تسلیم کرنے والوں کے پاس کوئي اصول ہے اور نہ انکار کرنے والوں کے پاس کوئي معیار -

کبھي اسپر بہت زور دیا جاتا ہے کہ " رازداري " کوئی شے نہیں اور جمہوري کاموں کے یہ معنی ھیں کہ بالکل علانیہ ھوں اور انمیں کوئی راز نہو - لیکن پھر بعض عقلمند لوگوں کو اصرار ھوتا ہے کہ اس عام کلیہ میں استثنا ضرور ھونا چاھیے - حقیقی عمومیت و جمہوریت ایک مفہوم ذھنی یا ادعاء خیالي ہے ' اور کبھی بھی اسکا وجود خارج میں نظر نہ آیا - اس عموم میں کچھہ نہ کچھہ خصوص کي گنجایش رکھني ھي پڑیگي اور ذمہ داري کے کاموں میں رازداري کے بغیر چارہ نہیں -

پھر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اگر جماعت کے موالد کا پاس کرنے والے رازداري سے کام کریں تو وہ عین جمہوري کام ہے ' لیکن جن لوگوں کو جماعت کے فوائد عزیز نہیں ' انکے لیے رازداري جائز نہیں ھوسکتي -

مگر اسپر سوال ھوتا ہے کہ اشخاص کي اس حیثیت کا ایسا صحیح فیصلہ ھو کیونکہ محض ادعا تو اسکے لیے کافي نہیں -

غرضکہ کوئي متفق اصول اس بارے میں قوم کے سامنے نہیں ہے ' اور ایک افسوس ناک طوائف الملوکي اس بارے میں پھیلي ھوئي ہے -

لیکن ۱۰ - مئي کا جلسہ في الحقیقت اس بحث و مناقشہ کا ایک عملي فیصلہ ہے ' اور ایسا فیصلہ ہے جسکو اگر تسلیم نہ کیا جائے تو اس مبحث کا اولی فیصلہ بھي عملاً ممکن نہوگا - باوجود قلت وقت و فقدان فرصت ' جس طرح اسکی تجویز ھوئي ' اور جس طرح اسکے انعقاد کا سامان کیا گیا ' وہ اسکے لیے ایک بہتر نمونہ ہے کہ عام قومي مجالس کو کس طرح منعقد ھونا چاھیے - اور یہ ایک بہت بڑي بصیرۃ ہے جو اس جلسے سے ھم ھمیشہ کیلیے حاصل کرسکتے ھیں -

(ایک خطرناک اور مہلک سعي)

سب سے پہلے ھمارے سامنے وہ کثیر التعداد جلسے آتے ھیں جو ھندوستان کے مختلف حصوں میں مسئلۂ ندوہ کے متعلق منعقد ھوے ' اور جنکي نسبت پورے اعتماد کے ساتھہ کہا جاسکتا ہے کہ اس وقت تک کسی بڑے سے بڑے مسئلہ کے لیے بھي اس سے زیادہ عام آواز نہیں اٹھی ہے ' جسقدر کہ اصلاح ندوہ کیلیے اور ایک آزاد کمیٹي یا کمیشن کیلیے ھندوستان کے ھر گوشے سے متفقاً اٹھی ' اور ایک ھي وقت میں اٹھي -

لیکن کچھہ لوگ ھیں جو ان جلسوں کي نسبت کہتے ھیں کہ یہ کوئي چیز نہیں ' اور انھیں کسي طرح بھي عام راے کا خطاب نہیں دیا جا سکتا - انکي بڑي دلیل یہ ہے کہ خود کسي رجي آسماني یا الہام قلبي کي بنا پر انکا انعقاد نہیں ھوا بلکہ بعض لوگوں کي کوشش اور سعی سے ھوا - ایسے جلسے جب چاھیں ھر جگہ کرادیسکتے ھیں - انکي کوئي وقعت نہیں ھوسکتي -

لیکن قطع نظر اس منطق کے جو ان کي تضعیف و تحقیر میں اختیار کي گئي ہے ' سب سے پہلا سوال ان بزرگوں سے یہ ھونا چاھیے کہ انکے ایسا کہنے میں اور اُس منطق میں جو مسئلہ مسجد کانپور کے متعلق حکام کام میں لائے تھے ' کیا فرق ہے ؟ سر جیمس مسٹن کي گورنمنٹ بھي بعینہ یہي کہتي تھي کہ خود عام پبلک کو کوئي خیال نہیں ہے - صرف چند آدمي ھیں جو ھر جگہ جلسے کرائے ھیں اور جنھي مختلف صدائیں اٹھہ رھي ھیں وہ در اصل ایک ھی صدا کی سارسی بازگشت ہے !

پھر کونسي وجہ ہے کہ یہ منطق اس وقت تو تسلیم نہیں کی گئی اور اسکو قوم کی تحقیر اور اسلامي اتحاد کي توھین سمجھا گیا ' مگر آج ندوہ کے مسئلے میں بلا تکلف اسي حربے سے کام لیا جا رہا ہے ؟*

مجھے افسوس ہے کہ اس استدلال سے کام لینے میں میں نے ان بزرگوں کو بھي نیز رنجان پایا ہے جنھوں نے مسئلۂ مسجد کانپور میں عام راے کی وکالت میں خاص حصہ لیا تھا - پھر کیا مناسب نہوگا کہ وہ اس سوال پر غور کریں ؟

اصل یہ ہے کہ لوگ جو کچھہ کہتے ھیں ' اسے خود اچھا نہیں سمجھتے جتنا دوسرا سمجھہ سکتا ہے اور سمجھتا ہے - اگر مسئلۂ ندوہ کے متعلق وہ پچاس سے زائد اسلامي جلسے کوئی چیز نہیں جو ھندوستان کے تمام شہروں بلکہ قصبوں اور دیہاتوں تک میں منعقد ھوے ' تو اسکے یہ معني ھیں کہ آپ گورنمنٹ کو ' حکام کو اسکے پرستاروں کو ' اور قومي و ملکي خواھشوں اور حقوق کے ھر مخالف کو وہ خونناک اور مہلک حربہ دے رھے ھیں ' جو قاتل وار آپکي تمام سیاسي و ملکي زندگي کو نیست و نابود کردیگا اور آپ اُس سب سے زیادہ کارگر اور حقیقي و اصلي دلیل کو رد کردینگے ' جسکا رد ھوجانا آپکے مخالفوں کا بہترین مقصد ہے اور جسکے بھروسے پر آپنے اپنے مقاصد کي ھستي قائم کي ہے !!

اگر وہ جلسے کوئي چیز نہیں جو مسئلہ ندوہ کے متعلق ھندوستان میں منعقد ھوے تو پھر مجھے بتلایا جاے کہ " قومی راے "

"عام خواهش" کس شے کا نام ہے' جسکا اسقدر شور مچایا جاتا ہے اور جسکے برتے پر گورنمنٹ سے اپنے مقاصد حاصل کرنے کی آرزو ہے؟ اگر "عام راے" کے معلوم کرنے کا وسیلہ یہ جلسے نہیں ہیں تو مسلمانوں کے اندر عام راے کا وجود ہی نہیں ہے' حالانکہ گذشتہ چند سالوں کے اندر سب سے زیادہ دعوا عام راے کا قولاً و عملاً مسلمانوں ہی نے کیا ہے - میں پوچھتا ہوں کہ جسقدر جلسے طرابلس اور بلقان کیلیے ہوے' جسقدر تجویزیں صلیبی مظالم اور مسلمانان مقدونیا و البانیا کی مظلومی کے متعلق پاس کی گئیں نیز جسقدر صدائیں ایڈریا نوپل کے عہد کے بعد اسلامی ہند نے بلند کیں' وہ کن جلسوں سے اٹھی تھیں؟ اور کن لوگوں نے انہیں منعقد کیا تھا؟ اگر کسی مسئلہ کی تحریک کرنے کا یہ مطلب ہے کہ خود ملک میں کوئی خیال نہیں تو اس دلیل سے تو طرابلس و بلقان کے جلسے تک بالکل ملیا میٹ ہو جاتے ہیں' کیونکہ نہ صرف انکے لیے اخباروں نے تحریک ہی کی بلکہ واقعہ یہ ہے کہ خاص خاص لوگوں ہی نے جوش اور ہیجان پیدا کرایا - شاید یہ کہنا کسی کے نزدیک بھی مبالغہ نہوگا کہ طرابلس و بلقان کے مسئلہ میں الہلال نے تحریک و دعوۃ کا کام خاص طور پر کیا ہے - پھر اگر اُس وقت الہلال کا لکھنا اور ہر طرح ظاہر و باطن کوشش کرنے "عام راے" کی صحت کو نقصان نہ پہنچا سکا تو العجب ثم العجب کہ آج ندوہ کے متعلق اسکا سعی کرنا یہ مطلب رکھے کہ جو کچھ ہوا صرف اسی کی تحریک سے ہوا' اور خود کسی جلسے کے انعقاد کیلیے فرشتے آسمان سے نازل نہ ہوے؟

میرعزیز نادانوں! فرشتے تو اب کسی جلسے کا بھی پیام لیکر نہیں آتے' اور وحی الہی سے کوئی بھی جلسہ منعقد نہیں کرتا - انسانوں ہی کی تحریک ہر جگہہ کام کرتی ہے - ہندوستان ہی نہیں بلکہ تمام اور جمہوری اصول پر چلنے والے ممالک کا بھی یہی حال ہے - عام راے اسی کو کہتے ہیں کہ کسی مسئلہ کی اہمیت کو محسوس کرکے چند اشخاص سب سے پہلے لوگوں کو توجہ دلاتے ہیں' اور جس شے کو اپنے عقیدے میں ضروری اور اہم سمجھتے ہیں' اسکی اہمیت کا عام اعتراف راے کی سعی کرتے ہیں - پھر لوگ انکی سنتے ہیں اور انکے بیانات پر کان دھرتے ہیں - یہاں تک کہ تحریک کی قوت اپنا کام کرتی ہے' اور ایک ہیجان و جوش عام پیدا ہوجاتا ہے - پھر وہی صدا جو پہلے محدود تھی عام ہوجاتی ہے' اور وہی خیالات جو پہلے ایک یا چند شخصوں کے قلم سے نکلتے تھے' ہر مجمع اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے لگتے ہیں - اسی کا نام عام راے ہے اور دنیا کی تمام قومیں مجبور ہیں کہ اسی کو عام راے سمجھیں اور اُسکے آگے سر جھکادیں!

یہ کانپور کی مسجد کا معاملہ ہمارے سامنے ہے - یقیناً الہلال نے اسے لیے اپنے تئیں وقف کردیا' اور علاوہ اخبار نے شخصاً بھی ہر طرح کوشش کی' مختلف مقامات میں لیکچر دیے' جلسے کی تحریکیں کیں' انجمنوں کو خواب غفلت سے چونکا یا' اور بالکل اسی طرح بعض اور ارباب غیرت و قوت نے بھی اپنی تمام کوششوں کو اس راہ میں وقف کر دیا - لیکن ایسا ہونا نہ تو عام راے کے وجود سے انکار کی وجہ ہو سکتا تھا' اور نہ اُن جلسہ اور جماعتوں نے محض چند اشخاص کے کہدینے سے ایسا کیا تھا - مسئلہ اہم' واقعی' اور سچا تھا' خانۂ خدا کی محبت ہر مومن دل میں تھی' اور شہداے راہ الہی کے درد سے ہر دل بیقرار تھا - پس چونکہ بات سچی اور حقیقی تھی' اسلیے سب نے سنی' اور درد بناوٹی نہ تھا' اسلیے کوئی نہ تھا جسکے منہ سے چیخ نہ نکلی - سر جیمس مسٹن کی گورنمنٹ نے کہا کہ یہ "چند مفسدوں کی کارستانی ہے" مگر خدا نے' زمانے کی طاقت نے' اور پیش آنے والے واقعات و حوادث نے اس الزام کو جھٹلایا اور "عام راے" کے آگے بڑے بڑے سرکشوں کو بالآخر عاجزانہ گردن جھکا دینی پڑی -

ہم عمل اور حرکت کے عہد میں ہیں' ہمارے اصلی کام ندوہ کے مسئلہ سے زیادہ اہم ہیں - ہم کو آیندہ چپ ہوکر بیٹھہ نہیں جانا ہے بلکہ کام کرنا ہے' اور ہمارے مقاصد کے مخالف و منکر بڑے ہی ہوشیار اور چالاکیوں اور شرارتوں کے پیکر ہیں - پس خدا کیلیے اصلاح ندوہ کی ضد میں آکر ایسے ہفوات منہ سے نہ نکالو جو نہ صرف یہ کہ واقعیت کے خلاف ہیں - بلکہ کل کو مخالفوں کے ہاتھہ میں ہمارا سر کچلنے اور ہماری آوازوں کو جھٹلانے اور رد کردینے کیلیے ایک بڑا بھاری پتھر دیدینے والے ہیں - ندوہ کا مسئلہ دس منٹ کا تھا' لیکن ملک اور قوم کا مسئلہ روز ہمارے سامنے آتا ہے - ہم اپنی خواہشوں کو گورنمنٹ سے منوانا چاہتے ہیں' اور اپنی عام راے کو اسکے ہاتھوں دلیل کرانا پسند نہیں کرتے - ہمیں بہت کچھہ لینا ہے اور بہت سے کام ہیں جنکے لیے عام صدائیں بلند کرنی ہیں - اگر آج تمسے یہ کہدیا کہ پچاس سے زائد جلسوں کا ہونا "عام راے" نہیں تو بتلاؤ کہ کل تو کسی بڑے سے بڑے مسئلہ کیلیے بھی جسے تم بڑا سمجھتے ہو' کس طرح عام راے کا ثبوت دوگے' اور ان جلسوں کی تحقیر کرکے اور کونسے جلسے لاؤگے جنکی تجویزوں کے ذریعہ گورنمنٹ کے سامنے کھڑے ہوگے؟

جبکہ وہ کہتی کہ جلسوں کا ہونا عام راے کا ثبوت نہیں' تو اسکا جواب ہمارے پاس کیا ہوگا کیونکہ تمام ملک کے پچاس سے زائد باقاعدہ مجالس کوئی شے نہیں ہیں؟

اصل یہ ہے کہ جو لوگ ان جلسوں کی تحقیر کرتے ہیں' انہیں شاید اسکی حقداں پورا بھی نہیں ہے نہ اسکا اثر عام اسلامی و ملکی دوائد پر کیا دریگا' نیز وہ گورنمنٹ اور حکام کے معاملے میں قوم کی کامیابی کے کچھہ ایسے شائق بھی نہیں - اگر ایسا ہی ہے تو پھر ایسے لوگوں کو اسپر توجہ دلانا بیکار ہے - البتہ اصحاب فکر و راے کو سوچنا چاہیے کہ عام مجالس کی تحقیر کا خیال کس درجہ مہلک اور خطرناک غلطی ہے!

اگر میں ان جلسوں کے متعلق فرداً فرداً بحث کروں تو انکی اہمیت کا مسئلہ پوری طرح روشنی میں آجاے' مگر اصولاً اس طریق بحث کی ضرورت نہیں سمجھتا - نہ جلسے کیسے بھی ہوں' باقاعدہ ہوں یا بے ضابطہ' الہام آسمانی سے منعقد ہوے ہوں' یا اشارہ انسانی سے - انکے لیے الہلال نے رد دیا ہو یا تائید کی ہے - لیکن ہمارے جلسے یہی ہیں - ہماری صدائیں انہی میں سے اُٹھتی ہیں - ہماری موجودہ عام راے انہی سے عبارت ہے اور انکو الگ کر دینے کے بعد ہمارے پاس اور کچھہ نہیں رہتا - بلقان و طرابلس کے تمام مسائل کے متعلق انہی کے ذریعہ ہم نے کام لیا - مسجد کانپور کا مسئلہ انہی کی صداؤں سے عبارت ہے - ہمارے کاموں کی بنیاد اور ہمارے احتجاج کی قوت صرف انہی میں پوشیدہ ہے - پس جسکا جی چاہے انہیں تسلیم کرے' جسکا جی چاہے تسلیم نہ کرے' مگر جب کام کا وقت آئیگا تو تمام قوم اور گورنمنٹ مجبور ہوگی کہ انہی کو تسلیم کرے' اور انہی کو سب کچھہ قرار دے - انکار کرنے والے آفتاب کے وجود سے عین دوپہر کو بھی انکار کرسکتے ہیں لیکن روشنی کا سلسلہ تاریکی کا سوال نہیں بن جا سکتا: فتفکروا وتدبروا یا اولی الالباب -

(عام جلسه کي ضرورت کا اعتراف)

پس ٹھیک ٹھیک اُسي اصول کارائي بموجب جو اب تک متفق و متحدہ طور پر هم کرتے آئے هیں' هندوستان کے هر حصه سے اصلاح ندوہ کے لیے ایک عام جلسه کي صدائیں اٹھیں ' اور نفس اصلاح کا تقریباً هر حلقه اور هر گروہ کے اعتراف کیا - شاید هی دو چار ماہ کے اندر کسي تعلیمي مسئله کے متعلق اسقدر عام افکار کي قوت میسر آئي هے' جیسي که بحمد الله اس مسئله میں حاصل هوئي - اسقدر سرعت سے مطالبهٔ اصلاح کي قوم کے حمایت کي که اسکو کسي بڑي سازش سے تعبیر کرنے کے سوا منکرین اصلاح کوئي توجیهه نه کر سکے -

عام جلسے کي ضرورت کے عام اعتراف کے بعد یه سوال سامنے آتا تها که وہ عام جلسه کهاں منعقد هو ؟

مخالفین اصلاح کهتے هیں که اسے لکهنؤ هي میں منعقد هونا تها' اور دلیل یه پیش کرتے هیں که جهاں کا معامله هو' وهیں سعي اصلاح زیادہ موزوں اور نتیجه خیز هو سکتی هے - جو لوگ یه خیال اپنے فریقانه مقاصد کی بنا پر ظاهر کرتے هیں ' اسے مخاطب کو مفید نهوگا' البته غیر جانب دار لوگوں کو ذرا سوچنا چاهیے که ایسا کهنے سے وہ ایک کهلی اور روشن بات سے کس طرح تجاهل و عماص کر رهے هیں ؟ ندوۃ العلما کا سارا ماتم اسی میں هے که چند عناصر نے اُسے اپنے شخصی اقتدار کا گهر بنا لیا هے ' اور ملک کے قابل اور کارکن اشخاص کیلیے اس میں کوئی جگه نهیں رهی هے' اور صرف یهی بات مبدء اصلي هے اُن تمام خرابیوں کا جنکے ذریعه کوئي کوشش اندرونی اصلاح کی کامیاب نهیں هو سکتی

پس ایسي حالت میں اصلاح کے مسئله پر غور کرنے کے لیے خود لکهنؤ میں جلسه کرنا جو مدعا علیه فریق کا دیار هے ' کیونکر اُس خواهش کو پورا کرسکتا تها ' جو عام طور پر غیر جانب دار نمایندے کے قیام پر زور دے رهي تهي ؟ اسکے تو صاف معنی یه تهے که جن لوگوں کے خلاف یه سارا شور و غل هے' پهر خود اُنهی کے قدموں پر مسئله اصلاح ندوہ کو گرا دیا جائے ' اور چهوڑ دیا جائے که جس طرح چاهیں وہ اسکا سر کچل ڈالیں -

اصل یه هے که لکهنؤ کا نام صرف اسی لیے بار بار لیا جاتا هے که وهاں حضرات ندوہ اپني مجاورتي پیدا کرنے کے عمدہ وسائل اپنے هاتهه میں رکهتے هیں ' جسکا ایک چهوٹا سا نمونه ایک مرتبه عهده داروں کے انتخاب جدید میں نظر آچکا هے - اگر لکهنؤ میں جلسه هوتا' تو بآسانی ممکن تها که هزار پانچ سو آدمی شهر اور اطراف سے بلا لیے جاتے ' اور وہ شور مچائے که اصلاح کوئی چیز نهیں - هم کو کارکنان ندوہ پر پورا اعتماد هے - چونکه اسکا موقعه لکهنؤ سے باهر حاصل نهیں هے اسلیے اسکا همارے دوستوں کو خیال نهیں هے -

پس لکهنؤ میں تو اس جلسے کا هونا کسی طرح بهی ممکن نه تها ' اور اِسے هر صاحب بصیرت حتی که خود ارکان ندوہ بهی تسلیم کرینگے ' اگر وہ انصاف اور عدالة سے کام لیں ' اور وقتی مخالفت اور هٹ کو چهوڑ دیں - رهي یه بات که لکهنؤ کے علاوہ کسی دوسرے شهر میں هو تو کهاں هو ؟ تو اس کا جواب صاف یه هے که جس شهر کے لوگ اپنا وقت ' اپنا روپیه ' اپنا دماغ ' اور اپني همدردي ایثار کرکے جلسه طلب کریں اور فریق مخالف کے علاوہ عام پبلک اسپر کوئی معقول اعتراض نه کرے ' نیز بهت اچها هو اگر کوئی مرکزي مقام اور هر طرف کے آدمیوں کي شرکت کیلیے سهولت رکهتا هو -

جبکه جلسے کی ضرورت اور کمیشن کے انتخاب کی صدائیں هر جانب سے اُٹهه رهي تهیں تو کسی شهر سے بهی ایسے جلسے کیلیے آمادگی و مستعدي ظاهر نه هوے ' اور غریب ندوہ کیلیے بڑي بهی قسمے نهی که اس گرمي میں اپنا کاروبار معطل کرکے کسي عظیم الشان جلسے کا انتظام کرتا ؟

لیکن خدا کی مرضي یهي تهي که با وجود اِن تمام باتوں کے هو' اور مسئله ندوہ عفلت و بے توجهی کي نذر نه هو جاے - پس اُس نے بزرگان دهلي کے دلوں میں اس خدمت جلیل و عظیم کا خیال پیدا کر دیا' اور وہ هر طرح کي تکالیف اور صرف مال و وقت کرکے کیلیے مستعد هوگئے - انهوں نے ایک جلسه اپنے اهل الراے اور کارکن حضرات کا منعقد کرکے جلسے کي تجویز منظور کي اور اسکا عام اعلان اسي وقت تمام اردو انگریزي اخبارات میں کردیا - صوبجات متحدہ ' بنگال ' بمبئي ' اور پنجاب کے بعض مشاهیر و عهده داران مجالس بهی اندی تجویز سے متفق هوے' اور انهوں نے اجازت دي که اعلان میں انکے دستخط بهی بڑها دیے جائیں - بمبئی میں انجمن اسلامیه مسلمانوں کی سب سے بڑي انجمن هے - پنجاب میں انجمن حمایت اسلام اور انجمن اسلامیه کی حیثیت تسلیم کرنے سے کسی کو انکار نه هوگا - اله آباد کی پراونشیل مسلم لیگ اپنے صوبے کی با قاعده جماعت هے - ان تمام مجالس کے عهده داروں نے اپنے دستخط سے اعلان کی اشاعت منظور کرکے شرکت فرمائی -

کسی ایسے جلسه کیلیے اُس شهر کی خواهش اور مسابقت کے بعد صرف یه دیکهنا ضروري تها که وهاں کے لوگوں کي مثل لکهنؤ کے کوئی فریقانه حیثیت تو نهیں هے ؟

چونکه واقعات نے با وجود هزار سعی و جهاد مخالفت ' مخالفین اصلاح کے مقاصد کا ساتهه نهیں دیا ' اسلیے ظاهر هے که اب وہ اسکے سوا کرهی کیا سکتے هیں که جلسے کی غیر جانب دارانه حیثیت سے انکار کریں ' اور کهیں نه دهلی کی تمام مخلوق ' نیز وہ تمام انسانوں کا گروہ عظیم جو انکے مدعو کردہ جلسے میں شریک هوا ' پیشتر هی سے مخالف تها -

یه عام قاعده هے که جب عدالت میں کوئي فریق هار جاتا هے تو یه کهکر اپنے دل کو تسکین دیتا هے که جج کو کچهه دے دلا کر میرے مخالف نے اپنے ساتهه ملا لیا هوگا - پس یه کهنے کا تو همیں چنداں خیال نهیں کرنا چاهیے - البته یه بات قابل غور هے که اگر اقلي بڑي جماعت واقعي مخالفین اصلاح کی مخالف هے اور اندهی سے مخالفانه راے رکهتي هے ' تو پهر ارکان ندوہ اس بیان کے تسلیم کرنے سے کیوں انکار کرتے هیں که علم راے انکے ساتهه نهیں هے ؟

حقیقت یه هے که اگر اس مسئله کے حل کیلیے کسی غیر جانب دار مقام کی جلسه کیلیے ضرورت تهي تو دهلي کي موجودہ حالت میں کسی صاحب انصاف کو عذر نهونا چاهیے - دهلی کے بزرگوں نے ابهی تک ندوہ کے مباحثات میں کوئی حصه نهیں لیا' اور نه ابهی انهوں نے کوئي ایسی کارروائی کی جو فریقانه حیثیت پر دلالت کرتی هو - وہ که تو مخالفین اصلاح کے معهود فی الذهن دشمنوں کی قوت اور اثر کي کوئي جگه هے ' اور نه دیگر مدعیات کے مقابلے میں وهاں داعیان اصلاح کو کوئی خاص بات حاصل هے - بلکه جو لوگ اصلاح کے مخالف اور منکر تهے ' اُنهی میں سے بعض بزرگوں کا وهاں اثر هونا چاهیے کیونکه وهیں کے رهنے والے هیں اور قدرتی طور پر اپنی کوئي جماعت اور حلقه اثر رکهتے هونگے - چنانچه اس جماعت سے کام لینے کی پوري کوشش کی گئی اور ۱۰ کی صبح تک جاري رهی -

جبکه جلسے کی ضرورت اور کمیشن کے انتخاب کی صدائیں هر جانب سے اُٹهه رهي تهیں تو کسی شهر سے بهی ایسے جلسے

مذاکرۂ علمیہ

صفحة من تاريخ الكيميا

(تقسيم علوم)

اگر علوم جديده کي کوئي تاريخ ترتيب اصلي کے ساتهه لکهي جاے تو اسميں سب سے پهلا باب تقسيم علوم کا هوگا -

قدما کي ايک بنيادي غلطي يه تهي که وہ علوم کي کوئي صحيح تقسيم اور تعيين حدود نه کرسکے اور طبيعيات کو جسے في الحقيقت تجربه اور مشاهدات کا نتيجه هونا تها ' اُن چيزوں سے ملا ديا جو محض زمانۂ قديم کے ظنون مقصره اور قياسات ابتدائيه کا نتيجه تهيں - متاخرين کو نئي راه کا سراغ ملگيا اور انهوں نے سب سے پهلے علوم کي تقسيم صحيح اور تعيين حدود ميں کاميابي حاصل کي - در اصل يهي اولين کام حکماے جديده کي اصلي مزيت اور شرف هے -

اب علوم کے اقسام کا نقشه بالکل بدل ديا گيا هے اور گو بنسبت اعصار قديمه کے بے شمار نئي نئي شاخيں پيدا هوگئي هيں ' تاهم اصولاً انکي تقسيم وحدود ايک صحيح بنياد پر قائم اور اپني محصور تعداد ميں بالکل غير متاثر هے -

چنانچه موجوده زمانے ميں دس بارہ غير اصولي قسموں کي جگه صرف اِن تين حصوں ميں تمام علوم تقسيم کرديے گئے هيں :

(۱) علوم حياتيه -
(۲) علوم نفسيه -
(۳) علوم طبيعيه -

ان تينوں قسموں ميں سے همارا موضوع بحث آخر الذکر علم ' اور سب سے پهلے صرف اسکي ايک هي شاخ ' يعني علم کيميا هے -

امم قديمه ميں سے جن جن قوموں کي تاريخ ميں هميں علم کيميا کا تذکره ملتا هے ' وہ مصري ' فنيقي ' يهودي ' يوناني ' رومي ' اور عرب هيں - اِن قوموں ميں سے مصري سب سے پهلے گذرے هيں ' اسليے غالباً فن کيميا کا اولين سرچشمه مصر هي هے -

(لفظ کيميا)

" کيميا " کس زبان کا لفظ هے اور اسکے کيا معني هيں ؟ اسميں علماء کا اختلاف هے - بعض کا بيان هے که کيميا " کمي " سے مشتق هے جسکے معني سياه زمين کے هيں- قديم زمانے ميں مصر کا بهي نام تها اور چونکه اس فن کا گهواره مصر تها ' اسليے اسکا بهي يهي نام پڑگيا - اسکي تائيد اس سے بهي هوتي هے که کيميا کو " فن مصري " بهي کهتے هيں -

مگر بعض کا خيال هے که يه ايک عبراني نژاد لفظ سے مشتق هے جسکے معني راز يا اخفاء کے هيں - اصل ميں يه لفظ غالباً شامان هے - اهل يونان مصر کو سام ابن نوح کي نسبت سے شاميا کهتے تهے -

ايک تيسري جماعت کو ان دونوں رايوں سے اختلاف هے - اسکے نزديک يه در اصل " سيميا " تها - سيميا کے معني بهي اخفاء و پوشيدگي کے هيں -

بهر نوع لفظ کيميا کا مشتق منه خواه کچهه هي هو اور اسکے معني خواه سياه زمين کے هوں يا اخفاء کے ' اسقدر يقيني هے که يه ايک پوشيده فن تها جسے صرف روساء مذهبي هي جانتے تهے ' اور اسکي بڑي دليل يه هے که خود هيکلوں اور عبادتخانوں کے اندر يا انکے قرب و جوار ميں کيمياري دار العمل (لبوريٹري) نکلے هيں -

(کيميا کي ابتدا)

جس طرح دنيا ميں تمام علوم کي ابتدا افراد انسانيه کي غير منضبط اور توهمات آميز معلومات سے هوئي هے اور رفته رفته تمدن و عمران کي ترقي سے اُن ميں ترتيب اور انضباط پيدا کيا هے ' اُسي طرح فن کيميا کي بهي ابتدا هوئي -

البته اسکي ابتدا اس لحاظ سے ايک خاص اور غير معمولي حالت بهي رکهتي هے - شايد هي کسي علم کي ابتدا اسقدر توهمات اور خلاف مقصد کوششوں سے آلوده رهي هوگي ' جيسي که اس نهايت قيمتي اور ضروري فن شريف کي هوئي هے !

آگے چلکر فن کيميا کے مختلف دوروں کي سرگذشت آئيگي - يهاں هم صرف اسقدر اشاره کرديا چاهتے هيں که اسکي ابتدا نه صرف غلط فهميوں اور غلط مقاصد کے اعتماد کے ساتهه هوئي جيسا که انقلاب ماهيت معدنيات کي کوشش سے ظاهر هوتا هے ' بلکه بهت کچهه انساني جرائم و معاصي کي اُن افسوسناک سرگذشتوں سے بهي اسکا تعلق رها هے جو دنيا کے گذشته تاريخي زمانوں کي وحشت انگيز ياد گاريں هيں ' اور جنسے اس افسوس ناک صداقت کي تصديق هوتي هے که بهتر سے بهتر اور اشرف سے اشرف آله و وسيله بهي انسان کے بهيمي جذبات کے قبضه ميں آکر بدترين لعنت و عذاب بن جا سکتا هے !

فن کيميا کے جس قدر ابتدائي تجارب هيں ' وہ دنيا نے صرف دو طريقوں سے حاصل کيے هيں :

(۱) بهت سے لوگوں کو خيال پيدا هوا که ادنى درجه کي دهاتوں کو کسي خارجي ذريعه سے اعلى درجه کي دهاتوں ميں منقلب کرديا جاے - مثلاً تانبے کو سونا بنا ديا جاے يا قلعي اور پاره کو چاندي کي صورت اور خواص ميں بدلديا جاے - اس مقصد کے حاصل کرنے کيليے بڑي بڑي علمي اور تجاربي کوششيں شروع هوئيں اور صديوں تک بڑے بڑے حکما اور علمي حلقے اس مقصد کے تجربوں ميں مشغول رهے - وہ اپنے مقصد ميں تو کامياب نهوے ليکن انکے تجربوں سے ضمناً بهت سے قيمتي مسائل معلوم هوگئے جو ايک عمده ابتدائي سرمايه اصلي فن کيميا کا ثابت هوا !

(۲) پهلا ذريعه تو يه غلط فهمي اور غلط تلاش تهي - دوسرا ذريعه انساني وحشت و جرائم کے مقدس اور معني حلقوں کا علمي وسائل سے مقصد براري کي کوشش کرنا هے جو عصر قديم سے ليکر ازمنه مظلمه (مڈل ايجز) کے بعد تک برابر جاري رهي - تاريخ کے مطالعه سے اُن شرير اور جرائم پيشه اشخاص اور جماعتوں کا پته چلتا هے جو اپنے علم و حکمت کو اس راه ميں صرف کرکے اپنے بڑے بڑے ذاتي فوائد حاصل کرنا چاهتے تهيں - يه وہ لوگ تهے

جو اپنے بعض ذاتي مقاصد کے طاقتور دشمن رکھتے تھے' اور انکو مخفي اور ناقابل گرفت ذرائع سے هلاک کرنے کیلیے دئے دئے زهروں اور قاتل ادویه کے متلاشي تھے -

بڑي بڑي اقتدار طلب اور حکومت خواہ جماعتیں تھیں جو ایسي ادویات اور مرکبات طیار کرتي تھیں جنکے ذریعه ان تمام طاقتور اشخاص کو پوشیده هلاک کرسکیں جنکا وجود انکے مقاصد میں حارج هے - متعدد بت پرست اقوام کي مذهبي جماعتیں اور انکے بعد قرون متوسطه کے متعصب اور جرائم پیشه مسیحي خانقاهیں بھي اس سلسلے کي ایک مشهور کڑي هیں' جنھوں نے اپنے گرجوں اور قلعه نما خانقاهوں کے تهه خانوں میں انساني هلاکت و وحشیانه جرائم کو صدیوں تک قائم رکھا ' اور جنکے مظالم کي لعنت سے صرف چند صدي پیشتر هي دنیا کو نجات ملي هے !

زمانۂ گذشته کي پراسرار کهانت اور مذهبي پیشواؤں کي خوفناک قوتیں بھي بهت کچھه اسي فن کے پوشیده تجربوں کا نتیجه تھیں - یه لوگ پهاڑوں کي غاروں کے اندر اور قلعوں اور گرجوں کے تهه خانوں میں اپنے علم و تلاش کو ان چیزوں کیلیے صرف کرتے تھے' اور ایسے ایسے مرکبات اور ادویات دریافت کرلیتے تھے جنکے خواص اُس زمانے میں عام طور پر معلوم نه تھے' اور پھر انکے ذریعه اپنے تئیں غیر معمولي اور پراسرار قوتوں کا مالک ظاهر کرتے تھے - روم اور جرمني کے قدیم پادریوں اور رومن کیتھولک راهبوں کي خوفناک قوتوں کا تفصیلي تذکره تاریخ میں موجود هے - انکے پاس عجیب عجیب قسم کے قاتل زهر هوتے تھے جو مختلف غیر محسوس طریقوں اور معین زمانوں کے اندر مقدس جماعت کے دشمنوں کو هلاک کردیتے تھے -

روم میں کارڈنیل پادریوں کا گروہ (جن میں سے نیا پوپ منتخب کیا جاتا هے) عجیب الخواص ادویات مہلکه کے لحاظ سے پوشیده اور علمي جرائم کي ایک پوري تاریخ هے - ان میں سے جو لوگ اپنے تئیں پوپ اور روم کا تاجدار قرار دینا چاهتے تھے' انکے بڑے بڑے پوشیده حلقے موجود تھے' اور انھوں نے اُس عهد کے پوشیده علوم و حکمت کے جاننے والوں کي مدد حاصل کرکے ایسي مرکبات حاصل کرلي تھیں جنکے استعمال کے نتائج اُس عهد میں بالکل غیر معلوم تھے - مسلمانوں کے بعد اسپین میں مسیحي حکومت قائم هوئي' اور اس نے مشهور و معروف عدالت روحاني (انکویزیشن) کے ذریعه انسانوں کیلیے سب سے بڑي مسیحي لعنت کا وحشتناک سلسله شروع هوا - اس عدالت کے خوفناک کارندے اور ممبر تمام مسیحي یورپ میں پھیل گئے تھے ' اور انکے خوفناک اقتدار کا ذریعه منجمله دیگر مخفي اسباب و طاقت کے ایک فن کیمیا کے غیر معلوم تجارب بھي تھے -

اسي طرح چودھویں صدي مسیحي سے لیکر سولھویں صدي کے اواخر تک روم اور جرمني میں پادریوں کي ایک مخفي اور خوفناک عدالت کي شاخیں پھیلي هوئي تھیں' اور اُسکے ممبر اور کارندے پوشیده پوشیده تمام یورپ میں منتشر اور پاد شاهوں سے لیکر عام باشندوں تک پر اقتدار رکھتے تھے' انکي نسبت بے شمار شهادتیں موجود هیں ' جنسے معلوم هوتا هے کہ انساني هلاکت کیلیے بهت سے کیمیائي عرفیات کا انھیں علم تھا ' اور اُسکي تجربه گاهیں اُس عهد کے ویران قلعوں اور بڑے بڑے گرجوں اور خانقاهوں کے اندر موجود تھیں - وہ طرح طرح کے خوفناک طریقوں سے مفردات و عناصر کي ترکیب و تجزیه کا تجربه کرتے تھے' اور انھوں نے ایسے ایسے آلات بھي ایجاد کرلیے تھے جو آجکل کیمیائي تجارب میں استعمال کیے جاتے هیں - وہ زهریلے جانوروں کے اعضا سے زهر نکالتے ' اور درندوں کو زنده لٹکا کر اور انکے پیٹ چاک کرکے طرح طرح کے حیواني مادے اور آنتڑیوں کے عرق کھینچتے !

یه ایک وحشیانه اور خونخوارانه تجربه تھا ' لیکن اسکي وجه سے فن کیمیا کے بهت سے تجربے معلوم هوگئے' اور گو پوشیده علوم اور پراسرار معلومات هونے کي وجه سے انکا بڑا حصه غیر معلوم هي رها ' تاهم جسقدر بھي معلوم هوسکا ' وہ اس فن کي ابتدائي معلومات کا قیمتي ذخیره هے -

(کیمیا کے مختلف دور)

دنیا میں جب تک کوئي شے زنده رهتي هے' اُسوقت تک برابر اسمیں تغیر و انقلاب کا سلسله جاري رهتا هے ' لیکن جب وہ مرجاتي هے تو یه سلسله منقطع هوجاتا هے - یهي حالت علوم کي بھي هے - علوم جب تک زنده رهتے هیں اسوقت تک همیشه انمیں حذف و اضافه اور ترمیم و اصلاح هوتي رهتي هے -

یه مضمون کیمیا کي مکمل تاریخ نهیں بلکه صرف اس کا ایک صفحۂ مطالعه هے' اسلیے هم مجبور هیں که فن کیمیا کے صرف اهم دوروں کو لے لیں اور انپر نهایت اختصار و اجمال کے ساتھه بحث کریں -

کیمیا کے اهم دور چار هیں :

(۱)

اس دور میں لوگوں نے علمي یا کم از کم باقاعده تجارب کے ذریعه کیمیاوي ظواهر و آثار کا مطالعه نهیں کیا - اور اسکا نتیجه یه نکلا که انھوں نے سب کے سب غلط نتائج نکالے - اس دور میں لوگوں کا تمامتر مقصد یه تھا که جسطرح هوسکے' کم قیمت دھاتوں کو قیمتي دھاتوں مثلاً چاندي یا سونے کي صورت میں منتقل کردیا جائے - یه کوشش اهل مصر میں پهلي صدي عیسوي تک جاري رهي - یهاں تک که کہا جانے لگا که کیمیا اُسي علم کا نام هے جسکے مطابق چاندي اور سونا بنایا جاسکے !

اسکے بعد هي مسلمانوں کا عهد علمي شروع هوا اور ان میں بھي گو ابتدا میں اس غلط خیال کو اشاعت هوئي اور اسکا سلسله برابر قائم رها ' لیکن انهي کے حکماء محققین نے سب سے پہلے اسکي تغلیط بھي کي اور فن کیمیا کو اصلي مقاصد اور علمي شکل کے ساتھه مدون کرنا چاها -

مگر یورپ میں یه دور سولھویں صدي عیسوي کے وسط تک برابر قائم رها چاندي سونا بنانے کے مدعي شعبده هزارها انسانوں کو دھوکا اور فریب دیکر لوٹتے رهے -

(۲)

اسکو هم دور طبي بھي کہسکتے هیں کیونکه اسمیں حالات بدل هوگئے ' اور بجاے اسکے که ارباب فن کا مقصد عملاً چاندي اور سونے کے ساتھه مخصوص هوتا ' اب انکے پیش نظر صرف ادویه کي تیاري آگئي - اس دور میں طب اور کیمیا پهلو به پهلو تھے - علم طب پر خیال کیا جاتا تھا که صحت و مرض' تغیرات کیمیاوي هي کا نام هے - اسلیے جب کوئي شخص بیمار پڑجائے تو اسکي صحت یابي کے لیے ضروري هے که اسکے بدن میں کوئي اثر کیمیاوي پیدا کیا جائے

سیرا سلسس (Saracelsus) سب سے پہلا شخص هے جس نے اس اصول کا صور پھونکا - اس زمانے کے لوگوں میں سے زین هیلمنٹ (Van Helmant) جیسے زبردست عالم تک نے اس مذهب کو قبول کرلیا تھا - اس انقلاب کا نتیجه یه هوا که بهت سے مرکبات کیمیائیه خصوصاً فلزی مرکبات ایجاد هوئے - یه دور سترهویں صدي کے وسط میں ختم هوجاتا هے ' اسمیں سب سے زیاده کامیاب علمي حصه مسلمانوں کے عهد طبي و کیمیائي کا هے -

(۳)

اس کو ہم دور احتراق (Phlogiston Period) (عربی میں اس کا ترجمہ عصر السعیر کیا گیا ہے) کہسکتے ہیں - یہ سترھویں صدی کے وسط سے شروع ہوتا اور اٹھارویں صدی کے آخر میں ختم ہوجاتا ہے - اس عرصہ میں بہت سے علماء کیمیا نے ایک مستقل فن بنانے کی کوشش کی - اس سعی کے لحاظ سے کیمیا کی تاریخ رابرٹ بوائل (Robert Boyle) کے وقت سے شروع ہوتی ہے - رابرٹ بوائل کا یہ اصول تھا کہ اس فن کا مقصد مذاہب احسام کا علم ہے اور بس -

اس دور میں ارباب بحث و تحقیق کے خیالات پر چند خاص مسائل چھاگئے تھے جنمیں سب سے زیادہ اہم مسئلۂ احتراق کا ہے اور اسی لیے ہم نے اس دور کا نام " دور احتراق " رکھا ہے - اس دور کے علماء کیمیا کا یہ اعتقاد تھا کہ جب کوئی شے جلتی ہے تو اس سے ایک عنصر نکلتا ہے جسے فلوجسٹن (Phlogiston) کہتے ہیں - فلوجسٹن ایک فرضی عنصر ہے جسکے متعلق فرض کیا گیا تھا کہ وہ خالص آگ ہے اور آتشگیر مادوں میں ملا ہوا رہتا ہے - یہ اعتقاد عرصہ تک قائم رہا - یہاں تک کہ ایک مشہور عالم کیمیاوی (Lavoisier) نے اس خیال کو باطل ثابت کیا ' اور اسوقت سے چوتھا یا موجودہ دور شروع ہوا -

یہ دور لاوزایر کے عظیم الشان و دقیق کارناموں سے شروع ہوتا ہے - اس کیمیاوی جلیل نے اپنے تجارب سے ثابت کردیا کہ اشیاء کے جلنے میں ہوا کو بہت بڑا دخل ہے ' نیز یہ کہ احتراق اور فلوجسٹن کے متعلق قدماء کے جو اعتقادات تھے ' وہ وہم محض سے زیادہ نہیں ہیں - اسی ایک اصول کے دریافت ہو جانے سے دفعتاً نظریۂ احتراق کی بنیادیں اسطرح ہلگئیں کہ پھر قائم نہ رہسکیں -

جیسا کہ بعد کے مباحث سے آپکو معلوم ہوگا ' در حقیقت لاوزایر نے وہ عظیم الشان خدمت اس فن کی انجام دی ہے جسکی وجہ سے اسکا نام ہمیشہ تاریخ کیمیا کے صفحات میں محفوظ رہیگا - اُس کے اس کارنامہ کی عظمت کا اندازہ صرف اسی سے ہوسکتا ہے کہ اہل فن نے اسے " موجودہ فن کیمیا کے باپ " کا لقب دیا ہے !

مگر افسوس کہ قسمت نے اسکا ساتھ نہ دیا - انقلاب فرانس کے عہد کشت و خون میں حکومت فرانس نے اسے قتل کرا دیا !

اس عہد کے ارباب فضل میں ڈلٹن (Dalton) اور برزیلیوس (Berzelius) بھی ہیں - اول الذکر ایک انگریز حکیم ہے جس نے ذرات کا وہ عظیم الشان نظریہ وضع کیا جو آج علوم کیمیاویہ کا سب سے بڑا محور ہے - ثانی الذکر سویڈن کا باشندہ تھا - اس کا سب سے بڑا کارنامہ مختلف عناصر کے اوزان ذری کا (یعنی اُس وزن کا جو ذرات سے پیدا ہوتا ہے) اندازہ کرنا ہے -

اسکے بعد عہد آخر کے ارباب کمال کی جماعت ہے ' جنمیں سویڈن کا ارہی نس (Arrhenius) ہالینڈ کا وانٹ ہف (Vant Haff) جرمنی کا برٹولٹ Bertolet اور استوالڈ Ostwald ' انگلستان کا فرینکلینڈ Frankland اور سیر ولیم رامزے Sir W. Ramsay مشہور صنادید فن ہیں ہے - ان میں سے چار اول الذکر علماء نے کیمیا کی ایک نئی شاخ کی بنیاد رکھی جسکو یہ لوگ طبیعی کیمیا کہتے ہیں - کیمیائے طبیعی میں مرکبات کے خواص طبیعی اور ترکیب کیمیاوی کے باہمی تعلق سے بحث ہوتی ہے -

ترجمہ اردو تفسیر کبیر
قیمت حصہ اول ۲ - روپیہ - ادارۂ الہلال سے طلب کیجیے

بریڈفرنگ

کارزار السٹر

نتائج و عبر

غالباً یاد ہوگا - الہلال جلد ۳ نمبر ۲۵ میں السٹر کی فوجی تیاریوں کے متعلق ایک مضمون مع چند اہم تصاویر کے شائع کیا گیا تھا - اس مضمون میں جن قومی اور جنگی تیاریوں کی اطلاع دی گئی تھی ' وہ اب بڑی حد تک مکمل ہوگئی ہیں - اسوقت کا ایک جنگی مراسلہ نگار لکھتا ہے :

" اسوقت تک جتنے فدا کار السٹر کی قومی فوج میں داخل ہوچکے ہیں ' انکی تعداد قریباً ایک لاکھ دس ہزار ہے اور روزانہ نئے نئے امیدوار جوق جوق تمام اطراف و اکناف ملک سے چلے آرہے ہیں !

چونکہ اس فوج میں ہر شخص داخل ہوسکتا ہے اسلیے قدرتاً بہت سے داخل ہونے والے بچے ' بوڑھے ' اور مریض و کمزور اشخاص بھی ہونگے - اس بنا پر یہ خیال چنداں صحیح نہ ہوگا کہ سوا لاکھ کی تعداد سے جسقدر خوف و عظمت کا اندازہ ہوتا ہے ' فی الواقع اسکی فوجی قوت بھی اتنی ہی ہوگی -

مگر اس خیال کو زیادہ وسعت دینا اور اس فوج کو ' جس کا ہر فرد نہ بر بناء ملازمت و قانون ' بلکہ محض جوش قلبی و غیرت و محبت وطنی کیلیے اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہادینے کیلئے تیار ہے ' بھیڑوں کا ایک گلہ سمجھ لینا بھی صحیح نہ ہوگا - ہر وہ جس شخص کو خوش قسمتی سے اس فوج کی پلٹنوں کے دیکھنے کا موقعہ ملا ہے ' وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ ہر پلٹن کا بیشتر حصہ وہی لوگ ہیں ' جنکی رگوں میں ابھی عنفوان شباب کا خون دوڑ رہا ہے ' اور جو اس سے زیادہ تنومند اور چاق و چوبند ہیں ' جسکی توقع انکو دیکھنے سے پہلے ہوسکتی ہے -

رہا جوش اقدام و سر فروشی ' تو اسکے متعلق صرف یہ تہدید کافی ہوگا کہ ظفر و فیروز مندی کی روح تو انمیں خود پادشاہ کی فوج سے بھی کہیں زیادہ ہے - پادشاہ کی فوج کی مشین تنخواہ کی ترغیب اور قانون کی قوت سے چلتی ہے ' مگر یہاں اسکی جگہ جوش و طغیت اور حمیت و غیرت قومی انکے اندر کام کررہا ہے ! و شتان بینہما "

(حکومۃ کی بیچارگی)

جو لوگ اس ملکی فوج کے نظام سے واقف نہیں ' سمجھتے ہیں کہ اگر حکومت اس وقت سختی اور جبر سے کام لے تو اس حرکت کو فوراً روکسکتی ہے - وہ اسکے مراکز اعلی (ہیڈ کوارٹر) کا محاصرہ کرلے ' اور اسکے جملہ زعماء و روساء تحریک ہیں ' سب کو گرفتار کرلے - مگر وہ نہیں غور کرتے کہ اگر اس فتنہ کا انسداد صرف اسی جرأت اور قانونی قوت پر موقوف ہوتا ' تو حکومت اپنے تئیں کبھی بھی ان گونہ گون اور تہدید آمیز پریشانیوں میں نہ الجھنے دیتی ' اور آج سے بہت قبل وہ سب کچھ کرچکی ہوتی ' جو اب ہمارے دماغ میں گردش کررہا ہے -

اولاً تو وہ ملکي پارٹیونکے اختلافات کي وجہ سے ایسي جرأت جسمیں اگرکسي السٹر والے کا ایک قطرہ خون بھي گر گیا تو اسدر داخلي خونریزي اور خانہ جنگی کے پر ہیبت ناموں سے موسوم کیا جائیگا) کرنہیں سکتي ' اور اگر وہ اسقدر بد اندیش ہو بھی جائے ' جب بھي وہاں کي حالت اسدرجہ قوي ہے کہ اس تحریک کي سرکوبي و پامالی میں کبھي کامیاب نہ ہوگی - اس تحریک کے بانیوں نے فوج کا نظام ایسے اصول پر رکھا ہے ' جسمیں ان خطرات و آفات کے لیے پورا حفظ ما تقدم کا سامان موجود ہے ' اور پھر یہ ایک عظیم الشان داخلي جنگ ہوگي ' جو قرون گذشتہ کي با ھمي خونریزیوں کے واقعات انگلستان میں تازہ کردیگی -

(عـدم تمرکز)

السٹر کي ملکي فوج کا نظام اصول لا مرکزیت پر مبنی ہے - یعني اسکا کوئي مرکز عمومي نہیں جسکےساتھہ پوري فوج کا وجود یا عدم وابستہ ہو ' اسلیے اگر اس تحریک کا بڑے سے بڑا سرغنا بھي گرفتار کرلیا جاے جب بھي اسے کوئي ایسا صدمہ نہ پہنچیگا جو اسکي ہستي کے لیے فیصلہ کن ہو -

اس قسم کي تمام قومي تحریکوں کو محض مرکزیت ہي کي وجہ سے نقصان پہونچتا ہے - اسکی قوت صرف چند لیڈروں کے ہاتھہ میں ہوتي ہے جنکو گورنمنٹ گرفتار کرلیتي ہے ' اور پھر انکی تحریک ضعیف ہوجاتی ہے - پس اُن تمام تحریکوں کیلیے جو قانون وقت کے حملوں سے محفوظ رہنا چاہیں ' ضروري ہے کہ اپنا ایک مرکز کبھي بھي نہ رکھیں - انکي قوت سمندروں کي طرح پھیلي ہوئي ہو جسکي سطح کا ہر حصہ مرکز اور جسکي موجوں کي ہر چوٹي طاقتور ہوتي ہے !

السٹر کا موجودہ نظام یہ ہے کہ تمام فوج متعدد مرکزوں میں منقسم ہے - ہر مرکز میں متعدد کمپنیاں اور ہر کمپنی میں متعدد ریجمنٹ ہیں - ریجمنٹوں میں سپاہیوں کي تعداد مختلف ہے - جس مقام پر جسقدر فدا کار جمع ہوے ' اتنے ہي آدمیوں کا وہاں ریجمنٹ بنا دیا گیا -

(قومي فوج کي تقسیم)

تمام السٹر میں کل ۹ فوجي مرکز ہیں - ان ۹ مرکزوں میں ۶۵ ریجمنٹیں ہیں - بلفاسٹ میں جو اس تحریک کا صدر مقام ہے ' ۸ - ریجمنٹ ہر وقت موجود رہتے ہیں - ان ریجمنٹوں کے علاوہ بقیہ فوج تمام صوبہ میں پھیلي ہوئي ہے ' بعض میں ۴ ریجمنٹ ہیں ' بعض میں تین بعض میں دو ' اور بعض میں صرف ایک ہي سواروں کي پلٹن ہے ' مگر اس سے ضعف یا کمزوري کا نتیجہ نہ نکالنا چاہیے - کیونکہ جو مرکز جس وقت چاہے گھوڑوں اور سائیکل سواروں کي پلٹن فوراً تیار کرلے سکتا ہے -

اصولاً ہر ریجمنٹ میں ۴ سو سے لیکے ۲ ہزار ۲ سپاہي تک ہونے چاہئیں ' مگر چونکہ انکی چھوٹی چھوٹی ٹولیاں مختلف مقامات پر بھیجدي گئی ہیں تاکہ اہل آلرلینڈ کے حملوں کا تدارک کرسکیں (جو چاہتے ہیں کہ السٹر بھي ڈبلن پارلیمنٹ میں ضرور رہی شامل ہو) اسلیے اب کسي ریجمنٹ میں بھي ایک ہزار سپاہي سے زیادہ نہیں ہیں -

ان کمپنیوں اور ریجمنٹوں کو مرکز سے ہر قسم کے سامان جنگ و خورد و نوش کي برابر مدد ملتي رہتي ہے - اسکےعلاوہ طبي امداد کا سامان بھی وسیع اور عمدہ پیمانہ پر ہے - تیمارداري کے لیے السٹر کي پر جوش خاتونیں ہیں - علاج کے لیے اعلی قابلیت کے

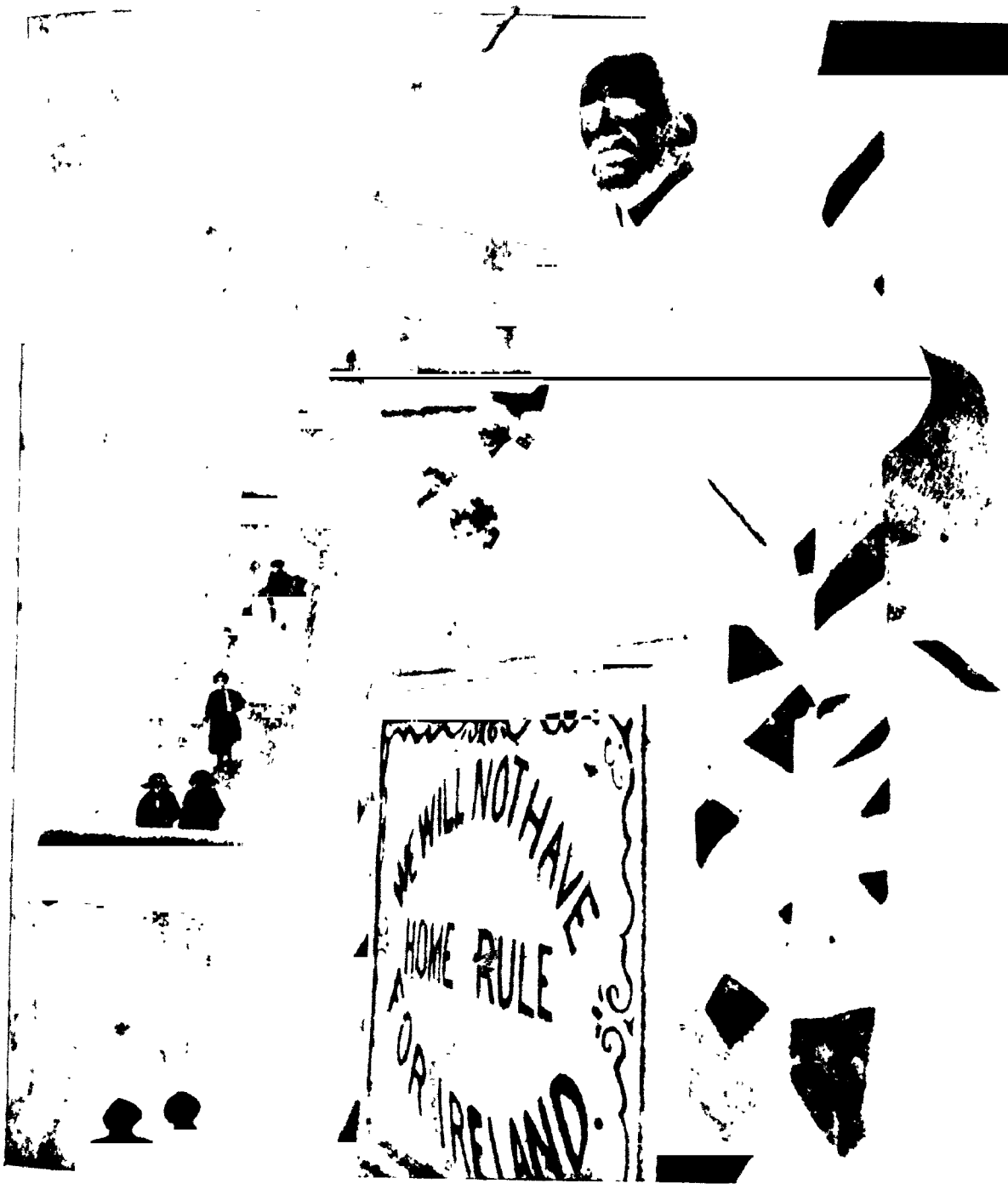

اقورۃ کارسن السٹر کے بندرگاہ میں کھڑا ہے اور فوجي احتفاظات کیلیے احکام دے رہا ہے !

ڈاکٹر اور مریضوں کے لیجانے کے لیے کافي مقدار میں گاڑیاں موجود رکھي گئي ہیں !

السٹر کی ملکی فوج کے نظام میں لا مرکزیت کے ساتھہ جمہوریت بھي شامل ہے - چنانچہ تمام ذمہ دار عہدوں کا تقرر بذریعہ انتخاب ہوتا ہے - چھوٹي چھوٹي ٹولیاں یا رسالے اپنے اپنے کمانڈروں کو خود منتخب کرلیتي ہیں - پھر یہ انتخاب شدہ کمانڈر ریجمنٹ کے قائد کا انتخاب کرتے ہیں - وہ اپنے افسروں کو منتخب کرلیتے ہیں - بڑے کمانڈر کے بعد جو کمانڈر ہوتا ہے ' اسکے انتخاب کا اختیار کبھي تو بڑے کمانڈر کو دیدیا جاتا ہے - کبھي فوج خود اپنے ہي ہاتھہ میں رکھتي ہے -

السٹر کے بڑے بڑے روساء اور عمائد کے متعلق فوج کي نگراني کردي گئی ہے - اگر انمیں سے کسي کي غفلت و بے پرواہی

ثابت هوتی هے تو وہ فوراً معزول کردیا جاتا هے' اور اسکي جگه دوسرا شخص مقرر کیا جاتا هے -

انگریزي فوج کے بہت سے افسروں نے وعدہ کیا هے که وہ اس ملکي فوج کی هرطرح مدد کرینگے - چنانچه ان میں سے بعض تو گورنمنٹ کی فوج سے مستعفي هوکے آ بھی گئے هیں اور بعض نے اگرچه ابھی استعفاء نہیں دیا هے مگر ناهم جب ضرورت پڑیگي فوراً داخل کردینگے -

مسٹر اسکویتھه خواه کتنا هي چھپانے کي ناکام کوشش کریں ' مگر یه واقعه اب سبکے پیش نظر هے که پچھلے دنوں انگلستان کی فوج نے اپنے السٹر کے بھائیوں پر تلوار اٹھانے میں ایک سپاهي کي طرح آمادگي ظاهر نه کي تھي اور بہتوں نے تو اسی وقت اپنا اپنا استعفا پیش کر دیا تھا - اُس وقت پوري گورنمنٹ اس واقعه سے بد حواس هوگئي تھی سپه سالار کو بالاخر خود بھي مستعفي هوجانا پڑا !!

ان فدا کاروں کے سانھه پادري بھي شریک هیں جنمیں سے بعض تو محض قوم کو تحریض و ترغیب دینے کے فرائض انجام دیتے هیں ' اور بعض سپاهیانه حیثیت سے بھی حصه لے رهے هیں -

ایک کمپني خبر رسانی کے لیے بھي مخصوص هے - چونکه اسکا تعلق تمام مرکزوں سے هے اسلیے اسمیں هر مراز کے چیده چیده اشخاص شامل هیں - اس کا سرخیل بلفاست کا ایک مشهور رئیس هے -

اس کمپنی کے پاس ۴ سر موٹرکار اور ۲ سو موٹر بائیسکل هیں - انکے علاوہ جھنڈیاں ' لیمپ ' وہ آلات جنکے ذریعه محض دھوپ کي روشنی سے خبر بھیجي جا سکتي هے ' وغیرہ وغیرہ تمام سامان محاربہ کافي مقدار میں موجود هے - تجربه سے معلوم هوا هے که ۴ گھنٹے کے اندر صوبه کے اس گوشے سے اُس گوشے تک خبر بھیجي جا سکتي هے !

السٹر کي فدا کار عورتوں کي ریجمنٹ جو قومي جھنڈیاں هاتھه میں لیے هوے آ رهي هیں !

تحقیقات سے یه بھی معلوم هوا هے که اس کمپنی میں انگریزي فوج کے افسروں کي طرح ڈاکٹانه کے بھی بہت سے اعلی ملازم شریک هیں !

(عورتوں کي شرکت)

عورت جو انسان کي هر خدمت اعلی اور فضیلت وطني و ملکی میں همیشه شریک رهی هے ' السٹر کي اس قومي تحریک کے اندر بھی هر طرح مشغول نظر آتی هے !

ملکی فدا کاري کی لہروں نے مردوں اور عورتوں ' دونوں کو یکساں طور پر هلا دیا - السٹر کي عورتوں نے بھي اس دفاع کي ریسي هي تیاریاں کی هیں جیسي که مردوں نے - انکي فدا کار فوج کی بھي خاص خاص پلٹنیں مرتب هوئی هیں ' اور میداں میں انکے غول کے غول صف آرائیوں اور قواعد جنگ کے سیکھنے میں مشغول نظر آتے هیں !

فوج کے اُن تمام کاموں کیلیے جو عام نقل و حرکت ' تیمارداري ' بار برداري ' پیغام رسانی ' اور جاسوسي و مخبري سے تعلق رکھتے هیں ' عورتوں هي سے مدد لی جا رهي هے - نوجوان اور سالخوردہ ' هر طرح کي عورتیں اسمیں شریک هیں - انھوں نے اپنے لیے خاص طرح کی جھنڈیاں بنالی هیں اور فوجی وضع کا چست و آسان لباس اختیار کیا هے - پال مال گزٹ کے نامه نگاروں نے جب انسے گفتگو کی تو انکی قومی جاں نثاری کے ولولوں کو سنکر حیرت زدہ اور مبہوت هوگئے - ایک نامه نگار لکھتا هے که السٹر کی اٹھارہ برس کی لڑکی وهاں کے چھل ساله باشندے حوالے سے کسي طرح جوش و اولوالعزمي میں کم نہیں هے !

(مسٹر ادورڈ کارسن)

اس سلسلے میں سب سے زیادہ عبرت انگیز منظر جو هندوستانیوں کیلیے هو سکتا هے ' اس تحریک کے مشهور لیڈروں کی عجیب و غریب حالت هے -

مثلاً ادورڈ کارسن هی کو دیکھیے - یه شخص فوجي تحریک کا مشهور سرغنه هے - ابتدا سے گورنمنٹ کا مقابله کررها هے ' صاف صاف طور پر کہتا هے که تلوار اور بندوق سے مقابله کیا جائیگا - پھر کہنے کا عہد بھی گذر گیا اور کرنے کا دور شروع هوا - تمام السٹر نے فوجي طیاریاں شروع کردیں ' اور اسکي روک کیلیے جتنی کوششیں کی گئیں ' سب کی سب بالکل بے اثر رهیں - اب السٹر پوري طرح آمادہ جنگ و پیکار هے !

با ایں همه ادورڈ کارسن کے سانھه گورنمنٹ کچھه بھي نہیں کرسکتي - گرفتار کرنا یا گرفتاري کا وارنٹ جاري کرنا تو بڑي بات هے ' اتني قوت بھي نہیں رکھتي که اسکي نگراني کیلیے پولیس کے جاسوسوں کو معین کرے وہ بلا تکلف لندن کی گلیوں سے گذرتا هے ' اور اسکے بڑے بڑے هوٹلوں میں آرام کی نیند سوتا هے - صرف اتنا هی نہیں بلکه هلید پارک میں هزاروں انسانوں کے سامنے شور بار اور شعله خیز تقریریں کرتا هے ' گورنمنٹ کو اعلان جنگ دیتا هے ' اور اسکی معاندانه تدبیروں اور مصنوعي اظہار استقامت پر ٹھٹھا مار مار کر هنستا هے - مسٹر اسکویتھه اور وزراے حکومت کچھه فاصلے پر کھڑے رهکر سب کچھه سنتے هیں ' اور خاموش و بے حرکت چلے جاتے هیں !

یه حالت هے اس ملک کي جو حقیقت میں آزادي کا گھر اور حریت کي مملکت هے !

اسکے مقابلے میں هندوستان کی حالت پر بھی ایک نظر ڈال لیجیے تاکه انتہا کے دونوں سرے سامنے آ جائیں - گورنمنٹ کے مقابلے یا تحقیر کا خیال تو خواب میں بھي آنا مشکل هے - البته کچھه لوگ هیں جو ملک کي تباهی پر روتے هیں اور جابرانه قوانین کے خلاف بر ماتم کرتے هیں - انکے هاتھه میں نه تو تلوار هے ' اور نه هی انکی زبان پر جنگ کا لفظ - بغاوت کا ایک بہت دور کا اشاره بھی کبھی انکی زبان سے نہیں نکلتا ' اور وفاداري پکارتے پکارتے انکی زبانیں سوکھه گئي هیں - تاهم پولیس کي ایک رپورٹ یا کسی جاسوس کا ایک حرف مخفي بھي انکي زندگي اور زندگی کی قدرتي آزادي کے سلب کرلینے کیلیے کافي هے - پھر یا تو جیل خانوں کي دیواروں کے اندر نظر آتے هیں ' یا عدالتوں کے سامنے مجرمانه سر جھکاے هوے !

مسلمان اب بهي هوشيار هوں !

مظالم البانيا

حضرت همدرد قوم مرحوم

السلام عليكم و رحمة الله و برکاته - کل کے انگریزي روزانه اخبارات میں یه خبر مجمل درج تهی که اپیروٹس یعنی اپیریس کے عیسائي باشندوں نے مقام کودہ پر دو سو مسلمانوں کو نهایت بے رحمي سے انواع و اقسام کي عقوبتونکے ساتهه مار ڈالا اور گرجا کو آگ لگا دي - آج جو خبر کسیقدر تفصیل کے ساتهه لندن سے شائع هوئي هے اوسکا مطلب یه هے که اس خبر کي مختلف ذرائع و وسائل سے تصدیق هوئی هے که کودرہ میں نهایت بے رحمي اور ایذا رساني کي گئي هے - مظلوموں کي چهاتیوں، هاتهه، پاؤں میں کیلیں یعني میخیں آهني ٹهونکي گئیں - هارمسودا میں بچے ملے جنکے ساتهه سخت بے رحمي کي گئي تهي - بهتونکي انگلیاں کاٹ ڈالي گئي تهیں - یه ظاهر هوا هے که کیاوچ کے قریب درسکو اور دیگر مقامات میں البانی مسلمانونکا قتل عام کیا گیا هے اور اونکے گهروں میں اپیروٹس کے لوگوں نے آگ لگا کر جلا دیا -

یه لفظي ترجمه ۷ - مئي کي خبر کا هے جو رائٹر کے ذریعه همکو آج ۹ مئي کو وصول هوئي هے - آپ کو معلوم هے که ایسي خبریں کس احتیاط کے ساتهه یورپ کے اخباروں میں نکلتي هیں، اور کسقدر اُن میں کاٹ چهانٹ کي جاتي هے ؟ هندوستان میں تو اور بهي زیادہ هوشیاري و احتیاط سے کام لیا جاتا هے با ایں همه اس خبر کا آنا اسکي صحت کیلیے دلیل قاطع هے بلکه معلوم هوتا هے که جو کچهه بیان کیا گیا هے وہ اصلیت سے بدرجها کم هے -

اب هندوستان کے مسلمانوں سے پوچهتا هوں که سکوت کبتک ؟ کیا وقت نهیں آگیا هے که مدعیان اسلام کے جگر شق هوجائیں، اور سکون و صبر اُنهیں جواب دیدے ؟ اگر ایسا نهیں تو پهر ایمان کا دعوا کیوں ؟ اگر حکومت ترکي کے زمانه میں مسلمان عیسائیوں کے ساتهه ایسا کرتے تو عیسائي حکومتوں کے جهاز اسوقت قسطنطنیه پر گولے باري کر رهے هوتے - جو لوگ ایک خدا کو پوجتے هیں اور خدائے مصلوب و متعدد پر ایمان نهیں رکهتے، وہ اس قابل کهاں که انکي قابل نفرت وجود کے تلف هونے پر مطالبه کیا جاے ؟ یورپ کا ان مظالم کے نسبت یه خیال هے که اگر یه نه هوتا تو البانیا میں ایک عیسائي بادشاہ کیوں مقرر کیا جاتا ؟ حالانکه تعداد مسلمانوں کي رعیت میں به نسبت نصارے کے بهت زیادہ هے - پس اصل مدعا یه هے که ان بد ترین کفار یعني مسلمانوں کا کسي طرح مقدس زمین یورپ میں خاتمه کیا جاے - اگر کوئي مسلمان البانیا کا فرمانروا هوتا تو عیسائیوں کي جان و مال اور حقوق کي حفاظت کے لیے کل نصراني یورپ کے سلطنتیں اپني مجموعي قوت کے ساتهه موجود تهیں - کسي مسلمان کي کیا مجال تهي که آنکهه اُٹها کر بهي اونکي طرف دیکهه سکتا، لیکن اس صورت میں مسلمانوں کا قلع قمع کیونکر هوسکتا تها - اسلیے جو اصلي مقصود تها اوسکا پهلا باب یه خوں ریز حالات هیں - اصلي کتاب آیندہ شروع هوگي -

مگر سوال مقدم یه هے که هندوستان کے سات کرور مسلمانوں کو اسلام کے لیے کیا کرنا چاهیے ؟ اسلام کي اصلي بنا فتح مکه سے پڑي، اور جبتک مسلمانوں نے جهاد کو نه چهوڑا وہ ذلیل نه هوے - جب سے اونهوں نے تلوار ڈالدي وہ پامال هوگئے هیں - ٹرکي اور کابل کو دیکهه لو که کیا کرتي هے - یهاں هم مسلمانوں کے لیے جهاد شمشیري کا موقعه نهیں هے تو نهیں هم هندوستان کے مسلمان جهاد مالي کرکے ایک بقیة السیف سلطنت کو بچانے کي کوشش کرسکتے هیں، پس براے خدا اُٹهو اور مسلمانوں کو جگاؤ که وہ اپني آمدني کا ایک حصه اگرچه وہ کیسا هي خفیف هو ٹرکي کي بهتري اور بري طاقت کے لیے وقف کر دیں -

اگر هندوستان کے سات کرور مسلمان ایک روپیه بلکه ایک پیسه بهي ماهوار اس غرض کے لیے وقف کردیں تو کیا کچهه هوسکتا هے - یه موقع هے که کلکته، بمبئي، لکهنؤ، دهلي، لاهور وغیرہ شهروں میں جلسه هاے عامه منعقد کیے جائیں اور قوم سے مرجي اور بهري امداد سلطنت اسلامي کے لیے اعانت طلب هو اور عام تحریک پیدا کیجاے - پهر جب یه تحریک شروع هو تو یه ضروري هوگا که راجه صاحب محمود آباد اور سر کریم بهائي وغیرہ معتمدین ملک اسکے امین و محافظ بنیں اور قوم کو اپني اعانت کي نسبت پورا اعتماد رهے -

میں ایک ملازمت پیشه شخص هوں، میں اس کام میں کوئي بڑا حصه لینے کي طاقت اپنے میں نهیں پاتا - اسلیے میں آپ سے درخواست کرتا هوں که آپ همت باندهیں اور اگر آپ مناسب خیال کریں تو خدام کعبه کے کام کو اپنے ذمه لے لیں - اسلام و مسلمانوں کي نجات اِسي میں هے بشرطیکه ایمانداري سے کام کیا جاے -

(خاکسار - م - ا -)

رُخِ گلگوں کو بچاؤ !

قدرتی حسن کیا ہے ؟ ایک احسان ہے - جسکا بہترین پیرایہ شکر گذاری سے کم نہیں - سرد ملک کی مرطوب آب و ہوا مانع نہیں - تو نہیں لیکن ہندوستان جیسے گرم ملک میں مروجہ پوسیڈ پاؤڈر میں مل کے ہوئے رنگوں کا استعمال گلگوں غسلوں کے لیے سخت مضر ہے - اس کا اندازہ آپ خود ہی فرمائیں -

تاج گلگونہ عنبر - ہر قسم کی اسپرٹ - چربی اور رنگ کی آمیزش سے پاک ہے - اور یہی وجہ ہے کہ تھوڑے ہی زمانہ استعمال میں یہ انسانی چہرہ میں ملاحت - بالوں میں طائیت اور چمک - جلد میں ایک خلقی ہمک پیدا کر دیتا ہے - اور مروجہ پوسیڈ کی شیشی سے ڈیوڑھی مقدار میں - خوبصورت سیل لگی ہوئی شیشی میں محفوظ ہے - قیمت فی شیشی پنج آنہ (۵ر)

تمام بڑے بڑے سوداگروں سے یا براہ راست کارخانہ سے طلب کیجیے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

تیار کردہ

دی تاج مینوفیکچری (بمبئی و دہلی) صدر دفتر دہلی

خانہ زادِ چمن !

جس طرح نسیم سحری کا پہلا جھونکا - موج بوے گل سے ہم آغوش ہوکر ایک عالم کو مست الست کر دیتا ہے بعینہ اسی طرح تاج بخور عنبر کی تموجی حرکت شام دماغ کو مسحور کرکے انسان کو از خود رفتہ کر دیتی ہے - اور اُسے نہیں معلوم ہوتا کہ خود بخود چمن میں ہے - یا چمن ہی کسی سیال قوت سے صحن دماغ میں منتقل ہو گیا ہے

اگر سنگ مرمر کی دستکاریاں قدرتی حسن میں رعنائی و ناز انداز اضافہ کرتی ہیں تو بلا مبالغہ تاج محمد جبکی شگوفہ کاری ایک ہی دلیلائی سے سمند ناز پر تازیانہ بجاتی ہے ◆

ایک اونس کے خوبصورت بکس میں جو مہینوں کو کافی ہے قیمت ۴ر

تمام بڑے بڑے دوکانداروں سے یا براہ راست کارخانہ سے طلب کیجیے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

تیار کردہ

دی تاج مینوفیکچری (بمبئی و دہلی) صدر دفتر دہلی

بہشتی قطرے !

ہندوستان کے باغ جنت کے چیدہ و چنندہ پھولوں کی روح نچوڑ کے لئے کشت زعفران ایک نئی وضع کے ٹانک اور خوشنما شیشیوں میں ہر ٹیوب کے اندر رکھی ہوئی تیار مختلف خوشبوؤں میں اور جو نہ صرف عطر پستوں ہی کی محبوب ہیں بلکہ حلقہ کے مذاق ہوتا نازک دماغ اصحاب حکام، اطباء و ایڈیٹرز، مشاہیر و اکابر انکو قدر سیلن ہار کی نظر سے دیکھتے ہیں ◆

تاج قطرہ نسیم ہر **تاج روح شمیم** فی شیشی ایک ڈرام ہر

تاج موج نسیم } علاوہ خرچہ پیکنگ و محصول ڈاک فی شیشی ایک ڈرام ۱۲ر

تمام بڑے بڑے دوکانداروں سے یا براہ راست کارخانہ سے طلب کیجیے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

تیار کردہ

دی تاج مینوفیکچری (بمبئی و دہلی) صدر دفتر دہلی

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين ط القرآن الحكيم

الهلال

Telegraphic Address,
" Alhilal CALCUTTA "
Telephone, No. 648

تار ہ پتہ
" الہلال کلکتہ
ٹیلیفون نمبر ۶۳۸

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

منام اشاعت
۱۲ ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

مدیر مسئول محرر فصوص
احمد المکنی ابن عبد القادر المدعو بـ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
شماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ٤

کلکتہ: جہارشنبہ ۱۰ ۱۰ ۱۳۳۲ ہجری
Calcutta: Wednesday, June, 3. 1914

نمبر ۲۲

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor,

Abul Kalam Azad

14 McLeod street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription Rs. 8

Half yearly ,, 4-12

الهلال

مدیر مسئول و محرر خصوصی

مقام اشاعت

نمبر ۱۴ مکلوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

ٹیلیفون نمبر ۶۳۸

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۴

کلکتہ: چہارشنبہ ۸ رجب ۱۳۳۲ ہجری

Calcutta : Wednesday, June, 3. 1914

نمبر ۲۲

مسلمانان هند اور دولہ عثمانیہ کی جنگی اعانت

ایک غلط اور افسوس ناک الزام!

مسلمانوں کے فرض دینی و اسلامی کی تشریح

پچھلے ہفتے معاصر انگریزی معاصر ہندو پیٹریٹ نے دولہ عثمانیہ کی خارجی اعانات کے متعلق ایک مختصر نوٹ لکھا ہے، اور ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وہ یکسر غلط فہمیوں پر مبنی ہے۔

معاصر موصوف لکھتا ہے کہ جنگ طرابلس و بلقان کے زمانے میں جو روپیہ دولہ اسلامی اخبارات کے دفاتر میں جمع کئے گئے تھے۔ افسوس ہے کہ بعض پنجابی اخبارات کو معلوم ہوا ہے کہ وہ گویا ہلال احمر کے نام سے تھے اور اعلان کیا گیا تھا کہ صرف ادائی کے مجروحین اور انکے پس ماندوں کو اس سے مدد دی جائیگی، مگر انہوں نے بڑا حصہ ہلال احمر فنڈ کی جگہ خود دولہ عثمانیہ کو جنگی امداد میں دیدیا گیا۔ اس طرح کہ اہم سوال پیدا ہوگیا ہے کہ باوجود اعلان یا طرفداری کے، مسلمانان هند کی جنگی اعانات کا جنگ میں لگانا جانا قانونا قابل اعتراض تھا یا نہیں؟ پھر اخیر میں لکھا ہے کہ جو رپورٹ انجمن هلال احمر قسطنطنیہ سے آئی ہے، اسمیں ان رقوم کا ذکر نہیں ہے۔ اس سے استدلال کیا جاتا ہے کہ وہ روپیہ حکومت دو بلقانی ریاستوں کے خلاف ترکی کیلئے دانستہ کے، خلاف منعقد ترکش ٹریٹی طرفداری کا اعلان نہ چلی تھی

ہم نہیں سمجھتے کہ معاصر موصوف کو یہ معلومات کہاں سے حاصل ہوئی ہیں اور "بعض پنجابی اخبارات" سے مقصود کون اخبارات ہیں؟ اگر اس سے مقصود پنجاب کے وہ معاصرین ہیں جنہوں نے هلال احمر کی رپورٹ کے متعلق مضامین لکھے ہیں، تو جہاں تک ہمیں معلوم ہے، ہم کہہ سکتے ہیں کہ ان حضرات کا مقصود محض صرف تصدیقات اور ایک بظاہر اعتراض انگیز مسئلہ سے متعلق اطمینان حاصل کرنا تھا، نہ یہ کہ اس نتیجہ کو پیدا کرنا جو ہندوستان میں سب سے پہلے هندو پیٹریٹ نے پیدا کرنا چاہا ہے، جو سمت نے سامنے ایک نئے مسئلہ کے پیش کرنے کی کوشش کی ہے

افسوس ہے کہ مسلمانوں نے جنگ طرابلس و بلقان کے زمانے میں جسقدر روپیہ جمع کیا، وہ صرف هلال احمر فنڈ کیلئے کیا۔ اور جن لوگوں سے وہ آئی بھیجا، تھا استدعا صرف مجروحین جنگ کے پس ماندوں کی اعانت ہی کیلئے بھیجا۔ ہم پورے ثبوت کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ تمام هندوستان میں اس عظیم الشان جنگ بلقان کیلئے جسمیں زر اندوختہ کروڑوں روپیے کا [illegible]

زیادہ چار لاکھ روپیہ بھیجنے کی بے نتیجہ سعی نہیں کی ہے۔

البتہ یہ ضرور ہے کہ قسطنطنیہ کی انجمن هلال احمر ایک غیر سرکاری انجمن تھی۔ اسکے متعلق پورا وثوق اور اعتماد مسلمانان هند کو حاصل نہ تھا۔ بہت سے لوگوں نے قرین احتیاط سمجھا کہ اپنا تمام روپیہ براہ راست حکومت اور اسکے وزرا کے نام روانہ کریں جو ہر طرح کے شکوک اور بدگمانیوں سے بالاتر ہیں۔

چنانچہ اکثر لوگوں نے صدر اعظم کے نام اپنی اقساط روانہ کیں۔

لیکن اس سے انکا مقصد صرف یہ تھا کہ یہ روپیہ هلال احمر کے کاموں میں حکومت کے دردسر صرف ہو، یا اگر حکومت قابل اعتماد سمجھی تو انجمن کے حوالے کر دے۔ یہ مقصود ہرگز نہ تھا کہ روپیہ جنگ کے کاموں میں خرچ کیا جائے۔ یہ ایک ایسی معلوم اور اعلانی بات ہے جو کبھی بطور راز کے چھپائی نہیں گئی، اور کو حکومت اور تمام دوستوں کو معلوم ہے۔

الہلال نے اخر ایام جنگ میں جب فہرست اعانت چھپی تو بمقتضا اسکی سرخی جلی ذیل میں یہ لکھی جاتی تھی: "زراعانۂ دولہ عالیہ عثمانیہ" افلا ریس حالیس مرتبہ یہ عنوان عام طور پر حکومت اور پبلک کی نظروں سے گذرا ہے۔ اس سے مقصود کبھی نہیں تھا کہ وہ هلال احمر کے کاموں کیلئے دولہ عثمانیہ کی اعانت کی دعوہ دیتا تھا۔

رہا انجمن هلال احمر قسطنطنیہ کی رپورٹ میں اُن رقوم کا درج نہونا، تو اس سے یہ استدلال کرنا کہ وہ روپیہ لڑائی کی اعانت میں حکومت کو دیا گیا، ایک ایسا صریح غلط استدلال ہے جس کو صرف اُن دماغوں ہی میں جگہ مل سکتی ہے جو بعض مسلمانوں کے سر پر لابدل الزامات قائم کرنے کے خاص طور پر شائق اور آرزومند ہیں۔ اس رپورٹ میں صرف وہی رقوم درج کی گئی ہیں جو براہ راست انجمن هلال احمر کے دفتر میں بھیجی گئیں اور روپیہ هلال احمر فنڈ کا بواسطۂ حکومت گیا، یا اعانت مجاہدین وغیرہ میں بھیجا گیا، کوئی وجہ نہ تھی کہ اسے بھی انجمن اپنی رپورٹ میں جگہ دیتی۔ ڈاکٹر عدنان نے پریسیڈنٹ احمد هلال احمر قسطنطنیہ کے خود مجھسے متعدد بار فہرست رقوم کا ذکر کرتے ہوئے کہا تھا، اور ایک بار میں تو انہوں نے صاف صاف یہ بھی کہا ہے جو رپورٹ کی اشاعت کے بہت بعد میرے نام آیا ہے۔

کے پاس اشاعت کیلیے بھیج دیا تھا اور نہایت تفصل سے وہ تمام امور اُس میں بیان کردیے تھے - افسوس ہے کہ کسی وجہ سے وہ خط ابتک شائع نہیں کیا گیا -

بہرحال ہمارے عوامی معاصر و اس قسم کی غلط فہمی ہوئی ہے ' اور اس نے ایک ایسا پوایدل الزام اپنے سر لیا ہے جس کی ہم وطنوں کو بے جبرائہ دنا ہے جسکی ذمہ داری بری ہی سکتا ہے ' اور جسکے متعلق اگر یہود و مطالعہ دنیا کبھی اپنے مسلمات پر افسوس کیا ہوگا -

ہم مسلمان ہیں - ہم اپنے کاموں کیلیے صرف قرآنی قوانین سے بھی بالا تر اپنا مذہبی قانون رکھتے ہیں ' اور وہ ہمیں اس درجہ عزیز ہے کہ اسکی تعمیل سے کوئی دنیوی قانون ہمیں نہیں روک سکتا اس قانون نے بقیناً ہم پر فرض کردیا ہے کہ دنیا کے کسی حصہ میں بھی جب دشمنان توحید و عدالہ مسلمانوں پر حملہ کریں تو ہم ہر طرح کی اعانت کیلیے ہم سب اُٹھ کھڑے ہوں - ہم اور عیسائی دنیا سے ہوسکتا ہے اس کے ذریعہ کہ کریں - ہم نو عیسائی ایڈیٹروں کے مسلمانوں میں اکثر پڑھے بارہا دیکھا ہوگا - ہم بلا کسی اے اطلاع دیتے ہیں کہ جس طرح ہم پر یہ فرض ہی ہو ہے بالکل اُسی طرح خدا اس سے زیادہ ہمارے اپنے مسلمانوں ہی پر طرحکی اعانت بھی فرض کردی ہے ' خصوصاً جب کہ وہ دشمنوں کے نرغے میں پھنس جائیں ' اور اسلام کی آبادیاں اور بستیاں چھین کر شرک و ضلالت اور ظلم و معصیت کی محکوم بنائی جائیں !

ہمارے انگریزی ہم قلم نو معلوم ہوتا ہے کہ اسی کو "حکم جہاد" ہے جو اسلام نے اپنے ہی اور سب اقوام عالم سے ہے کر اس مقدس حکم کو غلط فہمیوں اور زندگمانوں سے آلودہ دیکھتے ہیں قسمتی سے بعض مسلمان اپنی زبانوں پر جُرأت نہ دیتے ہوں ' مگر الحمد للہ ' ہم اپنے اندر اتنی قوت پاتے ہیں کہ پورے فخر و اعتبار کے ساتھ اسکا علانیہ اعتراف کریں - اور اب اسے مسلمان ہی ہندوستان کے آسمان کے نیچے بسنے لگے ہیں جو اس حکم کی پیہم اور متصل دعوت دینے رہنا اپنے تمام کاموں کے سب سے پہلا مقصد بیان کرتے ہیں !

پس یہ نہیں ہمیں ذرا بھی افسوس نہیں ہے کہ ہم پر اسلام کی آخری خدمت کو جتنی امداد دیتے ہوسکتی کہ ہم پر اسلام کی آخری خدمت کو جتنی امداد دیتے ہوسکتی کہ ہم پر الزام لگایا جائے ہمیں کیلیے چند لاکھ روپیوں کو بھیجنا کیا سے ہے ؟ زیادہ سے زیادہ اس الزام کا مطلب اتنا ہی ہوسکتا ہے کہ ہندوستان میں خود چین و ازام نے کیا ہمیں ہم نے ترکی عثمانیہ کو روپیہ بھیجدیا تاکہ اس کی قیمت سے خرید کر کسی دن اپنے دشمنوں پر دو چار گولے پھینکدے - اور یہ حالانکہ تھا جبکہ ہم ایک اعلان کی ضروری کے والی گورنمنٹ کی رعایا ہے "

اگر اس الزام سے صرف اتنا ہی نتیجہ نکلتا ہے تو افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے حریفوں نے اپنی قوت سمجھنے زیادہ شدید طریقہ سے استعمال نہیں کی - کیونکہ روپیہ بھیجنا کونسی ایسی بڑی بات ہے ؟ ہم تو علانیہ یہ تک کہنے کیلیے موجود ہیں کہ اگر قسمت یاوری کرے اور ہمت دلت پسند بلند ہو تو اپنی جانوں اور گردنوں سے بھی خلیفۂ اسلام کے دشمنوں کا مقابلہ کرنے کیلیے تیار ہیں ' اور ہمارے جسم کا گوشت اور خون ہمارے لیے خدا کی لعنت اور پھٹکار ہے ' اگر وہ اسلام کی مصیبت کے وقت اسکی حفاظت کی راہ میں کام نہ آیا !

یہ بالکل غلط اور صریح تہمت ہے کہ مسلمانوں نے روپیہ جنگ کیلیے بھیجا - مگر ہم بغیر کسی تامل کے اعلان کرتے ہیں کہ اگر پھر بھی وقت آگیا اور ضرورت پڑی تو ہم جنگ کے لیے بھی روپیہ بھیجینگے ' اور اس سے زیادہ ضرورت ہوئی تو اپنی جانوں کو بھی ہتھیلیوں پر لیکر نکلینگے - ہم اس بارے میں صرف

اور اسکا بنایا ہوا کوئی قانون ہمیں اپنے مذہبی اعمال سے نہیں روک سکتا

ہم اور زیادہ صاف لفظوں میں کہے دیتے ہیں کہ ہم جانتا ہوں کہ اسلامی حکومت کا قانون اساسی جمع کے [illegible] ہمارے ملک اور دل اسے ہوں [illegible] رہا ہوں کہ جسکے لفظ لفظ میں [illegible] پھر بھی اس سبب سے کہ ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ اسی قانون کو ہم نے اس ہندوستانی قانون پر ترجیح دی ہے [illegible] جاهدوا في سبيل الله باموالهم و انفسهم [illegible] اگر ہم اپنے تو اسکے صاف معنی یہ ہوئے کہ انسانوں کے لیے ہم نے اپنے خدا کو چھوڑ دیا جس کے حکم میں ہم اسے قانون کی تعمیل سے روک دیا ہے جو اُسکے حکم اور قانون کے خلاف ہو :

الم تر الی الذین یزعمون	" اے پیغمبر! کیا تم نے ان لوگوں کو
انهم امنوا بما انزل	نہیں دیکھا جنکا زعم باطل یہ ہے کہ
الیک و ما انزل من	وہ قرآن پر اور خدا کی اُن تمام کتابوں
قبلک ' یریدون ان	پر ایمان لا چکے ہیں جو قرآن سے پہلے
یتحاکموا الی الطاغوت '	نازل ہوئیں - مگر ساتھ ہی اُنکے عمل
وقد امروا ان یکفروا	کا یہ حال ہے کہ اپنے معاملات کا فیصلہ
به ' و یرید الشیطان ان	الٰہی احکام و قوانین کی جگہ خدا کی
یضلهم ضلالا بعیدا	مخالف قوتوں اور سرکش انسان
(۴ : ۶۴)	کے حکم اور قانون سے کرانا چاہتے ہیں '

حالانکہ ہمیں حکم دیا جاچکا ہے کہ وہ اسکے حکموں سے انکار کردیں ؟ مخالف کہتے ہیں کہ یہ سب اچھے شیطان کی گمراہیاں ہیں جو بہکانا چاہتا ہے کہ انہیں انتہا درجہ کی ضلالت میں مبتلا کردے "

قرآن کی اصطلاح میں ہر وہ قوت جو خدا اور خدا کی صداقتوں کی مخالف ہو " طاغوت " ہے - خواہ وہ کوئی بت ہو یا منہ سے فرشتہ کے جانہ کعبہ میں رکھدیا ہو ' یا کوئی انسان ہو جو شر و فتنوں اور نفسانی طاقتوں کے کھمنڈ میں آکر حق سے سرکش ہوگیا ہو ' یا کوئی گورنمنٹ اور پادشاہت ہو جو خدا کے بندوں کو اپنے حکم و قانون کے آگے سربسجود دیکھنا چاہتی ہو " من یکفر بالطاغوت و یؤمن باللہ فقد استمسک " و " ان الذین آمنوا و الذین هادوا و الصابئون " مہو مولات" جن بزدل اور نفس پرست انسانوں نے باوجود اقرار اسلام و توحید ' اس حقیقت سے انکار کیا ' انکے حق و حکم متعلق اسی آیۃ کے بعد ہمیں بتلا دیا گیا ہے :

و اذا قیل لهم :	اور جب ان لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس
تعالوا الی ما انزل	حکموں اور قانون سے انکار کردو ' اور خدا کے
الله و الی الرسول	اترے ہوئے قانون اور اسکے رسول کی تعلیم
رایت المنافقین	پر عمل کرو ' تو تم ان منافقوں کو دیکھتے ہو
یصدون عنک	کس طرح تم سے اپنا دامن بچاکر اور
صدودا (۴ : ۶۱)	جاتے ہیں اور پیچھے ہٹنے لگتے ہیں !

پس ایک مومن کے لیے سوا اپنے تمام کاموں میں صرف اپنے خدا ہی کے حکموں کا فرمانبردار ہونے کے کسی طرح بھی ممکن نہیں کہ وہ ایک سخت مخالف حکومت کے ماتحت رہ کر جبکہ بلاد اسلامیہ اور خلافت عالیہ مصرات سدیدہ سے دوچار ہو ' صرف اس حرف کے مجاہدین مسلمین اسلام کی اعانت نہ کرے کہ کسی انسانی قانون نے آکے روک دیا ہے ' اور اس طرح خدا پرستی کا دعوا کرکے پھر طاغوتیت بالفعل کو بھی اپنا حکم اور سلطان بنائے -

البتہ وہ یہ ظاہر تھا کہ اس جنگ عظیم کیلیے جو اعانت ہمیں بھیجنی چاہیے تھی وہ اب نہیں ہوسکتی کیونکہ جو مسلمانان عالم کے قرار مخالف اس مرکز پر جمع کرسکتے تھے ' اور وہ دونوں عہد کی تراکوں میں (جبکہ برفی تربوں کی گولہ باری [illegible] روپیہ [illegible] روپیے مطلوب ہوئے تھے) جس قدر [illegible] روپیہ [illegible] بھی پورا جنگی خرچ نہیں تھا - اسلیے اس حرص سے زیادہ [illegible] بھیجنا مفید نظر نہ آیا ' اور بھی بہتر سمجھا گیا کہ مجاہدین

جنگ کے علاج اور شہداء اسلام کے پسی ماندوں کی اعانت میں یہ روپیہ صرف ہو اور کوشش کی گئی کہ اگر اس روپیہ کے ذریعہ دشمان اسلام کے سینوں پر مہلک زخم نہیں لگائے جاسکتے ' تو کم از کم جاں نثاران توحید کے زخموں پر مرہم ہی لگا دیا جاے -

اگر سوال کیا جاے (جیسا کہ ہمیں معلوم ہے کہ بعض اپنے ہی حلقوں میں چھیڑا جا رہا ہے) کہ خود دولۃ علیہ نے بھی اس روپیہ کو ہلال احمر کے کاموں میں خرچ کیا یا نہیں ؟ تو اسکے جواب میں اور کسی کو یہ کہتے ہوے تو معلوم ہو تو ہو ' مگر مجھے تو ذرہ بھی تامل نہیں کہ ہم نے یہ روپیہ ہلال احمر کے کاموں کیلیے بھیجا تھا - اس کے سوا بھیجنے والوں کا کوئی مقصد نہ تھا - لیکن اگر حکومت اور وزراے حکومت نے اس قلیل و حقیر رقم کو ہلال احمر کی جگہ کسی ایسے کام میں صرف کیا ہو جو ہلال احمر سے بھی زیادہ اس زمانے میں اہم ہو ' تو تمام مسلمانان ہند دیلیے حلقے دل ایسی نارسائی کے غم سے اندوھگین اور اپنی معروضی کے ماتم سے زخمی ہیں ' اس سے بڑھکر فخر و مسرت کی اور کیا بات ہوسکتی ہے ؟ زہے قسمت ہم محرومان دور افتادہ کی ' اور صد عزر افتخار ہم بد بختان بے دست و پا کیلیے ' اگر ہمیں یہین ہوجاے کہ ہماری حقیر و لاشے اعانتیں اس حادثہ کبری اور مصیبہ عظمی کے موقعہ پر مجاھدین مقدسین اسلام اور قاتلین اھل صلیب و عبدۃ الرثان کی راہ میں تھکانے لگیں ' اور ہلال احمر کی مرہم ہی کی جگہ اصلی میدان غزا میں کام آئیں !!

بریں مژدہ گر جاں فشانم رواست !

البتہ افسوس ہے کہ اسکا کوئی ثبوت وہ لوگ نہیں پیش کرے ' جنے بدترین الزام بھی فی الحقیقت ہمارے لیے بہترین بشارتیں ہیں - کاش ہندو پبلسٹی اور اسکے ہم مشرب ہمیں اسکا یقین دلا سکتے کہ ہماری تم ہمت نیت کے خلاف ہمارا روپیہ ہلال احمر کی جگہ اصلی جہاد مقدس میں صرف کیا گیا ہے !

آخر میں ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارا معزز مقامی معاصر اپنے کالموں میں اس غلطی کی بہت جلد اصلاح کردیگا - ہم خود تو ایسے الزاموں سے دھبہ متاثر نہیں ہوتے - بجز اسکے کہ مثل صدھا غلط باتوں کے اسے بھی غلط سمجھ لیں - لیکن اسکا اثر عام طور پر تمام مسلمانوں پر پڑتا ہے ' اور ایک سخت غلط فہمی پیدا ہوتی ہے -

ہمارا ابتدا سے جو اصول ہندو مسلمانوں کے باہمی تعلقات کے مسئلہ کی نسبت رہا ہے ' وہ زمانے سے پوشیدہ نہیں - جس نے ہم سے ہمیشہ نہایت شدت اور سختی کے ساتھ اُن مسلمان لیڈروں کو الزام دیا ہے جو ہندؤں کو ملکی اشعال کی وجہ سے گورنمنٹ کے سامنے ملزم بنانا چاہتے تھے ' اور انکے مقابلے میں اپنی خوشامد اور غلامی پر نثار کرتے تھے - بہت سے مسلمان ہم سے ناخوش ہیں کہ ہم یوں انکی طرح ہندؤں سے علیحدگی اور مخالفت کی دعوت نہیں دیتے -

ایسی حالت میں ہمارے لیے یہ بڑی ہی دلچسپ بات ہوئی اگر مسلمانوں کو ایک نئے مگر بے اصل سیاسی الزام کا مورد بنانے کیلیے ہندو پریس نے کسی وقیع رکن کی طرف سے اخفاء اور ناوجود کشف حقیقت کے وہ تصحیح و اعتذار سے انکار کردے - ہم اُن یقین دلاتے ہیں کہ جو لوگ ہلال احمر کی رپورٹ کی بنا پر بحث کرے تھے اور جنکا اس نے حوالہ دیا ہے ' وہ خود بھی یہ کبھی پسند نہ کرینگے کہ انکے مضامین کا وہ نتیجہ نکالا جاے جو ہندو پبلسٹی نے نکالا ہے - انکا مقصد صرف تحقیقات تھا - یا اور جو کچھ بھی ہو - لیکن یہ تو کبھی بھی نہ تھا کہ انکے مضامین کو ایک نئے پولیٹکل الزام کا آلہ بنایا جاے ' اور کہا جاے کہ لوگوں نے ہلال احمر کے نام سے جنگی اغراض کیلیے روپیہ جمع کیا اور ترکی کو پوشیدہ پوشیدہ روانہ کردیا ! روپیہ بھیجنے والوں نے ہمیشہ اعلان دیا ہے کہ وہ خود حکومت کے نام بھیجتے رہے ہیں - یہ کوئی ایسا راز نہ تھا جسکا افشاء کی اشاعت سے یکایک آشکارا ہوگیا ہو !

مسئلۂ مساجد و قبور لشکر پور

ہز ایکسلنسی کا ورود اور نئی درخواست

پراونشل لیگ اور انجمن دفاع مساجد کی متحدہ اور اخری سعی !

کانپور کی مسجد کا معاملہ جب اُن تمام حوادث و مصائب کے ساتھہ شروع ہوا جو ایک ایک کرکے اب لشکر پور کے مسئلہ کی وجہ سے یاد آ رہے ہیں ' تو ہمارے سامنے ناعاقبت اندیش اور مشورہ فرماؤں کی ایک بڑی جماعت روبرو تھی ' اور مسلمانوں کی اُن غلطیوں اور بے اعتدالانہ و سرکشانہ گمراہیوں کو واضح کیا گیا جو اگر نہ ہوئی ہوتیں ' تو نہ تو مسٹر ٹائیلر لیفٹیننٹ گورنر کے حکم دیکر گورنمنٹ کے قیمتی سامان جنگ کو ضائع ہونا پڑتا ' اور نہ ہز آنر سر جیمس کو آکر دوسری لیجسلیٹو اسمبلی میں اس حکمی اسراف مگر فیاضانہ عمل سیاست کے مناقب و فضائل بیان کرنے پڑتے !

ان نصیحت فرماؤں میں پہلا گروہ حکام کا تھا - اور افسوس تھا کہ " ناظر کے چند سراسر اور مفسد " مسلمانوں نے عام پبلک کو خطرناک مذہبی جوش میں مبتلا کرکے یہ تمام درد انگیز مصائب پیدا کیے ہز آنر سر جیمس مسٹن نے یادگار الفاظ میں ' ان مفسدوں کے بدانجامی پیدا کرنے اور بہت سا ناحق خون بہا کر " خدا اور اسکے بندوں " دونوں کے سامنے اپنے تئیں جوابدہ قرار دیا "

لیکن دوسرا گروہ ناصحین اور مجمع واعظین خود ہمارے ہی قوم کے اُن سنجیدہ و متدین ' عاقبت اندیش ' معاملہ فہم ' سرد و گرم چشیدہ ' امن دوست ' وفا پیشہ ' اطاعت فرما ' اور سر عظیم " اولو الامر منکم " کے محرمان راز بزرگوں کا تھا ' جو ابتدا میں تو اپنی پروقار علیحدگی اور مصلحت اندیش خاموشی کی زبان میں سے حق نصیحت و وعظ ادا فرماتے رہے ' لیکن جب مسجد کی منہدمہ دیوار کی شکستہ اینٹیں گرد و غبار بنکر اوڑ گئیں ' جب شہداء جنون مذہب اور دیوانگان جہل مسجد پرستی کے خون کی چھینٹوں سے مسجد کی در و دیوار رنگیں ہوچکیں ' جب کانپور کا جیل خانہ ایک سو سات گرفتاران بغاوت کے ہجوم سے بالکل رُک گیا ' اور جبکہ " چند باغیوں " مفسدوں کی شرارتیں اور " مذہبی جہل و جنون " کے فسادات یہاں تک طاقتور اور متحد ہوگئے کہ اسکے لیے شملہ کی جوانوں سے اُتر کر ہندوستان کے سب سے بڑے حکمراں کو کانپور آنا پڑا ' تو بھر صداے سکوت اور نصائح خاموش کا عہد عیبت و پنہانی ختم ہوا ' اور اُس تاریک مسرت میں سب سے پہلے شریک ہونے کے بعد جسکی تعزیت عام میں احکام مصالح اور اسرار اطاعت نے شرکت کی کسی کو اجازت نہیں دی تھی ' بعض نصائح حکیمانہ اور مواعظ بزرگانہ زبان و قلم پر بھی جاری ہوے ' اور نا قدر شناس و کج راے قوم کو پر امن و با اعتدال قوموں کا طریقہ بتلایا گیا !

ان نصیحتوں کی اہم دفعات یہ تھیں کہ جوش اور ہیجان سے کام لینا عمل اور دانشمندی کے خلاف ہے - ادب اور عاجزی کے ساتھہ مثل رعایا اور محکوموں کے التجائیں کرنی چاہئیں - ہمیشہ چاہیے کہ دمہ دار جماعتیں اندر ہی اندر کام کریں ' اور عوام کو انکے بیجا جوش اور خطرناک ہیجان سے کام لینے کا موقعہ نہ دیں - وغیرہ وغیرہ

یہ نصیحتیں کتنی ہی قیمتی ہوں مگر مسجد کانپور کے مسئلے کیلیے تو بالکل بیمحل و بیموقع کہی جائیں - کیونکہ اگر یہ کوئی صحیح طریقہ کار تھا تو اس نہایت قیمتی اور صحیح ترین دستور العمل کو کامل طور پر پہلے ہی مسلمانان کانپور نے اختیار کرچکے تھے ' اور جسقدر طریقے طلب و سوال ' عجز و زاری ' منت و لابہ ' نالہ و فغاں ' اور ادب و رعایت کے ساتھہ کام کرنے کے ہوسکتے ہیں ' اُن سب کا ایک ایک

کرکے تجربہ کیا جاچکا تھا - جب یہ تمام باتیں بے سود نکلیں اور
۲ - جولائي کي صبح کو مسجد کي ديوار نيشوں کے ضرب سے گرائي
جا چکي ' تو اسکے بعد مسلمانوں کي آنکھيں کھليں ' اور انھيں
اِس سنجيدہ و پر امن دستور العمل کي جگہ قانون فتح و ظفر کي
وہ ايک هي هنگامہ خيز دفعہ ياد آگئي ' جسکي بے حسن صداقت اِن
نصائح کي ظاهر فريبي سے زيادہ محکم ہے ' اور جو هميشہ سے يکساں
طور پر نصيحت کرتي آئي ہے کہ " اعتراف صرف قوت هي
کا کيا جاتا ہے ' اور عجز مزيد کا جواب هميشہ تشدد مزيد سے
ملتا ہے ' پر تشدد کا نتيجہ نرمي اور عاجزي هوتا ہے " !

تاهم کانپور ميں جو کچھہ هونا تھا سو هوگيا - اب لشکر پور کي
مساجد کا معاملہ عرصے سے همارے سامنے ہے - بہتر ہے کہ خواہ
کچھہ هي هو ' ليکن اِن نصائح و مواعظ پر اتمام حجت کيليے
پورا پورا عمل کيا جاے -

هم نے ابتدا سے اس معاملے ميں صبر و تحمل کا طريقہ اختيار
کيا ہے ' اور جسقدر وسائل امن و سکون کے هو سکتے هيں ' وہ سب
ايک ايک کرکے عمل ميں لاے هيں - اس مسئلہ کي ابتدا سنہ
۱۸۹۹ سے هوتي ہے - اسي وقت مسلمانوں نے کمال عجز و نياز اور
ادب و تذلل کے ساتھہ گورنمنٹ کو توجہ دلائي ' اور ايک ميموريل
سر بيکر کي خدمت ميں روانہ کيا جو اس وقت صوبے کے لفٹنٹ
گورنر تھے - مگر اسکے جواب ميں کہا گيا کہ يہ کوئي ايسي قابل توجہ
بات نہيں ہے - مدراييوں نے حکام کو اطمينان دلا دیا ہے ' اور
گورنمنٹ ايسي طرح معاملہ کو سمجھہ چکي ہے !

اسکے بعد گذشتہ فروري ميں جب مسجد کي انہدام کا کام
شروع هوا تو مسلمانوں کے دل کے قابو هوگئے ' اسي وقت متعدد
واقف حال اہلکاروں مقامي حکام سے ملے ' مودبانہ اور عاجزانہ
تحريروں اور تقريروں کا دوسرا سلسلہ شروع هوا ' کئي بعد دیگرے
جلسے بھي منعقد هوے ' جن ميں گورنمنٹ کو توجہ دلائي گئي اور
رزولیوشنوں کي صورتيں بھيجي گئيں -

پھر انجمن دفاع مساجد کے ايک خاص جلسہ اس غرض سے
منعقد کيا کہ هز اکسلنسي گورنر بنگال کيخدمت ميں ايک قائم مقام
وفد ليجاے اور معاملہ کي اهميت پر توجہ دلاے - اسکے متعلق
خط و کتابت کي گئي ' مگر جواب آيا کہ وفد کا آنا کچھہ مفيد نہوگا
اور گورنمنٹ کي نظر سے کوئي بات پوشيدہ نہيں ہے !

اب سوال يہ ہے کہ جو نصيحت فرما مسلمانوں کو صبر و اعتدال
کي نصيحت کرتے هيں ' اور کہتے هيں کہ عام ايجي ٹيشن غير
ضروري ہے ' وہ خدا را بتلائيں کہ جب يہ تمام وسائل بے سود ثابت
هوجائيں تو پھر مسلمان کيا کريں ' اور کيونکر اپني عبادت گاهوں کو
گرد و خاک بنکر نابود هونے سے بچائيں ؟ جو لوگ مسجد کانپور
کے حادثہ کے زمانے ميں ' عام مسلمانوں کو الزام ديتے تھے ' کيا وہ
اس موقعہ پر باهر نکلنے کي زحمت گوارا فرمائينگے ' اور همیں
بتلائينگے کہ اب مسلمان کيا کريں اور کہاں جائيں ؟

يہ با لکل سچ ہے کہ کام خاموشي اور سکون کے ساتھہ هونا
چاهيے ' مگر لا علاج مصيبت يہ ہے کہ گورنمنٹ اس قسم کے کاموں
سے کچھہ متاثر نہيں هوتي ' اور جب تک ايجي ٹيشن نہو ' اُس
وقت تک اپني جگہ سے حرکت کرنا نہيں چاهتي - يہي خطرناک
طريق عمل ہے جو عام طور پر ملک کو ايجي ٹيشن بلکہ اس
سے بھي زيادہ افسوس ناک باتوں کي دعوت دے رہا ہے ' اور
امن و سکون کے ساتھہ کوئي سچا سے سچا اور اهم سے اهم مطالبہ
بھي پورا نہيں هوتا !

تمام وسائل عمل ميں لاے جا چکے - وقت سے پہلے خطرات
کي اطلاع دينے والوں نے اپنا فرض ادا کردیا - عام پبلک صرف
ذمہ دار اشخاص کے روکنے سے بمشکل سکون ميں ہے اور اُنھيں
سمجھايا جا رہا ہے کہ جوش و هيجان کو کام ميں نہ لائيں - اب
صرف ايک آخري موقعہ اور باقي رهگيا جسکے نتائج کا همیں
انتظار ہے - هماري دلي خواهش ہے کہ پچھلے انتظاروں کي طرح
يہ آخري انتظار بھي نا کام ثابت نہو !

يہ معلوم هوا ہے کہ عنقريب هز اکسلنسي گورنر بنگال کلکتہ
تشريف لانے والے هيں - پراونشيل مسلم ليگ کا ايک خاص جلسہ
پچھلے هفتے منعقد هوا جسميں انجمن دفاع مساجد کلکتہ کے ارکان
بھي شريک تھے - اس جلسے ميں بالاتفاق اس مضمون کي تجويز
منظور هوئي کہ ارسر نو پھر اس معاملہ کے متعلق ايک
درسري درخواست پيش کي جاے اور خواهش کيجاے کہ
هز اکسلنسي کلکتہ تشريف لا رهے هيں - اس موقعہ پر اجازت
دیں کہ مسلم ليگ اور انجمن دفاع مساجد کے چند منتخب قائم
مقام حاضر هوں ' اور مساجد لشکر پور کے متعلق عرض مقاصد کريں -

گذشتہ واقعات کيسے هي تاريک هوں - تاهم آخري مايوسي
ابھي نہيں آئي ہے ' اور اميد کي روشني بالکل غروب نہيں هوئي -
هز اکسلنسي کي گورنمنٹ اپني دانشمندي و تدبر اور رعايا کي
جائز خواهشوں کي مستعدانہ سماعت کے لحاظ سے جو شہرت
حاصل کر چکي ہے ' وہ مسلمانوں کيليے کاميابي کا بہت بڑا
سہارا ہے - همیں اميد ہے کہ اس درخواست کو منظور فرما کر
تمام مسلمانان هند کي سچي شکر گذاري حاصل کرنے ميں
حامل نہ فرمائينگے - اور معاملہ خير و عافيت کے ساتھہ ختم هو جائيگا

اعتذار

بين هفتے الهلال کي اشاعت ميں غير معمولي تاخير هوئي
ہے - اس هفتے اميد تھي کہ تھک بدھہ کے دن حسب معمول نکل
جائيگا - پھر بھي ايک دن کي تاخير هو هي گئي - اميد ہے کہ آئندہ
هفتہ تک يہ ايک دن کا بل بھي نکل جائيگا -

پچھلے دنوں تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد تاگزير سفر پيش
آتے رهے - دهلي سے واپس آيا تو بزرگان بہار اپنے دو سال کے متصل
اصرار اور مواعيد کا مطالبہ کر رهے تھے - خيال تھا کہ دهلي سے واپسي
ميں ايک دن کيليے آ کر جاؤنگا ' ليکن اسٹيشن چھوٹ گيا اور
مجبوراً کلکتہ آنا پھر پڑا - پورے تين دن اسميں صرف هوگئے -
وهاں سے واپس آيا اور ابھي دو دن بھي قيام نہيں کيا تھا کہ عين اخبار
کي اشاعت کے دن کلکتہ سے بيس ميل کے فاصلے پر ايک دهات
ميں جانا پڑا - وهاں جانا بھي ناگزير تھا - واپسي ميں کار
نہيں ملي - مجبوراً پچيس ميل خام سڑک کا سفر رات بھر کے اندر پالکي
کے ذريعہ طے کرکے کلکتہ آيا - بارش کي وجہ سے بخار ميں مبتلا هوگيا
تھا ليکن اسي حالت ميں معاً اخبار کي فکر کرني پڑي !

عرضکہ ايسے حالات پيش آجاتے هيں اور معيت و رفاقت سے
محروم هوں - ان مجبوريوں کي وجہ سے اگر سال بھر ميں ايک
دو هفتے اشاعت ميں تاخير هوجاے تو گو ايک اخبار کے دفتر کيليے
کتنا هي بڑا جرم هو ' ليکن ميري کمزوري اور معذوريوں کو ديکھتے
هوے قابل معافي ضرور ہے -

يہي سبب ہے کہ پچھلي اور آج کي اشاعت ميں تمام ضروري
ابواب و مضامين کہ آسانے اور با تصوير مضامين کي بھي گنجائش
نہ نکل سکي - صرف پرچے کو کسي طرح نکالديا اور اس تاخير کو
آئندہ کيليے متعدي نہ هونے دينا پيش نظر تھا - ميں چاهتا هوں
کہ الهلال کے مضامين محدود هوں اور تقريباً تمام ضروري ابواب
اپني اپني جگہ قائم رهيں - اس هفتہ چونکہ ايک دن کي تاخير بدل
گئي ہے اور اميد ہے کہ آئندہ وقت پر کام هو ' اسليے انشاء الله
العزيز آئندہ اشاعتوں ميں مضامين و تصاوير بکثرت هونگے اور هر باب
و عنوان کے متعلق درج هونگے : و امرهم شوري بينهم - ان الله بصير
بالعباد -

الهلال
۸ رجب ۱۳۳۲ هجری

اسئلة واجوبتها

واقعـــهٔ ایـــلاء و تـــخییـــر

نـفسیـر ، حـدیث ، اور سیـرة کـي ایـک مشـــترک بحـث

(۲)

(آیـــة تخییـــر)

ترجمہ اس سے بعد ھی سورۂ احزاب کی آیۂ تخییر نازل ھوئی :

یا ایھا النبی قل لازواجک	اے پیغمبر اپنی بی بیوں کو یہ
ان کنتن تردن الحیاۃ الدنیا	کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اسکی
وزینتھا فتعالین امتعکن	زینت چاھتی ھو تو صاف صاف
وسرحکن سراحا جمیلا وان	کہدو ' میں تمھیں اچھے طریقہ سے
کنتن تردن اللہ ورسولہ	رخصت کردوں اور اگر تم اللہ ' اسکے
والدار الاخرۃ ' فان	رسول ' اور آخرت کی طالب ھو تو
اللہ اعد للمحسنات منکن	پھر اسکی کی ھو رھو ' اللہ نے تم میں
اجرا عظیما -	سے نیکی کرنے والی عورتوں کیلیے
(۳۳ : ۲۸)	بہت ھی بڑا اجر طیار کیا رکھا ھے -

ازواج مطہرات کے متعلق یہ آخری اور الہی فیصلہ تھا - جو نہ سیع نفقہ اور طلب اسباب آرام و راحت کیلیے انھوں نے آنحضرت صلعم) پر زور ڈالا تھا ' اور اس مطالبہ میں تمام بی بیاں متفق رائے تھیں ' حتی کہ آنحضرۃ نے ایلاء کرکے ایک ماہ کیلیے انسے علیحدگی اختیار کرلی تھی ' اسلیے اللہ تعالی نے چاھا کہ ایک مرتبہ ہمیشہ کیلیے اسکا فیصلہ ھو جاے ' اور دونوں راستے انکے آگے پیش کردیے جائیں - یا تو اللہ اور اسکے رسول کی راہ میں آرام و راحت دنیوی کو بالکل خیرباد کہیں ' یا دنیا کے نعائم و لذائذ کیلیے اللہ اور رسول کی معیت ترک کردیں !

اسی چنانچہ اس آیہ میں فرمایا کہ دنیا اور آخرت ' دونوں تمھارے سامنے ھیں - اگر دنیا کی طلب ھے تو صاف صاف کہدو - تمھیں آنحضرت نے عمدہ عمدہ جوڑے پہنا کر اپنے گھر سے بعزت و احترام رخصت کردوں - لیکن اگر خدا اور اسکے رسول کی معیت چاھتے ھو تو پھر تمھیں دنیوی کی حواھشوں کو ایک قلم جواب دیدو کیونکہ نیکی کرنے والوں کیلیے خدا کے ھاں بڑا ھی اجر اور ثواب ھے -

(مصـالح و حکـم تخییـر)

اس حکم کے نزول میں فی الحقیقت بہت سی عظیم الشان حکمتیں پوشیدہ تھیں - یہ ازواج مطہرات کیلیے بہت بڑی آزمایش تھی دنیا کو دکھلانا تھا کہ جن لوگوں کو خدا کے رسول نے اپنے زندگی میں شریک کیا ھے ' انکے تزکیۂ باطنی اور خدا پرستی کا کیا حال ھے ؟ اگر اس طرح کے رافعات پیش نہ آتے تو ازواج مطہرہ کا تزکیۂ نفس اور انکی دلوںکی معجزت الہی کیونکر دنیا کے سامنے واضح ھوتی ؟

چونکہ توسیع نفقہ کی خواھش میں حضرۃ عائشہ اور حضرۃ حفصہ نے سب سے زیادہ حصہ لیا تھا اسلیے آنحضرۃ (صلعم) سب سے پہلے حضرۃ عائشہ کے ھاں تشریف لاے اور اس آیت کے حکم سے مطلع کیا - ساتھہ ھی فرمایا کہ اس معاملہ میں جلدی نکرو - بہتر ھوگا کہ اپنے والدسے بھی مشورہ کرلو - حضرت عائشہ نے اختیار کرلی انھیں کہ بھلا اسمیں مشورہ کرنے کی کیا بات ھے ؟ جب خدائے دو راھیں میرے سامنے کردی ھیں تو اسکا جواب ھر حال میں صرف ایک ھی ھے دنیا اور دنیا کی تعمتیں آپکی رفاقت کے سامنے کیا سے ھیں ؟ میں سب کچھہ چھوڑ کر اللہ اور اسکے رسول کی معیت اختیار کرتی ھوں - اسکے بعد اور تمام بی بیوں سے آپنے پوچھا اور سب نے یہی جواب دیا -

خود حضرۃ عائشہ کی روایت سے صحیحین میں مروی ھے -

مسلم عن مسروق عن عائشہ قالت : خیرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخترنا اللہ ورسولہ فلم یعد ذلک علینا شیئا (بخاری - کتاب الطلاق باب من خیر ازواجہ)

صحاح کی دوسری روایتوں میں حضرۃ عائشہ نے بیان زیادہ تفصیل سے منقول ھے - ھم نے واقعہ بیان کرتے ھوے انھیں کی پیرایہ طرز پر لیا ھے - مثلا امام مسلم و نسائی نے ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے جو روایت اس بارے میں نقل کی ھے ' اسمیں حضرۃ عائشہ فرماتی ھیں

فبدا بی رسول اللہ (صلعم)	پس آنحضرۃ نے مجھسے گفتگو کی اور
فقال انی ذاکر لک امرا	فرمایا کہ میں تمھسے ایک امر اھم کا
فلا علیک ان لا تعجلی	ذکر کرتا ھوں لیکن اپنی عجلت نہیں اور
حتی تستامری ابویک	اسکا جواب دینے میں جلدی نہ کرنی
قالت وقد علم ان ابوی	اور اپنے والدین سے بھی انکی راے پوچھہ
لم یامرانی بفراقہ - ثم	لیں - آنحضرۃ کو علم تھا کہ میرے
قال رسول اللہ (صلعم)	والدین کبھی اسے علحدگی کی راے نہ
" یا ایھا النبی قل	دینگے بہرحال اسکے بعد آیۂ تخییر آپنے
لازواجک الخ " فقلت	پڑھی اور دنیا اور آخرت کی دونوں
فی ھذا استامر ابوی ؟	راھیں پیش کردیں - میں نے عرض
فانی ارید اللہ و رسولہ	کیا : کیا یہی بات تھی جسکے لیے حضور
و الدارالاخرۃ - (صحیح	فرمانے تھے کہ اپنے والد سے بھی پوچھہ
نسائی کتاب النکاح -	لوں ؟ بھلا اسمیں پوچھنے کی کونسی
صفحہ ۱۵ - مطبوعۂ	بات ھے ؟ اسکا جواب تو صرف یہی ھے
دھلی)	کہ میں اللہ اور اسکے رسول کا ساتھہ

دیتی ھوں اور دنیا کی جگھہ آخرۃ کو لیتی ھوں -

یہ حکم اگرچہ صرف ازواج مطہرات کے متعلق تھا مگر در اصل اسمیں اس راہ کیلیے ایک عام بصیرۃ بھی پوشیدہ ھے - اس واقعہ کے ضمن میں خدا تعالی نے ظاھر کیا ھے کہ دو چیزیں ایک دل میں جمع نہیں ھوسکتیں جب دل خدا اور اسکی رسول کی معجت اور مرضات کے طالب ھوں ' انھیں چاھیے کہ پہلی ھی نظر میں دنیا اور اھل دنیا کی طرف سے دست بردار ھو جائیں - یہ نہیں ھوسکتا کہ ایک طرف تو خدا کی معجت کا بھی دعوا ھو ' دوسری طرف زخارف دنیوی کے پیچھے بھی سرگردان رھیں ' واللہ در ھذا المقال :

سرمد گلـــه اختصـــار مي بايد كـــرد
بـــک كار ازيـــن دو كار مـــي بايـــد كـــرد
يا بـــن برصـــاے دوست مـــي بايـــد داد
يا قطع نظـــر ز يار مي بايـــد كـــرد !

حق و صداقت کي محبت هي مين خدا اور اُسکے رسول کي محبت پوشيده هے - اس راه مين جتني کشمکشين پيدا هوتي هين اور جسقدر ٹھوکرين لگتي هين ' وہ صرف اسي بات کا نتيجه هين که راهروؤں نے دو راهوں مين سے ايک راه اختيار کرنے کا کوئي قطعي فيصله نهين کيا هے ' اور بغير اسکے که ايک کے هو رهنے کا فيصله کرکے قدم اُٹھائيں ' ذرسے هي جوش مين آکر اُلٹے پھرے هوے هين !

(قصهٔ ماريهٔ قبطيه اور روايات موضوعه)

يهاں تک تو هم نے ابطال و تخييل کا اصلي واقعه بيان کرديا جو احاديث صحيحه سے ثابت هے - اب هم اُن روايات کي جانب متوجه هوتے هين جنکي آميزش سے اس صاف واقعه کو مکدر و مشتبه کرنے کي کوشش کي گئي هے ' اور جسکي ايک مختصر و صحيح صورت آپکے مسيحي معلم نے پيش کي هے -

اُن تمام روايات سے صحاح ستّه خالي هين - البته ابن سعد ' ابن مردويه ' واقدي ' ابن جرير طبري ' طبراني ' بزار ' اور هيثم بن حليب وغيره نے درج کيا هے ' اور اُن سے عامهٔ مفسرين و ارباب سيرة نے اپني اپني کتابون مين نقل کر ديا هے -

ان روايات کا تعلق واقعهٔ تحريم سے هے - اگر انهين تسليم بهي کرليا جاے ' جب بهي واقعهٔ ايلا پر کوئي اثر نهين پڑسکتا - البته يه معلوم هوتا هے که " لم تحرم ما احل الله " کا شان نزول يه واقعه نه تها که آنحضرة نے شهد کو اپنے اوپر حرام کرليا تها ' بلکه ماريه قبطيه سے اسکا تعلق هے جو آپکي لونڈي تهي اور آپنے ازواج کي خاطر اسے اپنے اوپر حرام کرليا تها -

هم اِن روايات کيليے امام طبري کي تفسير کو سامنے رکھه لينا کافي سمجھتے هين کيونکه انهوں نے سورهٔ تحريم کي تفسير مين حسب عادت تمام روايتوں کو جمع کرديا هے - چنانچه لکھتے هين :

اختلف اهل العلم في الحلال الذى كان الله احله لرسوله فحرمه على نفسه ابتغاء مرضاة ازواجه ' فقال بعضهم : كان ذلك مارية مملوكته القبطيه حرمها على نفسه ويمين انه لا يقربها طلبا بذالك رضا حفصه زوجته - (تفسير طبري - جلد ۲۸ - صفحه ۱۰۰)	اهل علم نے اس بارے مين اختلاف کيا هے که وہ کونسي بات تهي جو خدا نے اپنے رسول کيليے حلال کي تهي اور اُنهوں نے اپني بيويوں کي خوشي کيليے اپنے اوپر حرام کرلي ؟ ان مين سے بعض کا يه بيان هے که وہ ماريه قبطيه لونڈي تهي - اُسے آپنے اپنے ليے حرام کرليا تها - ايک قسم کهاکر که کبهي اسکے پاس نه جاونگا - اور اسپر حفصه بنت عمر کي خوشي کيليے کيا تها جو آپکي زوج مطهره تهين -

ليکن امام موصوف نے جن " بعض اهل علم " کي يه راے نقل کي هے ' اکثر ائمهٔ حديث مثل امام بخاري و مسلم بل جميع مصنفين کتب صحاح کے مقابلے مين انکي کيا وقعت هوسکتي هے جنهوں نے سرے سے اس واقعه کو نقل هي نهين کيا هے ؟

بهرحال اسکے بعد امام موصوف نے وہ تمام روايتين جمع کرديں هين جو اس بارے مين اُن تک پهنچي هين - ان سب کا خلاصه يه هے که ماريهٔ قبطيه آنحضرة (صلعم) کي لونڈي نهين - ايک دن حضرة حفصه آئين تو اُنهوں نے ديکها که اُنهي کے مکان مين آنحضرة (صلعم) ماريه کے ساتھه خلوت مين هين - آپ اسپر آزرده خاطر هوئين - اور کها که معمولي سي بات نهين - اور ايسي هي نازيبا دن آپ نے ايسا کيا ؟ آنحضرة نے فرمايا که اچھا فيصله - قسم کهاتا هوں که ماريه سے کوئي تعلق نه رکھونگا ليکن اس قسم کهانے کا ذکر کسي دوسري بيوي سے نه کرنا - حضرة حفصه اور حضرة عائشه تمام ازواج مطهره مين باهم رازدار اور دوست تهين انسے يه نه نهوسکا - اُنهوں نے حضرة عائشه سے کهديا - اسپر يه دونوں آيتين نازل هوئين که لم تحرم ما احل الله لك ؟ اور و اذ اسر النبى الى بعض ازواجه - پس جو چيز آپنے اپنے اوپر حرام کرلي تهي وہ تهي ماريهٔ قبطيه تهي جسے خدا نے آپ کيليے حلال کيا تها ' اور جسکا بعض ازواج نے ظاهر کرديا تها وہ بهي يهي آپکا قسم کهانا تها - بعض روايتوں مين اتنا اور زياده هے که علاوه قسم کهانے کے آپنے حصة حفصه سے يه بهي کها تها که ميرے بعد حضرة ابوبکر اور تمهارے والد ميرے جانشين هونگے !!

امام طبري نے اس واقعه کے متعلق متعدد روايتيں درج کي هيں - يهي روايتيں هيں جو محمد ابن سعد ' هيثم ' ابن مردويه ' اور طبراني کے عشرة النساء اور مسند وغيره ميں درج هين اور جنکے ان مين بهي سخت اختلاف هے اور ايک هي واقعه کو مختلف صورتون مين بيان کيا هے ليکن جب سرے سے انکي اسناد هي قابل قبول نهين تو اختلاف متون پر کيا بحث کي جاے؟

(تحقيق و نقد روايات)

ليکن هم بوجے وثوق اور زور کے ساتھه اِن روايات کي صحت سے قطعاً انکار کرتے هين - اور اسکے ليے کافي وجوه موجود هين که انهين ايک قلم نا قابل قبول و اعتبار قرار ديا جاے -

بالاختصار اسکے وجوه حسب ذيل هين :

(۱) سب سے پهلے اُس بيان کو پيش نظر رکھيے جو اس مضمون کے پهلے نمبر مين احاديث و کتب حديث کے متعلق لکھه چکا هوں - محققين و ائمهٔ فن نے طبقات و تراجم محدثين کے متعلق کافي تصريحات کردي هين اور اس بارے مين حضرة شاه ولي الله (رح) کي تقسيم فقهاء محققين کي آراء کي بهترين ترجمان هے - اُنکا بيان پهلے گذر چکا هے که کتب حديث چار درجون مين منقسم هين - پهلا درجه صحيحين کا هے - دوسرا تبه کتب صحاح کا ' تيسرا تصانيف دارمي ' عبد الرزاق ' بيهقي ' طبراني وغيره کا - چوتها ابن مردويه ' ابن جرير طبري ' ابونعيم ' ابن عساکر ' ابن عدي وغيره کا - تيسرے اور چوتھے درجه کي کتابون مين صحت کا التزام نهين کيا گيا هے اور هرطرح کا رطب و يابس ذخيره جمع کرديا هے -

يه مصنفانه تقسيم باعتبار صحت ' شهرت ' اور قبول کے کي گئي هے -

" صحت " سے معني يه هين که اس کتاب کے مصنف صحيح حديثون کے جمع کرنے کا اسميں التزام کيا هو اور کوئي حديث اس درجه کي نهو تو اسکے نقص کي بهي تصريح کردي هو

" شهرت " سے يه مقصود هے که هر زمانے مين ارباب فن اُسے درس و تدريس مين رکھا هو اور اسکے تمام مطالب کي تحقيق و تفحص اور چھان بين هوتي رهي هو

" قبول " سے مراد يه هے که علماء فن نے اس کتاب کو مقبول اور مسند تسليم کيا هو اور کسي نے اس سے انکار نه کيا هو -

اب غور کرو که قصهٔ ماريه قبطيه کي جتني روايتيں هين وہ نه تو پهلے درجه کي کتابون مين هين ' نه دوسرے درجه کي - تمام تر تيسرے اور چوتھے درجه کي کتابون ميں روايت کي

هیں - پھر صرف اتنا هي نہیں بلکہ اول درجہ کي صحیح کتب حدیث یعني کتب صحاح اور علی الخصوص صحیحین کي روایات انکے صریح مخالف بھي هیں - اور جو سبب نزول آیۃ تحریم کا اُن سب میں بیان کیا گیا هے ' اس سے اِن روایات کے بیان کردہ قصہ کو کوئي تعلق نہیں -

(۲) یہ تمام روایتیں طبـراني ' ابن سعـد ' ابن جریر طبري وغیرہ کي هیں - اِن مصنفوں کے متعلق لکھہ چکا هوں کہ انکا مقصود صرف روایات کو جمع کر دینا اور هر طرح کے دخیرۂ احادیث و آثار کو ضائع هونے سے محفوظ کر دینا تھا - نہ تو انہوں نے کبھي یہ دعوا کیا کہ انکي تمام مرویات صحیح هیں اور نہ محققین نے انہیں یہ درجہ دیا - پس طبراني اور طبري وغیرہ کي روایات صرف اسی وقت قبول کي جاسکتي هیں جبکہ انکي صحت کي دیگر وسائل سے بھي تصدیق هو جاے - یا حسب اصول مقررۂ حدیث انکي صحت پایۂ ثبوت تک پہنچا دي جاے -

علي الخصوص جبکہ کتب معتبرۂ حدیث مثل بخاري و مسلم انکے مخالف هوں ' اور تمام صحاح سنہ خاموش -

(۳) اِن روایتوں میں لـــم تحرم ما احل اللہ لک - اور راد اسرالنبي الي بعض ازواجک کا شان نزول بیان کیا گیا هے ' لیکن امام بخاري و مسلم اِنہیں آیات کا شان نزول دوسرا واقعہ بیان کرتے هیں یعني جس حلال شے کو آپنے اپنے اوپر حرام کرلیا تھا اسکي نسبت خود حضرۃ عائشہ کا قول متعدد روایات و اسناد صحیحہ سے موجود هے کہ وہ شہد تھي نہ کہ ماریۂ قبطیہ امام بخاري نے پانچ چھہ بابوں میں اس واقعہ کو لیا هے لیکن کہیں بھي ماریۂ قبطیہ کو اپنے اوپر حرام کرلینے کا واقعہ نظر نہیں آیا - پھر هم اس بارے میں امام بخاري و مسلم اور مصنفین صحاح کي روایت کو تسلیم کریں یا واقدي ' ابن سعد ' طبراني ' اور طبري کي ؟

(۴) قطع نظر اسکے اصول فن کے لحاظ سے بھي یہ روایات پایہ اعتبار سے ساقط هیں - طبراني ' ابن مردویہ ' اور ابن جریر وغیرہ نے مختلف طریقوں سے انهیں روایت کیا هے لیکن ان میں سے کسي روایت کي بھي اسناد صحیح نہیں - آگے چلکر محققین فن کي تصریحات اس بارے میں درج هونگي -

(۵) البتہ صرف ایک مبہم و مجمل روایت هے جس سے ان روایات کي تقویت کا کام لیا جاتا هے - اسکے دو مختلف طریقوں کي بعض محدثین نے توثیق کرني چاهي هے ' اور صرف یہي روایت هے جو قصہ ماریۂ قبطیہ میں نسبتاً بہتر بن اسناد سے سمجھي جاتي هے - هم صرف اسي پر نظر ڈالینگے اور اس سے ظاهر هوجائیگا کہ جب بہترین اور اقوي روایت کا یہ حال هے تو پھر اُن روایتوں اور انکے اسناد کا کیا حال هوگا جنکو خود انکے حامیوں نے بھي پیش کرنے کے قابل نہ سمجھا ؟

فیاس کن زگلستان من بہار مرا

(روایہ مسروق و رواشي)

حافظ ابن حجر عسقلاني نے کتاب التفسیر کي شرح میں ان تمام روایتوں پر بحث کي هے اور جتنے مختلف اسناد سے مروي هیں سب کو پیش نظر رکھا هے :

واختلف في المراد بتحریمه	جس شے کو النحصرہ نے اپنے اوپر
في حدیث عائشہ ثاني	حرام کرلیا تھا اسکے تعین میں
حدیثي الباب اني ذالك	اختلاف هے - عائشہ کي حدیث
بسبب شربه (صلعم) العسل	میں جو اس باب کي دوسري
عند زینب بنت جحش	حدیث هے ' یہ هے کہ اسکا سبب
.....وقع عند	النحصرۃ کا شہد تناول فرمانا تھا
سعید بن منصور باسناد صحیح	جو زینب بنت جحش کے یہاں
الی مســـروق قال: حلف	آپنے کھایا تھا ..... لیکن سعید

رسول اللہ لنحصه لا یقـــرب امنه وقال علی حرام - (جلد ۸ - صفحہ ۵۰۳ مطبوعۂ مصر)

بن منصور نے سند صحیح سے جو مسروق تک پہنچتي هے ' روایت کیا هے کہ اسکا سبب وہ قسم تھي جو النحصرۃ نے حفصہ کیلیے کھالي تھي کہ اپني لونڈي کے پاس نہ جاونگا اور وہ مجھہ پر حرام هے -

حافظ موصوف نے ان تمام روایات میں سے صرف اس ایک روایت هي کي توثیق کي هے اور اسے سند صحیح سے قرار دیا هے - باقي روایتیں جو طبراني ' ابن مردویہ ' اور مسند هیثم وغیرہ سے مروي هیں اور عموماً قرطبي اور واحدي وغیرہ نے اپني اپني تفسیروں میں درج کردي هیں ' انکو صرف اس خیال سے نقل کیا هے کہ جب مسروق والي حدیث معتبر قرار دیلي گئي تو ان روایتوں سے اسکي تقویت کا کام لیا جاسکتا هے گو مي نفسہ ان میں سے کسي کي سند بھي قابل اعتنا نہو - چنانچہ آخر میں لکھتے هیں :

وهذا طرق کلها بقـوی	اور یہ تمام مختلف طریق باهم ایک
بعضها بعضاً فتحتمل ان	دوسرے کو قوت پہنچاتے هیں - پس
تکون الایـة نزلت في	یہ احتمال پیدا هوتا هے کہ ممکن هے
السببین معاً (جلد ۸	سورۂ تحریم کي پہلي آیۃ دونوں واقعوں
صفحہ ۵۰۳)	کے متعلق ایک ساتھہ نازل هوئي هو -

اس قول میں حافظ موصوف نے دونوں واقعات کے باهم تطبیق کي کوشش کي هے ' اسکي نسبت هم آگے چلکر لکھیں گے - یہاں صرف اسقدر دکھلانا مقصود هے کہ تمام روایات ماریۂ قبطیہ میں صرف مسروق والي روایت هي سے حافظ موصوف متاثر هیں اور دیگر اسناد و طرق کو اسلیے پیش کرتے هیں کہ روایۂ مسروق کي اُن سے تقویت مزید هو جاتي هے - پس اس بارے میں عمدۃ الوثقی صرف مسروق هي کي روایت هوي -

اس روایت کے ایک دوسرے طریق کي حافظ ابن کثیر نے بھي اپني تفسیر میں توثیق کي هے ' اگرچہ وہ خود بھي اس واقعہ کا شان نزول سورۂ تحریم هونا تسلیم نہیں کرتے جیسا کہ آگے چل کر معلوم هوجائیگا -

چنانچہ حافظ موصوف نے سورہ تحریم کي تفسیر میں حسب عادت وہ تمام روایات نقل کردي هیں جو امام طبري وغیرہ نے اس بارے میں درج کي هیں ' لیکن چونکہ انکی اسناد کا حال ان پر واضح تھا اسلیے کسي طریق و سند کي بھي توثیق نہیں کي - البتہ جو روایت هیثم بن جلیب نے اپني مسند میں درج کي هے ' اسکو نقل کرکے لکھا هے کہ اسکي سند صحیح هے :

قال الهیثم في مسنده ثنا	هیثم نے اپني مسند میں حصرۃ
ابو قلابه عبد الملك بن	عمر سے بواسطۂ ابن رقاشي وغیرہ روایت
محمد الرقاشي ثنا مسلم	کي هے کہ النحصرۃ صلعم نے حفصہ سے
بن ابراهیم (الـخ)	کہا کہ کسي کو اس بات کي خبر نہ
عن عمر قال قال النبي	دینا ابراهیـــم کي ماں مجھپر
صلعم لحفصه لا تخبري	حرام هے - حفصہ نے کہا : کیا آپ
احدا وان ام ابراهیم	اُس چیز کو حرام کرتے هیں جسکو آپنے
علی حـــرام فقـالت	لیے خدا نے حلال کیا هے ؟ فرمایا کہ
اتحرم ما احل الله لك؟	قسم خدا کي ' میں کبھي اس سے
قال فوالله لا اقربها ...	پاس نہ جاونگا اس روایت
هذا اسناد صحیح - ولم	کي اسناد صحیح هے - لیکن صحاح ستہ
یخرجه احد من اصحاب	کے جامعین میں سے کسي نے بھي
الکتب الستة - واختاره	اسے روایت نہیں کیا - البتہ حافظ
الحافظ الضیاء المقدسي	ضیاء مقدسي نے اپني مستخرج میں
(برحاشیۂ فتح البیان	اسے لیا هے -
جلد ۱۰ صفحہ ۱۸)	

در اصل یہ روایت بھی وھی مسروق والی روایت ھے مگر دوسرے طریق سے مروی ھے - پس ان تمام روایتوں میں جن میں ماریۃ قبطیہ کا حضرۃ حفصہ کے مکان میں آنحضرۃ کے ساتھہ ھونا ' آنکا عتاب کرنا اور آزردہ ھونا ' پھر آنحضرت کا قسم کھانا وغیرہ وغیرہ بیان کیا گیا ھے' صرف بھی ایک روایت ھے جسکے انک طریق کی حافظ ابن حجر نے اور دوسرے طریق کی حافظ ابن کثیر نے توثیق کی ھے اور کہا ھے کہ اسناد صحیح سے مروی ھے' لہذا انکے علاوہ اور جسقدر طریق ھیں' انکا ذکر کرنا فضول ھوگا - کیونکہ انکی صحت کے متعلق کوئی تصدیق ھمارے سامنے نہیں ھے -

(روایۃ مسروق و رقاشی کی حقیقت)

اب آئیے' اس روایت پر نظر ڈالیں کہ اصول من کے لحاظ سے یہ کہاں تک قابل اعتبار و تسلیم ھے ؟ اور اسکا اثر اصل واقعہ پر کہاں تک پڑسکتا ھے ؟

سب سے پہلے اسپر غور کرنا چاھیے کہ اس روایت میں نہ تو ماریۂ قبطیہ کا ذکر ھے اور نہ واقعہ کے وہ تمام اھم حصے منقول ھیں جو امام طبری وغیرہ نے اپنی روایات میں درج کیے ھیں - صرف اسقدر بیان کیا ھے کہ آنحضرۃ (صلعم) نے حضرۃ حفصہ سے فرمایا کہ میں اپنی لونڈی کے پاس نہ جاؤنگا - اسکے لیے قسم کھاتا ھوں - پس اگر یہ روایت تسلیم بھی کرلی جاے' جب بھی اُن تفصیلات کی تصدیق کیلیے قیاس محض کے سوا اور کچھہ ھاتھہ نہیں آتا -

ثانیاً - اس روایت کا پہلا سلسلہ مسروق تک منتہی ھوتا ھے - مسروق صحابی نہ تھے - تابعی تھے - (یعنی انھوں نے آنحضرۃ کو دیکھا نہیں تھا) لیکن وہ کچھہ نہیں بتلاتے کہ انھوں نے یہ واقعہ کس صحابی سے سنا ؟ اور جس سے سنا وہ کس حیثیت سے بیان کرتا ھے ؟ صرف انکا بیان ھے جو بعد کے راویوں نے روایت کردیا ھے- اسکو اصطلاح حدیث میں " منقطع " کہتے ھیں - بعد اسکا سلسلہ آنحضرۃ تک نہیں پہنچتا - ایک ایسی منقطع روایت کو بخاری و مسلم اور کتب صحاح کی متصل اور کثیرالطرق روایات صحیحہ کے مقابلہ میں کیونکر تسلیم کیا جاسکتا ھے ؟

یہ کہنا کہ دونوں میں تطبیق ممکن ھے' کسی طرح صحیح نہیں - آگے چلکر ھم اسے واضح کرینگے -

رھا اس روایت کا دوسرا طریقہ جسکی حافظ ابن کثیر نے توثیق کی ھے' تو وہ بھی اپنے اندر کوئی ایسی قوت نہیں رکھتا جو اُسے اس حالت میں قائم کرسکے جبکہ امام بخاری و مسلم کی صحیح روایتیں سورۂ تحریم کا شان نزول دوسرے واقعہ کو بیان کررھی ھیں اور تمام کتب صحاح اسکی موید ھیں -

اسکے اسناد میں سب سے پہلے جو راوی ھمارے سامنے آتے ھیں ' وہ ابو قلابہ عبد الملک بن محمد الرقاشی ھیں - حافظ ابن حجر نے تہذیب میں انکا ترجمہ لکھا ھے - اسمیں شک نہیں کہ متعدد ثقات نے انکی توثیق کی ھے' اور ابن حبان نے ثقات میں انکا ذکر کیا ھے - نیز ابن جریر وغیرہ انکے حفظ کا اعتراف کرتے ھیں- یا ابن ھمہ دار قطنی جیسے شخص نے انکی اسناد کی متعلق یہ رائے بھی :

کثیر الخطاء في الاسانید والمتون - کان یحدث من حفظہ فکثرت الاوھام في روایتہ (۱)	وہ روایت کی سندوں میں اور حدیث کے اصل الفاظ میں کثرت سے غلطیاں کرجاتے ھیں - انکا قاعدہ تھا کہ محض اپنے حفظ کی بنا پر حدیث بیان کرتے تھے - اسلیے انکی روایت میں بہت اوھام پیدا ھوگئے -

پھر اسی تہذیب میں دار قطنی کا دوسرا قول نقل کیا ھے کہ " لا یحتج بما ینفرد بہ "

آخر میں خود حافظ ابن حجر لکھتے ھیں :

" بلغني عن شیخنا ابي القاسم انہ قال : عندي عن ابي قلابہ عشرۃ اجزاء ما منھا حدیث مسلم اما في الاسناد و اما في المتن - فان یعدت من حفظہ فکثرت الاوھام فیہ " فتامل !

چنانچہ اسی بنا پر بعض محدثین نے اس حدیث سے انکار کردیا ھے ' جو ابو قلابہ رقاشی نے ابوھریرہ سے روایت کی ھے کہ " ان النبی صلعم صلی حتی نورمت قدماہ " جیسا کہ حافظ موصوف نے تہذیب میں تصریح کی ھے -

پس ان تمام تصریحات سے ثابت ھوتا ھے کہ ابوقلابہ کی اسناد میں کثرت خطا و اوھام روایت و اغلاط متون کی ارباب جرح و تعدیل نے صاف صاف شکایت کی ھے ' اور ظاھر ھے کہ روی کی شخصی ثقاھت اور موصوف بالخیر و الصلاح ھونا (کما قال الخطیب) کچھہ مفید نہیں ھوسکتا جبکہ اسکے حفظ و اتقان اور صحت اسناد و متون کے متعلق مخالف تصریحات موجود ھوں - اور علی الخصوص ایسے موقعہ پر کہ صرف اسناد کی قوت ھی مطلوب ھے اور دیکر اسناد معتبرۃ و مرجوعۃ و متصلہ اسکے مخالف ھوں -

(قصۂ ماریہ اور محققین فن)

(۶) حقیقت یہ ھے کہ اس بارے میں کوئی روایت بھی صحیح موجود نہیں ھے جو شان نزول حصرہ عائشہ کے بیان کردیا ھے اور جسکو بالاتفاق ائمۂ حدیث و اساطین فن نے درج اسفار معتبرہ و صحیحہ کیا ھے ' وھی اصلی اور صحیح واقعہ ھے اور صرف وھی قابل قبول ھے

چنانچہ خود حافظ ابن کثیر باوجود رقاشی کی روایت کی توثیق کرنے کے ' آگے چلکر اسکا اعتراف کرنے پر مجبور ھوے :

والصحیح ان ذالک کان في تحریمہ العسل لما قال البخاري عند ھذہ الایۃ (ابن کثیر جلد ۱۰ - صفحہ ۱۹)	اور صحیح یہ ھے کہ سورۂ تحریم کی پہلی آیہ اس بارے میں نازل ھوئی کہ آنحضرۃ نے شہد کو اپنے اوپر حرام کرلیا تھا جیسا کہ امام بخاری نے اس آیہ کی تفسیر میں لکھا ھے -

صرف حافظ موصوف ھی پر موقوف نہیں ' دیگر ارباب نظر و تحقیق نے بھی صاف صاف لکھدیا ھے کہ ماریۂ قبطیہ کے اس واقعہ کے متعلق کوئی صحیح روایت ثابت نہیں ھے - علامہ عینی شرح بخاری میں ان تمام روایات کا ذکر کرکے لکھتے ھیں :

و الصحیح في سبب نزول الایۃ انہ في قصۃ العسل لا في قصۃ ماریۃ المروي في غیر الصحیحۃ (عیني جلد ۹ صفحہ ۵۴۸)	اور اس آیت کے سبب نزول کی نسبت صحیح روایت یہی ھے کہ وہ شہد کے متعلق ھے - ماریۂ قبطیہ کے قصہ کے متعلق نہیں ھے جو کتب صحاح کے علاوہ دیگر کتب میں مروی ھے -

یہی رائے قاضی عیاض کی بھی ھے - بلکہ جو الفاظ علامہ عینی نے لکھے ھیں در اصل قاضی موصوف ھی کے ھیں - امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں انکی رائے انہی الفاظ میں نقل کی ھے - خود امام موصوف کی بھی رائے یہی ھے :

و لم یات قصۃ ماریۃ من طریق صحیح -	اور ماریۂ قبطیہ کا قصہ کسی صحیح طریق سے مروی نہیں ھے

(نووی جلد ۱- مطبوعہ مولانا احمد علی مرحوم - صفحہ ۴۷۹)

ایسی صریح اور صاف تصریحات کے بعد کون کہہ سکتا ھے کہ ماریۂ قبطیہ کا قصہ صحیح ھے ؟ اور کیونکر جائز ھوسکتا ھے کہ اسی بنا پر معترضین اسلام انہی معاندانہ تلبیس اور ابلیسانہ فریب کاری کے ساتھہ اس واقعہ کو ھمارے سامنے بطور حجت اور دلیل کے پیش کریں ؟

(۱) حافظ ابن حجر کی تہذیب التہذیب حال میں دائرۃ المعارف حیدر آباد نے چھاپی ھے - میں نے اسی سے یہ عبارت نقل کی ھے - (دیکھو جلد ۶ - صفحہ ۴۲۰)

مذاهب علمية

صفحة من تاريخ الكيميا

(۲)

فن کیمیا کے ان مختلف دوروں کی جو ایک سرسری تقسیم تھی - اب ہم کسی قدر تفصیل کے ساتھہ انپر نظر ڈالتے ہیں تاکہ ہر دور کی ترقیات و انقلابات سامنے آ جائیں -

دور اول

[قسم نظری]

اس عہد کے لوگوں نے اپنے اعمال کیمیائیہ میں ہمیشہ نہایت کمی اور نظری امور کے مطالعہ پر التفا کی - وہ کبھی بھی کسی تجربہ اور علمی تجربہ میں مشغول نہ ہوے - انکا قاعدہ یہ تھا کہ وہ کلیات سے جزئیات مستنبط کرتے تھے - حالانکہ استنباط و اخذ نتائج کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ تجربہ و مشاہدے سے جو جزئی واقعات نظر آئیں' ان سے کلیات اور عام قوانین بنائے جائیں - اسی لیے انکی کوششوں کا ماحصل بجز ناکامی اور ضیاع عمر و محنت کے اور کچھہ نہ ہوا -

(مسئلۂ تخلیق و عناصر)

اس عہد کے علما کے پیش نظر سب سے زیادہ اہم مسئلہ یہ تھا کہ عالم اور ما فی العالم (یعنے دنیا میں جو کچھہ ہے) اسکے عناصر اصلیہ کیا ہیں ؟

انکو یقین تھا کہ عمل کیمیاری کے ذریعہ بعض کم قیمت دھاتوں سے دوسری بیش بہا دھاتیں بنائی جا سکتی ہیں - چنانچہ انہوں نے چاندی اور سونے کے بنانے کی بارہا کوشش کی -

عناصر اصلیہ کیا ہیں ؟ اسکے متعلق چھٹی صدی قبل مسیح کے علماء میں اختلاف تھا - بعض کا مذہب یہ تھا کہ ہر شے کی اصل پانی ہے (فلاسفۂ اسلام میں سے ابن رشد کا مذہب بھی یہی تھا - وہ اپنی تائید میں قرآن حکیم کی یہ آیت : وجعلنا من الماء کل شی حی - پیش کرتا تھا) اس جماعت کا سرگروہ طالیس تھا -

ایک دوسری جماعت کہتی تھی کہ عناصر اصل میں صرف دو ہیں : آگ اور ہوا -

تیسرا گروہ ان دونوں پر خاک کا بھی اضافہ کرتا تھا -

دیمقراطیس جو پانچویں صدی قبل پیدایش مسیح میں تھا' کہتا تھا کہ عنصر اصلی صرف ایک مادۂ خاکی ہی ہے - یہ مادۂ خاکی نہایت چھوٹے چھوٹے ذرات میں منقسم ہے - یہ ذرات اگرچہ حجم میں باہم مختلف ہیں مگر انکا مایۂ خمیر اور شکل ایک ہی ہے - یہ ذرات ہمیشہ گردش کرتے رہتے ہیں - جسم میں جسقدر تغیرات ہوتے ہیں' وہ انہی ذرات کے اجتماع و افتراق کا (یعنے ملنے اور الگ ہونے کا) نتیجہ ہیں -

دیمقراطیس کی یہ رائے ذرات کے موجودہ نظریہ سے فی الجملہ مشابہ ہے -

اسکے بعد سنہ ۴۴۰ ق - م - میں امپید کلیس آیا - اُس نے یہ خیال ظاہر کیا کہ عناصر اصلی چار ہیں: آب و آتش اور خاک و باد - انہی سے تمام اجسام مرکب ہوتے ہیں - یہ خیال ارسطو کی طرف بھی منسوب کیا جاتا ہے - بہر حال یہ مذہب خواہ ارسطو کا ہو کسی دوسرے حکیم کا ' لیکن دونوں میں سے کسی نے بھی ان عناصر اربعہ کے مایۂ خمیر میں فرق نہیں کیا - یعنی دونوں اپنی اپنی جگہ پر یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ان چاروں کا قولم ایک ہی مادے سے ہے اور تعداد و اختلاف محض خاصیت کے اختلاف کا نتیجہ ہے -

ان مختلف خواص میں سے جن اہم خاصیتوں تک قوت لامسہ کا تسدرس ہے وہ چار ہیں : رطوبت ' یبوست ' حرارت ' برودت - ہر عنصر اصلی میں دو دو خاصیتیں ہیں - مثلاً آگ گرم و خشک ہے - ہوا گرم و تر ہے' پانی سرد و تر ہے' خاک خشک و سرد ہے - اس تفصیل میں آپ نے محسوس کیا ہوگا کہ ہر خاصیت گویا دو عنصروں میں مشترک ہے -

ہم نے ابھی بیان کیا ہے کہ ہر عنصر میں دو خاصیتیں ہیں' لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ دونوں مساوی نہیں ہیں - کسی عنصر میں ایک خاصیت زیادہ ہے کسی میں دوسری خاصیت - چنانچہ ہوا میں رطوبت اور حرارت دونوں ہیں' مگر حرارت کی مقدار رطوبت سے زیادہ ہے - پانی میں برودت اور رطوبت دونوں ہیں' لیکن برودت رطوبت پر غالب ہے - خاک یبوست و برودت کی جامع ہے' مگر یبوست غالب ہے - آگ یبوست اور حرارت دونوں اپنے اندر رکھتی ہے لیکن غلبہ حرارت کو حاصل ہے -

انہی خواص کی قلت و کثرت کے ساتھہ عناصر کی نوعیت بدلتی رہتی ہے - مثلاً اگر پانی کی رطوبت پر آگ کی یبوست غالب آگئی تو اس سے ہوا پیدا ہوجائیگی - یا اگر خاک کی برودت پر ہوا کی حرارت غالب آگئی تو اس سے پانی پیدا ہوجائیگا - یا اگر آگ کی یبوست پانی کی رطوبت پر غالب ہوگئی تو اس سے خاک پیدا ہوگی - اسی طرح اگر پانی کی رطوبت آگ کی حرارت پر غالب ہوگئی تو اس سے ہوا پیدا ہوگی - غرض جسم کے ہر قسم کے تغیرات انہی خواص کے تغیر کے ساتھہ وابستہ ہیں -

چونکہ بظاہر ان عناصر میں سے بعض عناصر کا بعض کی شکل میں منتقل ہوجانا ممکن تھا ' اسلیے اگر قدماء اس کے قائل تھے کہ بعض مادے دوسرے مادوں کی شکل میں منتقل ہوسکتے ہیں تو یہ کوئی تعجب انگیز امر نہیں ہے -

مثلاً پانی اور ہوا رطوبت میں مشترک ہیں اسلیے یہ ممکن ہے کہ حرارت کے ذریعہ سے ہوا بدا دیا جاے -

مگر ظاہر ہے کہ یہ کوئی قاعدہ کلیہ نہیں ہے - ہم جانتے ہیں کہ پانی اور خاک رطوبت میں مشترک ہیں مگر نہ تو خاک کو ہم کسی طرح پانی بنا سکتے ہیں اور نہ پانی کو خاک - صرف اس ایک ہی مثال سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ قدماء جزئیات سے کیونکر کلیات بنایا کرتے تھے اور کس طرح غلطیوں میں مبتلا ہوجاتے تھے ؟

مگر ارسطو نے یہ محسوس کیا کہ عناصر اربعہ تمام عالم کے کیمیاوی و طبیعی ظواہر کی تفسیر کے لیے کافی نہیں ہیں - اسلیے

اس نے ایک اور عنصر کا اضافہ کیا - ارسطو نے یہ پانچواں عنصر ائیر مانا اور ہندؤں سے اخذ کیا تھا -

ارسطو کے بعد جو لوگ آئے انھوں نے اس پانچویں عنصر کو مادہ سے علحدہ کر کے دیکھنا چاہا مگر ان کوششوں میں کامیابی نہ ہوئی اور کیونکر ہوتی جبکہ ائیر (ایتھر) کوئی واقعی شے نہیں ہے بلکہ ایک وہمی وجود ہے جو علماء طبیعۃ فرض کرلیتے ہیں - محض اسلیے کہ اس کے فرض کرنے کے بعد ان بہت سے ظواہر و عملیات کی تفسیر آسان ہو جاتی ہے جو مشاہدہ میں آتے رہتے ہیں -

مثلاً تلغراف لاسلکی میں کہربالیت ایک جسم سے دوسرے جسم میں جاتی ہے ' مگر ان دونوں جسموں کے درمیان کوئی مادی واسطہ نظر نہیں آتا ' اور یہ مسلم ہے کہ کوئی مادی طاقت ایک جسم سے دوسرے جسم تک بغیر واسطہ کے نہیں جاسکتی - لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ قوت کہربائی کو الگ کر کے بطور ایک عنصر کے دیکھا جا سکے -

دوسرے دور میں بھی ایک جماعت کا ایسا ہی خیال تھا کہ اصلی عنصر پانی ہے - اس خیال کی بنیاد وان ملبنٹ کے تجارب تھے جن میں سے ایک تجربے کا تذکرہ ہم یہاں کرینگے -

ملبنٹ کا بیان ہے کہ اس نے ایک پودہ جسکا وزن پندرہ پونڈ تھا ' تھوڑی سی مٹی میں بودیا - اس مٹی کو پہلے اچھی طرح اس خیال سے خشک کرلیا گیا تھا کہ جب اسمیں کوئی شے ڈالی جاے تو خالص مٹی کا وزن معلوم ہوسکے - کیونکہ اگر مٹی گیلی ہوگی تو ظاہر ہے کہ اسمیں مٹی کے ساتھہ پانی کا وزن بھی شامل ہوگا - خشک کرنے کے بعد مٹی کا وزن ۲ سو پونڈ تھا - پانچ سال تک وہ اس پودے کو پانی دیتا رہا - اسکے بعد جب تولا گیا تو اسکا وزن ۱۶۹ پونڈ اور ۳۰ اونس ہوگیا تھا - پھر جب مٹی کو خشک کرکے تولا تو اس کا وزن دو اونس کم تھا !

اس تجربے سے بظاہر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اس درخت میں جسقدر ترقی ہوئی ' تمام تر پانی ہی سے ہوئی - اسلیے عرصہ تک ایک جماعت اس کی قائل رہی کہ عنصر اصلی پانی ہے - لیکن جب انجنہوز (Ingenhousz) اور لاوازیہ پیدا ہوئے تو انھوں نے اپنے قاطع و مسکت جواب سے اس خیال کو بالکل باطل کر دیا -

اہل یونان میں بعض لوگ صرف آگ کو بھی عنصر اصلی مانتے تھے - مگر یہ خیال غالباً کلدانی ' ایرانی ' اور قدیم ہندؤں کی آفتاب پرستی کی راہ سے آیا ہوگا - ایک گروہ صرف خاک کو عنصر اصلی کہتا تھا اور اپنے اس خیال کی تائید میں یہ دلیل پیش کرتا تھا کہ تمام اشیاء جب مٹ جاتی ہیں تو خاک ہوجاتی ہیں - ایک اور جماعت صرف ہوا کو عنصر اصلی مانتی تھی - اسکے مذہب کی بنیاد انا کسیمینس کے اس قول پر تھی کہ پانی ابر کے تکاثف سے پیدا ہوتا ہے اور ابر ہوا کے تکاثف سے ' نیز یہ کہ پانی کو چونکہ ہوا بنایا جاسکتا ہے اسلیے ہر شے کی اصل ہوا ہی ہے -

ان فرقوں میں ہر ایک کسی ایک عنصر کو عنصر اصل سمجھتا رہا - یہاں تک کہ ارسطو آیا اور اس نے عناصر اربعہ کا اصول رواج شناس کیا -

ترجمہ اردو تفسیر کبیر

قیمت حصہ اول ۲ - روپیہ - ادارۂ الہلال سے طلب کیجیے

فلسفہ

مبداء اللہ کا ایک سرسری مطالعہ

(۱)

(فلسفہ کی حقیقت)

عام خیال ہے کہ فلسفہ نہایت دقیق اور مشکل مضمون ہے جو صرف بعض خاص دماغوں ہی کیلیے موزوں ہے ' یا ایک ایسا غیر مفید اور بے نتیجہ علم ہے جس سے صرف انہی لوگوں کو سروکار ہونا چاہیے جو کاروباری دنیا کے لایق نہ ہوں ' اور جو ہر وقت اپنے خیالوں میں محو اور اپنے توہمات میں غرق رہتے ہوں -

مگر ایسا خیال کرنا سخت غلطی ہے -

انسان اشرف المخلوقات ہے - کیوں ؟ اسلیے کہ عقل یا قوت ممیزہ اسمیں وہ دیعت کیگئی ہے جسکا وجود اور جاندار دنمیں نہیں پایا جاتا - بیشک دیگر حیوان سنتے ' دیکھتے ' اور یاد بھی رکھتے ہیں ' مگر اونکی قوتیں صرف عین ضرورت کیوقت ہی استعمال میں آتی ہیں - برخلاف اسکے انسان مشاہدات عالم کا مطالعہ کرتا ہے ' اونکی نسبت اپنے خیالات قایم کرتا ہے ' پھر اون خیالات کا ایک دوسرے سے مقابلہ کرکے اونمیں ایک باہمی ربط اور نسبت دریافت کرتا ہے - تاکہ اونپر من حیث الکل نظر ڈالے اور حقایق اشیا سے روشناس ہو -

یہی فلسفیانہ عمل ہے -

ہم جب کسی چیز کی نسبت خیال قایم کرتے ہیں ' خواہ اس سے کہ وہ چیز مادی ہو یا غیر مادی ' تو ذیل کے سوال ہمارے ذہن میں ضرور پیدا ہوتے ہیں :

اول یہ کہ وہ چیز جو ہمارے ذہن میں ہے کیا ہے ؟ دوسرے یہ کہ اوسکی ابتدا کب سے ہے ؟ تیسرے یہ کہ اوسکا تعلق دیگر اشیا یا خیالات کیساتھہ کس قسم کا ہے ؟ یعنی ہم اشیا یا خیالات کی کیفیت اور اونکی ابتدا اور اونکا باہمی انحصار و تناسب دریافت کرنا چاہتے ہیں -

(فلسفی)

ہر شخص کو اپنی عمر میں اس قسم کے تفکر کا کبھی نہ کبھی ضرور موقع ملا ہوگا - لہذا کہا جاسکتا ہے کہ ہر شخص ہم رہیش ایک فلسفی فکر ضرور رکھتا ہے -

لیکن بات ہی اسکے ہر دنی عقل جو صرف کبھی کبھی غور و فکر اور تجسس و تلاش کا عادی ہو اور اپنی راے بھی قایم کرے ' صحیح معنوں میں فلسفی نہیں بھی کہا جاسکتا ' جسطرح کہ اوس شخص کو جو لوہے کے اوزار کو درست کرنا جانتا ہو ایک باقاعدہ لوہار نہیں کہسکتے ' یا اوس شخص کو جو شیشونکی عارضی مرمت کرسکتا ہو ' شیشہ گر نہیں کہا جاسکتا - پیشہ ور شیشہ گر وہی ہے جسنے اپنے کام کو اپنا پیشہ ٹھہرا لیا ہو ' جسنے باقاعدہ تربیت کے علاوہ اپنی دائمی جد و جہد اور مزاولت سے اوس کام میں کمال حاصل کیا ہو ' اور جو بہ نسبت ایک نو کار آدمی کے اپنا کام کم وقت میں مگر زیادہ خوبی کیساتھہ انجام دیسکتا ہو -

یہی مثال ایک باقاعدہ فلسفہ دان کی ہے جسنے حقایق اشیا کا مطالعہ کرنا اور اونکی تلاش و تفتیش کرنا اور اونکے اسباب و علل دریافت کرنا اپنا منشاء زندگی قرار دے لیا ہو - جسطرح ایک لوہار کو آلات کی ضرورت ہوتی ہے ' اوسیطرح فلسفی کو بھی ہوتی ہے - اسکے آلات اسکے خیالات ہیں - محض مشق اور عمل کے ذریعہ

اسکو بعض اشیا میں بہت جلد دستگاہ حاصل ہوجاتي ہے - اسطرح مختلف پیشہ وروں اور دستکاروںکو اسکي ضرورت ہوتي ہے کہ اپنے کام کی جزئیات سے کماحقہ واقف ہوں' نیز انکے پیشہ سے متعلق جدید انکشافات و ایجادات اونکے پیش نظر رہیں' اسیطرح ایک باقاعدہ فلسفي کیواسطے بھي اشد ضروري ہے کہ اون چیزونکے متعلق جو اوسکے ذہن میں گذرتي ہیں' دریافت کرے کہ اوسکے پیشروؤں نے اونکے متعلق کیا خیالات قایم کیے ہیں ؟

(فلسفہ کي غرض)

فلسفہ کي غرض کیا ہے ؟ اور اس سے ہمکو کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے ؟

ارسطو کے نزدیک فلسفہ کي ابتدا صرف تعجب و تحیر سے ہوئی - جب انسان اس عالم میں آتا ہے تو تغیرات سے دوچار ہوتا ہے - زندگي کي نیرنگیاں اور کائنات کے عجائبات اوسکو متحیر کردیتے ہیں - پس یہ تقاضاے فطرة ہے کہ وہ ہر چیز کو دیکھے اور اپنے دل سے سوال کرے کہ یہ کیوں ہے ؟ کب سے ہے ؟ اور کب تک ہے ؟ یہ عالم مع اپنے تمام کائنات کے انسانکے واسطے ایک معما ہے - اسکے حل کرنیکي کوشش ہي کا نام فلسفہ ہے -

پہلي چیز جو انسان کو دریافت حقایق کي طرف مائل کرتي ہے' معاد اور نفع ہے - کہا جاتا ہے کہ علم ہیئت کی ابتدا قدیم مصریوں میں اسوجہ سے ہوئي کہ اونکو دریاے نیل کی طغیاني کے بعد اپني زمینیں نابود پڑیں - بیاباں نورد المدابوں نے ستارہ شناسی اسیواسطے سیکھي کہ اپنے ملکوں میں رہسکیں -

انسان زندگی کے معمے کو حل کرنیکی کوشش بھي اسوجہ سے کرتا ہے تاکہ اپنے مایدوں اور حسودوں کی حملہ آوري سے عالم اس سے کہ وہ مادي ہوں یا غیر مادي محکوم پیدا کردہ مسایل کی بھي اوني حد نہیں ہے - زمین سے آسمان تک سب اوسکے زیر تسلط ہے - انسان ہر وقت اسي فکر میں رہتا ہے کہ وہ فطري راز جو مدت سے سربستہ چلے آتے ہیں' اونھیں یکے بعد دیگرے دریافت کرتا جاے' اور یہ عجیب بات ہے کہ گو وہ دریاے علم سے سیراب ہوتا جاتا ہے' پھر بھی اسکي پیاس نہیں بجھتي بلکہ اور زیادہ بڑھتي جاتي ہے !

یہ تلاش و تفتیش کي عادت انسان میں فطري ہے - یہ کسیطرح اس سے الگ نہیں ہوسکتي اور نہ ہي مٹ سکتي ہے - اسکي ترقي عقل کي ترقي کے ساتھہ وابستہ ہے - جوں جوں عقل ترقي کرتي جاتي ہے' اوسیقدر حوادث اشیا کي تلاش بھي بڑھتي جاتي ہے - اسکو اپني لاعلمي کا علم ہوتا ہے' اپني ناواقفیت سے واقف ہوتا ہے' اور حقایق کو صرف جاننا ہي نہیں چاہتا بلکہ اوپر عمل بھي کرنا چاہتا ہے -

پس فلسفہ کي مختصر تعریف اسطرح کیجا سکتي ہے کہ "وہ اشیا کے اسباب مخفیہ کے تجسس کا علم ہے جس سے غرض یہ ہے کہ ہمارے افکار اور اعمال میں ایک کامل ربط و اتحاد پیدا ہو' اور جسطرح ہمارے خیالات ہوں' اوسي طرز کے ہمارے افعال بھي ہوجائیں - جہل سے گریز کرنا' حقایق دریافت کرنا' اور غلطیوں سے مطلع ہونا' وہ غلطیاں جو شاہد حقیقت کے چہرہ پر نقاب بني ہوئي ہیں' یہي اصلي غرض زندگي کي ہے - اور یہي غرض فلسفہ کي ہوسکتي ہے"

(لفظي تشریح)

خود لفظ "فلسفہ" کي ابتدا اور تاریخ ہمارے اس دعوے کي دلیل ہے - یوناني مورخ ہیرو ڈوٹس رقمطراز ہے کہ سولیس نے کروئسس سے کہا تھا :

"میں نے سنا ہے کہ تو ملکوں ملکوں فیلسوف کیطرح (یعنی اس علم میں) پھرا ہے"

ہرقلیز فلسفہ کے یہ معني بتلاتا ہے :

"تہذیب نفس کیواسطے کوشش کرنا" -

بہر صورت اس لفظ نے ابتدائي معني اعتراف جہل اور تحصیل علم کے ہیں - حکیم فیثا غورث کا (بعض کا خیال ہے کہ سقراط کا) مقولہ ہے :

"عقل صرف خداوند کل و علی کے واسطے ہے - انسان صرف جاننے کي کوشش کرتا ہے لہذا وہ عقل کا عاشق اور علم و حق کا جویا ہے"

یہي لفظي معني "فلاسفي" اور "فلاسفر" کے بھي ہیں جو یوناني لفظ "فیلوس" (عاشق) اور "سوفیا" (عقل) سے مرکب ہے - یہ عجیب بات ہے کہ ابتدا میں "سوفاس" (عاقل) اوس شخص کو کہتے تھے جو کسي ہنر یا دستکاري کا ماہر ہو - مثلاً ایک گویا یا باورچي یا ملاح یا بڑھئي' مگر رفتہ رفتہ یہ لفظ علوم عقلیہ کے ماہروں کے واسطے استعمال ہونے لگا - اسي کا دوسرا مشتق "سوفست" (سوفسطائي) ہے جو اون لوگونکے واسطے استعمال ہوتا تھا جو مثل بازاري سودا بیچنے والونکے مختلف علوم و فنون کو بھي بقیمت بیچتے تھے - چنانچہ سقراط نے اپنے تئیں فلسفي کہا ہے نہ کہ سوفسطائي !

(تقسیم)

گو کہ فلسفہ تمام عالم کے مسایل پر حاوي ہے مگر آساني ترتیب کے خیال سے کہ تمام مسایل بلحاظ اپنے موضوع کے تین اقسام پر تقسیم کیے جا سکتے ہیں :

(۱) مسئلۂ وحدت یعني اصل اصول - وہ قادر اور مبدع قوت جو تمام عالم کي روح ہے - اسے مباحث کو مسایل ما بعد الطبیعہ کہتے ہیں -

(۲) مسئلۂ کون یا تدوم مشاہدات عالم' اسکو فلسفہ استدلالي کہتے ہیں -

(۳) فلسفہ انساني (اندھرا پالوجي) جسمے دیل میں فزیالوجي (علم الابدان) اور سائکالوجي (علم النفس) ہیں - پھر سائیکالوجي کے ذیل میں منطق ہے' جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان استنباط کیونکر کرے' اور صحیح نتائج تک کیونکر پہنچے ؟ پھر فلسفۂ جمال اور فلسفۂ اخلاق ہے -

پروفیسر سیلي کا قول ہے :

" ہمارے مدرکات پر مبنی ہے علم منطق کي' جو اون فوائد کے متعلق ہے جن سے ہم یہ جانچ سکتے ہیں کہ ہمارا خیال یا ہماري بحث صحیح ہے - اسي طرح ہمارے جذبات پر بنیاد ہے فلسفۂ جمال کي جس سے ہم اوس چیز کے لیے ایک معیار قائم کرسکتے ہیں جو ہمارے دماغ میں حسن اور قابل فریفتگي ہے " -

اعمال انسانیہ کیواسطے "تاکہ وہ نیکي تک پہنچ سکے" یہ ضروري ہے کہ بعض قوانین ضابطہ ایسے جائیں - فرایض کیواسطے قانون الٰہی ہے اور قانون تو فطري ہے یا انساني - اسکے علاوہ بعضے ایسے مسائل بھي ہیں جو افراد کے رشتۂ باہمي سے متعلق ہیں انکو سوسیالوجي (علم الاجتماع) کہتے ہیں - اسمیں فلسفۂ تاریخ بھي داخل ہے -

پس اس بنا پر فلسفہ کي آٹھ قسمیں حسب ذیل ہوئیں :

(۱) ما بعد الطبیعہ -
(۲) فلسفۂ طبیعي -
(۳) فلسفۂ نفس -
(۴) منطق -
(۵) فلسفۂ جمال -
(۶) فلسفۂ اخلاق -
(۷) فلسفۂ قانون -
(۸) علم الاجتماع اور فلسفۂ تاریخ

عـــالم اســـلامی

تـــرکـــي اور تعلـــيم و حريـــة نســـوان

مسئلۂ حريۂ نسواں پر ايک عمدي نظر

يورپ ميں حياة اجتماعيه کا ماتم اور فرار حريم

دفتر الهـــلال ميں جو مصور و غير مصور اخبارات و رسائل يورپ سے منگواے جاتے هيں، ان ميں پيرس کا مشهور " السٹريشن" (L'illustation) فرانسيسي زبان کا بهترين مصور رساله هے - اور مضامين کي کثرت ، مواد کے تنوع ، تصاوير کي صناعة و طباعة کے لحاظ سے گريفک ، السٹريٹڈ لنڈن نيوز ، اسفير وغيره تمام انگريزي رسالوں پر هر طرح فوقيت رکھتا هے -

بلاد مشرقيه اسکا ايک خاص مصور موضوع هے - چنانچه ۲۸ اپريل کي اشاعت ميں ايک پورے صفحه کا مرقع ديے هوے لکھتا هے :

" ترکي کي تمدني حالت ميں روز بروز انقلابات هو رهے هيں - ايک سماح لوانتي سست رفتاري سے اگرچه نا اميدي هوتي هے ، تاهم وه اسکي رفتار سے انکار نهيں کرسکتا اور ايک هي موسم ميں چند بار سفر کرکے اِس حرکت کے نتائج اپنے سامنے نمايان ديکھه سکتا هے -

ايک ماه سے زياده عرصه هوا که قسطنطنيه ميں عام طور پر استعمال کرنے کيليے تيلي فون لگايا گيا هے - آپ نهايت تعجب سے سنيں گے که بهت سي ترک لڑکياں تيلي فون کے مرکزي دفتر ميں کام کررهي هيں ، اور بهت سي لڑکياں کام سيکھه رهي هيں !

ترکي ميں تيلي فون اور تيلي گراف کے عموم انتشار اور فرانس کي طرح نهيں هوسکتے جهاں صرف معمولي بات چيت والے صاحب طرح کام کرسکتا هے - يه معربي اسلامي ملک تعجب انگيز غريب معلوط آبادي سے عبارت هے ، جهاں يورپ اور ايشيا کي متعدد زبانيں بولے جاتي هيں - يه جس طرح ايک ترک کا گهر هے جو اپنے کاروبار ميں لا ضرورت يوروپي زبان استعمال کرنا پسند نهيں کرتا ، اسي طرح ايک يوناني کا بهي وطن هے جو يوناني زبان کو هر طرح عثماني زبان پر ترجيح ديتا هے - پهر اسنا بورپس حصه جو ان تمدني رسائل سے زياده سر و کار رکھنے والا هے ، مختلف يوروپين اقوام پر مشتمل هے - انگريز ، فرنچ ، جرمن ، تقريباً اکثر اقوام يورپ يهاں آباد هيں ، اور وه اس تيلي فون سے زياده فائده نهيں اٹها سکتے جسکے مرکز ميں احکام کي تعميل کرنے والے صرف ترکي زبان هي کا مطالبه کريں !

اس دقت کے دور کرنے کيليے کمپني نے (جو در اصل خود حکومت هي هے) يه شرط قرار دےدي هے که تيلي فون کے مرکزي اسٹيشنوں کے تمام ملازمين اقلاً تين زبانوں سے ضرور واقف هوں

باايں همه اس صيغه ميں عثماني لڑکيوں کا هونا اس امر کا بين ثبوت هے که يه لڑکياں عام ترک مردوں سے بهي زياده زبان داں هيں - کيونکه اُن ميں سے هر لڑکي اقلاً تين زبانيں علاوه اپني مادري زبان کے ضرور هي جانتي هے !

يه صيغه ايک انگريز کمپني کے ماتحت کهولا گيا هے - اس وقت تک پندره لڑکياں سيکھه کر نکل چکي هيں اور کافي تعداد زير تعليم هے ، انگريزي معلمه کهتي هے که ان سے زياده جفا کش ، محنتي ، اور ذهين طلبا ميں نے يورپ ميں بهي نهيں ديکھے ان کے ارادے بلند اور اپنے نسواں کي تربيت نهايت اعلى هے "

* * *

قسطنطنيه ميں تيلي فون کا اسٹيشن - سامنے معلمه اور ترک متعلمات

اس فرانسيسي رسالے کے موضوع ابحاث هے حسن [illegible] ميں سے ايک لڑکي کے مصور کي نقل هم يهاں درج کرتے هيں - يه لڑکي [illegible] لڑکيوں کي تصوير کے عنصر ب فارغ عوام المتعلم لڑکياں ميں انگريز ليڈي [illegible] هے جو اس [illegible] کي معلمه اور منتظمه هے سامنے بائيں جانب کهڑي هوئي هے - سامنے وه ترک خانون هے جو اسي اسکول کي تعليم [illegible] هے مگر اب اسکي تعليم [illegible] مقرر هوئي هے - دونوں جانب کي معلمه بيٹهي هيں اور [illegible] تقريباً چار لڑکياں کهڑي هيں

* * *

اس رسالے کے مراسله نگار کا بيان هے که به تمام مسلمان لڑکيوں هيں - وه تعجب کے ساتهه اس تبديلي کا ذکر کرتا هے جو عورتوں کي حالت ميں هوئي هے -

ان تصويروں ميں عورتوں کے چهرے اگرچه بالکل بے نقاب هيں ليکن جسم پر ابهي پرانے لباس کا وه تمام حصه موجود هے جو نقاب کے الگ کرديے کے بعد بهي بطور ايک لابدي فرعل کے استعمال کيا جاتا هے - اس سے معلوم هوتا هے که يا تو نقاب اتار کر ابهي زهني هے ، يا اسکول کے اندر اسکي چنداں ضرورت نهيں سمجهي گئي -

بهر حال خواه ان جمائش اور حيران معاش چهروں پر [illegible]

رهي هو يا نه رهتي هو ' تاهم همیں افسوس کرنا پڑیگا اگر ترکي میں بهي عورتوں نے اپني معاش کے مسئله کو عام طور پر اپنے هاتهوں میں لے لیا - اور یورپ اور امریکه کے اُن عورتوں کی درد انگیز مثالیں پیدا هوگئیں جو آج متمدن دنیا کي معیشت منزلي کا سب سے زیادہ گہرا مرض هیں ' اور جسکے درد سے وهاں کے بڑے بڑے حکماء اجتماعی چیخ اُٹھے هیں !

* * *

عورت کو قدرت نے جن فرائض کے انجام دینے کیلیے پیدا کیا هے ' انکو وہ کبهی بهي نهیں چهوڑ سکتي - انکي حقیقت اب بهي ویسی هي مسلم هے جیسي که کسي ابتدائي عهد وحشت میں رهی هوگي - وہ انسان کي ماں بننے کیلیے پیدا کي گئي هے - اسي مادرانه اور منفعل خلقت کبهي بهي اُن کاموں کیلیے موزوں نهیں جو گهر کي زندگي کے باهر انجام دیے جاتے هیں - موجودہ تمدن نے اس قدرتي حد بندي کو توڑ دیا اور عورت کو گهر کي سهنشاهي سے نکلکر اپني غذا حاصل کرنے کے لیے آوارہ دنیا کي گلي پڑي ' ناهم اسکا نتیجه وهي نکلا جو احکام قدرت کي هر خلاف ورزي کا هونا چاهیے - آج یورپ اور امریکه میں عورتیں (بقول انڈیٹر سائینس پرونرس) ایک معطلي نسل کا ایک بیکار شي کهیل کے میدان میں اول درجے کا خالدي کا لڑکے پیدا کرنے والی صرور هیں ' مگر وہ نوزاد ایک اچهي ماں هیں جو بچوں کي پرورش کرتي هے ' اور نه اپنے نسواني فرائض ادا کرنے والی بیوي هیں ' جسکے کاموں کا میدان گهر کے اندر بنایا گیا هے !

موجودہ عهد کا ایک بہت بڑا سوسیالسٹ حکیم (هربرٹ سپنسر) پچاس برس پہلے ان عورتوں کي حالت پر ماتم کرتا هوا لکهتا هے :

" صنف انساني کا وہ جمیل و لطیف نصف حصه جسکا مقصد سهرہ کائنات کا اصلي حسن اور جسکي مسکراهٹ عالم ارضی کي صبغي مسرت تهي ' افسوس که آج دنیا سے کهیلا جا رها هے ' اور گویا ارادہ کر لیا گیا هے که اب دنیا میں مرد بعبر عورت کے رهینگے اور نصف مرد اور عورت کو دو جنس قرار دینے اور اس تقریب کي صورت سمجهنے میں ایک سخت غلطي کي تهي جسکي تصحیح سے زیادہ تعلل نهیں هونا چاهیے !

" یہ بات بہت قریب هے جب " عورت " کا وجود صرف گذشته زمانے کے شعرا کے تخیلات اور عهد قدیم کے صحائف و اوراق سے معلوم هوگا - لوگ آه سرد بهر کر کهینگے که ملٹن نے اپني نظم میں " عورت " کے محسوسات بتلائے هیں ' یا ڈانٹس نے اپنے قصه میں ایک دوشیزہ لڑکي کي تصویر کهینچي هے وہ بڑي هي تقریب اور دلربا چیز هے مگر افسوس که اب ہمیں دو عورتوں کا پیدا هونا ممنوع هوگیا !

" جو کچهه میں کهہ رها هوں محض ایک سادہ تعقل نهیں هے بلکه واقعات و حقائق هیں جن پر متمدن دنیا کا هر فاسفه مذهب اپني صحت قرار دے سکتا هے بشرطیکه وہ دنیا کو دیکهنے میں میرے برابر ٹهہرا سکے - اُس آنے والے زمانے کو چهوڑ دو جسکو همارے موجودہ تمدن کي غلط کاریاں اور ضلالت پیدا کرینگي - موجودہ عهد هي میں انگلستان اور دیگر متمدن دنیا کے بڑے بڑے دار العلوموں میں " عورتیں " تعلیم هیں اور کہاں بستي هیں ؟ کیا تم اُس تعلیم سے بهي " عورت " کهلانے کي حرات کر سکتے هو جو تمدن اور علم کے کارخانوں میں پهرني کي طرح حرکت کر رهي هیں ؟ جو کتابیں هیں وہ بیوي - نه تو انکا سر نسي فطرتي رقیق کے سینے پر هے اور نه انکي گود میں کوئي محبت اور سوالي جذبات کو سلانے والے هیں - وہ محبت و منسقت کي ایک تهکي هوئي روح هے یا کارخانوں کي ایک مضطرب الحال مزدور ' یا پهر ایک ایسي مخلوق جو مثل مزدور - روٹي اور کپڑے کیلیے محنت سراسے عالم کي تکلیفوں اور مصیبتوں میں کود پڑي هے - البته مرد محنت و مشقت اپني بیوي اور اسکے بچوں کیلیے کرتا هے - یه صرف اپنے نفس کیلیے کر رهي هے !

بهر حال وہ کوئي هو ' لیکن قطعا عورت تو نهیں هے - مرد بهي نهیں هوسکتي - پس وہ ایک تیسري جنس هے جسے خدا کي جگهه شریر اور گستاخ انسان نے پیدا کیا هے !

عورت اور مرد کے فرائض بالکل الگ الگ هیں - انکي نسبت جو کچهه ابتدا سے هو رها تها ' وهي خدا کا قانون تها مگر اُسے توڑ ڈالا گیا - عورت نوع انساني کي تکثیر اور اسکي پرورش و تربیت کیلیے تهي - کارخانوں میں مزدوري تلاش کرنے کیلیے نه تهي - نه اسلیے تهي که مدة العمر مجرد رهکر - وسائلي کا ایک کم قیمت کهلونا یا سڑکوں اور تفریح گاهوں کے اندر ایک آلۂ رونق کي طرح متحرک رهے !

جبکه یه حدود توڑ دیے گئے اور عورت پر وہ فرائض ڈالدیے گئے جو صرف مردوں کیلیے مخصوص تهے ' تو اسکا لازمی نتیجه یه نکلا که عورت اپنے جسم سے وہ کام لینے لگي جو اسکا اصلي کام نه تها - اس حالت نے اسکے محسوسات بدل دیے ' اسکے جذبات میں تغیر عظیم هوگیا ' اسکا نازک جسم محنتوں اور مشقتوں سے ڈهلا گیا ' بلکه اسکے اندر ایک عضوي انقلاب کے آثار نمایاں هونے لگے - اب نه اُسکا چهره عورت کا سا چهره هے اور نه عورت کا سا دل (یعني جذبات) وہ تمام اپنے جذبات لطیفه و رقیقه سے محروم هوگئی هے - وہ مرد بهی نه بني جسنے بننے کے سوق میں اس نے اپنا سب کچهه کهو دیا تها - پس پیدا کرنے ایک تیسري جنس هي کیوں نه چاهیے جو خلقت انساني کا ایک نیا نمونه هے ' اور جسکا وجود سوسائٹی اور خاندان کیلیے هلاکتوں اور بربادیوں کا پیغام هے "

* * *

صرف اسی ایک راے پر موقوف نهیں که علم عام هے اور تورت کے تمام اجتماعی حلقے ان مصائب انگیز نتائج کو محسوس کر رهے هیں

مگر یه احساس و علم جو دنیا کے اس موجودہ حصے کو اب هوا هے ' ان لوگوں کو ایک هزار برس سے برس پہلے سے معلوم تها جنهوں نے قرآن حکیم کي هدایات و تعلیمات کو اپني زندگي کا دستور العمل قرار دیا هے

قرآن حکیم نے اسي شے کو " حدود الله " سے تعبیر کیا هے جسکو آج کل اجتماعي هر مخلوق اور هر انساني درجه و جنس کے " فرائض " کے نام سے تعبیر کرتے هیں اور یهي فرمانی اور نافرمانی کو " حدود الله " کے الفاظ سے بتلاتے هیں ایک مکه میں کها : تلك حدود الله فلا تعتدوها (۲ : ۱۸۷) یه خدا کي قرار دي هوئي حدود هیں - یهي نافرمانی کے قریب بهي نه جاؤ - پهر کها : " تلك حدود الله فلا تعتدوها (۲ : ۲۲۹) یه خدا کي حدود هیں ان حدود کو نه توڑو - اسي طرح سورۂ طلاق میں فرمایا : و من یتعد حدود الله فقد ظلم نفسه (۶۵ : ۱) یه الله کي قرار دي هوئي حدود هیں جو شخص انسے تجاوز کریگا وہ اپنے هي اوپر ظلم کریگا

اس سے بهي بڑهکر یه که موحدوں کي سب سے بڑي تعریف سورۂ توبه میں که بیان کي . الحافظون لحدود الله (۹ : ۱۱۳) وہ خدا کي قرار دي هوئي حدود کي حفاظت کرنے هیں

یہي " حدود اللہ " نظام انسانیة کي اصلي بنیاد ھیں ' اور انساني ضلالت جب کبھي انکو توڑتي ھے تو اسکا لازمي نتیجہ خسران و ھلاکت ھوتا ھے -

درحقیقت " اسلام " بھي عبارت انھي " حدود اللہ " کے قیام سے ھے " مسلم " وھي ھے جسکي زندگي ان حدود کي ایک عملي اور کامل تصویر ھو - مستقل مضمون اس موضوع پر لکھوں تو یہ حقیقت واضح ھو -

پس مرد اور عورت کے فرائض کے متعلق بھي خدا نے حدود قرار دیے ' اور اُن تمام حکمتوں اور دانائیوں کے جاننے والوں سے زیادہ کامل اور زیادہ بہتر طریقہ سے انکی تعریم فرمائي ' جو آج تمدن و علم کے مختلف حلقوں میں ان کي حقیقت بیان کر رھے ھیں -

دیکھو ' سورہ روم میں جہاں خدا کے احسانات و نعائم گناے ھیں ' وھاں ایک سب سے بڑي نعمت خدا کي یہ بتلائي

ومن آیاتہ ان خلق	اور خدا کي حکمت و قدرت کي نشانیوں
لکم من انفسکم	میں سے ایک بڑي نشاني یہ ھے کہ اُس
ازواجاً لتسکنوا الیھا	نے تمھارے لیے تمھاري ھي جنس کي
وجعل بینکم مودة	ساتھي عورتیں پیدا کیں تاکہ تمھیں اپني
ورحمة (۳۰ : ۲۱)	زندگي میں سکون اور امن و راحت ملے '

اور پھر شوھر اور بیوي کے رشتے کو باھمي محبت و رحمت سے مسرت بخش بھي بنا دیا ' تاکہ تم خوشي اور راحت سے ساتھہ زندگي بسر کرو -

یہ آیة کریمہ في الحقیقت اس بحث کا آخري فیصلہ ھے - عورتوں نے پیدا کرنے اور حیاة ازدواجي کي غرض و غایت یہ بتلائي کہ " لتسکنوا الیھا " تاکہ تم سکون اور چین پاؤ - یعني عورت مرد کي زندگي ' اور اسکي کامل زندگي کا وہ بقیہ نصف ٹکڑا ھے جسکے ملے بغیر اسکي زندگي پوري نہیں ھوسکتي - پھر کہا کہ " جعل بینکم مودة ورحمة " اس رشتے کي بنیاد " محبت اور رحمت " پر رکھي -

اس سے معلوم ھوا کہ اس زندگي کي اصلي شے مودت اور رحمت ھے - اگر وہ پیدا ھو نہیں سکتي جب تک اسطرح کا باھمي ادراک جذبات و قوی میں پیدا نہو جاے کہ مرد عورت کیلیے ھو ' اور عورت مرد کیلیے - یعني بالفاظ کامل تر :

ھن لباس لکم و انتم	تم عورتوں کي زینت ھو اور عورتیں
لباس لھن (۲ : ۱۸۷)	تمھارے لیے زینت ھیں !

اللہ اکبر ! کون ھے جو کلام الھي کے ان حقائق کیلیے اپنے فکر و دماغ کو وقف کرے ' اور غور کرے کہ اسکے ایک ایک لفظ کے اندر حیاة انسانیہ اور اسرار زندگي کي کیسے بڑے بڑے صحائف و دفاتر موجود ھیں ؟ انسان کي زندگي اور حیاة مدني کي جس غرض و غایت کو آج بڑے بڑے مدون علوم ھمیں نہیں بتلا سکتے ' قران حکیم نے اس ایک جملے میں بتلا دیا کہ " جعل بینکم مودة و رحمة " نیز کہا کہ " لتسکنوا الیھا " صرف ان دو جملوں کي بڑي تشریح کي جاے اور اسکے ھم مطلب دیگر آیات کریمہ بھي جمع کي جائیں تو مسئلۂ حیاة اجتماعي و عائلي پر ایک پوري کتاب مرتب ھوجاے ! -

غرضکہ یہي اشتراک جنسي اور باھمي مودة و رحمت ھے جس سے یورپ و امریکہ کي سرزمین خالي کي جا رھي ھے - دیوثہ عورت اپنے فرائض کے حدود سے باھر نکل گئي ھے اور مرد و عورت کے اشغال و وظائف کي قدیمي اور قدرتي حد بندي یکسر توڑ ڈالي گئي

[۱۱]

پریڈ فرنگ

ایک ایڈیٹر اور وزیر فرانس !

یورپ میں پریس کي قوت

مشق کي پہلي غلطي !

قارئین کرام کو یاد ھوگا کہ پچھلے دنوں رائٹر ایجنسي کي تاربرقیوں میں پیرس کے ایک سنسنہ خیز حادثہ کي خبر دي گئي تھي جو وھاں کے مشہور روزانہ اخبار " فگارو " کے دفتر میں واقع ھوا تھا ' اور جسمیں فرانس کے وزیر مال کي بیوي نے ایڈیٹر " فگارو " کو خاص اُسکے دفتر میں جاکر ریوالور سے قتل کردیا تھا -

شاید عام نظروں نے اس واقعہ کو زیادہ اھمیت نہ دي ھو مگر في الحقیقت مختلف نتائج و اطراف کے لحاظ سے یہ ایک نہایت اھم اور قابل غور و تفکر واقعہ تھا -

پچھلي ڈاک میں فرانس کے جو اخبارات و رسائل آئے ھیں ' اُن میں اس حادثے کي پوري تفصیل درج ھے - پیرس کے مصور رسالہ " السٹریشن " نے ایڈیٹر فگارو ' اُسکے خاندان ' اسکي بیباک قاتلہ ' اور قاتلہ کے شوھر کي تصویریں بھي دي ھیں اور پوري تفصیل سے قتل کے اسباب پر بحث کي ھے -

* * *

میڈم کایو جس نے ایڈیٹر فگارو کو قتل کیا ' پیرس کي موجودہ اعلی سوسائٹي کي ایک حسین ' فیشن ایبل ' اور طرحدار لیڈي ھے - اُس کا حسن و جمال گو اس درجہ کا نہیں ھے کہ اسے متالین کم یاب ھوں ' تاھم بہ حیثیت ایک شیوہ طراز اور مجلس آرا لیڈي ھونے کے اعلی سوسائٹي نے ھمیشہ اسکي دلربائیوں اور سحر ادائیوں کا اعتراف کیا ھے ' اور ابتدا سے اسکے قدردانوں اور امیدواروں کا حلقہ وسیع ھے :

خوبي ھمین کرشمہ و ناز و حرام نیست '
بسیار شیوہ ھاست بتاں را کہ نام نیست !

[بقیہ مضمون پچھلے کالم کا]

ھے - ضرور ھے کہ اسکے نتائج ظاھر ھوں ' اور واقعات کہے ھیں کہ ظاھر ھوکئے -

پس یہ ایک سنسنہ خطرناک غلطي ھے کہ مشرق یورپ کي نقالي نے شرق میں اُن چیزوں کي طرف بھي بڑھایا ھے جنسے خود یورپ اُٹھا گیا ھے اور چاھتا ھے کہ کسي طرح پیچھے ھٹے - مسلمانوں کے پاس اس بارے میں ایک سچي اور حقیقي تعلیم موجود ھے - عورتوں کو تعلیم دیجے اور عام حقوق و مقاصد حیات میں برابر سمجھیے کیلیے تمہیں یورپ کي شاگردي و نقالي کي ضرورت نہیں - تمہارے پاس وہ سب کچھہ موجود ھے جو بہتر اور اصلي ھے اور اُن مضرتوں سے پاک ھے جنکو یورپ الگ کرکے عورتوں کے مسئلہ کو حل نہ کرسکا - پھر اس سے بڑھکر اور کیا مصیبت ھوگي کہ تم اپني ھستي کو بھول جاؤ اور یورپ کے سامنے اسکے لیے ھاتھہ بڑھاؤ ؟ حالانکہ خود یورپ اپني اس حالت پر رضامند نہیں ھے -

موسیو کایو وزیر مال فرانس

تمام حسن و عشق کی ہر زندگی کیلیے "معصیت کی پہلی غلطی" ہمیشہ درد ناک رہی ہے اور اس راہ میں جب کبھی کوئی ہے تو پہلے ہی قدم کو لگتی ہے :

طفل ناداں و اول سبق است !

میڈم کایو کے دل عشق خواہ کیلیے بھی اُسکی "پہلی غلطی" کی یاد زخم حسرت بنی اسکے لئے تلافی کا موقع نہ تھا مگر اس راہ کی پہلی غلطی ہمیشہ لاعلاج رہتی ہے اسکا زخم جب گہرا ہوجاے تو پھر اُسکا کوئی علاج نہیں :

جرم را ایں جا عقوبت ہست و استغفار نیست !

ہی پہلی غلطی تھی جس نے بالآخر اسے عدالت کے سامنے مجرموں کی طرح پہنچایا ' حالانکہ دنیا کی مجرمان عشق اور نہ گاران محبت ہونگے جنھوں نے اس قہر مان نازو عشوہ کے سامنے اپنی زندگی کا آخری فیصلہ سنے کیلیے سر جھکا یا ہوگا !

* * *

سن سنہ ۱۹۰۰ میں اسکی پہلی شادی ہوئی تھی اسکی پہلی غلطی" تھی - نسا ازفات محبت چہرے پر نقاب ڈالکر کی ہے جو بہت دلفریب ہوتا ہے ' مگر اُسکی دلفریبی تو چھپے ہوے چہرے کی دلفریبی سمجھ لیتے ہیں ہم غلطی کرجاتے ہیں میڈم کایو پر بہت جلد ہی ظاہر ہوگیا کہ اس تعلق میں اسے کوئی دلچسپی نہیں ہے اور انتخاب نے میں اسکے دل پرسنس طلب کی تھی - وہ اپنے شوہر کیلیے اعلیٰ درجہ کی ایک بہت بڑی [illegible] دلچسپی بھی نہ تھی ایک ایسے نمائشی دادکان شوق کے نظروں کا جب اصلی نمائش تاراج ناکامی ہوجاتا ہے تو عشق کے دوسرے اسیابوں کی جستجو شروع کردیتی ہیں محبت کا خاتمہ ہوا اور ناخوشگوار معاشقے شروع ہوے بالآخر اس نے ہم راضی نامہ کرلیا کہ ایک دوسرے کے معاملہ میں دخل نہ دیگا اور اپنی اپنی دلچسپیوں کی راہیں الگ الگ نکال لیگئے :

بس لیجیے سلام ' اپنا بھی وعدہ ہے بس ہے !

تمام یورپ اور امریکہ کے اعلیٰ طبقوں کی ازدواجی زندگی کے یہی تلخی ناموں پر بسر ہو رہی ہے !

* * *

لیکن یہ طرز زندگی بھی زیادہ عرصہ تک قائم نہ رہسکی اور بہت سے معاملات طشت از بام ہوگئے - آخر عدالت کے قانون سے مدد لینی پڑی ' اور تین سال کے بعد اُس مقدس معاہدۂ محبت کا جو قربانگاہ کے سامنے ہاتھ میں ہاتھ دیکے دائمی زندگی کیلیے کیا گیا تھا ' یہ نتیجہ نکلا کہ قانون طلاق کے دریعہ دونوں علحدہ ہوکر آزاد ہوگئے !

اس طرح "پہلی غلطی" کا علاج کیا گیا - مگر عشق کی غلطی کا کون علاج کرسکتا ہے ؟ یہ زخم دوا پذیر نہیں :

کے گفتہ بود کہ دردش دوا پذیر مباد !

* * *

اب پھر امید واروں کا ہجوم ' طلب گاروں کا انبوہ ' عشق کی فریبدادیں ' حسن کی خود داریاں ' سوسائٹی کیلیے زور بازار رد و قبول کا ہنگامہ گرم ' اور مسابقت و رقابت کی کشمکش کی صلاے عام تھی :

سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی !!

بالآخر اس معرکۂ عظیم میں موسیو کایو وزیر مال فرانس اپنی قسمت بندی سے محسودانہ بازی لیگئے اور طلاق کے ایک سال بعد ہی دونوں کا باقاعدہ عقد ہوگیا -

* * *

حال میں بعض بولیدنل مسائل کے متعلق مختلف جماعتوں میں جوش و ہیجان پیدا ہوا اور اسکا اثر اُن اشخاص و افراد تک پہنچا جنکا اُن مسائل سے خاص تعلق تھا - اسی سلسلے میں اخبار "فگارو" موسیو کایو کا سخت مخالف ہوگیا اور اپنے حریف کو شکست دینے کیلیے ہر طرح کے حربے کام میں لانے لگا -

اسنے مخالفانہ مضامین کا ایک پورا سلسلہ شروع کردیا جسکے ہر نمبر میں کوئی نہ کوئی سخت اعتراض اور طعن ہوتا اور پبلک طور پر اسکا جواب طلب کیا جاتا - یہاں تک کہ ایک بار صاف صاف لکھدیا : "میرے پاس اس قسم کی تحریری شہادتیں موجود ہیں جن سے اس معزز وزیر کی زندگی کے بڑے بڑے راز آشکارا ہوے ہیں میں انہیں عنقریب شائع کرونگا اگر وہ اپنے کاموں سے باز نہ آیا"

* * *

اس دھمکی کے شائع ہوے ہی تمام پبلک میں اُن رازوں کا تذکرہ شروع ہوگیا - یورپ میں پریس کی قوت سب کچھ کرسکتی ہے -

میڈم کایو ایڈیٹر فگارو کی نانی

اور مطبوعات کي آزادي کي آئے خود حکومت اور اعلي تربن حکام و زراءحتی کہ خود پریسیڈنٹ جمہوریت کي بھي کچھہ نہیں چلتي - اگر وہاں پر بس کسي شخص کا مخالف ہو جائے تو اسکا مرض لا علاج ہوتا ہے -

" فگارو " کے مصامین نے وزیر فرانس کي زندگي تلخ کردي اور اسکي رفعت و عزت کا یکایک خاتمہ ہوگیا !

* * *

دھمکي کے اعلان سے پانچ دن بعد دن کا وقت تھا - بارہ بج چکے تھے - دفتر فگارو میں چیف ایڈیٹر اپني میز کے سامنے بیٹھا تھا - یکایک اُسے ایک تار ملا جس پر " میڈم کایپو " کا نام لکھا تھا - وہ حیران ہوا کہ اسکے سب سے بڑے مخالف کي بیوي کا اُس سے کیا کام ہوسکتا ہے ؟ بہرحال اُس نے نوکر سے کہا کہ میرے کمرہ تک معزز ملاقاتي کو پہنچا دو -

میڈم کایپو نہایت سنجیدگي اور ایک معمولي ملاقاتي کي طرح بڑھي' اور ایڈیٹر کي میز کے سامنے آکے ٹھہري ہوگئي - وہ مصافحہ کرنے کیلیے اُٹھا اور اپنے خوبصورت ملاقاتي کے رک جانے پر کچھہ کہا چاہا - یکایک میڈم کي حسین آنکھیں خوفناک روسي سے چمک اُٹھیں - اس نے اپنا دھنا ہاتھہ گون کي جیب سے نکالا جسمیں بھرا ہوا ببچہ تھا - قبل اسکے کہ اس حیرت انگیز واقعہ کو سمجھے اسکے مخاطب کو مہلت ملے' پستول کے چھوٹنے کي آواز سنائي دي' اور بے خبر ایڈیٹر میز کے نیچے فرش پر لوٹنے لگا ...

* * *

پولیس نے فوراً قاتلہ کو گرفتار کرلیا - اُس نے ذرا بھي مزاحمت نہ کي - اس حادثہ کے بعد یہ زار بھلا نہ جبر دھمکي فگارو کے تحریري شہادتوں کي نسبت دي تھي' وہ دراصل قاتلہ کے اس ناجائز حسن و عشق کے تعلقات کے متعلق تھیں' جو اُس نے پہلے سوھر کے زمانے میں موسیو کایپو اور اسمیں باہم جاري رہے تھے - یہ عاشقانہ خطوط کا ایک بہت بڑا بنڈل تھا جو کسي طرح ایڈیٹر فگارو یا اُسکے سانھیوں کے حاصل کرلیا تھا -

ان خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ شادي سے پہلے بھي یہ دونوں باہم ہر طرح کے تعلقات رکھتے تھے' اور حالت یہاں تک بڑھگئي تھي کہ بالاخر پہلا بد نصیب شوھر مجبور ہوگیا کہ عدالت تک معاملہ پہنچا کر باقاعدہ طور پر علحدہ ہوجائے اور اپني بیوي کو لئے دوسروں کیلیے خود معتار چھوڑ دے !

ان میں وہ خطوط بھی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اس زمانے کے تعلقات صرف موسیو کایپو تک محدود نہ تھے' بلکہ عشاق اور طلبگاروں کا پورا حلقہ کامیاب لطف و کرم تھا' اور اس فیاض حسن کي بخشش کي عمومیت امیار و خصوصیت کے بخل سے پاک تھي !

جب " فگارو " کے تحریري شہادات کي دھمکي دي تو میڈم کایپو کو یقین ہوگیا کہ اب تمام معاملات طشت از بام ہوجائیں گے - اسکا علاج کچھہ نہ تھا جبکہ ایک اخبار حریف و مقابل ہوگیا تھا - مجبور ہوکر اُس نے ارادہ کرلیا کہ قتل اسکے کہ اسکے دشمن کا قلم کام کرے' خود اسکي زندگي ہي کا خاتمہ کردیا جاے -

معاملہ باقاعدہ عدالت کے سامنے ہے - میڈم کایپو جیل خانے میں ہے - اسکے وکلا ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ یہ اقدام جنون اور ایک طرح کي دیوانگي کا نتیجہ ہے جسمیں قاتلہ عرصے سے مبتلا تھی - مگر ساتھہ ہي ایڈیٹر فگارو کا جو مقصد تھا وہ حاصل ہوگیا کہ اسکي زندگي خاتمي رہي - یعنے وزیر مال نے استعفا دیدیا !

* * *

اس واقعہ سے متعدد اہم نتائج حاصل ہوتے ہیں :

(۱) یورپ کے اعلی طبقہ کي موجودہ زندگي سامنے آجاتي ہے جسکي حیاۃ ازدواجي عیش محبت سے یکسر محروم ہوتي ہے اور گو اسکا ظاہر کتنا ہي روشن ہو لیکن اسکے اندر خونخوار دیو اور اخلاقي جرائم کي تاریکي پوشیدہ ہے !

(۲) دنیا کي قدیمي اخلاقي صداقتیں اب زائل ہوگئي ہیں - یورپ کي زندگي روز بروز جس طرف جارہي ہے اسکا لازمي نتیجہ یہ ہے کہ بڑي بڑي معزز زندگیاں بھي اس قسم کے واقعات کو چنداں اہم نہیں سمجھتیں - محض سوسائٹي کے اعتبار' مجلسي قواعد کے وقار' اور رسمي ضوابط کے اعتراف پر ہر سے شخص ہے - في نفسہٖ تو اخلاقي اصول کوئي شے ہیں اور نہ عصمت و عفت کوئي چیز ہے -

(۳) یورپ کے پریس کي قوت جسکے آگے کسي قوت کي نہیں چلتي - جب وہ کسي شخص کا مخالف ہوجاے تو خواہ وہ کتنا ہي بڑا آدمي ہو' لیکن اسکے سوا کوئي علاج اپنے پاس نہیں رہتا کہ یا تو خود اپني زندگي سے ہاتھہ اُٹھالے یا اپنے مخالف کو قتل کردالے - اس واقعہ میں دوسرا طریقہ اختیار کیا گیا لیکن بے شمار واقعات اس قسم کے بھي ہوچکے ہیں جنمیں بڑے بڑے آدمیوں نے پریس کي مخالفت سے عاجز آکر خود کشي کرلي ہے -

مسئلۂ قیام الہلال

الہلال میں دیکھا گیا کہ الہلال کے بقاء کا مسئلہ درپیش ہے اور دو ہزار خریدار بہم پہنچانے کي خواہش کي گئي ہے - اسکي تعمیل میں آپ کے خادم مصروف ہیں - میں بھي حتی الوسع دو خریدار حاضر کرتا ہوں - انشاء اللہ عنقریب آور بھیجونگا -

خدا آپکے اخبار کو کامیاب کرے اور آپ کي عمر و اقبال میں ترقي دے - آپ کے اخبار کا مجھکو بے حد انتظار رہتا ہے - ڈاک خانہ میرے سکونتي مکان کے سامنے ہے - ڈاک ۲ بجے رات کو آتي ہے - میں اخبار کے انتظار میں ہر ہفتے کي رات دو دو بجے تک انتظار میں کاٹ دیتا ہوں !

اپنے بچوں کي خیریت کے خط کا مجھے اسقدر انتظار نہیں ہوتا جسقدر آپ کے اخبار کا -

آپکا خادم محمد عبد الرزاق - تعلقہ کھیم ضلع مدگل (علاقۂ نظام)

چھہ خریدار سر دست حاضر ہیں - تین کي قیمت بذریعہ منی آرڈر بھیجتا ہوں اور تین کے نام زي پي روانہ ہو -

عقیدت مند

محمد خلیل اللہ شریف - محاسب ضلع رائچور نظام

سر دست پانچ خریدار ان اطراف کے حاضر ہیں - مزید کوشش جاري ہے -

سید ظہور حسن کنٹراکٹر و کمیشن ایجنٹ جالم پٹہ - ضلع محبوب نگر (دکن)

مراسلات

کتاب مفتـــوح بنـــام

ایـڈیـٹـر الهـــلال از عبد السلام نـدوي

جناب مولانائے معترم زاد اللہ بسالکم شدۃ و قوۃ - بعیت و سلام -

میرا خط جس کو تلمذائے دارالعلوم ندوۃ العلماء نے اعتصاب کا متحرک قرار دیا گیا ہے اور جس کا ذکر جناب نے بھی اپنے جریدہ میں ضمنی طور پر کیا ہے ' میں اوسکے متعلق اخبارات میں مختلف حیثیتوں سے نہایت تفصیلی بحث کرنا چاہتا تھا ' لیکن احباب نے مشورہ دیا کہ اب تمام مباحث کو چھوڑ کر جلسۂ دہلی کے نتائج کا انتظار کرنا چاہیے - میں اگرچہ حقائق شریعت کے اظہار میں مصلحت وقت کا لحاظ حدع نفس کی بدترین شکل خیال کرتا ہوں ' تاہم جب یہ مشورہ اصرار اور اصرار سے جبر و اکراہ کی صورت میں بدل گیا ' تو مجھے مجبوراً خاموش ہونا پڑا ' لیکن اب جب کہ قوم کے اس جوش ملی نے اظہار کا زمانہ ختم ہوگیا ' میں آپ کے اخبار کے دریعہ ان مباحث کو چھیڑنا چاہتا ہوں - میں اس خط کے متعلق صرف شرعی اور اخلاقی حیثیت سے بحث کرنا چاہتا ہوں - اسلیے میں نے الهلال کو منتخب کیا ہے کہ اس جریدہ غراء کا عروۃ الوثقیٰ صرف شریعت ہی ہے -

سب سے پہلے آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب آپ کو یہ معلوم ہوا کہ میں نے بمبئی سے ایک خط بھیجا اور وہ مکتوب الیہ تک نہیں پہونچا ' آپکو یہ بھی معلوم ہوا کہ مولوی اعجاز علی صاحب نے اخبار مساوات مورخہ ۲۰ نومبر میں یہ خط شائع کیا ' وہ براہ راست اونکو کانپور میں نہیں مل سکتا تھا ' اس بنا پر بطن غالب (جس پر تمام دنیا کے کاروبار کا دارومدار ہے) یہ خط اونکے متعلقین دفتر نظامت یا دفتر اہتمام کے دریعہ ملا ہوگا جن کے ہاتھہ میں ڈاک کا انتظام تھا - بہر حال یقینی طور پر کوئی دریعہ متعین نہیں کیا جاسکتا - تاہم یہ یقینی ہے کہ اس معاملہ میں نودوالا مانات الی اهلها کے محکم اصول کی خلاف ورزی کیگئی تو پھر آپ نے بحیثیت مدعی امر بالمعروف و النہی عن المنکر ہونے کے کشف حقیقت کا (اس معاملہ میں) فرض کہاں تک ادا کیا ؟ اور شریعت کے اس اصل مہم کی توہین کہاں گوارا کی ؟ کہاںتک تو امر بالمعروف و احتساب دینی کا فرض صرف اشخاص کی ذات تک محدود تھا ' لیکن یہ خط جلسہ انتظامیہ میں پیش ہوا گیا - اور اوسکے ذریعہ اشتراک کا قطعی فیصلہ کیا گیا ' مجھے اگرچہ قانون سے واقفیت نہیں ہے تاہم عقل سلیم بتاتی ہےکہ اس خط کے متعلق تمام مباحث کا فیصلہ اوسی جلسے کو کرنے ملک و قوم کے سامنے ایک مرتق صورت میں پیش کرنا تھا - لیکن جلسہ انتظامیہ کی روئداد سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ وہ خط کیونکر ناظم صاحب کے ہاتھہ آیا ؟ اور مولوی اعجاز علی تک کیونکر پہونچا ؟ جلسہ نیز میں اصل خط پیش کیاگیا یا اوسکی نقل سے کام لیا گیا ؟ بہر حال جب ایک جلسہ نے ان تدلیسات باطلہ کو جائز رکھا تو اس نے قومی حیثیت سے ایک امر منکر کا ارتکاب کیا ' اس حالت میں آپنے بحیثیت ایک ناہی منکر ہونے کے اس شر مستیطر کی طرف کیوں نہیں توجہ کی ؟ معلوم ہوتا ہے کہ آپس قانون کے اتباع سے جس نے کسی مدرسہ کے ناظر یا مدیر کو خطوط کھولنے کا اختیار دیا ہے ' آپ نے شریعت کے اس اخلاقی اصول کو نظر انداز کردیا ہوگا ' لیکن آپکو یقین دلاتا ہوں کہ مولوی خلیل الرحمان صاحب نے اخبارات میں ایک تحریر شائع کی ہے جس میں اس خط کے کھولنے سے انکار کیا ہے ' اور غالباً مہتمم صاحب بھی انکار کرینگے اور اوس قانون کی رو سے صرف انہی دو بزرگوں کو یہ حق حاصل تھا - ان کے علاوہ جس شخص نے یہ جرأت کی ہوگی ' وہ بقیناً اخلاقی ' شرعی ' بلکہ قانونی مجرم ہوگا

اگرچہ اس قسم کی عام فریب تحریروں سے حقیقت نہیں چھپ سکتی - ناظم صاحب نے جب اوس خط کو جلسہ میں پیش کیا تو انکو کھولنے والے کے نام سے ضرور واقفیت ہوگی ' اسلیے وہ شرعی حیثیت سے کتمان شہادت کے مجرم ہیں ' اور اس نے آپ کے احتساب دینی کے فرائض میں ایک دوسرے فرض کا اور اضافہ کردیا ہے جو ہر حیثیت سے آپ کی توجہ کا محتاج ہے ' لیکن میرے نزدیک تو اس کے توجہی اور اغماض کا حقیقی سبب آپ کی بیجا خود داری ' اور معیار بلند خیالی ہے آپ بحر و سرور کے لہجہ میں اکثر کہا کرتے ہیں کہ " میں مقاصد مہمہ پر نظر رکھتا ہوں کہ تو یہ جزئی بات ہے - "

" میں البیات سے بحث رکھتا ہوں ' اصول کو پیش نظر رکھنا چاہیے ہمیں فروعات سے کیا بحث - فلاں شخص قابل خطاب نہیں " غالبا اسی بنا پر آپ نے اس خط کے متعلق بھی تمام جزئی مباحث کو نظر انداز کردیا ہوگا - میں آپ کی همت بلند کا معترف ہوں ' لیکن جب خود خدا کہتا ہے : ان اللہ لا یستحی ان یضرب مثلا ما بعوضة فما فوقها " " فمن یعمل مثقال ذرة خیرا یره و من یعمل مثقال ذرة شرا یره " " تبت یدا ابی لهب " تو پھر ایک مصلح دینی و محاسب عمومی کا یہ عذر بارد کہاں تک بجا ہوسکتا ہے ؟ اگر ایک مصلح دینی بت پرستی و شرک سے دنیا کو نجات دلانا چاہتا ہے ' تو جسطرح اوسکا یہ فرض ہے کہ بت خانوں کے دگرہ ہائے مربع کو منہدم کرے ' اوسی طرح اوسکا یہ فرض بھی ہے کہ اوس حجر نجس کو بھی ٹھکرادے ' جو ناہموار طول و عرض کے سطح ارض سے ملصق و متصل ہے مگر ایک بندۂ خدا کی جبین عبودیت کو داغدار بناتا ہے میں آپکی خاطر اصول شریعت کو چھوڑ کر صرف عقلی حیثیت سے بحث کرتا ہوں کیونکہ دینی طریقہ عقل و نقل سے خالی نہیں - آپ بتائیں کہ البیات و اصول کا دنیا میں کہاں وجود ہے ؟ قابل خطاب اشخاص تو ہر زمانے میں چند ہی ہوتے ہیں ' باقی عام لوگ ہیں جن کو جمہور امت کہا جاتا ہے ' اور شریعت انہی لوگوں کیلیے نازل ہوئی ہے ' پھر خدا تو ان کو قابل خطاب سمجھتا ہے ' اور آپ ان کے اس بنا پر قطع نظر کرتے ہیں کہ اس خط کو کسی عظیم الشان آدمی نے عالب نہیں کیا ' بلکہ منشی محمد علی یا عبد الغفور نامی شخص نے عالب کیا ہوگا ' اور یہ لوگ قابل التفات نہیں - پھر وہ خط بھی مولانا شبلی کا نہیں تھا ' بیچارے عبد السلام کا تھا جو قابل توجہ نہیں ہے -

مقصد اس تطویل کا یہ ہے تہ اس معاملہ میں آپکے فرائض احتساب عمومی پر جائز نکتہ چینی کی جاے ' ورنہ اگر آپ اپنے احتساب و محاطبین کا دائرۂ معدود کردیں تو مجھکو کوئی اعتراض نہیں : ولکل قوم ساد - آپ صرف طبقۂ امرا و افاضل و اجلاء کے حامی کہے جائینگے ' اور اس تحدید سے آپکی خود داری اور فخر و غرور میں بھی اضافہ ہو جائیگا -

آپ اکثر یہ بھی کہتے ہیں کہ " فلاں مسئلہ کے چھیڑنے کا وقت نہیں تھا - یہ چیز مصالح وقت کے خلاف ہے " غالباً اس خط کے متعلق تمام مباحث بھی اسی مصلحت آمیز اصول کے تحت میں آگئے ہونگے - لیکن میں نہیں سمجھ سکتا کہ فرض احتساب دینی وقت کا کیوں پابند ہے ؟ آنحضرت کی ہدایات و ارشادات تو سفر ' حضر ' جنگ ' امن ' جلوت ' خلوت ' غرض تمام اوقات میں جاری تھے - پھر آپ وقت کی تحدید کس اصول کی بنا پر کرتے ہیں ؟ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ عبادات شریعت کا وہ جزو ہے جو اخلاق سے الگ ہے ' اور اخلاقی فرائض میں رخص و عزیمت کا مساغ نہیں - مقصد یہ ہے کہ اس خط کی نسبت بحث کا اصلی وقت وہی تھا جب وہ روداد میں شائع ہوا - آپ نے وہ فرصت کھودی ' لیکن اب بھی وقت ہے - کتمان شہادت ' اور خیانت اخلاقی جرم ہیں ' اور احتساب لیلیے ہر شخص اور ہر زمانہ برابر ہے !

بہرحال اس ضروری و مخلصانہ نکتہ چینی کے بعد میں اپنے خط کے متعلق چند بحث طلب امور کی طرف اشارہ کرتا ہوں :

(۱) میرا خط مکتوب الیہ کو نہیں ملا ' ناظم صاحب مجاریہ و رجسٹر کی رو سے اخبارات میں تحریر شائع کرتے ہیں کہ میں نے ڈاک کا انتظام ۷ - اگست کو اپنے ہاتھہ میں لیا ' اور وہ خط ۲۵ جون کا چلا ہوا تھا جو اس سے پہلے پہونچا ہوگا ' اسلیے میں اس خط کو بیوتکر کھول سکتا تھا - اب صرف مہتمم صاحب کی شہادت درکار ہے کہ ڈاک اب تک ارنکے پاس آئی تھی ' اگر وہ بھی انکار کردیں ' تو ہمیں منشی محمد علی کو شہادت میں طلب کرنا ہوگا جسکے متعلق وجوہ ہیں - وہ اپنی ڈاک براہ راست منگواتے ہیں ' ڈاکیہ سب سے پہلے ارنکے پاس جاتا ہے ' وہاں سے ہوکر مہتمم صاحب کی باری آتی ہے - مولانا شبلی کی کتابیں بھی فروخت کرتے ہیں ' الندوہ کی خط و کتابت بھی ارنہی کے متعلق ہے ' اسلیے تمام فرمائشی خطوط ارنکے پاس جاتے ہیں - اس بنا پر ارنکی شہادت شرعی نہایت ضروری ہے -

مولوی عبد الغفور محرر دفتر نظامت کی شہادت بھی مفید ہوگی کہ دفتر کے تعلق سے ہونکو اس خط کے متعلق علم ہوگا ' بہر حال میرا مقصد یہ نہیں کہ انسکو اس فعل شنیع کے ساتھہ متہم کروں - تاہم ناظم صاحب کے انکار کے بعد نفس واقعہ کے انکشاف لیلیے ان دونوں صاحبوں کی شہادت ضروری ہے - خود ناظم صاحب نے اس خط کے پڑھی ہیں ' لیکن مولانا شبلی نے ۱۹ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۳ء کو جو خط مجھے حیدر آباد سے بھیجا تھا اور جو مجھے نہیں ملا مگر جلسہ میں پیش کرکے درج روداد کیا گیا ' اوسمیں نسبت ارنکا یہ عذر تھا کہ " میں نے ۷ اگست سنہ ۱۹۱۳ء کو ڈاک کا انتظام اپنے ہاتھہ میں لیا " وہ اس خط کے غائب کرنے والے کا نام بتلائیں - بظاہر تو وہی اسکے مجرم معلوم ہوتے ہیں ' لیونکہ اسوقت ڈاک ارنہی کے ہاتھہ میں آگئی تھی -

(۲) میرے خط کی نقل جلسہ انتظامیہ میں پیش ہوگئی ' حالانکہ اصل خط کے ہوتے ہوے اسکی ضرورت نہ تھی - اب قانونی و اخلاقی دونوں حیثیتوں سے سوال ہوتا ہے کہ نقل میں کچھ اضافہ یا تغیر و تبدیل تو نہیں کیا گیا ؟ جب تک اصل خط چند معتبر اشخاص کے سامنے نہ پیش کیا جاے یہ شبہ قائم رہے گا مجھے خط کا مضمون یاد ہے ' مگر ارسکے الفاظ محفوظ نہیں - جار سخن یہ فقرہ ہے " مولانا کا حکم ہے " مگر مجھے اسمیں شبہ ہے اگر یہ ثابت ہو جاے کہ میرے ان الفاظ کو بدل دیا گیا ہے تو جعلسازی و بد دیانتی ناظم صاحب کی ثابت ہو جائیگی ' کیونکہ انجیل کے محرف ہونے کیلیے یہ ضروری نہیں کہ ہر لفظ میں تحریف کی گئی ہو - کسی کے نام سے جعلی خط بنا کے عدالت میں پیش کرنا ' یا کسی کے خط میں تغیر کرکے عدالت کو دکھلانا ' میرے نزدیک اخلاقی حیثیت سے دونوں برابر ہیں - قانون کو میں نہیں جانتا -

(۳) اس خط کی عجیب و غریب خصوصیت یہ ہے کہ اگر وہ مکتوب الیہ کے پاس پہونچتا تو اسٹرائک نہ ہوتی ' لیکن نہیں پہونچا اسلیے اسٹرائک ہوگئی ' مولانا خلیل الرحمان کے ہاتھہ میں مولانا شبلی کی بدنامی کی دستاویز ہاتھہ آگئی ' ارسکے بھروسے پر انہوں نے طلباء پر سختیاں کیں کہ اگر دب گئے تو میرا رعب قائم ہو جائیگا ' اور اسٹرائک کی بنا پر اس خط کے ذریعہ سے مولانا شبلی کو بھی بدنام کرونگا ' طلباء کی اسٹرائک کو بھی سازشی ثابت کرکے بے اثر کردونگا - پس فی الحقیقت اسٹرائک کا بانی مبانی وہی شخص ہے جس نے مولانا خلیل الرحمان کو یہ خط دیا -

(۴) یہ خط مولانا خلیل الرحمان کو نیک نیتی سے نہیں دیا گیا بلکہ اسکا مقصد نہایت وسیع تھا - جس شخص نے ارنکو یہ خط دیا ہوگا وہ ارنکے دل میں رسوخ و محبت پیدا کرسکتا تھا - اس خط کے ذریعہ مولانا شبلی کو بد نام کر سکتا تھا ' اور صحیح موقوف کرا سکتا تھا ' غرض کہ اس قسم کے مختلف اغراض شخصیہ کو پورا کر سکتا تھا -

میرا تو یہ عقیدہ ہے کہ ندوہ کی ارسوقت نیک اصلاح نہیں ہوسکتی جب تک کہ ارس شخص کا پتہ نہ لگایا جاے جس نے میرا خط ارڑایا - اسی مذبذب انگیز نے اس قسم کے نا جائز و مخفی ذرائع سے ندوہ کی ابتدا سے ایجاد بجا دی ہوگی - پس آپ کا فرض ہے کہ فرض اصلاح کے انجام کیلیے ارسکا پتہ لگائیں - ارکان ندوہ کو اسکی طرف متوجہ کریں ' جو کمیٹی تمام معاملات جزئیہ ندوہ کی تحقیقات کرے ' وہ تمام ملازمین مدرسہ کی اخلاقی خصوصیات کو بھی پیش نظر رکھے - ہر قومی مدرسہ میں اپنے اغراض شخصیہ کی تکمیل کیلیے اس قسم کے مفسد پیدا ہو جاتے ہیں ' اور ندوہ میں بھی اس قسم کے مفسد ہیں ' اور ارنکے جال میں پھنسکر اور لوگ بھی نادانستہ فتنہ کرتے ہیں - مجھے توقع ہے کہ آپ اس خط کو شائع کرکے تمام مراتب کی تحقیقات کرینگے -

---

پٹنہ یونیورسٹی اور مسلمان

پٹنہ یونیورسٹی کے متعلق تمام امور پر غور کرنے کے لیے جو کمیٹی قائم ہوگئی تھی ' اسکی رپورٹ شائع ہوگئی - اسکے دیکھنے سے ابتدائی نظر میں اسکا فیصلہ کرنا دشوار ہے کہ یہ یونیورسٹی گورنمنٹ یونیورسٹی ہوگی یا ہندو یا عیسائی یونیورسٹی؟ کیونکہ جہاں ایک طرف کیننگ کالج کی عمارت کی بنیاد پڑتی ہے ' وہاں اسیکے مقابل میں ایک سنسکرت کالج کی عالیشان عمارت بھی جو ایک لاکھہ چونسٹھہ

هزار کي لاگت سے تیار هوئي هے' ساڑهے نو هزار کے فرنیچر اور پچیس هزار کی لقب سنسکرت سے بهي آراسته نظر آتي هے - اس میں دو سو طالب علمونکو مفت تعلیم دینے کي تجویز منظور کی گئي هے جنمیں سے سو طالب علمونکو بلا کسي معاوضه کے هوسٹل میں جگه بهی دی جایگی اور اونکے لیے خود یونیورسٹي قوم سے سائل هوکر انکي خورد و نوش کا سامان کریگي- نیز بعد فراغت اجار جیا کو ۲۰ روپیه ماهوار کا تین سال تک وظیفه ملے گا -

لیکن کمیٹي کے راز سربسته سے ایک نا واقف شخص جب یه دریافت کرتا هے که گورنمنٹ نے اپني مسلمان رعایا کے ساتهه جنکو اڑیسه کي فرودر آبادي کے ساتهه ضم هوجانے سے بهت سے حقوق میں محروم هوجانا پڑا هے' تعلیم میں کیا مراعات کیں؟ تو اسکو نهایت مایوسانه جواب ملتا هے' اور مسلمانان بهار کو یکسر گویا اخراج کا حکم دیدیا جاتا هے!!

کمیٹي کے هندو اور یوروپین ممبر برابر حصه تقسیم کرلیتے هیں' کیونکه جهاں هندوؤں کیلیے ایک کالج قائم کیا گیا هے اور ... ۲۷ هزار سالانه کي رقم دیگئي هے' وهاں هندو ممبروں نے اپني نیاضي سے اضافه کے ساتهه یوروپین ممبرونکو پرنسپل اور پروفیسر کے عهده کي طمع دیتے هوے تیس هزار سالانه کا ایک عهده (وائس چانسلر) کا نذر کیا هے جو کسي یونیورسٹي میں نهیں هے' اسپر یوروپین منصف مزاج ممبروں نے بهي اپنے حصه میں سے اس کالج کے کل عهدے هندؤں کو دیکر برابر کا سهیم بنا لیا هے!

پهر ایسي صورت میں هم کیونکر باور کرسکتے هیں که یه یونیورسٹي اسي گورنمنٹ کي هے جسکی سلطنت کا قیام ان دونوں ستونوں (هندو مسلمانوں) پر هے؟ عربی تعلیم گاه کے قائم کرنیکی تجویز نا کام رهي تو اسکا ذمه دار کون هوگا؟ آنریبل مولوی نصر الدین صاحب اور مسٹر نور الهدی صاحب مسلمانونکو اس بارے میں واقفیت بخشیں ورنه قوم کي جانب سے پوري ذمه داري انهی پر عائد هوگی -

سید ابوالحسن از محله کدري - پٹنه

ڈپلی کیٹنگ ایپرٹیس

یعنی

دسی لیتهو پریس

سوداگران - ممتحنوں- وکیلوں - بیرسٹروں اور دیگر پبلک کیلیے ایک نهایت عجب بکار آمد چیز هے' اسمیں پریش وغیره کا کوئی کام نهیں جو کاغذات چهپ جائیں اور نه اسمیں یوٹنسل (Utensil) کانچ کا جهگڑا هے' هاتهه سے حروف لکهکر مضمون پریس پر جما دیجیے اور جسقدر کاپیاں درکار هوں چهاپ لیجیے -

قیمت چهوٹا لیٹر سالز ۷ روپیه - بڑا کوارٹر ۱۲ روپیه - علاوه محصول ڈاک - مندرجه ذیل پته سے طلب فرمالیے -

حکیم مهر الدین - منشي عالم - امرتسر -

جوهر عشبه مغربی و چوب چیني

یورپ کے بنے هوے همارے مزاجوں کے ساتهه اس لیے موافق آتے هیں که وه روح شراب میں بنائے جاتے هیں' جو گرم مزاج اور گرم ملک کے باشندوں کو بهاتے اس کے وه گرم خون کو ٹهنڈا کریں خون کو اور تیز کردینے هیں - هم نے اس جوهر میں برگ تنا' چوب چیني وغیره مبتدل و مبرد خون دوائیں شامل کردي هیں - جن کي شمولیت سے عشبه کي طاقت دو چند هوگئي هے - چند خوراک تجربه کرکے دیکهه لیجیے - سیاه چهرے کو سرخ کردیتا هے - بد نما داغ' پهوڑے' پهنسي' بیقاعدگي حیض' درد نسل' هڈیوں کا درد' درد اعصا' وغیره میں مبتلا رهتے هیں آسکو آزمائیں -

یاد رهیگا که دوا ساري میں یه نکته دل میں جگه دینے کے قابل هے که ایک دوائي جو بالتجربه کار بنائے مضر و بے عمل هوجاتي هے - اور وهي دوا مناسب اجزاء و ترایب سے واقف کار بنائے تو مختلف حکمي عمل و عجیب و غریب خواص و فوائد ظاهر کرتي هے - دوا ساري میں قاعده هے که جب نمک دوا سازان اجزاء کے افعال و خواص سے با خبر نهو' کبهي اسکا ترکیب دیا هوا نسخه سریع الاثر حکمي فائده نه دیگا - یهي وجه هے که جاهل دوکانداروں کے نسخے جو دوا ساري کے اصول سے محض نا آشنا هوتے هیں بجاے فائده دینے کے نقصان کرتے هیں' لهذا ان سے بچنا چاهیے - قیمت شیشی کلاں ۳ روپیه - شیشی خورد ایک روپیه ۸ - آنه -

المسلهر

حکیم' ڈاکٹر' حاجي علم نبی زبده الحکما شاهی سند یافته

موچي دروازه لاهور

رُخ گلگوں کو بچاے!

قدرتی حسن کیا هے؟ ایک احسان هے - جسکا بهترین پیرایه شکر گذاری اسکی نگهداشت هے - سرد ممالک کی مرطوب آب و هوا ملنے نهو- تو نهو لیکن هندوستان جیسے گرم ملک میں مروجه پومیڈیا اسپرٹ میں حل کیے هوئے رنگوں کا استعمال گلگوں خدوں کے لیے جسقدر مضر هوگا اس کا اندازه آپ خود هی فرمالیں-

تاج گلگونه عنبر - هر قسم کی اسپرٹ - چربی اور رنگ کی آمیزش سے پاک هے - اور یهی وجه هے که تهوڑے هی زمانه استعمال میں یه انسانی چهره میں نضارت - بالوں میں طائیت اور چمک - جلد میں ایک فطرتی لهک پیدا کردیتا هے - اور مروجه پومیڈ کی شیشی سے ڈیوڑهی مقدار میں - خوبصورت لیبل لگی هوئی شیشی میں محفوظ هے - قیمت فی شیشی پانچ آنه (۵ر)

تمام بڑے بڑے سوداگروں سے یا براه راست کارخانے سے طلب کیجیے

ایجنٹوں کی ضرورت هے

تاجر

دی تاج مینوفیکچری (بمبئی و دهلی) صدر دفتر دهلی

خانۂ زاهد من!

جس طرح نسیم سحری کا پهلا جهونکا - سرو و گل سے هم آغوش هوکر ایک عالم کو مست الست کردیتا هے بعینه اسی طرح تاج بخور عنبر کی توجی حرکت شام و باغ کو معطر کرکے انسان کو از خود رفته کردیتی هے - اسے نهیں معلوم هوتا که خود آس پاس کیا هے - یا تمباکو کی سی بساندی قوت سے صحن و دماغ میں مختل دیتا هے اگر سنگهار میز کی دستکاریاں قدرتی حسن میں رعنائی و ناز انداز اضافه کرتی هیں تو بلا مبالغه تاج بخور عنبر کی شگوفه کاری ایک هی دلاسلائی سے سمند ناز پر تازیانه جانگداز هے +

ایک اونس کے خوبصورت بکس میں جو مهینوں کو کافی هے قیمت ۴ تمام بڑے بڑے دوکانداروں سے یا براه راست کارخانے سے طلب کیجیے

ایجنٹوں کی ضرورت هے

تاجر

دی تاج مینوفیکچری (بمبئی و دهلی) صدر دفتر دهلی

بهشتی قطرے!

هندوستان کے باغ جنت کے چیده اور تازه پهولوں کی روح پرور عطر کے لیے کشت زعفران ایک نئی وضع کے نادر اور خوشنما شیشیوں کی سنهری ٹوپ کے اندر رکهی هوئی تین مختلف خوشبوئیں هیں - اور جو نه صرف عطر پرستوں هی کی محبوب هیں - بلکه هر طبقه کے بامذاق اور نازک دماغ اصحاب حکمار - اطبار - ایڈیٹرز - مشاهیر و اکابر انکو قدر سیان ارم کا تحفه سمجهتے هیں +

تاج قطره نسیم ۱ تاج روح شمیم

فی شیشی ایک ڈرام عطر ۱ فی شیشی ایک ڈرام عطر

تاج موج نسیم

فی شیشی ایک ڈرام ۱۲ر

علاوه خرچه پیکنگ و محصول ڈاک

تمام بڑے بڑے دوکانداروں سے یا براه راست کارخانے سے طلب کیجیے

ایجنٹوں کی ضرورت هے

تاجر

دی تاج مینوفیکچری (بمبئی و دهلی) صدر دفتر دهلی

لاتهنوا ولاتحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين القرآن الحكيم

الهلال

Telegraphic Address
" Alhilal Calcutta "
Telephone, No. 648

تار کا پتہ
" الہلال کلکتہ
تیلیفون نمبر ۶۴۸

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

منام اشاعت
۷ ـ ۱ مکلاوہ اشرف
کلکتہ

قیمت :
سالانہ ۸ روپیہ
شاہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۳ | کلکتہ: چہارشنبہ ۱۵ رجب ۱۳۳۲ ہجری | جلد ٤

Calcutta: Wednesday, June, 10. 1914.

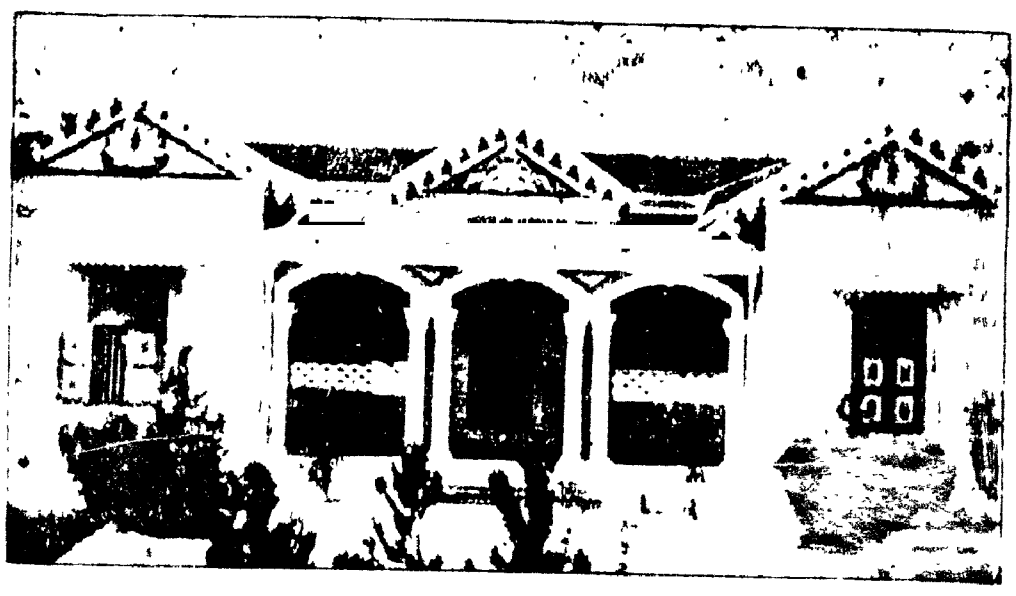

AL - HILA :

Proprietor & Chief Editor.

Abul Kalam Azad

14 McLeod street.

CALCUTTA.

Yearly Subscription Rs. 8

Half yearly ,, 4-12

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مقام اشاعت

نمبر ۱۴ مکلارڈ اسٹریٹ

کلکتہ

ٹیلیفون نمبر ۶۳۸

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۴ | کلکتہ: چہارشنبہ ۱۵ رجب ۱۳۳۲ ہجری | نمبر ۲۳

Calcutta : Wednesday, June, 10. 1914.

فہرس

الاسبوع ۱

شذرات [مسئلۂ مساجد - یا للاسف ! - مسلم یونیورسٹی - اصلاح ندوہ - البانیا - هندوستان اور کینیڈا - وغیرہ] ۲

مقالۂ افتتاحیہ [ایڈورڈین کرنٹیس اور عرب] ۵

اسئلۃ و اجوبتھا [واقعہ ایلاء] ۷

مذاکرہ علمیہ [نامہ بر کبوتر] ۹

شذرات متفرقہ [اسلام کی بیکسی] ۱۲

مقالات (عرب کی بقیہ حکومتوں کا خاتمہ] ۱۴

عالم اسلامی [مجمع الجزائر مالدیپ] ۱۵

مراسلات [مکتوب لندن - اطارہ المعارف دهلی] ۱۶

اعلانات

تصاویر

کونٹس مولیٹزر ۵

نامہ بر کبوتر ۱۰

کبوتروں کی بارک اور درسگاہ ۱۱

سلطان مالدیپ کا محل ۱۶

مالدیپ کا ایک دوسرا منظر ۱۶

الاسبوع

پچھلے دنوں ریوٹر ایجنسی کے ذریعہ یہ خبر آئی تھی کہ کیمبرج یونیورسٹی میں ڈاکٹر منگانا نے ایک قدیم مسودہ کی بنا پر قران کریم کے کسی ابتدائی ایڈیشن کا پتہ لگایا ہے اور وہ موجودہ نسخہ سے مختلف ہے - اسکے متعلق اخبارات میں بحث چھڑ گئی ہے اور اس ہفتہ کی ولایت ڈاک میں بعض مزید معلومات آئی ہیں -

جب تک ڈاکٹر منگانا اپنی کتاب شائع نہ کرے ' اسکے متعلق کچھ لکھنا فضول ہے - البتہ تاریخی حیثیت سے ہم چاہتے ہیں کہ الہلال میں " تاریخ جمع و تنزیل قران " کا سلسلہ شروع کردیں جسکے لکھنے کا عرصہ سے خیال کر رہے تھے ' اور جسکے لیے اس واقعہ سے ایک تحریک مزید پیدا ہوگئی - انشاء اللہ تعالی -

هندوستان میں کچھہ عرصہ سے " شیعہ کانفرنس " قائم ہے - افسوس ہے کہ شخصی مسائل کی بنا پر اختلافات و نزاعات سے وہ بھی محفوظ نہ رہسکی - ایک عرصہ تک نفس صدارت کا جھگڑا جاری رہا - اس سال یہ بحث چھڑ گئی ہے کہ آیندہ اجلاس کیلیے جو صدر منتخب ہوا ہے ' اسکی جگہ کوئی دوسرا شخص ہو - انکا اجتہاد مسلم نہیں ہے - اب ہر جگہ موافق و مخالف جلسے ہو رہے ہیں - اگر ہمارے راے دینے کو مداخلت بیجا نہ سمجا جاے (اور امید ہے کہ ایسا نہ سمجھا جائگا) تو ہم کہینگے کہ خدا کیلیے اس بحث کو ختم کردیا جاے - یہ بڑی ہے افسوس ناک اور لا حاصل بحث ہے - ایک شخص کو هندوستان میں منتخب کرکے پھر الگ کردینا کسی طرح بہتر نہ ہوگا - اور صدر کیجیے گا تو انکے مخالفین کانفرنس کے مخالف ہو جائینگے - پس بہتر ہے کہ اس سال شیعہ کانفرنس عراق اور عتبات عالیات سے کسی مجتہد مسلم کو دعوۃ دیکر طلب کرے - اور اُسی کو جلسہ کا صدر بناے - اگر ایسا کیا گیا تو موروں اشخاص کے متعلق بھی ہم مشورہ دیسکتے ہیں جنکی نسبت ہمیں دانی واقفیت حاصل ہے -

سفر بحث عورتوں کی جدوجہد روز بروز بڑھتی ہے اور هندوستان کے مردوں کیلیے انکا ہر اقدام تازیانۂ عبرت ہے - پرسوں کی تاروں میں ایک عجیب واقعہ کی خبر دیگئی ہے - لندن میں بادشاہ کے ہاں ڈرائنگ روم کا دربار تھا (یعنی صرف عورتوں کی لیوی) ایک مشہور کرنیل کی لڑکیاں بھی پیش ہوئیں جنکے سفر بحث ہو جانے کے متعلق انکی ماں کا بیان ہے کہ اسے کوئی خبر نہ تھی - جونہی وہ پیش ہوئیں - اُن میں سے ایک گھٹنے ٹیک کر کھڑی ہوگئی اور پکارے کہا : " حضور ہم پر ظلم نہ کریں اور اپنی فوج کو ہماری مخالفت میں کام نہ لائیں ! " بادشاہ اور ملکہ متحیر رہگئیں اور کچھہ جواب نہ دیا - بالاخر رئیس تشریفات (چمبرلین) نے انہیں باہر کردیا -

حال میں انہوں نے کئی عمارتیں بھی جلا دی ہیں - دربار کی نسبت پہلے سے افواہیں اڑ رہی تھیں کہ کچھہ نہ کچھہ کیا جائیگا - مسز پنکھرسٹ کی نسبت تو یہاں تک شبہ کیا گیا ہے کہ وہ خود بادشاہ کے متعلق کوئی کارروائی کرنا چاہتی ہے - اس نے قصر شاہی کے سامنے ایک مکان لیا ہے جسکی جگہ پولیس نگرانی کررہی ہے - بادشاہ نے صبح کی چہل قدمی بھی اسی خیال سے ترک کردی !

هاوس اف لارڈ میں ایک بل کا مسودہ بھی عورتوں کے حقوق کے متعلق پیش کیا گیا ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان نازکبدن عشوہ گروں نے اپنی جد و جہد سے بالاخر مغرور مردوں کو تھکا ہی دیا - ایک ہم ہیں کہ اپنی غفلت و سرشاری ہی کا مقابلہ کرتے کرتے تھک گئے ہیں !

بالآخر انڈیا کونسل کي اصلاح کا بل هاوس آف لارڈز میں پیش ہوگیا گیا - اس بل سے سکریٹري آف اسٹیٹ اور پارلیمنٹ کے تعلقات پر کوئي اثر نہیں پڑیگا - صرف انڈیا کونسل کي حالت میں چند نے اور تبدیلیاں هوجایںگي - مثلاً ممبروں کي تعداد گھٹا دس کردي جائیگي ' نیز ممبروں کو زیادہ تنخواہ دي جائیگي ' میٹنگوں کي جگہہ مختلف صیغوں کا کام خاص خاص ممبر انجا مینگے ' اور ممبر هندوستاني هونگے ' وغیرہ وغیرہ -

تفصیلي حالات ابھي معلوم نہیں ' لیکن اینگلو انڈین پریس ابھي سے بد حواس هورها هے کہ نہیں ان تبدیلیوں سے هندوستان کو کوئي بڑا فائدہ نہ پہنچ جائے - کانگریس کے وفد نے اسی متعلق کچھ هواهشیں پیش کي هیں جن میں سے تمام دفعات شامل هیں جو اسکے متعلق مسٹر جیدا نے ڈیپوٹیشن میں پیش کي تھیں - بہر حال هندوستان کا اصلي دشمن اس نمایشي اسکیم سے دور نہیں هوسکتا -

هر اُس شخص کیلئے جو ملک کے امن کا طالب هے ' یہ بڑے هي رنج کي بات هے کہ مقدس عمارات کے تحفظ کیلئے بڑے بڑے اعلانات اور مواعید نوکیے جانے میں یعنی گورنمنٹ کي جانب سے تسلي تام نہیں هوتا - اسي کا نتیجہ هے کہ آئے دن مسلمانوں کے جذبات کي بھي پامالي شروع هوگئي هے !

گنبد و رباب کنج دهلي میں مسلمانوں کي ایک تاریخي اور مقدس عمارت هے - اسکا کچھہ حصہ گورنمنٹ کے بعض افسر نے چیف خالصہ دیوان کے ذریعہ خریداري کي تھي اس نے ۳ مئي کو ایک جلسہ منعقد کرکے بالکل اسي طرح گورنمنٹ کو بھي بشارت دیدي ' جس طرح ایک دو مسلمان کانگریس مسجد کا ایک حصہ دلادینے کیلیے طیار تھے اگر خدا انکو مہلت دیدیتا ' مگر خدا کا هاتھہ همیشہ جماعت هي کے پشت پر رهتا هے اور اسي میں سے هوکے کام کرتا هے : ید اللہ علی الجماعہ '

لیکن یہ سکھہ پبلک کي آواز نہ تھي - عام پبلک نے پچھلے هفتہ لاهور میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا اور اسکے خلاف آواز بلند کي - هم کو پوري امید هے کہ گورنمنٹ اس معاملہ میں ایک ایسي جماعت کي دلداري کبھی روا نہ رکھیگي جسکي نسبت وہ اپنے تئیں بہت بڑا قدردان ظاهر کرتي هے

لیکن سوال یہ هے کہ عمارات دینیہ کا مسئلہ کب تک اسي طرح التوا میں چھوڑدیا جائیگا ؟ کاش لارڈ هارڈنگ کي دانشمند گورنمنٹ هندوستان چھوڑنے سے پہلے ملک اور حکومت ' دونوں کي اس سب سے بڑي اهم خدمت کو انجام دیدے !

ایلبرٹ هال میں برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹي کا جلسہ زیر صدارت هزانر سر جیمس مستن منعقد هوا - سکریٹري نے بیان کیا کہ سنہ ۱۹۱۳ میں ۳۳ ' ۲ ' ۵۸ ' ۸۹ لاکھہ انجیل کي جلدیں مفت تقسیم کي گئیں - یعني قریب ایک کرور کے - اور اب تک ۴۵۶ زبانوں میں اسکا ترجمہ هوچکا هے !

قرآن کریم کا ابتک ایک انگریزي صحیح ترجمہ بھي شائع نہوسکا اور تقسیم تو شاید سو نسخے بھي نہ هوے هونگے - تعلیم یافتہ اصحاب کو مسئلۂ تعلیم سے اور علما کو مسئلۂ تکفیر سے فرصت نہیں ملتي - قرآن کو شائع کرے تو کون کرے ؟ : وقال الرسول یا رب ان قومی اتخذوا هذا القرآن مهجورا !

شذرات

مسئلہ مساجد و قبور لشکر پور

ٹون هال کا مجوزہ جلسہ

مسلم لیگ کا سالانہ جلسہ قریب آگیا - اسکے متعلق اهم معاملات و حادثات کے متعلق اهلال میں ابھي صرف وقت نہیں ہوا - عدم مسئلوں کے انهماک سے اسکے فرصت نہیں :

مرا در سینۂ دل در زیارت سنگ سنت
ترا در خاتم عقیق لعل و نعمہ رحمک سنت ؟

لیکن اس هفتہ ایک ایسا واقعہ پیش آیا هے جو مسئلۂ مساجد لشکر پور سے تعلق رکھنے کي وجہ سے نہایت اهم هے ' اور هم مجبور هوگئے هیں کہ چند سطور اسکي نسبت لکھیں :

مساجد لشکر کا مسئلہ گذشتہ فروري سے ملک کے سامنے هے - اس وقت سے متواتر برابر اسکے متعلق کوشش کي جارهي هے

مسئلۂ مسجد کا زور کے ساتھہ حل "انجمن دفاع مسجد لاهور" کے ذریعہ عمل میں آئي تھي - انجمن لاهور کے بعد جب اسکا جلسہ ٹون هال میں منعقد هوا تو ایک مجموعہ اس مضمون کي تجاویز منظور کي گئي تھیں - اور جلسہ کو بظاهر ختم هوگیا هے لیکن جس جوش و ولولہ کے ساتھہ یہ تجاویز منظور کي گئي تھیں ' قائم رهنے دیا جائے ' اور "لاهور" کا خط انظم اختیار کرکے صرف "موسم ڈیفنس ایسوسی ایشن" "دفاع مساجد" کے عنوانات سے قائم کیا جائے "

چنانچہ انجمن قائم هوئي - اس نے مساجد لشکر پور کے متعلق بھي کارروائي شروع کي - پہلے متعدد جلسے منعقد هوے - پھر ایک ڈیپوٹیشن بجانب وائسراے روانہ هوئي - جب انکے متعلق ایک طرح سے انکار کا جواب آگیا تو اس نے خیال کیا کہ اب انعام حاصل هوچکنے کے اور وقت آگیا هے کہ ٹون هال میں عظیم الشان جلسہ منعقد کیا جائے -

ٹون هال میں جلسہ کرنے کي نہاں دو صورتیں هیں - ایک آسان طریقہ تو یہ هے کہ کوئي ذمہ دار شخص کلکٹر کارپریشن کے چیرمین کو خط لکھکر هال طلب کرے اور معمولي کرایہ دیکر جلسہ کرلے - اسمیں وقت کم خرچ هوتا هے - هم نے جسقدر جلسے پچھلے دنوں ٹون هال میں کیے عموما اسي طرح کیے - ایک موقعہ پر تو چیرمین نے از راہ لطف پولیس اور روشني کي معمولي رقوم بھي پر هال دیدیا ' اور کرایہ بھي طلب نہ کیا -

دوسرا زیادہ باقاعدہ طریقہ یہ هے کہ پبلک کي طرف سے سریف اف کلکتہ سے درخواست کي جائے کہ وہ جلسہ طلب کرے ' اور پھر سریف جلسہ کا اعلان کرے اسلیے ضروري هے کہ جو درخواست بھیجي جائے اسپر پبلک کے جانب سے ایک اچھي تعداد میں دستخط هوں -

چنانچہ انجمن نے حسب معمول ٹون هال کیلیے چیرمین کو خط لکھا ' اور دریافت کیا کہ فلاں فلاں تاریخ سے انواروں میں هال خالي هوگا یا نہیں ؟

جواب آیا کہ لشکرپور کي مساجد کا معاملہ کوئي ایسا معاملہ نہیں هے جسکے لیے ٹون هال میں جلسہ کیا جائے اور پورٹ کمشنر کي مخالفت هو - نہایت افسوس هے کہ هم اس عرض سے هال نہیں دیسکتے !

یہ پہلا موقعہ تھا کہ اس بے معنی اور بے اصول طریقہ سے ایک پبلک ہال اور میونسپلٹی کی ملکیت کے دینے سے انکار کیا گیا اور "ٹون ہال کلکتہ" کا مسئلہ مستقل طور پر حل ہو گیا -

اب ہمارے لیے پبلک کے حقوق اور ٹون ہال کو ایک یورپین چیرمین کی ملکیت سے بچانے دینے کیلیے ضرورت ہوا کہ "ٹون ہال" کے مسئلہ پر متوجہ ہوں' لیکن خود یہ اصل معاملہ سامنے تھا اور ابھی بذریعہ سریف کلکتہ کے جلسہ ہوسکتا تھا' اسلیے یہی بہتر معلوم ہوا کہ اس انکار کی تلخی کو چند روزوں کیلیے برداشت کرلیں' اور اصل معاملہ سے فارغ ہوکر اسکی طرف متوجہ ہوں -

پرنس غلام محمد کے بعد مسٹر اسٹوارٹ کلکتہ کے سریف ہوے ہیں - مساجد لشکرپور کا مسئلہ اگرچہ چند شخصوں کا بنایا ہوا نہیں ہے اور انجمن صرف عام پبلک کے جذبات کی ترجمان ہے' تو ضرور ہے کہ اسکا احساس ہر شخص کو ہو - چنانچہ دوسرے ہی دن سریف کے دفتر میں جلسے کی درخواست بھیج گئی جس پر مسلمانان کلکتہ کے ہر طبقہ کے لوگوں نے دستخط کیے' اور تمام معززین و متوسطین و عوام شہر جلسہ کے انعقاد کا مطالبہ کرتے ہے'

اب صورت معاملہ بالکل دوسری ہوگئی - سریف کو کوئی اختیار نہیں ہے کہ عام پبلک کی ایک اسی قومی درخواست کی رفعت سے انکار کردے - اسکا نام کلکتہ ٹون کی پبلک کمیٹی ہے

بہر حال انہوں نے کہا کہ "جواب کیلیے چند دنوں کی مہلت چاہیے - اس قسم کا جلسہ شریف کی سرکاری بغیر نہیں ہوسکتا - پہلے سریف مسلمان تھا - انوار کے دن سریف ہوسکتا تھا - اب مسیحی ہوں - انوار کے دن نہیں آسکونگا - پھر مسئلہ بھی اہم ہے" اسپر ہم نے کہلا دیا کہ جس دن فرصت ہو اسی دن جلسہ کیجیے

اس مہلب طلبی کو ہم خوب سمجھ گئے تھے مسٹر اسٹوارٹ کو قطعی جواب دینے کیلیے اگلے دن کی مہلت ضرور ملنی چاہیے تھی' جسمیں کلکتہ سے کسی فوجی کمپانی مقام تک مسلم انجمن فوجکلین کی فیملی ایجاد ڈاک کا تھیلا لیجا سکے اور پھر وہیں سے ایک تھیلا واپس لاکر پہنچا بھی دے'

سر ابن رسد رجائیست کہ من کی دانم !

بہر حال ہم نے بھی اصرار نہیں کیا اور بخوشی مہلت دیدی کہ ذرا آن بلند نشینان حلقے زے خبری تو بھی حقیقت حال معلوم ہوجاے جو زمین کی سطح سے آٹھ ہزار فیٹ بلندی پر رہتے ہیں' اور نہیں جانتے کہ زمین پر بسنے والوں کے دلوں کا کیا حال ہے ؟

زدامنے کہ نسازیم ما کہی دستاں
تو میوۂ سر شاخ بلند را چہ خبر؟

کم از کم اتنا تو معلوم ہوجائیگا کہ خدا کی عبادت گاہوں کے انہدام کا مسئلہ صرف "انجمن" کے بعض عہدہ داروں ہی کا طبع زاد نہیں ہے - بلکہ انکے پیچھے ایک دوسری طاقت بھی موجود ہے - اس طاقت سے وہ مرعوب بھی اسی طرح مجبور ہیں جس طرح خود گورنمنٹ تو مجبور ہوجاتا پڑتا ہے - تو بندا میں وہ بند ہی ناک بھوں چڑھاے -

ہاں ! یہ تو آسان ہے کہ انجمن کے وفد کو "غیر مفید" بتلادیا جاے' اور اسکے لیے ایک چھپی بھی ضرورت سے زیادہ ہے' لیکن سایہ "مسلمانوں کا سوال" اس آسانی کے ساتھ "غیر مفید" نہیں سمجھا جا سکتا' اور اسکے لیے یہ بیمحابانہ و ناعاقبت اندیشانہ اعتماد بالکل ویسا ہی "غیر مفید" ہے' جسطرح قانون اسلامی کی "صحیح واقفیت و معلومات" کی موجودگی میں کسی فائنل مقام ڈیپوٹیشن سے گفتگو کرنا "غیر مفید" ہے !

بہر حال اب حالات میں نکا یک تغیر شروع ہوا اور لشکرپور کی مساجد کا مسئلہ اسدرجہ غیر اہم نہیں رہا جیسا کہ اس سے پہلے تھا - ادھر مسٹر اسٹوارٹ جواب دینے کی مہلت دیکر [illegible] ادھر آمد و رفت اور فہم و تفہیم کا ایک [illegible] مقامی مسلم لیگ کے چند عہدہ دار اور ممبر ایک جا جمع ہوے' اور ایک صاحب نے یہ تجویز پیش کی کہ "مجوزہ ٹون ہال کا جلسہ ملتوی کردیا جاے' ہمیں اس سے کوئی تعلق نہیں" !

یہ تحریک جسقدر بے معنی اور تمسخر انگیز تھی' اسکا [illegible] ٹھیک اندازہ کرنے کیلیے مقامی لیگ کی پوری تاریخ سامنے لانی ضروری ہے مگر اسقدر تضیع وقت کی ہمیں فرصت نہیں - ہمیں اسقدر کہدینا کافی ہے کہ کسی ایسی تجویز کے منظور کرنے کا لیگ کو کوئی حق حاصل نہ تھا - جلسہ عام پبلک طلب کرنے کی بھی جو مقامی لیگ کے وجود ہی سے یکسر غیر متاثر ہے - جلسہ لیگ کے اہتمام سے نہیں ہو رہا تھا جس نے ابتک مسئلہ مساجد کے متعلق کوئی کارروائی نہیں کی - پھر اسکے الٹوائی تجویز پاس کرکے گورنمنٹ میں بھیجنے کا اسے کیا حق تھا ؟ اور کسی پوسیدہ حکم کی تعمیل کے سوا عام پبلک پر اسکا کیا اثر ہو سکتا تھا !

اس صحبت میں انجمن دفاع مساجد کے سکریٹری (ابوالفضل محمد وصل الحسن) اور پریسیڈنٹ (ابدنثر الہلال) ' نیز بعض دیگر ممبر بھی موجود تھے -

ایس خود بنگال لیگ کے حوالت سکریٹری مولانا نعیم الدین صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کلکٹر نے نہایت زور کے ساتھ اس تجویز کی مخالفت کی' (جو انجمن کے بھی ایک سرگرم ممبر ہیں اور مجاورین کے ایما سے بعض وجوہ معاوضہ کی بنا پر معرک تو اس کی منظوری پر بہت اصرار تھا - لیکن جب ابوالہلال نے صاف صاف کہدیا کہ اگر ایسا کیا گیا تو اسکا نتیجہ صاف یہی نکلے گا کہ بجاے ایک دو ہفتہ بعد کرنے کے (جسکا خیال ہے) آئندہ ہفتے ہی ٹون ہال میں جلسہ منعقد کیا جاے تو مجبور ہو کر انہیں اپنی تجویز واپس لے لینی پڑی' اور یہ بھی مجاورین کی وجہ سے نا منظور ہی ہوئی -

اسکے بعد فہمی اخلاق اور بخوشی کے ساتھ قرار پایا کہ اس کے معنی تجویز کو بالکل بھلا دیا جاے ' اور صرف دو روزہ عرس اخلاق عام کے منظور کرکے گورنمنٹ میں بھیجدیے جائیں - [illegible] مضمون کہ ہر کہ اسلامی کلکتہ آرہے ہیں - اس موقعہ پر مسلمانوں کے چند وفد اس مسئلہ کے متعلق گفتگو کرنے کو مہینہ دس ' اور وہ وفد لیگ اور انجمن دفاع مساجد کے منتخب و منتخاص ہوں

صرف یہی کارروائی بھی جو اس صحبت میں ہوئی [illegible] چونکہ فی الحقیقت خود لیگ کیلیے بھی یہ بات [illegible] ناموزوں بھی کہ اسمیں ایک عام پبلک اور اسلامی [illegible] کے خلاف اسقدر مہمل' اسقدر تمسخر انگیز' اسقدر بے موقعہ [illegible] خلاف وقت ' اور اسدرجہ پبلک میں جائز بدگمانیاں پیدا کرنے والی تجویز سائع کی جاے ' اسلیے یہی بات مناسب نظر آئی کہ جو تحاریر آخر میں عام اخلاق سے قرار پا گئی ہیں' صرف انہی کو سائع کیا جاے اور اس تحریر کا پیچھا چھوڑ دیا جاے - البتہ میں تجویز کے محرک سے خواہش کی تھی کہ انکا نام روزنامچہ کم از کم لیگ کے دفتر میں ضرور درج کردیا جاے تاکہ آئندہ کسی سے یہ کہنے کا موقعہ باقی رہے کہ :

شکست و فتح نصیبوں سے ہے ' ولے اے میر
مقابلہ تو دل ناتواں نے خوب کیا ؟

مذکورہ اسی بنا پر گذشتہ اشاعت میں ہم نے ان تمام واقعات کا تذکرہ نہیں کیا - صرف وہی کارروائی درج کی جو ہمارے خیال میں ضروری قرار پائی تھی ' اور پسند نہ کیا کہ ایک اہم اور اسلامی مسئلہ کے متعلق ناگوار اور اغیار پرستانہ کوششوں کا ذکر دیں -

لیکن افسوس ہے کہ اسکے بعد ہی ہم نے وہ تار دیکھا جو لیگ کے اس جلسے کے متعلق اخبارات میں بھیجا گیا ہے اور نیز گورنمنٹ میں بھی اسی کی نقل کی ہے -

اس تار کا مضمون یہ ہے کہ جلسہ میں یہ مسئلہ پیش ہوا کہ معزز جنٹلمن ٹون ہال میں لیگ حصہ لے یا نہ لے ؟ بالاخر قرار پایا کہ سردست جلسے کو نہونا چاہیے - اسکا انعقاد بالکل خلاف مصلحت ہے -

مگر یہ تار صریح غلط اور سراسر خلاف واقع ہے - اول تو ٹون ہال کے جلسے کی تحریک کے متعلق بالاتفاق طے پایا تھا کہ اسے ملتوی نہ کیا جائیگا اور اسی بنا پر بہت سے اہم امور قرار داد کے لئے سائع نہ کیا گیا اور مطور نہیں کئے - پھر یہ تو بالکل ہی غلط ہے کہ اسکے متعلق لیگ میں کوئی تجویز قرار پائی - ایسا لکھکر غلط بیانی کی ایک ایسی نظیر قائم کی گئی ہے جس سے زیادہ شدید غلط بیانی شاید نہیں آتی اور جسپر یقیناً اس صحیفہ کا ہر سرپرست انشاء اللہ نادم ہوگا !

ہمکو افسوس تھا کہ جس بات کا دعوہ لیکر ہم آئے ہیں اسکے کہنے سے ہمیں شرمندگی و خجالت کا سامنا ہوگا ' تو بہتر نہ تھا کہ خود جلسے ہی میں آخر تک قائم رہتے - نہ کیا کہ جلسے کے اندر تو صرف ایک گرم لہجہ میں یہ جملہ کہدینے سے کہ " جلسہ ہوگا اور آئندہ اتوار ہی کو ہوگا " سارے عزائم اور مواعید ختم ہوگئے اور تجویز واپس لیلی ' لیکن پھر اسکے بعد خلاف وعدہ ' خلاف واقعہ ' خلاف صداقت ' بالکل ایک فرضی کارروائی اخباروں میں بھیجی گئی ؟

افسوس کہ یہ تار دیکھکر ہمیں مجبور ہوجانا پڑا کہ اصلی واقعات پبلک تک پہنچا دیے جائیں - اس بارے میں ہم پر کوئی الزام نہیں - ہم نے گذشتہ اشاعت کے الہلال میں ایک حرف نہیں لکھا تھا - یہ اس امر کا صریح ثبوت ہے کہ ہم نے قائدہ تحت کو دخل دینا نہیں چاہتے ہے - لیکن " البادی اظلم " جب خود بعض حضرات نے عہد شکنی کی - اور خلاف واقعہ اور فرضی کارروائی شائع کرکے پبلک خواہ و مخواہ اس بہانے مصر کارروائی کو ناکامی کے بعد کامیاب کرنا چاہا جسکے لئے کہ صحیفہ منعقد کی گئی تھی ' تو بالکل مجبور ہوکر ہمکو کام اٹھانا اور دخل دینا پڑا -

ہم جناب مولوی نجم الدین احمد صاحب جوائنٹ سکریٹری لیگ کے شکرگذار ہیں کہ انہوں نے اخبارات کو دوسرا تار بھیجدیا ہے جسمیں اصلی حقیقت بے کم و کاست بیان کردی ہے -

خدا کی مسجدوں کا معاملہ نہ تو ایڈیٹر الہلال کا ذاتی معاملہ ہے اور نہ کسی دوسرے شخص کا - یہ ایک دینی و اسلامی اور تمام مسلمانوں سے یکساں تعلق رکھنے والا مسئلہ ہے - پس ہمارے لیے اس سے زیادہ کوئی نا زیبا بات نہیں ہوسکتی کہ ہم چند صاحب حکومت انسانوں کی خاطر خدا کی عبادتگاہوں اور تمام مسلمانوں کے حق دینی کی طرف سے بالکل آنکھیں بند کرلیں : والعاقبة للمتقین !!

یا لاسف و یا للعار

صلیبی لڑائیوں کے زمانے میں عیسائیوں نے اسلام اور پیغمبر اسلام کی نسبت ایسی ایسی مفتریات و مکذرات شائع کی تھیں کہ انکے تذکرہ سے آج خود مورخین یورپ کو شرم آتی ہے - موسیو داستری کی ایک کتاب کا مصر کے رغلول پاشا نے ترجمہ کیا ہے وہ لکھتا ہے کہ یورپ کو یقین تھا کہ مسلمان ایک سمہری بت کو پوجتے ہیں جو مکہ میں ہے !

عالبا سب سے پہلے گبن نے ان مفتریات کی جگہ اسلام کو نسبتاً صحیح صورت میں دیکھنا چاہا اور اب کہا جاتا ہے کہ مشرق اور مغرب باہم مل رہے ہیں - لیکن افسوس کہ واقعات تو اب تک ایسے ہی پیش آئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیحی یورپ بدستور بیرھویں صدی ہی کا زمانہ وحشیانہ تعصب و جنون کا کہ تھا ' بلکہ اسکا دماغ ایک دائمی کرسیڈ میں مبتلا ہے !

کل کے اسٹیٹسمین میں اسکے نامہ نگار کراچی نے اس قسم کے ایک وحشیانہ مسیحی افتراء کی خبر دی ہے جسکا اگر فوراً انسداد نہوا اور آئندہ کیلیے بھی اطمینان نہ دلایا گیا ' تو وہ صرف کراچی ہی کا نہیں بلکہ سات کروڑ مسلمانوں کے ایک عظیم‌الشان اور نا قابل تسخیر ایجی ٹیشن کا معاملہ ہوجائیگا ' اور وہ مجبور ہونگے کہ ایک بار اپنی ہستی کا سب سے زیادہ نافع ثبوت پیش کریں !

وہ لکھتا ہے کہ " کراچی میں سیدی مینوگراف (صورمتحرکہ) کی ایک یورپین کمپنی ہے - حال میں اس نے ولایت سے ایک نئی فلم منگوائی ہے جسمیں " عظیم " نامی ایک قصہ کے مختلف حصے دکھلائے گئے ہیں - قصہ (حصرہ) پیغمبر اسلام (صلعم) کے ایک خیالی واقعہ سے متعلق ہے - فرض کیا گیا ہے کہ وہ ایک عورت " سالکہ " نامی پر (نعوذ باللہ) عاشق ہے جو آپکے ایک سپہ سالار کی بیوی تھی - اسی زمانے میں ایک جنگ پیش آ گئی - آپنے سپہ سالار کو میدان جنگ میں بھیجدیا اور کچھہ عرصے کے بعد مشہور کردیا کہ وہ مارا گیا - اسکے بعد آپ اسکی بیوی کی طرف متوجہ ہوے مگر اسنے انکار کردیا - قصہ کا خاتمہ اس پر ہے کہ سپہ سالار زندہ و سلامت واپس آتا ہے اور اپنی بیوی کو لیجاتا ہے " (سبحانک ھذا بہتان عظیم !)

کمپنی نے بے دھڑک اس فلم کا تماشا دکھلانا شروع کردیا اور کراچی کے غیر مسلم لوگوں نے اسمیں بڑی ہی دلچسپی لی - مسلمانوں کو معلوم ہوا تو وہ بر افروختہ ہوے اور کمپنی کے مالک سے شکایت کی مگر اس نے کچھہ خیال نہیں کیا اور کہدیا کہ جسے برا معلوم ہو وہ تماشہ نہ دیکھے بالآخر مجبور ہوکر سیٹھہ محمد ہاشم صاحب نے باقاعدہ عدالت میں توہین مذہب و اشتعال انگیزی کی نالش کردی اور با انفصال مقدمہ تماشے کو رکوادینا چاہا - مجسٹریٹ نے درخواست منظور کرلی ہے اور کمپنی کے نام سمنس نکالا ہے - عام مسلمانوں میں سخت جوش پھیل گیا ہے - سننے میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ سو آدمی جمع ہوکر چلے تھے کہ تماشہ گاہ کو منہدم کردیں "

اسکے بعد نامہ نگار لکھتا ہے : " اگر تماشہ بند نہوا تو بہت ممکن ہے کہ مسلمانان کراچی کسی دن ایسا ہی کر بیٹھیں "

مگر ہم نامہ نگار مذکور سے کہنا چاہتے ہیں کہ ایسا ہونے کی نسبت بے فائدہ شک و شبہ نہ کرے - اگر یہ تماشہ بند نہوا اور اس علانیہ توہین مذہبی اور ابلیسانہ تہمت و افترا کیلیے کمپنی کو سزا نہ دی گئی تو صرف کراچی کے مسلمانوں ہی پر اس معاملہ کو نہیں چھوڑ دیا جائیگا ' بلکہ انسانوں کا ایک ایسا گروہ عظیم آگے بڑھیگا جسکے سات کروڑ منعدد ہاتھہ حرکت کرینگے - اور جسکی اتنی ہی ادائیں اٹھکر پورے براعظم ہند کو ہلا دینگی !!

مسلمانوں کا مذہب کوئی زار نہیں ہے - انکے یعمدر کی حیاۃ مقدسہ انا جیل اربعہ کے پیش کردہ مسیح کی سی نہیں ہے جو (بروایت متی و لوقا) جب کبھی برر سلیم میں آتا تھا برگذہ کار عورتوں ھی کے یہاں مہمان رہتا تھا اور زانیہ عورتوں کی بری حمایت کرتا تھا - پس ہم بالکل نہیں جانتے کہ ہمارے مخالفین ہماری مخالفت کو کیوں صرف یہ جانتے ہیں کہ اسدرجہ اپنے تئیں سیطان کی غلامی میں یہ دیدیں کہ جھوٹ اور افترا پردازی اور واقعات کے نام سے پیش کریں ' اور دنیا میں انسانی خیالات اور انجیلی رسالت کے سچرۂ ملعونہ کو ہمیشہ تروتازہ رکھنے کا کام برقی لوتا رہے !

یقیناً یہ قصہ اور اسکی فلم کسی مشیری حلقہ کی تصنیف ہے ' اور چونکہ وہ بائبل میں پڑھچکا ہے کہ حضرت داود (ع) نے ایک فوجی افسر کو اسکی بیوی کیلیے مروا دیا تھا (نعوذ باللہ) اسلیے اس شیطان لعین نے ' جس نے اسکے مغلوب خدا کو نئی دن تک آزمایا اور جربفانہ مقابلہ کیا تھا ' اپنی اختراع و افترا کے ابلیسی الہام کو نہایت آسانی سے حاصل کرسکا ہے ' اور نہ قصہ گھڑنے کوشش کی ہے کہ تفریح و تماسے کے ضمن میں بھی اس صلیبی خدمت کو انجام دے ' جو اسکے بھائی بند تاریخ کے صفحوں ' سڑکوں اور باغوں کے لیکچروں ' اور پھر کبھی کبھی البانیا اور مقدونیا کے خونریز میدانہائے جنگ میں انجام دیا کرتے ہیں !

ہمیں انتظار کرنا چاہیے کہ کراچی کا مجسٹریٹ اس بارے میں کیا کرتا ہے - اور پھر اسکے بعد بالکل طیار رہنا چاہیے کہ صرف نمائشہ کو بند ھی کرے نہ چھوڑ دیا جاے بلکہ اس صریح قانونی جرم کی پاداش میں اس شریر شخص کو پوری پوری سزا بھی دی جاے جس نے کئی دن تک ایک تماشہ گاہ کے اندر اس جرم عظیم کو انجام دیا ہے -

مسلم یونیورسٹی

ایسوسی ایشن کے متعلق مسلمان جس عقلت سے کام لے رہے ہیں ' عجب نہیں کہ بہت جلد اسپر انہیں مایوس ہونا پڑے !

علی گڈھ کے یونیورسٹی کانفرنس نے جلسہ میں قرار پایا تھا کہ ایک نئی جماعت " مسلم یونیورسٹی ایسوسی ایشن " کے نام سے قائم ہو اور تمام معاملات اپنے ہاتھہ میں لیلے - نیز اسکے لیے دوسو ممبر مختلف انتخاب کنندہ جماعتوں میں سے منتخب لیے جائیں - غالبا چھہ یا سات جماعتیں اسکے لیے منظور ہوئی تھیں -

پچھلے دنوں صدر دفتر یونیورسٹی کے جو اعلانات شائع کیے گے ' انسے معلوم ہوتا ہے کہ کانفرنس ' ٹرسٹیز ' اولد بوائز ' اور اسلامیہ کالج کمیٹی وغیرہ کے ۱۲۵ قائم مقام منتخب ہو چکے ہیں اور اب صرف ۷۵ ممبروں کا انتخاب مسلمان گریجوائٹس کلب ' زمیندار و جاگیردار ' ٹیکس ادا کنندگان ' پراونشیل مجالس ' مسلمان اخبارات ' اور علماء کرام کی جماعت سے باقی ہے -

ان جماعتوں میں مسلمان گریجویٹس ' زمیندار ' جاگیر دار ' اور ٹیکس پیرر کیلیے سب سے پہلے الکٹوریٹ یعنے انتخاب کرنے والوں کی کوئی جماعت ہونی چاہیے - جب تک ایسا نہوگا ' انکے قائم مقام کیونکر منتخب ہونگے اور کون منتخب کریگا ؟

اسکے لیے یہ اصول قرار پایا تھا کہ ان تمام جماعتوں میں سے جو لوگ دس روپیہ بیس داخلہ اور پانچ روپیہ سالانہ دینا منظور کریں گے ' نیز اپنا نام انتخاب کنندہ جماعت کے رجسٹر میں درج کرادیں گے ' صرف انہی کو حق حاصل ہوگا کہ مسلم یونیورسٹی ایسوسی ایشن کیلیے اپنی اپنی جماعتوں میں سے قائم مقام منتخب کریں -

گریجویٹ سے مقصود وہ لوگ ہیں جنھوں نے کسی یونیورسٹی سے بی اے ' یا مساوی فاضل اور موازی فاضل کی سند لی ہو ' اور حصول سند پر پانچ سال گذر چکے ہوں

زمیندار ' جاگیر دار ' اور ٹیکس پیرر سے ہر صوبہ کی وہ ملکیت رکھنے والے اور انکم ٹیکس دینے والے مسلمان ہیں -

یہ بات طے پاچکی ہے کہ ایک ہی شخص جو مختلف حیثیتیں حاصل ہوں تو وہ اپنی ہر حیثیت سے متعلقہ حق مبلغ ادا کرے یہ ایک وقت مختلف جماعتوں کیلیے مختلف دینے کا حق حاصل کرلے - مثلا آپ صاحب جائداد بھی ہیں ' زمیندار بھی ہیں ' ٹیکس پیر بھی ہیں ' پس آپکو حق ہے کہ یونیورسٹی فنڈ کی اعانت دیجیے ' اور چار جگہوں کی بیس روپیہ سالانہ ادا کرکے ان چار مختلف حقوق سے حصہ وافر حاصل کرلیجیے -

ہمیں اسکے متعلق چند امور عرض کرنا ہیں :

(۱) یہ ایسوسی ایشن جو بن رہی ہے ' مسلم قومکی اصلی کارکن جماعت ہوگی ' اور گورنمنٹ انڈیا کی نظر میں بھی یہی ہے اور آخری حق منظوری و عدم منظوری صرف اسی کو ہے ' تمام قوم نے بیس لاکھہ روپیہ کا جمع کرنا جتنا بڑا کام ہے اسکی نگرانی اور یونیورسٹی بننے کے بعد اسکے لیے بھی ایک نگران جماعت کا ہونا صرف یہی وجود ہوئی - پس چاہیے کہ مسلمان اس کام کو اپنی سمجھ کر اسکے لیے پوری سعی و جہد سے کام لیں

جس یونیورسٹی بننے انھوں نے اس قوانین کی تجویز اور پھر جسکی ارادۃ تاسیس کیلیے اپنی عمر کے بہترین سال صرف کیے ایک ایسی تاریخی نظیر قائم کی جسکا ثبوت صدیوں آزاد ملکوں میں بھی ایک نہیں دیسکے ہیں ' اسکے عین اصلی مقصد پر اسطرح عقلت و بے خبری کا چھا جانا کیسے ہی بڑے رنج کی بات ہوگی -

تمام مسلمان پانچ سالہ گریجوئٹ اصحاب ' زمیندار ' اور عموم ٹیکس ادا کنندگان فورا بیدار ہوں اور سب سے پہلے الکٹورل رجسٹر میں درج کرائیں - صرف ۱۰ - روپیہ داخلہ روپیہ بیس سال اول ' کل پندرہ روپیہ درخواست کے ساتھ دفتر مسلم یونیورسٹی علی گڈھ " کے نام جانا چاہیے - دیر کیا اور ایک خاص خیال کے لوگوں ھی کی مجانی کل کو انہیں سکانت کا کوئی حق نہوگا -

(۲) اسی طرح مسلمان اخبارات کو بھی اپنا نام مفت جلد رجسٹر میں درج کرانا چاہیے -

(۳) صدر دفتر یونیورسٹی سے ہم درخواست کرتے ہیں کہ معاملہ کی اہمیت پر نظر رکھکر دفتر رجسٹر کو ابھی کچھہ کھلا رکھدے اور ۱۵ - جون تک ناموں کے پہنچنے کی لگائی گئی ہے ' اسے چند ہفتے اور بڑھا دیا جاے - جہاں تک نکل گئے ہیں وہاں چند دن اور سہی - لوگوں کو اطلاع بھی - بہتر ہے کہ کچھہ دنوں اور مہلت دیدی جاے اور ' اولین انتخاب زیادہ سے زیادہ وسیع راؤں سے ہوسکے - امید ہماری اس درخواست پر توجہ کی جائیگی -

(۴) حضرات علماء کرام کے ۱۰ - قائم مقاموں کے انتخاب کی کمیٹی نے اپنے ہاتھہ میں رکھا ہے - ہم سمجھتے ہیں کہ انکا بھی طے الکٹوریٹ علماء کی فہرست مرتب کی جائے اور رائے دہندوں سے قائم مقام علماء منتخب ہوتے تو یہ زیادہ بہتر ہو

البانیا البانیا کي حالت بدستور هے - ایک طرف وحشیانه مظالم کي خبر خود یورپ کے ذریعه پهنچتي هے - دوسري طرف اب زورمنت یونان کا پیام بهي سنایا جا رها هے که وه صحیح نه نهیں !

مسلمان پوري قوت کے ساتهه کام کر رهے هیں انهوں نے اپنے مطالبات دول کے پاس بهیجدیے هیں جنکا خلاصه یه هے که یا تو ایک مسلمان پادشاه دیا جاے یا دولۂ عثمانیه کي محکومي !

کرجه نامي ایک قصبه پر بهي انهوں نے قبضه کر لیا اور فوجي پولیس کو شکست دیکر چلے جانے پر مجبور کردیا هے - ۶ جون کے تار سے معلوم هوتا هے که جو بین الملي کمیشن گفتگو کرنے کیلیے گیا تها وه ناکام رها اور واپس آ گیا - وه اپني اس خواهش سے کسي طرح هٹنا نهیں چاهتے که کسي مسلمان کو البانیا کا پرنس بنایا جاے -

البانیا کي سب سے بڑي جماعت مالیسوریوں کي هے جنهوں نے پچهلے دنوں اپني مفسدانه اور باغیانه شرارتوں سے جنگ بلقان کي بنیاد رکهي تهي - گورنمنٹ نے انهیں حکم دیا که انقلابي گروه کا مقابله کریں لیکن انهوں نے صاف انکار کر دیا اور مجبور هو کر حکم واپس لینا پڑا -

دول کا رویه ابتک مضطرب هے - کوئي قطعي کارروائي نهیں کي گئي - کل کے تار میں ظاهر کیا گیا هے که حالات نے اجازت دي تو جهاز بهیجے جائینگے : و لعل الله یحدث بعد ذلك امرا !

کینیڈا اور هندوستان جنوبي افریقه کي داستان مصیبت ختم نهیں هوئي تهي که اب کینیڈا کي گورنمنٹ کے تشدد و مظالم کا مسئله سامنے آگیا هے !

کیسي عجیب بات هے ! غلامي و محکومي اور ذلت و نکبت کے نتائج کا کیسا موثر مظاهره هے ! هندوستان میں دنیا کے هر حصے سے آسکتے هیں، اسکي زرخیز زمین کي دولت سے اسکے بدبخت فرزندوں کو محروم کرکے اپنے اپنے ملکوں کي دولت بڑها سکتے هیں - ایک آزاد شهري کي طرح رهتے هیں، اور انکے آرام و آسائش کے آگے خود اس ملک کي آبادي بهي کوئي چیز نهیں سمجهي جاتي - لیکن اگر هندوستان کے باشندے جنوبي افریقه میں جائیں تو انکے لیے دروازه بند هے - اگر کینیڈا میں جائیں تو ناروک الوطني کا قانون ساحل هي پر روک دیتا هے - لٹنے، برباد هونے، اور غلام بننے کیلیے صرف هندوستان هي هے مگر اپني سرزمین کے فوائد کو صرف اپنے هي لیے مخصوص کرنے کیلیے تمام دنیا ! جو انگلستان اسکے سب کچهه کا مالک هے، وه صرف اس سے مانگ هي سکتا هے - دینے کیلیے اسکے پاس بهي کچهه نهیں !

گورنمنٹ کینیڈا کي اس ظالمانه بندش کا عملي مقابله کرنے کیلیے پچهلے دنوں ایک مرد غیور و معتزم سردار گوردت سنگهه ایک خاص جهاز چهه سو هندوستاني نو آباد کاروں کا لیکر کینیڈا روانه هوے تهے - جب جهاز ساحل وینکوور پر پهنچا تو گورنمنٹ نے روک دیا اور کسي شخص کو اترنے نهیں دیا - حتی که وهاں کے هندوستانیوں کو بهي اسے جاکر ملنے کي اجازت نه ملي !

اسپر سردار گوردت نے گورنمنٹ کینیڈا سے درخواست کي که نارک الوطن هندوستانیوں کے حقوق پر غور کرنے کیلیے ایک کمیشن بٹهایا جاے - لیکن اس سے بهي صاف انکار کر دیا گیا اور جواب ملا که قانون کي سخت پابندي کے ساتهه سلوک کیا جائیگا !

بعد کي خبروں سے معلوم هوتا هے که باقاعده تحقیقات کیلیے ایک جماعت مقرر هوئي هے جس میں ایک هندوستاني قائم مقام بهي شامل هے - لیکن جب تک تحقیقات کا نتیجه نهیں نکلے گا، صیبت زده مسافروں کو ساحل پر قدم رکهنے کي اجازت بهي نهیں لیگي !

کیا گورنمنٹ هند ان هندوستانیوں کیلیے کچهه بهي نهیں کریگي، اور بالکل خاموش رهیگي ؟

اصلاح ندوه بعض اخبارات میں غلطي سے شائع هوگیا هے که ۱۰ مئي کے جلسۂ دهلي میں جو کمیٹي مسئلۂ اصلاح ندوه کي تکمیل کیلیے منتخب هوئي، اسکے ممبروں میں ایڈیٹر الهلال کا بهي نام هے - حالانکه اسکي کوئي اصلیت نهیں - یه غلطي سب سے پهلے روزانه معاصر لاهور پیسه اخبار کے نامه نگار سے هوئي هے - اسي سے اور لوگوں نے نقل کرلیا -

واقعه یه هے که جلسه میں جب ممبروں کے نام پیش هوے تو پهلے صرف مولانا ثناء الله، نواب سید علي حسن، حکیم عبد الوهي، مولوي نظام الدین حسن، بابو نظام الدین، پیرزاده محمد حسین، اور مولانا عبید الله کے نام لیے گئے تهے - اسکے بعد هي تمام جلسے کي طرف سے متفقاً اصرار هوا که کچهه نام اور بهي بڑهاے جائیں - جن ناموں کا جلسه اضافه کرنا چاهتا تها، خود اُن لوگوں کو شرکت سے انکار تها - وه کهتے تهے که هماري عدیم الفرصتي اور کثرت اشغال کو پیش نظر رکهکر اس خدمت سے همیں معاف رکها جاے - لیکن جلسے کا اصرار نهایت شدید تها - بالاخر مجبور هوکر ان میں سے اکثر بزرگوں کو قبول هي کرنا پڑا، اور اسطرح حاذق الملک، مسٹر محمد علي، آنریبل خواجه غلام الثقلین کے ناموں کا اضافه هوا -

چنانچه اس موقعه پر ایڈیٹر الهلال کي شرکت کیلیے بهي اصرار کیا گیا تها - علی الخصوص بزرگان دهلي اسپر بهت مصر تهے - حتی که ایک بزرگ نے (جنکا نام افسوس هے که مجهے معلوم نهیں) جلسه میں تقریر بهي کي، اور کها که همیں سخت شکایت هے که همارے خواهش کو پورا نه کیا گیا، لیکن میں اس اظهار لطف و عطف کو بوجوه نامنظور کرنے پر مجبور تها، اسلیے برابر انکار کرتا رها - بالآخر صرف مندرجۂ صدر حضرات هي کي تعداد کافي قرار دي گئي -

ممکن هے که اس وقت ایڈیٹر الهلال کا نام سنکر بعض اشخاص کو غلط فهمي هوئي هو اور انهوں نے سمجها هو که میرا نام بهی بعد کو بڑهادیا گیا هے، لیکن اگر وه اسے تحقیق کر لینے کو بهتر تها -

ادارۂ الهـلال الحمد لله، اس هفته سے الهلال کي اشاعت بالکل باقاعده هوگئي هے - ٹهیک بدھ کے دن تمام اخبار ڈاک میں ڈالے گئے - حسب معمول جمعرات، جمعه، اور بهت دور کے احباب کو سنیچر کے دن اخبار ملجائیگا - اگر ایسا نهو تو وه یقین کریں که ڈاکخانے میں کوئي بدنظمي هوئي هے اور مقامي پوسٹ آفس سے تحقیق کرنا چاهیے -

متصل شب و روز کام کرنے چار دن کي تاخیر دور کي گئي !

ٹائپ بهي بالکل بدلدیا گیا هے - بڑا پرچه نئے ٹائپ میں کمپوز هوا هے - مضامین کے اختصار، تنوع، اور ترتیب میں بهي جو نمایاں تبدیلي هوئي هے، یقین هے که محسوس هوگئي هوگي - تین سال سے گرمیوں کا موسم میرے لیے ایک پیام آزمایش هے - احتلاج، دائمي دوران و رجع سر، نفث الدم، ضعف بصارت، جلدي بهي سکایتیں هیں، سب کا موسم بهار بهي زمانه هوا هے - اس پر کلکته کي آب و هوا نے مسئله کو بهي اضافه کر دیجیے که جسقدر میرے کاموں کیلیے بهتر و موزوں هے، ابدي هي میري صحت و طبیعت کیلیے مهلک و قاتل هے، بلکه یوں کهیے که سمالي هند اور پنجاب کے هر باشندے کیلیے :

کمند کوته و بارے سست و بام بلند
بمن حواله، و نو میدیم گسه گیرند !!

ربنا لا تحمل علینا ما لا طاقه لنا به، و اعف عنا و اغفر لنا، و ارحمنا، انت مولانا، فانصرنا علی القوم الکافرین !!

الهلال

۱۵ رجب ۱۳۳۲ هجری

ایک یورپین کونٹیس اور جنوبی عرب کی سیاحت !

Gauntess Molitor Explorer.

سير في الارض او ر السائحون العابدون !

رسالۂ " گریفک " لندن نے ایک دولت مند انگریز لیڈی کونٹیس مولیٹر (Molitor) کي تصویر شائع کي هے ' جو حال میں جنوب عرب کے اندرونی اور پر خوف و خطر مقامات کي سیاحت کیلیے لندن سے روانه هوئي هے ' اور عرب کے اُن دور دراز گوشوں تک جانا چاهتي هے جهاں سے بڑے بڑے یورپین سیاح ناکام واپس آچکے هیں !

اسکے اس اولو العزمانه سفر کی لئي خصوصیات ایسي هیں جن کي وجه سے یورپ کے تمام علمي حلقوں میں اس سیاحت کا خاص طور پر چرچا هو رها هے - اول تو ایک امیر زادي نے جس نے یورپ کے بهترین دار الحکومت میں پرورش پائي هے ' غیر معلوم اور پر خطر ریگستان عرب کے سفر کا قصد کیا هے - پھر وہ تمام سفر میں بالکل تنها رهیگي - اپنے همراه کسي شخص کو نهیں لیجاتي - اس قسم کے سفر موجودہ عهد کي با فاعدہ اور با سر و سامان سیاحتوں میں بالکل مفقود هوچکے تھے -

سب سے زیادہ یه که وہ عربي لباس اور برقعه پهنکر سفر کریگي ' تاکه غیر متمدن قبیلوں اور بادیه نشین عربوں میں سے بلا تکلف گذرسکے ' اور انکے تعصب اور مخالفت سے ناکامیوں اور مصیبتوں میں گرفتار نهو !

چنانچه سفر سے پہلے اس نے عربي برقعه پهنکر جو تصویر کھنچوائي تھي ' وہ هم گریفک سے نقل کرتے هیں - اس سے معلوم هوتا هے که کس طرح مغرب کا ایک مسیحي چهره عرب کے اسلامي لباس سے چھپا دیا گیا هے ' اور عجب نهیں که اس سیاحانه اور مستانه مدبر و فریب سے صحرا کے دُدان عرب اور قبائل کي خیمه نشین عورتیں دهوکه کها جائیں !

* * *

عربي کے مشهور راوي ابو نواس نے ایک بوڑھے باغبان کا حال لکھا هے جسکا شگفته باغ اُجڑ چکا تھا ' اور جسکے مالک کا یه حال تھا که گلیوں اور کوچوں میں آوارہ گردي کرتا ' اور جب کبھي کوئی سبز پته یا سرخ پھول نظر آجاتا تو بے اختیار چیخ اُٹھتا که هائے میرا شگفته اور سرسبز و شاداب باغ !!

کونٹیس مولیٹر عربي برقعه میں !

یهي حال همارا هے - همارے اقبال و عروج کا باغ اُجڑ چکا هے - اسکے بڑے بڑے شاداب لهلهاتے باراج حزان عطب و طوفان انقلاب هوچکے هیں - تاهم ابھي اسکي یاد باقي هے اور هم اسکي دلفریب بهاروں کو کسي طرح نهیں بھلا سکتے - اب بھي جب کبھي کسي بافته موسم کے باغ و بهار کی سیر کرتے هوے کوئی شگفته ورق گل نظر آجاتا هے تو ابونواس کے مانند ردہ باغبان کی طرح اپنے اقبال رفته کو یاد کرلیتے هیں که :

گذر چکی هے وہ فصل بهار هم پر بھی !!

* * *

قومی و شخصی اقبالمندیوں کا کوئي واقعه هو ' مگر اسے نظارے میں کوئی دلسی هی ایسي گذري هوئی بات ضرور پاتے هیں - آج یورپ کے سیر فی الارض اور سیاحت و سفر کا دور هے ' تو ارضی کے گوشے گوشے کو متلاشیان علم و حقایق کے چھاپه مارا هے ' افریقه کے لق و دق صحراؤں کي پیمائش هوچکي هے ' مانچوریا اور سوڈان کے وحشي حصوں میں سیاحان مغرب کے قدم تھا قافلے گذر چکے هیں ' قطب شمالي و جنوبي کی مهموں کي سرگذشتیں سب کے سامنے هیں - پهاڑوں کي چوٹیاں ' فهار و مذلاطم سمندروں کي ناپیدا کنار موجیں ' صحراؤں اور جنگلوں کی مهلک اور خوفناک وادیاں ' زندگی کا قطري عشق اور نفس کی مسخرانه دامنگیریاں ' کوئی چیز بھي انکے سبق سفر اور هواے تحقیق کیلیے مانع نهیں هوسکتي - یهاں تک که قافلے کے قافلے لٹتے هیں - جهازوں کے جهاز تودتے هیں - صدها سیاح مسعود الحدري تا موت اور تباهی سے دوچار هوے هیں - تاهم هر بربادي خوف کی جگه ایک نئي عزیمت ' اور هر ناکامي بے همتی کي جگه آور زیادہ تحریک و ولوله کا کام دیتي هے ' حتی که وہ مقامات تک ان سیاحوں کے حملوں سے محفوظ نه رهے جهاں اجنبیوں اور غیروں کیلیے موت اور تباهي کا اعلان صدیوں سے چلا آرها هے !

ایک وقت تھا که همارے سیاحان ارض اور جهاں نوردان علم کا بھی یهی حال تھا ' انکے ولوله سیاحت کیلیے بھي کوئي روک مانع کار نه تھی ' انکے عشق جهاں پیمائی کا مرکب بھی بحر و بر کے چپے چپے پر سے گذر چکا تھا - خواه انکے تمام کاموں کا مرکز تعلیم اسلام ' اور انکے هر جذبے کے اندر حکم الهی کی اطاعت و فرمان برداري کام کرتي تھي - اسلیے جس طرح وہ اپنے گھروں کے اندر بیٹھکر خدا کي عبادت کرتے تھے ' بالکل اسي طرح خدا کي زمین میں بھي پھرکے اور اُسکے پیدا کردہ سمندروں اور پهاڑوں پر سے گذرکے اسکے حکموں کي تعمیل کرتے تھے ' اور جسم و اعضا کي عبادت کے ساتھه فکر و ذهن کي بھي عبادت انجام دیتے تھے :

الذين يذكرون الله قياماً و قعوداً و على جنوبهم و يتفكرون في خلق السماوات و الارض ربنا ما خلقت هذا باطلا

وہ سچے مومن جو خدا کی یاد اور فکر سے کبھی غافل نہیں ہوتے - کھڑے ہوں ' بیٹھے ہوں ' لیٹے ہوں ' کسی حال میں بھی ہوں ' مگر اسکے ذکر سے ہمیشہ شاد کام ہوتے ہیں - اور اسی طرح آسمان اور زمین کی خلقت و اشیاء کا بھی فکر سے مطالعہ کرتے ہیں ' اور انکے اسرار و مصالح کو تلاش کرتے ہوئے زبان حال سے کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ! تو نے یہ عجائب و غرائب کائنات یقیناً بیکار و لاحاصل نہیں بنائے ہیں ! !

اس آیہ کریمہ میں جہاں اُس عبادت کا ذکر کیا ہے جو جسم کے تین حصے کھڑے اور بیٹھکر کی جاتی ہے یعنی نماز ' وہاں اُس عبادت کی طرف بھی اشارہ کیا ہے جو " خلق السماوات والارض " میں تفکر کرنا اور عالم اور ما فی العالم کی اشیا کی حقیقت و مصالح کو معلوم کرنا ہے ' اور ظاہر ہے کہ اسکے لیئے سیر و سیاحت ضروری ہے -

دنیا میں کون مذہب ہے جس نے عام روحانی احکام کے ساتھ سیر و سیاحت پر بھی اس طرح جا بجا زور دیا ہو ؟ حالانکہ قرآن حکیم ہر جگہ کہتا ہے کہ " سیروا فی الارض " زمین میں پھرو اور سفر کرو تاکہ تمہیں بصیرۃ و حکمت حاصل ہو !

سیر و سیاحت کے ذکر میں یہ آیتیں اللہ پیش کی گئی ہیں - مگر سخت تعجب ہوتا ہے کہ ان سب سے بھی بڑھکر سیر و سیاحت کا درجہ قرآن میں دیا گیا ہے اسکی آخر وجہ کیا ہو سکتی ہیں ؟ سورۂ توبہ میں خدا کے سچے مومنوں کی تین نشانیاں بیان کی گئی ہیں اور یہ بتلایا ہے کہ ایمان و ہدایت کے بعد یہ تینوں درجے مدارج کیسے ہیں ؟ :

التائبون العابدون الحامدون السائحون الراكعون الساجدون الآمرون بالمعروف والناهون عن المنكر والحافظون لحدود الله و بشر المومنين (٩ : ١١٣)

توبہ کرنے والے ' اللہ کے عبادت گذار ' اسکی حمد و ثنا میں رطب اللسان ' اسکی راہ میں سیر و سفر کرنے والے ' اسکے آگے جھکنے والے اور سجدے میں گر پڑنے والے ' نیکی کا حکم اور بدیوں سے روکنے والے ' غرض اُن تمام الٰہی حدود کی دنیا میں حفاظت کرنے والے جو اللہ نے مومنوں کی بشارت دی ہیں !

اس آیہ کریمہ میں سب سے پہلے توبہ کرنے والوں کا ذکر ہے پھر عبادت گذاروں کا ' پھر حمد الٰہی میں رطب اللسان رہنے والوں کا ' اسکے بعد اس درجہ پر ان لوگوں کا جو " السائحون " میں سے ہیں یعنی سیر و سیاحت کرنے والے ہیں ' اور جنکے ذریعہ سیاحت و سیر کی غرض میں اپنے وطن کی دامنگیری ' عزیز و اقربا کی محبت ' گھر کا آرام و راحت ' سفر کے مصائب و مشاکل ' لوگوں کی سخت باتیں ' علم و اشاعت کی خدمت اور تبلیغ حق و صداقت کی راہ میں اپنے قدم ہمیشہ دست بدعا ' اور رضاء الٰہی کی خاطر اپنی جان مسلسل دو چار خطرات و مہالک رہتی ہے !

اس سے بڑھکر سیر و سیاحت اور سیروا فی الارض کی اہمیت اور کیا ہو سکتا تھا ؟ اسی حکم ربانی کا نتیجہ تھا کہ مسلمانوں نے صدیوں کے اندر ہی اندر تمام دنیا کے خشکیوں کو چھان ڈالا ' اور کبھی " طارق فاتح " نے اپنا گھوڑا مغرب و مشرق سے درمیانی سمندر میں ڈالکر جبل الطارق پر علم توحید نصب کیا ' اور کبھی " بیرونی " نے سرحد علم و تحقیق میں عرب و عجم کے دست و جدل طے کر کے ملتان اور پنجاب کی متعصب اور پر خطر سرزمین کو برسوں تک اپنا موطن و مولدا بنائے رکھا !

* * *

مسلمانوں کی سیر و سیاحت کے واقعات اگر قلمبند کیے جائیں تو ایک بہت بڑی ضخیم مجلد صرف اسی موضوع پر مرتب ہو جاتے دنیا کا چپہ چپہ انکی سیر و سیاحت کا شاہد ہے - مغرب و مشرق نے ہر حصے میں اسلام کے آثار خالدہ انکی جہاں نوردیوں کا افسانہ سنا رہے ہیں ابن حوقل ' البیرونی ' ابن جبیر ' ابن بطوطہ ' علامۂ مقدسی ' اور فرر بنی صاحب آثار البلاد کے سفرنامے اور یہ تصنیفات اب تک دنیا کے علمی ذخیرہ کا سرمایۂ ناز ہیں - ابو العباس نباتی کا تذکرہ تاریخوں میں پڑھا جا سکتا ہے ' جس نے فن طب کی تکمیل اور مفردات و عقاقیر کی تدوین کیلئے آٹھ مرتبہ مشرق و مغرب کا سفر کیا - پھر اُن مدہ داران راہ تبلیغ حق اور مبشران صداقت و ہدایت کا شمار تو ممکن ہی نہیں ' جو پیغام توحید لیکر اپنی اپنی سرزمینوں سے اُٹھے ' اور دنیا کے بڑے بڑے حصوں کو مسخر کر لیا !

یورپس مورخین اتک عورت ہے اور یورپ کی علمی و سیاسی اغراض کی تکمیل کیلئے بڑی اولوالعزمی کا کام کر رہی ہے ' لیکن ہم کو بھی اُن مسلمان سیاح عورتوں کا حال معلوم ہے جو عہد گذشتہ میں محض علم و تحقیق کیلئے دنیا کے بڑے بڑے سفروں میں نکلتی رہیں ' اور یہ کام بھی ایسی نہیں جو ہم نے اپنے بازار علم و تمدن میں نہ دیکھی ہو !

علامۂ مقری نے نفح الطیب میں اُن سیاحوں کا ذکر کیا ہے جنھوں نے ممالک مغربیہ سے اندلس (اسپین) تک کا سفر کیا تھا ' اور انکی تعداد تعجب انگیز طور پر تین سو بتلائی ہے - وہ لکھتے ہیں کہ ان میں سات سے زیادہ مسلمان عورتیں بھی تھیں جنھوں نے محض تحصیل علم و حصول معلومات کیلئے سفر کیا تھا ! (۱)

جب صرف ایک عہد اور ایک حصے کے سیاحین و سیاحات کا یہ حال تھا ' تو ظاہر ہے کہ تمام عہد اسلامی میں سیر و سیاحت کی کیا حالت رہی ہوگی ؟

* * *

لیکن افسوس کہ اب وہ دن ہمارے چہروں پر نہیں ڈھلتا - ہماری موجودہ حالت تمام خصوصیت علمی و اسلامی سے معرّا ہے - ہم میں فرائض خصائص اور ربانی اعمال بالکل مفقود ہوگئے ہیں ' اب ہم میں نہ " ہ الراكعون الساجدون " ہیں جو " آمرون بالمعروف " اور " ناهون عن المنكر " ہے - اور نہ وہ " سائحون العابدون " ہیں جو خدمت انسانیت و کسب حقائق و اسرار کی راہ میں ارض الٰہی کی سیر و سیاحت کرتے ہے - ہم تعجب میں ان لوگوں کو دیکھکر متعجب ہوتے ہیں ' حالانکہ دنیا کیلئے تعجب و تحیر کا تماشہ کبھی ہماری ہی اولوالعزمیوں اور سرگرمیوں سے اندر تھا - غلامی و محکومی ' ذلت و پستی ' فلاکت و عسرت ' ادبار و تسفل کی مصیبتیں انھائیگے لیکن اپنی اُس سرزمین اور اُس گھر کو چھوڑنے کے جو ہمارا بار اٹھانے سے اب عاجز آگئی ہے ہمارے خدا نے اپنی تمام زمین کو ہمارا وطن اور اپنی تمام مخلوق کو ہمارا بھائی بنایا تھا - عزت و کامیابی کی ہمارا اصلی گھر تھا - جہاں سے مخاطب ہوئی ' وہی ہماری زبان اسی کی ہمدرد ہوتی :

يا عبادي الذين امنوا ان ارضي واسعة فاياي فاعبدون

اے میرے وہ بندو جو کہتے ہو کہ اللہ پر ایمان لائے ہو ! میری زمین وسیع ہے پس تم خاص میری ہی زمین میں میری

---

(۱) دیکھو نفح الطیب جلد ۲ صفحہ ۳۲۱ -

فاياي فاعبدون ! ! هي وسيع هے - اوسکے کسي ايک کونے
دل نفس ذائقة الموت ' اور کونے هي ميں هو کر نه رهنے دو
ثم الينا ترجعون ' اگر سفر و سياحت ميں موت سے
(۲۹ : ۵۶) ڈرتے هو تو موت کا مزه تو هر نفس
کيليے جهاں ضروري هے ' اور ايک مرتبه تم سب کو هماري
سامنے واپس آنا هے !

* * *

نولٹيس مولينڈر کے سفر ميں کئي باتيں قابل غور هيں :

(۱) يورپ کا شوق سياحت اور راه تحقيق و کشف ميں اولوالعزمي نے عورتوں تک ميں يه ولوله سرايت کرگيا هے - هماري مرد گھر سے ايک دن کے فاصله پر بھي کہيں جانے کيليے قدم نکالتے هيں تو دس دس مرتبه رک رک کر پيچھے ديکھتے هيں ' اور ايک ايک عزيز سے گلے مل ملکر رخصت هوتے هيں نه ديکھيے اب کيا هو؟ نولٹيس مولينڈر ايک نوجوان عورت هے - آرام و راحت کا رفت اور عيش حيات کي عمر رکھتي هے ' ليکن تن تنها ايک پرخطر سفر کيليے طيار هوگئي هے !

(۲) عرب کي سرزمين يورپ کي سياسي طماعيوں کا عرصے سے نشانه بني هوئي هے - کچھه تو مذهبي اور سرزميني موانع سے - کچھه مذهبي بدظنيں تھيں ' زياده تر عربوں کي اجنبيوں سے نفرت بھي جس نے مدت تک اسکا دروازه يورپ پر بند رکھا - اسي کا نتيجه هے که يورپ کي علامي کي لغت سے اسکا اندروني حصه ابتک پاک هے -

يعني بيس پچيس برس سے اب يه سرزمين بھي اجنبيوں کي جولانگاه بنتي هے - طرح طرح سے بھيس بدلے اور مذهب و مشرب کے طريقوں سے هم لنگر يورپين سياح پہنچنے لگے اور اهسته اهسته اپني راه نکال رهے هيں - اب ايک عورت مسلمان خاتون کے لباس ميں نکلي هے - آمد و رفت اور تعقيب و تفتيش ميں عورتوں کيليے جو آسانياں هيں ' وه مردوں کے ليے نهيں هو سکتيں - وه هر مقام پر جاسکتي هيں - ميلوں اور مجمعوں ميں رهسکتي هيں - عورتوں سے ملسکتي هيں - اس قسم کي سياحتيں صرف اسليے هيں تا که عرب کے بعيد محفوظ حصے کا طلسم کسي طرح ٹوٹے -

يمکرون و يمکر الله ' و الله خير الماکرين !

(۳) يورپ کا کوئي علم سياست سے خالي نهيں هوتا - اسکي علمي خدمتيں ' مذهبي جماعتيں ' اشاعت علم و تمدن ' تحقيق و سياحت ' مجالس و مجامع ' ماليات و اقتصاديات ' جسقدر بھي عملي شاخيں هيں ' ان ميں سے کوئي سے بھي ايسي نهيں جس سے کوئي خاص سياسي مقصد حاصل نه کيا جاتا هو - اس قسم کي سياحتيں بھي گو بظاهر محض علمي و جغرافيائي تحقيق طور آتي هيں ليکن در اصل سياسي اغراض و فوائد اُن ميں پوشيده هوتے هيں - نولٹيس مولينڈر اگر کامياب هوئي تو انگلستان نے عربي مطامع کيليے (لا قدر الله) يقينا کوئي برا کام انجام ديا هے -

(۴) اس کارگاه عمل ميں اميرانه آرام اور مخملات عيش کي پروردش يافته نازک عورتيں بھي کام کر رهي هيں مگر هماري عمال اور مزدور سو رهے هيں ! ايک مجلس طرب و عيش جسقدر مستعد هے ' کاش هماري سپاهي اسقدر سردم هوں !

اسئلة واجوبتها

واقعهٔ ايلاء و تخيير

تفسير ، حديث ، اور سيرة کي ايک مشترک بحث

(٤)

(تطبيق و توجيه)

(۷) رهي يه بات که کيا يه ممکن نهيں که آيت تخيير کے سان نزول ميں جو دونوں رافعات جمع کيے جاسکيں ' اور يوں وجه تطبيق پيدا کي جاے ؟

حافظ ابن حجر نے اسکي خفيف سي کوشش کي هے ' ليکن سوال يه هے که ايسا کرنے کي هميں ضرورت هي کيا هے ؟ ايک واقعه کے متعلق صاف صاف اور صحيح و مستند روايتيں اُن کتابوں ميں موجود هيں جن سے زياده صحيح اس آسمان کے نيچے حديث کي کوئي کتاب نهيں - انکے خلاف جو روايتيں پيش کي جاتي هيں وه نه تو صحاح سته ميں مروي هيں نه اصول فن کے اعتبار سے انهيں کوئي رفعت حاصل هے - صرف ايک روايت هے جسکي اسناد کو صحيح کها جاتا هے ليکن اول تو اسميں معارضه قبطيه کا ذکر نهيں کيا جاتا هے ' پھر اسکي سند بھي منقطع هے ' اور يه منقطع احاديث صحيحه مقبوله کے مقابلے ميں حجت نهيں هوسکتي - (کما صرح به ابن الصلاح في المقدمة و النووي في شرح الصحيح) دوسرے طريق سے بھي يهي حال هے - اسکا راوي شد الخطا في الاسانيد و المتون هے -

پس ايسي حالت ميں هماري لئے کونسي معذوري هے که ان روايات کے تحفظ کيلئے تطبيق و توجيه بارده و ريمه کي رهين احسان ' اور بے فائده احتمالات پيدا کريں ؟ صاف بات يه هے که حسب اصول و قواعد فن ان روايات کا کوئي اعتبار نهيں - جب صحيح و نص صحيح ميں معارض هے تو خبر صحيح کو بلا تامل ساقط کرديجيے - اسميں تکلف کيوں هے ؟

يه دوسري هي عجيب بات هوئي که جو مخالف و معارض ان روايات کے ناقابل قبول هونے کي سب سے بڑي دليل هے ' اسي کو انکے تحفظ کيليے مصرف تطبيق و توجيه بنايا جاے ؟

پھر اسقدر بھي غور نکرے که تطبيق کيليے جو احتمال پيدا کيا جاتا هے وه کہاں تک موزوں اور قرين اعتبار هے ؟ حافظ ابن حجر لکھتے هيں : " فيحتمل ان تکون الايه نزلت في السببين معا " يعني ان دونوں روايتوں کو يوں ملايا جاسکتا هے که شهد تو حرام هونے کا واقعه بھي هوا هوگا ' اور مارية قبطيه کا قصه بھي پيش آيا هوگا - سورهٔ تحريم کي ايات ايک هي وقت ميں دونوں قصوں کے متعلق نازل هوئي تھيں -

ليکن يه توجيه کسي طرح بھي تسليم نهيں کي جاسکتي ' صحيح بخاري و مسلم وغيره کي روايات ميں صاف صاف تصريح هے که ايات تحريم شهد کے واقعه کے متعلق اُتري - خود حضرت عائشه جنکا اس واقعه سے حقيقي تعلق هے اور جو اسکے ليے اعلم الناس هو سکتي هيں ' صاف صاف فرماتي هيں که آيت کا سان

نازل نہیں ہے - کہیں اسکا اشارہ تک نہیں ہے کہ اسکا سبب ماریۂ قبطیہ کا واقعہ بھی تھا - اگر اسے بھی اس آیت سے کوئی تعلق ہوتا تو ظاہر ہے کہ حضرۃ عائشہ ایک ایسے اہم سبب نزول آیت کو کیوں چھوڑ کر محض شہد کے واقعہ کو کیوں بلا وجہ مقدم رکھتیں اور بیان کرتیں ؟ پھر امام بخاری و مسلم اور جامعین صحاح ستہ نے اس آیت کے شان نزول کیلیے خاص ابواب قرار دیے ان میں صرف اسی سبب کو درج کیا - کوئی وجہ بیان کی جاسکتی ہے کہ ان تمام اساطین فن و ائمۂ عظماء حدیث نے بکسر اس دوسرے سبب کو چھوڑ دیا ؟

اگر کہا جاے کہ کسی وجہ سے یہ واقعہ امام بخاری و مسلم تک نہیں پہنچا ' اور جو روایتیں انھیں ملیں وہ انکی شروط پر نہ اتریں - اسلیے ترک کردیں ' تو اول تو ایسا ہونا ہی خود انکی تضعیف کو بھی ثبوت ہے - ثانیاً صرف شروط بخاری و مسلم ہی کا یہاں سوال نہیں ہے - تمام کتب صحاح میں نہونے سے تو ثابت ہوتا ہے کہ کسی کے نزدیک بھی لائق قبول ثابت نہ ہوئیں - ثالثاً - یہ واقعہ کوئی معمولی بات نہ تھی - ایک نہایت اہم واقعہ تھا - لیونکر تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ ایک ایسے اہم واقعہ کو جسکا قران حکیم کی ایک آیت سے تعلق ہو ' امام بخاری و مسلم و مولفین صحاح نے چھوڑ دیا ہو؟

گذشتہ ازاں ' ایک ہی آیت کا دو مختلف واقعات سے متعلق ہونا ایک ایسا دعوا ہے جو محض احتمالات کی بنا پر تسلیم نہیں کیا جاسکتا - علی الخصوص جبکہ قران کریم کی آیت سے دو مختلف واقعات کا کوئی ثبوت نہیں ملتا -

محدثین حافظ ابن کثیر کو بھی اسکا اعتراف کرنا پڑا - دونوں روایتوں کو جمع کرنے کا ذکر کرکے لکھتے ہیں : " وھذہ نظر - واللہ اعلم " (ابن کثیر - جلد ۱۰ - صفحہ ۲۱) -

(خلط مبحث)

اصل یہ ہے کہ اس واقعہ میں ساری پیچیدگی ایک طرح کے خلط مبحث سے پیدا ہوگئی ہے ' اور مختلف واقعات کو جو بالکل الگ الگ واقع ہوے ' ایک ہی واقعہ کے سلسلے میں ملا دیا ہے -

سورۂ تحریم سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور سرور کائنات کو کئی واقعات پیش آے تھے :

(۱) ازواج مطہرات اور علی الخصوص دو بیبیوں کا طلب نفقہ کیلیے مظاہرہ کرنا : وان تظاھرا علیہ فان اللہ ھو مولاہ - الخ -

(۲) افشاء راز - واذ اسرّ النبی الی بعض ازواجہ - الخ

(۳) کسی حلال چیز کا اپنے اوپر حرام کرلینا : لم تحرم ما احل اللہ لک ؟

یہ تین الگ الگ واقعات ہیں ' اور انحضرت کا ایلاء کرنا اور بیبیوں کا مظاہرہ کرنا صرف پہلے ہی واقعہ کا نتیجہ ہے - افشاء راز کے واقعہ سے اور کسی حلال شے کو اپنے اوپر حرام کرلینے سے ایلاء کو کوئی تعلق نہیں -

اسکے صریحی ثبوت گذشتہ نمبروں میں گذر چکے ہیں - سب سے بڑا ثبوت خود سورۂ تحریم ہے - احادیث سے بالاتفاق ثابت ہے کہ جب ایلاء کی مدت ختم ہوئی تو آیۂ تخییر نازل ہوئی - پس اب چاہیے کہ اسی آیت میں ایلاء کے سبب کو ڈھونڈھیں کہ وہ کیا تھا ؟ کیونکہ ایلاء کے سبب اصلی کا جواب اس آیت میں دیا گیا تھا اور آئندہ کیلیے اسکا سد باب کیا گیا تھا - جو سبب اس سے معلوم ہوگا ' وہ ایلاء کے متعلق قران کی ایک ایسی داخلی و محکم شہادت ہوگی جسکے بعد کوئی گنجایش ایں و آں کی باقی نہ رہیگی

پس دیکھو کہ اس آیۃ میں حق سبحانہ نے ازواج مطہرات سے فرمایا کہ تمھارے سامنے دنیا و آخرت دونوں موجود ہیں - ان میں سے ایک چیز کے ہورہو - اس سے معلوم ہوا کہ ایلاء کا سبب قطعاً دنیا طلبی ہی تھی - اگر ایسا نہ ہوتا تو ازواج مطہرات کے سامنے آخرت کو کیوں پیش کیا جاتا ؟

(تشریح مزید)

حقیقت یہ ہے کہ ایلاء کا سبب اصلی بجز توسیع نفقہ کی خواہش کے اور کچھ نہ تھا - ازواج مطہرات آرام و راحت کی گودوں سے اٹھکر حجرۂ نبوت و رسالت کے عالم زہد و فقر میں آئی تھیں - انھیں اپنی تنگی و عسرت بار بار محسوس ہوتی تھی ' اور زبانوں سے حرف شکایت بکر نکلتی تھی - آنحضرۃ (صلی اللہ علیہ و علی ازواجہ و آلہ و اصحابہ و سلم) اپنی حسن عشیرۃ اور فطری شفقت و رحمت کی وجہ سے شکایات سنتے ' اور خاموش رہجاتے - اگر مضمون بہت بڑھ نہ گیا ہوتا تو میں صحیح مسلم کی ایک اور روایت اس بارے میں نقل کرتا - اس روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک دن حضرۃ ابو بکر اور حضرت عمر (رض) آنحضرۃ (صلعم) کی خدمت اقدس میں حاضر ہوے - بعض ازواج مطہرات بھی بیٹھی تھیں - پوری مجلس پر سکوت طاری تھا اور خود حضور کی خاموشی سے انکے طبع مبارک کی افسردگی اور تکدر کا پتہ چلتا تھا - حضرۃ عمر نے چاہا کہ کسی طرح حضور کی افسردگی دور ہو - عرض کی : یا رسول اللہ ! اس وقت ایک ایسا معاملہ پیش آیا جو بڑا ہی پر لطف تھا - میری بیٹی نے مجھ سے نفقہ طلب کیا ' اور لگی اصرار کرنے - میں نے ساختہ اٹھا اور جھٹ اسکی گردن پکڑکے دبا دی !

آنحضرۃ نے سنکر مسکرا دیے - پھر فرمایا کہ یہ جو میرے پاس بیٹھی ہیں (ازواج مطہرات) یہ بھی وہی چیز (نفقہ) طلب کرتی ہیں -

حضرۃ ابو بکر اور حضرۃ عمر (رض) دونوں غصے میں آگئے - بے اختیار اٹھے کہ اپنی اپنی صاحب زادیوں (یعنی حضرۃ عائشہ اور حضرۃ حفصہ رض) کو مارتے - انھوں نے کہا کہ " نبی اللہ سے وہ چیز مانگتی ہو جو اسکے پاس نہیں ہے ؟ " آنحضرۃ نے اسقدر سختی کرنے سے انھیں روکا اور بات آئی گئی ہوئی

اس روایت سے بھی اسلیے دیگر ہم مطلب روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ طلب نفقہ کا ازواج مطہرات کو بہت خیال تھا اور وہ بار بار توسیع کے لیے اصرار کرتی تھیں اس روایت میں صحابہ کی خاموشی اور آنحضرۃ کا تکدر طبع اس امر کا ثبوت ہے کہ انکے آنے سے پہلے ازواج مطہرات نے توسیع نفقہ کیلیے اصرار کیا تھا ' اور انحضرۃ اسکی وجہ سے افسردہ طبع تھے -

یہ اصرار بڑھتے بڑھتے جب اس حد تک پہنچ گیا کہ تمام بی بیوں اور علی الخصوص حضرۃ عائشہ اور حضرۃ حفصہ نے اسکے لیے ابکا اور مظاہرہ کیا ' تو انحضرۃ کے طبع مبارک پر بہت شاق گذرا اور آپنے ایلاء کی قسم کھا لی - عملا اور دراینا بھی (حالانکہ ہم نے تمام مبحث میں صرف روایتاً نظر ڈالنا ہی کافی سمجھا ہے) ایک اسی کارہ کشی اور علحدگی کیلیے بھی سبب اصلی اور حقیقی ہوسکتا ہے -

محققین متدرین اور معاندان سباطین نے اس خلط مبحث سے یہ فائدہ اٹھایا کہ ایلاء کا سبب ماریہ قبطیہ کا قصہ قرار دیدیا ' اور پھر اس سے یہ استدلال کیا کہ آپکی زندگی میں (نعوذ باللہ) ایسے ناگفتہ بہ واقعات پیش آے تھے ' جنکی وجہ سے تمام بی بیاں ناراض ہو ہوجاتی تھیں ' اور آپ ایک ایک مہینے تک انسے روٹھکر خانہ نشیں رہتے تھے - آپکے دوست کے مسیحی معلم نے بھی اسی فریب سے کام لیا ہے : واللہ یعلم انہم لکاذبون !

منتخبات علمیہ

تاریخ قدیم کا ایک فراموش شدہ صفحہ!

نامہ بر کبوتر!

عہد قدیم کی تار برقی اور طیارات!

مشاطۂ عالم نے ہمیں کچھہ اسطرح اپنی نئی نئی سحر ادائیوں اور دلفریبیوں میں محو کرلیا ہے کہ اُسکے عہد گذشتہ کے بہت سے دلچسپ افسانے بالکل خواب و خیال ہوگئے ہیں، حتی کہ نئی دلچسپیوں کی مشغولیت میں کبھی انکا خیال بھی ہمارے دماغوں میں نہیں گذرتا!

ہم میں سے کتنے ہیں جو ٹائیٹنک اور امپریس کی غرقابی کا حادثہ سنکر اُن چھوٹی چھوٹی کشتیوں کو بھی یاد کرلیتے ہونگے جنھیں کبھی بحر خزر اور قلزم کی موجوں میں انکے با ہمت اسلاف کی بحری اولوالعزمیاں نے خوف و خطر ذالدینی نہیں؟ یا اُن باد بانی جہازوں کی پرانی تصویروں پر ایک نظر ڈال لیتے ہونگے جو عہد قدیم کی تمدنی ترقیات کے انتہائی سر و سامان تھے، اور جنکے ذریعہ بالکل اسی طرح آرام جو اور حیات پسند انسان بڑے بڑے قہار سمندروں کو طے کرتا تھا، جس طرح آج یورپ اور امریکہ کے عیش دوست سیاح انطلا نطیک کے طوفانوں پر سے ناش کھیلتے ہوے اور اُسکے ایوان رقص میں سرور و نشاط کی سرگرمیوں سے مزے لوٹتے ہوے گذرا کرتے ہیں؟

جبکہ ہم میکسم نرپوں کے عظیم الشان کارخانوں کا حال پڑھتے ہیں تو ہمیں بہت کم یاد آتا ہے کہ رومیوں نے بیت المقدس کی دیواروں پر منجنیقوں سے پتھر برسائے تھے - اور شاید ہم میں صرف تاریخ قدیم کی ورق گردانی کرنے والے اور آثار قدیمہ کے عجائب خانوں کے علماء و مصنفین ہی کو یہ یاد رہا ہوگا کہ کسی زمانے میں انسانوں نے اُن فوائد کو حاصل کرنے کیلیے جو آج پریس کی مشینوں سے حاصل کیے جاتے ہیں، لکڑی کے حروف بنانے تھے اور انکے ذریعہ ایک تحریر کی متعدد نقلیں بعیر دوبارہ لکھنے کے حاصل کرلیتے تھے!

اصل یہ ہے کہ انسان ماضی کو کسی مقدس دیوے کی طرح پوجتا تو ضرور ہے مگر اسکے افسانوں کو یاد رکھنے کی بہت کم پروا کرتا ہے اسکی اصلی مشغولیت زمانۂ حال میں ہوتی ہے - وہ صرف موجود اور حاصل ہی سے مطمئن رہتا ہے - البتہ مستقبل بھی اسکے لیے دلکش ہے - نوعہ انسانی دلفریب امیدیں اور سرمست آرزوئیں مستقبل کے ہاتھہ میں ہیں، اور اس مخلوق غفلت و فراموشی کیلیے امیدوں کا وجود اسقدر دلچسپ ہوتا ہے کہ بسا اوقات زمانۂ حال کی موجود و حاصل مسعودیوں کو بھی بھلا کر صرف مستقبل ہی کی حسرتوں میں اپنی پوری عمریں بسر کردیتا ہے!

لیکن انسان کی سب سے بڑی غلطی بھی ہے- مستقبل پر اُسے اختیار نہیں، اور حال ہی ماضی کا جانشین اور اُسکے مرنے کا وارث ہے - پس اسکے لیے جو کچھہ سرمایۂ فلاح و مراد ہے، وہ صرف ماضی ہی کی یاد اور اسکے نتائج و عبرت کے درس و بصیرت میں رہا گیا ہے - اسی لیے نوع انسانی کی سب سے بڑی کتاب ہدایت نے بار بار واقعات گذشتہ، تاریخ حوادث، اور سوانح ماضیہ کے یاد رکھنے اور سوچنے اور سمجھنے کی وصیت کی.

قل سیروا فی الارض، فانظروا کیف کان عاقبۃ الذین من قبل؟ (۳۰: ۴۲)	خدا کی زمین پر پھرو اور سیر کرو، اور دیکھو کہ جو آبادیاں اور اقوام تم سے پہلی تھیں، انکا نتیجہ کیا ہوا؟
افلم یسیروا فی الارض فینظروا کیف کان عاقبۃ الذین من قبلھم، وکانوا اشد منھم قوۃ؟ (۳۵: ۴۳)	کیا لوگ زمین پر سیاحت نہیں کرتے اور نہیں دیکھتے کہ جو قومیں اسے پہلے تھیں انکا کیا نتیجہ ہوا؟ حالانکہ وہ اسے قوۃ و عظمت میں کہیں بڑھی ہوئی تھیں!

پھر جا بجا واقعات ماضیہ کی طرف اشارہ کرکے تاریخ گذشتگان پر توجہ دلائی، اور کہا کہ فاقصص القصص، لعلھم یتفکرون (۷ ۱۷۵) لقد کان فی قصصھم عبرۃ لاولی الباب (۱۲ : ۱۱۱) ان فی ذالک لایات لقوم یسمعون! (۱۰ : ۶۷)

* * *

دنیا نے ہمیشہ اپنے کاموں اور ضرورتوں کو پورا کیا ہے حتی عجیب و غریب آلات و وسائل مہیا کرلیے ہیں جو آج ہم اپنے حضور طرح طرح دیکھہ رہے ہیں، جب بھی دنیا اُسی طرح آباد تھی جیسی کہ اب آباد ہے، اور جب بھی بالکل اسی طرح اسکی تمام ضرورتیں پوری ہوتی تھیں جس طرح کہ اب پوری ہو رہی ہیں!

موجودہ عہد میں جبکہ سفر کیلیے برق رفتار ریل اور اسٹیمر، خبر رسانی کیلیے تار برقی اور لاسلکی، اشاعت علوم و فنون کیلیے پریس اور مطبوعات، اور اسی طرح ہر انسانی احتیاج کیلیے ابتدائی وسائل و ذرائع موجود ہیں، اور جبکہ ہم اُن تمام نئے وسائل و اسباب کے اپنی زندگی میں کچھہ اسطرح عادی ہوگئے ہیں کہ اگر ایک دن کیلیے بھی یہ ہم سے واپس لیلیے جائیں تو ہم بعقل و حرکت اور کاروبار زندگی سے بالکل معذور ہو جائیں، تو بسا اوقات یہ خیال کرکے ہمیں تعجب ہوتا ہے کہ جس زمانے میں یہ چیزیں دنیا والوں کے پاس نہ تھیں، اُس وقت انکی زندگی بسر کیونکر ہوتی تھی؟ کیونکر وہ سفر کرتے تھے؟ کیونکر ضروری خبروں کو حاصل کرتے تھے؟ یہ کیسے ممکن تھا کہ بغیر پریس کے اور بغیر چھپی ہوئی کتابوں کی بڑی بڑی دکانوں کے وہ علم حاصل کرتے تھے اور اپنے عہد سے پہلوں کی اور اپنے معاصروں کی تصنیفات مطالعہ کیلیے مہیا ہو جاتی تھیں؟

لیکن حقیقت یہ ہے کہ جس وقت دنیا میں اسباب و وسائل میں سے کچھہ بھی نہ تھا، اُس وقت بھی دنیا اور دنیا والوں کی ضرورتیں پوری ہوتی تھیں جبکہ چند ابتدائی وسائل پیدا ہوے، جب بھی اسی طرح دنیا نے امن اور چین سے زندگی کاٹی، اور پھر جبکہ یہ سب کچھہ موجود نہ تھا جسکی ہماری زندگی اسقدر عادی ہوگئی ہے، تو اس وقت بھی دنیا اپنے کاموں کو اسی طرح بعیر

بھاپ اور بجلي کے انجام دے ليتي تھي' جس طرح آج قدم قدم پر ان عظيم الشان طاقتوں سے ہم مدد ليتے ہيں اور اُن پر مغرور ہيں !

* * *

يہ کيسي عجيب مگر دلچسپ بات ہے کہ جو کام آج انسان بجلي اور بھاپ کي حيرت انگيز قوتوں سے ليتے پر ناراں ہے ' وہ کسي زمانے ميں ايک نہايت معمولي اور حقير جانور سے ليا جاتا تھا ' اور جبکہ ريل کي گاڑياں ڈاک کے تھيلے ليکر نہيں جاتي تھيں اور تار کے سلسلوں نے دور دراز ملکوں ميں باہم خبر رساني کو اسطرح آسان نہيں کر ديا تھا ' تو نامہ بر کبوتروں کے غول تھے' جو اپني نازک نازک گردنوں ميں خطوط کي امانت ليکر اور بڑے بڑے ميدانوں اور درياؤں پر سے گذر کے مکتوب اليہ تک پہنچتے تھے ' اور جس طرح آج تاربرقي کے ہرجگہ اسٹيشن ہيں' بالکل اسيطرح ان بے زبان پيام بروں کے اڑنے اور اُترنے کيليے بلنديوں پر اسٹيشن بنائے جاتے تھے !

نامہ بر کبوتروں کا وجود عہد قديم کي ايک نہايت مشہور اور بڑي ہي دلچسپ کہاني ہے - اسکا سلسلہ نصف صدي پيشتر تک بڑي بڑي آباديوں ميں جاري تھا - اب بھي دنيا سے بالکل مفقود نہيں ہوا ہے - بڑي بڑي لڑائيوں اور جنگي حصاروں کے زمانے ميں اسسے کام ليا ہي پڑتا ہے جب نئي دنيا کي بڑي بڑي قيمتي اور مغرورانہ ايجادیں کام دينے سے بالکل عاجز ہو جاتي ہيں - حکومت فرانس نے تو اب تک انکے با قاعدہ اہتمام اور پرورش کے کام کو باقي و جاري رکھا ہے !

اِن امانت دار پيامبروں نے دنيا ميں خبر رساني کي عجيب عجيب خدمتيں انجام دي ہيں اور احسان فراموش انسان کو بڑي بڑي ہلاکتوں سے بچايا ہے جہاں انسان کي قوتيں کام نہ دےسکيں' وہاں انکي حقير ہستي کام آگئي !

* * *

ہمارے عالم حسن و عشق کے وار دارانہ پيغاموں کيليے اکثر انہيں سفيروں سے کام ليا گيا ہے - عشاق بے صبر تو انکا انتظار قاصد بے مہر کے انتظار سے کچھہ کم شاق نہيں ہوتا - شعرا کي کائنات خيال ميں بھي خبر رساني و پيامبري صرف انہي کے سپرد کردي گئي ہے' اور فارسي شاعري ميں تو " عظيم الشان " بلبل کے بعد اگر کسي دوسرے وجود کو جگہ ملي ہے تو وہ يہي مسکين کبوتر ہے !

* * *

مسلمانوں نے بھي اپنے عہد تمدن ميں اِن پيامبروں سے بڑے بڑے کام ليے تھے - حتي کہ نامہ بر کبوتروں کے اقسام و تربيت کا کام ايک مستقل فن بنگيا تھا جسميں متعدد کتابيں بھي تصنيف کي گئيں - انکا ذکر تاريخوں ميں موجود ہے

حال ميں رسالہ " سائنٹفک امريکن " نے ايک مضمون نگار کے نامہ بر کبوتروں کے متعلق ايک نہايت دلچسپ مضمون لکھا ہے اور بہت سي تصويريں بھي دي ہيں اسے پڑھکر مسلمانوں کے عہد گذشتہ کي وہ ترقيات ياد آگئيں جنکا تفصيلي تذکرہ سيوطي اور مقريزي وغيرہ نے مصر کي تاريخوں ميں ديا ہے - ہم سب سے پہلے اس مضمون کا ترجمہ ہديۂ قارئين کرام کرتے ہيں - اسکے بعد دوسرے نمبر ميں مسلمانوں کے عہد کي ترقيات تفصيلي طور پر درج کرينگے' اور اُن واقعات کا بھي حال لکھينگے جن ميں مسلمانوں نے نامہ بر کبوتروں سے بڑے بڑے کام ليے تھے اور اُنکي پرورش و تربيت کو ايک با قاعدہ فن بنا ديا تھا -

* * *

(فرانس ميں نامہ بر کبوتروں کي درسگاہ)

سائنٹفک امريکن کا مقالہ نگار لکھتا ہے :

" يہ خيال کيا جاسکتا ہے کہ موجودہ عہد علمي ميں جبکہ تار برقي اور ہوائي طيارات کي ايجادات نے دنيا کے تمام گوشوں کو ايک کرديا ہے' ان تيز رو اور وفادار پيغامبروں کي کچھہ ضرورت نہ رہي'

اعلی نسل اور قسم کے نامہ بر کبوتر جدار فرانس ميں با قاعدہ طور پر نامہ بري کيليے طيار کيا جاتا ہے !

زمانے ميں اسسے کام ليا ہي پڑتا ہے جب نئي دنيا کي بڑي بڑي قيمتي اور مغرورانہ ايجادیں کام دينے سے بالکل عاجز ہو جاتي ہيں - حکومت فرانس نے تو اب تک انکے با قاعدہ اہتمام اور پرورش کے کام کو باقي و جاري رکھا ہے !

اِن امانت دار پيامبروں نے دنيا ميں خبر رساني کي عجيب عجيب خدمتيں انجام دي ہيں اور احسان فراموش انسان کو بڑي بڑي ہلاکتوں سے بچايا ہے جہاں انسان کي قوتيں کام نہ دےسکيں' وہاں انکي حقير ہستي کام آگئي !

* * *

ہمارے عالم حسن و عشق کے وار دارانہ پيغاموں کيليے اکثر انہيں سفيروں سے کام ليا گيا ہے - عشاق بے صبر تو انکا انتظار قاصد بے مہر کے انتظار سے کچھہ کم شاق نہيں ہوتا - شعرا کي کائنات خيال ميں بھي خبر رساني و پيامبري صرف انہي کے سپرد کردي گئي ہے' اور فارسي شاعري ميں تو " عظيم الشان " بلبل کے بعد اگر کسي دوسرے وجود کو جگہ ملي ہے تو وہ يہي مسکين کبوتر ہے !

* * *

مسلمانوں نے بھي اپنے عہد تمدن ميں اِن پيامبروں سے بڑے بڑے کام ليے تھے - حتي کہ نامہ بر کبوتروں کے اقسام و تربيت کا کام جنہوں نے جنگ جرمني و فرانس ميں بڑي بڑي گرانقدر خدمات انجام دي تھيں (۱) - حقيقت يہ ہے کہ بہت سے لوگوں کا يہي خيال ہے - وہ کہتے ہيں کہ نئي ايجادات نے حالت بدلدي ہے اور اب نامہ بر کبوتر صرف چند بوڑھے شکاريوں هي کے کام کے رہگئے ہيں !

مگر ايسا خيال کرنا بہت بڑي غلطي ہوگي - جو توجہ کہ اسوقت يورپ کي حکومتيں خصوصاً حکومت فرانس ان پرندوں پر کر رہي ہے ' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھي تک وہ خدمت فراموش نہيں ہوئي ہے جو ان مسکين پرندوں نے حملۂ جرمني کے زمانے ميں معصوربن پيرس کي انجام دي تھي !

اسوقت فرانس کے يہاں ۲۸ فوجي کبوتر خانے ہيں جو اسکے تمام قلعوں ميں علي الخصوص اُن قلعوں ميں جو مشرقي سرحد ميں واقع ہيں' پھيلے ہوے ہيں - يہ کبوتر خانے جو انجينيرنگ کور کے زير انتظام ہيں' افزايش نسل اور تربيت کے ليے وقف کرديے گئے ہيں -

مجھے ان فوجي کبوتر خانوں ميں جانے کے ليے اور خاص اجازت حاصل کرنے ميں کاميابي ہوئي جو پيرس کے قلعوں کے قريب مقام (Vincennes) ميں واقع ہيں - يہاں کے حکمران افسر نے مجھے اس عجيب جانور کي فزايش اور تربيت کا نظام سمجھا ديا - قارئين کرام

کو یہ سکے تعجب ہوگا کہ ان پرندوں پر اسقدر روپیہ صرف کیا جا رہا ہے - سپاہی ان نئے نئے جانوروں کو بہت چاہتے ہیں اور انکی تعلیمی ترقی کو سرگرم دلچسپی کے ساتھ دیکھتے رہتے ہیں -

مقام زیبیرزڈ اور اسیطرح دوسرے مقامات میں کبوتروں کی ڈھابلیاں مکان کی چھت پر ہوتی ہیں- ہر ایک ڈھابلی ایک روش کے ذریعہ دو حصوں میں منقسم ہوتی ہے - فرش پر پلاسٹر اور اس پر خشک اور متوسط درجہ کی خوشنما چٹائیوں کی ایک تہہ ہوتی ہے تاکہ انکے پنجے نجاست میں آلودہ نہ ہوں - پانی کے برتن چھوٹے بنائے گئے ہیں تاکہ کبوتر نہانے میں زیادہ پانی نہ پھینک سکیں - لیکن جب کبھی ان ڈھابلیوں کی چھت پر بہنے ہوئے پانی کا سامان ہوجاتا ہے تو بڑے برتن رکھدیے جاتے ہیں تاکہ وہ انمیں آزادی سے نہا دھو سکیں' اور اسطرح مہلک جراثیم سے محفوظ ہو جائیں -

ہر خانے میں ہوا کی آمد و رفت کا عمدہ انتظام کیا گیا ہے - ہر کبوتر کے جوان جوڑے کو ۳۵ فیٹ مکعب' اور ہر بچہ کو ۹ فیٹ مکعب جگہ دیگئی ہے- اس خیال سے کہ ہوا کی گردش میں سہولت ہو' پہاڑی یا سرد ملکوں کے علاوہ اور کہیں ڈھابلیوں کی چھتوں پر استرکاری نہیں کی جاتی -

ان ڈھابلیوں کا مشرق رو ہونا بھی نہایت ضروری ہے - فریبا تمام فرانسیسی ڈھابلیوں کا رخ شمال اور شمال و مشرق نیز طرفان آب کے تمام رخوں سے بالکل مخالف ہوتا ہے - اس کا خیال رکھا جاتا ہے کہ یہ ڈھابلیاں ٹیلیگراف یا ٹیلیفون کے دفتر کے پاس نہ بنائی جائیں جبکے تار آڑنے میں ٹکرا کے انہیں زخمی کرسکتے ہیں -

بڑے بڑے درخت اور اونچی اونچی عمارتیں بھی قابل اعتراض سمجھی جاتی ہیں - کیونکہ انکی وجہ سے ان کبوتروں کو بآسانی بیٹھنے کے مواقع ملجاتے ہیں اور آڑنے سے جی چرانے لگتے ہیں -کترے والے جانوروں مثلاً (ordents) کی روک کے لیے شیشہ دار پنجرے چوکھٹوں میں رکھے جاتے ہیں - پاس کی چمنی پر لوہے کا جال تنا رہتا ہے تاکہ چمنی میں بچے نہ گرسکیں - تمام کبوتر خانوں اور انجینیرنگ کور کے دفتروں میں ٹیلیفون لگا ہوا ہے -

یہ قاعدہ ہے کہ ہر کبوتر خانے میں ۱۰۰ کبوتر ایسے ہوتے ہیں جو فراہمی فوج میں شرکت کے لیے تیار کیے جاتے ہیں - اس مفید طاقت کے قائم رکھنے کے لیے ہر کمرے ایک سو تیس جوان کبوتروں کے ' ایک کمرہ دو سو بچوں کا جو اسی سال پیدا ہوئے ہوں ' ایک جنوب رو شفا خانہ (Imfirmary) ' اور ایک دار التجربہ (Imboratory) درکار ہوتا ہے -

ان خانوں میں رکھنے کے لیے کبوتر ان بچوں میں سے انتخاب کیے جاتے ہیں جنکی عمر ابھی ۴ ہفتہ ہی کی ہوتی ہے' اور جو ابھی تک اپنے ان پیدائشی خانوں سے نہیں نکلے ہوتے جنمیں وہ پیدا ہوئے ہیں- صحت اور عدا کی نگرانی کے خیال سے پہلے ۴ یا ۵ دن تک انکی دیکھ بھال رہتی ہے - اسکے بعد جانے سے نکلنے اور ادھر ادھر اڑنے پھرنے میں اسطرح حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ بعد ذرا ہوئے (تاکہ وہ اپنے داخلے کا دروازہ پہچان سکیں) نکل بھاگنے کا انہیں موقع دیا جاتا ہے - یہ تربیت روز ۳ بجے دن کو کی جاتی ہے -

جب اس نو آبادی میں جوان کبوتر ملا دیے جاتے ہیں تو یہ مشق بہت دیر تک جاری رہتی ہے - تازہ وارد کبوتر پہلے تو ایک معتدبہ زمانے تک علحدہ بند رہتے ہیں - اسکے بعد پرانے رہنے والوں کے ساتھ ملا دیے جاتے ہیں - آخر میں انکی اگلی پانچ پانچ یا چار چار ٹکیاں دو دو انچ کے فریب کر دی جاتی ہیں تاکہ موسم بھر اڑ نہ سکیں - جب پر جھڑنے کا زمانہ آتا ہے تو ان کتری ہوئی ٹکیوں کی جگہ پوری پوری نئی ٹکیاں نکل آتی ہیں -

قابل خدمت ٹکریوں میں (ٹکریاں فوجی اصطلاح میں ور Corps کہلاتی ہیں) ماہ مئی کے قریب ۲ برس سے لیکے ۸ برس تک کے ۱۰۰ کبوتر ہوتے ہیں - انمیں اکتوبر تک ۶ محفوظ کبوتر اور ۱۸ مہینے کے ایسے ۲۳ پنچھ نوجوان بڑھا دیے جاتے ہیں جو تعلیمی معرکوں میں حصہ لیچکے ہیں -

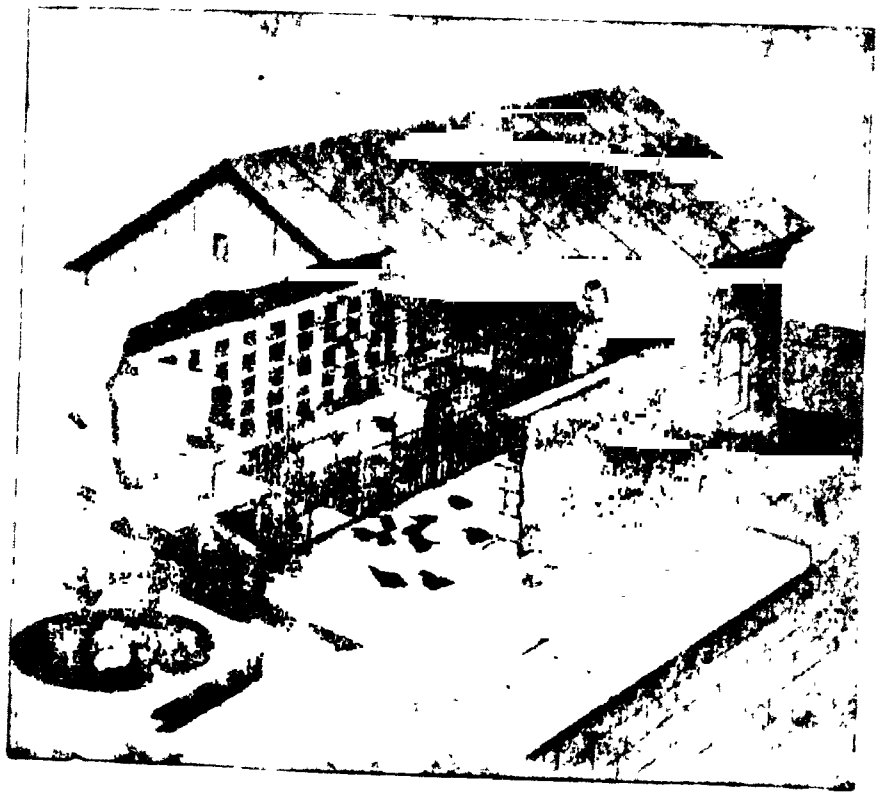

نامہ بر کبوتروں کی تاریک اور اندھی دارالشفا !!

نہانے کے لیے سیم' مٹر اور مسور کا اکرا دیا جاتا ہے جو برابر سال بھر تک جمع ہوتا رہتا ہے - اندرے کی مقدار فی کبوتر قریبا ڈیڑھ اونس ہوتی ہے جو تین وقتوں میں یعنی صبح دوپہر' اور ۳ بجے دن کو دی جاتی ہے - اسکے علاوہ مٹی' چونا' دریا کی عمدہ بالو' انڈے کے چھلکے' اور گھونگے بھی ہم وزن پسے ہوئے ملتے ہیں - یہ مرکب جسے نمک آمیز زمین (Solted Earth) کہتے ہیں ' ہمیشہ انکے پنجروں میں پڑا رہتا ہے-

بہار کے زمانے میں اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ دو ہلکے یا دو بہت ہلکے رنگ کے کبوتروں میں' یا نہایت ہی قریبی رشتہ دار کبوتروں میں ' یا ایک دوسرے سے بیحد ملتے ہوئے کبوتروں میں جوڑا نہ لگنے پائے - جوڑا صرف انہی کبوتروں میں قائم کرنا چاہیے جنکی آنکھوں اور پروں کے رنگ مختلف ہوں - چھوٹے بڑے ' جوان بوڑھے ' پالتو مانوس اور غیر مانوس کبوتروں میں ارث ضرور بدا دینی چاہیے -

جب چند دنوں تک ایک ساتھ علحدہ بند رہنے سے جوڑا لگ جائے تو پھر انہیں کمرہ میں آزادی سے پھرنے دینا چاہیے - جوڑا لگنے کے بعد سے ۴۰ دن کے اندر مادہ انڈے دیتی ہے' اور اسکے بعد ۱۷ دن تک سیکتی ہے - جب بچے ۴ یا ۵ ہفتے کے ہوجاتے ہیں اور دانہ چگنے لگتے ہیں تو ماں باپ سے علحدہ کرکے ایک ایسے جنوب رو کمرہ میں رکھدیے جاتے ہیں جسمیں زاید سے زاید دھوپ آتی ہو - کسی دوسری جھولی کے یا موسم خزاں کے انڈے نہیں رکھے جاتے - کیونکہ انکے بچے مرتے ہوتے ہیں اور بیقاعدہ پر جھاڑنے لگتے ہیں -

(لہا بقیۃ سالفۃ)

شئون عثمانیہ

اسلام کسی بیکسی اپنے گھر میں

فلسطین میں صہیونی یہودی اور مسلمان

ہم روتے ہیں کہ اسلام ان ممالک میں ذلیل و پامال ہو رہا ہے جو ہماری بد اعمالیوں کی بدولت مسیحی استعمار (یعنی نو آبادیوں) کی بد بختی میں گرفتار ہیں' لیکن اگر ہم موجودہ شئون و حالات کا ایک غلط انداز نظر سے بھی مطالعہ کریں تو صاف نظر آجائے کہ اب ہمارے ضعف و انحطاط کا یہ عالم ہوگیا ہے کہ فرزندان اسلام خود اپنے گھر میں اور اپنے زیر دستوں کے ہاتھوں بھی مقہور و مظلوم ہو رہے ہیں!

فلسطین وہ مقام ہے جس پر ایام مظلمہ میں مسیحیت کی خوفناک خونیں کوششوں' اور موجودہ عہد تمدن میں یورپ کے پر فریب سیاسی دسائس کے باوجود' آج تک اسلام کا پرچم توحید لہرا رہا ہے -

با ایں ہمہ وہاں کی موجودہ حالت نہایت دردناک اور ماتم انگیز ہے -

فلسطین اس سلسلۂ مضامین کی ایک مستقل کڑی ہے جو ہم بعنوان "عالم اسلامی" کے عنوان سے شائع کرتا جاتے ہیں - مختلف دول یورپ کا نفوذ' انکے مصالح و اغراض کا تعارض و تصادم' یہودیوں کا ہجوم و استیلاء' مسلمانوں کی حسرتناک مغلوبیت و کس مپرسی' اسکے مرروی مگر دل فگار و گریہ انگیز نقطہ ہائے بحث ہیں جنہیں سر دست نہیں چھیڑینگے - صرف دو ایک واقعات کے بیان پر اکتفا کرینگے جو تازہ عربی ڈاک میں موصول ہوے ہیں:

مکرر کے انقلابات اور قوموں کی بیداری کی تاریخ کا یہ ایک متواتر و مسلم واقعہ ہے کہ ظلم و فشار کی زیادتی' ہجوم و استیلاء کی شدت' جبر و عدوان کی کثرت' اور چیرہ دست و غالب قوم کی سبعیت و درندگی' یعنی تاخت و تاراج' خونریزی سفاکی' اور اسی طرح کے تمام مظالم کسی خاموش و افسردہ ملک میں عالمگیر حرکت و بیداری اور ایک غافل و خوابیدہ قوم کے اندر عام احساس و تنبہ پیدا کردیتے ہیں - بشرطیکہ اسکے بھلے دن آنے والے ہوں -

گذشتہ نصف صدی سے عالم اسلامی پر ایک عام جمود و افسردگی طاری تھی - گو اسکے مختلف حصوں میں احساس و شعور کے آثار نمایاں ہوے مگر در حقیقت وہ ابتدائی لہریں تھیں جنکا وجود صرف سطح سمندر ہی پر ہوتا ہے - اسکے نیچے یعنی وسط و قعر حسب سابق خاموش و ساکن رہتے ہیں!

لیکن گذشتہ دو خونین سالوں نے عالم اسلامی کی حالت یکسر بدلدی - اب عربوں نے بھی جمود و تعطل' اور معصب ترکوں کے ساتھ معرکہ آرائی کرنے کی سطح سے کسیقدر بلند ہوکے مطربوں ڈالی ہیں' اور انہیں اپنے وطن عزیز اور گہوارۂ اسلام میں اجنبی قوموں کے اثر و نفوذ' پرانے دشمنوں کا تسلط' اور زمین کے بھوکے فرنگیوں کا چاروں طرف ہجوم نظر آرہا ہے - یہ منظر قدرتاً انکی ایک نئی حرکت کا موجب ہوا - انہوں نے اس عرصے میں وقتاً فوقتاً اپنی موجودہ حالت پر ماتم اور اس سے نجات کے لیے استغاثہ و فریاد کی بیسیوں بلند کیں - مگر یورپ کی مصری ذریات یعنی المویدّ' المنصہ' اور لسان الحال وغیرہ ان علائم و آثار کو ایسے خوفناک عنوانوں کے ساتھ شائع

کرتے ہیں جن سے عربوں اور ترکوں کے تعلقات کی پرانی دشمنی کو سیسہ پلائی ہوئی دیوار ملتی رہے' اور اختلاف کی وہ خلیج وسیع سے وسیع تر ہوجائے جسکے بانی سے یورپ کی امیدوں کا شجرۂ ملعونہ و خبیثہ سیراب ہوتا رہتا ہے'

چنانچہ گذشتہ حرکت عربیہ اور اسکے طرفداروں کے نزدیک تمام تمہی کے دائرۂ اقتدار کی توسیع پر اہل عراق کی بے چینی' مسلمانان فلسطین کی داخلی تدابیر مقاومت' اور ملک و حکومت کی اطلاع کے لیے شور و فغاں کرنا اسی کا نتیجہ ہے -

صہیونی یہودیوں کے روز افزوں تسلط اور اقتدار و مظالم کا تذکرہ اس جلد کے کسی گذشتہ نمبر میں آچکا ہے - آج ایک اور واقعہ نقل کیا جاتا ہے جسکو اس ظلم و ستم اور توہین و تذلیل کے صدہا واقعات کا نمونہ سمجھنا چاہیے جو یہاں برابر پیش آتے رہتے ہیں -

"محمد عون آفندی ایک پر جوش و غیور شخص مقام زوارہ کا دولتمند تھا - وہ دیکھرہا تھا کہ یہودی رفتہ رفتہ تمام شہر پر قبضہ کرتے جاتے ہیں - اسلیے جب یہودیوں نے زوارہ کا ٹھیکہ لینا چاہا تو اس نے سخت مخالفت کی - مگر افسوس کہ اسکی کچھ نہ چلی - یہودیوں کو اپنی کوشش میں کامیابی ہوگئی -

حال میں اس پر بعض ایسے ناگہانی مصائب آپڑے کہ اسے اپنی جائداد رہن رکھنا پڑی - فلسطین میں مسلمان اسقدر دولتمند کہاں ہیں کہ وہ رہن رکھسکتے؟ مجبوراً یہودیوں ہی کے ہاتھ گرو رکھنا پڑی - ان ظالموں نے پہلے تو روپیہ نہایت خندہ پیشانی سے دیا' مگر تھوڑے ہی دنوں کے بعد نہایت سختی سے تقاضا شروع کیا - جب وہ روپیہ نہ دیسکا تو اسکو گرفتار کرکے مارنے پیٹنے لگے اور جب اچھی طرح زد و کوب کرچکے تو ایک قلعہ میں نظر بند کر دیا اور اسکی جائداد نیلام کرکے خود ہی خریدلی - وہ بیچارہ اب بندی ہے - اسکے اہل و عیال دانے دانے کو محتاج ہیں - اہل شہر نے والی بیروت کے پاس فریاد کی - گو والی نے ہنوز قطعی طور پر پاس انگیز جواب نہیں دیا ہے مگر تاہم وہ برابر ٹال رہا ہے - اسکی وجہ بظاہر یہی معلوم ہوتی ہے کہ مجرم یہودی جرمنی اور روس کی رعایا ہیں - والی تو خوف ہے کہ اگر اس نے کسی قسم کی عملی کارروائی کی تو دونوں سلطنتیں حفظ حقوق کے نام سے مداخلت کرینگی - یہاں یہ بھی افواہ ہے کہ انہوں نے اپنی اپنی سلطنتوں کو اس واقعہ کی اطلاع دیدی ہے اور وہاں سے انکو اطمینان دلایا گیا ہے" یہ حالت ہے اس ملک کے مسلمانوں کی جہاں خود ہماری حکومت ہے'

روزانہ الہلال

چونکہ ابھی شائع نہیں ہوا ہے' اسلیے بذریعہ ہفتہ وار مشتہر کیا جاتا ہے کہ ایمبرائیڈری یعنی سوزنی کام کے گل دار پلنگ پوش' میز پوش' خوان پوش' پردے' کامدار چوغے' کرتے' زنانی پارچات' شال' الوان' چادریں' لوئیاں' نقاشی میناکاری کا سامان' مشک' زعفران' سلاجیت' میوہ - جڑواں' زیرہ' وغیرہ بقیمت ہیرہ وغیرہ ہم سے طلب فرمائیں - فہرست مفت ارسال کی جاتی ہے - (بمی کشمیر ایمپوریئم سوسائٹی - سری نگر - کشمیر)

مقالات

عرب کي بقيه ازاد حکومتوں کا خاتمه

مسقط ' عمان ' يمن ' حضر موت

تاريخ و مبسر !

سنه ۱۷۹۸ ع ميں ايسٹ انڈيا کمپني نے سلطان مسقط سے عهد کيا که وه فرانسيسيوں کو عمان سے خارج رکهيگا -

سلطان سعيد سنه ۱۸۰۴ سے سنه ۱۸۵۶ ع تک حکمران رها - اسنے انگريزوں کے ساتهه ملکر عربي قزاقوں سے جنگ کي ' اور علاقي کے انسداد کے ليے تين عهدنامے تحرير کيے - سعيد کي وفات پر عمان سے اسکے ماورا البحر مقبوضات جدا هوگئے - سيد سيواني مسقط ميں اور اسکا چهوٹا بهائي زنجبار ميں حکمراں تها - سيواني سنه ۱۸۶۶ ع ميں بمقام سيار قتل هوا - اسکا بيٹا سليم جانشين هوا - اسکے بعد سنه ۱۸۷۱ع ميں سيد ترکي سعيد کا ايک بيٹا تخت نشين هوا - اسکے وقت ميں اکثر بغاوتيں هوتي رهيں - انگريزوں کے کهنے سے اسنے افريقه اور زنجبار ميں غلاموں کي تجارت مسدود کردي - اسکے معاوضه ميں انگريز اُسے چهه هزار پونڈ سالانه ديتے رهے -

سنه ۱۸۸۸ ميں اسنے وفات پائي اور اسکا بيٹا فيصل بن ترکي جانشين هوا - اسکے زمانے ميں بهي بغاوتيں بند نه هوئيں - فروري سنه ۱۸۹۵ ميں بدويوں نے بغاوت کرکے شهر مسقط لوٹ ليا - سلطان خوف سے قلعه بند هوگيا - بناے فساد يه تهي که سلطان نے ايک شيخ سالم محمد نامي سے خراج طلب کيا - وه مطلوبه رقم سے کم ديتا تها -

نومبر سنه ۱۸۹۴ ع سے ۱۲ فروري سنه ۱۸۹۵ ع تک باغي اسلحه اور فوج جمع کرتے رهے - ۱۲ فروري کو عبد الله بن شيم سالم ۲۰۰ مسلح بدوي ليکر سلطان مسقط سے ملاقات کرنے گيا - اوسکي سلامي هوئي اور سلطان نے چار سو پونڈ نقد تحفه ديا -

مسلح بدويوں کو شهر ميں جانے کي اجازت ديدي گئي تهي - آدهي رات گذرنے پر باهر سے آکر انهوں نے حمله کر ديا - شهر کے دروازے کهولديے اور بهت سے بدوي گهس آے - بازار کا دروازه اور بڑا مغربي دروازه دونوں بدويوں نے مسخر کرليے - پهر سلطان کے محل پر حمله کيا - سلطان نے جاگتے هي دو حمله آوروں کو گولي سے مار ديا ' اور خود ايک پوشيده دروازے سے قلعه ميں چلا گيا جهاں سے شهر اور بندر گاه پر گوله باري هوسکتي تهي - اوسکا بهائي بهي ايک دوسرے قلعه ميں چلاگيا - دونوں قلعوں ميں پچاس پچاس آدمي اور بارہ پونڈ کي چند توپيں تهيں -

محل پر گوله باري شروع هوگئي جسپر بدوي قابض تهے - مگر ۱۳ فروري کو بدويوں نے شهر کے دروازے بند کرکے اوسپر قبضه کرليا - محل سلطاني بالکل لوٹ ليا - سلطان نے قلعوں کي توپوں اور بندوقوں سے آتش افشاني شروع کي - تين روز تک اپنے هي محل پر گولے برسانا رها - باغيوں نے قلعه پر حمله نه کيا ' اور شهر ميں بهي نه پهيلے - انگريزي حصه بالکل محفوظ رها -

حتي که ساحلي شهروں سے ايک هزار فوج مدد کے ليے آئي جس نے دشمن پر حمله کرديا - حمله کے اثنا ميں برٹش ريزيڈنٹ هندي انگريزي رعايا کو مقابله ميں لے گيا - شام تک اور دل بهي آگئي - آخر باغي بهاگ گئے اور عربيب سلطان کو انگريزي رعايا کے نقصان کا خمياره ديا پڑا !

سنه ۱۸۹۲ ميں مسقط ميں فرانسيسي قنصل خانه قائم هوا جسکا مدعا صرف سياسي تها - اُنهوں نے بهت سي سازشيں ليں ليکن انگريزي رقابت سے کوئي اثر هوے نه پايا - انگريزوں نے البته فرانس کے مقابلے ميں بهت سي مراعات حاصل کرليں - چنانچه سلطان مسقط نے بحر قلزم کا سلسله تار قائم کرنے کے ليے پانچ جزيرے ديديے - يه جزيرے بهت زرخيز هيں -

سنه ۱۸۶۱ ميں انگريزي کمشنري نے مسقط اور زنجباري حکومت کے درميداروں کے درميان ثالثي کي ' اور سلطاني علاقه کو دو قسموں ميں منقسم کرديا - ليکن تهوڑے هي عرصه کے بعد آخر الذکر حکومت برٹش ايسٹ افريقه ميں جذب هوگئي ! پهر سنه ۱۸۷۳ ع ميں عمان پر بهي دست آزار هوا ' اور اپني عالمگير انگريزي پاليسي کے مطابق بالآخر سلطان کو وظيفه خوار بناے چهوڑا !!

عمان کي موجوده پوليٹکل حالت يه هے که جنگ بلقان کے آخر سے عمان ميں پهر بغاوت کي حرکت شروع هوئي - ابهي بغاوت فرو نه هوئي تهي که سلطان فيصل بن ترکي کا انتقال هوگيا - اس کشمکش ميں انگريزي طماعي بهلا کب اس بات کي متقاضي تهي که خاموش رهے ؟ سلطان کے طرف سے کچهه هندوستاني فوج مسقط ميں اتار دي گئي اور انگريزي بيڑه کو بهي اشاره هوا که برقه اور ساحل سهار پر گوله باري کرے !

بغاوت ابهي تک فرو نهيں هوئي هے - انگريزوں کا اقبال بر سر اوج هے ' اور عُمان کو شکنجه ميں کسنے کے ليے ايک نيا پيچ گهمايا گيا هے - ٹرکش گورنمنٹ سے جو معاهده خليج فارس کے ليے هوا تها ' مجهے خيال هوتا هے که اسميں ايک دفعه يه بهي تهي که ٹرکي عمان کے قانوني دعوے سے دست بردار هوگئي -

مجکو خوف هے که اسي طرح کل کو يمن ' پهر حجاز ' پهر شام و عراق سے بهي دست بردار هونا نه پڑے - هاں اس معاهده سے اتنا پته ضرور چلا که عمان بهي کسي وقت ٹرکي کے زير سيادت هونے کا فخر رکهتا تها -

عمان اور مصر کي حالت ايک سي هے - عمان کے قريب هي جزيره سماے القوس و بحرين ' اور اُسکے متصل ايک مشهور موتيوں کا جزيره هے - سامنے هي خليج فارس کے قبرس کي طرف سے بهي اُسے انگريزوں کے حواله کرديا تها - بحرين جسکا نام هم شروع اسلام سے سنتے آے هيں اور تاريخ ميں اسکي اهميت اکثر مطالعه کرچکے هيں ' آج يونين جيک کے زيرسايه هے اور خيزي ميں يه جزيره تمام عرب ميں بے مثل هے ' اور اپني قدامت ميں نو بابل کا همسر سمجها جاتا هے - يهاں اُن قبور کا پته چلتا هے جو قحطان کے بقوں کي هيں ' اور يهي پهلا مستقر اقوام عرب يا قبيلۂ عدنان کا هے -

کويت اور القطار بهي انگريزوں کے زير اثر هے - عدن کو بهي اس بات کا فخر حاصل هے که اس نے پهلے پهل سفيد جنس کي

...ہم برسی گی - لیکن حضر موت کو بھی اس بات سے کم فخر ...ہیں ہے کہ اسکے سلاطین نصارا کے ید بیضا کا معجزہ دیکھ رہے ہیں ! ...ی ہملی میں ہز ہائنس سلطان مقالہ کو ہم نے دیکھا ہے کہ ...ہسہ - رح خامس کے آگے اپنی عزت کو نثار کر رہا تھا !

...حضر موت وہ خطہ ہے جسکے باشندوں کی بدولت آج چالیس ...ین یعنی جزائر سومطرا اور جاوہ میں مسلمان نظر آتے ...ہیں ! یہاں کے عرب وہ مشہوری اور تاجر ہیں جو ایسٹ انڈیا میں ...پہنچے ہے اور اب بھی وہاں ایسے سلاطین ہیں جنکا رشتہ حضر ...موت سے ہے - مارب کے عظیم الشان کیہ-در اسی حضر موت میں ...ہیں - یہ حصہ اُنی سلاطین میں منقسم ہے - مقالہ سنگ سرخ ...پہاڑوں کے اندرونی جانب واقع ہے - یہاں کا حاکم العاسی ...خاندان کا ایک سلطان ہے - اس خاندان کا سات منزلہ قلعہ ایک ...بلند قسم پر ابتک موجود ہے ' جسکے مورچے اور دیواریں بہت ...ہی مضبوط ہیں -

سیئم وادی حضر موت کا سب سے بڑا شہر اور تیل کا رنگ ...سے بہے مشہور ہے - اسی کا ایک شہر شہبر قدیم زمانے میں ...تجارت کا مرکز تھا - یہاں خاندان القاس کا ایک وارث نواب ہے جسکا ...باپ نظام حیدر آباد کی عربی فوج کا سپہ سالار ہے -

حضر موت یمن کا ایک حصہ ہے - ترکی فوج ایک بار یمن سے ...کر یہاں پہونچ بھی گئی تھی مگر کمزور و بزدل باب عالی نے ...انگریزی اعتراض کے آگے سر تسلیم خم کردیا ' اور اس خطہ کو جو ...اسکی عربی مقبوضات کے لیے ایک لعل بے بہا تھا ' غیروں کے ...قبضہ چھوڑ دیا !

...حضرموت عرب میں ایک خطہ وادی دار سیر اور بعدران کے نام ...سے مشہور ہے - یہاں عبد اللہ بن سبا کے فرقے کے لوگ ہیں - ...وادی دار سیر ۳۰۰ میل لمبی اور ایک سو میل چوڑی ہے - یمن کا ...سب سے بڑا اور زرخیز خطہ یہی ہے - دار سیر میں بین منزل تک ...کھجور ہی کے باغ ہیں - ان ملکوں میں گو ابھی تک کسی ...بیرونی طاقت کا گذر نہیں ہوا لیکن ترکی بھی اس پر متوجہ ...نہیں اور سادہ کہا بھی نہ ہو - (بقیہ)

جوہر عشبہ مغربی و چوب چینی

یورپ کے بنے ہوئے ہمارے مزاجوں کے سابقہ اس لئے موافق ...ہیں ہیں کہ وہ روح شراب میں بنائے جاتے ہیں ' جو سخت ...مغرب خون ورم ہے جو گرم مزاج اور گرم ملک کے باشندوں کو ...بجائے اس کے کہ گرم خون کو ٹھنڈا کریں خون کو اور بھڑکا دیتے ...ہیں - ہم نے اس جوہر میں برگ حدا ' چوب چینی وغیرہ مبتدل ...و مبرد خون دوائیں شامل کردی ہیں - جن کی شیرینی سے ...عشبہ کی طاقت دو چند ہوگئی ہے - چند خوراک بعد ہ اثر کے ...دیکھ لیجیے - سیاہ چہرے کو سرخ کردیتا ہے - بدنما داغ ' پھوڑے ' ...پھنسی ' بیقاعدگی ایام ' درد نسل ' ہڈیوں کا درد ' درد اعضا ' ...وغیرہ میں جو لوگ مبتلا رہتے ہوں اسکو آزمالیں -

یاد رکھیگا کہ دوا سازی میں یہ نکتہ دل میں جگہ دینے کے ...قابل ہے کہ ایک دوائی جو ناتجربہ کار بنائے مضر و بے عمل ...ہوجاتی ہے - اور وہی دوا مناسب اجزاء و ترکیب سے واقف کار ...بنائے تو مختلف حکمی عمل و عجیب و غریب خواص و فوائد ...ظاہر کرتی ہے - دوا سازی میں قاعدہ ہے کہ جب تک دوا سازان ...اجزاء کے افعال و خواص سے باخبر نہو ' کبھی اسکا مرکب دوا ہوا ...نسخہ سریع الاثر حکمی فائدہ نہ کریگا - یہی وجہ ہے کہ جاہل ...دوکانداروں کے نسخے جو دوا سازی کے اصول سے محض نا آشنا ہوتے ...ہیں بجائے فائدہ دینے کے نقصان کرتے ہیں ' لہذا ان سے بچنا ...چاہیے - قیمت شیشی کلاں ۳ روپیہ - شیشی خورد ایک روپیہ ۸ - آنہ - استعمال سے پہلے جسم کا وزن کرو اور ایکماہ کے بعد خود دیکھ لو -

المشتہر

حکیم ' ڈاکٹر ' حاجی غلام نبی زبدۃ الحکما شاہی سند یافتہ
مرچی دروازہ لاہور مصنف کتب طبی ۲۵ عدد

عالم اسلامی

مجمع الجزائر مالدیپ

غربی ہند میں عربوں کا ابتدائی ورود

معیط ہند میں ایک عرب سلطان !

مالدیپ (جسکو عربی جغرافیہ نویس ملادیف یا ملدیف ...کہتے ہیں) بحر ہند کے بے شمار چھوٹے چھوٹے جزیروں کا ایک مشہور مجمع الجزائر ہے جو اپنی بحری پیداوار کی وجہ سے ہمیشہ دور دور کے تاجروں اور ملاحیان دولت کیلیے ایک پرکشش خطہ رہا ہے - اسکے جزیرے گو بہت چھوٹے چھوٹے ہیں حتی کہ ہر جزیرہ کا طول و عرض ایک میل سے زیادہ نہیں ' لیکن چونکہ انکی تعداد بے شمار ہے - اسلیے مجموعی حیثیت سے ایک بڑی وسیع آبادی پیدا ہوگئی ہے ' اور بیس سے تیس ہزار تک بیان کی جاتی ہے

یہاں کی مشہور پیداوار عنبر ' مروارید ' اور زیادہ تر مویی ہیں جنکی وجہ سے اسکے بندرگاہ ہمیشہ تاجران عالم کا جولانگاہ رہے ہیں -

* * *

یہاں کی تمام آبادی بعد اسلام مسلمان ہے اور ایک خاص مقامی زبان بولتی ہے - تاریخ و آثار سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ سب کے سب عربی النسل ہیں ' اور ان عرب تاجروں اور داعیان اسلام کی اولاد میں سے ہیں جو تاریخ اسلام کی ابتدائی صدیوں میں ہندوستان سے جزائر عربی کی طرف بھیجے ' اور بحکم :

یا عبادی الذین امنوا ان ارضی واسعۃ ' وبلاد عبدون ! نہیں آباد ہوئے !

یہاں کی حکومت ابتدا میں مقامی آبادی کے ہاتھ میں تھی جو مُلی قوم کے نام سے مشہور ہے ' لیکن اسلام ایک قوت ہے جو اگر صالح نہ بنادی گئی ہو تو صرف حکومت اور فرمانروائی ہی لیلیے بھیجی گئی ہے ' اور وہ کبھی بھی محکوم و غلام ہوکر نہیں رہسکتی - تھوڑے عرصہ کے بعد ہی ایک عربی سلطنت قائم ہوگئی جسکے متعاقب زمانوں میں قرب و اطراف کے بت پرستوں ' قرون متوسطہ ہند کے دریائی ڈاکوؤں ' یورپ کے ولندیزیوں ' اور دیگر تاجروں کے فوجی حملوں سے اپنی سرزمین کی مدافعت کی ' اور مزار اسلامی سے ہزارہا فرسخ کے فاصلے پر ' عالم بحری گذرگاہوں سے ایک زبردست اور محیط ہندی کی ہلاکت خیز موجوں اور طوفانوں کے اندر ' دعوہ توحید اور صدائے مقدس لا الہ الا اللہ کو عظمت و حکمرانی کے ساتھ قائم رکھا !

* * *

یہاں تک کہ ہندوستان میں ایسٹ انڈین کمپنی پہنچی اور آہستہ آہستہ تمام اطراف و جوانب بحر پر بھی قبضہ کرنا شروع کردیا - اپنی ... پیداوار کی وجہ سے یہ مجمع الجزائر ہر اجنبی قوم کی طمع و آز کو قدرتی طور پر دعوت دیتا تھا - رفتہ رفتہ انگریزی تجارت کے جہازوں کے آمد و رفت شروع ہی اور قبل اسکے کہ ہندوستان کے اندر میدان پلاسی اسکے مستقبل کا فیصلہ کرے ' انگریزی دعوہ کے حسب عادۃ مالدیپ پر قبضہ کرلیا !

* * *

گیارھویں اور بارھویں صدی ہجری میں یہاں کا مسلمان حکمراں بالکل خود مختار تھا - میر غلام علی آزاد بلگرامی نے تاریخ " سبعۃ

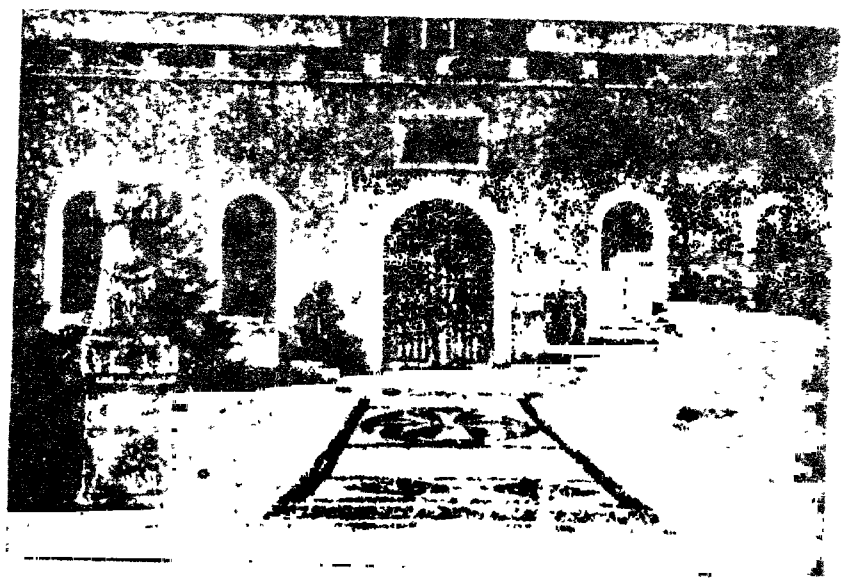

المرجان في آثار هندستان " میں اُس زمانے کے حالات نہایت دلچسپ لکھے ھیں - شیخ اسماعیل شافعی السورتی نامی ایک سیاح نے یہاں کے حالات انسے بیان کیے تھے - اور سنہ ١١٧٥ میں سید قمر الدین اورنگ ابادی نے بھی ان جزیروں کو اپنی سیاحت حجاز کے اثنا میں دیکھا تھا - وہ لکھتے ھیں کہ نہایت خوبصورت اور آباد جزائر ھیں - آبادی مسلمانوں کی ھے جو حد درجہ صوم و صلوٰۃ اور جمیع احکام اسلامیہ کے پابند ھیں - تین جمعوں کی نماز بھی میں نے یہاں کی جامع مسجد میں پڑھی - خطبہ میں سلطان عثمانی اور شاھشاہ دھلی کیلیے دعا مانگی جاتی ھے - سلطان عثمانی کا ذکر اسلیے کیا جاتا ھے کہ لکونہ خادما للحرمین الشریفین زادھما اللہ جاھا - یعنی اسلیے کہ وہ خادم الحرمین الشریفین ھیں !

اس سے اندازہ کرو کہ ابسے ڈیڑھ سو برس پہلے ان سمندروں کے بے تعلق جزیروں کے اندر بھی سلطان عثمانی کا نام خطبوں میں لیا جاتا تھا ' اور ٹھیک اسی بنا پر لیا جاتا تھا جس حیثیت سے آج ھم لینا چاھیے ھیں ' اور جسکے تسلیم کرنے پر بعض ھندوستانی پیشواؤں کو اسلیے اعتراض ھے کہ انگریز اس سے خوش نہیں ھوتے !

سنہ ١١٧٥ میں مالدیپ کے جزیروں کے اندر خلافۂ عثمانیہ کیلیے دعا مانگی جاتی تھی ' مگر سنہ ١٣٣١ میں جامع مسجد دھلی کے اندر یا علی گڈھ کی سب سے بڑی اسلامی تعلیم گاہ کی مسجد میں اسکے لیے دعا مانگنے کی جسارت نہیں کی جاتی !

اسی سلسلے میں سید قمر الدین اورنگ آبادی نے ایک بات نہایت عجیب لکھی ھے - وہ جب جزیرۂ سیلون کے بندر گاہ مالی میں گئے تو اُس زمانے میں وھاں ولندیزیوں کا قبضہ تھا مگر مسلمان آباد تھے اور ایک شاندار جامع مسجد موجود تھی -

جمعہ کے دن مسجد میں گئے تو دیکھا کہ ایک ولندیزی افسر دروازہ پر بیٹھا ھے ' اور ایک بہت بڑا رجسٹر اسکے ھاتھ میں ھے - ھر مسلمان جو نماز پڑھنے کیلیے آتا ھے ' اسکا نام پوچھتا ھے اور رجسٹر میں درج کرتا ھے - تحقیق سے معلوم ھوا کہ پہلے ولندیزی حاکم نے اُس تمام مسلمان جزائر کے نام دفتر میں لکھے ھوے تھے - جمعہ کے دن ایک افسر انکے ناموں سے رجسٹر تیار کرتا ھے اور تمام آنے والوں کے نام رجسٹر میں لکھتا ھے تاکہ آئندہ مسلمان جمعہ کی نماز کیلیے مسجد آئے یا معلوم ھو جائے کہ کون سے نام کٹ گئے یا کم ھو گئے ہیں ان دنوں ولندیز

المسلمین انسا کلین بها بلوم مانوئة عدد ولیس انصاری (دیکھو سبعد المرجان - مطبوعۂ بمبئی - صفحہ ٢٣)

کویا ولندیزی اور مسیحی حاکم مسلمانوں کی مذھبی بات کا احترام کرتا تھا - آج ھندوستان میں خود مسلمان اپنے بعض بھائیوں سے غافل ھیں

انکے بیان سے معلوم ھوتا ھے کہ یہاں بھی سلطان عثمانی سے پہلے دھلی کے بادشاہوں کیلیے خطبہ میں دعا مانگی جاتی تھی

* * *

یہ تھی اب اسلام کے قدیم زمانہ خزائن کی طرح یہ موتیوں کے جزائر بھی انگریزوں کے ھتے میں ھیں - اپنی مشہور مسلمہ پالیسی کے مطابق حکمراں خاندان کو اپنے نام باقی رکھا ھے جو "سلطان مالدیپ" کے لقب سے مشہور رھے - موجودہ سلطان شہزادہ محمد شمس الدین اسکندر ھے جو چند سال ھوے ' اپنے باپ سلطان سابق کے ساتھ حج کیلیے مکہ معظمہ گیا تھا - وھانسے واپسی میں اسکا باپ مصر آیا اور اسکندریہ میں انتقال کرگیا - اسی وقت سے مالدیپ کا سلطان یہی فرار دیا گیا ھے -

ان لوگوں کی رنگتیں بدل گئی ھیں - زبان دوسری ھوگئی ھے - عادات و خصائل میں بھی بہت سے تغیرات ھوگئے - تاھم عربی خصائص ابتک مٹے نہیں ' اور اس قافلے کے نقش قدم باقی ھیں جو خشکی اور تری ' دونوں میں اپنی نہ مٹنے والی یادگاریں چھوڑ گیا - عربی حکومتیں مٹ گئیں اور جو برائے نام باقی ھیں وہ بھی بظاھر چراغ سحری نظر آ رھی ھیں ' تاھم اُن عربوں کا نام تو دنیا کبھی نہیں مٹا سکتی جو چند صدیوں پیشتر تک دنیا کے سب سے بڑے تمدن ' سب سے بڑے علم و حکمت ' سب سے زیادہ حصۂ ممالک اور سب سے زیادہ خدا اور اسکے بندوں کے تعلقات کے مالک تھے !

تلک الجنة التي نورث من عبادنا من كان تقيا ! (١٩ : ٦٤)

ایچ - احمد دیدی صاحب مالدیوی مقیم لکھنو نے ھمیں دو تصویریں اشاعت کیلیے دی ھیں - جنمیں سے ایک سلطان مالدیپ کے محل شاھی کی تصویر ھے ' دوسری وھاں کی ایک مشہور سڑک کو پیش نظر کرتی ھے - یہ سڑک دار الحکومت کی سب سے بڑی سڑک ھے - سلطان کا محل ' جامع مسجد ' شمس الدین کا مزار مشہور تاریخی مقامات ' تمام بڑی بڑی عمارتیں اسی سڑک میں واقع ھیں -

ان تصویروں کو ھم نے اس لیے شائع کر دیا کہ مالدیپ کے ذکر میں مسلمانوں کی گذشتہ اولو العزمیاں اور عربی حکومت کی عالمگیر قوت کی یاد پوشیدہ ھے ' اور یہ جو چند مٹے ھوے اور مٹنے کے قریب نشانات دنیا کے مختلف حصوں میں نظر آ رھے ھیں ' فی الحقیقت عبرت و بصیرت کی صدائیں ھیں ' اور ایک ایسی قوم کے لئے جو اپنا اقبال و تمدن تاراج غفلت کر چکی ھے ' مطالعۂ و نظر سے زیادہ اور کوئی وسیلۂ بیداری و اعتبار نہیں ھو سکتا

لمن كان له قلب او القى السمع وهو شهيد ! !

ھم احمد دیدی صاحب کا ان تصویروں کیلیے شکریہ ادا کرتے ھیں

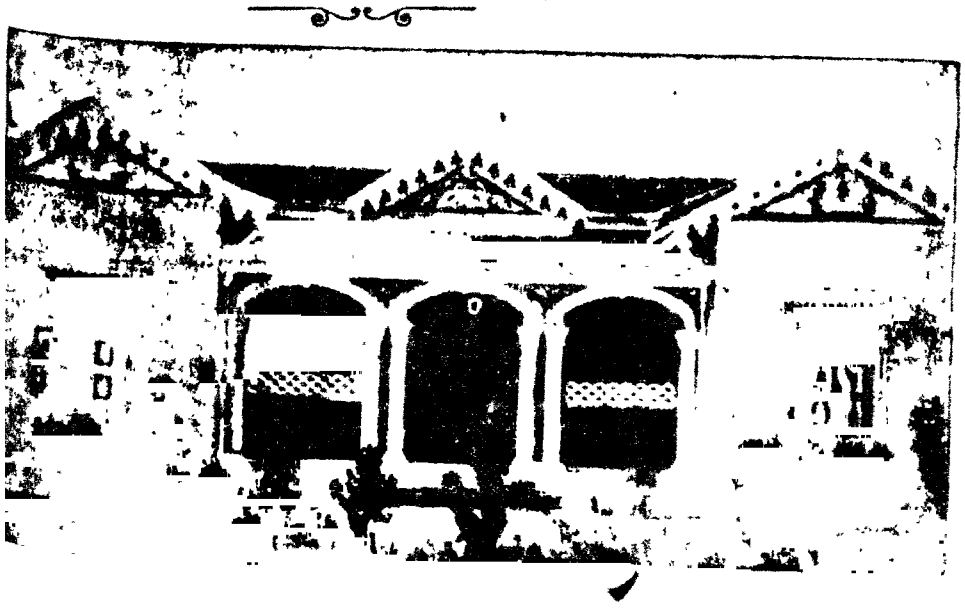

مکتـــوب لنـــدن

از مشیـــر حسین قدوائي اسکرٹـــر نویل لنـــدن

محترم مولانا - افسوس که هم میں غلامي کي عادت اسقدر سرایت کرگئي هے که همارا اس سے آزاد هونا بہت مشکل هوگیا هے - همارے سرغنه اور تعلیم یافته لوگ بهي اوس سے علحده نہیں هو سکتے -

میں نے همیشه یه خیال کیا که اگر مسلمان موجوده تمدن سے الگ نه رکھے جائیں تو اونکو هندو بهائي نیچے رکھنا کیا معنی ' مجبور هونگے که اپنا سرغنا بنائیں - میرا یه خیال محض اسلیے تها که مجھے اسلام کي قوت پر اعتماد هے - موجوده تمدن میں جو کچھه خوبیاں هیں' وہ سب کي سب اسلام میں موجود هیں - ایک مسلمان کو نئے سبق کي کچھه ضرورت نہیں - کسي طرح نئي عادات پیدا کرنا نہیں - اوسکے لیے نئي راهوں میں ذرا بهي رکاوٹیں نہیں هیں -

اگر اسکي عملي مثال کي ضرورت هو تو ایڈیٹر الهلال کي مثال موجود هے - ایڈیٹر الهلال انگریزي زبان اور تمدن یورپ سے ویسے واقف نہیں جیسے اور نئے تعلیم یافته بزرگ اور مشہور لیڈر - تاهم ایک زمیندار کي ضبطي هي کے معامله کو دیکھیے - اسمیں صائب ترین راے صرف ایڈیٹر الهلال هي کي رهي هے - کیوں ؟ اسلیے که وہ سچے اسلام سے واقف هیں - انکے کاموں کي بنیاد تعلیم اسلام پر هے - زمیندار کي ضبطي کے متعلق میں نے الهلال دیکھا - اور دیگر اخبارات بهي دیکھے - شروع هی سے یه فرق نظر آیا که جس اصول پر الهلال نے اس معاملے کو اوٹھایا هے وہ پورا مدبرانه هے - اور جس نظر سے دیگر مشہور و آزاد اخبارات نے اس معاملے کو دیکھا وہ بالکل حقیر و دلیل هے اور بست همتی پر مبنی هے - بلکه بعض لوگوں نے تو یه کمال کیا که صاف صاف لکھدیا که عدالت میں مقدمه لیجانے کی جگهه (یعنی بجائے حق پر لڑنے کے) صرف لفٹننٹ گورنر صاحب سے غلامانه عرض معروض کي جائے تو بہتر هے - مجھے اس اختلاف راے کا نہایت هی صدمه هوا - اور چونکه میرا مسلک :

فاش میگویم و از گفتهٔ خود دلشادم
بندهٔ عشقم و از جملـه جهان آزادم

هے' اسلیے میں آپ سے کہے بغیر نہیں رهسکتا - خدا نے آپکو اسلامي دل دیا هے - اور یهي زار هے که آپ بالطبع غلامي اور غلامي کے طریقوں سے گهبراتے هیں - مانا که هندوستان کي عدالتیں بالکل آزاد نہیں هیں - پهر بهي عدالت میں لیجانا اصولاً ضروري تها - یهاں کے حالات بهي اسي کے مقتضي تهے -

میں نہیں سمجهتا که لفٹننٹ گورنر صاحب کے هاں دوڑنے سے اگر کامیابي بهي هو - اگر استبداد اور پرسٹیج کو دهکا لگنے کا بہانه جواب کے لیے نه بهي ڈهونڈها جاوے - اگر ضبط شده چهاپه خانه نہیں بلکه اوسي کے ساتهه زمیندار کے مالک کو اور پچیس هزار کا انعام بهي دیدیا جاوے جسطرح که اودے کے بادشاہ نے پانچ سو کے فدیه سے شاهي فیاضي کا نمونه دکهایا تها - تب بهي کیا حاصل هوگا ؟

میں زمیندار کي خدمت کا قائل هوں - حیات بخش الهلال کي طرح اوسنے بهي قومی خدمات کیں - میں ظفر علي خاں سے ذاتي ملاقات بهي رکهتا هوں اور یهاں دیکهه رها هوں که گو اونکے ساتهه بعض همارے سرغناؤں نے یهاں کے قیام کے دوران میں اچها برتاؤ نہیں کیا اور انکے کام میں اور مشکلات ڈالدیں' پهر بهي وہ بیچارے پریس ایکٹ کا بہت سا کام کرچکے هیں - ترکوں کے معامله میں بهي اونهوں نے شاید سب سے زیاده عملي کام هندوستان میں کیا - الغرض ذاتي طور پر میں اونکي وقعت کرتا هوں - اور کم نہیں کرتا - لیکن اگر زمیندار کا معامله ذاتي رکها جاے تو میں اُس اخبار کو ایک کاغذ کے ردي پرزے کے مثل سمجهونگا جسکا پاره پاره کردینا هی ٹهیک اور مقابلتاً بهتر هے - اگر اونکو صرف اپني منفعت هی کا خیال اور اپنے پریس هی کي واپسي مقصود هے تو میں سچ کہتا هوں که میرے دل میں اونکي کچھه بهي وقعت نه هوگي !

آپ کي راے بہت صائب تهي - آپنے بالکل درست لکھا که یه بهي غلطي کي گئي که اسے دوباره جاري کرنے کیلیے چنده کیا گیا - مشتهره سرمایه سے جاري کرنا تها - اسمیں بهي ذاتي منفعت کي جهلک نظر آتي هے - حالانکه اوسکا قومي بنا دینا بهتر اور مضبوط ترین چیلنج هونا -

خدا را آپ اپني آتشین زبان سے میري قوم کو اور اپني قوم کو یه سمجها دیں که وہ لوگوں کے سامنے هاتهه پهیلانا اور انسانوں کو سجده کرنا چهوڑ دے - وہ اپنے پیروں پر آپ کهڑا هونا سیکهے - وہ اپنے حقوق پر مضبوطي ' استقلال ' اور پامردي کے ساتهه جم جاے - وہ ذاتي غرض کو قومي اور مذهبي غرض میں فنا کردے - پهر دیکهے که دنیا کي کونسی قوت هے جو اوسکي کامیابي میں حائل هوسکتي هے ؟ زمین اور آسمان ملکر بهي سچے مسلمان کے حصول مقصد میں حائل نہیں هوسکتے !!

مجھے آپ کو اتنا اسوقت اور لکھدینا هے که انجمن خدام الکعبه کے متعلق بهي مجھے اسي کا اندیشه هورها هے - کہیں اوسمیں بهي وهي هاتهه جوڑنے کي پالیسي نه اختیار کیجاوے -

مجھے آپ پر بهی اُسمیں مجنونانه دلچسپي نه لینے کا بڑا اعتراض هے جو میں کسي دوسرے وقت لکھونگا - خدا کے لیے اوسمیں درآئیے - اور پوري طرح درآئیے -

میں مستقل خط پهر لکھونگا - مسلمان ابهي بہت بڑے خطروں میں هیں - آثار بہت خراب هیں - بلائیں آمدہ رهي هیں - وہ ابتک غافل هیں گو قهر انگیز و آتش فشاں بجلي کي گرج اور تڑپ کانوں کے پردے اُڑاے دیتي هے - نه صرف هندوستان کے مسلمان بلکه ترک بهي غافل هیں - بالکل سوے هوے - آپ کي خدمت میں میري گذارش هے که خدام کعبه کو اسوقت کا اهم ترین کام سمجهیے اور خدا کیلیے اوسمیں درآئیے -

کیا اچها هو اگر آپ الهلال کو کسي دوسرے اهل پر چهوڑکر یهاں آجائیں اور میں اور آپ حجاز اور ٹرکي کے قریه قریه میں دوره کریں - اگر یهاں آپ نه آئیں تو میں نہیں آپ سے مل لوں - میرے نزدیک کئي مصلحتوں سے آپ کا ایک نظر اس ملک کو بهی دیکهه لینا بهتر هوگا -

آئیے - وقت تنگ هے اور تنگ تر هورها هے - بلکه معدوم هونے میں کچھه بهي کسر باقي نہیں رهی - آئیے - اور جلد آئیے - میں تو دل بیمار بهي رکهتا هوں مرضت حب تک هے - هے - آئیے اور بہت هي بہت جلد آئیے - والسلام -

---

ترجمه اردو تفسیـــر کبیـــر

قیمت حصه اول ۲ - روپیه - ادارهٔ الهلال سے طلب کیجیے

مراۃ

نظارۃ المعارف دھلی

اور تبلیغ اسلام کی مجوزہ تحریک

(۱) عنوان مندرجہ بالا سے ایک مضمون الہلال مورخہ ۱۳ - ۲۰ مئی سنہ ۱۹۱۴ع میں مولوی نورالہدی صاحب دربھنگوی کے نام سے شائع ہوا ہے - اس مضمون کے تین جزو ہیں : اول تو صاحب مضمون نے اپنی اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ مسلمانوں کے لیے ہندوستان ہی میں بے شمار فرائض ادا کرنے کو ہیں - لہذا اشاعت اسلام کے لیے انگلستان یا جرمنی جانا فضول ہے - دوسری رائے صاحب مضمون کی یہ ہے کہ جو مسلمان مبلغ انگلستان جائیں ' انکو خواجہ کمال الدین کی ماتحتی میں کام کرنا مناسب نہیں - تیسرا جزو مضمون کا مولوی انیس احمد صاحب بی - اے کی ذات پر حملہ ہے - مولوی نورالہدی فرماتے ہیں کہ " مولوی انیس احمد صاحب قرآن کی ایک آیت کا بھی صحیح ترجمہ نہیں کرسکتے - کسی حدیث سے واقف نہیں ' کوئی معمولی سے معمولی مسئلہ وہ نہیں بتلا سکتے ... کانفرنس اور علیگڈہ کالج کے تحریر و تقریر میں انہیں طلائی تمغے ملے ہونگے مگر قوم کو اس سے کیا فائدہ پہنچا ' اور اس تبلیغ و اشاعت کے کام میں اس سے کیا اہمیت پیدا ہوئی "

(۲) مضمون کے پہلے دو جزو ایسے مسایل سے وابستہ ہیں جنکے متعلق میں اس موقعہ پر بحث کرنا ضروری نہیں سمجھتا - لیکن دوسرے جزو میں جو حملہ مولوی انیس احمد صاحب کی ذات پر ہوا ہے ' لہذا میں بلحاظ تعلق نظارۃ المعارف اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ مولوی نورالہدی صاحب کو اصلی حقیقت سے آگاہ کروں -

(۳) انیس احمد صاحب کی کالج لائف سے متعلق جو کچھ صاحب مضمون نے نقل کیا ہے وہ صحیح معلوم ہے - علیگڈہ کالج کے اعلی پروفیسر نے اپنی کالج لائف سے متعلق جو سند انکو دی ہے ' وہ حسب ذیل ہے :

" انیس احمد ہمارے کالج کے سات سال تک طالب علم رہے - اپنے پہلے سال میں انھوں نے انٹرنس میں اول انعام حاصل کیا ' اور اپنے درجہ کے صیغہ آرٹس میں اول رہے - بعدہ انھوں نے پہلے ہی امتحان سے صیغہ میں اول درجہ کی ڈوئی پرائز حاصل کیا - دوسرے سال بوقت جب میں اپنے درجہ کے صیغہ کے ساتھ تقریری مقابلہ میں اول انعام حاصل کیا - تیسرے سال مسلم یونیورسٹی کے متعلق یونیورسٹی تقریر کرنے سے صیغہ میں انکو اول درجہ کا طلائی تمغہ ملا ' اور اسی سال کا انگلش مضمون نویسی کے مقابلہ میں انکو اول درجہ کا انعام اور صلیبی تمغہ عطا ہوا ہے - انکا علمی مذاق بہت اچھا ہے اور میرا خیال ہے کہ اگر انکا مطالعہ جاری رہا تو وہ فاضل بن جائیں گے "

مولوی انیس احمد صاحب کو انعام اور تمغے ملنے سے صرف یہ ثابت کرنا مقصود تھا کہ تحریر و تقریر میں ممتاز درجہ رکھتے ہیں - مذہبی علوم کی کامیابی میں تحریر و تقریر کو بہت دخل ہے -

(۴) اب رہا یہ دعوی کہ مولوی انیس احمد صاحب قرآن کی ایک آیت کا ترجمہ کرنے کے بھی واقف نہیں - اس کے متعلق میں اپنی یا مولانا عبید اللہ صاحب ناظم نظارۃ المعارف کی رائے نقل کرنے کے بجائے صرف شیخ الشیوخ حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی مدظلہ طاہم العالی کے الفاظ نقل کر دینا کافی سمجھتا ہوں :

" مولوی انیس احمد صاحب بی - اے (کالج علیگڈھ) شریف و خوش خلق ' نہایت فہمیدہ و سنجیدہ ' تقریر و تحریر میں چست ' امور اسلامیہ میں پختہ اور درست ہیں (علاوہ قیام دیوبند کے) مولانا عبید اللہ صاحب کی خدمت میں رہکر انسے علم مجید اور بعض حدیث توجہ اور شوق اور محنت کے ساتھ پڑھے رہے - مولوی صاحب موصوف بندہ کے نزدیک تبلیغ اسلام کی خدمت کے لیے جس کی ضرورت ممالک غیر اسلامیہ میں درپیش ہے ' نہایت مناسب اور لائق ہیں - امید ہے کہ مولوی صاحب موصوف امور اسلامیہ پر پورا مضبوط رہتے ہوئے اس بھاری خدمت کو بوجہ اللہ انجام دینگے - اور اس ضروری حاصل کرنے میں پوری جانفشانی و کوشش سے ' اور انعام خداوندی سمجھکر ہر طرح اسکی تعمیل کرنے میں مشغول رہینگے :

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنی
منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت

اللہ تعالی انکو کامیاب فرمائے - حسبنا اللہ و نعم الوکیل - ۲۱ صفر سنہ ۱۳۳۲ ھ "

(۵) مجھے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مولانا کے ارشاد کی تعمیل کے بعد نواب وقار الملک سابق آنریری سیکرٹری علیگڈہ کالج کی وہ تحریر بھی نقل کردوں ' جو اب سے تین سال پیشتر اخباروں میں شائع ہوئی ہے :

" مولوی انیس احمد صاحب چار سال سے کالج میں تعلیم پا رہے ہیں - مذہبی تعلیم کے ازحد شوق اور مذہبی تعلیم ختم کرنے کے بعد سے وہ برابر مولانا کی رائے اور ملاقات پر جاتے رہے اور اشاعت اسلام کی خدمت سے مولوی انیس احمد صاحب کی مناسب ایسی واضح ہو جاتی ہے کہ اسی صاحب کو اعتراض کی گنجائش معلوم نہیں رہتی -

میں دعوے سے کہتا ہوں کہ مولوي ادریس احمد صاحب جیسا تقریر و تحریر میں ممتاز، نواب وقار الملک کا معتمد، حضرت مولانا محمود حسن صاحب کا پسندیدہ، دوسرا گریجوائٹ نظر نہیں آتا۔ پھر اسقدر حیرت کا مقام ہے کہ ایک شخص دیني خدمات کے لیے آمادہ کیا جاتا ہے، بجائے اسکے کہ اُسکي همت افزائي کی جائے، بعض حضرات اپني تمام توجہ ازسکي بے بنیاد عیب چیني میں صرف کردیتے ہیں؟ کیا یہي طریقہ ہے جس سے نوجوان تعلیم یافتہ حضرات دیني خدمات کیلیے راضي کیے جائینگے؟

خاکسار ضیاء الدین - ایم - اے - پروفیسر نظارۃ المعارف دھلي -

الھـــلال:

مولوي قیس صاحب در بھنگوي کا وہ مضمون عرصہ ہوا تعریض اشاعت پہنچا تھا لیکن چونکہ بہت طول طویل تھا اسلیے شائع نہ

مسلمان مستورات کي دیني، اخلاقی، مذہبی حالت سنوارنیکا بہترین ذریعہ

نہایت عمدہ خوبصورت ایکہزار صفحہ سے زیادہ کی کتاب بہشتی زیور قیمت ۲ روپیہ ساڑھے ۱۰ آنہ محصول ۷ آنہ -

جسکو ہندوستان کے مشہور و معروف مقدس عالم دین حکیم الامۃ حضرت مولانا محمد اشرفعلی صاحب تھانوي نے خاص مستورات کي تعلیم کے لیے تصنیف فرماکر عورتوں کي دینی و دنیاوي تعلیم کا ایک معتبر نصاب مہیا فرما دیا ہے - یہ کتاب قرآن مجید و صحاح ستہ (احادیث نبوي صلی اللہ علیہ وسلم) و فقہ حنفی کا اُردو میں لب لباب ہے - اور تمام اہل اسلام خصوصاً حنفیوں کیلیے بے حد مفید و نافع کتاب ہے - اسکے مطالعہ سے معمولی استعداد کے مرد و عورت اُردو کے عالم دین بن سکتے ہیں اور ہر قسم کے مسائل شرعیہ اور دینوي امور سے واقف ہو سکتے ہیں - اس نصاب کي تکمیل کیلیے زیادہ عمر اور زیادہ وقت کی ضرورت نہیں - اُردو پڑھي ہوئي عورتیں اور تعلیم یافتہ مرد دلا مدد استاد اسکو بہت اچھي طرح پڑھ سکتے ہیں - اور جو لڑکیاں یا بچے اُردو خواں نہیں وہ تھوڑے عرصہ میں اسکے حصہ اول سے بعد پڑھکر اُردو خواں بن سکتے ہیں - اور باقي حصوں کے پڑھنے پر قادر ہو سکتے ہیں - لڑکیوں اور بچوں کے لیے قرآن مجید کے ساتھہ اسکي بھي تعلیم جاري کردي جاتي ہے، اور قرآن مجید کے ساتھہ ساتھہ یہ کتاب ختم ہوجاتي ہے (چنانچہ اکثر مکاتب و مدارس اسلامیہ میں یہی طرز جاري ہے) - اس کتاب کو اسقدر قبولیت حاصل ہوئي ہے کہ اسوقت تک بار بار چھپکر ساتھہ ہزار سے زیادہ شائع ہو چکي ہے - دھلی، الہہ، کانپور، سہارنپور، الہ آباد وغیرہ میں گھر گھر یہ کتاب موجود ہے - اسکے علاوہ ہندوستان کے بہتیرے بڑے شہروں میں صدہا جلدیں اس کتاب کی پہنچ چکی ہیں اور بعض جگہہ مسجد کے اماموں نے پاس رکھی ہے کہ نماز کے بعد اہل محلہ کو سنا دیا کریں - اس کتاب کے دس حصے ہیں اور ہر حصے کے ۹۶ صفحات ہیں اور ساڑھے ۷ آنہ قیمت -

حصہ اول الف باتا - خط لکھنے کا طریقہ - عقائد ضروریہ - مسائل وضو غسل وغیرہ -

حصہ دویم حیض و نفاس کے احکام نماز کے مفصل مسائل و ترکیب

حصہ سویم روزہ، زکوۃ، قرباني، حج، مدینہ، وغیرہ کے احکام -

حصہ چہارم طلاق، نکاح، مہر، ولي عدت وغیرہ

حصہ پنجم معاملات، حقوق معاشرت زوجین، فوائد تجوید و قرات -

حصہ ششم اصلاح و تردید رسوم مروجہ شادي غمی مثلاً عرس چہلم دسواں وغیرہ -

حصہ ہفتم اصلاح باطن تہذیب اخلاق ذکر قیامت جنت و نار -

حصہ ہشتم نیک بي بیوں کی حکایتیں و سیرت و تعلیم نسوي -

حصہ نہم ضروري اور مفید علاج معالجہ تمام امراض عورتوں اور بچوں کا -

حصہ دہم دنیاوي ہدایتیں اور ضروري باتیں حساب وغیرہ و قواعد ڈاک -

گیارھواں حصہ بہشتی گوہر ہے جسمیں خاص مردوں کے مسائل معاملات اور مجرب نسخے مذکور ہیں - اسکی قیمت ساڑھے ۷ آنہ اور صفحات ۱۷۴ ہیں - پورے گیارہ حصوں کی قیمت ۲ روپیہ ساڑھے ۱۰ آنہ اور محصول ۷ آنہ ہے - لیکن پوري لینے خریداروں کو صرف ۳ روپیہ کا ویلو روانہ ہوگا، اور تفصیل مضمون و تعریف چھپنے سے پہلے ہوگا -

بہشتی گوہر حصہ دوم کے وقت بیني کو نصیحت حصہ اول کا پسند نہ آنا ہو تو قیمت واپس -

تعویم شفائی - یعنی تصاویر جدید اسلامی جنتری سنہ ۱۳۳۲ھ جسکو حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے مضامین سے مرتب بخشی ہے - خریدار حضرات کا خیال ہے کہ آجتک ایسی جنتری مرتب نہیں ہوئی قیمت دو آنہ -

فقیر اصغر حسین ہاشمي - دارالعلوم مدرسہ اسلامیہ دیوبند ضلع سہارنپور

کیا جاسکا اور انہیں اطلاع دیدي گئی کہ صرف اسکا خلاصہ شائع ہوسکتا ہے - انہوں نے اصرار مزید کیا اور اختصار کی اجازت دی چنانچہ بعد اختصار شائع کردیا گیا کہ ہر طرح کی رائیں بعد کو فریق کا ساتھہ دیے شائع کردینی چاہئیں - بہر حال ہم سمجھتے ہیں کہ حضرت مولانا محمود حسن صاحب قبلہ کي تحریر مبارک کی اشاعت کے بعد یہ امر واضح ہوگیا ہے کہ جس سعدی کے مخالفانہ رائیں بعض حضرات نے دي ہیں، واقعیت اسکے خلاف ہے موجودہ عہد قابلیتوں کے فقدان و قحط الرجال کا بتلایا جانا ہے ہر قسم کے کاموں کیلیے تو واقعي جامع حیثیات مبلغین کا نہیں قحط ہے - ایسي حالت میں چاہیے کہ کام جسي نہ کسي طرح کیا جائے، اور اپنا معیار اتنا بلند نہ کیا جائے کہ کام کے آغاز نوبت ہي نہ آئے - ہمارا خیال تو یہ ہے کہ خلوص و صداقت ہي سب سے بڑي چیز ہے اور اگر یہ ہو تو بہت سي علمي کمي بھی تلافی کردیتی ہے -

اپنا فاضل وقت روپیـہ حاصل کرنے مین صرف کیجیـے

اپنے مکان پر فرصت کے وقت کلم درے روپیہ زیادہ حاصل کیجیے - نا تجربہ کاری کا خیال نہ کیجئے - اگر آپ اپنی آمدنی میں ترقی کرنا چاہیں تو ہمارے آپکو مدد دیسکتے ہیں - اتنا جتنا کہ تین روپیہ روزانہ چست و چالاک کاریگرونسے کیا جاسکتا ہے - ہر جگہہ - ہر مذہب - ہر فرقہ اور ہر قوم کے ہزاروں آدمی اپنا فاضل وقت روپیہ حاصل کرنے میں صرف کر رہے ہیں - پھر آپ کیوں نہیں کرتے ؟

پوری حالت کیـواسطے لکھیـں - اسکو چھوڑ نہ دیں - آج ہی لکھیں - اطمینـان شدہ کاریگران ہر جگہـہ کیـا کہتـے ہیں ؟ پڑھیـے :

جبلپور ضلع زرھدک
۲۰ دسمبر سنہ ۱۹۱۳ ع

میرے نام خط آپکا چھپا جسکا میں ممنون ہون - دو درجن جوڑہ مردانہ جاپانی حسب ہدایت آنجناب ٹھیک وقتا کر روانہ کرتا ہون - امید ہے کہ سب منظور ہونگی - میں آپکے اس حسن سلوک کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں - میں خوشی کیساتھہ دیگر اشخاص کو سفارش کرونگا اور اگر آپ اپنے نئے خریدارونکو ہمارا حوالہ دیں تو اُنکو بھی سفارش کرونگا - ہم اُن لوگونکو جو اُسکے خواستگار ہیں سکھلا سکتے ہیں - میں آپکا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہون -

دستخط دی - اس - اصغر حسن (علیگ)

گـنیـہ و ھیلـر ایـنـڈ کمپنـی ڈپارٹمنٹ نمـبـر ۵۵، ۱۱-۲
بـنـڈ سـی اسٹـریٹ - کـلـکتـہ

Dept. No. 3.

لا تهنوا ولا تحزنوا وأنتم الأعلون إن كنتم مؤمنين

الهلال

Telegraphic Address,
" Alhilal Calcutta "
Telephone, No. 648

تار ه پته
" الهلال کلکته
ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مقام اشاعت
۱۰۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکته

مدیر مسئول و صاحب امتیاز
احمد محی الدین الکلام الملقب بابی الکلام

سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲۴ — کلکته: چہارشنبہ ۲۲ رجب ۱۳۳۲ هجری — جلد ۴

Calcutta Wednesday June, 17 1914.

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

14 McLeod Street,
CALCUTTA

Yearly Subscription Rs. 8

Half yearly ,, 4-12

الہلال

مدیر مسئول رئیس قلم تحریر
محمد محی الدین ابوالکلام الدہلوی
مقام اشاعت
۱۴ — مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ
ٹیلی فون نمبر ۶۴۸
سالانہ — ۸ — روپیہ
ششماہی — ۴ — ۱۲ — آنہ

نمبر ۲۲ | کلکتہ: چہارشنبہ ۲۲ رجب ۱۳۳۲ ہجری | جلد ٤

Calcutta: Wednesday, June, 17. 1914

الاسبوع

" مسئلۂ ندوہ " کے متعلق بعض بزرگوں نے ہمیں لکھا ہے کہ ہلال کیوں خاموش ہے ؟ کیا مقصود اصلی حاصل ہوگیا ؟

جواباً گذارش ہے کہ مقصود اصلی تو حاصل نہیں ہوا لیکن حصول مقصد کا جو عملی وسیلہ ہوسکتا تھا اور جو اس درجہ ضروری تھا کہ اسکی تلاش بھی کم از کم مقصد حقیقی نہ سہی، مقصد سے کہ وہ حاصل ہوگیا ہے - ۱۰ مئی کو مسلمانوں کی ایک نہایت عظیم الشان جماعت نے جو ہندوستان میں اپنی اہم مسئلہ کیلئے یک جا ہوسکتی ہے ' ۹ - آدمیوں کی ایک کمیٹی منتخب کردی ہے -

اس کا مقصد حصول نتائج ہے کہ مقصد تسلسل مباحث مسئلۂ مقصد و نگاش ایک با قاعدہ اور معتمد کمیٹی کے قائم ہونے کے بعد ہم نے کہی مناسب سمجھا کہ اب اسکے نتائج کا تفحص کریں ' اور دیکھیں کہ کیا صورت حال پیش آئی ہے ؟

دو ہی صورتیں ہیں جو ہمارے سامنے ہیں:

یا تو حضرات ندوہ اصلاحی کمیٹی کا ساتھ دینے کیلئے طیار ہوجاتے اور اسکے کاموں میں خارج ہوجاتے یا (خدا نخواستہ) بعض نا سمجھ اور نادان لوگوں کے طفلانہ خیالات سے متاثر ہوکر یہ اپنے استبداد اور شخصیت کے آگے جماعت خواہشوں اور کوئی چیز نہ سمجھیں -

پہلی صورت میں انشاء اللہ مقصود اصلاح حاصل ہے اور اسکے صورت نہیں کہ جو کام ایک کمیٹی کے ساتھ میں دینا چاہئے کے اختیار کے صفحوں پر لایا جائے -

لیکن اگر خدا نخواستہ دوسری صورت پیش آئی تو پھر مجبوراً ہم سب کا فرض ہوگا کہ " مسئلۂ اصلاح ندوہ " کی طرف پہلے سے بھی زیادہ متوجہ ہوں ' اور جو لوگ نادانی سے سمجھ رہے ہیں کہ ایک ایسی عظیم الشان جماعت کی منتخب کردہ کمیٹی کی قوت سے بآسانی کام لیا جاسکتا ہے ' انہیں بتلا دیں کہ مثل اور بہت سی پچھلی باتوں کے انکی یہ رائے بھی صحیح نہیں ہے اور ایک ایسی امید کو اپنے دماغ میں جگہ دینا ہے جس کا نتیجہ ناکامی کے سوا اور کچھ نہ ہوگا -

ایسا کرنا نہ صرف اصلاح ندوہ ہی کیلئے ناگزیر ہوگا بلکہ اسلئے بھی کہ بہتر سے بہتر قومی اجتماع اور بڑا سے بڑا جلسہ جو کسی قومی مسئلہ کیلئے منعقد ہوسکتا ہے ' وہ وہی تھا جو ۱۰ مئی کو دہلی میں منعقد ہوا - پس ہر اس شخص کا جو ہندوستان میں کام کرنا چاہتا ہے اور اپنے مدعا سیاسی و غیر سیاسی مقاصد کو مطلوب رکھتا ہے ' فرض ہے کہ جماعت کی قوت کے تحفظ اور عام رائے کے احترام کے لیے کیلئے اس - لسہ کی واقعی [illegible] و رفعت

اور ہر حال میں قائم رہے ' اور ایک لمحہ کیلئے بھی ان لوگوں کی مہلک کوششوں کو کامیاب ہونے نہ دے جو محض اپنے ذاتی اور شخصی منافع کیلئے آمادہ ہوگئے ہیں کہ کسی طرح اس جلسہ کی قوت سے انکار کردیں ' اور اس طرح مسلمانوں کو اپنے اعمال حیات کے سب سے بڑے آلہ سے محروم کردیں

پس ہم انتظار کر رہے ہیں کہ اصلاحی کمیٹی کو حضرات ندوہ کی جانب سے قطعی جواب کیا ملتا ہے ؟ اسکے بعد اپنی راہ اختیار کرینگے -

ہم نے سنا ہے کہ طرح طرح کی کوششیں کی جارہی ہیں کہ کسی طرح سعی اصلاح و اصلاح کے لیے ریاست بھوپال اور ریاست رامپور کے ملحوظ شدہ مطالب کھل جائیں - سنا ہے کہ اس غرض سے بعض لوگ بھوپال جائینگے -

لیکن ہم نہیں سمجھتے کہ جن لوگوں نے ۱۰ مئی کے جلسہ کے متعلق فیصلہ کا ساتھ دینے اور اسکی مخالفت کے خیال خام سے باز آجانے کا ابتک اعلان نہیں کیا ' انہیں کیا حق ہے کہ وہ اُن اعانات کے لیے دست طلب بڑھائیں جو " تا وقت اصلاح " کی شرط کے ساتھ ملحوظ کر دی گئی ہیں !

بالآخر ۱۲ - جون کو " زمیندار لاہور " کی اپیل جیف کورٹ لاہور میں پیش ہوئی - گورنمنٹ کی جانب سے مسٹر فضل حسین بیرسٹر ایٹ لا اور اپیلنٹ کی جانب سے مسٹر نارٹن

اس مقدمہ کیلئے انتظام کیا گیا تھا کہ مشہور مسٹر نارٹن کی خدمات حاصل کی جائیں - خود مسٹر موصوف کو بھی اس مقدمہ سے اسقدر دلچسپی تھی کہ وہ نہایت شوق سے لاہور جانے کیلئے مستعد تھے

لیکن افسوس ہے کہ وقت پر اطلاع نہیں دیگئی ' اور ۱۵ - جون تک کیلئے وہ ایک دوسرے ضروری مقدمے کے واسطے روک لیے گئے

کارروائی دو دن تک جاری رہی - اُن تمام مضامین کے وہ اعتراض جنہوں پر بحث ہوئی جو دوسری عدالت اور آخری عدالت کے موجب قرار دیے گئے ہیں ' صمداً کہ مسئلہ بھی جو کہ " گورنمنٹ " کا مفہوم سمجھا گیا ہے ؟ وہ حکام و اشخاص جو ہمیشہ کرتے رہتے ہیں ' یا کوئی اور ہے جو ایک بالا تر نظامی قوت ہے ؟

مسٹر فضل حسین نے بمبئی لا رپورٹ سے ایک مقدمہ کا فیصلہ سنایا جسمیں لکھا ہے کہ " گورنمنٹ کے خاص خاص افراد سے متعلق نفرت پھیلانا خود گورنمنٹ کے خلاف نفرت پھیلانا نہیں ہے ' کیونکہ افراد آتے جاتے رہتے ہیں ' مگر گورنمنٹ ہمیشہ مستقل رہتی ہے "

فیصلہ ابھی محفوظ ہے - ہم آئندہ اسکے متعلق کسی تفصیلی صورت پر لکھینگے -

شذرات

دولۂ علیہ اور یونان

جنگ کے آثار و علائم

صدیوں کی اسلامی آبادیاں لٹ گئیں، ظلم و غارت اور وحشت و سفاکی کا نشانہ بنیں، لاکھوں مسلمان بے سروسامانی کے ساتھ ترک وطن پر مجبور ہوئے، ریاست ہائے بلقان و یونان کی فوجی و غیر فوجی جماعتوں نے اُنکے ساتھ جو اچھا سلوک کیا، وہ تمام عالم کو معلوم ہے، اور اسکو اُنکے تار آرزباد دولتِ انگلیسیہ سنڈے پکٹر برگ کے نیم سرکاری اخبار "نوری ریمیا" کے نامہ نگار موسیو ... کا یہ بیان کافی ہوگا:

"آجتک اسپی وحشی سے وحشی ملک و قوم سے بھی اسے بے بس اور مظلوم مخلوقوں کو اس انتہائی درجہ بربادی اور خستہ و سفاکی کے ساتھ ترک وطن پر مجبور نہ کیا ہوگا۔ متوسط درجہ کی ہزاروں خانہ خراب مسلمان عورتیں اپنے سیر خوار بچوں کو گود میں لی ہوئیں اور چھوٹے چھوٹے بچوں کی انگلیاں پکڑے ہوئیں، تباہی و بربادی کی تصویر بنی ہوئی، اور سینکڑوں میل کی مسافت انسان کی مختلف حیات کا ایک درد انگیز نمونہ ہے۔ وہ ان مصائب سے دوچار ہو رہی ہیں جس سے بڑھ کر موت میں بھی ہولناکی، تاہم موت سے بچنے کے لیے لوگ راہیوں کو تلاش کر رہی ہیں۔"

یہ سب کچھ ہوا اور ہو رہا ہے، مگر یہ "انسانی مصیبت" کے مفہوم کا اس تمام عرصہ وحشت و سفاکی میں خود یورپ کو احساس ہوا، اور نہ یورپ کی دارالمخلوقوں کی مجلس نے چنداں اہمیت دی تھی۔

لیکن اب جبکہ اس فوجی ہنگامہ اور یورپ وطن کا ایک حقیقت سا سبق یونان کو دبا گدا اور تھریس و البانیا کے ہولناک تبدیلی پر مجبور ہوئے، تو یکایک تمام کہنہ "اسلاف" تھرتھرا کر ہوا۔ "انسانیت" اور "انصاف و عدالت" کے فراموش شدہ الفاظ جدید معانی کے سمجھنے کی التماس و تلاش میں بھی کوشش نہیں کی گئی ہے، یکایک یورپ کو آگئے، اور "ظلم و سفاکی" کا عریضہ جسنے ہم الوداع دنیا کی لاکھوں مسلمان مخلوق میں ایک ایک تمام آہ بھی نہ بھی، اب اس کی تحریک سے ساری سروع ہوگیا، یہ عجب نہیں، اور ہے بھی ...

اللہ اللہ! یونان کی زبان بھی اب "تشدد اور جبر" کے لفظ سے آشنا ہوگئی، اور اُسے بھی ایسے مظالم کی شکایت ہے جسکی "نظیر تاریخ میں نہیں ملیگی"؟

ویل للمطففین الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون و اذا کالوھم او وزنوھم یخسرون! الا یظن اولائک انھم مبعوثون لیوم عظیم؟ (۸۳: ۱)

کیا ہی تطفیف و بیمائی ہے ان لوگوں کی جنکے حواریوں سے اپنے لئے لیتے ہیں تو پورا پورا ماپ کر لیتے ہیں، لیکن دینے کا وقت آتا ہے تو جانچتے ہیں یہ کم کرکے دیں! افسوس! یہ انہیں اس بات کا کچھ خیال نہیں کہ ایک بڑا ہی سخت دن آنے والا ہے، اور اسمیں جواب دہی کیلئے کھڑا ہونا ہوگا؟

مسیحی دنیا کے اگر صداقت اور راست باری میں کمزوری و علوم کی طرح اسکی فروگی نہیں ہے کہ مسلمان و عورتوں کے ساتھ وہ مسیح ہی کی سچی پیرو ہوجاتی جسکا مقدس قول ہمیں سناتا ہے: "تو اپنے بھائی کے ساتھ وہی جو تو چاہتا ہے کہ وہ تیرے ساتھ کرے"!

۱۲ سے ۱۴ تک کی تاریخیں سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت یونان نوآبادیوں کی جلا وطنی کے واقعہ کو نہایت زبردست آمیزی کے ساتھ شائع کر رہی ہے۔ چھ چہار نوآبادی جلا وطنوں کو حزائر الجبن میں بھیجا رہے ہیں۔ بیس ہزار سے زیادہ اشخاص کا سلسلہ سمے آئے ہیں۔ تعداد ہزار کے قریب بسط اسکندر سے سواحل پر آمادہ سفر ہیں

تعجب ہے کہ ۱۲ کو قسطنطنیہ سے آیا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نوآبادی تجارات کو باب عالی نے اندر سندان اہمیت نہیں دی تھی۔ طلاع کے اعلان کیا ہے کہ تلاسنہ ابوانی میں بعض ترک افسروں نے بھی بلاوجہ کوئی ہوائی کی تھی لیکن انہیں معروف کر دیا گیا۔ تاہم تعجب اور سخت ہے کہ جو اظہارات ابتہاس سے دیئے جارہے ہیں، وہ بھی بعید معلوم ہوتے!

۱۴ کا ہے کہ یونان سے سفیر نے باب عالی میں اپنے دربار پہنچ کر اسکی خبر دی ہے کہ اگر دسمبر کا انسداد نہوا تو اسکے ذمہ دار نہیں!

یونانی فوج کے تعاقب کے بعد ہوئے پانچ سو مسلمان عورتیں و بچے یونان وسط روزے ہی پر اتھا نہیں دیا گیا، بلکہ ان سے یونان نے اپنے فرائض جنگ کا خوشنما نام دیکر ... دیا تھا، جس کا مطلب یہ ہے کہ اسے سمع اللہ ... اور ... ہے، اور جو یونانی دولت عثمانیہ کے آخری حصار ... میں پہنچ جائیں گے، اعلان جنگ ہو جائیگا

اطلاع ہے کہ جس دن سے تواس سعید حلیم ... اپنے عجب الیر اور سفیر اصول عسکری انتظامات اور ... الملاقات سرزنش ہیں، اور تھریس دن سے اور ... ملک و ... ہوا، اُسی وقت سے کہ ... طیاروں کا مشہود ... ہے، اور ... ہے کہ حکومت کی ... اور ... سے ... میدان جنگ میں ...

ہے ایک واقعہ اس مسئلہ پر لے: وما ... ان اللہ ... علما

مسئلہ مساجد و قبور لشکر پور

بنگال مسلم لیگ

پرسوں شب کو مسلم لیگ بنگال کا ایک جلسہ منعقد ہوا ' اور اسمیں یہ مسئلہ باقاعدہ پیش ہوا کہ ۵ - جون کے جلسے کی جو فرضی اور مصنوعی کارروائی اخبارات میں بذریعۂ تار بھیجی گئی ہے وہ کیوں بھیجی گئی اور کس نے بھیجی ؟

سکریٹری صاحب نے بیان کیا کہ انھیں اس تار کی کوئی خبر نہیں اور نہ کسی دوسرے ذمہ دار شخص نے لیگ کے دفتر سے بھیجا ہے !

بہر حال ایک با قاعدہ تجویز اسکے متعلق منظور ہوگئی ' اور قرار پایا کہ سکریٹری اسکی تغلیط اخبارات میں بھیجدیں -

جب اس تار کے مضمون کی مصنوعیت و کذب بیانی تسلیم کرلی گئی ' تو اب ہمیں اس سے کچھہ بحث نہیں کہ وہ تار کس نے بھیجا اور کیوں بھیجا ؟

مسئلۂ مساجد کی موجودہ حالت یہ ہے کہ ابتک کوئی با قاعدہ جواب ہز اکسلنسی کی جانب سے نہیں آیا ہے - غالباً جولائی کے پہلے ہفتہ میں کلکتہ تشریف لائینگے - یہ بالکل آخری موقع ہے جو انکے سامنے ہے - امید ہے کہ وہ اپنی مشہور دانشمندی کا اس موقع پر بھی ایک یادگار نمونہ پیش کرینگے اور لیگ اور انجمن دفاع کے قائم مقاموں سے ملکر مسلمانوں کو انکی سب سے بڑی بیچینی کے طرف سے اطمینان دلا دیں گے -

مسلم یونیورسٹی

ایسوسی ایشن کے متعلق گذشتہ اشاعت میں ہم نے خواہش کی تھی کہ صدر دفتر ۱۵ - جون کی جگہ کوئی دوسری تاریخ مقرر کردے تاکہ کافی لوگوں کو سریک کار ہونے کا موقعہ ملے - ہم نہایت خوش ہیں کہ اس سے قبل ہی مسٹر محمد علی کی درخواست پر ایک ماہ کی مہلت اور بڑھا دی گئی ہے ' اور اب آخری تاریخ الکمورنٹ سے درج رجسٹر ہونے کی ۱۵ - جون کی جگہ ۱۵ - جولائی قرار پائی ہے - ہم سکریٹری کمیٹی کی اس فراخ دلی اور قابل تعریف مستعدی سے سرگذار ہیں ' اور سمجھتے ہیں کہ انھوں نے اپنا ابتدائی فرض ادا کردیا - اب عام تعلیم یافتہ حضرات اور ہمدردان و ممبران قیمتی ادا کنندگان کا فرض ہے کہ اس مہلت سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں اور بیس داخلہ و سال اول بھیجکر بکثرت سریک کار ہوں -

ممکن ہے کہ بعض اصحاب کو خیال ہو کہ بیس کی بھی قید لگا دی گئی ہے - لیکن ایسا خیال کرنا بڑی بھی بھولے درجہ کی بات ہوگی - ان طبقوں کے حضرات کو ایسے معاملات سے بھی اپنے تئیں محفوظ رکھنا چاہیے - دس روپیہ سالانہ کوئی ایسی بڑی رقم نہیں جو ٹیکس پیرو اور زمینداروں کیلیے قابل ذکر ہو -

ادنی قسم کا ہوانا سگار بھی دس روپیہ سیکڑہ سے کم میں نہیں آتا کتنے ہی ارباب استطاعت ہیں جو ہر ماہ دو چار دے صرف ہی سگار کے پھونک ڈالتے ہونگے - یہی سمجھہ لیں کہ سال میں ایک سو سگار کم پیے !

ٹرانچی بائسکوپ کمپنی

بعد کی خبروں سے معلوم ہوا کہ ٹرانچی کی جس سینی میٹوگراف کمپنی نے "عظیم" نامی قصے کی فلم دکھلا کر اسلام و پیروان اسلام کی دلآزاری کی ایک نہایت شرمناک کوشش کی ہے ' اسکے مینیجنگ ڈائرکٹر کا نام مسٹر گرین فیلڈ ہے -

بعض واقعات جو مقامی اینگلو انڈین معاصر میں شائع ہوے ہیں ' انسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک نہایت سرکش اور مغرور آدمی ہے ' اور نہایت بے پرواہی سے کہتا ہے کہ جن لوگوں کو میرے تماشے سے دھکہ پہنچتا ہو ' وہ تماشہ گاہ سے نکل جائیں - ہم نے یہ پڑھکر کہا کہ سچ ہے جس قوم کو اسکی قسمت نے اپنے نعمت اقبال و عزت کے چھوڑنے پر مجبور کیا ہو ' اسکے لیے اس سوپر مجیجر کا یہ کہنا بالکل بھلک ہے کہ میرے تماشہ گاہ کو چھوڑ دو - اصل میں یہ سب باتیں قومی ذلت و ادبار کا نتیجہ ہیں جو قوم ذلیل سمجھی جاتی ہے ' اسے مسلط قوم کا ہر ادنی سے ادنی فرد بھی دلیل و حقیر سمجھتا ہے - اسکی کوئی ہستی ہی تسلیم نہیں کی جاتی - جذبات و معتقدات کا پاس کرنا تو بڑی بات ہے :

حرم مدست پیش تو گر قدر من کم ست
خود کردہ ام دسد خرید-دار خویش را !

یہ واقعہ کوئی تازہ واقعہ نہیں ہے - غالباً سنہ ۱۸۸۰ میں ایک بھینریکل کمپنی نے کسی مشیری شخص سے ایک ڈراما لکھوایا تھا ' اور اسمیں واقعۂ افک کی بنا پر ایک ابلیسانہ تہمت تراشی گئی تھی - اسی طرح گذشتہ سال دہلی میں بھی ایک کمپنی نے حضرت اسماعیل (ع) کے متعلق ایک فرضی قصہ کی فلم منگوائی اور پبلک میں اس سے سخت جوش پھیل گیا - قانون موجود ہے جو کہتا ہے کہ ہر مذہب کے جذبات کا پاس و لحاظ رہے - پینل کوڈ بھی ہے جسکی دفعہ ۱۵۱ ' ۱۵۲ ' اور ۲۹۸ کہتی ہے کہ کوئی فرقہ کسی دوسرے فرقے کی مذہبی توہین نہ کرے اور قومیں کو باہم اشتعال نہ دلانا چاہیے - بے طرفدار حکومت بھی اپنے دبدبہ و سطوت کے ساتھہ قائم ہے اور اسکے اصول حکومت کی پہلی سطر یہ ہے کہ کسی مذہب کی تحقیر و تذلیل نہو - یہ سب کچھہ ہے ' تاہم اسکو کیا تعجب ہے کہ ان میں سے ہر ایک بیکار ہے جب تک اس کے کام لینے والے بھی اپنے اندر قوت نہ رکھتے ہوں - قومی ذلت و ادبار ایک ایسا زخم ہے جسکے لیے کوئی مرہم مفید نہیں ہوسکتا - موت ہو کہ ہر قسم کے زخموں کی بھی عورت نہیں - نہ روح حیات نہیں تو تمام تیزیں بیکار ہیں - یہ لاش سامنے پڑی ہو تو معزز اور سرشار محبوب قوموں کو ٹھوکروں سے کون روک سکتا ہے ؟ قانون بہت کرینگا تو بعد کو سزا دیدیگا ' لیکن جو سیسہ تربت حکما اسکے جڑے دیلیے مرہم بھی بیکار ہے !

آہ ' ہم نے قرآن کو بالکل بھلا دیا ' جسکے ملکہ سبا کی زبانی ان تمام مصائب کی اصلی علت پہلے ہی بتلا دی تھی ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا و جعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ و کذالک یفعلون ! (۲۷ : ۳۲)

مسٹر گرین فیلڈ

تاہم مسٹر گرین فیلڈ کو معلوم ہونا چاہیے کہ زخمی شیر کو زخمی سمجھہ لینے میں کوئی غلطی نہیں ہے ' لیکن زخمی شیر کو زخمی بھیڑیا سمجھہ لینا صحیح نہوگا - مسلمان اپنی غفلت و ترک عمل کے باعثوں خواہ کتنے ہی دلیل و حقیر ہوگئے ہوں ' تاہم ابھی وہ وقت نہیں آیا ہے کہ دنیا کی سب سے بڑی کے داغ زندگی کے متعلق ایسی ناپاک جسارتیں دیکھیں اور اپنے تئیں طاقت سے محروم پاکر خاموش ہو رہیں - دنیا میں جو سب سے بڑی طاقت حکومت و فرمان روائی سمجھی جاتی ہے ' لیکن حکومت کے بغیر بھی دنیا میں بہت کچھہ ہوسکتا ہے اور ہوا ہے

وہ اس قسم کی مغربیات پر محض اس وجہ سے عصبناک نہیں ہوتے کہ انکا مذہبی اعتقاد اس سے زخمی ہوتا ہے ' بلکہ صرف اسلیے کہ سچائی کے عالمگیر اصول پر حملہ کیا جاتا ہے ' اور بعض افراد اور بہتان کے ذریعہ اپنے مذہبی عداوت و بغض کا مقصد حاصل کرنے کی ناپاک کوشش کی جاتی ہے - وہ اپنے مخالفوں سے رعایت کے طالب نہیں ہیں بلکہ صرف سچ بولنے کے !

الحمد للہ کہ پیغمبر اسلام کی زندگی بائبل کے یسوع کی طرح ک مجہول و مخفی زندگی نہیں ہے جسکی زندگی کے تیس سالوں میں سے صرف آخری دو سالوں نے متفرق حالات دنیا کو معلوم ہوئے ہیں' اور وہ بھی اسقدر بے اصل' باہم متضاد' باہمد گر معارض' متخلف الروایہ' اور یوہم آمیز ہیں کہ انکی تصحیح تطبیق سے عاجز آکر امریکہ کے بعض آزاد حلقوں نے سرے سے یسوع — وجود ہی سے انکار کردیا ہے' اس لئے ارضی پر صرف پیغمبر اسلام ہی کی زندگی ایک کھلی زندگی ہے' جو ایک کھلی ہوئی کتاب کی طرح تقریبا دو برس سے دنیا کے سامنے ہے' اور اسکی حیاۃ مقدسہ و مطہرہ کا ایک چھوٹا سا واقعہ بھی مخفی و مستور نہیں ہے!

وہ نہ تو یسوع کی طرح اپنے ملک سے آغاز عمر ہی میں مفقود الخبر ہوگیا' نہ اس نے مصر کی متمدن و عیش پرست آبادیوں میں ایک طویل و مجہول زندگی بسر کی' اور نہ ہی اس نے یسوع کی طرح اپنی زندگی کا حصۂ شباب اور امتحان و آزمایش کا سب سے بڑا دور دنیا کی نظروں سے اوجھل رہکر صرف کیا - جس طرح اسکی واضح اور سادہ تعلیمات میں تثلیث و کفارہ کے سے عمل دشمن رموز ہیں نہیں' بالکل اسی طرح خود اسکی زندگی میں بھی یسوع کے سی سالہ اسرار حیات کی طرح کوئی راز نہیں - وہ انسانوں میں رہا اور ایک کامل ترین انسان کی سے داغ اور معصوم زندگی بسر کی - جس طرح اسکی زندگی اس وقت سب کے سامنے تھی' اسی طرح آج بھی سب کے سامنے موجود ہے!

پس ایک ایسی عالم اشکارا زندگی کیلیے جو دوپہر کے سورج کی طرح سب کے سامنے ہو اور جسکی زندگی کی کوئی بات بھی غیر معلوم نہ رہی ہو' جھوٹے قصے گڑھنا اور انہیں علانیہ تماشہ گاہوں میں دکھلانا' نہ صرف کسی خاص قوم ہی کے جذبات کی تذلیل ہے' بلکہ فی الحقیقت بیسویں صدی کی ادعائی روشنی کے اندر اخلاق کو ذبح کرنا اور راستی و حقیقت کو علانیہ شیطان کے مذبح پر قربان کرنا ہے - یہ انسان کے اخلاقی موت کا ایک ناپاک مظاہرہ ہے جسپر کوئی راستی پسند انسان ماتم کیے بغیر نہیں رہسکتا!

اگر ان لوگوں کو قدیم زمانے کے مشہور اور عظیم المرتبۃ انسانوں کے متعلق سرمناک حکایتوں کے دیکھنے کا شوق ہے' تو اس ابلیسی مکر و افتراء کی جگہ کیوں نہیں اُن واقعی قصوں اور مستند حکایتوں کے عظیم الشان ذخیرہ کی طرف توجہ کرتے' جو خیر سے خود بائبل کی ہی معلومات کے اندر موجود ہے' اور جو اُس کو معتبر تاریخ مسلمیت سے علاوہ ہے جسکی اخلاقی قدر صدہاں پہلی صدی عیسوی سے لیکر پندرھویں صدی تک برابر جاری رہیں' اور جو دراصل انسانی نفس پرستی و بہیمیت کی ایک ایسی خوفناک سرگذشت ہے' جسکی نظیر دنیا کی وحشی سے وحشی قوموں میں بھی نہیں ملسکتی

جس زندگی کے بیس سال مجہول و غیر معلوم ہیں' وہی پر اسرار زندگی ایسی حکایتوں کیلیے زیادہ موزوں ہوسکتی ہے - اگر اسی وجہ سے اسے مسیحی دنیا نے' جب سے کہ اُن ذخیرہا مسیحی دلیوں اور مقدس پیشواؤں کی خانماموں — خلافی اسرار و خفایا سے حد و شمار ہیں' جو گذشتہ ایک ہزار سال تک تمام مسیحی یورپ میں خدا کے اللوے بنے کی اخلاقی زوالت کے مالک رہے ہیں' اور روم اور ہسپانیہ کے چرچوں کی تاریخ تو ابھی دنیا سے محو نہیں ہوئی ہے'

ہم آیندہ کسی قدر تفصیل سے اس موضوع پر لکھینگے' اور مسٹر گربن گیلڈ کے نمائشگاہ کیلیے بعض دلچسپ قصص و حکایات کا ذخیرہ پیش کرنے کی کوشش کرینگے تاکہ وہ انمیں سے چند دلچسپ روایات چھانٹ کر فلم بنانے کیلیے ولایت روانہ کرسکیں - وہ "عظیم" کے مرضی قصے کی طرح محض افتراء و کذب پر مبنی نہونگی' بلکہ مقدس نوشتوں اور تاریخ کلیسا کے مسلم واقعات سے اخذ کی جائیں گی جنکی تصدیق خود مسٹر گرین فیلڈ کے روحانی آباء و اجداد کرچکے ہیں -

آخر میں ہم کہدینا چاہتے ہیں کہ اسلام حضرۃ مسیح علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کا احترام سے ہمیں تنک دل نہیں ہے - وہ جو کچھ لکھا جارہا ہے اس سے مقصود صرف بائبل کے پیش کردہ یسوع کی زندگی کے مسلم جھوٹ کا پردہ میں رکھکر لوگوں کے سامنوں پر پھر پھینکنے ہوں انہیں اپنی ہستی کی قوت بھی معلوم ہوجانی چاہیے -

پریس ایکٹ

کانگریس کا ڈیپوٹیشن انگلستان میں مجوزہ اصلاحات انڈیا کونسل کے متعلق سعی و جہد کرنے کے علاوہ پریس ایکٹ کے متعلق بھی قابل قدر خدمات انجام دے رہا ہے - حال میں مسٹر مظہر الحق نے پریس کانفرس کے سامنے اس ایکٹ کے متعلق ایک مفصل تقریر کی تھی جسکا خلاصہ ہم درج کرتے ہیں:

"میں قانون مطابع سنہ ۱۹۱۰ کے عملی نتائج پریس کانفرس کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں - سنہ ۱۹۱۰ ع میں ہندوستان میں ایسے جرائم کی کثرت ہو رہی تھی جن میں جبر و اشتداد سے کام لیا گیا تھا - اس وقت مناسب خیال کیا گیا کہ اخبارات کی تحریروں پر سرکاری نگرانی قائم کی جائے - لارڈ منٹو کی اصلاح یافتہ کونسل کا سب سے پہلا کام یہی تھا - مگر جو قانون نافذ کیا گیا وہ اس قدر سخت تھا کہ سر لارنس جنکنس کا (جن کا ممتاز ترین ججوں میں شمار کیا جاتا ہے) قول ہے کہ بائیبل جیسی مقدس کتاب بھی اس قانون کی زد میں لائی جاسکتی ہے - اس زمانہ میں جو لوگ وائسرائے کی کونسل میں اہل ہند کی طرف سے قائم مقام تھے وہ بھی سخت مضطر و پیچ میں تھے - انہیں اس امر کا علم تھا کہ اخبارات کی شورش انگیز تحریروں پر نگرانی رکھنے کی ضرورت ہے - مگر وہ اس کے ساتھہ اس بات کے بھی خواہشمند تھے کہ ہماری جائز آزادی میں کسی طرح کا فرق نہ آنے پائے - اگرچہ اس زمانہ میں حکام کو مطلوبہ اختیارات عطا کردیے گئے' مگر اس امر کی بھی کوشش کی گئی کہ جن لوگوں پر اس قانون کا اثر پڑتا تھا انہیں اس امر کا اختیار دیا جائے کہ عمال کی کارروائی کے جائز و حق بجانب ہونے کی ارمایش کرسکیں - مسٹر سنہا نے جو اس زمانہ میں قانونی ممبر تھے' اس بات کی دھمکی بھی دی تھی کہ اگر اس ایکٹ میں اس مضمون کی شرط داخل نہ کی گئی اور اہل ہند کو عدالتی کورٹوں میں اپیل کرنے کا اختیار نہ دیا گیا تو میں استعفا دیدونگا -

بدقسمتی سے وہ خطرے بعد میں صحیح ثابت ہوئے - اس ایکٹ کی بدولت میں اس قسم کی کارروائی عمل میں لائی گئی جسکا قانون وضع کرتے وقت کسی کو وہم و گمان بھی نہ تھا - مثلاً طور پر اخبار کامریڈ کا معاملہ پیش کیا جاسکتا ہے جسکے خلاف ایک پمفلٹ کو جو یورپ میں شائع کیا گیا تھا دوبارہ چھاپنے کی گورنمنٹ ہند نے ظاہر کیا کہ اس پمفلٹ کی اشاعت سے ہر مجسٹریٹ کی مسیحی رعایا کی توہین و تذلیل مقصود ہے - اس بنا پر اس نے اخبار کامریڈ کے وہ تمام پرچے جن میں پمفلٹ شائع کیا گیا تھا' سرکاری طور پر ضبط کرلیے - حکام کی اس کارروائی کا ہائیکورٹ کلکتہ میں مرافعہ کیا گیا - ہائیکورٹ کے تین ممتاز ججوں نے جنمیں سر لارنس جنکنس بھی شامل تھے' اپیل کی سماعت کی اور یہ فیصلہ کیا کہ ہماری رائے میں ایڈیٹر کامریڈ نے کسی جرم کا ارتکاب نہیں کیا ہے' بلکہ اس پمفلٹ کو دوبارہ چھاپنے میں ایک قابل تعریف مقصد اُسکے پیش نظر تھا -

کیا انگریزی قوم کا کوئی فرد ایک دن کے لیے بھی اس قسم کے قانون کو قلمرو برطانیہ کی سنیچوری میں رکھنا گوارا کرسکتا ہے؟

الهلال

۲۲ رجب ۱۳۳۲ هجری

ادبیات

آثار علمیه خطیه

مرزا غالب مرحوم کا غیر مطبوعه کلام

مصالب عدر، قلعهٔ معلی کی نباهی، وفاداری و معاوت کی ایک قدیمی حکایت!

مرزا غالب مرحوم کا سال وفات "آه غالب بمرد" هے - یعنی سنه ۱۲۸۵ هجری -

اس لحاظ سے فی الحقیقت انکا شمار موجوده عصر جدید کے قدمیں هونا چاهیے - هندوستان میں پریس سترهویں صدی عیسوی کے اواخر میں رائج هوچکا تها اور غدر سے پہلے خود دهلی میں متعدد مطبع قائم کردیے گئے تهے - پس انکو اپنی تصنیف و تالیف کیلیے ابتداهی سے پریس موجود ملتا، اور اپنے حاصل عمر کو اشاعه و طباعة کیلیے غیروں پر اعتماد کرنا سے چلے جانے کی مصیبت سے دوچار هونا نه پڑا جو فی الحقیقت کسی صاحب کمال کیلیے زمانهٔ گذشته کی سب سے بڑی مصیبت اور سب سے برا جانکاه صدمه رها هے

انکی کلیات نظم و نثر اور مکاتیب و رسائل اردو و فارسی کے تمام نسخوں باستثناء اردوے معلی (جو انکے انتقال کے بعد مرتب هوئی) انکی زندگی میں خود انهیں کی زیر نگرانی شائع هوچکی تهیں - دیوان فارسی غالباً سب سے پہلے مطبع اردو اخبار (منشی نولکشور پریس) میں خود چهپوایا - اسی طرح پہلے مہ لیتهوگرافی نسخ دستنبو و مکاتیب فارسیه بنام پنج آهنگ سانح و قاطع برهان، درفش کاویانی، نامهٔ غالب، تیغ تیز وغیره دهلی میں چهپوائیں - دیوان اردو بهی غالباً پہلے مطبع اردو اخبار میں اور پهر مکرر سه کرر دهلی و لکهنؤ میں چهپوا کر شائع کیا -

لیکن معلوم هوتا هے که آخری زمانے میں جسقدر اردو کلام انهوں نے شائع کیے وه کسی ایڈیشنوں میں داخل نهیں هوا - جو پہلا ایڈیشن حضرت نے دهلی میں چهپوا تها، اسی کی نقلیں چهپتی رهیں - مخالف کلیات نظم فارسی کے جسکا پہلا ایڈیشن اور موجوده ایڈیشن، دونوں میرے پاس موجود هیں، مگر دونوں کے قصائد و غزلیات و قطعات وغیره کی تعداد میں بہت بڑا فرق هے - پہلے ایڈیشن میں ملکهٔ وکتوریا کی مدح کا قصیده :

دور روزگارها نتواند شمار یافت
خود روزگار اینچه در پی روزگار یافت

اور ۳۳ - واں قصیده سر اللیدد مانون والا -

بهر کس سیرهٔ حامی در ایثار ست اورانی
زمن مدح و لارڈ ایلسن بر انگیخته افشانی

اور لارڈ کیننگ کے دربار آگره اور عطاے خطابات کی تبریک :

رسال دو دگر اے بروی کار آمد

وغیره قصائد هیں - اسی طرح سر سالار جنگ اعظم کی مدح کا مشهور قصیده :

شرطست ته داستان نه گویم

بهی نهیں هے که یه عدر کے بعد لکها گیا -

اس سے معلوم هوتا هے که فارسی کلیات نظم کے هر ایڈیشن میں نیا کلام شامل کردیا جاتا تها -

مگر افسوس که اردو دیوان کی قسمت اس بارے میں نارسا رهی اور نیا کلام اسمیں شامل هونا نه رها - اسکا ثبوت وه متعدد غزلیں، قطعات، رباعیاں، اور بعض اردو قصائد هیں جو بعض حضرات کے پاس قلمی موجود هیں اور مطبوعه دیوان میں انکا پته نهیں -

اس قسم کے غیر مطبوعه کلام میں سے دو اردو رباعیاں میں نے اس مطبوعه نسخه کے حاشیه پر خود میرزا صاحب کے هاتهه سے لکهی هوئی دیکهی هیں، جو انهوں نے خواجه فخر الدین حسین دهلوی مصنف سرورش سخن کو دیا تها - اور دو قصیدے، دو قطعے، ایک قطعهٔ تاریخ، تین غزلیں دیوان اردو کے اس قلمی نسخه میں هیں جو نواب سعید الدین احمد خانصاحب طالب رئیس دهلی کے پاس موجود هے - اس مرتبه دهلی میں وه نسخه چند دنوں تک میرے پاس رها اور میں نے تمام غیر مطبوعه کلام کی نقل لیلی - اسکے لیے میں نواب صاحب موصوف کا شکر گذار هوں -

ان نظموں میں اردو کا ایک مختصر قصیده هے جسے آج بسلسله ادبیات شائع کیا جاتا هے - یه بالکل نئی چیز هے اور علاوه غیر مطبوعه هونے کے اس سے مرزا مرحوم کے حالات و سوانح پر بهی مزید روشنی پڑتی هے -

(قصیده)

اس قصیدے کے پڑهنے سے معلوم هوتا هے که اس زمانے میں کوئی سرکاری دربار ۱۳ - جلوس کو منعقد هوا تها جسمیں حسب معمول مرزا صاحب کو بهی مدعو کیا گیا - لیکن جب وهاں پہنچے تو انکی عزت قدیمانه کے مطابق نشست و ترتیب کا کوئی انتظام نه تها - حتی که انهیں اور سب سے بهی ادنی صف میں کرسی ملی - تو دلشکسته مخجل منصرف هوے - یه قدیمی باتیں خواب و خیال هوگئی هیں

اس بزم پر فروز میں اس تیره بخت کو
تعمیر مثل نشست میں از روے اهتمام

" از روے اهتمام " یعنی از روے قاعدهٔ و ترتیب دربار جسمیں وه بہت پیچهے اور عام صفوں میں بٹهاے گئے هونگے

اس حالت کو دوسروں نے بهی محسوس کیا اور اشارے هوے لگے :

دربار میں جو مجهه پہ چلی چشمک عوام!

دربار کے بعد انھوں نے چاہا کہ لفٹننٹ گورنر پنجاب سے ملیں اور عرض حال کریں لیکن ریل کا وقت بہم رہگیا تھا اور درباریوں کا ہجوم بھی بہت تھا - ملاقات کا موقعہ نہ ملا :

آیا تھا وقت ریل کے چلنے کا بھی قریب
تھا بارگاہ خاص میں خلعت کا اژدحام
اس کشمکش میں "آپکا" مداح نامور
"آقائے نامور" سے نہ کچھہ کرسکا کلام

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دربار' دہلی کے علاوہ کسی دوسری جگہ ہوا ہوگا کیونکہ ریل کے وقت کا ذکر کرتے ہیں - "آپکا مداح ناموز" میں پنجاب کے لفٹننٹ گورنر سے خطاب ہے - معلوم نہیں "آقائے نامور" سے بھی خود وہی مراد ہیں یا کوئی اور؟ تخاطب کے بعد اسطرح کے ضمیر نما وصف سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی دوسرا شخص ہوگا -

اُس زمانے میں لدھیانہ سے کوئی اخبار نکلتا تھا - اس نے دربار کی روئداد چھاپتے ہوے یہ تمام باتیں لکھدیں - اسپر مزید ستم یہ کیا کہ انکا نام اور لقب لکھنے میں کچھہ ایسی غلطیاں کردیں جسے دیکھکر انکا رنج اور دوگنا ہوگیا :

اخبار لودھیانہ میں میری نظر پڑی
تحریر ایک ' جس سے ہوا بندہ تلخ کام
ٹکڑے ہوا ہے دیکھکے تحریر کو جگر
کاتب کی اُستیں ہے مگر تیغ بے نیام
وہ فرد جسمیں نام ہے میرا غلط لکھا
جب یاد آگئی ہے کلیجا لیا ہے تھام !

معلوم ہوتا ہے کہ دربار میں انہیں معمولی خلعت بھی نہیں دیا گیا اور نہ نذر دینے والوں میں شمار کیے گیے :

سب صورتیں بدل گئیں ناگاہ یک قلم
نمبر رہا ' نہ نذر ' نہ خلعت کا انتظام '

لیکن قصیدے سے ٹھیک معلوم نہیں ہوتا کہ کس زمانے کا یہ واقعہ ہے اور کس دربار کا ذکر کررہے ہیں؟ صرف اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ عدر کے بعد کا دربار ہے - کیونکہ لفٹننٹ گورنر پنجاب کی مدح کی ہے - نیز اس وقت انکی عمر ستر برس کی تھی -

میں نے اس وقت مولانا حالی کی یادگار غالب دیکھنا چاہی مگر کتابوں میں ملی نہیں - غالباً اس واقعہ نے متعلق اسمیں کوئی ذکر نہیں ہے - میرا خیال یہ ہے کہ شاید یہ قصیدہ عدر کے بعد کے اُس سہ سالہ عہد سے تعلق رکھتا ہے ' جبکہ قیام دہلی ' تعلق قلعہ' اور فتح کے بعد عدم حاضری کی وجہ سے انکا سرکاری وظیفہ بند ہوگیا تھا - انکی وفاداری مشتبہ سمجھی گئی تھی اور بڑی ہی تکلیف و شدائد کی زندگی بسر کرتے تھے -

(مصائب غدر اور مرزا غالب)

غدر میں مرزا گھر سے باہر نہیں نکلے اور آخر تک بند رہے - مہاراجہ پٹیالہ کی سرکار سے سپاہی متعین ہوگئے تھے جو عفراں مآب حکیم محمود خان مرحوم اور مرزا غالب ' دونوں کے مکانوں کی حفاظت کرتے تھے (۱)

غدر کی تمام بربادیاں اور اُس قلعۂ دہلی کی تمام خونریزیاں ایک ایک کرکے انکے آنکھوں کے سامنے گذریں ' جو ہندوستان میں سو سال حکومت اسلامی کا آخری نقش قدم تھا ' اور جو بہادر شاہ (رحمۃ اللہ علیہ) خود کچھہ نہ تھا لیکن اسکے ساتھ عظمت و جبروت اسلامی کی ایک بہت بڑی روح زندہ تھی - اُسکے مٹنے سے ایبر و شاہجہاں کا گھر بے چراغ ہوگیا ! اسکا مٹنا درحقیقت سلالۂ تیمور و آل بابر کا مٹنا تھا - معتصم عباسی خود کچھہ نہ تھا لیکن جب فتنۂ تاتار میں بغداد کے محل لوٹے گئے تو معتصم کی جگہہ ہارون و مامون کی عظمت لٹ رہی تھی !

وما کان فیسا هلکه هلك واحدا
ولکنه بنیان قوم تهدما !

مرزا غالب نے عمر بھر بہادر شاہ کی لاحاصل مداحی کی تھی ' اور وہ قصیدے جو عرفی اور نظیری کے قصائد سے مقابلہ کا دم رکھتے تھے ' ایک ایسے مخاطب کے سامنے ضائع کیے تھے جسکے سر پر جہانگیر و شاہجہاں کا تاج تو ضرور تھا ' پر نہ تو عرفی و نظیری کی فکر شناسی کا ماتھہ تھا اور نہ کلیم کو زر خالص سے تلوا کر بخشش کرنے والا خزانہ - تاہم وہ جو کچھہ لکھتا تھا ' اسکا تخاطب خود بہادر شاہ سے نہوتا تھا - بلکہ اُس تخت اعظم کی روح صولت و عظمت اسکے سامنے ہوتی ' تھی جسپر کبھی بیٹھکر اکبر نے فیضی سے ' جہانگیر نے عرفی و طالب سے ' اور شاہجہاں نے کلیم سے مدحیہ قصائد سنے تھے ' اور جو اب بھی جشن نوروز و عید کے دن اُس زرد زرد دھوپ کی طرح جو غروب آفتاب سے کچھہ پہلے اونچی دیواروں اور محرابوں پر دکھائی دیتی ہے ' دیوان عام و خاص - طلائی ستونوں کے نیچے چند لمحوں کیلیے نظر آجاتی تھی !

لہ با رجود خزاں بوے یاسمن باقیست !

چنانچہ اُنکے اندر قصائد مدحیہ کی تشبیبوں میں اور علی الخصوص اس مدحیہ نظم میں جو مہر نیم روز کے دنباچہ میں حضرت بہادر شاہ رحمہ اللہ علیہ کو مخاطب کرکے لکھی ہے ' اس سوز دروني اور اُس آتش پنہانی کی گرمی صاف محسوس ہوتی ہے ' جسکا شعلہ کا روان عظمت کے اس آخری مسافر کو دیکھکر اختیار انکے دل میں بھڑک اٹھتا تھا ' اور جسکو وقت کی ذلت اور انگریزی حکومت کے دریعہ وطبیعہ حاصل کرنے کے تعلق ' نہ ایک حد تک طبیعت کی شاعرانہ طماعی و وارستگی نے غالب آخر بظاہر پوسیدہ و افسردہ کردیا تھا !

مدح دہلی کے بعد جو عالمگیر اور عدیم النظیر مصیبت اسراف و اعیان شہر پر نازل ہوئی ' اور جسطرح شاہجہاں آباد کی اُن سڑکوں پر جہاں کبھی صاحبقران اعظم کی سواری کیلیے جمنا پانی کا چھڑکاؤ کیا جاتا تھا ' مسلمانوں کے خون کے فوارے بہے ' مرزا غالب نے دہلی میں رہکر اسکے تمام مناظر خونین اپنی آنکھہ سے دیکھے ' اور اُن چیخوں کو اپنے کانوں سے سنا جو عرصے تک دارالخلافہ کی گلیوں اور کوچوں سے بلند ہوتی رہی تھیں :

فلا تسئلن عما جری یوم حصرهم
وذالك مما لیس یدخل فی حصر !

علی الخصوص قلعۂ معلی کی بربادیاں جن کے لیے اگر تمام حیوانات ارضی کی آنکھیں اشکبار ہو جاتیں ' اور جنکے ماتم میں اگر آسمان سے پانی کی جگہ خون برستا ' جب بھی انکے ماتم کا حق ادا نہ ہوتا - وہ اجساد معظمۂ و رفیعۂ جو تیمور و بابر کی یادگار اور اکبر اعظم و صاحبقران ثانی کی خون عظمت و جبروت کے حامل تھے ' جنھوں نے چھہ صدیوں سے متصل شہنشاہی اور فرمانروائی کی گود میں پرورش پائی تھی ' جنھیں حکم و سلطنت کے عیش

(۱) بلی ماروں میں حکیم صاحب کے مکان کے سامنے مسجد ہے - بالکل اس سے متصل مرزا مرحوم کا کوٹھا تھا جہاں غدر سے پیشتر آرہے تھے - آجکل ہندوستانی دواخانہ جس مکان میں ہے - ٹھیک اسکے مقابل مرزا صاحب رہتے تھے - میں جب کبھی وہاں سے گذرتا ہوں تو شوق و عقیدت کی ایک نظر ڈال لیتا ہوں - اسی مسجد کے قرب کی نسبت کہا تھا :

مسجد کے زیر سائے اک گھر بنالیا ہے
یہ بندۂ کمینہ ہمسایۂ خدا ہے !

و اجلال کے سوا کسی مصیبت کا کبھی تصور بھی نہیں ہوا تھا ' اور جو ہمیشہ اُن کروروں انسانوں کو جنکی آبادیاں کابل کے پہستان سے لیکر آسام کے جنگلوں تک پھیلی ہوئی تھیں ' اپنے سامنے سربسجود پاتے تھے ' کون تھا جو سنگ و آھن کا دل و جگر پیدا کرکے بھی یہ دیکھہ سکتا تھا کہ وہ چوروں اور ڈاکوؤں کی طرح گلیوں میں مارے جائیں ' اور انکی لاشیں اُس عظمت رفتہ کا افسانۂ ماتم سنائیں ' جو چند روز پیشتر تک دنیا میں صرف اُنہی کیلیے تھی ؟

عدا سمراً بین الانام حدیثهم
وذا سمر یدمی المشامع کالسمر !
تعیة مشتاق والف ترحم
علی الشهداء الطاهرین من نوزر !

ان الملوك اذا دخلوا قرية ' افسدوها جعلوا اعزة اهلها اذلة وكذلك تفعلون (۲۷ : ۳۴)

لیکن یہ سب کچھہ دیکھنے اور سننے کیلیے مرزا غالب دھلی میں زندہ تھے اور دیکھتے رہے تھے - یہ وہ حوادث ہیں جن پر غیروں کی انکھوں سے بھی آنسو نکل آتے ہیں - ممکن نہ تھا کہ مرزا غالب جیسے عم درست شاعر نے یہ سب کچھہ دیکھا ہو اور اسکے دل و جگر کے ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو گئے ہوں !

گو ضرورت و احتیاج نے اُنہیں انگریز حکام اور گورنروںکی چوکھٹوں پر گرادیا تھا اور مدحیہ قصائد لکھواے تھے ' تاہم " مرزا صاحب مشفق و مہربان " کے خطابات اور ساٹھہ سو روپیہ کا خلعت اُس زخم کاری کا مرہم تو نہیں ہوسکتا تھا جو حوادث غدر سے انکے دل پر لگا ہوگا ؟ ایک ضعیف الارادہ انسان وقت و احتیاج سے مجبور ہوکر صدہا باتیں اوپرے دل سے کر بیٹھتا ہے مگر کچھہ اس سے دل کے اصلی محسوسات و جذبات مٹ نہیں سکتے - علی الخصوص ایسے حادثۂ کبری اور مصیبۂ عظمی کے موقعہ پر جسکو دیکھکر بڑے بڑے عدار و ملت فروش دنوںسے بھی آھیں نکل گئی ہونگی !

(الزام بعاوت !)

چنانچہ معلوم ہوتا ہے کہ ان سب باتوں کا جو اثر ایک مسلمان ہندوستانی کے قلب پر پڑتا تھا ' مرزا مرحوم پر بھی پڑا ' اور اُنکی غیرت و حمیت نے گوارا نہ کیا کہ فتح دھلی کے بعد فاتح حکام کے سامنے حاضر خوشامد و عاجزی کریں ' اور اُس عیش و نشاط ماتم کا تماشہ دیکھیں جو دھلی مرحوم کی بربادی و تباہی کے ماتم سے حاصل کی گئی ہے - وہ خود ہی کہہ چکے تھے :

هر جا نه که از نقش پئے نست به گلشن
چاکیست بجیب هوس انداختهٔ ما !

انکے تعلقات حکام انگریزی کے ساتھہ ابتدا سے خوشامدانہ رہے تھے - انکا وظیفہ اُنہی کے ہاتھہ میں تھا - اس کمبخت وظیفہ کے واگذار کرنے کیلیے اُنہیں بیسیوں قصیدے انگریزونکی مدح و ثنا میں اس جوش سے لکھنے پڑے گویا اکبر و جہانگیر کی مداحی ہو رہی ہے ! پھر وقت بھی ایسا پرآشوب تھا کہ مارشل لا جاری تھا ' اور سولی کے نخلوں اور درختوں کی ٹہنیاں ہمیشہ لاشوں سے بھری رہتی تھیں - ان حالات کی وجہ سے وہ بڑی ہی مجبوریوں میں پھنس گئے تھے - تاہم انکی طبیعت کچھہ اسطرح بیزار ہوئی کہ فتح کے بعد قلعہ میں وفاداران سرکاری جمع ہوے - انعامات و سندات ملیں - اُن تمام لوگوں نے بڑی بڑی کوششیں کرکے اپنے تئیں نمایاں کیا جنہوں نے غدر میں حصہ نہیں لیا تھا اور اسکے صلۂ و اکرام سے مالا مال ہوے ' مگر مرزا غالب اپنے بیت الحزن سے نہ نکلے ' اور کسی حاکم کے آگے جاکر اسکا منتقم و قاہر چہرہ نہ دیکھا !

بعد کو اپنی بریت کیلیے اُنھوں نے اس عدم حاضری کے بہت سے وجوہ بیان کیے ہیں ' مگر اصل حقیقت یہی تھی کہ دل دردمند نے ہاتھوں پاؤں بندھوئے اور مصلحت و ضرورت کی عاقبت اندیشیوںکی بھی سمجھہ نہ لی ' بعد کو ہوش آیا تو عذر بنا کر پیش کرنے پڑے

نتیجہ یہ نکلا کہ سرکاری حلقوں میں عام طور پر اس ہندوستان کے سب سے بڑے شاعر کی نسبت ٹھیک اسی طرح " غیر وفاداری " کا یقین ہوگیا ' جس طرح آجکل بہت سے نثر نویسوں کی نسبت یقین کیا جاتا ہے جو اپنے دلی جذبات و حسیات کے ہاتھوں مجبور ہیں - اُنکی وہ پنشن بھی بند ہوگئی جو اُنکی زندگی کا اصلی آذوقہ تھی اور چند جام ہاے " فریج " گلاب آمیز (۱) کا وسیلہ تھی - انگریزی درباروں میں پرسش و طلب اور عام تعلقات لطف و نوازش بھی اک قلم موقوف ہوگئے اور پوری طرح نظم باغیوں میں شمار ہونے لگا !

مرزا مرحوم کیلیے یہ حالت بڑی ہی سخت مصیبت تھی - ایک شاعر ان بڑی منزلوں کا مرد نہیں ہوسکتا - انوری نے صاف کہدیا ہے :

حکیم و شاعر و ملا چگونه جنگ کنند ؟

قلعہ کے برباد ہونے سے وہ چند روپیے بھی جاتے رہے جو بہ تعلق تاریخ نویسی و شاعری ملا کرتے تھے - اسپر سرکاری وظیفہ کا بند ہو جانا قیامت تھا - شام کی سرشاری اور صبوحی کی خمار شکنی دنوں سے محروم ہوگئے - ساری زندگی آزادانہ داد و سند اور یک گونہ فارغ البالی میں بسر ہوئی تھی - اب فاقہ مستی تک نوبت پہنچ گئی ' اور صرف دوستوں اور شاگردوں کی خدمت گذاری پر دن کٹنے لگے - اس زمانے کے خطوط اردوے معلی میں موجود ہیں - انسے معلوم ہوتا ہے کہ زندگی سے تنگ آگئے تھے اور سرکاری وظیفہ کی واگزاری اور الزام بغاوت سے برئیت کیلیے بڑی بڑی کوششیں کرتے تھے

(غیر مطبوعہ قصیدہ)

یہ زمانہ تین سال تک رہا اور صفائی کی کوئی کوشش سود مند نہ ہوئی - معلوم ہوتا ہے کہ اردو کا یہ غیر مطبوعہ قصیدہ بھی اسی زمانے سے تعلق رکھتا ہے - دربار و خلعت کا نہ ملنا ' نذر و عبرہ کا سلسلہ بند ہو جانا ' قدیمی عزت و احترام کی یاد ' اپنی بے آبروئی و بے عزتی پر حسرت و افسوس ' یہ تمام باتیں جو اسمیں پائی جاتی ہیں ' صرف اسی زمانے کی شکایتیں ہوسکتی ہیں - غالباً لارڈ کیننگ کے جنوری سنہ ۱۸۶۰ میں جو دربار آگرہ میں لب دریاے جمنا کیا تھا ' اسی کی طرف اسمیں اشارہ کیا گیا ہے - دھلی سے اسمیں شریک ہونے کیلیے شاید آگرہ گئے ہونگے - " لب دریا " خیموں کے لگنے اور ریل کا وقت کم ہونے کے ذکر سے اس خیال کی تائید ہوتی ہے -

چنانچہ اسکی تصدیق اُنکے بعض فارسی قصائد و قطعات سے بھی ہوتی ہے جو اسی زمانے میں لکھے گئے تھے ' اور جو بالکل اس اُردو قصیدے کے ہم معنی و ہم مطلب ہیں -

---

(۱) مرزا مرحوم اپنے فارسی خطوں میں ولایتی شراب کو " فرنج " لکھا کرتے ہیں - فرانس اور اسمیں شراب ساری یا مرنز ہیں - کوئی فرانسیسی سوداگر ہی ہوگی جسکو ساختۂ فرنس ہونے کی وجہ سے " فرنج " کہدیا ہوگا - انھوں نے اپنے عالم وارستگی میں یہی نام رکھہ لیا - قاعدہ تھا کہ اسکی تیزی کم کرنے کیلیے گاہ گاہ عرق گلاب ملا لیا کرتے تھے - چنانچہ ایک غزل کے مقطع میں کہتے ہیں :

آسوده باد خاطر عالب که خوے اوست
آمیختن به بادهٔ صافی گلاب را !

مثلاً غدر کے بعد جو فارسي قطعه مسٹر اڈمنسٹن بہادر لفٹننٹ گورنر صوبۂ شمال و مغربي کو مخاطب کرکے لکھا ہے ' اور جسکا پہلا شعر :

فرزانۂ بنگاله ' اڈ منسٹن بہادر
کا موخت دانش از رے آئین کارداني

ہے - اسمیں اپني مصیبتوں کا افسانه سنا کر الزام شرارت بغاوت سے اپني برئت کي ہے ' اور کہا ہے که حکام کے دل میري جانب سے پھر گئے ہیں - آپ مدد کیجیے اور میري صفائي کرا دیجیے !

چنانچه لکھتے ہیں که میرے تعلقات انگریزي حکومت سے نہایت قدیمی ہیں - میں ہمیشه حکام کي مدح میں قصائد لکھتا رہا اور صلۂ و انعام سے شاد کام ہوا :

از حضرة شہنشه خاطر نشان من بود
در مزد مدح سنجي صد گونه کامراني

یہي حالت تھي که :

ناگه نند بادی کاں خاست در فلمرو
برهم زد آں بنا را نیرنگ آسماني !

بعدے غدر کا ظہور ہوا -

در وقت فتنه بودم غمگین و بود با من
زاري و بے نوائي ' پیري و نا توانی
حاشا که بوده باشم " باغي " باشکارا
حاشا که کرده باشم ترک وفا نهاني !
از تہمتی که بر من بستند بد سگالاں
حکام راست با من یک گونه سر گراني

یعني غدر کے زمانے میں پیري و ناتوانی کي وجه سے کہیں جا نه سکا اور اظہار وفاداري نه کرسکا - باغیوں سے مجھے کوئي تعلق ظاہر و باطن نه تھا - محض تہمت تراشی سے مقامی حکام مجھسے بدظن ہوگئے ہیں -

اسی طرح سنه ۱۸۶۰ میں جب لارڈ کیننگ گورنر جنرل نے دربار کیا ہے ' تو دو مطلعوں کا ایک پر زور قصیده لکھکر پیش کیا :

رسال دیگر آئے بروے کار آمد
هزار و هشت صد و سست درسمار آمد

اس قصیده کے آخر میں وہ سب سکابیں ایک ایک کرکے لکھی ہیں جنکے لیے اس غیر مطبوعه اردو قصیدے میں لفٹننٹ گورنر پنجاب سے فریادي ہیں - معلوم ہوتا ہے که ٹھیک ایک ہي وقت کي لکھي ہوئي دونوں چیزیں ہیں - فارسي قصیده ریسرائے کے پاس بھیجا ہوگا ' اور یه اردو کا غیر مطبوعه قصیده لفٹننٹ گورنر پنجاب کے پاس اردو قصیدے میں تمبر نرسي ' خلعت و ندر ' وظیفه و انعام ' تین چیزوں کے بند ہوجانے پر افسوس کیا ہے :

تمبر رہا نه ندر ' نه خلعت کا انتظام '

یہي دکھڑا اس فارسي قصیده میں بھی رویا ہے - اپني قدیمي مداحی و وظیفه خواري کے ذکر کے بعد لکھتے ہیں :

به نا گرفت چناں صرصرے وزید بدهر
کزاں بر آئینۂ آسماں غبار آمد
سراره بار عبارے و معز خاک انگیخت
سیاه رو سپہے کاندریں دیار آمد
دریں جگر گسل آشوب نز صعوبت آں
سپاهدار سپہرے به ریبهار آمد
گواه دعوي غالب بعرض بے گنهي
همیں بس ست که هر گونه رستگار آمد

بعدے غدر کی تاہ صہ سے مصائب کا غبار چھا گیا - اس زمانے میں میري بے گناہی کا ثبوت کہاں سے نه میرے خلاف کوئي ثبوت نه ملا ' اور اسلئے کوئي مخالفانه کارروائي میرے مخالف حکام نه کر سکے

اسکے بعد کہتے ہیں که اب آپسے طالب لطف و کرم و تلافي مافات ہوں :

کنوں که شد زتو ربیت فزاے رزے زمیں
سواد هند که چوں زلف تارر مار آمد
خطاب و خلعت و پنشن زشاه مي خواهم
هم از نخست بدیں وایه ام قرار آمد
پس از مرور سال که دررنج و پیچ و تاب گذشت
سر گدارش اندوه انتظار آمد

یہاں بھي اپني چیزوں کو طلب کیا ہے اور لکھا ہے که تین سال اس حالت پر گذر چکے ہیں -

غالباً اس قصیدے کے گذرانے کے بعد شملے سے تحقیقات کي گئي اور جب انکي بے گناہی ثابت ہوگئي تو بدستور پنشن جاري کر دي گئي - تین سال کي پچھلي مجموعي رقم بھی دیدي گئي تھي - اس سے مرزا صاحب بہت خوش ہوئے تھے - چنانچه اردوے معلی میں اسکا ذکر موجود ہے -

جن لوگوں نے مرزا مرحوم کي صفائي کیلیے خاص طور پر کوشش کي تھي ' مجھے معتبر ذریعه سے معلوم ہوا ہے که اُن میں سر سید مرحوم بھي تھے - اس واقعه سے سید صاحب اور مرزا مرحوم میں صفائي بھي ہوگئي جسکے باهمي تعلقات قدیمانه آخر الذکر کي وفات کے قصه سے کچھه مکدر ہوگئے تھے -

بہر حال اس غیر مطبوعه قصیدے کے متعلق میرا خیال ہے که یه سنه ۱۸۶۰ میں لکھا گیا ہے ' اور ۳ جنوري کے دربار سے مقصود دربار آگرہ ہے - امید ہے که مرزا مرحوم کے اُن عقیدتمندان کمال کیلیے جنکي تعداد اب ملک میں روز افزوں ہورہي ہے ' یه غیر مطبوعه قصیده بہت دلچسپ ہوگا - کو شاعري کے اعتبار سے چنداں اہم نہو - رحمه الله علیه و نعم الله ثوابه !

الانسان

مولوي سجاد مرزا بیگ صاحب دہلوي مصنف خدمت عملي کے نام سے ناظرین نا واقف نہیں ہیں - حال میں انہوں نے ایک کتاب علم " الانسان " پر شایع کي ہے - جس کا نام الانسان ہے - کتاب نري جامعیت سے لکھي گئي ہے جس کے مطالعه سے انسان کے تمام قواء نفسانی اور جسمانی اور خصوصیات طبعي کی کیفیت اچھي طرح منکشف ہو جاتي ہے - علم الانسان اور مشاہدہ ذات کي تعریف اور کیفیت بیان کرنے کے بعد انسان کی جسماني ساخت ' ارتقا ' قدامت ' انواع و اقسام وغیرہ کے متعلق زمانۂ حال کی تحقیقات کو نہایت عمدگي سے بیان کیا ہے ' اور پھر احساسات اور نطق کي حقیقت بیان کرکے حیات نفسیه کي کیفیت اور نفس کي تمام قوتوں کا حال مشرح بیان ہوا ہے - مذہب ' اختلاف معاشرت و تمدن کا فلسفه بھی نہایت خوبي سے بیان کیا ہے - اردو زبان میں دوائي کتاب اس فن پر اس سے بہتر نہیں لکھی گئي - طرز بیان نہایت دلچسپ اور زبان با محاورہ اور شستہ ہے - علوم جدیدہ کي اصطلاحات معتدبه و تلاش سے قائم کي گئي ہیں اور دقیق مضامین کو اس خوبي سے بیان کیا ہے که سمجھنے میں ذرا دشواري نہیں ہوتی - غرض اس کتاب کے مطالعه سے لطف اور مفید معلومات حاصل ہوتی اور خیالات میں بیش بہا ترقي ہوتی ہے - عنقریب اس کتاب پر الہلال میں ریویو نکلے گا - کتاب عمدہ کاغذ پر صاف اور خوشنما چھپي ہے تصاویر اور نقشے موقع بموقعه دیے گئے ہیں - مصنف سے دو روپیه قیمت پر دیل کے پتہ سے مل سکتي ہے :

سجاد مرزا بیگ دہلوي - بازار عیسی میان - حیدر آباد دکن

ادبیات

آثار علمیۂ خطیۂ

مـــرزا غـالبؔ مرحـوم کا ایـک غیر مطبـوعہ قصیدہ

کرتا ہے چرخ روز بصـد گونہ احتـــرام * فرماں روائے کشور پنجـاب کو سـلام
حق گو و حق پرست و حق اندیش و حق شناس * نواب مستطاب امیـــر شـــہ احتشـام
جم رتبـــہ منکلوۃ بہـــادر کہ وقت رزم * ترک فلک کے ہاتھہ سے وہ چھین لیں حسام !
جس بزم میں کـہ ہو اُنہیں آئین میکشی * واں آسمان شیشہ بـــے ' آفتاب جـــام !

قـطـعـــہ

چاہا تھا میں نے تم کو مہ چـــاردہ کہوں * دل نے کہا کـہ یہ بھی ہے تیرا خیال خام
در رات میں تمام ہے ہنگامہ مـــاہ کا * حضرت کا عـزو جـــاہ رہیگا علی الـــدوام
سچ ہے تم آفتاب ہـــو ' جس کے فروغ سے * دریاے نور ہے فلـــک آبگیـــــہ فام
میری سنو کـــہ آج تـــم اس سرزمین پر * حـــق کے تفضلات سے ہو مرجع انـــام
اخبـــار لودھیانہ میں میری نظـــر پـــڑی * تحریـــر ایک ' جس سے ہوا بندہ تلخ کام
ٹکرے ہـــوا ہے دیکھہ کے تحریـر کو جگـــر * کاتب کی آستیں ہے مگر بیع بے نیـام
وہ فرد جس میں نام ہے میرا غلـــط لکھـــا * جب یـاد آگئی ہے ' کلیجہ لیا ہے تھـــام !
سب صورتیں بدل گئیں نـــاگاہ یک قلـــم ' * نمبر رہـا ' نہ ندر ' نہ خلعت کا انتظـام !
ستـــر برس کی عمر میں بـہ داغ جانگداز * جس نے جلا کے راکھہ مجھے کر دیـــا تمـــام
تھی جنـــوری مہینـــے کی تاریخ تیرھویں * اسنادہ ہو گئے لب دریـا پہ جب خیـــام
اُس بزم پر فـــروغ میں اس تیرہ بخت کو * نمبر ملا نشست میں ازروے اهتمـــام
سمجھـــا اسے گـــراں ہوا پاش پاش دل * دربـــار میں جو مجھہ پہ چلی چشمک عـوام
عزت پـــہ اهل نام کے ہستی کی ہے بنـــا * عزت جہاں گئی تو نـہ ہستی رہی نـہ نام
تھا ایـــک گونہ نـــاز جو اپنے کمـــال پـــر * اُس ناز کا فلک نے لیا مجھـــہ سے انتقـام
آیـا تھا وقت ریل کے کھلنے کا بھی قریب * تھا بارگاہ خاص میں خلقت کا ازدحـــام
اِس کشمکـش میں آپکا مداح دردمنـــد * آقاے نـامور سے نہ کچھہ کر سـکا کـــلام
جـــو واں نہ کرسکا وہ لکھا حضـــور کـــو * دیں آپ میـری داد کہ ہـــوں فائز المـرام
ملـــک و سپـــہ نہو تو نہو ' کچھہ ضرر نہیں * سلطان بر و بحـــر کے در کا ہـوں میں غلام
وکٹوریا کا دھـــر میں جو مدح خـــواں ہـــو * شاہان عصر چاہیـــے لیں عزت اُس سے وام
خود ہے تـــدارک اسکا گورنمنٹ کـــو ضرور * بے وجہ کیـــوں ذلیل ہو ' غالب ہے جسکا نام
امر جدیـــد کا تـــو نہیں ہے مجھے سـوال * بارے قدیـم قاعدے کا چـاہیے قیـام
ہے بنـــدہ کـــو اعادۂ عـــزت کی آرزو * چاہیں اگر حضور تو مشکل نہیـــں یـــہ کام
دستور فن شعر یہـــی ہے قـــدیـم سے * یعنے دعا پہ مـــدح کا کرتے ہیں اختتـــام
ہے یہ دعا کہ زیـــر نگیـــں آپکے رہے * اقلیم ہند و سنـــدہ سے تا ملک روم و شام

اسئلة واجوبتها

اعتـــراف و تحقيق مزيـــد

تتمـــة "واقعـــۂ ايـــلاء"

(يـکے از افاضل و ارباب علم - از دهلي)

حضرة مولانا مد فيوضه -

سچ سچ عرض کرتا هوں که واقعۂ ايلاء پر آپکا محققانه مضمون ديکهکر جو في الحقيقت فن حديث و سير کا ايک بهترين رساله هے ' آپکي جانب سے ميرے خيالات بالکل هي بدل گئے ' اور يقين هو گيا که الله تعالى نے آپکے دل کو علم و خدمت علم کيليے کهولديا هے -

اي سعادت بروز بازر نيست
تا نه بخشد خداے بخشنده

البته اس بحث ميں ابهي چند سوالات کي اور گنجائش باقي رهگئي هے - اگر ان پر بهي بحث هو جاے تو مسئله بالکل صاف هو جاے ' اور پورا مضمون الگ ايک رساله کي صورت ميں شائع کرديا جاے - وه سوالات يه هيں :

(۱) يه بات تعجب انگيز معلوم هوتي هے که آنحضرت نے صرف حضرت حفصه کے کهنے سے شهد اپنے اوپر حرام کرليا هو - اسکي مزيد توضيح کرني چاهيے -

(۲) حضرة عائشه پر الزام سازش کا اور آنحضرة کو اذيت ديني کا عائد هوتا هے ' جس سے ازواج مطهرات کو پاک هونا چاهيے -

(۳) سائل نے مسيحي معترض کا قول نقل کيا تها که آنحضرة اس واقعه کي وجه سے اسقدر آزرده هوے که ايک ماه تک گهر سے نه نکلے - جناب نے اسکا کوئي مدلل جواب نهيں ديا -

الهـــلال :

اظهار لطف کيليے شکر گذار اور مستدعي دعا هوں - جناب نے غالباً خيال کيا که يه بحث ختم کر دي گئي حالانکه ابهي باقي هے - عدم گنجايش کي وجه سے پچهلي اشاعت ميں يه تکمله نه نکل سکا - جن سوالات کو جناب نے لکها هے ' اس عاجز نے خود هي انکو ضروري سمجها تها اور اوپر مسلسل عنوانات سے نظر ڈالي تهي - چنانچه بقيه تکمله آپ درج کيا جاتا هے ' آپ ملاحظه فرمائيں :

(واقعة تحريم شهد کي اهميت)

ايک معترض يه شبه پيدا کرسکتا هے که تم قصۂ ماريه سے انکار کرے هو اور جو چيز آنحضرت صلعم نے اپنے اوپر حرام کرلي تهي ' آسے موطوءۂ لونڈي کي جگه شهد بتلاتے هو ' ليکن اول تو محض بوے مغافير کي شکايت کرنے سے شهد نه کهانے کي قسم کها ليني ايک ايسي بات هے جو قرين عقل نهيں معلوم هوتي - پهر اگر ايسا هوا بهي هو تو ايک معمولي کهانے پينے کي چيز کے نه کهانے کي قسم کها ليني کونسي ايسي بڑي بات تهي جسکي وجه سے خدا نے تنبيه ضروري سمجهي اور ايک خاص آيت نازل کي ؟

اس سے معلوم هوتا هے که ضرور وه کوئي بڑي هي اهم بات هوگي اور وه يهي ماريۂ قبطيه کو اپنے اوپر حرام کرليني هے -

ليکن يه شبهات بهي صرف اسي دماغ ميں جگه پا سکتے هيں جو سيرة حضرة سيد المرسلين ' و خصائص نبوت عظيمه ' و مصالح و اسرار شريعت ' و وجوه تنزيل نظم الهي و احکام ديديه سے واقف نه هو - ورنه في الحقيقت يه امر بالکل واضح و عين قرين عقل و درايت هے -

آنحضرة (صلعم) کا شهد کيليے قسم کها ليني کچهه بهي خلاف عقل نهيں هے جبکه روايات صحيحه سے معلوم هوگيا هے که اس بارے ميں تمام بيويوں نے ايکا کرليا تها ' اور ايک هي چيز متعلق ' ايک هي زمانے ميں ' ايک هي اندار سے ' سب نے شکايت کي تهي - امام بخاري نے تمام روايات کو جمع کرنے سے ظاهر هوتا هے که اس تدبير ميں تمام بيوياں شريک کرلي گئي تهيں کتاب الطلاق والي روايت ميں هے که حضرة عائشه نے سب کو اطلاع ديدي اگر سب سے پهلے حضرت سوده نے اظهار کيا -

پس ظاهر هے که آنحضرة (صلعم) يکے بعد ديگرے تمام بيويوں سے ملے هونگے - ان ميں سے سب نے شکايت کي هوگي که معافير کي بو آتي هے - آپ حضرة زينب کے هاں معمول سے زياده تشريف فرما رهتے تهے اور وهيں شهد تناول فرمايا تها - آپ توسم نبوت سے سمجهه گئے هونگے که اس شکايت کي تهه ميں رقابت کا جذبۂ محبت مخفي هے - ازواج مطهرات سے آپ کمال محبت و شفقت فرماتے تهے اور عورتوں کے ساتهه عموماً آپکا سلوک نهايت رضا جوئي اور سلوک و تسامح کا تها - يه حالت ديکهکر انکي خوشي کيليے آپ نے قسم کها لي هوگي که اگر ايسا هي هے تو لو ميں اب شهد کبهي نه کهاونگا -

اس ميں تعجب و انکار کي کونسي بات هے ؟

رهي يه بات که محض کهانے پينے کي ايک چيز ميں کونسي ايسي اهميت تهي که خدا کو آيت نازل کرني پڑي اور " لم تحرم ما احل الله لک ؟ " کے الفاظ سے آپکو مخاطب فرمايا ؟ سو يه شبه احکام شريعت کے اصول و مصالح جاننے والوں کي زبان سے تو نهيں نکل سکتا - شريعت الهي ايک قانون هے جو بهت سے قانون کا حکم ديتا اور بهت سي چيزوں سے روکتا هے - قانون کا تمام تر دارومدار اصول (پرنسپل) پر هے ' اور اسکي هر فرعي اور جزوي سے جزئي بات کا بهي اثر اسکے اصل اصول پر پڑتا هے - ممکن هے که في نفسه کوئي اهم چيز نه هو ' ليکن ايسا قانون الهي کي مخالفت کرنے والي کسي انسان کي خوشي کيليے اپنے اوپر حرام کرلينے کي نظير بهي اهم و رفيع نه هو ؟ الله سبحانه نے دنيا کے اپنے ايک حلال شے کو اپنے اوپر حرام کرليا هے - اس نظير کا اور شريعت کے عام قانون حلت و حرمت پر اثر پڑنا - آيا کا نزول شريعت کا عملي دستور اساسي هے - اس نظير کي وجه سے احکام الهي کي قطعيت مشتبه هوجاتي - اور لوگ حلال چيزوں کو اپنے اوپر حرام کرليا کرينگے پس نهايت ضروري تها که فوراً اسکو پر واضح کرديا جاتا که کوئي انسان خدا کي حلال کرده شے کو اپنے اوپر حرام نهيں کرسکتا - اور جو نهانے پينے کي چيزيں اس نے اپنے بندوں کيليے حلال کردي هيں وه هر حال ميں حلال هيں - اس نظير کو نظر انداز کرديا جاے اور قانون پر اسکا اثر نه پڑے -

پهر اس واقعه سے يه سوال بهي پيدا هوگيا تها که اگر کوئي شخص ايسا کرے تو اسکے ليے شريعت کا حکم کيا هوگا ؟ کيا واقعي اسکے حرام کرليني سے وه حلال کرده شے اس پر حرام هو جائيگي ؟ اسکو بهي صاف کرديا قانون کي تکميل و ضبط کيليے ضروري تها - پس خداے صاف کرديا که هر معاهده ' هر قسم ' اور هر وعده جو قانون شريعت کے خلاف هو ' شريعت کے نزديک کوئي چيز نهيں هے - تم هزار کسي حلال شے کو اپنے اوپر حرام کرلو ليکن درحقيقت قانون الهي نے تم پر حرام نهيں کيا هے اسليے وه کبهي حرام نهوگي

اسميں ضمناً يه پهلو بهي ملحوظ تها که اسلام نے انسان کيليے جائز اور غير مضر لذتوں اور راحتوں کا دروازه بالکل کهول ديا هے ايک حلال شے کو اپنے اوپر حرام کرليا هے - اس نظير کا اور شريعت کے عام قانون حلت و حرمت پر اثر پڑنا - آيا کا نزول شريعت کا عملي دستور اساسي هے - اس نظير کي وجه سے احکام الهي کي قطعيت مشتبه هوجاتي - اور لوگ حلال چيزوں کو اپنے اوپر حرام کرليا کرينگے پس نهايت ضروري تها که فوراً اسکو پر واضح کرديا جاتا که کوئي انسان خدا کي حلال کرده شے کو اپنے اوپر حرام نهيں کرسکتا - اور جو نهانے پينے کي چيزيں اس نے اپنے بندوں کيليے حلال کردي هيں وه هر حال ميں حلال هيں - اس نظير کو نظر انداز کرديا جاے اور قانون پر اسکا اثر نه پڑے -

پهر اس واقعه سے يه سوال بهي پيدا هوگيا تها که اگر کوئي شخص ايسا کرے تو اسکے ليے شريعت کا حکم کيا هوگا ؟ کيا واقعي اسکے حرام کرليني سے وه حلال کرده شے اس پر حرام هو جائيگي ؟ اسکو بهي صاف کرديا قانون کي تکميل و ضبط کيليے ضروري تها - پس خداے صاف کرديا که هر معاهده ' هر قسم ' اور هر وعده جو قانون شريعت کے خلاف هو ' شريعت کے نزديک کوئي چيز نهيں هے - تم هزار کسي حلال شے کو اپنے اوپر حرام کرلو ليکن درحقيقت قانون الهي نے تم پر حرام نهيں کيا هے اسليے وه کبهي حرام نهوگي

اسميں ضمناً يه پهلو بهي ملحوظ تها که اسلام نے انسان کيليے جائز اور غير مضر لذتوں اور راحتوں کا دروازه بالکل کهول ديا هے

اس نے دیگر قوموں اور مذہبوں کی اس غلطی کو جائز نہ رکھا جو خدا کی پیدا کردہ جائز لذتوں کو انسانوں پر حرام کردینے کو از راہ سخی جناب میں وسیلۂ تقرب و عبادت سمجھنے کو : قل من حرم زینة الله التی اخرج لعباده و الطیبات من الرزق ؟ (۷ : ۳۱) اے پیغمبر کہدے کہ یہ جو جوگیوں اور راہبوں نے خدا کی پیدا کردہ نعمتوں اور لذتوں اور عمدہ غذاؤں کو اپنے اوپر حرام کرلیا ہے ' تو کون ہے جو ان لذتوں اور نعمتوں کو حرام کرسکتا ہے جنہیں خدا نے اپنے بندوں ہی کے برتنے اور تمتع اٹھانے کیلیے پیدا کیا ہے ؟

یہ اسلام کا ایک بڑا اصولی کارنامہ ہے - پس چونکہ اس واقعہ میں بھی ایک ایسی جائز و حلال اور مفید و نافع غذا کو اپنے اوپر حرام کرلیا گیا تھا جو خدا نے انسانوں کیلیے حلال کردی ہے' اسلیے اسکا اور عملاً اسلام کے اس رہبانیۂ شکن قانون پر بھی پڑتا تھا ' اور ضروری تھا کہ اسکی تصحیح کردی جاے -

(حضرت عائشہ اور حفصہ - رض -)

خیال پیدا ہوسکتا ہے کہ حضرۃ عائشہ و حضرت حفصہ نیز دیگر ازواج مطہرات کیلیے کیا یہ جائز تھا کہ وہ آنحضرت (صلعم) کو حضرت زینب کے ہاں زیادہ بیٹھنے سے باز رکھنے کیلیے اس طرح کی سازشیں کرتیں اور جھوٹ موٹ مغافیر کی بو کا قصہ گڑھ لیتیں ؟

اسکا جواب یہ ہے کہ جذبۂ رقابت و غبطۂ و رشک عورتوں کی طبیعت میں داخل ہے' اور جہاں محبت ہوتی ہے وہاں رشک کا قدم ضرور ہی آتا ہے :

تا سایہ ترا نمی پسندم !

عورتوں کو اس بارے میں خود سرور عالم نے معذور رکھا ہے کہ وہ اپنی طبیعت کے بدلنے پر قادر نہیں - ازواج مطہرات صحابۂ کرام کے دلوں میں رہتے اور صحبت و رفاقت برسوں کی وجہ سے بمقتضاے اپنے تمام اعمال و جذبات میں مزکی و مطہر نہیں' تاہم عورت ہیں' محبت کرنے والی ہیں ' ان میں سے ہر ایک کو آنحضرۃ کے عشق و فریفتگی پر ناز تھا ' اور ضرور تھا کہ رشک و رقابت کے فطرتی جذبے کی بھڑک سے مجبور ہوجایا کرتیں -

اگلے باہمی رشک کے دیگر واقعات بھی مروی ہیں اور صحیحین میں موجود ہیں - خود حضرۃ عائشہ پر نظر خاص رکھنے کا تمام ازواج کو گلہ رہتا تھا - ایک مرتبہ حضرۃ سیدۃ النسا اور حضرۃ زینب بنت جحش (رضی اللہ عنہما) ازواج کی طرف سے بھیجی گئی تھیں کہ آنحضرۃ سے بمقابلۂ عائشہ یکساں محبت و نظر عطوفت کی درخواست کریں چنانچہ صحیح مسلم کے باب "فضل عائشہ" میں خود حضرۃ عائشہ سے متعدد روایات اس بارے میں مروی ہیں اور کہا ہے کہ حضرۃ زینب کے تمام ازواج کے طرف سے ان لفظوں میں پیغام پہنچایا تھا کہ ان ازواجک ارسلتنی الیک ' یسالک العدل فی ابنة ابی قحافة !

بہرحال اسی رشک و رقابت کے جذبے نے حضرۃ عائشہ کو ابھارا کہ دیکھا جب انہوں نے دیکھا کہ آنحضرۃ (صلعم) زینب بنت جحش کے یہاں معمول سے زیادہ تشریف رکھتے ہیں' اور اسی جوش میں آکر انہوں نے یہ تدبیر گھڑی اور دیگر ازواج کو بھی اس پر آمادہ کرلیا - پس اس واقعہ کو محض اخلاقی صدق و کذب اور قانونی اصول شہادت کی نظر سے نہیں دیکھنا چاہیے ' بلکہ خاص حالات اور اسکے اطراف پر بھی نظر رکھنی چاہیے -

علامۂ عینی کی نظر بھی اس خدشہ پر پڑی تھی - چنانچہ شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں :

فان قلت کیف	اگر کوئی کہے کہ حضرۃ عائشہ
جاز لعائشة الکذب	کیلیے یہ کیونکر جائز تھا
و المواطاة اللذی	کہ وہ جھوٹ بولیں اور آنحضرۃ کے

دیما ایذاء رسول الله صلعم ؟ قلت کان مباشرة بعضهن مع ایاها رفعت حکمها عن مقتضی الایذاء دل علی ما قررنا من سلطة الشارع علی العباده علی الاصرار - (عینی جلد ۹ صفحه ۳۴۹)

خلاف ایک اس طرح کی سازش کریں جس میں اپنی تکلیف پہنچے ؟ تو اسکے جواب میں کہونگا کہ اول تو حضرۃ عائشہ کو ہم سوکن نہیں کہہ سکتے - ہم سوکن وہی ہوسکتی ہے جو اپنا حقوق اس سے اچھی طرح پہچانتا نہ تھا - صرف دوسری بی بیوں نے مقابلہ میں ایک تدبیر کی جیسا کہ عورتیں اپنی سوکنوں کے ساتھ رشک و غیرت میں اکثر کیا کرتی ہیں -

(آنحضرت کی عزلت گزینی)

آپکے دوست نے مسند احمد معلم کے کیسی سخت غلطی کی ہے جسکو کہا ہے کہ "بیویوں کی ناراضگی کا آنکو اسقدر صدمہ ہوا کہ ایک مہینہ تک اپنی اونچی سے باہر نہ نکلے" !

اول تو ایک ماہ تک اپنا بیویوں سے علیحدہ رہنا محض طلب نفقہ کی وجہ سے تھا نہ کہ واقعہ تحریم کی وجہ سے - پھر یہ کہنا کہ "آپ اپنی کوٹھری سے ایک ماہ تک بالکل باہر نہ نکلے" اور اس عزلت گزینی کا سبب ازواج سے ناراضگی کو قرار دینا تو سراسر افتراء محض اور بہتان عظیم ہے

اصل واقعہ یہ ہے کہ تو آپنے اس طرح کی خلوت گزینی اختیار کی ' اور نہ اسکے بعد سے اسکی ضرورت تھی - علی الخصوص نماز کی جماعت اور اسکے قیام سے انہیں کون روک سکتا تھا ؟ چونکہ ایسی رمضان میں اب کھجور سے کوئی نہ تھا اور سوکھی مبارک پر چوٹ لگ گئی تھی اسلیے اکثر حصہ رات تک اپنے حجرہ ہی میں تشریف فرما رہتے

امام بخاری نے "باب الصلاة فی السطوح و المنبر و الخشب" میں حضرۃ انس سے مالک کی روایت درج کی ہے - عن انس بن مالک : ان رسول الله صلعم سقط عن فرسه - فجحشت ساقه او کتفه و آلی من نسائه شهرا ' فجلس فی مشربة له درجتها من جذوع النخل فاتاه اصحابه یعودونه فصلی بهم جالسا و هم قیام - الخ (صحیح بخاری کتاب الصلاة - صفحه ۸۱ -)

اسکا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرۃ (صلعم) نے اپنی ازواج سے ایک ماہ کیلیے ایلاء کیا تھا اسی زمانے میں آپکے سخت مجاہدات کی وجہ سے آپکی ٹانگ میں موچ آگئی اور آپ اپنے حجرے میں مقیم ہوگئے - صحابہ عیادت کیلیے آئے تو وہیں انہوں نے نماز جماعت پڑھی وغیرہ وغیرہ

اب آپ غور کیجیے کہ واقعہ کی اصلیت کیا ہے ' اور اسے معاندین سیاطین اس صورت میں پیش کرتے ہیں ؟

(تائید مزید)

یہاں تک لکھ چکا تھا کہ ایک اور کتاب کا بالمشافہ پہنچا قاضی ابوبکر ابن العربی المالکی کی احکام القرآن اپنے موضوع میں ایک بہترین کتاب ہے اور بعد کی تصنیفات کا بیشتر حصہ بلا حال میں مولائی حفیظ سلطان عزیز نے اپنے صرف زر سے مصر میں چھپوادیا ہے ' اور عنقریب ہندوستان میں آنے والی ہے - مکرما للہ مسافر مجھے نہایت خوشی ہوئی کہ قاضی موصوف کی بھی روایات کی ماریہ کی نسبت وہی رائے ہے جو علامہ عینی اور اوروں کی رہی ہے - چنانچہ امام روایات کے نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں :

و انما الصحیح انه کان فی العسل	اور در اصل صحیح یہی ہے کہ
و انه سقیه عند زینب	آنحضرۃ کا سان نزول شہد
و نظاهرت علیه عائشه و حفصه	کا واقعہ ہے ' اسے حضرۃ زینب
فیه و جری ما جری -	کے ہاں آپنے پیا تھا ' اسپر حفصہ
(جلد ۲ صفحه ۲۷۲)	عائشہ و حفصہ کے مظاہرہ

اور وہ سب اچھی پیش آنا جو معلوم ہے

مقالات

تاریخ قدیم کا ایک فراموش شدہ صفحہ !

نامہ بر کبوتر !

عہد قدیم کی تار برقی اور طیارات !

نامہ بر کبوتروں کی فوجی تربیت کا آغاز اس طرح ہوتا ہے کہ پہلے انہیں کبوتر خانوں کے گرد و پیش چھوڑے دیے جاتے ہیں - ہر کبوتر سے یہ چاہا جاتا ہے کہ وہ ہر روز ۵ گھنٹے دن بھر میں دو بار اڑیں - ان آزمایشی اڑانوں کی نگرانی نہایت توجہ سے کی جاتی ہے - پنجروں کی کھڑکیاں جب کھولی جاتی ہیں تو سپاہی مسلح رہتے ہیں اور ان کبوتروں کو ڈھابلوں کی چھت پر بیٹھنے نہیں دیتے جو خاص کبوتر باس کی جھوں پر بیٹھکے اپنے رفقائے سامنے فرمانبرداری کی بڑی مثال پیش کرتے ہیں ' انہیں بلا تکلف دوڑا گولی سے مار دیا جاتا ہے -

اعلی درجہ کے تربیت یافتہ کبوتر غول باندھکے اڑتے ہیں ' جسکی وجہ سے وہ کبھی نظروں سے اوجھل نہیں ہونے پاتے -

چھوٹے بچے بہت جلد مدت اڑتے ہیں ' پھر بتدریج بڑھتے جاتے ہیں - یہاں تک کہ تین مہینہ کی عمر میں گھنٹے گھنٹے بھر تک اڑنے لگتے ہیں -

ایک طرح کی نقل و حرکت کے لیے ہمیشہ ایک ہی قسم کے اشارے کیے جاتے ہیں تا کہ کبوتر سمجھ سکیں کہ انسے کیا کہا جا رہا ہے ؟ کبوتروں کو پنجروں سے نکالنے کے لیے چیخیں ' تالیاں ' اور کمروں کی درمیانی اڑنیں کھڑکھڑائی جاتی ہیں واپس بلانے کے لیے کونڈوں میں پانی بھرے اور زمین پر دانہ ڈالنے کے بعد سیٹی بجائی جاتی ہے -

(نامہ بری کی مشق)

پرواز کے ساتھہ ساتھہ نامہ بری کی مشق بھی شروع کرادی جاتی ہے - مسافت کی مقدار بتدریج بڑھتی رہتی ہے - فراہمی افواج کی حالت میں کبوتر کسی ایسے مقام پر رکھے جاتے ہیں جسمیں اور خوج میں حملے کے وقت سلسلۂ نامہ و پیام ضرور رہنا چاہیے -

جو مقامات ایسے ہیں کہ بعض ذرائع مراسلت کی بربادی کے بعد کبوتروں کو وہاں رکھا جا سکتا ہے ' انکے متعلق سلسلۂ تعلیم

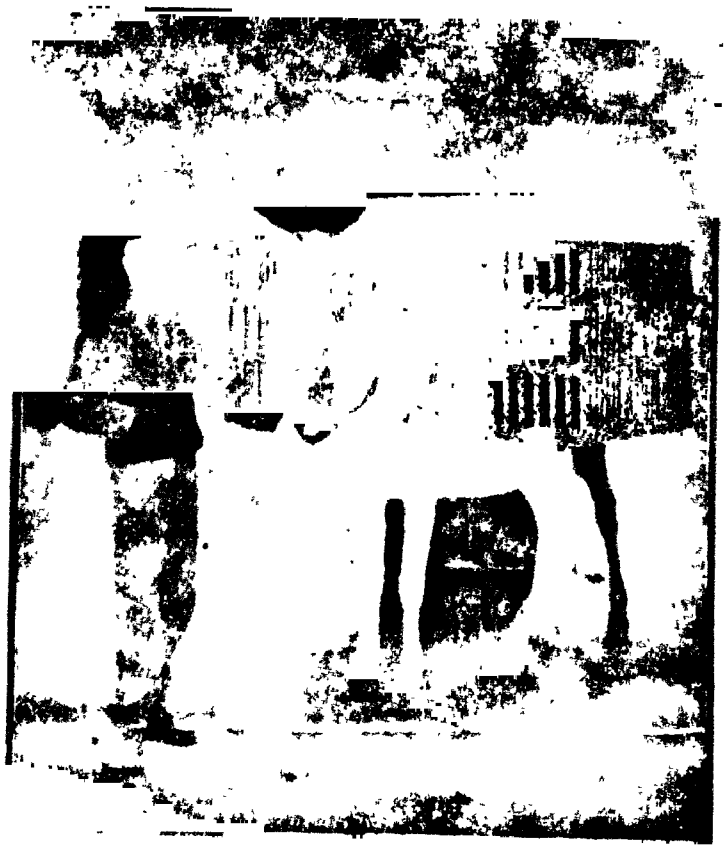

نامہ بر کبوتروں کے سفر کی آشیانے

جاری رکھنا ایک منطقی نتیجہ ہے ' مگر اسکی قسمت میں پابندی نہیں - کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ کبوتر ڈھابلیوں کے ہر طرف اڑائے جاتے ہیں - بارش ' کہر ' اور برف کے زمانے میں اڑانے کی کوشش نہیں کی جاتی - جاڑے کے زمانے کو بالکل غیر مناسب سمجھا جاتا ہے - فروری ' مارچ ' اور اپریل کے مہینے پنکھوں کی نگرانی و پرداخت کے لیے وقف ہوتے ہیں -

عمر کے لحاظ سے کبوتروں کے دو درجے ہوتے ہیں - پہلے درجے کے کبوتر یا تمام افواج کی نور جسکی عمر ۱۸ مہینے سے لیکے ۸ برس تک ہوتی ہے ' روزانہ اپنی ڈھابلی سے اڑکے وہاں تک جاتے ہیں ' جہاں وہ جنگ کے زمانہ میں رکھے جائینگے - یہ یا تو چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں اڑتے ہیں یا کبھی ایک دم سے چھوڑ دیے جاتے ہیں ' مگر بہر صورت انمیں سے ہر ایک کے کان کا خیال رکھا جاتا ہے تا کہ ہر کبوتر کی مشق اچھی طرح ہو جائے - بعض کبوتر عرصہ تک فوجوں کی اجتماع گاہوں میں بند رہتے ہیں - یہ ریسٹ زمانے تک کسی خاص راہ پر باقاعدہ ہر روز اڑائے جاتے ہیں -

مسافت کی مقدار پہلے دن ۲۰ کیلومیٹر (ساڑھے ۱۲ میل) ہوتی ہے - تیسرے دن ۳۰ کیلومیٹر چھٹے دن ۵۰ کیلومیٹر - چودھویں دن ۸۰ کیلومیٹر - بیسویں دن ۱۳۰ کیلومیٹر - ستائیسویں دن ۲۱۰ کیلومیٹر - اور چونتیسویں دن ۳۰۰ کیلومیٹر کردی جاتی ہے -

ایک سال کی عمر کے پنکھوں کو بھی چھہ ہفتے میں مزید بھی مشق کرائی جاتی ہے - ڈھابلی کے آس پاس چند ابتدائی اڑانوں کے بعد اولاً ۱۰ - کیلومیٹر تک جاتے ہیں ' اسکے بعد مسافت بتدریج بڑھتی جاتی ہے - یہاں تک کہ چھٹے ہفتہ کے آخر میں ۲۰۰ کیلومیٹر پورے ہو جاتے ہیں -

پرواز کی مشق خشکی یا دریا میں ' جس پر کبوتر خانوں کی مقامی حالت اجازت دے ' کرائی جاتی ہے - دھوپ کی گرمی کے خیال سے کبوتر بہت ہی تڑکے چھوڑے جاتے ہیں - موسم سرما میں شرح پرواز ۸۰ سے لیکے ۹۰ میٹر (ڈیڑھ میل) فی منٹ ہوتی ہے ان مشقوں کے نتائج ' گم شدہ کبوتر ' دیگر سانحات ' یہ سب چیزیں قلمبند ہوتی ہیں -

چونکہ ان مشقوں کا مقصد کبوتروں کو باقاعدہ نامہ بری کی تعلیم دینا ہے ' اسلیے انکے ساتھہ ایسے خطوط بھی کردیے جاتے ہیں جو خاص طور پر اسی غرض سے ہلکے اور محفوظ بنائے جاتے ہیں تا کہ بحفاظت و سہولت جا سکیں -

(مراسلات)

مراسلات یا تو تحریری ہوتی ہیں یا عکسی - اول الذکر عموماً کاغذ پر ہوتے ہیں جو ۳ - سے ساڑھے ۴ - انچ تک ہوتا ہے - بیچ سے موڑ کے پتی کی طرح لپیٹ دیتے ہیں جسکے بعد اسکی ضخامت کوئی ڈیڑھ انچ کی ہوتی ہے ' اور ایک سرے کی طرف گاڑھ دم ہوتی چلی جاتی ہے -

عکسی مراسلات ۱۱ × ۱۴ انچ کی فلمی تحریروں سے ۱½ × ۲ کی جھلی پر لپٹی جاتی ہیں - عکسی مراسلات جب پہنچتی ہیں تو اس جھلی کو ایک شیشہ کی پلیٹ پر مدھکے خوردبین (Glass magnifying) سے یا طلسمی لالٹین کے ذریعہ اسکا پرتو نکالے پڑھتے ہیں - مشقی مراسلات میں یہ ترمیم ہوتی ہے کہ اس کبوتر کے پٹرے کی اطلاع فوجی حکام کو دیدی جائے - اسکے علاوہ اس کبوتر کی منزل مقصود ' جتنے کبوتر چھوڑے گئے ہیں انکی تعداد ' انکے سلسلہ وار نمبر ' نیز علم البحر کے متعلق چند ضروری نوٹ درج کیے جاتے ہیں -

مراسلات دو قسم کے چونگوں میں بھیجے جاتے ہیں - ایک قسم کا چونگا کبوتر کے پروں کا ہوتا ہے جسکا طول ڈیڑھ انچ اور قطر آدھ انچ ہوتا ہے -

مراسلات روانہ کرنے والا اپنے زیر حفاظت کبوتر کو پکڑ کے اسکے دم کی طرف سے سینے سے لگا لیتا ہے اور اس کے درمیانی پروں میں سے دم کو علحدہ کرکے اس میں نلکی کو دالدیتا ہے ' اور بعدہ دونوں طرف کے رسیوں کو اچھی طرح بل دیدیتا ہے کہ جب مراسلہ نکالی جائے تو پھر اپنی اصلی حالت میں آجاتے ہیں - اسکے بعد اس نلکی کے اندر جو خول ہوتا ہے جسمیں مراسلت ڈالکے دیا سلائی سے بند کردی جاتی ہے -

دوسری صورت یہ ہے کہ الیومینیم کا ایک چونگا کبوتر کی ٹانگ میں باندھدیتے ہیں ' اور مراسلت ایک چھوٹے چونگے میں رکھکے اس بڑے چونگے کے اندر ڈالدیتے ہیں - ہر فوجی نامہ بر کبوتر پر بعض خاص نشانات ہوتے ہیں جن سے فوراً پہچان لیا جاتا ہے - بائیں پیر میں الیومونیم کا ایک چھلا ہوتا ہے جس پر تاریخ ' کبوتر خانے کا پتہ ' اور نمبر شمار منقش ہے - یہی نقوش مع حرف "ن" یا "م" کے بغرض اظہار جنس کے پازو پر بھی چھپے ہوتے ہیں - اسکے علاوہ اجتماع گاہ افراج اور ہر کبوتر کی جنس کا علم اس رنگین مصنوعی ہاتھی دانت (Celluloid) کے حلقہ سے بھی ہو جاتا ہے ' جو کبوتر کے دھنے پر میں ہوتا ہے - حلقے بٹی ہوئی رسی کی طرح بنائے جاتے ہیں اور بٹی ہوئی تاروں میں بل دیے جاتے ہیں - ڈھائی بل ہر کبوتر اور اور ڈیڑھ بل کی علامت قرار دیگئی ہے - اسکے علاوہ سیاہ ' سفید ' نیلا ' سرخ ' سبز ' بنفشی کے سات طرح کے رنگ لگے ہوتے ہیں ' جو مختلف اطراف کی علامتوں کا کام لیا جاتا ہے -

(اسباب و وسایل)

طریق تربیت کے اس مختصر خاکے کی تکمیل کے لیے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان مادی سامانوں کو بھی بیان کردیا جائے ' جو فرانس نے فوجی کبوتروں کی تربیت میں استعمال کیے جاتے ہیں - اسمیں دانہ پری کا سامان مع کابوں کے شامل ہے -

چونکہ کبوتروں کو صرف چند مقررہ گھنٹوں ہی میں خانوں سے نکالا جاتا ہے ' اسلیے ہر حصہ (کمپا ثمنٹ) کے دروازے پر خاص داخلہ کے پنجرے رکھے رہتے ہیں - یہ پنجرے اس طرح کے بنے ہوتے ہیں کہ کبوتر اندر جا تو آسانی سے سکتا ہے مگر نکل نہیں سکتا -

پنجرے عموماً ۲ انچ اونچے ' ۲۳ انچ لمبے ' ۲۸ انچ چوڑے ہوتے ہیں - انکے نچلے آدھے تختوں سے ہوتے ہیں جن میں ڈیڑھ ڈیڑھ انچ کا باہم فصل ہوتا ہے - اوپر آدھی حال ہوتا ہے جسکا ہر حلقہ ۳ - ۴ انچ کا ہوتا ہے - یہ گنجایش اتنی ہے کہ اندر جانے کے لیے تو کافی ہے مگر باہر نکلنے کے لیے بالکل ناکافی ہے - سامنے کا بالائی حصہ بالکل دونوں پہلوؤں کی طرح ہوتا ہے مگر زیریں حصہ بدستور تاروں کے ایک متحرک چوکھٹے سے بند کردیا جاتا ہے - یہ چوکھٹا ایک طاقچہ میں جھولتا رہتا ہے جو اس چوکھٹے کی بالائی سلاخ میں ہوا ہوتا ہے ' اور زیریں سلاخ اسقدر بھاری ہوتی ہے کہ اس تمام تاروں کے چوکھٹے کو اندر جانے دیتی ہے مگر باہر آنے نہیں دیتی - جب کبوتر واپس آتے ہیں تو پنجرے کے سامنے والے تختے پر بیٹھکے اس چوکھٹے کو دھکیلتے ہوئے اندر جاتے ہیں - جب نکلنا ہوتا ہے تو دم کے بھاری اٹھا دیتے ہیں -

وہ تختہ جس پر کبوتر آکے بیٹھتے ہیں ' اسلیے لمبا بنایا گیا ہے تاکہ بچونکہ اپنے خانے کا راستہ ملنے میں سہولت ہو -

وہ اسباب جسمیں بیٹھکے مادہ انڈے سیتی ہے ' بالائی خانوں میں بنائے جاتے ہیں - ہر خانے میں دو آشیانے ہوتے ہیں کیونکہ پہلی جھول کے بچوں کے نکلنے کے بعد سے تین ہفتے کے اندر (دسرے قبل اسکے کہ بچے خود دانا چگنے کے قابل ہو جائیں) جوڑے دوسری جھول کے انڈے دیدیتے ہیں - ان خانوں کا بالائی حصہ اسطرح بنایا جاتا ہے کہ کبوتروں کے لیے اندر روشنی آسکے - سامنے کا حصہ لکڑی کی جالی سے بند ہوتا ہے جو آسانی کے ہوتے اٹھائی جاسکتی ہے -

کبوتروں کو ایک مقام سے دوسرے مقام پر لیجانے کے لیے جو ٹوکرے بنائے جاتے ہیں ان کا ذکر ہو چکا ہے - جب کبوتروں کو لیجانا ہوتا ہے تو اس ٹوکرے کے اوپر ہوتا ہے یہ ٹوکرے جن مختلف حصوں پر مشتمل ہوتے ہیں ' جسمیں سے ہر ایک میں ۱۲ سے ۳۰ ' ۱۲ سے ۱۵ ' اور ۴ سے ۶ کبوتر تک آسکتے ہیں - یہ ٹوکرے یا تو راستہ کی گاڑیوں میں جاتے ہیں یا خچر پر رکھکر لیجائے جاتے ہیں

فوجی حکام جہاں تک ہوسکتا ہے نامہ بر کبوتروں کی پرورش کی حوصلہ افزائی کرتے رہتے ہیں - فرانس نے ملکی (سول)

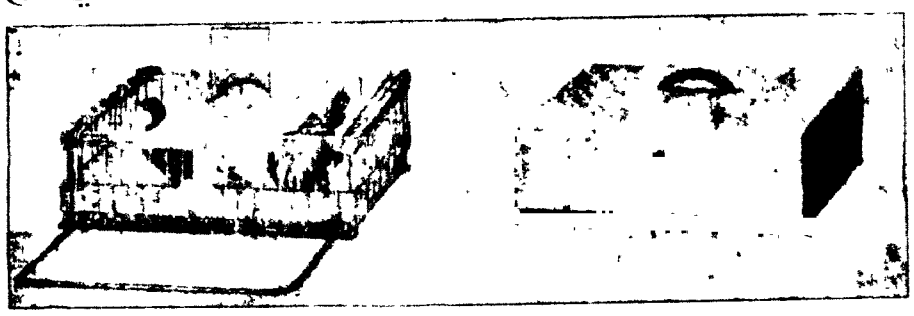

[۱] کبوتر ونکا سعری آشیانہ - ایک بالکل بند سالم حصہ دکھلایا گیا ہے اور ایک جالی دار ہے -

[۲] نامہ بر کبوتروں کے اترنے کا مکان یا اسٹیشن -

افسروں میں بہت سے لوگوں کے پاس کبوتر خانے ہیں جنمیں بہت سے تربیت یافتہ نامہ بر کبوتر ہیں ' اور جو براہ راست صیغۂ جنگ کی نگرانی میں داخل ہیں -

فرانس نے نامہ بر کبوتروں کو سرکاری طور پر تعلیم دینے کی تاریخ سنہ ۱۸۷۰ کی جنگ جرمنی و فرانس سے شروع ہوتی ہے - پر افسوس ان مسکین پرندوں کی تربیت بہت ہی معمولی ہوئی تھی ' مگر انھوں نے ایسے عجیب و غریب کام انجام دیئے کہ اب آیندہ جنگ میں انکی اعانت پر پورا پورا اعتماد کیا جاتا ہے

(نامہ بر کبوتر اور طیارات)

غالباً عنقریب کبوتر ایروپلین یعنی ہوائی جہازوں کا بھی کام کرینگے ' اگرچہ طیارچیوں کو ان سے طبیعی عداوت ہے کیونکہ وہ کبوتروں کو اپنا ایک خطرناک دشمن سمجھتے ہیں - انکا خیال ہے کہ ایک نیزرو ایروپلین کی رسی کو پھر پھرانے والے کبوتروں سے صدمہ پہنچتا ہے اور اوندے کا پروپلر (Propeller) (ہوائی جہاز کے سامنے کا ایک آلہ) بعض دفعہ ٹوٹ اور بھی خطرناک ہوگا -

ان امور کے انسداد کے لیے یہ تجویز کیا گیا ہے کہ کبوتروں کو چھوڑتے وقت انکا سر پیچھے کی طرف موڑ کے کسی ایسی نالی میں سے چھوڑا جائے کہ جب تک یہ حیرت زدہ پرند سنبھلکر اوڑنا شروع کرے ' اوسوقت تک طیارہ ان سے بہت دور نکل جائے اس تجویز کا آیندہ موسم سرما میں تجربہ کیا جائیگا "

یہاں تک سائنٹفک امریکن کے مقالہ نگار کے مضمون کا ترجمہ تھا - بہت کم لوگوں کو یہ بات معلوم ہوگی کہ اس وقت تک یورپ کی ایک بڑی حکومت نامہ بر کبوتروں کی تعلیم و تربیت کا ایک ایسا باقاعدہ جنگی صیغہ رکھتی ہے ' اور جو فرانس اس عہد دخان و برق میں اپنے ہوائی طیارات سے شہرت حاصل کرچکا ہے.

وہ ان قدرتی اڑنے والے نامہ بروں کی طرف سے بھی غافل نہیں ہے ' اور ہمسے بہتر ہوائی جہاز بھی اپنے کبوتروں سے بے نیاز نہ کرسکے ہیں !

اسکے بعد ہم نامہ بر کبوتروں کی تاریخ گذشتہ کی طرف متوجہ ہونگے ' اور علی الخصوص اسلامی عہد کی تربیات و انتظامات کا تذکرہ کرینگے - کیونکہ یہ فن بھی مسلمانوں کے عہد عروج کا کچھ کم ممنون نہیں ہے -

عالم اسلامی

یورپ و امریکہ اور مذہب بہائیہ

موجودہ رئیس البہائیہ کا سفر ہند !

مسٹر اسٹیفن ایف ایوس امریکن بہائی لیڈی

مبلغہ انگلستان اور امریکہ میں تبلیغ اسلام کی تحریکات زور و شور سے شروع ہوگئی ہے اور یورپین اقوام نے اسکے لیے عنقریب سوال تقدم پیش کردیئے ہیں تو یہ امر بیشبہ قابل توجہ سمجھا جائیگا کہ یورپ و امریکہ کا ایک نیا ایرانی مذہب جو برسوں سے اپنی حامیوں کے صدا دعوۃ و حسن و خوبی کے ساتھ بہت سے غیر معمولی جد وجہد کر رہا ہے اور جسکے متعلق حالات سے ایران کے باخبر اہل چسپی لی گئی ہے ' امریکہ کی جدت پسندی تلاش مذہب سے فائدہ اٹھانے میں بہت کامیاب ہوا ہے ' اب انگلستان میں بھی اپنی دعوتی تحریک کا سامان کر رہا ہے -

بعہد محمدعلی باب کی موسسہ اور سید بہاء اللہ کی دعوی کردہ بہائی تحریک جسکی ابتدا ادعاء مہدیہ سے ہوئی ہر لحاظ سے ایک بالکل مستقل اور مختلف جدید شریعت و کتاب مذہب ہے ' اور ایران کے علاوہ بھی ساری دنیا کے اچھی تعداد ہندوستان برما ' مصر ' کردستان ' امریکہ تعداد ' اور عراق عجم میں موجود ہے

ابھی چند ہفتوں کی بات ہے کہ ایک امریکن بہائی لیڈی نے ہندوستان کا سفر کیا تھا تاکہ بہائی مذہب کی تبلیغ کو حکومت پہنچائے اور عرصے تک دلہی میں مقیم رہی تھی - ولایت کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ عباس افندی یعنی موجودہ رئیس بہائیہ عنقریب ہندوستان آنے والا ہے -

حال میں ہم نے ایک صاحب علم بزرگ سے مذہب بہائی کی تاریخ و عقائد کے متعلق استفسار کیا ہے - اسکا تفصیلی جواب "عقائد و اصولنا" کے سلسلے میں لکھنا چاہتے تھے لیکن واقعۂ املاء کی بعض عقائد سے تمام تفصیلات روک لی ہے ' اسلیے دیگر سوالات کی طرف متوجہ ہونے کا موقعہ نہیں ملا - ہمارے پاس اس مذہب کی صحیح تاریخ اور تمام عقائد و معتقدات و تغیرات کا بہترین مواد عرصے سے موجود ہے ' اور متعدد مشاہیر علماء بہائیہ سے بعض کے دلہام میں نہایت مفصل صحبتیں رہچکی ہیں - بہائی عقائد و اصول کی کتابیں عرصہ تک بالکل خفیہ نہیں اور اجنبیوں کیلئے انکا دیکھنا تقریباً محال تھا پھر بغداد و عکہ اور مصر و امریکہ میں بعض بعض طبع ہوئیں ' لیکن انپر بھی اجنبیوں میں تقسیم نہیں کیا گیا اور سوائے " مسالۂ سیاح" وغیرہ کتب دعوۃ و تبلیغ کے اصل

روزانہ الھلال

چونکہ ابھی شائع نہیں ہوا ہے ' اسلیے بذریعہ ہفتہ وار مشتہر کیا جاتا ہے کہ امیرالبدری یعنی سوزنی کام کے گل دار پلنگ پوش ' میز پوش ' خوان پوش ' پردے ' کامدار چوغے ' کرتے ' رلئی پارچات ' شال ' الوان ' چادریں ' لولیاں ' نعاشی مجدا (ماری کا سامان ' مشک ' زعفران ' سلاجیت ' ممیرہ - چدوار ' ریرہ ' گل بنفشہ وغیرہ وغیرہ ہم سے طلب کریں - فہرست مفت ارسال کی جاتی ہے - (نمی کشمیر کوآپریٹیو سوسائٹی - سری نگر - کشمیر)

شیخ عبد اللہا عباس افندی

موجودہ رئیس البہائیہ حد عنقریب ہندوستان آ رہا ہے

تعلیم و عقائد اور نظام رائج کی کتابیں صرف بہائی جماعت ہی میں محدود رہیں مثلاً الخصوص کتاب "البیان" جو محمد علی باب کے بطور ایک الہامی کتاب کے پیش کی تھی اور جسے بہائیہ منسوخ قرار دیتے ہیں اور کتاب "اقدس" جو بہاء اللہ نے پیش کی تھی اور جو اب مذہب بہائی کا اصل الاصول اور کتاب وحی آسمانی ہے' نیز عبادات و اعمال کے مسائل' باہمی معاملات و محاصمات کی مصطلحات' بہاء اللہ اور جمیع ازل کے مخاطبات' وغیرہ وغیرہ صرف مشاہیر علماء بہائیہ ہی کے پاس رہتی تھیں' اور عوام بہائیہ کو بھی سوائے کتب احکام و عقائد کے اصلی ذخیرہ بہت کم دیا جاتا تھا -

لیکن ہمارے پاس یہ تمام ذخیرہ موجود ہے - کتاب "البیان" اور "اقدس" اور کتاب الصلوٰۃ وغیرہ قلمی ہیں جنکی نقل بمشکل حاصل کی تھی - انکے علاوہ بیس حالیس چھوٹے بڑے مطبوعہ رسالے بھی ہیں جنسے تمام اصلی اور اندرونی حالات پر روشنی پڑتی ہے -

پچھلے دنوں غالباً حضرت ولی و افراد بہائیوں نے قاہرہ میں اپنے عمدہ پریس جاری کیا ہے جسکا نام مطبع "مرسان العلمیہ" ہے اس پریس میں بھی متعدد کتابیں نئی طبع ہوئی ہیں - ازانجملہ موجودہ رئیس بہائیہ شیخ عباس آفندی کے عربی و فارسی رسائل و خطوط ہیں جو متعدد سوالات کے جواب میں لکھے گئے تھے - اسکا قلمی نسخہ بعض بہائی دعاۃ کے پاس پہلے دیکھ چکا ہوں - اب چھپنے کی وجہ سے بآسانی ہاتھ آگئی ہے -

اسی طرح "گب سیریز" میں مسٹر اڈورڈ براؤن نے "تاریخ بہائیہ" شائع کرنے جو در اصل "مقالۂ سیاح" کا اصلی نسخہ ہے اسکی ابتدائی دھندلی و ظلمت کی پوشیدہ تاریخ بھی شائع کردی ہے -

بس ایک نہایت مفصل اور دلچسپ مضمون مذہب بہائی کی تاریخ پر لکھنا حاسد ہے - بشرطیکہ لکھنے کی مہلت ملے

* * *

شئون عثمانیه

سلطان عبد الحمید نے میرزا یحیی کا شانی ملقب به " صبح ازل " کو ایڈریا نوپل میں اور بہاء اللہ کو عکہ میں رہا تھا - یہی عکہ بہائی مذہب کا موجودہ مرکز ہے - شیخ بہاء اللہ کے بعد اسکا بڑا لڑکا " عباس افندی " جانشیں ہوا - وہ ایک صاحب علم' وسیع المعلومات ' اور نہایت فصیح وبلیغ شخص ہے

دستوری حکومت کے اعلان تک رئیس بہائیہ کو عکہ سے باہر نکلنے کی اجازت نہ تھی - اعلان مشروطہ کے بعد آزادی دیدی گئی - اس وقت سے ابتک شیخ عباس نے متعدد سفر کیے ہیں ' پہلے مصر گیا - پھر امریکہ کا سفر کیا جہاں کئی ہزار امریکن بہائی موجود ہیں اور متعدد شہروں میں انہوں نے اپنی مذہبی سوسائٹی (بیت العدل) قائم کر رکھی ہے -

پچھلے دنوں وہ انگلستان آیا اور متعدد صحبتیں تحریک و دعوۃ کی منعقد کی گئیں - مگر اس بارے میں انگلستان اور امریکہ بالکل مختلف آبادیاں ہیں - یہاں مذہبی تحریکیں اس قسم کی سیاحتوں سے قائم نہیں ہوسکتیں - تاہم بعض اخبارات میں ایک نئے ایرانی مذہب کا ذکر کیا گیا ' بعض رسائل نے اپنے نامہ نگاروں کو تحقیق حال کیلیے بھیجا ' بعض نے البتی اور انکے امریکن اور ایرانی ساتھیوں کی تصویریں شائع کیں - غرضکہ تھوڑے سے کچھ چرچا ہوگیا -

متعدد امریکن عورتیں انکے ہمراہ ہیں جو بہائی ہوگئی ہیں - انہی میں سے ایک نوجوان داعیہ حال میں دلکشہ آئی تھی -

خیال کیا جاتا ہے کہ شیخ عباس آفندی اب ہندوستان کے سفر کا ارادہ کر رہے ہیں جو تمام دنیا میں مسلمانوں کا سب سے بڑا مرکز ہے اور جہاں گذشتہ بیس پچیس سال سے بہائی داعی متصل مگر بالکل خاموش کام کر رہے ہیں - غالباً وہ عنقریب سیلون و برما ہوکر ہندوستان پہنچیں -

مقامی معاصر " ہندو پیٹریٹ " نے شیخ عباس اور انکے ساتھیوں کی تصویریں بضمن سفر انگلستان و ندوۂ داعیۂ امریکہ شائع کی ہیں - ہم نے انکے بلاک اشاعت کیلیے منگوا لیے تھے جو آجکی اشاعت میں درج " الہلال " کرے ہیں -

ان میں پہلی تصویر ایک امریکن بہائیہ کی ہے - اسکا نام مسز اسٹے نرڈ ہے - وہ شیکاگو (امریکہ) میں بہائی ہوئی اور پھر تکمیل و تربیت کی غرض سے پانچ سال تک عکہ میں مقیم رہی - پچھلے سال بہائی مذہب پر لکچر دینے کیلیے اس نے حضرت کا سفر کیا اور وہاں سے گذشتہ دسمبر میں بمبئی پہنچی - بمبئی میں کچھ دنوں رہکر کراچی آئی اور کانگریس کے موقع پر اس میں شریک ہوئی - وہاں سے مدراس گئی اور مدراس سے [illegible]

بہائی مذہب کے داعی جس سرگرمی [illegible] ساتھ کام کر رہے ہیں ' اسمیں ہمارے لیے [illegible] ہے - لندن ' بمبئی ' الہ آباد ' مدراس [illegible] ہندو بہائیوں کی [illegible] آجکل [illegible] ہوئیں کو حالت معلوم ہے

دولت عثمانیه کي موجودہ مالي حالت

قرض اور آمدني

[illegible] سلطنت کے عام حالات پر اسکي مالي حالت کا بہت بڑا اثر پڑتا ہے - خصوصاً دولۃ عثمانیہ کہ یورپ کے ضغط و فشار اور اسکی عجز و درماندگی کي اصلي وجہ اسکي مالي حالت ہی ہے - اسلیے ضروري ہے کہ جب آپ دولۃ عثمانیہ پر نظر عام ڈالتے ہوے اسکي مشکلات پر غور کریں ' تو اسکي مقروضیت کي وسعت اور اسکي آمدني کي قلت کو بھي پوري تفصیل کے ساتھہ پیش نظر رکھیں -

دولۃ عثمانیہ پر یورپ کے جسقدر قرض ہیں ' انکي دو قسمیں کي گئي ہیں :

(۱) وہ جو کسي نظام و آئین کے ماتحت ہیں -

(۲) جو اس قید و بند سے آزاد ہیں -

پھر منتظم اور با قاعدہ قرضوں کي بھي ۳ - محرم کے اتفاق (اگریمنٹ) کي رو سے دو قسمیں ہیں -

(۱) وہ جو صیغہ قرضہ ہاے عام بعني (صندوق الدین) کے ذریعہ سے ادا ہونگے -

(۲) وہ جو دولۃ عثمانیہ نے کسي اجنبي بنک سے اس شرط پر لیے ہیں کہ وہ خود براہ راست ادا کردیگي -

وزیر مال نے اپنے صیغہ کي جو رپورٹ سب سے آخر میں شائع کي ہے ' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آخر فروري سنہ ۱۹۱۱ع تک دونوں طرح کے باقاعدہ قرض حسب ذیل تھے :

" دولۃ عثمانیہ کے یورپ سے جو قرض اس شرط پر لیے ہیں کہ وہ صیغہ قرضہاے عام یا صندوق الدین کے ذریعہ سے ادا ہونگے ' انکي مجموعي تعداد ۹,۱۳,۵۶,۳۲۸ عثماني پونڈ ہے - یہ صیغہ جسوقت سے قائم ہوا ہے اسوقت سے لیکر سنہ ۱۹۱۱ع تک اس رقم میں سے کچھ اوپر دو ملین ادا ہوچکے ہیں - اب عثماني خزانہ کے ذمہ ۸۲ ملین ۱۰ ہزار ۳ سو ۵۰ ملین پونڈ باقي ہیں - (ایک ترکي پونڈ ۱۲ - روپیہ کا ہوتا ہے)

اصلي قرض میں ۵,۷۹,۰۸,۳۲۰ پونڈ کي وہ رقم بھي ہے ' جسکا سمار ان قرضوں میں ہے جو ریلوے کی آمدني سے ادا ہونگے - اسکا سود ۴ فیصدي ہے ' اور یہ ۳ محرم کے اتفاق میں منظور بھي ہوچکا ہے - اسکے علاوہ باقی ۲,۳۴,۴۸,۰۰۸ پونڈ میں مندرجۂ ذیل رقمیں شامل ہیں : سنہ ۱۸۹۰ ' ۱۹۰۳ ' ۱۹۰۴ ' اور ۱۹۰۵ کے قرض جنکا سود ۴ فیصدي ہے - وہ رقمیں جو ۱۹۰۵ع اور سنہ ۱۹۰۸ع میں تعداد ریلوے کي ضمانت پر لی گئي ہیں - انکا سود بھي ۴ فیصدي ہے - سنہ ۱۸۹۶ع کا قرض جسکا سود ۵ فیصدي ہے

دولۃ عثمانیہ کے یورپ کے بنکوں سے جو قرض اس شرط پر لیے ہیں کہ وہ خود براہ راست ادا کردیگي ' انکی مجموعي تعداد [illegible] عثماني پونڈ ہے - جسمیں سے آخر فروري سنہ [illegible] فریباً ۴ ملین پونڈ ادا ہوچکے ہیں ' اور ۷۲ ۸,۰۸,۸ [illegible] خزانہ کے ذمہ واجب الادا ہے

اس رقم میں مختلف قسم کے قرض شامل ہیں- ۲۱,۴۸,۲۱,۸۶۰ پونڈ کی رقم ۱,۸۵۵ اور ۱۸۹۱ کے قرضوں کی ہے جسکا سود ۴ فیصدی ہے - ایک رقم سنہ ۱۸۹۴ کے قرض کی ہے جسکا سود ساڑھے تین فیصدی ہے - ان قرضوں کی ادائگی مصر کے خراج سے ہوتی ہے -

ایک قسم کے قرض تیے - دوسری قسم کے قرضوں کی تعداد ۴۴,۷۲,۳۱۳ پونڈ ہے - اسمیں مندرجۂ ذیل قرض شامل ہیں:

اجارہ نمبا کو کی کمپنی کا قرض جو سنہ ۱۸۹۳ع میں ۴ فیصدی پر لیا گیا ہے - ریلوے کمپنی کا قرض جو سنہ ۱۹۹۳ع میں ۵ فیصدی پر لیا گیا ہے - صرمہ بندرمہ ریلوے کمپنی کا قرض جو سنہ ۱۹۱۱ع میں ۴ فیصدی پر لیا گیا ہے - ان قرضوں کی ادائگی بعض مقررہ مالی معاہدوں سے ہوتی ہے -

قرض کی تیسری قسم چدگی کے قرض ہیں - انکی مقدار ۲,۲۶,۴۰,۰۲۴ پونڈ ہے - اسمیں سنہ ۱۹۰۲ اور ۱۹۰۹ کے قرض اور سنہ ۱۹۱۱ع کے قرض کی پہلی قسط بھی شامل ہے - ان بیدوں کی شرح سود ۴ فیصدی ہے - انکی ادائگی خود حکومت کو براہ راست کرنا پڑتی ہے -

اس تفصیل سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ آخر فروری سنہ ۱۹۱۱ع تک دولہ عثمانیہ کے عام قرضوں کی کل مقدار ۲,۹۱,۲۲,۴۲,۹۱۱ فرانک تھی (ایک فرانک دس آنہ کا ہوتا ہے) جسمیں سے اسوقت تک ۲۶,۶۸۵,۳۰۱,۰ فرانک ادا ہوچکے ہیں اور ۲,۶۰,۵۶,۱۶,۲۲۶ فرانک دولۂ عثمانیہ کے ذمہ باقی ہیں -

لیکن اسکے بعد ہی دولۂ عثمانیہ دو شدید ہولناک جنگوں میں گرفتار ہوگئی - علی الخصوص جنگ بلقان میں اسے سخت ہزیمت ہوئی اور قرض بجائے کم ہونے کے اور بڑھگیا - چنانچہ معاہدہ بخارسٹ اور ادرنہ کے واپس لینے سے قبل (آخر جون سنہ ۱۹۱۲ع میں) وزیرمال نے اعلان کیا تھا کہ اسوقت دولۂ عثمانیہ کے ذمہ قرضہائے عام کی مقدار ۱۳,۰۲,۰۴,۴۵۷ عثمانی پونڈ یعنی ۲,۹۹,۵۸,۵۲,۵۱۱ فرانک ہوگئی ہے -

اسوقت قسطنطنیہ اور یورپ میں عثمانی رعایا کی تعداد ۱۸۰۰۰۰۰ لاکھ ہے - ایشیا میں جن ممالک پر دولۂ عثمانیہ عملی افسروں کے ذریعے حکومت کررہی ہے ، انکی آبادی ۱۵۱۰۰۰۰۰ ہے - اگر یہ قرض تمام عثمانی رعایا پر تقسیم کیجے تو ہر شخص کے ذمہ ۱۴۳ فرانک پڑینگے -

لندن پیس میں جو مؤتمر مال منعقد ہونے والی ہے ، اسمیں ممبروں کا ایک حصہ صرف ریاستہائے بلقان سے لیا جائیگا اگر یورپ کے دولتی تعصب سے کام نہ لیا تو امید ہے کہ اس فاتحہ حصہ ریاستہائے بلقان کے ذمہ لگا جائیگا ، اسکی مقدار قریبا ۴۶۶۰۰۰۰۰۰ فرانک ہوگی - اسکے بعد دولۂ عثمانیہ کے ذمہ ۲۵۰۰۰۰۰۰۰ فرانک اور رہیگی سمجھے جائینگے ، جسمیں عدم منتظم قرضوں کے سامل کرنے سے بعد ۱ آخر جون سنہ ۱۹۱۳ع تک) ذمہ عثمانیہ کی کل رقم ۳,۶۸,۱۶,۴۱۱ عثمانی پونڈ ہوگی - اس میں وہ قرض بھی شامل ہیں جو مختلف ملکوں سے لیے گئے اور اب اس اخری فرانسیسی قرض سے ادا کیے جائینگے -

---

اس سے پہلے الہلال کا میں نیا زمانہ سبعہ - معدود ہے خدا کرے اس مجلس پیمہ کی آشائیت ہو شہر ... ثانی ... ہو جائے :

... جرے عہد نہ چھوڑا زمانے
... ہے موج قلزم ... آشنائے میں
... نین ...

ممبران ...

نقد عمیر ساہ محمد چندا حسینی ... ناظر ... حیدر آباد -

بریڈفرنگ

تلخیص و اقتباس

اسد پاشا کی گرفتاری کے متعلق تازہ انگریزی ڈاک میں تفصیلات آگئی ہیں مگر بیانات باہم مختلف ہیں - معلوم نہیں ہوتا کہ دونوں وزارتوں سے اسد پاشا کا استعفا سہزادہ وحید کی ملاقات کا نتیجہ ہے یا محافظ فوج میں اضافہ ہونے کا؟ بہر حال ہوا یہ کہ ڈچ جندرمہ (جنگی پولیس) کے افسر اعلی نے اسد پاشا کو حکم دیا کہ اپنی فوج کو منتشر کرکے ہتیار حوالے کردے - اس نے انکار کیا - بیان کیا جاتا ہے کہ اسکے بعد اسد پاشا کی فوج نے آتشباری شروع کردی تھی جسکا جواب اس فوجی توپخانہ نے دیا جو پہلے سے بطور احتیاط موقع (بوربشن) پر رکھدیا گیا تھا - مگر اسکے بعد اسد پاشا نے صلح کا سفید جھنڈا بلند کردیا -

ایک مشترکہ فوج اسد پاشا کے گھر کی طرف بڑھی اور فوجی افسر آسٹریا ہنگری کے ایک افسر کو لے آئی - یہاں سے وہ ایک اطالی سحابی جہاز پر سوار کرکے بیروت بھیجدیا گیا -

اسد پاشا نے ایک اعلان پر دستخط کردیے ہیں ، جسکا مطلب یہ ہے کہ وہ البانیا کے معاملات میں شہزادہ وحید کے تعدی اجازت دخل دینگے

پیرس میں دول کی مجلس ... منعقد ہوئی - البتہ ... قبضہ کے متعلق ... مجلس ... پیرس کی عارضی حکومت کے درمیان ... ایک تعلق ہو ہے - اسکا خلاصہ یہ ہے کہ ملک دو انتظامی صنعوں (دواثور) میں تقسیم کردیا جائے جو والیوں (Prefect) کے ماتحت ہوں جسمیں یونانی مذہبی و غیر مذہبی عمارات ہیں ، وہ سب بدستور قائم رہیں - عام مدارس کے ابتدائی تین درجوں میں تعلیمی زبان البانی اور یونانی ، دونوں ہوں - اسیطرح محاکم انتظامی ، اور قانونی عدالتوں میں بھی یونانی زبان البانی زبان کے پہلو بہ پہلو بولی جائے - اہل پیرس سے ہتیار لے لیے جائیں - جندرمہ (جنگی پولیس) کے لیے اسلحہ جات پیرس سے فراہم کیے جائیں - اس جندرمہ کی خدمات کسی دوسری جگہ کے لیے صرف اسی وقت لی جاسکیں کہ جبکہ کسی بڑی طاقت سے مقابلہ کی صورت پیش آجائے اور اسکا فیصلہ بین المللی کمیشن کریگا - یہی کمیشن تنظیم و ادارۂ داخلی اور نئی حکومت کے قیام کا بھی ذمہ دار ہوگا آخر میں یہ ہے کہ اہل اپیرس عام معافی دیدیگئی -

... سے ... میں بلغاری ایوان سورای ... کے ... کم صحتیں رہیں ... وقوع نہ ہوئی کہ بلغاریہ ... مورخ مصاحب اور نامورادیبوں نے لیے کوسف اور دیف کی ... ہیں اب تک ذمہ دار ہیں ؟ اعضاء (ممبرس) نے اپنی اپنی ... رعایوں نے حیالات بیان کیے ... بالتمر ... مباحثہ و مدافعہ ... جلسہ اس پر ہوا کہ تمام ... جدت ... کی تعوذ ... اور اسکے لیے متحدہ سعی و کوشش و اپیل ... میں قرار ... ی مدافعات کو متعاقب ... تک ... ہو ... ار آئے

اس سلسلے میں اس حیثیت سے بھی ... ہوگیا جو ... ہم نے بہت پہلے لکھ چکا ہے ، جبکہ جنگ بلقان جاری تھی ... بلغاری فتح مندیوں کی خبروں نے دنیا کو حیران کردیا تھا ہم لکھا تھا کہ جنگ لولی برغاس کے بعد ہی بلغاری قوت کا ...

هو گیا هے اور صرف اسي لیے بلغاریا اور اسکے حامي بیقرار هیں که آیندہ بغیر مزید جنگ کے خط اِیوس میڈیا هي پر صلح طے هو جائے اور اسی مقصد کیلیے کامل پاشا کو دول یورپ نے طیار کیا تها -

ویلي پولي کے ایک دولتمند مهاجن اور گمانچیا کے معزز (دندوني) قسطنطین هاجي کیلشوف نامي نے بلغاری پارلیمنٹ میں بیان کیا که بلغاري فوج کے مرکز اعلی (هیڈ کوارٹر) کے حود اسکو خط ایوس رمیڈیا کي منظوري کے لیے قسطنطنیه بهیجنا چاها تها، اور اس کے لیے کامل پاشا بالکل تیار تها - اپنے بیان کی توضیح و توثیق کے لیے اس نے چند تار پڑهکر سنائے - پهلا تار ڈبنف کا تها، جسمیں گوشف سے کہا تها که خط ایوس میڈیا کی بابت کامل پاشا سے گفتگو کرنے کے لیے یه شخص جاتا هے - اسکے لیے مجلس کی منظوری حاصل کرو - اسکے جواب میں گوشف نے لکها که مجلس کسی خاص وفد کے قسطنطنیه بهیجنے کی ضرورت نهیں سمجهتی - اسکے بعد ۲۹ نومبر کو شاہ فرڈیننڈ نے تار دیا که قسطنطین کیلشوف کے متعلق صدر مجلس کي تجویز سے بالکل اتفاق کرتا هوں - تیسرے فوري تار روانه کي هدایت کرتا هوں - اسکے جواب میں گوشف نے لکها که "مجلس اس فیصله کن وقت پر اپني سنگین ذمه داري سے با خبر هے" گوشف نے اس تار میں یه بهي لکها تها "آپ معزز مقصد کے متعلق وزیر مال کو تار دیں - قسطنطنیه میں بلغاریوں کو آنے کی اجازت نهیں کیلشوف کا شخصی طور پر جانا ضروری هے - انهیں وکیل خاص بنانا هوگا"

مگر قدرت الهي کے عین وقت پر اپني نیرنگي دکهلائی - کامل پاشا کي وزارت کا خاتمه هوا، اور انور بے نے باب عالی کا مسئلہ حل کرلیا - نتیجه یه نکلا که بلغاریا کو بالاخر روز بد دیکهنا پڑا اور مع اپنے اعوان و انصار یورپ کے اپني تمام امیدوں میں ناکام و خاسر رهي!

روس کے نیرنز سے ۱۸ - ویں پیاده پلٹن اور دو توپخانوں کے بریگیڈوں کو قفقاز سے واپس بلا لیا هے - روسي اخبارات اس واقعه کو بهت اچهال رهے هیں - ایک مقتدر اخبار لکهتا هے که غالباً اب آس پڑوسي ملک میں سکون پیدا هوجائیگا، جس کے متعلق کها جاتا هے که سمال ایشیا پر روس کے مسلسل فوجی قبضه کي وجه سے تمام ایشیا میں محسوس کی جا رهی هے - اس سے پہلے بهی کئی دفعه روسی فوج واپس جا چکی هے مگر پهر اسی جگه دوسری فوج آگئی - سوال یه هے که کیا اب بهی ایسا هوگا یا اب کی فوج هی جگه نئی فوج نه آئیگی؟

بقول انگلش کے ایک جهوٹے سے حصه کے سوا روس کی تمام فوج میں ۲۴۰۰۰۰ روسی محافظ فوج موجود هے!

لندن میں علوم و السنۂ شرقیه کے مطالعه و اشاعت کیلیے ایک مدرسه قائم هونے والا هے، اسکے متعلق ایڈنبرا میں ایک اپیل شائع هوئي هے جسپر چند مشاهیر انگلستان کے دستخط هیں - اس سے معلوم هوتا هے که لندن انسٹی ٹیوشن کي عمارت (جسکي قیمت ایک لاکهه پونڈ هے) قواعد پارلیمنٹ کي رو سے اسکے لئے حاصل کرلي گئي هے - ضروري ترمیم و تعمیر کے لیے حکومت نے ۲۰ هزار سے ۲۵ هزار پونڈ تک دینے کا وعده بهي کیا هے - یه مدرسه لندن یونیورسٹی سے متعلق هوگا - مشرق اور افریقه کی اهم زبانیں (جنهیں ۸۰ کروڑ انسان بولتے هیں) انکی تعلیم پر ۴۱ هزار پونڈ سالانه صرف کیا جائیگا - اسکے مقابله میں اسوقت جرمن میں ۱۰ هزار پونڈ اور پیرس میں ۸ هزار پونڈ سالانه صرف هو رها هے - حکومت انگلستان ۴ هزار پونڈ سالانه اور حکومت هند ۱۲۵۰ پونڈ سالانه دیگي - بقیه روپیے کے لیے قوم سے اپیل کي گئي هے -

تاریخ حیات الهلال

مسئلۂ قیام الهلال

قاعده هے که جس چیز کی ابتدا هوتي هے اُسکي انتها بهی لازمي هے، پس اگر الهلال اپني دعوة اسلامي کي ابتدائي منزل طے کرچکا هے تو انتها کا ابهي سوال باقي هے -

صداقت الهی کي راہ میں سخت سے سخت مشکلات کا مقابله کرنا پڑتا هے، مگر مستقل طور سے ان مشکلوں کا سامنا وهي شخص کرسکتا هے جو حق و صداقت کی مظلومیت اور دین الهي کي بیکسي و غربت پر اس قدر اضطراب اور تصور الم سے بیتاب بن جائے، اور جو اپنے دلمیں کچهه اسطرح کا درد اور ٹیس رکهتا هو جسطرح که سانپ کا کاٹا اور اژدهے کا ڈسا هوا مریض تڑپ سے لوٹتا اور کراهتا هے -

الحمد لله که یه سب کچهه الهلال میں پایا جاتا هے اور صرف الهلال هی میں - مگر مولانا جناب کیلیے خاکسار کا مسئلہ ایسا هي هوگا جیسے آفتاب اور ذرہ کی مثال - وہ اسلامی دل کے سچے اور شیدائي اور غیر معمولي افراد، جو الهلال پر اپنی جان و مال تصدق کرنے کیلیے آماده هیں، کیوں نهیں اونکي مقدس خدمات قبول کي جاتي هیں؟ اگر سب نهیں تو اسیقدر سی میں سے الهلال کا مالي مسئله حل هوجائے - جناب کے متعدد مخلصین نے مجهے آردر واپس کیے، رجسٹریاں لوٹا دیں، اور درخواستیں دیکر جبکا حال مجهے معلوم هے، حتی که وہ لوگ جنهوں نے ہال هی مسافرت میں جناب سے درخواستیں کیں که همارے نام بهی الهلال جاري کردیجیے، عمداً انکے نام جاري نهیں کیا گیا - آخر یوں اسکا سبب؟

کیا وہ عطیات جناب اپنے لئے، یا اپنے اخراجات کیلئے تصور فرما رہے هیں؟ یا آپکے قبول کرنے میں کسی قسم کي بد نامی کا خطره هے؟ میرے خیال میں تو اعانت پیش کرنیوالے کو خوش هونا چاهئے - کیونکه الهلال کی [illegible] کے لئے [illegible] هے - [illegible] کے [illegible] هے [illegible] جناب جیسی [illegible] خدمت اسلام و مسلمین میں حائل هوئے هیں -

الهلال نے دو هزار نئے خریدار بهی پیدا هوجانے پر بهي [illegible] مسئله سے [illegible] دائمي هو سکیں لیکن عارضی هوں - اسواسطے استدعا هے که [illegible] علاوہ دو هزار نئے خریدار پیدا هو جائیں اگر ناظرین و معاونین الهلال کی دوسرے طریقه سے توسیع الهلال کي خدمات قبول فرمائیں تو یه تمام مسلمانوں پر احسان هوگا!

بلاشک، الهلال اول دن هي سے غیورانه خاموشي سے نقصانات برداشت کرتا رها هے، اور گدایانه طلب و سوال کے اتهامات و اُن نقصانات کو ترجیح دیتا رها هے، لیکن تابکے؟ آخر اسکی کوئي حد بهی هے؛ جبکه نقصانات بهي حد برداشت سے بڑهنے لگے، تو ناظرین و معاونین الهلال سے بهي التجا هے آیندہ حولائي سے پیشتر هي الهلال کے قیام کیلیے کوئي ایسي سبیل اختیار کریں جس سے الهلال کا مالي مسئله ایک عرصه کے لیے [illegible] چکے - ورنه هدایت الهي کي یه روشنی

حرم گم گشتگان بادیہ گمراہي کی صحیح رہنمائي کررہي ہے مبادا کہیں ہماري نظرونسے گم ہو جاے ' اور پھر ہم اس ظلمت کدہ میں روشني کیلیے اسطرح محتاجونکي طرح بھٹکتے ہوے پھریں ' جسکے تصور ہي سے دل خائف ہیں -

عنقریب جدد خریدارونکے پتے ارسال خدمت کرونگا ' مگر میرے خیال میں یہ کوئي ایسي امداد نہوگي - جس امداد کي مسطوري کیلیے جناب سے ہم امید وار ہیں - اسپر توجہ ہو ؟

نیاز کیش

(حافظ) امام الدین اکبر آبادي - خریدار نمبر ۳۸۵۷

(۲)

حضرة الاعز المحترم -

آپ کیوں ہم لوگوں سے اسقدر بیزار ہوگئے ہیں کہ ہمارے رنج و الم کا آپکو احساس تک نہیں رہا ؟ یہ خبر کہ الہلال ' محبوب و محترم الہلال ' اپنی مالي مجبوریوں کي وجہ سے (جو اگر ایک میعاد معینہ کے اندر پوري نہوئیں تو خدا نخواستہ بند کردیا جائیگا) کیا ہمارے دلوں کو زخمي کرنیکے لیے نا کافي نہیں ' جو آپنے اون باتوں کا اظہار شروع کردیا جو اوس حادثہ جانکاہ کے وقوع کے بعد پیش آنے والي ہیں ؟ یعني یہ کہ " خریداران اخبار کے چندوں کا کیا حشر ہوگا ؟ " خدا کے لیے یہ باتیں لکھ لکھ کر فدائیان الہلال کے مجروح دلوں پر نمک پاشي نہ فرمائیے اور اونپر رحم کیجیے - آپکے خدا جانے کیونکر سمجھ لیا ہے کہ الہلال کو جو کام کرنا تھا وہ کرچکا اور اب اسکي ضرورت باقي نہیں ہے ؟ اسکو تو اون سے پوچھنا چاہیے جو اسکي ضرورت کو محسوس کرتے ہیں - کیا آپکو اس سے انکار ہے کہ ضروریات زمانہ کیطرف متوجہ کرنے والا اور مختلف الخیال اشخاص کو ایک مرکز پر لاکر اونسے ضروریات دیني و دنیوي کا انتظام کرانے والا یہي ایک رسالہ ہے - اگر اپکے نزدیک مسلمانوں کي دیني و دنیوي ' سوشیل و پولیٹکل ضرورتیں درجۂ تکمیل کو پہونچ چکیں اور کوئي مزید احتیاج باقي نہیں رہي تو بسم اللہ ' کل کے بدلے الہلال تو آج ہي بند کر دیجیے - چشم ما روشن - اور اگر ایسا نہیں ہے تو خدا کے لیے اس ارادہ سے باز رہیے اور مسلمانوں پر رحم فرمایئے - میں کہتا ہوں کہ آپ جس مدت تک اوسکي ضرورت سمجھتے تھے اب اوسکے بعد ہم اوسکي ضرورت پہلے سے زیادہ محسوس کرتے ہیں - سب سے اہم سوال جو اس رنجدہ خیال کا باعث ہوا ہے ' وہ اسکی مالی حالت ہے - بے شک توسیع اشاعت کي ضرورت ہے ' اور آپ کہانتک نقصان برداشت کر سکتے ہیں - لیکن میں نہیں سمجھتا کہ آپ کیوں صد پر قائم ہیں کہ قیمت میں اضافہ نہ کیا جاے - نئے خریدار پیدا کرنے سے بہ زیادہ آسان ہے کہ قیمت میں ودرے اضافہ کردیا جاے - جو لوگ الہلال کے خریدار اور رسایق ہیں وہ معمولی اخباروں کے خریدار جیسے نہیں ہیں - افسوس ہے کہ آپ کو اس کا علم نہیں ' اگر علم ہے تو عمداً اغماض کرتے ہیں - میں تو یقین کے ساتھہ سمجھتا ہوں کہ خریداروں میں سے ہر ہر فرد دو روپیہ سالانہ الہلال پر نثار کرنے کو اپنا فرض نہیں بلکہ سعادت سمجھے گا اگر آپ اس کا چندہ بجاے ۸ - روپیہ کے ۱۰ روپیہ سالانہ کردینگے - اس سے قبل بھی میں لکھہ چکا ہوں اور دیگر حضرات نے بھي یہي استدعا کي تھي کہ ایسا کیا جاے لیکن معلوم نہیں اسپر توسیع اشاعت کو کیوں ترجیح دیجاتي ہے ؟ اسمیں آپکي ذاتي منفعت کو دخل نہیں ہے جسکي وجہ سے آپ متامل ہیں ' بلکہ میں تو یہانتک عرض کرنیکي جرات کرتا ہوں کہ خدا نخواستہ کیا آپ کا کانشنس آپکو اجازت دیتا ہے کہ آپ ہمارے منافع کو صرف اس وجہ سے پامال کردیں کہ اونسے ایک سائیہ آپکي نسبت سوء ظن کا نکلتا ہے ؟ یہ مسئلہ الہلال کے بقا وقیام کا ہے جسمیں سب مسلمان شریک ہیں - زیادہ سے زیادہ آپ یہ کیجیے کہ ایک قسم ۸ - روپیہ کي بھي رہنے دیجیے اور جو صاحب ۸ - روپیہ سے زیادہ کا بار نہ اوٹھا سکیں وہ اس درجہ میں رہیں اور کاغذ کي قسم میں تخفیف کرکے اوسکي کمي پوري کر دیجیے مگر للہ بند کرنے کا خیال بھي دل میں نہ لائیے - میں آپسے باادب درخواست کرتا ہوں کہ میرے اس معروضہ کو الہلال میں چھاپ دیجیے جس سے میري یہ غرض ہے کہ دیگر خریداران اخبار بھي اسپر توجہ فرمائیں اور اس بارہ میں جو اُنکی راے ہو اوس سے بذریعہ اخبار مطلع کریں ' نیز اپني بات پر اڑ جانے والے اور اپني ضد سے نہ ہٹنے والے مولانا سے استدعا کیجاے کہ وہ توسیع خریداري پر زور دینے کي جگہہ قیمت ہی بیشي کو منظور فرمالیں -

والسلام -

آپکا ادنی خادم

سلام حسن اڑ امروہہ

تین بزرگوں کے نام الہلال بذریعہ وي پي ارسال فرمانیکي مزید کوشش جاري ہے - تابعدار بندہ محمد امین خریدار نمبر ۹۱۴ -

رُخِ گلگوں کو بچایئے!

قدرتی حسن کیا ہے؟ ایک احسان ہے۔ جسکا بہترین پیرایہ شکر گذاری اسکی نگہداشت ہے۔ سرد ممالک کی مرطوب آب و ہوا بلغ نہو۔ تو نہو لیکن ہندوستان جیسے گرم ملک میں مروجہ پوسیڈیا اسپرٹ میں حل کیے ہوئے رنگو کا استعمال گلگوں رخساروں کے لئے جسقدر مضر ہوگا اس کا اندازہ آپ خود ہی فرمالیں۔

تاج گلگونۂ عنبر۔ ہر قسم کی اسپرٹ۔ چربی اور رنگ کی آمیزش سے پاک ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ تھوڑے ہی زمانہ استعمال میں یہ انسانی چہرہ میں ملاحت۔ بالوں میں طائیت اور چمک۔ جلد میں ایک فطرتی مہک پیدا کردیتا ہے۔ اور مروجہ پومیڈ کی شیشی سے ڈیوڑھی مقدار میں۔ خوبصورت لیبل لگی ہوئی شیشی میں محفوظ ہے۔ قیمت فی شیشی پنج آنہ (۵ر)

تمام بڑے بڑے سوداگروں سے یا براہ راست کارخانہ سے طلب کیجیے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

تیار کردہ

دی تاج مینوفیکچری (بمبئی و دہلی) صدر دفتر دہلی

خانہ زادِ چمن!

جس طرح نسیم سحری کا پہلا جھونکا۔ موجِ بوے گل سے ہم آغوش ہوکر ایک عالم کو مست الست کردیتا ہے بعینہ اسی طرح تاج گلگونۂ عنبر کی متموج حرکت شام دماغ کو مسحور کرکے انسان کو از خود رفتہ کردیتی ہے۔ اور اسے نہیں معلوم ہوتا کہ خود صحن چمن میں ہے۔ یا چمن ہی کسی سیمیائی قوت سے صحن دماغ میں منتقل ہوگیا ہے اگر سنگمرمر کی دستکاریاں قدرتی حسن میں رعنائی اور ناز انداز اضافہ کرتی ہیں تو بلامبالغہ تاج گلگونۂ عنبر کی شگوفہ کاری ایک ہی دلیاسلائی سے ممند نازپرتانہ زیبا تی ہے۔

ایک اونس کے خوبصورت بکس میں جو مہینوں کو کافی ہے قیمت ۱۴ر تمام بڑے بڑے دوکانداروں سے یا براہ راست کارخانہ سے طلب کیجیے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

تیار کردہ

دی تاج مینوفیکچری (بمبئی و دہلی) صدر دفتر دہلی

بہشتی قطرے!

ہندوستان کے باغ جنت کے چیدہ اور تازہ پھولوں کی روح بخلیص کے لئے کشت زعفران ایک نئی وضع کے نازک اور خوشنما شیشیوں میں سنہری ٹیوپ کے اندر رکھی ہوئی تین مختلف خوشبوئیں ہیں۔ اور جو نہ صرف عطر پستوں ہی کی محبوب ہیں۔ بلکہ ہر طبقہ کے بامذاق اور نازک دماغ اصحاب حکمار۔ اطبار ایڈیٹرز۔ مشاہیر و اکابر انکو قدسیان ارم کا تحفہ سمجھتے ہیں ✦

تاج قطرۂ نسیم ( ) تاج روح شمیم

فی شیشی ایک ڈرام ۱۴ر فی شیشی ایک ڈرام ۱۴ر

تاج موج نسیم

فی شیشی ایک ڈرام ۱۲ر

علاوہ خرچہ پیکنگ و محصول ڈاک

تمام بڑے بڑے دوکانداروں سے یا براہ راست کارخانہ سے طلب کیجیے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

تیار کردہ

دی تاج مینوفیکچری (بمبئی و دہلی) صدر دفتر دہلی

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحكيم

الهلال

تار کا پتہ
"الہلال کلکتہ"
ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

Telegraphic Address,
"Alhilal Calcutta"
Telephone, No. 648

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

بمقام اشاعت
۱۰۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

نمبر ۲۵ — کلکتہ: چہارشنبہ ۲۹ رجب ۱۳۳۲ ہجری — جلد ٤

Calcutta: Wednesday, June, 24. 1914.

دار الفنون قسطنطنیہ کے طلبا اور مدارس خارجیہ کا مشہور جلوس
جو گذشتہ مئی کو میدان جامع احمد میں ہوا

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

14 Nicholas Street

CALCUTTA

Yearly Subscription Rs 8

Half yearly ,, 4-12

الهلال

مدیر مسئول رئیس قلم عربی

محمد محی الدین الکلام الدہلوی

مقام اشاعت

۱۴ — مکلوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

ٹیلی فون نمبر ۶۴۸

سالانہ — ۸ — روپیہ

ششماہی — ۴ — ۱۲ — آنہ

نمبر ۲۵ — کلکتہ چہارشنبہ ۲۹ رجب ۱۳۳۳ هجري — جلد ۴

Calcutta : Wednesday, June, 24 1914.

اطلاع

معاونین کرام الهلال

ن حضرات نے ششماهي قیمت گذشتہ جنوري میں دي تھی یا گذشتہ سال کے جولائي سے سال بھر کیلیے خریدار ہوے تھے' انکا حساب جون میں ختم ہو گیا ہے - جولائي کا پہلا پرچہ انکی خدمت میں وي پي جانا چاهیے - یا خود انھیں بذریعہ منی آرڈر قیمت بھیج دینی چاهیے -

الحمد لله که الهلال کے دوستوں کا عہد محبت بہت محکم و استوار ہے' اور وہ جب ایک مرتبہ بندھجاتا ہے تو بہت کم ٹوٹتا ہے - انکا رشتہ محض کاغذ و سیاهي کي خرید و فروخت کا نہیں ہے جسکی کبھی ضرورت ہوتي ہے اور کبھي ضرورت نہیں ہوتي - دل کے زخموں اور جگر کے داغوں کیلیے بہار و خزاں اور امسال و پار سب برابر ہیں !

سخن طرازي و دانش هنر نظیري نیست
قبول دوست مگر نالۂ حزیں گردد !

تاہم ایسے موقعہ پر که قیام الهلال کا مسئلہ پیش نظر ہے اور توسیع اشاعت کیلیے احباب کرام سعي فرما رہے ہیں' خریداران قدیم کو بھی اگر انکے فرض کي طرف توجہ دلائي جاے تو غالباً نامورزں نہوگا - جن حضرات کي پچھلی قیمت ختم ہو گئي ہے ' انکا آئندہ کیلیے خریدار رہنا بالکل ویسي ہي اعانت ہو گی جیسے الهلال کي مالي دقتوں کے رفع کرنے کیلیے نئے خریداروں کا بہم پہنچانا - بلکه اس سے بھي زیادہ -

ان حضرات کي خدمت میں جولائی کا دوسرا پرچہ وي پي - کرینگا - امید ہے که وہ وصول کرلینگے - یا بصورت دیگر اس اطلاع کو دیکھتے ہي ایک کارڈ لکھدینگے که وي - پي - نہ بھیجا جاے -

مسئلہ قیام الهلال

بکثرت تحریرات اسکے متعلق جمع ہوگئي ہیں جن میں سے صرف ایک در شائع کردي جاتي ہیں - سب کیلیے گنجایش نکالنا مشکل ہے - توسیع اشاعت کے علاوہ سب سے زیادہ زور اضافۂ قیمت پر دیا جاتا ہے - بزرگان کرام اور احباب مخلصین کی اس نوازش بیکراں کا نہایت ممنون و متشکر ہوں - انشاء الله جولائي کے دوسرے نمبر میں تمام راویں کا خلاصہ پیش کرنے کي کوشش کرونگا - و بالله سبحانه و تعالی ان یهدینا سواء السبیل -

"رمیندار"

"رمیندار" کي اپیل کا فیصله هوگیا - نامنظور هوئي - آیندہ تفصیل کے ساتھه واقعات مقدمہ پر نظر ڈالي جائیگي -

مسٹر تلک کی رهائی

مسٹر تلک کی رهائی کے متعلق مختلف افواهیں مشہور تھیں مگر سب غلط نکلیں ' اور وہ ۱۷ جون کو ۱۲ بجکے ۲۵ منٹ پر رها کردیے گئے -

مسٹر تلک کا بیان ہے که رهائي کي خبر ان تک سے مخفي رکھي گئی - ۱۸ ماہ حال یوم دو شنبہ کو دوپہر کے وقت وہ معمول کے موافق سے روانہ ہوے اور دوسرے دن صبح کو پونہ پہنچگئے - اسی وقت آئي آر - ایم - اسٹیمر میں بٹھاے گئے اور وہ مدراس روانہ ہوگیا - مدراس کے سفر میں ۸ دن لگے - ۱۵ ماہ حال کو سب کے وقت جب جہاز سے اترے تو ایک موٹر لوری تیار تھي - اسمیں بٹھاے گئے اور ٹرین پونا روانہ ہوئی - اس سفر میں پولیس کا ایک محافظ دستہ همراہ تھا - ٹرین پونا کے بدلہ مدسپر میں تھي جو پونا سے دو میل کے فاصلہ پر ایک چھوٹا سا اسٹیشن ہے - یہاں مسٹر گالڈر اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل پولیس' ایک سي - آئي - ڈي افیسر ' اور دو اور افسر موجود تھے جنھوں نے انھیں موٹر میں بٹھاے گھر تک پہنچا دیا -

مسٹر تلک کي صحت اچھي ہے فیام مانڈلے میں انھوں نے اپنا وقت زیادہ تر مطالعہ و تصنیف میں صرف کیا - چنانچہ علم هئیت قدیم پر ایک کتاب تین جلدوں میں لکھي ہے جو ہنوز نامکمل ہے

ابتدا گورنمنٹ آف انڈیا کو معلوم ہوا ہے که وہ پہلے انگلستان جائینگے اور ایک مقدمے کي اپیل کے متعلق وکلاء کو هدایات دینگے جو پریوي کونسل میں دائر ہے - اسکے بعد جرمني میں چند سال قیام کرینگے ' اور وہاں سے آکر اپني بقیہ زندگي تصنیف و تالیف میں صرف کردینگے

لیکن اگر مسٹر تلک اب بھی وہي مسٹر تلک ہیں جیسا کہ انھوں نے دنیا کو یقین دلایا تھا تو ہمیں اس توقع کے ماننے میں تامل ہے ' اور اگر سچ نکلے تو افسوس :

تعزیر جرم عشق ہے بے صرفہ محتسب
بڑھتا ہے اور ذوق گنہ یاں سزا کے بعد !

"البلاغ"

یکم جولائي سنہ ۱۹۱۴ع سے ایک ماہوار رسالہ "البلاغ" دارالریاست مالیر کوٹلہ پنجاب سے زیر ادارت مہدي حسن صاحب شائع ہوگا - جسمیں قومي ' مذهبي ' اخلاقي ' سوشیل اور تعلیمی مضامین درج ہوا کرینگے - نصف حجم عالم نسواں کي اصلاح تعلیم اور حمایت حقوق کے لیے وقف ہوگا - اسکے فائدہ' اعلی کتابت' اور اعلی' چھپائي کا خاص التزام کیا گیا ہے - چندہ ۴ روپیہ سالانہ - حجم ۲۴ صفحہ - تقطیع ۲۰ × ۲۶ - درخواست کے ساتھه چندہ پیشگي وصول ہونے پر جاري ہوسکیگا - نمونہ کا پرچہ ۶ - آنہ کے ٹکٹ بھیجکر طلب فرمائیے

تمام درخواستیں بنام منیجر "البلاغ پور کاتیچ مالیر کوٹلہ" آني چاهئیں -

شذرات

خاتمـــه جلـــد چهارم

اللهم لا تجعلنا بعملک مستدرجين ! و لا بثناء الناس مغرورين ! و لا من الدين يا تلون الدنيا بالدين ! و صل و سلم على رسولک و حبيبک خاتم النبيين ! و على اله و صحبه اجمعين ! !

رهـــروان را خســـتگـــي راه نيست
عشق خود را هست و هم خود منزل ست !

الهلال کي چوتهي جلد کا يه آخري رساله هے - آيندہ نمبر سے پانچويں جلد يعني تيسرے سال کي پهلي شش ماهي شروع هوگي - فالحمد لله الذي هدانا لهذا و ما کنا لنهتدي لو لا ان هدانا الله !

هم کو اس سفر ميں نکلے هوے پورے دو سال هو گئے - ضروري تها که ايک مرتبه الهلال کے گذشته دو ساله سوانح و حالات پر تفصيلي نظر ڈالي جاتي ' اور غور کيا جاتا که تلاش مقصود اور طي منازل ميں ابتک اُس کا کيا حال رها هے ؟ طلب و حرکت ميں رها يا تحير و جستجو ميں ؟ استقامت و جهد سعي رهي يا تزلزل و قناعت ؟ سفر مقصود قطع راه و نظارۂ منازل ميں کامياب هوا يا محض تلاش راه هي ميں تمام همت بادیه پيمائي صرف هو گئي ؟

اسکا سفر کو في الحقيقت ايک هي مقصود اصلي کي تلاش ميں تها جو اسکے تمام کاموں پر حاوي هے ' ليکن وقت کي ضرورتوں اور آرزوں کي وسعت نے ضمناً اور بهي بهت سے مقاصد اسکے سانهه کر ديے تهے -

(تعدد مقاصد و نتائج)

اس نے ايک هي وقت ميں دعوۃ دينيه کے احياء اور امر بالمعروف و نهي عن المنکر کے اعلان کے سانهه متعدد علمي اور ادبي اغراض کا بار بهي اپنے اوپر لے ليا تها ' اور وہ ملک کے سامنے اپني تمام ظاهري اور باطني خصوصيات کے سانهه اعلى و اکمل مذاق کا ايک هفته وار رساله بهي پيش کرنا چاهتا تها - پس اگر اسکے اصلي مقصد ديني اور دعوۃ اسلامي کو بالکل علحده کر ديا جاے ' قوم کے مذهبي افکار و اعمال اور سياسي آراء و معتقدات ميں جو عظيم الشان تغيرات و انقلابات هوے هيں ' انسے بالکل قطع نظر کرلي جاے ' اور محض اس لحاظ سے ديکها جاے که يورپ کے ترقي يافته پريس کے نمونے پر وہ اردو کا ايک ادبي ' علمي ' سياسي ' اور مذهبي رساله هے ' جب بهي اس دو سال کے اندر اسکے کاموں کا ذخيره اسقدر وسيع هے که نقد و نظر کيليے ايک بهت بڑا ميدان باقي رهجاتا هے ' اور يه سوال سامنے آتا هے که اردو علم ادب اور قوم نے عام ادبي و علمي مذاق پر اسکے وجود سے کس قسم کا اثر پڑا ؟ اور ان شاخوں ميں اسکا سفر ابتک کس قدر راه طے کرسکا ؟ وقت و حالات کے مقابلے ميں اسکي مقدار اميد افزا هے يا مايوسي بخش ؟

(اردو پريس الهـــلال سے پہلے)

هندوستان ميں پريس کي اشاعت و ترويج پر ايک صدي سے زياده زمانه گذر چکا هے - سنه ۱۷۹۸ کي چهپي هوئي کتاب ميرے پاس موجود هے - اس عرصے ميں صدها اخبارات و رسائل اردو زبان ميں نکلے ' اور نئي تعليم کي اشاعت نے نئے قسم کے کاموں کا ذوق بهي ايک نئے وسيع حلقه ميں پيدا کر ديا - ليکن يه کيسي عجيب بات هے که پورے سو برس کے اندر ايک هوتي سے جهوٹي مثال بهي اسکي نهيں ملتي که يورپ کے کسي نامور مصنف يا مؤلف کے نمونے پر کوئي هفته وار رساله يا اعلا ماهوار ميگزين هي اردو ميں نکالا گيا هو ' اور اسکي ايک يا کم دو شش هي چند دنوں کيليے کي گئي هو !

روزانه اخبارات پر بهي مسلمانوں کو توجه نه هوئي - زياده تر دو هي قسم کے اخبار نکالے گئے اور انهي پر سب نے قناعت کرلي - يا تو ماهوار علمي و ادبي رسائل نکلے جن ميں سے رسالۂ حسن حيدرآباد اور پادري رجب علي کے پنجاب ريويو کو مستثنى کرديني کے بعد اکثر کي ضخامت تيس چاليس صفحه سے زياده نهوتي تهي ' يا پهر هفته وار اخبارات نکلے جو زياده تر پنجاب سے شائع هوے اور دو چار پريسوں نے هفته ميں دوبار نکالنے کي بهي کوشش کي -

پهر انکا بهي يه حال تها که يورپ کے پريس کي کوئي صحيح تقسيم پيش نظر نه تهي - کبهي هفته وار سے روزانه کي تار برقيں اور دنيا بهر کي خبروں کے افقها دو دفعے کا هم ليا جاتا تها ' اور کبهي ان ميں هفته وار جرنل اور ميگزينوں کي تخليط کرکے چند فاضلي مضامين لوگوں سے لکهوا کر شائع کر ديے جاتے تهے يا خريداروں کي دلچسپي کيليے کوئي ناول شروع کرديا جاتا تها - سب سے بڑي چيز خود ايڈيٹر يا ايڈيٹوريل اسٹاف کي تلاش و محنت هے - مگر اردو پريس ميں يه چيز هميشه مفقود رهي - ايڈيٹري کا مفهوم اس سے زياده نه تها که باهر کي بهيجي هوئي مراسلات کو ايک ترتيب خاص کے ساتهه کاتب کو دے ديے جاتے ' اور جب صفحات رقم هوجائيں تو ابتدا ميں ايک دو نام ' پهر شائع کرديتا - يهي حال هفته وار اخبارات کا تها اور يهي ماهوار رسائل کا - مجهے ان اخباروں اور رسالوں کا حال نهيں معلوم نهيں جنميں خود ايڈيٹر يا ايڈيٹوريل اسٹاف اول سے آخر تک مضامين لکهتا هو يا خاص اهتمام سے لکهواے جاتے هوں - اخبار اور رسالے کا ايک ادبي يا علمي معيار ابتدا سے قائم کرليتا اور پهر صرف انهي چيزوں کو درج کرنا جو اسکے مطابق هوں ' اسکا تو شايد خيال بهي بهت کم لوگوں کو هوا هوگا - (تهذيب الاخلاق اس بحث سے مستثنى هے)

يورپ ميں " هفته وار رسائل " پريس کا ايک خاص درجه هے - انکے مختلف ابواب هوتے هيں اور هر باب کا ايک موضوع خاص - مراسلات سے اگر مقصود ايڈيٹوريل اسٹاف کے علاوہ ديگر ارباب قلم کے مضامين هوں تو ان ميں سے بهي صرف وهي ليے جاتے هيں جو ان ابواب کے متعلق هوتے هيں ' ليکن اسکا کوئي نمونه ابتک اردو پيش نهيں ميں ديا گيا تها - اس بارے ميں مصر و شام کي حالت بهي مثل هندوستان کے هے ' جو روزانه اخبارات اور ماهوار رسائل ميں بدرجها آگے هے -

(الهـــلال)

پس جو کام پوري ايک صدي کي حياة طباعة و صحافة ميں کوئي بڑي سے بڑي جماعت اور کمپني بهي شروع نه کرسکي ' اُسے الهلال نے متوکلاً علی الله محض ايک فرد واحد کے دل و دماغ اور شخصي اسباب و وسائل کے سانهه يکا يک شروع کر ديا ' اور اس حالت ميں شروع کيا که نه تو سرمايه کيليے کوئي مشترکه کمپني بهي ' نه انتظام و اداره کيليے کوئي جماعت - نه تو ايڈيٹوريل اسٹاف کيليے اهل قلم کي اعانت ميسر تهي ' اور نه ملک ميں ارباب تصنيف و تاليف کا کوئي ايسا گروه موجود جو يورپ کي طرح اعلى درجه کے مقالات و تراجم سے مدد دينے کيليے مستعد و اهل هو - اس کے ظاهري شکل و صورت کے لحاظ سے اس پريس کي

تقلیه کرني چاهي جو دو دو پاونڈ سالانه قیمتوں کے دینے والے بیس بیس هزار خریدار رکھتا هے" اور ترتیب مضامین و کثرت مواد اور تنوع مذاق و معلومات کے لحاظ سے ان رسائل کا مقابله کرنا چاها جنکي طیاري ارباب علم و تصنیف کي بڑي بڑي جماعتوں کے هاتھه سے هوتي هے" اور رسالے کے ایک ایک باب اور ایک ایک کالم کیلیے ایک ایک ایڈیٹر مخصوص هوتا هے- تاهم اهلے ملت کي علم حالسے کے اجارت نه دي تهي وه قیمت کي مقدار میں بھي یورپ کي تقلید کرتا ' اور نه ملک کے قحط الرجال اور افلاس علم و صداق نے اسکا موقعه دیا تها که وه اپنے دس معین و مددگار گروه کو اپنے ساتھه دیکھتا- ایک هي وقت میں ' ایک هي قلم سے خالص دیني افکار و جذبات کے مباحث و مسائل بھي لکھے جاتے تھے" سیاسي مسائل و معاملات پر بھي بحث هوتي تھي" ادبي و انشائي مضامین بھي ترتیب پاتے تھے - علمي ابواب و تراجم کي بھي کمي جنتي تھي" اور ان سب میں اپنے اندار مخصوص اور معیار کار کا قائم رکھنا بھي ضروري تھا -

پھر ایک خاص مقصد دیني اور دعوة اسلامي کا اعلان بھي اسکے پیش نظر تھا" اور اپنے سیاسي مضمونات کي وجه سے (جو اسکے سینے میں اسکے خالص دیني مضمونات تھے) طرح طرح کے موانع و مصائب سے بھي هر آن و هر لمحه معصور رهنا پڑتا تها جو بڑي بڑي با اقتدار طاقتوں کي طرف سے پیدا کي جاتي تھیں اور هر طرح کي قوتیں انکے ساتھه کام کر رهي تھیں - صحت سے معروري' فطرتي معف جسماني' زندگي کے بے شمار پیش آنے والے حوادث" اور خود شخصي کي عام مشکلات و مصیبتیں ان کے علاوه تھیں" اور ان سب کا بھي اگر اضافه کردیا جاے تو في الحقیقت اسکا وجود کامیں اور مصدري کے هجوم اور اسباب و قوی کي قلت و ضعف بلکه فقدان و عدم کے اجتماع کا ایک عجیب و غریب نمونه تها !

(نقد و احتساب فقائع)

لیکن با ایں همه اسباب تعیق و اعاقتگي ' الحمد لله که چار شش ماهیاں اسپر کمند هیں" اور اسکا سفر کامیں کي هر منزل میں بلا توقف و تامل جاري رهاهے - پس ان تمام حالات کي بنا پر نهایت ضروري تها که اس سفر کے نقائج پر پوري تفصیل و تشریح کے طور نقد و احتساب کیا جاتا " اور اندازه کیا جاتا که جو هم هندوستان کي پوري ایک صدي کي حیات طباعة و صحافة اور دور تصنیف و تالیف جدید میں شروع نهوسکا" اسکو ایک ضعیف ارادہ' ایک بے سروسامان آمادگي' ایک در ماندہ جد و جهد' ایک بے اسباب و رسائل سعي و تدبیر' ایک دائم المرض زندگي' ایک مبتلاے آلام و موانع اقدام' ایک معذب حکومت' مبغوض امرا' اور معصور صد اعداء و معاندین هستي' غرضکه عاجز زبوں اور فرماندگیوں کي ایک التجاء حقیر' اور بے سر و سامانیوں اور بیچارگیوں کي ایک دعاء مضطر نے شروع کرکے کس حد تک پهنچا یا؟ اور جبکه دنیا اور دنیا والوں کے پاس اسکے لیے کچھه نه تھا' نه خدا اور خدا کي غیبي نصرت فرمائیوں اور دستگیریوں نے اسکے لیے کیا کیا؟

بخاک راه ارادت برو که گرد آلود
نشسته ایم بدریوزه تا چها بخشند !

چنانچه تقریباً هر جلد کے اختتام اور نئي جلد کے مقدمة الصحیفة پر موقعه پر ارادہ کیا گیا که الهلال کي تمام گذشته جلدوں پر ایک تعلیلي نظر ڈالي جاے اور اسکے کامیں کي هر هر شاخ پر علاحده علاحده بحث کي جاے' لیکن پھر خیال هوا که اپنے کامیں پر خود اپني نظر ڈالنے کي جگه بهتر هے که اسے اوروں کي نظر و راے پر چهوڑ دیا جاے - انسان تو اگر صرف اپني نیت اور ارادہ کے احتساب کي مهلت ملجاے تو یهي بهت بڑي توفیق هے - کامیں اور انکے نتائج کا احتساب دوسرے هي صحیح کر سکتے هیں - اور انهیں پر هونا چاهیے :

بے پرده تاب محرمي راز ما مجوے
خوں گشتن دل از مژه و استین شناس

چنانچه اسي خیال کا نتیجه هے که نئي جلد کا فاتحة آثار لکھتے هوے جب کبھي الهلال کے کامیں پر نظر ڈالي بھي گئي' تو صرف دعوة دینیه کے احیاء هي کا تذکره کیا گیا' اور اسکے نتائج پر بھي تفصیل کے ساتھه بحث نهیں کي گئي' بلکه نهایت اجمال و ایجاز کے ساتھه اصل دعوة کے بقا و قیام اور رفع و اشاعة کي طرف اشاره کرکے کار و بار دعوت کے بعض بصائر و مواعظ مهمه کے پیش کر دینے هي کو کافي سمجھا گیا - حالانکه اسکي حیثیتیں متعدد اور اسکے اثرات بے شمار تھے - وه احیاء تعلیمات صادقة اسلامیه کا داعي تها" اسلام کي سنت حسنة کي تجدید اور جهاد حق و عدالة کي طرف بلاتا تها" علم و ادب اسکا موضوع خاص تھے' طور تحریر مقالات و انشاء فصول و رسائل میں وه ایک اسلوب جدید اور اثار نو رکھتا تها' اس نے اردو کي صحافة کي هر شاخ میں اپني راه سب سے الگ نکالي تھي' اور اصولي باتوں سے لیکر چهوٹي چهوٹي جزئیات تک میں دوسروں کي تقلید کي جگه وه خود اپنا نمونه دوسروں کے سامنے پیش کرنا چاهتا تها - پس اسکے وجود کے نتائج و اثرات پر نظر ڈالنے اور ان عظیم الشان تغیرات کو شمار کرنے کیلیے جو اردو علم ادب و صحافة میں اس دو سال کي اقل قلیل مدت کے اندر ظاهر هوئے" کامیں کي متعدد شاخیں سامنے آني نهیں - تاهم هم نے اس داستان طویل کو ابھي بھي نه چهیڑا اور صرف اسکے مقصد اولی کے تذکره هي پر اقتصار کیا -

آج بھي که بحمد الله و بعونه چوتھي جلد کا اختتام اور نئي جلد کا استقبال درپیش هے" هم مناسب نهیں سمجھتے که قارئین کرام کا وقت عزیز اس مختصر مبحث میں ضائع کریں - علی الخصوص اس وجه سے بھي که اگر یه حکایت شروع کي گئي تو قدم قدم پر ایسے مواقع پیش آئینگے جنهیں مجرد ادعا کي آسیوش سے بچانا مشکل هوگا' اور یه عدالے مهلک نفس حریص کو جسکو بھي کم میسر آے بهتر هے -

(حاصل گذارش)

هم تو اپنے سفر میں نکلے هوے دو سال هوگئے - همارا سفر تاریکي میں نه تها' بلکه دوپهر کي روشني میں تها اور دنیا اسے دیکھه رهي تھي - هم اگر حرکت میں رهے هیں تو اسپر پرده نهیں پڑا هے' اور اگر جمود و غفلت میں تھوڑے کے تھوڑے رهگئے هیں تو یه بھي کوئي عار نهیں هے - اگر اپنے سفر کا کچھه حصه طے کرسکے هیں تو دیکھنے والے اسکي شهادت دیسکتے هیں' اور اگر راه کي دشواریوں سے راماندہ رهگئے هیں تو همت کا تزلزل اور قدم کي لغزش بھي برسر بازار هے - متاع بالکل نئي بھي' اور اپنے سفر کیلیے خود هي ایک نئي راه نکالي تھي - نه تو همارے سامنے نمونه تها اور نه کوئي راهنمائي کي مادي روشني :

لب خشک رفت و دامن پرهیز نه کرد
زاں چشمه که خضر و سکندر وضو کنند

قوموں اور جماعتوں میں انقلاب و تغیر کي دعوتوں کے وجود کا کام ایک ایسا دشوار گذار سفر هے که اگر قرنوں کي بادیه پیمائي کے بعد سلامتي کا ایک قدم بھي طے هو جاتا هے' تو اس کي کامیابي رشک انگیز اور اسکي فتح مندي جشن و نشاط کي مستحق هوتي هے - ایک ٹوٹي هوئي دیوار کو کرا کر

نئي دیوارے بنانے کیلیے کس قدر سامان اور وقت مطلوب ہوتا ہے ؟ پھر ان لوگوں کیلیے تو وقت کا کوئی سوال ہی نہ ہونا چاہیے جو معتقدات و اعمال کی ایک پوري آبادي کو بدلدینا چاہتے ہوں' اور صرف کسی دیوار اور محراب ہی کو نہیں بلکہ شہر کی تمام عمارتوں کو از سر نو بنانے کے آرزو مند ہوں !

کتنے ہی عظیم الشان ارادے اور اولو العزم ہمتیں ہیں جنھوں نے اس فکر میں حسرت و آرزو کے سوا کچھہ نہ پایا' اور کتنے بڑے بڑے قافلے ہیں جو اس تلاش میں اس طرح گم ہوگئے کہ پھر انکي کوئي خبر دنیا نے نہ سنی ؟

میـــرس رہ کہ ز سر ہاے رھروان حرم
نشـــانہاست کہ منزل بمنزل افتادست

پس اسکا تو ہمیں دعوا نہیں ہے کہ ہم نے اس تھوڑي سی مدت میں اپنے سفر کا بڑا حصہ طے کرلیا' اور منزل مقصود کے قریب پہنچ گئے' کیونکہ منزل تک پہنچنے کا ان لوگوں کو کچھہ اختیار نہیں دیا گیا ہے جو اسکی تلاش میں نکلنا چاہتے ہیں - البتہ ہمارا ضمیر مطمئن ہے ' ہم نے سفر کا اعلان کیا تھا' اور الحمد للہ کہ پیہم سفر ہی میں رہے' اور اگر اس منزل مقصود سے قریب تر نہ ہوے جہانتک ہمیں پہنچنا ہے' تو اس منزل سے بعد تو ضرور ہوگئے جہانسے ہم نے سفر شروع کیا تھا - اس راہ کے مسافر کیلیے اتني کامیابي کافی ہے - یہاں صرف منزل تک پہنچنے کا خیال ہي مقصود نہیں ہوتا بلکہ منزل کی جستجو میں چلتے رہنا بھی کم اور حصول مقصود نہیں :

رھـــروان را خـــستگی راہ نیســـت
عشق خود راہست و ہم خود منزل ست !

ہم کو اپنے کاموں کي خوبی کا دعوا نہیں ہے' لیکن جن حالات اور جن بے سر و سامانیوں میں کام کر رہے ہیں اسکے لیے داد طلب ضرور ہیں - وہ بھي انسانوں سے نہیں کیونکہ آدم کي اولاد کو سچائي کي عدالت نہیں دي گئي ہے - وہ کھرے کو کھوٹے سے اور اعلی کو ادنی سے پرکھنے میں ہمیشہ عاجز رہي ہے - البتہ : انما اشکوا بثي و حزني الی اللـــہ' و اعلـــم من اللـــہ ما لا تعملون

بعض ضروري مطالب اس موقعہ پر بالاختصار ظاہر کرنے تھے جنکے عرض کرنے کي سابد واقعۂ جلد بجلد لکھنے وقت توفیق ملے معجلت کا معاوضہ خود معجلت ہے اور فرض تو صرف اسی معاوضہ کیلیے کرنا چاہیے جو خود فرض کے وجود میں رکھدیگئي ہے - کام کرنے والوں کے داد و سند کی اصلی جگہ خود انہیں کے اندر ہے اپنے سے باہر تلاش کرنا لاحاصل ہے - اگر سلامتي نیت اور حسن ارادہ کے ساتھہ کوئی خدمت بن آئي تو یہ اللہ کا فضل ہے' اور اگر نیت کے بہرت ' نفس کي لعنت ' اور اغراض کي خباثت نے اس سے محروم رکھا تو یہ اپنا قصور ہے :

ما اصابك من حسنة — جو بہتري اور نیکي تمھیں پہنچے
فمن اللہ و ما اصابك — آئي وہ اللہ کي توفیق کا نتیجہ ہے
من سیئة فمن نفسك - — اور جن برائیوں سے دور رہے وہ خود تمہارے نفس ہي کي کرتوت ہے -

و اخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین - والعاقبة للمتقین -

حـــادثـۂ الـیـمـۂ کـرانچی

اس ہفتہ ہمیں اس درخواست کی نقل ملگئي ہے جو کرانچی بائسکوپ کمپني کی فلم "عظیم" کے متعلق محمد ہاشم شاہ صاحب قریشي نے سٹي مجسٹریٹ کرانچی کی عدالت میں داخل کی ہے اور جسکي بنا پر تماشہ کا منظر روکدیا گیا ہے - ہم اسکا خلاصہ نقل کرتے ہیں - کیونکہ اس سے مزید تفصیل اس ابلیسی حملہ کی معلوم ہوگي جو اس تماشہ گاہ کے اندر دنیا کی سب سے بڑي مقدس ہستی پر کیا گیا ہے :

(۱) ملزم میسرلکہ پروگرام نے بموجب اس ہفتے سے حرمت کرنے والي تصاویر دکھا رہا تھا -

(۲) پروگرام میں ایک فلم کا نام " عظیم " درج ہے -

(۳) چوتھي تاریخ کي رات کو مستغیث پکچر پیلیس میں تماشہ دیکھنے گیا جہاں اس نے وہ تصویر بھي دیکھي جسکا نام " عظیم " ہے - پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے فوجي عہدہ داروں میں سے ایک شخص مسمی عظیم کي بیوي سالکہ پر عاشق ہوجاتے ہیں اور عظیم کو لڑائي پر بھیجتے ہیں تاکہ سالکہ کو حاصل کرسکیں - " عظیم " سالکہ سے رخصت ہوکر لڑائي پر روانہ ہوتا ہے - پیغمبر اسلام (صلعم) اپنے غلاموں میں سے ایک غلام کو سالکہ کے پاس بھیجتے ہیں کہ وہ اسکو " عظیم " کے لڑائي میں مارے جانے کی جھوٹي خبر سنا دے - پھر عظیم کو پھر خبر لگتی ہے کہ اسکي بیوي پیغمبر اسلام کے پاس موجود ہے - وہ انکے پاس جاتا ہے' مگر وہ کہتے ہیں کہ سالکہ مرگئی ہے اور اسکو تسلیں دیتے ہیں پھر وہ (رسول اکرم) بہت سي خوبصورت عورتوں کو بلاتے " عظیم " سے کہتے ہیں کہ ان میں سے جس کو چاہو اپني بی بي بنانے کے لیے پسند کرلو - وہ انکار کرتا ہے اور اس پریشاني میں اپنے گھر چلا جاتا ہے - گھر کے قریب عظیم کو اطلاع ملتي ہے کہ واقعي سالکہ زندہ ہے اور (پیغمبر اسلام صلعم) کے قبضہ میں ہے - وہ عصبناک ہوکر رسول اللہ (صلعم) کی حرم میں تلوار لیکر جاتا ہے - اور اپنی بی بی کو جھڑکنا چاہتا ہے - پیغمبر اسلام (صلعم) چھپ جاتے ہیں اور سالکہ کو ترغیب دیتے ہیں کہ وہ زہر کھالے - ایسا کرنے سے وہ انکار کرتی ہے اور " عظیم " سالکہ کے سامنے زہر پیش کرتے ہوے دیکھہ لیتا ہے - پیغمبر وہاں سے بھاگ جاتے ہیں (نعوذ باللہ) اور انکے غلام عظیم کو بیڑیاں ڈالکر بند کردیتے ہیں - بالآخر وہ کسي نہ کسي طرح نکلکر معہ اپني بی بی کے بھاگ جاتا ہے اور ہمیشہ کے لئے ملک چھوڑ دیتا ہے -

(۴) ایسا تماشا مسلمانوںکي مذہبي محسوسات کے لئے سخت نفرت انگیز ہے - اگر رسول مقبول (صلعم) کو کسي ایک کام میں بھی تصویروں کے اندر مشغول دکھایا جائے - جب بھی اس سے مسلمانوںکے جذبات کو صدمہ پہنچیگا - آنحضرت کو اسطرح ایک بڑے کام میں مشغول دکھانا سخت غلط اسلام کي ہے -

(۵) بہت سے مسلمانوں نے جو اس وقت موجود تھے اپني ناراضگي کا بازار بلند اظہار کیا ' لیکن کچھہ توجہ نہیں کي گئی - اس تماشہ سے سینکڑوں مسلمانوں میں جوش پیدا ہوگیا ہے - اگر اسکو فوراً بند نہ کیا گیا تو یقیناً بلوہ اور خونریزي ہوجانیکی - ایک پیر صاحب کو جو اسوقت وہاں موجود تھے' بمشکل روکا گیا ' ورنہ وہ ترکي فونصل کو تار دینے پر آمادہ تھے -

ملزم نے یقیناً دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند کے بموجب ارتکاب جرم کیا ہے اور التجا کي جاتي ہے کہ اسکے سابقہ بموجب قانون عملدرآمد کیا جائے

(دستخط) بي ایم میک ایبري ڈپٹی اسسٹنٹ

(دستخط) محمد ہاشم - مستغیث کرانچي -

الهلال

۲۹ رجب ۱۳۳۲ هجری

التفسير : قسم علمي

اختلاف الوان

صفحه من علم الحيوان

[من آياته خلق السماوات و الارض و اختلاف السنتكم و الوانكم - [۳۰ : ۲۱]

شاهد طبيعة اور جمال كائنات كا ايك سب سے بڑا منظر حسن ' موجودات كا اختلاف الوان هے - بعد مختلف رنگوں ... نمائي اور انكے اختلاف و تناسب كي حسن آرائي - آسمان كي ... نظر اٹھاؤ ! آفتاب كي كرنيں ' فضاء محيط كي رنگت ' ستاروں ... چاند كي روشني ' قوس قزح كي دلفريبي ' عرضه اوپر ... نظر آنے والي سے ميں رنگتوں اور انكے اختلاف جميل كا ظهور ... خود آفتاب كي روشني هي سات رنگوں كا مجموعه هے ... طرح كے مختلف اللون خطوں ميں نبهي كبهي صاف ... آتے هيں

... تهي نڑهكر رنگوں كا ظهور زمين پر نظر آتا هے - عالم ... اس حسن كدهٔ طبيعة پر نظر ڈالو ' جس كا هر ورق سرخ ... جمال اور هر برگ سبز ايك پيهم دلفريبي و نظر ... ان كے سمار جڑي بوٹيوں اور عام پيداوار ارضي كو ... جس كا هر دانه كتني هي رنگوں كا مجموعه هوتا هے اور ... الثمر كا نقاب انكے اصلي چهرے كي رنگت سے مختلف ... ليا گيا هے !

... كي سر سبز دورتيں جو زمين كے مختلف ... دور دور تك چلي گئي هيں ' كبهي تم نے انكي ... غور كيا هے ؟ كوئي سفيد هے ' كوئي سرخ هے ' ... كوئي هے ' كوئي جلي هوئي سياه رنگت سے سوخته ' جو تقريباً جمال فطرة كا اصلي رنگ و روغن نهيں هوسكتا !

ان سب كو چهوڑ دو ! خاك كے ذروں كو ديكهو جو تمهارے ... كے نيچے پامال غفلت و غرور هوے هيں - ان كنكروں ... مختلف وسم كے پتهروں كے ٹكڑوں پر نظر ڈالو ' جن سے بسا ... تمهارے پاے غفلت كو ٹهوكر لگنے كا انديشه هوتا هے - سمندر ... نهيں آتے جاؤ اور كائنات بحري كي پيداوار مختلفي كا ... لگاؤ - اسكي لهر ميں كهڑے هو جاؤ اور مٹهياں بهر بهر كر اسكي ... خاك كو اوپر لے آؤ ! ان تمام اشياء و موجودات كے اندر نبهي ... كهوئے كه رنگوں كا نمود حسن اور ظهور جمال اسي طرح موجود ... عالم نباتات كي ارواح جميله و اجسام ملونه كے اندر ' اور ... سے هر شے بالكل اسي طرح اختلاف الوان كے اسرار ... كا ايك دفتر رنگيں هے ' جس طرح صبح و شام آسمان پر پهيلے والے لكه هاے ابر كي بوقلمونيں اور رنگ آرائياں ' يا قوس قزح كے حلقه كي مختلف رنگتوں كي دلفريبي و رنگ نمائي ' جو يقيناً عروس فطرة كے گلے كا ايك رنگين هار هوگا !

متمدن دنيا كي راحت جوئيوں نے تمهيں بهت كم موقعه ديا هوگا كه صبح سويرے اٹهكر كسي صحرا يا ميدان ميں نظارهٔ فطرة كيليے نكل جاؤ جبكه شاهد قدرت كا چهره بے نقاب هوتا هے ' اور جبكه ملكوت السماوات و الارض اپنے شب خوابي كے كپڑے جلد جلد اتار كر مختلف رنگتوں كي رنگين چادريں اوڑه ليتے هيں - يه وقت اختلاف الوان طبيعه كے نظارے كا اصلي وقت هوتا هے - خواه تم عمل سحر كي كروٹيں بدلتے هوے اپنے مكان كے دريچه سے آسمان پر ايك نظر ڈال لو ' خواه جنگلوں اور صحراؤں ميں هو ' خواه باغوں كي روشوں اور سبزه زاروں كي فرش پر چل رهے هو ' خواه كسي دريا كے كنارے جا رهے هو يا سمندر كے وسط ميں دوڑنے والے جهاز كي جهت پر كهڑے هو ' كهيں هو ' ليكن تمهارے سامنے رنگوں كے ظهور و نمود اور اختلاف الوان كے حسن و جمال كا ايك ايسا منظر هوگا جسكو ديكهكر بے اختيار اُس مبدء جمال حقيقي اور اُس سرچشمهٔ حسن مطلق كے تصور ميں تو گم هوجاؤ گے ' جو اس تمام كائنات الوان و جمال اختلاف الوان كا خالق هے ' جو ان تمام مصنوعات و تكوينات حسنه و جميله كا صانع هے ' جو ان تمام صفحه هاے نقش و نگار ملونه كا مصور هے ' جسكے دست قدرت كي مشاطگي سے حسن سے بني حسين بني ' جسكے قالب تخليق سے جو وجود بنا ' دنيا و عقبا بنكر بنا ' اور جسكے عكس و ظلال لا هوتي سے عالم خلقت كے هر ذره نے اخذ جمال و زعفاني كيا :

فسبحان الله حين تمسون	پس تمام بڑائياں اور هر طرح كي
وحين تصبحون ! وله الحمد	تعريف الله كيليے هو جبكه تم پر
في السماوات و الارض	شام آتي هے اور پهر جبكه تم صبح
و عشياً و حين تظهرون !!	كو اٹهتے هو - اور تمام حمد و ثنا اسي
(۳۰ : ۱۶)	كے ليے هے تمام آسمانوں اور زمينوں

ميں ' نيزوں كے ڈهلتے هوے اور جبكه تم دوپهر كي روشني ميں هو !

آه ! وه خود كيسا حسين هوگا ' جسكے كائنات كي كوئي شے نهيں حو حسين نهو ؟

جسكے نقاب حسن كي دلارائي كا يه حال هے ' اسكے روے جاں طلب كي رعنائي كا كيا حال هوگا ؟ آه ! خود اسي كے سوا كون هے جو اسكے جمال مطلق كا اندازه شناس هو ؟

مشكل حكايتے ست كه هر ذره عين اوست
اما نمي تواں كه اشارت بار كنند !

(القرآن الحكيم)

يهي سبب هے كه قرآن حكيم ميں جهاں كهيں قدرة الهي اور مظاهر خلقت كے عجائب و غرائب پر انسان كو توجه دلائي هے ' وهاں خاص طور پر رنگوں كے ان مظاهر متنوعه و عجائب مختلفه كي طرف بهي اشاره كيا هے ' اور طرح طرح كے رنگوں كے هونے اور انكے اختلاف كو قدرت الهي اور حكمت ربانى كي ايك بهت بڑى علامت قرار ديا هے -

آج هم چاهتے هيں كه ان آيتوں پر علمى حيثيت سے ايك اجمالى اور سرسري نظر ڈاليں -

* * *

سب سے پهلے سورهٔ روم كى آيه كريمه سامنے آتي هے جسميں عام طور پر اختلاف الوان كو قدرت الهيه كى نشانى بتلايا هے :

ومن اٰیاته خلق السماوات والارض واختلاف السنتکم والوانکم ، ان فی ذالك لاٰیات للعالمین ! (۳۰ : ۲۱)

اور حکمت الہی کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ آسمانوں اور زمین کی خلقت ہے اور طرح طرح کی بولیوں اور رنگوں کا پیدا ہونا - فی الحقیقت اسمیں بڑی بھی نشانیاں ہیں ارباب علم و حکمت کیلیے !

پھر بعض آیات میں زمین کی پیداوار اور عالم نباتات سے اختلاف الوان کا ذکر کیا جو فی الحقیقت رنگوں کی بوقلمونی کا سب سے بڑا منظر عجیب و موثر ہے :

الم تر ان اللہ انزل من السماء ماء فسلکہ ینابیع فی الارض ثم یخرج بہ زرعاً مختلفاً الوانہ ، ثم یہیج فتریٰہ مصفرا - ثم یجعلہ حطاما - ان فی ذالك لذکریٰ لاولی الالباب ! (۳۹ : ۲۲)

آیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ نے اوپر سے پانی اتارا ، پھر زمین میں اسنے چشمے بہائے ، پھر اسی پانی سے رنگ برنگ کی کھیتیاں اگائیں ، پھر وہ کھیتیاں اپنے جوش میں بڑھیں اور طرح طرح کے پھل اور پھولوں سے لد گئیں - اسکے بعد جب اچھی طرح پک چکیں تو تم دیکھتے ہو کہ وہ بالکل زرد نڑحالی ہیں اور خدا اسے چورا چورا کر ڈالتا ہے - بیشک ، عالم نباتات کی اس ابتدا و انتہا اور اختلاف و تغیرات میں ارباب عقل و دانش کے لیے بڑی ہی عبرت ہے !

اسی کی نسبت سورۂ نحل میں فرمایا :

وما ذرا لکم فی الارض مختلفا الوانہ ، ان فی ذالك لاٰیۃ لقوم یذکرون ! (۱۶ : ۱۳)

اور بہت سی چیزیں جو تمہارے واسطے زمین سے اگائی ہوائد بنایئے زمین سے اگائی جاتی ہیں سبھی طرح طرح کی مختلف رنگتیں ہیں ، سو ان میں بھی ان لوگوں کیلیے حکمت الہی کی بڑی ہی نشانیاں ہیں جو غور و فکر کو کام میں لاتے ہوں !

نیز سورۂ فاطر میں فرمایا :

الم تر ان اللہ انزل من السماء ماء فاخرجنا بہ ثمرات مختلفا الوانہا ؟ (۳۵ : ۲۷)

اما تم غور نہیں کرتے کہ اللہ نے اوپر سے پانی برسایا اور اس سے طرح طرح کے پھل پیدا ہوے جنکی مختلف رنگتیں ہیں ؟

اسی طرح شہد کی مختلف رنگتوں پر توجہ دلائی جو مکھی کے اندر سے نکلتا اور قدرۃ الہیہ کا ایک عجیب و غریب نمونہ ہے :

یخرج من بطونہا شراب مختلف الوانہ ، فیہ شفاء للناس - ان فی ذالك لاٰیۃ لقوم یتفکرون ! (۱۶ : ۷۱)

انکے اندر سے ایک رنگ کا پانی نکلتا ہے جسکی رنگتیں ہوتی ہیں - اسمیں انسانوں کیلیے شفا اور نفع رکھدیا ہے ارباب فکر کیلیے اسمیں بڑی ہی نشانیاں ہیں !

اختلاف الوان کا ایک نہایت دلکش منظر پہاڑوں کی مختلف رنگتیں اور انکے سرخ و سفید پھر بھی ہیں جنسے انسان بڑی بڑی عظیم الشان عمارتوں کو خوشنما و دلفریب بناتا اور طرح طرح کے کام لیتا ہے - چنانچہ اسکی طرف بھی ایک جگہ اشارہ کیا :

ومن الجبال جدد بیض و حمر مختلف الوانہا و غرابیب سود (۳۵ : ۲۷)

اور اسی طرح پہاڑوں میں بھی اللہ نے مختلف رنگوں کے طبقات پیدا کیے - کوئی سفید ہے کوئی لال ہے - بعض کالے کالے سیاہ ہیں !

یہاں تک عالم کائنات کے عام اختلاف الوان ، اور پھر خاص طور پر عالم نباتات و جمادات کی رنگتوں کا ذکر کیا تھا - اب خاص طور پر عالم حیوانی کے اختلاف الوان پر یہ اشارہ کرکے توجہ دلائی :

ومن الناس والدواب والانعام مختلف الوانہ کذالك ، انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء - ان اللہ عزیز غفور (۳۵ : ۲۷)

اور اسی طرح آدمیوں ، جانوروں اور چارپایوں کی رنگتیں بھی کئی ہیں طرح کی ہیں جن میں اللہ نے بڑی حکمتیں رکھی ہیں - اللہ کا خوف انہی لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوتا ہے جنھوں نے کائنات کے ان اسرار و حقائق کا مطالعہ کیا ہے اور اسنے علم و حکمت سے بہرہ اندوز ہوے ہیں -

(ایک اجمالی نظر)

ان آیات کے پیش نظر پہلے ایک اجمالی نظر ڈالو اور دیکھو کہ کس طرح عالم کائنات کی ہر نوع اور اختلاف الوان کے ہر منظر پر عمیق توجہ دلائی ہے ؟ سب سے پہلے عام طور پر اختلاف الوان کا ذکر کیا اور فرمایا کہ زبانوں اور بولیوں کے اختلاف کی طرح رنگوں کے اختلاف میں بھی حکمت الہیہ اور قدرت سرمدیہ کی بڑی بڑی نشانیاں ہیں اس طرح انسانکی نظروں کو تمام کائنات کی مفرد مجموعی کے جمال الوان اور اختلاف مظاہر و نمائش کیلیے دعوت فکر و تدبر دی تا کہ وہ آسمان کی اُن رنگ آرائیوں کو بھی دیکھیں جنکا جمال قصائی عقل افگن اور جنکے تغیرات ملونہ جیسے فرمایا ہیں ، اور پھر زمین کے اس بہارستان حسن پر بھی نظر ڈالیں جسکی نباتات اور عالم حیوانی کا ہر گوشہ رنگتوں کی رعنائیوں اور انکے اختلاف و تعدد کی دلفریبیوں کا ایک بہشت زار جمال ہے !

اسکے بعد اس نظر اجمالی کی تفصیل ہوئی اور کائنات کی مختلف انواع و اقسام کے اختلاف الوان کی طرف اشارہ کیا گیا - سب سے پہلے صناع طبیعت کی اس سب سے بڑی اعجاز فرمائی کا جلوہ نظر دکھلایا جو عالم نباتات کی ارزاق حسیدہ اور اجسام ملونہ و جمیلہ کے اندر نظر آتی ہے ، اور جسکے ایک جھونکے سے پھول اور پھل سے بھی حیرت و مدہوشی کے وہ وہ جلوے پوشیدہ ہیں کہ اگر دنیا کی تمام پچھلی اور آیندہ حکمتیں اور دانائیاں یک جا اکٹھی ہوجائیں اور کسی حقیر سے حشر پھول کی ایک مرجھائی ہوئی پتی کی بھی انتہا کو (جو انسانی عقل و سرشاری کے کسی قدم جہاں سے پرے ہو چکی ہو) اپنے سامنے رکھ لیں اور اسکے عجائب و غرائب حسن کا مطالعہ کرنے رہیں ، جب بھی اسکا دفتر حکمت ختم نہ ہوگا !

فرمایا یہ غور کرو ، انکی خلقت میں کس قدر عقلوں کو سب تعجب اور انسانی دانائی کو ہلاک حیرت کر دینے والی چیزیں ہیں جو زمین کی خشک بیج ہیں جو زمین میں ڈالے جاتے ہیں اندھیری زمین میں گم ہوئے ، اور آسمان کے پانی سے اندر ہی اندر سڑ ہیں - پھر وہ ایسا حیز ہے جو انکے اندر ایک عجیب و غریب پودے ، پھولے ، ابھرے ، بڑھے ، پھیلے ، پھر طرح طرح کی رنگوں سے رنگیں ہوکر نمودار ہوے ہیں پیدا کردیتی ہے ؟ کبھی ایک رنگ کے الگ ہوے ہیں ، کبھی ایسی خاص تناسب کے ساتھ کئی رنگوں کا مجموعہ ہوے ہیں ، اور کبھی ایک ایک پتے اور ورق گل پر کئی کئی رنگوں کی دھاریاں اور نقش و نگار بن جاتے ہیں تبارك اللہ احسن الخالقین !

عالم نباتات کی طرح عالم جمادات بھی اختلاف الوان کا عجیب و غریب مظہر ہے جسے ترتیب مدارج خلقت کے اعتبار سے نباتات پر مقدم ہونا چاہیے - زمین کے اندر سے طرح طرح کے مختلف رنگوں کے پتھروں کا پیدا ہونا اور پہاڑوں کے اندر سے نکلنا اس سے کہ عجیب نہیں ہے جسقدر نباتات کے عرائب و عجائب ہیں - یہ سنگ مرمر اور سنگ موسی کے بڑے بڑے ستون جنکے بیچے شہنشاہوں کے دربار لگتے ہیں اور جو ایوان ہاے عظمت و جبروت کیلیے سنگ

بڑا حسن سمجھے جاتے ھیں ' کیا ھیں ؟ وہ جو دودہ کی رنگت سے سفید اور آئینہ کی چمک سے زیادہ درخشندہ ھوتے ھیں ' کہاں سے نکلتے ھیں؟ یہ سنگ سرخ جس سے " روضۂ تاج " کا جمال آفرین نمایاں ھوا ' کہاں سے آیا ؟ نہ تو وہ سفید دودہ سے پیدا ھوا اور نہ سرخ پھروں کی رنگت جمع کرکے بنایا گیا ' بلکہ دست قدرت نے اسی خاک ارضی کے اندر اسکی تہیں جمائیں اور اسکے طول و عرض کو زمین کی بد رنگ پشت کے اوپر پھیلا دیا ' تاکہ خلقت الہی کا معجزہ ' حسن اباد ارضی کا زیور ' اور اس حیرت آباد عالم میں معرفت الہی اور توجہ الی اللہ کیلیے درس بصیرۃ ھو:

ولکن اکثر الناس لا یعلمون !

عالم جمادات و نباتات کے بعد حیوانات کی خلقت کا صفحہ کھلتا ھے - اختلاف الوان و اشکال کے لحاظ سے اسکے عجائب و غرائب بھی عقل کی سرگشتگی اور ادراک کے عجز و اعتراف کا پیغام ھے : ربنا ! ماخلقت ھذا باطلا ! پس فرمایا کہ و من الناس والدواب والانعام کذالک ! جس طرح خلقت انسانی کی ھر نوع کے اندر اختلاف الوان کا قانون کام کررھا ھے ' اسی طرح خلقت کا یہ سب سے بڑا نمونہ اور ارتقاء موجودات کی سب سے آخری کڑی بھی طرح طرح کی رنگتوں کا ایک صحیفۂ رنگیں ھے ' اور جو لوگ اسرار وحقائق موجودات کو غور و تدبر سے دیکھتے ھیں ' وھی کچھ اسکی کنہ اور حقیقت کو بھی سمجھ سکتے ھیں : ان فی ذالک لایات وما یعقلھا الا العالمون !

(خلاصۂ امور)

اس نظر اجمالی کے بعد غور و فکر کا قدم اور بڑھایئے تو ان آیات کریمہ سے مندرجۂ ذیل امور واضح ھوتے ھیں :

(۱) عالم کائنات کے بے شمار و بے تعداد مظاھر خلقت کی طرح ' رنگوں کا اختلاف بھی قدرت الہی کی ایک بہت بڑی نشانی ھے - کیونکہ اسکے مطالعہ سے ثابت ھوتا ھے کہ یہ حسن و جمال عالم محض ایک بے ارادہ و بے عقل مادۂ خلقت کی حرکت اور ترتیب اتفاقی کا نتیجہ نہیں ھوسکتا - بلکہ ارادہ وراء الوری ضرور ھے جسکے دست قدرت و حکمت کی مساعلگی سے تمام زیرنگ صناعہ دکھلا رھی ھے !

قرآن کریم نے اسی امر کو دوسری آیتوں میں واضح کیا ھے جبکہ منکرین الہی سے پوچھا ھے کہ :

امن یخلق کمن لایخلق ؟ افلا تذکرون ؟ (۱۶ : ۱۷)	کیا وہ ھستی جو پیدا کرتی ھے اور وہ جو کچھ پیدا نہیں کرسکتی ' دونوں برابر ھیں؟ تمہیں کیا ھوگیا ھے کہ غور نہیں کرتے ؟

یعنی کیا ایک خالق و صانع ھستی جو صفات واجبۂ ارادہ و عقل و علم سے متصف ھے ' اور ایک بے ارادہ و بے عقل سے (خواہ وہ افلاک کی حرکت ھو خواہ اجزاء سالمات دیگر طبیعی) دونوں ایک طرح ھوسکتے ھیں ؟ حالانکہ کائنات کا ذرہ ذرہ ایک صاحب ارادہ و عقل خالق کی ھستی کی شہادت دے رھا ھے !

یہاں صرف " خلقت " کا لفظ فرمایا اور کہا کہ خلق کرنے والا اور وہ جو خلق نہیں کرتا ' دونوں برابر نہیں ھوسکتے - خلق وھی کرسکتا ھے جو ارادہ و تعقل رکھتا ھو - " لا یخلق " کے اندر تمام چیزیں آگئیں جو قوت خالقیت نہ رکھتی ھوں ' اور خالقیت کیلیے ارادہ و تعقل مستلزم ھے - پس فی الحقیقت اس آیۃ میں نیز اسکی ھم مطلب دیگر آیات میں انہی لوگوں کا رد کیا گیا ھے ' جو وجود الہی کی جگہ کسی بے ارادہ و تعقل سے تو خلقت عالم کیلیے مانی سمجھتے ھیں ' خواہ وہ بوتلیوں کی حرکت افلاک ھو یا مروجہ زمانے کے اجزاء سالمات ابتدائیہ - ان آیات کو بتوں سے کوئی تعلق نہیں جیسا کہ ابدک سمجھا گیا ھے - اسکی حقیقت بغیر تفصیل و تشریح کے ذھن نشین نہیں ھوسکتی اور وہ مستقل مضمون کی محتاج ھے -

(۲) اختلاف الوان کے اندر بڑی بڑی مصلحتیں اور حکمتیں پوشیدہ ھیں - وہ محض ایک ظہور حسن اور نمایش خلقت یا فطرۃ کا اتفاقی نمود ھی نہیں ھے - کیونکہ اگر ایسا ھوتا تو ھر جگہ تذکیر و تفکر پر کیوں زور دیا جاتا ؟ اور علی الخصوص پہلی آیت میں یہ کیوں کہا جاتا کہ ان فی ذالک لایات للعالمین - یہ صاحبان علم کیلیے اس اختلاف الوان میں بڑی نشانیاں ھیں -

(۳) اخری آیۃ عجیب و غریب ھے - اور اس سلسلے کی ایک آیت ھے جسکی بنا پر بعض نئے استدلالات قرآنیہ میرے ذھن میں ھیں - اختلاف الوان وغیرہ مظاھر خلقت اور اسرار کائنات کا ذکر کرتے فرمایا : انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء ! اللہ کے وھی بندے خوف و خشیت اپنے اندر پاتے ھیں جو صاحبان علم ھیں -

اس بیان کے سامنے ھی " خشیت الہی " اور " علماء " کا دار بعیر کسی ربط حقیقی کے نہیں ھوسکتا - اس سے صاف صاف واضح ھوتا ھے کہ خدا کی ھستی کا یقین ' اسکی شناخت ' اور اسکے صفات کی معرفت کے بغیر اسکا خوف پیدا نہیں ھو سکتا ' اور قرآن کریم اس یقین کے حصول کا ایک بڑا وسیلہ یہ بتلاتا ھے کہ خلقت عالم کے حقائق و اسرار اور اختلاف و تغیرات کی ذرہ و حقیقت کا علم حاصل ھو تا کہ مصنوعات کی نیرنگیاں اور عجائب آفرینیاں صانع مطلق کی حکمتوں کا سراغ بتلائیں اور معرفۃ الہی کا یقین و ایمان پیدا کریں - چونکہ یہ کام ان لوگوں کا ھے جو ارباب علم و تعمق ھیں اور جتنا شمار علماء حقیقت میں ھے - اسلیے فرمایا کہ یہ عجائب عالم اور یہ اختلاف الوان جو کائنات کی ھر نوع اور ھر قسم میں جلوہ گر ھے ' اسکے اسرار و مصالح پر غور کرنے والے اور انکی حقیقت کی جستجو میں رھنے والے ھی وہ بندگان الہی ھیں ' جنکے لیے انکا مطالعہ معرفت الہی کا وسیلہ ھوتا ھے ' اور پھر معرفت الہی معلم خشیت و عبودیت کیلیے راھنما ھوتی ھے - وھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون ؟

(۴) اختلاف الوان ایک قانون خلقت ھے جو تمام انواع میں جاری و ساری ھے - عالم جمادات ' نباتات ' حیوانات ' کوئی نوع نہیں جسمے اندر طرح طرح کی رنگوں کا ظہور نہو - پس یہ نہیں ھوسکتا کہ اسکا عام ظہور کسی بڑی ھی مصلحت و حکمت پر مبنی نہو ؟

(اشارات علمیہ)

قرآن کریم علم الحیات یا علم الحیوان کی کوئی کتاب نہیں ھے ان اشارات حکمیہ سے اسکا مقصود صرف یہ ھوتا ھے کہ انسان کو حکمت و قدرۃ الہیہ کی طرف توجہ دلائے ' اور ان حقائق کا مطالعہ وسیلۂ تذکر ' و ذریعہ عبرت ' و توجہ الی اللہ ھو - ان اشارات کے اسرار و مصالح کی تحقیق و کشف کا اسکے دل میں ولولہ اور شوق پیدا کرے تاکہ وہ انکی تحقیقات کی دشوار گذار راھوں میں قدم رکھے اور معرفت الہی اور حصول معلم خشیت کیلیے راہ علم کی تمام مصیبتوں کو خوشی خوشی برداشت کرلے

پس چاھیے کہ پہلے ھم سائنس علم کی طرف متوجہ ھوں کہ وہ اختلاف الوان کے متعلق کیا کہتے ھیں ؟ اسکے بعد دیکھیں کہ قرآن کریم کا اسطرف توجہ دلانا اور اس کو ایک آیۃ الہیہ قرار دینا ' ان اسرار و حکم پر مبنی ھے ؟

(البقیہ تتلی)

مطبوعات جدیدہ

رباعیات عمر الخیام

ایک نیا امریکن ایڈیشن

پچھلے دنوں بعض اخبارات میں یہ خبر سنائع ہوئی تھی کہ رباعیات عمر الخیام کا ایک نیا ایڈیشن امریکہ میں مرتب ہوا ہے اور عنقریب شائع ہونے والا ہے - راقم کو پچھلی بات میں اسکے تفصیلی حالات آگئے ہیں - اسے معلوم ہوتا ہے کہ نیویارک کی ایک بہت بڑی پبلیشر کمپنی جان مارٹن اس ایڈیشن کی جہت رہی ہے' اور متعدد خصوصیات اسمیں ایسی جمع کی گئی ہیں جنکی وجہ سے یورپ اور امریکہ کے "ادباء عمریین" (۱) اسکی اشاعت کا نہایت دلچسپی سے انتظار کر رہے ہیں -

(مرقعات و رسوم)

اس ایڈیشن کی ایک بڑی خصوصیت انتہا درجہ کا کمال طباعت اور حسن صورت ہے -

عمر خیام کے اس وقت تک کے سمار پر تکلف ایڈیشن مختلف سکلوں میں نکل چکے ہیں - لیکن بیان کیا جاتا ہے کہ اس نئے ایڈیشن کے تکلفات کے آگے تمام پچھلے سار و سامان ہیچ نظر آئینگے - علی الخصوص اسکے مرقعات اور تصاویر و رسوم جو دلدادگان خیام کی نظر افروزی کیلیے ہر نیسرے جوتے صفحہ کے بعد لگائے گئے ہیں :

مشاطہ را بگو کہ بر اسباب حسن درست
چیزے فزوں تر است کہ نماسا بما رسد !

---

(۱) " ادباء عمریین " سے مقصود یورپ اور امریکہ کے وہ ارباب ادب و شعر اور صاحبان فلسفۂ و حکمت ہیں جو اپنے تئیں عمر خیام کی طرف نسبت دیتے ہیں' اور اپنے خیالات و ادبیات میں بالکل اس خراسانی حکیم کے پیرو و مقلد ہوگئے ہیں - یہ ضرور نہیں کہ وہ مستشرق (اورینٹلسٹ) اور فارسی داں بھی ہوں - ایسے بھی ہزارہا شعرا و ادباء اس حلقہ میں داخل ہیں جنھوں نے محض فٹزجیرالڈ یا اس سے بھی نیز درجہ کے مترجمین کے ذریعہ خیام کے خیالات سے واقفیت حاصل کی ' مگر رباعیات کے انداز بیان پر اسلوب شاعری سے اس درجہ متاثر ہوے کہ اسی رنگ اور اسلوب پر نظم و نثر فخریہ لکھنے لگے -

یہ خیالی تصویریں جو آجکل پر تکلف ادبی تصنیفات کے ساتھ جھاپی جاتی ہیں' غالباً عام قارئین کرام کو انکی قدر و قیمت کی صحیح اطلاع نہ ہوگی - مشاہیر گذشتہ کی تصنیفات کے متعلق خیالی تصاویر بنانا ایک مسلسل فن ہے' جسکے بڑے بڑے ماہرین و مساعد ہیں - جب کبھی کوئی نادر کتاب چھپتی ہے تو اسکے لیے ان کی خدمات محفوظ کرلی جاتی ہے - وہ ایک ایک تصویر بعلمے سو سو پاونڈ اجرت پیشگی لیتے ہیں !

پچھلے دنوں انگلستان نے ایک کلب نے الف لیلہ کے ترجمہ کرنے کا نہایت پر تکلف ایڈیشن دس جلدوں میں طبع کیا تھا' اور اسکے بڑے بڑے مناظر حسن و عشق و خلافۃ و سلطنت کی تصویریں دربار کے مشہور مناظر اور رسوم خیالیہ سے بدواکر شامل کتاب کی تھیں - میں نے یہ نسخہ دیکھا ہے - پوری کتاب میں اقلاً پچاس مرقع مرور ہوئے - لندن کی مرقع ۳۰ پونڈ سے لیکر دو سو پونڈ تک اجرت دی گئی تھی !

" رباعیات عمر خیام " بھی پچھلی چوتھائی صدی سے بڑے بڑے مصوران مشہورہ کے غور و تخیل کا ایک معرکہ الارا موضوع رہا ہے - عمر خیام کی صورت کو مصوروں نے تصور کیے اور اسکی رباعیات کے مطالب کو تماثیل مصورہ کی اشکال میں پیش کرنے کیلیے بڑے بڑے مصوروں نے اپنے اپنے جوہر کمال دکھلائے - علی الخصوص موجودہ یورپ کے مشہور ترین مصور مسٹر گلبرٹ جیمس کی تصویریں عدیم المثل سمجھی گئیں' جنمیں سے بعض کو فیر جیرالڈ کے ترجمہ میں آگے چل کر بھی دیکھا ہوگا -

لندن امریکن ایڈیشن کے شائع کرنے والوں کا دعوا ہے کہ انھوں نے تمام پچھلے ایڈیشنوں سے بہتر مرقعات کا اہتمام کیا ہے - ایبک اسمدر روسیٹی اور دیگر خیام کی تصویروں پر کسی نے صرف نہیں کیا - یورپ کے مشہور مصوروں کی خدمات کئی سال پیشتر سے حاصل کرلی گئی تھیں' اور فارسی شاعری کی ادبی تاریخ اور اُس عہد کے علمی حلقوں اور شعرا کے لباس و اشکال کا تاریخی مواد اس غرض کے لیے مہیا کیا گیا تھا کہ مصوروں کو بہتر سے بہتر اور اقرب سے اقرب تصور قائم کرنے میں آسانی مدد ملے -

ان تصویروں میں خود خیام کی تصویریں نہایت اعلی درجہ کی بتائی جاتی ہیں' اور کامل الفن اشخاص معترف ہیں کہ تمام پچھلی تصویروں سے زیادہ مشرقی اور خیام کے خیالات کے لحاظ سے کامل تر و قابل کے مطابق ہیں - انکے علاوہ سو سے زاید رباعیوں کے بھی مرقع تیار کیے ہیں اور رنگین اور مطلا و مذہب طبع کیا ہے !

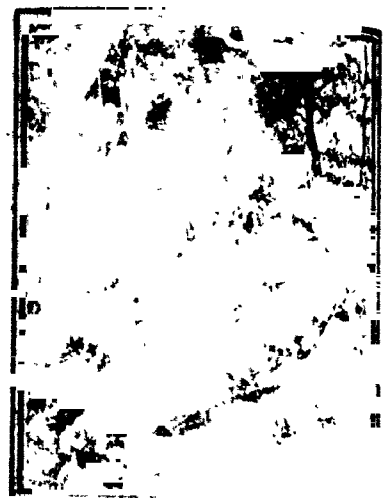

فصل گل و طرف جویبار و لب دشت
با یک دو سه اهل و لعبتی حور سرشت
پیش آر قدح که باده نوشان صبوح
آسوده ز مسجدند و فارغ ز کنشت !

ان مرقعات میں سے چار تصویریں "اسعیر" لندن کے سائع کرسی ہیں - انکی نقل ہم بھی شائع کرتے ہیں - انکے نیچے انگریزی میں رباعیات کا ترجمہ بھی درج تھا - لیکن ترجموں کی اصل رباعیاں یاد آگئیں اور درج کردی گئیں - لیکن ایک ترجمہ اسدرجہ مبہم ' معنصر ' اور کسی بہت ہی غیر معروف رباعی سے تعلق رکھتا ہے جسکی اصلی رباعی کا سرسری طور سے پتہ نہ لگ سکا - اور صرف اتنی سی بات کیلیے رباعیات کی ورق گردانی کون کرتا ؟ -

(مکمل ترجمہ)

ایک بہت بڑی خصوصیت اس ایڈیشن کی یہ ہے کہ اسمیں عمر خیام کی تمام رباعیات کا مکمل انگریزی ترجمہ دیا گیا ہے - مشہور فیز جیرالد کے ترجمہ کی طرح نظم میں ہے ' اور کوشش کی گئی ہے کہ فارسی شاعری کے اس سب سے اونچے ناظر العظم مترجم کا لہجہ و انداز اور اسلوب خاص ہر رباعی کے ترجمہ میں محفوظ رہے - حتی کہ اسکی جمع و تہذیب کرنے والوں کا خیال ہے کہ ایک ناواقف شخص فیز جیرالد کی نظم میں اور اسکے تراجم میں بمشکل فرق کرسکے گا -

ہم نے بعض اردو جرائد میں دیکھا کہ اس نسخہ کی اشاعت کا تذکرہ کرتے ہوے انھوں نے اسے پہلا مکمل ترجمہ خیال کیا ہے - حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے - اس سے پیشتر ایک بڑی تعداد میں ایسے ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں جن میں فیز جیرالد کی ترجمہ کردہ رباعیات کے علاوہ کئی سو اور رباعیوں کا ترجمہ بھی نظم و نثر میں دیا گیا ہے ' اور بعض میں تو یہ التزام کیا ہے کہ رباعیات کے جس نسخہ کو اصل قراردیا ' اسکی تمام رباعیوں کا ترجمہ بھی ساتھ ساتھ درج کردیا - اس قسم کے مترجموں میں گارنر ' ہنری ڈے ورنال ' بیکرلس ' اور علی الخصوص پروفیسر والا نیکن ژوکفسکی کا نام قابل ذکر ہے ' جس نے نسخۂ کلکتہ اور نسخۂ سینٹ پیٹرز برگ کی تمام رباعیات کا ترجمہ کردیا ہے -

ان میں سے آخرالذکر مستشرق کا نسخہ میرے پاس موجود ہے - اس لئے امریکن ایڈیشن سے پہلے یہی ایڈیشن سب سے آخری ایڈیشن سمجھا جاتا تھا - اسمیں سینٹ پیٹرز برگ کے نسخہ کی ۳۴۰ رباعیوں کا مکمل ترجمہ شامل کیا گیا ہے - دیگر نسخوں کی مترجمہ رباعیوں کو شامل کرلیا جاے تو انگریزی ترجمہ شدہ رباعیوں کی تعداد پانچ سو تک پہنچ جاتی ہے !

اسی طرح فرانسیسی ' دنمارکی ' المانی (جرمن) اور روسی زبان میں بھی ۷۵ سے ۴۰۰ تک رباعیوں کا ترجمہ ہوچکا ہے -

لیکن یہ ترجمے وہ قبولیت حاصل نہ کرسکے جو " مغربی خیام " یعنی فیز جیرالد کی ۷۵ رباعیوں کیلیے قدرت نے مخصوص کردی تھی - اسکی انگریزی رباعیوں میں جو سلاست و عذوبت اور حسن ترکیب و تاثر بیان پایا جاتا ہے ' اسکے سامنے یہ تمام ترجمے اس طرح نظر آتے ہیں جیسے کسی اصلی فارسی نظم کے مقابلے میں اسکا بے اثر لفظی ترجمہ - فارسی شاعری اور عربی ادبیات اصولاً اس درجہ باہم مختلف ہیں کہ دونوں میں تبائن و تضاد کا ایک اطلانیک بہہ رہا ہے - اسے عبور کرنے میں صرف فیز جیرالد ہی کی ہمت کام کرگئی ' اور وفت و حالات ' جدت و حداثت ' انحاد خیالات و مشرب ' نیز جماعت کے وقتی انفعال و تاثر نے ایک مرتبہ اسکا ساتھہ دیدیا - یہ باتیں ہمیشہ اور ہر شخص کے حصے میں نہیں آسکتیں -

یہی سبب ہے کہ یہ تراجم ایک ادبی نہ حکیمانہ مترجمہ ذخیرہ سے زیادہ وقعت حاصل نہ کرسکے - انسے صرف یہ کام لیا گیا کہ غیر فارسی داں ادباء عمربیین کے انکے ذریعہ بقیہ رباعیوں سے بھی واقفیت حاصل کرلی - ان سب میں مسٹر بوربن اور ہارفیلڈ کے بعض تراجم نسبتاً زیادہ فصیح و دلنشیں ہیں جنھوں نے کیمبرج کے نسخہ کی بعض رباعیات کا ترجمہ سنہ ۱۸۹۰ میں دیا تھا ' اور " مجلس عمر خیام " لندن نے سنہ ۱۸۹۲ میں شائع کیا - تاہم نہ تو وہ فیز جیرالد کی طرح عشاق خیام کے وسیع حلقہ میں کوئی ادبی محبوبیت حاصل کرسکیں ' اور نہ انگریزی ادبیات میں ایک داخلی جز و شعری کی طرح انہیں قبولیت ہوئی - انکا شمار بھی " ترجمہ " میں ہے - البتہ اعلیٰ قسم کے تراجم میں -

بس یہ کہنا تو صحیح نہیں کہ یہ امریکن ایڈیشن رباعیات کا پہلا مکمل ترجمہ ہے - البتہ اسکی خصوصیت یہ بتلائی جاتی ہے کہ انکے تراجم میں فیز جیرالد کے اتباع بلکہ ہمسری کی پوری کوشش کی گئی ہے - فیز جیرالد کا اصلی کارنامہ " سوئن برن " کے الفاظ میں یہ ہے :

" وہ یورپ کا خیام ہے - اس نے ترجمہ نہیں کیا ہے بلکہ انگریزی میں خیام کی روح شعری کو منتقل و متمثل کردیا ہے - اگر خیام انیسویں صدی کے اندر انگلستان میں پیدا ہوتا اور فردوسی کی جگہ خود اسی کی زبان میں (یعنی انگریزی میں) رباعیات کہتا ' تو بعینہٖ وہ ایسی ہی ہوتیں جیسی کہ اس شعری خیام کے دل پر مشرقی نیشاپور لاہوتی سے القا ہوئی ہیں "

اس ایڈیشن کے مرتب کرنے والوں کا دعوا ہے کہ فیزجیرالد نے ایسا ترجمہ صرف ۷۵ رباعیوں کا کیا ہے - لیکن یہ خیام کی تمام رباعیوں کا ویسا ہی مکمل ترجمہ ہوگا -

ادبا و شعراے عمر بیین کی ایک بہت بڑی امریکن و انگریزی جماعت نے ترجمہ کا یہ کام باہم بانٹ لیا تھا - چند اصول مقرر کرلیے تھے جنکی پابندی کی ہر مترجم کوشش کرتا تھا - ان میں سے اکثر مترجم ایسے ہیں جنھوں نے ایک ایک رباعی کا ترجمہ ایک ایک سنماہی میں کیا ہے - پہلے ترجمہ کیا جاتا - پھر تصحیح ہوتی - پھر قدیم ترجموں سے مقابلہ ہوتا - اسکے بعد نظم کیا جاتا - پھر عرصے تک خود ناظم اپنے مختلف اوقات و اثرات میں کمال استغراق شعریہ و شوقیہ کے ساتھہ پڑھتا ' خاص خاص نعمات مخصوصۂ خیام میں

کاتا ' اور دوسروں سے لے میں پڑھواکر سنتا - جب اس طرح اسکي کیفیت و رجحان کے دوق و تاثیر کي طرف سے پورا پورا اطمینان هوجاتا اور کئي کئي مرتبه ترمیم و اضافه هوچکتا ' تو پھر تمام مترجمین کي صحبت میں پیش کیا جاتا اور کئي کئي دن تک محافل و مجالس شعراے عربیین میں اسپر بحث و مذاکره هوتا - جو لوگ باهر کے شریک کار هیں ' انکے پاس لکھکر بھیجدیا جاتا ' اور اسطرح تمام رائیں جمع کي جاتیں -

ان تمام مراحل کے بعد مترجمه رباعي داخل کتاب کي جاتي - اس وقت بھي که کتاب چھپ رهي هے اور عنقریب نکلنے والي هے ' تغیر و تبدل اور اصلاح و نقد کا سلسله برابر جاري هے !

هر نظم گوهریں که بیاد تو گفته ام
دل رخنه کرده و جگر خویش سفته ام !

(رباعیات کي تعداد)

رباعیات عمر خیام کي اصلي تعداد کا مسئله اب تک مختلف اور ایک حد تک مشتبه هے - مختلف نسخے جو یورپ اور مشرق میں پائے جاتے هیں ' باهم تعداد میں مختلف هیں - مصنفین یورپ نے انکي تحقیقات و کشف حقیقت کیلیے بڑي بڑي کوششیں کي هیں -

سب سے زیاده قدیم نسخه ایشیاٹک سوسائٹي بنگال کا هے جو آٹھویں صدي هجري کے اواخر کا لکھا هوا هے - یعنے عمر خیام کي وفات سے تقریباً تین سو برس بعد - اسمیں ۴۰۲ رباعیاں هیں - میں نے یه نسخه ایشیاٹک سوسائٹي میں ممبر هونے سے پہلے دیکھا تھا - اسکے بعد ایک مرتبه نکلوانا چاها تو معلوم هوا که لندن گیا هے اور غالباً مستر اڈورڈ براون نے منگوایا هے - اب عرصے سے بالکل مفقود الخبر هے - کچھه پته نهیں چلتا که کہاں گیا ؟ اسکے ساتھه گلستان کا وه قیمتي نسخه بھي مفقود الخبر هے جو عالمگیر اورنگ زیب نے نهایت اهتمام سے نقل کرایا تھا ' اور اُس نسخه کي نقل تھا جو خود شیخ سعدي کے لڑکے نے هاتھه کا لکھا هوا تھا - ڈاکٹر بروکلمین اور سر جان گلکرسٹ نے گلستان کے ایڈیشن اسي نسخه سے نقل لیکر شائع کیے تھے -

میں نے کئي بار سکریٹري کو توجه دلائي که برٹش میوزیم سے خط و کتابت کرکے تحقیق کیا جاے - وهیں یه نسخے گئے هیں اور رکھه لیے گئے هیں - لیکن غریب ایشاٹک سوسائٹي کو اسکي جرأت کب هوسکتي هے که انڈیا آفس کے زیر اثر دفتر خانے سے کسي طرح کا مطالبه کرے ؟

اسکے بعد سر گور اوسلي کا نسخه هے - وه ایران سے لائے تھے اور اب آکسفورڈ کے کتب خانه بوڈلین میں محفوظ هے - اسکا سال کتابت سنه ۱۴۹۱ مسیحي هے - یعني مصنف سے ساڑھے تین سو برس بعد کا نسخه هے - انگریزي مترجمین و مولفین نے زیاده تر اسي نسخه پر اعتماد کیا هے مگر اسمیں صرف ۱۵۸ رباعیاں هیں

تیسرا قدیمي نسخه سینٹ پیٹرزبرگ کے کتب خانه کا هے جسکا عکس پروفیسر والانٹین زوکوسکي (Valentin Zhukovski) نے باعانت بیرن ریکٹر روزین معلم السنهٔ مشرقیه پیٹرزبرگ یونیورسٹي شائع کیا هے ' اور جو نهایت اعلی ترین خط نستعلیق میں فی صفحه ایک رباعي کی ترتیب سے لکھا گیا هے - اسکے کاتب نے اپنا نام " سید علي الحسیني " لکھا هے - سال کتابت سنه ۱۴۹۹ مسیحي هے - یعني سر گورازسلي کے نسخه سے تقریباً چالیس برس بعد - اسمیں ۳۴۰ رباعیاں هیں -

چوتھا نسخه بانکي پور کے کتب خانے کا هے پانچواں کیمبرج یونیورسٹي کا جو کسي قدیم طهراني نسخه کي نقل هے - اول الذکر میں ۶۰۴ رباعیاں هیں - دوسرے نسخه میں ۸۰۰ -

انکے علاوه بے شمار حدیث العهد قلمي نسخے یورپ کے مختلف کتب خانوں میں هیں جنمیں سے بعض کي مندرجه رباعیات پندره پندره سو تک شمار کی گئی هیں - پروفیسر براؤن نے ایک قدیم نسخه طهران میں دیکھا تھا جسمیں ۷۷۰ رباعیاں تھیں اور عهد صفویه کے درمیانی زمانے کا نوشته تھا - مگر جو نسخه طهران میں چھپا هے ' اسمیں صرف ۲۳۰ رباعیاں هیں - اسي کي نقل بمبئي میں بھي دو بار چھپ چکي هے -

ایک اور نسخه پرانا رباعیات کا هے جسکا ذکر مجھسے آجکل کے ایک روسي سیاح و مستشرق موسیو امرانوف نے کیا هے جو انهوں نے اصفهان میں دیکھا تھا اور اسکی نقل لیلی تھی -

یه نقل آجکل میرے هي پاس هے - اسمیں ۴۱۷ رباعیاں هیں اور عام ترتیب ابجدي کي جگه ابتدا میں حمد و نعت کي تمام رباعیاں جمع کردي هیں - اسکے بعد بعینه اسي ترتیب کے باقي رباعیاں درج کي هیں - سیاح موصوف کا بیان هے که اصلي نسخه سنه ۸۰۷ هجري کا نوشته هے - اگر یه سچ هے تو یه نسخه سب سے زیاده قیمتي هے - اور سر گور اوسلي کے نسخه سے بھي زیاده اسکو قیمتي سمجھنا چاهیے - اسي خیال سے میں دیگر نسخوں سے اسکا مقابله کررها هوں - چند رباعیاں اسمیں بالکل نئي هیں -

رُخ گلگوں کو بچاؤ !

قدرتی حسن کیا ہے ؟ ایک احسان ہے - جسکا بہترین پیرایہ شکر گذاری ہے - اسکی نگہداشت ہے - سرد ممالک کی مرطوب آب و ہوا ملائم نہو - تو نہو لیکن ہندوستان جیسے گرم ملک میں مروجہ پومیڈیا اسپرٹ میں حل کیے ہوئے رنگوں کا استعمال گلگوں خدوں کے لئے جسقدر مضر ہوگا اس کا اندازہ آپ خود ہی فرمالیں -

تاج گلگونہ عنبر - ہر قسم کی اسپرٹ - چربی اور رنگ کی آمیزش سے پاک ہے - اور یہی وجہ ہے کہ تھوڑے ہی زمانہ استعمال میں یہ انسانی چہرہ میں ملاحت - بالوں میں طائمیت اور چمک - جلد میں ایک فطرتی مہک پیدا کردیتا ہے - اور مروجہ پومیڈ کی شیشی سے ڈیوڑھی مقدار میں - خوبصورت لیبل لگی ہوئی شیشی میں محفوظ ہے - قیمت فی شیشی پانچ آنہ (۵ر)

تمام بڑے بڑے سوداگروں سے یا براہ راست کارخانے سے طلب کیجئے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

تیار کردہ

دی تاج مینوفیکچری (بمبئی و دہلی) صدر دفتر دہلی

خانۂ زادِ چمن !

جس طرح نسیم سحری کا پہلا جھونکا - موج بوے گل سے ہم آغوش ہوکر ایک عالم کو مست الست کردیتا ہے بعینہ اسی طرح **تاج بخور عنبر** کی متوحی حرکت شام دماغ کو مسحور کرکے انسان کو از خود رفتہ کردیتی ہے - اور اُسے نہیں معلوم ہوتا کہ خود بخود کہاں تک پہنچ گیا ہے - یا چمن ہی کسی سیمیائی قوت سے صحن دماغ میں منتقل ہوگیا ہے اگر سنگھار میز کی دستکاریاں قدرتی حسن میں رعنائی اور ناز انداز اضافہ کرتی ہیں تو بلا مبالغہ تاج بخور عنبر کی شکوفہ کاری ایک ہی دوشیزہ سے ہمکنار پرتانہ زیبا تر بناتی ہے ✿

ایک اونس کے خوبصورت بکس میں جو مہینوں کو کافی ہے قیمت ۱ر تمام بڑے بڑے دوکانداروں سے یا براہ راست کارخانے سے طلب کیجئے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

تیار کردہ

دی تاج مینوفیکچری (بمبئی و دہلی) صدر دفتر دہلی

بہشتی قطرے !

ہندوستان کے باغ جنت کے پسندیدہ اور تازہ پھولوں کی روح نچوڑ کر کے کشت زعفران ایک نئی وضع کے نازک اور خوشنما شیشیوں میں سنہری ٹیوب کے اندر رکھی ہوئی تین مختلف خوشبوئیں ہیں - اور جو نہ صرف عطر پستوں ہی کی محبوب ہیں - بلکہ ہر طبقہ کے با ذوق اور نازک دماغ اصحاب علماء - اطباء - ایڈیٹرز - مشاہیر و ارباب قلم سیان ارمغان تحفہ بھیجتے ہیں ✿

تاج قطرۂ نسیم فی شیشی ایک ڈرام عہ **تاج روح شمیم** فی شیشی ایک ڈرام عہ

تاج موج نسیم فی شیشی ایک ڈرام ۱۲ر

علاوہ خرچہ پیکنگ و محصول ڈاک

تمام بڑے بڑے دوکانداروں سے یا براہ راست کارخانے سے طلب کیجئے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

تیار کردہ

دی تاج مینوفیکچری (بمبئی و دہلی) صدر دفتر دہلی

ادبیات

عدل جہانگیری

قصر شاہی میں نہ ممکن نہیں غیروں کا گذر * ایک دن "نورجہاں" بام پہ نہي جلوہ فگن
کوئي شامت زدہ رہ گیر اُدھر آ نکلا * گرچہ نہي قصر میں ہرچار طرف سے فدغن
غیرت حسن سے بیگم نے طمنچہ مارا * خاک پر تھیر تھا اِک کشتۂ بے گورکفن !

* * *

ساتھہ ہي شاہ جہانگیر کو پہنچی جو خبر * عیط سي آگئے ابروے عدالت پہ شکن
حکم بھیجا کہ کنیزان شبستان شہي * جائے پوچھہ آئیں کہ سچ یا کہ غلط ہے یہ سخن ؟

* * *

نخوت حسن سے بیگم نے بہ صد ناز کہا : * میري جانب سے کرو عرض بہ آئین حسن
"ہاں مجھے واقعۂ قتل سے انکار نہیں * مجھہ سے ناموس حیا نے یہ کہا تھا کہ "بزن"
اسکي گستاخ نگاہي نے کیا اسکو ہلاک * کشور حسن میں جاري ہے یہي شرع کہن"

* * *

مفتي دیں سے جہانگیر نے فتوی پوچھا * کہ شریعت میں کسي کو نہیں پہنچہ جائے سخن
مفتي دیں نے یہ بے خوف و خطر صاف کہا : * شرع کہتي ہے کہ "قاتل کي اُڑا دو گردن"
لوگ دربار میں اس حکم سے تھرا اُٹھے * پر جہانگیر کے ابرو پہ نہ بل تھا نہ شکن !
ترکنوں کو یہ دیا حکم کہ اندر جاکر * پہلے بیگم کو کریں بستۂ زنجیر و رسن
پھر اسي طرح اُسے کھینچ کے باہر لائیں * اور جلاد کو دیں حکم کہ "ہاں تیغ بزن"

* * *

یہ وہي نورجہاں ہے کہ حقیقت میں یہي * تھي جہانگیر کے پردہ میں سہنشاہ زمن
اسکي پیشاني نازک پہ جو پڑتي تھي گرہ * جائے بن جاتي نہي اوراق حکومت پہ شکن !
اب نہ وہ نورجہاں ہے ' نہ وہ انداز غرور ' * نہ وہ غمزے ہیں ' نہ وہ عربدۂ صبر شکن !
اب وہي پانوں ہر اِک گام پہ تھرائے ہیں * جنکے رفتار سے پامال تھے مرغان چمن !
ایک مجرم ہے کہ جسکا کوئي حامي نہ شفیع ! * ایک بیکس ہے کہ جسکا نہ کوئي گھر نہ وطن !

* * *

خدمت شاہ میں ' بیگم نے یہ بھیجا پیغام : * خوں بہا بھي تو شریعت میں ہے اِک امر حسن
مفتي شرع سے پھر شاہ نے فتوی پوچھا * بولے جائز ہے ' رضامند ہوں گر بچۂ زن
وارثوں کو جو دیے لاکھہ درم بیگم نے * سب نے دربار میں کي عرض کہ "اے شاہ زمن !
ہم کو مقتول کا لینا نہیں منظور قصاص * قتل کا حکم جو رک جائے تو ہے مستحسن"

* * *

ہوچکا جب کہ شہنشاہ کو پورا یہ یقین * کہ نہیں اسمیں کوئي شائبۂ حیلۂ و فن
اُٹھے دربار سے آہستہ چلا سوے حرم * تھي جہاں نورجہاں معتکف بیت حزن
دفعتاً پانوں پہ بیگم کے گرا اور یہ کہا : * "تو اگر کشتہ شدي ' آہ چہ مي کردم من"؟

(شبلي نعماني)

یہ واقعہ اگرچہ عام تاریخوں میں نہیں ہے اور خود جہانگیر نے بھي اسکا تذکرہ نہیں کیا ہے ' لیکن ایک ایسے مستند راوي سے مروی ہے جسکي تنہا شہادت بھی ہر طرح لائق قبول ہے - واله داغستاني جو حملۂ افاغنہ کے زمانے میں ایران سے نکلا اور محمد شاہ کے عہد میں دہلي آیا تھا ' اپنے ضخیم تذکرۂ شعرا (ریاض الشعرا) میں اس واقعہ کو بادعاء صحت بیان کرتا ہے - جہانگیر کی نسبت اور بھی چند غیر معروف واقعات اس نے بیان کیے ہیں - شیخ نور اللہ شوستري مرحوم کے واقعہ کي وجہ سے وہ جہانگیر کا مخالف تھا اسلیے اسکی روایتیں مداحانہ مبالغہ نہیں ہو سکتیں - (الہلال)

شئون عثمانیه

ایک افتتاحی رسم

جدید وزارت جنگ کا ایک تازہ ترین مرقع

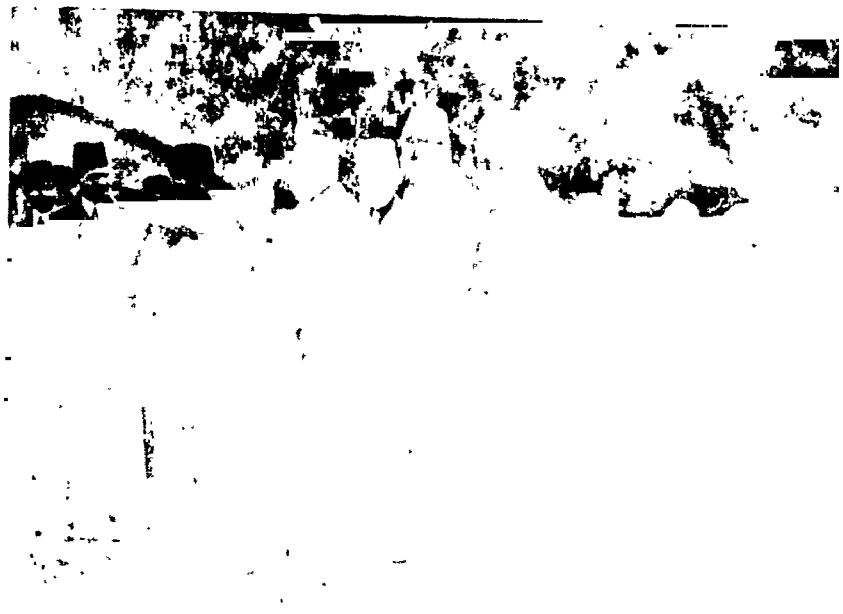

اس مرقع میں انور پاشا مع دیگر وزراے عثمانیہ کے موجود ہیں - یہ تصویر اس مرقع کی ہے جبکہ برقی ٹریموے کے ایک نئے خط کی افتتاحی تقریب میں تمام اولیاء حکومت شریک ہوے تھے -

دولۃ عثمانیہ کے محاصل

دولۃ عثمانیہ کی آمدنی کا صحیح گوشوارہ اور مختلف سالوں کا موازنہ کرنا مشکل ہے ' التبہ یہ وثوق و یقین کے ساتھہ کہا جاسکتا ہے کہ اسکی آمدنی ہرسال بڑھتی ہی رہتی ہے - اسکی بڑی وجہ سفر و نقل کی سہولت ' موجودہ تمدنی وسائل کا حصول ' اور سست رفتار اصلاحات کا نفاذ ہے -

آمدنی کے ذرائع دو قسم کے ہیں :

(۱) ٹیکس -

(۲) ٹیکس کے علاوہ دیگر ذرائع -

جو ذرائع ٹیکس میں شامل نہیں ' وہ حسب ذیل ہیں -

(۱) ریلوے کی آمدنی :-

اسوقت تک جسقدر لائنیں دولۃ عثمانیہ میں ہیں وہ اکثر دوسری قوموں کی ہیں جو ٹھیکہ پر بناتی ہیں - اسوقت دولۃ عثمانیہ کو اُنسے ایک مقررہ رقم ملتی ہے - جب ٹھیکہ کی مدت ختم ہو جائیگی تو تمام لائنیں دولۃ عثمانیہ کی ملک ہو جائینگی ' اور اسطرح کسی نہ کسی وقت انشاء اللہ خزانہ عامرہ کی آمدنی میں ایک معتد بہ اضافہ ہو جائیگا -

(۳) زمین - دولۃ عثمانیہ کا ایک بہت بڑا ذریعہ اسکی طویل و عریض زمینیں ہیں جنمیں ہر قسم کے معدنی اور نباتاتی خزانے مدفون ہیں ' مگر انتظام کا یہ حال ہے کہ آج تک انکا صحیح سمار و پیمایش تک نہ ہوا - اسوقت ان زمینوں سے جو کچھہ ملتا ہے ' چاہے وہ خود زیادہ نہ ہو ' مگر انتظام و تدبیر کے بعد جو کچھہ ملسکتا ہے ' وہ یقیناً بہت زیادہ ہے -

(۳) اوقاف - اوقاف دولۃ عثمانیہ میں بکثرت ہیں اگر انکا انتظام اعلیٰ درجہ کا ہو تو دولۃ عثمانیہ کو ان سے کونسے فوائد حاصل ہوں - شکر ہے کہ حکومت کو اسکی طرف توجہ ہوئی ہے حال میں انکے متعلق ایک قانون بصورت تجویز پیش ہوا ہے جس سے بہت کچھہ توقعات لیے جاسکتے ہیں -

(۴) چنگی - اگر گذشتہ سلاطین عثمانیہ نے اپنے آپ کو بہت سے معاہدوں کا پابند نہ کر دیا ہوتا تو ننہا چنگی ہی ایک ایسی شے تھی جس سے سمار آمدنی ہو سکتی تھی - کیونکہ بد قسمتی سے ضروریات اور آرائش کی قریباً تمام چیزیں باہر سے آتی ہیں اور چنگی سے ملیونہا روپیہ وصول ہوسکتا ہے - لیکن انقلاب کے بعد سے اسکی حالت کچھہ اچھی نہ رہی - چنانچہ گو آخر مارچ سنہ ۱۹۱۳ع میں روم ایلی اور جزائر کی جنگی شامل نہیں ہوئی تا ایں ہمہ صرف تین ماہ میں جنگی کی آمدنی اس سے کہیں زیادہ ہوئی جتنی کہ سنہ ۱۹۰۸ اور ۱۹۱۰ میں ہوئی تھی -

ترکی قالین

عثمانی مصنوعات قدیمہ کی اصلاح و ترقی

ترکی کے قالین صدیوں سے تمام عالم میں مشہور ہیں - لیکن یورپ کے دخانی کارخانوں نے جو شکست تمام صنائع قدیمہ کو دی ہے ' اسی سلسلے میں یہ نفیس صنعت بھی گمنام ہوگئی - حال میں دولۃ عثمانیہ نے تمام ترک قالین بافوں کو بڑے بڑے کارخانوں کی صورت میں منتظم کردینے کی تجویز کی ہے ' اور اسکا انتظام ہورہا ہے - یہ تصویر ادرنہ کے ایک کارخانے کی ہے جسمیں ایک قالین مرتب مکمل حالت میں دکھلایا گیا ہے -

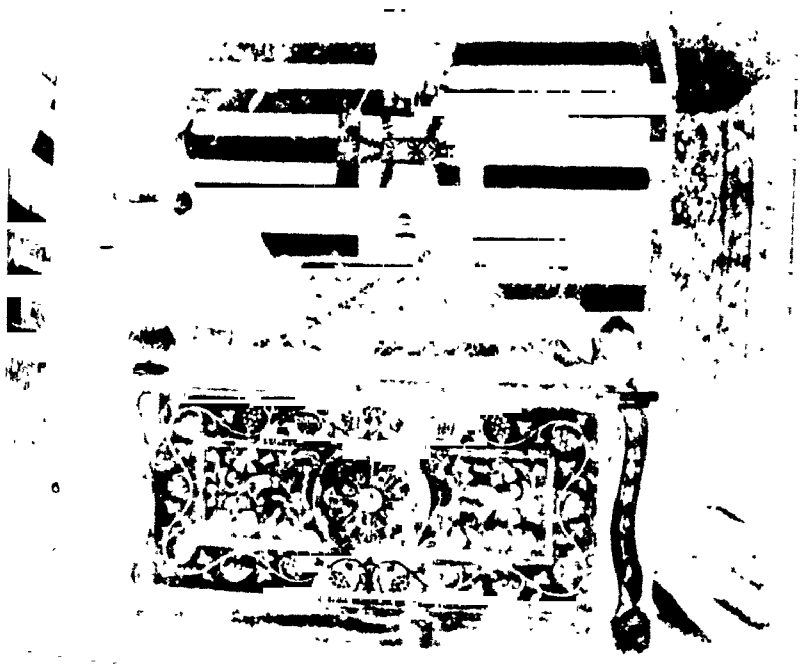

مقالات

بقیہ آزاد عرب

مسلمانوں کے مسروقہ خزانے کے چند موتي جو باقي رهگئے هیں

تاریخ و عبر!

(۲)

اب همکو ایک نظر عرب کے اُن خطوں پر ڈالني چاهیے جو آزاد عرب کے نام سے مشهور هیں - آزاد عرب سے مراد ان چھوٹی چھوٹی ریاستوں سے هے جو آجکل جزیرہ نماے عرب میں بورژیین قوموں کي ریشہ دوانیوں کا آما جگاہ هیں - انهی میں مشهور وهابي تحریک نجد اور مرفہ ابامیہ کی سلطنت عمان بھي شامل هے - انکے علاوہ حصرالموت کا خطہ هے جس میں قدیم سلطنتوں مارب اور سبا کی بنیادیں رکھي گئي نهیں' اور جو یمن کے سامیہ عرب معمورہ یا (Arabic Feline) میں شامل هے -

حصرالموت کے شمال میں نجران وادي درسیر کا زرخیز علاقہ هے - لیکن مشرق کے طرف ایک دسوارگذار ریگستان هے جو "ربع الخالي" کے نام سے مشهور هے - اس ریگستاني علاقہ کے علاوہ اور شمالی صحراے شام کو چھوڑ کر' یہ تمام حصہ ایک عظیم الشان سلطنت کے لیے مایۂ ناز هوسکتا هے - اگر ان خطوں پر یورپ کا دسترس هوتا تو اسمیں شک نهیں کہ اپني مادي برکتوں میں هندوستان و مصر کے برابر هوتے - لیکن دسترس هونا اس لحاظ سے مشکل هے کہ اس ملک کے آباد اور جنگجو فرقے کسی غیر ملت کے ماتحت رهنا گوارا نهیں کرسکتے - البتہ سلطنت ٹرکي اگر چاهے تو حکمت عملی سے انکو اپنا حلقہ بگوش بنا سکتي هے - کیونکہ اول تو یہ علاقے یمن و حجاز کے شامل معاهدے واقع هوے هیں - اسلیے ترک هر طرف سے اپنا فایدہ بھي طاقت رکھتے هیں - دوسرے ترک بھي جبل المتین اسلام کے لڑنے والوں میں سے هیں جن سے عرب کے غیور زیادہ بیگانہ نهیں هوسکتے -

لیکن واقعہ یہ هے کہ یہ زرخیز خطے جو کبھي قوت اسلامي کا اصلی سرچشمہ تھے' ابھی تک ایسي کسمپرسي کي حالت میں پڑے هوے هیں جس طرح قدیم رومیوں اور فارسیوں کے زمانے میں ان پر ایک دور گذر چکا هے -

شاید اسوجہ سے کہ عرب کا ملک بہت عرصے تک اپني کم مایگي کیلیے بد نام تھا ' اور " وادي غیر ذي ذرع" یعنے حوالی مکہ کا اطلاق کل سرزمین عرب پر کیا جاتا تھا - لیکن سیاحوں اور مبصرین جغرافیہ دانان قدیم و جدید کي راے هے کہ درحقیقت عرب هي کے بعض قطعے باغ عدن کہلانے جانے کے قابل هیں - خطہ نجد جو وسطي عرب پر مشتمل هے' اور جو ترکي صوبے الحجاز اور الحسا کے درمیان واقع هے' کسي طرح شام و عراق سے اپني اهمیت و زرعیت میں کم نهیں هے - اگر زرخیزي هي کو مد نظر رکھا جاے ' جب بھي موجودہ عراق کو نجد سے کوئي نسبت نهیں هوسکتي -

نجد وسط عرب کا ایک وسیع اور زرخیز ملک هے جسکي مجموعی آبادي تقریباً بیالیس لاکھہ سے زاید هوگي - عرب کا سب سے مشهور درخت سمانا جسکا کوئلا دنیا بھر کے درختوں کے کوئلے سے بہتر هوتا هے' یہاں کی پہاڑیوں میں بکثرت پیدا هوتا هے - عرار نجدہ جسکي خوشبو سے پورا جنگل مہک جاتا هے' اسي خطہ سے تعلق رکھتا هے[۱]- شتر مرغ کے جھنڈ اور غزال عرب کے مطار اگر عرب میں کہیں پائے جاتے هیں تو یہي خطۂ حسن و شعر هے - عرب کا مشهور گھوڑا بھی در اصل نجد هی کا گھوڑا هوتا هے - نجد هی کے بعض حصوں میں لوهے کي کانوں کے نشان پائے جاتے هیں - یہاں کي بھیڑوں کے اون بہت ملایم مثل کشمیري اون کے هوتے هیں ان خطوں کے بعض ناموں سے اُسکي شادابي کا حال معلوم هوسکتا هے - مثلاً ریاض (باغ) بلاد الزهور (پھولونکا ملک) بلاد الجور (آجروت کا ملک) وغیرہ وغیرہ

یہ پہاڑي خطے همارے نیپال اور کشمیر سے کم نهونگے - مگر اس ملک کی طبیعي حالت سے کہیں زیادہ دلچسپ اسکي پولیٹکل حالت هے - سو برس کا عرصہ گذرا کہ ایک شخص محمد بن عبد الوهاب اس سرزمین سے اٹھا - اسکي پیدایش سنہ ۱۶۹۱ ع میں بتائي جاتی هے' یعني ٹیمبک اسي وقت جبکہ ترکي سلطنت اپنے عروج کے نصف النهار کو پهونچ چکي تھي اور اُس نے پہلے پہل یمن میں قدم رکھا تھا - اس شخص کا معاون ابن مسعود نامي ایک رئیس قبائل اور جنگجو آدمی تھا - اس نے یکایک اپني فوجي قوت بڑھا لي - یہاں تک کہ اسکے پوتے نے ایک مرتبہ نکلکر حجاز و اطراف حجاز پر حملہ کردیا اور قابض هوگیا - جس زمانے میں نپولین یورپ میں تہلکہ مچا رها تھا - اُسي وقت مسعود ٹرکي سے لڑائیوں میں مشغول تھا -

بالآخر ابراهیم پاشا حاکم مصر نے جو سلطان کے طرف سے مقابلے کے لیے بھیجا گیا تھا ' عبد الله بن مسعود کو گرفتار کرکے قسطنطنیہ بھیجدیا - اسکے بعد عبد الله کے بیٹے نے سلطان نجد کے لقب سے اپنا ملک پھر حاصل کرلیا - ابتدا میں خدیو مصر کو خراج دینے کا اقرار کیا تھا مگر سنہ ۱۸۳۱ میں بالکل مستقل حاکم هوگیا - اسپر مصري و ترکي فوجوں نے حملہ کرکے هف هف اور قطیف (صوبہ الحساء) پر قبضہ کرلیا اور والی نجد کو قید کرکے مصر لے آے - سنہ ۱۸۴۳ میں وہ مصر سے پھر واپس آیا اور سنہ ۱۸۶۵ تک مطلق العنان بادشاہ کي حیثیت سے حکومت کرتا رها -

اسکے بعد اسکا بیٹا تخت نشین هوا - مسعود اسکا بھائي تخت کے لیے لڑا اور کامیاب هوا - عبد الله ترکي بھاگ گیا اور سلطان سے مدد مانگي - چنانچہ بغداد سے ترکي فوج نے آکر الحساء پر دوبارہ قبضہ کرلیا -

مسعود سنہ ۱۸۷۳ میں مر گیا - عبد الله همیشہ لڑتا رها اور آخر غالب آیا - سنہ ۱۸۸۶ تک ریاض میں رهی حکمراں تھا -

---

(۱) آہ یہي عرار هے جسکي بوے عشق اور کي نسبت شاعر عرب نے وصیت کي هے :

تمتع من سمیم عرار نجد
فما بعد العشیہ من عرار !

(الهلال)

جب امیر ترکي کو اسکے بھتیجے مہدي نے قتل کردیا اور فیصل تخت نشیں ہوا تو ریاض کي فوج میں ایک نوجوان عبد اللہ بن رشید نامي تھا - اسنے دبے پاوں محل میں جا کر مہدي کو قتل کردیا - اور اسطرح فیصل کو اپنے باپ کا تخت ملگیا - اس نوجوان کو اسکي شجاعت اور وفاداري کے صلے میں اسکے وطن جبل شماز کي گورنري ملگئي -

وہ خود مختار ہوکر ایک علحدہ ریاست بنانے کي سعي کرنے لگا اور بہت جلد فیصل کا ہم قوت ہوگیا - سنہ ۱۸۴۴ میں اُس نے اِنتقال کیا -

بلال ' شعیب ' محمد ' یہ اسکے تین بیٹے تھے - بلال بڑا بیٹا حاکم ہوا - اسنے بغداد و بصرہ کے تاجروں کو اپنے پایہ تخت میں آباد کیا اور بتدریج ریاض کے وھابي قبائل کا جوا گردن سے اوتارکر پھینکدیا - سنہ ۱۸۶۷ میں ایک مرض سے پریشان ہوکر اسنے خود کشي کرلي -

شعیب اسکا جانشیں ہوا لیکن بلال کے بیٹوں نے ایک سال کے اندر ھي مروا ڈالا -

عبد اللہ کا تیسرا بیٹا محمد ' ریاض میں پناہ گزیں تھا - موقع پاکر امیر عبد اللہ فضیل سے اجازت لیکر مایل میں آیا اور اپنے بھتیجے کو قتل کیا - پھر بلال کے باقي بیٹوں کو مار کر سنہ ۱۸۶۰ میں خود ھي بے غل و غش امیر بن گیا - سنہ ۱۸۶۶ میں امیر عبد اللہ بن فضیل کو اسکے بھتیجوں نے قید کرکے تخت پر قبضہ کرلیا - اسوقت سے وسطي عرب میں وھابیوں کے سرخ و سفید علم کے بجاے امیر مایل کا سبز و ارغواني علم لہرانے لگا ھے -

امیر مائل محمد بن رشید بابعالي کا باجگذار تھا - وہ شریف مکہ کو سلطان کے لیے سالانہ رقم پیشکش کرتا رھا - سنہ ۱۸۹۰ میں ریاض کے قدیم حکمراں قبائل نے بغاوت کرکے ریاض کو آزاد کرانا چاھا مگر ناکام رھے - سنہ ۱۸۹۷ میں محمد بن رشید نے رحلت کی - اوسکا جانشیں عبد العزیز بن شعیب ابنک حکمراں ھے - یہ سخت گیري میں محمد بن رشید سے کم مگر سیاست میں اسکا ھم پلہ ھے -

(نئي شورش)

قارییں کرام پر واضح ہوگیا ہوگا کہ نجد کي اس پولیٹکل کشمکش میں ترکوں کو کتنا دخل رھا ؟ امیر نجد شکست کے بعد سلطان کا ادب ملحوظ رکھتا تھا - ھر طرح سے انکو اپنا سرپرست جانتا تھا - اگر ترکوں کي طرف سے اس تعلق کے مضبوط کرنیکي کوشش ہوتي رھتي تو بلا شبہ آج ریاست نجد ترکوں کے زیر اقتدار ہوتي -

لیکن جب کسي قوم پر زوال آتا ھے تو تمام تدابیر ملکي اسکے دماغ سے مفقود ہوجاتي ھیں - موجودہ جنگ بلقان سے بھي نجدیوں نے فائدہ اٹھایا ' اور الحساء کو تاراج کرکے قطیف پر قابض ہوگئے -

دراصل اس حرکت و شورش کے اندر ایک بڑا اسرار ھاتھہ کام کررھا ھے ' جسکا نام لیتے ہوے مثل اور ھندوستانیوں کے ھمکو بھي ڈرنا چاھیے - مگر ھماري بزدلانہ چشم پوشي ھم پر بہت آفت لا چکي - اب اور کہاں تک خوف کھائیں؟ اسمیں کچھہ شک نہیں کہ گذشتہ صدي میں خلیج فارس کي حفاظت کے نام سے ساحل عرب پر انگریزوں نے بڑے بڑے طوفان برپا کیے - یہ سورش بھي انھي کا ایک ٹکڑہ ھے -

ابھي ٹرکي کا گلا دبا کر کویت و بحرین کا معاملہ طے کرایا جا چکا تھا کہ بیچارے کے سر پر دوسري آفت لائي گئي -

" دیوانۂ نجد را ہوے بس ست " امیر نجد کو اتنا اشارہ کافي تھا کہ سلطان نے انکے قدیمي ملک الحساء کو انگریزوں کے حوالے کرنیکا تہیہ کرلیا ھے - غیور ملک پرست عرب بے اختیار ترکوں کے سر دوڑ پڑے - ریوٹر کي تازہ ترین خبر سے تو یہ پایا جاتا ھے کہ ترک ساحل الحساء چھوڑکر بھاگ گئے ھیں - و اللہ اعلم -

یہ واقعہ اگر صحیح ھے تو خدا نخواستہ مسلمانوں کو ایک بہت بڑي بلا کے مقابلے کے لیے آمادہ ہوجانا چاھیے - حجاز و مشرقي دروازہ نجد تھا ' اور اسکي اوٹ صوبہ الحساء - اگر اس ابدري میں اس طرف توجہ نہ کي گئي تو میں وثوق کے ساتھہ پیشین گوئي کرتا ہوں کہ ساحل خلیج فارس پر دل ھي انگریزي جہاز دکھلائي دینگے جو اس بہانے سے قطیف اور کویت پر گولا باري کرینگے کہ بحري قزاقوں کا مسکن ہورھے ھیں اور اُن سے انگریزي تجارت کو سخت نقصان پہنچ رھا ھے -

پھر امیر نجد کہاں جاتا ھے - دو خوبصورت دوربینیں ' چھہ رنگین چشمے ' دو ایک سنہري گھڑیاں ' دو چار قسم کے باجے ' بس یہ تھے اسکے لیے کافي ھیں - بد بخت مولاي عبد العزیز سلطان مراکش تو صرف ایک سائیکل تو پاکر مدھوش ہوگیا تھا !

ھم نے بارھا فرف قیامت کي روایتیں وعظوں میں سني ھیں جسمیں بیان کیا گیا ھے کہ تمام اسلامي ممالک پر نصاری قبضہ کرلینگے - ھم اپنے آنکھوں سے جب سام ' بحر احمر ' عدن ' یمن ' عمان ' فارس کو دوسروں کے قبضے میں دیکھہ رھے ھیں تو ھمیں ان روایات کي بوري تصدیق ہوجاتی ھے - عرب اور ترکوں کي قومي مخاصمت کے تشریشناک مسئلہ کي تاریخ کا سرورق انگلستان کے وزارت آفس ھي میں ھے - آہ ! وہ سلطنت جسنے دوسري صدي ھجري میں افریقي ساحل پر ایک زلزلہ ڈالدیا تھا ' جو اسلام میں پہلي ریاست ھے جسنے پرتگال اور ڈچ اور انگریزوں کي طرح ماوراء البحر بھي آبادیاں بسائي تھیں ' یعنی مشرقي افریقہ اور زنجبار ' وہ آج جرمن اور فرنچ ایسٹ افریقہ میں منقسم ھے ! !

عمان بجاے خود ایک باقاعدہ سلطنت ھے جو اپني وسعت میں اٹلي کے برابر ھے ' اور آبادي میں یونان یا بلغاریہ سے کم نہیں - ۳ ملین اباضي خوارج جو گذشتہ عہدوں سے بچ رھے ھیں ' انکا مسکن یہی ھے - اسمیں تمام جنوبي ملک کا وہ علاقہ بھي شامل ھے جو اس خطے کے مشرق میں واقع ھے -

ساحل عمان پر بارش بھي معقول ہوتي ھے جسکے سبب سے ساحلي مقامات برخلاف تمام عرب کے سرسبز ھیں - کھجور کے باغ سمندر کے کنارے دور دور تک چلے گئے ھیں - اُسکا میدان دو سو میل تک ھے - چوڑائي بارہ میل ھے - اور عقب میں جبل اخضر کا سلسلہ ھے جسکي چوڑائي ۹۹۰۰ فیٹ اونچي ھے اور سمندر میں سو میل سے نظر آتي ھے -

عمان کے کچھہ خطے سبز اور لوبان کے لیے مشہور ھیں - مشہور ھے کہ شہزادي سبا بلقیس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے لوبان اور میوہ کي بڑي مقدار بھیجي تھي جو انہیں اطراف سے حاصل کي گئي تھي -

لوبان ایک درخت کي گوند ھے جو عمان کے پہاڑوں پر بکثرت پایا جاتا ھے - عرب بھر میں عمان کا ایک کریال والا اونٹ سب سے افضل ہوتا ھے - اسي لیے یہ خطہ " ام الابل " کے نام سے مشہور ھے -

اس ملک کي آب و ہوا منطقہ حارہ اور معتدلہ کي درمیاني حالت میں ھے - اسکي بلندي ۳ ہزار سے ۵ ہزار فیٹ تک ھے - یہاں پہاڑي ندیاں اور چشمے جاري ھیں - بحرین اور عمان کے معدني ساحل اپنے بیش قیمت موتیوں کے لیے مشہور ھیں -

پہلے عمان میں آزاد اماموں کي حکومت تھي جو خاندانی تعلق سے انتخاب نہیں کیے جاتے تھے بلکہ جمہوري اصول پر لیکن سنہ ۱۵۰۶ ع میں خلیج فارس پر انگریزوں کے نمودار ہونے کي وجہ سے مسقط بھي سنہ ۱۶۵۰ ع تک انکے قبضہ میں رہا - سنہ ۱۷۴۱ م میں احمد بن سعید ایک مجہول الحال اونٹ چرانے والے سے سلطان و گورنري حاصل کرلي اور ایرانیوں کو جو پرتگالیوں کے بعد قابض ہوئے تھے ' مسقط سے نکالدیا اور اس خاندان کو قائم کیا جسکے ... ابنک برائے نام باقی رکھی گئی ھے - (رفیقی)

بریدِ فرنگ

تلخیص و اقتباس

انجمن انگریزي و عثماني (اینگلو آٹومن کمیٹي) کے سکریٹري " ویرایسٹ " کے نام ایک خط میں لکھتے ہیں :

" سابق انجمن عثماني کے بانی اور موجودہ انجمن انگریزي و عثماني کے سکریٹري کی حیثیت سے میں اعلان کرتا ہوں کہ ایک منظم جماعت کیلیے جو یہ کہتي ہو کہ وہ عثمانی شاہنشاهی اور عثماني رعایا کے ساتھہ انصاف کرنے کي حامی ہے (یعنی انگلستان کے لیے) یہ ایک اخلاقی خود کشی ہے کہ وہ نہ صرف فرانس کے موسیو پیرلوتي بلکہ روسی اخبار نویس و رنیما کے مراسلہ نگار موسیو میشکوف اور انکے علاوہ اور نیس یورپین ارباب صحافت کی قاطع و عینی شہادات کے ہوے ہوے بھي بالکل خاموش رہے ! ان شہادتوں سے ان جگر پاش مظالم کے حالات معلوم ہوے ہیں جو مظلوم مسلمانوں پر بلاد بلقان و البانیا میں بے دردانہ کیے جارہے ہیں "

بحارست اور قسطنطنیہ کے عہد ناموں کی وجہ سے بلقان کي جو نئي صورت پیدا ہوگئي ہے ' اسکي تصدیق کے متعلق حال میں سر ایڈورڈ گرے کے دارالعوام میں تصریحات کي تھیں - مسٹر ایل ولف جو " گریفک " کے مشہور سیاست نگار ہیں ' اسي نسبت خامہ فرسائي کرتے ہوے لکھتے ہیں

" اس اصول (یعني تصدیق دول) کو اگر کسیقدر توسیع کے ساتھہ بیان کیا جاے ' تو اسکے معنی یہ ہونگے کہ دولہ عثمانیہ کے خاتمہ (لا قدر اللہ) کا اندیشہ تمام یورپ کا خطرہ میں پڑجاتا ہے ' اسلیے چاہیے کہ اسکي مقدورات کي دوبارہ تقسیم یورپ کے اتفاق اور اقتدار کے ساتھہ عمل میں آے -

یہ اصول کم و بیش تاریخي کے عالم میں سنہ ۱۸۲۰ ' ۱۸۴۰ ' ۱۸۵۶ ' اور ۱۸۷۱ ' میں مانا گیا ' مگر صاف طور پر اسکي منظوري اور بعد سنہ ۱۸۷۸ع میں برلن کانگرس میں ہوا - برلن کانگرس سے پہلے اسنے چہرہ پر " دولۃ عثمانیہ کي سلامتي و خود مختاري " کا نہایت نقاب پڑا رہنا تھا - لیکن سنہ ۱۸۷۸ع میں اپني اصلي شکل میں جلوہ گر ہوگیا - یہ عہد نامہ سیدنت اسٹي فانو سے دوسرے دن کا واقعہ ہے جسکي بنا اس فرض کرنے پر تھي کہ " جنگ کے روس اور دولہ عثمانیہ کو آزاد کردیا ہے اور انہیں اختیار ہے کہ جسطرح چاہیں مسئلہ سرقیہ کا فیصلہ کرلیں "

اس " فرض کردہ اصول " کے خلاف سب سے پہلے اسٹریا کے آوار بلند کي - کونٹ بیاست Beust نے لارڈ ڈربي کو ایک نوٹ میں لکھا کہ یورپ کے معاهدوں نے سیاست مشرقیہ کا جو نظام قائم کردیا ہے ' اسمیں جب کسي قسم کا تغیر کیا جاے تو ضرور ہے کہ اسے یورپ کي منظوري حاصل ہو - انگلستان نے اس اصول سے اتفاق کیا - اسکے بعد لارڈ سالسبري نے معاهدۂ سیدنت اسٹي فانو کو یورپ کي کسي کانگریس کے حوالہ کردینے کے لیے جو مراسلہ لکھا تھا ' اسمیں اس اصول کو اسطرح بیان کیا تھا :

" کوئي معاهدہ جو حکومت روس اور باب عالي میں ہوگا اور جسکا اثر سنہ ۱۸۵۶ اور سنہ ۱۸۷۱ کے معاهدوں پر پڑتا ہوگا ' وہ اسوقت تک ہرگز جائز نہیں قرار پائیگا جب تک کہ سلطنت بھي اسے منظور نہ کرلیں ' جو ان میں سریک نہیں "

اسکو خود روس اور تمام بڑي سلطنتوں نے منظور کرلیا - اسی سے وہ قانون پیدا ہوا جسے " تصدیق دول " سے موسوم کرنا چاہیے - یعني جب تک دول سنہ تصدیق نہ کریں ' ترکي کے متعلق کوئی معاهدہ معتبر نہیں ہو سکتا -

پس مدعي سمجھہ میں نہیں آتا کہ اس کا تعلق عہد نامۂ بحارست سے کیوں نہو ؟ اور اس کے لیے کوئی صحیح وجہ کیوں موجود نہیں -

بلا شبہ یہ سچ ہے کہ بلقاني مقبوضات کی بے اقتدارانہ تقسیم سے امن یورپ کو جو خطرات ہو سکتے ہیں ' وہ ایک حد تک رفع ہوگئے ہیں ' مگر یہاں یہ قانون کا سوال ہے !

بہر حال جس چیز کو کونسٹ بي اسٹ " سیاست سرقیہ کا نظام " کہتا ہے ' وہ سنہ ۱۸۷۸ ع سے للبتہ منحصر زمین یا سیادت و برتري کی کا سوال نہیں رہا ہے - درحقیقت دول نے شروع ہي میں یہ محسوس کرلیا تھا کہ ان کے فیصلہ سے جس آبادي پر اثر پڑیگا ' اسکي بہبودي و فلاح کی ذمہ داري جب تک وہ اپنے اوپر نہ لینگے اسوقت تک بلقان کے جغرافیۂ سیاسي کي نگراني کا انہیں کوئي حق نہیں - اسي سنہ ۱۸۳۰ میں یونان اور سنہ ۱۸۵۸ میں رومانیا کي کامل نوعیں مذهبي اور ملکي آزادي کے حصول پر اصرار کیا گیا تھا - لیکن معاهدۂ برلن میں ان شرائط کے وسیع تر دائرہ اختیار کرلیا اور مشرق ادنی کي تمام سلطنتوں کي بقاء ' ہر قسم کي مذهبي اور ملکی مجبوریوں کے انسداد اور ہر طبقۂ رعایا کے مساویانہ اور آزادانہ سلوک سے مشروط ہوگئی - یہ ذمہ داري ہمیشہ کي طرح آج بھي موجود ہے - اسلیے دول کا فرض ہے کہ وہ دیکھیں کہ اس " نظام سیاسی " کو عہد نامہ بحارست سے صدمہ تو نہیں پہنچ رہا ہے ؟

البانیا کا ہنگامۂ رستخیز ہنوز ایک غیر متحمل عقدہ ہے - یورپ کي بارہ ڈاک بھی اسپر کوئی مزید روشنی نہیں ڈالتی - مسلمانوں کا خروج ' اسد پاشا کی اعانت حکومت ' اسکے صلہ میں جلا وطنی ' ابتداً مسلمانوں کی اُسکے ساتھہ سرد مہري ' پھر ہمدردي ' یہ واقعات بجملہ اسدرجہ پیچیدہ ہیں کہ ہنوز انکی تشریح قبل از وقت ہوگی -

ہمیں انگریزي سیاست خارجیہ کا ہے انہا ضابط و معمی مداح " نئي انسنت " واقعات کي پیچیدگی اور حقیقت کے اخفاء کو تسلیم کرتے ہوے اپنے مخصوصانہ قیاس سے ایک حل پیش کرتا ہے

اسکے نزدیک اس طلسم کی کنجی علم برداران خروج کا اسلام ہے - یہ تسلیم کرنے کے بعد کہ یہ لوگ مسلمان ہیں ' اسے واقعات کا تمام سلسلہ منظور ہے - " یعني مسلمانوں کو سکانت ہے کہ شہزادہ وليد کی منظور نظر صرف عبد الحمید کی آبادي ہے - خود مختاري کے ثمرات سے صرف عیسائیوں ہی کے دامن مالا مال ہو رہے ہیں - پس انکے خروج کا اصلي محرک یہی خیال تھا - پھر اسد پاشا کے متعلق مسلمانوں کا خیال ہوا کہ وہ انکو شہزادہ وليد کي نصر عنایت سے محروم کرنا چاہتا ہے - اس خیال کو اس واقعہ سے اور بھی تقویت ہوئی تھی کہ مسلمان فیودل سسٹم (۱) کے خلاف اور اسد پاشا اسکا حامی تھا - اس لیے جب وہ دوروز پہلے تو انہوں نے کوئي ہمدردي نہ کي ' مگر جب انہوں نے دیکھا کہ اس معاملہ کے لیے صرف عیسائي بھیجے گئے ہیں اور سنا کہ اسد پاشا ایک مسلمان (اگرچہ وہ مسلمانوں کا دشمن اور عیسائیوں کا حامی ہے) جلا وطن

---

(۱) فیودل سسٹم " سے مقصود وہ طرز حکومت ہے جسمیں ایک سپہ سالار طاقت کی جگہہ مختلف حصوں کے حصوں کے رؤساء اور صاحبان اراضي و املاک حاکمدار ہوں اور اپني اپني فوجوں کو اپنے صرف سے قائم رکھیں - قدیم یورپ اور اسلام میں دولۃ سلجوقی وغیرہ کا یہی طرز حکومت تھا - فرانس اور انگلستان کے قائمس مشہور ہیں (الہلال)

کیا جا رہا ہے ' تو انہیں محسوس ہوا کہ مذہبی تفریق کو جسقدر پہلے سمجھتے تھے ' حقیقت میں اس کہیں سے زیادہ سنگین ہے - اسلیے فوراً وہ اُسکے ہمدرد ہو گئے "

مسئلۂ خروج البانیا کا یہ فلسفہ ہے جو انگلستان کے اخبارات پیش کر رہے ہیں !

یہ حل کس حد تک تشفی بخش ہے ؟ اور اسکے اندر کونسی روح کام کر رہی ہے ؟ اس کا اندازہ قارئین کرام خود کر سکتے ہیں - مسیحی اہل قلم اور سیاست فرما صدیوں سے صرف یہی کام کرتے آئے ہیں کہ اپنے جرائم کو اپنے حریفوں کے سر الزام رکھکر پوشیدہ کریں !

واقعہ کی اہمیت کو کم کرنے کے لیے رپورٹ میں لکھا گیا ہے کہ البانیا کے انقلابی " صرف دھقانیوں اور کسانوں کی ایک غیر ترتیب یافتہ جماعت ہے جسمیں کوئی معتبر شخص نہ تھا " مگر شاید اس تعبیر کی تصیف کے وقت یہ خیال نہ رہا کہ جب اس تحقیر آمیز بیان کے ساتھہ یورپ کے قرار دادہ شہزادہ کے فرار ' تمام شہر کے خوف زدہ ہوجانے ' اور جندرمہ (فوجی پولیس) کی گرفتاری کی خبریں بھی شائع ہونگی ' تو اسوقت البانی حکومت کی کمزوری اور عریب شہزادہ کی بزدلی کا سوال بھی قدرتاً پیدا ہو جائیگا - چنانچہ جن اخبارات کو شہزادۂ وِڈ کے انتخاب سے اختلاف تھا ' وہ ایک طرف رہے ' خود نیرایسٹ کو بھی مجبوراً کہنا پڑا ہے : " اس واقعہ سے سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا شہزادہ وِڈ بغیر یورپ کی فوجی اعانت کے حکومت چلا بھی سکتا ہے یا نہیں ؟ "

شہزادے کے بھاگنے میں جن لوگوں پر شبہ کا سایہ تھا ' ان میں آسٹریا کا وزیر بھی ہے - اسلیے حکومت آسٹریا نے اعلان کردیا ہے کہ " اس کا وزیر شہزادہ کے شجاعانہ فرار کا ذمہ دار نہیں ہوسکتا - وہ اطالی وزیر کے مشورہ سے ہوا ہے " تعجب ہے کہ ایک جرمن شہزادہ نے ایک ایسے شخص کو پا مردی و ثبات کے باب میں قابل مشورہ کیوں سمجھا ' جسکی فوجی شجاعت کی حقیقت صحراء لیبیاء و طرابلس میں طشت از بام ہوچکی ہے ؟

حکومت اطالیہ کے استعماری حوصلے روز بروز بڑھتے جا رہے ہیں - طرابلس کی ہدی اگرچہ ابھی تک حلق میں پھنسی ہوئی ہے مگر اسکا ہاتھہ یورپ کے خوان یغما (دولت عثمانیہ) کی طرف بھی بڑھنے سے باز نہیں آتا - اب اسکے پیش نظر ایشیائے کوچک ہے ! طرابلس کی طرح اس موقع پر بھی برطانی سیاست اسکی تائید (بلکہ مداحاً کہنا چاہیے کہ) ایک حد تک اسکی خاطر اغماض کر رہی ہے ! سمرنا آئدین ریلوے کے متعلق ایک برطانی کمپنی کو اپنے استحقاق کا دعوی تھا - حکومت اطالیا اسکے متعلق عرصہ سے کوشش کر رہی تھی ' بالآخر اُسے حکومت برطانیہ کی وساطت سے کامیابی حاصل ہوگئی - حال میں اس کمپنی اور حکومت اطالیا میں ایک معاہدہ ہوا ہے جسکی تفصیل ہنوز معلوم نہیں - لیکن اطالی وزیر خارجیہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو کامیاب سمجھتا ہے چنانچہ پچھلے ہفتے ایک تقریر میں اسنے طرف اشارہ کرتے ہوے اس نے کہا : " یہ در اصل اس راہ میں پہلا قدم ہے جو غالباً محبت طلب ثابت ہوگا "

اس تقریر میں ایشیاء کوچک کے اندر اسی قسم کی دوسری اطالی کوششوں کی طرف بھی اشارے کیے گئے ہیں -

مگر اطالیا جس کو لقمۂ تر سمجھہ رہی ہے وہ ان شاء اللہ طرابلس سے بھی زیادہ گلوگیر ثابت ہوگا ' کیونکہ وہ ترکوں کا اصلی وطن اور فوجی نقل و حرکت کے بڑے راستے موجود ہیں -

مدارس اسلامیہ

۱۰ مئی کا جلسۂ دہلی

(از جناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خانصاحب)

۱۰ مئی کے جلسہ کے بعد میں بہت جلد شملہ آگیا - لیکن میں برابر اسلامی اخباروں میں ان تمام مضامین کو پڑھتا رہا جو اس جلسہ کے متعلق معزز ایڈیٹروں اور نامہ نگاروں نے لکھے ہیں اب تک لکھہ رہے ہیں ..... مجھے افسوس کے ساتھہ کہنا پڑتا ہے کہ میں نے ان واقعات کے پہلو میں جو مختلف اخباروں میں درج کئے گئے ہیں ' صداقت کی روشنی بہت کم دیکھی -

جن بزرگوں نے اب تک ۱۰ مئی کے جلسہ پر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے ' ان میں سے بعض حضرات کے متعلق میرا یقین ہے کہ انہیں صحیح اور کافی معلومات کے حاصل کرنیکا وقت نہیں ملا ہے - اس لیے وہ ندوہ کے الجھے ہوے واقعات کے سلجھانے سے قاصر رہے ہیں - لیکن جو کچھہ وہ لکھہ رہے ہیں اُسے وہ صحیح سمجھہ رہے ہیں - ان بزرگوں کے علاوہ دوسرے حضرات وہ ہیں جو اپنے خیالات کے ساتھہ واقعات کو مطابق کرنے کی خواہش مند ہیں ' اور ایسی دوربین سے ۱۰ مئی کے جلسہ کے واقعات کو ملاحظہ فرمانے کی تکلیف گوارا کر رہے ہیں ' جسے وہ مفید مطلب چشمہ کے دیکھنے کیلیے نو سبدھے طور پر استعمال کرتے ہیں ' لیکن جب کوئی چیز ان کے خلاف سامنے آتی ہے تو دوربین کو الٹا کر لیتے ہیں ' تاکہ وہ معمولی حالت سے بہت چھوٹی اور حسب معلوم ہو ' اور اس طرح وہ اپنے دل کے کہوارہ میں مصنوعی تسلی کو جھلا رہے ہیں !

میں چاہتا ہوں کہ ایک مرتبہ اپنے علم سے ان واقعات کو جو میرے علم میں صحیح اور یقینی ہیں ' اہل اسلام کے سامنے پیش کردوں ' اور پھر اپنی طرف سے اس بحث کا دروازہ بند کردوں - دوسروں کو اختیار ہے کہ وہ جس وقت تک چاہیں اور جس طریقہ کے ساتھہ چاہیں اس بحث کو جاری رکھیں -

سب سے پہلے میں ۱۰ مئی کے جلسہ کی ضرورت پر کچھہ لکھونگا ' اس کے بعد سلسلہ کے حالات بیان کرونگا ' پھر اس کے نتائج پر بحث کرونگا - اگرچہ کہ تمام باتیں بہت وقت لینے والی ہیں مگر میں کوشش کرونگا کہ اختصار سے کام لوں -

(جلسہ کی ضرورت)

ندوہ ایک ایسی تعلیم گاہ ہے جو اپنی تعلیمی خصوصیتوں کے لحاظ سے دوسری تعلیم گاہوں سے امتیاز رکھتی ہے - اسکا اصلی مقصد یہ تھا اور ہے کہ اس سے جو علماء فارغ التحصیل ہوکر نکلیں وہ اپنے علوم میں ماہر ہونیکے علاوہ دوسری زبانوں سے بھی (جیسے کہ انگریزی زبان ہے) اسقدر آشنا ہوں ' تاکہ ایک طرف وہ اسلام جیسے مقدس اور اہم بالشان فرض کو ادا کرسکیں ' اور دوسری طرف وہ ان غیر مذہب والوں کے حملہ سے بھی واقف ہوے اور ان کے جوابات دینے رہیں ' جو اپنا فرض سمجھہ رہے ہیں کہ اسلام کو دنیا کی نظروں میں ایک نہایت ہی کمزور اور ضعیف مذہب ثابت کریں - " ندوہ " کا بھی وہ اعلی اور اہم فرض تھا ' جس نے مسلمانوں کو بہت جلد اپنی طرف متوجہ کیا اور ندوہ کا بھی وہی نصب العین تھا جس نے اسے اور اسلامی مدارس سے ممتاز بنا دیا - اس ندوہ میں بدقسمتی سے ایسی نے قاعدگی شروع سے چلی [illegible] ' جو بتدریج ندوہ کی اساس کو کمزور کر رہی تھی ' اور روز بروز

اس میں کم و بیش اضافہ ہو رہا تھا کوئی شخص جسمیں ذرا سا بھی انصاف ہو، وہ اس خرابی کا ذمہ دار صرف موجودہ جماعت ہی کو نہیں سمجھ سکتا، بلکہ ہر ایک نظامت اور ہر ایک معتمدی کو اسکا ذمہ دار سمجھے گا - بہر حال ایسے اسباب پیش آے کہ ندوہ کی خرابیاں آہستہ آہستہ تمام ہندوستا میں پھیلنے لگیں، اور بہت سے شہروں میں ندوہ کی جماعت سے اصلاح کے مطالبات شروع ہوگئے، اور اسلامی اخباروں نے موافقت اور مخالفت میں خاص طور پر دلچسپی لینی شروع کی - اس کشمکش میں ندوہ کی حالت حافظ کے اس شعر کے مطابق تھی :

این می کشدش از چپ، آن می کشد از راست
مسکین دلکـــم مانـــدہ درین کشمکش انـــدر ا

ایسی حالت میں ضرور تھا کہ مسلمانوں کا ایک قایم مقام جلسہ کسی شہر میں جمع ہوکر اس ناگوار حالت کو دور کرے، اور مسلمانوں کے ان مطالبات کو اعتدال کے ساتھہ ارکان ندوہ کی خدمت میں پیش کرے تاکہ ایکطرف ندوہ کی وہ خرابیاں جو اساسی ہیں اور جنہیں دونوں فریق بغیر اختلاف کے تسلیم کرتے ہیں دور ہوں - دوسری طرف مسلمانوں کو بھی ان اصلاحات پر اطمینان ہو جائے، اور ان کی دلچسپی اپنی اس تعلیم گاہ کے ساتھہ انہیں حدود پر آجائے جسکے کہ پہلے تھی -

(دو اعتـــراض)

قوم کے بعض بزرگ ۱۰ مئی کے جلسہ پر اعتراض فرماتے ہیں کہ :

(۱) اسٹرایک کی حالت میں یہ جلسہ مضر تھا - اسٹرایک کے بعد ہونا تو مناسب تھا -

(۲) ہر ایک تعلیم گاہ کیلیے جو جماعت قوم کے خاص خاص اصول پر مقرر کر دی ہے، اس جماعت پر بھروسہ کرنا چاہیے اور چونکہ یہ جلسہ عملاً اس اعتماد کو کھونے والا ہے، اور اس سے دوسری تعلیم گاہوں کے لیے بھی مسلمانوں کی ایک عام مداخلت کی ایسی نظیر قایم ہوتی ہے جو ان کے نیک کاموں میں سدراہ ہوگی - اس لیے یہ جلسہ مفید ہونے کے بجاے مضر ہوگا - ان دونوں اعتراضوں کے جواب ذیل میں عرض کرتا ہوں :

(۱) اس جلسہ کو حقیقت میں اسٹرایک سے کچھہ تعلق نہ تھا - نہ یہ طلبہ کی کفالت پر غور کرنے کیلیے بلایا گیا تھا - تاہم میں عرض کر چکا ہوں کہ ہم عام طور پر اس امر کو ظاہر کردینے کہ ۱۰ - مئی کے جلسہ کو اسٹرایک سے کوئی تعلق نہیں ہے - چنانچہ سب سے پہلے کمیٹی میں میرے مکان پر ایک جلسہ ۱۰ - مئی کے جلسہ کو بلانے اور دوسرے انتظاموں کیلیے منعقد ہوا - اسمیں جو ریزولیوسن پہلے پاس ہوا، وہ اسٹرایک کو ختم کردینے ہی سے متعلق تھا - ہم میں سے کسی ایک کو بھی اسٹرایک سے ہمدردی نہیں تھی - بلکہ ہم اسٹرایک کو سب سے زیادہ خود طلبہ کے لیے مضر سمجھہ رہے تھے - ہم نے ہر جلسہ کی کارروائی کو بھی چھاپ دیا تھا - اہل اسلام نے اپنے اخبارات صفحہ کے صفحہ پرچوں میں اسے پڑھہ بھی لیا تھا - اس کے بعد پھر بعض بزرگان قوم کا یہ فرمانا کہ اسٹرایک کی حالت میں جلسہ ہونا اس موقعہ پر مناسب نہیں تھا - کیوں کہ طلبہ کو یا دوسرے لوگوں کو یہ قیاس کرنیکا موقع مل سکتا تھا کہ ۱۰ - مئی کا جلسہ اسی اسٹرایک سے تعلق رکھتا ہے، میرے خیال میں انصاف سے بالکل بعید ہے، اور اگر مجھے میرے احباب معاف فرمائیں تو میں عرض کرونگا کہ میں اسے سخن پروری کی ایک ایسی قسم سمجھتا ہوں جو ان اصحاب میں اکثر پائی جاتی ہے جو غلط یا صحیح طور پر کسی راے پر جمے رہتے ہیں، اور جو کچھہ وہ ایک مرتبہ ظاہر کردیا کرے ہیں اس سے انحراف کرنا اپنے اصول مسلمہ کے خلاف سمجھتے ہیں - ابھی تک ۱۰ مئی کی تاریخ نہیں آئی تھی کہ بعض اصحاب کی کوشش سے اسٹرایک ختم ہوگئی، اور جلسہ کا کوئی وہمی تعلق بھی اسٹرایک سے باقی نہیں رہا - مگر کسقدر لطیف بات ہے کہ اب تک بھی ۱۰ - مئی کے جلسہ کی جرائم کی فہرست میں اسٹرایک کا جرم بھی برابر شامل کیا جا رہا ہے، اور راے کی پختگی کی وہ مثال دیجاتی ہے جو نہ پیش ہونی تو زیادہ بہتر تھا -

(۲) دوسرے اعتراض کے متعلق گو میں اپنے مضمون میں کچھہ لکھہ چکا ہوں، مگر یہاں بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ کچھہ عرض کروں :

ندوہ میں ابتدا سے خرابیاں پائی جاتی تھیں اور اس کا قانون اساسی اصلاح کا محتاج تھا - قانون پر سالہا سال سے عمل نہیں ہوتا تھا، ندوہ روز بروز پست ہو رہا تھا، باہمی فسادوں نے اسے اور بھی نقصان پہونچا رکھا تھا - اسکی یہ حالت کم و بیش دس بیس برس سے ہو رہی تھی، اگر تھوڑی دیر کیلیے یہ فرض کرلیجیے کہ ایسی ہی حالت کسی دوسری تعلیم گاہ کی ہو تو میں دریافت کرتا ہوں کہ قوم کو اس میں مداخلت (جائز اور نہ) کرنی چاہیے تھی یا نہیں اور آسمانی جماعت کا اسے انتظار کرنا چاہیے جس کے سپرد اس نے یہ خدمت کر رکھی ہے ؟ اگر فرض کرلیجیے کہ قوم اس میں مداخلت نہ کرے، تو مجھے یہ سوال کرنے کی اجازت دیجیے کہ کیا وہ اپنے فرض سے غافل نہیں سمجھی جائیگی ؟ اور کیا اس کا یہ گناہ نہیں ہوگا کہ جس تعلیم گاہ کے مقصد کے ساتھہ وہ اس قدر دلچسپی رکھتی ہے اور جس کے لیے اس نے روپیے اور وقت سے مدد دی ہے، اس کی مخالف اور دیرینہ خرابیوں کے معلوم ہوجانے بعد بھی وہ خاموش ہے، اور انہیں بزرگوں پر اس کی عمدہ اسالی کا بار ڈال رہی ہے جن کے ناخن اس کے لیے کچھہ مفید ثابت نہیں ہوے ؟

اگر ہم میں سے ایک جماعت یہ چاہتی ہے کہ قوم کی طرف سے ایسی مداخلت ہو، تو اس قسم کے جلسوں کو ہے معنی طور پر مضر بنانے سے بہتر ہوگا کہ وہ اپنے اپنے انتخابی نمایندوں کو ایسی حالت میں یہ رکھے کہ مسلمانوں کی عام جماعت کو توجہ کرنے کی ضرورت ہو - اگر آپ چاہتے ہیں کہ طبیب آپ کو دوا نہ دے تو آپ پر لازم ہے کہ آپ اپنی صحت کو بہر حالت محفوظ رکھیں - اور آپ بیمار ہوں سے اور خود آپ کی چارہ ساری آپ کیلیے مفید نہیں تو پھر طبیب کی مداخلت ناجائز اور نامناسب ہے - کیا یہ تعجب خیز بات نہیں ہے کہ آپ اپنی تدبیر سے در ماندہ ہوں، اور دوسرا آپ کو چارہ گر بنانے کے لیے تھوڑا ہو تو آپ عل مچائیں کہ تمہیں مداخلت کا کوئی حق نہیں ہے ؟ اگر تم اس طرح مداخلت کرنے دو ہمارا نظام بالکل خراب ہو جائیگا ؟

(ایـــک دھمکـــی)

اس سلسلہ میں یہ مناسب ہوگا اگر میں یہ بیان کروں کہ بعض اصحاب نے مدرسہ طبیہ کا ذکر کیا ہے، اور اس طرح سمجھایا ہے کہ تم بھی ایک اسٹرایک کرنے والے ہو - اگر تمہارے اسٹرایک کے ساتھہ بھی کبھی سلوک قوم کی طرف سے ہو تو تم کیا خیال کروگے ؟ اس کے جواب میں میں التماس کرتا ہوں کہ میں اس روز اپنی خوش قسمتی سمجھونگا، جس روز ملک کا ایک قائم مقام جلسہ مجھہ سے مطالبات کریگا - اگر ایسا ہوا تو جو جواب میری طرف سے ہوگا وہ صرف اسکی شکر گذاری ہوگی اور اس کے نیک مشوروں کو قبول کرنا ہوگا - اس وقت کا انتظار کرنا بالکل ایک عبث فعل ہے - میں عرض کرتا ہوں کہ جس جماعت کا دل

چاهے ' دفتر انجمن طبیه میں تشریف لاے ' تمام کاغذات کو ملاحظه کرے' اور جو نیک مشوره وه چاهے مجھے دے ' اور پھر دیکھے که میں اسکے عوض میں اس جماعت کا شکر گذار هوں گا اور اس کی نیک صلاحوں پر عمل کرونگا ' یا اس کی شکایت کروں گا اور اس کی نیک صلاحوں کو ردی کی ٹوکری میں ڈال دونگا ؟

(جلسه کا انعقاد)

اس مضمون کے ایک حصه کو میں نے ختم کر دیا هے - اب دوسرے حصه کو شروع کرتا هوں اور ۱۰ مئی کے جلسه کے متعلق کچھه لکھتا هوں - مناسب هوگا که اس حصه کو سہولت بیان کے خیال سے دو حصوں میں تقسیم کردیاجاے :

(۱) ۱۰ - مئی سے پہلے کے واقعات -

(۲) ۱۰ - مئی کے جلسه کے واقعات -

جلسه سے پہلے جو واقعات پیش آے' انھیں بھی اختصار کے ساتھه میں بیان کرنا چاهتا هوں' تاهم میں سمجھتا هوں که میرا مضمون اس وجه سے که واقعات ان دونوں حصوں میں زیاده هیں ' کچھه نه کچھه طویل هو هی جائیگا جس کیلیے معافی چاهتا هوں -

(۱) دهلی میں دو هفتے یا اس سے بھی پہلے بعض حامیان و ملازمین ندوه تشریف لے آئے تھے' اور انھوں نے دهلی کے بعض اصحاب کے ساتھه مل کر مختلف قسم کی مخالفتیں شروع کردی تھیں - چونکه میں نے اس مضمون میں اول سے آخر تک به اراده کر لیا هے که میں کسی خاص شخص کا کسی واقعه کے ساتھه نام نه لوں - اس لیے میں صرف واقعات کو بغیر ان اشخاص کے ناموں کے جن کا تعلق ان کے ساتھه تھا ' ذکر کرونگا ' اور اس کوتاهی کی معافی چاهونگا - ان حضرات نے جو کچھه بھی کیا وه حسب ذیل هے :

(الف) اس جلسه کی مخالفت کی غرض سے ڈپٹی کمشنر صاحب کے اجلاس میں ایک درخواست دی که اس جلسه میں فساد کا اندیشه هے اس لیے یه جلسه نہیں هونا چاهیے -

(ب) مسجد جامع میں سیرة رسول مقبول علیه الصلوة والسلام پر ایک جلسه قرار پایا تھا - اس مضمون کے بیان کرنے والے چونکه اصلاح ندوه کے حامی تھے ' اس لیے اس کے متعلق بھی صاحب ضلع کی خدمت میں ایک عرضی بھیجی گئی تھی که مسجد میں فساد کا اندیشه هے - اس جلسه کو بھی روک دیاجائے -

(ج) سیرة نبوی پر جس شخص نے مسجد جامع میں نہایت دلگداز مضمون بیان کیا تھا ' اسکی تکفیر کا فتوی مرتب کیا گیا' جو جلسه کے بعد شائع هوا -

(د) اسی بزرگ کے عقاید فاسده کو اشتہاروں میں چھاپ کر بھی اشتعال دلانے کی کوشش کی گئی' تا که جلسه پر اس کا اثر پڑے -

(ه) بہت سے مختلف قسم کے اشتہارات جو عامیانه تہذیب کا نمونه پیش کرتے تھے ' چھاپ کر وقتاً فوقتاً شائع کیے گئے -

(و) یه تجویز کی که ۱۰ - مئی کے جلسه میں فساد کردیا جائے تا که یه جلسه بے نتیجه رهے ' اور جو لوگ اس موسم میں اپنے اپنے گھروں کا آرام چھوڑ کر آئے هیں ' وه بغیر کچھه کیے واپس چلے جائیں -

یه اور آپ یقین کریں که اسی قسم کی اور بہت سی باتیں (جن کا یہاں بیان کرنا گو ضروری هے ' مگر میں طوالت کے خیال سے ان کا ترک کردینا هی مناسب سمجھتا هوں) کی گئیں - اس لیے دهلی کی کمیٹی نے مناسب سمجھا که اب جلسه میں داخل هونے کے لیے ٹکٹوں کا انتظام کرنا ضروری هے - اس لیے یه تجویز بدرجه مجبوری محض انتظام کیلیے پاس کی گئی - یه ضروری تھی یا نہیں ؟ اس کا فیصله هر ایک شخص اوپر کے چند واقعات هی سے جو "مشتے نمونه از خروارے" کے طور پر بیان کیے گئے هیں العرض سب سے پہلے آٹھه سو ٹکٹ چھپوا لئے گئے تھے - لیکن جب یه معلوم هوا که یه ناکافی هونگے' تو دو سو ٹکٹوں کا اور انتظام کیا گیا' کیونکه اسیقدر راما تھیٹر میں گنجایش تھی - یه کل ایک هزار ٹکٹ تھے' جنھیں اس طرح تقسیم کیا گیا که سو ٹکٹ ان معزز اصحاب کیلیے نامزد کیے گئے جو باهر سے هماری دعوت پر تشریف لانے والے تھے' اور جن کے جوابوں سے هم نے ایسا هی اندازه کیا تھا' پانچسو کے قریب شہر کے اُن اصحاب کے نام بھیجے گئے جو عام مجالس میں شریک هوا کرتے هیں اور جو کسی نه کسی حیثیت سے مختلف جلسوں اور تقریبوں میں بلاے جاتے هیں - بقیه ٹکٹ انجمن خدام کعبه کے ممبروں کے لیے منگائے گئے تھے' وه بھیجے گئے - اسیطرح کام کیلیے کچھه ٹکٹ بھیجے گئے - سو ٹکٹوں کے قریب متفرق طور پر خود لوگ آ آ کر لیتے گئے - چند ممبران کمیٹی نے اپنے اپنے احباب کیلیے ٹکٹ مانگے جو اُنھیں دیے گئے - ان کی تعداد بھی سو سے اوپر تھی - مدرسه طبیه کے جسقدر طلبه نے وهاں جانے کی خواهش کی انھیں ٹکٹ بھیجے گئے - غالباً انکی تعداد پچاس یا ساٹھه هوگی - سو ٹکٹ اس لیے رکھے گئے تھے که ارکان ندوه اور ان کے ساتھیوں کو دیے جائیں - اس کے ساتھه یه انتظام بھی کیا گیا تھا که جلسه کے وقت اگر کوئی شریف صورت آئے تو اسے روکا نه جاے - ۹ مئی کی شب کو میرے مکان پر معزز ارکان ندوه نے یه طے کر لیا که ۱۰ - مئی کے جلسه میں وه شریک نهونگے اور تمام جلسه کے سامنے ان میں سے ایک بزرگ نے ان الفاظ میں اعلان کردیا که " ارکان ندوه نے یه فیصله کر لیا هے که وه کل کے جلسه میں شریک نہیں هونگے " یه اعلان ان تمام معزز ارکان ندوه کی موجودگی میں کیا گیا جو اُس وقت اُس مجلس مصالحت میں شریک تھے جو میرے مکان پر هو رهی تھی - ۱۰ مئی کی صبح کو جبکه میں جلسه میں جانے کے لیے تیار تھا ' صبح دو صاحبوں نے جو ارکان ندوه کی فرودگاه سے تشریف لا رهے تھے یه خبر دی که وه لوگ شکایت کر رهے هیں که اُن کے پاس ٹکٹ نہیں پہنچے' اور جلسه کا وقت قریب هے - میں نے اُسی وقت اپنے ایک شاگرد کو ایک بزرگ ندوه کی خدمت میں بھیجا که " شب کے فیصلے کی وجه سے آپ کی خدمت میں ٹکٹ پیش نہیں کیے گئے ' اب جتنے ٹکٹ درکار هوں بھیج دیے جائیں - نیز یه معلوم هونا چاهیے که کتنے کن بزرگوں کیلیے ٹکٹوں کی ضرورت هوگی - چونکه اس کا جواب اچھا نہیں ملا اس لیے جب میں جلسه میں پہنچا ' تو میں نے ان لوگوں سے جو ٹکٹوں کی دیکھه بھال کے لیے دروازوں پر کھڑے هوے تھے یه کہدیا که معزز ارکان ندوه کو اور جنھیں وه اپنے ساتھه لائیں هرگز نه روکنا ' بلکه احترام کے ساتھه پلیٹ فارم پر پہنچا دینا (اگر وه لوگ تشریف لائیں) اور جہانتک مجھے علم هے ایسا هی هوا - مگر افسوس هے که اس پر بھی ٹکٹ نه ملنے کی محض نا واجب شکایت دهلی کی انتظامی کمیٹی سے کی جاتی هے -

(ح) لکھنؤ سے جو بزرگ تشریف لائے تھے انھوں نے بطور خود اپنے قیام کا انتظام کرنا مناسب خیال کیا ' اور دهلی کی کمیٹی کو کوئی اطلاع نہیں دی - تاهم میں نے خود ان میں سے ایک ممتاز شخص سے التماس کی که گو آپنے بطور خود اپنے ٹھہرنے کا انتظام فرمالیا هے لیکن میری درخواست هے که آپ مہربانی فرما کر اپنی جماعت کے قیام و طعام کے مصارف مجھے ادا کرنیکی اجازت دیجیے انھوں نے اچھے الفاظ میں عذر فرمایا اور یه کہا که یه مناسب نہیں هے (مجھے ان کے الفاظ ٹھیک یاد نہیں هیں) اس کے بعد بھی غیر ذمه دار اشخاص یه شکایت کرتے هیں که ندوه کی حامی جماعت کی مدارات نہیں کی گئی ' اور اس کا سارا الزام دهلی کی کمیٹی کے اوپر رکھنا هی زیاده مناسب سمجھتے هیں -

مراسلہ

مسئلہ سود کي ترقی

سود کے متعلق میں نے ابتک چند ماہ سے پبلک کو کوئي اطلاع نہیں دي تھي ' حالانکہ پبلک کا حق ہے کہ اپنے معاملات میں اسکو باخبر رکھا جاے لہذا مفصلۂ ذیل عرض کیا جاتا ہے :

(۱) سود کے بارے مین پہلي کارروائي یہ تھي کہ ۱۴ - اپریل سنہ ۱۹۱۳ ع کو لجیسلیٹو کونسل صوبجات متحدہ میں بجٹ کے موقع پر ایک تقریر کي تھي ' جسکو چھاپ کر انگلستان اور ہندوستان کے خاص خاص عہدہ داروں اور اخبارنویسوں کے پاس بھیجا تھا -

(۲) ایک جلسہ پراونشل کانفرنس صوبجات متحدہ کا جو بمقام فیض آباد سنہ ۱۹۱۳ ع میں ہوا تھا - اس میں سب صوبہ کے متعلقہ قائم مقام موجود تھے ' وہاں بالاتفاق یہ تجویز منظور ہوئي کہ سود کا قانون نہایت درجہ قابل اصلاح ہے ' اور اس سے ساہوکاروں زمینداروں ' کاریگروں اور چھوٹي تنخواہ کے ملازموں کا بہت نقصان ہے - مناسب ہے کہ گورنمنٹ اسکا انسداد فرماے -

(۳) تیسري منزل اس مسئلہ کي یہ تھي کہ اردو اور بعض انگریزي اخباروں نے میري بحث اسپیچ کے متعلق اس مسئلہ پر بحث کرني شروع کي - چنانچہ بیشمار مضامین لکھے گئے اور سنہ ۱۹۱۳ ع کي رپورٹ میں جو حصہ پریس کے متعلق ہے اس میں بیان کیا گیا ہے کہ پریس نے اس سال سود کي اصلاح پر زور دیا -

(۴) جب سے میں نے ۲۰ دسمبر سنہ ۱۹۱۲ ع سے کام شروع کیا اور آخر جلسہ اپریل سنہ ۱۹۱۴ ع تک تقریباً نوے اجلاس کونسل کا ایسا نہیں ہوا ' جس میں مختلف سوالات سود کے بارے میں نہیں کئے گئے انکي تعداد ۳۰ - ۴۰ سے کم نہ ہوگي -

(۵) اسي عرصہ میں زبان انگریزي میں تاریخ مسئلہ سود مرتب کي گئي ' جو ۲۲۸ صفحہ پر شائع ہوئي ہے ' اور دفتر عصر جدید میرٹھ سے مل سکتي ہے - اس کتاب میں قدیم مصنفوں اور ہندؤں سے لیکر حال تک جسقدر قوانین سود کے متعلق ہوے ہیں اُن سب کا ذکر ہے - جو جو دلائل غیر محدود سود کے حق میں بیان کئے گئے ہیں اُن کو توڑا گیا ہے - انگریزي اور اُردو اخبارات اور گورنمنٹ کے نقشہ جات کا اقتباس دیا گیا ہے - مجکو افسوس ہے کہ اس کتاب کا اعلان کرنیکي فرصت نہ ملي - لیکن صوبجات متحدہ کے تمام ممبروں کو اور امپیریل کونسل کے تقریباً تمام ممبروں کو اور مشہور اُردو اور انگریزي اخباروں کو اس کتاب کي ایک ایک جلد بطور ہدیہ بھیج چکا ہوں -

(۶) ۱۴ مارچ سنہ ۱۹۱۴ ع کو میں نے ایک مسودہ بنام " قانون اصلاح سود " کونسل صوبجات متحدہ میں پیش کیا - اسکے متعلق کونسل میں ہز آنر لفٹننٹ گورنر کي تقریر ملاکر دس تقریریں ہوئیں - جن میں سے نصف تقریریں تائید اور نصف مخالفت میں تھیں ' لیکن مخالف تقریروں نے بھي موجودہ سود کي سختي کو تسلیم کیا تھا - اس مسودہ کا خلاصہ یہ تھا کہ سادہ قرضوں میں عدالتوں کو صرف ۱۲ آنہ في صد سالانہ اور تجارتي قرضوں میں نو فیصد سالانہ سود در سود کي ڈگري کا اختیار ہوگا ' اور کوئي عدالت سادہ قرضوں میں ۶ سال اور تجارتي قرضوں میں ۲ سال سے زیادہ کا سود نہ دلاسکے گي - اُسوقت یہ مسودہ نامنظور ہوا تھا - مگر مدراس سیلون کانفرنس میرٹھ وغیرہ بہت جگہ سے اصلاح قانون سود کا مطالبہ ہوا -

(۷) اگلے دن یعني ۱۵ مارچ سنہ ۱۹۱۴ ع کو میں نے ایک دوسرا مسودہ قانون جسکا نام تھا " قرضداروں کي منصفانہ داد رسي کا قانون " تیار کر کے سکریٹري کونسل کو بھیجدیا - اس میں عدالتوں کو سود کے گھٹانے کا اختیار دیا ہے - اول ۳۱ مارچ اسکے مباحثہ کے لیے مقرر ہوئی تھي - میں نے خانگي خطوط بھي اسکي تائید میں موقر ممبران گورنمنٹ اور دیگر ممبران کونسل کے نام روانہ کیے تھے - لیکن مباحثہ ملتوي ہوگیا ' اور گورنمنٹ نے کہا کہ ہم اسپر غور کررہے ہیں - چنانچہ مسودہ ابھي تک زیر غور ہے - نیز ۱۴ اپریل سنہ ۱۹۱۴ ع کو جو حال کي بجٹ پر میں نے تقریر کي تھي اسمیں میں نے بتایا تھا کہ موجودہ قانون کسي طرح قائم نہیں رہسکتا - یہ تقریر ۲۴ مئي کے عصر جدید میرٹھ میں شائع ہوئي ہے -

(۸) حال میں ایک بڑا جلسہ کلکتہ میں ہوا جسمیں ایک مشہور پادري فادر وان دي مرکل نے لیکچر دیا ' اور تمام خرابیاں جو سود کے غیر محدود ہونے سے ہوئي ہے اور پالٹیکل انجمنوں سے میرے مسودہ قانون مذکورہ دفعہ ۶ ضمن ہذا اور دیگر اُمور کے متعلق راے طلب کي -

(۹) اخبار پائیر کي خبر سے اور جو خط ہز آنر سر جیمس مسٹن نے مجھے حال میں لکھا تھا - اُس سے بھي معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ سود گورنمنٹ اوف انڈیا میں زیر تجویز ہے - تائیدي تقریروں میں آنریبل راجہ کشل پال سنگھ بہادر کي تقریر مندرجہ عصر جدید ۸ مئي سنہ ۱۹۱۴ ع اس قابل ہے کہ صاحبان اخبار اسکو نقل فرماویں -

(۱۰) میں اس گشتي چٹھي کے ذریعہ نہایت زور کے ساتھ صاحبان اخبار اور پبلک سے اپیل کرتا ہوں کہ گورنمنٹ کے ہاتھ مضبوط کرنے کے واسطے اس معاملہ پر مضامین لکھیں ' اور جلسے کریں کیونکہ جبتک عام خواہش نہ معلوم ہو گورنمنٹ مجبور ہے کہ نیا قانون نہ بناے - جہاں کہیں جلسہ ہو اسکي روئداد جس اخبار میں درج کي جاے خواہ وہ پرچہ میرے پاس بھیجدیا جاے یا اس قسم کی روئداد عصر جدید میں درج کرنے کے لیے بھیجدي جاے -

علام الثقلین میرٹھ - سعید منزل

ترجمہ اردو تفسیر کبیر

قیمت حصہ اول ۲ - روپیہ - ادارۂ الہلال سے طلب کیجیے

تاریخ حیات ملت اسلامیہ

مسئلـــہ قیـــام الهـــلال

کمنرین کو پروردگار جل شانہ نے ایسے ملک میں رکھا ہے جہاں مسلمان اسلام کے طریقہ اور نام تک سے بیزار ہیں' ایسے لوگوںسے پھر کیا امید ہوسکتی ہے ؟ بتوں اور دیویوں کی پرستش کرتے ہیں اور جملہ رسومات ہندؤں کے علانیہ کرتے ہیں - اگر انکو منع کیا جاوے کہ تم مسلمان ہوکر ایسا کیوں کرتے ہو؟ تو کہتے ہیں کہ ہمارے آبا و اجداد ایسا ہی کرتے آئے ہیں- ہم ایسا ہی کرینگے- ہر چند تلقین کی جاتی ہے مگر نہیں سنتے' اور علانیہ رسومات شنیعہ میں شریک ہوتے ہیں - مسلمانوں کی یہ حالت دیکھکر سوائے افسوس اور رنج کے کچھہ نہیں ہوسکتا - نام تو ان مسلمانوں کے ابراہیم ' عبد الرحمان وغیرہ ہوتے ہیں' مگر فعل رام لعل وغیرہ کا کرتے ہیں - باوجود اس فعط الرجالی کے ایک خریدار ہ پیدا کرنا بھی محالات سے تھا - اسی اضطراب اور قلق میں تھا کہ ایک ٹھیکہ دار جو محکمہ نہر میں کام کرتا ہے بہ تقریب ملاحظہ نیازمند سے ملاقی ہوا ' اور ان سے اخبار الہلال کی خریداری کے واسطے عرض کیا گیا بہت رد و قدح کے بعد اُنہوں نے خریداری اخبار کی منظور کی -

حاندسار عصمتر علی چشتی سب اوورسیر خریدار الہلال نمبر ۲۰۸۳

اخبار الہلال کے آخری فیصلہ کا مضمون اخبار میں پڑھکر میں بہت مضطرب ہوا ' اور لگاتار کوشش کررہا تھا کہ بتعداد کافی خریدار مراہم کروں - شکر ہے خداوند کریم کا کہ مجھے اپنی کوشش میں کامیابی ہوئی - سردست چار اصحاب خریداری پر آمادہ ہوتے ہیں -

محمد خلیل اللہ شریف - تحصیلدار تعلقہ نظام اباد - دکن

صدا بصحرا کے جواب میں جو صدائے لبیک ہندوستان کے ہر گوشہ سے بلند ہوئی ہے ' اوس سے وہ حضرات واقف ہیں جنکو اخبار الہلال دیکھنے کا فخر حاصل ہے - اوسکے بقا کی ضرورت کا ہر متنفس قائل ہے - چنانچہ اس معاملہ میں درد مند دل رکھنے والے اصحاب نے خامہ فرسائی کی ہے - اس کے بعد مجھہ ہیچمدان کا اِس بارے میں کچھہ لکھنا اپنی کم مایگی کا اظہار کرنا ہے' اسلیے میں صرف یہ دعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم اپنے حبیب پاک کے صدقہ سے اخبار الہلال کی اشاعت کو آپ کی خواہش کے زمانہ تک بقا فرمائے کہ اسکا یگانہ وجود مسلمانان ہند کیلیے علی الخصوص آیہ رحمت سے کم نہیں ہے- اگر خدا نخواستہ یہ رسالہ بند ہوجائے تو جو زبوں حالی کے آثار اب مسلمانان ہند میں پیدا ہوچلے ہیں ' وہ یکسر نابود ہوجائینگے -

میں نے فی الحال چار خریدار خاص ضلع نظام آباد میں مہیا کیے ہیں اور خدا چاہے تو عنقریب اور خریدار بھی مہیا کیے جائینگے - وی پی روانہ کر دیجیے -

خاکسار احمد محی الدین حسین - مددگار ناظم جنگلات
مستقر نظام آباد - خریدار نمبر (۱۸۳۱) -

ایک خریدار حاصل ہے -

نیاز منـــد خریدار نمبر ۳۶۲۰

براہ مہربانی مندرجہ ذیل نئین صاحبوں کے نام ایک ایک سال کے لیے الہلال جاری فرمائیں -

نابعدار شیخ رحمت - اللہ ہیڈ ماسٹر اسکول کُل امام

بالفعل ایک خریدار پیش کرتا ہوں - مزید کوشش جاری ہے -

محمد شمس الدین - از حیدر آباد دکن

مہربانی فرماکر اخبار الهـــلال میرے چچا صاحب کے نام جاری کر دیجیے -

عبد الحمد - جھارنی شاہجہانپور خریدار الهـــلال نمبر ۳۱۰۴

مندرجہ ذیل دو اصحاب کے نام الہلال جاری کردیں اور قیمت بذریعہ وی - پی - پارسل وصول فرمالیں - اس سے پہلے ایک خریدار بھیج چکا ہوں -

خاکسار محمد سعید - اسسٹنٹ انجینیر پشاور

مندرجہ ذیل چار اصحاب کے نام ایک سال کیلیے وی پی الہلال ارسال فرما کر ممنون فرمادیں -

محمد بار محی عمہ - خریدار نمبر ۳۸۹۱ از بھاول پور

الہلال کو پبلک جس عزت کی نظر سے دیکھتی ہے اور اوسکا اظہار آپ پر نکلا جاتے تو یہ بھی ایک نوع کی ناسکری ہے - مدرسی کالج و قلم میں طاقت نہیں کہ جناب کی سچی قومی خدمات کے متعلق کچھہ عرض کرسکوں - خداوند تعالے سے دعا ہے کہ وہ آپکو حوادث زمانہ سے مصئون و مامون رکھے اور ہماری درماندہ قوم کی مساعدت کی مزید توفیق عطا فرمائے -

الہلال کے دو پرچہ بذریعہ وی پی حسب ذیل پتہ پر روانہ فرمائیں -

آپکا خادم

محمد رضا حسین از اکولہ - ضلع ورنگل - علاقۂ نظام

نوٹس بنام والدین طلباء مدرسۃ العلوم علی گڈھ

چونکہ طلباء اسکول اور انکے والدین کو ان دو کالرا کیس کے بارہ میں جو حال میں اسکول میں وقوع میں آئے ہیں نسبتہً پریشانی ہے لہذا حسب ذیل اطلاع اسکی پریشانی دور کرنیکے واسطے سانع کیجاتی ہے :

(۱) بتاریخ ۴ جون سنہ ۱۹۱۴ع سرفراز بورڈنگ ہاؤس کے ایک لڑکے کو عبضہ ہوا ' اور اسی روز انتقال ہوگیا -

(۲) ۹ جون سنہ ۱۹۱۴ع کو ممتاز ہاوس کا ایک باورچی بیمار پڑا ' اور فوراً اچھا ہوگیا -

(۳) سرفراز بورڈنگ ہاوس بند کردیا گیا ہے ' اور وہاں کے لڑکے ممتاز بورڈنگ میں منتقل کردیے گئے -

(۴) ممتاز ہاوس کا باورچی خانہ بند کردیا گیا ' اور تمام کالج کے باورچی خانہ سے کھانا بنوا کر بھلایا جاتا ہے -

(۵) صرف دو ایسے کیس وقوع میں آئے اور اوسکے بعد سے ہر ایک قسم کی احتیاط کیجا رہی ہے ' تاکہ کوئی بیماری پھر نہ

(۶) والدین کو کسی قسم کی پریشانی اپنے لڑکوں کے بارہ میں نہونا چاہیے -

(۷) لہذا اُن والدین سے جنہوں نے اپنے لڑکوں کو بلا لیا ہے درخواست کیجاتی ہے کہ فوراً اونکو روانہ اسکول کردیں' تاکہ نقصان انکی تعلیم کا ہو رہا ہے آئندہ نہو -

قائم مقام ہڈ ماسٹر محمڈن کالج اسکول علی گڈھ

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL
...CAL PRTG. & PUBLG. HOUSE, 14 MOLEOD STREET, CALCUTTA.

مکمّل فائل کی جدید عکسی اشاعت

ہفت وار الہلال مصوّر

مدیر

مولانا ابوالکلام آزاد

جلد پنجم

۱۹۱۴ء

الہلال اکیڈمی

۳۲-اے، شاہ عالم مارکیٹ لاہور

نوٹ

"الہلال" کی نقل مطابق اصل آپ کے ہاتھوں میں ہے، ہم نے اس میں سوائے اشتہارات نکالنے کے اور کوئی کمی بیشی نہیں کی، حتیٰ کہ بعض جگہ صفحات اگر غلط ہیں تو ان کو بھی اسی طرح رہنے دیا کہ شاید کسی جگہ ان کا حوالہ انہی صفحات کے ساتھ ہو — بعض جگہ دو کاپیاں یعنی آٹھ صفحات غائب ہیں جیسا کہ جلد پنجم میں شمارہ ۸ — ۹ کے شروع میں ہے ہم نے اس کے لیے پنجاب یونیورسٹی۔ قائداعظم یونیورسٹی۔ ادارہ ثقافت اسلامیہ اور پنجاب پبلک لائبریری کے علاوہ حضرۃ احسان دانش صاحب، مولانا ظفر اقبال صاحب، چھ جگہ دیکھا، ہر جگہ یہ صفحات نہیں ہیں معلوم ہوتا ہے کہ مولانا نے عین وقت پر کسی کاپی کو یا ورق کو نکال دیا صفحات کی غلطی پروف ریڈر کی غلطی ہے، ہم نے ہر جلد کے اپنی ترتیب سے — بھی صفحات دے دیے ہیں

الهلال

فهرس المجلد الخامس

از

جولائی سنہ ۱۹۱۳ ع

تا

نومبر سنہ ۱۹۱۳ ع

القسم المنثور

چونکہ نومبر سنہ ۱۹۱۳ء میں "الہلال" بند ہو گیا تھا - لہذا مولانا اِس کی فہرست بنا کر شامل نہ کر سکے - آپ ہر جلد کے مضامین کی فہرست اگلی جلد کے پہلے شمارے کے ساتھ لگا دیتے تھے - یہ فہرست ہم نے تیار کی ہے - ممکن ہے مفصل نہ ہو - ع اپنی کوشش ہے نا تمام سہی -

(الف)

آثار عتیقہ ۸۲
اختراعیات (بوید فرنگ) ۳۷
اعلان از جانب خدام کعبہ (مراسلات) ۴۳
اپیل برائے وظائف ″ ۴۳
الاسبوع ۴۵
اولیاء اللہ و اولیاء الشیطان (فاتحہ السنۃ الثالثہ) ۴۹
ایمپرس آف آئرلینڈ کا ماتم (حادثہ الیمہ بحریہ) ۵۳
ایک نئی سکیم ″ ۵۵
اولیاء اللہ و اولیاء الشیطان (فاتحہ السنۃ الثالثہ) ۶۹
اکتشاف و اختراع ۹۴
الحیۃ فی الاسلام (مقالات) ۹۷
اختراعیات ۱۰۰
الاعتصاب فی الاسلام (مراسلات) ۱۰۲
الحیۃ فی الاسلام (مقالات) ۱۱۳
الاعتصاب فی الاسلام (مراسلات) ۱۲۱
اعتذار ۱۲۴
الحیۃ فی الاسلام ۱۳۴
الاعتصاب فی الاسلام (مراسلات) ۱۴۲
الاعتصاب فی الاسلام ″ ۱۶۸
الطامۃ الکبریٰ ۱۵۲
اسلحہ و اجوبتہا ۱۵۶
انگلستان کے قواء بحریہ ۱۶۶
الاعتصاب فی الاسلام ۱۷۲
الحرب فی القرآن ۳۶۷
الہلال اور پایونیر ۳۵۴
ایک عظیم الشان اختراع (ہوائی ریل) ۴۱
الحرب والاسلام ۱۸۴
التبتی فی الصحافۃ ۱۸۹
الاسبوع ۱۹۷
اولین جنگ جرمنی و فرانس (تاریخ و عبر) ۲۱۰
الاعتصاب فی الاسلام (مراسلات) ۲۱۵
اولین جنگ جرمنی و فرانس (تاریخ و عبر) ۲۳۰
اسوۂ حسنہ (غزوات اسلامیہ) ۲۴۵
اقتراح ادبی و شعری (نغمہ حسن و طبل جنگ) ۲۵۴
انعامی عناوین و مضامین ″ ۲۵۹
افکار و حوادث (مطبوعات جدیدہ) ۲۷۱
اوراق ثلاثہ عتیقہ قرآن (مراسلات) ۲۷۶
الاعتصاب فی الاسلام ۲۸۹
اولین جنگ فرانس و جرمنی ۲۹۱
اسٹیم رولر کا جمود (پابندی عہد اور اسلام) ۳۰۱
اسوۂ حسنہ (شئون حربیہ) ۳۱۰
اطالیہ کا لائحہ عمل کیا ہے ۔ ۳۱۳
الآن ۳۱۳
اسوۂ حسنہ (صحیفہ نبوت کا ایک صفحہ) ۳۳۶
اہل عرب کی ترقی کا راز (تاریخ و عبر) ۳۴۹
القارعہ شئون اسلامیہ ۳۶۱

(ب)

باب التفسیر (قسم علمی) ۹
بابو گنگا پرشاد ورما ۲۷
باب التفسیر (مقالات) ۵۶
بصائر و حکم ۱۳۰
باب التفسیر ۱۳۹
برطانیہ کا بیڑہ ۱۵۵
بحر شمالی ، ۱۸۳
باب التفسیر الحرب فی القرآن ۲۰۷
بصائر و حکم ۲۱۳
باب التفسیر ۲۲۷
برید فرنگ ۲۳۳
بحریات حدیثہ مراکب بحریہ عظیمہ ۲۳۴
برید فرنگ ۲۵۶
بحر ہند ، برطانوی افواج کے متعلق عجیب خبر ۲۵۸
برید فرنگ ۲۷۳
بحر ہند ۲۷۹
بلقان لیگ کے دوبارہ احیا کی سعی ۳۱۴
برید فرنگ ۳۵۱

(ت)

تاریخ حیات اسلامیہ ۲۰
″ ۶۲
تاریخ استقلال آئرلینڈ کی ایک عشق آمیز داستان ۸۰
تاریخ حیات اسلامیہ ۹۴
تذکار نزول قرآن ۱۰۸
تاریخ فرضیت صوم (مقالات) ۱۳۲
تربیت اطفال کا ایک صفحہ (″) ۱۵۷
تاریخ حروب آخرہ کا ایک صفحہ (″) ۲۰۵
تخلیۂ پیرس ۲۲۰
تاریخ ہند میں اولیں بحری حملہ کا اقدام ۲۶۰
تاریخ و عبر ۲۸۸
تار پیدو (مذاکرہ علمیہ) ۳۱۶
تکمیل فتح بلجیم ۳۲۲

تاریخ فرضیت حج (تاریخ وعبر) ۳۳۷

(ج)

جماعت حزب اللہ (اعلان) ۲۸
جدید عثمانی کارخانہ ہائے صنعتی (عالم اسلامی) ۶۱
جہاز ایمپریس کی تباہی اور مطالعہ قرآن حکیم کا ایک لمحہ فکر ۷۵
جنگ یورپ کی پہلی منزل ۱۴۰
جرمنی کے بحری قوا کا ایک منتظر عمومی ۱۶۴
جنگ رعد و برق میں حسن و عشق کا ایک نغمہ الم ۱۶۸
جنگ کے اسباب (مقالات) ۲۲۵
جرمن نوآبادیاں ۲۳۶
جنگ احتساب و روایت ۲۹۳
جرمنی کی ترقی کا راز (تاریخ وعبر) ۳۰۹
جنگ یورپ (شئون اسلامیہ) ۳۲۱

(ح)

حادثہ کراچی (شذرات) ۲۵
حادثہ ادبیہ عربیہ ۱۹۳
حادثہ بنگال و مدراس ۲۳۱
حیات بعد الممات (افکار و حوادث) ۲۳۹
حادثہ کلکتہ ۲۶۰
حادثہ الیہ بنج ۲۷۹
حدیث الجنود ۲۹۱
حصول برلن ۳۷۵

(خ)

خطبات و مواعظ ۵
خطرناک سکھی باب الصحہ و تدبیر المنزل ۵۹
خط دریائے می پونہ ۱۹۶

(د)

دولت عثمانیہ کا مستقبل (مراسلات) ۸۲
دارالجماعۃ کی تاسیس (حزب اللہ) ۸۹

(ر)

رباعیات عمر خیام (مطبوعات جدیدہ) ۱۵
ریدیم اور اس کے اثرات (مذاکرہ علمیہ) ۵۷
روح اس کا مسکن اور حکما و مادیین (〃 〃) ۹۵
روح اور اس کا مسکن (مذاکرہ علمیہ) ۱۶۲

(س)

سالنامہ جمعیۃ ہلال احمر قسطنطنیہ حالیہ ہند ۱۱۸
سقوط بلجیم و فتح خط پیرس ۱۷۷
سقوط اینتورپ ۳۷۳

(ش)

شذرات علمیہ ۷۹
شراب کا اثر حیوانات پر (مذاکرہ علمیہ) ۱۹۱
شئون حربیہ (صلیب احمر) ۲۰۰
شئون حربیہ ۲۶۹
شعلہ زار جنگ کا پہلا آتشکدہ ۲۷۲
شعلہ جنگ کا پہلا آتشکدہ ۲۹
شئون اسلامیہ ۳۸۲

(ط)

طلسم ایمرن کی سحر کاریاں ۳۲۹

(ع)

عالم نباتات و حیوانات (مذاکرہ علمیہ) ۱۲
(مقالات) ۳۳
علوم القرآن (مذاکرہ علمیہ) ۳۵
علم نباتات و حیوانات 〃 〃 ۱۳۱
علم النباتات کا ایک جدید صفحہ ۱۰۴
عفریت جنگ کا عالمگیر تسلط (مذاکرہ علمیہ) ۱۱۶
علم النباتات کا ایک جدید صفحہ ۲۷۴
عزیز بک مصری (مقالات) ۳۰۰
عالمگیر جنگ کی سازش

(غ)

غزوات اسلامیہ اور اس کی یادیں ۲۲۳
غرائب محدثات حربیہ حاضرہ ۲۶۸

(ف)

فاتحہ السنۃ الثالثہ ۲
〃 〃 〃 ۳۰
فلسفہ الحرب ۲۶۲
〃 〃 〃 ۲۸۵
فرنچ اور جرمن توپخانے ۲۹۰
فلسفہ الحرب ۳۰۷
فاتحین کا داخلہ (بصائر و حکم) ۳۱۹
فاتح افواج کا داخلہ ۳۴۶
فاتح افواج کا داخلہ (بصائر و حکم) ۳۶۶
فرانسس جوزف شہنشاہ آسٹریا ۲۵۸

(ق)

قطب جنوبی ۱۲۰
قطرات اشک ۳۴۶

(ک)

کینیڈا میں ہندوستانیوں کی حالت زار ۱۹
کلاب الحرب (مقالات) ۲۴۸
کواسگ ۳۵۲

(ل)

لیلۃ القدر ۱۳۷

(م)

مدارس اسلامیہ ۱۶
مسئلہ قیام الہلال ۲۸
مسئلہ قیام الہلال (تاریخ حیات اسلامیہ) ۴۴
مسئلہ قیام الہلال (شذرات) ۷۶
شہید اکبر ۸
مسئلہ قیام الہلال ۵
مسئلہ اصلاح و بقائے ندوہ ۷
مسئلہ اسلامیہ کانپور ۱
مدارس اسلامیہ ۷
مکتوب آستانہ علیہ ۸
مشہور پروفیسر جے۔ سی۔ بوس اور علماء انگلستان کی قدردانی
مسئلہ قیام الہلال
مسئلہ اسلامیہ کانپور
مدارس اسلامیہ
مسئلہ اصلاح و تجدید علوم اسلامیہ (عالم اسلامی)
مسئلہ اسلامیہ کانپور (تشریح مزید)
مدارس اسلامیہ
مسئلہ البانیا
ماہ مقدس اور جماعتہائے ثلاثہ
ملکہ بحر
محاصرہ پیرس کے قریبی آثار
موازنہ قوا بحریہ
معرض المشاہیر
مشاہیر افواج بریہ فرانس و المان
محاربہ عظیمہ منتظرہ موعودہ اور یسالی جنگ کے صحیح نتائج
محاصرہ پیرس
مسئلہ وفاداری اور "پاپونیر"
مسئلہ رمضہ
مدارس اسلامیہ
مذاکرہ علمیہ
موجودہ جنگ کا علم النفس (مقالات)
مسئلہ عثمانیہ
مقاصد حج (مقالات)
مکتوب آستانہ علیہ

(ن)

نام نہاد جرمن مظالم (بریدفرنگ)

(و)

ورود مقدس یوم الحج
واقعہ لاہور
وثائق و حقائق
وفات مولانا شبلی نعمانی

(ہ)

ہفتہ جنگ
〃 〃
〃 〃
〃 〃

" " ۲۵۸
" " ۲۷۶
ہوائی بیڑہ ۲۸۴
ہندوستانی فوج میدانِ جنگ میں ۳۳۲
ہندوستان اور پروجہ منزم ۳۵۵
" " ۳۷۹
ہفتہ جنگ ۳۸۳

(ی)

یورپ کی تاریخ خروب پر ایک نظر ۱۵۹
یورپ کا یا نقشہ جو تیار ہو رہا ہے ۲۶۵

القسم المنظوم

(الف)

التجائے پروانہ ۴
اسود حسنہ (بحرۃ نبوی) ۴۰

(م)

مرزا غالب مرحوم کی ایک غیر مطبوعہ غزل ۴
مرزا غالب کا غیر مطبوعہ کلام ۷۹
مسجد نبوی کی تعمیر ۳۴۶

الرسوم والصور

(الف)

(مسٹر) ارشی (مسز) ارشی (مسٹر) استوارت پانیل ۸۰
عازی انور پاشا ۲۹۸
اوس کا پل (دریا) ۳۶۱
آرک ڈیوک (سابق) ولی عہد آسٹریا، جو سراجیو میں قتل کیا گیا ۱۶۵
ابوکر کا پیت بدکے قریب انگریزی جنگی جہازوں کا منظر ۱۶۶
آرزن بیڑے کی ہولناک توپ ۲۰۴
اوشن جہاز، جس نے پانچ برطانوی جہازوں کو تباہ کیا ۲۱۹
ایرجز آئر فرنچ قتصل کے پکھا مار دیا ہے ۔ ۲۲۶
آکسیرین مقتش مونو پلین ۲۷۶
ایک شوخ چرہا " ایمدن " ۲۷۶
ایس ۔ ایس ڈپلومیٹ جہاز ۲۷۶
ایک تیت روسی وضع کی ٹرین ۲۷۶
آتشے مورین انگریزی بیڑے کا عمومی منظر ۲۷۶
آتشری عسکری بائی پلین ۲۷۶
الف ۔ ای اسمتھ ۲۹۴
احمد پاشا (مشہور البانی ملت فروش) ۲۹۸
اعاظم و امرائے ہند جنہوں نے افواج و اموال سے برطانیہ کی اعانت کی ۳۲۹
آمرا جنگ یورپ مراکب مقیدہ و رعایا، فریق محارب ۳۲۹

(ب)

ابرنس برہان الدین خلف اکبر سلطان عبدالحمید خاں ثانی ۲۹۸
بلجین سپاہ کا ایک گروہ، جنگ سے پہلے آرام کر رہا ہے ۔ "
بابر اوس " دولت عثمانیہ کا کروزر ۱۸۷
بیشاشب " جرمنی کا سب سے بڑا جہاز ۲۰۴
بندرگاہ اوبیت میں برطانیہ بحری طاقت کا ایک عمومی منظر ۲۰۴
بیٹل شپ، ایک جدید قسم کا فرانسیسی جہاز ۲۰۴
بریک تنویر دو تفتیش ۲۰۴
بیٹل شپ موجودہ دور کا ۲۳۵
بلجین افواج کا اجتماع نامور میں ۲۷۶
" " کے ایک دوسرے اجتماع کا منظر نامور میں "
برما آئل کمپنی کے ایک تالاب میں دو گولے آگرے "
بلجیم کے دارالسلطنت برسیلز میں بلجین جندرمہ کا ایک منظر "
بج بج اسٹیشن کے صحن کا ایک منظر "
بلجین افواج کی آخری پناہ گاہ اینتروب جو جرمن فوجوں میں محصور ہے "
بلغراد میں قومی جوش و خروش ۲۹۸
بج بج کا وہ مقام جہاں جہاز کوما گاتو کے مسافر اتارے گئے "
(جنرل) ران مولتک سالار افواج جرمنی ۱۹۴
"رشادیہ" دولت علیہ کا نیا دریدنات ۱۸۶
(امیرالبحر) ران ترپتز جرمن وزیر بحریہ ۱۹۴
رجال حرب و زعمائے جنگ ۲۰۴
روس کا وزیر خارجہ ایم سارانوف ۲۱۹
(ڈاکٹر) ران بیتھن جرمن چانسلر "
رجال عظیم جنگ ہفت لشکر ۲۵۸
روسی فوج کی ایک چوکی کا منظر ۲۷۶
روس کی ایک فوجی شکاری پارٹی "
روسی وسائل سفر و ارتحال کا منظر "
رنگون کے بحریہ کے قیدی ۲۹۸
ریم کی حسین و جمیل وادی اور گرجا گھر ۳۲۹
(کرنل) روف بے کماندہ حمیدیہ ۱۸۸

(ز)

زعمائے حرب ہفت لشکر ۲۵۸
ژوزیس لی سیبے نامی فرانسیسی کروزر ۲۰۴

(س)

پرنس سعید حلیم پاشا صدر اعظم دولت علیہ عثمانیہ ۱
سقوط بلجیم (نقشہ) ۱۷۷
(نہر) سویز کے بعد دنیا کی دوسری عظیم الشان نہر کیل کا منظر ۱۸۳
"سلطان عثمان" دولت علیہ کا دوسرا آہن پوش جہاز ۱۸۵
سرجان جیلیکو امیرالبحر برطانیہ، سرجان فرنچ ۱۹۵
سرجان فرنچ، سرجان جیلیکو۔ سمندر کے نیچے مراکب بحریہ ۲۰۴
سینٹ جوزف اسکول کے طلبا ۳۸۱

(ش)

شہدائے اودرنہ کی یادگار ۸۵
(سر) شیکلٹن ۱۲۰
شپرہ نما ہوائی جہاز ۲۷۶
شمالی فرانس میں جنگ کا ایک منظر "
شاہ برطانیہ اور قیصر ہند ۳۶۱
شبلی نعمانی ۳۸۱

(ص)

صفا، مروہ کی پہاڑیاں ۳۲۹
صفا میں دسویں تاریخ کو حجاج کا ورود "

(ط)

طیارات جنگی کی کرتب آفرینی - - "

(ف)

فیلنگ شپ اور آرژن ڈلیوک ۱۶۵
فگارو اور اس کا خاندان ۱۶۸
فرانسیسی قنصل شاہ پرشیا کے سامنے ۲۲۶
فرانس کا ایک جدید ترین جنگی جہاز ۲۳۵
فرانسیسی توپ خانے کا منظر ۲۹۸
فرانس میں ہندی فوج ۳۸۱
فواکہات سے بھری ہوئی گاڑیاں "

(ق)

قیصر جرمنی فوجی لباس میں ۲۱۸
(مسجد) قبا اور نخلستان حجاز ۳۲۹

(ک)

موسیو) کالمیت، موسیو کائیو، مسز کائیو ۱۶۸
کیل نہر میں جرمنی کے قوائے بحری کی ایک نمائش ۲۰۴
کراسن تیل کے تالابوں کا منظر، اور شعلے ۲۷۶
"کوئین میری" برطانیہ کا سب سے بڑا بحری نشان "

(ل)

لارڈ ہارڈنگ کے صاحبزادے لیفٹیننٹ (آئی سی) ۲۱۹
لارڈ کچنر ناظر حربیہ حالیہ برطانیہ ۲۷۶
لندن میں ایک تاریخی اجتماع ۲۹۸

(م)

مارشل کلمابون ۲۳۱
ملکہ الزبتھ کے عہد کا جنگی جہاز ۲۳۴
معمر ترین حکمران عالم ۲۵۲
مناظر عمومیہ اساطیل بحر شمالی اور صناعی نہر "کیل" ۲۵۱
مراکب عظیمہ بحریہ المان و برطانیہ ۲۵۸
معرکہ ہیستنگ ۲۷۶
میدان عرفات کی طرف حجاج کا کوشش ۳۲۹
مکہ مکرمہ کی آبادی کا منظر "
مدینہ منورہ کی وادی کا منظر "
مدینہ منورہ کا دروازہ (باب العنبریہ) "
مسجد نبوی کا ایک منظر "
مدراس اور کلکتہ کے دو منصفا و مناظر "
معرکہ عظیمہ موفس و محاربہ بہ خط فرانس "
میدان کلکتہ میں یورپین و الینٹروں کی پریڈ "
موجودہ جرمن سرحد کا مشہور جنگی مقام ۲۱۹

(ن)

نغمہ حسن وطبل ۲۳۸
نیو اسکاٹ لینڈ میں والینٹروں کا ہجوم ۲۹۸
نماز عید حرم کے اندر ۳۲۹
نقشہ جنگ یورپ ۳۶۱
نیویارک کا مظاہرہ "

(ہ)

لیڈی ہارڈنگ، جنکی وفات ایک المیہ ہے ۔ ۶۶
ہوائی جہازوں کا بالائے سمندر ایک حملہ ۲۰۴
ہوائی مراکب کا ایک منظر ۲۷۶
ہندوستان کی سکھ پلٹن ۳۶۱

سن میں مفرور بلجین سپاہیوں کا پڑاؤ	۲۹۸	ہندوستانی سپاہی جس سے فرانسیسی گرمجوشی سے ہاتھ ملا رہے ہیں	۳۸۱
ہندوستان کے جرمن قیدی باشندگانِ رنگون	〃	ہندوستانی سپاہی کلدار توپوں کیلئے پرتلوں میں گولیاں بھر رہے ہیں	
ہندوستانی کیمپ کا ایک منظر عمومی	۳۸۱		

عربی کی ضخیم ترین تفسیر روح المعانی کی تکمیل اور اردو کی سب سے بڑی تفسیر مواہب الرحمٰن کی پیش کش کے ساتھ ساتھ قرآن پاک معہ مترجم اردو و انگلش ہر سائز میں واجبی ہدیہ پر مہیا کرنے کا پروگرام ——— عبدالرشید ارشد مینجنگ ڈائریکٹر

عظیم منصوبہ

ہر طالب خیر اس پاکیزہ مشن میں حصہ لے سکتا ہے۔ اشتراک و تعاون کی صورت یہ ہے کہ ۱۰۰ روپیہ یا حسب حیثیت زائد قرضہ دیجئے۔ دو سال بعد قرضہ واپس۔ اجر تا قیامت!

مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ
۳۲۔اے۔ شاہ عالم مارکیٹ لاہور

محمد اقبال اعظم — ڈائریکٹر
حاجی تاج محمد — سابق صدر جمعیۃ المسلمین منٹگمری ڈائریکٹر
ریٹائرڈ میجر عبدالعزیز خان — ڈائریکٹر

قرض حسنہ بھی ایک قسم کا صدقہ ہے لیکن قرآن مجید کے لیے قرض حسنہ تو ایسا صدقہ جاریہ ہوگا کہ اس کی خوبی پر کسی دلیل لانے کی ضرورت نہیں

پہلے مرحلہ پر اردو کی جامع اور مستند ترین تفسیر عثمانی مع متن ۵۰/- کی بجائے صرف ۲۳ روپے مع محصول ڈاک ہدیہ پیشگی لازمی۔ تین ہزار تفسیر عثمانی واجبی ہدیہ پر دے چکے ہیں۔

تفسیر عثمانی مترجم شیخ الہندؒ — آرٹ پیپر، ہدیہ ۷۵ روپے، مارکیٹی ۵۰ روپے	تفسیر مواہب الرحمٰن — اردو کی مستند اور سب سے ضخیم تفسیر، مکمل سیٹ ۱۰ جلد ۷۰۰/-	النبی الخاتم صلی اللہ علیہ وسلم — سید مناظر احسن گیلانی، ریشمی بنی پر اچھوتی کتاب ۱۲/-	بیس بڑے مسلمان — حاجی امداد اللہؒ سے حضرۃ لاہوری تک، مفصل تذکرہ، تیسرا ایڈیشن ۶۰/-	مقدمات و بیانات اکابر — تحریک ترک موالات پر اہم دستاویز ۲۵/- روپے	قصص القرآن — مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ ۷۶/-	مکاتیب سید احمد شہیدؒ — فارسی خطی نسخے کی اولین اشاعت ۳۰/-
عہد نبوت کے ماہ و سال — عربی سے ترجمہ ۳۰/- روپے	تاریخ حدیث — ڈاکٹر غلام جیلانی برق، کشف حقیقت کا نیچہ ۱۵/-	مسائل بہشتی زیور — بہشتی زیور کے فقہی مسائل یکجا ۱۰/-	اسلام کا اقتصادی نظام — مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ ۱۸/-	دعوات حق — مولانا عبدالحق کے ساتھ موعظ کا مجموعہ، دینی حلقوں اور حلقہ کیلئے تحفہ ۳۰/-	مقدمہ تدوین فقہ — سید مناظر احسن گیلانی ۱۸/-	نقش حیات — حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کی خود نوشت ۳۶/-
مبادیات فن مباحثہ — عبدالحفیظ صدیقی ۳۰/-	مذہب اور سائنس — مولانا عبدالباری ندوی ۱۵/-	اسلامی سیاست — شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا ۶/-	تقویم تاریخی — ہجری عیسوی اور عیسوی سے ہجری سن معلوم کرنے کا دو منٹ میں تک نیز اوقات ۱۵/-	محمدیہ پاکٹ بک — عبداللہ سمار ۱۸/-	دارالعلوم دیوبند نمبر — ایک عظیم و ضخیم دستاویز جس کا اعتراف سب نے کیا ۲۵/-	تجلیات عثمانیؒ — مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کے علمی کارنامے ۴۰/-
ہدیۃ المہدیینؑ — حضرت مولانا مفتی محمد تنظیم ختم نبوت کے موضوع پر ۵/-	معارف الحدیث — مولانا محمد منظور نعمانی، انتخاب مترجم نتخب پانچ جلد ۱۱۰/-	عدالت صحابہ کرامؓ — مولانا مہ محمد ۱۲/-	سیرۃ عمر بن عبدالعزیزؒ — قدیم ترین عربی تالیف کا ترجمہ ۱۲/-	احادیث قدسیہ — متن مع اردو ترجمہ ۱۰/-	سوانح حضرت اقدس رائپوریؒ — مولفہ مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ ۲۱/-	
اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم — شکل و صورت، لباس و خوراک میں اسوۂ حسنہ۔ قیمت ۹/- روپے	جامع المسانید — مسند امام اعظم تمام طرق کے ساتھ، عربی دو جلد ۷۲/-	البیان — تفسیر حقانی کے مقدمے کا انگریزی ترجمہ ۶۰/-	سیرت جنید — فضل احمد عارف ۱۸/-	معارف امدادیہ — حضرۃ حاجی امداد اللہؒ کے ملفوظات ۱۵/-	تذکرۃ الخلیلؒ — مولفہ مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ ۱۸/-	
آپ بیتی — شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا ۲۵/-	شاہ ولی اللہ اور ان کا کام — ڈاکٹر فضل محمود، انگریزی ۱۵/-	رائز اینڈ پراگریس آف محمد ازم — سیرت پاک پر عمدہ کتاب ۳۶/-	غنیۃ الطالبین — حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ، اردو ترجمہ ۴۵/-	فوائد خواجہ گیسو دراز — مرتبہ معشوق یار جنگ ۵/-	اصلاحی نصاب — حضرۃ تھانویؒ کی مختلف کتب کا مجموعہ۔ ۳۶ روپے	

دس روپے کے آرڈر پر محصول ڈاک معاف۔ سو روپیہ کے آرڈر پر پینتیس فیصد رعایت۔ قیمت ہر حال میں پیشگی لازمی۔ جوابی خط کا آنا ضروری ہے

مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ
۳۲۔اے شاہ عالم
لاہور

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

الهلال

Telegraphic Address
" Athilal Calcutta "
Telephone, No. 648

تار کا پتہ
" الہلال کلکتہ "
تیلیفون نمبر ۶۴۸

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

نام اشاعت
۱۰ ملارڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۵

کلکتہ: چہارشنبہ ۶ شعبان رجب ۱۳۲۲ ہجری
Calcutta Wednesday, July 1, 1914

نمبر ۱

AL - HILAL

Proprietor & Chief Editor.

Abul Kalam Azad

14 MC Leod Street

CALCUTTA

Yearly Subscription Rs 8

Half yearly „ 4-12

الهلال

مدیر مسئول و ممیز قلم تحریر

ابوالکلام احمد الملقب بمحی الدین الدہلوی

مقام اشاعت

۱۴ — مکلوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

ٹیلی فون نمبر ۶۴۸

سالانہ — ۸ — روپیہ

ششماہی — ۴ — ۱۲ — آنہ

جلد ۵

کلکتہ چہار شنبہ ۶ شعبان ۱۳۳۲ ھجری

Calcutta : Wednesday July, 1. 1914.

نمبر ۱

Said Halim

پرنس سعید حلیم پاشا صدر اعظم دولۃ علیۃ عثمانیہ

جنکی وزارت نے امۃ و حکومت کی عالمگیر ہلاکت [illegible] کے بعد اپنے حسن تدبیر اور قوت نظم و ادارہ سے ترقی و اصلاح کا ایک معجز القول دور شروع [illegible] طرابلس و بلقان کے بعد بھی باب عالی کی قوت کو اس حالت میں قائم رکھا کہ [illegible] نئی بحری جنگ کیلیے تہدید کرسکے

بسم الله الرحمن الرحيم

فاتحة السنة الثالثة

المجلد الخامس

الحمد لله الذى رضى لنا الاسلام دينا و نصب لنا الدلالة على صحته برهانا مبينا - و وعد من قام باحكامه و حفظ حدوده اجراً جسيما - و ذخر لمن وفاه به ثواباً جزيلاً و فوزاً عظيما - و فرض علينا الاعتبار به و الاحكامه - و التمسك بدعائمه و اركانه - والاعتصام بعراه و اسبابه - فهو دينه الذى ارتضاه لنفسه ' و لانبيائه و رسله ' و ملائكه قدسه ' و لجميع مخلوقاته ' مبه اهتدى المهتدون - و اليه دعا الانبياء و المرسلون : افغير دين الله يبغون ؟ و له اسلم من فى السمارات و الارض طوعاً و كرها و اليه ترجعون (٣ : ٨٣) فلا يقبل من احد دينا سواه من الاولين و الاخرين : و من يبتغ غير الاسلام دينا فلن يقبل منه وهو فى الاخرة من الخاسرين (٣ : ٨٥) و حكم سبحانه بانه احسن الاديان و لا احسن من حكمه و لا اصدق منه قيلا : و من احسن دينا ممن اسلم وجهه لله و هو محسن و اتبع ملة ابراهيم حنيفا و اتخذ الله ابراهيم خليلا (٢ : ١١٢) -

فسبحان من جعل دين الاسلام عصمه لمن لجاء اليه - و حبله لمن استمسك به و عص بالنواجذ عليه - فهو حرمه الذى من دخله كان من الامنين - و حصنه الذي من لاذ اليه كان من الفائزين - و من استطع دونه كان من الهالكين : فمن اهتدى فانما يهتدى لنفسه ' و من ضل فمل انما انا من المنذرين (٢٧ : ٩٥)

و اشهد ان لا اله الله وحده لا شريك له ' شهاده اسعد بها مع الشاهدين - و اتحملها عن الجاحدين !

و اشهد ان محمدا عبده المصطفى ' و نبيه المرتضى ' و رسوله الصادق المصدوق الذى لا ينطق عن الهوى ' ان هو الا وحي يوحى (٥٣ : ٤) ارسله كافة للناس بشيرا و نذيرا ' و داعياً الى الله باذنه و سراجاً منيرا (٣٣ . ٤٦) مهدي به من الضلاله ' و بصر به من العمى ' و ارشد به من الغى ' و فتح به اعيناً عميا ' و اذاناً صما ' و قلوباً علفا فبلغ الرساله ' و ادى الامانه ' و نصح الامه ' و جاهد في الله حق جهاده ' و عبد ربه حتى اتاه اليقين - فصلى الله عليه و على اله الطيبين الطاهرين - و اصحابه المهتدين - و اتباعه الصادقين - و علمائه العاملين - و جميع الشهداء و الاولياء و الصالحين - صلوة و سلاماً دائمة بدوام السمارات و الارضين !!

* * *

(و بعد) فان الله جل ثناءه ' و تقدست اسماءه ' بعث محمداً صلى الله عليه و سلم على فترة من الرسل ' و طموس من السبل - و استوجب اهل الارض ان تحل بهم العقاب و نظر الله سبحانه اليهم ' فمقتهم عربهم و عجمهم الا بقايا من اهل الكتاب (١) و استند كل امه الى ظلم ارائهم ' و حكموا على الله باباطيلهم واهوائهم - و ظهر الفساد فى البر و البحر بما كسبت ايدي الناس (٣٠ . ٤١) - من جميع الشعوب و الاجناس - و ملئت الارض بشرك المشركين و ضلاله المضلين ' و ظلم الظالمين ' و عدايه الصالين ' و قيادة الغارين ' و سياسة المستبدين - و اصبحت ادماء مسفوكة ' و الاعراض مهتوكه ' و القوى مدهوده ' و الاموال مسلوبة و منهوبه - والعدل ممقوتاً و العدوان مشهوراً - حتى انت الارض من جور الظالمين - و استغاثت السماء من طغيان الكافرين - و سمع رب العزة انين المظلومين و بكاء البائسين : و اوحي اليهم ربهم لنهلكن الظالمين (١٤ : ١٣)

فخلق الله سبحانه بمحمد (صلى الله عليه وسلم) صبح الايمان - و طلع شمس الهدايه من مشرق العرفان و ملء الافاق نوراً و ابتهاجا - و دخل الناس في دين الله افواجا - انزل عليه كتابا ' احتج على صحة العقائد في الانفس و الافاق - و بين فوائد ما دعا اليه من العبادة و مكارم الاخلاق - و اشار الى مصالح الناس فيما شرعه من الاحكام ; و نبه على مفاسد ما حرمه عليهم من المنكرات و الفواحش ظهر منها و ما بطن - و جعل النظر و الفكر اساس الدين و قضى على الوثنية التي اذلت البشر و استعبدتهم الملوك المستبدين ' و رؤساء الروحانيين ' و امراء الطالمين و قرر حرية الوجدان ; الاجتهاد - في جميع الاعمال ; الاعتقاد - و حث بالبينات ; الهدى - فنهى عن التقليد ; اتباع الهوى - و عظم شأن الفكر و العمل ' و جعله هو المخاطب بهم العمل ' فامتاز دينه على سائر الاديان ' و بطلت دعوة الشيطان ' و تلاشت عبادة الاوثان ' و دك المثالث عباد الصلبان ' و تقطعت اعناق الطاغية في الارض فتقطع السبل في البقيعان حتى ارتفع دين الله سامق الارغام ' و تعبت صل [illegible] و رفعها في السماء (١٣ : ٢٤ :

(١) العدد [illegible]

و نادى المنادي بشعارها في جو السماء بين الخافقين : " اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمداً عبده و رسوله " صارخاً بالشهادتين !

هذا كان شان الاسلام و المسلمين و الامر على ذلك ، حتى عمل الشيطان مكائده عليهم ، و القى باسهم بينهم ، و افشى فيهم فتنة الشبهات و الشهوات ، و زينت لهم التقاليد و العادات و المبتدعات - فدب الفساد الاجتماعى فى جسم الامة ، و عم الظلم و الطغيان و الفتنه - و فسد الاخلاق ، و ضعف النفوس ، و تفاعت الهمم ، و فترت العزائم ، و طبع القلوب بالتعبد و التذلل ، والخضوع والخشوع - حتى لا امر بمعروف و لا نهي عن منكر ، و لا تعاون على بر ، و لا تناصر على رفع ضر - فتمزق شمل المسلمين ، و اضاعو السياسة و الدين ، و ردوا الامة اسفل سافلين ، فخسروا الدنيا و الاخرة : ذالك هو الخسران المبين (٢٢ : ١١)

اما خسرانهم للدنيا ، فان معظم شعوبهم و بلادهم قد استولى عليها الكفرة الفجرة ، و ما بقى منها في ايديهم قد ارغلت سلطة الكفر في احشائه ، و هم تهدده بسلب دمائه - و اما خسرانهم الاخرة ، فبما ابتدع جماهيرهم في الدين ، و اتبعوا غير سبيل المسلمين الاولين ، فقد وعد الله بنصر الحق و ما هم منصورين ، وكتب الغلب لحزبه و ما هم بغالبين ، و نراهم قد غلب عليهم الذل ، و لله العزة و لرسوله و للمومنين (٦٣ : ٨)

ان دين الله العظيم ، و شريعة رسوله الكريم ، شانه تعلو عن ان يكون مهباً للاهواء ، او مثاراً لاختلاف الاصول و الاراء ، او اله لسلطان الرؤساء ، فهو حنيفية السمحة ليلها كنهارها ، و ظاهرها كباطنها - و قال سبحانه و تعالى في كتابه الميمون : ان الذين فرقوا دينهم و كانوا شيعاً لست منهم فى شي ، انما امرهم الى الله ، ثم ينبئهم بما كانوا يعملون (٦ : ١٥٩)

مضى زمن النبي صلى الله عليه وسلم ، و الصحابه رضوان الله عليهم ، و اهل الاسلام على غاية من الاستقامة في دينهم - و هم متعاضدون متناصرون ، متحابون متعاطفون - و لم يكن للناس من الفراغ ما يخلو فيه مع عقولهم ، ليبتلوها بالبحث في بيان عقائدهم ، و ما كان من اختلاف قليل رد الى السنه و الكتاب : اولائك الذين هداهم الله و اولائك هم الوالالباب (٣٩ : ١٧)

فان الامر على ذلك ، و لكن خلف من بعدهم خلف اضاعو الصلوات و اتبعو الشهوات (١٩ : ٥٩) فمزقوا بين المومنين ، و مزقوا شمل المسلمين ، و صاروا شيعاً كل شيعة تعادى الاخرى لمخالفتها ايا ها في المذهب ، و مذابتها فيما احدثت من المشرب - يتنابزون و يتلاعنون ، و يزعمون فى ذلك انهم يعتصمون بحبل الله مستمسكون - فقالوا سني و شيعي ، وعربى و عجمي ، وهندي و تركى ، و هذا خارجي يلعن امير المومنين ، و هذا شيعي يلعن الخلفاء الراشدين - و السني يكفر الشيعي و يقول انهم الفاسقون ، و الشيعي يعمل السني و يقول انهم الكافرون - و الامم الطامعة من ورائهم يقول انكم مسودون و مستعبدون : الدين فرقوا دينهم و كانوا شيعا ، و كل حزب بما لديهم فرحون (٣٠-٣٢) و يحسبون انهم على شي الا انهم هم الخاسرون (٧ : ١٧٧)

* * *

و قد طفق المسلمون يشعرون فى هذه الايام بانهم ما فقدوا مجد سلفهم الصالحين ، و تلك السعادت التي كانت لابائهم الاولين ، الا لانهم لم يهتدوا بالقرآن ، و لم ياخذوه بقوة و ايمان - و ان الامة فى مرض ، و الدول فى حرض ، فاذا لم تبادر بالعلاج ، تم فساد المزاج -

اما ذالك الشعور الطفيف الذي لاح بارقة فى آفاق العالم الاسلامى ، فان هو الا اعدادا بطيئا للانتقال الى طور اخر ، مصيره مجهول لعامتهم ، و مرتاب فيه عند خاصتهم ، لا يدرون ايكون ذلك درأة ناجعاً تعقبه السعادة و الهناء ، ام داء عضال تنتهى الى موت زوام ؟ فمنهم البائس يزداد فى الافساد ، و منهم الراجي يدعو الى سبيل الرشاد - يسعى في ذلك جميع البلاد الاسلاميه ، حره كانت او مستعمره ، مستقله كانت او مستغله -

و اما اهل الرجاء (و نحن منهم) فانهم يعرفون ما تتحدم به اهل الياس و لا يتذرونه و لهم نظر اخر ابعد ، و راى اسد و ارشد ، تويدونه بايات الكتاب المجيد - و يستدلون عليه بوعد الله العليم الشهيد : و هو الذي ينزل الغيث من بعد ما قنطوا و ينشر رحمته و هو الولي الحميد (٤٢ : ٢٨)

فهذه الدعوة الاصلاحية القرانية التى دعانا اليها المصلحون المرشدون ، و هى التي يدعو اليها " الهلال " من اول نشره و لزكرها الجامدون الجاهلون ، و المتفرنجون المفسدون -

و قد بلغ الهلال الثالثة من عمره في هذا الشهر و هو دائب على صادق التخدمه ، التي يعتقد بها فلاح الملة و نجاح الامة - متبعاً سنن الحق بعلمه و ايمانه بان الحق احق ان يتبع ، و ان ينصت له و يستمع - و الباطل اجدر بالدثور ، و اقتلاع الجذور : و الله ولي الذين امنوا يخرجهم من الظلمات الى النور (٢ : ٢٥٧)

اللهم انقذنى من عالم الشقاء ، و اجعلنى من اخوان الصفاء ، و اصحاب الوفاء ، و سكان السماء ، مع الصديقين و الشهداء ، انت الله الذي لا اله الا انت فاطر الاشياء ، و نور الارض و السماء ، امنحني فيضا من العلوم الا لاهيه ، و هذب نفسي با نوار الحكمة النبويه ! و ارني الحق حقا و الهمني اتباعه ، وارنى الباطل باطلا و احرمنى اعتقاده !!

اللهم ايد دينك القويم بالعلماء العاملين ، و اكشف ببركتهم جهل الجاهلين ، و ارفع بجميل سعيهم غفلة الغافلين ، وهب لمرشديها وجداناً صادقاً ، و علما نافعا ، و قلبا صافيا ، و لسانا بالحق ناطقا - يجاهدون في سبيل الله و لا يخافون لومة لائم ! انك انت السميع مجيب - و اخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين - و العاقبة للمتقين -

ادبیات

آثار علمیۂ خطیہ

مـــرزا غالب مرحـــوم کی ایک غیـــر مطبـــوعہ غـــزل (۱)

ممکن نہیں کہ بھول کے بھي آرمیدہ ھوں * میں دشت عم میں آھوے صیاد دیدہ ھـــوں
ھـــوں دردمنـــد ' جبـــر ھو یا اختیـــار ھو * گـــہ نالـــۂ کشیدہ گہ اشک چکیـــدہ ھـــوں
جاں لب پہ آئي تو بھی نہ شیریں ھوا دھـــن * از بســـکہ تلخي عـــم ھجراں چشیدہ ھـــوں
نے سبحـــہ سے علاقـــہ نہ ساغر سے واسطـــہ * میں معرض مثال میں دست بریـــدہ ھـــوں
ھـــوں خاکسار پـــر نہ کسي سے ھے مجکو لاگ * ے دانـــۂ فتـــادہ ھوں ے دام چیدہ ھـــوں
جو چاھتے نہیں وہ میري قـــدر و منـــزلت * میں یـــوسف بقیمت ارزل خریـــدہ ھـــوں
ھرگـــز کسي کے دل میں نہیں ھے مري جگہ * ھوں میں کلام نغز نئـــے نا شنیـــدہ ھـــوں
اھـــل ورع کے حلقہ میں ھر چند ھوں دلیل * پر عاصیونکـــے زمرہ میں میں برگزیدہ ھـــوں

پاني سے سگ گزیدہ ڈرے جس طرح (اسـد)
ڈرتـــا ھوں آئینہ سے کہ مردم گزیـــدہ ھـــوں

التجـــاے پروانـــہ

وہ زمانہ بھي ھے تجھکو یاد ' اے شمـــع حرم ؟ * نور کے سایہ میں تیـــرے جبکہ آسودہ تپے ھـــم ؟
اب مگر تجھہ میں نہیں ھے وہ گـــداز سیل نم ؟ * یا ھمیں میں درد آسا آگئـــي ھے خـــوے رم ؟

دیدۂ خونناب کي وہ دجلہ باري کیا ھوئي ؟
کیا ھوئي راتوں کي میري آہ و زاري کیا ھوئي

تو وھي ھے ' اور ترے شعلہ کي رعنائي وھي * عارض روشن کی تیري محفـــل آرائـــي وھي
تیرے جلوہ میں نہـــاں ھے سوز فرمائي وھي * ذرہ افـــزائي وھي حسن تپش رائـــی وھي

در خـــور آھنگ سوزش بـــال پروانہ نہیں
ورنہ یہ تیري ضیا نواب بھي بیگانہ نہیں

ھاے وہ دن ' جب ترا شعلہ اُدھر تھا برق کوش * اور ادھر تھا وقف سوزش خرمن صد صبرو ھوش
طور پرور تھا اُدھر گر جلـــوۂ خورشیـــد جوش * رشک موسیٰ تھا اِدھـــر ھر ذرۂ آئینـــہ پوش

وہ ھجـــوم ناز کی ھر لحـــظ جلـــوہ تازہ ! !
اور وہ انبـــوہ نیاز عشق کی جانبـــازیاں !

سینہ جوشش گاہ سیل وسعت آمـــال تھـــا * زلزلـــوں کي موج سے ھر قلب مالا مال تھـــا
یہ سکون نکبت و ذلت جو دور از حال تھـــا * مارگاہ صـــد تپش آسودہ زیـــر بـــال تھـــا

سور نعمہ سے عرض معمور تھا ھستی کا ساز
دل مثـــال آئینـــہ تھا گریـــہ بردار گـــداز

* * *

تجھکو کیا ' اک ھـــم نہیں تو اور پروانے بہت * حسن تیرا چاھیے ' مجھہ سے ھیں دیوانے بہت
لطف ساقي ھو تو ساغـــر اور پیمـــانے بہت * پردہ داري ھو ترے شب کي تو افسانے بہت

ھر پتنگے میں کہاں لیکن وہ شعلہ بـــاریـــاں ؟
خاک میں اب بھي لگن کے ھونگي تجھہ چنگاریاں !

(نیاز فتح پوري)

(۱) اسکي اصلي سرخي " آثار ادبیۂ خطیہ " ھے لیکن اسکا ملاک اس وقت طیار نہ تھا - آثار علمیۂ خطیہ کا دیدیا گیا -

الهلال

۶ - شعبان - ۱۳۳۲ هجري

خطبات و مواعظ

(۱)

ان الحكم الا لله

ان الحكم الا لله (۱۲:۴۰) فالحكم لله العلي الكبير!
افحكم الجاهلية يبغون ؟ (۴۰:۷۸)
ومن احسن من الله (۱۲:۴۰)
حكما لقوم يوقنون
(۵:۵۳)
وله الحكم واليه ترجعون!
(۲۸:۷۰)
وهو خير الحاكمين
(۱۳:۱۰۹)
الا له الحكم ، وهو
اسرع الحاسبين ،
(۶:۶۲)

لوگ دنیا میں سیکڑوں قوتوں کے محکوم ہیں - ماں باپ کے محکوم ہیں ، دوست و احباب کے محکوم ہیں ، استاد اور مرشد کے محکوم ہیں ، امیروں ، حاکموں اور بادشاہوں کے محکوم ہیں ، اگرچہ وہ دنیا میں بعیر کسی زنجیر اور بیڑی کے آئے نہ مگر دنیا کے انکے پاؤں میں بہت سی بیڑیاں ڈال دی ہیں -

لیکن مومن و مسلم ہستی وہ ہے جو صرف ایک ہی کی محکوم ہے - اسکے گلے میں محکومی کی ایک بوجھل زنجیر ضرور ہے پر مختلف سمتوں میں کھینچنے والی بہت سی ہلکی زنجیریں نہیں ہیں - وہ ماں باپ کی اطاعت اور فرماں برداری کرتا ہے ، کیونکہ اسکے ایک ہی حاکم نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے - وہ دوستوں سے محبت رکھتا ہے ، کیونکہ اسے رفیقوں اور ساتھیوں کے ساتھ سچے برتاؤ کی تلقین کی گئی ہے - وہ اپنے سے ہر بزرگ اور ہر برتر کا ادب ملحوظ رکھتا ہے ، کیونکہ اسکے ادب آموز حقیقی نے اسے ایسا ہی بتلایا ہے - وہ بادشاہوں اور حاکموں کا حکم بھی مانتا ہے ، کیونکہ حاکموں نے ایسے حکموں کے ماننے سے آنے نہیں روکا ہے جو اسکے حاکم حقیقی کے حکموں کے خلاف نہوں - وہ دنیا کے ایسے بادشاہوں کی اطاعت بھی کرتا ہے جو اسکی آسمانی بادشاہت کی اطاعت کرتے ہیں کیونکہ اسے تعلیم دی گئی ہے کہ وہ ہمیشہ ایسا ہی کرے لیکن یہ سب کچھ جو وہ کرتا ہے ، تو اسلیے نہیں کرتا کہ ان سب کے اندر کوئی حکم مانتا اور انکو جھکنے کی جگہ سمجھتا ہے ، بلکہ صرف اسلیے کہ طاعت ایک ہی کیلیے ہے ، اور حکم صرف ایک ہی کا ہے - جب اس ایک ہی حکم دینے والے نے ان سب باتوں کا حکم دیدیا ، تو ضرور ہے کہ خدا کیلیے ان سب بندوں کو بھی مانا جائے ، اور اللہ کی اطاعت کی خاطر وہ اسکے بندوں کا بھی مطیع ہوجائے !

* * *

پس فی الحقیقت دنیا میں ہر انسان کیلیے بے شمار حاکم اور بہت سی جھکانے والی قوتیں ہیں - لیکن مومن کیلیے صرف ایک ہی ہے - اسکے سوا کوئی نہیں - وہ صرف اسی کے آگے جھکتا ہے ، اور صرف اُسی کو مانتا ہے - اسکی اطاعت کا حق ایک ہی ہے ، اسکی پیشانی کے جھکنے کی حرکت ایک ہی ہے ، اور اسکے دل کی خریداری کیلیے بھی ایک ہی خریدار ہے - وہ اگر دنیا میں کسی دوسری ہستی کی اطاعت کرتا بھی ہے تو صرف اسی ایک کیلیے ، اسلیے اسکی بہت سی اطاعتیں بھی اُس ایک ہی اطاعت میں شامل ہو جاتی ہیں :

مقصود ما ردیر و حرم جز حبیب نیست
هرجا کنیم سجده بداں آستاں رسد !

حضرت یوسف (علیہ السلام) نے قید خانے میں اپنے ساتھیوں سے کیا پوچھا تھا ؟

ارباب متفرقون خیر ام الله الواحد القهار ؟ (۱۲:۳۹)

بہت سے معبود بنالینا بہتر ہے یا ایک ہی قہار و مقتدر خدا کو پوجنا ؟

یہی وہ خلاصۂ ایمان و اسلام ہے ، جسکی ہر مومن و مسلم کو قرآن کریم نے تعلیم دی ہے کہ :

ان الحكم الا لله ، امر الا تعبدوا الا اياه ،

"تمام جہان میں اللہ کے سوا کوئی نہیں جسکی حکومت ہو - اس نے ہمیں حکم دیا ہے کہ اسکے سوا اور کسی کو نہ پوجیں اور نہ کسی کو اپنا معبود بنائیں "

یہی " دین قیم " ہے جسکی پیروی کا حکم دیا گیا :

ذالك الدين القيم ، ولكن اكثر الناس لا يعلمون (۳۰:۲۲)

* * *

حدیث صحیح ہے کہ فرمایا :

لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق !
(بخاري و مسلم) .

جس بات کے ماننے میں خدا کی نافرمانی ہو ، اسمیں کسی بندے کی اور کسی فرماں برداری نہ کرو !

اسلام نے یہ کہکر في الحقيقت ان تمام [illegible] اور فرماں برداریوں کی بندشوں سے مومنوں کو آزاد و سرکش کردیا ، جنکی بیڑیوں سے تمام انسانوں کے پاؤں بوجھل ہو رہے ہیں ، اور اس ایک ہی جملہ میں انسانی اطاعت اور بندگی کی حقیقت اس وسعت اور احاطہ کے ساتھ سمجھا دی کہ اسکے بعد اور کچھ باقی نہ رہا - یہی ہے جو اسلامی زندگی کا دستور العمل ہے ، اور یہی ہے جو مومن کے تمام اعمال و اعتقادات کی ایک مکمل تصویر ہے - اس تعلیم الہی نے بتلادیا ہے کہ جتنی اطاعتیں ، جتنی فرماں برداریاں ، جتنی وفاداریاں ، اور جسقدر بھی تسلیم و اعتراف ہے ، صرف اُسی وقت تک تعلیم ہے ، جب تک کہ بندے کی بات ماننے سے خدا کی بات نہ جاتی ہو ، اور دنیا والوں نے وفادار بندے سے خدا کی حکومت کے آگے بغاوت نہ ہوتی ہو - لیکن اگر کبھی ایسی صورت پیش آجائے کہ اللہ اور اسکے بندوں کے احکام میں مقابلہ آپڑے ، تو پھر تمام طاعتوں کا خاتمہ ، تمام عہدوں اور شرطوں کی شکست ، تمام رشتوں اور ناطوں کا انقطاع ، اور تمام دوستیوں اور محبتوں کا اختتام ہے - اس وقت نہ تو حاکم حاکم ہے نہ بادشاہ بادشاہ ، نہ باپ باپ ہے نہ بھائی بھائی - سب سے آگے نمرود ، سب سے ساتھ انکار ، سب سے سامنے سرکشی ، سب کے ساتھ بغاوت - پہلے جسقدر نرمی تھی ، اتنی ہی اب سختی چاہیے ! پہلے جسقدر اعتراف تھا ، اتنا ہی اب نمرود چاہیے - پہلے جسقدر فرماں برداری تھی ، اتنی ہی اب نافرمانی مطلوب ہے - پہلے جسقدر جھکاؤ تھا ، اتنا ہی اب غرور ہو - کیونکہ رشتے کٹ گئے اور عہد توڑ ڈالے گئے - رشتہ دراصل ایک ہی تھا اور یہ سب رشتے اسی ایک رشتے کی خاطر تھے - حکم ایک ہی تھا ، اور یہ سب اطاعتیں اُسی ایک کی اطاعت کیلیے تھیں - جب

انکے ماننے میں اُس سے انکار' اور اِنکي وفاداري میں اُس سے بغاوت ہونے لگي' تو جس کے حکم سے رشتہ جوڑا تھا' اُسي کي تلوار نے کاٹ بھي دیا' اور جسکے ہاتھ نے ملایا تھا' اسي کے ہاتھ نے الگ بھي کر دیا کہ لا طاعۃ لمخلوق في معصیۃ الخالق !

سرور کائنات اور سید المرسلین (صلعم) سے بڑھکر مسلمانوں کا کون آقا ہوسکتا ہے ؟ لیکن خود اُس نے بھي جب عقبہ میں انصار سے بیعت لي' تو فرمایا کہ والطاعۃ في معروف (۱) میري اطاعت تم پر اُسي وقت تک کیلیے واجب ہے' جب تک کہ میں تم کو نیکي کا حکم دوں - جب اس شہنشاہ کونین کي اطاعت مسلمانوں پر نیکي و معروف کے ساتھہ مشروط ہے تو پھر دنیا میں کون بادشاہ' کونسي حکومت' کون سے پیشوا' کون سے رہنما' اور کونسي قوتیں ایسي ہوسکتي ہیں جنکي اطاعت ظلم و عدوان کے بعد بھي ہمارے لیے باقي رہے ؟

آدم کي اولاد کي محکوم نہیں ہوسکتي - وہ ایک سے ملیگي' دوسرے کو چھوڑیگي - ایک سے جوڑیگي' دوسرے سے ٹوٹیگي - پھر خدا را مجھے بتلاؤ کہ ایک مومن کس کو چھوڑیگا اور کس سے ملیگا ؟ ایک ملک کے دو بادشاہ نہیں ہوسکتے - ایک باقي رہیگا - ایک کو چھوڑنا پڑیگا - پھر مجھے بتلاؤ کہ مومن کي اقلیم دل کس کي بادشاہت قبول کریگي ؟ کیا وہ اس سے ملیگا جسکي حالت یہ ہے کہ :

و یقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل ؟ (۲ : ۲۵)

خدا نے جسکو جوڑنے اور ملانے کا حکم دیا ہے وہ اُسے توڑنے اور جدا کرنے ہیں !

کیا اُسکي بادشاہت قبول کریگا جسکي حالت کي تصویر یہ ہے ؟

و یفسدون في الارض ' اولئك هم الخاسرون ! (۲ : ۲۵)

وہ دنیا میں فتنہ و فساد پھیلاتے ہیں اور انجام کار وہي ناکام و نامراد رہینگے !

اور کیا اُسکي بادشاہت سے گردن موڑ لیگا جو پکارتا ہے کہ :

یا ایها الانسان ! ما غرك بربك الکریم ! (۸۲ : ۶)

اے غافل انسان ! کیا ہے جسنے تجھے اپنے مہربان اور پیار کرنے والے آقا سے سرکش بنا دیا ہے ؟

مگر آہ' یہ کیسے ہوسکتا ہے ؟

کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتا ' فاحیاکم ' ثم یمیتکم ' ثم یحییکم ' ثم الیه ترجعون ! (۲ : ۲)

تم اُس شہنشاہ حقیقي کي حکومت سے کیونکر انکار کروگے جس نے تمھیں اُس وقت زندہ کیا جبکہ تم مردہ تھے - وہ تم پر پھر موت طاري کریگا - اسکے بعد دوبارہ زندگي بخشے گا' پھر تم سب اُسي کے پاس بلا لیے جاؤ گے !

دنیا اور اسکي بادشاہیاں فانی ہیں - انکے جبروت و جلال کو ایک دن مٹنا ہے - خدائے منتقم و قہار کے بھیجے ہوئے فرشتہ ہائے عذاب انقلاب و تغیرات کے حربے لیکر اُترنے والے ہیں - انکے قلعے مسمار ہوجائینگے - انکی تلواریں بند ہوجائینگي' انکي فوجیں ہلاک ہونگي' انکي توپیں انکو پناہ نہ دینگی - انکے خزانے انکے کام نہ آئینگے - انکي طاقتیں نیست و نابود کردي جائینگي - انکا تاج غرور انکے سر سے اُتر جائیگا - انکا تخت جلال و عظمت زمین بوس کر دیا جائیگا :

و یوم تشقق السماء بالغمام و ینزل الملائکۃ تنزیلا - الملك یومئذ للرحمن و کان یوما علی الکافرین عسیرا (۲۵ : ۲۸)

اور جس دن آسمان ایک بادل کے ٹکڑے پر سے پھٹ جائیگا ' اور اس بادل کے اندر سے فرشتے جوق جوق اُتارے جائینگے - اس دن کسي کي بادشاہت باقي نہ رہیگي - صرف خدائے رحمن ہي کي حکومت ہوگي' اور یاد رکھو کہ وہ دن کافروں کیلیے بہت ہي سخت دن ہوگا !!

پھر اُس دن جبکہ رب الافواج اپنے ہزاروں ہزار قدوسیوں کے ساتھہ نمودار ہوگا اور ملکوت السمارات والارض کا نقیب پکاریگا :

لمن الملك الیوم ؟ للہ الواحد القہار ! (۴۰ : ۱۶)

آج دن کس کي بادشاہي ہے ؟ کسي کي نہیں' صرف خدائے واحد و قہار کي !!

تو اس وقت دنیا عالم ہوگا اُن انسانوں کا' جنھوں نے بادشاہ ارض و سماء کو چھوڑ کر مٹي کے ٹکڑوں کو اپنا بادشاہ بنا لیا ہے' اور انکے حکموں کي اطاعت کو خدا کے حکموں کي اطاعت پر ترجیح دیدے ہیں ؟ آہ اُس دن وہ کہاں جائینگے جنھوں نے انسانوں سے صلح کرنے کیلیے خدا سے جنگ لي' اور اپنے اُس ایک ہي آقا و ہمیشہ اپنے سے روگردانی کیا ؟ وہ پکاریگے پر جواب نہ دیا جائیگا - وہ فریاد کرینگے پرسنی نہ جائیگي وہ توبہ کرینگے پر قبول نہ ہوگي - وہ نادم ہونگے پر ندامت کام نہ دیگي !

اے انسان ! اُس دن کیلیے تجھہ پر افسوس ہے ! ویل یومئذ للمکذبین (۷۶ : ۱۵)

وقیل ادعوا شرکاءکم فلم یستجیبوا لہم !

انسے کہا جائیگا کہ اب اپنے اُن خداوندوں اور حاکموں کو پکارو جنکو تم خدا کي طرح مانتے تھے اور خدا کي طرح اُنسے ڈرتے تھے - وہ پکاریگے' پر کچھہ جواب نہ پائینگے !

پس وہ معلم الٰہي ' وہ داعي رباني ' وہ مبشر منذر' وہ رحمۃ للعالمین' وہ محبوب رب العالمین ' وہ سلطان کونین' آگے بڑھیگا' اور حضور خداوندي میں عرض کریگا :

وقال الرسول : یا رب ان قومی اتخذوا هذا القرآن مهجورا ! (۲۵ : ۳۲)

اے پروردگار ! افسوس ہے کہ میري اُمت نے قرآن کي ہدایتوں اور تعلیموں پر عمل نہ کیا اور اس سے اپنا رشتہ کاٹ لیا - اسي کا یہ نتیجہ ہے جو وہ آج بھگت رہے ہیں !

اللھم صل وسلم علیه وعلی اله و صحبه و اتباعه الی یوم الدین !

* * *

پس سفر سے پہلے راہ کي فکر کرلو ' اور طوفان سے پہلے کشتي بنا لو - کیونکہ سفر نزدیک ہے ' اور طوفان کے آثار ظاہر ہوگئے ہیں جسکے پاس راہ کا توشہ نہوگا وہ بھوکے مریگے' اور جسکے پاس کشتي نہوگي وہ سیلاب میں غرق ہو جائینگے - جب تم دیکھنے ہو کہ مطلع ابر آلود ہوا اور دن کي روشني بدلیوں میں چھپ گئي ' تو تم سمجھنے ہو کہ برق و باراں کا وقت آگیا - پھر تمھیں کیا ہوگیا ہے کہ دنیا کي امن و سلامتي کا مطلع غبار آلود ہو رہا ہے' دیں الٰہي کي روشني ظلمت کفر و طغیان میں چھپ رہي ہے ' مگر تم نہیں دیکھتے کہ موسم بدلنے والا ہے ' اور طیار نہیں ہوتے کہ انسانی بادشاہتوں سے کٹ کر خدا کي بادشاہت کے مطیع ہو جاؤ ؟ کیا تم نہیں چاہتے کہ خدا کے تخت جلال کي منادي پھر بلند ہو' اور اسکي زمین صرف اسي کیلیے ہو جائے ' حتی لا تکون فتنۃ و یکون الدین للہ (۲ : ۱۸۹) ؟

* * *

آہ ! ہم بہت سو چکے اور غفلت و سرشاري کي انتہا ہوچکي ہم نے اپنے خالق سے ہمیشہ غرور کیا لیکن مخلوقوں کے سامنے کبھي بھي فروتني سے نہ شرمائے - ہمارا وصف یہ بتلایا گیا تھا کہ :

اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین ! (۵ : ۵۷)

مومنوں کے ساتھہ نہایت عاجز و مگر کافروں کے مقابلے میں نہایت مغرور و سخت -

---

(تصحیح) پہلے فارم کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ عربي فاتحۂ جلد خامس میں کئي غلطیاں رہگئي ہیں - دوسرے صفحہ - سطر ۳۲ میں " یستوي في ذالك جمیع البلاد " ہے - حالانکہ " جمیع " کي سطر کیلیے پروف میں لکھا تھا گیا جو رہاں دیدیا گیا - اصلي عبارت یوں ہے : تستوي في ذالك البلاد الا سلامیه -

ہمارے اسلاف کرام کی یہ تعریف کی گئی تھی کہ :

اشداء علی الکفار ' کافروں کے لیے نہایت سخت ہیں بر آپسمیں
رحماء بینھم ! نہایت رحم والے اور مہربان !

پر ہم نے اپنی تمام خوبیاں گنوا دیں ' اور دنیا کی مغضوب قوموں کی تمام برائیاں سیکھ لیں - ہم اپنوں کے آگے سرنش ہوگئے اور غیروں کے سامنے ذلت سے جھکنے لگے - ہم نے اپنے پروردگار کے آگے دست سوال نہیں بڑھایا لیکن بندوں کے دسترخوان کے ٹکڑے چننے لگے - ہم نے شہنشاہ ارض و سما کی خداوندی سے نافرمانی کی مگر زمین کے چند جزیروں کے مالکوں کو اپنا خداوند سمجھ لیا - ہم پورے دن میں ایک بار بھی خدا کا نام ہیبت اور خوف کے ساتھ نہیں لیتے ' اور سینکڑوں مرتبہ اسے غیر مسلم حاکموں کے تصور سے لرزتے اور کانپتے رہتے ہیں !

یا ایھا الانسان ما غرک بربک الکریم ' الذی خلقک فسواک فعدلک ' فی ای صورۃ ما شاء رکبک ' کلا ' بل تکذبون بالدین ' و ان علیکم لحفظین ' کراماً کاتبین ' یعلمون ما تفعلون - ان الابرار لفی نعیم ' و ان الفجار لفی جحیم ' یصلونھا یوم الدین ' و ما ھم عنھا بغائبین ' و ما ادراک ما یوم الدین ؟ ثم ما ادراک ما یوم الدین ؟ یوم لا تملک نفس لنفس شیئاً ' و الامر یومئذ للہ ! (۸۲ : ۶)

اے سرکش انسان ! کس چیز نے تجھے پروردگار کریم ' اپنے مہربان اور محبت کرنے والے پروردگار کی جناب میں گستاخ کر دیا ہے ؟ وہ کہ اس نے تجھے پیدا کیا ' تیری ساخت درست کی ' تیری خلقت کو اعتدال بخشا ' اور جس صورت میں چاہا تیری شکل کی ترکیب کی ' پھر یہ کس کی وفاداری ہے جس نے تجھے اس سے باغی بنا دیا ہے ؟ نہیں ' اصل یہ ہے کہ تمہیں اسکی حکومت کا یقین ہی نہیں ' حالانکہ تم پر اسکی طرف سے ایسے بزرگ نگرانکار متعین ہیں ' جو تمہارے اعمال کا ہر آن احتساب کرتے رہتے ہیں ' اور تمہارا کوئی فعل بھی انکی نظر سے مخفی نہیں - یاد رکھو کہ ہم نے ناکامی اور کامیابی کی ایک تقسیم کردی ہے - خدا کے اطاعت گذار بندے عزت و مراد اور فتح و کامرانی کے عیش و نشاط میں رہینگے ' اور بدکار و نافرمان خدا کی بادشاہی کے دن نامرادی و ہلاکت کے عذاب میں مبتلا ہونگے ' جس سے کبھی نکل نہ سکیں گے - یہ خدا کی بادشاہی کا دن ہے ؟ وہ دن جسمیں کوئی کسی کے لیے کچھ نہ کر سکے گا اور صرف خدا ہی کی اس دن حکومت ہوگی !

اس سے پہلے کہ خدا کی بادشاہی کا دن نزدیک آئے ' کیا بہتر نہیں کہ اسکے ایسے ہم اپنے تئیں طیار کرلیں ؟ تا کہ جب اس کا مقدس دن آئے تو ہم یہ پھر نکال نہ دیئے جائیں کہ ہم نے غیروں کی حکومت کے آگے خدا کی حکومت کو بھلا دیا تھا ' جانکہ آج خدا کی بادشاہت میں بھی ہم بالکل بھلا دیئے گئے ہو ! لا بشری یومئذ للمجرمین :

وعدل الھی لمسا کم کما نسیتم لقاء یومکم ھذا و ماواکم النار و ما لکم من ناصرین - والقسم لقد جئتم آیات اللہ ھزواً و غرتکم الحیاۃ الدنیا ' فالیوم لا یخرجون منھا ولا ھم یستعتبون ! (۴۵ : ۳۳)

اور اس وقت ان سب سے کہا جائیگا کہ جس طرح تم نے اس دن کی حکومت الہی کو بھلا دیا تھا ' آج ہم بھی تم کو بھلا دینگے - تمہارا ٹھکانا آگ کے شعلے ہیں اور کوئی نہیں جو تمہارا مدد گار ہو - یہ اس کی سزا ہے کہ تم نے خدا کی آیتوں کی ہنسی اڑائی ' اور دنیا کی زندگی اور اسکے کاموں نے تمہیں دھوکے میں ڈالے رکھا - پس آج نہ تو عذاب سے تم نکالے جاوگے ' اور نہ ہی تمہیں اسکا موقع ملے گا کہ توبہ و استغفار کرکے خدا کو منالو - کیونکہ اسکا وقت تم نے کھو دیا !

* * *

آج خدا کی حکومت اور انسانی بادشاہتوں میں ایک سخت جنگ بپا ہے - شیطان کا تخت زمین کے سب سے بڑے حصے پر بچھا دیا گیا ہے - اسکے گھوڑ سوار اسکے پوجنے والوں میں تقسیم کردی گئی ہے ' اور "دجال" کی فوج ہر طرف پھیل گئی ہے - یہ شیطانی بادشاہتیں چاہتی ہیں کہ خدا کی حکومت کو نیست و نابود کر دیں - انکی دہری جانب دنیوی لذتوں اور عزتوں کی ایک ساحرانہ جنت ہے ' اور بائیں جانب جسمانی تکلیفوں اور عقوبتوں کی ایک ڈراؤنی دینے والی جہنم بھڑک رہی ہے - جو فرزند آدم خدا کی بادشاہت سے انکار کرتا ہے ' یہ دجال کفر و ظلمت اسپر اپنی جادو کی جنت کا دروازہ کھولدیتے ہیں کہ حق پرستوں کی نظر میں فی الحقیقت خدا کی لعنت اور پھٹکار کی جہنم ہے : لابثین فیھا احقابا لا یذوقون فیھا برداً و لا اشربا (۷۸ : ۲۳) اور جو خدا کی بادشاہت کا اقرار کرتے ہیں ' انکو ابدی ابلیسی عقوبتوں اور جسمانی سزاؤں کی جہنم میں دھکیل دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ : حرقوہ و انصروا آلھتکم (۲۱ : ۶۸) مگر فی الحقیقت سچائی کے عاشقوں اور راست بازی کے پرستاروں کیلیے وہ جہنم جہنم نہیں ہے - لذتوں اور راحتوں کی ایک جنۃ النعیم ہے ' کیونکہ انکے ایمان و ایقان کی صدا یہ ہے کہ :

فاقض ما انت قاض ! انما تقضی ھذہ الحیاۃ الدنیا ! انا اٰمنا بربنا ' لیغفرلنا خطایانا (۲۰ : ۷۵)

اے دنیوی سزاؤں کی طاقت پر مغرور ہونے والے بادشاہ ! تو جو کچھ کرے والا ہے کر گذر ! تو صرف دنیا کی اس زندگی اور گوشت اور خون کے جسم ہی پر حکم چلا سکتا ہے بس جلا دیکھ ! ہم تو اپنے پروردگار پر ایمان لاچکے ہیں تاکہ ہماری خطاؤں کو معاف کرے - تیری دنیاوی سزائیں ہمیں اس کی راہ سے باز نہیں رکھ سکتیں !

جبکہ یہ سب کچھ ہو رہا ہے ' اور زمین کے ایک خاص ٹکڑہ ہی میں نہیں بلکہ اسکے ہر گوشے میں آج یہی مقابلہ جاری ہے ' تو بتلاؤ ' برسداران دین حنیفی ان دجاجلۂ کفر و شیطنت اور اس حکومت و امر الہی میں سے کس کا ساتھ دینگے ؟ کیا ان دو آگ کے شعلوں کا ذکر ہے جو دجال کی حکومت اپنے ساتھ ساتھ سلگاتی آئی ہے ؟ لیکن کیا انکو معلوم نہیں کہ انکا مورث اعلی کون تھا ؟ دین حنیف کے اولین داعی نے بابل کی ایک ایسی ہی سرکش حکومت کے مقابلے میں خدا کی حکومت کو ترجیح دی ' اور اسے آگ میں ڈالے گیلیے شعلے بھڑکائے گئے ' پر اسکی نظر میں ہلاکت نے وہ شعلے گلزار بہشت کے شگفتہ پھول تھے : قلنا یا نار کونی برداً و سلاماً علی ابراھیم ! (۲۱ - ۶۹)

کیا انکے دلمیں دنیوی لذتوں اور عزتوں کی اس جھوٹی جنت کی طمع پیدا ہوگئی ہے جسکے فریب باطل نے یہ جنود شیطانی انسانی روح کو فتنہ میں ڈالنا چاہتی ہے ؟ اگر ایسا ہے تو کیا انہیں خبر نہیں کہ مصر کا بادشاہ حکومت الہی کا منکر ہوکر اپنی عظیم الشان گاڑیوں اور بڑی بڑی نہروں سے اور اس ملک سے جس پر اسے "رب اعلی" ہونے کا گھمنڈ تھا ' کتنے دن متمتع ہوسکا ؟

ان فرعون علا فی الارض و جعل اھلھا شیعاً یستضعف طائفۃ منھم ' یذبح ابناءھم و یستحی نساءھم ' انہ کان من المفسدین (۲۸ : ۴)

فرعون ارض مصر میں بہت ہی بڑھ چڑھ نکلا تھا - اس نے ملک کے باشندوں میں تفریق کرکے الگ الگ گروہ قرار دے رکھے تھے - ان میں سے ایک گروہ بنی اسرائیل کو اسنے بیزور اور بے بس

المفسدین - و نرید ان نمـــن علی الـذیـن استضعفـوا فی الارض و نجعلهم ائمة و نجعلهم الوارثین - و یمکن لهـم فی الارض و نری فرعون و هامان و جنـــودهمـا منهم ما کانوا یحذرون - (۲۸ : ۳)

سمجھہ رکھا تھا کہ انکے فروبدوں کو ذلل کرنا اور انکے اعراض و ناموس کو برباد کرنا - اسمیں شک نہیں کہ وہ زمین کے مفسدوں میں سے بڑا ہی مفسد تھا - لیکن با ایں همه همارا فیصلہ یہ تھا کہ جو قوم اس کے ملک میں سب سے زیادہ کمزور سمجھی گئی تھی ' اسی پر احسان کریں ' اسی قوم کے لوگوں کو زمین کی سرداری و ریاست بخشیں ' انہی کو زمانکی سلطنت کا وارث بنائیں ' اور انہی کی حکومت کو تمام ملک میں قائم کرا دیں - اس سے همارا مقصد یہ تھا فرعون و هامان اور اسکے لشکر کو جس ضعیف قوم کی طرف سے بغاوت و خروج کا کھٹکا لگا رهتا تھا ' اسی کے هاتھوں انکے ظلم و استبداد کا نتیجہ انکے آگے آئے !

* * *

مسلمانو ! کیا متاع آخرة بیچ کر دنیا کے چند خزف ریزوں پر قناعت کی خواهش هے ؟ کیا الله کی حکومت سے باغی رهکر دنیا کی حکومتوں سے صلح کرنے کا ارادہ هے ؟ کیا نقد حیات ابدی بیچکر معیشت چند روزہ کا سامان کررهے هو ؟ کیا تمهیں یقین نہیں کہ : ما هذه الحیاة الدنیـــا الا لهو و لعـــب ' و ان الـــدار الاخـــرة لهی الحیوان (۲۹ :)

یہ دنیا کی زندگی (جو تعلق الهی سے خالی هے) اسکے سوا اور کیا هے کہ فانی خواهشوں کے بہلاے کا ایک کھیل هے ؟ اصلی زندگی تو آخرہ هی کی زندگی هے جسکے لیے اس زندگی کو طیار کرنا چاهیے -

اگر تم صرف دنیا هی کے طالب هو ' جب بھی اپنے خدا کو نہ چھوڑو - کیونکہ وہ دنیا و آخرت دونوں بخشنے کیلیے طیار هے - تم کیوں صرف ایک هی پر قناعت کررهے هو ؟

و من کان یرید ثواب الدنیا فعند الله ثواب الدنیا و الاخرہ (۴: ۱۳۳)

اور جو شخص دنیا کی بہتری کا طالب هے ' اس سے کہدو کہ صرف دنیا هی کیلیے کیوں هلاک هوتا هے ؟ حالانکہ خدا تو دنیا اور آخرة دونوں کی بہتری دیسکتا هے - وہ خدا کے پاس آے اور آخرة کے ساتھہ دنیا کو بھی لے !

مسلمانو ! پکارنے والا پکار رها هے کہ اب بھی خدائے قدوس کی سرکشی و نافرمانی سے باز آجاؤ ' اور بادشاہ ارض و سماء کو اپنے سے روٹھا هوا نہ چھوڑو ' جسکے روٹھنے کے بعد زمین و آسمان کی کوئی هستی بھی تم سے من نہیں سکتی ! اس سے بغاوت کرو ' تمام دنیا کی تمام طاقتوں سے باغی هوکر صرف اسی کے وفادار هو جاؤ !

پھر کوئی هے جو اس آواز پر کان دھرے ؟ فهل من مستمع ؟ آسمانی بادشاهت کے ملائکۂ مکرمین اور قدوسان معربین اپنے نورانی پروں کو پھیلاے هوے اس راست باز روح کو ڈھونڈ رهے هیں جو مخلوق کی بادشاهت چھوڑکر خالق کی حکومت میں بسنا چاهتی هے - کون هے جو اس پاک مسکن کا طالب هو ' اور پاکباز روحوں کی طرح پکار اٹھے کہ :

ربنا انا سمعنا منادیا ینادی للایمان ان آمنوا بربکم ' فآمنا - ربنـــا فاغفرلنا ذنوبنا و کفر عنا سیاتنا و توفنا مع الابرار! ربنا و آتنا ما وعدتنـــا علی رسلک و لا تخزنا یوم القیامـــة ' انـک لا تخلف المیعـــاد ! ! (۳ : ۱۹۰)

اے همارے خدا همیں تیری بادشاهت کی آواز سنی جو ایک پکارنے والے کی آواز سنی تھی - اے همارے ایک هی بادشاہ ! هم نے تیری بادشاهت قبول کی پس همارے گناہ معاف کرا ' همارے عیوب پر پردہ ڈال ! اپنے نیک بندوں کی معیت میں همارا خاتمہ کرا ' تو نے اپنے منادی دے والوں کی زبانی هم سے جو وعدے کیے تھے ' وہ پورے کرا اور اپنی آخری بادشاهت میں همیں ذلیل و خوار نکر کہ تو اپنے وعدوں سے کبھی ٹلتا نہیں !!

زمیـــندار کـــی اپیـــل

گذشتہ هفتہ کی اشاعت میں قارئین کرام یہ خبر پڑھچکے هیں کہ " زمیندار پریس " لاهور کی اپیل کا فیصلہ هوگیا - ضمانت اور ضبطی ' دونوں کی اپیلیں نامنظور هوئیں -

اس خبر کو سنکر کہ تو همیں افسوس هوا اور نہ تعجب - هم نے اسکو سنا اور بالکل اسی سنجیدگی اور اطمینان کے ساتھہ سنا جس طرح ایک عامۃ الورود اور متوقع واقعہ کی خبر کو سننا چاهیے - تعجب همیشہ اس واقعہ پر هوتا هے جو توقع کے خلاف هو ' اور شکایت اسی وقت آتی هے جب امید آگے جا چکی هو - لیکن جبکہ توقع پیدا هی نہ هوئی تو تعجب کس بات پر کیا جاے ؟ اور جہاں امید کے قدم نہیں رکھا وهاں اسکے جانے کا صدمہ کیوں هو؟ نظائر و نتائج کا وافر ذخیرہ همارے سامنے موجود هے ' اور وہ اس درس حقیقت کیلیے کافی هے کہ بحالت موجودہ همیں کیا توقعات رکھنی چاهییں ؟ هندوستان اپنی سیر حیات اور دوران بقاۓ ممات کی جس منزل سے گذر رها هے ' وہ دنیا میں همیشہ قوموں اور ملکوں کو پیش آچکی هے ' اور همارا معاملہ نیا نہیں هے - اس منزل کے سوانح تاریخ میں بھی پڑھے جاسکتے هیں جبکہ وہ گذشتہ حکایتیں سناتی هے اور موجودہ عہد کے واقعات میں بھی دیکھا جاسکتا هے جو دنیا کے مختلف حصوں میں پیش آرهے هیں - یہ منزل پہلی هے جہاں پہنچکر آیندہ منزلوں کیلیے طیار هونا چاهیے - پہلی منزل ہی کے مسافروں سے یہ توقع هوسکتی هے کہ دوران منصوبہ کو کوبز نہیں کرنا چاهیے -

اس منزل میں پہنچکر توقعات کا پیمانہ اولٹ دیا جاتا هے اور آمیدیں یکسر منقلب هوجاتی هیں - یہاں جسقدر بھی ناکامی و مایوسی اور قحط و فشار هو ' عین متوقع اور بالکل امیدوں کے مطابق هے ' اور جب بھی حق و حقیقت کی صورت نظر آجاے ' بالکل خلاف توقع اور بعض نظر مدرفتہ هے - پہلی صورت میں بوری سنجیدگی کے ساتھہ جھیلنا چاهیے ' مگر دوسری حالت پر تعجب و حیرت کرنا چاهیے !

پس اگر تم دیکھو کہ کلکتہ هائی کورٹ میں رسالہ مطالم متعلقہ کے مقدمہ نا کام رها تو تم کو بالکل متعجب نہ هونا چاهیے بلکہ در اصل ایسا هی هونا چاهیے تھا - لیکن جب تم جسٹس کی اس رائے کو پڑھو جو پریس ایکٹ کے متعلق دی گئی هے ' تو سخت تعجب کرو کیونکہ یہ بالکل توقع کے خلاف هے !

اسی طرح اگر تم سنو کہ کلکتہ هائی کورٹ سے رهائی پانا تو بالکل خلاف توقع هے - لیکن اگر زمیندار کی اپیل چیف کورٹ اور میں نامنظور کردی گئی تو یہ بالکل ٹھیک هے ' اور اوپنی نہیں ! اسپر تعجب کیا جاے کیونکہ ایسا هی هونا بھی چاهیے تھا ! و ما نحصی صدورا تضم اکبر ' قد بینا لکم الایات ان کنتم موقنون '

پس همیں زمیندار کی اپیل کے خارج هونے پر ذرا بھی تعجب نہیں هے اور نہ اس سے همارے ناسف انگیز معلومات میں کوئی اضافہ هوا هے جب پریس ایکٹ کے تسلط و احاطۂ مستبدانہ کے آگے کلکتہ هائی کورٹ کی سابقہ عدالتی روایات بھی نہیں بچا سکیں ' اور وہ خماری جس سے گورنمنٹ هند کے ایک دوررس اور زیادہ قسمت کے مقدمات کو انصاف اور حقیقت کے آگے کوئی جبر نہ سمجھا تھا ' بالکل کافور هوگئی تو پریس ایکٹ کے ایک مخصص بے قیمت عمل کے آگے اپنی بے بسی کا اعتراف کرے تو پھر ظاهر هے کہ اور عدالتوں سے کیا امید هوسکتی هے ؟

البتہ نہایت ضروری هے کہ واقعات مقدمہ پر تفصیل و بسط نظر ڈالی جاے ' کیونکہ وہ بہت هی عجیب هیں ' اور مقدمہ کی نا کامی سے قطع نظر ' جس طریقہ سے اثبات جرم کا کام لیا گیا ہے اس کا اثر نہایت وسیع اور مخدوش هے هم انشاء الله تفصیلی بحث سے کام لیں گے -

مقالات

باب التفسیر : قسم علمی

اختلاف الوان

صفحة من علم الحیوان

(۲)

ہم نے گذشتہ نمبر میں قرآن کریم کی وہ آیتیں جمع کردی ہیں جن میں رنگوں کے اختلاف و طہور کی طرف اشارہ کیا ہے - اور آخر میں حسب ذیل نتائج اخذ کیے تھے :

(۱) قرآن کریم کی آیات سے واضح ہوتا ہے کہ مثل اور بے شمار مظاہر خلقت کے رنگتوں کا اختلاف بھی خدا کی قدرت کی ایک بہت بڑی نشانی ہے -

(۲) اختلاف الوان کے اندر قدرت الہی کی حکمتیں اور مصلحتیں پوشیدہ ہیں جنکو صاحبان عقل و فکر ہی سمجھ سکتے ہیں

(۳) اختلاف الوان ایک قانون ہے جو ہر نوع میں جاری و ساری ہے - پس یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک ایسا عام ظہور مصالح و اسرار پر مبنی نہو جبکہ قدرت الہیہ کا ہر فعل حکمت سے خالی نہیں ؟

اسکے بعد ہم نے لکھا تھا کہ شارحین علم کی تصنیفات اس بارے میں معلوم کرنی چاہیے کہ وہ اختلاف الوان کو کس نظر سے دیکھتے ہیں ؟

آج ہم صرف حیوانات کی رنگتوں کے اختلاف پر نظر ڈالینگے

(اختلاف الوان اور علم الحیوان)

یہ مسئلہ علم الحیات (بایولوجی) اور علم الحیوانات (زولوجی) کا مشترک موضوع ہے -

مستند تحقیقات اس وقت تک ہوئی ہیں وہ گو ایک مرتب صورت میں مدون کردی گئی ہیں ، تاہم ابھی ابتدائی درجہ سے آگے بڑھنے کا موقع نہیں ملا ہے ، کیونکہ مصالح و علل کا بہت کم حصہ سامنے آیا ہے اور بہت بڑا میدان ابھی خالی ہے

علمائے " وظائف الاعضا " (فزی یولوجی) کے ایک گروہ کی تحقیقات یہ ہے کہ حیوانات میں اختلاف الوان محض فزی یولوجیکل اسباب سے پیدا ہوا ہے ، اور اسمیں قدرت کے کسی ارادے اور قصد یا تقدیر و تعمین کو دخل نہیں ہے (فزی یولوجی کا صحیح ترجمہ " علم وظائف الاعضا " ہے - " فزی یولوجیکل اسباب " یعنے وہ اسباب و موثرات جنکا تعلق علم وظائف الاعضا سے ہے) پس ہم یہاں انکی تحقیقات کا خلاصہ درج کرتے ہیں :

(فزی یولوجیکل اسباب)

"مادی اشیاء خواہ وہ حیوانات ہوں یا نباتات و جمادات ، انکے لیے اکثر حالتوں میں رنگ لازمی ہے - حیوانات اور نباتات ایک طرف رہے ، جمادات میں بھی بمشکل کوئی ایسی مثال ملیگی جسمیں مادی اور بعض خاص عناصر (کیمس) کی طرح کوئی خاص رنگ نہ ہو - چونکہ تمام حیوانات اور نباتات کے جسم جمادات سے مرکب ہیں ، اسلیے طبیعی طور پر اُنکے جسموں میں ان جمادات کے رنگوں کا موجود ہونا ضروری ہے - البتہ ہماری آنکھوں کو صرف وہی رنگ نظر آتا ہے جو جسم کی بالائی سطح سے قریب ہوتا ہے - مگر جب کسی جسم کی تشریح کی جاتی ہے تو اسمیں ان تمام جمادات کے رنگ یا انکے آثار نظر آجاتے ہیں جنسے اُنکا قوام مرکب ہوتا ہے

علم الحیات کی اصطلاح میں حیوانات کی ایک قسم پر وٹوزوا (Protozoa) (۱) کا جدا گانہ اولی ہے - جس قسم کے حیوانات پر اس اصطلاح کا اطلاق ہوتا ہے انکی نسبت ایک اہم سوال یہ ہے کہ کیا در حقیقت وہ سلسلۂ حیوانات کا اولین حلقہ ہیں یا اُن سے پہلے بھی کوئی اور قسم ہونی چاہیے ؟ قطعی جواب تو اسکا کوئی نہیں دیا گیا اور نہ شاید دیا بھی نہیں جا سکتا - البتہ بہ معلومات موجودہ یہ مسلم ہے کہ اس وقت تک جسقدر حیوانات دریافت ہوئے ہیں ، ان سب میں بسیط ترین اور اولین حیوان یہی ہیں -

ان حیوانات کے جسم سے ایک خاص قسم کا لیس دار مادہ نکلتا ہے - اس مادہ سے جب بالو کے ذرہ ملتے ہیں تو فوراً چپک جاتے ہیں اور ان سے ایک خول (کیس) سا تیار ہوجاتا ہے - عموماً اس خول کا رنگ حیوان کے جسم کا رنگ سمجھا جاتا ہے - اور نہ تو اسمیں رنگ کسی شے کا ہوگا ؟ ظاہر ہے کہ بالو کے علاوہ اور کسی شے کا نہیں ہوسکتا -

حیوانات کے ظاہری اعضاء کی طرح اندرونی اعضاء کے رنگ بھی مختلف ہوتے ہیں - مثلاً جگر کا رنگ اور ہے آنتوں کا اور ، دل کا رنگ ایک ہے اور گردہ کا دوسرا - وہلم جرا - مگر ظاہری اعضاء کی طرح انکے رنگوں کا اختلاف بھی فزیا لوجیکل اسباب ہی کا نتیجہ ہے - چنانچہ انکی تجاربی تشریح کے نتائج اسکی تشفی بخش شہادت دیتے ہیں " انتہی

(تحقیق مزید)

یہاں تک تمام وظائف الاعضا کی اُس جماعت کے بیان کا خلاصہ تھا جو کہتی ہے کہ اختلاف الوان محض حیوانات کی جسمانی ترکیب کا ایک اتفاقی نتیجہ ہے اسمیں فطرہ کے کسی خاص ارادہ اور مقصد کو دخل نہیں -

لیکن اگر اس تحقیق کو تسلیم کرلیا جائے تو اسکے معنی یہ ہونگے کہ وہاں مذہم کا اختلاف الوان کو قدرت الہی کی ایک نشانی قرار دینا " ان فی ذالک لایات لقوم یعلمون " ، " ان فی ذالک لایات للعالمین " اور " ان فی ذالک لذکری لاولی الالباب " کہنا (نعوذ باللہ) باطل ہے ، کیونکہ نشانی وہی چیز

---

(۱) " پروٹوزوا " کا مادہ ترکیب دو یونانی لفظ (Protos) اور (Zoa) ہیں جنکے معنی علی الترتیب " ابتدائی " اور " حیوان " ہیں عربی میں پروٹوزوا کا ترجمہ "حیوانات اولی" ہوا ہے جو اس اصطلاح کے پورے لفظی معنی ہیں -

ہوسکتی ہے جسکے اندر خلقت قدرت و فطرہ کے اسرار و حکم اور معارف و مصالح پوشیدہ ہوں ' لیکن اگر وہ محض حیوانات کے جسمانی حالات کا ایک ایسا نتیجہ ہے جسمیں فطرہ کے کسی خاص مقصد اور غرض کو دخل نہیں ' تو اسکے وجود و حکمت کی نشانی کیونکر ہوسکتی ہے ؟

بہ حیثیت مسلمان ہونے کے ہم اس تحقیق پر قانع نہیں ہوسکتے ' کیونکہ ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ " ربنا ! ما خلقت ھذا باطلا ! " خدایا ! تو نے اس عالم کائنات کی کوئی چیز بھی بغیر کسی مقصد و مصلحت کے نہیں بنائی ہے - اور ہم کو بتلایا گیا ہے کہ : وما خلقنا السماء و الارض و ما بینھما لاعبین (۲۱ : ۱۶)

پس ہماری تشفی صرف وہی علم کرسکتا ہے ' جو قدرت کے اسرار خلقت کو ہم پر منکشف کردے - ہماری کتاب ہدایت نے ہم کو ایسی ہی تحقیقات کا عادی بنایا ہے ' اور ہمارا معیار علم یہ حیثیت حاصل قرآن ہونے کے اس بارے میں حاصلین علم سے بہت ارفع و اعلیٰ ہے - فتعالی اللہ عما یقولون : ما لھم بذلک من علم ان ھم الا یظنون ! (۴۵ : ۳۰) بل ھم فی شک بلعبون ! (۲۴ : ۶)

(قانون مقـایسه)

خود علمائے حیوانات و علم الحیات ہی نے ہمیں یہ بتلایا ہے کہ جاندار چیزوں کی بالیدگی ایک عام قانون کے ماتحت ہوتی ہے جسکو " موازنہ " یا " مقایسہ " کہسکتے ہیں - یعنی مختلف اشیا کو باہم قیاس میں لانا اور انکا موازنہ کرنا - یہ قانون جسطرح حیوانات کے قد ' حجم ' اور اندرونی ساخت میں حاوی ہے ' بالکل اسیطرح رنگ میں بھی جاری ہے - چنانچہ جب ہم مختلف اللون حیوانات کو غور سے دیکھتے ہیں ' تو انکی رنگا رنگی اسی قانون کے ماتحت نظر آتی ہے -

اگر ایک جانور کے دھبے بازو پر کوئی خاص رنگین خط یا کل ہے تو ضرور ہے کہ دوسرے بازو پر بھی بعینہ ' اسی جثہ ' ویسا ہی رنگ ہوگا ' کیونکہ دونوں بازوؤں کا خمیر ایک ہی قسم اور ایک ہی مقدار کے مادے سے بنا ہے -

شیر اور چیتے کے جسم کو دیکھو - غور سے پیروں کا مطالعہ کرو - کس نظام و ترتیب اور تناسب و تقابل کے ساتھ ایک نہرتے بھرے دھاری کی طرح تناسبی کی گئی جس سے زیادہ متناسب اور با قاعدہ نقش و نگار ہو نہیں سکتے - مختلف قسم کے ہوائی پرندوں پر نظر ڈالو ' اور ان چھوٹی چھوٹی تتلیوں کو دیکھو جو تم کو اڑتی ہوئی دیواروں پر آکر بیٹھ جاتی ہیں ! انکے پروں میں کس نفیس و نگار رنگین کا نمود کیسا باقاعدہ ' کیسا منظم ' کیسا مرتب ' کس درجہ با اصول ہے ؟ ایک معمولی تماش چند تتلیوں ہی میں نہیں بلکہ کسی نہ کسی تصویر و نقش نے مقصد اپنے تو سامنے رکھا ہے - پھر کیا قدرت کی اتنی بڑی نقاشی محض ایک بے قصد و مقصد اتفاق اور ترکیب جسمی ہی کا نتیجہ ہے اور کوئی خاص اور کوئی حکمت اسمیں پوشیدہ نہیں ؟ ھل عندکم من علم فتخرجوہ لنا ؟ (۱۴۸ : ۶) فما لکم کیف تحکمون ؟ (۳۵ : ۱۰) و یجعلون للہ ما یکرھون ؟ (۶۲ : ۱۶)

علمائے حیوانات قانون مقائسہ اور رنگوں میں ایک باقاعدہ مؤثر قانون تسلیم کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ادنیسیر کے خطوط میں ایک محسوس تسویہ اور نظام محفوظ ہوتا ہے ' تو اسکی وجہ صرف یہی قانون ہے جسکے سبب سے اسکے دونوں پہلوؤں میں مماثلت و مسارات نظر آتی ہے -

بیشک ' بعض مثالیں ایسی بھی ملیںگی جہاں یہ قانون بظاہر غیر مؤثر نظر آئیگا ' لیکن جب زیادہ دقت نظر سے کام لیا جائیگا تو معلوم ہو جائیگا کہ در اصل وہاں بھی یہ قانون محفوظ ہے مگر کسی غیر طبیعی سبب سے (مثلاً مختلف قسموں کے باہمی اختلاط سے ' یا گرد و پیش کے بعض مؤثرات خارجیہ سے ' یا بعض عوارض اور امراض وراثت وغیرہ سے) یہ حالت پیدا ہوگئی ہے -

(مماثلت وسط)

پس ہم قیاس و جستجو میں اور آگے بڑھے ' اور علم الحیوانات کی بلند تر تحقیقات و معلومات اور دشوار تھے ہیں - ہمارے سامنے مختلفین قانون کا ایک گروہ آتا ہے جس نے اسرار الوان کا عائر نظر سے مطالعہ کیا ہے ' اور اسے محض فزی یا لوجیکل مؤثرات کا نتیجہ سمجھنے پر ہماری طرح قانع نہیں ہے - اس بارے میں ہمیں سب سے زیادہ مشہور معلم ' چارلس ڈارون کا ممنون ہونا چاہئے جس نے اپنے سفر اکتشاف کے جمع کردہ جانوروں کے متعلق تحقیقات کرتے ہوئے اس موضوع کی طرف اشارہ کیا ' اسکے بعد بعض علماء حال ہیں جو علم الحیوانات کی تحقیق طلب زاویوں میں تماش خاص مقصود کیلئے تک و دو کررہے ہیں -

قانون اسود : اپنا یا دارون ازم کا ایک بنیادی مسئلہ (Teleology) ہے جس کا ترجمہ " قانون مطابقہ " کیا گیا ہے ' اور " مؤثرات وسط " سے بھی اسے تعبیر کرتے ہیں - الہلال جلد ۳ نمبر ۲۴ میں ڈاکٹر رسل ویلس پر مضمون لکھتے ہوئے ہم اس قانون کی تشریح کرچکے ہیں -

مختصر لفظوں میں اسکا خلاصہ یہ ہے کہ حیوانات پر انکے گرد و پیش اور مولد و موطن کے تمام حالات کا اثر پڑتا ہے اور رفتہ رفتہ انکے اعضا اور جسم میں تغیرات پیدا کردیتا ہے - جس قسم کی آب و ہوا میں رہتے ہیں ' جس طرح کا مکان انہیں ملتا ہے ' جیسی غذا انکے اندر جاتی ہے ' اسی کے مطابق انکے اندر جسمی تغیرات بھی ہوتے رہتے ہیں ' اور اسی کے مناسب انکے جسم کی ہوش ہو جاتی ہے - گرد و پیش کے حالات کو عربی میں " وسط " کہتے ہیں جو انگریزی کے لفظ (Middle) کا ترجمہ ہے - اسی اصطلاح کو ہم نے بھی اختیار کیا ہے -

اسی قانون مطابقہ کے اختلاف الوان کے ایک بہت بڑے بھید کا سراغ لگایا ہے -

علمائے حیوانات کی تحقیق ابھی ہم لکھ چکے ہیں کہ اسپا گھ رنگ اُن اجزاء کے رنگ کا نتیجہ ہوتا ہے جنسے وہ ترکیب پاتے ہیں مثلاً پتہ سبز ہوتا ہے اسلیئے کہ اسمیں کلوروفیل (Chlorophyll) ہوتا ہے جو سبز ہے - خون سرخ ہوتا ہے کیونکہ وہ بے شمار چھوٹے چھوٹے کریوات دموبہ سے مرکب ہے اور انکا رنگ سرخ ہے(۱)

پس اس قانون کے ماتحت ہر جاندار کو اپنے گرد و پیش نظر رکھنے اور غور کرنے کی ضرورت ہے - مختلف حصوں میں عالم نباتات و جمادات کی جنسیں پیدا کرنا ہمیں ' اور انکے ان اجناس کی اسی وجہ سے ایک خاص قسم کی ہوتی ہے - پھر ان حصوں میں قدرت نے کثرت و فراوانی بھی رکھی ہے - اور اسلیئے ہر حصۂ زمین میں کسی خاص رنگت کا غلبہ و احاطہ ہے -

---

(۱) " کریوات دموبہ " سے مراد وہ بے شمار چھوٹے چھوٹے ذرے ہیں جو خون میں پائے جاتے ہیں اور خوردبین سے نظر آتے ہیں ترکی کے بعض مترجمین " جیبات خورد بینی " کی اصطلاح سے بھی انہیں موسوم کرتے ہیں - علمائے تشریح نے دریافت کیا ہے کہ خون کے ایک ایک قطرہ میں لاکھوں کروڑوں کریوات دموبہ ہوتے ہیں !!

جب حیوانات اُن حصوں میں رہنے لگے تو قانون مطابقۃ نے جس طرح انکي تمام جسمانی حالت اور قوی کو انکے وسط (گرد و پیش) کے مطابق بنا دیا ' اسي طرح ضرور تھا کہ انکی رنگت بھي انکے وسط کے مطابق ہوتي - کیونکہ قانون مطابقۃ ہر جسمانی استعمال پر موثر ہے -

چنانچہ تحقیقات سے نظر آتا ہے کہ ایسا ھي ہوا - حیوانات کي ایک بہت بڑي تعداد کے متعلق ثابت ہوچکا ہے کہ انکے جسم کی رنگت بعینہ ویسي ہے ' جیسي رنگت انکے گرد و پیش کے درختوں' پھلوں' پتوں' پتھر' اور زمین کي ہے - یا اُن طبیعي موجودات کي ہے جنسے وہ خطہ گھرا ہوا ہے - علماء نشوؤ ارتقاء نے اس حالت کو ایک خاص موثر طبیعي تسلیم کیا ہے - وہ کہتے ہیں کہ یہ "مماثلت وسط" ہے- یعنے گرد و پیش کے مطابق حیوانات کے جسم کے رنگ کا بھي ہونا -

مثلاً شیر نیستان میں رہتا ہے - اسکا اصلي وطن وہی ہے گو وہ کسي غار کے اندر یا دریا کے کنارے بھی لیٹا ہوا نظر آجاے - پس اسی لیے اسکی کھال کے بالوں کا رنگ دھاري دار ' خاکی ' یا مٹیالا ہوتا ہے -

بعض شیر ایسے ھیں جو ریگستان میں رہتے ھیں - ریت کی رنگت تمھیں معلوم ہے - پس انکے جسم کی رنگت بھی گرد آلود' زردي مائل' اور بالکل ریت کی سی ہوتی ہے !

قطب شمالی کی دب کی رنگت دیکھی گئی ہے کہ بالکل سفید ہوتي ہے ' کیونکہ اسکے وطن کی زمین ہمیشہ برف سے سفید رہتی ہے - اسی طرح بے شمار پرند ھیں جو درختوں میں آشیانے بناتے ھیں ' اور انکی رنگت بالکل ان پتوں کی سی ہوتی ہے جو ان درختوں کي شاخوں میں لگتے ھیں -

یہ مماثلت خواہ حیوانات اولی (Protozoa) کے لیس دار جسم کے ساتھہ خارجي اجزاء ارضیہ کے ملجانے کا نتیجہ ہو جیسا کہ علماء وظائف الاعضا کا قول اوپر گذر چکا ہے ' یا کسي مجھول قانون طبیعي کا نتیجہ ہو جیسا کہ بحمد اللہ ہمارا اعتقاد ہے' مگر بہرحال قانون نشو و ارتقا کے علما تسلیم کرتے ھیں کہ اسسے اندر بعض بیش بہا منافع اور حکمتیں نظر آتي ھیں !

ازانجملہ ایک حکمت جس تک ہم انساني دسترس پاسکی یہ ہے کہ یہ مماثلت حیوانات کي زندگي کے بقا اور دشمنوں سے حفظ کا ایک بہت بڑا وسیلہ ہے - یہ اگر نہ ہوتي تو ہزارہا حیوانات دنیا سے نابود ہوجاے - اس مماثلت کي وجہ سے وہ اپنے دشمنوں اور اپنے سے قوي تر حیوانات کي نظروں سے پوشیدہ ہوجاے ھیں - کیونکہ انکي رنگت اور انکے گرد و پیش نے اشیا کي رنگت ایک ھي ہے' اسلیے انکے دشمن کي نظریں انکے وجود کو اردگرد کي چیزوں سے الگ کرکے نہیں دیکھہ سکتیں اور وہ انکے حملے سے محفوظ رہجاتے ھیں - گویا رنگت انکے لیے ایک بہترین کمین گاہ کا کام دیتي ہے !

برفستان کے اندر ان جانوروں کو دیکھہ لینا کسقدر مشکل ہے جنکي رنگت کي سفیدي اور برف کي سفیدي میں کچھہ فرق نہیں ؟ ریگستان کے اندر ان جانوروں کو کیونکر دور سے پہچانا جاسکتا ہے جو ریت کے کسي ٹیلي کے ساتھہ لگ کر لیٹ گئے ھیں' اور انکی کھال بالکل اسي رنگ کي ہے ' جو رنگت کہ ریت کي ہوتي ہے ؟

اسکا صحیح اندازہ ان لوگوں کو ہوسکتا ہے جو شکار کے شائق ھیں ' اور بسا اوقات جنگلوں میں سانپ کي نکلي ہوئي دم کو ایک خوشنما اور رنگین پتہ سمجھہ کر پکڑ لیا ہے' حالانکہ وہ اُس رنگ والي جلد کا سانپ تھا ' جس رنگت کے پتوں اور ٹہنیوں سے جنگل کا وہ ٹکڑا بھرا ہوا ہے !

یہ دنیا تنازع للبقا (Struggle for Exeslence) کا میدان کارزار ہے' اور ہر حیوان اپنے دشمنوں کي بڑي بڑي صفیں اپنے سامنے دیکھتا ہے جو اسکے قرب و جوار ھي میں پھیلي ہوئي ھیں' یا اسی فضا میں اوڑتي پھرتي ھیں جو اسکے اوپر پھیلا ہوا ہے - پس غور کرو کہ اگر ان حیوانات کي رنگت اُس زمین اور وسط کے مطابق نہ ہوتي جسمیں وہ رہتے ھیں ' تو انکے لیے اپنے گھروں سے نکلکر تلاش غذا میں پھرنا اور زندہ رہنا کسقدر مشکل ہو جاتا ؟ لیکن قدرت الہیہ اور حکمت ربانیہ نے انکي رنگت کو انکے وسط کي رنگت کے مثل بناکر انھیں دشمنوں کی نظروں سے آڑ میں کردیا - وہ نکلتے ھیں' زمین پر پھرتے ھیں ' ایک درخت سے اڑکر دوسرے درخت پر جاتے ھیں ' مگر انکے دشمن اکثر اوقات پہچان نہیں سکتے- وہ کسي درخت کي شاخ یا تنے کے ٹیلے کے ساتھہ لگ کر چھپ جاتے ھیں ' اور انکا رنگ ان چیزوں کے ساتھہ ملکر دشمنوں کي نظروں کو دھوکا دیدیتا ہے : ان في ذالك لايات لقوم يتفكرون !

یہ مماثلت کیونکر پیدا ہوتي ہے ؟

اگر ایک طبیعیانہ مذاق رکھنے والا قدرت کي نوازش و مہرباني کے علاوہ کسي دوسرے جواب کا بھي طالب ہو تو اسکا جواب یہ کہ ان حیوانات میں پہلے وہ تمام رنگ پیدا ہوے جنھیں علم وظائف الاعضاء کے قاعدہ سے پیدا ہونا چاھیے تھا ' مگر بعد کو انتخاب طبیعي کا عمل شروع ہوا جسکے معني یہ ھیں کہ فطرۃ صرف قوي' موافق' مناسب ' موزوں' اور صحیح و سالم چیزوں ھي کو باقي رہنے دیتا ہے اور نشو و نما کیلیے چھانٹ لیتی ہے - باقی معدوم و نابود ہوجاتے ھیں- پس یہ انتخاب جب نافذ ہوا تو صرف وہي رنگ رہگئے جو انکے وسط و محیط کے مناسب تھے' اور بقیہ رنگ بہت سے اعضاء کي طرح ناپید ہوگئے -

(انتخاب جنسي)

اس سے بھي بڑھکر اختلاف الوان کے مصالح و اسرار کا سواغ اس نظریہ سے لگتا ہے جسے انتخاب جنسي (Sexual Selection) کہتے ھیں -

خواہ اسباب کچھہ ھوں' مگر واقعہ یہ ہے کہ ہر قسم کے حیوانات کي خاص خاص اور الگ الگ غذائیں ھیں - علم وظائف الاعضاء کي رو سے جسم پر جن چیزوں کا اثر پڑتا ہے ' انمیں ایک بہت بڑي شے غذا بھي ہے - غذا کا اثر رنگ پر بھي پڑتا ہے جو بقدر استعداد طبیعي کم و بیش ہوتا رہتا ہے -

چنانچہ دیکھا گیا ہے کہ حیوانات کي غذاؤں کے رنگ اگر روشن ھیں تو خود انکے جسم کے رنگ بھي روشن ھیں - اگر غذا کا رنگ تاریک ہے تو خود انکا رنگ بھي تاریک ہے -

مثلاً طوطا زیادہ تر پھل کھاتا ہے ' اسلیے اسکا قیام پھل والے درختوں میں رہتا ہے- درختوں کے رنگ عموماً روشن ہوتے ھیں اسلیے اسکا رنگ بھی روشن ہے- یا بعض قسم کي مکھیاں ھیں جو اصطبلوں میں رہتي ھیں - جونکہ وہ نجاست پر زندگي بسر کرتي ھیں جسکا رنگ تاریک ہوتا ہے ' اسلیے خود اُنکا رنگ بھي تاریک ہو جاتا ہے -

ایک عرصے کے استعمال سے جانوروں کو اپني غذاؤں کے رنگ سے ایک خاص قسم کي موانست و الفت پیدا ہو جاتي ہے' اسلیے جب ان کي تناسلي خواہش میں حرکت ہوتي ہے تو وہ دوسري جنس کے انھیں افراد کی طرف بالطبع زیادہ مائل ہوتے ھیں جنمیں

منتخبات علمیہ

انکي عداؤں کے رنگ زیادہ نمایاں ہوتے ہیں - یہی سے ہے جسکو انتخاب جنسی کہتے ہیں - پس جس طرح قانون ارتقا کا انتخاب طبیعي ایک مدت مدید کے بعد پوري نوع کي نوع میں انقلاب پیدا کردیتا ہے' اسیطرح انتخاب جنسي بھی انواع کے رنگ پر حیرت انگیز تغیرات طاري کردیتا ہے -

بہت سے جانور ایسے ہیں جنکے رنگ عام طور پر نو معمولی حالت میں رہتے ہیں' مگر جب انکے توالد و تناسل کا موسم آتا ہے اور نر اور مادے کي یک جائی ضروري ہوتي ہے تو رنگوں میں ایک دلفریب چمک دمک اور ایک خاص رونق و حسن پیدا ہوجاتا ہے - حیوانات کي بعض انواع یعنی کبوتر' فاختہ' مور' ایسي ہیں' جو اتحاد تناسلی سے پہلے اپني مادہ کو اپنے طرف مائل کرنے کے لیے مستانہ رقص و تواجد کرتے (یعنے ناچتے) اور اپنے پروں کے دلفریب رنگوں کي ایک خاص انداز سے نمایش کرتے ہیں - اسکي وجہ سے انکے اندر دلفریبي و رعنائی کي کشش پیدا ہوجاتي ہے جو بے اختیار مادہ کو اپني طرف کھینچتی ہے اور جذبۂ طبیعی کیلیے اختلاف الوان ایک بہت بڑا معین خارجي ہوجاتا ہے '

غرضکہ حیوانات کي جنسي خواہش پر رنگوں کا اثر پڑتا ہے' اور زیادہ تر وہي رنگ موثر ہوتے ہیں جو معشوق و دلفریب' نظر افروز اور دلپسند ہوتے ہیں - اس سے ثابت ہوا کہ حیوانات کي نسل کي افزایش و حفاظت کیلیے قانون انتخاب جنسی اپنا کام کرتا رہتا ہے اور حیوانات کي رنگت ایک بہت بڑے مقصد حیات کو پورا کرتي ہے !

(خلاصہ صاحب)

ہم نے بہت اختصار و ایجاز سے کام لیا کیونکہ ابھي اختلاف الوان کا بہت بڑا میدان یعنے عالم نباتات کي بحث باقي ہے - امید ہے کہ مندرجۂ ذیل امور قارئین کرام کے سامنے آ گئے ہونگے :

(۱) اختلاف الوان کے متعلق سارحین و حاملین علم نے جو کچھ تحقیق کیا ہے' اسمیں ابھي تحقیقات مزید کي بہت بڑي گنجایش باقی ہے - تاہم موجودہ تحقیقات سے بھي ثابت ہوتا ہے کہ اختلاف الوان کے اندر حکمت الہیہ نے بعض عجیب و غریب اسرار و مصالح رکھے ہیں' اور آگے چلکر نہیں معلوم اور کتنے اسرار منکشف ہوں ؟ قرآن حکیم اسي لیے انہیں حکمت الہي کی نشاني کہتا ہے -

(۲) قرآن حکیم نے اس زمانے میں جبکہ انسان کي معلومات محدود تھی' اسرار خلقت کے چہرے پر نقاب پڑا تھا' اور اسکے مخاطب وہ لوگ تھے جو علم و حکمت سے بالکل نا آشنا تھے' اختلاف الوان کو اللہ کي قدرت و حکمت کي نشاني قرار دیا اور فرمایا کہ اسمیں صاحبان عقل و فکر کیلیے بڑے بڑے اسرار و بصائر ہیں آج علم الحیوان اور علم النبات کي تحقیقات اسکي تصدیق کرتی ہے اور انسان نے صدیوں کي تحقیق و تفتیش کے بعد چند مصالح کا سراغ لگایا ہے - یہ خدا کے کاموں کي انسانی تحقیق ہے اور وہ خدا کے کلمات کا مجموعہ ہے - پھر کیا یہ اسی کا "قول" نہیں جسکے "فعل" کے اسرار و مقاصد کي تحقیقات ابھي جاري ہے ؟

لا تبدیل - " لکلمات اللہ " ولا تبدیل " لخلق اللہ " !

صنعت فطرت کا ایک دلچسپ صفحہ

عالم نباتات اور حیوانات

مختلف الجنس اشیاء میں حیرت انگیز مشابہت

(مقتبس از سائنٹیفک امریکن)

دنیا کی جن اشیاء میں کوئي حقیقی تعلق نہیں ہے' انکی شکل یا ساخت میں مشابہت کا سراغ لگانا ایک دلچسپ علمی مشغلہ ہے - چاہے ابتداء میں یہ کام ایک طفلانہ حرکت معلوم ہو' مگر اس حقیقت سے اسکے مفید ہونے میں تو کسي کو کلام نہیں ہوسکتا کہ اس سے تخیل کو تحریک ہوتی ہے اور نفس کو تعمق کی ایک ایسي راہ اپنے سامنے نظر آجاتی ہے جو بہت سے اہم اکتشافات تک پہنچا دیسکتی ہے -

اس مشغلہ کا تعلق خاص کر ہم سن طلبہ کي طبیعت سے ہے' کیونکہ ایک درجہ کے لڑکوں کے اندر فہم آمیز مطالعہ سے دلچسپي پیدا کرنے میں جو دقتیں پیش آتي ہیں' انہیں وہ لوگ فوراً تسلیم کرینگے جنہیں مدرس کي حیثیت سے کوئي تجربہ حاصل ہے - بالفاظ دیگر اسکے لیے ایک ایسي شے کي ضرورت ہے جو نفس کي کل کو جلائے' اور یہ خدمت اس مشغلہ سے بخوبي انجام پاسکتي ہے -

مثلاً ممکن ہے کہ ایک پھول یا کیڑے کے صرف دیکھنے سے یہ مقصد حاصل نہ ہو' لیکن اگر ہم اس پھول یا کیڑے اور کسی دوسری مانوس و مالوف شے میں کوئي ایسي مشابہت دلا سکیں جس سے تعجب اور حیرت پیدا ہو یا بے اختیار ہنسي آجائے' تو صرف ایسي ایک ابتدائي نقطہ سے چلکر اور متعلقہ درمیاني مراحل سے گذرکر' ہم بڑے بڑے سوالات ساخت طبیعي' رشتہ باہمي' گرد و پیش کے حالات سے سابقہ مطابقت' وغیرہ وغیرہ تک طالبعلم کو لیجاسکتے ہیں - اور اسکے اندر ایک ایسي دلچسپی پیدا کرسکتے ہیں جو خشک علمی مباحث میں ہر دماغ کو نہیں ہوسکتی'

مثال کے طور پر آرکڈ (Orchid) (۱) نامی پھول کو لیجیے - اسکی چند قسموں کے عام نام ایسے ہیں جنسے خیال پیدا ہوتا ہے کہ یہ حیوانات کے بعض اعضاء سے مشابہت رکھتے ہیں - آرکڈ کي قسمیں یہ ہیں

مین آرکڈ (Man Orchid) -

اسپائڈر آرکڈ (Spider Orchid) -

لیزرڈ آرکڈ (Lazard orchid) -

مونکی آرکڈ (Mankey Orchid) -

---

(۱) Orchid ایک درخت ہے جسکا دوسرا نام Aphrya ہے - اسکي بہت سي قسمیں ہیں جن میں سے بعض مشہور اور دلچسپ اقسام کا ذکر اس مضمون میں کیا گیا ہے -

یہ درخت زیادہ تر ان ممالک میں ہوتا ہے جو بحر میڈیٹرینین کے کنارہ پر واقع ہیں - ان کي پیدایش کا موسم فصل بہار اور آغاز کا زمانہ ہوتا ہے -

یہ صحیح ہے کہ ان میں سے بعضوں کی مشابہت بہت ہی بھی ہے مگر اسکے مقابلہ میں بعض کی مشابہت حیرت انگیز طور پر نہایت نمایاں بھی ہے اور بغیداً دقت نظر کے ساتھہ تفتیش کی متحمل ہوسکتی ہے - مثلاً بی آرکڈ (Bee Orchid) جسکا اصطلاحی نام افرس اپیفرا (Aphrys Apifera) ہے' کیا ہے؟ ایک جھوٹا سا اعلیٰ درجہ کا رنگین بھونرا ہے - بازو ' سر ' مونچھیں (Antinnea) روئیں دار جسم' سبھی کچھہ اسمیں موجود ہے - اسی طرح نام نہاد مکھی ارکڈ (Fly Orchid) کا' جسکا اصطلاحی نام (Aceras Anthropphoria) ہے' عام اثر بہت ہی تعجب انگیز ہے - پھولوں کی قطاریں سبز پتلیوں کی صفیں معلوم ہوتی ہیں - البتہ وہ بہت ہی عجیب و غریب مکھی ارکڈ جسکو آفرس میرو سیفرا (Ophrys Muotera) کہتے ہیں ' اسمیں اس قسم کی مشابہت جنداں قوی نہیں ہے - تاہم ایک قوی تخیل اپنی ساحرانہ طاقت سے اگر چاہے تو اسکے پروں' مونچھوں' اور آگے کی طرف نکلے ہوے سر کو بلا سکتا ہے- اسکے پروں کا زیریں حصہ ایک پتلی کے مانند ہے جو شب خوابی کے کپڑے بھی ہوتی ہے ' اور اسکے سینہ پر ایک پتّکا بندھا ہے !

ان مثالوں میں مشابہت کا اصلی سبب انکی کلیوں کی نچلی پنکھڑی (Labellum) کی خاص قطع ہے -

مسلمہ طور پر آرکڈ کی کسی صنف کا ثمار بہت مخصوص و ممتاز پھولوں میں نہیں کیا جاتا ' حالانکہ انکے حیرت انگیز تغیرات اگر نمامذر نہیں تو زیادہ تر کیڑوں کی مداخلت کا نتیجہ ہیں - ان میں سے اکثر پھولوں کی تلقیح (۱) (Pollination) مخصوص کیڑوں

(۱) قدرت نے حیوانات کو نر اور مادہ ' دو صنفوں میں تقسیم کیا ہے - موجودہ علماء نباتات کا یہ خیال ہے کہ یہ تقسیم حیوانات کی طرح نباتات میں بھی جاری ہے - چنانچہ جب پھولوں کو خورد بینی آلات سے دیکھا جاتا ہے تو ایک ہی قسم کے پھولوں میں ایسے اجزا نظر آتے ہیں جو اپنی ساخت اور وظائف طبعی میں ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں - ان مختلف اجزا کے اندر مختلف نوعیت کے مادے ہوتے ہیں - جب یہ مادے باہم ملتے ہیں تو پھل یا بیج پیدا ہوتا ہے - یہی پھول کی والدت ہے -

انگریزی میں اس اختلاط و امتزاج کو Pollination کہتے ہیں

نباتات میں نر اور مادہ کی تقسیم اوپنی اتنا طریقہ نہیں ہے - عربوں کے رواج سے بہت قبل یعنی عہد جہل و بدویت میں بھی اس کا علم تھا اگرچہ اُسکا دائرہ صرف کھجور تک محدود تھا اسلئے وہ اپنی اصطلاح میں "تابیر" کہتے تھے

یہی شے ہے جس سے جناب رسالت پناہ (صلعم) نے مدینہ والوں کو منع فرمایا تھا ' مگر جب اس سال پھل نہیں آئے تو پھر اجازت دیدی اور فرمایا کہ انتم اعلم بامور دنیاکم -

تابیر کا دوسرا نام تلقیح ہے -

تلقیح کا مادہ "لقح" ہے ' لقح کا استعمال محاورات عرب میں مختلف طور پر ہوتا ہے - لقح اونٹ اور اونٹنی کے اجتماع تناسلی کو کہتے ہیں - یہی لقح کھجوروں کی تابیر کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے - اسی کا ایک مشتق یعنی "لاقح" اس ہواء کے لیے بھی بولا جاتا ہے جسکے چلنے بغیر بادل نہیں برستے - آخر الذکر محاورہ قرآن حکیم میں بھی استعمال کیا گیا ہے - سورہ حجر میں خدا تعالیٰ نے اپنے احسانات کے سلسلہ میں جہاں زمین کی زرخیزی اور آسمان کی بارش کا ذکر کیا ہے ' وہاں فرمایا: و ارسلنا الریاح لواقح فانزلنا من السماء ماء

کی امداد پر موقوف رکھی ہے - چنانچہ جب تک کیرپنڈ کے (یونانی علم الاصنام میں عشق کا دیوتا ہے - الہـلال) یہ پردار پیامبر نہیں آئے اسوقت تک وہ اس قابل نہیں ہوئے کہ ان میں ایک بیج بھی پیدا ہو -

چنانچہ پیشہوری نے ایک نبالی پلیٹ فارم پر یہ کیڑے آکر اترے ہیں ' انکو نکٹر رس (Nectar) کے لیے پھول کا کونہ کونہ تلاش کرنے وقت اس پر لوٹتے رہتے ہیں - چونکہ آرکڈ کو ان کیڑوں سے شدید تعلق ہے ' اسلیے ہمیں تسلیم کرلینا چاہیے کہ ہر موقع پر نچلی پنکھڑی کی مخصوص قطع کا مقصد کم و بیش انہی مہمانوں کیلیے سہولت پیدا کرنا اور جدی صفات ربر بعث پھول خاص طور پر لیا کرتے ہیں

کرے آرکڈ کے تمام خاندان کی شکلوں میں بیحد اختلاف ہے اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر شکل ایک خاص قسم کے کیڑے کو اپنی طرف کھینچنے یا اسے سنبھالے رکھنے کے لیے بنائی گئی ہے -

بہت سے لوگ دل طائر کیناری (Canary bird flower) یا زرد کیناری (Canary creeper) سے واقف ہونگے - اس کو اصطلاح میں (Tropolum canariense) (۱) کہتے ہیں - یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ اسکی کلیوں کی غیر معمولی شکل صرف کیڑے ہی کی آمد کے لیے ہے - معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کے پودوں کی کلیاں خاص طور پر ایک لمبی زبان والے کیڑے کی حاجت روائی کے لیے بنائی گئی ہیں جو پھول پر نہیں بیٹھتا - صرف اسکے سامنے اپنے جلد جلد حرکت کرنے والے پروں پر معلق رہتا ہے - اسی حالت میں وہ اپنی زبان نکالتا ہے اور پھول کی "مہمیز" میں (یعنی پھول کا وہ حصہ جو بہیز کے کانٹے کی طرح ابھرا ہوا ہوتا ہے) چبھو دیتا ہے ' اسوقت اس کا سر پھول کے اندام نہانی (۲) (Pistil) یا عضو رجولیت (Stamer) پر ہوتا ہے ' اور پہلی صورت میں مادہ تولید جمع کرتا ہے اور دوسری صورت میں مادہ تولید نکالتا ہے -

[بقیہ حاشیہ پہلے کالم کا]

تلقیح کا لفظ ابتداً نباتات میں سے صرف کھجور کے لیے استعمال جاتا تھا ' مگر جب سے عربی نباتات کی تذکیر اور تانیث کا نظریہ رائج ہوا ہے ' اسوقت سے یہ لفظ توسعاً (Pollination) کی طرح بھی استعمال کیا جاتا ہے - مدیر -

(۱) (Topalolum) ایک قسم کی بیل ہے جو جنوب امریکہ میں ہوتی ہے - اسکی بہت سی قسمیں ہیں - ایک کا ذکر مضمون میں آیا ہے - خاوت اسوقت میں اس بیل کی کاشت بھی ہوتی ہے اسکے پھولوں کے متعلق مشہور ہے کہ وہ بہت بے قاعدہ ہوتے ہیں - " نقد کی بود مقدور " اور " تقدیر کی تدبیر " اسکے انگریزی نام ہیں -

(۲) بقیہ حاشیہ جس قلم لکھہ آئے ہیں کہ ایک ہی قسم کے پھولوں میں بلکہ بسا اوقات ایک ہی پھول میں دو ایسے جزء ہوتے ہیں جنکی شکل اور فرائض طبعی مختلف ہوتے ہیں اور اسی بنا پر علماء نباتات نے پھولوں میں نر اور مادہ کی تقسیم کی ہے -

جو جزو یا عضو یہ کے فرائض ادا کرتا ہے اسے (Staman) اور جو مادہ کے فرائض ادا کرتا ہے اسے (Pistil) کہتے ہیں -

مثلاً گلاب کا پھول لیجیے اور اسکے درمیانی حصہ کو بغور دیکھیے جہاں آپکو بہت سے زیرے مجتمع نظر آئینگے - یہی مقام ہے جہاں اعضاء تذکیر و تانیث ہوتے ہیں - یہ زیرے نہایت ہی

ٹراپیولم نامی ایک پھول ہے جو سبز پتیوں کے ایک بیرونی لفافہ میں رہتا ہے - اس لفافے کو اصطلاح میں (Calyx) (۱) کہتے ہیں - اس کا رنگ چمکدار اور اسکی شکل اسطرح لمبی ہوتی ہے کہ مہمیز کا کانٹا سا معلوم ہوتا ہے - اسی کا زیریں تنگ حصہ رس کا مخزن ہے - اسمیں کبھی کبھی اس قدر نشرت سے رس ہوتا ہے کہ از خود اُبلکے نیچے تک آجاتا ہے - اسی " مہمیز" سے طائر کیبری کا سر اور گردن بنتا ہے- رہی دم تو وہ پھیلی ہوئی پنکھڑیوں سے پیدا ہو جاتی ہے - اسکی شکل ہو بہو ایک جاندار مخلوق کی سی ہوتی ہے - جب وہ کلی کی حالت میں ہوتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ ایک چڑیا بیٹھی ہے !

(گرم ممالک کا Birth worth)

(Arlisolochia gigas) نامی ایک آرٹر پھول ہے جس کی نا شگفتہ کلی راج ہنس سے مشابہت کا ایک دلچسپ نمونہ پیش کرتی ہے - یہ اور اسکے ساتھ کی اکثر اور قسمیں گرم مکانوں (۱) (Hot house) میں ملیگی ..... یہ تمام عجیب و غریب پھول جو انجرینگی میں آرکڈ کے حریف ہیں' ان دو پر والی مکھیوں کو اپنی طرف کھینچنے اور پھر انکو گرفتار کرنے کے لیے بنائے گئے ہیں جو نجاست اور مردار کھاتی ہیں' اور اسے دوسری نہتر سے بہتر عدا پر ترجیح دیتی ہیں - انکی بدبو اور زردی بعض کی طرف

[بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳]

باریک خطوط یا ریشوں میں قائم ہوتے ہیں - ان ریزوں اور ریشوں کے اجتماع سے ایک نیزہ سا بنکیا ہے جسکے سرے پر ایک بھرا ہوا مشکیزہ ہے - اسکا وسط نیزہ سے سرے پر ہے ' اور دونوں گوشوں میں سے ایک گوشہ ایک طرف کو زیادہ مائل ہے - یہی وہ عضو ہے جو مرائض رجولیت ادا کرتا ہے - اس مشکیزہ نما زیرے میں زرد رنگ کا ایک غبار سا ہوتا ہے جسکو انگریزی میں (Pollen) اور عربی میں " طلع " کہتے ہیں - خود اس مشکیزہ نما زیرہ کا اصطلاحی نام (Anther) ہے - عربی میں کبھی کبھی اسکو تعبیہ یہی الفاظ استعمال کرتے ہیں اور کبھی اسے " مخزن الطلع " سے بھی تعبیر کرتے ہیں -

لیکن کبھی ریشے اور ریزے کی اجتماعی صورت یہ ہوتی ہے کہ ایک نیزہ ہے جسکے سرے پر ایک دھانہ سا پیدا ہو گیا ہے ' اور وہ بالکل کھلا ہوا ہے - یہ عضو مرائض نسائیت ادا کرتا ہے - اسی واسطے ہم نے اس کا ترجمہ رحم کیا ہے - انگریزی میں اس عضو کو (Pistal) اور اس دھانہ کو اسٹیگما (Stigma) کہتے ہیں - یہی وہ حصہ ہے جو مادۂ تولید کو اپنے اندر پہنچاتا ہے - اسٹیگما ایک ریشہ پر قائم ہوتا ہے اور اندر سے کھوکھلا ہوتا ہے - اسلیے عربی میں اسے " قناۃ " کہتے ہیں - انگریزی میں اس کا نام (Style) ہے - اسکے بعد ایک پھولی سی ہوتی ہے جسمیں بیج پیدا ہوتے ہیں اور ابتدائی پرورش پاتے ہیں اسے (Ovary) کہتے ہیں - عربی میں اسکا ترجمہ " مبیض " کیا گیا ہے - اسٹیگما میں ہر وقت ایک لیسدار مادہ رہتا ہے - مادہ تولید جب اس میں داخل ہوتا ہے تو اس لیسدار مادہ کے ساتھ مل کے " قناۃ " کے راستہ سے " مبیض " تک پہنچ جاتا ہے -

(۱) یعنی وہ غلاف یا لفافہ جسمیں کلی پھلنے سے پہلے ملفوف ہوتی ہے اور جو کھلنے کے بعد بھی اکثر باقی رہتی ہے - اسکو انگریزی میں (Calyx) کہتے ہیں اور عربی میں " کمامہ " اور اسکی جمع ہے -

جمال کو متوجہ کرتی ہے جس سے انسان کو سخت نفرت پیدا ہو جاتی ہے -

اس پھول کی مختلف قسموں کی ساخت میں ایک گونہ اختلاف ہے ' تاہم ان کی مشابہت کے اصلی مناظر یہ ہیں .

(۱) ایک ترغیب دینے والا رقبہ (۲) وہ چیز جو ایک حلق یا ڈبوڑھی کی طرف رہنمائی کرتی ہے (۳) وہ راہ جو ایک اندرونی کمرہ یا فید خانہ میں لیجاتی ہے

راج ہنس سے " اے لی کاس " نامی مکھیوں کی مشابہت ہمیں مذکورہ بالا تشریح کے سمجھنے کے قابل بنا دیتی ہے - راج ہنس (یعنی وہ کلی جو راج ہنس معلوم ہوتی ہے) کا جسم پھیلکے ترغیب دینے والا رقبہ بنجاتا ہے - یہ ایک وسیع کشادگی ہے جو ۲۶ انچ لمبی اور ۱۱ - انچ چوڑی ہوتی ہے - تمام سطح پر خون نما ارغوانی رنگ کی رگوں کا جال پھیلا ہوا ہے - اور اسپر اس قسم کے بالوں کی صفیں بچھی ہیں جنکی نوکیں اندر کی طرف مائل ہیں -

جو مکھی اس ترغیب دینے والے رقبہ پر بیٹھتی ہے ' اسے پھول کی تہ در تہ کی گردن میں جانے کی ترغیب دیتی ہے- یہ گردن ایک عجیب طلسم ہے- وہ آنے وقت تو مکھی کو بے تکلف آنے دیتا ہے اور بال جانے میں سہولت پیدا کردیتے ہیں' مگر جب باہر نکلنے جاتی ہے تو یہی بال روک لیتے ہیں اور مجبوراً اندر کے کمرہ میں جو راج ہنس کی گردن کے نیچے ہوتا ہے' پھنستی چلی جاتی ہے وہاں اسے اصلی یا صناعی اعضاء سے ملنا پڑتا ہے -

اس کمرہ میں مکھیاں قید ہوجاتی ہیں - ان میں سے جو مکھیاں دوسرے پھولوں سے آتی ہیں وہ اپنے ہمراہ مادۂ تولید بھی لاتی ہیں اسطرح اندام نہانی (Pistil) کی تلقیح وجود میں آجاتی ہے -

اعضاء تناسل جب طلوع کو پہنچتے ہیں تو ان مفید مکھیوں - جسم پھر مادہ تولید سے آلودہ ہوجاتے ہیں ' اور جب تک پھول پژمردہ اور اسکے حلق سے بال خشک نہیں ہو جاتے ' آسوقت تک انہیں اس قید سے رہائی نہیں ملتی - [البقیہ نتلی]

(مسئلہ قیام الهـــلال)

برائے خدا رسول الهلال سے مدد لیجئے خیال کو بالکل ترک دیجئے خدا کے لیے قوم کی حالت پر رحم کریں - اگر یہ رسالہ بند ہوگیا ' تو یقین جانیے کہ قوم پھر مردہ کی مردہ ہو جائیگی ہمارا ایمان ہے کہ اس رسالہ جیسا مفید کوئی رسالہ یا اخبار ہندوستان میں نہیں نکلا اور نہ ہے - اگر اپنے دل میں قومی درد ہے تو ضرور اسکی اشاعت بدستور جاری رکھئیگا - اگر اسکی امدادی سے ضروریات پوری نہیں ہوتیں تو کیوں نہیں اسکی قیمت بڑھا دی جاتی ؟ یا تو اب چندہ قبول کریں یا اسکی قیمت بڑھالیں -

اپنا دلی بامعدار - عبد العلی - از لاہور

حضرۃ المحترم - آپکے اخبار الهلال کی مالی حالت کے ضعف نے میرے دل پر بہت گہرا اثر کیا - ارادہ تو یہی تھا کہ البلاغ بیرونت یا العدل مسیطنطنیہ کو اپنے نام جاری کرانا ' مگر اب التماس کرتا ہوں کہ جون کا پہلا پرچہ مندرجہ ذیل پتہ پر ارسال فرمائیں -

بیـــار محمـــد

عبد العزیز - عربک پروفیسر مشن کالج - پشاور

مفصلہ ذیل تین اصحاب کے نام الهـــلال جاری فرمائیں خریدار نمبر ۲۱۰۲ از سری نگر کشمیر

مطبوعات جدیدہ

رباعیـــات عمـــر الخیـــام

ایک نیـا امـریکن ایـــڈیشن

(۲)

ان رباعیوں نے کي تعداد اختلاف نے یہ مسئلہ پیدا کردیا کہ اصلي رباعیوں کي تعداد کتني ہے ؟ اور یہ جو زیادہ سے زیادہ تعداد تک رباعیاں موجود ہیں ' یہ سب کی سب عمر خیام ہی کی ہیں یا کسی نے اپنے مذاق کے مطابق اصل دیوان رباعیات کا انتخاب کرلیا ہے - چنانچہ جب کبھی کسي زیادہ تعداد والے نسخہ کی ان میں سے کسي کو اطلاع ملی تو وہ اس درجہ خوش ہوا ' گویا علوم و حکمت کا کوئی گم شدہ ذخیرہ ہاتھ آگیا ہے ' یا برباد شدہ مدرسۂ اسکندریہ نے اپنے جائے وقوع کا سراغ پالیا ہے !

غالبا سب سے پہلے مستشرق بزرگ روسیہ ' پروفیسر والا نتین زوکوسکي (Valentin Zhukovski) نے اس غلطی کو محسوس کیا ' اور ایک محققانہ رسالہ عمر خیام پر لکھکر ثابت کیا کہ جو تعداد رباعیات منسوبۂ خیام کی اب تک ہے ' اور بعد کو کسي غلط فہمی کي وجہ سے خیام کی جانب منسوب ہوگئي ہے -

یہ رسالہ سنہ ۱۸۹۷ میں " المظفریہ " کے رسائل کے سلسلہ سینٹ پیٹرزبرگ سے چھپ کر شائع ہوا - اس وقت سے یورپ اور امریکہ کے عمر یین و خیامیین کے حلقہ میں الحاقي رباعیات کی تحقیق و تجسس کي ایک نئي کاوش پیدا ہوگئي ہے -

پروفیسر زوکوسکي نے اپنے دعوے کے ثبوت میں ۸۲ رباعیاں پیش کي ہیں جو مختلف معروف و متداول نسخوں میں خیام کي طرف منسوب ہیں ' حالانکہ خیام سے انہیں کوئي تعلق نہیں -

مسشرقین عمر یین کا عرصہ تک یہی خیال رہا کہ جسقدر زیادہ رباعیاں نکلتي آتي ہیں ' وہ سب کي سب عمر خیام ہی کي ہیں ' اور جن نسخوں میں تعداد کم ہے ' یا تو ناقص ہیں یا کسی شخص نے اپنے مذاق کے مطابق اصل دیوان رباعیات کا انتخاب کرلیا ہے - چنانچہ جب کبھی کسي زیادہ تعداد والے نسخہ کی ان میں سے کسي کو اطلاع ملی تو وہ اس درجہ خوش ہوا ' گویا علوم و حکمت کا کوئی گم شدہ ذخیرہ ہاتھ آگیا ہے ' یا برباد شدہ مدرسۂ اسکندریہ نے اپنے جائے وقوع کا سراغ پالیا ہے !

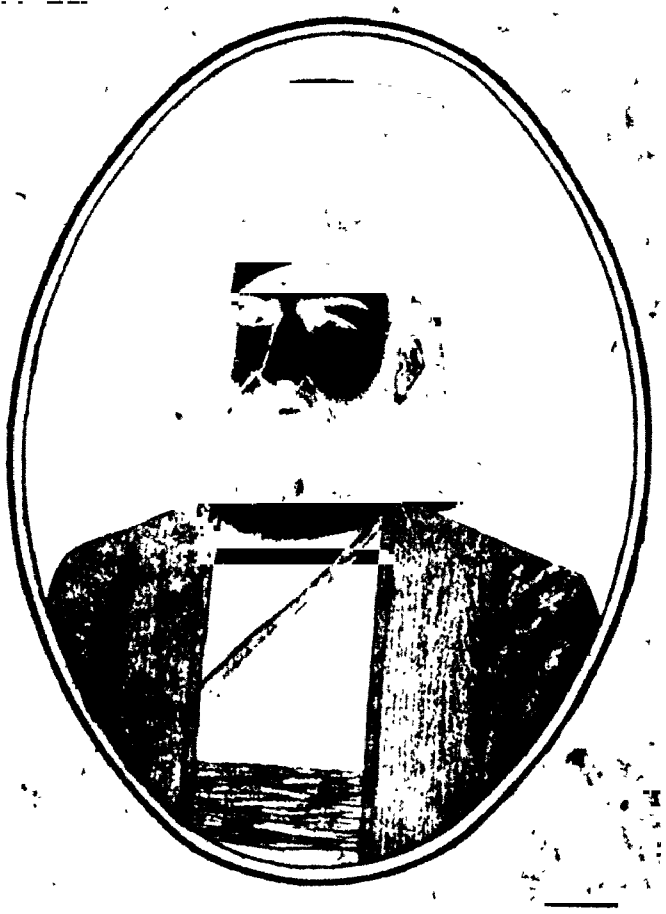

مجسمہ عمر الخیام (۱)

غالبا سب سے پہلے مستشرق بزرگ روسیہ ' پروفیسر والا نتین زوکوسکي (Valentin Zhukovski) نے اس غلطی کو محسوس کیا ' اور ایک محققانہ رسالہ عمر خیام پر لکھکر ثابت کیا کہ جو تعداد رباعیات منسوبۂ خیام کی اب الحاقي ہے ' اور بعد کو کسي غلط فہمی کي وجہ سے خیام کی جانب منسوب ہوگئي ہے -

یہ رسالہ سنہ ۱۸۹۷ میں " المظفریہ " کے رسائل کے سلسلہ سینٹ پیٹرزبرگ سے چھپ کر شائع ہوا - اس وقت سے یورپ اور امریکہ کے عمر یین و خیامیین کے حلقہ میں الحاقي رباعیات کی تحقیق و تجسس کي ایک نئي کاوش پیدا ہوگئي ہے -

پروفیسر زوکوسکي نے اپنے دعوے کے ثبوت میں ۸۲ رباعیاں پیش کي ہیں جو مختلف معروف و متداول نسخوں میں خیام کي طرف منسوب ہیں ' حالانکہ خیام سے انہیں کوئي تعلق نہیں -

---

(۱) مصورین یورپ نے اپنے عمر خیام کي جسقدر تصویریں بھیجي ہیں ' ان سب میں مسٹر کلبرٹ جسمس کے فلم صنیع کو عموماً زیادہ اعتراف کیا گیا ہے جس نے حال سال ایک انگریزي میگزین کے تحت میں بسرکر ڈالے - یہ تصویر اسي تصویر کو پیش نظر رکھکر منشي رحمت اللہ صاحب رعد نے " سوانح نظام الملک سلجوقي " کیلیے بنائي تھي - جو في الحقیقت ہندوستان میں سنگي طباعۃ و مصوري کے ایک نہایت مشق ماہر ہیں -

رہ در اصل شیخ عطار ' خواجہ حافظ ' مولانائے روم ' شیخ عبد اللہ انصاري ' اور انوري وغیرہ متوسطین شعرائے ایران کي ہیں -

اس مضمون کو پڑھکر مستشرقین فرنگ نے الحاقي رباعیات کی تلاش شروع کردي - پروفیسر براون نے ۱۲ رباعیوں کا اور ثبوت بہم پہنچایا ہے - انکے بیان کے مطابق اسوقت تک کل ۱۰۱ رباعیاں الحاقي ثابت ہوچکي ہیں - (ان نئي الحاقي رباعیوں کی تفصیل کیلیے پروفیسر براؤن کي تاریخ ادبیات ایران : Literary History of Persia, باب ۱۲ - صفحہ ۲۴۶ سے ۲۵۹ تک دیکھیے)

اسمیں شک نہیں کہ پروفیسر والانتین زوکوسکي کي تلاش و جستجو قابل تحسین ہے ' لیکن افسوس کہ مستشرقین کے بعض دیگر مباحث خیامیہ کي طرح یہ بحث ہمارے لیے چنداں قیمتي نہیں ہوسکتي ' اور نہ اس بارے میں پروفیسر مذکور کی تحقیقات کے ہم محتاج ہے -

اور وہ مشرق کے کسي ایسے شخص کي اعانت بہم پہنچا لیے جو فارسی شاعري کا تھوڑا سا بھي ذوق رکھتا ہے اور عام تذکروں اور دیوانوں کا مطالعہ کر چکا ہے ' تو اس مشکل کی قیمت چند سرسري امتحانوں کي نظر سے زیادہ نہ نکلتي اور بعید کسي زحمت و تلاش کے اس سوال کا حل ملجانا - بلکہ جس حد تک وہ حل ہوسکے ہیں ' اس سے نہیں زیادہ وسیع و تشفي بخش ہونا -

اصل یہ ہے کہ الحاقي کلام کا سوال صرف خیام ہي تک محدود نہیں ہے بلکہ ایک حد تک عام ہے - الحاقي منسوبات کي عام بلا سے شاید ہي کوئي مشہور شاعر بچا ہو - اس درجہ سے بھي نظر بلند کرکیجیے اور عام طبقۂ مشاہیر و اعاظم مصنفین مسلمین و متوسطین کو دیکھیے تو ہر علم و فن کے ارباب کمال اسي مصیبت سے دوچار نظر آئیں گے - آج کتني ہی تصنیفات ہیں جو امام ابو حنیفہ ' جابر طرطوسي ' ابن قتیبہ ' امام غزالی ' ابو معشر فلکی ' فخر الدین رازي ' بوعلی سینا ' معلم ثانی ' ابن عربی ' محقق طوسي وغیرہ ' سے منسوب ہیں جبکي مصنفات ہر عہد اور ہر حصۂ عالم میں معروف و متداول رہیں ' لیکن نظر و دقت سے دیکھا جائے تو اور سر تا پا الحاقی ہیں !

ناصر خسرو ' فردوسي ' خواجہ حافظ ' جلال الدین رومی ' حکیم سنائی ' سب کے دیوانوں کا یہي حال ہے - لیکن ان لوگوں کو ایک ادنی ذوق بھي فارسی شاعري اور مختلف اعصار ادب ؛ علوم کے متعلق حاصل ہے اور ہر شاعر کے انداز مخصوص اور افکار مخصصہ کے متعلق نظر و بصیرہ رکھتے ہیں ' وہ بغیر کسي رحمت و کاوش کے داخل نظر اندازہ کرلیتے ہیں کہ کس قدر کلام اصلي ہے اور کس قدر بعد کو اغلاط رواۃ و ناقلین اور سہو و التباس ناقلین یا بعض دسائس و اغراض متعصبہ و مذہبیہ سے ملادیا گیا ہے ؟

علی الخصوص عمر خیام کے متعلق تو یہ مسئلہ کچھ بھي دشوار نہ تھا - اسکا انداز بیان و نظم ایک خاص طرز کا ہے - وہ اپنے افکار شعریہ و حکمیہ میں بعض ایسي خصوصیات رکھتا ہے جو چند رباعیوں کے مطالعہ کے بعد ہي نمایاں ہوجاتي ہیں اور کسی دوسرے کا کلام سامنے آکر دھوکا نہیں دیسکتا -

تصوف و اخلاق سنائي اور عطار' دونوں کہتے ہیں - رزم و جنگ فردوسي اور نظامي' دونوں نے لکھا ہے - خمریات اور جام و صراحي حافظ کي طرح سب کے ہاتھہ میں ہے - تغزل اور زار و نیاز عشق میں سعدي کي طرح خسرو اور نظیري کي طرح عرفي کي کائنات شعر بھي معمور ہے' لیکن اس سے کیا ہوتا ہے ؟ گو ان سب کا لباس اور شکل و صورت ایک ہو لیکن ادائیں تو خاص خاص ہیں جو کسي طرح صاحبان نظر سے چھپ نہیں سکتیں :

من انداز قدت را مي شناسم !

میں تو کہتا ہوں کہ اُس شخص کیلیے فارسي شاعري کے ذوق و مطالعہ کا دعوا حرام ہے جسمیں اتني ادا شناسي بھي نہو کہ صرف کلام سنکر ایک شاعر کو اسکے دوسرے ہم رنگ و ہم فکر شاعر سے تمیز کرلے :

ہر کہ خواہد میل دیدن ' در سخن بیدل مرا !

علاوہ بریں جو رباعیات عمر خیام کے نام سے منسوب کي گئي ہیں' انکا بڑا حصہ فارسي کے تذکروں اور دیوانوں میں دیگر شعرا کے نام سے موجود ہے جسکے لیے کسي بڑے علمي تجسس کي ضرورت نہیں - تذکرہ دولت شاہ ' مرأة الخیال ' آتشکدہ ' مجمع الفصحا ' والہ داغستاني ' اس درجہ کي مشہور کتابیں ہیں کہ معمولي درجہ کے فارسی دانوں نے بھي اُنھیں ضرور دیکھا ہوگا - ان میں وہ رباعیات دوسروں کے کلام میں ہر شخص دیکھہ سکتا ہے - شیخ بوعلي سینا کي یہ رباعي ہمارے یہاں بچہ بچہ کي زبان پر ہے :

در دھر چو یک منے ز آن ہم کافر
پس در ہمہ دھر یک مسلماں نبود

لیکن بعض نسخوں میں اسے عمر خیام کے نام سے لکھدیا ہے - ہمارے یورپین محققوں کو یہ ثابت کرنے کیلیے بڑي ہي جانکاہ محنتیں گوارہ کرنی پڑیں کہ یہ رباعي خیام کی نہیں بلکہ شیخ کي ہے !

اسي طرح شیخ جامي کي لوائح ' لمعات ' شرح ابن فرض وغیرہ رسائل میں جو رباعیات وحدۃ الوجود وغیرہ کے متعلق بدرت درج کی گئي ہیں ' انکو بھي بعض ناقلین نے خیام کي طرف منسوب کردیا - پروفیسر ژوکفسکي نے انکي تحقیقات میں کئي سال بسر کیے اور سینٹ پیٹرز برگ کے کتبخانے کي ایک ایک کتاب دیکھہ ڈالي ' حالانکہ شیخ جامي نے یہ رسائل نہایت عام اور کثیر الاشاعۃ ہیں ' اور بمشکل کوئي فارسي داں شخص ایسا ہوگا جس نے انھیں نہ پڑھا ہو !

شیخ جامي کے بعد سب سے زیادہ التباس شیخ الاسلام انصاري کي بعض رباعیات میں ہوا ہے - شیخ کي مناجاتوں کا عام انداز یہ ہے کہ وہ پہلے نثر مسجع میں ایک دعا مانگتے ہیں یا رحمت و رافت الہیہ سے مخاطبہ کرتے ہیں - اسکے بعد ایک قطعہ یا رباعی مناسب مقام ایراد کرکے دوسرا مخاطبہ شروع کرتے ہیں - یہ رباعیات اکثر خود انہی کی ہوتی ہیں - کہیں کہیں دوسروں کی بھی لے لیتے ہیں - سوز و گداز ' والہانہ طلب و سوال ' عاشقانہ شکوہ و شکایت ' اور عارفانہ و حکیمانہ حکم و مقابلہ ' شیخ الاسلام کی نظم و نثر کی خصوصیات ہیں مگر یہي باتیں ایک دوسرے فلسفیانہ رنگ میں خیام کے ہاں بھی ہوتي ہیں - عوام تو اسمیں دھوکا ہوا اور شیخ کی بہت سی رباعیاں خیام کے نام سے نسخوں میں لکھدیں - رباعیات خیام کا جو نسخہ آجکل ایران اور ہندوستان میں رائج ہے ' اسمیں بھی شیخ کي متعدد رباعیات ملتي ہیں -

(ایک نئی دریافت)

یہاں تک تو ہم نے اُن الحاقی رباعیات کے متعلق لکھا ہے جنکي تعداد ایک سو سے متجاوز ہے اور جنکا بڑا حصہ پروفیسر والنتین ژوکفسکی نے تحقیق کیا ہے ' مگر اب ہم مستشرقین یورپ کي تحقیقات سے الگ ہوکر خود نظر ڈالنا چاہتے ہیں - خیام کي مسلمہ رباعیات میں سے جنکو تمام ناقدین و محققین و عمریین نے خیام کے مخصوص نوادر فکر و سخن میں سے شمار کیا ہے ' ایک رباعی یہ ہے :

من بندۂ عاصیم ' رضاے تو کجاست ؟
تاریک دلم ' نور و صفاے تو کجاست ؟
ما را تو بہشت اگر بطاعت بخشي
آن بیع بود ' لطف و عطاے تو کجاست ؟

اکثر تذکرہ نویسوں نے بھي اس رباعی کو خیام کے ترجمہ میں لکھا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ایک نہایت ہي بلند ترین مقام عبودیت و تذلل و اعتراف ہے جو بہتر سے بہتر طریقے ' اور موثر سے موثر انداز میں شاعر نے اسمیں بیان کیا ہے - اسکا حقیقي لطف صرف انہي صاحبان حال و کیفیت کو حاصل ہو سکتا ہے جو اس مقام تک پہنچ چکے ہیں -

قرآن حکیم میں برادران یوسف (علی نبینا و علیہ السلام) کا عزیز مصر سے کہنا اسي نکتہ کي طرف اشارہ ہے :

جئنا ببضاعۃ مزجاۃ فاوف لنا الکیل ' و تصدق علینا ' ان اللہ یجزي المتصدقین !

ہم ایک ناقص پونجي لیکر بڑے سامنے حاضر ہوے ہیں ' لیکن تو اُسکے نقص اور کمی کو نہ دیکھہ بلکہ اپنے لطف و کرم پر نظر رکھکر ہمیں بھرپور غلہ دیدے - یہ خرید و فروخت اور برابر کا معاوضہ نہیں ہے ' تجھسے بطور صدقہ و عطیہ کے طلبگار ہیں - خدا صدقہ دینے والوں کو اسکا بدلہ ضرور ہي دیتا ہے ! " بدریورہ کري آمدہ ایم نہ بہ تجارت "

و قال المتنبی :

وھبت علی مقدار کفی زمانا
و نفسي علی مقدار نفسک یطلب !

لیکن خیام کے مطالعہ کرنے والے تعجب سے سینگے کہ یہ رباعي خیام کي نہیں ہے بلکہ عارف مشہور و جلیل سلطان ابو سعید ابو الخیر قدس اللہ سرہ کي ہے !

سلطان ابو سعید کا کلام نظم غالبا ایک جگہ جمع نہیں کیا گیا - صرف تذکروں میں چند رباعیات مل جاتي ہیں - ان مشہور رباعیات میں یہ رباعي نہیں ہے - اسي لیے کسي شخص کو اسکی نسبت سبب پیدا نہیں ہوا - لیکن شیخ کے حالات و مقامات میں ایک نہایت ضخیم کتاب انکے پوتے شیخ محمد بن المنور بن ابو سعید نے لکھي ہے جسکا نام " اسرار التوحید في مقامات الشیخ ابي سعید " ہے - اسکا مطالعہ کرتے ہوے یکایک اس رباعي پر میري نظر پڑگئي - اسکے مصنف نے تصریح کردي ہے کہ ایک خاص وجداني حالت میں یہ دو بیتي شیخ کي زبان پر جاري ہوئي تھی -

اگر مزید تلاش کي جاے تو عجب نہیں کہ اسي طرح الحاقي رباعیات کے متعلق غیر متوقع معلومات جمع ہوجاے -

(نیا امریکن ایڈیشن)

اس تفصیل سے مقصود یہ تھا کہ نئے امریکن ایڈیشن کي مندرجہ رباعیات کي مقدار پر نظر ڈالي جاے - بیان کیا گیا ہے کہ اسمیں ٣١٨ رباعیوں کا ترجمہ دیا گیا ہے -

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ایڈیشن کے مولفین کے نزدیک اصلي مقدار اتني ہي ہے - مگر ہم کو یقین ہے کہ اسمیں ایک بڑي تعداد الحاقی رباعیات کي ہوگي - کیونکہ اگر سر گورلسلي کے نسخے کي تمام رباعیات اصلي تسلیم کرلي جائیں ' جب بھي اتني تعداد اصلی رباعیات کي ثابت نہیں ہوتي -

بہرحال ہمیں تعمیل و اشاعت کا انتظار کرنا چاہیے - مطالعہ کے بعد ہم اپني رائے قائم کی جاسکے گی -

مدارس اسلامیه

۱۰ مئي کا جلســـهٔ دهلي

(از جناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خانصاحب)

(۲)

(۲) اب جلسه کے واقعات سنیے :

(الف) سب سے پہلے پریسیڈنٹ کے انتخاب کا مسئلہ ہے - جلسہ ہي میں جناب پریسیڈنٹ صاحب سے صدارت کیلیے استفسار کیا گیا اور انھوں نے مہرباني فرماکر اپني رضامندي ظاهر فرمائي - پھر ان کے نام کی تحریک و تائید کي گئي - اس وقت کسی بزرگ نے کھڑے ہوکر اختلاف نہیں کیا - چونکہ یہ جلسہ ندوۃ العلماء سے متعلق تھا اس لیے یہ بہتر سمجھا گیا کہ کسي عالم کا انتخاب کیا جائے - میں بالکل یقین دلاتا ہوں کہ پریسیڈنٹ صاحب کے خیالات کے متعلق کسی کو بھي معلوم نہ تھا کہ کیا ہیں' نہ اس لحاظ سے ان کا انتخاب کیا گیا تھا - خدا کے فضل سے جناب پریسیڈنٹ صاحب اس وقت ہم میں موجود ہیں - ان سے دریافت کرلیا جائے کہ کس نے ان سے جلسے سے پہلے کیا کیا کہا تھا' اور انھیں کیا کیا ہدایت کي تھي ؟ بہرحال ان کا انتخاب کیا گیا - گو اور اچھے اچھے علماء بھي جلسہ میں تشریف رکھتے تھے ' لیکن قومي جلسوں کے قواعد و ضوابط کے متعلق (تحریک صدارت کرنے والوں کي ناقص رائے میں) جناب پریسیڈنٹ صاحب کو گروہ علماء میں نسبۃ زیادہ واقفیت معلوم ہوتي تھي - فرض کرلیجیے کہ اگر ان کا انتخاب نہ ہوتا ' تو میں دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ جس بزرگ کو دوسرے اصحاب اس جلسہ کي صدارت کیلیے پیش کرتے تو کیا اس قسم کے اعتراضات سے ان کا اسم گرامي محفوظ رہسکتا تھا - مثلاً اگر کسي تعلیم یافتہ شخص کو اهل جلسہ پیش کرتے تو سب سے پہلے اسکي نسبت بھی یہ اعتراض نہیں کیا جاتا ؟ کم سے کم مجھے معلوم نہیں ہے کہ وہ صدر انجمن صاحب جلسہ سے بہتر ایسے جلسہ کو زیر انتظام رہہ سکتے ' جیسا کہ ۱۰ مئي کا جلسہ تھا -

(ب) اس کے بعد میرے خطوط پیش کرنے کا واقعہ ہے - میں نے جلسہ میں وہ خطوط اور مضامین پیش کیے تھے جو اس کي موافقت و مخالفت میں میرے پاس آئے تھے - جہاں تک مجھے یاد ہے میں نے کسي ایک خط کو بھی نہیں چھوڑا تھا - مجھے معلوم تھا کہ جلسہ کي موافقت کے خطوط زیادہ ہیں اور اسیطرح مختلف شہروں کي انجمنوں نے جو کارروائیاں اپنے اپنے جلسوں کی بھیجي تھیں وہ بھي جلسہ کي موافقت میں زیادہ تھیں - اگر میں ان تمام کو پڑھتا تو کم از کم ڈیڑھ گھنٹہ جلسہ کا صرف ہوتا اور مجھے معلوم تھا کہ جلسہ کو تھکا دینے والي طوالت دي جائیگي - اس لیے میں نے یہ کہکر کہ " یہ خطوط جلسہ کي موافقت میں میرے پاس آئے ہیں لیکن ان کے پڑھنے میں آپ صاحبوں کا وقت ضایع ہوگا - اس لیے ان موافق اور مخالف خطوط کو میں میز پر رکھے دیتا ہوں ' جس صاحب کا دل چاہے انہیں دیکھ لے " یکر میں نے کاغذات میز پر رکھدیے - کسي صاحب نے اتني تکلیف بھی نہیں فرمائي کہ انہیں دیکھتے نہ کسي شخص نے مجھ سے خواهش کی کہ انہیں پڑھنا چاہیے - لیکن کیا تو یہ کیا کہ جلسہ کے بعد یہ اعتراض کرنے لگے کہ ان خطوط کو جو ندوہ کي موافقت میں زیادہ تھے نہیں پڑھا گیا - اب بھي وہ سب فایل میں موجود ہیں - جن صاحب کا دل چاہے انہیں پڑھکر اپنا اطمینان فرمالیں ' اور دیکھ لیں کہ موافقت کا حصہ ان میں زیادہ ہے یا مخالفت کا ؟

(ج) جلسہ کی بدنظمي کا بوجھ بھي جلسہ کرنیوالوں کي گردن پر ڈالنا ایک تسلیم شدہ بات سمجھي گئي ہے - مگر واقعات کبھي چھپائے سے نہیں چھپ سکتے - اصل واقعہ یہ ہے کہ اس جلسہ کو برهم کرنے کا فدرتي طور پر بعض اصحاب کے دلوں میں خیال تھا اور انکي دلي خواهش بھي کہ اس جلسہ میں کوئي کارروائي نہ هوسکے - اس کے ثبوت میں میں یہ عرض کرنا چاهتا ہوں کہ سب سے پہلے بولنے کے لیے جو صاحب کھڑے ہوے تھے وہ ندوہ کے ایک معزز رکن تھے ' اور پیہم جو کوشش اس فریق کي طرف سے بولنے کي هوئي وہ بھي کسي شخص پر پوشیدہ نہیں ہے - یہانتک کہ اسٹرائیک کا رزولیوشن جو سراسر اس گروہ کے لیے مفید تھا ' اسپر تم سے تم دو گھنٹہ تک جھگڑا کیا گیا - بالآخر پیش کرنیوالے نے اسے واپس لے لیا - اس کے علاوہ هر ایک شخص بولنے کے لیے کھڑا ہوتا تھا ' اور جب اُسے روکا جاتا تھا تو وہ کہتا تھا کہ ہمیں بولنے سے روکا جاتا ہے - لیکن بولنے کي یہ حالت نہي کہ صرف اسٹرائک کے رزولیوشن کے دو گھنٹے لیلیے تھے ' اور آخر میں وہ واپس لے لیا گیا تھا - خیر نہیں واپس لینے کي صورتمیں اور کتنی دیر لگتي - صاحبان ندوہ میں سے بعض اصحاب نے علی الاعلان یہ کہا کہ جلسہ کو جلد ختم کرنے کی کوشش کي جاتی ہے ' حالانکہ هم ایک مہینہ تک بیٹھنے کیلیے جائینگے - پھر سابق اس سے دو بڑھا کر انھوں نے ایک سال یا قیامت تک کی ایک سوتي سي قید بھی لگادي تھي - (مجھے الفاظ و مضمون ٹھیک یاد نہیں) -

ایک طرف یہ حالت تھی - دوسري طرف لوگ ان بیٹھکوں سے تنگ آ گئے تھے اور ان مضمونوں کی تقریروں میں آخر کار دراندازي کرنے لگے تھے - ایک اور گروہ تھا ' جو اس وجہ سے کچھہ خوش نہ تھا کہ ابھی تک ان میں سے بعض مضمونوں کو صدر انجمن صاحب نے بولنے کی اجازت نہیں دي تھی - اس گروہ کے بعض اصحاب بھي جلسہ کي بدنظمی کے ایک حد تک ذمہ دار تھے - اب ان واقعات کو پیش نظر رکھکر فیصلہ کرلیا جاے کہ کون کس حد تک جلسہ کی بدنظمی کا بوجھ اٹھا سکتا ہے -

ایک بزرگ جن ندوہ کے جو درویش و عالم بھی ہیں ' مجھ سے خود فرمایا کہ کس اب ہماري راے تو یہ ہے کہ اس جلسہ کو ختم کردیجیے ' کیونکہ گڑبڑ ہو رہی ہے - میں نے ان سے عرض کیا کہ اگر آپ کو جلسہ میں بدنظمی سے تکلیف ہو تو آپ مکان جاکر آرام فرمائیں ' یہ جلسہ اپنا کام کرکے ختم ہوگا - کیا یہ واقعات نہیں تھے ؟ اور کیا ان سے یہ نہیں سمجھا جاسکتا کہ دراصل جلسہ کو کون بدنظمی کا سکار بنا رہا تھا ' اور جلسہ بعبر بندوبست کے ختم کرنے کا کون خواهش مند تھا ؟ اس کے بعد یہ بھی سنیے کہ جب پریسیڈنٹ صاحب نے کمیٹی کے انتخاب کے رزولیوشن پیش ہونے وقت یہ فرمایا کہ میں مخالف اور موافق پانچ پانچ حضرات کو بولنے کی اجازت دوں گا ' اس کے بعد وقت لے لونگا - تو اس کی بھی مخالفت کی گئی - مگر جب پانچ پانچ حضرات دونوں طرف کے اپنی اپنی تقریریں ختم کرچکے اور پریسیڈنٹ صاحب راے لینے کے لیے آمادہ ہوے ' تو ارکان ندوہ میں سے اکثر حضرات اسی وقت جلسہ میں سے تشریف لیگئے -

(د) صدر انجمن صاحب پر یہ غلط الزام لگایا جاتا ہے کہ انھوں نے لکھنؤ کے کسی نواب زادہ کو جلسہ سے علیحدہ کردینا حکم دیا - حالانکہ اسکی کچھہ بھی اصلیت نہیں ہے -

(ه) یہ کہا جاتا ہے کہ جلسہ میں بہت سے اصحاب سکھائے ہوئے تھے - اس کے متعلق گذارش ہے کہ جس ذریعہ سے آپ

حضرات چاہیں اس امر کو تحقیق فرمالیں کہ جو صاحب باہر سے بلائے ہوے تشریف لائے تھے' ان میں سے کسی صاحب سے بھی ہم لوگوں نے کچھہ فرمایش کی تھی؟ دھلی میں جو پانچسو سے قریب ٹکٹ تقسیم کیے گئے تھے' کیا ان کے پاس ہم لوگوں نے کسی آدمی کو کچھہ سمجھانے کے لئے بھیجا تھا؟ کیا مدرسہ طبیہ کے طلباء سے ہماری کمیٹی کے کسی شخص نے کچھہ فرمایش کی تھی؟ بیشک کمیٹی کے سب ممبر ایک خیال کے تھے اور ان کے اکثر احباب ان کے ہم خیال تھے اخبارات میں کافی مضامین نکل چکے تھے - دھلی کے بہت سے پڑھے لکھے حضرات ان مضامین کو پڑھ پڑھکر اپنی اپنی رائیں قائم کرچکے تھے - ایسی حالت میں اکثر اصحاب کا اصلاح ندوہ پر اتفاق تھا - جس کی ضرورت کو ندوہ کے انصاف پسند حضرات نے خود بھی تسلیم کرلیا تھا اور ۱۰ - مئی کے جلسہ میں اس کا باقاعدہ اعلان بھی ہوچکا تھا - ان تمام باتوں کو پیش نظر رکھکر دھلی کے جلسہ کی عام رائے کے متعلق صرف یہی صحیح قیاس ہو سکتا ہے کہ وہ اصلاح ندوہ کے موید تھے اور کسی سے سبق لینے کے محتاج نہ تھے -

(ز) یہ تو بار بار لکھا جاتا ہے کہ جلسہ میں مدرسہ طبیہ کے طلبہ موجود تھے' لیکن کسی منصف مزاج نے یہ نہیں لکھا کہ مدرسہ امینیہ کے اور بعض دیگر اسلامی مدارس کے طلبہ بھی جلسہ میں اچھی تعداد میں موجود تھے' جو بغیر ٹکٹ کے آگئے تھے' اور جنھیں جلسہ میں شریک ہونے سے کسی نے بھی نہیں روکا تھا - ایک طرف کسی طالب العلم کو داخل ہونے سے منتظمین نہیں روکتے تھے اور دوسری طرف وہ یہ دیکھہ رہے تھے کہ حامیان ندوہ میں سے بعض اصحاب ایک ایک ٹکٹ کو بار بار استعمال کررہے ہیں' اور ان لوگوں کو داخل کررہے ہیں جنہیں وہ کسی نہ کسی خاص غرض سے داخل کرنا چاہتے تھے - کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ منتظمین کے رواداری کے برتاؤ کے سوا کچھہ بھی ان امور پر نوٹس لیا -

(ز) یہ بھی اعتراض کیا جاتا ہے کہ ریزولیوشن زبردستی پاس کرلیے گئے حالانکہ اکثر حاضرین جلسہ ان کے خلاف تھے - یہ اعتراض اور اسی قسم کے بعض دوسرے اعتراضات حقیقت میں اس قابل ہیں کہ ان کا کوئی جواب نہ دیا جاے تو زیادہ بہتر ہے - اس نہ بات سمجھہ میں آسکتی ہے کہ جلسہ خلاف ہو اور کوئی ریزولیوشن پاس کرلیا جاے' تو اعتراض بھی سمجھہ میں آسکتا ہے - واقعہ یہ ہے کہ جب موافقت کے لیے ہاتھہ اٹھانیکو کہا گیا تو بہتیرا سب نے ہاتھہ اٹھاے' لیکن جب مخالفت کے لیے ہاتھہ اٹھاے گئے تو میں نے خوب غور کرکے دیکھا' صرف دو ہاتھوں کے سوا کوئی تیسرا ہاتھہ ہوا میں بلند نہ تھا ! جلسہ میں سینکڑوں آدمی تھے اور وہ اس امر کی آسانی کے ساتھہ شہادت دے سکتے ہیں - ان سے دریافت کرلیا جاے تو اور بھی بہتر ہوگا -

(نتائج عاجلہ)

میں مختصر طور پر جلسہ کے حالات بیان کرنے کے بعد اس جلسہ کے نتائج پر بحث کرنا چاہتا ہوں جس کا وعدہ میں نے اپنے اس مضمون کے ابتدائی حصہ میں کیا تھا -

میں اس جلسہ کا نتیجہ سمجھتا ہوں کہ ان بزرگان ندوہ نے جو انصاف پسند ہیں' اصلاح کی طرف قدم بڑھایا ہے' اور وہ اب اصلی جد و جہد اصلاح کیلیے کررہے ہیں - ۱۴ جون کو انہوں نے اپنی انتظامی کمیٹی کے جلسہ کو بلایا ہے' اور احتدے میں حسب ذیل امور درج کئے ہیں - جن میں سے اکثر امور اصلاح سے تعلق رکھتے ہیں -

(ا) (الف) منظوری کارروائی جلسہ ہاے انتظامیہ گذشتہ -

(ب) حساب نہ ماہہ دار العلوم و ندوۃ العلماء پیش ہو -

(ج) جن مدرسین کی نسبت مہتمم صاحب دار العلوم نے اپنی رپورٹ سابع سدہ میں لکھا ہے کہ انہوں نے طلبہ کی اسٹرایک میں حصہ لیا ہے' ان کا معاملہ بعرض تصفیہ پیش ہو -

(د) جن طلبہ نے اسٹرایک کی تھی انکی وہ درخواستیں پیش ہوں کی جن میں انہوں نے اپنے قصور کی معافی چاہی ہے' میں نے (ناظم صاحب نے) تا تصفیہ جلسہ انتظامیہ ان کو دار العلوم اور دار الاقامۃ دونوں سے مستفیض ہونیکا عارضی حکم دیا ہے -

(ہ) سالانہ ندوۃ العلماء کے طلب کرنے کی جلد سے جلد ضرورت ہے' لہذا اس کے لئے تاریخ اور مقام کا تعین کیا جائیگا -

(و) مراسلہ ریاست بھوپال و رامپور مشعر الدواء امداد تعدادی ۵۰۰ روپیہ سالانہ بلا تعین مدت (پیش ہوگا)

(ز) بہ میر مفتی عبد اللہ صاحب اور قاضی تلمید حسین صاحب کی رخصت کے متعلق ہے)

(ح) ماسٹر دین محمد صاحب کے متعلق ہے)

(ط) (فیصلہ اول کی جلسہ کے انتظام کے متعلق ہے)

(ی) انتخاب ممبران مجلس ہاے دار العلوم و مال و کونسل نظامت و فہرست انتخاب ارائین نامزد شدہ (جو منسلک ہے)

(یا) تجویز متعلق نگرانی بورڈنگ ہاؤس -

(یب) معاملہ جلسہ دھلی منعقدہ ۱۰ مئی سنہ ۱۹۱۳ء و مراسلہ مولوی ثناء اللہ صاحب پریسیڈنٹ جلسہ دھلی بابت اطلاع تقرر کمیٹی برائے اصلاح ندوہ -

(یج) دیگر ضروری امور جو اس وقت تک ہنگامی طور پیش آجائیں یا ضروری تحریرات -

اس اجتدا سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ارکان ندوہ اپنے فرائض کے ادا کرنیکے کا اہتمام کررہے ہیں جو امید ہے کہ پورے ہوں گے - اور وہ پورے ہوگئے تو جسقدر انہیں خوشی ہوگی اسیقدر ہندوستان کے ان تمام مسلمانوں کو بھی ہوگی جو ندوہ کے ساتھہ دل چسپی رکھتے ہیں -

اس کے علاوہ ناظم صاحب ندوہ نے اعلان کردیا ہے کہ وہ قواعد و ضوابط کو درست کرنا چاہتے ہیں اور اس غرض کے لیے تمام مسلمانوں کو دعوت دے رہے ہیں - پس ۱۰ - مئی کو منعقد شدہ کمیٹی بھی اپنے خیالات کو ان حضرات کی خدمت میں پیش کرے گی' اور یہی اس کا فرض ہے - ان باتوں کا جو نتیجہ ہوگا' امید ہے کہ بہتر ہوگا اور ۱۰ - مئی کے جلسہ کی غرض کسی نہ کسی طرح پوری ہوجائیگی - بیشتر معزز ارکان ندوہ میں چند حضرات خاص طور پر معاملہ فہمی میں ممتاز ہیں - وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہمت اور صدق سے ندوہ کا نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہے' اور صحیح مطالبات کو قبول کرنا ندوہ کی فلاح اور بہبود کا باعث ہوگا - دوسری صورت میں قوم کے ایک حصہ کی دل چسپی ندوہ کے ساتھہ ساقط ہوجانیکا خوف ہے - پس مجھے امید ہے کہ خدا نے چاہا تو تمام معاملات درست ہوجائیں گے' اور آخرکار سب ملکر ندوہ کے ایسے ہی خادم بن جائیں گے - جیسے کہ پہلے تھے' اور واقعات کو منقلب ہوکر بالکل بدلا دیں گے -

بہت سے ایسے اعتراضات میں نے چھوڑ دیے ہیں جو اگرچہ صحیح نہیں مگر میں انہیں مہتم بالشان نہیں سمجھتا ہوں - میں نے ایسے واقعات بھی ترک کردیے جن کا اس وقت ذکر مصلحت کے خلاف ہے اور وہ مورخین میں پھر نا گوار بحث باعث ہوجائیں گے - اگر دمہ دار اشخاص ایسی بحثوں کو جہاں تک ہو سکے ضروری واقعات کو دہرانے کے لیے حسب ضرورت مجبور ہونا

محمد اجمل

کنیـڈا میں هندوستـــانیوں کي حـالت ز

آن چار جانباز هندوستانی عورتوں میں سے ایـک عورت جو جـابرانه قانون کا مقابله کرنے کیلیے کنیڈا میں داخل هوگئي هیں !

کنیڈا میں هندوستانیوں کے رهنے کا مکان

سردار نیحا سنگه جو کنیڈا کے نو آباد هنـدوستـانیوں کے ایـک با اثر لیدر هیں -

"یه لوگ همارے ملـک میں حـاکم بننے چلیے آئے هو - هم تمهارے یہاں قلی بننے لیلیے جائے هیں اسپر بھي تم همیں آنے کی اجازت نہیں دیتے ؟ "

[کردت سنگه]

بهر زمین که رسیدیم آسمان پیدا ست !

کنیڈا میں جو جهاز نوآباد هندوستانیوں کو لیکر سردار کردت سنگه گئے تھے اور جو بالاخر ظلم اور جنسیت قومی کے تعصب سے شکست کھا کر غالباً واپس آجانے والا هے' اسکے ساحل کنیڈا تک پهنچنے سے پیشتر مندرجه ذیل مراسلت مشهور اهل قلم سیته نهال سنگه کے گریفک لندن کو بھیجي تھي' جو تازه ولایت کی ڈاک میں آیا هے :

"کنیڈا میں هندوستانیوں کي نو آبادي کا مسئله سخت خطرے کی حالت میں نظر آتا هے - ۳۷۵ هندوستاني ایک جاپانی جهاز میں کولمبیا روانه هوگئے هیں - هندوستان کے باشندوں نے یه جهاز جاپان کے ایشیائیوں سے کرایه پر لیا هے' اور دونوں قسمان طور پر کنیڈا سے اپنے حقوق کے داد خواه هیں !

هندوستاني نهایت استقلال و جوش اور جاں نثاري کے ولولوں کے ساتھه روانه هوے هیں' اور اس بات پر تلے هوے هیں که برطاني رعایا هونیکی حیثیت سے اپنے حقوق حاصل کرینگے - انکا مقصود ایک عملی آزمایش کے ذریعه اس سوال کو حل کرنا هے که آیا سلطنت برطانیه کا ایک جز هونے کے لحاظ سے انهیں کنیڈا میں رهنے کا حق حاصل هے یا نهیں ؟

ان هندوستانیوں میں زیاده تعداد اُن سپاهي پیشه سکھوں کی هے جو زمانۂ حال کی انگریزي لڑائیوں میں ایک تاریخي امتیاز حاصل کرچکے هیں - وه تاج انگلستان کے لیے هندوستان کے اندر اور هندوستان کے باهر (مثلاً سرحد افغانستان ' تبت' چین سالي لنیڈ) میں لڑچکے هیں اور بارها اپنا خون بهاچکے هیں - ان لوگوں میں شاید هی کوئي شخص ایسا هوگا جسکو نه دیکھا هوگا که اسنے فرانس اور محبوب رشته داروں میں سے کوئی نه کوئی سرفروش اس سلطنت کے لیے اپنا خون نه دیا هو' جسکے تاج سلطنت کا سب سے زیاده قیمتي نگینه هندوستان هے - بهر حال اس بحث کو جهوڑ کر که سکھوں کے حقوق ایک وفادار برطانی سپاهی هونے کي حیثیت سے خاص نوعیت رکھتے هیں - عام قومي اور قانونی لحاظ سے دیکھو' جب بھی یه ایک نهایت هی افسوسناک اور ناقابل تحمل منظر هے - هندوستان هی کے باشندے هیں جنهوں نے محنت و مزدوري کرکے ان نو آبادیوں کو یورپ کي دار الحکومتوں کا هم سر بنا دیا هے ' لیکن آج نهایت بے دردي کے ساتھه ان پر اسکا دروازه بند کیا جا رها هے - بظاهر ایسے پر فریب قواعد وضع کیے گئے هیں جنسے معلوم هوتا هے که یه دروازه بعض رعیتوں کے سامنے ایسک کھلا هے ' مگر فی الحقیقت وه پوري طرح بند کردیا گیا هے - مثلاً ایک ظرف یه قاعده رکھا هے که نو آباد هندوستاني کولمبیا میں ایک هی ٹکٹ پر نه آئے ' دوسري طرف حکم دیدیا گیا هے که اگر وه کسي حکمه جهاز بدلے تو اُسکو اُسے بڑھنے کي اجازت نه دي جائے - اسکا صاف مطلب یهي هوا که کوئی هندوستانی کولمبیا نه جائے - یه قانون یهاں تک سخت کردیا گیا هے که نو آباد هندوستانیوں کي بی بیاں بھي اپنے شوهر کے پاس جانے سے روک دي گئی هیں - یه ایک ایسي کھلي وحشت هے جسے اسکی حالت پر چهوڑ دینا کوئی انسان گوارا نه کریگا !

جو هندوستانی پیشتر سے وهاں موجود هیں' ان پر بھي ٹکٹوں کا دروازه بند کردیا گیا هے - ساتھه هي ایک طرف تو حکام نے هندوستانیوں کي بیبیوں کو اندر

مظلوم هندوستانیوں کي بے بسي کا ایک منظر ! کنیڈا کے حکام صیغۂ مهاجرت کے نو آباد هندوستانیوں کو یهاں صعیبت دیتا هے !

تاریخ حیات الہلال

مسئلـــہ قیـــام الهـــلال

الهلال نمبر ۱۲ کا مضمون بعنوان " مسئلہ قیام الهلال کا آخری فیصلہ " پڑھکر ایسا صدمہ ہوا کہ اسکا اظہار احاطۂ تحریر سے باہر ہے - نہیں معلوم کونسا جادو اس مضمون میں تھا کہ پڑھتے ہی دل ہاتھ سے جاتا رہا اور آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا - مولانا ! سچ سچ عرض کررہا ہوں کہ اول تا آخر ایک ایک لفظ مکرر سہ کرر پڑھا ' اور غور کرتا رہا اور کرتا ہوں کہ نہ معلوم ہم عاجزوں کیلیے کونسا انقلاب اور کیا حشر ہونے والا ہے ؟

جناب نے فرمایا ہے کہ " الہـلالؔ نے خدا سے مہلت مانگی تھی کہ اپنے سامنے اپنے بعض مقاصد کو دیکھ لے " اور " اب دیکھتا ہوں کہ الهلال اپنا پہلا کام پورا کرچکا ہے اور اپنے بعض مقاصد اپنے سامنے دیکھ رہا ہے " لیکن مولانا ! خود اپنے ہی ضمیر سے فیصلہ طلب کیجیے کہ کیا " بعض مقاصد " ہی کے پورا کر دینے سے کام انجام پاسکتا ہے ؟ اگر نہیں تو پھر کیا ہم گم گشتگان ضلالت کو یہم بسمل چھوڑ نے ہی کے لیے الهلال جاری کیا گیا تھا؟ اگر ایسا تھا (خدا نہ کرے کہ ایسا ہو) تو بہتر تھا کہ اس کام کا بیڑا ہی نہ اٹھایا جاتا - نہ کہاں کا انصاف اور قانون ہے کہ ادھورا چھوڑ کر اعراض کیا جاے -

---

(بقیہ مضمون صفحہ ۱۹ کا)

آدمی ممانعت کردی ' دوسری طرف یہ رپورٹ عام طرحسے پھیلادی گئی کہ ہندو (ہندوستانیوں کو کینیڈا میں ہندو کہا جاتا ہے خواہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہوں - جس طرح عرب کو باشندہ ہند کو ہندو کہتے ہیں - الهلال) بالطبع نہایت اوباش ہیں - اور ادنی اخلاقی و معاشرتی حالت کی متمدن آبادی متحمل نہیں ہو سکتی !

وہ ہندؤں کی جماعت جو کینیڈا میں کوماگاٹا ٹوماروجہاز پر روانہ ہوئی ہے ' صرف یہ دکھلانا چاہتی ہے کہ ہندوستانی کورنمنٹ کیسے پیچیدہ طریقوں سے ہندوستانی نو آبادیوں کو روک رہی ہے ؟

یہ جہاز جو ہندوستان سے روانہ ہوا ہے اسمیں کوئی کارکن ' مبشر نہیں - فقط ہمت کے قلی ہیں - یہ غیر معمولی ملازم نہیں ہیں ' اسوجہ سے انھیں مجبور نہیں کیا جاسکتا کہ ہندوستان لوٹ جائیں -

اس بات کو دائمی طور پر تحقیق کرنے کے بعد ہمیں پتہ لگا ہے کہ سکھوں کے ساتھ انصاف نہیں کیا گیا ہے اسمیں ایک حد تک غلط فہمی کو بھی دخل ہے - وہ ایسے وقت میں آئے جبکہ وہاں کے لوگ خبیثوں اور ما تحتوں سے بگڑے ہوے تھے - چونکہ یہ بھی مشرقی تھے اسلیے انکے ساتھ بھی چینیوں اور جاپانیوں کی طرح سلوک کیا گیا اور اس بات کا خیال کیا نہیں کیا گیا کہ ہندوستانی برطانی رعایا ہیں -

سلطنت کے بسطہ خیال سے ہر خیر خواہ برطانیہ اس واقعہ کو افسوس کی نظروں سے دیکھیگا - اگر ہمیشہ کے لیے یہ انفعال انگیز طریقہ قائم رکھا تو بہت ممکن ہے کہ ہندوستان میں سخت بے چینی اور اضطراب پھیل جاے "

(نہال سنگھ)

]

میں نہایت عاجزی سے گذارش کرتا ہوں کہ " مسئلۂ قیام الهلال " کے اخیری فیصلہ " کا فیصلہ جلد ہی سنا دیجیے تاکہ انتشار و تردد رفع ہو جو اب نہایت شاق گذر رہا ہے اور فیصلہ موافق ہوا تو بہتر ' اور اگر بھی مخالف ہوا تو پھر بدستور اپنے اس اصول کے کہ " ایک قطعی فیصلہ کرنے میں میرے ساتھی ہر جائیں " یہ احقر بھی آپکا ساتھ دینے سے گریز نہیں کریگا - انشاء اللہ تعالی - الحمد للہ میں بھی پہلی منزل بوری کرچکا ہوں اور میرے سامنے بھی دوسری منزلیں تھرل دینے کئی ہیں - میں بھی آنکے طے کرنے کے لیے کمر بستہ ہوجاؤنگا - ناظرین الهلال بھی اپنی پہلی منزلیں ختم کرچکے ہونگے اور دوسری کے طے کرنے کیلیے تیار ہونگے ' اگر وہ خدا نخواستہ اپنی آیندہ منزلیں طے کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں تو انا للہ و انا الیہ راجعون -

آخر میں ناظرین الهـلال سے درخواست ہے کہ ۱۲ روپیہ سالانہ خدمت دینے پر تیار ہوجائیں - اگر وہ رضامند نہیں ہیں تو ایک پیسہ کا کارڈ ڈالکر خریداری سے سبکدوش ہوجائیں - اگر کوئی ایسا خط وصول نہ ہو تو ۱۲ روپیہ پر رضامند سمجھ لیا جاے اور آیندہ ۱۲ روپیہ سالانہ قیمت مقرر کردی جاے -

نئیں خریداروں کی فہرست منسلک عریضہ ہذا ہے :-

احمد علی خریدار نمبر ۳۸۹۲ - از بھٹنڈا -

آپکے اخبار کے مضامین نے جو اثر میرے دل پر کیا ہے اسکا حال - جے ہی معلوم ہے - آپکا اخبار بے علموں کیلیے ایک ایسا مقدس ذریعہ علم ہے ' جس سے بہت دین اسلام کی حقیقی اور روحانی معلومات حاصل ہوتی ہیں - خداوند کریم آپکو جزاے خیر دے - اسے اخبار کیلیے قیام و عدم قیام کا سوال پیدا ہونا ہم مسلمانوں کیلیے حیف ہے - میرا تو یہ خیال ہے کہ ہر مسلم کے ہاتھ میں یہ پرچہ ہونا چاہیے - فی الحال تین اصحاب کے نام اخبار روانہ کیجیے آیندہ بھی انشاء اللہ کوشش کرونگا - وما توفیقی الا باللہ -

براے خدا الهلال کے بند ہونیکا ہرگز ارادہ بلکہ وہم بھی نہ فرمائیں اللہ مددگار ہے فقط والسلام -

عزیز الدین - خریدار نمبر ۳۹۹۳ از لاہور

آج اتفاق سے ایک بزرگ سے الهلال کا پرچہ نمبر ۲۰ اور ۱۹ جو ایک ساتھ شائع ہوا ہے ' چند مدت کے لیے دیکھنے کو ملگیا - الهلال کی توسیع اشاعت کیلیے اہل دل حضرات جان و دل سے کوشاں ہیں - خاکسار ایک غریب طالب العلم ہے ' عربی پڑھتا ہے ' اتنی اوقات نہیں جو آٹھ روپیہ گھر سے دیکر الهلال کا خریدار بن جاؤں - کیا یہ ممکن ہے کہ آپ میرے اس عریضہ کو اپنے پرچہ کے کسی گوشہ میں جگہ دیدیں ؟ بہت ممکن ہے کہ میری عرضی شرف قبولیت کو پہونچ جاے ' اور کوئی صاحب دل حضرت ایک سال کے لیے الهلال میرے نام آپکو قیمت بھیجکر جاری کرادیں -

خاکسار سید محمد منصور احمد

معلم اورینٹل ڈاکخانہ بصرہ - ضلع مونگیر

الهـــلال :

ادارۂ الهلال کا اظہار اشاعت کے لیے یہ طریقہ رہا ہے کہ توسیع اشاعت اور اعانت طلبا وغیرہ کی غرض سے بھی کسی پر بار ڈالنا پسند نہیں کیا گیا اور پہلے سال پانچ سو پرچے طلبا کو نصف قیمت پر ' اور سو کے قریب مفت ' اور اسی طرح دوسرے سال چھ روپیہ قیمت پر کئی سو پرچے جاری کردیے -

یہ پہلی درخواست ہے جسکا جواب ادارۂ الهلال کے جود و کرم دانا بلکہ قارئین کرام کے آگے بعرض جواب پیش کیا ہے -

خیال میں جو خریدار اس وقت ہیں اُنہی کو بذریعہ الہلال اطلاع دیکر قیمت ڈیوڑھی یا دوگنی کردینے کی خبر دینی چاہیے - میں امید رکھتا ہوں کہ جتنے خریدار اس وقت الہـــلال کے ممبر ہیں وہ انشاء اللہ تعالی بڑی خوشی اور رضا و رغبت کے ساتھہ اضافہ کو منظور کرکے قیمت ادا کرینگے -

مجھے عرض کرنے کی کچھہ ضرورت نہ تھی' جن جن اشخاص نے الہـــلال دیکھا ہوگا وہ جانتے ہونگے ' اور آپ بھی اچھی طرح واقف ہیں - بے شک دعوۃ دینی اپنی پہلی منزل سے گذر چکی ہے مگر اسکا قیام و استحکام صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ تعلیمات برابر جاری رہیں اور ترغیب و تحریص کا سلسلہ نہ ٹوٹے - خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے الہـــلال کو قائم و برقرار رکھے اور اسکے دلی ارادوں کو کامیاب فرماوے -

محمد زمان ' معرفت محمد ابراهیم ' ٹھیکہ دار
از کلو - ایس - ایس - برما

افسوس مسئلہ الہـــلال پر خریداران الہـــلال نے پوری توجہ نہ کی' اگر ایک ایک خریدار بنائے تب بھی مسئلہ الہلال کی بابت آپ کو نمبر ۱۹ و نمبر ۲۰ میں درج کرنا نہ پڑتا - خدا تعالی اس چراغ کو قائم رکھیگا - میرے نام الہـــلال کی قیمت بجائے آٹھہ روپیہ کے بارہ روپیہ درج کی جاوے - دوسرا پرچہ زیادتی چندہ کا وی - پی - روانہ فرماویں ایک خریدار پہلے دے چکا ہوں -
دوسرے کا پتہ درج ذیل ہے -

فضل الہی ارکلو - ایس - ایس - برما

الہـــلال کی نسبت میری رائے یہ ہے کہ یہ پرچہ ملک دیواسطے رحمت الہی ہے' اسکی بسیطرح کی کمزوری ملک کے واسطے سب سے بڑی مصیبت ہوگی ' لہذا اگر آپ اسکی قیمت میں اضافہ کردیں تو میں نہایت خوش ہونگا تاکہ مالی کمزوری باقی نہ رہے - دو خریدار جدید پیش کرتا ہوں -

محمد انواس عفی عنہ - از ملیح آباد - لکھنؤ

رُخِ گلگوں کو بچایئے!

قدرتی حسن کیا ہے؟ ایک احسان ہے - جسکا بہترین پیرایہ شکر گذاری اسکی نگہداشت ہے - سرد ممالک کی مرطوب آب و ہوا بلغم نہیں - تو نہو لیکن ہندوستان جیسے گرم ملک میں مروجہ پومیڈ اسپرٹ میں حل کیے ہوئے رنگوں کا استعمال گلگوں رخساروں کے لئے جسقدر مضر ہوگا اس کا اندازہ آپ خود ہی فرمالیں -

تاج گلگونہ عنبر - ہر قسم کی اسپرٹ - چربی اور رنگ کی آمیزش سے پاک ہے - اور یہی وجہ ہے کہ تھوڑے ہی زمانہ استعمال میں یہ انسانی چہرہ میں ملاحت - بالوں میں ملائمیت اور جلد میں ایک فطرتی دمک پیدا کردیتا ہے - اور مروجہ پومیڈ کی شیشی سے ڈیوڑھی مقدار میں - خوبصورت لیبل لگی ہوئی شیشی میں محفوظ ہے - قیمت فی شیشی بلخ آنہ (۵ر)
تمام بڑے بڑے سوداگروں سے یا براہ راست کارخانہ سے طلب کیجئے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

تیـــــــار کردہ

دی تاج مینوفیکچری (بمبئی و دہلی) صدر دفتر دہلی

خانہ زادِ چمن!

جس طرح نسیم سحری کا پہلا جھونکا - موجِ بوئے گل سے ہم آغوش ہوکر ایک عالم کو مست الست کردیتا ہے بعینہ اسی طرح **تاج بخور عنبر** کی موجی حرکت شام دماغ کو مسحور کرکے انسان کو از خود رفتہ کردیتی ہے - اور اُسے نہیں معلوم ہوتا کہ خود صحن چمن میں ہے - یا چمن ہی کی رعنائی و زیبائی قوت سے صحن دماغ میں منتقل ہوگئی ہے اگر سنگھار میز کی دستکاریاں قدرتی حسن میں رعنائی و ناز انداز اضافہ کرتی ہیں تو بلا مبالغہ تاج بخور عنبر کی شگوفہ کاری ایک ہی دلپسند سے ممند ناز پر تازیانہ بجاتی ہے *
ایک اونس کے خوبصورت بکس میں جو مہینوں کو کافی ہے قیمت ۱؎ تمام بڑے بڑے دوکانداروں سے یا براہ راست کارخانہ سے طلب کیجئے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

تیـــــــار کردہ

دی تاج مینوفیکچری (بمبئی و دہلی) صدر دفتر دہلی

بہشتی قطرے!

ہندوستان کے باغ جنت کے چیدہ اور تازہ پھولوں کی روح ہر جلیس کے لئے کشت زعفران ایک نئی وضع کے نازک اور خوشنما شیشیوں میں سنہری ٹیوپ کے اندر رکھی ہوئی تین مختلف خوشبوئیں ہیں - اور جو نہ صرف عطر پرستوں ہی کی محبوب ہیں - بلکہ ہر طبقہ کے باذوق اور نازک دماغ اصحاب حکمار - اطبار - ایڈیٹرز - مشاہیر و اکابر انکو قدسیان ارم کا تحفہ سمجھتے ہیں *

تاج قطرہ نسیم ۱؎ تاج روح شمیم ۱؎
فی شیشی ایک ڈرام عطر فی شیشی ایک ڈرام عطر
تاج موج نسیم ۱؎
فی شیشی ایک ڈرام ۱۲ر
علاوہ خرچہ پیکنگ و محصول ڈاک
تمام بڑے بڑے دوکانداروں سے یا براہ راست کارخانہ سے طلب کیجئے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

تیـــــــار کردہ

دی تاج مینوفیکچری (بمبئی و دہلی) صدر دفتر دہلی

روزانہ الہـــلال

چونکہ ابھی شائع نہیں ہوا ہے ' اسلئے بذریعہ ہفتہ وار - شائع ہوتا ہے اور اسمیں ایڈیٹری یعنی - دوسرے کام کے کل دار بلدگ ہوش ' میز پوش ' خوان پوش ' پردے ' دستار چوغے ' کرتے ' شال پاجامے ' شال ' الوان ' حمائلیں ' لولیاں ' نقاشی مقفا ہوئی سامان ' مشک ' زعفران ' سلاجیت ' ممیرہ - جدوار ' زیرہ ' کل نقشہ وغیرہ وغیرہ ہم سے طلب کریں - فہرست مفت ارسال کی جاتی ہے - (دی کشمیر کوآپریٹیو سوسائٹی - سری نگر - کشمیر

اشتہـــار

ٹھہ کی مشہور و معروف اصلی قندیجی اس پتہ سے مانگئی
جنرل ایجنسی آفس نمبر ۱۵۶ اندرکوٹ شہر میرٹھہ

دیـــوان وحشـــت

یعنی مجموعۂ کلام اردو و فارسی جناب - بابو رما علی صاحب - وحشت

یہ دیوان فصاحت و بلاغت کی جان ہے ' جسمیں قدیم و جدید شاعری کی بہترین مثالیں موجود ہیں ' جسکی زبان کی نسبت شاعر عصر متفق ہیں کہ دہلی اور لکھنؤ کی زبان کا عمدہ نمونہ ہے ' اور جو قریب قریب کل اصناف سخن پر محتوی ہے - اسکا شائع ہونا شعر و شاعری بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ اردو لٹریچر کی دنیا میں ایک اہم واقعہ خیال کیا گیا ہے - حسن معانی کے ساتھہ ساتھہ سلاست زبان ' چستی بندش اور پسندیدگی الفاظ نے ایک طلسم شگرف باندھا ہے کہ جسکو دیکھکر سخنہ سنجان سخن نے اختیار تحسین و آفرین کی صدا بلند کی ہے -

مولانا حالی فرماتے ہیں ....." آیندہ کیا اردو کیا فارسی دونوں زبانوں میں اتنے بڑے دیوان کے شائع ہونے کی بہت ہی کم امید ہے ..... آپ قدیم اہل کمال کی یادگار اور انکا نام زندہ رکھنے والے ہیں - " قیمت ایک روپیہ -

ملنے کا پتہ

عبد الرحمن ' اثر - نمبر ۱۶ - دوایہ روڈ - ڈاکخانہ دالیگنج - کلکتہ

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (القرآن الحکیم)

الہلال

Telegraphic Address
" Alhilal Calcutta
Telephone, No. 648

نار ۽ پيغام
" الهلال كلكته
تيليفون نمبر ۶۴۸

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوص
احمد المکنی بابی الکلام الدهلوی

منام اشاعت
۱۲ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکته

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۲ | دلکشه چهار شنبه ۱۳ شعبان ۱۳۳۲ هجري | جلد ۵

Calcutta Wednesday, July 8, 1914.

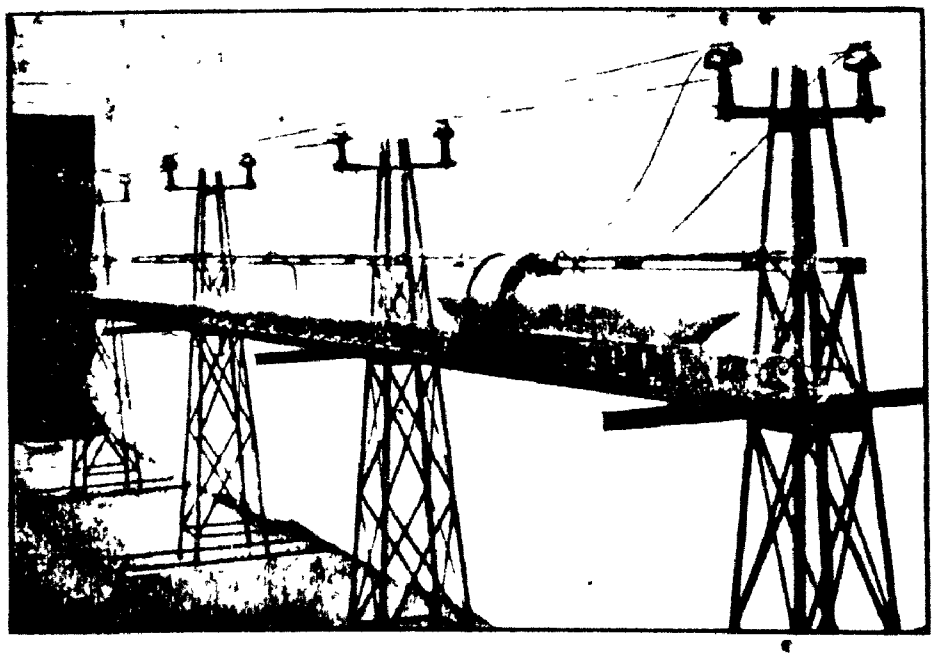

۳۱

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor,

Abul Kalam Azad

11 McLeod Street

CALCUTTA

Yearly Subscription Rs 8

Half yearly 4-14

الہلال

مدیر مسئول و رئیس قلم تحریر

احمد بن الشیخ محمد ذبی بن الشیخ الاسکندرانی الازہری المدنی

مقام اشاعت

۱۴ — مکلوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

ٹیلی فون نمبر ۶۴۹

سالانہ — ۸ — روپیہ

ششماہی — ۴ — ۱۲ — آنہ

نمبر ۲

کلکتہ: چہار شنبہ ۱۳ شعبان ۱۳۳۲ ھجری

Calcutta: Wednesday, July, 8. 1914.

جلد ۵

شذرات

حادثۂ کرانچی

کرانچی کی بائسکوپ کمپنی کے مقدمے کے متعلق پچھلے ہفتے ہم نے کچھ نہیں لکھا - باوجودیکہ ہمیں معلوم ہوچکا تھا کہ مجسٹریٹ نے مقدمہ خارج کردیا ہے -

اسکا سبب یہ تھا کہ تفصیل صحیح کے منتظر تھے اور اُن وجوہ کو معلوم کرنا چاہتے تھے جنکی بنا پر مقدمہ خارج کیا گیا ہے -

جس تار میں مقدمے کے خارج کیے جانے کی خبر دی گئی تھی اسی میں میر محمد ایوب صاحب بیرسٹرایٹ لا کراچی کا یہ بیان بھی نقل کیا تھا کہ "اس فلم کو (حضرت) پیغمبر اسلام (صلے اللہ علیہ وسلم) سے کوئی تعلق نہیں" میر طاہر کیا تھا کہ انھوں نے یہ رائے فلم کے دیکھنے کے بعد قائم کی ہے -

مجسٹریٹ شہر کے خود جا کر اس فلم کو دیکھا اور اسکے بعد مدعی سے کہا کہ مقدمہ اُٹھا لے - اُس نے انکار کیا اور مقدمہ خارج کردیا گیا -

اس تار کے پڑھنے سے یہ خیال پیدا ہوتا تھا کہ بہت ممکن ہے اس معاملے میں عام مسلمانوں کو کچھ غلط فہمی ہوگئی ہو اور انھوں نے عربی لباس میں تصویروں کو دیکھکر بجائے خود یہ نتیجہ نکال لیا ہو کہ پیغمبر اسلام (صلے اللہ علیہ وسلم) کو اس فلم میں دکھلایا گیا ہے -

یہ بھی بالکل سچ ہے کہ مراکش، مصر، سوڈان، اور بلاد عرب کے بعض امرا و رؤساء کے متعلق فرانس میں صدہا حکایتیں تصنیف کی گئی ہیں اور ان میں مسلمانوں کی بدوبت، خونریزی، ظلم و ستمگاری، نفس پرستی، اور حرم کی فرضی زندگی کے مذموم واقعات دکھلائے گئے ہیں - بعض حکایتوں میں آخری نتائج کسی قدر تعصبی نما ہوتے ہیں - مثلاً ایسی حکایتیں جن میں انکی سخاوت، دوست داری، وعدے کی پابندی، اور مہمان پرستی کے مناظر بھی آتے ہیں، تاہم جونکہ مسلمانوں کے متعلق صدہا غلط بیانیوں کا اعتقاد عام طور پر راسخ ہوگیا ہے - اسلیے ان میں بھی کثرت ازدواج، شدت و افراط طلاق، اور حرم کی مذموم و وحشیانہ عیش پرستی کا تذکرہ ضرور ہی آجاتا ہے -

کئی سال ہوئے، ایک باہر کی کمپنی بمبئی میں آئی تھی - میں نے اسکا چھپا ہوا پروگرام دیکھا تھا جسکی سرخی "مولائی حفیظ کا انصاف" تھی - پڑھنے سے معلوم ہوا [illegible]

مراکشی امیر اور ایک فرانسیسی جنرل کی بیوی کا قصہ ہے - مراکشی امیر مولائی حفیظ سلطان مراکش کے ہاں اسے دیکھکر عاشق ہوجاتا ہے اور صحرائی بدوؤں کی ایک جماعت بھیجکر گرفتار کرلیتا ہے - فرانسیسی جنرل اپنی حکومت سے طالب اعانت ہوتا ہے مگر وہ کچھ نہیں کرسکتی، اور بڑی تلاش و جستجو کے بعد بھی مفقود الخبر عورت کا پتہ نہیں لگتا - آخر وہ سلطان کے پاس جاتا ہے اور اسکے نعمت کا پایہ پکڑکے روتا ہے - سلطان متاثر ہوکر وعدہ کرتا ہے اور بادیہ نشین قبائل کے ایک شیخ کو بلاتا ہے - شیخ جاتا ہے اور ایک پرانے کھنڈر کے تہ خانے سے عورت کو نکالکر زندہ گرفتار کردیتا ہے

اسکے بعد مراکشی امیر گرفتار ہوتا ہے اور سلطان کے آگے مقدمہ پیش کیا جاتا ہے - وہ حکم دیتا ہے کہ ایک خونخوار شیر کے پنجرے میں زندہ ڈالدیا جائے -

اس حکایت میں بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک مسلمان سلطان کے انصاف، مساوات، اور عدالت میں عدم امتیاز مسلم و مسیحی کا نمونہ پیش کیا گیا ہے - لیکن در حقیقت اس سے ایک طرف تو مسلمان امرا کی وحشت و نفس پرستی دکھلانا مقصود ہے، دوسری طرف انصاف کے پردے میں مولائے عبد الحفیظ کی خونخواری اور درندگی، کہ مجرم کو زندہ شیر کے آگے ڈالدیا!

میں اس فلم کو دیکھنے نہیں گیا - میرے ساتھ ایک پارسی شخص تھا - جب مراکشی امیر کے حرم کے وحشیانہ مناظر آئے تو وہ مجھسے بولا - میں نے کہا کہ واقعات میں جو جزئیات دکھلائے گئے ہیں وہ عقلاً مستبعد ہیں، اور کوئی مسلمان ایسا نہیں کرسکتا - اُس نے کہا "اس حکایت کا مصنف مسلمانوں کا دوست ہے - ایک مسلمان بادشاہ کا انصاف دکھلا رہا ہے - وہ اوپر تہمت نہیں تراش سکتا" میں نے کہا کہ اور تمہارا عقیدہ یہ ہے تو جس غرض سے حکایت لکھی گئی تھی وہ حاصل ہوگئی!

غرض اسمیں شک نہیں کہ اس بارے میں غلط فہمی بھی ہوسکتی تھی، اور میر محمد ایوب صاحب کی شہادت اسکی توثیق میں بیان کی گئی تھی

مگر دوسری طرف مسلمانوں کی درخواست تھی، جسمیں نہایت وثوق کے ساتھ دعوا کیا گیا تھا اور پروگرام کی نقل شامل کردی تھی - سینی میٹوگراف کا قاعدہ ہے کہ ہر منظر سے پہلے ایک صفحہ سادہ سامنے آتا ہے جسپر اسکے متعلق مختصر حالات لکھے ہوتے ہیں - صدہا آدمی جو تماشا گاہ میں تھے اگر افروختہ ہوگئے تھے، اُن میں کوئی نہ کوئی تو ضرور انگریزی جانتا ہوگا اور اُس نے پڑھا ہوگا کہ کیا لکھا ہے؟

ایسی حالت میں یہ مان لینا بھی مشکل تھا کہ دعوا سراسر ایک جاہلانہ حماقت کا نتیجہ ہے اور اسمیں کوئی اصلیت نہیں

عم نے ڈرائنجي کے بعض باحذر اور موثق اشخاص کو نازدیا اسکے جواب میں جو تحریر آئي ' وہ مراسلات کے ضمیمہ میں درج کردي گئي ہے - اسکے مطالعہ سے اس مشکل کا اصلی حل منکشف ہوجاتا ہے -

اس اثنا میں جو مراسلہ مسٹر محمد علی نے دی تھي ' وہی معزز معاصر " کامریڈ " نے شائع کردي ہے ' اور علی الخصوص اسکا وہ حصہ قابل غور ہے جسمیں میر ایوب صاحب کا آخري تار درج ہے

ان تمام بیانات کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو تار گرام شائع کیا گیا تھا ' اسمیں حسب قاعدہ صرف فلم کا نام دیا تھا اور لکھا تھا کہ " عظیم " کا واقعہ دکھلایا جائیگا - لیکن تصریح نہ تھي کہ اس واقعہ کا تعلق کس شخص سے ہے ' اور اس نے عظیم کی نسبت سانھہ وحشیانہ سلوک کیا تھا ؟ لیکن جب تماشہ دکھلایا گیا تو اسمیں " دي پرافٹ " (النبي) کا لفظ موجود تھا " اور صدھا آدمیوں نے اسے اپني آنکھوں سے دیکھا - خود میر محمد ایوب (جنکا اعتراف حال از مناصفہ و مبنائی طور پر شہادت اس بارے میں نہایت افسوس ناک ہے) " کامریڈ " کو لکھتے ہیں کہ " تماشے میں پرافٹ کا لفظ دکھلایا گیا تھا "

معزز مراسلہ نگار ڈرائنجي زیوف کے ساتھہ اپنی جملہ نامہ شہادت پیش کرنے ہیں کہ تماشے کے پورے عمل میں " دي پرافٹ " کے معنی " عرب کے نبي " ہي کے سمجھے گئے ' تمام تر فلم اور پردہ کی سرخیاں اسے ایسا ہی بتلاتی تھیں ' اور مختلف مناظر کو دکھلانے سے پہلے جو تار اللہ اسکے حملے کہے جن میں " پیغمبر عرب " کی طرف اشارہ کیا گیا تھا - تماشے کا " پرافٹ " دلائل عقلی و نقلی اس میں تھا ' زبان سے بھی معجزات دکھلا رہا تھا ' اور لوگوں کو متعدد مرتبہ اسکے حاضر ہونے کے فرمودہ کی تعمیل ' مال غنیمت کی تقسیم ' اور پیغام کی تبلیغ کا حکم دیتا تھا - سب سے زیادہ یہ کہ " حروب " کا حکم بھی اسکے احکام خاص میں سے دکھلایا گیا ' اور لوگوں کو لڑنے کی جہاد کیلئے ایسا دائمی مشغلہ بتایا گیا کہ جنگوں کے متعلق اسی اصول کے تماماں حال رکھتے ہیں جو عموماً یورپ کے سوانح نویس اور علی الخصوص مستشرقین مصنف پیغمبر اسلام (صلے اللہ علیہ و سلم) کی اپنے دھنوں میں بتاتے ہیں ' ان تمام حالات کی موجودگی میں بدرجہ طور پر ہر شخص کو ڈرائنجی کے نکالا ' اور کوئی وجہ نہیں کہ اسکا نتیجہ یہ نکالا جاتا اگر " دي پرافٹ " سے مقصود کوئی اور شخص تھا ' تو فلم میں اسکي تشریح کردینی چاہیے تھی - تصریح کسی طرح کی نہیں کی گئی - ایک عرب کو مسہور جرنیلی خصائص کے ساتھہ پیش کیا گیا ' اور وہ تمام باتیں اسکے ساتھہ دکھلائی گئیں جو معاندین شماعیں اسلام نے بانی اسی کی نسبت بیان کیا کرتے ہیں ' یعنی کہا گیا کہ وہ ایک " نبی " کا قصہ ہے - ایسی حالت میں سوا ان عجیب التحریف عملوں کے جو شاید ڈرائنجی نے بعض تعلیم یافتہ مسلمانوں کو دی تھي ہو ' دنیا میں کسی عقل کو نہیں سمجھہ سکتی کہ بانی اسلام و پیغمبر عرب کا قصہ دکھلایا جارہا ہے -

رہا میر محمد ایوب بیرسٹر ایٹ لا کی شہادت کا بیان تو ہمکو افسوس کے ساتھہ کہنا پڑتا ہے کہ میر صاحب نے ڈرائنجی سے باہمہ مسلمانوں کو پہلی مرتبہ اپني نسبت معلومات دیتے ہوئے کوئی مناسب حالت اختیار نہیں کی ' اور بہتر تھا کہ وہ مسئلہ کی اہمیت اور نتائج اور ہر پہلو کو محسوس کرکے ایک اصلی راہ استدلال اختیار کرتے انہوں نے ڈائرکٹر پبلسٹی کے مینیجر کی ہدایت کا بار بار حاصل اپنے سر لیا ' حالانکہ بعد اس کا مناسب ڈرائنجی سے وہ اصلی حقیقت اور غلط فہمیوں سے الگ ہوسکتے تھے - وہ کہتے ہیں کہ " جب انہوں نے کہ فلم دیکھی تو خیال کیا کہ ان بہت سے احمقانہ فلموں میں سے ہے جو فرانس میں مزاحیہ کی زندگی

کے ہیلاے بیہودہ تماشوں کی طرح ہیں ' اور جنمیں فرانسیسی لوگ از خلاقی اور مضحکی معیار سے ہنستے ہوئے سمجھہ لیتے ہیں "

لیکن ساتھہ ہی وہ اپنے اس تاثر میں جو مزید تار بھیجا ہے ' صاف طور پر بھی تسلیم کرتے ہیں کہ " فلم کے مناظر میں " دي پرافٹ " (النبي) کا لفظ دکھلایا گیا تھا "

لہذا جس وقت فلم کے مناظر کی نسبت انہیں " فرشتی رحمانی " کی تفسیر و توجیہ کا خیال ہوا تھا ' اسی وقت " دي پرافٹ " کا لفظ بھی انکی نظر سے گذرا ہوگا -

غور کا مقام یہ ہے کہ فلم کے پورے مناظر میں جہاں بھي " مہاتما " کا نام نہیں لیا گیا ' تاہم میر صاحب نے اپنے ذہنی قیاس اور خیالي توجیہ کی بنا پر سمجھہ لیا کہ یہ مراسلہ نگار وہ تصویر ہے جو " فرانسیسی معیار اخلاق و مذہب " کے مطابق بنائی گئی ہے ' لیکن " دي پرافٹ " کا لفظ بے شمار اشارات و قرائن کے ساتھہ خود فلم کے اندر دکھلایا جارہا تھا ' اسکو دیکھہ اور پڑھکر بھی میر مسٹر محمد قاسم کو یہ رائے قائم نہیں کرسکے کہ یہ لفظ بیغمبر عرب کا قصد ہے ؟ ان هذا لشی عجاب !

میر محمد ایوب صاحب کا بغیر کسی تصریح و تعریف کے " مہاتما بدھ کی توجیہ کرلینا تو قطعاً معقول ہے - (یونکہ ہمارے معاصر کے) ایک " تعلیم یافتہ " اور " انگلینڈ لندن " میں ہیں ' مگر دو سو سے زیادہ عام مسلمانوں کا " دي پرافٹ " کے لفظ کی موجودگی ' عربی زندگی ' عربی لباس ' عرب کے اظہارات اور معجزات کے ادعا کے مقابلہ کے بعد بھی " پیغمبر عرب و اسلام " سمجھنا اور لندن کرنا معقول نہیں ہوسکتا ' مگر یہ غلط فہمی کے وہ ایسی قابلیتیں حاصل کرنے کے بعد بھی ہے ' جو ایک مسلمان کو باوجود مسلمان ہونے کے اسلام " سے بیگانہ اور مذہبی حواس و ہمدان " سے بیگانہ بنا دیتے ہیں '

سماء ما تحکمون !

اس سے ہمارا مقصود یہ نہیں ہے کہ ہم میر صاحب کے بیانات کو سر تا سر غلط سمجھتے ہیں ' نہ ہمارا خیال ہے کہ ڈرائنجي پبلسٹی پبلسٹی میں جو فلم " عظیم " کی دکھلائی گئی ' وہ یقیناً پیغمبر اسلام (علیہ الصلوہ والسلام) ہی کے متعلق تھی - بلکہ ہم صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ میر صاحب نے اپنی رائے ظاہر کرنے میں ڈرائنجی کے اظہارات کی تحقیق و تفتیش سے احتیاط کی ' اور جس مسلم معاصرین کو تعبیر کسی قصور کے مسلمانوں پر ہنسنے کا موقعہ دیا انکی رائے میں فلم کا پیغمبر اسلام کے متعلق ہونا قطعی ہے ' اور یہ بھی نہیں کہا ' تو وہ پوری ارادی کے ساتھہ رائے دینے ' لیکن ساتھہ ہی " دي پرافٹ " کے لفظ کی تصریح اور دیگر قرائن و اشارات - جنکی موجودگی اثر اور نظر انداز نہیں کیا گیا ہے انکے لیے معقول عمل یہ نہیں ہے کہ وہ ایک طرف تو مسلمانوں کو سمجھنے کا واقعہ کی اصلیت میں غلط فہمی اور اشتباہ کی نسبت شکایت کرے ' اور خود ہی صبر و تحمل سے کام لیں ' اور وہ خود ہی صبر سے کام لے دوسری طرف حضار کو توجہ دلائے کہ نبي کے لفظ کا ہونا ایک ڈرامائی شہادت اس بات کی لیتے ہے کہ دیکھنے والوں کا اشتمال دھمی پیغمبر اسلام کی طرف ہو ایسی حالت میں یہ فلم اسلام کو بدنام آمیز ہے اور دفعہ (۲۹۸) تعزیرات ہند اور دفعہ ۲ پبلسٹی ایکٹ تک پہنچ جاتی ہے - گرین میلڈ اس کی ایسے دعوے کا کہ وہ اطلاع کہ " نبی " کے لفظ سے اسکا مقصود ہے ' تو یہ اس فلم کا مخترع نہیں ' لیکن قانوناً اسکی ذمہ داری اسی کے سر ہے بعوالہ وہ اس فلم اور دکھلا رہا ہے

رہا اس امر کا قطعی فیصلہ کہ في الحقیقت گرین میلڈ اسے ہمارا پیغمبر اسلام کا قصہ سمجھکر دکھلایا یا نہیں '

عام طور پر ایسا باور کرنے کے وجوہ پائے جاتے ہیں یا نہیں ؟ تو اسکا فیصلہ کراچی کے مسلمان ہی بہتر کر سکتے ہیں - باہر کے لوگوں کیلیے بہت مشکل ہے کہ وہ تمام وجوہ و دلائل کا اندازہ کرسکیں - لیکن جہاں تک وہ خود انکار کرتا ہے اور بقول سندھ گزٹ کے " تعلیم یافتہ " مسلمانوں کی اعانت اسکے ساتھ ہے' تو کم از کم اہ کو یہ بتلانا اسکا فرض تھا کہ " دی پراونس " نے خود اس کے لیا سمجھا تھا ؟ اور کس " کمی " کا فیصلہ دکھلا رہا تھا ؟ اگر وہ صحیح جواب نہیں دیسکتا تو سمجھ میں نہیں آتا کہ مقدمہ کس بنا پر خارج کردیا گیا ؟

مزید میں ایک اور تار چھپا ہے' اسمیں لکھا ہے کہ میر محمد یوسف صاحب اب مسلمانوں کے ساتھہ اعتراض میں شریک ہوگئے ہیں اور آیندہ اعتراضی جلسہ میں حصہ لینگے - یہ اگر سچ ہے تو اس معاملے میں انکی راے کا اضطراب و اختلاف بالکل نا قابل فہم ہے - سمجھہ میں نہیں آتا کہ جبکہ انکی شہادت مستغیث کیلیے اسقدر مفید ہوئی ہے ' تو ہم کس قسم کا فائدہ حاصل کریں ؟

موجودہ حالت یہ بیان کی گئی ہے کہ کلکٹر کراچی نے علم مطبعی کا وعدہ کیا ہے' گو قانوناً اسکے دکھانے کیلیے پیکچر پیلس پوری آزادی ملگئی ہے -

لیکن ہمارے خیال میں مسلمانان کراچی کو صرف وعدوں ہی پر مطمئن نہ ہو جانا چاہیے' بلکہ کوشش کرنی چاہیے کہ ایک تحریری فیصلہ حاصل کریں - اگر انکی کوشش بے سود نکلی تو باہر کے مسلمان انکی اعانت کیلیے ہر وقت طیار ہیں -

بابو گنگا پرشاد ورما

ڈیوٹی راے بہادر بابو گنگا پرساد ورما کی وفات ہندوستان کی سوانحات عطمیہ میں سے ہے ' جسکے ماتم میں ملک کے ہر فرد کو شریک ہونا چاہیے -

وہ ہندوستان کے اُن مخصوص افراد عالیہ میں سے تھے جنھوں نے اپنی زندگی کے ہر عمل کو سچی خدمت اور بے لوث ملک پرستی کا نمونہ بنایا تھا ' اور جنکا وجود اس صداقت کی ایک زندہ دلیل تھا کہ سچائی کے ساتھہ کام کرنے والے کیونکر اپنے لیے راہ پیدا کرتے ہیں ' اور کس طرح اُن مدارج کو استحقاق و لیاقت کے ساتھہ طے کرتے ہیں ' جنھیں بعض حق و فضیلت کے قتل کرنے کیلیے نادان انسان مضطرب رہتا ہے ؟

انکی زندگی کی ابتدا ایک ایسے بے شان و حیثیت طالب العلم کی زندگی سے ہوتی ہے' جو میٹریکولیشن کے امتحان میں ناکام رہچکا تھا - اسکے بعد انھوں نے " ہندوستانی " نکالا ' اور صوبجات متحدہ کے پہلے اردو اخبار نویس کی زندگی سے پبلک میں آئے -

اس واقعہ پر پورے تیس سال گذر چکے ہیں - ایک قرن تک سے حقیقت ابتدا مختلف راستوں سے اپنے شاندار انتہائی مقصود کی طرف بڑھتی رہی -

لیکن آج ہم " ہندوستانی " کے ایڈیٹر اور ایک میٹرک فیل ہندوستانی کی وفات پر ماتم نہیں کر رہے ہیں' بلکہ ہمارے سامنے نیس سال کی ایک شاندار عملی زندگی کے فقدان کا دلخراش ماتم ہے ' جو اولوالعزمیوں اور فضائل و محاسن سے معمور تھی - وہ اردو کے اولین ملکی اخبار کے ایڈیٹر تھے - ملک کی سب سے بڑی سیاسی جماعت کے سرگرم رکن تھے - ہندوستان کے ایک اہم ترین صوبے کے کونسل اور تعلیمی رہنما تھے ' جس نے تیس سال تک مرا

صوبجات متحدہ کے قدیم و جدید میں بڑے آدمیوں کی طرح حصہ لیا ' اور اپنی قابلیت ' دانشمندی ' فہم و تدبر ' اصابت راے ' اعتدال فکر ' عزم و ثبات ' سچی خدمت ' اور بے لوث محبت کا ایسا نمونہ چھوڑا ' جو بجا طور پر ہندوستان کی جدید سیاسی و عملی زندگی کی ایک نہ محو سوانح عمری ہوسکتا ہے !

ملک کی ہر بہتر اور مفید تحریک کیلیے انھوں نے اپنی زندگی کو وقف کردیا تھا - وہ ایک ایسی زندگی رکھتے تھے ' جو کسی وقت بھی معجزے سے خالی نہ تھی -

پچیس تیس برس سے ہمارے ملک میں ملکی کاموں کی زندگی بسر کرنے کا شوق پیدا ہوگیا ہے اور اسمیں مقبولیت و مرجعیت اور جلب توجہ حکام و حکومت کی بعض ایسی لغزشیں ہیں ' جنکی وجہ سے ہر شخص اس زندگی کے خواب دیکھنے لگتا ہے -

مگر بابو گنگا پرشاد ہندوستان کے ان مخصوص لوگوں میں سے تھے ' جنکا وجود اس خواب کی سچی تعبیر تھی ' اور بہت کم ایسے خوش نصیب ہیں جنکے لیے ملکی خدمت کا خواب ' خواب پریشاں کی جگہ ایک روشن صادقہ ثابت ہوا ہے !

اسمیں شک نہیں کہ انکا احسان صوبجات متحدہ پر اور علی الخصوص لکھنؤ پر سب سے زیادہ ہے' مگر فی الحقیقت وہ تمام ہندوستان کے خادم تھے' اور ہمیں چاہیے کہ انکی زندگی کی عزت اور صوبوں کی تقسیم سے بالا تر سمجھیں - بلا شبہہ انھوں نے لکھنؤ کو اپنی بے نظیر دانشمندی اور محبت و جانفشانی سے بہت شاندار بنا دیا ' لیکن وہ جو کچھہ لکھنے پڑھنے رہے ' اسمیں تمام ہندوستان کے شاندار بننے کا بھی بیج موجود ہے ' اور وہ اس سے کم نمایاں نہیں ہے جسقدر لکھنؤ میونسپلٹی کے کاموں میں نظر آتا ہے - وہ نیس سال تک ایک ایسے عمدہ اخبار کو مرتب کرتے رہے جسکی نسبت ہمیشہ ہمارا خیال رہا کہ وہ اردو کا بہترین اخبار ہے - جسقدر صحیح سیاسی تعلیم اور خالص معلومات وہ اپنے پڑھنے والوں کیلیے فراہم کرتا رہا ' شاید ہی کوئی اور اخبار ایسا کرسکا ہو - انکی وفات اردو پریس کیلیے خاصۃ ایک حادثۂ شدیدہ ہے -

ہندو مسلمانوں کے اتحاد کے متعلق انکے خیالات نہایت قیمتی تھے ' اور جہاں تک ہمیں معلوم ہے ' ہم رفیق کے ساتھہ نباہ سکتے ہیں وہ انھوں نے کبھی بھی حملہ آورانہ فریق کا وہ افسوس ناک رویہ اختیار نہیں کیا ' جو بعض ہندو اور مسلمان لیڈر اختیار کرتے ہیں - وہ ہمیشہ پنجاب کے اُن ہندو اخبارات کو ناپسند کیا کرتے تھے جنکی مایوسی کی موجودگی متحدہ ہند کے تصور کے ساتھہ کبھی بھی جمع نہیں ہوسکتی - خود مجھسے انھوں نے بارہا کہا کہ ایسے لوگوں اور اخبارات سے بڑھکر ملک کا کوئی دشمن نہیں خواہ وہ مسلمان ہوں خواہ ہندو -

پچھلے دنوں جب میں رامپور سے دہلی جا رہا تھا تو اتفاقیہ اسٹیشن پر ایسے سرسری ملاقات ہوئی - افسوس کہ یہی آخری ملاقات تھی - ہندو مسلمانوں کے اتحاد کے عملی کام کی نسبت عرصے سے جو بعض خاص خیالات ہیں - اس ملاقات میں سرسری طور پر انکا تذکرہ کیا اور کہا کہ اب اپنے صوبے میں سب سے پہلے اس کی آزمائش شروع کرینگے - انھوں نے پوری مستعدی کے ساتھہ اس سے اتفاق کیا تھا اور کہا تھا کہ خاص اسی کام کیلیے ایک جریدہ لکھنؤ آؤٹ اور صوبے کے بعض دیگر لیڈر بھی شریک صحبت بھی جائیں تو ضرور مسودہ کے بعد کام شروع کیا جاے -

اخبار " ہندوستانی " تو قائم رہنا انکی اولین یادگار ہے - اسکے بعد صوبے کے ارباب راے کو غور کرنا چاہیے کہ زیادہ مفید اور موزوں صورت میں اور کونسی یادگار ہوسکتی ہے ؟ ہمیں امید ہے کہ اگر فنڈ کھولا گیا تو بلا استثنا ہندو مسلمان ' سب شریک ہونگے -

مسئلـــه قيـــام الهـــلال

" مسئله قيـام الهـــلال " كا ابتک ميں كوئي قطعي فيصله نه كرسكا - ميں نے لكها تها كه پهلي جولائي تک فيصلے كو ملتوي ركها جاتا هے - آج ٦ جولائي هے ليكن ميرا تذبذب بدستور باقي هے -

ايک طرف اُن كاموں كو ديكهتا هوں جنكا وقت هاتهه سے نكلا جا رها هے اور الهـــلال كي گرفتاري مهلت نهيں ديتي نه انكے ليے كافي وقت صرف كروں - " حزب الله " كے متعلق تمام ابتدائي مراحل طے هوچكے هيں ' كام شروع هوچكا هے ' اور آيـنده كاموں كے اجراء كيليے ضرورت هے كه كم ازكم چهه سات ماه كلكته سے باهر رها كروں اور تمام كاموں سے الگ هوكر صرف اسي ليليے وقف هو جاوں ' ليكن اگر ايسا كروں تو الهـــلال كو كس پر چهوڑوں ؟

دوسري طرف الهلال كي بقا و ضرورت كا سوال هے - سچي بات يه هے كه خود ميري طبيعت بهي گوارا نهيں كرتي كه اسے بند كرديا جاے -

اگر كسي نه كسي طرح جاري ركها جاے ' تو سب سے پهلا سوال مالي مسئله كا سامنے آتا هے - اس دو سال كے اندر جسقدر مجهه سے هوسكا خاموشي كے ساتهه روپيه لگاتا رها - خداے عليم هي بهتر جانتا هے كه كس طرح اب تک كام چلاهے اور كس قدر مالي قربانيوں كے بعد اسكا ايک ايک نمبر نكالا گيا هے ؟ اب اقلاً اتنا تو هو جانا چاهيے كه جمع و خرچ برابر هو جاے ' يا آينده نقصان بهي هو تو جزئي هو -

ميري طبيعت كسي طرح منظور نهيں كرتي كه قيمت بڑهائي جاے يا احباب پر كوئي اور مالي بار ڈالا جاے - حتى كه كبهي اسكي بهي خواهش نه كي كه غير مستطيع شائقين اور طلبا تک الهـــلال كو پهنچانے كيليے كوئي اعانتي مد قائم كيا جاے - هميشه خود هي صدها پرچے نصف قيمت پر ' اور اسكے بعد چهه روپيه پر جاري كرتا رها - اسكي وجه سے مالي نقصان اور زياده وسيع هوگيا هے -

ميں نے توسيع اشاعت كي خواهش كي كه هر طرح ضرورى اور آسان تهي - ميں سچے دل سے اعتراف كرتا هوں كه احباب كرام نے اس بارے ميں پوري طرح كوشش كي ' اور جسقدر سعي وہ اپنے اپنے حلقے ميں كرسكتے تهے ' اس سے ذرا بهي دريغ نهيں كيا ليكن مشكل يه هے كه نقصانات اسقدر زياده هيں كه ايک معين و محدود زمانے كي سعي اسكي تلافي كر نهيں سكتي - دو هزار نئے خريداروں كا جلد پيدا هو جانا آسان نهيں هے - نتيجه يه نكلا كه اب تک مطلوبه تعداد سے مقابلے ميں رفتار اشاعت بهت هي كم رهي - ميں سمجهتا هوں كه زياده سے زياده چهه سات سو خريدار نئے فراهم كيے گئے هونگے -

بهر حال اكثر مراسلات ميں زور ديا گيا هے كه چار هفتے تک اور نتائج كا انتظار كيا جاے اور فيصلے ميں جلدي نه كي جاے - ميں اسكي تعميل كرتا هوں اور مزيد انتظار اور غور و فكر كيليے آماده هوں - ليكن يه قطعي اور بالكل ناگزير هے كه اگست سے پهلے هفتے تک آخري فيصله هو جاے - ميرے دوستوں كو يه نهيں بهولنا چاهيے كه آج نهيں ' تين هفتے كے بعد سهي ' ليكن ايک قطعي فيصله بهر حال ناگزير هے -

اعـــلان

جماعة حـزب اللـه

الا ' ان حـزب الله هم الغالبون !

۱۳۳۱ هجري

(۱) " حزب الله " كے مختلف مدارج اور جماعتوں ميں سے ايک جماعت " السائحون العابدون " بهي هے - جنكا كام يه هے كه تبليغ و هدايت اور نشر و اشاعت تعليم قران و سنت كيليے هميشه سعر و كوشش ميں رهيں ' اور جس جگه زياده ضرورت ديكهيں ' وهاں ايک روز سے ليكر سالها سال تک كيليے اس طرح مقيم هوجائيں كه :

نشسته ايم كه از ما غبار برخيزد !

(۲) جو جند طالبان حق اس جماعت ميں منتخب هوے هيں ' انهوں نے اپني سياحت شروع كردي هے -

(۳) يه سياحت هندوستان اور بيرون هند ' دونوں كيليے هے ' ليكن هندوستان كو مقدم ركها گيا هے ' اور اسي سے كام شروع كيا گيا هے -

(۴) كن مقامات ميں تبليغ و تعليم اور احتساب و دعوت كي زياده ضرورت هے ؟ اور كن مقامات ميں كس قسم كي ضرورتيں مقدم هيں ؟ اسكي نسبت صحيح معلومات حاصل كرنے كيليے " حزب الله " كے مقدسين سال گذشته اور سال رواں ميں تحقيقات كرچكے هيں - صرف دو صوبوں كے متعلق رپورٹ كي تكميل باقي هے - تاهم اس اطلاع كے ذريعه عام اعلان كيا جاتا هے كه مختلف مقامات كے باحمیر مسلمان اپني مقامي معلومات كي بنا پر بهي همیں اطلاع دينر دعاه و سياحين طلب فرما سكتے هيں

(۵) جن شهروں ' قصبوں ' اور ديهاتوں ميں مسلمانوں كي مذهبي حالت افسوس ناک هو ' اعمال دينيه كي پابندي بالكل مفقود هو ' رسم و رواج ' بدعات و رذائل ' فتنه و فساد كا نسبتاً زياده زور هو ' عام اخوت و همدردي ' مصائب اسلامي كا احساس ' جماعتي كاموں كا شوق ناپيد هو ' تو ايسے مقامات ميں سب سے پهلے دعاه جانا اور قيام كرنا چاهيے - پس هم چاهتے هيں كه اس طرح مقامات كے لوگ همیں فوراً اطلاع دیں ' اور حسب ضرورت ايک يا دو " داعي " طلب كريں -

(۶) اسكے علاوه جن مقامات كے مسلمان اپنے يهاں قران كريم كا باقاعده درس جاري كرانا چاهتے هوں ' مواعظ و خطبات صحيحه و صادقه كے آرزو مند هوں ' مجالس ميلاد اور عام تقريبات مذهبي سچے اور حقيقي اسلامي مواعظ كو سننا چاهتے هوں ' وه بهي همیں فوراً اطلاع دیں - بحمدالله سال بهر كي سعي كے بعد هم طيار هيں كه اپنے پيش نظر معيار سے نسبتاً اقرب اشخاص بهيج سكيں -

(۷) دعاة و سياحين كے طالب كرنے كے دو طريقے هيں پهلي صورت يه هے كه جن مقامات كے مسلمان انهيں طلب كريں اور اقلاً انكے ضروري مصارف كا انتظام خود كرليں ' اور ايسا كرنا كچهه مشكل نهيں هے - صرف ايک محلے كے مسلمان بهي جمع هونا چاهيں تو كرسكتے هيں اكثر مقامات پر اسلامي انجمنيں قائم هيں اور وه اتنا روپيه فراهم كرسكتي هيں جو ايک يا دو شخص كي ضروريات كيليے كافي هو -

لیکن اگر اُس مقام کے مسلمانوں کی حالت ایسی نہیں ہے کہ روپیہ کا انتظام ہو سکے یا کوئی انجمن اور جماعت کارکن موجود نہیں ہے کہ پورا انتظام کر سکے ' تو اس صورت میں ہمیں اطلاع دینی چاہیے کہ کم از کم اسقدر انتظام وہاں کے مسلمانوں سے ممکن ہے - باقی کا انتظام جماعت خود کرلیگی -

اگر کسی وجہ سے ایسی حالت ہے کہ کچھہ بھی انتظام ممکن نہیں مگر وہاں کام کی ضرورت بھی شدید ہے' تو یہ تیسری صورت ہے - اس صورت میں بھی متوکلاً علی اللہ ہم اعلان کرتے ہیں کہ ہم سے بلا توقف خط و کتابت کی جاے - انشاء اللہ تمام مصارف اپنے ذمے لیکر حسب ضرورت دعاۃ و سیاحین کا انتظام کردیا جایگا -

(۸) " حزب اللہ " کیلیے کوئی فنڈ قائم نہیں کیا گیا ہے اور نہ اسکے شرکاء سے ابتک کوئی رقم دائمی یا یکمشت طلب کی گئی ہے - دنیا پہلے روپیہ مانگتی ہے - پھر کام کرتی ہے - لیکن ہمارے نزدیک ترتیب برعکس ہونی چاہیے - ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ جس طرح روپیہ کاموں کیلیے سب سے زیادہ ضروری چیز ہے ' اسی طرح اسکا وجود بہتر سے بہتر کاموں کیلیے سخت و شدید مہلکات و موانع میں سے بھی ہے - ہم ابتدا سے اس کام کو آجکل کی انجمنوں اور مجلسوں کے عام قواعد و رسوم سے بالکل الگ ہو کر کر رہے ہیں ' اور ہمارے پیش نظر اپنے گذشتہ اور بھلے ہوے نمونے ہیں :

لب تشنگی ز راہ دگر بردہ ایم ما

(۹) ہم مختصراً یہ بھی بتلادینا چاہتے ہیں کہ ان دعاۃ و سیاحین کا کام کیا ہوگا ؟ کیونکہ ابتک اسکا کوئی نمونہ قوم کے سامنے نہیں آیا ہے - بہت ممکن ہے کہ وہ " وعظ " و " تعلیم " اور " تبلیغ و دعوۃ " کے نام سے کسی غلطی میں پڑجاے -

یہ محض وعظ فروشی کی بساط تجارت بچھانے والا کوئی گروہ نہوگا جو چند دنوں کیلیے ایک دکاندارانہ دورہ کرکے آگے بڑھجاتے ہیں ' بلکہ جماعۃ دعاۃ و سیاحین سے مقصود ایسے ارباب صدق و خلوص ہیں ' جو انشاء اللہ تعالے اپنے کاموں اور اپنی سچی اور راست بازانہ زندگی میں قوم کیلیے ایک نمونہ ثابت ہونگے - وہ مجاھدین فی سبیل اللہ کا گروہ ہے جس نے اپنی تمام بہتر سے بہتر اور اعلی سے اعلی دنیوی امیدوں اور توقعات و تعلقات سے کنارہ کش ہوکر اور لذائذ و نعائم حیات کی امنگوں اور خواہشوں سے دل کو صاف کرکے ' اپنی پوری زندگی خدمت دین و ملت کیلیے وقف کردی ہے ' اور اللہ اور اسکے ملائکۂ مقربین کو اپنی قربانی اور جاں فروشی کے عہد و میثاق کا گواہ قرار دیا ہے - وہ نہ تو دنیا کے طالب ہوسکتے ہیں اور نہ دنیوی عزوجاہ کے خواستگار' نہ آرام و راحت کے متلاشی ہوسکتے ہیں' نہ عمدہ بستروں اور لذیذ و قیمتی غذاؤں کے آرزومند' کیونکہ اِن تمام چیزوں کو وہ اپنے پیچھے چھوڑ آے ہیں - اگر ان چیزوں کے طالب ہوتے تو خود بخود انہیں کیوں چھوڑ دیتے ؟ وہ اللہ کی رضا اور اسکے کلمۂ حق کی خدمت کی راہ میں سیر و سیاحت کرینگے' اور تمام تکلیفوں اور مصیبتوں جو اس راہ میں پیش آئینگی ' انہیں خوشی خوشی برداشت کرینگے - کیونکہ یہی وہ کانٹے ہیں جنکی تلاش میں اُنھوں نے پھولوں کو چھوڑا ہے ' اور یہی وہ درد و بیقراری ہے جسکی محبت میں انھوں نے آرام و راحت کی زندگی کو اُسکے دشمنوں کی طرح ٹھکرا دیا ہے -

وہ فقیروں کی طرح نکلینگے - دیوانوں کی طرح آوارہ گردی کرینگے - اور جہاں کہیں ٹھہرینگے ' خاکساروں کی طرح ٹھہرینگے - نہ تو وہ کسی سے نذر و نیاز لینگے اور نہ کسی پر ایک پیسہ کا بار ڈالینگے - ضرورت کے مطابق انکے کام ہونگے - وہ قران کریم کا درس دینگے ' حدیث نبوی کی تعلیمات بیان کرینگے ' عام دینی مسائل و معتقدات سے لوگوں کو باخبر کرینگے' تعلیم یافتہ اصحاب کے مذہبی شکوک اور موجودہ عہد کے اعتقادات و اعمال العادیہ کی اصلاح کرینگے - عام مجلسوں میں' انجمنوں میں' مسجدوں میں' ایک واعظ کی طرح جائینگے - ذکر میلاد کی مجلسوں میں مولود پڑھینگے' اور ہر موقعہ پر لوگوں کو اللہ اور اسکی مرضات کی طرف بلائینگے - مساجد کی جماعت وجمعہ کا صحیح و شرعی انتظام اور اس سے ہر طرح کے فوائد و نتائج کا حاصل کرنا انکا ایک بہت بڑا کام ہوگا -

صرف انہی کاموں تک انکی ہمت ختم نہو جائیگی - بلکہ ضرورت پڑیگی تو وہ بیماروں کے شب باش تیمار دار ' ضعیفوں کیلیے بلا عذر خادم ' مسجدوں کیلیے بلا تنخواہ کے خطیب و مؤذن ' بچوں کے لیے مفت کے معلم' غرضکہ ہر حال میں مسلمانوں کے خادم اور مخدوم ' دونوں ہونگے ' اور ہر خدمت کو انجام دینے کیلیے مستعد رہینگے -

یہ تو انکے کاموں کی ایک مختصر سی تفصیل تھی - جامع لفظوں میں انکا مقصد یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ " مسلمانوں کے دینی اعتقادات و اعمال کی اصلاح و درستگی ' اور اُنہیں اعتقاداً و عملاً ایک سچا مسلمان ' راسخ الاعتقاد مومن ' اور اولوالعزم و بلند ارادہ مجاھد فی سبیل اللہ بنادینے کی سعی کرنا ' اور مسلمانوں کے عام طبقات کے اندر وہ تمام معلومات ضروریہ اپنے وعظ و بیان سے پیدا کردینا ' جو ایک عالم و صاحب فضل شخص کو اززروے علم و کتاب حاصل ہیں "

اسکے لیے ضروری ہے کہ ایسے لوگ مختلف مقامات میں رہجائیں' اور عرصے تک کیلیے اس طرح مقیم ہوجائیں گویا وہی انکا گھر ہے اور وہیں انکو اخیر تک بسنا اور زندگی گذارنا ہے - سلف صالحین کے داعیوں کا یہی اسوۂ حسنہ ہمارے سامنے ہے - محض ادعائی واعظوں کی چند روزہ گشتوں اور دوروں سے نہ تو کبھی کوئی اثر پیدا ہوا ہے - اور نہ کسی گروہ کے اندر اس سے کوئی تبدیلی پیدا ہوئی - تبدیلی تعلیم سے پیدا نہیں ہوتی بلکہ اون جذبوں سے حاصل ہوتی ہے جسکے لیے محض شریعت کے لیجانیوالے کی جگہہ انبیاء کرام علیہم السلام کے ظہور و قیام کو اللہ نے ضروری قرار دیا تھا -

پس وہ اپنے تمام تعلقات و محبوبات سے بے پروا ہوکر خدمت اسلام و مسلمین کے رشتے کو ترجیح دینگے ' اور ایک روز سے لیکر سالہا سال تک کیلیے مقیم ہوجائینگے' تا آنکہ انکی خدمات کے قابل اطمینان نتائج پیدا ہوجائیں اور مزید قیام کی ضرورت باقی نہ رہے -

انکا طریق درس قرآن و سنت و عموم تعلیم و تبلیغ انہی اصولوں کے ماتحت ہوگا جو دعوۃ الھلال کے اصل الاصول ہیں -

وسیر ابو الکلام - کان اللہ لہ -

اطـــلاع

عرب کیپٹن سے اطلاع ملی ہے کہ جدہ (پہلوان) آگبوٹ ۲۱ جولائی کو حجاج لیکر جدہ جانیوالا ہے -

نرخ بتفصیل ذیل ہے :

تحت ۶۰ روپیہ - چھوٹی ۹۰ روپیہ - سکنڈ سلون فلور ۱۰۰ روپیہ - فرسٹ سلون فلور ۱۲۰ روپیہ - سکنڈ کلاس ۱۴۰ روپیہ - فرسٹ کلاس ۲۰۰ روپیہ - مگر تحتی کا ٹکٹ ۴۰ روپیہ کو بک رہا ہے -

محافظ حجاج بمبئی

الهلال

۱۳ - شعبان - ۱۳۳۲ هجري

فاتحة السنة الثالثة

هذا بيان للناس
وهدي ورحمة لقوم يوقنون !

فيضي گماں مبر کہ غم دل نہفتہ ماند
اسرار عشق انچہ تواں گفت گفتہ ایم !

الهلال' یا دعوة ربانیة الاهیه " امر بالمعروف و نهي عن المنكر" كي زندگي كے تيسرے سال كا يه عهد ابتدائي هے - چار جلديں مكمل هوچكيں اور اس رسالے سے پانچويں جلد كا آغاز هے :

فالحمد لله في البداية و الانتهاء ' و الشكر له في الصراء و السراء ' ونسأل الله ان يرزقنا ' كمال الحسنى ' و سعادة العقبى ' و خير الاخرة و الاولى !

میں نے اس سفر كو جس دعاء مقدس سے شروع كيا تها ' اور اسكي هر شش ماهي منزل كے وصول پر جس دعاء كو هميشه دهراتا رها ' وهي دعا آج بهي رفيق فكر و مونس راه و ملجاء آمال هے :

رب ادخلني مدخل صدق و اخرجني مخرج صدق ' و اجعل لي من لدنك سلطانا نصيرا ! (۱۷ : ۷)

اے پروردگار ! اس سفر ميں جو ميں نے شروع كيا هے ' اسكو بهتر مقام تك پهنچائيو ' اور دشمنوں كے هجوم سے نكاليو تو فتح و مراد كے ساتهه نكاليو ! گو ميں ضعيف و ناتوان هوں مگر تو اپني توفيق و نصرة سے كارزار حق و باطل ميں مجهے غلبة و فتح عطا فرما !

(فواتح سنين و مجلدات جديدة)

آغاز اشاعت الهلال سے اس عاجز كا طريقه يه رها هے كه هر نئي جلد كا آغاز ايك مبسوط و مفصل فاتحة الكتاب سے هوتا هے جو نئي جلد كيليے مثل ديباچه يا مقدمه كے هوتا هے ' اور ادبيات عربيه كے خطبات حكميه كے طور پر لكها جاتا هے - اردو ميں اس طرح كے فواتح سنين و مجلدات كي تعريف منجمله الهلال كي معدود صفات و اولیات سے هے -

و فواتح سنين في الحقيقت الهلال كے تمام مسائل و فصول مبدء ' مطالب و مقاصد كا خلاصه و لب لباب اور اسكے تمام جهاد علمي و قلمي كا خلاصه و نچوڑ و حاصل معتقدات هيں - اگر ايك طالب حق و بصيرة الهلال كي تمام جلدوں كو نظر انداز كر دے ' اور صرف ان فواتح و مجلدات هي كو نظر و تفكر كے ساتهه ايك بار پڑهے تو ميں سمجهتا هوں كه اسكے ليے بس هوتا هے - كيونكه كار و بار دعوة و اصلاح كے قيام و ظهور ' هداية الاهيه كے اعلان و نتائج ' قوانين ربانيه كے ادرات و تعاد ' اور ناموس نصرة حق و خذلان باطل كے عجائب و خوارق متدرة قرآن حكيم كے متعلق جو معلومات و معارف ان ميں بيان ديے گئے هيں ' اگر گوش حق نيوش بار اور ديدة بصيرة وا هو تو ان ميں سے هر بيان موعظة و حكمت كا ايك دفتر درس اور نصيحة قلوب و تنوير افكار ديليے ايك صحيفة هدايت هے

فيضي گماں مبر كه غم دل نهفته ماند
اسرار عشق انچه تواں گفت گفته ايم !

اور ايسا كهنا خود ميرے ليے كسي فضيلت و ادعا كا موجب نهيں هوسكتا - كيونكه ان ميں جو كچهه لكها گيا هے ' وه يكسر قرآن حكيم سے ماخوذ هے ' اور اسي كے ارشادات كي حرف بحرف ترجماني هے - پس اگر دلوں كے ايقان و بصيرة كيليے اسميں هدايت نهيں هے تو پهر دنيا ميں اور كونسي آواز هے جو انسانوں كو پكاريگي ؟ كونسا هاتهه هے جو گمراهوں كو تهامے گا ؟ اور كون هے جو تاريكي سے نكالكر روشني ميں پهنچائيگا ؟ و من لم يجعل الله له نورا فماله من نور :

لقد جاءكم من الله نور و كتاب مبين - يهدي به الله من اتبع رضوانه سبل السلام و يخرجهم من الظلمات الى النور و يهديهم الي صراط مستقيم (۵ : ۱۸)	بيشك تمهارے پاس الله كي طرف سے روشني اور هر بات كو بيان كرنے والي كتاب آئي - الله اسكے ذريعه سلامتي كے راستے اس شخص پر كهول ديتا هے جو اسكي رضا چاهتا هے اور ' پهرات هر طرح كي تاريكي سے نكالكر روشني ميں لاتا اور صراط مستقيم پر چلاتا هے !

ان في ذالك لذكرى لمن كان له قلب او القي السمع و هو شهيد ! (۵۰ : ۳۷)

* * *

اس سلسلے ميں سب سے پہلے الهلال كي اولين جلد پر نظر پڑتي هے جسكا مقالة افتتاحيه چند ارادوں كے اظهار و اعلان كے بعد حصرة باري (عز اسمه) ميں ايك خاص دعا مانگنے هوے ختم كرديا گيا تها ' اور في الحقيقت اُس مختصر سي دعاء كے دس بارة جملوں كے اندر هي الهلال كے كاموں كي پوري تاريخ پوشيده هے -

* * *

اسكے بعد جنوري سنه ۱۹۱۳ ميں دوسري جلد شروع هوئي يه وقت وه تها كه ايك شش ماهي كے اندر هي اندر الهلال كي دعوت هندوستان كے مشرق و مغرب تك پهنچ چكي تهي ' اور اعلاء كلمة ' و رفع ذكر ' و رجوع قلوب ' و اجتماع اناس ' و سلطان نبليع ' و نهوض دعوة كا ايك ايسا مافوق العاده ظهور ارباب حق كيليے بشارت فرما اور معاندين و منكرين كيليے حسرت افزا تها ' جو دعوة و انقلاب كي تاريخ ميں هميشه تعجب و تحير كے ساتهه ياد كيا جائيگا : و ما جعله الله الا بشرى لكم و لتطمئن قلوبكم به ' و ما النصر الا من عند الله العزيز الحكيم ' ليقطع طرفا من الذين كفروا او يكبتهم فينقلبوا خائبين ! (۳ : ۱۲۲)

پس اس جلد كا آغاز دعوة امر بالمعروف و نهي عن المنكر كي تاريخ سے هوا ' اور اس سلسلة الهي كے بقاء و قيام پر توجه دلائي گئي جو حفظ كلمة حق ' و دفع منكرات ' و احياء امة ' و هدايت عموم اناس كيليے تاريخ اسلام ميں هميشه اپني دائمي زندگي و ثبوت دیتا رها هے ' اور جسكي پيشين گوئي زبان وحي سے روز اول هي سے كردي تهي - جب يه فرمايا كه امة مرحومه كي حيات ايماني و بقاے معنوي كيليے هميشه ايك طائفة مهتدين اور گروه مومنين صالحين باقي رهيگا - اسكي بهت بڑي علامت يه هوگي كه باوجود قلت تعداد و فقدان اسباب و ضعف ظاهري كے ' وه جيش ضلالت و سلطان كفر و فساد پر فتح پائيگا ' اور اسكے مخالفين كے تمام كوششيں رائگاں جائينگي جو اسكي مقاومت

میں ظاہر ہوئی : فقال صلی اللہ علیہ وسلم : لا یزال طائفۃ من امتی ظاہرین علی الحق ، لا یضرھم من خذلھم ، حتی یاتی امر اللہ وھم کذلک - (مسلم ، ترمذی ، ابن ماجہ ، بروایت ثوبان)

اور میری ہی جھوٹی جماعتیں ہیں جو اللہ کی نصرت پاکر بڑی بڑی جماعتوں پر غالب آئیں اور اللہ ہمیشہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے !

* * *

اسکے بعد تیسری جلد شروع ہوئی - اسکے فاتحۂ آثار میں بیان فرمایا تھا کہ حق و صداقت کا ظہور ایک قادر روحانی اور رسمی اثر کے ماتحت ہوتا ہے جو اپنی بے شمار حقیر حقیقت کے ساتھ اس وقت کام کر رہا ہے ، جس وقت سے کہ انسان کیلئے ہدایت و ضلالت کی راہیں کھولی گئی ہیں - علی الخصوص امۃ مرحومہ کی ہدایت و احیاء کیلئے اس نصرۃ فرمائے حق و عدالہ نے کار بار تعجیب و ترتیب رکھے ہیں وہ ہمیشہ قیام حق و خذلان باطل کیلئے اپنے چند بندوں کو چن لیا کرتا ہے اور انکے دلوں کو حق ہدایت کیلئے کھولدیتا ہے - وہ کو بظاہر ضعف و ضعیف نظر آتے ہیں لیکن بہ باطن اللہ کی روح قاہرہ انکے اندر کام کرتی ہے ، اور ہر غیبی کے ملائکۂ مسومین انکے ساتھ ساتھ ہیں جو اللہ کے تمام امروں کو اپنا کام بنا لیتا ہے اور انکی قدم انسانی قوتوں کی جگہ غیبی الٰہی قوتیں رکھدیتا ہے انہی کے ذریعہ حق و صداقت کی ارکھوتی ہے ، اور انکا ہر قدم جو اٹھتا ہے ، قدرت الٰہی کی نسائی میں اٹھتا ہے - وہ چونکہ ان بندوں کے ذریعہ ہدایت امۃ تمام حق و عدالہ کا کام لینا چاہتا ہے ، اسلیے انکے دلوں میں کچھ اس طرح کی قوت فاتحانہ و مسخرانہ رکھدیتا ہے کہ وہ سرکشوں پر اس طرح حکم کریں اور صاحبان تخت و تاج کی طرح کے حروف اس کام کے ہیں ، اور کوئی انسانی قوت نہیں ہوتی جو انہیں نقصان پہنچا سکے ، تا انکے اُن کاموں میں مانع ہوسکے جنکو مشیت الٰہی نے انکے ہاتھوں انجام دینا قرار دے لیا ہے - وہ جب بولتے ہیں تو انکی زبان میں صدائے حق کی روح بولتی ہے جو انسانی دلوں کو مسخر اور ارواح مستمرہ کو مفتوح کر لیتی ہے اور جب نگاہ اٹھاتے ہیں تو انکی آنکھوں سے نور الٰہی کے شعلے جملے کی جسکی خیرہ کن روشنی کے مقابلے کی کوئی قوت نہیں سکتی - انکی تعلیمات و بیانات کا ایک حرف بھی خدا رائگاں نہیں دیتا ، اور ہر نقطہ جو صادق بندوں اور الٰہی کاموں کے اوپر انکی زبان سے نکلتا ہے ، ایک روحانی اعجاز ہوتی ہے جو مسلمین مخلصین اور مؤمنین صادقین کے دلوں میں محفوظ کر دی جاتی ہے ۔

الذین قالوا ربنا اللہ استقاموا تتنزل علیھم الملئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا ، و ابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون - نحن اولیاؤکم فی الحیاۃ الدنیا وفی الاخرۃ ، ولکم فیھا ما تشتھی انفسکم ولکم فیھا ما تدعون ، نزلا من غفور رحیم - و من احسن قولا ممن دعا الی اللہ وعمل صالحا و قال انني من المسلمین ! (۴۱ : ۳۰)

"جن لوگوں نے اقرار کیا کہ صرف اللہ ہی ہمارا پروردگار ہے اور پھر اپنے اس قول پر ثابت قدم رہے - انپر اس اعتقاد کا قدرتی درجہ استقامت حاصل کرلیا ، تو اللہ کی طرف سے انپر طمانیہ اور سکینہ کے فرشتے نازل ہونگے اور انکو مطمئن کر دینگے کہ وہ کسی طرح کا خوف اپنے دلوں میں لاؤ اور نہ غمگین ہو ! اور اس جنت کی زندگی کی نعمتوں میں رہو جسکا تم سے استقامت والے مومنوں سے وعدہ کیا گیا تھا - دنیا کی زندگی میں بھی ہم تمہارے مددگار ہیں اور آخرہ میں بھی ۔ تم کو طاقت اور اختیار بخشدیا گیا ، جو کچھ تم اپنے لئے چاہو تمہارے لیے مہیا ہے ، اور جو کچھ تم مانگو گے تمہیں مل جائیگی - یہ درجہ تمہیں خدائے غفور و رحیم کی طرف سے عطا ہوا ہے ۔ اور اس سے بڑھکر اور کس شخص کی بات ہو سکتی ہے جو لوگوں کو خدا کے نام کی دعوت دے ، نیک اعمال صالحہ اختیار کرے ، اور اسکا دعوا صرف اتنا ہی ہو کہ میں فرمانبرداروں میں سے ایک مسلم ہوں ؟ "

اس آیۃ کریمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ کی نصرت غیبی ہوتا ہے جو تمام حالات و خیالات سے کامل مضاد و مخالف جمعیتوں کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے ، اور فتح مبارکت و سلامۃ حفاظت کے لئے سامانوں اور تعدد وسیلوں کے ساتھ کام کرتا ہے - تا اللہ مشیت الٰہی پوری ہوتی ہے ، حق و صداقت کی روشنی ظہور و ضلالت کی تاریکی پر غالب آتی ہے ، "یوم اللہ" کی عظمت "ایام ابلیسیہ" کے تار خانوں کو درہم و برہم کردیتی ہے ، اور شیطان اور اسکے مظاہر خبیثہ اس جگہ خدائے رحمان کی دعوۃ کی فتح صبح کے سورج کی طرح عالم اسکارا ہو جاتی ہے ۔

یومئذ یفرح المؤمنون بنصر اللہ ینصر من یشاء و ھو العزیز الرحیم وعد اللہ ، لا یخلف اللہ وعدہ ، و لکن اکثر الناس لا یعلمون یعلمون ظاھرا من الحیاۃ الدنیا وھم عن الاخرۃ ھم غافلون ! (۳۰ : ۴)

وہ دن ہوتا ہے اللہ کی مدد و نصرت کے ظہور سے ایمان والوں کیلئے خوشی اور راحت ہوگی - وہ جس کی چاہتا ہے مدد دیتا ہے وہ عزیز رحیم ہے - یقین رکھو کہ یہ اللہ کا وعدہ ہے - اور اللہ اپنے وعدہ کے خلاف کبھی نہیں کرتا البتہ بہت سے لوگ ہیں جو اس حقیقت کو نہیں سمجھتے وہ لوگ ہیں کہ انکا علم دنیا کی ظاہری زندگی تک محدود ہے - اور آخرۃ سے بالکل غافل ہو گئے ہیں !

* * *

اخری فاتحۂ جلد حمد اللہ ، گذشتہ حضوری کے مقالات افتتاحیہ کے جو غالباً تین مہینوں میں مسلسل نکلے - اب وقت آگیا کہ اس دعا کو دہرادیا جاوے جو الہلال نے اپنا سفر شروع کرتے وقت علانیہ مانگی تھی ، اور اس طلب الٰہی اور توفیق ربانی کے عجائب و خوارق اسکا ایسے حالت کہ اندازہ اس نے الہلال کے " بعض مقاصد" کو بارہ سال کی اول قابل مدت کے اندر تکمیل و اتمام تک پہنچا دیا ، اور جس طرح اس غیبی نصرت و تائید نے اُن تمام مہیب اور طوفان فتنوں کے اسفندر و بسطام سے ہر موقعہ پر اسکی حفاظت کی ، جو اسکی ہستی کو بالکل نیست و نابود کردینا چاہتے تھے ، وہ بھی ایک فتح تھا جسے ایک نہایت درماندہ و مستمند بندہ نے مخلوقوں اور مسلمانوں کی راہیں خاک کر اور سے چینی ، اعتقادات کے دن رات اور اس امتحان زار صداقت میں ان تنہا دیکھا ، اور نہیں جانتا تھا کہ ہلاکتوں اور بربادیوں کے طوفان اسکے منتظر ہیں ، فاتح و مراد کے فرشتے اسپر اترنے والے ہیں ؟ ناظم جدید اسکا نام رکھ پر دانہ پھینک رہا تھا ، تو اسکی نظریں آسمان پر لگی تھیں ، اور بندہ زمین سے اپنا معاملہ شروع کر رہا تھا ، تو اسکا اصلی رشتہ آسمان والے سے تھا - قبل اسکے کہ زمین فتح اور قبول ہے ، اس نے دعا مانگی تھی کہ وہ آسمانوں میں قبول ہوجائے ۔

وادا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان ، فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی ، لعلھم یرشدون (۲ : ۱۸۲)

اور جب میرے بندے مجھے پوچھیں میں تم سے سوال کرتا ہوں تو انہیں کہدو میں تو انکے بالکل ہی قریب ہوں جب کوئی بندہ مجھے پکارتا ہے تو میں ہر دعا مانگنے والے کی دعا کو سنتا اور قبول کرتا ہوں - دیکھو ! تمہارے ساتھ میرا سلوک کیسا لطف و عنایت کا ہے

ہے ؟ پس چاہیے کہ تم بھی میری سنو اور مجھپر سچا ایمان لاؤ - کچھہ عجب نہیں کہ ہدایت و ارشاد کا دروازہ تم پر کھل جائے "

اور پیشتر اسکے کہ اس کے ظاہر رد و قبول، فتح و شکست، اور موت و حیات کا فیصلہ ہو، اس نے خود اپنے اندر ہی اسکا فیصلہ کرلیا - اُس نے دعا مانگی کہ اگر اسکی امۃ مرحومہ اور اسکے کلمۃ الحق کی خدمت کی کوئی حقیقی طلب اسکے اندر موجود ہے، اور نیت کے خلوص اور ارادے کی سچائی کا ایک ادنیٰ حصہ بھی اسے ملا ہے تو اسکو مہلت دی جائے، اور غیبی نصرتوں کا دروازہ اسپر کھل جائے - لیکن اگر ایسا نہیں ہے تو پھر اسکے ساتھہ وہی کیا جائے جسکا ہر نخم باطل اور اعلان فساد مستحق ہے : لاتستوی الحسنۃ و لا السئیۃ (۴۱ : ۳۴) -

ان اللہ سیبطلہ ، ان اللہ لا یصلح عمل المفسدین (۱۰ : ۸۱)

اللہ تعالےٰ کا قانون ہے کہ وہ بہت جلد جھوٹے کاموں کو باطل کردیگا - اللہ کبھی مفسدوں کے کاموں کو کامیاب ہونے نہیں دیتا !

پس اُسکی دعا قبول ہوئی : فاستجاب لہ ربہ (۱۲ ۳۴) اور اُسے مہلت بھی دی گئی اور نصرت بھی مرحمت ہوئی اسکے " بعض مقاصد " تکمیل کو پہنچے، اور اعلیٰ تکمیل کی راہ میں کوئی طاقت مانع نہ ہوسکی : و یحق اللہ الحق بکلماتہ و لو کرہ المجرمون - (۱۰ : ۸۲)

ضرور تھا کہ یہ دعا دہرائی جاتی اور اسکے نتائج کے دو فیصلہ حق و باطل کا کیا ہے وہ عالم آشکارا ہوتا - چنانچہ اسی اعادہ صحیفہ اور تکرار حقیقت کیلئے اس سے گذشتہ قائمہ الکتاب سورج ہوا -

اسکے ساتھہ بھی " فاتون نصرہ حق و خذلان باطل " کے متعلق قرآن عظیم کی تصریحات اور اسکے بعض مخصوص معارف بیان کیے گئے ہیں، اور ان علائم و آثار کی توضیح کی گئی جو دعوۃ الی الحق کیلئے خدا کی جانب سے بلائی ہوئی نسبتیاں ہیں - پھر " کلمۃ طیبہ " اور " کلمۃ خبیثہ " کے دو درختوں کا حال لکھا گیا جو زمین میں مکساں اسباب و عزائم کے ساتھہ بوئے گئے، پر ایک نے اپنی شاخوں میں فتح و مراد کا پھل پایا اور دوسرے نے اپنے اوپر ہلاکت اور خسران کی آندھیاں چلتی ہوئی دیکھیں : و مثل کلمۃ خبیثۃ کشجرۃ خبیثۃ اجتثت من فوق الارض ، ما لہا من قرار (۱۴ : ۲۶) کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ ، اصلہا ثابت و فرعہا فی السماء (۱۴ . ۲۵)

* * *

پھر ان تمام بیانات سے بھی بڑھکر ایک امر اہم و عظیم تھا جس کو واضح و بیّن کردینا بہت ضروری تھا - پس دوسرے نمبر میں اس سوال پر بحث کی گئی کہ یہ سب کچھہ جو ہوا اور ہو رہا ہے، اور یہ تمام اظہارات و تصریحات جو بہتوں کی نظروں میں مالوف العادہ فوقوں کا ادعا اور غیر معمولی مدارج کا اعلان ہے، آثار کہے جا رہے ہیں، تو انکا مقصود حقیقی کیا ہے، اور ان تمام کامیابیوں کی فضیلت کس کو پہنچتی ہے ؟

چنانچہ اچھی طرح واضح کردیا گیا تھا کہ یہ کوئی غیر معمولی دعوا ہے اور نہ مخفی طاقتوں اور روحانی حوارق کے ظہور کا کوئی اعلان ہے - بلکہ ایک نہایت ہی عام اور معمولی بات ہے - اتنی معمولی بات کہ ہمیشہ اسکی حقیقت کو تمام انسانوں نے تسلیم کیا ہے - اور اب بھی ہر زبان سے کہلوا دی جاسکتی ہے اور ہر شخص ایک عام بات کی طرح اسے کہتا اور مانتا ہے - تم میں سے کون ہے جسکا یہ اعتقاد نہیں ہے کہ سچی اور نیک بات ہمیشہ کامیاب ہوتی ہے اور وہ جس زبان سے نکلے، فتح و مراد کو اپنا مقصد مستقل بنا کر اسکی دعوت کرے وہ اسکی کامیابی کو اپنے آگے مسدود اور تمام طاقتوں کو اپنے لئے مسخر و مذلل پائے - پس اسکا دعوا کرنا اور اسکی کامیابی پر اترانا بھی بیمعنی ہے کہ ہوا ایک ایسی بات کا دعوا کرنا جسے کوئی نہ مانتا ہو اور سچ کہنے والے کیلئے کوئی فضیلت ہے، اور نہ داعی حق کی یہ معمولی برتری و کامیابی کسی کو اپنے آگے جھکا دیتی ہے - بیشک سچ خود ہی اپنا راستہ پیدا کرتا ہے اور دعوۃ حق خود ہی اپنے دواعی دکھلاتی ہے - غرض اس سے کہ اسکا کہنے والا کون ہے اور کیسی فضیلت رکھتا ہے ؟

ایک مومن روح کا اعتماد تو یہ ہونا چاہیے کہ خدا اگر چاہے تو اپنی سچائی کیلئے پتھر کے ٹکڑوں اور جلائے ہوئے لکڑوں سے بھی وہ کام لیلیے جو بڑے بڑے انسان نہیں کرسکتے - پھر اگر ایک عاجز و ضرورمند مخلوق کے ہاتھوں اسکا کوئی کام انجام پاگیا تو یہ کونسی عجیب بات ہے ؟ اور ایمان کہ اللہ کیا ہو اور دلوں کے اعتقاد الٰہی کہو کہ دنیا ہو تو یہ صرف ہر مسلمان کو اسے مان ہی لینا چاہیے، بلکہ خود کرنے والے وہ حق و صداقت کے معجزوں کو آزمانا چاہیے - اور دیکھہ لینا چاہیے کہ خدائے نصر و فیروز انکے ساتھہ کیا کرتا ہے ؟

انسان کی حماقت کی وہ کیا حد ہے کہ اسکی پکار بلند کرنے والے کو جھوٹا سمجھتا ہے کہ تمام دنیا کو اپنے آگے مسخر اور تمام طاقتوں کو اپنے لئے مسخر و مذلل دیکھنے سے پہلے وہ اسکا دعوا نہ کرے - کیا اسمیں رائی برابر بھی شک کی گنجائش ہوسکتا ہے کہ ایک انسان کی زبان سے نکلی ہوئی جیسے کوئی دن اور رات دوزاں اپنے [illegible] کروڑ اور ارب چار ہوتے ہیں اور سب کی سب اسکے ہاتھ سے تو اسے سچ ثابت کردیتا ہے - بیشک وہ مومن ہے اور صرف مومن ہی نہیں بلکہ ساری عزتیں، ساری فتح مندیاں، اور ہر طرح کی عظمتیں اور رفعتیں اسی کیلئے ہیں :

و للہ العزۃ و لرسولہ و للمومنین (۶۳ ۸)

عزت صرف اللہ کیلیے ہے، اسکے رسول کیلئے ہے، اور مومنوں کیلئے - مگر منافقین لا یعلمون منافق وہ ہیں جو یہ حقیقت سے بے خبر ہیں !

(فاتحۃ الصفحۃ الخاتمۃ)

ان تمام توالح سطعی سے جن میں دعوۃ الہلال کی کامیابیوں کا ذکر کیا گیا ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موضوع پر بھی ایک اجمالی نظر ڈالی جائے اور قارئین کرام کے تمام دلچسپ پہلوؤں سے قطع نظر کرکے صرف اسکی کامیابی اور تکمیل مقاصد کے واقعات کو بحث و نظر کیلیے مخصوص کرلیا جائے - تمام دنیا میں جانوروں کے تمام دعوۃ الہلال کی کامیابی اور صحالفین مخالفین کے تمام دعاوی مسلمان کے عدم تسلط و استیلا و خذلان اعمال، و خسران اعمال کا ذکر کیا جا رہا ہے - پس ضروری ہے کہ الہلال کی صحالفات و معاندات کی تواریخ و سوانح کو بھی ایک بار نظر دال لی جائے - غالب ہیں کہ عموماً اسمیں بہت سے حوادث و وقائع و واقعات تمام ہوں جو ساتھ کسی مستقل عنوان کے ساتھہ تفصیل بحث میں آئے

لیکن قبل اسکے کہ اصل بیان شروع ہو، ایک مختصر تمہید ضروری ہے - اور اسلیے یہ مضمون تین نمبروں میں ختم ہوگا ما اس کا ہر ٹکڑہ بجائے خود مستقل ہوگا -

و الحمد للہ رب العالمین -

مقالات

علوم القرآن

یعنی مسلمانوں نے قران مجید کے متعلق کون کون علوم ایجاد کیے اور ان پر کتنی کتابیں لکھیں ؟

(٤)

مباحث باقیه متعلق الفاظ القرآن

از مولانا السید سلیمان الزیدی پروفیسر عربی پونا کالج

علوم القرآن کے عنوان سے ایک سلسلۂ مقالات اس جلد کے ابتدائی نمبروں میں شروع ہوا تھا جسکا آخری نمبر ۲۵ فروری کی اشاعت میں نکلا تھا - ان نمبروں میں قران حکیم کے متعلق ۲۰ علوم کا تذکرہ ہوچکا ہے - اخیر عنوان الفاظ القران تھا - اسکا بقیہ حصہ آج سے پھر شروع کیا جاتا ہے -

(۲۱ — هجاء القرآن)

عجائب قدرت الهی کا ایک نمونہ یہ ہے کہ دنیا میں تقریبا ۵۰۰۰ زبانیں بولی جاتی ہیں جو باوجود اختلاف شدید حروف هجائی آوار میں (باستثناے چند حروف) بالکل متحد و متفق ہیں - لیکن یہہ اتحاد و اشتراک انکے الفاظ کے اتحاد و اشتراک پر ذرا بھی موثر نہیں ہے - زیادہ سے زیادہ ۳۲ یا ۳۳ حروف ہیں جو تم زبیش دنیا کی پانچ ہزار زبانوں کے لیے ہمیشہ جدید اور غیر مشترک الفاظ کا ذخیرہ فراہم رکھتے ہیں '

عربی زبان تمام السنۂ سامیہ سے زیادہ حروف رکھتی ہے - عربی جو باعتبار ادبیات و علوم تمام سامی زبانوں میں سب سے زیادہ قدیم ہے ' اوسکی بنیاد صرف ان ۲۲ حروف پر ہے :

ا ب ج د - (گ) ہ و ز - ح ط ی - ک ل م ن - س ع ف (ث) ص - ق ر ش ت -

انکا مجموعہ ابجد - هوز - حطی - کلمن - سعفص - قرشت - ہے عربی زبان میں ۶ حرف زیادہ ہیں : ث خ ذ - ض ظ غ - جنکا مجموعہ ثخذ اوز ضظغ ہے -

اس تفصیل سے یہ سمجھ لینا ہوگا کہ عربی زبان میں حروف هجاء کی یہ ترتیب عربی نے ترتیب دیا تھا ؟ یعنی دراصل اسطرح تھی :

ا ب ج د ' ہ و ز ' ح ط ی ' ک ل م ن ' س ع ف ص ' ق ر ش ' ت ث خ ذ ' ض ظ غ -

بعد از اسلام سب سے اول جس چیز کو عربی زبان حیطہ تحریر میں لائی ' وہ قران مجید ہے - کسی چیز کو لکھنے کے لیے حروف هجا کی ترتیب و تحسین کوئی ضروری شے نہیں ' لیکن اوسکے پڑھنے کے لیے یقیناً سب سے اول حرف هجاء کی ' اور پھر اوسکو بحسن و صحت پڑھسکنے کے لیے حروف هجاء کی ترتیب صحیح و آسان کی ضرورت ہوتی ہے - چنانچہ سب سے پہلے مسلمانوں نے حروف هجاء کو آسان ترین و بہترین ترتیب میں منتقل کیا ' اور تمام هم شکل و متحد الصورت حروف کو نکھا اردیا - مثلاً :

ا ' ب ت ث ' ج ح خ ' د ذ ' ر ز ' س ش ' ص ض ' ط ظ ' ع غ ' ف ق ' ک ' ل ' م ' ن ' ہ ' و ' ی -

حروف هجاء کے نقطہ کی ایجاد اور مصیبت تھی - عبری میں نہ السنۂ سامیہ کی مہذب ترین سامی ' نقطہ کی صورت یہ تھی -

الف بیتہ ' گیمل ' دالتہ ' ہے ' واز ' زین ' حتہ ' طیتہ ' یود ' کاف ' لامیر ' مم ' نن ' سن ' عین ' فے ' صمم ' قف ' رش ' سن ' تاو -

قران مجید کے لیے حروف هجاء کی تہذیب و ترتیب میں اس اختلاف نقطہ کو بھی دفع کیا گیا اور حتی الامکان ایک متحد و متساوی الصوت نقطہ وضع کیا گیا مثلاً الف ' ب ' ے ' ے - الخ ' ن الف ' نا ' با ' تا ' الخ -

اعراض کی مباحث اس ہے ' جو مسئلہ تدوین علوم قرانیہ میں سب سے اول بحث و ترتیب کے لائق ہے ' چنانچہ دوسری اور تیسری صدی کے علماے اسلام نے ان مباحث پر بھی متفرد و مخصوص کتابیں لکھیں جنکا نام عنوان " هجاء المصحف " ہے - ابن ندیم جو چوتھی صدی کا مصنف ہے ' اوس نے اس موضوع پر متعدد تصنیفات کا ذکر کیا ہے ' جیسے : هجاء المصحف حسن بن حارب ' هجاء المصحف ابن سیب ' هجاء المصحف احمد بن ابراهیم الوراق - وغیر ذلک -

(۲۲ — النقط و الشکل فی القرآن)

عربی زبان میں ابتدا حروف هجا نقطے نہیں ہوتے تھے ' اسلیے اگر اهل عجم کی نظر میں حروف باهم متشابه معلوم ہوتے تھے اور وہ صحیح نہیں پڑھ سکتے تھے - حجاج بن یوسف ثقفی کے تمام اوراق عمل میں سیاهی کے سوا اور کچھ نہیں ' تاهم اگر ان میں کچھ اجالا ہے تو یہی ہے کہ اوس نے قران کو اس مشکل سے نجات دی -

چنانچہ چند علما کی مدد سے اوس نے نقطے ایجاد کرائے - اس پر بھی غلطی رفع نہوئی تو قران کے الفاظ پر مشکل یعنی زبر ' زیر ' اور پیش لگائے - اگر عربی کتابوں میں تم نے " اعجام " اور حروف " معجم " پڑھا ہوگا - اسکے اصلی معنی یہ ہیں کہ " لغت عربی کو عجمی بنانا " چونکہ یہ نقطے عجمیوں کی خاطر ایجاد کیے گئے ہیں ' اسلیے حروف هجاء پر نقطے لگانا گویا " اعجام " ہوتا تھا - یعنی عربی لغت کو عجمی بنانا تھا

چونکہ یہ علامات بالکل نئی تھیں اسلیے ان کے قواعد و اصول لیلیے مستقل تصنیفات کی ضرورت تھی - علماے اسلام نے یہ ضرورت بھی بخوبی ' جو پوری کی اور حسب ذیل نامور نادکار چھوڑیں :

کتاب النقط و الشکل خلیل بن احمد (۱۰۰ ع علم عروض) المتوفی سنہ ۱۷۰ ھ - کتاب النقط و الشکل محمد بن عیسی ' کتاب النقط و الشکل یحیی بن مبارک الزیدی النحوی المتوفی سنہ ۲۰۲ ھ ' کتاب النقط و الشکل ابو حاتم سجستانی المتوفی سنہ ۲۴۸ ھ (یہ کتاب حجم و دوائر پر مشتمل ہے) - کتاب النقط و الشکل ابن قتیبہ دینوری المتوفی سنہ ۲۷۶ ھ

(۲۳ — اجزاء القـــرآن)

هر کتاب تحصیل فوائد اور تسہیل مطالب کی غرض سے مختلف ابواب و فصول پر منقسم ہوتی ہے - صحف الہیہ بھی اس اصول سے مستثنیٰ نہیں - تورات مختلف پروں (حرف) یعنی مدارل، اور مختلف اصحاح یعنی سور پر منقسم ہے قرآن مجید کی اصلی تقسیم معنوی تو سورتوں پر ہے، لیکن لوگوں نے تلاوت کی آسانی کے لیے مختلف اجزاء پر اوسکو منقسم کردیا ہے - ان تقسیمات کا مبنیٰ صرف الفاظ و عبارات کی متساوی تقسیم ہے، تاکہ پڑھنے والوں اور حوالہ دینے والوں کو سہولت و آسانی ہو -

فرون اولیٰ کے عباد و زہاد علی العموم قرآن کی کامل تلاوت ایک ہفتہ میں ختم کردیتے تھے - اس مناسبت سے قرآن کی سب سے پہلی تقسیم یہ ہوئی کہ سات حصوں پر منقسم کیا گیا جن میں سے ہر ایک کو " حزب " (ٹکڑا) یا " منزل " کہتے ہیں کہ تلاوت قرآن کا مسافر ہر روز رھاں اپنے سفر الی اللہ کی ایک منزل ختم کرتا ہے -

تلاوت کا اس سے زیادہ سہل طریقہ یہ ہے کہ ہر ہفتہ میں ایک بار ختم کیا جائے اس لئے پورے قرآن کو اتنے روز کے حساب سے برابر برابر بیس حصوں پر منقسم کردیا، جن کا نام " پارہ " یا " جزء " ہے -

پھر ہر پارہ دو برابر حصوں میں منقسم ہوتا ہے جنکو " نصف " کہتے ہیں - نصف کے بھی دو ٹکڑے ہیں جن میں سے ہر ایک کا ایک ایک " ربع " ہے یعنی اصطلاحاً ایک ٹکڑے کو ربع، دو ٹکڑے کو نصف، تین ٹکڑے کو ثلث، اور چاروں ٹکڑوں کو ملاکر ایک " پارہ " کہتے ہیں -

قرآن مجید کے ان مختلف اجزاء و اقسام کی تعیین کہاں سے شروع ہوئے ہیں؟ کہاں ختم ہوئے ہیں؟ کہاں تک نصف ہے؟ کہاں ربع ہے؟ کہاں ثلث ہے؟ محتاج تالیف و ترتیب بھی، اسلئے دوسری اور تیسری صدی کے علماے نحو و ادب نے اس احتیاج سے بھی قرآن کریم کو مستغنی کردیا - اجزاء القرآن ابوبکر بن عیاش الموجود سنہ ۱۲۷ ھ (یہ کتاب ۳۰ پاروں کی تقسیم میں ہے) اجزاء القرآن حمید بن قیس الہلالی، اسباع القرآن (۷ منازل کی تفصیل) حمزہ زیات الکوفی سنہ ۱۵۶ اجزاء القرآن سلیمان بن عیسیٰ، اجزاء القرآن کسائی النحوی الکوفی سنہ ۱۸۸، اجزاء القرآن ابوعمر الدوری الموجود سنہ ۲۰۲ -

(۲۴ — مقطوع القرآن و موصولہ)

اسی کتاب کے لیے جو مقطوع المعانی اور مختلف المطالب ہو، اوس کو پڑھتے وقت ٹھہرنا ضروری ہے یہ عبارت کا اور جوڑ اور ختم و شروع اسے کہاں پر کیا جائے، جس سے عبارت کے ربط اور معنی معتقل نہوں، اسی کا نام قطع و وصل ہے - قرآن مجید کی تلاوت کے لئے بلکہ صحیح طور مطالب سمجھنے کے لیے نہایت ضروری ہے کہ قرآن مجید کی مقطوعات و موصولات سے واقفیت ہو - حسب ذیل کتابیں اسی واقفیت کا ذریعہ ہیں

مقطوع القرآن و موصولہ عبد اللہ عامر یحصبی قاری شام المتوفی سنہ ۱۱۸، مقطوع القرآن و موصولہ حمزہ بن حبیب الزیات قاری کوفہ المتوفی سنہ ۱۵۶، مقطوع القرآن و موصولہ علی بن حمزہ کسائی قاری کوفہ المتوفی سنہ ۱۸۸

(۲۵ — عدد آي القرآن)

جسطرح عام کتابوں کی ہر فصل و باب کی ترتیب فصروں سے ہوتی ہے اسی طرح قرآن مجید کی ہر سورہ آیتوں سے مرکب ہوتی ہے " آیہ " عربی میں (اور اردو عبری میں) لغہ نشان و علامت کے مرادف ہے، اور اصطلاحاً عربی میں تورات کے ایک حرف اور نحو کی آیتیں ہیں کہ وہ اپنے ماقبل و مابعد سے ایسے صرف ایک قسم کا نشان اور علامت ہے - لیکن عربی کی اصطلاح اس سے زیادہ وسیع قرار دی گئی ہے، اور وہ قرآن کے پورے ایک فقرہ پر حاوی ہے -

آپ یا فقرہ کسکو کہتے ہیں؟ اسی کلام مسلسل کے اوس متحصر ٹکڑے کو جو ادائے مطلب اور تفہیم معنی میں مستقل ہو اس تعریف کی رو سے ممکن ہے کہ کلام کا ایک ٹکڑا جسکو ہم ادائے مطلب کے لیے مستقل سمجھتے ہوں، تم نہ سمجھتے ہو، پس یہ بالکل ممکن ہے کہ اکثر ایک فریق کے نزدیک سورہ واقعہ کے سات ٹکڑے ہوں یعنی سات آیتیں، تو دوسروں کے ہاں چھ ہوں یا آٹھ، اسی پر پورے قرآن مجید کی تمام آیات کی تعداد کا قیاس کرلو

قرآن مجید کے ضبط و صحت کی اخیر حد یہ ہے کہ مسلمانوں نے اس کے ایک ایک حرف، ایک ایک لفظ، اور ایک ایک آیہ کا شمار کرلیا ہے حروف اور الفاظ کی تعداد میں تو زیادت و نقص نہیں ہوسکتی، لیکن یہ ممکن ہے، تفصیل ما فوق، آیات کی تعداد میں اختلاف رائے ممکن ہے، چنانچہ " علم عدد آي القرآن " کا موضوع یہی مسئلہ ہے

علم العدد کی تفصیل میں اوپر ذکر کرچکا ہے کہ قرون قرآن کے لیے قرون اولیٰ میں تین مشہور اسکول (درسگاہ) ہیں : مکہ معظمہ، مدینہ مبارکہ، بصرہ، کوفہ، شام ان میں سے ہر اسکول نے اپنی تحقیق و رائے کے مطابق آیات قرآنیہ کی تعداد و شمار پر مستقل رسائل ترتیب دئے ہیں

مکہ معظمہ

کتاب العدد عطاء بن سائب المکیہ، کتاب العدد قرائی، کتاب حروف القرآن خلف الاحمر

مـدیـنـہ مبارکـہ

کتاب العدد نافع قاری مدینہ المتوفی سنہ ۱۶۹، کتاب العدد عیسیٰ المدائی، کتاب العدد اسماعیل بن ابی اویس القاری -

کـوفـہ

کتاب العدد حمزہ الزیات قاری کوفہ المتوفی سنہ ۱۵۶، کتاب العدد خلف البحری الکوفی، کتاب العدد محمد بن عیسیٰ الکوفی، کتاب العدد علی بن حمزہ الکسائی النحوی قاری کوفہ المتوفی سنہ ۱۸۹ ھ -

بصـرہ

کتاب العدد ابن معاذا، کتاب العدد عاصم الجحدری، کتاب العدد حسن بن حسن بصری، عدد آي القرآن محمد بن مسدیر طرب المتوفی سنہ ۲۰۶

شـام

کتاب العدد یحیی بن حرث الذماری، کتاب العدد خالد بن معدان، کتاب اختلاف العدد ولیع السدہ -

ان کتابوں کی تصنیفات ہیں، مذاہب میں موصلی (نام نہیں معلوم) کی ذات الرسد، اور ابو معشر عبد الکریم بن عبد الصمد الطبری المتوفی سنہ ۶۷۸ کی تعداد الآي القرآن وغیرہ اسی فن کی کتابیں ہیں

[الباقی کل]

مذاقہ علمیہ

صحیفۂ فطـــرت کا ایک دلچسپ صفحـــہ

عـالـــم نبـــاتات اور حیـــوانات

مختلف الجنـس اشـیـاء میں حیـرت انـگیـــز مشـــابهـت

(۲)

پھولوں کي مشابہت کی جنني صورتیں ھیں' ان میں سب سے زیادہ حیرت انگیز (Schuberati (1) granditlora) نامي پھول کی مشابہت ھے - اسے دور سے دیکھیے تو معلوم ھوتا ھے کہ ایک مہربان نسل اور مہن سال آدمي آپکو دیکھہ رھا ھے ! ھر انسانی خط و خال کي شبیہ نہایت مکمل طور پر اسمیں موجود ھے اور ھو بہو ایک انسان کا چہرہ بنگیا ھے - اسکی ھر شاخ میں متعدد پھول لگے ھیں' اور شاخ خم کھا کر عرض میں دھنے سے بائیں طرف چلی جاتي ھے - اسلیے ھر شاخ میں بجاے ایک چہرے کے مسلسل کئي چہرے پیدا ھوگئے ھیں !

آرکڈ کي طرح یہاں بھي مادہ تولید کے ذرات ملکر چھوٹے چھوٹے تلے بنجاتے ھیں جنھیں مناسب قد کے کیڑے نوز کے مادہ کو دوسرے پھولوں تک لیجاتے ھیں - اس درخت کے پھول میں جو رس ھوتا ھے اسی کي تلاش میں کیڑے آتے ھیں' اور عصو رجولیت کے کالم (ستون) پر بیٹھہ جاتے ھیں - بیٹھنے ھي انکے پیر ان طویل اور عمیق شگافوں میں چلے جاتے ھیں جو اُسکے منسحر انگیز چہرے کے ھر طرف پیدا ھوگئے ھیں - جب کیڑا بھاگنا چاھتا ھے تو اُسکے پیر اوپر کي طرف جا کے سیاہ فرصوں (یعنی چہرہ کي آنکھوں) کے ایک تنگ سوراخ میں پھنس جاتے ھیں' اور وہ اپنے پاؤں نکالنے کیلیے سخت جد و جہد کرنے لگتا ھے - اس کشمکش میں آنکھوں کے قرص مع مادۂ تولید کي دونوں تھیلیوں کے ٹوٹ جاتے ھیں اور اسطرح عروس گل کے حاملہ ھو جانے کا سامان پیدا ھو جاتا ھے !

جب کبھي کوئي بڑا اور طاقتور کیڑا پھنستا ھے تو یہ تدبیر پوري طرح انجام پاتي ھے' لیکن اگر چھوٹا اور کمزور کیڑا گرفتار ھوا تو پھر وہ نہیں نکل سکتا - وھیں مرکے رھجاتا ھے ' اور وہ مقصد (یعنے تلقیح) فوت ھوجاتا ھے جسکے لیے یہ تدبیریں کي گئي تھیں - اسي لیے ان پھولوں کو " ظالم" یا " صیاد" (Pinching trop) پھول بھي کہتے ھیں جو اپنے عشق و محبت کي مجبوریوں میں اسقدر جلاد اور خونریز ھیں !

جب کوئي طاقتور کیڑا مادہ تولید نکالکے لیجاتا ھے تو اس مادہ میں ایک ایسي حرکت پیدا ھوتي ھے جسکی وجہ سے انکے پھیلے ھوے اجزا سمٹکے منحصر ھو جاتے ھیں - اس سے یہ فائدہ ھوتا ھے کہ جب کیڑا دوسرے پھول پر جا کے بیٹھتا ھے تو اُسکے رحم میں یہ مادہ بآساني داخل ھو جاتا ھے - ان پھولوں کے قرب و جوار میں بکثرت بھڑیں اور دوسرے قسم کے کیڑے ملینگے جنکے پیروں میں مادۂ تولید کي ڈلیاں یا اُن آنکھوں کے ٹکڑے لگے ھونگے جن سے یہ مادۂ تولید نکالا گیا ھے -

(Acarus calmus) (۱) کے پھلنے کا طریقہ بھي عجیب وغریب ھے - اسوقت اسکے پھولوں کا تختہ حیرت انگیز طور پر ایک گول صف کے مشابہ ھوجاتا ھے !

اس پھول کا تعلق (Orantiaceal) کي قسم سے ھے - یہ در اصل مشرقي ایشیا کا پھول ھے مگر اب دوسرے ملکوں میں بھی ھونے لگا ھے' اور جدولي روس میں تو اسکا مربہ بھي بنایا جاتا ھے رھیں سے اُسکي جڑیں آتي ھیں - ان جڑوں سے ایک قسم کا خوشبودار' معطر' مفوي' مگر تلخ عرق نکلتا ھے جو بعض شربتوں میں طبي طور پر ملایا جاتا ھے -

تلقیح نفس (یعني از خود تلقیح کا ھونا اور کسی دوسرے پھول کے مادہ تولید کا عدم شمول جسکو اصطلاح میں Self-pollination کہتے ھیں) یا ازدواج نفس (یعني نر اور مادہ الگ الگ نہ ھوں - خود ھي نر بھي ھو اور مادہ بھي جسے اصطلاح میں Autogamy کہتے ھیں) ھمارے سوال کے دائرہ سے خارج ھے کیونکہ ھر پھول کا رحم مرکز مادۂ تولید کے نکلنے سے پہلے ھي مرجھا جاتا ھے - ھاں یہ صحیح ھے کہ تجربہ نے بالائي پھولوں کے رحم میں نیچے کے پھولوں کے عصو رجولیت سے مادہ تولید نکالا جاسکتا ھے' مگر یہ اسوقت تک بار آور ھو سکتا ھے جب تک کہ اسمیں کیڑوں کي اعانت شریک نہ ھو -

لڑکے نہایت شوق سے اِس پھول کے بھچے ھوے جیڑوں کو

---

(۱) Schubertia ایک درخت ھے جو جنوبي امریکہ میں ھوتا ھے - اسکے پتے پیچ در خم دار ھوتے ھیں - پتیوں کي سطح پر بکثرت باریک بال ھوتے ھیں اور توڑا جاے تو اندر سے دودہ کي طرح سفید عرق نکلتا ھے - اسکي مختلف قسمیں ھیں جنمیں سے ایک مشہور قسم Schu. Grandiflora ھے -

(۱) Acarus یعني ایکرس ایک قسم کا درخت ھے جسکي مختلف قسمیں ھیں - ان اقسام میں سب سے زیادہ دلچسپ قسم Acarus Calmus ھے جسکا ذکر مضمون میں آیا ھے - ایکیرس انگلستان میں زیادہ تر ساحلي اور مرطوب مقامات میں ھوتا ھے - انگلستان کے علاوہ ھندوستان اور شمال امریکہ کے سرد حصوں میں بھی پایا جاتا ھے -

چٹکي سے نوچتے هیں' جسکا نام (Antirrhinum) (۱) نہایت هي مناسب اور موزوں هے -

لارڈ اریبري اس پھول کو ایک ایسے مضبوط صندوق سے تشبیه دیتے هیں جسکي کنجی صرف بھونرے هي (Humble bee) کے پاس هے ' کیونکه چھوٹے چھوٹے کیڑے تاج (Corolla) (۲) کی بند پنکھڑیوں میں سے اپنا راسته نکالنے میں کامیاب نہیں هوسکتے -

اس پھول کي تلقیح کے لیے ایک بڑي زبان والی مکھی کی ضرورت هوتي هے - اسکا عضو نسائي ایک قسم کي زیر زمین راہ هے جسمیں سے هوکے کیڑا رس تک پہنچسکتا هے اور جو بالکل اسکے کنارے میں هوتا هے- اس راہ کے سرے پر اسکي چھت کي طرف دبے هوے مادہ تولید میں ملفوف اینتھر هوتے هیں - پھول کے امتحان سے صاف نظر آتا هے که اگر کیڑے اندر جا سکتے تو وہ ان مرکز هاے مادہ تولید کو مس کیے بغیر اس تک پہنچ جاتے -

بڑي مکھي سے یه راہ بالکل بھر جاتي هے ' اسلیے جب وہ باهر نکلتي هے تو خود بخود اسکي روئیں دار پیٹھه کے ساتھه مادہ تولید کے ذرات بھي لگ کے چلے آتے هیں -

یه واقعات هیں جن سے اس پھول کے ان بھتے هوے جیڑوں کے حالات کي تشریح هوتي هے جو اپنے پلنے کے لیے شه روز تیڑوں کو همیشه صلاے روز آرمالي دیتا رهتا هے -

اس پھول کا سب سے زیادہ دلچسپ حصه کیپسیول هے (۳)

(۱) یه ایک قسم کا درخت هے جسکي ۱۴ قسمیں هیں - اسکا اصلي وطن بحر میڈیٹرینین هے مگر بسا اوقات کاوفرونیا میں بھي نظر آجاتا هے -

(۲) " کارولا " پھول کا وہ حصه هے جو کلي کے اندر اور بار اور حصه کے گرد هوتا هے - اسکا وجود عموماً محض درتین پتیوں هي سے عبارت هوتا هے جو تکمیل نشو کے بعد بڑي هوجاتي هے - یه پتیاں بالائي غلاف (کمامه) کي پتیوں سے زیادہ خوشنما اور پر رونق هوتي هیں - انگریزي میں انکو (Corolla) کہتے هیں جو ایک لاطیني نژاد لفظ هے - لغت میں اسکے معني تاج کے هیں - اسي لیے هم نے بھی تاج هي ترجمه کیا -

(۳) وہ ایک تھیلی هے جسمیں بیج رهتے هیں - عربي میں اسکو " خریط " کہتے هیں -

اس مضمون کا یه مقصد نہیں که اس میں تمام تعجب انگیز مشابھتوں کي ایک مکمل فہرست پیش کي جائے - اگر ایسا کیا جاے تو اس موضوع پر ایک مبسوط کتاب لکھنے والے مصنف کا بوجھه هم اپنے سر لے لینگے حالانکه اسکے لیے بالکل طیار نہیں هیں - همارا مقصود صرف یه هے که چند دلچسپ صورتوں کا اجمالي تذکرہ کردیں اور اسپر توجه دلائیں که اس موضوع سے تعلیم میں کیونکر فائدہ اٹھایا جا سکتا هے ؟ پڑھنے والے اپنے تخیل اور مشاهدہ کي قوت سے کام لینگے تو انہیں اس موضوع کے متعلق قریباً بے پایاں سلسلوں کے دریافت کرنے میں کوئی دقت نه هوگي -

(عالم حیوانات)

اب تک تو نباتات کا ذکر تھا - اب هم حیوانات کو لیتے هیں -

کیڑوں کے پر جس قسم کے نقش و نگار کے نمونے پیش کرتے هیں ' اگر انکو جمع کیا جائے تو انمیں بہت سي مختلف صنعتوں اور تصویروں کا سراغ ملیگا - هم نے اپنے مضمون کے ساتھه صرف ایک دو پروں کي تصویر دي هے - غالبا ان تصویروں میں سب سے زیادہ تعجب انگیز نشان وہ هے جو بالکل رومن اعداد کا عدد ۸۰ - یعنی 80 لکھا هوا دکھائي دیتا هے - اور جو جنوبي امریکه کي تتلي (Catagramma) نامی کے پچھلے پروں پر هوتا هے - اسکے سک بہ عدد اس جنس کي تمام انواع میں پوري طرح واضح نہیں هے ' مگر عموماً پچھلے پر کی اندروني سطح پر 80 یا 88 کا نشان ضرور هوتا هے - اسیواسطے جو لوگ برازیل میں ان تتلیوں کو پکڑتے هیں ' وہ انہیں " اینني ایٹ " (اٹھاسی) کہتے هیں -

وہ کیڑے جو موت کا سر (Death's Head) کہلاتے هیں' انکے سینے کے نقش و نگار بھي ایک نہایت دل نشیں منظر هے - کیونکه وہ انساني کھوپڑیوں اور انکي متقاطع هڈیوں کي نہایت عمدہ نقل هوتي هیں' اور انہیں دیکھکے جرمن سواروں کے مشہور رسالے کا نشان یاد آجاتا هے !

جرمني اور پولینڈ میں (جہاں یه کیڑے کثرت سے هوتے هیں) انکو (Death's head phantom " موت کے سر کي تصویر " یا (Wandering death bird) یعنی " موت کے آوارہ گرد کیڑے " کہتے هیں - وهاں کے جاهل کسانوں کا عقیدہ هے که وہ بہت هي منحوس اور بد اثر هیں !

هندوستان میں ایک بڑا کیڑا ہوتا ہے جسے " سانپ " (Attacus atlas) کہتے ہیں - اسے یہ لقب اسلیے ملا ہے کہ اسکے اگلے پر کے سرے ایسے نظر آتے ہیں جیسے ایک پر غضب کوبرا (ایک قسم کے زہردار سانپ) کا سر ہے جو کسی تصویر کے خانے میں دکھایا گیا ہے !

اس خاندان کے دوسرے کیڑوں کے اگلے پروں پر بھی بہت سے خوشنما اور تعجب انگیز صفیں ہوتی ہیں - چنانچہ اس ڈرپنگ برد (Drooping bird مرجھانیوالی کلی) کو دیکھیے جو "چاند" نامی کیڑے کے اگلے پروں پر نظر آتی ہے - یہ اور اسی قسم کے اور نمونے جو تتلیوں اور کیڑوں کے پروں پر ہوتے ہیں ' گونہ گوں وضعوں اور طرح طرح کے نمونوں کا ایک ایسا ذخیرہ جمع کردیتے ہیں جن سے مصور بہت فائدہ اٹھا سکتے ہیں - جب انہیں نئی نئی وضعوں کے القا و الہام کی ضرورت ہوتی ہے تو نظر کی یہ مصنوعات عجیبہ و غریبہ اکے سامنے نمونہ کیطرح آجاتی ہیں - اگر یورپ کی بہت سی صنعتوں اور نقش و نگار کے کاموں کے اصل کا سراغ لگایا جاے تو یقیناً انہی کیڑوں کے پر نکلینگے - کشمیر اور ہندوستان کی مشہور شالوں کے نمونوں میں (Cethocia) نامی جنس کے نقش و نگار تتلیوں ہی کے رنگ ہیں جنکی نقل اتاری گئی ہے -

(مـــرقـــع)

اس مضمون کے ساتھہ اُن پھولوں اور کیڑوں کا ایک مرقع بھی دیا جاتا ہے جنکا ذکر گذشتہ اور آج کے نمبر میں آیا ہے - بائیں جانب سے بہ ترتیب دیکھیے آئیے - تصویریں در عالم میں کردی گئی ہیں - پہلے کالم کو ختم کر کے دوسرے کالم کو شروع کیجیے گا :

(۱) " سانپ " نامی ہندوستانی کیڑا جو کوبرے کا سر معلوم ہوتا ہے -

(۲) یہ " موت کے آوارہ گرد کیڑے " کی تصویر ہے ' جسکے جسم پر انسان کی کھوپریوں کی متقاطع ہڈیوں کی شکل ہوتی ہے -

(۳) یہ " مرجھانے والی کلی " ہے ' جو " چاند " نامی کیڑے کے اگلے پروں پر نظر آتی ہے -

(۴) وہ تتلی جس کے پروں پر انگریزی کے (80) ہندسہ کی شکل ہوتی ہے -

(۵) یہ گل تُرر پیرلم ہے - اسکی شکل ہو بہو ایک نہایت عمدہ قسم کیبوتر کی سی ہوتی ہے - اس پھول کی دو تصویریں دی گئی ہیں - ایک تصویر پوری طرح کھلے ہوے پھول کی ہے - اسی لیے اسمیں مشابہت بہت واضح ہے - دوسری تصویر ایک نیم شگفتہ کلی کی ہے ' اسلیے زیادہ نمایاں نہیں ہے -

(۶) اولین نظر میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہت سی انسانی کھوپریاں ہیں ' جو یکے بعد دیگرے رکھدی گئی ہیں ' مگر در حقیقت یہ وہ پھلیاں ہیں جنمیں اسنیپ ڈراگن Snap-dragon نامی درخت کے بیج ہوتے ہیں -

(۷) یہ ایکوس کیلمس نامی درخت کے پھول کی تصویر ہے جس کا ذکر گذشتہ نمبر میں کیا گیا ہے -

(۸) یہ اس پھول کی تصویر ہے جو ایک پیر مرد کے مشابہ ہوتا ہے - اس کا ذکر اس نمبر کے گذشتہ حصہ میں آیا ہے -

(۹) Aristolochia کا ذکر اس مضمون کے گذشتہ نمبر میں آیا ہے - یہ اسی کی کلی ہے - اس کلی کو اگر ایک رخ سے دیکھیے تو معلوم ہوتا ہے کہ راج ہنس کے چہرہ کا ایک غیر مکمل خاکہ ہے -

بریدِ فرنگ

اقتراعیات

حقوق پرسیان انگلستان کے دارہ دوین سوانح و حوادث

افتراعیہ (یعنی عورتوں کے سیاسی حقوق کے تحریک) دراصل حق انتخاب کا مطالبہ ہے - یہ اس صنف کی طرف سے کیا گیا ہے - جسے فورات مقدس کی روایت کے بموجب محض مرد کے دل بہلانے کے لیے پیدا کیا گیا تھا - لیکن اس دل بہلانے والے کھلونے کے مطالبات نے اب ایسی خطرناک صورت اختیار کرلی ہے کہ سارا انگلستان درد و اضطراب سے چیخ اٹھا ہے ' اور جیسا کہ مقامی ایمگلو انڈین معاصر کے مراسلہ نگار لندن نے لکھا ہے " اسکا وجود انگلستان کے لیے ایک سخت ترین اجتماعی خطرہ ہوتا جاتا ہے جسکی برباد کن ترقی کی رفتار بہت ہی تیز ہے - اس اجتماعی خطرہ کا اگر جلد تدارک نہ کیا گیا تو مسٹر ڈرایل کا یہ اعلان عملاً سامنے آجائیگا کہ " لوگ قانون کو اپنے ہاتھوں میں لے لینگے ' اور ان عورتوں کو خود سزا دینگے جو مردوں کو سزا دینے میں اب بالکل ناقابل برداشت ہوگئی ہیں " -

افتراعیہ کی دراز دستیوں کا دائرہ اسقدر وسیع ہوگیا ہے کہ ایک ادنی پولیسمین سے لیکر شاہ عہد تک ' اور گولف اور تینس کلبوں کے خیموں سے لیکر مصنوعات نفسیہ کی گیلریوں اور مقدس مذہبی مقامات و آثار تک انکی دست درازی سے محفوظ نہیں :

(پولیسمین)

وہ لال پگڑی والی طاقت جسکے نمرے چھوٹے سے ڈنڈے کی ایک معمولی جنبش ہزارہا ہندوستانی مردوں کے بھرے مجمع کو منتشر کردیتی ہے ' انگلستان میں خوبصورت ہیت اور رعب انگیز یونیفارم کے اندر بہت با فاعدہ ہے - تاہم گرفتاری کا قصد ایک طرف رہا ' اگر محض بچانے کے خیال سے بھی کوئی پولیسمین ان عورتوں کو پکڑتا ہے تو بقول مراسلہ نگار انگلشمین " اس حفاظت کا صلہ اُسے ایک زبانہ ابتری کے بوٹ کی ٹھوکر کی شکل میں ملتا ہے " !

یہ کسی نارف اندام کی لا ابالانہ ٹھوکر نہیں ہوتی ' کہ " ضرب حبیب حبیب " کا لطف آئے ' بلکہ ایک ہسٹیریا عورت کی جس نے اچھی طرح اس عجیب اسلحہ کے استعمال کی مشق کرلی ہے ' اور جو وزن میں ۹ اسٹون (۱) سے بھی کہیں زیادہ ہے ! وہ اسقدر زور سے بے محابا اور اسطرح ناک کے با اصول ٹھوکر مارتی ہے کہ جنگ پیشہ سپاہی حیرت سے مبہوت رہجاتا ہے !

ہندوستان میں پولیس کے کسی غیر قانونی حکم کی بھی نافرمانی کم از کم ۲۴ گھنٹہ حوالات میں رکھنے کے لیے کافی ہوتی ہے - ممکن ہے کہ آپ انگلستان کو بھی اسی پر قیاس کرلیں ' اور کہیں کہ چونکہ اس نے ادائے فرائض حکومت میں مداخلت کی ہے اسلیے دفعہ (۲۲۴) عاید کی جاتی ہے اور بقیناً دو سال قید کی مستحق ہے - مگر یہ قیاس صحیح نہوگا - گوری رنگت کی پولیس گوری آبادی کیلیے ہم سیاہ رو وحشیوں کا سا قانون نہیں رکھہ سکتی - انگلستان کا ضابطہ موجداری ایسے موقع پر پولیسمین کو

(۱) ایک اسٹون ۱۴ - پونڈ کا ہوتا ہے -

چھ نہیں دیتا کہ اپنی حفاظت کے لیے اس حملہ آور عورت کو
ہی بہ ترکی جواب دے !

(مجسٹریٹ)

مجسٹریٹ جو ہندوستان میں اپنے زیر انتظام شہر کا پادشاہ
ہوتا ہے' اور بغیر کسی تامل کے مچھلی بازار کانپور کے ایک نہتے
مجمع پر مسلسل ۱۰ منٹ تک ۶۰۰ کارتوسوں کی بارش کراسکتا
ہے ' اسکی وقعت یہ عورتیں اتنی بھی تو نہیں کرتیں جتنی
ہندوستان کے کسی بڑے شہر میں پولیس کے جمعدار یا داروغہ کی
ہوتی ہے !

" نیلی ہال " اور " گریس رو " دو اقتراعیہ عورتیں ہیں جنکا
چالان چند افتراعی سازشوں کے سلسلے میں پولیس نے کردیا تھا -
جب پیشی کا دن آیا تو مسٹر پال ٹیلر نامی مجسٹریٹ کی عدالت
میں حاضر کی گئیں - ابھی مسٹر باڈکن وکیل استغاثہ نے کھڑے
ہوکے مجسٹریٹ کو مخاطب ہی کیا تھا کہ " نیلی ہال " نے
پولیس کے جبریہ کھانا کھلانے کا افسانہ چھیڑ دیا - مسٹر ٹیلر
سر جھکا کے سنا کیے - تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے سر اٹھا یا ہی
تھا کہ ہال چیخ اٹھی :

" تم کو اچھی معلوم ہے کہ ہم پر کیا کیا ظلم
دیے گئے ہیں (یعنی
کس طرح بجبر کھانا
کھلا یا گیا ہے ؟)
اسلیے اگر تم عبرت مند
ہوگے تو ہم سے آنکھیں
چار نہ کرسکوگے "

اسکے جواب میں
مسٹر ٹیلر نے کہا :
" قصور معاف - بہ خود
کردہ مصائب ہیں "
اس پر ہال برہم ہوکے
بول اٹھی : " اس کا
مزہ تم نہیں جانتے -
کیونکہ تم پر کبھی پڑی
ہی نہیں "

" رو " نے بھی اپنی سہیلی کی تائید کی ' اور نہایت
بے باکی سے ظاہر کیا کہ اسے مجسٹریٹ کا چہرہ دیکھکے خوف آتا ہے -
گویا مجسٹریٹ آدمی نہیں ہے - ایک مواسٹر (عجیب الخلقت
جانور) ہے - اس پر مسٹر ٹیلر نے ایک زہر خند ہنسی کے
ساتھہ کہا :

" تم نہیں چاہتیں کہ میں تمہیں برابر دیکھتا رہوں ؟ کیوں ؟ ایسا
ہی ہے نا ' یا چاہتی ہو ؟ بولو ! "

ہال اور برہم ہوگئی - جھلا کے بولی :

" اگر تمہیں دن بھر میں تین بار زبردستی نہانا کھلایا جاتا تو تم
اسطرح نہ ہنستے "

اب مجسٹریٹ صاحب بھی ذرا ہلے اور کسی قدر غضب آلود
سنجیدگی کے ساتھہ کہا :

" میں بھی تم پر ہنستا ہوں پھر کیا تم مجھے بھی الزام دیتی ہو ؟
بولو ! "

ابتدا سننا تھا کہ " ہال " اور " رو " دونوں آگ بگولا ہوگئیں
اور کئی دفعہ زور زور سے چلائیں " مسٹر باڈکن اے (یعنی غریب
مجسٹریٹ کو) روکو "

اسکے بعد اس عجیب الخلقت مقدمے کی کارروائی شروع
ہوئی - اثناء شہادت میں دونوں نے کئی بار کہا :

" ہم نہیں چاہتے کہ ہمارا مقدمہ چلایا جاے - ہمکو یوں ہی
سزا دیدو "

مگر مقدمہ کی کارروائی ہوتی رہی - ایک پولیس کا گواہ
پیش ہوا - اسکے بعد مقدمہ آیندہ کے لیے ملتوی کردیا گیا - جب
" ہال " اور " رو " باہر لائی گئیں تو دونوں بہت زور سے چلائیں

" خیر ' کچھہ پروا نہیں - ہم لوگ برابر لڑتے رہینگے ! لڑتے
رہینگے !! لڑتے رہینگے !!! "

(شاہ اور ملکہ)

ان واقعات کا ذکر ہم نے اس خیال سے کیا کہ وفا کیش اور
اطاعت بردار ہندوستان کی ہمت کے لیے یہی واقعات لرزہ انداز
و دہشت انگیز ہیں ' ورنہ جس جماعت کا اسوقت ذکر ہورہا
ہے ' وہ تو خود وزیر اعظم مسٹر ایسکوئیتھ کو برسر مجلس بارہا
ذلیل و رسوا کرچکی ہے ' اور پھر اتنا ہی اسکے طالرجرأت کا سدرہ المنتہی
نہیں ہے - وہ اس عرش عظمت و جلال تک بھی پرواز کرچکی ہے '
جو انگلستان کی دنیا میں احترام و اجلال کی آخرین منزل ہے !!

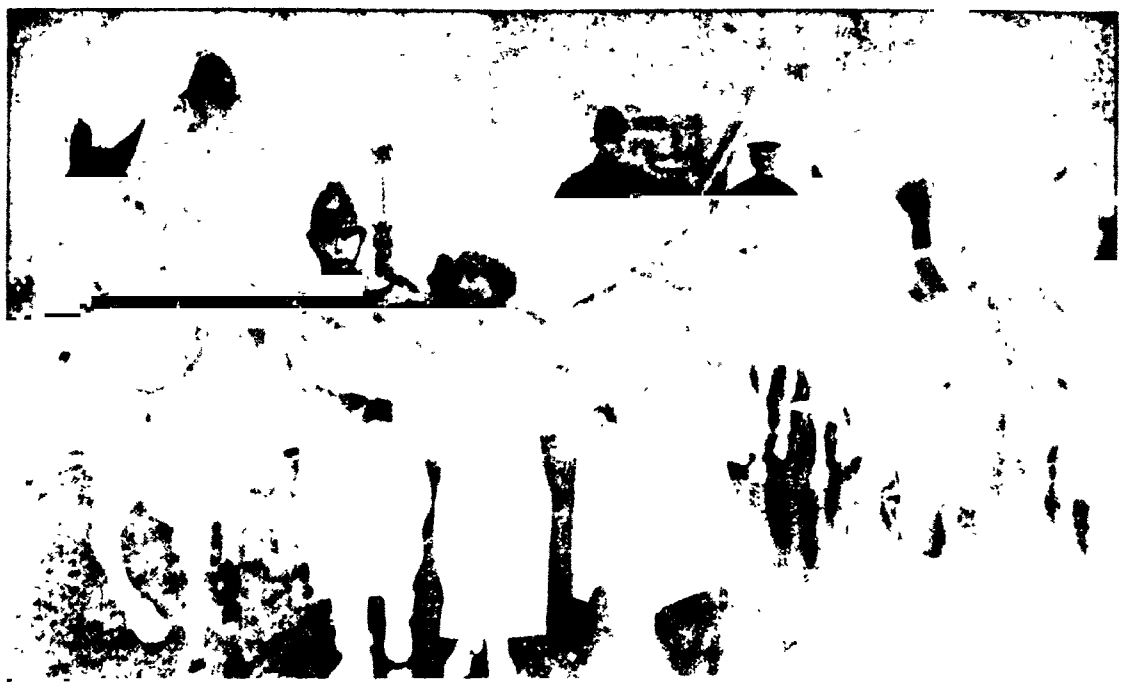

مسز نیلی ہال پولیس کے قبضے میں - کشمکش ' مقابلہ ' اور بالاخر شکست !

پادشاہ کے ساتھہ گستاخانہ جرأت کی ابتدا تو اس سرفروشانہ اقدام سے ہوتی ہے جو ایک اقتراعیہ نے گھوڑ دوڑ کے میدان میں دکھلایا تھا ' اور شاہی گھوڑے کو پکڑنے کی لاحاصل کوشش میں اپنی جان تک کھو دی تھی ' مگر اسکے بعد ایک دوسرا واقعہ پیش آیا جسکے متعلق انگریزوں کا خیال ہے کہ " وہ مہذب دنیا کی نظروں میں انگریز عورت کی گستاخی اور بد تہذیبی کا ایک شرمناک نرین منظر ہے " شاید ایسا ہی ہو !

ڈربنگ روم کا شاہی دربار تھا - شاہ اور ملکہ رونق افروز تھے اور درباری باری باری سے گذر رہے تھے - کوئی گیارہ بجے والے تھے کہ لیڈی ٹارن شیدہ اپنی ہمشیرہ مسز والدریڈ کی طرف سے مراسم دربار ادا کرکے ہٹیں ' اور انکے بعد لیڈی بلوم فیلڈ مع اپنی دونوں لڑکیوں کے آگے بڑھیں -

لیڈی بلوم فیلڈ شاہ کے حضور آداب بجا لاچکی تھیں اور مسز کے لیے جھکنے والی ہی تھیں کہ یکایک ایک شیریں اور پرارمغ و موسیقیت آواز بلند ہوئی ' اور تمام دربار حیرت زدہ ہوگیا :

" اور مجیسٹیرو ! خدا کے واسطے !! ..... "

لیڈی بلوم فیلڈ نے مڑکے دیکھا تو انکی لڑکی گھٹنوں کے بل بیٹھی ہوئی ہے ' اور دونوں ہاتھہ شاہ اور ملکہ کے آگے پھیلا ہوے ہے یہ منظر دیکھکے وہ گھبراہٹ میں پیچھے مڑی - اتنے میں اسکی دوسری لڑکی نے بڑھکے اپنی بہن کا ہاتھہ پکڑلیا - جب تک سر ڈی - ڈاسن بھی آگئے جو لارڈ حمبیرلین کے ساتھہ شاہ کے بائیں جانب کھڑے تھے - ان دونوں نے چند دیگر اشخاص کی مدد سے بلوم فیلڈ کو اسطرح باہر نکالا کہ کچھہ تو لڑکوں کے ہاتھہ

تھي اور کچھہ زمین پر کھنچي چلي جاتي تھي - انہي کے ساتھہ ساتھہ لیڈي بلوم فیلڈ اور انکي همشیر بھي باھر نکل آئیں -

بیان کیا جاتا ھے کہ اس واقعہ پر شاہ یا ملکہ نے چنداں توجہ نہ کي - دربار اس طرح اپني حالت پر رھا گویا کچھہ ھوا ھي نہیں - چنانچہ جو لوگ پیچھے تھے جب انھوں نے مس بلوم فیلڈ کو مع اپني والدہ اور همشیرہ کے اسطرح جاتے دیکھا تو وہ سمجھے کہ یہ بے ھوش ھوگئي ھے -

یہ بیانات ھیں جو شائع کیے گئے ھیں ' لیکن اصلي واقعہ اب اسقدر مختلف اور مخفي ھوگیا ھے کہ کچھہ نہیں کھلتا ' صورت حال کیا پیش آئي تھي ؟

(ایک تاریخي کلیسا)

یہ دن انگلستان کے لیے ایک منحوس و نامبارک دن تھا ' کیونکہ ایک طرف تو دربار کي اسطرح توھین ھوئي - دوسري طرف وہ اپنے ایک نہایت تاریخي و دیني سرمایہ سے محروم ھوگیا -

اقتراعي عورتوں نے ڈربي شائر کے مشہور اور تاریخي گرجے میں آگ لگادي - ریورینڈ جان ھالیٹیکر اسکے ریکٹر (ایک مذھبي عہدہ ھے) بلائے گئے - ڈربي کا آگ بجھانے والا انجن بھي آیا ' مگر کیا حاصل ؟ چھت گرچکي تھي ' شعلے ھوا میں بلند ھو ھو کے گاؤں بھر میں آتشزدگي کا اعلان کر رھے تھے - آفتاب طلوع ھوا تو لوگوں نے اس عظیم الشان تاریخي کلیسا کي سوختہ اور برھنہ دیواریں دیکھیں - مشہور طبیعي چارلس ڈارون ' اسکے چچا کي یاد گاریں ' اور انکے علاوہ اور جسقدر آثار عتیقہ اس کلیسا میں موجود تھے ' سب کے سب جلکر خاک سیاہ ھو گئے - وہ پرانا خوشنما پردہ جو اس کلیسا کے آثار محفوظہ میں ایک نہایت ممتاز یادگار تھي ' وہ قدیم کتابیں جنکو اھل شائر نہایت تقدیس و احترام کي نظر سے دیکھتے تھے اور جو پڑھنے کے ڈیسک میں رکھي رھتي تھیں ' وہ اسکی عظیم الشان ' مقدس ' خوبصورت عمارت جسکو دیکھنے کیلیے سیاح آتے تھے ' آہ ! سب برباد ھوگئے ! عورت ' نازک ' حسین ' دلربا ' محبت طلب عورت نے سب برباد کر دیا ! کلیسا کي عمارت نارمن طرز تعمیر کي ایک خاص یادگار تھي - اگرچہ اس عہد کي بني ھوئي چیزوں میں سے صرف ایک جنوبي دروازہ ھي باقي رھگیا تھا ' مگر وہ بھي کچھہ کم با عظمت نہ تھا - اس دروازہ کے متعلق آرکیالوجسٹس (آرکیا لوجسٹس) کا اندازہ تھا کہ وہ سنہ ۱۱۵۰ ع کا بنا ھوا ھے -

مگر اس تذکرہ سے کیا حاصل ؟ "عورت" اب بربادي و ھلاکت کي راہ لگئي ھے - وہ سب کچھہ جلادیگي ! سب کچھہ برباد کردیگي !

(گیلري)

مصوروں کے عجائب خانوں اور گیلریوں پر تو انکے حملے ھو چکے تھے اب معمولي حملوں کا تذکرہ کوئي خاص دلچسپي نہیں رکھتا لیکن ھم جس واقعہ کا ذکر کرنا چاھتے ھیں وہ اس تمام سے مستثني ھے - کیونکہ اسکے ساتھہ ایک خط بھي ملا ھے جو انتقامیات کے جذبات و حیات کا ایک عبرت انگیز آئینہ ھے -

ویسٹ منسٹر میں مصنوعات نفیسہ کي ایک گیلری ھے جو "ٹیٹ گیلري" کہلاتی ھے - ھفتہ کي ڈاک میں ایک کم سن اور حسین عورت اپنے گون میں ایک کلھاڑي چھپائے ھوے آئي ' اور نظر بچا کے دو تصویروں کو کلھاڑي سے کھرچ ڈالا - ان دونوں تصویروں میں سے ایک کا نام " مجروح عشق " تھا - یہ برٹولوزي نامي مشہور مصور کي کندہ کاري (انگریونگ) کا نمونہ تھي ' اور بالآخر اسي حسن نے انھیں مجروح ھوئي جو دنیا میں عشق کا حریف قدیم ھے !

دوسري گرینڈ کیسلي ویمس کي تصویر تھي - اس پر ایبي ریک (واٹر کلر) تھا - یہ تصویر جان سیپلیڈ کے رزم قلم کا نتیجہ تھي اور سرپرنڈ میں خریدي گئي تھي - گیلیري کے نگران و مہتمم کو کسي طرح اسکا علم ھوگیا - اس نے اپنے حسین مجرم کو پکڑ لینا چاھا - لیکن یہاں حسن کا طھور ویسا نرم و لطیف نہ تھا جیسا کہ ابتک رھا ھے - عورت کے پوري طرح گرفت میں آنے سے پہلے ایک نہایت سخت کشمکش ھوئي ' حتیٰ کہ غریب گیلري کا مہتمم زخمي ھو گیا !

جسکا تو قاتل ھو اسکے واسطے
کونسي لذت ھے خنجر سے لذیذ !

یہ عورت مارلو اسٹریٹ کے مجسٹریٹ کي عدالت میں حاضر کي گئي - گواھي میں زخمي مہتمم نے تفصیل کے ساتھہ بیان دیا کہ کیونکر اس نے گیلری کے جنوبي و مغربي حصے میں شیشہ ٹوٹنے کي آواز سني ' اور جب وہ آیا تو اس نے دیکھا کہ ایک ھاتھہ کلھاڑي لیے شیپلیڈ کي تصویر کے پاس متحرک ھے - پھر اسے آتے دیکھکے جس طرح عورت نے کلھاڑي اس پر بھي اٹھالي مگر اس نے نہایت ھشیاري سے کام لیا اور فوراً ٹوٹ پڑنے کے بدلے دریافت کیا کہ اس نے یہ حرکت کیوں کي ؟ جسکے جواب میں عورت نے کہا کہ بس یہي ایک راستہ ھے جو ھمارے واسطے اب باقي رھگیا ھے -

اس نے کہا کہ دوسري تصویر بھي خراب ھوگئي ھے -

اسکے بعد ایک خط اسي گیلري میں پڑا ملا جسکا مضمون یہ تھا :

" اگر تم ان حرکتوں کو روکنا چاھتے ھو تو ھمارا انصاف دو ھم اپنے مطالبہ سے دست بردار ھونے سے پہلے اپني جان دیدینے کے لیے تیار ھیں - ھم تمام درباروں کو کھنکھٹا چکے ھیں ' اور ھر جگہہ سے مایوس ھوکے ادھر آئے ھیں - بیشک ھم گذشتہ زمانے میں بہت خون بہا تھے مگر ھمارا وہ دور ختم ھوگیا - اب ھم مردوں سے بھي بہتر جنگ کے لیے تیار ھیں - تم ھمکو قتل کرنے کا حکم دیسکتے ھو ' لیکن ھمارے مرنے سے ھماري تحریک مردہ نہیں ھوسکتي - اگر ھم میں سے ایک مرجائیگي تو اسکي جگہہ دس بہنیں اور پیدا ھوجائینگي - میں (یعني کاتبۂ خط) بھي جنگ میں شریک ھوگئي ھوں "

(خانقاہ ویسٹ منسٹر)

لیکن ان سب میں بربادي کي شدید ترین کوشش وہ تھي جو حال میں کي گئي ھے - خانقاہ ویسٹ منسٹر اپني اھمیت و عظمت کے لحاظ سے انگلستان کي سب سے بڑي خانقاہ ھے - یہي جگہہ ھے جہاں کے کلیسا میں شاہ انگلستان کي تاجپوشي ھوتي ھے -

اس میں ایک بمب کا گولا رکھا گیا تاکہ اسکي عمارت کا خاتمہ کردے - حسن اتفاق سے اسکي ساخت نامکمل رھگئي تھي ' اسلیے وہ ناقص طور پر پھٹا ' اور خانقاہ کي بہترین اشیاء مثلاً سکون کا پتھر ' تاجپوشي کي کرسي ' شاہ ایڈورڈ کنفیسر کا چیپل وغیرہ ' بچ گئے - ورنہ یہ تمام عظیم الشان یادگاریں دھواں بنکر اڑ جاتیں ' اور اس عظیم الشان عمارت کے بہترین حصے بھي گر کر ریزہ ریزہ ھو جاتے !

ادبیات

اسوہ حسنہ

ہجرۃ نبوی (صلی اللہ علیہ و سلم)

جب کہ آمادہ خوں ہوگئے کفار قریش ' * الجرم سرور عالم نے کیا عزم سفر
کوئی نوکر نہا ' نہ خادم ' نہ برادر ' نہ عزیز ' * گھر سے نکلے بھی تو اس شان سے نکلے سرور!
اِک فقط حضرت بوبکر تھے ہمراہ رکاب * اُن کی اخلاص شعاری تھی جو مطور نظر
رات بھر چلتے تھے ' دن کو کہیں چھپ رہتے تھے ' * کہ کہیں دیکھہ نہ پالے کوئی آمادہ شر
چونکہ سو اونٹ کا انعام تھا قاتل کے لیے ' * آپ کے قتل کو نکلے تھے بہت طالب زر
انہی لوگوں میں سراقہ خلف جعشم تھے * جن کو فاروق [۱] نے کسریٰ کے بنہاے تھے گھر
تین دن رات رہے ثور کی غاروں میں نہاں * تھا جہاں عقرب و افعی کی حکومت کا اثر
بیم جان ' خوف عدو ' ترک غذا ' سختی راہ ' * ان مصایب میں ہوئی اب شب ہجرت سی بسر

* * *

یاں مدینے میں ہوا غل کہ رسول آتے ہیں * راہ میں آنکھہ بچھانے لگے ارباب نظر
لڑکیاں گانے لگیں دوق میں آکر اشعار * نغمہ ہاے "طلع البدر" سے گونج اُٹھے گھر
ماں کی آغوش میں بچے بھی مچل جاتے تھے ! * نازنیناں حرم بھی نکل آئیں باہر!
آل نجار [۲] چلے شہر سے ہوکر تیار * زرہ و جوشن و چار آیینہ و تیغ و سپر!

* * *

دفعتاً کوکبۂ شاہ رسل آپہنچا * غل ہوا : صل علی خیر اناس و بشر
جلوۂ طلعت اقدس جو ہوا عکس فگن * دفعتاً نار شعاعی تھا ہر اِک نار بصر
طور سے حضرت موسیٰ کی صدا آتی تھی : * آج ایک اور جھلک سی مجھے آتی ہے نظر!

* * *

سب کو تھی فکر کہ دیکھیں یہ شرف کسکو ملے * میہمان ہوے ہیں کس ارج نشیں کے سرور؟
سبب تھے تھے کہ خلوت کہ دل حاضر ہے ! * آنکھیں کہتی تھیں کہ دو اور بھی طیار ہیں گھر!

* * *

ہاں صلا رب کے ہاتھ حلیم ابوی * آج تو بھی ہوئی خاک حرم کی ہمسر!

صل یا رب ' علی خیر نبی و رسول !
صل یا رب ' علی افضل جن و بشر!

[۱] جب ایران فتح ہوا اور کسریٰ کے ملبوسات اور موتیوں کے ہار عدالت میں پیش ہوے تو حضرت عمر نے حضرت سراقہ کو پہنا کر دیکھا تھا - کیونکہ یہ بہت جامہ زیب تھے -

[۲] انصار کا خاندان آنحضرت سے ننہالی رشتہ رکھتا تھا -

ہوائی ریل

(ایک گھنٹہ میں ۳۰۰ میل کی رفتار)

ایک عظیم الشان اختراع

قوۃ دفع کے نتائج محیرہ

فرانس کے ایک مشہور مخترع کا موجد ہے ایک ایسی ریل طیار کی ہے جو موجودہ صدی کا سب سے بڑا محیر العقول معجزہ علم سمجھی جائیگی - فاصلے کی تکالیف کو دور کرنے اور وقت کی طاقت کو مغلوب کرنے والے آلوں میں کوئی بھی اس ریل کا مقابلہ نہیں کر سکتا - یہ ایک معلق ہوا پر چلنے والی ریل ہے جو فی منٹ ۵ میل تک مسافت طے کریگی -

[illegible] کی طرح اسمیں سنکنے سے مدد نہیں لی گئی ہے - جس طرح یورپ میں سٹیم کی جگہہ برقی طاقت نے لیکر کام لینے لگے ہیں اور اس کو ہر جگہہ قدرت کی سب سے بڑی طاقت تسلیم کر رہے ہیں' اسی طرح ہوائی ریل بھی برق ہی کی دست اعجاز کام کرتا ہے -

اس ریلوے کا نام (Lavitated Railway) ہے - اسکا موجد ایک فرانسیسی ہے جسکا پورا نام عمائل بیشیل (Emile Bachelet) ہے - بیشیل ۲۲ سال تک امریکا کے سرکاری محکمہ تعمیرات میں ملازم رہچکا ہے -

(۲۲ - سالہ جہاد علمی)

بیشیل کو ایک بار خیال ہوا کہ اگر ہم ثقل کو اسطرح اپنے اختیار میں کرنا چاہیں کہ وہ وسط ہوا میں بغیر کسی محسوس سہارے کے معلق رہے تو ایسا کیونکر کرسکتے ہیں؟ اس خیال میں وہ ۲۲ سال تک غلطاں و پیچاں رہا - گو اسکی جد و جہد سخت عرقریز و جانفشاں' اور اسکے مقابلے میں نتائج مقیسہ مایوس کن اور ہمت شکن رہے' تاہم اس نے کبھی بھی سررشتۂ صدو استدلال ہاتھہ سے نہ دیا اور اپنی کوششوں کو برابر جاری رکھا - یہاں تک کہ ناظر وہی ہوا جو ہر مستقل اور مسلسل کوشش کے لئے وعدہ دیا ہے' یعنی فرانسیسی اخبارات نے اسکی کامیابی کا اعلان ایک صفحہ اخبار مضمون کے ذریعہ کردیا!

(ایجاد کی روح)

قدرت کے مقناطیس میں قوت دفع رجذب' دونوں رابطے عجیب مگر اصطلاح میں علی الترتیب (Attraction) اور (Repulsion) کہتے ہیں -

جس طرح مقناطیس کی جنس کی طاقت سے کسی شے کو اپنی طرف کھینچ سکتا ہے' اسی طرح اسے پیچھے بھی ہٹا سکتا ہے -

انسان نے مقناطیس کی قوت جذبہ کو دریافت کرلیا اور اس سے فائدہ بھی اٹھایا - چنانچہ قطب نما اسی کا صدقہ ہے جسکی برکت سے بڑے بڑے طوفان خیز اور ناپید کنار سمندروں کے قلب کو چیرتے ہوئے جہاز گذر رہے ہیں - لیکن اسکی قوت دافعہ عرصے تک مخفی رہی - بعضوں کو علم ہوا بھی تو بیشیل سے پہلے کسیکو اس سے فائدہ اٹھانیکی توفیق نہ ملی -

بیشیل پہلا شخص ہے جس نے اس معطل قوت کی طرف توجہ کی' اور ۲۲ سالہ شب ہائے انتظار اور روز ہائے امید پر خاتمہ کرنے کے بعد وہ آج تمام عالم سے خراج تحسین لے رہا ہے! - فنعم اجر العاملین!

(ریل کا نظام)

بیشیل کی ریل میں نہ تو انجن ہوتا ہے اور نہ معمولی پہیے ہیں' نہ دندانہ دار پہیوں کا کوئی مربوط باہم دگر سلسلہ ہے اور نہ وہ احتکاک (رگڑ) جو بیجان جسم میں حرکت پیدا کردیتی ہے -

پھر یہ ریل کیونکر چلتی ہے؟

گاڑی ایک پٹری پر رکھی رہتی ہے - اس پٹری میں خم ہوتے ہیں جنمیں مقناطیس کی قوت دافعہ بھری ہوتی ہے - جب چلانا مقصود ہوتا ہے تو ایک بٹن کو دبا دیتے ہیں' جسکے بعد قوت دافعہ کی رو گاڑی میں ساری ہوجاتی ہے اور گاڑی اسکے دھکے سے ہوا میں بلند ہو جاتی ہے - گاڑی کے ہوا میں بلند ہونے کے بعد قوت دافعہ کا کام ختم ہو جاتا ہے -

لیکن صرف گاڑی کے اچھل جانے سے نہ تو اصلی مقصد پورا ہو سکتا ہے' اور نہ اسکے لیے یہ ایجاد کسی قابل تحسین اعجوبگی یا ندرت کی مستحق ہے - اسلیے درحقیقت ایجاد کا اصلی کمال اسکے بعد سے شروع ہوتا ہے -

موجد نے یہ انتظام کیا ہے کہ گاڑی کے ہوا میں بلند ہونے کے بعد اسے معاً برقی رو ملجاتی ہے جسکے سہارے پر وہ تھمی رہتی ہے' لیکن دیکھنے والا تو یہ سہارا نظر نہیں آتا -

لیکن برقی رو بھی صرف اسیقدر کرسکتی ہے کہ اسے گرنے نہ دے - آگے بڑھنے کا سوال پھر بھی باقی رہجاتا ہے -

اسکے لیے موجد نے یہ انتظام کیا ہے کہ تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر سولینائڈ رہتے ہیں - یہ سولینائڈ مقناطیس کے ہوتے ہیں - گاڑی کی رفتار جب مزید قوت کی طالب ہوتی ہے تو فوراً ان میں قوت پہنچائی جاتی ہے' اور اس قوت کی وجہ سے گاڑی برابر آگے بڑھتی رہتی ہے -

(ہوائی ریل کا نمونہ)

لندن کے عین وسطی حصہ میں ایک عالیشان عمارت کے اندر ہوائی ریل کا نمونہ رکھا گیا ہے - کسی فوٹو گراف کا نامہ نگار خاص اپنے مشاہدہ کو نہایت دلچسپ طور سے بیان کرتا ہے کہ نمونہ ہلکا سا ہے یعنی ۱۰ سیر یعنی وزن کے برابر ہوگا اسکی گاڑیاں سگار کی طرح گول ہیں - سامنے کی طرف نوکدار ہیں تاکہ ہوا سے زیادہ رگڑ نہ پیدا ہو - گاڑیوں کے درمیان فاصلے پر برقی رو کی لچھے دار پیچ تاروں کے سہارے یہ قائم رہتی ہیں - جب برقی رو

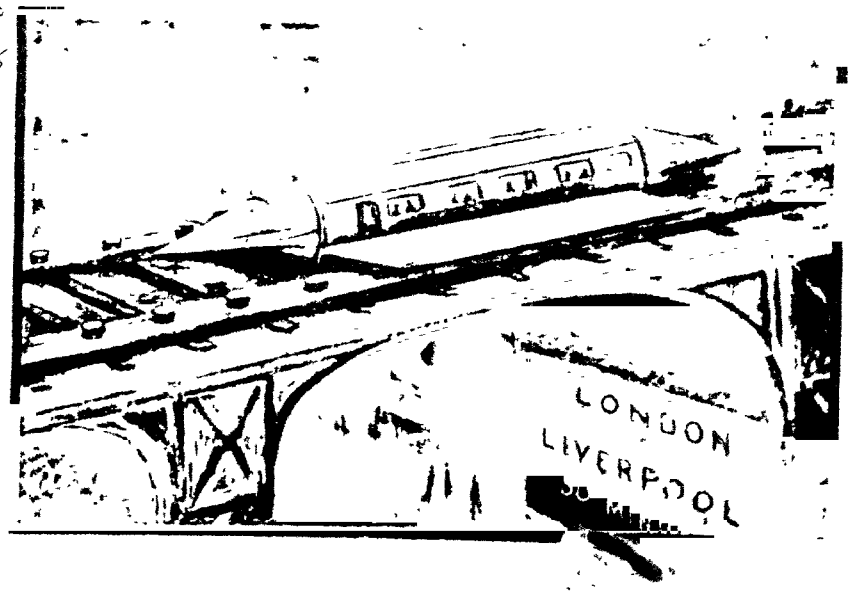

دباتے ہیں تو فوراً گاڑیاں الیومینیم کے تاروں سے علحدہ ہوکر ہوا میں معلق ہوجاتی ہیں - اس کے بعد الۂ دافع (پروپیلر) کے ذریعہ حرکت کرتے ہی یہ یکطرح اس تیزی سے دوڑنے لگتی ہیں کہ انسانی نظران کا پیچھا نہیں کرسکتی -

(شرح رفتار)

اس قسم کی ریل گاڑیوں میں نہ تو خود گاڑیاں کوئی وزن رکھتی ہیں کہ سڑک کوئی مقاومت (Resistance) کرتی ہے' اور نہ پہیوں اور انکی رگڑ کا جھگڑا ہے - اسلیے یہ کہنا بالکل بیجا ہوگا کہ رفتار کی سرعت کا دار و مدار صرف ہوا کی مقاومت پر ہے - جہاں ہوا کا فشار اور دباؤ Pressure باتصادم کم ہوگا' وہاں یقیناً اسکی رفتار بھی زیادہ ہوگی' اور جہاں یہ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک زیادہ ہوگی' اسی کے مناسبہ سے رفتار میں بھی کمی ہوتی جائیگی -

خیر' یہ تو اصولی بحث تھی - سوال یہ ہے کہ اسوقت تک اسکی رفتار کا اوسط کیا رہا ہے ؟ اسوقت تک جسقدر تجربے ہوچکے ہیں انکی بنا پر موجد کا اندازہ یہ ہے کہ اس ریل کی سرح رفتار ۳ سو میل فی گھنٹہ ہوگی !

(مراسلات اور مسافر)

موجد نے اسوقت تک جو نمونہ پیش کیا ہے' وہ صرف نامہ بری کے لیے موزوں ہے - چنانچہ خود موجد کو بھی اس کا اعتراف ہے - وہ اس ریل کو صرف ڈاک کے لیجانے کے لیے پیش کرتا ہے' البتہ اسکا دعوی ہے کہ یہ نظام اصلاً مسافروں کے لیے جانے سے بھی عاجز نہیں ہے - اسمیں کسیقدر اضافہ و ترمیم کی ضرورت ہوگی - اسکے نزدیک جن گاڑیوں پر مسافروں کو لیجانا ہو' اُن میں ایک پنکھے کے بدلے دو پنکھیاں اور سوالے ٹائر کے بدلے آلۂ محرک Motor اور ہوائی دافع Aerial propellor لگانا چاہیے -

(پیرس سے سینٹ پیٹرزبرگ دس گھنٹوں میں)

ہوائی ریل کے ذریعہ پیرس سے پیٹرزبرگ میں (جن کا باہمی فاصلہ ۳۰۰۰ میل ہے) صرف ۱۰ - گھنٹے کے اندر جاسکے ہیں - اسی طرح ہوائی ریل لندن سے لورپول تک ۵ گھنٹوں میں پہنچ جائیگی - پلائی موتھ سے ایک خط کا جواب تین گھنٹہ کے اندر آسکیگا !

(ہوائی ریل کا مستقبل)

اس کا موجد اس بات کا مدعی ہے کہ اگر برقپند مضبوط ہو اور برقی طاقت کافی پیمانہ پر طیار ہوسکے' تو ہوائی ریل کے ذریعہ ہی گھنٹہ ۶۰۰ میل تک جاسکتے ہیں' یعنی اسکی رفتار ایک مدت میں ۱۰ میل ہوگی - اس کا خرچ بھی بہت کم ہوگا - یعنی ۳۰۰ میل تک آدہ سیر وزن لے جانے میں صرف ۲ پیسہ خرچ ہوتا ہے -

(تین تصویریں)

اس مضمون کے ساتھ تین تصویریں دی گئی ہیں :

(۱) پہلی تصویر میں اس ریل کے داخلی آلات دکھلائے گئے ہیں - ماسٹر کیمھ آلدرٹن نامی ایک بچہ بٹھا دیا گیا ہے - کیونکہ ابھی ریل اسقدر چھوٹی ہے کہ بڑے آدمی کی اسمیں گنجایش نہیں -

(۲) دوسری تصویر " کریعک " لندن کے نامہ نگار نے بنائی ہے ' اس سے ریل کی بیرونی شکل کا جو مثل سکار کے گاؤدم ہے' اندازہ کیا جا سکتا ہے - اگر ریل لندن میں جاری ہوئی تو اسکی صورت ایسی ہوگی -

(۳) تیسری پیرس کے رسالہ " السٹریشن " سے نقل کی گئی ہے جو اس ریل کے نمونے کی اصلی تصویر ہے' اور خود موجد نے شائع کی ہے -

(مسئلہ قیام الہلال)

آج الہلال مورخہ ۱۳ و ۲۰ ماہ مئی سنہ ۱۹۱۴ ع کا ڈبل پرچہ ملا - پہلے ہی صفحہ پر شذرات کے ضمن میں جو نوٹ مسئلہ قیام الہلال کی نسبت تھا' اُسے پڑھکر از حد بیقرار ہوں' مگر کیا کروں مجبور ہوں - آپ کسی کو اس کار خیر میں حصہ لینے کا موقعہ دینے ہی نہیں -

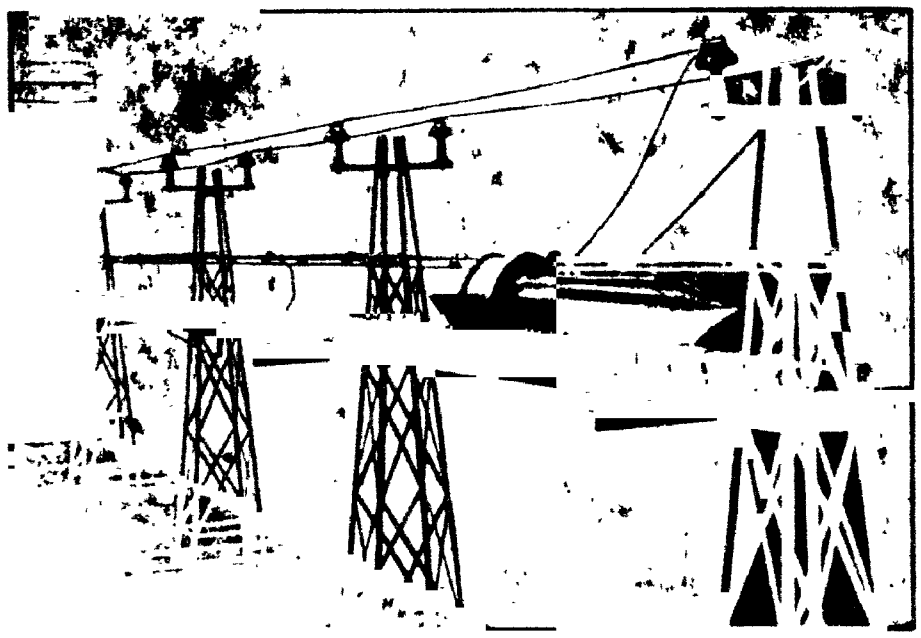

آپنے جو دو ہزار نئے خریداروں کے واسطے لکھا ہے تو اول تو یہ تعداد اگر برابر کوشش کیجاوے جب بھی نہیں عرصہ میں جاکر پوری ہوگی' کیونکہ حق و صداقت کے جویاں صادق اور سچے دل والے لوگ بہت کم ہونگے - اور اگر خریدار ہو بھی جائیں ' تو یہ معلوم نہیں کہ وہ دائمی خریدار ہیں یا عارضی ؟

میرے خیال میں جو خریدار اس وقت ہیں انہی کو بذریعہ الہلال اطلاع دیکر قیمت دوبرھی یا دوگنی کردینے کی خبر دیدینی چاہیے - میں امید رکھتا ہوں کہ جتنے خریدار اس وقت الہلال کے موجود ہیں وہ انشاء اللہ تعالی بڑی خوشی اور رضا و رغبت کے ساتھ اضافۂ قیمت کو منظور کرکے قیمت ادا کردینگے -

میں عرض کرنے کی کچھ ضرورت نہ تھی ' جن جن اشخاص نے الہـــلال دیکھا ہوگا وہ جانتے ہونگے ' اور آپ بھی اچھی طرح واقف ہیں - کہ سک دعوہ دہلی اپنی پہلی منزل سے گذر چکی ہے - لیکن اسکا قیام و استحکام صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ اعلانات برابر جاری رہیں اور ترغیب و تحریص کا سلسلہ نہ ٹوٹے - خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے الہلال کو قائم و برقرار رکھے اور اسکے دلی ارادوں کو کامیاب فرمائے -

محمد رمضان ' معرفت محمد ابراهیم ' ٹھیکہ دار
ار کلو - ایس - ایس - برما

مراسلات

اعلان از جانب خدام کعبہ

میں حسب الحکم جناب خادم الخدام صاحب بہ اجلاس ارکان اصلیہ یہ درخواست کرتا ہوں کہ جو جو برادران ملت امسال حج بیت اللہ شریف کو اپنے اپنے اخراجات سے تشریف لیجانیوالے ہیں - وہ براہ کرم انجمن کے دفتر کو جسقدر جلد ممکن ہو اطلاع دیں کہ وہ کس وقت روانہ ہونیوالے ہیں ؟ یہاں یہ تجویز زیر عمل ہے کہ ان حضرات کا جو انجمن میں داخل ہوچکے ہیں ایک منتخب وفد بدیں غرض ترتیب دیا جائے کہ وہ دوران سفر کے کل حالات و ضروریات پر حسب منشاء انجمن خدام کعبہ ایک ایسی تحقیقات فرمائے جو انجمن کو آئندہ خدمات کے لیے مشیر راہ کا کام دے - نیز جناب شریف مکہ اور افیسران دولت عثمانیہ سے تبادلۂ خیالات کرکے صاف صاف بتلائے کہ حجاج و زوار کو کس کس قسم کی تکالیف و ضروریات سے سابقہ پڑتا ہے' اور انکے دفع کرنے اور آسانیاں بہم پہنچانے کے کیا ذریعے اور وسائل ہوسکتے ہیں ؟ اس وفد کی ترتیب کے متعلق بہر صورت یہ ہوسکتی ہے کہ جب جانیوالے حضرات کے نام معلوم ہوجائیں تو اُن میں سے چند پرجوش' جفاکش' ہر معاملہ پر عائر نظر ڈالنے اور ہر معاملہ کی حقیقت دریافت کرنیوالے حضرات کا انتخاب عمل میں لایا جائے ' اور اُنہیں پہلی شریف لائے اور باہم مشورہ کرنے کی تکلیف دی جائے - یا اگر یہ ممکن نہو تو ایک وقت و تاریخ مقرر کی جائے کہ وہ بمبئی میں اس وفد کی ترتیب اور انتخاب ممکن ہوسکے -

میں حسب الحکم ارکان اصلیہ بہ تعمیل فقرہ نمبر ۵ روئداد مدلور صدر ۲۶ جون سنہ ۱۹۱۴ ع کو بمبئی بدیں عرض حاضر ہوگیا ہوں کہ حجاج و زوار کے واسطے دوران ایام قیام بمبئی میں خرید ٹکٹ رجاے قیام و روانگی وغیرہ میں انجمن کی جانب سے مع دیگر سیدائیوں کے اپنی خدمت بجا لاؤں - انجمن خدام کعبہ کی جانب سے گورنمنٹ بمبئی حج کمیٹی کی خدمت میں ایک مراسلہ بدیں استدعا بھیجدیا گیا ہے کہ انجمن کی خدمات سے فائدہ اُٹھایا جائے - پس امیدوار ہوں کہ جانے والے حضرات جس قدر جلد ممکن ہوسکے اپنے اپنے ارادوں سے دفتر کو مطلع فرمادیں -

شوکت علی بی - اے - معتمد انجمن خدام کعبہ
جمعیت اصلیہ دہلی
(بمبئی کا پتہ :- نمبر ۱۳ اسپلینڈ روڈ - مکان انریبل سر فاضل بھائی کریم بھائی - بمبئی)

اپیل برائے وظائف

ہماری قوم کو ابھی پورے طور سے معلوم نہیں ہے کہ علیگڈھ کالج میں صدہا طلبا نے جو اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہے ان میں بہت بڑی تعداد ایسے طلبا کی ہے جنکو اگر کالج اور کانفرنس سے مالی مدد نہ دی جاتی تو وہ علم کی نعمت سے قطعاً محروم رہ جاے - انجمن " القرض " اور آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کو جسقدر آمدنی قوم کے روشنضمیر اصحاب کی فیاضی کی بدولت ہوتی رہی ہے اسکا بڑا حصہ قوم کے ہونہار غریب طلبا کی امداد میں صرف ہونا رہا ہے' جسکا نتیجہ یہ ہے کہ ملک کے تعلیم صوبجات میں قومی کالج کی تعلیم اور تربیت یافتہ نہ صرف نظر آتے ہیں بلکہ با اثر اور با وقعت مدارج پر ممتاز ہیں -

سر سید علیہ الرحمۃ اور نواب محسن الملک مرحوم [illegible] میں وظائف کیلیے خاص چندہ ہوتا تھا ' اور اس کا فنڈ علیحدہ رہتا تھا - لیکن اسکے بعد جب کانفرنس کے کام میں وسعت ہوئی اور اسکی آمدنی میں اضافہ ہوا تو اسی میں سے وظائف کے لئے بڑا حصہ صرف ہوتا رہا - لیکن سنہ ۱۹۱۱ ع میں مسلم یونیورسٹی کیوجہ سے کانفرنس کیلیے جلسہ قطعاً رد قبول نہیں کیا گیا ' اور سنہ ۱۲ و ۱۹۱۳ ع میں جنگ بلقان اور عام قومی انتشار کے سبب سے کانفرنس کی آمدنی بہت کم ہوئی - با وجود اسکے وظائف کی تعداد اور مقدار میں کمی نہیں کیگئی' اور پچھلے سال تک تقریباً ایک ہزار روپیہ ماہوار وظائف پر صرف ہوتا رہا - لیکن گذشتہ تین سالوں میں - وہ آمدنی نہیں ہوئی اسلیے یہ خرچ اس رقم میں سے کیا گیا ' جو گذشتہ چھ سال میں پس انداز کی گئی تھی - مگر اب سب خرچ ہوچکی ہے ' اور اب نہ کانفرنس فنڈ میں گنجایش ہے ' اور نہ وظائف فنڈ میں ' اور حالت یہ ہے کہ کالج میں داخلہ کا وقت قریب آنے کی وجہ سے درخواستوں پر درخواستیں طلباء کی چلی آرہی ہیں ' اور ان میں بہت سے ایسے ہیں جن کی اگر مدد نہ کی جاے تو ان کو تعلیم ترک کرنا پڑیگی - میں عرصہ سے ممبران سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی کی توجہ اسطرف مبذول کررہا ہوں اور رؤسا کی خدمت میں عرضداشتیں بھیج رہا ہوں لیکن اسوقت تک کچھ نتیجہ بر آمد نہیں ہوا -

ممکن ہے کہ کسی کو یہ خیال ہو کہ یہ مدد صرف ایک کالج کے لئے چاہی جاتی ہے ' اور مسلمانوں کی تعلیمی ضرورتیں سب جگہ یکساں ہیں - اگر کسیکا ایسا خیال ہو تو وہ قابل اصلاح ہے ' اسلیکہ علیگڈھ کالج میں طلبہ علیگڈھ خاص کے تعلیم نہیں پاتے بلکہ جو مدد دی جاتی ہے وہ ہندوستان کے کل صوبجات کے مستحق طلبہ کو دی جاتی ہے - علاوہ اسکے یہ خوب سمجھ لینا چاہیے کہ تمام صوبجات کے ہونہار طلبہ کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ علیگڈھ کالج میں تعلیم پائیں لیکن اُن کی مدد نہ کی جاوے تو ان میں سے بہت سے ناکام رہتے ہیں - اسلیے اس کالج کے غریب طلبا کی مدد کرنا فی الحقیقت کل ملک کے مسلمانوں کی تعلیم میں مدد کرنا ہے - آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس اس کالج کے طلبہ کی مدد اسی وجہ سے کرتی ہے کہ یہ دار العلوم مرکزی ہے ' اور اسکے ذریعہ سے کل صوبجات کے ہونہار مسلمانوں کی مدد ہوسکتی ہے - علاوہ اریں کانفرنس کے وظائف صرف کالج تک محدود نہیں ہیں بلکہ یہ وظائف تمامی صوبجات میں اور مختلف کالجوں میں دیے جاتے ہیں - اسوقت علاوہ علیگڈھ کے لاہور ' بریلی ' میرٹھ ' لکھنؤ ' الہ آباد ' کلکتہ ' پونا بمبئی ' ناگپور ' جے پور - وغیرہ میں یہ وظائف دیے جاتے ہیں ' بلکہ بعض طالبعلموں کو انگلستان کی تعلیم کے لیے بھی وظیفہ دیا جاتا ہے - ماسواء اسکے وظائف کسی خاص تعلیم کے لیے مخصوص نہیں ہیں ' بلکہ آرٹ کی تعلیم انجینیری ' ڈاکٹری ' ٹریننگ وغیرہ کے لیے ہر قسم کی مدد دی جاتی ہے - ان وجوہ سے کانفرنس کے وظائف کو تمامی وظیفہ خیال کرنا بالکل غلط ہے -

پس اب یہ اپیل قوم سے کی جاتی ہے ' اور استدعا ہے کہ وظائف مدد کے لیے جو جس سے ہوسکے وہ جلد عطا کرے - اس مصرف سے بہتر ہماری قوم میں اور مقاصد بہت کم ہو سکتے ہیں - بیسیوں درخواستیں رکھی ہوئی ہیں اور انکی منظوری کا انحصار اسی پر ہے کہ وظائف فنڈ میں کچھ روپیہ وصول ہو -

(آفتاب احمد آنریری جائنٹ سکریٹری آل انڈیا
محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس)

تاریخ حیات الہلال

مسئلـــہ قیـــام الهـــلال

اردو پریس اور کم ازکم اسلامی پریس میں صرف الہلال ہی کو یہ خاص شرف حاصل تھا کہ اسکے مالک و اڈیٹر نے خدا کا نام لیکر بغیر اپیلیں شایع کرنے اور بعیرۂ طویل و عریض اشتہاری مضامین چھپوانے کے چپ چاپ اور بک بیک ایک نہایت سخت کڑے وقت میں :

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

الہلال جاری کر دیا اور اس مسخرانہ فوت کے ساتھہ جاری کر دیا کہ ہندوستان کی اخباری دنیا میں اسکی نظیر ملنی مشکل ہے - مگر ہماری بد بختی ہے کہ تھوڑے عرصہ سے الہلال میں بھی اس قسم کے مضامین نکلنا شروع ہو گئے ہیں جسسے معلوم ہوتا ہے کہ اسکی مالی حالت قابل اطمینان نہیں - حقیقت یہ ہے کہ الہلال کے مضامین "صدا بصحرا" کے ناظرین الہلال کے دل ہلا دیے ہیں' اور اس سلسلہ میں اڈیٹر صاحب کے آخری نوٹ کے جو الہلال کی ۱۳ اور ۲۰ - مئی کی بکمالی اشاعتوں میں شایع ہوا ہے ' دلوں پر اور بھی بھاری گرا دی ہے - معلوم نہیں مولانا ناظرین الہلال کی اس محبت و الفت کا امتحان کرنا چاہتے ہیں جو ان کو اپنے پیارے الہلال سے ہے ' یا کوئی اور ایسی بات پیدا ہو گئی ہے کہ اب الہلال کی خدمت سے کنارہ کشی اختیار کرنا چاہتے ہیں - بہر حال کچھہ بھی ہو مولانا کے اس خیال اور عذر سے تو کم از کم مجھے اتفاق نہیں کہ "پہلی منزل آپ طے کر چکے ہیں ' احیاے ملت اور دعوت دینی کے اعلان و اشاعت کا احساس اب اپنی ابتدائی منزلوں سے گزر چکا ہے .. .. اور الہلال کی دعوت نے اپنا پہلا کام پورا کر دیا ہے "

میں نہیں جانتا الہلال سا اخبار ہو ' اور پھر اسکی کمی اشاعت کی شکایت اور رونا ہو؟ اگر ایسا ہے تو پھر صاف ظاہر ہے کہ الہلال کا یہ دعوا (کہ اس نے پہلی منزل اپنے کام کی ختم کرلی ہے اور اب اسے دوسرے زیادہ ضروری کاموں کی طرف جانا ہے) بالکل غلط اور سراسر بے بنیاد ہے- اگر قوم میں ابھی تک الہلال جیسے اخبار کو زندہ رکھنے کی ضرورت کا احساس پیدا نہیں ہوا ' تو میں کہونگا کہ الہلال نے ابھی پہلی منزل کیا معنی پہلی منزل کا پہلا میل بھی طے نہیں کیا - "صدا بصحرا" جیسے زبردست مضامین شایع ہوں ' اور پھر دو ہزار جدید خریدار مہیا نہ ہوں ؟

مسلمانوں کی سیاسی ' ادبی ' اور مذہبی زندگی میں انقلاب پیدا کرنے والے الہلال کی زندگی کا فیصلہ آیندہ جولائی اور اخیر جون میں کیا جائیگا - دیکھیے اس دن ہماری قسمت کا کیا فیصلہ ہوتا ہے ؟ لیکن میں قوم سے بالعموم اور ناظرین الہلال سے بالخصوص اپیل کرتا ہوں کہ اس فیصلہ کی اہمیت کا وہ خدا را ذرا وقت اندازہ لگا لیں - اگرچہ اڈیٹر صاحب نے اسقدر وعدہ فرمایا ہے کہ وہ ایک بار اور عام مشورہ کرکے اپنی راہ اختیار کرینگے - لیکن اس سے بڑھکر سرمناک بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ آیندہ جولائی تک مطلوبہ تعداد جدید خریداران کی پوری نہ ہو؟ اس مشورہ کی ضرورت ہی پیش نہیں آئیگی اگر موجودہ ناظرین الہلال تھوڑی سی کوشش اور توجہ سے بھی کام لیں گے- خاکسار اس سلسلے میں چار خریدار الہلال کی نذر کرتا ہے ' اور اڈیٹر صاحب سے میری درخواست ہے کہ آیندہ جولائی سے وہ میرے نام ایک پرچے کی جگہ جو اسوقت جاری ہے ' دو پرچے الہلال کے بھیجا کریں - امید ہے کہ دیگر اصحاب بھی اس طرف فوراً توجہ فرمائینگے ' اور مسئلۂ قیام الہلال جو اسوقت بے انتہا تشویش اور پریشانی کا موجب ہو رہا ہے خود بخود حل ہو جائیگا - ورنہ خدا نخواستہ اگر الہلال بند ہو گیا تو اس سے جو نقصان عظیم قوم کو برداشت کرنا پڑیگا ' اسکی تلافی کسی طرح ممکن نہ ہوگی-

الہلال اگر بوجہ کمی اشاعت اور زیادتی اخراجات کے مزید مالی مرہانیوں کا متحمل نہیں رہا ہے تو قوم کا فرض ہے کہ وہ اس بارہ میں الہلال کو ہر طرح امداد دے اور ہر ممکن کوشش الہلال کو زندہ رکھنے کی جاے -

مقبـــول از کشمیر

رُخِ گلگوں کو بچایئے!

قدرتی حسن کیا ہے؟ ایک احسان ہے۔ جسکا بہترین پیرایہ شکر گزاری ہے۔ کسی تکلف کی ضرورت نہیں ہے۔ سرد ممالک کی مرطوب آب و ہوا ملائم ہے۔ تو بھی لیکن ہندوستان جیسے گرم ملک میں مروجہ پومیٹم اسپرٹس مل کے ہوئے رنگوں کا استعمال گلگوں غازوں کے لئے جسقدر مضر ہوگا اس کا اندازہ آپ خود ہی فرمالیں۔

تاج گلگونہ عنبر - ہر قسم کی اسپرٹ - چربی اور رنگ کی آمیزش سے پاک ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ تھوڑے ہی زمانہ استعمال میں یہ انسانی چہرہ میں ملاحت۔ بالوں میں طائیت اور چمک۔ جلد میں ایک خنکی مہک پیدا کر دیتا ہے۔ اور مروجہ پومیٹم کی شیشی سے ڈیوڑھی مقدار میں۔ خوبصورت لیبل لگی ہوئی شیشی میں محفوظ ہے۔ قیمت فی شیشی پانچ آنہ (۵ر)

تمام بڑے بڑے سوداگروں سے یا براہ راست کارخانے سے طلب کیجئے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

تیـــــــ

" کتاب مرقوم یشهده المقربون (۸۳ : ۱۸)

" ذي دالك فليتنا فس المتنا فسون ! " [۸۳ : ۲۳]

السحر الحلال

في

مجلدات الهلال

گواے که معجز سخن گستران پیشینی
مباش منکر " غالب " که در زمانه نست !

(۱) " الهلال " تمام عالم اسلامي میں پہلا هفته وار رساله هے جو ایک هي وقت میں دعوة دینیهٔ اسلامیه کے احیاء ' درس قرآن و سنت کي تجدید ' اعتصام بحبل الله المتین و وحدة ملیهٔ امة مرحومه کي تحریک کا لسان الحال ' اور نیز مقالات علمیه ' فصول ادبیه ' و مضامین و عنارین سیاسیهٔ و فنیه کا مصور و مرصع مجموعه هے - اسکے درس قرآن و تفسیر و بیان حقائق و معارف کتاب الله الحکیم کا انداز مخصوص محتاج تشریح نهیں - اسکے طرز انشاء و تحریر نے اُردو علم ادب میں در سال کے اندر ایک انقلاب عام پیدا کردیا هے - اسکے طریق استدلال و استشهاد قرآني کے تعلیمات الهیه کی محیط الکل عظمت و جبروت کا جو نمونه پیش کیا هے ' وہ درجه عجیب و موثر هے که الهلال کے اشد شدید و اعدی عدو معاندین و منکرین تک اسکي تقلید کرنے کیلئے ساعي هیں اور اس طرح زبان حال سے اقرار و اعتراف پر مجبور هیں - اسکا ایک ایک لفظ ' ایک ایک جمله ' ایک ایک ترکیب ' بلکه عام طریق تعبیر و ترتیب و اسلوب و نسج بیان اس وقت تک کے تمام اُردو لٹریچر میں مجددانه و مجتهدانه هے -

(۲) قرآن کریم کی تعلیمات اور شریعة الالهیه کے احکام کو جامع دین و دنیا و حاوي سیاست و اجتماعیة ثابت کرنے میں اسکا طریق استدلال و بیان اپني خصوصیات کے لحاظ سے کوئي نظیر مثال تمام عالم اسلامي میں نهیں رکھتا -

(۳) وہ تمام هندوستان میں پہلي آواز هے جس نے مسلمانوں کو انکي تمام سیاسي و غیر سیاسي معتقدات و اعمال میں اتباع شریعت کي تلقین کي ' اور سیاسی آزادي و حریت کو عین تعلیمات دین و مذهب کي بنا پر پیش کیا - یهاں تک که دو سال کے اندر هي اندر اسے هزاروں دلوں ' هزاروں زبانوں ' اور صدها اقلام و مصالف سے معتقدانه نکلوا دیا !

(۴) وہ هندوستان میں پہلا رساله هے جس نے موجودہ عهد کے اعتقادي و عملی الحاد کے دور میں توفیق الهي سے عمل بالاسلام والقرآن کي دعوت کا از سر نو غلغله بپا کردیا ' اور بلا ادنی مبالغه کے کہا جاسکتا هے که اسکے مطالعه سے بے تعداد و بے شمار مشککین ' مذبذبین ' متفرنجین ' ملحدین ' اور تارکین اعمال و احکام راسخ الاعتقاد مومن ' صادق الاعمال مسلم ' اور مجاهد في سبیل الله مخلص هوگئے هیں - بلکه متعدد بڑی بڑی آبادیاں اور شهر کے شهر هیں جن میں ایک نئي مذهبي بیداری پیدا هوگئی هے : وذلك فضل الله یوتیه من یشاء و الله ذو الفضل العظیم !

(۵) علی الخصوص حکم مقدس جهاد في سبیل الله کے جو حقائق و اسرار الله تعالی نے اسکے صفحات پر ظاهر کیے ' وہ ایک فضل مخصوص اور توفیق و رحمت خاص هے -

(۶) طالبان حق و هدایت ' متلاشیان علم و حکمت ' خواستگاران ادب و انشاء ' تشنگان معارف الهیه و علوم نبویه غرضکه سب کیلیے اس سے جامع و اعلی اور بهتر و اجمل مجموعه اور کوئي نهیں - وہ اخبار نهیں هے جسکي خبریں اور بحثیں پراني هوجاتی هوں - وہ مقالات و فصول عالیه کا ایک ایسا مجموعه هے ' جن میں سے هر فصل و باب بجاے خود ایک مستقل تصنیف و تالیف هے ' اور هر زمانے اور وقت میں اسکا مطالعه مثل مستقل مصنفات و کتب کے مفید هوتا هے -

(۷) چهه مهینے میں ایک جلد مکمل هوتي هے - فهرست مواد و تصاویر به ترتیب حروف تهجي ابتدا میں لگا دی جاتي هے - رنگیني کپڑے کي جلد ' اعلی قسم کاغذ ' اور تمام هندوستان میں وجیه و مزید چهپائي کے ساتهه بڑي تقطیع کے (۵۰۰) صفحات !

(۸) پہلي اور دوسري جلد دوبارہ چهپ رهي هے تیسری اور چوتهي جلد کے چند صفحے باقی رهگئے هیں تیسری جلد میں (۹۹) اور چوتهي جلد میں (۱۲۵) سے زاید هاف ٹون تصویریں بهي هیں ' اس قسم کي دو چار تصویریں بهي اگر کسي اردو کتاب میں هوتی هیں تو انکي قیمت دس روپیه قرار دی جاتي هے -

(۹) با ایں همه قیمت صرف پانچ روپیه هے - ایک روپیه جلد کي اجرت هے -

بهت ممکن هے که الهلال کی قیمت بڑھا دی جاے - اگر ایسا هوا تو پهر مکمل جلدوں کی قیمت بهی زیادہ هو جائیگی

مسلمان مستورات کی دینی، اخلاقی، مذهبی حالت سنوارنیکا بهترین ذریعه

نهایت عمده خوبصورت ایکهزار صفحه سے زیادہ کی کتاب بهشتی زیور قیمت ۲ روپیه ساڑهے ۱۰ آنه محصول ۷ آنه -

جسکو هندوستان کے مشهور و معروف مقدس عالم دین حکیم الامة حضرت مولانا محمد اشرفعلی صاحب تهانوي نے خاص مستورات کی تعلیم کے لیے تصنیف فرماکر عورتوں کي دیني و دنیاري تعلیم کا ایک معتبر نصاب مهیا فرما دیا هے - یه کتاب قرآن مجید و صحاح سته (احادیث نبوي صلی الله علیه وسلم) و فقه حنفی کا اردو میں لب لباب هے - اور تمام اهل اسلام خصوصاً حنفیوں کیلیے بے حد مفید و نافع کتاب هے - اسکے مطالعه سے معمولی استعداد کے مرد و عورت اردو کے عالم دین بن سکتے هیں - اور هر قسم کے مسائل شرعیه اور دیدیي امور سے واقف هو سکتے هیں - اس نصاب کي تکمیل کیلیے زیادہ عمر اور زیادہ وقت کی ضرورت نهیں - اردو پڑهی هوئي عورتیں اور تعلیم یافته مرد بلا مدد اُستاد اسکو بهت اچهی طرح پڑه سکتے هیں - اور جو لڑکیاں یا بچے اردو خواں نهیں وہ تهوڑے عرصه میں اسکے حصه اول سے ابتدا پڑهکر اردو خواں بن سکتے هیں - اور باقي حصوں کے پڑهنے پر قادر هو سکتے هیں - لڑکیوں اور بچوں کے لیے قرآن مجید کے ساتهه اسکي بهي تعلیم جاري کر دي جاتي هے' اور قرآن مجید کے ساتهه ساتهه یه کتاب ختم هو جاتي هے (چنانچه اکثر مکاتب و مدارس اسلامیه میں یهی طرز جاري هے) - اس کتاب کو اسقدر قبولیت حاصل هوئي هے که اسوقت تک بار بار چهپکر ساتهه سے هزار سے زیادہ شائع هو چکي هے - دهلی' لکهنؤ' کانپور' سهارنپور مراد آباد وغیرہ میں گهر گهر یه کتاب موجود هے - انکے علاوہ هندوستان کے بڑے بڑے شهروں میں صدها جلدیں اس کتاب کی پهنچ چکي هیں' اور بعض جگهه مسجد کے اماموں کے پاس رکهي گئي هے که نماز کے بعد اهل محله کو سنا دیا کریں - اس کتاب کے دس حصے هیں اور هر حصے کے ۹۶ صفحات هیں اور ساڑهے ۳ آنه قیمت -

حصه اول الف باتا - خط لکهنے کا طریقه - عقائد ضروریه - مسائل غسل وغیرہ -

حصه دویم حیض و نفاس کے احکام نماز کے مفصل مسائل و ترکیب

حصه سویم روزہ' زکوٰۃ' قرباني' حج' صدقه' وغیرہ کے احکام -

حصه چهارم طلاق' نکاح' مهر' ولی عدت وغیرہ -

حصه پنجم معاملات' حقوق معاشرت زوجین' قواعد تجوید و قرات -

حصه ششم اصلاح و تردید رسوم مروجه شادي غمی میلاد عرس چهلم دسواں وغیرہ -

حصه هفتم اصلاح باطن تهذیب اخلاق ذکر قیامت جنت و ناو-

حصه هشتم ایک سو نبیوں کی حکایتیں و سیرت و اخلاق نبوي -

حصه نهم ضروری اور مفید علاج معالجه تمام امراض عورتوں اور بچوں کا -

حصه دهم دیناري هدایتیں اور ضروری باتیں حساب وغیرہ و قواعد ڈاک -

گیارهواں حصه بهشتی گوهر هے جسمیں خاص مردوں کے مسائل معالجات اور مجرب نسخے مذکور هیں - اسکی قیمت ساڑهے ۷ آنه - اور صفحات ۱۷۴ هیں - پورے گیارہ حصوں کي قیمت ۲ روپیه ساڑهے ۱۰ آنه اور محصول ۷ آنه هے - لیکن پوري کتاب کے خریداروں کو صرف ۳ روپیه با ویلو روانه هوگا' اور تقویم شرعی و بهترین جهیز مفت نذر هوگا -

بهترین جهیز - رخصت کے وقت بیٹي کو نصیحت حضرت مولانا کا پسند فرمایا هوا رساله قیمت دو پیسه -

تقویم شرعی - یعني طرز جدید اسلامي جنتری سنه ۱۳۳۲ھ جسکو حضرت مولانا اشرف علی صاحب کے مضامین کے عزت بخشی هے - دیندار حضرات کا خیال هے که آجتک ایسی جنتری مرتب نهیں هوئی قیمت ڈیڑه آنه -

راقم

فقیر اصغر حسین هاشمی - دارالعلوم مدرسه اسلامیه دیوبند ضلع سهارنپور

پبلک کی دلچسپی و فائدہ رسانی

کا سامان بهم پهنچانا اور خالص همدردي کی سپرٹ میں ملک و قوم کي سچی خدمت بجا لانا اخبار " همدرد " کا اس کے یوم اجراء سے مقصد رها هے' اور اس مقصد کو زیادہ وسعت و سهولت کے ساتهه انجام دینے اور هر حیثیت و درجه کے آدمیوں تک پهنچنے کي خاطر همدرد کے لئے عربي ٹائپ کے یکم جولائي سنه ۱۹۱۳ء سے معمول عام خط نسخ تعلیق اختیار کیا هے' جسمیں وہ بجلي کي طاقت سے چلنے والي لیتهو گراف مشینوں پر اعلیٰ درجه کے اهتمام سے چهاپا جاتا هے - اس تبدیلي رسم الخط کے باعث مضمون میں دلکشي گنجایش پیدا هوگئي هے' اور هندوستان و ممالک غیر کي ضروري تار برقیاں - سبق آموز رائیں اور دلچسپ و مفید عام مضامین زیادہ سے زیادہ تعداد میں جلد شائع کرنا ممکن هوگیا هے - اس کے ساتهه هي قیمت بهي پهلے کي بہ نسبت بقدر نصف گهٹا دي گئي هے' اور اب زیادہ استطاعت نه رکهنے والے اصحاب بهي مقامي ایجنسیوں سے روزانه " همدرد " ایک پیسه في پرچه کے حساب سے خرید سکتے هیں' اور ۱۲ روپیه سالانه - ۶ روپیه ۸ آنه ششماهی اور ۳ روپیه ۶ آنه سه ماهي - چنده معه محصول ڈاک پر براہ راست دفتر سے منگا سکتے هیں - آپ اپنے هاں کي ایجنسي سے ایک پرچه خرید کر' یا دفتر سے نمونه منگا کر دیکهیں -

المشتهر :-

مینیجر اخبار " همدرد " کوچهٔ چلان دهلی

Printed & Published by A. K. AZAD, at the HILAL Electrical Prtg. & Publg. House, 14 Mcleod Street, CALCUTTA.

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (القرآن الحكيم)

الهلال

Telegraphic Address
" Alhilal Calcutta "
Telephone, No. 648

نام اشاعت
[illegible]

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول محرر خصوصی
[illegible]

تار کا پتہ
" الہلال کلکتہ
ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

قیمت
سالانہ ۵ روپیہ
ششماہی ۲ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۵ | للثنہ: چہار شنبہ ۲۰ شعبان ۱۳۳۲ ھجری | نمبر ۳
Calcutta: Wednesday July, 15. 1914.

— Telephone No 648.

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad

14 Mcleod Street.

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8

Half yearly .. Rs. 4-12

الهلال

۵۵

احب للكتب ما احب لاكرام الدنيا ملوى

مقام اشاعت

۱۴ — مكلوڈ اسٹریٹ

كلكته

ٹیلی فون نمبر ۶۴۸

سالانہ — ۸ — روپیہ

ششماہی — ۴ — ۱۲ — آنہ

نمبر ۳ | كلكته: چهارشنبه ۲۰ شعبان ۱۳۳۲ هجري | جلد ۵

Calcutta: Wednesday July, 15. 1914.

الاسبوع

البانیا کي حالت روز بروز ابتر هوتي جاتي هے اور ایسا هونا طبیعي هے- کیونکه یورپ جس قسم کي حکومت پر البانیوں کو مجبور کررها هے وہ انکے ملکی اور ملي مصالح اور حیات و جذبات کے لیے قاتل هے -

دو روز کے تار سے معلوم هوتا هے که اس بد بخت شهر پر ایک رات بهي امن و سکون کي نهیں گذرتي - گویا اس کے لیے غروب آفتاب جنگ کا اعلان هے' اور جب رات زیادہ آجاتي هے تو آتشیں اسلحے اپنے تماشے دکھانے لگتے هیں !

یورپ کے پاس سب سے زیادہ کامیاب هتیار جهوٹ هے' اور اسلام کے مقابله میں جب کبهي اسے میدان جنگ میں شکست هوتي هے تو وہ اس شکست کا انتقام تیلی گراموں' سفارت خانوں' اور اخبارات کے دفتروں میں لے لیتا هے !

البانی مسلمان جو تعداد میں ۹۵ فیصدي هیں' چاهتے هیں که انکا پادشاہ مسلمان هو - یه مطالبه جزیرہ نماے بلقان کي دوسري قوموں کي طرف سے تو ایک جائز مطالبه تها ' چنانچه اسي بناء پر انگلستان نے یونان اور روس نے بلغاریا کو ٹرکي کی غلامي کے بار سے سبکدوش کردیا ' مگر اب جبکه یهي مطالبه مسلمان البانیوں کي طرف سے کیا گیا هے تو یه بغاوت اور سرکشي هے جسکے لیے دهمکي دي گئي هے که اس کا نتیجه سلب خود مختاري اور بین القومي احتلال هوگا ! ویل للمطففین !

لیکن شاید ضمیر کي ملامت (اگر ضمیر یورپ میں اسلامي معاملات کے لیے زندہ سمجها جاسکتا هو) اور اس دهمکي کي نامعقولیت نے اس پر قائم رهنے نه دیا - اسلیے اب ایک تو تصدیف نغمه خبروں کے اس گرامو فون میں بهرا گیا هے جسکي کنجي انگلستان کے هاتهه میں هے -

ریوٹر اطلاع دیتا هے که " دورزو میں ایک اجتماع هوا جسمیں تمام اطراف و اکناف البانیا کے ۴۰ قائمقام موجود تهے- موجودہ حالت پر ایک سرگرم مباحثه کیا گیا - گو اس کارروائی کا کوئي نتیجه ابهي تک نهیں نکلا هے' تاهم یه امر خاص طور پر قابل لحاظ هے که شهزادہ ویڈ کي حکومت کے بقاء و استحکام کے لیے مسلمانوں اور عیسائیوں میں پورا اتفاق تها " سبحانك هذا بهتان عظیم !

شهزادہ ویڈ کو رومانیا سے کیا کیا امیدیں نه تهیں ؟ مگر شاید وہ وقت قریب آگیا هے جبکه امیدوں کا پردہ فریب چاک هوجایگا - دورزو کي تازہ ترین خبروں سے معلوم هوتا هے که البانیا کے امن و نظام کے لیے رومانیا سے فوجي اعانت ملنے کی [illegible]ید نهیں -

اسلیے بعض مشیران کار یه راے دیرے هیں که بین الملي فوج کے لیے کوشش کرني چاهیے -

حال میں سینٹ پیٹرسبرگ میں ایک موتمر اسلامي منعقد هوئي تهي' جسمیں یورپین اور ایشیائي روس کے ۴۰ سے زاید مدعوت (وکلا) شریک هوے - اس موتمر کا اصل مقصد یه تها که وہ تمام کوششیں جو اسوقت منتشر و متفرق طور پر مسلمانان روس کي دیني وغیر دیني مصالح کي حفاظت میں مصروف کار هیں' ان سب میں ایک مرکزیت اور تنظیم پیدا کردي جاے -

مسئله تعلیم کے متعلق اس موتمر نے یه راے قائم کي که جب تک عورتوں میں تعلیم کي اشاعت نه هوگي اسوقت تک نئي اسلامی نسل کوئي صحیح و مطلوب نرمي نهیں کرسکتي -

بالاخر الستر نے اپنے صوبے کي علحدہ گورنمنٹ کا اعلان کر کے الستر پارلیمنٹ قائم کرهي لي - اس گورنمنٹ نے اپنا مطمح نظر یه قرار دیا هے که ملک میں قانون ' امن ' اور انتظام کي حفاظت کي جاے' ساتهه هي آئرش پارلیمنٹ میں الستر کے بجٹر شامل کرنے کے خلاف جنگ کي جاے ' مگر اسطرح که شاه برطانیه کے ساتهه کوئي اعلان بغاوت نهو -

جب سے یه خبر شایع هوئي هے' اسوقت سے انگلستان میں ایک هنگامۂ قلم و زبان برپا هے - مختلف جماعتوں کے اخبارات میں اسکے متعلق اهمیت و حقارت ' اعتراض و جواب ' الزام و حمایت ' اور تحسین و تقبیح سے لبریز مضامین شائع هو رهے هیں-

سر ایڈورڈ کارسن نے فدا کاران الستر کي فوجي قواعد دیکهتے هوے ایک پر جوش تقریر کی اور کها :

" بظاهر صلح کي کوئي امید معلوم نهیں هوتي ' لیکن بهر حال اگر عزت کي صلح ناممکن هوئي تو پهر عزت کي جنگ کی جاے گي "

بیلي میدا میں مسٹر والٹر لواسگ نے لوگوں سے کها :

" حکومت اب تمهاري حکومت نهیں رهي - اسکے خلاف اپنے لیڈر سر ایڈورڈ کارسن کي پیروي کرلو "

جهاز کوماگاتا کے متعلق آخري فیصله هوگیا- اسے واپس آنا پڑیگا- عدالت اثارا کے نزدیک هندوستانیوں کے اخراج کے متعلق حکومت کے قواعد بالکل جائز اور عین عدل و انصاف هیں !

کوما گاتا کے مظلوم مسافروں نے درخواست کي که انهیں واپسي کیلیے مدد دي جاے - اسکے جواب میں گورنمنٹ نے لکها که مدد نهیں دي جاسکتي ' تا که تمهاري حیراني اوروں کے لیے وسیلۂ عبرت هو !

سچ یه هے که جو ملک عزت سے محروم هو گیا هو اسکا وجود صرف عبرت هي کیلیے کار امد هو سکتا هے -

شذرات

مسئلہ قیام الہلال

"پہلی منزل"

مسئلۂ قیام الہلال کو پیش کرتے ہوے اس عاجز نے لکھا تھا کہ " دعوت الہلال اپنی پہلی منزل سے گذر چکی ہے" بعض احباب کرام کو اسکے سمجھنے میں غلطی ہوی - حالانکہ " صدا بہ صحرا " کے عنوان سے جو مضمون شائع ہوا تھا ' اسمیں ایک حد تک اِسکی تصریح کر دی گئی تھی -

میں تفصیل کےساتھہ نہیں لکھہ سکتا - مختصر یہ ہے کہ الہلال متعدد حیثیتیں رکھتا ہے - از انجملہ ایک حیثیت دعوۃ و تحریک کی ہے - تحریک کے لیے پہلی منزل یہ ہے کہ دلوں کی غفلت دور کی جاے ' عام احساس و بیداری پیدا ہو جاے ' اور جن مقاصد کیلیے پکارا جا رہا ہے وہ ہزاروں دلوں میں اپنا گھر بنا لیں -

جب ایسا ہو جاے تو دعوت اپنی " پہلی منزل " سے گذر گئی - اسکے بعد اس سے سخت تر اور مہم تر منزلوں کی طرف بڑھنا چاہیے - استعداد و قبول مثل تخم ریزی کے ہے - اسکے بعد آبپاشی کی فکر کیجیے - تا کہ کھیت پوری طرح نشو و نما پاے ' اور فصل آے تو کاٹنے کے لیے ہر شاخ اپنا ذخیرہ پیش کر سکے -

* * *

اِس آبپاشی کی مختلف صورتیں ہیں اور اسی کو میں " دوسری منزل" قرار دیتا ہوں -

الہلال بہ حیثیت داعی الی الحق ہونے کے اسلیے آیا تھا تا کہ سنۃ مقدسۂ حنیفۂ اسلامیہ کا احیاء کرے ' اور اسلام کی تعلیمات حقہ کو انکی اصلی وسعت اور محیط کل صورت میں پیش کردے - نیز بتلاے کہ تعلیم الہی محض چند احکام وضو و طہارت ہی سے عبارت نہیں ہے جیسا کہ بد بختی سے سمجھا جا رہا ہے ' بلکہ وہ ایک نظام اجتماعی و مدنیۃ صالحہ کا نام ہے ' جو انسانوں کے فلاح و نجاح کے لیے سنن الہیہ کے ماتحت ہر قسم کی اعلی ترین ہدایات اپنے اندر رکھتی ہے ' اور اس نے مقام انسانیت کو اسقدر ارفع و اعلی کر دیا ہے کہ دنیا کی کوئی دوسری الہامی و حکمی تعلیم اسکی نظیر پیش نہیں کر سکتی - وہ اصلاح عالم اور نظام کائنات کا ایک قانون ہے جو تمام مخلوقات و موجودات پر حاوی ہے ' اور جب کبھی کسی گروہ یا ملک نے رفعت و عظمت حاصل کی ہے تو اسی نظام کے ماتحت آئی ہے - اسلام کی حقیقت کو پہچاننے اور طرح طرح سے مختلف [illegible] سے آگے بڑھنے کے لیے [illegible] فاقم وجهك للدين حنيفا ' فطرة الله التي فطر الناس عليها - لا تبديل لخلق الله ' ذلك الدين القيم ' و لكن اكثر الناس لا يعلمون (۳۰:۳۰)

* * *

چنانچہ اس نے اپنی آواز بلند کی اور تمام مخالف و متحد قوتوں کے خلاف اعلان جہاد کر دیا - اس راہ میں سب سے بڑا سد راہ ہیبت اور مرعوبیت تھی ' جو کفر و ارباب کفر اور انکے خلفاء مضلین کی مسلمانوں کے دلوں پر چھا گئی تھی ' جسکو بعض مفسدین اور ملحدین مارقین نے اپنی ابلیسانہ مساعی سے اور زیادہ محکم و جا گزین کر دیا تھا ' اور جسکی وجہ سے اس پوری نصف صدی کے اندر کسی مسلمان کی زبان آن کلمات الہیہ کی دعوۃ و احیاء کیلیے نہ ہل سکی جو مذہب اسلام کی اصل اساس و بنیاد نظام ہیں ' اور جن سے کتاب و سنت کے تمام اوراق و صحائف بھرے ہوے ہیں ' اور سلف صالحین نے اپنی بڑی بڑی مقدس زندگیاں انہی کی دعوت اور پکار میں بسر کر دی ہیں -

پس سب سے پہلے اس نے اسی طاغوت اعظم اور ابلیس شرک و کفر مجسم کو اپنی بے پردہ دعوہ و نشانہ بنایا ' اور اتباع اسوۂ مقدسۂ ابراهیمی کی روح سے معمور ہو کر علانیہ پکار اٹھا :

انا لله لا كيدن اصنامكم بعد ان تولوا مدبرين (۲۱ : ۵۸)

افتعبدون من دون الله ما لا ينفعكم شيئا ولا يضركم ؟ اف لكم ولما تعبدون من دون الله افلا تعقلون ؟ (۲۱ : ۶۷)

کیا تم خدا کو چھوڑ کر ایسے (لوگوں) کی غلامی کرتے ہو جو نہ تو تم کو کچھہ نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان ؟ تف ہے تم پر اور تمہارے اُن خداوندوں پر جنھیں خدا کو چھوڑ کر تم پوجنے لگے ہو ! تمھیں کیا ہوگیا ہے کہ ایسی سیدھی بات بھی تمہاری عقلوں میں نہیں سماتی ؟ "

* * *

الحمد للہ کہ ضلالت و افساد کے بہت سے چھوٹے چھوٹے بت در نیم ہوکر گرچکے ہیں ' " طاغوت اعظم " کی ہیبت و مرعوبیت کی جگہہ ہزارہا قلوب مومنین مخلصین میں خداے ابراہیم و محمد (علیہما الصلوۃ و السلام) کی عظمت حقیقی اور عبودیۃ صادقہ جاگزیں ہو چکی ہے ' اور احساس و افکار کے انقلاب عام کا ایک ایسا عدیم النظیر اور محیر العقول منظر سامنے ہے جو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا !

پس اتباع اسوۂ ابراهیمی و محمدی (علیہما الصلوۃ و السلام) و اطاعت اوامر اسلامیہ ' و جوش خدمت کلمۂ اسلام و مسلمین و دفع بدعات و رذائل ' اور تبلیغ دین الخالص کتاب اللہ و سنہ رسولہ کی جو دعوۃ شروع کی گئی تھی ' الحمد للہ کہ وہ عام طور پر " قبول " کرلی گئی ہے - اسی قبولیت کو میں " پہلی منزل" سے تعبیر کرتا ہوں -

اب دوسری منزلیں اسکے بعد کی ہیں - ازانجملہ یہ کہ اس استعداد کو فوراً ایک ایسی منظم و نافذ صورت میں منتقل کردیا جاے کہ اعمال و افعال میں اسکا ظہور پوری قوت و تاثر کے ساتھہ نمایاں ہو جاے ' اور یہ جو تبدیلی مختلف گوشوں اور افراد میں پھیلی ہوئی اور متفرق ہے ' اسے یکجا و مجتمع کرکے ایسی جماعتیں پیدا کی جائیں جو قولاً و عملاً دعوہ اسلامیہ کی حامل ہوں ' اور سلف صالح و مسلمین اولین کے فراموش کردہ طریقوں کے مطابق چلکر ایک عام تبدیلی مسلمانوں کے دینی معتقدات و اعمال میں نافذ و ساری کر دیں -

* * *

ہر کام کیلیے دعوت ضروری ہے ' اور اسلیے اعلان و اظہار بھی ضروری - لیکن اعلان و اظہار کا عہد ختم ہو گیا - اب خاموشی و گمنامی کے دور حقیقی شروع ہونا چاہیے - آگ جب تک نہیں سلگی تھی ' اُسکی طلب میں شور و ہنگامہ تھا - پر جب سلگ گئی تو اب جلنے اور سوز و تپش کی لذت حاصل کرنے کے سوا اور کچھ مشغولیت نہ ہونا چاہیے :

دل سوختہ را جاں سد و آزار چہ باشد !

الحمد للہ کہ یہ عاجز شور و ہنگامہ کے عین عروج میں بھی سکوت و خاموشی کے اعمال کی لذت سے بے خبر نہ رہا ' البتہ ضرورت حس استعراق و استہلاک کی تھی ' اسکی نہایت بوجہ مشغولیت نہ حاصل نہ ہوسکی -

* * *

اکثر حضرات اس امر پر زور دیتے ہیں کہ دعوہ و تحریک کے قیام کیلیے ضروری ہے کہ اسکا سلسلہ ہمیشہ جاری رہے میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ ایک واقعی صداقت ہے جسے اسکے صحیح و اصلی موقعہ پر رہ دہرا رہے ہیں - اگر الفاظ بدل دیے جائیں تو انکا مقصود زیادہ واضح ہو جائیگا - آگ کے شعلے مطلوب ہیں تو سلگتا کوئلہ چھوڑ نہ دینا چاہیے - ہر وقت اسے ہوا پہنچانے اور پھونکنے کے بھی بندوبست کرنا ضروری ہے :

در جنوں بیکار نتواں زیستن
آتشم نیزست و داماں می زنم !

یہ بالکل سچ ہے اور یہی میرے دل کا اصلی زخم ہے افسوس کہ وہ یہ کہتے ہوے اپنی اور اپنے گردو پیش کی حالت بھول گئے - میں صرف اس حالت پر توجہ دلا دینا انکے جواب لیلیے کافی سمجھتا ہوں -

اس قسم کے تمام کاموں کیلیے اولین شے تقسیم عمل ہے - بعدے متعدد اشخاص اور جماعتوں کا موجود رہنا جن میں سے ہر شخص یا جماعت کام کے ایک ایک حصے کو اپنے ذمے لیلیے ' اور ان سب کی مجموعی مساعی و اعمال سے تکمیل مقصد ظہور میں آے -

پس صورت یہ ہونی چاہیے کہ ایک جماعت تو ہمیشہ صرف تحریک و دعوت اور تنبہ و ایقاظ کے کاموں میں مشغول رہے' تاکہ بیداری قائم اور غفلت کا استیلاء مفہور و مخذول رہے - دوسری جماعت اس تحریک کے نتائج سے کام لے ' اور جو استعداد پیدا ہوتی جاے اسے ضائع نہوے دے -

ہماری اصلی بدبختی یہی ہے کہ اس قسم کے کام کرنے والے ناپید ہیں اور کوئی حقیقی تقسیم عمل ہو نہیں سکتی - میں دو سال تک اسی چیز کی تلاش میں رہا کہ کسی طرح دونوں کاموں کو ایک ہی وقت میں انجام دیا جاسکے مگر اپنی محرومی سے کامیاب نہوا -

* * *

اب میرے سامنے صرف دو ہی راہیں ہیں - پہلی راہ یہ ہے کہ محض تحریک و قیام دعوۃ ہی کے کام میں مشغول رہوں ' اور اسکے علاوہ جو دینی' علمی ' ادبی ' سیاسی' اور عام اصلاح و ترقی کی شاخوں میں الہلال کام کررہا ہے یا کر سکتا ہے ' اس پر قناعت کروں - یہ میدان بھی کام کرنے والے کیلیے کچھ کم قدر و قیمت نہیں رکھتا اور بجاے خود ایک بڑی سے بڑی خدمت ہے - مگر ایسا کروں' دل ہمت طلب صرف اتنے پر قناعت نہیں کرتا - میں دیکھ رہا ہوں کہ وقت کم اور فرصت مفقود ہے - آمادگیاں ضائع جا رہی ہیں ' اور استعداد بغیر جمعیت افکار و عمل کے بھٹک رہی ہے - بیج ڈالا جاچکا ہے مگر کوئی نہیں جو آبپاشی کا سامان کرے - کس دل سے گوارا کروں کہ ایسا دیکھوں اور آنکھیں بند کرلوں ' اور اپنے تمام بہترین عزائم کو سپرد خاک کردوں ؟

پھر یہ بھی ہے کہ ہماری حالت اوروں کی سی نہیں ہے - اب وقت اسکا نہیں رہا کہ آہستہ آہستہ ایک ایک منزل کو طے کیا جاے - اب تو معرکۂ جنگ درپیش ہے - ہر سپاہی جو کچھ کرسکتا ہے کرے' اور صرف اپنے ایک ہی فرض پر قناعت نہ کرلے -

پس خواہ کچھ ہی کیوں نہو ' میں نے تو روز اول جو فیصلہ کرلیا ہے اور جسکے اندر اس قادر قیوم نے میرے دل کا اصلی سکھ اور میری روح کی حقیقی لذت رکھدی ہے' اسے ترک نہیں کرسکتا - ممکن ہے کہ میں اپنی قوت اور اپنے بس سے تن تنہا زیادہ کام کرنے کی طلب میں پوری طرح کامیاب نہوں ' لیکن وہ ناکامی جو تلاش کے بعد ہو' اس سے بہتر ہے کہ ناکامی کے خوف سے تلاش ہی نہ کی جاے - کامیابی محض اشخاص و تعینات سے وابستہ نہیں ہے - وہ کہ حقیقی یقین کی آواز صرف اسی کے منہ سے نکلتی ہے ' کہہ رہا ہے کہ صادق نیتوں کے لیے ناکامی نہیں ہوسکتی - مجھے کامیابی نہو' مگر یہ طے شدہ ہے کہ میرے مقصد کو طلب و جستجو کی ہر منزل میں فتح مندی اور کامیابی ہی ہوگی : ربنا علیك توكلنا واليك انبنا واليك المصير! ربنا لا تجعلنا فتنة للذين كفروا ' و اغفرلنا ربنا ' انك انت العزيز الحكيم !! (٦٠ : ٥) ربنا افرغ علينا صبراً و ثبت اقدامنا و انصرنا على القوم الكافرين ! (٢ : ١٨٢)

* * *

رہی دوسری صورت بعنے اپنے ارادوں اور طلب و اضطراب کے مطابق "دوسری منزل" کے جن کاموں کو شروع کرچکا ہوں' انہیں تکمیل تک پہنچانے میں لگ جاؤں اور اسکے سوا چارہ بھی نہیں' تو حقیقت یہ ہے کہ متضاد سمتوں کی کشمکش وکشاکش سے میں عاجز آگیا ہوں اب بھی وقت میں تن تنہا اعلان و دعوت کے کاموں اور خدمات علمیہ و ادبیہ کو بھی قائم رکھنا ' اور دوسری منزل کے کاموں کو بھی کرنا بہت دشوار ہے - جو کام اب درپیش ہیں انکے لیے پورے وقت کے صرف کردینے کی ضرورت ہے ' اور اکثر اوقات کلکتہ سے باہر رہنے کی اور ایسے کاموں سے گھر جانے کی جن میں شغل تحریر و کتابت و ترتیب و تدوین رسائل کی مہلت نہیں ملسکتی -

میں دو سال تک اس فکر میں رہا کہ اقلاً اتنا ہی انتظام ہو جاے کہ الہلال جاری رہے ' اور اگر پورا وقت نہیں نکال سکتا تو اور کاموں کیلیے نصف وقت تو نکال سکوں - لیکن تجربے سے ثابت ہوا کہ ایسا ہونا بحالت موجودہ آسان نہیں - پس اگر ان کاموں میں مصروف ہوتا ہوں تو الہلال کا مسئلہ سامنے آجاتا ہے ' اور حیران رہجاتا ہوں کہ کیا کروں ؟

* * *

الہلال کی ترتیب اور دائمی مشغولیت کیلیے جس طرح ایک پوری جانکاہ اور دماغ پاش زندگی چاہیے ' اسکا اندازہ میرے دوستوں کو نہیں ہے :

بحرام سوے کلبۂ احزان من شبے
تا بندگی کہ عشق تو با ما چہ میکند ؟

ایک پرچہ الہلال کا اٹھا کر دیکھیے اور اسکے تمام ابواب پر نظر ڈالیے - اگر اسقدر مواد محض نقل ہی کیا جاے - جب بھی اسکے لیے اک دو آدمی کافی نہیں ہوسکتے - چہ جائیکہ دماغ کا یہ ایک وقت ان سب کو مدون کرنا اور تمام شرائط و خصائص کے ساتھ لکھنا - پھر انکی ترتیب و نگرانی اور نظر عمومی و نظم مجموعی -

بلا شبہ مجھے بعض حضرات سے مدد بھی ملتی ہے جسکے لیے میں انکا ممنون ہوں ' لیکن وہ مدد ایسی نہیں ہے جو الہلال کو بہ حیثیت الہلال میری عدم موجودگی میں قائم رہے -

* * *

یہ کشمکش ہے جسمیں گرفتار ہوں ' اور اسی کے طرف میں نے اشارہ کیا تھا - افسوس ہے کہ بعض حضرات نے اسپر غور نہیں فرمایا اور متعجب ہوکر پوچھنے لگے کہ الہلال کو بند کر دینے کا خیال کیوں پیدا ہوا ہے' اور " پہلی منزل " سے مقصود کیا ہے ؟ حالانکہ مقصود تو صاف تھا اور حالات بالکل غیر پیچیدہ -

* * *

وہ دوسری منزل " جماعۃ حزب اللہ " کی تکمیل ہے -

" حزب اللہ " کے اعلان کو ایک سال ہوگیا - اس عرصے میں جو ابتدائی مراحل اسکے متعلق ضروری تھے ' رفتہ رفتہ طے ہوے رہے ' اور متعدد اہم الامور مراتب کی انجام دہی کی حق سبحانہ نے توفیق دی - ایک بڑا کام کلکتہ میں کسی مرکزی درس گاہ اور " دارالجماعۃ " کی تعمیر و تاسیس تھی' سو الحمد للہ کہ اسکے متعلق بھی تمام انتظامات تکمیل کو پہنچگئے ہیں اور انشاء اللہ پہلی رمضان المبارک کو اسکا بنیادی پتھر نصب کردیا جائیگا : الذی انزل فیہ القرآن -

اب اسکے بعد جو کام ہیں ' انکے لیے ضرورت ہے کہ کچھ عرصے تک کیلیے اپنا پورا وقت صرف کروں' اور یکسوئی کے ساتھ اسکی تکمیل کیلیے وقف ہو جاؤں-

یہی " دوسری منزل " ہے جسمیں اب کسی طرح توقف نہ ہونا

چاهیے - نہیں کہہ سکتا کہ کیونکر یہ تمام کام انجام پائینگے ؟ بجز اسکے کہ اللہ تعالی کوئي ایسا سامان مہیا کردے جس سے ایک طرف الہـلال کي صداے دعوت و خدمات علمیہ و ادبیہ کا سلسلہ بھي قائم رہے - دوسري طرف اسکا وجود " دوسري منزل " کی تکمیل و اعمال میں بھي مانع نہو !

ربنا اتنا من لدنك رحمة و هئي لنا من امرنا رشدا !

(۱۸ : ۱۰) ربنا لا تزغ قلوبنا بعـــد اذ هـــديتنا ' و هب لنا من لدنك رحمه ' انـــك انت الوهاب ! ربنا انك جامع النـــاس ليوم لا ريب فيه ' ان الله لا يخلف الميعاد (۳ : ۸) ربنا انـــك اتيت فرعون و ملاه زينـــة و اموالا في الحياة الدنيا - ربنا ليضلوا عن سبيلـــك ' ربنا اطمس على اموالهم ' و اشدد على قلوبهم ' فلا يومنوا حتى يروا العذاب الا ليم ! (۱۰ : ۸۸)

مشهـــد اکبـــر

مواعيـــد باطلـــه کا خاتمـــه

مسجد کانپور کی تعمیر جدید کا نقشہ پیش کردیا گیا

متولیان مسجد جواب دیں

الذين يتخذون الكافرين اولياء من دون المومنين' ايبتغون عندهم العزة ؟ فان العزة لله جميعا - (۴ : ۱۳۶)

هز ایکسلنسي لارڈ هارڈنگ کے فیصلے کے بعد مسجد مچھلي بازار کانپور کي از سر نو تعمیر کا مسئلہ چھیڑ دیا گیا تھا - هز آنر سر جمیس مسٹن نے کانپور میں متولیان مسجد سے ملاقات کرکے بعض رقوم کا اعلان کیا تھا اور کہا تھا کہ نیس جالیس هزار روپیہ صرف کرکے از سر نو مسجد کی تعمیر کي جاے - بعض متولیوں نے کہا کہ هم بغیر مسلمانوں کے مشورہ کے کچھہ نہیں کہہ سکتے - اسپر انھوں نے " مسلمانوں " کے لفظ کي تعریف دریافت فرمائي اور کہا کہ کیا تمام دنیا کے " مسلمانوں " سے راے لي جائیگي ؟ جواب میں کہاگیا کہ اگر ممکن هو تو ایسا بھي کیا جاسکتا هے -

اسکے بعد بالکل خاموشي رهي اور کچھہ معلوم نہ هوا کہ کیا هو رها هے ؟ بعض اصحاب سے هم نے تحقیق کیا تو معلوم هوا کہ ابھي کوئي فیصلہ نہیں هوا - همیں یقین تھا کہ مسجد مچھلي بازار کے متولي حادثۂ گذشتہ کے بعد اسقدر جلد خود راے اور شتر بے مہار نہ هو جائینگے کہ ایک ایسے اهم معاملہ کے متعلق جسکي قیمت میں مسلمانوں کا خون ' بیواؤں کي آهیں ' اور یتیم بچوں کے اشک هاے حسرت دیے جا چکے هیں ' بغیر مسلمانوں کے علم و حصول راے کے آخري فیصلہ کر دینگے -

لیکن اسي اثنا میں برتھہ دے کي فهرست خطابات شایع هوئی اور کانپور کے دو مسلمانوں کو " خـان بهادر " اور " خانصاحب " کا خطاب دیا گیا - بظاهر یہ ایک بے تعلق بات تھي اسلیے هم نے زیادہ توجہ نہ کی - صـلہ همیشہ پچھلي خدمتوں کا ملتا هے نہ کہ مستقبل خدمات کا - اور ایسے مزبور جنھیں پوري ایک سش ماهي کے بعد کام کي اجرت ملي هو' بهر حال رحم کے مستحق هیں انھیں چھوڑ هي دینا بہتر هے -

مگر هم ایران کے ایک صاحب الراے حکیم کا قول بھول گئے تھے :

كه مزدور خوش دل كند كار بيش !

۷ جولائي کي صبح کو ڈپٹي محمد علي " خان بهادر " اور عنایت حسین " خانصاحب " کلکٹر صاحب کے هاں گئے - وهاں سے واپس آکر مسجد کے چار متولیوں کو جن میں سب سے زیادہ قابل ذکر مجید احمد اور بساطي بازار کا مشهور " کریم احمد " هے ' اپنے ساتھہ لیا - ان لوگوں کے پاس مجوزہ تعمیر مسجد کا ایک سادہ نقشہ تھا ' نیز کلکٹر کے نام ایک درخواست تھي - درخواست میں لکھا تھا کہ " بحضور ' فیض گنجور' غریب پرور ' خداوند بندگان " وغیرہ و غیرہ من التعبد والتـذلل والخرافـات - آستاں بوسي و باریابي کے بعد نقشہ اور درخواست پیش کي گئي اور اسي وقت " منظور کرکے " بغیر حق ادخال میونسپل بورڈ واپس بھي کردي گئي : يخادعون الله و الذين امنوا ' و ما يخدعون الا انفسهم و ما يشعرون ' (۲ : ۸)

مسئلۂ مسجد کانپور کا آغاز جس قوت و استیلا و عظمت و نفوذ کے ساتھہ هوا تھا ' اور جس طرح مسلمانوں کے اجتماع عام اور قوۃ دیني کے مقامي حکومت کے اسنیلاء کو شکست فاحش دي تھي ' افسوس کہ اسي طرح اسکا خاتمہ بھي کمال غفلت و نادانی اور لغزش و تزلزل پر هوا - لے دیکے اب تمام امیدیں صرف مسجد کي مستقبل حالت پر رهگئي تھیں اور چونکہ علانیہ وعدہ کیا گیا تھا کہ سڑک کي تعمیر کے وقت میونسپل بورڈ میں بہتر تجاویز منظور هو جائینگي ' اسلیے مسلمان خاموش تھے اور سمجھتے تھے کہ اس مرتبہ متولیان مسجد اپني گذشتہ سدہ نفاق کي تجدید نہ کرینگے ' اور انھیں غافل رکھکر ملت فروسی کا سودا نہ چکا لینگے - مگر افسوس کہ انکي غفلت سے پورا پورا فائدہ اٹھا لیا گیا ' اور نفاق کا درخت — رهی پھل لایا جو بہر حال اُسے لانا تھا -

تاهم متولیان مسجد اور انکے حواریوں کو هم مطلع کردینے هیں کہ انھوں نے مسلمانوں کی غفلت کو جسقدر مفید مطلب سمجھہ لیا هے ' خوش قسمتی سے ابھي اسدرجہ نہیں هے - سمندر کي سطح کو ساکن دیکھکر معرور نہ هو جانا چاهیے - بہت ممکن هے کہ اسکي تہہ میں لہریں جھپي هوئي هوں - وہ اگر ساکن و پر امن هونا جانتا هے تو هیجان و تلاطم بھی اسکے خواص میں داخل هیں - یہ کسي طرح ممکن نہیں کہ اُس مسجد کي قسمت کا فیصلہ چار متولیوں کے هاتھوں میں چھوڑ دیا جاے جسکے لیے هم اپنا خون بہا چکے هیں ' اور جسکے دھبے ابتک مسجد کي دیوار پر باقي هیں گو انکے محو کر دینے کی حرص سے جدید تعمیر کیلیے فیاضانہ اصرار کیا جا رها هے - مسجد خدا کي هے اور علی الخصوص مسجد کانپور تو تمام مسلمانوں کا مسئلہ بنگئي هے - اسکے لیے هم نے اپني جانیں دي هیں ' روپیہ لٹایا هے ' خطرات میں پڑے هیں ' اور مہینوں آگ کے انگاروں پر لوٹے هیں - بساطی بازار کے چند دکانداروں کو خان بهادر اور خانصاحب اپنے همراہ لیجانے سے منظور کراے هیں تو کرا لیں - مسلمان ایک مدت کیلیے بھی انھیں کوئي وقعت نہیں دیسکتے - وہ کبھی اپني رضا و خاموشی سے موقع نہ دینگے کہ بغیر عام اعلان و منظوري کے مسجد کي عمارت میں ایک رائي برابر بھي تبدیلي هو ' اور اس بارے میں انتہائی جد و جہد جو وہ کر سکتے هیں ضرور کرینگے -

هم اِس مضمون کے ذریعہ متولیوں کو توجہ دلاتے هیں کہ وہ اس وقت تک کي تمام کارروائي موقوف کر دیں اور بتلائیں کہ انھوں نے کس قسم کا نقشہ پیش کیا هے ' اور کیا طے پایا هے ؟ هم کبھی بھي اس مسئلہ کو غفلت میں گم هو جانے کیلیے نہیں چھوڑ سکتے

هم کو مسجد کی نئي تعمیر اسطرح منظور نہیں - نہ هم اسکے شاندار عمارت بنانے کیلیے صوبجات متحدہ کي " فیاض " گورنمنٹ کو زحمت دینا چاهتے هیں - همیں همارے افلاس و فقر پر چھوڑ جاے - هم مسجد کو اُسکي موجودہ حالت پر رهنے دینگے ' اور اگر بھي هاں کسی بڑي مسجد کی ضرورت نہیں هے جسکے لیے مسلم ارباب فیض کی اعانت منظور کي جاے -

الہلال

۲۰ - شعبان : ۱۳۳۲ هجري

بسلسلة فاتحة السنة الثالثة

اولياء الله و اولياء الشيطان

اصحاب النار و اصحاب الجنة

تفسير القرآن کا ایک باب

قرآن حکیم کے تدبر و مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حق و باطل، ایمان و کفر، نور و ظلمت، تعلق علوي و رشتۂ سفلی، اور اعمال صالحہ و کاروبار مفسدہ و سیئہ کے اختلاف کے اعتبار سے دو بالکل متضاد اور باہمدگر مخالف گروہ دنیا میں ہمیشہ سے ہوتے چلے آئے ہیں، اور جب کبھی حق و باطل کا معرکہ گرم ہوتا ہے تو انہیں دو جماعتوں کی قطاریں ایک دوسرے کے مقابلے میں صف آرا ہوتی ہیں - قرآن حکیم نے مختلف ناموں سے ان دونوں جماعتوں کا ذکر کیا ہے اور جابجا انکے آثار و علائم اور خواص و اعمال کی تشریح کی ہے -

مثلاً ۳۲ سے زیادہ مقامات میں ایک ایسی جماعت کا ذکر کیا ہے جس نے اپنے دلوں کو حق کے قبول کیلیے مستعد کرلیا ہے اور - و اپنی تمام قوتوں اور تمام جدبوں سے اللہ اور اسکی صداقت کو چاہنے والی اور پیار کرنے والی ہے، اور اسلیے اللہ نے بھی اسے اپنا دوست اور ساتھي بنا لیا ہے -

اس جماعت کو " اولیاء اللہ" کے لقب سے پکارا گیا ہے - یعنے وہ خدا کے دوست ہیں اور اسکے چاہنے والوں کے گروہ میں داخل ہیں - چنانچہ سورہ بقر میں فرمایا :

اللہ ولی الذین امنوا	اللہ تعالی مومنوں کا ولی (دوست) ہے
یخرجھم من الظلمات	وہ انہیں تاریکي سے نکال کر روشنی
الی النور (۲ : ۲۵۷)	میں لاتا ہے -

آل عمران میں کہا :

واللہ ولی المومنین	اور اللہ مومنوں کا " ولي " یعني
(۳ : ۶۸)	دوست ہے -

سورۂ جاثیہ میں متقین کہا :

واللہ ولی المتقین -	اللہ متقي انسانوں کا ولي ہے -

سورہ اعراف میں صالحین کہا :

وھو یتولی الصالحین (۷ : ۱۹۵)	اللہ صالح انسانوں کا دوست ہے -

اولیاء اللہ کی پہچان -

سورۂ جمعہ میں اس گروہ کیلیے ایک آزمایش بتلائي، جسمیں پڑکر معلوم ہوجایگا کہ کون اولیاء اللہ میں سے ہے اور کون اولیاء الشیطان میں سے ؟

قل یا ایھا الذین ھادوا	اے پیغمبر یہودیوں سے کہدو کہ اگر تم
ان زعمتم انکم اولیاء للہ	کو اس بات کا دعوا ہے کہ تمام بندوں
من دون الناس فتمنو۔	میں سے صرف تم ہي اللہ کے ولي
الموت ان کنتم صادقین	اور دوست ہو، تو اسکي آزمایش یہ ہے
(۶۲ : ۶)	کہ خدا کي راہ میں موت کي آرزو

کرو - اگر تم سچے ہوگے تو ضرور ایسا ہي کروگے -

اس آیۃ سے ثابت ہوا کہ اللہ کے دوستوں کی سب سے بڑي پہچان یہ ہے کہ جب انہیں جان دینے اور زندگي اور اسکي لذتوں سے دست بردار ہوجانے کي دعوت دي جاتی ہے تو وہ لبیک کہتے ہوے اسطرح دوڑتے ہیں، گویا بھوکوں کو غذا کي اور پیاسوں کو پاني کي پکار سنائي دي - پر جو جھوٹے ہیں اور اللہ کي ولایت سے محروم، وہ انکار کر دیتے ہیں اور یہ انکے جھوٹے ہونے کی مہر ہے جو خود انہوں نے اپنے اوپر لگا دي :

ولا یتمنونہ ابدا بما قدمت	اور یہ اللہ اور اسکي صداقت کي
ایدیھم واللہ علیم بالظالمین !	دوستي کا جھوٹا دم بھرنے والے
کبھی بھی موت کی تمنا کرنے والے نہیں - کیونکہ انہوں نے ایسے	
کام کیے ہیں جو انہیں موت کے تصور سے ڈراتے ہیں اور زندگی کی	
مہلت کو غنیمت سمجھے ہوے ہیں -	

موت کی تمنا سے مقصود ہرگز یہ نہیں ہے کہ کوئي آدمي موت کو پکارے اور اسکے لیے التجا کرے - اللہ کا مقصود اس سے یہ تھا کہ سچے اور جھوٹے کي پہچان کیلیے ایک کسوٹي دیدے - پس فرمایا کہ اگر خدا کے دوست ہو تو موت کی تمنا کرو - یعنے اسکے لیے اور اسکے کلمۂ حق کیلیے ایسے کاموں میں پڑو جن میں جان دیدے، اپنا خون بہائے، اپنے جسم کو طرح طرح کی مہلک مشقتوں میں ڈالے، اور زندگي کے عیش و نشاط سے محروم ہونے کی ضرورت ہے - اسکے بعد پھر خود ہی فیصلہ کیا کہ یہ نام اولیاء اللہ کا ہے - اولیاء الشیطان کبھي بھي ایسا نہیں کرینگے - کیونکہ یہ موت کے نام سے ڈرے اور کانپتے ہیں، اور زندگي کے عشق میں پاگل ہو گئے ہیں :

قل ان الموت الذي تفرون	اسے کہدو کہ اے نفس پرستو !
منہ، فانہ ملاقیکم، ثم	جس موت سے یہ تم اسقدر بھاگتے
تردون الی عالم الغیب	ہو، وہ کچھہ نہیں چھوڑ نہ دیگي-
والشہادۃ، فینبئکم بما کنتم	ایک دن ضرور ہي آئیگي - پھر تم
تعملون ! (۶۲ : ۸)	اسی خدا کے طرف لوٹائے جاوگے

جو پوشیدہ اور ظاہر سب کچھہ جانتا ہے -

لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون -

سورۂ یونس میں انکي ایک بہت بڑي علامت یہ بتلائي کہ انکے لیے خوف اور غم نہ تو دنیا میں ہوتا ہے اور نہ آخرۃ میں :

الا، ان " اولیاء اللہ "	یاد رکھو کہ " اولیاء اللہ " پر نہ تو
لا خوف علیھم ولا ھم	کسي طرح کا ڈر اور خوف طاري ہوگا
یحزنون - الذین آمنوا و	اور نہ وہ غمگین ہونگے - یہ وہ لوگ
کانوا یتقون - لھم البشری	ہیں کہ اللہ پر سچي روحوں کی طرح
فی الحیاۃ الدنیا و فی	ایمان لائے اور اپنے اعمال میں اسکا
الاخرۃ، لا تبدیل لکلمات	خوف پیدا کیا - پس انکے لیے دنیا
اللہ، ذالک ھو الفوز	کي زندگی میں بھی خوشخبري ہے
العظیم ! (۱۰ : ۶۲)	اور آخرۃ میں بھي - یہ اللہ کا قانون

ہے اور اللہ کے کلمات میں ذرا بھي تبدیلي نہیں ہوتي - انسان کیلیے یہی سب سے بڑی کامیابي ہے !

دارالسلام

سورۂ انعام میں اُن ارباب حق کا ذکر کیا جنکے دلوں کو خدا نے اسلام کیلیے کھولدیا ہے : فمن یرد اللہ ان یھدیہ، یشرح صدرہ للاسلام - اور جو اُن لوگوں کے مقابلے میں ہیں جنکے دل فشار کفر و ضلالت سے

اسقدر تنـگ هوگئے هیں که اب انکا انشراح روحاني هو نهیں سکتا :
و من یرد ان یضله یجعل صدره ضیقاً حرجاً - اسکے بعد اول الذکر جماعت کے لیے بشارت دي :

لهم دار السلام عند ربهم و هو "ولیهم" بما کانوا یعملون (۶ : ۱۲۷)

انکے پروردگار کے پاس انکے لیے امن اور سلامتي کا گهر هے اور انکے نیک عملوں کے صلے میں وهي انکا "ولي" هے !

قال انني من المسلمین

سورہ حم سجدہ میں ان مومنین کاملین کا حال بیان کیا هے جنهوں نے پہلے مقام عبودیة و اعتراف ربوبیت حاصل کیا - پهر مقام استقامت و ثبات عمل و ایمان تک مرتفع هوے : ان الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا - انکي نسبت فرمایا که : تتنزل علیهم الملائکة الاتخافوا و لا تحزنوا ' و ابشروا بالجنة التی کنتم توعدون - یعني ایسے صاحبان استقامت و کاملین پر نزول ملائکه هوتا هے ' جو طمانیه و سکینة اور بے خوفي و بے غمي کا مقام انپر طاري کردیتے هیں اور جس نعمة جنت کا وعده کیا گیا هے اسکي انهیں بشارت دیتے هیں اور کهتے هیں که :

نحن "اولیا ئکم" في الحیاة الدنیا و في الاخرة ' و لکم فیها ما تشتهي انفسکم و لکم فیها ما تدعون - نزلا من غفور رحیم - و من احسن قولاً ممن دعا الی الله و عمل صالحاً و قال انني من المسلمین !!

ہم تمهارے مددگار هیں دنیا میں بهي اور آخرة میں بهي - اور تمهیں اس حیاة بهشتي میں هر طرح کا اختیار اور حکم بخشدیا گیا هے - جس چیز کو تمهارا جي چاهے تمهارے لیے مهیا هے ' اور جو نعمت الله سے مانگو گے تمهیں عطا هوگی - یه مقام تمهیں خداے غفور الرحیم کی طرف سے عطا هوا هے - اور ظاهر هے که اُس شخص سے بڑهکر اور کس کي بات هو سکتي هے جو الله کي طرف لوگوں کو دعوة دے اور اعمال صالحه اختیار کرے - نیز کهے که میں مسلم هوں ؟ (۴۱ : ۳۰)

اولیـاء الشیطـان

لیکن اس جماعت کے مقابلے میں ایک دوسري جماعت هے جو اپنے خواص و اعمال میں بالکل اسکي ضد اور مخالف واقع هوئي هے - قران کریم اسے "اولیاء الشیطان" سے تعبیر کرتا هے - قران کي اصطلاح میں وه تمام قوتیں جو تعلق الهی اور رشتهٔ حق و صداقت کے مخالف هیں ' شیطانی قوت هیں ' اور ان میں هر قوت اور هر عمل شیطان لعین کا ایک مظهر خبیث هے - پس جو لوگ حق و عدالت کی راه روشن سے هٹکر اعمال باطله کی تاریکي میں گم هوگئے هیں اور الله کا رشته انکے هاتهوں میں نهیں هے ' وه خواه کسی حال اور کسي شکل میں هوں ' لیکن درحقیقت سیطان کے ولی ' اسکے پرستار ' اسکی نسل کے جاکر ' اور اسکی پادشاهت کے علام هیں -

یهی وه شیطان کی ولایت اور پرستش هے جسکے متعلق بنی آدم سے ربوبیه الاهیه نے عهد لیا تها :

الم عهد الیکم یا بنی ادم ان لا تعبدو الشیطان انه لکم عدو مبین - وان اعبدونی ' هذا صراط مستقیم ؟ (۳۶ ! ۵۹)

اے اولاد آدم ! کیا همنے تمهیں تاکید نهیں کردي تهی که سیطان کی پوجا نه کرنا - وه تمهارا کهلا دسمن هے ؟ اور یه که صرف هماري هی بندگی کرنا یهي انسان کیلیے سیدها راسته هے ؟

چنانچه سورہ اعراف میں صاف صاف اسکی تصریح کی :

فریقاً هدی ' و فریقاً حق علیهم الضلاله ' انهم اتخذو الشیاطین اولیاء من دون الله ویحسبون

خدانے دو فرقوں میں سعادت و شقاوت کو تقسیم کردیا - اُسمے ایک جماعت کو هدایت دي هے اور ایک فریق هے که گمراهي اسپر چها گئي هے - یه وه لوگ انهم مهتدون ! (۷ : ۲۸) هیں (یعني دوسري جماعت کے گمراه) که انهوں نے خدا کو چهوڑ کر شیطانوں کو اپنا ولي بنا لیا هے ' اور نا اہل همه اس زعم باطل میں گرفتار هیں که وهي راست پر جل رهے هیں -

اسی سورة میں اس سے کچهه پہلے ایمان و مومنین کے مقابلے میں " اولیاء الشیطان " کا ذکر کیا هے -

انا جعلنا الشیاطین اولیـاء للذین لا یومنون (۷ : ۲۷)

هم نے شیطانوں کو اُن لوگوں کا ولی یعنے آشناء و همدم بنادیا هے جو ایمان سے محروم هیں -

معرکهٔ قتال و جدال

پس اس آیة سے صاف صاف همارا استدلال واضح هو گیا - یعنے دو فرقے هیں جن میں سے ایک کو خدا نے اولیاء الله کے نام سے پکارا ' اور دوسرے کي نسبت تصریح کي که اُس نے شیطان کو اپنا ولي بنا لیا هے -

سورهٔ کهف میں شیطان کا ذکر کر کے فرمایا :

افتتخذونه و ذریته اولیاء من دونی و هم لکم عدو ؟ بئس للظالمین بدلا ؟ (۱۸ : ۵۱)

کیا تم هم کو چهوڑ کر شیطان کو اور اُسکي نسل کو اپنا ولی بنائے هو حالانکه وه تمهارا دشمن هے ؟ ظالموں کیلیے یه کیا هي برا بدله هے که وه خدا کی جگه نسل شیطاني کے ماتحت آگئے !

معرکهٔ قتال و جدال

پس ایک طرف تو " اولیاء الله " هیں ' اور دوسري طرف " اولیاء الشیطان " - " اولیاء الشیطان " کے بهی مثل اولیاء الله کے مختلف مدارج و مراتب هیں - آخري مرتبه درجه " کفر " هے اور اسکا سب سے بڑا اصل و اشقی گروه " الکافرین " کا هوتا هے - یه دونوں جماعتیں همیشه ایک دوسرے کے مقابلے میں صف آرا رهتی هیں اور باهم معرکهٔ جنگ و قتال گرم رهتا هے :

الذین آمنوا یقاتلون في سبیل الله ' والذین کفروا یقاتلون فی سبیل الطاغوت - (۴ . ۷۵)

پس جو لوگ مومن اور الله کے ولی هیں ' وه تو الله کي راه میں لڑتے هیں مگر جن لوگوں نے " کفر " اختیار کیا وه " طاغوت " کي راه میں لڑے کیلیے نکلتے هیں !

طـاغـوت

" طاغوت " سے مراد بهی قوة ابلیسي و شیطاني اور اسکے مختلف مظاهر هیں - خواه وه بهرے بس هوں یا بولنے والے انسان - اسی لیے سورة بقر کی آیة کریمه میں اولیـاء الله کا ذکر کرنے اولیاء الشیطان کی نسبت فرمایا که والذین کفروا ' اولیائهم الطاغوت (۲ : ۲۵۷) جن لوگوں نے حق سے انکار کیا ' انکا دوست اور ولي صرف نهیں هے - طاغوت هیں -

حکم قتال

غرضکه پہلی جماعت الله کی راه میں اپنے تئیں قربان کرنے کے لیے نکلي هے ' اور دوسري جماعت سیطان کي راه میں جنگ و قتال کرنے کے لیے :

فقاتلوا اولیاء الشیطان ' ان کید الشیطان کان ضعیفا - (۴ : ۷۵)

" پس اولیاء الشیطان کو قتل کرو تاکه دنیا ظلم و فساد سے نجات پاے اور صرف الله کیلیے هوجاے - شیطان کے مکر و فریب خواه کتني هي مهیب اور ڈراوے نظر آئیں ' تاهم یقین کرو که اولیاء الله کے مقابلے میں بالکل کمزور و ضعیف هیں "

اگر اُن تمام آیتوں کو جمع کیا جاے جن میں ان متضاد و مختالف دو جماعتوں کے خواص و اعمال کا اور انکي پہچان کی نشانیوں کا ذکر کیا گیا هے تو مضمون اسقدر بڑهجاے ' که اصل مطلب کی گذارش کي نهیں معلوم کتني اشاعتوں کے بعد نوبت آے - پس میں نهایت اختصار سے کام لونگا اور صرف اشارات موجزہ پر

انتظار کرونگا - امید ہے کہ عنقریب بسلسلۂ " باب التفسیر " ایک مستقل مضمون اس موضوع پر لکھ سکوں -

ما وجدنا علیہ آبائنا

ازانجملہ اس جماعت کا ایک خاصہ یہ ہے کہ جب کبھی اولیاء اللہ اسے برائیوں اور معصیتوں سے روکتے ہیں تو وہ کہتی ہے کہ :

وجدنا علیہ اٰباءنا و اللہ	ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی طریقہ پر
امرنا بہا ' قل : ان اللہ	پایا اور اسی کا ہمیں حکم دیا گیا ہے -
لا یامر بالفحشاء اتقولون	اسکے جواب میں ان گمراہوں سے کہدو کہ
علی اللہ ما لا تعلمون ؟	خدا نے کبھی بھی اپنے بندوں کو برائیوں
(۷ : ۲۷)	اور فواحش کا حکم نہیں دیا - کیا تم اللہ

کی نسبت وہ باتیں کہتے ہو جنھیں نہیں جانتے ؟

خسران عاقبت

اولیاء الشیطان کی ایک بہت بڑی علامت یہ بھی ہے کہ کامیابی و فلاح انہیں نصیب نہوگی اور عاقبت کار گھاٹے ٹوٹے ہی میں رہینگے :

و من یتخذ الشیطان	" اور جس شخص نے اللہ کو چھوڑ کر
ولیاً من دون اللہ	شیطان کو اپنا دوست بنایا تو یقیناً
فقد خسر خسراناً مبینا -	بڑے ہی سخت گھاٹے ٹوٹے میں
یعدھم و یمنیھم و ما	پڑا - شیطان اپنے دوستوں اور پجاریوں
یعدھم الشیطان	سے طرح طرح کے وعدے کرتا اور بڑی
الا غرورا (۴ : ۱۱۸)	بڑی امیدیں دلاتا ہے ' لیکن جان رکھو
کہ شیطان جو کچھ وعدے کرتا ہے اُن میں دھوکے اور فریب	
کے سوا کچھ نہیں ہے "	

تعریف شیطانی !

شیطان اپنے ولیوں اور پجاریوں کے ذریعہ اللہ کے ولیوں اور پرستاروں کو ہمیشہ ڈراتا اور دھمکاتا رہتا ہے - مگر مومنوں کو کسی خوف نہیں :

انما ذالکم الشیطان	" بیشک ' یہ شیطان تھا جسکا قاعدہ ہے
یخوف اولیاءہ ' فلا تخافوھم	کہ اللہ کے دوستوں کو اپنے دوستوں کی
و خافون ان کنتم	جماعت کا ڈراؤ دکھلاتا ہے مگر اے
مومنین ! (۳ : ۱۷۵)	مسلمانو ! تم اس سے ڈرا کرو - اگر
تم سچے مسلمان ہو تو بس ہماری ہی حکومت کا خوف کرو ! "	

یخرجونھم من النور الی الظلمات

ایک بہت بڑا فرق حالت کا بھی ہے کہ " اولیاء اللہ " اسے عہد میں ہوئے ہیں جبکہ حق اور سچائی محدود ' مگر باطل اور فساد عام ہوتا ہے ' اور گمراہی کی تاریکی اس طرح پھیل جاتی ہے کہ کوئی گوشہ بھی پوری طرح روشن و منور نہیں ہوتا - ایسی ہی سیاسی اور اسی طرح کے گرد و پیش میں وہ پرورش پاتے ہیں ' اور انہی خیالات و اعتقادات کو آنکھیں کھولکر ہر طرف دیکھتے ہیں - انکے سامنے جو کچھ ہوتا ہے وہ بھی بکسر گمراہی ہوتی ہے ' انکے کان جو کچھ سنتے ہیں اسمیں بھی ضلالت ہی کی صدا اُٹھتی ہے ' اور دماغ و فکر جو کچھ سوچتا ہے اُسکا سامان بھی سرتا سر گمراہی و باطل ہی کے واسطے سے میسر آتا ہے !

لیکن جبکہ وہ اس طرح چاروں طرف کی پھیلی ہوئی اندھیاری میں گھرے ہوتے ہیں تو یکایک خدا کا ہاتھہ چمکتا ہے ' اور انہیں گمراہی سے نکالکر حق و ہدایت کے اُجالے میں لے آتا ہے - انکی ہدایت کی مثال بالکل ایسی ہوتی ہے جیسے کوئی معذور آدمی اندھیری رات میں ٹھوکروں سے قریب اور غاروں کے کنارے کھڑا ہو اور اندھوں کی طرح دیکھنے اور چلنے سے معذور ہو گیا ہو - اتنے میں ایک صاف راہ اور با خبر ہاتھہ ظاہر ہوکر اُسکا ہاتھہ تھام لے ' اور ٹھوکروں سے بچاتے ہوئے اور کڑھوں اور غاروں سے نگرانی کرتے ہوئے ایک کھلے اور محفوظ شاہراہ سے منزل مقصود تک پہنچا دے -

آنھوں کو اندھا اور بصارت کو بے فائدہ کردیتی ہے ' تو اُس وقت خدا تعالیٰ اپنے دوستوں کیلیے ہدایت کا سورج چمکا دیتا ہے ' اور انکے دلوں کا اسکی روشنی سے اخذ و انعکاس کیلیے انشراح کردیتا ہے !

لیکن جو لوگ خواہ اپنے ہی دلکھہ خواہ شیطانیہ کو اپنا مولیٰ اور آقا بنائے ہیں ' اور شیطان کے عاشقوں اور پیار کرنے والوں کے حلقے میں شامل ہوجاتے ہیں ' سو اُنکی حالت ان لوگوں سے بالکل برعکس ہوتی ہے - پہلی جماعت تاریکی سے نکل کر روشنی میں آتی ہے - پر یہ جماعت روشنی سے نکال کر تاریکی میں ڈالی جاتی ہے - پہلی جماعت کی اصلی اور ابتدائی حالت تاریک ہوتی ہے مگر اللہ اُنہیں سعادت و ہدایت کی نورانیت میں نکال لاتا ہے - دوسری جماعت کے لیے ابتدا میں تو ہدایت و سعادت موجود ہوتی ہے لیکن بعد کو شیطان سعادت سے نکالکر شقاوت میں دھکیل دیتا ہے - چنانچہ سورۂ بقر کی آیہ کریمہ اوپر گذرچکی ہے - اسکے لفظوں پر غور کرو :

اللہ ولی اللہ الذین	اللہ مومنوں کا دوست اور ولی ہے -
اٰمنوا یخرجھم من	وہ انہیں تاریکی سے نکالکر روشنی میں
الظلمات الی النور '	لاتا ہے - مگر جن لوگوں نے راہ کفر
والذین کفروا اولیاؤھم	اختیار کی ' انکے دوست طاغوت ہیں
الطاغوت ' یخرجونھم	جو انہیں اللہ کی روشنی سے نکالکر
من النور الی الظلمات	شیطان کی اندھیاری میں ڈالتے ہیں !

اولیاء اللہ کی نسبت کہا کہ یخرجھم من الظلمات الی النور اور اولیاء الشیطان کیلیے کہا : یخرجونھم من النور الی الظلمات -

یحسبون انھم مھتدون

ایک علامت انکی یہ بھی ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے زعم باطل میں اپنے تئیں سچی ہدایت پر سمجھتے ہیں - اسکا انہیں کبھی خیال ہوتا ہے اور نہ کبھی گمان ' حالانکہ وہ ہدایت سے اسقدر دور ہوتے ہیں جسقدر اندھیرے کو روشنی سے تاریکی :

انھم اتخذوا الشیاطین	انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطانی
اولیاء من دون اللہ	قوتوں کو اپنا دوست بنا لیا ہے
و یحسبون انھم	اور اس غلط زعم باطل میں گرفتار
مھتدون (۷ : ۲۹)	ہیں کہ یہی راہ ہدایت پر ہیں !

وحی شیطانی

شیاطین ہمیشہ اپنے اولیاء پر وحی کرتے رہتے ہیں تاکہ خدا کے دوستوں سے شیطانی الہامات کے مطابق بحث و جدل کریں اور انہیں اللہ کی فرمانبرداری سے نکالکر شیطانی حکومتوں میں داخل ہونے کی ترغیب دیں

و ان الشیاطین لیوحون	اور شیاطین اپنے ولیوں کی طرف وحی
الی اولیائھم لیجادلوکم '	کرتے رہتے ہیں ' تاکہ وہ تمہارے ساتھہ
و ان اطعتموھم	شیطانی القا کے بموجب بحث و جدل
انکم لمشرکون !	کریں - لہذا اگر تم نے انکی باتوں کی
(۶ : ۱۲۱)	اطاعت کرلی تو جان رکھو کہ پھر تمہارا
	شمار بھی مشرکوں میں ہوگا !

(حزب اللہ و حزب الشیطان)

قرآن کریم ان دو جماعتوں کو ایک دوسری اصطلاح سے بھی موسوم کرتا ہے - سورۂ مائدہ میں مسلمانوں کو اُس سے منع کیا ہے کہ اللہ اور اسکی سرحدوں کے مقابلے میں یہود و نصاریٰ کو اپنا ولی بنائیں - لا تتخذوا الیھود و النصاریٰ اولیاء - اسکے بعد فرمایا ہے کہ اگر لوگ اللہ کی دوستی کی راہ سے الگ ہوجائیں ' تو اسلام کے کاموں کا کچھ بھی نقصان نہ ہوگا - خدا ایک دوسری جماعت سچے مومنوں کی اور اپنے دوستوں کی پیدا کردیگا ' جسکی ولایت الٰہی اور محبت ربانی یہاں تک بڑھی ہوئی ہوگی کہ وہ اللہ کے چاہنے والے

انما وليكم الله و رسوله و الذين آمنوا ' الذين يقيمون الصلوة و يوتون الزكوة و هم راكعون - و من يتول الله والذين امنوا فان "حزب الله" هم هم الغالبون (۵ : ۶۱)

" مسلمانو ! تمهارا دوست الله اور اسکا رسول هے ' اور وہ مومن جو ایمان لاچکے هیں ' جو صلوة الهی کو دنیا میں قائم کرتے هیں ' جو خدا کی راہ میں اپنا مال خرچ کرے هیں ' اور جو هر وقت الله اور اسکے حکموں کے آگے جهکے رهتے هیں - پس جو شخص الله ' اسکے رسول ' اور مومنوں کا دوست و ولی هوگا رهیگا " حزب الله " وہ میں سے هے ' اور یقین کرو که " حزب الله " هی کے لوگ غالب هونے والے هیں ! "

اس آیة کریمه سے معلوم هوا که جو لوگ الله کے ولی اور اسکے دوست هیں ' انکا ایک نام لسان الله الحکیم میں " حزب الله " بهی هے - " حزب " کہتے هیں گروہ اور جماعت کو - حزب الله سے مقصود وہ لوگ هوے جو الله کی جماعت هیں -

چنانچه سورۂ حشر میں فرمایا که جو لوگ الله کی محبت کی راہ میں دنیا کے تمام رشتوں کی کچهه پروا نه کریں ' حتی که ماں باپ اور عزیز و اقربا کی محبت اور دلگیری کو بهی هیچ سمجهیں ' اور خدا کی پکار جب انکے کانوں میں پڑ جاے تو سب کو چهوڑ چهاڑ کر اسی کی طرف دوڑ جائیں ' تو ایسے لوگ " حزب الله " هیں :

اولائك " حزب الله " الا ان حزب الله هم المفلحون - (۵۸ : ۲۲)

یهی لوگ " حزب الله " هیں - سن رکهو که یقیناً " حزب الله " هی کے افراد فلاح پانے والے هیں !

جس طرح اولیاء الله کا ایک نام یا ایک درجه " حزب الله " هے - اسی طرح " اولیاء الشیطان " کا بهی دوسرا نام " حزب الشیطان " هے -

استحوذ عليهم الشيطان فانساهم ذكر الله ' اولائك " حزب الشيطان " الا ان " حزب الشيطان " هم الخاسرون ۔ (۵۸ : ۱۹)

شیطان اور اسکی فوجیں ان پر مسلط هوگئی هیں - بس انهوں نے خدا کے ذکر اور رسته تک فراموش کردیا هے - یهی لوگ " حزب الشیطان " هیں اور جان رکهو که حزب الشیطان کیلیے آخر کار نقصان اور خسران هی هے !

(اصحاب النار و اصحاب الجنه)

اور یهی وہ دو جماعتیں هیں جنکو صدها مقامات میں " اصحاب النار " اور " اصحاب الجنه " کے لقب سے بهی یاد کیا گیا هے ' اور انکے اعمال و خواص کی جابجا توضیح کی هے - چنانچه سورۂ بقر والی آیه کو ایک بار اور پڑهو اور اسکے بیسیه ٹکڑے کے الفاظ پر غور کرو :

والذين كفروا اولياءهم الطاغوت ' يخرجونهم من النور الى الظلمات ' اولائك " اصحاب النار " هم فيها خالدون ! (۲ : ۲۵۸)

اور جن لوگوں نے راہ حق اختیار کی ' سو انکے اولیاء طاغوت هیں جو انهیں نور و هدایت سے نکال کر ظلمات ضلالت میں مبتلا کرتے هیں - یه لوگ " اصحاب النار " هیں اور همیشه دوزخی عذابوں میں رهینگے

اس آیة کریمه سے معلوم هوا که جن لوگوں کے اولیا و سردار " طاغوت " هوں (اور " طاغوت " سے مراد بهی شیطان اور اسکے خلفاؤ مظاهر هی هیں) تو ایسے لوگ " اصحاب النار " هیں ' کیونکه انکی زندگی همیشه آگ میں جلتے رهنے کی اور دوزخی هوگی روح کی راحت اور دل کا سکهه انهیں نصیب نه هوگا -

اس سے پہلے ایک آیة گذر چکی هے جسمیں " اولیاء الله " کی نسبت فرمایا که تتنزل عليهم الملائكة الا تخافوا ولا تحزنوا ' وابشروا بالجنة التي كنتم توعدون

اس آیه کریمه میں خاص طور پر اولیاء الله کو "جنت" کی بشارت دی گئی هے پس فی الحقیقت وهی " اصحاب الجنة " بهی هیں - کیونکه انکی حیات دنیوی و دینی ' جسمی و روحی ' ظاهری و معنوی ' هر حال اور عهد و دور میں کامیابیوں ' قدم قدیوں ' آرام و راحت ' نعائم و لذائذ ' اور عیش و نشاط کی زندگی هوگی !

اعمـــال و خصـــائص

سورۂ یونس میں " اصحاب الجنه " اور " اصحاب النار " کی تعریف پوری وضاحت کے ساتهه بتلا دی هے ' اور یه بهی واضح کردیا هے که دونوں جماعتوں کے اعمال کیسے هوتے هیں ؟ اور ان نتائج کی بنا پر ایک کو جنت والوں کی اور ایک کو نار والوں کی زندگی ملتی هے ؟

للذين احسنوا الحسنى وزيادة و لا يرهق وجوههم قتر و لا ذلة ' اولائك " اصحاب الجنة " هم فيها خالدون - (۱۰ :)

" اور جن لوگوں نے دنیا میں اچهے اور بهلائی کے کام کیے ' انهیں نیک کاموں کے بدلے میں ویسی هی بهلائی اور فلاح ملیگی ' بلکه انکے حق سے بهی زیادہ ملیگی - انکو کبهی بهی ناکامی کا غم ' سخت کی رسوائی ' اور نامرادی و بدحالی کی ذلت پیش نه آئیگی - یهی لوگ " اصحاب الجنة " هیں جو همیشه بهشتی زندگی میں رهینگے "

اسکے بعد دوسرے گروہ کی حالت بتلائی :

والذين كسبوا السيئات ' جزاء سيئة بمثلها و ترهقهم ذلة ' ما لهم من الله من عاصم ' كانما اغشيت وجوههم قطعا من الليل مظلما ' اولائك " اصحاب النار " هم فيها خالدون ! (۱۰ :)

اور جن لوگوں نے دنیا کے کاموں میں برائی حاصل کی اور بدی کا راسته اختیار کیا ' تو یه ظاهر هے که خطرة الهی برائی کا بدله ویسی هی برائی سے دیگی - ذلت اور نامرادی سے انکے چهرے ایسے کالے پڑ جائینگے گویا رات کی سیاه طلمت کا ایک ٹکڑہ چهاڑ کر انکے چهروں پر ڈالدیا گیا هے - الله کے اس عذاب سے انهیں کوئی نهیں بچا سکتا - یهی لوگ " اصحاب النار " هیں جنکے لیے همیشه دوزخی زندگی هوگی "

ان دو آیتوں کی اپنے مصداق کے مطابق تفسیر کرو تو ایک مسئلہ بیان هوجاے - اسلامی تعلیم کی حقیقت اور قرآن حکیم کے اصول درس حقائق و معارف کا ایک بحر بیکنار هے جو ان دو چار جملوں کے اندر بند کردیا گیا هے : خذ ما صفا ودع ما كدر وفي ذلك فليتنافس المتنافسون !

ثواب و عذاب کی حقیقت ' نتائج اعمال اور مکافات عمل کے فطری اور طبعی اصول کی تشریح ' مذهب و اخلاق کی اساسات اصلیه اور اضطرارات عمادیه ' قانون تعالی و تسفل بشری کے مبادی حقائق ' اصحاب جنه و اصحاب نار کی قدرتی تقسیم ' فطرة کا قانون عمل بالمثل ' اور انسان کیلیے راہ سعادت و هدایت کی کلی اصولی تعلیم ' غرضکه شریعت و اخلاق اور حکمت و تعلیم کی تمام اصولی بحثیں ایسی نهیں هے جو ان دو آیتوں پر منفرع نه کردی گئی هو ' اور انکی طرف ایک واضح و بین اشاره ان میں نه کردیا گیا هو - تا وقتیکه تفسیر القرآن کی تحریر و توزیع کا مستقل انتظام نه هو ضمنی طور پر یه چیزیں بیان میں نهیں آسکتیں (۱)

(۱) یهاں کا حاشیه ایک مستقل مضمون کی صورت میں زیر عنوان مقالات درج هے -

حادثہ الیمہ بحریہ

ایمپریس اف آئرلینڈ کا ماتم !

حفظ ما تقدم کی ایک نئی تجویز

آیندہ جہاز کا ہر تختہ بجائے خود ایک جہاز ہوگا !

جہاز ایمپریس کی مہیب تباہی کے حالات اخبارات میں شائع ہوچکے ہیں - لیکن ہم منتظر تھے کہ ولایت کی ڈاک میں جزئیات حادثہ کے متعلق پوری تفصیل اور مصور رسالوں میں ضروری مناظر آجائیں تو الہلال کیلیے مصور ترتیب دیں -

ولایت کی گذشتہ ڈاک میں اسکے متعلق نہایت مفصل اور ناچسپ مواد آگیا ہے -

موجودہ فن مصوری کی ایک شائع واقعات و حوادث کی تصویر مرسومہ و مصورہ ہے - یعنے کسی واقعہ کے قلم حالات و جزئیات سامنے رکھکر اسکی تصویر بنانا ' اور اسکے ذریعہ اُن دقیق و مشکل جزئیات واقعہ کو ذہن نشین کرنا جو محض عبارت و بیان سے ذہن نشین نہیں ہوسکتیں -

قدیم زمانے کے مصور خیالی قصص و حکایات کیلیے تصویریں بناتے تھے - انکا منصوبہ بھی یہی تھا - لیکن اب یہ فن اسقدر ترقی کرگیا ہے کہ چھوٹے چھوٹے واقعات اور معمولی حوادث بھی بڑے بڑے مصور صفحات و مرقعات کے ذریعہ سمجھائے جاتے ہیں - اور ایک ایک واقعہ کے متعلق دس دس تصویریں بنائی جاتی ہیں تاکہ اسکا ہر حصہ نظروں کے سامنے آجائے -

جہاز " ایمپریس " کے حادثے کے متعلق بھی یورپ کے مصور رسائل نے بے شمار تصویریں شائع کی ہیں اور اُن میں ہر تصویر کسی نہ کسی اہم اور پر اثر معلومات پہلو کو واضح کرتی ہے - اگر ایک سو صفحے حادثہ کی تفصیل بیان کرنے میں سیاہ کردیے جائیں ' جب بھی اسقدر صحیح اور نشفی بخش معلومات حاصل نہوسکتی جسقدر ان تصویروں میں سے ایک سادی سی تصویر بدلادیسکتی ہے - ہم چند تصویریں شائع کرتے ہیں -

(فصل حادثہ)

مگر پہلے حادثہ کی اصلی صورت ذہن نشین کرلینی چاہیے - حادثہ دو جہازوں میں تصادم سے ہوا - دونوں کے کپتان زندہ بچ گئے دو موجود ہیں اور اپنی اپنی بریت کی کوشش کررہے ہیں - اسلیے دونوں کے بیانات میں اختلاف ہے اور ایک دوسرے کو ملزم قرار دیتے ہیں - صحیح واقعہ کا معلوم کرنا مشکل ہوگیا ہے - ہم نے کوشش کی ہے کہ دونوں بیانات کے متفق علیہ حصے کو اختیار کریں -

جہاز ایمپریس آف آئرلینڈ مسمی لیورپول (انگلستان) سے ۱۴۶۷ مسافر لیکر لیورپول کی طرف روانہ ہوا - ۱۸۰ - میل راستہ طے کیا تھا کہ شب کے وقت کہر کی زیادتی کی وجہ سے اسے رک جانا پڑا - یہ مقام جہاں وہ رکا " فادر پوائنٹ Father point (۱) سے زیادہ دور نہ تھا -

لیکن اسی اثناء میں نادرسے کا ایک جہاز سامنے سے آرہا تھا جسکا نام " اسٹوارسٹید " ہے - ایمپریس کے کپتان کا بیان ہے کہ اس نے دو میل کے فاصلے سے اسے دیکھا " اور لاسلکی (بے تارکی خبر رسانی) کے ذریعہ اپنے رجحان سے مطلع کیا -

ایمپریس کا خیال تھا کہ اسٹوارسٹید سامنے ہوکر نکل جائیگا - اسٹوارسٹید کہتا ہے کہ میں نے اس اطلاع پر عمل کیا لیکن خود ایمپریس سامنے آگیا - بہرحال جب دونوں جہاز قریب ہوے تو غالباً دونوں نے ایک دوسرے کو کترا کر نکل جانے کی کوشش کی - لیکن اب بہت زیادہ تھا اور انجن پوری قوت میں تھے - ایمپریس نے اسٹوارسٹید کو اپنے دھنے حصوں سے کاٹنے کی کوشش کی اور اسلیے ((بفرض خود)) جہاز کا رخ اور زیادہ بائیں جانب کردیا - اسٹوارسٹد سمجھا کہ دھنی جانب ہوکر نکلنا چاہتا " سیدھا بڑھا چلا آیا " اور عین اُس وقت جبکہ ایمپریس دھنی طرف مڑنے کی وجہ سے اسٹوارسٹید کے سامنے عرض میں آگیا تھا " بحط مستقیم بڑھکر اسکے عرضیاتی حصے کے سامنے پہنچ گیا -

یہی موقعہ اس وقت تک حادثہ کا اصلی وقت سمجھا گیا ہے - دونوں جہاز ٹکرائے - مگر بالمقابل ہوکر نہیں ٹکرائے - کیونکہ اسٹوارسٹید سیدھا آرہا تھا اور ایمپریس اُسکے عرض میں آگیا تھا - اگر دونوں کو قائم فرض کرلیں جو لیے ہوے تھے " تو صورت حادثہ یوں ہوئی کہ اسٹوارسٹید کے سر نے ایمپریس کے سینے سے ٹکر لگی " اور پچھلی جانب کی دیوار کا تختہ اتنے کے چھلکے کی طرح ٹوٹ کر الگ ہوگیا !

(لاسلکی)

جس وقت یہ حادثہ ہوا ایمپریس لاسلکی تار (بے تارکی خبر رسانی) کے مرکزی اسٹیشن سے بہت قریب تھا - حادثے کے ساتھ ہی اس نے اپنی مصیبت کی اطلاع دی ' اور فوراً ہی قریبی کشتیاں اعانت کیلیے روانہ ہوگئیں - ان میں سے ایک کا نام لیڈی انوان اور دوسرے کا نام یوریکا تھا -

(۱) فادر پوائنٹ دریاے سینٹ لارنس کے ایک لاسلکی (بے تارکی خبر رسانی) کے اسٹیشن کا نام ہے - یہاں ہروقت متعدد چھوٹے اسٹیمر موجود رہتے ہیں -

اس صفحہ کی چار تصویروں میں دھنی جانب کی پہلی تصویر جہاز اسٹوار سٹید کی اور دوسری ایمپریس کی ہے -
بائیں جانب میں پہلی لیڈی ایرلن اور دوسری یوریکا کی ہے -

لیکن ان دونوں کشتیونکا پہنچنا کچھہ مفید نہ ہوا- تصادم نے ایمپریس کو بالکل برباد کردیا تھا - جہاز کا ایک تہائي حصہ ٹوٹ گیا تھا جسکي وجہ سے تربے میں بہت کم وقفہ لگا - صرف چار کشتیاں اُتاري جاسکیں جن میں ۴۴۴ آدمي سوار ہوگئے اور بچ گئے - باقي ۱۰۲۳ انسانوں کو چند لمحوں کے اندر' خشکی سے صرف ۱۸۰ میل کے فاصلے پر' نئي دنیا کے تمام سامانوں اور بندوبستوں کے ساتھہ ' بالاخر قعر سمندر کا گوشہ نصیب ہوا !!

(حادثہ کا اثر)

ٹکرانے کے ساتھہ ہي ایمپریس کے پچھلے حصے کي دیوار بالکل ٹوٹ گئي - یہ وہ حصہ تھا جسکے اندر انجن کا گھر تھا ' اور اسکے بعد ہي مسافروں کے داخلي کمرے (کیبن) تھے- حادثہ رات کے وقت ہوا - تمام لوگ بے خبر بستروں پر لیٹے تھے - ٹکر کا اثر سب سے پہلے انجن پر ہوا ' اسکے سامنے کا تختہ ٹوٹ کر الگ ہوگیا ' اور پاني کے سیلاب نے اندر پہنچکر انجن کو بیکار کردیا - بحري سفر میں مغرور انسان کا سب سے زیادہ اعتماد دھوئیں اور بھاپ کے اس بت ہي پر ہوتا ہے - سب سے پہلے قدرت نے اسي دیوے کو بیکار کردیا !

اسکے ساتھہ ہي وہ حصہ پھٹا جو جہاز کے داخلي کمروں کے بالمقابل تھا - انکے اندر کے تمام مسافر یا تو اندر ہي مرگئے یا پاني کے سیلاب میں غرق ہوکر بہہ گئے !

تصـــویـر نمبر [۱]

اس تصویر میں حادثہ کي صورت دکھلائي گئي ہے- تصویر میں نمبر دیدیے ہیں - انکي تشریح حسب ذیل ہے :

(۱) مقام کیوبک جہانسے ایمپرس روانہ ہوا -

(۲) ریموسکی - یہ وہ جگہ ہے جہاں ایمپرس کي تباہي کے بعد بقیہ ۴۴۴ مسافر اُتارے گئے -

(۳) نیدي ایریلن لا سلکي کے ذریعہ خبر پاکر اعانت کیلیے جا رہا ہے !

(۴) دریاے سینٹ لارنس -

(۵) اس خط کے ذریعہ وہ راستہ بتلایا ہے جس سے ایمپرس گذرا -

(۶) ابورنکا جو اعانت کے لیے روانہ ہوا -

[اب نمبر ۷ سے لیکر نمبر ۹ تک ایمپرس کا وہ حصہ دکھلایا ہے جو تصادم سے ٹوٹ گیا تھا -]

(۷) ان تمام کمروں میں جتنے مسافر تھے یا تو اپنے بستروں ہي پر مرگئے یا ڈوب گئے - سیکڑوں روتو اٹھے اور حادثے کو سمجھنے کا موقعہ ہي نہیں ملا

(۸) اس حصے میں جو سوراخ ہوا ' زیادہ تر اسي راہ سے سمندر کو اندر جانے کا موقع ملا -

(۹) یہاں سب سے پہلے ٹکر لگی اور انجن میں پانی بھر گیا -

(۱۰) اس خط کے ذریعہ وہ راہ دکھلائي ہے جسپر سے گذرکر استوارسٹید جہاز ایمپرس سے متصادم ہوا اور پھر پیچھے ہٹا -

(۱۱) استوارسٹید پیچھے ہٹ رہا ہے (ایمپرس کا بیان ہے کہ ٹکر لگنے کے ساتھہ ہي اُس نے استوارسٹید کو لا سلکي کے ذریعہ کہا کہ پیچھے کو ہٹے اور اسي طرح ایمپرس سے لگا ہوا آگے بڑھتا جاے - اس سے مقصود یہ تھا کہ اگر معاً پیچھے ہٹ گیا تو ایمپرس کا جسقدر حصہ ٹوٹ گیا ہے ' وہاں سے فوراً پاني بھرنا شروع ہوجائیگا اور بچنے کے لیے مہلت نہ ملیگي اگر تصادم کے بعد اسي طرح دونوں جہاز ملے رہے تو شکستہ تختے کچھہ عرصے تک نہیں گرینگے اور کچھہ مہلت درستگي یا بچاؤ کي مل رہیگي -

استوارسعید کا بیان ہے کہ بیشک مجھسے ایسا چاہا گیا تھا مگر میں قوانین طبیعۃ کے آگے مجبور تھا - ٹکر کے بعد ہي جہاز خود بخود پوري طاقت سے پیچھے ہٹا ' اور میں نے ہرچند روکنا چاہا مگر کامیابي نہوئی - یہ جواب بالکل صحیح ہے - استوارسٹید کا کپتان طبیعۃ کي قوۃ دفع کو کیونکر روک سکتا تھا ؟

بہر حال تحقیقات ہو رہي ہے - لارڈ میر لندن کی زیر ریاست کمیشن مصروف تفتیش ہے - ممکن ہے کہ کمیشن کا فیصلہ اس اختلاف بیان کا تصفیہ کرے -)

ایک نئی اسکیم

جہاز ایمپریس کی تباہی کے اسباب حسب ذیل تھے :

(۱) تقابل کی حالت میں مقابل جہازوں کی غلط فہمی اور کہر کی شدت کی وجہ سے معائنہ کی مشکلات -

(۲) جہاز کے تختوں کے ٹوٹ جانے کی حالت میں جہاز کی بالکل بے بسی -

(۳) اس قسم کے اسباب کا نہ ہونا جنکی وجہ سے تھوڑے عرصے کے اندر بڑی تعداد مسافروں اور اسباب و سامان کی بچالی جاسکے -

(۴) حوادث کے وقت محض اُن چھوٹی چھوٹی کشتیوں پر اعتماد جنمیں نہ تو بڑی تعداد میں جہاز رکھہ سکتا ہے اور نہ بڑی تعداد مسافروں کی اُن میں آسکتی ہے -

(۵) انجن کے ٹوٹ جانے کے بعد کسی دوسرے وسیلہ کا باقی نہ رہنا جو جہاز کو غرق ہونے سے بچا سکے -

ان اسباب میں آخری اسباب کو سب سے زیادہ دخل تھا - اگر غفلت اور غلط فہمی کی وجہ سے تصادم ہوگیا تھا، تو محض تصادم ہی سے اتنی بڑی انسانی تعداد ہلاک نہیں ہو سکتی تھی - تصادم کے بعد صدہا انسان زندہ جہاز میں موجود تھے - اگر ایسے اسباب مہیا ہوتے جو جہاز کو انجن ٹوٹنے کے بعد بھی تھیدچکر لاسکنے یا مسافروں کو جہاز سے الگ کرلیتے، تو حادثہ کوئی بڑا نقصان نہ پہنچا سکتا -

ان تمام اسباب پر غور کرکے بعض متخرعین بحریہ نے ایک نئی اسکیم نکالی ہے جسکے مطابق آیندہ جہاز بنائے جائینگے، اور اُن تمام خطرات کا انسداد ہو جائیگا جو اسطرح کے حوادث کے وقت موجب ہلاکت و بربادی ہوتے ہیں -

فن آلات بحریہ و جہاز رانی کے مشہور ماہر فن، مسٹر فرانسک ٹی - بولین Frank T. Bullen نے اس اسکیم کو پسند کیا ہے -

اس اسکیم کا ما حصل یہ ہے کہ جہاز کی بالائی سطح کے تمام کے آیندہ سے ایسے بنائے جائیں جو جہاز سے الگ ہونے کی صورت میں ایک بہت بڑے تیرنے والے تختے کا کام دیں اور جڑے ہونے کی صورت میں معمولی ڈیک ہوں - انکی وجہ سے نہ تو جہاز میں کوئی نئی چیز بڑھانی پڑیگی اور نہ کوئی نیا آلہ لگانا پڑیگا - جس طرح اب جہاز کی بالائی سطح پر تختے ہوتے ہیں، ویسے ہی تختے اس وقت بھی رہینگے - البتہ انکی تعداد تو بہت زیادہ ہوگی - ہر جہاز کے ہر حصے کو (جو اسطرح کا تختہ بن سکتا ہے) ایک علاحدہ تختہ بنا دیا جائیگا -

جہاز کی بالائی سطح کے تمام حصے، سب سے اوپر کی منزل [illegible] ڈائننگ ہال، ٹریاننگ روم، بال روم، اور اسی طرح

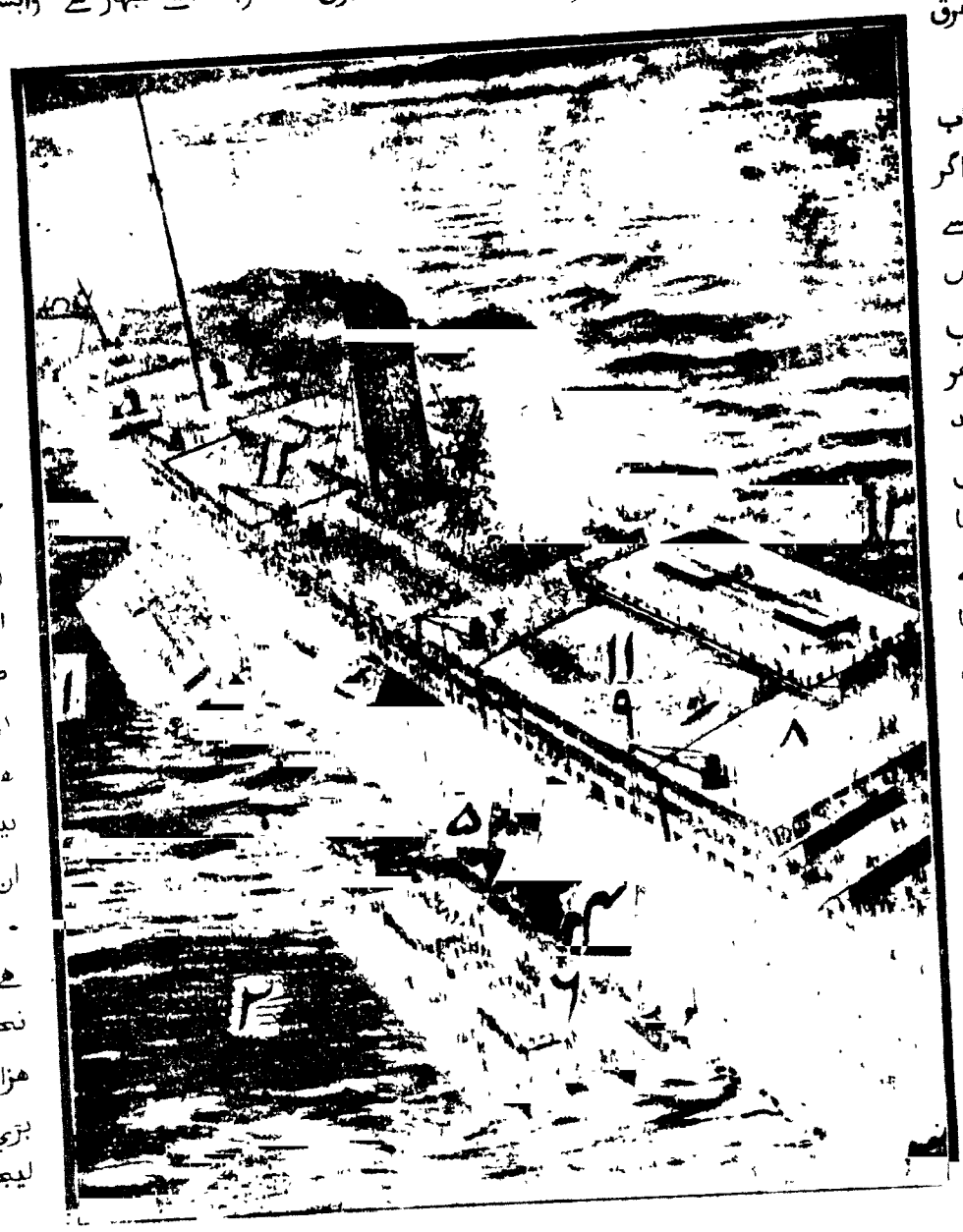

تمام بڑے بڑے مکانوں کی چھتیں، سب ایسے تختوں سے بنائی جائیں گی جو ہر وقت اپنی جگہ سے الگ ہوسکیں، اور مستقل حالت میں ایک بہت بڑے تیرنے والے کشتی نما تختے کی صورت اختیار کرلیں - علی الخصوص جہاز کی چھت صرف انہی سے پائی جائیگی -

تصویر نمبر ۲ کسی واقعی جہاز کی تصویر نہیں ہے بلکہ یہ فرض کرکے کہ اسکیم کے مطابق ایک جہاز بنگیا ہے اور وہ حادثہ میں مبتلا ہوگیا ہے، دکھلایا گیا ہے کہ کیونکر اس اسکیم کی بدولت اسے بچایا جاسکتا ہے، اور کس طرح جہاز کے تیرنے والے تختے دریا میں ڈالے جارہے ہیں؟

(۱) یہ جہاز کا تیرنے والا تختہ نمبر [۱] ہے - جہاز ٹوٹنے کے بعد یہ پانی میں تیرنے لگتا ہے - اسکے اوپر آہنی جالیاں ہیں -

(۲) یہ تیرنے والا تختہ نمبر [۲] ہے - یہ اس طرح بنایا گیا ہے کہ جس رخ ہوا چلتی ہے اس طرف کو نکلا ہوا ہے - چند دھیلی جالیوں کے ذریعہ اسے جہاز سے وابستہ کردیا گیا ہے - جالیاں اسلیے بنائی گئی ہیں تاکہ تیرنے میں سہولت ہو - عموماً ہر تیرنے والے تختے میں مستول، بادبان، متحرک ڈانڈے، اور پانی کے حوض تیار رہتے ہیں تاکہ جہاز سے الگ ہوکر معاً دریا میں تیرنا شروع کردیں -

(۳) یہ جہاز کی پوری دیوار ہے جو طول میں چلی گئی ہے مگر دراصل تیرنے والے تختوں کا مجموعہ ہے - ان تختوں کی مجموعی طاقت سے زخمی جہاز کھینچ کر لایا جاسکتا ہے - اگر یہ تختے ہوتے تو ایمپریس انجن کے بیکار ہونے سے ڈوب نہ جاتا - ان میں سے ہر تختے کا طول ۱۰ - فٹ اور عرض ۴۰ - فٹ ہے - اس حساب سے تمام تختوں کا مجموعی رقبہ ۲۴ - ہزار مربع فیٹ ہوا - اتنی بڑی قوت بقیناً جہاز کھینچ کر لیجا سکتی ہے -

(۴) جہاز سے ڈاک کے تھیلے اور سامان خورد و نوش وغیرہ اتارا جارہا ہے -

(۵) یہ وہ جھولے ہیں جنمیں بیٹھکر مسافر ان تختوں پر اُتر آئینگے - دکھلایا ہے کہ مسافر جھولوں میں بیٹھے ہوئے اتر رہے ہیں -

(۶) مستول کا بادبان -

(۷) ملاحوں سے بھری ہوئی کشتیاں جو تیرنے والے تختوں کو تھیسنے لیجانے اُتر رہے ہیں -

(۸) یہ ایک خاص قسم کا تختہ ہے جسکے اندر گاگ بھرا ہوا ہے تاکہ پانی میں کسی طرح ڈوب نہ سکے -

(۹) اُتارنے سے پہلے تیرنے والے تختے کی حالت -

(۱۰) یہ وہ پتوار ہیں جہاں سے تختے اٹھائے جاتے ہیں

(۱۱) ایک تختہ اتارا جاچکا ہے دوسرا اتارنے کیلئے تیار کیا جارہا ہے

(۱۲) اس تختے کو اُتارنے کیلئے بالکل تیار کرچکے ہیں -

(۱۳) اگر کشتیوں [illegible] صورت نہ ملتی جائے تو تختے کی صورت ایسی ہو

مقالات

بـاب الـتـفسيـــر :

بعض مبـــاحث مهـــمه

(حاشيه متعلق مقـالـة افـتـتـاحيـه)

اس هفته کے مقالۂ افتتاحیه میں دو آیتیں ایسی آئی هیں جن پر مستقل عنوان سے نظر ڈالنی تھی - لیکن اسکی ابھی الهلال میں گنجایش نہیں - حاشیے میں کسی قدر تفصیل کی گئی، مگر حاشیه اسقدر بڑھگیا که ایک مستقل مضمون کی طوالت پیدا هوگئی - خیال هوا که اسے ایک مستقل مضمون کی طرح باب التفسیر کے تحت میں دیدیا جاے - قارئین کرام پہلے ملاحظه فرمالیں که مقالۂ افتتاحیه کے صفحه ۴ کالم ۲ سطر آخری میں نمبر (۱) دیا گیا هے - اسی کے متعلق یه حاشیه هے -

(۱) الذین احسنو ' الحسنی و زیادة ' ولا یرهق وجوههم قتر ولا ذله ' اولائك اصحاب الجنة هم فیها خالدون (۱۰ : ۶۳)

اِس آیة میں " و لا یرهق وجوههم قتر " کا لفظ آیا هے " قتر " کے معنی تاریک غبار کے هیں - چہرے کی سیاهی اور دھوئیں کے معنوں میں بھی بولتے هیں - کم کرنے کے معنی میں بھی آتا هے - " ذلة " خضوع و انکسار اور انتہا درجه کی عاجزی اور اپنے تئیں حقیر کرنے کو کہتے هیں - پس آیة کا لفظی ترجمه یه هوا که جو لوگ اصحاب الجنة هیں " انکے چہروں پر سیاهی اور ذلت کبھی نه چھائیگی " حاصل مطلب یه هے که کبھی انکی حالت ایسی نہوگی جو رسوائی، حقارت، مایوسی، اور شکستگی کی هو - هر طرح کی انسانی اور قومی ذلتیں اسمیں داخل هیں - سب سے بڑی دلت محکومی و غلامی هے جو کبھی الله اپنے دوستوں اور مومنوں کیلیے پسند نہیں کرسکتا بشرطیکه اسکے سچے مومن هوں -

دوسری آیة میں " اصحاب النار " کیلیے فرمایا که " ترهقهم ذلة " اور کہا که " کانما اغشیت وجوههم قطعاً من اللیل مظلما " - " قطع " بفتح الطاء " قطعه " کی جمع هے - ایک قرات میں بسکون طاء بھی آیا هے - " قطع " کے معنی ایک ٹکڑے اور حصے کے هیں - اسلیے اس آیة میں " قطعا من اللیل " کا ترجمه " رات کا ایک ٹکڑه " هوگا (قال ابن السکیت : القطع طائفه من اللیل) اسی لیے هم نے ترجمه میں " رات کی چادر ظلمت کا ایک ٹکڑه " لکھا هے - (دیکھو ترجمۂ آیت مقالۂ افتتاحیه میں) مقصود یه هے که انکے چہرے شدت ذلت و ناکامی اور شکست و مایوسی سے ایسے کالے کلوٹے هو جائینگے، گویا رات کی اندھیاری انکے منهه پر چھا گئی هے !

اس تشبیه کی اصل یه هے که قرآن حکیم نے هر جگه ایمان کو " روشنی و نور " اور ضلالت و کفر کو " تاریکی و ظلمت " قرار دیا هے : لقد جائکم من الله نور و کتاب مبین (۵ : ۱۸) الله نور السمارات و الارض (۲۴ : ۳۵) و من لم یجعل الله له نوراً فماله من نور (۲۴:۴۰) هو الذی ینزل علی عبده آیات بینات لیخرجکم من الظلمات الی النور (۵۷ : ۹) الحمد لله الذی خلق السمارات و الارض و جعل الظلمات و النور (۶ : ۱)

اس آیة میں اصحاب النار کی نسبت کہا که انکے چہرے تاریک هونگے - یه ٹھیک اُس حالت ایمانی و اسلامی کی ضد هے جو دوسری جگه مومنوں کیلیے فرمائی هے - یعنی انکے ایمان و اعمال حسنه کی روشنی و نورانیت کی شمع انکے سامنے روشن رهیگی -

یوم لایخزی الله النبی والذین آمنوا معه ' نورهم یسعی بین ایدیهم و بایمانهم . یقولون ربنا ! اتمم لنا نورنا ! (۶۶ : ۸)

وہ عاقبت کار اور ظہور نتائج کا وقت که خدا اس دن اپنے نبی کو اور اُن لوگوں کو جو اسکے ساتھه ایمان لائے هیں ' کبھی شرمنده و رسوا نه کریگا - انکا نور انکے آگے اور انکے دھنی طرف ساتھه ساتھه چلے گا ' اور وہ الله سے التجا کرینگے که اے پروردگار ! همارے اس نور کو کامل کردے اور آخر تک قائم رکھه .

اسی طرح سورۂ حدید میں ایمان و کفر اور مومنین و منافقین کی تقسیم کو نور و ظلمت هی کی مثال دی هے :

یوم تری المومنین والمومنات یسعی نورهم بایدهم و بایمانهم ' بشراکم الیوم ! (۵۷ : ۱۲)

اُس دن تم مسلمان مردوں اور عورتوں کو دیکھوگے که انکا نور انکے آگے آگے اور انکے ساتھه ساتھه چل رها هوگا ' اور انسے کہا جائیگا که آجکے دن تمهارے لیے فتح و مراد کی بشارت هے !

لیکن منافقین و مضلین اس " نور " سے محروم هونگے اور نہایت حسرت کے ساتھه مومنوں کی حالت دیکھینگے - اسکی مثال یوں فرمائی :

یوم یقول المنافقون والمنافقات للذین امنوا : انظرونا نقتبس من نورکم ! قیل ارجعوا وراءکم فالتمسوا نوراً (۵۷ : ۱۳)

اس دن منافق مرد اور منافق عورتیں مومنوں سے کہینگی که ذرا همارا انتظار کرو که هم بھی تمهارے اس نور سے کچھه روشنی حاصل کرلیں - مگر انسے کہا جائیگا که ایسا نہیں هوسکتا - آگے مت بڑھو - پیچھے هٹو اور کوئی اور روشنی تلاش کرلو -

اندلس کے ایک شاعر نے اپنے نقاب پوش خلیفه کو مخاطب کرکے اس آیت کو نظم کردیا تھا :

انظرونا نقتبس من نورکم
ان هذا نور رب العالمین !

بہرحال اس " نور " سے مراد وہ الہی روشنی هے جو " اولیاء الله " اور " اصحاب الجنه " کو اپنے اعمال صالحه کے نتائج سے حاصل هوتی هے اور انکے تمام اعمال و افعال کو ضلالت کی تاریکی سے پاک کردیتی هے - اسکا ساتھه ساتھه چلنا اس طرف اشاره هے که جس آدمی کے ساتھه اندھیری رات میں روشنی هو ' اور وہ اسکے ساتھه اس طرح دوڑتی جاے که جہاں جاے ایک مشعل راه دکھاتی اسکے آگے آگے هو ' تو وہ کبھی ٹھوکر نہیں کھائیگا اور نه کبھی بھٹکیگا اسی طرح سچے مومنوں اور الله کے پرستاروں کیلیے هدایت و سعادت کی ایک مشعل روشن هو جاتی هے ' جو همیشه انکے ساتھه رهتی هے ' اور جہاں جائیں انکے ساتھه ساتھه حرکت کرتی هے - نه تو کبھی انپر تاریکی چھا سکتی هے ' اور نه انکے لیے ٹھوکر اور [illegible] هے -

[بقیه مضمون کے لیے صفحه ۱۷ ملاحظه هو]

منـــ"

ریـڈیـم اور اسکے اثـرات

(از جناب مولوي محمد عبد الله صاحب وکیل
سکریٹري انجمن اصلاح تمدن - ناندیر - دکن)

عجائب زار کائنات جن معجزہ نما اشیا سے معمور ہے' انمیں ایک عجیب شے ریڈیم بھي ہے جو ایم - کوري آف پیرس (M. Curie of Paris) نے اپنے مرنے سے آٹھ سال پیشترسنہ ۱۸۹۸ع میں دریافت کیا تھا - ریڈیم خالص سونے سے تین هزار مرتبه زیادہ وزني ہے' اوسکا رنگ معمولي ٹیبل سالٹ (نمک) کے مانند ہے - ابتک صرف چند اونس ریڈیم زمین سے نکالا اور صاف کیا گیا ہے -

چند دن ہوے امریکہ کے رسالہ میکلیورس میگزین (Macluras Magsine) نے وہ گفتگو شائع کي تھي ' جو مسٹر کیلیو لینڈ موفٹ (Mr. Clevelras moffet) اور ایم - کوري اور اوسکے لیبوریٹري اسسٹنٹ مسٹر ایم - ڈین (M. Danve) میں ہوئي تھي - رسالہ مذکورہ سے اوسکا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے - یقین ہے کہ قارئین کرام کي دلچسپي کا موجب ہوگا :

" مسٹر موفٹ " جب ایم - کوري سے ملے تو اُنہوں نے اس موقع سے فائدہ اُٹھا کر اُسکے مددگار مسٹر ڈین سے چند ابتدائي سوالات ریڈیم کے متعلق کیے - مسٹر موفٹ اگرچہ ریڈیم کے تمام حالات کا مطالعہ کرچکے تھے' با ایں همه یہ سوالات اسلیے کیے کہ وہ ریڈیم کے حالات ایسي زبان سے سننا چاہتے تھے جو اُسکے متعلق نہایت صحیح ترین معلومات بیان کرنیکا حق رکھتي ہے -

مسٹر موفٹ — کیا یہ سچ ہے کہ ریڈیم سے حرارت اور روشني ہمیشہ اور مسلسل پیدا ہوتي رہتي ہے اور یہ کہ وہ ایک بے اندازہ قوت کا منبع ہے ؟

مسٹر ڈین — ہاں یہ بالکل سچ ہے کہ صاف شدہ ریڈیم بغیر کسي مضر اثر کے پیدا کیے' ہماري ایجاد کردہ خوشنما آلات کے ذریعہ روشني اور حرارت دونوں پیدا کرتا ہے -

مسٹر موفٹ — کیا یہ روشني چمکتي ہوئي ہوتي ہے ؟

ایم ڈین — ہاں یہ روشني بالکل چمکتي ہوئي ہوتي ہے -

ایم - کوري آپکو اسکي روشني بتلائینگے -

مسٹر موفٹ — کیا دوسرا شخص اسکو نہیں بتلا سکتا ؟

ایم - ڈین — اسکے متعلق اگرچہ بہت سے نظریے قائم کئے گئے ہیں لیکن اُنکے ذریعہ بتلانا کسیقدر مشکل ہے -

ایم - ڈین نے مسٹر موفٹ سے ریڈیم کي چند اور تاثیرات کا ذکر کیا جو نہایت ہي عجیب ہیں - علاوہ روشني اور حرارت کے اس عجیب دھات سے تین قسم کي نا معلوم شعاعیں بھي نکلتي رہتي ہیں' اور جس سرعت کے ساتھہ روشني حرکت کرتي ہے' اوسي سرعت سے یہہ بھي حرکت کرتي ہیں - اگر ان شعاعونکو خاص طریقے سے استعمال کیا جاے تو حسب ذیل اثار پیدا کرتے ہیں :

ان شعاعونکے اثار مفید اور مضر دو قسم کے ہوے ہیں -

مفید آثار:

(۱) زندگي کو قوت بخشتا ہے -

(۲) ایسے جراثیم کو ہلاک کرتا ہے جو زندگي کے لیے خطرناک ہیں - کسي درد کا خصوصاً خوفناک (Lupus) کا نہایت عمدہ علاج ہیں -

مضر آثار:

(۱) جسم میں نا قابل محسوس درد پیدا کرتا ہے -

(۲) زندگي کو فنا کردینا ہے -

دوسرے دن مسٹر موفٹ نے دیکھا کہ ایم - کوري ایک چھوٹے سے جیبي کے برتن پر جھکے ہوے ہیں جسمیں سات سو پونڈ ریڈیم آہستہ آہستہ گھولا جا رہا ہے - مسٹر موفٹ کے دریافت کرنے پر اونہوں نے کہا کہ ریڈیم کو غلیظ دھاتوں سے پاک کرکے خالص ریڈیم اسي طرح حاصل کیا جاتا ہے - لیبوریٹریوں دارالتجارب یا معمل میں ماہر بن کي آزمایش لیلیے ریڈیم کي انتہائي صفائي اور اسمیں بلور کي سي چمک پیدا کرنے میں سخت احتیاط کي ضرورت ہے ' کیونکہ اُسکے ضائع ہوجانے کا خوف ہر وقت دامنگیر رہتا ہے - چنانچہ اسي بے احتیاطي کي وجہ سے چند ہفتہ پیشتر مجھہ سے ½ ۱ گرین ریڈیم ضائع ہوچکا ہے - یہ ضائع شدہ ریڈیم ایک چھوٹي سي نلکي میں رکھا ہوا تھا - یہ نلکي ایک دوسري نلکي میں ڈالکر اُسمیں سوراخ کردیا گیا تھا - ان دونوں نلکیوں کو ایک برقي انگیٹھي پر رکھکر گرم کرنا شروع کیا - جب دو هزار درجہ تک حرارت پہونچ گئي تو یکایک دونوں نلکیاں ٹوٹ گئیں اور یہ گراں بہا سے ضائع ہوگئي - بظاہر میري غفلت کے سواء اس حادثہ کا اور کوئي سبب معلوم نہیں ہوتا -

مسٹر موفٹ نے پھر دریافت کیا کہ جب ریڈیم میں صلابت آجاتي ہے تو کیا وہ اپني شکل بدلدیتا ہے ؟ ایم - کوري نے جواب دیا کہ نہیں' اُسوقت بھي اُسکي شکل بلور کے سفید ٹکڑے کے مانند ہوتي ہے ' اور سفید سفوف میں صاف کرنے کے بعد معمولي نمک کي طرح معلوم ہوتا ہے ریڈیم کے چند ٹکڑے یہاں رکھے ہیں - اُنکے دیکھنے سے تم پر واضح ہوجائیگا -

اب پروفیسر کوري نے ریڈیم کي شعاعوں کے آثار دکھلانے کے لیے میز کے خانے سے شیشہ کي ایک چھوٹي نلکي نکالي جسکے اندر سفید سفوف تھا ' نلکي دیا سلائي سے زیادہ موٹي نہ تھي - اس کے دونوں طرف مہریں لگي تھیں اور اُسپر سیسے کي ایک تہ چڑھي ہوئي تھي - سیسہ نلکي پر اس غرض سے چڑھایا گیا تھا کہ جب کوئي شخص نلکي کو پکڑے تو اُن مضر شعاعوں سے محفوظ رہے جو ہر وقت نلکي سے نکلتي رہتي ہیں - سیسہ مضر شعاعوں کو روکدیتا ہے - پروفیسر نے کہا کہ نلکي کے اندر ریڈیم ایک مضطرب حالت میں رہتا ہے اور اسکي حرارت ۵,۰۰,۰۰۰ درجہ ہوتي ہے - اگر میں اسکو تمہارے ہاتھہ یا جسم کے کسي دوسرے حصے پر رکھدوں تو تم اس حرارت سے واقف ہوجاؤگے -

مسٹر موفٹ — مجھے تو کچھہ حرارت محسوس نہیں ہوتي -

پروفیسر — بے شک' ابھي محسوس نہیں ہوگی اور جب کہ ریڈیم کو میں نے پہلے بار چھوا تھا تو مجھے بھي محسوس نہیں ہوئي تھي -

یہ کہکر پروفیسر نے اپنی قمیص اتاری اور اپنا بازو مجمع دکھلایا جسمیں زخم کی وجہ سے ابھی تک سرخی اور گہرا داغ موجود تھا

اسی سلسلہ میں انہوں نے اپنے دوست پروفیسر بیکرل (Pro. Becquerel) کا تجربہ بیان کیا کہ وہ لندن کے سفر میں اپنے تجارب دکھلانے کے لیے ریڈیم کی ایک نلکی اپنی واسکٹ کی جیب میں رکھکے لیگئے - اثنائے سفر میں تو انہیں کچھ تکلیف نہیں ہوئی - لیکن دو ہفتہ کے بعد پروفیسر نے دیکھا کہ جیب کے نیچے کی جلد سرخ ہوگئی ہے اور جھڑ رہی ہے - آخر کار اس جگہ ایک گہرا اور تکلیف دہ زخم ہو گیا جو کئی ہفتہ تک اچھا نہ ہوا - ریڈیم کے ان زخموں میں یہ ایک عجیب خاصیت پائی جاتی ہے کہ شعاعوں کے اثر کرنے کے بعد وہ ایک عرصہ تک بالکل نظر نہیں آتے !

مسٹر موفٹ نے ایم - کوری سے دریافت کیا کہ کیا اسوقت بھی ریڈیم حرارت اور روشنی پیدا کرتا ہے ؟

ایم- کوری — بے شک' روشنی اور حرارت دونوں پیدا کرتا ہے- روشنی کے تجربہ کے لیے میں تمہیں ایک تاریک کوٹھری میں لیجاؤنگا اور وہاں اسکی روشنی دکھاؤنگا - حرارت کے متعلق جو دریافت کرنا چاہئے ہو تو تھرمامیٹر کے ذریعہ تم معلوم کر سکوگے کہ یہ نسبت اطراف کی ہوا کے ریڈیم کی نلکی ذرہ درجہ زیادہ گرم ہے !

مسٹر موفٹ — کیا یہ نلکی ہمیشہ ایسی ہی گرم رہیگی ؟

ایم - کوری — جہانتک مجھے علم ہے یہ ہمیشہ گرم رہیگی - اب میں اس نلکی کو یونہی رکھہ دیتا ہوں اور تم دیکھوگے کہ منجمد ریڈیم خود بخود رقیق ہوتا چلا جائیگا -

مسٹر موفٹ — یہ ہمیشہ رقیق ہوتا رہتا ہے ؟

ایم کوری — میں اپنی تجربہ کے بناء پر کہہ سکتا ہوں کہ یہ ہمیشہ ہوتا ہے -

اسکے بعد پروفیسر ایم - کوری مجھے ایک تاریک حجرہ میں لے گئے ' اور میں نے نلکی سے نہایت صفائی کے ساتھہ روشنی نکلتے دیکھی - یہ روشنی اتنی چمکدار ہوئی تھی کہ ایک مطبوعہ کتاب بآسانی پڑھی جاسکتی تھی - پروفیسر نے کہا کہ ۱ گرم ریڈیم پندرہ مربع انچ سطح زمین کو روشن کردیتا ہے جو پڑھنے کے لیے بالکل کافی ہے- اسی طرح ایک کیلوگرام (۲ ۲) پونڈ ریڈیم میں بیس مربع فیٹ رقبہ کا حجرہ روشن ہوجاتا ہے - یہ روشنی اور زیادہ چمکنے لگے اگر سلفائڈ اف زنک کے پردے ریڈیم کے نزدیک رکھے جائیں - لیکن اس قسم کی روشنی کے پیدا کرنے کے لیے بہت صرف ہوتا ہے -کسی آبادی میں اگر ریڈیم کی روشنی کیجائے ' تو وہ آبادی فالج اور دوسری اعصابی امراض میں مبتلا ہو جائیگی - اور اسی وجہ سے آیندہ ایک زمانے تک ریڈیم کی روشنی صرف تجربہ گاہوں کے عجائبات ہی میں رہیگی -

کچھہ دیر تاریک حجرہ میں ٹھیرنے کے بعد ایم - کوری نے ریڈیم کی نلکی دبیز کاغذ میں لپیٹ کر مسٹر موفٹ کے ہاتھہ میں دیدی اور کہا کہ آنکھیں بند کرکے اس نلکی کو اپنی دونوں پلکوں پر رکھو اور زور سے دباؤ - مسٹر موفٹ نے اسی کہنے پر عمل کیا اور اُنکو آنکھہ کے بیرونی حصے میں وسیع روشنی کا اثر محسوس ہونے لگا - ایم - کوری نے اُنکو یقین دلایا کہ یہ روشنی آنکھہ کے بیرونی جانب نہیں بلکہ اندرونی حصہ میں ہے - پروفیسر نے مسٹر موفٹ کو ہدایت کی کہ ریڈیم کی نلکی کو زیادہ عرصہ تک پلکوں پر نرکھے کیونکہ اسکا نتیجہ یہہ ہوگا کہ یا تو بصارت کو سخت صدمہ پہنچیگا یا بصارت بالکل جاتی رہیگی - دوسرا تجربہ ریڈیم کو پیشانی پر رکھکر کیا گیا - اس مقام پر بھی باوجود آنکھیں بند ہونیکی مدھم روشنی کا اثر نظر آنے لگا - شعاعوں نے سر کی ہڈیوں میں سے نفوذ کرکے آنکھہ کے ڈھیلے پر اپنا اثر ڈالا تھا -

ریڈیم کی شعاعیں ابتک امراض چشم میں استعمال کی گئی ہیں ' اور موتیا بن کی تشخیص کا نہایت عمدہ ذریعہ ثابت ہوئی ہیں' ان سے معلوم ہوجاتا ہے کہ رٹینا (Retina) بے نقص ہے یا نہیں' اور عمل جراحی کہاں تک کامیاب ہوگا ؟

موتیا بن کی وجہ سے اگر کسی شخص کی بصارت جاتی رہی ہے اور وہ ریڈیم کی روشنی میں دیکھہ سکتا ہے' تو اُسکی بصارت واپس ہوسکتی ہے - اگر ریڈیم کی روشنی میں بھی نہیں دیکھہ سکتا تو بصارت کی واپسی کی اُمید نہیں -

ابتک زمین سے بہت کم ریڈیم نکلا ہے' اور ایم - کوری کو زمین کے اندر زیادہ مقدار میں ریڈیم موجود ہونیکے متعلق شک ہے اُنکا بیان ہے کہ عرب و جزائر کی کانوں میں ریڈیم اتنی بڑی مقدار میں پایا جاتا ہے کہ کئی سو مربع گز چٹانوں میں نہیں بلکہ اوسکے آثار پائے جاتے ہیں -

کان سے ریڈیم نکالنے کی اُجرت بھی اُسکے نکالے جانے میں مانع ہے -

الهـــلال :

ریڈیم کے متعلق الهلال کی دوسری جلد میں ایک مفصل مضمون نکل چکا ہے' جسمیں بتلایا ہے کہ کیونکر ڈاکٹر ایم کوری اپنے انکشافات میں کامیاب ہوا ؟ قارئین تمام اسپر بھی ایک نظر ڈال لیں -

دیـــوان وحشـــت

(یعنی مجموعۂ کلام اردو و فارسی جناب مولوی رضا علی صاحب - وحشت)

یہ دیوان فصاحت و بلاغت کی جان ہے ' جسمیں قدیم و جدید شاعری کی بہترین مثالیں موجود ہیں' جسکی زبان کی نسبت مشہور ہے کہ صفحہ ہیں کہ دہلی اور لکھنؤ کی زبان کا عمدہ نمونہ ہے ' اور جو قریب قریب کل اصناف سخن پر مشتمل ہے - اسکا شائع ہونا شعر و شاعری بلکہ اردو لٹریچر کی دنیا میں ایک اہم واقعہ خیال کیا گیا ہے - حسن معانی کے ساتھہ ساتھہ سلاست بیان ' چستی بندش اور پسندیدگی الفاظ نے ایک طلسم شگرف باندھا ہے کہ جسکو دیکھکر نکتہ سنجان سخن نے بے اختیار تحسین و آفرین کی صدا بلند کی ہے -

مولانا حالی فرماتے ہیں ....." آیندہ کیا اردو کیا فارسی دونوں زبانوں میں ایسے نئے دیوان کے شائع ہونے کی بہت ہی کم امید ہے ..... آپ قدیم اہل کمال کی یادگار اور انکا نام زندہ رکھنے والے ہیں -" قیمت ایک روپیہ -

المشتہر

محمد الرحمن' اثر - نمبر ۱۹ - کوایہ روڈ - ڈاکخانہ بالیگنج - کلکتہ

میـــرٹھہ کی قینچـــی

میرٹھہ کی مشہور و معروف اصلی قینچی اس پتہ سے ملیگی

جدول ابجدسی آفس نمبر ۱۵۶ اندرکوٹ شہر میرٹھہ

باب الصحة و تدبير المنزل

خطـــرناک مکھـــي !

ان الله لا يستحي ان يضرب مثلا ما بعوضة (۲ : ۲۴)

حال میں مکھیوں کے متعلق ڈاکٹر اڈورڈ راس کی تحقیقات نے علمي و طبي حلقوں کو اس موضوع پر خاص توجہ دلائي ہے - ڈاکٹر موصوف مشہور سر رونالڈ راس کے بھائی ہیں اور علم الجراثیم (بکٹریولوجي) کے مسایل کي تکمیل و تحقیق سے خاص دلچسپي رکھتے ہیں -

ایک مختصر سا مضمون انکا "گریفک" میں نکلا ہے جسمیں عام پبلک کي واقفیت کیلیے سرسري طور پر اپني تحقیقات کی طرف اشارہ کیا ہے - ہم اسکا خلاصہ مع ایک دلچسپ تصویر کے سائع کرتے ہیں - (الهـــلال)

(تندرستي کا جہاد)

سائنس کے تجارب سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ گھر کی معمولي مکھیاں سخت خطرناک چیزیں ہیں - یہی موذي سیّاح ہیں جو ایک شخص کي بیماري دوسرے تک لیجاتي ہیں ' اور اسلیے اسقدر حقیر نہیں ہیں جسقدر کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے - گھر کیلیے جسمیں صحت اور تندرستي کی قیمت محسوس کي جاتی ہو ' ضروري ہے کہ انکی تعداد کم کرنے کیلیے ایک سخت جہاد شروع کردے ' تاکہ وہ بیماریاں جو ایک جگہ سے دوسري جگہ منتقل ہوتی ہیں ' کم ہوجائیں اور کچھہ دنوں کے بعد بالکل معدوم -

(هلاک کرنے کي کوشش)

ایک طریقہ ان بیماري پھیلانے والي مکھیوں کے کم کرنے کا یہ ہے کہ انہیں هلاک کردیا جاے ' اور اسي لیے "مکھي مار" کا عمدہ استعمال بہت سے مقامات میں ' خاصکر امریکہ کے شہروں میں شروع ہوگیا ہے - لیکن تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جدوجہد مفید نہیں - اسطرح کے وسائل سے مکھیاں اپني تعداد میں هلاک نہیں ہو سکتیں ' جس سے انکی مہیب تعداد میں کوئي بڑي کمي واقع ہوسکے - گھراؤ مکھیوں کے بچے گرمي کے موسم میں بہت زیادہ مقدار میں پیدا ہوجاتے ہیں ' اور انکي هلاکت اور پیدایش کے مقابلہ کرنے سے پیدائش کي تعداد ہر حال میں زیادہ ہي رہتی ہے -

پس دراصل مارنے کي کوشش کي جگہ اس بات کی سعي کرني چاہیے کہ کسي طرح انکي پیدایش کو کم کیا جاے - کسي

بیماري کے علاج سے بہتر اس بیماري کے نہ ہونیکي تدبیر ہی کیوں نہ کی جاے؟ سب سے بہتر طریقہ اس کا یہ ہے کہ صفائی کا بہت زیادہ لحاظ رکھا جاے - صفائی سے یہ فائدہ ہوگا کہ کیڑے آپ ہي آپ دور ہو جائینگے اور بیماریاں جو انکے ساتھہ آتي ہیں بالکل غائب ہوجائینگی یہ طریقہ پرانا اور ہر سوبس کے کنارے مچھروں نے دفعتہ کے لیے دریا کیا ' اور نہایت کامیاب ثابت ہوا -

(موطن و مولد)

گھراؤ مکھیاں میلي اور گندي جگہوں میں انڈے دیتي ہیں - موسم گرما میں ایک مادہ مکھي قریب ڈیڑھہ سو انڈے سڑے ہوئے پتوں یا مکان کے کوڑے کرکٹ یا غلیظ راستوں میں دیتي ہے - ان انڈوں سے کچھہ دنوں کے بعد بے شمار چھوٹے چھوٹے کرم پیدا ہوجاتے ہیں - پانچ دن کدرنے کے بعد انکي شکل چنے کے مانند گول ہوجاتی ہے دسویں دن وہ پاؤں اور جبھہ پر مکمل طور پر نکل آتے ہیں - اسي کا نام مکھي ہے -

نیلے پیٹ والے مکھی بھي اسی طرح انڈے دیتي ہے - مگر فرق صرف اسقدر ہے کہ وہ زیادہ تر سڑے ہوئے گوشت میں انڈا دیتي ہے -

(جراثیم)

گھراؤ مکھی اور چھوٹی مکھي اپنے پاؤں کو مریض مقامات میں آلودہ کرکے بیماري کے کیڑے اپنے ساتھہ لے لیتي ہے اور غذا کی تلاش میں اڑتي ہے - بیماري کے کیڑے بکثرت اسکے پاؤں میں لپٹے ہوے ہیں ' اور اسکي ڈنک بھي مہلک جراثیم کی ایک پوري آبادي ہوتي ہے - پھر وہ دودھہ کے جگ میں ' چاے کی پیالي میں ' روٹی کے ٹکڑے پر ' اور ہرطرح کی غذاؤں اور انساني جسم و اعضا پر آ کر بیٹھتی ہے ' اور بغیر قصد کے صدہا مہلک جراثیم کو پھیلا دیتی ہے جو فوراً اپنا کام شروع کردیتے ہیں - بعض مکھیاں کیڑے کو نگل لیتي ہیں - وہ اس کے زندہ حاضر اور بڑھتے ہیں اور اسکے بعد جب مکھي بیٹھتی ہے تو وہي کیڑے نکل کر جمع ہو جاتے ہیں !

(ان الله يحب المتطهرين)

ہم لوگ تھوڑي سی توجہ بھي باقاعدگي کے ساتھہ اس طرف کریں ' تو بربادیوں کی اس بہت بڑي فوج سے نجات پاسکتے ہیں - ہم لوگوں کو چاہیے کہ اپنے رہنے کے تمام مقامات کو ہر طرحکي نظافت اور میلے پن سے پاک کردیں - اگر ہم نے ایسا کردیا تو اسکے یہ معني ہونگے کہ اپنے دشمنوں کو بیخ و بنیاد سے نیست و نابود کردیا - کیونکہ اصلی سوال پیدایش کا ہے ' اور مکھي صرف نظافت اور غلاظت ہي میں انڈے دیتي ہے - ہر گرد آلود اور میلی جگہ کم سے کم ہفتہ میں ایک بار ضرور ہي صاف کر دینی چاہیے -

حال میں اخبارات نے مکھیوں کے خلاف اعلان جنگ کیا ہے - محکمہ حفظان صحت کے محکموں کے ڈاکٹر اُن کے دور کرنے کي تدابیر معلوم کرنے کے ساتھہ ڈھونڈ رہے ہیں - لیکن جب تک لوگوں کو خود صفائي کي طرف توجہ نہوگي ' یہ کوششیں کچھہ مفید نہیں ہو سکتیں -

ہم لوگوں میں سے ہر شخص مکھي کے مقابلے میں حصہ لے سکتا ہے - کیونکہ ہم سے ہر شخص خواہ وہ کتنا ہي غریب ہو' اپنے گھروں کو مکھیوں سے پاک رکھہ سکتا ہے- ہفتے میں ایک بار صبح کے وقت اپنے گھر کو اچھي طرح دیکھہ لو کہ صفائی اور چیزوں کی ترتیب کا کیا حال ہے ؟ سب سے پہلے باورچي خانے سے معائنہ شروع کیا جاے - برتن رکھنے کي جگھوں کو دیکھیں' موري خانہ کھلوائیں' جنس اور اشیاے ظروف کا تجسس کریں - تفتیش اس بات کي ہوني چاہیے کہ ہر گوشہ صاف ہے یا نہیں ؟ اسکے بعد خصوصیت کے ساتھہ گھر کے ان تمام موقعوں کو بذات خاص دیکھنا چاہیے جو کوڑا کرکٹ پھینکنے اور کثافت جمع ہونے کی جگھیں ہیں - ہماري زندگي کي سلامتي کا رشتہ گھر کے انہیں اندے اور حقیر گوشوں کے ہاتھہ میں ہے - اگر انکو جلد جلد صاف کرنے کا انتظام کرلیا گیا تو پھر اس معرکے میں فتح ہی فتح ہے - چاء کی پتیاں اور بچا ہوا کھانا پھینک دینا مکھیوں کو انڈہ دینے کیلیے بلانا ہے - اسکي بڑي احتیاط رکھني چاہیے -

(غطـــو الاناء!)

ایک بہت بڑا اصولي نکتہ یہ ہے کہ کھانے کي ہر چیز ہر حال میں ڈھانپ کے اور بند کرکے رکھني چاہیے - انہیں کھلا چھوڑ دینا ہي اسکا سبب ہوتا ہے کہ مکھي آکر بیٹھے اور اپنے پانوں کے لپٹے ہوے قاتل کیڑوں کو ڈالدے !

(زندگي کا مسئلہ)

صفائي کا مسئلہ زندگی کا مسئلہ ہے ' اور اس شخص سے بڑھکر کوئي احمق نہیں جو اپني زندگی نوکروں کے اعتماد پر چھوڑ دے -

جنگی جہازوں کا قاعدہ ہے کہ ہر انوار کی صبح کو کپتان اور دیگر افسر جہاز کے گوشے گوشے کو صفائی کیلیے دیکھتے ہیں - ہم لوگوں کو بھی چاہیے کہ اپنے گھر کے کپتان بن جائیں' اور اسی طرح ہفتہ میں چند گھنٹے زندگی اور صحت کیلیے صرف کریں -

یہ بھی ضروري ہے کہ ہم اپنے ہمسایوں کو مکھیوں کي خطرناک حالت سے اچھي طرح مطلع کردیں اور ان سے التجا کریں کہ وہ بھی ہمارے مقابلے میں شریک ہوں - اسطرح ایک مجموعی طاقت مکھیوں کے دفعیہ میں سرگرم جہاد ہونی چاہیے - لوگوں کو بھی اسکے متعلق ابتدا سے تعلیم دینا نہایت ضروري ہے ' اور ان صدہا تعلیموں سے تقریباً مقدم جو اسکولوں سے اندر دي جاتی ہیں

اگر ہم لوگ اپنے گھر کو پاک و صاف رکھیں تو ہمارے بچوں کی صحت اچھی رہیگی ' گرمی میں جو بیماریاں بکثرت ہوتی ہیں بالکل نہ ہونگی ' تالیفوڈ کم ہو جائیگا ' ڈائفم کا پل کبھی کم آیا ہوگا ' گھر کا ہر مرد چین اور سکھہ کی زندگی بسر کریگا خدا اور اسکے بندے ' دونوں کی خدمت صرف تندرست آدمی ہی کرسکتا ہے - پس آؤ ' ہمارے اسي کے مطابق عمل کریں !

(مـــلاحظـــات)

آج جبکہ علوم کي انتہائي ترقیات و کشفیات سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ مکھیوں سے غذا کو بچانا چاہیے' اور صحت کا کبد کی جا رہی ہے کہ غذا کو ڈھانپ کر رکھا جاے ' تو ان احادیث نبویہ کو بھی پیش نظر کرلینا چاہیے جن میں نہایت اصرار سے تاکید کی گئی ہے کہ کوئي چیز کھانے کي کھلي نہ رکھو

اس قسم کی احادیث بکثرت وارد ہیں' اور عموماً کتب حدیث کے ابواب اطعمہ و آداب اکل و شرب میں درج کی گئی ہیں - بعض کتابوں میں " تغطیۃ الاوانی " کا مستقل باب رکھا گیا ہے اور اسکے تحت میں اس قسم کي تمام حدیثیں جمع کردي ہیں - ان سب پر نظر ڈالنے کیلیے بہترین کتاب جمع الجوامع ہے - امام غزالی نے بھی احیاء میں ذکر کیا ہے - ہم صرف بخاري و مسلم کی ایک متفق علیہ حدیث یہاں نقل کردیتے ہیں :

جاء رجـل من الانصار باناء	آنحضرت (صلعم) کی خدمت میں
من لبن الی النبی صلی	ایک شخص برتن میں دودھ لایا -
الله علیه و سلم - فقـال	آپ دیکھکر فرمایا کہ تونے اسے ڈھانکا
الا خمـرتـه و لـو ان	نہیں - کسی تنکے ہي سے سہي -
تعـرض علیـه عـوداً -	لیکن ڈھانک دینا ضروري ہے !

اسکے علاوہ متعدد حدیثوں میں " غطر الاناء " (یعنی برتنوں کو ڈھنکا ہوا رکھو) بھي آیا ہے -

اس سے ہمارا مقصود اس مسلک کو اختیار کرنا نہیں ہے' جو آجکل کے بعض مصنفین و اہل قلم حضرات کا ہر نئي تحقیق کو پرانی قدیمي تعلیم سے تطبیق دینے کا ہے - اکثر صورتوں میں ایسي کوششیں محض بے معني و لغو ہوتی ہیں - ہم صرف یہ دکھلانا چاہتے ہیں کہ احادیث نبویہ میں مفید تعلیمات کا بہت بڑا حکیمانہ ذخیرہ موجود ہے -

(مـــرقـــع)

اس مضمون کے ساتھہ ایک تصویر بھي دي گئی ہے' جسمیں دکھلایا ہے کہ مکھي کیونکر انڈے دیتي ہے اور مہلک کیڑے کس طرح اسکو اپنی قاتل سباحت و نمود کا مرکب بناتے ہیں ؟ تصویر میں جابجا نمبر دیدیے ہیں - یہاں انکی تشریح کردي جاتی ہے - تصویر سامنے رکھہ لیجیے :

(۱) مکھي کے انڈے اپني اصلی مقدار میں -
(۲) مکھي کے بچے انڈوں سے نکل رہے ہیں -
(۳) مکھی کے بچے -
(۴) انڈے اصلی حالت سے بہت بڑا کرکے دکھلاے ہیں -
(۵) مکھی کے پانوں جن میں بیماري کے جراثیم لگے ہوے ہیں (مکبروب) لگ جاتے ہیں - دونوں جانب پرونکے انڈے کسی ٹانگیں دکھائي دیتی ہیں - ٹانگوں کے سروں پر × کا نشان دیا گیا ہے - اسي طرح سامنے کي چار ٹانگوں کے سروں پر بھي یہی نشان ہے - تصویر کے سامنے بھی نشان دیا ہے - یہ تمام مقامات خوردبینی نظروں کے جمع ہوے ہیں
(۶) یہ بیماري کے خورد بیني کیڑوں کی صورت ہے - انکے اصلی جسم کو کئي سو مرتبہ بڑا کرکے دکھلایا ہے -
(۷) مکھي کي زبان - اصل سے بدرجہا بڑي کرکے دکھلائی ہے -
(۸) مکھی کی زبان کا وہ حصہ جو خورد بیني کیڑوں کو جمع کرتا ہے -
(۹) خورد بیني کیڑے لپٹے ہوے ہیں -
(۱۰) مکھی کے پانوں اصل سے بدرجہا بڑا کرکے دکھلایا ہے

روزانہ الهـــلال

چونکہ ابھي شائع نہیں ہوا ہے ' اسلیے بذریعہ ہفتہ وار مشتہر کیا جاتا ہے کہ امپیریلڈري یعني سوداگری کلم کے گل دار پلنگ پوش ' میز پوش ' حوان پوش ' پردے ' دامدار چوغے ' کوٹ ' ولایتي پارچات ' شال ' الوان ' چادریں ' اوڑھیاں ' بناشی مینا کاري کا سامان ' مشک ' زعفران ' سلاجیت ' ممیرہ ' جدوار ' زیرہ ' گل بنفشہ وغیرہ وغیرہ ہم سے طلب کریں - فہرست مفت ارسال کی جاتی ہے - (دي کشمیر کراپر نٹیر سوسائٹی - سري نگر - کشمیر)

عالم اسلامی

جدید عثمانی کارخانہ ھاے صناعی

جدہ میں آب شور کو شیریں بنانے کا کارخانہ

جدہ سے سرزمین حجاز کی سرحد شروع ھوتی ھے ' جہاں آب شیریں ھمیشہ سے ناپید ھے - مکۂ معظمہ اور مدینہ منورہ (زاد اللہ شرفہما) میں چند کنووں اور نہر زبیدہ کے سوا اور کوئی منبع آب نہیں - جدہ اگرچہ ساحلی مقام ھے لیکن سمندر کا نمکین پانی پینے کے کام میں نہیں آسکتا -

دولۂ عثمانیہ نے سرزمین حجاز کی ترقی و اقتصاد پر از سرے نو توجہ شروع کردی ھے - اس سلسلے میں ایک قابل ذکر شے سمندر کے پانی کو میٹھا پانی بنانے کا دخانی کارخانہ ھے جو نہایت وسیع پیمانہ پر قائم ھوا ھے - اور اب بغیر صرف و مشقت کے صدھا گیلن میٹھا پانی ھر شخص حاصل کر لے سکتا ھے -

یہ تینوں تصویریں اسی کارخانے کی ھیں - پہلی تصویر کارخانے کے ایک خاص حصہ کو نمایاں کرتی ھے ' جہاں پانی لینے والوں کا ھجوم ھے - دوسری تصویر کارخانے کے آلات اور مشینری کا نمونہ دکھلاتی ھے ' جہاں سمندر کے پانی سے نمک نکال لیا جاتا ھے ' اور چند لمحوں کے اندر پانی میٹھا ھو جاتا ھے -

تیسری تصویر صناعی آب شیریں کا مرکزی حوض ھے جہاں ھر وقت پانی موجود رھتا ھے ' اور اھل شہر میں تقسیم ھوتا ھے -

[بقیہ مقالات صفحہ ١٦]

پس اس آیۃ میں " اصحاب النار " کی نسبت جو یہ کہا ھے کہ انکے چہروں پر قاریکی چھا جائیگی ' تو یہ ٹھیک ٹھیک " اصحاب جنۃ " کی اس حالت کے مقابلے میں ھے جو پچھلی آیتوں میں بیان کی گئی ھے : نوراھم یسعی بین ایدیھم و بایمانھم

اوپر مذکورۂ منن کے متعلق ایک اور نکتہ بھی قابل درس و فہم ھے جسکی طرف توجہ دلائے بغیر نہیں رھسکتا - فرمایا کہ " للذین احسنوا الحسنی و زیادۃ " جن لوگوں نے نیکی اور بھلائی کے کام کیے ' انہیں ویسا ھی نیک اجر بھی ملیگا - نیز اس سے بھی کچھ زیادہ - یعنی جسقدر عمدہ کام کیے ھیں انکے مطابق تو نتائج حاصل ھی ھونگے ' لیکن اسکے علاوہ بطور لطف و مرحمت کے بھی بہت کچھ عطا کیا جائیگا -

اس آیۂ کریمہ میں نیکی کے بدلے نیکی کی مقدار سے نہیں زیادہ معاوضہ ملنے کی بشارت دی ھے ' لیکن دوسری آیت میں جب برائی اور بد عملی کا ذکر کیا ھے تو وھاں صرف اسیقدر ھے : " والذین کسبوا السیئات جزاء سیئۃ مثلھا - جن لوگوں نے برائی حاصل کی تو جیسی برائی کی ' ویسا ھی اسکا بدلہ بھی پائینگے -

یہاں " زیادۃ " نہیں کہا بلکہ " مثلھا " کا لفظ کہا - جس سے ثابت ھوا کہ نیکی کا بدلہ نیکی کے مقدار سے زیادہ ملیگا ' پر بدی کیلیے اتنی ھی سزا ھوگی جتنی کہ بدی کی گئی ھے - اسی قسم کی ھوگی جس قسم کی وہ بدی تھی -

اللہ کی عدالۃ حقہ کا یہی اصول لطف و مرحمت ھے - وہ نیکی کے معاوضہ میں فیاض و رحیم ھے ' لیکن بدی کی سزا دینے میں صرف عادل - اگر ثواب کی طرح عذاب میں بھی وہ " زیادتی " کا اصول عمل میں آتا ' تو نہیں معلوم اس معصیت سرائے عالم کا کیا حال ھوتا ؟ شاید ایک ھستی بھی زمین پر باقی نہ رھتی - اعمال وال سبحانہ

ولو یواخذ اللہ الناس بظلمھم ما ترک علیھا من دابۃ ولکن یوخرھم الی اجل مسمی (١٦ : ٦٣)	اور اگر اللہ انسانوں کو انکے ظلم و گناہ پر پورا پورا پکڑتا اور سزا دیتا تو زمین پر ایک حیوان بھی باقی نہ رھتا اور ابدی بد اعمالیوں کی پاداش میں سب کے سب برباد و ھلاک ھوجاتے - لیکن وہ عفو و درگذر سے کام لیتا ھے اور انکے معاملے کو جھوڑ دیتا ھے - یہاں تک کہ انکے کاموں کے قدرتی نتائج کے ظہور کا وقت آجاے اور وھی سزا انکے لیے بس کرتی ھے '

قرآن حکیم میں دوسری جگہ اسے کھول کر بالکل واضح کر دیا ھے -

من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا ' ومن جاء بالسیئۃ فلا یجزی الا مثلھا ' (٦ : ١٦٠)	جو شخص نیکی اور بھلائی کے ساتھ ھمارے سامنے آئیگا تو اسکا بدلہ دس گنا زیادہ ملیگا - اور جو بدی لیکر آئیگا تو اسکے لیے کچھ زیادتی نہوگی ' بلکہ ٹھیک ٹھیک اتنی ھی سزا پائیگا جتنی کہ اس نے بدی کی ھے !

اسی طرح سورۂ نمل اور سورۂ قصص میں کہا : من جاء بالحسنۃ فلہ خیر منھا (٢٧ : ٨٩ و ٢٨ : ٨٤)

ناظرین " البصائر " نکلنا اور مباحث کلام اللہ کیلیے کافی میدان بحث و نظر ھاتھ آیا - اسطرح ضمناً نہ تو جی بھر کر لکھا جاسکتا ھے ' اور نہ کوئی مرتب اور منظم سلسلہ شروع ھوسکتا ھے -

تاریخ حیات الہلال

خصـــایـص مقدسہ الهـــلال

طرز دگراں و داغ کردی ! * طرز دگر اختـراع کـردی !

آپ جیسے بلند نظر اور مستقل خیال بزرگ کیخدمت میں دفعۃً کچھہ عرض کرنیکی جرات کرنا شاید نتیجہ خیز نہیں ہوسکتا - جب سے کہ صدا بصحرا کے عنوان سے الہلال میں مضمون شایع ہوا ہے ' میں مضطرب رہا ہوں اور سخت متفکر - چاہتا رہا کہ کچھہ عرض کروں' مگر مانع گذارش یہ فکر رہی کہ عرض کروں تو کیا عرض کروں ؟ ابتک جسقدر مکاتیب اس بارے میں شیفتگان و دلدادگان هلال کے شائع ہوچکے ہیں ' انمیں صاحبان همت و حیثیت کیا کیا کچھہ نہ کرچکے ' اور اب کیا باقی رہگیا ہے جسکے عرض کرنے کے لیے میں اپنے قلب کو مضطر پاتا ہوں ؟

هلال کا ہر نمبر جب نظر افروز چشم نظارہ گیاں ہوتا ہے تو اپنے ساتھہ کچھہ جملے ' کچھہ الفاظ ایسے بھی رکھتا ہے جسکے خیال سے قلب کا کچھہ عجیب حال ہوجاتا ہے - خصوصاً نمبر ۲۱ دیکھنے کے بعد عرض حال کیلیے مجبور ہوگیا ہوں -

میں ایک نہایت ناچیز حیثیت رکھتا ہوں - الحمد للہ کہ خداے کریم نے جمع مال کی فکر سے مجھے آزاد رکھا ہے - الهلال عرصہ سے باالالتزام دیکھتا ہوں' مگر کسی خریدار سے مانگ کر - الهلال کے پہونچنے کا دن جب آتا ہے تو خریدار صاحب کے مکان پر جاتا ہوں اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ یا تو وہ نہیں ملتے یا پرچہ نہیں ملتا ہے - ادھر شوق و اشتیاق کا یہ تقاضا ' اور ادھر بے بضاعتی کا یہ حال کہ میں خدمت اُسے خرید نہیں سکتا ! بالاخر جنوری سنہ ۱۴ع سے ادارہ الہلال نے مجھے اطلاع دی کہ تمہارا چندہ وصول ہوگیا - آیندہ پرچہ پہونچے گا - اب خریداران الہلال کی آسماں بوسی معروف ہوئی اور دالعانہ کی جاہ پی مسرور ہوگئی :

خود ہی جلکر نہ بلا لائیں تم آئے ہیں ہے دہر !

پرچہ پہونچنے میں جب کبھی ایک روز کی دیر ہوجاتی ہے تو عرض نہیں کیا جا سکتا کہ وہ انتظار کسدرجہ شدید ہوتا ہے ؟ اور اگر دو پرچے ایک ساتھہ آنے کا حال معلوم ہو تو دوسرا ہفتہ بھی ہی دقت سے ختم ہوتا ہے -

پس جس محبوب و مطلوب کی تلاش میں کوچہ گردی کرنی پڑتی ہو' جس حسن مجسم کا یکروزہ فراق بھی بیتاب کردیتا ہو' جس محب رنگیں ادا کی چند روزہ جدائی آنکھوںکو انتظار کا روگ لگا دیتی ہو - بعد جس شاهد مقصود کی چند لمحوں یا چند دنوں کی مفارقت بھی برہم زن متاع هوش و خرد ہو' خدارا ' اندازہ کیجیے کہ اُسکے فراق دایمی کا خیال دل و دماغ پر کیا کیا بجلیاں نہ گراتا ہوگا ؟ پھر یہ حالت میری ہی نہیں ہے بلکہ خریداران الہلال کے بیشتر حصے کا بعینہ یہی حال ہے :

ہم ہوے تم ہوے کہ میر ہوے
انہیں زلفوںکے سب اسیر ہوے

مشاہدات کی بنا پر کہنا پڑتا ہے کہ الهـــلال ایک ہی مقبول انام اور محبوب خواص و عوام پرچہ ہے اور لوگ اُسے حرز جاں بنا کر رکھتے ہیں - میں نے اُسکا کوئی ورق پارہ ہوتے نہیں دیکھا - کوئی حصہ ناقابل حالت میں نہیں پایا - ہاں یہ اکثر دیکھا ہے کہ شوقین طبع اور نفاست پسند لوگ نہایت خوشنما و بیش قیمت جلد بندی دلاکے اپنے کتب خانے میں ایک ممتاز اضافہ کرلیا کرتے ہیں- موجودہ عالم اسلامی کی ہر چھیڑنے والی سے میں خوش قبولیت عامہ اسکو حاصل ہے ' وہ عدیم النظیر و بدیع المثال کہا جا سکتا ہے - ہر بات کی کوئی وجہ ضرور ہوا کرتی ہے- محبت کسی سے کی بلحاظ اُسکی خوبیوںکے ہوتی ہے - ارباب نصیرت و اصحاب قابلیت کا فرض تھا کہ الهـــلال کو بغور نظر سے دیکھتے تاکہ بدفعہ واحدہ اُسکے خصائص و فضایل سامنے آجاتے ' اور اُسکی وہ خوبیاں جو اُسے وحید الوجود و عدیم المثال بناتے ہیں ' عام ہوجاتیں - میں الهلال کو اپنی ناچیز اور ناقص خیال میں

رُخ گلگوں کو بچایئے !

قدرتی حسن کیا ہے ؟ ایک سان ہے - جسکا بہترین پیرایہ شکر گذاری - اسکی نگہداشت ہے - سرد ممالک کی مرطوب آب ہوا ملغ نہو - تو نہو لیکن ہندوستان جیسے گرم ملک میں مروجہ پوسیڈیا اسپرٹ میں حل کیے ہوئے رنگو کا استعمال گلگوں رخساروں کے لیے جسقدر مضر ہوگا اس کا اندازہ آپ خود ہی فرمالیں -

تاج گلگونہ عنبر - ہر قسم کی اسپرٹ - چربی اور رنگ کی آمیزش سے پاک ہے - اور یہی وجہ ہے کہ تھوڑے ہی زمانہ استعمال میں یہ انسانی چہرہ میں ملاحت - بالوں میں طائیت اور چمک - جلد میں ایک فطرتی مہک پیدا کردیتا ہے - اور مروجہ پومیڈ کی شیشی سے ڈیوڑھی مقدار میں - خوبصورت لیبل لگی ہوئی شیشی میں محفوظ ہے - قیمت فی شیشی پانچ آنہ (۵ر)

تمام بڑے بڑے سوداگروں سے یا براہ راست کارخانہ سے طلب کیجیے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

تیـــــــــــــــــــــار کردہ

دی تاج مینوفیکچری (بمبئی و دہلی) صدر دفتر دہلی

خانہ زاد چمن !

جس طرح یہ مہ حری کا پیالا جھوکا - صبح بوے گل سے ہم آغوش ہوکر ایک عالم کو مست الست کردیتا ہے بعینہ اسی طرح تاج بخور عنبر کی تموجی حرکت شام دماغ کو مسحور کرکے انسان کو از خود رفتہ کردیتی ہے - اور اُسے نہیں معلوم ہوتا کہ خود سحن چمن میں ہے - یا چمن ہی کسی سیمائی قوت سے صحن دماغ میں منتقل ہوگیا ہے اگر سنگھار میز کی دستکاریاں قدرتی حسن میں رعنائی اور ناز انداز اضافہ کرتی ہیں تو بلا مبالغہ تاج بخور عنبر کی شگوفہ کاری ایک ہی دیا سلائی سے سمند ناز پر تازیانہ بجاتی ہے *

ایک اونس کے خوبصورت بکس میں جو جمعینوں کو کافی ہے قیمت ۱۴ر

تمام بڑے بڑے دوکانداروں سے یا براہ راست کارخانہ سے طلب کیجیے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

تیـــــــــــــــــــــار کردہ

دی تاج مینوفیکچری (بمبئی و دہلی) صدر دفتر دہلی

بہشتی قطرے !

ہندوستان کے باغ جنت کے چیدہ اور تازہ پھولوں کی روح بجلیں کے لیے کشت زعفران ایک نئی وضع کے نادک اور خوشنما شیشیوں میں سنہری ٹیوب کے اندر رکھی ہوئی تین مختلف خوشبوئیں ہیں - اور جو نہ صرف عطر پرستوں ہی کی محبوب ہیں- بلکہ ہر طبقہ کے مذاق اور نازک دماغ اصحاب حکام - اطبار - ایڈیٹرز - مشاہیر و اکابر اکثر قدسیان ادم کا تحفہ سمجھتے ہیں *

تاج قطرہ نسیم ۔ تاج روح شمیم

فی شیشی ۱ر ۔ فی شیشی ۲ر

تاج موج نسیم ۔ علاوہ خرچہ پیکنگ و محصول ڈاک

فی شیشی سنہ ۱۲ر

تمام بڑے بڑے دوکانداروں سے یا براہ راست کارخانہ سے طلب کیجیے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

تیـــــــــــــــــــــار کردہ

دی تاج مینوفیکچری (بمبئی و دہلی) صدر دفتر دہلی

کیسا سمجھتا ہوں اور وہ کونسی بعض خوبیاں ہیں جو مجھے نظر آتی ہیں ؟ مختصراً عرض کرونگا - یہ ایک نہایت ضروری مبحث ہے - ضرورت نہیں کہ اسپر تفصیلی نظر ڈالی جائي اور مشروح لکھا جائے - مگر باوجود اختصار ملحوظ رکھنے کے تحریر طویل ہوئی جاتي ہے' اور یہ بھی چاہتا ہوں کہ جلد سے جلد وہ شائع ہوجائے - پس مختصر اشارات عرض کرونگا -

اسلام اور اسلامیونکو خدائے کریم و رحیم نے منجملہ بیشمار نعمات و عطائے دیني و دنیوي کے ایک نعمت غیر منزقبہ قرآن کریم عطا فرمائی ہے جو ہمارے تمام امراض روحاني و جسماني کي ایک ہي دوا و علاج ہے' اور ہماري روزانہ زندگی کا ایک ہي قابل تعظیم دستورالعمل ہے - ہماري ہر ضرورت خواہ وہ دیني ہو خواہ دنیوی' اُسي کے زیر حکم ہونی چاہیے -

مگر صد حسرت و افسوس ہماری غفلتوں اور گمراہیوں پر! اس زریں و متبرک اصول اور جب سے ہم فراموش کر بیٹھے ہیں' کونسي تباہي ہے جو نازل نہیں ہوئي ' اور کونسا حادثہ ہے جو ہمپر نہیں گذرا ؟ فن طبابت میں تشخیص مرض دشوار ہے اور جب مرض کی تشخیص صحیح ہوجائے تو پھر ازالۂ سبب مرض مشکل نہیں رہجاتا - الہلال کي پہلی اور قابل تعظیم خصوصیت یہي ہے کہ اُسنے سب سے اول سبب اصلي کي تشخیص کی - اور بلاشبہ الہـلال ہي وہ مصلح اعظم و اول ہے جسنے اخباری احسام میں قرآن کریم کي روح پھونکدی اور گم گشتگان بادیہ ضلالت کو صراط مستقیم بتا دی - یعنی مدتوں کي سوئی ہوئی قوتونکو چند ماہ کے اندر بیدار کردیا ' اور یہي اُسکا وہ مسلک مضروب ہے جسپر ہمیں ہزار جان سے نثار ہونا چاہیے -

دوسری خصوصیت اُسکي امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا وعظ ہے - یعنی وہ برائیوں سے بچنے اور بھلائیوں کے اختیار کرنے کی تعلیم و تلقین کرتا ہے - یہي وہ تعلیم ہے جو ہمارا اساس کار ہو تو تمام روگ دور ہو جائیں -

دوسری خصوصیت اسکی راہ حق و صداقت میں مجاہدہ و بے مثل استقلال و ثبات ہے - میں بلا خوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ اگر اس عصیاں آباد عہد میں ایک مقدس بھی اُسکے مطابق آواز بلند کرنیوالا باقی رہ گیا ہے ' اور تمام دنیا کی حاکم و قاہر قوتیں اُسکي دشمن ہو جائیں' پھر بھی اُسکے پائے ثبات و استقلال کو فضل الہی سے جنبش نہوگی - و ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء !

ان تین عظیم و جلیل خصوصیتوں کے بعد بیشمار خصوصیات اور بھی ہیں جو ہر ہفتہ نئے نئے انداز و آرسمونکے ساتھہ جلوہ آرا ہوتی ہیں -

پھر اُنکا طرز نو و جدید ' اُسکی نرم و بزم ' اُسکی متانت و ظرافت' اُسکی انشاپرداری و بلاغت ' ہمدردي انام' خدمات اسلام' واقفیت عامہ ' تبحر علمي ' علوم و فنون ' بصائر و حکم ' با قاعدہ و منظم اشاعت' تقسیم ابواب و فصول ' نسمیہ عناوین وغیرہ وغیرہ ' بے شمار خصائص ہیں کہ ہر صفحہ کو تمام مطبوعات میں عدیم النظیر و بیمثال پاتا ہوں -

اگر مفصل لکھا جائے تو الہلال کي ہر ہر خوبي بجائے خود ایک مبحث ہے - مختصر یہ کہ وہ امۃ مرحومہ کیلیے چودھویں صدی کی ایک قابل صد فخر و نازش نعمت ہے - اُسکي خوبیاں اور فضائل گنانے سے یہ نہیں زیادہ بہتر ہے کہ جنھوں نے ابتک نہ دیکھا ہو دیکھیں' اور پڑھیں' سوچیں' اور سمجھیں -

الہلال نے قیام سے مسئلہ ما اخبار آپکو نہیں' مشتاقان و شیفتگان ہلال تو ہے - اور وہ مالی دشواریاں جسکا کیا جانا ہو تو جان نثاران ہلال تو ایثار مال سے نہ روکیے - ایک طرف تو آپ کي غیور طبیعت کی یہ سعی کہ قبول خدمات سے انکار سدید' اور دوسری طرف اُسے بند کردینے کي تدبیر - تہدید !

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں
کاش پوچھو کہ مدعا کیا ہے ؟

خریدار نمبر ۴۰۷۳

آپ کو سچے مونس و غمخوار کی تلاش ہے،

تو دار السلطنت دہلي کے مشہور معروف روزانہ اخبار

ہمـــدرد

کي مستقل خریداري فرمائیں' جو ایک اعلی درجہ کے روزانہ پرچہ کي تمام ضروري صفات سے آراستہ ہونیکے علاوہ خالص ہمدردي ملک و قوم کي سپرٹ سے معمور ہے ہمدرد زندگي کي ہر لائن میں آپ کا تجربہ کار مشیر ثابت ہوگا - ہر ایک مشکل کے حل کرنے میں آپکي مدد دیگا ' آپ کا خالي وقت گذرانیکے لیے بہترین سامان تفریح مہیا کریگا - نہایت دلچسپ طریقہ سے ضروري معاملات کے بارہ میں آپکي معلومات بڑھائیگا ' اور ملک اور قوم کا درد سب کے دل میں پیدا کرکے ہندوستانیوں کو ترقي یافتہ اقوام کي مجلس میں سربلند ہونیکے قابل بنالیگا ' ان خدمات کو زیادہ وسعت و سہولت سے انجام دینے کیلیے اب ہمدرد مقبول عام خط نستعلیق میں نکلنے لگا ہے - مضمون کي گنجایش دگني سے زیادہ بڑھنے کے ساتھہ قیمت میں بقدر نصف کے تخفیف کردي گئي ہے آپ اپنے ہاں کي ایجنسي سے اب روزانہ ہمدرد ایک پیسہ في پرچہ کے حساب سے خرید سکتے ہیں یا ۱۲ روپیہ سالانہ چندہ معہ محصولڈاک میں براہ راست دفتر سے منگا سکتے ہیں

المشـــتہر :—

مدیر اخبار " ہمدرد " کوچۂ چلان دہلی

دلھـن بـہـار تـیـــل

معزز حضرات اگر آپکو تیل استعمال کرنیکا شوق ہے بھي ہو تو ہمہ صفت تیل کو ضرور استعمال کیجئے یہ دلھن بہار تیل باریک کام کرنیوالونکے باریک بند ضعف دماغونکے لیے ممزوج نظرونکے لیے لطیف داونکے لیے کتب بینونکے لیے اخبار بینونکے لیے تو نہایت ہي مفید ثابت ہوچکا ہے گویا سونے دھاگوں میں پانی پونیکا مصداق ہے تیل تو آپ نے سیکڑوں استعمال کیے ہونگے مگر ایسا ہمہ صفت معطر دلھن بہار تیل کم استعمال کیا ہوگا آپ ضرور اس تیل کا ایک مرتبہ استعمال کرکے تجربہ کیجیے - مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید کي یہ آپ بطیبر ہوجائیگا ہمیں زیادہ تعریف کي ضرورت نہیں ہے آپکا تجربہ اور آپکي منصفي کافي ہے ہر ملک میں کارخانہ دلھن بہار تیل کو ایجنٹونکي ضرورت ہے معاملہ خط و کتابت سے طے ہوسکتا ہے قیمت في شیشي ۱ روپیہ معہ محصولڈاک ۱ روپیہ ۳ آنہ فی درجن دس روپیہ ۸ آنہ -

ایس - اسمعیل اینڈ سنس سول ایجنٹ - دلھن بہار تیل
نمبر ۹۷ - مور اسٹریٹ - مدراس
حـاجی محمد عبـد اللہ اینڈ کو
ملنے کا پتہ :— کارخانہ دلھن بہار تیل نمبر ۲۰ حیات خاں لین
پوسٹ آفس ہریسن روڈ کلکتـہ

ملیح آباد کے اعلے درجہ کے قلمہاے انبہ

اگر آپکو ضرورت ہے تو دہل کے پتہ سے مفت فہرست طلب فرمائیے -

حاجی نذیر احمد خاں رئیسـدار خاص قصبہ ملیح آبـاد
معلہ دیبی پرشاد مالک کارخانہ قلمہاے انبہ - ضلع لکھنؤ

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ — القرآن الحکیم

الہلال

تار کا پتہ
" الہلال کلکتہ
ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

Telegraphic Address,
" Alhilal CALCUTTA "
Telephone, No. 648

قیمت
سالانہ ۵ روپیہ
ششماہی ۲ روپیہ ۱۲ آنہ

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام احمد الحسینی الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

جلد ۵ — البلاغ: چہار شنبہ ۲۷ شعبان ۱۳۳۲ ھجری — نمبر ۴
Calcutta Wednesday, July, 22 1914.

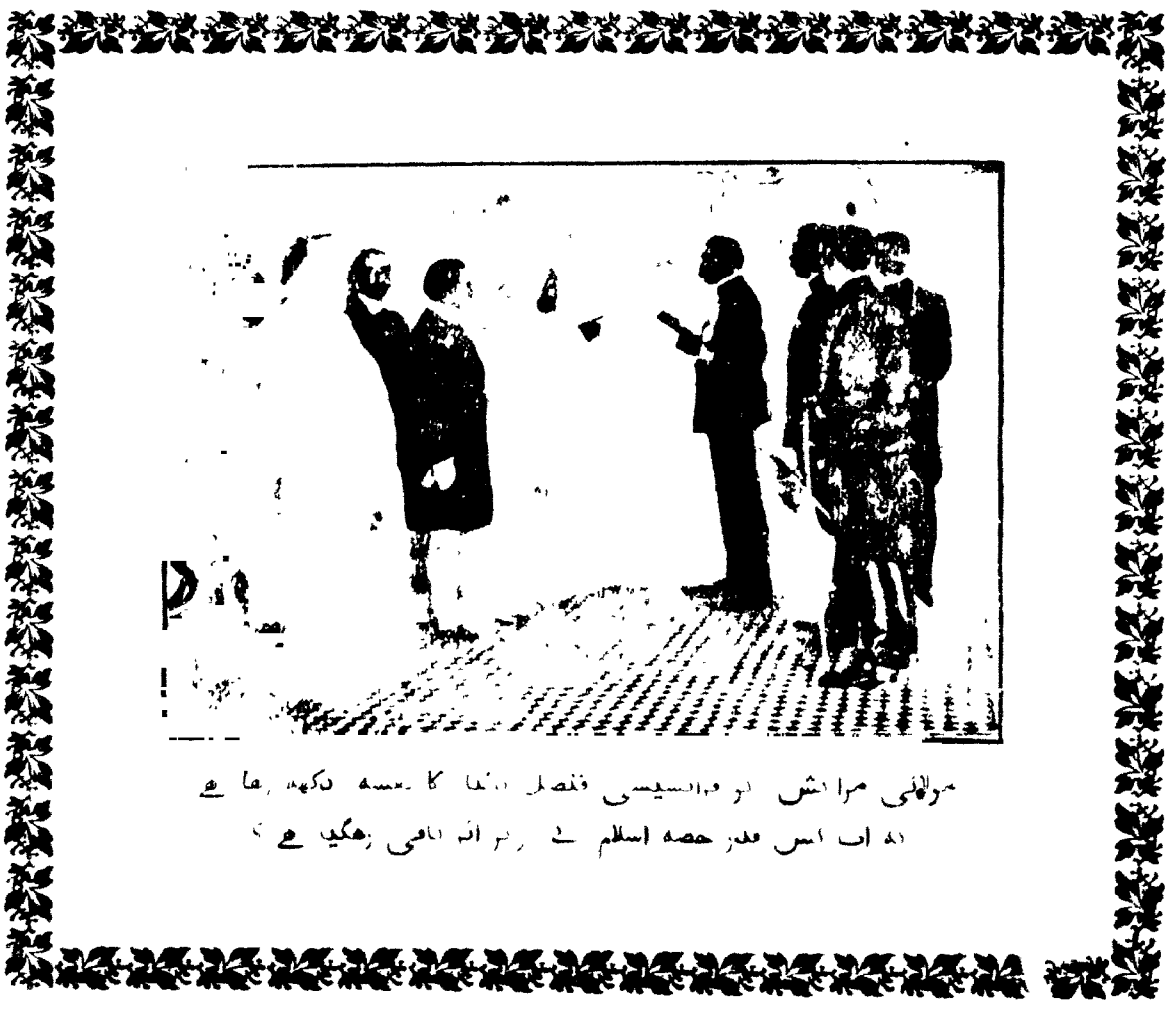

مرہٹی مراٹھی لڑائیسی فتحمند انکا کعبہ دکھہ رہا ہے
اور اب اس قدر حصہ اسلام کے ہاتھ باقی رہگیا ہے

Telegraphic Address - "Alhilal" Calcutta
Telephone No. 648
AL-HILAL
Proprietor & Chief Editor
Abul Kalam Azad
14 Mcleod Street.
CALCUTTA
Yearly Subscription Rs. 8
Half yearly - Rs. 4.12

الہلال

مقصد وحید:
الامر بالمعروف والنہی عن المنکر

مدیر مسئول رئیس قلم تحریر
احمد الکاتب فی کل مراکز الدوائر ہنود
مقام اشاعت
۱۴ — مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ
ٹیلی فون نمبر ۶۴۸
سالانہ — ۸ — روپیہ
ششماہی — ۴ — ۱۲ — آنہ

جلد ۵ | یکشنبہ چہار شنبہ ۲۷ شعبان ۱۳۳۲ ھجری | نمبر ۴
Calcutta Wednesday July, 22. 1914

مسئلہ قیام الہلال

اس مسئلہ کا اب ایک قطعی اور آخری فیصلہ کر ہی دینا چاہیے - بدبدب میرے لیے بھی تکلیف دہ ہے اور احباب کرام کیلیے بھی -

اس وقت تک جسقدر خطوط اور مضامین اس مسئلہ کے متعلق ہے ہیں اور جن میں سے بہت بہت خطوط شایع کیے جا سکے ' ان سب کا خلاصہ مندرجۂ ذیل تجاویز ہیں :

(۱) الہلال ہفتہ وار کو بند کردیا جاے اور اسکی جگہہ الہلال ماہوار یا بصائر ایک ضخیم قرین ماہوار رسالے کی صورت میں شایع ہو -

(۲) دو ہزار نئے خریداروں کے فراہم ہونے کیلیے مدت بڑھا دی جاے (اسکی عمل کی جا چکی)

(۳) لوگوں سے قیمت کے علاوہ بھی مالی اعانت لی جاے (حوالہ اللہ لکھی)

(۴) الہلال پریس کو اب مشورہ دیا جاے اور دس دس پیس پیس روپیہ کے اسہام قرار دیے جائیں - اہل تو الہلال جس قسم کا کام کر رہا ہے اسکے لیے کسی صورت میں ممکن نہیں - پھر میں آپ لوگوں کے روپیہ کا بوجھہ اپنے کندھے پر اپنے لیے تیار بھی نہیں ہو سکتا - آدمی میسر نہیں - پس بحالت موجودہ امیدوں کے خواب کو بھلا دینا ہی بہتر ہے)

(۵) الہلال کی قیمت بڑھا دی جاے (یہ سب کی راے ہے لیکن غیر مستطیع خریداروں کیلیے بعض بہ سبب ناواقفیت مصارف ایک اور ان ایڈیشن نکالنے کی راے دیتے ہیں حالانکہ بعض قاعدے کے اختلاف سے مصارف میں کچھہ کمی نہیں ہو سکتی ' اور بعض ایک اعانتی فنڈ کھولنے کی)

(آخری فیصلہ)

میں نے بہت غور کیا اور تمام پہلوؤں پر نظر ڈالی - اگر الہلال رالیہ جاری رکھا جاے تو حسب ذیل دفعات ناگزیر ہیں :

یہ دنیا عارضی ہے
جنکی وفات پچھلے ہفتے ایک
افسوس ناک واقعہ ہے -

(۱) رسالہ جانتا ہے کہ باوجود اشد شدید نقصانات کے قیمت بڑھانے کا میں ابتدا سے سخت مخالف رہا ہوں - اسی لیے دو ہزار نئے خریداروں کی تجویز کی گئی تھی - اسکے لیے احباب کرام نے سر مخلصانہ اور بلا شائبۂ ریا و مزد خدمات انجام دیں ' انکے لیے نہایت سپاسگذار ہوں - لیکن تجربہ سے ثابت ہوا کہ ایک محدود زمانہ اسکے لیے کافی نہیں ہے - ابتک نو سات یا آٹھہ سو نئے خریدار ہو سکے ہیں - پس اب فی الحقیقت اضافۂ قیمت کے سوا چارہ نہیں رہا -

یہی آخری تدبیر ہے - میں اپنے عہدے میں پہلی منزل طے کرنا اور دعوۃ الہلال کا کام پورا ہو لیا ہے پس مجبور نہیں ہوں کہ مزید مالی فراہمیوں کا اسے مستحق سمجھوں - اگر ایسا نہ ہوتا میں پورے یقین کے ساتھہ کہتا ہوں کہ اسی حالت میں نئی سال تک آرام کے ساتھہ کسی نہ کسی طرح الہلال کو جاری رکھتا

بہر حال اب ناگزیر ہے کہ آئندہ سے ۱۲ روپیہ سالانہ قیمت قرار دی جاے - اس قیمت میں بھی الہلال اسقدر ارزاں ہے کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں - اسی کا ہم نام عربی رسالہ قاہرہ سے نکلتا ہے - باوجودیکہ ماہوار ہے لیکن سالانہ قیمت ۱۰ روپیہ علاوہ محصول رکھی گئی ہے -

یہ اضافہ عارضی ہوگا - یعنی صرف اس وقت تک کیلیے جب تک کہ الہلال کی اشاعت کافی ہو جاے - اگر اسکی اشاعت مطلوبہ حد تک پہنچ گئی تو پھر بدستور ۸ - روپیہ سالانہ اس سے بھی کم قیمت کردی جائیگی -

(۲) یہ تو مالی مسئلہ کا حل تھا ' لیکن اصلی مسئلہ باقی رہگیا ہے - یعنی دوسرے کاموں کیلیے علی الخصوص " حزب اللہ " کیلیے فرصت کا طالب ہوں اور کسی طرح اب اپنی اس طلب سے باز نہیں آسکتا -

سر دست اسکا صرف یہی علاج ہے کہ حتی الامکان ایڈیٹوریل اسٹاف کو وسیع کرنے کی ایک اور کوشش کروں - اور ساتھہ ہی احباب کرام سے سال میں ایک ماہ کی فرصت بھی حاصل کروں -

ایک ماہ کی فرصت سے مقصود یہ ہے کہ آیندہ الہلال کا سال اشاعت گیارہ مہینے کا قرار پاے - نومبر میں اسکی جلد ختم

ہوجائیگی اور دسمبر میں کوئی نمبر (بغیر اشد ضرورت یا کسی اہم مسئلہ کے پیش آجانے کے) شائع نہوگا - پہلی جنوری سے پھر جلد شروع ہوگی -

یہ ایک مہینہ میں للکنہ سے خاطر خواہ کیا کرونگا اور الہلال کے طرف سے فارغ البال رہونگا - مصر کے بعض پرچے ایسا ہی کرتے ہیں - الہلال قاہرہ سے اپنا سال دس ماہ کا رہا ہے -

لیکن یہ ایک ماہ کی تعطیل بھی خریداران الہلال سے بالکل رائگاں نہیں مانگی جاتی - اگر الہلال کے جاری ہونے انہیں نہیں ملیگے تو اسکے معاوضے میں ان سے انہیں بہتر و اعلیٰ چیزیں پیش کی جائینگی - یعنی جنوری کے پہلے ہفتہ میں دہلی ضخیم اور مفید کتاب (جو غالباً تفسیر القرآن کے مسلسل اور مبسوط سلسلے کی ایک ضخیم جلد ہوگی) بلا قیمت بقدر کی حالیگی - تا جنوری کا نمبر غیر معمولی ضخامت و مضامین کے ساتھہ نکلے گا' اور اس طرح ایک ماہ کی کمی پوری ہو جائیگی -

اخوان کرام کو اس پر بھی نظر رکھنی چاہیے کہ اس عاجز کا اور انکا معاملہ کوئی تاجرانہ اور دکاندارانہ معاملہ نہیں ہے کہ قیمت اور جنس کا سوال سامنے آے - ایک خدمت دینی ہے جسمیں وہ میرے معاون ہیں' اور حتی المقدور میں اسے انجام دینا چاہتا ہوں - اگر ایک مہینے کی فرصت اسے چاہتا ہوں تو وہ بھی اپنے ذاتی آرام و آسائش کیلیے نہیں' للکہ ویسی ہی خاموں کیلیے جیسا کہ الہلال ہے - پس اگر انہوں نے تھوڑی فرصت عطا فرما دی تو یہ بالکل اسی طرح کی اعانہ حق و عمل ہوگی' جسطرح کی اعانت الہلال کے نام میں وہ دے رہے ہیں -

آرام و راحت کا سوال میرے لیے بالکل غیر موثر ہے - میرا حال تو اس قیدی کی طرح ہوگیا ہے جو بیس سال تک قید خانے میں رہا تھا اور جب رہا کیا گیا تو اس نے کہا کہ مجھے پھر قید خانے میں بھیجدو - قید کی محنت و مشقت کا اس طرح عادی ہوگیا ہوں کہ اب آزادی کی زندگی مجھے تکلیف دیتی ہے -

اگر میں بیکار رہکر آرام اٹھانا چاہوں بھی' جب بھی نہیں اٹھا سکتا - اسکی بارہا آزمایش کرچکا ہوں جبکہ ڈاکٹروں نے اپنی حاکمانہ نصائح کی کثرت و تواتر سے مجھے مجبور کردیا ہے -

میرا آرام اور چین کام کرنے میں ہے - کام سے الگ ہونے میں نہیں ہے - میں دن بھر مزدوروں کی طرح کاموں میں ڈوبا رہنے کا لذت شناس ہوں' اور راتوں کو سونے کی جگہ چراغ کے آگے بیٹھے رہنے کا عاشق - خواہ الہلال کو مرتب کروں' خواہ اور کسی شکل میں مشغول کار رہوں - لیکن ہر حال میں مقصود کام ہی ہے - اطبا کی نصیحتوں کو بارہا سن چکا ہوں' مگر کبھی بھی ان کے احکام میں جی نہ لگا :

لو یسمعون کما سمعت کلامہا
خروا لغرۃ سجداً و رکوعا !

(مشورہ)

پس احباب کرام سے ملتجی ہوں کہ میں نے آخری فیصلے سے پہلے مشورے کا وعدہ کیا تھا' چنانچہ اسیکے مطابق اپنے آخری فیصلہ کو آج پیش کردیا ہے - اگست کی پہلی تک چاہتا ہوں کہ انقطاعی فیصلہ ہو جاے - پس براہ کرم وہ ان سطور کو بغور ملاحظہ فرمائیں اور مجھے اطلاع دیں کہ اس پر انہیں کوئی اعتراض تو نہیں ہے ؟ اطلاع دینے کی آسان صورت یہ ہے کہ جن بزرگوں کو اختلاف ہو' وہ اس نمبر کو ملاحظہ فرماتے ہی ایک کارڈ لکھکر مطلع فرمادیں - جو متفق ہیں انکی خاموشی انکے اتفاق کی ترجمان ہوگی - خط لکھنے کی ضرورت نہیں : وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ ان اللہ کان علیماً حکیما -

مسئلہ اصلاح و بقاء ندوہ

از ریاست بھوپال ' اداصہاللہ بالعز و الاقبال !

اولئک یدعون من مکان بعید (۴۱ : ۴۵)

میرے عزیز و اعز دوست مسٹر مشیر حسین قدوائی کی ایک تحریر روزانہ معاصر زمیندار میں شائع ہوئی ہے جسمیں انہوں نے ندوۃ العلماء کے مختلف عہدوں کی تاریخ بیان کی ہے اسکے اصلی خدمت کرنے والوں کے نام گنائے ہیں ' اسکے مقاصد کی تشریح کی ہے ' اور اسی طرح کی بہت سی باتیں لکھی ہیں - ان میں بعض باتیں مشتبہ ہیں ' بعض اغلاط آمیز ہیں ' بعض میں بلحاظ حسن ظن کا سوء ظن کام کررہا ہے - بعض باتیں انکی دائرۂ معلومات و رائے سے خارج ہیں - مثلاً مسئلۂ اصلاح و تجدید ' و جمع علوم و حکمت و اعمال دینیہ ' و تربیت علمی و دینی کہ بنیاد مقاصد ندوہ ہیں - اسلیے وہ صحیح رائے قائم کرنے سے معذور ہیں -

اچھا حصہ اسپر مشتمل ہے کہ ندوہ سے گورنمنٹ کی بدظنی کے دور ہونے اور سرکاری اعانت ملنے کا اصلی سبب خود مسٹر مشیر تھے ' حالانکہ تمام واقعات کو وہ بصیغۂ جمع متکلم تعبیر کرتے ہیں - مثلاً "ہم نے مولانا شبلی کو پیش پیش لیا" "ہم نے اس وقت بھی مناسب سمجھا" "ہم نے یہ حالت دیکھی" صیغہ جمع کے معنی اگر انکے نزدیک میں اچھا عذر نہیں ' کیونکہ اس سے مسئلۂ اصلاح ندوہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور جہاں تک مجھے یاد ہے میں نے کبھی بھی یہ نہیں لکھا ہے کہ گورنمنٹ کے تعلقات محض مولانا شبلی کی وجہ سے اچھے ہوے - البتہ میرے دوست کو یہ مسئلہ ضرور پیش آئیگی کہ اس "صیغہ متکلم" کے حصہ دار خود ندوہ کے اندر اور بھی بہت سے حضرات موجود ہیں ' اور بعینہ اسی طرح ' اسی کے پروائی کے ساتھہ ' انہے بھی بیان واقعہ کے لیے صیغہ متکلم بولنے یا لکھنے میں ' وہ بھی عرب ندوہ کی ہر بات کو بصیغہ متکلم بولنے آئے ہیں - میرے دوست ان لوگوں سے اپنے "جمع متکلم" کے معاملے کو صاف کرلیں میں انہیں مطلع کیے دیتا ہوں کہ اس معاملے میں بڑی بڑی مشکلات پیش آئینگی -

رہی خود میری معلومات تو وہ یہ ہے کہ مسٹر مشیر حسین کو واقعی ابتدا سے ندوہ کے ساتھہ خاص دلچسپی رہی ہے اور جسکا انکا قاعدہ ہے برابر اسکے لیے لکھتے پڑھتے رہے ہیں - اس بات کو تو بلا تامل مان لینا چاہیے -

انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ ندوہ کا ابتدائی دور ایسا تھا اور ویسا تھا ' اور پھر جب سر انٹونی میکڈانل مخالف ہوگیا تو صرف فلاں فلاں اشخاص ہی اسکے "ساتھہ" رہے -

یہ پڑھکر مجھے اپنے عزیز دوست کی غلط فہمی پر نہایت افسوس ہوا - اور بھی بعض لوگوں سے بارہا ایسا سن چکا ہوں - لیکن کوئی مجھے یہ نہیں بتلاتا کہ ندوہ کے ابتدائی دوروں میں سب کچھہ ہوا مگر "نام" نہ ہوا اور کیا ہوا ؟

رہا سر انٹونی میکڈانل کا دور ' تو سمجھہ میں نہیں آتا کہ ندوہ کے "ساتھہ دینے" کا مطلب ان بزرگوں نے کیا سمجھا ہے ؟ ندوہ تباہ ہوگیا تھا - دار العلوم میں خاک اڑ رہی تھی ایک پیسہ کہیں سے آتا نہ تھا - تحویل کا یہ حال تھا کہ کل کا خدا حافظ - لوگ بھی جب نئے اور بعد خود عرض - ایک مجلس بھی نہ تھا کہ اٹھے اور نذر ہو کر قوم کو متوجہ کرے - جسکا تعلق ندوہ سے تھا وہ سب کے سب خاموشی کے ساتھہ اپنی مجبوریوں میں پڑے تھے - اگر اسی کا نام ساتھہ دینا ہے تو شاید ساتھہ نہ دینے اور چھوڑ دینے کا مطلب میرے دوست کے ذہن میں یہ ہوگا کہ

دارالعلوم نے مکان میں آگ لگا دیدے یا لکھنو نے اپنے وطن و مکان کو چھوڑ کر ہجرت کر جائے' تا ندوہ کو ایک مردہ لاش بنانے کو سعی میں کردالے؟ پھر یہ کیا عمل کی تصحیف اور سمجھنے نا سمجھنے کے جو نے تاویل کیا جا رہا ہے ' اور کسی کو خیال نہیں آتا کہ دنیا کو بھی اتنا ہی عقلمند سمجھنے جتنا اپنے تئیں سمجھنے کے حسن ظن میں مبتلا ہے ؟

کسی کام کے مرجانے کے یہ معنی ہیں کہ اسکی ہستی کا اعتراف مفقود ہوجائے' اور زندگی کے معنی یہ ہیں کہ اسکے وجود کا احساس و اعتراف عام طور پر ہونے لگے - تمام باتیں اسی کا نتیجہ ہوتی ہیں - پس سر انقوتی کے الزام بغاوت کے بعد حالت اس درجہ افسوس ناک تھی کہ ندوہ کا وجود کالعدم ہوگیا تھا اور لوگوں نے بھی اُسے اُسکی قسمت پر چھوڑ دیا تھا - اسکے بعد مالی حیثیت سے سب سے پہلی اعانت ریاست بھوپال نے کی' اس کے اعلان کے ساتھ ہی لوگوں کو معلوم ہوا کہ ندوہ پھر اٹھ سکتا ہے اور کام کرسکتا ہے - بعد تو تا تو سب طرح کے اسباب جمع ہوگئے اور مالی حالت رفتہ رفتہ درست ہوگئی -

بہر حال یہ بحث فضول ہے - اس سے کوئی فائدہ نہیں - اصلی مسئلہ ندوہ کے حال و مستقبل کا ہے - اگر کچھ لوگ ایسے ہیں جنھوں نے ندوہ کی بڑی بڑی خدمتیں انجام دی ہیں تو چشم ما روشن دل ما شاد - لیکن اسکے صرف یہی معنی ہونے چاہئیں کہ وہ اب بھی اسکے خادم ہیں نہ کہ مالک ' اور پرانی باتوں کو بھلا کر اصلاح کیلیے آمادہ ہوجائیں -

اصلی ضروری بات جو اس مضمون میں لکھی گئی ہے وہ ریاست بھوپال کے ماہوار عطیہ کے الغا کی شکایت ہے -

اول تو مجھے نہایت رنج کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ میرے عزیز دوست نے غالباً ناواقفیت کی وجہ سے اس واقعہ کی تعبیر بالکل غلط اور خلاف واقعہ لفظوں میں کی ہے - یعنی " الغا " کو " بندش" اور " روک دینے" سے تعبیر کیا ہے -

حالانکہ یہ بالکل غلط اور صریح اتہام ہے - نہ تو ریاست بھوپال نے " ندوہ کا رزق " بند کیا ہے اور نہ عطیہ کو بالکل روکدینا چاہا ہے - جو ریاست اس وقت بلا مبالغہ اپنے محاصل کا بڑا حصہ مسلمانوں کی عام خدمت دین و علم میں صرف کررہی ہو' اسکے متعلق ایسا خیال کرنا معصیت سے کم نہیں -

البتہ ریاست نے دیکھا کہ ندوہ العلما کی حالت روز بروز خراب ہورہی ہے - قوم کا ایک بڑا حصہ اصلاح کا طالب ہے - خود ارکان ندوہ کا ایک حصہ برسوں سے اصلاح چیخ رہا ہے اور کوئی نہیں سنتا' حتی کہ بقول خواجہ غلام صادق خاں بہادر " اصلاح کے طرف سے مایوس ہوکر لوگ بیٹھ رہے ہیں" پس اُس نے قانون' اخلاق ' اور شریعت کی تعلیمات حقہ کے ٹھیک ٹھیک مطابق' ایک سچی اور راست بار اسلامی ریاست ہونے کی حیثیت سے اپنی اعانت کو "تا اصلاح" ملتوی کردیا - اور یہ ایک ایسا اعلیٰ و اشرف عمل اسلامی و شرعی ہے' جسکو فی الحقیقت ریاست بھوپال کا سب سے بڑا کارنامہ سمجھنا چاہیے' اور انتہائی جد و جہد کرنی چاہیے کہ تمام دیگر ریاستیں اور تمام مسلمان امرا اس اسوۂ حسنہ کی پیروی کریں - نیز تمام قوم بھی اسکی پیروی و تقلید کیلیے اٹھ کھڑی ہو- تاکہ افساد شکست کھائے اور اصلاح کو فتح ہو - اور تاکہ اعانت افساد و تضعیف اصلاح کی معصیت سے ارباب دول نجات پالیں -

میں علانیہ اعلان کرتا ہوں کہ تمام ہندوستان میں جس شخص نے ریاست بھوپال کے اس اشرف و اعلیٰ عمل شرعی و اسلامی پر اعتراض ہو' وہ کسی معنی و ظاہر مرتب بیانات نہ چھوڑ کر دلیلوں اور احکام و حقائق کی روشنی میں آئے ' اور ثابت کرے کہ کس دلیل شرعی ' کس دلیل اخلاقی ' کس دلیل قانونی کی بنا پر ریاست بھوپال کا یہ فعل مستحسن نہیں ہے ؟ اور کیوں ایک ایسے کام کی اعانت روک نہ دی جائے جسکا درست و صحیح ہونا مختلف فیہ ہوگیا ہو' اور ایک بہت بڑی جماعت مسلمانوں کی (جن میں ہر طبقہ کے معتمدین ملت شریک ہوں) دلائل و واقعات کی بنا پر اُسے مفسد بتلا رہی ہو' اور جسکو ایک خود مختار اور بے فائدہ جماعت (جو سرے سے ندوہ کی رکن و عضو ہی نہ رہی ہو) چلا رہی ہو' اور پھر سب سے اخیر یہ کہ ایک عظیم الشان اجتماع اسلامی کمال صلح و صلاح اور عفو و تسامح کے ساتھ اُس سے طالب اصلاح ہوتا ہو مگر وہ اسکی کچھ پروا نہ کرتی ہو؟ ایک منٹ ' ایک دقیقہ ' ایک عشر دقیقہ کیلیے بھی نہیں اُسے روپیہ دیا جائے' اور نہیں تمام اعانتوں کو روک کر مجبور نہ کیا جائے کہ اصلاح کو اسکے صحیح اور حقیقی طریقوں سے وہ منظور کرے ؟ یا للعجب ! جس قوم کی اصلاح طلبی کی حکام ندوہ کو ذرا بھی پروا نہ ہو' رہی قوم اسکے لیے مجبور بھی کی جائے کہ ندوہ کو روپیہ دیتی رہے ؟ هاتوا برهانكم ان كنتم صادقين ! (۲ : ۱۰۶)

بہت سی باتیں ہیں کہ لوگ ہاتھ روکے کیلیے کہدیتے ہیں' اور اس حد تک رہیں تو سننے میں اچھی بھی معلوم ہوتی ہیں لیکن حقیقت اسے اتنی ہی دور ہوتی ہے جتنی کہ ندوہ کے صدر مقام سے مسٹر قدوائی کی موجودہ قیام گاہ لکھنؤ - میرے کے خبر اور مبتلائے سوء فہم دوست نے بھی اسی طرح کی چند باتیں لکھدی ہیں اور انکو پڑھکر تعجب ہوتا ہے کہ ایک صاحب فہم و رائے آدمی ہوکر ایسی باتیں لکھ سکتا ہے ؟ مثلاً وہ لکھتے ہیں کہ سر انٹونی میکڈانل نے ندوہ کی اعانتیں رکوادی ہیں- بیگم صاحبہ نے بھی روک دیں - گویا انکے خیال میں گورنمنٹ کا ندوہ کو باغی سمجھکر مخالف ہونا اور ریاست بھوپال کا تعرض اصلاح اعانت کو ملتوی کردینا دونوں ایک ہے ! و يقدمون بالغيب من مكان بعيد ! (۳۴ : ۵۳)

یا مثلاً بڑے ہی سوز و کداز کے مظلومانہ و عارفانہ لہجہ میں لکھتے ہیں کہ اگر ریاست بھوپال نے اعانت بند کردی ہے تو خیر' اسلام کے کاموں کا اللہ مالک ہے !

میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے دوست جنگ بلقان کے موقعہ پر اور مصائب اسلامی کے ہنگامہ فریبی عہد میں اظہار عظمت اسلامی و نصرت الہی کے بہت سے موثر جملے دل سے لکھتے رہے ہیں' اور میں نے انھیں بہت پسند کیا ہے' لیکن براہ کرم انکے مواقع استعمال کے متعلق ذرا سمجھنے سے کام لیں' اور اس حقیقت کے ماننے سے انکار نہ کریں کہ ایک ہی جملہ ہر جگہ مزہ نہیں دیسکتا - کیا اسلام کی غرض سے اعانت کا ملتوی کرنا اور کیا شان نزول و استعداد اسلامی کا اظہار! دل تو اگر ایک شخص کسی مسجد کے امام کی تنخواہ اسلیے بند کردیگا کہ وہ ٹھیک نماز نہیں پڑھاتا اور مسجد کو اس نے برباد کردیا ہے' تو غالباً میرے دوست اس پیش امام کو بھی یہی صلاح دینگے کہ تم اخبارات میں چھپوادو : " میری تنخواہ اگر بند کی گئی ہے تو بند ہوجائے' خیر' اسلام کا بھی خدا مالک ہے - وہ تنخواہ بند کردینے سے ہلاک نہیں ہو جائیگا"

مسئلہ اسلامیہ کانپور

مسجد مچھلی بازار

مسجد کے متنازع فیہ حصے کے نقشہ کی دو صورتیں ہیں - ایک وہ جسکے متعلق جناب مولانا عبد الباری کا بیان ہے کہ پہلے وہی صورت فیصلہ کیلیے پیش کی تھی' اور جسپر پچھلے دنوں الہلال میں کافی بحث ہو چکی ہے - یعنے اوپر چھجہ نکالکر نیچے ایک سہ درہ سا بنا دیا جاے اور مسجد کا زینہ وہیں رکھا جاے - مولانا عبد الباری صاحب کا اس سے مقصد یہ تھا کہ سیڑھی کے ہونے کی وجہ سے عام مرور کی صورت قائم نہ رہیگی - اور مقدس حصے کا یک گونہ تحفظ ہو جایگا -

بار بار وعدہ کیا گیا تھا کہ سڑک کی تعمیر کے وقت اسکا لحاظ رکھا جایگا ' اور اگر ہماری یاد غلطی نہیں کرتی تو خود سر علی امام اور سر بیلی قائم مقام لفٹنٹ گورنر کا وعدہ اس بارے میں بہ تصریح نقل کیا جاتا تھا -

دوسری صورت یہ ہے کہ نیچے کا تمام حصہ مت پابھہ میں شامل کر دیا جاے اور زمین کی مسجد کامل طور پر شامل راہ ہو جاے -

اصولاً اس مسئلہ کا تعلق میونسپل بورڈ سے ہے ' نہ کہ حکام سے -

ہم کو نہایت صحیح اور موثق ذریعہ سے جو اطلاعات ملی ہیں انکا خلاصہ یہ ہے -

مسجد مچھلی بازار کی تولیت پہلے صرف منشی کریم احمد یا کسی اور شخص سے متعلق تھی' لیکن جب قصہ بڑھا تو اور آدمی بڑھاے گئے اور کل بارہ متولی قرار پاے - شیخ احمد اللہ اور مولوی عبد القادر صاحب سبحانی کا اسی وقت تقرر ہوا تھا -

لیکن ہز ایکسیلنسی کے فیصلہ کے بعد متولیوں نے دیکھا کہ سخت کشمکش میں جان پڑ گئی ہے - ایک طرف مسلمانوں کے آکے جوابدہی ہے - دوسری طرف " حضور ' فیض گنجور ' غریب پرور " وغیرہ وغیرہ ہیں - کون اس مصیبت میں پڑے ؟ نتیجہ یہ نکلا کہ رفتہ رفتہ مستعفی ہونا شروع ہوگئے ' اور بارہ متولیوں میں سے صرف پانچ آدمی باقی رہگئے : مولوی عبد القادر سبحانی ' سید عبد الرحیم ' منشی مجید احمد ' منشی کریم احمد (متولی قدیم و مشہور - هداه الله تعالی) اور ایک اور صاحب -

سخت اصرار اور تعجیل اس بارے میں ہونے لگی - بالآخر مسجد اور سڑک کے تعلقات کے متعلق با قاعدہ اور بے قاعدہ جلسے شروع ہوے - مولوی عبد القادر سبحانی اور سید عبد الرحیم نے یہ راے دی کہ نقشہ ایسا بنا یا جاے جسمیں رتبہ مسجد کے مقدس حصے پر تعمیر ہو اور اسے حسب قاعدہ میونسپل بورڈ میں پیش کیا جاے - لیکن مجید احمد سکریٹری کو اصرار تھا کہ ایک سادہ نقشہ کلکٹر صاحب کے سپرد کردینا اور انہیں کے لطف و کرم اور " غریب پروری " پر سب کچھہ چھوڑ دینا چاہیے - یقیناً یہ اس شخص کے نفس کا خود ساختہ خیال ہوگا ' بلکہ اُن کی طرف سے الفا کیا گیا ہوگا جسے مسلمانوں نے ہمیشہ پناہ مانگی ہے :

الدنیا یوسوس فی صدور الناس ' من الجنة و الناس !

کریم احمد متولی بھی ابتدا میں اس خیال کا مخالف تھا مگر بعد کو ساتھہ ہوگیا : اولیاء بعضہم اولیاء بعض (۵ : ۵۴)

۶ - جولائی کو آخری جلسہ ہوا - اس میں غالباً شیخ عبد الرحیم صاحب نے بھی رائے بدل دی (قطعی طور پر ہمیں نہیں بدلایا گیا ہے) اور اس طرح حاضر متولیوں نے ملکر " حضور ' فیض گنجور ' غریب پرور " کی خدمت میں پیش کرنے کیلیے سادہ نقشہ منظور کرلیا ڈپٹی محمد علی " خان بہادر " اور عنایت حسین " خان صاحب " رہنمائے طریقت ہوے ' اور ۸ - کی صبح کو انہیں صاحب کے بنگلہ کی جبہہ سائی چاروں متولیوں کو نصیب ہوگئی

اربحت شکر دارم و از روزگار هم !

افسوس کہ ان تمام نتائج کا الزام سب سے پہلے ان لوگوں پر عائد ہوتا ہے جنھوں نے ایک ایسے اہم معاملے کو صرف چار آدمیوں کے ہاتھوں میں چھوڑ دیا ' اور ایسے آدمیوں کے ہاتھوں میں جنکا تجربہ اچھی طرح پہلے ہوچکا ہے -

ہم نے شخصی طور پر ہمیشہ کانپور سے حالات دریافت کیے مگر کبھی بھی کوئی ایسی اطلاع نہیں دی گئی جس سے معلوم ہوتا کہ بہت جلد فیصلہ ہوجانے والا ہے -

کانپور کے معززین سے کیا شکایت کی جاے کہ انہوں نے معاملہ کو کوئی با وقعت کمیٹی بنا کر اپنے ہاتھوں میں نہیں لیا ' کیونکہ وہ بیچارے تو ایسے سہمے ہوے اور اپنی اپنی فکر میں پڑے ہیں کہ کوئی ذمہ داری کا کام کر ہی نہیں سکتے - البتہ تمام مسلمانان ہند کا مطالبہ اُن اصحاب سے ہے جنھوں نے اس مسئلہ میں خود پڑکر اپنی ذمہ داری پر فیصلہ کرایا تھا اور مسلمانوں کو ہمیشہ سمجھایا تھا کہ کسی کہ کسی طرح اس فیصلہ پر خاموش ہورہیں - یعنی سر راجہ صاحب محمود اباد ' مولانا عبد الباری فرنگی محلی ' اور مسٹر مظہر الحق بیرسٹر ات لا -

ہم ان بزرگوں کو توجہ دلاتے ہیں کہ تم از تم آیندہ کیلیے تو اس معاملہ کو اپنے ہاتھوں میں لے لیں یا ایک معتمد کمیٹی بنا کر اسے سپرد کردیں - شہداء کانپور کے پس ماندوں کی اعانت وغیرہ بھی اسی کمیٹی کے متعلق ہوجائیگی نیز اس روپیہ کی بھی وہی امین بنا دی جائیگی جسکا بوجھہ ابتک تنہا صرف مسٹر مظہر الحق ہی کے سر ہے - مجھے معلوم ہے کہ اگر وہ انگلستان نہ چلے گئے ہوتے تو تمام روپیے کو باسم " بیت المال ملی " ایک کمیٹی کے سپرد کر دیتے -

یہاں تک لکھہ چکے تھے کہ ایک اشتہار ملا جو الہلال کی گذشتہ تحریر کے رد میں شیخ مجید احمد کے شائع کیا ہے - اسمیں لکھا ہے کہ جو کارروائی کی گئی وہ سر راجہ صاحب ' مسٹر محمد علی ایڈیٹر ہمدرد ' اور مولوی فضل الرحمن صاحب وکیل کے مشورہ سے کی گئی ' اور نقشہ میونسپل بورڈ میں بھی پیش ہوا -

ہم اشتہار دینے والوں کو مطلع کرتے ہیں کہ ہم نے جو کچھہ لکھا ہے ' وہ ایسے موثق اور معتبر ذرائع سے معلومات حاصل کرکے لکھا ہے جس سے زیادہ قابل اعتماد ذریعہ بحالت موجودہ معاملات کانپور کیلیے نہیں ہوسکتا - جن بزرگوں کی نسبت اشتہار میں لکھا ہے کہ وہ شریک کار ہیں ' جب تک اسے دریافت نہ کرلیں کچھہ نہیں کہہ سکتے - اب ہم اس معاملہ کو آخر تک پہنچائینگے اور جو کچھہ اصلیت ہوگی بہت جلد منکشف ہوجائیگی - متولیوں کو چاہیے کہ بہت جلد اپنی کارروائیوں کی رپورٹ شائع کردیں -

آیندہ نمبر میں زیادہ تفصیل سے بحث کی جائیگی -

(مسٹر محمد علی کا جواب)

مسٹر محمد علی کا جواب آگیا - لکھتے ہیں کہ " مجید احمد نے اشتہار میں جو کچھہ لکھا ہے بالکل غلط اور گمراہکن ہے - کریم آیا تھا مگر ہر ایک امر میں میری راے کے خلاف کیا گیا " مفصل آئندہ -

الهلال

۲۷ - شعبـــان ۱۳۳۲ هجري

بسلسلة فاتحة السنة الثالثة

اولیـــاء اللـه و اولیـــاء الشیطـــان

اصحاب الجنـــة و اصحاب النـــار

اصحاب المشئمه و اصحاب المیمنه

(بقیه - اصحاب الجنة)

گذشته مضمون کے آخر میں " اصحاب الجنه " اور " اصحاب النار " کی تقسیم کرنے هوے سورۂ یونس کی ایک آیة درج کی تهی -

للذین احسنوا ' الحسنی و زیادة ' ولا یرهق وجوههم قتر ولا ذلة ' اولئك " اصحاب الجنة " هم فیها خالدون - (۱۰ :)	جن لوگوں نے دنیا میں اچهے اور بهلائی کے کام کیے ' انهیں ویسی هی بهلائی اور فلاح بهی ملیگی - بلکه انکے استحقاق سے نهیں زیاده بدله ملیگا - یهی لوگ " اصحاب الجنه " هیں جو همیشه بهشتی زندگی میں رهینگے !

اسکے بعد ایک دوسرے گروہ کا حال بیان کیا جو اس گروہ کے مقابلے میں بالکل اسکی ضد واقع هوا هے :

والذین کسبوا السیئات ' جزاء سیئة مثلها و ترهقهم ذلة ' ما لهم من الله من عاصم - کانما اغشیت وجوههم قطعا من اللیل مظلما ! اولئك " اصحاب النار " هم فیها خالدون ! (۱۰ :)	اور جن لوگوں نے برائیوں کا اکتساب کیا تو یه ظاهر هے که برائی کا نتیجه بهی ویسی هی برائی هے جیسی که کی گئی - انکے چهرے ذلت اور نامرادی کی پهٹکار سے ایسے کالے هو جائینگے گویا رات کی چادر ظلمت کا ایک ٹکڑه پهاڑ کر انکے چهروں پر ڈالدیا هے ! الله کے اس عذاب سے انهیں کوئی نهیں بچا سکتا - یهی لوگ " اصحاب النار " هیں جو همیشه دوزخی زندگی میں رهینگے ! "

ان آیات کے درج کرنے سے مقصود یه تها که " اصحاب الجنه " اور " اصحاب النار " کی کهلی کهلی تقسیم کرکے انکے کاموں اور نامون کے نتائج کو صاف صاف بتلا دیا هے - بس یه دو آیتیں میرے بحث و استدلال کی اصل و اساس هیں - ایسے واضح هوگیا که دونوں گروہ بالمقابل اور بالضد واقع هوے هیں - ایک کیلیے کامیابی ' تمام مراد ' اور فوز و فلاح هے اور دلت و رسوائی سے همیشه محفوظ هے - دوسرے کے لیے شرمندگی ' خجالت ' ناکامی ' اور همیشه آگ میں سوکهی لکڑی اور خشک پتوں کی طرح جلنے کا عذاب الیم هے !

دونوں جماعتوں کی سب سے بڑی پهچان یه هے که " اصحاب الجنه " همیشه کامیاب و فتح مند هونگے اور اصحاب النار کے حصے میں همیشه عاقبت کار اور انجام امور کا خسران و نقصان آئیگا

لا یستوی اصحاب النار و اصحاب الجنه ' اصحاب الجنه هم الفائزون - (۵۹ . ۲۰)	اصحاب الجنه اور اصحاب النار اپنے کام اور انکے نتیجوں میں ایک طرح نهیں هوسکتے - اصحاب الجنه هی کامیاب هونے والے هیں !

موقع تفصیل کا نهیں - تقریباً ۸۰ مقامات پر " اصحاب النار " اور " اصحاب الجنه " کے اعمال و علائم اور آثار و نتائج کی تفصیل بیان کیے گئے هیں - پهر ان جماعتوں کے بهی مختلف مدارج هیں اور اسی بنا پر " اصحاب النار " کو " اصحاب الجحیم " اور " اصحاب السعیر " بهی کها گیا هے - مگر میں بحث کو طول نه دونگا -

تمام آیتوں کے جمع کرنے سے ثابت هوتا هے که وه نفوس مزکیه و صالحه جو " اعتقاد حق " اور " عمل صالح " کے سانهه متصف هیں ' اور جنهوں نے الله کے رشتے اور تعلق کے آگے تمام باطل اور خبیث قوتوں کے رشتوں کو توڑ ڈالا هے ' اور اسکی بخشی هوئی قوتوں کو اسی کے بتلائے هوئے صالح اور صحیح کاموں میں خرچ کیے هیں ' سو ایسے تمام لوگ اصحاب الجنة میں داخل هیں : هم فیها خالدون همیشه هر طرح کی کامیابیاں اور خوبیاں انهی کیلیے هیں - لیکن جو لوگ اعتقاد حق اور عمل صالح سے محروم هیں ' اور الله کے قائم کردہ قدوس سے باغی هوئے هیں ' خواه کسی بهیس اور کسی هی رنگ میں هوں ' لیکن وه سب کے سب " اصحاب النار " میں داخل هیں - انکے تمام کاموں کیلیے آگ کی تپش اور سرخی کے سوا اور کچهه نهیں هے - جنگل کی سوکهی لکڑی اور درختوں کے خشک پتے جس طرح بهڑکتے هوئے شعلوں میں جلتے هیں - ٹهیک ٹهیک اسی طرح وه بهی جلینگے !

(اصحاب المیمنه و اصحاب المشئمه)

ایک اور تقسیم بهی هے جو ان دو جماعتوں کے متعلق قرآن مجید میں نظر آتی هے - بعض خاص حالات و خصائص کی بنا پر انهیں " اصحاب المیمنه " اور " اصحاب المشئمه " کے ناموں سے بهی موسوم کیا گیا هے ' یعنی داهنی جانب کی جماعت اور بائیں جانب کا گروہ :

فاصحاب المیمنة ' ما اصحاب المیمنة ! و اصحاب المشئمة ما اصحاب المشئمة و السابقون السابقون اولئك المقربون فی جنات النعیم (۵۶ : ۸)	اصحاب المیمنه ' اور اصحاب المیمنه کے مدارج کا کیا کهنا که بڑے هی عالی مرتبه هیں ! اور اصحاب المشئمه ' اور اصحاب المشئمه کی بدبختیوں اور بدنصیبی کے تو کیا کهنے که انکی کوئی حد و انتها هی نهیں ! اور پهر سابقون السابقون تو درگاه الهی کے وهی مقرب بندے هیں !

یهاں تین جماعتوں کا ذکر کیا هے پهلی دو جماعتیں " اصحاب المیمنه " اور " اصحاب المشئمه " هیں - اور تیسری " السابقون السابقون " چنانچه اس کے لیے کها هے که وہ اعلی اور اجلا طبقه

" سابقون السابقون " سے وهی لوگ مراد هیں جنکی نسبت سورۂ واقعه میں فرمایا هے : ان الذین سبقت لهم منا الحسنی اولئك عنها مبعدون - لیکن اس جماعت کا حال میں

ہیں لکھوگا (۱) مقصود صرف پہلی دو جماعتیں ہیں۔
ے سابقوں کے اعمال و خصائص ہی شونیم یہاں تو نہیں کی
ی کمی بیان سورہ میں صاف صاف بتلا دیا ہے :

ر ہیں کہ ہم نے سورہ میں "عصبہ"	"تم سمجھے کہ ہم نے سورہ میں "عصبہ"
ہے کہا ہے سورہ میں کہ مقصود ہے ؟	کا لفظ کہا ہے سورہ میں کہ مقصود ہے ؟
ہی "عصبہ" کے معنی ہے کہ	"عصبہ" کے معنی ہے کہ
ہیں کہ "عصبہ" کے معنی ہے کہ	ہیں کہ "عصبہ" کے معنی ہے کہ
ہیں کہ "عصبہ" کے معنی ہے کہ	ہیں کہ "عصبہ" کے معنی ہے کہ
ہیں کہ "عصبہ" کے معنی ہے کہ	ہیں کہ "عصبہ" کے معنی ہے کہ
ہیں کہ "عصبہ" کے معنی ہے کہ	ہیں کہ "عصبہ" کے معنی ہے کہ
ہیں کہ "عصبہ" کے معنی ہے کہ	ہیں کہ "عصبہ" کے معنی ہے کہ

اسکے بعد دوسرے گروہ کے کاموں اور نتائج کی تعریف بیان کی ۔

والذین کفروا بایاتنا '	مگر جن لوگوں نے ہماری نشانیوں کو '
ھم "اصحاب المشئمہ"	ہماری تعلیمات کو ' ہمارے احکام کو '
علیھم نار موصدہ ۔	اور ہماری بھیجی ہوئی ہدایت کو '
(۹۰ : ۱۷)	قول سے اور عمل سے جھٹلایا ' تو وہ لوگ
	"اصحاب المشئمہ" ہیں ۔

ان آیات سے پہلے انسان کی خلقت کے ضعف اور پھر نفس
موہی کی ابلیسانہ گمراہی کا ذکر کرکے عاقل انسانوں کو متنبہ کیا
کر دیا ہے کہ خدا نے انسان کے آگے ہدایت و ضلالت ' دونوں راہیں
کھولدی ہیں ۔ آنکھ دیکھنے ' سوچنے ' اختیار کرنے کیلیے عقل و
تمیز بھی دیدی ہے ۔ پس باوجود اسکے یہ کیسی شقاوت ہے کہ
ہدایت کی راہ چھوڑکر ضلالت کا راستہ اختیار کیا جائے ' اور اللہ کی
آلات و حواس سے بالکل آنکھیں بند کرلی جائیں ؟ اسکے بعد فرماتا ہے
کہ اس گمراہ انسان کو دیکھو جو بڑے بڑے دعوے اور گھمنڈ کی
باتیں کرتا ہے ' پر آزمایش کی اس گھاٹی تک کو طے نہ کرسکا ہے جو
انسان کی ہدایت کی پہلی منزل ہے ۔ یہاں اصلی لفظ " عقبہ "
کہا ہے اسکے معنی دشوار گذار گام یا گھاٹی کے ہیں ۔ چونکہ
" اصحاب المیمنہ " کے کاموں میں دشوار اور مشکل امتحانات ہیں
اسلیے انہیں " عقبہ " (۲) کے لفظ سے تعبیر کیا ہے ۔

اس آیہ سے معلوم ہوا کہ " اصحاب المیمنہ " کے کاموں کے دو
درجے ہیں ۔ پہلا درجہ جو اس سفر میں بطور آزمایش کی ایک
گھاٹی (عقبہ) کے ہے ' وہ یہ ہے کہ بندگان الہی کو علائق
و محکومی سے نکالنے کیلیے سعی کرنا ' اور انکی گردنوں کو انسانوں کے
تسلط و حکومت کے توجہ سے آزاد کرانا ۔ نیز اپنے مال کو مسکینوں '
محتاجوں ' اور یتیموں کیلیے خرچ کرنا ' اور بھوکوں کو افلاس و قحط
کے زمانے میں کھانا کھلانا ہے ۔ جب اس منزل سے گذر جائیں تو
اسکے بعد دوسری منزل آتی ہے ۔ جسے تواصوا بالصبر و تواصوا
بالمرحمہ سے تعبیر کیا ہے ۔ اور یہی مقام ہے جسے سورۂ عصر میں
و تواصوا بالحق و تواصوا بالصبر کہا ہے ۔ تمام وہ فضائل و اعمال
جنکے لیے صرف قوی ' و تحمل مصائب ' و نظارۂ آلام ' و ثبات

(۱) سورۂ واقعہ کی مستقل تفسیر مرتب ہے اور متعدد اہم
مطالب و مقاصد پر مشتمل ۔ بسلسلۂ باب التفسیر شائع ہوگی ۔ نیز
بصورت رسالہ ۔

راستقامت کی ضرورت ہے ' مفہوم " صبر " میں داخل ہیں ۔
" مرحمہ " سے مقصود تمام اعمال حسنہ و فاضلہ ہیں ۔ والقصہ بقول
" اصحاب المشئمہ " ان دونوں مضامین سے محروم ہونے میں
بھی انکی علامت ہے ۔

(اصحاب الیمین ۔ اصحاب الشمال)

" اصحاب المیمنہ " کو " اصحاب الیمین " بھی کہا ہے ۔
" اصحاب المشئمہ " کو " اصحاب الشمال " بھی کہا ہے ۔ دونوں
بتایا ہے ۔ دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے چنانچہ سورۂ واقعہ میں
اصحاب المیمنہ اور اصحاب المشئمہ کا ذکر آنے چکنے کے بعد فرمایا ہے
و اصحاب الیمین ' (۱) اصحاب الیمین ! کی قدر مقصود ' و ھم
منضود ' و ظل ممدود ' و ماء مسکوب ' و فاکھۃ کثیرۃ ' لا مقطوعۃ و
ممنوعۃ (۵۶ .) کہ اصحاب الیمین کے لیے باغ و بہار کی دائمی
خوشحالی اور نظارے ہیں ۔ جو نہ کبھی روکے جاسکیں گے اور
نہ کبھی انکا سلسلہ ٹوٹے گا ۔

پھر کہا ہے کہ : اصحاب الشمال ' ما اصحاب الشمال ! کی سموم
و حمیم ' و ظل من یحموم ' لا بارد ولا کریم ' انہم کانوا قبل ذالک
مترفین ۔ الخ ۔ (۵۶ :) یعنی اصحاب الشمال وہ ہیں کہ انکے لیے
تپش و سوزش اور کھولتے ہوئے پانی کی سی گرمی ہے ۔ یہ وہ
لوگ ہیں کہ پہلے بڑے آسودہ حال تھے ' مگر پاداش عمل میں ابتلا و
زوال ہوگیا ۔

پہلی آیۃ میں لا مقطوعۃ ، لا ممنوعۃ اور دوسری میں
انہم کانوا من قبل ذالک مترفین قابل غور ہے ۔

(دعوۃ الی اللہ و دعوۃ الی الشیطان)

ایک اہم موضوع بحث ان دونوں جماعتوں کے خصائص و اعمال '
آثار و نتائج ' اور عوائد و عواقب کا ہے ۔ چونکہ یہ دونوں جماعتیں تمام
ایک دوسرے کی ضد ہیں اسلیے انکے تمام کام بھی ایک دوسرے
کے بالکل متضاد و مخالف واقع ہوئے ہیں
قرآن حکیم نے اس نعمت کے انکے متضاد و متباین خصائص
و اعمال کا جابجا ذکر کیا ہے کہ اگر ان سب کو یکجا کیا جائے تو
اقلا سو آیتیں ضرور ہوجائیں ' اور انسان کے اعمال ہدایت و ضلالت
کے متعلق عجیب عجیب اسرار و معارف منکشف ہوں ۔ مگر چونکہ
اس مضمون میں یہ تمام تذکرہ ضمناً و تبعاً ہے نہ کہ اصلاً ' اسلیے
صرف سرسری نظر سے کام لے رہا ہوں اور انہی امور کی
طرف اشارہ کرتا ہوں جسے آگے چلکر اصل موضوع کے فہم و درس
میں مدد ملیگی ۔ شاید ایک مستقل مضمون " اولیاء الرحمن
و اولیاء الشیطان " کے عنوان سے بسلسلۂ باب التفسیر لکھکر اپنے تمام
خیالات اور بہت جلد یکجا کردوں ۔

اور آنجملہ ایک سب سے بڑا نمایاں اور بنیادی اختلاف جو
ان دونوں جماعتوں کے کاموں میں ہوتا ہے اور جسکو قرآن کریم نے
انکا امتیازی نشان قرار دیا ہے ' یہ ہے کہ دونوں جماعتیں دنیا
کو اپنے اپنے دوستوں اور معبودوں کی طرف بلاتی اور دعوت دیتی
ہیں ۔ " اولیاء اللہ " اللہ کے دوست اور ساتھی ہیں ' اسلیے وہ اپنی
تمام قوتوں کو اللہ کی پکار بلند کرنے اور اسکی طرف انسانوں کو
بلانے میں صرف کردیتے ہیں ۔ پر اولیاء الشیطان چونکہ شیطان کے
پجاری اور زالہ و شیفتہ ہوتے ہیں ' اسلیے انکا جہاد خدا کی حمد
و شیطان کی راہ میں ہوتا ہے اور اسی کی طرف خدا کے بندوں کو
دعوۃ دیتے اور پکارتے ہیں ۔ اولیاء اللہ اور اصحاب الجنۃ کا مسلک

خدا کی بادشاهت اور اسکا کلمهٔ علیا هوتا هے' پس وہ خدا سے دشمنی اور شیطان کرے اور اسکے یار اور مقدس اوامر کے نافرمان هو جو شیطان کی چیلم پکار اور جد و جہد و مقصد سے ظہور هوئی هے' پس وہ شیطان کے احکام مفسدہ کی تعمیل سے اور اسکے اوامر خبیثہ کے مخبر هوتے هیں - اسی لیے دعوہ دینا کی اصلاح و فلاح اور قیام انسانیہ کاملہ و مصلحہ سے معاند هے' اور اولیاء الشیطان کی دعوہ شر و فساد عدوان و معاصی و مسروق' اور تخریب انسانیہ و مفاسد مفسدہ سے ملزم هیں!

ظہور اللہ کے احکام کتابیں اور شیطان کیا حکم دیتا هے :

ان اللہ یامر بالعدل	اللہ حکم دیتا هے کہ عدل کرو اور
والاحسان و ایتاء ذی القربی	تمام اهل حقوق کو دو طرح
وینہی عن الفحشاء والمنکر	کی راست کاری کو اختیار کرو'
والبغی (۱۶ : ۹۰)	اور اسی طرح روکتا هے کہ هم

خبیث فحشا و منکر اور ظلم و عصیان سے دور رهو -

لا تتبعوا خطوات الشیطان	شیطانی وسوسوں کی پیروی مت
انہ یامر بالفحشاء والمنکر	کرو کیونکہ وہ فواحش اور ظلم و
(۲ : ۱۶۸)	عصیان کے کرنے کا حکم دیتا هے -

پس اللہ کا دوست اور ولی وهی هوسکتا هے جو اسکے حکم کا پیرو داعی هو' اور اسی طرح شیطان کا ولی وہ هے جو اسکے احکام کی منادی کرے - اللہ کا حکم یہ هے کہ " یامر بالعدل والاحسان " اسلیے اولیاء اللہ کی پہچان بھی یہی هے کہ وہ " امر بالمعروف و ناهی عن المنکر " هوتے هیں - کیونکہ وہ اللہ کے دوست' اور شیطان کے خلیفہ هیں' اور شیطان کے حزبی پادشاہ کے حکموں کا ترجمان هو - یہی سبب هے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر جابجا زور دیا گیا' اور اسے مومنوں کے تمام اعمال حسنہ کی بنیاد اور اساس بتلایا :

الذین ان مکنا هم فی الارض	" وہ مسلمان کہ اگر هم انہیں دنیا
اقاموا الصلوٰۃ و اٰتوا الزکوٰۃ و	میں قائم کردیں تو انکا کام یہ هوگا
امروا بالمعروف و نہوا عن	کہ صلوٰۃ الہی کو قائم کرینگے '
المنکر ' و الی اللہ عاقبۃ	اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ
الامور (۲۲ : ۵۴)	کرینگے ' اور امر بالمعروف اور نہی

عن المنکر الہی دعوت هوگی ' اور تمام کاموں کا انجام اللہ هی کے هاتھ میں هے "

[ایک اهم آیہ]

اور یہی سبب هے کہ سورۂ اعراف میں جہاں یہود و نصارا کو خاص طور پر اسلام کی دعوہ دی هے' وهاں خصوصہ خاتم المرسلین کی نبوت کے اهم اور نمایاں کام کا بتلائے هیں :

الذین یتبعون النبی	وہ لوگ کہ انہوں نے اللہ کے رسول
الامی الذی یجدونہ	و نبی امی کی پیروی کی ' جسکی
مکتوباً عندهم فی	بشارت انکے پاس تورات و انجیل میں
التورات و الانجیل :	لکھی هوئی موجود هے - وہ
یامرهم بالمعروف وینہاهم	رسول انہیں کاموں کا حکم دیتا هے
عن المنکر ' ویحل لهم	اور برائیوں سے روکتا هے - پاک
الطیبات ویحرم	چیزوں کو انکے لیے حلال کرتا اور خبائث
الخبائث ' ویضع عنهم	کو اوپر حرام کرتا هے - اور سخت حکموں
اصرهم و الاغلال التی	کے جو بوجھ انکے سروں پر تھے انسے
کانت علیهم ' فالذین	رهائی بخشتا ' اور غلامی استبداد اور

اصر و عبودیت کے جو پھندے تھے انکو کاٹتا هے [۷ : ۱۵۷]

یہ آیہ مبارکہ اسلام کی تعلیمات مقدسہ کا پورا خلاصہ هے اور اسی کے پیش نظر هم نے اوپر کہا هے کہ دین الہی کی دعوت کا وہی رنگ هوتا هے جو اس نے اختیار کیا هو - یعنی دعوت اسلامی دعوۃ اللہ کی صرف هے اور اللہ کی دعوت اصلاح اور فلاح اور قیام انسانیت کاملہ کی دعوت هے -

یہ آیہ مبارکہ سعادت انسانیہ کا پورا جامع دستور هے اور جسکو قبول خلق نے پوری طرح اپنا لیا هے اور دین الہی کی حقیقت اور وحی ربانی کا جو کچھ بھی منشا هے اور جس نے انسان کی دنیا کو هر زمانہ میں روشن کیا هے اور کررہا هے اور قیامت تک کرتا رهیگا اسکی روشنی صرف هے اور اللہ کی صرف هے

[ایک اهم مسئلہ]

جس شخص نے ایک دفعہ مسئلہ هے جو سعادت عالم کی بنیاد اور حقیقت انسانی کا رکھتا هے - پس وہ اپنے گھرانے کو اور اپنی نسل کو اور دوستوں کو حکم دیتا هے کہ اولیاء اللہ کی مخالفت اور ظلم و عدوان کی طرف لوگوں کو نہ بلائیں : وہ کام بالمعروف والمنکر - اسلیے جو لوگ شیطانی حکموں کے سامنے گر جاتے هیں اور اللہ کو چھوڑ کر اسکی مخالفت و عداوت اختیار کرلیتے هیں' انکا کام امر بالمعروف کی جگہ امر بالمنکر اور نہی عن المنکر کی جگہ امر بالمنکر هوتا هے - یعنی اوامر اللہ کو بھلادیتے اور برائیوں سے روکتے هیں' لیکن وہ برائیوں کا حکم دیتے اور نیکیوں سے روکتے هیں - قرآن کریم نے صاف صاف لفظوں میں اسکی تصریح کردی هے :

المنافقون و المنافقات	منافق مرد اور منافق عورتیں سب
بعضهم من بعض : یامرون	ایک هی قسم کی هیں - برائی کا حکم
بالمنکر و ینهون عن	دیں' نیکیوں سے روکیں ' اور اللہ کی
المعروف ، ویقبضون	راہ میں خرچ کرنے کا وقت آئے تو
ایدیهم ' نسوا اللہ	منہجاں پھیر لیں - حقیقت یہ هے
فنسیهم ' ان المنافقین	کہ انہوں نے اللہ کو بھلایا - نتیجہ یہ نکلا
هم الفاسقون - (۹ : ۶۸)	کہ اللہ نے بھی انہیں بھلا دیا - اچھی

طرح سمجھ لیں کہ یہ منافق هی هیں جو سخت فاسق هیں!

مخالفہ مومنوں کا حال یہ هے -

والمومنون والمومنات	برخلاف منافقوں کے مومن مرد اور
بعضهم اولیاء بعض :	مومن عورتوں کا حال یہ هے کہ نیک
یامرون بالمعروف و	کاموں میں ایک کا ساتھی ایک هے -
ینهون عن المنکر	نیکی کا حکم دیتے هیں' برائی سے
ویقیمون الصلوٰۃ و یؤتون	روکتے هیں' صلوٰۃ الہی کو قائم کرتے
الزکوٰۃ و یطیعون اللہ	هیں' اللہ کی راہ میں مال خرچ
و رسولہ - اولئک سیرحمهم	کرتے هیں' غرضکہ اللہ اور اسکے رسول
اللہ ان اللہ عزیز حکیم	کے حکم پر چلتے هیں - یہی لوگ هیں

کہ اللہ ضرور رحم کریگا - کچھ شک نہیں کہ اللہ عزیز و حکیم هے -

یہاں آیہ میں " منافق " کا لفظ فرمایا - نفاق ایمان کے مقابلے میں اور کفر اسلام کے مقابلے میں قرآن کی اصطلاح هے - پس یہ ان لوگوں کا حال هے جو مومنوں کے ضد و مخالف هیں' اور مومنوں کا دوسرا نام " اولیاء اللہ " هے -

فرمایا کہ " نسوا اللہ فنسیهم " انہوں نے اللہ کو بھلادیا هے اسلیے وہ بھی بھلا دیے گئے -

(نسیان ذکر الٰہی)

اللہ اور اسکے ذکر کو بھلانا ایک خفیہ شیطانی عمل ہے جسکا بیان حکیم میں نسیان و ذہول کو شیطان کی طرف نسبت دی ہے - حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے بعضی معلم کی تلاش میں جب مجمع البحرین کے دو دریاؤں کے جمع ہونے کی جگہ پر پہنچے تو اپنے ساتھی سے کہا - وما انسانیہ الا الشیطان (۱۸ : ۶۴) شیطان نے مجھپر نسیان طاری کردیا - حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے قید خانے کے ساتھی سے کہا تھا کہ " اذکرنی عند ربک " عزیز مصر سے میرا ذکر کردینا - اگر وہ عزیز مصر سے ذکر کردینا تو عجب نہیں کہ حضرۃ یوسف کو جلد رہائی ملجاتی - لیکن شیطان نے بھلا دیا اور اُسے یاد نہ رہا : فانساہ الشیطان ذکر ربہ فلبث فی السجن بضع سنین (۱۲ : ۴۲) شیطان نے اسپر نسیان طاری کردیا اور وہ اپنے آقا سے حضرۃ یوسف کا تذکرہ کرنا بھول گیا -

اسی طرح سورہ انعام میں فرمایا و اما ینسینک الشیطان فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین (۶ ; ۶۴)

اصل یہ ہے کہ نیکی کا سرچشمہ اللہ کی یاد اور اسکا ذکر ہے قوۃ شیطانی اس ذکر کو بھلا دیتی ہے اور جو برائی اور فساد ہوتا ہے اسکے لیے نسیان و ذہول طاری ہوجاتا ہے - گذشتہ صفحات میں " حزب الشیطان " کا ذکر آچکا ہے جو اولیاء الشیطان کی جماعت کا نام ہے - اسکا ذکر کرتے ہوئے خدا نے فرمایا کہ " استحوذ علیہم الشیطان فانساہم ذکر اللہ - اولائک حزب الشیطان - (شیطان انپر مسلط ہوگیا ہے - پس انہوں نے خدا کے ذکر کو بھلا دیا ہے - یہی لوگ حزب الشیطان ہیں) - آیۃ بالا میں بھی " نسیان شیطانی " کا ذکر کیا ہے اور اس آیۃ میں بھی حزب الشیطان کیلیے " نسیان ذکر " کی طرف اشارہ کیا ہے - اس سے واضح ہوتا ہے کہ جن منافقین و منافقات کا یہاں ذکر کیا گیا ہے وہ بھی حزب الشیطان ہے : اولائک ہم الخاسرون !

[عود الی المقصود]

غرضکہ اولیاء الشیطان اور حزب ابلیسی کا ہم ذکر میں یہ ہوتا ہے کہ امر بالمعروف والعدل کے مقابلے میں امر بالمنکر - الاوسان کو لیں اور نہی عن المنکر کی جگہ امر بالمنکر کیجئے بجائے

ھل نسیری ھو زمن	(پھر) کیا ایسا شخص اور وہ جو
یامر بالعدل وھو علی	شخص اپنے کاموں میں سیدھا ہو اور عدل
صراط مستقیم ؟	کو قائم کرتا ہو اور خود بھی سیدھی
(۱۶ : ۷۶)	راہ پر چلتا ہو ؟

اور چونکہ دونوں جماعتوں کی تعلیم اور دعوۃ الگ الگ ضد اور مخالف میں ہوتی ہے ' پس ہر انسان صداقت کی دعوۃ الی اللہ کے موقعہ پر دونوں جماعتیں الگ دو مخالف سمتوں میں صف آرا ہوجاتی ہیں - ایک صف کے ہاتھ میں امر بالمعروف کا علم صلح و اصلاح ہوتا ہے - دوسری صف کے ہاتھ میں فساد اور فواحش و منکرات کا جھنڈا ہوتا ہے - ایک کے امر بالمعروف و دعوۃ الی اللہ کی صدا اٹھتی ہے دوسرے کے امر بالمنکر و دعوۃ الی الشیطان کی منادی بلند ہوتی ہے - ایک اللہ کی راہ میں اپنا خون بہانا اور حق کیلیے جہاد کرنا ہے - دوسرا شیطان کی راہ میں لڑتا اور ظلم کیلیے قتال کرتا ہے -

الذین آمنوا یقاتلون	مومنین اللہ کی راہ میں قتال کرتے
فی سبیل اللہ ' والذین	ہیں اور منافق کے متعلق ذکر
کفروا یقاتلون فی سبیل	اسکے خلفاء عظام کی راہ میں
الطاغوت (۴ : ۷۵)	

پس مومنین اور اللہ کی راہ ہی ہے جو شیطان کے ولیوں کو قتل کرے ' اور انکے فساد و طغیان سے ارض الٰہی کو پاک کردے ' چنانچہ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے :

فقاتلوا " اولیاء الشیطان "	شیطان کے دوستوں اور پجاریوں کو
ان کید الشیطان کان	قتل کرو - شیطان کے مکر و فساد
ضعیفا (۴ : ۷۵)	خود بھی کمزور ہے اور مومنین بھی
	اگر اللہ کے بھروسے قائم ہوں - شیطانی قوتیں ہمیشہ ضعیف و ناتواں ہوتی ہیں '

اور اسی لیے قتل و خونریزی کہیں بھی ہو اسکی بنیاد صلح و اصلاح اور امن و نظام ہے - کیونکہ فساد و ظلم کے روکنے کیلیے جو شخص خون بہاتا ہے ' وہ دنیا کا حقیقی مصلح اور محسن ہے - کیونکہ اُس نے ایک جماعت کا خون بہا کر تمام عالم کو زندگی بخشدی - اور جو شخص ظلم و فساد کو زندگی بخشتا ہے وہی دنیا کا دشمن اور انسانیت کا غدر ہے ' کیونکہ چند انسانوں کی خاطر تمام انسانوں کا دشمن اور قاتل ہے -

ولکم فی القصاص حیاۃ	اور قتل کے بدلے قتل کرنے میں
یا اولی الالباب !	اے صاحبان عقل ' تمہارے لیے زندگی
(۲ : ۱۷۹)	ہے - کیونکہ ایک کو قتل کرنے سے
	سو - ظلم کے تم کے تمام دنیا کو امن و سلامتی دلادی !

اور فرمایا ہے

وقاتلوھم حتی لا تکون	اور اولیاء الشیطان کو قتل کرو یہاں
فتنۃ ' ویکون الدین للہ	تک کہ دنیا میں فتنہ و فساد باقی
(۸ : ۳۹)	نہ رہے اور تمام دین صرف اللہ ہی کا
	قائم ہو جائے -

اولیاء الشیطان کا یہی کام ہوتا ہے کہ وہ ان لوگوں کو قتل کرتے ہیں جو عدل و معروف کا حکم کرتے اور اسکی منادی بلند کرتے ہیں - و یقتلون الذین یامرون بالقسط (۳ : ۲۱) یعنی وہ ان لوگوں کو قتل کرتے ہیں جو عدل و انصاف کا حکم دیتے ہیں - پس ضرور ہے کہ داعیان حق و عدل کے ہاتھوں وہ بھی قتل کیے جائیں

فمن اعتدی علیکم	جو تم پر زیادتی کرے ' تم بھی اس
فاعتدوا علیہ بمثل ما	طرح اور اسی قدر اسپر زیادتی کرو
اعتدی علیکم ! (۲ : ۱۹۴)	تمام - غرضکہ اللہ نے مومنوں کو ظلم کے مٹانے کا حکم دیدیا ہے -

(اولیاء اللہ سے مقصود)

یہاں یہ واضح رہے کہ " اولیاء اللہ " سے قرآن کریم کا مقصود کوئی مخصوص و مستقل جماعت " اولیاء اللہ " کی نہیں ہے ' بلکہ ہر وہ شخص جسنے شیطانی دنیا سے اپنے تئیں الگ کرلیا ہے اور اللہ اور اسکے رسول کے احکام کی اطاعت اپنا لی ہے ' وہ اللہ کے اولیاء ہیں ' اور اسی لیے ہر مومن کا ان آیتوں کا مخاطب ہونا ضروری ہے -

اللہ کے اولیاء کے حالات و مقامات کے جس خاص حالات میں ہم قرآن کریم سے اس مقامات کا پتہ چلتا ہے وہ ایمان اور اسکے بعد اللہ کے راستہ میں جہاد کا وقت ہے اور اسی لیے قرآن کریم نے جہاد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے " ان الذین صدقوا " فرمایا اسی لیے اس موقعہ پر ہمیں اللہ کے اولیاء کی یہ علامت بتلائی ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں - اللہ و الرسول اولائک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین و الصدیقین و الشہداء و الصالحین - وحسن اولائک رفیقا

مدارس اسلامیہ

بازگو از نجد و از یاران نجد

دستور العمل ندوۃ العلما کی بے نتیجہ ترمیم

عام راے کے اظہار اور اصلاح ندوہ کا اصلی رخ

حضرات ندوہ کی جانب سے ایک دستور العمل اخبارات میں بعرض حصول آرا شائع کیا گیا ہے - برسوں سے ندوۃ العلما کی منتظمہ کمیٹی ترمیم ترمیم کہہ رہی تھی - خداخدا کرکے اب کہیں اس نے مسودہ کی تصدیف سے فراغت پائی - اگر ندوہ کوئی ضروری شے ہے اور اگر اسے زندہ رہنا چاہیے تو فی الحقیقت اصلی نقطۂ کار یہی ہے جو ہمارے سامنے آیا ہے - یعنے مسئلۂ اصلاح دستور العمل و مسئلہ نظام و قواعد -

لیکن قبل اسکے کہ دستور العمل پر نظر ڈالی جاے ' ایک مرتبہ اُن مفاسد کو مجملاً دہرا لینا چاہیے جنکی اصلاح مطلوب ہے اور جسکے دفع کرنے کیلیے نیا دستور العمل بنایا جارہا ہے - جب تک لوگوں کے سامنے وہ امور صاف صاف طور پر نہ آجائینگے ' وہ دستور العمل کے متعلق کوئی صحیح راے قائم نہیں کرسکتے -

(مفاسد کار)

ندوہ کے مفاسد اصولاً دو قسموں میں بیان کیے جاسکتے ہیں :

(۱) دستور العمل اور قانون اساسی (کانسٹی ٹیوشن) کا اصول قوانین عامہ مجالس کے لحاظ سے انتہائی حدتک بے قاعدہ ' بے اصول ' غیر منظم ' اور بکسر مستبدانہ ہونا ' جو ایک نعمہ کیلیے بھی کسی جماعتی اور اسلامی و شوری کام کا دستور العمل نہیں ہوسکتا - اسکی اکثر دفعات شریعۃ حقہ اسلامیہ کی صریح مخالف ہیں - کیونکہ اصول مقدس شوری امۃ کو (کہ بغیر اسکے کوئی جماعتی کام اسلامی نہیں ہوسکتا) بالکل نظر انداز کردیا گیا ہے -

مثلاً دستور العمل میں ایک مجلس علاوہ مجلس انتظامیہ کے " مجلس خاص " کے نام سے بڑھائی گئی ' اور کانسٹی ٹیوشن کا تغیر و تبدل ' منیجنگ ممبروں کا انتخاب ' صیغۂ مال کے حسابات کی جانچ ' اور اسی طرح کے تمام اہم اور بنیادی امور اسکے ہاتھ میں دیدیے گئے - لیکن اسکے نظام کا یہ حال ہے کہ کوئی وقت اور کوئی زمانہ معین اسکے لیے ضروری نہیں " حسب تحریک ارکان یا ناظم یا نائب ناظم جب ضرورت پیش آے منعقد ہوسکتا ہے " (دفعہ ۲۸)

اس عجیب الخواص " مجلس خاص " کے قائم کرنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ ندوہ کی تمام ہستی بیکار ہو گئی - نہ تو ارکان انتظامی کچھ چیز رہے - نہ شوری و اکثریت کی کوئی حقیقت باقی رہی - جب ناظم یا نائب ناظم چاہے ' چند آدمیوں کو اکٹھا کرکے اپنے حسب منشا نئے ممبر بنا لے ' یا قواعد منسوخ کرڈالے ' یا حسابات کے متعلق صوابق و مخالف رزولیوشن پاس کرلے - چنانچہ بارہا ایسا ہی ہوا اور اسی کا نتیجہ ہے کہ ندوہ چند اشخاص کے زیر تسلط آگیا ہے - جب چاہتے ہیں مجلس خاص منعقد کرکے بغیر اطلاع ممبران انتظامیہ و حصول راے ' پندرہ پندرہ شخص ممبر بنا لیتے ہیں ' تاکہ اپنے مداق کی اکثریت پیدا کرکے مخالف کو شکست دیدیں -

جمہوری اور جماعتی کاموں کا نقص بھی یہ منشا نہیں ہوا ہے کہ تعداد کے لحاظ سے کل افراد قوم کو کسی کام میں شریک کرلیا جائے - عملاً بھی یہ ناممکن ہے - جمہوریت اور شوری سے مقصود صرف یہ ہوتا ہے کہ حتی الامکان ایسے قوانین وضع کیے جائیں جنکی وجہ سے کسی ایک شخص یا چند آدمیوں کو تسلط و تغلب کا موقع نہ ملے ' اور راے زیادہ سے زیادہ ممکن الاجتماع افراد میں بٹ جاے - ان افراد میں پہلا گروہ وہ ہوتا ہے جو شریک کار ہوتا ہے - دوسرا وہ وسیع تر گروہ جو پہلے گروہ کو منتخب کرتا ہے - اس طرح معاملہ بہت سے آدمیوں کے ہاتھوں میں چلا جاتا ہے ' شخصیت انہی میں کم ہوجاتی ہے ' اور علی سبیل الاستبدال تمام افراد قوم و جماعت اسمیں شریک ہوجاتے ہیں یا ہوسکتے ہیں -

یہی معنی اصول شوری اور اجتماع حل و عقد کے ہیں اور اسی اصول پر آج تمام دنیا کے مشترکہ اور مجلسی کام ہورہے ہیں - کوئی چھوٹی سے چھوٹی مجلس بھی ایسی بمشکل ملیگی جو اپنے تئیں " شخص " کی جگہ " مجلس " کہتی ہو ' اور پھر " مجلس خاص " کی طرح ایک خود مختارانہ کمیٹی بھی اس نے بنا لی ہو -

یا مثلاً سکریٹری کی معزولی کا حق عام مسلمانوں کی جگہ ایک خود ساز جماعت انتظامیہ کے ہاتھ میں دیدینا جو مسلمانوں کا حق دینی و شرعی ہے - اور جبکہ وہ خلیفۂ وقت کو معزول کرسکتے ہیں تو کسی انجمن کے سکریٹری کو بھی معزول کرسکتے ہیں بشرطیکہ شرائط عزل بیان کردیں - ندوہ کا اصلی دستور العمل جسپر سالہا سال تک عمل ہوتا رہا ' اسمیں بھی حق عزل جلسۂ عام کو دیا گیا تھا - جلسۂ عام میں ہر شخص شریک ہو سکتا ہے ' اور اضافی کثرت و عمومیت اسے حاصل ہوتی ہے ' اسلیے اطلاق عام راے کا اسی پر کیا جائیگا -

یا مثلاً منیجنگ کمیٹی کے ممبروں کا انتخاب عام ممبروں کی راے لیکر ہونا چاہیے - جو لوگ کسی مجلس کی تمام ہستی اپنے دست اقتدار میں لیتے ہیں ' قانوناً و شرعاً و اخلاقاً ' انہیں مسلمانوں کے وسیع گروہ کی جانب ہی سے منتخب ہونا چاہیے - اسمیں مصلحت یہ ہے کہ خاص خاص شخصوں اور محدود جماعتوں کو ایسا غلبہ پیدا کرنے کا موقعہ نہ ملے اور ہر شخص اپنے تئیں منتخب راے ندوہ کے کام میں حصہ لے سکے - قدیم دستور العمل میں ایسا ہی تھا لیکن نئے دستور العمل سے یہ دفعہ نکال دی گئی -

اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ جلسۂ انتظامیہ کوئی شے نہ رہا - اسکو " جلسہ " کہنا مجلسی و مشترکہ کاموں کی حقیقت کو مشتبہ کرنا ہے - وہ چند آدمیوں کی ایک بے قاعدہ بھیڑ ہوگئی جسے آپس کے مبادلۂ انتخاب سے اٹھا لیا گیا ہے - جن مسلمانوں کی جانب سے نیابت کا آپ دعوا ہوتا ہے ' انہیں یہ تک نہیں معلوم کہ کون ہمارا مختار بن ہوا ہے ؟ کب ہوا ہے ؟ اور کب اسکے پنجے سے چھٹکارا نصیب ہوگا ؟

یا مثلاً ندوہ کسی خاص صوبے یا شہر کی مخصوص انجمن نہ تھی - تمام مسلمانان ہند کیلیے کام کرنا چاہتی تھی ' پس ضرور تھا کہ تمام صوبوں سے اسمیں ممبر لیے جاے اور اس طرح صحیح انتخابی اصول کی تعمیل کے ساتھ عام دلچسپی اور واقفیت بھی مسلمانوں کو ہوتی ' مگر اسکا کچھ لحاظ نہیں رکھا گیا اور تمام کاموں کو صرف چند ہاتھوں کے ذریعہ انجام دینے کی ناسم مجلس ایک نئی مثال مشئوم قائم کی گئی -

مرجملہ اسی طرح کے مفاسد سے مرجودہ دستور العمل لبریز ہے ' اور اسی کا نتیجہ ہے کہ جب تک یہ پھر راہ سے نہ ہٹے ' کوئی اصلاح نہیں ہوسکتی - یہی ندوہ کی زیرھہ کا اصلی مرض ہے - اسی کے اثر سے تمام مقاصد دینی و تعلیمی کے حصول سے بک لخت محروم رہتا ہے اور کام ہو نہیں سکتا - خواہ انسانوں کی جگہ آسمان سے فرشتے بھی اتر آئیں مگر ایسے دستور العملوں کی موجودگی میں وہ کچھ نہ کرسکینگے -

طبیعت کی اور اسی سے کی مفسد ہو تو وہ اپنے نتیجے بھی بھی صالح نہیں دیا سکتی - انجمنوں کیلیے انکا کانسٹی ٹیوشن بمنزلۂ طبیعت و فطرت کے ہے جب یہ قائم ہوگئے تو پھر جبلت میں تبدیلی نہیں ہوسکتی - پس سب سے پہلا سوال بنیاد کا ہے نہ کہ در و دیوار کا -

(۲) دوسرا سرچشمۂ مفاسد ایسی طبائع کا سوال ہے جو قواعد کی پابندی کو ضروری نہیں سمجھتیں' اور یہ مرض پہلے سے بھی زیادہ مہلک ہے - کیونکہ صحیح و صالح کاموں کیلیے جس درجہ صحیح و صالح قانون کی ضرورت ہے ' اتنی ہی ایسے صالح و صحیح العمل لوگوں کی بھی ضرورت ہے جو قانون کی پابندی کریں اور انکا دماغ ایسی با قاعدہ کام کے کرنے سے انکار نہ کرے - اگر ایسا نہ ہو تو پھر قانون بیکار ہے اور قواعد کی حقیقت محض بے سود - آپ بہتر سے بہتر قانون بناکر کاغذ پر لکھ لیں' لیکن وہ صرف کاغذ ہی تک رہیگا اگر اسپر عمل نہ کیا گیا - یہی نکتہ ہے جسکی طرف قرآن حکیم نے اشارہ کیا جبکہ آغاز قرآن میں فرمایا :

ذالک الکتاب لاریب فیہ ' ھدی للمتقین - الم (۲ : ۲)

قرآن کریم بلا شک و شبہہ خدا کی کتاب ہے - اُن لوگوں کو ہدایت بخشنے والی ہے جو متقی ہیں اور احکام الہیہ پر عمل کرتے ہیں - مثلاً ایمان بالغیب و قیام صلوٰۃ و ایتاء زکوٰۃ -

فرمایا کہ قرآن " ھدی للمتقین " ہے - متقی روحوں کو ہدایت دینے والا ہے - یہ نہیں فرمایا کہ " ھدی للمضلین و الکافرین " ہے - یعنے گمراہوں اور کافروں کو ہدایت دینے والا ہے - حالانکہ ہدایت کی ضرورت تو گمراہوں کو ہوتی ہے نہ کہ انکو جو متقی ہیں ؟ نسخہ بیمار کو چاہیے نہ کہ تندرست کو ؟

لیکن حقیقت اسکی یہی ہے کہ کتاب الہی ایک قانون ہے - قانون اُسی کام کو درست کر سکتا ہے جو قانون کے مطابق کیا جاے اور اسکی تعلیمات عمل و نفاذ میں آئیں - لیکن اگر ایک شخص قانون کی پروا نہیں کرتا اور اسپر عمل کرنے کیلیے طیار نہیں تو ایسے شخص کیلیے وہ قانون اُسی طرح بیکار ہے جیسا اُس بیمار کیلیے دوا جو طبیب سے نسخہ لیکر اُسے استعمال نہیں کرتا ' اور ہوے طریقہ کے مطابق پرہیز کرنے کیلیے مستعد نہیں

متقی وہ ہے جو اللہ سے ڈرتا ہے اور ڈرتا بھی ہے خود اللہ کے احکام کو مانتا اور اسپر عمل کرتا ہے - پس فرمایا کہ قرآن کے قانون الہی اور نسخۂ شفا ہونے میں تو کوئی شک نہیں - البتہ یہ قانون اسی کیلیے قانون ہے جو اسپر عمل کرے ' اور یہ نسخہ اسی کیلیے وسیلۂ شفا ہے جو اسے استعمال کرے : یھدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلام و یخرجھم من الظلمات الی النور و یھدیھم الی صراط مستقیم (۵ : ۱۸)

ورنہ اکثر اوقات تو گمراہوں کیلیے قانون کی موجودگی اور زیادہ موجب گمراہی ہو جاتی ہے - کیونکہ قانون سے انہیں عناد ہو جاتا ہے ' اور اور زیادہ اسکی مخالفت کرنا چاہتے ہیں : یضل بہ کثیراً ویھدی بہ کثیرا وما یضل بہ الا الفاسقین ! (۲ : ۲۶)

پس ندوہ کے موجودہ مفاسد میں اعتقاد اور عمل ' قول و فعل' قلب و اعضاء' قانون و نفاذ' دونوں قسم کے مفاسد موجود ہیں - اسکا دل اور جسم دونوں بیمار ہیں - اول تو اسکے پاس کوئی صحیح قانون ہی نہیں ہے جو بمنزلۂ اعتقاد کے ہے اور جسپر اعضا و جوارح کے تمام اعمال مرتب ہوتے ہیں - پھر جیسا کچھہ بھی ناقص و بے قاعدہ قانون موجود ہے ' ستم پر ستم یہ کہ اسپر بھی عمل نہیں ہوتا - و للہ در من قال :

لاتک ھر تراسکو ھم سمجھیں لگاؤ
گر نہ ھو کچھہ بھی تو دھوکا کھائیں کیا ؟

پس اسکی بیماری نہ صرف قانون کی ہے ' بلکہ قانون کے عمل و نفاذ کی بھی ہے - اگر ہم دیکھنے کہ جیسا کچھہ بھی قانون موجود ہے ' اسکے مطابق ندوہ میں کام ہو رہا ہے تو ہمارا ماتم صرف اسی قدر ہوتا کہ قانون کی ترمیم یا تجدید کر دیں - ایک بہتر قانون بنا کر یا خود انہی لوگوں سے ندوا کر ندوہ کے سپرد کر دیں اور پھر نازاں اقبال ہو کر بیٹھہ رہیں - لیکن بلا شدید سے اشد ہے ' اور مصیبت وسیع سے وسیع تر - دستور العمل کی درستگی کے بعد اسکے نفاذ و عمل کا مسئلہ سامنے آتا ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ نہ صرف فروعات و جزئیات ہی میں بلکہ یکسر بنیادی اور اساسی امور میں ندوہ کا مسلمہ دستور العمل بالکل بے اثر اور قطعاً بیکار ہے - کبھی بھی اسکی پوری پوری نہ ہوئی نہ اقلاً اسکی موٹی موٹی دفعات اور اصولی نظم و ضوابط ہی کی پیروی کرلی جاے ' اور کم سے کم اس مجلس کی بنیاد اور اساس تو باقاعدہ ہوجاے -

بلا سبہ مسلمانوں نے دوسرے مجالسی کاموں میں بھی بے قاعدگیاں اور خلاف ورزیاں کیجاتی ہیں - پونا کی مسلم لیگ سے لیکر علی گڈہ کالج کے عظیم الشان ٹرسٹیوں تک کا یہی حال ہے - شاید ہی کوئی انجمن ایسی نکلے جسمیں ٹھیک ٹھیک قواعد وضوابط کی پیروی کی جا رہی ہے اور کوئی بات قابل اعتراض نہ ہوتی ہو - لیکن بے قاعدگیوں کی بھی قسمیں ہیں اور قانونی خلاف ورزیاں بھی یکساں نہیں ہوتیں - ایک بے قاعدگی جزئی اور فروعی امور میں ہوتی ہے - ایک اصولی اور اساسی امور میں -

ایک بے قاعدگی یہ ہے کہ کام اصلاً تو با قاعدہ بنیادوں پر قائم ہوچکا ہے - اساسی دفعات عمل میں آچکی ہیں اور اسدرجہ محکم ہوچکی ہیں کہ ان میں کوئی ایک فرد واحد یا کوئی محدود جماعت تغیر و تبدل نہیں کرسکتی - لیکن اسکے طریق کار و عمل میں بعض فرعی دفعات نظر انداز کردی جاتی ہیں ' یا چند اشخاص اپنی کسی خاص غرض کو حاصل کرنے کیلیے چند مخصوص قواعد کے عمل میں مانع ہونے لگتے ہیں - یا عمل کراتے بھی ہیں تو انکی اصلی حقیقت پیدا نہیں ہونے دیتے وغیرہ وغیرہ -

لیکن ایک بے قاعدگی یہ ہے کہ سرے سے کام کی بنیادی دفعات ہی پر عمل نہیں کیا گیا ہے - جن قواعد کی بنا پر کسی ادارہ کی بنیاد رکھی گئی ہے ' اور جسکے عمل میں لانے کے بعد وہ ایک انجمن اور ایک باقاعدہ مجلس بنتی ہے ' سرے سے انہی کو یک قلم چھوڑ دیا ہے - یہ صرف فروعات بلکہ اصول مفقود ہیں یہ محض طریق عمل ہی غلط ہے بلکہ عمل کیا ہی نہیں گیا ہے - سالہا سال گذر گئے لیکن ایک نظیر بھی نہیں پائی جاتی جو ان اصولی دفعات کے عمل و نفاذ کا یقین دلاے !

ان دونوں قسم کی بے قاعدگیوں اور خلاف ورزیوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے ' کوئی بے قاعدگی دونوں ہیں - ایک شخص فرض نماز پڑھتا ہے ' سنت چھوڑ دیتا ہے - ایک کو فرض رکعتیں ادا کرنے کی بھی توفیق نہیں :

زبد سلمہ والاعز ابن حاتم !

بلا سبہ پہلی قسم کی بے قاعدگی عام ہے اور بد قسمتی سے اکثر کاموں میں پائی جاتی ہے جسے دور کرنا چاہیے - لیکن ندوہ کی بے قاعدگی دوسری قسم کی بے قاعدگیوں میں سے ہے ' اور اسلیے اسکی حالت مجالس و انجمن کی عام بے قاعدگیوں سے بالکل مختلف ہے :

زشتان ما بین خل و خمرا!

یہ کہنا کہ یہ بے قاعدگی فلاں بے قاعدگیوں سے کمتر یا فلاں سے زیادہ ہے ' بالکل بے معنی ہے - سوال مفاسد کا ہے اگر اسکا وجود ہے تو جب اور جس وقت اور جن لوگوں کو مہلت ملے انکی اصلاح اولی ہے - خواہ کسی عہد میں پیدا ہوئی ہوں اور خواہ روز افزوں کاہندہ ہو یا عمر؟

ہم آیندہ نمبر میں ایسی بے قاعدگیوں کی چند مثالیں بھی پیش کرینگے تا کہ لوگوں کو صحیح راے قائم کرنے میں مدد ملے اور سمجھہ سکیں کہ اصلاح ندوہ کے مسئلہ میں اصلی بل کہاں پڑ گیا ہے ؟

اسکے بعد اُس دستور العمل پر نظر ڈالینگے جو شائع کیا گیا ہے ' اور بتلائینگے کہ وہ کس بنا پر محض بیکار ہے اور بعض اصولی امور میں تو پہلے سے بھی بدتر ہے - ندوہ کے اصل مفاسد میں سے کسی ایک فساد کی بھی اس سے اصلاح نہیں ہوسکتی - اسکے بعد مسلمان راے قائم کریں کہ ندوہ کی موت و حیات صرف انہی کے ہاتھہ میں ہے

وثائق وحقائق

جهـــاز ايمپـرس کی تبـاهـي
اور
مطالعـۂ قران حکيم کا ايک لمحـۂ فکريه

دنيا کي نئي بحري ترقيات ' سمندرونکي قاهرانـه تسخير ' عظيم الشان اور آهنين جهازوں کي طياريان ' اور قوة دخاني کے احاطۂ و تسلط کے مناظر دیکهه کر بارها مجهے خيال هوا که کيا دنيا کي ترقي نے قرآن حکيم کي بهت سي موثر مثالوں کا اثـر کهو ديا هے ؟

* * *

مصيبت کا انتهائي نزول اور اسباب و تدابير کا بکلي انقطاع انساني قلب کيليے توجه الی الله کا ايک هي خالص اور بے ريا بنت هوتا هے - يه وقت اگر دنيا ميں نه آے تو شايد بهت کم هستياں هوں جو عمر بهر ميں ايک مرتبـه بهي خدا کا نام ليں - نيکي کا حقيقي سرچشمه خدا کا تصور هے - اگر انسان خدا کو بهول جائيگا تو قطعاً وه نيکي کو بهي بهول جائيگا - مگر نيکي کا درخت معيت هي کي آبياري سے قائم رهتا هے !

* * *

اگر بيماريان معدوم هوجائيں ' اگر بے چيني کي کروٹ ' اضطراب کي آه ' درد و بيقراري کي تڑپ ' اور درد مند بيمارون ه سفر الم باقي نه رهے - اگر سفر کے قافلے بے خوف هوجائيں ' اور بهاري دنيا سمندرون ميں مسافرون کيليے کوئي کهٹکا باقي نه رهے ' تو کيا پهر بهي دنيا اتنا هي خدا کو ياد رکهيگي جيسا که هميشه سے رکهتی آئي هے ؟

اسکي سچي ياد کا مقدس وقت صرف درد دیکهه کي پر حسرت گهڑيون هي ميں آتا هے ' اور جب وه گهڑي ٹل جاتي هے تو پهر تکليفوں کے ساتهه تکليفوں کا دور کرنے والا بهي بهلا ديا جاتا هے - يه حوادث اليمه اور سوانح مفجعه جو انسانوں کو هميشه پيش آتے رهتے هيں ' يه هولناک آتشزدگياں ' به لا علاج زلزلے ' يه هلاکت بار وبائيں ' يه آتش فشاں پهاڑونکي آتش افشانياں ' يه اجسام عظيمه کا تصادم اور کائنات بحر و بر کا تلاطم و تضارب ' غور کرو که في الحقيقت کيا هے ؟ يه هدايت انساني اور سعادت عالم کيليے ملائکۂ معذبين هيں جو دنيا ميں بهيجے جاتے هيں تاکه دنيا کو غفلتوں سے چونکائيں ' گمراهيوں سے نکاليں ' سرساريوں سے بچائيں : باطنه فيه الرحمة و ظاهره من قبله العذاب (۵۷ : ۱۳)

* * *

چنانچه قرآن حکيم نے انسان کي اس فطرة کي طرف جا بجا اشاره کيا هے :

واذا مسه الشر فذو دعاء عريض ! (۴۱ : ۵۱)	اور جب انسان کسي مصيبت اور شر ميں مبتلا هوجاتا هے تو اُس وقت اپني سرکشي اور غفلت کو بهول جاتا هے اور لنبي چوڑي دعائيں مانگنے لگتا هے !

سورۂ يونس ميں فرمايا :

واذا مس الانسان الضر دعانا لجنبه او قاعدا. او قالما ' فلما کشفنا عنه ضره مر کان لم يدعنا	اور جب انسان کسي دکهه اور مصيبت ميں گرفتار هوتا هے تو خواه کمزوري سے ليٹا هوا هو ' يا بے چيني اور اضطراب سے بے حال و مضطربيٹها هو ' يا هر طرف

الي ضر مسه ! (۱۰ :) هلاکت اور بربادي کو ديکهکر حيران کهڑا هو ' کسي حال ميں هو ' مگر معاً الله کي طرف متوجه هوجاتا هے اور بے اختيار اسے پکارنے لگتا هے - ليکن جب هم اُس کي مصيبت دور کر ديتے هيں تو پهر ايسا بے پروا هوکر چل ديتا هے ' گويا اس نے اپني مصيبت کيليے کبهي هميں پکارا هي نه تها !

سورہ اعراف ' انعام ' بني اسرائيل ' روم ' زمر ' حم سجده وغيره ميں بکثرت اس آيت کي هم مطلب آيات موجزه و مفصله موجود هيں -

* * *

پهر مصيبتوں ميں بهي يک ساں حال نهيں - جس مصيبت ميں جسقدر مايوسي اور بے بسي زياده هوتی هے ' اتني هي زياده الله کي طرف توجه بهي پيدا هوتي هے - علي الخصوص ايسے مصائب جن ميں دنيوی وسيلوں اور مادي تدبيروں کی طرف سے بالکل مايوسي هو جاے اور کوئي رشته اميد کا باقی نه رهے - ايسے مواقع انسان کي ملکوتيت اور قدوسيت کے اصلي اوقات هوتے هيں - وه همه تن فرياد و دعا بن جاتا هے ' اور انتهاء خلوص و صداقت اور حضور قلب و ابتهال و تضرع سے الله کو پکارنے لگتا هے - ليکن جب وه ساعت ٹل جاتی هے تو پهر اسکي ابليسيت عود کر آتي هے - اُس وقت کے مصائب کے ساتهه اُس هستي کو بهي بهلا دينا هے جسے هر طرف سے مايوس هوکر اس نے پکارا تها : و کان الانسان کفورا (۱۷ : ۶۹)

* * *

ايسے وقتوں ميں سے ايک خاص سخت و شديد وقت وه هوتا هے جب انسان زمين کے پر امن کناروں سے دور هو جاتا هے ' اور سمندر کی سوار و بے امان اوقيانوس کے اندر طوفانوں اور موجوں ميں گهر جاتا هے - جهکه جهاز کے تختے ٹوٹنے لگتے هيں ' پاني کي چادريں هر طرف سے اٹهه اٹهه کر بڑهنے لگتي هيں ' اور آسمان اور سطح سمندر کے اندر کوئي هستي نهيں هوتي جو اس قريب فنا هستي کو بچاسکے اور هلاکت کے منه سے نکال لے - اُس وقت غفلت انساني کي سرکشي اور بغاوت کا سر عاجزي سے گر جاتا هے اور يه ديکهکر که اب دنيا ميں کوئي نهيں جو اُسے بچاسکے ' وه دنيا کے اس مالک حقيقي کو پکارنے لگتا هے جسکي نسبت اُسے يقين هوتا هے که وه هر حال ميں اپنے پکارنے والوں کو بچا سکتا هے !

چنانچه اسي ليے قرآن حکيم کي موثر ترين مثالوں ميں ايک بڑي تعداد اُن مثالوں کي هے ' جنميں دريا کے مايوس مسافروں کي حالت کا نقشه کهينچا هے ' اور دکهلايا هے که کس طرح بے بسي کے عالم ميں انکي فطرة اصليه ايک مافوق هستي کے تصور سے بهر جاتي هے اور پهر جب وه کنارے پر سلامتي کے ساتهه پهنچ جاتے هيں تو کس طرح نسيان و ذهول عود کر آتا هے ؟ فقال سبحانه :

هو الذي يسيرکم في البر و البحر حتی اذا کنتم في الفلک و جرين بهم بريح طيبة و فرحوا بها ' جاءتها ريح عاصف ' و جاءهم الموج من کل مکان و ظنوا انهم احيط بهم ' دعوا الله مخلصين له الدين: لئن انجيتنا من هذه لنکونن من الشاکرين ! فلما انجاهم اذا هم يبغون في	" وه خدا هی تو هے جسنے خشکي اور تري ميں تمهاري سير و سياحت کے سامان پيدا کر ديے هيں - يهاں تک که بعض اوقات تم جهاز ميں هوے هو اور وه باد موافق کی مدد سے مسافروں کو ليکر چلتا هے ' اور لوگ اسکی پر امن چال سے خوش هوے هيں - ناگهاں هوا کا ايک جهونکا آلگتا هے اور موجيں هر طرف سے امنڈ امنڈ کر محاصره کر ليتي هيں - اُس وقت لوگ سمجهتے هيں که اب تباهي ميں آگهرے - پس مايوسي اُنکے دلوں کو اسباب دنيوي کی طرف سے هٹا کر

الارض بعیـــر العـــق خدا کی طرف متوجه کردیتی ہے' اور
(۱۰ : ۷۲) نہایت خلوص اور عبودیت کے ساتھہ
دعائیں مانگنے لگتے ہیں کہ خدایا ! اگر اس مصیبت سے تو ہمیں
بچالے تو ہم پھر کبھی تجھے نہ بھلائینگے اور ہمیشہ تیرا شکر کرتے رہینگے '
لیکن جب خدا انہیں اس بلا سے نجات دیدیتا ہے تو وہ خشکی
پر پہنچتے ہی سرکشی اور بغاوت کرنے لگتے ہیں' اور اپنی مصیبت
کی گھڑی اور وعدے کو بھول جاتے ہیں "

* * *

قرآن حکیم نے تقریباً دس بارہ موقعوں پر یہ مثال بیان کی ہے۔
یہ اُس وقت کی مثالیں تھیں جبکہ جہازوں اور کشتیوں کی
سلامتی کا دار و مدار محض ہوا پر تھا ' جبکہ سمندر کی طوفانیۃ کے آگے
انسان کی بے بسی بہت ہی زیادہ تھی ' اور جبکہ ہوا کی
مخالفت ' سمندر کی طغیانی ' بحری راستوں کی ناواقفیت '
اور خوفناک دریائی حیوانات کی خونخواری کے مقابلے کیلیے
چھوٹے چھوٹے تختوں کی کشتیاں کچھہ کام نہیں دے سکتی تھیں -
لیکن اب دنیا تیرہ سو برس آگے بڑھگئی ہے ' اور انسان نے اپنی
مصیبتوں کو دور کرنے کیلیے معلومات اور علم کے بڑے بڑے معجزات
دکھلائے ہیں - اسٹیم کی ایجاد نے ہوا کی موافقت و مخالفت سے
بے نیاز کردیا ہے جسکے آگے انسان کی کوئی کوشش کارگر نہیں
ہوتی تھی - تمام دریائی راستے اس طرح معلوم کرلیے گئے ہیں
کہ پچھلے زمانے کے لوگوں کو خشکی کی راہوں کا بھی اتنا علم نہ
ہوگا - روشنی کے منارے ' جہازوں کی دائمی آمد و رفت ' حرکت
و سکون کے عجیب الخواص آلات ' بے تار کی خبر رسانی ' اور
نئی نئی ایجادات و انکشافات نے دریائی سفر کو زمین کے سفر کی
طرح بالکل پر امن کردیا ہے ' اور اتنے بڑے بڑے جہاز سمندروں
میں ڈالے جاتے ہیں کہ مثل ایک پوری بستی اور آبادی کے
ہوتے ہیں ' اور تمام بحری حوادث و خطرات سے بے خوف و خطر
ہر طرف پھرتے اور دنیا کے ایک گوشے کو دوسرے گوشے سے متصل
کرتے رہتے ہیں .

پس اگر ایسا ہی ہوا ہے تو کیا یہ تمام مثالیں جو قرآن حکیم
نے دریائی سفر کے متعلق دی ہیں بیکار ہوجائینگی ؟ کیا اب
انسان کی عبرت کیلیے لسان الہی کے بیانات کام نہ دینگے ؟ کیا
انسان نے اپنی بےبسی کی مصیبتوں کو نابود کردیا ' اور خدا کے
پکارنے کی اُسے کچھہ احتیاج نہ رہی ؟

* * *

بارہا میرے دل میں یہ سوالات آئے' مگر سچ یہ ہے کہ انسان
نے ابتک کچھہ بھی نہیں کیا ہے۔ اسکے غرور اور گھمنڈ کو
کچلنے کیلیے ابتک حوادث ارضیہ و بحریہ کا ہاتھہ متحرک ہے۔
زمین اسی طرح بے بس کردینے والی مصیبتوں سے معمور ہے
جس طرح کہ پہلی تھی' اور دریا ٹھیک ٹھیک اسی طرح مایوسی
و نا امیدی کی ہلاکت کے بے شمار مواقع رکھتا ہے جسطرح کہ قرآن حکیم
نے بتلایا ہے - مصیبت و عجز انسانی کی ایک مثال بھی ابتک
بے اثر نہیں ہوئی - انسان نے بہت ترقی کی ہے' لیکن وہ خدا کے
سامنے ابتک بےبس اور لاچار ہے۔ وہ خواہ کتنی ہی طاقتور اور ناقابل
تسخیر جہاز بنالے ' لیکن جیسا کہ اُسکے خدا نے کہا ہے ' اُسے
سمندروں کی مصیبتوں سے دو چار ہونا ہی پڑیگا - وہ طوفانوں میں
ضرور گھریگا ' موجوں کے احاطے سے بے بس ہوگا ' پانی کی چادریں
اوپر سے گدرینگی ' لہروں کی طغیانی اسکا محاصرہ کریگی ' بالاخر
اسکو اپنے گھمنڈ اور تمرد کا سرجھکانا پڑیگا ' اور بے بس اور عاجز
ہوکر خدا کو پکارنا ہی پڑیگا - ٹھیک اسی طرح جسطرح کہ اسسے بہت
پہلے انسانوں نے خدا کو پکارا تھا جبکہ وہ چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں
باد بانوں کے ٹکڑے جمع کر رہے تھے ' اور سمندر کی فرمان ہستی
کے مقابلے کے لیے عظیم الشان جہازوں اور مہیب انجنوں کی
حکمت صرف انسانی کے ہاتھہ جکڑے ہوئے تختے اپنے ساتھہ
رکھتے ہے !

* * *

مصیبت کا لیکر ہمیشہ ضرور یہی رہا کہ وہ ایک ہی راستے سے
آئے - حالات کے بدلنے سے وسائل و خواہش بھی بدلتے رہینگے یہ
سچ ہے کہ اب باد بانی جہاز میں جتنی سلامتی ہوا کی موافقت
پر موقوف تھی - تاہم بحر اطلانطک میں بہتی ہوئی برف کی ٹوٹی
ہوئی چٹان تو اب بھی نکل آسکتی ہے جو "ٹائٹینک" جیسی
انسان کی مغرور اور عظیم الشان صناعی قوت کو فنا کردیگی ؟

اگر یہ صورت بھی نہو تو خود وہی انجن جسکے اعتماد پر
انسانی غرور نے تسخیر بحر کا اعلان کیا ہے' موت اور تباہی کا
وسیلہ بن جاسکتا ہے اور پھٹکر تمام جہاز میں آگ لگا دیسکتا ہے -
جہاز "والٹرنو" کی آتشزدگی سے بربادی چند ماہ پیشتر کی بات ہے !

* * *

حال میں "ایمپرس آف آیرلینڈ" کی دردانگیز تباہی نے
اس حقیقت کو بالکل واضح کردیا ہے - نہ تو قوۃ دخانی کا عظیم
الشان دیو کچھہ کرسکا ' نہ تو بے تار کی خبر رسانی کچھہ کام آئی' اور نہ
بیسویں صدی کے سائنس اور تمدن نے کچھہ فائدہ پہنچایا - وہ
سب کچھہ ہوا جو ان مثالوں میں قرآن حکیم نے بیان کیا ہے -
دریا کی موجیں ہر طرف سے اُٹھیں ' لہروں نے بڑھکے سطح جہاز پر
قبضہ کرلیا ' سمندر کی فرمانیت ہر طرف سے محیط ہوگئی ' اور
چند گھنٹوں کے اندر ایک عزار تئیس متمدن انسان انتہائی بے
بسی اور درماندگی کے ساتھہ دریا کے اندر فنا ہوگئے - انسانی علم
و ایجادات کا غرور ایک متنفس کو بھی نہ بچا سکا : ما لهم من الله
من عاصم !

* * *

یہ ہی الحقیقت اللہ تعالی کی طرف سے انسانی غرور اور
گھمنڈ کے پشت سلطنت پر ایک تازیانۂ عبرت ہے جو کبھی کبھی
حرکت کرتا ہے تا کہ دنیا کو معلوم ہو جاے کہ بڑی بڑی ترقیوں
کے بعد بھی انسان اسی طرح فطرۃ کے پنجے میں ہے جیسا کہ خلقت
کائنات کے پہلے دن تھا ' اور خدا کے پکارے کیلیے ابتک اسی طرح
مجبور ہے جیسا کہ ہزاروں برس پہلے تھا - خواہ وہ کتنا ہی اپنی
تدبیروں میں غرق اور اپنی فتح مندیوں پر نازاں ہو لیکن جسطرح خدا
اُسے اپنی حفاظت کیلیے یکے بعد دیگرے نئی نئی تدبیریں
سوجھاتا رہتا ہے ' اسی طرح وہ نئی نئی تدبیروں سے اسکے سر غرور
کو کچل بھی سکتا ہے - ادھر کوئی نئی تدبیر بچاؤ کی نکلیگی '
اودھر قدرت ہلاک کی کسی نئی صورت کو مسلط کردیگی :

و اذا مسکم الضر فی البحر ضل من تدعون الا ایاہ فلما نجاکم الی البر اعرضتم' و کان الانسان کفورا - افامنتم ان یخسف بکم جانب البر او یرسل علیکم حاصباً ثم لا یجدوا لکم وکیلا ؟ (۱۷ : ۶۸)

" اور جب سمندر کے اندر تم مصیبت میں مبتلا ہو جاتے ہو تو جن قوتوں پر تمہیں اعتماد تھا' ان میں سے کوئی بھی تمہارے کام نہیں آتی - تم سب کو بھول جاتے ہو - صرف خدا ہی تمہیں یاد آتا ہے - لیکن پھر جب خدا تمہیں خشکی تک پہنچا دیتا ہے تو اُس سے کردن موڑ لیتے ہو اور اپنی مصیبت کی گھڑی بھول جاتے ہو '

لیکن اگر تم اپنی مصیبتوں کی طرف سے مطمئن ہوگئے ہو
اور سمجھتے لگے ہو کہ اب اور ایسی مصیبت ہم پر آسکتی ہے تو یہ
تمہاری بڑی ہی غفلت ہے - کیا یہ ممکن نہیں کہ خدا تمہیں
دریا کی جگہ خشکی ہی میں ہلاک کردالے اور زمین کو دھسا
دے ؟ یا خوفناک آندھیاں چلا دے اور اُس وقت تم کسی کو
اپنا مددگار نہ پاؤ ؟ اسکے عذاب کی تو ہزاروں صورتیں ہو سکتی ہیں۔
وہ کچھہ تمہاری طرح اپنے کاموں میں عاجز و درماندہ نہیں ہے "

مکتـــوب استـانه علیـــه

(از دائرۂ مقدسۂ مشیخت اسلامیۂ کبریٰ زاد الله شرفها)

(شیـــخ الاســـلام فیلی پائن)

حضرة الشیخ محمد وجیه البجیلاني (جنکا تذکره ایک سے زیاده مرتبه الهلال میں هو چکا هے اور جو گذشته دسمبر میں براه هند فلي پائن گئے تے) حال میں اُنکا ایک خط آیا هے جس سے معلوم هوتا هے که فیلي پائن کي آب و هوا اُنکے سخت نامواقق هوئي اور مجبوراً بغرض علاج قسطنطنیه واپس آنا پڑا - چنانچه تحریر فرماتے هیں :

اے استاذ حکیم ! السلام علیک و رحمة الله و برکاته !

و بعد ' در جزائر فیلي پائن دو ماه و نیم قیام کرده بودم - مرض مزمن ـــ که در اواخر قیام آثار پر خطره اش ظهور یافته بود ـــ عاجز مسکین را بدار الخلافة مجبور عودت کرد -

لاکن لله مزید المنه که الان ان خطر زائل ' و صحت بدن رو معف و نقاهت داخل شد - ان وقت که از جزائر حرکت کردم ' مشغول بالنفس بودم ' و بجانب اشرف حضرة عالي عریضۂ جوابیه نتوانستم تقدیم کنم - اما انچه نوشته بودند بوضوح انجامید ' و اثرے از مطالب مهمه را.....تحریر نمودم - و الان بالمشافه یک صحبتی مفصلی میسر آمد.....

در روز مفارقت از فیلي پائن جریدۂ یومیۂ محلیه " دي منیلا تائمس " یک مقالۂ مطوله متعلق بایں عاجز نشر کرده بود که مقطوعش را (یعني اُسکے کٹینگ کو) همراه ایں عریضه ارسال دارم - اگر مناسب است ترجمه اش را نشر نمایند -.....

از طرف ایں عاجز جمیع اخوان مسلمین هند را تحیه و سلام ' و[illegible]ي پائن مطلع فرمایند - امید وارم از لطف و کرم حضرة عز اسمه که در وقت قریب بایں عاشق خدمت صحت و توانائي حاصل ' و بجزائر مذکوره عودت میسر خواهد شد -

عضویت مجلس گزین مقدس تبشیر را با کمال فخر و مباهات قبول کردم و انشاء الله العزیز دریں قیام دار الخلافه نقاط مهمۂ ابن مطلب با نمام و تکمیل خواهد انجامید - از غیرت و حمیت اسلام پرورانه و خدمات عظیمۂ اسلامیۂ حضرة عالی حضرة اجل و اعظم شیخ الاسلام و المسلمین بسیار ممنون و متشکر اند ' و در مجالس حضرة ایشان ذکر جمیل شما بکرات و مرات مي آمد - منع الله الاسلام و المسلمین بطول حیاتکم !

از دعوات صالحه ایں مریض را فراموش نفرمایند - الله سبحانه حافظ و ناصر سما باشد - و السلام علیکم و علی جمیع اخواننا المسلمین -

اخو کم : محمد وجیه البجیلاني
شیخ الا سلام فیلي پائن - قسطنطنیه

اس خط میں فیلی پائن کے روزانه اخبار " منیلا تائمس " کے جس مضمون کا حواله دیا هے ' اسکا خلاصه حسب ذیل هے :

(شیخ الاسلام جـــزائـــر)

(شیخ محمد وجیه الجـیلانی)

" افسوس هے که شیخ الاسلام جزائر فیلیپائن اپني نازک مزاجي اور موسم جزائر کي عدم موافقت کي وجه سے مجبوراً قسطنطنیه واپس چلے گئے - روانگي سے قبل " ریمبرگا " میں ایک عظیم الشان وادعي جلسه منعقد هوا تها جسمیں ۵ هزار سے زاید مسلمانان جزائر شریک تے -

اس عظیم الشان مجلس میں لوگ جوش عقیدت سے زمین پر جهک جهک کر ان کے قدموں اور انکے دامن کو نهایت ادب و احترام اور ارادت و عقیدت سے بوسه دیتے تے اور بمنت و الحاح التجا کرتے تے که خدا کے لیے یهاں سے نه جائیے !

جو لوگ مسلمانان جزائر کي حالت کا مطالعه کرتے رهتے هیں انکا خیال هے که شیخ الاسلام کي آمد سے مسئله مور (مسلمانان جزائر) کے حل کا آغاز هوگیا هے - انکي راے هے که اگر مسلمان ان نیم وحشي لوگوں پر انهي کے مذهب کي راه سے اثر ڈالنا چاهیں تو ان پر بڑي حد تک اقتدار حاصل هوسکتا هے اور اسطرح یه نیم وحشي پر امن اور کارکن شهري بن جا سکتے هیں -

شیخ الاسلام کي قسطنطنیه سے روانگي بهي ایک ممتاز اور نمایاں واقعه تها کیونکه انکو رخصت کرنے کے لیے مشاهیر مذهب اور اعیان و اشراف ملت آئے تے اور انهیں بعض گرانبها تحائف بطور یادگار کے دیے گئے تے انهوں نے شکریه کے ساتهه تحائف واپس کر دیے اور کها :

" مجهے اپني ذات کے لیے ان تحائف کي یا کسي اور شے کي ضرورت نهیں - میں اگر آپ لوگوں سے کچهه چاهتا هوں تو وه یه هے که اُن لوگوں کي اصلاح میں میري مدد کیجیے جنکے لیے میں جا رها هوں "

شیخ الاسلام جب آئے تو " ریمبرگا " اور اسکے قرب و جوار کے ناواقف اور بے خبر فیلي پائني امریکن عام طور پر ڈرے تے که یه کوئي نئے نبي یا ایک نئے مهدي هیں جو اسلیے آئے هیں تا که مسلمانوں کے عمولوں کو لیکے مقدس جنگ سروع کردیں -

مگر جب انکا قیام هوا تو یه خوف محض بیجا نکلا اور ثابت هوگیا که وه نه صرف خلیفة المسلمین کے نائب اور شریعه اسلامیه کے ایک مفتي هي هیں ' بلکه ان فضائل کے ساتهه ایک نهایت شریف خصائل و بهترین تعلیم یافته شخص بهي هیں جو اس عهد کا ایک مسلمان هوسکتا هے -

همارے اخبار کے نامه نگار نے مسلمانان جزائر فیلی پائن کے سیاسي مستقبل کے متعلق شیخ موصوف سے دریافت کیا تها - انهوں نے جواب دیا .

" جب میں نے یهاں کے مسلمانوں کي حالت دیکهي تو میرا دل فرط غم و تاسف سے چور چور هوگیا - انکو مدد کي سخت ضرورت هے - انهیں هر طرح کي عمده تعلیم دینے چاهیے - اسوقت عالم اسلامي میں ان لوگوں کي اصلاح و ترقي سے زیاده افضل و اشرف کوئي کام نهیں "

مراسله نگار نے اس وحشیانه قتل و خونریزي کے متعلق پوچها جسے یهاں " خورا میندیز " کهتے هیں - شیخ الاسلام نے کها که یه انکي ایک وحشیانه عادت هے جو بطور آثار عهد جاهلیت سے اب تک ان میں باقي هے چنانچه جو لوگ حج کو آتے هیں وه اس حرکت سے سخت خلاف هیں - اسلامي تعلیم کي اشاعت سے اس مذموم عادت کي بیخکني هوسکتي هے - قرآن شریف میں کها گیا هے که جو آدمي ایک انسان کو قتل کرتا هے ' گویا وه سب کو قتل کرتا هے (من قتل نفساً بغیر نفس او فساد في الارض فکانما قتل الناس جمیعاً) -

مذہبی علمیہ

مشہـــور پـــروفیسر جے - سی - بـــوس

اور

علماء انگلستان کي قـدردانی

آجکل مشہور بنگالي عالم پروفیسر بوس انگلستان میں مقیم ہیں اور اپنے نودریافت نظریہ پر جا بجا تقریریں کر رہے ہیں - انکي پرائیویٹ برطاني تجربہ گاہ (لیبوریٹري) علما و مصنفین انگلستان کا مرکز شوق و شغف بنگئی ہے !

آج دنیا کے سب سے چھوٹے براعظم (یورپ) اور بقیہ کرۂ ارض کي ہر شاخ حیات ملی میں جو عظیم الشان فرق نظر آتا ہے' وہ قدرت کی کسي غیر عادلانہ تقسیم کا نتیجہ نہیں ہے - قدرت نہ تو بخیل ہے اور نہ متعصب - اسکے نزدیک امتیاز مرد و بوم اور تفریق رنگ و نسل کوئي شے نہیں -

سیاہ افریقہ ' گلفام ایران ' زرد رو مشرق اقصی (چین و جاپان) بوقلموں ہندوستان ' اور سفید یورپ' سب اسکے نزدیک ایک ہیں : کلکم من آدم و آدم من تراب !

اس کا ابر کرم سب پر یکساں برستا ہے - البتہ جو لوگ اپنے باغ و چمن کو اس سے سیراب کرلیتے ہیں ' انکا دامن ہمت گل و ثمر سے مالا مال رہتا ہے - لیکن جنکے نہاں برسات کا موسم غفلت میں کاٹ دیا جاتا ہے ' انکے رہاں ہمیشہ خاک اڑتی رہتی ہے من عمل ' فلنفسہ - و من عسی فعلیہا -

مواہب دھبیہ قدرت نے یورپ اور غیر یورپ ' دونوں کو یکساں دیے ہیں - یورپ میں انکي نربیت و پرداخت کی جاتي ہے - اسایسے جلیل القدر فلسفی ' عظیم الشان طبیعی ' عالی مرتبہ مخترع ' بلند پایہ مصنف ' جادو نگار انشاء پرداز ' اور سحر آفریں خطیب پیدا ہوتے ہیں ' لیکن مشرق نے اپنے تمام خصائص تعلیم و تربیت کھو دیے - نتیجہ یہ نکلا کہ وہ تمام فطري قوتیں جو قدرت کي بخشش سے اسے ملي ہیں ' ضائع جاتی ہیں ' اور ہم میں اکابر و ابطال (ہیروز) کا ہر طرف قحط ہے : و ما کان اللہ لیظلمہم و لکن کانوا انفسہم یظلمون !

* * *

اس حقیقت کي مثالوں کي کمي نہیں اور نہ ہمیں کسی غیر معمولی تفحص و تلاش کی ضرورت ہے - لیونکہ اسکی تازہ ترین مثال پروفیسر بوس ہمارے سامنے موجود ہیں - وہ ایک ایسی قوم کے ممبر ہیں جو صدیوں سے خوابیدہ و افتادہ پڑي تھی مگر ایک صدي سے اس کی بیداري نے آج اسمیں اولعزمی و دماغی کی بہترین مثالیں پیدا کردي ہیں !

(انسفورڈ)

پروفیسر موصوف کي اولین تقریر غالبا آکسفورڈ میں ہوئي ہے- اس تقریر کي کامیابی کا غلغلہ جب سے بلند ہوا ہے ' اسوقت سے تمام علمي جلسوں کي نظریں دفعۃ اٹھگئی ہیں اور دوسرے علمی معاہدوں (انسٹیٹیوشنز) سے بھی دعوتیں آرہی ہیں کہ اپنی تحقیقات سے انہیں افادہ کا موقعہ دیں !

(کیمبرج)

آکسفورڈ کے بعد انہوں نے کیمبرج میں تقریر کي - کیمبرج والوں نے اسقدر اہتمام کیا کہ انکے تجربہ کے پودوں کے لیے خاص ہندوستان کی مٹی مہیا کي !

کیمبرج کا بٹانیکل تھیٹر (تماشا گاہ نباتات) ایک وسیع اور کشادہ عمارت ہے - پروفیسر موصوف اسی عمارت میں اپنی تقریر کے متعلق تجربے دکھا رہے تھے - ریوٹر کا بیان ہے کہ یہ عمارت بڑے بڑے طبیعیین اور خصوصیین (اکسپرٹس) سے اس طرح بھري ہوئی تھي کہ تل رکھنے کی جگہ نہ تھي - اور یہ تمام مجمع اساتذۂ علم ہمہ تن گوش ہو رہا تھا !

کیمبرج کا قاعدہ ہے کہ جب کوئی طالب علم کسي خاص شاخ میں فضیلت (آنرز) کا درجہ حاصل کرتا ہے تو ایک خاص امتحان لیا جاتا ہے - اسے ٹرپوس (Tripos) کہتے ہیں -

پروگرام کے قرار دادہ وقت کی رو سے تقریر کا وقت آگیا تھا مگر اسوقت بعض مستعد طلبہ ٹرپوس میں بیٹھے تھے - اسلیے پروفیسر بوس سے درخواست کي گئي کہ وہ صرف دس منٹ اور توقف کریں تاکہ طلبہ امتحان سے فارغ ہوکے آجائیں اور محروم نہ رہیں -

(سر ایف - ڈارون)

اثناء تقریر میں ہر تجربہ اور اسکے مظاہرہ (Demonstration) کا استقبال ٹرمحسوسي اور پر زور چیرز سے کیا جاتا تھا - جسپر کے متعلق یہ امر قابل ذکر ہے کہ انکي ابتداء موجودہ انگلستان کے مشہور عالم نباتات (Botanist) سر فرانسس ڈارون کرتے تھے - عموماً پہلے انہی کے ہاتھوں اور تالیوں کے اختیارانہ جنبش ہوتي تھی' اور یہ تمام ہال گونج اٹھتا تھا !

سر ایف - ڈارون نے اخیر میں یہ تجویز پیش کی کہ پروفیسر بوس کے لیے شکریہ کا ووٹ پاس کیا جائے - ووٹ تجویز کئے ہوئے انہوں نے کہا کہ وہ قدر دانی کے جذبات سے لبریز ہیں نہ صرف اسلیے کہ یہ علم نباتات درخشان و تابندگار ہے' بلکہ اس لئے کہ تجارب کی نوعیت ایسی ہے کہ انسان کو ناگزیر طور پر قائل ہوجانا پڑتا ہے - انہوں نے اعتراف کیا کہ مقرر ایک نادرالوجود دماغ رکھنے والا صاحب عملیات ہے - نیز حاضرین کو اس امر کی طرف توجہ دلائي کہ انہوں نے جو کچھہ ابتک کیا ہے محض اپنی جیب خاص کے مصارف سے کیا ہے - حتی کہ انکو اپنے تجارب کے لئے بہت سے خاص خاص آلات بنانا پڑے جو اسقدر قیمتی اور نازک تھے کہ دیکھنے سے حیرت ہوتي ہے -

بحس موضوع کے متعلق انہوں نے کہا کہ اپنے اندر ایک بسیط دلچسپی رکھتا ہے اور اگر یہ علم آگے بڑھا تو اس سے بہت کچھہ امید کي جاسکتی ہے -

(مسٹر بوس کی تجربہ گاہ)

پروفیسر بوس کے مسئلہ کے متعلق انگلستان کے علمی حلقہ میں اسقدر دلچسپي بڑھگئي ہے کہ بہت سے اجلہ علماء و مشاہیر انکی پرائیوٹ تجربہ گاہ (لیبوریٹري) میں آتے ہیں اور انکے معتمد و معاون الافتخار مسئلہ کا درس و مطالعہ کرتے ہیں !

پروفیسر موصوف نے بہت سے ایسے عجیب
حرب آلات بنائے ہیں جو نہایت صحت
دقت کے ساتھ ان تمام حرکات و تغیرات
و قلمبند کر لیتے ہیں جو پودوں میں خارجی
رات سے پیدا ہوتے ہیں یا خارجی اثر کے
یر حرکت بعد اندر ہی اندر پیدا ہوتے رہتے
ہیں - رائل سوسائٹی کے صدر جب پروفیسر
وصوف کی پرائیوٹ تجربہ گاہ میں آئے تو
ب سے زیادہ اثر انہی آلات کا پڑا -
یادہ انہوں نے خود اس کا اظہار کیا اور کہا
س سلسلے میں علم وظائف الاعضاء (فزی
لوجی) کے متعلق جو تحقیقات ہوئی ہے
نہایت اہم ہے - نیز انہیں امید ہے کہ یہ تحقیقات
یک ایسے انداز میں جاری رہیگی جو اس
سئلہ کے شایان شان ہے -

" اسپیکٹرڈ ورک ان فزی لوجی " (علم
ظائف الاعضاء میں ایک مستند کتاب) کے
صنف پروفیسر ایسٹارلنگ (Professer Starling) اور علم " وظائف اعضاء نباتات "
(Plant Physiology) کے مشہور ماہر
پروفیسر آلیور (Olwer) بھی پروفیسر بوس
کی لیبارٹری میں آئے تھے - انکے ساختہ آلات
کی دقت وصنعت عملی سے بیحد متاثر ہوئے -
انہوں نے اعتراف کیا کہ پروفیسر بوس کا
علمی اور علمی طریق دونوں بہت اہم اور
عظیم الشان ہیں !

(عام دلچسپی اور اعتراف)

یہ عجیب بات ہے کہ اس دلچسپی کا دائرہ
محض علم النباتات اور اسکے ہمرشتہ علوم کے
حلقوں ہی تک محدود نہیں ہے ' بلکہ طبعیات
کے دیگر حلقوں میں بھی نہایت گہری توجہ
پیدا ہوگئی ہے -

پروفیسر ہارپیتھ رید ایک ماوراء طبیعی
(Metaphysician) ہیں - یعنی انکا موضوع
بحث وفکر مسائل ما وراء الطبعیات ہوا ہے
میں نظریہ (تھیوری) کے ماوراء الطبعی مسائل
پر انہوں نے ایک کتاب بھی لکھی ہے جسکا
نام " میٹافزکس آف تھیوری " ہے -

وہ کہتے ہیں کہ علمی دنیا میں سو یا
سال سے کوئی قدم اس قدر اہم نہیں ہوا ہے
جیسا کہ اس ہندوستانی عالم نے دیا - انکی
رائے میں یورپ کے موجودہ فلسفیانہ خیالات
پر اس انکشاف کا نہایت گہرا اثر پڑیگا - اور اب
تک ہم جس نظر سے فی روح اشیاء کو
دیکھتے آئے ہیں ' اسمیں یقیناً بہت کچھ
تغیر ہو جائیگا -

مسٹر ارنہر بالفور بھی پروفیسر بوس کے
نظریہ سے بہت متاثر ہیں - اور انکی پرائیوٹ
تجربہ گاہ میں کئی بار آچکے ہیں پروفیسر نے
الکٹرو ٹنکی رود ربجی اور چرچ پن
کے متعلق جو تجارب دکھلائے ' انمیں انہوں نے
نہایت گہری دلچسپی لی - مسٹر بالفور کو
حیرت ہے کہ یہ نظریہ علمائے وظائف الاعضاء
کے لیے کسقدر اہم و عظیم الاثر ہے !

ادبیات

آثار علمیہ خطیہ

مرزا غالب مرحوم کا غیر مطبوعہ کلام

سب وصال میں مرنس گیا ہے بن تکیہ
ہوا ہے موجب آرام جان و تن تکیہ
خراج بادشہ چین سے کیوں نہ مانگوں آج ؟
یہ بیگیا ہے خم جعد پر شکن تکیہ
دیا ہے تحفہ گلہائے یاسمین بستر
ہوا ہے دستہ نسرین و نسترن تکیہ
فروغ حسن سے روشن ہے خوابگاہ تمام
جو رخت خواب ہے پروین ' تو ہے پرن تکیہ

قطعہ

مرا ملے نہ بوسہ جاں ساتھ سوے کا ؟
رہے جو بیچ میں وہ شوخ سیم تن تکیہ
اگرچہ تھا یہ ارادہ مگر خدا کا شکر
اٹھا سکا نہ نزاکت سے گلبدن تکیہ
ہوا ہے ہاتھ سے چادر کو داغہاں غالب
اڑوچہ راتوں کو نکلے نہ پر زاغ نکیہ

بصد وجوب نہ اس واسطے ہلاک ہوا
کہ صبح دیکھے پہ راہنما کو کھکن تکیہ
یہ رات بھر کا ہے ہنگامہ صبح ہوتے تک
رہے نہ سمع بر اے اہل انجمن تکیہ
اگرچہ بیکدۂ دہر سے دور ہے لیکن
اٹھائے دیرنشیں یہ ربجور خستہ تن تکیہ
سنی آگیا جو پس از فنا میرے قاتل تو
مرنی ہے اسکو میری نعش بے کفن تکیہ
شب فراق میں یہ حال ہے اذیت ہ
کہ سانپ مرش ہے اور سانپ کا ہے من تکیہ
روا رہو نہ رہو نہا جو لفظ " تکیہ کلام "
اب اسکو کہتے ہیں اہل سخن " سخن تکیہ "
ہم اور تم فلک پیر جسکو کہتے ہیں
فقیر غالب مسکین کا ہے کہن تکیہ

(مسٹر بوس کا کارنامہ)

یہ مضمون ہم نے صرف اسلیے اس
اشاعت میں شائع کیا تاکہ پروفیسر بوس
ایک سرسری تعارف الہلال کے حلقۂ مطا
سے ہوجائے - ورنہ اصلی موضوع بحث پروفیسر
موصوف کی تحقیقات و انکشافات کی تشر
ہے اور اسکا باتصویر سلسلہ آئندہ اشاعت
سے شروع ہوگا -

شذرات علمیہ

کرا پریٹو سوسائٹی

سکر ہے کہ کرا پریٹو سوسائٹی کی تحریک
ہندوستان میں آگے بڑھرہی ہے اگرچہ رفتہ
افسوسناک طور پر سست ہے - اس تحریک
کے آغاز کو دس سال ہوگئے - اسوقت کل ۲
ہزار سوسائٹیاں ہیں ' اور انکے ممبروں کی
تعداد قریباً ۶ لاکھ - کار و بار میں لگے ہوے
سرمایہ کی مقدار ۵ کرور ہے -

یہ نظام اعانت ہندوستان کے علاوہ مصر
جرمنی ' اور اطالیا میں بھی رائج ہے - مصر
میں ہندوستان کے بعد اور اسی کے نمونہ پر
رر شناس کیا گیا ' اسلیے اسکے نتائج قابل د
نہیں - البتہ اطالیا اور جرمنی کے موازنے سے
معلوم ہوتا ہے کہ زراعتی آبادی میں سے ہر
ہر ۲۰ ہزار کے لیے اطالیا میں ۱۵ اور جرمنی
میں ۵۲ ' ہیں مگر بدبخت ہندوستان میں
صرف " ایک " !

اسکی وجہ کچھ تو اس تحریک کی
نو عمری اور زیادہ تر ملک کی وسعت ' جہل
استیلاء ' اور تعلیمیافتہ طبقہ کی اقتصادی اور
اجتماعی تحریکوں سے غفلت و بے رغبتی ہے

دول یورپ اور فوج

آیندہ سال امن کی حالت میں جرمن
فوج کی اصل تعداد ۸ لاکھ ۷۰ ہزار ہوگی
لیکن جنگ کے زمانہ میں ۵۴ لاکھ تربیت
یافتہ استخاص کی خدمت حاصل ہوسکیگی
ان ہمہ فوجی حلقوں میں مزید اضافہ کی
فرمایش ہورہی ہے - جرمنی کو دیکھکر فرانس
نے بھی اپنی فوج میں معقول اضافہ کرلیا ہے
مگر وہ اضافہ کے بعد بھی جرمنی سے بہت
کم ہے - اسکی وجہ یہ ہے کہ فرانس جرمنی کی
طرح فوجی مصارف کا متحمل نہیں ہوسکتا
اسی سبب ہے کہ وہ اپنے حلیفوں کی طرف
اعانت طلب نظروں سے دیکھتا ہے -

روس بھی اپنے فوج میں اضافہ کا انتظا
کررہا ہے جسکی تعداد ۴ لاکھ ۵۰ ہزار ہوگی
سب ملاکر امن کی حالت میں روسی فو
کی تعداد ۱۷ لاکھ ہے - گویا جرمنی سے کوئی
دو چند -

لیکن سچ یہ ہے کہ جرمنی کو اس نئے
عسکری اضافہ سے کوئی فائدہ نہیں ہوا - کیونکہ
اب بھی مفاہمت ثلاثہ کی فوجی طاقت اتحاد
ثلاثہ کی فوجی طاقت سے بہت زیادہ ہے -

مطبوعات جدیدہ

تاریخ استقلال ائرلینڈ کی ایک عشق امیـــز داستان

مسز اوشي

مسٹر اوشي

چـــارلس اسٹـــوارٹ پـــارنـــل

(ایک پـــولیٹکل لیڈر اپنے عشق و محبت کی زندگی میں !)

آجکل ائرلینڈ کي آزادي و استقلال کي تحریک اپنی آخری منزلوں سے گذر رهي هے - اس موقعه پر اگر اس تحریک کے ایک مشهور لیڈر کا تذکرہ کیا جاے تو غالباً وقت اور موسم کے خلاف محبت نه هوگي - علی الخصوص ایسي حالت میں که اسکے اندر انساني حیات کے بہت سے دلچسپ اور مطالعه طلب اسرار کا انکشاف هو !

* * *

اس تحریک کے مشهور لیڈروں میں ایک جانبار شخص " چارلس اسٹوارٹ پارنل" تها - اس نے مسٹر گلیڈ اسٹون کے زمانے میں بے انتها شهرت حاصل کي جبکه وہ آئرلینڈ کا " هوم رول بل" ترتیب دے رهے تے - موجودہ تحریک کي زندگی اسي کي جانفروشیوں کا نتیجه هے -

آئرش تحریک کے تمام هوا خواهوں میں اسکی پرستش کي جاتي تهي اور تمام قوم اسکي مطیع و منقاد تهي !

* * *

لیکن اسکے بعد کچھه ایسے واقعات پیش آگئے جنکي وجه سے پارنل یکایک نظروں سے گر گیا ' اور خود اسے بھي محسوس دیا د اسکي عملي قوت شکست کهاکے اسے چھوڑنا چاهتي هے -

پبلک اس سے بدظن هوگئي ' عزت و اطاعت کي جگه حقارت و تذلیل کے ساتھه اسکا ذکر هونے لگا - خود انهي لوگوں نے ساتھه چھوڑ دیا جنکے استقلال کیلیے اس نے اپني زندگي خطرات و مهالک میں ڈالدي تهي - نتیجه یه نکلا که آئرلینڈ کا مسئله کامیابی سے قریب تر هوکر پھر گر گیا ' اور آئرش تحریک بیس سال کیلیے پیچھے رهگئي - یه مسلم هے که اگر مسٹر پارنل نه اسکي قوم نے چھوڑ نه دیا هوتا تو آئرلینڈ کي موجودہ حالت ایسے ایک خونهائی صدي پہلے هوچکتي -

* * *

یه انقـلاب جو ایک محبوب القلـوب اور پر عظمت و رفعت زندگي میں هوا اورجس سے آفتاب شهرت کو عین نصف النهار کے وقت گہن لگ گیا ' اسکي علة صرف ایک عورت کي نگه ساحر کي افسوں طرازي تهي ' جسکے آگے آئرلینڈ نے استقـلال دلانے والے دماغ نے اپنے تئیں بالکل بیدست و پا پایا ' اور همت و عزائم نے جس تاج و تخت کو حکومت کي سطوت و هیبت مرعوب نهیں کرسکتي تهي ' وہ ایک متبسم چهرے ' ایک شگفته چشم و ابرو ' ایک پرار عشق نگه نار ' اور ایک دلستاں و شکیب ربا صداے مترنم کے آگے اضطراب و تزلزل سے کانپنے لگا !

اس عورت کا نام " مسز اوشي " تها - مسٹر اوشي ممبر پارلیمنٹ کي بیوي تهي مگر پارنل کے لیے اس نے اپنے شوهر کو چھوڑ دیا ' اور جب عرصے تک خفیه تعلقات رهچکنے تو طلاق لیکر صرف اسي کي هوگئي - یه حالات جب مشهور هوے تو لوگوں کو سخت افسوس هوا اور افسوس نفرت و حقارت بنکریکایک تمام ملک میں پھیل گئي !

حال میں خود " مسز اوشي " نے ایک نهایت دلچسپ کتاب مسٹر پارنل کے متعلق شائع کي هے جسکا نام " پارنل " اسکے عشق کا افسانه ' اور اسکي سیاسی زندگي " هے - یه کتاب نهایت دلچسپ هے - علی الخصوص اس لیے که گویا ایک صید و تعجب کي سرگذشت هے جو خود صیاد کي زبان سے نکلي هے - اور اس خصوصیت کے اعتبار سے شاید اپنے رنگ میں ایک هي کتاب هے -

فرهاد و سرین ' لیلي و مجنوں ' جمیل و سلمیٰ ' اور پیس و لبنیٰ کا عهد گیا :

دور مجنوں گذشت و نوبت ماست !

اب اس عهد نے مجنوں و فرهاد مسٹر پارنل جیسے عشاق میں اور لیلي و شیریں کا حصلۂ حسن مسز اوشي جیسي لکنه شناس اور دماغ طرار عقده گروں کو ملا هے - پہلے عشق کي داستانیں صرف زبان عشق هي سے سني جاتي تهیں - اب زبان حسن انکي ترجماني کریگي - یه گویا فرهاد کي سوانح عمري هے جو اس عهد کے شیریں کے قلم سے نکلي هے !

یا رب اس آشیانے کے نسکنه دل مباد !

* * *

سب سے بڑي خصوصیت جو اس سوانح عمري میں هے ' وہ ایک سیاسي زندگي کا حیات عشقیه سے آمیز هونا هے - اس سے اندازہ کیا جا سکتا هے که حسن و عشق کي خود فراموشانه صحبتوں میں آکر ایک پولیٹکل لیڈر کا کیا حال هوتا هے ؟ بظاهر یه دونوں چیزیں متضاد نظر آتي هیں مگر حقیقت میں سرچشمه دونوں کا ایک هي هے - ایک نه هو جب بھي عشق کي روح تو وہ جوهر حیات هے جو هر جسم کو زنده کردیتا هے :

یکے دوا ست بدار الشفاء میلده ها
و هر مرض که بنالد کسے شراب دهند !

فرامرز نے بھي محبت کے نمونوں تقدیس کي ' اور اتلي کے پاک زاد " میـزیني " کي نسبت بھي کہا جاتا هے که ایک زلف صد کمند بھي جسکي لٹوں میں کبھي کبھي اس نے بے مهر انگلیاں محبت سے سلجھا کرتي تهیں - نپولین جب ماسکو کو تباہ کرکے واپس آرها تها تو اس نے کہا " میں عشق سے انکار نهیں کرتا !"

لیکن پارنل کي مصیبت دوسري قسم کي تهي - وہ گرکر اٹھه نه سکا حالانکه

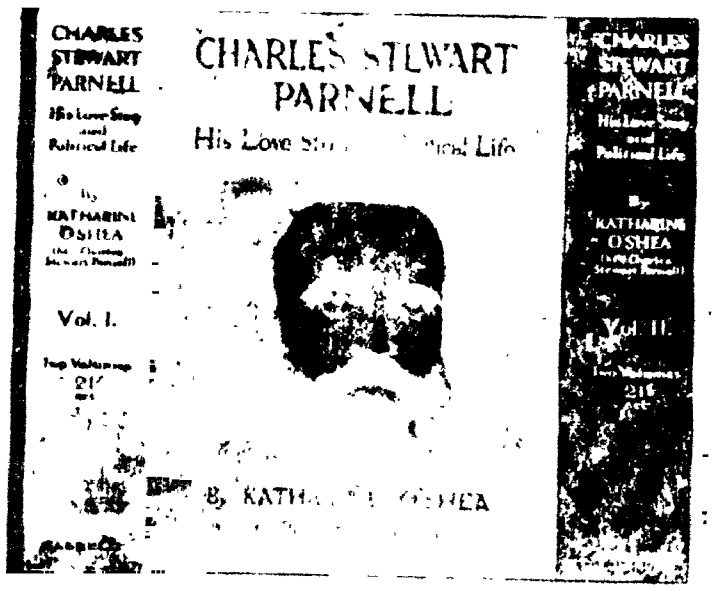

مسٹر اسٹوارٹ پارنل

جرگرے اُٹھتے ہیں وہ انسے زیادہ بے خطر درزے ہیں جنھیں راہ کی ٹھوکروں کی خبر نہیں -

وہ ہمیشہ کیلیے بندھگیا - یہی حملہ کیوپڈ کا ناقابل دفاع ہوتا ہے ' حالانکہ جنگل کی عورتوں نے اسے پہلی مرتبہ دیکھکر کہا تھا : " تو اپنی کمان کھینچ مگر زنجیر سے کام نہ لے " (۱)

عشق چون برسر کسی حملۂ بیداد آرد
ارلش قـــوت بگـــریختن از پا برود

* * *

" کریٹک " لندن کے مشہور انتقاد نگار مسٹر ملپ کپس نے اس کتاب پر نہایت دلچسپ ریویو لکھا ہے اور بعض قابل غور اقتباسات پیش کیے ہیں - ہم اسکا خلاصہ درج کرتے ہیں »

" پارنل " اپنے وقت میں آئرش تحریک کا سب سے بڑا لیدر تھا - اسوقت کسی کو اسکا وہم بھی نہیں ہوسکتا تھا کہ وہ ایک عورت کے لیے تمام دنیا کو کھو بیٹھے گا ؟ یا یہ کہ ایک قوم جو اپنے نجات دہندہ کے لیے اٹھی ہے ' اپنی قومی قسمت کے ایک نہایت ہی نازک وقت میں اپنے ایک ہی لیڈر کو صرف اسلیے چھوڑ دیگی کہ اس کے ضابطہ اخلاق کی خلاف ورزی کی تھی ؟

مگر ایسا ہی ہوا - پارنل کے لغزش ہوئی - عشق کے حملے کو وہ نہ روک سکا - اسکے متبعین نے اسکا ساتھہ چھوڑ دیا - نتیجہ یہ نکلا کہ آئرش تحریک کم از کم بیس سال پیچھے ہٹگئی -

مسز " اوشے " ہی وہ عورت ہے جسکے لیے پارنل نے اپنا مستقبل برباد کیا ' اسلیے اسکے اس قول کو صرور بار بار دہرایا جاسکتا ہے کہ وہ (یعنی مسیز اوشے) " پارنل کی روح کے خلوتکدوں میں اسکی پیچیدہ تاریکیوں اور نظر خیرہ کن روشنیوں کے باوجود داخل ہوئی " -

پارنل ایک دراز قامت ' عمیق و سنجیدہ چشم ' مسرور مگر خودنما چہرہ انسان تھا - تعجب یہ ہے کہ جب وہ ان لوگوں سے ملتا تھا جن کو اس سے ہمیشہ سابقہ پڑتا تھا ' تو اسوقت بھی وہ معمولی انسان نہیں معلوم ہوتا تھا !

اسمیں اپنے انگریزی آبا و اجداد کی نجابت اور معروفانہ کم سخنی بھی جسکی تائید اسکے حیاء پرور اور دلی الحس مزاج سے ہوتی تھی ' لیکن ساتھہ ہی اسکے کریکٹر میں چیلنج کا بھی انداز تھا - آئرش قوم کی روح پوری طرح اسمیں موجود تھی - اسکی گہری اداسی ' اسکی وہم پرستی ' اُسکا انسانوں کا سا اندر ہی اندر سلگنے والا جذبہ ایسا عجیب تھا ! وہ رومن کیتھولک نہ تھا ' مگر اسکی اسرار پرستی کی طرف اسے لگ گئی تھی - تاہم وہ اپنے عقائد سے انحراف نہ کر سکا

مسز اوشی لکھتی ہیں - " اسکا (پارنل کا) ارادہ سخت جو مضبوط تھا وہ جب ایک دفعہ کسی کام کا ارادہ کر لیتا تو پھر نہ کسی کو اسمیں مداخلت کرنے دیتا تھا ' اور نہ کسی شے کو اپنی راہ میں حائل ہونے دیتا "

مسز مذکور بتلاتی ہیں کہ " جب اسکی جماعت میں سے کوئی شخص اسے روکتا تھا ' تو وہ کس طرح خوفناک سنجیدہ ہو جاتا تھا ؟ اور کس طرح اس شخص کو اپنی جماعت سے ایک ایسی حاکمانہ اور سرد مہری کے ساتھہ نکالدیتا جو اسکے ارادہ کی اولوالعزمی و مخالفت سے پیدا ہوتی "

اسکا قول تھا کہ " جب تک میں لیڈر ہوں ' لوگ میرے آلات اور اوزار ہیں - اگر انہیں یہ منظور نہیں تو چلے جائیں " اس نے بیرحمی سے ان " آلات " کو اپنی خطرناک سرد طاقت سے ڈھال کے سدراہ ہونے اور ڈرانے کا وہ معرکہ شروع کیا جو انگریزی ارباب سیاست کے لیے ایک " خواب پریشان " ہوگیا -

(۱) یونی علم الاصنام میں کیوپڈ عشق کا دیوتا ہے جسکے ہاتھہ میں عشق کا تیر و کمان ہے - ایک منظر میں دکھایا گیا ہے کہ یونان کی حسین عورتوں نے سب سے پہلے اُسے دیکھا اور [illegible] کی جنگل مگر زنجیر سے کام نہ لے -

لیکن یہ اتفاق دیکھو کہ جب وہ اپنے سے باہر اس طرح محشر بپا کر رہا تھا تو خود اپنے اندر عشق کا شکار ہوگیا - اسی کی داستان الم کا دفتر ایڈمرائن ارشی نے اپنی کتاب میں کھولا ہے -

پہلے ایڈمرائن ایپنن ارشی آئرش ممبر پارلیمنٹ کی بیوی تھی - اس نے پارنل ' بہت لمبے ' دبلے ' اور خوفناک زرد رو پارنل کو سب سے پہلے " پیلس یارڈ " میں دیکھا - وہ لکھتی ہے :

" اس نے (پارنل نے) ایک تبسم کے ساتھہ میری طرف سیدھی نظروں سے دیکھا - اسکی شعلہ فشاں آنکھوں نے مجھہ پر ایسے حیرت انگیز شوق کے ساتھہ دیکھا تھا کہ گویا میرے دماغ میں اسکی عجیب ہستی کا تصور پیدا ہوگیا - میں نے خیال کیا یہ شخص عجیب و غریب اور مختلف قسم کا ہے "

اسی وقت سے یہ معلوم ہونے لگا کہ ان دونوں میں بہت گہری ملاقات ہوگئی ہے - اسکے بعد ہی باقاعدہ مگر مخفی خط و کتابت بھی شروع ہوگئی

سنہ ۱۸۸۰ع میں جب پارنل کو خوف پیدا ہوا کہ اسے بغاوت کے جرم میں گرفتار کرلیا جائیگا ' تو وہ ایک دن شب کو مسز اوشی کے مکان پر آیا اور اُس سے اپنے تئیں چھپانے کی فرمایش کی -

پارنل مسز اوسی کے ڈریسنگ روم میں دو ہفتہ تک چھپا رہا - مکان والوں میں سے کسی کو اسکی خبر نہ ہوئی - البتہ نوکروں نے صرف اسقدر کہا کہ " لیڈی (مسٹریس) پہلے جسقدر گوشت کھاتی تھیں - اب ڈریسنگ روم میں اس سے زیادہ کھانے لگی ہیں ! "

مسز اوسے کے یہاں سے جب پارنل جانے لگا تو اس نے تمام سیاسی مراسلات مسز اوشی کے حوالے کردیں - مسز اوسی نے ایک معروف کفگن بنوایا اور اسمیں ان مراسلات میں سے دو مراسلوں کو جو خاص طور پر اہم اور خطرناک تھیں ' رکھکر اپنے بازو پر پہن لیا - یہ کفگن اسیطرح تین برس تک اسکے بازو پر بندھے رہے -

مسز اوشے پارنل کے تمام رازوں کی محرم تھی - یہ اسی کا مکان تھا جہاں پارنل اپنی جماعت کے جلسوں کو چھوڑ کے آ جاتا ہوتا تھا ' اور گھنٹوں اس عجیب عورت کے ساتھہ بیٹھا رہتا تھا - مسٹر وہ اپنی زبان میں " ملکہ " کہتا تھا وہ بھی اسے اپنا " بادشاہ " کہتی تھی !

بارہا ایسا ہوا کہ وہ نہایت اہم جلسوں میں صرف اسلیے نہ جا سکا کہ اسکی " دلربا ملکہ " نے اسے اجازت نہ دی - آہ ! وہ کس قدر حسین بھی جبکہ اس انسان کو روک رہی تھی ' جسکے جانے پر ایک پورے ملک کے مستقبل استقلال کا دار و مدار تھا !

مسز اوسی جب کبھی اسے لعنت و ملامت کرتی تو وہ ہمیشہ یہ جواب دیتا کہ ملکہ ! تم آئین بادشاہت سے واقف نہیں " کہ کبھی وجہ بیان کرے اور نہ کبھی معذرت دے " !

اسکے ساتھہ ہی ہنسکر (جو اسکے لیے عام طور پر ایک نادر الوقوع امر تھا) ان الفاظ کا اضافہ کردیتا " اور میں معذرت کی انسانی حدود کی بالاتر کہ ہوتا تو اپنی جماعت کو قائم نہ رکھسکتا "

اس قصہ کا وہ حصہ بہت دلچسپ ہے جہاں مسز اوشی نے یہ بتایا ہے کہ وہ کیونکر پارنل اور گلڈسٹون میں ایک مترسط کی حیثیت سے کام کیا کرتی تھی اور کس طرح حسن و عشق سیاست اور قومی تحریک کا نامہ بر تھا ؟

مسز اوشی کا دعوا ہے کہ اس معصیت کے بارے میں وہ پارنل کو (جس نے اپنی تمام عمر ایک عورت کے لیے خطرہ میں ڈالدی) اور اپنے آپ کو (جس نے اپنے جاں نثار عاشق کے لیے شریف شوہر سے بیوفائی کی) ہرگز مجرم نہیں سمجھتی - اور وہ ان لوگوں کے نفاق کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے جو اس قصہ کے طشت ازبام ہونے اور طلاق کے منظور ہونے کے بعد ان دونوں کی معصیت کو برا کہتے ہیں - حالانکہ وہ اس سے پہلے بھی انکے باہمی تعلقات سے واقف تھے مگر کبھی انہوں نے کوئی اعتراض نہیں کیا -

آثار عتيقه

اس صفحه میں تاج تصویریں آپکے سامنے هیں - سر صفحه کی دو تصویریں عہد حاضر کے اور بعہد الدان تک دو مشہور عثماني ماهرین فن آثار کی هیں ' جنکی زیر ادارت آثار عتیقهٔ عثمانیه کا صیغه قائم هوا هے اور جس کا دوسرا نمبر " آثار قدیمه " کے عنوان سے کسی گذشته اشاعت میں درج هوچکا هے -

آثار عتیقه کے اجتماع کے لحاظ سے دنیا میں کوئي حکومت دولت عثمانیه سے بڑھکر صاحب خزائن و اموال نہیں - یونان ' روم ' مصر ' کالدیا ' بابل ' یمن ' جو قدیم تمدن کا منبع تھے ' اسی کے زیر حکومت آئے ' اور خود اپنا نحت خلافت بھی اس نے ایک ایسے شہر میں بچھایا جو یوناني و رومانی تہذیب کا آخري سرچشمه تھا -

اسي طرح تاریخ اسلام کے تمام آثار و نوادر بھي اسي کے قبضے میں آئے - علی الخصوص قرون متوسطه و اخیرهٔ اسلامیه کا تمام عہد اسکي آنکھوں کے سامنے گذرا -

پس اگر وہ اپنی اس دولت کي قدر پہچانتي اور اسے محفوظ رکھتي تو آج یورپ کے بڑے بڑے عجائب خانوں کے تمام خزائن علمیه صرف اسي کے قبضه میں هوتے -

حال میں دولهٔ عثمانیه نے آثار و نفائس کے حفظ و جمع پر توجه کي هے اور متعدد صیغے باقاعده کھل گئے هیں - ازانجمله ایک صیغه خالص " آثار عثمانیه " کا هے جسمیں خاندان عثماني کے آثار اوائل عہد سے لیکر اس وقت تک کے یکجا کردیے هیں -

آخر صفحه کی دونوں تصویریں اسی صیغے کا ایک قیمتي مرقع هے جو سلطان محمد فاتح کے عہد میں مصورین عجم نے طیار کیا تھا - اسمیں دو مطربه اور رقاصه عورتوں کی تصویریں دکھلائی هیں جن سے اس زمانه کے لباس اور طور [illegible]

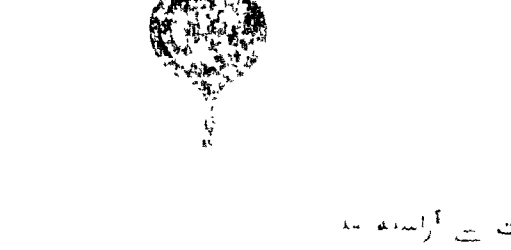

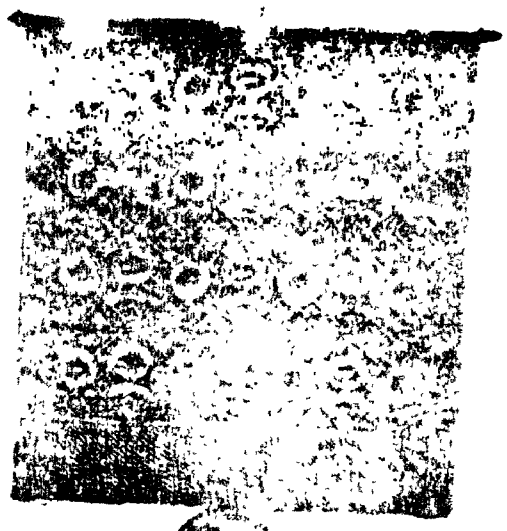

[illegible] سفاهت سے آراسته [illegible]

[illegible] ماخوذ هے [illegible]

[illegible] شدی

[illegible] سفارت سے [illegible] ۱۵ [illegible] معه

[illegible] سلطان [illegible] قسطنطنیه [illegible] مشہور

[illegible] سے جنکے نام [illegible] قسطنطاس [illegible]

[illegible] علم هیئت کی [illegible] ثابت سے [illegible]

[illegible] خدمت میں ۲۶ جلد [illegible] دربار میں [illegible]

[illegible] اسی [illegible] اسی سلسلہ کے

[illegible] عادت [illegible] مدت [illegible] کتب [illegible]

سلطان محمد فاتح القرن حادی عشر کی [illegible] اس علم و صاحب علم کے تحت کا مالک هوا اور الحمد لله که ابتک صلیبی کی [illegible] قدیمي منافع فریدان توحید سے واپس نہیں لی جاسکی هے -

[illegible] سفاهت سے متعلق دلچسپ تاریخي معلومات حاصل هوتی هیں

(شاه قسطنطین کا علم)

وسط صفحه میں مشہور شاه قسطنطین (جسکے نام سے قسطنطنیه آباد هوا) کے علم کی تصویر هے - جرمني کے مشہور اثري (ارنسٹ) ولپرٹ (Wilpert) نے جب اس علم کے متعلق اپنی تحقیقات کی اطلاع دی جرمني نے دی تو فیصر نے مراکش (Marialauch) کے پادریوں کو حکم دیا که [illegible] جسقدر صحیح سے صحیح نقل ممکن هو [illegible] پادریوں نے تعمیل ارشاد میں [illegible] متعلق ان بیانات سے بھي مدد لی جو [illegible] سرانجلی عورخ دوسیوس نے لکھے هیں [illegible] هے که مقاطع سرداخ میں رومانی رومف کا (ایک قسم کا نیزا هوتا هے) ایک ٹکڑا لگایا گیا هے [illegible] نہایت درخشاں جواهر سے مرصع اور طلائی [illegible] سے زرکار هے اس مرصع کاري و زرکاري [illegible] نظارے کے لئے ایک عجیب رعب [illegible] منظر پیدا هوگیا هے - اس کا طول [illegible] عرض برابر هے

اس نعل میں نگین میدہ کا ایک [illegible] بنایا گیا هے نیزہ پر طلائی پتر منڈھا هوا هے [illegible] ایک قسم کا درخت هوتا هے - اسکا طلائی [illegible] اور بیچ میں شاه قسطنطین کے نام کا [illegible] X نقش دیا هے - طغرا اور هار دونوں [illegible]

مراد ۔۔ ہلال

دولۃ عثمانیہ کا مستقبل

اور تعلیم و تربیت و نظام عمومی

حضرت مولانا - السلام علیکم و رحمۃ اللہ - جب خالد جلیل بے بمبئی میں تشریف فرما تھے تو میں نے اونکی خدمت میں چند خیالات ظاہر کرنے چاہے تھے ' مگر افسوس ہے وہ یہاں سے چلے گئے اور مجھکو وقت نہ ملا کہ اپنا ارادہ پورا کرسکتا -

اسمیں کچھہ شبہ نہیں کہ نصرانی یورپ اس باقی ماندہ اسلامی سلطنت ترکی کی تباہی کے درپے ہے اور انسانی قوی کی رفتار پر غور کرنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ بفرض محال اگر ترکی کی اسلامی رعایا میں وہ جوش پیدا بھی ہوجائے ' جو فرون اولی کے مسلمانوں میں تھا یا اب جاپان میں ہے ' تو بھی انکا ترقی کرکے کسی ایک نصرانی سلطنت کے ہم پلہ ہونا بھی ممکن نہیں -

یہ سب کچھہ تسلیم کرنے کے بعد بھی دل محض سکوت اور خاموشی پر مائل نہیں ہوتا - میرا یہ عقیدہ ہے کہ اسلام کا دار مدار سب اب ترکی تلوار ہی پر ہے - اگر خدا نخواستہ ترکی نہیں تو مسلمانوں کا بھی خاتمہ ہے - یہودی سلطنت کھوکر تاجر بن گئے ' مگر بدبخت مسلمانوں میں تو یہ مادہ بھی نہیں اور نہ ہوسکتا ہے کہ وہ بنیئے بدل بن جائیں - پس ہمکو اس پرچم اسلام کی حفاظت کے لیے جو کچھہ ہوسکے کرنا چاہیے ' اگرچہ موجودہ علائق کی بیڑیوں کی وجہ سے ہماری کوشش کا دائرہ کتنا ہی محدود اور تنگ کیوں نہ ہو -

میں نے آپکی خدمت میں پہلے بھی لکھا تھا کہ خدام کعبہ کی تحریک ایک اصلی اور بہترین تحریک ہے ' بشرطیکہ اسکو صحیح اصول اور غیر متزلزل دیانت کے ساتھہ چلایا جاے - میں یہ ہرگز نہیں کہتا کہ خدا نخواستہ بانیان خدام کعبہ کی دیانت مشتبہ ہے مگر ممکن ہے کہ روپیہ کا انتظام اس سے بھی زیادہ باقاعدہ ہو جیسا کہ اب ہے ' پبلک کو اطمینان نہیں ہوسکتا ' اور اگر ایسا ہی ہوجاے تو پھر دیگر عوائق کے پیش آنے کا احتمال ہے جسکو یہ جماعت ابھی سے محسوس کررہی ہے - خیر ' یہ تو بیرونی مساعی ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ جبتک اندرونی کوششیں ہونگی اسوقت تک تو بھی موجودہ حالت قائم رہنے نظر نہیں آتی - حکومت کا انتظام بھی ناقص ہے جسکی وجہ ارکان اشخاص اور حکام کے نالائقی ہے - سول سروس باقاعدہ نہیں - مشرقی اصول پر تمام ورثا کے مسلسلین کاروبار عہدوں پر مامور ہیں ' اور چونکہ ایسے اشخاص عموماً نالائق ہوا کرتے ہیں اسلیے اپنے فرائض منصبی کو وہ ادا نہیں کرسکتے جسکا نتیجہ یہ ہے کہ اجنبی نصاری کو دخل دینا کا موقع ملتا ہے - اسے انسداد کے لیے میں ایک تجویز پیش کرنا ہوں :

قسطنطنیہ میں ایک کالج قائم کیا جاے ' یا یوں کہیے کہ امتحان کا ایک بورڈ ہو ' اور اسمیں کل عثمانی رعایا کے اشخاص مقابلہ کا امتحان دیسکیں ' اور امتحان میں کامیاب ہوکر سول سروس کے اعلی درجہ سے ترقی کریں - انکے سوا کسی کو سول کے عہدے نہ دیے جائیں - انکے واسطے ایک یورپین زبان مثلاً انگریزی یا جرمن ضروری ہو - اسکے علاوہ انکے نصاب میں یورپین قانون ' قانون بین الاقوام ' قرآن شریف کل معہ ترجمہ نرکی ' فقہ کا وہ حصہ جو معاملات سے متعلق ہے ' اور عربی علم ادب ہو - گھوڑے کی سواری اور امتحان صحت بھی لیا جاے جسے یورپ کے تعلیم یافتہ تین مسلمان واقف ہی ہیں - اس امتحان میں کامیاب ہونے کے بعد ان امیدواروں کو ننجواہ ملنی شروع ہوجانی چاہیے جو مقدار میں بہت کم ہو مگر ضروری مصارف کے لیے کافی ہو - پھر ان سے کہا جاے کہ جس ملک کی زبان انہوں نے امتحان میں لی ہو ' اوسی ملک میں ایک سال تک رہکر وہانکا قانون اور عدالتونکی عملی کارروائی کا مطالعہ کریں - اسکے بعد ایک سال کیلیے وہ ہندوستان میں آکر کسی ضلع میں بطور آنریری مجسٹریٹ کام کا تجربہ حاصل کریں - اردو زبان چنداں مشکل نہیں - دو تین مہینے میں سمجھی جا سکتی ہے - البتہ لکھنا مشکل ہے ' لیکن انریری مجسٹریٹ کو ابتدا ہی قلم سے لکھنا ضروری نہیں ہے - اسکے بعد وہ اپنے ملک میں جاکر کام کریں اکیس برس سے کم عمر کا آدمی امتحان مقابلہ میں شریک نہوسکے ' اور ۲۳ سال سے زیادہ عمر کا آدمی نہ لیا جاے - دو سال تجربہ کے لیے کافی ہونگے - ہاں ریاضی انٹرنس کے درجہ تک کے لازمی رکھے جائے - اگر ترک ایسا کوئی انتظام کرسکیں تو میں یہیں کامل رہنا ہوں کہ نہ تو یورپ سے ایسکدر لینے کی ضرورت اونکو پیش آئیگی اور نہ وہ عہدہ داروں کے لیے بھیک مانگتی پھریگی - اس امتحان میں ہندوستان اور کابل کے مسلمانوں کو بھی شامل ہونے کی اجازت دیجاے ' بشرطیکہ وہ ترکی زبان میں مہارت حاصل کرلیں ' اور پندرہ برس کی عمر سے اکیس سال کی عمر تک سلطنت عثمانیہ کے حدود میں سکونت رکھیں -

دوسرا اہم مسئلہ نرکی تجارت کا ہے ' اور شاید اس سے بھی زیادہ مشکل ہے ' کیونکہ بلاد عثمانیہ کے تجاری یورپ کی خاص ملک ہے - اور اسکو آپ سے زیادہ غالباً کوئی ہندوستان میں نہیں سمجھہ سکتا ' مگر پھر بھی ایشیاے کوچک میں ترقی تجارت کے وہ موقع ہیں جو شاید اور کسی یورپ کے ملک میں نہوں - کتنی بڑی شرم کی بات ہے کہ ابتک ترکی توپیاں ترکی میں نہیں بن سکتی ہیں - اب کچھہ کارخانے کھلے ہیں - لیکن سوتی اور اونی کپڑا اب بھی وہاں مطلق نہیں بنتا - اسکے لیے جائنٹ سٹاک کمپنی کے طریق پر جا بجا ایشیاے کوچک میں با قاعدہ طور پر کارخانے کھولنے چاہئیں ' اور قبل اسکے کہ ایسے کارخانے جاری کیے جائیں ' تین اشخاص کو ہمیں سے ایک مصری تاجر ضرور رہی ہو ' ہندوستان میں آکر کانپور ' بمبئی ' دھرواڑ ' اور کلکتہ میں اس قسم کے کارخانوں کا مطالعہ اور معاینہ کرنا چاہیے ' اور انتظام کا طور دیکھنا چاہیے - ان کارخانوں کے منیجر ابتداً جرمن اور انگریز بنائے جاسکتے ہیں ' لیکن اگر روپیہ عثمانی ہو تو مالک کارخانہ صرف مسلمان ہو یا عثمانی رعایا ہو - اجنبی نصاری کو حصے بھی نہ دیے جائیں - یہ بڑا ہی معمولی قدمت ہر ہندوستان میں آئیگا ' اور لاکھوں مسلمان بڑی خوشی خرید لینگے ' اور اسکو ریب تن کرنا موجب فخر سمجھینگے -

میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ جاپان کی ترقی کا بڑا محرک اسمائل کی کتاب سلف ہلپ ' ڈیوٹی ' اور کنڈکٹ ' ہے -

جاپان میں اس وقت کوئی گھر شاید مشکل سے ملے گا جسمیں یہ کتابیں بزبان انگریزی یا جاپانی موجود نہ ہوں میں نے بھی ان کتابوں کو پڑھا ہے - في الحقیقت اگر ان کتابوں کا عام رواج ترکی میں ہوجاے تو ممکن ہی نہیں کہ انکا اثر نہ پڑے - گولدن ڈیدز (Golden Deeds) ایک اور کتاب ہے جسکا ترکی میں ترجمہ ہونا چاہیے - اگر ان کتابوں کا ترکی میں ترجمہ ہونے کا کوئی انتظام صورت پذیر ہو تو میں ایک معتصر رقم سو روپیہ کی اپنے پاس سے دینے کو آمادہ ہوں (اسمائل کی تصنیفات کا ترجمہ ایسے پچیس برس پہلے ترکی میں ہو چکا ہے - اور اسکے علاوہ اور بھی صدہا مصنفات جدیدہ کا - تراجم کے اعتبار سے ترکی کا جو پایہ ہے اسپر جناب کی نظر نہیں - اصلی مرض صرف ڈیوٹی اور سلف ہلپ کے مطالعہ ہی سے دور نہیں ہوسکتا - الهلال)

ہر سال مکۂ معظمہ میں قرباني کي لاکھوں کھالیں ضائع ہوتي ہیں - اگر کوئي کھالوں کے رنگنے کا کارخانہ خاص مکۂ معظمہ میں یورپین طریق پر جاري کیا جاے' تو بلا مبالغہ لاکھوں هي روپیہ کا نفع ہوسکتا ہے - اسکي طرف بھي سلطنت کو توجہ دلاني چاهیے - مگر اسکي بابت میں یہ عرض کرونگا کہ براے مہرباني کلکتہ کے کسي مسلمان سوداگر چرم کو مائل کریں کہ وہ مکۂ معظمہ میں ایک چرم سازي و دباغي کا کارخانہ کھولے -

آپـــکا خـــادم
محمد فضل متین

الهـــلال :

آپکے خیالات نہایت قیمتي ہیں - کئی سال سے ان امور پر بذریعہ مراسلات طویلہ و مبسوطہ اولیاء حکومت کو توجہ دلا رہا ہوں - لیکن علم و تجارت سیکھنے کیلیے ترکونکر ہندوستان آنیکی دعوت دینے کی ضرورت نہیں - سول سروس کے امتحانات اور نظام تعلیم کے متعلق آپنے حکومت عثمانیہ کو جس قدر مفلس سمجھا ہے اس قدر نہیں ہے - ایک بہت بڑا سوال امن و فرصت اور صحیح العمل جماعت کا ہے -

تاریخ حسیات اسلامیہ

مسئلـــہ قیـــام الهـــلال

الہلال کي اشاعت نے مسلمانوں میں جو احساس مذهبي پیدا کردیا ہے وہ بلا شبہ بے نظیر ہے اور اسکے لیے آپ خاص طور پر مبارکباد کے مستحق ہیں - الہلال کا بند کرنا بلا شبہ مسلمانوں کے لیے سخت جانکاہ صدمہ ہوگا - خواہ اسکي قیمت میں اضافہ ہو کے اور خواہ اشاعت میں ترقي نہ ہوے لیکن براے خدا جاري رہیں' اور اسکے بند کرنے کا خیال بھي دل میں نہ لائیں - یہ سچ ہے کہ ایسے عدیم المثال رسالہ کا جاري رکھنا بدون کافي سرمایہ یا ترقي تعداد اشاعت کے محال بلکہ ناممکن ہے - لیکن ہندوستان کے مسلمان ان دونوں باتوں پر راضي ہیں' پھر کیوں نہیں آپ اس کا ایک دفعہ فیصلہ کر دیتے؟ قیمت میں اگر اضافہ دس روپیہ سالانہ تک ہو جاے ' تو بمقابلہ حیثیت الهلال کے کچھ زیادہ نہیں ہے - تعداد اشاعت میں ترقي کے لیے آپ جا بجا اسکے ایجنٹ مقرر فرمائیں - کم سے کم اگر دس هزار کي اشاعت مستقل طور پر ہوجاوے تو پھر باطمینان یہ رسالہ اسي قیمت پر جاري رہ سکتا ہے -

خاکسار عطا محمد خان کورنمنٹ پنشنر امرتسر - کٹرہ اهلو والیہ نیو مارکٹ

تاریخ حسیات اسلامیہ کے عنوان سے جو خطوط شائع ہوے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ خریدار پیدا کرنیکي کوشش جاري ہے - لیکن وہ رفتار جو الهلال جیسے ملی و قومي مصلح کے لیے ہوني چاهیے نہي نہیں ہے - اگر اصحاب ان خریداروں کي تعداد بذریعہ الهلال ظاہر فرمادیتے جو ابتک ہوچکے ہیں' تو بقیہ کے لیے زیادہ جوش سے کوشش کیجاتی - چار خریدار حاضر خدمت ہیں -

نیاز مند رحیم حسین مدراسي - بارہ بنکی

رُخِ گلگوں کو بچایئے!

قدرتی حسن کیا ہے؟ ایک احسان ہے - جسکا بہترین پیرایہ شکر گزاری اسکی تمہداشت ہے - سرد ممالک کی مرطوب آب و ہوا ملغ نہو - تو نہو لیکن ہندوستان جیسے گرم ملک میں روزمرہ پومیڈ یا اسپرٹ میں حل کیے ہوئے رنگوں کا استعمال گلگوں رخساروں کے لیے جسقدر مضر ہوگا اس کا اندازہ آپ خود ہی فرمالیں -

تاج گلگونہ عنبر - ہر قسم کی اسپرٹ - چربی اور رنگ کی آمیزش سے پاک ہے - اور یہی وجہ ہے کہ تھوڑے ہی زمانہ استعمال میں یہ انسانی چہرہ میں ملاحت - بالوں میں ملایمت و چمک - جلد میں ایک فطرتی مہک پیدا کردیتا ہے - اور مروجہ پومیڈ کی شیشی سے ڈیوڑھی مقدار میں - خوبصورت لیبل لگی ہوئی شیشی میں محفوظ ہے - قیمت فی شیشی پانچ آنہ (۵ر)

تمام بڑے بڑے سوداگروں سے یا براہ راست کارخانہ سے طلب کیجیے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

تیـــــار کردہ

دی تاج مینوفیکچری (بمبئی و دہلی) صدر دفتر دہلی

خانۂ زادِ چمن!

جس طرح نسیم سحری کا پہلا جھونکا - موج بوے گل سے ہم آغوش ہوکر ایک عالم کو مست الست کر دیتا ہے بعینہ اسی طرح تاج بخور عنبر کی توجی حرکت شام دماغ کو معطر کرکے انسان کو از خود رفتہ کردیتی ہے - اور اسے نہیں معلوم ہوتا کہ خود صحن چمن میں ہے - یا چمن ہی کسی سیمیائی قوت سے صحن دماغ میں منتقل ہوگیا ہے اگر سنگھارنیز کی دستکاریاں قدرتی حسن میں رعنائی و ناز انداز اضافہ کرتی ہیں تو بلا مبالغہ تاج بخور عنبر کی شگوفہ کاری ایک ہی دلاسلانی سے ہمدم ناز پرتا زیانہ بجاتی ہے ✦

ایک اونس کے خوبصورت بکس میں جو مہینوں کو کافی ہے قیمت ۴ تمام بڑے بڑے دوکانداروں سے یا براہ راست کارخانہ سے طلب کیجیے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

تیـــــار کردہ

دی تاج مینوفیکچری (بمبئی و دہلی) صدر دفتر دہلی

بہشتی قطرے!

ہندوستان کے باغ جنت کے چیدہ اور تازہ پھولوں کی روح نچوڑ کے لیے کشت زعفران ایک نئی وضع کے نازک اور خوشنما شیشیوں میں سنہری ٹیوپ کے اندر رکھی ہوئی تین مختلف خوشبوئیں ہیں - اور جو نہ صرف عطر پستوں ہی کی محبوب ہیں - بلکہ ہر طبقہ کے اذواق اور نازک دماغ اصحاب حکام - اطباء رئیس - مشاہیر و اکابر انکو قدسیان ارم کا تحفہ سمجھتے ہیں ✦

تاج نکہت نسیم — تاج روح شمیم

تاج موج نسیم

فی شیشی ۱۲ر علاوہ خرچہ پیکنگ و محصول ڈاک

تمام بڑے بڑے دوکانداروں سے یا براہ راست کارخانہ سے طلب کیجیے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

تیـــــار کردہ

دی تاج مینوفیکچری (بمبئی و دہلی) صدر دفتر دہلی

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (القرآن الحكيم)

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad,

7-1, Mcleod Street

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 6.

Half-yearly .. .. 4&2

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
ابوالکلام آزاد

مقام اشاعت
۷-۱ مکلاود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۶ روپیہ
ششماہی ۳ روپیہ ۱۲

نمبر ۵ — کلکتہ: چہار شنبہ ۵ رمضان المبارک ۱۳۳۲ هجري — Calcutta Wednesday, July, 29 1914. — جلد ۵

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ وَنَجِّنَا
بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ! (۱۰ : ۸۶)
رَبَّنَا إِنَّكَ آتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَأَهُ زِينَةً وَّ
أَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا. رَبَّنَا لِيُضِلُّوا عَنْ
سَبِيلِكَ. رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَىٰ أَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ
عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ
الْأَلِيمَ!! (۱۰ : ۸۸)

Telegraphic Address - "Alhilal" Calcutta
Telephone No 648
AL-HILAL
Proprietor & Chief Editor.
Abul Kalam Azad
14 Mcleod Street.
CALCUTTA.
Yearly Subscription, Rs. 8
Half yearly .. Rs. 4/12

الہلال

مدیر مسئول و رئیس قلم تحریر
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی
مقام اشاعت
۱۴ — مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ
ٹیلی فون نمبر ۶۴۸
سالانہ — ۸ — روپیہ
ششماہی — ۴ — ۱۲ — آنہ

نمبر ۵ — کلکتہ: چہارشنبہ ۵ شعبان ۱۳۳۲ ھجری — جلد ۵
Calcutta: Wednesday July, 29. 1914

شہدائے ادرنہ کی یادگار

یہ اُس جدید عثمانی درسگاہ کا مرقع ہے جسے شہدائے ادرنہ کی یادگار میں ملکی اور پاشا نے ادرنہ (اندرنوپل) میں قائم کیا ہے - اور جسکے ساتھ ہی پس ماندگان جنگ کے لیے ایک دارالیتامیٰ کی بھی بنیاد ڈالی ہے - اس مرقع میں آپ مولانا حکیم محمود علی بیگ وکیل مالی دولت حیدر آباد کے ممبرون ہیں جنھوں نے سفر قسطنطنیہ سے ابتدا میں اس مدرسہ کی زیارت کی ' اور اس مرقع میں بھی دھنی جانب ہندوستانی لباس میں موجود ہیں -

مسئلہ قیام الہلال

گذشتہ نمبر میں ہم نے اضافۂ قیمت اور درصورت یک ماہہ کے متعلق آخری تجویز بعرض شوریٰ پیش کی تھی اور معاونین کرام سے درخواست کی تھی کہ بصورت اختلاف بہت جلد اپنی راے سے اطلاع بخشیں -

اس وقت تک متعدد تحریریں اتفاق و منظوری کی آچکی ہیں جیسا کہ ہمیں احباب کرام کے لطف و کرم سے امید تھی - مخالفت میں صرف ایک بزرگ نے راے دی ہے -

اب ہم چاہتے ہیں کہ جن حضرات کا سال خریداری جون یا جولائی کے کسی ہفتہ سے شروع ہوا ہے اور ۸ روپیہ کے حساب سے انھوں نے قیمت روانہ کی ہے یا وی - پی - وصول کیے ہیں' وہ ۱۲ - روپیہ قیمت تصور فرماکر بقیہ روپیہ خود ارسال فرمادیں یا وی پی بھیجنے کی اجازت دیں - انمیں سے اکثر حضرات نے لکھا تھا کہ ۱۲ - روپیہ کا وی پی بھیجا جاے لیکن چونکہ اس وقت تک کوئی آخری راے قرار نہیں پائی تھی ' اسلیے انکے نام حسب معمول ۸ - روپیہ کے حساب سے وی - پی - روانہ کیے گئے - اب جبکہ انکی تجویز اور اظہارات کریمانہ کے مطابق مجبوراً قیمت بڑھانے کا فیصلہ ہوگیا ہے ' تو یہ خواہش بھیجا نہیں اگر نہ کی جاے کہ وہ اسی سال سے اس قیمت

کو منظور کریں ' اور بقیہ قیمت روانہ فرمادیں - اگر انکی قیمت ششماهی نهي تو جدید اضافه کے بعد ۶ - روپیه - ۱۲ - آنه قیمت شش ماهي هوگی -

یه ممکن تها که نیا اضافه آیندہ ششماهي جلد سے قرار دیا جاتا لیکن اس صورت میں دفتر کی مشکلات کو اس سے کچھه بهي فائدہ نه هوتا - اصلي سوال تو موجودہ مالی مشکلات اور نقصانات کا هے - اگر قیمت بڑهانے کے بعد اس وقت مدد نه ملي تو یه اضافه بحالت موجودہ بالکل بے سود هوگا -

هم ایک مرتبه اور احباب کو یقین دلانا چاهتے هیں که قیمت کي زیادتي بڑي هي مجبوري کے عالم میں کی گئی هے - اگر هماری پهلی تجویز تکمیل تک پهنچ جاتی تو هم کبهی بهی ایسا نه کرتے - اب بهی اس اضافه کو محض عارضی اور موقت سمجهتے هیں اور جس وقت اسکی اشاعت مطلوبه تعداد تک پهنچادي جائیگی هم معاً اسکی قیمت کم کردینگے ' اور بهت ممکن هے که سابق سے بهی زیادہ تخفیف هوجائے -

همیں احباب کرام کی اس محبت و لطف سے جسکی ناقابل فراموش شهادتیں اپنے دل میں محفوظ پاتے هیں ' پوری امید هے که انهیں یه اضافه ساق نه گذریگا کیونکه انهیں کے اصرار کی تعمیل کی گئی هے ' اور جون اور جولائی کے تمام قدیم و جدید خریدار نئی قیمت کے حساب سے بقایا روانه کردینگے -

مسئلہ اسلامیۂ کانپور

وبال کذب و افسانہ افتراء

جبکه بڑے بڑے عقلمند و دانا ' مدبر و هوشمند ' دارائے علم و فضیلت ' صاحبان تجربۂ و خبرۃ ' نفس و شیطان کے استیلاؤ تسلط سے مجبور هوکر بے وقوفوں کی سي باتیں ' بچوں کی سی نادانیاں ' اور دیوانوں کي سی هرزہ سرائیاں کر بیٹهتے هیں ' تو بساطي بازار کانپور کے دو شخصوں کی نادانی پر افسوس کرنا لاحاصل هے ' جنهوں نے گذشته هفتے اپني مجرمانه بے بسي سے عاجز آکر کذب و افتراء کے دامن میں پناه لینی چاهي هے ' اور یه دیکهکر که عین موقعه پر مسجد کا معامله انکے هاتهه سے نکل گیا هے ' الهـــلال کے بیانات کی تغلیط کیلیے ایک اشتهار شائع کیا هے - حالانکه اگر ان میں قبول هدایت کي ایک رائی برابر بهی صلاحیت باقي هوتی ' تو بریت کی کذب پرستي کی جگه توبۂ و اعتراف کا طریق صالح و مسلک مومنین اختیار کرتے : وطبع علی قلوبهم فهم لا یفقهون (۹ : ۸۸)

جهوٹ انسان کی ایک عالمگیر کمزوری هے اور کروڑها انسان اسمیں مبتلا هیں ' لیکن کذب و افترا کی سے باکانه جسارت فقدان ایمان کا وہ مرتبۂ بلند هے جو هر کذب پرست کو نصیب نهیں هو سکتـــا :

ابی سفاوت بزرد بازو نیست !

مگر تعجب هے که مسجد مچهلي بازار کے دو متولیوں کو صرف ایک سال کی حیات نفاق آمیز و پرسنش ائمۂ کفر سے کونسا مرتبۂ بلند نیونکر حاصل هوگیا ؟

شیخ مجید احمد نے اپنے دستخط سے جو اشتهار شائع کیا هے اسمیں نهایت بے باکی اور دلیری کے ساتهه لکها هے که " بعد مشورۂ راجه صاحب محمود آباد ' مسٹر محمد علی ' مولوی فضل الرحمن و چند مسلمانوں کے ' جولائی کو ایک نقشه مع پانهه تا ... صاحب کلکٹر بهادر کچهری میں پیش کیا گیا "

اس عبارت کا صاف مطلب یه هے که انهوں نے جو کچهه کارروائي کي وہ مندرجۂ صدر اشخاص کے مشورے سے کی - اگرچه یه بیان عقلاً بهی صحیح نهیں معلوم هوتا تها ' اور شیخ مجید احمد اور اسکے رشتۂ نفاق کے حقیقی بهائی کریم احمد کی تمام پچهلی کارروائیاں پیش نظر تهیں ' تاهم خیال هوتا تها که ایک شخص خواه کتنا هی آوارہ باخته اور ایمان فروش هو ' لیکن اسطرح ایک چهپے هوے اعلان میں بکسر جهوٹ بولنے سے ضرور شرمائیگا - کچهه نه کچهه اسکی اصلیت ضرور هوگی - اسی خیال سے هم نے نامبردہ اشخاص سے چلے تحقیق کرلینا چاها - اور بذریعه تار دریافت کیا -

مسٹر محمد علی لکهتے هیں : " مجید احمد کا بیان بالکل غلط اور گمراه کن هے - کریم احمد میرے پاس آیا تها لیکن میں نے اسے موجودہ کارروائی سے بالکل خلاف مشورہ دیا ' جسپر عمل نهیں کیا گیا "

سر راجه صاحب محمود آباد لکهتے هیں . " اس کارروائی میں میرے مشورہ یا راے کو ذرا بهی دخل نهیں "

مولانا عبد الباری صاحب فرنگی محلی کا بیان هے : " میں اس کارروائی کی کوئی اطلاع نهیں "

مولوي سید فضل الرحمن تار دیتے هیں : " میري نسبت سعید احمد کا بیان بالکل غلط هے - هرگز هرگز میرا یه مشورہ نه تها "

اب ذرا اس شخص کے جهوٹ بولنے کی همت دیکهو که لاکهوں مسلمانوں کو علانیه دهوکا دینے سے نهیں شرماتا ' اور کیسی ماتم انگیز اخلاقی و ایمانی موت اسپر طاري هوگئی هے که چار مسلمانوں کی نسبت تهمت و افتراء کرنے کے خلاف کوئی ایمانی صدا اسکے دل سے نهیں اٹهتی ؟ چند منافقین مفسدین کي وسوسه اندازي اور بعض شیاطین الانس کے پیهم القاء ابلیسی نے اسے اس طرح اپنے قابو میں کرلیا هے که نه تو مسلمانوں کے دل سے کسی بات کو سوچ سکتا هے ' نه مسلمانوں کی آنکهوں سے کسی چیز کو دیکهه سکتا هے ' اور نه مسلمانوں کے کانوں سے کسی آواز کو سن سکتا هے - بلکه اب تو تا بقدم ایک خول بنگیا هے ' جسکے اندر سے صرف " حضور ' فیض گنجور ' غریب پرور سلامت " هی کي روح بول رهی هے

انهم اتخذوا الشیاطین اولیاء من دون الله و یحسبون انهم مهتدون (۷ : ۲۹) کاش ان دونوں کی آنکهیں اپنے اوپر روئیں اور اسکا دل اپنے ایمان و صداقت کی موت پر ماتم کرے !

بهر حال هم اس اشتهار کے حصے پر زیادہ وقت ضائع کرنا نهیں چاهتے که یه کوئی چیز نهیں هے ' اور اگر کچهه هے تو صرف مسلمانوں کی بد بختی هے که جس مسجد کیلیے موجودہ سنین میں انهوں نے سب سے زیادہ جان و مال کا انفاق و ایثار کیا هو ' وہ صرف ان لوگوں کے هاتهوں میں چهوڑ دي گئی هے ' تاکه چند بے حمیت شرارتیں لاکهوں مسلمانوں کو احمق بنائیں ' اور بالآخر ظلم کرنے والوں کو اُن کے پیهم مارا مارا پهرنا پڑے ' اور انکی محاطبت میں وقت ضائع کرنا پڑے -

یه سچ هے که ان لوگوں کیلیے ۱۱ - اگست کے مسٹر ٹالیفرنی گلہ مهر بڑی قیمتی هے ' مگر انهیں یاد رکهنا چاهیے که مسلمانوں کیلیے ۱۱ - اگست کا خون بهی محض بے قیمت نهیں هے اچهه بد قسمتي سے اسے بے قیمت بنایا گیا ' وہ کسی طرح بهی راضی نهیں هوسکتے که اس مسئله کی آخری منزل کو بغیر حد و حد انتهائي کے چهوڑ دیں !

پس فی الحقیقت اصلی سوال شیخ مجید احمد و کریم احمد کے اعلانات و مزخرفات و مکذوبات کا نهیں هے ' بلکه مسجد کے مقدس حصۂ متنازع فیه کی تعمیر کا هے - اور اب فوراً هم کو اسکا

بیصلہ کرنا چاہیے کہ آیندہ مقامي دباؤ اور تلقینات و وساوس سے اس مسئلہ کو کیونکر محفوظ رکھا جاے ؟

اشتہار میں بڑے زور سے اپنا یہ بہادرانہ کارنامہ بھي لکھا ہے کہ ہم نے درخواست میں مولانا عبد الباري صاحب کے کسي تار کا حوالہ دیا تھا کہ " بوقت تعمیر اسلامي جذبات کا لحاظ رکھا جائے" مگر معلوم نہیں کہ اسلامي جذبات سے مقصود کیا ہے ؟ اگر " اسلامي جذبات " سے مقصود چند مسلمانوں کے جذبات ہیں تو اسمیں شک نہیں کہ گذشتہ فہرست خطابات میں ان جذبات کا کافي لحاظ رکھا گیا ' اور اگر آیندہ بھي مسلمانوں کو استرضاء کفر ونفاق کي تدبیر ملی تو انشاء اللہ بہت کچھہ لحاظ رکھا جائیگا - لیکن اگر اسلامی جذبات سے وہ جذبات مراد ہوں جنکا لحاظ ۲ - جولائي اور ۱۱ - اگست کو رکھا گیا تھا ' تو ہم سمجھتے ہیں کہ مسلمان اب اپنے جذبات کي رعایت کے معني اچھي طرح سمجھہ چکے ہیں ' اور وہ مسٹر ٹائیلر کو اس بارے میں مزید احسانات کیلیے زحمت دینا نہیں چاہتے -

یہ بالکل ایک واضح بات ہے کہ مسجد کی زمین کا جو فیصلہ کیا گیا اس سے حقیقت بین مسلمانوں کو ذرا بھی اطمینان نہ ہوا ' اور اگر بہت سے رزولیوشن اظہار شادمانی کے پاس کیے گئے تو لاکھوں مسلمان غم و غصہ میں متالم و متاسف بھی رہے - تاہم بار بار اطمینان دلایا گیا کہ فت پاتھہ کی تعمیر کے وقت کوئی نہ کوئی ایسی بات ضرور کي جائیگي جس سے ایک حد تک حکم شرعی کا تعطل ہو جائیگا ' اور صرف یہي سبب ہے کہ بڑي بڑي سدید مجالس نے طوفان جو اس فیصلہ کے متعلق اٹھے والے تھے ' بڑي دقتوں کے بعد سمجھا بجھا کے روکے گئے پھر بھی اب فیصلہ کرانے والوں کا یہ عذر نہیں ہے کہ وہ اپنے تئیں مسلمانوں کے آگے تکمیل ہر ایفاء مواعید کا ذمہ دار سمجھیں ' اور مسجد کے معاملے کو اپنے ہاتھوں میں لیکر آخر تک پہنچائیں ؟

اشتہار میں یہ بھي لکھا ہے کہ متولیوں نے صرف اس منظوري کیلیے نقشہ پیش کیا تھا کہ ویسراے کے فیصلہ کے خلاف تو نہیں ہے؟ اول تو یہ محض جھوٹ ہے اور اسقدر صریح جھوٹ جس سے زیادہ بیباکانہ جھوٹ نہیں ہو سکتا - نقشہ کا پیش کرانا محض اندرونی تلقینات و وساوس کا نتیجہ تھا جو متصل و پیہم جاري رہیں ' اور اسی لیلیے شیخ کریم احمد لکھنو اور دھلی گیا تھا تا کہ کسي طرح آرڈر لوگوں کو بھي اپنا سانھی بنا لے - جب اس میں کامیابي نہ ہوئي تو پھر یہ کیا گئي کہ تین ممبروں کا فورم قرار دیکر ایک برائے نام جلسہ قرار دیدیا اور نقشہ منظور کرکے پیش کر دیا -

لیکن اگر بالفرض اسے تسلیم بھی کرلیا جاے ' جب بھی سوال یہ ہے کہ متولیوں کو کس قانون اور عدالت نے مجبور کیا تھا کہ خواہ مخواہ نقشہ کلکٹر کے سامنے پیش کریں ؟ اسکی ضرورت ہي کیا تھی ؟ حسب قاعدہ میمو سپل بورڈ میں پیش ہوتا ' اور پھر اسکے بعد حکام کو بھي مداخلت کا موقع حاصل تھا - جو کچھہ ہوتے والا ہوتا ہو رہتا -

پھر اس حماقت پر انسان روے یا ہنسے ؟ ابتدا میں تو یہ نادان شخص یہ لکھتا ہے کہ منظوري کیلیے کلکٹر صاحب بہادر کو نقشہ دکھلایا گیا ' مگر آخر میں کہتا ہے کہ " نقشے طیار کراے جارہے ہیں - اس وقت تک طیار نہیں ہوے تھے جو میونسپلٹي میں داخل کیے جاتے "

سوال یہ ہے کہ اگر نقشے ابتک طیار نہیں ہوے ہیں تو وہ نقشہ کونسا تھا جو کلکٹر صاحب کي " غریب پرور" پیشگاہ میں بہ معیت " خاں صاحب" و " خان بہادر" حاضر کیا گیا ؟

مدارس اسلامیہ

باز گو از نجد و از یاران نجد

دستور العمل ندوۃ العلماء

ہم نے گذشتہ نمبر میں ندوہ کے مقاصد پر نظر ڈالتے ہوے انہیں دو قسموں میں منقسم کردیا تھا - ایک اصل قانون اور کانسٹي ٹیوشن کے مقاصد - دوسرا عدم عمل قانون کا افساد عظیم کہ جیسا کچھہ دستور العمل موجود ہے ' اسپر بھي عمل نہیں ہوتا پہلي قسم کي چند مثالیں دي تھیں دوسري قسم کي مثالیں پیش کرنا باقي ہیں -

دستور العمل کي خلاف ورزیوں کي مختلف صورتیں ہیں - ہم صرف چند نہایت اہم اور بنیادي باتوں کو لینگے - اگر جزئیات و عام طرز عمل کو پیش نظر رکھیں تو یہ داستان بہت طول طویل ہے -

مثلاً دستور العمل حال کي دفعہ ۵ ہے .

" رکن ندوۃ العلما وہ شخص ہوگا جسکو جلسۂ انتظامیہ مندرجۂ دفعہ ۱۵ منتخب کرے "

دفعہ ۱۵ جسکا اس دفعہ میں حوالہ دیا ہے یہ ہے :

" ندوہ العلماء کي تین قسم کي مجلسیں ہونگی : مجلس انتظامی ' مجلس خاص ' مجلس عام "

اسکے بعد " رکن " سے متعلق حسب ذیل بیان آیا ہے :

" (الف) رکن وہ شخص منتخب ہوسکے گا جو علاوہ حیثیت ندوہ العلماء ہونے کے طبقۂ علما یا مشائخ میں سے ہو - تصنیف یا تحریر میں باکمال مشہور ہو ' یا کسی قسم کي قابلیت خاص رکھتا ہو - (ب) ہر رکن پابند ادائے زر چندہ تا ایام دو روپیہ سال ہوگا بشرطیکہ مجلس انتظامي اسے مستثنی نہ کردے "

ان دفعات سے واضح ہوا کہ ندوۃ العلما کي ترکیب تین قسم کے ممبروں سے ہے : ممبران انتظامي ' ممبران خاص ' ممبران عام -

ممبران عام وہ ہیں جو اصلاً دو روپیہ سالانہ دیں ' اور علما و مشائخ سے ہوں ' ممبران و کاملین میں سے ہوں ' یا کوئی آور قابلیت رکھتے ہوں -

ایسے ممبروں کو مجلس انتظامیہ حسب دفعہ ۱۵ " منتخب " کریگی -

لیکن لوگ اس واقعہ کو سنکر حیرت و تعجب سے چیخ اٹھینگے کہ ندوۃ العلماء میں آجتک دستور العمل کي اس بنیادي اور اساسی دفعہ تک پر کبھی عمل نہیں کیا گیا ' اور آجتک مجلس انتظامي نے نہ تو ارکان کو کبھی باقاعدہ منتخب کیا ہے اور نہ انکی کوئی فہرست بنائي ہے ' اور نہ ان میں سے کسی شخص کو اسکا احساس اور خیال ہے !

جس مجلس کے کارکنوں کا یہ حال ہو نہ آجتک ممبروں کا انتخاب تک ہوا ہو اور کسي رکن انتظامي کو اسکا حس بھی نہو ' ظاہر ہے کہ اس سے عام دفعات قانون کي پیروي اور دیانت دارانہ پابندي کي کیا امید کي جاسکتي ہے ؟

دهلي میں ۹ مئی کی شام کو ایک جلسۂ شوریٰ حسب تحریک نواب محمد اسحاق خان صاحب منعقد هوا تها - اسمیں اکثر حضرات ندوه و عهده داران حال موجود تهے اور انکے سامنے ایک ایک کرکے اصلاح طلب امور بیان کیے گئے تهے - مغرب کے بعد یہ صحبت میں جب اس مسئلۂ کو پیش کیا گیا تو مسٹر ظهور احمد وکیل لکهنؤ و رکن انتظامي ندوة العلما نے جواب دیا که " چونکه آجتک کسي شخص نے هم سے اسکا مطالبه نهیں کیا ' اسلیے جلسۂ انتظامیه نے ممبر منتخب نهیں کیے " !! اسکا صاف مطلب یه هے که جب تک عام پبلک ندوه سے اپنا حق بزور و جبر طلب نه کریگي ' اس وقت تک اسکے حقوق پامال هوتے رهینگے - اور مجلس کي اساسي و بنیادي دفعات تک پر عمل نهیں کیا جائیگا !

یه جواب اس لحاظ سے تو صحیح هے که اب پبلک اسي اصول پر عمل کرنا چاهتي هے اور ندوه کو اشخاص سے واپس لینے کیلیے آمادہ هوگئي هے ' لیکن اس سے ارکان ندوه کے اخلاق و اصول کا جو ثبوت ملتا هے ' وه نهایت مکروه و افسوس ناک هے -

یه تو ارکان عام کا حال تها - ارکان انتظامیه کا حال اس سے بهی زیاده تمسخر انگیز هے -

مجلس انتظامیه سے مقصود میعادی کمیٹی هے - یهي کمیٹي مجالس کا جزو کل انجام دیتی هے ' اور اسي کے ممبر اسکي هستي کے اصلی ارکان و جوارح هوتے هیں - ندوه کي موجوده آئین اس اصول پر قرار دیا گیا هے که میعادی کمیٹی کے ممبروں کا انتخاب دو سال کیلیے هوتا هے - پس ایک مدت کے ختم هونے کے بعد پهر ارکان کا انتخاب هونا چاهیے - ممبروں کی تعداد ندوه کے سابق و حال ' دونوں دستور العملوں میں ۳۵ یا ۳۶ رکھی گئی هے - لیکن دار العلوم کے سنگ بنیاد رکھنے کے موقعه پر انکے قاعده جلسه کرکے ۱۵ ممبر اور بڑها لیے گئے تهے - اسطرح ۳۶ کي جگه اب ۵۱ سمجهي جاتي هے -

تمام دنیا میں دو ساله یا سه ساله ممبروں اور عهده داروں کے انتخاب کے یهي معنی سمجهے جاتے هیں که اسی عام تر گروه سے ایک خاص تعداد کے اعضاء منتخب کیے جائیں ' اور دو سال کے بعد یا تین سال کے بعد جب انکا زمانه ختم هوجائے تو پهر از سر نو انتخاب کیا جائے - اس انتخاب میں اگر سابق هی کے ممبر اور عهده دار پهر دوباره منتخب هوگئے تو وهی ممبر هوجائینگے - ورنه نئے اشخاص رائیں حاصل کرکے اپنے نئیں منتخب کرائینگے -

لیکن ندوه میں انتخاب کے معني یه سمجهے گئے هیں که ایک مرتبه جو شخص انتظامي ممبر منتخب هوجاتا هے گو قانوناً وه صرف دو سال کے لیے هوتا هے ' لیکن عملاً الف ممبر هوتا هے - جب ۳۶ یا ۵۱ ممبروں کا زمانه ختم هوتا هے تو وهی لوگ باهمدگر رائیں دیکر پهر اپنے نئیں منتخب کرلیتے هیں ' اور جب چاهتے هیں اور آدمیوں کیلیے بهي رائیں دیدیتے هیں '

لیکن ایسا کرنا قانون کي هتسي اور مجلس کا تمسخر هے - اور اس درجه کي خلاف ورزي هے جس سے زیاده قانون کي خلاف ورزي تصور میں نهیں آسکتی - جو لوگ دو سال کیلیے منتخب هوے هیں ' بمجرد انقضاء مدت دو ساله ' انکي ممبري ختم هوجاتی هے اور اسکے بعد وه ممبر رهتے هي نهیں - پس نه تو انهیں ووٹ دینے کا حق هوتا هے اور نه وه کسي طرح کی باقاعده کارروائي کرنے کے مجاز هیں - اسکے بعد پهر از سر نو انتخاب هونا چاهیے اور کسي دوسري جماعت کي آواز اسکے لیے حاصل کرني چاهیے - اگر دوباره وهي لوگ منتخب هوجائیں تو البته رکن انتظامي هیں - لیکن جبکه وه ممبر رهے هي نهیں تو انکا ووٹ کیا معني رکهتا هے ؟

۹ - مئی کے جلسۂ شوریٰ منعقدۂ دهلي میں جب یه مراسلے پیش کیے گئے تو تمام جلسه حتی که حضرات ندوه کے اعوان و انصار تک حیرت و تعجب سے دم بخود رهگئے ' اور تمام ارکان ندوه میں سے ایک شخص بهی کوئی معقول جواب نه دیسکا ' اور خاموش تسلیم کرنا پڑا -

اصل یه هے که ندوه العلما میں قانون اور عمل عرصے سے الفاظ مهمل هیں - مولانا شبلي نعماني ' شیخ عبد القادر - بي اے ' بابو نظام الدین ' خواجه غلام صادق وغیره ارکان نے اندر هي اندر اسے درست کرنا چاها - ایک جماعت انکي مخالف هوگئي - وه اندر مخالفت میں قانون کي جگه خود مختاري اور بے قاعدگي حتی بندي سے کام لیتي رهي - مذهبي الزامات کو آلۂ کار بنایا گیا ' اور هر سعی اصلاح کي جو اس جانب سے ظهور میں آئی مخالفت هوئی - نتیجه یه نکلا که آٹهه برس کي نئی جد و جهد میں بهي ندوه کا نظام درست نهوسکا - مولانا شبلي نے غلطي یه کي که ان تمام باتوں کو گوارا کرتے رهے ' اور همیشه یه خیال کیا که کسی نه کسي طرح کام کو چلائے رهنا چاهیے - وه سمجهے که دار العلوم کے اندر کام کرنے کی مهلت ملتی رهے تو کافي هے - حالانکه جس وقت تک ایک حیرت انگیز تیوسن هی درست نهو ' اس وقت تک وه عمارت مستحکم هوسکتا هے ؟

چند موٹي موٹي مثالیں قانوني خلاف ورزیوں کي اور بهی هیں جنهیں اس سے پہلے به تفصیل بیان کیا جاچکا هے ' اور انکی واقعیت اور جلسه شوریٰ دهلي میں حضرات ندوه کو تسلیم کرنا پڑا مثلاً ۱۸ - ۱۹ - ۲۰ جولائی سنه ۱۹۱۳ کے جلسۂ خاص و انتظامی میں جو کارروائی کي گئي ' وه نه صرف دستور العمل ندوه کے خلاف تهی بلکه مجالس و مجامع کے عام قوانین و نظام کے لحاظ سے بهی تمسخر باطل هے -

(حاصل مطالب)

ان چند مثالوں کے پیش کرنے سے مقصود یه تها که ندوه کا فساد صرف قانون کے نقائص هي کا نهیں هے بلکه اسکے عمل کا بهی هے - موجوده حالت میں نه تو دستور العمل درست هے اور نه دستور العمل پر کوئی عمل کرتا هے - اب اگر اسکي اصلاح اور درستگی هوسکتی هے تو صرف اس طرح که پہلے ایک صحیح اور صالح قانون بنایا جاے ' اور پهر اُن رسائل کو بهي عمل میں لایا جاے جنسے بعد ندوه کا قانون صرف روئدادوں کے سانهه تقسیم کردیے یا دفتر کي لمبی الماریوں میں عدالت رقم هوے دیدیے نه رهجاے بلکه اسپر ٹهیک ٹهیک عمل بهی هو - اور جس طرح ایک اسلامی مجلس کو نظام شرعی و دیني کے مطابق هونا چاهیے ' ٹهیک ٹهیک اسی طرح وه اپنے کاموں کو انجام دے -

اگر ایسا هوگیا تو ندوه کا نظام درست هوجائیگا اور اغراض و مقاصد کو تعریب کاری کی وسعی مهلت نه ملسکے گی جسکی وه اب تک بدبختانه ملتی رهی هے - اسکے بعد اسکے مقاصد کی حقیقی تکمیل اور اسکے کاموں کی معنوي روح عمل کا مسئلۂ اهم و اعظم هے جسپر متوجه هونا چاهیے ' لیکن جب تک نظام درست نهوگا اور استبداد و خود مختاري اور شخصیت و حکومه مطافه کا سمره خبیثه بالکل جڑ سے کاٹ نه دیا جائیگا ' اس وقت تک هرطرح کی نعم ریزي اور آبپاشی اس سرزمین میں بالکل بیکار هوگی -

آئنده نمبر میں هم ترمیم شده دستور العمل پر نظر ڈالینگے -

حزب الله

ألا إن حزب الله هم الغالبون !

۱۳۳۰

" دار الجمـــاعـــة " كـي تاسيس

شهر رمضان الذي انزل فيه القران !

" واذ يرفع ابراهيم القواعد من البيت و اسماعيل : ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم ! ربنا واجعلنا مسلمين لك و من ذريتنا امة مسلمة لك ، و ارنا مناسكنا و تب علينا ، انك انت التواب الرحيم ! " (۲ : ۱۲۲)

الحمد لله كه توفيق الهي مسبب الاسباب هوئي ، اور گذشته ايام کے دن که رمضان المبارک کا آغاز تها ، عصر و مغرب کے درمیانی وقفه میں حزب الله کے " دار الجماعه " کا بنیادي پتهر نصب اورنا گیا : ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم !

(مسئلهٔ تعمیرات)

" حزب الله " کے تمام کاموں کی تکمیل کیلیے سب سے مقدم کام ایک مرکزي دارالجماعة کي تاسیس تهی - بغیر اسکے نه تو جماعة کے مختلف مدارج کي تعلیم و تربیت کا انتظام هوسکتا تها ، اور نه اخوان جماعة کي مجتمعه مجاهدات کا سلسله شروع هوسکتا تها -

اسکي تکمیل کي آسان اور قدرتي صورت تو یه بهي تهي که عام طور پر چنده کي فهرست کهولي جاتي ، تا اقلاً جو مخلصین ملت جماعه میں شریک هو چکے هیں ، انکو اطلاع دي جاتي که وه ایک انداذي رقم کا اس کام کیلیے انفاق کریں - اگر ایسا کیا جاتا تو الحمد لله اخوان جماعة کا اتنا وسیع حلقه موجود هے که دو هفته کے اندر ایک گرانقدر رقم جمع هو جاسکتي تهي -

آجکل کے تمام کاموں کا طریق عمل یهي هے - لیکن یه کام ابتدا سے جس اسلوب پر اٹهایا گیا هے اور اسلاف صالحین و مومنین اولین (الذین سبقونا بالایمان - رضی الله عنهم و رضوا عنه) نے جو نمونے پیش نظر هیں ، الحمد لله وه اس سے بہت ارفع و اعلی هیں که اس قسم کو رسمي طریقوں سے آلوده کیا جاے - انجمنوں کے چندوں اور ممبري کي فیس کے روپیوں سے کالج بن سکتے هیں ، اور لوگوں کو اسکولوں کے بورڈنگ هاوسوں میں کرایه دیکر رهوایا جا سکتا هے لیکن دین کي خدمت نهیں هو سکتي - خدا کے کاموں کیلیے صرف خدا کے بهوکے هوے جوش اور دل کے خود بخود امنڈے هوے ولولوں هي کي ضرورت هے - چندوں کي فهرستوں کي زمیں دل کا ولوله اور قربانی کا عزم کهاں سے لائینگي ؟ همارے لیے خدمت دین و ملت کا اصلي اسوهٔ حسنه صحابهٔ کرام اور مومنین اولین رضوان الله علیهم اجمعین کي زندگي هے - بلا شبه ان میں سے ایک ایک مومن قانت نے اپنا تمام مال و متاع راه حق میں لٹا دیا ، اور بلا شبه جماعتوں اور گروهوں نے مل جلکر بڑے بڑے ملی جهادوں اور اسلامي دفاعوں کے ساز و سامان کي فراهمي میں حصه لیا ، مگر اس طرح نهیں که لوگوں سے چندے لکهواے گئے هوں اور فهرستوں پر جبر آمیز الحاح و التجا سے دستخط کرائے گئے هوں ، بلکه حالت یه تهي که خدا نے انکے دلوں کو خود بخود خدمت حق کیلیے کهولدیا تها - اور انکے سینوں کا انفاق في سبیل الله کیلیےکچهه اسطرح انشراح هوگیا تها که خود انحضرة صلی الله علیه وسلم بارها انهیں روکتے تهے اور حقوق اعزاء و اقارب کا خیال دلاتے تهے ، مگر وه اپنا تمام مال و متاع لا کر آپکے قدموں پر نثار کردینا چاهتے تهے ! حضرت صدیق رضی الله عنه کا انفاق سب کو معلوم هے - جب آپ سے پوچها گیا که گهر میں کیا چهوڑ آے هیں ؟ تو فرمایا که الله اور اسکے رسول کو :

آنکس که ترا جوید ، جانرا چه کند ؟
فرزند و عیال و خان و مان را چه کند ؟
دیوانه کنی هر دو جهانش ببخشی
دیوانهٔ تو هر دو جهان را چه کند ؟

یهی وه درجهٔ عظیم اور مقام رفیع تها ، جسکی بنا پر انحضرة نے فرمایا تها : " اني احب ابابکر لا بکثرة صلاته و لا بکثرة صیامه ، ولکن شی وقع في قلبه " میں ابوبکر کو دوست رکهتا هوں مگر نه تو اسلیے که وه بهت نماز پڑهتا هے ، نه اسلیے که بهت روزه رکهتا هے بلکه صرف اُس چیز کے لیے - جو اسکے دل میں هے - ان الله لا ینظر الی صورکم و اعمالکم و لکن ینظر الي قلوبکم و نیاتکم !

معمورهٔ دلے اگرت هست بارگے
کیں جا سخن به ملک فریدون نمی رود !

عربة اولی و عود الی العربه

اسلام کي ابتدا عربت سے هوئی تهی ، اور آخر عربت میں دوباره مبتلا هونے کي خبر دیگئی هے - بدء الاسلام غریباً وسیعود الي الغرباء - آج پهر اسلام پر غربه اولی کا سا عالم چها گیا هے - پس وهي مومنین مخلصین اسکے سچے خادم هوسکتے هیں ، جو اسکے عهد ابتدائی کے خادموں اور جاں نثاروں کي طرح اپنے جان و مال کو اُسپر نثار کردینگے آج اگر هر طرف ابو سفیان اور ابو جهل کي ذریه سے دیار اسلامیه کا احاطه کرلیا هے ، تو ضرورت هے که مهاجرین مکه اور انصار مدینه کے مخلص صادقین تهی هر طرف پیدا هوجائیں ، اور اگر دشمنوں نے دوباره حمله کیا هے تو دوستوں کو بهي دوباره نکلنا چاهیے - آج همیں نه محض مامون الرشید کا بیت الحکمة فائده دیسکتا هے ، نه صرف صلاح الدین

ایوبي کي تلوار اور نه ابن سبکتگیں کا خزانه - کیونکه یه درمیانی عهد کي کڑیاں تھیں اور اب هم پھر اپني ابتدائی غربت کي طرف هٹ آے هیں - هم کو اُن سب کي جگه مهاجرة و ذهاب الی الله کا وہ ولوله چاهیے جو جعفر طیار نے هجرة حبشه میں دکھلایا - هم کو وہ خلوص و جاں نثاري چاهیے جو غارثور میں صدیق اکبر اور اسد الله العالمین نے دکھلائي : اذ یقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا - هم کو وہ جوش انفاق في سبیل الله چاهیے جو هجرت مدینه کے دن انصار مدینه نے دکھلائي ' اور اپنے مهاجر بھائیوں کو اپنا گھر بار تک سونپ دیا : فسوف یاتی الله بقوم یحبهم و یحبونه - هم کو وہ جذبهٔ جهاد اور عشق قتال في سبیل الله درکار هے جسکي لسان الهی نے مدحت سرائي کي : اذلة علي المومنین اعزة علي الکافرین - یجاهدون في سبیل الله و لا یخافون لومة لائم ( ) هم کو وہ بھائیوں کي سي برادري اور سپاهیوں کي سي فوج چاهیے جسکي نسبت رحمي الهی پکار اٹھي تھی :

اشداء علی الکفار رحماء بینهم !

مگر آپسمیں نهایت رحم والے '

هم کو " بدر " چاهیے اور هم " احد " کے دامن کے متلاشی هیں - همارے دکھه کی دوا انصار مدینه کی اُن عورتوں کے پاس هے جو اپنے سات سات عزیزوں کی موت کی خبر سنتي تھیں ' مگر محبوب رب العالمین کی سلامتی کا مژدہ انکی آنکھوں کو اشکبار هونے کی جگه خوشی سے جمکا دیتا تھا - هم مردوں کو اُن جاں فروش جحلے نشینوں کے آگے گرنا چاهیے جو اپنے سینوں کو تیروں کي بارش سے چھلنی نہ دیتی تھیں مگر رسول الله کے جسم مبارک کے سامنے سے نہیں هٹتی تھیں که مبادا دشمنوں کا نشانه اُس وجود مقدس کو صدمه نه پہنچادے جسکے قیام سے تمام ارض کی سعادت کا قیام هے !!

من ر دل گر فدا شدیم چه باک
عرض اندر میاں سلامت ارست !

همارے اسلاف کرام میں بڑے بڑے حاتم ' بڑے بڑے سلاطین ' اور بڑے بڑے مالک خزائن و اموال گذرے هیں مگر اب همارې زندگی بغداد کے دار الخلافة اور دهلي کے تخت عظمت و جلال کي یاد میں نہیں هے ' بلکه مدینه کي ایک خس پوش مسجد کے فقرا کی حا لیک کي یاد کے اندر هے - الله اکبر ! وہ فقراء مقدسین که انکا واسطه دیکر سید المرسلین حضرة الهي میں دعاء قدم مانگتے تھے ! رکان رسول الله صلی الله علیه و سلم یستفتح بصعالیك المهاجرین !

مگر آه ' میں تنها هوں اور میرے دل کا ساتھی کوئی نہیں کس کے پاس جاؤں اور جو سمجھتا هوں وہ کسے سناؤں ؟ نه تو قسطنطنیه میں اُن صداؤں کیلیے کان هیں ' نه روم ایلی کے بیابان اس لیے طیار هے ' اور نه اس کهر زار هند کي گلیوں میں کوئي راهگذر هے جو ان صداؤں کے سننے کیلیے ٹھہر جاے :

کس زبان مرا نمي فهمد
بعزیزاں چه التماس کنم ؟

زمانه جن کاموں میں مبتلا هے اور جن کرنے والي قوتیں جن راهوں میں بھٹک رهے هیں ' وہ همیں اچھه بھي نفع نہیں پہنچا سکتیں - لوگوں نے نه تو منزل مقصود کو پایا هے اور نه اُسکي راه هي پہچاني هے - مکان معلوم هو تو راه میں تھک جانے کا چندان غم نہیں ' کیونکه کبھی نه کبھي ٹھیک راه پر لگ هی جائینگے - لیکن مصیبت یه هے که اپنے گھر هی کو بھول بیٹھے هیں - پھر راه خواه کتني هي پر فضا اور خوشنما هو ' مگر جس قدر چلتے رهینگے ' منزل سے دور هي هوتے جائینگے - کیونکه راه اچھي هے مگر منزل فراموش کردي گئي هے - ممکن هے که کسي عالیشان محل کے دروازے پر پہنچ جائیں مگر اس طرح چلکر همیں همارا گم شده جھونپڑا تو نہیں ملسکتا !

عجب مصیبت هے - نه تو کھول کرمیان کیا جاسکتا هے اور نه بغیر کہے چین پڑتا هے :

مثال ماهی دریا و آب مستعبی سد
دهد شرق ولے رخصت نظر نه دهد !!

الله کے هاتھه میں هے که وہ تنہائي کو جماعت سے ' افراد کو کثرت سے ' غربت کو عظمت سے ' اور الجھاؤں کو اجابت سے بدلدے : و لقد نصرکم الله ببدر و انتم اذلة !

(اتباع اسوهٔ " محمد رسول الله و الذین معهم ")

بهر حال آج جو کام مختلف شاخوں میں هو رهے هیں ' انهیں هوے دو - لیکن خدمت دین و ملت کیلیے ضروري هے که اپنے عزائم کو بلند کرو ' اپني نظروں کو سامنے سے هٹا کر اوپر کرو ' اپنا قبلهٔ رخ سامنے کے مناظر کو نہیں بلکه عقب کی چھوٹی هوئي منزلوں کو بناؤ ' اور اپنے تمام کاموں میں صحابهٔ کرام اور سلف صالح کی پیروي و اتباع کی حیثیت ثابته پیدا کرو - خواه وہ مسئلهٔ مال و متاع هو ' یا مسئلهٔ جان و دل - خواه وہ کاموں کا آغاز هو یا ارادوں کا اتمام ' اور خواه ' وہ امن کی طیاري هو یا جنگ کی پکار -

اس سلسلے میں روپیه کی فراهمي کا مسئله بڑا هي نازک مسئله هے - یه ظاهر هے که هر طرح کے کاموں کیلیے اسکي ضرورت هوتي هے اور دعوة و تبلیغ اور اعلاء کلمه و تحریک ملت کے کام بھی بغیر اسکے انجام نہیں پا سکتے - لیکن ساتھه هي اسکا وجود اور اعانه کا عام پھیلاؤ طرح طرح کے مہلکات و موانع کا موجب بھی هو جاتا هے ' اور همتوں کیلیے اسمیں بڑي هي ٹھوکریں اور یقینوں اور طمانیتوں کیلیے اسمیں بڑے هي خدشات هیں -

سب سے زیادہ یه که کام کا دار و مدار دل کي جگه جیب پر هوجاتا هے ' اور نیتوں اور ارادوں میں وہ سکون و انشراح باقي نہیں رهتا جو بغیر اسکا قدم درمیان آے اردوں کو حاصل هے - اسلیے الله اس طرح کے کاموں کی ابتدا کو دو ضعفاء قلوب کیلیے آزمایش نه بنا

چاهیے' اور پبلک کی طرف سے کوئی ایسی ذمہ داری نہیں لے لیني چاهیے جو اصل مقصد میں خلل انداز هو اور جسکے بعد کام' وقت' مصالح عمل' اور مقتضیات پر نظر نہیں رکھی جاسکے' بلکه تاجروں اور دکانداروں کی طرح هر وقت شراکت داروں کو بتلاتے رهنا پڑے که کیا کام کیا جا رها هے؟ کیونکر کیا جا رها هے؟ اور اس وقت تک تحویل میں کتنا آیا هے؟

اس طرح تمام قومي کام کیے جاسکتے هیں مگر دعوة و تبلیغ کے کام نہیں هوسکتے جن میں بسا اوقات متجسس سوالوں کا جواب دیدا بھي جائز نہیں هوتا :

کیں زمیں را آسمانے دیگر ست !

ان تمام باتوں سے بھي بڑھکر یه که اس وقت تک تجویزوں کے اعلان اور اعانتوں کے غلغلوں کے بہت سے تجربے هوچکے - اب ایک ایسا تجربه بھي کرنا چاهیے که پہلے کام شروع هوجاے اسکے بعد لوگوں کو اعانت کی دعوت دی جاے -

(اذا اراد الله شیئاً هیأ له اسبابه)

سو الحمد لله که الله تعالی کی توفیق راهنماے کار هوئی - اس نے اسکا سامان حسب التجا و آرزو خود بخود کردیا' اور وہ اپنے دروازوں کے سائلوں کو کبھي دوسروں کے دروازوں پر نہیں بھیجتا:

و من یتوکل	اور جس نے الله پر بھروسه
علی الله فهو	کیا سو الله کی اعانت
حسبه	و نصرت اسکے لیے بس کرتی
(۶۵ : ۳)	هے! اور کیا اسکے خزائن
الیس الله	رحمت اسکے بندے کیلیے
بکاف عبده	کافي نہیں که وہ اسے دوسروں
(۳۹ : ۴۲)	کے دروازوں پر بھیجے؟

دارالجماعه کیلیے سب سے پہلا سوال زمین کا تھا - زمین کا مسئله کلکته اور بمبئي میں جس درجه مشکل مسئله هے اسکا اندازه صرف وهي لوگ کرسکتے هیں جنھیں ان شهروں میں رهنے کا اتفاق هوچکا هے -

قیمت کے بعد پھر دوسرا اهم سوال زمین کے محل و موقع کا تھا - اس کام کیلیے' سب سے پہلی شرط یه تھی که زمین شهر سے باهر اور آبادي سے دور هو - دلوں کی بستی همیشه ویرانوں هی میں آباد هوئی هے' اور شهروں کی آبادي سکون خاطر اور استغراق قلب کے کاموں کیلیے سب سے بڑا مہلکه هے - آبادي کے پر شور میدانوں میں کام کرنے سے پہلے ضرور هے که باهر کی خاموشی اور سناٹے میں اپنے تئیں طیار کرلیا جاے' کیونکه شهروں کے اندر صرف انهی لوگوں نے کام کیے هیں جنهوں نے شهروں سے باهر اپنی زندگی کا کچھه حصه بسر کرلیا هے - بلا شبه شهروں کی رونق بڑي هي' کار آمد اور قیمتي هے مگر کاموں کے اتمام کیلیے نه که آغاز کیلیے -

بعض مصالح عظیمه کی بنا پر دار الجماعه کیلیے کلکته هی کو سردست منتخب کرنا پڑا تھا' تاهم ضرور تھا که آبادي کے کسی غیر آباد کنارے میں اسکے لیے جگه نکلتي -

ایسے اٹھارہ سو برس پہلے رومیوں کے عظیم الشان شهر انطاکیه کے ایک کنارے سے دعوة حق کی صدا اٹھی تھی - وہ ایک پاک روح تھي جس نے لوگوں کو نبیوں اور رسولوں کے اتباع کی طرف بلایا تھا' اور کہا تھا که اُن بتوں کی پوجا چھوڑ دو جو تمہیں کچھه

بھي نفع و ضرر نہیں پہنچا سکتے :

و جاء من اقصی المدینه	اور شہر کے کنارے سے ایک آدمي دوڑتا
رجل یسعی' قال یا قوم	هوا بڑها - اس نے کہا که اے میري قوم
اتبعوا المرسلین اتبعوا	کے لوگو! سچائي کے ان رسولوں کے حکموں
من لا یسئلکم اجراً و هم	کو مان لو' ایسے لوگوں کی اطاعت
مهتدون - و ما لی لا اعبد	کرو جو تمہیں گمراهي سے نجات بخشتے
الذی فطرني و الیه	هیں اور پھر اپني محنت اور خدمت
ترجعون؟ ء اتخذوا من	کا کوئي بدله بھي نہیں مانگتے -
دون الله آلهة ان یردن	مجھے کیا هوگیا هے که میں ایسي کھلي
الرحمن بضر لا تغن	اور صریح تعلیم سے آنکھیں بند کرلوں
عني شفاعتهم شیئاً و لا	اور جس پروردگار نے مجھے پیدا کیا هے
ینقذون - (۳۶ : ۲۳)	اسکي پرستش سے انکار کروں؟ حالانکه

تم سب اُسي کی طرف لوٹا کر لائے جاؤگے -

رومیوں کے عظیم الشان شهر کے کنارے سے یه آواز اُٹھي جبکه خدا کے رسولوں کو جھٹلایا جا رها تھا اور احکام الهیه کی هنسي اوڑائي جارهي تھي - اس نے "امنت بربکم" کا اقرار کیا' اور سچے رسولوں کی پیروي کی راه میں اُن بڑي بڑي دنیوي سزاوں اور جسماني عقوبتوں کی پروا نه کی جو بت پرستوں کی آبادي میں خدا پرستوں کو دي جا رهي تھیں - حتی که اسي راه میں شهید هوگیا - کلکته بھي آج هندوستان کی سب سے بڑي آبادي هے اور دنیا خداے واحد کو بھلا کر ضلالت و باطل پرستی کے بہت سے بتوں کو اسکی جگه دے رهي هے - پس آؤ که هم سب بھی یک جا مجتمع هوں' تاکه شهر کے ایک کنارے سے نمودار هوکر رسولوں کے اتباع کی دعوة دیں' اور مقدس جتھوں کے ایمان و عمل کی پکار بلند کرکے خدا کے بندوں کو خدا کی طرف بلائیں - عجب نہیں که هماري عاجز و درمانده بندگي قبول کرلي جاے' اور انطاکیه کی اُس شهید روح کی طرح هم بھی بشارت پائیں :

قیل ادخلی الجنة! قال	پس اسے بشارت ملی که جنت کی
یالیت قومی یعلمون	حیاة طیبه میں داخل هوجا! اس
بما غفرلی ربی و جعلني	وقت اس نے کہا که کاش میرے قوم
من المکرمین!	جانتی که میرے پروردگار نے مجھے
(۳۶ : ۲۵)	کس طرح بخش دیا اور اپنے نوازے
	هوں میں شامل کرلیا!

(مخلص قدیم حاجی مصلح الدین صاحب)

چنانچه الله تعالی نے اسکا یه سامان کیا که مخلص و محب قدیم جناب حاجي مصلح الدین صاحب کو اس خدمت جلیل و عظیم کیلیے بلا تحریک و تشویق خود بخود طیار کردیا - انکی ملکیت میں ایک وسیع قطعه زمین شهر کے مشرقي کنارے میں موجود تھا - یه حصه برخلاف شهر کے تمام اطراف کے اب تک نسبتا غیر آباد هے' اور حدود میونسپلٹي سے کچھه فاصلے پر واقع هے - حاجی صاحب نے اس خدمت کیلیے اس قطعه کو وقف کردیا -

حاجی صاحب موصوف کے تعلقات اس فقیر کے خاندان سے نہایت قدیمی هیں' اور اُس زمانے سے هیں جبکه اب سے چالیس سال پہلے حضرة والد مرحوم پہلي مرتبه مکۂ معظمه سے کلکته تشریف لاے

وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ ۚ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ۚ مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ ۚ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلُ وَفِي هَٰذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ ۚ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاعْتَصِمُوا بِاللَّهِ ۖ هُوَ مَوْلَاكُمْ ۖ فَنِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ ﴿۷۸﴾ (۲۲ : ۷۸)

تھے - والد مرحوم کو انکي محبت و خلوص پر بڑا هي اعتماد دیا گیا تھا ' اور وہ همیشه انکے جوش ایماني اور محبت دینی کو اور لوگوں کے سامنے بطور نمونے کے پیش کیا کرتے تھے - اس سلسلۂ ارشاد اور اخوان طریقت کي خدمت و اعانت میں بارها اُنھوں نے بڑي بڑي گرانقدر رقموں سے انفاق کیا ' مگر سچ یه هے که " حزب الله " کے دارالجماعه کي تاسیس کا شرف ان تمام خدمات سے بدرجها ارفع و اعلیٰ تھا ' اور جزو کے مقابلے میں کل کا حکم رکھتا تھا - پس کچھه شک نہیں که یه الله تعالیٰ کا فضل مخصوص هے که اس خدمت کي توفیق بھي بالاخر انهي کے حصے میں آئي :
و ذلك فضل الله یوتیه من یشاء ' والله ذوالفضل العظیم !

پھر صرف اتنا هي نہیں ' بلکه دار الجماعۃ کي عمارتوں میں سے دار الارشاد کي تعمیر کے تمام مصارف بھي انھوں نے اپنے ذمے لے لیے هیں اور یهي سب سے زیادہ مقدم و اهم عمارت تھي : الذین ینفقون اموالهم في سبیل الله ثم لا یتبعون ما انفقوا منا و لا اذی ' لهم اجرهم عند ربهم ولا خوف علیهم ولا هم یحزنون ! (۲۶۴:۲)

(دار الارشـــاد)

بالفعل " دار الجماعه " کو صرف تین عمارتوں میں تقسیم کیا گیا هے تاکه جلد سے جلد کام شروع هوسکے - بقیه عمارات کیلیے کافي زمین مناسب و موزوں تقسیم کے ساتھه چھوڑ دي گئی هے -

اولین عمارت " دار الارشاد " هے جسکو آجکل کي اصطلاح میں لکچررروم یا ایوان درس سمجھنا چاهیے - یه ایک بہت بڑا و سیع هال هوگا جسمیں به یک وقت کئي سو آدمیوں کے درس کي گنجایش هوگي - تعلیم و ارشاد کا صیغه بعیر اس عمارت کے شروع نہیں هوسکتا تھا ' اسلیے اسے مقدم رکھا گیا - حاجي صاحب نے علاوہ زمین کے اس عمارت کے تمام مصارف بھي اپنے ذمے لیلیے هیں -

دار الارشاد کے بالکل سامنے ایک نہایت خوشنما اور شاندار مسجد هے جسکي تعمیر گذشته سال ختم هوگئي - مسجد کا هال ۵۰ فٹ لنبا هے اور ایک وسیع صحن اسکے علاوہ هے - مسجد مقدس کی تعمیر سب پر مقدم تھي ' سو الحمد لله وہ مکمل موجود هے -

دار الارشاد کے ساتھه هي کتب خانه هوگا اور اس عاجز کے ارادہ کرلیا هے که اپنا ذاتي کتب خانه وهیں منتقل کردے -

دار الارشاد اور کتب خانے کے دونوں جانب مسلسل کمروں کی قطاریں هونگي - جنمیں سامنے برآمده ' عقب میں غسل خانه اور وسط میں ایک کشاده کمره هوگا - اسکے لیے اتني جگه موجود هے که انشاء الله به یک وقت کئي سو آدمیوں کے رهنے کي جگه نکل آئیگي - سر دست کام کے جلد جاري کردینے کیلیے اقلاً ایک سلسله مکمل هوجانا چاهیے ' تاکه ایک کافي تعداد دعاۃ و مهاجرین کي وهاں مقیم هوسکے - ایک بڑے کمرے کي لاگت ایک ایک هزار روپیه قرار پائي هے ' اور امید هے که الله تعالیٰ بہت سے ایسے لوگوں کو بھیج دیگا جو کم ازکم ایک ایک کمرے کی تعمیر اپنے ذمے لے لینگے -

(تـــاسیس دار الارشـــاد)

جناب حاجي صاحب کا اصرار شدید تھا که جهاں تک جلد ممکن هو بنیادي پتھر نصب کردیا جاے ' مگر بعض وجوہ سے میں تاخیر کررها تھا -

لیکن اسی اثناء میں رمضان المبارک کا ورود هوا - یه وہ ماہ مبارک هے جو برکات سماویه کے نزول کا منبع اور سعادت عالم کے آغاز کا عهد اولیٰ هے - : شهر رمضان الذي انزل فیه القرآن !

پس اس ماہ مبارک سے بڑهکر دار الجماعه کي تاسیس کیلیے اور کونسا وقت مبارک و میمون هوسکتا تھا ؟ چنانچه اتوار کا دن اس غرض سے قرار پایا اور عین اُس وقت جبکه چوده گھنٹے کي بھوک پیاس کے بعد افطار کے وقت کا انتظار تھا ' اُن ادعیۂ مقدسه کي تلاوت کے بعد جو دین حنیفی کے بانی اول نے خانۂ کعبه کی بنیاد رکھتے هوے مانگی تھیں ' اور اُن دعاؤں کے بکار کے ساتھه جو ایک مومن و مسلم زندگي کي حقیقي التجائیں اور آرزوئیں هیں ' دار الارشاد کا سنگ بنیاد نصب کردیا گیا -

(دعاے موسوي)

سنگ بنیاد نصب کرنے کے بعد تمام حاضرین نے جناب الهی میں مکرر دست نیاز اٹھایا - افطار کے وقت میں صرف چند منٹ باقي رهگئے تھے اور ایک عجیب و غریب وقت متبرکۂ الهیه کے برکات و افضال اور خشوع و تضرع کا هرشخص کو احساس روحانی هو رها تھا - اس موقعه پر الله تعالیٰ نے وہ دعاے جلیل و عظیم بے اختیار هماري زبانوں پر جاري کردي جو حضرۃ موسیٰ اور انکے ساتھیوں نے مانگی تھي - جبکه انهیں مصر سے نکلنے کی جگه مصر هي میں اپنا گھر بنالینے اور تبلیغ و تبشیر کے ذریعه قوم کو طیار کرنے کا حکم دیا گیا تھا ' اور جبکه فرعون کے ظلم و طغیان سے اسرائیل کي نسل عاجز و درمانده هوگئي تھي :

ربنا لا تجعلنا فتنة للقوم الظالمین ! و نجنا برحمتك من القوم الکافرین ! و اوحینا الی موسیٰ و اخیه ان تبوا لقومکما بمصر بیوتا واجعلوا بیوتکم قبلة واقیموا الصلوٰة و بشر المومنین - وقال موسیٰ : ربنا انك اتیت فرعون وملاه زینة و اموالاً فی الحیاة الدنیا ' ربنا لیضلوا عن سبیلك ' ربنا اطمس علی اموالهم و اشدد علی قلوبهم فلا یومنوا حتی یروا العذاب الالیم (۱۰ : ۸۸)

اس عهد کے مظلوم مومنوں نے دعا مانگي که " اے همارے پروردگار ! همیں ان ظالموں کے ظلم کا تختۂ مشق نه بنا اور اپني رحمت سے همیں کفار کے تسلط سے نجات دے ! " اسکے بعد هم نے حضرۃ موسیٰ اور انکے بھائي کی طرف وحي بھیجي که مصر میں اپنی قوم کي هدایت و ارشاد اور تحریک و تبلیغ کیلیے گھر بنالو اور اُنھیں کو اپنی عبادت گاہ قرار دو اور صلوۃ الهی کو قائم کرو ' اور اس طرح ارباب ایمان کو خوشخبري دو که فرعون کے تسلط سے نجات پانے کا وقت قریب آگیا - پس حضرۃ موسیٰ نے دعا مانگي که " خـــدا یا ! تو نے فرعون اور اسکے حاکموں کو بڑي هي شان و شوکت اور جاہ و دولت دے رکھی هے تاکه لوگ انکي دنیاوي حالت سے دھوکا نھائیں - اور سمجھیں که خدا کفر و ظلمت سے خوش هوتا هے جبھي تو کافروں کو ایسی عظمتیں دے رکھي هیں ' اور اسطرح وہ لوگوں کو راہ حق سے بھکائیں - تو اے پروردگار ! حق کي مظلومی اور ضلالت کي طاقت کب تک رهیگی ؟ ایسا وقت جلد بھیج ' اُنکے مال و دولت اور طاقت و جبروت کو فنا کر دے ' اور اُنکے دلوں کو سخت کر دے کیونکه یه لوگ عذاب دردناک دیکھے بغیر کبھي حق کو قبول نه کرینگے "

یه ایک عجیب و غریب دعا هے جو بني اسرائیل کی نجات کا وسیله بني ' اور جسکے بعد هي حکم الهی کے مطابق اُنھوں نے گھر بنا کر دعوۃ و تبشیر کا کام شروع کر دیا - حدیث نبوي میں آیا هے که امۃ مرحومه پر ایک ایک کرکے وہ تمام حالتیں طاري هونگي جو بني اسرائیل پر گذر چکي هیں ' اور فی الحقیقت آج امۃ اسلامیه کي حالت ٹھیک ٹھیک بني اسرائیل کے اس عهد کی سي هوگئی هے جسمیں وہ مصر میں گرفتار مصائب و الم تھے - پس چاهیے که هم بھی آج الهی دعاؤں میں اپنی عالمگیر مصیبت کی نجات مانگیں ' اور اسوہ مقدسه موسویه کو اپنے سامنے رکھکر پورا پورا اُسکا اتباع کریں - یهی سبب هے که دار الجماعۃ کی تاسیس کے وقت یه دعا زبانوں پر جاري هوئی - اور کچھه عجیب طرح کا تضرع و خشوع تمام حاضرین کو میسر آیا جسکي کیفیت اب لفظوں میں بیان نہیں کی جاسکتی -

جو بعض قاعدات بطور آثار اساس کے بنیاد میں رکھے گئے ' انمیں ایک بوتل کے اندر سورۂ حج کي پانچ آیتیں اور یه ادعیۂ مقدسه بھي تھي اور اسي لیے ان دونوں آیتوں کو اس مضمون کے وسط میں درج کیا گیا هے که حاصل مقاصد دار الجماعۃ یهی هیں !

عـــالم اســـلامی

مسئلۂ اصـــلاح و تجدیـــد علوم اســـلامیـــہ

بخارا میں دعـــوۃ اصـــلاح کا آغاز

بخارا اسلام کے تمدن و تہذیب ' علم و فضل ' جاہ و جلال ' عظمت و شوکت کا نہایت قدیم مرکز ہے - اب اگرچہ دنیا کے سامنے تمدن و تہذیب کے دوسرے مناظر آ گئے ہیں ' اسلیے وہ اسلام کی تمام تمـدنی یادگاروں کی طرح بخـارا کو بھی بھـول گئی ہے ' لیکن بخارا کی خاک سے جس درجہ کے اہل کمال پیدا ہوے ' جس پایہ کے فضلاء اوئـے ' اسلامی مصنفـات و فنون علمیہ میں جیسا عظیم الشان حصہ انھوں نے لیا ' تاریخ اب تک اسکا تذکرہ ادب کے ساتھہ کرتی ہے ' اور جب کبھی اسلام کے قدیم علوم و فنون کی مرثیہ خوانی کی جاتی ہے ' تو بخارا کے اوراق اشک سرخی لیلیے اپنے دامن کو پھیلا دیتے ہیں !

یہ سچ ہے کہ بخارا کی قدیم عظمت ' دولت و ثروت ' اور زرخیزی کے افسانے اب داستان پارینہ ہوگئے ہیں ' لیکن اگر ہم اوسکو یاد دلانا چاہیں تو کسی مطول تاریخ کی اوراق گردانی کی ضرورت نہوگی ' بلکہ حواجہ حافظ کا ایک مصرعہ کافی ہوگا :

بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

اگرچہ ایشیـاء و یورپ کی زبانوں میں اختـلاف ہے ' اور فرانس و جرمنی کی طرح روس نے مشرقی علوم و فنون کے احیاء و ترویج میں بہت زیادہ شہرت حاصل کی ہے ' تاہم اوسکو حافظ کا یہ مصرعہ منظور نہ تھا ' اور ایشیاء کی مسلمانی کا خلاصہ اوسکے پیش نظر تھا ' جس سے وہ اب کام لے رہا ہے - یورپ کا دامن حسن و جمال دولت و ثروت کے سمیٹنے کی خبر معمولی وسعت رکھتا ہے - بخارا میں روسی عورتیں بکثرت آتی ہیں ' اور اپنے حال و خط دیکھا کر کہتی ہیں کہ تمہارے آباء و اجداد کے قیاسی کا جو معیار قائم کردیا تھا ' تم بھی اُسے قائم رکھو - انسان بے قابو ہو جاتا ہے ' اور کہتا ہے کہ ہم اس سے بھی اعلی معیار قائم کرسکتے ہیں :

ناخلف باشم اگر من بعـوے نفروشم

حالانکہ بخارا میں فسق و فجور کا بازار گرم رہتا ہے ' حدود شرعیہ بالکل معطل ہوگئے ہیں جس سے ہوا و ہوس کا میدان اور بھی وسیع ہوتا ہے اور وہ برابر پانوں پھیلاتی جاتی ہیں ' من تعدد حدود اللہ کی وعید کسی زبان سے نہیں نکلتی !

عملی نتائج کے لحاظ سے بخارا کی قدیم علمی عظمت بھی اخلاقی حالت کی طرح پامال اور مذہبی جمود کی طرح بے اثر ہے - قدیم علمی ترقی کا افسانہ صرف تاریخ کے اوراق و بطون میں باقی رہگیا ہے - یا دلوں میں ہے ' یا زبانوں پر ہے - مگر افسوس کہ اعمال ' اور اعمال کے نتائج میں اس کھوئی ہوئی دولت کا سراغ نہیں لگ سکتا !

بخارا کی موجودہ تعلیمی حالت نہایت افسوسناک ہے مدارس قائم ہیں ' تعلیم جاری ہے ' طلباء پڑھتے ہیں ' اساتذہ پڑھاتے ہیں - ایک نصاب تعلیم بھی ہے - لیکن تعلیم کی وہی فرسودہ حالت ہے جسکا رونا اسقدر رویا گیا ہے کہ اب روتے ہوے ہنسی آتی ہے - نصاب تعلیم میں قدماء کی ایک کتاب بھی نہیں - علوم و فنون میں کمال پیدا کرنے کی جگہہ محض فقہ و فروع کی کتابی تعلیم پر قناعت کرلی گئی ہے - قران و حدیث کے ساتھہ بالکل اعتناء نہیں ' علوم شرعیۂ حقیقیہ کا علم و فہم یکسر مفقود ہے - موجودہ علوم و فنون و موجودہ ضروریات کا مطلق لحاظ نہیں رکھا جاتا - غرض ہندوستان کی جو حالت ہے اور جس غرض سے ندوۃ العلماء قائم کیا گیا تھا ' وہاں کا بھی یہی حال ہے ' اور حالات کے لحاظ سے اسی قسم کے اصلاح کی ضرورت ہے -

لیکن مسلمانوں کو خوش ہونا چاہیے کہ حال میں والی بخارا نے اس ضرورت کی طرف غیر معمولی توجہ مبذول کی ہے ' اور اس طرز تعلیم کو بدلنا چاہا ہے جو علوم اسلامیہ کے قالب کو دیمک کی طرح کھا رہا ہے -

ہندوستان میں چند اصلاح طلب علماء نے اس ضرورت کو محسوس کیا تھا اور قدیم طرز تعلیم کی اصلاح کرنا چاہی تھی ' لیکن افسوس کہ ندوۃ العلماء انہی کے ہاتھوں برباد بھی ہوگیا - تاہم ندوہ نے کوئی خود کوئی عظیم الشان تبدیلی پیدا نہ کی ہو ' مگر اسکے اس فخر اور کوئی چھین نہیں سکتا کہ جو فرض تمام عالم اسلامی حتی کہ جہل اباد بخارا و خیوا تک میں آج محسوس کیا جا رہا ہے ' اسکی تشخیص کی توفیق سب سے پہلے اسی کی بصائر نظر و فکر کو ملی !

لیکن بخارا کے علمی جمود کا یہ دھندا سرمایہ منظر ہے کہ جب والی بخارا کو اصلاح تعلیم کا خیال پیدا ہوا تو بخارا کی تمام جغرافیائی وسعت اور قدیم مدارس و جوامع کی چار دیواریوں کے اندر سے ایک ہاتھہ بھی نہ اوٹھا کہ جو تخیل والی بخارا کے دل میں تھا اوسکو عملی قالب میں آسان نمایاں کردیتا - بخارا کے تمام علما اس کام سے عاجز و درماندہ تھے - مجبوراً ترکستان و قفقاز کے روشن خیال علما طلب کیے گئے - اب انکی ایک خاص کمیٹی اس غرض سے قائم ہوئی ہے - ترکستان کے علماء عالم اسلامی میں نہایت روشن خیال اور معتدل الفکر ہیں - ان میں نہ تو جمود و تقلید کا وہ اشتداد ہے کہ اصلاح کو کفر و بدعت قرار دیں ' اور نہ الحاد و تفرنج کی وہ روشن خیالی ہے کہ اصلاح کے نام سے تخریب دین و شریعت کا عمل سلطانی انجام دیں - اسلیے امید ہے کہ یہ کمیٹی اپنا مقصد صحت و اعتدال فکر کے ساتھہ پورا کریگی !

مسلمانوں کو اس علمی انقلاب کا خیر مقدم کرنا چاہیے - کیونکہ ایک کھوئی ہوئی دولت ڈھونڈھی جا رہی ہے ' اور ایک کھویا ہوا خزانہ کھودا جا رہا ہے - اگر مل گیا تو ہر مسلمان اوسکا کلید بردار ہوسکتا ہے ' بشرطیکہ سعی جاری رہے اور ارباب اصلاح کا قدم جادۂ حقیقت و عمل سے نہ ڈگمگاے -

اس تحریک کے عملی نتائج سے اگر قطع نظر بھی کرلی جاے جب بھی یہ خیال بجاے خود اس قدر رفیع ہے کہ والی بخارا کے چہرے پر ہر مسلمان کو محبت آمیز نگاہ ڈالنی چاہیے -

اکتشاف و اختراع

وائرلیس ٹائپ رائیٹر

"وائرلیس" اور "ٹائپ رائیٹر" علحدہ علحدہ کوئي نئي شے نہیں ہیں - آپ ان دونوں سے اچھي طرح واقف ہیں - وائرلیس سے تارکي خبر رساني کو کہتے ہیں جسکي "لاسلکي" کے نام سے ہم بارہا معرفي کرچکے ہیں - البتہ ان دونوں کا مجموعہ یعني "وائرلیس ٹائپ رائیٹر" ایک تازہ ترین اختراع ہے جسکو خود یورپ میں بھي لوگوں نے اس وقت تک صرف اخباروں هي کے صفحات میں دیکھا ہے -

وائرلیس ٹائپ رائیٹر ایک مشین ہے' جسکا کام یہ ہے کہ لاسلکي کے ذریعہ جو پیغام آتا جائے وہ ساتھہ ہی ساتھہ قلمبند بھي ہوتا جائے' اور اسطرح چھپتا جائے جسطرح ٹائپ رائیٹر مشین میں چھپ جاتا ہے -

اسکے موجد ناروي (نارویجین) بیڑے کا کپتان اے - این - ہولینڈ ہے - کپتان ہولینڈ کو جب اس مشین کي ایجاد میں کامیابي ہوگئي ' تو اس کا تجربہ لاسلکي تاروں پر کیا گیا - مگر پہلا نتیجہ مشکوک اور نا قابل اعتماد نکلا -

ٹیلیگرافي میں ایک آلہ ہوتا ہے جسکو ریلے (Relay) کہتے ہیں - اس آلہ کے پاس برقی قوت کي ایک بیٹري ہوتي ہے اس کا کام یہ ہے کہ جب تار کے اشارات اس پر سے گذرتے ہیں تو وہ بیٹري کي مدد سے مزید قوت پیدا کردیتا ہے اور کمزور اشارے بھي دور دراز مقامات تک پہنچ جاتے ہیں -

مسٹر ہولینڈ کو جو اپنے اولین تجربہ میں قابل اعتماد کامیابي نہیں ہوئي' تو اسکي وجہ یہ تھي کہ انہوں نے کوئي ایسا "ریلے" استعمال نہیں کیا تھا جسمیں اسقدر احساس ہو تاکہ کمزور لاسلکي اشاروں کو بھي محسوس کرلیتا ' اور اُنمیں مزید قوت پیدا کردیتا تاکہ وہ آگے بڑھسکتے یا ٹائپ رائیٹر کو چلا سکتے -

موجد کو جب اپني ناکامي کي وجہ معلوم ہوگئي تو اس نے از سر نو کوشش شروع کردي - حال میں اُس نے اعلان کیا ہے کہ میں نے ایسے "ریلے" بہم پہنچا لیے ہیں جو کمزور لاسلکي اشاروں کو تقویت دیسکتے ہیں ' اور امید ہے کہ عنقریب تیلیگراف ٹائپ رائیٹر کي طرح وائرلیس ٹائپ رائیٹر بھي ہر لاسلکي اسٹیشن میں نظر آنے لگے گا !

اس وائرلیس ٹائپ رائیٹر کي ایک بڑي خصوصیت یہ ہے کہ اس کا استعمال مختلف مخفي کوڈوں (مصلحات خصوصي) میں بھي ہوسکتا ہے - چنانچہ اس طرح کے کوڈز کے ۷۲۰ حروف ابجد ترتیب دیے ہیں' اور انکے ساتھہ ایک اور آلہ بھي درست کیا گیا ہے جو حسب خواہش حروف کو بدلدیتا ہے -

کپتان ہولینڈ کے ٹائپ رائیٹر میں ایک بڑي خوبي یہ ہے کہ آپ خواہ کسي کوڈ کے حروف استعمال کریں مگر قلمبند کرنے والا حصہ ہمیشہ اسے معمولي کتابي و طباعي حروف میں لکھیگا ' اور اسطرح جب تار مرسل الیہ کو ملیگا تو وہ بغیر کسی مزید تکلیف کے اسے پڑھلیگا !

(کہربا اور خزائن الارض)

گوٹنجن یونیورسٹي کے دو پروفیسر ڈاکٹر لیمباچ Dr. Leimbach اور ڈاکٹر لوي (Dr. Lowy) نے ایک ایسا طریقہ دریافت کیا ہے جسکے ذریعہ زمین کي ساخت ' اسکے اندر بہنے والے چشمے' مدفن خزانے وغیرہ وغیرہ ' بغیر کھودے ہوے محض لاسلکي تار کي برقي رو کے ذریعہ معلوم ہوسکتے ہیں -

اس کا تجربہ مقام ہینوور (Hanover) میں کیا گیا تھا ' جسمیں خاطرخواہ کامیابي ہوئي - چنانچہ ایک مہم بسر پرستي صیغۂ مستعمرات (کالونیز) مغرب و جنوبي افریقہ میں فلزات اور پاني کي جستجو میں گئي ہے' اور ایک دوسري عنقریب ممالک متحدہ امریکا میں بھي جانے والي ہے -

اس اکتشاف کا سراغ کیونکر لگا؟ اسکو خود ڈاکٹر لیمباچ نے ایک شخص سے بیان کیا ہے - انہوں نے کہا کہ "برقی رو کے ذریعہ اندروني زمین کے آشکارا کرنے کیلیے میں اور ڈاکٹر لوي سنہ ۱۹۱۰ ع سے ایک اسکیم پر عملدرآمد کررہے تھے - ہمیں گوٹنجن کي ایک سوسائٹي سے مدد ملتی رہتی تھي - اُس نے یہ وعدہ بھي کیا تھا کہ جو طریقہ تجویز کیا جائیگا اسکے تجربہ کو اپنے ذمہ لے لیگي -

اس اسکیم پر عمل کرتے ہوے ابھی صرف چند ماہ ہوے ہیں کہ نہایت غیر متوقع کامیابی ظاہر ہوئي - ہم نمک کي کانوں میں سیلاب کو یقیني طور پر روکنے لگے ' اور ایجاد کے عملیات کا کام شروع کردیا -

اس سال ہم نے ان کانوں میں تجربہ شروع کیا ' جہاں سیلاب کے انسداد کے لیے پاني کو منجمد کردینے یا سمینٹ لگانے کا طریقہ اختیار کیا گیا ہے - ہم نے دیکھا کہ منجمد یا سمینٹ لگي ہوئي محافظ دیواروں میں اگر شگاف ہوجاتے ہیں تو وہ برقي رو سے صاف صاف معلوم ہوجاتے ہیں - ہمارے اکتشاف کي یہی ابتدا ہے "

(خوردبیني دوربین)

"خوردبین" اور "دوربین" دونوں کے فرائض علحدہ علحدہ ہیں - خوردبین کا کام یہ ہے کہ وہ چھوٹي شے کو بڑا کرکے دکھاتي ہے - دوربین سے دور کي شے بڑي ہوکر نظر آتي ہے - کچھہ عرصے سے یہ کوشش ہورہي تھي کہ ایسا جامع آلہ طیار کیا جاے جسسے دونوں کام لیے جاسکیں -

چنانچہ ایک ایسي دوربین تیارہوگئي ہے جو خوردبین کا کام بھي دیسکتي ہے - اسے (Davon micro-telescope) کہتے ہیں - ہم نے اسکا نام "خوردبیني دوربین" تجویز کیا ہے -

ڈارٹ ایند کمپني نے جو دوربین اس وضع کي بنائي ہے اسمیں ایک خاص اضافہ اور بھي کیا ہے - یعني بعض شیشے ایسے لگادیے ہیں کہ خواہ ستارہ کتنا ہي بے رخ ہو ' مگر دوربین سے دیکھنے والا (راصد) اپني نشست بدلے بغیر اسے دیکھہ سکیگا -

مذاهب عالمية

روح، اسکا مسکن اور حکماء مادیین

(مشاهیر علمـا کے احکام و آراء)

جو لوگ علم الحیات کي تاریخ سے واقف هیں، انکے لیے یه کہنا مرزي نہیں که نباتات میں بھي روح فرض کی گئي هے - اریزو (Arezzo) کا مشہور طبیعي انڈریا سیـل فینس Andrea Caesalpinus (۱۵۱۹—۱۶۰۳) جو اس وقت تک اطالیا میں دوران خون کا مکتشف سمجھا جاتا هے، اس نے اپني کتاب ذي پلینٹس لیبري De Plantis Libri میں نباتاتي روح کی ماهیت اور اسکے مسکن کے متعلق ایک طویل بحث چھیڑي هے -

روح کو کہاں رهنا چاهیے ؟ اسکے متعلق همیں دقیقه رس سیسلپینس کے تفصیلي دلائل کے تتبع کی چنداں ضرورت نہیں هے - صرف اسقدر جان لینا کافي هو گا که بالاخر روح نباتاتی کو وہ اس مقام پر رکھتا هے جہاں تنا اور جڑیں آکے ملتی هیں -

یه مقام جو بعد کو کولیٹ (Collet) یا گردن کے نام سے مشہور هوا ، اسکے متعلق (Linnæus) کے بعد بھی ایک مرهم پرستانه عزت کے ساتھه یه خیال کیا جاتا رها که یہاں زندگی کا کوئي خاص مرکز قائم نہیں کیا گیا هے -

لیکن فرانس کا ایک مشہور عالم (Burgundian Marriotte) المتوفی سنه ۶۸۴ ع اپني کتاب (Sur Le Sujetdes Plantes) میں صاف صاف کہتا هے :

" هم نباتات کي روح کے متعلق کچھه نہیں جانتے - اسلیے نباتات کے علم وظائف الاعضاء میں اسکا فرض کرنا ذرا بھي مفید نہیں "

روح اور مادہ کے زیرین طبقه (Material substratum) میں جو باهمی تعلق هے، اسکی تاریخ کے گذشته اوراق اگر کافی مقدار میں اُلٹیں تو همیں نظر آئیگا که ابتداً عقلی کاموں کے لیے نظام عصبي میں کوئي جگه تسلیم نہیں کي گئي تھي - قدیم مصري سمجھتے تھے که روح دل میں رهتی هے - ارسطو کا بھی یہی خیال تھا -

یه خیـال عهد ییپرلین کے مشہور فلسفي ویکو (Vico) کے وقت تـک زنده رها - چنانچه وہ ڈیکارٹ (Descartes) کے علی الرغم همیشه یہي کہتا رها که نفس کا مسکن دماغ نہیں بلکه دل هے -

(حجـــاب حاجز)

یونانیوں کا ایک دوسرا قدیم خیال یه هے که روح یا نفس، حجاب حاجز کا مسکن Diaphragm (۱) هے، جسکی بادگار هماري زبان کے ایک لفظ Phrensy (جنون) میں ابھي تـک باقي هے - کیونکه وہ لفظ فرین Phren سے مشتق هے جو یونانی زبان میں حجاب حاجز کو کہتے هیں - فرین سے بہت سے الفاظ مشتق هوے جن میں سے بعض متداول اور بعض قلیل الاستعمال هیں - مثـلاً Phreno-pathia جو اب عقل کے علاج کے لیے بہت کم استعمال کیا جاتا هے - یا Phrenetse جو اسوقت تـک عام طور پر ایسے شخص کو کہتے هیں، جسکي عقل میں باساني هیجان اور بر انگیختگي پیدا کی جاسکے - یا Phrenitis جو در حقیقت اشتعال دماغ (Inflammation of brain) کے بالکل مرادف هے - اسي طرح Phrenology جو ایک مرضي علم کا نام هے، اسي فرین سے مشتق هوا هے -

یه خیال که روح کا مسکن حجاب حاجز هے، کیونکر پیدا هوا ؟ اسـکا سمجھه میں آنا چنداں مشکل نہیں " یه حجاب حاجز سانس کے لیے اسـدرجه ضـروري هے که اس پر جذبات کے شدید هیجان کا بہت سخت اثر پڑتا هے - هر جاندار محسوس کرتا هے که جذبات کے هیجان سے سینه ابھر آتا هے اور سانس پھولنے لگتي هے، اسلیے جذبات کا هیجان سینے اور اسکے خاص عضله حجاب حاجز میں پیدا هوتا هے یا رهتا هے " یه هے وہ دلیل جو قدما اس خیال کي تائید میں بیان کرتے تھے :

(جذبـات اور مختلف اعضـاء شکم)

کیا ایسے قدیم زمانه سے جسکا آثار همارے حافظه کی دسترس سے باهر هے، کسی (طحال) کے متعلق یه خیال نہیں کیا جاتا هے که وہ غیظ ، غضب اور رشـک و حسد کا گھر هے ؟ هم ابھی تـک (Splenotice) اور (Fit of spleen) بولتے هیں جس سے مراد غصور آدمی اور غصه کا دوره هوتا هے - حالانکه انکي لغطي ترکیب میں اسی خیال کا اثر موجود هے - انگلستان کا سب سے بڑا شاعر شیکسپیر بھي پیٹ کے مختلف حصوں میں تقسیم جذبات کے مذهب کو تسلیم کرتا تھا - مثلاً وہ محبت کي جگه جگر کو قرار دیتا هے - البته وہ دوسرے نظریه سے بھی ناواقف نہیں هے - بلکه بعیناً دماغ کے متعلق بھی سن چکا هے که وهي روح کا گھر هے - چنانچه وہ " شاه جان " کے ڈرامے میں بانچویں ایکٹ کے ساتویں سین میں کہتا هے :

" بہت دیر هوگئي - اسکی تمام خونین زندگي فساد پذیر طور پر متاثر هوچکي هے - اور اسکا دماغ (جسکے متعلق بعض لوگ کہتے هیں که وہ روح کي ناپائیدار قیام گاه هے) اپني هرزه سرائیوں سے فاني هستی کے ختم هونے کي پیشینگوئي کر رها هے"

(روح اور معده)

پیلعیم کا قدیم کیمیا دان وان هیلمنٹ (van Helmont) (المتوفي ۱۵۷۷ - ۱۶۴۴) غالباً ارباب علم میں سب سے آخري شخص هے جو روح کي جگه سر کے باهر مانتا هے - وان هیلمنٹ کے نزدیک روح قعر معده (Pylorus) میں رهتي هے، اور اسکے ثبوت میں جو دلائل پیش کرتا هے وہ ایک عجیب و غریب قسم کا ذخیرۂ دلائل هے - اسکے نزدیک " اگرچه روح کے تمام حرکات اور احساسات دماغ اور اعصاب کے ذریعه ظاهر هوتے هیں مگر اسکا اصلي تخت حکومت قعر معده

(۱) دائي ایفرم Diaphragm ایک یوناني نژاد لفظ هے - یه ایک حیواني عضله کا نام هے جو سینے اور شکم میں حائل هے - علوم طبیه کا جب عربي میں ترجمه هوا تو اسوقت اسکے لیے کوئي نیا لفظ نہیں وضع کیا گیا بلکه اسیکو معرب کرلیا - چنانچه متقدمین کي تصانیف میں دائي ایفرم بصورت "دي ایفرعما" اکثر ملتا هے - متاخرین نے اسکے لیے " حجاب حاجز " وضع کیا ، جو دائي ایفرم کا قریباً لفظی ترجمه هے - (الهـلال)

هي ميں هے ' اور وہ خود بهي دهن معده ميں رهتي هے " اسکي تائيد ميں وہ کہتا هے : " جذبات کا عظيم الشان هيجان هميشه بالائے معده پر محسوس هوتا هے" نيز يه که " اگر ايک شخص کا سر توپ کے گولے سے اڑ جاے تو اسکا دل تهوڑي دير تک حرکت کرتا رهيگا ليکن اگر بالائے معده کوئي شديد صدمه پهنچے تو فوراً دل کی حرکت بند هوجائيگي ' اور اسي کے ساتهه اسکا شعور يا آگهي بهی رخصت هوجائيگي "-

اپنے اس خيال کي تعبير وہ اس نازک انـدار ميں کرتا هے :

" اگرچه وہ ايک جگه رهتي هے ' مگر مقامی حيثيت سے نهيں رهتی - تم ديکهتے هو که بتی ميں روشني رهتي هے - ٹهيک يهی مثال معده اور روح کي هے "

(روح اور مـــرکـزي نظام عصبی)

روح کے سر سے باهر کسي دوسري جگه رهنے کے متعلق ان خيالات کے ساتهه خيالات کے بعض دوسرے مصدر بهی موجود هيں جنکے نزديک نفس کا تعلق مرکزي نظام عصبي سے هے - ولادت مسيح سے تين سو برس قبل اسکندريه کے هيرو فلس کا خيال يه تها که مقدمه الـراس کے سوراخوں ميں (جو تمام جسم ميں سب سے زيـاده انـدروني سوراخ هيں) جو سيال ماده هوتا هے ' اسی ميں روح رهتي هے - خاصکر چوتهے سوراخ کو وہ مسکن عقل سمجهتا تها -

هيرو فلس کا يه خيال همارے ليے بهت هی دلچسپ هے - کيونکه يقيناً اس سوراخ کے نيچے نظام عصبي کے بعض نهايت اهم مراکز موجود هيں - انصاف يه هے که سب سے پهلے کلاديس گيلن Claudius Galen (متوفي سنه ۲۰۰ع) نے يه تعليم دي تهی که " دماغ هی وہ جگه هے جهاں روح اور ذهن دونوں رهتے هيں "

هم گيلن کي موت اور ريسيلی اس Vesalius کی عظيم الشان تصنيف De Corporis Humani Fabrica کي درميانی مدتوں کو نظر انداز کرسکتے هيں ' کيونکه دماغي خواص کے ليے کسي مقام کے تعين کے متعلق وضاحت کے ساتهه غور کرنے ميں ان سے کسي قسم کی مدد نهيں ملتي -

علم تشريح کا اب الاباء ريسيلی اس (۱۵۱۴ - ۱۵۶۴) جسکے ليے علم وظائف الاعضاء کے مسائل کسی طرح بهی دلچسپی سے خالی نه تهے ' نفس کے متعلق اس حيثيت کو ملحوظ رکهتے هوے که اس کا تعلق دماغ سے هے ' حسب ديل ملهمانه ريمارک کرتا هے :

" ليکن دماغ اپنے وظائف تحيل (۱) استدلال ' عور ' اور حافظه

(يا اور کسي طرح ' غرضکه خواه تم اِس شخص کا مذهب اختيار کرو يا اُس شخص کا ' اور چاهے تم اصلی روح کي چند قيام گاهوں کا نام ليدے اور ترجيح دو يا کوئی ترتيب و درجه بندي قائم کرلو) ليسے انجام کرديتا هے ؟ ميں اسکے متعلق کوئي بهی راے قائم نهيں کرسکتا ' اور نه ميرے خيال ميں اسکے متعلق کوئي امر علم نشو و نما کے يا ان علماء الهيات کے اندار سے دريافت هوسکتا هے جو حيوانات کو قوت استدلالي بلکه ان تمام قوی سے محروم سمجهتے هيں جنکو هم اصلی روح کهتے هيں "

" اسليے که دماغ کی ساخت کے لحاظ سے بندر ' کتا ' بلی ' گهوڑا ' اور تمام چوپائے جنکا امتحان ميں نے اب تک کيا هے بلکه تمام پرندے اور هر قسم کي مچهليوں تک انسان سے هر ايک شے ميں مشابهت رکهتی هيں ' اور تشريح کے وقت هميں کوئي ايسا فرق نظر نهيں آتا جس سے يه معلوم هوسکے که حيوانات کے فرائض سے هميں اسطرح بحث کرنا نهيں چاهيے ' جسطرح که هم انسان کے فرائض سے بحث کرسکتے هيں "

" اور اگر جسم و دماغ کے باهمی تناسب کے لحاظ سے ديکهيے تو سب سے زياده ايپ اور اسکے بعد کتے کا دماغ بڑا نظر آتا هے - اس سے ثابت هوتا هے که جن جانوروں کے متعلق معلوم هوگيا هے که انهيں اصلی روح سے قوی ملے هيں ' انکے دماغ بهي نسبتاً (۱) بڑے هيں "

" ميں نے مدرسه نشين علماء الهيات اور دنيا دار فلاسفه کی تحريروں ميں تين جوفوں Ventricles کے متعلق جو کچهه پڑهاهے اس پر صحيح حيرت هوتی هے "

اس آخري فقره ميں ويسيلي اس جس خاص راے سے اتفاق نه کرسکا ' وہ لوگوں کا يهی خيال تها که دماغ کا ايک بهت هی اندروني جوف قدرت نے صرف احساسات کے ليے رکها هے - مثلاً اسکا درميانی حصه تخيل کے ليے هے - آخري حصه حافظه کے ليے - وغيره وغيره -

دراصل اس خيال کے موجد علماء عرب هيں جسے بعد ميں ڈنس اسکوٹس Duns Scotus اور طامس آکيوئنس Thomas Aquinas وغيره نے اختيار کيا -

(روح اور پي ني ال گليند)

ان دوسروں کے بعد روح ميں ايک مقامي حيثيت پيدا کرنے کيليے جو کوشش کی گئي اسکا ايک فرانسيسی عالم ريني ديکارٹی Rene Descartes هے - يه کوشش جس قابليت سے کی گئی تهی اسی قدر اسے شهرت بهی حاصل هوئي - ٹورين Touraine نے فلسفی اعظم کے روح کو Pineal gland (۲) ميں رکها هے -

---

(۱) " اسپدا ' فطرتاً ' دفعتاً ' قدرتاً " وغيره الفاظ کو صحيح رسم الخط " اسپد ' فطره ' دفعه ' قدره " هے کهوديه انکے آخر ميں صرف نون هے يه الف - ليکن جوديه همارے ٹائپ ميں تاء مدوره نون والي نهيں هے ' اسليے مجبوراً اظهار نون و تسهيل فرات کيليے اس عام غلطي کو گوارا کرليتے هيں - هم نے صحت رسم الخط و سهولت فرات کيليے هر طرح کے حروف و اشکال ڈهلوا ليے ليکن يه حرف کارخانے کي عملت و ساهل سے ابتک نهيں بنا - الهـــلال -

(۲) دماغ کے بالکل اندروني حصے ميں ايک چهوٹا سا عدد مٹر کے دانے کے برابر هوتا هے ' جسکو موجوده علم تشريح کي اصطلاح ميں " پي ني ال گليند " کهتے هيں -

مقالات

الحسبـــة فی الاســـلام

(یعنی احتساب اور اسلام)

انسان کی انکھوں پر غفلت کے پردے پڑ جاتے ہیں' اوسکے دل پر جہل و ضلالت کی مہر لگ جاتی ہے' اوسکی قوت سامعہ بے حس ہوجاتی ہے' تاہم وہ اس قدر اندھا نہیں ہوجاتا کہ نور و ظلمت کا بدیہی فرق محسوس نہ کرسکے' اسقدر جاہل نہیں بن جاتا کہ خیر و شر میں تمیز نہ کرسکے' اس قدر بہرا نہیں ہوجاتا کہ نغمہ ہاے شیریں اور دستانہاے تلخ سے اوسکے کان کے پردوں میں دو مختلف تموج پیدا نہ ہوسکیں - وہ دیکھتا ہے' سنتا ہے' سمجھتا ہے - یا ابتہمہ کبھی نہیں دیکھتا' نہیں سنتا' اور نہیں سمجھتا' کیونکہ :

ذھب اللہ بنورھم و ترکھم فی ظلمات لا یبصرون - صم بکم عمی فھم لا یرجعون (۲ : ۱۳)	خدا نے ان لوگوں کی آنکھوں کا نور سلب کرلیا اور ان کو تاریکی میں چھوڑ دیا - اب ادھر دیکھنے نہیں نظر آتا - بہرے' گونگے' اندھے ہوگئے ہیں - پس وہ کسی طرح راہ راست پر نہیں آسکتے !

نہ اجتماع الضدین نہیں ہے' بلکہ پردۂ کائنات کا ایک چھپا ہوا راز ہے جسکا فاش کرنا عیب نہیں بلکہ ہنر ہے - دنیا کی ہر چیز میں خیر و شر ملا ہوا ہے - دامان گل کانٹوں سے الجھا ہوا ہے' شہد کا ذخیرہ نیش ہاے زہر آلود سے گھرا ہوا ہے' نور' ظلمت سے مخلوط ہے - آب شیریں اور آب شور ایک سانھ بہتے ہیں :

مرج البحرین یلتقیان (۵۵ . ۱۸)	اوس نے کھارے پانی اور میٹھے پانی کے دو سمندر بنائے جو آپس میں ملتے ہیں -

لیکن اس اختلاط و التباس کے باوجود دونوں کے درمیان ایک ہلکا سا پردہ بھی ڈالدیا گیا :

بینھما برزخ لا یبغیان	دونوں کے درمیان ایک پردہ پڑا ہے جو اوس کی وجہ سے ایک دوسرے کی طرف بڑھ نہیں سکتا !

یہ ایک جزئی تمثیل ہے' اور قرآن حکیم کا طور خطاب یہی ہے کہ جزئیات کو جزئیات کے ذریعہ سمجھاتا ہے اور کلیات کو حذف کردیتا ہے -

یہ التباس و امتیاز عبادات' معاملات' سیاست' اخلاق' غرض تمام چیزوں میں صاف نظر آتا ہے' اور نبوت کی ضرورت اور انبیاء کرام کے وجود کا صرف یہی مقصد ہے کہ خیر و شر کے درمیان جو چلمن کھڑی کی گئی ہے اوسکو سرسر ضلالت سے بچائیں اور قائم رکھیں' تاکہ قانون الہی کے تحفظ کے ساتھ دنیا میں عدل و اعتدال قائم رہے -

لیکن آندھی چلتی ہے' طوفان آتا ہے' موجیں ساحل سے ٹکراتی ہیں - اسوقت ادا شناسان فطرت گھبراتے ہیں کہ کہیں خیر و شر' نور و ظلمت' یمین و شمال' آب شیریں و آب شور' باہم مل نہ جائیں' پس وہ ہاتھ بڑھاتے ہیں کہ ان پردوں کو روکیں - جب آندھی تھم جاتی ہے' سیلاب رک جاتا ہے' اور موجیں ٹھہر جاتی ہیں - کیونکہ جو ہاتھ حق کی حمایت کیلیے اٹھتا ہے' وہ پل ہاے آہنیں کی طاقت رکھتا ہے جن پر سے سیلاب گذر جاتے ہیں مگر وہ کچ نہیں ہوتے -

خیر و شر' ہدایت و ضلالت' اور حق و باطل کا یہی اختلاط امر بالمعروف و النہی عن المنکر کی راہ کھولتا ہے' اور جو لوگ ان کے درمیان امتیازات قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں' اونہی کا نام " آمرین بالمعروف والناہین عن المنکر" ہے - انبیاء کرام کا صرف یہ کام ہے کہ اشیاء کے مصار و منافع کو جو سیکڑوں پردوں کے اندر چھپے ہوے ہیں' بے نقاب کردیں - تاکہ دنیا کی تشنہ کامی آب شیریں کو پالے اور محروم نہ رہے -

و ھو الرسول النبی الامی المکتوب فی التوراۃ والانجیل : یامر بالمعروف و ینھی عن المنکر و یحل لھم الطیبات و یحرم علیھم الخبائث - (۷ : ۱۵۶)	اور وہ وہی نبی امی رسول خدا ہے' جسکی نسبت تورات و انجیل میں بشارت دی گئی ہے - وہ نیکی کا حکم دیتا ہے' برائی سے روکتا ہے' اچھی چیزوں کو حلال اور خباثت کو حرام کرتا ہے -

(تمدن اور احتســـاب)

مذہب کے تمام اجزاء اگرچہ بالواسطہ یا بالذات تمدن سے تعلق رکھتے ہیں' لیکن " احتساب" تمام تمدنی دنیا پر حاوی ہے' بلکہ سیاست و حکومت کو بھی (جو تمدن کے محافظ ہیں) احتساب ہی نے پیدا کیا ہے - فطرت کا یہ قانون تم کو معلوم ہوگا کہ ہر چیز خیر و شر سے ملی جلی ہے' اسلیے انسان کو ہر وقت ہشیار رہنے اور جگاتے رہنے کی ضرورت ہوتی ہے' تاکہ وہ سہو کے بدلے زہر نہ پی لے' اور لعل کی جگہ انگارے کو نہ اٹھالے - اگر ایک شخص رحمی کے ذریعہ اس فرق اور پہچان کو قائم کرتا ہے تو وہ بیعقل ہے - اگر ایک شخص فلسفہ و اخلاق کے پیرایہ میں یہ کام کرنا چاہتا ہے تو وہ حکیم ہے' اگر ایک شخص حکومت کی قوت سے اس فرض کو ادا کرتا ہے تو وہ حاکم ہے' اگر ایک شخص راستے میں بیٹھکر اندھوں کو راہ دکھاتا ہے تو وہ خدا کا نیک بندہ ہے' اگر ایک شخص لوگوں کو بازار کا نرخ ٹھیک بتا دیتا ہے تو وہ تاجر امین ہے' اور اگر ایک شخص صرف صداقت کی خاطر صداقت کا وعظ کرتا ہے اور نیکی کا دروازہ کھولتا ہے تو وہ مومن و مسلم ہے : و من احسن قولاً ممن دعا الی اللہ و عمل صالحا و قال انني من المسلمین !

اسی تعاون و تناصر کا (یعنی باہم ایک دوسرے کی مدد کرنے کا اور اُسے نقصان اور خرابی سے بچانے کا) نام تمدن ہے' پس احتساب کی ضرورت صرف تمدن حقیقی کی حفاظت کیلیے ہے' اگر وہ مفقود ہوجاے تو تمدن بھی قائم نہ رہے -

تعاون و تناصر چونکہ ہر مسلمان کا فرض ہے' اسلیے ہر مسلم بالطبع محتسب ہوتا ہے اور اسلیے ہر مومن محافظ تمدن عالم ہے - اگر ایمان و اسلام کی حقیقت دنیا سے ناپید ہو جاے تو تمام دنیا برباد ہو جاے - اسی بنا پر اللہ تعالی نے ہر مسلمان کو ایک دوسرے کا ناصر و مددگار کہا -

والمومنون والمومنات بعضھم اولیاء بعض یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر -	مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں - نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں -

یہاں " ولي " کا لفظ فرمایا - " ولي " کا صرف یہي کام ھے کہ وہ جس کا ولي ھے اوسکو نیک راہ بتائے' برائي سے روکے' اوسکے مصالح کا لحاظ رکھے' اوسکی ضروریات و مصالح کا محافظ ھو' اور تمام خباثت و رذائل اور تسلط شیطاني و بہیمي سے اسکو بچانے کا آرزومند رھے -

حکومت کے مختلف صیغوں کی تقسیم اسي امر بالمعروف اور نہي عن المنکر کا نتیجہ ھے - کانٹے راہ میں بچھے ھوے ھیں ' ھر شخص کا قدرتي فرض ھے کہ چلنے والوں کو بتائے کہ قدم سنبھال کے رکھیں - لیکن ایک ھي شخص ھر جگہ موجود نہیں ھو سکتا اور ھر کام کو نہیں کرسکتا - اسلیے تقسیم عمل کي رو سے صیغے فرائض ' پیشے ' تقسیم ھو جاتے ھیں - یہي وجہ ھے کہ تمدن جس قدر ترقي کرتا ھے ' اوسي قدر ان تقسیمات کو بھي ترقي ھوتي جاتي ھے - چنانچہ اسلام نے احتساب کے اس بہترین اصول کو ھر موقع پر قائم رکھا اور کہا کہ نظم و قوام امور کیلیے ھمیشہ ایک شخص کو اپنا امیر بنا لیا کرو - یہاں تک کہ اگر صرف تین مسلمان کسي مقام پر جارھے ھوں تو انکے لیے بھی ضروري ھے کہ اپنے میں سے ایک کو امیر بنالیں :

لا یحل لثلاثۃ یکونون بفلاۃ من الارض ' الا امروا احدھم - (الحدیث - ابوداود)	تین آدمیوں کے لیئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی میدان میں ھوں اور ایک کو اپنا امیر نہ بنالیں

کیونکہ ھدایت و ارشاد کي ھر وقت ضرورت ھے' اور بادیۂ ضلالت کے رھزنوں کو تو اور بھی زیادہ ضرورت ھوجاتی ھے ' پس امیر یا حاکم کا یہ فرض نہیں ھے کہ وہ پہرؤں کی سیج پر لیٹ کے ھدایت و ارشاد کرے - اوسکو آپنے پاسبانوں کے ساتھ اپنے تئیں بھي کانٹوں پر ڈالدینا چاھیے تاکہ دوسروں کے تلوؤں میں کانٹے نہ چبھنے پائیں '

(عبادات اور احتساب)

اسلامي عبادات کی حکمتوں اور مصلحتوں سے متعلق بہت کچھ لکھا گیا ھے' لیکن اگر غور کیا جاے تو یہ تمام مصالح و اسرار ایک محیط کل قانون کي جزئیات و فروع ھیں - احتساب تمدن کا محافظ ھے اور اسلام ایک خالص حقیقی مدنیہ فاضلہ ھے - اس بنا پر احتساب کا قانون بھي اسلام کی تمام تعلیمات میں یکساں قوۃ و نفوذ کے ساتھ کام کررھا ھے تمام بجاے خود ایک محتسب اعظم ھے :

ان الصلوۃ تنھي عن الفحشاء و المنکر (۲۹ : ۴۵)	نماز بري باتوں اور تمام بد اخلاقیوں سے روکتي ھے -

اور محتسب کا بھي یہي کام ھے -

احتساب تمدن کا محافظ ھے اور تمدن باھم ایک دوسرے کي مدد و معاونۃ کا نام ھے - اسلیے رکوۃ میں احتساب یہ ھے کہ اس سے فقراء کو مدد ملتي ھے' اور اسلیے وہ نماز کي شقیق ھے :

یقیمون الصلوۃ و مما رزقنھم ینفقون - (۲ : ۳)	نماز کو قائم کرتے ھیں اور ھم نے جو کچھ انہیں دے رکھا ھے اسمیں سے لوگوں کو بھی دیتے ھیں -

تمام قرآن حکیم کو پڑھجاؤ - ھر جگہ قیام صلوۃ کے ساتھ ایتاء زکوۃ کا بھي ذکر پاؤ گے -

حج تعاون و تناصر کي بہترین نمایش گاہ ھے - کلي طور پر وہ ایک وسیلۂ تجارت بھي ھے :

لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم- (۲ ۱۹۸)	تمہارے لیے کوئی ھرج نہیں کہ خدا کے فضل (مال و تجارت) کي تلاش کرو !

اور تجارت اعانت باھمي کا نام ھے - وھی زکوۃ کی بھي راہ کھولتا ھے :

ممن کان منکم مریضا او بہ اذی من راسہ ففدیۃ من صیام او صدقۃ او نسک (۲ : ۱۹۶)	تم میں سے جو شخص مریض ھو' یا اوسکے سر میں کوئي دلھہ ھو تو اسے چاھیے کہ فدیہ میں روزہ رکھے' یا صدقہ دے' اور یا قرباني کرے -

روزہ تقوی کي طرف دلالت کرتا ھے ' اور تقوی کے لغوی معنے بچنے کے ھیں - اصطلاح شریعت میں ھر برائي سے بچنے کا نام تقوی ھے' اور بچنے بچانے ھي کا نام احتساب ھے :

یا ایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علي الذین من قبلکم لعلکم تتقون - (۲ : ۱۸۳)	مسلمانو ! تم پر روزہ فرض کیا گیا جیسا کہ تم سے پیشتر کے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا - تاکہ تم تقوی حاصل کرو -

یہ محتسب تمہارے پاس پانچ وقت آتے ھیں' ھر سال آتے ھیں' تمام عمر میں ایک بار آتے ھیں' افسوس ھے پھر بھي تمکو ھدایت نہیں ملتي ؟

فاین تذھبون؟ (۸۱ : ۲۶)	تم سرشاري ضلالت میں کہاں بہکے جارھے ھو؟

(جزئیات تعلیمات اسلامیہ)

اسلام کی اخلاقی جزئیات اسي احتساب کي شاخیں ھیں - میرے پاس چاے کا چمچہ نہیں ھے' میں تم سے مانگتا ھوں - تم نہیں دیتے - اور اس طرح احتساب یعنے تعاون کے ایک نہایت ارزاں موقع کو کھو رھے ھو - تمکو یہ موقع حقیر معلوم ھوتا ھے لیکن تم بیش قیمت چیزوں کے قدرداں ھو' لیکن شریعت کي چشم عتاب دیکھہ اور اشارہ کرتی ھے :

الذین ھم یراؤن و یمنعون الماعون - (۱۰۷ : ۶)	پھنکار ھے اُن لوگوں پر جو ریاکاري کرتے ھیں اور حقیر چیزوں کے دینے میں اُنھیں دریغ و تامل ھے -

تم ایک شخص کیلیے سونا تولتے ھو' اور اپنے ھاتھ کی حذاقت آمیز کوشش سے جنس میں ایک تولہ تم کردیتے ھو کیا ایک تولہ کی بري چیز ھے ؟ عام مادہ تو بڑا نہیں' لیکن روح بہرحال بري ھے - تعاون میں اس سے خلل آگیا' احتساب کا اصول ٹوٹ گیا' اسکے توڑنے کیلیے ایک بري کا معاملہ بھی ویسا ھی ھے جیسے ایک من کا :

ویل للمطففین الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون ' و اذا کالوھم او وزنوھم یخسرون ! (۸۳ : ۳)	کم تولنے والوں کیلیے پھنکار ھے جو لوگوں سے لیتے ھوے تو ناپ کے لیتے ھیں' مگر جب دیتے ھیں تو تم کرتے -

راستے میں ایک ٹہنا پڑا ھے - تم اوٹھا لیتے ھو - یہ تمھیں ایک دل بہلاؤ مشغلہ معلوم ھوتا ھے' لیکن کیا تم نے کسی زخم رسیدہ پاؤں کو بھی اس سے نہیں بچا دیا ؟ اگر بچا دیا تو فرض احتساب ادا کردیا - اسلیے یہ صدقہ ھے جسکا تمھیں ثواب ملے گا -

اگر تم کوئی صیغہ احتساب قائم کرو تو اسکے لیے یورپ کے قانون کا اتباع ضروري نہیں ' صحاح ستہ کافي ھیں -

(مساوات اسلامی)

حضرت عمر رضي اللہ عنہ نے فرمایا تھا :

لم استعبدتم الناس و ولدتھم امھم احرارا ؟	تم نے لوگوں کو کیوں غلام بنا لیا ھے' حالانکہ انکي ماؤں نے تو انہیں آزاد جنا تھا

آزاد و غلام میں تمہیں کیا فرق معلوم ھوتا ھے ؟ تم کرسي پر بیٹھے ھو' وہ زمین پر - تم گوشت کھاتے ھو وہ سوکھي روٹي - تم حریر پہنے ھو وہ کارھا - ھاں مغرور انسان ایسا ھي دیکھتا ھے' لیکن خدا کي آنکھہ اُس سے زیادہ روشن ھے :

لا تدرکه الابصار و هو یدرک الابصار - (۶ : ۱۰۳)

اُوسکو آنکھیں نہیں دیکھہ سکتیں مگر وہ آنکھوں کو دیکھتا ہے -

وہ آنکھوں کي نگراني کرتا ہے کہ کہیں مغز کو چھوڑ کر چھلکے پر تر نہیں پڑیں' اسلیے جب نگاہوں کو بھٹکتا دیکھتا ہے تو ٹوک دیتا ہے :

ان اکرمکم عند الله اتقا کم - (۴۹ : ۱۳)

تم میں سے زیادہ شریف وہي ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے -

یا بالفاظ دیگر جو سب سے زیادہ "ناهي عن المنکر" یعنے محتسب ہے !

اب حر و عبد' مالک و مملوک' اور آقا و غلام کي اصلی صورت دیکھو - تم کو ضعف بصارت کي شکایت نہي' عینک تمہارے سامنے ہے' کیا تم عینک کو بھي نہیں دیکھتے ؟

امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) نے کہا کہ لاحجر علی الحر (آزاد کو کوئي استعمال آزادي سے روک نہیں سکتا) اسلیے وہ سب کچھہ کر سکتا ہے' اور فرض احتساب سے اُسے کوئي نہیں روک سکتا - لیکن غلام اس مقدس فرض کو پوري طرح ادا نہیں کرسکتا تھا - یہي ایک غلام اور ایک آزاد زندگي کا حقیقي فرق و امتیاز ہے - اسلیے اسلام نے غلامي کو تو متادیا' مگر اس پابندي اور ضروري انقیاد کو قائم رکھا جو تعاون کے لیے ضروري ہے - اب اگر ایک شخص سلطنت سے اسلیے آزادي کا طلبگار ہے کہ وہ بھي اوسي گلاس میں شراب پیے جس میں فرانس کا ایک متوالا پیتا ہے' تو وہ صالح آزادي کا طالب نہیں ہے بلکہ غلامي کا عارضی طوق اُتار کر ابدي لعنت کا طوق پہننا چاہتا ہے :

انا جعلنا فی اعناقهم اغلالاً فهي الی الاذقان فهم مقمحون - (۳۶ : ۷)

ہم نے انکی گردنوں میں طوق ڈالدیے ہیں' جو انکی ٹھڈیوں تک آ گئے ہیں اور اون کے سر اللہ نے جھکائے ہیں -

ہاں' اگر وہ احتساب کا میدان وسیع چاہتا ہے کہ اپنی آزادي کا صحیح استعمال کرے' دنیا کو بري باتوں سے بچاے' اور نیک کاموں کی ہدایت کرے' تو وہ خدا کا سچا بندہ ہے اور اوسکو سچی آزادي کا سچا سکھہ ملنا چاہیے

اسلام حریت و مساوات کي تعلیم اسي اصول کي بنا پر دیتا ہے اور چونکہ ہر مسلمان طبعاً امر بالمعروف و النہی عن المنکر کرتا ہے' اسلیے مساوات اوسکا مایۂ خمیر ہے -

الہلال اسی مساوات اسلامي کی دعوت دیتا ہے' اور حریۃ اربعیہ اور حریۃ اسلامیہ کا یہی فرق عظیم اوسکے طریق دعوت کو دنیا کے دوسرے احرار کے طریقوں سے مختلف کردیتا ہے -

دنیا نے ابھي حریت کے مفہوم تک کو نہیں سمجھا ہے - وہ اُس حریت کو کیونکر سمجھہ سکتي ہے جو تعلیمات شرعیہ کے خلاف کے اندر مستور ہے - یہی سبب ہے کہ اس طریق دعوت میں کوئي پرگرہ کھولي پڑتي ہے پر نہیں کھلتي - اسي گرہ کے کھولنے کیلیے حضرت موسی علیہ السلام نے دعا مانگی تھي :

واحلل عقدة من لساني ! (۲۰ : ۲۷)

خدایا میري زبان کي گرہ کھولدے !

پس مساوات کا دوسرا نام ہے احتساب' اور احتساب کا نام ہے اسلام' اسلیے اسلام مساوات کا پیکر حقیقي ہے -

(ایک فضیلت مخصوصہ)

دنیا کے تمام مذاہب میں اختلافات موجود ہیں - اہل کتاب کے علاوہ بعض مذاہب ایسے بھي ہیں جو سزا و جزاے اخروي کے قائل نہیں لیکن دنیوي آرام و راحت کے وسائل میں کسی کو بھی اختلاف نہیں ہے - اسلیے احتساب ہر مذہب کا جزو ہے - اسکی سزا دنیا کے معیار اخلاقی کو قائم رکھني ہے - سلطنت کي اطاعت والدین کی فرمانبرداری' قانون کی پابندي' ہر مذہب کي اولین تعلیم ہے :

ومن یعص الله ورسوله و یتعد حدوده یدخله نارا خالدین فیها وله عذاب مهین -

جو شخص خدا اور اوسکے رسول کی نافرماني کرتا ہے' اور اوسکے قوانین کی خلاف ورزي کرتا ہے تو خدا اسکو آتشیں عذاب میں ڈالدیگا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اسکے لیے ذلیل کرنے والا دکھہ ہے !

لیکن اس باب میں اسلام کو ایک فضیلت مخصوصہ حاصل ہے' یعنے اسلام احتساب کے تمام ابواب و شرائط کا جامع ہے :

و یحل لهم الطیبات و یحرم علیهم الخبائث (۷ : ۱۵۶)

اور اوسکے لیے تمام پاک چیزیں حلال کرتا ہے اور تمام خبائث کو حرام قرار دیتا ہے -

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپني بعثت کی غرض اور جامع الفاظ میں بیان فرمائي :

انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق - (الحدیث)

میں صرف اسلیے مبعوث ہوا کہ مکارم اخلاق کي تکمیل کروں -

اس سے ثابت ہوا کہ مکارم اخلاق کي تکمیل اب تک باقي تھي قصر شریعت کي آخري اینٹ نے اس عمارت کو مکمل کردیا

حقیقت یہ ہے کہ احتساب قدیم مذاہب کا بھي جزو تھا لیکن جزو ناقص - کسی شریعت نے دنیا کي تمام چیزوں کے فائدوں اور نقصانوں کو دنیا کے سامنے اس جامعیت کے ساتھہ نہیں پیش کیا تھا جو اسلام کا طغراے امتیاز ہے - بعض مذاہب نے تو سرے سے بري پرہیز ہی کو نہ رکھا حالانکہ " العصمه راس الدواء " پرہیز کی اصل ہے :

کل الطعام کان حلا لبنی اسرائیل الا ما حرم اسرائیل علی نفسه - (۳ : ۹۳)

تمام کھانے کي اشیا بنی اسرائیل کیلیے حلال تھیں مگر وہ جسکو اسرائیل نے خود اپنے اوپر حرام کرلیا تھا -

یعنی دوسرے مذاہب و شرائع میں خاص خاص احکام داخل احتساب کے اندر آگئے ہے' مگر ہر شخص اس فرض کو ادا نہیں کرتا تھا' اور نہ وہ اسکا فرض قرار دیا گیا تھا - منطق کی زبان میں اسکو یوں سمجھنا چاہیے کہ صرف جزئي قوت جزئي مادہ میں عمل کرتی تھی -

مگر اسلام کي اصلی فضیلت کبری اور مزیت عظمی یہ ہے کہ تمام دنیا میں صرف وہي اخلاق اور نیکي کي پہلي بادشاہت ہے جس نے ایک طرف تو انسان کے ہر عمل کو محکمۂ احتساب میں داخل کردیا - دوسري طرف ہر انسان پر احتساب فرض کرکے فرض محتسب کو بالکل عام کر دیا - جس طرح ایک مومن نماز پڑھنا فرض سمجھتا ہے' زکوٰۃ دیتا ہے' کیونکہ یہ تمام باتیں شخصاً اسپر فرض ہیں - تبھی اسی طرح اُسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیلیے ایک دائمی محتسب بھی ہونا چاہیے' کیونکہ مومن وہي ہے جو نیکي اور عدالت کیلیے محتسب ہو -

---

رمضان المبارک کے متعلق

نہایت معتبر و مفید مسائل و فضائل وغیرہ بڑے کاغذ پر اشتہار کي صورت میں چھاپ کر شائع کیے گئے ہیں - جن حضرات کو عام مسلمانوں کیلیے تقسیم کرنی اور مساجد میں چسپاں کرنے کیلیے ضرورت ہو تو صرف محصول ڈاک بھیجکر طلب فرما لیں

راقم فقیر اصغر حسین از دار العلوم مدرسہ اسلامیہ دیوبند ضلع سہارن پور

اقتـــرا عیـــات

حـــوادث و ســـوانـــح

(کلیسائے وار گریو اور تین خطوط)

اقتراعیہ عورتوں نے اب یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ وہ اپنے حملوں کے بعد بعض تحریریں چھوڑ جاتی ہیں تا کہ پبلک کو اس روح کا اندازہ ہوسکے جو انکے قانون شکن اعمال کے اندر کار فرما ہے - چنانچہ وارگریو کے گرجا کی آتشزدگی کے بعد تین کارڈ ملے ہیں - یہ کارڈ درحقیقت فوضویت (انارکی) کے تین اساسی و بنیادی اصولوں کا ایک اجمالی بیان ہے -

* * *

وارگریو ایک ساحلی مقام ہے جو دریائے ٹیمس کے کنارے واقع ہے - یہاں نہایت قدیم اور تاریخی گرجا تھا - اسکی دیرینہ عہدی کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ جو مختلف قسم کے رجسٹر یہاں محفوظ تھے انکا آغاز سنہ ۱۵۳۸ سے ہوتا تھا - گرجے میں ایک خوشنما اور پر فضاء چمن بھی تھا جسکی تاریخ قدیم کے متعلق علماء آثار برطانیہ میں اختلاف ہے - بعض اسکو ملکہ الیزبتھ کے عہد کا قرار دیتے ہیں - بعض شاہ چارلس سوم کی طرف منسوب کرتے ہیں -

اتوار کا دن ' صبح ۹ بجے کا وقت تھا کہ اس گرجے کے قریب تین عورتیں نظر آئیں - وہ بظاہر شریف و شائستہ معلوم ہوتی تھیں -

انگلستان اب ان فوضویت کی دیبیوں سے اس قدر ترساں اور لرزاں ہو گیا ہے کہ (بقول مراسلہ نگار انگلشمین) یہ تصور کرتے ہی کہ فلاں قومی معہد (نیشنل انسٹیٹیوشن) میں ایک عورت آگئی ہے' خوف پیدا ہوجاتا ہے کہ کہیں اسکے نکلنے کے بعد بم کے پھٹنے یا کسی تاریخی اور گراں بہا یادگار کے برباد ہونے کی خبر نہ آئے !

چنانچہ اکثر عمارتیں بند پڑی رہتی ہیں - بعض کھلی ہیں مگر انکی مراقبت و نگرانی اسقدر سدید ہے کہ اگر ایک شریف مرد کسی شریف صورت لڑکی کے ہمراہ اندر جانا چاہتا ہے تو اسے پہلے دروازہ پر پاسبانوں سے ایک اچھا خاصہ مناظرہ کرنا پڑتا ہے !

* * *

مگر جب بربادی آنے والی ہوتی ہے تو اسکا راستہ ہموار کرنے کے لیے غفلت پہلے آجاتی ہے - ان عورتوں کو متعلقین کلیسا نے دیکھا مگر کچھ خیال نہ کیا -

۵ گھنٹے کے بعد یعنی ۲ بجے ایک خاندان کے جو گرجے کے سامنے رہتا تھا ' یکایک دھماکے کی آواز سنی اور تمام لوگ گھبرا کے باہر نکل آئے - دیکھا تو آگ کے شعلوں سے تمام افق سرخ ہو رہا ہے' اور گرجے کی عمارت میں آگ لگ گئی ہے - فوراً آگ بجھانے والے انجن کے اسٹیشن کو تیلی فون دیا گیا - مدعی اور اسکے معاون پولیس کانسٹیبل کے انجن بھی پہنچ گئے - انجن والوں اور متعلقین کلیسا کی سخت عرقریز کوششوں کے باوجود آگ گرجے کے اور حصوں میں دوڑ گئی ' اور جب بمشکل بجھی تو یہ گرجا ' انگلستان کے معروف و دلپسند دریائے ٹیمس کا تاریخی گرجا ' اپنی تو یاد و موجودہ حالت میں' عبرت و بصیرت اور سبق آموزی و رہنمائی کے لیے موجود ہیں' مگر کیا کوئی بتلاسکتا ہے کہ انمیں سے ایک قوم کی گردن سے بھی عدل کے ہاتھ نے غلامی کا طوق اتارا ہے ' یا ایک حق بھی کسی غاصب کے پنجے سے نکالکے مظلوم مالک کو واپس دلایا ہے ؟ یقیناً اس کا جواب سوائے " نہیں " کے کچھ نہیں ہوسکتا - اگر تمام تاریخ میں کوئی مثال اس کلیہ کے جزئی استثنا کی ملتی ہے تو وہ صرف جاپان ہے -

جب کبھی حقوق کے لیے ضمیر سے اپیل کی گئی ہے اور عدل و انصاف یا ترحم و تلطف کا استبداد کو واسطہ دیا گیا ہے تو ہمیشہ اسکے جواب میں تغافل و تجاہل ہی دیا گیا ہے' اور جب کبھی صدائے حق طلبی کا خروش زیادہ بڑھا ہے تو قانون کی لگام منہ میں ڈالدی گئی ہے - " عدل و انصاف " ایک تماشہ ہے جس سے دنیا اندیش اور بیخبر جماعتوں کی بڑی بڑی امیدیں وابستہ ہوتی ہیں ' مگر حقیقت میں دھوکا نہیں کھاتے !

طاقت جب تک مجبور نہیں ہوتی' اپنے فوائد سے دست بردار ہونا نہیں چاہتی !

وہ کہتے ہیں کہ جب کبھی عدل و انصاف کے حق پر اور رحمدل قوتوں کے بدلے ' طاقت کے خون آشام اور سنگدل دیو سے مدد طلب کی گئی ہے ' تو ہمیشہ صدائیں رسا ' خواہشیں کامیاب ' امیدیں بر آئی ہیں ' اور مطالبات منظور ہوئے ہیں - ماضی کا تمام تصور اور انسانی عبارت کا پورا مطالعہ بتلاتا ہے کہ اگر کوئی شے ہے جو دالله و فعال عدل اور مطالبات میں زور پیدا کرتی ہے ' اگر کوئی شے ہے جو ذلیل و معزز ' مزور محمود تو سر بلند ' خاک نشیں تو سریر آرا ' مظلوم تو آزاد ' اور محکوم کو حکمراں بناتی ہے ' تو وہ طاقت اور صرف طاقت ہی ہے !

اسی لیے طاقت ہی ہماری میدانوں کا قبلہ ہے - ہم اپنی اعانت و مدد کے لیے صرف اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں - ہمارے تمام عزائم و مقاصد کی روح و روا ' بھی طاقت ہے ' ہمارے تمام افعال و اعمال اسی محور کے گرد گردش کرتے ہیں -

البتہ وہ نہایت قدیم رجسٹر جو حسن اتفاق سے ایک آہنی الماری میں بند تھا ' اور خوشنما و پر فضا چمن جسکے عہد تعمیر میں اختلاف ہے' یہ دونوں چیزیں بچ گئیں -

جب آگ سرد ہوئی تو گرجے کی ملبہ کے نیچے ایک بیشہ اور تین خطوط ملے -

(خطوط اور بعض اصول فوضویت)

فوضویت درحقیقت استبداد کا علاج بالمثل ہے' اور اگر استبداد کوئی درخت ہے تو اسکا ثمرۂ تلخ فوضویت کو سمجھنا چاہیے - چنانچہ جسقدر استبداد زیادہ ہوتا ہے ' اتنا ہی اس کے درخت میں یہ کڑوا پھل بھی زیادہ لگتا ہے !

مثلاً فوضویت سب سے زیادہ روس میں ہے جہاں اسکی شدت ظہور و استہلاک کی وجہ سے اسکا نام عدمیت (نہلزم) رکھدیا گیا ہے - لیکن غور کرو کہ یورپ میں مستبد ترین سلطنت بھی وہی رہگئی ہے -

فوضولین کہتے ہیں کہ " عدل و انصاف " کے الفاظ خواہ کتنے ہی خوش آہنگ اور دلفریب معلوم ہوں ' مگر افسوس ! کہ انکی حقیقت مکر و فریب سے زیادہ نہیں -

وہ کہتے ہیں کہ دنیا کی بہت سی قومیں ہیں جنکو غلامی کے بعد آزادی ملی ہے' اور بہت سے حقوق ہیں جو غصب ہونے کے بعد انکے مالکوں کو واپس کیے گئے ہیں اور انکے حالات آج بھی ہماری عبرت و بصیرت اور سبق آموزی و رہنمائی کے لیے موجود ہیں' مگر کیا کوئی بتلاسکتا ہے کہ انمیں سے ایک قوم کی گردن سے بھی عدل کے ہاتھ نے غلامی کا طوق اتارا ہے ' یا ایک حق بھی کسی غاصب کے پنجے سے نکالکے مظلوم مالک کو واپس دلایا ہے ؟ یقیناً اس کا جواب سوائے " نہیں " کے کچھ نہیں ہوسکتا - اگر تمام تاریخ میں کوئی مثال اس کلیہ کے جزئی استثنا کی ملتی ہے تو وہ صرف جاپان ہے -

جب کبھی حقوق کے لیے ضمیر سے اپیل کی گئی ہے اور عدل و انصاف یا ترحم و تلطف کا استبداد کو واسطہ دیا گیا ہے تو ہمیشہ اسکے جواب میں تغافل و تجاہل ہی دیا گیا ہے' اور جب کبھی صدائے حق طلبی کا خروش زیادہ بڑھا ہے تو قانون کی لگام منہ میں ڈالدی گئی ہے - " عدل و انصاف " ایک تماشہ ہے جس سے دنیا اندیش اور بیخبر جماعتوں کی بڑی بڑی امیدیں وابستہ ہوتی ہیں ' مگر حقیقت میں دھوکا نہیں کھاتے !

طاقت جب تک مجبور نہیں ہوتی' اپنے فوائد سے دست بردار ہونا نہیں چاہتی !

وہ کہتے ہیں کہ جب کبھی عدل و انصاف کے حق پر اور رحمدل قوتوں کے بدلے ' طاقت کے خون آشام اور سنگدل دیو سے مدد طلب کی گئی ہے ' تو ہمیشہ صدائیں رسا ' خواہشیں کامیاب ' امیدیں بر آئی ہیں ' اور مطالبات منظور ہوئے ہیں - ماضی کا تمام تصور اور انسانی عبارت کا پورا مطالعہ بتلاتا ہے کہ اگر کوئی شے ہے جو دالله و فعال عدل اور مطالبات میں زور پیدا کرتی ہے ' اگر کوئی شے ہے جو ذلیل و معزز ' مزور محمود تو سر بلند ' خاک نشیں تو سریر آرا ' مظلوم تو آزاد ' اور محکوم کو حکمراں بناتی ہے ' تو وہ طاقت اور صرف طاقت ہی ہے !

اسی لیے طاقت ہی ہماری میدانوں کا قبلہ ہے - ہم اپنی اعانت و مدد کے لیے صرف اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں - ہمارے تمام عزائم و مقاصد کی روح و روا ' بھی طاقت ہے ' ہمارے تمام افعال و اعمال اسی محور کے گرد گردش کرتے ہیں -

یہ اس طول طویل بحث کا نہایت مختصر خلاصہ ہے جو فوضوئین استعمال قوت کی ضرورت پر کرتے ہیں ' اور پھر اسی اصول کا وہ مہلک استغراق اور خونیں علو ہے جو قتل و خون تک پہنچ جاتا ہے اور انسانوں کے امن اور آرام کو نابود کردیتا ہے -

* * *

قوت کا استعمال کیونکر کیا جائے ؟

اسکے متعلق فوضوئین کا یہ خیال ہے کہ اگر طاقت اسقدر وسیع پیمانہ پر موجود ہو کہ عام انقلاب پیدا کیا جاسکے تو فوراً سراسیمگی اور طغیانی سے کام لینا چاہیے ' ورنہ اسکو بتدریج و بدفعات استعمال کرنا چاہیے کہ یا تو جان و مال کا نقصان ہو یا کم از کم خوف و دہشت پیدا ہوسکے ' اور ملک قوۃ مستبدہ کی کمزوری اور درماندگی کو دیکھکے اس سے برداشتہ خاطر ہوجائے -

انکے اس اصول کے مطابق نقصان کا نشانہ صرف انہی لوگوں کو ہونا چاہیے جنکو حکومت سے تعلق ہے ' مگر فوضوئین کے نزدیک بسا اوقات عام پبلک ہی کو نشانہ بنانا مقتضائے مصلحت ہوتا ہے ' کیونکہ اس صورت میں وہ حکومت کی پالیسی کے خلاف صفحہ آرا بلند کریگی -

یہ خیالات ہیں جو ان خطرناک لوگوں کو اخلاق کی تمام امن طلبانہ تعلیمات سے بے پروا کردیتے ہیں ' اور وہ نہایت افسوس ناک اور وحشیانہ طور پر قتل و غارت شروع کردیتے ہیں -

* * *

بلجیم کے وارگریو کی آنشزدگی کے سلسلے میں جو نئیں خطوط ملے ہیں ' انمیں ایک کا پتہ یہ ہے -

" حکومت کے زرخرید غلاموں اور عورتوں پر ظلم کرنے والوں کے نام "

یہ ایک کارڈ ہے - اسکے دوسرے رخ پر یہ عبارت لکھی ہے :

" ہم خوب انگیزی کا تجربہ کر چکے مگر وہ بے اثر ثابت ہوئی ' اسلیے اب ہم نے مال و دولت کو نقصان پہنچانا شروع کیا ہے - یہ کارروائیاں حکومت کی درندگی اور ستمرانی کا فوری جواب ہے - قبل اسکے کہ زیادہ دیر ہو کلیسا کو خود اپنے احکام کی پیروی کرنے دو - ہم اپنی حرکتیں آخر تک نہ چھوڑینگے ؛ پبلک کو دیکھنا چاہیے کہ حکومت جو ہماری فوجی جماعت کو تجربہ اور بجبر روکنا چاہتی ہے ' اسکا نمونہ یہ ہے "

دوسرے کارڈ کی سرخی یہ ہے :

" ظلم کا جواب "

" ہم نے اب تک جانوں پر حملہ کرنے سے احتراز کیا تھا - لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اب وقت آگیا ہے کہ ہم جانوں پر بھی حملہ کریں ' اور اسکی ابتداء ان سنگدل اور ضمیر فروشوں سے ہو جو قید خانوں میں ہم پر ظلم کرتے ہیں " -

یہ دوسرا خط نہایت مختصر ہے مگر با ایں ہمہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ جماعت اپنے مصائب کا کیا صلہ سمجھتی ہے ؟

" تمہارے مظالم ہمارے لیے حوصلہ شکن نہیں ہوسکتے - ہمارا عقیدہ ہے کہ جو لوگ حق و صداقت کی راہ میں مصائب جھیلتے ہیں ان پر خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے ' اور انہیں بہشت کی عظمت ملتی ہے "

(ایـــڈیٹـــر)

ہندوستان میں ایک ایڈیٹر کی حیثیت خواہ کچھ ہی ہو ' مگر انگلستان میں وہ خیال اور رائے پر حکومت کرنے والی طاقت ہے - اشخاص کی نیک نامی و بد نامی ' تجاویز کی منظوری و نا منظوری ' حکام کا عزل و نصب ' وزارتوں کی شکست و فتح ' اور ملکوں کی جنگ و صلح ' ایک ایڈیٹر کی جنبش قلم کے عامۃ الوقوع کرشمے ہیں !

لیکن جبکہ تمام انتظامی طاقتیں اختراعیات کی زد میں آچکی تھیں ' تو یہ قلمی طاقت باوجود سدید مخالفت کے بھی اسوقت تک انکے حملوں سے محفوظ تھی - اب اسکی سرزنش کی بھی ابتدا ہوگئی ہے - بیلفاست سے ایک اخبار نکلتا ہے جسکا نام " بیلفاست نیوز لیٹر " ہے - اس اخبار میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ گولف کے بعض کلبوں کے ممبروں نے یہ طے کرلیا ہے کہ اگر اب اقتراعیات نے ان پر یورش کی تو وہ قانون کو اپنے ہاتھ میں لیکے خود انہیں سزا دینگے -

ایک عورت جو تنومند ' شہزور ' پوری ۶ فیٹ لنبی تھی ' دفعۃ اس اخبار کے ایڈیٹر کے کمرہ میں داخل ہوئی - اور نہایت تہدید آمیز لہجہ میں پوچھنے لگی : " کیوں جی ! کیا تم کو اس خبر کے ساتھ ہمدردی ہے ؟ "

ایڈیٹر نے کہا " ہاں "

ہاں کا منہ سے نکلنا تھا کہ اس مرد نما عورت نے اس کے منہ پر اس زور سے ایک گھونسا مارا کہ اسکے لمبے اور تیز ناخن (جو اسی غرض سے بڑھائے گئے تھے) ایڈیٹر کے گالوں میں بیٹھ گئے !!

ایڈیٹر فوراً اس حملہ آور عورت کے لپٹ گیا اور دونوں میں کشاکش شروع ہوگئی - اس کشاکش میں عورت گر پڑی اور اسکا سر ڈھل گیا ' تاہم اسکی ہمت یا جوش انتقام میں ذرا بھی فرق نہ آیا - وہ برابر حملے کیلیے کوشش کرتی رہی !

شور سنکر اور لوگ بھی باہر سے آگئے اور انہوں نے کشاں کشاں اس عورت کو بہزار مشکل باہر نکالا -

* * *

بیل فاست سے ایک اور اخبار نکلتا ہے جسکا نام " بیلفاست ایوننگ ٹیلیگراف " ہے - اسکے ایڈیٹر نے بھی اقتراعیات کے خلاف کوئی حرکت کی تھی - اسکی سزا میں ایک عورت اسکے دفتر میں گھس گئی اور خوب ہی رد وکوب کرکے کرسی کے نیچے ڈالدیا !

مسئلـــہ مسجـــد گلبـــرگہ

عالیجناب نے گلبرگہ کی مسجد کے متعلق بذریعہ تار برقی گورنمنٹ نظام کو جو توجہ دلائی تھی الحمد للہ کہ بالآخر اسکا نتیجہ ظاہر ہوا اور ارکان ریاست نے کمال عدل و انصاف سے توجہ فرمائی - جو حکم اب جاری ہوا ہے وہ حسب ذیل ہے :

" فرمانش نامہ مورخہ ۲ سپہر پور سنہ ۲۳ ف

ذریعہ ہذا فرمایش دیجاتی ہے کہ پیشگاہ اقدس و اعلی خلد اللہ ملکہ سے نصیحہ فرمایا گیا ہے کہ مسجد زیر تعمیر کی تکمیل کی اجازت دیجاے -

حسبہ صلح اور ذریعہ مراسلہ لسان ۱۵۶۱ مورخہ ۱۷ خورداد سنہ ۱۳۲۳ف لکھدیا گیا ہے - بہر حال آپ مسجد زیر تعمیر کی تکمیل کرسکتے ہیں - جسقدر حصہ تکمیل طلب رہیگا اسکو سرکاری خرچ سے بنوا دیا جائیگا ۱۲ شعبان سنہ ۳۲ -

مولوی صمصام الدین احمد خاں صوبہ دار صوبہ گلبرگہ

مراسلات

الاعتصاب في الاسلام

(از مولانا عبد السلام - ندوي)

طلباے دار العلوم ندوة العلماء کی استرائک نے جو مباحث پیدا کردیے ' اون میں ایک اہم بحث یہ ہے کہ استرائک شرعاً مسلمانوں کیلیے جائز ہے یا نہیں؟ صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب نے جو مضامین اخبارات میں لکھے تھے ان میں بہت افسوس کیا تھا کہ استرائک کے عدم جواز کے خلاف کوئي دلیل پیش نہیں کی جاتي - ہم چاہتے ہیں کہ انکے ارشاد کي آج تعمیل کریں -

ہندوستان میں بلکہ تمام بلاد اسلامیہ میں جب اس قسم کے مسائل پر بحث شروع ہوتی ہے ' تو اکثر طبقہ قدیمہ و طبقہ جدیدہ میں اختلاف پیدا ہوجاتا ہے اور آزاد خیالی کی بنا پر آخر الذکر گروہ اکثر جواز کا فتوی دیدیتا ہے ' لیکن حسن اتفاق سے استرائک کو دونوں گروہ نے ناجائز قرار دیا ہے - دونوں فریقوں کے دلائل حسب ذیل ہیں :

(۱) استرائک تمدن جدید کی پیداوار ہے - ایشیاء کی قدیم تہذیب اسکو جائز نہیں رکھتي ' بالخصوص طلباے مدارس عربیہ کیلیے تو بالکل ناجائز ہے : من تشبہ بقوم فھو منھم -

(۲) استرائک اون اصول کے مخالف ہے جو اسلام نے استاد اور شاگرد کے تعلقات کے متعلق قائم کیے ہیں - جدید فرقہ اسکو ڈسپلن کی مخالفت سے بھی تعبیر کرتا ہے -

پہلي دلیل اگرچہ طبقہ قدیمہ کے لیے کافی ہے ' لیکن جدید گروہ کے نزدیک کسي چیز کے ناجائز ہونے کی صرف یہ وجہ نہیں ہوسکتي کہ " وہ جدید تمدن کی پیداوار ہے " اس بنا پر وہ اس دلیل کو ایک محدود شکل میں پیش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ :

(۳) تمدن جدید صرف سیاسي و تجارت پیشہ گروہ کو استرائک کي اجازت دیتا ہے ' اور استاد و شاگرد کے تعلقات یورپ میں بھي محض اخلاقي حیثیت رکھتے ہیں -

ان دلائل پر نقد و بحث کرنے کیلیے امور ذیل تنقیم طلب ہیں :

(۱) کیا استرائک تمدن جدید کي محدثات و بدعات میں سے ہے ؟

(۲) کیا استرائک صرف تجارت پیشہ گروہ ہی کیلیے مخصوص ہے ؟

(۳) اسلام نے استاد و شاگرد کے تعلقات کے متعلق کیا اصول قائم کیے ہیں جنکا اتباع طلبا پر واجب ہے ؟

(تنقیم اول)

(کیا استرائک تمدن جدید کے محدثات میں سے ہے ؟)

انسان فطرتاً مدنی الطبع پیدا ہوا ہے ' اسلیے وہ تمدني ' مالی ' اخلاقي ' غرض متعدد حیثیتوں سے دوسرے افراد کے تعاون کا محتاج ہے - اعانت باہمي کا یہي اصول تمدن کا سنگ بنیاد ہے ' اور یہ اصول جس قدر منضبط و مستحکم ہوتا ہے ' اوسی قدر انسانی زندگي پر لطف ' خوشگوار ' دلچسپ ' بلکہ دیر پا ہوجاتی ہے - اگر کشمکش حیات میں اس اصول کو نظر انداز کردیا جاے تو دفعتاً حیات انساني خطرے میں پڑ جاے -

لیکن اس فطري اعانت سے انسان کو جو فوائد و منافع حاصل ہوتے ہیں ' کبھی کبھي خود غرضي اونکي مساویانہ تقسیم میں خلل انداز ہوجاتي ہے - یعنے ایک گروہ صرف لینا چاہتا ہے اور دینا نہیں چاہتا - اسلیے دوسرا گروہ اپني مالي یا جسماني یا اخلاقي اعانت سے اوسکو محروم کردیتا ہے - اسیکا نام استرائک ہے - اس بنا پر صرف ایک ایک فرد بھي اپني ذاتي اعانت سے دوسرے فرد کو محروم کرسکتا ہے - چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر جن لوگوں نے اتہام لگایا تھا اون میں حضرت ابوبکر کے غلام مسطح بھي تھے - انکي معاش کا دار مدار صرف حضرت ابوبکر کي ذات پر تھا - حضرت ابوبکر نے اونکو یکقلم سے بالکل محروم کردیا ' اور اسپر قسم کھالي - چنانچہ صحیح بخاري میں ہے :

فحلف ابوبکر ان لاینفع مسطحا بنافعة ابدا	حضرت ابوبکر نے قسم کھالي کہ مسطح کو کبھي کسي قسم کا فائدہ نہ پہونچائینگے-

حضرت ابوبکر کا یہ فعل اگرچہ بالکل جائز تھا ' تاہم چونکہ مسطح کا اونکي دوسرا سرپرست نہ تھا ' اور اس جرم کي بنا پر کوئی شخص سرپرستي کیلیے آمادہ بھي نہیں ہوسکتا تھا ' اسلیے حضرت ابوبکر کے طرز عمل سے اوسکی زندگي خطرے میں پڑگئی تھی ' پس خدا تعالی نے اخلاقي حیثیت سے (کہ نہیاً و زجراً) اونکو اس سے روکدیا :

ولا یاتل اولو الفضل منکم والسعة ان یوتوا اولی القربی والمساکین والمھاجرین في سبیل اللہ و لیعفوا و لیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم واللہ غفور رحیم - (بخاري مطبوعہ مصر جلد ۳ ص ۱۱۶)	اہل دولت قرابت داروں اور غرباء اور مہاجرین کو دینے سے دریغ نہ کریں ' اور اونہیں معاف کردیں - کیا تم لوگ یہ نہیں پسند کرتے کہ خدا تمکو معاف کردے ؟ خدا تو بڑا رحم و مغفرت کرنے والا ہے-

لیکن اصطلاحاً اس قسم کے تمدنی قطع تعلق پر اوسوقت استرائک کا اطلاق کیا جاتا ہے ' جب ایک گروہ دوسرے گروہ یا فرد کو اپنی اعانت سے محروم کردیتا ہے - اسی بنا پر جدید عربی زبان میں استرائک کو " اعتصاب " کہتے ہیں جسکے معني گروہ بندي کے ہیں - آجکل اگرچہ یورپ اکثر اس اصول پر عمل کرتا ہے ' لیکن اعانت باہمي کسي نہ کسي صورت میں ہر تمدن کا جزو مشترک رہی ہے - پس ہر تمدن استرائک کي گنجایش رکھتا ہے ' اس میں یورپ و جاپان کی تخصیص نہیں -

دنیا میں سب سے زیادہ سادہ تمدن دیہات کا ہوتا ہے جہاں تعلیم و تربیت کي ہلکي سي شعاع بھي نہیں پڑتي - لیکن عموماً تمام دیہاتوں میں حدود کرنے کا طریقہ جاري ہے جسکے رو سے ایک شخص کا حقہ ' پانی ' کھانا ' پینا بند کردیا جاتا ہے ' اور وہ اوسکی زندگي کو تمام تمدني منافع اور تعلقات صحبت سے محروم کردیتا ہے - ابتداء بعثت میں قریش نے بھي آنحضرت کے ستانے کیلیے اسی قسم کا معاہدہ کرلیا تھا - یعنی تمام قریش نے اس مضمون کا ایک عہد نامہ لکھا تھا کہ قریش میں کوئی شخص بنو ہاشم و بنو عبد المطلب کو اپنی لڑکي نہ دیگا - اون سے لین دین

اور خرید و فروخت نکرے گا ' اون سے هم کلام نهوگا ' وغیرہ وغیرہ (۱)
اس عهد نامه پر تمام قریش نے مهریں لگائیں ' اور وہ اطلس میں لپیٹ کر خانه کعبه میں لٹکایا گیا - اس معاهده کے بعد حضرت ابوطالب اپنے تمام خاندان کو لیکر شعب ابوطالب میں چلے گئے ' اور آنحضرت بھی مسلمانوں کے ساتھه وهیں اقامت پذیر هوے - قریش کا یه معاهده نوبن برس تک قائم رها ' اور اس وسیع مدت میں آنحضرت نے شعب ابی طالب هی میں قیام فرمایا ' چنانچه یه درد انگیز واقعه سیرت کی تمام کتابوں میں مذکور هے - اور وہ لوگ بھی مسٹر امیر علی کی کتاب سے اس کی تحقیق کر سکتے هیں ' جو کتب حدیث و سیر سے روایات کے فراهم کرنے کی اهلیت نهیں رکھتے -

خود اسلام میں جب کسی شخص نے قومی منافع پر شخصی فوائد کو ترجیح دی هے ' تو اسکے خلاف صحابه اور خود آنحضرت نے اسی قسم کا طرز عمل اختیار فرمایا هے - اسلام کی تاریخ میں غزوہ بدر بعض خصوصیات کے لحاظ سے ایک خاص تاریخی اهمیت رکھتا هے - چونکه یه لڑائی سخت گرمی کے موسم میں واقع هوئی تھی اور مقابله بھی شدید تھا ' اسلیے عموماً منافقین اسکی شرکت سے علحده هوگئے ' بلکه خود بعض مسلمانوں نے بھی شرکت سے جان چرائی - چنانچه جب آنحضرت بدر سے واپس آے ' تو متخلفین کو (وہ لوگ جو لڑائی میں شریک نهیں هوئے تھے) طلب فرمایا جنکی تعداد ۸۰ سے متجاوز نهی ' اور هر ایک سے عدم شرکت کی وجه پوچھی - سب نے اپنا اپنا عذر پیش کیا ' اور آپ نے اوسکو قبول فرما لیا - پھر اون سے بیعت لی اور اونکے لیے استغفار کیا - (یه سب منافق تھے) لیکن کعب بن مالک ' مراره بن الربیع ' هلال بن امیه الواقفی کا عذر مقبول نه هوا ' حالانکه یه لوگ مخلصین مومنین میں سے تھے - چنانچه آنحضرت نے ان تینوں بزرگوں پر سخت ناراضی ظاهر کی اور تمام صحابه کو اون کے ساتھه سلام ' کلام ' اور نشست و برخاست سے منع فرمادیا - پورے پچاس دن تک یه حالت قائم رهی - اسکا ان بزرگوں پر یه اثر هوا که تنگ آکر گھر میں گوشه نشین هوگئے - صرف کعب بن مالک بازاروں میں اس امید میں پھرتے رهتے تھے که کوئی سلام کرے - خود مسجد میں آتے اور آنحضرت کو سلام کرتے ' مگر جواب نه ملنے پر یه حسرت دیکھنے که لب مبارک پر حرکت کے آثار ظاهر هوے یا نهیں ؟ پھر آنحضرت کے قریب جا کر نماز پڑھتے اور دزدیده نظروں سے آپکی طرف دیکھتے جاتے ' جب وہ مصروف نماز هوتے تو آپ کی طرف متوجه هوتے ' اور جب وہ آپ کی طرف دیکھتے تو آپ منه پھیر لیتے - اس واقعه نے اس قدر شهرت حاصل کی که بادشاه غسان کے قاصد نے بازار میں اونکو ایک خط دیا جسکا مضمون یه تھا که " محمد صلعم تم کو ذلیل کر رهے هیں ' تم هم سے ملجاؤ - هم تمهارے ساتھه همدردی کرینگے " لیکن اونکے جوش اخلاص نے اس خط کو تنور میں ڈالدیا - ۴۰ دن کے بعد اس حالت میں اور اشتداد پیدا هوا - یعنی آنحضرت نے حکم دیا که یه لوگ اپنی بی بیوں سے بھی علحدگی اختیار کرلیں جو اس مصیبت میں اونکی شریک ورفیق تھیں - چنانچه کعب بن مالک نے اپنی بی بی کو امال اطاعت سے اسکے میکے روانه کردیا - جب دس روز اس حالت میں بھی گذر گئے ' تو ایک دن کعب بن مالک اسی حالت تنهائی میں اپنے اوپر قابو نه رکھ سکے تھے که ایک شخص نے پہاڑ کی چوٹی سے بآواز بلند پکارا : " یا کعب بن مالک ابشر " یعنی اے کعب تم کو خوشخبری هو - وہ فوراً سجدے میں گرپڑے اور سمجھه گئے که مصیبت کا خاتمه هوا ' چنانچه آنحضرت نے بعد نماز فجر اونکی توبه کے قبول هونے کا اعلان فرمایا - اور لوگ جوق جوق آکر اونکو بشارت دینے لگے - ایک شخص گھوڑا دوڑاتا هوا آیا اور یه مژده جانفزا سنایا - ایک شخص نے پہاڑ کی چوٹی سے بشارت دی ' چونکه اوسکی آواز گھوڑے سے پہونچی تھی اسلیے بطور انعام کے اوسکو کعب بن مالک نے اپنا کپڑا اوتار کر پہنا دیا خود عاریتاً کپڑے مانگ کے پہن لیے ' اور بے اختیار دوڑتے هوے آنحضرت کی خدمت میں حاضر هوے - لوگ آنکو مبارکباد دیتے جاتے تھے - طلحه بن عبید الله نے دوڑ کر مصافحه کیا - آنحضرت کی خدمت میں پہونچے تو آپ کا چهره فرط مسرت سے چمک اوٹھا اور آپ نے بھی بشارت دی - اس مسرت میں کعب بن مالک نے اپنا تمام مال صدقه میں دینا چاها ' لیکن آنحضرت کے فرمانے سے پچهه مال اپنے پاس بھی رکھه لیا (دیکھو بخاری جلد ثالث مطبوعه مصر ص ۶۱ ذکر غزوہ تبوک)

ان تمام واقعات پر یه ترتیب غور کرنے سے حسب ذیل نتائج مستنبط هوتے هیں -

(۱) " زبردست کا وہ کمزور پر وہ کے خلاف استرائک کرنا سزاوار نهیں " جیسا که قریش مکه نے کیا تھا اسلیے زمانه استرائک میں علماء کا کھانا پینا وغیرہ اونکو نوکروں سے نکال دینا جائز نهیں

(۲) استرائک صرف یورپ کی پیداوار نهیں بلکه وہ ایک فطری چیز هے اور تاریخ عرب و عهد نبوت میں اسکی مثالیں پائی جاتی هیں

(۳) استرائک صرف جمهوری اصول کی تائید میں کرنی چاهیے - جیسا که آنحضرة صلی الله و سلم نے اُن لوگوں کے خلاف کیا جنهوں نے ایک قومی جهاد میں شرکت سے کنارہ کیا تھا

(۴) اگر استرائک استقلال کے ساتھه قائم رهی جاے ' تو اسکا اثر نهایت شدید هوتا هے -

(۵) استرائک کیلیے حقوق طلبی بھی ضروری نهیں بلکه وہ کسی جرم کی سزا بھی هو سکتی هے -

(۶) استرائک تجارت پیشه گروہ کیلیے مخصوص نهیں هے بلکه خالص مذهبی گروہ بھی کر سکتا هے -

(۷) استرائک کے لیے مساوات لازمی نهیں هے ' کعب بن مالک آنحضرت اور دیگر صحابه کے مساوی نه تھے - جب کثیر گروہ ضعیف کے مقابلے میں استرائک کر سکتا هے تو ضعیف کو قوی کے مقابلے میں اسکا حق مرجح حاصل هے -

(۸) جو شخص جتنا مذهب میں سخت هوگا اور اُس سے جسقدر خیر خواهی(۱) وحمایت کی توقع هوسکیگی ' اوسکے مقابل میں استرائک بھی اتنے هی سخت هونی چاهیے - البته اگر بیگانه لوگ مدد میں نه کریں تو انکو معذور رکھنا چاهیے ' جیسا که آنحضرت نے منافقین کو معذور رکھا - فتح الباری میں هے " و فیها ان القوی فی الدین یواخذ بادنی ما یواخذ الضعیف " کعب بن مالک کی حدیث سے یه نتیجه نکلتا هے که قوی المذهب اور مخلص شخص سے به نسبت ضعیف کے سخت مواخذه کرنا چاهیے (ص ۹۴ جلد ۸)

(۹) جمهوری فوائد کیلیے اون اخلاق و آداب کی پابندی

---

(۱) آپنے غالباً استرائک اور بائیکاٹ میں فرق نهیں کیا هے - آپکی مثالیں نهایت موثر هیں لیکن اُس انقطاع تعلقات و تعاون تمدنی کیلیے موزوں تر هیں جسے آجکل بائی کاٹ کهتے هیں - استرائک بھی گو اسمیں شامل هے مگر اسکی صورت دوسری هے - بهرحال آخر میں اپنا خیال ظاهر کرونگا - الهلال

(۱) لیکن بعض لوگ اسی خیر خواهانه تعلقات کی بنا پر تعلیمی استرائک کے عدم جواز کا فتوے دیتے هیں : و ما اوتیتم من العلم الا قلیلا - منه

ضروري نہيں جو حالت سخصدت ميں باهمي تعلقات ليليے ضروري تهي ' چنانچه حافظ ابن حجـر فتح الباري ميں لكهتے هيں :

وفيها ترک [۱] السلام علی من ادنب و جوار هجره اثر من دلالات و اما النهی عن الهجر فوق الثلاث فمعمول علی من لم يكن هجـر انه شرعيا (جلد ۸ ص ۹۴)

اس حديث سے ثابت هوتا هے كه جو گنهگار هو اسكو سلام نهيں كرنا چاهيے' اور تين دن سے زياده اوس سے جدائی اختيار ايسا سكتے هے ' ليكن شريعت ميں تين دن سے زياده كی جدائی كی ممانعت اوس سخص ليليے هے ' جسكی علحدگی مذهبی نه هو -

تاهم غير مذهبي اور دنيا اغراض ليليے تهی تين دن تک استرائک جاري ركهي جاسكتی هے - [لها بقيه صالحه]

عـــرب اســتيـمـر كـمپـنـــی

مخدوم بنده جناب ايڈيٹر صاحب الهلال السلام عليكم - اخبار اتحـاد مطبوعه ۲۳ جون ميں جو مضمون مذكوره بالا كمپني سے متعلق شايع هوا هے ' اسميں يه بات ظاهر كيگئي هے كه عرب اسٹيمر كمپني ٹرنر مورېسن كمپني نے هاتهوں (جو اس سے پيشتر برٹش اسٹيم نيويگيشن كمپني كے خريدنے ميں ناكام هوچكی هے) فروخت كروالی گئي هے - ليكن يه خبر غلط اور واقعه كے خلاف هے - عرب اسٹيمر كمپني اب تک اپنی اصلی حالات پر قائم هے ' اور وه پبلک بالخصوص حجاج كی خدمت بجا لانے كی كوشش كر رهی هے جيسا كه پيشتر بجا لاتی رهی هے - البته آئنده مورېسن كمپني كے ڈائركٹروں سے هماري كمپني نے فروخت كيے جانے كی بابت كچهه گفتگو هوئی تهی جو نا تمام رهی - بات يه هے كه عرب كمپني كے حال ميں پی اينڈ او كمپني نے دو نهايت عمده جهاز خريد ليے هيں اور اسلئے اس عدد ميں هماري مدد كرينگے اور سواريان اور مال همارے هی جهازوں سے ذريعه جهاز لے بهيجا جاوے گا ' مگر افسوس هے كه اس معاملہ ميں هم لوگوں كو بري هی - مايوسی هوئی - مسلمانوں نے هماري امداد اور كمپني كے حصص خريدنے ميں بري سرد مهري كا اظهار كيا - اگر خدا نخواسته اسي طرح عدم توجهی كا سلسله جاري رها تو انديشه هے كه يه اسلامی كمپني اپنا كام نه كرسكے اور حجاج كو صرف تكليف برداشت كرنے كے علاوه ديگر آفتوں ميں بهی مبتلا هونا پڑے عرب اسٹيمر كمپنی تجارتي فوائد كو مد نظر ركهنے كے ساتهه ساتهه خدمت اسلام بالخصوص امداد حجاج كو اپنا فرض عين تصور كرتي هے اور اسكت ميں قسمت حجاج كی آسائش و سهولت كيلئے هميشـــه معقول زيادت كی هے ليكن كمپني كی ترقي اور حجاج كی راحت اوسوقت ممكن هے جبكه مسلمان اسلامی همدردی اور همت سے كام ليں - كمپني كی امداد ميں پوري پوري سعی فرمائيں

راقم محمد مشاري - مينيجنگ ڈائرکٹر عرب اسٹيمر كمپني لمٹيڈ

(۱) يه جو بعض مدعيان علم و حديث شكايت كرتے هيں كه استرائک كے دوران ميں سلام و كلام بزرگوں كو ضرور كرنا چاهيے حالانكه نهيں كيا گيا ' تو اوسكا سبب بخاري كا وه نسخه هوگا جسكو مولانا احمد علی مرحوم والد بزرگوار مولوي خليل الرحمن صاحب سهارنپوري نے چهپوايا تها - اوس ميں شايد يه حديث نهوگی كيونكه اسكا اثر حقوق اولاد پر پڑنے والا تها - مگر هم نے مصر كے نسخه مطبوعه سے اس روايت كو ليا هے - (منه)

سرحيمس مسٹن اور متوليان مسجد كانپور

تصحيح و تشريح

مسجد مچهلی بازار كانپور كے نقشه تعمير كے متعلق آپنے اخبار ميں ايک مضمون سائع هوا هے ' جسمں لكها هے كه نسبت گورنر بهادر نے چاليس هزار روپيه اور جگه دينے كا اعلان كيا تها - يه صحيح نهيں هے - اصليت يه هے كه جسوقت سر جيمس مسٹن بهادر كانپور آئے تهے اوسسے ايک روز قبل ماسٹر بشير الدين اذيٹر البشير كانپور آئے ' اور مجهسے اور نيز دوسرے اركان متوليوں سے بيان كيا كه جناب لفٹننٹ گورنر صاحب آماده هيں كه تعمير مسجد كيلئے جانب شمال كوتوالی ملا قيمت اور مبلغ پچيس هزار روپيه بعد بطور عطيه عنايت فرمائيں تاكه مسجد عالشان تعمير هوجاوے ' ليكن جزو مسجد منهدمه جو برآمده كے متعلق كوئی رعايت اس قسم كے نهيں دينگے جو حسب منشاے مسلمانان ريله وجزو اندرون برآمده هوے سے خيال كيا جاتا هے ' بلكه بجاے عام راسته رهيگا -

هم لوگوں كا يه خيال تها كه نيچے كے برآمده ميں نصف حصه مسجد ميں چاهيے ليے ريله هوجاے ' اور نصف حصه رهگذر عام ليليے رهے اور نه خيال اسی طرح فيصله رايسراے سے مختلف بهی نهيں تها - دوسرے روز حضور لفٹننٹ گورنر بهادر روانه اودھ هوئے ' اور جمله متوليان بلائے گئے - نواب لفٹننٹ گورنر بهادر كے سامنے نقشه ليے ليليے تعميرين منتخب كيا گيا - وقت پيشي دنكها كه ماسٹر بشير الدين صاحب دست راست پر روانه افسر رهيں هم لوگوں نے پهنچ جانے پر لارڈ صاحب بهادر سے دريافت فرمايا كه مولوی بشير الدين صاحب كے بهت كوشش كی هے ' اور نيز مولوی صاحب ايک نامی مسلمان هيں (۱) لهذا مولوي صاحب كے متعلق لوگوں نے جو كچهه كها هے اسمیں كهاں تک صحت هے ؟ ميں نے عرض كيا كه مولوی صاحب سے متعلقه مجهسے حضور حضور كے خيال كا بهت كچهه ذكر كيا هے ممكن هے اور بهی دو چار اشخاص نے كها هو - ليكن عام طور پر لوگ كے حق ميں اسلئے نا واقف هم لوگ اسقسم كی تفريق كچهه رائے ظاهر نهيں كرسكتے هيں - اسپر حضور ممدوح نے فرمايا كه " كيا تمام دنيا كے مسلمانوں سے رائے حاصل كرنيكی ضرورت هے " ميں نے جواباً عرض كيا كه اگر چه زياده وقت حصول حواب مطلب نهيں هے تب بهی تمام دنيا سے رائے ليا جانا بهت ضروري هے هم لوگ كيا كها رائے سے ايک مذهبی كام ميں تعجيل دخل سے قاصر هيں - اسپر فرمايا كه تهيرو هے -

اسكے بعد بذريعه راسته صاحب محمود آباد (كه وه بهی اس روز تشريف لائے هوئے تهے) حضور لفٹننٹ گورنر بهادر سے معلوم هوا كه مسٹر بشير الدين صاحب كا بيان بهتک نهيں هے - بقول سماعت سے ثابت انهوں نے وه سمجها جو دنيا ' ورنه لارڈ صاحب نے اس پچيس هزار كا وعده نهيں كيا تها -

بيدارمند محمد نثار الدين تاجر لنهه كانپور مستغفی ممبری مسجد مچهلی بازار كانپور

(۱) بعض اخباروں نے هزاروں كا يه جمله بهی نقل كيا هے كه " مولوي بشير الدين صاحب مسلمانوں كے بهت بڑے عالم اور ليدر هيں ! (الهـلال)

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين القرآن الكريم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۶ | کلکتہ: چہار شنبہ ۱۲ رمضان ۱۳۳۲ هجري / Calcutta Wednesday August, 5. 1914. | جلد ۵

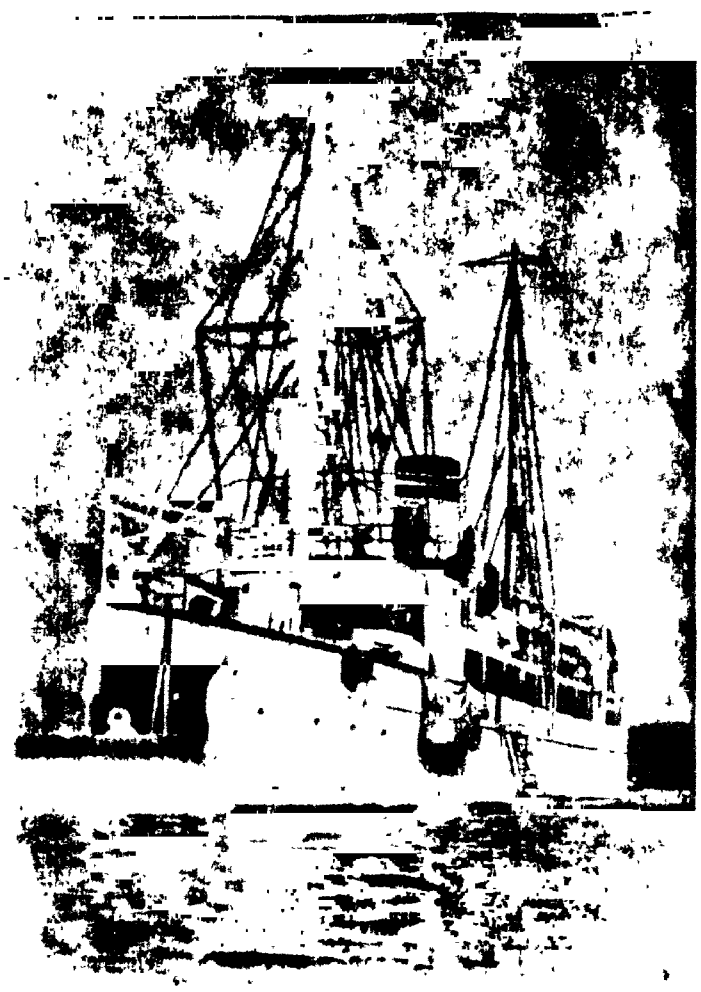

ہ علیہ کا جہاز
" اڈن رلیس "

Telephone No 648

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

14 Mcleod Street.

CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs 8

Half yearly . Rs 4 12

الهلال

مولانا ابوالکلام آزاد دہلوی

مقام اشاعت

۱۴ — مکلوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

ٹیلی فون نمبر ۶۴۸

سالانہ — ۸ — روپیہ

ششماہی — ۴ — ۱۲ — آنہ

نمبر ۶ | کلکتہ : چہار شنبہ ۱۲ - رمضان ۱۳۳۲ هجری Calcutta : Wednesday, Augst, 5 1914. | جلد ۵

نار اللہ الموقدۃ ، التی تطلع علی الافئدۃ !!

عفریت جنگ کا عالمگیر تسلط

مدینۃ حدیثہ کا خذلان و خسران !

بلقان کے کوہ آتش فشاں کا ایک شرارہ تمام یورپ میں آگ لگا دیگا

(پریس بسمارک)

الاخر استعمار کے اس شجرہ ملعونہ میں پھل آگئے، جسے آج سو سال سے یورپ مشترق کے خون سے سینچ رہا ہے اب ان پھلوں کی تلخی اسکے کام و دہن کے لیے ایک عذاب الیم ثابت ہوئی ہے - فسبحان من بطشہ شدید و اخذہ و بیل -

* * *

آج یورپ میں موعود و منتظر عالمگیر جنگ چھڑ گئی -

ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ وہ آگ اس چنگاری کی لگائی ہوئی ہے جو عسق "سرویہ عظمی" کی راہ میں ایک سرفروش سربی طالب العلم کی ریوالور سے نکلی تھی اور ولی عہد استریا کے دل و جگر سے پار ہو گئی تھی، مگر یورپ اب سادہ پوست نہیں ہے وہ بالسکان شاہ بلکہ خود شاہ کے انتقام کو بھی ابدا ضروری نہیں سمجھتا کہ اسکے لیے قوموں اور ملکوں کو قربان کردے - پس ہم کو مسلک جنگ کے سراغ میں اور آگے بڑھنا چاہیے -

(جنگ کا ابتدائی سررشتہ)

تاریخ عالم کے گذشتہ صفحات الٹیے اور سنہ ۱۸۷۸ ع یعنی جنگ روس و دولت علیہ ، معاہدہ سینٹ اسٹیفانو ، اور بالاخر برلن کانگریس تک آیئے - یہ وہ زمانہ تھا جبکہ فرانس اور انگلستان دونوں روس کے نہایت شدید رقیب تھے - دونوں انہائے مخاصمت و حسرت کے ساتھ دیکھ رہے تھے کہ روس بلید عالم (قسطنطنیہ) پر عملاً قابض ہوا چاہتا ہے -

انگلستان اور فرانس دولہ عثمانیہ کے حامی بنے آئے تھے، مگر انگلستان بقول لیپرلین ایک تجارت پیشہ اور بمال سرست قوم ہے اسلیے خواہ وہ کتنا ہی شریف المقصد اور بلند پایہ کام کرے تاہم "نفع و نم" کا نقطہ اُسکے پیش نظر رہتا ہے، اور جب ابھی وہ علم، اسلامیت، مسیحیت، یا امن کی خدمت انجام دیتا ہے تو اسکے خزانہ حرص میں کوئی نہ کوئی دانہ ضرور بڑھجاتا ہے -

انگلستان نے دولت عثمانیہ سے اپنی حمایت کی قیمت میں جزیرہ قبرس لے لیا -

ڈسرائیلی اور لارڈ سالسبری نے اس معاہدہ پر دستخط کیے تھے

حسنا معاہدہ یہ تھا کہ وہ کانگریس میں ترکوں کے ساتھ ترکی پوشیدہ مصروبہ یا خفیہ انتظام لیے بغیر داخل ہوے ہیں، حالانکہ جو کچھ کرنا تھا وہ کرچکے تھے -

اتفاق سے گلوب نامی ایک اخبار کو معاہدہ قبرس ملگیا اور اس نے اسکا افتضاح شائع کردیا -

اس عین وقت پر پردہ دری کا اثر فرانس اور روس پر یہ پڑا کہ دونوں ملکوں میں نفرت و حقارت اور غیض و غضب کا ایک طوفان بپا ہوگیا، اور فرانسیسی و روسی وزرا نے کہا کہ وہ فوراً برلن چھوڑ دیتے ہیں -

اسوقت داہی زمانہ پرنس بسمارک "ایماندار دلال" کے بھیس میں آیا اور اس معاملہ کو معاہدہ برلن کی صورت میں طے کرا دیا -

اسی معاہدہ برلن میں ہنگری کو بوسنیا اور بوسنیا آسٹریا کو دلوایا گیا -

سلافی روس کے لیے جرمن نسل نے ہاتھوں کا دوسرا چرکا تھا جو اسٹریا کے اقتدار نے لگایا گیا، مگر وہ بالکل مجبور تھا - کیونکہ دول یورپ میں کسی نے اسکا ساتھ نہیں دیا

لیکن اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اس وقت سے روس اور جرمنی کے تعلقات میں کشیدگی پیدا ہوگئی -

سنہ ۱۸۷۰ ع کی جنگ کے بعد سے جرمنی اور فرانس کے تعلقات نہایت درجہ خراب ہورہے تھے - فرانس نے اس فرصت کو مغتنم سمجھا اور روس سے تعلقات پیدا کرنے کی کوشش شروع کی - ادھر بسمارک نے بھی اپنی غلطی محسوس کی اور تلافی مافات کرنا چاہی، مگر اس مخاصمت و مقابلہ میں فرانس کامیاب ہوا

بس اسٹریا اور روس کے باہمی تعلقات میں برلن کانگریس کے بعد سے ایک ناصاف و معیوب یا مانزالمرام و حرمان نصیب حریفوں کی سی صورت پیدا ہوگئی -

مرحوم بسمارک کی ارادی یا تحمیل برلن کانگریس سے پیشتر نہ تھا مگر کانگریس کے بعد سے یہ خیال سلافی نسل میں پیدا ہوگیا، اور نہ صرف پیدا ہوگیا بلکہ انکے دلوں میں پوری طرح جاگزیں بھی ہوگیا - چنانچہ اسکے بعد ہی سے اسکی تیاریاں ہونے لگیں -

بعرض اختصار ہم سنہ ۱۸۷۸ سے سنہ ۱۹۱۲ ع تک کی درمیانی زمانہ کو نظر انداز کردیتے ہیں -

سنہ ۱۲ ع میں ایک طرف تو تیاریاں پایہ تکمیل کو پہنچ چکی تھیں، دوسری طرف ترک جنگ طرابلس میں الجھ ہوے تھے، سلافی نسل کو خیال آیا کہ اس مقصد کے لیے ایک طلائی فرصت انہیں حاصل ہے - روس نے جنگ بلقان کی تجویز پیش کی

انگلستان نے جو ساحل باسفورس پر اپنے اثر کی امی اور جرمن نفوذ کی روز افزوں ترقی دیکھ دیکھکے خار کھا رہا تھا اور ترکوں کو ڈک دینے کیلیے چالاک بلی کی طرح اشتعال و مضروبیت کا منتظر تھا ' اس تجویز کی نہایت شد و مد سے تائید کی ' اور بالآخر فرانس بھی راضی کرلیا گیا -

اتحاد ثلاثہ (ٹرپل الائنس) میں سے اطالیا کو تو یہ سمجھا کر راضی کرلیا گیا کہ اگر دولت عثمانیہ جنگ بلقان میں پھنسگئی تو پھر طرابلس میں تمہارے لیے میدان صاف ہوگا - آسٹریا کو مخالفت کی گنجائش نہ تھی کیونکہ جب اس نے ہرزی گوینا اور بوسینیا کا الحاق کیا ہے ' تو باوجودیکہ اسمیں بڑی آبادی سلاوی عنصر کی تھی مگر پھر بھی روس نے کوئی اعتراض نہیں کیا تھا - بظاہر جرمنی نے رام ہونے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی - خصوصاً ایسی حالت میں کہ نوجوان ترکوں نے - اور اسکے معلمات نہایت درجہ بڑھے ہوے تھے ' مگر اغلباً اطالیا کے پاس حلف نے اسے مجبور کر دیا ہوگا -

اگر اتحاد ثلاثہ کو ان غیر متوقع نتایج کا وہم بھی ہوا تو وہ یقیناً اس جنگ کو منظور نہ کرتا ' مگر بہر حال اعلان جنگ ہوا اور وہ سب کچھ ہوا جو ہونا تھا -

(موجودہ جنگ کی ابتدا)

یہ خلاف امید فیروز مندیاں موجودہ جنگ کی تمہید تھیں ' کیونکہ ایک طرف آسٹریا کی جوان نسل کو (جو تعداد میں زائد ۸ - ملین ہے) اپنے سامنے حریف قوم کا اور اپنے سے تعداد میں سہ چند زیادہ سلافی نسل کا ایک امنڈتا ہوا بحر بیکراں سیلاب نظر آیا - دوسری طرف اہل سرویا "ساحل ادریاٹک سے لب بحر روم تک پھیلی ہوئی سرویہ عظمی" کے خواب پریشاں دیکھنے لگے !

آسٹریا نے اتحاد ثلاثہ کی پالیسی کی غلطی اور اس نے آنے والے خطرہ کو اُسی وقت محسوس کر لیا اور چاہا کہ بڑھتے ہوے سیلاب کے لیے ایک بند باندھے - چنانچہ سرویا نے ان خوش آیند اور شاندار امیدوں کی پامالی کے لیے البانیا کو اپنا آلۂ عمل بنایا

اس کارروائی میں مغتول ولی عہد سرویا نے غیر معمولی حصہ لیا تھا - اس سے اور زیادہ سرویوں میں آسٹریوں کی طرف سے بغض و عداوت کی آگ بھڑک اٹھی - بالآخر اسے قتل کرے چھوڑا -

(اتحاد و مفاہمت)

یورپ کی چھوٹی چھوٹی سلطنتوں کو چھوڑ کے اصل ۶ بڑی سلطنتیں ہیں - انمیں سے جرمنی ' آسٹریا ہنگری ' اور اطالیا کا باہمی اتفاق اتحاد ثلاثہ (ٹرپل الائنس) کہلاتا ہے روس اور فرانس کے باہمی اتحاد کو انٹین (ڈیوال الائنس) کہتے ہیں اور روس ' فرانس ' اور انگلستان ' تینوں کے باہمی اتحاد کا نام مفاہمت ثلاثہ (ٹرپل این ٹے) ہے -

اتحاد ثلاثہ کے معاہدہ کی رو سے اگر کسی ایک رکن پر حملہ کیا جاے تو بقیہ ارکان کا فرض ہوگا کہ وہ اسکی مدد کریں - اتحاد انٹین کے عہد نامہ کی بموجب جب دونوں میں سے کسی ایک سے جنگ ہو تو دوسرے کو بھی حصہ لینا پڑیگا - لیکن مفاہمت ثلاثہ کی رو سے ضروری نہیں کہ اگر ایک رکن عہد جنگ میں پڑجاے تو دوسرے ارکان بھی جنگ میں ضرور ہی حصہ لیں -

مفاہمت ثلاثہ اور اتحاد ثلاثہ کے بحری اور بری قوی کا موازنہ ذیل کی جدول سے ہوسکتا ہے :

(قواے بحریہ)

نام جہاز	مفاہمت	اتحاد ثلاثہ
دریڈ ناٹ	۳۵	۲۲
چھوٹے دریڈ ناٹ	۹۷	۵۷
بکتر بند	۸۴	۲۱
ہلکے توپزار	۹۲	۶۰
تباہ کن کشتیاں	۴۲۷	۲۶۷

چھوٹی چھوٹی جنگی کشتیاں مفاہمت کے پاس اتحاد ثلاثہ سے بہت زیادہ ہیں -

یہ بات یاد رکھنا چاہیے کہ اگر برطانیہ کو علحدہ کرلیا جاے تو مفاہمت کی قوت نصف سے بھی کم رہجاتی ہے -

(قواے بریہ)

جرمنی

فوج میدان (فیلڈ آرمی)	۸۰۰۰۰۰
مستحفظ	۴۵۰۰۰۰
لینڈ ویہر	۱۵۰۰۰۰۰
لینڈ سٹرم	۱۰۰۰۰۰۰
	۴۳۵۰۰۰۰

آسٹریا

فوج میدان	۳۶۰۰۰۰
مستحفظ (غیر تربیت یافتہ)	۱۶۲۰۰۰۰
ہونڈ	۲۲۰۰۰۰
لینڈ ویہر	۳۸۰۰۰۰
	۳۵۰۰۰۰۰

اطالیا

فوج میدان	۲۵۰۰۰۰
نیم تعلیم یافتہ رضاکار	۸۰۰۰۰
مستحفظ	۱۰۰۰۰۰
رائفل ملیشیا	۱۲۰۰۰۰۰
	۱۰۰۰۰۰۰

ان میں سے صرف ۱۰۲۰۰۰۰ ہم ریش تربیت یافتہ ہیں

روس

فوج میدان	۲۰۰۰۰۰۰
مستحفظ	۰۶۴۰۰۰
سرحدی پولیس	۸۰۰۰۰
قزاک	۱۰۰۰۰۰
قدیم مستحفظ	۲۳۱۰۰۰۰
	۵۴۰۰۰۰۰

لیکن روس اپنی فوج کا بیشتر حصہ سلطنت کے اسی ایک حصہ میں تسلسل جمع رکھسکتا ہے -

فرانس

فوج میدان	۱۴۰۰۰۰۰
مستحفظ	۱۰۰۰۰۰۰
قدیم مستحفظ	۱۰۰۰۰۰۰
	۱۵۰۰۰۰۰

انگلستان

فوج ہم (ایکسپڈیشنری فورس) اور دیگر	۱۷۰۰۰۰۰

* * * *

یہ بری قوی کا ایک سرسری تخمینی نقشہ ہے - ان قوتوں سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ بحری قوت میں مفاہمت کو اتحاد پر اور بری قوی میں اتحاد کو مفاہمت پر کیا برتری ہے - مجموعی حیثیت سے دونوں میں ایک بھی اسقدر قوی نہیں ہے کہ بغیر کسی اندیشہ کے دوسرے پر حملہ آور ہو ' بلکہ ہر ایک کو ایک مایوسانہ جانبازی ہوگی -

جب حالت یہ ہے تو پھر آسٹریا اور جرمنی اور جنگ پر آمادہ ہے ' اور وہ ایک غیر متعین اور مشتبہ کھیل میں کیوں تدبیر کر رہی ہے ؟

(آسٹریا اور حربی)

ولیعہد کے قتل کے دو تابوت دونوں کو پانی سرو تک پہنچ سکا ہے اور اگر آج ہی انتظام دو ڈولا گیا تو کل سرو سے گزر جائیگا -

بعول جان بل نامی اخبار کے آسٹریا کو دو بہ تحقیق معلوم تھا کہ اس سازش میں سرویا شریک ہے - اس نے شاہنشاہ آسٹریا کو ہمدردی حاصل پہنچانیکے لیے ایک انجمن لندن ایگیشن ۴۰ پوسٹ اسٹریٹ میں اور پھر بلگراد مسٹن ہوٹل اور اسکے بعد ویسٹ گیٹ میں قائم کی تھی جسکا نام " سنٹرل سروین لیگ یا " ہے اور یہ قتل اسی مجلس کی کوشش و انتظام سے ہوا -

سازش قتل میں سرویا کی شرکت کا ثبوت اس سے زیادہ اور کیا ہوسکتا ہے کہ جان بل تو خود اس تحریر کا ایک حصہ مانگتا ہے قتل کی تجویز لکھی تھی - یہ تحریر کیا ہے؟ اسکا ایک عجیب حصہ ہے - سیکرٹ سروس لیگ کا ممبر جب بلگراد میسین ہوٹل سے ویسٹ گیٹ کو منتقل ہونے لگا ہے تو بہت سے کاغذات جلائے گئے تو تحریر بھی تھی - مگر سرویا کی بدقسمتی سے اسکا ایک حصہ نہیں جلا اور تفتیش سے جان بل کے دعوے تک پہنچ گیا - اسمیں مضارب قتل کے لیے ۴ ہزار پونڈ کے دینے کا وعدہ کیا گیا تھا -

پس اسوقت آسٹریا کے سامنے دو راہیں تھیں : فیصل ان جنگ کی شمشیر کا دائمی سازش کا پھندا - وہ دن ہے جو مبدان جنگ میں غرب کی حکومت کو سازش کے دور میں دائمی کے لیے کیا ہے تو بہت سے کاغذات جلائے گئے تو تحریر بھی تھی - مگر سرویا کی بدقسمتی سے اسکا ایک حصہ نہیں جلا اور تفتیش سے جان بل کے دعوے تک پہنچ گیا - اسمیں مضارب قتل کے لیے ۴ ہزار پونڈ کے دینے کا وعدہ کیا گیا تھا -

پس اسوقت آسٹریا کے سامنے دو راہیں تھیں : فیصل ان جنگ کی شمشیر کا دائمی سازش کا پھندا - وہ دن ہے جو مبدان جنگ میں غرب کی حکومت کو سازش کے دور میں دائمی کے لیے کیا ہے تو بہت سے کاغذات جلائے گئے تو تحریر بھی تھی - مگر سرویا کی بدقسمتی سے اسکا ایک حصہ نہیں جلا اور تفتیش سے جان بل کے دعوے تک پہنچ گیا - اسمیں مضارب قتل کے لیے ۴ ہزار پونڈ کے دینے کا وعدہ کیا گیا تھا -

یہ صحیح ہے کہ سرویا تعصبات سے بے مستعد نظر آتی تھی مگر خود مجرم اپنی تعصبات کا کیا؟ اور سرویا ان سند سروں کا عہدہ داران حکومت و معزول تھی ہمدردی ' روس سے اسکا کے آئندہ مصالب کا حاکمہ نہیں ہوسکتا تھا ' حوالہ چند اشخاص نے سزا یاب ہوئے سے یہ تعدد تک تو مدہ نہیں ہوجاتی جو خود حکومت کی آغوش میں پرورش پا رہی ہے؟

ادھر جرمنی بھی جنگ کے لیے مضطر تھی ایک طرف اسکو اعانت اسکے لیے ناگزیر تھی - حوالہ وہی اسکا اصلی دست بازو ہے اور بقول اسکے میدان جنگ کے دونل میں جرمنی کا "کے مثل ثانی" - دوسری طرف خود اسکی آبادی روز افزوں ہورہی ہے جسکے لیے نو آبادیاں نہایت ضروری ہیں ' اور اتفاق سے مفاہمت کچھ اسطرح دنیا پر چھایا ہوا ہے کہ جرمنی کو قدم رکھنے کی نہیں جگہ نہیں ملتی

یہ حالت تھی جسکی وجہ سے آسٹریا کے سرویا سے حد دلت آمیز اور نا ممکن القبول مطالبات تھے ' جنمیں سرویا نے اعتراض کے ساتھ منظور کرلیا - تاہم آسٹریا نے لکھا کہ منظوری نشی بخش نہ ہوئی ' اور قبل اسکے کہ دیپو مدسی اپنی فوجوں کو تیاریاں دکھائے ' اعلان جنگ کردیا گیا -

(آغاز جنگ)

۲۶ جولائی کو سرویا اور آسٹریا کے تعلقات منقطع ہوگئے - سرویا جو جنگ تاتان کے زخموں سے چور چور ہورہی تھی ' یہ حالتی تھی کہ وہ ایک بارہ دم فوج کا کہاں تک مقابلہ کرسکتی ہے؟ پس اعلان جنگ سے پہلے ہی وہ اپنا دار السلطنت نراگپر جیواس نامی شہر میں لیگئی جو بلعراد سے ۶۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے -

آسٹریا نے اپنی تمام قلمرو میں فوجی قانون کا اعلان کر دیا - سرویا کے کمانڈر انچیف او جو اسوقت ہنگری میں سفر کر رہا تھا آسٹریا نے گرفتار کرلیا ہے -

(ترانہ امن کی افسردگی)

" ڈپلومیسی میں سب سے آگے اور جنگ میں سب سے پیچھے " انگلستان کی قومی مزیت ہے - اسلیے اسطاع عالمی کی خبر سنتے ہی وہ پر عظمت و افتخار دور آسے یاد کیا جو جنگ

طلبان میں تمثیل کرچکا تھا - ایک امن سازانہ انداز میں پنسل کو جنبش ہوئی اور روم ' پیرس ' اور برلن سے پوچھا گیا : " یہ تم اسلیے راضی ہو کہ دار السلام لندن میں تمہارے سفراء جمع ہوں اور موجودہ مشکلات کے حل کی تدبیر سوچیں ؟ " مگر یہ ہاروں اسلام کے آخری نشش پا (ولی) کی قسمت کا فیصلہ کہ تھا بلکہ آسٹریا کی پالیسی تھی فرانس نے اپنے حلیف کی خاطر اور اطالیا نے جنگ سے جان چرانے کے لیے ڈارلنگ اسٹریٹ کے طواف کی دلت گوارا کی ' مگر موجودہ یورپ کے عربت اجلال و عظمت تعدی جرمنی سے کہ بیکر ٹالدنا کہ کے اصولاً تو انفعل ہے ' مگر کہ تدبیر کارگر نہ ہوئی - حوالہ آسٹریا اپنی پالیسی و نسی کابنٹ سے ہفتہ میں تبدیلے کے لئے تیار نہیں -

یوں بالا خواہی و خود فروشی کی اور بات ہے ورنہ سچ یہ ہے کہ دیگر دول یورپ بھی امن یورپ کے انگلستان سے کم خوشگوار نہیں تھیں - ۲۵ جولائی کو فرانس اور روس کے سفراء کے واقعا میں ملاقات ہوئی اور آسٹریا کو اپنے ارادہ (اعلان جنگ) سے باز رکھنے چاہا - جب اس میں کامیابی نہ ہوئی تو روس نے آسٹریا سے براہ راست گفتگو شروع کی اور بعض تجاویز بھی پیش کیں ' اسکے علاوہ خود زار اور قیصر میں بھی مبادلہ آراء ہوا -

مگر ان تمام مساعی میں سے ایک بھی کارگر نہ ہوئی ' حوالہ روس کا منشاء یہ تھا کہ آسٹریا سرویا کو اسکے اس سنگین جرم کی سزا نہ دلائے ' اور جرمنی کا مقصد یہ تھا کہ جنگ کا رقبہ محدود رہے -

(انعقاد و مفاہمت کا اعلان جنگ)

عصر روس نے مداخلت پر اصرار کیا اور آسٹریا پر حملہ اور ہونیا ' اسلیے جرمنی نے بھی اسلے حلیف فرانس نے مطالبہ کیا اعلان جنگ کردیا -

اب جنگ یورپ اپنے پورے معنی میں شروع ہوگئی ہے - سرویا ' انگلستان ' روس اور فرانس پوری طرح میدان جنگ میں آگئے تھے بلعراد جلنے خاک سیاہ ہوچکا ہے -

جرمن فوج نے ۲ - اگست کو بلجیم پر حملہ کیا اور ایک لاکھ کی تعداد میں لکسمبرگ [یہ ایک نا طرفدار مقام ہے] کی راہ سے فرانسیسی سرحد سے براہ فوج کر دیا - لانگوے نے فریب فرانسیسی فلمرو میں جو جنگ ہوئی ' اسمیں جرمن افسر کام آئے ہیں - روسی فوج نے جنمیں کامیاب بھی ہیں ' ایک جرمن مقام بیدلاتائی کو تاراج کیا ہے - ۶ اگست کے ناروں سے معلوم ہوتا ہے کہ جرمنی حوالہ ہالینڈ پر قابض ہوگئی ہے اور لی برا نامی مقام پر گولہ ریز ہورہی ہے - فرانس میں عام تیاری و سلسلہ نہایت سرعت سے جاری ہے -

اطالیہ نے ابتدا میں اپنے حلفاء کی اعانت کا اعلان کیا تھا مگر جنگ میں سرعت کے باب میں اسکے وزیر خارجہ اور وزیر اعظم میں سخت اختلاف و مذبذب ہوا - بالآخر یہ نتیجہ نکلا کہ وہ اسوقت تک نا طرفدار ہے -

۳ اگست کو سر ایڈورڈ گرے نے دار العوام میں ایک مفصل و اہم تقریر کی - تقریر کے وقت حزب و مکرت اسکے چہرہ کا یہ عالم تھا کہ وہ معمول سے زیادہ لوزے معلوم ہوتے تھے - اس تقریر میں انہوں نے موجودہ زر کدسہ حالات پر ایک نظر ڈالنے کے بعد یہ اعلان کیا کہ ہم نے فرانس سے وعدہ کیا ہے کہ اگر بحر شمالی (نارتھ سی) میں جرمنی کے قدم زیادہ ہو تو ہم اسکی ہر ممکن مدد کریں - چنانچہ اس مضمون کا اعلان جرمنی کو بھی دیدیا گیا ہے تمام انگریزی مستعمرات نے اس تقریر کو سن کر ظاہر کیا ہے کہ وہ ہر قسم کی اعانت سے کبھی نہ رکیں گی - آسٹریا کے تو اپنا پورا بحر بحر الظلمات سے ہٹا دیدیا ہے -

آج نکلنے والے اخبار میں چیف جسٹس کے وزیر کی تقریر سنائی کہ انگلستان نے پوری طرح اعلان جنگ کردیا ہے -

مسئلۂ اسلامیہ کانپور

تشریح مزید

ہر ایکسلنسی لارڈ ہارڈنگ نے ۱۴ - فروری کو مسئلۂ مسجد کا فیصلہ دیتے ہوئے مندرجۂ ذیل الفاظ میں دالان کی مستقل حالت قرار دی تھی :

" ۸ فیٹ بلند ایک حصہ بنایا جائے جس پر دالان اسی طرح بنا دیا جائے جس طرح پہلے تھا ' اور نیچے کی زمین گذرگاہ کیلیے چھوڑ دی جائے ' بعد اسکے کہ مسجد کے دالان کی ہیئت میں کوئی دست اندازی نہ کی جائے -

اس زمین کو استعمال کرنے کی عام پبلک بھی مستحق ہوگئی ' اور وہ لوگ بھی جو نماز پڑھنے کیلیے آئینگے "

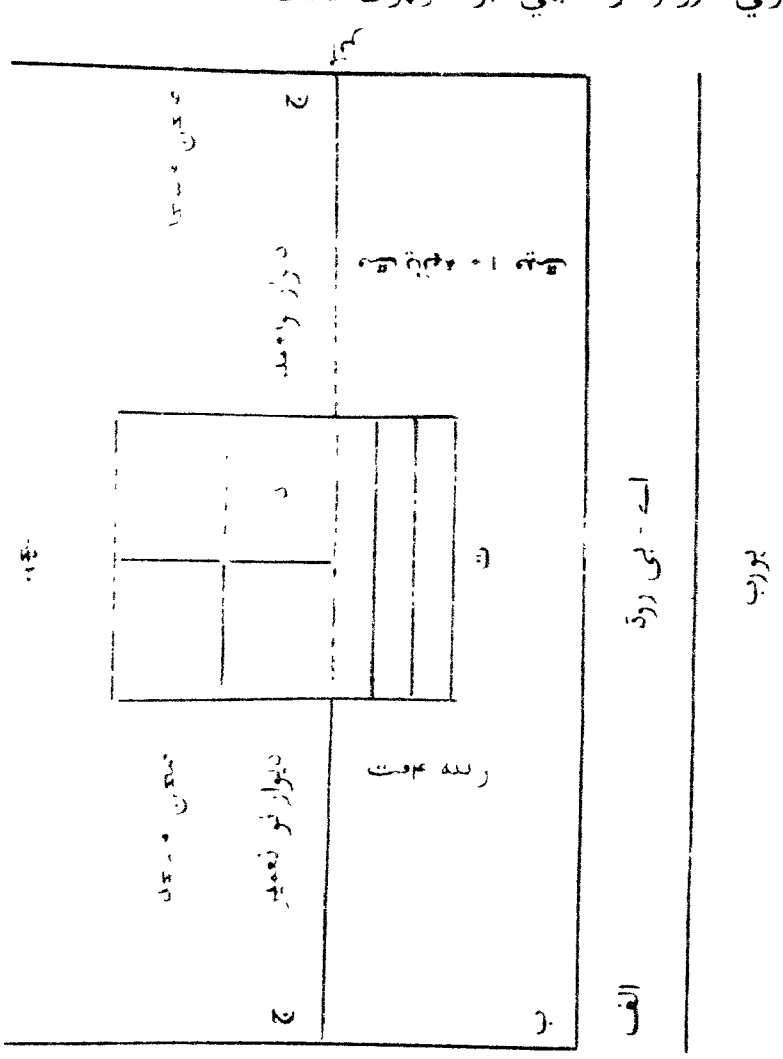
شمال
الف
ب
ج
د
ہ
و
ز
ح
ط
ی
ک
ل
م
ن
س
ع
ف
ص
ق
ر
ش
ت
ث
خ
ذ
ض
ظ
غ
جنوب
مشرق
مغرب
دالان
زینہ
دیوار جو تعمیر ہو
دیوار جو منہدم ہو
دالان کی چھت
دالان کی چھت کا حصہ
زینہ کی چھت
زینہ کی چھت کا حصہ
دالان کی چھت کا حصہ
دالان کی چھت
زینہ کی چھت کا حصہ
زینہ کی چھت
دالان کی چھت کا حصہ
دالان کی چھت
دالان کی چھت کا حصہ
دالان کی چھت
دالان کی چھت کا حصہ
دالان

الهلال

۱۲ - رمضان ۱۳۳۲ هجري

تذکار نزول قران

شهر رمضان الذي انزل فيه القران !

اسوة النبي صلى الله عليه و سلم

دنیا ایک تماشا گاہ حوادث ہے جسکے مناظر دمبدم متغیر ہوتے رہتے ہیں - اسکا نقاب جسم و صورت ایک جلوۂ نیرنگي و بر قلموني ہے' جو حوادث و انقلابات عالم کے ہاتھوں ہمیشہ بدلتا رہتا ہے - یہ تغیر عام ہے' اور تجدد و تبدل نے کائنات کي کوئي سے خالی نہیں - جسطرح انسان کي عظیم الشان آبادیوں اور بحر و بر کے بڑے بڑے رقبوں میں انقلابات و تبدلات ہوتے رہتے ہیں' اسی طرح آن غیر مرئي دروں میں بھی ایک محشر تغیر اور رستخیز تجدد بپا ہے' جس سے جسم کائنات کے اجزاء طبیعیہ ترتیب پاتے ہیں' اور جو اسقدر چھوٹے ہیں کہ انہیں انسان کی چشم عور مسلح (۱) نہیں دیکھہ سکتی !

ان انقلابات کا ایک بڑا نمونہ مظاہر فطرہ کا نمود اور کائنات قسمی کے تغیرات طبیعیہ ہیں جو آثار تکوین سے جاري ہیں اور جنھوں نے نہیں معلوم کتني مرتبہ کرۂ ارضی کا نقشہ تبدلدیا ہے ؟ مثلاً وہ حوادث طبیعیہ جنکي وجہ سے دریا خشک ہوگئے' زمین کے بڑے بڑے رقبے سمندر میں ملکر فنا ہوگئے' دریاؤں نے اپنا رخ بدلدیا' اور اپني روانی کي جگہ خشکی کے بڑے بڑے ٹکڑے چھوڑدیے - بحر انطلانطیک میں کبھی کے شمار جزیرے تھے - آج سب سے بڑي دریائي موجیں اسي میں اٹھتي ہیں - بحر عرب اور فلزم کے درمیان بہت بڑا حصۂ ارضی حائل تھا مگر چند قرون حوادث تعریبہ کے بعد اتنا کم رہگیا کہ باسانی ملادیا گیا - یا مثلاً وہ انقلابات جو آتش فشاں پہاڑوں کے پھٹنے سے آئے اور دور دور تک انہوں نے زمین کی سطح بدلدي - یا وہ ہولناک زلزلے جنھوں نے ایک بڑي عظیم کو تہہ و بالا کردیا' اور خشکي کے نشیب میں بالائي سطح کے دریا اُمنڈ آئے - اسي طرح وہ انقلابات ارضیہ جو علم طبقات الارض کے مؤثرات طبیعیہ سے ہمیشہ آتے رہتے ہیں' اور جنکی وجہ سے دریاؤں نے رخ بدلتے' خشکیوں کے قطعات غرق ہوئے' اور آبادي کی جگہ ویراني اور زندگي کي جگہ موت طاري ہوجاتی ہے !

(انقلاب اقوام و امم)

اسی طرح تماشا گاہ ہستي کا ایک بہت بڑا مظہر وہ تغیرات ہی ہیں جنکے طوفان قوموں اور ملکوں کے اندر اٹھتے ہیں اور بڑی بڑي آبادیوں کو تہہ و بالا کر دیتے ہیں - جنکی وہ آبادیوں کی جگہ ویرانیوں سے مبدل ہوجاتي ہے' صحرا ونکي جگہ شہر بس جاتے ہیں' زندگی کی رونق پر موت کا سناٹا چھا جاتا ہے' اور انساني عیش

(۱) چشم غیر مسلح یعنے بغیر کسی آلہ کے دیکھنے والی آنکھہ -

و نشاط کے بڑے بڑے محل مدفن قبور و مقبرۂ اموات و خرابۂ سلب و نہب ہوکر نابود و مفقود ہوجاتے ہیں :

وکم اهلكنا من قرية بطرت معيشتها فتلك مساكنهم لم تسكن من بعدهم الا قليلا وكنا نحن الوارثين (۲۸ : ۵۸)

اور کتني ہي آبادیاں ہیں جنھیں ہم نے ہلاک کردیا حالانکہ اسباب حیات و معیشت سے وہ مالا مال تھیں - یہ بربادي کے خرابے اور تباہي کے بھنڈر آپھي لوگوں کے گھر ہیں جو پھر آباد نہوسکے اور آخر کار انکے مال و متاع کے ہم ہي وارث ہوے !

سکندر اعظم نے ایران کو جلاکر تباہ کر دیا' ایرانیوں نے بابل کي ابنٹیں بجا دیں' بخت نصر نے بیت المقدس کو ویران کرکے بني اسرائیل کو کئی قرنوں تک مقید رکھا' رومیوں نے ایشیا اور افریقہ کی آبادیاں بارہا غارت کیں' اور قرطاس کے شمالی افریقہ کے رنگ زاروں کے اندر عالیشان شہر آباد ہیے - تاتاریوں کے اولین ظہور نے رومہ الکبری کي تاریخ ختم کردي تھی' اور جرمنی کے وحشیوں نے تمدن قدیم کا نقشہ بدلدیا تھا : وتلك الايام نداولها بين الناس -

(انقلاب مادي و روحاني)

لیکن یہ تمام انقلابات عالم جسم و ظاہر کے تغیرات ہیں جو صرف دریاؤں اور خشکیوں کو' آبادیوں اور صحراؤں کو' پہاڑوں اور جنگلوں کو' انسانوں کے بسائے ہوے شہروں اور انکے مکانوں کي اینٹوں اور پتھروں کو بدلدیتے ہیں' اور انکے اندر سلطان تغیر و تقلب کی قوت اس سے زیادہ طاقتور نہیں ہوتي -

لیکن ان انقلابات سے بھی بالا تر ایک عالم تغیر و تبدل ہے' جسکے انقلابات کی حکومت صرف مادے کي نمود اور جسم کی صورت ہي تک محدود نہیں ہے' بلکہ اس سے بھي آگے تک نکل گئي ہے - پہلے قسم کے انقلابات مادی نے دروں' اینٹ پتھر کے مکانوں' اور انسان کے جسموں اور صورتوں کو بدلدیتے ہیں' پر یہ انقلابات روحوں اور دلوں کی کائنات کو متقلب کر ڈالتے ہیں - اس عالم کے بحر بخار کے طوفان دنیا کے طوفانوں کی طرح نہیں ہیں جو سمندروں میں اٹھتے ہیں اور کناروں سے ٹکرا کے رہجاتے ہیں' بلکہ اسکي موجوں کا منبع آسمان کے اوپر ہے' جہاں سے وہ جوش طغیانی اٹھتي ہیں' اور کرۂ ارضی کی سطح پر گرتي ہیں !

اسکے اندر جب زلزلے اٹھتے ہیں تو صرف زمین کے معمور رقبوں ہي کو جنبش نہیں دیتے' بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ پورے کرۂ ارضی کو ہلا دیتے ہیں - کیونکہ انکی پیدا کي ہوئي جنبش نظام اعتقاد و عمل کے اندر حرکت پیدا کردیتي ہے - اسکے آتش فشاں پہاڑوں کی آتش افشاني صرف پتھروں کے اوڑانے ہي میں صرف نہیں ہو جاتی' بلکہ جب اسکے پہاڑ پھٹتے ہیں تو انساني اعتقادات و اعمال کی بڑي بڑي اقلیموں کو اوڑا کر نابود کر دیتے ہیں - پہلے قسم کے انقلابات شہروں کو ویران کرتے ہیں' پر یہ انقلاب وہ ہیں جو دلوں کی آجڑي ہوئی بستیوں کو آباد کر دیتے ہیں - انکي فتح و نصرت جسم و زمین کی ہوتی ہے' مگر انکا احاطہ قلب و معنی کا ہوتا ہے - وہ زمین کی تبدیلیاں ہیں جو زمین والے انجام دیتے ہیں' مگر یہ آسمانی تبدیلی ہے - جس اوراق سماویہ کا نزول و ورود پورا ہوتا ہے - وہ دنیا اور عورت کے نہیں مگر یہ آبادي اور زندگي کی بشارت دیتے ہیں - وہ مسلموں کو بدلتے ہیں جو فانی ہیں - مگر یہ روحوں کو تبدیلتے ہیں جو دائمی زندگی پاتي ہیں - انکا سپہ سالار زمین کے رقبوں اور انسان کے جسموں کو مسخر کرتا ہے تا اپنی بادشاہت کا فرش بچھاے' پر اس اقلیم کا فاتح جب اٹھتا ہے تو زمین کی جگہ آسمان کی بلندیوں کو اور انسان کے جسموں کي جگہ انکي روحوں کو فتح کرتا ہے تا خدا کے تخت جلال و کبریائی کا اعلان کر دے !

فی الحقیقت یہی تغیرات دنیا کے اصلی انقلابات ہیں جن
سے واقعات اسطیدہ کا تسلسل قائم ہوتا ہے
کی انتہائی زمانی
سے آگے ماضی انقلابات
کی دائمی و مستمر حرکت
پھیھ حقیقت نہیں رکھتے - انکی قیمت اس سے زیادہ نہیں ہے کہ
زمین نے چند رنگوں کو بدلنے کا چند لمحہ انسان کو نابود کردیا
لیکن یہ انقلابات لاکھوں انسانوں نے کن اعتقادات و اعمال کو بدل
دینے ہیں جو صدیوں سے انکے دلوں میں جاگزیں ہوے ہیں ' اور
ان عالمگیر تمراہیوں اور تاریکیوں کو نابود کردیتے ہیں جو تمام سطح
ارضی پر چھائی ہوئی ہوتی ہیں - دریاؤں کو خشک کر دینا آسان
ہے اور زمین کو سمندر بنا دینا مشکل نہیں ' پر لاکھوں روحوں اور
دلوں کو بدلدینا بہت مشکل ہے جسکی قوۃ مادہ کی طاقتوں کو
نہیں دی گئی -

سکندر اعظم نے نصف دنیا فتح کرلی ' لیکن وہ ایک دل کو
بھی فتح نہ کرسکا - رومیوں نے کیسے کیسے عظیم الشان شہر بسا دیے
لیکن دلوں کی اجڑی ہوئی بستی نہ بسا سکے - بعث نصر اتنا
طاقتور تھا کہ ایک پوری قوم کو اسکے قید کرلیا اور ستر برس تک
غلام بنائے رکھا ' لیکن با ایں ہمہ وہ ان میں سے ایک دل کو بھی اپنا
غلام نہ بناسکا - ایرانیوں نے بابل کے لاکھوں انسانوں کو قتل کردیا لیکن
وہ ایک روح کی گمراہی کو بھی قتل نہ کرسکے - تاریخ دنیا میں
بڑے بڑے مادی انقلابات گذر چکے ہیں ' جنھوں نے عجب نہیں کہ
درمیان کی زمینیں کاٹ کے سمندروں کو باہم ملا دیا ہو ' لیکن کسی
کی طاقت نہ ہو سکی کہ ایک انسان کو بھی اسکے خدا سے
ملا دے ' حالانکہ وہ اس سے دور نہیں : و نحن اقرب الیہ منکم و لکن
لا تبصرون (۵۶ : ۸۳)

پس مادی طاقتوں کی تبدیلیاں کتنی ہی مہیب اور ہولناک
ہوں مگر وہ عظمت و جلال نہیں پاسکتیں جو روحانی انقلابات کے
ایک چھوٹے سے چھوٹے ظہور کو بھی حاصل ہے - سکندر اعظم کو تم دنیا
کا سب سے بڑا فاتح کہتے ہو ' لیکن بتلاؤ ' اس نے اپنی تمام عمر
میں بدیوں کے کتنے لشکروں کو شکست دی ' اور ضلالتوں کے کتنے
بت توڑے ؟

(بقاے ذکر و دوام تذکار)

اسی کا نتیجہ ہے کہ انقلابات و تغیرات نے " تنازع للبقا " میں
ان انقلابوں کے تذکرے کو رفعت ذکر اور زندگی دوام نہیں
ملتی جو صرف کائنات کی صورت کو بدلنا چاہتے ہیں ' پر وہ جو
اسکی روح و معنی کو بدلتے ہیں ' ایک ایسی حیات قائم و دائم اور
ہستی عام و غیر محدود لیکر آتے ہیں کہ نہ تو وقت کا امتداد و بعد
انکی یاد کو فنا کرسکتا ہے اور نہ حوادث و تغیرات کا ہاتھ انکے ذکر
کو مٹا سکتا ہے - صدیوں پر صدیاں گذر جاتی ہیں مگر انکا
ذکر دنیا کو ایسا ہی یاد ہوتا ہے جیسا کہ انکے ظہور کے پہلے
دن تھا -

وہ اپنی یاد اور تذکار کو ایسا باقی رہنے والی جمعیۃ بشری
کے سپرد کر دیتے ہیں جو نسلاً بعد نسل اس مقدس امانت کی
حفاظت کرتی رہتی ہے اور کروروں انسان اپنے تئیں اسکی یاد کا
پیکر و تمثال بنا لیتے ہیں - پس جو قوت کہ ایک کی جگہ کروروں
میں ہو ' اور جس امانت کے حامل و محافظ اوقات و ایام نہیں
بلکہ ارواح و قلوب ہوں ' اسکو کون مٹا سکتا ہے اور وہ کب نابود
ہو سکتی ہے ؟ ان نحن نحی الموتی و نکتب ما قدموا و اثارھم
و کل شیأ احصیناہ فی امام مبین (۳۶ : ۱۲)

سکندر کا نام تاریخ کے کہنہ صفحوں کے باہر کتنوں کو یاد ہے ؟
زمانہ کے واقعہ اعظم کو آج دنیا کے جو عمر دہر میں ایک مرتبہ ہی
دنیا میں آیا ہے ؟ شہروں کے بسانے والے ' ملکوں کو فتح کرنے والے
قوموں کو بنانے والے اور تاریخ میں نئے زمانے نکالنے والے بہت
سے گذرے ہیں لیکن وہ سب کے سب طاق نسیان ہو گئے جبکہ انہوں نے اپنے
انسان اعظمی کو پالیا ہے ' تاریخ عالم وقت کے گذرنے سے بنتی
اپنا موضوع کر انکے انقلابات دنیا بھی بنا ہوگیا ' اور دنیا سے
بھلنے کی ذرا بھی پروا نہیں کرتا - حتی کہ وہ آج مٹ جانے والی
قوموں کی نابود ہوجانے والے نشانوں کی طرح گمنام ہیں اور نہیں
کوئی بھی یاد نہیں ہے کہ وہ کب تھے ؟ کہاں تھے ؟ اور انہوں نے عالم
میں کیا کیا انقلابات کیے ؟ واللہ لم یکن شیئا مذکورا -

(سنہ ۶۰۰ عیسوی)

ایسا ہی ایک انقلاب روحانی تھا ' جو آج سے تھیک ۱۳ - سو
۴۴ برس پہلے دنیا میں ہوا ' جسکے دنیا تغیر کیلیے پیقرار اور تبدیلی
کیلیے نشنہ تھی - اور جسکے کوئی نہ تھا جو اسکی پیاس کو بجھاے
اور اسکے لئے مضطرب ہو - وہ سمندروں کی طغیانی نہ تھی جو
زمین کی نشیبوں پر چڑھ آتے ہیں ' بلکہ سر چشمۂ ہدایت و فیضان
الہی کا ایک سرجوش آسمانی تھا جو برسات کے پانی کی طرح
زمین پر برسا تا اسے سیراب کردے - وہ زمین کی سطح کو ہلانے والا
بھونچال نہ تھا جس سے کہ کر انسان رونا ہے اور پرند اپنے گھونسلوں
سے نکلکر چیخنے لگتے ہیں ' بلکہ عالم روح و معنی کا ایک آسمانی
زلزلہ تھا جسکی جنبش نے دلوں کو غفلت سے بیدار کیا اور بیقرار
روحوں کو امن اور راحت بخشی ' تا وہ سونے کی جگہ بیدار ہوں
اور رونے کی جگہ خوشیاں منائیں - وہ انسانوں کی درندگی نہ تھی
جو اپنے اندر جنس کو سانپوں کی طرح ڈستی اور بھیڑیوں کی
طرح جھنجھوڑتی ہے ' بلکہ خدا کی محبت اور فرشتوں کی
برکت کا ایک الہی طاہور تھا ' جو نسل آدم کے بچھڑے ہوے گھرانوں
کو ملنا کرتا اور زمین کو اسکی جنتی ہوے امنیت اور سعادت
واپس دلاتا تھا -

لقد جاءکم رسول من انفسکم	تمہارے پاس تم ہی میں سے
عزیز علیہ ما عنتم حریص	ایک رسول الہی آیا جسپر تمہاری
علیکم بالمومنین رؤف رحیم	تکلیف بہت ہی شاق گذرتی ہے
(۹ : ۱۲۸)	اور تمہاری اصلاح کی اسے بڑی

ہی تمنا ہے مسلمانوں پر نہایت شفیق اور بیحد مہربان !

(لیلۃ القدر)

وہ انقلاب جس نے دنیا کے لیالی و ایام ہدایت کی
تعریف بدلدی ' فی الحقیقت ایک مقدس رات تھی جو رادی بطحا
کے ہمارے جبل بوقبیس کی ایک تنگ و تاریک غار کے اندر نمودار
ہوئی - اور اس سلسلہ لا ہوتی کے اندر مشرق ربوبیت اعلی سے
آفتاب تمام اللہ طلوع ہوا !

یا ایھا الناس قد جاءکم	اے لوگو! تمہارے پروردگار کے طرف
برھان من ربکم و انزلنا	سے تمہارے پاس "برھان مقدس"
الیکم نورا مبینا (۴ : ۱۷۴)	بھیجی گئی - اور ہم نے تمہاری

طرف ایک نہایت روشن اور کھلا نور نازل کیا !

دنیا پر چھ صدیاں ضلالت کے سناٹے اور بحر کی خاموشی کی
گذر چکی تھیں لیکن اب وقت آگیا تھا کہ سینا کے بیابان کا خداوند
اور کوہ ساعیر کی روح القدس پھر گویا ہو ' اور ایام اللہ کا ایک نیا
موسم بہار پر آے - پس ایسا ہوا کہ فضاے وحی الہی کے
افق مبین پر نور روشنی کی بدلیاں چھاگئیں ' فیضان الہیہ کے
بحور و انہار جوش میں آ گئے ' ملاے اعلی اور قدوسیان عالم بالا میں
ہل چل مچ گئی ' مدبرات روحانیہ اور ملائکۂ سماویہ کو حکم ہوا کہ
زمین کی طرف متوجہ ہوجائیں کیونکہ اب وہ آسمانوں میں مقہور

معدوم نہیں رہی - آسمانوں کے وہ دروازے جو صدیوں سے زمین پر بند کردیے تھے بکایک کھل گئے خزائن فیضان و برکات سماوی بخشش کا سلسلہ رک گیا تھا ' سچے مسلمانوں ہدایت و سالکین سبیل کے منتظر ہوگئے - خداوند سبحانہ اپنے دس ہزار قدوسیوں کو ہمراہ لیکر فاران پر نمودار ہوا تا آنکہ شریعت نو ہویدا کرے ' اور روح القدس فارقلیط اعظم کی جبکل میں مستقبل ہولی کا اسکو بھیجدے جو نامزد نے نبی کے آنے سے پیشتر فرمایا تھا :

انا انزلناہ فی لیلۃ القدر ، وما ادراک ما لیلۃ القدر ؟ لیلۃ القدر خیر من الف شہر - تنزل الملائکۃ والروح فیہا باذن ربہم من کل امر ' سلام ہی حتی مطلع الفجر

ہم نے قرآن کو لیلۃ القدر میں اتارا اور تم سمجھے کہ لیلۃ القدر کیا شے ہے ؟ لیلۃ القدر ایک عہد رحمت و دور برکت ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے - ملائکہ سماوی و روح الہی کا اسمیں ہر طرف سے نزول ہوتا ہے - سلام اسپر ' یہاں تک کہ صبح طلوع ہو جاے -

وہ آتش فشاں پہاڑوں کا پھٹنا نہ تھا جنکی چوٹیوں سے آگ اُبلتی اور ہلاکت و موت بنکر اجسام حیوانیہ پر برستی ہے ' بلکہ وہ بادل کی چوٹیوں پر نمودار ہونے والا ابر رحمت تھا جو انسانیت کی سوکھی کھیتیوں کو سرسبز کرے اور کائنات ارضی کی تشنگی سعادت کو سیراب کرنے کیلیے امڈا تھا ' تا کہ جس طرح یروشلیم کے مرغزاروں کو ہدایت کی بہشت بنایا گیا تھا ' اسی طرح عرب کی ریتلی اور بنجر زمین کو بھی شگفتہ و شاداب کردے :

ینظر الی اثار رحمت اللہ ! کیف یحی الارض بعد موتہا ؟ ان ذالک لمحی الموتی ' وہو علی کل شی قدیر (۳۰ : ۴۹)

پس رحمت الہی کی نشانیوں کو دیکھو کہ کس طرح وہ موت کے بعد زمین کو حیات بخشتا ہے - بیشک وہ مردوں کو زندہ کرنے والا ہے اور وہ ہر بات پر قادر ہے !

(نزول فرقانی)

یہ قرآن حکیم اور فرقان مبین کا نزول تھا جس نے قلب محمد ابن عبد اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا مہبط و مورد بنایا - جبکہ وہ غار حراء کے اندر بھوکا پیاسا ' تمام مادیات عالم سے بیگانہ دش فکر ' اپنے پروردگار کے حضور میں سر بسجود تھا :

انہ لتنزیل رب العالمین ' نزل بہ الروح الامین ' علی قلبک لتکون من المنذرین ' بلسان عربی مبین ' وانہ لفی زبر الاولین ! (۲۶ : ۱۹۱)

بیشک وہ پروردگار عالم کا اُتارا ہوا کلام ہے - روح الامین نے تیرے قلب پر نازل کیا تا کہ تو ضلالت و فساد کے نتائج سے دنیا کو ڈرانے والوں میں سے ہو اور سعادت و فلاح کی طرف دعوت دے - یہ کلام نہایت نکھلی ہوئی اور واضح زبان عربی میں نازل ہوا ' اور پچھلی کتابوں میں اسکی خبر دی جا چکی تھی "

وہ خدائے آسمانی کی طلب میں زمین کی پیداوار سے بیگانہ دش ہوکر بھوکا پیاسا تھا - پس خداوند نے اسکی بھوک کو دنیا کی بھلائی کیلیے قبول کرلیا (وہو یطعمنی و یسقینی) - وہ انسانیہ کی علمت و سرشاری نے دور کرنے کیلیے زمین کو اٹھہ اٹھہ کر مانگتا تھا ' پس اللہ نے اسکی بے خواب آنکھوںکو اپنے نظارہ جمال سے ٹھنڈک بخشی (قرۃ عینی فی الصلوۃ) اور تمام عالم کیلیے وہ بصیرت عطا کی (قد جائکم بصائر من ربکم) - وہ انسانوں کو سرکشی اور تمرد کے عصیان سے نکالنے کیلیے شہنشاہ ارض و سما کے آگے سر بسجود تھا ' پس رب الارواج نے اسکے سر کو الفت و محبت کے ہاتھوں سے اٹھایا ' اور زمینوں اور آسمانوں میں سربلندی دی ' تا اسکی روح اسکے کلام کی حامل ہو ' اور اسکے منہ سے خدا کی [illegible] نکلے ۔ ما ینطق عن الہوی ' ان ہو الا وحی یوحی [illegible]

سعادت [illegible] کلام حسنی ملیح کی امی نے سپید ہوائی ' رحمن کی [illegible] سے عزیت کریں لر ہوا ' خدا [illegible] سب سے پہلے مس [illegible] ظہور ہوا وہ لیلۃ " القدر " تھی ' اور لیلۃ القدر جس مہینے میں آئی وہ رمضان المبارک تھا ۔

شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ہدی للناس و بینات من الہدی والفرقان (بقر)

رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا جو انسانوں کیلیے سرتا پا ہدایت ہے اور جسکی تعلیم ہدایت و تمیز اور حق و باطل کی نشانی ہے ۔

(انقلاب اعظم)

قرآن حکیم ' فرقان مجید ' نور و کتاب مبین ' بصائر للناس ' ہدی و موعظۃ للمتقین ' شفاء لما فی الصدور سے نازل ہوے ہیں تاریخ عالم کا صفحہ اولت دنیا ' اور تشور انسانیۃ کی اور سر تو تعمیر شروع کی وہ تمام تاریکیاں جنہوں نے نور سعادت سے دنیا کو محروم کردیا تھا اور عالم ارضی بکسر شب تاریک ہو رہا تھا ' اس آفتاب ہدایت کے طلوع ہوتے ہی نابود ہوگئیں اور ظلمت و تاریکی کی جگہ نور اور روشنی کا عہد رحمت شروع ہوا - اس کے ظہور و تربیت نے طوق سے انسانوں کو نجات دلائی ' انسانی غلامی و استبداد کی زنجیروں سے آزاد کیا - تکبروں کا ایک لشکر تہذیب دنیا جس نے صدیوں کی پھیلی ہوئی بدیوں اور جمی ہوئی گمراہیوں کو شکست دی - اور خدا کی بندگی اور پرستش کی ایک ایسی بادشاہت قائم کردی جسکے آگے دنیا کی تمام ما سوا اللہ طاقتیں سر نگوں ہوگئیں -

قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین - یہدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلام و یخرجہم من الظلمات الی النور باذنہ و یہدیہم الی صراط مستقیم (۵ : ۱۸)

بیشک اللہ کے طرف سے تمہارے پاس نور اور واضح و روشن کتاب آئی - اللہ اسکے ذریعہ ان لوگوں پر سلامتی کی راہیں کھولدیتا ہے جو اسکی رضا کی متابعت کرتے ہیں - وہ انہیں تاریکیوں سے نکالکر روشنی میں لاتا ہے اور صراط مستقیم کی طرف انکی ہدایت کرتا ہے !

(ماہ مقدس)

پس رمضان المبارک کا مہینہ فی الحقیقت اُس سعادت انسانیہ اور ہدایت عظمیٰ کے ظہور کی یاد گار ہے جس کا دروازہ قرآن حکیم کے نزول سے دنیا کو کھلا ' اور خدا اور اسکے بندوں میں ہجر و حرماں کی جگہ وصل و محبت کا نزول شروع ہوے - یہی مہینہ ہے جو اس آسمان کی سب سے بڑی برکت کے نزول کا ذریعہ بنا ' اور یہی مہینہ ہے جو اپنے سایہ رحمت کی سب سے بڑی سعادت لایا - اسی موسم میں خدا کی رحمتوں کی پہلے پہل بارش ہوئی اور اسی عہد میں دنیا کی وہ سب سے بڑی خشک سالی ختم ہوئی جو صدیوں سے انسان روح و قلب پر چھائی ہوئی تھی - ہدایتوں کے فرشتے اسی مہینے میں اترے ' سعادت کے قدوسی اسی میں زمین پر پھیلے - خدا نے سب سے پہلے اسی مہینے میں بندوں کو پیار کیا اور بندوں نے بھی سب سے پہلے اسی ماہ میں اسکی محبت کا جام پیا - یہ پاکی اور بزرگی کا وقت تھا کہ پاک تعلیمات کا منبع بنا ' اور عظمت و شرف کا عہد مقدس تھا کہ خدا کا کلام اسکے بندوں پر نازل ہوا -

پس جبکه دنیا طرح طرح کی مادي یادگاروں کو مٹا نا چاهتی تهی' تو مسلمانوں کو حکم دیا گیا که وہ اس روحاني انقلاب کي یادگار کے امانت دار بنیں' اور جس ماہ مبارک کو اپنی برکتوں اور رحمتوں کے نزول کي وجه سے خداوند نے قبول کرلیا هے' اسکی قبولیت سے انکار نه کریں - دنیا خویزیوں کی یادگار مٹانی هے لیکن یه سچے امن اور حقیقی رحمت کی یادگار هے - دنیا لڑائیوں کو یاد رکھنا چاهتی هے' یه صلح و امنیت کے زرین دور کي یادگار هے - دنیا نے تخت نشینوں کو سب سے بڑا سمجھکر یاد رکھنا چاها مگر یاد نه رکھه سکی - خدا نے بتلایا که سب سے بڑا انسان ایک غار نشین تها جسکي یادگار زندہ رکھي گئي اور همیشه زنده رهي - دنیا نے ملکوں کی فتح اور زمینوں کی تسخیر کو بڑا واقعه سمجھا اور اسکي یاد میں خوشیاں منائیں' مگر همیں تعلیم دیا گیا که دلوں کی فتح اور روحوں کی تسخیر هی سب سے بڑي بات هے اور اسی کی یادگار منانی چاهیے :

ورفعنا لك ذكرك	اور هم نے تیرے ذکر کو رفعت اور بقاے
(۹۴ : ۴)	دوام عطا فرمایا !

(اسوۂ ابراهیمي و اسوۂ محمدي)

الله تعالی کا قاعده هے که وہ اپنے مقدسوں اور محبوبوں کے کسی فعل کو ضائع نهیں کرتا ' اور اسے مثل ایک مطہر فطرة کے دنیا میں همیشه کیلیے محفوظ کردیتا هے - حضرة خلیل الله علیه الصلوة والسلام نے خانه کعبه کی دیواریں چنیں' اور حضرة اسماعیل علیه السلام نے اس قربانگاه کا طواف کیا - خدا کو اپنے دوستوں کی یه ادائیں کچھه اس طرح بھا گئیں که اس واقعه کی هر خصوصیت کو همیشه کیلیے قائم کردیا اور اسکی یادگار منانا تمام پیروان دین حنیفی پر فرض کردیا - هر سال جب حج کا موسم آتا هے تو لاکھوں انسانوں کے اندر سے اسوۂ خلیل الله جلوہ نما هوتا هے' اور ان میں سے هر متنفس وہ سب کچھه کرتا هے جو ایسے کئی هزار سال پہلے خدا کے دو دوستوں نے رهاں کیا تها - یهی معني هیں اس بیان الهی کے که :

وروهبنا لهم من رحمتنا	هم نے حضرت ابراهیم اور انکی ذریه
وجعلنا لهم لسان صدق	جسماني و روحاني دو ابدی رحمت
عليا (۱۹ : ۱۴)	میں سے بڑا حصه دیا ' اور وہ یه تها که

انکے لیے ایک اعلی و اشرف ذکر خیر دنیا میں باقی رکھا -

یه تو "اسوۂ ابراهیمي" کی یادگار تهی - لیکن جب وہ آیا جسے لیے خود ابراهیم خلیل نے خداوند کے حضور التجا کی تهی :

ربنا و ابعث فیهم رسولا منهم	اے پروردگار ! میري ذریه میں
یتلوا علیهم ایاتك و یعلمهم	ایک ایسا رسول بھیج جو انه
الکتاب و الحکمة ' و یزکیهم '	آیتیں پڑھکر سنائے ' کتاب اور
انك انت العزیز الحکیم !	حکمت کی تعلیم دے ' اور
(۱۲۴ : ۲)	دلوں اور روحوں کا تزکیه کردے '

بیشک تو هی عزیز و حکیم هے !

تو دنیا کیلیے "اسوۂ محمدي" کی حسنة الخلق اعلی روشنی هوئي ' اور هدایت و سعادت کی اور تمام حسنتیوں کے انوار هویدا هوئے اس اسوۂ عظیمه کو سب سے پہلا منظر وہ عالم هوا که جس نے اسکو خلق و استہلاک تها ' جبکه صاحب فرقان نے انسانوں کو دولت ابدی صحبت اختیار کرلی تهی ' اور انسان نے بنائے هوئے تمام گهروں کو چهوڑ کر غار حراء کے غیر مصنوع حجرے میں عزلت گزیں هونا پسند کیا تها - وہ اس عالم میں متصل بهوکها پیاسا رهتا تها اور پوري پوري راتیں جمال الهی کے لقا میں بسر کردیتا تها - تا آنکه اس تنگ و تاریک غار کی اندهیاري میں طلیعه فراني صبح نور کے لیے طلوع هوا ' اور مشرقستان الروحیت سے منتشر اسکے قلب مقدس میں غروب هوگیا :

تهارك انسني نزل	تمام حمد و ثنا اس خدا کیلیے جسنے
الفرقان علي عبده	فرقان اپنے بندے پر نازل کیا '
ليكون للعالمين نذيرا	تا که وہ دنیا جهان کیلیے ڈرانے
(۲۵ : ۱)	والا هو !

پس جسطرح خدا تعالی نے دین حنیفي کے اولین داعي کے اسوہ اور حیات دائمي بخشي تهي - اسي طرح اس آخري متمم و مکمل وجود کے اسوۂ حسنه کو بهي همیشه کیلیے قائم کردیا :

لقد كان لكم في رسول	بیشک ' تمهارے لیے رسول الله کے اعمال
الله اسوة حسنة	حیات میں ارتقاء انسانیة کا اعلی ترین
	نمونه رکھا گیا هے -

وہ بهوکا پیاسا رهتا تها ' پس تمام مومنوں کو حکم دیا گیا که تم بھی ان ایام میں بهوکے ' پیاسے رهو ' تا ان برکتوں اور رحمتوں میں سے حصه پاؤ جو نزول قرآني کے ایام الله کیلیے مخصوص تهیں - وہ اپنا گهر بار چهوڑ کر ایک تنها گوشے میں خلوت نشیں تها ' پس ایسا هوا که هزاروں مومن و قانت روحیں ماہ مقدس میں اعتکاف کیلیے مسجد نشیں هونے لگیں اور اسطرح غار حرا کے اعتکاف کي یاد هر سال تازه هونے لگي - وہ راتوں کو حضور الهي میں مشغول عبادت رهتا تها ' پس پیروان اسوۂ محمدیه و متبعان سنت احمدیه بھي رمضان المبارک کي راتوں میں قیام لیل کرنے لگے' اور تلاوت و سماعت قرآنی کے وسیله سے وہ تمام برکتیں ڈهونڈهنے لگے' جو اس ماہ مبارک کو اسکے نزول و صعود سے حاصل هیں !

فمن شهد منكم	پس تم میں سے جو اس مهینے کو
الشهر فليصمه '	پائے ' اسے چاهیے که روزه رکھے -

جس طرح اسوہ ابراهیمی کي یادگار حج کو فرض کرکے قائم رکھی گئي اور لاکھوں انسانوں کو اسوہ ابراهیمي کا پیکر بنایا گیا ' اسي طرح اسوہ محمدي کی بھی یه یادگار هے جو ماہ رمضان کي صورت میں قائم رکھی گئي اور سو ڈیڑھ سو برس کے گذر جانے کے بعد بھي زنده هے اور همیشه زنده رهیگي !

خدا کي قائم کی هوئی یادگاریں کاغذوں ' اینٹ اور پتھر کی دیواروں ' اور فانی زبانوں کی روایتوں میں باقی نهیں رکھی جاتیں که که انسانوں کے نام هیں ' وہ اپنے جس بندے کو بقاے دوام کیلیے چن لیتا هے اسکی یادگار تو مجمع انسانیه کے سپرد کردیتا هے اور نوع بشري اسکي حامل بن جاتي هے ' پس نه تو وہ مٹ سکتی هے اور نه وہ کسی سے مٹا سکتا هے - آج بھی کروڑوں انسان کرة ارض پر موجود هیں جو ماہ مقدس کے آنے هی اپنی زندگی کو یکسر بدلدیتے هیں ' اور اس یادگار عظیم و مقدس کو اسطرح اپنے جسم و دل پر طاری کرلیتے هیں که اسوہ محمدي کی روحانیت کروڑوں روحوں کے اندر سے " انا النحن نزلنا الذكر " (میں زنده و باقی رکھا هوں) کی صدائے حقیقت سے متصل انوار عالم و عالمیان هونے کے بھی انفس مقدس و نفوس اعلی وہ نهیں ' جس ایک نهیں کی طرف خدا نے اپنے کلام و بعض دوسری جگهوں میں اشارہ کیا هے ' اور جو اس کتاب میں بھی خدا کے فضل سے آئندہ کسی جگه طیبه کو اپنی فعل نمائی کے لیے منتخب فرمائے ' پس اے پیروان دین حنیفی ' اے وابستگان اسوہ محمدي ' آؤ که ہم نزول هدایت و سعادت کے اس انقلاب عظیم کی یادگار منائیں ' اور جس طرح صاحب فرقان اس کتاب حق و مقدوم میں خدا هوگیا تها ' هم بھی اسکے اسوۂ حسنه کے بعد میں بنے ' تاکه خدا ہم میں ظاهر هو ' کیونکه مقصد حسنه کی نهیں اور پیروی سے یه مقصد حسنه هم پر جاری نهیں هوسکتی جب تک که روح روزه بھی حسنه کی طرح روزه کو طاري هوجاے : فسبحان الذي اخزى والمذلوت ' سبحان الذي العزة والعظمة والهيبة والقدرة والكبرياء والجبروت ' سبحان الملك الحي الذي لاينام ولا يموت ' ابد ابدا ' سبوح قدوس ربنا ورب الملائكة والروح !!

مقالات

الحسبة في الاسلام

(يعني احتساب اور اسلام)

(۲)

(عموم احتساب)

بعض مذاهب کو صرف بعض چیزوں سے پرهیز بتایا گیا تها :

فبظلم من الذين هادوا	پس یهودیوں کے ظلم کے سبب هم نے
حرمنا عليهم طيبات	ان پر ان پاک چیزوں کو حرام کردیا
احلت لهم - (۴ : ۱۵۸)	جو انکے لیے حلال تهیں -

لیکن اسلام نے تمام چهوٹی چهوٹی چیزوں تک پر حلت و حرمت کا فتوی لگایا ' اور اس احاطه کے ساتهه که نفع و ضرر کا کوئی پهلو باقی نه رها : يحل لهم الطيبات و يحرم عليهم الخبائث - حلت و حرمت کی تفریق و تمیز محتسب کیلیے لازمی هے - کیونکه طبیب وهی هے جو اشیا کے خواص سے واقف هو - اس فرض کو اگرچه تعلیمات اسلامیه نے تمام چیزوں پر محیط کردیا تها ' لیکن ابتدا میں طریق دعوت عام نه تها - حجة الوداع سے احتساب کے تمام راستے کهولدیے اور دنیا سے احتساب کا نرالا هوا میدان پالیا - پس حامل وحی آسمانی کی زبان کهلی اور زمین والوں کو مژدۂ تکمیل شریعت سنا دیا :

اليوم اكملت لكم دينكم	آج کے دن میںنے تمهارا دین کامل کردیا '
واتممت عليكم نعمتي	اپنی نعمتیں تمکو بهرپور دیدیں اور
ورضيت لكم الاسلام دينا -	تمهارے لیے اسلام کا مذهب پسند کیا !
(۵ : ۴)	

احتساب کا یه تعلق صرف ماده کے ساتهه تها - قوت فاعلی اب تک غیر متعین تهی - ماده کی تعمیم کے متعلق جو آیة تهی وه اوپر بارها گذر چکی - اب قوت فاعلی کی تعمیم پر نگاه ڈالو :

والمومنون و المومنات بعضهم	مسلمان مرد اور عورت ایک
اولياء بعض يامرون بالمعروف	دوسرے کے نیکی میں مددگار
وينهون عن المنكر -	هیں - نیکی کا باهم حکم کرتے هیں
(۹ : ۷۰)	اور برائی سے روکتے هیں -

دوسری جگه فرمایا :

كنتم خير امة اخرجت	تم بهترین امت هو جو دنیا میں
للناس تامرون بالمعروف	هدایت انسانی کیلیے بهیجی گئی ' نیکی
وتنهون عن المنكر -	کا حکم دیتے هو اور برائی سے روکتے هو -
(۳ : ۱۰۱)	

تم کهوگے : کیا اندهے ' لنگڑے ' لولے ' کوڑے بهی معتسب هیں ؟ کیا ایک دست شل ماده عالم کو حرکت دے سکتا هے ؟ لیکن تم نے انسانی قوتوں کی غیر محدود وسعت و طاقت کو بالکل محدود کردیا - اگر هاتهه نهیں حرکت کرتے ' اگر پاؤں نهیں اٹهتے ' اگر زبان نهیں هلتی ' تو کیا دل بهی حرکت نهیں کرتا ؟ کیا تم مرده هو ؟ کیا تم روشنی و تاریکی میں کچهه بهی فرق نهیں کرتے ؟ کیا نبض کی متهاس اور انفاس کی کثرت و قلت تمهیں الگ الگ محسوس نهیں هوتی ؟ یعنی کیا تمکو برائی بری نهیں معلوم هوتی ؟ اگر معلوم هوتی هے تو اسی احساس خیر و شر ' معروف و منکر ' صلاح و فساد ' اور نور و ظلمت کا نام احتساب هے اور تم محتسب هو - اگر یه احساس فنا هوگیا هے تو تم مومن هی نهیں :

وليس وراء ذلك من الايمان	اسکے سوا ایمان والی کے دانے کے
حبة خردل (الحديث)	برابر بهی نهیں !

(طرق احتساب)

دعوت احتساب کے مختلف طریقوں کے لحاظ سے بهی اسلام کو دوسرے مذاهب پر فضیلت حاصل هے - امم قدیمه میں سب سے زیاده مکمل مذهب حضرت موسی کا هے - دین و دنیا کی جهلک اس مذهب میں موجود هے - اسلیے اسلام کا مقابله اوسی سے کرنا چاهیے -

امر بالمعروف کا آخری طریقه قتال هے جو جهاد دینی کی آخرین منزل هے ' لیکن دنیا کی کسی قوم نے اسلیے کبهی جهاد نهیں کیا که نیکی کو پهیلائے - حضرت موسی نے اپنی امت کو جهاد پر ابهارا تو پہلے انهوں نے یه جواب دیا :

ان فيها قوما جبارين و	اُس ملک میں تو ایک نهایت سخت
انا لن ندخلها حتى	و جابر قوم رهتی هے - هم اسی وقت
يخرجوا منها - (۵ : ۲۵)	وهاں جاسکتے هیں جب وه لوگ وهاں سے
	نکل جائیں - اسطرح هم انکا مقابله نهیں کرینگے -

ایک مدت کے بعد آماده بهی هوے تو اس لیے نهیں که نیکی اور عدالت کا گهر آباد کرینگے ' بلکه اسلیے که همارا گهر اوجاڑ دیا گیا هے - اسے پهر بسائینگے :

وما لنا ان لا نقاتل في	هم کیوں خدا کی راه میں نه لڑیں -
سبيل الله و قد اخرجنا من	حالانکه هم اپنے گهر بار سے نکال دیے
ديارنا و ابنائنا -	گئے هیں اور هماری اولاد بهی
	شامل ظلم هوئی هے -

اسپر بهی یه حال تها که :

فلما كتب عليهم القتال '	جب قتال فرض کردیا گیا تو انهوں
تولوا الا قليلا منهم	نے اس سے اعراض کیا الا ایک نهوڑی
(۲ : ۱۴۷)	سی تعداد جو اطاعت کیلیے طیار هوگئی -

لیکن اسلام صداے جهاد بلند کرتا هے اور تمام مدینه امنڈ آتا هے - کیا مدینه کے لوگ بهی بنی اسرائیل کی طرح گهر سے نکالے هوئے تهے ؟ کیا کوئی وسیع سلطنت انکے پیش نظر تهی ؟ اگر حضرت خالد کا نام لیتے هو تو حضرت ابوبکر کو بهی نه بهولو ' اگر مهاجرین کی فهرست پر نظر ڈالتے هو تو انصار کو بهی یاد کرلو - بلا شبه مکه کے مهاجرین ظلم و ستم کا زلزله لے سکتے تهے ' لیکن مدینه کے انصار کو تو قریش نے انکے گهروں سے نهیں نکالا تها ؟ پس نیکی کی حمایت ' مظلوموں کی نصرت ' حق کے اعلان ' معروف کے اظهار ' اور باطل و فساد کے خذلان کے سوا اور انکا مقصود کیا هوسکتا تها ؟ هاں ' انکا جهاد صرف اسلیے تها که :

ويكون الدين كله لله	تا که دین صرف الله هی کیلیے هوجاے -
(۸ : ۳۹)	

جو گهر کیلیے اڑتے تهے ' خدا جانے اونکو گهر ملا یا نهیں ؟ لیکن هم کو یه معلوم هے که غنیمت نهیں ملی - اونکو صرف اپنے بال بچوں کا رونا تها ' وه مل گئے هونگے - لیکن ایک قوم جو اپنا گهر بار ' متاع

و اموال ' اور اهل و عیال چھوڑکر حق کیلیے جہاد کرتي ھے ' جسکے بچے یتیم ھوجاتے ھیں ' جسکي عورتیں بیوہ ھوجاتي ھیں ' جسکا اثاث البیت برباد ھوجاتا ھے ' ضرور ھے کہ خدا تعالی دل تعا و توازن کو قائم رکھے ' اور اسکا معارضہ غنیمت اور ملک یمین کي صورت میں انہیں دیدے - تم اسکو غلامي کہتے ھو ' ھم اسکو ایک قسم کي جبري تعلیم کا ذریعہ سمجھتے ھیں - انسان اگر خود اپني خوشي سے نیک نہیں بنتا تو ھم اسے جبراً نیک بنالینگے - تم غلاموں سے چاؤشي و دربانی کا کام لیتے تھے ' ھم نے انسے خداے واحد کیلیے اذان دلوائي !

لیکن اسلام مادیات پر قانع نہیں ھوسکتا - اوسکو عداے روحاني کا معارضہ ملنا چاھیے - تم کھوگے کہ اس سے جنت مراد ھے ؟ بے شبہہ ھے مگر تمکو اس فضل الہي کے دیکھنے کا موقع کیونکر مل سکیگا ؟ اسلیے انعام روحانیت کے ساتھہ انعام محسوس بھي ھونا چاھیے اور وہ دنیا میں حق کي کامیابی کا ظہور ھے - جس قوم کا ھر فرد صداقت مجسم ھے ' جو دنیا میں صرف نیکي پھیلانے کیلیے آیا ھے ' اوسکي مجموعي قوت کبھي بھٹک نہیں سکتي - جس قوم کا ھر فرد آمر بالمعروف اور ناھي عن المنکر ھے ' جب وہ قوم باھم مل جلکر ایک چیز سے روکتي ھے اور ایک چیز کي طرف لےجاتي ھے ' تو اسمیں ایک ایسی الہی طاقت پیدا ھوجاتي ھے جسے کوئي قوت مسخر نہیں کرسکتی - : ید اللہ علی الجماعۃ (الحدیث) اجماع امت اسي کا نام ھے یہ شرف کسي امت کو حاصل نہ ھوا ' کیونکہ کسي امت نے فرض احتساب کو کامل طور پر ادا نہیں کیا -

(ترتیب احتساب)

لیکن کسي محتسب کو صرف اتنے ھي پر قناعت نہ کرلینی چاھیے کہ ھر برائي پر کسیکا ھاتھہ پکڑ لے ' یا زبان سے اوسکا انکار کردے ' یا دل سے برا سمجھہ لے - بلکہ احتساب ایک خاص ترتیب کا پابند ھے - اوسی ترتیب سے اس مقدس فرض کو ادا کرنا چاھیے - سب سے مقدم اپنے نفس کي اصلاح ھے کہ :

ان النفس لامارۃ بالسوء — نفس برائي کا بہت بڑا حکم دینے والا ھے ' (۱۲ : ۵۳)

اسلیے جب خود اپنے دامن میں گرد لگی ھوئي ھے تو سب سے پہلے اسي کو جھاڑ لینا چاھیے ' ورنہ اس سے دوسروں کا گرد آلود چہرہ کیونکر پاک ھوسکے گا ؟ اللہ تعالے نے دوسرے موقع پر اس سے زیادہ وضاحت کے ساتھہ فرمایا :

قد افلح من زکاھا و قد خاب من دساھا (۹۲ : ۹) — وہ کامیاب ھوا جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا اور وہ نامراد ھوا جس نے اپنی قوت خیر کو برباد کردیا !

نیز عام طور پر فرمایا :

یا ایھا الذین آمنوا قوا انفسکم و اھلیکم نارا (۶۶ : ۶) — مسلمانوں اپنے آپکو اور اپنے اھل و عیال کو عذاب آتش سے بچاؤ !

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب تبلیغ رسالت کا حکم دیا گیا تو اللہ تعالے نے اوسکي ترتیب یہ قرار دي :

یا ایھا المدثر ! قم فانذر وربک فکبر ' وثیابک فطھر والرجز فاھجر (۷۴ : ۳) — اے چادر اوڑھہ کر سونے والے ! اوٹھہ پھر لوگوں کو ڈرا ' اپنے خدا کي تکبیر کہہ ' اپنے کپڑوں کو پاک کر ' اور بتوں سے دوري اختیار کر !

اصلاح نفس کے بعد آل ' اولاد ' اعزہ ' اور اقارب کا درجہ ھے :

وانذر عشیرتک الاقربین (۲۶ : ۲۱۴) — اپنے اقرباء و قبیلہ کے لوگوں کو گمراھی و ضلالت کے نتائج سے ڈراؤ !

ان مراتب کے بعد اپني قوم ھے .

و ھذا کتاب انزلناہ مبارک مصدق الذي بین یدیہ و لتنذر ام القری و من حولھا - (۶ : ۹۲) — اور یہ قران کتاب الہي ھے جسے ھم نے نازل کیا ' وہ برکت دینے والي ھے اور اُن کتابوں کي تصدیق کرتي ھے جو اس سے پہلے کي موجود ھیں - اور اے پیغمبر ھم نے قران اسلیے اتارا تاکہ تم مکہ کے اور اسکے اطراف کے لوگوں کو اعمال بد کے نتیجوں سے ڈراؤ اور دین حق کي دعوۃ دو !

قوم کے بعد تمام دنیا :

وما ارسلناک الا کافۃ للناس (۳۴ : ۲۸) — اور ھم نے تم کو نہیں بھیجا مگر تمام عالم انسانیۃ کي نجات کیلیے

وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین (۲۲ : ۱۰۷) — اور ھم نے اے پیغمبر تم کو تمام جہان کیلیے رحمت بنا کر بھیجا -

چنانچہ حضرۃ داعي اسلام علیہ الصلوۃ و السلام نے اسي ترتیب سے احتساب حق شروع کیا اِسي اسوۂ حسنہ کے اندر سلسلۂ احتساب کي مدرنی ترتیب مضمر ھے -

(محتسب کی شخصیت)

احتساب کا اصلی طریقہ جو معتضد بہ کتاب و سنت ھے وہ یہي ھے ' لیکن ایک ایسا شخص بھي فرض کیا جاسکتا ھے جو خود معاصي میں منہمک ھے ' عزیز و اقارب کي اصلاح سے بے خبر ھے ' لیکن وہ پبلک اسٹیج پر آتا ھے ' اور تمام دنیا کو دعوت احتساب دیتا ھے - وہ پرکار کي طرح پہلے ایک نقطہ پر قدم نہیں رکھہ لیتا ' بلکہ ھوا میں معلق ھوکر پورے دائرے کے گرد گردش کرتا رھتا ھے - پھر اسکا یہ دعوی صحیح ھے ؟ کیا اوسکی دعوت قبول کرلینی چاھیے ؟

علما میں باھم اختلاف ھے - ایک گروہ نفي میں جواب دیتا ھے اور قرآن مجید اوسکي تائید کرتا ھے

اتامرون الناس بالبر و تنسون انفسکم — کیا تم لوگ دنیا کو نیکی کا حکم دیتے ھو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ھو ؟

دلائل عقلی بھی اوسکا ساتھہ دیتے ھیں .

(۱) احتساب کا مقصد یہ ھے کہ غیروں کو مصالح کي طرف ھدایت کي جاے اور مفاسد سے بچایا جاے - یہ ایک احسان عظیم ھے جسکو محتسب دنیا پر کرنا چاھتا ھے ' لیکن اپنے اوپر احسان کرنا غیروں سے مقدم ھے -

(۲) اگر ایک شخص کسیکو ایک چیز سے منع کرتا ھے مگر خود اوسکا مرتکب ھوتا ھے ' تو اسکا اثر اوسپر الٹا پڑےگا - وہ سمجھےگا کہ باوجود اس علم کے جب وہ خود اس کام کو کررھا ھے ' تو اوسکے ترک اور منع کرنے کي کوئي اصل نہیں معلوم ھوتی - لہذا وہ تمام بیان کردہ مضرتیں نہیں رکھتا ' یا رکھتا ھے تو انکا ترک اسقدر ضروري نہیں کہ فوراً چھوڑ دیا جاے - اگر ایسا ھوتا تو معلم و ناصح سب سے پہلے چھوڑ دیتا ' موقعہ بچنے کی جگہ وہ اور بھی اس عمل کے کرنے کا حریص ھوجائیگا : الانسان حریص علی ما منع .

(۳) جو شخص وعظ کہتا ھے اوسکا مقصد یہ ھوتا ھے کہ اثر پڑے ' لیکن جب وہ خود گناھوں میں ڈوبا ھے ' تو اثر کی جگہ اوسکے وسط سے اور عکس پیدا ھوگی -

(۴) اگر ایک فاسق فرض احتساب ادا کرسکتا ھے ' تو ھم فرض کرلے ھیں کہ وہ ایک عورت سے زنا کرتا ھے ' لیکن اوسي سے یہ بھي کہتا ھے کہ نا محرم کو منہہ دکھانا حرام ھے - اس سے بڑھکر اور کیا حماقت ھوسکتي ھے ؟

(۵) سب سے زیادہ یہ کہ فرض احتساب و دعوۃ الی الحق کا مقصد اور ایک ربانی عمل ھے اور اسکے انوار و برکات

کبھي ایسي زبان کو اپنا مہبط نہیں بناسکتے جس نے سب سے پہلے خود اپنے نفس کو امر بالمعروف و نہي عن المنکر کا مخاطب نہ بنایا - ممکن ہے کہ ایسے محتسب کا وعظ چند لمحوں کیلیے درچار دلوں کو گرم کردے لیکن دلوں کے اندر سچي قبولیت اور اعمال کے اندر حقیقي تبدیلی پیدا کرنے میں وہ کبھي کامیاب نہیں ہوگا - اس بارے میں اصل اساس صرف انبیاء کرام کا اُسوۂ حسنہ ہے - انکا حال یہ تھا کہ جو صدا زبان سے نکلتي تھي ' اعمال و افعال اسکا یکسر پیکر و نمونہ ہوتے تھے !

(ایک ضروري نکتہ)

البتہ ایک سخت اور عالمگیر غلط فہمي کا ازالہ بھي ضروري ہے جسنے بدبختي سے آج تمام مسلمانوں کے دلوں میں گھر کرلیا ہے اور جسکي وجہ سے امر بالمعروف اور احتساب عمومی و انفرادي مفقود ہے -

بلا شبہ محتسب کیلیے ضروري ہے کہ وہ سب سے پہلے خود عمل صالح اختیار کرے اور اپنے نفس کے احتساب سے غافل نہو لیکن اسکے یہ معني نہیں ہیں کہ جب تک کوئي شخص تمام بدیوں سے منزہ اور تمام لغزشوں سے پاک نہو جاے ' اس وقت تک امر بالمعروف کیلیے زبان نہ کھولے ؟ اسلام نے احتساب ہر مسلمان پر فرض کردیا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ہر مسلمان ابوذر و سلیمان نہیں ہوسکتا اور نہ جنید و شبلی بن سکتا ہے - ٹھوکریں سب کو پیش آتي ہیں اور نفس کا فریب اور ارادہ کے زلات بڑے سخت ہیں - پس اگر احتساب کے لیے محتسب کا ہمہ وجوہ کامل و اصلح ہونا شرط سمجھا جاے تو یہ فرض لیونکر عام ہوگا اور ہر مسلمان کیونکر محتسب بنے گا ؟

بدقسمتي سے ایسا ہي سمجھ لیا گیا ہے اور اسي کا نتیجہ ہے کہ لوگ امر بالمعروف کیلیے بڑے بڑے زہاد و عباد کے درجوں کے متلاشي رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بھلا ہم گناہگاروں کی کیا ہستي ہے کہ لوگوں کو نیکي کی دعوت دیں ! یہي سبب ہے کہ دعوۃ معروف کي صدائیں مفقود ہوگئی ہیں ' منکرات کے صلاء عام کیلیے کوئي مانع نہیں ' اور ایک شخص باوجود مسلمان ہونے کے جائز رکھتا ہے کہ اپنے سامنے بدیوں کو دیکھے مگر مداہنوں کی طرح اور گونگے شیطان کي مانند چپ ہو رہے !

حقیقت یہ ہے کہ انسان مکلف تو دو چیزوں کا حکم دیا گیا: خود گناہوں کا چھوڑ دینا ' اور دوسروں کو گناہوں کے چھوڑنے کی ترغیب دینا - یہ ضروري نہیں کہ اگر انسان ایک فرض کو ابھی پوري طرح ادا نہیں کرسکا ہے ' تو دوسرا فرض بھي ادا نہ کرے -

(شـــرائـط احتساب)

اگر تمہیں جنگ کرنا ہے تو جنگ سے پہلے مسلح ہوجانا چاہیے - جہل و ضلالت ' فتن و فساد ' طغیان نفس ' افساد صالح ' اعمال فاسدہ ' اخلاق غیر مرضیہ ' بدعات و محدثات ' غرضکہ تمام منکرات کي تاریکي نے دنیا کے چہرے پر تاریک پردے ڈالدیے ہیں - جنود ابلیس اسي ظلمت زار میں شبخون مار رہا ہے تمہیں اس سے جہاد و قتال کرنا ہے - اسلیے تم کو ہتھیار سنبھال لینا چاہیے -

اگرچہ یہ بالکل سچ ہے کہ :

آہن بآہن توان کرد نرم !

اسلیے جو معلوق آگ سے پیدا کی گئی ہے اس پر سہاب ثاقب ہي نے گولے برسانے چاہئیں ' لیکن اپني فطرت کو ہر موقع پر محفوظ رکھنا بھی اخلاقي فہم مندي ہے ' اور زندگی مصیبتوں پر صبر و تحمل کو مقدم رکھنا چاہیے - تم کو خدا نے طین لازب سے پیدا کیا ہے - اسلیے تمکو اوسکے قواء و خواص کا بہترین مظہر بننا چاہیے - احتساب کیلیے علم سب سے مقدم شرط ہے - اگر ایک جاہل طبیب مریض کیلیے علاج تشخیص کرتا ہے اور بعض اشیاء سے پرہیز کرنے کي ہدایت کرتا ہے لیکن وہ اشیاء کے خواص و تاثیر کا عالم نہیں تو یقین کرو کہ وہ مریض کو ہلاک کر رہا ہے - اوسکو کیا خبر کہ مریض کو جس چیز سے روکتا ہے ' وہ شہد ہے ' اور جس شے کو استعمال کراتا ہے وہ زہر ہے ؟ یہي وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازدیاد علم کي دعا فرمائي :

رب زدني علمـــا ! خدایا میرے علم میں زیادتي کر !

ایک بار حضرت ابن عباس کو گود میں اٹھاکر دعا دي تھي :

اللھم تفقہ في الدین ! خدایا اوسکو دین میں قوۃ فکر و نظر دے !

علم کے بعد وعظ و تلقین ' ارشاد و ہدایت ' دعوۃ و عمل کی باري آتي ہے - مخاطبین کی حالت مختلف ہوتي ہے - کوئي سخت کوئی نرم ' کوئي معاند کوئي جنگجو ' کوئي ضدي ' کوئي ہٹ دھرم ' کوئي عالم ' کوئی جاہل - غرض تمکو دنیا کے تمام قواے متضادہ سے مقابلہ کرنا ہے - پھر کیا تم ہر شخص سے لڑتے پھروگے ؟ نہیں تمکو نرمی اختیار کرني چاہیے !

ادفع باللتي ھی احسن (۲۳ : ۹۷)	بہترین طریقے سے مدافعت کرو
لو کنت فظاً غلیظ القلب لانفضوا من حولـــك (۳ : ۱۵۹)	اگر تم الھڑ اور سخت ہوتے تو لوگ تمہارے پاس سے بھاگ جاتے
ما کان الرفق فی شی الا زانہ ولا کان العنف فی شی الا شانہ ( )	نرمي ہی ہر چیز کو زینت دیتی ہے اور سختي اسکو بد نما کردیتي ہے '
ان اللہ رفیق یحب الرفق فی الامر کلہ و یعطی علی الرفق ما لا یعطی علی العنف	خدا نرم ہے اور ہر چیز میں نرمی پسند کرتا ہے - اور نرمی پر وہ کچھ دیتا ہے جو سختي پر نہیں دیتا -

سمندر میں طوفان آتا ہے ' موجیں بلند ہوتي ہیں ' پہاڑوں سے ٹکراتی ہیں اور وہ چور چور ہوجاتا ہے ' لیکن تمکو اس مثال پر مغرور ہوکر سختي کا استعمال نہیں کرنا چاہیے - تمکو پہاڑ سے ٹکر لڑنا نہیں ہے ' بلکہ شیشۂ دل میں عکس کي طرح نیکي کو مرتسم کرنا ہے ' اسلیے تمکو بجلي کی رو کي طرح چلنا چاہیے کہ کسیکو خبر نہ ہو مگر دنیا کے تمام پرزے حرکت میں آجائیں ' یہاں تک کہ دل کا شیشۂ لطیف اوس رو کو جذب کرلے !

دنیا میں برائي مخفي طریقوں سے پھیلي ہے ' تم نے گوسالہ سامري کو نہیں دیکھا کہ کسطرح نبی اسرائیل کے دل میں چپکے چپکے گھر کرلیا تھا ؟

اشربت فی قلوبھم العجل (۲ : ۹۳)	اونکے دلوں میں گوسالہ پلا دیا گیا

پھر تلوار کي تیزي سے زیادہ سریع النفوذ ہے :

انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم اذا تلیت علیھم آیاتہ زادتھم ایمانا (۸ : ۲)	اور سچے مومن وہ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو انکے دل اور انہیں ہیں - جب خدا کي آیتیں اون پر پڑھی جاتی ہیں تو اونکے ایمان کو اور بڑھا دیتی ہیں -

جو دل خود زخمی ہورہے ہیں ' اونپر زخم کیوں لگائے ہو ؟ روئی کا پھاہا بن جاؤ کہ زخم رسیدوں کو اسي کی ضرورت ہے -

ایمان داؤد بلکہ خود فاطر فطرت اخلاق حسنہ کا قدرداں نہیں ہے - دنیا ایک ہر ظلمت حیز ہے جو خاموشي کے ساتھہ نہیں دیتا اگر موسی کی طرح عزلت گزیں معتکف ہو کر ہم نہیں ا

منزلۂ عامیۃ

تنگ حجرہ بنائے ' لیکن تم تو حباب کی طرح سطح دریا پر تیرنا چاہتے ہو ' اسلیے موج کے تھپیڑے ناگزیر ہیں - تم برق کی رو کی طرح تمام کارخانۂ دنیا میں حرکت پیدا کرنا چاہتے ہو ' اسلیے تصادم ' مقاومت ' کڑک ' چمک سے دو چار ہونا ہی پڑیگا - تم نرمی کے ساتھہ بولوگے - جواب سخت دیا جائیگا - تم جھکوگے - تمہارے سامنے سر اونٹھایا جائیگا - ایسی حالت میں کیا تم کو بھی تن جانا چاہیے ؟ اسکا جواب حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو دیدیا ہے :

و امر بالمعروف و انہ عن	نیکی کا حکم دے- بدی سے روک'
المنکر و اصبر علی ما اصابک -	اور جو دکھہ تجھکو پہونچیں اونپر
ان ذلک من عزم الامور -	صبر کر- یہ تو بڑے کٹھن کام ہیں -

چنانچہ خود حضرۃ داعی اسلام علیہ السلام کو بھی مراٹض رسالت کی تعلیم کے بعد حکم دیا گیا :

و لربک فاصبر (۷۴ : ۷) اپنے خدا کیلیے صبر کر -

دوسری جگہ فرمایا :

فاصبر کما صبر اولو العزم	صبر کر ' جس طرح کہ تجھہ سے پہلے تمام
من الرسل (۴۶ : ۳۵)	اولوالعزم رسول کرتے آئے ہیں '

پس احتساب کیلیے علم ' رفق ' صبر ' حلم ' وقار کی اشد ضرورت ہے -

(احتساب ہر حال میں چاہیے)

لیکن اگر تم علم نہیں رکھتے ' اگر تم نرمی اختیار نہیں کرسکتے ' اگر تم میں حلم و صبر نہیں ہے تو کیا فرض احتساب بنیم ہوکر دنیا میں کس مپرس ہوجائیگا ؟ یہ سچ ہے کہ علم ایک جوہر ہے ' رفق ایک زیور ہے ' صبر ایک کوہ الماس ہے ' لیکن حسن کبھی کبھی بغیر زیور کے بھی دنیا کے سامنے نمایاں ہوتا ہے - اسلیے تمکو خدع نفس میں مبتلا نہ ہونا چاہیے- بلاشبہ یہ اوصاف پیدا ہوں ' لیکن ان کے بغیر بھی خدا کا کام جاری رکھا جاسکتا ہے -

برائی ہر حال میں برائی ہے ' نیکی ہر حال میں نیکی ہے - اسلیے ایک کا مٹانا اور ایک کو قائم رکھنا ہر حال میں فرض ہے - کارخانۂ احتساب کبھی معطل نہیں رہ سکتا -

غور کرو ' تین صورتیں تمہارے سامنے ہیں :

(۱) عدم احتساب کا ضرر کبھی ان اوصاف کے فقدان کے ضرر سے زیادہ ہوگا ' جو شرائط ضرر یہ احتساب ہیں -

(۲) کبھی برابر -

(۳) کبھی کم -

پہلی دونوں صورتیں زیادہ عام و متداول ہیں ' اسلیے با وجود ان اوصاف کے ہونے کے احتساب کا کام جاری رہنا چاہیے - البتہ تیسری صورت میں ربان حق گو اور دست عمل خواہ دو رک لینا چاہیے - پھر بھی دل کی حرکت لازمی ہے ' اور ایمان کا یا بالفاظ دیگر حیات روحی کا آخری درجہ یہی ہے -

اب تمکو معلوم ہوگیا ہوگا کہ کفر خاموش ہے مگر ایمان عاجلہ انداز - باطل ساکت ہے ' مگر حق سور انگیز - ضلالت جمود میں ہے مگر ہدایت حرکت کا نام ہے - حرکت ہی میں برکت ہے اسلیے ایک مسلمان کبھی خاموش اور ساکن نہیں رہ سکتا :

قال النبی (صلعم) اصدق	آپ نے فرمایا : سچا نام حارث (کمی
الاسماء حارث و ہمام -	کرنے والا) اور ہمام (قصد کرنے والا ہے)

علم النباتات کا ایک جدید صفحہ

روح نباتات اور احساس

(مسٹر بوس کا اکتشاف جدید)

ہم نے گذشتہ سے پیوستہ اشاعت میں پروفیسر جے - سی - بوس کی تقریب کرتے ہوے وعدہ کیا تھا کہ ہم انکی اکتشافات و تحقیقات کو اردو زبان کے حلقۂ علمی تک پہنچانے کی کوشش کرینگے - آج اس سلسلۂ مضمون کی طرف متوجہ ہوتے ہیں :

تم بارہا باغ گئے ہوگے ' گھانس کے مخملین فرش پر آزادانہ بیٹھے ہوگے ' چمن کی سرح روشوں پر گلگشت تفریح کی ہوگی ' پھولوں سے دامن بھر بھر کے لطف گلباری اٹھا یا ہوگا ' لیکن اس چمن طرازی و گلستان پیمائی میں یہ خیال شاید کبھی نہ آیا ہوگا کہ ہم جس وجود پر اپنی عشرت جریوں کی لاابالانہ مشقیں کررہے ہیں ' خود اسپر کیا گزرہی ہے ؟

مگر آج علم کچھہ اور کہتا ہے !

کیا نباتات میں بھی احساس ہے اور کیا اسکے پاس بھی وسائل حس یعنی اعصاب ہیں ؟

(وظائف عصبیہ)

اسکے جواب سے پہلے ہم یہ بتادینا چاہتے ہیں کہ اعصاب کا وظیفۂ اصلی کیا ہے ؟

عصب کا اصلی کام یہ ہے کہ ہر ہیجان excitement جو اسکے کسی حصے میں پیدا ہو ' اسے وہ جسم کے دوسرے حصے تک پہنچادے -

اعصاب نہایت چھوٹے چھوٹے ریشوں سے مرکب ہیں جنکو انگریزی میں Fiber اور عربی میں خیط کہتے ہیں - خیوط اسکی جمع ہے - جب جسم کے کسی حصے میں ہیجان پیدا ہوتا ہے تو اسکے معنے یہ ہیں کہ اس مقام کے خیوط میں ایک حرکت پیدا ہوگئی ہے یہی حرکت برقی رو کی طرح آگے دوڑتی ہے ' اور جسطرح کہ برقی تار کے ایک سرے کی حرکت بسرعت تمام دوسرے سرے تک آجاتی ہے ' اسیطرح ہر ریشہ اپنے بعد کے ریشے کو حرکت دیتا ہوا چلا جاتا ہے - یہاں تک کہ یہ حرکت مراکز اعصاب یعنی دماغ تک پہنچ جاتی ہے - ان تمام سلسلوں کا منبع اور مخزن تاثرات دماغ ہے - اعضاے جسم پر اسکی سلطنت انہیں اعصاب کی بدولت قائم ہے !

مثلاً تم نے گلاب کا ایک پھول دیکھا اب سونچو کہ کیونکر دیکھا اور اسمیں کون سی قوی کو کونسا جہاز (وظائف الاعضای) اعمال انجام پائے ؟

جب تم نے آنکھیں کھولیں تو شعاعیں سبکیہ (۱) نے پردۂ اور ان شعاعوں کی وجہ سے شبکیہ میں ایک ہیجان سا پیدا ہوا - اسکے بعد اعصاب کا عمل شروع ہوا - اعصاب بصارۃ نے اس حرکت کو لیا ' اور بطریق مذکورۂ بالا دماغ تک پہنچا دیا -

---

(۱) یہ آنکھہ کا ایک پردہ ہے جسمیں نہایت باریک باریک رنگوں کا جال ہوتا ہے - یہی وہ پردہ ہے جو شے مرئی کا عکس قبول کرتا ہے انگریزی میں اسے Retinn کہتے ہیں -

اس سلسلے میں ایک امر اور بھی قابل ذکر ہے - اگرچہ ہیجان کے دماغ تک پہنچا دینے کے بعد عصب کا کام ختم ہوجاتا ہے ' مگر یہ ہیجان خود ختم نہیں ہوجاتا بلکہ عضلات کی طرف بھی منتقل ہوسکتا ہے اور اس صورت میں منقلص (سکڑنے والے) عضلات میں ایک قسم کا جھٹکا پیدا ہوجاتا ہے -

(ایک عجیب تجربہ)

یہ صرف قیاس اور نظریہ ہی نہیں ہے بلکہ علماء وظائف الاعضاء نے اس کا مشاہدہ کرا دیا ہے -

یہ لوگ مینڈک کی سرین سے ایک عضلہ اسطرح کاٹ لیتے ہیں کہ جو اعصاب اسکے ساتھ لگتے ہیں ' وہ عضلہ کے ساتھ ملے رہتے ہیں - پھر ان میں سے کسی ایک عصب کے ایک سرے پر برقی رو یا کسی دوسرے میکانیکی طریقہ سے (بعض آلات کے ذریعہ سے) تحریک پیدا کرتے ہیں - اس تحریک کا ہیجان فوراً ایک سرے سے دوسرے سرے تک چلا جاتا ہے اور وہاں سے عضلہ میں منتقل ہوتا ہے - عضلہ میں تحریک ہوتے ہی ایک جھٹکا سا لگتا ہے جو دیکھنے والے کو صاف نظر آجاتا ہے -

شاید کسی کو یہ خیال ہو کہ جب یہ عضلہ اور عصب جسم سے قطع کرکے علحدہ کرلیے گئے تو وہ زندہ نہ رہے ہونگے ' اسلیے جو تجارب مقطوع عضلات و اعصاب پر کیے جاتے ہیں اُن پر ایک زندہ جسم کی حالت کو قیاس کرنا صحیح نہ ہوگا -

مگر ایسا خیال کرنا اصول علمی سے بے خبری کا نتیجہ ہوگا - بعض دوائیں ایسی ہیں کہ اگر انکو کسی سیال شے میں حل کردیا جائے اور اس محلول (Solution) میں لٹکے ہوئے اعضاء کو رکھا جائے تو وہ کئی کئی گھنٹے تک زندہ رہسکتے ہیں - اور ڈاکٹر کارل کا تو یہ بیان ہے کہ انکے پاس بعض بعض خلایا اس طرح کے صناعی محلول میں کئی کئی دن تک زندہ رہے ہیں -

(روح نباتاتی کا ابتدائی منظر)

غالباً اب یہ ذہن نشین ہوگیا ہوگا کہ اعصاب کا وظیفہ اصلی کیا ہے ؟

اس تفصیل سے ہمارا منشا اس نکتہ کو واضح کرنا تھا کہ نباتات میں اعصاب کے وجود کا جب دعوا کیا جائے تو اسکا یہ مطلب نہیں

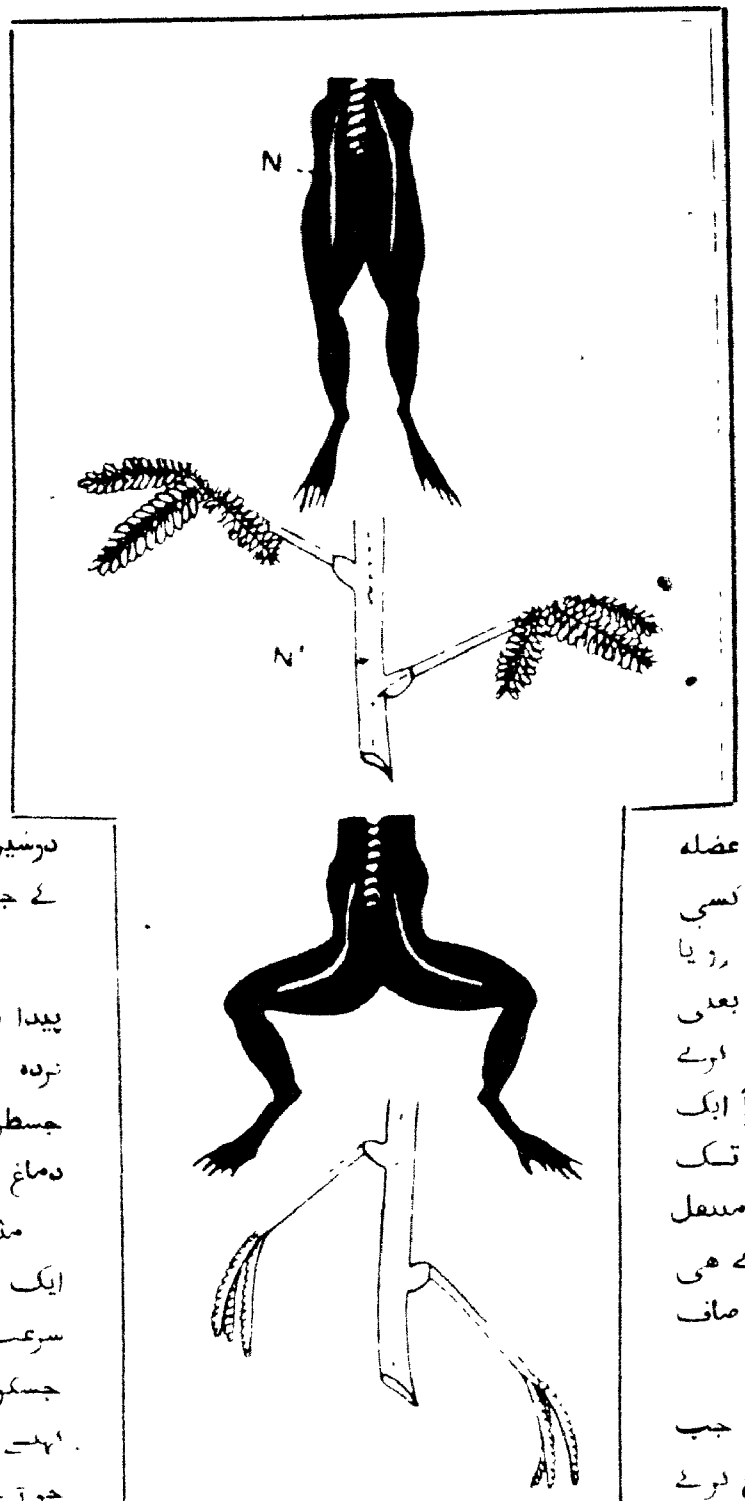

(۱) میمذک کا کٹا ہوا حصۂ جسم جسکے تجربہ کا ذکر مضمون میں آتا ہے - اور مموسا کے درخت کے عضلات -

اوپر میمذک کا زیریں حصۂ مقطوع ہے - اسمیں جو خطوط نظر آتے ہیں یہی عضلات ہیں جو ہیجان اور تنبہ کو دماغ تک پہنچاتے ہیں - انکی شناخت کیلیے انگریزی کا حرف N بنا دیا گیا ہے -

اسکے نیچے مموسا کی شاخ ہے - شاخ کے اندر خطوط دکھلائے ہیں - یہی خطوط بمنزلۂ عضلات کے ہیں جو ہر اثر رہیجان کو پل وی نس تک پہنچا دیتے ہیں (دیکھو N) - اس تصویر میں یہ دونوں جزیں سکڑی کی حالت میں دکھلائی ہیں -

(۲) لیکن نیچے کی تصویر ہیجان اور تنبہ کی حالت کو پیش نظر کرتی ہے - میمذک کا وہی مقطوع حصہ ہیجان اور اہتزاز کی حالت میں ہے - اسی طرح مموسا کی پتیاں بھی سکڑکے جھک گئی ہیں - دونوں کے اندر خطوط انکے نسج و عضلات ہیں -

قرار دینا چاہیے کہ درختوں میں بھی کوئی ایسی شے موجود ہے جو اپنی ساخت اور مایۂ خمیر میں بعینہ حیوانی عصب کے مانند ہے ' بلکہ یوں سمجھنا چاہیے کہ درختوں میں بھی بعض ایسے ریشے موجود ہیں جو بعینہ وہی کام کرتے ہیں جو جسم حیوانی میں اعصاب کا کام ہے -

Mimosa (مموسا) ایک دلی الحس اور سریع التاثیر درخت ہے جسے تہبت اردو میں چھوئی موئی کہنا چاہیے - اسکی ذکاوت حس کی یہ حالت ہے کہ ہاتھ لگتے ہی کسی شرمگیں دوشیزہ لڑکی کی طرح اسکی پتیاں کمھلا کے جھک جاتی ہیں -

مموسا میں مس کرنے سے جو ہیجان پیدا ہوتا ہے وہ بھی قریباً اسی طرح مس کردہ مقام سے مرکز تک منتقل ہوتا ہے جسطرح کہ حیوانات کے مس کردہ عصر سے دماغ تک پہنچتا ہے -

مثلاً آپ ایک پتی کو چھوا - بمجرد لمس ایک قسم کا ہیجان پیدا ہوگا جو بہرہا کی سرعت کے ساتھ اس عضو تک پہنچ جائیگا جسکو عضو حرکت پذیر (Motile organ) کہتے ہیں - مموسا میں یہ عضو پتیوں کے جوڑ کے پاس ہوتا ہے - اسی کے پاس پل وی نس (Pulvinus) نامی ایک عضو نباتاتی ہوتا ہے جسکی خاصیت یہ ہے کہ ہیجان کی حالت میں عضلات کی طرح اسمیں بھی تقلص و انقباض (کھنچنا اور سکڑنا) ہوتا ہے - جب ہیجان اس عضو حرکت پذیر تک پہنچتا ہے ' تو اس سے منتقل ہوکے پل وی نس میں آتا ہے اور سمٹنے لگتا ہے - اسکے سمٹتے ہی میمذک کے عضلۂ مقطوع کی طرح اسمیں بھی ایک جھٹکا لگتا ہے - یہی جھٹکا ہے جو دھیرے دھیرے کمھلا کے گرجانے کی شکل میں ہم کو نظر آتا ہے -

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ حیوانات میں نقل ہیجان کا اصلی ذریعہ وہ ریشے یا خطوط ہیں جن سے اعصاب مرکب ہوئے ہیں - نباتات میں بھی ایک قسم کے ریشے ہوتے ہیں جنکو انگریزی میں (Tissue) اور عربی میں نسیج کہتے ہیں - یہی ریشے ہیں جو ہیجان کو منتقل کرتے ہیں - مموسا میں یہ ریشے تنے یا شاخ میں ہوتے ہیں اور اسطرح چسپاں ہوتے ہیں کہ بمشکل علحدہ ہوسکتے ہیں - البتہ فرن (Fern) میں نہایت آسانی سے علحدہ ہوجاتے ہیں -

مکتـــوب استـــانـــه علیـــه

سالنامـه جمعیـة هـلال احمـر قسطنطنیه

اور

ارسیـالیـات مـالیـه هنـــد

جنرل سکریٹري هلال احمر قسطنطنیه کا مراسله

بخدمت ادیب اریب و فاضل طبیب مولانا ابو الکلام آزاد متعنا الله ببقاه -

پس از ستایش آں فاضل معظم عرض مي شود که نامهٔ نامی مورخهٔ ۱۱ - جون رسیده - مطالعه شد - از مضمون مکتوب آگاهي حاصل گشت - چندی است که در مطبوعات هندوستان پارهٔ مقالات و بیاناتی دیده مي شود که جمله متعلق مذاقشات اعانهٔ - چندهٔ - هلال احمر میباشد - مي نوان گفت که تمام این قیل و قالها را رفع و صحتی درکار نیست - چه که سالنامهٔ هلال احمر که موجب این همه گفتگوها گشته ' عبارت از رابورت هائی است که در سال قبل طبع و انتشار یافته ' و هنور اسمأ خبلی از اعانه دهندگان در آں کتاب درج و اشاعه نیافته است که در سالنامهٔ آینده متعلقهٔ سالهای ۱۳۲۹ و ۱۳۳۰ دیده و نافته خواهد شد -

دیگر انکه مبالغی که در سالنامه محرر و مندرج است ' عبارت از مبالغی میباشد که از راه راست بدون توسط و مداخلهٔ کسی و منبعی ' یکسره بادارهٔ مرکز عمومی جمعیت هلال احمر قسطنطنیه واصل و اخذ و قبض گردیده - درین شکی نیست که بسیاری مبالغ دیگر نیز که بواسطهٔ اشخاص و منابع متعدده فرستاده شده است هنوز داخل سالنامهٔ مذکوره نگردیده است - بنی دیگر آنست که مبالغی بدون اینکه نام هلال احمر از طرف اعانت دهنده و فرستنده ذکر شود ' بنام صدارت عظمی رسیده ' و ابشاں آں مبلغ را طوری که صلاح دیده اند برای صرف مجروحین و غزاة راسا بوزارت جنگ تسلیم و سپرد فرموده اند که در دفتر خانهٔ وزارت مذکوره مضبوط و مسید میباشد ' و بجاے لازم خود خرج و مصروف رسیده است

پس چنان مناسب است که مطبوعات معظمه هند تا هنگام انتشار سالنامهٔ آینده دم از مذاقشات و مطاعنات و بدگوئی و اتهام همدیگر بربسته ' مترصد و منتظر استقبال باشند - انگاه سلیم از سقیم و غث از سمین معلوم و آشکار خواهد گشت -

در ختام این نامه از گفتن چند جمله ناگزیر هستیم که آں این است : برادران محترم ما مسلمانان هندوستان یقین کنند و مطمئن باشند که تمام مبالغ مرسوله که بنام اعانهٔ هلال احمر فرستاده اند - خود شان کاملاً بانس جمعیت انسانیت پرور رسیده و یک فلس آں حیف و اجحاف نشده ' و تماماً صرف غازیان و مجروحان در اثناء جنگ شده - و ازین روے ملت نجیبهٔ عثمانیه و دولت علیه از همهٔ مددکنندگان نهایت منت و سپاسگذاري داشته و هیچ وقت نیکي و خوبیهاے آں برادران نیکنام را فراموش نخواهند نمود -

بدین وسیلهٔ حسنه تقدیم احترامات فائقه نموده موفقیت جنابعالي را در کافهٔ امور خواهانم - والسلام

کاتب عمومي هلال احمر عثماني در قسطنطنیه :

در قفور عدنان

(ترجمـــه)

گذارش هے که آپکا خط مورخه ۱۱ - جون پہونچا اور مطالب مندرجه سے آگاهي هوئی -

کچھه عرصے سے هندوستان کے اخبارات میں چند ایسے بیانات و مضامین دیکھے جاتے هیں جو تمام تر جنده هلال احمر کے جھگڑوں کے متعلق هیں - لیکن اس تمام قیل و قال میں کسي طرحکي واقعیت و صحت نہیں هے - اسلیے که هلال احمر قسطنطنیه کی رپورٹ جو ان مناقشات کا موجب هوئي هے ' اب سے دو سال قبل طبع هوئي ' اور بہت سے روپیه بهیجنے والوں کے نام اسمیں درج نه هوسکے - وه ۱۳۲۹ اور ۱۳۳۰ کي رپورٹ میں درج هونگے جو شائع هونے والي هے -

دوسري بات یه هے که رپورٹ میں جو رقمیں درج کي گئی هیں ' وه صرف وهي رقوم هیں جو براه راست و بغیر توسط ' اور بلا کسی درمیاني شخص کے وسیله اور کسي دفتر کے دخل کے ' یکسر دفتر انجمن هلال احمر قسطنطنیه میں پہنچیں اور وصول کی گئیں - اسمیں شک نہیں که انکے علاوه اور بھي بہت سا روپیه دیگر اشخاص اور دفاتر کے واسطه سے بهیجا گیا هے که هنوز رپورٹ میں درج نہیں کیا گیا هے - ایسا بھی هوا هے که بعض رقوم انجمن هلال احمر کی جگه وزیر اعظم کے نام بهیجی گئیں اور انهوں نے جس طرح مناسب سمجھا مجروحین جنگ کی اعانت کیلیے براه راست وزارت جنگ کے سپرد کردیا اور حکم دیا که دفتر وزارت میں درج کیا جاے ' اور وه بھی اپنے مقصد خاص میں یعنی مجروحین جنگ کی اعانت میں خرچ و صرف کیا گیا -

پس مناسب هے که هندوستان کے اخبارات اپنے جھگڑوں اور باهمدگر طعن و قدح کو اور اتهام و بدگوئی کے سلسلے کو دوسري رپورٹ کی اشاعت تک بند کردیں اور اسکی اشاعت کا انتظار کریں اس وقت حقیقت ظاهر هوجائیگی اور کھرے کھوٹے میں تمیز کی جا سکیگی -

خط کے خاتمه میں چند جملے جو اعانت کے خرچ و تصرف کی نسبت کہدینا ضروري سمجھے گئے هیں - همارے محترم بھائی یعنی مسلمانان هند یقین کریں اور مطمئن رهیں که تمام روپیه جو انهوں نے هلال احمر هند کیلیے بهیجا هے ' وه سب کا سب انجمن کو وصول هوچکا هے اور ایک پیسه بھی اس میں سے ضائع و غدر خیانت نہیں هوا - اور تمام کا تمام صرف غازیان مجروح کی تیمار و اعانت میں خرچ کیا گیا - ملت عثمانیه اور نیز دولت علیه تمام مدد کرنے والوں اور جو اعانت بهیجنے والوں کی نہایت درجه ممنون و شکر گذار هے اور کبھی بھی هندوستان کے نیک نام بھائیوں کی اس سچی نیکی اور همیت کو فراموش نہیں کرسکتی -

اس تقریب مراسله کے مورد پر احترامات فائقه کا تحفه پیش کرتے هوے ' جناب عالی کے تمام امور و مقاصد کی کامیابی کی دعا مانگتا هوں - والسلام -

جنرل سکریتري انجمن هلال احمر قسطنطنیه :

دا کتور عدنان

مدارس اسلامیہ

باز گو از نجد و از یاران نجد !

ندوہ کا جدید دستور العمل

آندھیاں چل چکیں، گرد آڑ چکی، فضا غبار آلود ہوکر صاف ہوگئی، مدرع بیانی، اتہامات، انتقامی جذبات کا زمانہ گذر چکا - اب وقت آگیا ہے کہ قوم اس اصلی راز تک پہنچ سکے کہ ندوہ کیا کررہا ہے، اور قبول اصلاح کی آمادگی جو اسنے ظاہر کی ہے، وہ کہاں تک واقعی ہے ؟ اصلاحی مطالبات میں سے کارکن اشخاص نے صرف دستور العمل کی ترمیم منظور کی ہے اور جدید دستور العمل طبع کرکے شائع کردیا ہے - اسلیے ہم مختلف پہلوؤں سے اسپر بحث ڈالتے ہیں - ندوہ کے مفاسد ہم بیان کرچکے ہیں پس اصلاح کا وہی قدم صحیح ہوگا جو اُن دونوں قسموں کے مفاسد کو دور کرے -

سب سے پہلا امر یہ ہے کہ دستور العمل کے شروع میں کوئی تمہید نہیں ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ ترمیم کی کیا ضرورت تھی اور نمایاں طور پر کن خاص امور کی شکایت تھی جن کو جدید دستور العمل میں رفع کردیا گیا ہے ؟ اس سے بڑھکر یہ کہ دستور العمل میں لکھا ہے کہ قدیم دستور العمل جہاں تک کہ اس دستور العمل کے خلاف نہ ہو، قایم رہیگا - مگر اس دستور العمل کے ساتھہ قدیم دستور العمل شائع نہیں کیا گیا ہے، اسلیے عام پبلک اور اخبارات وغیرہ کو معلوم نہیں ہوسکتا کہ موجودہ قواعد کے ساتھہ ترمیا کیا قواعد ہیں، اور وہ کہاں تک صحیح یا غلط ہیں ؟

اسی ابہام اور عدم انکشاف حالت کا اثر یہ ہے کہ دستور العمل کو شائع ہوئے ہفتوں گذرگئے، لیکن کوئی اخبار اسپر کچھہ نہ لکھہ سکا - ابھی موقعت کسکو ہے کہ تمام دستور العمل پڑھے، قدیم اور جدید کا موازنہ کرے، اور پھر انتقاد اور جرح و تعدیل کرے ؟

(۱)

لیکن پیشتر اسکے کہ ترمیم شدہ دستور العمل پر بحث کی جائے، اس سوال پر غور کرنا چاہیے کہ موجودہ کمیٹی ندوہ قاعدہ کی رو سے کوئی با ضابطہ کمیٹی ہے یا نہیں ؟ اگر نہیں ہے تو وہ خود قائم رہکر ترمیم و تغیر کی مجاز ہے یا نہیں ؟

جدید دستور العمل میں قواعد کی دفعہ اول یہ ہے کہ " قواعد و ضوابط ہذا کا نفاذ اس تاریخ سے ہوگا جب کہ جب ارابین انتظامیہ موجودہ ندوۃ العلماء اسکو مجلس انتظامی سے منظور کریں "

لیکن اصلاحی گروہ کا سب سے پہلا مطالبہ یہ ہے کہ دستورالعمل قاعدہ کی رو سے موجودہ ارکان انتظامی، ارکان انتظامی ہی نہیں ہیں - اور ندوہ کی کوئی جائز منیجینگ کمیٹی موجود ہی نہیں ہے -

اس بنا پر سب سے پہلے یہی مسئلہ طے ہونا چاہیے - کیونکہ دستورالعمل کی دیگر دفعات نمامتر اسی ایک مسئلہ پر مبنی ہیں -

ندوہ کا سب سے پہلا دستور العمل تقریباً ۶ - ۷ برس تک نافذ رہا پھر مسترد کرکے نیا دستور العمل مرتب کیا گیا جو اسوقت تک جاری ہے - ان دستور العملوں میں ندوہ کی انتظامی کمیٹی کی

ترکیب یہ ہے کہ اسکے ممبر صرف دو برس کے لیے منتخب ہوتے ہیں - ان کی مدت کے انقضاء کے بعد جدید انتخاب ہوتا ہے - ممبروں کی تعداد دونو دستور العملوں کی رو سے ۳۵ یا ۳۶ تھی -

لیکن ندوہ کی جدید عمارت کا جب سنگ بنیاد رکھا گیا تو ایک جلسہ خاص کیا گیا، اور اس میں دفعۃ دستور العمل میں یہ ترمیم کردی گئی کہ ممبروں کی تعداد ۳۶ سے بڑھاکر ۵۱ کردی جائے، اور پھر اسی جلسہ میں فوراً ۱۵ ممبر انتخاب بھی کرلیے گئے - یہ کارروائی بغیر اسکے کی گئی کہ کوئی تبدا شائع کیا جاتا اور باہر کے ارکان سے رائے طلب کی جاتی - چونکہ یہ کارروائی تمام تر خلاف ضابطہ تھی اسلیے یہ جدید ممبر بالکل خلاف ضابطہ ہیں اور حقیقت میں ان کا کوئی قانونی وجود نہیں ہے - لیکن اسوقت سے اب تک یہ زاید شدہ تعداد موجود ہے، اور کثرت آرا کے بنا پر جسقدر فیصلے ہوے ہیں، ان میں زیادہ تر انہی کی تعداد نے کام دیا ہے - یہ بے ضابطگی کا پہلا اساس الامور ہے -

لیکن خیر اسکو بھی جانے دیجیے - اس سے آگے بڑھنے کے بعد بھی ندوہ کی کوئی جائز منیجنگ کمیٹی نہیں ملتی -

* * *

دستور العمل کی رو سے ارکان انتظامی کا انتخاب جلسہ خاص کا کام ہے (دیکھو دفعہ ۳۲) جلسہ خاص میں ارکان کا نصاب ۱۵ رکھا گیا ہے - ارکان انتظامیہ کا پہلا انتخاب جو جولائی سنہ ۱۹۱۳ع میں ہوا، وہ بھی بالکل بے ضابطہ تھا، اور ندوہ کی کمیٹی بالکل شکست ہوچکی تھی -

تفصیل اسکی یہ ہے کہ جولائی سنہ ۱۹۱۱ع سے دو مہینے پہلے ۴۲ ارکان انتظامیہ کی مدت ممبری گذر چکی تھی اور وہ ممبری سے خارج ہوچکے تھے - پس اُن کو رائے دینے کا کوئی حق نہ تھا - صرف ۹ ممبر باقی رہ گئے تھے جو رائے دینے کے مجاز تھے - لیکن چونکہ دستور العمل دفعہ ۳۳ کی رو سے جلسہ خاص میں ۱۵ ارکان کی موجودگی ضرور ہے - اسلیے یہ جلسۂ خاص قانوناً بالکل بے ضابطہ اور بے اثر تھا -

اگر یہ کہا جائے کہ جلسہ خاص میں جو ارکان مشروط ہیں اس سے ارکان عام مراد ہیں تو انکے لیے بھی حسب دفعہ ۵ دستور العمل یہ ضرور ہے کہ جلسہ انتظامیہ نے اُن کا انتخاب کیا ہو، لیکن ارکان عام کا انتخاب کسی جلسہ انتظامیہ میں نہیں ہوا -

غرض جولائی سنہ ۱۹۱۳ع سے پہلے ندوہ کی کمیٹی کے صرف ۹ ممبر باقی رہ گئے تھے اور وہ جلسہ خاص کرنے کے مجاز نہ تھے (کیونکہ اسکے لیے ۱۵ کی تعداد درکار ہے) ایک سال کے گذرنے پر ان میں سے بھی کئی کی مدت ممبری ختم ہوگئی، اور اب قاعدہ کی رو سے وہ تعداد ۷ سے بھی کم ہے -

اسلیے ندوہ کا کوئی جلسہ منعقد نہیں ہوسکتا کیونکہ جلسہ خاص جو جدید ممبر انتخاب کرسکتا ہے، اسکے لیے ۱۵ ارکان کی تعداد ضروری ہے، اور مجلس انتظامی کیلیے بھی کم از کم ۷ - لازمی ہیں، لیکن اس وقت با قاعدہ ممبروں کی تعداد ۸ - بھی کم ہے -

پس دنیا کو تعجب اور حیرت سے سننا چاہیے کہ قانوناً ندوہ کا اس وقت وجود ہی نہیں ہے، محض ایک بے قاعدہ اجتماع ہے جو ندوہ کو چلا رہا ہے - اسلیے سب سے پہلا کام یہ ہونا چاہیے کہ ندوہ کا ممبروں کا انتخاب بالکل نئے سرے سے عمل میں آئے اور اس سرے سے اسکا نظام درست ہو - جب تک یہ مرحلہ طے نہوگا، اس وقت تک ندوہ کی تمام کارروائیاں حتی کہ اصلاح دستور العمل بھی محض بے قاعدہ اور بے معنی ہونگی - اگر یہ بیان صحیح نہیں ہے تو ارکان ندوہ کو اس کی تصحیح کر دینی چاہیے -

مسئلۂ البانیا

(۱) پرنس زیڈ مع اپنی بیوی اور سہ حوار بچے کے جسکو یورپ کی جریدہ مسابات کے عقریب کے البانیا کی عالب اسلامی آبادی پر مسلط کرنا چاہا -

(۲) لیکن البانیا کے فریب خوردہ اور بد بخت قبائل بالاخر ہشیار ہوے اور پکار اٹھے کہ " ہمیں اس نصرانی حکومۃ و عدالۃ کی جگہ پھر ترکوں کا ظلم واپس دلادو ! " عام خروج اور بد امنی پھیل گئی - بالاخر پرنس زیڈ کو جسے پادشاہوں کا تاج پہنایا گیا تھا ' چوروں اور مجرموں کی طرح بھاگنا پڑا - دیکھو ! وہ پوشیدہ ایک کشتی پر سوار ہو رہا ہے جو اسے ایک خفگی جہاز میں پہنچا دیگی -

(۳) اب یورپ حیران ہے - اور مسئلۂ البانیا کیلئے ایک غیر رسمی کانفرنس منعقد کی گئی ہے -

جنرل دی ویبر کا بیان

یورپ کو دوسری قوموں کی ملی عصبیت کی مذمت و ہجو کرتے کرتے اب خود اپنے تعصب و تنگ دلی سے بھی شرم آنے لگی ہے - اگرچہ تعصب اسکے رگ و پے میں جاری و ساری ہے ' مگر جب کبھی اسکے منظر عام پر آنے کا موقع پیش آتا ہے تو وہ ہمیشہ اسکے چہرہ پر دروپ و خدع کا نقاب ڈالکر آتا ہے -

البانیا کا اسلامی حکومت سے محروم ہونا یورپ کے مسیحی تعصب اور دیرینہ سازش کا نتیجہ ہے ' تاہم یورپ نے اسکی وجہ یہ بیان کی کہ اولاً تو اصولاً ہر قوم کو اپنے اوپر خود حکومت کرنی چاہیے - ثانیاً چونکہ ترک یہاں امن و نظام قائم نہیں کرسکتے - اسلیے یہ سرزمین ہمیشہ کشت و خون اور جنگ و جدل کے عذاب میں گرفتار رہتی ہے - پس ترکوں کو نکالدینا چاہیے -

وجہ اول کہاں تک صحیح ہے ؟ اسکا اندازہ شہزادہ ویڈ کے حیرت انگیز تفرر ' پھر فرار ' اہل البانیا کے خروج اور یورپ کے نامرادانہ تعامل و سکوت سے ہوگیا ہوگا - اور دوسرے سبب کا اندازہ جنرل دی ویبر کے بیان سے ہوسکتا ہے جو البانیا کی ڈچ جندرمہ کے افسر اعلیٰ ہیں -

وہ آجکل اپنے وطن واپس آئے ہوے ہیں - یہ حالات انہوں نے ہوالینڈ دی گزیٹ کے مراسلہ نگار سے بیان کیے ہیں -

انہوں نے کہا کہ " البانیا کی سرزمین سازشوں اور چالاکیوں کی سرزمین ہے - یہاں ہر قبیلہ اپنے ہمسایہ قبیلہ کے اور ہر معزز آدمی اپنے معزز ہمسایہ کے خلاف سازش میں شب و روز مشغول رہتا ہے - جس شے سے براگندہ حالی بدرجہ بدتر ہوگئی ہے ' وہ یہ ہے کہ خارجی نفوذ و اثر کا بھی بر سر نشانہ ہونا ہے یہ ہے کہ جس شخص نے البانیا بچشم خود نہیں دیکھا ہے اسے یہ اندازہ کرنا مشکل ہے کہ سازشیں کسقدر عمیق و متناہی ہیں اور ان سے حکمراں جماعت کے مرائض میں کس درجہ اشکال و دقت پیدا ہوتی ہے ؟ مثال نہیں تو مثال سے دوسرے درجہ پر ضرور ہے "

اسکے بعد جنرل موصوف نے بتلایا کہ جب وہ البانیا پہنچے ہیں تو وہاں کے مناسب حال جندرمہ (خفگی پولیس) کی ترتیب کے لئے کس طرح انہوں نے اس وسیع ملک کا ایک طویل دورہ کیا ؟ اور کیا کیا حالات پیش آئے ؟ اسکے بعد انہوں نے کہا

" امکان ہمارے دورہ سے واپس آنے ہی بین القومی کمیشن نے مجھے ہمیں مجبور کیا کہ ہم فوراً ایک طاقت بیدار کریں جو یونان سے ان مقامات کو خالی کرالے جن پر وہ اسوقت قابض تھا -

یہ ہمارے مشکلات کا آغاز تھا اب ذرا سوچیے کہ یہ لوگ کس قسم کے ہیں ؟ کامل فرمونیت (انارکی) کے علاوہ کسی دوسری حالت سے نا آشنا سے معلوم ہیں - " وطنیت " " ارض پدری " ان الفاظ کا تصور بھی انکے ذہن میں نہیں - ان میں نہ تو فریبت ہے اور نہ وابستگی نہ وفاداری کا احساس ہے اور نہ انجام اندیشی و فرق مراتب کا خیال - وہ افسر کو بھی بالکل اسیطرح اپنے باکی سے گولی مار دینگے جسطرح وہ ایک باغی کو مار دینے ہیں -

"یہ لوگ تھے جنھیں بھرتی کرکے یونان کے مقابلہ کے لیے حرب کی طرف بھیجا گیا تھا"!

"اسکا یہ قدرتی نتیجہ ہوا کہ تمام وقت، روپیہ، اور معدات ان پر صرف ہو گئی، اور البانیا کے دوسرے حصوں میں بالے عمل لانکرا کے لگا"

"مصیبت بالائے مصیبت، پیرو پر بعض ترکی افسروں کا حملہ، ترانا اور البیسن میں اندیشہ ہاک اجتماع افراج، اسد پاشا کی مشکلات، اور سب سے آخر مگر سب سے بڑھکر موجودہ تعارت!"

اس اعتذاری تمہید کے بعد انھوں نے اپنے مشن کی مشکلات اور اپنا ہمدرد ناکامی کی داستان چھیڑی اور بتلایا کہ انکا سارا وقت مسائل کی برھمزنی، اشخاص کے انتخاب، انکی تربیت، اور ان میں مرکزی وابستگی و اتحاد کے رنگ میں رنگ دینے میں صرف ہوتا رہا - ان کوششوں کے نتائج کا ذکر کرتے ہوئے انھوں نے

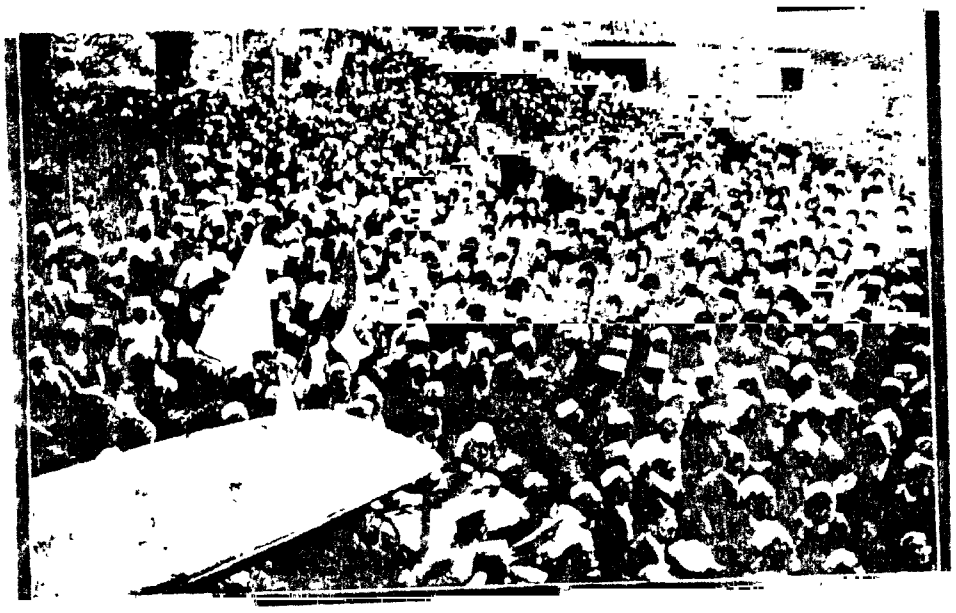

دروزہ میں اہل البانیا کا اجتماع اور "یا مسلمان خدمراں یا دوبارہ ترکوں کی حکومت" کا نعرہ!!

جواب دینا میرا کام نہیں -

جب اسد پاشا کے متعلق پوچھا گیا، تو پہلے تو انھوں نے نہایت احتیاط اور احساس مسئولیت کے ساتھ کہا کہ "صاف دلائل ملنا مشکل ہے" لیکن اسکے بعد کچھ کچھ احتیاط کی بندشیں ڈھیلی کر دیں، اور ایک قیاس مراتب غیر صاحبوں پر بیٹھکے وہاں پہنچگئے جہاں آج تمام یورپ مصروف گفتگو ہے"

کہا کہ جب تک ہمارے تمام افسر، جو اسوقت اطراف و جوانب میں پراگندہ ہیں، اسی ایک مرکز پر مجتمع نہ ہو جائیں، اسوقت تک ہمیں یہ نہیں نظر آسکتا کہ کیا کچھ ہوچکی ہے؟

بین الدولی قبضہ کیا ہوگا؟

جنرل موصوف نے کہا کہ یہ ایک بہت بڑا مشکل مسئلہ ہے - بعینہٖ بعض ماہرین سیاست کا خیال ہے کہ یہی آخرین حل ہے، مگر چونکہ یہ ایک خالص سیاسی سوال ہے اسلیے

قطب جنوبی

یاد ہوگا کہ ہم نے الہلال (جلد چہارم) میں سر ارنسٹ شیکلٹن کی سرگردگی میں ایک قطبی مہم کے جانے کی اطلاع دی تھی، جو قطب جنوبی کے مسئلہ کو انتہا تک پہنچا دینے کی کوشش کریگی -

مابعد سر شیکلٹن بحیثیت کے طور پر آدمیوں کے ہمراہ بارہے کی روانہ ہو گئے - اس متعلق اور آزمایشی سفر سے وہ حال ہی میں واپس آئے ہیں - خود شیکلٹن اور اسکے رفقاء کے چہروں پر سفر کے جو آثار نظر آئے ہیں ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ اثناء سفر میں انھیں کیسے کیسے مصائب و شدائد کا مقابلہ کرنا پڑا ہے؟

ایک اخبار کا نامہ نگار ان سے ملنے گیا تھا - اس نے جب سفر کے حالات و نتایج کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے کہا:

"میں اپنے تجربہ کے نتائج سے خوش ہوں - قطب جنوبی کے متعلق یہ پہلا کام ہے جو ان حالات میں کیا گیا ہے - ہمارے امتحان نے یہ واضح کردیا ہے کہ ہماری تیاریوں کا رخ صحیح ہے - ہم اپنی کمزوریوں کو معلوم کرکے گئے تھے جو ہمیں معلوم ہوگئیں، اور اب ہم انکا انسداد کردینگے - ہمارے ساز و سامان میں موٹرکار اور خیمے دو سب سے زیادہ کامیاب چیزیں ثابت ہوئی ہیں - یہ دونوں چیزیں آیندہ تجارب میں اور زیادہ کامیاب ثابت ہونگی -

سر شیکلٹن

در اصل ہم نے تمام وسیلوں میں کام کیا، اور جہاں تک ممکن ہوا بحر انطراطیک کے سے سخت اور خطرناک حالات میں کیا!

منجملہ شدید واقعات کے ایک یہ واقعہ قابل ذکر ہے کہ ایک بہت ہی ڈھالو اتار پر سے گزرتے وقت موٹر سیلج (موٹر کی طاقت سے برف پر چلنے والی گاڑی) الٹ گئی - مگر غنیمت ہے کہ کسی شخص کو نقصان نہیں پہنچا - سطح کی حالت نے جہاں جہاں اجازت دی ہماری جماعت نے گاڑیاں خوب دوڑائیں، مگر عموماً یہاں کی سطح انطراطیک کی سطح سے زیادہ نرم ہے - جو سطحیں اسوقت تک تجربے میں آچکی ہیں، ان میں سب سے بہتر متوسط درجہ کی انطراطیکی سطح کو سمجھنا چاہیے -

عدا تھیلوں کے بدلے ٹین کے بکسوں میں زادہ کی گئی تھی جو ان تھیلوں سے زیادہ ہلکے اور ہاتھ میں زادہ کے قابل تھے - لوگوں کو بھادا تین وقت یعنی صبح، دوپہر اور شام کو ملتا تھا - پینے کے لیے صرف چائے یا دودھ تھا"

شیکلٹن کا یہ سفر محض ایک آزمایشی سفر تھا - وہ چاہتے تھے کہ نئے سامانوں کا تجربہ کر دیکھیں کہ ان سے کس قدر مدد ملتی ہے - اب تک اس سفر میں برفستانی کتوں کی گاڑیوں سے کام لیا جاتا تھا، مگر اس آزمایش نے ثابت کر دیا ہے کہ موٹرکار سے اس مہم میں بہت مدد ملسکتی ہے -

مرایـــــا

الاعتصـــاب فـــي الاســـلام

از مولانا عبـــد الســـلام نـــدوي

(۲)

(تنقـــيـــح دوم)

(کیا اسٹرائک صرف تجارت پیشه گروہ هي کرسکتا هے ؟)

نصریحات متذکرہ بالا سے اگرچہ ثابت هوگیا هے که استرائک تجارتي تعلقات رکھنے والوں کے ساتھه مخصوص نہیں هے ' لیکن ایک معترض کہه سکتا هے که طلباء کي مخصوص حالت تمام دنیا سے مختلف هے اور وہ اونکو استرائک کي اجازت نہیں دیتي - اس بنا پر سب سے مقدم سوال یه هے که اوستاد و شاگرد کے تعلقات استرائک کے متحمل هوسکتے هیں یا نہیں ؟

اسلام کے نظام تعلیم میں ابتدا سے لیکر آجتک جو تغیرات وانقلابات هوے هیں' اونکي تاریخ اگر چه نهایت دلچسپ هے لیکن یه مضمون اوسکي گنجایش نہیں رکھتا ' اجمالاً صرف یه بیان کردینا کافی هوگا که صحابه کرام بلکه تابعین کے زمانه تک تعلیم پر اجرت لینا سخت ننگ و عار بلکه گناه خیال کیا جاتا تھا ' اور محدثین نے مدت تک اس روش کو قائم رکھا - چنانچه ایک محدث کی آنکھه میں اسوب نہا - ایک طالب العلم نے سرمه پیش کرنا چاها ' انھوں نے صاف انکار کردیا که علم حدیث اس ظاهري معارضه کا بھي متحمل نہیں هو سکتا حالانکه یه معارضه نه تھا - (۱)

ایک مرتبه حضرة حسن بصري نے بازار میں کپڑا خریدنا چاها - بزاز نے کہا که " آپ کو اس قیمت پر دیتا هوں ورنه دوسرے کو هرگز نه دیتا " چونکه اس رعایت کا سبب صرف یه تھا که وہ بہت بڑے محدث تھے ' اسلیے بظاهر یه تخفیف ' علم حدیث کا معارضه تھي ' لیکن یه غیر محسوس معارضه بھي اونکو اس قدر شاق گذرا که پھر تمام عمر خرید و فروخت لیلیے بازار نه گئے (۲) -

محدثین میں اگر کوئي ماهوار وظیفه لیتا بھي تھا تو اوسکو طلباء پر صرف کردیتا تھا (۳) بعض محدثین خود طلباء کو مالي اعانت دیتے تھے (۴) اس استغناء و قناعت کا یه اثر تھا که علماء کو سلاطین کا مطلق خوف نه تھا (۵) بلکه اسکے برعکس خود شاهزادے محدثین سے ڈرتے تھے (۶) بعض محدثین علانیه سلاطین کو گالیاں دیدیتے تھے (۷) یه استغناء صرف مال و دولت تک هی محدود نه تھا' بلکه علماء کو عزت ' شهرت ' اور جاه طلبي سے بھي سخت نفرت تھي - امام اعمش کا بیان هے که هم نے ابراهیم کو مجبور کیا که وہ مسجد میں ستون کے پاس بیٹھه کر درس دیں - چونکه اس ذریعه سے گویا اپنے آپ کو نمایاں کرنا تھا - اسلیے اونھوں نے انکار کردیا حارث بن قیس جعفي کا یه حال تھا که جب ایک یا دو آدمی اون سے درس حدیث حاصل کرتے تھے تو وہ بیٹھے رهتے تھے ' لیکن جب مجمع هوجاتا تھا تو شهرت و جاه طلبي کے خوف سے اوٹھه جاتے تھے - ربیع کے پاس جب طلباء حاضر هوتے تھے تو کہتے تھے که خدا تمهارے شر سے بچاے (۱) -

تذکرة الحفاظ وغیرہ میں اس قسم کے واقعات بکثرت مذکور هیں ' لیکن اس موقعه پر هم محدثین کے فضائل و مناقب کا باب باندھنا نہیں چاهتے ' بلکه اس تفصیل کا مقصد یه هے که جب تک یه نظام تعلیم قائم تھا ' طلباء و اساتذہ کے تعلقات استرائک کي گنجایش نہیں رکھتے تھے ' کیونکه استرائک کا مقصد (جیسا که اوپر گذر چکا) یه هوتا هے که تمدني فوائد و منافع سے دوسرے گروہ کو محروم کردیا جاے - لیکن اس نظام تعلیم میں اساتذہ کو طلبا کے ذریعه سے کوئي مالي فائده حاصل نه تھا - مال و دولت سے وہ بیزار تھے ' جاه و شهرت سے اونکو نفرت تھي ' خود بعض محدثین طلباء کو مالي مدد دیتے تھے ' ایسی حالت میں استرائک اونکو اس فائده سے محروم کرسکتي نہیں - فائده اسکا اثر خود طلباء پر نہایت مضر پڑسکتا تھا - اخلاقي حیثیت سے اس کے بجازي اور اسے بعض وہ طلباء پر جو اور پڑھا کر اپني قسم کي سرکشي کي اجازت نہیں دیسکتا تھا - لیکن تاریخ اسلام کے یه ایام بیض جب گذر گئے تو دفعه نظام تعلیم میں انقلاب پیدا هوا اور اوس کے شاگرد و اوستاد کے علمي تعلقات کو مبدل به تجارت کردیا - علماء کو ماهوار تنخواهیں ملنے لگیں ' بیش بها وظائف مقرر کیے گئے - اور اس انقلاب کے زمانه رفته رفته انھیں حرص و طمع کا خوگر بنا دیا ' جس کے اون کے وقار کو دفعه بالکل مٹا دیا

علامه ابن خلدون نے مقدمه تاریخ میں روایات کي تنقید کا ایک خاص اصول قائم کیا هے وہ " تاریخي روایات میں زمانے کے تغیرات کو نظر انداز کردینا سخت غلطیوں کا باعث هوا کرتا هے " چنانچه لکھتے هیں :

ومن الغلط الخفي في التاریخ ' الذهول عن تبدل الاحوال في الامم والاجیال بتبدل الاعصار ومرور الایام وهو داء دوي شدید الخفاء اذ لایسع الا بعد احاطة متطاولة فلا یکاد یتفطن له الا الاحاد من اهل الخلیقة	تاریخ میں ایک مخفي غلطي یه هے که تغیرات زمانه سے قوموں میں جو تغیر هوتا هے اوسکو بھلا دیا جاتا هے ' اور یه سخت مرض هے جو نهایت مخفی طور پر پیدا هوتا هے کیونکه اوسکا ظهور ایک زمانه ممتد کے بعد هوتا هے اسلیے اوسکو صرف چند مخصوص افراد سمجھتے هیں -

علامه موصوف نے اس قاعده سے متعلق اس جو تشریحي مثالیں دي هیں ' اون میں ایک مثال تعلیم کے متعلق بھي هے - جس سے اس انقلاب کي حقیقت اور اوسکا عملی اثر اچھي طرح واضح هوسکتا هے ' اسلیے هم اوسکا خلاصه درج کرتے هیں :

" اسی قبیل سے یه واقعه بھی هے جسکو حجاج کے متعلق مورخین نے بیان کیا هے که اوسکا باپ معلم تھا ' حالانکه اس زمانه

---

(۱) تذکرة الحفاظ جلد ۱ - ص ۳۶۳
(۲) مسند دارمي صفحه ۷۵
(۳) تذکرة الحفاظ جلد ۴ - ص ۱۶۱
(۴) تذکرة الحفاظ جلد ۴ - ص ۲۵۰
(۵) تذکرة الحفاظ جلد ۱ - ص ۳۴۳
(۶) تذکرة الحفاظ جلد ۱ - ص ۱۸۹
(۷) تذکرة الحفاظ جلد ۱ - ص ۲۹۵

(۱) دارمي صفحه ۷۱

میں تعلیم معاش کا ذریعہ ہے جو عصبیت کی عزت سے بمراحل دور ہے' اور معلم ضعیف اور مسکین شخص سمجھا جاتا ہے جسکو کوئی خاندانی عزت حاصل نہیں ہوتی - اس بنا پر بہت سے دلیل اہل پیشہ اسکے ذریعہ سے وہ مناصب حاصل کرنا چاہتے ہیں' جسکے وہ اہل نہیں ہیں - اونکو حرص و طمع یہاں سے یہاں پھینک دیتی ہے ' اکثر سر رشتہ امید اونکے ہاتھہ سے چھوٹ جاتا ہے وہ ہلاکت کے گڑھے میں گر پڑتے ہیں اور وہ غریب یہ نہیں جانتے کہ اونکے لیے یہ مناصب محالات سے ہیں اور وہ صرف پیسہ دور پھینک ہیں - لیکن تعلیم کا ابتداے اسلام میں یہ حال نہ تھا - نہ کوئی پیشہ تھی ' صرف شارع کی باتوں کا دوسروں تک پہونچانا ' اور اون باتوں کی جن سے لوگ ناواقف ہیں تبلیغ کرنا ' تعلیم کا حقیقی مفہوم تھا - اس لیے خاندانی معزز لوگ جو دین کی حفاظت کے ذمہ دار تھے ' وہی قرآن و حدیث کی تعلیم بھی دیتے تھے - بحیثیت تبلیغ نہ بحیثیت پیشہ ' کیونکہ وہی اونکی منزل کتاب تھی ' اوسی سے اونکو ہدایت ملی تھی ' اوسی کا نام اسلام تھا ' اوسیکے لیے اونہوں نے جنگ کی تھی ' اور اوسی نے اونکو دوسری قوموں سے ممتاز کر دیا تھا - اسلیے وہ اوسکی تبلیغ کے حریص تھے - اونکا غرور ' اونکی حمیت اس راہ میں خلل انداز نہیں ہوتی تھی - چنانچہ آنحضرت کے وفود عرب کے ساتھہ کبار صحابہ کو خود حدود اسلام کی تعلیم کیلیے بھیجا تھا ' اور عشرہ مبشرہ کو بھی یہ خدمت تفویض ہوئی تھی - ان مثالوں سے اسکی تصدیق ہوتی ہے - لیکن جب اسلام کو استحکام حاصل ہو گیا ' اور دوسری قومیں اوسکے حلقے میں داخل ہوئیں اور کثرت وقائع سے استنباط احکام کی ضرورت ہوئی ' تو اسکے لیے ایک قانون کا محتاج ہونا پڑا جو غلطی سے محفوظ رکھے - اب علم ایک ملکہ کا نام ہوگیا ' جسکے لیے تعلیم ضروری تھی ' اسلیے وہ ایک پیشہ بن گئی جیسا کہ اوسکا ذکر تعلیم و تعلم کی فصل میں آئیگا - چنانچہ معزز لوگ امور سلطنت کے انجام دینے میں مشغول ہوگئے ' اور اونکے علاوہ دوسرے لوگ تعلیم دینے لگے - اب وہ ایک پیشہ بن گئی اور امراء کو اس سے شرم معلوم ہونے لگی ' اور وہ صرف کیلیے مخصوص ہوگئی ' اور معزز لوگوں نے اوسکو حقیر سمجھہ لیا - حجاج بن یوسف کا باب شرفاے نفیف میں تھا ' اور عرب کی عصبیت اور قریش کے مقابلہ کا جو شرف قبیلہ نفیف کو حاصل تھا وہ مخفی نہیں - وہ قرآن مجید کی تعلیم اوس حیثیت سے نہیں دینا تھا جو اس زمانے میں بطور ذریعہ معاش کے رائج ہے - بلکہ اوس طریقہ پر جو ابتداء اسلام میں جاری تھا " (مقدمہ تاریخ - ص - ۲۹) -

اس بنا پر علماء کی ذلت و نظام تعلیم کی بے اثری کی یہ نوبت پہونچی کہ معلمین کے معائب میں حدیثیں وضع کیگئیں :

شراركم معلموكم اقلهم رحمة على اليتيم واغلظهم على المسكين-	سب سے برے تمہارے معلم ہیں' جو یتیموں پر بہت کم رحم کرتے ہیں ' اور عرباء کیلیے سب سے زیادہ سخت ہیں (کیونکہ وہ تنخواہ نہیں دیتے) -
الاستشير والحائكة و المعلمين فان الله سلبهم عقولهم و نزع البركة من اكسابهم (موضوعات شوكاني ص : ۹۱)	جولاہوں اور مدرسوں سے مشورہ نہ کیا کرو کیونکہ خدا نے اونکی عقل سلب کرلی اور اونکی کمائی سے برکت کو اوٹھا لیا -

لیکن با اینہمہ طلباء پر اثر و اقتدار کا قائم رہنا ضرور تھا ' اسلیے خود علماء نے اپنے فضائل میں حدیثیں وضع کیں -

الحسد و لا ملق الا فی طلب العلم (تعقبات السیوطي علی موضوعات ابن جوزي ص ۴۸)	حسد اور چاپلوسی صرف علم ہی میں ہے -
حضور مجلس عالم افضل من صلوة الف ركعة -	عالم کی مجلس میں حاضر ہونا ہزار رکعت نماز سے افضل ہے -
مداد العلماء افضل من دماء الشهداء	علماء کی روشنائی شہیدوں کے خون سے افضل ہے -
علماء امتي كانبياء بني اسرائيل -	میری امت کے علماء مثل انبیاء بنی اسرائیل کے ہیں -
من جالس عالما فكانما جالس نبيا (موضوعات ملا علی قاري - ص ۴۲ ' ۵۷ ' ۸۲)	جو شخص کسی عالم کے ساتھہ بیٹھے وہ گویا کسی نبی سے ساتھہ بیٹھا -

نظام تعلیم کا یہی انقلاب اب تک قائم ہے ' بلکہ امداد مادہ سے اور بھی ابتر ہوگیا ہے - اب ضرور ہونا چاہیے کہ یہ نظام تعلیم اسٹرائک کا متحمل ہوسکتا ہے یا نہیں ؟ جو اساتذہ کا ذریعہ معاش صرف طلباء ہیں - مدارس کا چندہ صرف طلباء کی کثرت کی بناپر وصول کیا جاتا ہے ' علماء کا کوئی وقار نہیں ' اونکا طلباء پر کوئی احسان نہیں ' باایں ہمہ ہر مدرس تعظیم و وقار کا مدعی ہے - ہر طالب العلم جانتا ہے کہ اساتذہ اجرۃ درس لیتے ہیں ' اس بنا پر اگر تمام طلباء متفقہ طور پر مدرسہ سے علیحدگی اختیار کرلیں تو اساتذہ کا بہترین ذریعہ معاش ہاتھہ سے جاتا رہے ' چندہ کے مدارس دفعہ برباد ہوجائیں ' مدرسین کا فرضی وقار و عزت خاک میں مل جاے ' اب ہم تسلیم کرلیتے ہیں کہ اسٹرائک صرف تجارت پیشہ اصحاب کا حق ہے - لیکن سوال یہ ہے کہ خود ہمارا نظام تعلیم تجارتی اصول پر قائم ہے یا نہیں ؟ اگر ہے اور قطعاً ہے تو وہ اسٹرائک کی گنجائش کیوں نہیں رکھتا ؟ یورپ کی تعلیم گاہوں میں اگر اسٹرائک نہیں ہوتی تو اسکی وجہ صرف یہ ہے کہ یورپ کا نظام تعلیم تجارتی اصول پر قائم نہیں ہے ' مدرسین تو تنخواہیں ملتی ہیں ' لیکن اونکی حیثیت ہندوستان سے مختلف ہے - اگر ہمارا نظام تعلیم ایک ہفتہ کے لیے بھی وہاں قائم نہ رہنے دیا جاے تو تمام یورپ میں دفعتاً ہنگامہ برپا ہو جاے - ہندوستان کے انگریزی مدارس پھر بھی غنیمت ہیں ' لیکن مدارس عربیہ کی حالت نا گفتہ بہ ہے -

ہمارا قدیم نظام تعلیم بھی اخلاقی اصول پر قائم تھا اور اب اس اصول کو ڈسپلن کے پردے میں بجبر قائم رکھا جاتا ہے ' لیکن اس حقیقت کو ہرگز پوشیدہ نہیں کرنا چاہتے کہ قدیم نظام تعلیم کو خود اخلاق ہی نے قائم کیا تھا - اور جبر قانون کی حفاظت کرسکتا ہے ' لیکن اخلاق کا محافظ خود اخلاق ہی ہوسکتا ہے - اس بنا پر اگر ہم اپنے نظام تعلیم کو اخلاقی اصول پر چلانا چاہتے ہیں ' تو ہم کو سب سے پہلے اساتذہ کے اخلاق و عادات کی نگہداشت کرنی چاہیے ' اور اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو ہم کو اعلان کردینا چاہیے کہ ہمارا نظام تعلیم اخلاق کے بجاے ایک اور قانون کے زیر اثر ہے ' اور وہ قانون اسٹرائک کی اجازت نہیں دیتا - اس اعلان کے بعد ہم بھی تعلیمی اسٹرائک کو ناجائز تسلیم کرلینگے - لیکن ہم اسکو بھی تسلیم کرلینے ہیں کہ ہمارا نظام تعلیم خالص اخلاقی اصول پر قائم ہے ' اساتذہ معمت تعلیم دیتے ہیں ' طلباء کو اساتذہ کی طرف سے وظائف ملتے ہیں ' طلباء و اساتذہ کے درمیان خالص علمی تعلقات قائم ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ علمی تعلقات میں بھی اختلاف ' نفرت ' بلکہ عداوت عرض تمام اسباب اسٹرائک کا احتمال ہے یا نہیں ؟ جو طلباء قاعدہ بغدادی اور پرائمر پڑھتے ہیں وہ بے شبہہ اساتذہ پر کوئی اعتراض نہیں کرسکتے ' لیکن ایک بی - اے کا طالب العلم پروفیسروں سے کیوں نہیں اختلاف کرسکتا ؟ چند طلباء ایک عالم سے شمس بازغہ کا درس حاصل کرتے ہیں ' اونکو اس سے تسکین نہیں ہوتی ' اور اونکو اسکا صحیح احساس بھی ہے ' پھر وہ اوس عالم کے حلقہ درس سے علحدہ ہوکر اپنی تعلیم کا دوسرا بہتر انتظام کیوں نہیں کرسکتے ؟ اور اگر اونکے نزدیک اسٹرائک کے ذریعہ سے یہ انتظام ہوسکتا ہے تو اونکو کون سی چیز اسٹرائک سے روک سکتی ہے ؟

کیا استرالک کے عدم جواز پر کوئی شرعی دلیل قائم ہے ؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعرض تحصیل علوم حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ بہ التزام رمنت سفر کرنے کی اجازت چاہی ' اعتراض و اختلاف نہ کرنے کا باہم معاہدہ بھی ہوگیا ' لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے ہرجگہ اختلاف کیا - یہاں تک کہ اونکو ناگواری کے ساتھ حضرت خضر علیہ السلام کی رفاقت سے الگ ہونا پڑا - اس قصہ کی تفسیر میں امام رازی نے نہایت نکتہ سنجی کے ساتھ طلباء و اساتذہ کے اختلاف کا فطرتی اصول بتا دیا ہے ' چونکہ اس کے ہمارے بیان کی تائید ہوتی ہے ' اسلیے ہم اس موقع پر امام رازی کی تحریر کا خلاصہ درج کرتے ہیں -

" جاننا چاہیے کہ طالب العلموں کی دو قسمیں ہیں ' ایک وہ طالب العلم ہے جو بالکل علم نہیں رکھتا - وہ بحث و مباحثہ کا خوگر نہیں ہوتا ' اعتراض کرنے کی اوسکو عادت نہیں ہوتی - دوسرا وہ طالب العلم ہے جس نے بہت سے علوم حاصل کرلیے ہیں ' دلیل قائم کرنے اور اعتراضات کرنے کا عادی ہے - پھر وہ اپنے سے کامل تر انسان سے تعلق پیدا کرتا ہے تا کہ درجہ کمال کو پہونچ جاے ' اس دوسری صورت میں تعلیم حاصل کرنا نہایت دشوار ہے ' کیونکہ جب ایسا طالب علم کوئی ایسی چیز دیکھتا ہے یا کوئی ایسا کلام سنتا ہے ' جو اوسکو بظاہر ناپسندیدہ معلوم ہوتا ہے - لیکن در حقیقت صحیح اور تہبل ہوتا ہے تو وہ طالب العلم چونکہ بحث مباحثہ ' مجادلہ و مناظرہ کا خوگر ہوتا ہے اور اوس شے کی ظاہری ناپسندیدگی اور اپنے عدم کمال کی بنا پر اوسکی حقیقت سے واقف نہیں ہوتا ' اسلیے نزاع ' بحث اور اعتراض کی جراءت اور پیدا ہوتا ہے ' اور اس اعتراض کا سننا استاد ماہر فن پر گراں گزرتا ہے ' جب اس قسم کا واقعہ دو تین مرتبہ پیش آجاتا ہے ' تو استاد و شاگرد میں سخت نفرت پیدا ہو جاتی ہے خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ سے کہا تھا " کہ تم صبر کی طاقت نہ رکھوگے " اس طرف اشارہ کیا تھا کہ تم بحث و مباحثہ سے خوگر ہو چکے ہو (اسلیے اعتراض کروگے) اور اپنے اس قول سے " کہ تم تو جس چیز کی حقیقت معلوم نہیں اوس پر کیونکر صبر کرسکتے ہو "

یہ اشارہ کیا تھا کہ آپ حقائق اشیاء سے عالم نہیں ' اور ہم بیان کرچکے ہیں کہ جب یہ دونوں باتیں جمع ہوجاتی ہیں تو سکوت مشکل اور تعلیم دشوار ہو جاتی ہے اور آخر کار استاد و شاگرد میں نفرت و بغض پیدا ہوکر قطع تعلق ہو جاتا ہے -

(تفسیر کبیر جلد ۵ - ص - ۷۴۱)

اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے باوجود معاہدہ کے خضر علیہ السلام پر اعتراضات کیے اور ناگواری کی یہ نوبت پہونچی کہ اونکا ساتھ چھوڑنا پڑا ' تو ہمارے طلبا کو استرالک کرنے پر ہمیں لعن و طعن کیا جاتا ہے ؟ کیا اونہوں نے بھی استاذہ کے ساتھ کوئی معاہدہ کیا ہے ؟

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ مقدمہ دائر کرنے کیلیے مدعی کا صرف یہ اعتقاد کافی ہے کہ وہ حق پر ہے وہ اسکا ذمہ دار نہیں ہے کہ قانون بھی اسکی تائید کریگا یا نہیں ؟ ورنہ اگر یہ ذمہ داری بھی اُس پر عائد کر دی جائے ' تو مدعی مدعی نرہے گا ' بلکہ خود مدعا علیہ ہو جائیگا -

(لہا بقیۃ صالحۃ)

خویـــداران الهـــلال سے التمـــاس

بیمار مند ایک یتیم اور بالکل غریب لڑکا ہے والد کو فوت ہوے دس سال کامل گذر گئے - نہ کوئی ہماری جائداد ہے اور نہ کوئی بیرونی آمدنی ' باوجود ان سب باتوں کے مجھے اخبار یتیمی کا اسقدر شوق ہے کہ تحریر نہیں کر سکتا - بالخصوص جناب کے اخبار الہلال کو جس شوق سے میں پڑھتا ہوں اور جناب کی تحریر پر جس طرح سیدا ہوں اسے کیا عرض کروں ؟ پہلے تو جناب کا اخبار مجھے دیکھنے کو مل جاتا تھا ' لیکن اب عرصہ تین چار ماہ سے محروم ہوں - میری تعلیم اسوقت عربی میں کافیہ اور اردو و انگریزی میں میٹرک تک ہے اگر کوئی صاحب دل بزرگ مجھ غریب یتیم کے حال پر نظر توجہ فرما کر فی سبیل اللہ اخبار جاری فرمادیں تو عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہونگے -

فقیر حافظ محمد شریف طالب علم معرفت مولوی محمد
عبد الطیف صاحب امام مسجد حضرت شاہ - متصل
ڈاک خانہ - اور نہرور بکا - ضلع ملتان

اِن اللہ مـع الصـابـرین

حضرت مولانا ! نمبر ۴ کھولتے ہی مضمون " مسئلہ قیام الہـــلال " نظر پڑا -

آخر خدا خدا کر کے مہر سکوت ٹوٹی جب تک تمام مضمون نہ پڑھ لیا - بے حد بے چینی رہی - کبھی یہ خیال ہوا کہ الہلال جدا نہ ہوسکیگا ' بند ہو جائیگا - کبھی یہ تذبذب کہ ماہوار نکلیگا - کبھی یہ کہ کاتب کم درجہ کا لگایا جائیگا - قصہ مختصر یہ کہ ایک خیال آتا تھا تو دوسرا ایک جاتا تھا - آخر کار نہ پڑھکر کہ الہلال ہفتہ وار ہوگیا تمام اضطراب جاتا رہا - فالحمد للہ علی ذالک -

اس مضمون کا لکھنا ہوا تصور کرکے یا یہ کہوں کہ خاکسار ہی ہی مخاطب تو شرف قیامت بخشا گیا - احقر کا جو مضمون نمبر ایک میں نکلا ہے - اسمیں " ایک پیسہ کا کارڈ ڈالکر خریداری سے مستدعش ہوجائیں " کا مطلب کبھی نہیں تھا کہ دیکھوں کون آرمائش میں کامیاب ہوتا ہے ؟ تاہم صاف صاف لکھنا مناسب نہ سمجھا خیر کہ تو جملہ معترضہ تھا - اصل مطلب یہ ہے - کہ اسی میں وارثین اعلام کے لئے آرمائش ہے - اگر وہ اس آرمائش میں پورے اُترے - تو آئندہ مقاصد کے پورا ہوجانے کی امید ہے - اور اگر نہیں تو معنوی طرف سے الہلال جاری رہے یا بند ہو جائے - یکساں حال ہے -

احمد علی اور مملوکہ شیخ روڈ - بہاولپور

خـــدام کعبہ

جناب خان بہادر سید جمعہ حسین صاحب رینالڈز و اگزیکٹو انجینیر ٹرائیبل پروونس جنوبی آر ۔ کیمس ورنس (آپاشی) نے کامونمیں ۳۲ سال کا تجربہ ہے - آپ انجمن خدام کعبہ کو آئندہ جنوری سنہ ۱۹۱۵ میں اپنی خدمات سپرد فرمانے ہیں کہ حجاج کا ملاحظہ فرمائینگے اور دیدہ کشا (نہر) کا ملاحظہ فرما کر اپنی رپورٹ پیش کرینگے جس سے کہ معظمہ میں آب رسانی میں ترقی ہو -

لاتهنوا ولاتحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

جلد ۵ | کلکتہ: چہارشنبہ ۱۹ رمضان ۱۳۳۲ ہجری / Calcutta: Wednesday August, 12. 1914. | نمبر ۷

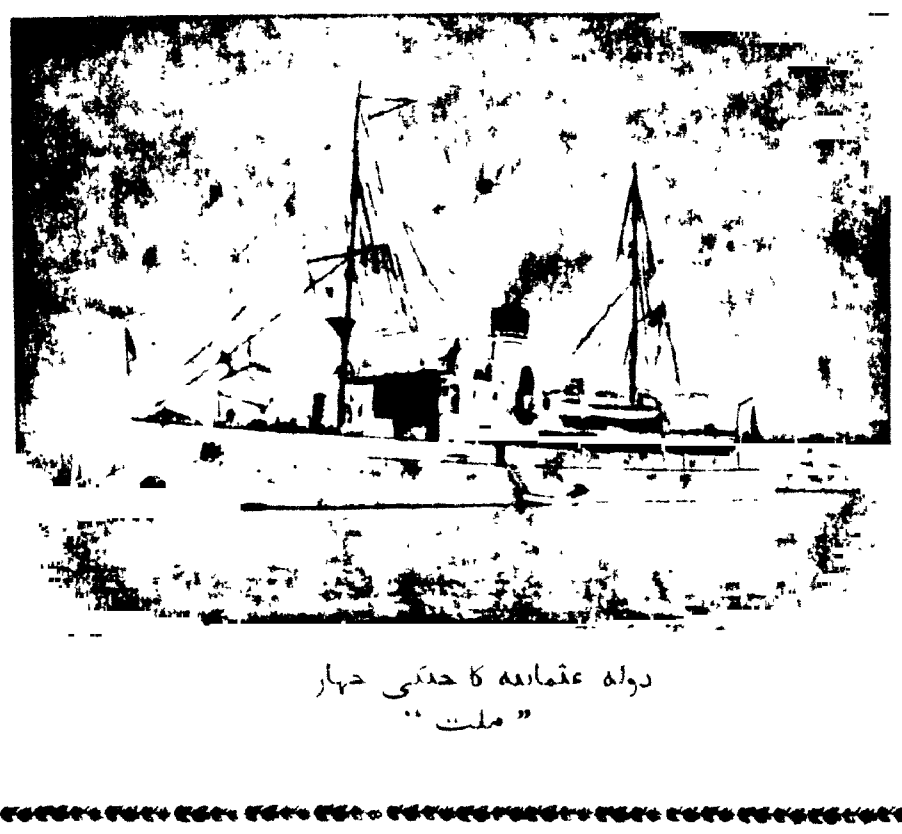

دولہ عثمانیہ کا حدیثی جہاز
"ملت"

قیمت فی پرچہ چار آنہ

Tel Address.—"Alhilal," Calcutta
Telephone No 648

AL-HILAL.

Proprietor & Chief Editor
Abul Kalam Azad,
14, McLeod Street,
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs 12
Half-yearly ,, Rs. 6-12

الہلال

مقصد وحید:
الامر بالمعروف والنہی عن المنکر

مدیر مسئول رئیس قلم تحریر
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۱۴ — میکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

ٹیلی فون نمبر ۶۴۸

سالانہ — ۱۲ — روپیہ
ششماہی — ۶ — ۱۲ — آنہ

جلد ۵

للہ چہار شنبہ ۱۹ - رمضان ۱۳۳۲ ھجری
Calcutta : Wednesday, Augst, 12 1914.

نمبر ۷

اعتذار

(۱) دوران کی مدنظر و موعود حسک شروع ہوگئی - اسکے متعلق بعث و مداولہ اور اعتذار نصدر کے بکثرت اطراف و مواضیع ہیں جدسر مسلسل لکھا جاھیے مگر مجھ ابتک نہ تفصیل لکھنے کی مہلت نہ ملسی - ضروری حالات و اخبار درج کردیے گئے ہیں تاکہ قارئین کرام کی معلومات کے تسلسل میں انقطاع نہو - آیندہ مقالات انشاءاللہ اسی موضوع پر شائع ہونگے - احباب منتظر رہیں -

(۲) الہلال اردو پریس میں پہلا رسالہ ہے جو ہفتہ وار رسائل کا صحیح نمونہ پیش کرنا چاہتا ہے - اسکے ایسے حالات کے نوائص صالحہ میں یہ داخل نہیں کہ وہ جنگ وغیرہ کے موقعہ پر تمام خبروں کو اکٹھا کرتا رہے - کام روزانہ اخبار کا ہے اور اسی لیے ایک روزانہ ضمیمہ شائع کردیا گیا ہے - ہفتہ وار رسالے کا کام زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ ہفتے بھر کے حوادث و سوانح پر ایک جامع نظر ڈالے اسکا خلاصہ پیش کردے -

چنانچہ اس لحاظ سے الہلال کی نسبت ہم جنگ بلقان کے زمانے کو یاد دلاتے ہیں، اور موجودہ جنگ کے متعلق بھی اطمینان دلاتے ہیں کہ جیسی معلومات، جیسے مفید اور بلند مباحث، جیسی دقیق اور پر از نتائج نظر و نقد، اور جیسی دلچسپ تصویریں اور مناظر الہلال فراہم کریگا، انشاء اللہ تعالی وہ اسکے معیار و درجہ سے گر نہیں بلکہ بلند تر ہی ہونگے

(۳) مگر احباب کرام کو بھی توجہ کرنی چاہیے کہ قیمت کے اضافہ کے بعد بقیہ روپیہ کا بھیجدینا ہم نے انکے ذمے چھوڑ دیا ہے - اپنے طرف سے سعی نہیں کی - پس جن حضرات نے ابتک توجہ نہ کی ہو وہ توجہ فرمائیں - دفتر الہلال روپیہ پیسے کیلیے بار بار اصرار کرنے کا عادی نہیں ہے -

تذکار ماہ مقدس !

(۱) ہم نے گذشتہ اشاعت میں وعدہ کیا تھا کہ آیندہ اشاعت میں ماہ رمضان المبارک کے متعلق عام معمولی تعداد میں مضامین مرتب کرنے کی کوشش کرینگے - خاصکر اس نمبر میں اکثر ابواب اسی کے مداولات و مباحث پر مشتمل ہیں -

(۲) ان مضامین کی کثرت کی وجہ سے تصاویر کی گنجایش نہ نکل سکی - پچھلی چند اشاعتوں میں تصاویر کے اعتبار سے قلیل البضاعہ تھیں ہمیں اسکا خیال ہے - آیندہ اشاعت میں ان سب کی تلافی کردی جائیگی اور اسکا تقریبا ہر باب مصور ہوگا - تقریبا بیس پچیس تصویریں ترتیب دی جارہی ہیں اور بعض موضوع علیحدہ بطور ضمیمہ کے ارت پیپر پر چھپ رہے ہیں علی الخصوص جنگ یورپ کے متعلق

روزانہ ضمیمہ

—:*:—

مقامی پبلک کے اصرار سے مجبور ہوکر دفتر الہلال نے ایک روزانہ ضمیمہ شائع کرنا شروع کردیا ہے - مختصر روزانہ تار یورپین و ترجمہ عین وقت پر شائع کرنا مقصود تھا لیکن ضمناً جنگ کے متعلق ضروری مباحث و مضامین بھی درج کیے جاتے ہیں :

(۱) رائل سائز کے چار صفحوں پر شائع ہوتا ہے - فی صفحہ چار کالم -

(۲) الہلال سے لیکر بنارس تک کیلیے یہ ضمیمہ یکساں مفید ہے -

(۳) کلکتہ سے لیکر بنارس تک کیلیے یہ ضمیمہ یکساں مفید ہے -

(۴) صوبہ بہار کے تمام شہروں نیز مظفر پور، مونگیر پور، اور بنارس وغیرہ کیلیے ایجنٹوں کی ضرورت ہے جو مذکورہ ضمیمہ فروخت کریں - معمول کمیشن قرار دیا گیا ہے -

عید کارڈ

آپکو اگر عمدہ سے عمدہ عید کارڈ کی ضرورت ہو تو آپ مورا جارل نیوز پیپر ایجنسی بلیماران دہلی - کو اطلاع دیں

ظهر الفساد فی البر و البحر بما کسبت ایدی الناس!

هفته جنگ

خون اور گوشت کا کھیل جو دنیا کی شریر روحوں اور خباثت و درندگی کی پیدا کی ہوئی قوتوں کے درمیان شروع ہوا، پوری سرعت اور تیزی کے ساتھہ جاری ہے - خون کی پیاس جو سرخ سمندروں کی تلاش میں بھڑکی، اور ہلاکت کی بھوک جو انسانی لاشوں کی ڈھونڈھہ میں نمودار ہوئی، اپنی تلاش میں سرگرم اور اپنی جستجو میں بدستور غرق ہے - آگ کے شعلے سمندروں کے اوپر تنور کی چھت کی مانند دکھائی دے رہے ہیں، اور لہو کی بدلیوں سے زمین کی فضا چھپ گئی ہے - یہ سب کچھہ ہوا اور ہو رہا ہے، اور بجلی کی چمک کی طرح اس آتشیں اور خونیں تماشے کے پردے بدلے جا رہے ہیں - تاہم اب تک خونریزی کا حلق تشنہ اور بربادی اور موت کا معدہ خالی ہے - یہ شعلے چولہے کی ابتدائی حرارت کی چنگاریاں ہیں، اور یہ طوفانوں اور موجوں کا نمود آنے والے وقت کیلیے مثل چھوٹی چھوٹی لہروں کے ہے جو اپنے عقب کے شور و شر کا پیغام لاتے ہیں - پس زمین پر افسوس اور اسکے رہنے والوں پر ماتم، کیونکہ شیطان آگیا، اور خدا کی رحمت اور انسان کی محبت کا دور ختم ہوا - اب تمدن کی تعمیر اور علم و مہذب کی آبادی کی جگہ ہلاکتوں کے احاطہ اور بربادیوں کے سلسلہ کا قصر عظیم سنائیں گے - آج اس داستان وحشت کا پہلا ھفتہ ہے -

(جنگ کا پہلا ھفتہ)

آغاز جنگ پر ایک ہفتہ سے زیادہ وقت گذر گیا مگر ہنوز وہ اپنی پہلی منزل سے آگے نہیں بڑھی - اسوقت تک ہوئی لڑائی ایسی نہیں ہوئی ہے جسکو صحیح معنوں میں اس خونخواری کی سب سے بڑی ٹکر کا "معرکہ" کہا جاسکے -

(بلجیم کا تباہ)

جنگ کی یہ سست رفتاری بظاہر اسلیے ہے کہ بعض امور بالکل خلاف توقع و قیاس پیش آگئے - بلجیم نے اپنی سرحدوں کے استحکام و تحصین کی طرف بہت کم توجہ کی تھی جو جرمنی کی سرحدوں سے ملحق ہیں - اسلیے خیال کیا گیا تھا کہ وہ اپنی کمزوری سے مجبور ہو کر جرمن فوج کو راستہ دیدیگا، اور اگر اسنے روکا تو جرمنی کا محض ایک ابتدائی حملہ اسکی راہ صاف کردیگا - مگر دونوں خیال غلط نکلے - تو بلجیم نے جرمن فوج کو گزرنے دیا، اور نہ وہ جرمن فوج کی سخت کوشش کے باوجود اب تک مغلوب ہوا ہے - جرمنی کی پیشقدمی لیج ایک ایسے قلعہ پر جا کر رکگئی ہے جو بلجیم کا سب سے بڑا مستحکم اور قلعہ بند دروازہ ہے

آخرین خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ جرمنی کی فوج لیج کے اندر داخل ہوگئی لیکن قلعے اسوقت تک غیر مسخر ہیں - جرمنی نے دھمکی دی ہے کہ اگر قلعہ بند فوج نے اپنے آپ کو حوالے نہ کیا تو شہر جلا کر خاک سیاہ کردیا جائیگا - لیکن اسکا جواب یہ ملا ہے مزید بلجین فوج لیج کی طرف پیشقدمی کر رہی ہے -

(اطالیا کا تحالف عہد)

ادھر تو بلجیم کے خلاف اسکی استقامت دکھائی دے رہی تھی ادھر تو اطالیا نے بارجود اعلانیہ عہد کے اعلان کیا کہ وہ اپنی ناطرفداری کا اعلان کردیگا، اور اسٹریا اور جرمنی کی شرارت کو نہ بھولیگا - مسیحی مذہب میں ممکن ہے کہ حفظ عہد کا خیال نہ ہوئی - مسیحی اقوام کے عہد کی اخلاقی عزت تسلیم کی گئی ہو، لیکن مسیحی اقوام میں تو من حیث القوم نقض عہد سے زیادہ کوئی شے آسان نہیں انکے عہد و میثاق تار عنکبوت ہیں جنمیں اپنے کمزور حریف تو تو گرفتار کر لیا جاتا ہے، پر خود انہی نہیں گرفتار ہوتے -

اسلیے جو دنیا نہ دیکھہ چکی ہے کہ علم و تمدن کی چھہ علم بردار سلطنتوں نے دولۃ عثمانیہ کے ساتھ رفاہ حکومت کا وعدہ کیا تھا مگر بزرگ برلین مسیحی حواری مسیح پیطر کی طرح "تین بار صبح کی بانگ دینے سے پہلے" اس سے صاف مکر لیا تھا - اسکے لیے یہ بات ذرا بھی تعجب انگیز نہوگی کہ انہی چھہ سلطنتوں میں سے ایک سلطنت نے پھر اسی فعل کا تنہا اعادہ کیا ہے جسکو وہ سب کی معیت میں کرچکی تھی - اور باوجود باہمی مفاہمت میں شریک ہونے کے اپنے ساتھیوں کی اعانت سے انکار کردیا ہے!

تاہم یہ خلش ضرور پیدا ہوتی ہے کہ اطالیا نے ایسا کیوں کیا؟ بہت کم نظریں اسکی تہہ تک پہنچیں ہونگی، مگر آؤ ہم اس عقدہ کو حل کریں!

انگلستان کی دانشمندی یہ ہے کہ اس نے اپنے تمام حریفوں میں سے مقابلہ کے لیے صرف جرمنی کو انتخاب کیا ہے اور بسہ کے ساتھہ مقابلہ کے بدلے مصالحہ کرتا رہا ہے - اس نے اپنے حریفوں کے منہ خون لگا (عالم اسلامی) کے لقموں سے بند کردیے - مراکش فرانس کو دیدیا اور اسکے مقابلہ میں مصر کا میدان اپنے لیے صاف کیا - ایران کو روس کے پنجروں تلے دالدیا تاکہ وہ اسے روندے، اور اسکے خون سے اپنے قدم و استعمار کی پیاس بجھائے -

اطالیا اگرچہ اسکی حریف نہ تھی مگر اسکے حلیف (جرمنی) کی حلیف ضرور تھی - انگلستان کے پہلو سے ہٹ کر اسکے ساتھہ ملا اسے اور اتحاد ثلاثہ کے مقابلے میں مفاہمت کی قوت کو اختلاف و تفرقہ ڈالکر ضعیف کر ڈالنے - اسلیے وہ اتحاد ثلاثہ میں شامل ہوکر دست و بازو بنگیا، اور اس فراخدلانہ دستبرد میں معاون ہوا جو تاریخ انسانیت میں ہمیشہ موجودہ عہد کی سب سے بڑی قومی بد اخلاقی تسلیم کی جائیگی -

مصم ارادہ درانحالیکہ شدید کا ایسا جزء تھا مگر اسکے ناطرفداری کے اعلان میں تردد و تامل حائل ہوئے اور اسکے اعلان کو چند روز تک ملتوی کردیا - اسکے بعد اسنے ٹرپولی پر حملہ کردیا - خود مختاری دلوا دی - اسکے بعد جب اطالیا نے الحق صوابدید کا اعلان کیا اور سب سے پہلے انگلستان سے لیبیا کو اور اسکے بعد دوسروں سے بالقاعدہ تسلیم کرلیا - اگر انگلستان کو یہ معاملہ ہوا تو اتنی بھی نہ کامیاب ہوتا -

پس اطالیا کی موجودہ ناطرفداری ان گراں بہا احسانات کا جوابمندانہ معاوضہ ہے، اور ایسا ہونا ناگزیر تھا - جس انگلستان نے اسکی خاطر دولۃ عثمانیہ کی ایک یادگار فزاقی کو جالزوالا، جس انگلستان نے اٹلی کی حضور دولۃ عثمانیہ سے نئی دستوری قوت کو عین توحید و نشاۃ کے عہد میں پامال کردیا، جس انگلستان نے اسکے قصر عظمت و استقلال کے مسدود ہونے میں اچھہ پورا نہ کی تھی اور ایک ہاتھوا عثمانی مالک اور ایک ہوائی مقبوضہ ہے، اور پھر جس انگلستان نے اسکے حدیث ہمدان کی فرصت دلا کر اسے سخت مالوسی اور حرماں سے دوچار کیا، یہ کیسے ممکن تھا کہ اسکے حلیف جرمنی سے ساتھہ دے مخاصمانہ ترجیح، اور اسقدر جلد اپنے محسن سے ہاتھہ اٹھا کر اسے خداوند سے تعاون کرتی؟

اطالیا کی ناطرفداری نے بحری جنگ کا نقشہ بدلدیا - اطالیا کی بحریہ ابتدا سے تک کی طرح بعد انقص (میدیٹیرین) کی دوسری طاقت بنگئی ہے - پس وہ ناطرفدار رہ جاتی تو بحر سفید

طرح بحر ابیض میں بھی جنگ شروع ہو جاتی' اور اسطرح برطانی بیڑہ کی طاقت کو دو ٹکڑوں میں بٹ جانا پڑتا -

لیکن اب بحر ابیض پر سکون رہیگا اور بحر شمالی میں فرانسیسی اور برطانی' دونوں بیڑے جرمن بیڑے کے مقابلے میں صف آرا ہونگے -

آسٹریا اور جرمنی دونوں مشترکہ طور پر جنگ میں شرکت کے لیے اطالیا پر دباؤ ڈال رہے ہیں لیکن ابھی تک اسکی طرف سے ناطرفداری ہی پر اصرار ہے -

(الوالعزم جرمنی)

جرمنی کی انجام اندیشی کی خواہ داد نہ دیجائے' مگر اسکی اسکندرانہ حوصلہ مندی اور اولو العزمانہ پولیٹن رومائی کا اعتراف کرنا پڑتا ہے - ایک طرف تو وہ بلجیم کو تاراج کررہی ہے' دوسری طرف فرانس سے معرکہ آرا ہے' تیسری طرف مشرقی یورپ کے عفریت (روس) سے پنجہ آزما ہے' چوتھی طرف سب سے بڑی طاقت یعنی انگریزی بیڑے پر بے باکانہ حملہ آور ہے - پھر لطف یہ کہ ہر جگہ فاتحوں اور حاکموں کی طرح ہجوم و اقدام ہے' نہ کہ دفاع و جواب ! !

حقیقت یہ ہے کہ خواہ نتیجہ کچھ ہی نکلے' لیکن تاریخ فرون جدیدہ میں اولوالعزم اور فرزند ہمت جرمنی کی بے جگری ہمیشہ عظمت و شرف اور تکریم و احترام کے ساتھہ یاد کی جائیگی - اس نے اس تاریخی صداقت کو پھر زندہ کردیا کہ اصلی طاقت دل و دماغ کی طاقت ہے' اور اصلی قوت جذبات و حسیات کی ہے - آھن پوش جہازوں سے بڑھکر ہمت کو قوی ہونا چاہیے - اور فیمنی توپوں کی نژت کی جگہ عزم و ارادے کی فضاء میں وسعت درکار ہے !

(بحر شمالی کا معرکہ زار)

بحر شمالی میں جسقدر مبارزات ہوے ہیں' انمیں ابتک دونوں فریق برابر رہے - اگر جرمنی کا جہاز کوایبجن غرق ہوگیا ہے تو انگلستان کا ایمفن بھی ڈوبا ہے - کوایبجن کے علاوہ جرمنی کے دو ڈرڈرز اور ایک زیر آب نے غرق ہونے کی بھی اطلاع دی گئی ہے - لیکن جس زمانہ میں "۱۹ جہازوں کی گرفتاری" اور جرمن بیڑے کے مرار ہونے کی بے بنیاد خبریں شائع ہورہی ہوں اس زمانے میں ان غیر سرکاری تاروں کا کون اعتبار کرسکتا ہے؟ لیکن اگر بہ تسلیم کرلیا جاے کہ جرمنی کے دو ڈرڈرز اور زیر آب غرق ہوگئے - تب بھی جرمنی کی بلند ہمتی کی داد دینا پڑیگی - کیونکہ با ایں ہمہ اس نے پھر ۹ ماہ حال کو برطانی اسکوئڈرن پر حملہ کردیا ہے - اگرچہ کہا گیا ہے کہ یہ حملہ ناکام رہا اور خود جرمنی کی ایک زیر آب کشتی غرق ہوگئی -

(جرمنی اور فرانس)

اس ہفتہ جرمنی اور فرانس میں بحری اور بری' دونوں قسم کی جنگیں ہوئیں - رپوٹر کے تمام تاروں کا خلاصہ یہ نظر آتا ہے کہ مجموعی حیثیت سے دونوں قسم کی جنگوں میں جرمنی ہی کو شکست ہوئی' مگر اصلیت یہ ہے کہ ہندوستان میں بیٹھکر فتح و شکست کی صحیح خبروں کا معلوم کرنا اب تقریباً محال ہوگیا ہے - کیونکہ کوئی خبر بغیر سرکاری نگرانی کے نہیں آ سکتی - حتی کہ اسٹیسمین وغیرہ کی پچھلی خاص ڈاک بھی بمبئی میں روک لی گئی کہ کہیں حکومت کے عظمت خلاف کوئی خبر اسمیں نہ دیدی گئی ہو -

بحری جنگ کے متعلق رپوٹر الجزائر سے تار دیتا ہے کہ فرانسیسی بیڑے نے پینتھر نامی جرمن کروزر کو غرق کردیا - ڈیلی کرانکل نے جوش مسرت میں اپنے نامہ نگار پیرس کی روایت پر اتنا اضافہ اور کردیا ہے کہ "کوبین" اور "پریسلا" نامی جرمن جہازوں کو فرانس نے گرفتار کرلیا ہے - لیکن تھوڑے ہی دیر کے بعد اسکی تغلیط کرنی پڑی' کیونکہ یہ دونوں جہاز اسوقت تک اپنے اصلی مالک کے قبضہ میں بدستور مصروف جنگ و پیکار ہیں !

السیس اور لورین فرانس کے دو صوبے ہیں جو جرمنی نے

سنہ ۷۰ کی جنگ میں قبضہ کرلیا تھا' لیکن اعلان کیا گیا ہے کہ فرانسیسی پیشقدمیاں اس طرف کامیاب ہوئیں' اور جرمنی کے استحکام سے پہلے فرانس اور ڈھنے کا موقعہ ملگیا -

لورین میں فرانسیسی فوج نے "ژل" اور "مرانیورک" پر قبضہ کرلیا ہے - التکرچ میں بھی وہ داخل ہوگیا - فرانس نے التکرچ میں فرانسیسی فوج کی "حیرت انگیز ہمت مردانہ" کی حرد سنایانہ داد دی ہے -

(روس و جرمنی)

روس اور جرمن فوجیں بھی اس ہفتہ باہم معرکہ آرا رہیں - سینٹ پیٹرسبرگ کے ایک مبہم و مجہول تار سے معلوم ہوتا ہے کہ روس اور جرمنی کا کسی خاص مقام پر باہم مقابلہ ہوا مگر جرمن فوج تو شکست ہوئی' اور وہ بہت سے گاؤں جلا کے پیچھے ہٹگئی ہے -

لیکن لندن سے ۷ - اگست کا چلا ہوا ایک تار مظہر ہے کہ روس کے نقصانات بہت شدید ہیں' اور جرمنی کی سوار فوج نے وربیلن کے قریب مقام کیرئی پر حملہ کردیا ہے -

(آسٹریا اور روس)

آسٹریا نے سرویا پر حملہ موقوف کرکے اپنی تمام قوت کا رخ روس کی طرف پھیر دیا تھا' مگر سرویا اور جبل اسود (مانٹی نیگرو) کے اتحاد نے پھر اسطرف متوجہ کردیا ہے - آخرین خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ سرویی فوج اسوقت وسنی گرد اور سنجک کوئی بازار پر قابض ہوگئی ہے -

علی ہذا جبل اسود کی فوج نے بحر ادریاٹک کے ایک ساحلی شہر اسپیزا نامی اور اسکے قرب و جوار کے آور دو شہروں پر بھی قبضہ کرلیا ہے - ادھر آسٹریا نے بھی کئی بار دریاے ڈیبیوب کو عبور کرنے کی کوشش کی' اور گو اسمیں کامیابی نہ ہوئی مگر جبل اسود کے بندرگاہ اینٹی وری پر گولہ باری سروع کردی ہے' جس کا آغاز جنگ میں اس نے معاصرہ کرلیا تھا -

روس اور آسٹریا کے متعلق سب سے آخرین اور سب سے زیادہ قابل ذکر خبر یہ ہے کہ روسی فوج وادی استائر کی راہ سے آسٹریا کی قلمرو میں داخل ہوگئی ہے

(تعطیرات نارہ)

۱۱ - اگست کے تاروں سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگ کے موجودہ نقشہ میں عنقریب ایک خاص تغیر ہونے والا ہے - سرویا نے جرمنی کے مقابلہ میں بھی اعلان جنگ کردیا ہے - آسٹریا فرانسیسی سرحد پر نہایت سرعت کے ساتھہ فوجی تیاریاں کررہا ہے - جاپانی بیڑا بھی امیر البحر ڈیدا کے زیر کمان دریا میں آگیا ہے اور عجب نہیں کہ اتحاد کی طرف سے جرمنی اور آسٹریا کے جہازوں پر حملہ آور ہو یا اس وقت جنگ میں حصہ لے' جب بحر ہند یا بحر ابیض پر حملہ کیا جاے -

آسٹریا اور انگلستان کے تعلقات ہنوز منقطع نہیں ہوے ہیں - لیکن اگر منقطع ہوگئے اور اطالیا کو بھی جرمنی کے انذار و تہدید یا قوم کے اصرار و مدد سے میدان جنگ میں اترنا پڑا' تو جنگ کا نقشہ اس نقشہ سے بالکل مختلف ہوجائیگا جو تمام دنیا بلکہ خود جرمنی اور آسٹریا جنگ سے پہلے اور اعلان جنگ کے وقت سمجھتی تھی -

(شعاع امید)

موجودہ دولہ عثمانیہ کی حکومت جس حسن تدبیر اور سیاست و حکمت جنگی کا نمونہ ابتدا سے پیش کررہی ہے' وہ تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہیگا -

دول عظمی کے طرف سے ہاتھی اعلان جنگ ہونے ہی دولہ علیہ کے آلات عمل میں ایک نئی حرارت شروع ہوگئی تھی اور تمام یورپین سرحدوں پر جنگی طیاروں کا حکم دیدیا گیا تھا - اب ۱۱ - اگست کے ایک تار سے معلوم ہوتا ہے کہ ترک طیاروں کے گدر کر اقدام و عمل کے میدان میں پہنچ گئے ہیں یعنی دیدی اعلان کے

الهلال

۱۹ - رمضان ۱۳۳۲ هجري

ماه مقدس

اور جماعة هاے ثلاثه

قران کریم نے اعتقاد و اعمال اور تعلق الہی کے لحاظ سے انسانوں کو تین جماعتوں میں تقسیم کردیا ہے :

فمنهم ظالم لنفسه ' و منهم مقتصد و منهم سابق بالخيرات باذن الله - ذالک هوالفضل الكبير (۳۵ : ۳۲)	پس اُن میں سے ایک گروہ تو احکام الہی سے سرتابی کرکے اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے - ایک گروہ درمیانی حالت میں ہے ' اور ایک ایسا بھی ہے کہ خدا کے حکم سے نیکیوں کے کرنے میں آگے بڑھا ہوا ہے - سو یہ آخری حالت خدا کا بہت ہی بڑا فضل ہے جو وہ اپنے بندوں پر کرتا ہے !

فی الحقیقت انسان کے اعمال و اخلاق کی یہ ایک ایسی جامع اور قدرتی تقسیم ہے ' جسکی صداقت ہر حیثیت اور ہر پہلو سے دیکھی جاسکتی ہے ' اور نیکی کے کار و بار کا کوئی میدان ایسا نہیں ہے جہاں یہ تین گروہ نظر نہ آتے ہوں - ماہ رمضان المبارک کے احترام و تعظیم اور حکم صیام کی تعمیل کے لحاظ سے بھی غور کرو تو آج ہم میں یہ تینوں گروہ موجود ہیں - ایک گروہ تارکین صیام کا ہے جو روزہ رکھنا ہی نہیں - دوسرا صائمین کا ہے جو روزہ تو رکھتا ہے پر افسوس کہ اسکی حقیقت اپنے اوپر طاری نہیں کرتا - تیسرا گروہ اُن مومنین صالحین کا ہے ' جنھوں نے روزہ کی اصلی حقیقت کو سمجھا ہے ' اور وہ احتساب اور تقوی کے ساتھ ماہ مقدس بسر کرتا ہے - و هم قليل : فمنهم ظالم لنفسه و منهم مقتصد ' و منهم سابق بالخيرات باذن الله -

میں آج ان جماعتوں کے متعلق چند کلمات کہنا چاہتا ہوں -

(تارکین احکام و طاعات)

ان میں سب سے پہلا گروہ " ظالم لنفسه " کا ہے - جو اپنے نفس کیلیے اسلیے ظالم ہیں کہ انھوں نے خدا کو اور اسکے دین کو بھلانا چاہا - نتیجہ یہ نکلا کہ خود اپنے نفس ہی کو بھول گئے :

الذين نسوا الله فانسا هم انفسهم - اولئک هم الخاسرون (۵۹ : ۱۹)	وہ لوگ جنھوں نے اللہ کو بھلا دیا - نتیجہ یہ نکلا کہ اپنے نفس ہی کی طرف سے غافل ہوگئے - یہی لوگ ہیں جو دونوں جہان کے گھاٹے تولنے میں ہیں -

یہ "ظالم لنفسه" اسلیے ہیں کہ انھوں نے عدالت حفظ کا راستہ چھوڑکر اسراف و تبذیر کا راستہ اختیار کیا - ظلم کہتے ہیں زیادتی کو ' اور عدالت حفظ صرف اسی راہ میں ہے جسے صراط مستقیم ' میزان الموازین ' اور قسطاس مستقیم کہا گیا ہے - یہی وجہ ہے کہ فرمایا :

الذين اسرفوا على انفسهم (۳۹ : ۵۴)	وہ لوگ کہ جنھوں نے اپنے نفسوں پر زیادتی کی -

ہواے نفس کی لذتوں نے انھیں پاگل کردیا ہے : كما يتخبطه الشيطان من المس انکی زندگی کی عادت صرف غذا اور روٹی ہے - خدا نے انھیں انسان بنایا تھا تاکہ وہ قواے انسانیة اعلی سے کام لیں پر وہ مثل چارپایوں کے بنگئے جو صرف اپنا چارا ڈھونڈھتا ہے ' اور صرف اپنی غذا کیلیے دن بھر دوڑتا اور لوٹتا رہتا ہے :

اولائک كالانعام بل هم اضل اولئك هم الغافلون ! (۷ : ۱۷۸)	یہ لوگ مثل چارپایوں کے ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر اور یہی ہیں کہ غفلت میں پڑگئے ہیں !

سو ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ خدا کی حکومت سے باغی ہیں ' اسکے قوانین سے انھوں نے علانیہ سرکشی کی ' اسکے پاک حدود و حقوق کو انھوں نے یکسر نوڑ ڈالا - وہ انسانوں کے آگے جھکتے ہیں ' مگر فاطر الارض والسماوات کے آگے جھکنے سے انھیں شرم آتی ہے - وہ دنیاوی حاکموں سے ڈرتے ہیں پر احکم الحاکمین کا انکے دلوں میں خوف نہیں - انسانی بادشاہت کا اگر ایک چھوٹا سے چھوٹا قانون بھی ہو تو اس سے سرتابی کرنے کی انھیں ہمت نہیں پڑتی کیونکہ انکو یقین ہے کہ اگر وہ ایسا کرینگے تو عدالت سزا دہندگی اور حاکم مطلق بازپرس کریگا - پر شہنشاہ ارض و سما کے بڑے سے بڑے قانون کو بھی ٹھکرادینے اور دلیل و حقیر سمجھنے سے وہ نہیں ڈرتے کیونکہ خدا پر انھیں یقین نہیں رہا اور اسکی سزاؤں کو وہ نہیں مانتے - وہ اپنی نفسانی خواہشوں کے پورا کرنے کا اختیار اگر کسی انسان کے ہاتھ میں دیکھتے ہیں ' تو کتے کی طرح اسکے پاؤں پر لوٹتے ہیں ' گدھے کی طرح اسکا مرکب بن جاتے ہیں ' اور غلاموں اور چاکروں کی طرح اسکے آگے ہاتھ باندھکر کھڑے رہتے ہیں ' تاکہ وہ انھیں تھوڑے سے عرصے کیلیے روٹی دے یا تانبے اور چاندی کے چند سکے حوالے کردے ' جو وہ جسکے انھیں پیدا کیا ' جسکی ربوبیت انکے جسم کے ایک ایک ذرے اور خون کے ایک ایک قطرہ کو پالتی اور ہلاکت سے بچاتی ہے ' جو انکی فریادوں اور درد اور دکھ کے وقت سنتا ' اور جب وہ ہر طرف سے مایوس ہوجاتے ہیں تو انھیں امید اور مراد بخشتا ہے ' سو اس رب الارباب کیلیے ان معبودوں کے پاس عاجزی کا ایک سجدہ ' بندگی کی ایک پیشانی ' بیقراری محبت کی ایک پکار ' تقوی اور احتساب کا ایک روزہ ' اور خلوص و صداقت کے ساتھ انفاق فی سبیل الله کا ایک کھرا پیسہ بھی نہیں ہے !

فويل للقاسية قلوبهم من ذكر الله اولائک فی ضلال بعيد ! (۳۹ : ۲۲)	پس صد افسوس اور صد حسرت ان دلوں پر جو ذکر الہی کے طرف سے بالکل سخت ہوگئے ہیں ' اور یہی لوگ ہیں جو بڑے ہی پلے سرے کی گمراہی میں مبتلا ہیں ! !

(ایمان باللہ)

انسان کے تمام کاموں کی جڑ بدن کا روح اور اعتماد کا استحکام ہے - اسی کو سریعت " ایمان " کے لفظ سے تعبیر کرتی ہے - لیکن انکے دل میں ایمان کا درخت مرجھا گیا ہے ' اسلیے اعمال صالحہ کے پھل نہیں لگتے - خدا کا تصور یا تو محبت کی شکل میں انسان کو اپنی طرف کھینچتا ہے یا خوف کی عظمت و ہیبت دکھلا کر اپنے آگے جھکاتا ہے - اسکے دیکھنے والوں نے ہمیشہ انہی دو نشانوں میں سے اسے دیکھا ہے - پر نہ تو انکے دلوں میں محبت ہے کہ اپنے محبوب کیلیے دکھ اٹھائیں ' اور نہ خوف ہے کہ ڈر کر اور ہیبت

میں اگر اسکے آگے جھک جائیں - خدا کے رشتے کی کوئی زنجیر انکے پاؤں میں نہیں رہی ' کیونکہ نفس و شیطان کی غلامی کے طوق انکی گلوں میں پڑگئے ہے :

انا جعلنا فی اعناقهم اغلالاً	ہم نے گمراہی اور شیطان کی
فهی الی الاذقان فهم	غلامی کے طوق انکی گردنوں میں
مقمحون (۳۸ : ۸)	ڈالدیے جو انکے ٹھڈیوں تک اگئے

میں اور انکے سر پھنس کے رہگئے ہیں ؟

پس انکی فطرت کو عبودیۃ الہی سے کچھہ اسطرح کی اجنبیت ہوگئی ہے کہ اگر ایک لمحہ اور ایک دقیقہ بھی اسکی عبادت و ذکر میں بسر کرنے کے لیے کہا جاتا ہے ' تو انہیں ایسا معلوم ہوتا ہے ' گویا کسی بڑی ہی سخت مصیبت اور بھڑے ہی جانکاہ عذاب میں پڑگئے ہیں - حالانکہ اصلی عذاب کی انہیں خبر نہیں جسمیں واقعی پڑنے والے ہیں اور جو واقعی سخت و جانکاہ ہے :

قل انا نبئکم بشر من	اے پیغمبر انسے کہدے کہ تمہیں ذکر
ذلکم ؟ النـــار ' وعدها	الہی سے بڑی ہی تکلیف ہوتی ہے
الله الـذین کفروا '	لیکن اس سے بھی بڑھکر ایک مصیبت
وبئـــس المصیـــر !	کی تمہیں خبر دوں جو آنے والی ہے ؟
(۲۲ : ۷۰)	آتش دوزخ ! جسکا خدا نے منکروں سے
	وعدہ کیا ہے اور جو بڑا ہی برا ٹھکانا ہے !

انکی فطرۃ پر شدت عصیان اور استغراق ضلالت و فساد سے ایک ایسی تاریکی چھا گئی ہے جو نور ایمان سے بکلی معائر ہے اور اسکے ساتھہ عبودیۃ الہی کا نور جمع نہیں ہوسکتا - بس نماز سے بھی اسے انکار ہے اور روزہ کی بھی اسے توفیق نہیں - شریعت کے تمام حکموں کو اس نے چھوڑ دیا ہے اور اسکی زندگی بکسر ابلیسی ہوگئی ہے جسمیں خدا پرستی کیلیے جسد کھوکھلا اور چلد منت بھی نہیں ہیں :

اولائک الذین طبع الله	یہ وہ لوگ ہیں کہ خدا نے انکے دلوں '
علی قلوبهم و سمعهم	انکے کانوں ' اور انکی آنکھوں پر مہر لگادی
وابصارهم ' و اولائک هم	ہے اور یہ وہ ہیں کہ غفلت میں گم
الغافلون (۱۲ : ۱۰۹)	ہوگئے ہیں !

(امراء فساق و روساء فجار)

پس رمضان المبارک میں ایک گروہ تو تارکین صیام کا ہے جنے لیے ماہ مقدس کی برکتوں میں کوئی حصہ نہیں رہا گیا ' اور جن کی نفس پرستی پر روزہ رکھنا بہت ہی شاق گذرتا ہے ان میں ایک جماعت امرا و روساء کی ہے جو فسق و فجور کی تاریکی میں ایسے ڈوبے گئے ہیں کہ تقوی اور احتساب کی ایک ہلکی سی شعاع بھی انکے سیاہ خانۂ عمل پر نہیں پڑتی ' اور استغراق لہو و لعب اور انہماک شہوات و لذات نے انہیں بالکل اپنی طرف مشغول کر لیا ہے - روزہ کی اصل صبر اور تقوی ہے صبر کی حقیقت یہ ہے کہ خواہشوں میں ضبط و تحمل پیدا ہو اور جسکی مقصد اعلی کیلیے شدائد اور تکالیف برداشت کی جائیں - پس اسکے لیے ضبط و تحمل کی ' ایثار و احتساب کی ' انقاے روح اور طہارت نفس کی ضرورت ہے ' مگر انکا نفس شروع اپنی بہیمی خواہشوں میں اسدرجہ بے قابو ہوگیا ہے کہ وہ تکلیف اور ایثار کا متحمل نہیں ہوسکتا - انکی طبیعت خواہشوں کی غلام ہے اور نفس پرستیوں کی عادی ہوگئی ہے - پس وہ ایک گھنٹہ بھی ضبط جذبات و تحمل نفس کے ساتھہ بسر نہیں کرسکتے -

وہ ماہ مقدس جو نزول سعادت کی یادگار تھا ' جو مومنوں کیلیے نیکیوں اور خدا پرستیوں کا سرچشمہ تھا ' جو ہمیں تحمل مصائب اور مرضات الہیہ کی راہ میں ایثار نفس کی تعلیم دیتا تھا ' آتا ہے اور گذر جاتا ہے ' پر انکے اعمال شیطانیہ اور افعال خبیثہ میں رائی برابر بھی تبدیلی نہیں ہوتی - پھر ان میں کتنے ہی ہیں جو عین رمضان المبارک کے اندر شرب خمر اور زنا و فسق میں چارپایوں اور حیوانوں کی طرح ڈوبے رہتے ہیں ' اور ماہ مقدس کی برکتوں کی جگہ آسمانی لعنتوں کی انپر بارش ہوتی ہے !

حدیث شریف میں تو آیا ہے کہ " اذا دخل شہر رمضان فتحت ابواب الجنۃ و اغلقت ابواب النار و صفدت الشیاطین " (رواہ البخاری) جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو نیکیوں کے بہشتی دروازے کھل جاتے ہیں ' برائیوں کے جہنمی دروازے بند ہو جاتے ہیں ' اور ارواح شریرہ و شیطانیہ کا عمل باطل ہوجاتا ہے - لیکن انکی حالت اسکے بالکل برعکس ہے - انکے لیے جہنمی دروازے اور زیادہ وسعت کے ساتھہ کھل جاتے ہیں ' اور ارواح شریرہ کا تسلط انپر اور زیادہ سخت ہو جاتا ہے - ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیض له شیطاناً فهو له قرین (۴۳ : ۳۵)

(حلقۂ شیاطین و مجمع ابالسہ)

انکے وہ مصاحب اور ندیم جو ہر وقت دریۃ شیطانی کی طرح انکے اردگرد رہتے ہیں ' اور انکے وہ عمال و حکام جو خدا کی طرح انہیں پوجتے اور مشرکوں کی طرح انکے آگے زمیں بوس ہوتے ہیں ' یہ سب کچھہ دیکھتے ہیں ' مگر شیطان نے انکی زبانوں پر مہر لگادی ہے اور انسان کی بلدگی کی خباثت نے خدا کا خوف انکے دلوں سے محو کر دیا ہے - پس ان میں سے کسی کی بھی زبان نہیں کھلتی کہ حق و معروف کی صدا بلند کرے ' اور گونگا شیطان نہ بنے جو ایمان کی موت اور خدا پرستی کا خاتمہ ہے -

(طبقۂ علمـــاء سوء)

پھر اس سے بھی بڑھکر ماتم انگیز منظر یہ ہے کہ ان امراء فاسقین و رؤساء فاجرین کے حاشیہ نشینوں اور وابستگان دولت کی فہرست میں بہت سے علما و صوفیا کے نام بھی نظر آتے ہیں ' جو اپنے تئیں مسند نبوت کا حاشیہ اور فضائل رسالت کا وارث حقیقی سمجھتے ہیں ' اور اپنے اتقا و تقدس کے دامنوں کو ہزاروں انسانوں نے سنگ اسود کی طرح بوسہ دلائے ' اور اپنے بڑے بڑے دامنوں کی عداؤں کو عہد مسیح کے فریسیوں اور صدوقیوں کی طرح دور فضیلت و قدس سے خرات دیتے ہیں !

انکو اپنی فضیلت و پیشوائی کا بڑا ہی گھمنڈ ہے - وہ جب اپنے مریدوں اور معتقدوں کے جمگھٹے میں تسبیح مکر و سجادۂ زور کے ساز و سامان فراست کے ساتھہ بیٹھتے ہیں تو اسی طرح خدا کی الوہیت اور رسولوں کی قدوسیت سے اپنے تقدس و کبریائی کو کمتر نہیں سمجھتے - مگر حقیقت یہ ہے کہ انکا وجود شریعت کی توہین اور دین الہی کی سب سے بڑی تذلیل ہے - قوم کا بد تر سے بدتر اور جاہل سے جاہل گروہ بھی ان خلفاء شیاطین و نائبین ابلیس لعین سے زیادہ نیک اور زیادہ راستباز ہے - کیونکہ یہ علماء سوء ہیں ' اور انکے فتنہ سے بڑھکر قوم کیلیے کوئی فتنہ نہیں - ہواء نفس انکی شریعت ہے ' درہم و دینار انکا قبلہ ہے ' نفس و شیطان انکا معبود ہے ' اور طلب جاہ و مال انکا دین و مکر ہے - چونکہ انکو امراء فساق اور روساء فجار کے دربار سے بڑے بڑے وظائف و مناصب ملتے ہیں اور نذر و نیاز کی فتوحات کا پیہم سلسلہ جاری رہتا ہے ' اسلیے انکی زبانیں گونگی ہوگئی ہیں ' اور اپنے منصوبوں اور تنخواہوں اور نذر و نیاز کی لعنت کے بند ہوجانے کے خوف سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ایک لفظ بھی اپنی زبان سے نہیں نکالتے - وہ اپنی آنکھوں سے رمضان المبارک کی توہین کا تماشہ دیکھتے ہیں اور چپ

رهتے هیں - انکے سامنے ماہ مقدس کے اندر حکم الہي کو ٹھکرایا جاتا هے اور وہ خوش هوتے هیں - نہ تو کسي شیطان اخرس کي زبان معروف لیلیے کھلتي هے ' نہ کسي خلیفۂ ابلیس کو شریعت کي علانیہ توهین پر غیرت آتي هے - امر بالمعروف کو انهوں نے یکسر بھلا دیا هے اور نہي عن المنکر کو اپنے مفاصد نفسانیہ کے خلاف دیکھکر نسیاً منسیا کردیا هے - اگر وجود مقدس حضرة صادق مصدوق کا حکم باطل نہیں تو میں کہتا هوں کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب ایسے هی علماء سوء کو هوگا : و قال رسول الله صلی الله علیه و سلم : ان اشد الناس عذاباً یوم القیامة ' عالم لم ینفعه الله بعلمه - (رواہ ابن عساکر عن ابي هریرہ والبیهقی في شعب الایمان و طبراني في الصغیر والحاکم في المستدرک)

(فتنۂ العباد و متفرنجین)

پھر تارکین صیام کے گروہ میں اس سے بھی بڑھکر ایک فتنے نے سر اٹھایا هے ' جسکا اثر بہت شدید اور جسکی آفات سخت متعدي هیں ' اور جسکے اندر شریعت کا استخفاف و استہزا پہلے سے کہیں زیادہ اور حدود الله کے خلاف نفساني جسارت پہلوں سے نہیں بڑھکر هے - نہایت درد اور رنج کے ساتھہ کہنا پڑتا هے کہ یہ ان لوگوں کا فتنۂ العباد و اباحة هے جنهیں افسوس هے کہ العباد سے بھي جہل کے سوا اور کچھہ نہ ملا حالانکہ العباد کے اکثر غرور علم کے ساتھہ ظہور کیا هے - یہ لوگ نشئہ مدنیۂ حدیثہ کی مہذب و متمدن مخارق هیں جو نئي درسگاهوں کی هفوات جہل و غرور میں پیدا هوئی هیں ' اور جو فی الحقیقت غرور ادعا اور جہل افساد کے سوا اور کچھہ نہیں هیں - پہلي جماعت کی اگر غفلت شدید تھی اور معصیت جرأت و جسارت تک پہنچ گئي تھی ' تو افسوس کہ اس گروہ کے اندر غفلت کی جگہ جسارت ' اور اعتراف کي جگہ انکار و سرکشی ' اور تھلم تھلا استخفاف شریعت و استہزاء حدود الله پایا جاتا هے - ان میں سے اکثروں کے نزدیک روزہ عرب جاهلیة کے مقرر و فاقہ کي ایک وحشیانہ یادگار هے جو نا تو اسلیے قائم کی گئی تھی کہ عدا میسر نہیں آتی تھی ' یا منجملہ اُن عالمگیر غلط فہمیوں کے ایک توهم پرستی تھي جو اهل مذاهب میں ابتدا سے پھیلی هوئي هیں اور انهوں نے ترک تداوی اور تعذیب جسم کو وسیلۂ نجات سمجھہ لیا هے - فاعاذ نا الله سبحانہ مما یعتقد الزنادقة ! ان میں بہت سے لوگ اپنے العباد کو شریعت کي نسبت کي سے انجام دینے کے شائق هیں - وہ " تطبیق بین العقل والنقل ' العلوم الجدیدة والاسلام ' اور الاسلام هوالفطرة والفطرة هي الاسلام " کا راستہ اختیار کرتے هیں ' اور کہتے هیں کہ اگر فرض هوا بھي تھا تو والذین یطیقونه طعام مدیه نے ثابت کردیا کہ ایک مسکین کو کھانا کھلاکر هم روزے کے پنجۂ عذاب سے نجات پاسکتے هیں - پس یہ همارے لیے بس کرتا هے : فاولائك هم المفربجون ' الذین یفسدون في الارض و لا یصلحون :

واذا قیل لهم لا تفسدوا	اور عجب تر یہ کہ جب ایسے کہا جاتا
في الارض قالو انما	هے کہ زمین پر فساد نہ پھیلاؤ تو کہتے
نحن مصلحون - الا انهم	هیں کہ هم تو قوم کے مصلح هیں ! یقین
هم المفسدون ولکن	کرو کہ یہي لوگ هیں جو دنیا لیلیے
لا یشعرون (۲ : ۱۱)	مفسد هیں مگر اپنے فساد سے واقف هیں !

پھر آہ میں ان لوگوں کی حالت تم سے کیا کہوں کہ میرے سامنے صدها نمونے بڑے هي درد انگیز موجود هیں - جس ملحدانہ جسارت ' جس مارقانہ جرات ' اور جس مرتدانہ شوخي کے ساتھہ میں نے انهیں عین رمضان المبارک کے ایام میں (باوجود صحت و عافیت ' قوت و توانائي و بغیر سفر و عذرات شرعیہ) اپنے دورخ شکم کي ایندھن جمع کرتے دیکھا هے ' میں نہیں سمجھتا کہ اسے کیونکر بیان کروں ؟ وہ اس بے پروائی کے ساتھہ ماہ مقدس میں کھاتے پیتے هیں ' گویا انهیں اُس گروہ سے کوئي تعلق هي نہیں جسکے لیے رمضان کا ورود صوم و اتقا کا پیغام تھا !

(جرم اور تعاون)

ایک چیز غفلت و تساهل هے اور ایک انکار و تمرد هے - بلا شبہہ پرانے لوگوں میں بھی هزاروں اشخاص ایسے موجود هیں جن میں تسلط نفس و شیطان سے معاصي و ذنوب کي نہایت کثرت هوگئی هے اور اوپر غفلت و تساهل کے ایک دیني موت طاري کردي هے - علی الخصوص امرا و رؤسا مسلمین کہ اُن میں سے اکثر احکام و اوامر شرعیہ سے بے پروا و غافل هیں - تاهم ان میں ایک فرد بھی ایسا دشکل ملیگا جو احکام الہیہ کا صریح استہزا کرتا هو ' اور خدا کے شعائر کی بیباکانہ هنسی اڑاتا هو - مگر میں نے " اس متمدن وروشن خیال " طبقہ میں بکثرت ایسے لوگوں کو دیکھا هے جو علانیہ احکام اسلامیہ کي هنسي اڑاتے هیں اور تعجب کرتے هیں کہ لوگ کیسے احمق اور نادان هیں جو مفت میں بھوکے رهتے اور اپنے نفس کو تکلیف و مشقت میں ڈالتے هیں؟ قالوا : ماهي الا حیاتنا الدنیا نموت ونحیا وما یهلکنا الا الدهر (۴۵ : ۲۴)

قل ا بالله و اٰیاته و رسوله	ان ملحدوں سے کہو کہ آیا تم الله '
کنتم تستهزؤن ؟ (۹ : ۶۵)	اسکی آیات ' اور اُسکے رسولوں کے ساتھہ
	هنسي کرتے هو ؟

اغیار اسلام میں یہود و نصاری احکام شریعت کي هنسي اڑاتے تھے جنکا حال سورہ مائدہ میں خدا نے فرمایا هے :

یا ایها الذین امنوا	اے مسلمانو! ان لوگوں کا رشتہ نہ پکڑو
لا تتخذوا الذین اتخذوا	جنهوں نے تمهاری شریعت کو هنسي
دینکم هزوا و لعبا (۵ : ۶۲)	ٹھٹھا اور ایک طرح کا کھیل بنالیا هے -

انکا حال یہ تھا کہ :

و اذا نادیتم الی الصلوٰة	جب تم نماز کیلیے صدا بلند کرتے هو '
اتخذوها هزوا و لعبا	یہ هنسی اور ٹھٹھا کرتے هیں - یہ
ذالک بانهم قوم لا یعقلون	اسلیے هے کہ اُنکی عقلیں بھری
(۵ : ۶۳)	گئی هیں -

سورہ نحل میں انهیں کی نسبت فرمایا هے :

زین للذین کفروا الحیاة	کافروں کي نظروں میں صرف دنیا کي
الدنیا و یسخرون من	زندگی هي سما گئي هے - وہ ان لوگوں
الذین امنوا (۲ : ۱۰۸)	کے ساتھہ تمسخر کرتے هیں جو الله پر
	ایمان لائے هیں -

سو آج یہ حالت خود مسلمانوں کا یہ نیا متمدن فرقہ همیں دکھلا رها هے ' اور صحیحاً خبر دیتا هے کہ اسکا شجرہ نسب ضلالت ان لوگوں سے ملتا هے ؟ تمار سے بڑھکر اس گروہ کیلیے کوئي مبعوض و مکروہ حکم نہیں ' کیونکہ علاوہ ایک وحشیانہ حرکت هونے کے اسکے اکثر اجزا ایسے هیں جو متمدن زندگي کے ساتھہ جمع نہیں هوسکتے - رصو سے سُرت کي آستینوں کا کلف خراب هوجاتا هے ' اور سجدہ میں جانے سے پتلوں پر گھٹنوں کے پاس شکنیں پڑجاتي هیں : و اذا قیل لهم ارکعوا لا یرکعون (۷۷ : ۴۸)

جب تمار کے ساتھہ یہ سلوک هے تو روزہ کی نسبت پوچھنا هي عبث هے - وہ کہتے هیں کہ موجودہ متمدن زندگي نے دن میں پانچ مرتبہ اقلاً غذا کا حکم دیا هے ' تو کي وجہ نہیں کہ ایک مہینے تک لیلیے انسان بالکل غذا ترک کردے : فاتلهم الله انی یوفکون (۹ : ۳۰)

(لمصلحون الدجالون)

پھر عجیب تر یہ ہے کہ اس گروہ میں ایک جماعت مصلحین ملت یا ائمۂ امت کی بھی ہے جو اپنے تئیں تمام قوم کا پیشوا اور ہادی مہدی سمجھتی ہے' اور چونکہ اسے یقین ہے کہ ابھی مسلمان احکام شریعت سے متنفر نہیں ہوے ہیں گو غافل ہیں' اسلیے جب بھی مجلسوں اور کانفرنسوں کے اسٹیجوں پر انکے سامنے آتی ہے تو بنسر پیکر اسلام و ایمان و مجسمۂ شریعت و اسلامیہ بن جاتی ہے' اور جس شریعت نے اولین ارکان و عبادات تک سے اسے عملاً انکار ہے' اسکے ماننے والوں نے ادبار و غفلت پر یہودیوں کی طرح رونی اور رسولوں کی طرح فغاں سنج ہوتی ہے - پھر بیمار کا فلسفہ اسکی زبان پر ہوتا ہے - روزہ کی فلاسفی پر اس سے بہتر کوئی لکچر نہیں دیسکتا - اسلامی عبادات کے مصالح و حکم کے اعلان کا اس سے بڑھکر کوئی واعظ نہیں' حالانکہ خود اسکے نفس کا یہ حال ہے کہ احکام شریعت کی تذلیل و تحقیر کا اس سے بڑھکر کوئی فتنہ نہیں ہے اور اسکا وجود اتحاد و زندقہ کے سوا اور کچھ نہیں -

یخادعون اللہ والذین آمنوا و ما یخدعون الا انفسھم و ما یشعرون - (۲ : ۹)

یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ کو اور مسلمانوں کو اپنے نفاق سے دھوکا دینا چاہتے ہیں' مگر نہیں جانتے کہ درحقیقت وہ اپنے نفس ہی کو دھوکا دے رہے ہیں -

(ایک بشارت عظمیٰ)

البتہ دو تین سال سے تعلیم یافتہ طبقہ میں ایک مبارک تغیر و انقلاب کے آثار ضرور نظر آرہے ہیں' اور میں بہت سے ایسے ارباب قلب و رجوع الی اللہ کو جانتا ہوں جنکے دلوں پر پچھلے مصائب اسلامی سے تنبہ و اعتبار کی ایک ناری چوٹ لگی ہے اور انکے اندر مذہبی اعمال کی طرف یکایک میلان و رجوع پیدا ہو چلا ہے - سوئی الطبیعت ایسے مبارک نفوس اس گروہ کی عام حالت سے بیحد مستثنیٰ ہیں' اور اگر انکو استقامت و ثبات نصیب ہو تو کچھ شک نہیں کہ ہم سب کو پیچھے کہ انکے ہاتھوں کو جوش عقیدت سے بوسہ دیں اور مقدس عباؤں کے دامنوں کی جگہ انکے فرنگی کوٹوں کے دامنوں کو آنکھوں سے لگائیں - کیونکہ موجودہ عہد میں اسلام و ملت کی خدمت کے لیے اس گروہ سے بڑھکر اور کوئی جماعت مفید تر نہیں ہوسکتی اور اسکی اصلاح سے بڑھکر عام اسلامی لیلیے کوئی بشارت نہیں : و لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا -

قبول اسلام

آہ اسلام کی روح الہی اور صورت ربانی میں وہ کونسی دلفریبی ہے کہ مسلمانوں کے عالمگیر تنزل اور انتہائی تذلل و بیکسی کے باوجود' اسکے حلقے میں اب تک بڑے بڑے ارباب عز و جاہ بطیب خاطر و بلا ترغیب و طمع داخل ہوتے جاتے ہیں !

"الفریڈ رستم بے" جو ایک معزز و ممتاز روسی ہیں' حال میں بسطنطنیہ میں مشرف باسلام ہوے - انکی والدہ کا تعلق ایک مشہور انگریزی خاندان سے ہے جو عرصہ سے قسطنطنیہ میں مسکون ہے - رستم بے بہت سے اعلی عثمانی مناصب پر فائز رہچکے ہیں - یہ عثمانی سفارتخانہ واشنگٹن کے مشیر' عثمانی سفارتخانہ لندن کے مصر' اور سنٹیجی میں وزیر رہے - اب واشنگٹن کے سفیر مقرر ہوے ہیں -

اسکے ساتھ ہی وہ ایک اعلی درجہ کے انشاء پرداز بھی ہیں انکے بہت سے انگریزی رسائل میں انکے نہایت دلچسپ مضامین نکل چکے ہیں -

انھوں نے اپنا اسلامی نام احمد رکھا ہے -

انکے قبول اسلام پر عثمانی پریس عام طور پر گرمجوشی کے ساتھ اظہار مسرت کررہا ہے -

بحث و رد

عاملین احکام و صائمین رمضان

مقالۂ افتتاحیہ میں جو کچھ پڑھچکے ہو' یہ حال تو نازلین صیام کا تھا - اب آؤ انکو دیکھیں جو عاملین و صائمین میں داخل ہیں - یہ سرگدست انکی تھی جنھوں نے شریعت کو چھوڑ دیا' لیکن آؤ اب انکی سراع میں نکلیں جو ابتک دامن شریعت سے وابستہ ہیں - یہ وہ لوگ ہیں جو پانی سے دور ہوگئے - اب آؤ انکو دیکھیں جو دریا کے کنارے جمعہ زن ہیں !

پھر کیا وہ سیراب ہیں ؟ کیا وہ پھلوں کی طرح پیاسے نہیں ؟

* * *

افسوس کہ حقیقت ہی آنکھیں اب تک خوبزار ہیں اور عشق معہود کا قدم یہاں تک پہنچکر بھی کامیاب نہیں - یہ سچ ہے کہ پھلوں نے دریا کی راہ چھوڑ دی اور دوسرے نے اسکے کنارے اپنا خیمہ لگایا اور اسمیں بھی کچھ شک نہیں کہ اسکا اجر انھیں ملنا چاہیے' لیکن اگر دریا کو وہ دریا چاہیے نہیں بلکہ دریا کے پانی چاہیے تھا تو پہلا گروہ پانی سے دور رہکر پیاسا رہا' اور دوسرے اس تک پہنچکر پیاسے ہیں'

انھیں تشنگی نہیں ملتی' انھیں ساحل نہیں ملتا !

* * *

یہ وہ لوگ ہیں کہ انھوں نے شریعت سے حکموں کو تو لے لیا ہے' مگر اسکی حقیقت چھوڑ دی ہے - یہ وہ ہیں کہ انھوں نے چھلکے پر قناعت کی اور اسکے مغز کو ان لوگوں کی طرح چھوڑ دیا جنھوں نے چھلکا اور مغز دونوں چھوڑ دیا ہے - یہ جسم کو انسان سمجھلے ہیں حالانکہ جسم بغیر روح کے ایک سڑنے والی لاش ہے - یہ نقاب کو چہرۂ محبوب سمجھے ہیں' حالانکہ عیش نظارہ اسنے پایا' جس نے نقاب کی جگہ صورت سے عشق کیا - کاشتکار پھل کیلیے بیج بوتا ہے' اور پھولوں کی ساری معنویت اسمیں ہے کہ اسکی خوشبو سے دماغ معطر ہوجاتا ہے - پس اگر بیج پھل کے لایا اور پھولوں نے خوشبو نہ دی' تو کاشتکار کیلیے ہل جوتنے کی جگہ نہتر تھا کہ وہ گھر میں آرام سے سوتا' اور بے خوشبو کے پھولوں سے وہ خشک تنکے زیادہ قیمتی ہے جو چولہے میں جلائے جاسکے : فویل للمصلین الذین ھم عن صلاتھم ساھون ! (۱۰۷ : ۶)

* * *

تمام روزہ ' شریعت کے جتنے احکام اور جتنی طاعات ہیں' سب کا حال یہ ہے کہ ایک شے جو ان میں مقصود بالذات ہوتی ہے اور ایک اس مقصود کے حاصل کرنے کا وسیلہ -

تمام میں اصلی شے عبودیۃ الہی ' انکسار و تذلل ' خضوع و خشوع ' ابتہال و توجہ الی اللہ ' و انقطاع و تبتل ہے ' اور بقیہ اسکا تمام فواحش و منکرات اور رذائل و خبائث سے اجتناب و تحفظ ہے - حج کا مقصود دعوۃ اسلامی کی بنیاد اولی کی یاد گار ' اسوۂ ابراہیمی کی تجدید ' مرکز توحید پر تمام شعوب و قبائل موحدین کا اجتماع ' اور وحدۃ اسلامی و اتحاد ممالک و امم کا ظہور و قیام ہے' اور بقیہ اسکا تعلق الہی کی تفویض ' احکام شریعت کا انقیاد اور رفع انشقاق و اختلاف ' و استمداد تعویق و تشتت کلمۂ اسلام ہے -

اسی طرح روزہ بھی صرف بھوکے پیاسے کا نام نہ تھا - اگر ایسا ہوتا تو ہر فقیر عابد ہوتا ' اور ہر فاقہ کش مومن کامل ' حالانکہ بہت سے بے نصیب مسکین ہیں جنکی فاقہ کشی انھیں وہ نہیں دیسکتی جو ایک خدا پرست بادشاہ کو اللہ و تعالیم سے

منتخبات علمیہ

علم النباتات کا ایک جدید صفحہ

(مسٹر بوس کا اکتشاف جدید)

روح نباتات اور احساس

(۲)

(قدیم تحقیق)

گذشتہ صحبت میں تم نے اندازہ کرلیا ہوگا کہ حیوانات اور نباتات کے ہیجانوں میں کس درجہ مشابہت و مماثلت ہے؟ اور اسلیے غالباً تم دونوں کو یکساں طور پر "ہیجان" اور "عمل عصبی" سمجھتے ہوگے -

لیکن علماء وظائف الاعضاء نباتات نے سر خیل' علامہ پیفر (Peffer) کے بعض تجارب کی بنا پر یورپ میں یہ امر قطعی طور پر طے پاگیا تھا کہ حیوانات میں جس شے کو دفع عصبی (Nervous impulse) کہتے ہیں' اسکے مقابلہ میں نباتات کے اندر کوئی شے نہیں ہے - چنانچہ تمام علماء نباتات برابر یہی کہتے آئے ہیں کہ جسکو ہم بظاہر دفع عصبی سمجھتے ہیں' وہ عمل عصبی نہیں بلکہ ایک طرح کا عمل میکانیکی ہے

وہ کہتے ہیں کہ پودوں کے جو نسیج طبیعی مقدار سے زیادہ بڑے نظر آتے ہیں' انکی نسبت سمجھنا چاہیے کہ وہ گویا ربڑ کی نلکیاں ہیں جنمیں پانی بھرا ہوا ہے - جب ہم نہرنا کے ذریعہ یا کسی اور مکانیکی طریقہ سے تنبہ و تحریک پیدا کرتے ہیں تو گویا ان پانی سے بھرے ہوے نسیجوں کو نچوڑنے لگتے ہیں - اسلیے پانی اندر سے پورے زور کے ساتھہ اچھلکر نکلتا ہے اور نکل کے پودے کے اس عضو متعلق (پل وی نس) سے ٹکراتا ہے - اس تصادم کی وجہ سے پل وی نس سکڑنے لگتا ہے' اور پتھ کی پتیاں کمھلا کے جھک جاتی ہیں -

ڈاکٹر بوس کی تحقیقات سے پیشتر تمام علمی دنیا کا ان بیانات پر ایمان کامل تھا مگر اب علم کی ایک مشرقی رسالت نے اس ایمان کو متزلزل کر دیا ہے !

اب ہم کو اس طرف متوجہ ہونا چاہیے کہ کیا در حقیقت نباتات میں ہیجان یا حرکت کا انتقال عصبی نہیں ہے بلکہ مکانیکی ہے؟ اسکے متعلق مفصلہ ذیل سے پہلے انتقال عصبی اور انتقال میکانیکی کا باہمی فرق سمجھہ لینا چاہیے

(انتقال میکانیکی اور انتقال عصبی)

کسی جسم کے ایک مقام سے دوسرے مقام پر صناعی اور آلی طریقہ سے (یعنی بذریعہ آلات کے) جانے اور منتقل ہونے کا نام "انتقال مکانیکی" ہے -

مثلاً تمہارے شہر میں زمین کے نیچے لمبی نلوں کا ایک جال پھیلا ہوا ہے جسے تم پائپ یا نم کہتے ہو - اسمیں ایک مخصوص مقام سے پانی ڈالا جاتا ہے اور بعض مشینوں کی وساطت سے تمہارے گھروں تک پہنچ جاتا ہے - یعنی ایک جسم سیال (پانی) بعض آلات کے عمل سے اپنی جگہ سے چلتا ہے اور چلکر تم تک آجاتا ہے - یہی انتقال میکانیکی ہے -

انتقال عصبی میں بھی قریباً وہی ہوتا ہے جو انتقال مکانیکی میں ہوتا ہے - اعصاب نہایت چھوٹے چھوٹے ذرات سے مرکب ہیں - ان ذرات میں حرکت و انتقال کی قابلیت موجود ہے - جب اعصاب میں کسی قسم کی تنبیہ یا تحریک ہوتی ہے تو ان ذرات میں آشفتگی و برہمی پیدا ہوجاتی ہے - اسی برہمی و انقلاب کا نام ہیجان ہے -

جب اعصاب اپنی پوری زندگی یا بہتر و موافق وظائف الاعضائی حالت میں ہوتے ہیں' تو اسوقت یہ قوت اپنے اوج و شدت پر ہوتی ہے - ضعیف سے ضعیف تنبیہ اور خفیف سی خفیف تحریک بھی ذرات میں ایک انقلاب عظیم اور برہمی عام پیدا کردیتی ہے - اور اسلیے سخت ہیجان محسوس ہوتا ہے -

لیکن جب اعصاب کی وظائف الاعضائی حالت عمدہ نہیں ہوتی ' تو ذرات کی برہمی اور ہیجان کی شدت میں بھی فرق آجاتا ہے -

یہ حالت اعصاب موصلہ conducting nerves سے ہوے گزرتی ہے' اور جہاں سے گزرتی ہے' اس مقام کے ذرات میں انقلاب و برہمی پیدا ہو جاتی ہے - یہی جا بجا اور منزل بمنزل بڑھنے والا انقلاب ذرات ہے جسے تنبہ عصبی nervous epulsim کے انتقال سے تعبیر کیا جاتا ہے -

(وظائف الا عضائی اعتدال)

ہم ابھی لکھہ آئے ہیں کہ ہیجان کی شدت اور اسکا ضعف اعصاب کی حیات تامہ اور موافق و سازگار وظائف الاعضائی حالت پر موقوف ہے ' اسلیے ہم بتا دینا چاہتے ہیں کہ "موافق وظائف الاعضائی حالت" سے ہماری مراد کیا ہے ؟

اس سے ہمارا مقصد اعتدال حرارت و برودت ہے -

اعصاب کے اداء وظائف پر حرارت و برودت کا بہت بڑا اثر پڑتا ہے - جسوقت اعصاب کے کسی حصہ میں تنبہ یا تحریک پیدا ہوتی ہے' اگر اسوقت وہ معتدل حالت میں ہوے ہیں تو انمیں ایک طبیعی و عادی ہیجان پیدا ہوتا ہے لیکن اگر یہ اعتدال موجود نہ رہے بلکہ برودت غالب ہو' تو پھر جسقدر برودت کا غلبہ ہوتا ہے اسیقدر ہیجان میں بھی کمی ہوتی جاتی ہے - یہاں تک کہ جب برودت بہت زیادہ بڑھجاتی ہے تو پھر ہیجان بالکل باطل ہو جاتا ہے - یہی بطلان ہیجان ہے جس کو مرض فالج کہتے ہیں

لیکن اگر برودت کے بدلہ حرارت کا غلبہ ہے تو اس سے ہیجان میں ایک غیر طبیعی حالت پیدا ہوتی ہے - اس حالت کے حد سے زیادہ ہونے کے بعد برودت کے نتائج کی طرح اسکے نتائج بھی سخت خطرناک ہو جاتے ہیں

بعض ایسے وسائل بھی ہیں جنکے ذریعہ سے اعصاب میں ہنگامی طور پر فالج کی سی کیفیت پیدا کی جاسکتی ہے - انکو اصطلاح میں anaesthetics کہتے ہیں -

انکے اثرات کا اصلی عمل یہ ہے کہ وہ اعصاب کی قوت تنبہ کو قبضہ کر لیتے ہیں اسی طرح بعض ایسی سمیات (زہریلی دوائیں) بھی ہیں جنکے ذریعہ اعصاب کی قوت ایصال کو فنا کردیا جاسکتا ہے

مقالات

تـــاريـــخ فـــرضيـــت صـــوم

عبادات اسلامیه کی ترتیب فرضیت اگر اسرار و مصالح پر مبنی ہوتی تو تمام عبادات میں سب سے پہلے رمضان کے روزے فرض ہوتے -

تقدم زمانی کے لحاظ سے تمام فرائض میں سب سے پہلے نماز فرض ہوئی - ابتداء میں وہ اگرچہ نہایت سادہ و مختصر عبادت تھی تاہم تکبیر و تہلیل اور قرأت سے اسکا پیکر روحانی خالی نہ تھا جب کفار مکہ کی فضاء میں قرآن مجید کی نامانوس مگر مقدس آیتیں گونجتی تھیں تو کفار اس مختصر عبادت میں بھی رکاوٹ پیدا کرتے تھے- چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تو کفار کے نماز میں قرأت سے صرف اس بنا پر روک دیتا تھا کہ اسکا اثر انکے بال بچوں پر شدت کے ساتھ پڑتا تھا اور انہیں خوف تھا کہ کہیں وہ مسلمان نہ ہو جائیں -

لیکن روزہ ایک غیر محسوس فریضہ الہی ہے - رکوع، سجود، قیام، قعود، تکبیر و تہلیل سے اسکی ترکیب نہیں ہے جسکی صدائیں دوسروں تک پہنچیں اور انہیں خبردار کردیتی ہیں- وہ ایک عدمی چیز ہے- منہیات کے سلب و نفی سے اسکی ترکیب و تقوم ہوتی ہے- یعنی اسکا وجود محض بعض خواہشوں کے روک دینے اور بعض ضروریات جسمی کے حبس و ضبط سے متشکل ہوتا ہے - پس ظاہر ہے کہ ایسی غیر محسوس چیز میں کسیکو رکاوٹ پیدا کرنے کا اور مانع آنے کا کیا موقع مل سکتا ہے ؟

اس سے ظاہر ہوا کہ جب اسلام ہر طرف سے خبروں اور برچھیوں کے حصار میں گھرا ہوا تھا تو اس حالت میں صرف روزہ ہی ایک ایسی عبادت تھی جو خاموشی کے ساتھ بے روک ٹوک ادا کی جاسکتی تھی، پس عقلاً سب سے پہلے اسی کو فرض ہونا چاہیے تھا کہ آغاز عہد کی مظلومیت و مسکنت میں بآسانی ادا کیا جاسکتا تھا - لیکن تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کو پہلے ہی دن فرض کردی گئی، مگر روزہ سنہ ۲ ھ میں فرض ہوا، جبکہ مال غنیمت سے مدینہ کا دامن بھر گیا تھا اور تکبیر و تہلیل کی صداؤں کو ایک فضاے غیر محدود مل گئی تھی -

آخر اسکے اندر کون سی حکمت پوشیدہ ہے ؟ کیا اسلام کا نظام عبادت ترتیب معکوس پر قائم ہے ؟

(علة تقـــدم صلوة)

اسلام ایک دین قیم ہے - ترتیب و نظام اوسکی حقیقت میں داخل ہے - پس ضرور ہے کہ عبادات کی فرضیت کی تقدیم و تاخیر میں بھی اسرار و علل پوشیدہ ہوں اور تدبر و تفکر سے کام لیا جاے تو فی الحقیقت نماز کی تقدیم اور روزے کی تاخیر میں ایک دقیق و اہم نکتہ پوشیدہ ہے -

اگر ہمارے پاس غذاے لطیف نہیں، آب خوشگوار نہیں، روجۂ جمیلہ نہیں، غرض وہ تمام چیزیں نہیں جنکے استعمال سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے تو ایسی حالت میں ان تمام چیزوں سے منہ موڑ لینا کوئی حقیقی تقوی نہ ہوگا، بلکہ ایک مجبوری کی شکل ہوگی - کیونکہ اگر روزہ نہ رکھیں، جب بھی دن بھر فاقہ ہی سے گذرتی ہے-پس اگر مکہ میں روزہ فرض کردیا جاتا تو وہ اسی قسم کا ایک مجبورانہ تقوی ہوتا، لیکن مدینہ کی حالت اس سے مختلف تھی - وہاں زمین اپنے خزانے اگل رہی تھی، خوبصورت کھیتیں ہر طرف سے آآ کر جمع ہو رہی تھیں، فتوحات نے آغاز سے طرح طرح کی نعمتوں کے انبار لگادیے تھے اور آزادی کے احساس نے ان جذبات کو اور بھی مشتعل کردیا تھا - ایسی حالت میں اگر کوئی شخص ان لذائذ طیبہ سے احتراز کرتا تو یہ بے شبہہ اوسکے قوت ایمان و ضبط نفس کی دلیل ہوتی - اسلام درحقیقت صبر و تحمل کی ایک آزمایش اور زہد و تقوی کا امتحان گاہ ہے، اسلیے صبر و قناعت سیکھنے سے پہلے اوس نے مسلمانوں کے زہد و تقوی کو روزے کے ساتھہ آزمایا، اور ایسے وقت میں آزمایا جبکہ لغزش اور ٹھوکر کے اسباب فراہم ہونا شروع ہوگئے -

(اعـــار صيـــام)

جمہور مفسرین کا بیان ہے کہ ابتداے اسلام میں مسلمانوں نے بھی روزہ بالکل اونہیں خصوصیات کے ساتھہ اختیار کیا تھا، جسکی مثال عیسائیوں کے سلسلۂ عبادات میں قائم ہوچکی تھی - یعنی عیسائیوں کے یہاں روزہ نہایت سخت شرائط کا پابند تھا - مثلاً اگرکوئی شخص افطار کرکے سوجاتا تھا، تو اوسپر کھانا پینا، عورت کے پاس جانا حرام ہوجاتا تھا، اور اسی عید کی ابتداء سے اوسکے روزہ کی ابتداء قرار پاتی تھی - شروع اسلام میں مسلمان بھی انہی شرائط کے پابند تھے، لیکن بعض صحابہ کے حالت روزہ میں دن بھر کام کیا، شام کے وقت پلٹے تو کھانا طیار نہ تھا - بی بی کے کھانا پکانا چاہا مگر اونکو کھانے سے پہلے ہی نیند آگئی اور بغیر افطار کئے ہوے سوگئے - اسی فاقہ کی حالت میں دوسرے روز کا روزہ بھی رکھنا پڑا، نتیجہ یہ ہوا کہ بیہوش ہوگئے - یہ تو مجبوری کی صورت تھی، لیکن بعض لوگ ضبط نفس بھی نکرسکے - خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی بی بی سے علحدہ نہ رہسکے- اس بنا پر خداوند تعالی نے دوسرا مزید کردی کہ سویعۃ اسلامیہ کا روزہ اقوام سابقہ کے شدائد پر مبنی نہیں ہے بلکہ اسمیں ہر طرح کی آسانیاں اور سہولتیں رکھی گئی ہیں :

احل لکم لیلة الصیام الرفث الی نسائکم ھن لباس لکم وانتم لباس لھن علم اللہ انکم کنتم تختانون انفسکم فتاب علیکم وعفا عنکم فالان باشروھن وابتغوا ما کتب اللہ لکم وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر - (۲ ۱۸۳)	تمہارے لیے روزے کی راتوں میں بیوی کے پاس جانا جائز کردیا گیا ہے، کیونکہ عورتیں تمہارا لباس ہیں اور تم انکا لباس ہو - خدا کو معلوم ہوا کہ تم لوگ چھپ کے ایسا کرتے تھے، اس نے تم کو اور اپنے نفس کے ساتھہ خیانت تھی - پس خدا نے تمہاری اوسنہ قبول کرلی، اور معاف کردیا - اب تم اطمینان سے کھاؤ پیو، یہاں تک کہ سفید دھاگا سیاہ دھاگے سے ممتاز ہو جاے

(صلـــوة و صيـــام)

نماز ایک معجزہ ہے، جو ہمیں ہر برائی سے بچاتی ہے ان الصلوة تنھی عن الفحشاء والمنکر (۲۹ : ۴۰) نماز بری باتوں سے روکتی ہے

لیکن محض احتساب سے قوی حاصل نہیں ہوسکتا - طبیب ہمکو پرہیز بتاتا ہے لیکن ہم اسکے بتاے ہوے پرہیز پر عمل نہیں کرتے، اسلئے پرہیز کا اصل مقصد یعنی صحت حاصل نہیں ہوتی - نماز ہمکو یہی بتاتی ہے - لیکن روزہ ایک ایسی عبادت ہے جو ہمکو

... ب کا نتیجہ عملی صورت میں ڈھلا دیتی ہے ... نماز ... سکھاتی تھی ' اور ہم نے روزے میں تعلیم و ہدایت سے ... تھوڑی حاصل کرلیا - پس نماز کا اصلی نتیجہ روزہ ہے ... ہے کہ روزہ نماز کے بعد فرض کیا گیا ' کیونکہ نتیجہ کبھی ... سے منفک نہیں ہوسکتا -

(زکواۃ و صیام)

روزہ کا نتیجہ نماز کا عملی نتیجہ ہے ' لہذا وہ خود زکوۃ کی علت ... ہوتا ہے - انسان جب روزہ رکھتا ہے تو خود بھوکا پیاسا رہکر ... روں اور مسکینوں کی بھوک پیاس کا بھی صحیح اندازہ ... لیتا ہے پس اسے وہ فقراء و مساکین جن کی حالت ہمیں حوالہ ... مہینے اس کیفیت میں مجبوراً مبتلا رکھتی ہیں ' جس سے ... روزہ ... نے اپنی خوشی سے ایک ماہ کیلیے اختیار کیا ہے نتیجہ ... ہے کہ اسکے دل میں اوائل اعانت کا جذبہ سے پیدا ... ہوجاتا ہے - اور جب کبھی کسی بھوکے پیاسے کو دیکھتا ہے تو ... ٹھیک سمجھ لیتا ہے کہ اسپر کیسی مصیبت طاری ہے ؟

یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں معمول سے زیادہ انفاق کیا کرتے تھے ' اور یہی سبب ہے کہ رمضان کے بعد صدقۂ فطر واجب کیا گیا -

اس لحاظ سے عبادات کے سلسلہ میں زکوۃ کا تیسرا درجہ اتفاقی نہیں بلکہ عقلی ہے ' کیونکہ وہ روزہ کا نتیجہ ہے - عبادات کے سلسلہ میں روزے کا چونکہ دوسرا درجہ تھا ' اسلئے اسکے نتیجہ کا تیسرا اثر زکوۃ قرار پایا -

(حج و صیام)

حج ان تمام عبادات کا جامع ہے جسکے بعد وہ اسلام کا اخیری فرض ہے - تمام بھی اسکا جزو ہے جو حضیض و حد سبب سے سالمہ ادا کی جاتی ہے - وہ روزہ و زکواۃ کا بھی نتیجہ قرار پا سکتا ہے -

فمن کان منکم مریضا او به	تو تم میں سے جو مریض ہو یا
اذی من راسه ففدیة من صیام	اوسکے سر میں اوائی عارض ہو تو
او صدقة او نسك	وہ روزے کا یا صدقہ کا یا قربانی
	کا فدیہ ادا کرے -

پس وہ اسلام کی عبادات سہ گانہ کا ایک جامع مرقع ہے جو دنیا کو علی الاعلان دکھایا جاتا ہے -

لیکن در حقیقت حج بھی روزے کا آخری نتیجہ ہے ' روزے کا بہترین نتیجہ ' یا روزے کا ایک بہترین ... ہے ' جس میں انسان پر وہ چیزیں حرام ہوجاتی ہیں جو حالت روزے کے زمانہ میں حلال تھیں -

ولا تباشروهن و انتم عاکفون	اور اپنی عورتوں کے پاس حالت
فی المساجد تلک حدود الله	اعتکاف میں نہ جاؤ یہ خدا کے حدود
فلا تقربوها کذلک	ہیں انکے پاس تم اسی طرح خدا
یبین الله آیاته	اپنی نشانیاں لوگوں کیلیے
للناس لعلهم یتقون -	بیان کرتا ہے تاکہ وہ تقوی اختیار کریں -

اعتکاف تقوی کا بہترین مظہر ہے ' اسلئے اوسکے لیے وہ تمام شرائط لازمی ہیں جنکے آغوش میں تقوی نشو و نما پاتا ہے - اعتکاف کیلیے روزہ ضروری ہے جو متمم تقوی ہے - مسجد کے حدود سے باہر کوئی شخص معتکف نہیں ہوسکتا ' اور مسجد ہی وہ گھر ہے جسکو خدائے موسس علی التقوی کہا ہے ' پس اعتکاف روزہ کا ایک جزو یا اسکی ایک اعلی ترین شکل ہے ' اور حج کی غرض سے ہم جس مقدس گھر کی زیارت کو جاتے ہیں اسکی تعمیر کا بھی ایک مقصد اعتکاف تھا -

وعهدنا الی ابراهیم	اور ہم نے ابراہیم و اسمعیل کو وصیت
واسمعیل ان طهرا بیتی	کی کہ تم ہمارے گھر کو طواف کرنے
للطائفین و العکفین	والوں ' تعلیم اور مجاوروں کیلیے اور
والرکع السجود -	رکوع سجود کرنے والوں کیلیے پاک کرو !

(شہر رمضان)

لیکن ہمکو سب سے زیادہ اس چیز پر غور کرنا چاہیے جسکی بنا پر قرآن مجید رمضان میں نازل ہوا تھا - ہم نماز پڑھتے ہیں ' روزہ رکھتے ہیں ' حج کرتے ہیں ' لیکن ہم پر کوئی آیت نازل نہیں ہوتی - صرف روزہ ہی ایک ایسی عبادت ہے جسکی برکت ہم پر پورا قرآن نازل ہوا : شہر رمضان الذی انزل فیه القرآن -

اللہ تعالے نے قرآن کو ہم کو صرف متقین کے لیے نازل فرمایا ہے

ذلك الكتاب لاریب فیه	اس کتاب میں کوئی شبہ نہیں -
هدی للمتقین الذین یومنون	وہ ان پرہیزگاروں کیلیے رہنما
بالغیب ' و یقیمون الصلوة و مما	ہے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں '
رزقنهم ینفقون - (۲ : ۲)	نماز پڑھتے ہیں ' اور ہم نے جو
	کچھ انہیں دے رکھا ہے ' اسمیں سے انفاق و صدقات کرتے ہیں -

روزہ صرف تقوی کا نام ہے ' اس بنا پر قرآن مجید کا حقیقی طرف رمضان ' اور اوسکا حقیقی مخاطب صرف روزہ دار ہی ہوسکتا ہے :

شهر رمضان الذی انزل فیه	رمضان کا وہ مہینہ جسمیں قرآن
القرآن هدی للناس و بینت	نازل کیا گیا - جو ہدایت ہے لوگوں
من الهدی و الفرقان -	کیلیے ' اور اوس میں ہدایت راہنما
(۲ : ۱۸۱)	اور روشن دلیلیں امتیاز و ہدایت
	کی موجود ہیں -

امام رازی نے لکھا ہے کہ خدا نے سورۂ بقرہ کے اول میں هدی للمتقین کہا تھا اور یہاں هدی للناس کہا ہے ' اسلیے ان دونوں آیتوں کے ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی وہی ہے جو پرہیزگار ہے جو پرہیزگار نہیں وہ آدمی نہیں - دوسرے الفاظ میں اس مفہوم کو یوں بھی ادا کرسکتے ہیں کہ کامل انسان وہی ہے جو روزہ دار ہے - یعنی ضبط و صبر اور ایثار کی قوت رکھتا ہے - جو روزہ دار نہیں وہ انسان ہی نہیں کیونکہ انسان وہی ہے جسمیں چارپایوں سے اچھے و بڑھے جوہر ہوں - وہ جوہر اسکی ملکوتیت ہے -

روزے سے انسان کے قلب میں تقوی و طہارت کی جو کیفیت الاعیہ پیدا ہوجاتی ہے ' اوسکا مظہر اگرچہ اوسکی زندگی کا ہر حصہ ہوسکتا ہے تاہم اوسکے اظہار کا حقیقی موقع معاملات تمدنی ہیں جہاں انسان کا قدم ڈگمگا جاتا اور حلال و حرام کے درمیان جو مشتبہ ہیں ' اوائل تمدن اٹھا جاتی ہے - کسی نے امام محمد سے کہا کہ اسنے زہد میں کوئی کتاب نہیں لکھی - انہوں نے فرمایا: میں نے معاملات میں مقالات لکھدی ہیں - زہد کا مظہر اوس سے بڑھکر اور کیا ہوسکتا ہے ؟

اس لحاظ سے ہمارے معاملات روزے کے نتائج کے اظہار کا بہترین ذریعہ ہیں - یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی نے روزے کے احکام کے بعد فرمایا:

ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل	اور اپنے مال کو باہم ناجائز طریقہ
و تدلوا بها الی الحکام لتاکلوا	سے نہ کھاؤ ' اور نہ حکام کو رشوت
فریقا من اموال الناس بالاثم	دو کہ وہ لوگوں کے مال کا ایک
و انتم تعلمون - (۲ : ۱۸۴)	حصہ ناجائز طریقہ سے کھالیں -

نظم کلام و ترتیب آیات کے لحاظ سے ان احکام کو بظاہر روزے سے کوئی مناسبت نہیں معلوم ہوتی ' لیکن حقیقت یہ ہے کہ روزے کی روح یہی اکل حلال ہے - روزہ نے انسان پر اکل حلال صرف اسلیے حرام کر دیا کہ وہ اگر سد رمق پر قناعت نہیں کرسکتا تو اوسکو کم از کم زہد و قناعت کا خوگر ہوکر اکل حرام سے تو ضرور بچنا چاہیے - قرآن مجید کا طرز خطاب یہی ہے کہ وہ مقدمات قائم کر دیتا ہے ' ان کے نتائج پیش کر دیتا ہے ' لیکن یہ نہیں بتلاتا کہ اس میں کون سا مقدمہ ہے اور کون سا نتیجہ ؟ تاہم فطرت سلیمہ خود بخود ان کی طرف ہدایت کرتی ہے - ان هذا القرآن یهدی للتی هی اقوم -

الحسبة في الاسلام

(۳)

(مـــواقـــع احتســـاب)

اس عالم کو برائیوں نے گھیر لیا ھے ' نیکی کا چراغ اس تاریکی میں ٹمٹما رھا ھے ' اسلیے نمکو برائی ھر جگہ مل سکتی ھے ورم ھر جگہ شیطان سے جہاد کرسکتے ھو ' لیکن جزئیات کا استقصا مشکل ھے - بہتر ھوگا کہ چند ابواب مقسومہ میں اصولی طور پر مواقع احتساب متعین کردیے جائیں -

سب سے اول درجہ احتساب کا ایمان باللہ اور توحید باری تعالی ھے - اور وہ تمام معتقدات جسے ایمان باللہ کے عیب پاک ھے - لیکن یہ حصہ بہت وسیع ھے اور اسکے لیے ایک مستقل مضمون درکار ھے - ھم یہاں صرف اعمال کو لینگے -

(۱) عبادات و فرائض و سنن -

عبادات تمکو معلوم ھے کہ چار ھیں : نماز ' زکوۃ ' روزہ ' حج - سب سے پہلے ان کے قیام و استحکام کیلیے احتساب کرنا چاھیے - یہ اگرچہ نہایت ضروری ھے مگر پھر بھی آسان ھے - دشواری اسوقت پیش آتی ھے جب ان میں خشوبات و زوائد کا اضافہ ھوجاتا ھے - اسیکا نام بدعت ھے ' اور انسان ان کے چھوڑنے پر مشکل آمادہ ھوتا ھے - علماے اسلام کو اکثر انہی بدعتوں سے جہاد کرنا پڑا - اس زمانے میں تو یہ احتساب فرض عین ھوگیا ھے - ایجاد بدعات و زوائد سے شاید ھی کوئی عمل دینی محفوظ رھا ھو -

(۲) معاملات

تجارت میں بھی احتساب کی سخت ضرورت ھے - ایک شخص کم تولتا ھے ' ایک شخص اچھے کے ساتھ ردی مل ملا دیتا ھے ' ایک شخص غلہ روک لیتا ھے ' ایک شخص نرخ بڑھا دیتا ھے ' ایک شخص دھوکا دیتا ھے ' منڈی میں غلہ کی گاڑیاں آتی ھیں ' ایک شخص آگے بڑھ کر کل غلہ خرید لیتا ھے - ایک دیہاتی سودا لیکر آتا ھے ' ھوشیار شہری اوسکو دھوکہ دیکر سستے داموں پر خرید لیتا ھے - اسلام میں یہ تمام مواقع پیش آے ھیں اور ان پر احتساب کیا گیا ھے ' جیسا کہ کتب حدیث میں کتاب تصریم مذکور ھے - تمدن جدید نے ان معاملات و فریب کو اور بڑھا دیا ھے اور وسیع کر دیا ھے ' اسلیے جہاں جہاں اسلامی آبادیاں جدید تمدن کے رذائل و مکاید کا شکار ھوئی ھوں ' وھاں اس احتساب کی بھی نہایت سخت ضرورت ھے - علی الخصوص ھندوستان اور مصر میں -

ملازمت کی ھر قسم کی بددیانتی قابل مواخذہ و احتساب ھے - رشوت خواری ' عدم اداے فرائض ' اور قبول رشوت بصورت ھدایا ھر نہایت کثرت کے ساتھ جاری ھے اور جسکی نسبت نہایت صراحت سے احادیث کثیرہ و مشہورہ میں ممانعت کی گئی ھے ' وغیرہ وغیرہ -

(۴) اخلاق و عادات کی نگرانی -

انسداد شراب نوشی ' قمار بازی ' تروبج فحاشی ' نا جائز گداگری ' مسافروں کو خدع و فریب دینا ' اسکے علاوہ انکے معدات و دواعی کا استیصال بھی احتساب کا وسیع میدان ھے - بعض ان تمام چیزوں کو بھی روکنا چاھیے جو کہ خود ان مفاسد میں داخل نہیں لیکن ان مقاصد کا پیش خیمہ اور وسیلہ ھیں - اس سلسلہ میں مسلمانوں کی شادی و غمی کے رسم و رواج بھی بڑا موقعۂ احتساب ھیں - اکثر صوبوں میں کئی کئی انجمنیں مجالس کی نشاۃ فرما کر قسم و تکور اور انعام و اعلانات کا پھاٹک کھل گئی ھیں - اسراف و تبذیر جو سب سے بڑی معصیت ھے ' نہایت مہلک اور بڑھ کر حد تک پہنچ گیا ھے - پس باب احتساب کی دعوت و تعلیم اور سعی و مجاھدات کو اسپر مبذول ھونا چاھیے -

(۵) صیغہ دیوانی و ملکی کا میدان بھی احتساب کا بہترین معمل ھے - صیغہ مال ' صیغہ دیوانی ' خراج و مالگذاری کی تشخیص جمل حاکموں کی اصلاح ' پولیس کے مظالم کا انسداد ' کونسلوں کی وسعت ' میونسپلٹی کی باقاعدگی ' محکمہ زراعت و محکمہ حفظان صحت کی نگرانی ' غرض تمام محکمہ ھاے حکومت جو انسان کی آرام و آسایش کے ذمہ دار ھیں ' سب سے زیادہ قابل توجہ و التفات ھیں - بدقسمتی سے اسمیں ھندوستانی رعایا کو بہت کم دخل ھے - اسلیے سب سے بہتر ھندوستان میں اسکا موقعہ ثابت ھے -

(۶) تعلیمی یعنی مدارس اسلامیہ کی اصلاح ' مدارس عربیہ کا باقاعدہ مراقبہ ' تعلیم عام کی اشاعت اور مضر تعلیم کو رواج دینا ' صحیح و صالح تعلیم کو رواج دینا ' احتساب کے سلسلے میں داخل ھیں اور اس سعی کی نہایت اھم منزلیں ھیں -

غرض ھر یہ قوت واعظہ جو دل پر بھلا یا برا اثر ڈال سکتی ھے احتساب کی طالب ھے - اسلیے تمام دنیا ایک عام صیغہ احتساب ھے

اسیلئے اسلام میں ھمیشہ صیغہ احتساب قائم رھا ' اور حدود شرعیہ ' ضمان و قصاص ' عقوبات مالیہ و بدنیہ ' اسی غرض سے قائم کیے گئے ھیں - دنیا کا معیار اخلاق اپنے توازن طبیعی کے ساتھ قائم رھے - دنیا میں حکومتوں اور سلطنتوں کا احتساب ھی نے قائم کیا ھے ' اور سلطنت کے تمام اجزاء احتساب ھی سے زیر اثر کام کررھے ھیں - ظلم راعی و کل راع مسئول عن رعیتہ -

(احتســـاب اعظـــم)

دنیا میں جب تک اسلامی سلطنتیں قائم رھیں ' عبادات ' اخلاق ' تجارت ' ملازمت ' سیاست ' تعلیم ' غرض ھر چیز میں مذھب کا رنگ نمایاں طور پر نظر آتا تھا اور رشتۂ احتساب دین کے ھاتھ میں تھا ' لیکن اب جبکہ تمھارے دلوں میں نور ایمان نہیں رھا تو تمھیں ھر چیز تاریک نظر آتی ھے - عبادات میں مذھب کی جھلک البتہ نظر آجاتی ھے اور رمضان میں مسجدوں کی قندیلیں گاہ گاہ اسے نمایاں کردیتی ھیں ' لیکن اگر یہی لیل و نہار ھیں تو ممکن ھے کہ یہ چراغ بھی زیادہ عرصہ تک روشن نہ رھیں - لا قدر اللہ ! اسکے علاوہ تمام چیزوں پر سیاست کا رنگ چڑھ گیا ھے - تجارت ' ملازمت ' تعلیم ' غرض ھر چیز سے تم اسلیے بھاگتے ھو کہ یہ سیاست کا میدان ھے اور ھمکو اس میں قدم نہیں رکھنا چاھیے ' لیکن تمکو گھبرانا نہیں چاھیے - سلطنت کے تمام اجزاء بھی احتساب ھی کا فرض ادا کر رھے ھیں - مجسٹریٹ سزا دینا ھے کہ اخلاق کا معیار پست نہ ھونے پاے ' جج حق دلواتا ھے کہ انصاف قائم رھے ' ڈاکٹر علاج تقسیم کرتا ھے کہ انسان کا مزاج اعتدال پر رھے ' پس تمکو خوش ھونا چاھیے کہ عہدہ تمھارا کام کررھے ھیں ' البتہ چونکہ تم سے ھر عہدہ اسلیے تمکو منصب اعظم یعنی خود انکا احتساب لینا چاھیے کہ وہ ادا کررھے ھیں ؟ سچا احتساب انکے اندر ھے یا نہیں ؟

منتخبات علمیہ

علم النباتات کا ایک جدید صفحہ

(مسٹر بوس کا اکتشاف جدید)

روح نباتات اور احساس

(۲)

(قدیم تعفن)

گذشتہ صحبت میں تم نے اندازہ کرلیا ہوگا کہ حیوانات اور نباتات کے ہیجانوں میں کس درجہ مشابہت و مماثلت ہے؟ اور اسلیے غالباً تم دونوں کو یکساں طور پر "ہیجان" اور "عمل عصبی" سمجھتے ہوگے -

لیکن علماء وظائف الاعضاء نباتات نے سر خیل، علامہ پیفر (Peffer) کے بعض تجارب کی بنا پر یورپ میں بہ اس قطعی طور پر طے پاگیا تھا کہ حیوانات میں جس شے کو دفع عصبی (Nervous in pulse) کہتے ہیں، اسکے مقابلہ میں نباتات کے اندر کوئی شے نہیں ہے - چنانچہ تمام علماء نباتات برابر یہی کہتے آئے ہیں کہ جسکو ہم بظاہر دفع عصبی سمجھتے ہیں، وہ عمل عصبی نہیں بلکہ ایک طرح کا عمل میکانیکی ہے -

وہ کہتے ہیں کہ پودوں کے جو نسیج طبیعی مقدار سے زیادہ بڑے نظر آتے ہیں، انکی نسبت سمجھنا چاہیے کہ وہ گویا ربڑ کی نلکیاں ہیں جنمیں پانی بھرا ہوا ہے - جب ہم بجلی کے ذریعہ یا کسی اور مکانیکی طریقہ سے تنبیہ و تحریک پیدا کرتے ہیں تو گویا ان پانی سے بھرے ہوے نسیجوں کو نچوڑنے لگتے ہیں - اسلیے پانی اندر سے پورے زور کے ساتھ اچھلکر نکلتا ہے اور نکل کے پودے کے اس عضو متعلق (پل وی نس) سے ٹکراتا ہے - اس تصادم کی وجہ سے پل وی نس سکڑنے لگتا ہے، اور پتہ کی پتیاں کمھلا کے جھک جاتی ہیں -

ڈاکٹر بوس کی تحقیقات سے پیشتر تمام علمی دنیا کا ان بیانات پر ایمان کامل تھا مگر اب علم کی ایک مشرقی رسالت نے اس ایمان کو متزلزل کر دیا ہے!

اب ہم تو اس طرف متوجہ ہونا چاہیے کہ کیا در حقیقت نباتات میں ہیجان یا حرکت کا انتقال عصبی نہیں ہے بلکہ مکانیکی ہے؟ اسکے متعلق فیصلہ کرنے سے پہلے انتقال عصبی اور انتقال میکانیکی کا باہمی فرق سمجھ لینا چاہیے -

(انتقال میکانیکی اور انتقال عصبی)

کسی جسم کے ایک مقام سے دوسرے مقام پر صناعی اور آلی طریقہ سے (یعنی بذریعہ آلات کے) جانے اور منتقل ہونے کا نام "انتقال مکانیکی" ہے -

مثلاً تمہارے شہر میں زمین کے نیچے آہنی نلوں کا ایک جال پھیلا ہوا ہے جسے تم پائپ یا پم کہتے ہو - اسمیں ایک مخصوص مقام سے پانی ڈالا جاتا ہے اور بعض مشینوں کی وساطت سے تمہارے گھروں تک پہنچ جاتا ہے یعنی ایک جسم سیال (پانی) بعض آلات کے عمل سے اپنی جگہ سے چلتا ہے اور چلکر تم تک آجاتا ہے - یہی انتقال میکانیکی ہے -

انتقال عصبی میں بھی قریباً وہی ہوتا ہے جو انتقال مکانیکی میں ہوتا ہے - اعصاب نہایت چھوٹے چھوٹے ذرات سے مرکب ہیں - ان ذرات میں حرکت و انتقال کی قابلیت موجود ہے - جب اعصاب میں کسی قسم کی تنبیہ یا تحریک ہوتی ہے تو ان ذرات میں آشفتگی و برہمی پیدا ہوجاتی ہے - اسی برہمی و انقلاب کا نام ہیجان ہے -

جب اعصاب اپنی پوری زندگی یا بہتر و موافق وظائف الاعضائی حالت میں ہوتے ہیں، تو اسوقت یہ قوت اپنے اوج و شدت پر ہوتی ہے - ضعیف سے ضعیف تنبیہ اور خفیف سی خفیف تحریک بھی ذرات میں ایک انقلاب عظیم اور برہمی عام پیدا کردیتی ہے - اور اسلیے سخت ہیجان محسوس ہوتا ہے -

لیکن جب اعصاب کی وظائف الاعضائی حالت عمدہ نہیں ہوتی، تو ذرات کی برہمی اور ہیجان کی شدت میں بھی فرق آجاتا ہے -

یہ حالت اعصاب موصلہ conducting nerves سے ہوکے گزرتی ہے، اور جہاں سے گزرتی ہے، اس مقام کے ذرات میں انقلاب و برہمی پیدا ہو جاتی ہے - یہی جا بجا اور منزل بمنزل بڑھنے والا انقلاب ذرات ہے جسے تنبہ عصبی nervous epulsim کے انتقال سے تعبیر کیا جاتا ہے -

(وظائف الاعضائی اعتدال)

ہم ابھی لکھ آئے ہیں کہ ہیجان کی شدت اور اسکا ضعف اعصاب کی حیات تامہ اور موافق و سازگار وظائف الاعضائی حالت پر موقوف ہے، اسلیے ہم بتا دینا چاہتے ہیں کہ "موافق وظائف الاعضائی حالت" سے ہماری مراد کیا ہے؟

اس سے ہمارا مقصد اعتدال حرارت و برودت ہے -

اعصاب کے ادا و وظائف پر حرارت و برودت کا بہت بڑا اثر پڑتا ہے - مسموم اعصاب کے کسی حصہ میں تنبیہ یا تحریک پیدا ہوتی ہے، اگر اسوقت وہ معتدل حالت میں ہوے ہیں تو انمیں ایک طبیعی و عادی ہیجان پیدا ہوتا ہے - لیکن اگر نہ اعتدال موجود ہو بلکہ برودت غالب ہو، تو پھر جسقدر برودت کا غلبہ ہوتا ہے اسیقدر ہیجان میں بھی کمی ہوتی جاتی ہے - یہاں تک کہ جب برودت بہت زیادہ بڑھجاتی ہے تو پھر ہیجان بالکل باطل ہو جاتا ہے - یہی بطلان ہیجان ہے جس کو مرض فالج کہتے ہیں -

لیکن اگر برودت کے بدلہ حرارت کا غلبہ ہے تو اس سے ہیجان میں ایک غیر طبیعی حالت پیدا ہوتی ہے - اس حالت کے حد سے زیادہ ہونے کے بعد برودت کے نتائج کی طرح اسکے نتائج بھی سخت خطرناک ہو جاتے ہیں -

بعض ادویہ وسائل بھی ہیں جنکے ذریعہ سے اعصاب میں ہنگامی طور پر فالج کی سی کیفیت پیدا کی جاسکتی ہے - انکو اصطلاح میں anaesthetics کہتے ہیں -

انکے اثرات کا اصلی عمل یہ ہے کہ وہ اعصاب کی قوت تنبہ پر قبضہ کر لیتے ہیں - اسی طرح بعض ایسی سمیات (زہریلی دوائیں) بھی ہیں جنکے ذریعہ اعصاب کی قوت اتصال کو فنا کردیا جاسکتا ہے -

اس تمہیدي تفصیل کے بعد اب یہ آسانی سے سمجھہ میں آسکتا ھے کہ انتقال مکانیکي اور انتقال عصبي میں کیا فرق ھے ؟

مثـــلاً پانی جو میکانیکی طور پر پائپ سے نکلتا ھے' اس پر موثرات طبیعیہ یعني گـرمي سردي کا اثر نہیں پڑتا - نہ پائپ کے احساس میں (اگر اسمیں احساس ھو) کچھہ فرق آتا ھے ' اور نہ پاني کی روانی میں کچھہ کمي ھوتي ھے - اگـر اسکے گرد سم آلود پٹی باندھدیجـائے یا خود اسي میں زھر کے قطرے ڈالدیے جائیں - جب بھي اسکي ترت ایصال میں کچھہ فرق نہ آئیـگا -

لیکن اگر انھی چیزوں کا استعمال کسي حیواني عصب پر کیا جائیگا تو وہ ضرور متاثر ھوگا -

اب اگر تم کسي انتقال کے متعلق یہ معلوم کرنا چاھتے ھو کہ یہ میکانیکي ھے یا عصبي' تو اسکي صورت یہ ھے کہ پہلے دیکھو کہ وظائف الاعضائی تغیرات کا اثر اس پر پڑتا ھے یا نہیں ؟ اگر نہیں پڑتا تو وہ مکانیکی ھے ورنہ عصبی -

یورپ میں مشہور جـرمن عالم وظائف الاعضاء کے تجارب کی بناء پر یہ فیصلہ کرلیا گیا ھے کہ نبـاتات میں صرف انتقال مکانیکي ھے - حالانکہ مسکین پفیفر کا تجربہ صرف ایک مخدر و مسموم دوا تک محدود ھے - اسے ڈلورو فارم مموسا کے تنے کي بالائي سطح پر استعمال کیا اور اسکے بعد اسے مس کیا - پتیاں بدستور کملا کے جھک گئیں - اس سے وہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ نباتات میں انتقال میکانیکي ھے نہ کہ عصبي -

واقعی بظاھر یہ تجـربہ قابل استناد معلوم ھوتا ھے اور جو شخص سنتا ھے وہ ابتـدا میں باسانی پفیفر کي راے سے اتفاق کرلیتا ھے - چنانچہ ڈاکٹر بوس ایک موقع پر لکھتے ھیں :

" خـود مجھہ پر بھي اسکا اثر عرصے تک بہت قوي رھا لیکن تھوڑے غور و خوض کے بعد اصل حقیقت منکشف ھوگئي -

معلوم ھوتا ھے کہ پفیفر اپنے تجارب میں ان داخلی تسیجوں

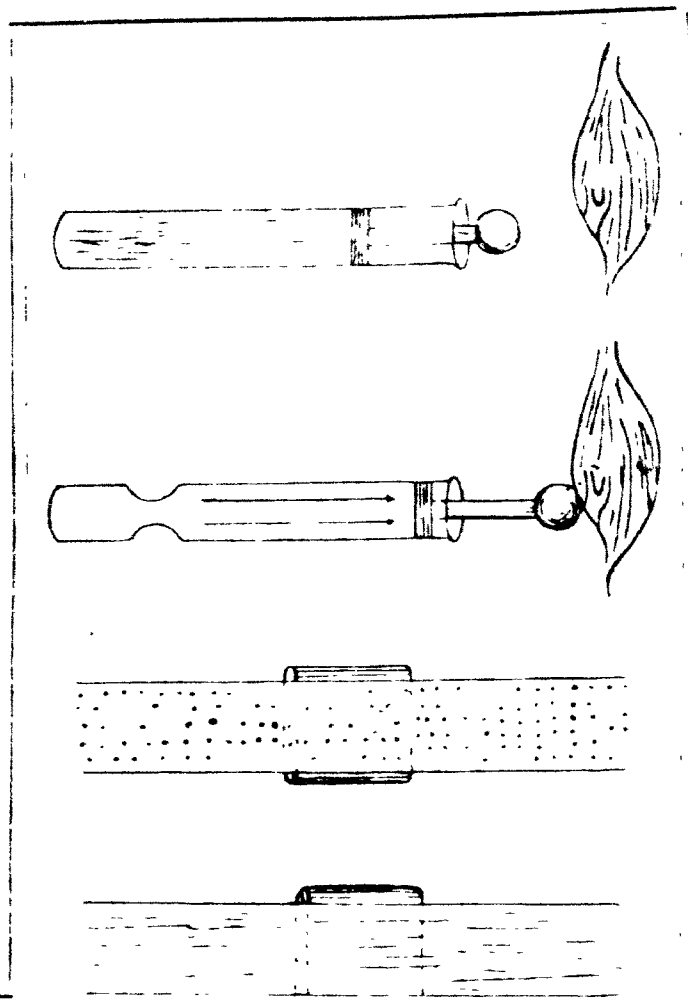

(۱) یہ پني اور پچکاري کی دو مختلف حالتوں کا مرقع ھے بالائي تصویر اس حالت کی ھے جب پنی اور پچکاري دونوں ایک دوسرے سے علحدہ ھیں - دوسري زیریں تصویر میں پچکاري کی گولی پني کے کنارے سے ملی ھوئی دکھائی گئی ھے - یہی حالت تجربہ و عمل کي ھے -

اس دوسري تصویر میں نظریۂ انتقال میکانیکی کو مصور کرکے دکھایا گیا ھے -

یعني یوں فرض کیجیے کہ نباتات کے وہ نسیج جو معمولي مقدار سے زیادہ ضخیم نظر آتے ھیں مثل ایک پچکاري کے ھیں - جب ھم اس پچکاري کا ایک سرا دباتے ھیں تو پاني زور کے ساتھہ نکلنا چاھتا ھے اور اسي کوشش میں وہ گولی نما سرے کو آگے دھکیلتا ھے نہ دوسرا سرا آگے پني کے منقلص نسیج سے لگتا ھے اور وہ سکڑنے لگتا ھے -

(۷) اس موقع میں انتقال عصبی اور انتقال میکانیکی کی تصویر کھینچی گئي ھے -

ھم نے مضمون میں یہ بتا دیا ھے کہ انتقال عصبی ان چھوٹے چھوٹے ذرات کے انتشار و آشفتگي کا نام ھے جن سے اعصاب مرکب ھوے ھیں انکو اصطلاح میں دقائق ثمیاریہ بھي کہتے ھیں - چنانچہ مندرجہ بالا تصویر میں آپ دیکھتے ھونگے کہ بہت سے نقطے سے پریشان و منتشر ھیں -

انتقال میکانیکی کی حقیقت یہ ھے کہ ایک سیال مادہ متحرک ھوتا ھے - دوسري زیرین تصویر اسی انتقال کو واضح کرتی ھے - اسمیں سیال مادہ کی موجیں خطوں کی شکل میں دکھائی گئی ھیں -

دونوں تصویروں کے وسط میں آپ دو خط دیکھتے ھیں - یہی وہ مقامات ھیں جہاں پر مخدر ادویہ کا استعمال کیا گیا ھے -

کو متاثر نہ کرسکا جو احساس کا اصلي سرچشمـہ ھیں - یہ کوئي تعجب انگیز بات نہیں ھے کیونکہ یہ کام نہایت مشکل تھا - اسمیں کچھہ درختوں ھی کي خصوصیت نہیں ھے - حیوانات میں بھي اسکي مثالیں بکثرت ملتی ھیں - مثلاً اگر حیوانات کي بالائي جلـد پر کلورو فارم کا استعمال کیا جاے تو اسکا اثر ان عصبي تھیلیوں (Nerve trunk) تک نہیں پہنچتا جو عضلات کے درمیان ھوتي ھیں -

اسي خیـال سے میں نے از سر نو اس مسئلہ پر غور کرنا شروع کیا ' اور اسکے لیے مختلف بارہ طریق استعمال کیے - اب ان تمـام طریقوں سے یہ امر ثابت ھوگیا ھے کہ نبـاتات میں جس قسم کا تنبہ ھوتا ھے اسکي نوعیت بعینہ وھي ھے جو حیوانات کے تنبہ کی ھے " -

(طرق دوازدہ گانہ)

مسٹر بوس کے ان بارہ طریقوں میں ھم تین طریقوں کو نہایت اختصار کے ساتھہ بیان کرینگے -

سرعت تاثر اور دکارت جس کے لحاظ سے ھم نے ممموسا کو شروع میں انتخاب کیا تھا اور اسوقت بھی اسي کے تجربۂ و مثال کو قائم رکھتے ھیں - ممموسا میں جو تنبہ ھوتا ھے' ظاھر ھے کہ یہ عصبي قرار پائیگا بشرطیکہ ثابت ھوجاے کہ:

(۱) وظـائف الاعضـــائي تغیرات کا اثر تنبہ کے انتقال کي رفتار پر پڑتا ھے -

(۲) جن وظائف الاعضائي موانع کي وجہ سے حیوانات میں تنبہ کو روکا جاسکتا ھے' بعینہ انھی موانع کے ذریعہ یہاں بھي تنبہ کو روکا جاسکتا ھے -

(۳) طبیعي انتشار کے بغیر ھیجـان کا آغاز اسکے دائرہ کی توسیع ھوسکتی ھے -

آخري تحقیقات نے ھمارے لیے ایسے آلات فراھم کردیے ھیں جنکے ذریعہ ھم انتقال تنبہ کي رفتار اور مختلف حالات میں اسکے تغیرات معلوم کرسکتے ھیں -

آئندہ نمبر میں ھم ان آلات کے متعلق تفصیل سے بحث کرینگے

وثائق و حقائق

ليلة القـــدر

عالم تقدیر خاموش نہیں ہے - یہ ایک اٹل ناطق ہے - اس نے مجموعی طور پر تمام عالم کی قسمت کا فیصلہ ازل ہی میں کردیا تھا ' لیکن اشخاص و اقوام کی تقدیر کا فیصلہ ہمیشہ ہوتا رہتا ہے -

کارکنان قضاء و قدر بہت سی قوموں کی قسمت کا فیصلہ کرچکے تھے ' مگر ایک بادیہ نشین قوم پہاڑوں کے دامن میں بستی پڑی تھی - انہی پہاڑوں کے غار سے آفتابِ شریعت کا ایک شرارہ اترا ' اور دفعۃً خرمنِ جہل و ضلالت پر برق خاطف بنکر گرا - اس مردہ قوم کی سوئی ہوئی تقدیر نے مدت کے بعد ایک خاص رات میں کروٹ بدلی ' اسلیے اس رات کو لیلۃ القدر کہا گیا ' کیونکہ اسی رات میں ارسکے نامہ اعمال کو قرآن حکیم کے ذریعہ سے معین و مقدر کردیا گیا تھا -

انا انزلناہ فی لیلۃ القدر — ہم نے ارسکو لیلۃ القدر میں نازل کیا (۱)

لیلۃ القدر : قیل لیلۃ الشرف و الفصل و قیل لیلۃ التدبیر و التقدیر و ھو اقرب (احکام القرآن لابن عربی)

* * *

عربی زبان میں متکلم کیلئے " انی " و " انا " کی ضمیریں ہیں جو بہ ترتیب " واحد متکلم " و " جمع متکلم " کیلئے مستعمل

---

(۱) یہاں فرمایا کہ قرآن کریم لیلۃ القدر میں اترا - اور سورۂ بقر میں فرمایا کہ رمضان میں : شہر رمضان الذی انزل فیہا القرآن - پس اس سے ثابت ہوا کہ لیلۃ القدر سے رمضان ہی کی رات مراد ہے - نزول قرآنی سے مقصود یہ ہے کہ نزول کا اعتبار لیلۃ القدر اور رمضان المبارک میں ہوا ورنہ یہ ظاہر ہے کہ پورا قرآن مجموعاً تقریباً ۲۳ برس میں نازل ہوا ہے -

" قرآن " اور " الکتاب " کا اطلاق جس طرح کل پر ہوتا ہے اسی طرح اسکے ایک جزء پر بھی ہوسکتا ہے - قرآن کے ہر ٹکڑے کو اللہ نے قرآن اور الکتاب کہا ہے -

لیکن بعض مفسرین کو خیال ہوا کہ " انا انزلناہ فی لیلۃ القدر " سے مقصود پورے قرآن کا نزول ہے ' اسلیے انہوں نے طرح طرح کی تاویلیں کیں - مثلاً کہا گیا کہ قرآن کریم رمضان کی بیس راتوں میں جبریل علیہ السلام کو دیا گیا اور انہوں نے ۲۰ سال کے اندر انحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا - لیکن قاضی ابوبکر ابن عربی لکھتے ہیں :

و من جہالۃ المفسرین انہم قالوا ان السورۃ القیت الی جبریل فی عشرین لیلۃ و القاہ جبریل الی محمد علیہما السلام فی عشرین سنۃ و ھذا باطل لیس بین جبریل و بین اللہ و اسطۃ ولا بین جبریل و محمد علیہما السلام واسطۃ (احکام القرآن جلد ۲ صفحہ ۳۱۷)

اور مفسرین کی یہ جہالت ہے جو وہ کہتے ہیں کہ قرآن کریم بیس راتوں کے اندر خدا نے جبریل علیہ السلام کو دیا اور انہوں نے بیس سالوں کے اندر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا - سو ایسا کہنا بالکل باطل ہے - نہ تو خدا اور جبریل میں کوئی واسطہ ہے اور نہ جبریل اور انحضرۃ علیہما السلام میں کوئی واسطہ -

ہوتی ہیں - اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو دنیا کی نشاۃ اولیٰ کا موسس بنانا چاہا تو فرمایا :

انی جاعل فی الارض خلیفۃ — میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں (۲ : ۹۳)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے معمولی صیغہ واحد متکلم کا استعمال کیا ہے ' جو ایک اشارہ و امثال کا پیدا کرنا اسکی قدرت کاملہ کے نزدیک کوئی عدم معمولی حیثیت نہیں رکھتا تھا - لیکن نظر بر ارواح کی نشاۃ جدیدہ دنیا کیلئے مایہ صد رحمت و برکت تھی اسلیے اللہ تعالیٰ نے جب کسی پیغمبر کو اس نشاۃ حقیقیہ کا ذریعہ بنایا ہے تو اس موقع پر اپنے لیے صیغہ جمع متکلم کا صیغہ استعمال کیا ہے جو واحد کیلئے تعظیم و شرف کا پہلو رکھتا ہے - یہ تعظیم در حقیقت اس جدید روح سعادت و ہدایت کی اہمیت و عظمت کو نمایاں کرتی ہے جو دنیا میں ظہور پذیر ہونا چاہتی ہے

حضرت آدم علیہ السلام کے دنیا کا قالب موزوں تیار ہوچکا تھا لیکن وہ روح سے تعلق ترقی یافتہ دین الٰہی کی حقیقی روح سے خالی تھا - اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام کو یہ امانت دیکر دنیا کی طرف بھیجا جو ایک عظیم الشان روحانی انقلاب تھا ' پس ضمیر تعظیمی نے اسکا اظہار کیا :

انا ارسلنا نوحا — ہم نے نوح کو بھیجا

* * *

لیکن یہ روح استعداد بشر کے موجودہ ہوتے ہوئے ' ایسی چیز نہیں تھی ' جو بشر میں داخل ہوتی ہی نہیں ' اسلیے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے ذریعہ اس روح مردہ کو ' اس کل پر مردہ کو ' جس پر مدت مدید گذر چکی تھی ' پھر زندہ کیا ' شگفتہ کیا - بیدار کیا ' یہ ایک عظیم الشان انقلاب تھا جس نے تیرہ سو برس کے عرصہ میں دنیا کو یکسر پلٹ دیا ہے پس ہمیشہ اسکی اہمیت بھی ضمیر تعظیمی کے پردے میں نمایاں کی گئی :

انا نحن نزلنا الذکر — ہمیں ہیں کہ ہم نے اپنے ذکر کو اتارا (۱۵ : ۹) کیا

انا انزلناہ فی لیلۃ القدر — ہم نے ارسکو لیلۃ القدر میں نازل کیا

* * *

اسی کتاب ذوالحجر والجبال کو خدا نے " کوثر " بھی کہا ہے جو مایہ خیر کثیر ہے :

انا اعطیناک الکوثر — ہم نے تمکو کوثر یعنے قرآن عطا فرمایا

یہاں بھی قرآن کا ذکر متکلم جمع تعظیمی سے کیا -

اسی کے ذریعہ دین ابراہیمی زندہ ہوا ہے ' اسلیے اس بیع خیر کے عطا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسکی سب سے بڑی یادگار " قربانی " کے قائم کرنے کا حکم دیا :

فصل لربک وانحر — تو اپنے خدا کی نماز پڑھ اور قربانی کر!

اللہ تعالیٰ نے اسی دین کے ذریعہ ابراہیم علیہ السلام کی یادگار اور ذکر عظیم کو قائم رکھا -

و جعلنا لہم لسان صدق علیا — اور ہم نے انکے ذکر خیر کو رفعت و بلندی عطا کی -

آنحضرت کا ذکر جمیل بھی اسیکی برکت سے علمائے اہل روح و ایمان ہے - و رفعنا لک ذکرک اسلیے ان دونوں مقامات میں بھی جمع متکلم کے ساتھ ذکر دیا گیا ہے -

* * *

مذہب کی پاک روح مردہ ہوگئی تھی ' لیکن اس رات میں اعادہ معدوم اور حیات بعد الممات ہوا - وہ کتم عدم سے عالم شہود میں آگئی

تنزل الملئکه والروح — اوس رات میں فرشتے اور روح اپنے رب
فیها باذن ربهم - — کے حکم سے اترے ہیں -

فرشتے اور روح اس رات میں اترتے ہیں' مگر بتدریج پورے ایک مہینے میں اترتے ہیں کیونکہ دنیا کا دامن دفعۃ ان برکات و فضائل کے سمیٹنے کی وسعت نہیں رکھتا :

دامان نگه تنگ گل حسن تو بسیار
گلچین نگاه تو ز دامان گله دارد

* * *

لیکن یہ ملائکہ کیا ہیں ؟ اور اس روح کی حقیقت کیا ہے ؟ اللہ تعالی نے خود اسی آیت میں اس حقیقت کو واضح کردیا ہے : من کل امر سلام یعنی وہ ملائکہ اور روح امن اور سلامتی ہیں - جو دنیا کو یکسر امنیہ و سلامتی کی برکتوں سے معمور کردینے ہیں !

* * *

یہ سکون' یہ اطمینان کامل' یہ سلامتی' یہ امن عام جو ہم پر آسمان سے اترا' صرف عرب کے لیے مخصوص نہ تھا بلکہ وہ مشرق و مغرب دونوں کو محیط ہے - ہمارا آفتاب اگرچہ مغرب سے طلوع ہوا تھا جو ہمارا قبلۂ ایمان ہے' لیکن اسکی شعاعوں نے مشرق کے افق کو بھی روشن کردیا جہاں سے دنیا کا سورج نکلتا ہے' اور جہاں سے صبح کا ستارہ طلوع ہوتا ہے -

هی حتی — وہ امن و امان کا پیغام صبح کے طلوع ہوکے
مطلع الفجر - — کی جگہ تک یعنے مشرق تک پہنچ جائیگا

دنیا نے اس وعدے کی صداقت کو دیکھ لیا' جب خدا کے پاک فرشتے یعنی قرآن نے مشرق و مغرب دونوں کو اپنے پروں کے نیچے چھپا لیا - ان اللہ علی کل شی محیط -

* * *

امن عام کا یہ پیغام کیا ہے ؟ اور وہ کیونکر مشرق و مغرب تک پہنچایا جائیگا ؟

قرآن حکیم نے دوسری آیتوں کے ذریعہ اس عقدہ کو حل کردیا ہے :

انا انزلناه فی لیلة — ہم نے قرآن کو ایک مبارک رات میں
مبارکة انا کنا منذرین — اتارا کیونکہ ہم دنیا کو اسکی ضلالت کے
فیها یفرق کل امر حکیم — نتائج سے ڈرانے والے تھے - تمام انتظامات
امرا من عندنا انا کنا — الاهیه جو حکمت و مصلحت عالم پر
مرسلین - رحمة من ربك — مبنی ہیں' اسی رات میں طے پائے
انه هو السمیع العلیم - — ہیں - اور انحملہ قرآن کا نزول جو اسی
(۴۴ : ۴) — رات میں شروع ہوا - غیر ممکن تھا اپنا
رسول بھیجنا مقصود تھا' جسکا ظہور اللہ کی رحمت کا نزول ہے -

اب ان دونوں سورتوں کے تطابق و تشاکل پر غور کرنا چاہیے -

اللہ تعالی نے سورۃ قدر میں فرمایا : انا انزلناه فی لیلة القدر اور یہاں فرمایا : انا انزلناه فی لیلة مبارکة اسلیے کہ دونوں راتیں ایک ہی ہیں - وہاں فرمایا تھا تنزل الملئکه والروح فیها باذن ربهم من کل امر سلام اور فرمایا : فیها یفرق کل امر حکیم امرا من عندنا - اس بنا پر یہ " امر سلام " اور یہ " امر حکیم " جسکی تنزیل و تقسیم لیلۃ القدر میں خدا کے حکم سے کی گئی ہے' دونوں ایک ہی چیزیں ہیں -

* * *

لیکن سوال یہ ہے کہ خود وہ " امر سلام " اور " امر حکیم " کیا چیز ہے ؟ دوسری آیتوں نے اسکی بھی تفسیر کردی ہے -

الم تلک آیت الکتب — یہ قرآن حکیم کی آیات ہیں' پھر کیا
الحکیم - اکان للناس — لوگوں کو تعجب ہے کہ ہم نے اوپر
عجبا اوحینا الی رجل — میں سے ایک آدمی پر وحی کی

منهم ان انذر الناس — تاکہ وہ لوگوں کو ڈرائے اور مومنوں کو
وبشر الذین امنوا ان لهم — اس بات کا مژدہ سنائے کہ خدا کے
قدم صدق عند ربهم ؟ — رحمت کے نیچے انکا قدم جم گیا ہے ؟

اسلیے کہ " امر حکیم " اور یہ " امر سلام " خود قرآن کریم ہے جو لیلۃ القدر میں نازل کیا گیا -

* * *

اللہ تعالی نے سورۂ قدر میں قرآن حکیم کی چند خصوصیات کا اجمالی ذکر فرمایا تھا' لیکن اس آیت میں وہ خصوصیتیں بہ تفصیل بیان فرمائی ہیں -

سورۂ قدر میں فرمایا تھا کہ " وہ سورج کے طلوع ہونے کی جگہ تک پھیل جائیگا " یہ نہایت مجمل طرز خطاب تھا - سورۂ دخان میں اوسکی تفسیر بھی کردی : فیها یفرق کل امر حکیم امرا من عندنا یعنے قرآن حکیم کی آیتیں ہمارے حکم سے ایک پیغمبر پر تقسیم کی جاتی ہیں تاکہ وہ دنیا کے سامنے ان آیتوں کو لے کے جائے اور ہر شخص کے آگے اس خوان کرم کو بچھادے' تاکہ ہر شخص اپنا حصہ لے لے : انا کنا مرسلین رحمة من ربك - لیکن دنیا غفلت کی نیند میں سو رہی تھی' اسلیے یہ ابر رحمت پہلے گرجا تاکہ دنیا جاگ اوٹھے - اوس نے اپنی چادر غیب سے پہلے اوس ہاتھ کو نکالا جس میں بجلی کا تازیانہ تھا :

یا ایها المدثر - قم فانذر ! — او چادر اوڑھنے والے ! اوٹھ' اور ڈرا !

پہلے اوسنے گرجنے اور تڑپنے کی ضرورت نہیں' اسلیے وہ گرجا' چمکا' تڑپا' انا انزلناه فی لیلة مبارکة انا کنا منذرین لیکن درحقیقت اوسکا یہ وصف عارضی تھا' ورنہ رؤف و ملاطفت اوسکا مایۂ خمیر' اور عنصر حقیقی ہے : عزیز علیه ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم - اسلیے وہ روشنی کے ہالے سے بھی زیادہ نرم و سفید با دل کا ایک ٹکڑا تھا' جو آب سیریں کا حوالہ اپنے ساتھ رکھتا تھا اگرچہ ابتدا میں بجلی کی کڑک اسکا مظہر ورود ہوئی یہ انذار و وعید' یہ قہر و غضب اوس قوم کی شامت اعمال کا نتیجہ تھی' ورنہ پیغمبر امی خدا کی طرف سے صرف بشارت رحمت اور لطف و کرم کا مجسمہ بنا کر بھیجا گیا تھا : انا کنا مرسلین ' رحمة من ربك -

لیکن خدا کی یہ رحمت صرف عرب کے ساتھ نہ تھی - بلکہ اس ابر کرم نے تمام مشرق و مغرب کو جل تھل کردیا - چنانچہ دوسری جگہ رحمة من ربك کی تفسیر کردی گئی -

ما ارسلناك — ہم نے تجھکو تمام دنیا کیلیے صرف رحمت
الا رحمة للعالمین - — ہی رحمت بنا کے بھیجا !

* * *

"لیلۃ القدر" کو تمام راتوں پر صرف اسی لیے فضیلت نہیں ہے کہ اوسمیں عبادت کا ثواب تمام راتوں سے زیادہ ملتا ہے بلکہ اس بنا پر بھی کہ اوس میں ہمکو ایک انتساب دیگئی اور ہمکو مشرق و مغرب میں اوسکی منادی کرنے کا حکم دیا گیا - بادشاہوں کی منادی طبل و علم کے ساتھ کی جاتی ہے' لیکن خدا کی منادی تہلیل و تکبیر کے ساتھ ہونی چاہیے - رمضان کے بعد عید کا حکم اسی لیے دیا گیا تا کہ تہلیل و تکبیر کی مقدس صداؤں میں اسلام کے جاہ جلال' حضور و قوت' اور وسعت و اثر کا سماں دنیا کو نظر آجائے - ولتکبروا اللہ علی ما ھداکم و لعلکم تشکرون -

پھر آہ تمہاری غفلت کیسی شدید اور تمہاری گمراہی کیسی ماتم انگیز ہے کہ تم لیلۃ القدر کو تو ڈھونڈھنے ہو پر اس کو نہیں ڈھونڈھتے جو لیلۃ القدر میں آیا اور جسکے نزول سے اس رات کی قدر و منزلت بڑھی - اگر ہم کہتے پھاڑو تو تمہارے لیے ہر رات لیلۃ القدر ہے :

ہر شب شب قدر است اگر قدر بدانی !

باب التفسیر

و علی الذین یطیقونه طعام فدیة طعام مسکین (۲ : ۱۸۱)

اس آیۃ سے اجمالا ثابت ہوتا ہے کہ اسلام میں ایک زمانہ ایسا بھی گزار دیا گیا ہے جو روزہ کا فدیہ ادا کرکے اس فرض سے مستثنی ہوجاتا ہے' لیکن تعجب یہ ہے کہ وہ کونسا گروہ ہے؟ مفسرین تمام سے متعدد وجوہ نقل کیے ہیں :

(۱) ابتداء اسلام میں ہرشخص کو روزہ رکھنے یا فدیہ دینے کا عام اختیار تھا' جس کا جی چاہتا تھا روزہ رکھتا تھا اور جس کا جی چاہتا تھا فدیہ دیدیتا تھا - لیکن چند دنوں کے بعد فمن شهد منکم الشهر فلیصمه (جو تم میں سے یہ مہینا پائے تو وہ روزہ رکھے) نے اس عام حکم کو منسوخ کردیا -

(۲) یہ حکم ابتداء ہی سے بوڑھوں کے ساتھ مخصوص تھا' بعد کو ان کے لیے بھی منسوخ ہوگیا' اس بنا پر " یطیقونه " سے پہلے " لا " کو محذوف ماننا پڑیگا' تا طاقت کو دفع افعال کی خاصیت سلب ماخذ پر قیاس کرنا ہوگا کیونکہ " یطیقونه " کے معنی طاقت رکھنے کے ہیں - حالانکہ بوڑھوں کو یہ آسانی اس لیے دیگئی ہے کہ وہ طاقت نہیں رکھتے

(۳) لیکن بعض اصحاب تفسیر نے " یطیقونه " کے بدل " یطوقونه " پڑھا ہے' جسکے معنی یہ ہیں کہ جو لوگ کہ تکلف و بہ مشقت روزہ رکھ سکتے ہیں انکو فدیہ دینا چاہیے - اس بنا پر اس آیۃ کے تحت میں بوڑھے' ضعیف' اپاہج' حاملہ عورت' اور دودھ پلانے والی عورتیں بھی داخل ہوسکتی ہیں چنانچہ امام سفیان ثوری' امام مالک' امام شافعی' اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے نزدیک حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتوں پر قضاء واجب نہیں وہ بھی فدیہ دیسکتی ہیں (۱)

(۴) یہ آسانی مسافروں اور مریضوں کے ساتھ مخصوص ہے - مسافروں اور مریضوں کی دو قسمیں ہیں : ایک مسافر اور مریض تو وہ ہیں جو روزہ رکھنے کی بالکل طاقت نہیں رکھتے - دوسرے وہ لوگ ہیں جو طاقت تو رکھتے ہیں' مگر روزہ رکھنا اُنپر نہایت شاق گذرتا ہے- چنانچہ اللہ تعالی نے پہلے قسم کے مریضوں اور مسافروں کا حکم بتا دیا :

فمن کان منکم مریضاً او علی	جو لوگ مریض اور مسافر ہوں انکے لیے
سفر فعدة من ایام اخر	قضا کرنے کی دوسری مدت ہے -

لیکن وہ مریض اور مسافر رہ گئے تھے' جو بہ تکلف روزہ رکھ سکتے تھے - چنانچہ اللہ تعالی نے انکے لیے روزہ رکھنے یا فدیہ دینے کا اختیار دیا :

فمن کان منکم مریضاً او علی	جو شخص تم میں سے بیمار ہو
سفر فعدة من ایام اخر - و علی	یا سفر میں ہو تو وہ دوسرے دنوں
الذین یطیقونه فدیة طعام	سے روزے کی گنتی پوری کرلے -
مسکین' فمن تطوع خیرا فهو	اور اُن بیمار اور مسافروں کیلیے
خیر له و ان تصوموا خیر	جو روزے کی طاقت نہیں رکھتے'
لکم ان کنتم تعلمون	یہ حکم ہے کہ ایک محتاج کو اپنے
(۲ : ۱۸۴)	روزے کے بدلے کھانا کھلادیں -

(۱) ترمذی ص ۱۲۵ کتاب الصوم -

اللہ جو شخص اپنی خوشی سے زیادہ نیکی کرنا چاہے تو یہ اوسکے لیے زیادہ بہتر ہے' اور اگر غور کرو تو روزہ رکھنا تمہارے لیے بہرحال بہتر ہے

(قـــول مـــرجح)

اب ہمکو ان تمام اقوال میں سے قول مرجح کا انتخاب کرلینا چاہیے - یہ ظاہر ہے کہ پہلے دونوں احتمالات کیلیے نسخ لازم ہے لیکن جو لوگ قائل نسخ ہیں' اون میں بھی محققین کا مذہب یہ ہے کہ قرآن مجید میں بلا ضرورت و باحتیاط تمام نسخ کا دعوی نہ ہونا چاہیے - پس جب ہم واضح و بہتر تفسیر کرکے اس قسم کی احتیاط کرسکتے ہیں' تو ہمکو ان دونوں اقوال کے ماننے کی اون سی ضرورت داعیہ ہے ؟

تیسری توجیہ اگرچہ نسخ سے خالی ہے' تاہم اوس میں بھی عبارت شاذہ کا ارتکاب کرنا پڑتا ہے - صرف چوتھی توجیہ البتہ نسخ و عبارت شاذہ دونوں سے خالی ہے' اور آیت کے سیاق و سباق سے مناسبت بھی رکھتی ہے

پہلے خدا نے مریضوں کا حکم بتایا ہے اوسکے بعد یہ آیت اتری ہے پس اگر یہ آیت بھی کسی خاص قسم کے مریضوں کے ساتھ متعلق کردی جاے' تو آیت میں نظم و ترتیب پیدا ہوجائیگی' اسکے بعد اللہ تعالی فرماتا ہے : و ان تصوموا خیر لکم اگر تم روزہ رکھو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے - اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس آیت سے بوڑھے مراد نہیں لیے جاسکتے کیونکہ وہ تو سرے سے روزہ رکھنے کی طاقت ہی نہیں رکھتے - انکی نسبت و ان تصوموا کہنا بالکل بے معنی ہوگا -

عام خیال یہ تھا کہ اِس آیت سے پہلی صورت مقصود تھی' لیکن بعد کو یہ فیاضانہ حکم فمن شهد منکم الشهر فلیصمه سے منسوخ کردیا گیا' لیکن اسی آیت کے بعد اللہ تعالی فرماتا ہے یرید الله بکم الیسر خدا تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے ولا یرید بکم العسر سختی نہیں چاہتا -

پس اگر آیت کے یہ معنی مراد لیے جائیں کہ پہلے ہر شخص بجاے روزہ رکھنے کے فدیہ دیسکتا تھا اور اب نہیں دیسکتا کیونکہ اوسکو روزہ ہی رکھنا چاہیے' تو یہ اس آیت کے مفہوم سے بالکل مختلف ہوگا - کیونکہ یہ تو آسانی نہ ہوئی' بلکہ آسانی کو سختی کے ساتھ بدل دینا ہوا شیخ فانی' مرضعہ' حاملہ' بھی اسی جرمے قسم میں داخل ہوسکتی ہیں - وہ درحقیقت مریض ہیں' یا کم از کم روزہ اون میں امراض کی استعداد پیدا کردیسکتا ہے -

اسلام کے روح اعتدال کے ساتھ بھی یہی تفسیر مناسبت رکھتی ہے اسلام نہ تو اسقدر فیاض ہے کہ ہر صحیح' تندرست' اور مقیم آدمی کو افطار کی اجازت دے' اور نہ وہ اس قدر بخیل ہے کہ ہر شخص پر بلا استثنا مشقتوں کا بوجھ لاد دے - وہ ایک معتدل مذہب ہے' اسلیے وہ اونہی لوگوں کے ساتھ نرمی کرتا ہے' جو اوسکے مستحق ہیں - و ان تصوموا خیر لکم کا تعلق بھی اسی قسم کے مسافروں اور مریضوں کے ساتھ مخصوص معلوم ہوتا ہے' کیونکہ وہ لوگ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے

ابتداے قیام مذهب میں اگرچه اکثر لوگوں پر مذهبی احکام کی پابندی نهایت شاق گذرتی هے ' لیکن اس سے کوئی مذهب بچا نہیں رہا جاسکتا هر مذهب کی ابتدائی تاریخ اپنے ساتھه جوش اور مخلص فدائیوں کی بھی ایک مختصر جماعت پیش کرسکتی هے ' اور اسلام کے دامن کو تو ابتدا هی سے اس مخلص نے مالا مال کردیا تھا پس جب روزه پہلے پہل فرض کیا گیا تو الله تعالے نے چند آسانیوں کے ساتھه لوگوں کو ارشاد عمل کیا - لیکن اکثر لوگ ایسے بھی تھے جو آسانی سے مطمئن نہ تھے - وہ سختی چاهتے تھے ' جوش الٰہی کا جو آئینه سے زیاده اونچے پائے کے انوار میں نظر آتا هے انبیاء گذشته کا جو حسنه اونکے سامنے تھا ' وہ جوش انتظار و قدرت میں اونکی تقلید کرنا چاهتے تھے - حضرت نوح علیه السلام همیشه روزه رکھتے تھے ' چنانچه حضرت عبد الله بن عمر نے بھی دن کو متصل روزه رکھا ' اور رات کو متصل قیام کرنا چاها - لیکن انحضرت کو خبر هوئی تو آپ نے فرمایا : تم میں اتنی طاقت نہیں - روزه بھی رکھو ' افطار بھی کرو ' سو بھی پڑھو ' اور خواب شیریں کا بھی لطف اٹھاؤ ! هر مہینے میں صرف ۳ دن روزه رکھو - نیکی کا معاوضه دس گنا هے اسلیے ۳ روزوں کا ثواب ۳۰ دن کے برابر ملے گا جو صوم داؤدی کا مقصد اصلی هے ' مگر اونھوں نے کہا که میں اس سے زیاده کی طاقت رکھتا هوں - اسپر آپ نے ایک دن روزه رکھنے اور دو دن افطار کرنے کی اجازت دی - اونکو اسپر بھی تسلی نہ هوئی تو آپ نے ایک روز کے افطار اور دوسرے دن کے روزے کا حکم دیا اس کے اسپر بھی ترقی کرنا چاهی تو آپ نے فرمایا که اب اسسے زیاده فضیلت کا کوئی درجه نہیں (بخاری کتاب الصوم صفحه ۲۷)

لیکن انبیاے گذشته سے زیاده احق بالاتمام خود جناب رسول الله صلی علیه وسلم کا اسوه حسنه تھا اسلیے آپ مسلسل روزے رکھتے تھے مگر صوم وصال نہ رکھتے تھے - چنانچه صحابه نے بھی اسکی تقلید کرنی چاهی لیکن آپ نے منع فرمایا اون لوگوں نے کہا که خود آپ بھی تو صوم وصال رکھتے هیں ؟ آپ نے جواب دیا که :

لست کهیئتکم انی اظل عند ربی یطعمنی و یسقینی

میں تمھاری سی طرح نہیں هوں ' میرا رب مجھکو کھانے اور پینے کی طرف سے پلایا جاتا هے -

لیکن جب لوگوں نے زیاده اصرار کیا تو آپ سخت ناراض هوے ' اور عملا اپنی ناراضی کا اسطرح اظہار فرمایا که کئی کئی رات اور کئی کئی دن کے روزے رکھے سحری اور صحابه نے بھی اسکی تقلید کی - اتفاق سے عید کا چاند هوگیا روزه آپ کا ارادہ تھا که برابر روزے رکھے هی چلے جائیں تاکه لوگ خود گھبراکر باز آئیں -

آپ نے اگر کسی کو صوم وصال کی اجازت بھی دی هے تو صرف ایک شب و روز کی - اس سے زیاده روزه کسی کیلئے جائز نہیں رکھا -

لیکن بعض محدثین نے تو یہانتک سرے سے رات کو روزه رکھنا هی نہیں جانا اگر کوئی شخص رات کو بھی روزه رکھیگا تو وہ روزه روزه نہ هوگا - الله تعالی نے خود کہا هے :

اتموا الصیام الی اللیل - رات هونے تک روزے کو ختم کردو -

اس سے ثابت هوتا هے که رات روزے کی انتہا هے - اوس سے آگے بڑھنا نہیں چاهیئے - (مسلم جلد - ۱ صفحه ۳۰۸)

ان آسانیوں کے علاوہ اور بھی متعدد آسانیاں رکھی گئیں - مثلاً سحور سحر میں کھانے سے پرهیز کرنے کو کہا لیکن آنحضرت نے سحر کو سحور اور مسلمانوں کے روزے کے درمیان مابه الامتیاز قرار دیا - (بخاری صفحه ۲۵)

افطار میں سنت اور سحر میں تاخیر کرنا بھی سنت هے - احادیث سے ثابت هے که آنحضرت نے سحری اور نماز فجر میں صرف اسقدر وقفه هوتا تھا که پچاس آیتوں کی تلاوت کرسکتے تھے - (بخاری - کتاب الصوم صفحه ۴۰)

ظهر الفساد فی البر و البحر بما کسبت ایدی الناس !

جنگ یورپ کی پہلی منزل

فرانس کی شمالی سرحد

فرانس کی شمالی سرحد موجوده جنگ کے تماشه کا ایک نہایت اهم مقام هے - خصوصاً گذشته هفته میں جبکه تمام دنیا کی نظریں هوے هیں ' وہ زیاده تر اسی حصے میں هوے هیں اسلیے فرانس کی شمالی سرحد کے بعض سیاسی ' جغرافی ' اور فوجی حالات کا مختصر بیان دلچسپی و فوائد سے خالی نہ هوگا

(لکسمبرگ)

یورپ کا نقشه نکالیے اور سامنے رکھه لیجیے ' لکسمبرگ ایک مقام پر نظر آتا هے جہاں فرانس ' جرمنی ' اور بلجیم کی سرحدیں آکر ملتی هیں - اس مجمع الثغور کا وہ حصه جو جرمن قلمرو میں دکھایا گیا هے ' لکسمبرگ هے - لکسمبرگ کا رقبه ایک هزار مربع میل اور اسکی آبادی ڈھائی لاکھه هے

یہ ریاست سنه ۱۸۱۵ع سے سنه ۱۸۶۶ع تک اس مشہور جرمن اتحاد میں شامل تھی جسکو " جرمانک کنفیڈریشن " کہتے هیں - اسکی محفوظ فوج جو جبل الطارق کے بعد دنیا کی قلیل ترین فوج تسلیم کی جاتی تھی ' اسوقت اهل پرشیا کے ہاتھه میں تھی - ایک بار شاه هولینڈ نے (جو اسوقت لکسمبرگ کا ڈیوک تھا) اسکو فرانس کے ہاتھه فروخت کرنا چاها - اسپر

اهل پروسیا سخت برهم هوے - اور قریب تھا که جنگ هو جائے ' مگر بعض دول کی مداخلت نے جنگ کو روکدیا اور اس نزاع کا فیصله لندن کانفرنس (کانفرنس) کے ہاتھه میں دیدیا گیا جو لندن میں منعقد هوئی اور بالآخر سنه ۱۸۶۷ میں ایک معاهده پر دستخط هوئے ' اس معاهده کا مفاد یه تھا که پرشیا کی فوج فوراً قلعه خالی کردے اور تمام قلعے مسمار کردیے جائیں اسیکے ساتھه ساتھه دول مقننه نے اسکی غیر جانبداری کی ذمه داری بھی لیلی

لکسمبرگ کے دارالحکومت پر بالفعل جرمنی کا قبضه هے

ریاست کا پایه تخت خود لکسمبرگ هے جو ایک مختصر مگر خوشنما شہر هے اور ایک مخدب (پلیٹو) حصه پر آباد هے -

سنه ۱۸۷۰ کی جنگ جرمنی و فرانس میں بھی جرمنی نے اس پر حمله کیا تھا ' مگر اسکی سرحد جسکا طول ۱۲۰ میل هے ' اسوقت ۴ لاکھه ۵۰ هزار آدمیوں کے لیے کافی نہ تھی ' اور اس جنگ میں جرمن فوج کی مجموعی تعداد اتنی هی تھی لیکن ادھر عرصه سے انگلستان اور فرانس محسوس کررهے تھے که اگر اس تعداد سے دو چند یا سه چند فوج جمع کردی گئی تو پھر ۱۲۰ میل کا کافی هونا ناممکن هوگا -

چنانچه اسوقت ایسا هی هوا هے - جرمنی کی اڑتیس صف (فرسٹ لائن) نے جو ۵ لاکھه آدمیوں سے مرکب هے لکسمبرگ کی غیر جانبداری کو درهم برهم کرڈالا هے

فوج کی کثرت کے علاوہ طاقت کی معنوی روح بھی

بالکل متغیر ہوگئی ہے۔ جو جرمن فیڈریشن (اتحاد المانی) اسوقت اور ازمیں انوا تھا' وہ جرمن شہنشاہی نہ تھی جو آج میدان جنگ میں اتری ہے۔

غرض لکسمبرگ ایک ناظوردار ملک تھی' مگر جرمنی نے اسی ناظورداری کو اسلیے زیر کرلینا نہ چاہا کہ انگلستان سے دائم جلیے ایک باگزیر مسئلہ ہے' اور سیاست پال نے کاس پر عقاب کا علم نصب کرنے کیلیے اسے فتح کرنا ضروری ہے۔

(بلجیم)

لکسمبرگ کی نا ظورداری کی بہ نسبت بلجیم کی ناظورداری در حقیقت اس سفر کی اولین منزل ہے جو جرمنی نے پیش نظر ہے۔ اسلیے نہیں کہ اور انجام اندیش انگلستان نے متعلق یہ سوء ظن نہ کرنا چاہیے کہ وہ محض جوش حفظ عہد میں خانہ بر اندار ہوگیا ہے اور صرف اسلیے کہ ایک چھوٹی سی قوم پامال کی جارہی ہے یا ایک عہد نامہ کی توہین ہورہی ہے' وہ برطانیہ نے ان فرزندوں کو جنگ کی آگ میں جھونک رہا ہے' جنمیں سے (بقول ٹائمز) " ایک تورے کی مذیاں تمام سرزمین ایران کی آزادی سے زیادہ قیمتی ہیں"

انگلستان کا یہ اضطراب و ہیجان اور جرمنی سے دست و گریباں ہونے کے لیے مستعدی صرف اسلیے ہے کہ لکسمبرگ کے بعد ہی بلجیم کا نمبر آیگا۔

مگر آپ یہ بھی سمجھے کہ انگلستان بلجیم پر جرمنی کے حملہ سے کیوں کانپ اٹھا ہے؟ ذرا نقشۂ یورپ پر ایک نگاہ پھر ڈالیے دیکھیے! بلجیم کے ساحل سے آپکے دور ترین مقدور قریب ہے؟ کہ وہی ابتدائے قدار ہے جسکے متعلق نپولین ناسف کہا کرتا تھا کہ " اگر مجھے اس پر صرف چھ گھنٹے کے لیے حکومت مطلقہ تو میں تمام عالم کو فتح کرلیتا " اس ابتدا سے متصل دریائے ٹیمس ہے۔ اور اسکے سامنے ہی عظیم الشان لندن۔

پس اگر جرمنی کی فوجیں بلجیم سے گذر سکیں اور ابتدائے قدر میں اسکے بیڑے کا مقابلہ بلجیم کے بیڑے سے نہ ہو تو وہ بسہولت آسانی کے ساتھ انگلستان کے پایہ تخت پر حملہ کرسکتا ہے؟

بلجیم کی طرفداری و ناطرفداری کا مسئلہ آج سے نہیں بلکہ سالہا سال سے انگلستان کے لیے طمانیت سوز رہا ہے۔ اولا تو اسلیے کہ اگر جرمنی ایک زبردست قوت کے ساتھ اس پر حملہ آور ہوجاے تو وہ اسکی مدافعت سے بالکل مجبور ہے قانونا اگر مدافعت کی طاقت پیدا تو بھی لے' جب بھی یہ امر ضرور ہے کہ وہ جرمنی کا مخالف ہو اور انگلستان کے دروازے کی حفاظت سے انکار نہ کرے؟

اس واقعہ سے انگلستان اور بھی خائف و مضطر تھا کہ ساحل انیورپ بلجیم میں انگلستان کی جانب واقع ہے۔ بلجیم کے اسی قلعہ بندی کی اسکیم تو بہت بھی مستعدی و سرگرمی سے شروع کردی' مگر " می اور" کی تحصین و استحکام میں کہ تو مستعدی دکھلائی گئی اور نہ دردا دلی سے مصارف دیئے گئے جو جرمنی کے جانب کی تعرضی سمجھے۔

مگر کیا عجیب بات ہے کہ جب وقت آیا تو بلجیم کا صرف ناظوردار' بلکہ انگلستان کا طرفدار خلا انگلستان کی سرگرمی اور شعبۂ ریشہ دوانیوں سے تاثیر و نفوذ کا یہ ایک بہت بڑا ثبوت ہے۔

سچ یہ ہے کہ بلجیم جسطرح انگلستان کی طرف قلعہ بندی کررہا تھا' اسیطرح اسنے جرمنی کی طرف سے بھی تحصینات کی' می اور' کے محصور وغیرہ میں مشکلات و عسرت پیدا کردیتے تھے۔ اسلیے بہت سمجھوتے کے بعد جرمنی نے سمجھ انگلستان سے کئی سال پہلے بلجیم پر حملہ کردیا۔

بلجیم کی مشرقی سرحد میں ایک حصہ تو جرمنی سے مشترک ہے' باقی حصہ میں فرانس سے ملتا ہے اور وجہ یہ ہے کہ

رقتس (جسکو بلجین لکسمبرگ بھی کہتے ہیں) نہایت دشوار گذار جگہ ہے' اور فوجی نقل و حرکت کے لیے قریباً ناممکن ہے۔ اس صورت میں تعلیم کا خط مدافعت می اور نامی مقام پر جسکے پہلوے اسکی فوج ایک مناسب موقع پر خم جاسکتی ہے یہاں تک کہ فرانس کا انگلستان سے (جیسا کہ اسوقت انگلستان ڈیڑھ لاکھ فوج بھیج رہا ہے) اسکی مدد کیلیے ممکن پہنچ جاے

مقام لی بھی قلعوں اور باٹریوں کے حلقہ میں ہے مگر محصور نہیں' کیونکہ جرمنی کی فوج میوسر چوٹ کے راستہ سے اندر آسکتی ہے۔

یہ بلجیم کی فوجی اور جنگی حیثیت تھی۔ جغرافی حیثیت سے اسکا رقبہ ۲۹۷۰۰ مربع میل ہے اور آبادی ۷۴۱۰۰۰۰ دارالسلطنت کا نام برازیل ہے' اور عام ملکی زبان فرانسیسی۔

بلجیم سنہ ۱۸۱۵ء سے پہلے فرانس کے ماتحت تھا' مگر انگلستان نے اپنی حفاظت کے خیال سے اسکو اور ہولینڈ کو فرانس کی محکومی سے آزاد کرایا۔ اسوقت سے وہ اپنے آپ کو انکی آزادی کا محافظ سمجھتا ہے۔

(فرانسیسی سرحد)

بلجیم کے طرف جرمن پیشقدمیوں کا اصلی مقصد تو انگلستان ہے' لیکن دوسرا مقصد فرانس بھی ہو سکتا ہے۔ نقشے کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ برلن سے پیرس تک کا سیدھا راستہ ٹھیک بلجیم میں سے ہوکے گیا ہے موجودہ فن جنگ میں سب سے بڑا حملہ آور وہ فوج ہے کہ پوری مستعدی کے ساتھ ابتداء کی جاے' اور جلد سے جلد اور مختصر سے مختصر راستے سے ہوے ہوے ایک ایسی فوج کے قلب میں پہنچ جاے جو ہنوز طیار نہ ہوئی ہو۔ اسطرح ایک ہی حملے میں تمام فوج حریف پامال ہوجائیگی۔

اس لحاظ سے جرمنی کیلیے براہ بلجیم فرانس جانے کا راستہ بوجہ قرب مسافت ایک نہایت قیمتی خط جنگ ہے۔ اسوقت یورپ کی جنگ ایک قسم کی کھوڑ دوڑ ہے۔ اور تھوڑے دنوں تک بھی جاری رہیگی۔ اس دوڑ میں جو حریف سب سے زیادہ تیز ہوگا' وہی کامیاب جنگ جاری رکھ سکے گا

اہل فرانس عموماً اس خیال میں ہیں کہ انکی شمالی سرحد خطرہ سے محفوظ ہے۔ کیونکہ اولا تو السیس اور لورین میں جرمنی کیلیے ہر قسم کی مشکلات موجود ہیں۔ پھر بلجیم سے بھی اور لے ہوے اور نامور میں بھی جرمنی کے لیے سنگہاے گراں نصب کردیے ہیں۔

لیکن حالات سے بہت جلد اس اعتماد کو بے بنیاد ثابت کردیا۔ جرمنی آج تین سال سے مبلویڈی میں سفر و حرکت کیلیے ضروری طرح کی آسانیوں کا سامان کررہا تھا اور اس درجہ مکمل و مستعد ہوچکا تھا کہ فرانس کی سرحدی مشکلات اور استحکامات اسکے سامنے ہیچ تھے بھی مدافعت نہیں کرسکتیں۔

السیس اور لورین کی واقعہ بندیوں نے حالات حال میں فرانس کے ایوان مدعوئین (چیمبر آف ڈیپوٹیز) میں بیان کیے گئے تھے۔ اگر یہ صحیح ہے کہ ان واقعہ بندیوں کو تازہ قوانین اصول کے زمانے میں کامیابی نہیں ہوئی ہے تو سمجھنا چاہیے کہ انکی اہمیت زیادہ سے زیادہ درجہ تک ہے۔ بہرنوع دائمی قلعہ بندی کی اہمیت خصوصاً اس حالت میں جب کہ اسکو مدد اور ملک پہنچنے میں ہمیشہ سے مشکوک سمجھی گئی ہے۔

غرض یہاں تک فرانس صحیحہ سمجھے آے ہیں' شمالی سرحد فرانس کی قلعہ بندیوں کو محض سے اثر سمجھنا چاہیے۔ اور یہ عجب نہیں کہ وزالعزم اور سرمست مزاج و سباب جرمنی نے ان واقعہ بندیوں کی حقیقت کا تجربہ دلہادے

(السیس اور لورین دو فرانسیسی صوبے ہیں جن پر سنہ ۱۷۰ء میں جرمنی نے قبضہ کرلیا تھا)

مراد تلا

الاعتصاب في الاسلام

از مولانا عبد السلام ندوي

(۳)

(اسلام کے اوستاد و شاگرد کے تعلقات کے متعلق کیا اصول قائم کیے هیں ؟)

(تنقیح سوم)

تعلیمي اسرائیل پر سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ اوس نے اساتذہ کا احترام شرعی قائم نہیں رہنا دیا جہاں تک معلوم ہے قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں کہ نص صریح ارشاد یا کوئي حق متعین هي نہیں دیا گیا ' بلکہ اسکے خلاف اساتذہ کو غریب الوطن طلباء کے ساتھہ مدارات و مواسات کرنے کا حکم دیا گیا ہے -

قال سیانیکم اقوام یطلبون العلم فاذا رایتموهم فقولوا لهم مرحبا مرحبا بوصیة رسول الله صلی الله علیه وسلم واکرموهم -

آپنے فرمایا کہ تمہارے پاس اچھے لوگ بعرض طلب علم آئینگے ' جب اونکو دیکھو تو مرحبا مرحبا کہو ' کیونکہ یہ رسول اللہ کی وصیت ہے اور اونکو تعلیم دو -

قال انا ان الناس لکم تبع و انهم سیاتونکم من اقطار الارض یتفقهون فی الدین فاذا جاؤکم فاستوصوا بهم خیرا - (سنن ابن ماجه ص ۲۲)

آپ نے صحابہ سے فرمایا لوگ تمہارے تابع هیں ' اسلیے تمہارے پاس اطراف ملک سے مذهبي علوم سیکھنے آئینگے - جب وہ آئیں تو اون سے ساتھہ بھلائي کرو -

آنحضرت نے خود اپنے طرز عمل سے اسکی بہترین مثال قائم کردي تھي اور صحابہ نے اوسکو محفوظ رکھا تھا ' اسمعیل کا بیان ہے کہ "ہم لوگ حسن کي عیادت کو گئے - جب آدمیوں کي کثرت سے گھر بھر گیا ' تو انہوں نے اپنے دونوں پاؤں سمیت لیے اور کہا کہ ہم لوگ ابو هریرہ کي عیادت کو گئے تھے جب آدمیوں سے گھر بھر گیا تھا تو انہوں نے دونوں پاؤں سمیت لیے تھے ' اور کہا کہ ہم رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوے ' یہاں تک کہ گھر بھر گیا ' آپ نے فرمایا کہ تمہارے پاس اچھے لوگ طلب علم کیلیے آئینگے - اونکو مرحبا کہنا ' تعیت بجا لانا ' اور تعلیم دینا " چنانچہ تاریخ اسلام میں جب بھي اسکے خلاف کیا گیا ہے تو عموما شکایت پیدا ہوئی ہے اسي روایت میں اسمعیل کہتے هیں کہ " ہم نے ایسے علماء کا زمانہ پایا ہے ' جو نہ تو مرحبا کہتے هیں ' نہ تعظیم بجا لاتے هیں ' نہ تعلیم دیتے هیں ' بلکہ جب ہم اونکے پاس جاتے هیں ' تیور چڑھاتے هیں ' ساتھہ پیش آتے هیں" (۱) ان روایات صحیحہ کي بنا پر اگر اس زمانہ میں طلباء کو اساتذہ سے شکایت پیدا ہو تو وہ بالکل بجا اور صحیح ہے -

طلباء و اساتذہ کے تعلقات کے متعلق سب سے اہم اور مسلم سوال جس پر تمام حقوق و اختیارات منحصر ہوتے هیں یہ ہے کہ استاد کا حق انتخاب کسکو حاصل ہے ؟ اوستاد کي علمي ' مذهبي ' اور اخلاقی زندگی کا اثر براہ راست صرف طلباء هی پر پڑتا ہے ' اور

(۱) سنن ابن ماجه ص ۲۲ کتاب العلم -

وهی اسکا احساس بھي کرسکتے هیں ' اس لیے یہ عقلا طلباء هی کو اوسکے انتخاب کا حق حاصل ہونا چاهیے -

اسلام کے قدیم نظام تعلیم میں اسي اصول کی بنا پر اوستاد کا حق انتخاب ' صرف طلباء کو حاصل تھا ' اور اس پر تمام محدثین و فقہاء کا عمل تھا -

عن ابراهیم قال کانوا اذا اتوا الرجل لیاخذوا عنه نظروا الی صلاته و الی سمته و الی هیئته -

ابراهیم سے روایت ہے کہ جب لوگ کسی عالم کے پاس بعرض تحصیل علم آتے تھے تو اوسکے نماز ' اوسکے طریقے ' اور اوسکي وضع کو دیکھتے تھے کہ اس سے علم حاصل کریں -

عن ابی العالیه قال کنا نبتغی الرجل لناخذ عنه فنظر الی صلاته فان احسنها جاسدنا ه و قلنا هو لعدوها احسن و ان اساءها ترکناه و قلنا هو لعدوها اسوء

ابو العالیہ سے روایت ہے کہ جب هم کسی عالم کے پاس بعرض تحصیل علم آتے تھے ' تو جب وہ نماز پڑھتا تھا تو دیکھتے تھے ' اگر وہ اچھي نماز پڑھتا تو اوسکے پاس دیکھتے تھے کہ وہ دوسري باتوں کو بھی بہتر طریقہ سے کرتا ہوگا اور اگر نماز ٹھیک طور پر نہ پڑھتا تو اونکا تھے کہ وہ دوسري چیزوں کو اس سے بھی گئي طور پر کرینگا -

عن محمد: قال انظروا عمن تاخذون هذا الحدیث فانه دینکم - (مسند دارمی ص ۶۱)

محمد سے روایت ہے کہ جس شخص سے تم لوگ روایت حدیث کرے هو اوسکي جانچ کرلو ' کیونکہ یہ تمہارا مذهب ہے -

ان روایات سے یہ تصریح ثابت ہوتا ہے کہ اوستاد کے اخلاق و عادات ' مذهب ' وضع ' غرض هر چیز کی جانچ پڑتال کا طلباء کو حق حاصل ہے ' اور اگر اوستاد اس معیار پر ٹھیک نہیں اوترتا تو وہ اوس سے علاحدہ هوسکتے هیں ' لیکن موجودہ نظام تعلیم میں یہ حق صرف مدارس کے جماعت کو حاصل ہے ' اور اگر طلباء کبھي اوستاد کے متعلق زبان شکایت کھولتے هیں ' تو اسکو گستاخی اور بے ادبی خیال کیا جاتا ہے -

هم کو سرکاري اسکولوں میں مداخلت کا کوئی حق حاصل نہیں ' لیکن هم قومی اور مذهبی مدارس میں اسلام کی اس قدیم خصوصیت کو قائم رکھہ سکتے هیں ' اور اسکو قائم رکھنا چاهیے -

گروہ قرآن مجید ' احادیث صحیحہ ' اور صحابہ و تابعین کے طرز عمل سے ثابت ہوگیا کہ اسلام نے اوستاد کا کوئی حق متعین نہیں کیا ' لیکن هم تسلیم کرلیتے هیں کہ اسلام نے اوستاد کے حقوق کی تعیین کردي ہے ' اونکے ادب و احترام کو واجب کردیا ہے ' لیکن سوال یہ ہے کہ کیا اوستاد کی شکایت کیا کہ اُن سے علحدگی اختیار کرلینا اس ادب و احترام کے منافی ہے ؟ اسلام نے امام مسجد کو مقتدیوں سے افضل تسلیم کیا ہے ' اور اونکے اقتداء کو واجب کردیا ہے -

قال رسول الله صلعم یوم القوم اقرا هم لکتاب الله و اقدمهم قراءة فان کانوا فی القراءة سواء

آنحضرت نے فرمایا کہ قوم کی امامت وہ شخص کرے ' جو قرآن کا سب سے زیادہ قاری ہو اور قرات میں ممتاز ہو - پھر اگر سب کے سب قراءة میں برابر

فليؤمهم اقدمهم هجرة فان هاجروا في الهجرة سواء فليؤمهم اكبرهم سنا (سنن ابو داؤد صفحه ۷۵)

هوں تو وہ شخص امامت کرے' جس نے سب سے پہلے ہجرت کی ہو ' اگر سب کے سب ہجرت میں بھی برابر ہوں تو وہ شخص امامت کرے ' جو سن میں سب سے بڑا ہو

اگر اوستاد کے ادب و احترام کو قطعي الثبوت تسليم کرليا جائے' تو اوسکو مختلف حیثیتوں سے امام کے ساتھہ مشابہت ہوسکتی ہے' اس بنا پر عہد نبوت میں صحابہ کا جو طرز عمل امام کے متعلق رہا ہوگا ' وہ امام کے ادب و احترام کے منافي نہ ہوگا ' اسلیے طلباء بھي اساتذہ کے معاملات میں اوسي طرز عمل کي تقليد کرسکتے ہیں' اور اسکو گستاخي یا بے ادبي پر محمول نہیں کیا جاسکتا -

عہد نبوت میں امام کے متعلق صحابہ کا جو طرز عمل تھا اوس پر صحیح بخاري کي ایک روایت سے کافي روشني پڑسکتي ہے -

قال رجل يا رسول الله اني لا تاخر عن الصلوة في الفجر مما يطيل بنا فلان فيها فغضب رسول الله صلعم ما رايته غضب في موضع كان اشد غضبا منه يومئذ - ثم قال يا ايها الناس ان منكم منفرين فمن ام الناس فليتجوز فان خلفه الضعيف و الكبير و ذالحاجة (بخاري جلد اول مطبوعه - مصر ص - ۹۰)

ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ میں نماز فجر میں اسلیے دیر کرتے ہوں کہ فلاں امام نماز کو بہت طول دیتا ہے آپ اسقدر غصہ ہوئے کہ کبھي کسی موقع پر اس قدر برہم نہ ہوئے تھے پھر آپ نے فرمایا: لوگو ! بعض لوگ تم میں سے اوروں کو بھگاتے ہیں ' جو شخص امامت کرے ' اوسے تخفیف کرنے چاہیئے کیونکہ اوسکے پیچھے ضعیف ' بڈھے ' اور اہل حاجت بھی ہوتے ہیں -

یہ شکایت مجمع عام میں کیگئي ' اور نبي نے اسکو ادب و احترام کے منافی نہیں سمجھا ' اور خود رسول اللہ نے امام ہی کو تنبیہ کي -

لیکن ہم اوستاد و امام کي مشابہت کو بھی ناقص نہیں کرلینے ہیں ' اور اوستاد کو ایک ایسی ذات سے تشبیہ دیتے ہیں جسکو شریعت نے اس قدر واجب التعظیم تسلیم کیا ہے کہ خدا کے بعد اوسکي پرسنش کی جاسکتی ہے

لو كنت آمر احدا ان يسجد لاحد لامرت النساء ان يسجدن لازواجهن لما جعل الله لهم عليهن من الحق (ابو داؤد جلد ۱ - ص ۲۷۳)

اگر میں کسیکو سجدہ کا حکم دیتا تو عورتوں کو حکم دیتا کہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں ' کیونکہ خدا نے شوہروں کو عورتوں پر حق دیا ہے

لیکن بحث یہ ہے کہ عورت اس واجب التعظیم ذات کی شکایت کرسکتي ہے یا نہیں ؟ اور اگر کرسکتی ہے تو شکایت کا طریقہ کیا ہوسکتا ہے ؟ روایات صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت مرد کی جائز شکایت کرسکتي ہے اور بالکل اوسی طریقہ سے کرسکتي ہے جو اسٹرائک سے مشابہت رکھتا ہے ' سنن ابو داؤد میں ہے (جلد اول - ص - ۲۷۳)

قال رسول الله صلعم لا تضربوا اماء الله فجاء عمر الى رسول الله صلعم فقال ذئرن النساء على ازواجهن فرخص في ضربهن فاطاف بال رسول الله صلعم نساء كثير يشكون ازواجهن - فقال النبي صلعم لقد

آنحضرت نے فرمایا کہ خدا کی لونڈیوں کو نہ مارو ' حضرت عمر آپ کے پاس آئے اور کہا کہ اس حکم سے عورتیں دلیر ہوگئیں تو آپ نے مارنے کی اجازت دی اسکے بعد آنحضرت کے مکان پر بکثرت عورتیں اپنے شوہروں کی

طاف بال محمد نساء كثير يشكون ازواجهن ليس اولائك بخياركم

شکایت لیکر آنے لگیں ' تو آنحضرت نے فرمایا کہ بکثرت عورتیں اپنے شوہروں کی شکایت لیکر آئی ہیں ' ایسے شوہر صالح آدمي نہیں ہیں

اس روایت میں عورتوں نے علانیہ مردوں کی شکایت کي ہے ' اور آنحضرت نے عورتوں ہی کے حق کا لحاظ رکھا ہے - اس بنا پر جزو پر طلباء مذہبی حیثیت سے عمل کرسکتے ہیں ' دوسرے جزو پر عمل کرنے کا منتظمین مدارس کو اختیار ہے -

لیکن ہم اوپر بھی قناعت نہیں کرتے ' ہم اوستاد کا وہي حق اور وہی درجہ تسلیم کرتے ہیں' جو باپ کو بچے پر حاصل ہے - ہم بچوں میں طالب العلم کا وہي پست درجہ فرض کرتے ہیں جو اولاد اناث کو اولاد ذکور کے مقابلہ میں حاصل ہے -

لیکن گفتگو یہ ہے کہ اولاد باپ سے اپنے جائز حقوق کا مطالبہ کرسکتی ہے یا نہیں ؟ احادیث صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اولاد باپ سے اپنے حقوق کا مطالبہ کرسکتي ہے اور دلیرانہ کرسکتي ہے - سنن نسائي میں ہے (جلد - ۲ - ص - ۲۲)

عن عائشة (رض) ان فتاة دخلت عليها فقالت ان زوجي ابن اخيه ليرفع بي خسيسته فجعل الامر اليها فقالت اي رسول الله صلعم (صلعم) فجاء رسول الله صلعم فاجبرته فارسل الى ابيها فدعاه فجعل الامر اليها فقالت يا رسول الله قد اجزت ما صنع ابي و لكن اردت ان اعلم ان للنساء من الامر شي - (۱)

حضرت عائشہ (رض) سے روایت ہے کہ ایک نوجوان عورت اُنکے پاس آئی ' اور کہا کہ میرے باپ نے اپنے بھتیجے سے میرا نکاح کر دیا ہے کہ وہ میری وجہ سے معزز ہوجائے' مگر میں اوسکو پسند نہیں کرتی حضرت عائشہ نے کہا رسول اللہ کے آنے تک انتظار کرو آپ نے جو اوس کے واقعہ بیان کیا - آپ نے باپ کو بلا بھیجا ' اور اُس عورت کو نکاح کا اختیار دیدیا - اوس نے کہا کہ یا رسول اللہ میں اپنے باپ کے فعل کو جائز رکھتي ہوں ' لیکن میں صرف یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ عورت کو بھی معاملات میں کچھہ اختیار ہے یا نہیں ؟

ان روایات کی مجموعی ترکیب سے حسب ذیل نتائج مستنبط ہوتے ہیں :

(۱) اسلام نے اولاد کا والدین کے حق تسلیم نہیں کیا - اسلیے اولاد پر انکا کوئي اخلاقی فرض نہیں پڑتا

(۲) اولاد پر والدین کے حقوق اسلام نے تسلیم کیے ہیں -

(۳) اولاد کے ادائے حقوق کے تسلیم بھی کرلیے جائیں ' تو اُن کی شکایت اور اُن سے متعلقہ ان آداب و حقوق کو پامال نہیں کرتی

(۴) اوستاد کی شکایت مقابلہ مجمع عام میں کی جاسکتی ہے -

(۵) ان تمام نتائج کي مقابلہ ترتیب سے وہی نتیجہ پیدا ہوگا جسکو اسٹرائک کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے اس بنا پر اوستاد کی فضیلت ' اوستاد کا ادب ' اوستاد کا حق اسٹرائک کے منافی نہیں ہے (۲)

---

(۱) لیکن جو لوگ فن تعلیم کی مہارت کے ساتھہ صاحب اولاد کثیرہ بھی ہیں وہ بدرجہا کی اسٹرائک سے زیادہ علی عدہ کي اسٹرائک سے اور علی عدہ کی اسٹرائک سے زیادہ صاحبزادوں کی اسٹرائک سے گھبراتے ہیں

(۲) لیکن ہم تعلیمی اسٹرائک کو صرف قیاس سے ثابت کرنا نہیں چاہتے بلکہ اس مضمون کے پانچویں نمبر میں تاریخ اسلام سے اسکي متعدد مثالیں دینگے -

لا تهنوا ولا تحزنوا وأنتم الأعلون إن كنتم مؤمنين

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۸-۹ — کلکتہ: چہار شنبہ ۲۶ رمضان ۳ شوال ۱۳۳۲ ہجری — Calcutta : Wednesday August, 19 & 26. 1914. — جلد ۸

وحید مقصید:

الامر بالمعروف والنہی عن المنکر

وَجَاهِدُوا فِي اللهِ حَقَّ جِهَادِهِ، هُوَ
اجْتَبَاكُمْ، وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ
مِنْ حَرَجٍ، مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ هُوَ
سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلُ وَفِي هَذَا
لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ، وَ
تَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ، فَأَقِيمُوا
الصَّلَوٰةَ وَآتُوا الزَّكَوٰةَ، وَاعْتَصِمُوا
بِاللهِ هُوَ مَوْلَاكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَ
نِعْمَ النَّصِيرُ! (۲۲ : ۷۸)

قیمت فی پرچہ — دبل — نمبر ہونیکی وجہ سے قیمت آٹھ آنہ — چار آنہ

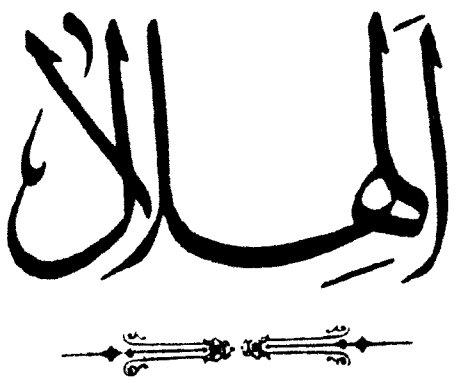
الهلال

۱۹ و ۲۶ اگست ۱۲۳۲ هجري

الطـــامـــة الكـــبرى ! !

وقعت الواقعة ، ليس لوقعتها كاذبة !

و النازعات غرقاً ، والناشطات نشطاً ، و السابحات سبحاً ، فالسابقات سبقاً ، فالمدبرات امرا : موت اور هلاكت كے وہ اوقات اليمه جو خون كي رگوں اور گوشت كے ريشوں كے اندر سے انسان كي جانوں كو كهينچ ليتے هيں اور آبادياں اجاڑ اور زندگياں هلاك هو جاتي هيں - وہ ارواح حروب و قتال جو زندگي ليليے موت اور آبادي ليليے ويراني كا دروازہ اسي عجلت اور ايسي آساني سے كهولديتي هيں ، گويا كسي اپنے هوے بند كو كهول ديا گيا وہ هلاكت اور موت كي عظيم الشان هستياں جن پر انسان پاش پوشيں لهي هوئيں اور آگ اور خون كے خونخوار درندے سوار هيں ، اور جو سمندروں ميں تيرتي پهرتي هيں اور ايك دوسرے سے باري لينا چاهتي هيں تا اپنے اپنے سئوں و امور كي تدبير كريں ، ان سب كي چهائي هوئي هيبت اور پهيلي هوئي وحشت كي قسم ، اور ان سب كي پهيلائي هوئي موت اور برسائي هوئي هلاكت كي گواهي ، كہ ارض الهي كا امن تدرب گيا ، انسانيه كي بستي اجاڑ هوگئي ، نيكي كا گهر لوٹ ليا گيا ، اور دنيا مثل اس بيوہ كے هوگئي جسكا شوهر زبردستي قتل كرديا گيا هو اور وہ اسكے يتيم بچوں پر حم كيا گيا هو - اب وہ اپنے لئے هوے سنگهار پر ماتم كريگي ، اور اپني بهي هوئي چادر كو سر سے اتار ديگي - كيونكه اسكا حسن زخمي هوگيا ، كيونكه اسكا سهاگ پامال كرديا گيا ، اور اسليے كه اسكے درندوں نے اسپر تلوار اٹهالي ، اور اسليے كه اسكے دوستوں نے اسے اچهل ديا - پس زندگي كي جگه موت ، عيش و سلامتي كي جگه اضطراب ، نغمۂ نشاط كي جگه سوز و ماتم ، مرهم سنجي كي جگه مرهم خواني ، آب زندگي كي جگه بعد حوابن ، بستيوں كي جگه مدفنوں ، اور زندگي كے كاروبار اور بازار رونق چهل پهل كي جگه موت كے وہ جنگل جنميں لاشيں سڑيگي ، اور هولناك سمندروں كے وہ خونيں طوفان جنميں انسان كي لاشيں مچهليوں كي طرح جهنگي - اور اے دنيا كے بڑے بڑے مغرور شهروں كے بسنے والو ! تم تك تمهاري ماؤں نے تمهيں جنا تها ، تا زندگي پر گهمند اور طاقت پر مغرور هو - پر آج تم موت كے بهلوے ميں جهنجهيں بگار ديا جائيگا ، اور هلاكت كي مورتيں هو جنهيں منا ديا جائيگا - اور پهر اے وہ تمدن كي بهشت ، علم كے مرغزار ، اور عيش و نشاط زندگي كے حيرت آباد اور اعجوبه زار تم ! تم تك دوسروں كي موت و هلاكت كي خبريں سنتے تهے ، پر آج تمهاري هلاكت كي خبريں پڑهي جائينگي - كل تك تمهارے پاس كرة ارضي كي مصيبتوں كا قلم تها ، پر آج تمهاري مصيبتوں كي تاريخيں مدون هونگي - تم كل تك دوسروں پر ظلم و قهر كرتے تهے پر آج تم پر ظلم

كيا جائيگا - تم كل تك دوسروں كيليے آگ سلگاتے تهے ، پر آج تمهارے ليے جهنم بهڑك رهي هے تم كل تك ضعيفوں اور ناتوانوں كيليے درندے تهے ، پر آج درندوں ميں خود سلگني اور بهيڑيوں نے آپسميں ايك دوسرے پر پنجه مارا - تم كل تك دنيا كيليے موت كي بجلي اور هلاكت كي بدلي تهے ، پر آج كوئي نهيں جو تمهيں هلاكت كي بارش اور بربادي كے رعد و برق سے بچا سكے - كل مشرق كي بربادیوں كا تم نے تماشه ديكها تها ، آج وہ تمهاري هلاكت كو ديكهه رها هے :

فاليوم الذين آمنوا من الكفار يضحكون ، على الارائك ينظرون ، هل ثوب الكفار ما كانوا يفعلون (۸۳ : ۳۶)	پس آج كا دن وہ دن هے كه مسلمان ارباب كفر پر هنستے هيں اور امن و راحت سے بيٹهے هوے تماشه ديكهه رهے هيں - هاں ! آج وہ وقت آگيا كه انهوں نے اپنے اعمال كا بدله پا ليا -

(ماتم انسانيـــة !)

انسان كي سوئي هوئي سبعيت و بهيميت پهر جاگ اٹهي هے - وہ اشرف المخلوقات كه صورت سے آدمي مگر خواهشوں ميں بهيڑيا ، معمل سوزاں ميں متمدن انسان مگر ميدانوں ميں جنگلي درنده ، اور اپنے هاتهه پاؤں سے اشرف المخلوقات ، مگر اپني روح بهيمي ميں دنيا كا سب سے زياده خونخوار جانور هے ، اب اپني خونريزي كي انتهائي شكل اور اپني مردم خواري كے سب سے زياده برے وقت ميں آگيا هے وہ كل تك اپنے هاتهوں كے گهروں اور علم و تهذيب كے دار العلوموں ميں انسان تها ، پر آج چيتے كي كهال اسكے چمڑے كي نرمي سے زياده حسين اور بهيڑيے كے پنجے اسكے هاتهوں سے زياده نيك هيں - درندوں كے بهٹ اور سانپوں كے جنگلوں ميں امن و راحت ملیگي ، مگر اب انسانوں كي بستياں اور اولاد آدم كي آباديان راحت كي سانس اور امن كے تنفس سے خالي هوگئي هيں - كيونكه وہ جو خدا كي زمين پر سب سے اچها اور سب سے بهتر تها ، اگر سب سے برا اور سب سے كمتر هوجائے تو جس طرح اس سے زياده بري اور نيك نه تها ، ويسا هي اس سے بهتر اور كوئي برا بهي نهيں هوسكتا :

لقد خلقنا الانسان في احسن تقويم ، ثم رددناه اسفل سافلين - الا الذين آمنوا و عملوا الصالحات فلهم اجرا غير ممنون (۹۵ : ۶)	هم نے انسان كو ايك طرف تو بهترين قوتوں كي تركيب اور اعلى ترين جذبات كي ساخت ميں پيدا كيا ليكن پهر دوسري طرف نهيں خواهشوں اور سرير قوتوں كے لحاظ سے نهايت هي ادني درجه كي مخلوق تك بهي لوٹا ديا - هاں وہ لوگ جو الله پر ايمان لائے اور اعمال صالحه و عادلانه اختيار كيے ، سو انكے ليے بے انتها اجر هے كيونكه وہ ان محاسد قوتوں كي آزمائش سے صحيح نكلينگے -

سير خونخوار هے ، مگر شير ليليے - سانپ زهريلا هے ، مگر دوسرے ليليے چيتا درنده هے ، مگر اپنے سے كمتر جانوروں ليليے ليكن انسان ، دنيا كا اعلى ترين مخلوق ، خود اپنے هي هم جنسوں كا خون بهانا اور اپنے هي ايمائے نوع ليليے درنده و خونخوار هے ! و على ذالك قول بعض شعراء هذا العصر :

ولقد رأيت الاسد احسن خلسة
من جنس هذا الظالم المتمرد
الناس تقتل كل يوم بعضها
والاسد تعدل غيرها ان تعتدي

انسان هي هے جو درندوں سے بهتر هے اگر اپني قوتوں كو امن و سلامتي كا وسيله بنائے ، اور انسان هي هے جو سانپ كے زهر اور بهيڑيے كے پنجے سے بهي زياده خونخوار هے اگر راہ امن و سلامتي

کو چھوڑ کر بہیمیت اور حیوانیت پر اُتر آئے :

انا هديناه السبيـــل	ہم نے انسان کو راہ عمل و فرقی دکھلا
اما شاكرا و اما كفورا	دی ہے ' پھر یا تو ہماری ہدایت پر
(۷۶ : ۳)	عمل کرنے والے ہیں یا انکار کرنے والے -
الم نجعل له عينين '	پھر کیا ہم نے انسان کو دیکھنے کیلیے
و لسانا و شفتيـــن '	دو آنکھیں اور زبان اور ہونٹ نہیں
و هديناه النجديـــن ؟	دیے ؟ بیشک دیے اور خیر و شر کی
(۹۰ : ۹)	دونوں راہیں اسے دکھلادیں

یہی انسانیۃ اعلیٰ اور ملکوتیۃ عظمیٰ ہے جسکی تقویم و تکمیل کیلیے دین الہی اور شریعۃ فطری کا ظہور ہوا ' اور یہی پیغام امن ' رہنمائے صلح و صلاح ' اور وسیلۂ فوز و فلاح ہے جسکا دوسرا نام " اسلام " ہے - یعنی جنگ کی جگہ صلح ' خون و ہلاکت کی جگہ عمران و حیات ' اور بربادی و خرابی کی جگہ سلامتی و امید ہے ' وہ بتلاتا ہے کہ اگر انسان اپنی قوۃ ملکوتی اور فطرۂ صالحہ سے کام نہ لے ' تو وہ بڑے ہی گھاٹے نوٹے میں ہے :

والعصر ' ان الانسان في	زمانہ اور اسکے حوادث گواہی دیتے
خسر ' الا الذين آمنـوا	ہیں کہ انسان بڑے ہی گھاٹے نوٹے
وعملو الصالحات و تواصوا	میں ہے - مگر وہ لوگ کہ اللہ پر ایمان
بالحق وتواصوا بالصبـر	لائے ' اعمال صالحہ اختیار کیے ' اور
(۱۰۳ : ۳)	حق اور صبر کی باہمد گر وصیت کی !

پھر اس سے بڑھکر حسران و نقصان کیا ہوگا جسمیں آج دنیا مبتلا ہے ؟ وہ دنیا جس نے قوتوں کی تسفیل کی ' جس نے فطرۃ کے قوانین مسطورہ کو بے نقاب کیا ' جس نے عقل و ادراک کے خزانے لٹا دیے ' جس نے ارتقائے فکر و علو مدرکہ سے دنیا کو علم کا گھر اور دریافتوں اور تحقیقوں کی مملکت بنادیا ' جو علم و مدنیت کے انتہائے عروج سے متوالی ہوگئی ' جو قوتوں کے حصول کے نشے سے بد مست ہوکر مغرورانہ جھومنے لگی ' جس نے کہا کہ انسان کے سوا کچھ نہیں ' اور جس نے اعلان کیا کہ مادہ کے اوپر کوئی نہیں - کیا آج اسکا یہ علم اعلیٰ ' یہ مدنیہ عظمیٰ ' یہ ایجادوں کا ذخیرہ ' یہ مخترعات کا انبار ' یہ بے شمار کتابوں کی جلدیں ' اور یہ لا تعد و لا تحصی دماغوں کے افکار عالیہ و مدنیہ ' ایک لمحہ ' ایک دقیقہ کیلیے بھی اس ہولناک بربادی ' اس خوفناک تصادم ' اس وحشت انگیز خونریزی ' اس خون کا سمندر بہانے والی ' اور لاشوں کے جنگلوں کو بھر دینے والی جنگ کو روک سکے ہیں ' اور نوع انسانی کو عالمگیر نقصان و ہلاکت سے بچا سکے ہیں ؟ کیا قانون نقش تعقل جس پر کلیے علم کو مدار ہے ' اس سے بچالیگا ؟ کیا قوت کشف کا مکشف اسے روکدیگا ؟ کیا بھاپ اور اسٹیم کی ایجاد کچھ سفارش کریگی اور انسان کو تباہی سے بچا لیگی ؟ آہ ! یہ ایجادات محیرہ ' یہ مخترعات مدھشہ ' یہ مکتشفات مسورہ ' جس پر مدنیۃ کو ناز اور علم انسانی کو زعم ہے ' امن و سلامتی کی جگہ خود ہی ہلاکت اور بربادی کا وسیلہ ' اور خون اور آگ کی افزایش و تضاعف کا ذریعہ ہیں - اگر پہلے دنیا کیلیے صرف کمان کا تیر اور تلوار کی دھار تھی ' تو آج تمدن کی بدولت ایک ایک سکینڈ میں کئی کئی مرتبہ چھوٹنے والے ہلاکت بار گولے ' اور لمحوں اور منٹوں کے اندر شہروں اور قلعوں کو مسمار کردینے والے آہن پوش جہاز ہیں - پھر اے علم و مدنیۃ کا شیطان ! کیا تو اسلیے آیا تھا کہ خدا کی آبادی کی ویرانی کو دوگنا اور اسکی ہلاکت کے آلات کو زیادہ مہلک اور لاعلاج بنا دے ؟ اور اے انسان کی غفلت اور اے اولاد آدم کی نادانی ! تو کب تک خدا سے لڑیگی ' اور کب تک اسکی زمین کے امن و راحت کو روندیگی ؟ حالانکہ تمدن اور علم تجھے قوی بناسکتا ہے پر نیک نہیں بنا سکتا :

يامعشر الجن و الانس	اے مجمع جن و انس ! اگر تمہاری
ان استطعتم ان تنفذوا	طاقت میں ہے کہ زمین و آسمان کے
من اقطـار السماوات	مدبرات و ملکوت کے اندر سے اپنی راہ
و الارض فانفذوا ' لا تنفذون	پیدا کرکے آگے نکل جاؤ ' تو نکل
الا بسلطان ! (۵۵ : ۲۷)	جاؤ - مگر یاد رکھو کہ یہ بھی نہیں
	ہوسکتا مگر بعید سلطان الہی سے - سوچو اور یاد رکھو کہ
	وہ قوت تمہارے بس میں نہیں ہے :

(رسدعشر الصادم)

اور دیکھو یہ ایسی آگ ہے جو بھڑک اٹھی ہے اور جس طرح تمدن کی حسین و جمیل آبادیاں آگ اور دھوئیں کی ہولناکی کے اندر ویران ہو رہی ہیں :

يرسل عليكما شواظ من نار	تم پر آگ کا دھواں اور اسکی لپٹ
و نحاس فـلا تنتصران !	چھاجائیگی ' اور تمہارے پاس کوئی
(۵۵ : ۳)	انسانی قوت ایسی نہیں کہ اسکے ذریعہ
	اس ہلاکت کو دفع کرسکو !

یہ دنیا کی معمور و فہم مدد طاقتوں کی ٹکر ہے ' اور اتنی بڑی انسانی درندوں کی لڑائی ' جتنے بڑے خونخوار اسباع و بہائم آجتک اوہ ارضی پر پیدا نہیں ہوے - دنیا کے تیتس کے قصے سنے ہیں جس نے یروسلیم کو تباہ کردیا ' دنیا کے بخت نصر کو دیکھا ہے جو بنی اسرائیل کو گرفتار کرکے بابل لے گیا ' دنیا میں ایرانیوں کے فور و اسپیلا کے افسانے سنے گئے ہیں جنھوں نے بابل کو مسمار کردیا تھا ' اور رومیوں کے عہد بسط و عروج کے ایسے بہت سے خاتم خونریزوں کی روایتیں محفوظ رکھی گئی ہیں ' جنھوں نے خدا کی پیدا کی ہوئی متمدنوں کو بہت ستایا اور اسکی زمین پر بہت فساد کیا :

و كذالك جعلنا في كل	اور اسی طرح ہم نے ہر آبادی میں
قريه اكابر مجرميها ليمكروا	اسکے بڑے بڑے سرکش گنہ گار پیدا کیے
فيها -	تاکہ وہ مکر و فساد پھیلائیں -

لیکن خون بہانے کی ایسی سیطانی قوتیں ' آگ برسانے کے ایسے جہنمی آلے ' اور موت و ہلاکت پھیلانے کی ایسی اشد شدید ابلیسیت کبھی دنیا کو بھی نصیب نہ ہوئی - زمین کی پشت پر ہمیشہ درندوں نے بہت بنائے اور اژدھوں نے پھنکاریں ماریں ' مگر نہ تو ایسی درندگی آجتک کسی میں تھی جیسی موجودہ متمدن اقوام کی قوتوں کو حاصل ہے ' اور نہ ابتک ایسا سانپ اور اژدھا پیدا ہوا ' جیسے کہ ان لڑنے والوں میں سے ہر فریق کے پاس دسیے ' نگلنے ' اور چیرنے ' پھاڑنے کیلیے عجیب عجیب ہتیار جمع ہیں - پھر اس اژدھے کو دیکھو جو جنوب سے منہ نکالے ہوے بڑھرہا ہے ' اس ہاتھی کو دیکھو جسکی مستک زور طاقت سے جھوم رہی ہے ' سلسلہ علی التعاقب ' اور جسکے دانت ہلاکت کے دو نیزوں کی طرح نکلے ہوے ہیں ' اس بھیڑیے کو دیکھو جو مشرقی یورپ کی بھیڑ سے چیختا ہوا اٹھا ہے ' اور اس خوفناک چیتے کو دیکھو جو الماک اور روس کی سرزمین میں خون اور گوشت کیلیے پلا ہے ! ان سب سے بھی مہیب ہیں ؟ یہ کیسے خوفناک آلات سے مسلح ہیں ؟ ان سب کا باہم ایک دوسرے پر گرنا اور چیرنا پھاڑنا کرۂ ارضی کا ایسا ہولناک بھونچال ہوگا ؟ ایسا بھونچال جو کبھی نہیں آیا ' ایسا طوفان جو کبھی بھی نہیں اٹھا ' ایسی آتش فشانی جو کبھی بھی نہ ہوئی ' اور جسکا ایسا عصہ جو ابتک کبھی بھی زمین پر نہ ہوا :

يوم ترجف الراجفـــه '	وہ ہولناک دن کہ جب زمین اور
تتبعها الرادفـــه ' قلوب	اتھیگی ' جب ایک بھونچال کے بعد دوسرا

راجفه ' ابصارها خاشعه ' یقولون ءانا لمردودون فی الحافرة ' ءاذا کنا عظاما نخرة ؟ (۷۹ : ۱۰)

بھونچال آئیگا جب انسان کے دل دھڑک اٹھینگے ' اور جب اٹھی ہوئی نظریں جھک جائینگی ' اور وہ کہیں گے کہ کیا ہم (دنیا میں اسقدر ترقی کرکے اور آگے بڑھکے) پھر (وحشت و خرابی کی طرف) لوٹائے جائیں گے ؟ اور وہ بھی ایسی حالت میں جب کل سزا کھوکھلی ہڈیاں ہو جائینگے ؟ (یقین کرو کہ انسانی ہوے والا ہے)

(الآیة الکبری)

اور دیکھو کہ قدرت الہی کی یہ کیسی ہولناک نشانی ہے جو ایام الٰہیہ کی گذشتہ نشانیوں کو یاد دلاتی ہوئی ' غفلت کی دنیا اور غرور انسانی کی بستی پر بجلی کی طرح چمکی ہے ' اور رب الافواج کہتا ہے کہ میں اپنے عظیم ہاتھ سے جلال صولت اور جبروت انتقام کو نمایاں کرونگا - یہ اسکے اوار کی ایسی گرج اور اسکے دست جلال کا ایسا معجزہ وار ہے جو ہزاروں برسوں کے عصیان و تمرد کے بعد ظاہر ہوتا ہے ' اور اس بجلی کے ساتھ جو سر سبز کھیتوں پر گرتی ' اور اس طوفان کی طرح جو تمام ایک زمین پر چھا جاتا ' اپنا کام پورا کردیتا ہے - یہ اسکا قانون ہے جو ہمیشہ سے ہے اور کبھی اسمیں تغیر نہیں ہوسکتا - اس قانون انتقام و تبدل نے آبادیاں بدلیں ' بستیاں اجاڑیں ' عمارتیں منہدم کیں ' قوموں اور ملک ' مملکتوں کو ویران ' اور بسے بسائے شہروں کو نابود اور نئی آبادیوں سے اپنی زمین کو معمور کردیا !

وکاین من قریة عتت عن امر ربها ورسله فحاسبناها حسابا شدیدا وعذبناها عذابا نکرا (۶۵ : ۱۰)

اور کتنی ہی آبادیاں تھیں جنھوں نے اپنے پروردگار اور رسولوں کی صدا فتوں سے سرتابی کی اور عصیان و طغیان پر اتر آئے - تب ہم نے بڑے ہی سختی کے ساتھ انکے کاموں کا حساب لیا اور بڑے ہی سخت عذاب میں گرفتار کیا -

اور یہی قانون ہے جسکے اندر سے خدا کا دست قہار پھر چمکا ہے اور وہ اپنی زمین کے موجودہ مالکوں سے انکے کاموں کا حساب لینا چاہتا ہے جیسا کہ پچھلوں سے لیا گیا !

الم نهلك الاولین ؟ ثم نتبعهم الاخرین ' کذالك نفعل بالمجرمین ' ویل یومئذ للمکذبین ! (۷۷ . ۸)

کیا ہمنے طغیان و عصیان کی پاداش میں اگلی قوموں کو ہلاک نہیں کیا ؟ بس اسی طرح ہم پچھلی قوموں کو بھی انکی مانند عذاب میں مبتلا کرینگے - یہ ہمارا قانون ہے کہ اپنے مجرموں کے ساتھ ایسا ہی کیا کرے ہیں - پس اس دن اللہ کی سچائی کے جھٹلانے والوں پر افسوس !

متمدن قوموں کا غرور انتہائی حد تک پہنچ چکا ہے - طاقتوں اور عجیب عجیب ترکیبوں نے انھیں متوالا کردیا ہے - انکو حسب سنن الٰہیہ زمین کی حفاظت کا منصب دیا گیا - لیکن انھوں نے فرض پاکر جنگ و فساد کی راہ اختیار کی ' اور طغیان و عصیان سے ارض الٰہی کو بھر دیا : حتی ابت الارض من جور المظالمین ' واستعانت السماء من طغیان الکافرین ' وسمع رب العزة انین المظلومین و بکاء الباکین : واوحی الیهم ربهم لنهلکن الظالمین -

پس ضرور تھا کہ غرور و طغیان کیلیے کوئی حد ہوتی - عجب نہیں کہ مہلت ختم ہوگئی ہو ' اور کچھ اچنبھا نہیں اگر ارض الٰہی کے امن کیلیے ' بندگان خدا کی راحت کیلیے ' اور مظلوموں کو سکھ کی نیند سلانے کیلیے اُنکا خون اُنھی کے ہاتھوں بہایا جاے جنھوں نے دوسروں کا خون اپنے ہاتھوں بہایا ' اور اس طرح عدالة الٰہی اُن قوموں کا حساب لے جو صدیوں سے تمام دنیا کے اعمال کا حساب لے رہی ہیں :

یرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلهم ائمة ونجعلهم الوارثین (۲۸ : ۶)

ہم نے ارادہ کیا کہ جو لوگ کمزور و ضعیف بنے گئے ان پر احسان کریں ' انھی کو سرداری اور برتری بخشیں ' اور انھی ناتوانوں کو طاقتور انسانوں کا وارث بنائیں -

یہ دنیا کا غرور طاقت ہے جو اب رنگ لایا ہے ' یہ قوت اور سیادت ارضی کی وہ غذا ہے جو اس نے بڑے ہی حرص و طمع سے کھالی پر ہضم نہ ہو سکی ' اور اب اسی کا فساد اسکی تندرستی کیلیے مہلک ثابت ہوا ہے :

فذاقت وبال امرها وکان عاقبة امرها خسرا (۶۵ : ۲۶)

بالآخر انکے اعمال کا وبال انکے آگے آیا اور وہ گو طاقت اور عظمت میں بہت بڑھچکے تھے لیکن انجام کار گھاٹا ہی گھاٹا ہوا -

(دالك بما قدمت ایدیهم !)

یورپ کا تمدن ' اسکی طاقت ' اُسکا جنگی اقتدار ' اسکے عجیب عجیب اسلحہ ' اور برباد کن ہولناکیاں ' اسکے مہیب جہاز ' اور نئی آرزو تک پہنچ جانے والی منصوبہ فوج ' ایسی قاہر و جابر نہی کہ انکی تنبیہ کیلیے خود اُنھی کے سوا اور کوئی نہیں ہوسکتا تھا - انھوں نے اپنے سوا ہر قوت کو پامال کیا ' اور اپنے سوا اور کچھ رہنے نہ دیا ' بس یہی تھا جو انکے مقابلے میں نکلا اور دنیا میں کس کا ہاتھ اتنا قوی تھا جو انکے آہنی پنجوں پر پڑتا ؟ وہ سب سے بڑے ہوئے تھے ' انکے لیے وہ کون کیا کام دیسکتے تھے ' جو آج سب سے چھوٹے ہوگئے ہیں ؟ انکے جہازوں کے مقابلے کیلیے انکے جہازوں سے بڑھکر جہاز چاہیے تھے ' مگر وہ کہاں ملتے ؟ انکی توپوں کیلیے انکی توپوں سے زیادہ ہلاکت بار توپیں درکار تھیں ' مگر وہ کہاں ڈھلیں ؟

پس جب زمین پر اُنسے بڑھکر اور کوئی نہ تھا جسکے اندر سے خدا کا ہاتھ ظاہر ہوتا تو دیکھو کہ حکمت الٰہی نے کس طرح خود انھی کو آپس میں مسلط کردیا ' اور اسکی یہ تدبیر کی کہ باہمی جنگ و قتال میں مبتلا ہوگئے - اب انکا ہولناک تمدن جسکو ایک ہزار سال سے اندر اُنھوں نے طیار کیا تھا ' انھی کی تخریب میں کام آیا ' اور انکی ہر ترقی اور ہر بڑائی خود انھی کیلیے وسیلۂ تعذیب ہوگئی - اگر انکی توپوں سے بڑھکر دوسروں کے پاس توپیں نہ تھیں ' تو انھی کی توپوں کے گولے اُنکے لیے اُڑنے لگے - اگر انسے بڑھکر جنگی جہاز دوسروں کے پاس نہ تھے ' تو وہی جہاز انکے مقابلے میں سمندر میں تیرنے لگے - ہر پتھر جو اُنھوں نے اُٹھایا ' خود اُنھی کے لیے اوزار ' اور ہر آلہ جو انھوں نے طیار نہیں وہ انھی کے لیے متحرک ہوا - اُنھوں نے بڑا سامان کیا تھا ' مگر خدا کا سامان سب سے بڑا ہے :

انهم یکیدون کیدا ؛ واکید کیدا ' فمهل الکافرین امهلهم رویدا (۸۶ : ۱۲)

یہ لوگ اپنا داؤ کر رہے ہیں اور ہم اپنا داؤ کھیل رہے ہیں ' پس منکروں کو مہلت لینے دو ' زیادہ نہیں - تھوڑی سی -

(یہ کون ہیں ؟)

یہ کون ہیں جو آپسمیں خون اور ہلاکت کرنے کیلیے دوڑے ہیں ؟ یہ وہ ہیں جنھیں " امن کے شہزادہ " نے انکے اولین ظہور کے وقت

وعظ سنایا تھا ' جبکہ وہ گلیل اور یہودیہ اور یروشلیم بھر کو دیکھکر کوہ زیتون پر چڑھگیا ' اور اس نے اپنے شاگردوں کیلیے تعلیم دی :

" مبارک ہیں وہ جو دل کے غریب ہیں ' کیونکہ وہ آسودہ ہونگے - مبارک ہیں وہ جو دل کے حلیم ہیں کیونکہ وہ زمین کو ورثہ میں پائینگے ' مبارک ہیں وہ جو رحم دل ہیں کیونکہ انپر رحم کیا جائیگا ' مبارک ہیں وہ جو صلح کرانے ہیں ' کیونکہ وہ خدا کے بیٹے کہلائینگے (متی ۵ : ۱ - ۹)

پس یہ غریب ہیں ' حلیم ہیں ' رحم دل ہیں ' زمین پر صلح اور امن کرانے کیلیے خداوند کے بھیجے ہیں ' کیونکہ انہیں کہا گیا تھا :

" تم سن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا تھا کہ خون نہ کرنا ' پر میں تم سے کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنے بھائی پر غصہ ہوگا وہ سزا کے لائق ہوگا - (متی ۵ : ۲۱) تم سن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت ' پر میں تم سے کہتا ہوں کہ شریر کا مقابلہ نہ کرنا (۵ : ۳۸) تم سن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا تھا کہ اپنے پڑوسی کو پیار کرو ' اور اپنے دشمن سے عداوت رکھو ' پر میں تم سے کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں سے پیار کرو اور اپنے ستانے والوں کیلیے دعا مانگو ' تا کہ تم اپنے آسمانی باپ کے بیٹے ٹھہرو " (۵ : ۴۴)

پس یہ ہے اس مقدس تعلیم کا آخری ظہور جو دنیائے سامنے ہے ' اور یہ ہے وہ پاک امانت جو شہزادہ امن نے اپنی نسل کو دی ' تا کہ وہ آسمانی باپ کے بیٹے کہلائیں ' انکو حوصلہ ' حلم ' تحمل ' صلح و اخلاص کا پیغام دنیا کو دیا تھا ' اور کہا گیا تھا کہ یہودیوں کو خون کرنے سے روکا گیا مگر ایک مسیحی اپنے بھائی پر غصہ بھی نہیں کریگا ' وہ شریر کے مقابلہ سے بچیگا ' اور دشمن تک کو پیار کریگا - مگر آج " مسیح " دنیا میں نہیں ہے جو دیکھے کہ خداوند کے بیٹے کہلانے والے اس طرح خداوند کی زمین کی سب سے بڑی خونریزی کیلیے اٹھے ہیں ' اور خون بہانے کے ایسے ایسے ہتیار انکے کاندھوں پر ہیں ' جو زمین نے اجتک نہ دیکھے تھے -

آہ ' آج انکا وہ حال ہو گیا ہے جس کی زبور میں خبر دی گئی ' جسکے لیے یشعیاہ نبی نے نبوت کی ' جسپر یرمیاہ نبی نے نوحہ پڑھا ' جسپر حزقی ایل نے ماتم کیا ' اور جسکے لیے ملاکی نبی نے آخری آنسو بہائے - یہ سب بھی یہودیوں کیلیے اس سے زیادہ نہ تھا ' جتنا آج خود انکے لیے ہو سکتا ہے ' جو یہودیوں کو اس حالت سے چھڑانے آئے تھے

" دولی راستباز نہیں ایک بھی نہیں - دانا و طالب نہیں - ایک بھی نہیں سب گمراہ ہیں - سب بیکار ہو گئے - کوئی بھلائی کرنے والا نہیں - ایک بھی نہیں انکا گلا کھلی ہوئی قبر ہے - انکی زبانوں میں سانپوں کا زہر ہے - انکا منہ لعنت اور کڑواہٹ سے بھرا ہوا ہے انکے قدم خون بہانے کیلیے تیز ہیں - انکی راہوں میں تباہی اور بد حالی ہے - وہ سلامتی کی راہ سے واقف نہ ہوئے انکی آنکھوں میں خدا کا خوف نہیں "
(زبور ۱۴ : ۱ - یشعیاہ ۵۹ : ۷)

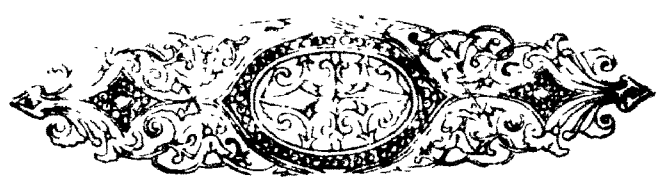

۱۰ و ۲۶ - اگست ۱۹۱۳

برطانیہ کا بیڑہ

انگلستان کی جسقدر بحری طاقت آبہائے جزائر برطانیہ میں موجود ہے ' وہ تین بیڑوں میں منقسم ہے :

پہلے بیڑے میں ایک نشان کا جہاز اور چار اسکوائڈرن ہیں - اسکوائڈرن ایک بحری اصطلاح ہے جسکا اطلاق جہازوں کے اس خاص مجموعہ پر ہوتا ہے جو ایک جھنڈے علم بردار کے ماتحت ہوتا ہے - دوسرے اور تیسرے بیڑے میں صرف دو دو اسکوائڈرن ہیں - یہ اسکوائڈرن بیٹلشپ (جنگی جہاز کی ایک قسم) سے مرتب ہیں -

(پہلا بیڑا)

پہلے بیڑے کے اسکوائڈرن میں جتنے جہاز ہیں وہ سب کے سب ڈریڈناٹ وضع کے ہیں - " آئرن ڈیوک " ایک نشان بردار جہاز کا نام ہے - اسمیں ۱۳ - ۵ ' انچ ' اور ۱۳ - ۶ ' انچ کی توپیں ہیں - ڈریڈناٹ " مارل برو " نامی اور بعض پرانی وضع کے ڈریڈناٹوں میں ۱۲ انچ کی توپیں ہیں -

دوسرے بیٹل اسکوائڈرن میں جو دنیا میں جہازوں کا سب سے زیادہ یک رنگ اور قوی مجموعہ ہے ' " حارج ھفتم " اور " ازری " جہاز ہیں - ان سب کے ہر ایک میں ۱۳ - ۵ ' انچ کی توپیں ہیں - چونکہ بیٹل اور ڈریڈناٹ اسکوائڈرن میں اسوقت صرف چار جہاز ہیں ' جنمیں سے تین تو پرانی وضع کے ڈریڈناٹ ہیں اور چوتھا " آگا میمنن " ہے -

تیسرے بیٹل اسکوائڈرن میں " سپاہ الیگزنڈر " نامی ۸ - جہاز ہیں - یہ آٹھوں جہاز آہن پوشی ' اسلحہ برداری ' اور سرعت رفتار میں برابر ہیں اور سب سے آخرین قسم کے بحری ڈریڈناٹ کی قسم اور درجے میں انکا شمار ہے ' اور معرکہ آرائی میں ابتدائی ڈریڈناٹوں کے برابر سمجھے جاتے ہیں

ان چار اسکوائڈرنوں کے ہمراہ اس بیڑے میں پہلا بیٹل کروزر اسکوائڈرن جسمیں " لوائن " نامی جہاز بھی شامل ہے - دوسرا بیٹل کروزر اسکوائڈرن ' اور تین اور جہاز بھی ہیں - اسکے علاوہ چار پیڈو فلوٹیلا بھی ہیں اور تیسرے میں سب سے آخری وضع کے جہاز ہیں - یہ بیڑہ عموما ہارویچ اور نوارے میں رہتا ہے -

(دوسرا بیڑہ)

اسمیں دو بیٹل اسکوائڈرن ہیں - انکے علاوہ پانچویں اسکوائڈرن میں " ہوار مدابیل " نامی جہاز کے درجہ کے آٹھ جہاز ہیں ' اسکے اسکو بھی شاہ ایڈورڈ نامی جہازوں کے اسکوائڈرن کے مثل سمجھنا چاہیے - گو یہ طاقت میں ان سے کسقدر کم ہے - دوسرے اسکوائڈرن اور پیٹرول فلوٹیلا بھی ہیں مگر پٹرول فلوٹیلا آخر تیسرے وضع کی تارپیڈو کشتیاں ہیں -

دوسرے بیڑے کو پوری طاقت پہنچانے کے لیے ۵ ہزار آدمیوں کی ضرورت ہے -

(تیسرا بیڑہ)

تیسرے بیڑے میں بھی بیشتر سب جہاز جو عموما سمندر میں پڑے رہتے ہیں اور چھوٹے کروزر کے اسکوائڈرن ہیں - جو بحری تعلیم و تربیت میں کام آتے ہیں - ساتواں بیٹل اسکوائڈرن جس پر دوسال تک امیر البحر اپنا علم بلند رکھتا ہے ' آٹھ پرانی وضع کے جہازوں سے مرتب ہے - یہ جہاز " مجیسٹک " نامی جہاز کی وضع پر بنے ہیں ' اور زرہ ' آہنی چادروں ' اسلحہ وضع ' اور شکل میں ڈریڈناٹ جہازوں سے بالکل مختلف ہیں -

اسئلة واجوبتها

اولياء الله و ارتقاء روحاني

(از جناب مولوی محمد عمر صاحب تهانوي)

صحيفة **الهلال** میں سال جدید سے جو سلسله مقالات افتتاحیه با عنوان " **اولياء الله و اولياء الشيطان** " شروع هوا تها ' اس مضمون سے ایک خاص حصه کے متعلق کسی قدر مزید شرح و تفصیل کا بهی طالب هوں - مضمون کے دوسرے نمبر میں جناب نے تحریر فرمایا هے که " **اولياء الله** " سے مقصود کوئی خاص مصطلحه جماعت نهیں هے جیسا که سمجها جاتا هے - بلکه قرآن کریم تمام مومنین صادقین کو اولیاء الله کے لقب سے پکارتا هے - الله جو لوگ تزکیه نفس اور اعمال صالحه کے ذریعه تقرب الی الله کی راه اختیار کرتے هیں ' وه ارتقاء روحانی کے مدارج مختلف مدارج و مراتب میں سے گذر کے هیں ' اور آیه **الله ولی الذین آمنوا یخرجهم من الظلمات الی النور** میں انهی کا ذکر کیا گیا هے "

میری گذارش هے که " ارتقاء روحانی " سے مقصود کیا هے اور اسکا ذکر قرآن کریم میں کس طرح کیا گیا هے ؟

الهـــلال :

رمضان المبارک اور جنگ یورپ کی وجه سے مصروفیات وقت بدل گئے ' اور مقالات افتتاحیه کی جگه دوسرے مضامین نے لے لی ' اسلیے سلسلهٔ " اولیاء الله " غیر معمولی رفتار سے آگے نه بڑهه سکا - اب اس سلسلے میں اسے بعنوان اعمال و احسن پورا کرنے کی کوشش کرونگا -

جناب نے " ارتقاے روحانی " سے متعلق سوال کر کے ایک بہت بڑی طولانی بحث چهیڑ دی هے - جو بغیر ایک مسلسل و مبسوط مضمون کے ممکن نهیں - مختصراً چند اشارات پر اکتفا کرونگا .

(ارتقـــاے روحانی)

قرآن کریم کے مطالعه و تدبر سے واضح هوتا هے که اولیاء الرحمن اور اولیاء الشیطان کے مختلف درجے اور مرتبے هیں ' اور به لحاظ اپنے اعمال و خصائص اور تعلق و نسبت کے یه دونوں جماعتیں ایمان و نفاق ' اسلام و کفر ' اور تقوی و فسق میں گهٹتی بڑهتی رهتی هیں

" **اولياء الله** " کا گروه جس قدر محبت الهی اور انقطاع ماسوی الله میں ترقی کرتا هے ' اتنا هی اسکے اعمال میں اخلاق الهی اور نور ربانی کا عنصر بهی ترقی کرتا هے ' اور اسکی روح رضوان الهی سے نزدیک تر هوتی جاتی هے - یهانتک که تکمیل مرتبهٔ انسانیت تک اسکا ارتفاع هوجاتا هے - اور یهی " صراط مستقیم " اور " دین قیم " کا آخری مرتبه هے -

اسی طرح اولیاء الشیطان بهی جسقدر اپنے مرکز سعادت و خلافت سے دور هوتے جاتے هیں اور انکی روح اور تمام اعمال بالله و رضوان الی الله سے بعد هوتا جاتا هے ' اتنا هی شر و نفاق اور فسق و فجور میں بهی ترقی کرتے جاتے هیں ' اور اسی ترقی کی وجه سے انکے مختلف درجے اور مرتبے هیں - پهلا گروه الله کی طرف بڑهتا هے - اسلیے اسکو الهی منزلیں پیش آتی هیں اور اُن راهوں میں سے هوتے گذرتا هے جو الله کے دوستوں کی راهیں هیں - لیکن دوسرے گروه کا روح سواء شیطانیه کی طرف هوتا هے اسلیے اسکو ابلیسی منزلیں پیش آتی هیں اور اُن راهوں کو اختیار کرتا هے جو شیطان کے عاشقوں اور پیار کرنے والوں کی راهیں هیں - پس اولیاء الله جسقدر الله سے محبت کرتے اور غیر الله سے تعلق میں ترقی کرتے جاتے هیں ' اتنا هی مدارج سیر الی الله میں بهی بڑهتے جاتے هیں - اسی طرح اولیاء الشیطان یا اصحاب النار جسقدر شیطان سے عشق کرتے اور اسکے لیے اور اسکے کاموں کے لیے خدا اور چهوڑے اور خدا کے کاموں سے دشمنی کرنے میں دلیر اور جری هوتے جاتے هیں ' اتنا هی ذهاب الی الشیطان میں انکے ابلیسی مراتب کی بهی ترقی هوتی جاتی هے : **يعدهم و يمنيهم وما يعدهم الشيطان الا غرورا**

اگر هم کهیں که انسان کے جسم کی ترقی اور تکمیل کیلیے دنیا میں " قانون ارتقاء " جاری هے ' اور اس سے ایک رینگنے والے کیڑے اور مچهلی تک بتدریج انسانی جسم و شکل سے حسن و جمال تک پهنچا دیتا هے ' تو پهر انسانی روح کی ترقی تکمیل کیلیے کیوں کوئی قانون ارتقاء تسلیم نهیں کرتے ' اور کیوں انسان کی معنوی زندگی اور ابدی مرتبه سے اتهکر اعلی مراتب **حیات الهیه** تک پهنچنے نهیں دیتے ؟

فی الحقیقت وه " قانون ارتقـــاء " جسکو **لامارک ' هلیر ' ابن مسکویه ' اور داروین** نے دریافت کیا هے ' صرف مخلوقات کے جسم هی تک محدود هے وه کسیکو نهیں بتلاتا که ارتقاء کی یه زنجیر هیکل انسانی کی آخری تک پهنچکر پهر کهاں چلی جاتی هے ' اور اسکے بعد بهی ارتقاء کے مدارج باقی رهتے هیں یا نهیں ؟ لیکن وه قانون ارتقاء جسے محمد الرسول الله نے دریافت کیا (صلے الله علیه و سلم) وه بتلاتا هے که نفاسیه انسانیت کے مرتبه تک پهنچنے کے بعد " ارتقاء جسمی " تو ختم هو جاتا هے لیکن اسکے بعد ایک " ارتقاء روحانی " کا سلسله شروع هو جاتا هے ' اور جسم حیوانی اور انسان کا هیکل اختیار کرنے کے بعد بهی انسان کیلیے کیلیے بهت کچهه بننا اور ترقی کرنا باقی رهتا هے

يرفع الله الذين آمنوا منكم والذين اوتوا العلم درجات ' والله بما تعملون خبير (۵۸ : ۱۲)

جو لوگ تم میں سے **ایمان لائے** اور جن لوگوں نے علم حق حاصل کیا ' سو الله تعالی انکے **مدارج کو ترقی دینا** هے اور ارتفاع بخشتا هے -

یهی مدارج هیں جو اولیاء الله اور اصحاب النار کے ذهاب الی الله کی مختلف منزلیں هیں - ایمان بالله اور معیت الهی اس ارتقاء روحانی کی اصل هے ' اور ارتقاء انسانی کے معنی یه هیں که الله پر ایمان و ایقان ترقی کرے ' اور الله کی ولایت اور دوستی اپنے اور بهتے مضمون اور مقاموں تک بلند هو جاے :

اليه يصعد الكلم الطيب والعمل الصالح يرفعه (۳۵ : ۱۱)

کلمات طیبه و صالحه الله هی کی طرف بلند هوے هیں اور وه عمل صالح کرنے والوں کو ارتفاع بخشتا هے -

اس آیه کریمه میں دو چیزیں بیان کی هیں : " کلم الطیب " اور " عمل صالح " پس انسانیت کی تکمیل و ارتقاء کی بنیاد بهی انهی دو چیزوں میں هیں - " کلم الطیب " سے مقصود ایمان بالله هے ' اور " عمل صالح " سے مقصود انسان کے وه تمام کام جو صحت و اصلاح اور عدل و حقیقت کے مطابق هوں - فرمایا که ایمان بالله صعود کرتا هے اور بلند هوتا هے ' اور عمل صالح کو خدا اونچے درجوں تک لیجاتا هے -

یهی ارتقاء روحی هے جسکو قرآن کریم نے " نعمه " اور " انعام " کے لفظ سے تعبیر کیا هے ' اور اپنے خاتمة الکتاب میں (که تمام قرآن اسی معنی کی شرح هے) مومنوں کو یه دعا سکهلائی هے :

اهدنا الصراط المستقيم : صراط الذين انعمت عليهم

خدایا ! همیں صراط مستقیم پر چلا ' وه صراط مستقیم جو اُن لوگوں کی راه هے جن پر تو نے انعام کیا!

مقالات

تربیت اطفـــال کا ایک صفحہ

فوجی اور اخلاقی تعلیم کا ایک معتدل مجموعہ

بواے اسکوٹ سسٹم

قومون کي ترقي کے لیے تعلیم سے زیادہ تربیت اهم هے ' بلکه سچ یه هے که اسوقت تک تعلیم مفید نہیں هو سکتی جب تک که اسکے ساتھه صحیح اور با اصول تربیت بھي نه هو-

تربیت کا اصلي وقت بچپن هے - اسلیے که اسوقت بچه کا مزاج ایک غیر متشکل ماده هوتا هے ' جس کا اچھے یا برے قالب میں ڈھالنا مربي کے اختیار میں هوتا هے - اسلیے جو قومیں زنده هونا چاهتي هیں یا اسوقت زنده هیں اور آئنده بھی زنده رهنا چاهتی هیں ' وہ ان معصوم هستیوں کی تربیت اور اهتمام اور اعتناء کامل کے ساتھه کرتي هیں جنکا نام آیندہ چلکے قوم هوگا -

صحیح تربیت کیا هے ؟ وہ نظام پرداخت جسمی اخلاق ' دماغ ' اور جسم ' تینوں کی پرورش و بالیدگی پیش نظر هو - کیونکه

(بقیۂ مضمون صفحه ۱۳ ه)

" تو نے انعام کیا " یعنے جن اولیاء الله کو مقام الاهیه و منازل ربانیه میں ارتقاء و صعود کي تو نے توفیق دي - دوسري جگه ان لوگوں کي نسبت صاف صاف تصریح کردي هے ' اور ارتقاء روحاني کے چار درجے بتلادیے هیں : و من یطع الله والرسول فاولائك مع الذین انعم الله علیهم من النبیین و الصدیقین و الشهداء والصالحین و حسن اولائك رفیقـــا

اس آیـة کریمه میں صاف صاف بتلا دیا هے که اس ارتقاء روحانی کے چار درجے هیں جو اولیاء سے شروع هوتے هیں :

(۱) نبوت -

(۲) صداقت -

(۳) شهادت

(۴) صالحیة -

پس یه ارتقاء عمل صالح کے درجه سے شروع هوتا هے ' اور مقام نبوت کے فیضان پر ختم هوجاتا هے - " اولیاء الله " جس قدر اپنے اعمال حسنه اور تزکیه نفس و ارتقاء میں ترقی کرتے هیں ' اتنا هی مقام نبوت کے انوار و تجلیات سے بهره اندوز هوتے جاتے هیں -

صحیح بخاري کي حدیث ولی میں اسي طرف اشاره هے ' حضرة فاروق رضي الله عنه کو اس ارتقاء کے مرتبهٔ " محدث " کی خبر دیگئی ' تصریحات کتاب و سنت اس بارے میں بے شمار هیں - منتظر رهیے تاکه ایک مستقل مضمون لکھنے کی مهلت ملے - اس بارے میں اس عاجز کے سامنے بعض عجیب و غریب اور نادر و اهم بیانات قرانیه و تصریحات نبویه هیں ' جنکا اظهار بغیر مبسوط بحث و نظر کے ممکن نہیں

جس طرح اس دارالحیات میں زنده رهنے کے لیے معلومات میں وسعت اور افکار و خیالات میں روشنی کی ضرورت هے ' اسیطرح بلکه اس سے کئي چنـــد زیاده نطـــر میں توسع ' حوصله میں بلندي ' اراده میں جزم ' نیتوں میں اخلاص ' عمل میں ایثار ' دل میں شجاعت ' اور جسم میں صحت و قوت کي بھی ضرورت هے - پس جو نظام تربیت ان صفات کے اشخاص پیدا کرنے میں کامیاب نہیں وہ نه صرف ناقص هے بلکه ایک داخلی خطره هے جو قومي حیات کے لیے تمام خارجي حملوں اور اعداء سے کہیں زیاده مهلک و قاتل هے - کیونکه ناقص تعلیم و تربیت قومی زندگی کی بنیاد کو کھوکھلا کردیتي هے ' اور جب کسی عمارت کی بنیادیں اندر سے خالي هو جائیں تو پھر اسکا انجام معلوم !

(هندوستان کی نئی نسل)

آج هندوستان میں جس قسم کی تعلیم و تربیت دي جارهی هے اسکے نقائص دار الادبرون تعلیم تک کی ربانی بیان میں آچکے هیں اس تعلیم و تربیت سے ایک طرف تو دماغ کا مبلغ علم چند کتابوں کی سطح سے آگے نہیں بڑھتا ' دوسري طرف جسمانی قوتوں اور اخلاقی محاسن کے نشو و نما کے لیے کوئی انتظام نہیں -

هم ایک تعلیم یافته هندوستانی خصوصاً مسلمان تعلیم یافته کا جب تصور کرتے هیں جسنے اپنی عمر تربیت میں بسر کی پائی هے تو ایک ضعیف البصر ' نحیف الجسد ' کمزور دل ' محروم الجنس ' اور اپنے تمام قومی اور مذهبی سعادتوں سے محروم انسان کی مکروه تصویر آنکھوں کے سامنے پھر جاتی هے !

لیکن جس معلم کی تربیت سے هندوستان میں ایسے اشخاص نظر آتے هیں ' وهی جب اپنے مخصوص فرائض تعلیم و تربیت انجام دیتا هے تو اسکے نتائج عموماً مدرسے طالبعلم ' شجاع ' جانثار ملک ' اور سرفروش وطن اشخاص اور بسا اوقات اعاظم افضل و اکابر امجاد کي شکل میں ظاهر هوتے هیں !

اس اختلاف حالت کے اسباب کیا هیں ؟ اس سوال کے جواب کے لیے اس نظام تربیت و تعلیم کا مطالعه کرنا چاهیے جو یورپ اور علی الخصوص انگلستان اپنے لیے اختیار کرتا هے -

(بواے اسکوٹ سسٹم)

بواے اسکوٹ سسٹم جو اس مضمون کا موضوع بحث هے ' انگریزي تربیت کا ایک نو پیداوار جز ' مقبول عام اور سریع الانتشار نظام هے - بواے اسکوٹ جسکو بچوں کی فوج کہنا چاهیے ' درحقیقت اخلاقی اور فوجی تعلیم کا ایک مخصوص مجموعه هے ' جسمیں دونوں قسم کی زندگیوں کي خوبیوں کو هر طرح کے نقصانوں اور خطروں سے پاک کر کے یکجا کردیا هے -

فی الحقیقت یهي فوجی زندگی هے جسکے اشغال قومی تربیت کی اصلی روح هیں ' اور یهی روح هے جس سے هندوستان کا قلب بالکل خالي هے -

فوجی زندگي پر تمدن کي ترقي کا اثر همیشه برا پڑا هے - جب کسي قوم میں تمدن آتا هے تو جسقدر تمدن بڑھتا جاتا هے اسیقدر جنگي جوش گھٹتا جاتا هے ' ایسا هونا ایک قدرتی امر هے - کیونکه فوجی

زندگی معذت کشی ' سنگدلی ' خونخواري ' اور نا عاقبت اندیشی کی طالب ہے ' اور تمدن اپنے ساتھہ جو چیزیں لاتا ہے وہ علم ' راحت طلبی ' تن آسانی ' عشق پرستی ' انجام اندیسی ' اور حب نفس و مال ہے -

چنانچہ اس وقت یورپ کی مختلف قوموں میں جس نسبت سے تمدن ترقي کر رہا ہے ' اسي نسبت سے انکے جنگی جوش اور فوجي زندگي میں بھی تنزل ہو رہا ہے ' اور اگرچہ یورپ کے ایک متمدن سپاہي کا جسم پر شوکت پوساک اور تازہ ایجاد اسلحہ سے آراستہ ہوتا ہے ' مگر اسکا سینہ اس دل سے خالي ہوتا ہے جو اوپني سپاہي کا اصلی هتیار ہے - ہر حکومت اسکو محسوس کر رہي ہے اور اسکے تدارک کي فکر میں ہے ' مگر عموما جسقدر تدبیریں کي جا رہی ہیں ' وہ اسلیے چنداں سودمند نہیں ہوتیں کہ انکا استعمال اسوقت ہوتا ہے جب طبیعت کے صفحۂ سادہ پر تمدن کا نقش بیٹھہ جاتا ہے -

یہي غلطي ہے جس کا انسداد براے اسکوت سسٹم کا اصلي مقصد ہے -

بچوں کی تعلیم و تربیت کا اصلی گر یہ ہے کہ ان فطرتي قوی اور میلان سے کام لیا جاے جو بچے اپنے ساتھہ لیکے پیدا ہوے ہیں - اس اصول پر ان سے جو کام لیا جاتا ہے ' اسے ہنسی خوسی بجالاتے ہیں ' اور چونکہ بطیب خاطر کرتے ہیں ' اسلیے جلد کامیابی اور ترقي ہوتي ہے - اسي نکتہ کو طیري نے اپنے شاعرانہ انداز میں بیان کیا ہے :

درس رضا اگر بود رمزمہ مغنیے
جمعہ بمکتب آورد طفل گریز پاے را

(مسٹر بیڈن پاویل)

جو اے اسکوت سسٹم کا سنگ بنیاد یہي اصول ہے سب سے پہلے مسٹر بیڈن پاویل نے اسکی ضرورت کو محسوس کیا اور اس کے تمام ہمیلیے ملک کو توجہ دلائی - مسٹر فلیپ گیبس اس نظام کے متعلق پر بحث کرتے ہوئے " گریفک " میں لکھتے ہیں -

" اسکو (Baden-Powell) بانی نظام کو) اپنا عہد طفلي یاد تھا - اب وہ بڑا ہوگیا تھا - جنگ اور موت کو اپني حقیقي خوفناک شکلوں میں دیکھہ چکا تھا ' اسے اپنے خوشگوار بچپن کے وہ شاندار حالات یاد آگئے ' جبکہ وہ ریڈ انڈین کے نقش قدم پر چلتا تھا ' کینسنگٹن کے مرغزاروں میں سکاؤٹ کھیلا کرتا تھا -

اس نے اپنے ذہن ثاقب کي ایک فوري جنبش سے یہ محسوس کیا کہ بچوں کي زندگي کا آغاز منچلے پن کي روح سے ہوتا ہے جو تخیل کے حدود کے اندر محدود ہوتي ہے - پس اگر کوئی ایسا نظام ترتیب دیا جاے جو بچوں کو ادب نفس ' (سیلف ڈسپلن) عزت ' ہمت ' اور مطمح نظر پر اعتماد و اعتماد کی تعلیم دے ' تو یہ میدان طبیعي تاثیر میں آسکتا ہے اور پھر اس سے بہت مفید کام لیے جاسکتے ہیں " -

(نظام کار)

اس نظام کا مایہ خمیر کیا ہے ؟ کیا مشاغل تجویز کیے گئے ہیں ؟ انکی طرف کیونکر رہنمائي ہوتي ہے ؟ ان تمام سوالوں کے جواب میں مسٹر گیبس لکھتے ہیں :

" اس نے اپنے کیمپ اور جہازي کي زندگي اور شکاروں اور لڑائیوں کے تجارب سے کھیل تجویز کیے جو ایسی عملی حالات سے لبریز تھے جنہیں بچے پسند کرتے ہیں اور جن سے انہیں جو ستارے پہچاننا ' اوقات اور راستے معلوم کرنا ' اپنی آنکھوں کو ان حقیر چیزوں کیلیے کھلا رکھنا جو راستوں اور جھاڑیوں میں چلتے وقت پڑي ملتی ہیں ' کھلے میدانوں میں اپنے ہاتھہ سے اپنا کھانا پکانا ' بغیر دیاسلائی کے آگ جلانا ' اپنے رفیق کا سراغ اسکے نقش قدم یا کڑي پڑي سے لگانا ' عمدہ گرہ لگانا ' ایک اچھا نقشہ کھینچ ڈالنا ' وغیرہ اسی طرح ان ایک ہزار ایک کاموں کو سیکھنے کا موقعہ ملتا ہے ' جو بکري کي کھال کے دستانوں ' اسفلت کي گچکاري ' اور تمدن کے رچے خادموں کے لیے ہوے راستوں کي ایجاد سے پہلے ہر شریف آدمي کي تعلیم میں داخل تھے "

" چونکہ اسے خود اپنا بچپن یاد تھا - اسلیے اسے یہ معلوم تھا کہ بچے معنی اشارات اور علامات و نشانات [بیج] جنگي آزاروں ' اور اس قسم کی دوسري چیزوں کے عاشق ہوتے ہیں - اس نے یہ سب چیزیں اپنے نظام میں رکھیں اور انکی مختلف جماعتوں کو مختلف حیوانات مثلا بھیڑیا ' ریچھہ ' عقاب ' وغیرہ وغیرہ میں تقسیم کرکے ہر ایک کے لیے ایک خاص علامت اور ایک مخصوص علم مقرر کیا تاکہ ہر بچہ اپنے جرگے کے لڑکوں کو پہچانسکے "

" آنکھہ اور ہاتھہ کي مہارت ' بیماری کي تعلیم ' کاشت کاروں کے کام ' نہر ' دریا ' اور کیمپ کے ہنر یہ چیزیں ہیں جو ان بچوں کي تعالیم میں جوہر شمار کی جاتي ہیں "

" اسکاؤٹ (لفظ) وہ لڑکا حاصل کرسکتا ہے جو سیمافور (ایک قسم کا آلہ ہے جسکے ذریعہ ایک پہاڑی سے دوسري پہاڑي پر اطلاع دیسکتا ہے ' یا بجلی کي ٹوٹتی ہوئي تار جلد لگا سکتا اور پھر دوسري تار باندھسکتا ہے ' یا ایک درخت کو جلد کاٹ سکتا ہے یا ایک خیمہ کو نہیں اور جلد نصب کر دے سکتا ہے " -

(اخلاقی اصول)

جس طرح جنگی تعلیم اپنے اندر گونہ گوں فوائد رکھتی ہے اسطرح اسمیں بعض اخلاقی تاثیرات بھی ہیں - سب سے بڑا عیب یہ ہے کہ اس سے انسان میں سنگدلی ' بد خوئی ' خودپرستي ' انتقام پسندي ' اور اسی قسم کے دیگر اخلاق فاسدہ پیدا ہوجاتے ہیں -

بیڈن پاویل کا مقصد درندہ نما انسان پیدا کرنا نہ تھا بلکہ وہ ایسے قوی ' تندرست ' اور سجاع شہري پیدا کرنا چاہتا تھا ' جو اپني اور اپنے وطن کي آزادي کے حامي و محافظ اور اپني سوسائٹي کیلیے مفید و کار آمد بن سکیں -

اسلیے اس نے اس بادۂ تند و تلخ میں اخلاق کے عرق گلاب کی اس اندازہ سے آمیزش کي کہ اسمیں اعتدال تو پیدا ہوگیا مگر اسکے کیف میں کچھہ فرق نہ آیا :

آمیختم نہ بادۂ صافی گلاب را !

چنانچہ اس نے قرار دیا کہ ہر براے اسکوت کا یہ فرض ہے کہ ہر روز وہ کوئي نیک کام کرے اسکو چاہیے کہ اپنے آرام کو قربان کرکے دوسرے کو آرام پہنچائے - بلکہ اگر خطرہ کا موقع ہو تو اپنے کو خطرہ میں ڈالکر دوسرے کو بچاے - بوڑھوں ' ناتوانوں ' اور جانوروں کے ساتھہ لطف و مہربانی اسکا اولین فرض ہے - اسکو ہمیشہ ہنستے اور سبکی بچاے رہنا چاہیے - خواہ کتنی ہي سخت آفت ہو مگر اسے کبھی شکایت نہ کرنی چاہیے - اسے اپنے خیالات ' اعمال ' اور الفاظ میں پاک و صاف رہنا چاہیے -

اس نظام کو روشناس ہوے ابھی زیادہ عرصہ نہیں ہوا ' مگر با ایں ہمہ یہ اسقدر مقبول عام ہوا ہے کہ اسوقت تک دو لاکھہ لڑکے اسمیں داخل ہوچکے ہیں -

اس نظام کو وسیع پیمانہ اور پایدار بنیاد پر لانے کے لیے حال میں قوم سے ڈھائي لاکھہ پونڈ کے لیے اپیل کي گئی تھی ' جسکے جواب میں ہر طرف سے چندہ کي بارش ہو رہي ہے - امید ہے کہ بہت جلد یہ رقم پوري ہوجالیگی -

الحـــرب

یورپ کي تـاریخ حروب پر ایک نظر !

(تاریخ حـرب اور اقوام قدیمه)

جنگ کي تاریخ نہایت قدیم ہے - نشاءۃ انسانیه کے دور اول ہي سے اوسکا وجود پایا جاتا ہے - چنانچه فن حرب کا ذکر کتاب مقدس کے عہد قدیم میں موجود ہے ' اور اهل ایران تو بھی زمانه قدیم سے اپنے جنگی کارناموں کے شہرت دے رہے ہے - هندوستان کے تو پیکر هاتھیوں کے بھی هنود کي جنگي طاقت کو نمایاں کیا تھا -

یورپ میں فن جنگ ایشیاء ھی سے منتقل ہو کر پہونچا اور اوس کے یونان ' اسپارٹا ' ایتھنز ' اور مقدونیه میں بڑي ترقی کی - پھر رومیوں نے اس میں کمال کا درجه حاصل کیا اور فن اسلحه سازي کو بہت بڑي جلا دي ' لیکن فرون وسطی میں جب دایره کا سلسله جنگ قائم ہوا تو فن جنگ دفعه اپنے اوج کمال سے گرگیا اور فوجوں کے نظم و ترتیب میں شہسواروں کی فائقیت کا جو جوهر نظر آتا تھا ' وہ بالکل مفقود ہوگیا - لیکن پندرھویں صدي سے بارود کی ایجاد نے اس فن میں ایک نیا انقلاب پیدا کردیا ہے اب پرانے هتھیاروں کے جوهر بالکل خاک میں مل گئے هیں

سترھویں صدي میں جنگی کارناموں نے پھر شہرت حاصل کی اور لڑائیوں کا ایک وسیع سلسله قائم ہوا ' جس میں فوج کی ترتیب و قلعه بندي کا فن نرالی بافنده شکل میں نمایاں طور پر نظر آتا ہے اٹھارھویں صدي میں فریڈریک اعظم (جرمنی) نے فن جنگ کو نہایت وسیع پیمانے پر منتقب کیا ' اور اپنی فوج کو اوسطی درجه کی اچھي تعلیم دي که اوسکے حریف بھي اوسکی نقل و حرکت اور هجوم و اقدام کی داد دیتے تھے

جمہوریت و قومیت کی ترقی نے بھی فن جنگ میں ایک نمایاں انقلاب پیدا کیا - چنانچه زمانه قدیم سے فوجوں کے گذشته ہوا لڑنے کا جو طریقه چلا آتا تھا ' جمہوري لڑائیوں نے اوسکو بالکل مٹادیا اور نپولین اعظم نے اپنی فوج کو عظیم الشان ٹکڑوں میں تقسیم کر ہر ٹکڑے کی تعلیم دي ' کیونکه یه طریقه فوج کی قوت کو مختلف سمتوں میں تقسیم کر دیتا تھا ' اور حمله و اقدام میں سرعت اور آسانی پیدا ہوجاتی تھی

جنگ همیشه جماعت انسانی کیلیے ایک درد انگیز حصه خیال کیجاتی ہے اسلیے ایک زمانه میں اس ' اور اتحاد و اتفاق کے تحفظ کیلیے اپنے مساعی حمیده سے اسکا دایره تنگ کرنا چاہا ' جسکا نتیجه قدیم یونان میں ایک اتحادی نظام کی صورت میں ظاهر ہوا تھا - فرون وسطی میں مسیحی چرچ نے بھی ایک اتحاد عام کی بنیاد ڈالی جسکا نام اتحاد سلمی تھا - اسکے ذریعه سال کے مخصوص اوقات مثلاً عید وغیره میں جنگ کا سد باب کیا گیا تھا -

عرب جاهلیت نے بھی اسی اصول پر رجب میں جنگ کا انسداد کردیا تھا ' اور اسی لیے اس مہینے کا نام اصم (بہرا) رکھا تھا که اوس میں هتھیاروں نے جھنکار کی آواز سننے میں نہیں آتی تھی -

عیسائی جماعة دو یکر (۱) کی بنیاد بھی ابتدا میں اسی مقصد کیلیے ڈالی گئی -

یورپ درسیان کے بھی ایک دیوان عام کے ذریعه دنیا میں امن و امان کو قائم رکھنا چاہا تھا -

اس سلسله میں سب سے اخیر وہ کانفرنس صلح ہے ' جو بسط عدل اور نشر امن و سلامتی کیلیے پچھلے دنوں قائم کي گئي ' اور اسکے بعد جنگ میں کمی العدل کی بنیاد پڑي - لیکن حرص و هوا ' شر و فساد ' اور بغی و عدوان کے حوصلوں نے امن و سلامتی کے اس شجر ممنوعه کو دفعه جڑ سے اکھیڑ کے پھینکدیا اور تمام دنیا میں رائگاں کردیں -

اصل یه ہے که یه عالمگیر صلح و امن کی کوشش بھی ایک جنگی فریب کا نتیجه تھی جسے دنیا کی سب سے بڑي جنگجو شہنشاهی نے پھیلایا تھا - روس نے جنگ جاپان کے بعد دیکھا که وہ سخت ضعیف ہوگیا ہے اور کسی بڑي جنگ کیلیے طیار نہیں ہے پس اس نے چاہا که اوسے عرصے تک یورپ کي جنگ اور ملکوں کو اپنی حربی قوت کو پھر تر و تازه کر لے اسی غرض سے اسنے یورپ کے ایک مشہور صحافي مسٹر ولیم استید (ایڈیٹر ریویو اف ریویوز) کو بلایا ' اور هیگ کانفرنس صلح کی بنیاد ڈلوائی آج ایک طرف تو ریویو اف ریویوز میں هیگ کے " بیت الصلح " کی شاندار عمارت کا نقشه شائع ہوتا ہے ' دوسری طرف دنیا کی سب سے بڑی خونریزي بھی شروع ہوگئي ہے !

(حروب مشہوره و عظیمه)

دنیا کی مشہور لڑائیوں میں چند لڑائیوں نے خاص طور پر شہرت عام حاصل کی ہے ' اوسکی مختصر تاریخ دلچسپی سے خالی نه ہوگی -

(الحروب القدیمه)

اس نام سے همارا مقصود وہ لڑائیاں هیں جنکو فرون وسطی میں بعض و انتقام کے جذبات نے یورپ کے دو خاندانوں کے درمیان قائم کیا - یه لڑائی کئی پشت تک قائم رهی ' اسکی وجه یه تھی که یورپ میں اب تک کوئی جامع و مانع قانون نه تھا جو ظلم و تعدي سے روکتا ' اور مجرمین سے قصاص لیتا -

فیوڈل سسٹم(۲) بھی ضعف کی حالت میں تھا ' اسلیے وہ بھی اسکے روکنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا - اسلیے که هوا که چودھویں صدي عیسوي تک فرانس اور جرمنی کی زمین خون کی رنگین چادروں سے چھپی رهی

شارلیمین نے اپنے عہد سلطنت میں حروب اهلیه انکے بند کرنے کی بہت کوشش کی لیکن اوسکی کوشش ناکامیاب ہوئی - اسلیے جو اوسکے نظام اتحاد قائم کیا تھا وہ بھی جسکا ذکر اوپر گذر چکا ہے ' پھر تو اس سے ایک ضابطه قانون مرتب کیا - جسکے رو سے ۴۰ دن تک کوئی شخص قاتل سے قصاص لینے کی حرأت نہیں کرسکتا تھا

(حرب سی سالہ)

یه جنگ وہ زبردست سلسله ہے جو سنه ۱۶۱۸ع میں جرمنی کے امراء اتحاد اور امراء کیتھولک کے درمیان قائم ہوا ' اور سنه ۱۶۴۸ تک جاري رہا - اس جنگ کا اصلی سبب یه تھا که فردیننڈ ثانی نے اپنی تمام رعایا کو مذہب کیتھولک کا جبراً پیرو بنانا چاہا ' اور بوهیمیا کی مذہبی آزادي کی تجدید و تائید کرنے سے انکار کیا - فریڈرک خامس جو پروٹسٹنٹ مذہب کا بہت بڑا حامی تھا ' سب سے پہلے اسکی مخالفت کیلیے کھڑا ہوا ' اور سنه ۱۶۱۹ سے سنه ۱۶۲۳ تک جنگ جاري رهی بالآخر پروٹسٹنٹ لوگوں کے سلسلہ کو فتح ہوئی اور فریڈرک کی قوت کا خاتمه ہوگیا - پھر گوستاوس رابع شاہ ڈنمارک نے جرمنی کے معاملات میں مداخلت کی اور دوسرا سلسله جنگ شروع ہوا جو سنه

---

(۱) دوئکر مسیحی صوفیوں کا ایک خاص فرقه ہے - جو کہتا ہے که روح القدس هر شخص پر نازل ہوسکتی ہے اور وہ پادریوں کا بالکل محتاج نہیں

(۲) فیوڈل سسٹم بعد کے بجائے ایک مرکزي حکومت کے ملک کا متعدد اجزاء متحده میں منقسم ہونا -

۱۶۲۵ سے ۱۶۲۹ تک قائم رہا بالآخر کرستین نے بھی شکست کھا کر ٹریک میں صلح کرلی -

اسکے بعد جنگ کا نیا دور شروع ہوا جو سنہ ۱۶۳۰ سے سنہ ۱۶۳۵ تک کی وسیع مدت کو محیط ہے - اس جنگ میں گستاف اڈلف شاہ اسوچ نے شاہ جرمنی کی فوج پر سنہ ۱۶۳۱ میں بمقام لیپزگ اور سنہ ۱۶۳۲ میں بہ مقام رلتسن فتح پائی' لیکن وہ آخری معرکہ میں مقتول ہوا اور پروٹسٹنٹ گروہ نے سنہ ۱۶۳۴ میں فتح و ظفر کے بعد پھر شکست کھائی - آخری زمانہ میں کارڈینل ریشلیو نے اس جنگ کی سپہ سالاری کی - وہ پروٹسٹنٹ مذہب کی حمایت کیلیے اڑتھا تھا اور اپنے ارادہ میں کامیاب ہوا - بالآخر برنرد ' دبمار ' کوندی' اور ٹیورن کے حملوں نے شاہ کو ایک عہد نامہ لکھنے پر مجبور کیا جو سنہ ۱۶۳۸ ع میں لکھا گیا ' اور اسی پر جنگ کا خاتمہ ہوا -

(حرب الخلافہ)

اس کا اطلاق دو لڑائیوں پر کیا جاتا ہے - پہلی لڑائی حرب خلافۃ اسپین کے نام کے ساتھ موسوم ہے جو سنہ ۱۷۰۱ ع سے سنہ ۱۷۱۳ ع تک جاری رہی -

اس جنگ کو تخت اسپین کے دعویدار خاندان استریا نے اس بنا پر قائم کیا تھا کہ چارلس ثانی نے (جو اسپین کا آخری تاجدار تھا) اپنے بعد لوئیس چاردھم کے پوتے فیلیپ کو ولی عہد سلطنت بنایا تھا - لیکن چارلس ثانی کے انتقال کے بعد چارلس سادس نے اسکے متعلق جنگ کی چھیڑ چھاڑ شروع کردی - چنانچہ اسٹریا ' انگلستان ' ہالینڈ ' پرشیا ' اور پرتگال وغیرہ نے فرانس کے خلاف باہم اتحاد کرلیا - جنگ شروع ہوئی تو پہلے میدان فرانس کے ہاتھ رہا (سنہ ۱۷۰۲ - سنہ ۱۷۳ تک) لیکن بعد کو اوس کی نکبت و ادبار کا زمانہ شروع ہوا - یہاں تک کہ اوس نے اٹلی اور جرمنی میں شکست کھائی - لیکن اسپین میں گر کے وہ پھر اٹھا - آخری نتیجہ یہ ہوا کہ چارلس سادس نے تخت سلطنت پر جلوس کیا ' اور سنہ ۱۷۱۳ - سنہ ۱۷۱۴ کے معاہدہ نے جنگ کا خاتمہ کر دیا -

اس سلسلہ کی دوسری لڑائی کا نام جنگ ہفت سالہ بھی ہے- اسکا ذکر اسی عنوان کے تحت میں آگے آئیگا -

تاریخ فرانس میں یہ اُن آٹھ مذہبی لڑائیوں کے مجموعہ کا نام ہے جو سولھویں صدی میں کیتھولک اور پروٹسٹنٹ فرقے کے درمیان قائم ہوئیں -

ان میں پہلی لڑائی سنہ ۱۵۶۲ میں شروع ہوئی اور سنہ ۱۵۶۳ تک جاری رہی - اسکی ابتدا ایک کیتھولک عیسائی کے ظالمانہ خنجر سے کی تھی' جو ایک پروٹسٹنٹ کی گردن پر چلایا گیا تھا - اس جنگ میں کیتھولک فرقہ نے شہر روان پر قبضہ کرلیا - شہر دوز پر فتح پائی' ایذا فرنسو اور گیز نے قتل کردیا -

دوسری لڑائی سنہ ۱۵۶۷ سے قائم ہوئی اور سنہ ۱۵۶۸ تک جاری رہی - اس جنگ کا سبب یہ تھا کہ کیتھولک مذہب کے قائم مقاموں نے مشورہ سے یا تھریا دویسی نے جو کانفرنس قائم کی تھی' اوس سے پروٹسٹنٹ فرقے کو طرح طرح کے خطرے پیدا ہوگئے تھے - اس جنگ کا مشہور نام معرکہ سان دنیس اور معاہدہ لونگ ہے -

تیسری جنگ کی ابتدا سنہ ۱۵۶۹ سے ہوئی اور سنہ ۱۵۷۰ تک قائم رہی - اس کا سبب یہ ہوا کہ کانڈی اور کولینی نامی دو پادریوں کے گرفتار کرنے کا جو حکم دیا گیا تھا ' اسپر کیتھولک اور پروٹسٹنٹ فرقوں میں جنگ ہوگئی -

چوتھی لڑائی سنہ ۱۵۷۲ میں قائم ہوئی اور سنہ ۱۵۷۳ تک قائم رہی' وہ حصار لیروشل کے نام سے مشہور ہے -

سنہ ۱۵۷۴ میں پانچویں جنگ کا آغاز اور سنہ ۱۵۷۶ میں اسکا خاتمہ ہوا - اس معرکہ میں ہنری گیزر نے پروٹسٹنٹ اور اونکی حامی جرمنی کو شکست فاش دی - اسکے بعد صلح برلیو کا انعقاد کیا گیا -

چھٹی لڑائی کی آگ سنہ ۱۵۷۶ سے لیکر سنہ ۱۵۷۷ تک مشتعل رہی' اور برانیہ کی صلح کے چھینٹوں نے اوسکو بجھایا -

ساتویں جنگ کا آغاز سنہ ۱۵۸۰ سے ہوا - یہ بھی مذہبی جنگ تھی لیکن اسکا جلد خاتمہ ہوگیا -

اس جنگ کو بعض عاشق مزاج لوگوں کی سازش نے قائم کیا تھا ' اسلیے وہ حرب عشاق کے نام سے بھی مشہور ہے -

آٹھویں لڑائی سنہ ۱۸۸۵ میں شروع ہوئی اور بہت پھیلی - پیرس پر حملہ کیا گیا اور ہنری رابع شاہ انگلستان نے مدت تک اسکا محاصرہ قائم رکھا -

سنہ ۱۵۹۴ میں اس جنگ کا انسداد ہوا اور پیرس سے محاصرہ اوٹھا لیا گیا '

اسکے چند سال کے بعد اور بھی مذہبی لڑائیاں پیدا ہوئیں جنکی ابتداء سنہ ۱۶۲۱ و سنہ ۱۶۲۵ میں ہوئی' اور سنہ ۱۶۲۹ میں ختم ہوگئیں -

(حرب ہفت سالہ)

یورپ کی ان لڑائیوں کا آغاز سنہ ۱۷۵۶ ع میں اور خاتمہ سنہ ۱۷۶۳ ع میں ہوا - ان لڑائیوں کی سلسلہ جنبانی ایک نئی سلطنت نے کی جو شمال جرمنی میں استریا کے بالمقابل قائم ہوگئی تھی -

اسلیے آسٹریا نے رشک و حسد کے جذبات سے بے قابو ہوکر سیلیسیا کو واپس لینا چاہا ' حالانکہ سنہ ۱۷۴۰ میں پرشیا اوس پر قابض ہوچکا تھا -

یہ جنگ دو قسموں میں منقسم ہوگئی : ایک تو اون معرکوں پر مشتمل ہے جو فریڈریک ثانی نے بادشاہ پرشیا کے ساتھ اس بنا پر کیں کہ انگلستان نے استریا ' فرانس' اور روس کی حمایت کی تھی جیسا کہ اسوقت مفاہمت ثلاثہ کی صورت میں ہورہا ہے -

دوسری قسم میں وہ جنگ داخل ہے ' جسکو انگلستان نے فرانس اور اسپین کے مقابل میں قائم کیا تھا -

لیکن فریڈریک کے باوجود حسن تدبیر اور دور اندیشی کے آخر میں شکست کھائی - یہاں تک کہ اوسکی دشمن ملکہ الیزبتھ کی جگہ اگر پیٹرس ثالث روس کے تخت پر متمکن نہ ہوجاتا تو وہ سنہ ۱۷۶۲ میں ہلاکت کے قریب پہنچ جاتا - اس جنگ کا خاتمہ سنہ ۱۷۶۳ میں معاہدہ فرانس کے ذریعہ ہوا - اس معاہدہ کے رو سے سیلیسیا پرشیا کے قبضہ میں رہنے دیا گیا ' اور اسپین نے انگلستان کیلیے فلوریدا کا تخلیہ کردیا -

لیکن آخر میں یہ جنگ فرانس کیلیے زوال ہوگئی' کیونکہ اس نے فرانس کی تمام بحری قوت کو برباد کردیا ' اور اسکی وجہ سے مقبوضات ہندوستان کے ۲۰ حصوں میں سے اوس نے ۱۹ حصے اپنے ہاتھ سے ہمیشہ کیلیے کھودیے -

(حرب صد سالہ)

اس لڑائی نے فرانس اور انگلستان کے درمیان تقریبا ایک صدی تک خون کا دریا جاری رکھا اور طول امتداد زمانہ کی وجہ سے وہ فرانس و انگلستان کے متعدد بادشاہوں کے دور سلطنت کی یادگار ہے -

(بازگشت ماضی)

یورپ اپنی قدیم خونین تاریخ کو اب پھر اوسی آب و رنگ کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کررہا ہے' اور دنیا اوسکو اوسی دلچسپی کے ساتھ دیکھ رہی ہے' جس انہماک و شغف کے ساتھ یورپ نے مقدونیا میں خون کا فوارا اوچھلتے ہوئے دیکھا تھا - گذشتہ بیانات کے پڑھنے سے واضح ہوا ہوگا کہ یورپ کا سب سے بڑا لخت و خون مسیحیت کی تحریک اصلاح (ریفارم) اور کیتھولک اور پروٹسٹنٹ مذہب کی کشمکش کا نتیجہ تھا - اب مذہب کا نام بدل دیا گیا ہے اور اسکی جگہ قومی اور جنسی حرص سیادت نے لیلی ہے -

منـــــــ

اس نے کہا کہ روح در حقیقت ایک " حساس ہوا " Anima sensitira ہے جو تمام جسم میں نافذ ہوئے ہر عضو اور ہر نسیج tissue پر قابض ہو جاتی ہے - اسکے ان خیالات کو ہوالیت (Anemism) ' اور ان خیالات کے قائل کو (Animiot) ہوائی کہتے ہیں -

اس مسئلہ کے متعلق موجودہ ارباب فکر اب اس سوال پر پہنچے ہیں کہ " کیا احساس کے لیے صرف دماغی عمل کی ہمراہی کی ضرورت ہے یا اسکے ساتھ زیرین مرکزوں اور پی نی اِل گلینڈ کی معیت بھی ہونی چاہیے ؟ " اس سوال کا جواب اس مسئلہ کا حقیقی حل ہے -

اسوقت علماء حیات میں ایک شخص بھی نہیں ملیگا جو یہ کہتا ہو کہ احساس میں بیداری پی نی اِل گوارڈ کی کارگزاری سے پیدا ہوتی ہے ' کیونکہ نظام عصبی کے متعلق جو تجارب ہوے ہیں وہ اس نتیجہ کے منافی ہیں -

رہا ذہن اور ہیجان جذبات کیلیے کسی مقام کی تعین کا مسئلہ ' تو اسکی حالت یہ ہے کہ احساس کے مادی تعلقات کے متعلق علمی (سائنٹفکٹ) طور پر جو کچھ تحقیق ہو چکا ہے ' اس سے علماء نیانہ (Phan josephgall) نہ آگے بڑھے ہیں اور نہ پیچھے ہٹے ہیں -

لیکن اس سے یہ نتیجہ نہ نکالنا چاہیے کہ جان جوزف گال (Jhon joseph gall) المتوفی سنہ ۱۸۲۸ ع (جسکے متعلق مشہور ہے کہ وہ علم القیافہ کا بانی ہے) وہ بھی اس کا قائل تھا - کیونکہ یہ تو اس پر ایک بہتان ہے - وہ بیچارہ نہ تو اس نام کا واضع ہے اور نہ ان خیالات و عقائد کا بانی جنکا نام علم القیافہ رکھا گیا -

یہ صحیح ہے کہ گال پر اس خیال کا رنگ چڑھگیا تھا کہ بعض عقلی اوصاف کا مسکن دماغ ہے مگر کب ؟ جب اس کا سن آگیا تھا -

اس نے بجا طور پر یہ فرض کیا ہے کہ عقلمندانہ گفتگو اور یاد داشت کے لیے خاص خاص مراکز ہیں -

بیشک گال نے جرمنی کی مختلف یونیورسٹیوں میں مختلف دماغی وظائف پر تقریریں کیں لیکن جس حیثیت سے آج ہم علم القیافہ کو جانتے ہیں ' وہ بات اسمیں گال سے ایک رفیق (Spurtjheim) سے پیدا ہوئی جو گمنام ایک عالم اور زیادہ سے زیادہ ایک ہر دلعزیز خطیب تھا

علم القیافہ کے عقائد یا اسکی ہر وہ سرائیاں اسقدر مشہور اور انکی تعلیط اتنے بار ہوچکی ہے کہ اب ہم انکے دام تزویر میں تو نہیں آسکتے - البتہ یہ ممکن ہے کہ ہم میں سے بہت سے لوگ ایسے ہوں جنکو اس جوش و خروش کا علم نہ ہو جو علم القیافہ نے گذشتہ صدی کے ابتدائی سالوں میں پیدا کیا تھا -

ایڈنمبرا میں علم القیافہ کی جو سوسائٹی قائم ہوئی تھی ' اسمیں ۶۳۰ ممبر تھے - لندن کی سوسائٹی میں ۳۰۰ ممبر تھے - اور گلاسگو کے " اندرسن کالج " میں اسکی ایک کرسی (چیر) قائم کی گئی تھی -

اب یہ سوال نہیں ہے کہ روح کہاں رہتی ہے ؟ سوال صرف یہ ہے کہ دماغی نسیج کا اون سا تغیر ایسا ہے جسکی وجہ سے عقلی عمل کے لیے جسمانی عمل کا رفیق پیدا ہوتا ہے - یعنی جب قواء عقل کام کرتے ہیں تو انکے ساتھ قواء جسمانی بھی کام کرنے لگتے ہیں - رہا یہ کہ ان دونوں عملوں میں نہایت شدید ارتباط و وابستگی ہے ' تو یہ ایک ایسا امر ہے جسمیں کسیکو شک نہیں -

ابھی تھوڑے عرصہ قبل تک علماء قیافہ اس پر قائم تھے کہ وہ احساس کے حالات اور ان عصبی خلایا (Neave-cell) کے حالات پر معمول کردیا کرتے تھے جو ایک گورے رنگ کے مادہ میں ہوتے ہیں - یہ مادہ ایک غلاف میں لپٹا ہوا ان نصف دائروں میں ہوتا ہے جو دماغ کے اندر ہوتے ہیں -

لیکن آکسفورڈ کے ڈاکٹر میک ڈوگل - (Mcdaugal) وظائف الاعضائی علم القیافہ کے ماہر ہیں - انہوں نے بعض ایسی شہادتیں پیش کی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ بعض ایسے نقطے ہیں جہاں عصبی خلایا کے اعمال آپس میں مل جاتے ہیں اس طرح جیسے احساس کا مرکز یہی خلایا ہیں -

یہ مسئلہ تمامتر خصوصیین (اکسپرٹس) کی دلچسپی کا ہے اور وہی اسکو حل بھی کرسکتے ہیں -

لیکن اگر یہ مسئلہ حل ہو جائے ' جب بھی یہ واقعہ تو بدستور باقی رہیگا کہ علم طبیعی (نیچرل سائنس) کو کسی ایسے نفس کا علم نہیں جو مادہ سے علحدہ ہو ' بلکہ جو کچھ اسکے علم و تجربہ میں آیا ہے وہ یہ ہے کہ ایک خاص قسم کا مادہ ہے جس کا تعلق اس سے کی بقاء و ترقی سے ہے ' جسکو ہم نفس کہتے ہیں -

ظهـــر الفساد فی البـــر و البحـــر بما کسبت ایدی الناس !

ملکـــہ بحـــر

کوئن اف سی

آپ نے بارہا سنا ہوگا کہ انگریزی سلطنت پر سمندر کی ملکہ (کوئن آف سی) کہتے ہیں - مگر شاید یہ نہ معلوم ہوگا کہ اس بحری بادشاہی کے لیے وہ کتنے عظیم الشان مصارف برداشت کرچکی ہے ' اور اسوقت کررہی ہے ؟

انگلستان نے سنہ ۱۸۹۳ م سے لیکر اسوقت تک یعنی ۲۱ سال میں ۷۰ کرور پونڈ جہازوں اور کشتیوں وغیرہ کی ساخت اور مرمت میں صرف کیے ہیں ' اور اسوقت اسکے صیغہ بحریہ کے ملازمین کی تنخواہوں کا ورژہ اوسط ۲۹ ہزار پونڈ ہے - یعنی انگلستان ہر روز اپنے بحری صیغہ کے ملازموں کو ۳ - لاکھ - ۳۵ ہزار روپیہ صرف تنخواہ میں دیتا ہے !

انکے بڑے بڑے رقمیں سنکے آپ کو حیرت ضرور ہوئی ہوگی ' مگر جب آپ انگریزی جہازوں اور کشتیوں کی تفصیل پڑھینگے تو آپ کو یہ خود معلوم ہو جائیگا کہ یہ رقمیں کچھ بھی زیادہ نہیں -

حال میں " بیڑے کے جہازوں کی فہرست " کے عنوان سے انگلستان کے شاہی بیڑے کے جہازوں کی ایک فہرست شائع ہوئی ہے - یہ یاد رکھنا چاہیے کہ تارپیڈو کشتیاں ' زیر آب کشتیاں ' توپ بردار کشتیاں (آگن بوٹ) چھوٹے جہاز جنکو انگریزی میں " رلیل " کہتے ہیں ' اور بحری سفر کی وہ تمام سواریاں جنکو انگریزی میں " شپ " نہیں کہتے ' اس فہرست میں شامل نہیں ہیں -

ان کشتیوں اور چھوٹے جہازوں کے علاوہ وہ جہاز بھی اس تفصیل میں شامل نہیں ہیں جو ہنوز غیر مکمل ہیں -

اسقدر وسیع حذف و اخراج کے بعد بھی فہرست میں ۳۱۱ جنگی جہاز دکھائے گئے ہیں - ان جہازوں میں بیٹل شپ ' کروزر ڈیپوشپ اور تسٹرویر (تباہ کن) وغیرہ وغیرہ مختلف قسم کے جہاز شامل ہیں -

جرمني کے بحری قوی کا ایک منظر عمومي

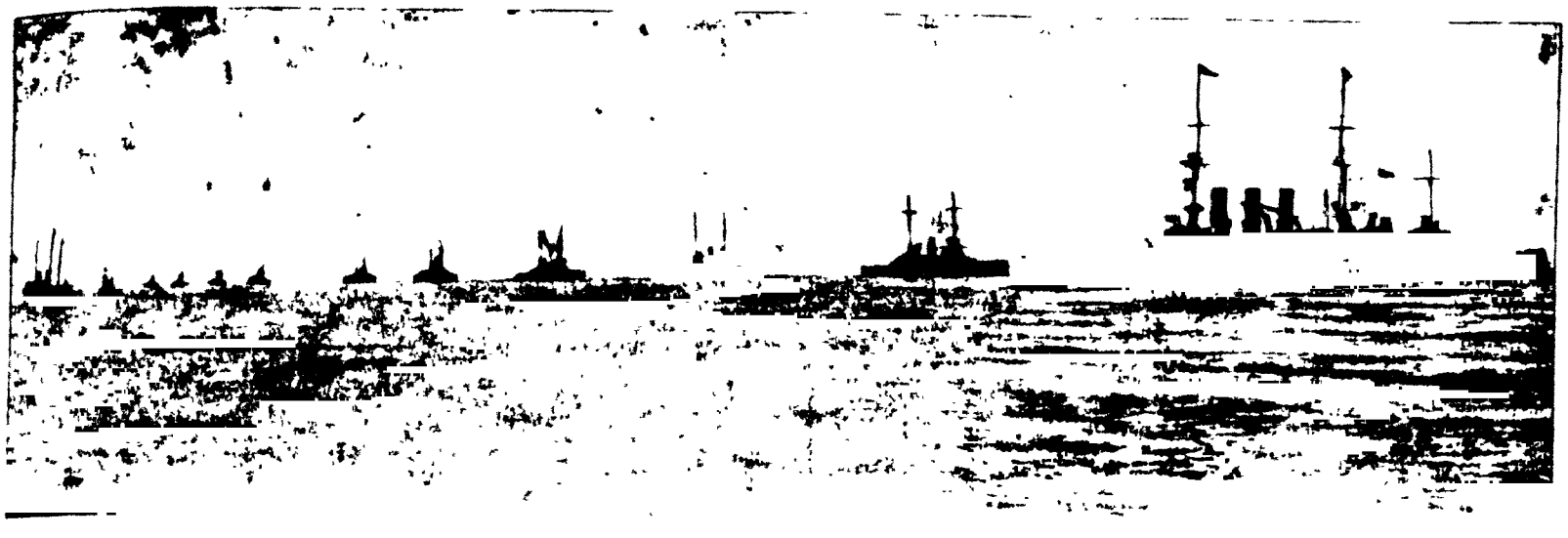

بہر کیل کے قریب جرمن جہازوں کی نمایش

آج سے دو عشرہ قبل ان ۴۱۱ جہازوں میں ۱۸ جہازوں کے علاوہ اور تمام جہاز بہمہ وجوہ تیار تھے -

جہازوں کے علاوہ انگلستان کے پاس چھوٹے جہاز (ولیل) بھی ہیں' جنکی مدد سے وہ اپنے گھر اور باہر کے بحري مقامات میں اپنا فوجی اقتدار قائم رکھتا ہے -

آغاز جنگ سے قبل اسکي ۱۰۳ نار پیڈو کشتیاں ' اور ۳۶۸ زیر آب کشتیاں' آبھاے آنگریزي ' بحر ابیض (میڈیٹرینین) اور مشرقی اقصي میں موجود رھتي تھیں ' اور ۱۴ سلوپ (ایک قسم کا چھوٹا جہاز) اور اعلي توپ بردار کشتیاں دنیا اُن کے دریاؤں میں پھیلی ہوئی ہیں ' جہاں بڑے جہاز نہیں جا سکتے - ۱۰ ھلکي توپ بردار کشتیاں ان دریاؤں کو پٹرول کرتي رھتي ہیں ' جو اندرون چین میں بہتے ہیں -

انکے علاوہ اسیقدر اور جہاز ہونگے جو دنیا کے دریاؤں اور سمندروں میں پیمایش' عام تحقیقات ' اور نقشہ کشي کی غرض سے ھمیشہ سیر و سفر کرتے رھتے ہیں -

انکے ساتھ ان ۱۵ تارپیڈو والی توپ بردار کشتیوں کا بھی اضافہ کیجیے جو آبھاے انگریزي میں چھوٹے چھوٹے فرائض انجام دیتی رھتی ہیں - اور نیز ان دو مرمت کرنے والے جہازوں کو بھی شامل کر لیجیے جو ھمیشہ انگریزي بیڑے کے ھمراہ رھتے ہیں -

بڑے کی اصلی جنگ آرا صف میں ذریدنات کی وضع کے بیس بیڑے سب ہیں - یہ تمام جہاز ۷ سال میں یعنی سنہ ۱۹۰۶ سے لیکر سنہ ۱۹۱۲ تک میں بنے ہیں - انکے ابتدائي مصارف ۲۴' ۳۹۰' ۶۳' ۳ پونڈ ہیں -

ان کے ذریدناتوں کے ساتھ بیڑے کو زرہ بھی بنوانے گئے ہے جنمیں سے ۷ تو اسوقت بہمہ وجوہ تیار ہیں اور ایک جسکا نام " انوسبل" ہے دور زیر تعمیر ہے- ان زرہوں پر ۵'۴۰'۸۱'۳۰'۱ پونڈ صرف ہوے ہیں انکے علاوہ زرہوں کی ایک اور تعداد بھی ہے جو بالکل تیار ہے - اور ۱۷ اور زیر تعمیر ہیں - جو زرہ اسوقت تام دیکھے ہیں انکے مصارف کا اوسط ۱۹ لاکھ پونڈ ہے - جو بالفعل زیر تعمیر ہیں ' انکي لاگت فی جہاز ۲ ملین سے ساڑھے دائیس ملین تک ہوگی (ایک ملین دس لاکھ کا ہوتا ہے) -

جیسا کہ ہر شخص جانتا ہے " بڑے ذریدنات " کی قسم کے جہاز اب متروک الاستعمال ہوگئے ہیں ' با این ہمہ کوئی سلطنت بھی اس قسم کے جہازوں سے اپنے بیڑے کو خالي کرنے میں کوے سبقت لیجانا نہیں چاھتی - انگلستان نے سنہ ۱۸۹۴ ع سے لیکر سنہ ۱۹۰۶ ع تک ۳۷ " بڑے ذریدنات " بنوالیے تھے' جو اسوقت بہمہ وجوہ تیار ہیں -

ان پر ۴۲۱۰۳۲۷۶ پونڈ صرف ہوے ہیں - یہ بڑے ذریدنات جتنے بڑے ہیں' اتنے ھي بڑے درعہ پوش کروزر بھی بنوانے گئے ہے

انگلستان

روس

فرانس

قیصر جرمني

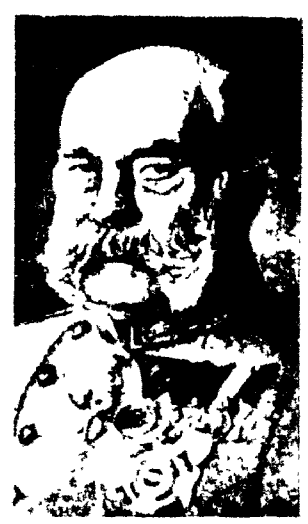

اسٹریا

بلجیم

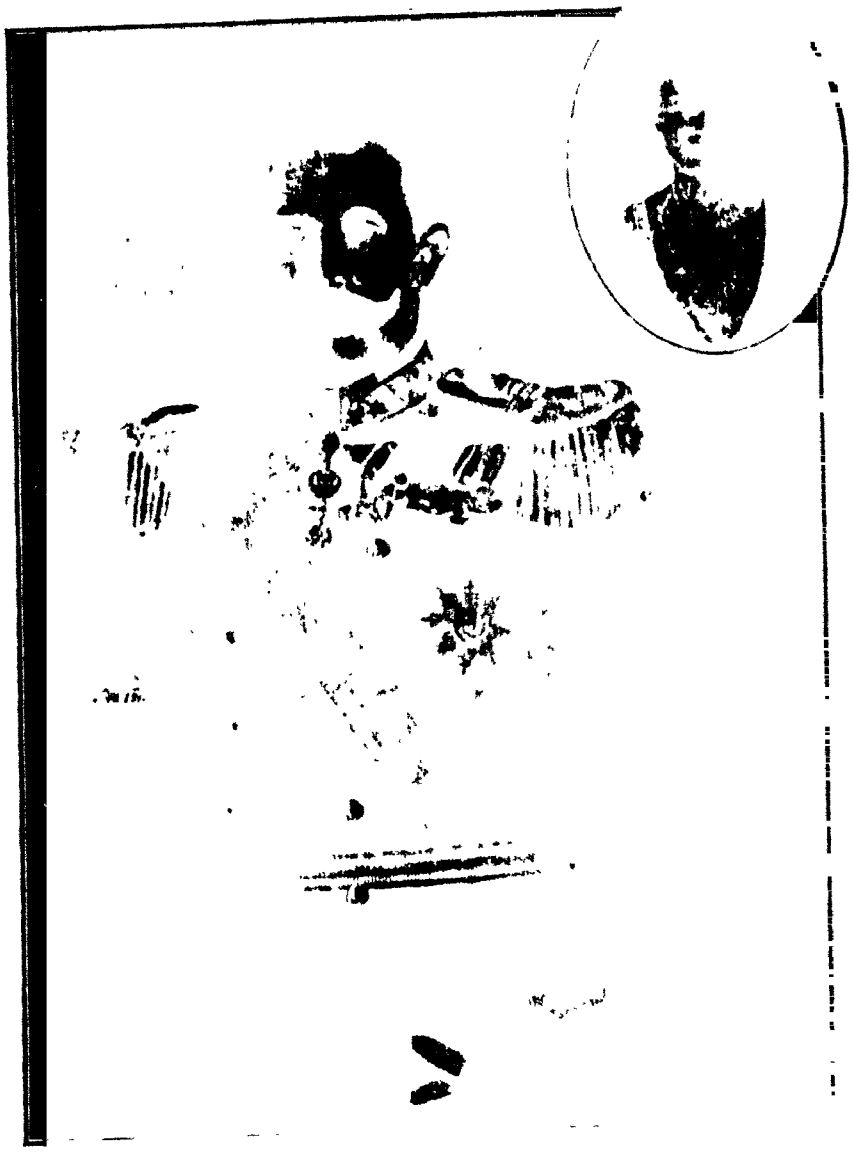

سابق آرک ڈیوک : فرڈی نند ولی عہد آسٹریا جو سراجیو میں
قتل کیا گیا اور موجودہ جنگ اپنی یادگار چھوڑی
مع اسکی مقتول بیوی کے

سنہ ۱۹۰۹ ع تک مابین ڈرائے گئے ہیں - ان پر ۲۹۱۸۵۵۸۴ پونڈ لاگت آئی ہے -

(جہازوں کے اولین مصارف)

ذیل میں ہم جہازوں کے اولین مصارف درج کرتے ہیں - یہ اعداد ان اعداد سے ماخوذ ہیں جو سرکاری طور پر شائع کیے گیے ہیں -

نمبر	جہاز کی قسم	مصارف بحساب پونڈ
(۱)	ڈریڈ ناٹ بٹیل شپ	۳۶۳۳۹۰۲۴
(۲)	ڈریڈناٹ کروزر	۱۳۰۸۱۴۰۵۰
(۳)	بڑے ڈریڈناٹ بیٹل شپ	۲۴۱۵۳۲۷
(۴)	ذرعہ پوش کروزر	۲۹۱۸۵۵۸۴
میزان		۱۲۰۷۰۹۲۸۹

یہ مبلغ خطیر اس عظیم الشان رقم کا در حقیقت ایک حصہ ہے جو بیڑے کے کل ۶۱۵ جہازوں پر صرف کی گئی ہے -

اسوقت ۶۰ محفوظ (پروٹیکٹڈ) کروزر کام میں لگے ہوے ہیں جنکی لاگت ۱۸ ملین ہے - انکے علاوہ ۲۱۱ ڈسٹرویر (تباہ کن) ہیں، جنکے مصارف سازے ۱۵ ملین ہیں - ۶۸ زیر آب کشتیاں جن پر ۴ ملین صرف ہوے ہیں - ۱۰۳ تار پیدر کشتیاں ہیں جن پر ۳ ملین سے زاید لاگت آئی ہے -

جیسا کہ ہم لکھہ آئے ہیں، اس فہرست میں چھوٹے جہاز (ریسل) شامل نہیں ہیں - ان جہازوں کی لاگت کا تخمینہ اگر نہایت اعتدال کے ساتھہ کیا جائے، جب بھی ۱۰ ملین سے کم نہ ہوگا - جہاز سازی کے مصارف اسقدر بڑھتے جاتے ہیں کہ اگر سب سے پرانے چھوٹے جہاز اور سب سے زیادہ نئے چھوٹے جہازوں کی قیمت کا موازنہ کیا جاے تو دو چند کا فرق نظر آئیگا - بالفاظ دیگر ایک قدیم ترین چھوٹے جہاز کی طیاری میں جو لاگت آتی تھی، آج اسی قسم کے ایک چھوٹے جہاز کے بنانے میں اس سے دوگونہ روپیہ لگتا ہے - بلکہ اب توایک چھوٹے جہاز کی صرف توپوں اور ان توپوں کی بعض اور ضروری لوازم کے لیے نصف ملین اسٹرلنگ چاہیے !

پھر ہر چھوٹا جہاز ۴ ہزار سے لیکے ۸ ہزار تک کی آہنی درع میں ملبوس ہوتا ہے جو نہایت بیش بہا ہوتی ہے - اس کی قیمت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اگر ایک شخص کی ہفتہ وار آمدنی دوگنی ہوجاے تو اسکی بارہ مہینہ کی آمدنی اس درع کے ایک ٹن کی قیمت ہوگی -

کچھہ ریسل ہی کی قید نہیں، بیٹل شپ کی بھی یہ حالت ہے کہ اسکی صرف مشینری کی قیمت ایک ربع ملین اسٹرلنگ ہوتی ہے، اور اگر کہیں " لوائن " اور " کوئن میری " کی وضع کے جہاز ہوے تو پھر یہ رقم دو چند ہوجاتی ہے -

جب ایک بڑی توپ سرہوتی ہے، تو گویا ۳ - سو پونڈ دھواں بنکے اڑجاتا ہے - اس قسم کی توپیں صرف اس ایک بیڑے میں ۳۷۲ ہیں جو امیر البحر کیلگن کے زیر قیادت ہے - تار پیدر کشتیوں کے مصارف اس سے دس گونہ زیادہ ہیں، مگر ان میں خوبی یہ ہے کہ انکے سر ہونے کے بعد انہیں پھر کام میں لایا جاسکتا ہے -

ہر جہاز میں تیل ضرور رہتا ہے - اگرچہ عام طور پر کوئلا ہ جلتا ہے، لیکن زیر آب کشتیوں کے علاوہ ۱۲۷ تار پیدر کشتیاں ہیں جنمیں صرف تیل جلتا ہے -

ان سب کشتیوں میں ۱۵ ۳ ۲۰ ٹن تیل آتا ہے اور ایک ٹن تیل کی قیمت ۵ پونڈ دیجاتی ہے - اب غور کیجیے کہ

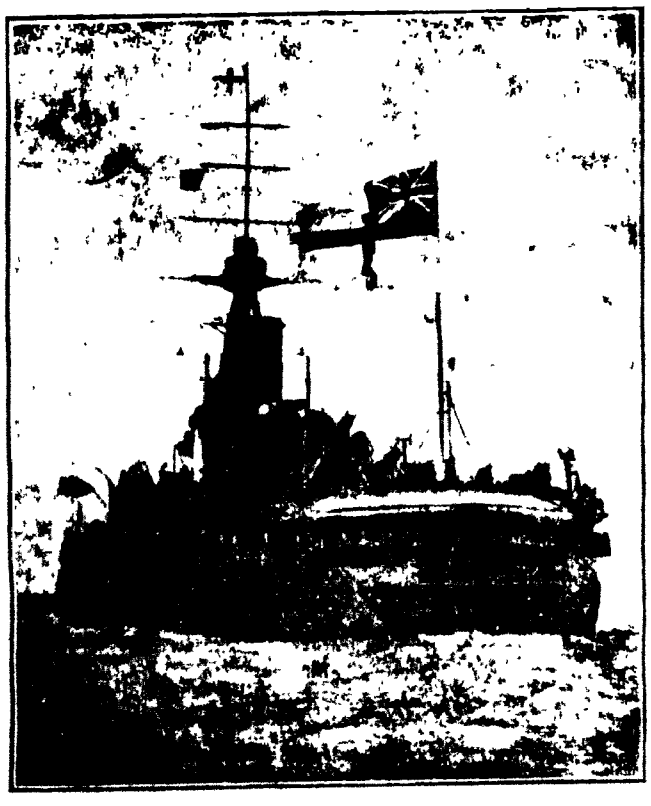

بیلنگ شپ : آئرن ڈیوک
انگلستان کا سب سے بڑا آہن پوش، جو امیر البحر کا جہاز ہے -

انگلستان کے قواء بحریہ

بندرگاہ اسپیٹ ہڈ کے قریب انگریزي جنگی جہازوں کا ایک عام منظر !

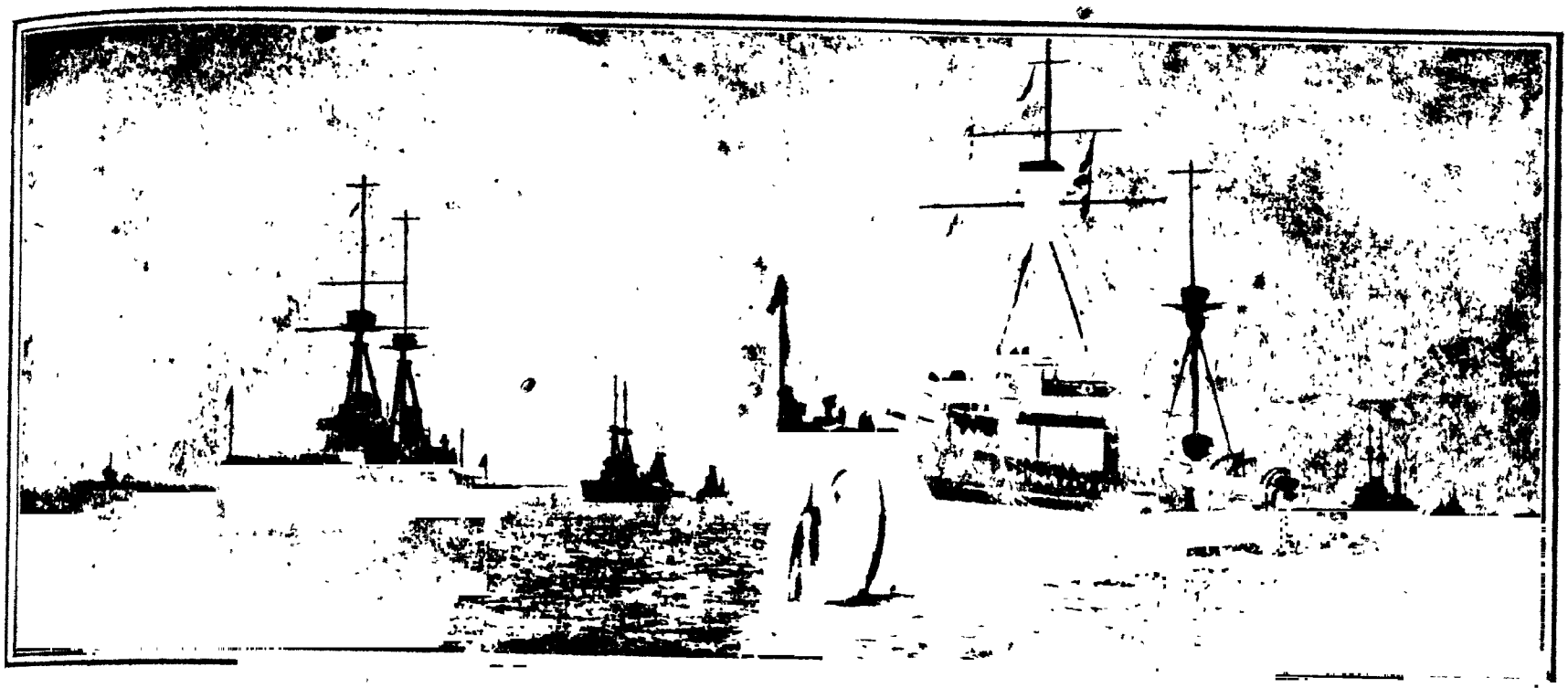

صرف تارپیڈو کشتیوں کے ایندھن کے مصارف کتنے ہیں -

اگرچہ کوئلا اسقدر قیمت کا نہیں - تاہم اسمیں بھي کوئی بڑي کفایت نہیں ہوتي - اسوقت ۲۷ جہاز بہمہ وجوہ تیار ہیں - اگر یہ سب کے سب ۸ گھنٹہ کی پوري طاقت پر بھیجے جائیں تو ۴۳۲۰ ٹن کوئلا خرچ ہوگا' جسکا بل ۳ ہزار پونڈ کا ہوگا - ان حالات کو دیکھتے ہوے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر سنہ ۱۴ - ۱۵ ع میں صیغہ بحریہ کا صرف کوئلے اور تیل کا بل ۳ ملین سے زاید ہوا تھا تو یہ کوئی تعجب انگیز امر نہیں -

اگر ایک اسکوائڈرن ۸ ڈریڈ ناٹ جہازوں سے ترتیب دیاجاے ' ۲۴ گھنٹہ تک پوري سرعت کے ساتھہ چلے ' اور انکي تمام توپیں اور تارپیڈو کشتیاں سر ہوں' تو اسمیں کوئي دو لاکھہ پونڈ صرف ہونگے - اسوقت جو بیڑہ بہمہ وجوہ تیار ہے' اسمیں صیغہ بحریہ کے تمام ملازم مع ۱۸ ہزار محفوظ اشخاص کے مشغول ہیں -

سنہ ۴ - ۱۸۹۳ ع میں جب " میجیسٹک " جہاز کے درجہ کے جہازوں میں اشخاص مامور کیے گئے تھے' تو اسوقت بیڑے کے اشخاص کي تعداد ۷۶۷۰۰ تھي - مگر اب اتنا فرق ہوگیا ہے کہ اس سال بیڑے میں ۱۰۱۰۰۰ - آدمي ہیں - امیر البحر نے اگرچہ انکی تعداد کو پوشیدہ رکھا ہے' تاہم اگر ان لوگوں کو علحدہ کرلیا جاے جو ڈیپو میں کسي کام پر ہیں یا نہ عمر یا نانواں ہیں' تو اس صورت میں بھي ان لوگوںکي تعداد ۱۳۰۰۰۰ سے کم نہ ہوگی جو اسوقت پانی میں کام کررہے ہیں -

صرف زرہ پوش جہازوں کے لیے ۷۳۰۰۰ آدمی ہیں - کروزروں میں ۲۱۰۰۰ ' اشخاص ہوتے ہیں - اور تارپیڈو کشتیوں اور تباہ کن جہازوں کے بکار آمد ہونے کے لیے ۱۷۵۰۰ ہاتھوں کي ضرورت ہے - زیر آب کشتیوں میں سے ہر ایک کے لیے دو پورے عملوں کی ضرورت ہوتی ہے - اس حساب سے ان میں ۲۰ ہزار افسر اور آدمی لگے ہوے ہیں -

ان افسروں اور آدمیوں کي تعلیم و ترتیب میں کتنا صرف ہوا ہوگا؟ اس کا صحیح اندازہ تو اسوقت بہت مشکل بلکہ قریبا نا ممکن ہے - البتہ ایک نوجوان کو معمولي ملاحي کی تعلیم میں ۳ سال لگتے ہیں' یعنی اسے توپچي گري یا کسي اور کام میں کوئي خاص ملکہ نہیں پیدا ہوتا - اس ابتدائی تعلیم کی تنخواہ ۲ شلنگ اور ۳ پنس ہے - (ایک شلنگ بارہ آنہ کا اور ایک پنس ایک آنہ کا ہوتا ہے)

ایک شخص کو جہاز راں جماعت کا حقیقي رکن بنانے کیلیے پانچ سال کی مدت چاہیے' اور اگر جونیر لفٹننٹ بنانا ہے تو دس سال سے کم میں ممکن نہیں -

" آئیرن ڈیوک " نامي جہاز جو امیر البحر کا نشان بردہ جہاز ہے' اسکے صرف افسروں کی روزانہ تنخواہ ۳۷ پونڈ ۱۹- شلنگ دس پنس ہے - اس رقم کے ساتھہ بھتے وغیرہ کی رقمیں ملا پوري ۶۰ پونڈ روزانہ ہوجاتي ہے -

صیغہ بحریہ کے موجودہ مالی سال میں تنخواہوں کے لیے ۸۸۰۰۰۰۰ پونڈ منظور ہوے ہیں - جسکے معني یہ ہیں کہ روزانہ تنخواہیں ۲۴۰۰۰ پونڈ ہي ہیں' لیکن موجودہ حالت میں ۱۸ ہ محفوظ اشخاص کے اضافہ سے في ۱۰ - یوم ۵۰ ہزار پونڈ کی رقم ا بھی برھگئی ہے - اسلیے اب بیڑے کے اشخاص کی روزا تنخواہیں ۲۹ ہزار پونڈ شمار کرني چاہیے -

اسوقت بیڑے سے صدہا پراے جہاز اور کشتیاں نکالدي گئی ہیں - انکي جگہ نئے جہاز کشتیاں داخل کی گئی ہیں- ہزارہا افسر اور آدمی پنشن پر اپني خدمات سے کنارہ کش ہوگئے ہیں' انکی جگہ نئے افسروں اور اشخاص نے لی ہے - اس ہمہ یہ کہنا بیجا نہیں کہ اسوقت انگریزي بی ۲۰- سال کے وسیع تجربہ اور بے دریغ مصارف کا ماحصل اور قسمتی سے قسمتی نتیجہ ہے -

سنہ ۴ - ۱۸۹۳ ع میں " میگنی فیسنٹ اور " میجیسٹک " نامی دو بیٹل شپوں کا انتظا

فلیڈ مارشل : سر جان فرنچ - سپہ سالار افواج بریۂ برطانیہ

کیا گیا تھا - اسوقت انگریزي بیڑے کي بقاء و توسیع کے لیے ۲۹۹ ۱۸۰ ۷۰۰ پونڈ کي رقم منظور هوئي تهي - ابتدائی گیارہ سالوں میں یعني سنہ ۴ - ۱۸۹۳ سے لیکے ۴ - ۱۹۰۳ تک ۱۷۰ ۲۲۰ ۶۰۰ پونڈ بیڑے پر صرف کیے گئے ' اور سالانہ تخمینہ جو پہلے سال میں ۱۴۲۴۰۱۰۰ پونڈ تھا ' بڑھکر آخري سال میں ۳۴۴۵۷۵۰۰ پونڈ هوگیا -

سنہ ۴ - ۵ - ۱۹ع اور سنہ ۱۵ - ۱۹۱۴ ع تک بیڑے کے لیے ۴۲۸۹۶۰۱۰۰ پونڈ وقف کیے گئے هیں ' سالانہ قسط جو سنہ ۱۹۰۱ ع میں ۳۶۸۸۹۵۰۰ پونڈ تهي ' اس سال ۵۱۵۵۰۰۰۰ پونڈ هے -

غرض ۲۲ سال میں انگریزي بیڑے کے مصارف ۲۶۰ فیصدي بڑھگئي هیں ' اور اگر یہ جنگ نہ هوتي جب بھی آئندہ ان عظیم رهیب مصارف میں ذرا بھي تخفیف کی امید نہ تهي -

اس روز افزوں ترقی مصارف کي وجہ یہ نہیں کہ مرداً مرداً جہازوں کے مصارف بڑھگئے هیں ' بلکہ اسکا راز اس واقعہ میں مضمر هے کہ انگلستان اپنے بیڑے کو هر وقت مستعد اور تیار دیکھنا چاهتا هے - چنانچہ اعلان جنگ کے پہلے هي یہ طے هوچکا تھا کہ ۱۸ مہینہ کے اندر بحر ابیض کے چاروں ڈریڈز واپس بلا لیے جائینگے اور انکي جگہ ۸ بیٹل شپوں کا ایک بیڑا وهاں متعین کیا جائیگا - ان میں سے هر ایک کے بہمہ و جوہ تیار رکھنے کے لیے سالانہ ۱۵۰۰۰۰ سالانہ پونڈ صرف هوتے -

مختصراً یہ کہ دول یورپ میں سے صرف ایک انگلستان نے اپنے بیڑے پر ۷ سو ملین پونڈ صرف کیے هیں جو موجودہ یورپ کے حزن سیاسی و حربي کی ایک درد انگیز مثال هے -

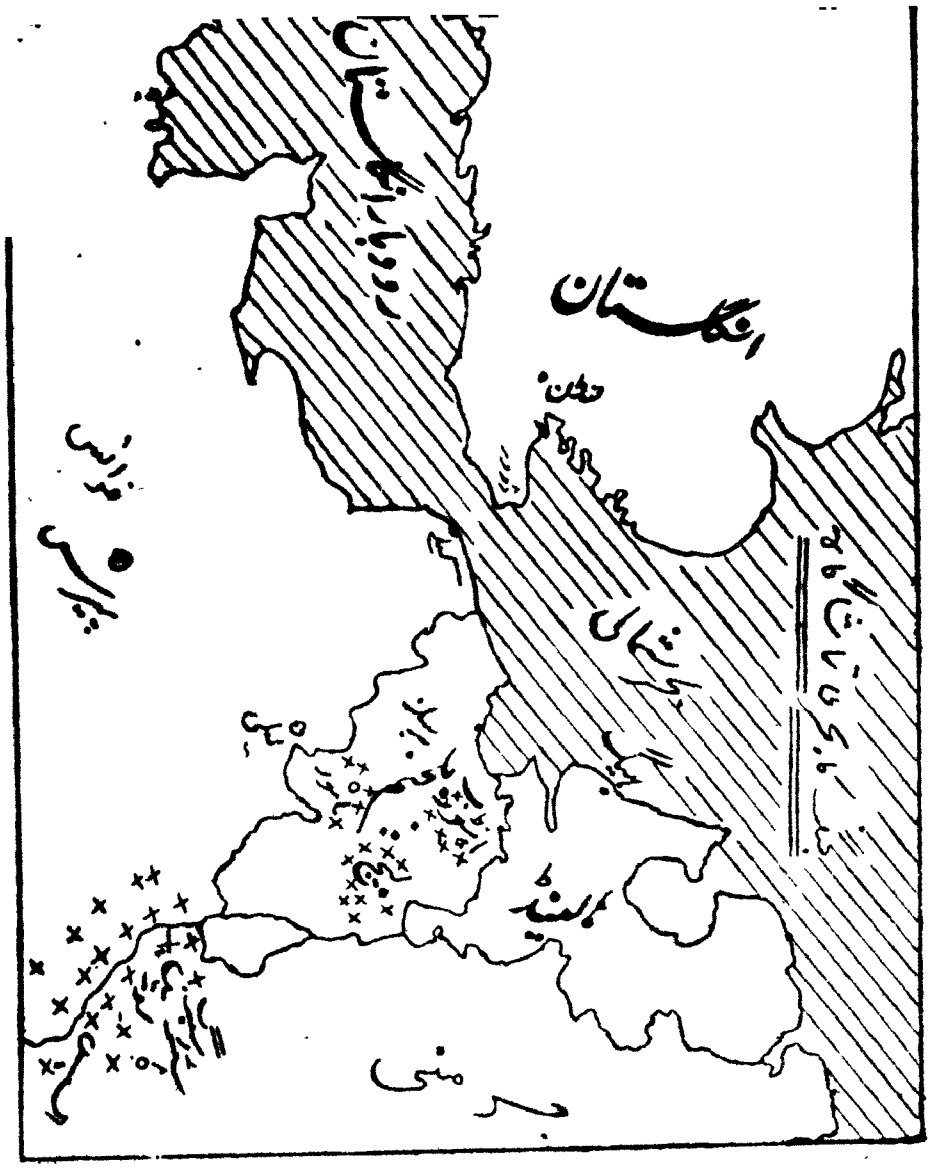

(کل اور آج کی تار برقیوں کے متعلق)

جرمنی بےرسلز تک آگیا هے اور بلجیم انتورپ میں چلا گیا هے -

عرفت ربی بفسخ العزائم !

عید کی وجہ سے هم کبھي بھي تعطیل نہیں کرتے لیکن چونکہ عملہ دو دن کي چھٹي لیے بغیر نہیں رهتا ' اسلیے اکثر ایسا هوا کہ دو نمبر ایک ساتھہ نکال دیے گئے -

(۲) اس مرتبہ هم نے ارادہ کیا کہ ۲۶ - رمضان اور ۴ - شوال کا دبل نمبر عید سے پہلے ڈاک میں ڈالدیں اور عید کے متعلق اسمیں بکثرت مضامین و تصاویر هوں - جنگ کی وجہ سے اگر کوئی اهم واقعہ پیش آگیا تو ۴ - شوال کا روزانہ ضمیمہ خریداروں کیخدمت میں بھیجدینگے - عید نمبر کا مدت سے ارادہ کر رهے تھے -

(۳) لیکن بعیر کسی سبب اور شکایت کے ' محض ایک خاص شخص کي شرارت کیوجہ سے تمام کمپوزیٹروں نے اسٹرائک کردي اور کام چھوڑدیا - کئي بار ایسا هوچکا هے لیکن جو شکایتیں صحیح تھیں انکو دور کیا گیا - افسوس کہ اس مرتبہ محض داخلی و بیرونی وسوسہ اندازیوں سے ایسا کیا گیا هے -

(۴) تمام ضروري اور اهم مضامین لکھے پڑے هیں مگر کمپوز نہوسکے - علي الخصوص جنگ اور عید کے مضامین و تصاویر جنکي تعداد دس گیارہ سے کسی طرح کم نہوگي اور جو نہایت هي اهم اور ضروري تھے - سب سے زیادہ یہ کہ هفتۂ جنگ بھي کمپوز نہوا جو جنگ کي وجہ سے اخبار کا بہت هی ضروري حصہ هوگیا هے

(۵) احباب یقین کریں کہ پرچہ کی بد نظمی کا انہیں جسقدر احساس هوتا هے ' وہ اُس داغ اور زخم کے مقابلے میں کچھہ بھی نہیں هے جو اُنسے پہلے میرے دل پر لگتا هے - انکو صرف اسي بات کا افسوس هوگا کہ بعض معلومات حاصل نہ هوئیں ' لیکن میرا ماتم اسسے کہیں زیادہ هے کہ ایک ضروري وقت پر نہایت ضروری خیالات قوم تک نہ پہنچاسکا اور اسطرح اپنی افضل ترین عبادت سے محروم رها - یوں سمجھنا چاهیے کہ میری صبح کی نماز اس هفتے قضا هوگئی !

انتہائي کوشش جو کی جاسکتی تھی کي گئي - مجبوراً بغیر شذرات 'هفتۂ جنگ' مضامین عید ' و مباحث و تصاویر متعلق جنگ کے ' جتنے فارم چھپ گئے هیں ' صرف وهی شائع کردیے جاتے هیں -

(۶) لیکن انشاء اللہ دو چار دن کے اندر هي اندر اس مشکل کا خاتمہ هے - پورا انتظام هوگیا هے اور آیندہ هفتہ کي اشاعت دیکھکر امید هے کہ اس نقصان کو بھلا دیا جاے -

(آخري خبر اس وقت کی یہ هے کہ حکومت بلجیم جرمني کي فوج کی کثرت کا بالاخر مقابلہ نہ کرسکي اور ظاهر کیا گیا هے کہ هت گئي - برزیل دار الحکومت بلجیم پر جرمني قابض هوگئی هے اور بلجیم انتیورپ میں آگیا هے جسے آپ نقشہ میں دیکھہ لیں - بلجیم نے ایک اعلان شائع کیا هے جسمیں تسلیم کیا هے کہ جرمني فوج دریاے میوز کے دونوں حصوں پر قابض هوگئي هے - تاهم لکھا هے کہ یہ کوئی افسوس کی بات نہیں - اسکے اندر جنگي مصلحت پوشیدہ هے -

فرانس اور جرمني کا میدان انٹک ویلر ' السیس ' اور لورین میں هے اور جرمن شکستوں کي اطلاعیں دي جارهي هیں -

روس اعلان کرتا هے کہ مشرقي پروشیا (جرمني) میں دور تک لڑائی هورهي هے اور وہ بیس میل تک بڑھہ آیا هے -

خبروں کے احتساب نے یقین کے ذرائع مسدود کردیے هیں اور در اصل میدان جنگ بالکل تاریکي میں هے - اب تک اصلي معرکوں کا انتظار هے اور مدت کے بعد آج کے اعتراف سے بہت کچھہ اصلیت منکشف هوگئی هے -

جنگ کے رعد و برق میں حسن وعشق کا ایک نغمہ الم !

مرسیو بوری :

مرسیو الدانیل

مرسیو کالمیت

مرسیو کالیو

مسز کالیو کا بیرسٹر — چیف جسٹس عدالہ عالیہ پیرس — مقتول اڈیٹر مگارو — وزیر مال فرانس

دنیا کے مختلف بے تعلق واقعات میں بعض اوقات عجیب عجیب سلسلے ربط و تعلیل کے پیدا ہوجاتے ہیں - فرانس کے ایک مشہور مقدمۂ قتل کی سرگذشت الہلال میں شائع ہوچکی ہے' جسمیں موسیو کالیو کی بیوی نے ایڈیٹر نگارو کو قتل کردیا تھا - اسکے بعد گذشتہ ہفتے یہ تار برقی تعجب کے ساتھہ پڑھی گئی کہ عدالت نے مسز کالیو کو بری کردیا - اب ایک اور واقعہ سنیے - موجودہ جنگ یورپ میں فرانس کی بری فوج کا سپہ سالار جرنل جوفر ہے' جسکے بری اقدامات پر تمام دنیا کی نظریں لگی ہوئی ہیں -

لیکن جنرل جوفر کے تقرر کا واقعہ بھی ایک دلچسپ سرگذشت ہے - فرانس میں سنہ ۱۹۱۱ ع تک سپہ سالاری کا عہدہ نہ تھا - ایک جنگی مجلس تھی جو اس خدمت کو انجام دیتی تھی -

لیکن اسی زمانے میں پبلک نے مجلس وزارت پر سخت اعتراضات کیے کہ اس نے سپہ سالاری جیسے اہم عہدے کی جگہ بالکل خالی چھوڑدی ہے -

اس اعتراض میں ایڈیٹر نگارو نے سب سے زیادہ حصہ لیا تھا -

چنانچہ مجلس جنگی ٹوٹ گئی' نئی مجلس وزارت ترتیب دی گئی ' اور جنرل جوفر سپہ سالار عام مقرر ہوا -

یہ تمام مراتب اسی موسیو کالیو کے ہاتھوں انجام پائے - اور اعتراف کیا گیا ہے کہ اگر جنرل جوفر کا تقرر اس وقت نہ ہوتا ' تو موجودہ جنگ کے متعدد جنگی اہتمامات ناقص رہجاتے -

خورشید حسن : مسز کالیو

مسز کالیو کے رہا ہوجانے میں بھی موجودہ جنگ کو بہت دخل ہے - کہا جاتا ہے کہ ایسے نازک موقعہ پر اگر اس مقدمہ کو زیادہ سنگین بنایا جاتا تو ملک کے اندر مصر اور خلاف وقت داخلی انہماک کے پیدا ہوجانے کا خوف تھا

ان تمام الگ الگ واقعات کو جمع کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مسز کالیو کا مقدمہ موجودہ جنگ کی داستان کا ایک باب تھا -

اگر مسز کالیو چاہے تو موجودہ واقعات کو تمام دنیا سے بالکل الگ ہوکر دیکھہ سکتی ہے - اسے حق ہے کہ اس دنیا کی سب سے بڑی جنگ کو محض ایک حسن پرستانہ شورش سمجھے' اسلیے ہی گئی تھی کہ اسکے حسین فاتل عدالت کی سزا سے بچالیا جائے -

مسئول اڈیٹر نگارو اور اسکا بدنصیب خاندان

المسائل والمناظرة

الاعتصـــاب فـــي الاســـلام

(از جناب مولوي شبير احمد صاحب عثماني - از ديوبند)

الهـــلال مورخه ۲۹ - جولائي سنه ۱۹۱۴ع کے شعبه مراسلات میں ایک مضمون مولانا عبد السلام ندوي کا عنوان بالا کے متعلق شائع هوا هے جو اگرچه ابهي تک تمام نهيں هوا ' ليکن جتنا حصه اسکا چهپ چکا هے ' وه بهي مذهبي جماعت کي نظرونکو اپني طرف متوجه کرنے کيليے کافي هے -

يه بتلانے کي مجهکو ضرورت نهيں که مولانا عبد السلام ندوي کن بزرگ هيں ؟ کيونکه انهيں چند ايام ميں به عام طور پر معلوم هوچکا هے که وه دار العلوم ندوة العلما کے درجه تکميل کي سند حاصل کرچکے هيں ' اور آجکل اپنے استاد مولوي شبلي نعماني کو سيرة کے لکهنے ميں مدد دے رهے هيں ' اور وهي بزرگ هيں جنکي طرف اس خط کي نسبت کيگئي تهي ' جسکي بنا پر ندوه کي استرائک معروف اول مولوي شبلي نعماني کو بلايا جاتا هے ' اور جسکے استدعا ميں انهوں نے يه لکها تها که ميں جسوقت يه خط لکهه رها تها تو سچ يه هے که اوسوقت علمۂ جوش کيوجه سے ميرے حواس اور ميرا دماغ ميرے قابو ميں نه تها (اور لما قال)

اگر غور کيا جاے تو بلاشبه اوس خط کيطرح يه تحرير بهي جو زير نظر هے ' فاضل مضمون نگار کے اِسوقت الهـــلال ميں شائع کرائي هے اس اندازه سے بے نياز نظر نهيں آتي ' کيونکه جن روايات حديث و سير سے آپ استرائک کا شرعي جواز بلکه استحسان ثابت کرنا چاها هے وه نهايت هي مضحکه انگيز هے - وه دلائل يا تو آپکے مدعا سے بعض کے تعلق هيں ' ... مسئله استرائک يا اوسکي شرعي حيثيت سے کوئي لگاؤ نهيں ' اور يا اوسے جو نتيجه نکالا گيا هے وه دلائل اولنا نکالا گيا هے ' يعني جس استرائک کے آپ روکنے هيں اوسکا تو اوس ميں جواز نکلتا هے اور جس کي اباحت کے آپ درپے هيں ' اوسکي صاف حرمت مترشح هو رهي هے -

فاضل مضمون نگار کا اصلي منشاء به ثابت کرنا هے که طلباء دار العلوم ندوه کے جو استرائک ناظم وغيره کے مقابله ميں کي شرعاً بالکل حق بجانب هے ' اور زمانه استرائک ميں اون طلبا کا نکالا بند کردينا يا اونکو بورڈنگ سے نکالدينا جائز نهيں - اسکے اثبات و تائيد يا تمهيد ميں آپنے مجموعي طور پر چار واقعات اسطرح درج کيے هيں که :

(الف) حضرت صديق اکبر نے حضرت عائشه پر اتهام لگانيکے جرم ميں مسطح کا نفقه بند کرديا ' اور قسم کهالي که اونکو کبهي کسي قسم کا فائده نه پهونچاينگے ' ليکن خدا تعالے نے اونکو اخلاقي حيثيت سے روکديا -

(ب) دنيا ميں سب سے زياده سادہ تمدن ديهات کا هوتا هے ' جس ميں عموماً تمام ديهاتوں ميں کودات کرنيکا طريقه جاري هے ' جسکے رو سے ايک شخص کا حقه پاني نکانا پينا بند کردينا جاتا هے (گويا يه بهي ايک ساده شکل کي استرايک هے)

(ج) ابتداے بعثت ميں تمام قريش نے اس مضمون کا ايک صحيفه لکهکر خانه کعبه ميں لٹکايا تها که قريش ميں کوئي شخص بنو هاشم و بنو عبد المطلب کو اپني لڑکي نديگا اونسے لين دين و خريد و فروخت نکريگا ' اونسے هم کلام نهوگا ' وغيره وغيره -

(د) اسلام ميں جب کسي شخص نے قومي منافع پر شخصي فوائد کو ترجيح دي ' تو اوسکے خلاف صحابه اور خود آنحضرت صلی الله عليه وسلم نے اس قسم کا طرز عمل اختيار فرمايا - غزوه تبوک ميں تن آساني کيوجه سے شريک نهونے پر آپ نے کعب ابن مالک ' مراة بن الربيع ' اور هلال بن اميه پر سخت ناراضی ظاهر کي اور تمام صحابه کو ايک مدة تک اونکے ساتهه سلام و کلام اور نشست و برخاست کي ممانعت رهي آخر کار جب خدا کے يهاں سے ان تينونکي معافی کا پروانه آگيا - تب يه استرائک ٹوٹي - (صحيح بخاري)

* * *

ان دلائل ميں سے پهلي دليل (يعني حضرت صديق اکبر کا واقعه) تو قطع نظر اس سے که قرآن مجيد نے اوسکو جائز و پسنديده قرار ديا يا نهيں ' استرائک کے اصطلاحی مفهوم سے جو متنازع فيه هے جبکه ايک گروه کا گروه دوسرے گروه يا فرد کو اپني اعانت سے محروم کرديتا هے ' اور اسي بنا پر جديد عربي زبان ميں استرائک کو اعتصاب سے تعبير کرتے هيں ' جسکے معني گروه بندي کے هيں -

باقي دوسري دليل (يعني ديهاتيوں کے کودات کرنيکے طريق) سے بهي آپ خود اندازه لگاسکتے هيں که شرعي جواز و عدم جواز پر کهانک روشني پڑ سکتي هے ' اور ايک مذهبي مسئله کے احتجاج ميں ديهاتيوں کے اس طرز عمل کو پيش کرنا (اگرچه تمهيداً هي سهي) کس حد تک درست هے - البته تيسري اور چوتهي دليليں (يعني قريش مکه کا عمل آنحضرت صلی الله عليه وسلم کے مقابله ميں اور آنحضرت صلی الله عليه وسلم اور صحابه کا عمل کعب ابن مالک وغيره کے مقابله ميں) ايک خاص حد تک اس قسم کے مباحث ميں دور تک کام ديے جانے کا مساغ رکهتے هيں - (ليکن ميں معاف کيا جاؤں اگر آپ هي کے الفاظ ميں يه کهوں که) صرف انهيں لوگوں کے نزديک جو نصب حديث و سير سے (بامرقعه) روايات مراهم کرنيکي اهليت نهيں رکهتے - ميرا قصد اس مضمون ميں اپني طرف سے کچهه زياده کهنے سننے کا نهيں هے بلکه بجاے اسکے يهي بهتر سمجهتا هوں که في الحال صرف آپ هي کے استنباط ميں هوے بعض نتائج کو دوباره ناظرين کے ملاحظه ميں لاکر في الجمله اونکي رائے پر متنبه کردوں -

آپ نے پهلا نتيجه يه نکالا هے که :

" زبردست گروه کو کمزور فرقه کے خلاف استرائک کرنا سزاوار نهيں ' مسلمانان قريش مکه نے ايسا کيا تها - اسليے زمانه استرائک ميں طلبا کا نکالنا بند کرديا يا اونکو بورڈنگ سے نکالديا جائز نهيں "

ليکن فاضل نے نمبر ۷ ميں يوں فرمايا هے که :

" استرائک ليليے مساوات لازمي نهيں ' نصب ابن مالک آنحضرت اور ديگر صحابه کے مساوي نه تهے ' جب قوي گروه ضعيف کے مقابله ميں استرائک کرسکتا هے تو ضعيف کو قوي کے مقابله ميں اوسکا حق مرجح حاصل هے "

پس اب آپ خود هي انصاف فرمائيں که ان دونوں نتائج ميں سے ' جو آپ نے بيان کيے هيں پبلک کس کو صحيح سمجهے يا کس کو کس قاعده سے ترجيح دے - اگر استرائک کيواسطے مساوات کو ضروري سمجها جاے ' اور زبردست کي استرائک ضعيف کے مقابله ميں سزاوار نهو ' تو آنحضرت صلی الله عليه وسلم اور تمام صحابه کے (معاذ الله) اس ناسزاوار فعل کي جو نصب

ابن مالک رضوہ کے مقابلہ میں اونسے طہور پذیر ہوا ' ایا توجیہ ہوسکتی ہے ؟ اور اگر مساوات کا قاعدہ لازمی نہیں تھا ' تو پھر قریش مکہ کی استرائک کو عدم مساوات کی وجہ سے ناروا کہنے میں آپ جیسے روشن خیال نے کیوں تعصب اور تنگدلی سے کام لیا -

* * *

حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوںکے اعتقاد کے موافق آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم خداے تعالے کیطرفسے تمام مخلوقات جن و انس عرب و عجم کیلیے ہادی اور استاد اور معلم بناکر بھیجے گئے تھے (چنانچہ آپنے خود بھی اپنے منصب جلیل کو انما بعثت معلما کے الفاظ سے ہی ادا فرمایا ہے) اور اس اعتبار سے تمام بنی آدم کو طوعاً و کرہاً آپکے سامنہ تلمذ کی نسبت اور شاگردی کا تعلق حاصل ہونا چاہیے - پس ہمارے نزدیک یہ کہنا غالباً فاضل مضمون نگار کی توجیہات سے زیادہ چسپاں ہوگا کہ قریش مکہ نے اپنی جہالت اور سفاہت کیوجہ سے جو استرائک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں کی ' چونکہ وہ شاگرد کی استرائک استاد کے اور متعلم کی استرائک اپنی حقیقی معلم کے مقابلہ میں تھی ' اسلیے وہ بیشک قابل تعریض و ملامت تھی ' اور برخلاف اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیجانب سے جو استرائک (بشرطیکہ وہ استرائک ہو) چند شاگردوں کی غفلت اور خطا کاری کے مقابلہ پر عمل میں آئی ' وہ استاد کی استرائک شاگرد کے مقابلہ میں ہونیکی وجہ سے ٹھیک حق بجانب رہی -

اس آخری استرائک کے دباؤ کا نتیجہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ وغیرہ کے حق میں یہ برآمد ہوا کہ اونسے مسلمانوںکے تمام رشتے ناتے توڑ دیے گئے ' اور اخوت و ارتباط باہمی کے سب سلاسل منقطع ہوگئے ' تو وہ اپنے سادے دل سے خدا کیطرف متوجہ ہوے گڑگڑائے ' اور انہوں نے نہایت ہمت و استقلال کے سانھہ ہر طرف کے عارضی سہارے چھوڑکر فقط ایک رب العزت کی جناب کو جا پکڑا ' انجام کار یا تو یہ حالت تذبذب تھی کہ :

و آخرون مرجون لامر اللہ	اور کچھہ لوگ ہیں کہ حکم خدا کے
اما یعذبھم و اما یتوب	انتظار میں اونکا معاملہ ملتوی ہے کہ
علیھم و اللہ علیم حکیم	یا تو اونکو عذاب دے یا اونکی توبہ

قبول کرے اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے -

اور یہ بشارت نازل ہوگئی کہ :

لقد تاب اللہ علی النبی	البتہ خداے پیغمبر پر نراھی فضل
والمھاجرین و الانصار الذین	کیا اور (نیز) مہاجرین و انصار پر
اتبعوہ فی ساعۃ العسرۃ من	جنہوں نے تنگدستی کیوقت پیغمبر
بعد ما کاد یزیغ قلوب فریق	کا ساتھہ دیا جبکہ ان میں سے بعض
منھم ' ثم تاب علیھم انہ بھم	کے دل ڈگمگا چلے تھے - پھر اوس نے
رؤف رحیم - و علی الثلاثۃ	ان پر (بھی) اپنا فضل کیا (کہ
الذین خلفوا حتی اذا	انکو سنبھال لیا) اسمیں شک نہیں
ضاقت علیھم الارض بما	کہ خدا ان سب پر نہایت درجہ
رحبت و ضاقت علیھم	مہربان (اور اونکے حال پر ابھی)
انفسھم وظنوا ان لا ملجاء	مہربان رکھتا ہے - اور (علی ھذا القیاس)
من اللہ الا الیہ ثم تاب	اون تینوں شخصوںپر بھی جو
علیھم لیتوبوا - ان اللہ	(با انتظار حکم خدا) ملتوی رکھے
ھو التواب الرحیم -	گئے تھے - یہاں تک کہ جب زمین

باوجود فراخی اونپر تنگی کرنے لگی اور وہ اپنی جان سے بھی تنگ آ گئے اور سمجھہ لیے کہ خدا کی (گرفت) سے اوسکے سوا اور کوئی پناہ نہیں - پھر خدا نے اونکی توبہ قبول کرلی تاکہ (قبول توبہ کے شکریہ میں آیندہ کیلیے بھی) توبہ کریں - بیشک اللہ بڑا ہی توبہ قبول کرنیوالا مہربان ہے -

جن لوگوں نے آجکل مسئلہ استرائک پر اخبارات میں بعثیں کی ہیں (مثلاً صاحبزادہ آفتاب احمد خاں وغیرہ) انھوں نے بارہا استاد و شاگرد کے تعلقات کو باپ بیٹے کے تعلقات سے تشبیہ دی ہے ' اور یہ تشبیہ اس اعتبار سے نہایت بلیغ ہے کہ باپ کی مادی تربیت سے اولاد کی روحی تربیت کسیطرح کم نہیں - پس جبکہ اولاد کی استرائک والدین کے مقابلہ میں یہ حال ہے کہ :

و ان جاھداک علی ان	اور (اے مخاطب) اگر تیرے ماں
تشرک لی ما لیس لک	باپ تجھکر اسپر مجبور کریں کہ تو
بہ علم فلا تطعمـــا	ہمارے ساتھہ تسیکر شریک خدا
و صاحبھما فی الدنیـــا	بناے ' جسکی تیرے پاس کوئی دلیل
معروفـــا	ہی نہیں (تو اسمیں) اونکا کہا نہ مان

(مگر) ہاں دنیا میں سعادتمندانہ اونکی رفاقت کر -

تو شاگردوںکو بھی اوستاد کے مقابلہ میں (بالخصوص جبکہ اوستاد اپنے شاگردوںکی اخلاقی اصلاح کا کفیل ہوتا ہے) استرائک کا اس سے اچھہ زیادہ استحقاق نہیں ہوسکتا -

* * *

بناء علیہ قریش مکہ اور غزوہ تبوک کے جن دو واقعات سے فاضل مضمون نگار نے اپنا مدعا ثابت کرنا چاہا تھا اون سے برخلاف اسکے یہ ثابت ہوا کہ کسی قومی یا مذہبی درسگاہ کے طلباء کی استرائک جو اپنے اساتذہ اور مصلحین و مربیین کے مقابلہ میں ہو سراسر ناجائز ہے اور اگر بالفرض اساتذہ اپنے بعض تلامذہ کے مقابلہ میں تعزیراً استرائک کردیں تو یہ نہ فقط جائز بلکہ مستحسن ہے

اولجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

میں ان سطور کو اب ختم کرتاہوں کیونکہ فی الواقع مجھکو اسوقت کہ تو " ندوہ " کے استرائک نے خطا وصواب ہونے سے چنداں سروکار ہے اور نہ یہ تحقیق مطمح نظر ہے کہ استرائک کا اصلی مفہوم اور اوسکی جامع مانع تعریف کیا ہے ' اور یہ کہ اوسکو شرعاً جائز کہنا چاہیے یا ناجائز - بلکہ اس ایسی تحریر کے بعض استدلالی رموز و رموزکی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے ' جو آجکل بعض بعاری کے درس دینے والوںکا علمی نمونہ ہے ' اور ابناء زمان کی حدیث دانی اور سیرت فہمی کا ایک بہترین نمونہ ہے ' تاکہ عام مسلمان مصر اس قسم کے سطحی مضامین سے خوشنما ٹائپ کو دیکھکر جلسی سے متاثر نہو جایا کریں -

آخر میں میں ناظرین کی اور خصوصاً محترم مدیر الہلال کی توجہ مضمون نگار نے اوس منیجہ کی طرف منعطف کرانا چاہا ہوں ' جو صاحب مضمون کے بعض رنفسانیت کا آئینہ اور بدنہدیبی یا آجکل کی تہذیب کا پورا مجسمہ ہے ' اور جس سے اس مضمون کے لکھنے اور شائع کرنیکا اصلی مقصد پوری طرح راسکاف ہوجاتا ہے لکھتے ہیں کہ :-

" یہ جو بعض مدعیان علم حدیث شکایت کرتے ہیں کہ استرائک کے دور ان میں سلام وکلام بزرگونکو ضرور کرنا چاہیے حالانکہ ایسا نہیں کیا گیا تو اوسکا مبنی بعاری کا وہ نسخہ ہوگا جسے مولانا احمد علی مرحوم والد بزرگوار مولوی خلیل الرحمن سہارنپوری نے چھپوایا تھا ' اوسمیں شاید یہ حدیث نہوگی کیونکہ اسکا اثر حقوق اولاد پر پڑنیوالا تھا ' مگر ہمنے مصر کے مطبوعہ سے اس روایت کو لیا ہے "

میں نہیں سمجھتا کہ اس منیجہ کے لکھنے والے نے مولانا احمد علیصاحب مرحوم کی چھاپی ہوئی صحیح بعاری کو مولوی شبلی کی سیرۃ النعمان سمجھا ہے ' جسمیں حضرت سعد بن ابی وقاص کے رافعہ کو غلطی سے عمار بن یاسر کی طرف منسوب کردیا

الاعتصاب في الاسلام

از مولانا عبد السلام ندوي

(۴)

(آداب المعلمين والمتعلمين)

اگرچه تصریحات سابقه سے ثابت هوگیا هے که قرآن مجید اور احادیث صحیحه میں اوستاد کا بالتصریح کوئي حق متعین نہیں کیا گیا ' یہاں تک که امام غزالي نے اوستاد و شاگرد کے آداب و حقوق کے متعلق جو بحث کي هے ' اوس میں کسي موقع پر احادیث سے استدلال نہیں کیا هے حالانکه وہ ضعیف بلکه موضوع حدیثوں سے بھي استدلال کرنے میں تامل نہیں کرتے - تاهم اس سے بھي انکار نہیں کیا جاسکتا که قرآن مجید کے اشارات و کنایات سے اوستاد کے ادب و احترام پر استدلال کیا جاسکتا هے - حضرت موسی علیه السلام نے چونکه حضرت خضر علیه السلام کي شاگردي کي اور وہ قصه قرآن مجید میں مذکور هے ' اسلیے علما نے اوسی قصه سے اوستاد کے ادب و احترام کے متعلق بھی چند احکام مستنبط کیے هیں جنکي تفصیل یه هے :

(۱) موسی علیه السلام نے اپنے آپ کو اوسکا تابع تسلیم کرلیا ' کیونکه اونھوں نے کہا هل اتبعك ؟ کیا میں آپ کا اتباع کروں ؟

(۲) اوسکے اتباع کي بھي اجازت طلب کي هل تاذن لی ان اتبعك علی ان تعلمني مما علمت رشدا - کیا آپ مجھے اجازت دینگے هیں که میں اپنے آپ کو آپ کا تابع بناؤں ؟ یه انتها درجه کی خاکساري هے -

(۳) اونھوں نے کہا " علی ان تعلمني " یعنے اس بنا پر اتباع کرنا هوں که آپ مجھے تعلیم دیجیے ' اور یه اپنے جہل کا اقرار اور اوستاد کے علم کا اعتراف هے -

(۴) اونھوں نے کہا " مما علمت " یعنی اون سے علم کا بعض حصه سیکھنا چاها ' اور اس سے بھی تواضع کا اظہار هوتا هے - یعني اونھوں نے یه نہیں کہا که مجھے علم میں اپنے برابر بنا دیجیے ' بلکه اون کے اجزاء علوم میں سے بعض اجزاء کی درخواست کي جس طرح فقیر دولت مندوں سے کہتا هے که کچھ دیدیجیے -

(۵) اونھوں نے کہا : رشدا - یعني اون سے صرف ارشاد و هدایت کی درخواست کي ' اسلیے اوستاد مرشد و رهنما هوتا هے -

(۶) انھوں نے کہا " هل اتبعك علی ان تعلمني " کیا میں آپ کا اتباع اس شرط پر کرسکتا هوں که آپ مجھے تعلیم دیں ؟ اسلیے اونھوں نے پہلے اپنے آپ کو تابع تسلیم کرلیا هے پھر تعلیم کي خواهش کی هے ' بعنے پہلے اونکي خدمت کرنے کا اقرار کرلیا هے ' پھر تعلیم کي درخواست کی هے - (۱) (هم نے بعض احکام کو حذف کردیا هے)

لیکن اعتراض و اختلاف اس ادب و احترام کے منافی نہیں هے ' جیساکه حضرت موسی علیه السلام کے طرز عمل سے ثابت هوتا هے '

ان عملی احکام کے علاوہ قرآن مجید کي بعض آیتوں سے به تصریح علماء کی فضیلت پر استدلال کیا جاسکتا هے - بعض کم درجه کی احادیث میں بھي علماء کي فضیلت بیان کی گئي هے ' اور علماء کے اخلاقي حیثیت سے بھي اوستاد و شاگرد کے حسن پر بحث کی هے ' هم ان تمام آیات و احادیث ' اور اقوال کو ایک ترتیب خاص کے ساتھه درج کرکے اوس پر تفصیلي بحث کرتے هیں :

یرفع الله الذین آمنوا منکم والذین اوتو العلم درجات — جو لوگ ایمان لائے ' اور جن لوگوں کو علم دیا گیا ' خدا اونکا درجه بلند کرتا هے -

(۱) لیکن انبیاء سابقین کے اقوال و افعال کا اتباع هم پر واجب نہیں -

انما یخشي الله من عباده العلماء — خدا کے بندوں میں صرف علماء هی خدا سے ڈرتے هیں -

فضل العالم علی العابد کفضلي علی ادناکم (دارمی) — عالم کی فضیلت عابد پر اوسیطرح هے ' جسطرح میں تم میں معمولی درجه کے آدمیوں سے افضل هوں -

لیس من امتی من لم یجل کبیرنا و یرحم صغیرنا ویعرف (۲) لعالمنا (ترغیب و ترهیب) — جو شخص بڑوں کی تعظیم نہیں کرتا ' چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا ' علماء کی قدردانی نہیں کرتا ' وہ میري امت میں نہیں -

ثلاث لا یستخف بهم الا منافق ذو الشیبه فی الاسلام و ذو العلم و امام مقسط (ترغیب و ترهیب) — تین آدمی کی توهین بجز منافق کے کوئی نہیں کرتا : مسلمان بوڑھے شخص کي ' صاحب علم کی ' امام عادل کی -

اذا کنت فی قوم .. (۳) فصاحب رجلا یهاب فی الله فاعلم ان الامر قدرق — جب تم کسي قوم میں هو اور بعور هر ایک کا منھه دیکھو ' تو اگر تمکو کوئی ایسا شخص نظر نه آے جسکی توقیر و هیبت محض خدا کیلیے دیجاے تو جان لو که دین کا حال پتلا هو گیا -

طلباء اگرچه بالتخصیص ان روایتوں کے مخاطب نہیں هیں ' بلکه وہ لوگ بھی اس میں شامل هیں جنھوں نے علماء کي توهین کو همیشه اپنا شعار بنایا هے ' تاهم تخاطب عام کے لحاظ سے تمام امت کے ساتھه طلباء بھی اس میں داخل هیں -

علماء میں امام غزالی کی کتاب احیاء العلوم فلسفه اخلاق کی بهترین کتاب خیال کی جاتی هے ' امام صاحب نے اس کتاب میں طالب العلم کیلیے دس وظائف مقرر فرماے هیں ' انمیں صرف ایک وظیفه کا تعلق اوستاد کے ادب و احترام اور استرائک پر پرسکتا هے - اسلیے هم اوسکا خلاصه درج کرتے هیں :

" طالب العلم کو چاهیے که علم پر غرور اور اوستاد سے سرکشی نه کرے ' بلکه اپني باگ اوسکے هاتھه میں دیدے ' اوسکي خیر خواهی کا یقین رکھے ' اوس سے تواضع کرے ' اور اوسکی خدمت کو شرف و ثواب سمجھے ' شعبي نے کہا هے که زید بن ثابت کے لیے سواری لائی ' پھر اونکا خچر اونکے قریب کردیا گیا که سوار هوجائیں تو ابن عباس آے اور رکاب پکڑلیا - زید نے کہا : آپ الگ رهیے - ابن عباس نے ' کہا همکو اسي طرح علماء کی توقیر کا حکم دیا گیا هے ' زید ابن ثابت نے اونکا هاتھه چوم لیا اور کہا که همکو اهل بیت کی عزت کا بھي یہي طریقه بتایا گیا هے -

علم کا غرور یه بھي هے که طالب العلم اوستاد سے استفاده کرنے کو عار سمجھے ' مگر اون لوگوں سے نہیں جو شہرت طلب و جاه پرست هیں '

اور جب اوستاد طالب العلم کو کوئی مشوره تعلیم میں دے تو اوسکي تقلید کرے ' اور اپنی راے کو چھوڑدے - کیونکه اوستاد کی غلطي طالب العلم کے صواب سے زیاده مفید هے ' اسلیے که تجربه سے عجیب و غریب باتیں ظاهر هوتی هیں ... حاصل کلام یه که جو طالب العلم اوستاد کی راے کے سوا کوئی راے اور اختیار کرتا هے تو اوسکی ناکامیابی کا فیصله کرلینا چاهیے - علی رضی الله عنه نے کہا هے که اوستاد سے سوال نه کرو ' اصرار نه کرو - جب وہ سست هوجاے

(۲) لیکن ترمذي میں " یعرف لعالمنا " کا فقره نہیں هے '

۳) لیکن احادیث کے تتبع سے معلوم هوتا هے که هر وہ شخص جو طلب علم میں مصروف هو ان احادیث کا مورد هے اسلیے طلباء بھی اساتذه کے ساتھه اس فضیلت میں حصه دار هیں -

تو اوسکا دامن پکڑ کے نہ کھینچو' اوسکا راز فاش نہ کرو - اوسکی غلطیوں کے پیچھے نہ پڑو ' اور اگر وہ لغزش کرے ' تو اوسکا عذر قبول کرو ' اوسکی توقیر کرو (جب تک وہ مذہب کی حفاظت کرے) اوسکے آگے نہ بیٹھو ' اور اگر اوسکو کوئی ضرورت ہو تو سب سے پہلے تم اوسکی خدمت کے لیے بڑھو (احیاء العلوم جلد ۱ ص ۳ -)

اوستاد کے حقوق اور ادب و احترام کے متعلق اب اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا جا سکتا ' لیکن اسکے ساتھہ ہمکو یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ قرآن مجید اور احادیث نے طلباء کے بھی کچھہ حقوق متعین کیے ہیں یا نہیں ؟ کیا علماء اخلاق نے اساتذہ کو بالکل مطلق العنان چھوڑ دیا ہے ' یا اون کو بھی کسی چیز کا پابند کیا ہے ؟ ہم دعوے کے ساتھہ کہہ سکتے ہیں کہ اس مسئلہ میں اساتذہ کے مقابل میں طلباء کا پلہ بھاری ہے - قرآن مجید نے ایک بڑی امانت اساتذہ کے سپرد کی ہے :

ابلغکم رسالات ربی	میں تمکو خدا کا پیغام پہنچاتا ہوں ' اور
و انا لکم ناصح امین	میں تمہارا خیر خواہ اور امین ہوں -

اس امانت میں جس طرح خیانت کی جا سکتی ہے ' احادیث نے اوسکی تصریح کردی ہے :

قال تناصحوا فی العلم فان	علم میں خیر خواہی کرو ' کیونکہ
خیانۃ احدکم فی علمہ اشد	علم میں کسی کی خیانت اس
من خیانتہ فی مالہ	سے زیادہ شدید ہے کہ وہ اپنے مال
(ترغیب)	میں خیانت کرے -

اساتذہ کے لیے امین ہونا اسلیے ضروری ہے کہ اساتذہ کسی پیغمبر کے ' کسی سلطنت کے ' کسی قوم کے ' یا کم از کم کسی معصوم بچے کے باپ کے خلیفہ ہوتے ہیں ' اور خلیفہ کے لیے امین ہونا لازمی ہے - یہی وجہ ہے کہ آنحضرت حضرت ابوبکر (ص) و حضرت عمر (ص) کے بعد حضرت ابو عبیدہ جراح (ص) سے نہایت محبت رکھتے تھے - (۱) کیونکہ اون میں خلافت کا یہ جوہر نمایاں طور پر نظر آتا تھا - یہی وجہ ہے کہ اہل یمن نے جب آنحضرت سے ایک معلم کتاب و سنت کی درخواست کی ' تو آپ نے ابو عبیدہ جراح (ص) کا ہاتھہ پکڑکر کہا کہ یہ اس اُمت کے امین ہیں (۲)

امام غزالی نے صرف ایک ایسا وظیفہ بتایا ہے جسکی خلاف ورزی کا اثر اساتذہ کے حقوق و ادب و احترام پر پڑتا ہے - لیکن اسکے مقابلے میں خود اونہوں نے اساتذہ کیلیے متعدد وظائف بتائے ہیں ' جن سے اگر بے پروائی کی جائے ' تو طلبا کے تمام حقوق پامال ہوجائیں چنانچہ اونکی تفصیل یہ ہے :

(۱) اوستاد طلباء پر شفقت کرے ' اور اونکو بیٹے کے برابر سمجھے ... اسلیے اوستاد کا حق باپ ماں سے زیادہ ہے کیونکہ باپ دنیوی زندگی کا سبب ہے ' اور اوستاد اخروی زندگی کا - لیکن صرف دنیا کمانے کیلیے تعلیم دینا تو خود ہلاک ہونا ہے اور دوسرے کو ہلاک کرنا ہے -

(۲) اوستاد متبع شریعت ہو ' تعلم پر اجرت نہ لے ' اپنا احسان نہ جتائے ' اگرچہ احسان لازمی طور پر ہوجاتا ہے ' سکوت گداری اور معارضہ کا خزانہ گار نہ ہو ' بلکہ خود طلباء کا احسان مانے کہ اونہوں نے اشاعت علم کا موقع دیکر اوسکے دل کو صاف کیا ہے - کیونکہ معلم کو تعلیم میں طالب العلم سے زیادہ ثواب ملتا ہے اون اوگوںکو دیکھو جو وظائف کیلیے سلاطین کی خدمت میں طرح طرح کی ذلتیں برداشت کرتے ہیں ' اور اگر بادشاہ لوگ وظائف دینا ترک کردیں ' تو وہ اوگ تعلیم دینا بھی چھوڑ دیں - پھر ایسے معلم طلباء سے اُمید رکھتے ہیں کہ مصائب میں اونکی حمایت کریں ' اونکی دوستوں کی مدد کریں ' اور گدھے کی طرح اونکے سامنے فرمانبردارانہ پھرتے رہیں ؟ اگر اس میں کچھہ کمی کی - ہے ' تو وہ طلباء کے جانی دشمن ہوجاتے ہیں - پس ایسا معلم ہے وہ عالم جو اس کو اپنے لیے پسند کرتا ہے ' اور اسپر خوش ہوتا ہے - اور ایسے کہتے ہوئے شرم نہیں آتی کہ میں بغرض اشاعت علم تعلیم دیتا ہوں -

(۳) یہ فن تعلیم کا دقیق مسئلہ ہے کہ طالب العلم کو حتی الامکان صراحتاً زجر و توبیخ نہ کی جائے ' بلکہ مہربانی سے تنبیہ کی جائے نہ بطور ملامت کے - کیونکہ تصریح سے اوستاد کا وقار جاتا رہتا ہے ' اور طالب العلم کو مخالفت کی جرأت ہوتی ہے ' اور یہ طریقہ جرم کرنے پر اور جرأت دھرم بنا دیتا ہے - بعرضاً تنبیہ کرنا دھیں طلباء کو اوسکے معنی کے استنباط کرنے پر مائل کرتا ہے ' جب وہ مطالب تعریض سمجھہ جاتے ہیں تو استنباط کیوجہ سے پورا فہم و علمی مسرت ہوتی ہے "

اوستاد و شاگرد کے حقوق و آداب کے متعلق قرآن مجید ' احادیث صحیحہ ' اور فلسفہ اخلاق کے تتبع و استقراء سے جو مواد فراہم ہو سکتا تھا وہ ناظرین کرام ' اب ہم ان پر تفصیل سے بحث کرتے ہیں

قرآن مجید و احادیث صحیحہ اور فلسفہ اخلاق نے اساتذہ و طلباء دونوں کیلیے خاص خاص حدود مقرر کردی ہیں - لیکن شریعت کے تمام احکام یکساں حیثیت نہیں رکھتے - بعض کی تعمیل ہونا و قضاً ضروری ہوتی ہے بعض احکام اخلاقی حیثیت سے قابل عمل ہوتے ہیں ' اور خود اخلاقی احکام میں بھی فرق مدارج ہوتا ہے اسلیے استحقاق ثواب و عقاب میں ذمہ دار ہونا و سزا کے لزوم میں ہے ' ایک نماز صلاۃ تو وقتی سزا نہیں دیجاتا سکتی جو اوس شخص کو دیجاتا سکتی ہے ' جس نے مہمان کا حق ضیافت ادا نہیں کیا ' بلکہ اول الذکر شخص کو شریعت کے عذاب شدید کی وعید سنائی ہے - اگر اس اصول کو فیصلہ کا معیار قرار دیا جائے تو صاف معلوم آئیگا کہ طالب العلم پر اوستاد کی مراعاۃ ادب اخلاقی حیثیت سے فرض ہے جسکو شارع نے پرزور الفاظ میں بیان کرکے یہ ظاہر کردیا ہے کہ مدارج اخلاق میں سے یہ ایک اہم ترین درجہ ہے - لیکن اوستاد کی حالت اس سے مختلف ہے - اوس پر جن احکام کی پابندی لازم ہے ' وہ واجب ہیں - مثلاً وہ متبع شریعت اور امین وداٰئع مذہب ہے اور خیانت یہ نص صریح قرآنی حرام ہے - وہ حامل حدیث ہے اور ادب فی التحدیث کی نسبت خود حدیث میں وعید شدید موجود ہے - تعلمی حیثیت سے وہ اس زمانہ میں ایک اکسیر کی حیثیت رکھتا ہے ' اسلیے اگر وہ اپنے فرائض کو صحیح طور پر ادا نہیں کرتا تو وہ ناحق خراب طالب علم سے بدتر معاش کرتا ہے - اس بنا پر معاملات استدلال کی تصحیحات میں صرف یہی نہیں دیکھنا چاہیے کہ طالب العلم نے اوستاد کے ادب و احترام کا لحاظ نہیں کیا ' بلکہ یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ اوستاد نے اپنے فرائض کو صحیح طور پر ادا کیے یا نہیں ؟ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ وہ بھی طلباء کی طرح مجرم ہیں ' تو جس حیثیت سے اون پر پابندیاں لازم ہیں ' اوسی حیثیت سے سزاء بھی مخفف اور شدید ہونی چاہیے -

(۱) ترمذی ص ۶۲۲ کتاب المناقب
(۲) مسلم مطبوعہ مصر ۳۳۰ کتاب المناقب

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (القرآن الحکیم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۱۰ — کلکتہ: چہار شنبہ ۱۰ شوال ۱۳۳۲ هجري — Calcutta Wednesday September 2. 1914. — جلد ۵

مقصد وحید

الامر بالمعروف والنہی عن المنکر

وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهِ ۚ هُوَ
اجْتَبٰكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ
مِنْ حَرَجٍ ۚ مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرٰهِيمَ ۚ هُوَ
سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلُ وَفِي هٰذَا
لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَ
تَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ ۖ فَأَقِيمُوا
الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوا
بِاللّٰهِ ۖ هُوَ مَوْلٰكُمْ ۖ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَ
نِعْمَ النَّصِيرُ ! (۲۲ : ۷۸)

مدیر مسئول و رئیس قلم تحریر

ابوالکلام احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت

۱۲ — مکلوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

ٹیلی فون نمبر ۶۴۸

سالانہ — ۱۲ — روپیہ

ششماہی — ۶ — ۱۲ — آنہ

الہلال

Tel. Address Alhilal Calcutta

Telephone No. 698

AL-HILAL.

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad,

14, Mcleod Street,

CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs. 12

Half-yearly ,, Rs. 6-12

نمبر ۱۰ — کلکتہ چہار شنبہ ۱۰ - شوال ۱۳۳۲ ھجری — جلد ۵

Calcutta . Wednesday, September, 2 1914.

النبـــاء العظيـــم :

الذي هم فيه مختلفون !

سقـوط بلجيـم و فتـح خـط پيـرس

جنـگ کے پہلـے باب کا اختـتـام

اور

دوســرے کا اغـاز !!

(۱)

رشدوا شدة أخرى ' بعدوا

بارجل مثلهم زحموا جويدا !

نعم يتساءلون ؟ عن النبـاء العظيم الذى هم فيه مختلفون ؟ کیا ہے جسکو لوگ پوچھہ رہے ہیں اور جسکی حقیقت لیلیے مضطر و بیقرار ہیں ؟ یہ سائلین حقیقت کا بحر' یہ طالبین کشف و انکشاف کا تعمق' اور یہ متلاشیان اصلیت کی سرگردانی ' اس حقیقت مستور ' اس چہرۂ محجوب ' اس مقصود مجہول ' اور اس علم غیر معلوم کیلیے ہے ؟ کیا اس حادثہ عظیم لیلیے جو ہوچکا اور جسکی واقعیت سعی ستر و حجاب سے بے پروا ' دست خدع و انکار کی رسائی سے بلند تر ہے ؟ کیا اس یوم عظیم لیلیے جسکے مرقع کی علامتیں ظاہر ہوچکیں ' اور جسکی پیدہ حقیقہ ہائلہ عالم آشکارا ہوے لیلیے سر پر آگئی ہے ؟ کیا اس یوم الفصل کیلیے جس نے ثبات و قرار کا فیصلہ کردیا ' اور جو اپنے عواقب مرہبہ کی ہولناکی میں صریح البیان ہے ؟ کیا اس یوم التغابن کیلیے جس نے ہلاکت ضعف و قوت ' انضباط و انہزام ' اجتماع و افتراق ' اقدام و ادبار ' اور امجد و بیم کی تقسیم ابدی ' اور ہر گروہ کو جو چیز پہچھ ملنے والا تھا ملگیا ؟ و ذالک یوم التغابن (۶۴ : ۲۱) یعنی کیا اس "نباء عظیم" کیلیے جسکی روشنی کی شعاعوں اور تاریکیوں کی بڑی بڑی دیواریں اوڑھے اوڑھے روپڑنا چاہا مگر رہ نہ سکیں ؟ جسکی زبان حقیقت کی ہر گوشہ سے اٹھتی صداؤں اور ہنگامۂ ادعا و تضلیل میں گم کردینا چاہا مگر گم نہ ہوئیں ؟ جسکے روے اصلیت کو نقاب ہاے توجیہ و تعلیل اور پردہ ہاے تفسیر و تشریح کے دست تصرف و تحریف نے مستور کرنا چاہا مگر مستور نہ ہوا ؟

سقوط بلجیم ' سرحد فرانس کے اور تمام مقامات پر جرمنی قابض ہوچکی ہے (نقشہ نمبر - ۳)

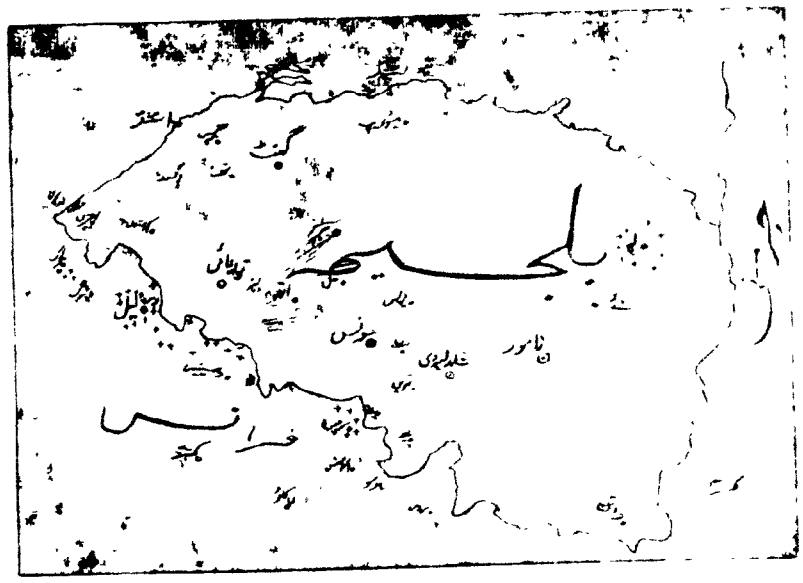

[illegible] اس عدم معلوم سے اجاہل ' ہے ' اصلیت سے ابا ہے ' یقین کا اعتراف نہیں ' از حقیقت کیلیے تاہم اختلاف کیا جا رہا ہے ؟ عن النباء عظیم الذي هم فيه مختلفون ؟ (۷۸ : ۱) حیرت ' اگر بجاہل ہے تو علم الیقین بھی درکنار ' اگر انکار مشکوک ہے تو اعتراف بین ہو جانے والا ہے ' اگر ظن نہیں ہے تو وہم و شک بھی زیادہ [illegible] ان نہیں ' اگر اختلاف ہے تو حیرت زدہ و مشہورہ کے [illegible] میں بھی ہر سائل ابدی بھی دیر رہگذر ہے جدید دیر آفتاب کے [illegible] طلوع و غروب میں ہوتی ہے - عجب نہیں کہ ان سطروں کی اشاعت سے پہلے لوگ اس حقیقت کو معلوم کرلیں ' جسکی نسبت سوال کرنے اور تاہم مختلف ہیں : کلا سيعلمون ' ثم كلا سيعلمون (۷۸ : ۴)

(العلم کی قول مختلف !)

[illegible] ارضی سے لیکر انسان ایک امر واقع و محسوس کے متعلق احتمال جس طرح سہل و بے خبری ' شک و ریب ' ظن و تخمین ' اور انکار مجادلہ و مخاصمہ کے عالم میں زندگی بسر کررہے ہیں ' وہ دنیا کی ابتدائی تاریخ میں ہمیشہ ایک عجیب واقعہ سمجھا جائیگا ' تمدن کے جسقدر عظیم السنان خدمتیں رسل و رسائل اور احضار و روایت کی پچھلی ایک صدی میں انجام دی ہیں ' وہ سب کی سب اسطرح مفہوم ہوگئی ہیں ' اور [illegible] ممالک کے آتش زدہ مکانوں اور زیر جنگ آبادیوں کی [illegible] رزاق کی طرح انہیں بھی جنگ کے شعلوں نے نذر ہوجانا تھا - رسائل اور تار کا وجود بالکل بیکار ہے - پریس ' اخبارات ' خبروں کی انجمنیں ' اور نامہ نگاران جنگ کی صفیں بھی بھی نہیں ہوسکتیں - وہ سب کے

سب اسکے لیے بیکار معض ہوگئے ہیں کہ دنیا کے سب سے بڑے حادثہ کے متعلق دنیا کو صحیح و یقینی خبریں پہنچائیں !

خبروں کے سرکاری احتساب نے تمام رسائل پر قبضہ کرلیا ہے اور کوئی خبر بغیر حذف و اضافہ ' تحریف و تخشیہ ' اور تصرف و تبدل کے دنیا تک نہیں پہونچ سکتی - ہم اُن خبروں کے متعلق کچھ نہیں جانتے جو جرمنی اور آسٹریا کے ذریعہ ملتی ہونگی ' مگر ہمارے سامنے وہ ذخیرہ موجود ہے جو ہم تک پہنچتا ہے ' اور اسوس ہے وہ من روایت کی ناکام سعی تحریف و اخفا کے مختلف متضاد مناظر کا ایک ایسا مجموعہ ہے جسکے کسی ایک چھوٹے سے چھوٹے ٹکڑے کو بھی بمشکل " خبر " کے لفظ سے تعبیر کیا جاسکتا ہے - اسکی خاموشی عجیب ہے مگر اسکی آواز عجیب تر ہے - وہ جب لاعلمی کا اظہار کرتا ہے تو سادہ ہی ایک سبھہ انکدر علم کے دیدبے سے بھی نہیں بچ سکتا ' لیکن جب خبر دیتا ہے تو اسکی تصرف کردہ صورت میں اطمینان اور تشفی کے پیدا کرنے سے عموماً عاجز ثابت ہوتا ہے اور اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ حقیقت کی قوت ناقابل تضعیف ہے اور اس سے بہت بلند تر ہے کہ تصرف کا ہاتھہ اسے نیچا کرسکے - سب سے زیادہ عجیب نمایش اس خبر رسانی کی وہ ہوتی ہے جب صریح متضاد خبریں یکے بعد دیگرے آنے لگتی ہیں ' اور معلوم ہوتا ہے کہ کسی بڑی زنجیر کی درمیانی کڑیاں بے ترتیبی کے ساتھہ نکال دی گئی ہیں ' اور بقیہ ٹکڑوں کو بغیر باہم ملائے اور جوڑے کے جلدی میں بھیجدیا ہے - اب وہ کسی طرح بھی باہم نہیں جڑ سکتیں !!

(حقیقۃ قاہرہ !)

تاہم حقیقت کا اظہار جلد یا بدیر ناگزیر ہے ' اور واقعات اپنی قوت میں اٹل اور اپنے اظہار میں نا قابل تسخیر ہیں - حوادث کے جلد جلد ورق الٹے اور دو ہفتہ کے اندر ہی اندر نقشۂ جنگ بالکل منقلب ہوگیا - درمیان کی کڑیاں چھوڑ دی گئی ہوں لیکن آخری سرا زیادہ عرصہ تک مخفی نہیں رہسکتا اور وہ سامنے آہی جاتا ہے -

اب بہت سے پردے اٹھہ چکے ہیں ' بہت سے اٹھنے والے ہیں ' اور عجب نہیں کہ علم صحیح کا افق اسقدر تاریک نہ رہے جیسا کہ ابتک رہچکا ہے - اگر تمام خبروں کو ترتیب و تدقیق کے ساتھہ سامنے رکھا جائے تو حقیقت بالکل منکشف ہوجاتی ہے ' اور اُن لوگوں پر تعجب ہوتا ہے جنھوں نے اپنی رائے کو خبروں کے نتائج کی جگہ مخض انکی تفسیر و توجیہ کرنے والوں کا اعلان و ادعاء کی تمام بالا خانیوں پر چھوڑ دیا ہے -

(جنگ بست روزہ)

ممکن ہے کہ بہت سے لوگوں کا یہ خیال نہ ہو ' مگر ہمارا یقین ہے کہ ہم نے پچھلے تین ہفتے ایک عظیم الشان جنگ " بست روزہ " کے عہد میں بسر کیے جسپر یورپ کا پہلا دور ختم ہوگیا ' اور اگر اس جنگ کو دو منزلوں میں تقسیم کردیا جائے تو اسکی پہلی اہم ترین منزل وہی تھی جو محاصرۂ لی یژ (یا لیج) سے شروع ہوئی ' اور جرمنی کے سرحد فرانس عبور کرنے پر ختم ہوگئی - اب صرف دوسری منزل باقی ہے جسکا معرکہ گاہ پیرس اور اسکے حوالی و اطراف کے استحکامات خمسہ ہونگے ' اور اسوقت (یکم ستمبر) کی آخری خبروں نے اسکے قریب ترین علائم کی اطلاع دیدی ہے !

اس عہد کی جنگ کیطرح اسکی ہر بات عجیب ہے - لڑنے والے انسان ہیں جو اب تک کسی بڑے سرحدی معرکہ کے انتظار میں بے چینی کی کروٹیں بدل رہے ہیں ' وہ اس تعلیم پر قانع ہوگئے ہیں جو انہیں دی جا رہی ہے ' اور جسمیں ایک ہفتہ سے زیادہ

کہا جا رہا ہے کہ " اب تک جو کچھہ ہوا ہے وہ کچھہ بھی نہیں ہے اور جو کچھہ ہونے والا ہے وہ اب ہوگا " لیکن یہ کیسی عجیب غلط فہمی ہے اور کسی عظیم الشان بے خبری ؟ وہ یقیناً تاریکی میں ہیں اور انہیں روشنی میں نکلنا چاہیے - وہ یقین کریں کہ جنگ اپنے نصف اہم سے گذر گئی ' اور نصف آخر درپیش ہے - اب اس جبر کے بے فائدہ انتظار کی جگہہ جو ہوچکی ہے ' انہیں چاہیے کہ اُس معرکہ کا انتظار کریں جو ہونے والا ہے " مابنظرون الا صیحۃ واحدۃ تاخذ هم وهم یخصمون ! (۳۶ : ۳۴)

(تماشہ گاہ جنگ)

ہم چاہتے ہیں کہ داستان کو کسی قدر ابتداسے شروع کریں تاکہ وہ تمام ترتیبات اچھی طرح واضح ہوجائیں جنسے ہم نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے -

سب سے پہلے ایک نظر یورپ کے نقشے پر ڈال لیجیے ' اور دیکھیے کہ فریقین جنگ کا جغرافیائی رشتہ کیا ہے ' اور جنگ کے خطوط کن کن مقامات سے شروع ہوتے ہیں ؟

آپکے مشرقی جانب روس کا عظیم الشان رقبہ پھیلا ہوا ہے - اسکے بعد ہی جرمنی ہے ' اور مغربی روس کی سرحدیں جرمنی کے حصۂ پر روشیا سے ' اور نیچے آکر جنوبی روس کی سرحدیں آسٹریا ہنگری سے ملگئی ہیں - روس و جرمنی شمال کی جانب بحر بالٹک سے متصل ہیں ' اور روس اپنے جنوبی نشیب میں بحر اسود پر آکر مقام اوڈیسہ میں ملگیا ہے -

جرمنی سے مغرب جانب فرانس ہے - جرمنی اور فرانس کی سرحد درمیان میں دو سو میل تک تو بالکل متصل ہے ' لیکن شمالی جانب ایک مثلث ٹکڑے کی شکل میں بلجیم حائل ہوگیا ہے ' اور جنوبی نشیب میں سوئٹزرلینڈ ہے -

بلجیم کا مثلث اسطرح حائل ہوا ہے کہ اسکا جنوبی کونا لکسمبرگ نامی ایک چھوٹی سی خود مختار ریاست سے متشکل ہوا ہے -

(خطوط و صفوف جنگ)

اعلان جنگ دو فریقوں میں ہوا - یعنے فرانس ' روس ' انگلستان اور دوسری طرف جرمنی اور آسٹریا - پس یہ پانچوں سلطنتیں اپنی اپنی سرحدوں سے ہجوم و دفاع کے خطوط پر بڑھیں -

جنگ کے متعلق رائے قائم کرنے کیلیے مقدم امر یہ ہے کہ ہر فریق جنگ کا خط جنگ اور منزل مقصود متعین کرلیا جائے - یعنے وہ فتح اور کامیابی کے معنی صرف یہ ہیں کہ اپنے خطوط پر قائم رہکر بیش قدر منزل مقصود تک رسائی حاصل کی جائے -

موجودہ جنگ رقبہ اور ممالک کی جنگ نہیں ہے ' کوئی وسیع زمین فریقین کے سامنے نہیں اور نہ محض کثرت مقتولین و شدت قتل و غارت کامیابی کا معیار ہوسکتا ہے - دونوں فریقوں کی سرحدیں ملی ہوئی ہیں ' اور زیادہ سے زیادہ تین چار سو میل کے اندر رہکر انہیں اپنی قسمتوں کا فیصلہ کرنا ہے - پس فتح و کامیابی کا اندازہ صرف اسی سے کیا جاسکتا ہے کہ ہر فریق کا مقصد سفر متعین کرکے دیکھا جائے کہ وہ کہاں تک اس سے قریب ہوا ہے ' اور کس قدر راستہ طے کرنے کیلیے باقی رہگیا ہے ؟

جرمنی کا خط جنگ اور منزل مقصود بالکل واضح ہوگیا ہے ' وہ اس سنہ ۱۹۱۴ میں بھی وہی ہے جو سنہ ۷۰ اور ۱۸۷۱ میں تھا - یعنے بخط مستقیم سرحد جرمنی سے نکلنا اور پیرس پر قابض ہوجانا -

اس مقصد کے حصول کیلیے جرمنی کے آگے متعدد راستے تھے - ایک راستہ یہ تھا کہ فرانس میں براہ راست اُس متصلہ سرحد سے داخل ہوجاے جو سوئٹزرلینڈ کے مجمع الثعور (کئی سرحدوں کے ملنے کی جگہ) سے لیکے لانگوے اور لکسم برگ تک چلی گئی ہے - (دیکھو نقشہ نمبر ۲) دوسرا یہ کہ سوئٹزرلینڈ ہوکر گذرے - تیسرا راستہ براہ بلجیم تھا - جرمنی نے اپنے تمام مصالح جغرافیائی و فوجی کو ملحوظ رکھکے (جنکی تفصیل پہلے ہوچکی ہے) آخری راستہ تجویز کیا جیسا کہ دس سال پہلے سے تجویز ہوچکی تھی، اور ۴ - اگست کو پانچ جرمن دستے بلجیم میں داخل ہوگئے -

فرانس نے بظاہر اپنے ایسے ہجوم اور دفاع کو در خط قرار دیے - ایک طرف تو حدود جرمنی میں میتز نامی جانب بڑھا، اور دوسری طرف بلجیم کے ساتھہ ملکر جرمنی کے ہجوم کو روکنا چاہا جو بلجیم کو مسخر کرکے پیرس کی طرف بڑھنا چاہتی تھی -

فرانس کا مقصد ہجوم اور حملے سے اسکے سوا اور کچھہ نہیں ہوسکتا تھا کہ جہانتک ممکن ہو جرمنی کے اندر بڑھتا جاے، اور اسطرح اسکے شمالی حملہ کی مشعولیت میں (جو براہ بلجیم ہے) خلل ڈالدے -

لیکن اسکی انتہائی طاقت کا اصلی میدان بلجیم تھا، اور یہاں پہونچکر اسکی منزل دفاع یہ تھی کہ جرمنی کو اول تو بلجیم کی تسخیر سے روکے، اور اگر روک نہ سکے تو کم از کم اپنی سرحد میں داخل نہ ہونے دے -

انگلستان نے فرانس کی حمایت کی اور جنگ کے میدان میں اترا - اسکا مقصد جنگ خشکی میں فرانس اور بلجیم کی حمایت تھا تاکہ جرمنی انپر قابض نہو اور فرانس میں داخل نہ ہوسکے، اور دریا میں بحر شمالی کے اندر تا تو جرمنی پر حملہ کرتا تا اسکے حملہ کا دفاع -

روس ایک طرف آسٹریا سے متصل ہے، دوسری طرف جرمنی سے - وہ دونوں طرف حملہ آور ہوا - جرمنی کی سرحد پر مشرقی پروشیا کی طرف سے، اور آسٹریا میں اسکے صوبہ گلیشیا کی جانب سے - روس نے اپنا خط جنگ یہ ظاہر کیا تھا کہ وہ مشرقی پروشیا میں بڑھتے ہوے اسکے صدر مقام " کونگز برگ " پر قابض ہوجائیگا، اور پھر براہ راست برلن (دار الحکومت جرمنی) تک بڑھتا ہوا چلا جائیگا - جس طرح جرمنی کی منزل مقصود پیرس ہے، ٹھیک اسی طرح روس کی منزل جنگ برلن قرار دینی چاہیے -

(سد سکندری)

اب جبکہ بلجیم کی قسمت کا درد انگیز فیصلہ ہوچکا ہے اور باستثناے انتورپ تمام خاک بلجیم جرمن سواروں کا جولانگاہ بن چکی ہے، ہم اسکے لیے بالکل طیار نہیں ہیں کہ بلجیم کی بے حسینی اور حقارت کے افسانے سنیں - ابھی ایک ہفتہ کی بات ہے کہ لی بر اور نامور کے قلعوں کے متعلق نہایت ادعاء اور غرور کے ساتھہ بیان کیا جاتا تھا کہ " تمام دنیا میں اول درجہ کے جنگی اور دفاعی استحکامات ہیں " اور علی الخصوص لی بر کے بارہ قلعے جو علاوہ اپنے عدیم النظیر استحکام و تحصن کے دریا، جنگل اور پہاڑوں کی طبیعی مشکلات سے بھی گھرے ہوے ہیں، اور ایک ایسے آہنیں اور ناممکن التسخیر دائرے میں پھیلے ہوے ہیں، جسے بڑھکر محکم دائرۂ دفاع نہ صرف یورپ، بلکہ تمام دنیا کی جنگی تعمیرات میں شاید ہی کوئی اور ہوگا -

لی بر کے بعد دوسرے درجہ پر بلجیم کا مستحکم ترین مقام نامور ہے جسکے نو قلعے تمام یورپ میں اپنی خصوصیات تحصین میں صرف المثل ہیں، بلکہ بعض ماہرین جنگ کی نظریں (قلعہ نامور سے بھی) اتنے لی بر سے بھی زیادہ دشوار گذار جگہ سمجھتی ہیں -

ان اسباب سے فرانس نے اپنی سب سے بڑی اولین کامیابی یہ سمجھی کہ بلجیم کو جرمنی کے مقابلہ کیلیے طیار کردیا جاے اور اسکے ناممکن التسخیر قلعے فرانس اور جرمنی کے درمیان سد سکندری کا کام دینے لگیں -

پس الائنز (بعنی حلفاء متحدۂ فرانس و انگلستان و روس) کے نصیب جنک یہ قرار دی (جیسا کہ ۳ - اگست سے لیکے اس وقت تک کی تار برقیوں اور علی الخصوص پریس بیورا کے یہ تصریح اظہارات رسمیہ سے واضح ہوتا ہے) کہ جرمن بلجیم کے استحکامات کے ثبات سے اس وقت تک روکی جاے، جب تک کہ فرانس اور انگلستان کی فوجیں بلجیم میں لڑنے بھڑنے کو پہنچ جائیں، اور وہ متحد ہوکر اگر جرمنی کو بڑھنے سے روک نہ سکیں تو اقلا سرحد فرانس تک تو نہ پہونچنے دیں -

اسکے بعد انکی نظریں روس کی طرف اُٹھیں، اور امید کا آفتاب مشرقی پروسیا کے اُفق پر طلوع ہوا - اسکی کرنیں جسقدر پھیلائی جاتی تھیں، اتنی ہی اس " جنگی حقیقت " کا زیادہ بلند آہنگی سے صور پھونکا جاتا تھا کہ " سٹیم رولر (روس) کو بہت دیر میں متحرک ہوتا ہے، مگر جب متحرک ہوتا ہے تو حریف کو اُسکے ہی طرح پریس ڈالتا ہے "

الائنز کے عامل رؤسا نے ساتھہ اس امید کو قبول کیا کہ وہ جرمنی کو بلجیم میں روک لینگے، اور اگر روک نہ سکے تو اقلا سرحد فرانس و بلجیم سے تو کھدیڑ کے نہ دینگے - اتنے عرصے میں " سٹیم رولر " اسیطرح متحرک ہوا روس سے گردش کرتا، اور کونگز برگ سے برلن تک کے خط کو پریس کر رکھدیگا !

اگر آپ روزانہ اخبارات پڑھتے رہے ہیں تو ۲۰ سے ۲۸ - اگست تک کی تاریخوں اور ان اسخراجات پر ایک نظر ڈال لیں جو انگریزی پریس اس عرصے میں کرتا رہا ہے -

(انقلاب)

لیکن یہی فرانس اور جرمنی کا میدان جنگ ہے جب سنہ ۷۱ میں ایک مدبر مدبر وزارت خانے نے اندر کہا گیا تھا :

" قلم کا بنایا ہوا نقشہ پھاڑ دو کیونکہ صفحۂ زمین پر تلوار کی نوک سے دوسرا نقشہ کھینچ دیا ہے "

اور قریب قریب یہی جملہ ہے جسے نومبر سنہ ۱۹۱۲ کی شام کو گلڈ ہال لندن میں مسٹر ایسکوتھہ نے دہرایا تھا جبکہ انہوں نے جنگ بلقان کے بعد پہلی تقریر کی تھی، اور قدم سلانیکا کی جنسے سنائی تھی : وتلک الایام نداولها بین الناس !

اور سچ کے وہ نقشے جو معرکۂ واٹرلو کے بعد سے اس وقت تک عہد پر بنائے گئے، ابھی بالکل پارہ پارہ نہیں ہوے ہیں کہ بیکار ضرور ہوگئے ہیں، لیکن اسمیں شبہہ نہیں کہ ارادوں اور امیدوں کے جو نقشے اندے نے قلم سے یقین کے صفحوں پر کھینچے گئے تھے، بالآخر ایک ہفتے کے حوادث سم بعد اور انقلابات معیرہ نے انہیں بالکل تکڑے تکڑے کردیا، اور حریف قاہرے کی برسے نکلکر، برسلز سے بڑھکر، نامور کو لیکر، اور سرحد فرانس کو عبور کرکے کہا، " سچا نقشہ وہی ہے جو قدم قدم سواروں کی اڑائی ہوئی گرد کی چادر کے نیچے خمیاب تلوار کی نوک سے کھینچا جاے " اللهم مالك الملك

توتی الملك من تشاء وتنزع الملك ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدك الخیر انك علی کل شی قدیر !

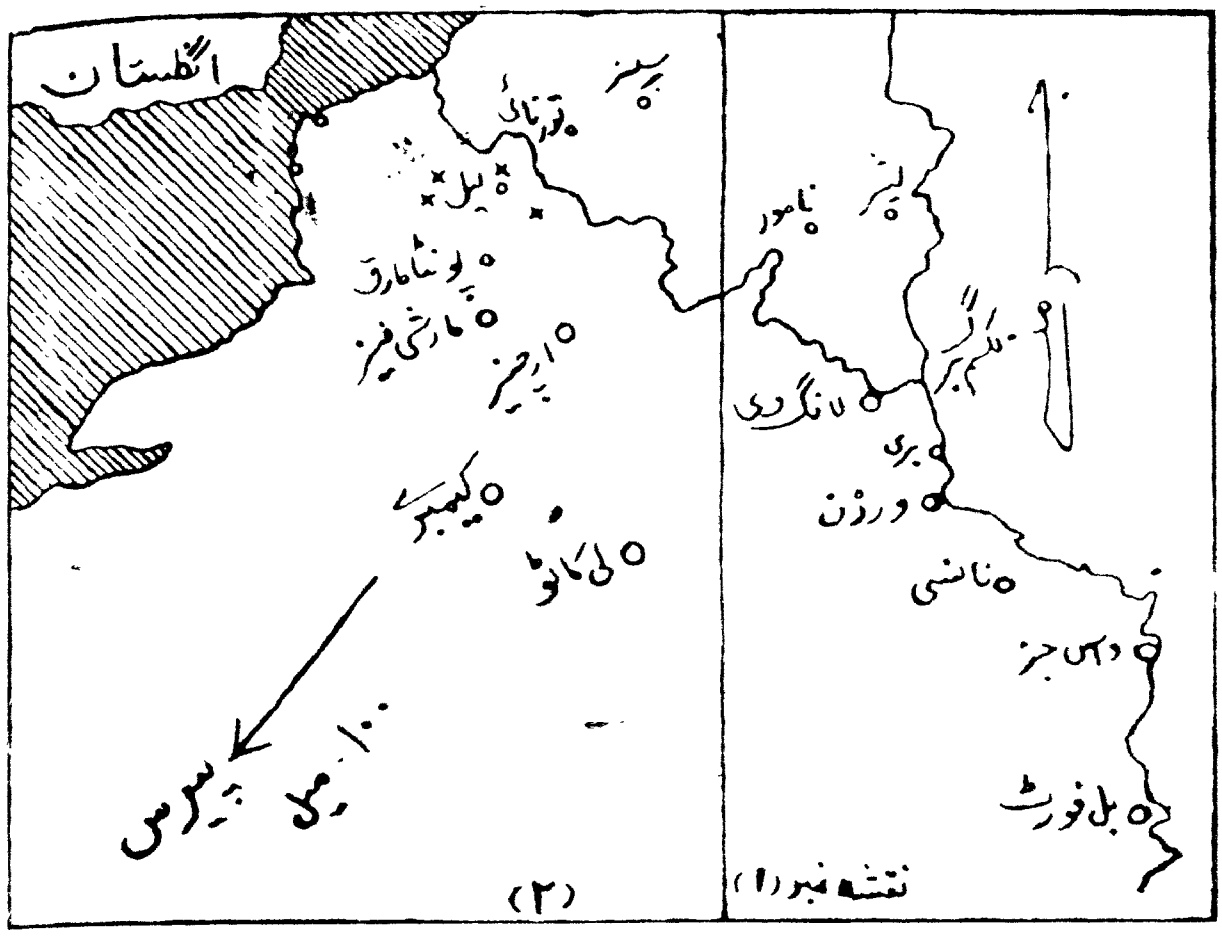

نقشہ نمبر (۲) میں جرمنی کا داخلہ راصم کیا ہے جو معا
شروع ہوکر کیمبرے سے آگے تک ختم کردیگی ہے ' اور اس نقشہ
تارے راصم ہوا ہے کہ امینس سے ۴۰ میل ادھر جنگ ہو
امینس کیمبرے سے بہت آگے ہے - پس پیرس اب ۹۰ میل سے زیادہ
نقشہ نمبر (۱) میں صرف جرمنی اور فرانس کی سرحد دکھا
بل ورٹ سے لانگوے تک ۲۰۰ میل میں ختم ہوتی ہے - یہ
فرانس کے استحکامات سے معمور ہے

معاصـــرہ پیرس کے قریبـــی آثار !

اور اعادۂ سنہ ۱۸۷۱ !!

جرمن فوج کی بڑے قلعوں کو اپنی دھنی جانب چھوڑ کی
ہوئی بڑھی ' لیکن اس نے اپنے عقب کو محفوظ چھوڑ دینا پسند
نہ کیا اور کی بڑھا معاصرہ کر لیا - اس اثنا میں بار بار یہ بیان دلایا گیا
کہ یہ بہت ہی دشوار گذار منزل ہے ' اور اس سے پہلے کہا گیا کہ دریائے
مے یور جرمنی کیلیے مزید مشکلات پیدا کریگا ' لیکن جرمن فوج نے
مے بور کو بمقام ایسدن عبور کرلیا اور دو دنوں میں منسم ہوکر
ایک جنوب مغرب کو سیدھا فرانسیسی سرحد لانگوے کی طرف
بڑھا - دوسرا کسی قدر شمال کی طرف ہوتے ہوئے باهمدگر
ایک دوسرے کو تقویت پہنچاتے رہے -

آفیشل پریس بیورا (سرکاری مخبر رسانی) نے اس
اصول کو معلوم کرکے ہمارے ناظرین کی تفسیر کو اپنے لئے عمدہ طریقہ
قرار دے لیا ہے کہ وہ ایک انشا پرداز مگر بیحد اختصار پسند واقعہ
نویس کی طرح واقعہ کی مختلف اہم منزلوں کو دیتا رہے
مگر درمیان کی ظاہر اور قرائن سے معلوم ہو جانے والی جزئیات کو
یک قلم ترک کر دیتا ہے تاکہ پڑھنے والوں کے دماغ کو بھی کسی
قدر کاوش کا موقعہ ملے ' اور اسطرح سب کچھ خود ہی بیان
مخاطب و عزیز فکر کی لذت سے محروم نہ ہونے پائے '

یہ اصول بلجیم کی تسخیر سے لیکر سرحد فرانس کے عبور تک ہر
جگہ پیش آیا ہے - چنانچہ پہلے تو مدتہ تک برابر معلوم ہوتا رہا کہ
بلجیئن کا دفاع " تاریخ میں یادگار رہنے والا واقعہ " ہے - لیکن اسکے
بعد ہی ۱۸ اگست کی صبح کو یکایک ایک تار آیا

" کی ابر کی حالت کیا ہے ؟ اسکی نسبت کچھ نہیں کہا
جا سکتا - البتہ نامور جو سے ایر سے زیادہ مستحکم ہے ' اسے لینا
ابھی جرمنی کے لیے باقی ہے " !!

اس تار میں کوئے بڑی تسخیر کی خبر نہیں دی گئی لیکن
کمال انشا پردازانہ بلاغت کے ساتھ نامور کے لیے پر زور دید
دینا تو بتلا دیا گیا کہ اب آگے کیا تسخیر کی سمجھنا
چاہئے ؟

چنانچہ ہم نے اس خبر کی بلاغت شناسی میں ایک لمحہ
بھی دیر نہ کی اور یہی سمجھا کہ لیز محفوظ ہوچکا ہے اور
اب مراد امید صرف نامور ہے !

یہ صبح کا تار تھا - لیکن شام کو بغیر کسی تمہید کے یکایک
دوسرا تار پہنچا

" شاہ بلجیم نے مع افواج و خاندان اپنا دارالحکومت (برسلز)
چھوڑ دیا "

دونوں واقعوں کے درمیان میں اتنا حصہ اصول بلاغت کی بنا پر
چھوڑ دیا گیا تھا کہ " جرمن کیولری سے فارغ ہوکر آگے بڑھے اور
دریائے میوز پر قابض ہوگئے " لیکن ہم ریجھر کی درمیانی لڑائیوں
کو خود جبورٹ رکھتے ہیں

اس اثنا میں فرانس اور انگلستان کی فوج بھی بلجیم میں
پہنچ گئی اور جنرل فرانچ اور جنرل روبرے کی متحدہ قوت -
ایک وسیع خط مقابلہ قائم کیا جو ہلے ہلے سرحد فرانس و بلجیم -
پہنچ آگیا اور بالآخر خبر دی گئی کہ اب متحدہ فوج مقام لیل سے
شروع ہوکر اور والنسی سے اور مونبرگ سے گذر کر میوبرس تک ایک
خط دفاع قائم کئی ہے (دیکھو نقشہ نمبر ۳ لیل سے پیچھے خط سرحد
کے مقامات میں)

یہاں ہم کو تاریخ فلسفہ جنگ بدون لئے بغیر آگے نہیں بڑھ
سکتے کہ اسکل کی جنگوں کے لٹریچر میں "پیچھے ہٹنے" "دشمن
کے قابض ہوجانے" اور بعض اوقات " شہروں کے نکل جانے "
کی تعبیر دائمی اور بڑے سنگین طور پر ہمیشہ "جنگی مصلحت"
کے ساتھ اور لفظ سے کی جاتی ہے ' کہ دنیا بدقسمتی سے کچھ نہ
سمجھتی ہو !!

اسکے بعد حسب عادت ہمیں یہ نہیں بتلایا گیا کہ جرمن فوج
نے فرانس کی سرحد عبور کی لیکن یکایک ۲۹ [illegible]
صاعقہ تعبیر بیکبر یہ خبر موش افگن آمد و فیاضات ہوئی ہے

" اس وقت تک جرمن سپاہیوں نے سیلاب کی طرح [illegible]
میں اپنی معلوم ہوتا - انکا محافظ ہراول پونتا موسن -
مارشیئنہ میں ہے یہ سیلاب فریچ سپاہ - خطوط اور توپ خانہ
ہوا ' اور ارشیر تک پہنچ گیا "

اور افسوس ہے کہ اس تار کے اس نقشہ [illegible]

ردیا جو ارادوں اور امیدوں کے بڑے رئوق کے ساتھ دیا گیا تھا : فقد سبق السیف العزل :

" معرکۂ عظیمۂ منتظرہ سرحد کا آخری میدان تھا اسکے بعد کسی دوسرے سرحدی معرکے کا انتظار باقی نہ رہا جسکی ہمیشہ امید دلائی جا رہی تھی ۔

لیکن قبل اسکے کہ متحدہ فوج کے مزید تھہرنے کی خبر آئے' نامور بے تسخیر کی خبر آگئی (جسکا لیدا بلجیم کی زبان میں " ابھی باقی تھا " اور جو " لے یثر سے زیادہ مستحکم ہے ") اور اسکے ساتھ ہی شاہی روانے کا وہ معرکۂ عظیم پیش آیا جو ہمارے عقیدے میں متحدہ فوج اور جرمنی کے اس منتظر اور قریب الوقوع سرحدی معرکۂ عظمیٰ کا پہلا ٹکرہ تھا جسکا دنیا انتظار کر رہی تھی اور جو تالاخم دن کے بعد اس درجہ وسیع ہوا کہ اس نے فرانس کی سرحدی جنگ کا فیصلہ کر کے جنگ یورپ کا پہلا دست رورہ تمام خاتمہ کردیا !

اسی معرکہ میں پہلی مرتبہ ہمارے سامنے انگریزی فوج کے تفصیلات اور شمار و اعداد کی صورت میں پیش کیا گیا ہے اور اعتراف کیا گیا ہے کہ دو ہزار سے زائد کا نقصان ہوا

اب آپ نقشہ نمبر ۲ پر دیکھئے پیرنا مروف ' مانشی اور اطراف یا ارسیز تقریباً پچاس ساٹھ میل سرحد فرانس کے اندر ہیں پس اس تاریخ فیصلۂ جنگ کرنے والے اتحادی اور روسی دستہ جسے روس کے زمین پر قابض ہونے کی امید دلائی گئی تھی ' اور سکندر معظم ہٹلر جرمنی سرحد فرانس کو عبور کرنے پچاس میل آگے بڑھ آئی ہے اور پیرس سے صرف سوا سو میل کے فاصلے پر ہے !

اسی کے ساتھ " ایمبرے " کے دوسرے معرکۂ عظیم کی خبر آئی جو ارجنز کے بعد واقع ہے ' اور جس سے پیرس کا فاصلہ صرف ستر سو میل رہجاتا ہے ۔ حسب اعلان اول تھمبر یہ معرکہ تین چار دن تک متصل جاری رہا ' اور " انگریزی فوج کا ۵ سے ۶ ہوا تک نقصان ہوا "

(مزید پیش قدمی)

تاخت کا رشتہ پھیلتا جاتا ' اور امیدوں اور قیاسوں کا دائرہ کل ہوتا ہے ۔ " ایمبرے " فرانسیسی سرحد میں ایک مستحکم مقام ہے ' لیکن جرمنی کی پیش قدمی کے نئے طلوع آفتاب کے ساتھ ایک نئے اقدام کی خبر دے رہی ہے اور یہ بھی ہمارا حال ہے کہ تفصیلیں اور فن نہیں رکھتے ۔ نہیں کہہ سکتا کہ اصلیت کیا ہے ' اس قدر زیادہ سریع السیر اور انقلاب انگیز ہوگئی ؟ ایمبرے سے شمال کی طرف تقریباً ۲۵ میل آگے پیرانے ایک مقام ہے ' جو فرانسیسی فرانسیسی اسٹیشنوں سے ۴۰ میل ادھر ہے ۔

۲۱ کی تار سرخی ہے کہ پاپائے میں جرمن اور متحدہ کے درمیان ایک جنگ کی اطلاع ملی ہے ۔ اس سے صاف واضح ہے کہ جرمنی اسٹیشنوں سے ۲۵ - میل اور آگے بڑھ آئی ہے !

افسوس کہ پہلی ستمبر کو اس سے بھی آگے جرمنی نے بڑھ آنے کی خبر دی تھی ' یعنی " جرمن فوج دریائے سوامے پر کسی قدر بڑھ آئی ہے "

دریائے سوامے فرانس کے اندر سے گذرتا ہے اسکا ابتدائی دہانہ شرق سے شروع ہوتا ہے اور " امیئس " سے گذر کر بعد شمال میں جاتا ہے ۔

اس خبر سے واضح ہوتا ہے کہ جرمنی پاپائے سے بھی آگے بڑھ آئی ' اب پیرس سے صرف ۸۰ یا ۹۰ میل دور ہے ۔

(معاصرۂ پیرس)

اسی تاریخ کو اس امر کا بھی صاف یقین دلایا گیا کہ فرانس نے پیرس میں محصور ہونے کی طیاری شروع کردی ہے ۔ کیونکہ " پیرس کے اطراف کے ہوارہ مکانات اسلیے گرادیے گئے ہیں تاکہ پیرس کی توپیں دشمن پر گولہ باری کرسکیں " آج اسی وقت جبکہ ہم یہ سطریں لکھ رہے ہیں' دوسری خبر آئی ہے ۔

" پیرس کے اس کیمپ میں جو خندقوں سے گھرا ہے' مدافعت کے سامان مکمل ہوگئے " یعنی پیرس کا معاصرہ بالکل متوقع اور قریب تر ہے اور اب دریائے سوامے سے پیرس تک جرمنی لیلیے اور کوئی مانع قوی باقی نہ رہا ہے !

(روس اور جرمنی)

اب آیئے دیکھیں ' امیدوں کا وہ آفتاب جو ٹھیک مشرق سے نکلا اور مشرقی پروشیا ہی پر طلوع ہوا ' اسی پھیلائی ہوئی روشنی کا کیا حال ہے ؟ اور وہ حکومت جسکی سلطنت میں کبھی آفتاب نہیں ڈوبتا ' اسکے متعلق ہمیں کیا معلومات بعشتی ہے ؟ ہمارا مقصد روس سے ہے ۔ جبکہ جرمنی پیرس کے سامنے آگیا ہے تو اس حملے کا کیا حال ہے جس کا " اسٹیم رولر " اتنی وسیع مدت کی مہلت پاکر اچھی طرح متحرک ہوگیا تھا' اور جسکی نسبت ہمارے سنجیدہ بحث معاصر (اسٹیٹسمین) کی رائے تھی کہ " وہ فرانس کے ساتھ ملکر جرمنی اور آسٹریا کی پائوں کی طرح پیس ڈالیگا ؟" جنگ کی صورت متحدہ افواج کی نسبت سمجھی جاتی تھی کہ وہ بلجیم میں جرمنی کو روکیں گی تاآنکہ روس جرمنی میں بڑھتا ہوا دور نکل جالیگا اور برلن کو دہلا جرمنی کی فوت مدافعت ہلادیگا

اس امید کی تائید وہ مسلسل خبریں تھیں جن میں بیان کیا گیا تھا کہ روس مشرقی پروشیا میں کونگز برگ تک آگیا ہے اور اسکا محاصرہ کرلیا ہے

اگر روس کونگز برگ کو فتح بھی کرلیتا ۔ جب بھی وہاں سے برلن کی سو میل کی مسافت پر تھا ' حالانکہ جرمنی پیرس سے ایک سو میل کے اندر آگیا ہے ۔ لیکن افسوس کہ ایسا بھی نہ ہوا روسی متحمدیوں کے اعلانات مذہب کے تحت ہجوم و ہجوم میں ہمیں نظر آیا کہ مشرقی پروشیا کی طرف حملے والا آفتاب اب زیادہ دیر تک نہیں حملہ سکیگا ۔

چنانچہ پہلی ستمبر کا تار ہے : " روس نے اپنا نقشہ بدل دیا اور کونگز برگ کو چھوڑ دیا اب وہ مشرقی پروشیا کی جگہ پر اپنی سپون حملہ کریگا " انا للہ ۔ انا الیہ راجعون ۔ اس سے واضح ہوا کہ روس نے جو خط حملہ اپنا مقرر کیا تھا ' اسپر اس وقت تک قدم نہیں بڑھایا ' اور وہ اب ارسر نو جرمنی میں ایک نیا خط حملہ بڑھنا شروع کریگا جسکا نہیں معلوم کیا حسن ہو

(جنگ کا پہلا باب اور حوادث کا فیصلہ)

اس تمام تفصیلی بحث سے جو نتائج صریحہ نکلتے ہیں ' قارئین کرام خود غور فرمائیں :

(۱) سب سے پہلی چیز جو ہے وہ ہر فریق نے اپنے لیئے جو خط جنگ اور مدلل مقصود قرار دیا تھا ' اسکی طرف بڑھنے کا اسے کس قدر موقعہ ملا ؟

(۲) جرمنی کا خط جنگ یہ تھا کہ بلجیم سے گذرے سرحد فرانس کو عبور کرے ' اور پیرس پر قبضہ کرنے اپنا مقصد قرار دے ۔ فرانس اور انگلستان و بلجیم کی متحدہ فوج اسے بلجیم میں روکنا چاہتی تھی تاکہ وہ پیرس کی طرف نہ بڑھسکے ۔ روس مشرقی پروشیا سے برلن کی طرف بڑھنا چاہتا تھا ۔ تاکہ قبل اسکے کہ جرمنی کامیاب ہو آئے بد حواس کردے ۔

اب دیکھیے کہ نتائج کا فیصلہ کیا ہے ؟ جرمنی نے بلجیم کو فتح کرلیا اور سرحد عبور کرکے پیرس کی طرف پوری سرعت سے بڑھ رہی ہے - متحدہ افواج افسوس ہے کہ اسے نہ روک سکیں -

وہ اس وقت ہمارے اطلاع میں پیرس سے ۸۰ یا زیادہ سے زیادہ ۹۰ میل کے فاصلے پر ہے -

روس نے جو خط جنگ مقرر کیا تھا اسمیں بالکل ناکام رہا اور اُسے چھوڑ دیا - برلن تک پہنچنا ایک طرف' وہ اتنک کچھ بھی نہیں کرسکا ہے -

یہی فیصلہ ہے جو جنگ کی پہلی منزل کو ختم کردیتا ہے- جرمنی کیلیے زیادہ سے زیادہ تین منزلیں تھیں : تسخیر بلجیم' عبور سرحد' اور فتح پیرس' چنانچہ دو منزلیں اس نے طے کرلی ہیں - ایک باقی ہے- پس جنگ کا پہلا باب ختم ہوگیا -

یہ کہنا کہ " جرمنی کا پروگرام یہ تھا کہ ۳ اگست کو سرحد فرانس عبور کرلیگی ' اور یہ پروگرام ایک فیدی کے جیب سے نکلا " ایک ایسا استدلال ہے' جسے کوئی عقلمند تسلیم نہیں کرسکتا - کون کہسکتا ہے کہ جرمنی نے کتنا زمانہ اپنے خط جنگ کے اختتام کیلیے قرار دیا تھا ؟ سچ یہ ہے کہ بحالت موجودہ یہ فیصلہ بالکل نہیں کیا جاسکتا کہ جو وقت اسے اپنی دو منزلوں کے طے کرنے میں لگا ہے یہ اسکے اندازہ سے زیادہ تھا یا کم ؟ و لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا !

روس اور جرمنی بالٹک میں

اس نقشے سے یہ واضح ہوگا کہ جرمنی نے روس کی تمام بحری طاقت اور کسی طرح بیکار کردیا ؟

۳ - اگست کو جرمنی جہازوں نے بالٹک میں بڑھکر روسی قوی کو خلیج فنلینڈ کے طرف دھکیل دیا اور جزائر ابالینڈ پر قبضہ کرلیا جو ٹھیک خلیج فنلینڈ کے دہانے پر واقع ہیں - اور اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ سینٹ پیٹرز برگ سے کوئی جہاز بالٹک میں نہیں نکل سکتا کیونکہ اسکا دہانہ جرمن جہازوں کی زد میں آگیا ہے -

نقشہ میں دھنی جانب سینٹ پیٹرز برگ ہے اور دہانہ خلیج کے مجازی جزائر ہیں -

بحر شمالی

نہر کیل

نقاط حربیہ فنیہ

بلجیم میں اسوقت فیصلہ کن واقعات جنگ کی شکل میں ظاہر ہو رہے ہیں' بلکہ ہوچکے -

ہمیشہ یہہ خیال کیا گیا ہے کہ جب کبھی جرمنی معرکہ شروع کریگا تو اسکے لیے وقت کا سوال سب سے زیادہ اہم ہوگا - کیونکہ اسے فرانس کو صرف شکست ہی نہیں' بلکہ جلد شکست دینا ہے ' تاکہ اپنی مشرقی سرحد پر روسی فوج کے دباؤ کے سنبھل ہونے سے پہلے وہ بلجیم اور فرانس کی فوجوں سے فارغ ہوجائے -

فرانس کو جلد شکست دینے ہی کے لیے اسوقت جرمنی نے بلجیم کی نا طرفداری کو توڑ ڈالا ہے ' اور لیج اور نامور کے قلعے جن سے دریائے می یوز کی وادی مستور ہو رہی ہے ' سرفروشانہ کوششیں کرکے مسخر کرلیے ہیں -

لیکن جب کہ جنگ کے رفتار کی حالت اسقدر نازک ہورہی ہے' تو قدرتا ہر شخص کی نگاہیں بحر شمالی کی طرف اٹھتی ہیں' جہاں اسوقت انگریزی اور جرمن بیڑے باہم برسر مقابلہ ہیں -

جرمنی کی نمایاں طبیعی کمزوری یہ ہے کہ وہ ساحل سمندر پر بہت تو دور تک ہے مگر اسکے پاس عمدہ بندرگاہ ایک بھی نہیں - بحر شمالی میں صرف دو قدرتی بندرگاہ ہیں' اور دوسرے بندرگاہ مثلا ہیمبرگ ' ایلی' برمن' دریائے ویزر پر واقع ہیں یہ بندرگاہ بجاوری ہیں اور انگلستان کے اصلی بندرگاہوں یعنی لندن اور لورپول کی طرح سطح دریا میں اچھی بلندی پر واقع ہیں -

اگرچہ یہ بندرگاہ تجارتی حیثیت سے ہیں' مگر ان میں ہیمبرگ کا بندرگاہ فن جنگ کی حیثیت سے بہت زیادہ اہم ہے - یہاں دنیوم ' ڈاکس' اور دوسرے سامانوں نے جہاز سازی کے کارخانے اور تعمیر ہوتے رہتے ہیں' جو موجودہ جنگ کے پہلے جنگ کے زمانے میں نہایت قلیل اہمیت رکھتے تھے - کیل کے نہر کیل کے باوجود بحر شمالی تنگ ہوتے "نہر ایلب" تک ہے جو دہانہ ایلب ہیوبرس سے ۱۸ میل کے فاصلہ پر ہے ایلب اس دہانہ تک اسقدر سرعت کے ساتھہ تنگ ہوتی چلی آتی ہے' جہاز رانی کے قابل ابتدا اسقدر تنگ کے وہ مخالف بیڑے کے لیے یہاں آنا ممکن ہی نہیں - بظاہر تو یہاں مدافعت کے لیے صرف توپیں نظر آتی ہیں جو کنارے کی گاڑیوں پر رکھی ہوئی ہیں' مگر دقیقاً اسکے اندر بڑی بڑی سرنگیں ہونگی - بحر شمال میں جرمن بیڑے کی پالیگاہ صرف ایک ہی جگہ " ولی ہلدم شیوین " نامی ہے - جب یہ مقام اولڈنبرگ کی ریاست سے سنہ ۱۸۵۲ ع میں لیا گیا تھا' تو اسوقت پروشین گورنمنٹ نے اپنی بحری طاقت کا سنگ بنیاد رکھنا شروع کردیا تھا - مگر یہ کام نہایت مشکل اور بے انتہا صرف کا تھا ' کیونکہ خلیج کی کنارے پر قدرتی مواقع حاصل نہ تھے -

سنہ ۱۸۶۴ع میں جب ڈنمارک سے جنگ ہوئی اور نہر حاصل کی گئی ' تو اسکی وجہ سے " ولی ہلدم شیوین " پیچھے پڑگئی - کیل رہتے سے گہرا ہو ایک ایسا بندرگاہ ہے' جس سے خوبصورتی اور طاقت میں بڑھکے اور دوسرا بندرگاہ نہ ہوگا - یہ ایک بہت ہی گہری کھاڑی ہے - اسکے ساتھہ ہی ایک تنگ آبدارے ہے جسمیں جنگ کے وقت

ہاں ہو کے بھی جرات کوئی بیڑا نہیں کرسکتا - اسے تعمیر اور مرمت
ہوں قسم کی سہولتیں بکثرت حاصل ہیں' کیونکہ اسکے پاس " رواللہ
ک مارگ " اور کیپٹی کا " جرمانیا یارد " ہے ' جو اپنے پیچھے
"اسپیس" کے تمام سر چشمے رکھتا ہے -

ڈیبز کے لینے ہی جرمن گورنمنٹ نے نہر کیل کی تیاری
شروع کردی - نہر کیل " ہوالفیدا " سے شروع ہوتی ہے' اور خلیج
کیل میں سے "برنس بیٹل" تک چلی جاتی ہے جو " ایلب" پر واقع
ہے - یہ مسافت کوئی ۶۰ میل کی ہے - اس نہر نے بحیرہ بالٹک اور
بحر شمالی کا تعلق نہایت قریب کردیا ہے' اور اب جرمن بیڑا ۶۰
گھنٹے کے لیکے ۲۴ گھنٹے کے اندر اندر ایک سمندر سے دوسرے سمندر
میں پوری آسانی کے ساتھ چلا جاسکتا ہے !

جس زمانے میں روس کے بحیرہ بالٹک کے بیڑے کی وجہ
سے جرمنی کی بحری حالت میں تغیرات ہورہے تھے ' اسوقت
جرمن بحری قوی کا صدر مقام نہر کیل ہی تھا -

اسکا بیڑا بڑی بڑی نرگوں کو پیچھے رکھکے (جنکے پہلو نہ پہلو
حفاظت کیلیے خشکی پر آرمی کور موجود رہتے تھے) چاہے بحیرہ
بالٹک پر ٹوٹ پڑتا اور
چاہے بحر شمالی میں
گھس آتا - جرمن بیڑے
کی دلپسند جولانگاہ تو
بحیرہ بالٹک تھا مگر
اس کے ایل سے گزرنے
کی مسلسل مشق کی -
بہترین رائف کار دیکھنے
والوں کا تخمینہ تھا کہ
اگر جرمن بیڑہ زمانہ
جنگ کی سرعت اور
تعداد کا خیال کیے بغیر
کوچ کرے تو ۲۴ گھنٹے میں
ایک سمندر سے دوسرے
سمندر میں جا سکتا ہے !

لیکن ادھر جنگ روس
اور جاپان میں روسی
بیڑے کی بربادی اور ادھر
جرمنی کے بحری حوصلوں
کی ترقی نے جرمنی کی بحری نرگوں کا رخ بدلدیا اور " ولی
ہلم شیورین" میں عظیم الشان تعمیرات کا سلسلہ شروع ہوگیا - یہاں
تک کہ وہ اس قابل ہوگیا کہ بالائی سمندر کے پورے جرمن بیڑے کو
اپنے یہاں جگہ دیسکے -

نہر کیل اور زیادہ گہری کی گئی تاکہ موجودہ عہد کا بڑے سے
بڑا جہاز اس سے گذر سکے - مزید لوک (پانی جمع کرنے کی احاطے)
خلیج کیل میں بمقام " ہوال تیما " اور " برنس بیٹل " بنائے
گئے ' تاکہ ان جہازوں کے کاموں میں سہولت ہو -

ان آبی احاطوں کے متعلق ایک امر قابل ذکر ہے - ہوال تیما میں
گو بھاٹا بہت زیادہ نہیں ہوتا' اسلیے یہاں ان احاطوں کا کام صرف یہ ہے
کہ نہر کو طوفان سے محفوظ رکھیں لیکن اگر یہ نہ بھی ہو جائیں
تب بھی چنداں نقصان نہیں ہوگا - البتہ برنس بیٹل میں تموج
بطم برپا رہتا ہے' اور وہاں نہر کے تمام کاموں کے لیے ان احاطوں کا
ہونا نہایت ضروری ہے -

نہر کیل کی توسیع اور لوک کی تعمیر سے پہلے ہی بالائی سمندر کے
جرمن بیڑے کا صدر مقام نہر کیل کی جگہ ول ہیلم شیوہن قرار پاگیا
تھا' اسکے خونفشاں بیڑہ جنگ کا سرا روس کی طرف سے انگلستان کی
طرف پھیر دیا گیا - حیرت انگیز تعمیری طاقت بہت سے بیٹل
شپ جہازوں کو ہمہ وجوہ تیار رکھنے لگی اور تعداد بڑھادی گئی - ول ہیلم
شیورین کی حفاظت اسطرح کی گئی کہ ایلبی سے جیڈ تک کے راستے کی
مزید حفاظت کے لیے مقام ورہم پر قلعہ بند کر کے ایک تارپیڈو
اسٹیشن بنادیا گیا - ارھیلی گولینڈ جو ایک بحری سنتری اور
تار پیڈو کا ڈپو ہے' اسکی اہمیت اور بڑھی دیگئی - اس انتظام
میں صرف ایک شے کی کمی تھی' یعنی یہ کہ ایلبی ایک نہر کے
ذریعہ جیڈ سے ملادیا جاتا - چنانچہ اسکی تجویز کی گئی تھی مگر
بعض اور اہم کاموں کی وجہ سے ملتوی رہی - بورنم کی ترمی نے
اسکی ضرورت کو بھی کم کردیا تھا -

اس تشریح کو جب آپ نقشہ کے ساتھ ملائے پڑھینگے تو جرمن
بیڑے کا جنگی پوزیشن بالکل واضح ہوجائیگا - اسکی بنیاد " ول
ہیلم شیورن" پر ہے جو حملہ کے خوف سے بالکل آزاد ہے - ہیلی گولینڈ
تارپیڈو کشتیوں کا ایک
جال ہے جہاں سے صرف
جرمانی ہی گذر سکتا ہے -
" ہیلی گولینڈ " اور
" ول ہیلم شیورین" دونوں
میں حفاظت کی قلعہ
بندیاں کی گئیں اور ہر وہ
چھوٹی بڑی تدبیر کی
گئی جو ایک جنگی
ذہن سوچسکتا ہے
جسنڈر تارپیڈو اور زیر اب
کشتیاں یہاں ہیں ' انکے
بعد دھن میں نہیں
آتا کہ کوئی بٹیل شپ
جہاز ان دفاعی انتظامات
کے علی الرغم یہاں آنے کی
کوشش کریگا -

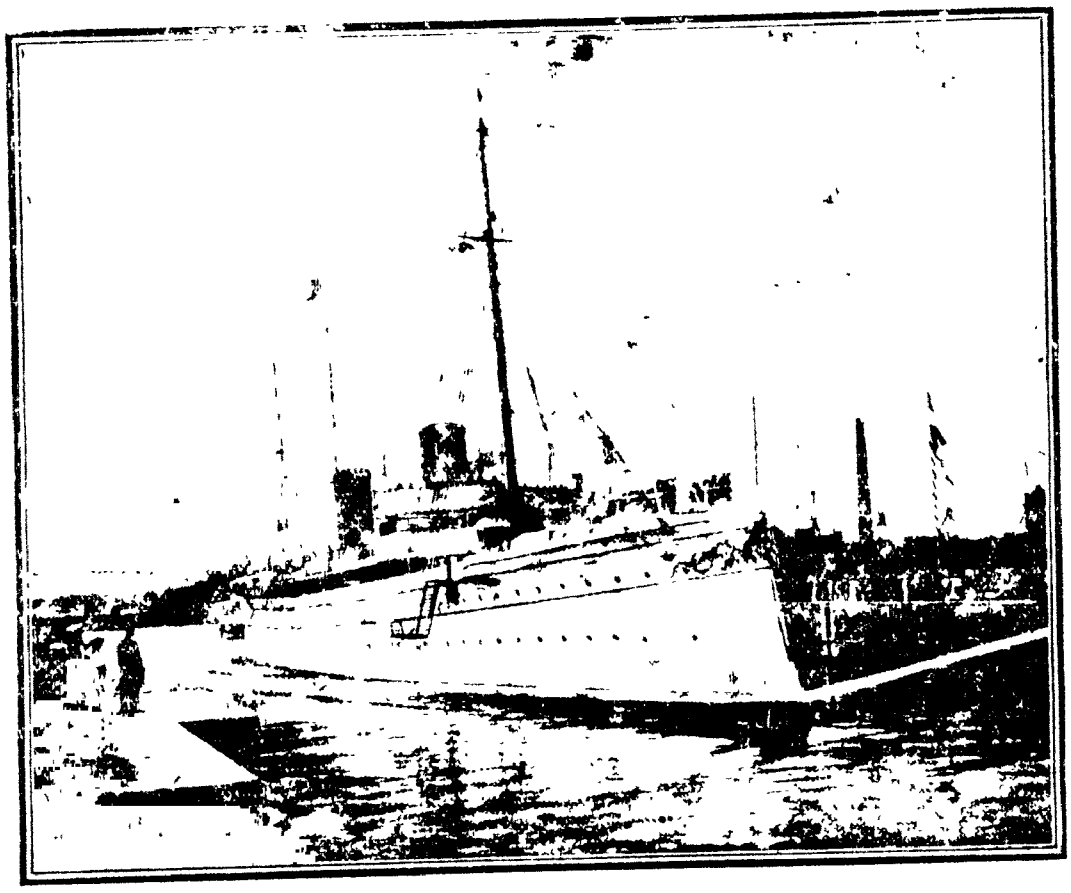

نہر سوئز کے بعد دنیا کی دوسری عظیم الشان صناعی نہر: کیل کا ایک منظر!
بائیں جانب خود قیصر جرمنی مع شاہی اسٹاف کے کھڑا ہے !

جرمنی چاہے تو اپنے
بیڑے کو داخلی خطوط
کے برابر برابر بحر بالٹک تک بھی بھیج سکتا ہے - یہ مسافت صرف
۸۰ میل کی ہے - نہر کیل اسطرح بنالی گئی ہے کہ جنگ کے زمانہ
میں جہاز اسمیں نہایت سرعت کے ساتھ گذر سکتے ہیں - پورا
جرمن بیڑا ڈیڑھ دن میں بحر شمال سے بحیرہ بالٹک میں
آجا سکتا ہے -

جرمنی اور انگلستان میں بحری جنگ اسلحہ کا ایک نیا اور
ابھی آزمودہ میدان ہے - لیکن تاہم یقین کیا جاسکتا ہے کہ اگر
جرمن بیڑا عام مقابلہ کے خطرہ میں نہیں پڑنا چاہتا تو اس سے
کوئی کام نہیں لیا جاسکتا اس صورت میں کیا جائیگا کہ جسطرح
جنگ نپولین میں فرانسیسی بیڑے کی تاک بندی کردی گئی تھی' اسی
طرح جرمن بیڑے کی بھی تاک بندی کرلی جائیگی - اگرچہ ایسا کرنا
ممکن ضرور ہے' مگر موجودہ زمانہ میں آلات دفاع کی ترقی سے خود
تاک بند بیڑے کے خطرات بھی بڑھگئے ہیں -

جنگ نپولین میں انگریزی امیر البحر نلسن اپنے جہازوں کو
فرانسیسی بندرگاہوں سے تین میل کے اندر لیجاسکا لیکن آج یہ ممکن نہیں

آج سرنگون اور تار پیدو اور زیر آب کشتیوں کے طویل سلسلوں کی وجہ سے ناکہ بند بیڑا خود ہی سخت خطرہ میں مبتلا ہوجاتا ہے -

جاپانیوں کے بثیل شپوں کا ایک ثلث حصہ محض ان سرنگون کی وجہ سے ضائع ہوگیا تھا' جو پورٹ آرتھر کے باہر لگی ہوئی تھیں -

غرض بہ نسبت نیلسن کے زمانے کے آج ناکہ بندی بہت مشکل ہوگئی ہے اور اسلیے یہ شے چنداں قابل اعتماد نہیں -

ہمکو صحیح طور پر نہیں معلوم کہ دونوں حریفوں کے بیڑوں کی طاقت کتنی ہے ؟ تاہم جسقدر واقعات و حالات شائع ہوئے ہیں' انکی بنا پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ انگلستان کی بحری قوی جرمنی کی بحری قوت سے زیادہ ہیں - پس اگر جرمن بیڑے نے معرکہ پیش کیا تو اغلب یہ ہے کہ انگریزی بیڑا اسکے فیصلہ کرنے میں پس و پیش نہ کریگا' لیکن اگر جرمن بیڑے نے اپنے مصالح جنگ کی وجہ سے معرکہ پیش کرنا مناسب نہ خیال کیا اور صرف کبھی چھیڑ چھاڑ کرتا رہا ' تو پھر یہ مشکل ترین سوال سامنے آتا ہے کہ انگریزی بیڑا کیا کریگا ؟ کیا یہ کہ انتظار کی سعی اور تیاری کا بار گراں برداشت کرتا رہے ؟ لیکن یہ تو اسکے لیے نہایت ہی سخت آزمایش ہوگی - ایسا کرنا تا قابل اندازہ نقصانات اور مشتبہ نتائج کے خدشات سے پر ہے !

آجکل کی بحری جنگ محض طاقت جسمانی اور دھانسہ کا کام نہیں ہے' بلکہ بڑی حد تک انمیں موجودہ تمدن و علم کے پیدا کیے ہوئے جہنمی اسلحہ کو بھی دخل ہے - ایک حرش قسمت تارپیدو کشتی یا چھوٹی سی سرنگ ایک توپ سے بڑے اور بہتر سے بہتر بثیل شپ جہاز و قعر دریا میں پہنچا دے سکتی ہے - جرمنی کا ایک درچیل جہاز ہم کا ایک گولا پھینک کے تمام برطانیہ میں تہلکہ مچا دیسکتا ہے' اور اس تعین کا خاتمہ تو نہیں ہے کہ برطانیہ اور جرمنی کی تماشہ گاہ جنگ محض بحر شمالی ہی تک محدود ہے !

اگر ایک دھلے شہر پر درچیل ہوائی جہاز سے بم کے گولے پھینکے جائیں تا کسی ضرورت سے سبل گولا اتار آجائے تو بیشک اس شہر کے باشندوں میں خوف اور ہراس پیدا کیا جاسکتا ہے -

البتہ ان چیزوں سے سمندر کی امان حاصل نہیں ہوسکتی اسلیے جرمنی اگر سمندر کی کمان اپنے ہاتھ میں لینا چاہتی ہے تو ضرور ہے کہ اسکا بالائی سمندر کا بیڑا انگریزی بیڑے کو چیلنج دے -

شہبـــال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ - جو خاص دار الخلافت سے ترکی زبان میں نکلتا ہے - ادبی - سیاسی - علمی اور سالمشفک مضامین سے پر ہے - گرافک کے مقابلہ کا ہے - ہر صفحہ میں تین چار تصاویر ہوتے ہیں - عمدہ آرٹ کاغذ نفیس چھپائی اور بہترین ٹائپ کا نمونہ - اگر ترکوں کے انقلاب کی زندہ تصویر دیکھنی منظور ہو تو شہبال ضرور منگائیے - ملنے کا پتہ :

پوسٹ آفس فرخ بک نمبر ۹ نمبر ۱۰ نمبر ۱۳

استامبول - Constantinople

الهلال

۱۰ شوال ۱۳۳۲ هجري

الحـــرب والاســـلام

انقلاب مـــاهيت جنـگ

يقلب الله الليل و النهار ان فى ذلك لعبرة لاولى الابصار (۲ ۴۴)

"حرب" اور "اسلام" میں کسی قسم کا اتحاد و ائتلاف نہیں ترکیب ہجائی کے لحاظ سے ان دونوں لفظوں میں ایک حرف بھی اشتراک نہیں پایا جاتا - مفہوم لغوی میں اس سے بھی زیادہ اختلاف ہے - حرب کے لغوی معنی سے ایک ایک بچہ واقف ہے' لیکن اگر دنیا کی بد قسمت انسان ایسا بھی ہے جسکو اسکی تحقیق کی ضرورت ہے' تو قاموس اور لسان العرب کی ورق گردانی کی جگہ ازسر نو دنیا کی لڑائیوں کی تاریخ کا بغور مطالعہ کرنا چاہیے' جسکا ایک ایک صفحہ اس لفظ کی عبرت انگیز تفسیر کرتا ہے - اگر اوسکو اس سے بھی تسلی نہ ہو تو اوسکو یورپ کا میدان جنگ ازسر نو اسی لفظ کی مبسوط لغت کی طرح دنیا کے سامنے کھلا ہوا ہے - خون کی دھاریں اوسکی ایک ایک سطر کو نمایاں کر رہی ہیں ان سطروں میں اس لفظ کی سرخی آسانی سے بطور آجاسکتی ہے !

لیکن ایسی حالت میں جبکہ ارض الہی کا امن سمندر کی خونین موجوں میں ڈوب گیا ہے' صلح و آشتی کی دیوی نے اپنی چادروں میں اپنا منہ چھپا لیا ہے' اور اطمینان و سکون خونخوار تیوروں کا دھواں آڑ نکل چکا ہے' لفظ اسلام کی معنوی تحصیل مشکل اور اور بس مشکل ہے - ایسی حالت میں دنیا کو یقین دلانا جسکتا ہے کہ "اس لفظ کا مادہ سلم ہے جسکے معنے صلح کے ہیں" صلح کا آخری نتیجہ اطاعت و فرمانبرداری ہے' اسلئے اگر یہ صحیح ہے کہ اسلام کے معنے "گردن انداختن" کے ہیں' تو دنیا کے تمام مذاہب میں صرف وہی ایک ایسا مذہب ہے جو صلح و آشتی کا آخری نتیجہ ہے :

و اذکروا نعمت الله علیکم	اور خدا کے اوس احسان کو یاد کرو کہ جب
اذ کنتم اعداء فالف	تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو خدا نے
بین قلوبکم فاصبحتم	تم میں باہم میل اور الفت پیدا کردی
بنعمته اخوانا	اور تم اوسکے فضل سے دشمن کی
(۳ : ۹۸)	جگہ آپسمیں بھائی بھائی ہوگئے

لیکن با اینہمہ تنافی و تبائن' با اینہمہ تضاد و تفاوت' با اینہمہ تخالف و تناقض' اب تک بورت ان دونوں لفظوں کا مرادف سمجھا گیا ہے - ایک یورپین کے سامنے جب اسلام کا نام لیا جاتا ہے تو جنگ کا ایک وسیع سلسلہ اوسکے پیش نظر آجاتا ہے وحشت' خونریزی' غارتگری' اور بد امنی کا ایک خونیں منظر اوسکی نگاہ کے سامنے پھر جاتا ہے - وہ اوسکو دیکھتا ہے تو اوسکی رشتۂ نگاہ خون کی دھار

ے مل جاتا ہے' اوسکے سامنے بے پردہ اور برہنہ لوندیوں کی قطاریں تھرکتی ہو جاتی ہیں ' اوسکے سامنے کنجیدہ و دفائن کا ایک ڈھیر لگ جاتا ہے جسکو ہر مجاہد کا دامن حرص و آز سمیٹ لیتا ہے !

یورپ کی قدیم و جدید تاریخ سے اگرچہ اسکا معارضانہ جواب نہایت آسانی کے ساتھہ دیاجا سکتا ہے ' یورپ کے جنون مذہبی کی یادگار صلیبی جنگ کی تاریخ کا ہر صفحہ خون کی ایک چادر ہے جس نے ایک مدت تک دنیا کے امن و آشتی کو اپنے اندر چھپا لیا تھا - اس سے بھی بڑھکر یہ کہ یورپ کا موجودہ میدان کارزار ایک عرصۂ رستخیز ہے جسکی توپوں کے دھاے سے یہ زلزلہ انگیز صدائیں بلند ہو رہی ہیں :

یا ایھاالناس اتقوا ربکم	لوگو ! اپنے خدا سے ڈرو کہ وقت موعودہ
ان زلزلہ الساعۃ شی	کا بھونچال ایک بڑی ہی مصیبت ہے -
عظیم - یوم ترونھا تذھل	اوس دن ہر دودہ پلانے والی عورت اپنے
کل مرضعہ عما ارضعت	شیر خوار بچے کو بھلا دیگی ' اور ہر
وتضع کل ذات حمل	حاملہ عورت کا حمل ساقط ہو جائیگا -
حملھا و تری الناس	اور تم لوگوں کو دیکھوگے کہ متوالے اور
سکاری - و ماھم بسکاری	بدحواس ہیں' حالانکہ وہ متوالے نہیں
ولکن عذاب اللہ شدید	ہیں - لیکن خدا کا عذاب بہت سخت
(۲۲ : ۱ - ۲)	ہے جسنے انہیں بدحواس کردیا ہے !

لیکن اس سوال کے تحقیقی جواب کے لیے ہمکو سب سے پہلے عرب ہی کی قدیم تاریخ کی طرف رجوع کرنا چاہیے جہاں سے اسلام کا ظہور ہوا تھا ' جس میں اسلام نے نشو و نما پائی تھی ' اور جس میں نزعم یورپ اسلام نے خون کا طوفان برپا کیا !

(الحرب و العرب)

عرب نے ابتداء ہی سے مثل دیگر اقوام کے جنگ کا نہایت ہی مذموم قائم کیا تھا - اوسکی اکثر لڑائیاں صرف لوٹ مار کے لیے ہوتی تھیں جو لڑائیاں غیرت ' خود داری ' حمیت' اور عزت نفس کے تحفظ کیلیے برپا ہوتی تھیں' اون میں بھی غارتگری کا وحشیانہ منظر نمایاں طور پر نظر آتا تھا بلکہ اس قسم کی لڑائیوں میں بغض و عداوت کا شعلہ ان کے وحشیانہ افعال کو اور بھی زیادہ روشن کردیتا تھا -

عرب کی لڑائیوں کی خصوصیات حسب ذیل ہیں :

(۱) عورتیں عموماً بے پردہ نہیں کی جاتی تھیں ' اور اس پر علانیہ فخر کیا جاتا تھا :

وعقیلۃ یسعی علیھا قیم
متغطرس ابیت عن خلعا لھا

ترجمہ - بہت سی پردہ نشین عورتیں ہیں جنکا خود دار شوہر باوجودیکہ اونکی حفاظت کی کوشش کرتا ہے ' لیکن میرے ان کے پاریب کھولدیے -

اس لیے اہل عرب عورتوں کی حفاظت و ستر پوشی کو اپنا سب سے بڑا کارنامہ خیال کرتے تھے - چنانچہ اوپر کے شعر سے اوسکی تصدیق ہوتی ہے - ایک دوسرا شاعر بھی کہتا ہے :

و خمارغانیۃ عقدت لثاسھا
اصلا و کان منشرا بشمالھا

ترجمہ - اور ایک نو جوان عورت کو میں نے شام کے وقت دوپٹا اوڑھا دیا ' حالانکہ وہ دن بھر بے پردہ اور بدحواس رہ چکی تھی -

(۲) بغض و عداوت کے نشے میں تذلیل و تحقیر کے لیے میدان جنگ میں دشمنوں کی لاشوں کو گھسیٹنا لڑائیوں میں اکثر ہوتا تھا - چنانچہ یہ کہنا کہ " ہم نے حریف کو میدان جنگ میں پاؤں پکڑ کر گھسیٹا " اس جملہ کا مرادف تھا کہ " میرے اوسکو قتل کیا " گو قتال اور یہ افعال دونوں لازم و ملزوم تھے :

و سدواشدہ اخری فجرروا
بارجل منھم و رمزا حوبنا

ترجمہ - اور دشمنوں نے دوسرا حملہ کرکے اپنے حریف مقابل کے پاؤں پکڑے اور گھسیٹا ' اور جوان کو تیر مارا -

(۳) دشمن کے ناک کان کاٹ ڈالنا اور اونکی صورت کو مسخ کردینا ' نہ صرف مردوں ہی تک محدود تھا بلکہ عورتیں اس میں مردوں سے بھی آگے تھیں - چنانچہ تاریخ اسلام میں حضرت حمزہ کی لاش ہندہ کے اس وحشیانہ طرز عمل کا درد انگیز منظر پیش کرتی ہے -

(۴) دشمن کو زندہ آگ میں جلادینا ایک بڑا تاریخی کارنامہ خیال کیا جاتا تھا - چنانچہ ایک شخص نے کسی قوم کو آگ میں جھونک دیا تھا جسکی یادگار میں عرب نے اوسکو " محرق " کا خطاب دیا ' اور اوس نے عرب کی تاریخ جنگ میں ایک نئی تلمیح پیدا کردی - چنانچہ ایک شاعر چند نہادان عرب کی مدح میں کہتا ہے :

کانوا علی الاعداء نار محرق و لقومھم حرما من الاحرام

ترجمہ — وہ لوگ دشمنوں کے لیے تو محرق کی آگ تھے جسنے ایک قوم کو زندہ جلادیا تھا - مگر اپنی قوم کیلیے منجملہ اور پناہگاہوں کے ایک حامی پناہ تھے -

(استدلال لغوی)

جنگ اگرچہ ہمیشہ دنیا کیلیے ایک مصیبت خیال کی گئی ہے ' لیکن عرب نے وحشیانہ طریقہ جنگ نے مثل روم و بابل کے اوسکو اور بھی زیادہ مہیب اور خطرناک بنادیا تھا - چنانچہ عربی زبان میں جنگ کیلیے جو الفاظ جو ترکیبیں' اور جو استعارے وضع کیے گئے تھے' اون سب سے اسکا اظہار ہوتا ہے -

اہل عرب لڑائی کو آگ سے تشبیہ دیکر اوسکے لیے آگ کے تمام لوازم ثابت کرتے تھے :

و اوقد نارا بینھم بصرامھا لھا و ھج للمصطلی غیر طائل

ترجمہ — اور خدا دونوں قبیلوں میں لڑائی کی آگ کا شعلہ بھڑکائے جو تاپنے والے کیلیے سخت مضر ہو !

قرآن مجید نے بھی اس استعارہ کا استعمال کیا ہے :

کلما اوقدوا نارا للحرب اطفاھا اللہ - (۵ : ۶۹)

جب جب اونھوں نے لڑائی کی آگ بھڑکائی ' خدا نے اوسکو بجھا دیا -

لڑائی کو اونٹ سے تشبیہ دیتے تھے جو سب سے زیادہ انتقام پیش جانور ہے ' اور جب زمین پر دفعۃً بیٹھتا ہے تو اوسکے عظیم الشان سینہ و گردن کا ثقل ہر اوس چیز کو چور چور کردیتا ہے جو اوسکے اندر آ جاتی ہے :

انعم علینا کلکل العرب مرہ فنحن مبیضوھا علیکم بکلکل

ترجمہ - جس طرح تم نے ہمارے اوپر لڑائی نے اونٹ کو بٹھا کر ہمیں چور چور کردیا ' اسی طرح ہم بھی تم کو پاش پاش کردینگے -

معرد استعارے بھی اسی قسم کے مفہوم پر دلالت کرتے تھے - نطاح مینڈھوں کے ٹکر لڑنے کو کہتے ہیں - لڑائیوں میں بھی چونکہ اسی قسم کی پیچیدگی و سنگینی کا اظہار کیا جاتا تھا' اسلیے حملے کیلیے اس لفظ سے استعارہ کرتے تھے :

والکر بعد الفر اد کرہ النقدم و النطاح

ترجمہ — اور پہلو بچانے کے بعد حملہ ' جب کہ آگے بڑھنا اور ٹکر لڑنا ناگوار معلوم ہونے لگتا ہے -

[ ]

مفرد الفاظ بھی اسی قسم کے معانی پر مشتمل ہوتے ہیں - عربی زبان میں لڑائی کیلیے ایک متداول لفظ " روع " ہے جسکے معنے خوف کے ہیں :

اذا حملتنی والسـلاح مشیحـه
الی الروع لم اصبح علی سلم وائل

ترجمہ — جب وہ گھوڑا مجکو مع ہتھیاروں کے سوار کرکے میدان کی طرف دوڑیگا ' تو میں بکر بن وائل کی صلح کو تسلیم نکرونگا بلکہ لڑونگا -

لڑائی کو " یوم کریہہ " یعنے مصیبت کا دن بھی کہتے ہیں ' اور جو لوگ مرد میدان ہوتے ہیں اونکو " ابن کریہہ " کا خطاب دیا جاتا تھا - یعنے " فرزند مصیبت " -

اما فی ندی حصن من ابن کریهة
من القـوم طلاب الدرات عشمشم ؟

ترجمہ - کیا قبیلہ بنی حصن میں کوئی مصیبت (جنگ) کا انتقام کیش اور اولوالعزم فرزند نہیں ہے ؟

(حـــرب)

عربی زبان کی وسعت اس قسم کے سیکڑوں ہزاروں الفاظ پیش کرسکتی ہے ' لیکن سب سے زیادہ متداول لفظ حرب تھا جو لغوی معنی کے لحاظ سے مقاصد جنگ کی ایک جامع تفسیر ہے دنیا میں صرف لوٹ مار یا بغض و انتقام کے لیے شعلۂ جنگ بھڑکایا جاتا تھا - پہلی قسم کی لڑائیوں کو الف و عادت نے عرب کے لیے ایک معمولی چیز بنا دیا تھا ' اسلیے اونھوں نے کوئی تاریخی حیثیت نہیں پیدا کی - لیکن دوسری قسم کی لڑائیوں کی عبرت انگیز داستانوں کو تاریخ نے محفوظ رکھا ہے ' جسکے لیے اہل ادب کی اصطلاح میں " ایام العرب " کا لفظ وضع کیا گیا ہے -

"حرب" کا لفظ ان دونوں قسموں کی لڑائیوں کے اسباب و مقاصد پر محیط ہے ' جیسا کہ تصریحات لغت سے ثابت ہوتا ہے کہ حرب کے معنے غصہ ہونے کے ہیں ' اور تحریب کے معنے بھڑکانے ' غصہ دلانے ' اور غیرہ دلانے کے - حرب کا اطلاق اس مال کو کہتے ہیں جس پر اچانک لڑائی کی نوبت آتی ہے - حرب کا اطلاق اس مال کے لئے بھی ہوتا ہے جو میدان جنگ میں فتح کے بعد ہاتھ آجائے - اسی کو "حرب مالہ" بھی کہا جاتا ہے کہ اسلیے اموال غنیمت کو " محروب " اور " حریب " بھی کہتے ہیں

حرب:خشمگین شدن تحریب بر اعالاییدن و خشم گرفتن - و بحشم آوردن و تیز کردن سخن را ' حرب علیه الرجل مالہ الذی یعیش به حرب گرفتن مال کسے و بے خبر ماندن - و قد حرب مالہ ای سلبه فهو محروب و حریب و احربته ای دللته علی ما یغنمه من عدو -

کہ "احربتہ" یعنے میں نے اسی شخص کو دشمن کے مال کی طرف چڑھائی کی تاکہ اوسکو لوٹ لے -

یہی قوم تھی ' یہی لڑائیاں تھیں ' یہی زبان تھی ' جس میں قرآن مجید نازل ہوا - اب دیکھنا چاہیے کہ اوس نے عرب کے عقائد ' عرب کے اعمال ' عرب کے تمدن ' عرب کی تہذیب میں جو اصلاحیں کیں ' عرب کی تاریخ جنگ پر اور پھر تمام دنیا کی تہذیب جنگ پر بھی ان تغیرات و اصلاحات کا اثر پڑا ہے یا نہیں ؟

(العرب و القرآن)

قرآن حکیم نے عقائد ' اعمال ' اخلاق اور تہذیب و تمدن کے متعلق جو اصلاحیں کیں ' وہ صرف اونکی سطح باطنی تک محدود نہیں ہیں ' بلکہ اونکے خال و خط ان چیزوں کی سطح ظاہری پر بھی نمایاں نظر آتے ہیں - الفاظ و اصطلاح اگرچہ کوئی حقیقی چیز نہیں ' بلکہ معانی کا غلاف ہیں جو اونکے اوپر چڑھا دیا گیا ہے - لیکن چونکہ اسلام کی اصلاحیں معنوی و لفظی دونوں کو شامل ہیں ' اسلیے اوس نے تمام چیزوں کے ساتھہ عربی لٹریچر اور عربی زبان کی بھی اصلاح کی ہے -

زبان درحقیقت ہمارے خیالات باطنیہ کی تصویر ہے جو نہایت دیانت داری کے ساتھہ ہمارے دل کا پیغام سنایا اور پہونچا دیتی ہے - اس بنا پر وہ تمام امور ہمارے خیالات ' ہمارے عقائد ' اور ہمارے اخلاق و عادات کی تابع ہے وحشت کے زمانے میں چونکہ انسان کے خیالات نہایت پست و ذلیل ہوتے ہیں ' اسلیے الفاظ و عبارات پر بھی اونکا اثر پڑتا ہے - یہی وجہ ہے کہ سیکڑوں وحشی الفاظ اسی پستی اخلاق کی بنا پر رواج پا جاتے ہیں جنکو ایک متمدن انسان سن بھی نہیں سکتا - عرب کی وحشت اور بدویت نے اس قسم کے جو الفاظ پیدا کردیے تھے ' اوسکو وہ اعلی درجہ کا تمدن نہیں گوارا کرسکتا تھا جسکو قرآن مجید پیدا کرنا چاہتا تھا - اس بنا پر قرآن مجید نے ان تمام الفاظ کی اصلاح کی اور اونکو بدل دیا -

اظہار خیالات کا سب سے زیادہ نازک موقع وہ ہوتا ہے جہاں انسان کے وظائف زوجیت اور اجتماع تناسلی کے بیان کرنے کی ضرورت ہوتی ہے - عرب کے مشہور شاعر امرء القیس نے جس فحاشانہ طریقہ سے اس خیال کو ظاہر کیا تھا ' تمام ادباء اسلام کی تہذیب اوس سے نالاں ہے -

و مثلک حبلی قد طرقت و مرضع فالهیتها عن ذی تمائم محول

لیکن قرآن حکیم میں خاص عورتوں کے متعلق سورہ نساء نازل ہوئی - چونکہ اسمیں عورتوں کے نکاح و طلاق کے تمام احکام مذکور ہیں ' اسلیے قدرتی طور سے نازک موقع بیان بھی نازل ہوئے ہیں - لیکن قرآن مجید نے جن مہذب الفاظ اور لطیف اشارات میں اونکا ذکر کیا ہے ' اونکو شرم و حیا اپنے چہرے کا نقاب سمجھتی ہے !

مثلاً یہ مفہوم ادا کرنا تھا کہ حالت صحبت کے بعد عورتوں سے پھر واپس آنیکا جائز ہونا ' اسکو قرآن مجید نے ان الفاظ میں ادا کیا ہے :

و کیف تاخذونه و قد افضی بعضکم الی بعض واخذن منکم میثاقا غلیظا (۴ : ۲۴)

اور پھر کیونکر واپس لے سکتے ہو ' حالانکہ تم میں ایک دوسرے تک پہونچ چکا ' اور عورتوں نے تم سے پختہ وعدہ لے لیا -

قرآن حکیم نے دوسرے موقع پر اسکے لیے " لمس " کا لفظ استعمال کیا ہے جسکے معنی صرف " چھونے " کے ہیں مرد اور عورت کے اجتماع خاص اور وہ صرف " عورت کے چھونے " سے ادا کرتا ہے :

او لامستم النساء فلم تجدوا ماء فتیمموا صعیدا طیبا - (۴ : ۴۶)

تم نے اگر عورتوں کو چھودیا ہو اور پھر غسل کیلیے پانی نہ مل سکے تو پاک زمین پر تیمم کر لیا کرو -

انسان کی بعض حوائج فطریہ کا ذکر بھی اکثر حالتوں میں تہذیب کے خلاف سمجھا جاتا ہے ' اسلیے قرآن مجید نے جا بجا صرف ذکر " غائط " کے لفظ سے کیا ہے - جسکے معنی ہموار زمین کے ہیں ' چونکہ انسان قضاے حاجت کیلیے اکثر ہموار زمین ہی کا انتخاب کرتا ہے :

او جاء احد منکم من الغائط او لمستم النساء فلم تجدوا ماء فتیمموا صعیدا طیبا (۴ : ۴۶)

اور اگر تم میں سے کوئی شخص جائے ضرور سے آئے یا تم عورتوں کو چھو دو اور پانی نہ مل سکے ' تو پاک زمین پر تیمم کر لیا کرو -

اکثر لوگ مداحاً یا تحقیراً اشخاص کے نام بگاڑ دیتے ہیں ' اور رفتہ رفتہ یہی مسخ شدہ نام اونکا اصلی نام بن جاتا ہے - مدینہ میں اسکا عام رواج ہوگیا تھا - بظاہر یہ ایک معمولی بات تھی ' لیکن قرآن مجید میں اسکے متعلق ایک خاص آیت نازل ہوئی :

یا ایها الذین آمنوا لا یسخر قوم من قوم عسی ان یکونوا خیرا منهم ولا نساء من نساء عسی ان یکن خیرا منهن ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولئک هم الظالمون - (۴۹ : ۸)

مسلمانو! کوئی قوم کسی قوم کی ہنسی نہ اڑائے ' شاید وہ ان سے بہتر ہو ' اور نہ کوئی عورت کسی عورت کی ہنسی اڑائے ' شاید وہ عورتیں ان سے بہتر ہوں - آپس میں ایک دوسری کی تحقیر کی غرض سے اشارہ باریاں نہ کرو ' لوگوں کے نام نہ بگاڑو ' ایمان لانے کے بعد ایسے ناموں کا ہونا کیسی بری بات ہے ! اور جو لوگ اس سے رجوع نہیں کرتے وہ یقیناً ظالم ہیں -

یہ اصلاحیں ان خیالات کے طریق اظہار کے متعلق نہیں تھیں جن کی حقیقت کو اسلام نے نہیں بدلا تھا ' لیکن اسلام نے جنگ کی حقیقت ' انکے اسباب ' اور انکے مقاصد میں ایک عظیم الشان انقلاب پیدا کردیا تھا جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے - اس لحاظ سے جنگ کے متعلق عرب کا لٹریچر اسکی اصلاح کا سب سے زیادہ مستحق تھا - عرب میں جنگ کیلیے سیکڑوں الفاظ ' سیکڑوں محاورے ' سیکڑوں ترکیبیں ' اور سیکڑوں استعارے پیدا ہوگئے تھے ' لیکن وہ سب کے سب صرف ایک وحشیانہ جنگ کیلیے موزوں تھے - ایک متمدن قوم ' ایک ترقی یافتہ نظام ' ایک صلح پسند مذہب ' ایک پیام رساں امن جماعت ' ان الفاظ کی متحمل نہیں ہوسکتی تھی -

(الجهـــاد)

اسلیے حقیقت جنگ کے انقلاب کے ساتھ اسلام نے ان تمام الفاظ و محاورات کو بھی یک لخت متروک کردیا ' اور عزوات اسلامیہ کیلیے صرف ایک سادہ لفظ " جہاد " کا استعمال کیا جس سے "حرب" کی طرح نہ تو غیظ و غضب کے جذبات ظاہر ہوتے تھے ' نہ لوٹ مار ' سلب و نہب ' اور وحشت کی بو آتی تھی - بلکہ وہ صرف اس انتہائی کوشش پر دلالت کرتا ہے جو ایک اعلیٰ مقصد کے حصول کیلیے کیجا سکتی ہے - خواہ بذریعہ قوی ہو ' خواہ بذریعہ زبان ' خواہ بذریعہ افعال جوارح ' یا بواسطۂ قبضۂ شمشیر :

لیس للانسان الا ماسعی — انسان کو صرف اپنی کوششوں ہی کا صلہ مل سکتا ہے -

قرآن حکیم نے جنگ کے ہر موقع پر اسی لفظ کا استعمال کیا ہے ' اور قرآن مجید کی اصطلاح میں اس کا اطلاق صرف جنگ حربیہ ہی تک محدود نہیں ہے ' بلکہ عموماً اسکے ذریعہ سے تمام ضبط ' خاموشی ' تزکیۂ نفس ' اور اخلاق کا اظہار کیا گیا ہے :

ان الرسول و الذین آمنوا معه جاهدوا باموالهم وانفسهم و اولئک لهم الخیرات و اولئک هم المفلحون (۹ : ۸۹)

والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا و ان الله لمع المحسنین (۲۲ : ۶۹)

لیکن رسول اور وہ لوگ جو رسول کے ساتھ ایمان لائے ' یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی جان و مال دونوں سے جہاد کیا - تمام بھلائیاں صرف انہی کے لیے ہیں - اور وہی کامیاب ہیں - اور جن لوگوں نے ہمارے لیے جہاد (ریاضت و سعی) کی سو ہم انکو اپنے پانے کے راستے بتالیںگے ' اور خدا صرف ارباب احسان ہی کے ساتھ ہے -

اس آیۃ میں جس جہاد نفس و روح کا ذکر کیا ہے ' اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام الاحادیث یعنی حدیث جبریل میں بدیل تشریح " احسان " واضح تر کردیا ہے :

ان تعبد الله کانک تراه فان لم تکن تراه فانه یراک (مشکوۃ - ص - ۳)

خدا کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اوسکو دیکھ رہے ہو ' اور اگر اسطرح نہیں ہوسکتا تو ام اوکم اس قدر استغراق تو ہو کہ گویا وہ تمہیں دیکھ رہا ہے !

ثم ان ربک للذین هاجروا من بعد ما فتنوا ثم جاهدوا و صبروا ' ان ربک من بعدها لغفور رحیم - (۱۶ : ۱۱۱)

اونلوگوں کیلیے جنہوں نے سخت آزمایش کے بعد ہجرت کی ' پھر جہاد اور صبر کیا ' اللہ کا فضل طیار ہے - خدا ایسی صداقتوں کے بعد بڑا معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے -

وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر -

وہ مسلمان کامیاب ہیں ' جنھوں نے حق اور صبر کی وصیت کی -

ان الله یحب الذین یقاتلون فی سبیله صفا کانهم بنیان مرصوص (۶۱ : ۴)

خدا اونلوگوں کو دوست رکھتا ہے جو اوسکی راہ میں اس طرح استقلال کے ساتھ صف بستہ لڑتے ہیں ' گویا وہ جڑی ہوئی دیوار ہیں !

(قتال اسلامی اور سلب و نہب)

ان آیتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ جہاد اسلامی کی حقیقت صرف صبر و استقلال اور ضبط و ایثار سے مفہوم ہوتی ہے - مال غنیمت اور اظہار غیظ و غضب وغیرہ اوسکی حقیقت میں نہ تو داخل ہیں - اور نہ اوسکا خاصہ لازمی ہیں - وہ محض بالکل عارضی چیزیں ہیں - جہاد کا اصلی مقصد ان سے بہت اعلیٰ و اشرف ہے - یہی وجہ ہے کہ ابتداے اسلام میں طلب مال غنیمت پر عتاب الہی نازل ہوا تھا :

فلما کان یوم بدر رفعوا فی العسائم قبل ان تحل لهم ' فانزل الله لولا کتاب من الله سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم (ترمذی کتاب التفسیر - ص - ۵۰۳)

جب واقعہ بدر پیش آیا تو صحابہ مال غنیمت کے جمع کرنے میں مصروف ہوگئے ' حالانکہ وہ اوسوقت تک حلال نہیں ہوا تھا ' اسپر خدا نے یہ آیت نازل کی کہ لمسکم " اگر خدا کی مشیت نے اسکا فیصلہ نہ کردیا ہوتا تو جو مال تم نے بطور غنیمت کے لیا ہے ' اوسپر بہت بڑا عذاب نازل ہوتا "

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے سب سے پہلے اور سب سے بڑے معرکہ جہاد میں غنیمت حرام تھی ' حالانکہ اگر اسلامی جہاد کا مقصد لوٹ مار ہوتا ' تو قریش کا کاروان تجارت ' اسلام کے دامن مقصود کو اچھی طرح بھر سکتا تھا - اسلیے وہی اسکا بہترین موقع تھا -

اسکے بعد اگرچہ غنیمت حلال ہوگئی تاہم اوس سے جہاد کے ثواب اور نیتوں کے خلوص میں کمی آجاتی تھی :

ما من غازیة تغزو فی سبیل الله فیصیبون الغنیمة الا تعجلوا ثلثی اجرهم من الاخرة ویبقی لهم الثلث و ان لم یصیبوا غنیمة تم لهم اجرهم (مسلم جلد ۲ ص ۱۴۰)

جو فوج خدا کی راہ میں لشکر غنیمت حاصل کرلیتی ہے ' اوسکے اخروی ثواب کا دو تہائی اوسکو فوراً مل جاتا ہے لیکن ایک ثلث باقی رہ جاتا ہے - پھر جب وہ لوٹ مار نہیں کرتی تو اوسکو یہ ثلث بھی مل جاتا ہے -

جذبۂ انتقام کے ایک اضطرارانہ اور بدرجۂ اخر اظہار پر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کی طرف سے متنبہ کیا گیا :

ليس لك من الامر شي ا يتوب عليهم او يعذبهم فانهـــم ظالمون -	تمکو اسکا کوئي حق نہیں' یا تو خدا اونکی توبہ قبول کرلیگا یا اونکو عذاب دیگا کیونکہ وہ لوگ ظالم ہیں -

(ایفـــاء عهـــد)

غدر و بیوفائي جنگ کا خاصہ لازمي تھي - عورتوں ' بچوں' قاصدوں' اور نوکروں کے قتل میں کسی قسم کي تفریق نہیں کي جاتي تھي بلکہ سب کے سب تہ تیغ ہوجاتے تھے - دشمنوں کو زندہ آگ میں جلا دیا جاتا تھا' دشمن کے ناک کان کاٹ کر بطور ہار کے پہنے جاتےتھے' دشمنوں کو باندھکر قتل کیا جاتا تھا' کھانے پینے کیلیے راستے میں کسیکو لوٹ لینا معمولي بات تھي' لیکن اسلام نے جنگ کي اس حقیقت کو بدلکر دفعتاً ان تمام وحشیانہ افعال کو مٹا دیا :

لکل غـادر لواء يـوم القيامة يعرف به يقال هذا غدرة فلان (مسلم جلد - ۲ - ص - ٦٤)	قیامت میں ہر بد عہد کیلیے ایک جھنڈا کھڑا کیا جائیگا جس کے ذریعہ سے وہ پہچانا جائیگا اور کہا جائیگا کہ یہ فلاں کي عہد شکني کا جھنڈا ہے -

ایک اور حدیث میں ہے :

ان امراة وجدت في بعض مغازي رسول اللـــه صلى الله عليه وسلم مقتولـة فـانكـر رسول اللـه قتل امـرأة والصبيـان (مسلـم جلد ۲ - ص - ٦٥)	آنحضرت کے کسي غزوہ میں ایک مقتول عورت دیکھي ' اسپر آپ نے بچوں اور عورتوں کے قتل سے منع فرمایا -

مسیلمۂ کذاب کا قاصد جب ارسکا خط لیکر آیا تو آپ نے فرمایا :

لولا ان الرسل لا تقتل لضربت اعناقكما (ابو داؤد جلد - ۲ - ص - ۲۴)	اگر قاصدوں کا قتل جائز ہوتا تو میں تمہاري گردن اوڑا دیتا -

ابو داؤد میں ایک اور تصریح ہے :

لا تقتلـن امراة ولا عسيفـاً (ابو داود جلد ۲ - ص - ٦)	عورتیں اور نوکر نہ قتل کیے جاویں -

آگ میں جلانے سے قطعاً روک دیا :

لا ينبغي ان يعذب بالنار الا رب النار (ابو داود جلد - ۲ - ص ۷	آگ کا عذاب صرف خدا ہی دیسکتا ہے -

مسلمانوں کیلیے میدان جنگ میں اعلیٰ قسم کے اخلاق قائم کیے :

قال : اعف الناس قتلة اهل الايمان (ابوداود جلد - ۲ - ص - ٦	سب سے زیادہ محفوظ اور باپردہ مسلمانوں سے مقتول ہیں -

قطع اعضا کي وحشیانہ رسم کي ممانعت کے متعلق بے شمار تصریحات ہیں :

كان يحثا على الصدقة ويمانا عن المثلة (ابو داود - جلد - ۲ ص ٦ -)	آنحضرت صحابہ کو صدقہ کي ترغیب دیتے تھے' اور مثلہ سے یعنے انسان کے اعضاء کے کاٹنے سے منع فرماتے تھے -

دشمن کو باندھکر اور اذیت دیکر قتل کرنا آج کل کي متمدن قوموں کے لیے بھي مفاخر میں داخل ہے لیکن آج سے تیرہ سو برس پہلے ریگستان حجاز کا تمدن اسلامي یہ تھا :

غزونا مع عبد الرحمن بن خالد بن وليد فاتى باربعة اعلاج من العدو فامربهم فقلوا صبرا.. فبلغ ذلك ابا ايوب الانصاري- فقال سمعت رسول الله (صلعم) يهى عن قتل الصبر فوالذي نفسي	ہم عبد الرحمن بن خالد بن الولید کے ساتھہ ایک غزوہ میں گئے تو چار کافر دشمنوں میں سے پکڑ لائے گئے - انہوں نے اونکو باندھ کے قتل کرا دیا - ابو ایوب انصاري کو خبر لگی تو انہوں نے کہا :

بیده لو كانت دجاجة ما صبرتها - فبلغ ذلك عبد الرحمن بن خالد بن الوليد فاعتق اربعة رقاب (ابو داود جلد - ۲ ص - ۱۰)

آنحضرت نے اس قسم کے قتل سے منع فرمایا ہے' خدا کی ! قسم اگر مرغي بھي ہوتی تو میں کبھی باندھ کر اوسکا ذبح نہ لگاتا - خالد تو یہ معلوم ہوا تو چار غلام اسکے کفارہ میں آزاد کیے ! !

اللہ اکبر ! چھٹي صدی عیسوی کے صحرا نشیں عربوں کا یہ اخلاق اور نوع پروري تھی جسکي مثالیں آج بلجیم کے متمدن میدانوں میں بھي نہیں ملسکتیں! اس سے بھی بڑھکر یہ کہ لوٹ مار اور غارت مال و متاع سے خاص طور پر مسلمانوں کو روکدیا گیا :

قال ان النهبة ليست باحل من الميتة (ابو داود جلد - ۲- ص - ۱۳)	آپ نے فرمایا کہ لوٹ مار کا مال بالکل ایسا ہی ہے جیسے مردار لاش - وہ مردار گوشت سے زیادہ حلال نہیں -

اسکے علاوہ اور بھي بہت سي جزئي باتیں تھیں جو بظاہر معمولي معلوم ہوتي ہیں' لیکن درحقیقت اسي قسم کي چیزیں وحشت اور مدنیۂ صالحہ کے درمیان ایک دقیق حد فاصل قائم کردیتی ہیں - مثلاً عرب رومیوں اور قرطاجنیوں کي طرح لڑائیوں میں بہت غل مچاتے تھے' اسي بنا پر لڑائي کو عربي زبان میں وغی کہتے ہیں جسکے معنے شور و غل کے ہیں - ایک جاہلی شاعر کہتا ہے :

فدضجت معن بجمع دمى لجب	قيساً وعبد انهم با لمذهب

ترجمہ - قبیلہ معن نے بني قیس اور اوسکے تابعداروں کو مقام مذہب میں ایک شور کرنے والے مجمع نے سانھہ لوٹا -

لیکن اسلام نے سور و ہنگامہ کی جگہ غزوات میں سکون و وقار پیدا کیا :

كان اصحاب النبي (صلعم) يكرهون الصوت عند القتال (ابوداود جلد ۲ ص ۴)	صحابہ لڑائی کے وقت شور و غل کو ناپسند کرتے تھے

ایک مرتبہ صحابہ نے کسی غزوہ میں زور سے تکبیر و تہلیل کے نعرے بلند لگائے تو آنحضرت نے فرمایا :

ارىعوا على انفسكم انكم لا تدعون اصم (بخاري جزو ۸ - ص- ۵۲ كتاب الدعوات)	یعنے آہستہ آہستہ ! خدا بہرا نہیں ہے جسکو تم پکار کر مخاطب کر رہے ہو -

عرب کی جنگجو فطرت ہمیشہ جنگ و فساد کی منتظر رہتی تھی اور اسکو حصول مال کا ذریعہ سمجھتی تھی - ایک جاہلی شاعر کہتا ہے :

فلئن بقيت لارحلن بغـزوة تحوي الغنـائم او يموت كريم	

اب اگر زندہ رہا تو ایک ایسی جنگ کی تیاري کرونگا جو مال غنیمت کے جمع کرنے کا بہترین ذریعہ ہوگي ' یا نہیں تو شریفانہ موت موجاونگا -

لیکن آپنے صحابہ کو اس قسم کے ناگوار توقع سے منع فرمایا :

قال لا تمنـوا لقاء العدو فاذا لقيتمـوهم فاصبروا (مسلم جلد ۳ - ص - ۹۳۰)	آپ نے فرمایا کہ دشمنوں کے مقابلہ کي آرزو نکرو ' لیکن جب سامنا ہوجاے تو صبر کرو -

(لها بقية صالحة)

مقالات

موازنہ قواء بحریہ

سطح دریا پر جنگی جہازوں کی نمایش

یورپ کے غرور طاقت کے جو مجسمے (استیچو) قائم کیے ہیں، ان میں جدید جنگی جہازوں کے مستول سب سے زیادہ نمایاں نظر آتے ہیں، اور یہی ہیں جنہوں نے آجکل گرجنے والی توپوں، اور زہر اگلنے والے گولوں سے سطح دریا پر برق و باد کا ایک تلاطم خیز طوفان برپا کر دیا ہے -

(برطانیہ)

یورپ کی سلطنتوں نے چند دنوں سے مسابقت جلیلے میدان کی جگہ سطح دریا کو انتخاب کیا تھا اور ہر سلطنت جنگی جہازوں کی تیاری میں ایک دوسرے سے آگے نکل جانا چاہتی تھی، لیکن آگے بڑھ نکلنے کا فخر صرف انگلستان کو حاصل ہوا - چنانچہ سنہ ۱۹۰۵ع میں سب سے پہلے انگلستان ہی نے ایک نہایت عظیم الشان آہن پوش جنگی جہاز تیار کرایا جسکا نام ڈریڈنات (کسی سے نہ ڈرنے والا) رکھا گیا - یہ جہاز عظیم الشان توپوں سے مسلح کیا گیا تھا، اور لوہے کی وہ چادریں جن سے اسکی سطح کو منڈھا گیا تھا، ۳۰-سینٹی میٹر دبیز اور ۱۰ تہیں اور اسکے اندر ۱۷۰۰ ٹن وزن سما سکتا تھا - اس میں دس توپیں نہیں جنکے دہانوں کا قطر ۳۰ - سینٹی میٹر سے بھی زیادہ تھا - اور اسکا انجن ۲۳۰۰۰ گھوڑے کی طاقت رکھتا تھا، اور اسکی انتہائی رفتار فی گھنٹہ ۲۱ میل بحری تھی -

اس سے پہلے جو جنگی جہاز موجود تھے اونکی رفتار فی گھنٹہ ۲۰ میل بحری سے بھی کم تھی، اور صرف ایک جہاز پر ۴ بڑی توپیں تھیں، لیکن اس تجربہ نے جنگی جہاز کا ایک نیا نمونہ قائم کردیا، اور تمام سلطنتوں نے اسی وضع کے جہاز تیار کرانا شروع کردیا - خود انگلستان نے سنہ ۱۹۰۵ اور ۱۹۰۶ع میں اس وضع کے تین جہاز اور بنوائے - سنہ ۱۹۰۶ اور سنہ ۱۹۰۷ میں بھی برطانیہ کی بحری قوت میں تین جہازوں کا اضافہ کیا گیا - سنہ ۱۹۰۷ اور سنہ ۱۹۰۸ع میں بھی ویسے ہی تین جہاز تیار کرالیے گئے، اور علی سبیل الترتیب سنہ ۱۹۰۸، سنہ ۱۹۰۹، اور سنہ ۱۹۰۹ سنہ، ۱۹۱۰ میں دو دو جہازوں کے سالانہ اضافہ سے انگلستان نے دفعتاً سطح سمندر کو بالکل چھالیا -

نیوزیلنڈ کی طرف سے بھی انگلستان کیلیے اس وضع کا ایک جہاز تیار کرائے پیش کیا گیا -

چھوٹی چھوٹی توپوں کے علاوہ ان تمام جہازوں میں آٹھ دس بڑی بڑی توپیں بھی لگائی گئی ہیں جنکا قطر ۳۰ - سینٹی میٹر

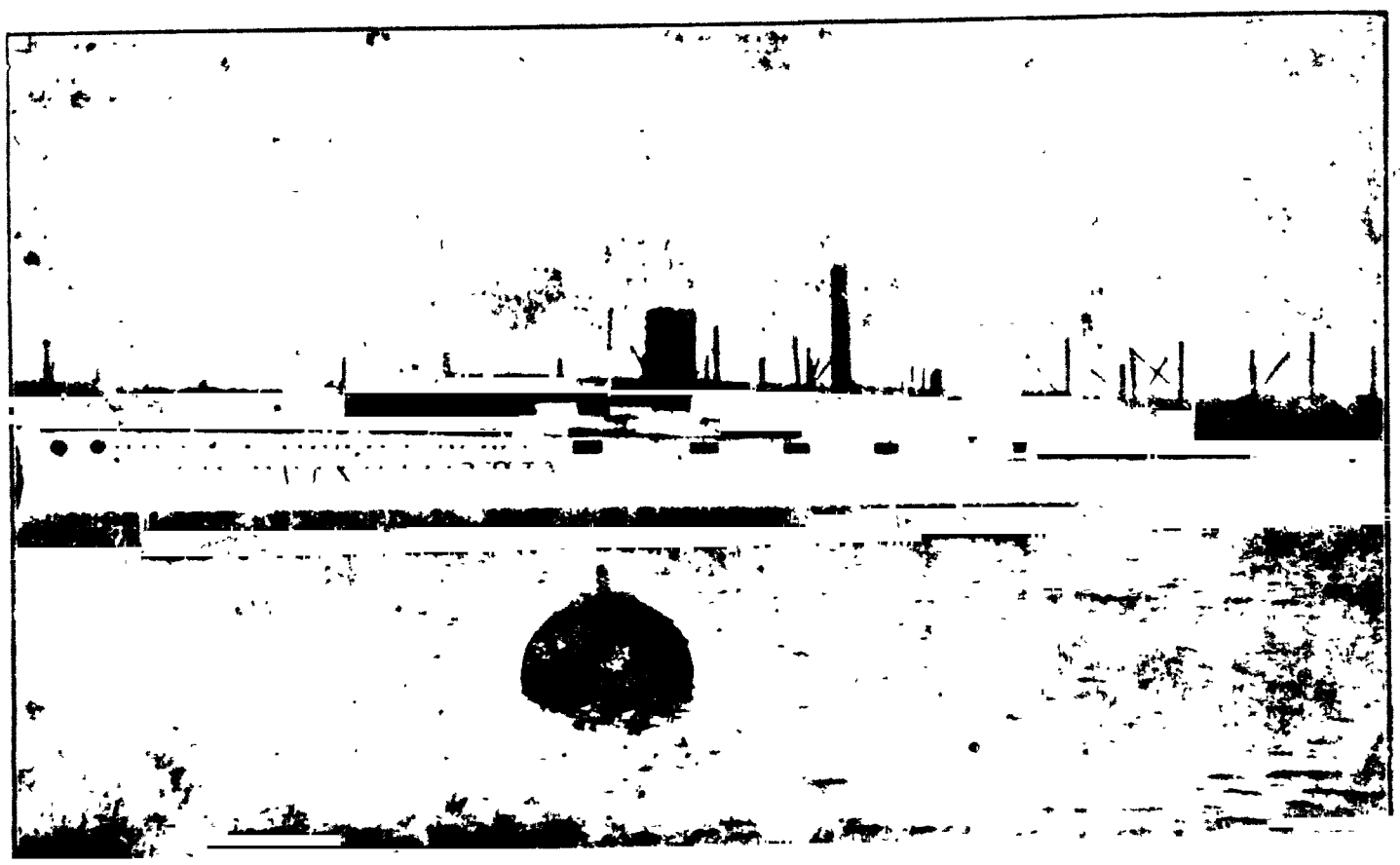

دولۂ علیہ کا دوسرا آہن پوش جہاز " سلطان عثمان " جو موجودہ عہد کا بہترین آہن پوش ہے مگر افسوس کہ جنگ یورپ کے چھڑ جانے کی وجہ سے دولۂ برطانیہ اسپر متصرف ہوگئی ہے

سے زیادہ کا ہوتا ہے - ان میں تین جہازوں کی رفتار ۲۷ میل (بحری) تک پہنچ گئی ہے جو بہت زیادہ شرح رفتار ہے -

(جرمنی)

سلطنت جرمنی سنہ ۱۹۰۷ سے سنہ ۱۹۱۱ تک اپنی بحری طاقت کے بڑھانے میں مصروف رہی - اس مدت میں اوس نے اسی قسم کے ۲۱ جہاز تیار کرائے، جنکی بڑی توپوں کا دہانہ ۲۷ سے لیکر ۳۰ سینٹی میٹر تک کا تھا - اونکی شرح رفتار ۲۱ میل بحری سے ۲۸ میل بحری تک پہونچ چکی ہے -

(فرانس)

سلطنت فرانس نے سنہ ۱۹۱۰ ع سے سنہ ۱۹۱۱ ع تک کے زمانے میں چار جہاز تیار کرائے، جن میں ہر ایک بارہ بڑی توپوں کا خطرناک ذخیرہ اپنے ساتھ رکھتا تھا، اور ان توپوں کے دہانے کا قطر ۳۰ سینٹی میٹر تھا - ان توپوں کے علاوہ ہر ایک جہاز میں چھوٹی چھوٹی توپیں بھی لگائی گئیں تھیں انکے دہانوں کا قطر سارے بارہ

(دولۃ عثمانیہ کا کروزر: حمیدیہ)
جس نے باوجود کہنگي و شکستگي کے گذشتہ جنگ
بلقان میں حیرت انگیز کارنامے یادگار چھوڑے

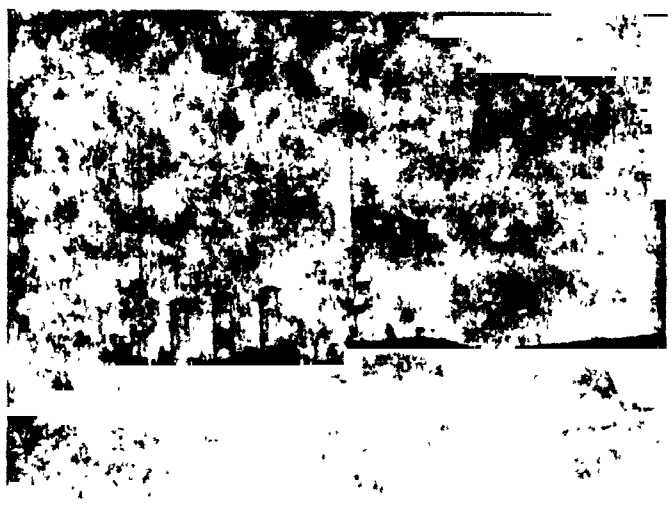

سینٹي میٹر تھا - وہ في گھنٹہ ۲۱ میل بحري یا اس سے بھي زیادہ مسافت طے کرسکتے ھیں -

(امریکہ)

امریکہ نے سنہ ۱۹۰۶ ع سے سنہ ۱۹۱۲ ع تک کي مدت میں ۱۲ نئے جہاز تیار کراے' ان میں سے آٹھ جہازوں میں جو بڑي بڑي توپیں لگائي گئي تھیں' ان کے دھانوں کا قطر ۳۰ - سینٹی میٹر تھا - لیکن چار جہازوں کي توپوں کا نگل جانے والا دھانہ ۳۵ - سنٹي میٹر کي وسعت رکھتا تھا - شرح رفتار فی گھنٹہ ۲۰ میل بحري سے لیکر ۲۱ میل بحری تک ھے -

(جاپان)

جاپان بھي اس میدان میں اپنے حریفوں سے پیچھے نہ رھا - اوسکے جدید جنگي جہازوں میں دو جہازوں پر جو توپیں قائم کیگئي تھیں' اونکا قطر ۳۰ سنٹي میٹر' اور طاقت رفتار في گھنٹہ ۲۰ میل بحري تھي' لیکن پانچ جہازوں کي توپوں کا قطر ۳۶ سنٹي میٹر تھا' اور شرح رفتار في گھنٹہ ۲۷ میل تھی - ان کا انجن ۸۶۰۰۰ گھوڑوں کي طاقت کا ھے - لیکن پانچویں جہاز کی رفتار ابھي تک متعین نہیں ھوسکي ھے -

(اٹلی)

اٹلي نے بھي سنہ ۱۹۰۹ سے لیکر سنہ ۱۹۱۲ ع تک جنگی جہازوں کي تیاري میں سرگرم زندگي بسر کی - چنانچہ اوس نے اس مدت میں ۶ دریڈ ناٹ بنائے' جنکی مقدار رفتار فی گھنٹہ ۲۳ میل سے لیکر ۲۵ میل بحري تک ھے -

(اسٹریا)

اسٹریا نے بھی سنہ ۱۹۱۰ع میں دریڈ ناٹ کے نمونہ پر چار جہاز بنوائے' جن میں سے ھر ایک پر ۱۲ عظیم الشان توپیں ۳۰ سنٹی میٹر قطر کی لگائی گئي تھیں' اور سرعت رفتار فی گھنٹہ ۲۰ میل بحري تھي -

(سپر دریڈ ناٹ)

لیکن دریڈ ناٹ کے علاوہ جنگي جہازوں کی ایک خاص قسم اور بھي ھے' جسکو " سپر دریڈناٹ " کہا جاتا ھے - اس قسم کے جہاز دریڈ ناٹ سے بھي بڑے ھوتے ھیں اور ان پر جو توپیں لگائی جاتی ھیں وہ پہلے سے بھي زیادہ عظیم الشان ھوتی ھیں - انکی مقدار رفتار بھي دریڈ ناٹ سے کہیں زیادہ ھے -

سلطنت برطانیہ نے اپني بحري طاقت کي نمایشگاہ میں اس قسم کے ۲۱ - جہاز نمایاں کیے ھیں جو سنہ ۱۹۰۹ع سے سنہ ۱۹۱۳ع تک میں تیار ھوے' اور اس سال اس وضع کے ۵ جہاز اور بھی تیار ھونے والے ھیں' ان میں سے ۱۶ جہازوں کے اندر جو بڑي بڑي توپیں ھیں' اونکا قطر ۳۳ سنٹي میٹر کا ھے' اور پانچ جہازوں کي توپوں کا قطر تو ۳۸ تک پہونچ گیا ھے - انکي شرح رفتار مختلف ھے' جو في گھنٹہ ۲۱ میل بحري سے شروع ھوکر ۲۸ میل بلکہ ۳۰ میل بحري تک پہونچ جاتي ھے - جن توپوں کے دھانے کا قطر ۳۸ سنٹي میٹر کا ھے' وہ ۱۹۵۰ رطل کا وزني گولہ پھینک سکتي ھیں' لیکن جن توپوں کا دھانہ ۳۳ ھے' وہ ۱۴۰۰ رطل کا وزني گولہ پھینکتي ھیں -

اس قسم کے جنگي جہاز نہایت عظیم الشان ھوتے ھیں' چنانچہ مشہور انگریزي جہاز " الیزبتھ " کا طول ۶۵۰ انچ' عرض ۹۴ - انچ' اور بلندي ۳۳ سنٹي میٹر ھے -

(دولت عثمانیہ)

دولت عثمانیہ کي جدید بحري طاقت جن تازہ ترین عظیم الشان جنگی جہازوں کے مجموعہ سے عبارت ھے' اونکا نام رشادیہ' عثمان اول' اور فاتح ھے - رشادیہ گذشتہ ستمبر میں دریا میں ڈالا گیا - اوسکے اندر ۲۳ ھزار ٹن کي گنجایش ھے' اور شرح رفتار في گھنٹہ ۲۱ میل بحري -

عثمان اول وھي جہاز ھے جسکا پہلا نام ریوجانیرو تھا' اور جسکو دولت عثمانیہ نے برازیل سے خریدا تھا - وہ گذشتہ سال ۲۲ جنوري کو سمندر میں ڈالا گیا - اوسکے اندر ۲۷۵ ٹن کے وزن کي وسعت ھے اور مقدار رفتار في گھنٹہ ۲۲ میل ھے - اوس میں ۱۴ توپیں ھیں جنکا قطر ۳۰ سنٹي میٹر کا ھے -

" فاتح " ابھي دریا میں نہیں ڈالا گیا' بلکہ دولت عثمانیہ نے کارخانہ کو اوسکے تیار کرانے کا حکم دیا ھے -

پہلے اور دوسرے جہاز لندن میں مکمل و مسلح کیے جارھے تھے اور مملکت عثمانیہ کا ھر فرد انکے ورود کا مجنوں وار مشتاق تھا - لیکن افسوس کہ جنگ یورپ کے چھڑ جانے کي وجہ سے حسب قانون یورپ' انگلستان نے ان دونوں پر قبضہ کرلیا' اور اسطرح دولۃ عثمانیہ کي نئي بحري قوت کے تمام مواقع مسدود ھوگئے !

دولت عثمانیہ کے ارمسٹرانگ اور پکرز کے کارخانوں اور ۶ تباہ کن کشتیوں (ڈسٹرایر) اور دو لائٹ کروزروں کے

دولہ علیہ کا نیا دریدناٹ " رشادیہ " جو بالکل طیار ھوچکا تھا
اور ساحل بوسفورس پر جانے کیلیے مستعد تھا کہ جنگ
یورپ چھڑ ي اور انگلستان نے اُسے اپنے لیے روک لیا

بنانے کا بھي حکم دیا تھا ' جو نہر رائین میں تیار ہو رہے ھیں ' اور پیرو میں انکے لیے آلات و ادوات بنانے جا رہے ھیں -

کارخانہ نارمن کو بھي دولت عثمانیہ کي طرف سے ۱۲ ڈیسٹرایر کے بنانے کي فرمایش کیگئي ھے ' جن میں ۱۰۴۰ ٹن کي گنجایش ھوگي ' اور في گھنٹہ ۳۲ میل بحري کي مسافت طے کرسکینگی - اونکا ذخیرہ آلات جنگ ۵ توپوں اور ۱۶ عدد تارپیڈو کشتیوں سے مرکب ھوگا -

دولت عثمانیہ کے یہ وہ جہاز ھیں جنکي بنانے کي جنگ بلقان کے بعد کوشش کی گئی' لیکن اوسکا موجودہ جنگي بیڑا ذیل کے جہازوں سے مرکب ھے :

(۱) خیر الدین برباروس (۲) طورغود رئیس	یہ وہ دو جہاز ھیں جنکو دستوري حکومت کے بعد

دولت عثمانیہ نے جرمني سے خریدا - دونوں ایک ساتھہ تیار ھوے اور سنہ ۱۸۹۱ میں ایک ساتھہ دریا میں ڈالے گئے - اِن میں سے ھر ایک اپنے اندر ۹۹۰۱ ٹن وزن کي وسعت رکھتا ھے ' اور ھر ایک کي مقدار رفتار في گھنٹہ ۱۷ میل بحري ھے - ان کا ذخیرہ آلات جنگ مختلف قسم کی توپوں پر مشتمل ھے ' جن میں ۶ توپوں کا قطر ۳۳ سنٹی میٹر ' ۸ توپوں کا قطر ۱۰ سنٹی میٹر ' اور آٹھہ ۱۱۶ ھے -

(مسعودیہ)

یہ جہاز سنہ ۱۸۷۴ع میں سمندر میں ڈالا گیا ' اور سنہ ۱۹۰۲ع میں اسکي مرمت کیگئی ' اوسکا وزن ۹۱۲۰ ٹن اور مقدار رفتار کي گھنٹہ سازھے ۱۲ میل بحري ھے - اوسکا ذخیرہ آلات ۱۴ توپوں سے مرکب ھے ' جن میں دو کا دھانہ تقریباً ۲۸ - سنٹي میٹر کا ' اور دو کا ۱۵ - سنٹي میٹر کا ھے -

(عصر توفیق)

سنہ ۱۸۸۶ میں سطح سمندر پر نمودار ھوا ' وزن ۴۶۱۳ ٹن اور مقدار رفتار في گھنٹہ ۱۳ میل بحري ھے - ذخیرہ آلات میں ۸ توپیں ھیں ' جن میں دو کا قطر ۲۸ - سنٹی میٹر سے کچھہ زیادہ اور ۶ کا قطر ۱۵ - سنٹی میٹر کا ھے -

(فتح بلند)

سنہ ۱۸۶۹ میں سمندر میں اتارا گیا - وزن ۲۷۲ ٹن - رفتار ۱۳ میل بحري ھے - چار توپیں رکھتا ھے ' جنکا قطر ۲۸ - سنٹي میٹر ھے - اسکے آلات جنگ میں بعض آخري سرعت کے ساتھہ چلنے والي توپیں بھی ھیں -

(۱) حمیدیہ (۲) مجیدیہ	یہ دونوں چھوٹے کروزر ھیں جو سنہ ۱۹۰۶ میں دریا میں ڈالے گئے - ھر ایک کا وزن

۷۴۰ ٹن اور رفتار ۲۲ میل بحري ھے - آلات جنگ میں دو توپیں اور ۱۶ تارپیڈو کشتیاں ھیں -

(۱) ملت (۲) معاونۂ ملت (۳) محبت وطن (۴) قومی حمیت	یہ چار تبا کرنے والي کشتیاں (ڈیسٹرویر) ھیں ' جو سنہ ۱۹۰۹ ع میں دریا میں ڈالی گئیں - ھر ایک کا وزن ۶۱۰ ٹن - اور مقدار رفتار ۳۵ میل

بحری ھے - ھر ایک اپنے ساتھہ صرف چار چار توپیں بھي رکھتی ھے -

(۱) سون (۲) بصرہ (۳) تاسوس (۴) یار حصار	یہ چاروں بھی تباہ کرنے والی کشتیاں ھیں' جو سنہ ۱۹۰۷ - اور سنہ ۱۹۰۸ میں دریا میں ڈالی گئیں - ھرایک کا وزن ۳۸۰

ٹن اور سرعت رفتار ۲۸ میل بحری ھے - انکے ذخیرہ آلات مین مختلف پیمانوں کی تارپیڈو کشتیاں شامل ھیں - ان کے علاوہ اس بیڑے کے اجزاء ترکیبي میں چھوٹی بڑي ۸ چھوٹي کشتیاں بھي شامل ھیں ' جن میں چار کا وزن ۱۶۸ ٹن اور سرعت رفتار ۲۷ میل بحری ھے - چار اور جنگي کشتیاں جو ان چاروں سے بھی چھوٹی ھیں' اونکا وزن ۹۷ ٹن اور مقدار رفتار ۲۶ میل ھے - یہ کشتیاں سنہ ۱۹۰۶ میں دریا میں ڈالي گئیں -

(یـــونان)

حکومت یونان کی بحری طاقت فی الحقیقت ناقابل تذکرہ ھے اور ترکي سے بھي کئی گـذري ھے - البتہ اب مندرجہ ذیل تین چھوٹے کروزروں کي جرمن کے کارخانے کو فرمائش دي ھے لیکن جنگ کي وجہ سے انکي تعمیل غیر ممکن ھوگئي ھے تین

دولۂ عثمانیہ کے کروزر " باربروس " کی بالائی سطح اور ۲۷ سنٹی میٹر قطر کے توپوں کے دھانے ' جنہوں نے زمانۂ جنگ بلقان شتابچہ کے خطوط کی حفاظت میں دادکار خدمات انجام دی تھیں - یہ جہاز پرانا اور حرمی کا مستعمل ھے -

کرنیل روف بے کمانڈر " حمیدیہ "

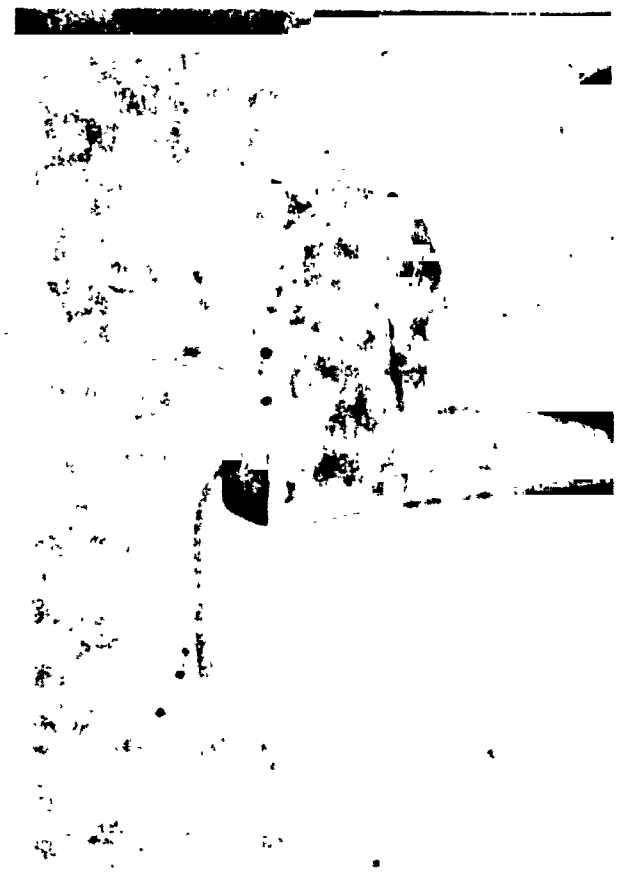

جہازوں یا تین لاکھ کروزروں میں منقسم ہے ' جو یورپ میں تیار ہو رہے ہیں -

سلامیس

ان میں پہلے جہاز کا نام سلامیس ہے ' جسکے بنانے کا جرمنی کے کارخانہ فلکان بستنت کو گذشتہ سال حکم دیا گیا ہے - اسکا وزن ۱۹۵۰۰ ٹن' اور مقدار رفتار ۲۳ میل بحری ہوگا - اس میں ۸ توپیں لگائی جائینگی جنکا قطر ۱۵ سنٹی میٹر کا بیان کیا گیا ہے -

دوسرا جہاز فرانس کے ایک کارخانہ میں تیار ہو رہا ہے ' جو فرانسیسی جہاز لورین کی طرز پر بنایا جائیگا - اسکا وزن ۲۳۰۰۰ ٹن اور مقدار رفتار ۲۱ میل بحری ہوگی - اس میں دس توپیں بھی ہونگی جنکا قطر ۳۷ سینٹی میٹر کا ہوگا -

یونان کو تیسرے جہاز کی تیاری میں غالبا انگلستان کے کارخانوں کا ممنون ہونا پڑتا' لیکن جنگ نے یکایک حالت بدل دی -

ان کے علاوہ حکومت یونان نے ولایات متحدہ امریکہ سے دو جہاز اور خریدے ہیں ' جو سنہ ۱۹۰۴ میں ایک ساتھ تیار ہوے ہیں ' اور ہر حیثیت سے باہم ایک دوسرے کے مشابہ و مماثل ہیں - ان میں سے ہر ایک کا وزن ۱۳۰۰۰ ٹن اور مقدار رفتار فی گھنٹہ ۱۷ میل بحری ہے -

ان جہازوں کے علاوہ یونان کے محکمہ بحری نے پارلیمنٹ سے چار لاکھ کروزروہ کے اضافہ کی اور منظوری بھی حاصل کی تھی ' پہلا لاکھ کروزروہ ہوگا جو ولایات متحدہ کے کارخانے میں سلطنت چین کے لیے بن رہا تھا' لیکن یونان نے اوسکو خرید لیا اور اوسکا نام ہلی رکھا - غالباً چند دن ہوے کہ حکومت یونان کی طرف سے انگلستان کو بھی ایک لاکھ کروزر کی فرمایش بھیجی گئی تھی ' لیکن ابھی تک کسی کارخانے کو بقیہ لاکھ کروزروں کے بنانے کا حکم نہیں دیا گیا ہے -

یونان کے محکمہ بحری نے ۱۲ تباہ کن کشتیوں (ڈیسٹرویر) کے اضافہ کی بھی اجازت حاصل کرلی ہے ' جن میں سے چار کے بنانے کا حکم بھی انگلینڈ کے کارخانوں کو دیدیا گیا ہے -

ان کے علاوہ ۶ تورپ کر چلنے والی کشتیاں اور دس دریائی ہوائی جہاز بھی فرانس اور انگلستان میں تیار ہو رہے ہیں - تے ہو یقیناً اب ضبط کرلیے گئے ہونگے -

یونان کا موجودہ بیڑا حسب ذیل جہازوں سے مرکب ہے :

امیرروف

آہن پوش جہاز ہے جو سنہ ۱۹۱۰ ع میں دریا میں ڈالا گیا ' اوسکا وزن ۹۹۵۶ ٹن اور مقدار رفتار فی گھنٹہ ۲۷ میل بحری ہے - ذخیرہ آلات جنگ میں ۱۲ توپیں ہیں

(۱) هیدرا (۲) بسارا (۳) سیمائے	یہ تین جہاز ہیں ' جو حسب ترتیب سنہ ۱۸۸۹ ع ' سنہ ۱۸۹۰ ' سنہ ۱۸۹۱ ع میں دریا میں ڈالے گئے ' اور فرانس کے کارخانہ لا سائن

میں سنہ ۱۸۹۷ اور سنہ ۱۹۰۰ کے درمیان اونکی مرمت ہوئی - ہر ایک کا وزن ۴۸۰۸ ٹن اور مقدار رفتار ۱۶ میل بحری ہے -

(۱) ایدوس (۲) لیون (۳) بروالوس (۴) چارنس	چار تباہ کن کشتیاں (ڈیسٹرویر) ہیں جو سنہ ۱۹۱۱ ع میں دریا میں ڈالی گئیں ' ہر ایک کا وزن ۹۸۰ ٹن اور مقدار رفتار فی گھنٹہ ۳۲ میل بحری ہے ' اور چار تارپیڈو کشتیوں اور چار توپوں سے مسلح ہیں -

(۱) نوا نوا تورا (۲) تیالا (۳) سندرنی (۴) اونکی (۵) لیکی (۶) اسپیسیا (۷) دوسا (۸) هالوس	یہہ آٹھوں تباہ کن کشتیاں ہیں جو سنہ ۱۹۰۶ میں دریا میں ڈالی گئیں - ہر ایک کا وزن ۳۵۰ ٹن اور مقدار رفتار ۳۰ میل بحری ہے - اونکے الات جنگ میں متعدد اور مختلف ضخامت کی تارپیدو کشتیاں بھی ہیں -

(۱) تورفالوس (۲) نیا جینیا	یہہ دونوں تباہ کن کشتیاں سنہ ۱۹۱۲ ع میں دریا میں ڈالی گئیں ہر ایک کا وزن ۷۵۰ ٹن ' اور مقدار رفتار ساڑھے ۳۲ میل بحری فی گھنٹہ ہے ' چار توپ اور دو تارپیدو کشتیوں سے مسلح ہیں -

(۱) دلفن (۲) ریکیس	دونوں دوبکر چلنے والی کشتیاں ہیں جو سنہ ۱۹۱۱ سنہ ۱۹۱۲ ع میں دریا میں ڈالی گئیں - ہر ایک کا وزن ۴۰ ٹن ' اور ۱۴ میل بحری فی گھنٹہ مقدار رفتار ہے ' اور پانچ تارپیدو کشتیوں سے مسلح ہیں -

ان کے علاوہ چھہ کشتیاں اور بھی ہیں جنکا اب تک کوئی نام نہیں رکھا گیا - وہ گذشتہ سال دریا میں ڈالی گئیں ' ان میں ہر ایک کا وزن ۱۲۵ ٹن اور مسافت رفتار ۲۵ میل بحری فی گھنٹہ ہے - وہ معتدد تارپیدو کشتیوں سے بھی مسلح ہیں -

اس تفصیل سے ظاہر ہوا ہوگا کہ موجودہ عثمانی بیڑا ۲۵ جہازوں سے مرکب ہے ' جنکا مجموعی وزن ۴۹۵۷۵ ٹن ہے ' اسکے مقابل میں یونان کا بیڑا ' (ان دو جہازوں کے علاوہ جو اوس نے امریکہ سے خریدے ہیں) ۲۶ جہازوں پر مشتمل نظر آتا ہے جنکا وزن ۳۴۱۵ ٹن ہے ' لیکن فی الحقیقت یہ مقابلہ محض ظواہر اور تعداد کا مقابلہ ہے ورنہ یونان کی بحری معدومیت بالکل مسلم ہے کیونکہ ٹرکی کی طرح اسکے پاس بحری فوج نہیں ہے جو بہتر سے بہتر جہاز میں بھی کام کرسکے -

السبق في الصحافة

موجودہ فن صحافہ

نامۂ نگاران جنگ کی مسابقت

دنیا کے ایک بد قسمت حصے میں آتش جنگ بھڑکتی ہے ' خون کے چھینٹے اڑتے ہیں' تلواریں بجلیوں کی طرح چمکتی ہیں' توپیں رعد آسا گرجتی ہیں' لیکن تمام دنیا میں اس برق و باد کے طوفان کی لہریں نہیں پھیل سکتیں - اسلیے اگر نامہ نگاران جنگ کی سرخ پنسل دنیا کو یہ خونین منظر نہ دکھاتی ' تو مقتولین جنگ کے ساتھہ یہ واقعات بھی زمین کے نشیب و فراز میں دفن ہوجاتے -

مشرق میں فن صحافۃ ابھی ترقی کی ابتدائی منزل میں ہے' ہمارے جرائد و مجلات کو ابھی تک ان خبروں کے توزیع و تقسیم کا بھی سلیقہ نہیں آیا جو یورپ کے اخبارات ہمارے لیے فراہم کرتے ہیں' لیکن یورپ کی حالت مشرق سے بالکل مختلف ہے - یورپ نے دنیا کے سامنے جد و جہد کا جو وسیع میدان عمل کھولدیا ہے ' یورپ کے ہر کام میں جو حسن ترتیب اور سنجیدگی پائی جاتی ہے' فن صحافہ میں بھی اسکا اثر نمایاں طور پر نظر آتا ہے -

یورپ کے نامہ نگار اور ایڈیٹر خبروں کے حاصل کرنے ' اونکو پایہ تحقیق تک پہونچانے ' اور اونکے شائع کرنے میں جو کد و کاوش اور دوڑ دھوپ کرتے ہیں ' اوس نے اس فن کی تاریخ میں متعدد دلچسپ واقعات کا اضافہ کردیا ہے - آج کل جب کہ جنگ یورپ کی وجہ سے ہمارے کان ہمیشہ نامہ نگاروں اور ایڈیٹروں کی آواز کی طرف لگے رہتے ہیں' ان واقعات کا دائر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا -

(۱) ٹائمز کے ایڈیٹر جان والٹر اپنے دفتر میں بیٹھے تھے کہ فرانس کی ڈاک سے متعدد فرانسیسی اخبار آئے - ان تمام اخبارات میں وہ تقریر شائع ہوئی تھی جو شاہ لوئس فیلیپ نے افتتاح پارلیمنٹ کے وقت کی تھی - ٹائمز نکل چکا تھا اور اس تقریر کی اشاعت ضروری تھی - مسٹر جان والٹر نے دیکھا تو ایک ایڈیٹر اور ایک کمپوزیٹر بھی دفتر میں موجود نہیں ہے - وہ خود اٹھے خود ہی اوس تقریر کا انگریزی میں ترجمہ کیا ' اور خود ہی کمپوز کیا ' یہاں تک کہ دو پہر تک ٹائمز کا ایک ایڈیشن چھپکر بازار میں آگیا -

(۲) طرابلس شام میں جہاز ولٹوریا ایک دوسرے جہاز سے ٹکرا کر ڈوب گیا - لندن اور نیو یارک کے تمام اخباروں نے اجمالا اوسکے ڈوبنے کی خبر شایع کی اور قیاساً یہ نتیجہ نکالا کہ بہت سے لوگ ڈوب گئے' لیکن لندن میں ایک امریکن اخبار کا نامہ نگار موجود تھا ' اوسکے پاس مالک اخبار کا تار آیا کہ " فوراً واقعہ کی تفصیل بھیجو " نامہ نگار اور اوسکے اعوان و انصار واقعہ کی تفصیل کے لیے اٹلی اور لندن کی ایک ایک گلی چھان ڈالی لیکن اچھہ پتہ نہ چلا - اللہ اور اخباروں کے ایڈیٹروں نے اونکی آوارہ گردی کی ہنسی اڑائی ' تاہم نامہ نگار مایوس نہیں ہوا - آسنے راتوں ہی رات ٹیلیگراف بحری کے افسر کے پاس پہونچکر واقعہ کی تفصیل حاصل کرنے کی کوشش کی ' اور اوسکو بہت بڑے معاوضہ کی طمع دلائی - افسر مذکور نے اپنی دشواریوں کا اظہار کیا ' لیکن نامہ نگار کا اصرار اور بھی بڑھتا گیا - بالآخر وہ راضی ہوا اور طرابلس کے محکمہ خبر رسانی کے نام اس مضمون کا ایک تار بھیجا کہ " جہاز ولٹوریا کے حادثہ کی تفصیل بھیجدیجیے - معاوضہ جو کچھہ ہوگا میں دینے کیلیے تیار ہوں " صبح کو اس کا جواب آیا : " ہمارے پاس تفصیل نہیں ہے " - اوس نے دوسرا تار دیا . " ایک کشتی کرایہ پر کرلیجیے اور اوسکے ذریعہ تفصیلی واقعہ بھیجدیجیے - میں سرگنی معاوضہ دونگا " وہاں سے جواب آیا کہ " پہلے معاوضہ بھیجدو " اوس نے دو گھنٹے تک مختلف بنکوں کے مالکوں سے بذریعہ تار گفتگو کی ' اور آخرکار ایک بنک کو اس رقم کے ادا کرنے پر آمادہ کرلیا - غرض اس جد و جہد اور ان بے دریغ مصارف کے بعد چوتھے دن اوسکو واقعہ کی تفصیل معلوم ہوسکی ' اور اوس نے اپنے اخبار کو نہایت شرح و بسط سے روانہ کردی حالانکہ اب تک امریکہ اور یورپ کے کسی اخبار نے یہ تفصیل شائع نہیں کی تھی -

(۳) جنرل برتھہ اور جنرل دے لاری جب لندن آئے ' تو تمام اخباروں کے قائم مقاموں نے اون سے ملنا چاہا لیکن کسیکو ملاقات کا موقعہ نہیں ملا - ایک اخبار کے ایڈیٹر نے نہایت غور و فکر اور جد و جہد کے ساتھہ اونکی ہر نقل و حرکت کا مطالعہ کرکے یہ پتہ لگایا کہ ان میں ایک شخص سوٹ سلانے لیلیے کسی خاص دن ایک درزی کی دکان پر آئیگا - چنانچہ اوس نے اپنے نامہ نگار کو درزی کے پاس بھیجا کہ وہ درزی کی وساطت سے جنرل موصوف کے خیالات دریافت کرکے لائے -

نامہ نگار ٹھیک وقت پر درزی کے پاس پہونچ گیا ' اور اوسکو اپنے مقصد سے اطلاع دی ' درزی نے کہا کہ تم فلم اور کاغذ لیکر دکان کے ایک ملازم کی طرح بیٹھہ جاؤ جب جنرل مذکور آئیگا تو میں اوسکا ناپ لونگا ' اور اسی حالت میں اون مسائل کے متعلق بھی سوال کرنا جاریگا جنکے متعلق تمکو جنرل موصوف کی راے معلوم کرنی ہے - چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد وہ آیا ' اور درزی نے ایک سوٹ کے سلنے کی فرمایش کی - درزی نے لمبا ناپنا شروع کیا ' اور نامہ نگار قلم کاغذ لیکر پہلو میں کھڑا ہوگیا - درزی نے پہلے اوسکا ہاتھہ ناپ کر کہا " ۲۵ " نامہ نگار نے بھی اس عدد کا دوبارہ اعادہ کیا - درزی نے اوسکے ہاتھہ سے کاغذ لے لیا اور جنرل مذکور سے کہا : " دوبارہ ان کاغذات کو اسلیے دیکھہ لیتا ہوں کہ غلطی نہ ہوئے پائے " یہ کہہ کر کاغذ کو دیکھا تو اوسمیں لکھا ہوا تھا " مسٹر چیمبرلین کے متعلق جنرل موصوف کی راے دریافت فرمائیے ؟ " یہ پڑھکر اوس نے کاغذ نامہ نگار کو دیدیا اور پھر ناپنے میں مصروف ہوگیا ' اسی حالت میں اوس نے جنرل موصوف کی راے دریافت کرلی جسکو نامہ نگار نے لکھہ لیا - پھر درزی نے " ۴۰ " کہا ' نامہ نگار نے بھی حسب دستور اسکا اعادہ کرکے کاغذ کو درزی کے حوالے کیا - اسکے اسمیں لکھا ہوا تھا کہ " لندن کے متعلق جنرل موصوف کا کیا خیال ہے ؟ " درزی نے کاغذ واپس کردیا ' اور اسی طرح لطائف الحیل ہر مسئلہ کے متعلق جنرل موصوف کا خیال دریافت کرتا رہا - نامہ نگار نے دوسرے دن کے اخبار میں جنرل موصوف کی وہ گفتگو شائع کردی ' جسکو پڑھکر تمام دنیا متحیر ہوگئی -

(۴) عربی پاشا کے زمانۂ شورش میں جب انگریزی فوج نے مصری لشکر پر فتح پائی ' تو اوسوقت مسٹر برل نے ڈیلی ٹیلیگراف کے نامہ نگار ہونے کی حیثیت سے اخبار مذکور کے دفتر میں ایک تار بھیجا - اس میں اجمالا اس فتح کی خبر دی تھی - اس مضمون کا یہ پہلا تار تھا جو لندن میں پہونچا - اسکے بعد نامہ نگار موصوف نے واقعہ کی تفصیل لکھنی شروع کی کہ اجمالی خبر کی طرح تفصیل کے بھیجنے کا موقعہ بھی سب سے پہلے اسی کو حاصل ہو - اس خیال سے وہ میدان جنگ میں آیا ' وہاں آکر معلوم ہوا کہ انگریزی فوج نہایت تیزی کے ساتھہ قاہرہ کی طرف روانہ ہوگئی - وہ فوراً گھوڑے پر سوار ہوکر قاہرہ پہونچا - وہاں لڑائی کا خاتمہ ہو چکا تھا ' اسلیے فوراً تار کے دفتر میں پہونچا

تار روانہ کرنا چاہا' لیکن بدقسمتی سے ملازمین دفتر انگریزی زبان سے نا واقف تھے اور اسلیے تار بھیجنے سے معذور تھے - مجبوراً نامہ نگار نے ارسیوقت ایک گھوڑا مستعار لیا اور اندھیری راتوں میں باغیوں کے درمیان سے گذرتا ہوا مقام قصامین کی طرف روانہ ہوگیا - جب منزل مقصود تک پہونچنے میں صرف دس میل کا فاصلہ رہ گیا تو گھوڑے نے زمین پر گر کر جان دیدی - اب وہ پیدل چلا اور متصل دو دن کی سواری اور ۱۴۰ میل کی قطع مسافت کے بعد ارسکر واقعہ کی تفصیل کے روانہ کرنے کا موقع ملا !

(۵) لندن میں ایک اخبار نویس اور ایک ڈاکٹر کو ایک ہی میز پر کھانا کھانے کا اتفاق ہوا - ڈاکٹر نے آب و ہوا کے طبی اثرات پر گفتگو کرنا شروع کی - اثناء کلام میں کہا :

" اکثر لوگ ہندوستان کی آب و ہوا سے ڈرتے ہیں' چنانچہ آج میرے پاس ایک لارڈ آئے اور ہندوستان کی آب و ہوا کے متعلق مجھ سے طبی مشورہ لیتے رہے - "

اخبار نویس نے نہایت بے پروائی کے ساتھہ پوچھا :

" تو پھر آپ نے کیا جواب دیا ؟ "

ڈاکٹر نے کہا :

" میںنے انکو ہندوستان جانے کا مشورہ دیا "

اخبار نویس نے اب اس سے زیادہ پوچھہ گچھہ نہیں کی - اپنے دفتر میں آیا اور فوراً یہہ خبر شایع کردی : " ہندوستان کی وایسرائلٹی کا عہدہ فلاں لارڈ کی خدمت میں پیش کیا گیا اور اونہوں نے اسے قبول کرلیا -

یہ اس ذہین نامہ نگار کا محض قیاس تھا مگر اس نے جرأت سے کام لیکر اعلان کردیا اور بالکل صحیح نکلا - وہ اس زمانے میں سن چکا تھا کہ ہندوستان کی گورنر جنرلی کے لیے کسی نئے شخص کا تقرر درپیش ہے - جب ڈاکٹر نے کہا کہ ایک لارڈ نے ہندوستان جانے کی نسبت مشورہ کیا ہے تو اس نے قیاس کیا کہ وہ ہندوستان گورنر جنرل ہوکر جانے والا ہوگا - پھر جب ڈاکٹر نے کہا کہ میں نے اسے جانے کا مشورہ دیا تو اسے یقین ہوگیا کہ وہ اب ضرور جایگا - ان تمام حالات سے وہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ " ہندوستان کی گورنر جنرلی کا عہدہ اسی لارڈ کو ملا ہے اور اس نے منظور کرلیا ہے !

(۶) جنوبی افریقہ میں جب انگریزوں نے بوئروں سے صلح کی تو ارسوقت مسٹر اڈگرروس ڈیلی میل کے نامہ نگار ہوکر وہاں گئے تھے - اسی زمانے میں مقام جوھنس برگ سے ۵۰ میل کے فاصلے پر وکلاے مدافعین کا ایک جلسہ ہوا ' لیکن کسی اخبار کے نامہ نگار کو شرکت کا موقع نہیں دیا گیا تھا -

خبروں کے احتساب کا طریقہ بھی وہاں نہایت سخت تھا ' اور صیغہ احتساب کو مراسلات میں ہر قسم کے تصرف کرنے کا پورا اختیار حاصل تھا - اس لیے کوئی واقعہ اپنی اصلی صورت میں لندن تک نہیں پہونچ سکتا تھا - مسٹر روس کا بیان ہے :

" ہم نے باہم چند اصطلاحی الفاظ وضع کرلیے تھے جنکا حقیقی مفہوم انکے ظاہری مفہوم سے بالکل مختلف تھا - حسن اتفاق سے صیغہ احتساب نے لعل اور سونے کی کانوں کے متعلق ہر قسم کے تجارتی مراسلات بھیجنے کی اجازت دے رکھی تھی' اسلیے تجارتی اصطلاح کے پردے میں پولیٹیکل خبروں کے بھیجنے کا پورا موقع مل سکتا تھا - چنانچہ ہم نے تجارتی اصطلاح کی میں سلسلۂ مراسلات شروع کیا ' اور ۱۲ اپریل سنہ ۱۹۰۲ ع کو ڈیلی کے الفاظ میں ایک مراسلہ ڈیلی میل لندن کو بھیج دیا :

" اس زمین کے خریداروں کی جانب سے جس میں سونے کی کان ہے' میں تمکو اطلاع دیتا ہوں کہ دونوں فریق کی ٹروپا کی طرف روانہ ہوگئے ' جہاں الف بھی بھاؤ چکانے کے لیے پہنچ گئے ہیں - مجھکو پورا یقین ہے کہ بیچنے والے بیچنے پر آمادہ ہیں " -

لندن میں یہ مصطلحہ تار پہونچا تو اسکا اصلی مطلب سمجھہ لیا گیا اور ڈیلی میل نے اسکو ڈیل کے الفاظ میں شائع کیا :

" گفتگوے صلح کی بنا پر میں آپ لوگوں کو اطلاع دیتا ہوں کہ ڈیلیگیٹ پریٹوریا کی طرف روانہ ہوگئے ہیں - لارڈ الفرڈ ملنر بھی اس غرض سے گئے ہیں کہ بہترین شرائط پر انعقاد صلح کرالیں - مجھکو کامل اعتماد ہے کہ بویر مائل بہ صلح ہیں "

ٹرانسوال کی زمین سونے کی کانوں کی زمین ہے - پس نامہ نگار نے انگلستان کی فوج کو " سونے کی زمین کے خریداروں " سے تعبیر کیا - لارڈ الفرڈ کیلیے " الف " لکھدیا جو صلح کیلیے گئے تھے اور کروپا اپنے مقاصد کا بھاؤ چکا رہے تھے - بویر صلح پر آمادہ تھے اسلیے انھیں اپنی زمین فروخت کر دینے کیلیے آمادہ ظاہر کرنا نہایت صحیح استعارہ تھا - خبروں کے محتسبوں نے اس تار کو محض ایک تجارتی تار سمجھکر نہیں روکا ' اور اس طرح وقت سے پہلے ڈیلی میل کو صلح کی خبر شائع کرنے کا موقع ملگیا !

نامہ نگار مذکور اسکے بعد کہتا ہے :

" اسی طرح میں برابر مراسلات بھیجتا رہا - لیکن صرف لندن تک خبروں کے پہونچانے کیلیے یہ طریقہ مفید ہوسکتا تھا - اصلی اور صحیح ماخذوں سے خبروں کے حاصل کرنے میں اس سے کچھہ مدد نہیں ملسکتی تھی ' حالانکہ یہ کام خبروں کے بھیجنے سے بھی زیادہ اہم تھا - اسی غرض سے بعض نامہ نگاروں نے فوجی لباس پہنکر کانفرنس میں گھسنا چاہا ' لیکن اونکو دانت کے ساتھہ نکال دیا گیا -

بالآخر میں نے ایک سپاہی سے جو میرا دوست تھا مدد لینا چاہی ' اور وہ مجھہ تک وکلاے صلح کے نتائج گفتگو پہونچانے کیلیے آمادہ ہوگیا - رائے یہ قرار پائی کہ میں روزانہ جوھانس برگ سے ٹرین پر سوار ہوکر اس مقام سے گذرا کرونگا جہاں وکلاء اجلاس کررہے ہیں' لیکن چونکہ سبھہ کے خوف سے وہاں اوتر نہ سکونگا - اسلیے صرف اشارات کے ذریعہ مجھے نتائج بحث کی اطلاع دی جاے گی -

چنانچہ انھی اشاروں میں سلسلۂ کلام شروع ہوا - ہم نے باہم علامات مقرر کرلی تھیں - جب وہ نیلے رنگ کے رومال کو ہلاتا تھا تو میں سمجھتا تھا کہ گفتگوے صلح موقوف ہوگئی - سرخ رومال کی حرکت سے معلوم ہوتا تھا کہ صلح قریب ہے - سفید رومال کی جنبش انعقاد صلح کی خبر دیتی تھی - چنانچہ اسی غرض کیلیے ہزاروں بار جوھانسبرگ سے اس مقام تک کا سفر کرنا پڑا - بالآخر ایک دن میں نے ریل کی کھڑکی سے جھانکا تو اپنے دوست کے ہاتھہ میں سفید رومال ہلتے ہوے دیکھا - ارسیوقت میں نے ڈیلی میل کو تار دیدیا :

" میں نے ٹرانسوال کی کانوں کے حصوں میں سے تمہارے لیے ہزار حصے خریدے " یعنی ٹرانسوال کی سرزمیں ہاتھہ آگئی اور صلح کا انعقاد ہوگیا !

لیکن یورپ کے نامہ نگار اور ایڈیٹر جس طرح نہایت تحقیق و جانفروسی کے ساتھہ واقعات کا مواد فراہم کرسکتے ہیں' اسی طرح اونکو واقعات کے مسخ کرنے کی بھی قدرت حاصل ہے - چنانچہ ٹرکی اور چین کی لڑائیوں میں اسکا بارہا تجربہ ہوچکا ہے' اور ایک عظیم الشان نیا تجربہ ہمارے سامنے ہے - اس مرتبہ جنگ یورپ میں خبروں کی بندش کا ایسا شدید انتظام کیا گیا ہے کہ آجتک کسی لڑائی میں ایسا نہیں کیا گیا - نامہ نگاروں کا وجود بالکل بیکار ہوگیا ہے - اور خبروں کے معلوم کرنے کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے یعنی محکمہ احتساب اخبار ہے' جو اگر خبر دینے کی جگہ نہ دے تو یہ دنیا کی [illegible]

منذ صـــــة علمية

شـــراب کا اثـــر حیـــوانات پر

(احتبارات حدیثه و نجارب جدیده کے عملي نتائج)

(انهما اکبر من نفعهما !)

شراب کي مذمت مختلف طریقوں سے کي گئي ہے - لیکن اس مذمت میں سب سے زیادہ عام اور مقدار میں موثر یہ ہے کہ "انسان شراب کے نشے میں انسان نہیں رہتا بلکہ جانور بنجاتا ہے" لیکن سوال یہ ہے کہ خود جانور بھی شراب کي بد مستي میں جانور باقي رہتا ہے یا نہیں ؟

جدید طبي اختبارات سے ثابت ہوگیا ہے کہ شراب حیوانات کي قوت شعور اور حس و ادراک میں بہت بڑا انحطاط پیدا کردیتي ہے - اسلیے وہ باعیان احکام شریعت ' جو شراب کے نشے میں چور رہتے ہیں ' فی الحسیت اوسی درجہ کے جانور ہیں ' جن کے پست ترین درجہ کو شراب اور بھي پست تر کردیتي ہے : " ان هم " الا کالانعام بل هم اضل سبیلا - وہ لوگ بالکل جانور ہیں بلکہ اون سے بھي گمراہ تر !

(بلیوں پر تجربہ)

حال میں جدید طبي طریق سے ڈاکٹر بلیڈن ہوڈج نے (جو شکاگو کی یونیورسیٹي میں علم الحیات کے پروفیسر ہیں) چند بلیوں پر اسکا تجربہ کیا ہے - یہ بلیاں شراب کي عادت ڈالنے سے پہلے نہایت چست و چالاک اور تندرست تھیں - پہلی بار کے تجربہ سے ثابت ہوا کہ بلیاں فطرتاً شراب کي طرف مائل نہیں ہوتیں - اس لیے پروفیسر موصوف نے شراب میں دودھ ملایا جو بلیوں کي مخصوص غذا ہے ' لیکن بلیوں نے اس مخلوط دودھ کي طرف بھي رغبت ظاہر نہ کي - ڈاکٹر موصوف نے جبراً اونکو اسکي نے ذریعہ پلایا ' لیکن دس ہي روز شراب کے نشے میں کمبخت رہیں اور بلیوں کي حالت اوس آدمي سے بھي بدتر ہوگئي جو شراب کے آخري نتائج کا عبرت ناک منظر دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے پہلے وہ مطمئن القلب و نرم خو تھیں - اب اون میں وحشت و شرارت کوٹ کوٹ کر بھري تھي ' اب بالکل بلند الاصوات اور بےباک - اگر اونکے سامنے ایک کیچڑ پھینک دیا جاتا تھا تو سب دستور قدیم اوسکے طرف جھپٹتے لیکن اون میں کسي قسم کي حرارت پیدا نہیں ہوتي تھي - چوہے اونکے سامنے سے نکل جاتے تھے ' مگر انھیں خبر تک نہیں ہوتي تھیں - کبھي اپنا منہ اونکے منہ میں ڈالدیتے تھے ' مگر اونکو اتنا بھي محسوس نہیں ہوتا تھا کہ اونکا قدیم دشمن ہے - نہ تو اچھي طرح کھاتي تھیں ' نہ دوسري اون سے چھین کرتی تھیں - اونکي عقل ' اونکا شعور ' اونکا انضباط بالکل طرح مفقود ہوگیا تھا گویا اونکے سر میں دماغ ہي نہیں تھا - اس تجربہ کے بعد پروفیسر موصوف نے اعادۂ صحت کیلیے اونھی بلیوں کو چھوڑدیا ' لیکن اونکي برباد شدہ صحت پھر عود نہ کرسکي ! !

(دوسرا تجربہ)

ڈاکٹر موصوف نے کتوں پر بھي شراب کا تجربہ کیا ' اور نتائج سے بھي زیادہ افسوس ناک صورت میں ظاہر ہوے - چنانچہ اونھوں نے چار اسپیشل کتوں کو (جن میں دو نر اور دو مادہ نہیں) اسکے لیے انتخاب کیا جو ایک ہي دن پیدا ہوے تھے - اونھوں نے دو کتوں کو جو نسبتاً زیادہ قوي اور چاق و چست تھے ' اپنا تختہ مشق بنایا ' اور دو کو اونکي اصلي حالت پر چھوڑ دیا تاکہ نتائج سے مقابلہ کا موقعہ مل سکے - تجربہ سے معلوم ہوا کہ کتے کي فطرت بھي شراب نوشي سے انکار کرتي ہے - آخر کار اونکو بھي جبراً شراب پلائي گئي ' تاہم اسکي مقدار اوس سے کم نہیں جو عموماً شراب نوشوں کا روزانہ معمول ہے - چند ہي دنوں میں وہ نتائج ظاہر ہونے لگے ' جنکو قرآن حکیم نے آج سے تیرہ سو برس پہلے ظاہر کردیا تھا :

انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوة و البغضاء فی الخمر و المیسر -

شیطان چاہتا ہے کہ تمکو کوں کے درمیان شراب نوشی اور قمار بازي کے ذریعہ باہم عداوت قائم کرادے -

چنانچہ ان کتوں کے پنجرے میدان کارزار بن گئے ' جن میں شب و روز معرکۂ جدال و قتال گرم رہتا تھا - ابتداء برہمي و تند خوئي کا اظہار دونوں شراب نوش کتوں ہي کي طرف سے ہوتا تھا ' لیکن مقابلہ میں اون کتوں سے شکست کھا جاتے تھے جنکو اس مرض میں مبتلا نہیں کیا گیا تھا - ڈاکٹر موصوف نے جسماني ورزشوں کے ذریعے سے بھي ان کي قوتوں کا موازنہ کیا - سو قدم کے فاصلے پر کیچڑ پھینک دیے جاتے تھے ' اور یہ کتے جھپٹ کے اونکو اوٹھا لاتے تھے ' لیکن مدوالے کتے ایک بار بھي گوے سبقت نہ لیجا سکے اور انکے پانوں شل سے ہوگئے !

کتے عموماً دلیر ہوتے ہیں ' لیکن شراب نے ان دونوں کو اس قدر بزدل بنا دیاتھا کہ ہوا کي کھڑکھڑاہٹ اور گھنٹي کي آواز سے بھي گھبرا کر بھونکنے لگتے تھے !

شراب کے اثر سے اون میں روز بروز وہم و خوف کا مادہ پیدا ہوتا جاتاتھا ' یہاں تک کہ اکثر اوقات بغیر کسي سبب کے بھي بھونکا کرتے تھے -

(شراب کا اثر توالد و تناسل پر)

ڈاکٹر موصوف نے توالد و تناسل کے لحاظ سے بھي اونکا مقابلہ کیا ' چنانچہ اونھوں نے شراب نوش کتوں کے ایک پنجرے میں علحدہ رکھا ' اور غیر شراب نوش جوڑے کو ان سے الگ کر کے دوسرے پنجرے میں بند کردیا - شراب نوش مادہ کے پہلي بار سات بچے جنے ' جن میں دو مردہ تھے - دوسري مرتبہ صرف تین بچے پیدا ہوے ' جن میں دو اپنی روح کو ماں ہي کے پیٹ میں دفن کر آے تھے - تیسري بار گیارہ بچے ہوے جن میں دو مردہ تھے ' اور چھ جننے کے ساتھ ہي مرگئے - تین زندہ رہے ' مگر وہ بھي نہایت کریہ المنظر تھے - چوتھي دفعہ تین مردہ بچے پیدا ہوے ' مگر اس مرتبہ ماں کي زندگي کا بھي خاتمہ ہوگیا - غرض اس مادہ کے کل ۲۶ بچوں میں صرف چار صحیح و توانا تھے - باقي یا تو ماں کے پیٹ ہي سے مردہ پیدا ہوے ' یا پیدا ہوے کے ساتھ ہي مرگئے - جو زندہ رہے ' اون میں بھی کوئي نہ کوئي جسمانی عیب ضرور تھا -

لیکن غیر شراب نوش مادہ کے بچوں کي مجموعي تعداد ۴۵ تھي جن میں ۴۱ بالکل صحیح و سالم تھے !

(نتائج تجارب)

ڈاکٹر مرصوف نے ان کتوں کے تجارب سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ جو شخص جسقدر قوي اور چست و چالاک ہوگا ' اوسي قدر شراب کی مضرت کا اثر اوس پر زیادہ پڑے گا - اس بنا پر اونلوگوں کو شراب سے قطعاً احتراز کرنا چاہیے جو لوگ اس قسم کے مشاغل میں مصروف رہتے ہیں جن میں قوت و نشاط کي زیادہ ضرورت ہوتي ہے - حالانکہ اکثر لوگ قوت و نشاط کے بڑھانے ہي کے حیلے سے شراب نوشي کي ابتداء کیا کرتے ہیں !

اسلام ایک دین الہي و فطري ہے - فطرت کے قوانین کے انکشاف کے ساتھہ اوسکے اسرار و مصالح بھي روز بروز نمایاں ہوتے جاتے ہیں -

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے پوچھا کہ ہملوگ سرد ملک کے رہنے والے ہیں اور اعمالِ شاقہ میں مصروف رہتے ہیں ' ہمکو حرارت اور قوت و نشاط کي زیادہ ضرورت ہے ' اسلیے ہملوگ کیوں کی شراب پیتے تھے - آپنے فرمایا کیا وہ نشہ آور ہے ؟ اونھوں نے کہا " ہاں " آپنے سختي کے ساتھہ اونکو ممانعت کردي -

جدید طبي تحقیقات آج حرف بحرف اسکي تائید کرتی ہے انسان کے نظام عصبي پر شراب کا جو اثر پڑتا ہے ' اوسکا بھي مختلف طریقوں اور مختلف آلات سے تجربہ کیا گیا ہے -

(جہاز عصبی اور الکحل)

انسان اپنے اعضاء میں سب سے زیادہ دہنے ہاتھہ کی انگشت شہادت سے کام لیتا ہے - ایک اطالي عالم نے ایک عجیب و غریب آلہ ایجاد کیا ہے - جب وہ ہاتھہ میں لگادیا جاتا ہے تو ہاتھہ کي حرکت کو بالکل روک دیتا ہے - صرف انگشت شہادت کھلی رہتي ہے ' اور آلہ کي قوت مانعہ کا اوسپر کوئی اثر نہیں پڑتا - اسلیے اوسکي حرکت سے بآسانی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ شراب کا اثر اس انگلی کے عضلات پر کسقدر پڑتا ہے ؟

چنانچہ مختلف تحقیقات نے ثابت کردیا ہے کہ شراب اسکی قوت میں نمایاں کمي پیدا کردیتا ہے - ایک شخص کو پہلے ٹرپین کھلا کر (۱) ایک کیلو گرام (۲) کا بوجھہ اوٹھوایا گیا - اسکے بعد اوسی شخص کو شراب پلا کر یہی تجربہ کیا گیا - نتیجہ میں سخت اختلاف نظر آیا - ٹرپین کھانے کے بعد وہ متعدد بار اس بوجھہ کو اوٹھا سکتا تھا ' لیکن شراب پینے کے بعد اس میں دفعتاً کمی آگئی - اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اگر شراب میں ٹرپین جتني بھی قوت ہوتی تو نتائج میں اس قدر اختلاف نہ ہوتا

(قوی عضلیہ پر اسکا اثر)

عام اعصاب دماغی پر شراب کا جو اثر پڑتا ہے ' اوسکے شواہد بھي بکثرت ہیں - عام خیال یہ ہے کہ شراب قواے دماغي میں اشتعال ' روانی ' اور تیزي پیدا کردیتي ہے - لیکن علمی تجارب اسکی تائید نہیں کرتے - ایک شخص کو ایک سادہ حساب دیدو (مثلاً جمع کرنا) وہ ان اعداد کو جتني دیر میں جمع کرے ' اوسکو محفوظ رکھو - پھر اوسي شخص سے شراب پلا کر انہي اعداد کو جمع کراؤ - تم کو اوقات کي نسبت میں نمایاں اختلاف نظر آئیگا - یعني دوسري صورت میں بہ نسبت پہلی صورت کے زیادہ دیر لگیگي اور یہہ انحطاط قواے عضلیہ کی کھلي دلیل ہے -

اس سے بھي واضح تر مثال یہہ ہے کہ حالت صحت عقل میں ایک شخص سے اوسکے گھر کا تصور کراؤ (مثلاً) - اوسکا گھر مختلف چیزوں کا مجموعہ ہوگا : خاندان ' بي بي ' بچے ' گھوڑے ' میز ' کرسی ' وغیرہ ' اسلیے اوسکو گھر کے ساتھہ ان تمام چیزوں کا تصور بھي لازمي طور پر کرنا پڑیگا ' کیونکہ گھر انہي اجزاء کے مجموعہ سے عبارت ہے - اب ان تمام خانگي اسباب کي (جو گھر کے تصور کے ساتھہ اوسکے ذہن میں آئے ہیں) ایک فہرست مرتب کرلو ' پھر اوسی شخص کو شراب پلا کر ۱۲ گھنٹے کے بعد اسي قسم کا تجربہ کرو - تمکو متواتر تجربوں کے بعد دونوں حالتوں میں محسوس فرق نظر آئیگا - پہلي حالت میں گھر کي تمام چیزیں نہایت تیزي اور خاص ترتیب و نظام کے ساتھہ اوسکے ذہن میں آئینگي ' لیکن دوسري صورت میں نہ تو یہہ حسن نظام قائم رہیگا ' نہ اس دفعی ادخال ذہني کي شان نظر آئیگي !

(شراب اور علم الجراثیم)

انسان مختلف خطرات میں گھرا ہوا ہے ' لیکن قدرت نے اوسکے اندر مختلف قواے دافعہ پیدا کردیے ہیں جو ان خطروں مقابلہ کرتے رہتے ہیں - انساني زندگي اسي کشمکش کا نتیجہ ہے ' لیکن انسان میں امراض متعدیہ (ایک سے دوسرے کو لگنے والے امراض) کے مقابلہ کرنے کي جو قوت ہے - شراب اوسکو بالکل فنا کردیتي ہے ' پروفیسر متی کوف نے اپنے تجربہ سے ثابت کیا ہے کہ انسان کے خون میں بہت سے سفید رنگ کے جراثیم ہوتے ہیں - وہ امراض متعدیہ کي مدافعت کرتے ہیں ' اور شراب دفعتاً ان جراثیم کو ہلاک کردیتي ہے - اسلیے امراض سارپہ و معدیہ کي مقاومت کے لیے اور مہلک کیڑوں کے دفع کرنے کے لیے فطرت نے جو فوج ہمارے جسم کے اندر مرتب کردي ہے ' شراب کا پہلا حملہ ان جملہ اوسي پر ہوتا ہے اور اسے برباد کر دیتا ہے

(شراب اور قواء جسمانی)

لیکن یہ تمام نتائج ایک دوسرے اصول کے ہیں - اصل سوال یہ ہے کہ شراب میں اجزاے سمیہ ہیں یا نہیں ؟ اگر وہ اجزاء سمیہ کی کافی مقدار رکھتی ہے ' تو یقیناً وہ تمام عداوں کي طرح جسم کی قوت کے بڑھانے کا سبب ہو سکتي ہے - لیکن یقینی اختبارات نے اسکا یہی مایوسانہ جواب دیا ہے - پروفیسر ولیم اتارتر (جو امریکہ کا بہت بڑا انجینیر داں ہے) ایک صندوق تیار کیا ہے جس سے عضلات کے افعال طبیعہ کا تجربہ کیا جا سکتا ہے - چنانچہ آدمی کو اگر اس صندوق میں بند کردیا جائے ' تو یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ ہوا کا اسقدر حصہ جزو بدن ہوا ' اور اس قدر حصہ بدل گیا ' شراب کی سمیت کا اس آلہ کے ذریعہ سے تجربہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ اپنے اندر سمیت کي کافي مقدار رکھتی ہے ' اور اوسکے سو حصوں میں سے ۹۸ حصہ جزو بدن ہوتا ہے -

جو لوگ استعداد شراب نوشی کے حامي ہیں ' وہ اس تجربہ کے صحت کو تسلیم کرتے ' لیکن بعد کو خود پروفیسر مذکور کي تشریح سے معلوم ہوا کہ وہ روٹی ' گوشت ' اور عام غلوں کي سي سمیت نہیں رکھتی یعنے وہ تحلیل ایماري کی رو سے مختلف اجزاء نباتیہ و معدنیہ پر مشتمل نہیں ہے جو جسم کو لگتے ہیں اور اسکي قوت کو بڑھاتے ہیں جیسا کہ تمام عداؤں میں ان اجزاء کا کافي دخیرہ ہوا کرتا ہے - بلکہ وہ ایک غذاے ناقص یا صرف ایک ہي قسم کی غذا ہے - بالخصوص اوس سے اعصاب کے ریشوں کي تولید تو بالکل ہي ناممکن ہے ' کیونکہ یہ ریشے بیضوی اور دوسرے معدني اجزاء سے بنتے ہیں ' مگر شراب میں ان اجزاء کا زرہ نہیں پایا جاتا -

(۱) ایک غذا ہے جو عموماً مریضوں اور ضعیفوں کو دیجاتي ہے -

(۲) کیلو گرام فرانس کا سیر ہے جو ۸۵ تولے سے کچھہ زیادہ کا ہوتا ہے - ہندوستان میں پکا سیر ۸۰ تولے کا سمجھا جاتا ہے

لیکن شراب کی مضرت صرف یہی نہیں ہے کہ وہ خود جزو بدن ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتی - اسکا اصلی نقصان یہ ہے کہ دوسری غذاؤں کو بھی جزو بدن نہیں ہونے دیتی - چنانچہ تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ اگر کھانا کھانے کے بعد ایک شخص سے کوئی بوجھ اٹھوایا جائے تو وہ اوسکو متعدد بار اٹھا سکیگا ' لیکن اگر کھانے کے ساتھ اوسکو شراب بھی پلا دی جائے تو اوسکے جسم کی توت کم ہوجائیگی ' اور وہ اوس بوجھ کو متصل کئی بار نہ اٹھا سکیگا -

اسکا اصلی سبب یہ ہے کہ طبیعت ہمیشہ مرغوب چیزوں کی طرف توجہ کرتی ہے ' اسلیے جب غذا کے ساتھ شراب پی لی جاتی ہے تو تمام قوائے طبیعیہ شراب ہی کے کیف و سرور میں رقص مستانہ کرنے لگتے ہیں ' اور اپنے وظائف ضروریہ کی طرف ملتفت نہیں ہوتے - نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ غذا غیر منہضم رہ جاتی ہے اور جزو بدن نہیں ہونے پاتی - شراب میں بجائے خود ایسے اجزاء غذائیہ موجود نہیں ہیں جو اس نمی کا بدل ما یتحلل ہوسکیں ' اسلیے تمام نظام جسمانی دفعتاً کھوکھلے درخت کی طرح گر پڑتا ہے اور اعضاء کے ریشے بیخ و بن سے اکھڑ جاتے ہیں !

احادیث کے اشارات و کنایات سے بھی شراب کی عدم غذائیت پر استدلال کیا جاسکتا ہے - یہ مسلم ہے کہ انسان کی فطری غذا دودھ ہے جو نہایت مفید اجزائے غذائیہ سے مرکب ہے - شب معراج میں حضرت جبریل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فطرت سلیمہ کو ممثل کرنے کیلیے دو پیالے پیش کیے تھے : ایک شراب کا ' دوسرا دودھ کا - آپنے دودھ کا پیالہ لے لیا ' اسپر حضرت جبریل نے فرمایا کہ آپ دین فطرت پر ہیں - بعد اوسی چیز کو آپنے انتخاب کیا ہے جو فطرتاً اجزاء غذائیہ کا بہترین مجموعہ ہے

جب بلی اور کتے کی فطرت شراب سے اباء کرتی ہے ' تو اوسکے غذائے غیر فطری ہونے میں کسکو کلام ہوسکتا ہے ؟ فطرت صرف اصلح کا انتخاب کرتی ہے ' اسلیے یہ فطری انکار اس بات کی دلیل ہے کہ شراب نوع انسان کیلیے غذائے صالح نہیں ہے !

حادثہ ادبیہ عربیہ

جارج زیدان

[سابق] ایڈیٹر الہلال - مصر

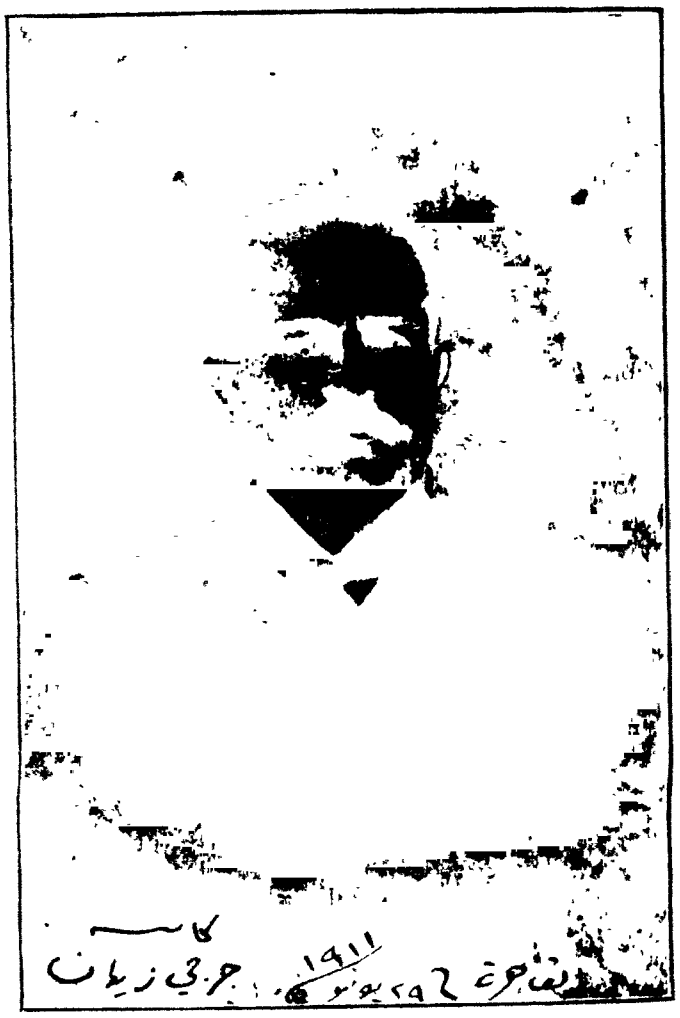

مصر کی پچھلی ڈاک کی ایک اطلاع مضمون ' جارج زیدان ایڈیٹر الہلال مصر کا انتقال ہے -

جارج زیدان کا اصلی وطن شام ہے ' سنہ ۱۸۶۱ع میں پیدا ہوا اور ابتدائی تعلیم کی تکمیل کے بعد کلیۂ سوریہ (سوریا کالج) میں داخل ہوگیا یہ موجودہ عہد کی ایک بہت بڑی مشرقی درسگاہ ہے ' اور تمام ممالک اسلامیہ میں صرف وہ خود دار الخلافۃ قسطنطنیہ میں اس سے بہتر تعلیم جدید کا انتظام نہیں - اسی درسگاہ میں اس نے عربی اور ترکی کے علاوہ انگریزی اور فرنچ زبان کے علوم ادبیات کو بھی حاصل کیا -

وہ غالباً سنہ ۱۸۷۹ع میں پہلی بار مصر آیا اور عربی زبان میں ایک دو ناول اور معمولی درجہ کی چند تاریخیں لکھیں - فری مسن لاج کی تاریخ ' مصر اور انگلستان کی معتصر تاریخیں سید مہدی سوڈانی نے متعلق ایک ناول (اسیر المتمہدی) غالباً اسی عہد کی تصنیفات ہیں -

اس زمانے میں مصر سے متعدد اخبارات نکلتے تھے ' لیکن " المقتطف " کے سوا کوئی علمی رسالہ شائع نہیں ہوتا تھا - جارج زیدان نے " البصیر " نامی ایک ہفتہ وار اخبار میں بعض علمی مضامین لکھے ' اور وہ اسقدر مقبول ہوئے کہ ادارۂ البصیر نے ایک خاص ماہوار رقم معاوضہ میں دینے کیلیے منظور کرلی - اس واقعہ نے اسکی ہمت بڑھی اور سنہ ۱۸۸۲ع میں الہلال جاری کردیا -

الہلال " المقتطف " کی طرح اعلیٰ درجہ کا علمی رسالہ نہ تھا اسمیں ابتدائی قسم کے ادبی مضامین (لائٹ لٹریچر) اور عام تاریخی و سیاسی معلومات اور تراجم و فوائد کا حصہ زیادہ ہوتا تھا - اسلیے عام طور پر پسند کیا گیا اور روز بروز اسکی اشاعت بڑھنے لگی - سنہ ۱۸۸۵ع میں اسنے خاص پریس بھی قائم ہوگیا ' اور زیدہ زیدہ کتابوں کی اشاعت و تراجم نے بھی متعدد سلسلے شروع کیے کتب عربی زبان کی انسائکلوپیڈیا (دائرۃ المعارف) کی تدوین جارجی سلیمان نسطاوی مرحوم کررہے تھے - انھوں نے اسکی اشاعت بھی الہلال پریس کے متعلق کردی ' اور ۱۰ سے ۱۳ - جلدوں تک کی اشاعت کا اسے موقعہ ملا - اس طرح الہلال پریس کو بہت جلد شہرت ہوگئی - گذشتہ سال مجھے ایک خط میں لکھا تھا کہ " اجمل الہلال کی اشاعت اکیس ہزار کے قریب پہنچ گئی ہے " ،

الہلال کی ۲۲ جلدیں اس کے مرتب کیں - تاریخ اسلام کے ناولوں کے ۱۵ نمبر شائع کیے ' تاریخ و تمدن و علوم عربیہ کے متعلق ۸ کتابیں لکھیں ' عام تراجم و علوم پر بھی تقریباً اٹھ دس چھوٹے بڑے رسالے موجود ہیں ' یہ تمام ذخیرہ اسکے لیے کافی ہے کہ اسکی علمی و ادبی خدمات کا اعتراف کیا جائے ' اور اسکے وجود کو موجودہ عربی زبان کے ممتاز اہل قلم میں جگہ دی جائے - اسکی علمی خدمات اگرچہ ابتدائی قسم کی نہیں اور شرف تحقیق و علو فکر و حسن اخذ و ترتیب سے اسکی تمام تصنیفات خالی ہیں ' تاہم اس نے تنہا ایک جوانمردانہ صدی تصنیف و تالیف میں بسر کی ' اور عربی زبان میں ترجمہ و اقتباس سے ایک بہت بڑا ذخیرہ ادبیات علمیہ فراہم کردیا - پس وہ یقیناً موجودہ عہد کا ایک ممتاز مشرقی اہل قلم تھا ' اور اسکی وفات سے عربی زبان اپنے ایک بہت بڑے مستعد مسیحی خادم سے محروم ہوگئی ہے !

ہم آیندہ نمبر میں کسی قدر تفصیل کے ساتھ مطبوعات الہلال پر اپنی راے ظاہر کرینگے ' کیونکہ اس نمبر میں زیادہ گنجائش نہیں ہے -

معـــرض المشاهير

رؤســاء جنـــگ يورپ

انگلستان ' جرمنی ' اور فرانس کے رجال
بحر و بر جو کرۂ ارضی کي هلاکت و تباهی
ليليے منتخب هوے هيں !

نـــائب امـيـر الـبـحـر ' بـــرطـــانيـه

سر جـان جيلليکو

سر جان جيلليکو کے متعلق عرصه سے يه تسليم کيا جاتا هے که وه انگريزي بيڑوں ميں ايک بهترين دماغ هے - اسکا اصلي کمال يه هے که ماهرانه معلومات کو سليقه شعاري کے ساتهه اس طرح ملاديتا هے که اس مجموعه کو بلا مبالغه نادره روزگار کها جاسکتا هے -

اسکي يه مزيت اس سال کی تمام نمايشي جنگوں ميں ظاهر هوچکی هے -

سر جان جيلليکو آج سے نهيں بلکه عرصه سے اپنے حسن خدمات کي وجه سے مشهور هے جو اس نے اس جگه پر انجام دي نهيں ' جس پر اسکا تقرر سنه ۱۸۷۲ع ميں هوا تها -

آج سے ۱۸ ماه قبل يه خبر عام طور پر مسرت و تشفي کے ساتهه پڑهي گئی تهي که وه (يعني سر جان جيلليکو) پرنس لوئس آف بيٹنبرگ کي جگه سکنڈ سي لارڈ (ايک بحري عهده) بنايا گيا ' اور پرنس لوئس آف بيٹنبرگ سر فرانسيس برجمين کے کناره کش هونے کی وجه سے فرسٹ سی لارڈ قرار پاے -

(اُس نے توپخانے کی مدد کيونکر کی ؟)

بيڑے ميں گوله باري و نشانه بازي کی ترقي کے متعلق بهت سيهه کها جاتا هے - سچ يه هے که اس تعريف و توصيف کے ايک معقول حصه کا مستحق سر جان جيلليکو هے - اگر سر جان جيلليکو کي شرکت نه هوتي تو نائب امير البحر سر پرسي اسکوات اس کار عظيم کو ترقی نه دےسکتے سر جان جيلليکو اسوقت ڈائرکٹر آف " نيول اور ڈيزائنس " تها - قدرت نے اسکو ايسي طبيعت دي تهي جو نئے نئے خيالات پيدا کرتی رهتي تهي - اسکے ساتهه هی اس ميں نشاط و سرگرمي بهی تهي - جس کام کو کرتا تها ' فوراً ' اور پوري مستعدي کے ساتهه کرتا تها - ان سب پر مستزاد يه که وه خود بهت بڑا قادر انداز تها -

يه اسباب تهے جنکی وجه سے انگريزي بيڑے ميں توپخانه نے اسقدر ترقي کی

جس زمانه ميں " دريک " نامی جهاز کی کمان اُسکے هاتهه ميں تهي ' اسوقت اُسنے مستعدي و جانفشاني سے دريک نو بيڑے بهر ميں سب سے زياده قادر انداز جهاز بنا ديا تها - جب وه ڈائريکٹر آف " نيول اور ڈيزائنس " هوا تو اس نے بيڑے کي اوليں جنگ آرما صف کي توپوں کو قابل اعتماد بنانے کيليے هر ممکن کوشش کی

(حيرت انگيز تجارب)

سر جان جيلليکو طالب العلمي هی کے زمانے سے هونهار معلوم

امير البحر وان ٹرپٹز
جرمن وزير بحريه

هوتا تها - چنانچه اسی زمانه ميں اس نے " روائل نيوي کالج " ميں ۸۰ پونڈ کا ايک گرانقدار انعام حاصل کيا -

اس نے اپني بحري زندگی کے آثار هي ميں چند ايسے پر خطر اور قابل ستائش کام کيے جن کی وجه سے اعلی افسروں کی نظريں اس پر پڑنے لگيں -

مثلاً ايک دفعه ايک استيمر ريت ميں پهنس گيا اور کسی طرح نکالے نهيں نکلتا تها - سر جان جيلليکو نے تماشا اسے نکالے چلا ' حالانکه اسوقت پاني ميں سخت تلاطم برپا تها اور موجيں خلاف توقع و عادت بڑهرهی تهيں - يهاں تک که سر جان جيلليکو کی کشتی الٹ گئی مگر خوش قسمتي سے وه زنده بچکر نکل آيا تها -

اس سے زياده حيرت انگيز جرأت اس نے اسوقت کی تهی جب " کيمبر ڈرن " نامی جهاز ڈوبتا تها - اس کا واقعه يه هے که انگريزي بيڑے کا موجوده کمانڈر اسوقت نائب امير البحر " ٹرلي ارن " کے نشان بردار جهاز کا کمانڈر تها - يه نشان بردار جهاز " کيمبر ڈرن " جهاز سے ٹکرايا اور وه ڈوبنے پاني ميں غرق هونے لگا - جسوقت يه حادثه پيش آيا هے ' اسوقت جيلليکو اپنے کيبن ميں بيمار پڑا تها - ليکن جب جهاز الٹا هے تو اس نے نهايت حيرت انگيز طور پر مستعد وليت نامی ايک شخص کی اعانت سے اپنے آپ کو پاني پر سنبهال رکها ' اور بالآخر صحيح و سالم نکل آيا !

اس واقعه کے چار سال کے بعد وه اس مهم ميں زخمی هوا جو پيکن کے انگريزي سفارتخانوں کو چهڑانے کے ليے بهيجی گئی تهی - اس مهم ميں جو خدمات اس نے انجام دي تهيں ' اسکے صله ميں چيف اسٹاف آفيسر بنا ديا گيا -

سر جان جيلليکو اگرچه ايڈمرلٹی (صيغه امير البحر) ميں رهے هے ' مگر اسکو وسيع عملی تجربه حاصل هے - اور بيڑے کی تياری ميں خاص دلچسپي هے مختلف مواقع پر نمايشی جنگوں ميں خود کمان کر چکا هے -

منجمله ان کثير التعداد اعزازات کے جو سر جان جيلليکو اور ... هيں ' ايک اعزاز يه هے که اسے قيصر جرمنی نے عقاب سرخ کے ... درجے کا تمغه دبا تها ' اور ابهی چند ماه قبل هی وه سرکاری طور پر جرمنی بهی گيا تها اور خود قيصر کا مهمان رها تها - مگر حالات کا انقلاب ديکهو جو شخص کل تک مهمان تها ' آج وه بيڑا ليکے حمله کرنے چلا هے

سر جان جيلليکو حال ميں دوسرے کورر اسکوالڈرن کا کمانڈر مقرر هوا هے -

مشاهیر افواج بریہ فرانس و المان

سرجان جیلیکو امیرالبحر برطانیہ

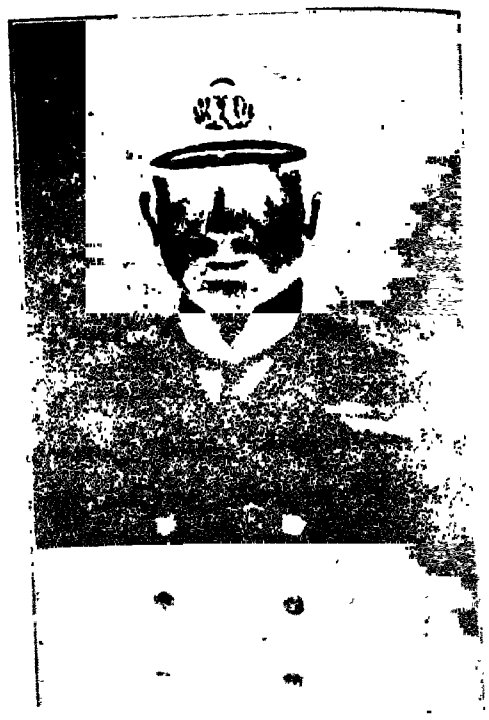

سرجان فرنچ - سپہ سالار افواج بریہ برطانیہ

جنرل ژوفرے

سپہ سالار افواج بریہ فرانس

[illegible]

اب القاب کیا [illegible]

فرانس کو امن کے زمانہ میں ایک وسیع فوج کی کمان لینے کے لیے اور اس سے زیادہ اہم فرض یعنی خارجی یا داخلی حملہ کے وقت فوج اور ملک کی حفاظت اور ایک فوج گراں سے کام لینے کے لیے ایک خاص قسم کے آدمی کی ضرورت تھی - اس میں کوئی شک نہیں کہ جنرل ژوفرے اسی طرح کا آدمی ہے -

جنرل ژوفرے اپنے باطنی اخلاق کی طرح اپنے چہرہ کے ظاہری خدوخال میں بھی رعب و تاثر کی قوت رکھتا ہے - اسکا بالائی لب، بھی، لمبی، سفید، اور سپاہی کے شایان شان مونچھوں سے مسلور ہے، جبکے نیچے اسکے سفید براق دانت تبسم کے وقت برق کی طرح چمکتے ہیں - اسکی ناک اگرچہ مختصر ہے مگر اسکے ساتھ ہی موٹی اور بھاری ہے، اور اسطرح اسکے اختصار کی تلافی ہوگئی ہے - اسکی یہ عادت ہے کہ وہ اپنی صاف آنکھوں سے اسطرح بغور اور مدنظر طور پر دیکھتا رہتا ہے، گویا وہ نظروں کو اس شے کے پار کردینا چاہتا ہے جسکو وہ دیکھ رہا ہے !

جنرل ژوفرے سنہ ۱۸۵۲ع میں پیدا ہوا - وہ ابھی ۱۸ سال ہی کا تھا اور اسکی فوجی تعلیم ہو رہی تھی کہ جنگ فرانس و جرمنی کی آگ شعلہ زن ہوگئی - اسکی تعلیم موقوف کردی گئی اور سکنڈ لفٹننٹ بنا دیا گیا - نو عمر ژوفرے اسوقت توپخانہ میں تھا جس نے محاصرۂ پیرس کے زمانے میں پیرس کی مدافعت کی تھی

جنرل ژوفرے نے مشرق اقصیٰ کے معرکہ ٹونکن میں اس حالت میں ساتھ قلعے بنائے ہیں جبکہ چینی فوجوں نے آتشین گولے برابر اس پر آگ برسا رہے تھے !

اس جانبازانہ کارنامہ کے بعد وہ مڈغاسکر جانے بھیجدیا گیا - یہاں بھی اس نے تین جنگیں لیں - آخر میں پیرس واپس آنے سے قبل اسے مقام ٹمبکو میں اپنے وطن کی سرگرم خدمت انجام دینی پڑی -

جنرل ژوفرے اس داخلی پیچیدگی کے بعد فرنچ سپاہ کا سپہ سالار بنا دیا گیا جسکی وجہ سے فرانس کی جنگی مجلس کی زندگی خاتمہ ہوگئی سنہ ۱۹۱۱ع میں (جب تک کہ وہ کمانڈر انچیف نہیں بنایا گیا تھا) فرنچ سپاہ کا کوئی کمانڈر انچیف نہیں تھا - ایک جنگی مجلس اس غرض کیلیے قائم تھی -

فرانس کی مجلس وزارت پر یہ حملہ کیا گیا کہ اس نے قومی حفاظت کے اہم ترین کام کو نظر انداز کر دیا ہے - وزیر جنگ جنرل [illegible] نے کہا کہ جب تک جنگ نہ چھڑ جائے، اسوقت تک کسی خاص شخص کے متعلق سپہ سالار عام ہونے کا فیصلہ کرنا مدبری کے خلاف ہے -

اس تجویز کی منظوری کا نتیجہ یہ ہوا کہ فرانس کی مجلس وزارت ٹوٹگئی کیونکہ اخبارات نے اس جواب کا مضحکہ اڑایا اور نہایت سختی سے نکتہ چینی کی - بالآخر موسیو کایو نے نئی مجلس وزارت ترتیب دی اور موسیو میسمی وزیر جنگ قرار پائے -

یہی وہ زمانہ ہے جبکہ جنرل ژوفرے کا انتخاب عمل میں آیا اور اب وہ نپولین کے وطن کی عزت کا تنہا محافظ ہے !!

جنرل وان مولٹک

یہ مشہور شخص آج ۸ سال سے جرمن فوج کے بڑے جنرل اسٹاف کا چیف ہے - اور اس مشہور شخص کا بھتیجا ہے جسکا لقب " آرگنائزر آف وکٹری " (فتح کی تنظیم قائم کرنے والا) تھا اور جس نے موجودہ " فوجی جرمن " کی بنیاد مستحکم کی - یہ جنگ جو جرمنی نے شروع کی ہے اس کا فیصلہ کردیگی کہ " آرگنائزر آف وکٹری " کا یہ بھتیجا اپنے اس مشہور و معروف چچا کے دوسرے لقب ونر آف وار (فاتح جنگ) کا مستحق ہے یا نہیں ؟

یکم جولائی سنہ ۱۹۰۶ع میں وان مولٹک ایک درخشاں سپاہی یعنی کونٹ وان شلی مین کی جگہ جنرل اسٹاف مقرر ہوا - پہلے وہ فوج میں ایک معمولی درجہ پر تھا - لیکن جنگ جرمنی و فرانس میں حسن خدمات کے صلہ میں اسے لفٹننٹی کا عہدہ اور " آئرن کراس " کا تمغہ ملا - اسکے بعد وہ مختلف عہدوں سے گذرتا ہوا سنہ ۱۹۰۲ع میں جنرل لفٹننٹ کے عہدہ پر فائز ہوا - مگر یہ نفروی بنظر استحسان نہیں دیکھی گئی، کیونکہ خود فوج میں اور اسکے باہر عام طور پر یہ سوال زبانوں پر تھا کہ جس منصب پر " شیلی مین " تھا، اس پر مولٹک کیسے فائز ہوگیا ؟

لوگ علانیہ کہتے تھے کہ مولٹک کو یہ کامیابی محض قیصر کی نظر توجہ سے ہوئی - قیصر کی دلی آرزو تھی کہ جرمن فوج کے اس صیغہ میں جو دماغ کے ہے، ایک بار پھر " مولٹک " کا نام نظر آ جائے جو اس مولٹک کا چچا تھا - قیصر نے پرنس بلو کی علحدگی کے بعد اسے امپیریل چانسلر بنانا چاہا تھا مگر اس نے اس بناء پر انکار کردیا کہ وہ ایک سپاہی ہے - اسلیے اسے ہمیشہ فوجی اور جنگی کاموں کے ساتھ ہی وابستہ رہنا چاہیے -

یہ وان مولٹک ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ جرمنی کی فوج امن کے مصارف میں ۵ کروڑ پونڈ کا اضافہ ہوگیا -

آج جرمنی کی قسمت کا فیصلہ جن ہاتھوں کی کامیابی و ناکامی پر موقوف ہے، ان میں سب سے پہلا شخص یہی ہے - تمام کرۂ ارضی کی نگاہیں اسکی طرف اٹھی ہوئی ہیں !!

خـــط دریـــاے می یـــوز

جرمني اور فرانس کي سرحد مقام لوا نگوے سے لیکے بیلفورٹ تک طول میں ۱۵۰ میل ہے - اس سرحد کے پورے طول میں فرانس نے مدافعت کے لیے بعض ایسے سامان کیے ہیں جنکي نسبت اسے دعوا تھا کہ اگر جرمني اس جانب سے حملہ کریگي تو خواہ وہ کسي جگہ سے بھی چلے مگر بالکل الجھکے رہجالیگی اور آگے نہ بڑھسکے گي - اس اثناء میں فرانس مہلت سے فائدہ اٹھایگا اور کسیقدر ہٹکے اس کے پیچھے اپنی فوجیں جمع کرلیگا -

لیکن گذشتہ ہفتہ کے اخري اعترافات نے ظاہر کردیا کہ یہ دعوا صحیح نہ تھا -

اہل جرمني کا یہ خیال تھا کہ وہ فرانس کے خط مدافعت کے ہر موقع پر غالب آ سکتے ہیں - اگرچہ یہ خود انکو بھی تسلیم تھا کہ اس قسم کي پیشقدمیاں کوئي فیصلہ کن نتیجہ نہیں پیدا کرسکتیں - چنانچہ آخري واقعات نے ثابت کردیا ہے کہ جرمني کا خیال بالکل صحیح تھا - وہ سرحد فرانس کو عبور کرکے پیرس کي صرف بڑھري ہے !

ان سرحدوں کی حالت کو پیش نظر رکھتے ہوے یہ بھي ضروري معلوم ہوتا ہے کہ جرمني کے جنگي پروگرام کے مطابق فرانس پر روس سے پہلے حملہ ہونا چاہیے -

گذشتہ چند سالوں میں جرمني کے طرز عمل نے یہ خیال یقین کي حد تک پہنچا دیا تھا کہ وہ بلجیم (اور اگر ضرورت و مصلحت مقتضي ہو تو سوئٹزرلینڈ) کي راہ سے فرانس پر حملہ کرنا چاہتي ہے - چنانچہ جب جنگ شروع ہوگئی تو اس نے بلجیم کي راہ سے فرانس پر فوج کشی کرنا چاہي ' مگر بلجیم خلاف امید دست و گریباں ہوگیا اور غیر متوقع درجہ تک مدافعت کی -

جرمني کے سامنے دو راہیں نہیں : ایک بلجیم ' دوسري سوئٹزرلینڈ - مگر اسکو معلوم تھا کہ سوئٹزرلینڈ دشوار گزار اور دیر مغلوب راہ ہے - اسلیے اس نے اپنی سرگرمي کا استعمال زیادہ تر بلجیم ھي کي سرحد پر کیا ' اور اسکي اس دانشمندي سے کوئی انکار نہیں کرسکتا جبکہ وہ باوجود سخت مزاحمتوں کے بلجیم کو فتح کرکے فرانس میں داخل ہوگئي ہے -

اگرچہ اس نے ایسی ریلوے لائنیں بنالی ہیں جو بالکل سوئٹزرلینڈ کی سرحد تک پہنچا دیتی ہیں ' مگر بلجیم کي سرحد پر بھي اسے عجیب طرح کي مہلت حاصل تھي - بغیر اخفا اور اہتمام کے اور بلا کسی غیر معمولي کوشش کے اس نے اقدام و ہجوم کی تیاریاں شروع کردي تھیں -

اس نے علانیہ مقام ایکس لا چیپل اور ایرک کے مابین دو عظیم الشان کیمپ بنالے ہے - ایک مال میڈے نامی مقام کے قریب ایلسین بارن میں ' اور دوسرا ٹرویس سے متصل اسکون میلدر ہاف میں -

موجودہ جنگ میں انہي دونوں کیمپوں سے کام لیا گیا ہے - ایلسین بارن کی فوج نے خط مي یوز کے خلاف لیشر پر حملہ کیا اور اسکون میلدر ہاف کی فوج لکسمبرگ کي طرف سے لوانگوے کي طرف بڑھی جو سرحد فرانس کے استحکامات کا ابتدائی سوا ہے -

سرحدي ریلوے لائن کی طرح ایکس لا چیپل سے سیدھ ر تھرنک نامی مقام تک بھي ایک لائن بن گئي ہے - " ریسمیس " ایلسین بارن کے کیمپ کا جنکشن ہے - ابھي چند سال کي بات ہے کہ یہاں سے ایک لائن تعمیر کي گئي ہے جو سرحد کو عبور کرتي ہوئي استیوبلاٹ تک چلی گئي ہے -

اس لائن کے متعلق یہ امر قابل غور ہے کہ یہ لائن اپنے ساتھ کسی طرح کے اقتصادي فوائد نہیں رکھتي - معمولي زمانہ میں ٹرینوں کی ٹرینیں خالی جاتي ہیں ' کیونکہ اولاً تو آبادي کم ہے اور جتني کچھ ہے بھي ' وہ محض کاشتکار ہیں - انھیں سیر و حرکت کي بالکل ضرورت نہیں -

جرمني نے یہ راستہ محض اسلیے اختیار کیا تھا کہ وہ اسکو زیادہ کامیاب سمجھتا تھا - اسکے خیال میں بلجیم اس قابل نہیں تھا کہ وہ کسی عظیم الشان فوج کے حملہ کي تاب لاسکے -

مدافعت کا اصلی خط دریائے مي یوز کا خط ہے ' جسمیں لیشر ' میز اور نامور کے قلعے اور گڑھیاں بھي شامل ہیں - اس خط کے استحکام اور قلعہ بندي میں اسقدر کوشش کي جاچکي ہے کہ اس کے بعد دریا کے داہنے طرف جرمني کي پیشقدمي روکنے کے متعلق سوال کرنا بیکار سمجھا جاتا تھا -

بلجیم نے اپنی قوت سے زیادہ جوانمردي کی لیکن بالآخر دریاے مي یوز کا یادگار خط دوام اسکے کیلیے زیادہ عرصہ تک بند نہ رکھسکا - اور لیشر کے مستحکم قرین استحکامات کو مسخر کرکے وہ نامور پر قابض ہوگیا اور وہاں سے آگے بڑھکر فرانس کے دروازے کھلا دیے - اب آیندہ معرکہ خط دریاے مي یوز کی آخري تعمیر بنلا دبکا جسمیں چند دن پہلے جرمني کو مي یوز کے کنارے ناکام دیکھا گیا تھا !

جھوٹے اشتہار بازوں سے دھوکہ کھانے ہوئے صاحبان کو یقین دلانے کے لیئے کارخانہ ہیں آنے والوں کو ہر ایک دوا امتحاناً مفت دی جاتی ہے پرکھنے کیلئے ہمراہ کا نمونہ نصف قیمت پر

ایک سلائی سے اندھی آنکھ روشن کرنیوالا
جواہر نورالعین بیس روپے ماشہ والا خالص ممیرہ
وہی جواہر نورالعین کا مقابلہ نہیں کرسکتا - دیگر مرمہ جات کی اس کے سامنے کچھ بھی حقیقت نہیں - اسکی ایک سلائی سے دھند شبکوری دور نظر دگنی اور ایک ہفتہ میں رونے یعنی گلگڑے - پھولہ - ناخنہ - پڑبال ضعف بصارت اور ہر قسم کا آنکھ ہاپن دور ہوکر نظر بحال ہوجاتی ہے - کھینک لگانے اور آنکھ بنوانے کی ضرورت نہیں رہتی قیمت فی ماشہ درجہ خاص عمدہ درجہ اعلےٰ للعہ درجہ اول عام

جوبن شباب آور زمانہ بھر کی طاقت ور دواؤں سے اعلےٰ اور افضل مولدالخون مقوی اور محرک اعصاب ہیں - ناطاقتی اور پیرو جوان کی ہر قسم کی کمزوری دلماغی جلد رفع کرکے اعلےٰ درجہ کا لطف شباب دکھاتی ہیں عہ

حسن افروز ایک منٹ میں چہرہ کی چھائیاں سیاہ داغ دور کرکے چاند سا مکھڑا بناتا ہے - قیمت فی شیشی اکیر و پیہ عہ

اکسیر سہرہ پن ہر قسم کا سہرہ پن دور کرنے کیلئے لاجواب ہے قیمت عہ

ایک لمحہ میں درد دور کرنے والا
طلسم شفا ہر قسم کا اندرونی و بیرونی درد اور زنبور و بچھو کے ڈنگ ان سانپ کے کاٹے کا درد چند سیکنڈ میں دور قیمت عہ

اعجاز مسیحا تن بے جان میں زندگی کی روح پھونک کر فوراً زندہ اور ہوشیار کرتا ہے قیمت فی شیشی - عہ

ایک شیشی کا شاہی خضاب ایک منٹ میں سفید بالوں کو قدرتی سیاہ کرتا اور رنگ ایک ماہ تک قایم رکھتا ہے - قیمت فی شیشی اکیر و پیہ عہ

سند اث جواہر نورالعین (۱) مسٹر بیگ صاحب چیف افسر وانیورا - جواہر نورالعین سے پرانا موتیا بند بالکل صاف ہوگیا - (۲) مسٹر ستم جی فرام جی مرچنٹ مقام وارنگل ہیں نہایت خوشی سے لکھتا ہوں کہ لڑکی کی آنکھ کا پھولہ بالکل دور ہوگیا - پی ڈبلیو کا فسکریہ ادا کرنے کے لئے مجھے الفاظ نہیں ملتے - (۳) خواجہ احمد دین صاحب لدھیانہ لکھتے ہیں - میرے بچپن سے رتوندھی (کمبوری) کا مرض تھا بہتوں سے علاج کرایا مگر فائدہ نہ ہوا جواہر نورالعین سے دو روز میں فائدہ ہوا اور دو ہفتہ میں کامل صحت ہوگئی - +

ڈاکٹر بنی بخش خان سابق میڈیکل افسر افغانستان
مالک پروپرائیٹر شفاخانہ نسیم صحت لاہور - دہلی دروازہ -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۱۱ — کلکتہ: مہسار شنبہ ۱۷ شوال ۱۳۳۲ هجري — جلد ۵
Calcutta : Wednesday September 9. 1914.

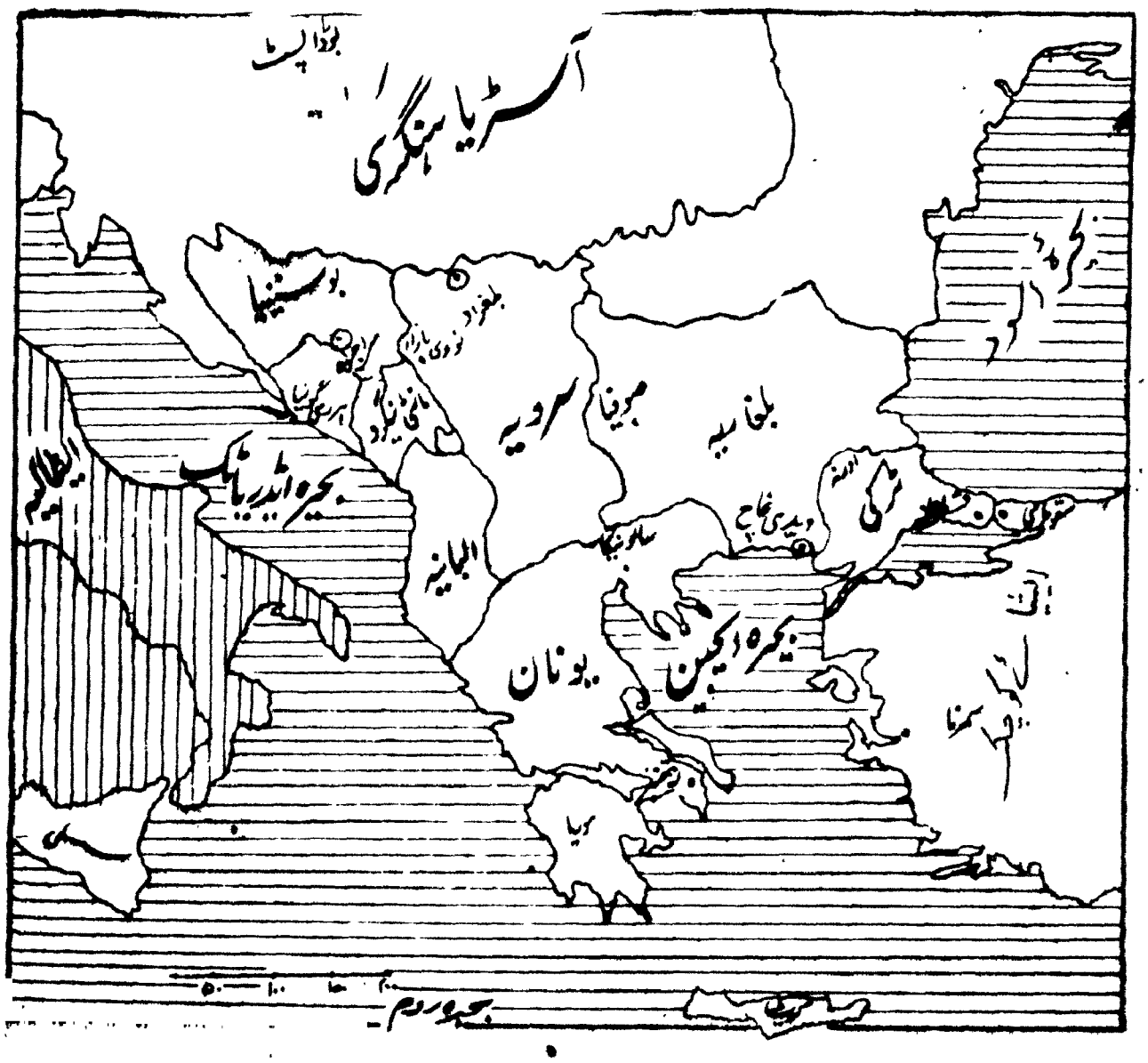

۲۱۳

Telephone No. 648

AL-HILAL.

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad,

14, McLeod Street,

CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs. 12

Half-yearly ,, Rs 6-12

الہلال

احمد للکتب علی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت

۱۴ — مکلوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

ٹیلی فون نمبر ۶۴۸

سالانہ — ۱۲ — روپیہ

ششماہی — ۶ — ۱۲ — آنہ

نمبر ۱۱ — کلکتہ : چہار شنبہ ۱۷ - شوال ۱۳۳۲ هجري — جلد ۵

Calcutta : Wednesday, September, .9 1914.

الاسبوع

انتظار کي رات کب کي ختم هوچکي هے مگر صبح نہالح کا انتظار کرنے والے ابتک کروٹیں بدل رهے هیں - حوادث و سوانح کا نقاب کب کا طلوع هوچکا هے مگر منتظرین طلوع ابتک ٹکٹکي لگائے هوے هیں - پھر یہ کب اٹھینگے ؟ کیا اس وقت جب اس صبح کي دوپہر پھیل جالیگي اور سورج سر پر پہنچکر نظروں کو خیرہ کردیگا ؟ فسینغضون الیک رؤسہم' و یقولون متی هو ؟ قل " عسی ان یکون قریبا "

فرانس کے میدان جنگ کي سب سے قیمتي امید بعني روس کو بالاخر مشرقی پروشیا میں شکستیں ملني شروع هوگئیں اور ایسي شکستیں جنکو خود روس "شکست" کے لفظ سے تعبیر کرتا هے ! چنانچہ جو خبریں ۲ سپٹمبر کو لندن سے آئي هیں وہ روسی استاف کا یہ اعلان نقل کرتي هیں کہ "پروشیا میں جرمن کمک پہنچ گئی اور اس نے روسي فوج کو تہہ و بالا کردیا "

کیا اب روس برلن کہیں پہنچیکا حالانکہ مسافت جرمنی پیرس سے ۲۵ میل کے فاصلے پر محاصرہ کي طیاریاں کررہا هے ؟

استریا کي شکستیں اگر ویسي هي هیں جیسي بیان کي گئي هیں تو فی الحقیقت اسکے طرف سے بالکل ناامید هونا چاهیے - روسی پیش قدمی گلیشیا میں برابر بڑهتی جاتی هے - لمبرگ کے بعد اجسے بني اسرائیل کو یروشلم میں گرفتار کیا تھا) اچ قاسم کے دوسرا نام زار روس کا درج کیا هے' جس نے لیمبرگ میں ۷۰۰۰۰ هزار زندہ استریین گرفتار کر لیے هیں !

بحر شمال میں گو ابتک منتظرہ معرکہ نہیں هوا لیکن هیلی گولینڈ میں ایک معرکے کے گرم هونے اور انگریزي فتح کی خبروں نے بحري توجہ پیدا کرلي هے - یہ مقابلہ محض دوسرے درجہ کے کروزروں کا مقابلہ تھا - اسکے بعد بھی کئی جرمن جہاز کے ڈوبنے اور کئی انگریزي جہاز کے ڈوبنے کی خبریں آئي رهي هیں -

جاپان کے متعلق بالکل سناٹا هے بجز اس اعلان کے کہ کیا چو کے سات جزیروں پر قبضہ کرلیا گیا -

روس ' فرانس ' اور انگلستان نے آپس میں [redacted] کرلیا

هے کہ هم میں سے کوئی تنہا طاقت جرمني سے صلح کرلینے کي مجاز نہوگي - شاید اسکی ضرورت اسلیے پیش آئی هے کہ جرمنی کے پیرس پر پہنچ جانے سے فرانس کے مضطربہ صلح هونے کا حدسہ پیدا کردیا هے -

مسٹر ایسکوئتھ نے ۴ ستمبر کو گلڈ هال میں موجودہ حالات پر ایک مبسوط تقریر کی اور کہا کہ انگلستان بلجیم کی حمایت کے لیے اٹھہ کھڑا نہوتا تو یہ دلت کی انتہا تھی - انہوں نے جرمنی کے معدوحہ ممالک پر جزیہ لگانے اور لوین کی آتشزدگی کے طرف اشارہ کرتے هوے کہا : " قانون پر دوت اور آزادی پر بہیمیت کی حکومت دیکھنے سے پہلے میں اپنے ملک کو صفحۂ تاریخ سے محو هوتا دیکھنا زیادہ پسند کرتا هوں "

یہہ بڑي مؤثر اور عمدہ بات هے جو انہوں نے کہی مگر واقعہ یہی هے کہ جرمنی سے باهر بھی هر جگہہ حکومت قوت هی کی هے نہ کہ قانون کی - انگلستان کو قوت هے اور وہ جرمني کے " وحشیانہ " عمال پر معترض هے - ترکی کو قوت نہ تھی - وہ طرابلس میں اٹلی کے لیے کچھہ نہ کرسکی -

پچھلے جرمن اور متحدہ افواج کے معرکوں کے متعلق اب زیادہ طولانی تار آرهے هیں ' لیکن سب کا خلاصہ یہی هے کہ جرمنی باوجود فوجی ناقابلیت و نالائقی کے هر معرکے میں کامیاب هوئی اور متحدہ افواج باوجود انتہا درجہ کی فوجي فضائل اور عسکری مناقب میں کامیاب هونے کے بالاخر ناکام رهی !

خیر' عالم جسم و مادہ کے علاوہ ایک اقلیم روح و معنی بھی هے - کیا هوا اگر دشمن زمین کے ٹکڑوں اور اینٹ چونے کے بنائے هوئے قلعوں کے لیے میں کامیاب هوگیا ؟ اخلاق و جذبات کی سرزمین مقدس میں تو اسے ایک انچ جگہہ بھی نہ ملسکي حالانکہ متحدہ افواج نے بلجیم کی محدود سرزمین کی جگہہ ایک پوري اقلیم محاسن و مناقب فتح کرلی هے !

جرمني اگر بڑهتي بھي هے تو بالکل بیہودہ طور پر' لیکن متحدہ افواج هٹتي بھي هیں تو شاندار طریقہ سے' یادگار سرد طبعی کے ساتھہ' بغیر کسی معقول نقصان کے - پھر جو لوگ محض زمین ناپنے کا فیتہ لیے هوئے افسوس کررهے هیں' کیا انکے پاس جنگی مصالح' فوجي فضائل' اور اخلاقی متحمدیوں کی پیمایش کے لیے کوئي آلہ نہیں ؟

سلسلہ جنگ سے پہلے

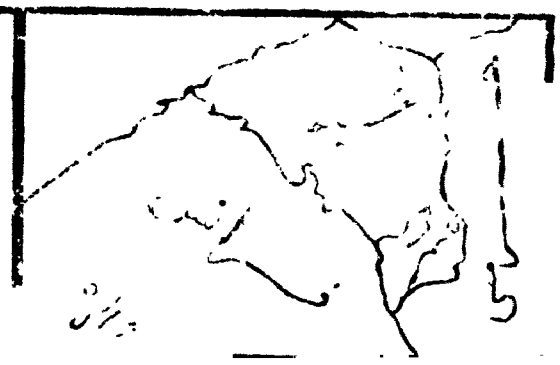

(طلوع نتائج)

سورج جب اچھی طرح بلند ہوجاتا ہے تو اسکی روشنی تنگ اور نشیبی گوشوں تک پہنچ جاتی ہے' مگر صبح اور روشنی کے نظارے کے لیے میدان چاہیے -

جنگ یورپ کے نتائج کی صبح شروع ہوئی مگر میدان سے ابھی نظر نہ آئی - بہت کم آنکھیں جاگتی تھیں جو سفیدی کے ڈوروں کو دیکھ سکیں ' لیکن اب اچھی طرح روشنی پھیل گئی ہے اور آفتاب اسقدر بلند ہوچکا ہے کہ اس سے انکار ممکن نہیں - مگر :

و غرتکم الامانی حتی جاء امر اللہ (۵۷ : ۳۲)

افسوس کہ بیجا امیدوں نے ہمیں دھوکے میں رکھا ' یہانتک کہ امر الہی آ پہونچا !

بہر حال اب موسم اچھی طرح بدل چکا ہے اور خود ہندوستان کا انگریزی پریس میدان جنگ کے متعلق علانیہ اُن رایوں کے اظہار پر مجبور ہوگیا ہے جو سرکاری محکمۂ خبر رسانی کی تفسیرات و تاویلات سے بالکل مختلف ہیں -

مقام مشاق تاویل و توجیہہ معاصر (اسٹیٹسمین) ۷ - کے لیڈنگ آرٹیکل میں اعتراف کرتا ہے : "جہاں تک واقعات ظاہر ہوے ہیں ' انکا موازنہ اگزیر طور پر یہی ظاہر کرتا ہے کہ انگریزی اور فرانسیسی نمایندے ابدا کام نہیں جانتے " فالقل بعضهم علی بعض یتلاومون ! قالوا یا ویلنا انا کنا طاغین !

یکم ستمبر کے ٹائمس آف انڈیا میں ایک طویل بحث کے بعد تسلیم کیا ہے کہ جرمنی اپنا کام پورا کر چکا ہے اس نے اپنا تمام راستہ بالکل صاف کر دیا ' اور اب امید کا سہارا صرف روسی پیش قدمی پر ہے - اگر ایک دن بھی جرمنی فرانس میں اور رہے تو خوش ہونا چاہیے کہ روس کو چوبیس گھنٹہ دشمن جانیکی اور مہلت مل گئی !

لیکن افسوس ہے کہ نہ تو جرمنی رک سکا ' اور نہ روس کو جرمنی کے اندر بڑھنے کی مہلت ملی - ساری امیدیں کراڈز برگ کی طرف روس کے بڑھنے پر تھیں : کمثل العنکبوت اتخذت بیتاً (۲۹ : ۴۰) لیکن جرمنی نے اسے وہانسے بالکل ہٹا دیا ' اور جبکہ جرمنی پیرس سے ۳۵ میل پر ہے تو روس کی پیش قدمی کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں ! وان اوھن البیوت لبیت العنکبوت لو کانوا یعلمون ! (۲۹ : ۴۱)

(مزید پیش قدمی)

بالآخر ہمارا خیال بالکل صحیح نکلا جو ہم نے گذشتہ اشاعت کے افتتاحیۂ جنگ میں ظاہر کیا تھا ' اور قبل اسکے کہ پرچہ ڈاک میں پڑے ' اطلاع آگئی کہ " حکومۂ فرانس نے پیرس چھوڑ دیا اور بورڈو چلی گئی " بورڈو پیرس سے ۳ سو میل جنوب میں ہے - اخبار طان وغیرہ کے دفاتر بھی وہیں چلے گئے ہیں ' اور

حالات دست برزہ کے بعد

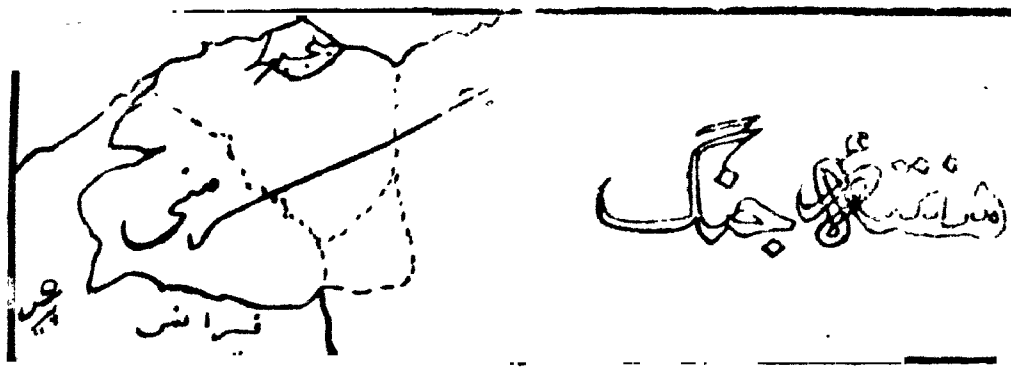

یہ انتقال اس اور کا صریح ثبوت ہے کہ فرانس پیرس کے محفوظ رہنے کی پوری امید نہیں رکھتا -

حسب معمول اس تار کے بعد ہی اسکی تشریحات و توجیہات کا سلسلہ شروع ہوگیا ' اور یکے بعد دیگرے اطلاعات شایع ہونے لگیں - چند تاروں میں تو اُن " ماہرین جنگ " کی تشفی بخش رائیں ہیں جو اجکل ہر موقعہ پر فنون جنگ اور مصالح حربیہ کی بے تحاشا بخشش کے لیے ہمہ تن مستعد رہتے ہیں اور اچھی طرح جانتے ہیں کہ فن جنگ کے دقائق کو ایسے موقعوں پر کیونکر خرچ کرنا چاہیے ' مگر بعض تاروں میں وہی " مصلحت جنگی " کا اعلان ہے جو اس سے پہلے بھی ہر ایسے موقعہ پر ہوچکا ہے -

ان سب تاروں کا خلاصہ یہ ہے کہ پیرس سے حکومت کا منتقل ہونا کوئی پریشانی کی بات نہیں - یہ نہایت عمدہ تدبیر ہے اور ایک اعلی قسم کی "جنگی مصلحت"

" جنگی مصلحت " اسمیں شک نہیں کہ ایک قیمتی چیز ہے لیکن شاید اُن لوگوں کیلیے اسکے دائمی اسراف میں چنداں تشفی نہو جو فن جنگ کے مصالح سے ناواقف ہیں - وہ کہتے ہیں کہ نامور مسخم ہوگیا - یہ جنگی مصلحت تھی - برسلز سے مثل پیرس کے حکومت اٹھ آئی - یہ جنگی مصلحت تھی -

متحدہ افواج نے شارلی راے کے معرکہ میں اپنا خط چھوڑ دیا یہ جنگی مصلحت تھی پھر لیل اور امینس کے خط سے بھی پیچھے ہٹ آئی - یہ جنگی مصلحت تھی - و قس علی ذالک پر آخر اسکا سلسلہ کب تک رہیگا ؟ اور کیوں کمبخت جرمنی "جنگی مصلحت" سے ایک جگہہ بھی نہیں چھوڑتی ؟

(موجودہ خط حصار جرمنی)

ہم نے گذشتہ اشاعت میں ظاہر کیا تھا کہ جرمنی کیمبرے تک آگئی ہے اور اب ۸۰ میل سے بھی کم فاصلہ پیرس سے رہگیا ہے - لیکن ہفتہ رواں میں اسکی پیش قدمی اسقدر تیزی سے جاری رہی جسنے ہر چوبیس گھنٹے میں ایک نئے تغیر کی خبر سنائی -

کیمبرے کے بعد جرمن فوج اور آگے بڑھی - خبروں سے معلوم ہوا کہ نا پام پر لڑائی ہو رہی ہے جو کیمبرے کے عقب میں ہے اور دریائے سوامی کے اُس پار ایمیئس ' لاغیرے ' لیون ' ہوے ہوے مزرس تک متحدہ افواج نے اپنا خط دفاع بنایا ہے اور جرمنی کو روکنے کی جانبازانہ کوشش کر رہے ہیں -

اب متحدہ افواج کیلیے سب سے بڑی امیدگاہ " ریم " تھا ہ پیرس سے مشرق جانب نہایت مستحکم قلعہ بند مقام ہے ' آبادی کے چاروں طرف آٹھ قلعے مدور بنے ہوے ہیں بار بار تاروں میں اطمینان دلایا گیا تھا کہ یہاں دشمن کبھی نہ کوسکیگا - لیکن اسکے بعد ہی جرمنی کے ریم سے بھی آگے بڑھ آنے کی اطلاع ملی اور ہمارے مستعد انگریزی معاصر (اسٹیسمین) کی توجیہہ اڑلی کہ "جنگی" مصلحت سے غالباً ریم چھوڑ دیا گیا "

اب ریم کے بعد پیرس کے سوا اور کوئی مستحکم ورک نہیں رہی نہی - چنانچہ اسکے بعد ہی جرمنی نے لانگرے روامرے نامی ایک مقام تک آجانے کی خبر ملی جو پیرس سے صرف ۳۰ میل کے فاصلہ پر ہے

آخری تار برقی موجودہ حالات کو زیادہ روشنی بخشتی ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اب جرمنی فوج کے ضرب و بعد کا سوال نہیں رہا بلکہ بالکل پیرس کے محاصرے کا - پیرس سے مشرق میں نان ٹیول' او میرس' وٹری' نامی مقامات کا ایک جنوب رویہ خط چلا گیا ہے اور اس سے اوپر مشرقی جانب فرانسیسی جرمن سرحد کا قلعہ ورڈن ہے - جرمن فوج نے اسی کو اپنا خط مقرر کیا ہے اور فوج پھیلا رہی ہے -

جرمن فوج نے پیرس کے سامنے دریائے اوئس (با ارے) کے کنارے قیام نہیں کیا اور اوسکے مشرق میں خط ہجوم کھینچا - اس سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ شاید اس جانب متعدد افواج نے آتے شکستیں دیدی ہیں -

مگر نقشہ دیکھنے سے اس خیال کی صحت مشتبہ ہو جاتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اس طرح کرنے میں جرمنی نے اپنے اوس جنگی تدبیر اور دانشمندی کا ایک تازہ ترین ثبوت دیا ہے جو فوج کے سفر اور قوت کے پھیلاؤ میں ابتدا سے دکھلائی آئی ہے - پیرس کے مشرق میں آنے سے اسکا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ اندرون جرمنی سے لیکر پیرس تک ایک ایسا مربعی اور متسلسل فوجی خط وضع ہو جسکے جو جرمنی اور اطراف پیرس کو ایک اردے ' اور وہ ہر دم اپنے موازنے قوت پائی رہی -

چنانچہ نقشہ کے دیکھنے سے واضح ہوگا کہ پیرس کے مشرق میں جرمنی کا سرحدی قلعہ " میٹز" تھیک پیرس کے معاند میں واقع ہے اور اسکے سامنے فرانسیسی سرحد کے اندر ورڈن ہے - پیرس سے اگر ایک سیدھا خط کھینچا جائے تو وہ ورڈن ہوتا ہوا میٹز تک پہنچیگا اور وہاں سے مائل بہ شمال ہو سیدھا برلن تک چلا جائیگا - اسی میٹز کو آجکل قیصر جرمن نے اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا ہے اور فوجی قوت کے ایک موازی سے چھاؤنی رہتا ہے - پس جرمن فوج کے اندرون فرانس کی جرمن فوت کو موازی سے مائل و ابسطہ کردینے کیلیے نان ٹیول' او میرس' وٹری' اور ورڈن کے خط مثلث کو اپنا مقام بنا لیا ' اور ورڈن میں آکر بخط مستقیم و متصل ' میٹز سے ملنا ' جہاں خود قیصر موجود ہے !

پیرس سے میٹز تک کا خط ۱۸۰ میل کا ہے اسمیں سے ۲۵ میل نکالدینے سے فاصلہ جو پیرس اور نان ٹیول کا باہمی فاصلہ ہے - باقی ۱۵۵ رہے - پس اس سے ظاہر ہوا کہ سرحد فرانس کے اندر اور پیرس کے سامنے ۱۵۵ میل طول تک جرمنی نے اپنا فوجی خط پھیلا دیا ہے اور ساتھ ہی اسے میٹز سے ہیڈ کوارٹر سے بالکل ملادیا ہے !!

خدا کے ارادوں کو کون جان سکتا ہے ؟ وما نشاؤن الا ان یشاء اللہ - لیکن یہ واقعات بتلاتے ہیں کہ جرمنی نے اپنے خط جنگ کی تمام منزلیں طے کرلی ہیں ' اور اب صرف پیرس کا قلعہ باقی ہے جس اسپر حملہ ڈالنے میں ناکام رہا ' اور فرانس کا ابتدائی حملہ بھی کچھ نہ کرسکا - انگریزی فوج نے فرانس کی مدد کی پوری کوشش کی ' مگر وہ فرانسیسی فوج کی غلطیوں کو نہ بتا سکی اور کہاں تک دور کرتی ؟ کام کرنے کی اصلی جگہ خود فرانس کی تھی نہ کہ انگلستان کی - پھر بھی جرمنی کو پیرس تک آنے میں جتنا وقت لگا ' معلوم ہوتا ہے کہ صرف انگریزی فوج کی موجودگی اسکا باعث ہوئی ' ورنہ اگر صرف تنہا فرانس ہوتا تو نہیں معلوم واقعات کی صورت موجودہ حالت سے بھی کسقدر افسوس ناک ہوتی - فرانس صاف کہتے ہیں کہ اب آخری نتائج دور نہیں : بل الساعۃ موعدھم والساعۃ ادھی و امر

جنگ کے شروع ہوتے ہی ولایت کی ڈاک میں بے ترتیبی شروع ہوگئی - جمعہ کی جگہ سنیچر اور اتوار کو اسٹیمر پہنچنے لگا اور ایک بار تو پیر کے دن پہنچا - اس سے بھی ڈھکر یہ کہ ایک ہفتہ کی ڈاک دوسرے ہفتہ میں ملنے لگی - ادارۂ الہلال اور متعدد مقامات میں پچھلے ہفتہ کی ڈاک بالکل نہیں آئی اور شہر میں لندن کے اخبارات و رسائل پانچ پانچ روپیہ قیمت پر بھی نہ ملے - بارے الحمد للہ کہ کل دونوں ہفتوں کی ڈاک یکجا ملگئی ہے ' اور اسمیں جنگ کے متعلق مضامین و تصاویر اور نقشوں کا نہایت مفید اور دلچسپ ذخیرہ ہے - افسوس کہ اس ہفتہ اس سے کچھ فائدہ نہیں لے سکتے -

اس وقت کے ایک تار سے معلوم ہوتا ہے کہ خود قیصر جرمنی فرانس کے اندر پہونچ گیا ہے اور " نانسی " میں موجود تھا - اس سے اندازہ لگا جا سکتا ہے کہ جرمن طیاروں کا کیا حال ہے ؟

ڈیلی نیوز کے نقشہ میں جرمنی کا پیرس کے پاس موجودہ خط ہجوم دکھلایا گیا ہے جو آج تک کی خبروں سے واضح ہوتا ہے - نان ٹیول سے یہ خط اسی قدر نیچے وٹری نامی ایک مقام تک آتا ہے - وہاں سے پھر ورڈن پر مائل بہ شمال بلند ہوگیا ہے - اس خط ہجوم میں تری مصلحت یہ دکھائی گئی ہے کہ ورڈن کے سامنے اور سرحد کے اندر مدبر ہے جہاں قیصر جرمنی موجود ہے اور جرمن ہیڈ کوارٹر قرار پاتا ہے پس اسطرح فرانس کے اندر جرمن فوت اپنے ہیڈ کوارٹر سے بالکل متصل ہوگئی مدبر کو نمایاں کرنے کے لیے ایک جھنڈا بنادیا ہے انگریزی فوج کے متعلق اخری اطلاع جو ملی ہے اسکے مطابق وہ جرمن خط کے عقب میں ہوگی جہاں نقشہ میں دوسرا جھنڈا نمایاں بنا گیا ہے -

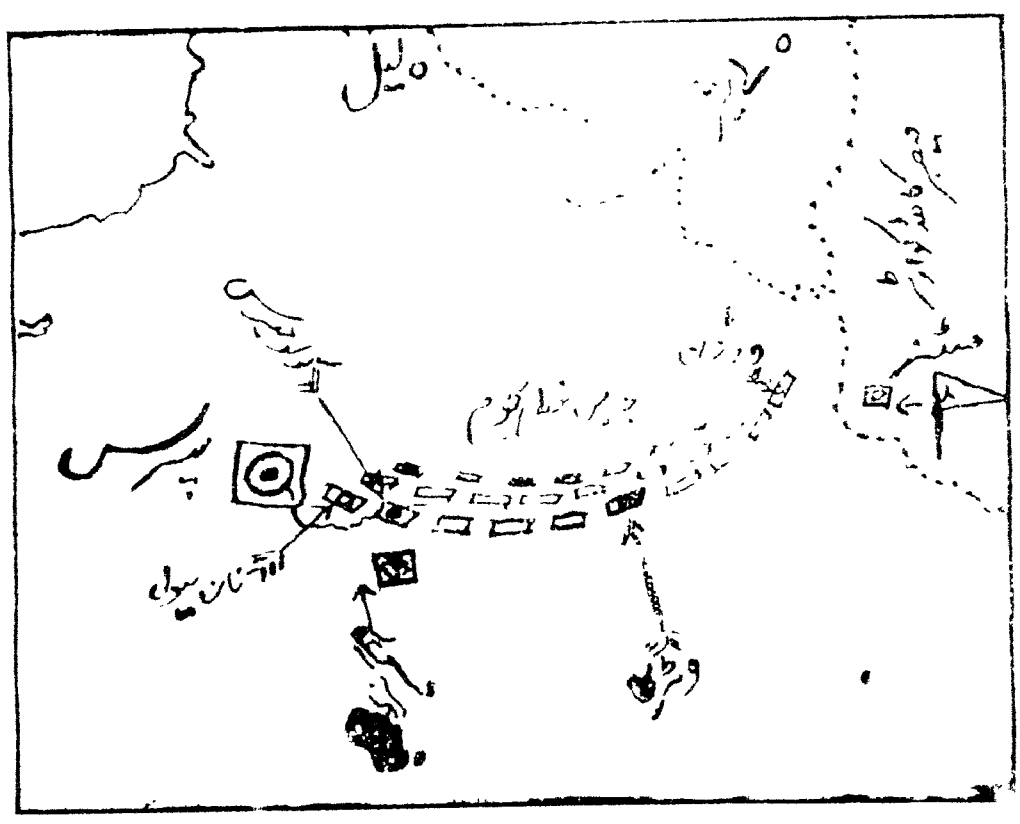

الهلال

۱۷ شوال ۱۳۳۲ هجري

يوم التغابن

معاربه عظيمه منتظره موعوده

اور

لیالی جنگ کی صبح نتائج !

(۲۶ - اگست سنه ۱۹۱۴)

هد الدی کنتم به تکذبون ! ۸۳ ۱۷

وہ آرمایش بدات اور امتحان فیام کا ایک یوم عظیم تھا جو آیا اور چلا گیا ' وہ اُمید و بیم ' اسفرار و اصطرار ' اور اقدام و تبهور کی ایک تقسیم و تقدیر تھی جو آئی اور چلی گئی ' وہ فور و خسران اور اقبال و ادبار کا ایک پیغام تھا جو پہنچا اور سنادیا گیا ' وہ فتل و مقتولی ' حکم و محکومی ' امر و مامورمی ' اور قہر و مقهوری کا ایک تماشاگاہ تھا جو شروع ہوا اور ختم بھی ہوگیا ' وہ آنے والے وقتوں اور ہونے والے واقعات کے لیے ایک امر ناطق ' ایک حاکم فاصل ' اور ایک ترجمان مستقبل تھا جس نے اپنا حکم سنایا اور پورا ہوا ' وہ تسابق احزاب ' تصادم قوی ' اور تفاوس سیوف و مدافع کا اولین فیصلہ تھا جو ہونے والا تھا اور ہوگیا - غرضکہ وہ سب هائے انتظار اور لیالیِ خوف و طمع کی ایک صبح نتائج تھی ' جسکی هولناک اور مضطر خیز روشنی دریائے "سی نور" کی پر امن اور ساکن سطح کے افق پر نمودار ہوئی ' اور قلعۂ "مبزیرس" اور "عمارت مقدسی" کی برجیوں تک پھیلکر آنے والے دوم عصر میں مدغم ہوگئی .

والیل اذا ادبر ! و الصبح اذا اسفر ! انها لا حدی الکبر ' نذیراً للبشر ' لمن شاء منکم ان یتقدم او یتاخر ! (۷۴ : ۳۰)

" (پس) قسم ہے (انتظار کے) رات کی جب وہ ختم ہونے لگے ' اور صبح (نتائج) کی جب وہ روشن ہوجائے ' کہ دنیا کے عظیم الشان واقعات میں سے یہ ایک عظیم الشان واقعہ ہے ' اور (اپنے آنے والے نتائج و حوادث) سے انسان کو ڈرانے والا ہے - البتہ یہ انداز و تعریف انہی کیلیے ہے جو تم میں نظر عبرت رکھتے ہیں ' اور جنکا دماغ فہم و فکر کیلیے متحرک رہتا ہے - یعنی جو تم میں سے آگے بڑھنا چاہتے ہیں یا پیچھے ہٹنا چاہتے ہیں ' ہر ایک کی خیال پر (اپنی اپنی طرح) منحصر نہیں " -

غرض یہ سچ ہے کہ وہ " یوم الفصل " تھا جو آخری فیصلہ کرنے والا دن ہے اور جو آنے والا ہے .

ان " یوم الفصل " کان میقاتا : یوم ینفخ فی الصور فتاتون افواجا ! (۷۸ : ۱۹)

بیشک فیصلے کا ایک دن مقرر ہے - وہ دن جبکہ آخری نتائج کے ظہور کا صور پھونکا جائیگا اور تم فوج در فوج ہر طرف سے آ جمع ہوگے !

وہ " یوم عسیر " تھا جو مصیبتوں کی انتہا اور سختیوں اور صعوبتوں کے نزول کا آخری دن ہوگا ' اور جبکہ اُن ایام ہائے عیش و نشاط کا حساب لیا جائیگا ' جو اعمال عصیان و طغیان اور فساد فی الارض میں بسر کیے گئے ہیں .

فذالک یومئذ یوم عسیر علی الکافرین غیر یسیر ! (۷۴ : ۱۰)

پس وہی دن ہے کہ بڑے ہی سختی اور مشکل کا دن ہوگا ' جسمیں کسی راہ اور کسی شکل میں بھی آسانی کی صورت نظر نہ آئیگی !

وہ " اجل مسمی " تھا جو آخری حکم و شکست اور خسران کا فیصلہ کردیگی اور جو لکھی جا چکی ہے .

وجعل لهم اجلا لا ریب فیه (۱۷ . ۹۹)

اور انکے لیے ایک وقت مقرر کردیا ہے جسکے آنے میں کچھ شک نہیں

البتہ وہ "یوم التغابن" تھا - کیونکہ اسمیں ہار جیت کا پہلا میدان گرم ہوا ' اور اسلیے جنگ یورپ کے ایام عظیمہ کی پہلی منزل جسکے لیے تمام سطح ارضی یکسر چشم انتظار تھی ' اسی میں نمودار ہوئی ' اور حوادث و سوانح کا قافلہ منزل نتائج پر پہنچا اور گذر گیا :

ذالک یوم التغابن ! (یقیناً) یہی ہار جیت کا دن تھا ! (۶۴ : ۹)

(انتظار غیر منتہم !)

لیکن جبکہ یہہ سب کچھہ جو ہونے والا تھا ' ہوچکا - جبکہ اس دن کے نتائج بجلی کی طرح چمک چکے اور بادل کی سی آوازیں گرج چکیں جبکہ وہ آنے والا جس کا انتظار تھا آگیا ' اور جس تماشے کا منتظر بنایا گیا تھا وہ شروع بھی ہوا اور ختم بھی ہوگیا ' تو صلالت فکر ' غفلت رائے ' اور دسائس کار کا یہہ کیسا عجیب و غریب منظر ہے کہ انتظار کرنے والے ابتک بدستور مشغول انتظار ہیں اور اسے کیا جارہا ہے کہ انتظار کیسے جاؤ ؟ عشق نتائج کی وہ شب تاریک جو تمام دنیا پر بے حجابوں اور بیقراریوں میں کاٹ رہی تھی اور روشنی کے ایسے یکسر محشم ہوگئی تھی ' بالآخر ختم ہوئی اور اگر فیصلہ کا نور روشن نہیں تو اُس کی صبح کی روشنی تو ضرور پھیل گئی ' لیکن انسان کی حسارت غفلت کی اس سے بڑھکر اور کیا مثال ہوگی کہ آسمان کے ضیا بکھیرنے والے ابتک تک رہے ہیں ' اور اسے کہا جارہا ہے کہ صبح نے ستارے کے اسے بکھیر دیا ہے اور جو روشنی پھیلی ہے اسے نہ دیکھو ؟

پھر اگر یہہ سچ ہے کہ ابتک کچھہ بھی نہیں ہوا اور جس منزل کا انتظار تھا وہ ابتک نہیں آئی ' تو آخر وہ کب آئیگی ؟ منزلوں پر منزلیں گذرتی گئیں لیکن ہر مرتبہ کہا گیا کہ وہ نہیں آئی ' انقلاب پر انقلاب ہوتے گئے لیکن ہر تغیر پر یقین کیا گیا کہ وہ نہیں آیا بلکہ اب آئیگا - آخر یہہ انتظار کب تک ؟ اور یہہ تعاطل تا کے ؟

هل عندکم من علم فتخرجوه لنا ؟ ان تتبعون الا الظن وان انتم الا تخرصون ! پھر کیا تمہارے پاس کوئی (اور) علم صحیح و تشفی بخش ہے جو ہمارے (اطمینان و رفع شک کے لیے) پیش کرسکو ؟ افسوس کہ تمہارے پاس کچھہ بھی نہیں ہے - سوا اسکے کہ اپنے ظن و وہم سے لایعنی باتیں اڑاؤ !

اگر امید کا حکم اور قیاس کا فیصلہ ایسا ہی ہے تو یقین کرو یہہ انتظار کبھی بھی ختم نہ ہوگا - یہاں تک کہ انتظار کرنے والے انتظار ہی میں رہینگے اور انقلاب اور حوادث کا آخری ورق اُلٹ دیا جائیگا ' اور اس سے پہلے کا ورق تو اب کا اُلٹا جا چکا :

هل ینظرون الا الساعة ان تاتیهم بغتة و هم لا یشعرون (۴۳ : ۶۶)

کیا یہ لوگ اُس آخری وقت کے منتظر ہیں کہ ناگہاں اچانک آجائے اور انکو خبر بھی نہ ہو ؟

(عالمگیر غلطی)

غلطی جب عام ہوجاے تو صحت کے لیے اثبات وجود مشکل ہو جاتا ہے' اور دنیا پر بعض ایسی گھڑیاں بھی آیا کرتی ہیں جب دو اور دو کو چار ثابت کرنا بھی دقتوں سے خالی نہیں ہوتا - اگر نیند کی غافل رات سب کو بک قلم سلا دے تو بیداری کی چند آنکھیں کس کس کی غفلت کے ماتم میں روئینگی ؟ موجودہ جنگ نے دنیا کے ان تمام حصوں کے لیے جنکی معلومات کا ذریعہ صرف فریقین جنگ کی اطلاعات ہیں' ایسی ہی غفلت عام اور نظر محدود کی صورت اختیار کرلی ہے' اور کشف حقیقت و استخراج صحیح کے ارادوں کے لیے بڑی ہی سخت ابتلائیں در پیش ہیں -

تا ہم کوشش کرنی چاہیے کہ اگر حقیقت کو بے نقاب نہیں کر سکتے' تو اقلاً دو چار قدم آگے بڑھکر تو دیکھ سکیں' اور بہ حیثیت واقعہ نگاری کے سخت خائن ہونگے اگر اس سعی سے ہم اعراض کریں -

اسی کی ایک ابتدائی کوشش تھی جو گذشتہ ہفتہ کا افتتاحیۂ جنگ لکھتے ہوے کی گئی تھی - ہم نے ورق کے ساتھہ یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ آغاز جنگ سے جس عظیم الشان اور جنگ کی ابتدائی منزلوں کیلیے فیصلہ کن معرکہ کا انتظار کیا جا رہا ہے' وہ ہو چکا' اور یہ سمجھنا کہ اسوقت تک جو کچھہ ہوچکا ہے محض غیر اہم اور بے اثر ابتدائی مقابلے تھے' واقعات صریحہ کی روشنی سے انکار کی ایک ایسی تعجب انگیز کوشش ہے' جسکی مثال صرف اسی جنگ میں ملسکتی ہے' ورنہ دنیا اسقدر غافل کبھی بھی نہ تھی - ہمنے خان و تحمین اور قیاس آوریوں کی جگہ ان اطلاعات پر اعتماد کیا تھا جو سرکاری محکمہ خبر رسانی کے ذریعہ اس وقت تک پہنچائی گئی ہیں - انہی کی ترتیب و انطباق سے یہ نتیجہ نکالا تھا کہ جنگ ابتدائی منزلوں میں الجھی ہوئی نہیں ہے بلکہ اپنے نصف اہم سے گذر چکی - اور اگر جنوبی یورپ کے معرکے کی تین منزلیں نہیں تو دو منزلیں بیس دن کے اندر ختم ہوگئیں - اب صرف آخری منزل یعنے معاصرہ پیرس باقی رہگئی ہے - پس گذرے ہوے واقعات کا مستقبل میں انتظار کرنا بالکل بے فائدہ ہوگا -

(طلوع و غروب)

امیدونکا آفتاب ایک ہی وقت میں طلوع کی روشنی اور غروب کی تاریکی ' دونوں رکھتا تھا -

یہی خبریں ہیں جنہوں نے ہمیں ابتداے جنگ سے جرمنی کی پے درپے شکستوں کی خبریں سنائی ہیں جنکا سلسلہ ۲۱ - اگست تک بالکل غیر منقطع رہا' اور توجیہ و تاویل کے ساتھہ ابتک باقی ہے - ہم نے ہمیشہ ان خبروں کو شوق و مسرت اور اطمینان کے ساتھہ سنا ' اور اس انتظار کو قبول کیا کہ عنقریب ایک سرحدی فیصلہ کن معرکہ ہوگا ' اور جرمنی کی پیش قدمی جو انجام کی تباہی اور ضعف سے فائدہ اٹھاکر جاری ہے ' روک دی جائیگی - ہم اب بھی ایسا ہی کرنا چاہتے ہیں لیکن افسوس ہے کہ وہی ذریعہ خبر رسانی جو ایک طرف متحدہ افواج کے حوصلہ و عواطف اور اخلاق اور عسکری فتح مندیوں کے کارنامہ ہاے عظیم سے پر ہے' بد قسمتی سے دوسری طرف جرمنی کی جغرافیائی اور سیاسی پیش قدمیوں کے واقعات کی بھی مصطربانہ خبر دے رہا ہے' اور ہم حیران ہیں کہ زمین اور پیمایش کے نقصان کی تلافی افوج قابلیت ' بے جگرانہ شجاعت ' عسکری روح نشاط ' اخلاقی اولو العزمی سے کیونکر کریں جو " فوجوں کے بالترتیب پیچھے ہٹنے ' " باوجود پسپا ہوجانے کے کامیاب جوابی حملوں کے دینے " " باطمینان و جمعیت خاطر اپنے مقصودہ خطوط خالی کرکے چلدینے " " نہایت آہستگی سے ہوا دشمن کی سراسیمگیوں کا جواب دیتے ہوے رجعت کرنے " اور ان سب " کامیابو " کے ساتھہ دشمن کا شاندار مقابلہ کرنے والا جو " پیچھے ہٹ جانے " میں ابتک ظاہر ہوتی رہی ہیں - ہم اس داستانہ اور " تاریخی " مقابلہ کے صباح ہیں جو جنرل لمان نے لیج کے " ناقابل تسخیر " اور " دنیا کے اول درجہ کے استحکامات " میں دکھلایا - لیکن افسوس ہے وہ مسخر ہوگیا اور جنرل لمان دیواروں اور لاشوں کے پیچھے سے بمشکل زندہ نکالا گیا - ہم اس کامیابی کی بڑے ہی اطمینان سے داد دے چکے ہیں جو بلجیم کے متحدہ افواج کے انتظار میں دانستہ قدم پیچھے ہٹائی ' لیکن اسکو کیا کیجیے کہ برسلز " خالی " کردیا گیا جسکا مطلب حدود جنگ سے باہر کی زبان میں " لے لیا " ہے ' اور جرمنی مدتمددانہ آگے بڑھ آئی - پھر وہ کوہ وقارانہ عظمت اور مافوق العادہ جبروت و اجلال عسکری کیسی پر اثر تھی جو انگلستان اور فرانس کی متحدہ افواج کے داخلے سے میدان بلجیم میں رونما ہوئی ؟ اور کیسی عدیم النظیر شجاعت ' فقید المثال صبر و ثبات ' یادگار رہجانے والی سرفروشی و بے جگری ' اور فن جنگ و نشانہ باری کو یکسر پلٹ دینے والی جنگی قابلیت نے قدم قدم پر مغلوبیت اندیش اور مغرور طاقت حریف کا مقابلہ کیا اور کیسی مصلحت اندیشانہ مدافعت کی شاندار نمائش کی گئی ؟ اسکا ہر واقعہ جنگی روایات کا پر فخر حاصل اور تاریخ دفاع امم کا ابدی ناقابل فراموش نظارہ تھا اور ہر ان اور ہر لمحہ ہم کو یہ دفع دلاتا تھا کہ عنقریب جرمنی کو اپنے غرور باطل کا خمیازہ بھگتنا پڑیگا ' اور آنے والا معرکۂ عظیمہ تمام خط بلجیم کو دشمنوں سے خالی کردیگا - تاہم یہ امر افسوس ہے کہ کسی غیر معمولہ اور مافوق العادہ انقلاب کی وجہ سے نامور کے قلعے فتح ہوگئے اور جرمنی کو وجود سینکڑوں پر سنگینیں لیجانے کے اور بے شمار نقصانات اٹھانے کے دوام پیش قدمی ہی ہوتی رہی - حتیٰ کہ میدان جنگ مکانک وسط بلجیم سے مشرق سرحد فرانس میں منتقل ہوگیا ' اور شمال اور شمال غربی راے ' پھر ایمبرے کے آخری معرکے شروع ہوگئے - ان معرکوں میں بھی سرد تحمل (coolness) سرگرم شجاعت ' عقلمندانہ دفاع ' اور پر اسرار جنگی مصالح کے بسط کے حسب دستور کچھہ کمی نہ کی ' اور جیسا کہ ہر موقع پر ہوا ہے ' ایک نیر دخیرہ فوجی محاسن و مناقب کا فراہم کردیا گیا تاہم افسوس ہے زمین کی پیمائش اور جغرافیہ کے حقائق متعارفہ کے لحاظ سے جو آخری نتیجہ نکلنے والا تھا وہ نہ رک سکا ' اور باوجود جنگی قابلیت و محاسن میں تا قدم رہنے کے ' تاعاقبت اندیش دشمن نپس نپس میل اور آگے بڑھہ آیا : و اد راءت الابصار و بلغت القلوب الحناجر ' (۳۳ : ۴۸)

(تا عاقبت اندیش فاتح)

یہ مانا کہ جرمنی کی تمام پیش قدمیاں تاعاقبت اندیشی نہیں ' اور متحدہ افواج نے جب کسی علاقہ کو چھوڑا ہے اور دشمن کو " سپرد کردیا " ہے تو اسمیں کوئی نہ کوئی " جنگی مصلحت " اور " عسکری راز " ضرور پوشیدہ رہا ہے اور ابتداے جنگ سے لیکر اسوقت تک ہر ہر قدم پر اس قدر محکم توجیہہ سے ہم اطمینان حاصل کرنا چاہا ہے ' لیکن افسوس ہے اب اس پر اسرار اور مجہول التکییف "جنگی مصلحت" پر سوز ڈرامیٹی مہارت بھی ناقص رہی ' کیونکہ اطراف ایمبرے کے معرکوں نے دشمن کی "شکستوں سے معمور فتح مندیو" کو اس حد سے بھی کدار دیا ہے ' اور اب خط دریاے سوامے سے آگے بڑھکر اور ریم جیسے مستحکم

فرانسیسی معلم پر قابض ہوکر وہ پیرس کے سامنے ہے : الھا کم التکاثر حتی زرتم المقابر !

و ان ادری ا قریب ما توعدون ام یجعل لہ ربی امدا - (۱۸ : ۹۲)

اور میں نہیں جانتا کہ وہ اخری وقت جو آنے والا ہے اور جسکی خبر دی گئی' بالکل قریب ہے یا پروردگار عالم اسمیں تھوڑی تاخیر ڈالدیگا !

ہم اُس فوج کی اخلاقی عظمت کے کارناموں پر نازاں ہیں جس نے ایسے آتش افشاں اور ناعاقبت اندیش دشمن کے مقابلے میں (جو آگے بڑھنے کے مقابلے میں شدید نقصانوں کی بھی تھوڑی پروا نہیں کرتا) ابھی بھی اپنی "تھمتی" طبیعت اور پر تحمل عسکریت کی پر فخر روایتوں کو ضائع نہ کیا - وہ جب ابھی پیچھے ہٹی تو فرار و انہزام کے اضطراب کی جگہ حملہ کے اجتماع کی طرح عمدہ ترتیب اور پر سکون قاعدہ کے ساتھ ہٹی' اور جب کبھی اُس نے کسی مقام کو چھوڑ دیا اور پیچھے کی طرف ہٹھہر گیا تو اس میں بھی اسرار جنگ کا یہ سر مخفی ملحوظ رکھا کہ "دشمن کو بعد اور متعدد مقامات کی جگہ نہلے میدانوں میں لڑنے تباہ کرنا" چاہا'

اس سر مخفی کے تباہ کن نتائج کسی وجہ سے ہمیں نہ بتلائے گئے ہوں یا اونکو ظاہر ہونے کا موقعہ نہ ملا ہو' تاہم تخم ریزی کی محنت کو پھل کے نہ آنے سے بالکل نظر انداز نہیں کر دیا جاسکتا -

بلاشبہ یہ ایک عظیم الشان یادگار ہے جو امید ہے کہ تاریخ جنگ میں فوجی محاسن اور فنی قابلیت کے ایک قیمتی باب کا اضافہ کردیگی - لیکن چونکہ اس وقت ہمارے سامنے جنگی فضائل کی تاریخ کی تدوین کا کام نہیں ہے بلکہ ایک جنگی پیش قدمی اور اسکی مدافعت کا میدان ہے' اور ہمیں اس قسمکی سے ایک رقعہ زمین کے قبض و سقوط کی پیمائش کرنی ہے' اسلیے سطحی رائے کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ عالم فضائل جذبات و مناقب اخلاق کی خراج کتنی ہی اقلیمیں مسخر ہوگئی ہوں مگر بلجیم اور سرحد فرانس کا وہ چھوٹا سا رقبہ جسکو طے کرکے حریف معمور قاہر و شکست کا آخری فیصلہ کرنا چاہتا ہے اور جسکی ایک ایک انچ زمین ابتک خون کے سمندر اور لاشوں کے جنگل بھرے جارہے ہیں' افسوس کہ اسی وجہ سے قبضہ میں نہ رکھا جاسکا' اور ہم میدان جنگ سے اسقدر دور رہکر جو کچھ سمجھ سکتے ہیں وہ فطرتی طور پر صرف یہی افسوس وتالم ہے - قبل اسکے کہ روس کا حملہ جرمنی اور کچھ نقصان پہنچاتا' وہ بلجیم کے پورے طول سے گذر گئی ہے' سرحد فرانس میں میلوں آگے بڑھ آئی ہے' پیرس کو محاصرہ کی دھمکی دے رہی ہے' اور جنگ کی موجودہ منزلوں کیلیے اسقدر بس کرتا ہے - ان فی ذالک لایات لقوم یعقلون

یہ آخری انقلاب جس نے جنگ کا نقشہ منقلب کردیا ہے' قیاس صحیح و غالب ہوتا ہے کہ اسکا فیصلہ ان میدان رہی تھا جو ۲۴ - اگست کو سون' سارلی روے' اور دندان نے سرحدی خط پر گرم ہوا' اور پھر ڈیمبرے تک پہنچکر دریائے سوامے تک پہنچ گیا - ابتدائے اطلاع سے ہماری رائے ہے کہ جنگ کی دوسری منزل یا نصف اول کا فیصلہ ان معرکہ ہی تھا' اور گو اسکے تفصیلی حالات حسب عادت ہمیں ابھی نہیں ملے ہیں' لیکن فرانس اور انگلستان کی [illegible] بعات اسکی صحت کے اعتراف پر مجبور ہوگئی ہیں - پس فی الحقیقت یہی وہ شب انتظار جنگ کی پہلی صبح تھی جس کی روشنی سے نتائج اخیرہ کے نصف النہار کو متصل ہونا چاہیے : ذلک یوم التغابن

یہ معرکہ اگرچہ ۲۴ سے شروع ہوکر برابر ایک ہفتہ تک جاری رہا یعنے پہلی ستمبر تک جبکہ جرمنی نے "امیینس" سے قریب ہوے اور پھر معرکۂ جنگ نے خط دریائے سوامے پر مستقل ہوجانے کا یہ تصور اعلان کیا گیا :

سخرھا علیھم سبع لیال و ثمانیہ ایام (۶۹ : ۷)

برابر سات رات اور آٹھ دن تک یہ حادثہ انپر طاری رہا

لندن کے موجودہ ذخیرہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان تمام ایام معرکہ "۲۴ اگست" "التغابن" ۲۶ - اگست ہی کو سمجھنا چاہیے جس نے پیرس کا دروازہ کھول دیا' اور جرمنی کو ۶۰' ۷۰ میل اندر تک اپنے لشکر کے سفر کو شروع ہونے کا موقعہ ملا - اسکی نئی پیش قدمی (جو اب پیرس سے چالیس پچاس میل ادھر تک پہنچ چکی ہوگی اور اجکل میں اسکی خبر ملنے والی ہوگی) اسی تاریخ سے قرار دینی چاہیے -

(معرکہ عظیمہ کی ابتدا)

فرانس کی معرکے اور دو حصوں میں منقسم کردینا چاہیے - پہلا حصہ ۴ اگست سے شروع ہوتا ہے جب جرمنی نے ارلن مدم خاں بلجیم پر رکھا اور لیژ کے قلعوں کا محاصرہ کیا

بلجیم کی مقاومت سے فرانس اور انگلستان کا مقصد یہ تھا کہ وہ دشمن کو آگے بڑھنے سے روک دے - اسی عرصہ کی فرصت میں انگلستان اور فرانس کی متحدہ فوجیں بلجیم میں پہنچکر مدافعت کیلیے موجود ہوجائینگی - چنانچہ ۱۵ اگست کو اعلان کیا گیا کہ انگلستان اور فرانس کی فوجیں حدود فرانس میں داخل ہوگئی ہیں -

اس متحدہ فوج کے پہنچنے سے جنگ کی بلجیمی مدافعت کا دوسرا حصہ شروع ہوتا ہے آیندہ اب فرانس' بلجیم' انگلستان' تینوں فوجیں عمدہ فرصت پاکر دشمن کی روک کے لیے مستعد ہوگئی تھیں پس پہلا حصہ ۴ اگست سے شروع ہوکر ۱۵ پر ختم ہوجاتا ہے جسکے پیرس میں سرکاری اعلان کیا گیا کہ اب متحدہ فوج نے اپنا خط قائم کرلیا ہے اور ۲۵۰ میل کے رقبہ کی جنگ شروع ہونے والی ہے - اور دوسرا ۱۶ سے شروع ہوکر یوم "التغابن" پر ختم ہوتا ہے' جو غالباً ۲۶ - اگست تھی جبکہ خط پیرس کی ہٹنے و شکست کا فیصلہ ہوگیا -

واقعات کے تفحص سے معلوم ہوتا ہے کہ غالبا نامور ہی کے حوالی میں متحدہ فوج نے اپنا پہلا خط دفاع بنایا اور ۱۶ - اگست سے لڑنے معرکے شروع ہوگئے -

(روداد کے رفت)

جب متحدہ فوج بلجیم میں وارد ہوئی ہے تو اسوقت نقشۂ جنگ کی حالت یہ تھی : جرمنی نے غالبا لیژ کے قلعوں کو تسخیر مسخر نہیں کیا تھا لیکن اسکا متحدہ سرحد جرمنی و بلجیم سے نکلکر اور دریائے می یور کے کنارے کنارے میں پہونچ کر لیور سائر تک پھیل گیا تھا' اور میسرہ تمام ایسدن می یوز کو عبور کرکے می یور کے مغربی ساحل سے آگے بڑھ رہا تھا - لیژ کے علاوہ نامور کے دو قلعے بھی صحیح و سلامت موجود تھے اور می یور کے مغربی کنارے سے شمال میں انتورپ تک' اور مغرب میں ساحل تک تمام خطۂ بلجیم دشمن سے بالکل خالی تھا (دیکھو نقشہ صفحہ ۷)

جرمنی نے اپنا خط سفر یہ مقرر کیا تھا کہ وہ لوگوں سے نکلکر سرحد بلجیم میں ایلا شاپیل سے بڑھے' اور میمنہ قلعہ لیژ کے دہنی جانب' میسرہ بالیس جانب' اور قلب سامنے کی طرف بڑھا - میمنہ نے دریائے می یوز کو ایسدن پر عبور کیا اور جنوب کی طرف روانہ ہوگیا میسرہ دنیاں پر قابض ہوا اور وہاں سے شمال میں اترے اور دھوسا تو سے ہوتے ہوئے فرانسیسی

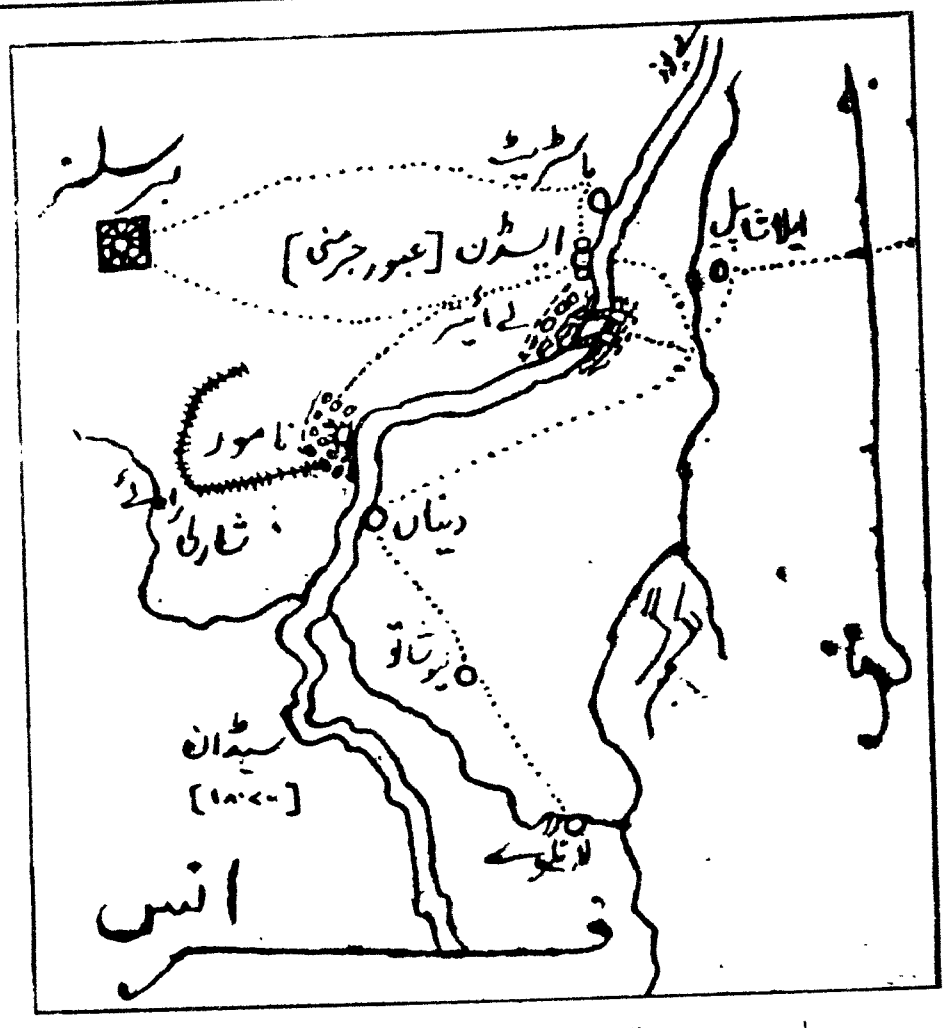

بلجیم کی وہ حالت جب متحدہ افواج داخل ہوئی - جرمنی جس تزویب اور راہ سے بلجیم میں برھتی آئی' اسکو بذریعہ نقطوں کے خطوط کے دکھلایا ہے - متحدہ افواج نے نامور کے قریب اپنا پہلا خط بنایا تھا - سرحد بلجیم کے اندر دوہری جدول دریاے می یور کا مشہور حط استحکامات ہے - سیدان کا قلعہ تاریخ میں اپنا ہے جہاں ۱۸۷۰ع کے حملے میں جرمنی نے یادگار فتح حاصل کی تھی -

کے قلعہ لانگوے تک پھیل گیا - جو ٹکڑہ ایسٹن عبور کرکے نامور کی طرف بڑھا تھا ' غالباً ۱۵ - اگست کو نامور سے دس میل ادھر اس سے بلجین فوج کا ایک مقابلہ ہو رہا تھا کہ اتنے میں متحدہ فوج بلجیم پہنچ گئی اور نامور کے پاس ایک مثلث شکل میں اپنا خط دفاع مقرر کیا -

نامور دریاے می یور کے مغربی جانب عین ساحل پر ہے - اسکے دوسری جانب کسی قدر پیچھے ہٹکے دیناں ہے - جرمنی فوج وہاں تک پہنچ چکی تھی اور اسکا ایک حصہ می یوز کے پار سے بھی مثل مغرب کے نامور کی طرف بڑھرہا تھا -

(فوج کی تعداد)

خبروں میں افواج کی تعداد کے متعلق بھی جابجا تضاد ہے - تاہم ۲۶ اگست کو ٹائمس لندن کے فوجی نامہ نگار نے جو آخری تعداد بتلائی ہے' وہ اس بارے میں صحیح روشنی بخشتی ہے :

" ۴ - لاکھ ۳۰ - ہزار جرمن می یور کو عبور کرچکے ہیں - انکے علاوہ وہ تعداد ہے جو بلجیم فوج کی نگرانی کرتی ہے یا زخمیوں وغیرہ کے پاس ہے - یا لورین اور السیس وغیرہ میں کام کرنے کیلیے چھوڑ دی گئی ہے - پس نقصانات اور فوج ردیف کے علاوہ اس امر کی کوئی شہادت نہیں کہ کسی وقت بھی جرمنی نے ۱۳ لاکھ سے زیادہ آدمی جمع کرے ہوں - مگر فرانسیسیوں کی فوج کے پہلے ہی خط میں ۲۰ - لاکھ فوج ہے اور انگریزی اور بلجیم فوج اسکے علاوہ ہے ' پس کوئی وجہ نہیں کہ ہم متحمل نہوں "

اس سے معلوم ہوا کہ متحدہ فوج کی تعداد پہلے ہی خط میں ۲۳ لاکھ سے زائد تھی اور جرمنی کی تعداد ۴ لاکھ ۳۰ ہزار سامنے ' اور اتنی ہی میور کے مشرق میں اور معطف خط پر پھیلی ہوئی ہوگی - پس اس سے اندازہ کرلیا جاے کہ تعداد کے لحاظ سے دونوں فریقوں کا باہمی تفارسب کیا تھا ؟

(متحدہ ہجوم سے پہلے)

۴ - اگست سے ۱۵ تک صرف بلجیم کے دفاع کا پہلا دور ہے - سرکاری اطلاعات کے بموجب یہ تمام زمانہ اس عالم میں گذرا کہ جرمنی برابر شکستوں پر شکستیں کھاتی رہی - رسد کا ذریعہ مسدود ہوگیا ' ہر معرکہ میں اسے بے تحاشا بھاگنا پڑا ' اسکے توپ خانے کی بہت سی عظمت غلط نکلی ' بڑی بڑی تعدادوں میں وہ قید کی گئی ' سے شمار جرمن قتل ہوے ' اور انکے زخمیوں سے میدان بھر بھر گیا - برعکس اسے ایک فتح بھی نصیب نہ ہوئی اور انتہاے ناکامی سے دوچار رہی -

ایسی حالت میں ظاہر ہے کہ متحدہ افواج کا یہ ہولناک سیلاب جس دشمن کو بہاے لیجاے بڑھا تھا ' اسے گویا پہلے ہی سے بلجیم کے بد حواس کردیا تھا اور اب متحدہ فوج دشمن کو زخمی کرنے کے لیے نہیں بلکہ اسکے زخم کو اور زیادہ گہرا کرنے کے لیے بڑھی تھی !

(معرکۂ مونس' سقوط نامور و شارلی راے)

متحدہ افواج کے ورود کا جرمن پر کیا اثر پڑا ؟ اسکا جواب تو مشکل ہے ' البتہ واقعات سے یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ اسکے قدم اور زیادہ تیز ہوگئے - سب سے پہلے اس نے لیژ کے قلعوں کو مسخر کرلیا - پھر فوج کا ایک ٹکڑا مشرق میں بڑھکر برسلز (دارالحکومت بلجیم) پر قابض ہوا - لیژ کی تسخیر کا تو ابتک اقرار نہیں کیا گیا ' مگر برسلز کے سقوط کی اطلاع دی گئی ' اور ساتھ ہی انگلستان کے ماہرین جنگ نے دنیا کو پیام تشفی بھیجا کہ "یہ محض جنگی مصلحت ہے کہ کہ سلست" بفرلون باوراهم ما انس فی قلوبهم

بالآخر خدا خدا کرکے پردہ انتظار چاک ہوا' اور اس معرکۂ عظیمہ کا میدان ہولناک نظر آیا' جسمیں دنیا کی اعلی ترین تیس لاکھ فوج بیسویں صدی کی آخرین مہلک ایجادات سے مسلح ہوکر نبرد آزما تھی ' اور جو آیندہ کے لیے متحدہ افواج کی نہیں لاکھ سے زائد جمعیت کے مشن کا قطعی فیصلہ کرنے والا تھا -

متحدہ افواج نے اپنا پہلا پڑاؤ نامور کے قلعوں کے سامے میں ڈالا تھا کیونکہ لیژ کے بعد سب سے بڑا مستحکم مقام یہی تھا بلکہ تاروں میں ظاہر کیا گیا تھا کہ وہ لیژ سے بھی زیادہ مستحکم ہے ۱۸ اگست کی ایک تاربرقی (جس کے زبان پنہاں میں سب سے پہلے لیژ کی تسخیر کی معجزہ کی ہے) یہ تھی :

" اب یہ دلچسپ سوال پیدا ہوگیا ہے کہ کیا جرمنی نامور پر حملہ کرنے کی جرات کریگی یا خوف کھاکر اسے چھوڑ دیگی؟ نامور کے قلعے لیژ کے قلعوں سے کہیں زیادہ مستحکم ہیں "

لیکن طالع جرمنی نے "خوف کھاے بالاخر" کو چھوڑا اور جرأتوں سے معمور ہوکے پوری تیز قدمی سے بڑھی - ۲۳ کو مونس میں جرمن اور متحدہ فوج کا مقابلہ ہوا اور اس "عظیم الشان معرکہ" کا سلسلہ شروع ہوگیا جسکا اسفر اضطراب ' اسفر امیدوں ' اور اسفر جہ ارادوں کے ساتھ انتظار کیا جارہا تھا - ۲۵ کو اس معرکے کے جو حالات ہمکو سنائے گئے انکا دلچسپ اور تاریخ من روایت میں یادگار رہنے والا خلاصہ یہ تھا کہ " دن بھر لڑائی رہی اور (حسب قاعدہ) انگریزی فوج آخر تک اپنی جگہ پر قائم رہی " اور کو اس کامیابی کے ساتھ قائم رہنے

کےبعد جرمن کی فوج کو پیچھے ہٹنا چاہیے تھا نہ کہ کامیاب انگریزی فوج کو' تاہم چونکہ باوجود شکست کھانے کے جرمن فوج نے بد قسمتی سے "نامور" کا خط مدافعت لے لیا ہے اسلئے ضرور ہا متحدہ فوج کا ایک حصہ ہٹکے خط دریا سیمبرے (سرحد فرانس) تک آگیا ہے" !!

فما استطاعوا من قیام و ما کانو منتصرین ! پس وہ جم نہ سکے اور نہ اپنا بدلہ ہی لے سکے (۵۱ : ۲۲)

"نامور" کی تسخیر نے فی الحقیقت جرمنی نے مشن کو بلجیم میں آخری حد تک کامل کردیا' چونکہ امیدوں کا آخری سہارا یہی مقام تھا' اور اب لیژ سے لیکر سرحد تک اسکے لیے میدان صاف ہوگیا ! نیز اس واقعہ سے متحدہ مشن کی ناکامی بھی اسکارا ہوگئی -

جنگ کے افق پر صبح امید کی یہ پہلی سام مایوسی نہیں جو افسوس ہے کہ پھر ختم نہ ہوئی' اور برابر تاریکی نے بعد تاریکی بڑھنی ہی گئی - اُن عظیم الشان امیدوں کا جو متحدہ افواج نے ورود سے تمام دنیا میں پھیل گئی تھیں' اسقدر جلد خاتمہ کس درجہ درد انگیز ہے ؟ علی الخصوص ایسی حالت میں جبکہ میدان جنگ کی خبروں نے دشمن کو پہلے ہی سے سخت شکست خوردہ اور گویا آمادہ فرار ثابت کردیا تھا' اور ہر شخص منتظر تھا کہ اب متحدہ فوج ایک آہنی دیوار بنکر دشمن کے سیلاب کو روک دیگی' اور ایک انچ بھی آگے بڑھنے نہ دیگی - جرمنی کے وہ کمبخت قیدی جو فرانس اور انگلستان میں اپنی فوج کی پریشانیوں' فاقہ مستیوں' قلت رسد' اور فقدان نشاط و شجاعت کی روایات امید پرور اور نشاط انگیز جشن پھیلانے تھے' یقیناً ہم سب کی اس مصیبت انگیز دمہ دار ہیں جو ان عظیم الشان امیدوں کی بلندی سے تاریک گرجانے سے ہمیں برداشت کرنی پڑی

(آخری قدیچہ)

۲۳ سے ۶۶ تک اس عظیم الشان جنگ کا سلسلہ برابر جاری رہا' اور یہ اندازہ کرنا مشکل ہے کہ خون کے کتنے سیلاب بہے اور لاشوں کی کتنی پہاڑیاں بلند ہوئیں ؟ سائنس نے اس وقت تک ہلاکت اور بربادی کے اعلیٰ سے اعلیٰ اور کامل سے کامل طریقے جسقدر ایجاد کیے ہیں' ان سب کی کامل ترین آزمایش کا یہ اصلی میدان تھا -

تاہم افسوس ہے کہ متحدہ افواج ایک انچ بھی دشمن کو پیچھے ہٹانے کا موقع نہ پاسکی' اور باوجود ان اعلانات کے جو افواج کی فوجی قابلیت اور عسکری مناقب کے متعلق جنرل ژوفرے اور جنرل فرنچ نے یکے بعد دیگرے بھیجے' جرمنی نے شارلی راے کے معرکے ہی میں سرحد فرانس عبور کرلی جو اسکے خط جنگ کی دوسری منزل تھی' اور "معرکۂ عظیمہ" کا فیصلہ ہوگیا -

اب اعلان کیا گیا کہ متحدہ افواج سرحد کے ادھر آگئی ہے' اور اس کے لبل سے لیکر موبر تک سرحد کے پیچھے اپنا خط بنایا ہے - یہ متحدہ افواج کا دوسرا خط تھا - کاش اسی خط پر جمنے کا موقع ملجاتا ! لیکن افسوس کہ ۲۵ کو عظیم الشان معرکے کی دوسری قسط پیش آئی' اور متحدہ افواج نے گو اپنی ہیبت و سطوت نے علم کاردیے' اور اپنی شجاعت و بسالت کے سکے بٹھادیے' تاہم اسے پیچھے ہٹنا ہی پڑا اور دشمن کو سمبرے تک پہونچ کیا !

اسکے بعد متحدہ افواج اور پیچھے ہٹی اور سمبرے کے عقب میں آئی' اور ۲۶ سے دوامت خیز معرکۂ سمبرے کے بعد یہاں سے بھی "سالدار مقابلہ کرنے" پیچھے ہٹنا پڑا' اور سابق اطلاع کے مطابق دریاے سوامے کے پاس ایسی جس سے لاویرے اور لیون ہوتے ہوئے' ایک قلعہ دائرے کی شکل میں میزیرس تک پھیل گئی - و ذالک یوم التغابن !

(یوم التغابن کے بعد)

جرمن فوج کہیں بھی روکی نہ جاسکی اور یکے بعد دیگرے متحدہ افواج کو پیچھے ہی ہٹنا پڑا : کانهم الی نصب یوفضون (۷۰)

لاویرے اور لیون کے بعد قلعہ ہاے "ریم" کے استحکام نے تھوڑی بہت امیدیں دلائی تھیں کیونکہ وہ ایک محفوظ و مستحکم مقام ہے

الا فی قری محصنة او من کہیں ہوں اور محفوظ بستیوں میں وراء جدر (۵۹ : ۱۷) یا دیواروں کی آڑ سے !

لیکن ان تحصنات کی ان قوم (۳۳ : ۲۰) متحدہ افواج نے اگرچہ جان توڑ کے داد شجاعت دی اور کوئی کسر اٹھا نہ رکھی لیکن کہاں تک بھی پیچھے ہٹتا ہی پڑا اور رقم قلم ہوگیا !

(متحدہ افواج کی ناکامی)

یہ تھا اگرچہ ہی افسوس ناک ہو مگر واقعات مجبوراً کہلانے میں کہ متحدہ افواج کو اور علی الخصوص فرانس کی ۲۰ لاکھ سے زیادہ جمعیت کو جرمنی کے مقابلہ میں ناکامیابی حاصل ہوئی' اور جس غرض سے وہ نکلی تھی یعنے جرمنی کو روکنے کیلیے' اسکے لیے کچھ بھی نہ کرسکی - اب جرمنی پیرس کا محاصرہ کررہی ہے اور کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ کل کیا ہو ؟ ممکن ہے کہ مشیت الٰہی کوئی غیر متوقع تبدیلی پیدا کردے :

الہ علی رجعه لقادر ! (۸۶ : ۹)

بیشک خدا تو اسپر بھی قادر ہے کہ اُسے لوٹا دے-

لیکن حالات کا قدرتی تقاضہ اسکے خلاف ہے

والعلم عند اللہ -

"جو ہونا چاہیے تھا اور جو اچھا فعل ان لوگوں نے انجام دیا تھا' اور جو اچھا اس وقت ہو رہا ہے' ان دونوں کا موازنہ کرنے پر ہم سب قائل ہیں جہاں تک واقعات ظاہر ہوے ہیں اسے ناگزیر طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ انگریز اور فرنچ تمامیر اپنا کام نہیں جانتے"

(اسپیکٹیٹر ۷ ستمبر)

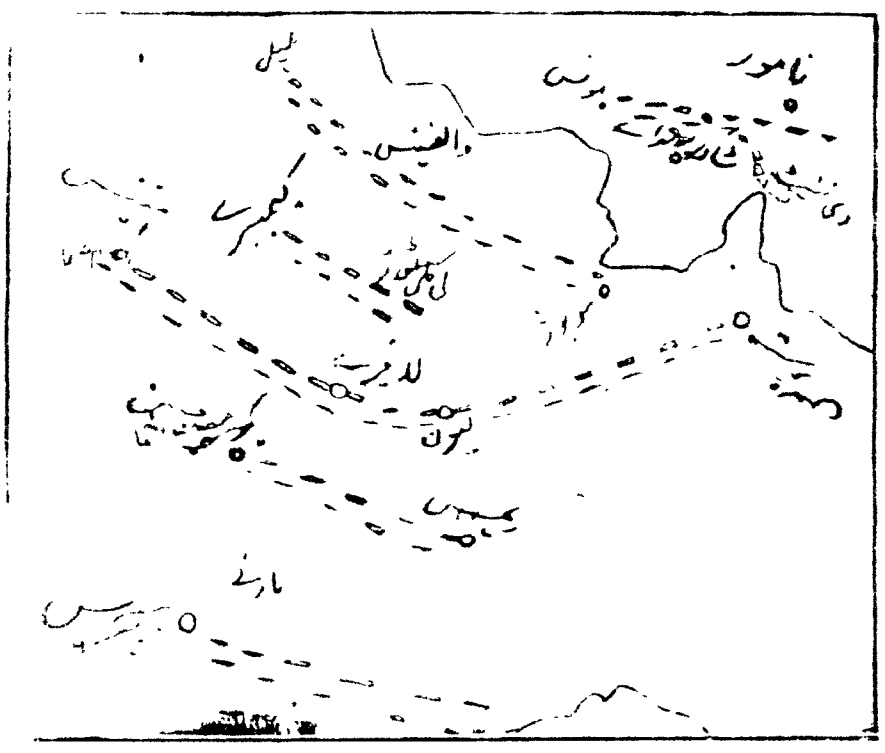

متحدہ افواج اپنے قیام کے خط بنا بنا کر ہر بار پیچھے ہی ہٹتی آئی - اس نقشہ سے بہ یک نظر معلوم ہوتا ہے کہ نامور سے لیکر یکے بعد دیگرے پانچ خط قیام بنائے گئے مگر جرمنی اوپر قابض ہوتی گئی - اسکے بعد موجودہ خط دفاع ہے -

رجال حرب و زعماء جنگ یورپ ! اولین حادثه مفسده و محرکه سراجیو

ایک جدید قسم کا فرانسیسی بیٹل شپ جہاز

سابق ڈیوک : پرنس فرڈی ننڈ ولیعہد آسٹریا مع اسکی معمول بعوی کے -

(۱) جرمنی
(۲) اسٹریا
(۳) بلجیم

(۱) انگلستان
(۲) فرانس
(۳) روس

وان مولٹک - سپہ سالار افواج جرمنی

فیلڈ مارشل سر جان فرنچ - سپہ سالار افواج

مناظر بحریہ ! مشاہیر افواج بریہ برطانیہ و آلمان ! مراکب شہیرہ عظیمہ !

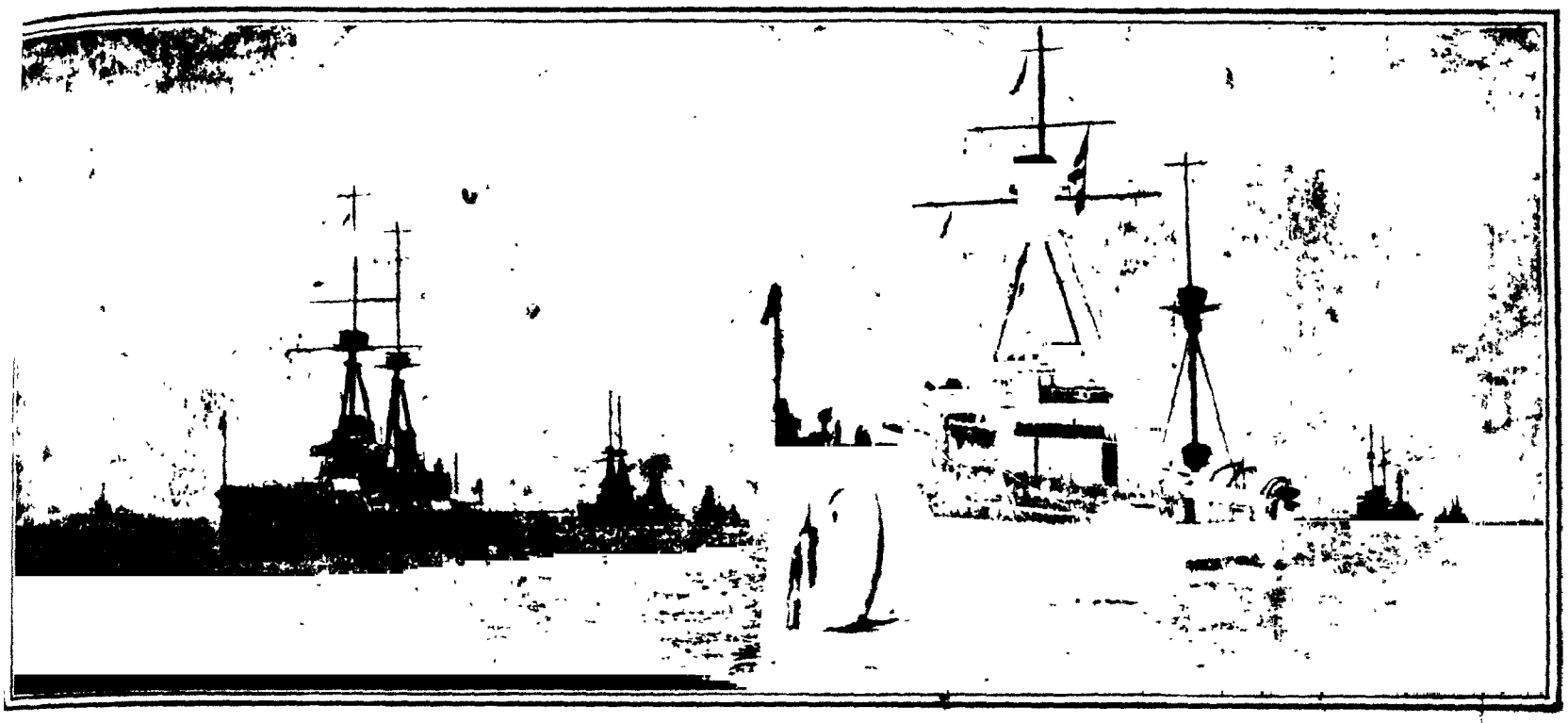

بندر گاہ اسپٹ ہیڈ میں برطانیہ قراء بحریہ کا ایک منظر عمومي

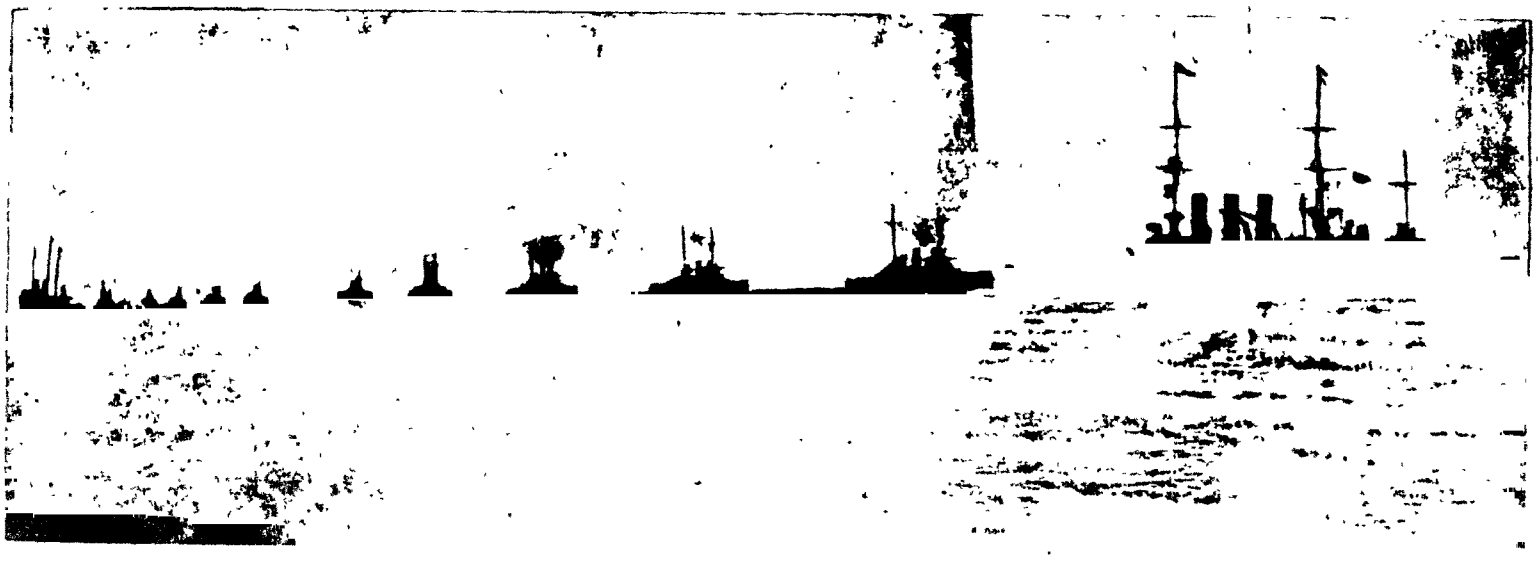

بہر لیل میں جرمني کے قراء بحریہ کي ایک عام نمائش !

سرجان جلیکیو نائب امیر البحر برطانیہ

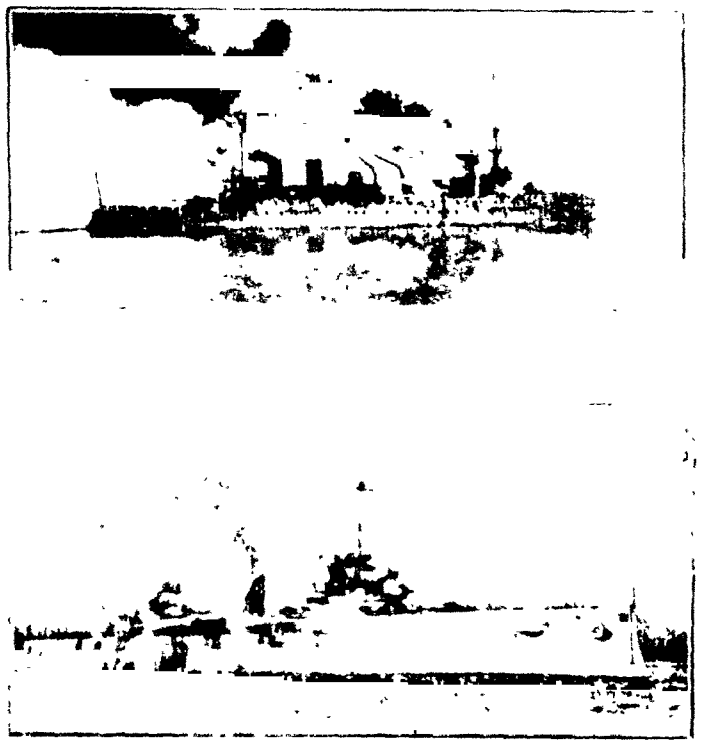

(۱) ایک فرانسیسي کروزر : ژولیس مي شیلے نامي جو برطانی جہازوں کے سانھہ مصروف کارزار ہے -

(۲) جرمنی کا سب سے بڑا اور سب سے آخری قسم کا بیٹل شپ جہاز -

امیر البحر وان ٹرپتز جرمن وزیر بحر

مـــراکب مخفیہ بحریہ ! اسطول متحدہ و مشترکہ بحر و فضاء آسمانی ! !

سمندر کے نیچے مراکب مہلکۂ بحریہ کا استقرار !

اس مرقع میں دکھلایا ہے کہ جدید ایجادات بحریہ میں سے تحت البحر کشتیاں (سب میرین) کس طرح سمندر کے نیچے پھیل جاتي ہیں اور دشمن کے جہازوں کی آمد و رفت روک دیتی ہیں ؟ سمندر کی سطح پر تحت البحر کشتیوں کے مستول نکلے ہوے صاف دکھالی دیتے ہیں - سامنے پہاڑی کے کنارے دو جنگی جہاز حیران کھڑے ہیں اور گذر نہیں سکتے - اگر وہ گذریں تو چند لمحوں کے اندر ہی تباہ کردیے جائیں -

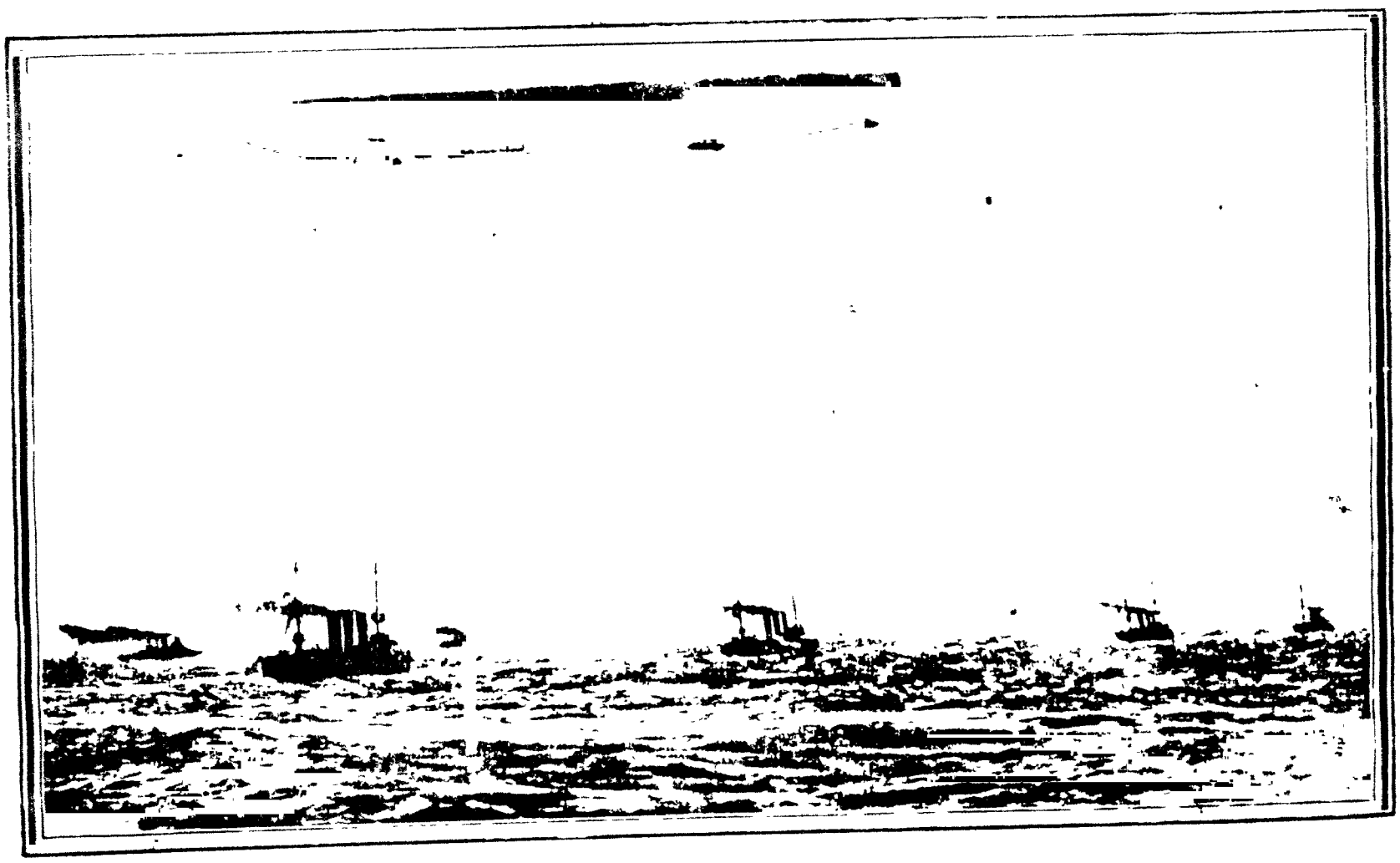

ہوائي جنگی جہازوں کا بالاے سمندر ایک منظر !

عالم آب و باد کا منصفہ حملہ ! !

نیچے جرمنی کا ایک بیڑہ ہے اور اوپر ایک رپلن ہوائی جہاز' جہازوں کے ساتھہ ساتھہ سفر کررہا ہے - بحری اور فضائی متحدہ حملے کو اسمیں واضح کیا گیا ہے -

معرکہ زار بحر شمال ! خوارق و عجائب ترقیات حربیہ بحریہ !

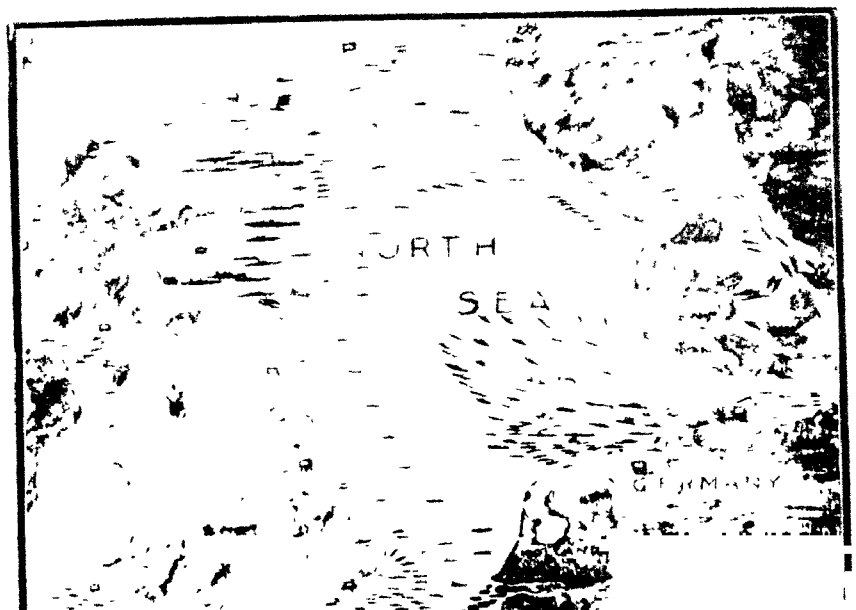

بحر شمالي آج دنیا کے قراء حربیۂ بحریہ کا سب سے بڑا بحري تماشہ گاہ ہے - کیونکہ دنیا کے دونوں زعماء بحر (برطانیہ و جرمنی) کی بحري طاقتوں کو اسی سے تعلق ہے - موجودہ جنگ میں سیادت بحري کا شاید آخري فیصلہ یہیں ہو - اس نقشہ میں برطانیہ اور جرمنی کے جنگی جہازوں کے مواقع ' حدود ' ترتیب ' اور تقابل کا ایک تخمیني منظر دکھلایا گیا ہے - دھنی جانب جرمنی کے جہاز ہیں اور بائیں جانب برطانیہ کے - درمیان میں نقطوں کی جدول سے انکے حدود بحری کو الگ کردیا ہے - بالکل سیاہ نقرش بیضل شپ جہاز ہیں اور جنکے اندر سمبدي چھوڑ دي ہے ' وہ ابرورر ہیں -

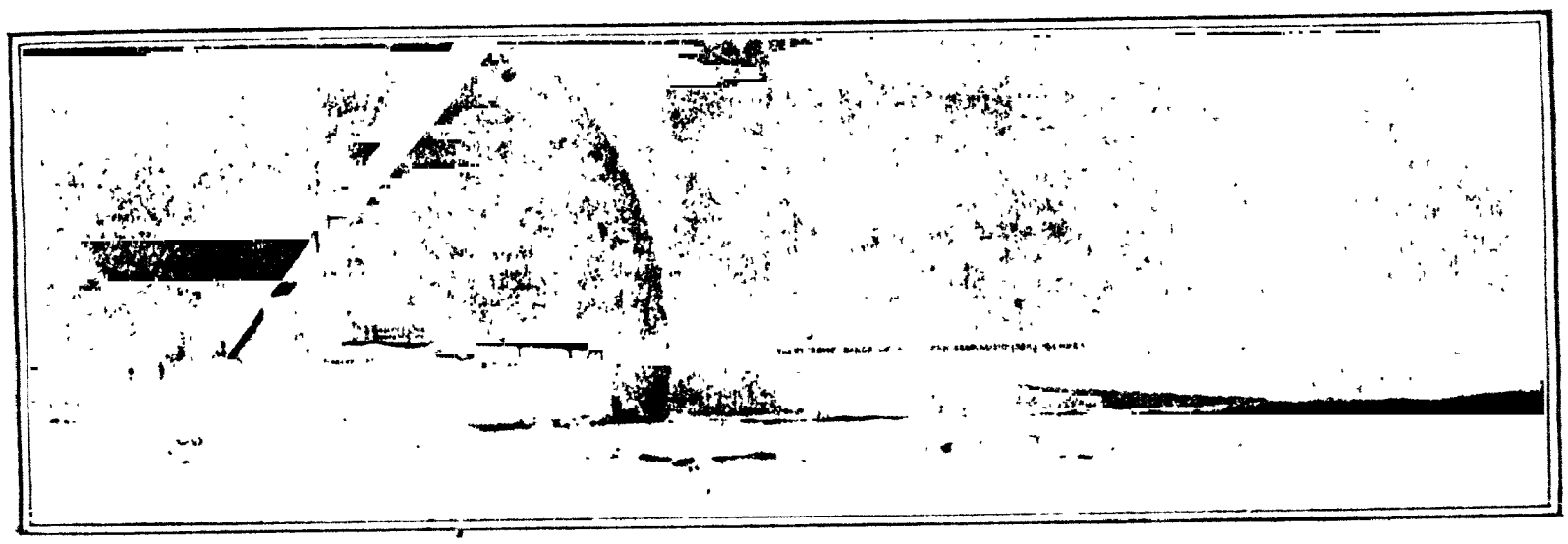

بہ یک تدبیر در تعدیش !

اس مرقع میں موجودہ جنگی جہازوں کی روشني کے برقی آلات کی قوت دکھلائی ہے - جہاز ے ایک ہی وقت میں آسمان اور زمین ' دونوں کو روشن کردیا ہے - سمندر کو روشن کرکے دیکھا جاتا ہے کہ تارپیڈو کشتیوں کی زد میں نہ آجا ے - ساتھہ ہي آسمان کی فضا کو روشن کرکے دیکھہ رہا ہے کہ کہیں اوپر سے دشمن کا ہوائی جہاز گولہ باری نہ کردے !

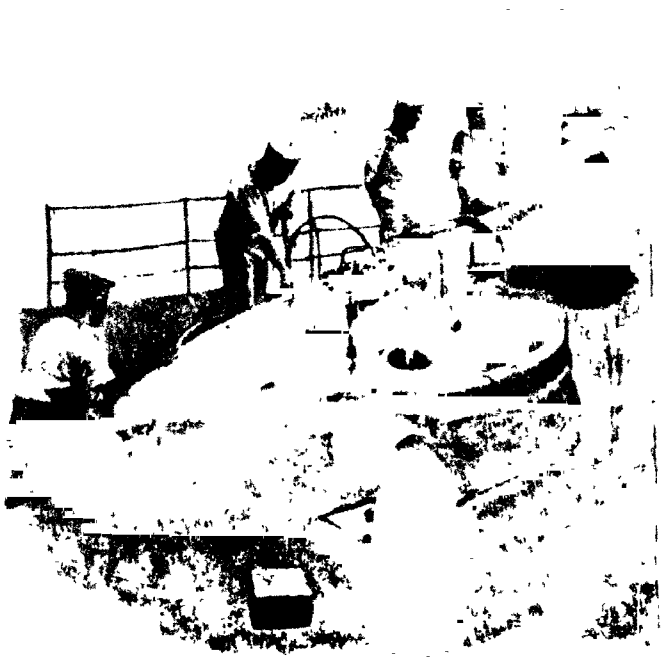

انگریزي بیڑے کی ہولناک توپ !

جسکا دہانہ ۱۳ × ۵ - انچ کا ہے - یہ توپ بڑے ڈریڈ ناٹ جہاز " اوریون " نامی میں نصب ہے -

بائیں جانب تارپیڈو کشتي کا وہ آلہ دکھلایا ہے جسمیں ہوا بھري جاتی ہے اور جسکی قوت سے وہ حملے کے وقت نہایت آساني سے اوپر نیچے ہوتی

مقالات

تاریخ حروب اخیرہ کا ایک صفحہ

نفقات جنگ

اسلامي غزوات اور جدید دور تمدن کي لڑائیوں میں روحاني اور مادي مقاصد نے جو حد فاصل قائم کردي ہے' اوسکو دور جدید کے مصارف جنگ اور بھي زیادہ نمایاں کردیتے ہیں - ہم نے کتب حدیث و سیر میں بارہا پڑھا ہے کہ ایک مقدس وجود اعلای "کلمۃ اللہ" کیلیے اوٹھا ہے' اور اس مقصد جلیل کی تکمیل میں اوسکی ایثار نفسی نے صرف ایک لقمۂ خشک پر قناعت کی ہے- ہمکو اس مقدس گروہ کا حال بھی معلوم ہے جسکو اس پاک مقصد کی اشاعت کیلیے راستے میں درخت کی پتیاں چبانی پڑیں' اور اس کے خوانہاے نعمت سے سیر شکم اور روزہ و جوشن سے آھنی جسم بنکر لڑنے والوں کو صداے تکبیر کی ایک گرج میں بے دم کردیا! غرض بیان مرصوص ایسے ہی عاشقوں کا وصف حال تھا -

لیکن موجودہ لڑائیاں دنیا کیلیے ایک ایسی لعنت ہیں جو جان و مال' دونوں کا خانمہ کردیتی ہیں - اعلان جنگ ہونے کے ساتھہ ہی یورپ کا اعلی ترین علم الاقتصاد صاف جواب دیدیتا ہے کہ وہ امن و صلح کے زمانے کا ایک خواب تھا' جسکو اب بالکل بھلا دینا چاہیے!

خوش قسمتي سے یہ دولت جو زمانۂ جنگ میں نہایت بیدردي کے ساتھہ صرف کی جاتی ہے' وہ خون کي طرح بالکل بہ نہیں جاتي بلکہ صفحۂ قرطاس پر نقش و نگار کي صورت میں اپنی یادگار بھی چھوڑ جاتي ہے' اور اس نقش خونیں سے ہم اس زمانے کے مصارف جنگ کا ایک ہولناک نقشہ مرتب کرسکتے ہیں - دوران جنگ میں ملک کي اقتصادي حالت کو مختلف غیر منضبط طریقوں سے جو نقصان عظیم پہونچتا ہے' اوسکے اندازہ کرنے کا ہمارے پاس کوئي ذریعہ نہیں ہے لیکن لڑائیوں کے مصارف عظیمہ اور نتائج محزنہ کا الیمہ کا مکمل نقشہ پیش کیا جاسکتا ہے -

(قرون اخیرہ کے حروب عظیمہ)

یورپ میں جنگ کریمیا کے زمانے سے آج تک جو لڑائیاں ہوئیں اور اون میں جان و مال کا جو نقصان ہوا' اوسکی تفصیل یہ ہے

(نام جنگ)	(سنہ)	(نقصان جان)	(نقصان مال)
جنگ کریمیا	۱۸۵۴	۷۸۰۰۰۰	۳۴۰ ملین ڈالر
جنگ اتحادي			
طالیہ و دولت	۱۸۶۱ ۱۹۷۱	۸۰۰۰۰۰	۱۴۰۰ "
جنگ فرانس			
جرمني	۱۹۷۰ ۱۹۷۱	۸۵۳۰۰۰	۵۶۰ "
جنگ روس			
ترک (پلیوڈا)	۱۸۷۷		
جنگ امریکہ			
اسپین	۱۸۹۸	۰۰۰۰	۰۲۵۹ "
جنگ ٹرانسوال	۱۸۹۹ ۱۹۰۲	۰۶۸۷۰۰	۲۷۰۰ "
جنگ روس			
جاپان	۱۹۰۴ - ۱۹۰۵	۴۸۵۰۰۰	۵۰۴ "

(جنگ بلقان کے مصنف مریق) :

(نام جنگ)	(سنہ)	(نقصان جان)	(نقصان مال)
بلگیریا		۱۴۰۰۰۰	۰۰۹۰ ملین گنی
سرویا		۰۷۰۰۰۰	۰۰۵۰ "
یونان		۰۳۰۰۰۰	۰۰۲۵ "
مانٹي نیگرو		۰۰۸۰۰۰	۰۰۰۱ "
		میزان	۳۸۵۲

جنگ بلقان کے زمانے میں دولۃ عثمانیہ کے نقصانات کی اگرچہ صحیح تفصیل معلوم نہیں ہے ' تاہم اس میں شبہ نہیں کہ لاکھوں سپاہیوں کي جانیں ضائع گئیں' تمام سامان جنگ برباد ہوگیا ' اور مصارف جنگ کي تعداد کم از کم ۸۰ ملین گنی تک پہونچ گئي - (ایک ملین ۱۰ - لاکھہ کا ہوتا ہے)

(موجودہ جنگ کا قبل از جنگ تخمینہ)

جرمني' انگلستان و فرانس کے ساتھہ ایک مدت سے آمادہ پیکار تھی' اسلیے وہاں کے علماے اقتصاد و رجال حرب نے پہلے ہي سے اوسکے مصارف جنگ کا ایک تخمینہ لگالیا ہے - علم الاقتصاد کے ایک مشہور جرمن عالم کا خیال تھا کہ جب حکومت جرمني دوسري سلطنتوں کے ساتھہ دست و گریباں ہوگی تو اوسکو جنگ کے پہلے ۶ ہفتوں میں فوج اور جنگي جہازوں کے مصارف کیلیے ۶۰ ملین گنی کي ضرورت پڑیگی - اسکے علاوہ رسد وغیرہ کے مصارف ۵۰ ملین گنی سے کم نہونگے- خوف و بے اطمینانی کي وجہ سے عام تجارت اور ملکی بازاروں کا جو نقصان ہوگا' اوسکي تعداد بھی ساڑھے بارہ ملین گنی ہوگي' اسطور پر جنگ کے پہلے چھہ ہفتوں میں جرمن کو ۱۲۲ ملین اور نصف ملین گنی کا نقصان برداشت کرنا پڑیگا!

چنانچہ آج وہ منظرہ جنگ شروع ہوگئي ہے اور جرمنی کے حملے پر چار ہفتے گذر چکے ہیں - اب مندرجہ بالا تخمینے سے اس ہولناک نقصان کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے جو اس جنگ میں ابتک صرف جرمني کو پہونچا ہو گا - دوسري حکومتیں ابھی باقی ہیں - اور جنگ نے طول پکڑا تو عالم انسانیت کے اس نقصان کا آخري میزان کیسا ماتم انگیز ہوگا جو محض چند مغرور انسانوں کے فتنۂ افساد اور جوع سیادت سے روے ارضی پر عالمگیر ہو رہا ہے ؟

(ضروریات زندگی کا اثر)

آج ۴۰ سال سے تمدنی ضروریات بہت بڑھ گئی ہیں اور بڑھتی جاتی ہیں - موجودہ دور تمدن میں انسانی زندگي نہایت گراں قیمت ہوگئی ہے جسکا اثر مصارف جنگ پر بھی شدت کے ساتھہ پڑا ہے - سنہ ۱۸۷۰ میں جرمني اور فرانس کے درمیان جو جنگ ہوئی تھی' اوس میں جرمنی کو فی سپاہی ۵ - روپیہ اور فرانس کو ساڑھے پانچ روپیہ روزانہ صرف کرنا پڑا تھا' لیکن آج ایک سپاہی کا روزانہ خرچ ساڑھے سات روپیہ سے کسی طرح کم نہوگا' جنگ ٹرانسوال میں تو انگریزوں کو فی سپاہی ایک گنی تک صرف کرنا پڑا تھا -

اسٹریا کے وزیر جنگ نے سنہ ۱۹۱۰ میں بیان کیا تھا کہ زمانہ جنگ میں ایک اسٹرین سپاہی کا خرچ روزانہ ساڑھے سات روپیہ

تک پہونچ جاتا ہے- بیوہ عورتیں' یتیم بچے' ہتیار' اور رسد کی فراہمی کا صرف اسکے علاوہ ہے - اس بنا پر اگر ۲۰ - لاکھ فوج ۶ ماہ تک متصل گرم پیکار رہے تو اوسپر ۱۸۰ ملین گنی صرف کرنا ہوگی!!

(گذشتہ جنگ فرانس و جرمنی)

یورپ میں سب سے تازہ ترین اور عظیم‌الشان جنگ' فرانس اور جرمنی کی لڑائی خیال کی جاتی ہے- یہ جنگ مہاجنوں کی توقعات کے خلاف قائم ہوگئی تھی - اس بنا پر اونکو ہاتھ ارتھانا پڑا - ابتدائی جنگ میں فرانسیسی بنکوں کی شرح قرض ۷۳ فی صدی تھی' لیکن اعلان جنگ ہونے کے ساتھ ہی دفعۃ بازار نرخ گر گیا' اور شرح قرض ۶۶ فی‌صدی تک اتر گئی - جنگ کے ساتھ ساتھ شرح قرض کا یہ تنزل بھی برابر جاری رہا - یہاں تک کہ واقعہ سیدان کے بعد ۵۳ تک پہونچ گیا' اور اسکے بعد نوٹوں کی خرید و فروخت کا سلسلہ قریب قریب بالکل رک گیا - اگر کسیکو اسکی ضرورت بھی ہوئی تو اسے بہت قیمت ادا کرنا اور سخت نقصان اٹھانا پڑتا تھا

فرانس کے بنکوں نے ۹ جون سنہ ۱۸۷۰ سے ۸ ستمبر سنہ ۱۸۷۰ تک کی مختصر مدت میں جو رقم نکال لی گئی' اوسکی تعداد ۳۲ ملین گنی تھی - اعلان جنگ کے وقت پروشیا کے خزانے میں ۴۵۰۰۰۰۰ گنی موجود تھی' اور اوسنے قرض بھی لینا چاہا تھا مسکی میعاد ۱۸ ملین تک تھی' لیکن اس مدت میں دو ملین سے زیادہ جمع نہوسکا' اور پروشیا کی ہنڈیوں کا نرخ ۹۳ سے گر کر ۷۷ تک پہونچ گیا - قومی کمپنیوں کے حصے بھی بی صدی ۴۰ تک میں گم ہوگئے تھے- چنانچہ اسکے بعد بسمارک نے خود کہا تھا کہ "اگر ساڑھے چار ملین گنی خزانۂ سلطنت میں نہوتی تو جرمن دو دن بھی فرانس سے نہیں لڑسکتے - "

فتح کے بعد بسمارک نے فرانس سے ۵ لاکھ ملین گنی کا تاوان جنگ طلب کیا تھا لیکن آخر میں دو لاکھ ملین گنی پر راضی ہوگیا فرانس نے یہ رقم خطیر دو سال کی مدت میں ادا کی اور اسکی وجہ سے یورپ کے مالی بازار میں دفعتاً جھاڑ پھرگئی -

(روس و جاپان)

زمانہ جنگ روس و جاپان میں مالی نقطہ نظر سے جاپان نے جو اہتمام اور تیاریاں پہلے سے کی تھیں' وہ اوسکے لیے نہایت مفید ثابت ہوئیں چنانچہ جاپان نے اعلان جنگ سے پہلے ہی ۱۱۶۹۶۰۰۰ گنی کی رقم خطیر بنک میں جمع کرلی تھی- روس کے بنک اور سلطنت کے خزانہ کا کل سرمایہ ۱۰۵۰۰۰۰۰۰ گنی تھا' لیکن اختتام جنگ پر جاپان کے خزانے میں ۱۰۴۳۴۰۰۰ گنی باقی رہگئی - حالانکہ وہ جنگ پر دو لاکھ ملین گنی صرف کرچکا تھا اس مالی فایدہ کی وجہ صرف یہ تھی کہ دوران جنگ میں جاپانی فوج اور جاپانی سلطنت اپنی تمام ضروریات کو ملکی ساخت کی چیزوں سے پورا کرتی تھی' اسکا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ روپیہ بنک سے نکل کر ملک کی جیب میں آجاتا تھا' اور ملک کی جیب سے نکل کر خزانہ سلطنت کو پھر دیدیتا تھا - خزانہ سلطنت اوسکو بنکوں میں مسلسل دیدیتا اور اسطرح جو کچھ بنکوں سے برآمد کیا جاتا تھا' وہ پھر پھرکر پھر دوبارہ اونہی میں داخل ہوجاتا تھا- یہی وجہ ہے کہ جنگ کے اس طویل زمانہ میں جاپانی بنک کو صرف ایک ملین گنی کا خسارہ اٹھانا پڑا جو تاریخ جنگ میں ہمیشہ اسکے لیے کارنامۂ مفخر رہیگا!

جاپان کی حکومت نے اضافہ نرخ اشیاء بھی کو نہایت سختی کے ساتھ روکدیا تھا' اسلیے حکومت کا سرمایہ حکومت ہی کے خزانے میں محفوظ رہا اور وہ اوس سے نکل کر تاجروں کے خزانہ کا جزو نہ بن سکا -

(جنگ بلقان)

مالی بازار پر جنگ کا اثر بلقان کی آخری لڑائی سے ظہور پذیر ہوا ہے -

جب ریاستہاے متحدہ بلقان نے اخیر ستمبر سنہ۱۹۱۲ع میں فوجی تیاریاں شروع کیں' تو برلن اور ویانا کے بنکوں پر اول اول ہی میں اسکا اثر پڑگیا' اور رفتہ رفتہ پیرس کے بنکوں تک متعدی ہوا' لیکن جب مانٹی نگرو نے بھی جنگ کے کیلیے ہتھیار اٹھاے' تو پیرس' برلن' اور لندن کے بنکوں کا سنگ استقامت بھی دفعتاً ہل گیا' اور ۶ ماہ تک یورپ کے تمام بنک اسی حالت تزلزل میں رہے -

اسی اثناء میں جرمنی اور فرانس نے فوج کی تعداد میں اضافہ کرنا چاہا - مالی حالت پر اسکا بھی نہایت گہرا اثر پڑا- چنانچہ ستمبر ۱۹۱۲ع سے اخیر جولائی ۱۹۱۳ع تک کی مدت میں کمپنی کے حصوں اور ہنڈیوں کا نرخ ۵۰۰ ملین گنی گھٹ گیا' اور تمام مہاجنوں نے بنک سے اپنے اپنے روپیے نکال لیے - نتیجہ یہ ہوا کہ جن بنکوں میں اوائل ستمبر سنہ ۱۹۱۳ع تک ۵۴۵۴۳۱۰۰۰ گنی کے نوٹ برآمد ہوتے تھے' اون میں اخیر دسمبر سنہ ۱۹۱۲ع تک صرف ۵۱۱۵۰۹۰۰۰ گنی رہگئی' یعنے راس المال میں ۳۳۹۰۰۰ گنی کی کمی آگئی

جنگ بلقان سے یورپ کے بنکوں کو جو نقصان عظیم اٹھانا پڑا اوسکی تعداد کم از کم ۷۰ ملین گنی ہے' کیونکہ لوگوں نے خوف اور بے اعتمادی کی وجہ سے اپنا تمام سرمایہ بنکوں سے نکال کر اپنے گھروں میں بھر لیا - اسوقت سے تمام بڑی بڑی سلطنتیں آنے والے خطرات کے انسداد کے لیے اپنے اپنے خزانوں اور اپنے اپنے بنکوں کے سرمایہ میں اضافہ کرنے لگیں- چنانچہ ذیل کے نقشے سے اسکا اندازہ ہوسکتا ہے

(آخر سنہ۱۹۰۹ع سنہ ۱۹۱۰ ع)

نام بنک	سرمایہ اصلی	اضافہ	اضافہ کی مجموعی تعداد
بینک آف انگلینڈ	۳۸۲۲۵۰۰۰	۳۰۲۶۲۰۰۰	۹۵۶۸۰۰۰
امپریل بنک آف جرمنی	۲۲۳۲۵۰۰۰	۳۱۸۸۳۰۰۰	۳۰۳۷۰۰۰
بنک آف اسٹریاھنگری	۴۲۸۰۴۰۰۰	۵۳۴۹۹۰۰۰	۱۰۶۹۵۰۰
بنک آف فرانس	۷۲۲۳۱۰۰۰	۱۲۶۵۷۰۰۰۰	۵۴۳۳۹۰۰۰
بنک آف اٹلی	۱۵۳۸۱۰۰۰	۳۷۷۱۰۰۰۰	۳۲۴۱۹۰۰۰
بنک آف روس	۰۸۷۸۵۹۰۰۰	۱۲۶۸۰۱۰۰۰	۳۸۹۴۲۰۹۰
بنک آف یونائٹید اسٹیٹ			
استبٹ (۴۰امریکہ)	۱۳۶۷۷۷۰۰۰	۲۸۲۱۴۴۰۰۰	۱۴۵۳۶۷۰۰۰

سنہ ۱۹۰۹ و سنہ ۱۹۱۰ع میں دنیا کی کانوں سے بقدر ۸۰۷۴۰۰۰۰۰ گنی کے سونا نکالا گیا - بینک و تجارت وغیرہ پر اوسکی تقسیم جس مقدار سے ہوگئی' اوسکا اندازہ ذیل کے نقشے سے ہوگا :

تجارت وغیرہ	۱۹۱۷۰۰۰۰۰
ہندوستان کو دیا گیا	۰۸۶۶۰۰۰۰۰
مصر کو	۰۰۲۹۰۰۰۰۰
بنک آف جاپان میں داخل کیا گیا -	۰۱۳۸۰۰۰۰۰
بنک آف ساؤتھ جنوبی امریکا	۰۰۶۸۰۰۰۰۰
بنک آف میکسکو - (امریکہ)	۰۰۵۷۰۰۰۰۰
بنک آف یونائٹید اسٹیٹ (امریکہ)	۱۴۵۳۰۰۰۰۰
بنک آف کنیڈا - (برطانی نو آبادی)	۰۱۷۱۰۰۰۰۰
بنک آف اسٹریلیا و جنوبی افریقہ	۰۱۹۱۰۰۰۰۰
بنک آف یورپ	۱۷۲۷۰۰۰۰۰
عام اور بقیہ بنک -	۰۵۷۶۰۰۰۰۰
میزان کل	۸۰۷۴۰۰۰۰۰

مصارف جنگ کي وسعت ' کانوں کی پیداوار ' بینکوں کی درآمد برآمد ' اور مہاجنوں کے لین دین سے ثابت ہوگیا ہوگا کہ اس زمانے میں لڑائي کي باگ تمامتر مہاجنوں ہی کے ہاتھہ میں ہے ' وہ مالی مدد دیکر جس سلطنت کو چاہیں دوسري سلطنت سے لڑاسکتے ہیں ' یا جنگ روک دے سکتے ہیں - ابھی دو برس کا زمانہ گذرا ہے کہ جرمني و فرانس میں جب جنگ کا اندیشہ پیدا ہوگیا تھا تو فرانس کے مہاجنوں نے اپنا تمام سرمایہ جرمن بنکوں سے نکال لیا تھا - مجبوراً جرمنی کو اس ارادہ سے باز آجانا پڑا - دولۃ عثمانیہ اور یونان میں بھی جنگ کے جب نئے خطرے پیدا ہوے ' تو مہاجنوں نے باب عالی کو دھمکی دی کہ " اگر جنگ جاري کیگئی تو قرض دیدے سے اپنا ہاتھہ کھینچ لینگے "

لیکن افسوس ہے کہ اس قوت سے اُلٹا کام لیا جاتا ہے - دنیا میں جتنی لڑائیاں قائم ہوتی ہیں ' اونکی تہ میں انہي مہاجنوں کا ہاتھہ کام کرتا ہے - اس سے انکا مقصد یہ ہوتا ہے کہ جب دو ران جنگ میں لڑنے والی سلطنتوں کو قرض کی ضرورت پیش آئیگی تو قرض دیکر ان لوگوں کو سالانہ سود کے سمیٹنے کا موقع ملجائیگا ' یا اور متعدد اقتصادي اور مالي اغراض ہوتے ہیں جنکے لیے وہ کسی انقلابی حالت کی ضرورت دیکھتے ہیں - لارڈ سیسل اور جنگ ٹرانسوال کے متعلقات کی داستان قاریین الہلال میں سے بہت سے باخبر اور مطالعہ دوست اصحاب کو یاد ہوگي -

بار التفسیر

الحرب في القرآن
(۲)

اس مضمون کا پہلا ٹکڑہ گذشتہ اشاعت کے صفحہ افتتاحیہ کے صفحات میں " الحرب و الاسلام " کے عنوان سے درج کیا گیا تھا لیکن چونکہ اسکا اصلی موضوع در حقیقت تفسیر القرآن سے تعلق رکھتا ہے اسلیے آج باب التفسیر کے تحت میں شائع کیا جاتا ہے

گذشتہ اشاعت میں ہم قدیم وحشیانہ اعمال حرب کی ایک اجمالی فہرست پیش کرکے اسلامی تعلیمات کو واضح کرچکے ہیں - مضمون کا خاتمہ اس مبحث پر ہوا تھا کہ عرب جاہلیہ میں جنگ و فساد اور لوٹ مار کا حصر و انبساط کے ساتھہ انتظار کیا جاتا تھا ' اور یہ انتظار قومی زندگی کے خصائص میں داخل ہوگیا تھا -

(القتال والحرب)

جنگ کے یہي وحشیانہ اعمال جن پر " حرب " کا مفہوم نعوي مشتمل تھا ' اور اہل عرب کے عملي طور پر حرب کا یہی نمونہ قائم کیا تھا جیسا کہ دنیا کی اور تمام قوموں نے کیا - لیکن اسلام نے جنگ کے ان تمام آثار و علائم کو مٹاکر ایک نیا مدنی نظام قائم کیا - اس بنا پر لغۃ و حقیقۃ ' کسی حیثیت سے بھی " جہاد اسلامي " پر حرب کا اطلاق نہیں ہو سکتا تھا - پس یہي وجہ ہے کہ قرآن مجید میں جہاد پر ایک جگہہ بھي اس لفظ کا استعمال نہیں کیا گیا - البتہ جہاد کی ایک خاص صورت کی تعبیر " قتال " سے کیگئي ہے ' جو ظاہري مفہوم کے لحاظ سے دونوں کے نزدیک نہایت خطرناک لفظ ہے - حالانکہ جہاد اور قتال میں ایک طرح کے عموم و خصوص کا فرق ہے :

فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم (۹ : ۵)	مشرکین کو جہاں پاؤ قتل کرو -
و اقتلوھم حیث ثقفتموھم و اخرجوھم من حیث اخرجوکم (۲ : ۵-۱۸۷)	اور کفار کو جہاں پاؤ قتل کرو اور جہاں سے انہوں نے تمکو نکال دیا ہے وہاں سے تم بھی انہیں نکال دو -

لیکن دوسري آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مشاکلہ اللفظ ہے جو کلام میں زور پیدا کرنے کا ایک طریقہ ہے - جسکا اپنے متعلق کہا ہے مکروا و مکرنا اللہ و اللہ خیر الماکرین - حالانکہ خدا مکار نہیں ہے - اسکے پر زور طریقہ سے بے کفار کے اعمال شنیعہ کا جواب دیا ہے ہم اپنی زبان میں کہتے ہیں کہ برائی کا بدلہ برائی ہے ' حالانکہ برائی خود برائي ہے لیکن اوسکا بدلہ برائی نہیں ہے بلکہ وہ قانون عدل کا ایک احسن نتیجہ ہے : جزاء سئیۃ سئیۃ مثلھا (برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے) اسي طریقہ پر اس لفظ کا بھی استعمال کیا گیا ہے ورنہ اسکی حقیقت سئیہ مقصود نہیں ہے ' جسطرح خدا کے مکر کرنے سے حقیقي مکر مراد نہیں لیا جا سکتا - اسی طرح یہاں قتال سے بھی دنیا کا عام قتال مراد نہیں ہے :

فان قتلوکم فاقتلوھم	اگر وہ تم سے مقاتلہ کریں تو تم بھی اون سے مقاتلہ کرو -
(۲ : ۱۷۲)	

اور اگر اسکو تسلیم نہ کیا جاے ' تب بھی یہ خود مدافعہ ہی کی سامت استعمال کا نتیجہ ہے - جہاد کا اصل مقصد نہیں ہے - چنانچہ دوسري آیت میں اس کی تشریح کردي گئی ہے :

فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم و اتقوا اللہ و اعلموا ان اللہ مع المتقین (۲ : ۱۹۱)	جو شخص تم پر زیادتي کرے ' تم بھی اوسي کے مثل زیادتي کرسکتے ہو لیکن اس سے زیادہ تجاوز کرنے میں خدا سے ڈرو ' اور یقین کرو کہ خدا پرہیزگاروں ہی کے ساتھہ ہے -

(آیات نسخہ)

لیکن تمام قرآن مجید میں جہاد پر " حرب " کا اطلاق نہیں ہی نہیں کیا گیا ہے - صرف ایک جگہ " حرب " کا لفظ آیا ہے ' حالانکہ تمام قرآن میں جہاد کی ترغیب و تعریض سے بھرا ہوا ہے :

والذین انتدبوا مسجدا ضرارا و کفرا و تفریقا بین المومنین و ارصادا لمن حارب اللہ و رسولہ من قبل (۹ : ۱۰۸)	جن لوگوں نے مسلمانوں کو نقصان پہونچانے کیلیے ' اون میں پھوٹ ڈالنے کیلیے ' اور اوس شخص کی گھات بنانے کیلیے جس نے خدا اور اسکے رسول سے پہلے لڑائی کی ہے ' نیز اپنے لیے اضافہ کیلیے ایک مسجد بنائی ہے -
انما جزاء الذین یحاربون اللہ و رسولہ و یسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم و ارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض ذالک لھم خزی فی الدنیا و لھم فی الاخرۃ عذاب عظیم (۵ : ۳۷)	جو لوگ خدا اور اسکے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں ' اونکی سزا یہ ہے کہ وہ قتل کردیے جائیں ' یا اونکو پھانسی دي جاے ' یا انکے ایک ایک دائیں بائیں ہاتھہ پاؤں کاٹ ڈالے جائیں ' یا جلا وطن کردیے جائیں - دنیا میں بھی اونکیلیے یہ ذلت اور رسوائي ہے ' اور آخرت میں دوسرا بڑا عذاب ہونے والا ہے -

(۳) یا ایها الذین آمنوا اتقوا اللہ وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مومنین فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ و رسولہ (۲ : ۲۷۸)

(۴) و القینا بینهم العداوۃ و البغضاء الی یوم القیامۃ کلما اوقدوا نارا للحرب اطفاها اللہ و یسعون فی الارض فسادا و اللہ لایحب المفسدین (۶۹ : ۳۲)

(۵) الذین عاهدت منهم ثم ینقضون عهدهم فی کل مرۃ و هم لایتقون - فاما تثقفنهم فی الحرب فشرد بهم من خلفهم لعلهم یذکرون (۸ : ۵۸)

(۶) فاذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب حتی اذا اثخنتموهم فشدوا الوثاق فاما منا بعد و اما فداء حتی تضع الحرب اوزارها (۴۷ : ۴)

مسلمانو ! خدا سے ڈرو اور جو رقم سود کی تمہاری آوروں پر باقی ہے ' اوسکو چھوڑ دو اگر تم مسلمان ہو ' اور اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو یقین کرو کہ خدا اور اوسکے رسول کا تمہارے ساتھہ اعلان جنگ ہے -

ہم نے یہود و نصاری میں قیامت تک ایسے باہم دشمنی ڈالدی ہے - جب جب وہ آتش جنگ بھڑکاتے ہیں ' خدا اوسکو بجھا دیتا ہے ' مگر وہ دنیا میں فساد پھیلاتے ہیں ' اور خدا مفسدوں کو دوست نہیں رکھتا -

وہ لوگ جن سے تمنے عہد لیا مگر وہ ہر مرتبہ اپنے عہد کو توڑ دیتے ہیں اور خدا سے بالکل نہیں ڈرتے ' سو اگر تم اونکو جنگ میں پاؤ ' تو چاہیے کہ ابتر دہاؤ ڈالو تاکہ جو لوگ انکے پیچھے ہیں انکو بھی بھاگنا پڑے -

جب تمہارا اور کفار کا جنگ میں مقابلہ ہو تو اونکی گردن اوڑادو ' یہانتک کہ جب خوب خونریزی ہوچکے تو اونکو غلام بنا ' اسکے بعد یا تو احسان اونکو چھوڑ دو یا فدیہ لیکر رہا کردو ' یہانتک کہ لڑائی موقوف ہوجاے -

پہلی آیت میں "حرب" کا جو استعمال کیا گیا ہے ' اوسکو قتال اسلامی سے کوئی تعلق نہیں تھا ابو عامر راہب ' جسکی ریاست مذہبی کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے صدمہ پہونچا تھا - اُسنے اپنے عزو جاہ کو قائم رکھنے کیلیے متعدد لڑائیاں کی تھیں - چنانچہ آیت میں " من قبل " کا لفظ خود اسپر دلالت کرتا ہے ' لیکن جب قبیلہ ہوازن کے شکست کھائی تو وہ شام کی طرف بھاگ نکلا اور وہاں سے مسلمین کو پیغام دیا کہ " تم آلات جنگ فراہم کرو ' اور ایک مسجد بنادو ' میں قیصر کے پاس جاکر فوج کو لیکر آتا ہوں اور محمد کو مدینہ سے نکال دیتا ہوں " - ظاہر ہے کہ اس جنگ کا مقصد محض بغض و انتقام ' خدع و فریب ' ظلم و عدوان ' اور طلب ریاست کے تھا جس پر جنگ کی حقیقت لغویہ بالکل منطبق ہوسکتی ہے اسلئے قرآن مجید نے اس لفظ کو اوسکے صحیح معنوی مفہوم لغوی کے مطابق استعمال کیا ہے کہ وہ جہاد نہیں ہے -

(۲) دوسری آیت قاتلیں اوسکے ' مفسدین فی الارض ' غارتگران امن و اخلاق ' اور راہزنوں اور ڈاکوؤں کے متعلق ہے ' اور لوٹ مار حرب کے مفہوم ہی میں داخل ہے ' اسلیے کہ آیت پہلے سے بھی زیادہ واضح ہے - جہاد سے اسکو ذرا بھی مس نہیں

(۳) تیسری آیت میں بے شبہہ خدا نے اپنے اور اپنے رسول کی طرف " حرب کا " انتساب کیا ہے ' لیکن جہاد یہاں بھی مراد نہیں ہے - خود مفسرین کو بھی شبہہ ہے کہ مسلمانوں سے یہ طور خطاب بظاہر صرف کلام میں زور پیدا کرنے کا ایک طریقہ ہے ' لیکن یہ امور ضروری سمجھہ لیا گیا ہے کہ اسلام کی ہر جنگ مقاصد جہاد ہی پر مشتمل ہو بلکہ سیاسی حقیقت سے قوالد دیوبند بھی اوسکا مقصد ہوسکتے ہیں اور اس لحاظ سے یہ لفظ بھی اس جگہ اپنی حقیقت لغویہ پر منطبق ہو سکتا ہے ' سود خواری در حقیقت ایک راہ زنی ہے اور ہر سود خوار ایک ڈاکو ہے جو بندگان خدا کے مال کو بلا معاوضہ لوٹ لیتا ہے ' اسلئے خدا نے فرمایا :

" جس طرح تم سرمایوں کا مال لوٹ رہے ہو ' ہم بھی اسی طرح تمہارا مال لوٹ کر انکو واپس دلادینگے " یہی " حرب " کے معنے ہیں -

(۴) چوتھی آیت اسی تاویل کی محتاج نہیں ' وہ یہود و نصاری کے متعلق ہے - اونہوں نے باہم جو لڑائیاں قائم کی تھیں ' اونکا سبب صرف بغض و انتقام اور شر و فساد تھا جسکو لغوی حیثیت سے یہ لفظ دلالت کرتا ہے - پس اسمیں خدا نے اسکو پسند نہیں کیا اور اس مشتعل آگ کو بجھا دیا - کلما اوقدوا نارا للحرب اطفاها اللہ -

اب یہ آگ پھر مسیحی دنیا میں اس اعلان الہی کی تصدیق دائمی کو محکم تر کرتی ہوئی مشتعل ہوگئی ہے -

(۵) پانچویں آیت قبیلہ بنو قریضہ کے متعلق ہے ' جنھوں نے اسلام کے ساتھہ متعدد بار معاہدہ کرنے عہد شکنی کی تھی ' اور تمام قبائل عرب کو آنحضرت کے ساتھہ جنگ پر آمادہ کیا تھا اسمیں بھی " حرب " سے وہی حرب مراد ہے جو بنو قریضہ کی ریشہ دوانیوں کا نتیجہ تھی اور یہ ظاہر ہے کہ اونھوں نے جو لڑائیاں قائم کیں تھیں ' اونکا سبب صرف بغض و فساد تھا ' اسلیے یہاں بھی " حرب " سے جہاد اسلامی مراد نہیں ہوسکتا ' بلکہ حرب کی وہی حقیقت لغوی سدیعہ و معہودہ مراد ہے

(۶) چھٹی آیت میں سے بظاہر " جہاد اسلامی " پر حرب کا اطلاق کیا گیا ہے ' لیکن شروع و اوسطہ سے بعد معلوم ہوگا کہ یہی آیت جہاد اسلامی کا منشا و مقصد ہے ' اور جہاد کی حقیقت مقدسہ اسی لفظ میں مضمر ہے ' چنانچہ اسکی تشریح آگے آتی ہے -

(جنگ میں صلح)

اوپر سے اچھہ مطلع کے تمام راہ ہائے سر بستہ فاش کر دیے ' مثلاً وہ اللہ " الفوضی فی الخائبت والمثلبت فی التوحید " کی گرہ اور کہ کھول سکا - لیکن اسلام " السلم فی الحرب والحرب فی السلم " کے عقدہ لا ینحل کو جس طرح حل کیا ہے ' وہ ہے " امن و صلح میں جنگ اور جنگ میں صلح " امن ! مگر اس مسئلہ میں ہمکو پہلے اوروپ ہی کے کارنامہ اعمال پر نظر ڈالنی چاہیے -

اسلام نے " امن و سلام " کا جو دور جدید قائم کر دیا تھا ' دنیا کی سیاسیت اور تہذیب نے اگرچہ اوسکو " جنگ و خونریزی " سے بدل دیا ہے ' لیکن اسکا ابتدائی بھی کبھی سیاسی مصالح سے اس فراموش شدہ حقیقت کا نام زبانوں پر آبھی جاتا ہے ' اور اس بھولے ہوے حرف حرف کی یاد تازہ کی جاتی ہے ' انہی مصالح سے پچھلے دنوں عالم عیسوی ایک عجیب و غریب مضحکہ صلح کا انعقاد ہوا تھا جسکا نام ارباب سیاست نے " مؤتمر صلح " رکھا تھا !

عرب کے ایک شاعر نے کسی قبیلہ کی ہجو میں کہا تھا " وہ وہ مرد ہیں نہ عورت ' جسطرح شتر مرغ کہ نہ چڑیا ہے نہ اونٹ " اسی طرح اس صلح کی حقیقت بھی اگرچہ مشتبہ ہے ' لیکن ہم " مرشدۂ امن " کے بجاے شتر مرغ کے پر کے سالے میں بھی زندگی بسر کرسکنے کو تمام اسکے بعد کے خونین واقعات نے ثابت کردیا کہ یہ شتر مرغ بھی صرف بعض خاص موسموں میں اپنا سایہ ڈال سکتا ہے !

تاہم جنگ و صلح کی اس آمیزش نے دنیا کے لیے ایک دلچسپ سوال پیدا کردیا کہ " دنیا جنگ کا خاتمہ ہوسکتا ہے یا

جنگ کی تپش میں تپتے ہوے چہروں پر پھر دائمی صلح کا ظل الغمام اپنا سایہ ڈال سکتا ہے ؟

یورپ کے بڑے بڑے ارباب سیاست اور ارباب حل و عقد نے اس سوال کا جواب مختلف طریقوں سے دیا ہے' لیکن ایک صلح پسند شخص کیلیے ان میں ایک جواب بھی تسکین بخش نہیں -

امریکہ کا سابق پریسیڈنٹ روز ویلٹ کہتا ہے :

" ہاں دنیا کو صلح و آشتی کے وسائل فراہم کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے' لیکن ہر صلح بھی پسندیدہ نہیں ہوسکتی - دنیا میں بہت سے ظالم ایسے پیدا ہوگئے ہیں جنکا سینۂ تنگ فتح کا ایک ہولناک میدان ہے' لیکن وہ اس میدان کو صلح کا خوشنما سبزہ زار کہتے ہیں -

بہت سے لوگ بزدلی ' ضعف عزیمت ' اور مکر و فریب کو بھی صلح کے پردے میں چھپا رہے ہیں - اسلیے ہمارا فرض ہے کہ اپنے آپ کو اس صلح سے الگ رکھیں جسکی ترکیب ظلم اور بزدلی سے ہوتی ہے - تاہم ظالمانہ لڑائیاں بہت اور ظالمانہ صلح کم ہیں - لیکن دونوں ہی دونوں قابل نفرت ہیں "

لارڈ اویبری (سر جان لبک) کی راے ہے :

" مجھے صلح کی توقع بہت کم ہے - خود ہم انگریز' اپنے بحری و بری مصارف جنگ کو بڑھا کر دنیا کے سامنے جنگ کی تیاری کا بدترین نمونہ پیش کر رہے ہیں "

سر فریڈریک پولاک نے اپنے وسیع قانونی تجارب کی بنیاد پر جو انکو زمانہ جنگ میں حاصل ہوے ہیں' یہ راے قائم کی ہے :

" عام خیال ہے کہ سلطنتوں کے جھگڑے بھی شخصی نزاعوں کے مثل ہیں ' اس لیے حکم کے ذریعہ اسکا فیصلہ ہو سکتا ہے ' لیکن سلطنتوں کی اکثر حالتیں اشخاص سے مختلف ہوتی ہیں مثلاً باہمی معاہدوں کے دفعات کی تشریح ' یا انکی خلاف ورزی کا فیصلہ عدالتوں اور ثالثوں کے ذریعہ سے نہیں ہوسکتا - سب سے بڑا مسئلہ سیادت و اقتدار کا ہے جسکو ایک سلطنت کسی ملک پر قائم کرنا چاہتی ہے - ان تمام باتوں کا فیصلہ صرف تمام سلطنتوں کے اتفاق و اتحاد ہی سے ہو سکتا ہے ' اور اس اتحاد کو اس قوت سے زیادہ مضبوط و مستحکم ہونا چاہیے جو اوسکی حریف بنکر اوسکا مقابلہ کرنا چاہتی ہے - پھر یہ اتفاق بھی صرف چھوٹی چھوٹی لڑائیوں ہی کو روک سکتا ہے - وہ عظیم الشان سلطنت جو دوسری سلطنت کو حقارت سے دیکھتی ہے ' یا اوسکو اپنے سامنہ ملالینے کی قدرت رکھتی ہے' اس اتفاق کی بھی پروا نہیں کرسکتی "

سر کلبرٹ پارکر نہایت دلیری سے صلح کانفرنس کے خلاف اپنا یہ خیال ظاہر کرتے ہیں :

" میں صلح کی خوشنما امیدوں سے اپنا دل بہلا نہیں سکتا ' واقعات ہمکو ایک عظیم الشان جنگ کی دھمکی دے رہے ہیں' جب تک دہشت موجود ہے ' جب تک غیر مکمل طور پر تہذیب نافذہ نوعیں سطح زمین پر آباد ہیں ' اتفاق و اتحاد ناممکن ہے - ہمکو خدا پر بھروسہ کرکے اپنے بارود کو خشک رکھنا چاہیے "

مشہور سرتامس برکلی کا خیال ہے :

" دائمی صلح آسان نہیں' بعض لڑائیاں قانون ارتقاء کے ثابت شدہ اصول " تنازع للبقاء " کے لیے ہی جاتی ہیں' دو آبادیوں کے لیے صرف اسی غرض سے لڑائیاں قائم ہوتی ہیں کہ انسان پر اپنے ملک کا دائرہ تنگ ہوجاتا ہے ' اور وہ دوسری قوموں کو دھکیل کر آگے بڑھنا چاہتا ہے - کیونکہ اسکے بغیر اوسکی زندگی ممکن ہی نہیں -

بعض لڑائیاں استبداد و استقلال کے لیے برپا ہوتی ہیں ' بعض تحریک صرف ظلم کرتا ہے ' بعض لڑائیاں تہذیب و تمدن کے استحکام کی غرض سے قائم کی جاتی ہیں - اگر وحشت و همجیت اپنے انتہائی درجہ تک پہنچ گئی ہے' تو اس قسم کی لڑائیاں دنیا کی سعادت مدنیہ کے لیے مبارک فال ہیں -

اسکے علاوہ جہالت اور جذبات کا جوش بھی کلیتاً نہیں روکا جا سکتا ' پس اگرچہ جنگ کا انسداد بھی محال ہے ' تاہم ہر انگریز ' ہر فرنچ ' ہر امریکن ' ہر جرمن ' اب لڑائی کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے ' اور اوس کی طرف اپنا میلان نہیں ظاہر کرتا "

مسٹر الزک امریکہ کے ایک سیاسی فیلسوف ہیں اُن کی نمناؤں کا خوش نما سبزہ زار یہ ہے :

" میری بڑی خواہش یہ ہے کہ جنگ سے علیحدگی اختیار کیجاے' لیکن یہ منزل ابھی بہت دور ہے' بہت سے مسائل ثالثی کے ذریعہ حل ہوسکتے ہیں ' لیکن آگے بڑھنے والے اقتدار و تسلط کو کون روک سکتا ہے ؟ "

صلح و آشتی کی یہ آخری خدمت تھی جسکو یورپ کی ترقی نافذہ مدنیہ نے انجام دیا لیکن امن کا یہ فرشتہ یورپ سے نکل کر بلقان ' طرابلس' اور ایران کا دورہ کرچکا ہے' اور اب خود اپنے مسکن یورپ کے تخت جلال کا پایہ پکڑ کر دنیا کو اپنا رخمی چہرہ دکھا رہا ہے :

وحملت الارض والجبال فدکتا دکة واحدة فیومئذ وقعت الواقعة وانشقت السماء فهي یومئذ واهیة (الحاقه ۱۴)	آسمان اور زمین اوٹھا کر ایک ساتھہ پٹک دیے گئے اور وہ دفعتاً چور چور ہوگئے پس آج ہی کے دن قیامت کا سب سے بڑا دن آیا کہا آسمان پھٹ پڑے ' اور اوسکی رگیں ڈھیلی ہوگئیں !!

جھوٹے اشتہار بازوں سے دھوکہ کھانے والے بوٹے صاحبان کو یقین دلانے کے لیئے کارخانہ میں آنے والوں کو ہر ایک دوا منجی نامفت دی جاتی ہے ہر بیماری کیلئے ہر دوا کا نمونہ نصف قیمت پر

ایک سلائی سے اندھی آنکھ روشن کرنیوالا
جواہر نورالعین بیس روپے ماشہ والا خالص بیمثل ہے
دیگر سرمہ جات کی اس کے سامنے کچھ بھی حقیقت نہیں - اسکی ایک سلائی سے دھند شبکوری دور نظر دگنی اور ایک ہفتہ میں رفع یعنی کالکرے - پھولہ - ناخنہ - پڑ بال ضعف بصارت اور ہر قسم کا اندھاپن دور ہوکر نظر بحال ہوجاتی ہے - کیپنک لگانے اور آنکھ بنوانے کی ضرورت نہیں رہتی قیمت فی ماشہ درجہ خاص عمدہ درجہ اعلےٰ للعہ درجہ اول عہ

جوب شباب آور زمانہ بھر کی طاقت ور دواؤں سے اعلےٰ اور افضل مولد خون مقوی اور محرک اعصاب ہیں - ناطاقتی اور پیرو جوان کی ہر قسم کی کمزوری دلائغری جلد رفع کرکے اعلےٰ درجہ کا لطف شباب دکھاتی ہیں عہ

حسن افروز ایک منٹ میں چہرہ کی چھائیاں اور سیاہ داغ دور کرکے چاند سا مکھڑا بناتا ہے - قیمت فی شیشی ایکروپیہ عہ

اکسیر سہرہ پن برص کا سہرہ پن دور کرنے کیلئے لاجواب ہے قیمت صرف عہ

ایک محبہ بیر، درد دور کرنے والا طلسم شفا ہر قسم کا اندرونی بیرونی درد اور زنبور و بچھو کے ڈنگ سانپ کے کاٹے کا درد دینہ سکتا ہیں دور قیمت عہ

اعجاز مسیحا تن بے جان میں زندگی کی روح پھونک کر خوراز زندہ اور ہوشیار کرتا ہے قیمت فی شیشی - عہ

ایک شیشی کا شاہی خضاب ایک منٹ میں سفید بالوں کو قدرتی سیاہ کرتا اور رنگ ایک ماہ تک قائم رکھتا ہے - قیمت فی شیشی ایکروپیہ عہ

سندات جواہر نورالعین (۱) مسٹر بیکے صاحب جیف انسپکٹر انیورا - جواہر نورالعین سے پرانا موتیا بند بالکل رفع ہوگیا - (۲) مسٹر رستم جی فرام جی مرچنٹ مقام وارنگل میں نہایت خوشی سے لکھتا ہوں کہ لڑکی کی آنکھ کا پھولہ بالکل دور ہوگیا اپکی فیس کا شکریہ ادا کرنے کے لئے مجھے الفاظ نہیں ملتے - (۳) خواجہ احمد دین صاحب پنشنری مجھے بچپن سے رتوندہی (نکسیر) کا مرض تھا رسول سہرہن صاحبان سے علاج کرایا مگر فائدہ نہوا جواہر نورالعین سے دو روز میں فائدہ ہوا اور دو ہفتہ میں کامل صحت ہوگئی - +

ڈاکٹر بنی بخش خان سابق ہیرہن سرجن اور آرمی میڈیکل افسر افغانستان
مال پردوپرائیٹر شفاخانہ نسیم صحت لاہور - دہلی دروازہ -

تاریخ و عبر

اولین جنـــگ جـــرمنـی و فـــرانس

سنہ ۱۸۷۰ ، ۱۹۱۴ع میں

ولیم اول شاہ پروشیا

نپولین ثالث

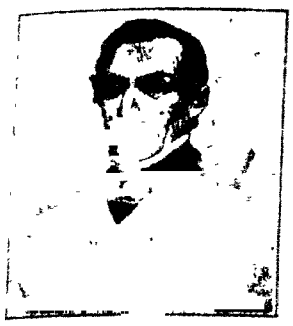

کہا جاتا ہے کہ زمانہ آگے بڑھتا ہوا چلا جاتا ہے اور ماضی مستقبل کی طرف مڑکے نہیں دیکھتا ' لیکن حوادث کی قوت اوسکو پیچھے ہٹا سکتی ہے -

کہا جاتا ہے کہ شباب کا زمانہ گذر جاتا ہے اور پھر پلٹ کے نہیں آتا ' لیکن دل کے اوبھرنیوالے ولولے اوسکو بلا سکتے ہیں -

کہا جاتا ہے کہ موج گل نکل جاتی ہے ' اور پھر لوٹ کر نہیں آتی ' لیکن ہوا کا جھونکا اس قافلہ کو لوٹا لاتا ہے -

یہ صرف دعوا ہی دعوی نہیں ہے ' بلکہ بیسویں صدی کے ایک ہولناک حادثے ' ایک اوبھرنیوالی قوت ' اور ایک متحرک دائرہ خون و آتش نے ان محالات کو ممکن کر دکھایا ہے - سنہ ۱۸۷۰ع میں جرمنی اور فرانس کے درمیان جو یادگار جنگ قایم ہوئی تھی ' اوسکا نہ بھولنے والا زمانہ گذر گیا تھا ' اور دنیا سمجھتی تھی کہ شاید اب وہ دوبارہ پلٹ کے نہ آئے ' لیکن آج ۱۵ - اگست سنہ ۱۸۷۰ع کا دن پھر پلٹ کے آگیا ہے ' اور عنقریب اوسکا آفتاب اپنی پوری حرارت قاہرہ کے ساتھہ پیرس کے سر پر چمکنا چاہتا ہے -

(اسبـاب جنـــگ)

یہ جنگ جس زمانے میں قائم ہوئی ' جرمنی اور فرانس کی حالت موجودہ دور سے بالکل مختلف تھی ' اور سچ تو یہ ہے کہ جرمنی اور فرانس کو موجودہ حالت پر اسی جنگ نے پہونچایا -

جرمنی کے نظام اجتماعی میں آج جو اتحاد اور قومیت نظر آتی ہے ' وہ اوس زمانے میں بالکل مفقود تھی - تمام سلطنت چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم ہوگئی تھی ' اور جرمنی کا دماغ اعظم یعنی پرنس " بسمارک " دیکھہ رہا تھا کہ ان بکھرے ہوے موتیوں کو صرف کوئی بڑی خارجی جنگ ہی ایک رشتہ اجتماع میں منسلک کرسکتی ہے -

اب اگرچہ فرانس کو جمہوریت کا موسس اول تسلیم کیا جاتا ہے ' لیکن وہ اوسوقت نپولین ثالث کے دست استبداد کے پنجہ آہنیں میں گرفتار تھا - نپولین کا دور حکومت مادی ترقیوں کے لحاظ سے اگرچہ فرانس کی تاریخ میں ایک یادگار زمانہ خیال کیا جاتا ہے ' اوسکے عہد میں فرانس نے تجارت میں خاص طور پر ترقی کی ' ریلوے لائنوں کا جال ملک میں پھیل گیا ' زمین کی تمام کانوں سے اپنا خزانہ فرانس کیلیے اوگل دیا ' ملک میں کثرت سے کارخانے قائم ہوگئے ' اور تمام یورپ میں پیرس نے ایک عظیم الشان دارالسلطنت کی حیثیت پیدا کرلی ' تاہم ان ترقیوں کی وسعت اور اونکے رسائل نے ملک کو ٹکس کے بوجھہ سے گرانبار بھی کردیا تھا اور اسلیے ملک میں بے چینی بڑھتی جاتی تھی -

سوء اتفاق سے اسی زمانے میں اوس نے ایک کتاب لکھی ' جس میں شخصی حکومت کو جمہوری حکومت پر ترجیح دی تھی اور تمام ملک کو یقین دلایا تھا کہ فرانس صرف اسی قسم کے طرز حکومت سے ترقی کرسکتا ہے - چونکہ اس قوت کی نشو و نما کیلیے فرانس کی زمین تنگ ہوگئی ہے ' اسلیے فتوحات ملکی کے ذریعہ دوسری سلطنتوں کے حدود میں داخل ہوکر ترقی کرنے کا موقع حاصل کرنا چاہیے -

اوس نے بڑھاپے کے زمانے تک اگرچہ استبداد کا پنجہ آہنیں فرانس کا مالک الرقاب رہا ' لیکن اخیر میں لبرل پارٹی اور رؤل فاور نے اوسکی سخت مخالفت کی - ٹکس کی کثرت نے ملک میں نپولین کی طرف سے جو ناراضی پیدا کردی تھی ' اوس سے ان لوگوں نے پورا فائدہ اوٹھایا ' اور اپنی ایک مستقل پارٹی پیدا کرلی - نپولین نے رفق و ملاطفت کے ذریعہ اس مسئلہ کو دبانا چاہا اور نیابتی اصول پر ہاؤس آف لارڈز (مجلس الشیوخ) کے ذریعہ ایک قانون مرتب کرکے ۱۵ - اگست سنہ ۱۸۶۹ کو نافذ کردیا - اسی قانون نے پارلیمنٹ کی بنیاد ڈالی اور ایک نئی وزارت قائم ہوئی ' جسکے اکثر ممبر جمہوریت پسند تھے -

(پروشیا اور جرمنی)

اسوقت جرمنی کے تمام اجزاء (جیسا کہ اوپر کہا جا چکا ہے) بکھرے ہوے تھے - ملک میں چھوٹی چھوٹی ریاستیں قائم تھیں جن میں سب سے زیادہ طاقتور پروشیا تھی ' اور ولیم اول فریڈرک سریر آراے سلطنت تھا - پروشیا جنگ فرانس سے پہلے آسٹریا کو صرف سات ہفتوں میں شکست دیچکی تھی اسلیے ایک طرف تو نپولین ثالث اوسکو بد گمانی کی نگاہ سے دیکھہ رہا تھا ' دوسرے طرف بسمارک جنگ فرانس کو جرمنی کے سلسلۂ اتحاد کی ایک نمایاں کڑی خیال کرتا تھا ' پس جرمنی و فرانس دونوں کے دل میں بغض و عداوت اور رشک و حسد کا بیج پڑ گیا ' جو آگے چلکر دیگر اسباب کے ساتھہ ملکر جنگ کا سبب بن گیا -

جنگ آسٹریا اور پروسیا کے تھی سات ہفتے اپنی یادگار میں ایک طویل و ممتد سلسلۂ جنگ چھوڑ گئے - چنانچہ اس قلیلہ جنگ کے بعد پروشیا نے جن طبیعی حدود کا الحاق کرلیا تھا اونکے معارضہ میں نپولین ثالث نے جرمنی کے اون حدود کا مطالبہ کردیا جو دریاے رہن کے مغربی سواحل پر واقع تھے -

لیکن بسمارک نے قطعی انکار کردیا - اب مجبوراً نپولین نے اپنے اس مطالبہ سے دست بردار ہونے سفیر برلن کے ذریعہ ایک یاد داشت پیش کی - اسمیں بلجیم اور جنوبی جرمنی کو فرانس کے ساتھہ ملحق کرنے کا مطالبہ کیا گیا تھا - یہ یاد داشت جب پرنس بسمارک کے سامنے پیش کیگئی تو اوس نے اس موقع کو معنغم سمجھکر یاد داشت اپنے پاس رکھہ لی ' اور کچھہ جواب نہ دیا

(مسئلۂ لکسمبرگ و بلجیم)

اسی زمانے میں شاہ ہولینڈ ریاست (کیپی) لکسمبرگ کو فروخت کرنا چاہتا تھا جسکو نپولین نے سنہ ۱۸۶۷ع میں خریدنا چاہا ' لیکن پرنس بسمارک نے اس پر اعتراض کیا کہ " وہ جرمنی کا ایک قلعہ ہے اور پروشیا کی فوج اوسکی حفاظت کی ذمہ دار ہے " اس پر دونوں سلطنتوں میں سخت نزاع قائم ہوگئی - بعض وعدالت

بیج سے اب اگرچہ گھنے شاخ و برگ پیدا کرلیے' لیکن اب تک تلوار کا پھل اوسکے اندر چھپا ہوا تھا ' سمجھے جنگ قائم نہ ہوئی ' بلکہ اس قضیہ کا فیصلہ لندن میں ایک کانفرنس کے ذریعہ کیا گیا -

اس کانفرنس نے تمام سلطنتوں کی ذمہ داری میں بلجیم کو ایک آزاد اور خود مختار ریاست قرار دیا - اس فیصلہ سے فرانس کے تعہد داری کو بالکل مٹادیا ' اور پروشیا کی طاقت کو اور پرنس بسمارک کی شہرت میں غیر معمولی اضافہ کردیا -

اس بنا پر اس فیصلہ کے بعد ہی دونوں سلطنتوں میں سخت ناچاقی پیدا ہوگئی - فرانس کو یقین ہوگیا کہ سلطنتوں کی قسمت کا فیصلہ اب صرف تلوار ہی کرسکتی ہے - اسی دن سے فرانسیسیوں نے درپردہ جنگی تیاریاں شروع کردیں -

اسی تھور و تاہب کے زمانے میں اسپین کا تخت ایک سریرآرا کے وجود کا محتاج ہوا ' اور جنرل پرنم وزیر اسپین نے ایک جرمن امیر لیوپولڈ وان زولن کو اس منصب کیلیے منتخب کیا ' لیکن فرانس نے اوسکو اپنے حقوق کے منافی سمجھا ' اسپر سخت لہجہ میں اعتراضات کیے' اور اون اعتراضات کو سفیر پروشیا مقیم پیرس کے پاس ایک یاد داشت کی صورت میں مرتب کرکے بھیجدیا - سفیر پروشیا نے ایمس میں جاکر شاہ پروشیا سے ملاقات کی ' شاہ نے جواب دیا کہ لیوپولڈ وان زولن کی تخت نشینی کا فیصلہ ابھی تک نہیں ہوا ہے - وہ اسپین کی عام رائے پر اوسکو چھوڑتا ہے ' پروشیا اس معاملہ میں کوئی مداخلت نہیں کرسکتی ' اگر اسپین کی پبلک نے لیوپولڈ کو بادشاہ منتخب کرلیا تو اسکے سوا چارہ نہیں کہ وہ اوسکی تائید کرے -

سوء اتفاق سے اسپین کے عام اجتماع نے لیوپولڈ کے سر پر تاج شاہی رکھدیا ' اور چونکہ پرنس بسمارک جنگ جرمنی و فرانس کا شدت کے ساتھ انتظار کررہا تھا اور یہ وقت اوسکا سب سے بڑا معرکہ ہوسکتا تھا ' اسلیے عام خیال یہ ہے کہ یہ بسمارک کی ریشہ دوانیوں ہی کا نتیجہ تھا -

(ابتدائی جنگ)

فرانس بھی پہلے ہی سے جنگ کی تیاری میں مصروف تھا اس واقعہ کے بعد اوسکی مخفی طاقت علانیہ ابھر آئی ' اور اپنی تمام سرحدوں پر فوج جمع کرنا شروع کردی - بالخصوص دریاے رین کی طرف تو فرانسیسی لشکر کا ایک سیلاب عظیم روانہ ہوگیا اور جنرل مکمیہن اوس کا سپہ سالار بنایا گیا - شاہی فوج کی سپہ سالاری کا منصب جنرل بےزین کو عطا ہوا تھا -

اس جنگ کا اصلی سبب امیر لیوپولڈ تھا جو اسپین کا تاجدار بنایا گیا تھا - لیکن یہ قابل صد ہزار آفریں ایثار نفسی دنیا میں کبھی نہ بھلائی جائیگی کہ اوس نے اپنی تخت نشینی کی یادگار میں اس خد تورین جنگ کو چھوڑنا پسند نہ کیا اور اس منصب سے کنارہ کش ہوگیا !

بادشاہ پروشیا نے اسکی علحدگی کو صرف اوس خاص اقتدار کی بنا پر تسلیم کرلیا جو تمام ملک کیساتھہ اوسکو لیوپولڈ کے خاندان پر حاصل تھا - مگر اپنے عام ملکی اختیارات سے اسکی تصدیق نہ کی - لیکن نپولین ثالث کو اسپر اصرار تھا کہ اس علحدگی کو عام شاہی

داهیهٔ سیاست " بسمارک "

اختیارات کی بنا پر تسلیم کرنا چاہیے جسکے معنی یہ تھے کہ سلطنت پروسیا اپنے اس حق سے دست بردار ہوگئی ' مگر شاہ پروشیا نے نپولین کے اس مطالبہ کو منظور نہ کیا اور دریاے رین کی طرف تا مدت فوجیں روانہ کردیں

پرنس بسمارک موقع کا منتظر تھا - اب وہ موقع آگیا - وہ سمجھتا تھا کہ نپولین ثالث نے سنہ ۱۸۶۷ میں الحاق لکسمبرگ کے متعلق جو یاد داشت پیش کی تھی ' اوسمیں پرنس بسمارک کے دبا رہنا تھا - اب اوس نے اسکو عام طور پر شائع کردیا جس نے تمام یورپ میں ایک تہلکہ مچادیا - انگلستان نے چونکہ بلجیم کی محافظت کی ذمہ داری لی تھی ' اسلیے اوسپر زیادہ تر اسکا اثر زیادہ پڑا ' اور اوس نے فرانس کے زمانہ جنگ میں بلجیم کے محافظت کی ذمہ داری لینے کا مطالبہ کیا -

پرنس بسمارک جرمنی کے داخلی اتحاد و اتفاق کا جو خواب پریشان ایک مدت سے دیکھہ رہا تھا ' یہ جنگ اوسکی تعبیر تھی - چنانچہ اعلان جنگ کے ساتھہ ہی جرمنی کی پوری طاقت پروشیا کی حمایت کیلیے امنڈ آئی ' اور جرمنی فوج کی سپہ سالاری خود فریڈرک ولیم ولیعہد سلطنت اور اوسکے چچا زاد بھائی پرنس فریڈرک چارلس نے کی نمانڈر انچیف (قائد عام) خود شاہ پروشیا تھا ' لیکن اوسنے اس عہدہ جلیلہ کو جنرل کونٹ وان مولٹک کے سپرد کردیا ' جو دنیا کے سپہ سالاروں میں سب سے بڑا سپہ سالار خیال کیا جاتا ہے - اور جو موجودہ جنگ کے وان مولٹک کا چچا تھا -

جرمن فوج کا یہ سیلاب رہن اور موسلس کے درمیان جمع ہوا ' اور وہاں سے حدود فرانس کی طرف موجیں مارتا ہوا بڑھا - فرانسیسی لشکر نے بھی نانسی اور میٹز میں اپنی قوت جمع کی جسکا نام موجودہ جنگ میں بھی سب سے پہلے آیا ہے ' اور وہاں سے حدود جرمنی کی طرف روانہ ہوگیا - خود نپولین نے اس کی سپہ سالاری کی تھی -

ابھی جولائی کا مہینہ ختم نہیں ہوا تھا کہ ۷۰۰۰۰۰ جرمن سپاہی حدود فرانس میں موسیل سے رین تک پھیل گئے - دوسری طرف ۳۵۰۰۰۰ مرتع سپاہیوں کے تڈی دل نے حدود جرمنی کو گھیر لیا -

(معرکہ اولی)

پہلا معرکہ معام سار برون میں ۳ - جولائی کو شروع ہوا ' اور یکم اگست تک جاری رہا - اس معرکہ میں میدان فرانسیسیوں کے ہاتھہ رہا اور انہوں نے اس مقام کو فتح کرلیا - لیکن دو ہی دن روز کے بعد زمانہ نے پلٹا کھایا ' اور اب پروشین فوج نے ایک نمایاں کامیابی کے ساتھہ انہزام و شکست کے اس بدنما داغ کو اپنے دامن شجاعت سے مٹادیا - چنانچہ ۴ - اگست کو ولی عہد کی سپہ سالاری میں ویسنبرگ پر قابض ہوگئی - اور فرانس کا سپہ سالار جنرل دوای اس معرکہ میں کام آیا - نیز تقریباً ۸۰۰ فرانسیسی قیدی بھی گرفتار ہوے -

اسوقت تک پروشین فوج صرف مدافعت کررہی تھی ' لیکن اس تاریخ سے اوس کی فاتحانہ جنگ کا زمانہ شروع ہوا -

بصائر و حکم

هنـــا و هـــناک !

دنیا پر خون اور آگ کے عذاب کے دو ہفتے اور گذر گئے' مگر معلوم ہوتا ہے کہ اسکی جوع خونیں اور عطش آتشیں کے لیے نہ تو انسان کے گوشت کا ڈھیر اتنک کافی جمع ہوا ہے' اور نہ خون کی نہریں اچھی طرح بہی ہیں - اسکی مثال اس مدت کے بھوکے پیاسے انسان کی سی ہے جو چند ابتدائی لقمے کھا کر اور دو چار گھونٹ اتار کر اپنی بھوک پیاس کو اور زیادہ مستعد اور طیار کرلیتا ہے- پس ابتک جو کچھ ہوا ہے' وہ خوان جنگ کے ابتدائی لقمے تھے- اس عہد الیم و معذب کی بھوک اس سے سیر نہیں ہوئی ہے' بلکہ اور زیادہ کھل گئی ہے : فذرهم حتى يلقوا يومهم الذين فيه يصعقون ' يوم لا يغنى عنهم كيدهم شيئاً و لا هم ينصرون - و ان للذين ظلموا ' عذابا دون ذالك ' و لكن اكثرهم لا يعلمون (۵۲ : ۳۹)

لیکن اس عرصہ میں ہلاکت و بربادی کی دنیا سے کچھ دیر الگ ہوکر بہتر ہے کہ زندگی اور امن کی آبادیوں پر نظر ڈالیں -

پچھلے تین ہفتوں کا ایک سب سے زیادہ عظیم الشان منظر یہ ہے کہ جبکہ تمام انگلستان کی سرزمین صف بستہ جنگ آوروں کی حرکت سے پر شور رہی ہے ' تو ہندوستان نے ہر گوشے اور ہر حصے میں عہد وفاداری کی تجدید کے لیے بھی ہر بلندے نے متحدہ حرکت میں حصہ لیا ہے -

انگلستان میں جو کچھ ہوا آسے یہی کرنا تھا ' اور ہندوستان نے جو کچھ کیا ' وہ صرف اتنا ہی کرسکتا تھا -

اگر انگلستان کی موجودہ موجی زندگی کی حرکت اور حفظ وطن کا جوش اسقدر عظیم و وسیع ہے' جسکی نظیر پوری ایک صدی کے اندر نہیں ملسکتی' تو ہندوستان کا موجودہ اظہار وفاداری بھی جس عام اتحاد اور وسعت کے ساتھ تمام ملک میں ہوا ہے' اولی پچھلی نظیر نہیں رکھتا - ملک کی ہر جماعت اور ہر حصہ نے اسمیں حصہ لیا ہے' اور بے شمار جلسوں میں لوگوں نے کہا ہے کہ ہم اپنا سب کچھ انگلستان کو دیدینے کیلیے طیار ہیں -

موجودہ جنگ کا سب سے بڑا موثر منظر انگلستان کی داخلی حالت ہے - جنگ سے چند گھڑی پیشتر تک السٹر کی بغاوت اور جنگ کا معاملہ اپنی انتہائی منزلوں سے گذر رہا تھا اور شاہی دعوت پر جو کانفرنس صلح منعقد ہوئی تھی' وہ بھی ناکام رہی تھی - لیکن اعلان جنگ کے ساتھ ہی انگلستان کی اس سب سے بڑی مہلک خانہ جنگی کا خاتمہ ہوگیا ' اور اسطرح تمام آئرلینڈ اور برطانیہ متحد ہوگیا گویا اختلاف و نزاع کا صدیوں سے وجود ہی نہیں -

بلا شبہ یہ بہت ہی شاندار منظر ہے اور السٹر کی بغاوت نے ایثار اور اتحاد وقت کی قدر شناسی کا یادگار ثبوت دیا ہے' لیکن اسکے ساتھ ہی ہندوستان کو بھی نظر انداز نہیں کردینا چاہیے - اگر السٹر نے اپنی ایک ہی آخری شکایت کو وقت کی مصیبت دیکھکر بھلادیا ہے تو ہندوستان نے بھی اپنی بہت سی ابتدائی شکایتیں بھلا دی ہیں' اور گو اسکے درد کے افسانے بہت طول طویل تھے' مگر سب کو ملتوی کرکے سکون اور اعتماد کا عام اعلان کردیا ہے -

البتہ اس اعلان میں نہ تو سر اڈورڈ کارسن کی تلوار ہے' جو اب خانہ جنگی کی جگہ خارجی دشمن کے دفاع میں چلیگی' اور نہ حب الوطنی اور حفظ ملک کا وہ زندہ جوش ہے جو برطانیا کے جزیروں سے لیکر نو آبادیوں کے دور افتادہ اور منقطع میدانوں تک میں پھیل گیا ہے - ایک ہمیشہ کا اقرار ہے جسکو زیادہ مستعدی کے ساتھہ دھرایا جارہا ہے ' اور ایک صبر اور ماضی فراموشی کا اعلان ہے جسکے اندر ارادہ کے استحکام اور مستعدی کے ثبات نے تاثیر پیدا کردی ہے -

لیکن افسوس کہ اوسکے لیے ہندوستان مجبور ہے - وہ اس سے بھی زیادہ کرنا چاہتا ہے مگر نہیں کرسکتا - اسکی جنگی زندگی قائم نہ رہی - اور اس کے بد قسمتی سے ایسے حالات میں پرورش پائی' جنکی وجہ سے اسکے اندر " برطانی شہری " کا قومی احساس پیدا نہ ہوا - اسکا دل شہریت کے جوش سے خالی ہے' اور اسکا ہاتھہ روح شمشیر کے بغیر مردہ ہوچکا ہے -

اگر الجیریا کے ترک فرانس کیلیے سب سے بہتر بندوقچی ثابت ہوے اور ٹیونس کے ولی عہد نے اپنی تلوار نیام سے نکالی تو ہندوستان کے ہندو مسلمان بھی اپنی گذشتہ جنگی روایتوں کو یاد رکھہ سکتے تھے اور آج اپنے ملک اور اسکے امن کی حفاظت کیلیے اپنی تلواروں کے جوہر دکھلا سکتے تھے - مگر افسوس کہ انکو اسکا موقع نہیں دیا گیا اور گذشتہ زندگی ایسی سرگذشتوں میں بسر ہوئی جنکے بعد اسکی وفاداری کا امتحان گاہ اب زبان اور ارادے کے سوا اور کچھہ نہیں ہے - جبکہ میدانوں میں جنگ آوروں کے کام کا اور حفاظت ملک کیلیے سرفروشوں کے کام کا وقت آیا ہے' تو ہندوستان ایسا ہی کرسکتا ہے کہ اپنی وفاداری کا مکرر اعلان کردے ' اور اپنے بہتے ہاتھوں اور بے زلولہ دلوں کو پیش کردے کہ اگر انسے کچھہ کام لیا جا سکتا ہے تو وہ حاضر ہیں !

تاہم ہندوستان جو کچھہ کرسکتا تھا - اوس سے دریغ نہیں کیا - اسنے ماضی کے بھولے اور حال کیلیے ایثار کرنیکی ایک ایسی مثال پیش کردی ہے ' جسے اگر روایتوں میں یاد رکھا جاے تو نامور رہیگا - وہ اپنی بے دست و پائی اور افسردہ زندگی کے لحاظ سے صرف اتنا کرسکتا ہے کہ انگلستان کو اس نازک وقت میں اپنی جانب سے مطمئن کردے ' اور یقین دلادے کہ اسکی طرف سے ذرا بھی مشوش خاطر نہ ہونا چاہیے - وہ اگر زندوں کی طرح شمشیر بدوش دور نہیں سکتا تو پر امن غافل کی طرح خاموشی اور امن و سکون کے ساتھہ ہوکر اپنی جانب سے کام کرنے والوں کو بے کھٹکے کام کرنے کا موقع دیسکتا ہے' اور وہ ایسا ہی کریگا -

---

اسلام نوع بشری کے حفظ و فلاح کیلیے ایک دین فطری اور صراط مستقیم ہے - اس نے فلاح معاد کے ساتھہ اصلاح معاش کے بھی اصول بتلاے ہیں - جو جماعت اُن اصولوں پر کاربند ہوگی' انکے نتائج حسنہ اسکا فطری ورثہ ہوگا - ایک زمانے میں انکے کامل ترین محافظ و عامل مسلمان تھے - لیکن اب انکی حقیقت دنیا کی بہت سے قوموں میں بٹ گئی ہے -

اسلام نے قومی زندگی کے بقا و ثبات کے لیے ایک تعلیم اولین یہ دی تھی :

لا تنازعوا فتفشلوا وتذهب اور آپسمیں خانہ جنگی نہ کرو - اگر

ربكم واصبروا ان الله مع الصبرين - (۸ . ۴۷)

ایسا کروگے تو تمہاری قوت ضائع جائیگی اور دشمنوں پر جو تمہارا بھرم قائم ہے وہ جاتا رہیگا - پس اپنے اندر ثبات و استقامت پیدا کرو - خدا کی مدد صبر کرنے والوں کے ساتھہ ظاہر ہوتی ہے !

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جب فرعون سے مقابلہ ہوا ' تو اسکی جماعت پر قہر الہی نے باہمی تنازع اور خانہ جنگی کی صورت ہی میں ظہور کیا تھا جیسا کہ سورہ طٰہٰ میں ہے :

فتنازعوا امرهم بينهم و اسروا النجوى (۲۰ : ۶۲)

پس فرعون کے لوگ اپنے معاملہ کے بارے میں باہم نزاع کرنے لگے اور پوشیدہ اور سازشانہ سرگوشیاں ان میں شروع ہوگئیں -

یہ تعلیم تھی جو اسلام نے اپنے پیروؤں کو دی اور وہ اسپر کچھہ عرصے تک کاربند رہے ' لیکن افسوس کہ بہت جلد نزاع باہمی نے شیطان نے ظہور کیا ' اور اب تو ہر طرف عالم اسلامی پر جامع المتفرقین کی جگہ اسی وسوسۂ مفرقہ و مشتتہ کی حکومت ہے !

وکل حزب بما لديهم فرحون !

لیکن آج دنیا کی زندہ قومیں انپر عامل ہیں اور موجودہ جنگ کے اندر بھی اسکا ایک یادگار منظر نظر آیا ہے -

جنگ سے چند گھنٹے پیشتر انگلستان کیسی عظیم الشان خانہ جنگی میں مبتلا تھا ؟ آئرلینڈ کے استقلال کی تحریک نے السٹر میں آگ لگادی ' اور تمام آئرش پارٹی سخت حکومت کی مخالفت پر آمادہ ہوگئے - حتی کہ معاملہ انتہائی حد تک پہونچ گیا ' اور تمام السٹر نے بغاوت اور جنگ کا اعلان کردیا - یہہ تھے بہادر فوجی طیاریاں جو ایک زندہ قوم کرسکتی ہے وہ السٹر میں نظر آرہی تھیں اور صلح کی تمام کوششیں بیکار گئی تھیں - آخر میں خود شاہ کی طرف سے کانفرنس کا انعقاد ہوا مگر پھر بھی کوئی نتیجہ نہ نکلا - آسٹریا اور سرویا میں جنگ کا اعلان ۲۸ جولائی کو ہوا ہے پہلی اگست کو یورپ کا عہد امن بالکلیہ ختم ہوگیا تھا - لیکن ۲۸ کی شام تک مشہور السٹرسٹ سر ایڈورڈ کارسن انگلستان سے جنگی مطالبہ کرنے کیلیے السٹر کے والنٹیروں کو جوش دلا رہا تھا !

اسی طرح اقتراعیہ (سفربجت) عورتوں کی جنگی جماعت نے تمام برطانیہ کے امن کو غارت کردیا تھا -

لیکن جونہی انگلستان کا خارجی مطلع غبار آلود ہوا اور جرمنی کی حرکت جنگی کی پہلی گرج سنائی دی ' معاً تمام آئرلینڈ اور جزائر برطانیہ کی فضا پر انقلاب و تغیر کا ایک نیا موسم چھا گیا اور باہمی نزاع اور خانہ جنگی کی تمام صدائیں آناً فاناً اسطرح نابود و معدوم ہوگئیں ' گویا دریاے ٹیمس کے کنارے داخلی جنگ کی کوئی آواز صدیوں سے اٹھی ہی نہ تھی - اب تمام ملک ایک عصر واحد بنکر باہر کے دشمن کیلیے شمشیر بکف طیار ہے !

السٹر کی تمام فوجی طیاریاں جو پہلے حکومت انگلستان کیلیے تھیں ' اب دشمنوں کے مقابل ہوگئیں ' اور سر ایڈورڈ کارسن نے اعلان کردیا کہ جب تک باہر کا خطرہ باقی ہے ' اس وقت تک ہمیں اپنا قصہ بالکل بھلا دینا چاہیے !

وہی سر ایڈورڈ کارسن جو پہلی اگست سے چند گھنٹے پیشتر کہہ رہا تھا کہ " یا جنگ یا موت " وہی اب بلفاست میں اپنے سابق جوش کے ساتھہ اعلان کر رہا ہے جبکہ السٹر کی جنگ آزمائے برطانیہ کونسل اسکے سامنے ہے کہ :

[۱]

مخـــاصـــرۂ پیرس !

استحـــکامات پیرس

جرمنی اسوقت پیرس سے ۳۰ میل پر موجود ہے اور محاصرۂ پیرس کا سوال غیر متوقع سرعت سے دنیا کے سامنے آگیا ہے -

جیسا کہ ایک جرمن مقالہ نگار نے لکھا ہے ' پیرس فی الواقع دنیا کا سب سے بڑا قلعہ ہے - پیرس کے پاس مدافعت کے تین حلقے ہیں جو ایک دوسرے سے بالکل علحدہ ہیں ' اور حملہ آور فوج کے لیے ایک حلقہ مدافعت کے فتح کرنے کے بعد دوسرے حلقہ کی ایک مستقل منزل باقی رہجاتی ہے -

اگر آپ پیرس کے اندر سے چلیں تو سب سے پہلے آپکو ایک شہر پناہ ملیگی - اسکے بعد ان قدیم قلعوں کا حلقہ ہے جنکا محاصرہ سنہ ۱۸۷۰ میں پروشیا کی فوجوں نے کیا تھا - اس حلقہ کے بعد وہ استحکامات ہیں جو بالکل جدید ترین اصول پر تعمیر ہوے ہیں اور اپنی وسعت میں اگر کسی کو حریف تسلیم کرسکتے ہیں ' تو وہ صرف استحکامات اینورپ ہیں -

یہہ استحکامات اورسے سے ۱۱ میل پر اور شہر پناہ سے ۸ میل پر واقع ہیں - انکی شکل ایک دائرہ کی ہے جس کا دور ۷۵ میل مدور ہے -

اتنے وسیع دائرہ استحکام کے محاصرہ کے لیے اسقدر فوج کی ضرورت ہوگی ؟ ماہرین جنگ نصف ملین یعنی ۵ لاکھہ فوج تجویز کرتے ہیں ' لیکن جہاں اس پر فوجکشی کے لیے اسقدر لشکر چاہیئے ' وہاں انکی مدافعت کے لیے پیرس کے اندر اس تعداد کے نصف حصہ کی بھی ضرورت نہیں - ان استحکامات کی حفاظت و مدافعت کے لیے ایک لاکھہ ۷۰ ہزار فوج کافی ہے -

ان قلعوں میں سے ہر ایک قلعہ میں ۲۴ سے لیکے ۶۰ تک رزنی توپیں اور ۶ سو سے لیکے ۱۲ سو تک آدمی ہوتے ہیں -

ان قلعوں کے متعلق جو مورچے اور بارنیاں ہیں ' ان میں سے ہر ایک میں ۲ سو آدمی اور ۶ توپیں ہوتی ہیں -

(آتشگیر گولوں کا اثر)

ان قلعوں کی تاریخ تعمیر سنہ ۱۸۸۵ ع سے شروع ہوتی ہے - یہی وہ سال ہے جب قلعوں کی موجودہ طرز تعمیر کو قبول عام حاصل ہوا ہے -

---

(بقیہ مضمون پہلے کالم کا)

" ملک اور سلطنت کے فائدے کے لحاظ سے امن قائم رہنا بہت ضروری ہے - السٹر کے قومی والنٹیروں کو چاہیے کہ ملک اور سلطنت کی اعانت کریں اور السٹر اور آئرلینڈ کے لیے عزت حاصل کریں - مجھے پوری امید ہے کہ السٹر کے والنٹیر انگلستان کے محکمہ جنگ کے ماتحت اپنے افسروں کے ساتھہ عابعدہ قرینہ بناکر جنگ پر جائینگے اور انگلستان کے دشمن کے سامنے ایک ہوا لڑینگے "

انگلستان نے صرف ایک جرمنی کیلیے اپنی خانہ جنگی موقوف کردی - لیکن آہ ' آج عالم اسلامی جرمنی جیسے صدہا دشمنوں میں ہر طرف سے گھرا ہے ' لیکن افسوس نہ مسلمان تعلیم اسلامی پر عمل کرنا ضروری نہیں سمجھتے ' اور اپنے جنسی ' وطنی ' قومی ' مذہبی ' اور جماعتی اختلافات و نزاعات کے نزعات شیطانیہ بدستور اپنے محیط ہیں : فما لهما ولاء القوم ' لا يكادون يفقهون حديثا ؟

سنه ۱۸۸۵ ع تاریخ جنگ میں همیشه ممتاز رهیگا ' کیونکه اسی سال وہ انقلاب انگیز ایجاد (یعنی آتشگیر گولے) وجود میں آے جنهوں نے قدیم طرز تعمیر میں ایک تغیر عظیم پیدا کردیا ' اور موجودہ طرز تعمیر کو دنیا سے قبول عام کی سند دلوائی -

ان گولوں کا تجربہ سب سے پہلے فرانس میں قلعہ ماملیسن پر کیاگیا اور مختلف تجارب کے بعد قلعوں کے طرز تعمیر میں حسب ذیل تغیرات هوے :

(۱) گہکار چھتیں ۶ - انچ سے لیکے ۱۰ - انچ تک موٹی بنائی جانے لگیں - ان چھتوں کی اهمیت کا اندازہ کرنے کے لیے یہہ سمجھہ لینا چاهیے که انهی چھتوں پر وہ تمام آگ برستی هے جو قلعہ شکن توپوں کے دهانوں سے نکلتی هے - انمیں وہ برج بھی شامل هیں جو فصیلوں میں هوتے هیں اور جنمیں شدید گولہ باری کے وقت محافظ فوج آکے پناہ لیتی هے -

(۲) توپوں کے لیے وہ برجیاں روشناس کی گئیں جو بوقت ضرورت گردش کرسکتی هیں ' اور بسا اوقات نظر سے بالکل هی غائب هوجاتی هیں -

توپیں خود قلعوں میں بہت تھوڑی تعداد میں رکھی جانے لگیں اور بقیہ کے متعلق یہ انتظام کیا گیا که یا تو وہ قلعوں کے باهر کسی مخصوص مقام پر رهیں ' یا پھر ایک مقام سے دوسرے اور دوسرے سے تیسرے مقام پر نقل و حرکت کرتی رهیں -

اس حرکت و انتقال کا فائدہ یہ هے که اگر دشمن کو توپونکا صحیح مقام معلوم هوجاے اور وہ سنگین گولہ باری کرے تو صرف چند توپوں هی کو نقصان پہونچا سکتا هے ' ورنہ دوسری صورت میں اکثر توپیں نکے ضائع هوجانے کا خوف تھا -

(۳) یہ طے کیا گیا که قلعے باهم وابسته هوں ' یعنی انکے درمیان میں پیادہ فوج کے خندقوں سے گھرے هوے مقامات ' موانع ' اور پیادہ فوج کے ٹھہرے کیلیے بانس کی چھت کی پناہ گاهیں هوں -

ان قلعوں میں یہ خیال بھی عملاً تسلیم کیا گیا هے که قلعوں کے حلقہ کو شہر کے باهر فاصلہ پر هونا چاهیے تاکه دشمن کی توپوں کا گولہ باری سے شہر کو کسی قسم کا نقصان نہ پہونچے - چنانچہ قلعہ سینٹ سائر شہر پناہ سے ۱۰ میل پر واقع هے -

(پیادہ فوج کے فرائض)

اگرچہ یہ امر تعجب انگیز معلوم هوتا هے که قلعوں کی مدافعت میں بھی مدافعت کا سارا بار پیادہ فوج هی پر پڑتا هے ' مگر کیا کیجیے که واقعہ یہی هے -

اگرچہ پیرس کی مدافعت میں قلعوں کے اندر سے توپوں کی آتشباری اور مختلف قلعوں کی آتشباری میں جو وقفے هونگے انکے اثناء میں بیٹریوں کی آگے سے گولہ باری هوگی اور یہ دونوں آتشباریاں مہتم بالشان حصہ لینگی ' مگر سچ یہ هے که در اصل اعتماد تمامتر پیادہ فوج هی کی مدافعت پر هوگا ' یعنی قلعوں کے درمیان میں انکے موانع هونگے اور لڑنے والی پیادہ فوج کی صفوں کے مقامات کا سلسلہ هوگا -

ان آتشبار خندقوں کو برجوں سے مدد ملتی رهیگی - جو معدہ هیں ' هر طرف سے سادہ وضع هیں ' بلکه یوں کہیں که درحقیقت پیادہ فوج کے چھوٹے چھوٹے قلعے هیں - ان برجوں میں بھی سپاهیوں اور سار و سامان کے لیے بانس کی چھت کی پناہ گاهیں یا برجیاں هوتی هیں -

(دوائع نقل و حرکت)

قلعوں کی مدافعت میں اول درجہ کا اهم سوال درایع آمد و رفت کا سوال هے - کیونکه اس سے صرف یہی نہیں هوتا که ضرورات جنگ کے لیجانے میں سہولت هوتی هے ' بلکه مدافع فوج کو اس واقعہ سے بڑا فائدہ اٹھانے کا موقع ملجاتا هے که وہ داخلی خطوط پر لڑ رهی هے - یعنی جب که دشمن کی فوج ایک وسیع حلقہ میں پھیلی هوئی هوتی هے ' تو اسوقت یہ مدافع فوج قدرتاً ایک مقام پر مجتمع هوجاتی هے - پس اگر داخلی خطوط میں باهم آمد و رفت هوسکتی هو تو فوج بے تکلف حسب ضرورت ایک نقطہ مدافعت سے دوسرے نقطہ مدافعت تک جاسکتی هے ' یا دشمن کے کسی ممتاز نقطہ پر حملہ کرنے کیلیے یکجا جمع هوسکتی هے -

یہ یاد رکھنا چاهئے که جب تک شہر پناہ اور قلعوں کے درمیان صف آرائی کی کافی گنجایش نہ هو - اسوقت تک کسی ایک مقام پر حملہ کے لیے جمع هونا مفید نہیں هو سکتا - یہی قلت وسعت تھی جسکی وجہ سے سنہ ۱۸۷۰ع میں جنرل ٹرشو کے قلعوں سے نکل نکل کے حملے ناکام رهے ' اسلیے جب جنگ سنہ ۱۸۷۰ کے بعد مدافعت کی ضرورت اسکیم ترتیب دیگئی ' تو اسمیں یہ امر خاص طور پر ملحوظ رکھا گیا -

دریاے مارن کے دوسرے جانب ولرس اور شیمپگنی کے قلعہ میں یہ قلعہ اسطرح بنائے گئے هیں که یہاں فوج دریاے مارنے کے آگے جوابی حملہ کے لیے جمع هو سکتی هے -

شہر پناہ کے حدود سنہ پیمایش میں ۴۲ میل هیں - اسمیں ۹۳ برجیں ' ۶۷ پھاٹک ' اور ۹ ریل کے راستے هیں -

اسکے بعد ان قلعوں کا حلقہ هے جو سنہ ۷۰ ع میں مشہور هوے تھے - انکے حدود سنہ ۳۴ میل میں هیں - ان میں سے هر ایک کی قطع چھوٹی کرهیونکی سی هے - البتہ انمیں بکثرت برجیں هیں اور سوار بھی رهتے هیں -

شمال کی طرف تین قلعے هیں جو باهم ایک فصیل کے ذریعہ وابسته هیں - یہ قلعے سینٹ ڈینس کے گرد واقع هیں - ان میں ایک قلعہ اسطرح بنایا گیا هے که سیلاب و طغیانی پر وہ پوری طرح اقتدار رکھتا هے -

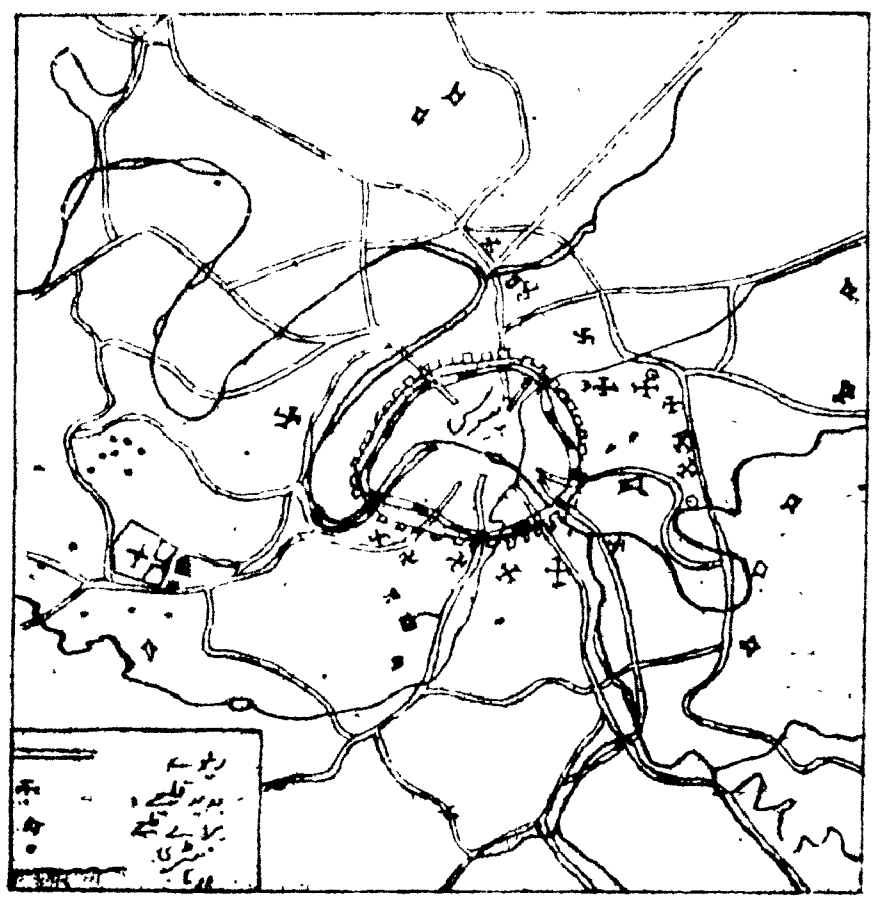

استحکامات پیرس کا ایک مجموعی خط

مراســـــــــلا

اسکے بعد دھنے یا بالفاظ دیگر مشرق کی طرف قلعہ امبرزلر واقع ھے جسکی کمان میں پونڈی کا مشہور جنگل ھے -

یہ چاروں قلعے نسبتاً پست زمین پر واقع ھیں - شرقی استحکامات ۳ سو فٹ سے لیکے ۳ سو ۵۰ فیٹ تک بلند زمین پر قائم ھیں - ان استحکامات میں ۴ قلعے اور مختلف چھوٹے برج ھیں' سنٹ مارلیس ' فراسیس کے قریب دو برج ھیں جو باھم ایک فصیل کے ذریعہ سے وابستہ ھیں - اور دریائے سین اور مارنے کے مابین قلعہ شارپلنٹن واقع ھے -

شہر کے جنوب میں شہر پناہ سے ایک میل پر بھی قلعوں کا ایک سلسلہ موجود ھے - یہ قلعے اگرچہ بجائے خود نہایت مستحکم طور پر بنے ھیں' مگر جیسا کہ سنہ ۱۸۷۰ ع میں تجربہ ھوچکا ھے' یہ رائفلد توپوں کے مقابلہ میں محض بیکار ھیں -

شہر کے مغرب میں قلعہ مونٹ ریلیرن ھے ' اسکا ارتفاع سطح سمندر سے ۵۳۶ فیٹ اور سطح دریا سے ۴۵۰ فیٹ ھے - یہاں بہترین قلعوں کے داخلی خط کی پوری مرمت مکمل ھو جاتی ھے - اس کے الذکر قلعہ کی تحصین و استحکام ان استحکامات کے ذریعہ کی گئی ھے جو اثناء محاصرہ ۱۸۷۰ میں عارضی طور پر بنالے گئے تھے مگر بعد کو مستقل کر دیے گئے -

خندقوں سے گھرا ھوا کیمپ تین حصوں میں منقسم ھے : شمالی' مغربی ' اور جنوبی و مغربی - شمالی حصہ میں مقام سین کے شمالی کناروں پر ایک بہت وسیع اور طویل پشتہ ھے جسکی شکل مقناطیس کے زور بچانے والے لوھے کی سی ھے - یہ پشتہ کوئی ۵۶۰ فیٹ بلند ھے - اس پشتہ پر استحکامات یا ایک مجموعہ ھے جو کارمیلس نامی گاؤں کے نام سے موسوم ھے -

سینٹ ڈینس سے ۵ میل کے فاصلہ پر مونٹسگلن ڈیورسٹ کے استحکامات واقع ھیں - مونٹسگلن ۶ - سو سے لیکے ۶ سو ۷۰ فیٹ تک بلند ھے - مقام ایکوبن میں ایک علحدہ پہاڑی پر ایک قلعہ اور ایک برج ھے ' اور انکے دھنے جانب قلعہ سیٹن اور دو باٹریاں ھیں -

مشرقی حصے میں مقام (پوزیشن) رین جور ھے جو تمام قلعوں سے نمایاں تر قلعہ ھے - اور شہر کے شمالی پہلو بنجوز سے ۳ میل پر دھنے جانب شیلس میں واقع ھے' جو وادی لورنے کے راستوں اور ریلوے لائینوں کو روکتا ھے مالر کے کے دوسری جانب ریلسر اور شمپگنی کے قلعے ھیں - انکے دھنے جانب بوسی سینٹ لیجر کے قریب ایک اور قلعہ ھے اور اس تمام حصہ کے دھنے جانب ویلینیوسینٹ جوارج کے استحکامات ھیں - جنوبی و مغربی حصہ میں ایک طاقتور قلعہ بنایا گیا ھے جسکا نام پیلی سین ھے اور اسکے ساتھہ باٹریاں بھی ھیں - اسکا اقتدار سینی ویلی پر ھے

قلعہ پیلی سین کے پیچھے' اس قلعہ کی اور قلعہ شیلن کی درمیانی مسافت کے نصف حصہ پر قلعہائے ریپریس کا مجموعہ ھے - پیلی سین کے دھنے جانب ریپرسلیس کی بلندی پر چند استحکامات ھیں اور ویرسلیس کے کرد قلعہ سینٹ سالور کے دھنے بائیں باٹریوں کا ایک نصف دائرہ پھیلا ھوا ھے - مارلے کے گرد مختلف مقامات پر کوئی سات یا آٹھہ باٹریاں اور بھی ھیں -

---

الاعتصـــاب فـــي الاســـلام

از مولانا عبـــد الســـلام نـــدوی

(۵)

(مدارس قدیمہ میں تعلیمی اسٹرائک)

قدیم نظام تعلیم اگرچہ تجارتی اصول پر قائم نہ تھا ' تاھم مناظرہ اسکا ایک ضروری جزو ھوگیا تھا جسنے طلباء کو نہایت آزاد اور دلیر بنا دیا تھا - اس لیے وہ اساتذہ پر علانیہ نکتہ چینی کرسکتے تھے ' اور کبھی کبھی ناگواری کی نوبت یہاں تک پہنچ جاتی تھی کہ اساتذہ سے علانیہ علحدگی اختیار کر لیتے تھے - امام محمد ' امام شافعی کے اوستاد تھے ' لیکن انہوں نے ایک مجمع میں اھل مدینہ کی ھجو کہی اور کہا کہ "میرے اھل مدینہ کے رد میں ایک کتاب لکھی ھے ' جسکے ایک نقطے کو بھی کوئی اپنی جگہ سے نہیں ھٹا سکتا " امام شافعی اھل مدینہ کی بڑی عزت کرتے تھے ' اسلیے غصہ سے بیتاب ھوگئے اور کہا : " بسم اللہ " اور "صلی اللہ " کے سوا آپ کی کتاب کا ایک ایک حرف غلط ھے " (۱)

امام بخاری اور امام دھلی میں مسئلہ خلق قرآن کے متعلق ایک لفظی نزاع پیدا ھوگئی - دھلی نے حکم دیدیا کہ ھمارے حلقہ درس کا کوئی طالب العلم امام بخاری کے پاس درس حاصل کرنے نہ جائے - تمام طلبا رک گئے لیکن امام مسلم باز نہ آئے ' امام دھلی کو اسکی خبر ھوگئی اور کہا گیا کہ حجاز و عراق میں بھی اون کو اس عقیدہ سے روکا گیا تھا مگر وہ اوس پر قائم رھے اس بنا پر امام دھلی نے اپنے حلقۂ درس میں عام منادی کردی کہ "جو شخص الفاظ قرآن کو مخلوق کہتا ھے وہ ھمارے مجلس درس میں آئے نہ پائے" (۱) امام مسلم سر پر چادر تان کر علانیہ حلقۂ درس سے اوٹھہ کھڑے ھوے ' اور جو حدیثیں امام دھلی کے حلقۂ درس میں لکھی تھیں ان سب کو جمع کر کے ایک مزدور کے ذریعہ سے امام دھلی کے پاس بھیجدیں - (۲) واصل بن عطاء اور امام حسن بصری میں (جو واصل کے اوستاد تھے) ایک مسئلہ کے متعلق اختلاف پیدا ھوگیا' اور بات اسقدر بڑھی کہ واصل نے اوسی

---

(۱) مناقب الشافعی للرازی ص ۳۲ نسخہ قلمی

(۱) نمرہ میں بخاری کے درس اور مولود کی رکارت پر طلبا کے طرز عمل کو بھی اسی پر قیاس کرنا چاھیے

حقیقت یہ ھے کہ اسلام نے دو اصول قائم کردیے ھیں' ایک تو یہ کہ معصیت پر اطاعت نہیں کرنا چاھیے' دوسرے یہ کہ ایک شخص کسیکا حق بخوشی نہیں دبا' اور اسکو وہ جبرا لے سکتا ھے' (دیکھو ابو داود جلد ۲ صفحہ ۳۱۱ کتاب الجہاد' و ص ۱۳۶ کتاب الاطعمہ) پس جو لوگ اسٹرائیک اور ناجائز قرار دیتے ھیں ' اونکو پہلے یہ ثابت کرنا چاھیے' کہ یہ دونوں اصل غلط ھیں ' انہیں دونوں اصولوں کی بنا پر بیٹا باپ پر مقدمہ دائر کرسکتا ھے ' اور شریعت و اخلاق کی عدالت میں مجرم نہیں قرار پا سکتا -

(۲) ابن خلکان مطبوعہ مصر جلد ۲ ص ۹۱

مسجد کے ایک گوشے میں اپنا حلقۂ درس علحدہ قائم کرلیا (۴) -

لیکن جب اسلام کا نظام تعلیم تجارتی و سیاسی اصول پر قائم ہوا تو تجارت و سیاست کے تمام لوازم پیدا ہوگئے ' جن میں ایک موجودہ دور کی اسٹرائک بھی تھی - چنانچہ مدرسہ نظامیہ بغداد میں دو طلباء کو ایک انتظامی معاملہ پر سزا دیگئی ' اس پر طلبا نے برہم ہوکر جن افعال شنیعہ کا (باصطلاح مسلم محمد علی) ارتکاب کیا ' اسکو ابن اثیر نے ان الفاظ میں لکھا ہے

فاعلی الفقہاء المدرسۃ و القوا کرسی الوعاظ فی الطریق ' و صعدوا سطح المدرسۃ لیلاً و اسمعانوا و ذکروا الادب و کان جلوس مدرسہم الشیخ ابا النجیب السہروردی (سید الطائفہ السہروردیۃ) (۱)

تو فقہاء نے مدرسہ کا دروازہ بند کرلیا ' اور واعظوں کی کرسیاں راستے میں پھینکدیں اور رات کو مدرسہ کی چھت پر چڑھ گئے ' اور سرور و غل مچا اور ادب کو بالائے طاق رکھدیا - اسوقت انکے مدرس شیخ ابوالنجیب سہروردی تھے

لیکن اوسوقت کہ تو اس جرم پر طلباء کو سزا دیگئی ' نہ انکو مفسد پرداز کہا گیا ' نہ انکو مجنون و سفیہ بنایا گیا ' نہ ان پر لعنت و ملامت کے دروازے کھولدیے گئے ' بلکہ خود مدارس اعظم اور سلطنت سے معافی مانگنی پڑی (۲)

(کمیشن تحقیقات)

جب کوئی گروہ اسٹرائک کرتا ہے تو اوسکے شکایات و مطالبات پر غور کرنے کیلئے ایک کمیشن مقرر کیا جاتا ہے جو ضروری شہادتیں لیکر مناسب فیصلہ کر دیتا ہے - تعلیمی اسٹرائکوں میں کمیشن کا تقرر عملاً اصول ذیل کا پابند ہوتا ہے :

(۱) تقرر کمیشن یا کم از کم تحقیقات سے پہلے اسٹرائک بند کرادی جاتی ہے -

(۲) ارکان کمیشن وہی لوگ ہوتے ہیں ' جو انتظام اندرونی سے تعلق رکھتے ہیں -

(۳) کمیشن خفیہ طور پر تحقیقات کرتا ہے ' پبلک کو اسکی خبر نہیں ہوتی -

(۴) ہر کمیشن کا فیصلہ چند طلباء کے نام ضرور خارج کرتا ہے -

(۵) اساتذہ و منتظمین پر بہت کم آنچ آتی ہے ' اور اگر بالفرض ضرورت سمجھکر موقوف بھی کیا جاتا ہے ' تو بلطائف الحیل - لیکن ہمکو غور کرنا چاہیے کہ تحقیقات کا یہ طریقہ اصول شریعت کے مطابق ہے یا نہیں ؟ خوش قسمتی سے اسکے متعلق صحیح بخاری میں ایک مصرح واقعہ موجود ہے ' جو اس بحث کا فیصلہ ناطق ہوسکتا ہے ' (۲) " اہل کوفہ نے حضرت عمر (رض) سے حضرت سعد (رض) کی شکایت کی کہ وہ نماز اچھی نہیں پڑھاتے ' حضرت عمر (رض) نے سعد (رض) کو فوراً معزول کرکے انکی جگہ پر عمار (رض) کو بھیجدیا - پھر سعد کو بلا کر فرمایا کہ "یہ لوگ (اہل کوفہ) کہتے ہیں ' کہ تم نماز اچھی نہیں پڑھاتے" - سعد نے کہا " خدا کی قسم میں انکو بالکل آنحضرت کے طریقہ پر نماز پڑھاتا ہوں ' اس میں ذرہ برابر کمی نہیں کرتا ' عشاء کی نماز پڑھاتا ہوں تو اول دو رکعتوں میں طول دیتا ہوں ' اور آخر کی رکعتوں میں تخفیف کرتا ہوں ' حضرت عمر (رض) نے فرمایا " تمہاری نسبت یہی حسن ظن تھا " پھر ان لوگوں کے ساتھہ تحقیقات کرنے کے لیے چند آدمی بھیج دیے - وہ لوگ کوفہ گئے اور ایک ایک مسجد میں جاکر تحقیقات کی - تمام لوگوں نے سعد کی تعریف کی ' لیکن جب بنوعبس کی مسجد میں پہونچے ' تو ایک شخص نے جسکا نام اسامہ بن قتادہ تھا کہا : " اگر تم ہم سے قسم لیکر پوچھتے ہو تو واقعہ یہ ہے کہ سعد (ص) فوج کے ساتھہ نہیں جاتے - انصاف کے ساتھہ مال نہیں تقسیم کرتے - مقدمات کے فیصلہ میں عدل نہیں کرتے" - سعد (رض) نے اوسکو بدعا دی اور وہ اوسپر پڑ گئی - (۱) اس واقعہ سے حسب ذیل نتائج مستنبط ہوتے ہیں :

(۱) تحقیقات سے پہلے اوس مدرس یا منتظم کو معزول کردینا چاہیے جسکے خلاف شکایت کی گئی ہے ' جیسا کہ حضرت عمر (رض) نے کیا -

(۲) تحقیقات خارجی اشخاص کے ذریعہ سے ہونی چاہیے ' جیسا کہ حضرت عمر (رض) نے خود مدینہ سے تحقیقات کے لیے چند آدمیوں کو روانہ فرمایا

(۳) تحقیقات پبلک طور پر ہونی چاہیے ' جیسا کہ ان لوگوں نے ایک ایک مسجد میں جاکر تحقیقات کی -

(۴) تحقیقات دوران اسٹرائک ہی میں ہونی چاہیے ' چنانچہ حضرت عمر (رض) نے کوفہ والوں سے یہ نہیں کہا " کہ پہلے تم لوگ سعد (ص) کے ساتھہ نماز پڑھو پھر معاملہ پر غور کیا جائیگا" -

(۵) جو لوگ اسٹرائک کے ذریعہ سے اظہار شکایت کرتے ہیں انکو کسی قسم کی سزا نہیں دینی چاہیے ' چنانچہ کوفہ والوں نے جو شکایت کی تھی ' با وجودیکہ وہ تحقیقات سے غلط ثابت ہوئی ' تاہم حضرت عمر (ض) نے انکو کوئی سزا نہیں دی -

(۶) یہ ضروری نہیں کہ جو شکایت ہو اسی کا مطالبہ بھی کیا جائے ' بلکہ خاص شکایت کو عام مطالبات کا ذریعہ بنایا جاسکتا ہے ' چنانچہ ان لوگوں نے نماز کی شکایت کی تھی ' لیکن مطالبہ یہ تھا کہ سعد فوج میں نہیں جائے ' انصاف نہیں کرتے -

شریعت کے ساتھہ عقل بھی اسی طریقہ تحقیقات کی تائید کرتی ہے - مقدمہ کے ختم ہونے کے بعد عدالت کا قائم کرنا ایک فعل مہمل ہے - مقدمات منتظمہ بالذات یا بالواسطہ فریق ہوتی ہے ' اور کوئی فریق حج نہیں ہوسکتا - جب شکایت کا طریقہ پبلک ہے تو تحقیقات بھی پبلک طور پر ہونی چاہیے - مقدمہ دائر کرنا یا افسروں کی شکایت کرنا کوئی جرم نہیں ہے جسکی سزا دی جاتی ہے - زیادہ سے زیادہ مقدمہ خارج کر دیا جا سکتا ہے طالبا کا وجود مدرسہ میں عارضی ہوتا ہے ' لیکن مدرسین و منتظمین مستقل ہوتے ہیں ' اس لیے انکے موقوف نہ کرنے کے یہ معنے ہیں کہ شر محکم کو اور مستقل کردیا گیا - سزا ہمیشہ عبرت کے لیے دیجاتی ہے ' اور خفیہ موقوفی سے یہ مدعا حاصل نہیں ہوتا - کہا جاتا ہے کہ اس سے مدرسین کی توہین ہوگی جو اصول تعلیم کے مخالف ہے - لیکن سزا تو توہین ہی کے لیے دیجاتی ہے ' اور انتظامی معاملات میں قانون کا احترام اخلاق سے زیادہ کیا جاتا ہے - لیکن ہمارے موجودہ نظام تعلیم کا طور عمل بالکل ان مذہبی و عقلی اصول کے مخالف ہے ' اور وہ لوگ بھی اسکی پیروی کرتے ہیں ' جو ایک ایسے مدرسہ کو چلانا چاہتے ہیں ' جو عقل و نقل میں تطبیق دینے کا مدعی ہے ! ان ھذا لشی عجاب -

(۱) ملل و النحل زندی ص ۵۳ - ابن اثیر جلد ۱۱ ص ۷۹ ارتفاعات سنہ ۵۴۷ھ -

(۲) یہ تحقیقات اگرچہ اسٹرائک سے تعلق نہیں رکھتی ' تاہم بمع قضیہ و اظہار شکایت میں یہ واقعہ اسٹرائک سے مشابہت رکھتا ہے - یہ شکایت پبلک کام کے متعلق علانیہ کی گئی تھی جو اسٹرائک کے مقاصد سے بالکل مشابہ ہے ' اسلیے دونوں کے طریقہ تحقیقات کو بھی یکساں ہونا چاہیے -

(۱) بخاری جلد ۱ ص ۹۵ مطبوعہ مصر -

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

جلد ۵ | کلکتہ: چہارشنبہ ۲۴ شوال ۱۳۳۲ ھجری / Calcutta : Wednesday September 16. 1914. | نمبر ۱۲

ہز ایکسلنسی لارڈ ہارڈنگ بالقابہ جی سی ایس آئی وائسرائے ہند و صدارت ہندوستان کے مصیبت زدگان جنگ کے لیے ریلیف فنڈ قائم ہوا ہے

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول مرزا خسروی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

Tel. Address:—"Alhilal." Calcutta
Telephone No. 648.

AL-HILAL.

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad,
14, McLeod Street,
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly ,, Rs. 6-12

الہلال

مقام اشاعت
۱۴ — مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ
ٹیلیفون نمبر ۶۴۸
سالانہ — ۱۲ — روپیہ
ششماہی — ۶ — ۱۲ — آنہ

جلد ۵

کلکتہ: چہار شنبہ ۲۴ - شوال ۱۳۳۲ هجري
Calcutta: Wednesday, September, 16, 1914.

۱۲

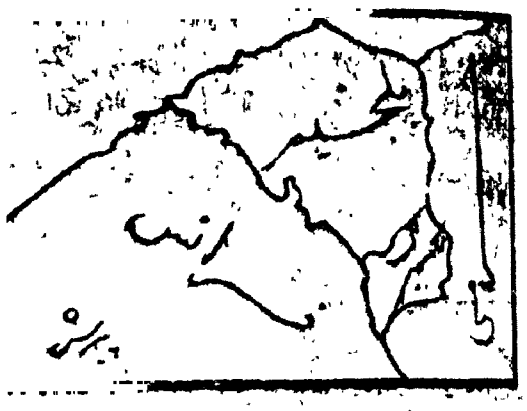

هفتۂ جنگ

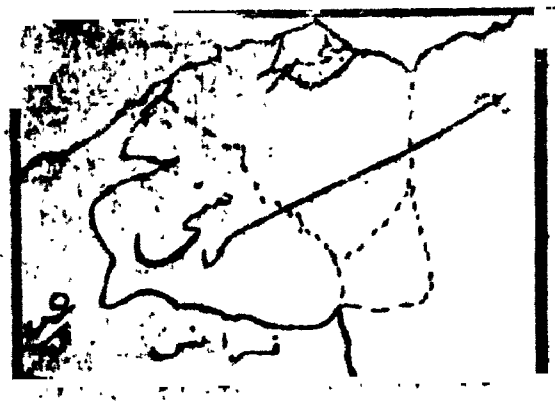

نقشہ جنگ میں یکایک انقلاب

(جرمني کي رجعت)

بڑے غنیمت ہے کہ اتنے عرصہ کي مایوس کن مصلحت طلبیوں کے بعد اب واقعات میں ایک نئی تبدیلي نمایاں ہوئي' متحدہ افواج کے پیچھے ہٹنے کي جگہ آگے بڑھنے کی خبریں آنا شروع ہوئیں -

فی الحقیقت یہ ایک غیر متوقع انقلاب ہے جو میدان جنگ میں یکایک رونما ہوا - جبکہ جرمن فوج پیہم اقدام کے بعد پیرس سے ۳۵ میل کے فاصلے پر پہنچ چکي تھي' اور معاصرا پیرس اسقدر مترقع تھا کہ فرانس نے دار الحکومت چھوڑ دیا تھا' تو یکایک جرمنی کے مقبوضہ مقامات چھوڑ دینے اور متحدہ افواج کے آگے بڑھنے کي خبریں آنا شروع ہوگئیں - حتی کہ جرمني اپنے تمام آخری خط هجوم کو چھوڑ چکي ہے' اور فوج کے ایک بڑے حصہ کے کسي دوسرے مقام پر روانہ ہونے کي اطلاع آ رهي ہے -

"کمپنگن" کے معرکہ کے بعد سے جرمن فوجوں نے اپني پیشقدمی کا رخ بدلدیا تھا' اور اسوقت سے وہ براہ راست پیرس کیطرف جانے

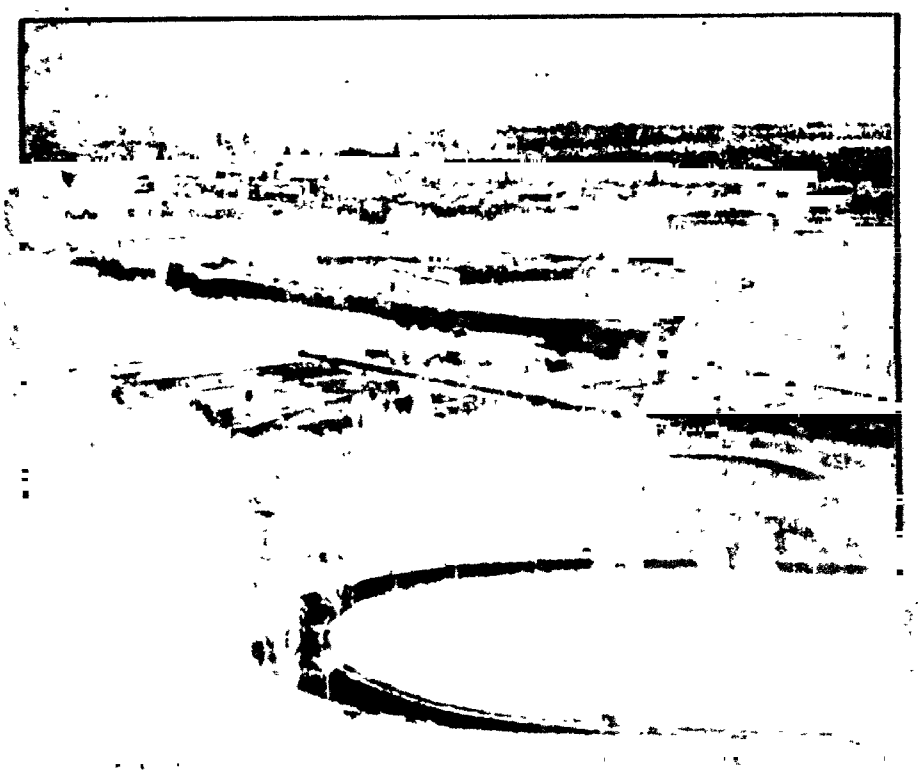

موجودہ جرمن سرحد کا مشہور جنگی مقام "میٹز" جو سنہ ۷۱ میں جرمني نے حاصل کیا' اور جہاں قیصر کے هیڈ کوارٹر قائم کرنے کي خبر آئي تھي -

(قیصر جرمني فوجي لباس میں)

جو اس وقت لکسمبرگ میں مقیم ہے -

ایم سازا نوف وزیر خارجیہ روس

ڈاکٹر ون بیتھمن - جرمن چانسلر

کے بدلے پیرس کے مشرق کی طرف بڑھی نہیں - چنانچہ دریائے مارنے کو عبور کرکے " کولومیرس " نامی ایک مقام تک پہنچ گئی تھیں - کولومیرس پیرس کے ٹھیک مشرق میں دریائے مارنے کے اس پار واقع ہے - اور آجکی اشاعت میں جو نقشہ دیا گیا ہے اس میں دیکھا جا سکتا ہے - لیکن نئی خبروں کا مفاد یہ ہے کہ کولومیرس جرمن پیشقدمی کی آخری منزل ثابت ہوا - کیونکہ اسکے بعد ہی پیرس سے فوجیں آگے بڑھیں اور " میرے اور مونتمیریل نامی دو مقاموں کے درمیان سے حملہ آور ہوئیں" ایک معرکہ بپا ہوا جو دو دن تک جاری رہا - جرمنی کا جو سرکاری بیان نقل کیا گیا ہے اسکا بیان ہے کہ " جرمن فوج نے سختی کے ساتھ اپنے حریفوں کو روکا اور آگے بھی بڑھیں " مگر جب یہ اعلان کیا گیا کہ دشمن کے نئے کالم آ رہے ہیں تو اسوقت جرمن بازو پیچھے ہٹ گیا"

اس واپسی نے طول پھینچا اور جیسا کہ آج کے (۱۶ - کے) تاروں سے معلوم ہوتا ہے ' ۱۰ تک برابر جاری رہی - اس اثناء میں جرمن فوج اور اسکے پیچھے پیچھے متحدہ فوجیں بہت سے مقامات سے گزریں جنمیں سے اکثر چھوٹے چھوٹے غیر اہم اور معمولی مقامات ہیں -

غالبا ۵ - ستمبر تک جرمن فوج کا دھنا بازو پیرس کے شمال و مشرق میں " سینلس" سے لیکے " پروونس " کے قرب تک پہنچ گیا تھا - " پروونس" پیرس کے مشرق و جنوب میں کولومیرس کے نیچے اور دریائے " سین " کے ساحل سے کسیقدر فاصلہ پر واقع ہے -

یہاں سے انکی فوجیں مشرق و جنوب میں " ٹرواس" سے گزرتی ہوئی پھیلی ہوئی - آگے چلکر " اور سن " ایک مقام ہے - " سین " اور " اور سن " میں ایک خط پیدا ہوتا ہے غالبا جرمن فوجیں اسی خط کے برابر پھیل گئیں -

نئی خبروں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آج سے تین دن قبل اس خط سے جرمن فوجیں تقریباً ۵۰ میل ہٹ چکی تھیں ' اسلیے اسوقت جرمن فوج کا خط " سواسنس " سے شروع ہوکر جنوب و مشرق میں ریمس کی طرف جاتا ہوگا -

خلاصہ یہ کہ اسوقت جرمن فوج کا دھنا بازو جو پہلے مقام " بنیاس" میں تھا ' اب ہٹکے " سوایس سنس" میں آگیا ہے جو پیرس سے ۵۰ میل کے فاصلہ پر ہے - اسمیں غالباً چار آرمی کور یعنی تخمیناً ڈھائی لاکھ آدمی ہیں - ابھی جرمن فوج کا قلب اور بایاں بازو باقی ہے ' اور اگرچہ اسکے بھی ریمس اور ورتن کی طرف جانے کی خبر دی گئی ہے ' مگر ابھی تک اسکو شکستہ نہیں کہا جا سکتا -

جرمنی کے دھنے بازو میں وہ فوج تھی جو معرکہ لکسمبرگ کے وقت سے لڑ رہی ہے ' لیکن قلب اور دھنے بازو کی فوج نے صرف معرکۂ " مونس " کے وقت سے لڑنا شروع کیا ہے -

متحدہ افواج نے اعلان کردیا ہے کہ اب انہوں نے مدافعت کی جگہہ حملے کا پہلو اختیار کرلیا ہے - " مونس" کے بعد متحدہ کا یہ پہلا جارحانہ اقدام ہے -

بحالت موجودہ واقعات کی صاف رفتار پکار پکار اسدرجہ ابھر گئی ہے کہ کسی صحیح رائے کا قائم کرنا بہت مشکل ہوگیا ہے - سول اینڈ ملیٹری گاہور کے ایک تار سے معلوم ہوا تھا کہ جرمنی کے یکایک پیچھے ہٹنے سے انگلستان میں یہ سمجھا گیا ہے کہ وہ فرانس کے دھنے بازو پر حملہ کرنا چاہتی ہے ' مگر بعد کے تاروں سے اسکی مزید تصدیق نہ ہوئی -

یہ امر تو بالکل ظاہر ہے کہ جرمنی نے ابتک اپنی تمام قوت پیرس کی طرف کرلی تھی ' اس اثناء میں روس نے آسٹریا کے اندر غیر معمولی فتوحات حاصل کرلیں - پس فوج کے ایک حصہ کی نقل و حرکت کے توصاف معنی یہی ہیں کہ وہ آسٹریا کی مدد اور روس کے روکنے کیلیے روانہ کی گئی ہیں -

اسی طرح ایک عظیم الشان جرمن ببرہ جسمیں ۴۸ جنگی جہاز ہیں ' بالٹک کی طرف بھی روانہ ہوگیا ہے ' اور غالباً دار الحکومت روس پر بحری حملہ کریگا -

لیکن اُن اسباب کا صحیح تعین مشکل ہے جنکی وجہ سے بظاہر جرمنی نے اپنے قدیم خط جنگ کو بدلکر پیرس سے علحدہ ہونا شروع کردیا - جب تک کہ زیادہ صریح واقعات ظاہر نہوں - البتہ آخری دنوں کے تمام واقعات کو جمع کرنے کے بعد ایک نیا خیال سامنے آتا ہے -

جرمنی نے اپنا خط سفر یہ مقرر کیا تھا کہ سب سے پہلے پیرس کا محاصرہ کرے یا تو اسپر قبضہ کرے یا فرانس کو صلح پر مجبور کرے ' لیکن فرانس نے دشمن کو سر پر دیکھکر پیرس خالی کردیا ' اور ساتھہ ہی انگلستان نے ایک نئی تدبیر یہ کی کہ باہم ایک نیا معاہدہ کرکے فوراً اُس کا اعلان کردیا جسکا منشا یہ ہے کہ فریق متحدہ میں سے کوئی حکومت جرمنی سے تنہا صلح کرلینے کی مجاز نہوگی - ممکن ہے کہ ان دونوں کارروائیوں نے جرمنی کی پیش قدمی کو بے حاصل کردیا ہو ' اس نے سوچا ہو کہ اگر انتہائی فوجی قربانی کے بعد پیرس پر قبضہ کر بھی لیا گیا تو محض ایک خالی شہر کی گلیاں ہاتھہ آئینگی ' جو جدید دارالحکومت سے ۳۰۰ میل کے فاصلہ پر سنسان ہو رہی ہیں ' اور بوجہ نئے معاہدے کے فرانس صلح بھی نہیں کرسکے گا - اس سے بہتر ہے کہ اب قوت کسی دوسرے جنگ پر صرف کی جاے - اسی خیال سے اب وہ پیرس کو چھوڑ رہا ہے - بہر حال

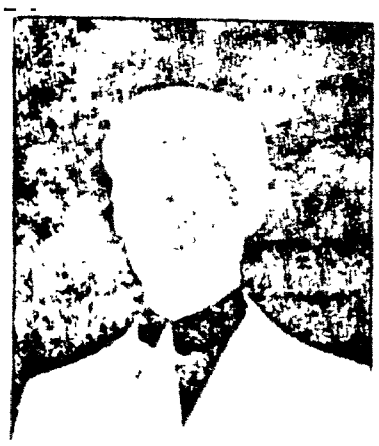

ہزایکسیلنسی لارڈ ہارڈنگ کے صاحبزادہ لفٹننٹ (آئی - سی) ہارڈنگ جنکے زخمی ہونے کی خبر آئی تھی اور جو الحمد للہ روبصحت ہیں

اس جدید انقلاب کے متعلق ہم بغیر مزید رفتار حال دیکھے ہوے کچھ نہیں کہہ سکتے -

(حادثۂ خلیج بنگال)

بلکہ اس ہفتہ میں سب سے زیادہ عجیب اور سب سے زیادہ غیر متوقع واقعہ ایک جرمن کروزر کا خلیج بنگال میں پہنچنا اور پانچ انگریزی تجارتی جہازوں کو غرق کر دینا ہے - یہ واقعہ اسقدر غیر متوقع ہے کہ اگر اسکی اطلاع ہمیں خود پریس سنسر کے دفتر سے نہ ملی ہوتی تو بمشکل ہم اسے تسلیم کرتے -

یہ حادثہ ۱۰ سے ۱۳ - ستمبر کے درمیان واقع ہوا لیکن اسکا اعلان اس وقت (۱۵ - کو) کیا گیا ہے غالباً - جبکہ اسکے طرف سے بے خبر آرام کرکے پھر مفقود الخبر ہوگیا ہے - اس واقعہ کی اطلاع کے ساتھ جہاں ہم پبلک کو اطمینان دلاتے ہیں کہ وہ ایک لائق کروزر کے ہندوستان آجانے کی خبر سے مسرور خاطر سوداگر مطمئن ہے کہ اس سے زیادہ وہ اور کچھ نہیں کرسکتا تھا جو کر گیا - وہاں برٹش کی بھی غفلت پر متعجب ہوے بغیر نہیں رہسکتے جس کی افسوس ناک بے خبری سے اتنے بڑے نقصان نے پہنچانے اور پریشان کرنے کا دشمن کو موقعہ ملگیا - افسوس ہے اظہار کے لئے فارم چڑھچکا ہے اور مزید گنجایش نہیں - اسلیے تفصیلی حالات آیندہ درج کرینگے -

(میدان جنگ سے پہلی رسمی مراسلہ)

۹ ستمبر کو سر جان فرنچ سپہ سالار افواج برطانیہ نے میدان جنگ سے پہلی تفصیلی مراسلت بھیجی ہے جسمیں برطانی فوج کے اولین ورود سے اوائل ستمبر تک کے حالات درج ہیں - یہ پہلی مفصل سرگذشت ہے جو فوج کے اعلیٰ ترین افسر کی زبانی ہمارے سامنے آئی ہے :

تار برقیوں میں صرف اسکا خلاصہ بھیجا گیا ہے - ہم اسکا خلاصہ درج کردینے ہیں :

"انگریزی فوج وقت معینہ کے اندر فرانس میں وارد ہوئی - فوجی اجتماع عملاً ۲۱ - اگست کی شام تک مکمل ہو پہنچ گیا - ۲۱ - کو میں ان مورچوں کی طرف جنکو میں مستحکم سمجھتا تھا اور جہاں سے لڑائی کی طرح ڈالی جانے والی تھی ' فوج کو حرکت میں لانے کے قابل ہوسکا - دوسری آرمی کور " اوڈی " سے " مونس " تک فرنٹ پر متصرف ہوئی ' اور اول کور دوسرے کور کے دہنے جانب متعین ہوگئی - پنجم بریگیڈ رسالہ بسی پر مسلط ہوا - مدتے تک زبردست جرمن کے دستوں اور آلات پرزار کی دیکھ بھال دشمن کے بھاری کا پتہ لگانے میں قاصر رہی - ۲۳ - اگست کی خبروں سے منکشف ہوا کہ دشمن نے اپنی تمام طاقت سے حملے شروع کردیے ہیں - بالخصوص مونس اور بسی میں ہمارے مورچہ کے دہنے بازو پر دشمن کا بہت بڑا زور ہے - اسپر رسالہ نے بسی کو خالی کردیا ' اور دشمن اسپر مسلط ہوگیا - جنرل ژوبری نے پیغام بھیجا کہ فوج شکست پر پیچھے ہٹ رہا ہے ' کیونکہ دشمن نے ۲۲ - اگست کو شارلی اور اسکے مابین دریاے سیمبر کے راستوں پر قبضہ کرلیا تھا -

۲۳ - اگست کی شب کو تمام لائن پر جنگ جاری رہی - "موبیوج" کی طرف ہٹتے ہوے دوسرے دستے نے تیسرے ڈویژن کو دشمن نے سخت نقصان پہنچایا ' اور مونس پر مکرر حملہ کیا -

لیکن دوسرا دستہ کسی قدر مورچہ بندی کے سامنے ٹھہرا رہا اور پہلے دستے کو بتدریج مراجعت کرنیکا موقع ملگیا - شام کے سات بجے وہ موبیوج پہنچا - میں پہلے سے متعین جنرل اسمتھ ڈارلی کو اپنے بائیں جانب کام کرنیکا حکم دیچکا تھا جہاں دشمن بڑی مستعدی طاقت بڑھا رہا تھا - صبح کو جنرل اسمتھ ڈارلی کو سر چارلس مرکیوسن کا پیغام پہنچا کہ پانچویں ڈویژن پر بہت زور پڑا ہے - وہ اپنا رسالہ لیکر عمل کو پہنچے - اس لڑائی کے اثنا میں بریگیڈیر جنرل ڈی نسلی کے جسمدی کے آگے کی پیدل فوج پر حملہ کرکے اسے منتشر کردیا مورچوں موقع تصور کیا لیکن مقصود منزل سے پانچسو گز کے فاصلہ دشمن نے جال کے اسے روک لیا اور اسطرح پیچھے ہٹنے میں سخت نقصان پہنچا - اسکے بعد میں نے دن کے سوا باقی اوس پہنچنے کا ارادہ کیا ' جسکی وجہ یہ تھی کہ میرے دہنے جانب فوج سپاہ مسلسل طور پر پیچھے ہٹی تھی جسکی وجہ سے میری فوج بائیں بے پناہ رہگئی تھی - دشمن کے مغربی دستوں کا منشا مجھے گھیر لینے کا تھا اور ان سب سے بڑھکر یہ کہ میری سپاہ بہت خستہ ہوگئی تھی -

۲۵ کو پہلا دستہ دن بھر سفر کرتا رہا اور دس بجے شب کے قریب ریسر میں پہنچا - میں چاہتا تھا کہ کسی قدر اور مغرب کی طرح بڑھکر لی فاٹو اور لاندرسیز کے درمیانی حصے کو معمور کردیتا - مگر سپاہی تھکے ہوے تھے - اسلیے وہ ستانے کے بغیر آگے بڑھنے کے قابل نہ تھے -

مگر دشمن نے انہیں آرام لینے کی اجازت نہ دی -

۲۴ کو ساڑھے ۹ بجے شب کے قریب ریسیز میں محافظ بریگیڈ پر ہم جرمن دستہ نے سخت حملہ کیا ' مگر بریگیڈ نے نہایت بہادری سے مقابلہ کیا - دشمن شمالی جنگل سے نکلکر شہر کے بازاروں میں در آیا تھا - سات سو سے لیکر ایک ہزار تک دشمن کے مقتول جانوں کا اندازہ کیا جاتا ہے "

اسکے بعد مراسلہ میں چار روز جنگ کے سخت نقصانات پر اظہار افسوس کیا گیا ہے - مگر "یہ نقصان نا گزیر تھا ' کیونکہ مجتمع ہونے کے دو روز بعد ہی جرمن کے پانچ دستوں نے سخت حملوں کا برٹش سپاہ کو متحمل ہونا پڑا "

معلوم ہے کہ اس مراسلت میں متعدد افواج کے کار دار پیچھے ہٹنے کے اسباب سے کوئی تفصیلی بحث کی گئی ہو لیکن جو حصہ تاروں میں آیا ہے ' اس سے اس سوال پر کچھ زیادہ روشنی نہیں پڑتی ' اور صرف اسی قدر معلوم ہوتا ہے کہ انگریزی مراسلہ نگار افواج کے پہنچنے کے بعد جرمن فوج نے ظاہر حملے کیے ' اور زبردست متعدد افواج کو مونس سے ہٹکر سرحد فرانس کے اندر کوندی پر اور پھر دریاے سوام تک چلا آنا پڑا -

ہم نے گذشتہ اشاعت کے افتتاحیہ میں متعدد افواج کے معرکوں پر بحث کی تھی ' اور اُن پانچ خطوط دفاع کے نقائص پر نظر ڈالی تھی جو یکے بعد دیگرے متعدد افواج کے بنائے اور چھوڑے - ساتھ ہی انکا ایک نقشہ بھی دیا تھا - لیکن اسوقت تک کوئی یکجا مفصل بیان ہمارے سامنے نہ تھا - زیادہ تر قیاس اور متفرق خبروں کے منفردہ واقعات سامنے تھے - اب سر جان فرنچ کی مراسلت

ے انگریزي اور فرانسیسي خطوط مدافعت کے مقامات واضح اور قطعي طور پر بنادیے هیں -

اب هم اس مراسلت کو سامنے رکھکر ایک دوسرا نقشہ بنائے هیں- اسکے دیکھنے سے واضح هوجائیگا کہ هم نے جو صورت حال اس مراسلت کي اشاعت سے پہلے قرار دي تھي وہ بالکل صحیح نکلي البتہ بعض جزئیات اس میں زیادہ واضح هوگئے هیں جنکا تذکرہ تاربرقیوں میں نہ تھا -

دوهري جدولیں دریاؤں کي هیں - سب سے پہلے دریاے مي روز کا سلسلہ شروع هوتا هے جسکے کنارے پر لیبز اور نامور کے قلعے واقع هیں - نامور کے قریب آکر اسکا رخ مڑ گیا هے اور مغرب کي جگہہ جنوب مشرق هو کر فرانس میں چلا گیا هے - فرانس کا مستحکم قلعہ ورڈن بھي اسي پر واقع هے -

لیکن نامور سے ایک دوسرے دریا کا خط بھی آپ دیکھہ رهے هیں' جسکے کنارے پر "شارلي راے" اور سرحد فرانس کے اندر " موبیوژ" واقع هے - اسکا نام " سامبرے " هے - اسکا کنارہ آثار ورود افواج متحدہ کے وقت بار بار هوا تھا -

نیچے سرحد فرانس کے اندر دریاے سوام ' ایزن ' اور مارے بھي واضح طور پر دکھلاے هیں جنکا نام موجودہ جنگ کے صدیوں تک کیلیے مشہور کردیا هے - ایزن اور مارے کے درمیان فرانس کا مشہور قلعہ "ریم" هے -

سرجان فرنچ کي مراسلت سے معلوم هوتا هے کہ انگریزي فوج نے سب سے پہلے مونس میں اپنا کام شروع کیا - ۲۲ کو جرمني فوج نے " طاقتور" حملہ کیا اور وہ مجبوراً سرحد فرانس سے هٹ کر موبیوز کے پاس چلی آئي - فرانسیسی فوج انکے دهنے جانب " لیل " میں موجود تھي نقشہ میں لیل کا سیاہ مربع نشان آپ نے بائیں جانب خط سرحد بلجیم و فرانس کے نیچے موجود هے' لیکن غلطی سے وهاں نام لکھنا رهگیا -

اسکے بعد هي جرمن فوج نے بھی سرحد فرانس کو عبور کیا' اور انگریزی فوج کو مع فرانسیسي افواج کے دو دن جگہہ خالی کرنی پڑي - ۲۵ کو وہ کیمبرے پہونچي اور اس تمام عرصے میں عظیم الشان معرکہ جاري رها - بالآخر ۲۶- کي صبح طلوع هوئی جسے هم نے

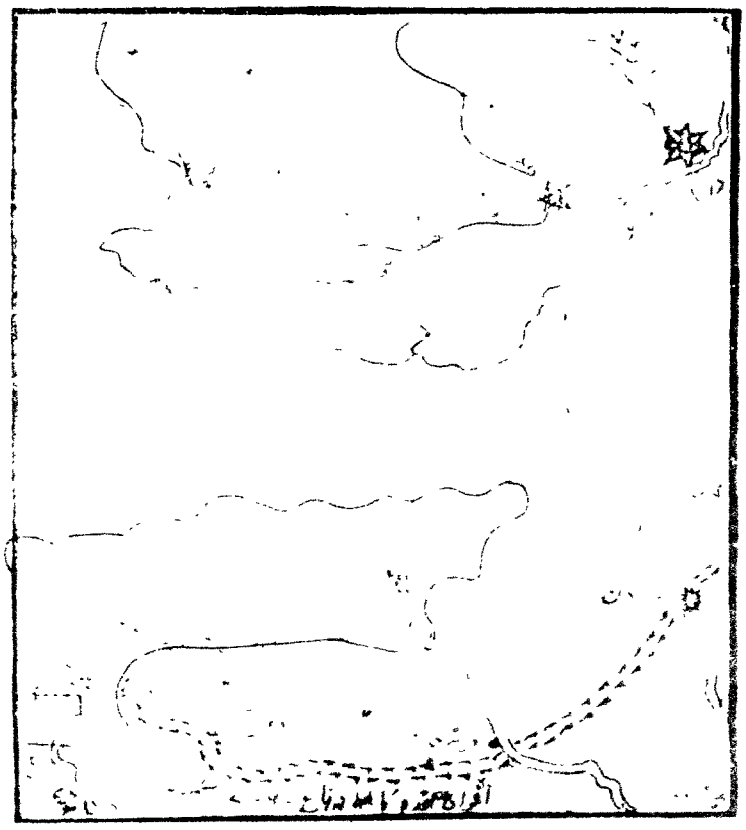

" یوم الغالبین " کے نام سے تعبیر کیا تھا ' اور ایک هولناک چار روزہ معرکے کے بعد یہ خط بھي چھوڑ دیا گیا -

۲۶- کو انگریزي فوج دن بھر متصل مارچ کرنے کے بعد دریاے سوام کے پاس پہنچي - لیکن دشمن کے حملے نے اس جگہہ کے ترک پر بھی مجبور کردیا -

اسکے بعد " امیئس " سے متحدہ کا خط مدافعت شروع هوا ' جسمیں بمقام " لافیرے " دریاے ارئس کے کنارے انگریزي فوج مقیم تھي' لیکن یہاں سے بھی پیچھے هٹنے پر مجبور هوئی اور یکم ستمبر کو " کمپیگن " کے دروں کناروں پر چلی آئی - ۳ - ستمبر کو " سیلی " میں اسکی موجودگی کي اطلاع دی گئی تھی- یہاں سے بھي پیچھے هٹنے کے بعد آخري متحدہ خط "مارنے" سے لیکر ورڈن تک پھیلا دیا گیا - اسمیں پیرس سے قریب تر مقام کولومیرس تھا جو صرف ۳۵ میل کے فاصلے پر هے - اور خط " ریٹري " هوتے هوے ورڈن تک پہنچ گیا تھا- لیکن اخیر کو جرمن فوج کے " لافرے" آگے ' ریم پر قبضہ کرکے مارے کو عبور کرے ' اور ڈان ٹیرول اور کولومیرس تک پہنچ جانے نے اس خط سے بھي پیچھے هٹا دیا' اور اسی خط کے تمام سلسلے پر جرمن نے اپنا خط هجوم مقرر کرکے ورڈن کو "میٹز" سے ملادیا - گذشتہ هفتہ میں هم اسکا نقشہ دے چکے هیں -

اس نقشہ میں تاریخ وار صرف انگریزي خطوط دکھلاے هیں اور گذشتہ اشاعت کے نقشے میں فرانسیسی فوج اور انگریزي فوج دونوں کا متحدہ خط دکھلایا تھا -مثلاً اس نقشہ میں ۱ - ستمبر کا خط صرف " کمپیگن " کے پاس نظر آتا هے لیکن فرانسیسي فوج کے ساتھہ ملکر وہ " ریم " تک چلا گیا تھا -

اس مراسلہ نے هماری گذشتہ افتتاحیہ کے تمام بیانات کی تصدیق کردي -

تخلیہ پیرس

هفتۂ زیر تحریر کا آغاز تخلیۂ پیرس کے واقعہ کو بھی روشنی میں لاتا هے -

اس واقعہ کا قدرتي طور پر جو مقصد واضح هوتا تھا ' انگلستان کے " ماهرین جنگ " کی راے میں فوجی اسرار و اغراض بالکل اسکے برعکس تھے - چنانچہ حکومت فرانس کے دوردہ منتقل هونے کے ساتھہ هی اطلاع دی گئی تھی کہ " لندن میں عام طور پر اس انتقال کو ایک دانشمندانہ فوجی تدبیر قرار دیا گیا هے ' اور فرانس کی تحسین کی جارهی هے کہ اس نے پیرس نہیں چھوڑا "

لیکن یہ ایک فوجی تدبیر تھی' لیکن ویسی هی اخیر حدتک خوفناک دشمن کو سر پر پہنچتا دیکھکر اور اپنے کو گرد و نواح کے تمام محافظ کو ناقابل اطمینان پاکر آخري علاج کے طور پر اختیار عمل میں لائی هے - اسلیے اس واقعہ کی اصلیت سمجھنے کے لیے کسی مزید توجیہ کی ضرورت نہ تھی -

اصل یہ هے کہ سنہ ۱۸۷۱ کے محاصرۂ پیرس کے مصائب فرانس کے سامنے تھے' اور کو پیرس کے لئے استحکامات کے محاصرہ کی کامیابی کو اسقدر آسان نہ رهنے دیا هو جیسا کہ اسوقت تھا' تاهم استحکامات مکان کو مضبوط کرسکتے هیں' مگر مصنوعی کی مصیبتوں کو کم نہیں کرسکتے - اسلیے جب جرمن فوج

کولمبیرس تک پہنچ گئي (جسکا صحیح فاصلہ پیرس سے اب ۳۵ میل کا متحقق ہوگیا ہے) تو قدرتي طور پر معاصرہ کا رفت الیم سامنے آگیا' اور اسکے سوا کوئی صورت نجات نظر نہ آئي کہ پیرس کو خالی کر دیا جائے' اور دشمن سے ۳۰۰ میل دور جا کر حکومت قیام کرے -

اگر " جنگی مصلحت " کا سر عظیم و محکم یہی تھا تو یہ بالکل ٹھیک ہے ' اور اس خبر کے سنتے ہی ہر متنفس نے یہی سمجھا تھا ' مگر اسکے ساتھہ ہی رسمی اطلاعات میں یہ ظاہر کرنا کہ " اسکو فرانس کا ضعف اور اضطراب نہ سمجھا جائے " واقعات کی قدرتی زنجیر میں ایک ایسی کڑي کو رکھنا ہے جو باقی کڑیوں سے بالکل مختلف ہے -

پیرس آدمیوں سے خالي ہوگیا ہے - دنیا کا وہ حسین و جمیل شہر جو ایسے چند ہفتے پیشتر تمام سطح ارضي کے لیے اپنی رونق و عیش و نشاط میں کشش رکھتا تھا' اب ایک ایسی مصیبت بن گیا ہے جس سے انسان دور رہنا چاہتا ہے - چوبیس گھنٹہ میں ایک لمحہ بھی ایسا نہیں آتا جب دریا اور خشکی کي راہیں جانے والونکی پیہم قطاروں سے خالي ہوں - حتی کہ ریلوے وغیرہ کے تمام کاموں میں مردوں کي جگہہ عورتیں کام پر لگائی گئي ہیں - پیرس کي کل آبادی بیس لاکھہ آدمیوں کي بتلائی جاتی تھی - ساڑھے سترہ لاکھہ انسان چند دنوں کے اندر اس سے نکل گئے ہیں - اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ موجودہ تاریخ عالم کا یہ سب سے بڑا ہولناک تخلیہ ہے' جسکي نظیر صدیوں سے دنیا میں نہیں ملتی -

اس مہیب منظر کو اپنے سامنے لاؤ کہ دنیا کے ایک عظیم الشان شہر کے پھاٹک ہر طرف سے کھلے ہوے ہیں' اور ساڑھے سترہ لاکھہ انسان جن میں عورتوں اور بچوں کی حیرانی بھی شامل ہے ' در چار دن کے اندر ہی اندر اس سے نکل جانا چاہتے ہیں ! پھر جنگ کے ہولناک نتائج کي یہ کیسي انقلابی قسط ہے جو اسقدر جلد دنیا کے سامنے آگئی ہے' اور اگر اس اضطراب و دہشت کے اندر سے اولوالعزمانہ اطمینان اور فیروزمندانہ سکون و ثبات کی صدائیں اٹھہ رہی ہیں' تو افسوس کہ ایسی عجیب و غریب صداؤں کے سننے کیلیے ماہرین تدابیر مخفیۂ جنگ کی طرح ہمیں قوت سامعہ نہیں ملی ہے !

اس ہفتہ کے آغاز سے نقشہ جنگ میں جو یکایک انقلاب ہوگیا ہے ' اسکی اطلاعات کے ضمن میں تخلیہ پیرس کی حقیقت زیادہ نمایاں ہوگئی ہے - ہم اس قسم کے مواقع کے ابتدا سے شکر گذار رہے ہیں' جنکے ضمن میں بہت سے غیر معلوم واقعات خود بخود روشني میں آ جاتے ہیں -

۸ - کا تار ہے کہ منصوبہ افواج کی جدید کامیابی اور جرمن فوج کی واپسی سے معاصرۂ پیرس کے خوف کو بہت پیچھہ دور کردیا ہے اور اب پیرس میں اطمینان پھیل رہا ہے - یہاں تک کہ خیال کیا گیا ہے کہ اب بورژوا سے حکومت کو واپس آجانا چاہیے !

کل پہلے پریشاني کہ تھي تو اب اطمینان کس بات پر ہے؟ اگر پیرس جھوٹا محض معاصرے کے خوف سے نہ تھا ' تو اب دشمن کے حملے پر انہوں دربارہ پیرس میں چلے آنے کا خیال پیدا ہوا ہے ؟

اس بحث سے ہمارا مقصود صرف یہ ہے کہ واقعات کو بغیر کسی غیر منطبق توجیہات کے چھوڑدینا ہي بہتر ہے ' اور اس قسم کی توجیہیں جو آگے چلکر واقعات کا ساتھہ نہ دیسکیں ' اطمینان کے حلقہ داروں میں اور زیادہ خلجان پیدا کر دیتی ہیں - حالانکہ ہم کو اور کوشش کرني چاہیے کہ پبلک میں شک و شبہہ پیدا ہونے دیں -

مسئلہ "وفاداری" اور "پاپونیز"

عین اسوقت جبکہ امن و سکون کي ایک نازک آزمایش میں ملک کا ہر گروہ صرف وقت کي ضرورت اور مصلحت کے سوال ہی سے دلچسپي لیتا چاہتا ہے ' ہم میں سے یقیناً کسی شخص کو اسکي آرزو نہوگی کہ وہ خطرناک " فرانسس جوزف " کی طرح اعتماد اور باہمی صفائی کے حصار پر پہلی گولی چلانے کي ذمہ داري اپنے اوپر لے - کیونکہ کتاب پیدایش کے مقدس لٹریچر میں بدي کا جو ہاتھہ قائن (قابیل) کے ہابل (ہابیل) پر اٹھایا تھا' دنیا کي تمام آنے والی بدیوں کی ذمہ داري اسی پر ہے !

لیکن افسوس کہ گولي چل چکی ہے ' اور اسلیے " فرانسس جوزف " کی طرح نہیں جس نے پہلا قدم اٹھایا' بلکہ " سرایڈورڈ گرے " کي طرح جنہیں مجبوراً سفارتی تعلقات قطع کرنے پڑے ' ہم اس ناگوار اور خلاف وقت بحث میں حصہ لینے کیلیے مجبور ہوے ہیں -

روس کی لیمبرگ کي طرف متعصمندانہ پیش قدمیوں کے بعد اسکا فیصلہ مشکل ہوگیا ہے کہ دنیا کا یہ سب سے زیادہ تجربہ کار بادشاہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کي کہاں تک قابلیت رکھتا ہے جبکہ وہ دنیا کی صلح جویانہ درخواستوں کو مغرورانہ ٹھکراتا ہے ؟ تاہم اس سے پہلے ایسا نہ تھا - اسي طرح کو بحالت موجودہ اسکا فیصلہ مشکل ہو کہ ہندوستان کا ایک سب سے زیادہ تجربہ کار ایڈورڈ اعظم پرنس (پاپونیز) اپنی ذمہ داریوں کے سمجھنے کے لیے کہاں تک مستعد ہے جبکہ اس نے ۱۰ سپٹمبر کی اشاعت میں نیشنل کانگرس باشندگان ہند کي وفاداری کو ٹھکرایا ہے ؟ تاہم اگر اس نے موجودہ " ٹیرٹینک اخلاق " کی تقلید اسی طرح جاري رکھي تو کچھہ عجب نہیں کہ کلیشیا کے میدانوں کي طرح الہ اباد کے ایک وسیع پرنٹنگ ہاؤس کے صحن میں بھی " ذمہ داري " کا مفہوم سمجھا جا سکے !

چنانچہ حاکمانہ رد و قبول کی ایک ایسی بلندي پر سے جو بظاہر لارڈ ہارڈنگ کو بھی نصیب نہیں' وہ ہندوستان کے موجودہ اظہار وفاداري کو طے شدہ مسئلہ کی جگہہ ایک بحث طلب سوال کي شکل میں دیکھتا ہے ' اور کونسل کے پچھلے اجلاس کي تقریروں کی نیابتی حیثیت پر حملہ کرنے کے بعد لکھتا ہے :

" ہندوستان کی عام راے مصنوعي چیزوں کي طرح ہر سال پیدا کي جاتی ہے نہ مشہور ہے کہ صوبوں کے خاص شہروں کے علاوہ بڑے شہروں میں بھی درجنوں ایسے اشخاص موجود ہیں جو ہر قسم کی نیابتی مجلسیں منعقد کرتے ہیں - ایک جلسہ کی روئداد کی اشاعت کے ساتھہ ہي ہر مرکزي مقام اور ضلع میں اسي قسم کے جلسوں کے انعقاد کا سلسلہ جاری کردیا جاتا ہے اور انہي مضامین کي تجویزیں پاس ہونا شروع ہوجاتي ہیں"

ہندوستان کے اس سب سے بڑے حکمراں کے عقیدے میں (جو اتنا بڑا ہے کہ ہندوستان کي وفاداري کی بحث میں اسے لارڈ ہارڈنگ اور مسٹر ایسکوینھہ کی صف میں بیٹھنے سے بھی عار آتی ہے) وفاداری کے موجودہ اعلانات " مصنوعی " چیزوں کے مثال پایہکے مستحق ہیں - کونسل کے ممبروں کے اظہارات تمام پبلک کے پوشیدہ جذبات سے مختلف ہیں ' اور وہ صدہ جسے اس ریزولیوشن جو پچھلے پانچ ہفتوں کے اندر ہندوستان کے بعض طول و عرض میں ترتیب دیے گئے' اس سے زیادہ قیمت پانے کے مستحق نہیں کہ

محض چند لوگوں کی ایک سازشی اور مصنوعی سلسلہ جنبانی ہے' جنھوں نے اپنے ایجنٹ ہر جگہ رکھ چھوڑے ہیں !

اسکے بعد وہ افسوس کرتا ہے کہ گورنمنٹ آف انڈیا اس موقعہ پر اپنے مرکز کو جو مدد دیسکتی تھی' اس سے کافی طور پر عہدہ برا نہوی' اور پھر اس ہندوستانی فوج کے متعلق (جسکا تذکرہ ۴ سپٹمبر کو گلڈ ہال میں کیا گیا) اور (غالباً) بلکنڈہ بارے کے ان ہندوستانی ممبروں کے متعلق جنہوں نے جنگ میں " قایوں " اور " کہاروں " تک کا کام کرنے کیلیے اپنے تئیں بلا شرط ڈالدیا اگر وہ سپاہی کی ڈیوٹی بجالانے کے قابل نہوں' بے نا قابل فراموش رائے دیتا ہے :

" ہم لوگ اطمینان کے ساتھ ہر ہندوستانی فوجی دستے کو جرمنی کے مقابلہ پر نہیں بھیج سکتے اور اندرونی امن کو بیرسٹر والنٹیروں پر نہیں چھوڑ سکتے - ہمکو معلوم ہے کہ ہندوستان کے ایجی ٹیٹروں نے فوج کو بہکانے کی کوشش کی تھی' اور شاید ان میں وہ لوگ بھی شامل تھے جو آج وفاداری کے رزولیوشن پاس کر رہے ہیں "

اسکے ساتھ ہی وہ خوف ظاہر کرتا ہے کہ ہندوستانی فوج کے اندر ان " ایجی ٹیٹروں " کے پھیلائے ہوئے " جراثیم " موجود ہوسکتے ہیں اور اسلیے فرانس کے فیصلہ کن میدان میں انکا تعینہ کرنا دانشمندانہ عمل نہوگا -

یہ ہے ایک سرسری اندازہ اُس قیمت کا جو "پابند" ہندوستانیوں کو انکی موجودہ وفاداری کی جانچ کرلینے کے بعد دینا چاہتا ہے :

فماربحت تجارتهم و ما کانوا مهتدین !

جنگ کا اعلان ہوتے ہی تمام ہندوستان میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک جس تاریخی اتحاد اور سرعت کے ساتھ ملک کے ہر گروہ نے عہد وفاداری کی تجدید کی' پایونیر کی نگاہ میں وہ ایک " مصنوعی " قسم کی پبلک اوپینین ہے اور ذرا بھی قابل لحاظ نہیں - ملک کے ہر گوشے سے " جان و مال " کی غیر مشروط اور انتہائی درجہ تک پہونچی ہوئی صدائیں اُٹھیں' مگر وہ اسے ایک سوچی سمجھی ہوئی سازشی وفاداری قرار دینے میں بالکل بیباک ہے -

تمام ملک نے اپنی بڑی سے بڑی سکایتیں بھلادیں' اور ماضی کا پورا دفتر جو اکثر حالتوں میں خوش آیند نہ تھا' یک قلم تہہ کردیا گیا - گورنمنٹ کے افسردہ کن بے توجہی کے ساتھ پبلک کی توجہی خدمات میں لینے سے اعماض کیا' مگر اسکے جوش میں فرق نہ آیا - وہ اسکے لیے بھی طیار ہوگئی کہ زخمیوں کے بستر اٹھانے اور ٹٹی کانوں کو کھینچنے کی خدمت کے قبول کرنا جائے اس سے بھی انکار کیا گیا اور دو ہزار آدمیوں کو لینے کی منظوری دیکر منظوری نہ دی - نہ اپنی ہمہ اسکی آمادگی میں ذرا بھی فرق آیا - پھر جان کے بعد مال کی منزل آئی' اور تو یورپ کی جنگ کے بے قصور ہندوستان کو ناگہانی افلاس اور خوفناک بیکاری سے دوچار کردیا ہے' تاہم اسکے لیے بھی ہر جماعت آگے بڑھی اور مہاراجہ میسور کی یکمشت رقم سے لیکر امپیریل ریلیف فنڈ کی چھوٹی رقموں تک' ہندوستانیوں نے عام طور پر اسمیں حصہ لیا - اسکی فوج سب سے زیادہ کم تنخواہ پر سب سے زیادہ جاں نثاری ظاہر کرنے میں کبھی بھی پیچھے نہ رہی' اور اب بھی اپنی جانوں کو ہتھیلیوں پر لیکر اندرون فرانس کے اندر پھیل گئی ہے - یہ سب کچھ ہو چکا ہے اور ہو رہا ہے - مگر سارا ملک ہے اور موسم پر امن - سمندر کی سطح جیسی اب خاموش ہے کبھی نہ ہوئی' اور " رفت " کے حکم کا جیسا اعتراف اب کیا گیا ہے ویسا کبھی بھی نہیں کیا گیا - تاہم اعتماد اور یقین کے اس عام سکون میں یکایک شک اور شبہ کی ایک بے ہنگم صدا بھی ہے اور نوزوں دلوں کو شک اور ناقابل برداشت بے اعتمادی کے حملے سے مجروح کرنا چاہتی ہے -

یہ پایونیر ہے جو اُن حقیقتوں سے کھلے طور پر انکار کرتا ہے' جنسے نہ تو لارڈ ہارڈنگ کو انکار ہے اور نہ مسٹر ایسکوئتھ کو' اور پھر اُس وقت انکار کرتا ہے جبکہ وقت کے تغیرات کے لحاظ سے بھی ہندوستان کی وفاداری کو اسقدر حقیر نہ ہونا چاہیے جیسا کہ اس سے پہلے انگلو انڈین نقطۂ خیال سے رہی ہے - پھر کیا ہمیں بتلایا جا سکتا ہے کہ اگر شک اور خوف کا یہ بیج خدا نخواستہ پھل لائے' تو اسکی ذمہ داری کا ذمہ دار کون ہوگا ؟

اعتماد اور شبہ کی دیواریں دوری طرح بلند ہوچکی تھیں اور ان میں ایک مستحکم قلعہ کا کام لیا جا سکتا تھا' لیکن پایونیر اور اسکے ہم آواز (اگر مجھے ہوں تو) اس امر کے ذمہ دار ہیں کہ انہوں نے ان دیواروں پر حملے کا سب سے پہلا قدم اٹھایا ہے - انکے لیے بہتر تھا کہ وہ سر ابتدوزد گورے کی پالیسی کی پیروی کرتے جسکی امن جولئی کی سرگذشت ۴ سپٹمبر کو برطانی وزیر اعظم نے خوفناک " بیرسٹر والنٹیروں " کے تذکرہ سے کچھ پہلے سنائی تھی کہ وہ دولت برطانیہ کے جنگ کے دیوان جنگ کی جس نے " پہلا قدم " اٹھانے کی ذمہ داریوں میں اپنی تمام عاقبت اندیشی گم کردی ہے -

بدقسمتی سے اس نئے علم الجراثیم (Bacteriology) کے متعلق ہمیں کچھ معلوم نہیں ہے' جبکہ جرمس ہندوستان کے موجی اعضاء میں منعدی ہوچکے ہیں' اور جسکو ایک پر آشوب جنگی عہد میں دریافت کرنیکی پایونیر کی انگلو انڈین اکاڈیمی نے عزت حاصل کی ہے - البتہ بعبر کسی مائکروسکوپ (Microscope) کے ہم اُن خطرناک جراثیم کو دیکھ رہے ہیں' جو اس قسم کی زہریلی تحریروں کے ہر نقطہ کے اندر موجود ہیں' اور جنکے دیکھنے کے لیے پایونیر کی طرح کسی جدید ساختہ "بغارت نما" (Sedionoscope) کے بھی ضرورت نہیں ہے - کیونکہ ہر عمل اُسے محسوس کرسکتا ہے' اور ہر عاقبت اندیشی اسکیلیے دیدہ ور ہے -

اگرچہ ہندوستانیوں کی وفاداری کیلیے یہ ایک سخت دلشکن اور درد انگیز حملہ ہے جو کیا گیا ہے' تاہم ہم انہیں سمجھاینگے کہ یہ پہلا ہی واقعہ نہیں ہے جس سے وہ متاثر ہوں بد قسمتی سے ایڈگلو انڈین پریس کی تاریخ ایسے نظائر سے پر ہے پس انکو چاہیے کہ وہ پایونیر اور اسکے ہم مشربوں کے پاس ایسی قسمت کی قسمت نہ ڈھونڈھیں' بلکہ انکی طرف دیکھیں جنہوں نے بالاتفاق انکے ایسے کامل اعتماد و یقین کے پے درپے اعترافات لیے ہیں اور جو انکی قسمت کے مالک ہیں - وہ ہندوستان کے چاروں نیر صوبوں کے حکمرانوں کی طرف متوجہ ہوں جنہوں نے انکی وفاداری کا ثبوت سے زیادہ اعطوں میں اعتراف کیا ہے - وہ ہندوستان کے سب سے اونچے حاکم کی آواز سنیں جس نے پچھلے نومبر میں انکی نثار تلواروں کی داد دی ہے' اور یہ بالکل بھلادیں کہ انہ ہزاروں " پرنسس ہاؤس " میں سملہ کے " وائسرائگل لاج " سے زیادہ خطرناک عقلمندی کا دعوا پر ورس پارہا ہے - سب سے مگر سب سے زیادہ انہیں ناچ کے اس یادگار اعلان پر اپنی تصدیق جو لینی چاہئیں جو اسی ہفتہ کے آثار کا پہلا یادگار واقعہ ہے -

لیکن ساتھ ہی ہم گورنمنٹ سے بھی یہ سوال کیے بغیر نہیں رہ سکتے کہ وہ ان خطرناک جراثیم کو ختم کرنا نہیں چاہتی کہ دیا وہ ایسی زہریلی تحریروں کے نتائج پر اور انکی جانب دولی مستعدی دکھلائیگی ؟ کیا وہ اپنے ان مشیروں کو یہ مشورہ دیسکتی ہے کہ اگر انکے پاس ہمارے لیے اسکے سوا اور کچھ نہیں ہے' تو کم از کم اس موقع پر تو ایسے خیالات کا اظہار ملتوی رکھ سکتے ہیں ؟

افسوس کہ ہندوستان کا پریس ایکٹ (بقول حکیم سولن) مکڑی کا جالا ہے' جو ہندوستانی پریس کی مکھی کو تو اپنے اندر قید کرلیتا ہے' لیکن انگلو انڈین پریس کی لاٹھی کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا !

الهلال

۲۴ شوال ۱۳۳۲ هجري

غزوات اسلامیہ

اور اسکی یادگاریں

(۱)

سیلاب آتا ہے تو اوسکی سطح پر سر بفلک عمارتیں حباب کی طرح تیرتی پھرتی ہیں - زلزلہ آتا ہے تو فقیروں کی جھونپڑی کے ساتھہ قصر شاہی کے ستون بھی متزلزل ہو جاتے ہیں - آندھی چلتی ہے تو سب سے پہلے عظیم الشان محلوں کے کنگرے ہی اوسکے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں !

جنگ بھی ایک سیلاب ہے ' جو تمدن کے آثار کو بہا لے جاتا ہے - لڑائی بھی ایک زلزلہ ہے' جو نظام امنیۃ کی بنیادوں کو دفعتاً ہلا دیتا ہے - معرکہ کار زار بھی ایک آندھی ہے' جو علم و تہذیب کے ایک ایک ریشے کو بیخ و بن سے اوکھاڑ کر پھینکدیتی ہے !

دنیا کی تاریخ نے ہر زمانے میں اسکی دردناک مثالیں بکثرت پیش کی ہیں - بخت نصر اوٹھا اور بیت المقدس کو برباد کردیا - ایرانی آئے اور بابل کے قدیم تمدن کو تاراج کرکے چلے گئے - رومی نکلے اور کارتھیج کی سرزمین کو آگ اور خون سے بھردیا - سکندر یونان سے نکلا اور ایران کی در و دیوار کے ایک ایک نقش کو مٹا آیا - تاتاری ابھرے اور بغداد کے قدیم آثار تہذیب کو دجلہ میں ڈبودیا -

اس قسم کے حملوں نے مادی یادگاروں کے ساتھہ ہمیشہ روحانی یادگاروں کو بھی فنا کردیا ہے - تاتاریوں نے بغداد کے کتب خانے کا ایک ایک حرف دجلہ کے بہتے ہوئے پانی سے دھو دیا ' اسکندریہ کا عظیم الشان کتب خانہ آگ کے شعلوں کی نذر ہوگیا ' ایران نے تاج شاہی کے موتیوں کے ساتھہ اپنے علمی جواہر بھی حارتگروں کے پاؤں پر نثار کردیے ' سیکڑوں بت خانے منہدم ہوگئے سیکڑوں مسجدیں ویران ہوگئیں' ہزاروں گرجے گرادیے گئے' [illegible] اور مدارس برباد ہوگئے !

(دارالعلم لوویں کی بربادی)

آج خود یورپ ہی کی روایت سے خود اوروپ [illegible] وحشیانہ مثال کا ہماری معلومات میں اضافہ ہوا ہے [illegible] علم و تمدن کی اس سب سے بڑی محافظ قوم کو [illegible] دیا ہے جو آج فلسفہ اور صناعۃ کی نئی عمارتوں کا اصلی ستون ہے - سکی سرزمین نے علم کی سب سے بڑی خدمت کی ' سکے حکماء نے فلسفہ کی نئی زندگی کیلیے سب سے پہلے نفع کیا ' جس نے مشرقی علوم و آثار کو سب سے پہلے بچایا ' سکے فلاسفہ نے ارسطو کی عظمت خاک میں ملادی اور یونان کے علمی تسلط کی جگہ اپنے عرش فکر و ادراک کے آگے تمام دنیا کو مسجود کرایا ' جسکا ملک سب سے بڑا دارالصنائع' جسکے دارالعلوم سب سے زیادہ پایگاہ علم' اور جسکی قوم سب سے زیادہ استاد معارف اور عشاق علوم ہے !

با ایں ہمہ ہمیں یقین دلایا گیا ہے کہ اس نے یورپ کے ایک بہت بڑے علمی پایگاہ (لوویں) کو جلا دیا - اسکا دارالعلوم' اسکا دارالکتب' اسکے علمی تجربہ گاہ ' سب آگ اور دھویں کے اندر فنا کردیے گئے - غیر محارب انسانوں کے قتل اور بے قصور علمی عمارتوں کی آتشزدگی پر آج علم و تمدن کا ہر فرزند اپنے آپکو خونبار و ماتم سنج دیکھتا ہے !

(یخرج الحی من المیت)

لیکن کبھی کبھی وہی پانی جو طوفان بن کے موجیں مارتا تھا ایسا بھی ہوتا ہے کہ ابر کرم کا چھیدنا بنجاتا ہے - کبھی کبھی زمین کی وہی حرکت جو زلزلہ بن جاتی ہے' ایسا بھی انقلاب ہوتا ہے کہ سبزہ کی لہک اور بوے گل کی موج ہوجاتی ہے - کبھی کبھی ہوا کا وہی تند جھونکا جو آندھی بن کے چلتا تھا ' ایسا بھی ہوا ہے کہ نسیم خوشگوار بنکر چلنے لگا ہے : یخرج الحی من المیت و یخرج المیت من الحی !

اسلام اسی ابر کرم کا چھینٹا ' اسی بوے گل کا فاصلہ ' اسی نسیم سحر کی موج حیات تھا - بخت نصر نے بیت المقدس کو برباد کر دیا تھا ' ایرانیوں کے حملے سے بابل کا تمدن منہدم ہوگیا تھا ' ایران کے در و دیوار سکندر کے حملوں سے چور چور ہوگئے تھے ' تاتاری بغداد میں اینٹ پتھر کا ڈھیر چھوڑ کر چلے آئے تھے ' لیکن فرزندان اسلام نے خدا کی راہ میں جان و مال کو برباد کیا تاکہ دنیا کو آباد کریں - انہوں نے اپنے آپکو مٹایا تاکہ دنیا کی مٹی ہوئی یادگاریں پھر زندہ ہوجائیں ' انہوں نے اپنے خون کو بہایا تاکہ دنیا کے چہرے کا رہ آب و رنگ پھر عود کر آئے جسکو وحشیانہ حملوں کے سیلاب بہا لیگئے تھے !

انہوں نے اس پاک مقصد کے لیے تلوار ہاتھہ میں لی' اور دنیا نے دیکھہ لیا کہ جو چیز سررشتۂ حیات کو پہلے کاٹ دیتی تھی' وہ اب تمدن کے بکھرے ہوے اجزاء کو پیونکر جوڑ رہی ہے ؟

دنیا نے دیکھہ لیا کہ عرب کے جن میدانوں میں خاک اوڑ رہی تھی ' اوس میں نسیم خوشگوار کے جھونکے چلنے لگے - ایران کے مٹے ہوے نقش و نگار پھر ابھر آئے' یونان کی برہم شدہ مجلس علم پھر گرم ہوگئی' مصر و شام کا کاروان رفتہ پھر لوٹ آیا - بیت المقدس پھر تمدن کا قبلۂ مقصود بن گیا - پہلوں نے جو کچھہ لوٹا تھا' انہوں نے وہ سب کچھہ واپس دلادیا - پہلوں نے برباد کیا تھا - انہوں نے زندگی بخشی - ٹیٹس رومی بروشلیم آیا تاکہ برباد کرے - لیکن اعراب حجاز یروشلیم گئے تاکہ اسکے لٹے ہوے باغوں کو سرسبز و شاداب کردیں ! رومیوں کی موجیں افریقہ اور ایران سے گذریں' لیکن انکی راہوں میں ہلاکت اور بدحالی تھی - ٹھیک انہی زمینوں پر سے مسلمان بھی گذرے' مگر انکے ساتھہ ساتھہ تمدن و آزادی اور امن و نظام کے فرشتے سایہ افگن تھے !

فانظر الی اثار رحمت الله ! کیف یحی الارض بعد موتها ان ذالک لمحی الموتی وهو علی کل شیء قدیر !
(۳۰ : ۴۹)

پس اللہ کی رحمت کی ان نشانیوں کو دیکھو کہ اس نے کس طرح زمین کو اور اسکے اوپر زندگی بخشی جبکہ وہ مرچکی تھی ؟ بیشک وہ موت کو حیات سے بدلنے والا ہے اور سب کچھہ کرسکتا ہے !

(مقصد طہور امم)

لیکن جس قوم نے اعلا کلمۃ اللہ کا جھنڈا بلند کیا تھا ' جو ایک دین قیم کی صداقت کو دنیا کے تمام ظلم و فساد اور عصیان و طغیان پر غالب کرنا چاہتی تھی' اوسکے سینے کے اندر امن و اصلاح عالم کی جس روح القدس نے اپنا نشیمن بنایا تھا ' وہ صرف تمدن

و تہذیب کی گلکاریوں ھی پر فریفتہ نہیں ھوسکتی تھی - اسکا مقصد ظہور اس بلندی سے جسکے بعد چشم ماندہ کچھہ نہیں دیکھہ سکتی' اور اس وسعت سے جسکے بعد ھماری بڑی سے بڑی رصد گاھیں جواب دیدیتی ھیں ' بہت بلند تر تھا :

کنتم خیرامۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر' (۳: ۱۰۶)	تم کو خدا نے دنیا کی بہترین قوم بنا کر نمایاں کیا ھے- تم سچائی کا حکم دینے ھو اور دنیا کو برائیوں سے روکنے ھو -

(تشریح مزید)

ھم کو نہیں معلوم کہ عظیم الشان مصری دنیا میں کہاں سے آئے تھے؟ لیکن ھمنے ھیرو غلیفی نقوش کے اندر پڑھا ھے کہ انہوں نے بڑی بڑی قوموں کو غلام بنا کر ذلیل و خوار کیا' انکو عجیب عجیب طرح کے آلہ ھائے تعذیب کے شکنجوں میں کسا' جنکی تصویریں "منی فس" کے مندر میں دیکھکر ھم اشک الوگ ھوے ھیں' اور اسکے بعد بڑے بڑے میدان بنا کر لور حیرت انگیز عمارتیں تعمیر کرکے دنیا سے چلے گئے - مگر ان تعمیری و صناعی کارناموں کا وجود بھی مظلومی کی آہوں اور بے بسی کے آنسوؤں کی یاد دلاتا ھے جو بلاد نوبہ اور کنعان کی مفتوح قوموں نے انکے لیے چار پایوں سے بھی زیادہ محنت کرتے ھوے بہاے تھے !

ھم نہیں جانتے کہ روم کے ھولناک خاتموں کا جنکے سر پر تمدن قدیم کا سب سے زیادہ درخشاں تاج نظر آتا ھے ' کیا مقصد تھا؟ مگر ھم نے شمالی افریقہ میں کئی میلوں تک پھیلا ھوا ایک نردہ دیکھا ھے' جسکے اندر سے کارتھیج کی دیواروں کی ٹوٹی ھوئی اینٹیں نکلتی رھتی ھیں' اور ایران و شام کی خاک کے ذرے کہتے ھیں کہ ھمیں سب سے زیادہ خون انہی رومی تلواروں کی لعنت سے نصیب ھوا ھے !

تاریخ کے عہد قدیم کی تاریکی ھمیں کچھہ نہیں بتلاتی کہ وہ عظیم الشان ایرانی جنھوں نے اصطخر کی عظیم الاثر محرابیں بنائیں اور اپنی روایتوں کے اندر دیوؤں سے لڑے اور تمام بحور بر کو تحت ایران کے آگے سر بسجود دیکھا ' دنیا میں کیوں نمایاں ھوے تھے اور دنیا نے انسے کیا پایا ؟ البتہ دریاے فرات کے کنارے کے وحشت ناک تودے اور کہیں کہیں سے ابھر کر نظر آجانے والی شکستہ دیواریں اپنے اندر ایک تاریخ عمل ضرور رکھتی ھیں' اور ایران کا سب سے بڑا کارنامہ یہ بتلاتی ھیں کہ عہد قدیم کے عظیم الشان کشور تمدن یعنے بابل پر خوفناک درندوں کی طرح وہ چڑھہ آے اور اسکی عجیب الصناعۃ دیواروں کے نیچے بربادی اور تباھی نے انکے مقصد ظہور پر نوحہ پڑھا !

پھر خود وہ بابل (جو ایرانیوں کی خونخواری پر نوحہ خواں ھے) دنیا میں کس غرض سے آیا تھا اور کیا کرگیا ؟ یہ سچ ھے کہ اس نے معلق باغ بناے جو بڑے ھی عجیب تھے اور آج بھی عجیب سمجھے جاتے ھیں ' لیکن اس نے تمدن و انسانیت کے آن باغوں کے واسطے کیا جو کچھ عجیب نہ تھے' لیکن باغبان دنیا کے ھزارھا برسوں کی محنت کی کمائی تھے ؟ ھولناک بحیرہ نصرہ ناراج کی سیلاب جب شام میں پھیلا ھے تو یروشلیم (بیت المقدس) کی زمین کا چپہ چپہ شادابی و سرسبزی کی بہشت تھا' لیکن بابل کے متمدن موربد وہاں اسلیے آئے تھے کہ زندگی کی شادابی کی جگہ آگ کے حرفوں کے نقشوں میں اپنے ظہور کا مقصد لکھہ جائیں ! فجاسوا خلال الدیار' وکان وعداً مفعولا (۱۷ : ۹)

پھر وہ قوم جو ان سب کی جا نشیں ھوئی - شام سے اٹھی اور روم پہنچی ' پھر یونان و مصر اور شمالی افریقہ تک پھیل گئی اسکی نسبت بھی ھمیں نہیں معلوم کہ اسکے آنے کا مقصد کیا تھا؟ اور گو وہ کوہ "ریتون" کی ایک چٹان پر بتلایا گیا ھو ' لیکن نہ تو روم کی تاریخ میں وہ قابل فہم ھے ' اور نہ پانچویں صدی مسیحی سے لیکر (جبکہ اس نے تخت حکومت اور تلوار بے نیام کے ساتھہ اپنی نمایش کی) پندرھویں صدی مسیحی تک (جبکہ اسپین میں مجلس تعذیب روحانیین (انکریزیشن) قائم کر رھی تھی) وہ سمجھا جا سکتا ھے - البتہ تریپر کی رھنمائی میں ھمنے قرطبہ اور غرناطہ کی وہ عمارتیں دیکھی ھیں جہاں پہلے تمدن کی رونق' علم کی مجلسیں' اور عمران و تہذیب کی آبادیاں تھیں ' مگر اسکے بعد وحشت و ھمجیت کا ایسا سناٹا چھایا' جسے بیسویں صدی کی عالمگیر چہل پہل بھی ابتک دور نہ کرسکی !

(امہ وسط)

لیکن دنیا کی ان تمام بڑی سے بڑی قوموں کے بعد ' ھمارے سامنے صرف ایک قوم ایسی آئی ھے جس نے اپنے ظہور کے پہلے ھی دن اپنا مقصد بتلا دیا تھا' اور جو مخصص قوموں کا ایک مجرم' طاقتوں کا ایک اجتماع ' اور قہر و استیلاے بہیمی کا ایک انقلابی سیلاب نہ تھا جو آیا اور بہا کر چلاگیا' بلکہ طے شدہ کاموں کا ایک کھلا اور اعلان کردہ پروگرام تھا' جسے اپنے ھاتھوں میں لیکر وہ دنیا کی اجڑی ھوئی آبادیوں اور برباد کردہ علم و تمدن کی یادگاروں کے سامنے نمودار ھوئی :

الذین ان مکنـاھم فی الارض' اقاموا الصلوٰۃ و اتوا الزکوٰۃ و امروا بالمعروف و نھوا عن المنکر' و للہ عاقبۃ الامور ! (۲۲ : ۳۵)	" یہ وہ قوم ھے کہ اگر ھمنے انہیں دنیا میں قائم کردیا تو انکا کام آبادیوں کو اجاڑنا ' انسانوں کو قتل کرنا' عمارتوں میں آگ لگانا ' اور قہر و استیلا کی لعنت میں عالم انسانیہ کو مبتلا کرنا نہوگا' بلکہ وہ کارگاہ عالم میں اسلیے قدم رنجیگی کہ صلوٰۃ الہی کو قائم کرے' محتاج اور کس مپرس انسانوں کو اپنے مال کا شریک بنائے' سچائی اور راست بازی کا حکم دے' اور ھر طرح کی برائیوں اور ظلم و فساد کو دنیا میں روکے' اور سب کا انجام کار اللہ ھی کے ھاتھہ میں ھے ۱"

تاریخ موجود ھے اور کئی ھزار سال تک کا سراغ ھم نے لگا لیا ھے ' لیکن دنیا میں آجتک کوئی قوم ایسی نہیں آئی جس نے اپنے ظہور کا مقصد یہ قرار دیا ھو' اور اپنے ظہور کے اول دن ایسے صاف لہجے اور ایسی کھلی روشنی میں اسکا عام اعلان کردیا ھو !

(عزوات اسلامیہ کی یادگاریں)

پس جس قوم کے ظہور کا مقصد قیام صلوٰۃ' امر بالمعروف' اور نہی عن المنکر تھا' ضرور تھا کہ وہ جو کچھہ کرتی' صرف اسی مقصد کیلئے کرتی' اور اپنے سفر سعی کے ھر قدم پر اسی کو ڈھونڈھتی - چنانچہ ھم دیکھتے ھیں کہ جبکہ دنیا کی تمام قوموں کی لڑائیوں کی یادگاریں بربادی و ھلاکت اور شر و طغیان کی صورت میں صفحۂ زمین پر باقی ھیں ' تو اسلام کی غزوات و جہاد کی یادگاریں ایک اور ھی رنگ اور ایک دوسری ھی حالت میں نظر آتی ھیں -

اگرچہ اوسکا نقش قدم جس سرزمین پر پڑتا تھا' ایک یادگار علم و تمدن بن جاتا تھا لیکن وہ ھر سفر جہاد سے اپنے ساتھہ صرف روحانی یادگاریں ھی لیکر واپس ھوئی -

اسکی مادی و علمی یادگاروں پر بہت کچھہ لکھا گیا ھے مگر اس موضوع پر ابتک کسی نے توجہ نہ کی ھم آئندہ نمبر میں اسکی روحانی یادگاروں کے چند مخطر دکھلائینگے -

مقالات

جنگ کے اسبـاب

هاتهي کے دانت !

هاتهي کے دانت دکهانے کے اور هوتے هيں کهانے کے اور - بعينه اسی طرح جنگ بهی ظاهري و باطني' دو قسم کے اسباب کا نتيجه هوتي هے' ليکن سياست کي زبان ظاهري اسباب دکها کر تمام دنيا سے اپنے هجوم و اقدام کے جواز کا نذرانه لے ليتي هے' اور جنگ کے حقيقي اسباب کو انکے پردے کي تاريک آڑ ميں چهپا ديتی هے -

جنگ کا حقيقي سبب حرص و طمع کي وه فوج هے' جو هميشه اپنا کمينگاه بادشاهوں کے دلوں کو بناتی رهتی هے - يهی فوج دوسري همسايه سلطنتوں پر دهاوا مارتي هے' اور دنيا کی دوسری ضعيف قوموں کے دبانے کے گهات ميں لگی رهتي هے -

ليکن جب تک حمله کا کوئی ظاهري سبب پيدا نهيں هوتا وه خاموشی کے ساتهه انتظار کرتي هے - جب خوش قسمتی سے اس قسم کا موقع هاتهه آجاتا هے تو پهر علانيه ميدان جنگ ميں آجاتی هے اور اپنے ظالم و وحشت پر ظاهري اسباب کا پرده ڈال کر دنيا کو خدع و فريب ميں مبتلا رکهتی هے - حتی که قتل کرتي هے مگر کهتي هے که امن و تهذيب کے قيام کی ايک مقدس خدمت انجام دي جارهی هے !!

شخصي سلطنت کے زمانے ميں جنگ کا اعلان صرف بادشاه يا سپه سالار کے ارادے کی بنا پر کيا جاتا تها - کسيکو اوسکے اسباب کے دريافت کرنے کی جرأت نهيں - هوتی تهي ليکن اکثر اس حمله کا تعلق بادشاه کی ذات اور شخصيت سے هوتا تها' ملک اور قوم پر اوسکا کوئی اثر نهيں پڑتا تها - کبهی کبهی سلاطين قديم ميں صرف عاشقانه رقابت کی بنا پر عظيم الشان جنگيں هوگئی هيں' اور کبهي ايسا بهی هوا هے که چند ناگوار لفظوں نے بعض اوقات ايک دفعتاً دنيا ميں بهڑکا دي هے -

سلاطين جب تک انتقام لينے کي قدرت رکهتے هيں' شخصی سلطنتوں ميں انکو اظهار سبب اور توجيه و تعليل کی ضرورت پيش نهيں آتی - تمام فوج اور تمام ملک انکے اشاره چشم و ابرو کے ساتهه دفعتاً حرکت ميں آجاتا هے - ليکن جب وه ضعيف هو جاتے هيں اور انکا قدم ميدان جنگ کي طرف نهيں بڑهتا تو اس وقت حيله آفريني کی ضرورت هوتی هے' اور بعض اوقات اسی اسباب کی بنا پر ملک کے جذبات کو بهڑکا کر آماده جنگ کيا جاتا هے - تمام قوم دهوکے سے يقين کرتي هے که وه اپنی عزت' اپنے وطن' اور اپنے مصالح پر اپنی جان قربان کر رهي هے' حالانکه درحقيقت ميدان جنگ سلاطين کي اغراض شخصيه کا شکارگاه هے' جسکو هميشه مصالح مصنوعي برقع پوش رکهتے هيں -

اگرچه تمام دنيا کي لڑائيوں کے اسباب کی تفصيل نهيں کی جاسکتی تاهم هر جنگ انهی ظاهري و باطني اسباب کا نتيجه هوتی هے' اور ميدان جنگ کا غبار هميشه باطنی اسباب کو اپنے پردے ميں چهپا هوا رکهتا هے -

(مصر کے دو فاتح !)

جب تک دنيا ميں عرب کی ساده سلطنت قائم رهی' اوسکا دامن خدع و فريب' کذب و اختلاق' تدليس و دسائس کے داغ سے پاک رها - حضرت عمرو ابن العاص نے زمانه جاهليت ميں مصر کی ثروت اور شادابی کے مناظر اپنی آنکهوں سے ديکهے تهے - جب اسلام لائے اور اونکو حضرت عمر رضي الله عنه نے سپه سالاري کا منصب عطا فرمايا تو اونکو وه خواب ياد آگيا جسکو اونهوں نے مصر کے سبزه زاروں ميں ديکها تها - چنانچه اونهوں نے حضرت عمر کی خدمت ميں مصر پر چڑهائی کرنے کی درخواست کی' ليکن اوسکے سبب کا اظهار اوس ذوالوجهين پاليسی کی زبان سے نهيں کيا جو يورپ کے دهن حرص و آز ميں رهکر تيغ دو دم کا کام کرتي هے' بلکه اونهوں نے صاف صاف کهديا :

"اگر آپ نے مصر کو فتح کرليا' تو وه مسلمانوں کی عظيم الشان قوت کا مرکز هو سکتا هے - مسلمانوں کو اوس سے بهت بڑي مدد مل سکتي هے - وه دولت و ثروت کا خزانه هے اور خوش قسمتي سے اسوقت وهاں کے باشندے جنگ کي طاقت بهی نهيں رکهتے" (۱)

چنانچه حضرت عمر رضي الله عنه نے بهت ليت و لعل کے بعد اجازت دیدي -

ليکن جب اسی مصر پر نپولين بونا پارٹ نے حمله کرنا چاها تو اوس برهنه حقيقت پر جسکو عمرو بن عاص نے صاف نمايان کرديا تها تو برقع پڑ گئے' اور فرضی و مصنوعی اسباب نے اصلي غرض کو چهپا ديا - جب فرانسيسي کونسل کے ممبروں نے اوسکي راے سے اختلاف کيا تها اور حمله کي اصلی وجه دريافت کی تهی تو اوس نے منجمله اور اسباب کے سب سے بڑا سبب وهي بتايا تها جو حضرت عمرو بن عاص نے حضرت عمر کو بتايا تها' ليکن جب وه اسکندريه ميں داخل هوا تو معاً زبان حقيقت طراز کا لهجه بالکل بدل گيا' اور وهاں پهونچکر اوس نے جو اعلان جنگ ديا اوس ميں حقيقي سبب پر به خلاف چڑها ديا گيا تها :

" ستاجق جو اسوقت مصر کے بادشاه هيں ايک مدت سے فرانسيسيوں کے ساتهه نهايت ظالمانه اور اهانت آميز سلوک کر رهے هيں' اور اب هم زياده ظلم گوارا نهيں کر سکتے - همارا مقصد صرف يه هے که ظلم کا بدله ليں اور عدل و امن قائم کريں خود مصري بهی اونکے ظلم و ستم سے عاجز آ گئے هيں اور اب همارے ذريعه نجات حاصل کرسکتے هيں "

اگلی نے طرابلس عرب پر جو ظالمانه حمله ديا تها اس وقت اگرچه اوسکے پهلو ميں بونا پارٹ کا بهادر دل نه تها' تاهم اوسکے مونهه ميں زبان اوسی کی تهی - اسليے اوس نے بهی اسباب جنگ کے اعلان ميں اسی قسم کے خداعانه فقروں کا استعمال کيا تها

ليکن بونا پارٹ کے حمله مصر کا ايک سبب اور بهی تها جو اوسکے دل ميں مخفی تها' اور اوس نے پارليمنٹ کے ممبروں کو بهی اوسکی خبر نهيں کی تهی وه اوسکی شهرت طلبی اور انتقام ذکر جميل کا وه جذبه تها جو هر سپه سالار کے دل ميں مدة العمر نشوونما پاتا رهتا هے !

امیر جزائر فرنچ قنصل کے پنکھا مار رہا ہے

لیکن جمہوریت کے زمانے میں سلاطین کا اقتدار بالکل اوٹھہ جاتا ہے ' اور انکے شخصی ارادہ کی قوت تقریباً ضعیف ہوجاتی ہے' اسلیے جنگ پر انکے انتقامانہ اور شخصی جذبات کا کوئی اثر نہیں پڑتا - تاہم اسباب ظاہری و باطنی کا پردہ بھی قائم رہتا ہے' اور کوئی تمام متمدن دنیا کو جنگ کے ظاہری اسباب کا تعین دلا کر حملہ کے جواز کا فتوی لے لیا جاتا ہے - لیکن نہ میں وہی فاتحانہ و عاصفانہ جذبات کام کرتے ہیں جو سلاطین قدیم کے دلوں میں موج زن رہتے تھے

(جنگ جزائر اور ایک پنکھا)

فرانس نے گذشتہ صدی کے اوائل میں الجزائر پر جو حملہ کیا تھا ' وہ اس حقیقت کو بالکل بے نقاب اوڑھتا ہے - جزائر کی سرسبزی و شادابی کا خوشنما منظر ایک مدت سے فرانس کے پیش نظر تھا - اسلیے وہ اونکو اپنے مقبوضات میں شامل کرنا چاہتا تھا ' دسائس سیاسیہ ایک سہارا ڈھونڈھ رہے تھے - حسن اتفاق سے اس متمدن سلطنت کو بھی حیلہ ہاتھہ آگیا جو عرب کے وحشیانہ جذبات کو مشتعل کردیتا تھا - ایک خاص معاملہ کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے فرانس کے قنصل نے امیر جزائر کو کوئی سخت بات کہدی - امیر نے غصہ میں اوسکے مونھہ پر پنکھا مار دیا - قنصل نے سلطنت فرانس سے اس توہین آمیز برتاؤ کی شکایت کردی - اب فرانس کو حملے کا پورا موقع مل گیا ' اور اس پنکھے کی ہوا نے تین برس تک جزائر میں آتش جنگ مشتعل رکھی - فرانس نے امتداد جنگ سے گھبرا کر آخری فیصلہ کیلئے سنہ ۱۸۳۰ میں امیر البحر دوپریہ کی سپہ سالاری میں ۳۷۱۰۰۰ پیادہ ' اور ۴۰۰۰۰ سوار فوج کے دستے روانہ کردئے جزائر اس فوج کشی کا مقابلہ نہ کرسکا - مجبوراً صلح کرلی ' اور عظیم الشان افریقی نوآبادی کا ایک وسیع رقبہ فرانس کی نو آبادیوں میں شامل ہوگیا ۔

آخر میں امیر عبد القادر جزائری نے اٹھکر حب الوطنی کی ایک طاقتور صدا اٹھی اور اسنے فرانس سے جزائر کا تعلقہ اوڑانا چاہا - اس واقعہ سے جنگ کا ایک نیا سلسلہ جاری ہوگیا جو سات سال تک قائم رہا - لیکن بالآخر فرانس نے فتح پائی ' اور امیر عبد القادر کو شام کے اطراف میں جلا وطن کردیا گیا -

(گذشتہ جنگ فرانس و جرمنی)

ان اسباب ظاہری و باطنی کا ایک تین سالہ گذشتہ جنگ فرانس و جرمنی بھی ہے - پرنس بسمارک نے اس جنگ کو حق سیاسی معاہدات سے بڑھا ہوا تھا' اونکے نتائج نے اس جنگ کی تاریخ کو بالکل منقلب کردیا -

بظاہر سب سے پہلے جرمنی پر فرانس نے حملہ کیا تھا ' اسلیے مورخین نے فرانس ہی کو اس جنگ کا مجرم اول قرار دیا ہے - لیکن سنہ ۱۸۹۲ میں خود پرنس بسمارک نے اپنے

احباب کے سامنے جس حقیقت کا اظہار کیا' اوس سے اس جنگ کی تاریخ بالکل بدل جاتی ہے بسمارک نے اوسکے سامنے اعتراف کیا تھا " ولیم اول شاہ پروشیا نے اوس برقی پیغام کو جو اوس نے فرانس کے متعلق بھیجا تھا' میں نے قصداً تحریف و تبدیل کرکے شائع کیا ' جسکا مقصد صرف فرانس کے فوجی جذبات کو بھڑکانا تھا" چنانچہ بسمارک کے ایک یاد داشت میں جو اوسکی وفات کے بعد شائع ہوگئی' اس واقعہ کی عجیب تفصیل درج ہے اس یاد داشت کا خلاصہ یہ ہے :

جب پروشیا اور فرانس کے درمیان اسپین کے تخت سلطنت کے متعلق نزاع قائم ہوئی ' تو نپولین نے اپنے سفیر مقیم برلن کو پیغام بھیجا کہ وہ شاہ پروشیا سے بالمواجہہ گفتگو کرکے معاملہ کو فرانس کی خواہش کے مطابق طے کرائے - ۹ جولائی سنہ ۱۸۷۰ کو سفیر نے شاہ پروشیا سے ملاقات کی ' لیکن اوس نے نہایت نرم لہجے میں اوسکے مطالبات سے انکار کردیا ' جو سفیر فرانس کی تحقیر و توہین کے اثر سے بالکل خالی نہ تھا - بسمارک کو اس انکار کا حال جلد سے معلوم نہ تھا - لیکن وہ ایسے سخت لہجے میں اس انکار کا اظہار کرانا چاہتا تھا جو فرانس کے آتش غضب کو بھڑکا کر تمام قوم قوم میں آگ لگادے ' اور اوس جنگ کا سبب بن جائے جسکا وہ مدت سے انتظار کررہا تھا -

اس جنگ کا انتظار پرنس بسمارک کو اسلیے تھا کہ اس وقت جرمنی کوئی متحدہ قوت نہ تھی اور ملک چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں منقسم تھا ان میں باہم اتحاد ہوچکی تھیں اور مرکزی اتحاد کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی - بسمارک نے سوچا کہ اگر اس وقت ایک بڑی خارجی جنگ شروع ہوجائے اور جرمنی پر باہر کا کوئی عظیم چڑھہ آئے تو ملک میں حب الوطنی کے جذبات بھڑک اٹھیں گے' اور تمام قوتیں یک جا مجتمع ہوکر ایک مرکزی قومی طاقت حاصل کرلیں گے - چنانچہ اسی لیے وہ فرانس کو چھیڑنا چاہتا تھا -

لیکن شاہ پروشیا کے نرم جواب نے اوسکو بالکل مایوس کردیا ' اور اس نے دوسرے حیلے ڈھونڈھنے شروع کیے -

۱۳ جولائی سنہ ۱۸۷۰ کو اس نے مارشل رون مولٹکے اور بعض دیگر ارکان حکومت کو بلائے پر مدعو کیا - وہ اپنے ساتھہ لکھا رہا تھا کہ میز ہی پر آنریبل نے شاہ پروشیا کا ایک تار دیا جو فرانس کے نام روانہ کیا گیا تھا - بسمارک نے اوسکو تمام مہمانوں کے سامنے پڑھا' اور بادشاہ نے سفیر فرانس کو جس نرم لہجے میں جواب دیا تھا' اوسنے ان لوگوں کو اس درجہ افسردہ اور مایوس کردیا کہ سب نے کھانے سے ہاتھہ کھینچ لیا - بسمارک تار کو بار بار پڑھتا رہا اور جبکہ بادشاہ نے اسکی اشاعت کی اجازت دیدی تھی اسلیے اوسیوقت ہاتھہ میں تھام لیا ' اور اوسمیں چند ایسی باتیں بڑھا

نپولین قنصل شاہ پروشیا کے سامنے

کہا دیں جنہوں نے اسکے مفہوم' اسکے اثر' اور اسکے لہجے کو بالکل بدل دیا - اسکے بعد مارشل مولٹک کی طرف متوجہ ہوا' اور موجی طاقت اور نتائج جنگ کے متعلق تفصیلی گفتگو کی - مارشل موصوف نے کہا : " اگر جنگ لابدی چیز ہے تو اب اس میں جلدی ہی کرنی چاہیے' کیونکہ لیت و لعل سے روز بروز ہمارے خطرات میں اضافہ ہوتا جاتا ہے "

بسمارک نے جب اس گفتگو کے ذریعہ اونکے دل کو ٹٹول لیا' تو پھر تلوار سے پہلے اپنی دست سیاست کے جوہر دکھائے' اور اس تار کو نہایت وضاحت کے ساتھ پڑھکر سنایا جسکو سنکر اونکے چہرے فرط مسرت سے چمک - اور اونہوں نے کہا : " اب اس کا لہجہ بالکل بدل گیا ہے " بسمارک کے دل کو اونکی داد نے اور بڑھا دیا اور اوس نے کہا کہ " یہ تار آدھی رات کے قبل ہی پیرس میں پہنچ جائیگا' اور فرانسیسی جذبات پر اوسکا وہی اثر ہوگا' جو ایک سرخ جھنڈے کا ہو سکتا ہے - ہماری کامیابی تمامتر اس پر موقوف ہے کہ فرانس کی طرف سے جنگ کی ابتدا کی جائے' تاکہ ہم یورپ کو یقین دلاسکیں کہ ہم صرف مدافعت کے لیے اوٹھے ہیں " مولٹک نے مسکرا کر آسمان کی طرف الحمد اٹھائی اور خوشی کے لہجے میں چیخ اوٹھا " اگر میں زندہ رہا تو اپنی فوج کی سپہ سالاری کرونگا " یہ کہکر فرط مسرت سے اپنے جبڑے پر زور سے ایک گھونسہ مار کر اٹھ کھڑا ہوا !

اس تصریح سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جنگ کا اصل سبب بسمارک تھا' اور اوسکے پر فریب ہاتھوں نے پس پردہ اس آگ کو بھڑکایا تھا - لیکن دیکھو کہ ظاہری اسباب نے اصلی حقیقت کو کیونکر چھپا دیا ؟ اگر پرنس بسمارک خود تصریح نہ کرتا تو دنیا کبھی اس جنگ کی اصلی تاریخ سے واقف نہ ہوتی اور ظاہری حالات ہی کو حقیقی یقین کرتی !

جھوٹے اشتہار بازوں سے دھوکہ کھائے ہوئے صاحبان کو یقین دلانے کے لیئے کارخانہ میں آنے والوں کو ہر ایک دوا امتحاناً مفت دی جائیگی بیرونجات کیلئے ۱۰ آنہ منگوانہ نصف قیمت پر

جواہر نورالعین ایک سلائی سے اندھی آنکھ روشن کرنیوالا جیسے ۔ دیہاتی ماشہ والا خالص نسخہ دیگر جواہر نورالعین کا مقابلہ نہیں کرسکتا - دیگر مرمجات کی اس کے سامنے کچھ بھی حقیقت نہیں - اسکی ایک سلائی سے دھندلا دور نظر کمزوری اور ایک ہفتہ میں رتبے یعنی کنکرے ۔ پھولہ ۔ ناخنہ ۔ پڑ بال ضعف بصارت اور ہر قسم کا آنکھ میں دور ہو کر نظر کمال ہوجاتی ہے ۔ کھینک لگانے اور آنکھ نوانے کی ضرورت نہیں رہتی قیمت فی ماشہ درجہ خاص عمدہ درجہ اعلےٰ للعہ درجہ اول عا

جوبن شباب آور زمانہ بھر کی طاقت و زدواؤں سے اعلےٰ اور افضل مولد خون سنوی اور محرک اعصاب ہیں ۔ ناطاقتی اور پیرو جوان کی ہر قسم کی کمزوری دلاغری جلد رفع کرنے اعلےٰ درجہ کا لطف شباب دکھاتی ہیں عہ

حسن افروز ایک منٹ میں چہرہ کی جھائیاں اور سیاہ داغ دور کرنے چاہا نظر آنا بتاتا ہے ۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ عہ

اکسیر سہ پن برسوں کا بہرپن دور کرنے کیلئے لاجواب ہے قیمت فی

طلسم شفا ہر قسم کا نہ دردی دانت اور نہورو پھوڑے کے ٹانک سانپ کے کاٹے کا درد پنہ بلند میں دو قطرہ عہ

اعجاز مسیحا تن بے جان میں زندگی کی روح پھونک کر فوراً زندہ اور ہوشیار کرتا ہے قیمت فی شیشی عہ

ایک شیشی کا شاہی خضاب ایک شیشی میں سفید بالوں کو قدرتی سیاہ کرتا اور رنگ ایک ماہ تک قایم رکھتا ہے ۔ قیمت فی شیشی اکثر و پیہ عہ

سندات جواہر نورالعین (۱) مشہور ہے کہ چیف انسپکٹر انیورا - جواہر نورالعین سے دنیا موتیا بند بالکل رفع ہوگیا - (۲) شہ نشین فرامجی مہتمم مقام وارنگل میں مایوس تھا اسے کہا ہوں کہ اوسکی آنکھ کا ہیولہ ماہل ہو گیا ایک شیشی کا شکریہ ادا کرنے کے لئے بھیجا میں ملتے - (۳) خواجہ احمد دین صاحب لیسنڈی لکھے ہیں سے رتوندی ٹیسکوری کا مرض ما سول سرجن صاحبان سے علاج کرایا مگر فائدہ ہو جواہر نورالعین سے دو روز میں فائدہ ہوا اور دو ہفتہ میں کامل صحت ہوگئی - +

ڈاکٹر بنی بخش خان سابق میرین سرجن اور آرمی میڈیکل افسر افغانستان
مال پروپرائیٹر شفاخانہ نسیم صحت لاہور - دہلی دروازہ -

باب التفسیر

الحرب فی القرآن

(۳)

(اسباب جنگ کی تشریح)

سیاست کی زبان اگرچہ بعض حالتوں میں جنگ کے اسباب و مقاصد کو نہایت پیچدار الفاظ میں بیان کرتی ہے - لیکن استقراء تام و استقصاء جزئیات سے اونکی تعیین نہایت آسانی کے ساتھ ہوسکتی ہے -

(ابن آدم کی پہلی جنگ)

قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہے کہ دنیا کی سب سے پہلی جنگ کو صرف بغض و حسد کے جذبات نے قائم کیا تھا :

واتل علیهم نبأ ابنی آدم بالحق اذ قربا قربانا فتقبل من احدهما ولم یتقبل من الآخر قال لاقتلنک قال انما یتقبل الله من المتقین لئن بسطت الی یدک لتقتلنی ما انا بباسط یدی الیک لاقتلک انی اخاف الله رب العالمین انی ارید ان تبوء باثمی و اثمک فتکون من اصحاب النار و ذلک جزاء الظالمین - فطوعت له نفسه قتل اخیه فقتله فاصبح من الخاسرین فبعث الله غرابا یبحث فی الارض لیریه کیف یواری سوأة اخیه قال یویلتی اعجزت ان اکون مثل هذا الغراب فاواری سوأة اخی فاصبح من النادمین -

من اجل ذلک کتبنا علی بنی اسرائیل انه من قتل نفسا بغیر نفس او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعا ومن احیاها فکانما احیا الناس جمیعا (۵ : ۳۷)

اور آدم کے دونوں بیٹوں کا صحیح صحیح قصہ ان لوگوں کو سنادو جب کہ ان دونوں نے خدا کیلیے قربانی کی ' لیکن ایک کی مقبول اور دوسرے کی نا مقبول ہوئی - اسپر دوسرے نے حسد سے بھر کر کہا: "میں تجھکو قتل کردونگا" دوسرے نے جواب دیا کہ "یہ حسد ناحق کا ہے - اسمیں میرا کوئی قصور نہیں خدا تو صرف پرہیز گاروں ہی کی قربانی قبول کرتا ہے - اگر تم نے میرے قتل کیلیے ہاتھ بڑھایا تو خیر مجھے قتل کردالو ' مگر میں تو اپنا ہاتھ تمہارے قتل کیلیے کبھی نہ اوٹھاونگا کیونکہ میں دنیا کے پالنے والے خدائے برحق سے ڈرتا ہوں - میں چاہتا ہوں کہ تم ہی پر میرے اور تمہارے دونوں کے گناہوں کا وبال پڑے اور تم ہی اصحاب النار میں داخل ہو بالآخر اوسکے دل نے اوسکو اپنے بھائی کے قتل و خون پر آمادہ کردیا اور اس نے قتل کرکے اپنے سامنے نا فرمانی کا راستہ کھول دیا - پھر خدا نے ایک کوے کو بھیجا جو زمین کرید رہا تھا تاکہ اسکو اپنے بھائی کے دفن کرنیکا طریقہ بتائے اوسکو دیکھکر اوس نے کہا : حیف ہے کہ میں اس کوے سے بھی گیا گذرا ! وہ تو اپنے ایک ہم جنس کو گاڑنے کیلیے زمین کھود رہا ہے لیکن میں انسان ہوکر اپنے بھائی کے ساتھ ایسا سلوک کرتا ہوں! غرضکہ وہ اپنے ناقص و متاسف ہوا - اور اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ فرض کردیا کہ جس شخص نے کسی کو بغیر قصاص کے یا بغیر کسی فساد کے قتل کردیا تو اوس نے اپنی گردن پر تمام

دنیا کا خون لے لیا ' اور جس نے کسی ایک آدمی کو قتل سے بچایا تو گویا اوس نے تمام دنیا کو زندہ کردیا "

اس بیان کو تورات سے ملانے کے بعد واضح ہوتا ہے کہ وہ آدم کے بیٹے قابیل و هابیل تھے- هابیل کی قربانی قبول هوئی کہ نیکی کی قربانی کبھی رد نہیں هوتی' اور قابیل کی قربانی قبول نہ کی گئی کہ وہ دل کا نیک نہ تھا اور بدی کا عمل کبھی قبول نہیں کیا جاتا - یہ دنیا کی پہلی لڑائی تھی جسمیں اولاد آدم نے شیطان سے اپنی بہیمیت سیکھی -

لیکن وہ دونوں درحقیقت آدم کے بیٹے نہ تھے بلکہ " جنگ و صلح " کی مجسم تصویر تھے' اور اُن میں سے هر ایک تصویر دنیا کو جنگ وصلح" کا متضاد منظر ایک هی وقت میں دکھا رهی تھی - ایک نے جذبۂ حسد سے اپنے بھائی کو قتل کرکے اوسکے گناهوں بلکہ تمام دنیا کے گناهوں کا بوجھ اپنے سر پرلے لیا ' جذبۂ بہیمی و شیطانی کا بدترین نمونہ قائم کیا ' اور نوع انسانی کیلیے سب سے بڑی مصیبت کی بنیاد رکھی - کما ورد في الحدیث: قال صلی الله علیه و سلم:

لا تقتـل نفس الا کان علی آدم کفـل منـها (بخـاري جـزو ۹ ص ۳)

هر وہ شخص جو قتل کیا جاتا ہے' اوسکے خون کا ایک حصہ آدم کے اوس بیٹے هی کی گردن پر هوتا ہے جس نے قتل و خونریزی کی سب سے پہلے بنیاد ڈالی تھی -

لیکن بعد کو اس نا پاک اور بوجھ کے ثقل فوط ندامت سے اسکی گردن جھک جاتی ہے : فاصبح من النادمین -

لیکن دوسرے نے صلح کا هاتھہ بڑھایا اور خون بہانے کیلیے آمادہ نہ هوا - اوسنے کہا کہ تم میرے قتل پر هاتھہ اٹھاے هو تو اوٹھاؤ مگر میں تمہارے قتل کیلیے هاتھہ نہیں اوٹھا سکتا - آخر کار صلح و امن کی ملکوتیت پر جنگ کی بہیمیت غالب آئی اور وہ قتل کردیا گیا - پھر عالم هوا کا ایک مکروہ' بد شکل' مردار خوار' اور ذلیل پرند جو مقتولین جنگ کی لاشوں کو نوچ نوچ کے کھایا کرتا ہے' آتا ہے اور اپنے هم جنس کی لاش دفن کرنے قبر کھودنے کا طریقہ بتاتا ہے : اسپر قاتل کی بہیمیت تو گئی حیوانیت سے بھی شرم آنے لگتی ہے کہ : یویلتي اعجزت ان اکون مثـل هذا الغراب فاواري سواة اخیه ! فاصبح من النادمین- آخر کار خدا اس اولین تمثیل جنگ و صلح کے بعد همیشہ کیلیے ایک نظام عدل قائم کردیتا ہے کہ . من اجل ذالک کتبنا علی بنی اسرائیل - الخ

(اســـلام اور صلح)

اسلام اسی صلح هابیلی کا آخری نتیجہ اور اسی نظام عدل کی آخری کڑی ہے - وہ اس ابتدائی عہد بشری سے برابر بڑھتی رهی اور مختلف صورتوں اور متعدد تعلیموں میں ظاهر هوتی رهی - لیکن دنیا میں همیشہ نیکی برائی کے بعد پھیلتی ہے اور نور همیشہ ظلمت کے بعد جلوہ افگن هوتا ہے- اسلام سے پہلے دنیا ابن آدم کی اوسی فطرت اولی پر عمل کررهی تھی- عرب کی تمام لڑائیاں بغض و انتقام' رشک و حسد' منافست و مباغضت کا نتیجہ هوتی تھیں - حرب' داحس اور غبراء نے صرف ایک گھوڑے کے بھڑکا دینے پر تمام عرب میں آگ لگا دی- حرب بسوس نے صرف ایک اونٹنی کیلیے تمام عرب میں قیامت برپا کردی!

مہذب سلطنتوں میں ملک گیری کیلیے جو سلسلہ جنگ قائم هوجاتا ہے' وہ اگرچہ اپنی نمایشی خصوصیات میں غیر متمدن اقوام اور وحشیانہ لڑائیوں سے کسی قدر مختلف نظر آتا ہے' لیکن در حقیقت اسکی آخری کڑی بھی اوسی فطرت اولیہ سے جا کر ملتی ہے جسکا ظہور هابیل کی شیطنت کے اندر سے هوا تھا اور جسکی تمثیل تورات اور قرآن دونوں نے دی-

اسلام دنیا میں آیا تو ان دونوں قسم کی لڑائیوں نے سطح ارض کو ایک معرکہ جنگ بنا رکھا تھا ' لیکن اُسنے دفعتاً لڑائی کے حلق کی شہرگ کاٹ دی :

لا تباغضوا و لا تحاسدوا و لا تدابروا " ایک دوسرے سے دل میں عداوت اور کینہ نہ رکھو! باهمدگر حسد نہ کرو! اور نہ آپسمیں باهم ایک دوسرے کی جگہہ پر اُسے پیچھے هٹا کر قبضہ نہ کرو ! "

و کنتم علی شفا حفرة من النار فانقذ کم منها' کذالـك یبیـن الله لکم ایاته لعلکم تهتدون -

اور تم لوگ باهم جنگ و جدل اور قتل و خونریزی کی وجہہ سے گویا آگ کے گڑھے پر کھڑے تھے اور وہ بھڑک رهی تھی' لیکن خدا نے اسلام کی تعلیم دیکر تمہیں اس آگ سے نکال لیا -

روم و فارس کی مہذب سلطنتیں ملک گیری کیلیے باهم دست و گریباں تھیں - اسلام نے اسکے مقابلے میں پکارا کہ دنیا اور دنیا کی پرمصا رمیں اسلیے نہیں بنائی گئی ہے کہ اوس پر بسنے والی نوع انسان کے خون کا سیلاب بہایا جاے ' ایک فریق دوسرے فریق کو نکال کر تمام روے زمین پر خود قابض هوجاے ' اور آدم کی بہت سی بے جان و مال اولاد کو نو آبادیاں ڈھونڈھنی پڑیں ' بلکہ دنیا کی سطح صرف اسلیے ہے کہ اوس میں آدم کا هر بچہ اپنے اپنے مراتب پر قائم رکھکر خدا کی عبادت میں مصروف رہے - اور جو خلعت عبادت الہی کے لیے پیدا کی گئی ہے' وہ جنگ و خونریزی کے کاموں کے لیے نہیں هو سکتی :

وما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون (۵۱ : ۵۶)

هم نے جن و انس کو صرف اپنی عبادت کیلیے پیدا کیا ہے' نہ کہ بعض اور لوٹ مار کیلیے و عداوت' قتل و غارت' اور شر و فساد -

اوسوقت جب کہ دنیا کے نظام امن کو بالکل بدلدیا تھا ' جب کہ ایک فریق دوسرے فریق کو پائمال ستم کر رها تھا' جب کہ ایک سلطنت دوسری سلطنت کے ممالک مقبوضہ کو چھین رهی تھی' اسلام آیا اور اس ظالمانہ نظام کو بدل کر ایک نیا عادلانہ نظام قائم کیا جسکا مقصد دنیا کی تمام لڑائیوں سے بالکل مختلف تھا -

(مقصد جنگ)

دنیا کی خونریز لڑائیوں کا مقصد جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے ' صرف بغض و انتقام کے تشنہ هم جذبات خبیثہ کی پیاس بجھانا تھا- انسان مرتبط و غضب میں اگرچہ جنگ کو ایک عظیم الشان مقصد خیال کرتا ہے' لیکن حقیقت یہ ہے کہ جس چیز کو غضب انسانی مقصد عظیم خیال کرتی ہے ' مدنیہ فاضلہ اوسکو کبھی مقصد ہی نہیں قرار دیتی - کذا لہ اور راهزنی کسی متمدن انسان کا مقصد نہیں هوسکتا ' ظلم و تعدی انسانیت کی غرض نہیں هو سکتی ' بغض و انتقام کے بعد انسان کے هاتھہ میں انسانیت کیلیے کیا رہ جاتا ہے ؟ اگر تمدن سچا اور شائستگی واقعی شائستگی ہے تو وہ غرض وجنسی بغض و انتقام کے ساتھہ کبھی جمع نہیں هو سکتی -

عرب سے زیادہ اس قسم کی جنگ و خونریزی کیلیے کس نے دور دھوپ کی هوگی ؟ لیکن دیکھو خدا خود کہتا ہے :

هل ننبئکم بالاخسرین اعمالا الذین ضل سعیهم فی الحیوة الدنیا و هم

کیا هم تمہیں سب سے زیادہ نقصان میں رهنے والوں کا پتہ دیں ؟ یہ وہ لوگ هیں جنکی کوششیں اس دنیوی زندگانی

يحسبون انهم يحسنون صنعا (۱۷ : ۱۰۴)

میں بھی بیکار کئیں اگرچہ وہ سمجھے رہے ہیں کہ ایک بہت بڑا کام کررہے ہیں

اس بنا پر درحقیقت اسلام سے پہلے جنگ کا پیکر خونیں ' روح حقیقت یعنی مقصد سے بالکل خالی تھا اور دنیا کے ہاتھ میں کشت و خون کے بعد ندامت کے سوا کچھ نہیں آتا تھا - چنانچہ ایک جاہلی شاعر جنگ کے آخری نتایج کا ذکر ان حسرت آمیز الفاظ میں کرتا ہے :

فآبوا بالرماح مکسرات و ابنا بالسیوف قد انحنینا

وہ لوگ لوٹے ہوے نیزے اور ہم کج شدہ تلواریں لیکر میدان جنگ سے واپس آے -

یہی وجہ ہے کہ دنیا کی زبانوں میں جنگ کیلیے کوئی ایسا لفظ وضع نہیں کیا گیا جو اسکے مقصد پر دلالت کرتا ہو - بلکہ جنگ کے تمام نام محض اسکے اوصاف و نتائج ہی کا بیان تھے - لیکن اسلام نے جنگ کو "جہاد" کی وسیع اصطلاح کے ماتحت لاکر اسکے مقصد اور حقیقت کو اسکے نام ہی سے واضح کردیا -

یہی اعلی مقصد ہے جسکے لیے اسلام نے ہر موقع پر جد و جہد ' کوشش و سعی ' اور درد دھوپ کی ترغیب دی ہے :

لا یستوي القاعدون من المومنین غیر اولی الضرر و المجاهدون فی سبیل الله باموالهم وانفسهم فضل الله المجاهدین باموالهم و انفسهم علی القاعدین درجة و کلا وعد الله الحسنی و فضل الله المجهدین علی القاعدین اجرا عظیما - (ن م ۹۷)

مسلمانوں میں جو لوگ معذور نہ تھے بایں ہمہ گھر میں بیٹھے رہے ' وہ ان لوگوں کا مرتبہ نہیں پاسکتے جنھوں نے اپنے اموال اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا - اسنے مجاہدین کو گھر میں بیٹھ رہنے والے مسلمانوں پر ایک خاص درجہ تک ترجیح دی اگرچہ دونوں کیلیے خدا نے بہتری کا وعدہ کیا مگر مجاہدین کیلیے بمقابلہ غیر مجاہدین کے اجر عظیم ہے -

(وہ اعلی مقصد کیا تھا ؟)

قران مجید نے اسکا جواب نہایت مختصر اور سادہ الفاظ میں دیا ہے :

حتی لایکون فتنة و یکون الدین کله لله فان انتهوا فان الله بما یعملون بصیر (انفال)

دنیا میں فتنۂ ظلم و فساد باقی نہ رہے اور دین اللہ کیلیے ہو جائے

وہ خدا جسنے اپنے رسول کو نوع بشری کی ہدایت اور دین حق کی دعوت کیلیے بھیجا ' تاکہ اس کی سچائی کو دنیا کے تمام ادیان پر غالب کردے -

(توبہ)

لیکن انھی سادہ اور مختصر الفاظ نے عرب کی تاریخ جنگ کا نقشہ بدل دیا -

اقوام قدیمہ کی لڑائیوں کا اصل مقصد اکثر محض قتل و غارت ' سیادت ' ارضی و وسعت ممالک ' عزت و نمود اور اظہار شجاعت ہوتا تھا - عرب کا بھی یہی حال تھا جسکے اندر اسلام کی دعوت شروع ہوئی :

و ایامنا مشهورة في عدونا لها غرر معلومة و حجول

"ہمارے معرکے ہمارے دشمنوں میں نہایت مشہور ہیں - انکے بیل بوٹے اور نقش و نگار اب تک اچھی طرح چمک رہے ہیں "

و الا ان ذل الشجاع فانني نصرب الطلی و الهام حق علیم

" اگرچہ میں بہت بڑا بہادر نہیں ہوں تاہم سر اور گردن اڑا دینے کا خوب ماہر ہوں " (یہ گویا تسر تھسی ہے !)

مشینا مشیة اللیث غدا واللیث غضبان

" ہم میدان جنگ میں شیر کی چال چلے ' ایسا شیر جو صبح کے وقت شدت گرسنگی میں نہایت غصبناک ہوکر شکار کی جستجو میں اٹھ کھڑا ہوتا ہے -

اس مقصد کا اظہار صرف میدان جنگ ہی میں نہیں کیا جاتا تھا ' بلکہ وہاں سے پلٹ کر عورتوں کو اپنی اپنی بہادری کے افسانے سنا کر انہیں اپنے کارنامہ اعمال سے مرعوب کرتے تھے :

فانک لو رایت ولن تریه اذ فر القوم تحرق بالقنینا

" اے معشوقہ ! اگر تو دیکھتی (حالانکہ تیرا دل گردہ یہ نہ تھا کہ دیکھ سکتی) کہ دشمنوں کی ہتھیلیاں کیونکر نیزوں سے چھیدی جا رہی ہیں ' تو تجھکو میدان قیامت کا منظر نظر آجاتا "

فکاک الثانی ممن لم تریه و رجعت العراقب للبنینا

" اگر تو نے مجھے اس معرکہ میں نہیں دیکھا تو یہ بہتر ہے ' ورنہ اپنے اور اپنی قوم کے مردوں کیلیے تو دعاے خیر کرتی "

لیکن جسطرح عرب کا اصل مقصد " غارتگری " اس مقصد کے منافی نہیں تھا ' بلکہ دونوں ساتھ ساتھ پورے کیے جاسکتے تھے ' اسی طرح اشاعت و اعلان حق اور دعوت صداقت و عدالۃ کے ساتھ بھی اس مقصد کو پورا کیا جاسکتا تھا عرب کی لڑائیوں کی تمام خصوصیات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے سامنے موجود تھیں ' اور انکا جوش ان سے اور زیادہ نمایاں ہونا چاہتا تھا - ایک صحابی نے آپ سے دریافت کیا :

الرجل یقاتل للمغنم و الرجل یقاتل للذکر والرجل یقاتل لیری مکانه فمن فی سبیل الله ؟ (بخاری جزو ۴ - ص - ۴)

آدمی کبھی لوٹ مار کیلیے لڑتا ہے کبھی شہرت کیلیے اور کبھی میدان میں اپنی شجاعت کے اظہار کیلیے ' لیکن حضور فرمائیے کہ انمیں سے کون شخص مجاہد فی سبیل اللہ ہے ؟

حالانکہ اسلام نے ہر عمل کا اصول اولین یہ قرار دیا ہے :

انما الاعمال بالنیات (الحدیث)

ہر عمل کا ثواب تمہاری نیتوں کی بنا پر ہے -

اسلامے اگرچہ یہ مقاصد اسعت اشاعۃ حق کے منافی نہ تھے ' تاہم اسلام جس حارص اور جس عنایہ حفظ کا داعی تھا ' اسکے لحاظ سے ضرور تھا کہ اس بارے میں سب سے پہلے نیتوں ہی کو درست کرے - کیونکہ انہی کا اثر خارج کے تمام اعمال پر پڑتا ہے - چنانچہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس سائل کو جواب دیا :

من قاتل لتکون کلمة الله هی العلیاء فهو فی سبیل الله ! (بخاری جزو - ۲ - ۴)

جس شخص نے اس نیت سے لڑائی کی کہ خدا کا بول بالا ہو اور اسی کی سچائی قائم کی جاے ' تو صرف اسکا قتال خدا کی راہ میں ہے !

حقیقت اگر حقیقت ہے تو پردے میں نہیں رہ سکتی - حضرۃ داعی اسلام علیہ الصلوۃ و السلام نے جہاد اسلامی کی اس حقیقت کا اظہار کیا تو خدا نے عملی نمونہ قائم کرکے اونکے اشتباہ کو زائل بھی کردیا - ایک غزوہ میں ایک شخص نہایت بے جگری کے ساتھ لڑا

تاریخ و عبر

اولین جنگ جرمنـي و فرانس

سنه ۱۸۷۰ ، ۱۹۱۴ع مـــیں !

(۲)

(پہلا معرکہ)

پہلا معرکہ مقام سار بروک میں ۳۰ جولائی کو شروع ہوا ' اور دو دن اگست تک جاری رہا - اس معرکہ میں میدان فرانسیسیوں کے ہاتھہ رہا اور انہوں نے اس مقام کو فتح کرلیا - لیکن دو ہی تین روز کے بعد زمانہ نے پلٹا کھایا ' اور اب پروشین فوج کے ایک نمایاں کامیابی کے ساتھہ انہزام و شکست کے اس بدنما داغ کو اپنے دامن شجاعت سے مٹادیا - چنانچہ ۴ - اگست کو ولی عہد کی سپہ سالاری میں ریس برگ پر قابض ہوگئی - اور فرانس کا سپہ سالار جنـرل ڈوای اس معرکہ میں کام آیا - نیز تقریباً ۸۰۰ فرانسیسی گرفتار بھی ہوے -

اسوقت تک پروشین فوج صرف مدافعت کررہی تھی ' لیکن اس تاریخ سے اس کی جانبازانہ جنگ کا زمانہ شروع ہوا -

۶ - جولائی کے معرکہ میں پروشین فوج نے فرانسیسی لشکر کو شکست فاش دی ' اور ۴۰۰۰ فرانسیسی قیدی گرفتار کرلیے اس معرکہ میں فرانس کے ۱۱۰۰۰ سپاہی کام آے ' اور پروشیا کے صرف ۳۵۰۰ سپاہی ضائع ہوے - اب سارا لورین پھر پروشیا کے زیر علم آگیا -

جانبازانہ جوش میں پروشین فوج نے اس فوت کے ساتھہ حملے کرنے شروع کیے کہ فرانسیسی فوج کو لورین ' سار اور الزاس ' اور ٹیونویل سے نکلنا پڑا ' اور انکے ۸۰۰۰ قیدی گرفتار ہوئے - بالآخر فرانسیسی لشکر پیچھے ہٹا ' اور پروشین فوج نے میز تک فرانسیسی فوج کا تعاقب کیا جہاں سے اس نے سب سے پہلے اپنے علم ہجوم کو بلند کیا تھا !

(پیرس میں اضطراب)

پیرس میں اس شکست کی خبر سے ایک طوفان برپا ہوگیا - تمام رعایا بدحواس ہوگئی ' عام باشندوں میں اس قدر اضطراب پیدا ہوا کہ ارکان سلطنت کو شورش و بغاوت کا خوف پیدا ہوگیا ' چنانچہ اس نے ایک جعلی تار کے ذریعے یہ جھوٹی خبر مشتہر کی گئی کہ پروشیا کے سلطنت دائی اور فرانس کو عدم حاصل ہوگئی ' لیکن جھوٹ کب تک قدم جماسکتا تھا ؟ واقعہ کی اصلیت بالآخر معلوم ہوگئی اور اس کے پہلے سے بھی زیادہ ہلچل پیدا ہوگئی - یہانتک کہ تمام اہل شہر نے وزیر اعظم کے معزل کو تہدید کیا ' اور واقعہ کی اصلیت دریافت کی - وزیر اعظم نے مجبوراً صرف ویسنبرگ کی شکست کا اعتراف کیا - دوسرے دن روتھہ اور فرودگ کے شکست کی خبر معلوم ہوئی تو تمام پیرس وزارت خانہ میں امڈ آیا - اسوقت پیرس میں پرولین ثانی کی بیگم اپنے شوہر کی قائم مقام تھی - اس نے ۹ - اگست کو فرانسیسی دار الامراء اور کونسل قانون ساز (مجلس تشریعی) کا انعقاد کیا - وزیر اعظم جو بھی تقریر کرنے کھڑا ہوا ' لوگوں نے شور مچا کر روک دیا بالآخر - سانق وزارت توڑ دیگئی اور دوست پوالک کی صدارت میں جدید وزارت قائم ہوئی - اسی زمانے میں جنرل مارشل لابو نے بھی استعفاء دیدیا اور اسکی جگہ جنرل مارشل مازین مرنج افواج کا سپہ سالار مقرر ہوا -

(واقعہ ویسنبرگ و ڈیو نویل)

اب پروسین فوج پرنس فریڈرک چارلس کی سپہ سالاری میں لورین کے دار السلطنت میٹز کی طرف بڑھی جو موجودہ جنگ میں مشہور جرمن سپہ سالار ہے ' اور جنرل زن زدرشین بھی جنوبی جرمن فوج کو لیکر اسٹرا سبرگ کی طرف روانہ ہوگیا ' جو الزاس کا سب سے بڑا شہر تھا - ولی عہد نے بھی جنرل مکماہون کے مقابلہ کیلیے بالسی کا رخ کیا - جنرل مکماہون نے پہلے ہی حملے میں شکست کھائی ' اور شالون سیر مارن تک ہٹ آیا - پروشین فوج نے میز میں بھی اسی قسم کی فتح حاصل کی ' اور فرانسیسیوں کو سخت نقصانات کے بعد پیچھے ہٹنا پڑا -

۱۵ - اگست سنہ ۱۸۷۰ع کو پروسین فوج کے ایک مراسیل کو بھی (جو میٹز اور ٹیونویل کے درمیان واقع ہے) فرانس کے اس خط رجوع کے توڑنے کیلیے عبور کرلیا جو پیرس تک جاتا تھا - ۱۶ کو ٹیونویل کا معرکہ پیش آیا جس میں فرانسیسیوں نے سخت شکست کھائی - سب سے پہلے دن آخری مدافعت کیلیے تمام فرانس کی فوج آمد آئی ' اور ۱۷ - اگست کو میٹز کے غربی جانب ریونویل کا عظیم الشان معرکہ پیش آیا جو نو گھنٹے تک جاری رہا - پرشین نے اس معرکہ میں بھی شکست کھائی ' اور فرانسیسی

[بقیہ صفحہ ۲۵۲]

یہاں تک کہ میدان جنگ سے پلٹ کر تمام صحابہ نے اوسکی سجاعت کی داد دی لیکن آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا " وہ جہنمی ہے " ایک صحابی کو اسکا سخت تعجب ہوا - اوسنے تمام زمانہ جنگ کی وقیعہ تہال سروع کردی حسن اتفاق سے وہ ایک موقع پر سخت زخمی ہوا ' اور زخم کی تکلیف سے بیتاب ہوکر خود کشی کرلی - اسی موقعہ کے متعلق آنحضرت نے فرمایا " ان الرجل لیعمل عمل اهل الجنة فیما یبدو للناس وهو من اهل النار (بخاری جزو ۴ ص ۳۷) " بیشک ایک آدمی بظاہر دوزخیوں کا سا عمل اختیار کرتا ہے ' لیکن وہ جنتی ہوتا ہے ' اور ایک آدمی بظاہر دوزخیوں کا سا عمل اختیار کرتا ہے ' لیکن وہ جنتی ہوتا ہے '

سلطنت کی دیگر اداری و مقننہ مجلسوں ' وزیروں کی ایک جماعت کا پیدا کرنا تھا جو سیر ہوکر کھاے ' ہر جماعت ' ہر زیردست ' ہر حال ' اور ہر ایک عمل ہوتا ہے ' جو کچھ اسکی تنظیم و ترتیب میں بھی مداخلت کی مقصد پیش نظر رہتا تھا اسلامی اکراب کی میں صرف ایک مقصد ہی مل جاتا تھا ' اور اسلام نے اسی مقصد کو پیدا کیا تھا -

جانبازانہ ایک بار خدمت کی لالچ سے ایک صحابی نے اپنے کو سرتک جہاد ہونا چاہا - اس نے تین بار درخواست کی آپ نے ہر مرتبہ انکار فرمایا - اس واقعہ کی تفصیل نے ساتھہ صحابہ میں

مارشل وان ہولٹسک

اس قدر سپاہی صائع ہوے کہ میدان کا تمام شمالی حصہ لاشوں سے پٹ گیا - فرانس کے مجروحین و مقتولین و اسیران جنگ کی تعداد ۵۰۰۰۰ تک پہونچ گئی تھی ' لیکن پروشین فوج کا بھی بہت زیادہ نقصان ہوا تھا - آخر میں پروشین فوج نے میٹز کے قریب بازین کا محاصرہ کیا ' اور اوسکے تمام تعلقات پیرس کو منقطع کردیا -

اب وہ سخت مصیبت میں گرفتار ہوگیا دوسری طرف سے ولی عہد جرمنی دو لاکھ فوج لیکر سالون کے جنوب کی طرف پیرس کے محاصرہ کے لیے (میٹز سے آگے) بڑھتا چلا جاتا تھا ' اور اوسکی مدافعت میں جنرل مکماھون کا ہر قدم پیچھے ہٹتا تھا - شاہ ولیم بھی اپنی فوج کے ساتھہ آگے بڑھکر میٹز کے قریب ولیعہد سے ملگیا ' اور اب اس اجتماعی قوت نے پیرس کے محاصرہ کو بالکل آسان کردیا -

جنرل مکماھون کو سالون سے ہٹنے کے بعد کمک پہونچی ' اور اس نے میٹز کے قریب بازین کو مدد پہونچانا چاہی ' لیکن ولی عہد نے اپنا راستہ بدل دیا - اب مکماھون نے شمال کی جانب حدود بلجیم تک اسکا تعاقب کیا اور ۲۸ سے اکتوبر ۲۹ - ۱۸۷۰ تک دونوں فوجوں میں معمولی لڑائیاں ہوتی رہیں - ۳۰ - اگست کو مکماھون مون میڈی کی طرف بڑھا - پروشین فوج نے اس مقام پر اوسکو شکست دیکر ۱۲ توپیں چھین لیں اور ہزاروں قیدی گرفتار کیے ' لیکن اسی مقام پر جدید کمک نے فرانسیسی فوجوں کی طاقت میں ایک نمایاں اضافہ کردیا - جس سے اوسی رات کی صبح کو ایک عظیم الشان معرکۂ جنگ گرم ہوا لیکن فرانسیسیوں نے بالآخر شکست کھائی ' اور مقام سیدان تک پیچھے ہٹ آئے -

(یوم سیدان)

یکم ستمبر کی صبح کو مکماھون کو پھر کمک پہونچی ' اور وہ سیدان کے قریب قلعہ بند ہوگیا - پروشین فوج نے صبح تڑکے توپ خانہ کی بھاری توپوں سے حملہ شروع کیا ' اور ابتدا میں فرانسیسی فوج نے بہادرانہ مدافعت کی - گو دوپہر تک لڑائی جاری رہی ' مگر پروشین کے حملہ کو فرانسیسی فوج نے پسپا کردیا - پروشین فوج نے دوسری بار پھر حملہ کیا ' لیکن اس مرتبہ بھی ناکامیاب واپس ہوئی -

فتح و ظفر کے حوصلہ مندانہ جذبات پر یہ ناکامی سخت شاق گذری - اُسی دن ۳ - بجے کے بعد پھر پروشین فوج نے جانبازانہ حملہ کیا ' اور اسی حملہ نے اس جنگ کا آخری فیصلہ کردیا - تمام فرانسیسی فوج کے پاؤں اکھڑ گئے اور انہوں نے راہ گریز اختیار کی - پروشین فوج نے تعاقب کیا اور کامیاب واپس آئے - اس معرکہ میں ۳۰۰۰۰ پروشین سپاہی مجروح و مقتول ہوئے - اور فرانسیسی فوج کے ۲۰۰۰۰ حاضر ہ اسیران ہوا

(اعتراف شکست)

اسی معرکہ میں مارشل مکماھون بھی زخمی ہوا اور اوسکی پوری لشکر پر مایوسی چھا گئی - تاہم اوس نے شاہ پروشیا کے سامنے اپنی شکست تسلیم نہ کی - اور میدان جنگ میں بھی مکماھون نے سانحہ سیڈان جنگ ہوا ' اوسکو بھی مجبور سپر ڈالدینی پڑی جس درد انگیز اور مایوسانہ الفاظ کے ساتھہ اس نے شکست کا اعتراف کیا ہے وہ نہایت عبرت و نصیحت کیلیے ہمیشہ تاریخ میں یادگار رہیگی

" چونکہ میں اپنی فوج کے آگے سرپھاڑ کر موت نہ پاسکا ' مجبور ہوں زندہ رہوں ' اسلیے حضور کے پاؤں پر اپنی سپر ڈالدیتا ہوں واعتبروا یا اولی الابصار ! "

شاہ پروشیا نے اوسکے ساتھہ نہایت شریفانہ برتاؤ کیا - اور خاص اوسکے خاندان نے قیام کے لیے قصر کے قریب ایک محل خالی کردیا -

(انقلاب حکومت فرانس)

پیرس میں جب شکست کی خبر پہونچی تو ایک کہرام برپا ہوگیا - تمام لوگ بازاروں میں دیوانہ وار پھرنے ' اور قیام جمہوریت کے لیے شور و غل مچانے لگے بادشاہ اور تمام شاہی خاندان سے عموماً نفرت ' بیزاری ' اور علحدگی کا اظہار کیا گیا - اسلیے اہ نپولین کے تلوار ڈالدی اور پروشیا کے آگے سر عجز خم کردیا -

۴ ستمبر کو تمام نامدروں نے ساتھہ وطنی والنٹیروں نے بھی جمہوریت کا مطالبہ کیا - ہاؤس آف لارڈ اور مجلس قانون ساز ٹوٹ گئی ' اور تمام لوگوں نے یہ متفقہ صدا بلند کی کہ بوربا پارٹی کے خاندان نے ملک کے ساتھہ خیانت کی ہے - بالآخر جمہوریت کے حامی ارکان نے دارالحکومت میں جاکر نوابان فرانس میں سے کنارہ اشخاص کی ترکیب سے ایک وقتی حکومت قائم کی - ملک میں اس انقلاب حکومت کا نہایت خوشی اور مسرت کے ساتھہ استقبال کیا گیا ' اور جبراً بادشاہ کے تمام اعزازات چھین لیے گئے -

ان کنارہ شخصوں میں سے مشہور و نامور یہ چھہ اشخاص ہیں : جنرل اراگو ' جمانوئل ڈریمیو ' رول ڈیری ' رول سیمون ' رول ۲ ... ان میں رول سیمون مشہور مصنف ہے -

مارشل مکماھون

۵ ستمبر کو اس وقتی حکومت نے جمہوریت کا عام اعلان کیا اور وہ بالاتفاق تسلیم کرلیا گیا - نپولیں کی بیگم بھاگ کر انگلستان چلی آئی ' اور تمام سلطنتوں میں سب سے پہلے ولایات متحدہ نے فرانس کی جمہوریت کا اعتراف کرلیا -

(محاصرہ پیرس)

لیکن ابلتے ہوے چشموں' ابھرنے والی موجوں ' اور بہنے والی طاقتوں کو کون روک سکتا ہے ؟ مکماہون اور نپولین کے اعتراف شکست کے بعد شاہ پرشیا نے ۴ لاکھ سپاہیوں کو لیکر پیرس کا محاصرہ کرلیا - اب باشندگان پیرس کے سامنے صلح کے سوا نجات کی اور کوئی راہ نہ تھی - چنانچہ مشہور فرانسیسی سیاسی رہنما تیار ہے' جسکا ذکر اوپر گذر چکا ہے' اس غرض سے لندن ' وائنا' پیٹرسبرگ کا سفر کیا ' لیکن ان سلطنتوں نے بیچ میں پڑنے سے انکار کر دیا -

اور وزیر خارجیہ فرانس نے خود کونٹ بسمارک سے صلح کے متعلق گفتگو کی لیکن اسنے جواب دیا :

" صلح ناممکن ہے ' کیونکہ اسوقت پیرس میں کوئی مستقل حکومت نہیں ہے - ساتھ ہی پرشیا صوبہ الزاس اور لورین کے الحاق سے دست بردار بھی نہیں ہو سکتی "

اگرچہ فرانسیسیوں نے اپنے مغلوبہ ممالک کے ایک چپہ دینے سے بھی انکار کیا ' لیکن پرشین حکومت نے فتح کے پہلے ہی دن سے اسٹرا سبرگ میں اپنی ایک فوج بھیجدی - اور اس نے اسپر فوجی قبضہ کرلیا -

۱۶ سپٹمبر کو تقریباً نصف ملین پرشین فوج پیرس کے گرد جمع ہوئی اور اسکے محاصرے کا اعلان کیا - اسوقت پیرس میں ۲۳۰۰۰۰ فوج تھی - اب فرانسیسی صلح سے مایوس ہوگئے تھے ' اسلیے انہوں نے جان پر کھیل کر مدافعانہ حملے کا عزم کرلیا - حکومت وقتیہ کے بعض ارکان محاصرہ سے پہلے ہی نولوں چلے گئے تھے' اور وہاں سے بیرونی دنیا کی خبریں غبارہ کے ذریعہ پیرس کے اندر پہونچاتے رہتے تھے -

جنرل گریبال‌دی نے اپنے دونوں لڑکوں کے ساتھ جمہوریت کا اعتراف کرلیا ' اور ایک لاکھ مزید فرانسیسی فوج آکر جمع ہوگئی ' لیکن محاصرہ پیرس ہی تک محدود نہ رہا ' جنرل بازین نے مجبور میں بھی مجبور ہو کر شکست تسلیم کرلی تھی - باشندگان پیرس پر میتز کا سقوط نہایت شاق گذرا اور انہوں نے جنرل بازین پر بھی خیانت کا الزام لگادیا ' کیونکہ اسنے اب تک جمہوریت کا اعتراف نہیں کیا تھا - چنانچہ اسکے گرفتار کرلینے کا سرکاری اعلان ہوا -

(اتحاد جرمنی)

اسی محاصرہ کے زمانے میں جرمنی کے تمام مستقل صوبے پرشیا کے ساتھ ملحق ہوگئے اور جرمنی ایک متحدہ سلطنت بن گئی - ولیم اول شاہ پرشیا اور اسکا بادشاہ بنایا گیا ' اور جنوری سنہ ۱۸۷۱ میں اسکا اعلان عام کردیا گیا - اس طرح اتحاد جرمنی اور " جرمن امپائر " کے اس خواب کی تعبیر ملگئی جو بسمارک نے دیکھا تھا اور اسکی تعبیر جنگ فرانس و جرمنی کے خون و ہلاکت کے اندر ڈھونڈھی تھی -

(انعقاد صلح)

اب پرشین فوج نے محاصرہ نے فرانسیسیوں پر دنیا تنگ کردی اور صلح پر بالکل مجبور و مضطر ہوگئے - بالآخر تین ہفتے کی ہنگامی صلح پر دونوں سلطنتوں کا اتفاق ہوا ' اور اس اثناء میں فرانسیسیوں کو مجلس بورڈو میں انعقاد مجلس صلح کیلیے وکلاء کے انتخاب کرنے کا موقع دیا گیا - ۲۸ جنوری سنہ ۱۸۷۱ع کو فرانس کی طرف سے جل ریپ ' اور پرشیا کی جانب سے بسمارک کا نام پیش ہوا گیا - فرانسیسیوں میں وکلائے انتخاب کے بارے میں سخت اختلاف ہوا ' لیکن ۸ فروری کو جمہوری رائے غالب آئی اور ۱۵ وکلائے صلح کا اور انتخاب ہوگیا -

۱۵ فروری کو بورڈو میں تمام وکلا کا جلسہ ہوا ' اور موسیو تیار کو مجلس صلح و حکومت جمہوریہ' دونوں کا پریسیڈنٹ مقرر کیا گیا - ۲۸ فروری کو بہت سے بحث و مباحثہ کے بعد ایک معاہدہ لکھا گیا جسکے ذریعہ اسٹرا سبرگ اور الزاس کے پورے صوبے' اور لورین کے پانچویں حصے کا الحاق جرمنی کے ساتھ کردیا گیا - میتز بھی اس میں شامل تھا - اسکے علاوہ فرانس نے پانچ برس کی مدت میں ۲۰۰۰۰۰۰۰ گنی کا تاوان جنگ بھی دلوایا گیا ' اور اسی پر جنگ کا خاتمہ ہوگیا

اس جنگ پر تقریبا نصف صدی گذر گئی ' لیکن فرانسیسیوں کے دل پر اسکا داغ ہمیشہ تازہ رہا -

برقی آلہ کان

یہ جرمن سے آئے ہیں ان کو کان میں لگانے سے بالکل بہرہ آدمی بعونہٖ تعالیٰ دور و نزدیک کی ہر ایک آواز بات چیت سن سکتا ہے اور اسی کو نظر نہیں آتے نہ کچھ تکلیف - الگن معلوم ہوتی ہے - ہم ان کو اس شرط پر فروخت کرتے ہیں کہ اگر مالدہ نہ ہو تو قیمت واپس کردینگے - پہرا پن اسی قسم اور اسی سب سے ہر سب کو یکساں نفع دیتا ہے - روپیہ پیشگی آئے پر محصول پارسل وغیرہ معاف ' ورنہ ہر خریدار کو بذریعہ وی پی روانہ ہوتے ہیں قیمت فی جوڑہ ۵ روپیہ -

المشتہر یو - ایم بنگالہ - اینڈ کو — متھرا

خالص اسلامی ترکی ٹوپی - ساخت قسطنطنیہ و مصر

نوابی ٹوپی ہر قسم کی ۱۲۰ چقدار ' زردار ' ہر رنگ و ہر سائز کی بمبلغ ایک روپیہ سے لیکر ۱۰ روپیہ تک ہر قیمت کا موجود ہے ' تلپاک اور پاشا ٹوپی - حاجی سبز ماہی و سیاہ رنگ کی قیمت ۴ روپیہ و تین روپیہ آٹھ آنہ -

خادم قوم - ایس - ایم - چشتی اینڈ کمپنی - دہلی

سول ایجنسٹ برائے ہندوستان

مبریقہ ہرلہ - ہمایونی - معمولاتی قسطنطنیہ مبریقہ نیشنل ایجنسیشین - ڈی تاریرش - قاہرہ مصر

بریدِ فرنگ

(ضرورت قانون سے نا آشنا ہے)

۴ - اگست کو جرمن چانسلر نے برلن میں جو تقریر کی تھی' اسکے اقتباسات لندن ٹائمز نے شائع کیے ہیں - ایک موقع پر وہ کہتا ہے :

"حضرات ! ہم ضرورت کے عالم میں ہیں اور ضرورت قانون سے نا آشنا ہے - ہماری فوجوں نے لکسمبرگ پر قبضہ کرلیا ہے اور شاید وہ اسوقت خاک بلجیم پر قدم زن ہوچکی ہونگی - حضرات ! یہ اقدام بین الملی قانون کے خلاف ہے - یہ بھی صحیح ہے کہ فرانس نے برسیلز میں یہ اعلان کیا ہے کہ جب تک انکے حریف بلجیم کی ناطرفداری کا پاس کرینگے' اسوقت تک وہ بھی لحاظ کریگا - تاہم ہم کو یہ بھی معلوم ہے کہ فرانس تاراج کرنے کے لیے تیار کھڑا ہے - فرانس انتظار کرسکتا ہے مگر ہم انتظار نہیں کرسکتے - ہمارے سرحدی بارو پر فرانسیسی فوج کی نقل و حرکت ہمارے لیے ایک آفت ثابت ہوسکتی ہے - اسلیے ہمیں لکسمبرگ اور بلجیم کے جائز اعتراض کو مجبوراً پامال کرنا پڑا ہے -

ہم علانیہ کہتے ہیں کہ ہم ایک حق تلفی کے مرتکب ہو رہے ہیں' مگر جونہی ہمارا فوجی مقصد حاصل ہوجائیگا' ہم فوراً اسکی تلافی کی کوشش کرینگے - جوکوئی بھی ہماری طرح خطرہ میں ہوگا اور اپنے بلند ترین مقبوضات کے لیے لڑیگا' اسکا صرف یہی ایک خیال ہوگا کہ کسی طرح قطع و برید کرکے اپنا راستہ نکالا جائے "

نیر ایسٹ اپنی تازہ ترین اشاعت کے ایڈیٹوریل نوٹس میں لکھتا ہے :

" انگریزی امیر البحر کے "سلطان عثمان اول" اور "رشادیہ" کے لیے ی خبر سے ایتھنس میں جو مسرت و شادمانی پیدا ہوئی تھی سکو اس خبر سے کسیقدر صدمہ پہنچا ہوگا کہ جرمنی کے "گیوبن" "بریسلا" جہاز اب عثمانی بیڑے کی فہرست میں نظر آتے ہیں - اب بحر ایجین میں بحری قوی کے توازن کا میزان یونان کے لف ہے -

جو شخص یہ جانتا ہے کہ ایک طرف تو بعض اعضاء انجمن حاد و ترقی کو سالونیکا کی روایات کے ساتھ کسقدر شدید وابستگی ، اور دوسری طرف جزائر ایجین کے متعلق ترکوں کی حسیات ہیں ؟ وہ اس امر کے معلوم کرنے میں ناکام نہیں رہیگا کہ یبون " کی آمد ایجین کے نا طے شدہ سوال کے لیے ایک سنگین پیدگی ہے - غرض حالت سنگین ہے گو اتنی سنگین نہ ہو کہ ان ں کو تسلیم کرلیا جائے ' جو ان فقروں کے لکھنے کے وقت ہور ہو رہی ہیں -

شاید حالات کا سب سے زیادہ تشفی بخش پہلو یہ ہے کہ موسیو زیلوس " اتحاد بلقان " کے دوبارہ قائم کرنے کی کوشش کر رہے ، اور یونان کی تمام دوسری سیاسی جماعتوں کے لیڈر اس ت وقت میں انکی مساعدت کے لیے بظاہر مستعد معلوم ے ہیں -

اگر ٹرکی کو غلط مشورہ دیا گیا کہ وہ موجودہ حالت میں اپنے آپ کو بالکل خطرہ کے اندر ڈالدے (جو ایک حماقت ہے جسکے متعلق ہمیں امید ہے کہ ترک اسکے ارتکاب کے قابل نہ ہونگے) تو ایک طرف کے پلہ میں اسکے وزن کا توازن دوسرے طرف کے پلے میں اسکے ہمسایوں کے وزن سے ہوجائیگا "

نیر ایسٹ اسی اشاعت کے مقالۂ افتتاحیہ میں لکھتا ہے :

" گیوبن " اور اسکے رفیق (بریسلا) کا ایک حریف طاقت کے پاس سے نکلکے ایک نا طرفدار طاقت کے پاس عین جنگ کے زمانہ میں چلا جانا قسطنطنیہ پر قہار میفک اعتراض کی ایک بنیاد پیدا کرتا ہے - لیکن وہ ایک اہم واقعہ ہے کہ اگر جنگ کا ایک خوفناک انجن معرکہ کی اس صف سے نکلگیا ہے جو ہمارے مقابلہ میں آراستہ کی گئی ہے' تو وہ باب عالی کے ہاتھہ میں چلا گیا ہے ' اور ہمکو یہ اعتراف کرنا چاہیے کہ جو لوگ استنبول کی پالیسی پر قابض ہیں' وہ مغرب کے دل پر اس احساس کے نقش کرنے میں ناکام رہے ہیں کہ صلح پسند ارادوں کے متعلق انکے عہد و پیمان میں صداقت و واقعیت ہے "

غالباً نیرایسٹ کے دفتر میں یہ پیغمبرانہ اخلاق اس وقت ظاہر کیا جا رہا تھا ' جب کہ خود یورپ کے باہمی پیمان ہائے صلح و امن کا جنازہ دفن ہو چکا تھا ! سب سے زیادہ دلچسپ حصہ مضمون کے خاتمہ کا ہے :

"انجمن (اتحاد و ترقی) کے ایک حصہ پر افسوس اور دوسرے حصہ کے حوصلوں کی قدر دانی کی جا سکتی ہے ' اور بہت سے لوگوں سے انہیں عملی ہمدردی بھی حاصل ہوگی ' لیکن ہم اس واقعہ کو ایک بد قسمتی خیال کرتے ہیں کہ ان حوصلوں کے خوش کرنے اور ان افسوسوں کے بداہ لینے کے ذرائع ایسے وقت میں حاصل ہوے ہیں جب کہ قسطنطنیہ کی پالیسی پر مدعمہ طور سے دباؤ ڈالنے کے لیے یورپ موجود نہیں ہے " انه لحسرة علي الكافرين و انه هوالحق اليقين فسبح بحمد ربك العظيم -

---

اسی ہفتہ کا نیر ایسٹ اپنے ایک دوسرے ایڈیٹوریل نوٹ میں لکھتا ہے :

" یہ اعلان کردیا گیا ہے کہ مصر جنگ کی حالت میں ہے اور انگریزی حمایت کے زیر سایہ ہے - اسکی تفسیر صرف یہ کی جاسکتی ہے کہ سرکاری طور پر خدیو کا سلطان کے ساتھہ تعلق برطانیہ کے تعلق کے مقابلہ میں کم تسلیم کیا گیا ہے - جسوقت کہ مصر کا دوسرے نام بادشاہ (سلطان المعظم) سنہ ۱۹۱۱ع سے سنہ۱۹۱۳ع تک جنگ میں مصروف تھا ' تو اسوقت وہ جنگ کی حالت میں نہ تھا ' مگر اب کہ انگریزی فوج نے ٹیوٹینک شاہنشاہوں (یعنی قیصر جرمنی اور شاہنشاہ آسٹریا ہنگری) کے مقابلہ میں اپنی تیغ علم کی ہے ' تو اسکی حالت بالکل برعکس ہے !

ہم کسی روایت کو الغنا نہیں چاہتے جب تک کہ وہ محض بےضرر اور خوشنما رہے - مثلاً یہ کہ عباس حلمی (خدیو حال مصر) ایک عثمانی پاشا اور وراثتاً مصر کے رئیسزادے ہیں - مگر ہم خیال کرتے ہیں کہ وقت آگیا ہے کہ اس کیپچولیشن (مشروط اطاعت) کا دور ختم ہوجانا چاہیے جسکی وجہ سے خدیو کی بادشاہی کا استعمال نہایت سنگین طور پر پابزنجیر ہے " یعنی نیرایسٹ کے خیال میں وقت آگیا ہے کہ ٹرکی کا تعلق مصر سے بالکل منقطع کردیا جائے اور اسکا آخری فیصلہ ہوجائے ! وما توفيقي في صدور هم الا بالله !

ملکہ الیزبتھ کے عہد کا ایک جنگی جہاز
(سنہ : ۱۵۵۸ ع)

ایک دوسرا قدیم برطانی جنگی جہاز جنگ اسپین
میں (سنہ ۱۵۸۷ ع)

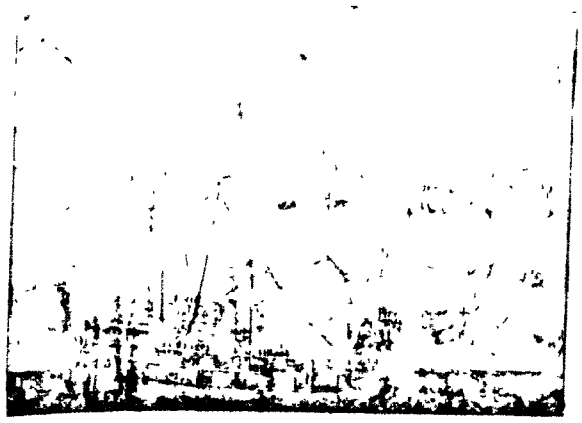

بحریات حدیثہ

مراکب بحریہ عظیمہ !

و اسابقات سفنا

بیٹل شپ

عظیم الشان جنگی جہازوں کا وجود اور انکے ہولناک اور مہیب آلات دنیا کے نئے علمی دور کا سب سے زیادہ خونریز مظہر - میں سائنس نے آج اپنی قوت کی سب سے بڑی نمایش جس میدان میں کی ہے' وہ بحری آلات و اساطیل ہی کا خوفناک میدان ہے !

موجودہ جنگ یورپ کے کرۂ ارضی کے خشکی اور تری' دونوں میں آتش ہلاکت مشتعل کردی ہے : ظہر الفساد فی البر و البحر بماکسبت ایدی الناس ! خشکی کا معرکہ زار فرانس' آسٹریا ہنگری' اور روس کا مشرقی حصہ تھا جو اچھی طرح گرم ہوچکا ہے' لیکن آے والا بحری معرکہ ابھی باقی ہے جو بحر شمالی اور بالٹک کی سطح آبی کو رنگین کریگا' اور ملکۂ بحر (انگلستان) اپنے بحت خونیں پر آگ اور دھوئیں کا نقاب ڈالکر جلوہ افگن ہوگی - یہ حصہ پہلے حصے سے بھی زیادہ ہولناک ہوگا اور انگلستان اور جرمنی کا بحری تصادم قوتوں کی سب سے بڑی ٹکر ہوگی جو ابتک دنیا میں ہوئی ہے !

بحری میدان کے تمام معرکوں کا دار و مدار جنگی جہازوں کے اقسام و تعداد اور انکے ضعف و قوت پر ہے' اور جب تک انکے متعلق کافی معلومات حاصل نہوں' بحری واقعات سے صحیح دلچسپی پیدا نہیں ہوسکتی - لیکن ہندوستان میں عام طور پر بہت کم لوگوں کو انکا حال معلوم ہے - حتی کہ ہزارہا اخبار بیں اشخاص یہ تک نہیں جانتے کہ اجکل روزانہ اخبار برقیوں میں جنگی جہازوں کی جن قسموں کا تذکرہ ہوتا ہے' انسے کس قسم کے جہاز مراد ہیں' اور کروزر' لائٹ کروزر' سب میرین' دسٹرائر' ڈریڈ ناٹ' بیٹل شپ' تارپیڈو' وغیرہ اقسام میں باہم کیا فرق ہے ؟

اسلیے ہم چاہتے ہیں کہ آجکل کی بحری لڑائیوں سے متعلق ایک سلسلۂ مضامین شروع کریں - سب سے پہلے بیٹل شپ جہازوں کی صنعت اور مالی مصارف کے متعلق چند دلچسپ معلومات فراہم کرینگے -

(ہولناک صناعی نمائش)

ایک بیٹل شپ کی ساخت میں دو سال اور دو ملین پونڈ سے زاید روپیہ خرچ ہوجاتا ہے - اتنی مدت اور یہ رقم بجاے خود بہت زیادہ معلوم ہوتی ہے' لیکن اگر آپ بیٹل شپ کی ساخت کے طریق پر ایک نیم تفصیلی نظر بھی ڈال لیں اور ساتھ ہی کام کی اہمیت اور وسعت کو بھی پیش نظر رکھیں تو یہ دونوں چیزیں ذرا بھی آپکے لیے تعجب انگیز نہ ہونگی -

ایک بیٹل شپ میں ۹ ہزار ٹن (ایک ٹن ۴۰ من کا ہوتا ہے) تو صرف فولاد کی چادریں اور آہنی پرزے ہوتے ہیں' اور اسکی درع ۵ ہزار ٹن کی ہوتی ہے -

اسکی مختلف مشینیں جنکی مدد سے وہ چلتا ہے' ۳۵۰۰ ٹن کی ہوتی ہیں' اور اسیقدر وزن اسکے اسلحہ کا بھی ہوتا ہے -

اتنے وزنی جہاز کے لیے یہ ضروری ہے کہ اُس کی تعمیر کا جدید ترین آلات سے آراستہ ہو - مثلاً کسی زمانے میں تعمیر گاہ کے ایک حصہ سے دوسرے حصہ تک پرزوں وغیرہ کے لیجانے کے لیے ۳۰ یا ۴۰ ٹن وزن تک لیجانے والے آلات بار برداری کافی ہوتے تھے' مگر اب چونکہ جہازوں کا مجموعی وزن بہت بڑھگیا ہے' اسلیے یہ آلات ناکافی ثابت ہوے ہیں - اسوقت جس تعمیر گاہ میں بیٹل شپ بنتے ہیں' اسکے لیے کم از کم ایک سو ٹن وزن اٹھانے والے آلات چاہئیں !

اس قسم کے ایک آلے کی قیمت ۴ ہزار پونڈ ہوتی ہے - یعنی ۶۰ ہزار روپیہ !!

بیٹل شپ میں ایک خاص قسم کا پہیا ہوتا ہے جسکو اصطلاح بحریات میں "ٹربائن" کہتے ہیں - اس پہیے کے بنانے کے لیے جنکی مختلف قسم کی مشینوں کی ضرورت ہوتی ہے' انکی قیمت ۲۰ ہزار پونڈ ہے !!

جہاز کی ضروریات تعمیر کی یہ بالکل معمولی مثالیں ہیں ورنہ یوں تو ایک ایک پرزے اور ایک ایک حصہ کے لیے صدہا بیش قیمت آلات کی ضرورت ہوتی ہے -

علم میکانک کا اصل مقصد یہ ہے کہ جو کام انسان کم سے کم اور زیادہ سہولت سے کرتا ہے' وہ آلات کے ذریعہ تھوڑے وقت اور کم محنت میں انجام پذیر ہو جاتا ہے -

مسٹر وائٹ (جنہوں نے خود ایک تعمیر گاہ میں جاکر تفصیل کے ساتھ جہازوں کو بنتے دیکھا ہے) "لندن میگزین" میں لکھتے ہیں

"میں نے بیٹل شپ کی تعمیر گاہ میں انسانی محنت بچانے والے آلات کی ایجاد کے عجائب و غرائب دیکھے - بعض مشینوں کو دیکھا کہ وہ فولاد کی چادروں میں برق کی سرعت کے ساتھ سوراخ کر رہی ہیں - بعض ایک ایک انچ موٹی چادروں کے کنارے اسطرح برابر کر رہی ہیں جیسے ایک نہایت چابکدست بڑھئی معمولی لکڑی کے ٹکڑے کے کنارے ہموار کرتا ہے - ایک طرف دیکھا کہ بعض حیوانی جبڑوں کی شکلیں اور رولر ہیں جو موٹی فولادی چادروں کو دبائے اسطرح حسب مرضی موڑ دیتے ہیں جسطرح ہم تم معمولی کارڈ کو اپنی چٹکی میں دبائے دیتے ہیں ! - ان موڑنے والی مشینوں میں سے صرف ایک مشین نصب کرنے میں ۶ ہزار پونڈ صرف ہوتے ہیں !

یہ مشینیں جسطرح فولادی سلاخوں اور چادروں پر اپنے تصرفات کرتی ہیں' اسکا منظر بھی نہایت عجیب و غریب اور سحر آفریں ہوتا ہے

تھوڑی دیر کے لیے اپنی قوت متخیلہ سے کام لیجیے ! تصور کیجیے کہ ایک طویل ڈھالو راستہ ہے - اسکے ایک طرف زمین

موجودہ عہد کا بیتل شب

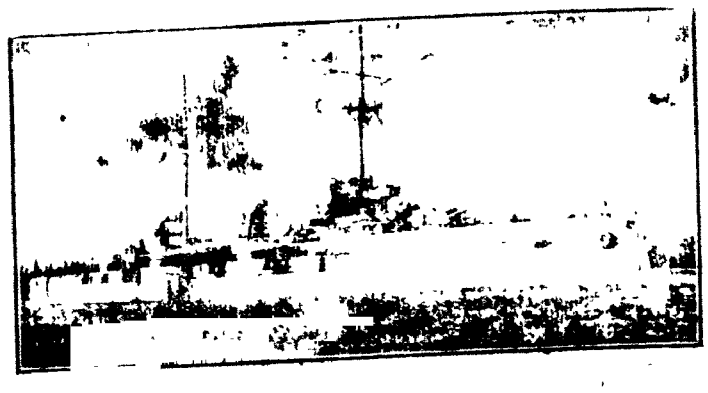

ایک وسیع ٹکڑا ہے - اس مقام سے فاصلہ پر ایک کارخانہ ہے جہاں فولاد کی چادریں اور سلاخیں ڈھلتی ہیں - چند کشتیاں ان چادروں اور سلاخوں کو لانے اس زمین کے ٹکڑے پر ڈالدیتی ہیں - اس مقام پر ریک یا الماریاں ہیں جن میں یہ بڑی بڑی چادریں رکھی جاتی ہیں -

ان کا طول ۴۰ فیت اور وزن ۷ ٹن کا ہوتا ہے - اور دیکھیے کہ ایک چھوٹی سی تعمیر گاہ کیونکر اسقدر طویل اور وزنی سلاخوں اور چادروں سے کام لینے کیلیے کافی ہوسکتی ہے ؟

اب ذرا ہموار کرنے والے آلے (پلیز) کو دیکھیے - آپ کو معلوم ہوگا کہ جیسے ایک نولنے والی مشین ہے اور اس کے پلیٹ فارم پر ایک آدمی کھڑا ہے - یہاں پر جو چادریں رکھی ہیں' انکا سرا نیچے کی طرف ہوتا ہے - اور وہ آدمی انکے سرے کو اوپر برابر دوڑتا چلاجاتا ہے اور انھارے ہموار ہوتا جاتا ہے - اسکی دوڑ ۳۰ میل کی ہوتی ہے - بظاہر یہ مساوت کافی معلوم ہوتی ہے اور ایک یا دو سال پہلے ہوسکتا سمجھی بھی جاتی تھی' مگر اب اسکو اندازہ ناقص سمجھتے ہیں کیونکہ یہ مساوت بالکل ناکافی ہوتی ہے اور اب فولادی چادروں کا طول ۳۰ فیت اور زیادہ بڑھا دیا گیا ہے

تعمیرگاہ میں ہر شے پر نشان لگا ہوتا ہے اور انکی روانگی کی ایک منزل مقصود متعین ہے سلاخوں اور چادروں کے ہزارہا ٹکڑے ہوئے ہیں - مگر یہ عجیب بات ہے کہ جو ٹکڑا جہاں جانا تھا ٹھیک اسی مقام پر جاتا ہے' اور ذرا بھی بے ترتیبی نہیں ہوتی - اور دیکھیے یہ چرخی سلاخیں ہیں - انکے تاروں کو اسطرح ملنا چاہیے جسطرح گاڈروں کے ٹکڑے جوڑے ہوتے ہیں - یہ سلاخیں بھی تمام ایک دبانے والی مشین میں چپٹی جاتی ہیں' اور جب چند سکنڈ کے بعد نکلتے ہیں تو انکی شکل ہوجاتی ہے جو مطلوب و مقصود ہے - اسکے بعد ایک اور مشین ہے جو مختلف شکل کے کونوں میں اڑھیں کاٹدیتی ہے

اب دوسری طرف نظر اٹھا کیے اور دیکھیے - یہاں سوراخ کرنے والی مشینیں ہیں - یہاں جو سوراخ ہوتے ہیں انکی خصوصیت یہ ہے کہ وہ ایول اور نہایت مضبوطی سے پکڑ لیتے ہیں - اس مقام پر آپ کو اچھے آدمی سیاہ عینکیں لگائے ہوئے نظر آئے ہونگے انکے ہاتھوں میں لچکدار پائپ ہیں - ان پائپوں سے بیلگور قسم کا نکلتا ہوا نظر آتا ہوگا - یہ گیس اوکسی ایسٹیلین کے شعلے ہیں جو سخت سے سخت لوہے کو بھی موم کی طرح پگھلدیتے ہیں

اب آپ جہاز کی کمانیوں کے نیچے' کھڑے ہوں - یہ کمانیاں نصف حصہ تک فولاد کی چادروں سے مندھی ہوئی ہیں ٹھن - ٹھن ٹھن ..... یہ ہتوڑوں کی آواز ہے جو مسلسل فولاد کی چادروں پر پڑ رہے ہیں - اور گویا اپنی اہنیں ہنسی میں قہقہہ لگا رہے ہیں کہ باوجود ایسی ایسی عظیم الشان مشینوں کی ایجاد کے ابتک انسان کی دستی محنت سے صناعۃ بے نیاز نہیں ہوسکی ہے !!

یہ ہتوڑے چادروں کے ٹکڑوں کو جا بجا جوڑ رہے ہیں -

فرانس کا ایک جدید دریں جنگی جہاز
(سنہ ۱۹۱۳ء)

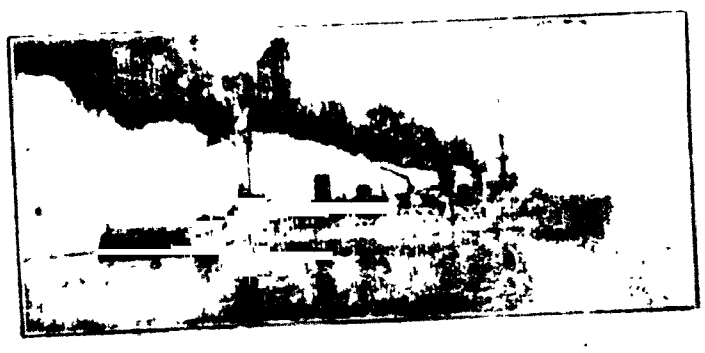

اب ذرا جہاز کے مختلف اجزاء و حصص کی ترتیب سمجھ لیجیے - سب سے پہلے جہاز کا پیندا ہوتا ہے جسکو انگریزی میں "کیل" کہتے ہیں - اسکے دونوں بازو طرف اور اوپر کی جانب نکلی ہوئی کمانیاں ہوتی ہیں' جنکو انگریزی میں "رب" کہتے ہیں - یہ کمانیاں پیندے کے دونوں طرف ہوتی ہیں' اور انکی شکل بالکل اس طرح کی ہوتی ہے' جیسی چت لیٹنے کے وقت ہماری پسلیوں سے پیدا ہوجاتی ہے - ہماری پسلیوں پر گوشت اور کھال کا غلاف ہے - اسی طرح جہاز کی ان "پسلیوں" پر بھی آہنی چادروں کا غلاف ہوتا ہے -

اتنا تو آپ خود قیاساً اندازہ کرلیتے ہونگے کہ ایک جہاز میں کتنی ملیں چھوٹی بڑی کیلیں ہوتی ہونگی جسسے جہاز کی زمین تیار ہوتی ہے -

(کمپریسر)

پورٹسموتھ کی تعمیرگاہ میں ایک کمپریسر (یعنی ہوا کو دبانے والی مشین) ہوتی ہے جو مشین ہر منٹ میں ۴ ہزار مکعب فیت ہوا کو فی انچ سو پونڈ وزن کے اوسط سے دباتی ہے - یعنی اسکی ایک انچ ہوا میں اتنی طاقت ہوتی ہے جتنی ایک سو پاونڈ وزن کی کسی چیز میں ہوسکتی ہے -

اس سے آپ اندازہ کرلیں کہ جب ہوا دبائی جاتی ہے تو اسمیں کتنی طاقت پیدا ہوجاتی ہے !

اس مشین کے جوڑنے اور جانے میں بڑی رقم صرف ہوتی ہے اسکا ہر ہیڈل ٹرل جب چلتا ہے تو ۳۵ پونڈ خرچ کراتا ہے' اور پھر ایسے ہنڈل ٹرل ایک دو نہیں بلکہ بہت سے درکار ہوتے ہیں -

(ہوائی ہتوڑے)

یہاں آپکو ہوائی ہتوڑے بھی نظر آئینگے ان میں سے ہر ہتوڑے کی ایک ضرب کا وزن ۳۴ پونڈ ہوتا ہے ان ہتوڑوں تک ہوا زبردست پائپوں میں سے آتی رہتی ہے جو سانگ کے کرد سانپ کی طرح پیچ کھاتے پڑے رہتے ہیں ان ہوائی ہتوڑوں کے چلانے کے لیے ہاتھ کی سخت گرفت کی ضرورت ہوتی ہے ابتدا میں مزدوروں نے انکے چلانے سے انکار کردیا تھا - کیوں کہ انکے چلانے کے بعد انکے ہاتھ اور بازو مجسم رعشہ ہوجاتے تھے واقعی انکی یہ شکایت بجا تھی ان عمربت طاقت ہوائی ہتوڑوں نے پکڑنے سے انکے عضلات اور اعصاب کانپنے لگتے ہیں - مگر عادت کا دخل بھی کچھ ایسا مضبوط ہے کہ مزدور جب چند دن تک کام کرتے رہتے ہیں تو بعد میں عادی ہوجاتے ہیں' اور اسکے بعد انہیں ذرا بھی تکلیف نہیں ہوتی

(ڈرلن اور ریمری)

جب جہاز دھلوا کر تیار ہوتا ہے اور اسکا اساسی و اصلی حصہ بنایا جاتا ہے' تو جب وہ پانی میں اتار دیا جاتا ہے اور اسکے باقی حصہ کی تکمیل ہوتی ہے' تو اس دونوں حالتوں میں زبردست پرزوں کے اٹھانے دھلیسے ڈرلن اور ریمری نامی آلات بار برداری کی ضرورت ہوتی ہے - ایک ریمری کی قیمت ۴۰ ہزار پونڈ ہے -

۲۵۰ ٹن کا ایک کرین جسکا فطر ۱۰۰ فیٹ ہو اور وہ ترجمہ تو سطح زمین سے ۱۶۵ فیٹ کی بلندی پر اٹھا لیجانا ہو ' ۴۰ ہزار سے بھی زیادہ قیمت پر ملتا ہے !

یہ تو صرف اسکی قیمت تھی - اب اسکے نصب کرنے کے مصارف کو بھی سامنے لایئے تو بحری کرین ۵۰ ہزار پونڈ صرف ہوتے ہیں !!

(بحری معمار)

جہاز کی تعمیر گاہ میں تربیت یافتہ بحری معماروں کا ایک معقول اسٹاف ہونا چاہیے - کیونکہ جب امیر البحر کے صیغہ تعمیر سے کسی نئے جہاز کا خاکہ آتا ہے تو وہ اسی اسٹاف کو دیا جاتا ہے - اس خاکے میں جہاز کے محض اصلی خطوط دکھادیے جاتے ہیں - خاکے کے بقیہ حصہ کی تکمیل نقشہ کشی (ڈرافٹنگ) کے دفتر کے اسٹاف کا کام ہے -

تکمیل کے بعد خاکہ ایک اور صیغہ میں چلا جاتا ہے - جہاں اس خاکے کے مطابق پتلی لکڑی کا ایک جہاز نمونہ کے طور پر بنایا جاتا ہے ' مگر وہ جوڑا نہیں جاتا - یعنی اسکے تمام حصے علاحدہ علاحدہ رہتے ہیں - یہ لکڑی کا جہاز اسٹیل کا ورکس (معمل فولاد) میں بھیجدیا جاتا ہے - اسٹیل ورکس میں ان لکڑی کے پرزوں کے نمونے پر فولاد (اسٹیل) کے پرزے ڈھلتے ہیں -

جب پرزے ڈھلکر آنے لگتے ہیں تو اسوقت سے تعمیر کا اصلی کام شروع ہوجاتا ہے ' لیکن ڈھلائی کے آغاز سے پہلے صرف خاکہ بنانے اور لکڑی کے نمونہ وغیرہ کے کام میں ۶ مہینہ لگ جاتا ہے !

(آہنی جلد)

جب چادروں پر چادریں رکھدیتے ہیں - جب کہیں جاکر جہاز کی عظیم الشان آہنی جلد تیار ہوتی ہے -

۲ - مہینہ میں جہاز اس قابل ہوجاتا ہے کہ اسکی جلد پر محافظ درغ رکھی جائے - تاہم اسوقت تک یہ درغ چڑھائی نہیں جاتی جب تک کہ جہاز پانی میں نہ اتر جائے - آغاز ساخت سے ۹ مہینہ کے بعد جہاز تو اس قابل ہوجانا چاہیے کہ اس میں آگے بڑھانے والی (پراپلر) مشین لگائی جاسکے

جب پانی کے اندر رہنے والا حصہ اپنی جگہ پر جم جاتا ہے تو جہاز پانی میں اتارا جاتا ہے - اسکے بعد اندرونی حصے کے حوالے کا وقت طلب کام کا نمبر آتا ہے - جہاز جسوقت پانی میں اتارا جاتا ہے ' اوسوقت آہنی جلد ' بالائی سطح ' اور داخلی انتظامات ہ ایک سرسری خاکہ ہوتا ہے ' مگر آغاز ساخت سے دو سال کی مدت میں عموماً بالکل مکمل ہوجاتا ہے -

(البقیہ بعد)

جرمن نو آبادیاں

سپرانڈ بسمارک اپنے زمانہ میں دنیا کا ایک سب سے بڑا سیاسی انسان تھا - وہ جب تک جرمنی کا وزیر اعظم رہا اس نے ہمیشہ اپنی تمامتر توجہ اور کوشش ملک کی اندرونی اصلاح اور استحکام تک محدود رکھی ' اور جرمن مدبروں کے شور و غوغا کے باوجود اسنے کبھی بھی نو آبادیوں کے قائم کرنے کی طرف توجہ نہ کی - اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ اس میدان میں انگلستان ' فرانس ' اور روس سبقت لیگئے - لیکن جب تجارت کی ترقی اور اطمینان و فارغ البالی کی توجہ سے جرمن قوم میں روز افزوں ترقی ہونے لگی اور جرمن حوصلوں اور ہمتوں کے لیے جرمن قلمرو ناکافی ثابت ہوئی تو نو آبادیوں کی فکر دامنگیر ہوئی ' اور افریقہ اور چین میں چند نو آبادیاں قائم کی گئیں -

اگرچہ یہ نو آبادیاں سیاسی اور تجارتی حیثیت سے چنداں اہم نہیں ہیں ' خصوصاً دماغ ' محنت ' اور روپیہ کی اُن قربانیوں کی تو ہرگز مستحق نہیں ہیں ' جو جرمنی نے ان نو آبادیوں کے حاصل کرنے کے لیے کی ہیں ' تاہم اشک شوئی کا سہارا ضرور تھیں - لیکن موجودہ جنگ سے جرمنی کو سب سے پہلا نقصان یہ پہنچا ہے کہ اسکی نو آبادیاں ایک ایک کرکے اسکے ہاتھ سے نکلی چلی جارہی ہیں ' اور اگر یہی رفتار رہی تو خوف ہے کہ جرمنی شاہنشاہی جو نہایت سخت عرقریز اور جانفشاں کوششوں کے بعد یورپ کے دائرہ سے نکلکر امریکہ اور ایشیا تک پہنچی تھی ' کہیں سمٹکے پھر اسی یورپین مقبوضات کے دائرہ میں نہ آجائے ' جسمیں وہ بسمارک کے وقت میں محدود تھی -

مسٹر چرچیل سابق وزیر جنگ برطانیہ
و حال وزیر صیغہ بحریہ

چین میں " کیا چوا " تو جاپانی بیڑے نے محصور کر لیا ہے - اب وہ مرکزی حکومت سے بالکل منقطع ہوگیا ہے -

ادھر افریقہ میں ٹوگولینڈ اسکے ہاتھ سے نکل چکا ہے - یہاں دنیا کا ایک سب سے بڑا لاسلکی (بے تار کی تار برقی کا) اسٹیشن تھا - ٹریلوے لائینیں تھیں جو اچھی طرح چل رہی تھیں اور انسے معقول نفع ہوتا تھا - مقام بنجلی میں کچے لوہے کی کانیں بھی ہیں جسسے ۷۰ فیصدی کار آمد لوہا نکلتا ہے - جرمنی یہاں ایک لوہے کا کارخانہ بھی قائم دیوالی تھی -

مقام ہربرت شو بھی جرمنی کے ہاتھ سے نکلگیا ہے - "ہربرت شو" ٹوگو پروحنس کا صدر مقام ہے جو بحر پیسفیک کے جنوب میں ہے - یہ مقام جرمن ٹوگو کالینڈ کا پایہ تخت تھا اور وہاں جرمن گورنر رہا کرتا تھا -

یہ سمجھنا تو بالکل حماقت ہوگا کہ جرمنی کو پیشتر سے ان نقصانات کی اطلاع نہ تھی - کیونکہ کم از کم مشرقی افریقہ کی تو نو آبادیوں کے متعلق جو برٹش طاقت سے بالکل ملحق ہیں ' یہ بالکل ظاہر بات تھی کہ چند گھنٹوں کے اندر ہی انگلستان اُن پر قبضہ کرلیگا - پس معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اپنی قسمت کا اصلی فیصلہ یورپ کے [illegible] جنگ ہی کو قرار دیا ہے اور سمجھتی ہے کہ یہاں کا [illegible] دوا ارضی کذلک ناقد ہوگا !

الیکشن کمیشن

نہایت معقول ہے ہفتہ وار اور روزانہ ' دونوں ایڈیشن

Printed And Published by A. K. AZAD, at the HILAL Electrical Engg. and Pubg. House, 14 Meleod Street, CALCUTTA.

لاتهنوا ولاتحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين القرآن الحكيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۱۳ | تلکتہ: چہار شنبہ ۲ ذیقعدہ ۱۳۳۲ ہجری / Calcutta : Wednesday September 23 1914. | جلد ۵

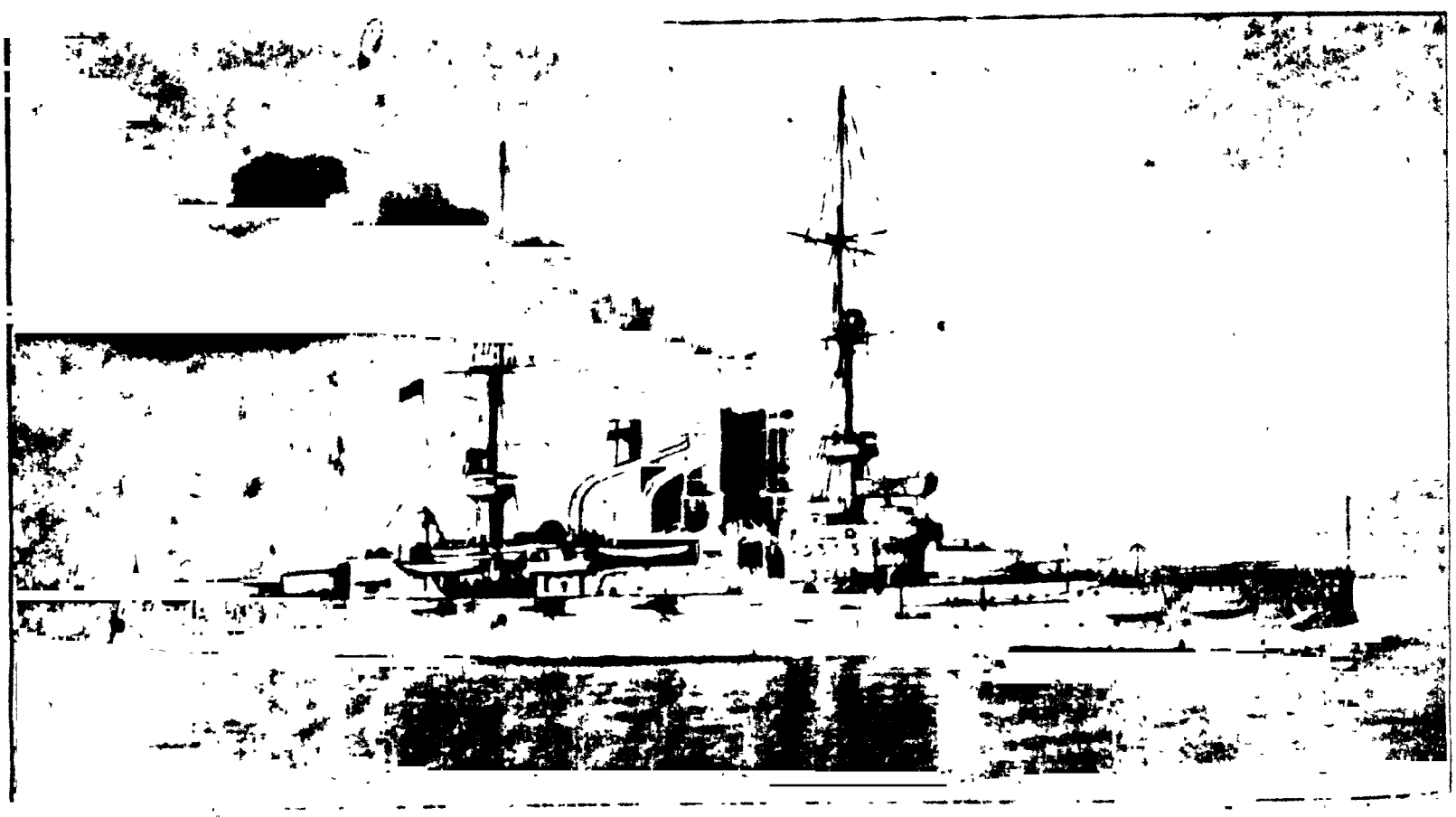

جرمنی کا اول درجہ کا ذریدناٹ جنگی جہاز " هالسٹن " جسکا وزن ۱۶ هزار ٹن ہے -

صـــفحه مخصوص :

نعمه حسن ; طفل جنگ

سر دوستان سلامت باد در خدمت آزمائی !

Tel. Address :—"Alhilal," Calcutta
Telephone No 648.

AL-HILAL.

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad.

14, McLeod Street,
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs 12
Half-yearly ,, Rs. 6-12

الہلال

مدیر مسئول و رئیس قلم تحریر
ابوالکلام قاضی الکلام الدہلوی
مقام اشاعت
۱۴ — مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ
ٹیلی فون نمبر ۶۴۸
سالانہ — ۱۲ — روپیہ
ششماہی — ۶ — ۱۲ — آنہ

نمبر ۱۳ — کلکتہ : چہار شنبہ ۲ - ذیقعدہ ۱۳۳۲ هجري — جلد ۵
Calcutta : Wednesday, September, 23. 1914.

هفتۂ جنگ

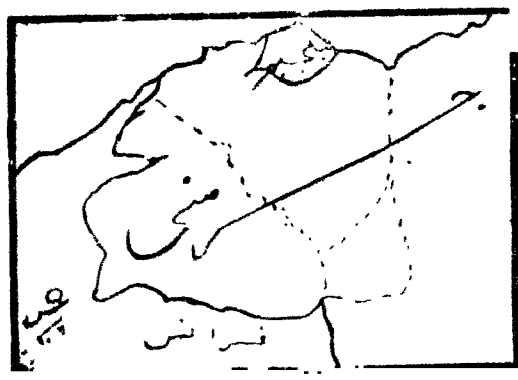

(کشف حقیقت)

گو اس هفته نے بھی جرمن افواج کی رجعت کا زار حل نہ کیا هو ' مگر تاهم تاریخ جنگ میں یہ هفته هميشه نمایاں ضرور رهیگا - کیونکه اس نے واقعات کے سمجھنے میں دنیا کو کچھه نہ کچھه مدد ضرور دی هے -

۷ - ستمبر سے خبروں نے جس انقلاب حالت کی اطلاع دینا شروع کیا ' انکا مقصد حسب قاعدۂ اخبار جنگ بالکل مشتبه تھا ' اور یه ظاهر نہیں هوتا تھا که جرمن فوج پیرس سے ۲۰ - میل کے فاصلے تک پہنچکر خود هٹ گئی یا هٹا دی گئی ؟ تو دنیا کو گذشته ایک ماه نے اس قسم کے واقعات کے سمجھنے کیلیے جو سمجھه بخشی هے ' اسکا مقصلۂ قطعی پہلی هی صورت کی طرف تھا ' تاهم خبروں کا تحکم اسکے خلاف تھا -

چنانچه جو تار مسٹر ولیم میکس ویل نے پیرس سے بورڈیو بھیجا تھا ' وہ ان لفظوں میں هم تک پہنچایا گیا :

" جرمن افواج بالکل پھنس گئی هیں - انکا اپنے ملک میں صحیح سلامت پہنچ جانا معجزہ سے کم نہ هوگا - اب پیرس کا محاصرہ نہیں هوسکتا - گورنمنٹ فوراً پیرس میں واپس آسکتی هے "

اسکے صاف معنی یه تھے که جرمن افواج اسی نہایت هی هولناک مصیبت میں پھنس گئی هیں اور حربوں کے تاخت و تاراج نے انہیں پیچھے هٹا دیا هے -

جو خیال اس تار میں ظاهر کیا گیا هے ' اگر ایسا هی هو تو یه بہت عمده بات هے ' لیکن دنیا کو جرمنی کے متعلق جو کچھه معلوم هے اسے اسقدر جلد بھلادینے کیلیے طیار نہیں که چھه هفتے کی جنگ سے اسکی قوت کابالکل خاتمه تسلیم کرلے - بلکه یه ایک ایسا تمسخر انگیز خیال هے جو جنگ کے فریقانه ادعاوں کے [illegible] زبان تک لایا بھی نہیں جا سکتا -

لیکن یه تمام هفته اس اعتراف کے دشوار و اعادے میں بسر هوا که جرمنی کا پیچھے هٹنا خود اسی کا ایک اختیاری فعل تھا نه که کسی دوسری قوت کا جبر - جب وہ پیچھے هٹنے لگی تو متحده افواج نے بڑھکر اپنے پچھلے مقامات پر قبضه کرنا شروع کردیا اور اس ادبار اقدام میں جگه جگه باهم مدبھیڑ بھی هوتی رهی " جس میں متحده افواج کامیاب رهیں "

ساتھه هی اس هفته نے اس امر کا بھی فیصله کردیا که جرمنی نے یه رجعت کسی طویل واپسی کیلیے نہیں کی هے جیسا که خیال کیا گیا تھا اور اسکی تعبیر بس واپسی کو " معجزه " سے نسبت دی تھی ' بلکه یه کسی غیر معلوم مصلحت کی بنا پر ایک محدود واپسی هے اس نے صرف اپنا آخری خط هجوم چھوڑ دیا هے اور سرحد بلجیم سے لیکر ایک نہایت وسیع فرانسیسی رقبے پر بدستور قابض هے - یعنی وہ مورچه بند هیں اور جہاں آکر رک گئے هیں ' وهانسے ابتک نہیں هٹائے جا سکے ' اگرچه جہانسے وہ هٹ آئے تھے ' وهانسے " هٹا دیے گئے "

اسکا بڑا ثبوت یه هے که ابتدا کے دو چار دنوں تک جن مقامات کے نام لیے گئے تھے که جرمن فوج وهاں سے هٹ گئی هے یا " هٹا دی گئی هے " اوپر ابتک کوئی اهم اور موثر اضافه نہیں هوا هے ' اور تمام عرصه صرف مقابلوں ' حملوں ' فوجی جوابوں ' اور اہم محکمات و حصاروں کی خبروں هی میں گذر گیا هے - حالانکه اگر جرمن افواج واپس هو رهی تھیں تو ضرور تھا که وہ واپس هوتیں ' جس طرح که واپس هونے والے واپس هوتے هیں ' نه که وہ کچھه کرتیں جو وہ کر رهی هیں -

تمام خبروں کی ترتیب سے صورت حال یه معلوم هوتی هے که جرمن فوجیں اپنے خط هجوم و اقدام میں مشرقی جانب کو لو میرس اور اوسکے نیچے دان تیول تک پہنچ گئی تھیں - لیکن وہ یکایک پیچھے هٹیں ' اور انکے قلب اور میمنه کی نسبت پچھلے هفته خبر ملی که " سواسسن " تک هٹتا هوا چلا آتا هے جو نہر " اسنی " کے کنارے هے ' اور پیرس سے جانب شمال تقریباً ۴۰ میل پر واقع هے - اس سے مشرق میں کسی قدر نیچے (جنوب رویه) ریم هے ' اور ریم کے بعد ایک خط وارڈن تک چلا گیا هے -

اب معلوم هوتا هے که وہ هٹے اور سواسنس میں مورچہ بند هوکر شمالی رخ قینچی کے درشاخے کی صورت میں "نایون" اور "لیون" تک پھیل گئے' اور "نایون" سے مشرقی جانب "ریم" کے ناهموار حصے سے هوتے هوے ورڈن کے شمال تک اپنا خط قائم کردیا -

بحالت موجودہ بھی وہ پیرس سے تقریباً ۳۰ یا ۳۵ میل کے فاصلے پر' اور سرحد فرانس کے اندر بخط مستقیم ۸۰ - میل سے زیادہ بڑھے هوے هیں -

۱۷ - ستمبر کے تار سے معلوم هوتا هے که جرمن فوج کی واپسی کی سب سے بڑی جنگ اسی مقام پر هولی اور چار دن تک جاری رهی - شہر میں داخلہ ناممکن تھا کیونکہ مسلسل آتشباری هوری تھی - تاهم "انگریزی توپخانے نے دریا کو عبور کرلیا اور نہایت مستعدی سے سفری پل نصب کردیے - جب دشمن بھاگ گئے تو دو توپ خانوں پر بھی قبضہ کرلیا"

لیکن افسوس که اس تار سے یه عقده حل نہیں هوتا که "سواسنس" پر بالاخر قابض بھی هوے یا نہیں ؟

لیکن اسکے بعد کی خبروں سے بظاهر یہی معلوم هوتا هے که جرمن افواج "سواسنس" پر قابض هیں - کیونکه ۲۲ - کا تار هے که سواسنس اور ریم کے درمیان معرکه جاری هے - بعض انگریزی دستوں نے سخت نقصان اٹھایا تاهم "انہوں نے استقلال کے ساتھه اپنے کام کوانجام دیا"

(آخـــر الانباء)

آخری تار جو وزیر هند نے هز ایکسلنسی وسراے کے نام بھیجا هے ' اسمیں اس وقت تک کی پوری تفصیل دی گئی هے - اسکا خلاصه یه هے که ۱۰ - کو انگریزی فوج نے دریاے مارنے کو عبور کیا - اسی اثناء میں فرانسیسی بھی فاتحانه "سول" کو عبور کرگئے - "اسنی" کے شمال میں دشمن کی حالت اچھی هے - وہ سواسنس کے دونوں جانب مقیم هیں اور شمال کے جانب پہاڑوں پر مورچه بند هیں - انگریزی افواج نے شہر کے نصف جنوبی حصه پر قبضه کرلیا - ۱۲ - کو "اسنی" پر پھر جنگ شروع هوئی اور ابتک جاری هے - ۱۳ - کو فرانسیسیوں نے "ریم" واپس لے لیا

ریم پر گولہ باری ' گرجے کی تباهی ' جرمن وحشت کاریوں کا قصۂ طویل ' اور ممالک امریکه وغیرہ کے احتجاج کے واقعات بھی اس هفته کے اهم نقاط بحث هیں مگر چونکه همیں ایک مستقل مضمون میں موجودہ جنگ کے "وحشیانه اعمال" پر بحث کرنی هے اسلیے انکا تذکرہ یہاں نہیں کرینگے -

حادثـه بنـگال و مدراس

جنـگ کی شعله افشانیوں کی چنگاریاں هندوستان تـک !

باوجود اس پورے اطمینان کے جو همیں هندوستان کے تحفظ کے متعلق هے ' اور باوجود اُن قطعی و طبیعی جغرافیائی حقائق کے جو بحالت موجودہ حفظ هند کا یقین دلاتے هیں ' هم یه کہنے سے باز نہیں رہ سکتے که موجودہ جنگ میں هندوستان کے بالکل بچے رهنےکی نسبت جوکچھه سمجھنے رهے ' وہ صحیح نه تھا ' اور هم نے جرمنی کو جسقدر دور دیکھا تھا ' اسقدر دور نہیں هے !

یه سچ هے که هندوستان محفوظ هے - یه بھی سچ هے که هندوستان کا اصلی بحری دروازہ سولز هے ' اور اسمیں بھی ابتک کوئی تبدیلی نہیں هوئی که مشرقی افریقه میں جرمن نوآبادیاں غیر اهم ' اور اسکے مشرقی بیڑے کو بے اثر کرنے کیلیے جاپان کی حرکت سے کام لیا جا چکا هے - تاهم اس سے بھی تو انکار نہیں کیا جا سکتا که وہی جرمن فوج جو برلن میں رهتی ' بلجیم پر قابض هوتی ' اور فرانس میں لڑ رهی هے ' کلکته سے ۲۰ میل کے فاصلے تک پہنچگئی اور خلیج بنگال میں پانچ جہاز غرق کرکے بلا ادنی ضرر انہاے صاف نکل گئی ولیاتیہم بغتة وهم لا یشعرون -

هندوستان کی خشکی اور تری پر ایک سو برس سے برٹش گورنمنٹ کا بلاشرکت غیرے قبضه هے - خلیج بنگال کا کونه کونه انگریزی جہاز رانوں کا جولا نگاه هے - اسکے ساحلی مقامات بڑے بڑے شہروں سے معمور هیں ' اور همیشه سدا کیا هے که ایک انگریزی مسرقی بیڑہ هندوستان میں بھی رهتا هے - پھر اس هوشیاری اور حفظ ما تقدم کا ذکر هی فضول هے جو جنگ کی وجه سے قدرتی طور پر گورنمنٹ اف انڈیا کرچکی هے - تاهم یه کیسی عجیب بات هے که "ایمڈن" جہاز اس بے پروائی اور بے فکری کے ساتھه گویا نہر کیل اندر چہل قدمی کررها هے ' هندوستان کے سمندر میں بے باکانه چلا آیا اور همارے آنکھوں کے سامنے اپنا عظیم الشان وار کرکے صاف نکل گیا ؟ پھر اتنا عرصه گذر چکا هے لیکن ایک چھوٹے سے کروزر کو همارے مجموعی طاقت بھی ابتک گرفتار نہیں کرسکی هے ؟

هم مقامی معاصر اسٹیٹسمین کے لفظوں میں پوچھه سکتے هیں کہ اسے زیادہ طول نه دیں ' نه کیا هندوستان کی گورنمنٹ نے همارے اطمینان کیلیے یہی انتظام کیا هے جو تازہ واقعات همیں بتلا رهے هیں ؟ هم ناخواندہ پبلک کو الزام دیتے رهے که وہ لاحاصل گھبرا اٹھتی هے - یقیناً اسے اب بھی گھبرانا نہیں چاهیے ' لیکن ساتھه هی گورنمنٹ بھی تو اسکے لیے جوابدہ هے که وہ ایک معمولی کروزر کی لالی هوئی آنکھوں سے بچنے کیلیے پیشتر سے کیوں طیار نه تھی ؟

کاش یه سلسله یہیں تک ختم هوجاتا - لیکن عجیب و غریب ایمڈن کی دادگار جراتوں کی (خواہ وہ کوئی بھی هو) بے اختیار داد دینی پڑتی هے که خلیج بنگال سے غالب هوکر پھر دوبارہ نمایاں هوا ' اور ۱۹ - کو رنگون سے تار آیا که اس نے ایک اور جہاز غرق کردیا هے :

وہ انکشاف کلین لائنر اور کلین نہیسن کے ملاحوں اور افسروں کے ذریعه هوا جو ۱۹ - کو رنگون پہنچے - انکے بیان سے معلوم هوتا هے که ایمڈن نے انکے جہاز کو عین دریاے هوگلی کے سامنے غرق کردیا اور جہاز کے تمام آدمیوں کو ٹوللہ کے ایک جہاز پر سوار کرادیا جو اسکے ساتھه تھا - پھر دونوں رنگون کی طرف روانه هوے - راہ میں ایک اور جہاز "ڈرے" کو گرفتار کیا ' اور قیدیوں کو اسپر منتقل کرکے حکم دیا که جہاز پر ٹوللہ بھریں - نصف ڈالر (یعنی تقریباً سوا روپیه) بومیه اجرت ملیگی - اسکے بعد سب لوگ ڈرے پر سوار کرائے گئے اور انکا ذریعه دیکر رنگون بھجوا دیا -

کیا عجیب واقعات هیں ! خلیج بنگاله ' دریاے هوگلی ' پوری کا ساحل ' کلکته کا قرب ' اور ایک چھوٹے سے جرمن کروزر کی یه مردانه روائیاں که جس کو چاها گرفتار کیا ' جس کو چاها غرق کردیا ' جسکو حکم دیا اسے قیدیوں کو منزل مقصود تک پہنچا دیا ! الله تک یه باتیں ناممکن نہیں - آج واقعات هیں !

پھر ایمڈن کا شریفانه سلوک اور بہتر سے بہتر انسانیت و اخلاق ایک ایسا موضوع بحث هے ' جسکی جزئیات کو بغیر ایک مستقل مضمون کے سمیٹنا ممکن نہیں - معلوم هوتا هے که وہ هم سے ایک طرح کی جنگی دل لگی کررها هے - سمندر کے اندر رهکر اپنے کارناموں کے پیامبروں کو بحفاظت رنگون اور کلکته بھیجدیتا هے تاکه اسکی جراتوں اور شرافتوں کا افسانه اچھی طرح همیں سنادیں !

اس سے بھی بڑھکر اسکے کپتان کی ستم ظریفی یه هے جو انڈین ڈیلی نیوز کے عام روایات کو نقل کرتے هوے لکھی هے - وہ جب کبھی کسی جہاز کو اپنے قریب پاتا هے تو خود هی اس سے

الهـــلال کا آئیندہ نمبر جنگ کے مناظر و تصاویر کا خاص نمبر هوگا

سگنل کے ذریعہ پوچھتا ہے کہ " تمہیں ظالم ایمڈن کی بھی کچھہ خبر ہے " ؟

ایں سخن را چہ جوابست ' تو هم می دانی !

پھر جب اسکے سر پر پہنچ جاتا ہے تو کہتا ہے کہ " کمبخت ایمڈن میں ہی ہوں " !!

خیر ' یہ تو اس ایمڈن کی کرشمہ سازیاں تھیں - لیکن یکایک ساحل زنجبار کے قریب ایک بحری معرکے کی خبر بھی آئی ہے جسمیں جرمن کروزر کو لنکزبرگ نے انگریزی کروزر " پیگاکس " کو غرق کردیا - اس تار میں پہلی مرتبہ یہ نئی حقیقت منکشف ہوئی ہے کہ زنجبار کے پاس ایک جرمن کروزر موجود ہے جسکی توپیں ۱۴ - انچ کی ہیں -

زنجبار مشرقی افریقہ میں ہے - اسکے ساتھی جرمن نوابادی پھیلی ہوئی ہے اور اسپر انگریزی قبضہ کی خبر دیگئی ہے - نقشہ کے دیکھنے سے واضح ہوتا ہے کہ مشرقی افریقہ عین بحر ہند کا ساحل ہے ' اور وہاں کے ایک تیز رفتار کروزر کیلیے ہندوستان کے تمام ساحلی مقامات کا راستہ بالکل کھلا ہوا ہے - وہاں جرمن کروزر کی موجودگی افریقی جرمن نوآبادیوں کے مسئلہ کو بھی پیچیدہ کردیتی ہے -

اسی سلسلے میں ان سب سے اہم تر آخری واقعہ وہ ہے جو مدراس میں واقع ہوا ہے - ابتک تو صرف سمندر کے اندر جہاز غرق کیے جا رہے تھے - لیکن اب ایک بہت بڑے ساحلی شہر پر گولہ باری تک نوبت آگئی ہے !

یقینی طور پر معلوم نہیں ہوسکا ہے کہ یہ کس جہاز کی کارستانی تھی ؟ ممکن ہے کہ کوئی دوسرا جہاز ہو اور ممکن ہے ایمڈن ہی ہو - بہر حال اس وقت تک حادثہ کی تفصیل حسب ذیل معلوم ہوئی ہے :

" ۲۲ - کی رات کو نو بجے یکایک ایک گولہ برما اوائل کمپنی کے تیل کے خزانے پر گرا جس سے تیل میں آگ لگ گئی - پھر دوسرا گولہ آیا جس سے دوسرا خزانہ مشتعل ہوا - اسکے بعد متصل گولے آتے رہے - آخرمیں مدراس کے قلعہ پر گولہ باری ہوئی مگر قلعہ سے بھی جواب دیا گیا اور اسکے بعد جہاز چلا گیا -

تیل کے خزانے جل گئے - نیشنل بنک کی عمارت کا بڑا حصہ گیا - نئے پوسٹ آفس پر بھی گولے پڑے اور کچھ نقصان ہوا - اوائل کمپنی کے دو پہرہ دار زخمی ہوے - ایک مر چکا ہے - ایک ہندوستانی پولسمین کو بھی بندرگاہ میں گولہ لگا اور مر کر رہ گیا - مدراس سیلنگ کلب بالکل برباد ہوگیا ہے - ریل کی مال گاڑیاں بھی مضروب پائی گئیں "

ہم یقیناً اب بھی پبلک کو اطمینان دلائینگے کہ صرف ان حوادث کی بنا پر وہ اپنا اطمینان نہ کھوے اور ہر صاحب اثر شخص کوشش کرے کہ غلط اور خود تراشیدہ افوا ہیں (جو اکثر حالتوں میں گورنمنٹ سے زیادہ خود ملک کیلیے مضر ہوتی ہیں) پھیلنے نہ پائیں ' لیکن ساتھہ ہی ہم سمجھتے ہیں کہ واقعات کے رفتار کی ایسی عجیب و شدید تیزی کا اثر کھونے کیلیے جو اب ۷۵۶۶۰۰ - یورپ کے جہازی نقصان سے گذر کر عمارتوں ' مال و متاع کے ذخیروں ' اور انسانوں کی جانوں تک پہنچ چکا ہے ' محض زبانی تسلیاں کافی نہیں ہیں -

افکار و حوادث

حیـات بعد الممـات !

موجودہ جنگ یورپ دنیا کیلیے ایک عہد انقلاب و تجدد ہے - وہ دنیا کے نقشے کو بدلدیگی ' درسگاہوں کے جغرافیے از سر نو بنائے پڑینگے ' اور حکومتوں اور قوموں کو نمایاں کرنے والے رنگوں میں جو بڑے بڑے نقشوں کے اندر بھرے جاتے ہیں ' نہیں معلوم کیا کیا تبدیلیاں ہوجائیگی ؟

مگر اب معلوم ہوتا ہے کہ اسکی قوت انقلاب کی سطوت ' سطح زمین کی تقسیم و تحدید ہی تک محدود نہیں ہے ' بلکہ وہ دنیا کے علمی و مادی عقائد میں بھی ایک انقلاب عظیم پیدا کردیگی -

دنیا آجتک موت و حیات کے عقدہ کو حل نہ کرسکی - اس غیر معلوم آغاز عالم سے لیکر جسوقت سے کہ انسانی دماغ و مدرکہ نے زمین پر نشو و نما پائی ' اسوقت تک دنیا کا غیر متزلزل اعتقاد یہ رہا ہے کہ فنا کے بعد بقا نہیں ' موت کے بعد زندگی نہیں ' اور جو وجود ایک مرتبہ موت کے پنجے میں چلا گیا ' وہ پھر دوبارہ واپس نہیں آسکتا -

لیکن جو عقدہ آجتک امن اور زندگی کی مہلتوں میں حل نہیں کیا جا سکا تھا ' معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ جنگ نے خون اور موت کی قوت سے اُسے حل کردیا ہے - اور زندگی کو موت سے بدلدینے والے وقت نے دعوا کیا ہے کہ وہ موت کو زندگی سے بھی بدلدے سکتا ہے !

بظاہر یہ بات بڑی ہی عجیب سمجھی جاے لیکن واقعہ یہی ہے کہ مردے زندہ ہوگئے ہیں - عجیب و غریب جرمنی فرانس کے قلعوں کے سامنے خواہ کتنی ہی نامعقول اور بے معنی طور پر آگے بڑھی ہو ' لیکن اسمیں شک نہیں کہ موت و حیات کے اس لاینحل عقدہ کے حل کرنے میں تو اس نے بہت ہی معقول اور معنی خیز پیش قدمی کی ہے !

۶ - اگست کا واقعہ ہے کہ روس اور جرمنی کے جنگی جہازوں میں ایک مقابلہ ہوا اور دونوں نے اپنی قوت سے زیادہ کام لینا چاہا - جرمن کروزر کا نام "ایمڈن" تھا ' اور روسی کروزر کا "اسکولڈ" مدتوں عرصے تک کشمکش جاری رہی - بالآخر "ایمڈن" نے "اسکولڈ" کو دبادیا -

یہی حوالہ موجودہ جنگ میں کامیاب جرمنی کیلیے ناکامیوں کے اندر بھی ناکامی ہوئی ہے اور فتح میں بھی شکست ' اسکے قدرتی طور پر اس واقعۂ فتح کے ساتھہ ایک حادثۂ شکست کا پیوند بھی ضروری تھا - چنانچہ "تمیلی میل" کے معزز نامہ نگار نے اطلاع دی کہ " گو روسی جہاز کو اسنے دبادیا لیکن ساتھہ ہی خود بھی غروب کیا " :

گو مشت خاک ما هم برباد رفته باشد !

یہ حادثہ مقام " وائی " کے سامنے گذرا تھا - ہمیں معلوم نہیں کہ موجودہ فن اسپر یچوالیزم (روحانیات و استحضار ارواح) نے عمق سمندر میں بسنے والی روحوں کے متعلق بھی کوئی مشاہدہ کیا ہے یا نہیں جیسا کہ پروفیسر رابرٹسن نے ارواح ارضیہ کے برزخ روحانی کے متعلق کیا تھا - تاہم یہ تو

یقینی ہے کہ سمندر میں مرنے والے اجسام کی ارواح کیلیے بھی وہ تمام انتظامات ضرور ہی ہونگے جو خشکی پر آباد ہونے والی روحوں کے متعلق تسلیم کیے جاتے ہیں -

بہر حال مقبول و مدوحی ایمدن مع اپنے ۲۵ نات رفتار والے انجن اور ۴ × ۴ - انچ والی دس توپوں کے (جنھیں بمنزلہ روح کے سمجھنا چاہیے) اور مع اپنے آہنی چادروں اور چوبین در و دیوار کے (جو یقیناً اسکا جسم و استخوان ہے) بحر چین کے نیچے پہنچا اور ملائکۂ امرات کے سپرد کر دیا گیا - اسکے بعد انسان کی موجودہ ما بعد الطبیعہ معلومات اپنے قصور کا اعتراف کرتی ہے اور پتہ نہیں بتلاتی کہ کیا ہوا ؟

" قبر کا منہ جب ایک بار لے لیتا ہے تو پھر واپس نہیں کرتا - فنا و ممات کے قانون میں کسی کیلیے رعایت نہیں - ڈرے ہوؤں نہ کسی نے زندہ اچھلتے نہیں دیکھا ہے' اور جو مرجائے پھر اسکی نسبت کسی خبر کے سننے کا انتظار لا حاصل ہے "

ہاں یہ سب سچ ہے' لیکن ڈرے ہوئے " ایمدن " نے اپنی ایک جنبش صعود میں قوانین طبیعیۃ کی ان تمام حقیقتوں کو یکسر غلط کردیا !

کیونکہ قبر شق ہوگئی ' قانون ممات نے اسدفعا قبول کرلیا ' سمندر کی موجوں نے راہ دیدی' اور " ایمدن " مر کر پھر زندہ ہوگیا ! وہ بحر چین کے سمندر کے عمق سے ابھرا' اور خلیج بنگال کی سطح پر نمودار ہوا - دنیا اسکو موت کے حوالے کرنے چلا چکی تھی ' مگر افسوس کہ اس نے دنیا کو نہ پایا ' اور اسکے جہازوں کو عرف کرنے کیلیے دوبارہ آ موجود ہوا !

۶ - اگست کو اسپر موت طاری ہوئی تھی - اور ۶ ستمبر کے بعد سے اسکی نشئہ ثانیہ کا ثبوت ملنا شروع ہوگیا - گویا پورا ایک ماہ اس نے عمق سمندر کے دار الارواح میں بسر کیا - بلاشبہ قدیم روایات میں " تین دن کے بعد " مر کر جی اٹھنے کی بعض مذہبی مسلمات طبیعہ ملتی ہیں ' لیکن تیس دن کے بعد ڈوبکر زندہ ہوجانے کی بظاہر دولی نظیر تاریخ قدیم اور " مقدس " روایتوں میں بھی نہیں ملتی - یہ فی الحقیقت مسئلۂ حیات و ممات کے حل کی طرف ہمارے علمی عہد کا اولین کامیاب قدم ہے !

اب تک تو ان روایتوں نے ہمیں " عرفانی " کی عظیم الشان جنگی طیاریوں کی روایتیں سنائی تھیں ' انکی موجی قوت اور نظام کے دبدبۂ و سطوت کی ترجمانی کی تھی ' ہم نے علم و تمدن اور ایجاد و اختراع کے میدان میں بھی انکا قدم سب سے آگے دیکھا تھا ' اور انکی یونیورسٹیوں اور علمی جماعتوں کے خالص علمی کارناموں کی جو داد عملاً تمام عالم تمدن دے رہا تھا ' اسمیں شریک ہوگئے تھے -

پھر موجودہ جنگ شروع ہوئی - روایتوں اور جنگی و رسمی اعتقادوں کا موسم یکایک بدلا - سفیدی سیاہی سے ' تابندی پستی سے ' عروج تنزل سے ' نیکی بدی سے ' اور معروف انبسیت سے ' نا کہاں بدلدی گئی ' اور ہم سے کہا گیا کہ اب سے پہلے جو کچھ تم سے کہا گیا ہے اور جو کچھ تمنے دیکھا اور سنا ہے ' سب یکسر بھلا دو ! ہم نے ایسا ہی کیا ' اور ایسا ہی کرینگے - تا وقتیکہ ہر شے کو بدلدینے والی یہ جنگ ختم نہ ہو جائے -

لیکن " ایمدن " کے دوبارہ زندہ ہو جانے اور اپنی نئی زندگی کا ایسا تلخ اور غم انگیز ثبوت دینے نے جرمنی کے متعلق طرح طرح کے نئے وسوسوں کی طرف رہنمائی کردی ہے ' اور ہمیں ڈر ہے کہ کہیں اُس کی فوجی اور علمی طاقتوں کی گذشتہ روایتوں کیطرح ' اسکی خوفناک اور ما فوق العادۃ قوت کی بھی ایک نئی روایت پیدا نہ ہو جائے - کیونکہ ۶ - ستمبر والے ایمدن کا نیا " بھوت " دنیائے قدیم کے روایتی جنوں کی طرح بہت ہی عجیب ہے !

لیکن اگر فرشتۂ موت کی گرفت ہمارے حریف کیلیے ایسی ہی ڈھیلی ہوگئی جس سے صرف تیس دن کی جد و جہد کے بعد چوہا نکل کر اڑ جا سکتا ہے ' تو ہم سمجھتے ہیں کہ ہماری مشکلات کا اصلی میدان دنیا سے باہر ہے - اگر صرف کمبخت " ایمدن " دوبارہ آگیا یا بقاعدۂ تناسخ اسے نیا چولا ملگیا تو خدا کی ہرج نہیں ' لیکن اصلی سوال آیندہ کا ہے - ڈیلی میل کے صادق الروایۃ نامہ نگار کی موت بخشی کی طرح موت و حیات کی اور بہت سی تقسیمات بھی ہمارے سامنے ہیں ' اور ہماری معلومات کی فہرست امرات بڑی ہی وسیع ہے - اگر خدا نخواستہ موجودہ عہد کے مرنے والوں کی موت اسی طرح صرف تیس دن کی موت ثابت ہوئی ' تو نہیں معلوم اور کتنے کروڑوں ' کتنے ہزار جہازوں ' اور کتنی ہی مقابل لاشوں کو ہمارے فہرست کے خانۂ امرات میں سرخ پنسل کی اگیر نصیب ہوگی !

اس سے بھی ایک زیادہ دلچسپ نظیفہ ہے جو جنگ کی سر حسک اور عاجز ان مشعرلیت کے عہد میں امید ہے کہ نبدیل دلفہ اہلیے بہت ہی کار آمد ہوگا - بعض عوام کے خیال میں جو اپنے ہر قول کے سند میں " داستان امیر حمزہ " کی کسی جلد سے بحوالۂ صفحہ و سطر استشہاد کرنے کی اعلیٰ قابلیت سے بھی نہیں سرفراز ' وہ جہاز واقعی ایمدن نہیں ہے جو جنگ کی حدود کے عالم میں مرچکا ہے ' بلکہ اسکی ایک خبیث روح ہے جو ایمدن کا بھوت بنکر نمودار ہوئی ہے - ذرا ثبوت اس فلسفہ کی صداقت کا بیان کیا جاتا ہے کہ اگر ۱۰ - سے ۱۴ - تک نمایاں ہونے والا ایمدن واقعی ایمدن ہی ہوتا تو اسے ہندوستان آنے کی کیا جرات ہوتی ؟ اور آگیا تھا تو اب تک کیسے بچا رہتا ؟ اچھا نہیں - تو ایمدن کا بھوت ہے - اور بالجزیم میں جزیروں کی جو وسیع و حدیں بیان کی گئی ہیں ' انکے لحاظ سے بھیناً مرنے کے بعد خبیث روحوں ہی کی سزاؤں میں مسخ کردیے جانے ہونگے پاک روحوں کے قریب میں تو صرف ایک اعمال انسانی کا محاسبہ ہے ' وہاں تو عذاب دینے والے جہنمی فرشتوں کے اسیانوں میں بھیجدیے جائیں گے -

بہر حال خواہ اچھا ہی ہو مگر ہمیں امید ہے کہ جنگ کی حدود دینے والے آیندہ زندگی و موت کی ایسی بخشش سے معاف رہینگے ' اور جب کسی کو ماریگے تو دنیا کے اسی قدیم طریقے کے مطابق ماریگے جسکے بعد نہ تو ڈرے ہوئے اچھل سکتے ہیں اور نہ مرے ہوؤں کی روحیں بھوت بنکر بے حیا زندوں کو ستانے چلسکتی ہیں - اس نئی موت اور عرفانی کے علمی تجربے نے ہمارے سر دست ہم لوگ طیار نہیں ہیں - اگر موت کا پھندا اتنا کشادہ ہوگیا ہے کہ اب مردوں کی گردنیں پھنسکر باسانی نکل پڑتی ہیں تو براہ عنایت اسکا تجربہ بالفعل اور تو پھر بھی کچھ عرصہ تک معدود رکھا جائے تو بہتر ہے - اگر ہر روز ایک دو ڈرے ہوئے جہاز بھی اچھل پڑیں ' جب بھی ہمیں اولی شکایت ہوگی لیکن عرب اور نے قصور ہندوستان کے سمندروں کو تو اسقدر مشق نہ بنایا جائے

اُسوۂ حسنہ

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

غزوات اسلامیہ

اور اسکی یادگاریں

(۲)

(گذشتہ اشاعۃ کے مقالۂ افتتاحیہ کے بعد)

دنیا کی موجودہ اور گذشتہ جنگوں کے نتائج تمہارے سامنے ہیں - قتل ' آتشزدگی ' سلب و نہب ' بربادی علم ' ہلاکت عمران و تمدن کے سوا نہیں اور کچھ نہیں نظر آتا - اب آؤ ' اُس قوم کی جنگوں کی یادگاروں کی جستجو میں نکلیں جس نے اپنا مقصد ظہور " قیام صلوٰۃ الٰہی ' امر بالمعروف ' نہی عن المنکر ' اور ایمان باللہ " بتلایا ' اور اسکے دشمنوں نے اول روز ہی سے اسے مسلم ہو جانے پر مجبور کردیا - ہم دیکھیں گے کہ جنگ نے میدانوں میں وہ اپنے مقصد کی حفاظت کر سکی یا نہیں ' اور جب خون اور مٹی کے نیچے پر سے گزری تو جنگ کی بنا دیا یادگاریں پیچھے چھوڑ گئی ؟

اس سفر جستجو میں متعدد منزلیں پیش آئینگی - سب سے پہلے ہم روحانی یادگاروں کو جمع کرتے ہیں - اس سے ثابت ہوگا کہ مسلمانوں کی غزوات کی سب سے پہلی یادگار " عبادت الٰہی " ہے -

عبادت اسلامی کے ارکان عظمیٰ پانچ ہیں : نماز ' روزہ ' صیام ' حج ' زکوٰۃ - ان میں سے کوئی عبادت ایسی نہیں ہے جسکے لئے غزوات اسلامیہ کی یادگاریں سامنے نہ آجاتی ہوں - سب سے پہلے نماز سے شروع کیجیے -

(ارکان صلوٰۃ)

عبادت الٰہی روحانیت کا سرچشمہ ' ہدایت قلبی کا منبع ' یقین کا مرکز ' برکات الٰہیہ کا مہبط ' اور انسان کو تمام بہیمی قوتوں اور نفسانی جوشوں سے بچانے والی ہے -

ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء و المنکر ! (۲۹ : ۴۵)

نماز انسان کو تمام برائیوں سے روک دیتی ہے (کیونکہ اسکی وجہ سے ہمیشہ خدا سے تعلق کا تصور قائم رہتا ہے !)

پس وہ ایک قلعہ ہے جو برائیوں سے اشکر کو اپنے اندر گھسنے سے روکتا ' لیکن اس قلعہ کے سرداروں کو اس قوم کے سفر جہاد و غزوات ہی نے قائم کیا تھا :

ان النبی صلعم و جیوشہ اذا علوا الثنایا کبروا و اذا ھبطوا سبحوا ' فوضعت الصلوٰۃ علی ذلک (ابو داؤد جلد ۱ - ص ۳۴ کتاب الجہاد)

آنحضرت اور مجاہدین کی فوجیں جب پہاڑیوں کے اوپر چڑھتی تھیں تو تکبیر کا غلغلہ بلند کرتی تھیں ' اور جب اوپر سے نیچے کی طرف اترتی تھیں تو سبحان اللہ کا نعرہ مارتی تھیں - پس نماز میں قیام و قعود ' رکوع و سجود ' اور تکبیر و تسبیح کو اسی قالب میں ڈھالا گیا -

اس سے ظاہر ہوا کہ نماز کے ارکان لڑائی ہی کی بدولت وجود میں آئے - اسلئے نماز مسلمانوں کی لڑائیوں کی ایک پہلی یادگار ہے -

تمام نمازوں میں " صلوٰۃ الخوف " جہاد کے ساتھ مخصوص ہے جسکے احکام اور نمازوں سے مختلف ہیں .

و اذا کنت فیھم فاقمت لھم الصلوٰۃ فلتقم طائفۃ منھم معک و لیاخذوا اسلحتھم فاذا سجدوا فلیکونوا من ورائکم ولتات طائفۃ اخری لم یصلوا فلیصلوا معک ولیاخذوا حذرھم واسلحتھم ود الذین کفروا لو تغفلون عن اسلحتکم و امتعتکم فیمیلون علیکم میلۃ واحدۃ (۴ : ۱۰۳)

اور جب تم مجاہدین کی صف میں اور پڑھنا چاہو تو ہے ایک گروہ تمہارے ساتھ اپنے ہتھیار لیکر شریک نماز ہوجائے - جب وہ سجدہ کرچکیں تو پیچھے ہوجائیں تا کہ حفاظت کرتے رہیں اور دوسرا گروہ آئے جسنے ابھی نماز نہیں پڑھی ہے - اور چاہیئے کہ نہایت ہوشیاری کے ساتھ مسلح ہو کر تمہارے ساتھ نماز ادا کریں - کیونکہ کفار موقع ڈھونڈھتے ہیں کہ تم اپنے ہتھیار اور اپنے مال سے غافل ہو جاؤ تو دفعتاً دھاوا کردیں -

تم پر آفت پڑیں -

مجاہدین اسلام نے اپنی اس یادگار کے ذریعہ دنیا کو بتادیا کہ خدا کی حفاظت اور محافظ قوم دشمن کے مقابلے میں اپنی روحانی یادگاروں کو ہمیشہ قائم رکھنا سنت ہے ؟ جبکہ میدان جنگ میں تمام قوتیں فرصت کے لمحوں کو سستانے اور کھانے پینے میں خرچ کرتی ہیں تو مسلمان تلواروں کے سایے کے نیچے اپنی مہلت کی گھڑیاں صرف اللہ کی عبادت میں صرف کیا کرتے تھے !

غرضکہ صلوٰۃ الخوف بھی اسلامی غزوات کی ایک یادگار ہے -

(واقعۂ حضرت حبیب انصاری)

اسلام میں جو رکعت کی ایک اور نماز بھی بطور یادگار کے قائم رہنے گئی ہے جو ایک مظلوم مجاہد کے جوش مذہبی کی یادگار ہے - سلام صبر و استقلال ' تسلی و طمانیت ' اور خشوع و خضوع کا ایک قلعہ تھا جسکو میدان جنگ میں ٹھہرا دیا گیا تھا :

ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانھم بنیان مرصوص (۶۱ : ۴)

خدا ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو اسکی راہ میں اس استقلال کے ساتھ صف بستہ ہوتے ہیں ' گویا ایک دیوار ہیں جسکے اندر سیسہ پگھلا کر بھر دیا ہے !

اس لیئے اسلام نے سخت مصیبت کی حالت میں بھی عزم و استقلال کی روح قائم رکھنے کی جنگی لڑائیاں لڑیں ' انکی یادگاریں میں اسکے سوا اور کچھ نہیں ہے -

ایک بار آنحضرت (صلعم) نے فوج کے دس دستے روانہ کئے اور عاصم بن ثابت انصاری کو انکا امیر مقرر فرمایا - جب یہ لوگ مقام ہداۃ میں پہونچے تو قبیلہ بنولحیان کو انکا پتہ لگ گیا ' اور انہوں نے دو سو تیر انداز انکے پیچھے روانہ کردیئے - جب عاصم نے دشمن کے مسلح گروہ کو دیکھا تو پہاڑ پر چڑھ گئے - دشمنوں نے ہر طرف سے گھیر لیا اور امان دیکر پہاڑ سے اتر دینکی خواہش کی ' لیکن عاصم نے کہا : میں کسی کافر کی امان سے فائدہ اٹھانا نہیں چاہتا - آخر ان لوگوں نے تیروں کی بارش شروع کردی ' اور وہ سات آدمیوں کے ساتھ شہید ہوگئے -

مگر فوج کے تین دستے عہد و میثاق لیکر اترے آئے - ان میں حبیب انصاری اور ابن دثنہ بھی تھے - بہت سے کمانوں کی زہ اتار لی ' اور اوس سے ان لوگوں کو باندھ لیا - ان کے ساتھ ایک

تیسرا شخص بھی تھا - اوس نے کہا : " یہ پہلي عہد شکنی ہے جس سے مجھے قتل و خون ہی بو آتی ہے - میں اسکے ساتھہ نہیں جا سکتا " اون لوگوں نے جبرا ساتھہ لیجانا چاہا مگر اوسنے انکار کردیا ' یہانتک کہ شہید کردیا گیا - وہ حبیب اور ابن دثنہ کو ساتھہ لیگئے اور مکہ میں غلام بنا کر بیچ دیا - قبیلہ بنو حارث ابن عامر نے حبیب کو خرید لیا ' اور چونکہ یہ وہي حبیب تھے جنھوں نے غزوہ بدر میں حارث ابن عامر کو قتل کردیا تھا - اس لیے اون لوگوں نے اس خون کا انتقام لیناچاہا ' اور اونکو حرم سے باہر قتل کرنے لیلیے لیگئے کہ دار الامن میں قتل ناجائز تھا -

لیکن حضرت حبیب کے عزم و استقلال نے شہادت کے وقت ایک روحاني یادگار قائم کردي - اونھوں نے دشمنوں سے دو رکعت نماز کي اجازت چاہی - کفار نے اجازت دیدي - اونھوں نے نہایت سکون و اطمینان کیساتھہ نماز ادا کي ' اور کہا کہ اگر تملوگ اسکو جزع و فزع کے لیت و لعل پر محمول نہ کرتے اور یہ بدگماني نہوتي کہ میں موت کیوقت میں تاخیر ڈالنے لیلیے ایسا کر رہا ہوں تو میں نماز کو اور زیادہ طول دیتا اور بہت دیر تک اپنے خداوند کے حضور رہتا ! اسکے بعد یہ اشعار پڑھے :

ما ابا لی حین اقتل مسلماً علی ای شق کان للہ مصرعي

"جبکہ میں مسلمان ہونے کی حالت میں قتل کیا جاتا ہوں تو مجھے کچھہ پروا نہیں کہ خدا کی راہ میں اس پہلو پر جان دونگا ؟ "

و ذلک فی ذات الالہ و ان یشاء یبارک علی اوصال شلو ممزع

" میرا قتل صرف خدا کی راہ میں ہے ' اور اگر وہ چاہے تو کاٹے ہوے جوڑوں میں برکت دے سکتا ہے "

کفار نے اونکو نہایت بیدردي کے ساتھہ شہید اور قتل کردیا ' اور اونہوں نے ان دو رکعتوں کو ہر اوس شخص کیلیے بطور ایک زیادہ سنت صبر و ثبات کے یادگار چھوڑا جو اسے طالمانہ طریقہ سے قتل کیا جاے !

اسلامی عبادات کی ایک یادگار یہ تھی !

(تیسرات طہارت)

عبادت اسلامیہ کي آیتوں میں تیمم خدا کی دي ہوئي ایک یادگار اسلامي ہے - اسکے برکات کا ظہور زیادہ تر سفر ہی میں ہوتا ہے - حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) اور صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم) کا اکثر جہاد ہی کیلیے ہوا کرتا تھا ' اسلیے سفر ہي میں مسلمانوں کو یہ عطیہ الہي بھی دیا گیا - چنانچہ ایک سفر میں حضرت عائشہ آپ کے ساتھہ تھیں - سوء اتفاق سے راستے میں اونکا ہار گم ہوگیا - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام صحابہ کے ساتھہ اوسکے ڈھونڈھنے کیلیے ٹھہر گئے لیکن منزل پر دور تک پانی کا نام و نشان نہ تھا - صحابہ نے حضرت صدیق (رضی اللہ تعالی عنہ) سے اسکی شکایت کی - اونہوں نے حضرت عائشہ پر ناراضی ظاہر کی کہ تمہاري ہی علت سے تمام قوم کو اس مصیبت میں مبتلا کیا ہے - چنانچہ اسي موقع پر آیت تیمم نازل ہوئی ' اور تمام صحابہ مسرت کے لہجے میں پکار اٹھے :

ما ھی باول برکتکم یا آل ابی اے آل ابی بکر ! یہ کچھہ تمہاري

بکر ! (بخاري) پہلي ہی برکت نہیں ہے !

اس بنا پر تیمم بھی عبادات اسلامیہ کی ایک یادگار ہے -

(تیسرات صلوٰۃ و صیام)

حالت سفر میں قصر اور رمضان میں افطار صوم کی اجازت بھي جہاد ہی کی راہ میں آسانیاں پیدا کرنے کیلیے دي گئی قرآن کریم کي آیات قصر میں صاف طور پر جہاد کے مواقع کا ذکر اوپر گزر چکا ہے - حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حکم قصر دراصل جہاد کیلیے ہوا تھا - (بخاري)

(حج)

عبادات اسلامیہ میں حج مختلف یادگاروں کا مجموعہ ہے - وہ جس گھر میں ادا کیا جاتا ہے ' خدا کے سب سے برگزیدہ بندے نے ہاتھہ کی قائم کی ہوئي یادگار ہے :

و اذ یرفع ابراھیم القواعد جب حضرت ابراہیم اور اسمعیل خانہ

من البیت و اسمعیل : کعبہ کی دیواریں چن رہے تھے تو اسوقت

ربنا تقبل منا انک یہ دعا انکی زبانوں پر تھی کہ خدایا !

انت السمیع العلیم ہمارے اس عمل کو قبول کرلے تو ہی

(۲ : ۱۲۱) سننے والا اور جاننے والا ہے !

بلکہ دنیا کی مذہبی یادگاروں میں سب سے قدیم یادگار وہي ہے :

ان اول بیت وضع للناس پہلا گھر جو انسان کی پرستش کا

للذي بکہ مبارکا بنایا گیا ' وہی گھر ہے جو مکہ میں تمام

وھدی للعالمین دنیا کي برکت و ہدایت کیلیے تعمیر

(۳ : ۹۰) کیا گیا -

ان بندوں نے خدا کے وحدانیت کی ایک زندہ رہنے والی یادگار قائم کي تھي - خدا نے بھي اوسي میں اونکی یادگار قائم کردي :

فیہ آیات بینات مقام اس گھر میں مقام ابراھیم ایک نمایاں

ابراھیم (۳ : ۱۹) یادگار مقدس ہے !

صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا حضرت ہاجرہ کی اس سراسیمگی کا مظہر تازہ کرتی ہے جب وہ پانی کی جستجو اور بچے کي محبت میں پریشان حال تھیں - چاہ زمزم قدرت الہي کی اس کرشمہ ساري کو یاد دلاتا ہے ' جس نے وادی غیر ذی زرع (بنجر اور خشک سر زمین) میں خدا کی رحمت نے دیے ہوے چشمے کا منہ کھولدیا تھا - قربانی حقیقت اسلامیہ کی اس جاں فروشی اور عبودیت کے سر روحانی کو محسوس و ممثل کر دکھاتی ہے ' جس نے حضرت خلیل و ذبیح علیہما السلام کے اندر سے ظہور لیا تھا - "رمی جمار" اس شیطنت و ابلیسی قوتوں سے دنیا کو روکتا ہے جو اس پاک مقاصد کی تکمیل میں سنگ راہ ہو رہے تھے -

لیکن عبادات اسلامیہ نے ان یادگاروں میں ایک یادگار کا اور اضافہ اور بھي کردیا - فتح مکہ سے ایک سال پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش مکہ سے صلح کرلي تھی جو صلح "حدیبیہ" کے نام سے مشہور ہے - اس صلح کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھہ عمرہ کے لیے تشریف لاے تو صحابہ کو مدینہ کی آب و ہوا نے چور چور کردیا تھا ' اور بخار کے عام اثر سے ارادی طاقت رفتار سلب ہوگئی تھی - اس ضعف کا اثر طواف کی حالت میں بھی صاف نمایاں ہوتا تھا اور مکہ والے دیکھتے تھے

اسلام بخار کے جو اسلام کی فتوحی طاقت کا ہر موقع پر اظہار کیلیے رہتے تھے ' طنز آمیز لہجہ میں کہا :

ان ھذا حمی یثرب ! مدینہ کے بخار نے تو اونکو چور چور کردیا ہے

(مسلم)

اگرچہ ابھی تک عملا اونکو یہ یقین نہیں دلایا جاسکتا تھا کہ یہی ناتوان ہستیاں ' یہی ضعیف بدن ' ایک دن اونکی قوت سر پر غرور کو کچل دینگے ' تاہم علامات و آثار دلالت حاصل تھے اسلیے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے صحابہ کو تلقین کیطرح اکڑ کر چلنے کا حکم دیا کہ روح کی ایمانی قوت کو جسم ضعیف کے پردے میں بھي نمایاں کریں - یہ یادگار اب تک فقہاء کی اصطلاح میں "رمل" کہا جاتا ہے جسکے معنی اکڑ کر چلنے کے ہیں - حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے اسکو ظرف اضطرار سے

کیونکہ بظاہر یہ ایک وقتی حکم تھا ' لیکن پھر رک گئے کیونکہ انکی نظر دقیقہ سنج نے محسوس کیا کہ یہ یاد گار مسلمانوں کیلیے ہمیشہ درس شجاعت وتحریک عزائم کا وسیلہ ہے ' اور ہر سال یاد دلاتی ہے کہ انکے اسلاف کرام نے ضعف جسمانی کی حالت میں بھی کس طرح اپنی صولت اسلامی کو قائم رکھا تھا ؟

(نتائج واقعہ افک)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ افک بھی جو ایک سفر جہاد میں پیش آیا تھا ' اسی سلسلے کی روحانی یادگار ہے - یہ یادگار اگرچہ ابتداء میں نہایت درد انگیز معلوم ہوئی ' لیکن در حقیقت خدا کی رحمت کا بہت بڑا خزانہ اسکے اندر مستور تھا - قرآن مجید میں عورتوں کے تمدنی حقوق کی حفاظت کیلیے ایک خاص سورہ یعنی سورۂ نساء نازل ہوئی جسکو عورتوں کی مخصوص یادگار کہا جاسکتا ہے - لیکن ازالۂ وضع ' لباس ' اور معاشرت ' حقوق منزلی وغیرہ کی عام اصلاح کے متعلق اب تک کوئی آیت نازل نہیں ہوئی تھی - مگر اس واقعہ کے بعد ہی سورہ "نور" اتری جو زیادہ تر انہی احکام سے معمور ہے -

چھٹی صدی عیسوی میں انسان کا یہ شریف تر نصف حصہ انتہا درجہ کی بیکسی و ذلت میں ڈالدیا گیا تھا - تمدن اور مذہب ' دونوں نے اسکے ساتھ بے رحمی کی تھی - اسلام نے سب سے پہلی مرتبہ عورتوں کے حقوق کا اعلان کیا اور انکے معاشرتی درجہ کو خاندان میں سب سے زیادہ نمایاں جگہ دی - لیکن اس انقلاب کا بڑا حصہ سورۂ نور کے نزول سے وجود میں آتا ہے اور سورۂ نور ایک سفر جنگ کو یاد دلاتی ہے - پس عورتوں کے حقوق کی سب سے بڑی اور سب سے پہلی اصلاح بھی غزوات اسلامیہ ہی کی یادگار ہے

حد قذف اور حد زنا کے متعلق بھی اب تک کوئی آیت نازل نہیں ہوئی تھی ' لیکن اس واقعہ کے بعد ہی ان حدود کی تعیین کے لیے آیتیں نازل ہوئیں -

حضرت عائشہ کی فضیلت اگرچہ عام طور پر مسلم تھی ' لیکن قرآن مجید کی برأت نے اسکو اور بھی قطعی کردیا ' پس یہ واقعہ اُن احکام کی روحانی یادگاروں کا ایک مجموعہ ہے جنکو حدود اللہ کے جامع و مختصر لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے - یہ ازواج مطہرہ کے فضائل مخصوصہ کا ایک باب ہے جسکو تعالٰی نے کھولدیا تھا - یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے اسکو مسلمانوں کے لیے خیر و برأت کہا . لا تحسبوہ شرا لکم ' بل ھو اس واقعہ کو برا نہ سمجھو ' وہ تو تمہارے خیر لکم (۲۴ : ۱۱) لئے موجب حسنات و برکات ہوا -

(اسلامی یادگاروں کا عجائب خانہ)

دنیا کی دوسری قوموں نے اپنے نمایاں کارناموں کی مادی یادگاریں قائم کی ہیں - خاص خاص لڑائیوں اور مختلف مخصوص تاریخوں سے نمایاں کیا ہے - عجائب خانوں میں سلاطین قدیم اور جانباز بہادروں کے آلات جنگ محفوظ رکھے ہیں - انکی یادگار میں مجلسیں مقرر ہوتی ہیں ' اور شادی و غمی کی قومی و ملکی تقریبیں قائم کی جاتی ہیں - اسلام نے اگرچہ اس قسم کا کوئی عجائب خانہ نہیں بنایا ' تاہم اسکی یادگاریں محفوظ ہیں - اسکی لڑائیوں کی یادگار لوہے کی تلوار نہ تھی جو عجائب خانہ میں رکھدی جاتی ' بلکہ وہ روح و دل کے تعدرات و اصلاحات تھے ' جنکے لیے تمام عالم انسانیہ یکسر عجائب خانہ ہے !

مکہ اور مدینہ میں عجائب خانے کیلیے ایک چھوٹی سے عمارت بنادی جاتی تو اس سے کیا فائدہ ہوتا جبکہ تمام دنیا کی سطح ارضی اسکے لیے دارالآثار بنگئی ہے ؟ بدر اور حنین کی پہاڑیاں اور نجد

یورپ کی طرح ہم نے بھی کر نہیں رکھے - کیونکہ بدر کے مناظر نیزوں کے سامنے جو ہاشمی اللہ کی عبادت کیلیے اُٹھتے تھے ' وہ اپنی چالیس کروڑ انسانوں کے اندر سے ہر روز دن میں پانچ بار اٹھکر بدر کی یاد کو مٹنے نہیں دیتے ' اور اس محسوس اور حی و قائم یادگار نے ہمیں معدنی اور سنگی یادگاروں سے مستغنی کر دیا ہے !

(حاشیہ)

(۱) مسلمانوں نے (بزعم یورپ) غزوہ بدر میں کفار کا جو قافلہ لوٹ لیا تھا ' اس میں بچوں کا ایک کھلونا بھی تھا جو خوش قسمتی سے ابن زبیر کے ہاتھ آگیا تھا - یہ کھلونا کیا تھا ؟ راہ حق میں ایک گھوڑا رخم جسکے سوراخ سے بچوں کے کھیلا ! ابن زبیر اپنے والد کی نسبت کہتے ہیں :

ضربہ صرعتہ یوم بدر قال عروہ کنت ادخل اصابعی فی تلک الفریات العب -

اون کے مونڈھے پر بہت سے زخموں کے ساتھ ایک وہ زخم بھی تھا جو اونکو معرکہ بدر میں لگا تھا - عروہ کہتے ہیں کہ میں اون زخموں کے اندر انگلی ڈال کر کھیلا کرتا تھا !

انہی کھلونوں نے مرد ان اسلام کیلیے جان پر کھیل جانے کو ایک کھیل بنا دیا تھا ! !

(۲) غزوات اسلامیہ میں واقعہ بدر نہایت اہم ہے جس نے دنیا کی تاریخ بدلدی - صحابہ اسکے ہر واقعہ کو یاد رکھتے تھے اور اس عہد کی ہر چیز کو یادگار سمجھتے تھے - انہی یادگاروں میں حضرت ابن زبیر کی تلوار بھی تھی جسکے جوہر انہوں نے معرکہ جنگ میں دکھائے تھے - جب عبد اللہ ابن زبیر (رض) کو عبد الملک ابن مروان نے قتل کر ڈالا ' تو اوکے صاحب زادے عروہ بن زبیر کو بلاکر یہ تلوار دکھائی اور کہا . " تم اس کو پہچانتے ہو ؟ " انہوں نے کہا " ہاں " عبد الملک نے اسکی نشانی پوچھی - انہوں نے جواب دیا کہ وہ غزوہ بدر میں ایک جگہ سے کند ہوگئی ہے - مروان نے کہا سچ ہے:

لیس فاول من قراع الکتائب !

"وہ تلوار دشمنوں کے جسم پر لگتے لگتے کند ہوگئی ہیں " چنانچہ اس مصرع کو پڑھکر یہ خاندانی یادگار عروہ بن زبیر کو دیدی - لوگوں نے ۳ - ہزار تک قیمت لگائی اور ایک شخص نے اپنے لیے سرمایۂ افتخار سمجھکر خرید لیا -

اسی زمانے میں مسلمانوں کی تلواریں دشمنوں کے جسم پر لگتے لگتے کند ہوجاتی تھیں - اب نیام میں پڑے پڑے کند ہو جاتی ہیں:

ابدا ما فیھا ' انھا ھے یہ !

و بلونا ھم بالحسنات والسیئات ' لعلھم یرجعون !

الیکشن کمیشن کیلئے

نہایت معمول ہے ہفتہ وار الہلال ' بیلیے

درخواست میں

جلدی بھیجئے - دعوۃ حق کے اعلان اور

ہدایت اسلامی

کی تبلیغ سے بڑھکر اور کوئی مجاہدہ دینی نہیں ہے -

اسپر نفع مالی ' سواد !

مقالات

کـــلاب الحرب !

انسان کی جنگ

اور کتوں کی عجیب و غریب خدمات !

و تعصبهم ایقاظا و هم رقود و نقلبهم ذات الیمین و ذات الشمال ' و کلبهم باسط ذراعیه بالوصید (۱۸ : ۱۷)

پچھلی ڈاک میں یورپ کے جو اخبارات و رسائل آئے ہیں ' انسے معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ جنگ یورپ میں جرمن فوج "فوجی کتوں" سے بھی کام لے رہی ہے - بلجیم کے حملہ میں کتوں نے کئی دستے اسکے ساتھہ تھے ریل کی گاڑیوں میں انکی نقل و حرکت کیلیے مخصوص گاڑیاں بنائی گئی ہیں جن میں انکی نشست و برخاست اور خواب و خورش کے الگ الگ حصے ہیں !

اس سے پہلے ہندوستان کے اخبار بیں حضرات ان مضامین کا مطالعہ کر چکے ہیں جن میں فرانسیسی پولیس نے کتوں سے کام لینے کے دلچسپ حالات بیان کیے گئے تھے اور جو غالبا اسے قبل چار سال پہلے اخبار میں شایع ہوے تھے - چونکہ کتوں کی جنگی خدمات کے متعلق ابتک اردو میں کچھہ نہیں لکھا گیا ہے اسلیے یہ خبر پڑھکر خیال ہوا کہ ایک مستقل مضمون اس موضوع پر شائع کیا جاے

(انسان کا وفادار خادم)

کتا انسان کا قدیم وفا دار خادم ہے - انسان جب زمانہ وحشت میں خود جانوروں کی طرح جنگلوں کے اندر زندگی بسر کرتا تھا ' اوسوقت بھی یہ وفا شعار جانور اوسکی اطاعت اوسکی وفا داری کے ساتھہ کرتا تھا ' جسطرح آج بیسویں صدی کے تہذیب مدن انسان کی کرتا ہے !

اس زمانے میں اگرچہ وسائل تعلیم کی کثرت اور ذرائع تربیت کی وسعت نے کتوں کو بھی تعلیم یافتہ بنا دیا ہے ' لیکن اب تک اونکو عہد وفا کا وہ سبق اچھی طرح یاد ہے ' جسکو انسان نے زمانۂ وحشت میں پڑھا دیا تھا -

انسان جب جنگلوں میں وحشیانہ زندگی بسر کرتا تھا تو اوسوقت وہ صرف شکار کی غذا پر زندہ تھا - اس وجہ معاش کی فراہمی میں تیر و کمان کے علاوہ اگر کوئی اور رفیق اوسکی اعانت کرسکتا تھا تو وہ بھی کتا تھا - وہی شکار کو تلاش کرتا تھا ' وہی جنگلوں کے کھنے اور گنجان درختوں کے اندر گھس کر اونکو ڈھونڈھتا تھا ' وہی پہاڑوں پر سے اونکو نیچے اوتار لاتا تھا ' اور وہی اونکو پکڑ کے اپنے آقا کے پاؤں پر ڈالدیتا تھا -

آج بھی جب کبھی اس عہد وحشت کی یاد تازہ کی جاتی ہے اور متمدن انسان جانوروں کے شکار گاہ سے اٹھا کر خود اپنے ابنائے جنس کو شکار کرنا چاہتا ہے ' تو وفا اوسکا حق رفاقت ادا کرتا ہے ' اور اوسکے ساتھہ ساتھہ اوسی وفادارانہ طریقہ سے میدان جنگ کا چکر لگاتا ہے ' جسطرح عہد وحشت میں اوسکے شکار کے پیچھے پیچھے دوڑتا پھرتا تھا !

(امم قدیمہ اور کتوں کی جنگی خدمات)

اب اگرچہ جنگی کتوں کی تعلیم و تربیت کا ایک خاص نظام قائم ہو گیا ہے ' لیکن کتوں سے فوجی خدمت تقریباً تمام قدیم متمدن سلطنتوں نے بھی لی تھی - زمانہ قدیم کی تاریخ جنگ میں کتوں کے جنگی کارنامے نمایاں طور پر نظر آتے ہیں -

سنہ ۳۶۳ قبل مسیح میں جب اجیلاؤس شاہ اسپارٹا نے منیمی پر کا محاصرہ کیا تھا تو اوسوقت اوسکی فوج میں کتوں کی صف بھی نظر آتی تھی -

ہخامنش تاجدار ایران نے جب مصر پر حملہ کیا تو یہ وفادار خادم بھی اوسکے ساتھہ تھا - یونانیوں نے بھی تراوڈا کے محاصرے میں کتوں کی شجاعت سے کام لیا تھا - مقدونیا کی فوج کی دائیں جرات کا دمہ دارانہ کام بھی کتوں کے سپرد کیا گیا تھا - تیوٹن کے تمام قبایل عموما جنگ میں کتوں سے کام لیتے تھے اور اونکو زرہیں پہنا کر اور گلے میں خار دار طوق ڈال کر میدان جنگ میں ساتھہ لے جاتے تھے - ویزگاتین نے کتوں کا ایک دستہ بنا لیا تھا ' اور وہ قدم قدم پر فوجی حیثیت سے اوسکے ساتھہ ساتھہ رہتا تھا -

گالن کے بادشاہ بیورس نے جب اپنے سفیر کو رومیوں کے پاس بھیجا تو وہ نہایت تزک و احتشام کے ساتھہ روانہ ہوا - سفیر ذاتی وجاہت کے لحاظ سے نہایت بلند بالا شخص تھا اوسکے گلے میں ایک طوق پہنا گیا تھا ' اور دائیں میں سو ایسے کتے نظر آتے تھے - ساتھہ ساتھہ کانہن فوجی فرائض کرتا ہوا چلتے تھے ' تا ایں ہمہ خود سفیر کتوں کے حفاظت میں محصور تھا ' اور وہ با قاعدہ فوج کی طرح نہایت منظم طور پر اوسکے ساتھہ ساتھہ چلتے تھے !

جب سفیر رومیوں کی فوج میں پہنچا تو رومیوں کو کتوں کی اس فوجی تربیت و قاعدگی کا نظارہ نہایت عجیب معلوم ہوا ' اور اونھوں نے بھی کتوں کی فوجی تعلیم کا مستقل نظام قائم کرلیا - اس نظام کے اس قدر ترقی کی کہ قلعوں کی حراست کا تمام کام کتوں کے متعلق ہو گیا - عموماً قلعوں کی فصیلوں اور برجیوں پر کتوں کا پہرا رہتا تھا - جب دشمن قلعے کے قریب آجاتے تھے تو یہ کتے بھونک بھونک کر فوج کو ہوشیار کر دیتے تھے !

ہر قلابوم کے کھنڈروں میں جو آثار عتیقہ ظاہر ہوے ہیں ' اون میں ایک زرہ پوش کتے کی صورت بھی ہے جو ایک رومن فوج پر پہرہ دے رہا ہے

قرون وسطی میں رومنوں کے کتوں کی تعلیم و تربیت میں اس سے بھی زیادہ ترقی کی کتوں سے پہلے صرف حراست کا کام لیا جاتا تھا - اب وہ میدان جنگ میں ایک مسلم بہادر سپاہی کا کام دیتے تھے یہ عام طور پر مسلم ہے کہ جنگ میں سپاہیوں سے زیادہ گھوڑے ہلاک ہوتے ہیں ' لیکن کتوں کا حملہ خاص طور پر گھوڑوں کی قطاروں پر ہوتا تھا - کتوں کے گلے میں خاردار طوق ڈال دیے جاتے تھے ' اور اوس میں بڑی نوکدار چھریاں باندھ دی جاتی تھیں - یہ مسلح کتے میدان جنگ میں دوڑتے پھرتے ' اور سپاہیوں کو اس مخفی حملہ کی اوسوقت خبر ہوتی ' جب اونکے گھوڑوں کے پاؤں زخمی سے بیکار ہو کر آگے بڑھنے کی طاقت سے محروم ہو جاتے

کبھی کبھی کتوں کی زرھوں میں مشعل بھی لٹکا دیتے تھ اور وہ دشمن کے خیموں میں بڑھکر آگ لگا آتے تھے -

کتوں کے فوجی نظام تعلیم نے آگے چل کر اس سے بھی زیادہ نشو و نما حاصل کی - سنہ ۱۴۷۶ میں جب سوئٹزرلینڈ اور برگنڈی میں معرکہ کارزار گرم ہوا تو فوج کے ساتھ دونوں طرف کے کتے بھی باہم سرگرم پیکار تھے اور سوئٹزرلینڈ کے کتوں نے برگنڈی کے کتوں پر فتح پائی تھی -

(عہد جدید کے ابتدائی فوجی کارنامے)

جدید دور تمدن کی ابتدائی تاریخ بھی کتوں کے کارنامہ ہائے شجاعت و جلادت سے لبریز ہیں - چنانچہ نوالمیس نے جنگ امریکا میں جن اجزاء سے اپنی فوج کو مرتب کیا تھا اس میں ۲۰ - کتے بھی تھے - ان کتوں نے ایسے ایسے نمایاں کام کیے کہ بادشاہ اسپین کو حکم دینا پڑا کہ انکے لیے بھی تمام فوج کی طرح تنخواہیں مقرر کردی جائیں !

ارسٹرلٹس کے اس مشہور واقعہ میں جو سنہ ۱۸۰۵ ع میں فرانس اور روس و اسٹریا کی افواج متحدہ کے درمیان ہوا تھا ' علم شاہی کو ایک کتے ہی نے اسٹرین فوج کی عارنگری سے بچایا تھا - اس خدمت نمایاں کے صلے میں مارشل لیل نے ایک اعزازی تمغہ اسے پہنایا !

فرانسیسیوں نے جزائر عرب کی لڑائیوں میں کتوں سے پہرے کا کام لیا تھا -

ترک بھی سترھویں صدی میں کتوں کی جنگی قابلیت سے واقف ہوگئے تھے - جنگ یونان سنہ ۱۸۲۲ ع میں انہوں نے کتنے بیش بہا جنگی خدمات لیں - جب یونانی سپاہی کرلیولیس کی فصیلوں پر چڑھگئے تھے تو ان کتوں نے اونکو تقی دل کی طرح گھیر لیا تھا !

سنہ ۱۸۷۷ میں روس نے ترکوں کی جنگ میں کتونکا استعمال کیا - سنہ ۱۸۸۲ع میں روس اور اسٹریا کے درمیان جو جنگ ہوئی تھی ' اس میں فوج کے ساتھ کتے بھی نبرد آزما تھے -

نپولین نے بھی پہرے بٹھانے اسکندریہ کے کتوں کے جمع کرنے کا حکم دیا تھا جب اس نے مصر پر قبضہ کیا تھا - اور جنگ اٹلی میں ان سے جاسوسی اور خبر رسانی کی خدمت بھی لی تھی -

سنہ ۱۵۲۲ ع میں فرانسس اور اسپین کے درمیان جنگ ہوئی - ہنری ہشتم شاہ انگلستان نے اپنے بھانجے چارلس خامس شاہ اسپین کو فوجی مدد بھیجی - اس فوج میں ۴۰,۰۰۰ سپاہیوں کے ساتھ ۴,۰۰۰ کتے بھی تھے - چنانچہ ان کتوں نے مرنج کتوں پر نہایت جانبازانہ حملہ کیا

اسٹریا کے لوگوں نے سنہ ۱۸۸۲ میں ایک خاص نسل کے کتوں کی تربیت و پرداخت کی تھی - یہ کتے دشمنوں کی کمین گاہوں کا سراغ لگاتے پھرتے تھے - جنرل کوپف (روسی) نے جب جیوک کے قلعے پر حملہ کیا تھا تو ترکمان لٹیروں کی کمینگاہ کا پتہ کتوں ہی نے لگایا تھا -

(لہا بقیۃ صالحہ)

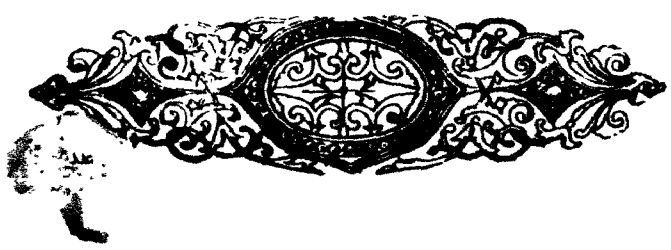

تبلیغ اسلام اور ایڈیٹر الهلال

لڑائی کے متعلقات میں تاریخی ' جغرافی ' سیاسی ' علمی وغیرہ معلومات جو جناب اپنے اخبار کے قارئین کیواسطے نہایت وضاحت و فصاحت اور کمال حسن بیان کے ساتھ مہیا کرتے ہیں ' اردو خواں پبلک کیواسطے بیحد مفید ہے - اور ہم سب لوگوں کو آپکا بہت بہت شکریہ ادا کرنا چاہیے - اللہ تعالی آپکی عمر اور صحت میں بڑی ترقی عطا فرمائے - لیکن (حشا اور واللہ باللہ طلزاً نہیں بلکہ صرف بہبودی اسلام و مسلمانان کے واسطے) اسکا افسوس ضرور ہے کہ یہ بے نظیر قابلیت صرف اشاعت اسلام کے لیے منحصر نہ ہوئی جسکی بہت ضرورت ہے - غالباً آپ نے اگست کا " افادہ " مطالعہ فرمایا ہوگا جس میں میںنے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ جزایر ولی پائن میں کسی ہندی عالم کو جانا چاہیے - کیا جناب گروہ علما میں سے کسی خاص مورون شخص کو ترغیب نہیں دے سکتے کہ وہاں چلا جائے ؟ گو بہت سے لوگ عملاً میری اس رائے کے مخالف ہیں مگر میں تو پھر بھی کہونگا کہ بہ نسبت دوسروں پر اعتراض کرنے کے خواہ وہ اعتراض سچا ہی کیوں نہ ہو ' ہمکو خود اپنی اصلاح زیادہ مفید ہے - بلکہ سچ یہ ہے کہ اگر مجھکو کوئی شے فائدہ پہنچا سکتی ہے تو وہ اپنی اصلاح - اور اگر اس کا عملی پہلو ہو تو بہت ہی اچھا ہے -

میں نہایت ادب اور پورے اخلاص سے معافی چاہکر لکھونگا کہ خدا را اب جناب مولوی عبد السلام صاحب ندوی کے مضامین استرابک بند فرمائیں - جنکو پڑھکر میرا تو دم گھٹنے لگتا ہے اگر ہم ایسی دلیلوں سے ہم اپنی تو جدال و قتال باہمی سے جوار اور اسلحسان کی ہمسر روایتیں - صحابہ کرام اور تابعین عظام کے عمل سے ملسکتی ہیں - اگر اسطرایک تو ایسا ہی معقول عمل سمجھا جائے جیسا وہ جناب مولوی صاحب ممدوح ثابت کرنا چاہتے ہیں تو مسلمان صاحبا تو اور دینی مکتب - مدرسہ - اسکول - کالج اپنے دروازے کے اندر نہ آنے دینگا -

اپکا نہایت ادنی خادم

(نواب حاجی) محمد اسمعیل (خلف صاحب رئیس دتاولی)

مسئلہ قیام الهلال

از جناب مولانا سید مرتضی صاحب (مونہرہ - عاریپور)

الہلال کے بند کردینے کی خبر نے مسلمانوں کی جبین رائین اور مرق فلک الافلاک تک پہنچایا کونسا دل ایسا نہ تھا جو سینہ میں مضطرب نہو - کونسی اضطراب ایسا نہ تھا جسکی سطوں و راری کی صدا مجیب دعوۃ المضطر کی جناب تک رسائی کی کشمکش نہ کرتی ہو - الہلال کا بند ہونا گویا آفتاب معلومات اسلامیہ و مہر ادب وعلوم و تحقیق و تدقیق و درس حریت و دعوہ صدق و صفا کا ہندوستان سے غروب ہونا تھا - اس پرچہ کی مدد اہل علم نے خوب سے پڑھیے - اردو زبان کو علمی زبان و ادب کا وہ جلعت آپ ہی نے خامۂ بدائع نگار نے پہنایا ہے - الا نثر غالب و سید احمد خاں - لیکن وہ ابتدا تھی ' ان کو یہ جامہ زیبا ہرگز نصیب نہ تھا - ہر موقع پر نوادر اشعار کا وہ مجموعہ آپ کے حافظہ میں ہے کہ معلوم ہوتا ہے ' صدہا دواوین اساتذہ سے آپ حافظ ہیں - قرآن کریم کی آیات آپ کے طوطی زبان ہیں - ملکی مضامین پر آزادی رائے کا جو لامع و ساطع حصہ ہے وہ اپنی آپ ہی نظیر ہے - فن تفسیر و حدیث کی تنقید و تحقیق کس مرتبہ کی ہے ؟

رفرق تاقدمش ہر کجا کہ می نگرم

اس کارڈ کو الہلال کے کسی ناحیہ میں ممکن ہو تو جگہ دیجیے -

شئون حربیه

صلیب احمـــر

میدان جنگ کے شفاخانے

آجکل لڑائیوں کے میدانوں میں ڈاکٹروں اور تیمار داروں کی جو با قاعدہ جماعتیں زخمیوں کے علاج کیلیے جاتي هیں' انکو ریڈ کراس یعنے صلیب احمر کہتے هیں ترکوں نے صلیب احمر کی جگہہ هلال احمر کا لقب انکے لیے اختیار کیا ہے اور گذشتہ جنگ طرابلس و بلقان کے موقع پر یہ نام بچے بچے کي زبان سے نکل چکا ہے -

موجودہ جنگ یورپ میں بھي هر فوج کے ساتھہ صلیب احمر کی جماعتیں مصروف خدمت هیں -

لیکن بہت کم لوگوں کو اس جماعت کے قیام کی تاریخ اور ابتدائي حالات معلوم هونگے - هم چاهتے هیں کہ ایک مختصر مضمون میں اسکي تاریخ بیان کردیں -

اس مضمون سے قارئین کرام کو اسکا بھی اندازہ هوجائیگا کہ جنگ کے سفري شفاخانوں کي ایجاد مسلمانوں کے عہد تمدن کی یادگار ہے' اور یورپ کي "صلیب احمر" اس سے تقریبا دو سو برس بعد عالم وجود میں آئي تھي -

(عہد قدیم)

فطرت مرض کے ساتھہ ساتھہ دوا بھي پیدا کردیتي ہے - اس اصول کي بنا پر اگرچہ جنگ کي عالمگیر مصیبت کو خود انسان کي فطرت هي نے پیدا کیا تھا' لیکن مجروحین جنگ کي مرهم پٹي کا سامان بھي اوسیکے اندر چھپا هوا تھا :

بیک دست گوهر بیک دست تیغ !

بدر خلقت هي سے انسان کے سر پر مصیبت کا یہ بادل چھا گیا' لیکن سب سے پہلے اس ابر علیط کے سیاہ پردوں کے چاک کرنے کے لیے جو هاتھہ اوٹھا' وہ عورت کا نرم و نازک هاتھہ تھا - اسلیے رقیق و لطیف جذبات کے همدردانہ احساس نے پیش قدمي کي - عورت اگرچہ اپنے ضعف فطري کیوجہ سے اس پردے کو چاک نہ کرسکی تاهم اوس میں اتني قوت ضرور تھي کہ اپني چادر کو پھاڑ کے اپنے اعزا و اقارب کے زخموں پر پٹي باندھدیتي - حرش قسمتي سے زمانۂ وحشت کي آرائي نے اوسکو میدان عمل میں مردوں کے دوش بدوش لڑا کردیا تھا' اسلیے وہ اوسکے ساتھہ میدان جنگ میں بھي جاتي تھي' اور جبکہ سنگدل مرد خون کا سیلاب بہاکے ہے' تو وہ اونکو مشک میں بھر بھر کے پاني پلاتی' اونکے زخموں کو دھوتي' اور اونکي کي مرهم پٹي کرتی -

(غزوات اسلامیه)

زمانۂ جاهلیت میں عرب کي عورتوں نے عموماً یہ همدردانہ شعار قائم کرلیا تھا - عہد اسلام میں اس نے اور ترقي کی' اور میدان جنگ میں عورتوں کي خدمات لازمي هوگئیں - غزوات عہد نبوت و خلفاے راشدین میں عورتوں کي جنگی خدمات نہایت نمایاں هیں -

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے روے مبارک کے زخم کا خون حضرت فاطمہ نے دھویا تھا' اور حضرت عائشہ نے بھي قشنہ کا مان جہاد کو پانی پلا کر شرکت جہاد کا شرف حاصل کیا تھا -

جنگ یورپ : صلیب احمر کا سفاخانه اور " - ینٹ اگسٹائن " کي راهبات (نرس) - بمقام ماسرت (بلجیم)

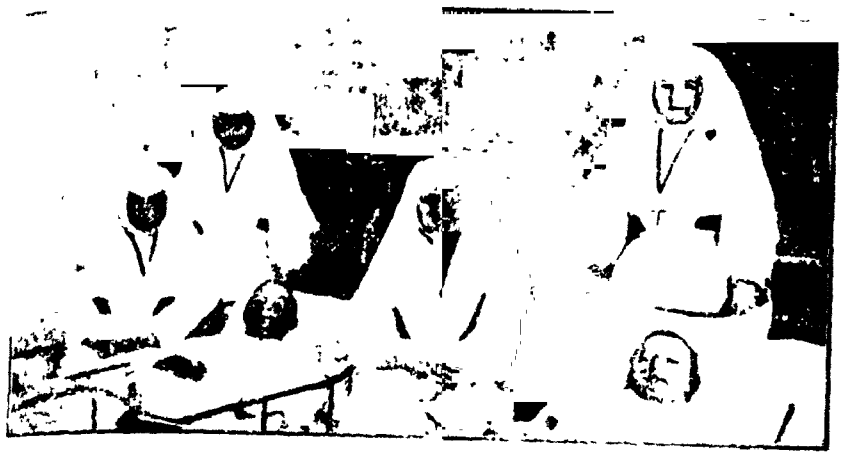

اسلامي تمدن و تہذیب کے زمانے میں اس همدردانہ طرز عمل نے نہایت ترقی حاصل کی' اور اطباء کی ایک خاص جماعت مرتب ہوگئی جو فوج کے ساتھہ ساتھہ میدان جنگ میں جاکر طبی خدمات انجام دیتی تھي - یہ سفری شفاخانے همیشہ فوج کے ساتھہ نقل و حرکت کرتے رهتے تھے' ساتھہ هي متعدد اونٹ اور خچر هوتے تھے جن پر زخمیوں کي مرهم پٹی اور مریضوں کے علاج کا تمام سامان لدا هوتا تھا اور انکو "مارستانات نقالہ" کہتے تھے - یعنے سفری شفاخانے - (مارستان فارسی کے بیمارستان کا معرب ہے)

سلطان محمود سلجوقي کي فوج کے ساتھہ جو سفري شفا خانہ تھا' اوسکا تمام طبي ساز و سامان ۴۰ اونٹوں پر آتا تھا ! مورخین اسلام نے عموماً جنگوں کی تفصیل میں شفا خانوں کا بھی خاص طور پر حال لکھا ہے

تاریخ ال سلجوق میں اسکے نظائر بکثرت ملتے هیں - ابن اثیر' ابوالفداء' اور مقریزی کي تصریحات اور جمع کي جائیں تو ایک مفصل رسالہ مرتب هوجائے

(مصائب جنگ)

لیکن دنیا کا تمام تمدن و تہذیب کی برکات سے زیادہ همدردی سے چلتا ہے - اس قسم کے سفری شفا خانوں کا سنگ بنیاد عورت کے خالص همدردي کی سطح پر رکھا تھا' اسلیے اوسکي دیواروں کو بھي همدردي هی کے هاتھوں نے چنا' اور آج هم اوسکو ایک عظیم الشان عمارت کی شکل میں دیکھہ رہے هیں !

انسانی مصیبتوں میں مرض سب سے بڑي مصیبت ہے - فقر و افلاس کو اگرچہ انسان کیلیے ایک عظیم الشان مصیبت خیال کیا جاتا ہے' لیکن انسان اس حالت میں اوٹھہ بیٹھہ سکتا ہے' چل پھر سکتا ہے' اور اپنی قوت کے استعمال سے اپنا پیٹ بھر سکتا ہے - لیکن مرض کي حالت میں وہ بالکل بیدست و پا هو جاتا ہے - علی الخصوص سفر کي حالت میں جب ایک مریض صاحب فراش هوتا ہے' تو بعض حالتوں میں تو وہ اپنے جیب سے روپیہ پیسہ نکالنے کی بھي قدرت بھي نہیں رکھتا کہ اپنے علاج کا سامان خرید کرلائے - لیکن ایک مفیر گلیوں میں گھوم پھر کے اپنے فقر و فاقہ کا علاج کر لیتا ہے -

یہ عام سفر کے مصائب هیں - لیکن جنگ کي عربت و بیکسی کا اندازہ کرنے کیلیے انکا تصور کافی نہیں - جبکہ غضبناک دشمن سر پر اور از خود رفتہ ساتھي اپني اپني جانوں کی فکر میں هوتے هیں' جب لاشیں گھوڑوں کي ٹاپوں سے روندي جاتي هیں اور سوار کو یہ سوچنے کي مہلت بھي نہیں هوتي کہ لڑکر پیچھے پس رہے هیں یا انسان کا جسم کچلا جارها ہے ؟ جب زخمیوں کي آهیں اور کراہیں توپوں کي فریادیں آلات جنگ کے شور اور خونریز قوتوں کے ٹکر کے هنگامہ میں بالکل گم هوجاتي هیں' تو کون اندازہ کرسکتا ہے کہ اس [illegible] زخم اور دکھہ کي مصیبت کس درجہ درد انگیز'

کس درجہ هولناک ' اور کیسي زهره گداز هوجاتي هے ؟ پهولوں کي سیج پر لیٹنے والوں اور اپنے بستر راحت کے هر طرف همدردوں اور غمگساروں کا جمگھٹا دیکھنے والوں کیلیے میدان جنگ کے زخمیوں کي مصیبت سمجھنا بہت مشکل هے :

نو اگر ان نخوردہ گزند را چه خبر ؟

(یورپ میں اسکی ابتدا)

اسلامي ممالک میں جنگ کے سفري شفاخانے اگرچه آثار تمدن اسلامی هي میں قائم هوئے تھے لیکن یورپ میں اس طرح کے شفاخانوں کي اولین بنیاد دسویں صدي مسیحي میں ڈالي گئي اس زمانے میں اٹلی مشرقي تجارت کا سب سے بڑا مغربي مرکز تھا ' اور اطالي تجار بکثرت هر سال مصر اور فلسطین کے شهروں سے گذرتے تھے - بیت المقدس میں جب انکا گزر هوتا تو عیسائي زائروں کي هزارها جماعتیں انکي نظر سے گذرتیں جو ممالک اطالیه سے وهاں هرسال جمع هوا کرتی تھیں وہ سفر کي مشقتوں سے چور هوتیں ' طرح طرح کي بیماریوں میں مبتلا هو جاتیں ' اور ان میں سے اکثر زائر فقر و مرض کے شدائد سے مجبور هو کر وهیں رهجانے اور نذر اجل هوتے -

اس نظارے نے اطالي تاجروں کے دلوں میں همدردانه احساس پیدا کیا اور سنه ۱۰۳۲ ع میں اُن کی ایک جماعت نے ظاهر باللہ فاطمي خلیفۂ مصر سے ان مریض حاجیوں کے علاج کے لیے بیت المقدس میں خیراتي شفا خانه قائم کرنیکي درخواست کی - ظاهر باللہ نے نہایت فیاضي کے ساتھه اجازت دیدي ' اور اولوگوں نے قدیس (سینٹ) یوحنا کي یادگار میں ایک خیراتي شفا خانه وهاں قائم کردیا اور یورپ کے دولت مندوں کي فیاضي نے اُسے بیحد ترقی دي -

عرب جاهلیه کے زمانے میں جس طرح حجاج اور خانه کعبه کي انتظامی خدمات انجام دینے کے لیے مختلف جماعتوں کو شاید ' سدانة ' مجابه وغیره کے مختلف مناصب عطا کیے گئے تھے ' اسي طرح بیت المقدس میں بھي خدام حجاج کا ایک مستقل عمله قائم تھا ' جنکو " شهسواروں کی برادري " کہا جاتا تھا - جب خدمت زوار کا یه جدید طبي صیغه قائم هوا تو اسکا انتظام بھي ایک جدید اخویت (برادرهڈ) کے سپرد کیا گیا جو تمام اخویات ایطرح اپنا مستقل شعار رکھتي تھي - باهمی امتیاز کیلیے کوئی جماعت سیاه چادروں پر سفید صلیب لگاتي تھي ' کوئي سفید چادروں پر سیاه صلیب لگا کر نمایاں هوتي تھي - لیکن اس جماعت نے اپنا شعار سفید چادر اور سرخ صلیب کے نقش کو قرار دیا - رفته رفته یه علامت اس جماعت کا عام شعار هوگیا ' اور جو لوگ فوج کے ساتھه طبي خدمات انجام دینے کے لیے جاتے تھے ' اونکي شخصیت کو یهي علامت ممتاز کرنے لگي - بالاخر سرخ صلیب (ریڈ کراس) کي علامت خیراتي شفاخانوں کے لیے مخصوص هوگئي -

(صلیب احمر)

یهی جماعت هے جو اب " جمعیة صلیب احمر " کے نام سے پکاري جاتي هے -

اگرچه مذهبي گروه کي خدمت کیلیے اوّلین تاجروں نے سفري شفاخانه قائم کیا تھا - لیکن اسی سے میدان جنگ میں بھي صلیب احمر کي بنیاد پڑگئي -

هنري ڈیران ایک رحم دل پادري تھا جو سوئٹزرلینڈ کا باشنده تھا سنه ۱۸۵۹ ع میں فرانس اور اسٹریا کے درمیان سلفرینو کي جو مشهور خونریز لڑائي هوئي ' اس میں وہ بھي شریک تھا - اس قیامت خیز جنگ میں مریضوں کے علاوہ ۴۰ هزار آدمي زخمي هوے تھے - اوس نے خود ان مریضوں کي تیمارداري کي تھي ' اونکی مصیبتوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا ' اونکے کراهنے کي آواز اپنے کانوں سے سني تھي ' اور اس درد انگیز منظر کے مجموعی اثر نے اوسکے دل کو رحم و همدردي کے جذبات سے بهردیا تھا - چنانچه وهاں سے پلٹ کر اوسنے ایک کتاب لکھي جسکا نام " یاد گار سلفرینو " تھا - اس کتاب میں اوس نے جنگ کے مالم جنز نظارے کا منظر اس موثر طریقه سے دکھایا که هر شخص کے همدردانه جذبات میں جنبش پیدا هوگئی ' اور اس حرکت کي مجموعی رفتار نے دفعتاً جذبات رقیقه کا ایک طوفان جد و جهد برپا کردیا -

اول اول خود سوئٹزرلینڈ کی جمعیه خیریه نے رحمدلي سے اس همدردانه جنگ میں اوسکے ساتھه شرکت کی - اسکے بعد یورپ کے تمام شهروں میں مجروحین جنگ کي اعانت کیلیے انجمنیں قائم هوگئیں اور اونهوں نے اس قدر ترقي کي که تمام سلطنتوں نے اونکي حفاظت اور نشو و نما کو اپني آغوش میں لے لیا -

(جنیوا کانفرنس)

چنانچه ۶ جون سنه ۱۸۶۴ع میں تمام دول یورپ کی ایک کانفرنس جنیوا میں منعقد هوئي ' اور ان انجمنوں نے تحفظ و بقاء کا قانون پیش کیا گیا - سلطنت فرانس نے نہایت سرگرمی سے اوسکی تائید کي ' اور ۱۸ اگست کو کانفرنس نے اجلاس ختم کیے -

اس کانفرنس نے مریضوں کي اعانت اور طریق علاج کے تمام مراتب طے کیے ' اور تمام وکلاء دول نے اوسکي تصدیق کي - اخیر میں ٹرکی ' ایران ' جاپان ' سیام وغیره کی سلطنتوں نے بھی اس کانفرنس کے رزولیوشنوں کے ساتھه اتفاق کیا -

بحري جنگ کےمتعلق بھی کانفرنس میں چند دفعات قانوني پیش کي گئي تھیں لیکن ابتک تمام سلطنتوں نے اونکی تصدیق نہیں کي هے ' اور بہت ممکن هے که موجوده جنگ یورپ کے بحري میدانوں میں انکے مسائل تازه هوجائیں -

کانفرنس میں اس انجمن کے متعلق جو قانون پاس کیا گیا اوسکي اهم دفعات حسب ذیل تھیں :-

(۱) کوئي سلطنت اپنے فائحانه یا مدافعانه جنگ میں ان شفاخانوں سے کسیطرح کا تعرض نه کریگی ' بشرطیکه اون میں مریض اور زخمی هوں - فوج نه هو -

(۲) ڈاکٹروں ' تیمار داروں ' اور شفاخانوں کے تمام متعلقین کی حفاظت هر سلطنت کا لازمی فرض هوگا - مثلاً اگر وہ دشمن کے هاتھه میں گرفتار هوجائینگے تو اونکا شمار اسیران جنگ میں نه هوگا دشمن خود اپنے یهاں اون سے طبي کام لے سکتا هے - لیکن اگر اوسکو اونکي ضرورت نهیں هے تو بحفاظت تمام اونکی فوج میں پهونچا دیا جائیگا -

باشندوں میں سے جن لوگوں نے زخمیوں کي تیمارداري کي هے ' اون پر جنگي ٹیکس اور تاوان کا بار نه ڈالا جائیگا -

(۳) صلیب احمر کو بلا تخصیص ملک و مذهب هر قوم ' هر شخص ' اور هر مذهب کے افراد کے زخمیوں کا علاج کرنا هوگا - اگر کسي زخمي کي تیمارداري ناممکن هوجاے تو سپه سالار کا فرض هوگا که اوسکي فوج میں آسے واپس بهیجدے -

(۴) جو زخمي صحت یاب هونے کے بعد بھي جنگ میں شریک هونے کے قابل نهو سکینگے اونکو واپس کردیا جائیگا -

(۶) کوئي شخص زخمیوں کي گاڑیوں سے کسي قسم کا تعرض نکر سکے گا ' البته اگر ان گاڑیوں سے فوج کي تنظیم و ترتیب میں کوئي خلل آئیگا ' یا اوسکے راستے میں رکاوٹ پیدا هوگي ' تو سپه سالار اون گاڑیوں کو دوسرا راسته اختیار کرنے پر مجبور کر سکے گا

تاریخ و عبر

کرۂ ارضی کی انشزدگی کا اولین شعلہ

فرانسس جوزف شہنشاہ استریا

(حیات خصوصی)

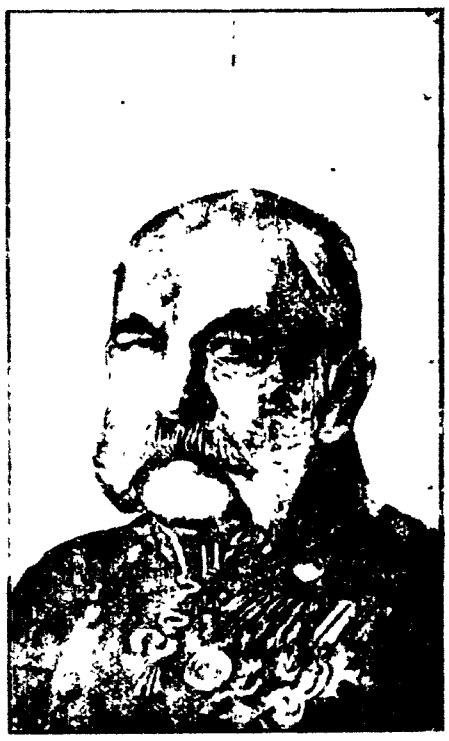

عہد حاضر کے حکمران عالم

وہ آرچ ڈیوک فرانسیس کارل کا بیٹا ہے - ۱۸ اگست سنہ ۱۸۳۰ ع میں پیدا ہوا' اور سنہ ۱۸۴۸ع میں جبکہ اسکی عمر صرف اٹھارہ برس کی تھی اوسکی تخت نشینی ہوئی - سنہ ۱۸۲۷ ع میں اوسکے تاج شاہی میں ایک نیا طرہ لگایا گیا - یعنی وہ ہنگری کا بادشاہ بھی بنایا گیا - اسوقت اوسکی عمر تقریباً ۹۴ برس کی ہے -

سنہ ۱۸۵۴ ع میں اوسنے مکسمیلیان ڈیوک آف یارفار کی لڑکی سے شادی کی جو یورپ کی شاہزادیوں میں عام طور پر حسن و جمال میں مسلم تھا - اوس نے بطن سے چار اولاد پیدا ہوئیں جنمیں سے صرف دو لڑکیاں آرچ ڈچیز جنزالا اور ماریہ زندہ ہیں - سنہ ۱۸۹۸ ع میں ملکہ پر جب وہ جنیوا میں شاہی شان میں جا رہی تھی' ایک اناکین نو جوان نے دفعتاً حملہ کیا اور قتل کردیا -

شہنشاہ جورف کے تین بھائی تھے' جن میں سے ایک مکسیک پر حکومت کر رہا تھا' اوس نے ۱۸۶۷ع میں وفات پائی - دوسرے بھائی کا نام آرچ ڈیوک کارل تھا جس نے سنہ ۱۸۹۶ ع میں انتقال کیا - اس کے متعدد اولاد چھوڑی' فرانسیس فرڈیننڈ جو حال میں سراجیو میں قتل کیا گیا' اسی کا لڑکا تھا شہنشاہ جورف نے پرنس اوٹلف کے انتقال بعد اسکو ولی عہد مقرر کیا تھا' لیکن وہ قطرتاً نہایت نحیف الجثہ تھا - ڈاکٹروں نے اوسکو وایٹا کے قیام سے منع کردیا تھا - ماہرین سیاست کی رائے تھی کہ وہ حزم و تدبیر کے ساتھ استریا جیسے مختلف العناصر ملک پر حکومت نہیں کرسکتا - اپنی اس کمزوری کو وہ خود بھی محسوس کرتا تھا - اسلیے ایک خاموش لطف و مسرت کی زندگی بسر کر رہا تھا -

عام خیال تھا کہ اگر یہی حالت قائم رہی تو اسکی جگہہ شاہنشاہ جورف کے بھائی آرچ ڈیوک اوٹو کو ولی عہد بنایا جائیگا' لیکن سراجیو نے ہمیشہ کے لیے اوس سے یہ منصب چھین لیا -

شہنشاہ جورف کا خاندان تمام یورپ میں سب سے قدیم ترین حکمراں خاندان ہے - وہ ۶۳۲ برس سے حکمرانی کر رہا ہے' اور یہ ایسا فخر ہے جو دوسرے خاندانوں کو بہت کم نصیب ہوا ہے - اس سلسلہ حکومت کا پہلا تاجدار رودلف وان ہیسبرگ تھا وہ پہلے جرمنی کا ایک کونٹ تھا لیکن سنہ ۱۲۷۳ ع میں جرمانیا کا بادشاہ مقرر کیا گیا -

اس خاندان نے ایک مدت تک استریا' ہنگری' بوہیمیا' وسط جرمنی' ہالینڈ' اٹلی' اسپین وغیرہ' پر حکومت کی ہے اور اوس پر سے ہر قسم کے ملکی انقلابات کا سیلاب گذر چکا ہے - اس وسیع مدت نے مردوں کے ساتھہ عورتوں کو بھی حکومت کرنے کا موقع دیا - چنانچہ سنہ ۱۷۴۰ع جب شاہنشاہ کارل سادس کا انتقال ہوا' اور اوس کے اولاد ذکور میں سے کسیکو وارث تاج و تخت نہ چھوڑا تو اوسکی لڑکی ماریا ٹریزا کے سر پر تاج شاہی رکھا گیا - حکمراں ہونے سے پہلے سنہ ۱۷۳۶ ع میں اوسکی شادی ڈیوک فرنسیس لورین سے ہوئی تھی - اب جب اوس نے تخت سلطنت پر قدم رکھا تو اوسکا شوہر ڈیوک فرنسیس ارل شاہنشاہ بنایا گیا' یہی فرنسیس ہے جسکی اولاد آج تک بر سر حکومت ہے - اسلیے استریا کے موجودہ خاندان شاہی کو ہیسبرگ لورین کہا جاتا ہے -

شاہنشاہ جورف کا سالانہ رطیفہ ۹۳۰,۰۰۰ کلی ہے' اس رقم میں سے اوسکو نصف آسٹریا اور نصف ہنگری کے خزانہ سے ملتا ہے - وائنا اور بودا پسٹ میں اوسکیلئے متعدد محل تعمیر کئے گئے ہیں' اور درازہ سالہ' تجربہ کاری' اور زمانہ شناسی کے لحاظ سے وہ یورپ کے تمام بادشاہوں میں نہایت موقر اور قابل احترام خیال کیا جاتا ہے لیکن افسوس ہے موجودہ جنگ اورپ میں جوانمردی کا پہلا قدم اوٹھا کر اوسنے اپنی ہشتاد سالہ عزت اورپ کے نیزے حصے میں برباد کردی ہے -

فنون لطیفہ کے ساتھہ نہایت دلچسپی رکھتا ہے - بالخصوص مناظر طبیعہ کا شیدائی ہے - ساتھہ ہی فنون سپہگری میں بھی اسے خاص مہارت حاصل ہے - اوس نے اکثر میدان جنگ سے پیچھے ہٹ جانے پر مجبور کیا - اور جب وہ سافرنو میں جب استریا فوج کے جنرل ہیس کی سنہ سالاری میں فرانس اور سارڈینین فوج کی متحدہ فوج سے شکست کھائی اور جنرل ہیس کے بعض جنگی مصالح کی بنا پر فوج کو واپس جانے کا حکم دیدیا' تو شاہنشاہ جورف کی بہادری نے اس کو گوارا نہ کیا اور خود فرانچ توپوں کی دائرہ کے آگے سینہ سپر ہوکر کہا کہ بہادرو' تم بہادرانہ تیزی کے ساتھہ پیچھے ہٹنے والی اسٹریان فوج پر گولے برساؤ نہیں!

ایک مرتبہ وہ سرسبز کھیتوں کے درمیان گذر رہا تھا - اوسکو دو سدھے ہوئے خرگوش نظر آئے جو پالو جانوروں کو شکار کیلیے چھوڑا جاتا ہے - جب ان دونوں نے شاہنشاہ جورف کو دیکھا تو آکر پاؤں پر گرپڑے اور رونے لگے -

" ہمارا خاندان بہت بڑا ہے - صرف زراعت سے گذر اوقات نہیں ہوسکتی - پہلے ہم فوج میں ملازم تھے' اب معروف کردئے گئے ہیں - اسلیے اس کام سے ارتکاب پر مجبور ہوگئے "

شاہنشاہ جورف نے اونکا نام و نشان پوچھکر اون کو واپس چلے جانیکی اجازت دی - وہ چلے گئے' مگر مواخذہ کا خوف دامنگیر تھا - اسلئے بعد شاہنشاہ نے اونکے پاس فرمان بھیجا جسکے ذریعہ اونکو شکار گاہوں کا نگراں مقرر کیا گیا - فرمان کو پہلے تو وہ واقعت گرفتاری سمجھے لیکن بعد کو معلوم ہوا کہ بادشاہ نے اونکی صداقت اور فوجی خدمات کے صلے میں ایک موروثی منصب عطا کیا ہے !

ایک روز وہ شونبرن کو جارہا تھا' راستے میں فائر بریگیڈ ملا جو کہیں آگ بجھانے کیلیے جا رہا تھا - اوسکے گھوڑے کیچڑ میں پھنس گئے تھے -

وہ دفعتاً رک گیا' بادشاہ نے خود اپنی گاڑی کے گھوڑے کھلوالے اور میں جتوادیے - ان گھوڑوں نے فائر بریگیڈ کو کیچڑ سے نکالا' اور مقام آتش زدگی تک پہنچا آئے - شہنشاہ خود کرایہ کی گاڑی پر [illegible] چلا گیا !

سیاست رحم دلي کي دشمن ہے ' لیکن اسسے پہلے اسکی نسبت کہا جاتا تھا کہ اوسکي رحم دلي سیاست پر غالب ہے - چنانچہ اوسنے چند سال سے پھانسي کے کسي فیصلہ پر دستخط نہیں کیا - جب اسٹریا میں ہیضہ پھیلا تو اوسکے انسداد کیلیے اپنی پوري کوشش صرف کي - لوگوں کے یہاں خود تعزیت کو جاتا تھا ' شفاخانوں میں جاکر مریضوں کو دیکھتا اور اونکو تسکین دیتا تھا - جب ہنگري میں طوفان آیا ' تو خود وہاں جاکر لوگوں کو بچانے کیلیے آمادہ کیا - بلکہ بہت سے ڈوبنے والوں کو اپنے ہاتھہ سے بچالیا !

لیکن یہ عجیب انقلاب وقت ہے کہ جسکو بادشاہ کي رحمدلي اسکو گوارا نہیں کرتي تھي کہ ایک مجرم کو پھانسی دینے کیلیے دستخط کرے ' وہي آج لاکھوں بے قصور انسانوں کے قتل و غارت کا معرک اول ہوگیا !

کہتے ہیں کہ وہ نہایت فیاض اور کریم النفس بھي ہے - زمانہ جنگ میں مجروحین کو خود اپنا وظیفہ دیتا ہے ' اور خود نہایت سادہ سپاہیانہ غذا پر بسر کرتا ہے - اسي ہمدردانہ برتاو کي بنا پر اوسکو اپني رعایا پر کامل اعتماد حاصل ہے - وہ تنہا باہر نکلا کرتا ہے ' بعز سرکاري تقریبوں کے کبھي محافظ فوج اوسکے ساتھہ نہیں رہتي یورپ کے اخبارات میں اسکي رحم دلي اور فیاضی کي حکایتیں ہمیشہ چھپتي رہي ہیں -

ایک مرتبہ وہ اپنے بچپنے کے زمانے میں لیمبرگ کے باغ میں اپنے دادا کے سامنے کھیل رہا تھا - اسی حالت میں ایک پہرہ دار سپاہي پر اوسکی نظر پڑگئي - اوس نے اپنے دادا سے گھبراکر پوچھا : " کیا یہ فقیر ہے ؟ " اسکے دادا نے پوچھا کہ تمہیں اوسکي فقیري کا حال کیونکر معلوم ہوا ؟ جوزف نے جواب دیا " اسلیے کہ وہ اپنے فرائض کو مجبورانہ انجام دے رہا ہے " فرانسیس نے مسکراکر کہا :

" عزیز من ! ہر امیر فقیر کو اپنے اپنے فرائض مجبورانہ ہي انجام دینے پڑتے ہیں یہاں تک کہ شاہنشاہوں کی اولاد کو بھي - لیکن واقعي یہ پہرہ دار محتاج ہے - اس ٹوٹ کو لو اور اسے دے آؤ "

جوزف نہایت تیزي سے ٹوٹ لیکر اوسکي طرف بڑھا اور کہا " یہ ٹوٹ لو - میرے دادا نے تمکو دیا ہے " اس زمانے کے فوجي قانون کي رو سے کوئی سپاہي اسي قسم کا عطیہ قبول نہیں کرسکتا تھا - اسلیے اوس نے سر کے اشارے سے انکار کیا ' جوزف نہایت ناراض ہوا اور اپنے دادا کے پاس جاکر شکایت کی - اوس نے کہا کہ جاکر اوسکے کارتوس کي تھیلی میں چپکے سے ڈالدو - لیکن جوزف کا ہاتھہ سپاہی کي کمر تک نہیں پہونچتا تھا ' اسلیے فرانسیس نے اوسکو گود میں اوٹھالیا ' اور اوس نے ٹوٹ اوسکي تھیلی میں ڈالدیا - اب اوس نے غایت مسرت کے لہجے میں سرور فزا شروع کیا :

" سپاہي نے مفلسی سے نجات پائی "

جوزف نے اپني عمر کے پانچ مرحلے طے کیے تھے کہ اوسکے دادا نے انتقال کیا - چھٹے سال اوسکی تعلیم و تربیت شروع ہوئی - اوسکي ماں صوفیا خاندانی حیثیت سے عالي مرتبہ اور نہایت دور اندیش اور عاقلہ عورت تھی - اوس نے اپنے بچوں کی تعلیم کی نگرانی کا اہم فرض خود اپنے ذمہ لیا - آسٹریں شہزادوں کی تعلیم و تربیت کا ایک خاص قانون تھا جسکو شاہنشاہ جوزف ثانی نے مرتب کیا تھا - اوس نے شاہزادوں کي تعلیم کا پروگرام جن اصولوں پر مرتب کیا تھا ' اوسکي تصریح خود اوسي نے اپنے نہایت جامع الفاظ میں ایک بار کي تھي :

" عام لوگ اپنے بچوں سے کہتے ہیں کہ اگر تم تعلیم حاصل کروگے تو ملازمت کے ذریعہ اپني ذات کو فایدہ پہونچاسکوگے - لیکن اگر تم نے علوم و فنون میں مہارت حاصل نہ کي ' تو اس سے ملک کو کوئي نقصان نہ پہونچیگا بلکہ خود تمہیں کو بڑا سے بڑا ضرر پہونچے گا -

لیکن یہ فقرے شاہزادوں کي تعلیم و تربیت پر منطبق نہیں ہوسکتے - کیونکہ وہ علم و جہالت ' دونوں حالتوں میں ملک کے فرمانروا ہونگے ' اسلیے اوسکا نفع و نقصان ملک کو لازمي طور پر پہونچیگا ' پس اونکے لیے علوم و فنون میں کامل مہارت حاصل کرنا نہایت ضروري ہے "

اہل ہنگري اپني زبان کو زندہ رکھنے اور سرکاري زبان بنانے کی کوشش میں ہمیشہ سے مصروف تھے - مگر سلطنت آسٹریا ہمیشہ ہنگري زبان کو حقارت کي نگاہ سے دیکھتی تھي ' اور کوئی آسٹرین بھولے سے بھي اوسکي تعلیم کی طرف توجہ نہیں کرتا تھا - لیکن شاہنشاہ جوزف نے بچپن ہي میں اونکی زبان کو سیکھا اور اوس میں اس قدر مہارت حاصل کي کہ اچھي طرح بات چیت کرنے لگا - حسن اتفاق سے سنہ ۱۸۴۷ع میں جب کہ وہ صرف آرچ ڈیوک تھا ' گورنر کے تقرر کی رسم ادا کرنے کیلیے ہنگري آیا - یہ ہنگرین شورش و بغاوت کا ابتدائي زمانہ تھا - اونکي شورش کا مقصد صرف اپني قومیت ' وطنیت ' اور زبان کو محفوظ رکھنا تھا جو اسٹریا کے ساتھہ مدغم ہوتي جاتی تھي - آرچ ڈیوک فرانسیس جوزف نے نہایت دور اندیشی سے اس فتنہ کو دور کرنا چاہا اور اونکے سامنے ہنگري زبان میں ایک اسپیچ دي - اسپر تمام ہنگرین قوم نے اس زور سے خوشی کے نعرے بلند کیے کہ اسکے گلے پڑ پڑ گئے ' اور اپنے قدیم طرز پر اظہار مسرت کیلیے تلواریں نیام سے کھینچ لیں !

چند دنوں کے بعد ہنگري نے آسٹریا کے دائرۂ اقتدار سے نکلنے کے لیے پھر شورش کی ' لیکن وہاں کے گورنر نے اونکو یقین دلایا کہ جس آرچ ڈیوک نے تمہارے سامنے تمہاري زبان میں تقریر کی تھی ' وہ عنقریب آسٹریا کا شہنشاہ مقرر کیا جائیگا - اس خوشگوار وعدہ کا نہایت اچھا اثر ہوا ' اور دفعتاً بغاوت کی آگ بجھہ گئی - چند دنوں کے بعد جب شہنشاہ جوزف کے سر پر تاج شاہی رکھا گیا تو تمام ہنگري نے اوسکی رسم بیعت نشینی کا نہایت مسرت سے جشن منایا - حالانکہ وہ دوسرے بادشاہوں سے عموماً اظہار نفرت کرتے تھے -

اسکی روزانہ زندگی کا حسب ذیل پروگرام ایک اخبار میں شائع ہوا تھا :

پانچ بجے صبح کو اوٹھتا ہے ' اور چائے وغیرہ پیکر کام میں مصروف ہو جاتا ہے دس بجے سے ۱۲ بجے تک لوگوں کو دربار میں بار یابی کا شرف دیتا ہے - پھر اپنے پرائیوٹ سکریٹروں سے ملکی معاملات میں مشورہ کرتا ہے - نو بجے کھانا کھاکر سیر و تفریح کي تیاري کرتا ہے ' اور اکثر تھیٹروں میں جاتا ہے - ان تفریحی مشاغل سے فارغ ہوکر دس بجے کھانے سو رہتا ہے - اوسکو ایسمہ مصروفیت اور کسل و تکان کي کبھي شکایت نہیں کرتا - اکثر امور ملکي کے انجام دینے سے طبیعت گھبرا جاتي ہے تو چند دنوں سیر و شکار کے لیے باہر نکل جایا کرتا ہے -

وہ یورپ کي تمام زبانوں کا ماہر ہے اور ان تمام زبانوں میں گفتگو کرسکتا ہے - اوس نے ایک مرتبہ فوج کا جائزہ لیا تو اوسکے سامنے مختلف قوموں کے پانچ دستے پیش کیے گئے - اوس نے ہر ایک کے سامنے اوسیکی زبان میں تقریر کی !

اقـــتـــراح ادبـــی و شـــعـــری

نغمـــه حسن و طبـــل جنـــگ!

دعوت تسابق افکار و تنافس اقلام

و فی ذالک فلیتنافس المتنافسون ! (۸۳ : ۲۳)

انعامي مضمون - درگدي کا پہلا سلسله : " مواضيع ادبيه " ۳۱ - اکتوبر تک -

آجکي اشاعت کے ساتھه ایک دلچسپ مرقع شائع کیا جاتا ہے جو کلکته کے ایک دقیقه سنج اور مشاق مصور کے قلم سحر کار کا نتیجه ہے - اور ایک عمیق و وسیع حسن تخیل، تفحص تاریخی ' اور فکر شعري نے اسکا خاکه کھینچا ہے -

بظاهر اس مرقع کو دیکھیے تو صرف دو تصویریں ہیں جنہوں نے زیادہ سے زیادہ ایک صفحه کی دس بارہ انچ جگه روک لی ہوگي - لیکن ارباب نظر اگر چاهیں تو انکے صرف ایک گوشۂ نگاہ هي کے اندر صدها صفحوں کے صحائف معاني اور دفاتر سوانح و حوادث پڑھلے سکتے ہیں :

احوال ما ز حوصلۂ نامه بیش بود
لختے ز حال خویش بسیما نوشته ایم !

عالم جذبات و حسیات کے صدها مطالب ہیں جنهیں هزارها صفحوں پر پھیلاکر لکھیے -جب بھي سمٹ نہیں سکتے - لیکن اگر ایک سیماء گویا ' ایک چشم سخنور ' ایک نگه ناطق ' ایک غمزۂ معني طراز' ایک جمال فکر اندیش' سامنے آجاے تو انکے درس و فہم کیلیے صرف ایک لمحۂ نظارہ هي کافي هوتا ہے - بلکه اس سے بھي کم - یه ایک ایسي حقیقت ہے جسکي هر صاحب حال فوراً تصدیق کریگا -

ارسطو اگر شرم و حیا کے واردات و اثرات کا فلسفه مرتب کردا اور دس ضخیم جلدیں لکھه جاتا ' جب بھي آپ کچھه نه سمجھتے - لیکن کسي کے چہرۂ معجرب اور نگه شرمگیں کا ایک نظارہ آپکو سب کچھه سمجھا دیتا ہے ' اور حقائق حسن و عشق کے وہ راز اسرار و غوامض خود بخود حل هوجاتے هیں جو دنیا بھر کے حکیموں اور فلسفیوں کي ریاضیں ملکر بھي حل نہیں کرسکتي نہیں !

آپ کے نزدیک علم الدق کا سب سے بڑا ماهر وہ ہے جسنے بسیط وسیع علمي عمارت کے اندر بڑي بڑي کدبیں اور بڑے بڑے آلات دقیقه هوں - لیکن میري نظر میں اس کی حقیقت اوس خوش نصیب سے بڑھکر کوئی نہیں جانتا جسے کسی جمال آتشیں کي ناگہاني جلوہ تابی کے نظارہ کا بار بار موقعه ملا ہے ' اور همیشه اسکے خرمن صبر و شکیب پر بجلیاں گرتی رهي هیں - و قال حرب نما لدیهم فرحون :

نه دانم تا چه برق فتنه خواهد ریخت بر هوشم
تصور کرده ام بگسستن بند نقابش را

* * *

یہي نکته ہے جو فن تصویر و رسوم کو تحریر و کتابت پر ترجیح دیتا ہے - قدیم مصري هیرو غلیفي (نقوش مصورہ و ممثله) کے ذریعه خط و کتابت کرتے تھے اور یقیناً هم سے زیادہ عقلمند تھے - دشمن کے هجوم کي تصویر کھینچنے میں هم صفحے کے صفحے صرف کردیتے هیں اور پھر بھي اپنے چشم و دماغ کو مخاطب کے سر میں نہیں رکھدیسکتے - لیکن وہ ایک شمشیر بکف سپاهي کو مکان کے دروازے پر کھڑا دکھلا کر هم سے زیادہ بہتر درس مطالب پر قادر تھے - جذبات و واردات ' حوادث و سوانح ' اور مظاهر طبیعیه و تعبیرات فطریه کے بیان میں هزارها صفحے ایک طرف ' اور ایک انچ کی چھوٹي سي تصویر ایک طرف ! هومر نے کسقدر صرف فکر و تصور کے بعد معاصرہ ٹراے کے چند معرکے دکھلاے اور هومر اعظم هوگیا ؟ لیکن ایک مصور پنسل کی چند لکیریں کھینچکر دو چار منٹ کے اندر اس سے زیادہ جنگ کے میدان دکھلا دیسکتا ہے' مگر دنیا کا معیار فضیلت دوسرا ہے -

علی الخصوص انسانی جذبات و خواطر اور عالم عواطف و حسیات کے اظہار کے لیے تو زندہ انسانوں کے بعد صرف تصویرهی ایک ایسی شے ہے جو دل کے چھپے هوے راز دوسرے دلوں تک منتقل کردیسکتي ہے -

واقعه نویس اور شاعر کے مقابلے کو مصور سے وهي نسبت ہے جو ایک فلسفی کے فلسفۂ حسن کے مقابلے میں خود ایک زندے جمیل و حسین کو حاصل هو سکتي ہے - اسي لیے شعر کی ساري فضیلت اسمیں ہے که وہ تصویر هو -

* * *

یه مرقع جو آپ دیکھه رہے هیں ' اس بیان کي تصدیق کر سکتا ہے - تاریخ وقائع' سوانح و حوادث' عجائب تصادفات' نیرنگي اتفاقات' حسن و عشق کي کرشمه سازي' جذبات متضاده و متبایینه کی کشاکش ' اور قلمرو حسن و عالم سیف و سناں کی باهمی آویزش ' یه سب کچھه اسمیں موجود ہے' اور ان سب سے زیادہ وزنی شعر و موسیقي کی وہ معجزیت اعلیٰ جسکے اظہار سے مورخ قاصر ' خطیب کی زبان' مطرب کی ترانه سنجی' اور شاعر کي فکر ' سب عاجز رهجاتے هیں ' اگرچه وہ سب اسکي طرف اشارے کرتے هیں اور اسکے ضروري اجزاء مہیا کردیتے هیں !

انعـامی عنـاوین و مضـامین

اردو زبان میں " انعامي مضمون " کي اک نہایت سخیف و عامیانه ترکیب رائج هوگئي ہے' اور غالباً رسالۂ " حسن " حیدرآباد کي بہت سي عمده یادگاروں کے ساتھه یه ایک ناگوار لغوي مذاق بھي باقي رهگئی ہے - اس قسم کی ترکیبیں میرے مذاق سے بالکل دور هیں' لیکن چونکه رائج هوگئي ہے اسلیے مجبوراً لکھنا پڑتا ہے - کسي عمده ترکیب سے اسے بدلدینا چاهیے -

انعامی مضامین سے مقصود یہ ہے کہ کسی موضوع یا عنوان کو متعین کرکے اہل قلم کی خدمت میں پیش کیا جاے تا کہ وہ اسپر فکر ازمائی کریں' اور پھر بہتر و امثل مضمون کیلیے ایک اعلان کردہ رقم پیش کی جاے - اسلیے نہیں کہ وہ اسکا معاوضہ ہے بلکہ محض بغرض امتیاز' و تشویق و تحریص -

یہ ایک نہایت عمدہ طریقہ ہے جس سے ارباب قلم میں تحریر و تصنیف کا شوق پیدا ہوتا ہے - یورپ کے اخبار و رسائل اور مجالس و مجامع کو پبلک کی طرف سے بڑی بڑی رقمیں دی جاتی ہیں تاکہ وہ انعامی مضامین کا اعلان کر سکیں - رہانکے اخبارات خود بھی اس قابل ہوتے ہیں کہ علمی اولوالعزمیوں میں حصہ لیں اور اپنے ادارہ کے طرف سے گرانقدر رقوم ارباب علم و ادب میں تقسیم کریں -

علی الخصوص جب کبھی کوئی نئی اختراع یا علمی تحقیق شائع ہوتی ہے اور اسکی تکمیل و ترقی کیلیے ارباب علم اور عام پبلک کی توجہ مطلوب ہوتی ہے تو عموما اس کام میں سب سے زیادہ مدد انعامی مضامین کے مقابلوں ہی سے ملتی ہے اور انعاموں کی تعداد اور مقدار میں خود اخبارات و رسائل کا باہمی مقابلہ شروع ہو جاتا ہے - مثلاً کئی سال سے تمام یورپ کے اخبارات و رسائل پر ہوائی جہازوں کے تجارب کا ایک بحران علمی طاری ہے - جنگ سے پہلے کوئی ہفتہ ایسا نہیں جاتا تھا کہ کوئی نہ کوئی انعام اسکے متعلق شائع نہ کیا جاتا ہو - صرف ایک اخبار " ڈیلی ٹیلی گراف " لندن نے تین سال کے اندر ۱۲ - برے انعام تقسیم کیے جنکی رقوم کی مجموعی تعداد ۳ - ہزار پونڈ سے زائد تھی - پھر وہ عظیم الشان انعام اسکے علاوہ ہے جو ڈیلی ٹیلی گراف نے پچھلے سال ہوائی مسابقت کیلیے انگلستان میں تقسیم کیا تھا !

افسوس کہ ہندوستان میں یہ بانیں ابتک خواب و خیال ہیں- یہاں کے اخبارات کو دست سوال کی وسعت اور طبع دریوزہ گری کی فلاکت سے اتفی مہلت کہاں ملتی ہے کہ انکے بڑھے ہوے ہاتھوں میں دوسروں کیلیے بھی کوئی بخشش ہو؟ ان میں سے اکثر اپنی فلاکت و درماندگی سے مجبور ہیں اور بعض اپنی طبیعت سے - پبلک نے ابتک علم و ادب اور مطبوعات و مصنفات کی حقیقت نہیں سمجھی ہے - وہ ہمیشہ اس فکر میں رہتی ہے کہ ڈیڑھ روپیہ میں سال بھر تک سب سے زیادہ سیاہی اور کاغذ کون دیسکتا ہے ؟

لیکن ان تمام بانوں سے بھی زیادہ افسوس ناک امر یہ ہے کہ اگر بہتر سے بہتر اسباب جمع بھی ہوجائیں تو ملک میں بدتعلمی سے صحیح دلچسپی لینے والی کوئی جماعت نہیں ہے - یہاں اخبار کے معنی یہ ہیں کہ ایک مشین بصورت انسان جو پرنٹنگ مشین کی آخرین ایجاد کی طرح خود ہی کاغذ کاٹتی ہے' خود ہی چھاپتی ہے' خود ہی مرتب کرتی ہے ' خود ہی موزتی ہے ' غرضکہ سب کچھ خود ہی کرتی ہے - پھر انعام کے معنی بھی یہاں یہی ہوسکتے ہیں کہ خود ہی عنوان تجویز کیا جاے "خود ہی رقم معین کی جاے ' اور پھر خود ہی لکھکر بعد انقضاے مدت مقررہ رقم وصول بھی کرلی جاے :

خود کردہ ' خود کردہ گر ز ' خود کل کردہ !

آغاز اشاعت الہلال سے ہمیں کسی ایسے سلسلے کے اجرا کا بارہا خیال ہوا مگر اہل قلم کی بے توجہی اور اکثر حالتوں میں بد مذاقی نے مایوس کردیا -

لیکن آج اس خیال سے کہ اگر خشک علمی مضامین اور تحقیق طلب مذہبی مقالات کیلیے ارباب قلم طیار نہیں ہیں تو اقلاً ادب و انشاء کے میدان میں تو آسکتے ہیں ' اس تصویر کو شائع کرتے ہیں ' اور اردو ادب و شعر کے با مذاق حضرات کے آگے صرف فکر و خیال کا ایک نیا میدان کھولتے ہیں - اس اولین تجربے پر آیندہ کے ارادے موقوف ہیں -

ہم سے پہلے ایک اہل قلم کو ہم سے بھی زیادہ مصیبت پیش آئی تھی :

رومستحر گی پیشہ کن و مطربی آموز
تا داد خود از کہتر و مہتر بستانی !

الحمد للہ کہ گو بعض ابناے عصر نے اپنے تئیں یہاں تک بھی پہنچا دیا ہو مگر ہمیں اسکی ضرورت نہیں ہوئی ہے' اور اگرچہ علمی و مذہبی مضامین کی جگہ محض ادب و شعر کی دعوت دینا ہمارے لیے ایک طرح کا تنزل ہو- تاہم می نفسہ اسکی ضرورت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا -

کچھہ عرصہ پہلے عالم ادب و شعر کے ہم خود بھی رہ نورد تھے اور الہلال کی اشاعت کے وقت ارادہ تھا کہ خالص ادبی و شعری افکار و مقالات کا بھی اسمیں غالب حصہ ہوگا - لیکن آگے چلکر معلوم ہوا کہ یہاں ابک کے ہو رہنے کے سوا چارہ نہیں' اور بالاخر عالم جدات و حسن و عشق سے الگ ہوکر صرف اصلاح و مذہب ہی پر قناعت کرلینی پڑی - شاید ہم اب بھی اس کام کو کرسکتے ہیں مگر نہیں کرتے - و للہ در ما قال :

رند ہزار شیوہ را طاعت حق گراں نبود
لدک صنم بہ سجدہ در ناصیہ مشترک نخواست

اگر ارباب ذوق نے اس تجربے میں ساتھہ دیا تو انعامی مضامین کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہیگا اور پھر علمی و مذہبی تحقیقات کے عنوان بھی پیش کرینگے -

(نغمۂ حسن و طبل جنگ)

اس مرقع کا موضوع تخیل " نغمۂ حسن و طبل جنگ " ہے - حسن و عشق کی دنیا بھی ایک معرکہ زار ہے مگر وہاں کے اسلحۂ و آلات اور ہیں - وہ جنگ جسمیں لوہے کی تلوار اور چمڑے کی ڈھال سے کام لیا جاتا ہے' بظاہر اس سے کوئی ربط نہیں رکھتی' لیکن اس تصویر میں دونوں چیزیں جمع کردی گئی ہیں - حسن کی معصوم و بیخود نگاہیں تلوار پر جھکی ہوئی ہیں :

سر درستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی !

انعامی موضوع بحث یہ ہے کہ صرف یہ مرقع اور اسکا عنوان شائع کردیتے ہیں اور اسکے تاریخی ماخذ اور تمام جزئیات مرقع کے متعلق کچھہ نہیں بتلاتے - ارباب ذوق و فکر اس مرقع کو سامنے رکھکر اظہار خیال کریں اور جس پہلو کو زیادہ نمایاں پائیں بحث میں لائیں - آخر اکتوبر تک تمام مضامین آجانے چاہئیں - جو مضمون سب سے زیادہ بہتر و ارفع اور موضوع مرقع پر حاوی ہوگا' اسکے لیے ایک گنی نقد اور ایک گنی قیمت کی مجلدات الہلال پیش کی جائیگی -

مضامین صاف اور خوشخط لکھے ہوں - ورق کے صرف ایک صفحہ پر لکھے جائیں - انعام صرف خریداران الہلال کے حلقہ میں محدود رہیگا -

بریدِ فرنگ

"ٹائمز" کاغذ کي کمیابي پر بحث کرتے هوے لکھتا هے ' " یه ظاهر هے که اسوقت کاغذ کي جتني مانگ هے اس سے کاغذ کي مجموعی فراهمی بهت کم هے - کاغذ کي قیمت میں ۷۵ فیصدي کا اضافه مطابع کی تجارت کے لیے عموماً اور اخبارات کے مالکوں کے لیے خصوصاً ایک سنگین معامله هے لیکن اس گراني کے مسئله سے بھی زیاده اهم یه سوال هے که اسوقت جبکه یورپ میں کاغذ سازي کے لیے لکڑي کے مغز (ارڈ پلپ) کي آمد و رفت بند هے ' تو کیا یه امید کي جاسکتي هے که آیندہ گراں تر قیمت هي پر سهي مگر بهرحال کاغذ ملتا رهیگا ؟

بهترین ذرائع اطلاع کے بموجب لکڑی کے مغز کے اسٹاک کا خرچ ۱۵ هزار ٹن سے بڑهکے ۱۹ هزار روزانه تک پهنچگیا هے - روزوائر (محفوظ خزانے) میں معمولي شرح صرف کے لحاظ سے ۱۰ - هفته کا سامان رهتا هے - لیکن آجکل خرچ کا جو اوسط هے ' اسکے حساب سے تو روزوائر بھی ۶ هفته سے زیاده نهیں چلینگے -

---

قرون وسطي نے اپنے هر قسم کے وحشیانه اور خود غرضانه جذبات کے لیے مذهب کو آڑ بنایا تها - موجوده زمانے نے مذهب کے بدلے تهذیب و تمدن کو انتخاب کیا هے - چنانچه اسوقت بھي جبکه تهذیب و تمدن کي بستیاں تاراج اور انسانیت کا قتل عام هو رها هے ' هر طرف سے جو صدائیں آ رهي هیں ' وہ حفظ تهذیب ! حمایت تمدن ! ! اور انتقام انسانیت هي کي هیں ! الله ! الله ! الله یقولون بافواههم مالیس في قلوبهم

اس حقیقت کو ایک انگریز آزاد مقاله نگار کا قلم اسطرح نے نقاب کرتا هے :-

"جنگ کا جو سبب عام طور پر بیان کیا جاتا هے وہ اسقدر غیر لڑائي کي اصلي اور حقیقي وجه هوتی هے که هم بےتکلف یه اصول قرار دیسکتے هیں که جنگ کا جو سبب بھي علانیه بیان کیا جاے وہ محض حیله هے -

صلیبي لڑائیاں بلکه خود تحریک " اصلاح " سے متعلق جو جرمن سے شروع هوئي اور پهر انگلستان اور فرانس تک پهیلي ' جب شهادتیں لي گئیں تو ثابت هوا که محض ایک نمایش و نمود تهی ' اور در اصل اس پرده میں کوئي اور مقصد مخفي تها -

مثلاً جیمس دوم نے ٹیسٹ ایکٹ (قانون امتحان) کي تنسیخ کے وقت " تسامح " اور " حریت ضمیر " کي وکالت کي مگر یه محض ایک حیله هی حیله تها - اب هم کو معلوم هوا هے که اسکا مقصد صرف یه تها که اس بهانه پارلیمنٹ میں کیتھولک عنصر کو رسوخ بلکه غالب کیا جاے - هر قوم جب دار و گیر میں انهمک هے تو اپنے اس فعل کے جواز کے لیے قابل قدر اسباب کي جستجو کرتی هے مگر یه کوشش بالکل عبث هے - جو جنگ ضروري هے وہ جائز اور بجا هے ' گو اسکے لیے خود ساخته شاندار اسباب نه هوں "

موجوده جنگ چاهے مالي حیثیت سے دنیا کے لیے مضر بلکه مهلک ثابت هو مگر اخلاقي حیثیت سے تو وہ اپنے اندر عبرت و بصیرت کا ایک بهترین ذریعه هے -

شاهنشاه آسٹریا کل تک یورپ کا "سب سے زیاده محترم معمر انسان" تها مگر آج اعلان جنگ کے بعد وہ جس شکل میں ہمارے سامنے پیش کیا جارها هے اسمیں ایک محترم متمدن انسان کے بدلے ایک سفاک ' عیاش ' پسر کش ' اور بد عهد ' انسان کے خال و خط زیاده نمایاں هیں !

اخبار " نیشن " شهنشاه آسٹریا کے متعلق لکھتا هے :

"اسکي تاریخ کیا هے ؟ یه ایک دلچسپ سوال هے - فرانسیس جوزف (شهنشاه آسٹریا) نے اپني بے اصول ماں کي آغوش میں پرورش پائی تهي ' اور اسکے اقالیق کونٹ بمبیل نے برائي میں همیشه اسکی حوصله افزائي کي تهي - ۱۸ - سال کي عمر میں اسکے سر پر شاهنشاهي کا تاج رکها گیا - اس نے سب سے پهلے روس کی مدد سے بسر دردگي کونتهه اهل هنگري کے دبانے کي کوشش کي - تمام ملک هنگري قتل و خونریزي کا وحشت ناک منظر بنگیا - ۲۵ جنرل قتل هوے ' هزارها انسان بندوق کا نشانه بنے اور پهانسي کے تختے پر لٹکائے گئے - اسطرح فرانسیس جوزف انساني خون کے سیلاب سے گذرتا هوا تخت شهنشاهي پر آکے بیٹها -

لیکن هزارها ناکرده گناه انسانوں کا خون رائگاں نهیں گیا - بالآخر انتقام کي دیوي " نیمسیس " نے اسکا تعاقب کیا - سب سے پهلے اسی ملک پر آفت نازل هوئي جسکے لیے خون کا هولناک دریا بهایا گیا تها - "المبارتي" اور "سالفرینو" در مقام اسکے هاتهه سے نکل گئے -

اسکے بعد کو نگرتیز کا چرکه لگا - اور آخر میں ایک مشهور تاریخی سهر ویدس بھی چهن گیا -

انتقام کا دائره اسکي قلمرو تک هی محدود نه رها ' بلکه اسکی خانگی زندگی بھی تلخی اور ماتم گساري میں کٹی - لیکن اسکا بھی ذمه دار وہ خود هی هے -

قدرت نے یورپ کي ایک حسین و جمیل نوبن عورت کا هاتهه اسکے هاتهه میں دیا - فرانسیس جوزف اپني عم زاد بهن الزبیته آف بیوریا سے شادي کرنے میں کامیاب هوگیا - مگر اس نے اس مسرت و شادماني کو اسطرح خاک میں ملایا که ایک مشهور آسٹرین ایکٹرس " فراریال " نامي کو " اشل " میں بطور داشته عورت کے رکهلیا - اس صدمه سے اسکی حسین وجمیل ملکه ٹریسٹ بھاگ گئی -

الزبیته حسین الیزبیته شاهي حشمت پر ایک دن کے لیے هادرک واپس آئي - مگر در اصل ٹریسٹ کي روانگي کے بعد سے اپنے برالهوس اور بے وفا شوهر کے ساتهه ایک دن بھی نه رهی - اور بالآخر وہ لوسین میں قتل هوگئی -

قدرت نے اولاد کے بارے میں اس سے بخل نهیں کیا روڈلف اسکا بیٹا اگرچه اکلوتا - نه کوئي دوسرا بھائي اور نه کوئي بهن - مگر اسکا کیا انجام هوا ؟ میرلنگ میں خود کشي اور ایک عبرت انگیز افسانه جو آج تک کسي کي سمجهه میں نه آیا ! (روڈلف کے قتل پر جو مشهور کیا گیا تها که اس نے خود کشي کرلي هے مگر ایک شهزادي کے مالي پاست یعني مبزي سر کدست کے نام سے جو نقاب شائع کي هے اس سے ثابت هوتا هے که خود باپ هی نے اپنے بیٹے کو قتل کردیا - یه اسلیے که هنگري کا بادشاه نه هونے پاے جسکے لیے وہ خصیه طور پر پوري طرح تیار کیا جا چکا تها)

اسکے بعد اسکا بھتیجا ولي عهد هوا -

مگر انهي انتقام کی دیوي کا غصه دور نهیں هوا تها - جس جواع کے گرد برسوں سے امیدوں پروانه وار طواف کر رهي تهیں اسے سراجیوا میں ایک سروي طالب علم کے هاتهه سے قتل کردیا !

پس اگر فرانسیس جوزف دنیا میں شاهي هستی کا ایک عبرتکده اور اپنے هاتهه سے اپني خوشي کو خاک میں ملانے والا نمونه بنکر [illegible] کي تعجب انگیز امر نهیں هے - اسوقت انسانیت جس [illegible] مصیبت میں مبتلا هے - یه بھي اسکے دل کی پیرانه کمزوري کا صدقه هے "

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين القرآن الكريم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۱۴ — کلکتہ: چہار شنبہ ۹ ذیقعدہ ۱۳۳۲ ہجری — جلد ۵
Calcutta: Wednesday September 30. 1914.

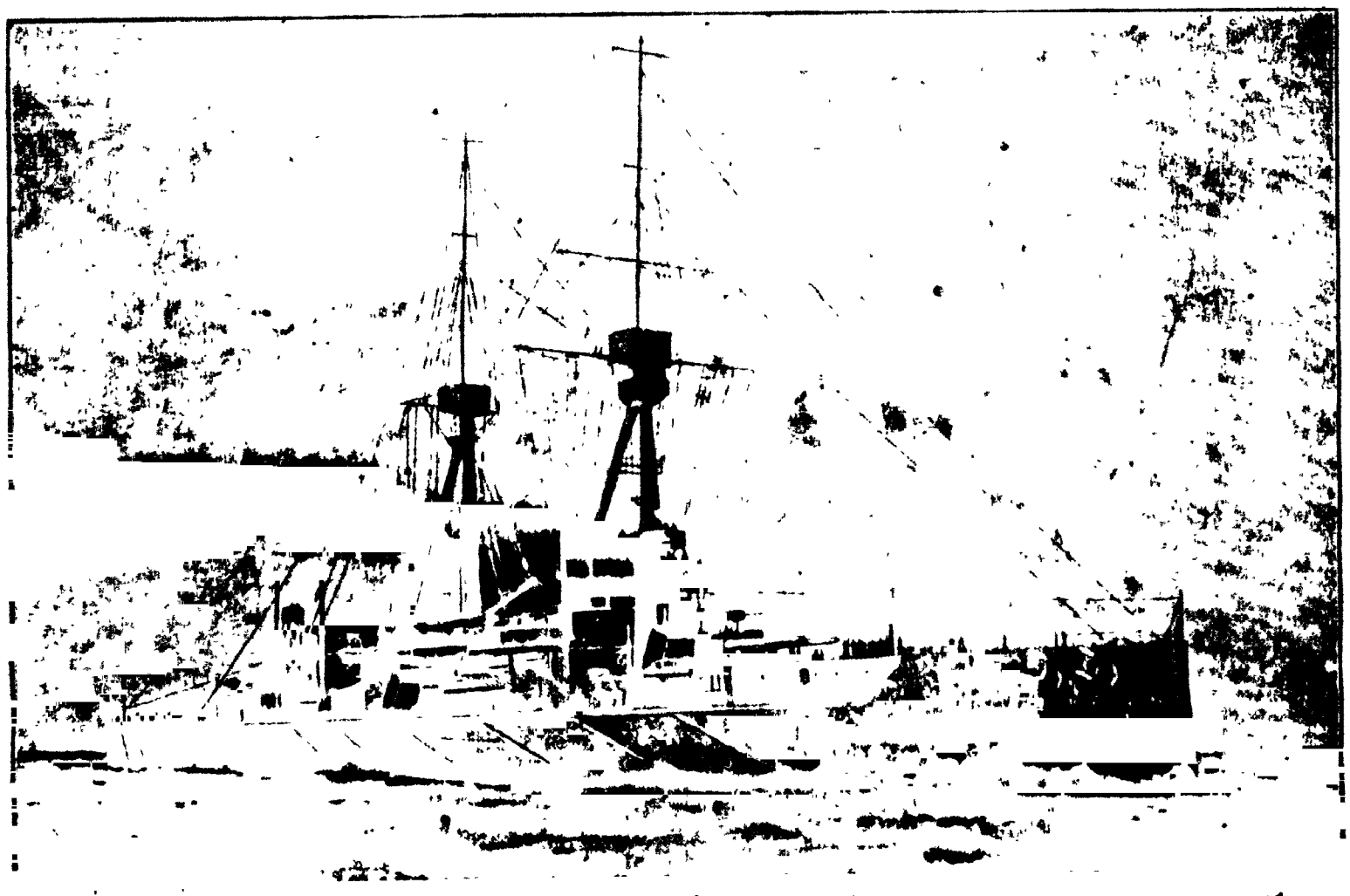

انگلستان کا سب سے زیادہ قوی و اعلی بیڈل شپ: ایچ - ایم - اس بلور - ورن - جسکا وزن ۱۸۵۰۰۰ ٹن اور جسکی توپیں ۱۰ × ۱۲- اور ۱۶ × ۴ انچ کی ہیں۔

رجال عظیمه جنگ هفت لشکـــر! وزراء ممالـک و نظـــارت های خارجیه !

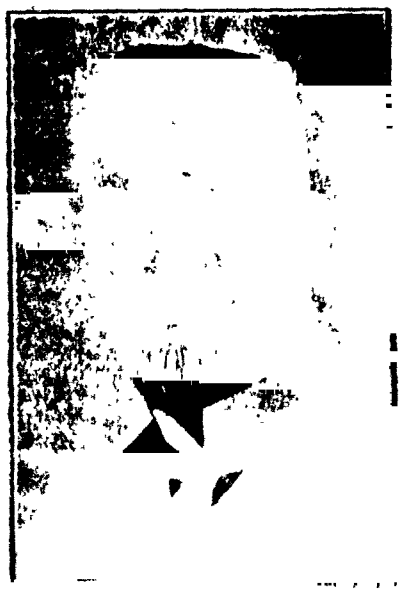

ڈاکٹر وان بیتھمه میون :
جرمن چانسلر

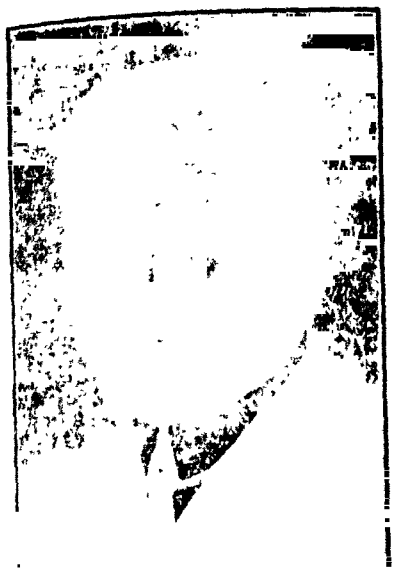

ایم - سازا نوف ناظر خارجیه:
روس

ونصر جرمن میدان جدگ میں

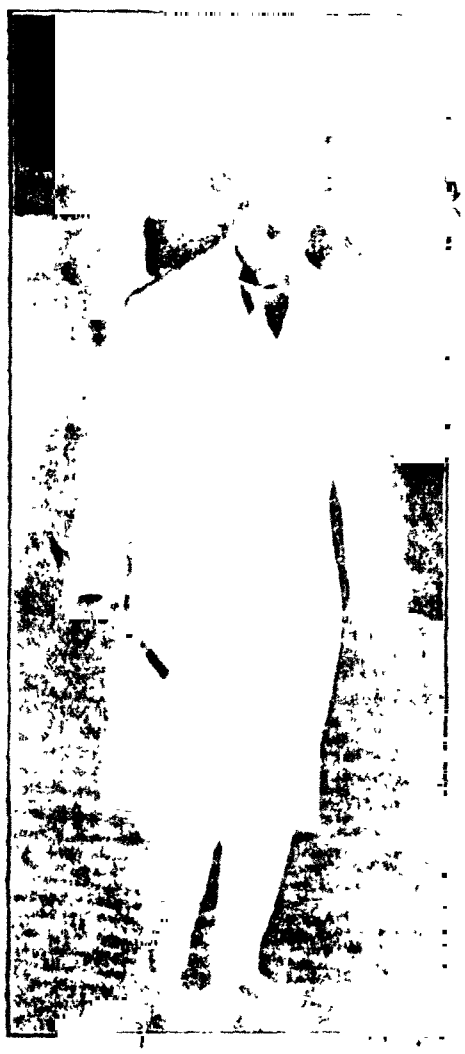

میلد مارشل سر جان فرنچ سپه سالار
افواج بریطانیه

لارڈ کچنر نظارت حربیه کا عہده تو
کرکے دفتر جنگ جا رہے ہیں

ارچ ڈیوک مریڈریک کمانڈر اسٹریا

جرمن سفیر اعظم متعینهٔ لندن -
نظارت جنگ سے جا رہا ہے !

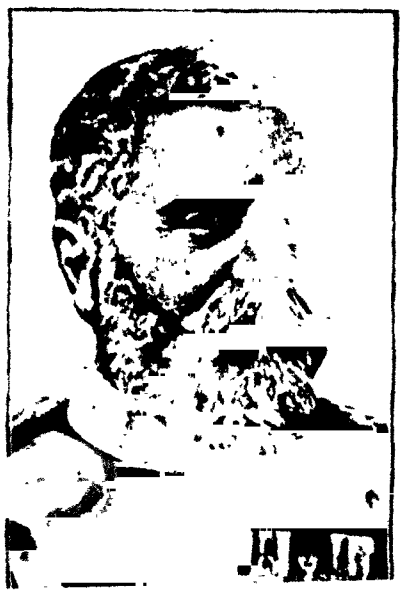

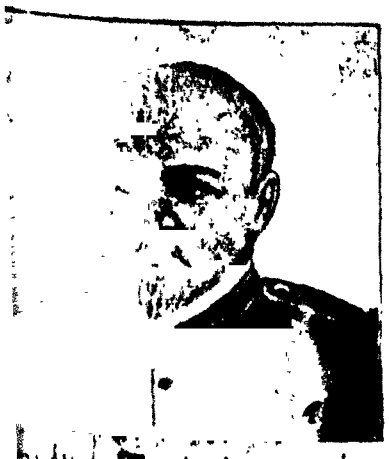

جنرل ہمرہو طیفور حربیه رو

زعماء حرب هفت لشکر! و ملوک مقاتلین و محاربین هفت کشور!

پریسیدنت جمهوریة فرانس

هز امپیریل مجستي شاه برطانیه و قیصر هند

امیر البحر اول مراتب بحریهٔ برطانیه

شهنشاه: قیصر جرمنی

شاه سرویا

پرانس اف ویلز (ولی عهد برطانیه)

زار روس

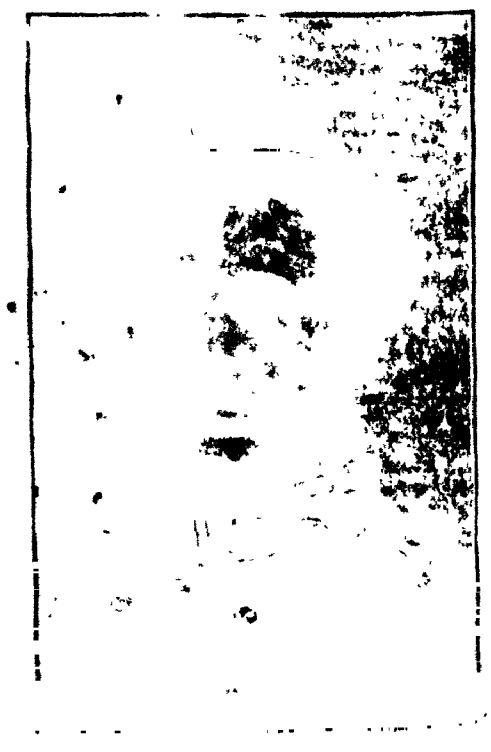

شاه بلجیم

شاه البانی

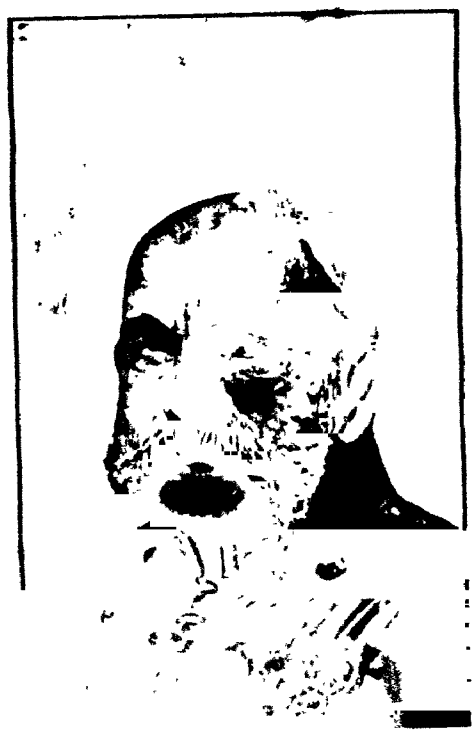

شهنشاه استریا

مناظر عمومیہ اساطیل بحر شمال ! نہر عظیم الصنعۃ "کیل"!

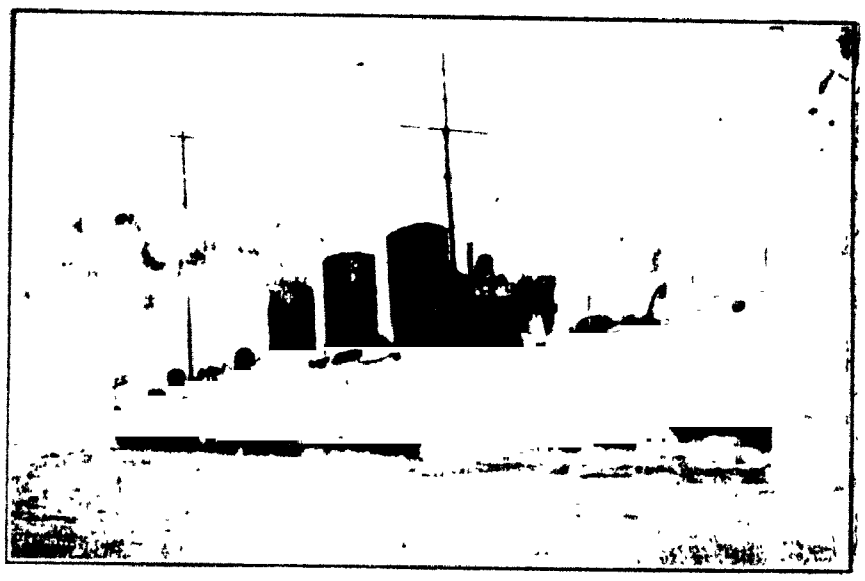

برطانی تباہ کن (ڈسٹرائر) : سرعت - وزن ۱۸۰۵ - ٹن - ۴ - انچ
لی توپونسے مسلح

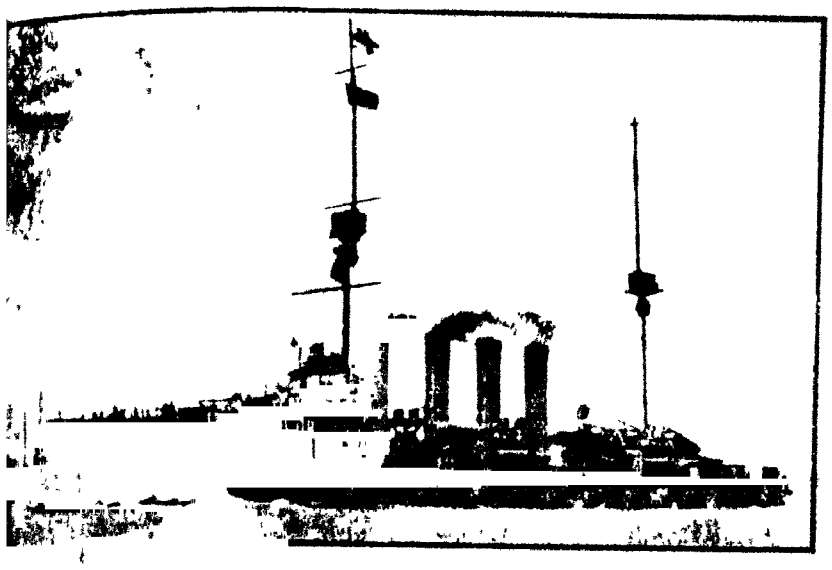

بحر شمال کا مشہور برطانی کروزر: مینےٹور-
وزن ۶۰۰ ر ۱۴ ٹن

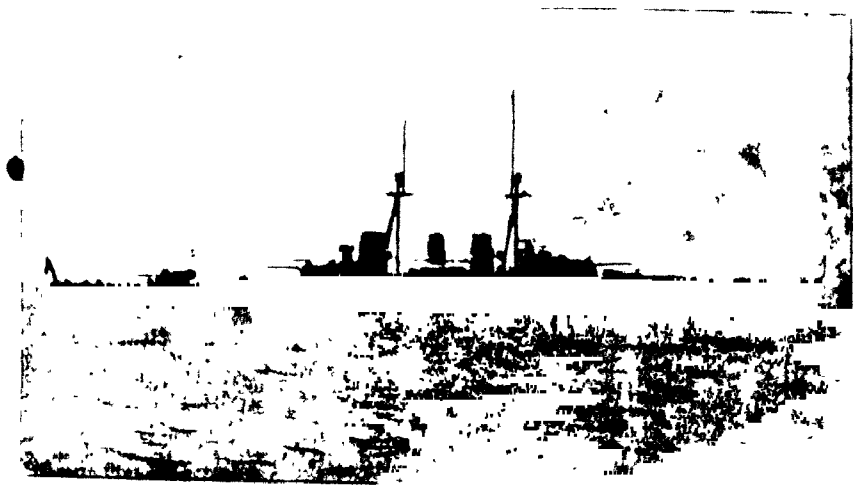

جاپان کا قوی ترین دربدناٹ : ٹوکیو

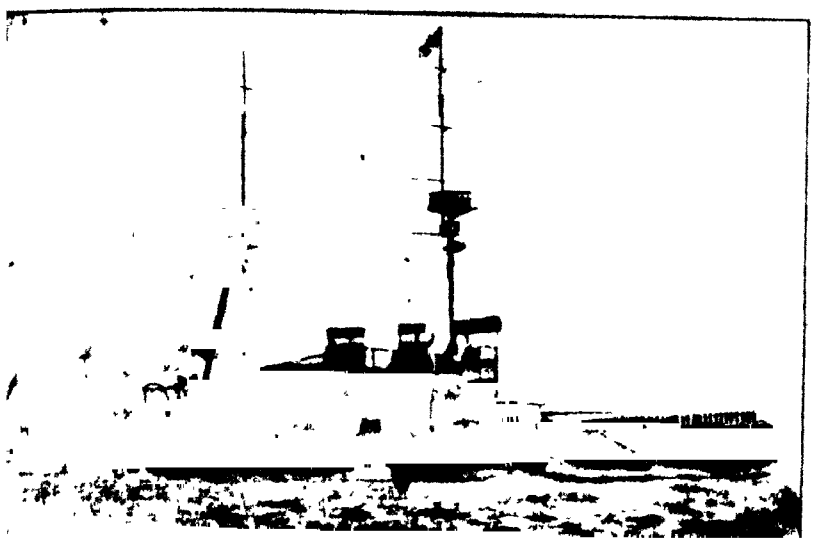

مشہور و عظیم برطانی بیٹل شپ: لارڈ نیلسن - وزن ۱۶۵۰۰ - ٹن

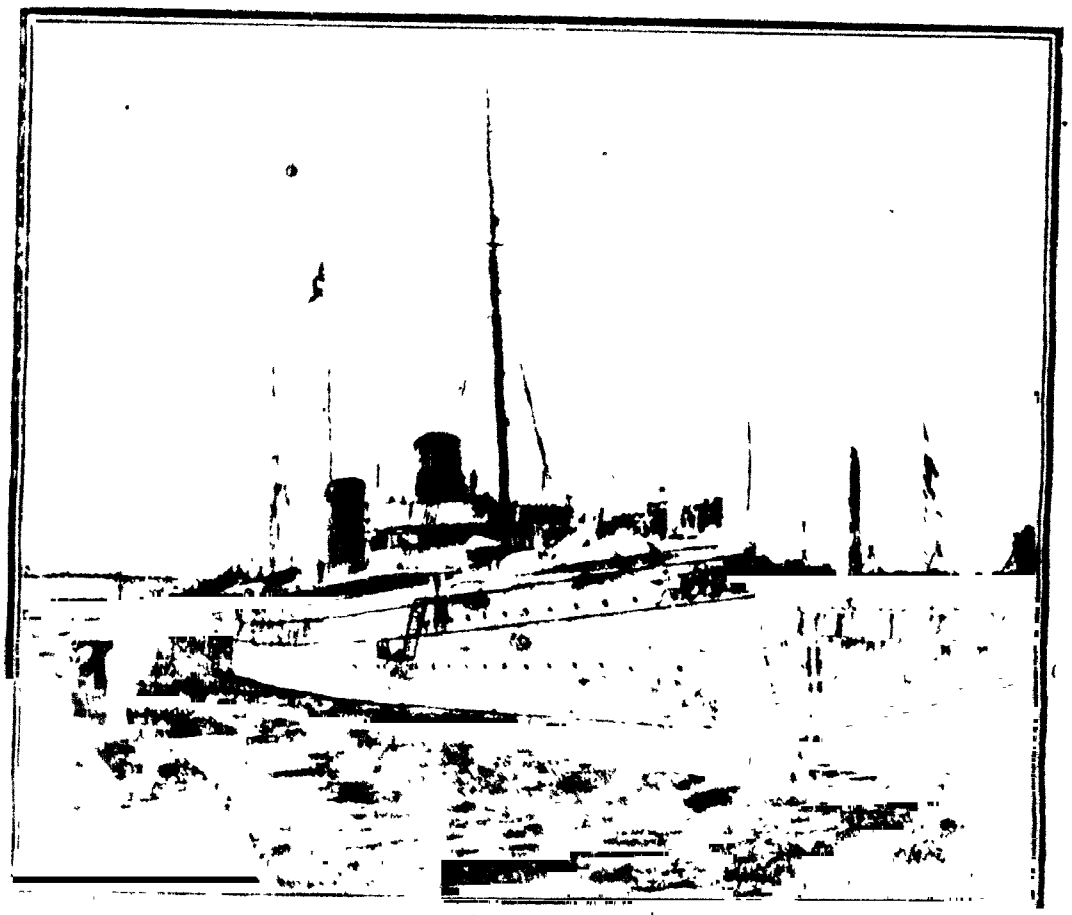

بہریدل (جرمنی) کا ایک نظارہ ! قیصر جرمنی مع اپنے اسٹاف کے بائیں جانب
کھڑا ہے اور انگریزی جہاز کی سلامی لے رہا ہے جو
[illegible] کیا تھا !

مراکب عظیمه بحریه المان و برطانیه ! منتهاء قوای بحریه فریقین !

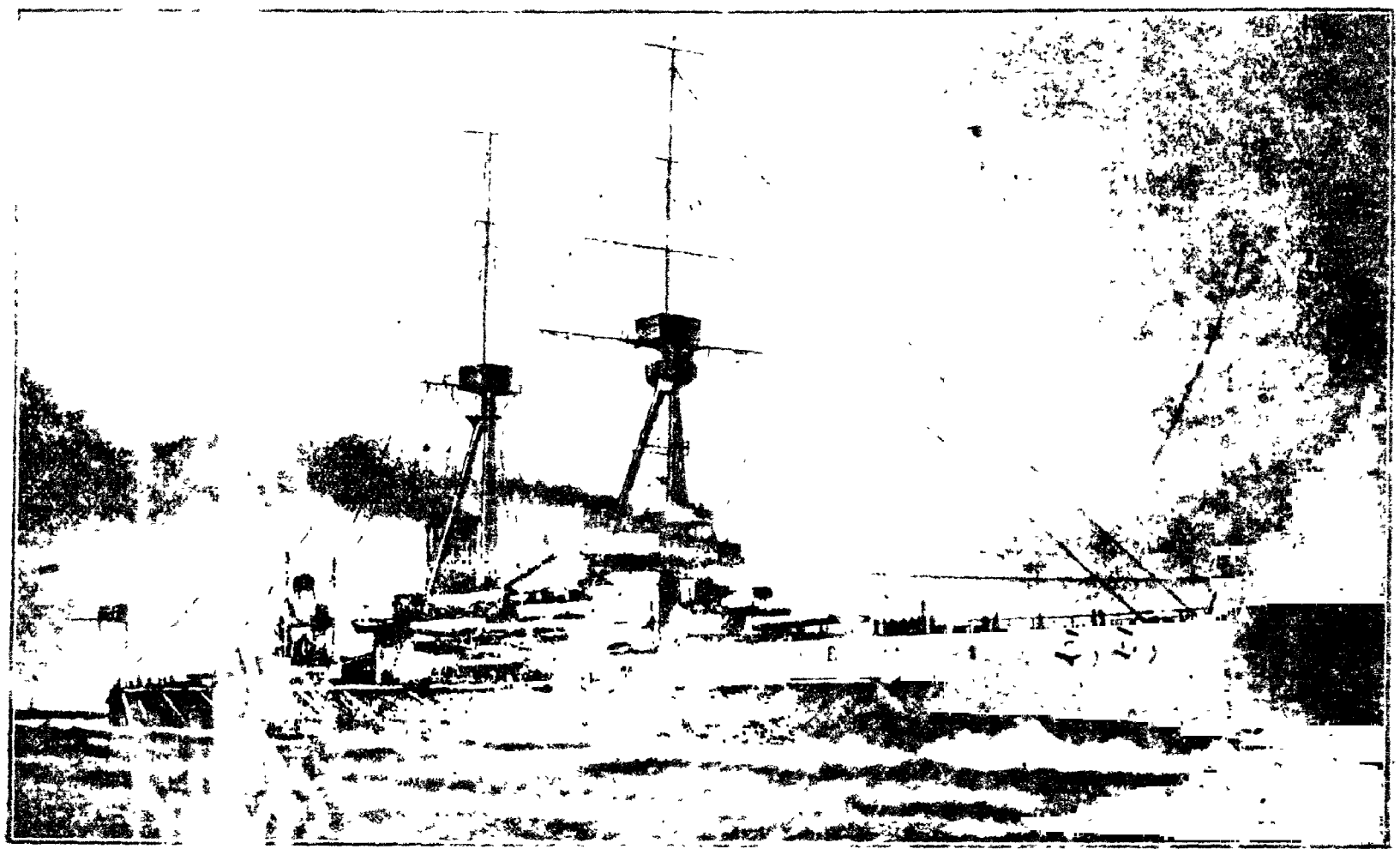

انگلستان کا سب سے زیادہ قوی و اعلیٰ بیٹل شپ : ایچ - ایم - ایس الیزابیتھ - جسکا وزن ۱۸۵۰۰۵ ٹن ہے جسکی توپیں ۱۰ × ۱۲- انچ کی ۴ × ۱۶ انچ کی ہیں -

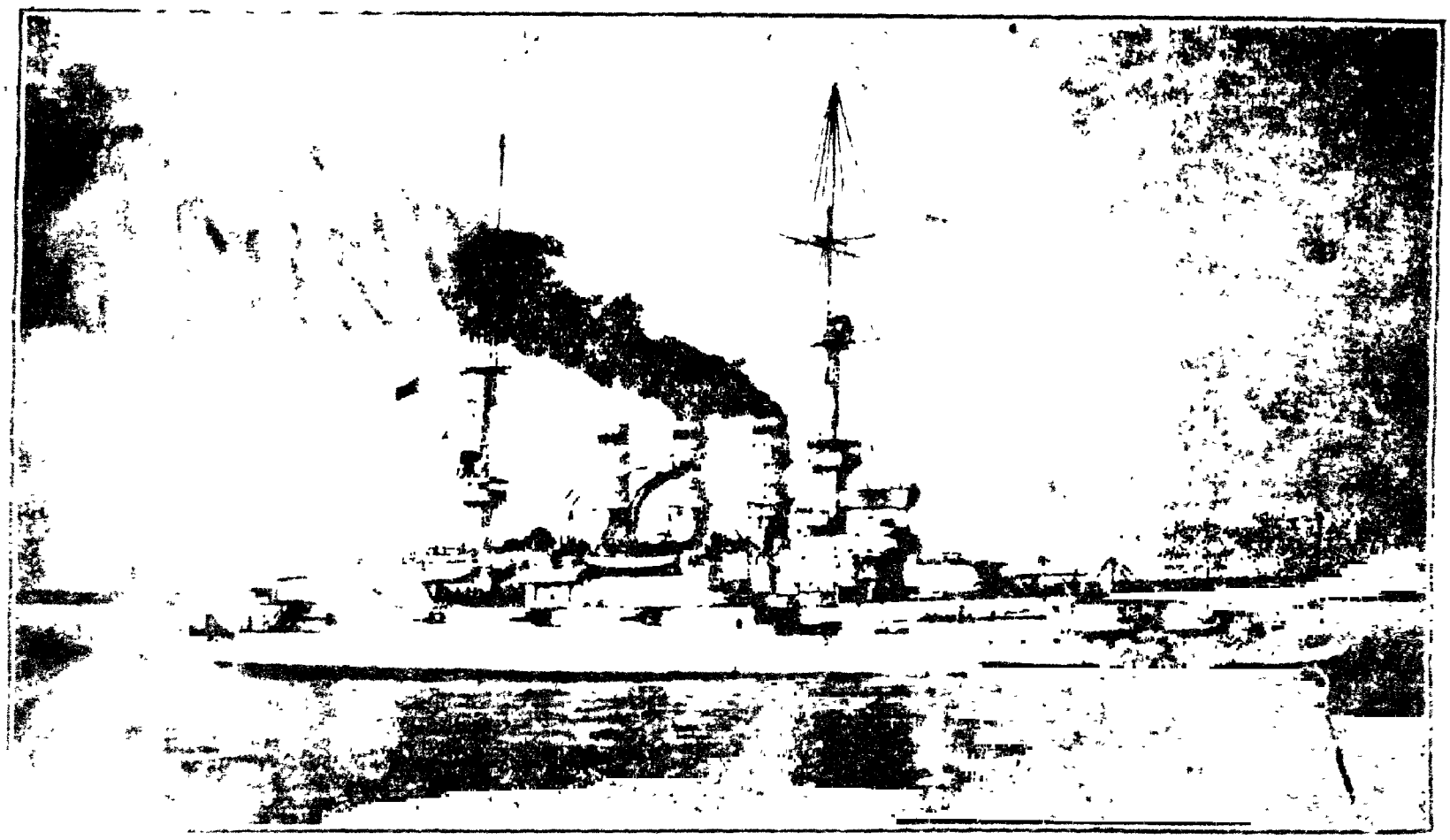

جرمنی کا سب سے زیادہ قوی اور بحری بیٹل شپ . ٹائیگر جسکا وزن ۱۲۲۰۰ ٹن ہے
(اس کی توپوں کی مقدار اور قوت و عیار معلوم نہیں)

مدیر مسئول و رئیس قلم تحریر
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی
مقام اشاعت
۱۴ — مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ
ٹیلی فون نمبر ۶۴۸
سالانہ — ۱۲ — روپیہ
ششماہی — ۶ — ۱۲ — آنہ

الہلال

Tel. Address: "Alhilal," Calcutta
Telephone No 648
AL-HILAL.
Proprietor & Chief Editor
Abul Kalam Azad
14, McLeod Street,
CALCUTTA.
Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly ,, Rs. 6-12

جلد ۵ — کلکتہ: چہار شنبہ ۹ - ذیقعدہ ۱۳۳۲ ھجری — نمبر ۱۴
Calcutta : Wednesday, September, 30. 1914.

ہفتہ جنگ

وداع و وصل جدا گانہ لذتے دارد
ہزار بار برو صد ہزار بار بیا!

فرانس کے میدان جنگ کے نئے تغیرات کی ازبس اطلاع ہمیں ۷ - ستمبر کو دی گئی تھی - تمام دنیا نے حیرت و تعجب کے ساتھ سنا کہ جرمنی پیرس کی طرف مزید پیش قدمی کرنے کی جگہ پیچھے ہٹ رہی ہے -

فی الحقیقت یہ ایک عجیب منظر تھا - فوجوں کا ایک پر جوش سیلاب عین فشیب کے کنارے تک پہنچکر پھر پلٹ پڑا - میجر مے کے لفظوں میں " اگر یہ مصلحت جنگی تھی تو قوۃ جنگی و ضبط عسکری کی ایک ایسی واقعی اور حقیقی مصلحت جسکی نظیر تاریخ جنگ میں نہیں ملیگی "

یہ امر اب روز بروز واضح تر ہوتا جاتا ہے کہ جرمن فوج کی مراجعت محض کسی قریبی استحکام اور ایگدہ کے تحفظ کیلیے تھی، نہ کہ کسی خارجی نقل و حرکت کیواسطے - اگر یہ سچ ہے تو اس فوج کے ضبط و تحمل اور حقیقی مصلحت فہمائی کا اعتراف کرنا چاہیے، جو اپنے دل پر اسقدر قادر رکھتی ہے کہ مدول مقصود کو بالکل سامنے دیکھکر بھی پیچھے ہٹ آسکتی ہے !

ہم نے گذشتہ اشاعت میں ۲۳ تک کی تار برقیوں پر نظر ڈالی تھی اور اس کا خلاصہ پیش کیا تھا - جرمنی کی مراجعت جسقدر ثابت ہوئی تھی، وہ صرف اسقدر تھی کہ اسنے پیرس سے قریبی مقامات کا آخری خط چھوڑ دیا جو نان یتزل اور ارامیرس ہوتے ہوے ورتن کے جنوب تک پھیلا ہوا تھا، اور دریاے اسنی کے کنارہ سرلسنس سے نایوں اور لیون تک کے دو رویہ شکل مثلث میں مقیم ہوگئی -

اس امر کا قطعی ثبوت کہ جرمن افواج واپس نہیں ہو رہی ہیں بلکہ محض اپنے مصالح کی بنا پر ایک خط پیچھے ہٹ آئی ہیں، یہ تھا کہ پہلے ہفتے یکے بعد دیگرے جرمن فوج کی مورچہ بندی، استقرار جنگی، اور حملہ آورانہ روپہ کی برابر خبریں آتی رہیں - اور انسے بغیر کسی کاوش کے یہ امر واضح ہوتا تھا کہ قافلہ کوچ نہیں کر رہا ہے بلکہ ایک منزل ہٹکر پھر آگے بڑھنا چاہتا ہے :

یعنی آگے بڑھینگے دم لیکر !

اس ہفتے یہ حالت اور زیادہ واضح و بین ہوگئی ہے - سرکاری اطلاعات میں صاف صاف دشمن کے حملہ آورانہ اقدامات کا اظہار کیا گیا ہے - عجب نہیں کہ فضاے جنگ پر انقلاب موسم ہی یہ پہلی بدلی ہو -

۲۵ - کی شام تک خبروں میں عموماً ایسے مقابلوں کا ذکر کیا گیا تھا جنمیں دشمن کے اقدام کو واپسی پر مجبور کیا گیا - یا اطلاع دی گئی تھی کہ حالت غیر متغیر ہے -

لیکن ۲۶ - کی خبروں کے رجحان میں ایک محسوس تغیر شروع ہوا اور جرمن کے ہیبت ناک حملے نمایاں ہوے - چنانچہ ایک پریس کمیونک شائع ہوا کہ " مشرق میں دشمن کا نہایت ہیبتناک حملہ جاری ہے - بعض مقامات پر کبھی ہم پیچھے ہٹے کبھی دشمن "

اس مساویانہ اقدام و ادبار کے بعد جرمنوں کی شکست کی بھی چند خبریں شائع ہوئیں، لیکن کامیابی کے اظہار میں اسقدر غیر معمولی اور شک آمیز احتیاط سے کام لیا گیا تھا کہ کسی قطعی نتیجہ تک پہنچنا محال تھا - مثلاً " دشمن کے جوابی حملوں کے پسپا کرنے سے ہمیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہم فتحمند ہوے "

اسکے بعد متحدہ افواج کے " پرونی " پر قابض ہونے اور شمال مغرب کی طرف " کسی قدر " بڑھجانے کی خبر آئی -

لیکن ۲۷ - کو تغیر حالت کا ایک قدم اور آگے بڑھا اور سرکاری طور پر مشتہر ہوا کہ " جرمن میمنہ کو لورین اور قلب سے مزید کمک پہنچ گئی ہے "

ایک دوسرا پریس کمیونک ہم تک پہنچا جس نے دریاے میوز کے بلند مقامات پر جنگ کی خبر دی - نیز یہ کہ " شمال مغرب میں دشمن کی تعداد ہم سے بہت زیادہ تھی - ایک خوفناک اور خونریز جنگ ہوئی - کمک پہنچ جانے سے دشمن نے نہایت طاقتور حملہ آورانہ اقدام کیا، اور ہم اپنی جگہ سے کسیقدر پیچھے ہٹا دیے گئے "

۲۸ - کو اس تدریجی تغیر حالت کا تیسرا قدم ہمارے سامنے آیا، اور فرانسیسی کمیونک میں نقل کیا گیا کہ " دشمن نے دریاے میوز کو عبور کرلیا ہے تاہم ہمارے حملوں نے بھی بہتوں کو مراجعت پر مجبور کیا، نیز چودھویں جرمن دستہ کو شکست ہوئی ہے "

غرضکہ تمام خبروں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جرمن فوج برابر حملے کر رہی ہے - نہ کہ مراجعانہ مدافعت - نئی کمک اسے پہنچ گئی ہے، اور غالباً وہ اب کوئی اسطرح کا قوی اقدام کرے جس سے اسکا موجودہ مقصد جنگ بالکل واضح ہو جاے - فانی اللہ قریباً ان تجدوہ بعیدا -

(بحري نقصان عظيم)

اس هفته ایک هی حادثه کے اندر یکسر تین انگریزي کروزروں کے تباه هوے کي بھي خبر دي گئی ہے جو برطانوي بیڑه کهلیے ہی الحقیقت ایک نقصان عظیم ہے -

یه تباه شده جهاز کریسي ' ابوکر' اور هوگ تھے جن میں سے هر ایک ۱۲ هزار ٹن وزنی تھا - بحیرہ شمالي میں پانچ جرمن تحت البحر کشتیوں نے تارپیڈو لگاکر انهیں تباه کیا - بیان کیا جاتا ہے که ایک هفته قبل اس مقام کی دیکھه بھال کي جاچکي تھي - یه ایڈمرل پر حمله هوا تھا - اسنے آدمیوں کو بچاے کیلیے کریسي اور هوگ نے کوشش کی - اس کوشش میں دشمن کو مزید مهلت ملی اور وہ بھي تباه هوگئے -

اس حادثه کا سب سے زیاده هولناک پهلو یه ہے که جهازوں کے ساتھه به یک دفعه دو هزار انسانوں کا بھي نقصان هوا جو برطانی بیڑه کهلیے بہت هی افسوسناک ہے -

جو لوگ بچکر آے هیں وہ امید کرتے هیں که سرجان جلیکو اب جرمنوں کو تادیب کرینگے اور پھر ایسي بحري ٹریجڈي واقع نهوگي !

بحـــر هنـــد

جنگی حوادث کے سلسلے میں هندوستان کے ساحلوں کا بھی زیر معمولی آجانا ایک ایسا تعجب انگیز واقعه ہے جسکي بالکل امید نه تھی - یه بالٹک اور بحر شمال نهیں ہے جهاں بحري کارزار گرم ہے - یه خلیج بنگال اور بحر هند ہے ' جسکے کنارے صرف دشمن کی ناکامیابیوں کے سننے هي کیلیے تھے ' نه که انکو دیکھنے کیلیے ! لیکن افسوس که " ایمڈن " کے حوادث نے ایک نئے باب کا اضافه کردیا ہے اور یکے بعد دیگرے اسکا بیباکانه تاخت و تاراج جاري ہے -

وہ پچھلے هفتے مدراس پر گوله باری کرکے پانڈي چري گیا ' مگر بغیر کسی خاطر خواه کے آگے بڑھگیا - اب کولمبو سے خبر آئی ہے که ایمڈن نے بحر هند کے مغربي سواحل کی طرف چار انگریزی جهاز اور ڈبو دیے هیں جن میں صیغۂ بحریه کا رسّال بردار جهاز (یوئلے کا جهاز) بھي شامل ہے !

عشق ارزاں بسیار کردست و کند !

ایمڈن نے خلیج بنگال میں پہلے پانچ جهاز غرق کیے - پھر ایک جهاز کے ڈوبنے کی رنگون سے خبر ملی - اب چار جهاز اور غرق هوے هیں - کل نو جهاز ابتک وہ غرق کر چکا ہے - مدراس کی گولہ باری اور خلیج بنگال کي تجارتي نقل و حرکت کے نقصانات جان و مال اسکے علاوہ هیں - بنگال چمبر اف کامرس نے صرف خلیج بنگال کے جهازي نقصانات کا اندازہ ۷۹۶۶۰۰ پونڈ کیا ہے ' اور ظاهر کرتي ہے که ایک نهایت بیدرد تجارتی نقل و حرکت مسدود هوگئی ہے -

سب سے زیادہ موثر اور قابل غور اسکی وہ ضرور عمل ہے جس سے زیادہ شریف اور سبک دل دشمن جهاز اپنے حدود مملکت کے اندر نهیں کر سکتا - خلیج بنگال میں اسنے سات جهاز برطرف اسلیے چهوڑ دیا که انپر عرب اور لچھے لدے تھے - پھر انمیں غرق کرنے سے تمام آدمیوں کو سوار کرانے محفاظت کلکته پهنچنے - بمطابق رواج ملکوں میں " ڈبونے " کے ذریعه تباه شده جهازوں کے آدمی پهنچا دیے گئے - اس نئے حادثه میں بھی بمقتضاے طرز عمل ایسا هی رها اور اسنے اسی احسان کو نقصان نهیں پهنچایا - ایف اسٹیمر گریفوڈل نامی کو گرفتار کرکے اسیر جهازوں کے آدمی سوار کرادیے اور اسکو کولمبو بهیج دیا -

هر حادثه کی عیسی روئداد سنانے لیاے وہ ایک گروہ کو خود هی اندرون بحر سے روانه کردیتا کرتا ہے !

بهرحال ایمڈن خواه کتنا هی شریف دشمن هو ' لیکن هم اس خطرناک شریف کی اخلاقی نمایش سے عاجز آگئے هیں اور امید کرتے هیں که گورنمنٹ آف انڈیا نے جن تین جهازوں کی حرکت کا اعلان کیا ہے وہ عنقریب اپنے وجود کو نمایاں کرینگے :

هم از غالب حریفی های حسن ست
که بک عالم حریف کودے نیست !

برطانی افواج کے متعلق ایک عجیب خبر

(اسکی تغلیط ' اور لندن ٹائمز اور گورنمنٹ کا سرگرم مجاهدہ)

ولایت کی ڈاک میں ایک عجیب مجاهدے کی قصه سرگذشت آئی ہے ' جو آج صبح کو کلکته پهنچي -

اس سے معلوم هوتا ہے که ۳۱ - اگست کو لندن ٹائمز کے نامه نگار جنگ کا ایک مراسله پایا جسکا خلاصه یه تھا که " فرانس میں انگریزي فوج عملاً نابود هوگئي ہے " اسکی ابتدا میں لکھا تھا که " یه ایک عمناک داستان ہے جو میں لکھه رها هوں - کاش کسی ایسا کرتا که مجھے نه لکھنا پڑتا ' لیکن افسوس که اب چھپانے کا وقت نهیں رها "

اسکے بعد اس نے انگریزی فوج کی ' آوارہ گرد ' شکسته اور ٹوٹي پھوٹي حالت کا ذکر کیا تھا ' اور لکھا تھا که " ان لشکروں میں سے بعض کے افسر تو تقریباً سب کے سب کام آگئے "

نیز لکھا تھا که " جرمنی کی پہلی کوشش کامیاب هوئی انگریزی مهم کا خوفناک نقصان هوا " وغیرہ وغیرہ -

ٹائمز نے یه مراسله مسٹر ولیم اسمتھه افسر احتساب اخبارات پاس بھیجدیا - انهوں نے اسمیں جا بجا تبدیلی اور اضافه کرکے واپس کیا اور اپنے خط میں لکھا : " افسوس ہے که هم نے آپکو بعینه چھاپنے کی اجازت نه دي ' مگر همارے لیے یه امر قابل لحاظ تھا که موجوده حالت پبلک میں لائے جانے کے قابل نهیں ہے - هم نے اپنے اختیار سے بہت کم اسمیں تبدیلی کی ہے ' کیونکه همارے خیال میں سچائي سے بالکل منهه موڑ لینا بھی مناسب نهیں "

ٹائمز نے ترمیم شده مراسله چھاپدیا ' لیکن اسکی اشاعت سے تمام لندن اور اسکے مضافات میں ایک اضطراب عام پیدا گیا اور صدها آدمی پریشان هوکر حالات تفتیش کرنے لگے -

لیکن لارڈ کچنر نے معاً اس مراسله کی بالقاعده تردید کي اور اسکے تمام بیانات کو بالکل وضعي بتلایا ' اور کہا که یه ایک افسوس ناک غلط بیانی کا جرم ہے -

اسکے بعد هاوس آف کامنس میں یه مسئله چھڑا اور مسٹر ایسکوئیتھه نے افسوس کیا که " انگلاری پریس کی بلند پایه حب الوطنی کے سلسلے میں ٹائمز کی یه حرکت ایک افسوسناک امر ہے "

پھر دوباره ایک نهایت طول و طویل اور سرگرم مجاهدہ شروع هوا - مسٹر اسمتھه کو الزام دیا گیا که انهوں نے کیوں اس مراسلے کی اشاعت کی اجازت دیدی ؟ مسٹر اسمتھه نے جواب میں کہا که اسکی اشاعت کی میں پوری ذمه داری لیتا هوں - نهایت گورنمنٹ ذمه دار نامه نگاروں کو اتنے معاهدہ میں جانے دے -

لیکن ساتھه هی انهوں نے ٹائمز کو اپنے مراسله نگار کی صداقت پر قائم رها - اسنے لکھا که " وہ ایک قابل اور تجربه کار نامه نگار کا مراسله ہے ' اور اسکی نسبت کسی طرح حرف نهیں رکھا جاسکتا که وہ افواهوں کے فریب میں آجائیگا "

بهرحال نظارت حربیه نے اس مراسله کی تکذیب کی ' اور جنرل فرنچ کی رپورٹ بھی اسکے ساتھه آگئی ہے -

افسوس که اس دفعه " بالکل گدبڑ " نهیں ہے اور یه داستان بہت طویل ہے - لیکن آیندہ نمبر میں هم بعینه کسی حذف و اضافه کے سرگذشت کا مکمل ترجمه درج کردینگے -

افکار و حوادث

سر دلبراں!!

ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ نہ دیکھہ ! اس نے آنکھیں بند کرلیں - پھر کہا نہ سن! اُس نے کانوں میں انگلیاں ڈال لیں - پھر کہا نہ سونگھہ ! اس نے ناک کے دونوں نتھنے بند کردیے - آخر میں کہا نہ سمجھہ !

غلام نے کہ یہ ممکن نہیں - آنکھوں کو بند کر سکتا ہوں - کانوں میں انگلیاں ڈال سکتا ہوں - لیکن دماغ کو کیسے بند کروں ؟

سچ یہ ہے کہ جرمنی کچھہ بھی نہیں کر سکتی - یہ دوسری بات ہے کہ اس کا ایک چھوٹا سا جنگی جہاز اتفاقاً ہندوستان تک آ گیا اور چند جہاز غرق کرکے ہندوستان کی تجارت کو یا دو گولے پھینک کر پبلک کے اطمینان اور مسئلۂ تحفظ ہند کو کچھہ عرصے کے لیے متزلزل کردیا - اگر آپ کہیں کہ یہی کیا کم نقصان ہے تو ہم بلا تامل کہہ سکتے ہیں کہ جنگ تو نقصان ہی کا نام ہے - اس سے کیا ہوتا ہے !

جنگ پر پورے آٹھہ ہفتے گذر گئے - اس دو ماہ کی مدت میں جرمنی نے لیا بھی اور دیا بھی - اس نے زمین لی یا مٹی اور اینٹ کی دیواریں جو بہرحال فانی ہیں' لیکن اس کے حربوں نے اخلاق و محاسن ' صبر و تحمل' اور مصالح و دانشمندی کی سو زمینوں پر قبضہ کیا جنکے لیے کبھی فنا نہیں -

جرمنی اپنی سرحد سے نکلکر برابر بڑھتی رہی اور متحدہ افواج نامور کے عقب سے لیکر پیرس تک برابر ہٹتے ہی آئے - تا آنکہ ۷ - ستمبر کو نیا تغیر شروع ہوا - اس بڑھنے اور ہٹنے کی ہر منزل پر مقابلے ہوے' اور بڑے بڑے ہولناک معرکوں کے بعد بڑھنے والوں نے سامنے کا اور ہٹنے والوں نے مصلحتاً عقب کا راستہ لیا - یہ سب سچ ہے' اور اس سے بھی ہمیں انکار نہیں نہ ظاہر بیں نظریں ہمیشہ بڑھنے کو طاقت اور ہٹنے کو ذلت سمجھتی ہیں - لیکن ساتھہ ہی اسکو بھی تو دیکھنا چاہیے کہ یہ تمام حوادث کس عالم میں گذرتے رہے ؟

حالت یہ تھی کہ متحدہ افواج کمال حزم و احتیاط ' و دقائق جنگ' و رموز فن و تجارب کو ملحوظ رکھکے اپنا خط دفاع بناتیں اور دلیرانہ دشمن کے بڑھنے کا انتظار کرتیں - کچھہ عرصے کے بعد جرمن افواج پہنچتیں اور معرکۂ ہجوم و دفاع گرم ہوتا - پھر ناعاقبت اندیش جرمن تو صرف بڑھنے اور اپنی راہ نکالنے کی حماقت ہی میں رہتے' مگر متحدہ افواج پیچھے ہٹنے کے پر اسرار مصالح کو عقلمندانہ پالیتیں' اور دشمنوں کو انکی بیہودہ حماقت میں مشغول چھوڑ کے دانشمندوں کی طرح تعاقب کا رخ کرتیں - اسکے بعد سر مصلحت سے بیخبر دشمن اس جگہہ پر قابض ہو جاتا اور بے وقوفوں کی طرح خوش ہوتا ' مگر یہ بھول جاتا کہ اس نے اِس دس بیس میل زمین پر قبضہ اُس وقت پایا ہے جب متحدہ افواج شاندار طریقے سے پیچھے ہٹکر' اور سرد طبعی' عاقبت بینی' مصلحت فرمائی' اور حفظ جان و مال کے عظیم الشان اخلاقی کارنامے انجام دیکر فوجی مناقب کی کتنی ہی اقلیموں پر قبضہ کر چکی ہیں؟

اس تمام عرصے میں جرمنی نے ایک میل زمین بھی ایسی حاصل نہیں کی ہے جسپر اوکے قابض ہونے سے پہلے [illegible] سر زمین

فضائل و محاسن پر ہٹنے والے قابض نہ ہو چکے ہوں - پس جرمنی کی پیش قدمیوں سے ہیبت زدہ ہو جانے والوں کو سوچنا چاہیے کہ فتح پہلے کس نے پائی اور قبضہ پہلے کس کا ہوا ؟

مانا کہ اب اتنے دنوں کے بعد جرمنی نے بھی اس بھید کو سمجھا کہ فتح عقلمندوں کی طرح پیچھے ہٹنے میں ہے نہ کہ بے وقوفوں کی طرح آگے بڑھنے میں ' اور اس نے بھی پیرس کے سامنے پہنچکر اسکی تقلید کرنی چاہی ' مگر:

نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند !

دیکھا دیکھی تقلید کرنا بھی ہر شخص کا کام نہیں ہے - پھلا اس بیہودہ رجعت میں متحدہ افواج کے تفہقر کا وہ جاہ و جلال کہاں ؟ کہاں وہ عدیم النظیر سرد طبعی (coolness) اور کہاں ان شعلہ مزاجوں کی آتش مزاجی ؟

به بیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ؟

وہ شاندار طریقہ سے ہٹنا ' وہ باوجود ارضی تفہقر کے اخلاقی فتحمندی کی نمایش کرنا ' وہ " بغیر کسی معقول نقصان " کے اپنے خطوط دفاع دشمن کے حوالے کرنا ' وہ باوجود جنگی داؤں اور غضب و انتقام کے استیلا کے عفو و درگذر کے سررشتۂ ملکوتیت کو ہاتھوں سے نہ دینا ' اور بالآخر خونریزی سے دست کش ہوکر نکل چلنا !! پھر جرمنی کس کس بات کی تقلید کریگی اور کس کس وصف کو سامنے لائیگی ؟ محض چند میل پیچھے ہٹ جانیکی مصنوعی عقلمندی سے جرمنی فرانس نہیں بن جا سکتی -

یہ تقلید نہیں ہے - منہ چڑانا ہے - متحدہ افواج نے نامور کے عقب سے لیکر پیرس تک پانچ چھہ مرتبہ اپنے ان کمالات مخصوصہ کی نمایش کی - پھر اگر جرمنی کو بھی انکے مقابلے کا دعوا ہے تو زیادہ نہیں ' اسعدامت کے ساتھہ ایک ہی مرتبہ یہ ادائے کمال دنیا کو دکھلادے ؟ سو دو سو میل تو بہت ہوتے ہیں ' اسکے لیے بڑی ہمت اور بڑا دل گردہ چاہیے - اقلاً بیس پچیس میل تک تو اسی طرح ہٹے اور مصلحت و اخلاق کا ثبوت دے ؟

لیکن بالآخر دنیا نے دیکھہ لیا کہ چلے ہی قدم پر تہوار کھالی :

طفل ناداں را اول سبق ست !

جرمنی اس مغرور غرور کے ساتھہ متحدہ افواج کی ریس کرنے چلی تھی' اور پیرس کے سامنے پہنچکر دکھلانا چاہا تھا کہ مجھے بھی " پیچھے ہٹنا " آتا ہے - لیکن اس فخر و ادعا کا نتیجہ کیا نکلا ؟ اس نے اپنے کتنے مقامات چھوڑے ؟ کتنے میل پیچھے ہٹی ؟ کتنے قلعوں ' کتنی آبادیوں ' کتنے شہروں کو خالی کیا ؟ واقعات کو کوئی جھٹلا نہیں سکتا اور کل کو تاریخ لکھی جائیگی - دنیا دیکھہ رہی ہے کہ وہ کچھہ بھی نہ کرسکی - اس سے ایک بڑا مستحکم مقام بھی عقلمندانہ چھوڑا نہ گیا - صرف اپنے آخری خط ہجوم کو چھوڑ کر نان ڈیرل اور کولومیرس سے سراسیمہ چلی آئی' اور دریاے اسنی کے کنارے آسی یا عاقبت اندیشی کے ساتھہ جم گئی جس نے اسے پیرس تک پہنچادیا تھا - پھر کیا صرف اتنی ہی قابلیت تفہقر و مراجعت پر وہ متحدہ افواج کا مقابلہ کرنے چلی تھی ؟

اسے یاد رکھنا چاہیے تھا کہ یہ میدان جنگ ہے - ان کھلونوں کا بازار نہیں ہے جو جرمنی سے بنکر ہندوستان آتے ہیں اور جو اب گورنمنٹ ہند کی صنعت پروری سے خود یہیں بنا کرینگے - وہ ایک ایسی جماعت کی "مصلحت فرمائی" کی نقالی کرنے چلی تھی' جس نے فنون جنگ اور اسرار مصالحت کے سامنے پورے خطۂ بالجزم کی کوئی حقیقت نہ سمجھی - اسے بھولنا نہ تھا کہ میرے سامنے ان لوگوں کی تقلید

کرنے کی عظیم الشان آزمایش ہے جنھوں نے لیژ کے ۱۲ قلعوں کی پروا نہ کی ' برسلز چھوڑ دیا ' نامور کے ۹ قلعوں کو رقعت نہ دی ' مزاس سے پیچھے ہٹ آئے ' کیمبرے بھی انکے لیے دامنگیر مصلحت نہوسکا ' دریاے سوام کی لہروں کی فضا بھی انہیں نہ ٹھہرا سکی ' لافیرے کا ساحل بھی ایک طلوع و غروب سے زیادہ انہیں نہ روک سکا ' کمپیگن اور ریم اور رتن کا استحکام بھی انکے استقلال مصلحت پر غالب نہ آیا ' بالاخر پیرس سے بھی فرنچ اور کولو میوس اور ریٹری سے بھی آگے انھوں نے قیام کیا ' اور اس طرح اپنی جنگی قابلیت اور مصلحت بینی کی ایک بے نظیر یادگار اوراق تاریخ پر ثبت کردی !

مصالم مراجعت کے ایک ایسے عظیم الشان ' متواتر ' غیر منقطع ' حالم و ثابت ' اور مستمر الحرکۃ سلسلۂ کمالی کا مقابلہ (جسکی نظیر فوجوں کی تاریخ مراجعت میں شاید ہی ملسکے) صرف انہی لوگوں کو زیب دیسکتا ہے جو اقلاً اس زنجیر تقہقہر کی بے شمار کڑیوں میں سے ایک دو کڑیاں تو خود بھی ڈھال سکیں ؟ یہ کیا کہ ایکہی منزل پیچھے ہٹ کر قدم ہمت نے جواب دیدیا اور پھر وہی آگے بڑھنے کا سرداء آنکھیں مسلط ہو گیا !

افضل یہ ہے کہ بڑی بڑی ترپوں سے کام لینا اور فوجوں کے جائل کو پھیلا دینا دوسری چیز ہے ' اور عقل و مصالح سے کام لینا اور پھیلے ہوئے سر رشتہ ہاے امید کو یکایک سمیٹ لینا دوسرا مقام ہے - جرمنی قلعوں کو مسخر کرنا جانتی ہے ' لیکن جوش وہیجان کی تسخیر کا راز اسے معلوم نہیں - صبر و تحمل کے یہ معنی ہیں کہ جب مصاحت دیکھی تو بڑے سے بڑے اور مستحکم سے مستحکم مقام کو منٹوں اور لمحوں میں چھوڑ دیا - ایسے لوگوں کی تقلید وہ قوم کیا کر سکے گی جسکی بے صبری کا یہ حال تھا کہ ابھی ایک مقام پر اچھی طرح دم بھی نہیں لیا کہ دوسرے کا رخ کیا ؟

مرد ایں رہ را نشانے دیگر ست !

حادثۂ کلکتہ

(جہاز کرما کاٹر - اساحۂ ناریہ کا شدید و مہلک استعمال)

کلکتہ سے بیس میل کے فاصلہ پر ایک ساحلی مقام " بج بج " ہے جہاں بعض اسٹیمر لگاے جاتے ہیں - مشہور جہاز کرما کاٹر کے سکھ مسافر (جو کنیڈا گئے تھے) ایک اسٹیمر میں سوار ہوکے ۲۹ کو یہاں لاے گئے - لیکن جب ان سے کہا گیا کہ وہ اسٹیمر ان ٹرین میں سوار ہوکے سیدھے پنجاب روانہ ہو جائیں تو انہوں نے انکار کیا ' اور کلکتہ کی طرف پیدل روانہ ہو گئے -

چند میل بڑھے تھے کہ مسلح پولیس نے انہیں روکا اور وہ بج بج واپس آگئے - لیکن اسٹیشن کے اندر یکایک بڑی زبردستی پیدا ہوگئی ' اور پستول اور تلواروں سے انہوں نے پولیس پر حملہ کردیا - فوج ریلوے سڑک کے جنگلے کے حائل ہونیکی وجہ سے پیچھے تھی -

سرجن میجر ایسٹ وڈ کی پیٹھ میں گولی لگی - سپرنٹنڈنٹ ہالیڈے کمشنر پولیس کلکتہ کا پاؤں زخمی ہوا - مسٹر بنارجی کے بازو اور پاؤں دونوں زخمی ہوگئے - مسٹر ہمفرز کا زخم شدید بیان کیا جاتا ہے - اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ ریلوے کے بھی نہایت مہلک زخم لگے - کئی پولیس سرجنوں کے سر بری طرح زخمی ہوچکے ہیں -

مجبوراً فوج نے فائر کیا ' مگر اسپر بھی وہ باز نہ آے اور کئی بار یورش کی - بالاخر ۱۹ - آدمی انکے ہلاک ہوگئے اور درجنوں مقتول - گرفتاری جاری ہے - اس وقت تک ۳۲ گرفتار ہوچکے ہیں - باقی اطراف میں پھیلے ہوے ہیں - گورنمنٹ بنگال سخت متاسف ہے کہ

تاریخ ہند میں اولین بحری حملہ کا اقدام

عجیب و غریب ایمتان !!

ہے ایک خلق کا خوں اشک خونفشاں پہ میرے
سکھائی طرز اسے دامن اٹھا کے آنے کی ؟

— * —

فرانس کا مشہور انقلابی فیلسوف "روسو" کہتا ہے :

" انسانی اخلاق کی پیمایش کا اصلی پیمانہ جنگ کے ہنگامہ میں ہے اور اسی کی پیمائش ٹھیک بھی ہوتی ہے "

یہ بالکل سچ ہے - کیونکہ جنگ کے زمانے میں ہمارے سامنے دوست نہیں ہوتے جنکے لیے ہمارے ملکوتی خصائل میں حرکت ہوتی ہے اور ہم فرشتوں اور قدوسیوں کی طرح نیک اور مہربان بن جاتے ہیں - بلکہ دشمن ہوتے ہیں جنکے تصور میں غیظ و غضب اور ہیجان و انتقام کے سوا کچھ نہیں ہوتا ' اور غصہ کا شیطان ہمارے تمام ملکوتی امیال و عواطف کو یکسر قتل کر ڈالتا ہے - اس وقت دنیا کے سامنے ہم بے پردہ آجاتے ہیں اور وہ ٹھیک ٹھیک جانچ سکتی ہے کہ ہمارے چہرۂ اخلاق کے اصلی خال و خط کیا ہیں ؟

انسانیت کا اصلی مقام یہی ہے - دوستوں کے ساتھ جنگل کے درندے بھی انصاف کرسکتے ہیں ' لیکن دشمنوں کے ساتھ صرف انسانیت ہی عدل کرتی ہے - اگر ہمارا انصاف صرف اپنے دوستوں کے لیے ہے تو ہم اس کتے سے کچھ بھی افضل نہیں ہیں ' جو روٹی کا ٹکڑا پھینکنے والے انسان کے قدموں پر لوٹتا مگر بلی پر ہمیشہ حملہ کرتا ہے - اسی لیے مسیح نے کہا : " اگر تم اپنے پیار کرنے والوں سے پیار کرتے ہو تو تمہارے لیے کیا اجر"

اگرچہ بد قسمتی سے دنیا کا حال ہمیشہ اس تعلیم سے مختلف رہا ہے اور تاریخ اور مشاہدہ بتلاتا ہے کہ انسان نے اخلاق کی تمام حیثیتوں کو ہمیشہ دوسروں ہی کے لیے تسلیم کیا ہے نہ کہ سب کے لیے - تاہم دنیا میں ہمیشہ ایسے راستباز انسان بھی رہے ہیں جنھوں نے تلواروں کے نیچے اپنے اخلاق و عدالۃ کا ثبوت دیا ہے ' اور اپنے قاتلوں اور حریفوں کی خوبیوں کا دوستوں سے بڑھکر خیر مقدم کیا ہے -

کئی واقعات تاریخ کے محفوظ رکھے ہیں جن میں ایک شجاع انسان نے اپنے دشمن کی شجاعت کی داد دی اور اسکی گری ہوئی تلوار خود اٹھا کر اسکے کمر میں باندھدی - عرب جاہلیۃ [illegible] سے بڑھکر اور کوئی کمینہ اور سفیہ نہیں سمجھا جاتا [illegible] دشمن کی شجاعت اور مردانگی کے داد دینے میں

سخت دشمنوں کے ساتھہ جیسا انصاف کیا ہے ' اگر صرف ایک عہد ھي کے واقعات جمع کیے جائیں تو مستقل مقالات مرتب ھو جائیں - ھندوستان میں راجپوتوں کي تاریخی شجاعت و مردانگي کے ساتھہ انکا یہ اخلاقي وصف بھي ھر عہد میں اسدرجہ نمایاں رھا ہے کہ آج سر زمین ھند کے ایک ایک ذرے کو انپر ناز ہے - قرون وسطی میں فرانس اور جرمني وغیرہ کے نائٹس اپنے حریفوں کي شجاعت کي داد اس جوش و اعتراف کے ساتھہ دیتے تھے کہ انکا عزیز سے عزیز تر رفیق بھي اس سے زیادہ نہیں کرسکتا تھا !

یہ دنیا کے اُس عہد کے واقعات ھیں جسکا شمار تاریخ نے گذري ھوے وحشت و تاریکی میں کیا ہے اور جبکہ علم و تمدن کي اس روشني سے انسان محروم تھا جسکا پورا آفتاب آج ھر متمدن انسان کے دماغ میں درخشاں ہے - لیکن اب کہ دنیا آگے بڑھگئي ہے' اور جبکہ علم و تمدن نے انسان کو اسکے انتہائی مراتب کمال تک پہنچا دیا ہے تو اسکا کیا حال ہے ؟

ھم سردست اسکا جواب نہیں دینگے - کیونکہ عالمگیر جنگ نے اس امتحانگاہ کا میدان ھر حصہ عالم میں گرم کردیا ہے' اور دنیا کي تمام بڑي اور متمدن سے متمدن قومیں جنگ کے بھڑکے ھوے شعلوں کي روشني میں اپنے اپنے چہرۂ اخلاق و خصائل کو نمایاں کر رھي ھیں' پس کلیات کے استخراج کیلیے ھمیں انتظار کرنا چاھیے تاکہ جزئیات کا کافي ذخیرہ جمع ھو جاے - تاھم ھم خود کوشش کرینگے کہ اس اخلاقي حقیقت کو نہ بھولیں' اور اسے سامنے رکھکر اپنے سب سے زیادہ قریبي دشمن کے ساتھہ انصاف کریں -

مثلاً جرمني فرانس میں لڑ رھا ہے - اسٹریا ایڈریا ٹک کے کنارے دشمن سے سرگرم پیکار ہے - روس گلیشیا کے اندر ایک ایک لاکھہ انسانوں کو مچھلیوں کي طرح ایک ھي مرتبہ جال میں مقید کر رھا ہے ' مگر یہ سب ھم سے اسقدر دور ھیں کہ ھم انہیں اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھہ سکتے' اور جو آنکھیں ھمیں دیکھنے کیلیے دي گئی ھیں افسوس کہ وہ روشن نہیں ھیں - البتہ حسن اتفاق سے دشمن کا ایک چہرہ خود بخود ھمارے سامنے آگیا ہے اور ھم سے اسقدر قریب ہے کہ ھم اپنے گھر کی چھت پر سے اسکے ایک ایک خال و خط کو دیکھہ سکتے ھیں - یہ عجیب و غریب " ایمڈن " ہے جو ناگہاں ھندوستان کے سمندروں میں پہنچا اور ساحل کے بڑے بڑے شہروں کے سامنے نمودار ھوا - اب ھمکو "تیس ھزار میل کے فاصلے سے دیکھنے کی چنداں احتیاج نہ رھی ' کیونکہ جسکو دیکھنا چاھتے تھے' وہ تمام درمیانی مسافت طے کرکے خود ھی ھمارے پاس آگیا ہے - پس اب ھم دیکھینگے ' اور خواہ وہ کوئی ھو اور کچھہ ھی کر رھا ھو ' لیکن اسکے ساتھہ انصاف کرینگے -

تاریخ ھمیں یاد رکھیگی اور اس سے بڑھکر اور کوئی ناکامی ھمارے لیے نہیں ھوسکتی کہ ھمیں شریف منصف کی جگہ متعصب' تنگ دل' اور سفیہ انصاف کش کے لقب سے یاد کیا جاے -

ھاں ' یہ سچ ہے کہ ایمڈن ھماري جانب دوستوں کی طرح نہیں بلکہ دشمنی کیلیے آیا - اس نے جہاز ڈبو دیے ' گولہ باری کی ' جان اور مال دونوں کا نقصان پہنچایا - تاھم اخلاقی حقائق دوستی و دشمنی کی سطح سے بلند تر ھیں' اور سچائی اور انصاف صرف دوستوں ھی کا حق نہیں ہے - اس نے دشمنی کرتے ھوے بھی اپني شرافت کي بہت سی یادگاریں ھمارے لیے چھوڑی ھیں اور جنگ کے عمومیت کے استیلا سے ھمیں بالکل پاگل نہ ھو جانا چاھیے - اس نے سمندر کي موجوں کے اندر ھماري جانوں کو باوجود قدرت کے ھلاک نہیں کیا - ھم کم سے کم اتنا تو کریں کہ کاغذ کے صفحوں پر اسکے حق اخلاقي کو ھلاک نہ کریں اور جسطرح اس نے اپنے تئیں یاد رکھے جانے کیلیے چھوڑ دیا ھے ھمکو بھی اپنے انصاف کو یادگار چھوڑیں !

(اولین بحري حملہ)

سب سے پہلے تو ھمارا اخلاقی فرض ہے کہ نہایت کشادہ دلي کے ساتھہ اس شخص کی جانفروشی اور شجاعت کا اعتراف کریں جس نے اس مہلک دلیري کے ساتھہ اپنے تئیں ھندوستان کے سمندروں میں ڈالدیا ہے' حالانکہ ایسا کرنی گوشہ اسکا دوست نہیں ہے - وہ ایک وسیع مملکت ہے جسکے تمام ساحلی شہر باقاعدہ آبادی رکھتے ھیں' اور اسکي حکومت کا رعب و داب کوئي چھپا ھوا راز نہیں ہے - ایک ایسے ملک میں تن تنہا اپنی چند توپوں اور گولوں کو لیکر داخل ھوجانا اور چھپنے کی جگہ ھر موقعہ پر قاھرانہ نمایش کرنا ' انساني دلیری اور اولوالعزمي کا ایک ایسا یادگار واقعہ ہے ' جو گو ھمارے دشمن ھي سے ھوا ھو مگر ھم ایسے انصاف کش نہیں ھو سکتے کہ اسکی عظمت سے انکار کردیں !

اسٹیٹسمین لکھتا ہے کہ انسانوں نے بھاے اور انکے ساتھہ بہتر سلوک کرنے میں ایمڈن نے جو شرارت برتي ہے' وہ ایسي ہے کہ اگر جنگ کا زمانہ نہوتا تو ھم اسکے لیے دعا کرسکتے تھے - لیکن ھم کہتے ھیں کہ ھندوستان پر دریا کي جانب سے اولین حریفانہ اقدام کیلیے تن تنہا بڑھکر جو یادگار اثر ایمڈن نے دنیا پر ڈالا ' وہ ایک ایسا واقعہ ہے کہ اگر جنگ کا عہد نہوتا تو ھم سب اسکي اولوالعزمي کي تعریف میں ترانہ سنجی کرتے !

ھندوستان کی جغرافیائی شکل اس طرح کی واقع ھوئی ہے کہ اسکے تینوں جانب سمندر ہے اور صرف ایک جانب یعنے جانب شمال پہاڑوں کے درے اور چند کوھستاني راستے ھیں جنھوں نے ھندوستان کو ایران ' وسط ایشیا ' تبت ' اور چین و کاشغر تک سے ملادیا ہے -

دنیا کا پچھلا دور بحري نہ تھا - فوجي قوتیں صرف زمین کي سطح تک محدود تھیں - اسلیے ھندوستان کے بحري ساحل حملہ آوروں کي طرف سے ھمیشہ محفوظ رہے ' اور سکندر اعظم کے بعد سے احمد شاہ ابدالي تک جسقدر حملے ھوے ' سب کے سب اسي شمالي دروازے سے ھوے - ڈچ اور فرانسیسی ' اور آخر میں انگریزي جہاز اگرچہ دریا کے راستے آے' لیکن وہ فوجي حملہ نہ تھا بلکہ تاجروں اور سیاحوں کا ورود تھا - اگرچہ بالاخر فوجي استیلا پر اسکا خاتمہ ھوا -

پس تاریخ ھند میں وہ چند گولے جو خلیج بنگال اور ساحل مدراس پر پھینکے گئے' اس لحاظ سے نہایتھی عجیب و غریب ھیں کہ انمیں بحري حملے کا ایک ایسا اقدام پایا جاتا ہے جو براعظم ھند میں کبھي بھي نہیں ھوا - مدراس کے ۲۵ گولوں نے " اولین بحري حملے " کي جگہ اپنے لیے تاریخ کے اوراق میں نکال لي ہے !

گذشتہ خبروں سے معلوم ھوتا ہے کہ ایمڈن جرمني کے مشرقي بیڑہ کا ورورر ہے اور چین میں تھا - گذشتہ ۹ - ستمبر کو اسکے قریبے کي بھي خبر دي گئي تھي - ایسي حالت میں ھمارے لیے کچھہ مشکل نہیں کہ اس عجیب و غریب بحري اقدام کا خط سفر متعین کرسکیں -

فرض کیجیے کہ وہ بحر پاسفک کے لق و دق صحراے آبي میں گم ھوگیا تھا ' اور اب وہ ھندوستان کی طرف قدم زن ھوا ہے - اس صورت میں وہ غالباً جزائر " فیلي پائن " سے ھوتے ھوے جنوبی بحر چین میں آیا ھوگا ' اور تو چین وغیرہ قریبی چیني ساحل کے محاذ سے گذر کر خلیج سیام کے دھانے پر پہنچا ھوگا - اب اسکے سامنے مشرقي ھند کے جزائر ھونگے جن میں تو شہر سینگاپور ہے - اور دھني جانب ڈچ مقبوضات جاوا وغیرہ ھونگے - وہ حسب ضرورت ان مقامات پر ٹھہرا ھوگا اور اگر کوئلہ وغیرہ کي ضرورت ھوئي ھوگي کسي بندرگاہ سے لیا ھوگا - پھر وہ آگے بڑھا ' اور سینگاپور سے اس بحري شاخ میں داخل ھوا جسکي ایک جانب پینانگ اور دوسري جانب سوماٹرا ہے - اور اس سے نکلتے ھي بحر ھند میں نمودار ھو گیا -

اب اسکے دهني جانب رنگون و برما' اور نقشهٔ هند کا وہ مشرقي حصه تها جو قینچي کی دو شاخوں کي طرح دونوں جانب چلا گیا هے اور درمیان کا خلا خلیج بنگال هے - اگر وہ بائیں جانب جاتا تو مدراس اور اس سے شمال نو کولمبو تها ' مگر وہ کلکته کي طرف بڑها اور معاً اپني توپوں کا دهانه کهولکر هر سامنے آجانے والے جهاز کو گرفتار کرتا شروع کردیا - حتی که دهانهٔ دریاے هوگلي کے سامنے پهنچ گیا ' جسکے معني ٹهیک کلکته میں آجانے کے هیں - کیونکه بحري پولیس ' خبررساني ' رهنمائی ' اور فوجي جهازوں کي قطاریں همیشه وهاں موجود رهتي هیں -

اسکے بعد وہ رنگون کي طرف روانه هوا مگر راه میں ارادہ بدلدیا اور بائیں جانب مدراس چلا گیا - وهاں گولہ باري کي اور پهر کولمبو کو بائیں چهوڑتے هوئے پانڈي چري کے سامنے نمودار هوا -

یه معلوم نهیں که اگر وہ پاسفک میں تها تو اس نے اس حصے میں اس کا حیات بعد الممات هوا ؟ اسلیے مقدار مسافت کا تعین مشکل هے - تاهم فلي پائن سے شمار کیا جاسکتا هے - مدلا سے پینانگ تک ۱۷۰۰ - میل هے - پینانگ سے پوري (جس کے جگناتهه مندر کے مهارے گرفتاران ایمدن نے دیکھے تهے) ٹهیک ۱۰۰۰ - میل هے - پس فیلي پائن سے وسط خلیج بنگال تک دو هزار سات سو میل کي بحري مسافت اس بحري حملے میں طے کی گئي - جزائر شرقیه سے اندرون بحر چین تک کی مسافت اس کے علاوہ هے -

اب غور کیجیے که ان واقعات سے کیا نتائج سامنے آے هیں ؟

(۱) چین میں جاپاني قوة بحري دنیا کي ایک بہت بڑي مسلمه قوت هے - کیا چوا کے بعد هی برٹش چائنا کے مقبوضات اور بندر هیلنگ کانگ هے - تاهم ایمدن محفوظ رها -

(۲) تاریخ هند میں بحري حملے نظائر ناپید هیں - مگر ایمدن نے سب سے پہلے اسکے بحري خطوط کی طرف حمله آوراته توجه کي حالانکه (حسب تصریحات رسمیه) وہ بن کیا هے - دوسرے درجه کا کروزر هے - محض ۱ + ۴ - کی توپیں رکھتا هے ' اور هندوستان کے استحکامات صد ساله کا علاقهٔ و طنطنه تمام عالم میں بلند هوچکا هے - تاهم اس کي دلیري کا هیجان مصالح پر غالب آیا !

(۳) جزائر فیلي پائن پر امریکن حکومت هے - کیا وہ اس کے ساحلوں پر نمودار هوا تها ؟

(۴) سینگاپور انگریزي حکومت میں هے - ظن غالب هے که وهاں ایمدن کی خبر ملگئی هوگی ' لیکن مسلح کروزر خواہ کتنا هی چوڑا هو ' هندوستاني ساحلوں میں هر جگهه لا علاج هے - اگرچه بحر شمال میں نهیں -

(۵) جاوا وغیرہ ڈچ حکومت کے ماتحت هیں - کیا یه ممکن نهیں که وہ جرمن جهازوں کے ساتهه تعاون اور تعاون کرتے هوں ؟ وهاں کے ساحلوں سے اُسے ضروري مطلوبات بهی ملتی هونگی

(۶) بحر چین سے داخلی هند صرف ڈهائي هزار میل کے فاصله پر هے جسے جنگی جهاز بآساني ایک هفته کے اندر طے کرسکتا هے - اور جاپان ایسے نیاچرا پر قابض نهوسکا

(۷) ایمدن کا اپنا حدوث انگیز حرارت و سیماے [illegible] بحري [illegible] بے پناهی و بے حکمري کے علاوہ هندوستان کے بحر [illegible] کے متعلق اتني صحیح ' اتني باریک ' اتني حیرت ناک معلومات رکھتا هے ؟ بے تاراني خبر رساني کے [illegible] سے نظر رکھی بحري خطوط کے ساحلوں سے هشیار [illegible] یہاں گیا اسلیے که وهاں خطرات تهے - مدراس گیا جہاں [illegible] وہ اپنے تمام کام ایسے لوگوں کی طرح انجام دیتا [illegible] کا تمام حال معلوم هے !

فلسفة الحـــرب

(اسباب و موثرات ' نتائج و عواقب ' علل و علائق)

(۱)

الهـــلال میں آج ایک نئے باب کا بعنوان " فلسفه " افتتاح کیا جاتا هے -

اس باب کي خصوصیت یه هوگی که اسکے تحت میں جسقدر مضامین شائع هونگے ' انهیں هر طرح کے مذهبی معتقدات و آرا سے الگ رکها جائیگا ' اور اونهیں کی جائیگی که محور فکر و نظر صرف فلسفهٔ و اجتماع هو -

ضمناً یه امر بهي پیش نظر رهیگا که اجتماعي و فلسفی مباحث کیلیے ایک نئے طور بیان و انشاء کا نمونه پیش کیا جاے - بہت سے لوگوں کا خیال هے که فلسفیانه مضامین رهی هوسکتے هیں ' جنکي عبارت نهایت روکهی پهیکی اور بے مزہ هو - اگر ایسا نهیں هے تو اُسے فلسفیانه استدلال و نظر سے بالکل خالی سمجهنا چاهیے - مگر همارے خیال میں یه قلمي پست همتی هم از کم ان لوگوں کے لیے تو جائز نهیں رکهی جاسکتی جنهیں خدا تعالی نے اپنے هر طرح کے افکار کو بهر لفظوں اور موثر فصاحت کیساتهه بیان کرنے کی قدرت دیدی هے : و ذالک فضل الله یؤتیه من یشاء - اور اُسپر بلاغت قرآنی کے درس و افاده سے فیضان بیان کا ایک ایسا دروازہ کهول دیا هے که دقیق سے دقیق خشک مطالب کو بهی وہ حسن و عشق کی دلچسپ داستان بنادیسکتے هیں

آں نیست که صحراے سخن جاده ندارد
دارون روش راے نظري را چه کند کس ؟

اج جنگ اور اسکے اطراف و نتائج پر ایک صحبت فلسفی و اجتماعی کا سلسله شروع کرتے هیں - اس هفته تمهید نظر سے آگے نهیں بڑهے - آئندہ اصل مطالب شروع هونگے -

انسان فطرۃً مادہ پرست هے ' اسلیے مادي چیزوں کو اپنا حقیقی سرمایه سمجهتا هے -

لیکن مادیات کا آب و رنگ اوسکو اور بهی مسحور بنا دیتا هے - زمین کے اندر سونا ' پہاڑ کے اندر لعل ' سمندر کے اندر موتی ' انسان کا قیمتی خزانه هیں ' لیکن سونا جب ڈهل کر سکه کی صورت اختیار کر لیتا هے ' لعل جب پہاڑ سے نکل کر تاج شاهي میں اپنی چمک دمک دکهاتا هے ' موتي جب کسی حسین گردن کے هار میں جگه پاکر اپنے اوج مقصد پر نثار هوتا هے ' تو وہ چهرۂ کائنات کا آب و رنگ اور عالم مادیات کا چشم و چراغ بنجاتا هے !

زمانهٔ جنگ میں دنیا سرگرم فعال نظر آتی هے ' انسانیت ماتم اجری میں مبتلا هو جاتي هے ' همدردي مرثیه خوانی کرنی پهرتی هے ' رحمدلی کا نوحه دلگداز دلوں کو پانی پانی کردیتا هے -

[illegible] سوال کیا جاتا هے که یه ناله و فغاں ' یه نوحه و ماتم ' یه [illegible] دلگداز اس متاع عزیز [illegible] زندگي پر هے ؟ تو یہی

هوے خون کا ایک سیلاب، تڑپتی هوئی لاشوں کا ایک ڈهیر، کٹے هوے سروں کا ایک تودہ، دکھا دیا جاتا هے جنکو حوادث زمانہ نے اسلیے ایک جگہ جمع کردیا هے کہ ٹھوکر لگانے کیلیے اسی قسم کا ناهموار نشیب و فراز موزوں هے!

لیکن چشم حقیقت اس پر حسرت نظارہ پر اشکبار نہیں هوسکتی- وہ جذبات سے بالکل خالی هے، اسلیے بڑی سنگدل اور بڑی هی بے رحم هے- وہ صرف جلد کے بیرونی چرکوں هی پر آنسو نہیں بہاتی بلکہ اندر کا ناسور دیکھنا چاهتی هے- یہ سچ هے کہ خون کا یہ سیلاب، لاشوں کا یہ ڈهیر، سروں کا یہ تودہ، نہایت بیدردی کے ساتھہ ٹھکرا دیا گیا هے، لیکن اصلی سوال یہ هے کہ انسان نے اس گراں قیمت خون، اس سڈول جسم، اور اس معزز سر کو کیوں هر شخص کے روندنے کیلیے هلاکت کی راہ میں ڈالدیا؟

یہ ایک قیمتی سوال هے، جسکا جواب دماغ میں نہیں، بلکہ انسان کی جیب میں هے-

زمین اپنے اندر سے سونا اوگلتی هے، پہاڑ لعل و الماس کا ذخیرہ باهر نکالتا هے، سمندر سطح آب پر موتیوں کی دکان لگادیتا هے، انسان اس قیمتی سرمایہ کو دیکھتا هے اور آگے بڑهکر اوسکو جیب میں بھرنا چاهتا هے، لیکن خارجی قوتیں مزاحمت کرتی هیں اور ان میں باهم کشمکش پیدا هوجاتی هے- اب انسان کا بیش قیمت خون خود جوش کهاکے بہنا چاهتا هے- جنگ چھڑ جاتی هے، اور سوے کی ایک خاک آلود سل پر لاکهوں لاشیں تڑپتی هوئی نظر آتی هیں- لعل کے ایک دانے پر خون کے هزاروں قطرے بہادیے جاتے هیں- ایک موتی کی آب پر هزاروں جسم کی رطوبت غریزی فنا کردی جاتی هے- پس انسان کا سرمایہ وہ بیش قیمت خون نہیں هے جسپر وہ ماتم کرتا هے- انسان کا سرمایہ وہ سڈول جسم نہیں هے جس کے زخموں پر وہ مرثیہ خوانی کرتا هے، انسان کا سرمایہ وہ مغرور سر نہیں هے، جسکے کٹنے پر وہ نوحہ سنج هے، بلکہ اوسکا حقیقی سرمایہ وہ تودۂ خاک هے جس میں سوے کے ذرے چمک رهے هیں- وہ لعل شب چراغ هے جو شمع طور کی طرح پہاڑوں کی بلند چوٹیوں پر روشن هوتا هے- موتیوں کی وہ آب هے جسکی نمایش سطح دریا پر کی جاتی هے!

جنگ کے بعد گراں قیمت خون کا ماتم، موزوں اندام جسم کا مرثیہ، اور مغرور سر کا نوحہ صرف ایک اساسۂ نظم و انجمن کی حیثیت اختیار کرلیتا هے جس سے کبھی کبھی انکاروں کی یاد تازہ کرلی جاتی هے- لیکن دولت کا جو سرمایہ جنگ کی نذر کردیا گیا هے، اوسکا داغ ایک مدت تک دلوں میں تازہ رهتا هے خون زمین پر گرتا هے اور بہہ جاتا هے، لاش کا ڈهیر لگتا هے اور زمین کے اندر دفن کردیا جاتا هے، سرکت کے کرتا هے اور مرش حاب کے برابر هوجاتا هے- لیکن عظیم الشان عمارتوں کے کھنڈر گرنے بھی قائم رهتے هیں- سر سبز کھیتیاں پامال هوکر بھی خرمن آتش زدہ کی شکل اختیار کرلیتی هیں، یعنی موں کے آنسو رک جاتے هیں لیکن بھوک نہیں رکتی- بیوہ عورتوں کی آهیں تھم جاتی هیں، لیکن قوت هاضمہ اپنے عمل مستمر سے باز نہیں آتی- پس جنگ کے بعد دنیا در حقیقت مال و دولت کے ماتم میں مصروف رهتی هے اور جن بیدردوں نے اسقدر لاشوں کو نہایت بے پروائی کے ساتھہ زمین کے غاروں میں دفن کردیا تھا، وہ مصارف جنگ کا نقشہ نہایت دیدہ ریزی سے مرتب کرکے دنیا کے سامنے پیش کرتے هیں کہ هر شخص انکے ماتم دلگداز میں حصہ لے!

لیکن انسان کا سرمایہ صرف اوسکی جیب هی تک محدود نہیں هے- اوسکا ایک بہترین حصہ دماغ میں بھی هے- اگر هم چند ٹوٹے هوے کھنڈروں پر، اگر هم چند پامال سدہ باغوں پر، اگر هم چند روے هوے سکوں پر، ماتم عام کررهے هیں تو جنگ [illegible] عظیم

انکو بہا لیگیا، تو همکو اسکے ساتھہ اپنے بطون و دماغ کو بھی ٹٹولنا چاهیے کہ میدان جنگ میں چمکنے والی تلوار کہیں مردوں کے سر کے ساتھہ زندہ انسانوں کے سرمایۂ هوش و حواس کو تو اڑا نہیں لیگئی؟

اگر بیدرد فوج نے هماری سر سبز کھیتیوں کے ساتھہ همارے خرمن عقل میں بھی آگ لگادی هے، تو همکو اپنے مال و دولت کے ماتم سے فارغ هوکر اپنے قواے عقلیہ کی اس بیدردانہ غارتگری پر بھی چند آنسو بہا لینے چاهئیں-

لیکن یہ عقلی غارتگری نہایت مخفی طور پر وقوع پذیر هوتی هے- خود تلواروں، نیزوں، کمانوں، اور توپوں کے گولوں سے زیادہ تلواروں کی چمک، نیزوں کی لچک، کمانوں کی چڑچڑاهٹ، بندوقوں کی باڑہ، توپوں کی گرج، اس عقلی میدان کو فتح کرتی هے-

اس عقلی جنگ میں جوهر بہت زیادہ کام نہیں کرتا، میدان صرف عرض کے هاتھہ میں رهتا هے-

زمانۂ جنگ میں مال و دولت کی بربادی کا منظر صرف دنیا کے ایک بد قسمت حصے میں نظر آتا هے لیکن یہ عقلی لوٹ مار عام هوجاتی هے- هر جگہہ سر هی سر هوتے هیں مگر سر میں کچھہ نہیں هوتا- مادی غارتگری کا صرف ایک هی اثر هوتا هے جو فقر و فاقہ کی صورت میں نظر آتا هے، لیکن اس عقلی غارتگری کے سیکڑوں نتائج هوتے هیں جو مختلف صورتوں میں نظر آتے هیں- ان میں سے بعض کی تفصیل حسب ذیل هے:

(۱) زمانہ جنگ میں هزاروں غلط افواهیں اڑائی جاتی هیں لیکن تمام دنیا اونپر یقین کرتی هے- واقعات کے نقد کا سب سے بدیہی اصول تناقض هے، لیکن زمانۂ جنگ میں سیکڑوں متناقض خبریں ایک هی ساتھہ شائع هوتی هیں جن پر اکثر لوگ یکساں ذوق و شوق کے ساتھہ یقین کرلیتے هیں، اور کم از کم ذوق و شوق کے ساتھہ تو هر انسان انھیں سنتا هے- ایڈن کے دو بنے اور اڑھلنے کا واقعہ ایک هی دلچسپی کے ساتھہ سنا گیا تھا- لیڈز کے عدم تسخیر و تسخیر کی حقیقت یکساں کشش کے ساتھہ سامنے آئی- جرمنی کا اقدام و ادبار، دونوں ایک هی وقت نمایاں هوے- زمانۂ جنگ میں وهم کی اختراعی قوت نہایت ترقی کرجاتی هے اور انسان کا دماغ همیشہ احتمال آفرینیوں میں مصروف رهتا هے- اسی وهم پرستی کی بنا پر روحیں اکثر جنگی غلطیاں کر بیٹھتی هیں- حال میں یہ خبر شائع هوئی هے کہ بحیرہ بالٹک میں ایک فریق نے خود اپنے هی جہازوں پر حملہ کردیا، کیونکہ وهم نے اوسکو غنیم کے جہازوں کی صورت میں دکھایا تھا- بعض اخبارات میں هوائی جہازوں کے متعلق چشم دید شہادتیں شائع هوئی هیں جو زمانۂ جنگ کی وهم پرستیوں کو متمثل کرتی هیں- کئی شخص شرعی قسم تک کھانے کیلیے طیار هیں کہ انھوں نے جرمنی کے هوائی جہاز دیکھے!

ایک معمولی شورش بھی یہی نتائج پیدا کردیتی هے- لوگ حادثہ مسجد کانپور کے زمانے میں دریا کے اندر سے کلمۂ شہادت کی آواز سنتے تھے، اور اسپر متعدد لوگوں کی شہادتوں کی بنا پر یقین کیا جاتا تھا!

(۲) واقعات جنگ کا نمایاں اثر همارے روزانہ طرز معاشرت پر بھی پڑتا هے-

جب انسان دن بھر کام کرتے کرتے تھک جاتا هے تو رات کو حلقۂ احباب میں آتا هے اور اونکی صحبت میں دل بہلاتا هے- انسانوں کے مختلف طبقے هیں، اور هر طبقہ اپنے لیے موزوں صحبت احباب ڈهونڈھ لیتا هے- راهبان عبادت گذار معتکفین مساجد کے پاس بیٹھتے هیں اور دوزخ و جنت کا تذکرہ کرتے هیں، رند میخوار شراب خانے میں جاتا هے اور کیف و سرور کے

ترائے سفتا ھے - جو لوگ علمي ذرق رکھتے ھیں وہ کسی درسگاہ یا اکادیمي میں جا کر چند خشک دماغ انسانوں کے نتائج فکریہ سے مسرور ھوتے ھیں - لیکن زمانہ جنگ میں عبادت خانوں کي صدائیں دفعتاً رک جاتی ھیں' میخانوں کے ترائے خاموش ھو جاتے ھیں' علمی مجالس کا درس حلقۂ وعلوم موقوف ھو جاتا ھے' تمام دنیا ایک انجمن اور ایک حلقۂ احباب بن جاتی ھے ' جس میں صرف فتح و شکست کي داستان ھي سنائی جاتي ھے - واقعات جنگ کے علاوہ دوسري باتوں کا تذکرہ کیا بھي جاتا ھے تو عموما ناگوار ھوتا ھے -

(۴) غلط افواھوں کا اثر زیادہ تر غیر تعلیم یافتہ اور ضعیف الدماغ لوگوں پر پڑتا ھے - موجودہ جنگ کا سب سے زیادہ اثر تاجروں اور تاجروں میں مارواڑیوں پر پڑا ھے - جنگ نے تجارت کو جو نقصان پہونچایا ھے اوس سے نہیں زیادہ ان غیر تعلیم یافتہ تاجروں نے اپني بدحواسي اور پریشان خیالي سے نقصان اوٹھایا ھے -

(۵) زمانہ جنگ میں لوگ اگرچہ فتح و شکست دونوں کي خبروں کو نہایت دلچسپي سے سنتے ھیں ' لیکن فتح و ظفر کا تغلغلہ نہایت بلند آھنگي سے بلند کیا جاتا ھے ' اور بغیر کسي قسم کے تعلق کے فاتح کے فضائل و مناقب کا غیر معلوم طور پر اعتراف کیا جاتا ھے - ھندوستان کي قسمت آج سلطنت برطانیہ کے ساتھہ وابستہ ھے ' اور رعایا کو وفاداري کا پورا ادعا ھے - تاھم آغاز جنگ سے پیش قدمي کي متصل خبروں نے رسول نے جرمني کی وقعت عوام میں قائم کردي ھے -

(۶) زمانہ جنگ میں کسي شخص کو نہایت آسانی کے ساتھہ نیک نام یا بدنام کیا جاسکتا ھے - رستم کي نیکنامي صرف شاھنامہ کی داستان سرائیوں کا نتیجہ ھے - عیسائیوں میں زمانۂ حروب صلیبیہ کے مختر عہ واقعات نے مسلمانوں کو بدنام کردیا ھے - منافقین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر جو الزام لگایا تھا اوسکے لیے اسي عرض سے ایک سفر جہاد کو منتخب کیا تھا - جرمني کیطرف سیکڑوں وحشیانہ افعال کا انتساب اسي مقصد سے کیا جاتا ھے ' حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر کتب خانہ اسکندریہ کے جلانیکا الزام زمانۂ جنگ ھي میں لگایا گیا -

(۷) جنگ کے دریعہ سے اتحاد و اتفاق اور بغض و عداوت کے جذبات کو نہایت ترقي دیجاسکتي ھے - پرنس بسمارک نے اتحاد جرمني کا خواب جنگ کے ھولناک میدانوں ھي میں دیکھا تھا - موجودہ جنگ میں اٹلي نے جرمني سے جو علحدگي اختیار کرلي' اوسنے قدیم عہد مودت کو مبدل بہ عداوت کردیا -

روس' فرانس' برطانیہ' جرمني ' آسٹریا و سرویا وغیرہ کا باھمي عہد مودت پہلے سے بھی زیادہ مستحکم اور پائدار ھوگیا ھے - عہد ابتدائي میں مسلمانوں کو اتحاد و اتفاق نے جس سلسلۂ رویں نے باھم مربوط کردیا تھا ' وہ اوسی کارخانے میں تیار ھوا تھا جہاں تلواریں ڈھالی جاتي ھیں !

(۸) جنگ کے دریعہ ھر قسم کے مذھبی' ملکي' ادبي' اور اخلاقي انقلابات نہایت سرعت دیساتھہ ھوسکتے ھیں - فرانس کی جمہوریت جنگ ھي کا نتیجہ ھے' قران مجید کی اشاعت تعلیم کا سب سے بڑا ذریعہ جہاد في سبیل اللہ تھا جسنے عرب کے ادبی اور اخلاقي نظام میں دفعتاً انقلاب پیدا کردیا - عمرو بن کلثوم کے مشہور اور پرجوش معلقہ کو قبیلۂ بنو تغلب کا ایک ایک بچہ انہي جنگي کارناموں کے اثر سے ازبر یاد رکھتا تھا ' شاھنامہ کي مقبولیت صرف اس بنا پر ھوئي کہ اوس نے گذشتہ جنگي واقعات کو دوبارہ زندہ کردیا - ھومر کے الیڈ کي شہرت نے اسی بنا پر یونان کي حکمیات کی شہرت ماند کردي کہ وہ میدان جنگ کا ایک رنگین خاکہ تھا -

(۹) جنگ اخلاقی حیثیت سے ایک قوم کو دفعتاً ابھار دیتی ھےاور دوسري کو پست کردیتي ھے - سنہ ۱۸۷۰ع کی جنگ فرانس و جرمني نے فرانسیسیوں کی شجاعت اور عزم و استقلال کا خاتمہ کردیا جسکا اثر آج میدان جنگ میں علانیہ نظر آتا ھے - آج جرمن سپاھیوں کی رگوںمیں جو گرم خون دوڑ رھا ھے' وہ صرف آجکل کی تیز و تند شراب ھی سے معلوط نہیں ھے' بلکہ اوسمیں سنہ ۱۸۷۰ع کے سیلاب خون کے کھولتے ھوے آتشیں قطرے بھی شامل ھیں !

یہودیوں کی بد اخلاقیاں متصل جنگ اور متصل شکستوں کا نتیجہ ھیں - بیت المقدس میں اس قوم نے تین بار شکست کھائي' فرعون کے دربار میں غلام بنکر رھي' عرب کے میدانوں میں بھی ایک ابھرنے والی روحانی طاقت نے انکے لیے جگہہ نہ چھوڑي ' آج ان متصل ذلت آمیز شکستوں کا داغ ھر یہودي کے دامن اخلاق پر نظر آتا ھے !

مسلمانوں کا معیار اخلاق جسقدر جہاد نے بلند کردیا تھا' حضرت عیسی کي اخلاقي تعلیم اوسکے مقابلہ میں بالکل بے اثر رھی

...ص ھر قسم کا انقلاب صرف جنگ ھی کے دریعہ ھوسکتا ھے - فلسفہ نے آجتک نظام عالم میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کي' لیکن جنگ نے ذرہ کو آفتاب اور رائي کو پہاڑ بنادیا ھے - پہاڑوں کو زلزلہ ھی متزلزل کرسکتا ھے - کسي قوم نے قدیم عقاید' قدیم تہذیب' قدیم طرز معاشرت ایک مدت کے بعد مستحکم پہاڑ بن جاتے ھیں - اوسکو لڑائی کا بھونچال ھی اوکھاڑ سکتا ھے - اور کوئي نہیں -

مساوات کي حقیقي روح صرف زمانہ جنگ ھي میں پیدا ھوسکتی ھے - فرانس کی شورش کا سب سے بڑا نتیجہ مساوات ھے مساوات عدل و انصاف کی ایک شکل ھے' اور عدل و انصاف کے ستون کو صرف قوت ھي قایم رکھہ سکتي ھے -

(۱۰) زمانہ جنگ میں ھر انسان کی مخفی طاقت دفعتاً ابھر آتی ھے' فوج جس دلسوزي و بے جگري سے میدان جنگ میں لڑتي ھے' حالت صلح میں اوسکے تصور کي بھي متحمل نہیں ھوسکتي - نامہ نگاران اخبار' جنگ کی خبروں کي فراھمي میں جسقدر عرقریزي کرتے ھیں' صلح کي خبروں میں اوسقدر محنت نہیں کرسکتے - جنگ کے مضامین میں ادیبوں کي قابلیت کا غیر معمولي اظہار ھوتا ھے ' قوت حافظہ کو غیر معمولی ترقي ھوجاتی ھے' عرب کے دواوین اشعار کو اسی غیر معمولي قوت حافظہ نے محفوظ رکھا ' عرب کی حیرت انگیز قوت روایت کو اسی فوجي اثر نے ترقي دي' شاھنامہ کا وہ سرمایہ جو فردوسی کو نہایت آسانی سے مل گیا تھا ' نلوار کے اوس جوھر سے محفوظ رھا جو اسکے دماغ میں سرایت کرگیا تھا !

(۱۱) جنگ کے زمانے میں لوگ وحشت اور بد اخلاقي کی طرف زیادہ تر مائل ھوے ھیں - فوج تو اسي نشے میں مست رھتی ھے ' لیکن خود رعایا بھي رعایا کے جان و مال اور عزت و آبرو کو نہایت بیدردي سے پامال کردیتي ھے - عدن سنہ ۵۷ میں فوج سے زیادہ بدمعاشوں نے لوٹ مار اور قتل و خونریزي کی تھی ' لیکن ایک اعلی طاقت ان وحشیانہ افعال سے روک بھي سکتي ھے ' بلکہ اخلاق کا ایک بلند معیار قائم کرسکتی ھے -

عہد نبوت اور عہد صحابہ میں اسکي شاندار مثالیں مل سکتی ھیں - زمانۂ موجودہ بھي اس قسم کی مثالوں سے خالي نہیں - فوج فاقہ سے مرتي ھے لیکن مال غنیمت کا بہترین سرمایہ اپنے سپہ سالار کے پانوں پر لاکر ڈالدیتي ھے اور اوس میں کسي قسم کي خیانت نہیں کرتي - سنہ ۱۸۴۸ کی شورش میں جس گروہ نے قصر سریلوي پر حملہ کیا' اوس نے رھانکي بہترین یادگاروں کو ھاتھہ بھي نہیں لگایا - جنگ روس و جاپان میں جب جاپانی سپاھي کسي روسي مقتول کي جیب سے گیني نکالتے تھے' تو اوسکو نہایت دیانت سے واپس کردیتے تھے !

مقالات

یورپ کا نیا نقشہ جو طیار ہورہا ہے

جنگ یورپ کے نتائج و عواقب کا ایک سرسری مطالعہ

اخبار ڈیلی میل لنڈن میں جنگ کے نتائج و عواقب پر ایک نہایت اہم اور دقیق النظر مضمون شائع ہوا ہے جسکے نیچے صرف T - T - W کا دستخط ہے -

لیکن مضمون اسقدر دلچسپ ہے کہ اسکا پورا ترجمہ شائع کر دینا چاہیے :

مشہور جان رالسٹ کا قول ہے :

" جنگ میں بجز اسکے اور کوئی فائدہ نہیں کہ وہ لوگوں کو فن جغرافیہ کی تعلیم دیتی ہے " .

اس خیال میں اور برن ہارڈی اور پروشیا کے جنگی مذہب کے اس اصول میں کہ " جنگ ایک روحانی مسہل ہے' جسکے بعد قوم صاف اور قوی تر ہوجاتی ہے" ہمارے لیے انتخاب کی وسیع گنجایش ہے -

جنگ فن جغرافیہ کی تعلیم دیتی ہے - اسکے متعلق تو کچھ پوچھنا ہی عبث ہے - اسکول کے ایک بد شوق لڑکے کو بھی نقشوں اور جغرافیائی حالات سے پوری دلچسپی ہے - اسوقت ہمکے لیے بر اعظم یورپ کوئی وسیع خیالی شے نہیں ہے' بلکہ ایسی طرح ایک حقیقی شے جسطرح کہ اسکے بڑوس کا فٹ بال میدان -

نقشے اب مردہ چیزیں نہیں ہیں بلکہ زندہ حقائق ہیں انکی کی طرح میں نے انکی نہ ختم ہونے والی خواہش کو محسوس کیا ہے -

نقشے اب نقشے نہیں رہے - وہ جنگل ' دریا ' میدان ' شہر اور گاؤں ' ہوگئے ہیں - جہاں سے فوجوں کے مارچ ' توپوں کی گرج' تلواروں کی جھنکار ' اور سواروں کے ہنگامے کی آواز آتی ہے - اب میں لنڈن میں نہیں رہتا ہوں' بلکہ "رائنجیس " اور " اردیدس " میں ہوں- میں دریائے " می یوز " کے پیچ و خم کو جسقدر جانتا ہوں اسقدر دریائے ٹیمس کو بھی نہیں جانتا - حالانکہ میں نے طفلی کی پہلی آنکھ اسی پر ڈالی تھی !

مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میں آنکھیں بند کرکے معمولی سے رسیم خط کے برابر برابر چلا جاسکتا ہوں - میرے ہمدرد زیادہ آبادی کی جگہ موت اور زندگی نے کاروبار کی جگہ وحشت و ہلاکت کا سناٹا ہے ' اور سامنے چند ہفتوں کے ہنگامے سے پیدا ہونے والے وہ نتائج جنکو صدیوں تک دنیا پر حکومت بخشی گئی ہے !

(اگر جرمنی فتحمند ہو)

ہمارے دامن خیال کو صرف وہی رقبے نہیں پکڑے ہوئے ہیں جہاں جنگ برپا ہے- اب تو تمام یورپ کے نقشے میں ایک مستغرق دلچسپی پیدا ہوتی جاتی ہے - اسوقت یہ بر اعظم (یورپ) ایک معدنی ٹکڑے کی طرح آگ پر پگھلرہا ہے ' جو آیندہ نقشہ اس جنگ کے نتائج کو اپنے اندر فلمبند کریگا ' اسکے متعلق ہم اسوقت صرف قیاس ہی کر سکتے ہیں -

یہ مسئلہ اس لیے پیچیدہ ہے کہ ممکن ہے نتیجہ دو جہتیں ہو - یعنے دونوں پہلو رکھتا ہو- فتح و شکست ایک ساتھ ظہور کرے اور ہر فریق کامیاب بھی ہو ' اور شکست خوردہ بھی - اسکا ایک ہاتھ جوش مسرت سے اور دوسرا تاسف سے کررہا ہے !

حلیفوں (دول متحدہ فرانس و روس و انگلستان وغیرہ) کے مقابلہ میں جرمنی کو خشکی میں فتح ہوسکتی ہے ' مگر تری میں شکست قرین قیاس ہے -

فرض کرو کہ ایسا ہی ہوا تو اسکا سیاسی نتیجہ کیا ہوگا ؟

جہاں تک فرانس کا تعلق ہے یہ نتیجہ اسکے لیے سخت مہلک ہوگا - پرنس بسمارک کا قول تھا کہ " میں فرانس کے پیرس میں لڑونگا " - اس سے اسکا مقصد یہ تھا کہ اگر وہ ایک دفعہ خشکی میں فرانس کا مالک ہوجائے تو پھر فرانسیسی بیڑہ کس شمار میں رہیگا ؟ فرانس کے متعلق یہ قول اب تک بالکل صحیح ہے لیکن انگلستان کے متعلق نہیں - جب تک ہمارا سمندر پر قبضہ ہے ' اسوقت تک اس بر اعظم (یورپ) میں کوئی آفت ہمیں گھٹنوں کے بل نہیں جھکا سکتی - لیکن اگر ہمکو خشکی پر شکست ملی تو اسکا خمیازہ ہمیں تنہا نہیں بھگتنا پڑیگا - اس لپیٹ میں بلجیم اور فرانس بھی آجائینگے (میں اس بات میں روس کو ابھی خاطر انداز کردیتا ہوں -)

لیا سمندر میں ہماری فتح سے جرمنی کی ساحلی کامیابی میں توازن پیدا ہوجائیگا ؟ کیا ہمارے بیڑے کا خطرہ جرمنی کے لیے اتنا ہی کھل ڈالنے والا ہوگا جسطرح کہ جرمن فوجوں کا خطرہ فرانس کے لیے ؟ بالفرض ایسا نہ ہوا تو ہمارا پوزیشن اسوقت غیر معمولی طور پر مشکل ہوجائیگا - ممکن ہے کہ ہماری فوجیں صحیح و سالم اور غیر مجروح ہوں ' مگر ہمارا حلیف (فرانس) تو اتنا پسپا کیا گیا ہوگا کہ اسکا کام ہی تمام ہوجائیگا - ہم جرمنی کو جسقدر سمندر میں ہٹالینگے ' اسی قدر وہ خاص اپنی طرف فرانس پر اپنے سکنے کا بیوپ کسیگی - اس صورت میں اگر ہم اپنے حلیف کی یکسر مدد سے بچا سکیں تو صرف اسطرح کہ سمندر میں اپنی فوقیت اور تو پخی سے دست بردار ہوجائیں -

لیکن یہ قرین قیاس ہے ؟ کیا یہ ہوسکتا ہے کہ ہم فرانس کو بچانے کے لیے اپنے نیلسن اسے سرائط کے حوالہ کردیں جو ہمیشہ سے لیے ہمیں جرمنی کا محکوم بنادیں ؟

صورت حال کی یہ ایک خطرناک شق ہے -

اس انتخاب کی جانکنی سے بچنے کے لیے خشکی پر فتح ضروری ہے - اگر ایسا نہ ہوا تو آیندہ نقشہ یورپ برلن میں لیگا ' جرمنی " انفیرر " (بنجمن) سے لیکے قسطنطنیہ تک تو اپنا مذہب بنالیگی ' اور سو اسکینڈ نویین ' اولین ' اور اقالمن حوزہ بحر بالٹک پر واقع ہیں ' وہ اس خداوند سنگ (رائن لینڈ) کے حاکمہ دار

هونگے تب - قیصر تمام یورپ کا مالک هوگا - مگر هاے اتلي ! اسوقت تیرا کیا حشر هوگا ؟

(اگر جرمني کو شکست هو)

لیکن اگر جرمنی کو شکست هوئي تو اسوقت یورپ کا نقشه کیا هوگا ؟

ایک بات یقیني هے - " السیس " اور " لورین " فرانس کو واپس ملجائینگے اور " استراسبرگ " کي شکل " پیلس مدتي کونکورڈ " میں ایک مرده کي طرح ماقبي لباس میں نه هوگی بلکه دلهن کی طرح پھولوں سے لدي هوئی !

کهتے هیں که سنه ۱۸۱۷ ع میں جرمني نے جو مهلک غلطي کي تهي ' وه السیس لورین کا الحاق تها - یه بسمارک کي غلطی نه تهي بلکه جرمنی کے حامیان جنگ کی ' اسلیے آینده جب فیصلے کا وقت آئے تو کمرے کے اندر ان حامیان جنگ کو گھسنے نه دینا چاهیے - همیں وه وقت دیکھنے دو جب جرمن کے پاس "السیس لورین" نه رهے جس سے انتقام کے شعلے بھڑکتے رهتے هیں !

همارى جنگ قیصر اور قیصریت (یعني قیصر کے افکار و عزائم) کے مقابله میں هے - همیں جرمني کو تباه کرنے کا اراده نه کرنا چاهیے - همیں چاهیے که بهر حال جرمني کو اپنے داخلی امور کے تصفیه کے لیے اکیلا چهوڑدیں - (بشرطیکه وه چهوڑ دے الهلال)

(جرمنی کا مستقبل)

جرمني کی شکست کي صورت میں هم قیاس کرسکتے هیں که آینده کیا هوگا ؟ جو عمارت کے بسمارک نے خون اور لوهے کے زور سے تیار کي تهي وه منهدم هو جائیگي ' جیسا که همیشه خون اور لوهے کي بنائي هوئي چیزوں کا حشر هوا هے -

" هو هینزولرنس " " یور بونس " کے ردی کے انبار میں ملجائیگا - " نیولینس " اور " بویریا " وغیره جرمن ریاستیں پروشیا کي مبغوض حکومت کو پھینکدینگي - وه جرمن شاهنشاهی میں بجبر داخل کي گئی تهیں ' اور جو لوگ اس ملک کے وهاں کے زنده دل اور مهربان باشندوں کو جانتے هیں ' انهیں اس میں ذرا بھی شک نه هوگا که یه ریاستیں بغیر کسي افسوس کے اس شاهنشاهی سے علحده هو جائینگی - قرین قیاس یه هے که یه ملک جنوبی جرمن اتحاد کا سر خیل هو جائیگا - کیونکه ریاست هاے بیڈین و ٹمبرگ وغیره کے باشندوں میں ویسي هي آزادانه اور فیاض روح هے جیسي که خود اسمیں هے - خود پروشیا بھی حامیان جنگ کے مظالم سے نجات پاجائیگی - گو پروشیا کے متعلق یاد رکھنا چاهیے که هم پروشیا کے لوگوں سے نهیں لڑ رهے هیں بلکه اُسکے نظام سے لڑ رهے هیں -

اسکا نظام اوسکي جمهوریت کے لیے بھي اسی قدر نفرت انگیز هے جسقدر همارے لیے - اگر ان میں فرانسیسیوں کي سي خوفناک انقلابي روح هوتي ' تو کب کے وه اس "ملعون" شے (نظام جنگ جو) کو صاف کرچکے هوتے - عمده دماغي اوصاف کے باوجود انمیں آزادي کے لیے عظیم الشان جذبه نهی نهی هے - اونکے اشتراکیئین (سوشیالسٹ) فوج در فوج انتخاب کے وقت پول میں (پول ایک مقام هے جهاں چٹھي ڈالي جاتی هے) پهنچے ' مگر کچھه نکرسکے - اسکا نظام ان اشتراکیوں کا گلا دبائے هوئے هے اور آج خوفناک سختي کے ساتھه اسکي مدافعت میں وه کام آرهے هیں جس سے وه بھاگتے تهے - حالانکه انکو جاننا چاهیے که فتح اس ظلم کو اور زیاده کردیگي ' اور شکست هي اس سے نجات پانیکا تنها راسته هے !

(چند نظاموں کی جنگ)

اس جنگ کی عجیب و غریب پیچیدگیوں میں ایک پیچیدگی کو یه واقعه ظاهر کرتا هے که یه جنگ قوموں کی جنگ نهیں هے ' بلکه انکے نظاموں اور اصولوں کی لڑائی هے - پروشیا کی طرح همارے یهاں فوج اور بحري بیڑے کے حامی موجود هیں - اسلیے همیں یه خیال رکھنا چاهیے که جب هم اس بیڑے کی حمایت کو جرمنی میں مٹاتے هوں تو کهیں هم خود انگلستان میں اس پر زین کسکے سوار نه هو بیٹھیں - کیونکه همکو یاد رکھنا چاهیے که اس کشاکش کے پیچھے اصلی تنقیم محض نقشه نهیں هے بلکه اسکے علاوه کوئي اور گهري شے -

اصلی تنقیم آزاد ' ملکي سرحدیں اور قومی حوصلے هیں - یه اصلی تنقیم در اصل ایگ - وال هے :

"آیا استبداد جسکي بنیاد عسکریت اور مخفی سیاست پر هے اور جسکی پشت پناهی اسلحه کی مخفی سازش کرتی هو ' اسکو یورپ کا مالک هونا چاهیے ' یا اُس جمهوریت کو جو هر طرح آزاد هو ؟ "

هم جانتے هیں که اب یورپ میں مدنیت اور بربریت ' اعتماد اور بداعتمادی کے بل ' عسکریت اور حریت ' ایک ساتھه نهیں رهسکتیں - پهلی جیر لیگی دوسری کو ' اور دونوں میں سے کسی ایک کو رخصت هوجانا چاهیے - یه فیصله کرنا جنگ اور اسکے بعد کے فیصلے کا کام هے که کون سی چیز برقرار هو ؟ اگر تیاری مدبرانه کرکے فیصله کیا تو قدیم طریقه پھر زنده هوجائیگا اور حریت هلاک هوجائیگی - فیصله قوم کی رائے سے هونا چاهیے ورنه پھر اس سے کوئی امید نهیں رکھی جا سکتی !

(آسٹریا خارج)

آئیے پھر نقشهٔ یورپ پر ایک نظر ڈالیں ! اب مثني شاهنشاهي (آسٹریا هنگري) کا خیال مفصول هے - اب به خیالی صورت رخصت هوجائیگي - ایک بڑے ڈپلومینسٹ کا قول هے که " آسٹریا فی الواقع موجود هی نهیں هے ' وه ایک مصنوعی سے هے جو ابعاد لی گئي هے " اسکا جواب ایک دوسرے ڈپلومینسٹ کے الفاظ میں دیا جاسکتا هے : " میں ضرورت کا قائل نهیں "

یورپ کے نقشے میں آسٹریا هنگري سب سے زیاده مصنوعي معلوم هے نه اسمیں زبان کا اتحاد هے نه قومیت کا ' نه تهذیب کا ' نه اعتماد کا ' اور نه هي مطمح نظر ایک هے - یه ایک ایسي عمارت هے جو اسلیے بیتھه جائیگي که اُسکي کوئی مستقل بنیاد نهیں هے - آسٹریا جرمن اتحاد کا ایک رکن بن سکتی هے - هنگري خود مختار هوسکتی هے - جنوب کے سلافي " سرویاء عظمی " میں شامل هوجا سکتے هیں - سرویا مادي نقصان کے ساتھه ملکر اپني اس نسلي اور ملکی همجنسي کو پھر حاصل کرلے سکتي هے جو اسے چھه سو برس هوے ترکوں کے هاتھوں میدان کسوو (قصوه) میں کھوئی تهي - اطالیا واقعي جنوبي " ٹرائل " تک لیکے " ٹریسٹ " تک لینا چاهتی هے - اسطرح ایک نسل کے اوراق پریشاں کي پھر شیرازه بندي هوجائیگي !

(پولینڈ کی آمد)

مگر ابھي " پولش آسٹریا " (پولینڈ کا وه حصه جو آسٹریا میں شامل هے) باقی رهگئی هے جو اس حساب میں سب سے زیاده ناقابل عمل عدد هے - هم روس کے ساتھه ملکر لڑ رهے هیں اور روسی اسلحه کي فتحیابی کیلیے اسی جوش و خروش سے دعا کرتے هیں ' جسطرح وه خود اپنے لئے - مگر اس هنگامی رفاقت کي

وجہ سے ہمیں واقعات کے حق میں اندھا نہ بن جانا چاہیے روس کي اسوقت جو حالت ہے' اس حالت میں وہ قدیم بربریت و وحشت کا ایک نہایت ہي قوي پنجہ ہے' اور اسکی وجہ سے تمدن ایک قاتل و سفاک گرفت کے عالم میں ہے - جسقدر جرمني کو ہم گھٹائینگے' اسیقدر روس کو بڑھانا پڑیگا' اور روس کو بڑھانا استبداد و تظلم کو تقویت دینا ہے' جو اپنی ایڑي کے نیچے تمام مظلومان روس' پولینڈ' فنلینڈ' بخارا و ترکستان' ایران' اور یہودیوں کو دبائے ہوے ہے !

روس کے خوف سے نکلے ہوے ہمیں ابھي صرف نصف صدي ہي ہوئي ہے - اس امر کے یقین کرنے کی کیا وجہ ہے کہ جب جرمنی نہ ہوگی تو پھر یہ خوف عظیم دوبارہ زندہ نہ ہو جایگا ؟

ہندوستان جہاں پہلے تھا ' ابھی تک اسی جگہہ پر ہے اور روس اس سے بہ نسبت پہلے کے اب اور قریب تر ہے - جرمنی کی طرح روس کے لیے بھي یہی بات کہي جاسکتی ہے کہ ہم روسی قوم سے نہیں ڈرتے بلکہ روسی نظام سے ڈرتے ہیں :

من از عقرب نمی ترسم و لے از نیش می ترسم

کیا ہم کو امید ہے کہ یہ خطرہ دور ہو جایگا ؟

ایک ہفتہ قبل تک تو ذرا بھی امید نہ تھی ' مگر اس اثناء میں زار روس نے روسي پولینڈ سے اندرونی خود مختاري دینے کا وعدہ کر لیا ہے - بلا شبہہ یہ ایک نہایت ہی اہم واقعہ ہے لیکن در حقیقت کسي فیاضي سے نہیں بلکہ محض ضرورت کے مجبورکن استیلاء سے وقوع میں آیا ہے - پولینڈ میں انقلاب کے برپا ہو جانے کے خطرہ کے ساتھہ روس میدان جنگ میں کیسے جا سکتا تھا ؟

خیر ' ہم کو اسکے مقصد میں مناقشہ کی ضرورت نہیں - اگر اس وعدہ کا ایفاء ایمانداری سے کیا جاے تو اسکے یہ معنی ہونگے کہ پولینڈ جسکو فریڈرک نے پروشیا ' روس ' اور آسٹریا میں تقسیم کیا تھا' اب پھر متحد ہو جایگا ' اور تاریخ کا ایک عظیم الشان گناہ ڈیڑھ صدي کی ظالمانہ غلط کاري کے بعد مٹا دیا جایگا - آسٹریا ہنگری کی مصنوعی شہنشاہی یورپ کے نقشے سے ناپید ہوجالیگی' اور پولینڈ کی سلطنت نسل ' تہذیب ' اور اعتقاد کے اتحاد کے ساتھہ وسط یورپ میں پھر ظاہر ہو جالیگی !

(زار کے لیے ایک فرصت)

ہم نے کہا ہے کہ " اگر یہ روسی شاہی وعدہ ایمانداري کے ساتھہ پورا کیا گیا " حالانکہ ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اسوقت سے پہلے بھی یہي وعدہ ایسے ہي حالات میں کیا جاچکا ہے جو موجودہ حالات سے بالکل غیر مشابہہ نہ تھے -

اسکے ساتھہ ساتھہ ہمکو زار روس کے کمزور کیریکٹر کو بھی یاد رکھنا چاہیے' جو عمدہ جذبات سے استعانت کے ساتھہ اثر قبول کرنے میں بالکل عاجز ہے - جب تک استبداد باقی ہے اسوقت تک ہم اس وعدہ کو محفوظ نہیں سمجھہ سکتے - البتہ یہ ممکن ہے کہ اسکے حلیفوں کا نفوذ و اثر کچھہ کام آے -

اگر پولینڈ زار روس کی سیادت میں آزاد ہو گیا تو کیا ہم یہ امید رکھسکتے ہیں کہ زار ایک قدم اور آگے بڑھیگا ؟ فنلینڈ ' حیرت انگیز فنلینڈ ' اپنے شاندار باشندوں اور تعجب انگیز تہذیب کے ساتھہ زار کے دارالسلطنت کے پھاٹک پر خونچکاں پڑا ہے ! اسکي آزادي رخصت ہوچکي ہے ' اسکے جج قید خانے میں ہیں ' اسکی امیدیں جاں کني میں تڑپ رہي ہیں - ہاں' اس بد بخت فنلینڈ کو بھي داخلی خود مختاري ملني چاہیے اور اسی وقت ملني چاہیے - (اس دروازے کے کھلنے کے منتر اور بھی ہیں)

یہ زار کیلیے بہت بڑا موقع ہے - جب وہ بچہ تھا تو انگریزي خیالات کے اثر سے ایک بار چیخ اٹھا تھا : " آہا ! عوام کا بادشاہ ہونا ! " (O to be common's King !)

وہ افسوس ناک طور پر ناکام ہوا ' مگر اسکي ناکامي استبداد کي وجہ سے نہیں بلکہ قوت ارادي کے فقدان کي وجہ سے ہوئي - ورنہ اسکے لیے مواقع بہت تھے ' اور اسوقت بھي ایک زریں موقع اسے حاصل ہے -

اگر ہم یہ فرض کرلیں کہ جرمني کو شکست ہوگي تو روس دنیا کے ان تین شہنشاہوں میں سے ایک ہوگا جو اس عالمگیر کشاکش کے بعد رہینگے - ان میں وہ آخرین مطلق العنان و مستبد بادشاہ ہوگا -

یہ پالیسي کي سب سے بڑي ضرب اور سب سے بڑا انصاف ہوگا جو آج تک کبھی نہیں ہوا - اس نازک حالت میں یہ سلطنت کے لیے ضعف کا نہیں بلکہ قوت کا سر چشمہ ثابت ہوگا - اور روس کو معلوم ہو جائیگا کہ آزاد شاہنشاہی سلطنت کا سب سے بڑا طلسم ہے !

مگر یہ (یعني فنلینڈ کی خود مختاري) اس سے بھي بڑھکے کام کریگی - اسکا اثر ناروے اور سویڈن پر گہرا پڑیگا - جسقدر ہم جرمني سے خوف کھاتے ہیں ' اس سے کہیں زیادہ یہ سلطنتیں روس سے ڈرتی ہیں - سویڈن ناطرفدار ہے اور رہیگا - اس نے ان روسیوں کے ساتھہ تعجب انگیز فیاضی کا سلوک کیا ہے ' جو اسٹوک ہولم (سویڈن) کی راہ سے بھاگ کے روس گئے ہیں ' اور اس حسن سلوک کے معارضہ میں زار نے اسکا احسانمندانہ شکریہ ادا کیا ہے - اگر روس نے فنلینڈ کو آزاد کردیا تو سویڈن کے تمام خوف غالب ہوجالینگے ' اور روس یورپ کی خیر اندیشي کے ساتھہ اپنے کام کي طرف توجہ کرسکے گا -

اگر وہ دانشمند ہے تو قیصر کي ناکامي سے عبرت حاصل کریگا اور فرصت کے آخري لمحوں کو ضائع کردینے کی جگہ تمدن سے اپنا معاملہ صاف کرلینے میں صرف کریگا !

(ایشیا میں رد عمل)

آخر میں جزیرہ نماے بلقان ہے - روسی اثر وہاں غالب ہوگا - لیکن جنگ کے نتیجۂ ثانی کی حیثیت سے ہم بجا طور پر یہ خیال کرسکتے ہیں کہ وہاں بہ نسبت سابق کے عمدہ روح پھیلے گي - سرویا آسٹریا ہنگري کی شاہنشاہي کی عیمنت اور دریا کي طرف راستہ حاصل کرنے مقدونیہ میں بلگیریا کیلیے منصف مزاج بنجالیگی ' اور قدیم یونانی اتحاد مع رومانیا کي شرکت کے ایکبار مرتبہ سابق سے زیادہ مدارک سرپر سني میں قائم ہوگا -

اصلی خوف دولۃ عثمانیہ اور یونان کے باہمي مخفي مشکلات کا ہے - اگر جرمني فتحیاب ہوگئي تو یہ مشکلات ترقي کرینگے ' کیونکہ دولۃ عثمانیہ کی نظریں برلن ہي کی طرف لگی ہوئي ہیں - اسکے یہ معنی ہونگے کہ دولۃ عثمانیہ کا خاتمہ ہوجاے ' اور بدقسمتی سے ہندوستان کے مسلمانوں میں عظیم الشان رد عمل پیدا ہو جو دیہولک عیسائیوں کی طرح ایک غیر ملکي وفاداري رکھتے ہیں ' جسکا سر چشمہ موجودہ سلطان عثمانی ہے -

(پرانے نقشہ کو لپیٹ دو)

کہتے ہیں کہ جب " آسٹرلچ " کی خبر مشہور سیاسي کبیر " پٹ " کو ملی تو اسنے یورپ کے نقشے کی طرف اشارہ کرکے کہا :

" اس کاغذ کو تہہ کردو - اب ان دس سالوں میں اوسکی ضرورت نہیں پڑیگی "

آج ایک سو دس برس کے بعد ہم یورپ کے نقشہ کو تہہ کر رہے ہیں !

ہم اسکے خطوط کو خون کے دریا میں مٹا رہے ہیں - ہمکو خیال رکھنا چاہیے کہ جب ہم آیندہ نسلوں کے لیے نیا نقشہ بنانے بیٹھیں تو فریڈرک ولیم کی طرح (اپنی تلوار سے) نقشہ نہ بنائیں - اگر ہمنے ایسا کیا تو ہم اس عالمگیر جنگ سے ایک دوسری عالمگیر جنگ کی تیاریوں کے لیے نکلینگے -

ان سرخ سمندروں سے جو یورپ ڈھلکر نکلے' اسے انسانوں کا یورپ ہونا چاہیے نہ کہ شطرنج بازوں کے لیے ایک نئی بساط - ہمکو یہ کہنا چاہیے کہ اب کبھی ایسے خوف کا وقت ہم پر نہیں آئیگا - اور کوئی قوم بھی دنیا کے امن کو خطرہ میں ڈالنے دیلیے اپنے تئیں مسلح نہ کرسکیگی - یورپ کی نگرانی ایک طاقت کے ہاتھہ میں ہونی چاہیے - اور طاقت تمام دول کے قائم مقاموں کی ایک منظم جماعت کے ہاتھہ میں - ایک قوم کا حملہ دوسری قوم پر تمام قوم کا جرم سمجھا جاے' اور سب ملکے اُسے سزا دیں -

اسوقت ہمارے فرزند اس خوفناک وقت کو احسانمندی کے ساتھہ یاد رکھینگے اور انکو ہمارے اس عالم قتل و غارت میں اپنے بہتر دن کی صبح نظر آئیگی !

غـرائب محـدثات حـربیه حاضرہ !

کـتاب الحـرب

انسان کی جنگ

اور کتوں کی عجیب و غریب خدمات !

وتحسبهم ایقاظا وهم رقود' و نقلبهم ذات الیمین و ذات الشمال' و کلبهم باسط ذراعیه بالوصید (۱۸ : ۱۷)

(۲)

(کتوں سے کیا کیا کام لیے جاسکتے ہیں ؟)

گذشتہ صحبت سے معلوم ہوگیاہوگا کہ کتا جنگ میں ہر قسم کی خدمات انجام دے سکتا ہے - وہ حملہ بھی کر سکتا ہے ' پہرہ بھی دے سکتا ہے' فوج کی دال بھی لاسکتا ہے' دشمن کے خیموں میں آگ بھی لگا دے سکتا ہے - بلکہ کبھی کبھی سپاہیوں تک بارود اور گولی بھی پہونچا دیتا ہے - بالخصوص سنگلاخ پہاڑوں میں ' گھنے جنگلوں میں ' رات کی گھٹاٹوپ تاریکی میں ' وسلا دھار بارش میں' ان خدمات کو صرف کتا ہی بہتر انجام دے سکتا ہے -

(جاسوسی)

لیکن ان تمام خدمات میں تجسس و تفحص کیلیے یعنی جاسوسی کے کام کیلیے وہ سب سے زیادہ موزوں ہے - اگر کسی شہر یا کانوں کا حال دریافت کرنا ہے تو فقیروں کے جھونپڑے اور امیروں کے محل' دونوں میں یکساں آزادی سے داخل ہو جاسکتا ہے - اگر کسی جنگل میں دشمن کا پتہ لگانا ہے تو گنجان درختوں کے اندر بے تکلف گھس سکتا ہے ' اگر اندھیری راتوں میں کسی چیز کا سراغ لگانا ہے تو اوسکی نگاہیں تاریکی کا پردہ نہایت آسانی سے چاک کردے سکتی ہیں ' اگر عجلت کے ساتھہ کسی واقعہ کو معلوم کرنا مقصود ہے' تو وہ دوڑنے میں سواروں کے گھوڑے سے تیز اور انجن کی رفتار کا مقابلہ کرنے والا ہے - پس وہ اگرچہ ہر کام کیلیے موزوں ہے' لیکن جاسوسی کیلیے اسکی خدمات نہایت قیمتی اور بے بدل ہیں - اسی لیے یورپ میں اس طرف خاص طور پر مزید توجہ کی گئی -

(عہد جدید اور کتوں کا فوجی نظام تعلیم)

تمدن جدیدے کتوں کی فوجی تعلیم و تربیت کا جو نظام قائم کیا ہے ' اوس میں کتے کی اس آخرالذکر خصوصیت کو اور زیادہ منظم اور باقاعدہ کردیا ہے -

میدان جنگ کا وہ منظر در حقیقت نہایت درد انگیز ہوتا ہے' جب توپوں اور بندوقوں کی زلزلہ انگیز صدائیں موقوف ہوجاتی ہیں ' اور میدان جنگ پر دفعتاً ایک سناٹا چھا جاتا ہے - دنیا سمجھتی ہے کہ مصیبت کا زمانہ اب چند گھڑیوں کیلیے سر سے ٹل گیا لیکن در حقیقت ایسا نہیں ہوتا ' بلکہ یہی وہ وقت ہوتا ہے جب جنگ کے تمام نتائج معزنہ بیوک نظر سامنے آجاتے ہیں !

اسوقت میدان جنگ کا دامن خون کے دھبوں کو ہمارے سامنے علانیہ نمایاں کرتا ہے ' مقتولین کی لاشیں ہمارے آگے رنج و غم کا انبار لگادیتی ہیں ' سب سے زیادہ ہمکو وہ درد ناک صدائیں بیچین کرتی ہیں جو مجروحین کی لڑکھڑاتی ہوئی زبانوں سے نکل کر اعانت کی بیکسانہ طلبگار ہوتی ہیں !

اکثر شام کے وقت یہ درد ناک نظارہ دیکھنے میں آتا ہے - اسوقت ایک مخصوص جماعت جو خاص مجروحین کی تلاش و اعانت کیلیے مقرر کردی گئی ہے' ہاتھہ میں چراغ لیکر اوٹھتی ہے' اور رخمیوں کو ادھر اودھر ڈھونڈھنا پھرتی ہے - جب ان زخم رسیدہ لوگوں کا پتہ لگ جاتا ہے تو اونکو ڈولیوں میں لاد کر فوجی شفا خانوں میں بھیجدیتی ہے -

لیکن بہت سے بدقسمت زخمی ایسے بھی ہوتے ہیں جنکے منہ سے آوازیں نہیں نکل سکتیں' بہت سے غاروں میں گرپڑتے ہیں' اکثر پتھروں کی چٹانوں اور میں چھپ کر ہمیشہ کیلیے دنیا سے روپوش ہو جاتے ہیں - نہ تو رات کی تاریکی چھپا لیتی ہے - اسلیے نہ لوگ اس جماعت کی ہمدردی سے فائدہ نہیں اوٹھا سکتے -

اس حالت میں صرف ایک کتا قدیم وفادار خادم وفا ہی اُنکی اعانت کرسکتا ہے وہ میدان جنگ کے ایک ایک گوشے کو ٹٹولتا ہے' اور رخمیوں کی ڈھونڈھنے والی جماعت کو اونکی طرف رہنمائی کرتا ہے !

خوش قسمتی سے زمانۂ قدیم کی تاریخ سے کتوں کے اس مخصوص وصف کو نمایاں کردیا - مشہور مسیحی بزرگ برنارڈ کے خاص کتوں کی ایک جماعت نریب دی تھی جو ان لوگوں کو ہلاکت سے بچانے کے لیے جو الپ کی پہاڑیوں میں برف اور سردی کی سدت سے ٹھٹھر ٹھٹھر کے مر جاتے تھے -

(جرمنی اور کتوں کی فوجی تربیت)

سب سے پہلے جرمنی نے برنارڈ کی اس ہمدردانہ رسم قدیم کو تازہ کیا - سنہ ۱۸۹۳۰ ع میں جرمنی کے اندر ایک انجمن کی بنیاد ڈالی گئی جسکا مقصد کتوں کو فوجی تعلیم و تربیت دینا تھا

چنانچہ جرمن فوج کے ہر دستے میں دو دو کتوں کو زخمیوں کي تلاش و جستجو کے لیے مخصوص تعلیم دیگئي اور سنہ ۱۸۹۹ ع میں انجمن نے بلنڈر میں کتوں کي تعلیم کا سرکاري طور پر امتحان لیا -

امتحان کی صورت یہ تھی کہ ایک اندھیري رات میں اسي قسم کے چار تعلیم یافتہ کتے میدان میں چھوڑ دیے گئے ' اور دو سو سپاھیوں کو حکم دیا گیا کہ میدان کے نشیب و فراز اور متفرق گھاٹیوں میں زخمیوں کی طرح لیٹ جائیں - کتوں کے آگے آگے پانچسو سپاھیوں کو زخمیوں کی قندیلیں لیکر بھیجدیا گیا - وہ لوگ مشعل لیکر زخمیوں کو ڈھونڈھنے لگے - کتے بھي جستجو میں مصروف ھوگئے - انہوں نے ادھر ادھر چکر لگایا ' اور تھوڑي دیر میں ان تمام مصنوعی زخمیوں کا جو ٹیلوں اور درختوں کی آڑ میں چھپے ھوے تھے ' بغیر شمع و چراغ کے پتہ لگا لیا !

یورپ میں اس کامیاب تجربہ کی اسقدر شہرت ھوئی تھي کہ جب روس و جاپان کے درمیان جنگ چھڑ گئی تو فریقین نے بڑي جد و جہد سے اس انجمن کے تمام کتے خرید لیے !

(اٹلی)

اٹلي میں اگرچہ کتوں کي فوجی تعلیم و تربیت کے لیے کوئي مستقل انجمن قائم نہیں ھوئی ' لیکن خود فوج نے اس طریقہ کو جرمنی سے زیادہ ترقي دي اور کتوں کي تعلیم کے بعض جدید کامیاب تجربے کیے -

مثلاً کتوں کے گلے میں طوق ڈال کر اوسمیں بالیسکل کی لالٹین باندھدي جسکی روشنی کا رخ صرف سامنے کي طرف ھوتا ھے - اوس طوق میں چھوٹي چھوٹي ڈبیاں لٹکا دي تھیں - اور ان میں بعض مقوي ' شیریں ' اور بیھوشی دوائیاں تھیں جو زخمیوں کو وقتي فائدہ پہونچانے میں کامیاب ثابت ھوتی ھیں - ان تمام سامانوں کے ساتھہ کتوں کو ۶۰ کیلومیٹر مربع میدان میں چھوڑ دیا گیا اور اوسکے ٹیلوں ' غاروں ' جھاڑیوں ' اور چٹانوں کی آڑ میں مصنوعی زخمي چھپا دیے گئے - کتوں نے میدان کے ایک سرے کو چھان ڈالا اور تمام زخمیوں کا پتہ لگا لیا جب کسی زخمی کا سراغ لگ جاتا تھا - تو وہ کتے فوراً فوج میں خبر دینے تھے ' اور وہ اپنے بھونک بھونک کے ڈولي والوں کو اوسکی طرف بلالاتے تھے - اس کے لیے پہلي قسم کے کتوں کي زیادہ سے زیادہ تعداد ۵۰ تھي ' اور رات کو دوسرے بھونکنے والے کتوں کي آواز سے فائدہ اوٹھایا جا سکتا تھا -

اسوقت تک کتوں کي تعلیم کا یہ طریقہ بھي نامکمل تھا - کیونکہ یہ دونوں کام ایک ھي کتے سے لیے جاسکتے تھے - اسلیے ایک اٹالین کپتان نے چند کتوں کو ایسی جامع تعلیم دي کہ جب اوڑي زخمی اونکي نظر سے گذرتا تھا ' تو فوراً وھاں سے ھٹ آتے تھے اور ایک ایسے فاصلہ سے بھونکتے تھے کہ اونکي آواز فوج اور ڈولي والے سپاھي ' دونوں تک یکساں طور پر پہونچ جاتي تھي -

لیکن ابھي تک اس سے زخمیوں کي تعداد کا اندازہ نہیں ھو سکتا تھا - ایک تعلیم یافتہ کتے نے اس مشکل کو بھي خود ھی حل کردیا - اوسکو پاس پاس دو زخمي نظر آے اور اوس نے ایک ھي وقت کے اندر فوج اور ڈولي والے ' دونوں کو خبر دینے چاھي - اس غرض سے وہ ایک مرتبہ زخمی کے پاس آتا تھا ' پھر دوڑ کے دوسرے زخمي کے پاس جاتا تھا ' اور دونوں جگہ بھونک بھونک کے اونکي تعداد کي اطلاع دیدیتا تھا !!

(انگلستان)

انگریزوں نے فوجي حیثیت سے اب تک اسطرف چنداں توجہ نہیں کي ھے

شئون حربیہ

جرمني کا زرعی استغنا

(کیا جرمني زیادہ عرصے تک جنگ جاری نہیں رکھہ سکتي؟)

اگر جنگ نے طول کھینچا تو جرمني کا حشر کیا ھوگا ؟

یہ ایک سوال ھے جو اج بار بار مختلف پیرایوں میں دھرایا جا رھا ھے - عام طور پر جو اسکا جواب دیا جاتا ھے وہ یہ ھے کہ اسکا نتیجہ جرمني میں قحط و فاقہ کشي ھوگا - کیونکہ ملک میں ھر قسم کي درآمد بند ھے ' اور وہ صدھا ٹن غلہ جو مختلف اطراف عالم خصوصاً ھندوستان سے ھر ھفتے جرمني جاتا تھا ' اب نہیں جاسکتا -

لیکن کیا یہ صحیح ھے ؟ کیا چند ھي ماہ کے بعد وہ وقت آجائیگا کہ جرمني کے پاس جان دینے کے لیے لاکھوں انسان ' اور جان لینے کے لیے ۴۰ پونڈ اور ۵۰ پونڈ کے انسان پاش گولے اور ۶ ھاروٹزر کی بھاری بھاری باتریاں تو ھونگي مگر " گیہوں " اور " چنا " بلکہ خود اوسکي دبسي پیدا وار " آلو " بھي نہ ھوگا ؟ یعنے اسکے کیمپ سپاھیوں سے بھرے ھونگے ' اسکے اسلحہ خانے ھتیاروں سے معمور ھونگے ' مگر اسکے سفر مینا کی دکانیں قوت لایموت سے خالي ھونگي ' اور اسطرح جرمني ' جنگجوئي اور ساز و سامان سے معمور و جرمني ' عالمگیر طاقت بدنے کے حوصلے میں بدمست جرمني ' فاقوں سے نزار ' اپنے دونوں گھٹنوں کے بل ' انگلستان و فرانس کے سامنے جھکي ھوگی ' اور بصد عجز و نیاز صلح کی درخواست کریگی ؟ کیا یہ ایک زخمي دل کی تنھا امیدیں ھیں یا واقعات بھي انکے ساتھہ ھیں ؟

اسکے جواب کے لیے کم از کم تھوڑي دیر کے واسطے ھمیں اپنے مطالعہ کا موضوع مغربي اور مشرقي کارزاروں کے بدلے جرمني کے داخلی دشت زاروں کو بنانا چاھیے ' اور جنگي نقشوں کي جگہ زراعتی رپورٹوں کي جدولوں اور خطوط ھجوم و دفاع کي جگہ ان خطوں کو دیکھنا چاھیے جو دھقاني کھیي مٹي کي سطح زرعی پرگیہوں کو چقے سے الگ کرنے کیلیے کھینچ دیتے ھیں ' یہ الہ فتح اور شکست سے بدلدینے کیلیے

(جرمني کا زرعي خزانہ)

زراعییات کا ایک ماھر مراسلہ نگار اخبار ڈیلي میل لنڈن میں لکھتا ھے :

"اھل جرمني کی عادت ھے کہ وہ میدان جنگ میں اس وقت اترتے ھیں جب انکے کھیتوں میں فصل تیار کھڑي ھوتی ھے - اگر ایسا نہو تو وہ جنگ کو کسی نہ کسي طرح ٹالدینگے - سنہ ۷۰ ع کي جنگ میں شہزادہ بسمارک نے " ایمس " کے تار میں جو ترمیم کی تھی وہ جولائی کے آخر کا واقعہ ھے - (ایمس کی تار سے وہ تاریخي ٹیلي گرام مقصود ھے جو ولیم اول شاہ پروشیا نے فرانس کے مطالبات کے جواب میں بھیجا تھا ' لیکن اسقدر شایستہ اور نرم الفاظ میں تھا کہ اسے پڑھکر فرانس کے جنگي ارادوں کا اشتعال سرد پڑ جاتا ' اور جرمني پر حملہ کرنے کے خیال سے باز آجاتا - پرنس بسمارک نے جب اس تار کو دیکھا تو جنگ کي امیدوں میں

مایوسي پیدا هوگئي - وہ چاهتا تها که کسی طرح فرانس حمله کرے اور پروشیا کو مجبورانه جنگ میں پڑ کر ایک نئے فتح یاب اور متحده شہنشاهی کي تاسیس کا موقع ملے - بالاخر اس نے اصلي تار رکهه لیا اور اسمیں جا بجا ایسی ترمیمیں کردیں جنسے جواب کا لہجه بالکل بدل گیا' اور لفظ لفظ میں اشتعال انگیزي پیدا هوگئي - اسي ترمیم کا نتیجه سنه ۷۰ کی جنگ فرانس و جرمني هے - تفصیلي حالات الهلال کے گذشته نمبروں میں زیر عنوان " اسباب جنگ " نکل چکے هیں - الهلال)

اسکے بعد ۲ - اگست کو اعلان جنگ هوا - یه تاریخ اپنے اندر ایک حمله آور فوج کے لیے بہت سے فوایدرکهتي تهی - کیونکه یه مہینه فصل کي طیاري اور پیداوار کی سرسبزي کا اصلی زمانه تها -

وہ جب شمشیر بکف هوکے نکلی تو اسوقت اُسکے پیچهے ملکي فصل بالکل محفوظ تهي - کیونکه اب نه تو کاشتکاروں کی پرورش کی ضرورت تهی اور نه کسی قوم کی تباهی لانے کا خوف تها - کاشتکار اپنا کام کرچکے تهے اور ملک سرسبز تها - البتہ جس قوم کو تاراج کرنے کیلیے وہ نکلی تهي ' اُسکی سرسبز اور لہلہاتی هوئی کهیتیاں صرف اسکے رحم پر تهیں - کیونکه دریاے "می دور" کے برابر "ارڈینس" کے جفاکش کسانوں کی کهیتیاں اگست تک طیار نہیں هوئی تهیں' اور فصل کے کٹنے میں ابهی معتدبه زمانه باقی تها -

یه صحیح هے که جرمن ایک دستکار قوم هے' مگر اسکے ساتهه هی وہ اس حقیقت ثابته سے بے خبر بهي نہیں هے که اسی قوم کی خود اعتمادانه اور بے نیازانه زندگی کے لیے کاشتکاري ناگزیر هے اور اسلیے جہاں لاکهوں انسان اُسکے لوهے اور اسٹیم کے طلسم زاروں میں مشغول رهتے هیں - وهاں اتنی هی تعداد میں اسکے افراد وطن اس قہارخانۂ طبیعة میں بیج اور محنت کی باري بهي لگائے رهتے هیں' جسکو کهیت اور زراعت کہتے هیں !

اسلیے اگر جرمن قوم جنگجو هے' تو اس زعم سے بالکل مطمئن نه هوجانا چاهیے که وہ دست کار یا کاشتکار نہیں هے - اسکے هاتهه توپوں کو سر کرنا' مشینوں کو چلانا' اور هل جوتنا ' نیزوں کام جانتے هیں اور ایک هی وقت میں کرتے هیں - عین اُس وقت جبکه اسکے هاتهه میں دنیا کی سب سے بڑي اور آخري جنگي ایجاد کا آله هوتا هے ' اُسکی نظریں هل جوتنے کے چکر پر لگی هوتي هیں جسے بہت جلد وہ اُٹهانے والی هے -

اس وقت جرمني میں کاشت کاري همیشه سے زیاده اور وسیع تر اهم شے هے' اور بالکل اسیطرح باقاعده اور منظم هے' جسطرح اسکي هولناک اور لاتعد و لاتحصی فوج - ایک مشہور انگریز تاجر تنعم کے حال میں جرمني اور اسٹریا هنگري کی سیاحت ختم کی هے - اسکا بیان هے که کهیتوں جرمنی میں بکثرت هے' اور جب سے که جرمنی میں بسمارک کا "تیرف بل" پاس هوا هے' اسوقت سے جرمنی خاص طور پر ایک عمده غله پیدا کرنے والا ملک هوگیا هے - جرمن پرلیمنٹ میں (یعنی پرلیمنٹ کے اس حصے میں جو جرمني کے مالکوں هے) هزاروں ایکڑ زمین میں کاشت هوتي هے - یہاں خرد سالمندی کے اسالوں کے لیے ۲۵ لاکهه کی لاگت سے ۱۲ گهر بنوائے گئے -

کوئی ۲۰ هزار پرل (اهل پرلیمنٹ) جو عموما فصل کے زمانے میں اپنے گهروں کے اندر رهتے تهے' جاڑوں اور مغربی جرمني سے مشرقی جرمنی میں آگئے هیں جہاں انکے خوب اچهی طرح جتے هوے پیداوار کے کهیت هیں !

جن جرمنوں نے اس سرزمین کی کاشت کو باقاعده اور با ترتیب بنایا هے' انکا دعوی هے که یہاں کی فصل اهل جرمني کیلیے بالکل کافي هوگي - اگر انسے پوچهیے که تمهاري غذا کا سامان کب تک چلیگا؟ تو وہ کہینگے که "همیشه تک کے لیے" جسکے معني یه هیں که ایک سال کے لیے کیونکه دوسرے سال پهر فصل تیار هوجالیگی !

جرمنی جسکے افراد کي بهوک اور خود اسکی بهوک ' دونوں طرح کي گرسنگیاں سرعت کے ساتهه ترقی کر رهي هیں' اگرچه باهر سے اپنی غذا کا بہت سا سامان خصوصاً اپنی مرغیوں کی غذا منگوایا کرتي هے' مگر در حقیقت جس قدر ضروری چیزیں انساني غذا کے لیے هیں ' اُن سب کو وہ بغیر باهر سے مدد لیے هوے بلا تکلف اپنے لیے مہیا کر سکتي هے - اور دوسرے ملکوں سے زراعی تجارت کیلیے مجبور نہیں هے -

اگرچه اس سال جرمنی' تہذیب اور انسانیت کا ایک گردن زدنی مجرم هے ' مگر یه عجیب بات هے که فصل اور پیداوار کي دیوی (.... .....) اُس پر پہلے سے کہیں زیاده مہربان هے - اس سال اسکے یہاں آلو کی پیداوار معمول سے بہت زیاده هوئی هے -

عام طور پر جرمني میں آلو کی صرف اتنی کاشت هوتی هے که اگر فصل اچهی هو تو بہت سا آلو بچ رهے - لیکن امسال اس حد سے بهی زیاده فصل طیار هوچکی هے -

آلو کے علاوہ هر طرح کی ترکاریاں اور گیہوں وغیرہ کي فصل بهی بہت عمده هوئی هے اور معمولی طور پر تمام امراض زرعی سے محفوظ هے -

. . . . . .

هاں یه سچ هے اس نازک وقت میں انگلستان کي مدد کیلیے اسکے فرزندوں کی طرح اسکی سرزمین بهي اُٹهه کهڑي هوئي هے -

لیکن همیں یه نه بهولنا چاهیے که اس قدر عمده فصل کے باوجود هماري وہ حالت نہیں جو جرمنی کي هے -

جس بیچ کے تاجر انگریز سیاح کا اوپر ذکر آ چکا هے ' اُسکا بیان هے که هنگري میں اس نے جتنے کهیت بڑي فصل کبهی نہیں دیکهي تهی جیسي اس سال هوئی هے - وہ کہتا هے که اُنکے کهیت میں سے دو ایک تو ۶۰ ۶۰ هزار کے هیں' اور اُن میں ریلوے لائن اور کارخانے بهی هیں -

یه کهیت اسطرح باقاعده غله پیدا کرتے هیں جسطرح که همارے کارخانے با قاعده مصنوعات بناتے هیں !

میں اس امر کی طرف توجه دلا چکا هوں که فرانس ' هنگری ' اور اسٹیدر ام درجه پر جرمنی ' یه تینوں ایسے ملک هیں که انکي پیداوار انکے لیے کافی هے - وہ جنگ کي حالت میں باهر سے غله لینے پر مجبور نہیں هیں - لیکن اس میدان میں روس کا بهي ذکر کرنا چاهیے اسکے پاس سائبیریا هے - گذشته سال همیشه سے زیاده تر آباد کار وهاں گئے هیں - سائبیریا کي سرزمین اپني پیداوار کے لحاظ سے تمام دنیا کا پیٹ بهر سکتي هے - اور پچهلے دنوں اسمیں اسقدر ترقي هوئي هے که اکیلی سائبیریا چاهے تو تمام روسي فوج کو راشن دیتی رهي جسکي تعداد ۵۰ لاکهه هے -

هاں همارے پاس بهي کینیڈا هے جو نہایت جلد فصل همارے لیے بهیج سکتا هے "

* * *

اس بیان سے اندازه هوگیا هوگا که جرمني کي زراعتی مجبوری کے متعلق جو بیانات عام طور پر مشہور هوگئے هیں انکی اصلیت تصدیق طلب هے - آیندہ هم جرمني کی مالي حالت پر نظر ڈالینگے -

مطبوعات جدیدہ

اوراق ثلاثہ عتیقہ قرآن

Leaves From Three Ancient Qurans

قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ پچھلے دنوں ریوٹر ایجنسی نے قرآن کریم کے ایک قدیمی نسخہ کے انکشاف کی خبر مشتہر کی تھی جسکے اوراق ایک انگریز ایڈی کے ہاتھہ آگئے ہیں، اور جسکے متعلق ڈاکٹر منگانا کی تحقیق ہے کہ "وہ حضرت زید بن ثابت کی ترتیب (مزعومہ) سے پیشتر کی حالت کی خبر دیتے ہیں اور انکے مقابلے سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن کریم کا موجودہ نسخہ " قدیم " نسخوں سے بالکل مختلف ہے : کبرت کلمة تخرج من افواههم ان یقولون الا کذبا -

اس واقعہ نے انگلستان کے علمی و اثری حلقہ میں جو اہمیت پیدا کی ' وہ اس سے واضح ہے کہ رائل ایجنسی نے اسکی اطلاع ایک خاص ٹیلی گرام کے ذریعہ مشتہر کی ' اور گویا تمام عالم کو اس انقلاب عظیم کے انتظار کی دعوت دی جو ڈاکٹر منگانا کی تحقیقات کی تکمیل و اشاعة سے دنیا کے سب سے بڑے تاریخی اعتقاد پر طاری ہو جائیگا !

اسمیں شک نہیں کہ یہ خبر بہت ہی عجیب تھی - تاریخی و اثری مباحث میں مذہبی اعتقادات سے قطع نظر کرلینی چاہیے - لیکن تاریخی حیثیت سے بھی معمورات قدیمہ و خطیہ میں دنیا کی تمام عمر کا راس المال صرف وہی ایک کتاب ہے ' جسکی "عجیب و غریب حفاظت" کی کوئی نظیر سر ولیم مور کو نہیں ملی ' اور جو سیل کے اعتقاد میں بھی " بہر حال نا قابل اعتراض تحفظ " ہے ' اور اسپرنگر کی زبان میں " کسی قوم کیلئے یہ شرف بس کرتا ہے کہ وہ ایک ایسی اعجاز اثر حفاظت کی حامل ہو " -

پس فی الحقیقت اس شخص سے بڑھکر عالم انسانیت کے اعتقاد کا فاتح اعظم اور کون ہو سکتا ہے ' جو دنیا کی سب سے ایک محفوظ کتاب کی تاریخ کو تاخت و تاراج کے بعد از سر نو دنیا کے تمام عہد میں جس ایک ہی جفر کو ایک محفوظ رکھہ سکی ہے ' وہ بھی اس سے چھین لے ؟

لیکن ابھی وہ " فاتح اعظم " آگیا ؟ اور اس اثری انقلاب کے عظیم مقام کا ڈاکٹر منگانا کے کاندھے پر رکھا جا سکتا ہے ؟

اولوالعزم " قیصر " کا تمام یورپ کے مقابلے میں اسکندر عظم بن کر فاتح اعظم کی ثابت ہو جانا اس عوامل فتح اثری کے مقابلہ میں بہت کچھہ مشکوک نہیں رہتا ' جسکا متحقق ڈاکٹر منگانا کو (اشرات میکم اگنس اسمدھہ) خود حاصل نہ ہو سکے - ایرکہ عجیب و غریب " قیصر " اس زمین کو جاھلا ہے ' وہ ہمیشہ بدلتی رہی ہے - لیکن عجیب ہے منگانا اوس حقیقت کو مقالب کرنا چاھتا ہے جو خود تو کبھی نہ بدلی لیکن اس نے اپنے استمرار ابدی و الہی سے دنیا کو دل دیا ! اصلها ثابت و فرعها فی السماء -

(فاتح عظم کا انتظار)

بہر حال یہ ٹیلیگرام تمام عالم کی اعتقادی سرزمین کے لیے ایک الٹی میٹم تھا جس سے ایک ہولناک " فاتح اعظم " کے مسلح ہو کر نکلنے کی ہمیں ہیبت بخشی تھی - مقدونیا کے سکندر نے جب ایران اور ہندوستان کی طرف رخ کیا تھا تو یقیناً اسکا کام اتنا عظیم و مہیب نہ تھا جیسا کہ کیمبریج کے اس اس اثری فاتح کا - اس نے مشرق و مغرب کو اپنی تلوار فتح سے نہ لیا ' لیکن وہ انسانی معتقدات کی ایک اتنی سرزمین میں بھی تغیر پیدا نہ کرسکا - مگر بیسویں صدی کا یہ اثری فاتح کرۂ ارضی کے سب سے بڑے محکم اعتقاد کو فتح کرنا چاھتا تھا - اسکا اسلحہ بالکل نیا تھا - اس نے اعلان کیا تھا کہ وہ اپنے صدہا پیشروؤں کی طرح نہ تو مذہبی تعصب کے انکار محض کے ساتھہ آئیگا اور نہ قیاسات و ظنون کے پیدا کردہ شکوک و شبہات سے مدد لیگا کیونکہ اسکی فاتحانہ اولوالعزمی اس سے بہت بلند تر ہے کہ اپنے کم ہمت پیشروؤں کے نقش قدم کو دلیل راہ بنائے - بلکہ ایک ہزار سوا تین سو برس کی سب سے زیادہ روشن تاریخی مدت میں وہ پہلا شخص ہوگا جو ذہن و قیاس کے فریبنانہ دعووں کی جگہہ لکھے ہوئے کاغذوں اور مادی آثار و شواہد کے ناممکن التسخیر آلات کی گرج میں ظہور کریگا ' اور تیس کروڑ انسانوں کے اعتقادات کو اپنے سامنے سرنگوں اور عاجز و درماندہ دیکھیگا - پھر آہ ' اس وقت وہ مسکین قوم کیا کریگی جسکی تمام ملی و اجتماعی ہستی کا دار و مدار صرف اسی اعتقاد کی حقانیت پر تھا جو اس قاہرانہ قوت کے ساتھہ کرادی جائیگی ؟ لقد استکبروا فی انفسهم و عتوا عتوا کبیرا -

(فاتح اعظم کا ظہور)

بالآخر تاریخ عالم کے سب سے بڑے اعتقادی انقلاب کی ہولناک ساعت آگئی - اور 13 ڈاکٹر منگانا کی کتاب کلمہ ترنج لونڈن و نیو یارک سے جھپکر شائع ہوگئی !

اس عظیم الشان ظہور کا نتیجہ کیا نکلا ؟ کیا تاریخ مخالف نے اپنا سب سے بڑا انقلاب قبول کرلیا ؟ کیا وہ فتح عظیم ظہور میں آگئی جو ہزارہا اسکندروں کی مجموعی قوت سے بھی نہیں ہوسکتی تھی ؟ کیا اعتقاد کی دنیا بدل گئی اور منگانا تاریخ و اثریات کا فاتح اعظم ہے ؟

ان سوالوں کا جواب یہ کتاب دیگی - " قیصر " کے فتح و شکست کا ہم ابھی فیصلہ نہیں کر سکتے ' لیکن " منگانا " کے متعلق کا فیصلہ نکلا سکتے ہیں -

(اوراق ثلاثہ قرآن)

یہ کتاب اراضی اسکندریہ کی کسی خاک میں ہمیں ملگئی تھی لیکن جنگ کے متعلق مضامین کی اسقدر کثرت رہی کہ اسکے متعلق گفتگو نہ نکل سکی - تاہم بلجیم اور سرحد فرانس کی جنگ کی مشغولیت میں اس جنگ عظیم کو نہیں بھول جانا چاہیے جسکا بیان نے کہیں زیادہ صاف و ادعا بیسابقہ ایمبریج میں اعلان کیا گیا تھا - ہم جناب مولوی انجم الدین احمد صاحب بیرسٹر ڈپٹی کلکٹر (دلکشہ) کے ممنون ہیں کہ انہوں نے اس کتاب کو ایک ہفتہ تک اپنے پاس رکھا اور اسکے تمام مطالب کا ترجمہ ہمارے لیے مہیا کردیا -

آیندہ نمبروں میں ہم اس اثری حملے کی فتح و شکست پر بحث کرینگے -

مـــکاتبـــات حـــربیـــہ

شعلـہ زار جنگ کا پہـلا اتشکـــدہ

سرویا اور آسٹریا

ڈیلی ٹیلیگراف لنڈن کا مراسلہ نگار جنگ وسط اگست میں "نش" سے لکھتا ہے :

"میں کل سالونیکا سے اسی ٹرین پر روانہ ہوا جس پر شہزادہ اربنس آرہے تھے - اس اسٹیشن پر سے ایک گشتی تار تمام اسٹیشنوں کے نام شائع کیا گیا تھا جسمیں یہ اعلان تھا کہ "سروی فوج نے ایک قلعہ بند مقام رسکارڈ اور اسکے علاوہ چند شہروں پر قبضہ کرلیا ہے اور بوسنیا کو تاراج کر رہی ہے"

مگر یہیں مجھے معلوم ہوگیا کہ یہ خبر قبل از وقت ہے - سرکاری طور پر جس خبر کی تصدیق کی گئی ہے وہ صرف اسقدر ہے کہ بوسنیا کی سرحد پر جو ایک چھوٹا سا مقام "اور تھا" ہے اسکے آگے آسٹرین فوج نے اپنے عارضی قلعوں (بلاک ہاؤسیز) کو مسمار کردیا ' اور اس گاؤں کو خالی کرکے پاس کی ایک پہاڑی پر چلے گئے - پھر گولہ باری شروع کی جو کئی گھنٹہ تک جاری رہی -

مذکورہ بالا مبالغہ آمیز خبر قصداً اپنے ملک میں شائع کی گئی تھی - اسکا مقصد یہ تھا کہ قوم کا جوش جو قدرتاً آغاز جنگ کے وقت بہت کم تھا' اسمیں تحریک و انگیختگی پیدا ہو جائے -

اسیطرح ان سروی' فتوحات کا جشن منانے کے لیے کل بڑے گرجا میں نرانۂ حمد (ٹی - ڈی - ایم) گایا جانے والا تھا جو محض ایک منفی شکل میں ہے - یعنی وہ صرف اس حد تک ہی فتوحات کی خوشی ہے کہ آسٹریا اپنے تاراج کے ارادے میں کامیاب نہ ہوا -

تاہم یہ پالیسی بار آور ہوئی ہے - لوگوں میں اور خصوصاً فوجی افسروں میں بہت ہی جوش و خروش پھیلا ہوا ہے - ان فوجی افسروں کے پیش نظر اب ایک مایوسانہ جنگ نہیں بلکہ فتح ہے جس سے ہرزگوینا' بوسنیا' اور بحر ایڈریاٹک کے ساحل پر ایک بندرگاہ کے متعلق انکی قومی آرزوئیں پوری ہونگی -

(سرویا میں فوجی اجتماع)

فوجی اجتماع قریبا مکمل ہوگیا ہے - ۱۸ - سے ۵۵ سال تک کے تمام مرد فوجی خدمت پر مجبور کیے گئے ہیں - میں سمجھتا ہوں کہ جسقدر آدمی اسوقت تک جمع ہوچکے ہیں' انکی تعداد ۳ - لاکھ ۵۰ - ہزار تک ہوگی - مگر ان میں بڑا حصہ خام اور رنگروٹوں کا ہے - رنگروٹوں میں سے میں نے ۶ - ہزار کو اسکوب کے باہر فوجی مشق کرتے دیکھا - رنگروٹوں میں جو لوگ بہت بوڑھے ہیں' ان سے جدید سرویا میں اجنبی آبادی کی نگرانی کرائی جائیگی افسروں اور وردی وغیرہ کی قلت کی وجہ سے ایک معقول تعداد کی بے قاعدہ جماعتیں بھی بنائی جارہی ہیں - یہ جماعتیں بوسنیا میں جائینگی اور وہاں کی سروی آبادی میں انقلاب برپا کرینگی -

سروی سپاہ میں در حقیقت لڑنے کے قابل آدمیوں کی تعداد صرف ۲ - لاکھ ۵۰ - ہزار ہی ہے - روسی سپاہ کے مقابلہ میں یہ تعداد کتنی ہی کم سہی مگر اسکو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا - کیونکہ یہ میدان کی فوج ہر طرح آراستہ ہے ' اسکے علاوہ اسمیں وہ تجربہ کار لوگ بھی ہیں جو دو جنگوں کی آتشباریوں میں رہچکے ہیں -

آج میں کئی گھنٹے تک اسٹیشن سے فوج کی روانگی کا منظر دیکھتا رہا - تمام آدمی پوشاک اور دوسرے ساز و سامان سے بخوبی آراستہ تھے - میں نے بہت سے لوگوں سے پوچھا اور ہر ایک نے یہ جواب دیا کہ ہم جنگ بلقان کے بقایا فیصلہ کے معرکے میں شریک رہچکے ہیں - ہر ٹرین جب اسٹیشن سے روانہ ہوتی تھی تو وہ جوش کے ساتھ گاتے تھے اور سب خوش اور بشاش معلوم ہوتے تھے -

مراہم شدہ فوجیں خاص طور سے سروی ہنگری سرحد پر بھیجا کی جا رہی ہیں - میں نے دیکھا کہ ۱۴ - ٹرینیں اسٹیشن سے روانہ ہوئیں - ان میں سے ۱۳ تو بلغراد کی طرف گئیں اور ایک ازالس کی طرف جو سرحد بوسیدیا سے قریب ترین اسٹیشن ہے -

(نقشۂ جنگ)

معلوم ہوتا ہے کہ یقیناً یہ فیصلہ کرلیا گیا ہے کہ شمالی سرحد پر حملہ کرکے اس کام کی کوشش کی جائے جسمیں آسٹریا ناکام رہی ہے - یعنی سروی فوج دریائے ڈینیوب کو عبور کرکے روسی فوج سے جا ملے -

اسٹاف افسروں نے مجھسے بیان کیا کہ اجتماع جمعہ (۷ - اگست) تک مکمل ہو گیا - اسکے بعد سے حملہ شروع ہوا ہے - اب فوجیں آگے بڑھنا شروع کردینگی -

بلغراد میں کل کا دن خاموشی اور سکون کا دن تھا' مگر آج صبح سے آسٹرین فوج نے مقام سلم سے پھر گولہ باری شروع کی ہے - مجھسے وزارت خانے میں بیان کیا گیا کہ ابتدائی گولہ باریاں تو بیقاعدہ اور تھوڑی دیر تک ہوئی تھیں' مگر اس دفعہ گولہ باری مسلسل اور دیر پا ہے -

یہ معلوم ہوتا ہے کہ جرمن ' آجانے اور شہر پر قبضہ کرلینے کے متعلق جو سمن شائع ہوا تھا اور جسکو بلغراد کے سول گورنر نے دوبارہ نا منظور کردیا ہے' اس سے سخت ناراضی پیدا ہوگئی ہے ' اور انکا یہ ارادہ ہے کہ بلغراد کو جلا کر خاک کردیں -

اس ارادہ کی اہمیت کی طور پر مجھسے بیان کیا گیا کہ جرمن وزیر کی بیوی بلغراد میں رہگئی تھی - اس نے درخواست کی گئی ہے کہ وہ بلغراد سے "نش" میں آئے اپنے شوہر سے ملجائے جو اسوقت تک "نش" میں موجود ہے - تاہم میرا خیال ہے کہ کل تک پرزانہ راہداری اسے ملجائیگا -

(بلغراد پر گولہ باری)

نوپضانہ کا ایک فرنچ نیشان ڈنچاڈ نامی ہے جو کل صبح تک بلغراد میں تھا اور اب فرانس میں اپنی فوج سے ملنے جارہا ہے - اسکے روزنامچہ سے میں ذیل کا اقتباس دیتا ہوں - اس اقتباس سے نہایت صفائی کے ساتھ معلوم ہوتا ہے کہ گولہ باری کے زمانہ میں بلغراد کی حالت کیا تھی ؟

۲۸ اور ۲۹ - جولائی کی تاریک اور بے چاندنی کی شب میں ہوئی ایک بجے ریلوے کے پل کے قریب ترکوں نے گولہ باری شروع کی - میں اپنے کمرہ سے جو ہوٹل موراسکوا کی تیسری منزل میں تھا' دریائے سیو میں جو اچھل ہو رہا تھا' اسے پوری طرح دیکھ رہا تھا - پل کے قریب سروی ساحل کی طرف ایک بہت بڑی تاریکی بڑھتی ہوئی نظر آئی - اس آگے بڑھنے والی تاریکی اور دریائے دونوں ساحلوں سے آگ کے شعلے نظر آتے تھے اور توپخانوں کی گرج غیر منقطع تھی -

دفعتاً ایک بجکے ۲۵ منٹ پر سرویا کی طرف پل کی چوٹی پر شعلے بھڑکتے ہوئے نظر آئے جس سے شہر اور اسکے مضافات روشن ہوگئے - ایک سخت دھماکا ہوا اور پل کی بیسیادیں ہلگئیں ' جب صبح کو میں نے دیکھا تو پل بالکل مسمار ہوگیا تھا - اسوقت سے چلے ہی شہر پر ' پھر گڑھی پر ' پھر اسکے میدان پارک پر ' گولوں کی بارش شروع ہوگئی بھی مگر سروی اسکا جواب نہ دیتے - کیونکہ انہوں نے اپنے توپخانے ہٹا لیے تھے -

غالباً یہ پہلا واقعہ ہے کہ ایک کھلے ہوئے شہر پر گولہ باری ہوئی ہے - پرنس [redacted] اسٹریٹ کے گھروں پر بھی گولے آکے پھٹتے تھے جب آگ شہر کی طرف پھیلنے لگی میں اپنی کمرہ سے یہ تحقیق کرنے کیلیے نکلا کہ بربادی کیونکر شروع ہوئی ہے ؟

بریدِ فرنگ

آسٹرین قلمرو میں روس کی عظیم الشان اور هولناک فتوحات کی جو خبریں کہ گذشتہ هفتوں میں آرهی تهیں' انکے متعلق شروع سے همارا خیال هے کہ اگر ان خبروں میں مبالغہ کے ساتھہ نصف حصہ بھی سچ کا هے تو یقیناً اس کا اصلی سبب آسٹرین فوج کا سلافی عنصر هے - آسٹریا میں سلافی نسل کی ایک وسیع تعداد موجود هے' اور یہ ظاهر هے کہ وہ روس کے مقابلے میں کسی طرح بھی فوجی جوش کے ساتھہ نہیں لڑسکتی جسلیے بظاهر صرف سلافی نسل کی حمایت میں تمونّن اقوام کے خلاف اعلان جہاد کیا هے -

اگرچہ اس حقیقت کا اعتراف صاف لفظوں میں نہیں کیا گیا هے' اور شاید اگر اقرار کیا بھی جاے تو اسوقت جب دفع جنگ اپنے دور تکمیل کو کے نیام میں آ چکی هوگی' اور قلم تاریخ اپنا دور لکھنے کے لیے مستعد هوگا -

تاهم گذشتہ میل کی لندن سے آئی هوئی بعض معلومات اس پر روشنی ڈالتی هیں -

ٹائمز آف انڈیا کا نامہ نگار لندن اپنی ۲۱ اگست کی مراسلت میں لکھتا هے :

"آسٹرین سپاہ سے سلافی رجمنٹوں کی بغاوت کی خبریں آرهی هیں - یہ بھی خبر آئی هے کہ هرزگوینا اور بوسینیا میں علم بغاوت بلند کیا گیا هے -

اسوقت جبکہ یورپ زیر و زبر هو رها هے' آسٹریا کا اپنی قدیم حالت پر رهنا ایک معجزہ هے - اسلیے اسوقت جو کچھہ هو رها هے اسکی توقع تهی - اسکے ساتھہ یہ بھی یاد رکھنا چاهئے کہ آسٹرین سپاہ ایک بے ترتیب مجموعہ هے جسمیں نصف حصہ سلافی عنصر کا هے - اس سلافی عنصر کو روس کے ساتھہ عظیم الشان همدردی هے' اور خاندان هیبسبرگ (یعنے شاهنشاہ آسٹریا کیونکہ وہ اسی خاندان سے هے) کے ساتھہ ذرا بھی همدردی نہیں"

غالباً اب یہ سمجھہ میں آگیا هوگا کہ ایک لاکھہ آسٹرین فوج بمقابل لاکھوں روسی فوج کے آگے کیونکر هیچ هیچ دکھائی دیتی هے ؟

مسئلہ مصر

یورپین اخبارات کے اشیاء کا افراط میں جو تنخواہ دار ایجنٹ هوے هیں اور جنکو وہ "خاص مراسلہ نگار" کہتے هیں' کی عام حالت یہ هے کہ اولاً تو اختلاف لغت اور دیسی زبان سے ناواقفیت کی وجہ سے ملک کے عام اور حقیقی جذبات و خیالات سے بے خبر رهتے هیں - پھر ان موانع کے باوجود انکو جسقدر بھی کسی ملک کا علم حاصل هوتا هے' انکو جب ترتیب دیکے بیٹھتے هیں تو اپنی اس حیثیت کو ملحوظ رکھتے هیں کہ وہ وقائع نگار نہیں بلکہ "مراسلہ نویس" هیں' اور وہ بھی مراسلہ نویس "خاص" یعنے اور تنخواہ دار ایجنٹ !

پچھلے هفتوں میں "نیرایسٹ" کے مراسلہ نگار کے قاهرہ مصر کے متعلق جو مراسلتیں بھیجی تهیں' ان میں یہ دکھایا تها کہ مصر کے عمائد و اعیان' لیڈر' دیسی پریس' جمہور' غرض هر طبقہ کے دل میں انگلستان کے ساتھہ هے - اس کوشش میں کونسی روح کام کر رهی تهی ؟ یہ کہ انگلستان کی شاهنشاهی ایک متحدہ شاهنشاهی هے' اور مصر جو اگرچہ عملاً ملحق هوچکا هے مگر رسمی طور پر ملحق نہیں هوا هے' وہ بھی انگلستان کے ساتھہ اسی طرح شریک هے جسطرح کہ شاهنشاهی کے تمام افریقی اور ایشیائی علاقے جنکا الحاق عرصہ هوا مکمل هوچکا هے !

لیکن اخبار "کیتھولک" کے نامہ نگار قاهرہ نے جو مراسلت بھیجی هے' اس نے اس کوشش کا پردہ چاک کردیا هے - وہ لکھتا هے :

"جب جنگ شروع هوئی هے تو اسوقت مصر کے دیسی زیادہ تر اسکے تعلق سے خوش تهے' لیکن جب انھوں نے دلچسپی ظاهر کرنا شروع کی تو اسوقت انگریزوں کے طرفدار هوگئے - مگر دس یا پندرہ دن کے اندر هی حالت یکسر مختلف هوگئی - یہ معلوم هونے لگا کہ ملک کے اس گوشے سے اس کونے تک جرمنی کی طرفداری کی ایک عام هوا چلگئی هے !

قاهرہ وغیرہ کے پھیل جانے آسٹرین اور جرمنی کی عظیم الشان فتوحات پر سب گروہ مباحثوں کا موضوع بنگئے' اب انکے متعلق طرح طرح کے قصے هر طرف پھیلے هوے هیں -

ان افسانوں کے اصلی سرچشمے کا سراغ لگانا چنداں مشکل نہیں - قسطنطنیہ سے مصر میں جرمنی کے ایجنٹوں کا ایک سیلاب آگیا هے' جسمیں زیادہ تر ترک افسر هیں' یہ گاؤں گاؤں پھرتے هیں' جرمن اور آسٹرین کامیابیوں کی داستانیں بیان کرتے هیں' اور یہ ظاهر کرتے هیں کہ جب انگلستان اور فرانس کو شکست هوگی تو اسوقت هم مصر کی طرف توجہ کرینگے' اور وہاں جسقدر انگریز هیں سبکو قتل کرکے مصر کی آزادی کا اعلان کر دینگے !"

لوگوں کو مطمئن و خاموش کرنا اور انکی طرف سے انگلستان کے خلاف سنگین ارادوں کو مجسم کرنا عام انگریزی مراسلہ نگاروں کی ایک دیرینہ عادت هے - یہ ابھی حال هی کا واقعہ هے کہ اسی مراسلہ نگار "الہلال" کے حوالہ نمائش ریوٹر ایجنسی نے اطلاع دی تهی کہ جب "گیوبن" اور "بریسلا" جہاز در دانیال میں پہونچے اور ترک افسران ہوگئے تو انہوں نے جرمن افسروں کے ساتھہ برادرانہ برتاؤ کیا - پس "نیرایسٹ" کے نامہ نگار نے ترکوں پر انگریزوں کے قتل کے کیسہ کا الزام لگانا هے تو اسنے کچھہ بہت زیادہ ترقی نہیں کی هے - اس دور ارتقاء میں الزام آمریت و بہتان نامی نے فن میں اپنے ایک هم مشرب سے صرف ایک دو قدم هی آگے بڑھا هے !

اب یہ همارا فرض هے کہ اس بیان کی تعاقبانہ تحلیل کریں اور واقعہ کو اس حصہ سے علیحدہ کرلیں جو راویوں کے مسموم قلم کی دسیسہ کار خلاقی کا نتیجہ هے -

اس بیان کی کائنات صرف چار امور هیں : قسطنطنیہ سے عثمانی افسروں کی آمد - جرمن اور آسٹرین کے متعلق بعض مختلف خبروں کی اشاعت' مصر کی عام راے میں تغیر' اور تراوتکا انگریزوں کو قتل کرنے کا ارادہ -

یہ بظاهر بعید هے کہ تمام واقعہ بے اصل هو' اور سچ یہ هے کہ اسکو غلط کہنے کی ضرورت بھی نہیں - یہ بالکل ممکن هے کہ چند یا متعدد سے زاید عثمانی افسر مصر آے هوں جنکو نامہ نگار نے زعم نار قلم "ترک افسروں کے سیلاب" سے تعبیر کرتا هے -

یہ بھی ممکن هے کہ ان افسروں کے ذریعہ یا انکے علاوہ خفیہ اور واسطہ سے مصری پبلک تک فرانس میں جرمن اور روسی پولینڈ میں آسٹرین پیشقدمی کے متعلق زیادہ تفصیلی اور زیادہ صحیح حالات پہونچے هوں - اور اسلیے قدرتی طور پر مصر کی عام راے میں تغیر پیدا هوگیا هو جو پہلے صرف یک طرفہ خبروں میں مقید تهی -

ترکوں کے خلاف ایک متعصب انگریزي مراسلہ نگار کے خوانیدہ بغض و عداوت کے بیدار کرنے کے لیے اسقدر کافي تھا - اس نے موقع سے فائدہ اٹھا کے انگریزي عام راے کو ترکوں کے خلاف برانگیختہ کرنے کے لیے اسقدر اپني طرف سے تصنیف کردیا کہ ترک معرکہ آرائي اور انگریزوں کے قتل کا ارادہ ظاہر کر رہے ہیں !

ورنہ یہ ظاہر ہے کہ ترک مصر کے حالات سے اتنے ناواقف نہیں کہ انہیں یہ بات معلوم نہ ہو کہ مصر پر انگلستان نے آہني پنجہ کی پوري گرفت ہے' اور نہ اتنے سادہ لوح ہیں کہ وہ یہ سمجھتے ہوں کہ چند افسر یا بقول مراسلہ نگار کیپیٹل . " افسروں کا سیلاب " بغیر فوج کے مصر کو انگریزوں کے پنجے سے نکالسکتا ہے - رہی مصري فوج' تو اسکي حالت ہمیں اچھی طرح معلوم ہے -

عزیز بک مصـــري

خیر' یہ تو اس افسانہ کی درمیانی داستان تھی - یہ مراسلہ نگار حفاظت مصر کے انتظامات و تدابیر کے متعلق لکھتا ہے :

" بہت کوشش کی گئي کہ مصري ہر طرف علم بغاوت بلند کردیں - تاہم انکی کوشش ناکام رہي' اور اسوقت ملک کی حالت اچھی طرح حکومت کے ہاتھہ میں ہے - سانھہ ہي ان ترکی افسروں میں سے اکثر پا زنجیر بھي کرلیے گئے ہیں "

قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ جب عزیز بک المصري بعض معاملات طرابلس کے سلسلے میں قسطنطنیہ میں گرفتار کیا گیا تو تمام انگریزي پریس یک آواز اسکی حمایت میں چیخ اٹھا تھا' اور جسطرح اسوقت انگلستان نے بلعیم کی حمایت میں رائے عام بلند کی تھي' اور ترکوں اور خصوصاً انور پاشا قائم مقام دولہ کے خلاف ایک قلمي معرکہ بپا کردیا تھا -

غالباً آج یہی " معصوم و مظلوم " عزیز بک المصري قسطنطنیہ کے بدلے خود اپنے گھر میں پابجولاں ہے !

چنانچہ یہ مراسلہ نگار لکھتا ہے :

" اگر افواہ صحیح ہے تو ان اسیروں میں عزیز بک المصري بھي شامل ہے جسکو انور پاشا کے پنجہ ظلم سے چھڑانے کے لیے انگلستان نے چند ماہ ہوے عین وقت پر مداخلت کي تھی -

دارالسلطنت کے اندر بغاوت کے جرم میں دسویں فوج کے چند افسر بھی گرفتار ہوے ہیں - افواہ ہے کہ انکی تعداد ۴۰ ہے - ....کل ہندوستانی فوج کی پہلی قسط بمبئي کے ساحل پر اوترری ہے اور مزید فوج آج اتر رہی ہے - اب ۴۸ گھنٹے کے اندر اندر مصر کی حفاظت فوج انگلیسي ہو جائیگی کہ کسي داخلی یا خارجی خطرہ کا مقابلہ کرنے کافی ہے یہی زیادہ ہوگی " [illegible]

تجویزات مرکزی کمیٹي شیعہ کانفرنس

(منعقدہ ۲۴ ستمبر ۱۹۱۳ء)

(۱) تجویز ہوا کہ اجلاس ہشتم کانفرنس بتاریخ ۱۸ [illegible] اکتوبر سنہ ۱۹۱۳ع لکھنؤ میں منعقد کیا جاے -

(۲) جو ٹکٹ فروخت ہوچکے ہیں وہ انہیں تاریخ و مقام تبدیلے کام میں آئیں اور سفرا سرخي سے تاریخ حال بنادیں -

(۳) دوکانات طعام کا مناسب نرخ کے ساتھہ انتظام کردیا جاے -

آنریري جنرل سکریٹري
سید علی عفی عنہ

مدارس اسلامیہ

باز گـو از نجـد و از یاران نجـد

حال میں ہمیں وہ عرضداشت ملگئي ہے جو ارباب ندوہ نے ہز هائنس سرکار عالیہ بھوپال کي خدمت میں اجراے وظیفہ کے لیے روانہ کی ہے اور جس کے تمام مراتب نہایت پوشیدگی کے ساتھہ طے کیے گئے تھے - آیندہ نمبر میں ہم اس تحریر کي متعدد اہم بیانیوں اور خدم و حشم کو آشکارا کرینگے :

بحضور سرکار عالیہ ریاست بھوپال — ہم ارکان ندوۃ العلماء اس وجہ سے کہ بندگان حضور کے دامن دولت سے اکثر مدارس اسلامیہ وابستہ ہیں اور بندگان حضور کو دارالعلوم ندوۃ العلماء سے خاص دلچسپی و ہمدردی ہے' نہایت ادب سے معروضات مندرجہ ذیل کے پیش کرنیکی اجازت چاہتے ہیں :

من ابتداے سنہ ۹ع حضور سے مبلغ ۳ ہزار روپیہ سالانہ کی امداد دارالعلوم ندوۃ العلماء کو مرحمت ہوتی تھی' مگر امسال چند واقعات ایسے پیش آئے جن سے ندوۃ العلماء کي نسبت ملک میں بد ظنی پھیلی اور ایک بڑا اثر ہوسکا یہ ہوا کہ امداد شاہانہ بھی عارضی طور پر ملتوي کردی گئی - ارسکے بابت جو اصلی حالات ہیں لونکو مختصراً سرکار عالیہ کے خدمت میں عرض کرنا ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں - عرصہ ۹ سال سے دارالعلوم ندوہ کا انتظام اس طور سے تھا کہ شمس العلماء علامہ شبلی نعمانی معتمد دارالعلوم تھے' اور جملہ اندرونی انتظام متعلقہ درس وغیرہ انکے زیر اثر اور نگرانی میں تھے - جولائی سنہ ۱۳ع میں علامہ موصوف کے لحاظ ان معاملات کے کہ جنکا اعادہ حالی از تطویل دھي حضور نہیں ہے' اپنے عہدہ سے استعفا دینا تجویز کرکے ایک استعفا نامہ باضابطہ مجلس انتظامیہ میں پیش ہونیکو بھیجا' اور اس استعفا کی اشاعت اخبارات میں کرائی - جلسہ انتظامیہ منعقدہ ۱۸ - ۱۹ - ۲۰ - جولائی سنہ ۱۳ع کے ان وجوہ پر جو باعث استعفا دینے علامہ موصوف ہوے تھے' کامل غور کے بعد استعفا کو منظور کرلیا اور اس انتظام کو جو قبل از تقرر معتمدي علامہ موصوف مطابق دستور العمل قائم تھا پھر جاري کیا - اس موقعہ پر یہ عرض کرنا خلاف ادب نہوگا کہ علامہ موصوف کے طریقہ عمل مابعد سے ہم ارکان ندوۃ العلماء بجز ان فرم پر صاف طور سے واضح ہوگیا کہ علامہ موصوف کا استعفا دینا محض ایک قسم کي دھمکی تھی اور در اصل استعفا دینا نہیں چاہتے تھے' لہذا یہ مورا بعد اطلاع منظوري استعفا کے اخبارات میں مضامین خلاف معاملہ جلسہ انتظامیہ و منظوري استعفا [illegible] سبقی اکثر شروع ہوئے' اور اس بات کي کوشش شروع ہوئی کہ طلباء دارالعلوم میں خلاف انتظامات جدیدہ کے شورش پیدا کردیں' اور ہر طرح سے [illegible] فرم کو دکھایا جاے کہ جدید انتظام مضر مقاصد ندوہ ہے - بندگان حضور کو کارروائی جلسہ انتظامی ۲۶ - مارچ سے واضح ہوگا کہ جو نا مناسب کارروائیاں اس بارے میں ہوئیں انکا اثر یہ ہوا کہ ایک گروہ مخالف انتظام جدید کا اسی وقت سے پیدا ہوگیا' اور ہم ارکان ندوہ کو آیندہ کافي موقع نہیں ملتے پاتا تھا کہ نقائص کی اصلاح کرتے کہ اس مخالفت کے بصورت اشتعال طلباء دارالعلوم ایک

سخت ہیجان پیدا کردیا - اسٹرائک کے متعلق جو کچھہ کارروائی کہ ہم ارکان نے کی' وہ حضور عالیہ کو واقعات اسٹرائک و کارروائی جلسہ انتظامیہ منعقدہ ۲۶ مارچ سنہ ۱۳ سے واضح ہوگئی - ہم ارکان ندوۃ العلما کو اس بات کا یقین ہے کہ گو اسٹرائک طلباء دارالعلوم کا کوئی اور سبب بھی ہو' لیکن واقعی اور اصلی سبب اوسکا وہ تحریک تھی جس کا ذکر مولوی عبد السلام صاحب نے اپنے خط مورخہ ۲۵ جولائی میں کیا ہے -

اصل مقصد بانیان اسٹرائک کا یہ تھا کہ ملک اور قوم کو یہہ دکھایا جاے کہ یہ نتیجہ بدنظمی انتظام جدید کا ہے' اور ان کوششوں کے پورا کرنے کے لیے بعض حضرات نے ایک کمیٹی بنام انجمن اصلاح ندوۃ العلما ۱۵ مارچ سنہ ۱۳ ع کو قائم کی ' اسمیں سے غالب تعداد انہیں لوگونکی تھی جو خود انتظام جدید کے خلاف شورش پیدا کرنیوالے تھے - مگر اسکے نام اور مقصد نے بعض لوگونکو مغالطہ دیا ' اور بعض ایسے اصحاب جو اس جماعۃ سے علحدہ تھے وہ محض اپنی نیک نیتی سے اسمیں شریک ہوگئے - ہنوز انجمن اصلاح ندوۃ للعلمؤ نے اوئی عملی کام متعلقہ اصلاح ندوہ نہ کیا تھا کہ ۱۰ مئی کے جلسۂ دھلی کا اعلان کیا گیا' اور مقصد اوس جلسہ دھلی کا بعینہ یہ ظاہر کیا جارہا تھا جو کمیٹی اصلاح ندوۃ العلما منعقدہ للعلمؤ کا تھا ' ہم ارکان ندوہ بددکان حضور میں اس امر کا اظہار اردینا بھی اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ واقعی اور اصلی غرض کمیٹی اصلاح للعلمؤ و نیز جلسہ منعقدہ دھلی کی یہ تھی جسکا وہ اعلان نہیں کرسکے کہ علامہ شبلی جو اپنی غلطی سے مستعفی ہوگئے ہیں پھر اپنے عہدہ پر بحال ہو جائیں جیسا کہ اون تجاویز سے جو بانی جلسہ دھلی جناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خانصاحب کے خط مورخہ ۱۶ اپریل و ۵ مئی سے ظاہر ہوتا ہے - جو نقائص اب تک دار العلوم میں عام طور سے ظاہر کیے گئے ہیں ' جہانتک انکی اصلیت ہے وہ سب زمانہ استعفا علامہ شبلی سے قبل کے ہیں ' اور بنا بر بہ اعتراضات استعفا کے معاً تین دن کے بعد شروع ہوے ہیں ' اور ظاہر ہے کہ تین دن میں اوئی تبدیلی نصاب درس اور طریقہ تعلیم اور مدرسین میں نہیں ہوئی - چنانچہ اسیوجہ سے مجبوراً کمیٹی منعقدہ دھلی نے اپنی کل قوت موجودہ دستور العمل ندوۃ العلماء پر اعتراضات اور پر صرف کردی' اور ایک نیا دستور العمل بذریعہ واسطے غور و بحث کے دفتر ندوہ میں بھیجدیا -

دستور العمل کے متعلق ارکان ندوۃ العلماء یہہ عرض کردینا مناسب سمجھتے ہیں کہ ہمکو دو تین سال پہلے اس بات کا خود احساس ہوا کہ ندوۃ العلماء اور دار العلوم کی ترقی پذیر حالت کے لحاظ سے دستور العمل میں ترمیم کرنیکی حاجت ہے' جیسا کہ عموماً ایسے بڑے کاموں میں عمل کے بعد دستور العمل میں ترمیم کرنیکی ضرورت پیش آیا کرتی ہے - چنانچہ اوسکی تنظیم کیلئے چند قانون داں ارکان کی ایک سب کمیٹی قائم ہوئی تھی اور اسپر غور کر رہی تھی ' اور اب اسکو مکمل کر کے دفتر ندوہ میں بھیجدیا ہے جسکی اشاعۃ عام کو دیدی ہے' اور اخبارت میں اظہار راے کیواسطے بھیجدیا گیا ہے - واقعات مندرجہ بالا سے حضور پر بخوبی واضح ہوگا کہ :

(۱) انتظام موجودہ آخر جولائی سنہ ۱۳ سے قائم ہے

(۲) ارکان موجودہ کو کافی موقع اس بات کا نہیں دیا گیا کہ وہ دار العلوم کی اصلاح و ترقی کرتے -

(۳) اسٹرائک طلبہ دار العلوم سے جو نتیجہ نقائص انتظام موجودہ کا ملک اور قوم پر ظاہر کیا گیا ہے' وہ در اصل نتیجہ اوس ناجائز کارروائی کا تھا جو اعتراض دائمی کی بنا پر طلبہ پر اثر ڈالکر اس غرض سے کی گئی کہ قوم میں اوئی شورش پھیلا کر یہ دکھایا جاے کہ علامہ شبلی کا وہاں سے علحدہ ہونا اغراض و مقاصد ندوہ کے بالکل خلاف ہے ' اور اونکو بحال ہونا چاہیے -

(۴) کمیٹی اصلاح منعقدہ للعلمؤ و منعقدہ دھلی کا اصل مقصد بھی یہی اعتراض تھے ' جو حدیق الملک کے خط سے صاف ظاہر ہوتے -

(۵) جو کام اصلاح کا کہ کمیٹی دھلی نے جسمیں کمیٹی اصلاح للعلمؤ بالاخر ضم ہوگئی اسوقت کیا اور وہ اس سے زیادہ کچھہ نہیں ہوسکتی تھی وہ یہ ہے کہ کمیٹی مذکور نے ایک نیا دستور العمل واسطے غور و بحث اراکین ندوہ کے بھیجا حالانکہ خود اراکین اس کام کو کررہے تھے

حضور عالیہ نے امداد شاہانہ اس خیال پر کہ ندوہ میں نقائص ہیں اور جب تک کہ وہ بذریعہ کمیٹی اصلاح رفع نہ ہوجاے ملتوی فرمائی تھی -

اب چونکہ کیفیت و نتیجہ کمیٹی اصلاح کا معلوم ہوگیا اسلئے اجرا کی جانب بددکان حضور کی توجہ مبذول فرمائے کی درخواست بجا ہے - دوسرے یہ امر بھی قابل غور حضور ہے کہ جب قوم میں شورش پیدا کردی گئی ہے اور اوسکی وجہ سے اراکین اسقدر چندہ بھی بمشکل جمع کرسکے ہیں جو ہر سال معمولا جمع ہوا کرتا تھا' تو ایسے نازک وقت میں امداد شاہانہ نے ملتوی ہوجاے کا کیا نتیجہ ہوگا کہ جو اصلاحیں ہمارے ارادہ میں ہیں اور ہم امید رکھتے ہیں وہ کہ دوسکیں اور خدا نخواستہ یہ مذہبی دارالعلوم بند ہوجاے ' اور اگر اسیوجہ سے تھوڑے دنوں کے لیے دارالعلوم بند ہوگیا تو پھر اس کا از سر نو زندہ ہونا بلحاظ ہمارے قومی اور مذہبی حالات کے بہت دشوار ہوگا لہذا ہم اراکین ندوہ عرض پرداز ہیں کہ حضور عالیہ بلحاظ شکستہ حالی و بلحاظ اس امر کے کہ اسے مدرسگاہ کو بوجہ وقت سرمایہ بند ہوجانا اوسکے قومی اور مذہبی اغراض کے بالکل خلاف ہوگا ' امداد شاہانہ کو حسب معروض الوالا میں ہے حکم نفاذ جاری فرمادیں -

القاب و آداب و اقبال نایاب و درخشاں باد

ایجنٹوں کیلئے کمیشن

ہفتہ وار الہلال کی ایجنسی میں نہایت معقول ہے

درخواست میں

حامدی لکھیے - ندوہ جس کے اعلان اور

ہدایت اسلامی

کی تبلیغ سے بڑھکر آج دنیا میں مجاہدہ دینی نہیں ہے -

اسپر نفع مالی مستزاد

المناظرة والمناظرة

الاعتصاب في الاسلام

(دفع مطاعن و ازالۂ شکوک)

مولانا شبلی احمد صاحب عثمانی کے اعتراضات کا حاصل یہ ہے کہ (۱) حدیث احاد (۲) و حدیث احاد (۷) میں تناقض ہے لیکن میں نے معدودے کروہ کے مقابلے میں قوی گروہ کی استدلال کو قطعاً باطل نہیں کہا بلکہ صرف عدم اولویت کا مدعی ہوں جیسا کہ حدیث اول میں "سردار" کا لفظ دلالت کرتا ہے "ازار لنگی" وغیرہ صحیحہ کی بنا پر "جائز نہیں" کا دعوہ اپنے حدیثی مقالہ میں میں نے "مستحب نہیں" کا دعوہ لکھا تھا جو دعوہ میں شاید بہت زیادہ گیا - اس بنا پر آنحضرت کا طرز عمل حدیث اول کا معارض نہیں کیونکہ تعارض صرف احکام و اسکان و وقوع میں ہو سکتا ہے کہ عدم اولویت - وقوع عمل کیونکہ عدم خلاف اولیٰ فعل جائز ہوسکتا ہے

میں نے پہلا نقطہ قریش اور حضرت اسمٰعیل کے طرز عمل سے نکالا تھا

قریش کی استرایک کی اصل بنیاد تکبر و نخوت پر مبنی تھی لیکن حضرت ابوبکر کا طرز عمل بھی داعی اسلام کے اثر سے خالی نہ تھا - اسلئے خدا نے اونکو رزاق دیا، مدرسین و منتظمین مدرسہ بھی داعی اقتدار ہی کے قائم رکھنے کے لیے طلباء کا کھانا وغیرہ بند کردیتے ہیں، اسلئے حضرت ابوبکر کے طرز عمل پر اوسکو قیاس کرکے خلاف اولیٰ قرار دیا جاسکتا ہے کیونکہ نہی کمالسے کم از کم عدم اولویت ضروری ہے، لیکن آنحضرت کا طرز عمل بالکل جمہوری اصول پر مبنی تھا اسلئے وہ خلاف اولیٰ بھی نہیں ہے "لم ینتقم لنفسه الا ان تنتهك حرمة الله" کی شان یہاں بھی قائم ہے -

اخلاق کے ابواب میں عدل کے ساتھہ ایک باب احسان اور عفو و درگذر کا بھی ہے، اور اسکی توقع صرف بزرگوں سے ہوسکتی ہے، یہی وجہ ہے کہ جب کسی بڑے شخص نے چھوٹے سے قطع تعلق کیا ہے تو اخیر میں اوسکو ندامت ہوئی ہے - حضرت عائشہ کے ایک مرتبہ حضرت ابن زبیر سے قطع کلام کردیا اور مدتوں اون سے نہ بولیں، لیکن بعد میں جب انھی اونکو یہ افسوسناک واقعہ یاد آتا تھا تو اس قدر روتی تھیں کہ دوپٹہ تر ہو جاتا تھا" (۱) لیکن چھوٹوں نے جب اس قسم کا قطع تعلق کیا ہے تو اسپر اونکو کوئی ندامت نہیں ہوئی حضرت فاطمہ نے مرتے دم تک حضرت ابوبکر سے قطع کلام نہیں اور اس مرتے دم تک نہ بولیں لیکن اونکو اس پر کچھہ افسوس نہیں ہوا (۲) اسی طرح یہ بات کہ آنحضرت کے کعب ابن مالک سے بحیثیت اوسناد کے قطع تعلق کیا تھا تو یہ نازیبا بارد ہے آنحضرت کا جمع منصب صرف نبوت ہے، خلافت، تعلیم، قضاوت، امارت وغیرہ منصبی شاخیں ہیں، جہاد کا تعلق صرف نبوت کا خلافت ہی سے ہوسکتا ہے، آپ کی اسنادانہ حیثیت تو اس میں کچھہ دخل نہیں ہے، کیونکہ میدان جہاد دیر بند کا مدرسہ نہیں تھا جہاں آپ تعلیمی

(۱) بخاری مطبوعہ دولتی جزو ۸ ص ۲۰ کتاب الادب
(۲) بخاری جزو ۸ ص ۱۴۹ کتاب الفرائض -

اسرایک کرے، اور قریش نے تو آپ کو سرے سے اوسناد ہی تسلیم نہیں کیا تھا - یہ تو اعتراف نبوت کے بعد کی منزل تھی لیکن صلح حدیبیہ میں تو اتنک صاف کو شخص نے کہدیا تھا کہ اگر ہم آپکو "رسول اللہ" مانتے تو آپ کی راہ میں رکاوٹ ہی کیوں پیدا کرتے - آنحضرت کی کچھہ ذاتی خصوصیتیں بھی تھیں جیسا کہ آپ نے تبسم نعل کے معاملے میں علانیہ اعتراف کیا تھا "انما انا بشر مثلکم" جب حضرت عائشہ آپ سے ناراض ہوکر آپ کا نام لینا چھوڑ دیتی تھیں (۳) تو اوسوقت اب اونکے اوسناد ہونے پر واقعہ افک میں جب اب ایک مہینہ تک حضرت عائشہ کے پاس تشریف نہ لائے، تو آپ کا یہ قطع تعلق اوسنادانہ نہ تھا بالکل ذاتی تھا (۴) "انما بعثت معلما" کا فقرہ بھی آپ نے خاص اوسی حالت میں کہا تھا جب صحابہ کے دو گروہوں میں سے ایک گروہ مصروف تلاوت قرآن تھا (۵) اسلئے آنحضرت کے تمام افعال کو صرف آپ کی معلمانہ حیثیت میں محدود کردینا صحیح نہیں

لیکن مولانا موصوف کی سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ وہ مجھکو مدعی سمجھے ہیں حالانکہ میں تو صرف یہ کہتا ہوں، میرے مضمون کے اول ہی میں ظاہر کردیا ہے کہ میں مدعیان عدم جواز استرایک کے دلائل پر نقد و بحث کر رہا ہوں، ان لوگوں نے ایک دلیل یہ قائم کی تھی کہ "استرایک پورپ کی پیداوار ہے" اب بعض دلائل کے متعلق میرا مقصد صرف یہ تھا کہ اشتراکی طرز عمل سے استرایک کی مثالیں، براہم اپنا اسلئے میں نے بیلے دیہاتیوں کی مثال دی، پھر قریش کے طرز عمل کو پیش کیا - حضرت ابوبکر کے واقعہ کا ذکر بھی اسی حیثیت سے کیا کہ گو وہ اصطلاحی استرایک نہیں ہے، لیکن جب اوستاد کو باپ فرض کرکے اونکے حقوق کو حقوق والدین پر قیاس کیا جاتا ہے حالانکہ آنحضرت، صحابہ، بلکہ تابعین و تبع تابعین نے بھی اساتذہ کو باپ نہیں کہا ہے، تو ہم اشتراک علت کی بنا پر استرایک کو بھی حضرت ابو بکر کے طرز عمل پر قیاس اسکے ہیں، اسکے بعد آنحضرت کے جمہوری طرز عمل سے اسکی تائید ہی، لیکن اس واقعہ کو صرف اس حیثیت سے پیش کیا تھا کہ وہ انشاء میں رافع ہوا تھا - اوسکی شرعی حیثیت مقصود بالذات نہ تھی، گو اوس سے شرعی استدلال بھی کیا جاسکتا تھا، مقالہ کا استنباط بھی تبعاً واسنطراداً تھا - اسلئے اگر کل مقالہ غلط ثابت ہوجائے تو بھی اس واقعہ کو کوئی صدمہ نہیں پہنچ سکتا، اسکی تردید کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ یا تو اس واقعہ کو دوسرے سے غلط ثابت کیا جائے یا عرب کو یورپ کے نقشہ میں دکھایا جائے، استرایک کو میں نے وطنی کہا ہے، کیونکہ فطرۃ اصل اشتراک میں اتحاد ہے اور یہی وہ اتحاد ہے جو استرایک کی بھی دلیل ہے، کیونکہ کسی شے کی دلیل سے اسکا عدم بطلان ثابت نہیں ہوتا - اخیر میں ہم تسلیم کرلیتے ہیں کہ آنحضرت کا بحیثیت اوستاد کے بعض اس مالک سے قطع تعلق کیا تھا لیکن یہ کس دلیل شرعی سے ثابت ہے کہ آں حضرت کے افعال و تعلقات صرف اساتذہ ہی کر سکتے ہیں - طلباء کیوں نہیں کرسکتے؟ اگر آنحضرت کے افعال اساتذہ کیساتھہ مخصوص ہیں، تو طلباء کو نماز، روزہ، حج، اور زکوٰۃ سے بھی آزاد کردینا چاہیے، حالانکہ ہندوستان کی استرایک کے دوران میں انھی مرافض کی عدم پابندی کی بنا پر طلباء کو بدنام کیا گیا تھا - (عبد السلام ندوی)

(۳) بخاری جزو ۸ ص ۲۱ کتاب الادب
(۴) بخاری جزو ۵ ص ۱۱۹ کتاب المغازی
(۵) سنن ابن ماجہ ص ۳۴ کتاب العلم -

Printed And published by A. C. AZAD, at the ILLAL electrical purg. and publg. House, 14 Molod Street, CALCUTTA.

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۱۵ — کلکتہ: چہار شنبہ ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۳۲ ہجری — Calcutta. Wednesday October 7. 1914 — جلد ۵

مقصد وحید

الامر بالمعروف والنہی عن المنکر

وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ، هُوَ
اجْتَبَاكُمْ، وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ
مِنْ حَرَجٍ، مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ، هُوَ
سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلُ وَفِي هَذَا
لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ، وَ
تَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ، فَأَقِيمُوا
الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ، وَاعْتَصِمُوا
بِاللَّهِ هُوَ مَوْلَاكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلَى وَ
نِعْمَ النَّصِيرُ! (۲۲ : ۷۸)

جرمن توپخانہ کا ایک منظر جو میدان جنگ میں نصب ہے

[illegible] جسمیں جرمن اور انگریزی سوار ایک دوسرے پر حملہ کرنے ہے ۔
[illegible] کہے ہوئے بڑی سرعت کے ساتھ جارہے ہیں

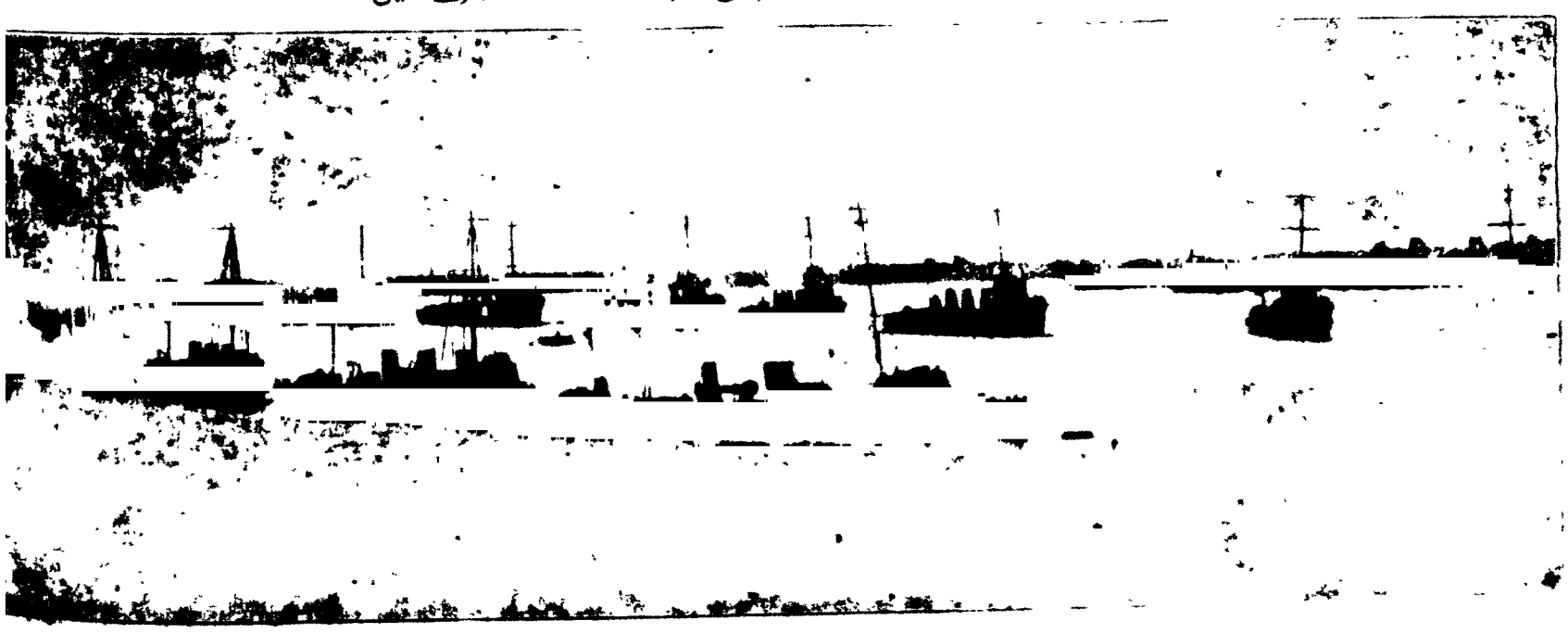

[illegible] ایک منظر عمومی

بلجیم کے دار السلطنت برسلز میں بلجین جنرمہ ہ ایک منظر جسمیں وہ اتحادیوں کے سادہ ایک راستے سے گزر رہے ہیں

ایک ٹوٹ روسی وضع کی ٹرین

فرانس میں قتال و جدل کا ایک منظر جسمیں جرمنین جسمیں فرانسیسی اور جرمن سوار سرگرم ہیں

روسی ریلوے کی ایک چوٹی کا منظر جسمیں وہ گاڑیاں بھی منظر آرہی ہیں جن پر روسی سفر کی بار برداری کا دارومدار ہے

ملین جس پر راستہ کا نام لکھا ہوا ہے اور بلجین حصص اس نوشتہ کو مٹا رہا ہے تاکہ جرمن فوجوں کو صحیح راستہ نہ معلوم ہوسکے

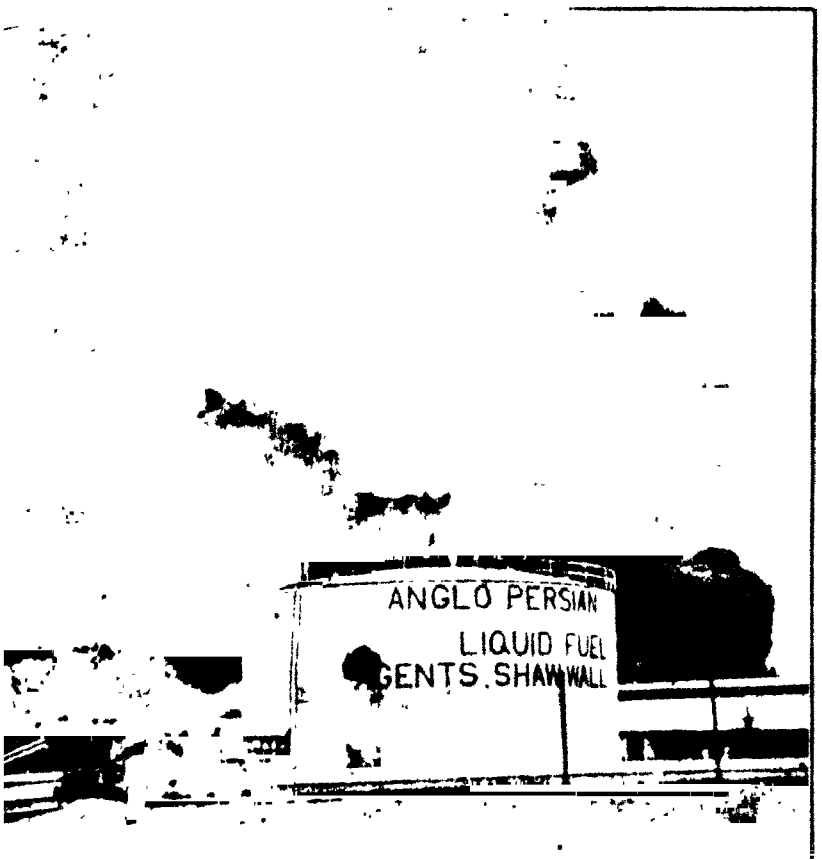

برما اوئل کمپنی کا ایک تالاب جس پر دو گولے آ کے گرے ہیں اور اس
میں اسکے بائیں جانب ایک تالاب سے سرخ فلک شعلے بلند ہو رہے ہیں

کراسن تیل کے تالابوں کا ایک منظر عمومی جنکو ایمدن کے گولوں
نے مشتعل کر دیا ہے

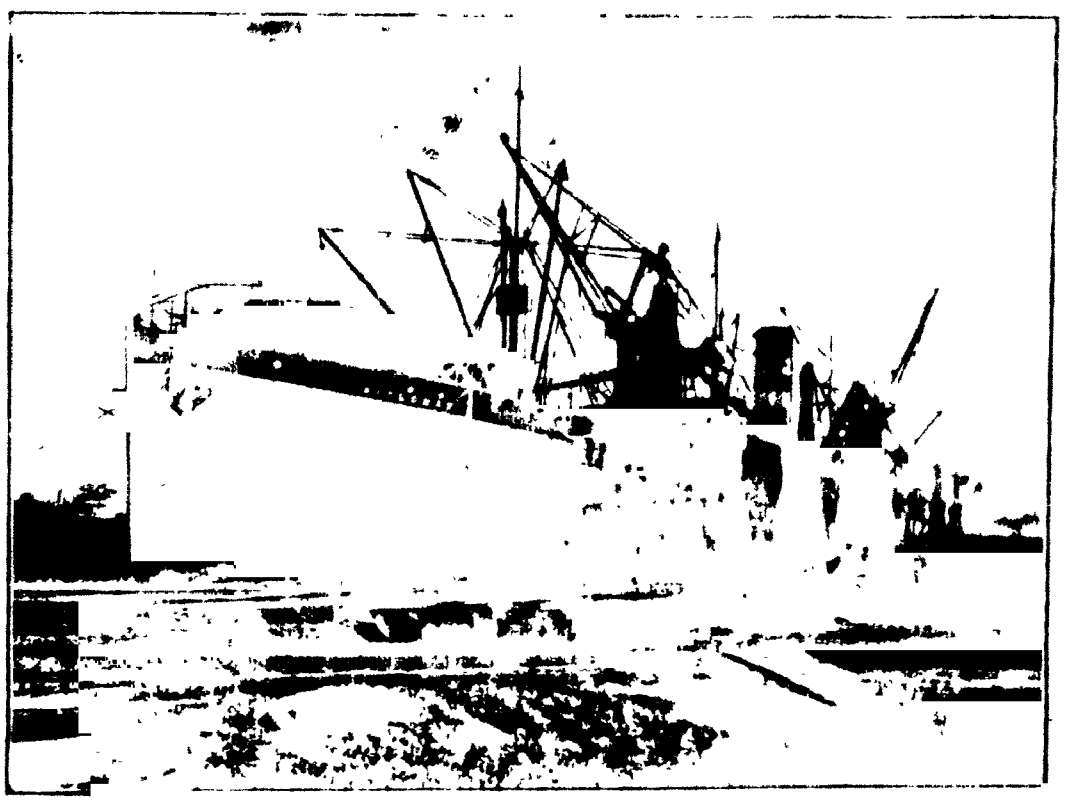

ایس ایس دارلومنٹ نامی جہاز جسے ۱۳ ستمبر کو ایمدن نے خلیج بنگال میں غرق کر دیا ہے

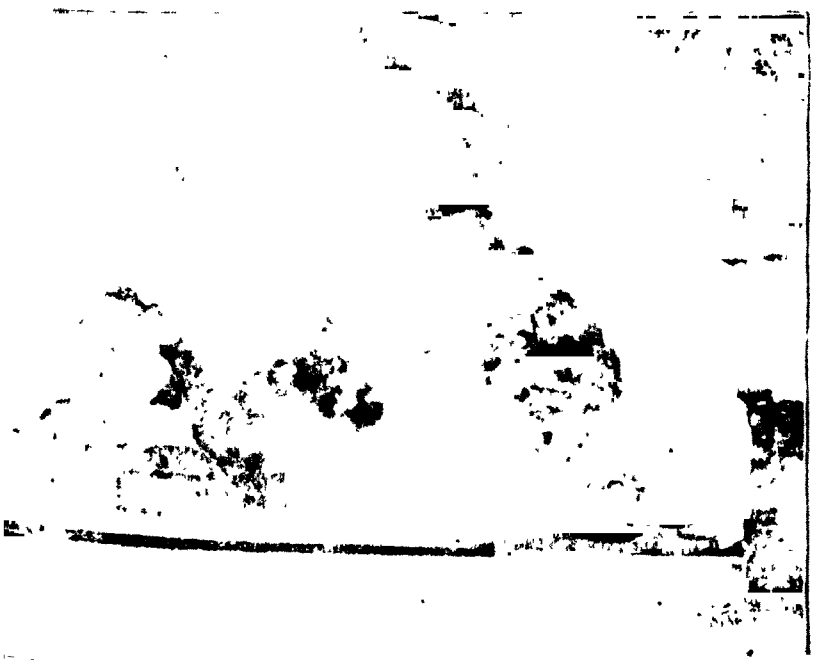

کراسن تیل کا آخری تالاب جس سے قیامت خیز شعلے بلند ہو رہے ہیں

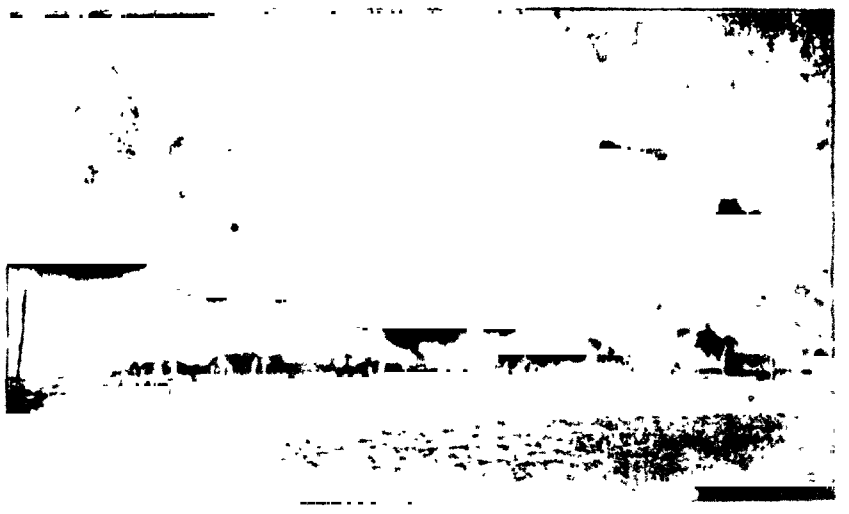

ساحل پر کا ایک منظر آتشیں جسمیں کراسن تیل کے ایک
جلتے ہوئے تالاب کے شعلے نظر آرہے ہیں

ہر انسان کی ابر و ابتر بہا نسبت ایدی الناس ! !

نامور میں بلجین افواج کے اجتماع کا ایک منظر عمومی

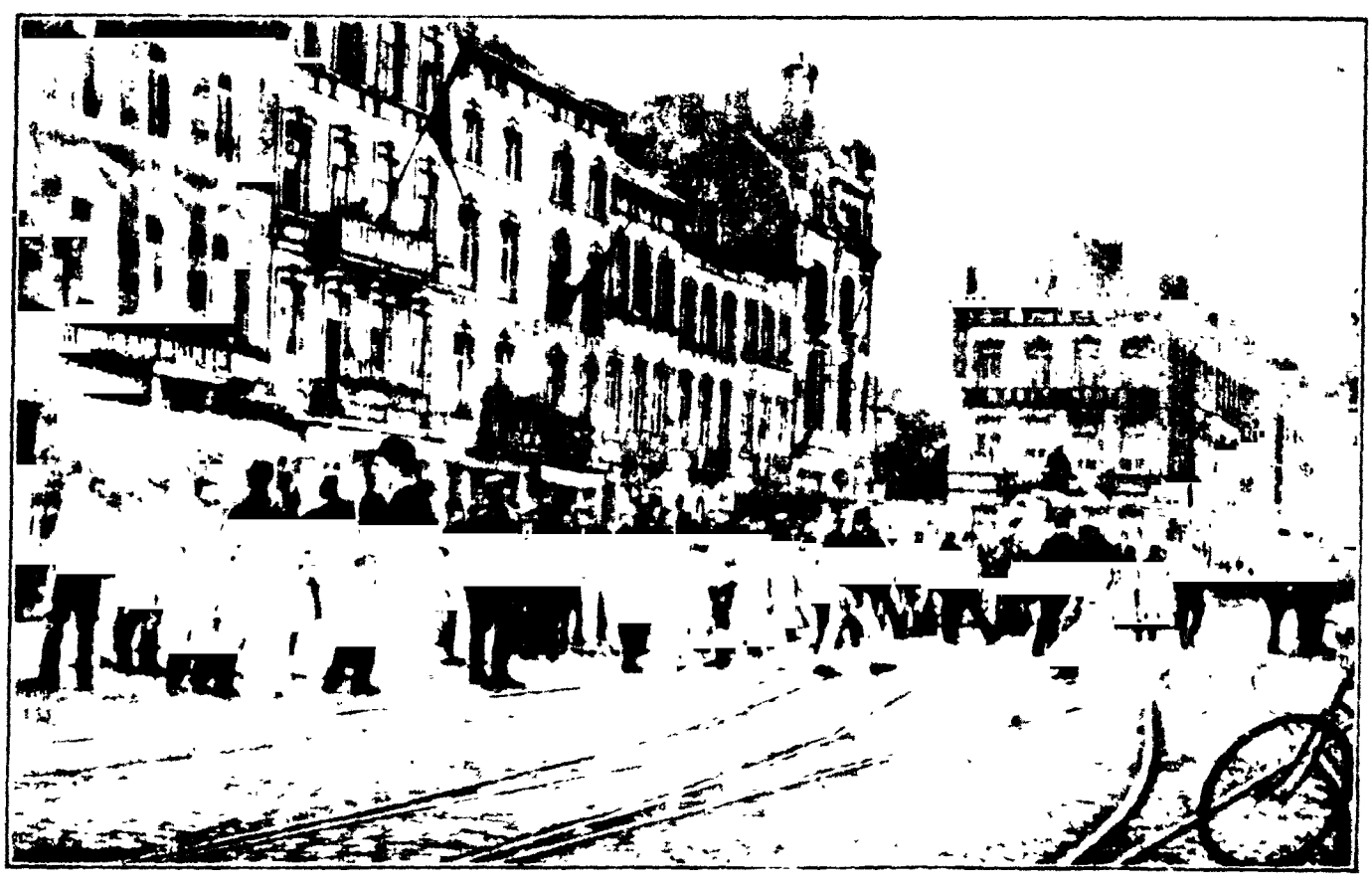

نامور میں بلجین افواج کے اجتماع کا ایک دوسرا منظر جسمیں فوج جمع ہو چکی ہے

روسی وسائل سفر ارتحال کا منظر عمومی یعنی جرمن سرحد سے روسی پولینڈ کے دارالسلطنت وارسا تک جانے والی لائن جس پر جرمن فوجوں نے قابض ہونیکی کوشش کی تھی

روسی لشکر کی ایک عجیب و غریب خ ج ک کا کام یہ ہے کہ اثناء جنگ میں جب سامان غذا کی قلت ہو تو شکار کرکے گوشت وغیرہ بہم پہنچالے

مراکب بحریہ مخفیہ ! الات وسلاسل ناریہ و متصادمہ تحت البحر !

تحت البحر سب سیرین کشتیاں بحری ایجادات میں سب سے آخری اور سب سے زیادہ خوفناک و بے خطا ایجاد ہے - حال میں ان کشتیوں نے بحری سرکو
اور تباہ کن گولوں نے متحدہ ہولناک نقصان پہنچائے ہیں - برطانیہ کے تین جنگی جہازوں کو پانچ جرمن تحت البحر کشتیوں نے پھولے پھلے معنے بالکل
تباہ کردیا - یہ تصویر دو انگریزی تحت البحروں "کلاس" نامی کی ہیں، جو بحر شمال میں تباہ کن سلسلے پھیلا رہی ہیں -

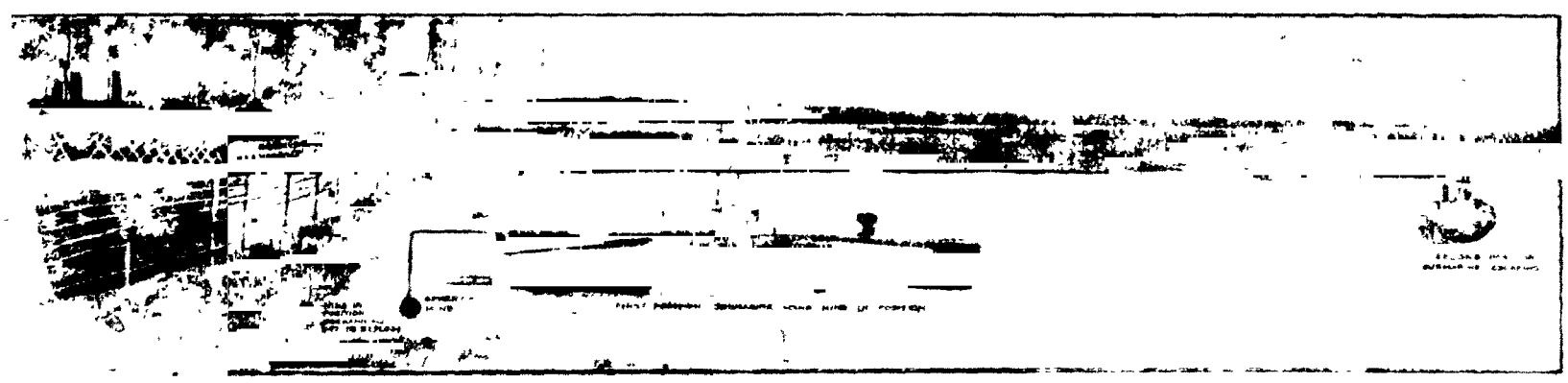

اس تصویر میں واضح کیا ہے کہ تحت البحر کشتی اپنا ہولناک کام انجام دیتی ہے ؟ یہ ایک بندرگاہ ہے جہاں دشمن کے
ساحلی دفاع کے انتظامات کیے ہیں - اچانک ایک تحت البحر کشتی پہلے پر سطح سمندر کے نیچے چلی
گئی - اوپر کا سیاہ حصہ سمندر کی سطح ہے اور کشتی سمندر کے نیچے بندرگاہ کی طرف جا رہی ہے سامنے
ایک گولہ لٹک رہا ہے جسے قریب پر ہوا اسنے بندرگاہ کی جالی کے پاس رکھدیا اور پیچھے ہٹکر اپکے
دھنے جانب چلی آئی، اور چپ چاپ مقیم ہوگئی اب یکایک وہ پھٹ کر تمام ساحلی دفاع کے
انتظامات کو فنا کردیگا !

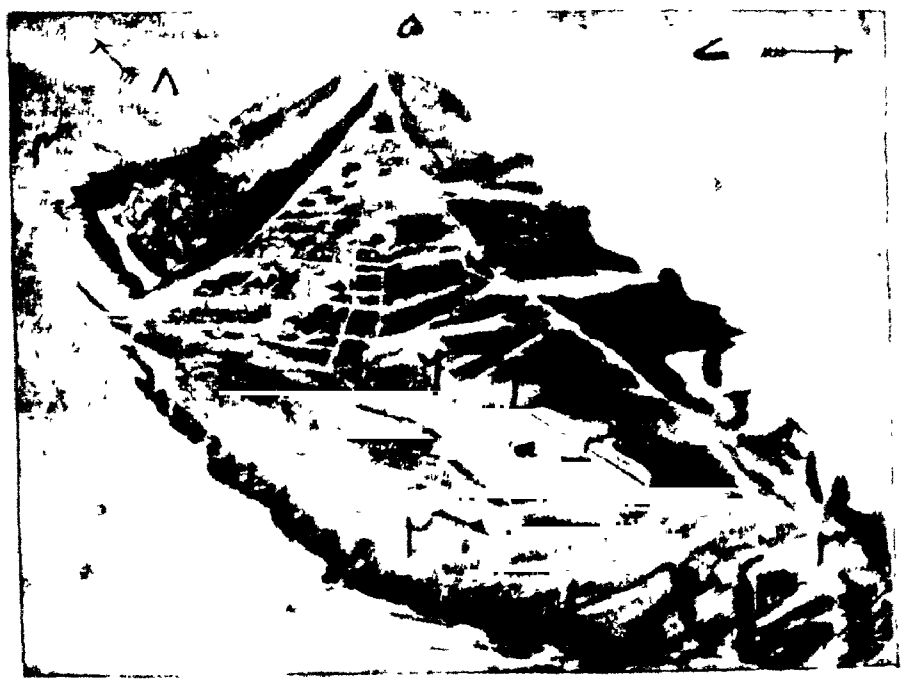

جزیرہ ہلیگولینڈ

آغاز جنگ سے جرمنی کے اس عجیب و غریب چھوٹے سے جزیرہ کا بارہا ذکر آچکا ہے جسے - حقیقت سمجھنے انگلستان نے اپنے موجودہ حریف کے حوالے کردیا
تھا - پہلے دنوں اسکے قریب ایک بحری معرکہ بھی ہوچکا ہے جسمیں انگریزی جہازوں کو کامیابی ہوئی - اس مرقع میں پورا جزیرہ مع اپنے استحکامات
کے دکھلایا گیا ہے : ۱ ہوائی جہاز کا اسٹیشن ہے ۲ قلعہ ہے ۳ اور ۸ اور ۴ بحری سرنگوں کے مراکز ہیں - یہ وہ مقام
ہے جہاں معرکہ ہوا تھا - ۶ ہوائی رسدگاہ اور توپ خانہ ہے - ۷ بحر شمال کی برطانی وسعت کی جانب ہے

حکایت موش و گربہ !

مسٹر خروچیل اولین خداوند تحویلات برطانیہ

جنھوں نے ۲۱ - سپتمبر او والتیوروں نے ایک مجمع میں تقریر کرتے ہوئے کہا :
" اگر جرمن نیزہ جنگ لیلیے اد ہدا ہو وہ اس طرح اپنی
پوسیدہ پوشیدہ جگھوں سے نکالا جائیگا جیسے چوہے
سوراخوں سے نکالے جاتے ہیں "

شیر برطانیہ کے منہ سے بڑا لمبی لمبی "کونیں میری"
جو اس نے - جرمنوں کو انکے پوسیدہ بلوں سے نکال کر
مارنے کیلئے لگائیں

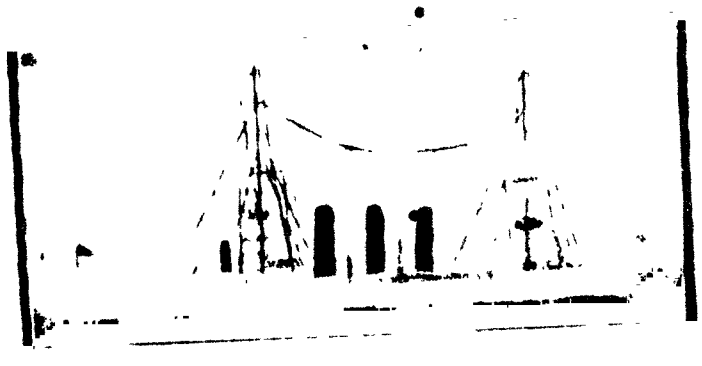

ایک سرخ چوہا "ایمڈن" جو ہندوستان تک چلا آیا
مگر عنقریب اپنی سرخی کی سزا پائیگا !

لارڈ کچنر ناظر حربیۂ حالیۂ رطانیا سدھی ۔ تھا ؛ " انگلد [illegible] آسری مرتبہ ینجا گردنے کملئے صیار ہوگیا ہے "

[illegible] آزاد [illegible] ہوئے

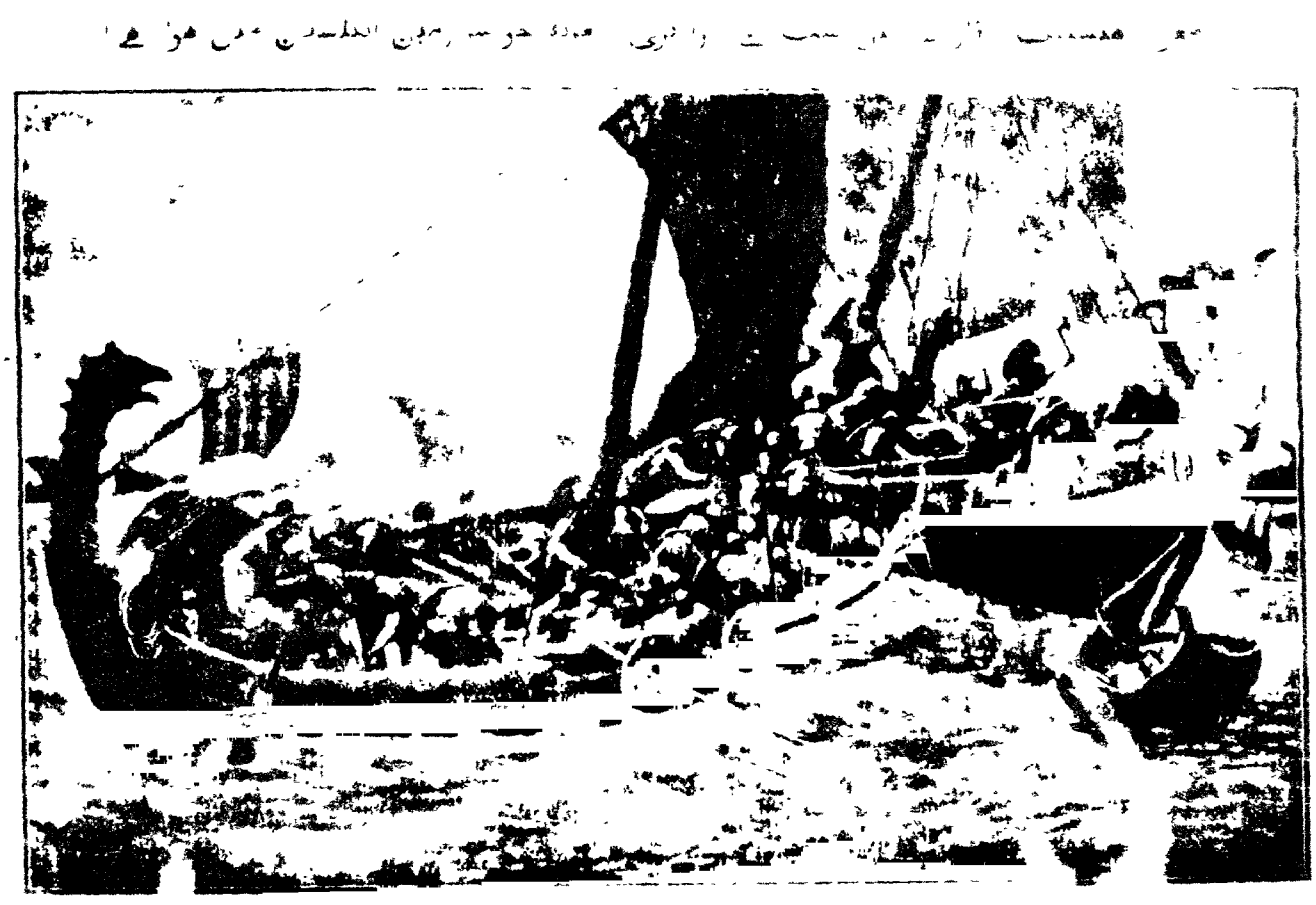

معراۂ [illegible] کہ العزید اعظم کے زمانے میں [illegible] کے ذائقہ کے ساتھہ رفوع میں آیا ۔ سنہ ۸۹۷ سیدھی ؛

مراکب هوائیه محیره ! منتهاء ترقیات فضائیه حالیه ! !

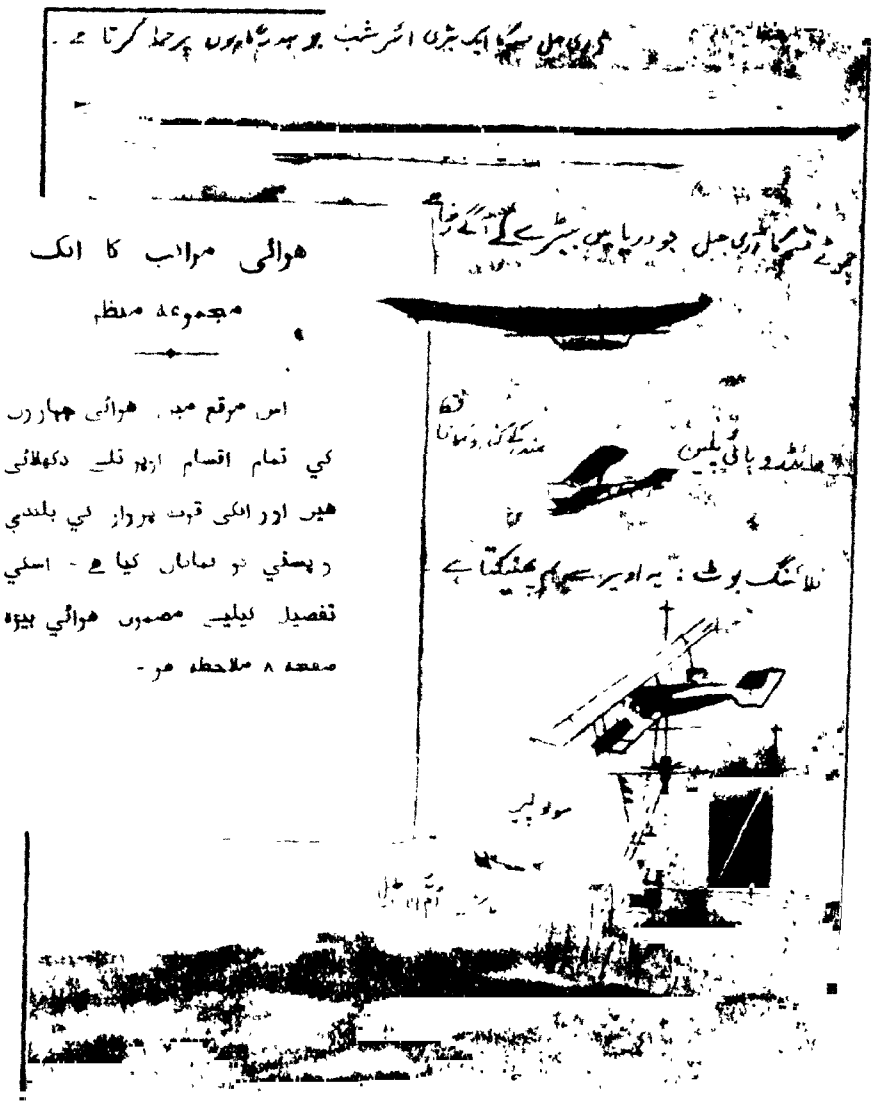
جرمنی کی بحری جنگ کا ایک بڑی ائر شپ جو بحر کے جہازوں پر حملہ کرتا ہے
جرمنی کی بحری جنگ جو دریا میں بیٹری کے آگے ہوا
ہائیڈرو پلین
ہنڈ کے کنارے رہتا ہے
فلائنگ بوٹ : یہ اوپر سے پانی پر چھلکتا ہے
سوو پلین

هوائی مراکب کا ایک
مجموعه منظر

اس مرقع میں هوائی جہازوں
کی تمام اقسام ازبر تلے دکھلائی
هیں اور انکی قوت پرواز کی بلندی
و پستی کو نمایاں کیا هے - اسکی
تفصیل لیلیے مضمون هوائی بیڑه
صفحه ۸ ملاحظه هو -

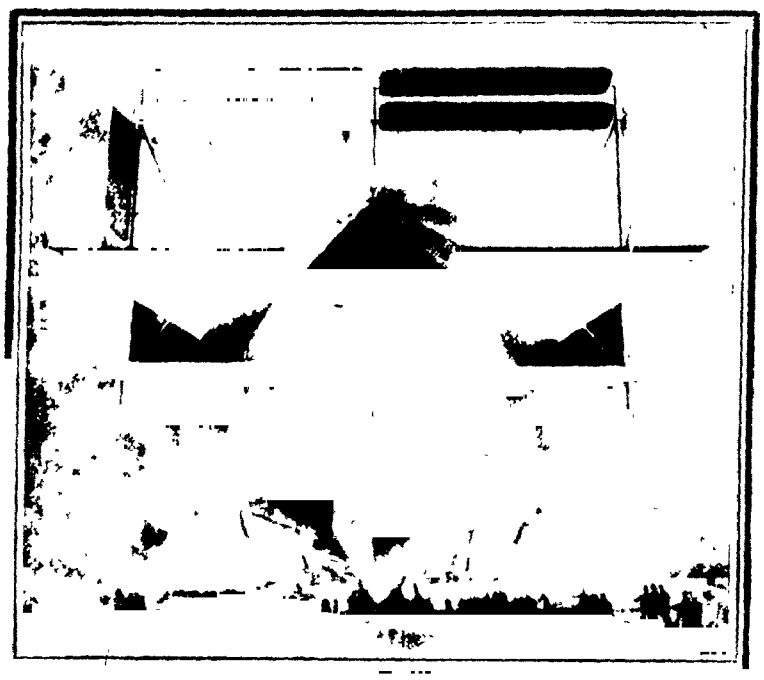

شیڑه نما هوائی جہاز

یه ایک بارہ پروں ایجاد هے چمگادر کی شکل کا هوائی جہاز
بنایا گیا هے ماهرین فن کا بیان هے که هوا کی هر حالت
پر اسے سب سے زیادہ قدرت حاصل هوگی !

انگریزی جدید ترین ہوائی پلین (یعنی محض تفریس کا ہوائی جہاز)

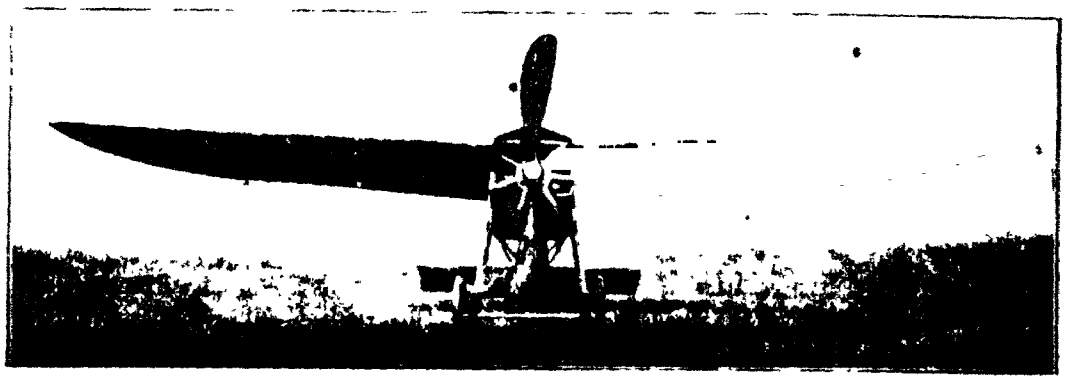

انگریزی عسکری ہوائی پلین

یعنی فوج کے استعمال هوائی جہاز - سمیر ہوا میں بہت قابل اطمینان هے

مدیر مسئول و رئیس قلم تحریر

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت

۱۴ — مکلوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

ٹیلی فون نمبر ۶۴۸

سالانہ — ۱۲ — روپیہ

ششماہی — ۶ — ۱۲ — آنہ

الہلال

For Address Alhilal Calcutta
Telephone No. 648

AL-HILAL.

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad.

14, McLeod Street,

CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs. 12

Half-yearly ,, Rs. 6-12

نمبر ۱۵ — کلکتہ چہار شنبہ ۱۶ - ذیقعدہ ۱۳۳۲ ھجری — Calcutta . Wednesday, October 7, 1914 — جلد ۵

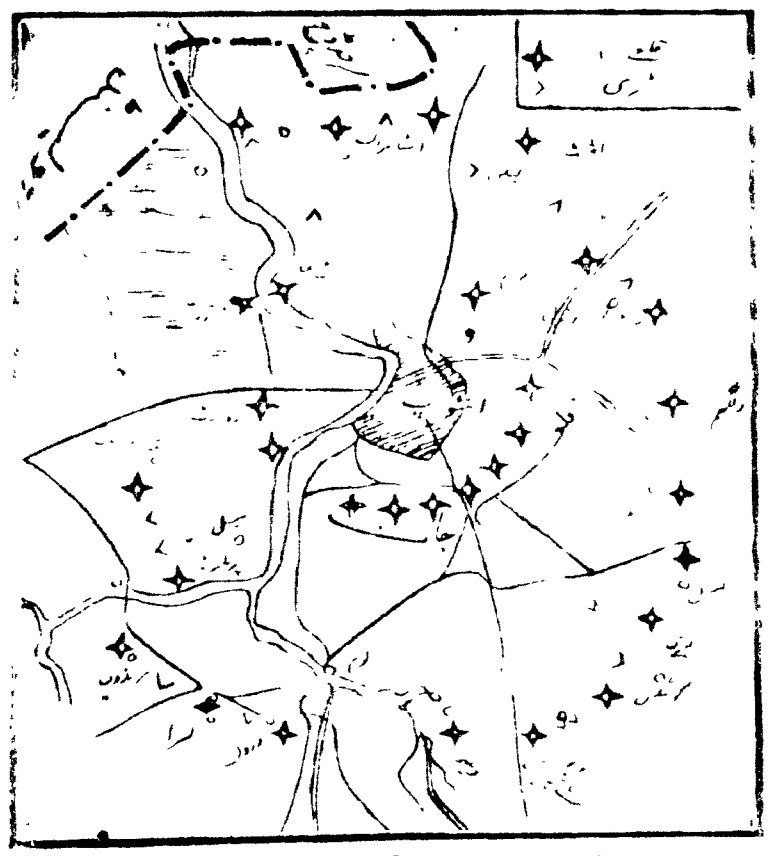

ولہلمین مورچہ بی آخرین پناہ گاہ ابنڈورپ جو جرمن موجوں میں محصور ہے اور خوفناک گولہ باری کا ہدف بنا ہوا ہے

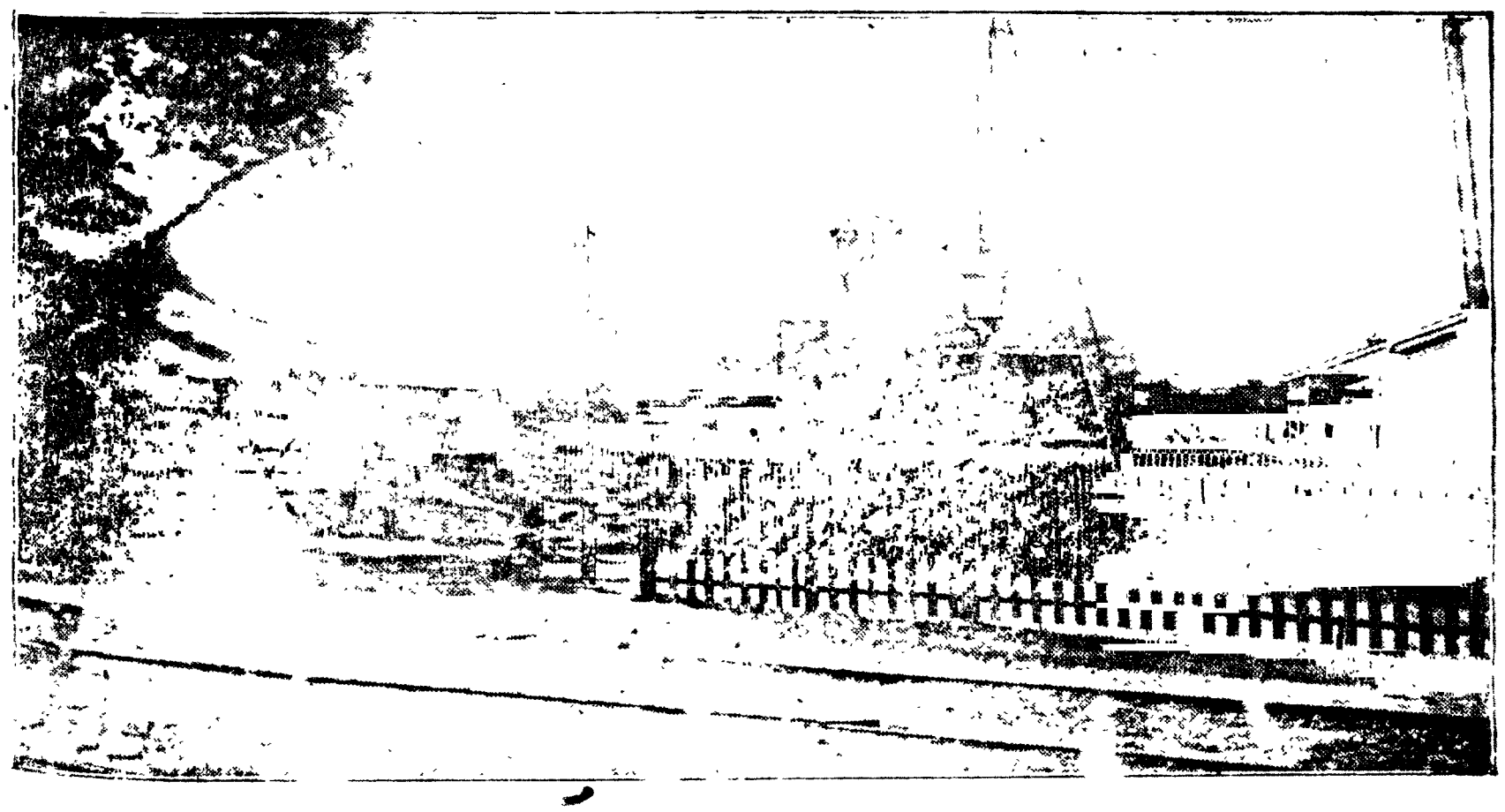

بیلجیم اسٹیشن کے صحن کا ایک منظر عموماً جسکے پیچھے سے آشیانہ کا [illegible] ہوا ہے

هفتـــه جنـگ

فرانس کی قلمرو کے اندر جو معرکه هو رها تها' اسکا فیصله ابهی تک نهیں هوا هے -

۲۹ کے ریوٹر کے تار سے معلوم هوتا هے که ۲۸ کو پیرس میں ایک سرکاري اطلاعنامه شائع هوا هے' جسمیں اسوقت کی موجوده حالت کا یه نقشه کهینچا گیا هے -

" بائیں بازو کے متعلق جو خبریں موصول هوئي هیں وه اپنے مفید و موافق هیں - قلب میں هماری فوج نے کامیابی کے ساتهه مزید سخت جوابی حملوں کو روکا هے - دریاے می یوز کي بلندیوں پر هم نے کسیقدر ترقي کي هے' ورڈن میں سخت کهرے کي وجه سے پیشقدمی روک لي گئی - لورین اور واسجیس میں حالت غیر متغیر هے "

اسی تاریخ کو ریوٹر کے "ایپل ٹارز" سے آیا هوا جو مراسله سرکاري تار شائع کیا تها' اسمیں یه تها که " جرمن فوج نے اپنے پوزیشن کی کمزوری اور پیچیدگي کو محسوس کرکے جوابي حملے شروع کیے مگر هر مقام پر انکو ناکامی هوئی - جرمن هزارها زخمي اور مقتول چهوڑ کے بهاگے - اس تار میں پڑهنے کے قابل فقره یه تها که " بهت سے جرمن اگرچه همارے هاتهه سے بچکے نکل سکتے هیں' مگر وه عمداً هتیار ڈالدیتے هیں' کیونکه وه جانتے هیں که لطف و مهربانی هماري اسیري کی ان کا انتظار کر رهی هے " -

۲۹ ستمبر کو جو تار آئے هیں انسے یه معلوم هوتا هے که جنگ هوئي مگر کوئی قابل اعتنا نتیجه نهیں نکلا چنانچه فلم اطلاعات رسمیه نے یه اطلاع دي تهی که " حالت میں درحقیقت کوئی تغیر نهیں هوا هے - متحده فوج کے بائیں بازو پر سخت جنگ هوئي مگر وه اپني جگهه پر قائم هے " -

پیرس سے اسي تاریخ کو جو سرکاری اطلاعنامه شائع هوا تها اسمیں فلم اطلاعات رسمیه کے تار سے کسیقدر زیاده تفصیل تهی - اسمیں یه بتایا گیا تها که سوام اور ارئس کے شمال میں دشمن نے دن اور رات کو چند حملے کیے مگر وه سب پسپا کردیے گئے - شمال آلسن میں کوئی تغیر نهیں هوا - قلب میں دشمن نے اپني کارروائی کو گولہ باري تک محدود رکها - ارگون اور می یوز کے درمیان میں متحده فوج نے کسیقدر ترقی کي - واسجیس ' لورین ' اور ورڈن میں کوئی قابل ذکر امر نهیں هوا - اسی تاریخ کے تار میں یه تسلیم کیا گیا هے که جرمنی نے خط آلسن کو عجلت و پریشانی کے عالم میں انتخاب نهیں کیا هے - بلکه پورے غور و فکر اور استعداد و تیاري کے بعد وه اس خط پر آ کے ٹهیرا هے -

۳۰ ستمبر کو پیرس سے جو اطلاع نامه شائع هوا تها اس سے یه معلوم هوتا هے که فوجی کارروائی کا رخ شمال کی طرف بڑهتا جاتا هے - دشمن نے مقام "ٹریسی لي هوانٹ" پر سخت حمله کیا جو آلسن اور ارئس کے مابین واقع هے - لیکن سخت نقصان کے ساتهه پسپا هوا - ریمس سے می یوز تک جهاں قلب پهیلا هوا هے سکون هے - ورڈن میں سخت جنگ هوئی هے اور متحده فوج نے چند مقامات خصوصاً سینٹ میهیل کی طرف ترقی کی هے - لورین اور واسجیس کی حالت بدستور هے - ان مقامات کا ذکر اس دوسرے تار میں هے جو لندن سے آیا هے - اس تار کا ماخذ فرانس کا ایک سرکاري بیان هے - یه مقام "سی شیپري" اور "اپ ڈي میڈ" کے درمیانی حصے هیں - فرانس کی هاراس کمپني کے جو تار شائع کیا تها وه بهی قریباً یهی بیان کرتا هے - گو کسیقدر ناقابل اعتماد و فرق هے -

یکم اکتوبر کو پیرس سے جو سرکاري اطلاعنامه شائع هوا تها اس سے بهی یهي معلوم هوتا هے که اسوقت تک حالت غیر متغیر تهی' گو متحده فوجیں اپنے داهنے بازو میں جنوب کی طرف اور بائیں بازو میں شمال سوام کی طرف بڑهی هیں -

اسي تاریخ کے ایک دوسرے سرکاري اطلاعنامه سے یه معلوم هوتا هے که رواے میں ایک سخت معرکه هوا' مگر اسکا نتیجه متحده فوج کے موافق هوا - ارگون میں چند تازه ترقیاں هوئیں - عام حالت تشفي بخش نهي -

اسی تاریخ کے ایک تار میں یه بتانیکی کوشش کیگئی تهی که خود جرمني کے ذهن میں اس معرکه کا حشر کیا هے - یه تار صیغه ضعف بعلي " بیان کیا جاتا هے" سے شروع هوتا هے - اسکا ماحصل یه هے که فرانس سے واپسی کیلیے جرمنی نے "کوٹ" اور "نامور" کے مابین پل بنالیے هیں اور " برسیلز" سے جرمن زخمي دوسري جگه منتقل کیے جارهے هیں - اس تار میں یه بهی تها که مقام "لیسگنی" میں جو ۴ هزار جرمن فوج هے اسپر ایسی گوله باري هو رهي هے که انکے لیے اپنے آپکو حواله کردینا ناگزیر هوگیا هے -

۲ - اکتوبر کو جو سرکاري بیان شائع هوا هے اس سے معلوم هوتا هے که جرمن فوجیں " رواے " میں جمع هوگئي هیں' اور سخت جنگ برپا هے - فوجی کارروائیاں شمال کیطرف ترقی کر رهی هیں - جرمن فوج نے سینٹ میهیل کے قریب ایک پل کو دریاے می یوز کے اوپر پهینک دینا چاها' مگر یه پل پہلے هی ازادیا گیا تها - "ورڈن" میں حمله جاری هے - متحده فوجیں بتدریج خصوصاً سینٹ میهیل اور اپر بمونٹ کے مابین ترقی کر رهی هیں -

بلجیم میں ایندورپ کا محاصره جاري هے -

۲۹ ستمبر کو خود انٹورپ سے جو تار آیا هے اسکا ماحصل یه هے که جرمن فوجوں نے گوله باری کی' مگر اس گوله باري میں جسقدر روپیه صرف هوا هے اوسقدر انهیں کامیابي نهیں هوئی - ایندورپ کے قلعوں نے گوله باری کا جواب دیا' اسکے بعد گوله باري بند هوگئی -

۳۰ ستمبر کے تار میں بیان کیا گیا هے که کل جرمن فوجوں نے گوله باری جاری رکهی - یه یقین کیا جاتا هے که وه بهاري آسٹرین توپیں استعمال کر رهي هے -

اسی تاریخ کے دوسرے تار سے معلوم هوتا هے که جرمن فوجوں نے مقام "لیر" پر گوله باری کی' یه مقام ایندورپ سے قریب هے - لیر کے باشندے بهاگ رهے هیں - خوف هے که لیر تباه هوگیا هے - جرمن فوجیں مقام "ٹوال" پر قابض هوئیں' وه کهتي هیں که اگر باشندے شهر میں واپس نه آئے تو وه شهر کو تباه کردینگی -

۳۰ کو ایندورپ میں جو سرکاری اطلاعنامه شائع هوا هے اس سے معلوم هوتا هے که جرمن توپیں بلجیم کی توپوں کو خاموش کرنے میں کامیاب نهیں هوئیں - جرمن فوجوں نے لیزبل اور بریندر تک کے قلعوں پر حمله کی کوشش کی - بلجین فوج نے انکو آنے دیا' اسکے بعد توپخانه اور پیاده فوج نے انپر گولیوں اور گولوں کي بارش کی' اور انکو سخت نقصان کیساتهه پسپا کردیا - اس فوجي کارروائي کا جو نتیجه نکلا هے اسکي بناء پر یقین هے که بلجین فوج ایندورپ پر قابض رهیگي -

۲ - اکتوبر کو ایندورپ سے جو تار موصول هوا هے اس سے معلوم هوتا هے که جرمن فوجوں نے چهار شنبه کو دن بهر گوهی پر گوله باري

کي' اور قلعوں نے اسکا سختي سے جواب دیا - دوسرے دن صبح کو تمام محاذ پر بلجین اور جرمن توپخانوں میں مقابلہ رہا - جرمن فوجوں نے میلینس پر قبضہ کرلیا اور بلجین فوج نے اسپر گولہ باري کي - جنوب "رمیست" میں ڈھائي گھنٹہ تک جنگ ہوتي رهي - جرمن فوج بکثرت زخمی چھوڑ کے پیچھے ہٹی -

اسی تاریخ کے ایک سرکاری اطلاع نامہ میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک طویل گولہ باري کے بعد جرمن کل شام کو قلعہ "ریور" کیطرف بڑھے مگر اندھیرے کی وجہ سے حملہ نامکمل رہا - چند جرمن بائریوں نے قلعوں سے بہت قریب آنیکي کوشش کی' مگر وہ برباد ہوگئیں -

مشرقی رزمگاہ کے متعلق پٹرو گارڈ کے ۲۸ ستمبر کے تار سے معلوم ہوتا ہے کہ جرمن فوج کی پیشقدمي مشرقی پروشیا کی سرحد کے اسطرف ۱۸ میل سے زیادہ نہیں بڑھي ہے - مقام "سواپورزکن" اور "ڈرنسکونکی" جہاں روسی فوج نے معرکہ قبول کیا ہے دریاے نیمین کے بائیں ساحل پر واقع ہے - دریاے براپر کے قریب جرمن فوج کے داہنے بازو کي پیشقدمی میں بہت سی دلدلیں حائل ہیں - صرف ایک مقام سے جرمن فوجیں وارسواپٹرو گارڈ ریلوے سے ۱۸ میل پر ہیں مگر روسی فوجیں اور دریاے نیمین جرمن فوجوں کے درمیان میں حائل ہے -

۲۹ کے سرکاری بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ آگسٹوف کے جنگلوں کي طرف روسی فوج سرعت کے ساتھ حملے کر رہی ہے - مقام ارسوئیز پر محاصرہ کی بھاري توپیں گولہ باري کر رہی ہیں - لیکن قلعوں کے قریب آنے کے لیے ایک جرمن پیادہ فوج کی کوشش پسپا کردي گئی - دشمن کو کمک پہنچگئي ہے اور سائیلیسین قلعہ میں بہت سرگرم کار ہے "پرزیمیسلی" کی محافظ فوج نے قلعہ سے نکلکے متصل حملے کیے اور اپنے بہت سے آدمي اور توپیں گرفتار کرائیں -

اسی تاریخ کے تار سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ روسي ہیڈ کوارٹر کا بیان ہے کہ پرزیمیل اب پوري طرح گھیر لیا گیا ہے -

۳۰ ستمبر کے لندن کے تار سے معلوم ہوتا ہے کہ ارسوئز' ڈرسکینیکی' اور سمبر میں روسی اور جرمن فوجوں میں سخت جنگ ہوئي - دریاے نیمن کے عبور کرنے کی کوشش میں جرمن ناکام رہے - روسی فوج نے ایک بڑے معرکہ کے بعد آگسٹوف پر پھر قبضہ کر لیا -

اسی تاریخ کے پیٹرو گارڈ کے تار سے معلوم ہوتا ہے کہ ۲۳ ستمبر کو ۲۸ جرمن جنگي جہاز جسمیں ۹ ڈریڈل سپ اور ۷ بارڈار بھی شامل ہیں" وانڈر" سے فاصلہ پر نظر آے - وانڈر کے ساحل کے قریب ۱۸ تباہ کن لشکیاں نمودار ہوئیں جب ان پر آسٹریا ہوئي تو وہ بھاگ گئیں -

اسي تاریخ کے بداپیسٹ کے تار سے معلوم ہوتا ہے کہ ۲۸ ستمبر کو میلومسزیگ (ہنگري) میں ایک معرکہ ہوا یہ دعوی کیا جاتا ہے کہ روسي فوج پسپا ہوئی - یہ تار یہ تسلیم کرتا ہے کہ چونکہ "میریمو روس" اور "اریکر میزر" میں باہم مخابرت و مراسلت موقوف ہوگئي ہے اسلیے اہل شہر میں بیچینی پائي جاتی ہے -

ایک اور تار جو اسي تاریخ کو لندن سے چلا ہے یہ مظہر ہے کہ پیٹرو گارڈ میں یہ خبر ہے کہ بد اپسیٹ سے اب روسي فوج نصف راستہ پر ہے -

لندن کے ایک اسي تاریخ کے ایک اور تار سے معلوم ہوتا ہے کہ پیٹرو گارڈ کا ایک تار مظہر ہے کہ آسٹرین فوج کو معربي گیلیشیا نے شہر ڈالا میں شکست ہوئی ہے - ایک اور آسٹرین کالم اپنی توپیں اور ۴ سو گاڑیاں چھوڑ کے بھاگ گیا ہے -

یکم اکتوبر کے پیٹرو گارڈ کے سرکاري بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ۲۸ ستمبر کو روسی فوج نے سخت جنگ کے بعد آگسٹوو اور کوپترو کے پوزیشنوں پر قبضہ کرلیا - اسکے دوسرے دن روسی فوج نے سمرجیو' اور لیپنگ کے خطوط کے راستوں پر قبضہ کرلیا - روسی فوج نے سوال کی اور میرنمیولی میں دشمن کو پسپا کر دیا -

اسی تاریخ کا پیٹرو گارڈ کا ایک اور تار مظہر ہے کہ وارسا میں استحکامات سرعت کے ساتھ تیار ہو رہے ہیں اور اگرچہ گورنمنٹ اطمینان دلا رہی ہے' مگر لوگ بیچین ہیں - ایک دوسرے تار میں یہ بھي بیان کیا گیا ہے کہ ہنگري کے چند ضلعوں اور وارسا میں ہیضہ پھوٹ پڑا ہے -

۲ - اکتوبر کے پیٹرو گارڈ کے تار سے معلوم ہوتا ہے کہ روسی کارروائیاں درخشاں طور پر ترقی کر رہی ہیں - ایک سرکاري اطلاعنامہ اعلان کرتا ہے کہ دشمن "سوالکی" اور "لومزا" کے حدود سے برابر نکالا جا رہا ہے - جرمن فوج نے "آرسو و ڈزا" پر حملہ کیا' مگر اب وہ سرعت کے ساتھ شمال کے طرف ہٹرہي ہے - دشمن پلنر اوف اور کیلس میں فوج جمع کر رہا ہے' مگر روسی فوج نے اپنے سخت حملوں سے اسکا نقشہ نقل و حرکت درہم برہم کر دیا ہے -

اس تاریخ کے پیٹرو گارڈ کے ایک اور تار سے معلوم ہوا ہے کہ گرینڈ ڈیوس کے پاس جو مراسلات آئے ہیں' ان سے معلوم ہیں کہ مشرقی پروشیا میں ابھی جنگ جاری ہے - روسی فوج شب خون مار کے سمور کے معرکہ میں کریسنا نامي ایک مقام پر قبضہ کر لیا ہے - جرمنہ روسی سوار توپخانہ کی اعانت و مدد کے لیے آگے بڑھرہے ہیں' اسلیے دشمن لیپٹنی اور لیبی سے ہٹرہا ہے' اور اس اثناء میں ابھی کبھي اسکي فوج میں سخت بے ترتیبی پھیل جاتی ہے -

جرمن فوج نے ریل کے ذریعہ سے سوالکی میں فوراً کمک پہنچائی اور ایک خونریز معرکہ شروع ہوا - دشمن نے سنگینوں سے حملہ کیا لیکن سخت نقصان کے ساتھ پسپا کیا گیا - روسی فوج نے بھاري توپخانہ سے آگسٹوف پر گولہ باري کی - اسکے بعد ہمارے پیادوں نے حملہ شروع کیا اور دشمن کو پیچھے ہٹا دیا - روسیوں کو "بیچسٹو" "چالن" اور "گریجیریو" میں کامیابي ہوئی ہے - روسي فوج نے جرمن قلعوں کو تاراج کرکے موٹروں کی ایک تعداد گرفتار کی ہے' جو ارسو و نٹر اور مالو کے مابین چلرہی ہیں -

اسی تاریخ کے ایک لندن کے تار سے معلوم ہوتا ہے کہ "گراکو" میں جرمن فوج کی تعداد ۸ لاکھ ہے - اسمیں ۴ دستے بیویرین اور سیکسن فوجوں کے بھی ہیں -

اسی تاریخ کا لندن کا ایک اور تار مظہر ہے کہ جرمن روسیوں کے مقابلہ کے لیے ایک عظیم الشان معرکہ کي تیاریاں کر رہے ہیں - جرمن عسکر کی محافظ فوج پر روسي فوج نے حملہ کیا' اور انکو خندقوں سے نکال دیا - روسی پیشقدمی ہر مقام پر کامیاب ہو رہی ہے -

اس ہفتہ میں مشرق اقصی سے بھي خبریں آئی ہیں - ۲۸ ستمبر کے تار میں بیان کیا گیا ہے کہ تسنگ ٹو سے ۵ میل کے اندر جاپاني فوج نے جرمنوں کو گھیر لیا ہے - ۲۷ ستمبر کو جو معرکہ ہوا تھا اسمیں جرمني کے تین جنگی جہازوں نے جاپاني فوج کے داہنے بازو پر گولہ باری کی تھی -

جاپاني نقصانات کی جو تفصیل پہلے بیان اي گئي تھي' اسکی تصحیح اسي تاریخ کے دوسرے تار میں کی گئي ہے - بیان کیا جاتا ہے کہ اسوقت تک جاپانی نقصانات کي مقدار تین مقتول اور ۱۲ مجروح تھی -

۳۰ ستمبر کے سرکاري تار میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ۲۸ ستمبر کو جاپاني فوج نے ٹسنگ ٹو کے دو قلعوں پر گولہ باری کي ' ایک انگریزي جنگي جہاز نے بھي اس گولہ باری میں حصہ لیا - ایک قلعہ نے غیر موثر طور پر گولہ باري کا جواب دیا -

۳۰ - ستمبر تار سے معلوم ہوتا ہے کہ جاپانی بیڑے کے ایک حصے نے بندر گاہ لوشی میں اپني فوجیں اتار کے اس پر قبضہ کرلیا - لوشی ٹسنگ ٹو کے جوار میں واقع ہے - جرمن کچھہ اپني توپیں چھوڑگئے تھے جاپانیوں نے ان پر قبضہ کرلیا -

یکم اکتوبر کے ٹوکیو کے تار سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ٹسنگ ٹو میں معرکہ جاري ہے ۳۰ ستمبر کو ایک جاپاني مطاصرہ کي توپ نے ایک جرمن تباہ کن کشتي کو غرق کردیا - خود اسکي در سرنگ صاف کرنے والي کشتیوں کو صدمہ پہنچایا ' جن میں سے ایک تو بالکل تباہ ہوگئی اور ایک صرف خراب ہوئي - جاپاني مقتولین اور مجروحین کی تعداد ۲۳ ہے - جرمن جنگي جہازوں نے جاپانی پوزیشنوں پر سخت گولہ باری کي - دو افسر کام آے -

اسي تاریخ کا دوسرا تار مظہر ہے کہ جاپان نے اپنا پروگرام کسیقدر بدلدیا ہے' یعني اب وہ سخت حملوں سے جرمن کو پیچھے ہٹانے کے بدلے اسکا آہستہ آہستہ مطاصرہ جاري رکھینگے !

بحر هند

گذشتہ اشاعت میں یہ اطلاع دیجا چکی ہے کہ ایمدن نے بحر ہند کے مغربي سواحل کي طرف چار انگریزي جہاز اور غرق کردے ہیں' جن میں صیغہ بحریہ کا رسال بردار جہاز (کوئلہ کا جہاز) بھی ہے - لوئمبو کا تار ہے کہ مندرجہ ذیل جہازوں کو ایمدن نے غرق کر دیا :

(۱) " کنگ لڈ " وزن ۳۶۵۰ ٹن - الگوڈرہا سے کلکتہ جا رہا تھا
(۲) " تالبرک " وزن ۳۳۱۴ ٹن - جمعہ کی شب لوئمبو سے روانہ ہوا تھا
(۳) رائي بیرا وزن ۳۵۰۰ ٹن - " انگریڈریا " سے " بداریا " جارہا تھا
(۴) مواڈل وزن ۴۱۴۷ ٹن - مالٹا سے رنگون جا رہا تھا -

ان غرق شدہ جہازات کے جملہ مسافروں کو " کراموئیل " پر سوار کرکے لوئمبو بھیجدیا گیا -

صیغہ بحریہ کا رسال بردار جہاز " پرسلے " جو لوئمبو جارہا تھا گرفتار کیا گیا - اسکے عملے کے اشخاص بھی کراموئیل پر سوار کردیے گئے اسکے چیف افسر' چیف انجینیر' باورچی اور خدمتگار قید کرلیے گئے -

غرق شدہ جہاز مواڈل کے افسر کا بیان ہے کہ ایمدن " پیاجو " سے شہر " لرمبرک " ہوتا ہوا بحر ہند میں پہونچا - چونکہ ایمدن یہاں ۵۰ دن سے ہے اسلیے وہ نہایت کثیف حالت میں ہے

ایک انگریزي اخبار کا خیال ہے' کہ ان دنوں میں دو جرمن جہازات عامل ہیں - اخبار کے خیال میں صرف ایک ایمدن سے ان حادثات کا وقوع میں آنا طبیعی طور پر نامحتملات میں سے ہے - غالباً ایک جہاز نے کچھہ دنوں کے لیے اپنا نام تبدیل کردیا ہے' اور وہ شاید کونیگسبرگ ہے -

مسٹر رو برٹسن (رائي بیر جہاز کا چیف انجینیر) کا بیان ہے کہ ایمدن نے جملہ اسلحي خبروں کو معلوم کرلیا ہے' اور افشاے راز کے خیال سے اس نے خود کہیں ایک تار بھی روانہ نہیں کیا -

حادثہ الیمہ بمبئي

گذشتہ اشاعت میں حادثہ الیمہ بمبئي کا تذکرہ مختصراً ہوچکا ہے - اس ہفتہ میں بھي بوجہ قلت گنجایش صرف ان رسمی و غیر رسمی اطلاعات کی تلخیص پر اکتفاء کیا جاتا ہے' جو اس ہفتہ میں شائع ہوئي ہیں - انشاء اللہ العزیز آئندہ کسي قریبی اشاعت میں آپ اس سانحہ محزنہ پر ایک مفصل و مصور بحث پڑھینگے -

مشہور کوماگاٹو جہاز جس پر سکھہ مسافر کنیڈا سے واپس آرہے تھے ۲۹ ستمبر کو ہوگلي پہنچا - مسافر جب اتر نے لگے تو ان سے بعض سرکاري عمال نے یہ کہا کہ " آپلوگ براہ راست پنجاب جائیں " مگر انہوں نے بعض غیر معلوم وجوہ کي بناء پر اسے منظور نہ کیا' اور کلکتہ پا پیادہ روانہ ہوگئے - فوج کا ایک دستہ ان کو واپس لانے کے لیے روانہ کیا گیا - جو اس کاروان عازم کلکتہ کو بمبئي واپس لایا -

اسٹیشن پر ایک افسر مسٹر ڈونلڈ نامي نے ایک سکھہ افسر کو بلایا - بیان کیا جاتا ہے کہ طلبي کا مقصد یہ تھا کہ اسکو ان مسافروں کي موجودہ حالت سے مطلع کیا جاے اور اس سے کہاجاے کہ وہ اپنے اخوان طریقت و ملت کو تعمیل حکم کے لیے فہمایش کرے' مگر یہ سکھہ مسافر اس طلبي پر برافروختہ ہوگئے -

انکے اوتاروں کی جیبوں میں ریوالوروں چھپی ہوئي تھیں -

بزیر دلق مرقع کمندها دارند

انہوں نے فوراً نکالیں اور سر کرنا شروع کر دیں -

کسنور معلوب یصول علي الکلب

ان " باغیوں " کا مقابلہ کیا گیا' جسمیں سر فریڈرک ہالي کے پولیس کمشنر کلکتہ اور دیگر یورپین افسروں نے بنفس نفیس حصہ لیا' مگر شاید یہ کافي نہ ہوا - فوجی دستہ جو انکو واپس لایا وہ باہر ٹھہرا ہوا تھا' اسلیے اسے اطلاع نہ ہوئی کہ اسٹیشن کے اندر معرکہ ہورہا ہے - مگر جب اسے خبر ہوئي تو اسنے بھی اپنا فرض ادا کیا' لیکن یہ " باغی " اپنے تمرد و بغاوت میں اسقدر سخت تھے کہ اس پر بھی باز نہ آئے ' اور فوراً قرب و جوار کی دوکانوں میں پناہ گزین ہوکے مسلسل طور پر آتشباري شروع کر دي' مگر بالآخر یہ باغی منتشر ہوگئے - فوج اور پولیس بھاگنے والوں کي تلاش و جستجو میں مصروف و سرگرم ہے -

کوماگاٹو میں کل مسافر ۳۲۰ یا ۳۳۰ تھے - یہ ان ۶۰ مسافروں کے علاوہ ہیں جو بطیب خاطر وطن واپس چلے گئے -

اس ہنگامہ جدال و قتال میں جسقدر سکھہ مسافر کام آئے ہیں انکی تعداد ۱۶ بیان کی جاتی ہے - شدید مجروحین کي تعداد ۷ ظاہر کی گئی ہے - مجروح و غیر مجروح ماخوذین کي تعداد ۷۸ ہے -

یہ یکم اکتوبر کي خبر تھی ۲ - اکتوبر کو یہ اطلاع دي گئی ہے کہ کوماگاٹو کے مسافر علاوہ ان ۶۰ مسافروں کے جو پنجاب روانہ ہوگئے ہیں کل ۱۶۰ ہیں - جسمیں ۱۶ مقتول اور بیسیوں زیر حراست اسپتال میں ہیں -

گورنمنٹ کے کل پانچ آدمی کام آئے ہیں

اطلاع

ہمارے جن ایجنٹ اور معاونین کرام کے پاس نمبر ۱۰ - ۱۱ ۱۲ ۱۳ موجود ہوں اگر وہ بہ نمبر دفتر کو قیمتاً دیدیں تو براہ مہربانی بذریعہ وي - پي بھیجدیں -

الهلال

۱۶ ذیقعدہ ۱۳۳۲ ھجری

پابندی عہد اور قران حکیم

ہم اس وقت عہد و مواثیق کی غیر متزلزل حقیقت اخلاقی کے اعتراف کیلیے مستعد ہوے ہیں - عہد شکنوں کی تاریخ لکھنے نہیں بیٹھے ہیں - اگر ایسا ہوتا تو ہم اُن بیشمار معاہدوں ' زبانی و تحریری وعدوں ' جنگ و امن کے حلفوں ' اور صدہا قومی و شخصی قول و قراروں کی ایک طول طویل مہرست پیش کرتے ' جو گذشتہ ایک صدی کے اندر سر زمین تمدن کے کیے ' اور عین وقت پر انہیں اس طرح محو و فراموش کردیا گیا کہ اخلاق کی گردن ذبح ہوگئی ' انسانیت کا سینہ شق ہوگیا ' شائستگی کا قلب پھٹ گیا ' اور خدا کے پاک حکموں اور مقدس شریعتوں کی متفقہ و مشترکہ حقیقت نابتہ کو قومی و نسلی تعصب و خود غرضی کی تعبیر نے پارہ پارہ کردیا ! تاہم یہ تو یورپ کے ادعائی اخلاق کی رگوں میں جنبش ہوئی ' یہ تمدن و تہذیب کی پیشانی پر شرم و خجالت کا ایک قطرۂ عرق آیا ' اور نہ اس موم کے فخر و غرور انسانیت کی حیا فروش آنکھیں دیکھی ہوئیں ' جو تمام دنیا کو مسیحی اخلاق و روحانیت کی بشارت دیتی پھرتی ہے : تکاد السمارات یتفطرن منہ و تنشق الارض و تخر الجبال ھدا ! !

آج یورپ کے ایک بہت بڑے حصے میں تہذیب و انسانیت اور اخلاق و شائستگی کا ماتم برپا کیا گیا ہے ' اور مورخان تمدن اس کوشش میں ہیں کہ جہاں تک ممکن ہر جیح چیخ کو روکیں ' اور جسقدر دست دسائس کی قوت ساتھ دے ' اخلاق و تمدن کے پیش کردہ مقتل پر سیہ کوبی کریں - یہ ماتم انسانیت نیا نہیں ہے - موجودہ متمدن ممالک کا ایک دائمی مشغلۂ تمدن ہے جو تقریباً ایک صدی سے برابر جاری ہے - جس وقت سے کہ کرۂ ارضی کی نگرانی نئی قوموں کو ملی ہے - البتہ قوۃ الہیۂ قاہرہ نے اسکے موضوع میں ایک عجیب و غریب انقلاب پیدا کردیا ہے ' اور وہ انکے ہنسنے کیلیے ایک دلچسپ تماشا ہے جو اس وقت تک دنیا میں صرف رونے دھونے ہی کیلیے تھے - اب تک یورپ کا ماتم تہذیب صرف مشرق اور اشیاء کیلیے تھا - لیکن آج پہلی مرتبہ خود یورپ ہی کیلیے ہے - وہ ہمیشہ اوروں کیلیے روتا تھا ' پر آج خود اپنے اوپر رو رہا ہے ! فالیوم الذین امنوا من الکفار یضحکون علی الارائک ینظرون - ھل ثوب الکفار ما کانوا یفعلون ؟ (۸۳ : ۳۶)

اب امریکہ کے وحشت کدوں کا ماتم نہیں ہے - اب ہائیٹی کے وحشیوں کا رونا نہیں ہے - اب ٹرکی کے مظالم کی داستان الم نہیں بیان کی جاتی - اب طنطہ کے متعصب کاشتکاروں کی تادیب کی مہم درپیش نہیں ہے - اب مراکش اور الجزائر کی وحشت کاریاں سامنے نہیں آتیں - کیونکہ اب علم و فن کے سر چشمۂ اعظم ' تمدن و شائستگی کی پالیگاہ اول ' تہذیب یورپ کے مرکز اعلی ' اور دنیا کی نئی ترقیات کے ایجاد و اعلی ترین مخترع و صانع ' بعنی جرمنی کی وحشت و خونخواری ' درندگی و سبعیت ' اور انسانیت کشی و اخلاق دشمنی کا نوحۂ جانگداز اور ماتم کبری در پیش ہے جسمیں وہ تمام آنکھیں خون کے آنسوؤں کا وافر ذخیرہ لیکر سرنگ ہوگئی ہیں ' جنہیں اب تک صرف مشرقی ممالک ہی کی وحشیوں پر جلد جلد خونناکہ افشانی کرنی پڑتی تھی : فانظر کیف کان عاقبۃ الظالمین ؟

اب دنیا کے گذشتہ دو صدیوں کے تمام مشہور سنین و ایام مواثیق بھلا دیے ہیں ' اور صرف سنہ ۱۸۳۰ کی مظلومی سامنے آگئی ہے - یہ وہ سنہ ہے جب جرمنی نے بلجیم کی غیر طرفداری کے معاہدہ پر دستخط کیے تھے ' لیکن اسکی فوجوں نے آج تلوار کی نوک سے اس معاہدے کے پرزے پرزے کردیے ہیں ' اور قائمقام بیتھمن (جرمن چانسلر) کہتا ہے کہ معاہدے کے کھلونے کی ضرورت کی سنجیدگی کے بعد پورا نہیں کی جاسکتی -

یہ سنہ ۱۸۱۵ - کا ماتم ہے - لیکن ہمیں سنہ ۱۸۴۵ بھی یاد ہے جب پیرس کانفرنس میں مشرقی مسئلہ پہلی مرتبہ نمایاں ہوا ' اور اسی سنہ ۱۸۷۸ بھی یاد ہے جب برلن کانگریس کا انعقاد ہوا ' اور پھر سب سے آخر مگر سب سے زیادہ دلگداز سنہ ۱۹۱۲ بھی یاد ہے جب جنگ کے نتائج کو جغرافیۂ ممالک پر بالکل بے اثر ظاہر کیا گیا تھا - ان تمام تعزیت گران سنین مواثیق کو اپنے ماتم میں کوئی صف نہیں ملی ' تاہم تاریخ انکو جگہ دینے سے انکار نہیں کرسکتی !

لیکن جیسا کہ ہم نے کہا " ہم عہد و مواثیق کی عظمت کا اعتراف کرنے کیلیے اٹھے ہیں نہ کہ عہد شکنوں کی فہرست مرتب کرنے کیلیے " پس ہم بعبر سنہ ۱۸۷۸ کا ذکر کیے ہوے سنہ ۱۸۱۵ کا ذکر کرینگے ' اور گو ہمارے لیے کہنا ہی مشکل ہو مگر غیر ممکن نہیں ہے کہ ہم بعد مشہد مقدس پر روسی گولہ باری کا تذکرہ کیے ہوے ریمس کے گرجے کی مصیبتوں پر افسوس کریں -

(اتحاد مثلث)

موجودہ عہد کی ایک بڑی عہد شکنی تو یہ ہے جو جرمنی نے بلجیم پر قبضہ کرنے کی - لیکن اسکے علاوہ یورپ کے مواعید و مواثیق کے صندوق سے ایک اور قاعدہ بھی گم ہوگیا ہے ' جسمیں اٹلی ' جرمنی اور آسٹریا کے ساتھہ شریک ہوئی تھی - یہ اتحاد اسقدر اہم تھا کہ انگلستان و فرانس و روس کے اسکی زد سے بچنے کیلیے تاہم سمجھوتہ کیا - لیکن انگلستان اور اٹلی کے اوس دوسرے سمجھوتہ نے (جسکا ذکر مسٹر میکالا نے اپنی کتاب " اٹلیز وار " کے پہلے باب میں کیا ہے) چند لمحوں کے اندر اُسے بے اثر کردیا اور دنیا نے تعجب سے سنا کہ اٹلی اپنے حلفا کا ساتھہ دینے پر مجبور نہیں ہے !

(موضوع مقالہ)

موجودہ عہد تمدن و انسانیت نے یہ مواثیق و مواعید ہمارے سامنے نہیں - ہم انکے اسباب و نتائج پر بحث نہیں کرینگے - لیکن دنیا دیکھیگی کہ " اسلام " اور اسلام کی قرآن اساسیہ و اصلیہ میں اخلاق و انسانیت نے اس ماتم کیلیے کونسی صدا ہے یا نہیں ؟

جبکہ بڑے سے بڑے معاہدے توڑے جارہے ہیں ' جبکہ حوادث نے ثابت کردیا ہے کہ موجودہ تمدن نے سب سے بڑے مرکز قوی عہد سلفی کا علانیہ اعتراف ہے ' اور جبکہ صاف کہا جارہا ہے (جیسا کہ ہمیشہ کیا جاچکا ہے) کہ " ضرورت اور قوت سب سے بڑی چیز ہے " تو اخلاق کا رخمی چہرہ ' انسانیت کا دردیم دل ' صداقت اور راست بازی کے روح فرسا عالم احتضار و سکرات کیلیے ہمیں صرف اُس صدائے الہی کی ضرورت ہے ' جو وحشت

رهنوازي کي اس فضاء ابليسي کے سامنے اعلان درسکے که " سچائی اور اخلاق سے بڑھکر اور کسیکو حق طاقت فرمائی نہیں " گو دنیا اوسے جانتي ہے' مگر اوسے پھر یاد دلانا چاهیے که وہ صرف " اسلام " ہے !

(۱)

اسلام سے پہلے دنیا کی اخلاقی زندگي پر ایک عام موت طاري هوچکی تھی ' حضرت عیسیٰ علیه السلام کی معجزانه طاقت چند مرده اجسام' اور چند افسرده ارواح میں حرارت پیدا کرکے اپنے اصلی آشیانه میں جاکر چھپ گئی تھي' اور چھه سو برس کی اس وسیع مدت نے روح حیات کی اس خفیف اور نا مکمل جنبش کو بھی مبدل به سکون کر دیا تھا' اس لیے تمام دنیا کا شیرازۂ اخلاق درهم برهم هوگیا تھا - اسلام ایک زندگی تھا ' جو دنیا کی روح یعني فضائل اخلاق کو زنده کرنے آیا تھا' چنانچه آنحضرت صلی الله علیه وسلم نے اپنی بعثت کا صرف به مقصد بیان فرمایا تھا :

انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق ! میں صرف فضائل اخلاق کی تکمیل اور احیاء کے لیے خدا کی طرف سے بھیجا گیا هوں !

اس مقصد اهم کے لیے وہ دنیا میں آیا اور ماده عالم کے ایک ایک جزو کو تولا - اگرچه اس روحانی تفحص شناسی نے اوسکے ایک ایک ریشه کو روح سے خالی پایا تاهم اوسکے تمام مراحل زندگی میں جس چیز پر سب سے زیاده موت کی افسردگی طاری تھی' وہ پابندي عہد کي اخلاقي قوت تھی -

(امم قدیمه)

امم قدیمه میں سب سے زیاده قدیم مذهب یہودیوں کا تھا جو تمام عرب پر روحانی حکومت کر رہا تھا' لیکن یه مذهبی حکومت بھي هر قسم کے قیود سے' هر قسم کے پابندیوں سے' هر قسم کے قول و قرار سے' بالکل آزاد تھی - چنانچه قرآن مجید نے بار بار اوسکي بد عہدیوں پر تنبیه کی ہے :

اوکلما عهدوا عهداً نبذه فریق منهم بل اکثرهم لا یومنون (۹۳ : ۲)

وہ لوگ جب کبھی کوئی عہد کرینگے' تو کیا ایک گروہ اسکی پابندي کی رسی اپنے گلے سے نکال پھینکیگا؟ یه حال صرف ایک گروہ هی کا نہیں ہے' بلکه اونمیں اکثر ایسے ہیں جو ایمان نہیں لائے' اور ایمان هی ایک ایسی قوت ہے جو پابندي عہد پر مجبور کرسکتی ہے !

الذین عاهدت منهم ثم ینقضون عهدهم فی کل مرة وهم لایتقون (۵۸ : ۸)

وہ یہودي جنسے تم معاهده کرتے هو پھر وہ بار بار اوسکو توڑ دیتے ہیں' اور خدا سے بالکل نہیں ڈرتے -

یہودیوں هی کی خصوصیت نہیں ان سے پہلے بھی مذهب کا اخلاقي قالب ایفاء عہد کی روح سے خالي رہ چکا ہے - چنانچه قرآن مجید نے امم قدیمه کی بد اخلاقیوں کے سلسلے میں اونکی بد عہدی کا بھی خاص طور پر ذکر کیا ہے :

وما وجدنا لاکثرهم من عهد وان وجدنا اکثرهم لفاسقین (۱۰۰ : ۷)

هم نے اکثر قدیم قوموں کو بدعہد پایا جسکی وجه یه ہے که ان میں اکثر فاسق اور بد اخلاق تھے -

اسلام سے پہلے دنیا میں بد اخلاقي کے دائرے نے جو وسعت حاصل کرلي تھی' اوسکے محیط نے مجموعی طور پر هر طرف سے دنیا کو گھیر لیا تھا - اسلیے وہ نقض عہد میں بھی تمام دنیا سے گرے هوئے تھے' اور سچ تو یه ہے که عرب کے شر و فساد' جنگ و جدال اور لوٹ مار کا سنگ بنیاد بھي وهی تھا -

الذین ینقضون عهد الله من بعد میثاقه

جو لوگ قول و قرار کے استحکام کے بعد خدا کے عہد کو توڑ دیتے ہیں' خدا نے

و یقطعون ما امر الله به ان یوصل و یفسدون فی الارض اولئك هم الخسرون (۲۵ : ۲)

اعزہ و اقارب سے جس طرح مل جل کر رہنے کا حکم دیا ہے' اوسکی خلاف ورزي کرتے ہیں' اور اونکے رشته اخوت و مودت کو کاٹ ڈالتے ہیں - قانون بین الملي کے فطرتی معاهدے توڑ کر خدا کی زمین میں فتنه و فساد کرتے رہتے ہیں' اور سمجھتے ہیں که هم لوٹ مار اور جنگ و جدال کے ذریعه ایک کامیاب زندگي بسر کرینگے' تو ایسے شریروں کو یقین کرنا چاهیے که اس کا نتیجه صرف نا کامیابی هی کي صورت میں ظاهر هوگا - وہ کبھی فلاح نہ پائینگے !

دوسری جگہ فرمایا :

کیف وان یظهروا علیکم لا یرقبوا فیکم الا و لا ذمة یرضونکم بافواههم و تابی قلوبهم و اکثرهم فاسقون (۸ : ۹)

کیونکر تم لوگ کفار کے ساتھ اخلاقی زندگی بسر کرسکتے هو' حالانکه اونکي حالت یه ہے که جب کبھی تمپر معمولی علبه بھي حاصل کرلیتے ہیں' تو قول و قرار اور عہد و میثاق کی بالکل نگهداشت نہیں کرتے - تمھیں بچوں کی طرح بهلانیکے لیے منهه سے تو عهد کرلیتے ہیں' لیکن اونکا دل اوسیوقت سے اوسکا انکار کرنے لگتا ہے - ان میں اکثر فاسق ہیں' اسلیے اونکے قول و قرار کا کوئی اعتبار نہیں !

(اخلاق کی دنیاۓ جدیده)

اگر دنیا کا اخلاقي قالب صرف مرده هوتا تو اسلام اوس میں جدید روح پھونک سکتا تھا' لیکن صحراء عرب کي گرم هوا نے اوسکو بالکل منعفن اور سڑا تھا - لاش جب سڑ جاتي ہے تو اوسکے تمام اعضاء و جوارح گسسته هو جاتے ہیں - اسلیے روح پھونکنے سے پہلے اوسکے تمام اجزاء کو جوڑنے کي ضرورت هوتي ہے' لیکن عرب کا اخلاقی قالب اس حد سے بھی گذر چکا تھا - پس اسلام نے ایک جدید قالب تیار کیا' اور بالکل نئے اجزاء سے اوسکو مرکب کیا - پھر اس نے اسي قالب میں ایمان کی جدید روح پھونکي' اور اس روح نے اوسکے اجزاء کی جن خفته قوتوں کو بیدار کیا' اون میں ایک نئے عہد کی اخلاقی طاقت بھي تھی :

لیس البر ان تولوا وجوهکم قبل المشرق و المغرب ولکن البر من آمن بالله و الیوم الاخر و ملئکة و الکتاب و النبیین و آتی المال علی حبه ذوی القربی و الیتمی و المسکین و ابن السبیل و السائلین و فی الرقاب و اقام الصلوة و آتی الزکوة و الموفون بعهدهم اذا عاهدوا و الصبرین فی الباساء و الضراء و حین البأس اولئك الذین صدقوا و اولئك هم المتقون (۱۷۲ : ۲)

نیکی صرف یہی نہیں ہے که مشرق و مغرب کی طرف رخ کرلیا جاۓ - اصلی نیکي دوسری هي چیز ہے - خدا کا نیک بنده وہ ہے جو خدا پر' قیامت پر' فرشتوں پر' آسماني کتابوں پر' انبیاۓ سابقین پر ایمان لاتا ہے - پھر باوجود اسکے که اوسکو مال کي محبت اور ضرورت هوتی ہے' اوسکو اعزہ و اقارب کو' یتیم بچوں کو' غریبوں کو' مسافروں کو سائلوں کو بطور احسان کے دیتا ہے' اور اوسکے ذریعه غلاموں کو آزاد کراتا ہے - نیز وہ لوگ جو عہد کرکے اوسکو پورا کرتے ہیں' مصیبت کے وقت صبر کرتے ہیں' اور لڑائی کے میدان میں ثابت قدم رہتے ہیں ! یہی لوگ وہ پاک بندے ہیں' جنھوں نے جو کچھه کہا اوسکو سچ دکھایا - کیونکه خدا' اسکے رسول' اور اسکی مخلوق سے عہد کی زبان سے' دل سے' عمل سے' خوشی میں' غم میں' صلح میں' جنگ میں' هر حالت میں انھوں نے پابندي کی - یہی لوگ حقیقی پرهیزگار ہیں -

یہی تمام چیزیں اسلام کی روح ہیں ' اور قرآن حکیم بار بار اونکی تجدید کرتا ہے - روزہ' نماز' زکوۃ جہاد کی ترغیبات و فضائل سے قرآن مجید بھرا ہوا ہے ' لیکن جس طرح قرآن کریم نے ان تمام چیزوں کو تر و تازہ رکھا ہے' اوسی طرح اوس نے عہد و میثاق کی پابندی پر بھی مسلمانوں کو بار بار توجہ دلائی ہے ' بلکہ اوسکو مسلمانوں کے مخصوصات میں شمار کیا ہے ' اور اپنا مخاطب صحیح اونہی لوگوں کو بنایا ہے ' جو پابندی عہد کرتے ہیں :

افمن یعلم انما انزل الیك من ربك الحق کمن هوا اعمی انما یتذکر اولوا الالباب الذین یوفون بعهد الله ولا ینقضون المیثاق و الذین یصلون ما امر الله به ان یوصل و یخشون ربهم و یخافون سوء الحساب (۱۳ : ۱۹)	کیا وہ شخص جو یہ یقین رکھتا ہے کہ رسول پر خدا کی طرف سے جو کچھ نازل ہوا ہے وہ حق ہے ' مثل اوس شخص کے ہوسکتا ہے جسکے دل کی آنکھیں اندھی ہوگئی ہیں ؟ قرآن حکیم سے صرف وہی لوگ نصیحت حاصل کرتے ہیں جو اہل دانش ہیں' اور یہ وہ لوگ جو خدا کے عہد کو پورا کرتے ہیں ' عہد شکنی نہیں کرتے' اور خدا کے اعزہ و اقارب کو جس رشتے میں منسلک کردیا ہے' اوسکو جوڑے رکھتے ہیں - مشرکین کی طرح کاٹتے نہیں - وہ خدا سے ڈرتے ہیں' اسلئے اوسکی زمین میں عہد شکنی کرکے فساد نہیں پھیلاتے "

کیونکہ تمام اعمال کی طرح قیامت میں معاہدوں کا دفتر بھی پھیلایا جائیگا ' اور اوسکی عدم پابندی پر سخت مواخذہ کیا جائیگا .

و اوفوا بالعهد ان العهد کان مسئولا (۱۷ : ۳۶)	وعدے عہد اور اقرار سب عہد کے متعلق خداوند کے حضور تم پوچھ جاؤگے !

(دعـــوہ قـــرآنی)

انہی فضائل اخلاق سے مسلح ہوکر اسلام میدان جہاد میں بھی آیا ' اسلیے اوس نے جس طرح اقامت صلوۃ الخوف سے صف لشکر کو نمازیوں کی منتظم جماعت ' اور میدان جہاد اور وسیع مسجد کی صورت میں بدل دیا' ٹھیک اوسی طرح اوس نے ساعت قتال اور ایک موتمر السلام (صلح کانفرنس) بھی بنا دیا ' جس میں معاهدہ کی پابندی کا حلف اوٹھایا جاتا ہے !

اس بنا پر قرآن مجید میں معاهدوں کے متعلق خاص احکام مقرر کردیے گئے ہیں' اور جنگ و صلح' دونوں زمانے میں اونکی پابندی یکساں طور پر فرض کردیگئی ہے :

الا الذین عاهدتم من المشرکین ثم لم ینقصوکم شیا و لم یظاهروا علیکم احدا فاتموا الیهم عهدهم الی مدتهم ان الله یحب المتقین (۹ : ۴)	مگر وہ مشرکین جن سے تم نے عہد کرلیا ہے اور اون لوگوں نے کسی قسم کی عہد شکنی نہیں کی ہے' اور تمہارے خلاف تمہارے کسی دشمن کو مدد بھی نہیں دی ہے' سو جس مدت تک کیلیے تم نے معاهدہ کیا ہے اوسکو پورا کرو ' کہ وہ خدا ہیں - کیونکہ عہدکی پابندی کرنی ہی پرہیزگاروں ہی کو دوست رکھتا ہے -

پرہیزگاری ہے' اور خدا صرف

سورۂ توبہ میں فرمایا:

الذین عاهدتم عند المسجد الحرام فما استقاموا لکم فاستقیموا لهم ان الله یحب المتقین (۹ : ۷)	جن لوگوں سے تم نے مسجد حرام کے پاس عہد کیا ہے ' جب تک وہ لوگ اپنے عہد پر قائم رہیں' تم بھی قائم رہو کہ استقامت دکھانی ہی پرہیزگاری کا کام ہے ' اور یقین کرو کہ خدا صرف پرہیزگاروں ہی کو دوست رکھتا ہے -

(اسلامی اخلاقی قربانی)

اسلام کے ابتداے زمانہ عربت میں ضعفاء مسلمین کا ایک گروہ تھا' جو اتنی طاقت' اتنا سامان' اتنا زاد راہ نہیں رکھتا تھا کہ ہجرت کیلیے آمادہ ہو جاے' اور کفار کے پنجہ سے اپنے آپ کو آزاد کرے - اسلام نے اگرچہ بعض موقعوں پر اسکو ضعف عزیمت کی بنا پر ترغیب آمیز ملامت کی ہے' لیکن کہیں کہیں اوسکی بیکسی پر آنسو بھی بہالیے ہیں - پس یہ گروہ اسلام کی اعانت و امداد کی ہر طرح مستحق تھا ' لیکن قرآن مجید نے اوسکی اعانت کو بھی وفاے عہد پر قربان کردیا ہے '

و الذین آمنوا ولم یهاجروا مالکم من ولایتهم من شی حتی یهاجروا و ان استنصروکم فی الدین فعلیکم النصر الا علی قوم بینکم و بینهم میثاق والله بما تعملون بصیر (۸ : ۷۲)	جو لوگ ایمان لانے کے بعد ہجرت نکر سکے' تو جب تک وہ ہجرت نہ کرلیں اونکی حفاظت و اعانت کی ذمہ داری تم پر قانوناً ترض نہیں ' ہے البتہ اگر وہ مذہبی معاملات میں تم سے مدد مانگیں تو تم پر اونکی اخلاقی مدد فرض ہے - لیکن تم اونکو کفار کی اوس جماعت کے خلاف ہرگز مدد نہیں دے سکتے' جسکے ساتھ تمنے معاهدہ کرلیا ہے خدا تمہارے اعمال کو اچھی طرح دیکھتا ہے -

(انتہاء مساحت)

قرآن حکیم نے پابندی عہد کی ایک عملی صورت اور بھی بتلائی ہے ' جو ایک طرف تو اسلام کے اصل مقصد کی تکمیل کی متعلق کرتی ہے ' دوسرے طرف کفار و مشرکین کے جان و مال کی حفاظت کرتی ہے :

و ان احد من المشرکین استجارک فاجره حتی یسمع کلام الله ثم ابلغه مامنه ذلک بانهم قوم لا یعلمون (۹ : ۶)	اور اگر کوئی مشرک تمہارے پاس پناہ لے تو اوسکو فیاضی کے ساتھ پناہ دو ' یہاں تک کہ خدا کی بھیجی ہوئی آیات کو وہ خوب سن لے - پھر اوسکو باحتیاط اسکے گھر تک یا اوسکی دوسرے پناہ گاہوں تک پہونچا دو - وہ لوگ جنگ و جدال اور عدم واقفیت اسلیے کرتے ہیں کہ قرآن کی طرف کان نہیں لگاتے - اگر اوس سے واقف ہوتے تو تمہاری ہی طرح پابند عہد ہوجاتے !

(حقیقی مشکلات اخلاقی)

قرآن حکیم کی حقیقی تعلیم یہی ہے ' لیکن کبھی کبھی عہد کی پابندی نا ممکن ہو جاتی ہے ' اسلیے قرآن حکیم نے ایسے موقع بھی بتا دیے ہیں ان موقعوں پر بھی قرآن حکیم کی تعلیم یہ ہے کہ بعض عہد میں مسلمانوں کو کبھی پیش قدمی نہیں کرنی چاہیے - البتہ اگر کوئی قوم نقض عہد کرنا چاہے ' تو مسلمان بھی اوسکا عہد توڑ سکتے ہیں :

و اما تخافن من قوم خیانة فانبذ الیهم علی سواء ان الله لا یحب الخائنین (۸ : ۶۰)	اگر تم کو کسی قوم سے یہ خوف ہو کہ وہ عہد کرکے خیانت کریگی اور اس عہد کو توڑ دیگی ' تو تم بھی اوس عہد کی پابندی سے اوسکی طرح بری ہوجا سکتے ہو - کیونکہ خدا خائن لوگوں کو دوست نہیں رکھتا -

(اسلامی اخلاقی مصالح)

قرآن حکیم کی یہی اخلاقی تعلیم ہے ' جسکی روشن مثالیں آگے آئینگی ' لیکن ہمکو اسلام کے تاریخ اعمال میں جس روح کی تلاش کرنی چاہیے ' وہ تمام دنیا کے نظام اخلاق سے مختلف ہے - دنیوی سلطنتیں مصالح کے لحاظ سے معاهدہ کرتی ہیں '

مصالح ہی کے لحاظ سے اوسکو توڑ بھی دیتی ہیں ' لیکن اسلام مصالح کا پابند نہیں ہو سکتا - وہ ایک عظیم‌الشان روحانی طاقت کا سفیر ہے ' اور وہ معاہدے کی پابندی اوسی روحانی طاقت کے تحفظ کیلیے کرتا ہے :

و اوفوا بعهد الله	جب کسی سے عہد کرو تو اوس عہد کو
اذا عاهدتم ولا	پورا کرو - عہد ایک قسم ہے ' اور قسم
تنقضوا الايمان بعد	کو پختہ ہو جانیکے بعد ہرگز نہ توڑو -
توكيدها وقد جعلتم الله	تم اسکو کیونکر توڑ سکتے ہو ' حالانکہ
عليكم كفيلا ان الله	تمام دنیا بمصالح کی بنا پر عہد کرتی
يعلم ما تفعلون	ہے - اور اوسکو مدتوں قائم رکھتی ہے '
ولا تكونوا كالتي	لیکن تم نے تو خدا کو اپنا کفیل بنا لیا
نقضت غزلها من	ہے جو ہمیشہ رہنے والا ہے - مصالح
بعد قوة انكاثا	بدل سکتے ہیں ' لیکن خدا اور خدا کا
تتخذون ايمانكم	بخشا ہوا نور ایمان تو بدل نہیں سکتا ؟
دخلا بينكم ان تكون	وہی تمہارے عہد وفا کا ذمہ دار ہے '
امة هي ازكى من	کیونکہ وہ تمہارے اعمال سے اچھی
امة انما يبلوكم الله	طرح واقف ہے ' اور اوس عورت کے مثل
به (۱۶ : ۹۳)	نہ بن جاؤ جس نے اپنا سوت کات کر

پھر اوسکو اردھیڑ ڈالا ہو - تم لوگ اپنی قسم اور اپنے قول و قرار کو شر و فساد کا ذریعہ بنانا چاہتے ہو کہ ایک قوم دوسرے قوم سے قوی تر ہو جاے - لیکن عہد میں ضعیف و قوی کی تخصیص نہیں - اسکے ذریعہ سے خدا صرف تمہاری طاقت ایمان کی آزمایش کرتا ہے !

پس اسلام نے پابندی عہد کا جو اخلاقی نظام قائم کیا ہے ' وہ حصون بلجیم و استحکامات پیرس سے زیادہ مضبوط ہے - اگر تمام سلطنتیں مصالح کی پابند ہیں ' تو اسلام کا سرشتہ وفا ایک ازلی طاقت کے ہاتھ میں ہے ' جس میں صرف اوسی اصول فطری کی بنا پر تغیر و تبدل ہو سکتا ہے ' جو تمام دنیا اور دنیا والے دیکھ رہے ہیں :

ان الله لا يغير ما	خدا اوسی قوم کی حالت کو نہیں
حتى يغيروا ما	بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت
بانفسهم (۱۳ : ۱۲)	کو نہ بدل دے

اس بنا پر اسلام نے اوسی قوم کی عہد وفا کو سرقت بتلایا ہے ' جب پہلے اوسی قوم نے پیش قدمی کی ہے ' فاعتبروا یا اولی الابصار

اسلام کا سرشتہ عہد و وفا نہ مکڑی کے جالے کی طرح ضعیف کو اور الجھاتا ہے اور نہ قوی سے ٹوٹتا ہے ' اس کا نہ تو عظیم الشان کانفرنسیں اثر زائل سکتی ہیں ' نہ ہیگ کا عظیم الشان محکمہ السلام اوسکے ضعف و قوت پر کوئی اثر ڈال سکتا ہے وہ تو روحانی طاقت کے ہاتھ میں ہے ' جو تمام دنیا کے سرشتہ ہائے وفا کی رہنما ہے - یدالله علی الجماعة - اسلیے جس نے خدا کے ساتھ معاہدہ کر لیا ہے ' اور وہ ہر وقت اوسکی پابندی پر مجبور ہے - جب ایک مسلمان دیندار اپنی دکان پر بیٹھتا ہے ' تو اسکا نور ایمان اوس سے صدق و دیانت کا عام معاہدہ لے لیتا ہے :

و اوفوا بالعهد ان العهد	عہد کو پورا کرو ' کیونکہ عہد کی
كان مسئولا و اوفوا الكيل	پابندی و عدم پابندی پر سوال و
اذا كلتم و زنوا بالقسطاس	مواخذہ ہوگا - جب کوئی چیز ناپ کر
المستقيم ذلك خير و	دو تو پیمانے کو پورا بھرے
احسن تاويلا (۱۷ : ۳۶)	دیا کرو ' یہ حسن معاملہ کا بہترین

طریقہ ہے ' اور اسکا انجام دین و دنیا دونوں میں اچھا ہے -

اگر کوئی دیندار اسکی پابندی نہیں کرتا تو وہ خدا کا اوسی طرح گناہ گار ہے ' جسطرح ایک مصلحت اندیش بادشاہ جس نے بعض مصالح کی بنا پر عہد شکنی کی ہے -

ويل للمطففين الذين	اون کم دینے والوں پر لعنت ہے '
اذا اكتالوا على الناس	جو لوگوں سے پورا ناپ کر لیتے ہیں '
يستوفون و اذا كالوهم او	پر جب دیتے ہیں تو کم کرکے !
وزنوهم يخسرون (۸۳ : ۲)	

ہوائی بیڑہ

(ضمیمہ مصورہ کے ایک مرقع کی تشریح)

لڑائی کے ہوائی بیڑے کے لیے جس قسم کے طیارات کی ضرورت ہوتی ہے ' اسپر آجکل ماہرین فن پرواز و جنگ بحث کررہے ہیں '

ایک جنگی ہوائی بیڑے کے لیے مختلف قسم کے طیارات کی ضرورت ہوتی ہے - طیارہ کی یہی مختلف اقسام ہیں جو ہوائی بیڑے کے اس دلچسپ مرقع میں دکھائے گئے ہیں -

سب سے زیادہ بلندی پر زپلن کے طرز کا ایک جرمن طیارہ ہے - یہ نہایت مضبوط بنا ہوا ہے اور اسکا انجن بہت عمدہ ہے - اسکے ساتھ دو گاڑیاں ہیں - ایک خشکی پر اترنے کیلیے ہے اور دوسری دریا میں -

اس قسم کے طیارے کی پہلی صفت یہ ہے کہ یہ تفتیش و تحقیق کا فرض نہایت خوبی سے انجام دیسکتا ہے ' کیونکہ اگر یہ اپنے مرکز سے دور بھی ہوجاے یا خشکی سے تری میں اور تری سے خشکی میں چلا آے ' جب بھی اسے کوئی خطرہ نہیں - اسلیے کہ اسکے علاوہ یہ طیارہ آتشگیر مادہ بھی اپنے ساتھ لیجا سکتا ہے اور اگر وقت پڑے تو اترے دشمن سے جنگ آزما ہونے میں بھی پس و پیش نہوگا - اسکا نام " اجدر جبل " ہے -

اسکے نیچے اس سے چھوٹا طیارہ ہے - یہ صرف تفتیش حال کیلیے دریا میں کام آتا ہے - اسمیں کوئی مریم یا ڈھانچہ نہیں ہوتا ' صرف بڑے بڑے تھیلے ہوے ہیں ' جنمیں گیس بھر دیا جاتا ہے - جب چاہیں گیس کو نکالکے تھیلوں کو لپیٹ لے سکتے ہیں - اس قسم کے طیارات کو " سیمی درجبل " کہتے ہیں -

تیسرا جہاز بڑے قد کا بالی پلین ہے - یہ خشکی اور پانی دونوں میں اتر سکتا ہے - خشکی پر اترنے کیلیے اسمیں پہیے اور پانی میں اترنے کیلیے فلوت بناے جاتے ہیں - انگریزی میں " فلوت " طیارے کے اس حصہ کو کہتے ہیں ' جسکی وجہ سے وہ پانی پر تیرتا رہتا ہے -

اسمیں زرد کار توپیں بھی ہوتی ہیں جو اوپر نیچے اور دہنے بائیں گولہ باری کرتی ہیں - اسکا نام " ہیڈروپلین " ہے -

اس طیارے کے نیچے جو ایک بڑا ایروپلین نظر آرہا ہے - یہ اغلباً آیندہ چلکے اڑتی ہوئی کشتی کی شکل اختیار کریگا - اسکو پراپلر جلانیکے پراپلر انگریزی میں اس آلے کو کہتے ہیں جو کسی چیز کو آگے دھکیلنے چلاتا ہے -

یہ مشین پانی میں اڑکر اس سے " ترجیل " طیارے پر حملہ اور ساحل کی نگاہ بندی ہوا کریگی -

سب سے نیچے آپ ایک جہاز دیکھتے ہونگے اور اسکے آگے ایک چھوٹا سا طیارہ نظر آتا ہوگا - یہ جہاز بیٹل شپ ہے اور طیار " موانو پلین " - موانو پلین طیارہ کی ایک خاص قسم ہے - جس کا امریکہ میں تجربہ کیا گیا ہے جو کامیاب ثابت ہوا -

اس موانو پلین کا قد مختصر ' مگر اسکے انجن کی طاقت زیادہ ہوگی - اسکے پروپلن کھینچنے والے اسکرو ہونگے - اور پھر اسطرح لگاے جائینگے کہ وہ آسانی سے علحدہ ہوسکیں - یا اگر سوء اتفاق سے طیارہ دفعتاً پانی سے بہت ہی قریب آجاے تو یہ پھر فوراً اوس سے نکال لیے جاسکیں -

تمام طیارات میں بہترین و اعلی قسم " زیلن " جہاز ہیں -

فلسفۂ الحـــرب

(اسباب و موثرات ' نتائج و عواقب ' علل و علائق)

(۲)

(عقلی غارتگری)

اگرچہ ہر جنگ بلکہ معمولی شورش بھی ان تمام نتائج کو لازمی طور پر پیدا کردیتی ہے جنکی طرف گذشتہ صحبت میں ہم ایک سرسری اشارہ کرچکے ہیں - لیکن حنگ کے اشتداد و ضعف کے ساتھہ ان نتائج میں بھی مد و جزر ہوتا رہتا ہے - یعنی جنگ کا حملہ جس قوت کے ساتھہ جسم و مادہ پر ہوگا ' اوسی شدت کے ساتھہ عقل و روح بھی اوس سے متاثر ہوگی - اگر جنگ نے سر میں ایک معمولی سی ٹھوکر لگادی تو دماغ میں بھی خفیف سی جنبش پیدا ہوگی - تاہم جس طرح ہر جنگ چہرۂ کائنات کو کچھہ نہ کچھہ ضرور زخمی کر دیتی ہے ' اوسی طرح ہمارا دماغ بھی اوسکے حملہ سے کلیتاً محفوظ نہیں رہ سکتا -

اسلیے جبکہ ہم بیش قیمت خون ' اور خون سے زیادہ عزیز "دیدار سرخ" کی بربادی پر ماتم خونبں کرنے کیلیے صف ماتم بچھاتے ہیں ' تو ہمکو اپنے سرمایہ عقل و ہوش کی تباہی پر بھی ایک حلقۂ ماتم قائم کرنا چاہیے - نتائج معنوی طور پر ہمارے پیش نظر ہیں ' اور وہ ہمارے سامنے عالم عقل و روح کی بربادی کا ایک عبرت خیز منظر پیش کرتے ہیں - معرکۂ کارزار کے گرم ہونے کے ساتھہ ہی ہماری عقل اس قدر اندھی ہوجاتی ہے کہ تناقض و تبائن کے بدیہی امتناع کو بھی ممکن سمجھنے لگتی ہے !

کبھی روایت و درایت کے تمام اصول اوسکے لیے بیکار ہو جاتے ہیں - ایک شخص کو کسی جزئی فروگذاشت کی بنا پر بدنام کرتی ہے تو اوسکے تمام فضائل و مناقب سے آنکھہ بند کرلیتی ہے - ایک شخص کو اس مبالغہ آمیز طریقہ سے شہرت دیتی ہے کہ اوسکو کبھی فرشتہ اور کبھی دیو بنادیتی ہے - وہ میدان جنگ میں تمام نظام اخلاق کو درہم برہم کرکے وحشت و بہیمیت کی تجدید کرتی ہے - کہیں کہیں مفید نتائج بھی پیدا کرتی ہے ' تاریخ تو محفوظ رکھتی ہے ' ادبی لٹریچر تو اوسکی تعریف سے آدیبی ہے ' مروجہ قانون میں شجاعت اور بہادری کی روح پھونکتی ہے ' لیکن یہ فضائل بھی اختیاری نہیں ہوتے - محض اضطراری ہوتے ہیں ' اور ان میں بھی جادۂ اعتدال سے آگے بڑھ جاتی ہے -

بہر حال جنگ ہمارے دماغ میں ایک تلاطم ' ایک طوفان ' ایک مد و جزر کا عالم پیدا کردیتی ہے - اسلیے جو چیز ہمکو ٹھوکر سے بچا سکتی تھی وہ خود متصل ٹھوکریں کھانے لگتی ہے - پس ہمکو زمانۂ جنگ میں صرف اپنی جیب ہی کو نہیں ٹٹولنا چاہیے - بلکہ دماغ کو بھی کہ اوس میں کیا آیا اور اوس سے کیا گیا ؟

زمانۂ جنگ میں جان و مال کا جو نقصان ہوتا ہے ' وہ اسقدر بدیہی ہے کہ ہمکو اوسکے علل و اسباب کی تحقیق و تفتیش کیلیے غور و فکر کی ضرورت نہیں ' لیکن دماغ کی حالت اس سے بالکل مختلف ہے - وہ اپنے تمام سرمایہ کو کھودیتا ہے مگر خود اوسکو خبر نہیں ہوتی ہمارے سامنے ہمارا خزانۂ عقل لٹتا ہے لیکن ہم تباہی کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھتے -

لیکن عملی نقصانات کی فہرست مرتب ہوچکی ہے ' اور وہ ہمارے سامنے ہے ' اسلیے ہمکو اون اسباب کا بھی پتہ لگانا چاہیے جو اس سرمایہ محفوظ اور دفعۃً سمیٹ لیتے ہیں - اسکے لیے ہمکو چند مقدمات مرتب کرلینے چاہئیں - جنکی تفصیل حسب ذیل ہے -

(جماعت کی تعریف اور اوسکے خصائص امتیازی)

(۱) عام طور پر چند اشخاص کے اجتماع پر جماعت کا اطلاق کیا جاتا ہے اگر ایک وسیع میدان - یا ایک وسیع سڑک پر سو دو سو آدمی جمع ہوجائیں تو عام لوگ اس بھیڑ پر جماعت یا فرقے کا اطلاق کرنے لگتے ہیں ' لیکن فلسفہ نے جماعت کی ایک نئی ترکیب قائم کی ہے - جماعت کی ترکیب کے لیے اشخاص کا اجتماع ضروری نہیں ہے ' صرف دماغ اور خیال کا رابطۂ اتحاد کافی ہے - اگر ایک لاکھہ آدمی شانہ بشانہ ایک دوسرے پر گرتے پڑتے جائیں لیکن انمیں کسی قسم کا دماغی اشتراک نہو تو اوسے جماعت کا اطلاق نہیں کیا جاسکتا - برخلاف اسکے اگر چار آدمی ' مشرق و مغرب اور جنوب و شمال کے ایک ایک گوشے پر الگ الگ کھڑے ہوجائیں ' لیکن اونمیں توافق خیال و عقائد نے رابطہ اتحاد پیدا کردیا ہو ' تو وہ ایک منظمی جماعت ہیں !

پس جماعت کا صرف دماغ ہی مرتب کرسکتا ہے - یہ کام ہاتھہ پاؤں کے بس کا نہیں ہے - البتہ یہ اشتراک دماغی کبھی کبھی اجسام میں بھی اتحاد و ائتلاف پیدا کردیتا ہے ' اسلیے متحد الخیال لوگ ایک جگہ جمع بھی ہوجاتے ہیں - دنیا کی رنگین صحبتیں ' دنیا کے دلچسپ جلسے ' دنیا کی مفید کانفرنسیں ' انہیں متحد الخیال لوگوں کے اجتماع کا نتیجہ ہوتی ہیں - لیکن یہ اجتماع جماعت کی حقیقت میں داخل نہیں ہے بلکہ بالکل عارضی ہے - یہی وجہ ہے کہ جاپان کا ایک سوشیالسٹ اپنے آپکو روس کے سوشیالسٹوں کی جماعت میں داخل سمجھتا ہے ' حالانکہ اوسنے اونلوگوں کی صورت بھی نہیں دیکھی ہے - تاہم اشتراک دماغ و اجتماع اجسام میں ایک قسم کا معنوی رابطہ ضرور ہے - چند آدمی ایک جگہ وقتی رہتے متحد المذاق ہوجاتے ہیں - متحد المذاق لوگ خود بخود ایک جگہ جمع ہوجاتے ہیں لیکن اونکو دماغ ہی نے ایک کیا ہے •

(۲) پس جماعت چند دماغوں ' چند خیالات ' اور چند عقائد کے عقلی مجموعہ کا نام ہے - لیکن جسطرح چند مادی اجزاء کے انضمام و ترکیب سے ایک جدید حقیقت عالم وجود میں آتی ہے ' اور اون اجزاء کے تمام خواص و کیفیات سابقہ کا استحالہ ایک جدید کیفیت میں ہوجاتا ہے - آکسیجن اور ہیدروجن ملکر پانی کی صورت اختیار کرلیتے ہیں - اور حالت انفراد میں اونکے جو خواص و اعراض تھے ' وہ ایک نئی کیفیت میں منبدل ہوجاتے ہیں - بعینہ اسی طرح چند دماغوں کی ترکیب و انضمام سے ایک مستقل دماغ پیدا ہوجاتا ہے جسکے قوائے عقلیہ فرد کے دماغ سے بالکل مختلف ہوتے ہیں - ترکیب و انضمام سے پہلے ان دماغوں میں ایک ارسطو کا دماغ تھا - دوسرا افلاطون کا - تیسرا ایک مجنون شخص کا - اور چوتھا ایک نہایت بلید الطبع آدمی کا ' لیکن اب اشتراک و اتحاد نے ان تمام مختلف العقل دماغوں کو ایک کردیا ہے ' اور اس مجموعہ میں شامل ہوکر ارسطو اور افلاطون کے مخصوص قوائے دماغی بالکل فنا ہوگئے ہیں - اب ہمکو اس مجموعہ دماغ میں ارسطو و افلاطون کی اوس مخصوص قوت فکریہ کی تلاش نہیں کرنی چاہیے جسنے فلسفۂ مشائیہ و فلسفہ اشراقیہ کی مستقل شاخوں کو قائم کیا تھا - ہمکو اس مجموعہ میں اوس مجنون اور بلید الطبع شخص کے تمسخر انگیز خیالات کا پتہ بھی نہیں ملسکتا "

جو کبھي کبھي ہمارے لیے طرافت کا سامان مہیا کرتے تھے - اب ایک مستقل دماغ اور جدید خیالات کا سلسلہ پیدا ہوگیا ہے - یہی دماغ ہے جسکو جماعت کا دماغ ' اور یہي خیالات ہیں جنکو جماعت کا علم و عقیدہ کہا جاتا ہے - اگر اس دماغ نے اپنے اندر مجنونانہ کیفیات پیدا کرلي ہیں ' تو سمجھنا چاہیے کہ ارسطو اور افلاطون بھي مجنون ہوگئے ہیں' اور اگر یہ دماغ ارسطو و افلاطون کے قوائے عقلیہ کا مرکز ہے ' تو یقین کرلینا چاہیے کہ کبھی کبھی بعض مجنوں اور بلید الطبع اشخاص بھی ارسطو و افلاطون ہوجاتے ہیں -

(ہیئۃ اجتماعیہ کا دماغي اضطرار)

(۳) لیکن چند دماغوں کی ترکیب سے جو مستقل دماغ پیدا ہوتا ہے ' وہ اگرچہ کبھی کبھی ارسطو و افلاطون کے نتائج فکریہ سے بھي لبریز ہوجاتا ہے ' لیکن اکثر خواب پریشاں ہی دیکھا کرتا ہے - ارسکے پرزے اپنے قابو میں نہیں رہتے بلکہ اضطراری طور پر خود بخود کسي اندرونی برقی طاقت سے چلتے رہتے ہیں اور کبھی نہیں تھکتے - بلکہ ہمیشہ جدید موثرات کے لیے منتظر و آمادہ رہتے ہیں -

مادہ جسقدر صورت کے قبول کرلینے کیلیے آمادہ ہوگا' ارسیقدر صورت کا شکل آسانی کے ساتھہ عمل میں آئیگا - جماعت کا دماغ بھی موثرات کیلیے منتظر و مستعد رہتا ہے - اسلیے وہ ہر قسم کی غلط افواہوں اور متناقض خبروں کو قبول کرلیتا ہے - وہ جدت چاہتا ہے - حقیقت سے ارسکو غرض نہیں ہوتی - بھوک اچھی اور بري غذا میں تفریق و امتیاز نہیں کیا کرتي - جماعت کا دماغ بھي جوع البقر مرض میں مبتلا رہتا ہے' اسلیے ہر قسم کی غذا کو بآساني ہضم کرلیتا ہے - یہی وجہ ہے کہ قدیم لٹریچر میں جو عجیب و غریب قصے مذکور ہیں' ارنکو جماعت ہی کے دماغ نے حسن قبول کا خلعت عطا کیا ہے !

(سفر بے مقصود)

انسان کو صرف نتائج ہی جادۂ اعتدال پر لے جاتے ہیں - اگر آپ کو بازار میں سودا خریدنا ہے تو آپ ارس سڑک کو ڈھونڈھینگے جو بازار کی طرف بخط مستقیم جاتی ہے ' لیکن اگر آپ آوارہ گردي کیلیے نکلے ہیں تو آپ کیلیے ہر سڑک مساویانہ حیثیت رکھتي ہے - لیکن جماعت نہایت مختلف الجزاء لوگوں سے مرکب ہوتی ہے ' وہ متعدد الخیال ہوتی ہے ' لیکن اس اتحاد و اتفاق کا اکثر کوئي حقیقي مقصد نہیں ہوتا - اسلیے ارنکا دماغ ہمیشہ آوارہ گردي کرتا پھرتا ہے : فی کل واد یہیمون - آوارہ گرد لوگ ہمیشہ سرعت کے ساتھہ قدم اٹھاتے ہیں' اسلیے جماعت کا دماغ بھي عموماً مبالغہ اور غلو و اغراق کی طرف مائل رہتا ہے اور مختلف دماغوں کی ترکیب سے ارسکی اغراق پسندي کي قوت میں اور اضافہ ہوجاتا ہے - وہ ہرچیز میں مبالغہ پیدا کرتی ہے - خبرونکی اشاعت نہایت مبالغہ انگیز طریقہ سے کرتي ہے - ایک شخص کي تعریف کرتی ہے تو اطراء ارسکا لازمی جزو ہوتا ہے - ہجو پر آمادہ ہوتي ہے تو انسان کو چارپایا بنا دیتی ہے - کسیکي دوستي کرتي ہے تو اس غیبت کے ساتھہ کہ تمام جذبات بغض و حسد کو بھول جاتی ہے دشمن ہوتی ہے تو پھر قدیم عہد مودت ارسکو یاد نہیں رہتا - ایسی حالت میں وہ بد اخلاق بھي ہو جاتي ہے ' خون ارسکے نزدیک پاني کے برابر ہو جاتا ہے - مسجد اور بت خانے میں وہ بالکل تفریق نہیں کرتي - کبھی لوٹتی ہے ' کبھي آگ لگاتي ہے ' کبھي خون بہاتی ہے ' کبھی عظیم الشان عمارتوں کو منہدم کردیتی ہے - ایسی حالت میں ارسکي قوت جسماني میں بھي اضافہ ہوجاتا ہے - پلوں کو توڑ دیتي ہے ' پہاڑوں کو مسمار کردیتی ہے '

(تحریف و تمسیخ صور و افکار)

کبھی کبھی ارسکی یہ مبالغہ آمیزی ایک نیا قلب بدلتي ہے - یعنے جب واقعات میں اغراق کا کوئی جدید پہلو نہیں پیدا کرسکتی تو ارنکو مسخ کردیتی ہے - زمانۂ قدیم کي جنگجو قوموں کے خوفناک چہرے ' ارنکے عظیم الشان ہتھیار ' ارنکے فن حنگ کے عجیب و غریب کرتبوں کي داستانیں ' ہم آج تمسخر انگیز سمجھتے ہیں - لیکن در حقیقت وہ بالکل اصلیت سے خالي نہیں ہیں البتہ جماعت کے دماغ نے ان کو ہمارے سامنے مسخ شدہ صورت میں پیش کیا ہے ' اسلیے ارنکے اصلي خط و خال ہمارے نظروں سے چھپ گئے ہیں -

(۴) یہ ممکن تھا کہ ارسی زمانے میں یہ مصنوعي پردے ہٹا دیے جاتے اور دنیا ان واقعات کی اصلی صورت دیکھہ لیتی - لیکن جماعت جس عالمگیر مرض میں مبتلا ہوتي ہے ' وہ متعدی ہوجاتا ہے ' وہ ایک ہی کان سے سنتي ہے ' ایک ہي آنکھہ سے دیکھتي ہے' ایک ہی دل سے یقین کرتي ہے' اسلیے ایک شخص جو کچھہ کہتا ہے ' پوری جماعت کی زبان سے کہتا ہے ' اور ہر شخص ارسکا ارسیطرح یقین کرتا ہے جسطرح کہنے والا ارس پر ایمان لایا تھا -

(چند مثالیں)

واقعات سے ارسکی متعدد مثالیں فراہم کی جاسکتی ہیں - فرانس میں سوء اتفاق سے دو لڑکیاں ذبح کی گئیں - لاش نکالی گئي تو چند اشخاص نے انکي شناخت کی - مزید توثیق کے لیے بہت سے لوگوں کی شہادت لیگئی اور ہر شخص نے ارنکی تائید کی - انسپکٹر پولیس نے ارنہی لوگوں کي شہادت پر ارنکي تجہیز و تکفین کا حکم دیدیا - لیکن چند ہی دنوں کے بعد معلوم ہوا کہ وہ لڑکیاں زندہ ہیں ' ارن میں اور ذبحنے والي لڑکیوں میں صرف معمولي مشابہت تھی جس نے ایک جماعت کو دھوکے میں ڈالدیا - اسی طرح ایک لڑکے نے ایک دوسرے لڑکے کي لاش کي شناخت کی تھی ' اور بہت سے لوگوں نے اسکي شناخت پر یقین کر لیا تھا ! اس واقعہ کي عام طور پر شہرت ہوئی تو ایک عورت روتي پیٹتي آئی کہ " وہ میرا ہي لڑکا تھا " لاش کے اوپر سے کپڑا اتار کر دیکھا گیا تو ارسکے پیشاني میں ایک زخم تھا ' ارسکو دیکھکر عورت اور چلائي : "بے شک' یہي میرا لڑکا ہے - وہ تو مہینوں سے گم تھا ' چند لوگ ارسکو پکڑ لے گئے اور قتل کرڈالا " اس عورت کے اور عزیز و اقارب بھي آئے - انہوں نے بھی کہا کہ " بیشک یہ وہي لڑکا ہے " جس مدرسہ میں تعلیم پاتا تھا ارسکے مدرس سے بھي شناخت کرائی گئي - ارس نے بھي ارسکے گلے کے تعویذ کو دیکھہ کر کہا کہ " یہ وہي ہے - اسکے تعویذ کو میں خوب پہچانتا ہوں "

لیکن بعد کو معلوم ہوا کہ یہ تمام شہادتیں غلط تھیں - وہ شہر بوردو کے کسي شخص کا لڑکا تھا - وہیں مقتول بھي ہوا تھا' اس عورت کے لڑکے سے اسے بھي تعلق نہیں !!

(سریان خیال)

جماعت کے اس دماغی مرض کا نام سریان خیال ہے - پہلے ایک دماغ دو چیزوں کی خفیف مشابہت سے ایک غلط خیال پیدا کرتا ہے - پھر تمام جماعت اندھا دھند ارسکا یقین کرلیتي ہے - دریا میں کنکري پھینکنے سے ایک چھوٹا سا دائرہ پیدا ہوجاتا ہے جو رفتہ رفتہ پھیل کر تمام سطح آب کو محیط ہو جاتا ہے - بعینہ اسي طرح جماعت میں ایک شخص ایک خیال قائم کرتا ہے ' جسکو جماعت کے دماغ کي کارروائی عام کردیتي ہے - یہي وجہ ہے کہ جماعت کي تمام روایتیں غلط ہوتي ہیں ' یا کم از کم قابل اخذ و قبول نہیں ہوتیں - سریان خیال کا اثر ضعیف العقل لوگوں پر

بنا پر توہم میں عموماً مبتلا نظر آتے ہیں - لیکن جماعت عموما ضعیف الدماغ ہوتي ہے - جماعت میں شامل ہوکر ارسطو اپنے بہترین دماغ کي خصوصیات کھو دیتا ہے -

جماعت کي دماغي حالت بالکل عورتوں سے مشابہ ہوتي ہے - یہي وجہ ہے کہ وہ اس قسم کے توہمات میں مبتلا ہو جاتي ہے - یہ آج جو لوگ کلکتہ سے بھاگ رہے ہیں' وہ اسي سریان خیال کي ایک بہتي ہوئي موج ہیں !

جماعت میں جو مخصوص اوصاف پیدا ہوجاتے ہیں' اونکا بال و پر بھي سریان خیال ہی ہے - ایک فرد جماعت میں شامل ہوکر دوسرے افراد کي شرکت سے ایک جدید طاقت حاصل کرلیتا ہے - جسطرح مسمریزم کا عمل انسان کي اصلي قوت شاعرہ کو فنا کرکے ایک جدید قوت شاعرہ پیدا کر دیتا ہے جس سے عجیب و غریب افعال سرزد ہوتے ہیں ' اسیطرح افراد کے باہمي تاثیر و تاثر سے ایک برقي رو پیدا ہوجاتی ہے جسکو سریان خیال یا عدوي کہتے ہیں - یہي سریان خیال جماعت کے عقائد و خیالات اور مقاصد و اغراض کو متحدہ کر دیتا ہے ' اور اوس سے ایسے عجیب و غریب افعال صادر ہونے لگتے ہیں جو شخصي حالتوں میں بالکل محال تھے - اوسکے تمام عقائد بدل جاتے ہیں ' اوسکا قدیم نظام اخلاق درہم برہم ہوجاتا ہے' اوسکے عوارض شخصیہ سلب ہوجاتے ہیں - جماعت میں شامل ہوکر بزدل بہادر ہوجاتا ہے ' بخیل فیاض ' بنجاتا ہے ' ضعیف غیر معمولي قوت حاصل کرلیتا ہے - مادي اصول کي بنا پر جو چیز جس قوت سے ابھرتی ہے' اوسی قوت سے دبتي بھي ہے - زمانۂ جنگ میں مذہبي عقائد' وطني جوش' اخلاقي محاسن' ادبی لٹریچر' غرضکہ ہر چیز میں ابھار پیدا ہوجاتا ہے- اگر کسي قوم نے ان کو دبا دیا تو وہ ہمیشہ کیلیے دب جاتے ہیں- اگر ابھار دیا تو ہمیشہ کیلیے ابھر جاتے ہیں - جنگ میں جو انقلاب عام پیدا ہو جاتا ہے' وہ اسي سریان خیال کا نتیجہ ہے -

اگرچہ برقي رو اور عمل مسمریزم کي طرح سریان خیال کي کوئي توجیہ و تعلیل نہیں کي جاسکتي - تاہم وہ ایک فطرتي چیز ہے' اور انسانوں سے لیکر حیوانات تک میں موجود ہے - بکریوں کے ریوڑ میں ایک بھیڑیا گھستا ہے ' ایک بکري اوسکو دیکھکر بھاگتی ہے - دوسري بکریوں کو اسکی خبر نہیں ہوتي ' مگر بھاگنے میں سب کي سب اوسکي شریک ہوجاتی ہیں . اردو میں بھیڑیا چال ایک علم محاورہ ہے- کسی خطرے کي حالت میں ایک گھوڑا ہنہناتا ہے' تمام گھوڑوں کے کان کھڑے ہوجاتے ہیں - انسانوں میں تقلید کا مادہ بھي اسي سریان خیال نے پیدا کیا ہے - سریان خیال جسم پر بھي اثر ڈالتا ہے- طبي تجارب سے ثابت ہوگیا ہے کہ جو ڈاکٹر پاگلوں کا علاج کرتے ہیں' وہ کبھي کبھي خود بھی پاگل ہوجاتے ہیں -

سریان خیال کیلیے جماعت کا ایک جگہ مجتمع ہونا بھی ضروري نہیں - وہ ایک سیلاب ہے جو خود بخود ہم تک پہونچتا ہے سنہ ۱۸۴۸ع میں پیرس میں جو شورش انقلاب ہوئي' اوس نے چند ہي دنوں کے اندر تمام یورپ کو گھیر لیا-

جماعت کے تمام وحشیانہ اعمال کا وہي مصدر ہے - انسان کو کسي فعل سے صرف لعنت و ملامت اور روک ٹوک کا خیال باز رکھتا ہے' لیکن سریاں خیال جماعت کو متحد الافکار بنا دیتا ہے ' اسلیے محض ایک فرد کسي دوسرے فرد کو روک ٹوک نہیں سکتا - اسی کا نتیجہ ہے کہ جماعت جو کچھہ چاہتی ہے کر ڈالتی ہے ' اور اوسکو کسي قسم کی ندامت نہیں ہوتي - خود ہر فرد کي اخلاقي قوت حاسہ فنا ہوجاتی ہے - دوسرے افراد روک سکتے تھے ' لیکن وہ بھی اسي مرض میں مبتلا ہیں ' ایسي حالت میں اندھوں کو کون راستہ دکھا سکتا ہے ؟

بعض ڈاکٹروں نے بجربہ سے ثابت کیا ہے کہ زمانہ جنگ میں تمام قوم بالخصوص فوج ایک طرح کے جنون میں مبتلا ہوجاتي ہے - ممکن ہے کہ یہ سریان خیال کی غلط تعبیر ہو' یا اس ہیجان دماغی نے حقیقي جنون پیدا کردیا ہو -

شاید کسیکو خیال ہو کہ جماعت بہت سے مفید کام بھی کرتي ہے' وہ جدید مذاہب کي بنیاد ڈالتي ہے ' قدیم عقاید کو محفوظ رکھتي ہے ' آزادي کا سنگ بنیاد رکھتی ہے ' عزت کا جھنڈا بلند کرتي ہے' مظلوموں کي حمایت کیلیے جان تک - دینے سے دریغ نہیں کرتي یہ تمام کام کسي قوت شاعرہ سے انجام نہیں پا سکتے - ان میں تو ایک لا زوال روح حیات پالي جاتي ہے - لیکن در حقیقت یہ خیال صحیح نہیں ہے - کسي عمل کا مفید ہونا اس بات کي دلیل نہیں ہوسکتا کہ وہ کسي بیدار دماغ کي قوت فکر یہ کا نتیجہ ہے -

دنیا کا نظام تماشتر قواے غیر شاعرہ ہی کے اشاروں پر چل رہا ہے - آفتاب کی حرارت' ماہتاب کي روشنی' دریا کي روانی' ہوا کے جھونکے' دنیا کیلیے کسقدر مفید ہیں ؟ لیکن کیا یہ ذي شعور ہستیاں ہیں ؟ خون مادہ حیات ہے ' لیکن وہ ہماري رگوں میں اندھا دھند دوڑتا پھرتا ہے - عمل ہضم پر مدار زندگي ہے ' لیکن قوت ہاضمہ میں خود حس و ادراک نہیں ہے -

سب سے بڑھکر یہ کہ قوی دماغوں پر مسمریزم کے عمل کا بہت اثر ہوتا ہے - جماعت خود تو ضعیف الدماغ ہوتی ہے ' اور اسلیے سریان خیال کی رو کی لپیٹ میں آجاتي ہے ' لیکن اوسکا لیڈر ایک بیدار دماغ آدمي ہوتا ہے ' اسلیے وہ اپنی حس و ادراک کو محفوظ رکھتا ہے - جماعت سے یہ تمام مفید کام وہي لیتا ہے -

جماعت صرف کام کرنا جانتي ہے - اوسکو نفع و نقصان سے بحث نہیں ہوتي - عظیم الشان عمارتوں کو مزدور بناتے ہیں لیکن عمارت کا نقشہ دوسرے دماغ کا نتیجہ ہوتا ہے - مزدور اوسکے حسن و قبح سے نا واقف ہوتے ہیں -

بہرحال جماعت دماغ رکھتي ہے ' مگر وہ عقل و شعور سے خالي ہوتا ہے - لیکن سوال یہ ہے کہ جماعت میں داخل ہو کر افراد کي حالت میں ایسا عجیب و غریب انقلاب کیوں پیدا ہو جاتا ہے ؟ بظاہر یہ ایک نہایت تعجب انگیز بات ہے ' لیکن کبھي کبھي معجزوں بھی ہوجاتا ہے ' اور ایک بلید الطبع شخص افلاطون کي خصوصیات ذہنیہ سے متصف ہو سکتا ہے - حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی متانت ' سنجیدگی اور حلم و وقار ضرب المثل ہے - لیکن صلح حدیبیہ میں اونکي زبان سے بھي بعض سخت کلمات نکل جاتے ہیں -

کیا یہ دنیا کا کوئي مستثنی واقعہ ہے ؟ کیا یہ کسي مادي اصول کے تحت میں داخل نہیں ہو سکتا ؟ دنیا جن موثرات خارجیہ سے لبریز ہے ' اور وہ دنیا پر جس طرح جابرانہ حکومت کر رہے ہیں ' اونکے پیش نظر رکھہ لینے کے بعد یہ انقلاب بھي نظام مادي کے تحت میں آسکتا ہے - وہ کتنا ہی عجیب و غریب ہو لیکن کوئی معجزہ نہیں ہے جسکی تعلیل و توجیہ نہ کی جاسکے' اور ہماري آیندہ صحبت بہت سے اہم سوالوں کا جواب دیگي -

تاریخ و عبر

ریوتـر ایجـنسی

تاریخ تاسیس و اشاعة

ریوٹر ' جسکا نام آج هر اخبار بیں کي زبان پر هے ' خبر رسانی کي ایک عظیم الشان کمپنی هے - اگرچه ریوٹر ایک جرمن لفظ هے مگر اس کمپني کو جرمني سے کوئي تعلق نہیں - یه خالص انگریزی کمپني هے ' اور کرهٔ ارضي کے تمام بحر و بر میں اسکے خاص ایجنٹ موجود هیں جو هرقسم کے واقعات کي مرکز کو اطلاع دیتے رهتے هیں -

اسکا بانی " جولي ایس ریوٹر " پرزشیا کا ایک نوجوان یهودی تها - جب ٹیلیگراف کي ایجاد کا اعلان هوا تو اسے خیال آیا که اس ایجاد سے اخباروں کو بهت مدد ملسکتي هے -

یهی خیال تها جو سنه ۱۸۴۹ ع میں ایک کمپني کی شکل میں ظاهر هوا - اس نے به مقام لاشاپل (جرمني) ایک کمپني قائم کي ' جسکا مقصد یه قرار دیا که مختلف مقامات سے تجارتي اور مالي خبریں فراهم کرکے لوگوں کے پاس بهیجي جائیں - اس وقت ٹیلیگراف کا سلسله بهت کم مقامات پر تها - اسلیے خبریں بسا اوقات ریل کے ذریعه اور کبهي کبهي نامه بر کبوتروں کے ذریعه فراهم کرنا پڑتي تهیں -

چند روز کے بعد وه لندن چلا آیا اور یهاں آ کے اس نے سنه ۱۸۵۱ ع میں اپنی مشهور عالم کمپني ازسرنو قائم کي - لندن میں جو کمپني اس نے قائم کي تهي ' اس نے اپنا دائرهٔ عمل صرف تجارتي اور مالي خبروں تک محدود رکها تها - اس کي کمپني سے خبریں خریدنے والے زیاده تر یوناني تاجر تهے ' جنکو دریاے ڈینوب سے گیهوں کي روانگي کے متعلق خبروں کی خاص طور پر ضرورت رها کرتي تهي -

مگر تهوڑے عرصه کے بعد ریوٹر نے محسوس کیا که اگر تمام انگریزی اخبارات کو هرقسم کي خبریں پهنچانے کا انتظام کیا جاے تو اس میں کامیابي کے بهت مواقع هیں ' کیونکه اسوقت تک تمام مقتدر انگریزی اخبارات کو خارجی خبروں کے لیے اپنے اپنے خاص نامه نگار رکهنا پڑتے تهے -

اس زمانه میں ایک اخبار " مارننگ ایڈورٹائزر " کے نام سے نکلا کرتا تها - ریوٹر نے اس اخبار کو کمپني سے خبر لینے پر راضي کیا - " مارننگ ایڈورٹائزر " خارجي خبروں کے لیے ۳۰ - پونڈ ماهوار دیا کرتا تها - ریوٹر نے کہا که وه خارجي خبریں صرف ۳۰ پونڈ ماهوار پر دیدیا کریگا - " مارننگ ایڈورٹائزر " اور اسکے علاوه چند اور اخباروں نے یه نوٹ منظور کرلیا -

وه عظیم الشان کمپني ' جو آج دنیا کي سب سے بڑي خبر رساں کمپني ' هے اسکا آغاز یه تها !

دوسرے سال ایجنسی کي خوش قسمتي سے اسکي اهمیت محسوس هونے کا ایک عمده موقع پیدا هوگیا -

جب مقام ٹیلریس میں آسٹریں سفیر کو نپولین سوم نے باریاب کیا تو نپولین نے اس سے کہا :

" افسوس هے که میرے تعلقات آپکي حکومت سے جیسے عمده پہلے تهے ویسے اب نہیں ' مگر آپ سے درخواست کرتا هوں که آپ اپنے آقا کو یه اطلاع دیدیں که میرے خیالات میں کوئي تغیر نہیں هوا هے "

یه الفاظ ۹ - فروری سنه ۱۸۵۹ع کو ایک بجے کہے گئے تهے مگر اسي دن ۲ بجے ٹائمز کے دوسرے ایڈیشن میں شائع هوگئے - اس سے ایک طرف تو اسٹاک ایکسچینج میں تهلکه پڑگیا دوسري طرف ریوٹر کا نام گهر گهر پهیل گیا -

اسکے بعد سے ریوٹر ایجنسی کي طرف اخبارات کی توجه بڑهنے لگي ' اور وهی ایجنسی جو پہلے صرف یونانی تاجروں کو ڈینوب سے آنے والے گیهوں کی خبریں دیا کرتی تهي ' آج تمام دنیا کي خبریں عالم صحافت کے ایک بڑے حصه کو دے رهی هے ' اور اپنے نامه نگاروں کے جال سے تمام دنیا پر چهائی هوئی هے !

(طریق حصول انباء و اخبار)

ریوٹر ایجنسی جسقدر خبریں دیتی هے ' اسکے متعلق یه خیال کرنا صحیح نہوگا که وه سب اسے اپنے خاص نامه نگاروں سے ملتی هیں -

جسطرح اسوقت ریوٹر ایجنسی انگلستان کی فوجی خبررساں ایجنسي هے ' اسی طرح یورپ کي اکثر بڑي سلطنتوں میں انکی قومی ایجینسیاں موجود هیں - فرانس کی قومی خبر رساں ایجنسي کا نام " هاواس " هے - جرمنی میں " ولف " هے - الی لی ایجینسی کا نام " سٹیفان " هے - جاپان بهی ایک قومي ایجینسي بنانے والا هے - اور ترکوں نے بهي ایک ایجنسي قائم کرلی هے -

هم نے اوپر بیان کیا هے که ریوٹر کے نامه نگار دنیا کے تمام بڑے بڑے شهروں میں هیں - لیکن ظاهر هے که واقعات و حوادث صرف بڑے شهروں هی میں نہیں هوتے اسلیے ریوٹر ایجینسی نے یه انتظام کیا هے که دوسري ایجینسیوں سے انکے ملک کے چهوٹے چهوٹے شهروں کی خبریں لےلیتي هے ' اور اپنے نامه نگاروں کو دیدیتی هے - اسکے معاوضه میں ریوٹر ایجینسی انکو خبریں دیتي هے -

اس ایجنسي نے اب اپنے عمل کا دائره اور وسیع کرلیا هے - خبر رساني کے علاوه اب لوگوں کے پرائیوٹ ٹیلیگرام بهي بهیجتي هے - چونکه اسکے یهاں کا کوڈ سسٹم نهایت عمده هے اسلیے ایجنسي اور کمپني دونوں کو کفایت رهتي هے - اسوقت وه جسقدر پرائیوٹ ٹیلیگرام بهیجتي هے انکا روزانه اوسط ایک هزار هے -

اس نے روپیه کا کاروبار بهي شروع کر دیا هے - هر سال لاکهوں روپیه اسکي معرفت لوگوں کے پاس آتا جاتا رهتا هے - کمپني کا پہلا ڈائریکٹر بیرن ڈي ریوٹر تها - اس نے سنه ۱۸۹۹ میں انتقال کیا - اب ایجینسي کا موجوده منیجنگ ڈائریکٹر اسکا لڑکا هے -

اس ایجینسی کي اصلی خصوصیت یعنی جلد سے جلد اطلاع دینا اسوقت پوري طرح قائم هے - اس نے ولیعهد آسٹریا کے قتل سراجیو کي خبر تمام ایجنسیوں سے ایک گهنٹه قبل اور جهاز ایمپرس آف آیرلینڈ کے غرق هونے کي اطلاع دو گهنٹه قبل دي تهي -

اولین جنگ فرانس و جرمنی

نتائج سیاسیه و اقتصادیه و عمرانیه

اولین جنگ فرانس و جرمني نے دونوں سلطنتوں میں ایک عظیم الشان ' ملکی ' تمدنی ' اور اقتصادی انقلاب پیدا کر دیا ' جسکا پورا بیان دونوں ملکوں کے ذرے ذرے میں نظر آتا ہے -

(فرانس)

(مردم شماري ' رقبه ' مداخل و مصارف)

سنه ۱۸۷۰ ع میں فرانس کا رقبه ۲۲۲۷۰۰ میل مربع تھا ' اور ۳۸۰۰۰۰۰۰ آدمی اوس میں آباد تھے ' لیکن اس جنگ کے بعد اوسکا رقبه ۲۰۷۰۵۴ میل ہو گیا ' اور مردم شماري ۳۶۰۰۰۰۰۰ تک گھٹ گئی ' کیونکه سرحد فرانس کا ایک بڑا حصه جرمني میں منتقل ہو گیا ' اور السیس اور لورین کے دو بڑے صوبے نکل گئے - سنه ۱۹۰۶ ع تک اس تعداد میں صرف ۳۹۲۵۲۰۰۰ کا اضافه ہوا تھا -

لیکن جرمني کي مردم شماری میں جو روز افزوں ترقي ہو رہي ہے ' اوسکے لحاظ سے یه اضافه بمنزله صفر کے ہے -

سنه ۱۸۶۵ میں فرانس کي مالی آمدني ۷۵۰۰۰۰۰۰ گلي تھي اور اسیقدر خرچ بھي تھا - لیکن گذشته سال اسکي مقدار ۱۷۰۰۰۰۰۰ گني تک پہونچ گئي -

سنه ۱۸۷۰ میں فرانس پر ۵۰۰۰۰۰۰۰ گني کا قرض تھا - لیکن گذشته سال میں اسکي مقدار ۱۲۵۷۲۸۷۰۰۰ تھي - پہلے اوسکا نظام سلطنت شخصي تھا ' اس جنگ کے بعد اوسنے جمہوریت کا قالب اختیار کر لیا -

سنه ۱۸۷۰ میں اسکی بري فوج ۲۵۰۰۰۰ پیدل اور ۶۳۰۰۰ سواروں سے مرکب تھی ' لیکن جنگ کے زمانے میں پیدل سپاہیوں میں تقریباً دو گنے کا اضافه کیا جا سکتا تھا ' اور سواروں کی تعداد ۱۰۰۰۰۰ تک پہونچائی جسکتی تھی - توپچی ۱۶۰۰۰ تھے جنکي تعداد حالت جنگ میں ۴۰۰۰۰ تک ہوسکتی تھی -

سنه ۱۸۷۰ میں فرانس کی بحري طاقت ۳۳ جہازوں کا مجموعه تھی ' جو مجموعی طور پر ۱۸۵۷۵ گھوڑوں کي طاقت رکھتے تھے ' اور ۷۷۷ توپیں ان جہازوں پر نصب تھیں -

لیکن چالیس برس کے بعد اسکی کل بري فوج کی تعداد ۶۳۸۰۰۰ کردي گئی ' اور بحری طاقت کو بھي زمانۂ حال کے رجحان بحري کے مطابق بڑی کوشش سے ترقی دي گئی ہے -

قرنکنات ۲۸ ' کروزر درجه اول ۱۲ ' درجه ثانیه ۱۵ درجه ثالثه ۲۰ - ڈیسٹرایر (تباہ کن) ۸۰ ' تار پیدو ۱۵ سب مورین (تحت البحر) ۷۰ -

(جرمني)

سنه ۱۸۷۰ ع میں پروشیا صرف ایک ریاست کی حیثیت رکھتا تھا - جنگ کے بعد وہ ایک مستقل سلطنت بن گیا ' اور جرمن کے تمام صوبے پروشیا کے ماتحت آ گئے ' اور داعیۂ سیاست فرنگ یعني پرانس بسمارک کا اس جنگ سے یہی مقصد بھي تھا - اسکا رقبه صرف ۱۳۷۰۰۰ میل مربع تھا ' اب ۲۰۸۷۸۰ میل ہو گیا - پروشیا کی آبادی جنگ سے پہلے ۱۳,۰۰۰۰۰۰ آدمیوں سے بھي کم تھی ' لیکن اب کل جرمني کی آبادی ۶,۵۰۰۰۰۰۰ - اشخاص کی ہوگئي ہے - جن میں سے ۴۰۲۰۰۰۰۰ آدمي صرف پروشیا میں آباد ہیں - یعنی قتل و خون کي اس غارتگري سے صرف پروشیا کي مردم شماري میں تقریباً دوگنی تعداد کا اضافه ہوگیا !!

سنه ۱۸۷۰ ع میں جرمني کي فوجی طاقت فرانس کے برابر بلکه اوس سے بھی کم تھي - صرف ضرورت کے وقت اوس میں اضافه ہو سکتا تھا - اوسکي فوجي طاقت اب بھی اسي قدر ہے ' لیکن زمانه جنگ میں اوسکي تعداد ترقی کر کے المضاعف ہوجاتي ہے -

سنه ۱۸۷۰ ع میں اوسکي بحري طاقت جن اجزاء سے مرکب تھی ' انکی مجموعی تعداد ۹۳ سے زیادہ نه تھی - ان میں بڑے جہاز صرف ۱۰ تھے - جن میں ۲۵۰ توپیں تھیں ' باقی چھوٹي بڑي مختلف قدیم عہد کي کشتیاں تھیں -

لیکن اسکے بعد جرمني نے اپني تمام قوت کو جنگ کے بري و بحري ساز و سامان میں صرف کرنا شروع کردیا ' اور اس سرعت کے ساتھه ترقی کی ' جسکي نظیر تمام تاریخ عالم میں نہیں ملسکتی - اسکي ترقی محض تعداد نفوس و مراکب جنگ کي نه تھي بلکه فن و صنائع جنگ و آلات جنگ کی ' اور اسي وجہه سے جسقدر وقت گذرتا گیا ' اتنا ہی اسکا رعب جنگي اور استیلائے حربی تمام یورپ پر چھانے لگا - یہاں تک که چالیس برس کے بعد وہ جدید یورپ میں جنگ و طاقت کے ایک ہواذک عفریت کي شکل میں نمودار ہوئی ' اور قواء دول کے توازن کی میزان اسکے ہاتھه میں آ گیا -

ساز و سامان جنگ میں اسکي بحري قوت ہمیشه ایک دار سرنسته رہی ہے ' اور کوئی صحیح اندازه اسکے متعلق نہیں کیا جاسکا ہے - وہ معمولی شمار و اعداد جو خود برلن میں شایع ہوتے رہے ہیں اور جنکو عموماً اصلیت سے بہت کم سمجھا گیا ہے ' انسے معلوم ہوتا ہے که اس تمام عرصے میں اسکي بحري قوت ہر طرح ۲۵۰ جہازوں تک پہنچ گئي جن میں قریب ننانوے جہاز تقریباً ۶۰ - ۷۰ ہیں -

(دونوں سلطنتوں کا مقابله)

ان اعداد و شمار کے مقابلے سے معلوم ہوتا ہے که رقبه اور آبادي دونوں کے لحاظ سے جرمني نے جو ترقی کی اسکے مقابلے میں فرانس کي ترقی بہت حقیر ہے - سنه ۱۸۷۰ ع میں جنگ سے پہلے فرانس کا رقبه ۲۱۲۷۰۰ مربع تھا ' صلح کے بعد ۲۰۷۰۰۰ میل ہوگیا - آبادي ۳۸۰۰۰۰۰۰ تھي - صلح کے بعد رقبه میں جو کمی واقع ہوئي ' اوسکے ساتھه اس تعداد میں سے بھي تقریباً ۲ ملین آبادي اب لازمی طور پر گھٹ گئي ' اور صرف ۳۶ ملین آدمي فرانس میں رہ گئے - جنگ پر نصف صدي گذر چکي ہے لیکن اب تک اوسکي آبادي میں ۳ ملین سے کچھه ہي زیادہ کا اضافه ہوا ہے -

لیکن جرمني کي حالت فرانس سے بالکل مختلف ہے پہلے اوسکے تمام صوبے الگ الگ تھے ' اب ایک ہو گئے - فرانس کے زیر مملکت کا ایک معتد به حصه بھي اوس میں شامل ہو گیا ' اسکے ساتھه ہی اوسکي مردم شماري بھی قدرتي طور پر زیاده ہوئی ' ان تمام اسباب سے اوسکي آبادی مجموعي طور پر ترقي کر کے تقریباً سه گونه ہو گئي ہے - جنگ سے پہلے پروشیا کي آبادي کی تعداد صرف ۲۳۵۰۰۰۰۰ تھي ' اب اوسکي آبادي ۴ ملین سے بھي زیاده ہے - فرانس کي مردم شماري میں اضافه نه ہونے کا بڑا سبب اوسکي عیش پرستي اور بے اعتدالانه تمدنی زندگي کے مضر نتائج ہیں - فرانس کا ہر عیش پرست انسان آزادانه زندگی بسر کرنا چاہتا ہے ' اور قدیم ازدواجي رسوم کی پابندي سے آزاد کیا ہے اسلیے اکثر لوگ سنے سے شادي کرتے ہي نہیں - بہت سے کرتے بھي ہیں تو اس شرط کے ساتھه که محدود اولاد پیدا کی جائیگي - اسکے متعلق میاں بي بی میں ایک محکم معاہدہ ہوجاتا ہے اور اوسکے خلاف عدالت - چاره جوئي کي جاتي ہے

یہی وجہ ہے کہ تمام یورپین قوموں میں فرانس کی آبادی روز بروز گھٹتی جاتی ہے ' اور اس نقصان عظیم کا صرف اوس وقت احساس ہوتا ہے ' جب وطنیت کی راہ میں فرزندان وطن کی قربانی چڑھانیکی ضرورت ہوتی ہے !

سنہ ۱۷۷۰ع میں فرانس کی آبادی پروشیا سے ۱۵۰۰۰۰۰۰ زیادہ تھی ' لیکن اب جرمنی کی آبادی فرانس کی آبادی سے ۲۵۰۰۰۰۰۰ زیادہ ہوگئی ہے - یہ سچ ہے کہ جرمنی کے رقبۂ ملک کی وسعت نے آبادی کے تناسب پر بھی اثر ڈالا ہے ' لیکن اسمیں نسل کی عمدہ افزایش اور ازدواجی زندگی کے قیام کو بھی بہت کچھ دخل ہے - جو لوگ جرمنی سے نکل کر نو آبادیوں میں یا دوسرے ملکوں میں آباد ہوگئے ہیں ' اونکی تعداد اسکے علاوہ ہے

دونوں سلطنتوں کے دار الحکومتوں میں بھی آبادی کا یہی تناسب نظر آتا ہے - سنہ ۱۸۷۰ع میں پیرس کی آبادی ۱۷۵۰۰۰۰ تھی - اب ۲۸۴۶۹۸۶ ہے - یعنی ایک ملین سے کچھ ہی زیادہ اضافہ ہوا ہے - لیکن برخلاف اسکے اوسوقت برلن کی آبادی صرف ڈھائی لاکھ تھی ' مگر اب دو ملین یعنی ۲۰ لاکھ تک پہنچ گئی ہے !!

مالی حالت بھی اسی کے قریب قریب ہے سنہ ۱۸۷۰ع میں فرانس کی آمدنی ۷۵۰۰۰۰۰۰ گنی تھی اب ترقی کے بعد ۱۷۰۰۰۰۰۰ گنی ہے - با اینہمہ اسمیں دوگنے سے کچھ ہی زیادہ اضافہ ہوا ہے - لیکن جرمنی کی آمدنی ۷۰۰۰۰۰۰۰ گنی تھی ' اور اب ۱۴۲۰۰۰۰۰۰ سے بھی بہت زیادہ ہے یعنی دہ نسبت پہلے کے سات گنا بڑھ گئی ہے !

اسیطرح ملک و حکومت اور قومی اور وطنی زندگی کی ہر شاخ میں دونوں کی حالت بالکل مختلف ہے -

(اخلاق و عادات)

دونوں قوموں کے اخلاق و عادات اور طور و طبائع میں بھی سخت اختلاف ہے - فرانسیسی عموماً رومی اقوام کیطرح ذی الحس ' تند مزاج ' سریع الاشتعال ' اور شدید الانفعال ہوتے ہیں - اور اسمیں شک نہیں کہ اعلیٰ قسم کی شہری و تمدنی زندگی اور جذبات رقیقہ و لطیفہ کے اعتبار سے وہ تمام اقوام یورپ میں فرد ہیں ' لیکن عقل و جذبہ دو متضاد طاقتیں ہیں اور دونوں کے نتائج مختلف ہیں - فرانس کے شہرہ جذبات مشتعلہ کا ایک آتشکدہ اور بھڑکتے ہوئے عواطف کا ایک کوہ آتش فشاں ہے ' لیکن سیاست کا دیو صرف عقل کے اوہ ہمالہ ہی پر رہتا ہے ' جسکی سطح ہمیشہ برف کے برودت سے سرد رہتی ہے -

فرانسیسی عموماً سیاست سے ناآشنا ہے - جب اوسکے غصہ کی آگ بھڑکتی ہے ' تو خرمن عقل کو دفعۃ جلا کر خاک سیاہ کردیتی ہے ' لیکن سیاست ہمیشہ حزم ' استقلال ' تدبر اور دور اندیشی کے برف زار میں نہایت سکون و اطمینان اور سرد تعمل کیساتھہ زندگی بسر کرنا چاہتی ہے ' اسلیے اوس نے اپنا نشیمن یورپ کے دوسری سلطنتوں کو بنایا ہے - انہی سلطنتوں میں ایک جرمنی بھی ہے جرمن نہایت مستقل ' ثابت قدم ' اور غور و فکر کے عادی ہوتے ہیں - عقل و دور اندیشی اونکے جذبات کو قابو میں رکھتی ہے ' ہر معاملہ پر نہایت غور و فکر کیساتھہ نظر ڈالتے ہیں ' اور اوسپر عمل کرنیکا صحیح راستہ اختیار کرتے ہیں - وہ صرف مظاہرہ اور نمائش کو اپنی زندگی کا مقصد نہیں قرار دیتے ' بلکہ مادی نتائج و عملی حقائق اونکے پیش نظر ہوتی ہیں - یہی وجہ ہے کہ وہ خاموشی کے ساتھہ ہر حیثیت سے دور اندیشی ترقی کرتے چلے گئے ' اور اسکی خبر نہ ہوئی - اگر قیصر جرمنی کی شہرت طلبی اونکو نمایاں کرنا چاہتی ' تو وہ ایسی خاموش عملی زندگی بسر کر رہے تھے کہ دنیا کو کبھی بھی اونکا علم نہ ہوتا !

مکاتبات حربیہ

فرنچ اور جرمن توپخانے

آنجناب جنگ کے اسپیشل نامہ نگار نے توپخانوں کا تقابلی مطالعہ کیا ہے - وہ لکھتا ہے کہ "توپخانہ میں سب سے اہم سے میدانی توپخانے ہیں اس بارہ میں انگلینڈ کی رائے یہ خیال ہے کہ فرانس کو اپنے حریف پر قطعی اور یقینی فوقیت حاصل ہے - انگریز مصنفوں نے اپنی پیادی توپخانے لیے نئی گاڑیوں کا سامان کیا ہے ' مگر تاہم فرنچ توپخانوں کی توپوں کی مضبوطیوں ' گاڑیاں اور دیگر سار و سامان جرمنی کے صحرائی توپخانوں کی توپوں سے بہتر ہے -

یہاں تک تو حالت عمدہ ہے ' لیکن جب پیادی میدان کی ہاوٹزروں کا نمبر آتا ہے ' تو اسمیں فرانس جرمنی سے پیچھے نظر آتا ہے ' جو "ہاوٹزر" ایک آتشیں آلہ ہے جو اوپر کے مداری گولہ باری کرتا ہے -

جرمن سپاہ میں ہر دسدہ فوج کیساتھہ میدانی ہاوٹزر کی دس بیٹریاں ہوتی ہیں - اسکے مقابلہ میں فرنچ سپاہ کے پاس مخصوصہ ہاوٹزر نہیں ہیں - فرانس اسکی بھی کمی پوری کرنا چاہتا ہے اور یہ تجویز کیا گیا تھا کہ میدانی توپوں کے دھانے پر ایک قسم کی ٹوپی لگادی جائے ' جس سے انکی گولہ باری کی سرعت کم ہو جائیگی -

یہ معلوم ہوا ہے کہ اس تدبیر سے نشانہ کی صحت کے متعلق بعض عمدہ نتائج مترتب ہوئے تھے -

مگر اس تجویز پر جو اعتراض ہوتا ہے وہ بالکل واضح اور کھلا ہوا ہے - ہاوٹزر کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ اسکے ذریعہ سے بڑے بڑے گولے صرف ۴۰ یا ۵۰ پونڈ کے پھینکے جا سکیں - یہ بات فرانس کی ان توپوں کو حاصل نہیں ' کیونکہ وہ صرف معمولی میدان کی توپوں کے گولے پھینک سکتی ہیں -

جسطرح کہ ہمارے (انگلستان) پاس میدان کے لیے باقاعدہ پیادی توپیں ہیں اسطرح فرانس کے پاس نہیں ' حالانکہ جرمنی کے پاس ایسا سامان یعنی توپیں موجود ہیں -

ہماری ہاوٹزروں کی بیٹریاں دونوں سلطنتوں کے پاس ہیں ' لیکن اگر مجموعی حیثیت سے دیکھا جائے تو یہ کہنا پڑتا ہے کہ دونوں سلطنتوں میں انتخاب کی ضرورت نہیں - یہ ظاہر ہے کہ میدانی توپوں کے سار و سامان کی وجہ سے فرانس کو جو موقعت حاصل تھی وہ اسلیے مسدود ہوگئی ہے کہ اسکے پاس ہماری بیٹریاں اور میدانی ہاوٹزر نہیں ہیں -

ایسے اسباب موجود ہیں جنکی بنا پر ہم یقین کیا جا سکتا ہے

کہ فرانسیسی قلعوں کے توپخانے زیادہ تر قدیم وضع کے ہیں -

دونوں سلطنتوں کے توپخانوں کے متعلق ایک سوال یہ بھی ہے کہ صورت کے وقت دونوں سلطنتیں جسقدر توپیں فراہم کرسکتی ہیں' انکی صحیح تعداد کیا ہے ؟ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ فرانس ابھی تک بائری میں چار توپوں کے طریقہ پر اڑا ہوا ہے - حالانکہ جرمنی کی ایک میدانی بائری میں ۶ توپیں ہوتی ہیں - یہ ظاہر ہے کہ ایک ۴ توپوں والی بائری ۶ توپوں والی بائری کا مقابلہ نہیں کرسکتی -

فوجی صیغہ جنگ کے جو اعداد و شمار شایع کیے ہیں وہ یہ ہیں - کہ فرانس کے پاس ۴۵۰۴ توپیں اور جرمنی کے پاس ۳۳۷۰ توپیں ہیں - اگر ہم یہ فرض کرلیں کہ جرمنی سنہ ۱۹۱۷ تک بالکل خاموش رہے' اور اپنے سامان جنگ میں کوئی اضافہ نہ کرے تو اس صورت میں فرانس و جرمنی میں برابر ہوگا مگر اس فرض کی کوئی وجہ نہیں کہ جرمنی تین سال تک دلا و جبہ خاموش رہیگی - اسکے علاوہ اسکے پاس بطور توپوں کی ایک اور وضع ہے' اور جب روپیہ کا سامان ہوگیا اسوقت اس پاس بطور وضع کی توپیں جرمن سپاہ میں روشناس ہو جائینگی

شعلۂ جنگ کا پہلا آتشکدہ

(سروبیا اور آسٹریا)

(۲)

(پل)

پل کے قریب نگرانی کے لیے جو سپاہی بھیجے گئے تھے جب انہوں نے سلم سے آتی ہوئی توپوں کو دیکھا تو انہوں نے فوراً الارم بلند کیا - اسوقت ایک اسٹیمر جلد کشتیوں کو لیکر پل کے اس حصہ تک گیا' جہاں شگاف پڑ گیا تھا - جب ان انجینئروں نے رائفلیں سنبھالیں تو انہوں نے انکے جواب میں رائفلیں سنبھالیں - انکے جواب میں ادھر سرویوں نے رائفلیں اور مشین گنیں چلا شروع کیں فوراً آسٹرین ساحل پر حملے کئے

جو سرویں فوجیں پل کی حفاظت کررہی تھیں وہ ان فوجوں سے معرکہ آرا ہوئے تھے' جو ٹریوں پر آرہی تھیں یہ واقعہ اسوقت پیش آیا کہ سڑکوں میں آگ لگادی گئی اور پھاٹک' اور اسی صریح تعدی کیوں کہ جاتی ہے ؟

اسٹیم رولر کا جمود

روس اور اپنی فتوحات کے اعلان میں جو مخصوص قابلیت حاصل ہے' وہ جنگ یورپیا کے زمانے سے دنیا کو معلوم ہے جبکہ انگلستان' روس' اور ٹرکی کی متحدہ فوجیں بلقان کے اندر بطور روسی حلقوں کو اتار رہی تھیں' مگر عین اسی وقت یہ خبر اخبارات میں شایع ہوئی کہ ہماری فوج کے ایک ایک کلمک نے دشمن کے ایک ایک دستہ کا خاتمہ کردیا

پس اگر آج ہمکو یہ سننا پڑے کہ ایک لاکھ انسان سپاہ مچھلی بطور چل میں گرفتار ہوئے تو یہ کچھ تعجب انگیز نہیں' اور ہمیں معلوم ہے کہ عظیم الشان جنگ میں اس سے زیادہ متعدد [illegible] ہوا کرتی ہیں' لیکن تعجب ہے کہ [illegible] روس کے متعلق میں بعض نامہ نگاروں نے متعدد بار [illegible] چاہی' اور "۸۰ ہزار جرمن لاشوں" اور ایک ایک [illegible]

مزا ارذل گناہ ضعف اس گماں بردہ

"پاپیونیر" نے بھی اس اندھیری دروغ بافی پر حصہ اکتفا ہے اور وہ جھنجھلا کر پوچھتا ہے کہ ۸۰ ہزار لاشیں کہاں شمار کی گئیں' اور اسی صریح تعدی کیوں کہا گیا ہے ؟

اور اسطرح پل کو عبور کرکے سرویں ساحل تک پہنچنے کے لیے آسٹرین فوجوں کی کوششیں درہم برہم ہوگئیں -

کیا اسپر کوئی تعجب کی جہالت میں شہر پر گولہ باری کی گئی؟ اولی نہیں ہوسکتا' مگر دوسرے ہی دن ۲۹ کو دو گولے پھٹکے انگریزی سفارتخانوں پر گرے اور انگریزی قونصل مرتے مرتے بچ گیا -

بلغراد اور سلم کے مابین ٹیلگراف اب تک صحیح و سالم تھا اسکے ذریعہ سے سرویں کمانڈر نے آسٹرین کمانڈر کو اس واقعہ کی اطلاع دی کہ اسکی گولہ باری سے انگریزی قونصل اور انگریزی جائداد پر دست درازی ہوئی ہے' جو اسوقت تک طرفدار ہے - اسکا یہ جواب ملا کہ تمہاری کروزنجس نے ہمارے موانیزوں پر آتشباری کی تھی اسلیے ہم نے بھی آتشباری کی' اور اگر آیندہ پھر کبھی وہ ایسا کرینگے تو ہم بھی پھر یہی کرینگے -

اسی اثناء میں آسٹرین ریپورگن بوٹ (دریا کی توپ بردار کشتیاں) دریا سے ڈینوب میں پہنچ کر بقی ہوئی خاموش قلعوں کے سامنے سے گذریں - وہ گاہے ماہے گولے بھی پھینکتی جاتی تھیں جو ابھی خالی فضا میں بلند ہوتے تھے اور کبھی بلغراد کے مکان پر آکے گرتے تھے -

(مسٹر ٹون پر گولے)

۳۰ جولائی کو صبح کے وقت میں فرانیکو سرویں بنک میں یہ کہ ایک شاندار گولا سوا بجے کے قریب اس کمرہ کی چھت کے آکے آکے پھٹا' جس میں بیٹھا تھا اس گولے کے ٹکڑے کو چور چور کردیا - میں بنک سے روانہ ہوئے کچھ عرصہ ہوا تھا اور میرے ساتھیوں صاحب جلد گولے کے فاصلہ پر ایک گولہ آکے گرا' ایک عمارت منہدم ہوگئی اور ہم لوگ بالکل گرد پوش ہوگئے

تمام دارالحکومت کے سارا دن اور رات بھر سراب کے نہ خانوں میں سے ہی کہ گن بوٹ کے میں ہمارے ریپیٹر کشتیوں کے برابر ہوتی ہیں' لوگوں کے مصارف دن سے تھے - یہ ایک ہزار صبر کے فاصلہ سے خاموش قلعوں پر آتشباری کرتی تھیں - سرویں اپنے توپخانے لائے تو مگر انہیں استعمال نہیں کیا - یہ مسلسل خاموشی سرویوں کے طرف سے غیر معمولی تھی' اور آبادی میں سخت خوف و پریشانی پیدا کررہی تھی - کیا اسلیے کہ توپچیوں کی کمی تھی یا سامان جنگ کی ؟ کوئی نہیں کہہسکتا - مگر میرے نزدیک دوسری صورت تھی

سات دن پورے گذر گئے - روس نے آسٹریا کو درہم برہم کردیا' سرویا کے اسکی بوٹیاں نوچ لیں - مانٹی نگرو بھی روز سراجیو کے پاس نشان اڑا جاتا ہے - ایک لاکھ آسٹرین فیودیوں اور روز دز لاکھ مزید دفاع روس تاسن دے رہا ہے - تعجب ہے کہ ابتک تولی فیصلہ ان [illegible]

روس ابتک وہی کلادشیا کے گوشوں میں بیان کیا جاتا ہے' سرویا اپنے ملک کے ۱۲ حصہ [illegible] نیگرو سراجیو [illegible] - جرمنی نے روسی پولینڈ میں بڑھنے کی [illegible] مگر روسی [illegible] کے جرمنی کے اندر کاموں کا [illegible] چلتا ہے [illegible] طرف پیش قدمی ہوگی ؟

[illegible] ہے کہ عثمانیوں نے انگورا اندرون پریس کے دوسرے بھی [illegible] سلیمان [illegible] اور اکثر لوگ اٹھتے ہیں کہ روسی [illegible] سلیم نہیں [illegible] اور ڈنمز آف انڈیا کے [illegible] دلچسپ ہوتے ہیں -

ہم سمجھتے ہیں کہ [illegible] پریس بھوزا روس کی ایسی خبروں کو بھی [illegible] کے حوالے کردیا کرے تو بہتر ہے' تاکہ فوجی افسروں کے افشا سے [illegible] روسی خبروں کے اعلان سے دنیا متعدد کے مقاصد اور [illegible]

مذاهب علميه

بحری سرنگیں

موجودہ جنگ کے تمام عظیم الشان معرکے خشکی پر ہوے ہیں' اسلیے اگر اس جنگ کو مجموعی حیثیت سے بری جنگ کہا جاے تو بیجا نہوگا -

لیکن اگر روے زمین پر ہنگامہ کارزار برپا رہا ہے تو سطح آب کا سکون و قرار بھی قائم نہیں رہا یعنی اگر بلجیم' فرانس' گلیشیا' اور مشرقی پروشیا کی سرزمینیں انسان پاش اور قلعہ شکن توپوں کی ہولناک آتشباری' پانی کی طرح بہنے والے انسانی خون کے سیلاب' مقتولین کی لاشوں کے بلند انبار' اور دم توڑنے والے مجروحین کی کراہت اور تلملاہٹ سے یکسر اقلیم موت و ہلاکت بنی ہیں' تو بحر شمال' بحر بالٹک' اور چینی سمندروں میں بھی جنگی جہازوں کے حملہ و مدافعت' فرار و تعاقب کبھی زیر آب زیر پوشی اور کبھی سطح آب پر رو نمائی سے ایک طوفان و تلاطم اٹھاتا رہا ہے -

ان بحری معرکوں میں زیر آب سرنگوں نے نمایاں حصہ لیا ہے -

زیر آب یا بحری سرنگیں کوئی نو ایجاد شے نہیں' مگر انکے مہلک اتلاف و ہلاکت آفرینی کا حقیقی اعتراف گذشتہ چند سالوں ہی میں ہوا ہے -

اگر آپ اس اعتراف کا سراغ لگانا چاہتے ہیں تو آپ کو تاریخ حرب میں جنگ روس و جاپان کا باب نکالنا چاہیے - اس جنگ میں جاپانیوں نے جس آلہ سے سب سے زیادہ روسی جہازوں کو غرق کیا تھا وہ یہی بحری سرنگیں تھیں -

ایشیا جسکو یورپ اپنے غرور طاقت کے نشہ میں کمزور اور حقیر سمجھتا تھا جب اسکی نو خیز قوم نے یورپ کی ایک بڑی باجبروت و صولت سلطنت کو اسقدر دلت آمیز اور شرمناک شکست دی' اور یورپ کو یہ معلوم ہوا کہ اس جنگ کے بحری معرکوں میں زیر آب سرنگوں نے نمایاں طور حصہ لیا ہے' تو انکے جنگی حلقوں میں بحری سرنگوں کے متعلق دلچسپی کی ایک عام لہر دوڑ گئی' اور ہر سلطنت میں سرگرمی و مستعدی کے ساتھ تجربے ہونے لگے -

جنگ جاپان و روس سے پہلے بحری سرنگوں کے متعلق انکی امور محتاج ترقی و اصلاح تھے - ان میں اولین نقص تو یہ تھا کہ وہ محفوظ نہ تھیں یعنی جسطرح آلہ وہ دشمن نے جہازوں کے لیے سرچشمہ ہلاکت و بربادی تھیں اسیطرح وہ اپنے جہازوں کے لیے بھی خطرناک اور غیر مامون تھیں' اور سرنگوں کے بچھانے کے بعد راستہ دشمن کے جہازوں کے لیے بند ہو جاتا تھا - تو اپنے جہازوں کے لیے بھی کھلا نہیں رہتا تھا - کیونکہ اکثر مخالف جہازوں کے لیے سرنگوں پر سے گذرنا موت و ہلاکت کے منہ میں جانا تھا تو خود اپنے جہازوں کا اسطرف سے نکلنا بھی اپنے ہاتھ سے اپنے آپ کو گرداب ہلاکت میں ڈالنے سے کم نہ تھا - غرض اسوقت تک وہ مفید تھیں' مگر جسقدر مفید تھیں اسیقدر مضر بھی تھیں - اور گو وہ حصار مدافعت تھیں' مگر اسکے ساتھ ہی سنگ راہ بھی تھیں -

دوسرا نقص یہ تھا اور یہ پہلے نقص سے کم سنگین نہ تھا کہ انکے نشانہ کی صحت قابل اعتماد نہ تھی - وہ جہازوں کو غرق کرتی تھیں' مگر جب کہ سرنگوں کو چلانے والا انہیں چلاتا تھا تو وہ اسوقت اپنے شکار میں کامیابی کے لیے سرنگوں کی صحت اور اپنی مشاقی سے زیادہ بخت و اتفاق کی مساعدت سے توقع رکھتا تھا

ان دونوں نقائص سے شدید تر نقص' جس وجہ سے اسوقت تک ان سرنگوں کی قدر و قیمت بہت کم سمجھی جاتی تھی یہ تھا کہ انکی تاثیر و کارفرمائی ناتمام تھی - اسوقت تک یہ بالکل ممکن تھا کہ جہاز سرنگوں پر سے گزرے سرنگیں چلائی جائیں' نشانہ بھی ہدف ہو' جہاز زخمی ہو' مگر غرق نہ ہو کیونکہ یہ نقصان اتنا شدید نہیں ہوتا تھا کہ اسکے بعد غرقابی ناگزیر ہو!

جنگ روس و جاپان کے بعد جو تجربے ہوے انکا محور یہی تینوں نقص تھے -

* * *

مشرق اقصیٰ میں جب ان سرنگوں کو اسقدر نمایاں کامیابی ہوئی تو مسرس ولکاکس نے جنکا مقصد وحید بحری جنگ کے تمام ضروریات کی فراہمی ہے' اس خوفناک و ہلاکت آفریں آلہ پر توجہ مبذول کی' جسکے نہایت دلچسپ اور مفید نتائج نکلے -

بحری سرنگوں کی ساخت میں تین امور سب سے زیادہ اہم تھے :

(۱) سرنگ کا آتشبار حصہ اسطرح بنایا جاے کہ ایک طرف تو گزرنے والے جہاز کی حرکت کا خفیف ترین صدمہ اسکو مشتعل کردے' اور دوسری طرف سرنگوں میں قبل از وقت یا پانی میں اترتے وقت آگ نہ لگنے پائے -

(۲) جس قدر پانی میں کہ سرنگیں غرق رہیں' اسکا عمق اور متعین اور دائمی ہو یعنی جسقدر عمق پر کہ ہم سرنگ کو رکھنا چاہیں اسیقدر عمق پر وہ برابر قائم رہے -

(۳) اگر ایک سرنگ چلائی جائے تو یہ نہ ہو کہ اسکی وجہ سے اور سرنگیں بھی بلا ضرورت محض اس سرنگ کی وجہ سے مشتعل ہوجائیں کیونکہ اس صورت میں انکا تعدد بیکار ہوجائیگا -

یہ تینوں امور اگرچہ اہم تھے' مگر جسقدر اہم تھے اسیقدر دشوار بھی تھے' لیکن بالاخر تجربات نے اس مشکل کو آسان کردیا' اور مسرس ولکاکس کی سرنگوں میں یہ تینوں امور ملحوظ رکھے گئے ہیں -

* * *

مسرس ولکاکس کی سرنگ (دیکھیے تصویر سرنگ) ایک کروی نما مستدیر سرنگ ہوتی ہے' اسمیں ایک لیور ہوتا ہے جو سرنگ کے حلقہ کے باہر نکلا رہتا ہے - جب جہاز سرنگوں سے آکے ٹکراتا ہے' تو یہ لیور اپنی جگہ سے ایک طرف جھکتے جہاز کے نیچے (جسکو انگریزی میں ہل کہتے ہیں) کے برابر دوڑتا ہوا' کسی بڑھجاتا ہے - لیور کے اس انتقال مکانی سے سرنگ کا آتشبار

پرزہ (جسکو انگریزي میں" فالرنگ جي ار " کہتے ھیں) لیور کي گرفت سے آزاد ھو جاتا ھے -

لیور ایک کماني پر تھمے ھوے تکلےکی وجہہ سے مقفل رھتا ھے- اس تکلے کو انگریزي میں اسپرنگ سپور ٹیڈ اسپنڈل کہتے ھیں) اسکا مفاد یہ ھے کہ جب لیور اپني جگہہ سے ھٹے' تو اس تکلے اور کماني کي وجہہ سے پورے زور کے ساتھہ ھٹے کیونکہ یہ قاعدہ ھے کہ جب ایک شے دبی ھوئی ھوتي ھے ' اور وہ اپني جگہہ سے حرکت کرتي ھے تو زور کے ساتھہ چلتي ھے - کماني اس قوت و سرعت میں مزید اضافہ کرتی ھے -

لیور اور اسکے اور پرزے سرنگ کے پیندے میں جڑے ھوے ھیں- یہاں ایک پرزہ ھوتا ھے جس پر تصویر میں حرف"B" بنا ھوا ھے ' اسکو انگریزي میں استاپ یعنے روکنے والا پرزہ کہتے ھیں - جہاز جب سرنگ سے ٹکراتا ھے تو ایک قوس نما پرزہ کی وساطت سے اس تصادم کا اثر اس استاپ پرتا ھے - یہ پیچھے ھٹتا ھے اور اسوقت سرنگ آتشبار ھوتی ھے - جب تک یہ پیچھے نہیں ھٹتا سرنگ سے ایک شرارہ نہیں نکلسکتا -

آتشبار پرزہ یعنے فالرنگ جي ار مقفل نہیں رھتا - تصویر میں آپ اس حصہ کو دیکھیں جہاں حرف " A " بنا ھے - یہ بھي ایک تکلا ھے اسکو انگریزي میں استرائکر اسپنڈل یعنی مارنے والا تکلا کہتے ھیں- اسکا سرا اندر سے مجوف ھے - اسکے قریب ھي " C " ھے - " C " کا سرا صلیب نما ' خار دار اور باھر کے جانب نکلا ھوا ھے - اسکے ھر کنارے کي شکل ایسي ھے کہ اس " A " کے مجوف سرے آکے بالکل ٹھیک بیٹھہ جاتا ھے - جب یہ صلیب نما خار دار سرا آگے کے جانب نکلتا ھے ' تو اسکے کنارے اس وسیع حصہ میں چلے جاتے ھیں ' جس پر تصویر میں " D " بني ھوئي ھے - ان کناروں کے ھٹنے سے تکلا " A " آزاد ھوجاتا ھے - ایک کماني اس تکلے کو دباتي ھے اور یہ " ڈیٹونیٹر " کے اگلے اور سے اچھلتا ھے - " ڈیٹونیٹر " وہ حصہ ھے جہاں آتشگیر مادہ رھتا ھے " E " کے قریب ایک لچکدار جوڑ ھے - وہ اسلئے ھے کہ پانی کے تموج کا اثر آتشبار مشن پر نہ پڑے -

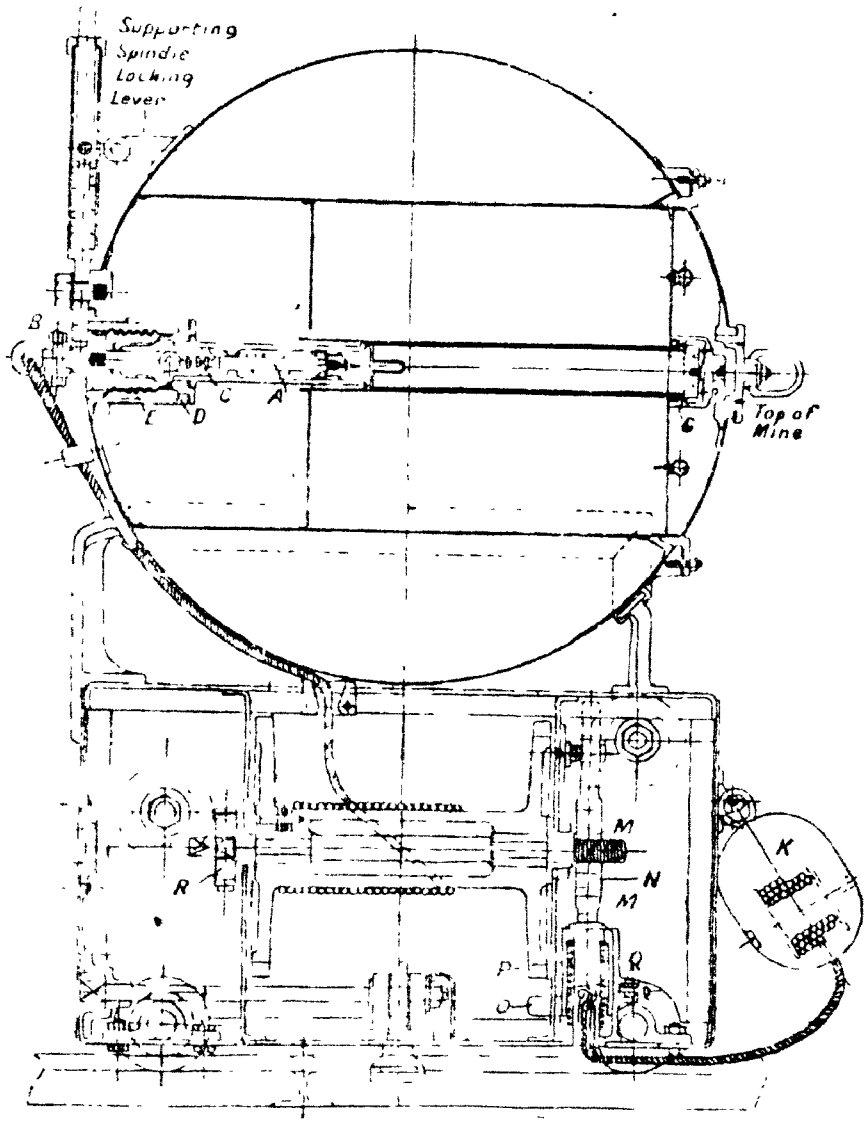

اطلاع

(۱) ۲۳ ستمبر کے الھلال میں مقالہ افتتاحیہ شائع نہیں ھوسکا لہذا صفحہ ۵ کے بعد صفحہ ۹ پڑھنا چاھیے - امید کہ احباب کرام مزید تفتیش کی تکلیف نہ فرمائینگے -

(۲) جلد پنجم کے تین نمبر یعنی ۱۰' ۱۱' اور ۱۲ موجود نہیں ھیں اسلیے دفتر سردست ارسال سے معذور ھے - جن اصحاب کو ان نمبروں کے موصول نہونیکی شکایت ھے وہ تا اشاعت ثاني عدم تعمیل فرمایش کو معاف فرمائینگے -

منیجـــر

یـــوم التغـــابـــن !

جنـگ احتسـاب و روایت !

فاقدل بعضهم علی بعض بتلائمون - قالوا یا ویلنا انا کنا طاغین !

ھم بغیر کسی ذاتي نظر و نقد کے صرف اس طول طویل سرگذشت کا ترجمہ درج کردینا کافی سمجھتے ھیں' جو لنکن ٹائمز کے ھولناک " مراسلۂ امیدس " کے متعلق ولایت کی پچھلی ڈاک میں آئی ھے '

نہ آب رنگ و خال و خط چہ حاجت روے زیبا را

اس سرگذشت میں اھل نظر کیلیے بہت سي ضمنی بصیرتیں بھی ھیں اگر چشم تعمق کام لیں :

میں اپني چشم عروں در الزام خاک دوں
قیري نگاہ شرم سے کیا کہہ میاں نہیں ؟

ضمناً اس واقعہ سے انگلستان کے پریس کي جو قاھرانہ و فرمانروایانہ طاقت ظاھر ھوتي ھے وہ سب سے زیادہ قابل غور ھے - ھمیں اس سے کوئی بحث نہیں کہ ٹائمز کے مراسلہ نگار کا بیان صحیح تھا یا غلط ؟ جب ارکان حکومت کے باقاعدہ اسکی تغلیط کردي ھے تو اسے غلط ھي تسلیم کرنا چاھیے - لیکن قابل غور امر یہ ھے کہ لنکن ٹائمز کو تغلیط کے بعد بھي اپنے مراسلے کي صحت پر اصرار رھا' اور تمام پارلیمنٹ اسکی مقاومت کیلیے اٹھہ کھڑا ھوا ' تاھم ھنگامۂ زبان و قلم کے سوا اور کوئي کارروائي نہ کی جاسکي !

اصل یہ ھے کہ جن متمدن ممالک میں حریت صحافت اپنی ابتدائی ابتلاؤں سے گذر چکي ھے ' وھاں پریس بجاے خود ایک فرماں روایانہ قوت ھے جسکو نہ اس سے مساویانہ جنگ کرني ھے مگر اسکی مالک و حکمراں نہیں ھوسکتی -

اسي طرح مسٹر ایف - ایي - اسمتھہ کا پوزیشن بھي اس سرگذشت میں خصوصیت کے ساتھہ قابل توجہ ھے - وہ صرف اس کام کے لیے منتخب کیے گئے ھیں کہ اخبار و مراسلات جنگ کا احتساب کریں - تاھم اس معاملے میں وہ خود مدعی اور دعوےدار بن گئے ھیں - انہوں نے ترمیم و اضافے کے بعد مراسلے کی اشاعت کو ناقابل اعتراض سمجھا - کیونکہ بقول انکے " سچائي سے بالکل منہہ موڑ لینا بھی مناسب نہیں " !!

پبلک کے نائندوں نے اس موقعہ پر پارلیمنٹ میں (بارجود زمانۂ جنگ) جو اظہارات کیے ' انسے اندازہ کیا جاسکتا ھے کہ " آزاد ممالک " کے افکار و طبائع کا کیا حال ھوتا ھے ' اور انکے محسوسات اُن لوگوں سے کس قدر مختلف ھوتے ھیں جو اس عالم سے دور ھیں ؟

ایں زمیں را آسمانے دیگرست !

اب هم اصل سرگذشت کي طرف متوجه هوتے هیں جو فی الحقیقت قوۃ احتساب حکومت اور فن روایت و صحافۃ کي ایک تازہ ترین جنگ هے :

(هولناک مراسله امینس)

۳۰ - اگست کو لندن ٹائمز نے اپنے اتوار کے خاص نمبر میں ایک دهشت انگیز مراسله شائع کیا تها جس پر پارلیمنٹ میں ایک سرگرم مباحثه هوا ' اور اس روش کي تقبیح کي گئي - نیز سرکاري دفتر اخبارات کے افسر اعلی مسٹر ایف - ایي - اسمتهه - کے - سي ممبر پارلیمنٹ نے ایک اهم بیان شائع کیا -

مسٹر ایف - ایي - اسمتهه

ٹائمز نے اس ایڈیشن میں اپنے نامه نگار متعینۂ امینس (فرانس) کے دو طویل تار شائع کیے تهے ' جن میں اس نقطه کي طرف توجه دلائي گئي تهي که " فرانس میں انگریزي فوج عملاً پست و نابود هوگئي هے "

اس نامه نگار نے لکها تها که " یه ایک غمناک داستان هے - خدا کرتا که مجهے نه لکهني پڑتي - لیکن کیا کیجیے که اب اخفاء کا وقت نهیں رها " آگے چلکے اس نے شکسته فوج کي آوارہ گرد ' متفرق شدہ ' اور شکسته دستوں کے ٹکڑوں " کا تذکرہ کیا تها ' جن میں سے بعض کے افسر تو "قریباً بالکل هي کام آگئے تهے" اس مضمون کا اثر پڑهنے والوں پر یه پڑا که فرانس میں انگریزي فوج پر نهایت هي سخت مصیبت نازل هوئی هے - جسکی خبروں کو سرکاری حکمه احتساب نے دبا دیا هے -

بعد کی کارروائیوں سے معلوم هوا که یه بیان صحیح نه تها ' چنانچه لارڈ کچنر نے دوسرے دن ایک سرکاری بیان شائع کیا جسمیں نامه نگار کے بیانات کی سلسله وار تردید کی تهي -

(پارلیمنٹ میں بحث)

تاهم ٹائمز کی یه رد شدہ داستان لندن اور اسکے مضافات میں وسیع پیمانه پر پهیل گئی - ایک سخت هیجان و اضطراب عام پیدا هوگیا - زن و مرد کے جذبات کو انگریزي فوج کي مصیبت کے تصور سے سخت تکلیف هوئي - اخبارات کے دفتروں میں اس هولناک خبر کي تصدیق و ترمیم کے متعلق ٹیلیفون کے ذریعه مضطربانه استفسارات هونے لگے - بالاخر پارلیمنٹ میں یه مسئله ایک اهم موضوع هوگیا اور " اسپیکر " کے کرسی پر بیٹهنے سے پہلے هي یه موضوع پیش کیا گیا - سب سے پہلے وزیر اعظم کهڑے هوے اور انهوں نے کها که اس بیان کی ذرا بهی تصدیق نهیں هوئی هے - انهوں نے متاسفانه کها که " اس بلند پایه وطن پرستانه خاموشي کی تعریف نهیں هوسکتي جو انگریزی پریس نے دوران جنگ میں اختیار کي هے ' مگر افسوس که ٹائمز کا یه مضمون ایک تاسف انگیز استثناء هے " انهوں نے اس اصولی طرف بهی اشاره کیا که " اگر ایسی حرکت پهر هوئي تو عجب نهیں که دار العوام (هاؤس آف کامنز) سے درخواست کرني پڑے که وہ اسکے انسداد کیلیے کوئی سخت قانون وضع کرے "

دار الامراء (هاؤس آف لارڈز) میں لارڈ هالسبري نے بهی اسی قسم کے ملاحظات کیے - انهوں نے کها که " میں اس خیال سے اتفاق کرتا هوں که اگر اس قسم کے واقعات زیادہ پیش آے تو انکے انسداد کیلیے پارلیمنٹ سے مستثنی اختیارات کے حصول کیلیے کها پڑیگا "

اسکے بعد سے حکومت نے حتی الامکان تفصیل وار مکمل شکل میں اطلاعات بهم پهنچانے کی تدبیر کي هے - یعني آیندہ روزانه حوادث جنگ کے حالات بیان کیے جائینگے ' جو میدان جنگ سے براه راست آئي هوئی اطلاعات پر مبني هونگے ' اور جن سے پبلک کي جائز خواهش اطلاع کی تشفي اچهي طرح هوسکیگی -

(الان حصحص الحق !)

اسی اثناء میں ٹائمز نے اپنے همرشته اخبار " ایوننگ نیوز " میں یه کیفیت شایع کرائی !

" جو مراسله ٹائمز کے دفتر میں هفته کي شام کو موصول هوا تها ' وہ ایک قابل اعتماد اور تجربه کار مراسله نگار کے قلم کا لکها هوا هے ' جو دنیا کے بهت سے حصوں میں معرکه آرا رهچکا هے ' اور اسلیے اسکے متعلق ذرا بهي امید نهیں که افواهوں کے فریب میں آجائیگا - چونکه ٹائمز کے قلم تحریر (ایڈیٹوریل اسٹاف) نے لازمي طور پر سنجیدگي کے ساتهه اسے قابل غور سمجها ' اسلیے دفتر اخبارات کی هدایت کے بموجب اسے دفتر اخبارات کے پاس بهیجدیا - اس نے اس مراسله کو واپس کرنے سے قبل تین گهنٹے تک اپنے پاس رکها - جب وہ ٹائمز کے دفتر میں واپس آیا هے تو اسکي حالت متغیر هوچکی تهی - اسمیں سے وہ چند فقرے نکال دیے گئے تهے ' جن میں همارے مراسله نگار نے اپنے راستوں کا ذکر کیا تها - تاهم افسر اعلی نے چند فقروں کا رونق کلام کیلئے اضافه بهی کردیا تها - نیز اسکے ساتهه یه اطلاع بهی دی تهی که اس نئی شکل میں مراسله کی اشاعت دفتر کو منظور هے - ان حالات میں ٹائمز کے قلم تحریر نے (جو دفتر اخبارات کے فیصله پر حیرت زده اور اشاعت کے لیے انتظامی حیثیت سے غیر مستعد تها) یه نتیجه نکالا که حکومت خود هی چاهتی هے که یه مراسله شائع هوجاے - اسلیے اس نے بے دریغ شائع کردیا "

(دارالعوام میں دوسرا مباحثه)

اس تصریح کا یه اثر هوا که دارالعوام میں یه موضوع پهر تازه هوگیا - سر اے - ایچ مارکهم نے اس موقع کو دفتر اخبارات اور مسٹر اسمتهه پر اعتراض کرنے کا ایک فرصت بنا لیا - انهوں نے کها :

" دفتر اخبارات پر بهت بڑي جواب دهی عائد هوتی هے ' جو صحیح اطلاعات کو دبا کے اور سچی خبروں کو چهپا کے ملکوں کے داخلے کو نقصان پهنچا رها هے - کیونکه پبلک کو اس حالت کی سنگدلی کا کوئی تخیل نهیں هے جو اب میدان جنگ میں پیدا هوگئی هے - ملک کو ایک بڑے سپاهی کي حیثیت سے ارل کچنر پر کامل اعتماد هے - مگر انکو پارلیمنٹري نظام جمهوریت سے تعاق نهیں رها هے ' اسلیے وہ چاهتے هیں که تمام خبریں پبلک سے پوشیدہ رکهی جائیں - انکا یه خیال عوام کی اس راے کے موافق نهیں هے که جو کچهه هو رها هے اسکی اطلاع عوام کو ملنی چاهیے "

آخر میں سر مارکهم نے پهر اسه زور دیا که مجلس وزارت کے اسی عضو کے انتظام میں دفتر اخبارات و اطلاعات جنگ دیدیا جاے - اولاً تین نومبر دارلعوام (پارلیمنٹ) کی نشست میں شامل هوں ' اور لارڈ رانسمن اور لارڈ جارلس بریس فورڈ سے درخواست کی جاے که وہ اس کمیٹی میں کام کریں -

مسٹر ایم لاسن نے دفتر اخبارات کے افسر اعلی پر اس حمله کو بهت غیر مناسب اور نهایت غلط معلومات پر مبني بتلا کیا - انهوں نے کها که " مسٹر ایف - ایي اسمتهه مشکلات اور عوائق کے مقابلے

میں جوش، طاقت، اور دانائی کے ساتھ معرکہ آرائی کررہے ہیں"

مسٹر ٹی - پی اوکونر نے چشمدید گواہی دی کہ ایک مشکل فرض کو مسٹر اسمتھ نے نہایت خوبی سے ادا کیا ہے -

مسٹر پیٹو نے اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ جو اخبارات غلط یا دہشت انگیز خبریں شایع کریں انکے بند کرنے کے لیے ہوم سکریٹری کو اختیارات ملنا چاہئیں -

مسٹر ولیم نے خبروں کے دبانے کے موجودہ نظام کی مذمت کی اور اسپر زور دیا کہ گورنمنٹ ذمہ دار نامہ نگاران جنگ کو محاذ میں جانے دے - اس مشورے کے متعلق ہوم سکریٹری نے اعلان کیا ہے کہ موجودہ حالات میں جبکہ ہر شے دشمن کے بے خبر رہنے پر موقوف ہے اس پر عمل کرنا ناممکن ہے -

(مسٹر اسمتھ کا بیان)

آخر میں مسٹر اسمتھ دفتر اخبارات کی مدافعت اور یہ تسلیم کرنے کے لیے کھڑے ہوے کہ موجودہ نظام مکمل نہیں ہے، اور یہ کہ اسمیں فوراً اہم ترمیمات ہونا چاہئیں - انہوں نے بیان کیا کہ دفتر اخبارات کی رہنمائی کا عہدہ انہوں نے طلب نہیں کیا تھا - اس عہدہ کی وجہ سے انہیں اتنے گھنٹے کام کرنا پڑتا ہے کہ اس سے پہلے انہیں کبھی اسکا اتفاق نہیں ہوا -

انہوں نے کہا کہ اب تک عہدہ احتساب مثنی رہا ہے - (یعنی دو مقام پر خبروںکا احتساب ہوتا ہے) یہی واقعہ ہے جو تاروں کے ساتھ یسیداً غیر مساوی طرز عمل کا ذمہ دار ہے - متعدد دفتروں میں ۸۰ یا ۹۰ تربیت یافتہ فوجی محتسب ہیں - یہ توقع کرنا ناممکن ہے کہ وہ سب کے سب ایک ہی نتیجہ پر پہنچینگے - اسکے بعد تار دفتر اخبارات کے پاس آتا ہے - اب یہ کوشش کی جارہی ہے کہ عہدہ احتساب کو شامل کرلیا جاے - پریس کے تار جو تمام دوسرے تاروں سے الگ رکھے جائیں گے، ان کے متعلق جو کچھہ ہوگا وہ لندن کے مرکزی دفتر اخبارات ہی میں ہوگا - اس مرکزی دفتر میں ۲۰ محتسب ہونگے جو دفتر جنگ اور دفتر اخبارات سے نامہ و پیام رکھینگے - امید ہے کہ اسطرح ایک تار کو دو دفعہ احتساب کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہیگی - "

اسکے بعد انہوں نے کہا :

" دفتر اخبارات میں امیر البحر اور دفتر جنگ کے افسر رہتے ہیں، جو ہمہ وقت دفتر جنگ کے سوالات کے جواب دینے کے لیے مستعد رہتے ہیں، اور جب کسی بلند پایہ جنگی پالیسی کے متعلق بحث ہوتی ہے تو براہ راست لارڈ اچنر کی داتی رائے اور اسکے احکام دریافت کرلیتے ہیں -

مجھے پبلک کے مفاد کے متعلق امیر البحر یا دفتر جنگ سے کوئی ایسی اہم شے موصول نہیں ہوئی جو فوراً میں نے شائع نہ کردی ہو -

باقی رہا ٹائمز کا مضمون، تو وہ اس حیثیت سے دفتر اخبارات میں بھیجا گیا تھا کہ یہ اب تک جو مراسلہ نگار وہاں رہا ہے میں نے خیال کیا کہ اس اسکی ظاہری سند سے قطع نظر کرکے تو ہر شخص کے لئے یہ بحث کرنا مشکل ہوگا کہ واقعات کو صحیح سمجھنے کے بعد بھی میں اگر اس مراسلت کو روک لیتا تو بیجا نہ کرتا - اس مراسلت و خود میں نے جانچا تھا اور بحری یا بری نقل و حرکت کے متعلق جسقدر حوالے اسمیں تھے، وہ نکال ڈالے تھے -

اس مضمون کی اشاعت کے متعلق میں پوری ذمہ داری اپنے اوپر لیتا ہوں - البتہ میں اسوقت خیال کرتا ہوں کہ بہتر ہوتا، اگر ٹائمز کے ایڈیٹر سے دریافت کرلیا گیا ہوتا کہ گویہ مراسلت قواعد کے موافق ہے، پھر بھی کیا اسکی اشاعت کو وہ شمندانہ فعل سمجھتا ہے ؟

(اصل مراسلہ)

افسوس کہ اس مراسلہ کی نقل ہندوستان میں نہیں آئی ہے جو ٹائمز کے دفتر اخبارات کی کاٹ چھانٹ کے بعد شائع کیا تھا - ہمنے اس خلاصہ میں زیادہ تر اسٹیٹسمین کو پیش نظر رکھا ہے، لیکن انگلشمین نے اس مراسلہ کا اقتباس نسبتاً زیادہ دیا ہے - ہم وہ مقتبسہ جملے نقل کردیتے ہیں :

" منتشر اور شکستہ ٹکڑے ! دشمن برابر انکے سروں پر رہا ! چوتھے ڈویژن یعنی ۲۰ ہزار آدمیوں میں سے جسقدر لوگ بچے تھے اس عالم میں وہ جنوب کیطرف چلدیے - ہمارے نقصانات بہت عظیم الشان ہیں - میں نے بہت سی رجمنٹوں کے ٹوٹے پھوٹے ٹکڑے دیکھے ہیں - مجھے اس امر کا اعادہ کرنا چاہیے کہ یہ ڈسپلن کی ناکامی ہے اور نہ خوف و ہراس ہے - ہر ایک کا مزاج شیریں ہے اور گھبراہٹ ظاہر نہیں ہوتی -

ایک ٹولی ممکن ہے کہ اسمیں ایک درجن آدمی ہوں، یا اس سے کم و بیش، اس شخص کی کمان میں آئی جسکو انپر کمان کرنیکا حق تھا - آدمی کوچ کرتے کرتے چور ہوگئے ہیں، اور بھوک کیوجہ سے انکو کمزور ہوجانا چاہیے - کیونکہ کوئی کمپنی ایسی حالت میں ساتھہ نہیں دیسکتا - تاہم وہ سرگرم اور ہشاش بشاش ہیں اور جب پہنچتے ہیں تو سیدھے اصلی افسر کے پاس آتے ہیں - اپنے آپکو پیش کرتے ہیں، اور اپنے رجمنٹ کی خبریں دریافت کرتے ہیں -

میں نے آدمیوں سے ملا جنہوں نے ایسی ہی سرگذشتیں بیان کیں - ایک شخص نے جلدی سے سلام کرکے کہا : " جناب! بری طرح سب ٹکڑے ٹکڑے کردیے گئے" دوسرے نے کہا جناب! مجھے خوف ہے کہ شدید نقصان ہوا " -

بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ہر ڈویژن شریک کار رہا - بعض بعض رجمنٹوں کے تمام افسر کام آگئے - رجمنٹ ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے مگر اچھی ڈسپلن اور عمدہ اسپرٹ نے ان ٹکڑوں کو بندھا رکھا "

مراسلہ نگار اپنے مضمون کو اسپر ختم کرتا ہے :

" خلاصہ یہ کہ جرمنی کی پہلی کوشش کامیاب ہوگئی ! ہمکو اس واقعہ کا سامنا کرنا چاہیے کہ انگریزی فوجی مہم کا خوفناک نقصان ہوا ہے، جسے بدقسمتی سے جرمنی کی ضرب کا زیادہ بوجھہ برداشت کرنا پڑا ہے - اسے فوراً بہت زیادہ کمک کی ضرورت ہے - رجمنٹ انگریزی فوجی مہم نے اوزان عظمت حاصل کی ہے لیکن اسے ضرورت ہے آدمیوں کی ! آدمیوں ! ہاں اور مزید آدمیوں کی !

پیرس کا محاصرہ امکان کے میدان سے خارج نہیں کہا جاسکتا - ہمیں کمک کی ضرورت ہے اور اسوقت ضرورت ہے - آیا حرف جدل اسداف کے جیب کے پاس نقصانات کے شمار کے بعد بھی اتنے آدمی بھیجینگے جو کامیابی کی امید کیساتھہ مزید حملے کیجیے قادر ہوں ؟ اسمیں شک ہے ! فوج کے ایک عظیم الشان نوشش کو جو معمولی سرد کے ساتھہ لڑنے اور جرات کی ہے "

افسوس ہوتا ہے کہ اس مضمون کے خط شدید سطور دفتر اخبارات نے وہ سامنے تھے، جسکا ذکر ٹائمز نے اپنے جواب میں کیا ہے، کیونکہ ربط بیان کے اعتبار سے وہ بالکل ضروری اور بے موقع ہیں !

(مسٹر اسمتھ کا پراثر خط)

مسٹر اسمتھ کی تقریر کے دوسرے دن ٹائمز نے انکی تقریر کی تنقید کی، کیونکہ مسٹر اسمتھ نے اس مراسلے کا پورا مضمون نہیں بیان کیا تھا - ٹائمز کو انہوں نے پھر واپس کیا تھا تو اسکے ساتھہ ایک خط بھی بھیجا تھا جسکے سرے پر " پرائیویٹ " لکھا تھا - لیکن اسکا انہوں نے کچھہ ذکر نہیں کیا -

ٹائمز نے مسٹر اسمتھ کے پرائیویٹ خط کا چھاپنا خلاف متانت و سنجیدگی سمجھا ' لیکن " ڈیلی میل " نے اسکا کچھ خیال نہ کیا اور خط کو بجنسہ چھاپدیا ' جو یہ ہے :

" ہمیں افسوس ہے کہ ہمنے آپ کے مراسلہ نگار کے مضمون کو بجنسہ شائع کرنیکی اجازت نہ دی ' مگر ہمارے لیے یہ امر قابل لحاظ تھا کہ فوج کی موجودہ حالت کو پبلک کے سامنے لانا بالکل غیر مناسب ہے - اس مراسلے میں آپ جسقدر ترمیم و تنسیخ پائے ہیں ' وہ اس سے بہت ہی کم ہے جسکی دفتر جنگ نے ہمیں اجازت دی ہے - لیکن ہمارے خیال میں سچائی سے بالکلیہ منہ موڑ لینا بھی مناسب نہیں "

مسٹر اسمتھ نے یہ بھی لکھا تھا :

" انگلینڈ کو چاہیے کہ وہ موجودہ حالت کو محسوس کرے اور فوراً محسوس کرے - اسکو کمک پر کمک بھیجنا چاہیے - کیا یہ بہتر ہے کہ دلیر فوج صرف دشمن کی زیادتیٔ تعداد سے شکست کھا جاے ؟ اور یہاں کے باشندے گھروں میں بیٹھے ہوے " گولف " اور " کریکٹ " کھیلا کریں ؟ ہمیں سپاہیوں کی ضرورت ہے اور فوراً ضرورت ہے "

(دفتر اخبارات کا اعلان)

ٹائمز کے مضمون کے شائع ہونے پر دفتر اخبارات نے حسب ذیل اعلان شائع کیا :

دفتر اخبارات سرکاری طور پر فوج کی لڑائیوں کی حالت بیان کرتا ہے - یہ اعلان جو نہایت ہی ہوشیاری اور صحت کے ساتھ لکھا گیا ہے موجودہ حالت کی پوری تصویر کھینچتا ہے - دفتر نے مناسب نہیں سمجھا کہ جنگی مراسلہ نگاروں کے بیان کو چھپنے ندے ' تا وقتیکہ ان مراسلات سے فوج کے قیام اور دوسری جنگی کارروائیوں پر روشنی نہ پڑتی ہو - خبریں نہایت ہوشیاری کے ساتھ چھاپی جائیں کیونکہ مراسلہ نگار مقام جنگ پر موجود نہیں رہتے ' اور انکو خبریں دوسروں سے ملتی ہیں جنکو خود بھی پوری واقفیت نہیں ہوتی " -

(لارڈ کچنر کی رپورٹ)

لارڈ کچنر نے فوج کے حالات حسب ذیل الفاظ میں بیان کیے :

" اگرچہ سر جان فرنچ کا کوئی رسمی مراسلہ چند دنوں سے نہیں آیا ہے ' تاہم انگریزی فوج کی کارروائیوں کا پتہ لگتا ہے "

لڑائی ۴ دن تک (۲۳ سے ۲۶ تک) جاری رہی - اس اثنا میں انگریزی فوج فرانسیسی فوج کے ساتھہ ملکے جرمن کو پیشقدمی سے روکتی رہی - گو اس اثناء میں متحدہ افواج اور عقب کے دفاعی خط پر چلا آنا پڑا - یکشنبہ کو " موانس " میں جنگ شروع ہوئی - جرمنوں نے پر زور حملے کیے ' لیکن ہمیشہ پسپا کردیے گئے - دوشنبہ (۲۴ - اگست) کو ایک کثیر فوج نے یہ ارادہ کیا کہ انگریزی فوج کو پیچھے ہٹنے نہ دے اور " موبیوج " کے قلعہ میں داخل ہونے پر مجبور کردے - لیکن انگریزی فوج کے استقلال نے جرمن کو اس ارادہ میں کامیاب ہونے نہ دیا - انگریزی فوج ۲۵ کو بھی پیچھے ہٹتی رہی - اگرچہ جنگ جاری تھی اور اس روز کمبرے اور لیکیئو کے خط پر آ پہونچی - ارادہ تھا کہ ۲۶ کی صبح کو پھر واپسی کا حکم دیا جاے - مگر جرمن نے ۵ دستوں نے حملہ کیا - یہ ۵ دستے اسقدر نزدیک تھے ' اور حملہ اس قدر زبردست تھا کہ شام تک واپس جانے کا موقع نہ ملسکا - اس دن (۲۰ - اگست) کی جنگ نہایت ہی سخت اور ہولناک تھی - انگریزی فوج دلیرانہ مدافعت کرتی رہی - اگرچہ فوج تعداد میں بہت کم تھی -

آخر کار ہماری فوج خوش ترتیبی کے ساتھہ دشمن سے بچ نکلی - گو کثیر نقصانات کا متحمل ہونا پڑا - توپ کے نہایت سخت حملے کا سامنا ہوا - دشمن بعض ان توپوں کے جنکے گھوڑے مرگئے تھے ' کسی اور توپ پر قابض نہوسکے - سر جان فرنچ کا تخمینہ ہے کہ ۲۳ - اگست سے ۲۶ - اگست تک ہمارے نقصانات ۵۰۰۰ اور ۶۰۰۰ کے درمیان ہیں ' اور دشمن کے نقصانات ہمارے نقصانات سے کہیں زیادہ ہیں -

" مثلاً سر جان فرنچ کہتے ہیں کہ ۲۶ کو " لینڈ ریسس " میں جرمنی پیدل فوج اس قدر باہم ملی ہوئی کوچ کررہی تھی کہ جب شہر میں داخل ہوئے تو سڑک پر مطلق جگہہ باقی نہیں رہی - شہر کے دوسرے جانب سے ہماری توپ خانوں نے ان پر گولہ باری شروع کردی ' جس کی وجہ سے اس فوج کا اگلا حصہ بالکل تباہ ہوگیا - صرف سڑک ہی پر ۸۰۰ یا ۹۰۰ جرمن مقتول و مجروح پڑے تھے - دوسری جگہہ جرمن مستحفظ سواروں کا دستہ ' ہماری بارھویں پیادہ فوج پر حملہ آور ہوا - لیکن بے ترتیبی کے ساتھہ پسپا کردیا گیا - یہ چند مثالیں تھیں ورنہ اسی طرح تمام خطوط پر ہماری فوج نے نام پیدا کیا ہے ' اور جرمن نے اپنے اقدام کو بہت گراں قیمت پر خریدا ہے " -

" ۲۶ کے بعد سے انگریزی فوج کو پھر ستایا نہیں گیا - صرف سواروں سے ایک خفیف مقابلہ ہوا - انگریزی فوج نے اس اثنا میں اپنے کو پھر جنگ کے لیے طیار کرلیا ہے اور کمک بھی نقصانات سے در چند پہونچ گئی ہے - توپیں بدل دی گئی ہیں ' اور اب فوج اسی ہمت اور استقلال سے نبرد آزما ہونے کے لیے طیار ہے " -

" آج کی خبر پھر حسب دلخواہ ہے - انگریزی سپاہ کو آج لڑنیکا موقع نہیں ملا ' مگر فرانسیسی فوج نے دشمن کے اقدام کو میمنہ اور میسرہ پر روکدیا - سر جان فرنچ کی رپورٹ ہے کہ ۲۸ کو ہماری پانچویں سوار فوج نے جرمن سوار کا مقابلہ کیا - اور بارھویں لینسرس (نیزہ بار) اور " رائفل اسکوئس " نے دشمن کو بھگا دیا - مگر یہ یاد رکھنا چاہیے کہ فرانس کی لڑائیاں کتنی ہی بڑی کیوں نہوں مگر فوج نے صرف ایک ہی بازو کی لڑائیاں ہیں - ہمارے جنگی مقامات ایسے ہیں کہ ایک فیصلہ کن جنگ میں جرمنی کا خاتمہ ہوجائیگا - اگر انگریزی اور فرانسیسی افواج جو جرمن کی بہترین فوج سے مقابل ہیں ' صرف دفاع ہی کرتی رہیگی تو بھی اسکا نتیجہ صرف ایک ہی ہوگا - " (یعنی جرمنی کی بالآخر ناکامی)

(ملاحظات)

(۱) اصل مراسلے میں جن لڑائیوں کے متعلق مسٹر اسمتھ نے الفاظ میں " مبالغہ آمیز " اور سرکاری اعلان کی زبان میں " سرتاپا غلط " حالات بیان کیے گئے تھے ' اور پھر جنکی نسبت لارڈ کچنر نے مندرجۂ صدر اعلان شائع کیا ' وہ وہی عظیم الشان معرکے ہیں جو متحدہ افواج اور جرمن افواج میں " موئس " سے شروع ہوکر " کیمبرے " تک ہوے ' اور جنکے بعد جرمن سیلاب بلجیم سے فرانسیسی حدود میں آگیا - ۲۳ سے ۲۶ تک یہ معرکہ جاری رہا تھا -

(۳) لارڈ کچنر کی یہ رپورٹ روزانہ تاروں میں ہم تک نہیں بھیجی گئی - اور اب میل میں آئی ہے - جو بیانات اسوقت یہاں شائع ہوے تھے ' انسے یہ پھر بھی کسیقدر زیادہ واضح اور معترف ہے :

(۴) ٹائمز کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسنے خود بھی اس مراسلے کی اشاعت خلاف مصلحت سمجھی تھی ' مگر مسٹر اسمتھ کو یہ غلط فہمی ہوگئی کہ اصلی ضرورت کمک کی ہے اس مراسلے کی اشاعت سے پبلک کو فوج میں داخل ہونیکی تحریک ہوگی - اگر یہ صورت نہوگئی ہوتی تو وہ اجازت نہ دیتے اور یہ تحریر بھی شائع نہوتی -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين القرآن الكريم

الاسلام

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ۱۶ | کلکتہ: چہار شنبہ ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۳۲ ہجری / Calcutta: Wednesday October 14. 1914. | جلد ۵

وحید و مفید

الامر بالمعروف والنہی عن المنکر

وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ، هُوَ
اجْتَبٰكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ
مِنْ حَرَجٍ ، مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ، هُوَ
سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا
لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ ، وَ
تَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ، فَاَقِيْمُوا
الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ، وَاعْتَصِمُوْا
بِاللّٰهِ هُوَ مَوْلٰكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَ
نِعْمَ النَّصِيْرُ ؛ (۲۲ : ۷۸)

جاء الحق و زهق الباطل، ان الباطل كان زهوقا !

مسئلة البانيا

پرنس برہان الدین خلف مرحوم سلطان عبدالحمید خان ثانی جدی شاہ البانیا ہوکے تحریک خواہان البانیا نے اعلان کیا -

پرنس زید نے مدعی تخت ہونے کے جدی شاہ البانیا قرار دینا چاہا لیکن بالآخر ناکام و نامراد ہوکر آسے بھاگنا پڑا
مماثل استطاعت من قیام ناقدوا المقصرین ! یہ اس موقعہ کی تصویر ہے جب رات کے وقت پرنس
زید اشقی میں سوار ہوکر بھاگ رہا ہے - قاتله الله !

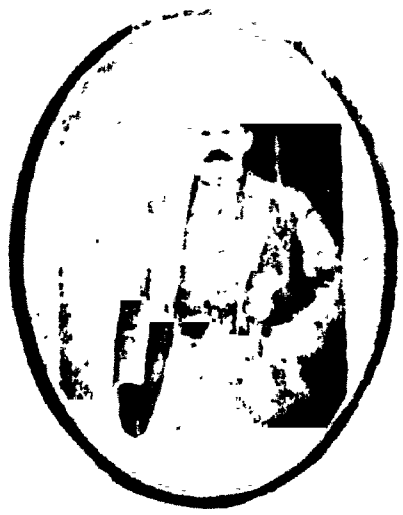

مشہور البانی ملت فروش اسد پاشا جو آخری واقعہ کے بعد اٹلی میں نظر بند تھا لیکن آخری تار برقی سے
معلوم ہوتا ہے کہ اب البانیا میں پھر پہنچ گیا ہے اور اپنے تئیں مفروضہ جمہوریت
البانیا کا رئیس ظاہر کیا ہے - ولعل الله يحدث بعد ذالك امرا !

اسـواء جـــنگ یـــورپ ! زنـدانیـان رنـگون و کلـکتـه ! !

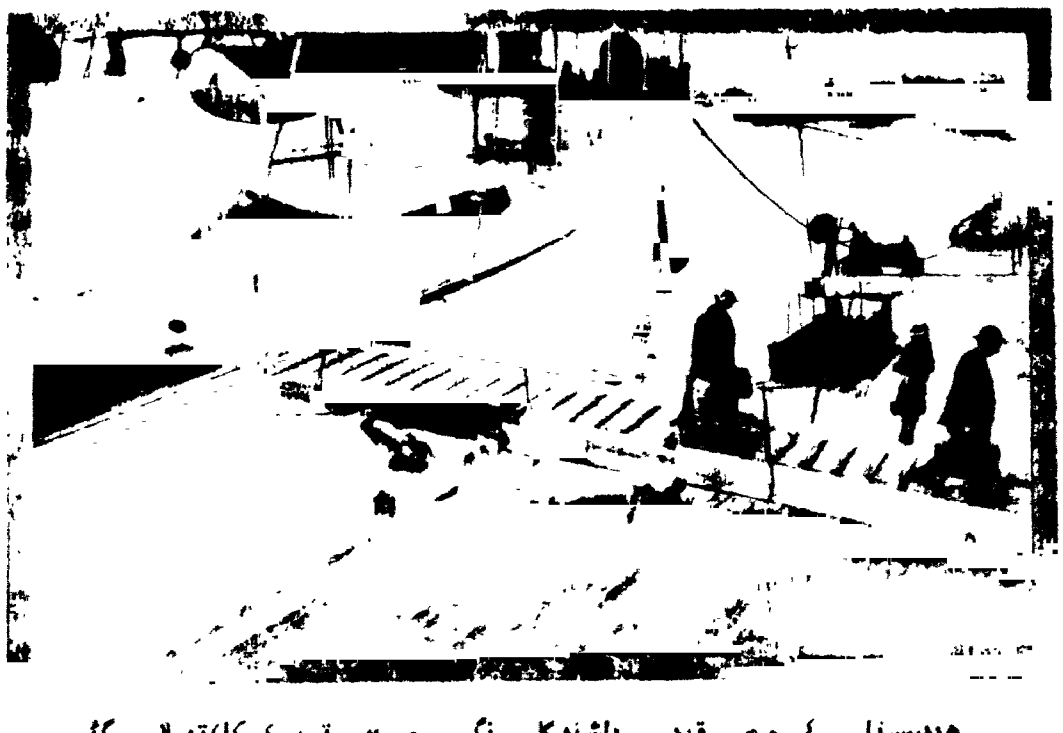

هندوستان کے جرمن قیدي باشندگان رنگون جو ۶ ستمبر کو کلکته لائے گئے

رنگون سے سوار ان جرمن جو جنگ کے بعد قید هوکر کلکته لائے گئے

جرمن قیدیوں کو کلکته جیل میں شمار کیا جا رها هے !

مناظر حربیہ بلجیک ! مراکز عسکریہ و عساکر منہزمہ

مقام ہاڈسن میں معرور باسمین سپاہیوں کا پڑاؤ ' جرمن فوج کی واپسی کے بعد !

بلجین سپاہ کا ایک گروہ جنگ سے پہلے آرام کررہا ہے - یہ راحت کی آخری گھڑیاں تھیں جو اس بدبخت قوم کو نصیب ہوئیں ۔

وما ظلمهم الله ولكن كانوا انفسهم يظلمون ۔

"God was not tyrannical to them but they were tyrannical to themselves" Quran

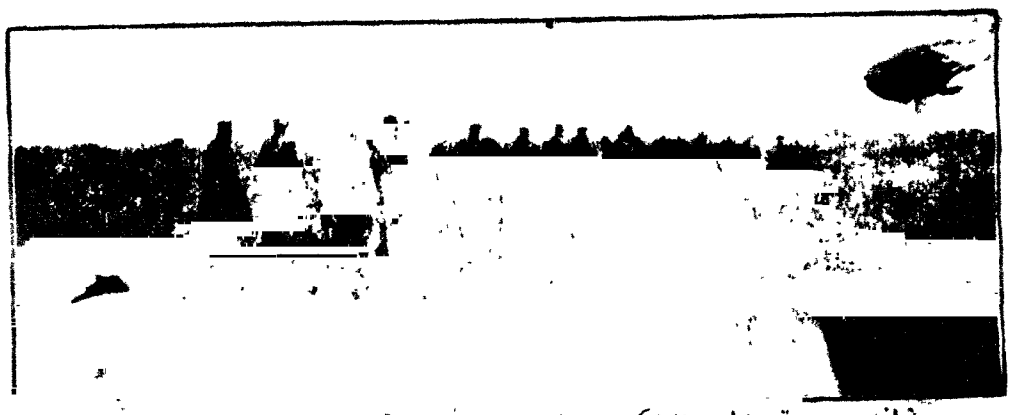

فرانسیسی ترپخانے کا ایک عدد جو دشمن پر گولہ باری کررہا ہے !

اجتماعات حربیہ برطانیہ و سرویا !

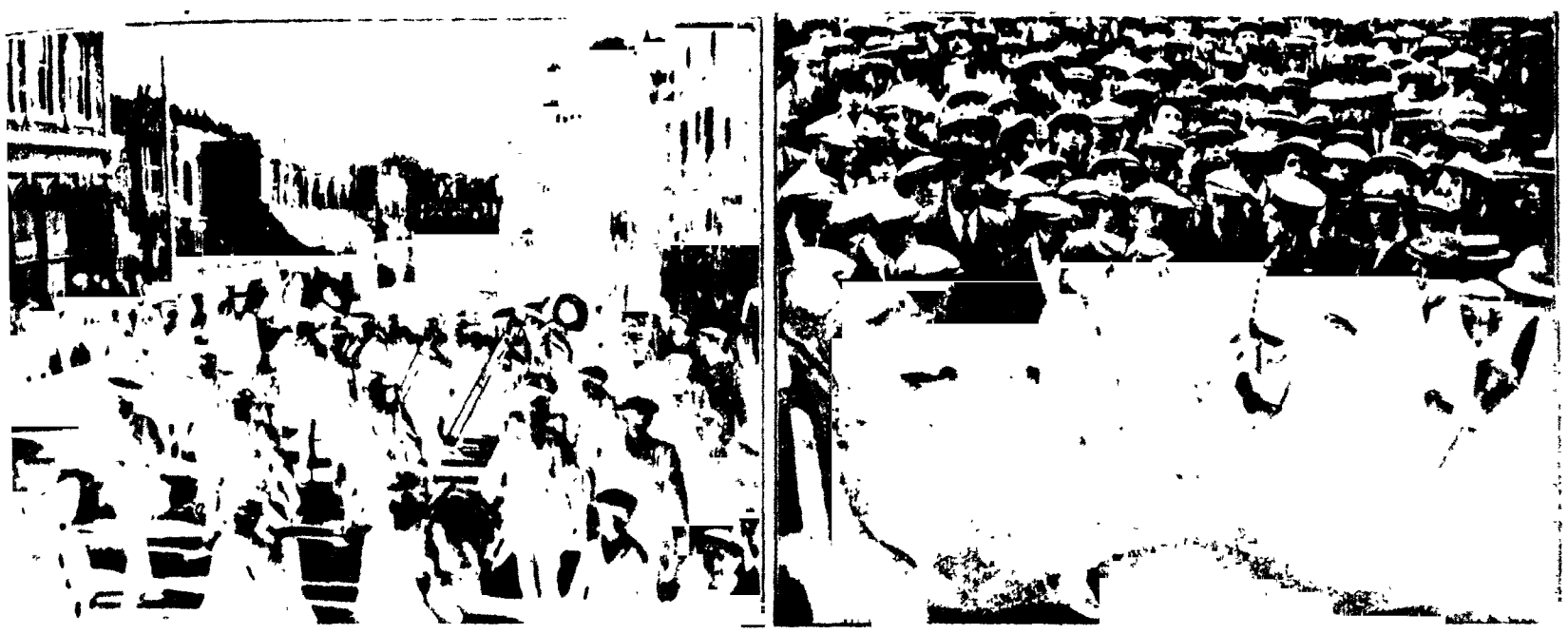

نیو اسکاٹ لینڈ یارڈ کے افسران کا ہجوم

پورٹ سموتھ (ساحل برطانیہ) میں جنگی اجتماع

لندن کا ایک تاریخی اجتماع احزاب ؛ اتحاد عموم ملت !

پارلیمنٹ کے دروازے پر ہزارہا لوگ جمع ہوگئے ہیں کچھ دیر کے بعد مسٹر اسکوتھ اپنی مشہور پہلی تقریر جنگ کرنے والے ہیں اسی مجمع میں تمام پارٹیوں نے اپنے اختلافات کے التوا کا اعلان کیا ۔ مسٹر اسکوتھ نے کہا کہ بیرونی دشمن کے مقابلے کیلیے ہم

لندن کا ایک تاریخی اجتماع احزاب ؛ اتحاد عموم ملت !

پارلیمنٹ کے دروازے پر ہزارہا لوگ جمع ہوگئے ہیں کچھ دیر کے بعد مسٹر اسکوتھ اپنی مشہور پہلی تقریر جنگ کرنے والے ہیں اسی مجمع میں تمام پارٹیوں نے اپنے اختلافات کے التوا کا اعلان کیا ۔ مسٹر اسکوتھ نے کہا کہ بیرونی دشمن کے مقابلے کیلیے ہم

الہلال

مدیر مسئول رئیس قلم محرر
انجمن الکفاۃ فی الکلام الدہلوی
مقام اشاعت
۱۴ — مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ
ٹیلی فون نمبر ۲۴۸۶
سالانہ — ۱۲ — روپیہ
ششماہی — ۶ — ۱۲ — آنہ

نمبر ۱۶ - ۱۷ | کلکتہ : چہار شنبہ ۲۳ - ذیقعدہ و یکم ذالحجہ ۱۳۳۲ ہجری Calcutta : Wednesday, October, 12 - 17. 1914. | جلد ۵

و غریب قلعہ اسکی
ور ناقابل تسخیر
طور پر چارکی
پر
"
ad,
14, McLeod
CALCUTTA.
Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly ,, Rs. 6-12

بـــادہ درجوش ست و یـــاراں منتظـــر
ساقیـــا خـــذ ما صـــادع مـــاکـــدر

هزیکسلنسی عالی الو رپاشا مقم اللہ السلام والمسلمین بطول حیاتہ حدیث متعلق ایک حادثہ ہی ہے سر و پا افواہ حال میں مشہور ہوئی تھی مگر حسب ایما ہم نہیں

اطـــلاع

نمبـــر ۱۶ اور ۱۷

رمضان المبارک کے بعد کمپوزیٹروں نے اسٹرائک سے جو بد نظمی پریس میں شروع ہوئی اسکا سلسلہ برابر جاری تھا - مجبوراً ہر ہفتے کی تاخیر کو ایک بار ختم کردینے کیلیے پچھلے ہفتے کی اشاعت ملتوی رکھی گئی اور آج نمبر ۱۶ اور ۱۷ - ایک ساتھہ شائع کیے جاتے ہیں -

آیندہ نمبر عید اضحی کی تقریب سے خاص طور پر مصور و مزین ہوگا اور مستقل خریداروں کے علاوہ عام خریداروں کے لیے ۸ - آنہ قیمت فروخت ہوگا -

بوجہ قبل نمبر ہونے کے اس نمبر کی قیمت ۸ — آنہ ہے

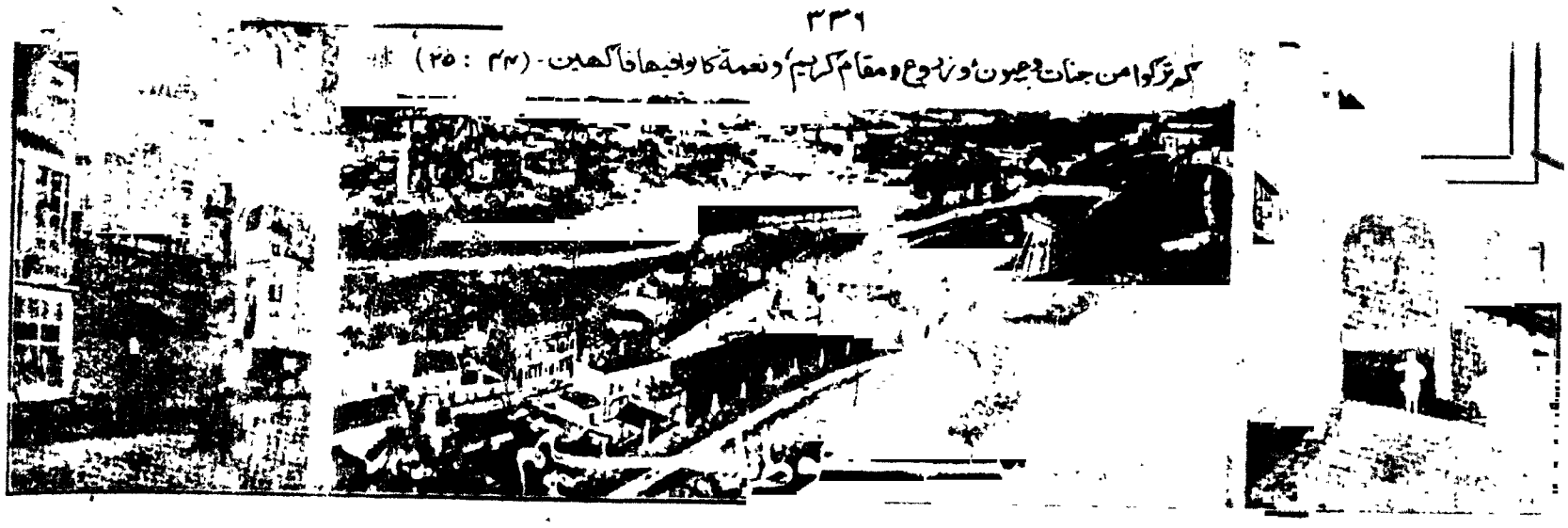

حدیث الجنـــود

(دو معرکے)

جو جنگ دنیا کے نصف حصے میں قتل و غارت کا سبب ہے بڑا دور ارضی تمثیل کررہی ہے' اسکے میدانوں سے باہر بھی قوتوں کے تصادم اور طاقتوں کے کشاکش کا ایک معرکۂ تقابل و تسابق بپا ہے - یہ حقیقت اور تصنع کا ایک عظیم الشان مقابلہ ہے جو شاید سلطان حقائق اور انسانی دسائس و خدع کی سب سے بڑی اور سب سے وسیع جنگ کا فیصلہ کریگا - پہلی جنگ اگر اپنے رقبہ کی وسعت' اپنے سامانوں کی ہیبت ' اور اپنے نتائج و اطراف کی دہشت میں دنیا کا سب سے بڑا حادثہ ہے' تو یہ جنگ بھی حقیقت کے قہر و استیلا ' انسانی خدع و حیل کے انتہائی جد و جہد' اور آلات و اسلحہ تصنع و دسائس کی نئی نئی نمایشوں کا تاریخ عالم میں سب سے بڑا واقعہ ہوگی !

پہلی جنگ کے اعلان کے ساتھہ ہی اس جنگ کا بھی اعلان ہوگیا ' اور جس طرح بلجیم اور پرانیذ کے میدانوں میں اوسکے میدان گرم ہوے ' ٹھیک اسی طرح اس جنگ کے معرکوں نے بھی جلد جلد اپنے نقشے بدلے - لیژ اور نامور کی دیواروں پر جس وقت تیس تیس من کے قلعہ پاش گولے پھینکے جارہے تے' اس وقت ان گولوں سے بھی زیادہ وزنی مصنوعات نے حقیقت کی ناممکن التسخیر دیواروں کو اپنا نشانہ بنالیا تھا - " قیصر " اور " زار " کے دعووں کی اس ادعاؤ غرور کے آگے کچھہ حقیقت نہیں ہے' جس نے اس دوسرے میدان جنگ میں قوۃ حقائق و واقعیت کے خلاف اعلان جنگ کیا ہے !

لیکن اس میدان جنگ کے حریف کی قوتیں دوسری قسم کی ہیں' اور یہ وہ تجربہ ہے جو یکساں نتائج کے ساتھہ دنیا میں ہمیشہ کیا جاچکا ہے- ممکن ہے کہ یہ سب سے بڑا تجربہ ہو اور اسکی وسعت عدیم النظیر ثابت ہو- تاہم نتیجہ وہی نکلیگا جو ہمیشہ نکل چکا ہے - ولن تجد لسنتہم تبدیلا -

حقیقت کی طاقت قیصر اور دول متحدہ کی طاقت سے زیادہ محکم ہے - اسکی دیواروں کے ڈھانے کیلیے کوئی توپ نہیں ڈھالی جاسکتی !

بالآخر دونوں جنگوں کے حریف انگن نتائج ایک ہی وقت میں ظاہر ہوے' اور ایک طرف انٹورپ کے مشہور عالم استحکامات کی تسخیر کا اعلان ہوا - دوسری طرف سے سلطان حقیقت نے بھی اپنے منتظرہ اور نا ممکن التبدیل قہر و تسلط کا آخری فیصلہ کردیا :

ولتعلمن نبأہ بعد حین (۳۸ : ۸۸)

(بیمار امید)

انٹورپ کی تسخیر موجودہ جنگ کی تاریخ میں سب سے زیادہ اہم واقعہ ہے - جنگ کے شمالی میدان کی یہ آخری امید تھی ' اور چونکہ آخری تھی اسلیے بہت عزیز و قیمتی تھی - مفلس کے جیب کیلیے ایک کھوٹا سکہ بھی بہت قیمتی ہوتا ہے' اور دیوار جب گرجاتی ہے تو اسکی ایک قائم و ثابت اینٹ بھی بہت ہوتی ہے - بد نصیب بلجیم کیلیے انٹورپ کا بقیۃ السیف گوشہ ایک پوری اقلیم کامرانی سے بھی بڑھکر قیمتی تھا - لیکن افسوس کہ واقعات کی قوت اٹل ہے' اور اس آخری بیمار امید کی عمر پچھلوں سے بھی کم نکلی - جس مدفن آمال میں لیژ اور نامور کی برجیاں دفن کی جا چکی ہیں' وہاں انٹورپ کو بھی سپرد خاک کردینا پڑا :

ایں ماتم سخت ست کہ گویند جواں مرد !

نحن قدرنا بینکم الموت و ما نحن بمسبوقین !

(فریب امید)

کسی دوسری جگہ ہم نے سقوط انٹورپ کے تمام حالات یکجا لکھدے ہیں - انسے معلوم ہوگا کہ لیژ اور نامور سے کہیں زیادہ ادعائی امیدوں کا انٹورپ کے گرد ہجوم تھا - بلجیم نے جب برسلز سے اپنا دار الحکومۃ منتقل کیا تو ماہرین جنگ کی نہایت طول طویل رائیں ہم تک پہنچائی گئیں ' اور یقین دلایا گیا کہ یہ سب سے بڑی بلجیمی مصلحت تھی جو عمل میں لائی گئی ہے' اور جرمنی کی تمام قوتیں انٹورپ کے سامنے بیکار ثابت ہونگی - ڈیلی میل ' مورننگ پوسٹ ' ڈیلی کرانیکل ' لندن ٹائمس ' اور نیز پیرس کے مشہور اخبارات فیگارو وغیرہ ' سب اسپر متفق تھے کہ پیرس کے استحکامات کے بعد دنیا میں سب سے بڑا مستحکم مقام انٹورپ ہے ' اور ہمیشہ یقین کیا گیا ہے کہ بلجیم کا حملہ آور خواہ کتنا ہی طاقتور کیوں نہو' لیکن یہاں پہنچکر اپنی نامرادیوں سے سر ٹکرائیگا -

ماہرین جنگ نے اسکے جو وجوہ بیان کیے تے' ان میں اہم امور حسب ذیل تھے :

(۱) سنہ ۱۹۰۸ میں جو نئے استحکامات یہاں بنائے گئے ہیں انکی نسبت عام اتفاق ہے کہ ناقابل تسخیر ہیں -

(۲) انٹورپ اور اسکے اطراف میں بیس سے زیادہ قلعے ہیں اور انکے مثلث دوائر اور قلعے اس ترتیب سے قائم کیے گئے ہیں کہ کسی طرف سے بھی حملہ آور کو اندر کی باڑیوں سے بچکر آگے بڑھنے کا موقع نہیں ملسکتا - اسلیے تسخیر بجاے خود رہی' دشمن اسکے قریب بھی نہیں پہنچ سکیگا -

(۳) قلعہ بند علاقہ ۶۰ - میل سے زیادہ کا ہے - فولادی گنبدوں میں بہترین قسم کی زوردار توپیں نصب ہیں ' اندرون شہر کی تمام سڑکیں انکی زد پر ہیں ' خندقیں وسیع اور گہری ہیں ' میدانی توپیں بکثرت ہر جانب نصب کی گئی ہیں -

(۴) نواح انٹورپ کی قدرتی حالت بھی ایسی ہے جس پر غالب آنا ممکن نہیں - ایک جانب دریا ہے جو شہر کے اندر چلا گیا ہے' اور تینوں جانب پانی کے ایسے عریض حلقے بنے ہوے ہیں جو چند لمحوں کے اندر بھر دیے جاسکتے ہیں -

(۵) اگر محاصرہ کیا جاے تو یہ بالکل بے سود ہوگا - اسکے شمال و مغرب دو بڑے سرحد ہے جو غیر جانبدار ہے - ساحلی مقام ہونے کی وجہ سے وہ سمندر کی جانب سے بیرونی آمد و رسد جاری رکھہ سکتا ہے - اور انگلستان سے اسکو ہمیشہ مدد ملتی رہیگی جو بالکل اسکے سامنے ہے -

(۹) سب سے زیادہ یہ کہ تسخیر کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور جب تک انگلستان بحر شمال اور نہر دور پر مسلط ہے ' انورپ اور نیز بلجیم کے تمام ساحلی مقامات کو جرمنی کسی طرح بھی تسخیر نہیں کرسکتی - اگر وہ محاصرہ کرلے' جب بھی رسد اور سامان جنگ برابر دریا کی جانب سے پہنچتا رہیگا -

یہ اسباب ستہ جس درجہ مؤثر' قدرتی' ناقابل انکار' اور شاندار و فوری تھے ' انکی نسبت کچھہ کہنا فضول ہے - لیز اور نامور کے استحکامات کے غافلے اور انکے عاجلانہ نتائج اگرچہ دنیا کے پیش نظر تھے ' تاہم یہ ساٹھہ میل کا مستحکم حلقہ ' یہ تمام ماہرین جنگ کا اجماع عظیم' یہ لاعلاج پانی کے مذاہذ ' یہ ساحلی دروازے کی ہیبت' اور ان سب سے بڑھکر بحر شمال کی حکمرانی اور برطانی اعانت کا فتح باب ' ایسی دلیلیں نہ تھیں جو بالکل بے اثر رہتیں - تاہم جب حوادث نے ورق الٹا اور حقیقت بے نقاب ہوئی تو دنیا نے امید باطل اور فریب آرزو کا ایک نیا تجربہ اپنے سامنے پایا ' اور طاقت کے دیوتا نے بڑھکر کہا کہ اسکی جادو کی چھڑی کے آگے استحکام کا لفظ بے معنی' قلعہ کی حقیقت وہم' اور تمام دنیا کے ماہرین جنگ کا ایمان و اعتقاد نقش غلط و سودائے خام ہے !

اذا جاء موسی و القی العصا
فقد بطل السحر و الساحر

استحکامات کی حقیقت آفتاب کے دو طلوع و غروب کے اندر نہیں بدل جاسکتی - ساٹھہ میل تک پھیلے ہوے قلعے اور آہنی گنبدوں کے توپخانے تیلیوں کے ڈھانچے اور روئی کے گالے نہیں بنجاسکتے' بحر شمال کا وہ پر پیچ آبی خط خشک نہیں ہوگیا ہے جس سے نکلکر دریائی لہریں انٹورپ کی دیواروں سے ٹکراتی رہتی ہیں' اور جسکا پانی روکر اسکے تمام طول و عرض کو ایک خطۂ آب بنا دیسکتا ہے - پھر انگلستان کی حکومت اس تمام عرض پر پھیلی ہوئی ہے جو ساحل بلجیم اور ساحل ڈوور کے درمیان واقع ہے ' اور ہر طرح کی اعانتوں کے حاصل کرنے کیلیے انٹورپ کے دروازے بدستور کھلے ہوے ہیں -

تاہم دنیا کی جنگی طاقتوں کی تاریخ کے کیسے عجیب و غریب عہد سے ہم گذر رہے ہیں جبکہ با ایں ہمہ جاہ و جلال طاقت و جبروت ' و با ایں ہمہ اسباب و وسائل دفاع و استحکام ' بالآخر انٹورپ اسی طرح مسخر ہوگیا جسطرح جرمنی کے خط جنگ کی ہر روک مسخر ہوئی - اور بلجیم کا وہ آخری نقشہ آمید بھی اسیطرح چاک چاک کردیا گیا جس طرح بے شمار نقشے اس سے پہلے پرزے پرزے ہوچکے ہیں - افسوس وہ یقین و اذعان کے اس بستر یاس کو زیادہ سے زیادہ ارزو و حسرت کی پانچ تاریک راتیں ہی نصیب ہوئیں !

(فن جنگ کا نیا دور)

ہم نے تسخیر انٹورپ کے تذکرہ میں اس نقطہ کو زیادہ نمایاں کیا کہ اسکے استحکامات کی تمام حقیقتیں بدستور قائم ہیں لیکن آمید کا نقشہ منقلب ہو چکا ہے - یہ پہلو اسلیے زیادہ وضاحت کا محتاج تھا کہ انٹورپ کی تسخیر کے بعد سے اعتراف و تسلیم کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہے ' اور یہ خصوصیت ہرطرح اسکی مستحق ہے کہ تاریخ جنگ میں اسے نمایاں جگہہ دی جاے - ابتک جرمنی کی راہ کی ہر روک اپنی مضبوطی اور استحکام کے یقین میں ایک ناقابل فہم سرعت کے ساتھہ منقلب ہوتی رہی ہے' اور بد قسمتی سے سر زمین و قلاع کیطرح "ماہرین جنگ" کا مذہب بھی مغرور حریف کی تلوار کا اسطرح تابع رہا ہے کہ اسکی ہر حرکت پر اسکے اصول و قواعد بدلتے رہے ہیں - لیژ جبھہ تک فتح نہیں ہوا تھا ' اس وقت تک وہ دنیا کا سب سے زیادہ مستحکم مقام تھا - اوقیانوس کی موجیں اور ہمالہ کی چوٹیاں بھی اسکے استحکام کے آگے ہیچ تھیں - اسکا عجیب الصنعۃ دائرہ استحکام ' اسکے گھرے ہوے عجیب و غریب قلعے ' اسکی سر زمین کے قدرتی موانع ' اسکی عالم اعتراف و ناقابل تسخیر عظمت ' ایک ایسی مسلم حقیقت تھی' جسکو دو اور دو چار کی طرح ہر "ماہر جنگ" تسلیم کرتا تھا -

لیکن جونہی حملہ آوروں کی فوجیں اسکی منہدم دیواروں پر سے گذریں' یکایک فن جنگ کے حقائق میں ایک انقلاب عام واقع ہوا ' اور جو قلعے چند دن پیشتر تک تمام دنیا کو اپنی آزمایش کا چیلنج دے رہے تھے' اور جنسے بڑھکر اصول و قواعد حرب و دفاع کا اور کوئی نمونہ پیش نہیں کیا جا سکتا تھا ' اب اصول و قواعد ہی کی بنا پر بالکل فرسودہ ' ناقابل اعتماد ' بے قاعدہ و بے اصول' اور ایک بدتر سے بدتر فوج کے ہاتھوں بھی بآسانی تسخیر ہوجانے والی دیواریں بنگئے :

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بو العجبیست ؟

اب یہ انکشاف ہوا کہ لیژ کے قلعے قدیم طرز پر تعمیر ہوے تھے اور اسلیے انکا مسخر ہو جانا کوئی ایسی بات نہیں جو چنداں لائق التفات ہو - سب سے زیادہ یہ کہ اسکے قلعوں کا باہمی فاصلہ بہت کم تھا' اور ایسی حالت میں وہ ساقط نہو جاتا تو اور کیا ہوتا ؟

تقریباً ایسے ہی انقلابات و انکشافات سریعہ نامور کے آٹھہ قلعوں کے متعلق بھی ہوے - اسرار جنگ اور مصالح حرب کی بخشش اس عہد میں جرمنی کی توپوں سے بھی زیادہ عجیب و غریب رہی ہے !

لیکن غنیمت ہے کہ اب انکشافات "فن جنگ" کے یہ تلاطم و تموج بسیقدر مبدل بہ سکون ہوگئے ہیں' اور معلوم ہوتا ہے کہ گو جرمنی کی جنگی بیقراریوں کے پانوں نہ تھمیں لیکن انگلستان و فرانس کے "ماہرین جنگ" کے اعتقادات کو تو کسی قدر ثبات و استقرار نصیب ہو جایگا - چنانچہ موجودہ جنگ کی تاریخ میں سب سے پہلے "انٹورپ" کے قلعوں کو یہ تاریخی فخر نصیب ہوا ہے کہ انکی برگشتہ قسمت کی طرح فن جنگ نے انکا ساتھہ نہ چھوڑا - اور انکے استحکامات میں بظاہر اب تک لیژ و نامور کے استحکامات کی طرح کوئی نئی خرابی اور خامی بعد از تسخیر ثابت نہیں ہوئی ہے - وہ مسخر ہوچکے ہیں لیکن ابتک انکی مضبوطی اور حفاظت کی حقیقتیں بدستور قائم ہیں' اور انکی خامیوں اور نقصوں کی مرثیہ خوانی کی جگہ حملہ آوروں کی طاقت کا اعتراف کرکے حقیقت و واقعیت پر پہلی مرتبہ لطف و احسان کیا گیا ہے !

پہلے جو قوۃ تحقیق و تدقیق بدبخت مسخر شدہ قلعوں کے نقصوں کی دریافت میں صرف ہوتی تھی ' الحمد للہ کہ اب اسکا کچھہ حصہ جرمنی کی عجیب و غریب توپوں کے متعلق ایک نئے انکشاف میں صرف کیا گیا ہے ' اور معلوم ہوا ہے کہ یہ ساری کرشمہ سازی جرمنی کی نہیں بلکہ اسکی قلعہ پاش توپوں کی ہے' جنکا قطر ۴۷ سنٹی میٹر کا ہے ' اور جنکے گولے تیس تیس من کے نہی ہوتے ہیں !

مارا ازیں گیاہ ضعیف ایں گماں نبود !

(تعریب مہم)

انگریزی اعانت کے بھیجے جانیکی بھی خبر سنی گئی ہے جو انٹورپ پہنچی اور تمام مایوس باشندوں نے اسکی بدولت دو راتیں امید و مسرت میں بسر کیں - جب فوج راستوں سے گذری تو لوگوں نے نہایت جوش سے استقبال کیا اور گرجوں میں حمد و شکر کے ترانے گاے گئے - گو اس قیمتی اعانت سے بد نصیب بلجیم کو کوئی فائدہ نہیں ہوا اور بعض مخالف اتفاقات کی وجہ سے برطانی شجاعت کو اپنے ان موجی مناقب و عسکری فضائل کی نمایش کی کافی مہلت نہ ملی جو فرانس کے میدانوں میں بارہا ظاہر ہوچکے ہیں' تاہم اسنے نہایت عقلمندی کے ساتھہ

اپنے ایک بڑے حصے کو ہلاکت سے بچایا ' اور مغروریں انٹورپ کے ٹھیک ہمقدم ہوالینڈ اور ارسٹینڈ پہنچ گئي !

مورننگ پوسٹ کے نامہ نگار نے خاص طور پر اس عمدہ اثر کا نقشہ کھینچا ہے جو انگریزي فوج کے انٹورپ پہنچنے سے اہل بلجیم پر پڑا - مسٹر چرچیل (خداوند بحریات برطانیہ) انگریزي فوج کے کارناموں پر اسے "مبارکباد" دیتے ہیں ' اور فرماتے ہیں کہ " ہماري بحري فوج نے دشمن کے توپخانوں کی شعلہ باري میں قابل تعریف جرأت کے ساتھہ اپنے تئیں ڈالدیا ' اور یہ صرف انہي کے قدوم میمنت لزوم کے نزول کا نتیجہ ہے کہ انٹورپ ساٹھہ ہزار دشمنوں کے مقابلے میں ۵ دن تک مدافعت کرتا رہا "

" باقي رہا اسکا واپس چلا آنا تو یہ کچھہ اسکا نتیجہ نہیں ہے کہ دشمن کے حملوں کي وہ تاب نہ لاسکي' بلکہ عام جنگي مصلحت اسیکي مقتضي تھي " !!

یہ بالکل ظاہر بات ہے کہ انگریزي فوج کے عمدہ اثر ' اہالیان انٹورپ کی ناپائدار مسرت ' اور قابل تعریف غسل آتشیں کو یہ حقیقت کچھہ بھي صدمہ نہیں پہنچا سکتي کہ انٹورپ کي بدنصیبیوں میں اس نمایش جاہ و جلال سے کچھہ بھي تغیر نہ ہوا - اول تو ایک مایوس جماعت کو دو چار دن تک امید و نشاط سے آشنا کردینا ہي کیا کم بات ہے؟ پھر ایک ایسے بے پناہ حریف کے مقابلے میں جا تر بقیۃ السیف حصے کا بحفاظت واپس چلا آنا بجاے خود مستحق ہزار تبریک و تہنیت ہے !

(حول سقوط انٹورپ)

انٹورپ کي تسخیر کے بعد جرمني کا کام بلجیم میں ختم ہوگیا- اب جنگ کا ایک نیا صفحہ اولٹتا ہے -

انٹورپ کی سب سے بڑي اہمیت اسکے ساحل کا موقعہ ہے - نقشہ کے دیکھنے سے واضح ہوگا کہ بحر شمالي کي جو شاخ بلجیم و برطانیہ کے درمیان ہوکر گذري ہے اسمیں ہوالینڈ کے کنارے ایک عجیب طرح کے چھوٹے چھوٹے بالمقابل و متواري جزیرے پیدا ہوگئے ہیں' اور انکا ایک وسیع گوشہ بحر شمال کے دھنے ساحل میں خود بخود طیار ہو گیا ہے - ہوالینڈ کي سرحد میں یہ حصہ داخل ہے اور یہاں سے ایک دریائي خط نکلکے انٹورپ کے اندر چلا گیا ہے -

اس بحري گوشے کی وجہ سے ہر وہ مقام نہایت قیمتي ہوگیا ہے جو اس سے قریب واقع ہو - یہ ایک ایسا محفوظ مقام ہے کہ جو حکومت یہاں قابض ہوگي ' وہ تمام بحر شمالی کی جنگی طاقتوں کو ایک کونے میں بیٹھے ہوے بے اثر کردیگی - یہ چھوٹے چھوٹے دریائي خطوط جو نظر آرہے ہیں' انکے اندر اگر ایک نوب بھی نصب کردي جاے تو وہ باہر کي طرف بحر شمال کا راستہ روادیگی -

پس انٹورپ جرمني کے خط جنگ کا سب سے بڑا اہم مقام تھا اور اب وہ اسپر قابض ہوگیا ہے - اسے ایک طرف تو بلجیم میں ایک ایسي مستحکم جگہ ملگئي ہے' جسے اپني بڑي بڑی جرمن توپیں چڑھاکر وہ ناممکن التسخیر بنا دیگا ' دوسري طرف ساحل برطانیہ کا رخ بھي اسکے قبضے میں آگیا ہے' اور اب اس جانب سے میدان جنگ میں کسی مدد کے پہنچنے کا بالکل خدشہ نہیں رہا -

انٹورپ سے ۳۰ میل کے فاصلہ پر گھنٹ اور گھنٹ سے ۳۰ میل کے فاصلے پر ارسٹند تھا جو بلجیم میں جزیرہ برطانیہ کے بالکل مقابل اور سب سے زیادہ قریبي مقام ہے - اسکي ساري اہمیت انگلستان کي بحري اعانت کے بندرگاہ ہونے کي وجہ سے تھي - آج صبح کي خبروں میں ارسٹند کے بھي تقریبا لے لینے کي خبر آچکي ہے' اور شاہ بلجیم جو انٹورپ سے بھاگ کر ارسٹند آیا تھا ' اب فرانس چلا گیا ہے -

ارسٹند کے نیچے سرحد فرانس میں کیلے ہے' اور برطانیہ کے سامنے کا سب سے زیادہ قریب تر ساحلي مقام رہی ہے- عنقریب جرمني اس پر بھي قبضہ کرلیگا اور اسطرح جنگ کا وہ باب جسکا تعلق تسخیر بلجیم اور ساحل انگلش [illegible]

(بعض حقائق جنگ)

اس واقعہ سے مندرجہ ذیل حقیقتیں بالکل صاف اور غیر مشتبہ صورت میں سامنے آگئي ہیں :

(۱) جنگ کے حقائق کا مطلع اب صاف ہے اور حقیقت اسدرجہ آشکارا ہوگئي ہے کہ اس سے انکار کرنے یا اسے مشکوک کرنیکي بالکل گنجایش نہیں رہی -

(۲) جرمني تمام خاک بلجیم پر قابض ہے - فرانس میں پیرس کے اطراف تک اسنے اپنے دھنے دستےکو پھیلا کر' بلجیم کی بڑي مملکت اور فرانس کے تمام سرحدي حصہ کو سریغوں سے خالي کرالیا ' اور نہایت اطمینان کے ساتھہ اپنے پیش نظر استحکامات اور فوجي مرکز قائم کرلیے - اس نے بڑي بڑي خندقیں مشینوں کے ذریعہ اطمینان سے ایسي حالت میں کھودیں کہ دشمن کي ایک گولی بھي اسمیں خارج نہ تھي - اپنے ان تمام کاموں سے جب وہ فارغ ہوگیا تو آگے بڑھي ہوئي فوج ایک قرار دادہ ترتیب کے ساتھہ واپس چلي آئي اور اب اپنے مرکزوں میں مضبوطي کے ساتھہ جم گئي ہے-

(۳) افواج متحدہ نے اول روز ہي یہ غلطي کي کہ سرحد فرانس کو عبور کر کے جرمني کو روکنا چاہا - اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ پہلے ہي مقابلے میں انکے پانوں اکھڑے اور پھر خط پیرس کے ادھر تک نہ رک سکے - تا انکہ جرمني نے خود جگہہ خالي کردي -

(۴) جرمني کی فوجي طاقت آلات و اسلحہ جنگ ' طریق ہجوم و مقاومت' اور عام انتظامات اور ہر طرح کے سازوسامان کے متعلق جو خیالات و اوہام پھیلاے گئے تھے ' انکا اگر دسواں حصہ بھی صحیح تسلیم کرلیا جاے تو اسکے یہ معني ہونگے کہ میدان جنگ کے تمام واقعات سے یک قلم انکار کردیا جاے - اب یہ حقیقت روز روشن کی طرح عالم آشکار ہو چکی ہے کہ جرمني کي تعجب خیز قوتوں اور سامانوں کے متعلق جو معلومات دنیا برسوں سے رکھتی آئي ہے ' وہ اسي طرح ابتک صحیح ہیں جس طرح جنگ سے پہلے تھے -

(۵) جرمني نے تمام بلجیم پر قبضہ کرلیا - فرانس میں پیرس تک چلي گئي' روس کے اندر روسی فوج کے ساتھہ لڑرہی ہے اور میلوں اسکے حدود کے اندر ہے - اسکي تمام امریکی نوآبادیاں ابتک بالکلیہ مسخر نہ ہوئیں' اور ایشیا و افریکا جیسي عظیم الشان بحري طاقت دو مہینے میں بھي نہ لے سکی -

اسکے مقابلے میں جرمن حدود کا ایک چپہ بھي ابتک اسکے حریفوں کے تصرف میں نہیں آیا ہے' اور بقول اسٹیڈسمین کے بہرحال اس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ جسقدر بھي لڑائیاں ہو رہی ہیں وہ سب کی سب جرمني کے دشمنوں کے ملک ہي میں ہو رہی ہیں - جرمني کے کسی حصےمیں میں نہیں ہیں "

اسکا نتیجہ یہ ہے کہ جرمني کے حریفوں کے ملک جنگ کی وجہ سے تہہ و بالا ہو رہے ہیں جیسا کہ بلجیم ' فرانس ' اور روس کے ایک حصے کا حال ہے لیکن خود جرمني کے اندر کہیں بھی لڑائی نہیں ہے اور اسلیے اسکا اندروني امن و سکون اور داخلي تجارت و اقتصادیات بالکل اصلي حالت میں بر قرار ہیں - وہ سامان جنگ کے کارخانوں سے کام لے رہا ہے - توپیں ڈھل رہي ہیں اور ایک ایک سو سب مرین طیار کی جارہي ہیں - صرف اس اختلاف مناظر ہي سے جنگ کے موجودہ نتائج واضح ہو جاسکتے ہیں -

(۶) انٹورپ اور ارسٹند کے لے لینے کی وجہ سے میدان جنگ میں اسکا پوزیشن بہت شدید و وزني ہوگیا ہے' اور میدان جنگ کو دریا کي جانب سے اسکے خلاف جو تقویت تھی ' اسکی راہ مسدود ہوگئی ہے - بظاہر اسکا نصف کام بالکل مکمل ہوگیا - وہ بلجیم اور ساحل کی طرف سے مطمئن ہوکر اب از سرنو اپني پیش قدمی شروع کریگا - دریاے شیلڈٹ میں اس نے بحري سرنگیں [illegible]

حادثہ بم بم

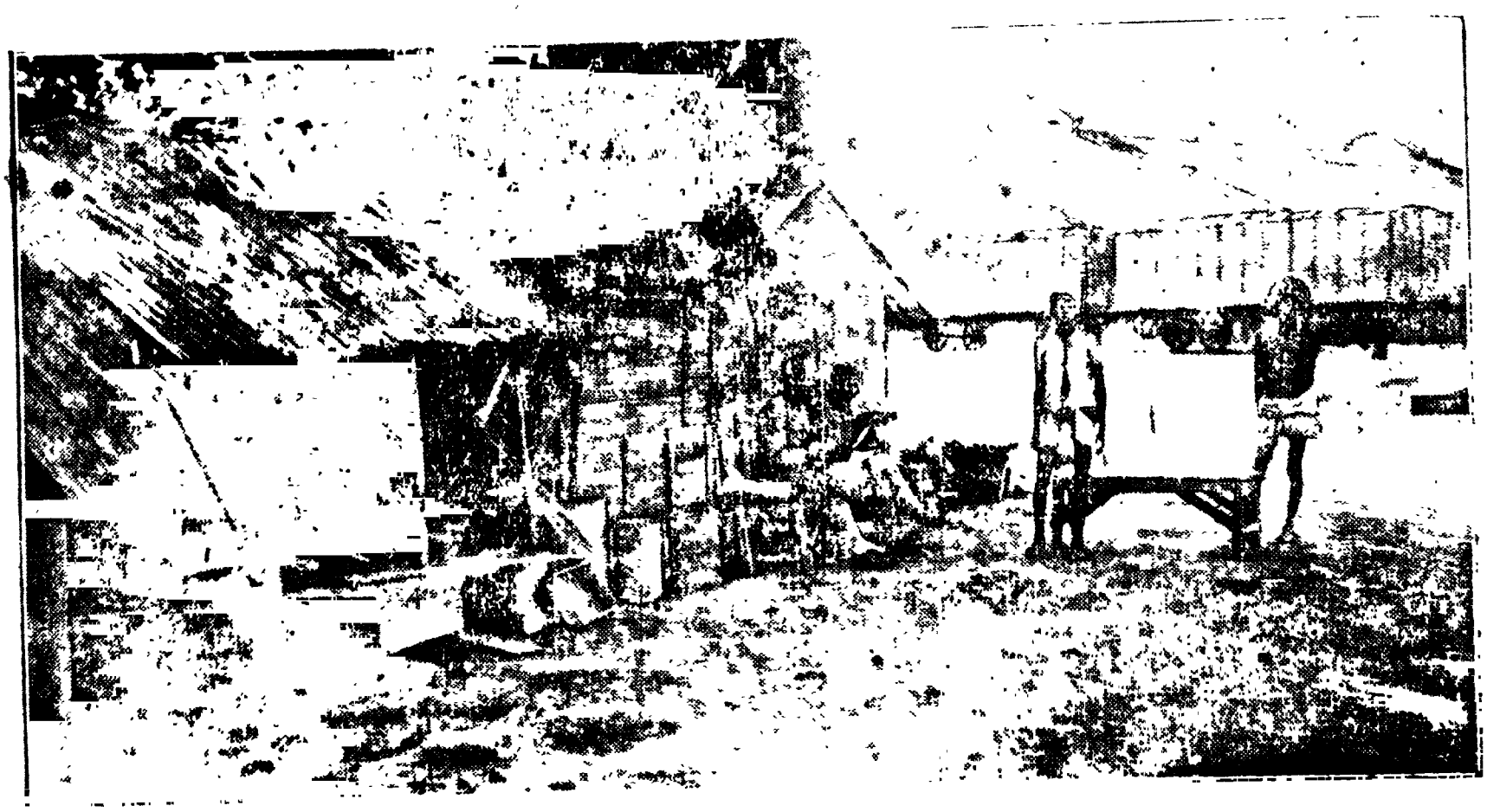

بم بم کا وہ مقام جہاں جہاز اڑنا کاٹر نے مسافر اتارے تھے

شاہ رومانیا کی وفات

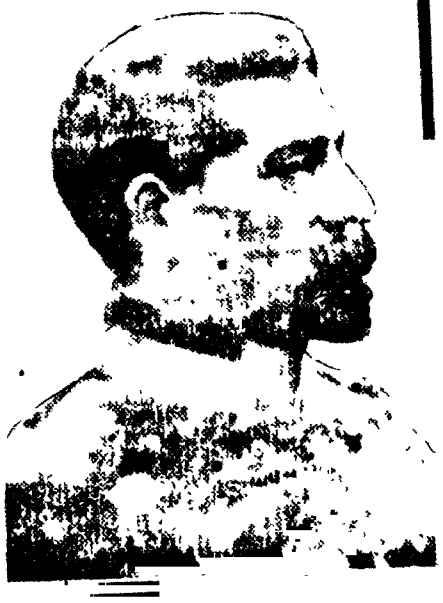

جدید شاہ رومانیا

چونکہ متوفی شاہ رومانیا کا کوئی فرزند نہیں ہے اسلیے اسکا بھتیجا پرنس فرڈی ننڈ تخت نشین ہوگا

ورود مقـــدس یوم الحـــج !

(اتی امر الله فلا تستعجلوہ)

سیریکم ایاتہ فتعرفو نہا ' وما ربک بغافل عما تعملون !

گویند مکو سعدي چندین سخن عشقش
مي گویم و بعد از من گویند بدستا نہا !

میں نے بہت چاہا کہ اپنے زخموں کو چھپاؤں لیکن نہ چھپا سکا ایک مدت کے سکون اندمال کے بعد آج پھر ایک لمحۂ اضطراب و کاوش میسر آ گیا ہے - میرے دل کي بے چینیوں نے میرے بستر انتظار پر تہہ و بالا کردیا ' اور میرے زخم ہاے کہنہ کے ٹانکے بے اختیار کھل گئے - اب انکي خوننابہ فشاني نہیں رک سکتي - بل نکتب والہراع یقطر دما ' والقلب یکاد یتمزق اسي و أسفا ' مما اصاب الاسلام والمسلمین ' من الذل المہین ' والعار المشین ' والا زدراء الہائل ' والاحتقار الفاضح ' والظغط الفظیع ' والقتل المریع ! فحاشا للمسلمین ' ان یکونوا من القوم الکافرین ! !

آمادہ گشتہ ام دگر امشب نظارہ را
پیوند کردہ ام جگـر پارہ پارہ را

آج میں پھر اپني وہي متاع کہنہ لیکر بازار مقصود میں نکلا ہوں جو ہمیشہ سے میرے کار و بار آہ و نالہ کا راس المال رہي ہے ' اور جسکے سوا میرے جیب و آستین حسرت میں اور کچھہ نہیں ہے - میرے پاس ایک زخمي دل کے چند ٹکڑے ہیں جنسے خسرون تمنا کے قطرے ٹپک رہے ہیں - میں خریداروں کا متلاشي ہوں - کوئي ہے جو ان پارہ ہاے خونیں کا طلبگار ہو ؟

روے بازار مراد امروز عرفي با مدست
دامن تر میفروشم دیدۂ تر مي خرم !

میں اپنے جیب ریاں کي یہ کل پونجي دیکر ایک سودا چکانا چاہتا ہوں - مجھے چند آنکھیں چاہئیں جو ماتم یوسف میں یعقوب وار رونا جانتي ہوں - کیونکہ سچے انسوؤں سے بڑھکر عالم انسانیت میں کوئي شے طاقتور نہیں ہے - وا اسفی علي یوسف !

خشک سالیست دریں عہد وفا را اے اشک !
زاں دیاریکہ تـو می آلي ' باراں چـونست ؟

یہي قیمت زخم ' یہي راس المال جراحت ' یہي دست ماتم کار ' یہي چشم خونبار ' اور یہي زبان فعال سنج ہے ' جسے اپنے ساتھہ لیکر میں نے ہمیشہ خریداروں کو پکارا ' اور یہي متاع دل اور جنس اشک و خرنفشاني ہے جسکو ہمیشہ میں نے ڈھونڈھا - میں ہمیشہ روتا رہا اور میرے لوگوں کو رولایا ہے - میں ہمیشہ ماتم کرتا رہا اور ہزارہا ہاتھوں نے میری سینہ کوبی میں شرکت کي ہے - آج پھـر اشک و فعال کیلیے پیـام درد لیکر اٹھا ہوں - پس ان سب پر سلام جنکي آنکھیں خونبار ' دل دو نیم ' جگر سوختہ ' اور زبانیں دعا سنج ہیں - کیونکہ اشک امتیازیوں کا آخري وقت ' اضطراب قلوب و ارواح کي انتہائي فرصت ' اور دعا ہاے اشک الود و فریاد ہاے مجروح و مضطر کي ہر طرف پکار ہے !

دمے و صدق برآور کہ آورد بعشاں
ہزار گنج اجابت بہ یک دعا بعشند !

امن یجیب المضطر اذا دعاہ و یکشف السوء و یجعلہم خلفاء ؟ اء الہ مع اللہ ! قلیـلا ما تذکرون -

اور خدا کے سوا کون ہے کہ ایک مضطر روح کي پکار کو سنے ' اسکے دکھہ کو دور کرے ' اور اپنے آگے جھکنے والوں کو اپني خلافت بخشے ؟ افسوس کہ بہت کم ہیں جو عبرت و بصیرت رکھتے ہیں !

وہ جو خشک سالي میں پاني کیلیے روئے ' کیا اب بادلوں کی گرج اور بجلیوں کي چمک میں امید کے آخري آنسو نہ بہالیں گے ؟ وہ جنھوں نے نا امیدیوں میں اپنے مقصود کو پکارا ' کیا اب امید و بیم کی آخري دیوار حائل تک پہنچکر خاموش ہوجالیں گے ؟ کیا موسم خزاں کے ماتم زدگان حسرت کیلیے یہ جائز ہے کہ بہار کي عین آمد پر اپنے ولولۂ جنوں کو خیر باد کہدیں ؟

دھقان کا کام موسم کے ظہور کے بعد اور زیادہ بڑھجاتا ہے ' اور منزل جسقدر نزدیک آتي جاے ' رہروان مقصود کے آتش شوق کو اور زیادہ تیز ہوجانا چاہیے - پہلے اگر حسرت و آرزو میں روے ہو تو اب امید میں اور زیادہ چیخ چیخ کر روؤ !

بایں کہ کعبہ نمایاں شود ز پا منشیں
کہ نیم گام جدائي ہزار فرسنگ ست

آسمان کے دروازے بند تھے اور تم انکي طرف دیکھہ دیکھہ کر پکارتے تھے لیکن آج کھل گئے ہیں اور تمہاري دعاؤں کے انتظار میں ملائکہ مدبرہ اور ملکوت السماوات نے اپنے اجنحۂ نورانیہ کو کھول دیا ہے - جبکہ جواب نہیں ملتا تھا تو تم پکارتے تھے ' آج خود دست اجابت اعادۂ استقبال ہے - پھر زبان سائل کو کیا ہو گیا ہے کہ خاموش ہے ؟ ان رحمۃ اللہ قریب لمن المحسنین !

بطاعت کوش گر عشق بلا انگیز مي خواہی
متاع جمع کن ' شاید کہ غارت گر شود پیدا !

موسم بدل رہا ہے ' اور اضطراب و شورش کي جن خونین بدلیوں سے فضا چھپ گئی ہے ' وہ بالکل ویسی ہی ہیں جیسے ہر عصر انقلاب ارضی و تجدد مواسم امم و ملل میں ظاہر ہوي ہیں کچھہ عجب نہیں کہ ایام الامیہ کا ایک یوم عظیم ختم ہو اور دوسرے دن کا آفتاب طلوع ہو - یہ رات کی آخري گھڑیاں ہیں جو فرق کي سي تیزي اور عاجل کي سي ہیبت میں گذر جائینگي ' اور لہو اور دھوئیں کی بدلیوں کے اندر سے دنیا کي حیاء دیدہ کا ظہور ہوگا - پس صبح کی بخشش میں حصہ لینے والوں کو چاہیے کہ اپنے دماغوں کا نہیں بلکہ آنکھوں کا احتساب کریں اور شیطان غفلت سے ہشیار ہوجائیں ' کیونکہ رات بھر جاگنا آسان ہے ' مگر صبح صادق کي گھڑیوں میں اونگھنے سے بچنا مشکل ہے - نہو کہ رات بھر اخذ شماري کرنے کے بعد عین صبح کے وقت سو جاؤ ' اور جس روشني کو دیکھنا چاہتے تھے ' اسکي کرنیں تمہارے خوابیدہ سروں پر ماتم کریں - سنو یہ ہے کہ نہ تم اٹھے ' اور نہ تم نے بیداري کیلیے کوئي کروٹ لي ' لیکن جبکہ دھقان آبپاشی سے غافل تھا تو آسمان نے خود ہی مینہہ برسا دیا ' اور جبکہ انسانی ہمتیں تھک گئي تھیں تو کارخانۂ الہي خود ہي متحرک ہو گیا - بس وقت کو اسکا حق دینے میں تساہل نہ کرو کیونکہ وہ صرف اتنے ہي کا طالب ہے ' اور جسقدر بھی جلد ہو سکے اپنی اصلاح و درستگی کا سامان کرلو : افلا یدرون الی اللہ و یستغفرونہ و اللہ غفور الرحیم ؟

(یوم الحج کا ورود مقدس)

آج ذوالحجہ کي پہلی تاریخ ہے اور ایک ہفتہ کے بعد تاریخ عالم کا وہ عظیم الشان روز طلوع ہونے والا ہے جسکے آفتاب کے پیچھے کرۂ ارضی کے ہر گوشے کے لاکھوں انسان اپنے خداوند کو پکارنے کیلیے جمع ہونگے ' اور راگستان عرب کی ایک بے برگ و گیاہ وادي کے اندر خدا پرستي و عشق الہي کا سب سے بڑا گھرانا آباد ہوگا :

الذین ان مکنـاہم فی الارض اقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ وامروا بالمعروف و نہوا عن المنکر -

وہ لوگ کہ اگر اللہ انہیں زمین میں قائم کردے تو انکا کام صرف یہ ہوگا کہ صلوٰۃ الہي کو قائم کریں ' زکوٰۃ ادا کرائیں ' نیکي کا حکم دیں اور برائیوں سے روکیں

وہ پہلا گھر تھا جو خدا کی پرستش کیلیے بنایا گیا ' اور آج بھي دنیا کے تمام معمورہ میں صرف وہي ایک مقدس گوشہ ہے جو

اولیاء الشیطان و اصحاب النار کي لعنت سے پاک ہے' اور صرف خدا کے دوستوں اور اسکي محبت میں دکھہ اوٹھانے والوں کیلیے مخصوص کر دیا گیا ہے -

سمندروں کو عبور کر کے ' پہاڑوں کو طے کرکے ' کئي کئي مہینوں کي مسافت چلکر' دنیا کي مختلف نسلوں ' مختلف زبانوں ' مختلف برلیوں کے بولنے والے ' اور مختلف گوشوں کے باشندے یہاں جمع ہوے ہیں - اسلیے نہیں کہ سلافي یا ٹیوٹانیک نسل کي باہمي عداوتوں سے دنیا کیلیے لعنت بنیں ' اسلیے نہیں کہ ایک انساني نسل دوسري نسل کو بھیڑیوں کي طرح پھاڑے اور ازدھوں کي طرح ڈسے ' اسلیے نہیں کہ خدا کي زمین کو اپنے ابلیسي غرور اور شیطاني سیادت کي نمایش گاہ بنائیں ' اسلیے نہیں کہ تیس تیس من کے گولے پھینکیں اور سمندر کے اندر ایسے جہنمي الات رکھیں جو منٹوں اور لمحوں میں ہزاروں انسانوں کو نابود کردیں ' بلکہ تمام انساني غرضوں اور مادي خواہشوں سے خالي ہوکر اور ہرطرح کے نفساني زلزلوں اور بہیمي شرارتوں کي زندگي سے ماوراء الوری جاکر' صرف اُس خداے قدوس کو پیار کرنے کیلیے' اسکي راہ میں دکھہ اٹھانے اور مصیبت سہنے کیلیے ' اور اسکی محبت و رافت کو پکارنے اور بلانے کیلیے جس نے اپنے ایک قدوس درست کی دعاؤں کو سنا اور قبول کیا ' جبکہ نیکی کا گھرانا اباد کرنے کیلیے اور امن و سلامتی اور حق و عدالت کي بستی بسانے کیلیے اس نے اپنے خدا کو پکارا تھا :

ربنا انی اسکنت من	اے پروردگار! میں نے تیرے محترم
ذریتي بواد غیر ذي	گھر کے پاس ایک ایسے بیابان میں جو
زرع عند بیتك المحرم	بالکل بے برگ و گیاہ ہے ' اپني نسل
ربنا لیقیموا الصلوة	لاکر بسالي ہے تاکہ یہ لوگ تیري
فاجعل افئدة من الناس	عبادت کو قائم کریں - پس تو ایسا
تهوی الیهم و ارزقهم من	کرکہ انسانوں کے دلوں کو انکي طرف
الثمرات لعلهم یشکرون	پھیر دے اور انکي رزق کا بہتر سامان
(۱۴ : ۳)	کردے !

آہ تم ذرا انکي ان عجیب و غریب حالتوں کا تصور کرو ! یہ کون لوگ ہیں اور کس پاک بستي کے بسنے والے ہیں؟ کیا یہ اسی زمین کے فرزند ہیں جو خون اور آگ کي لعنتوں سے بھرگئي' اور صرف بربادیوں اور ہلاکتوں ہي کے لیے زندہ رہي؟ کیا یہ اسي آباسي سے نکل کے آے ہیں جو سبعیت و خونخواري میں درندوں کے بھٹ اور سانپوں کے غاروں سے بھي بدتر ہے ' اور جہاں ایک انسان دوسرے انسان کو اسطرح چیرتا پھاڑتا ہے کہ اجتک نہ تو سانپوں نے کبھي اسطرح ڈسا اور نہ جنگلي سوروں نے کبھي اسطرح دانت مارے ؟ کیا یہ اسي نسل اور گھرانے کے لوگ ہیں جسنے خدا کے رشتوں کو یکسر کاٹ ڈالا ' اور اسطرح اسکي طرف سے منہ موڑ لیا کہ اسکي بستیوں اور آبادیوں میں خدا کے نام کیلیے ایک آواز اور ایک سانس بھي باقي نہ رہي ؟ آہ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر یہ کون ہیں اور کہانسے آے ہیں؟ یہ قدوسیوں کي سي معصومیت' فرشتوں کي سي نورانیت' اور سچے انسانوں کي سي محبت انمیں کہاں سے آگئي ہے ؟ تمام دنیا نسلي تعصبات کے شعلوں میں جل رہي ہے' مگر دیکھو یہ دنیا کي تمام نسلیں کسطرح بھائیوں اور عزیزوں کي طرح ایک مقام پر جمع ہیں' اور سب ایک ہي' حالت' ایک ہی وضع' ایک ہي لباس' ایک ہي قطع' ایک ہي مقصد اور ایک ہی صدا کے ساتھہ ایک دوسرے سے جڑے ہوے ہیں ؟ سب خدا کو پکار رہے ہیں' سب خدا ہي کیلیے حیران و سرگشتہ ہیں' سب کي عاجزیاں اور درماندگیاں خدا ہي کیلیے ابھر آئي ہیں ' سب کے اندر ایک ہي لگن اور ایک ہي ولولہ ہے ' سب کے سامنے محبتوں اور چاہتوں کیلیے اور پرستشوں اور بندگیوں کے لیے ایک ہي محبوب و مطلوب ہے' اور جبکہ تمام دنیا کا محور عمل نفس و ابلیس ہے' تو یہ سب صرف خدا کے عشق و محبت میں خانہ ویراں ہوکر اور جنگلوں اور دریاؤں کو قطع کرکے دیوانوں اور بیخودوں کي طرح یہاں اکٹھے ہوے ہیں ! انہوں نے نہ صرف دنیا کے مختلف گوشوں کو چھوڑا بلکہ دنیا کي خواہشوں اور راولوں سے بھي کنارہ کش ہوگئے - اہ یہ ایک بالکل نئي دنیا ہے جسمیں صرف عشق الہي کے زخمیوں اور سوختہ دلوںکي بستي آباد ہوئي ہے - یہاں نہ نفس کا گدر ہے جو غرور بہیمي کا مبدء ہے' اور نہ انسانی شرارتوں کو بار ملسکتا ہے جو خونریزي اور ظلم و سفاکي میں کرۂ ارضي کي سب سے بڑي درندگي ہیں - یہاں صرف آنسو ہیں جو عشق کے آنکھوں سے بہتے ہیں' صرف آہیں ہیں جو محبت کے شعلوں سے دھویں کیطرح اٹھتي ہیں ' صرف دل سے نکلي ہوئی صدائیں ہیں جو پاک دعاؤں اور مقدس نداؤں کی صورت میں زبانوں سے بلند ہورہی ہیں ' اور ہزاروں سال پیشتر کے عہد الہي اور راز و نیاز عبد و معبودي کو تازہ کررہي ہیں : لبیك لبیك - اللهم لبیك - لا شریك لك لبیك ! !

سر روحانیاں داري ولے خود را ندیدستي
بحواب خود در آ تا قبلهٔ روحانیاں بینی !

یہ وہ مجمع ہے جسکي بنیاد دعاؤں نے ڈالي - جسنے دعاؤں سے نشو و نما پائي' جو صرف دعاؤں ہي کیلیے قائم کیا گیا ' جسکي ترکیب بھي اول سے لیکر آخر تک دعاؤں ہي کے مناسک سے ہوئي' اور جو دعاؤں ہی کي لازوال طاقت سے قائم ہے - سب سے پہلي دعا وہ تھي جو اس گھر کي بنیاد رکھتے ہوے خدا کے دو قدوس درستوں کي زبانوں پر جاري ہوئی :

ربنا و اجعلنا مسلمین	اے پروردگار ! ہمیں اپنا اطاعت شعار
لك و من ذریتنا امة	بنا اور ہماري نسل سے ایک امہ
مسلمة لك ' و ارنا	پیدا کر جو تیري مومن و مسلم ہو -
مناسکنا و تب علینا	اور ہمیں اپني عبادت کے طریقے
انك انت التواب	بتلادے اور ہماري توبہ قبول کرلے -
الرحیم ! ربنا و ابعث	تو تو بہت ہي بڑا توبہ قبول کرنے والا
فیهم رسولا منهم یتلوا	ہے - اور پھر اے پروردگار ! ہماري نسل
علیهم ایاتك و یعلمهم	میں ایک اپنا رسول مبعوث کر جو
الکتاب والحکمة و یزکیهم	اسکے آگے تیري آیتیں پڑھکر سنادے
انك انت العزیز	اور انہیں کتاب و حکمت کي تعلیم
الحکیم !	دے اور انکے اخلاق کا تزکیہ کردے -

سر بیابان حجاز کے قدوس نسم یزل نے یہ دعا قبول کرلي اور اپني اس " امة مسلمه " کو پیدا کیا جو في الحقیقت وجود ابراهیمی کے اندر پنہاں تھي :

ان ابراهیم کان امة	بیشک حضرت ابراهیم خلیل اپنے وجود
قانتة -	واحد کے اندر ایک پوري قوم اور خدا
	پرست امت تھے !

یہ گھرانا درحقیقت دنیا کي امامت اور ارض الہي کي وارثت کیلیے آباد کیا گیا تھا ' اور اسکا عہد و میثاق روز ازل ہي بندھگیا تھا -

پس اس مقدس دعا کي قبولیت نے " امة مسلمه " کو بھي قائم کیا ' اور دنیا کے تزکیہ اور تعلیم کتاب و حکمت کیلیے سلسلۂ ابراهیمي کے آخري رسول کو بھي مبعوث کیا ' نیز جو امامت و پیشوائي اور خلافت في الارض حصرة ابراهیم خلیل (علی نبینا و علیه الصلوة والسلام) کو دي گئي تھي' اسکي وارث انکي ذریۃ و نسل ٹھہرائي گئي ' البتہ بموجب اپنے عہد کے " ظالموں " کو اس سے محروم کردیا گیا - اس نسل کے جو لوگ اپنے نفس و روح کیلیے ظالم ہوے اور خدا کے مقدس نوشتوں کی

اطاعت سے سرکشي کي ' انسے وہ امامت موعودہ بھي چھين لي گئي ' اور خلافت موھوبہ سے بھي محروم کردیے گئے کہ " لا ینال عھدي الظالمین " !

فخلف من بعدھم خلف اضاعوا الصلوۃ و اتبعو الشھوات -

پھر انکے بعد وہ لوگ انکے جانشین ھوے جنھوں نے صلواۃ الھي کو ترک کردیا اور اپني نفساني خواھشوں کے بندے ھوگئے

یہ دعاوں کا وعدہ تھا جسکا ظہور ھماري اقبال و کامراني کي تاریخ ھے ' اور اسي طرح یہ دعاوں ھی کي ایک وعید بھی تھی جسکی سزائیں اور محرومیاں ھماري برگشتگی اور درماندگیوں کا ماتم ھے ! وہ ھم ھي تھے جو " اني جاعلك للناس اماما " کے وارث ٹھراے گئے تھے ' اور ھم ھي ھیں جو آج " لا ینال عھدي الظالمین " کي تصویر بامرادي ھیں !

ذالك بما قدمت ایدیھم و ان اللہ لیس بظلام للعبید !

یہ سب کچھہ ان اعمال کا نتیجہ ھے جو خود انھوں نے اختیار کیے ورنہ خداے کریم تو اپنے بندوں کیلیے کبھی بھی ظالم نہیں ھوسکتا -

پس دعاوں کا یہ اجتماع لاھوتي ' امۃ مسلمہ کا یہ مجمع مبارک ' اور روحانیۃ مقدسۂ ابراھیمیہ کا یہ مظہر عظیم و جلیل ' قریب ھے کہ اسي بیابان حجاز میں ظہور کرے جہاں خداے ابراھیم و محمد (علیھما السلام) نے امامۃ و خلافت الھي کیلیے اولین دعا کو سنا ' اور پھر ھمیشہ دعاوں کے سننے اور اپني پکاروں اور ندااوں کے بلند ھونے کیلیے اُسے برگزیدہ کردیا - جس وقت یہ پرچہ تمہارے ھاتھوں تک پھنچیگا ' اس وقت ذوالحجہ کي تیسري تاریخ ھوگي ' اور بادیہ نوردان عشق آباد حجاز کے قافلے کوچ کیلیے طیار ھونگے - اُس وقت کا تصور کرو کہ وہ کیسا وقت عظیم ھوگا ' جبکہ لاکھوں انسانوں کے اندر سے اسوۂ ابراھیمي کي روحانیۃ عظمیٰ اپنے خداوند کو بیقرارانہ پکاریگي ' اور اسکے مقدس عہد و میثاق کا رشتہ تازہ ھوگا ؟ لاکھوں سر ھونگے جو بیقرارانہ خداوند کے حضور جھکاے جائینگے - لاکھوں پیشانیاں ھونگي جو اسکی چوکھٹ پر گرائي جائینگي ' لاکھوں دل ھونگے جو اسکي نظارۂ جمال کے عشق میں ڈوب جائینگے ' اور لاکھوں زبانیں ھونگي جنسے اسکے حضور میں دعائیں نکلینگی - پھر اُس وقت ایسا ھوگا کہ دریاے محبت الھي جوش میں آئیگا ' ملائکہ مقربین اسکے خلوت وصال کو اسکے دوستوں کیلیے خالي کردینگے ' اور وہ اپنے جمال عالم آرا کے جلوے سے اس تمام محشر عشق و طلب کو تھانپ لیگا !

سو چاھیے کہ اس وقت عظیم و جلیل اور ایام الاھیۂ مخصوصہ کے حصول کو غنیمت سمجھو ' اور تم خواہ کہیں ھو اور کسي حال میں ھو ' لیکن اپنی تمام قوتوں اور تمام جذبوں سے کوشش کرو کہ تمہاري دعائیں بھي ان دعاوں کے ساتھہ شامل ھوجائیں اور تمہاري بے تابیاں اور بیقراریاں بھي ٹھیک اسي وقت خدا کے حضور رحمت طلب ھوں کہ یہ وقت پھر میسر نہ آئیگا - دنیا انقلاب و تجدد کے ایک مہیب عہد سے گذر رھي ھے اور نئے موسم کي علامتوں نے ھر طرف طوفانوں اور بجلیوں کي ایک قیامت کبریٰ برپا کردي ھے - ممکن ھے کہ روز ھجر ختم ھونے والا اور عہد وصال کي ایک نئی رات شروع ھونے والي ھو ' پس ضرور ھے کہ من پھر جن لوگوں نے غفلت کی ھے وہ اب عین سفر کے وقت غفلت نہ کریں کیونکہ میں دیکھتا ھوں کہ شام آگئي ھے ' اور مسافروں کا انتظام کرنا چاھیے -

ہاں ' ھر مومن کو چاھیے کہ وہ یکسر دعاوں میں ڈوب جاے ' اور ان مقدس ایام کے اندر صدق دل سے توبہ کرے ' اور اپنے خداوند سے اپنا معاملہ درست کرلے - یہ بڑا ھی سخت وقت ھے جسکي نوشتہ الھي میں خبر دي گئي تھي - وہ وقت موعودہ اپني تمام ھولناکیوں کے ساتھہ آگیا ھے ' اور زمین اپنے گناھوں کي پاداش میں سخت دھي گئی ھے - پس توبہ کرو اور اُس کے سامنے اپني سرکشیوں کا سر مجرموں کی طرح ڈالدو ' اور تڑپ تڑپ کے وہ سب کچھہ مانگو جسکو تمہارا دل چاھتا ھے ' مگر تمہارے اعمال اسکے سزاوار نہیں ھیں - تم اسکے حضور حج کے دن اور عید کي صبح کو جبکہ خلیل اللہ نے اپنے بیٹے کی گردن پر چھري رکھي تھي ' مسکینوں اور لاچاروں کي طرح گڑگڑاؤ ' اپني سرشتوں اور نفس پرستیوں کے گوسالہ کو ذبح کردو (فاقتلوا انفسکم بانکم ظلمتم انفسکم باتخاذکم العجل) اور گڑا گڑا کر دعا مانگو کہ خداوندا ! زمین کی سب سے بڑي مصیبت ' انسانی معصیت کے سب سے بڑے عذاب ' اور انقلاب اقوام و ملل کے سب سے زیادہ مہیب موسم کے وقت ابراھیم و اسماعیل کي ذریۃ کو نہ بھلائیو ' اور انکے گناھوں کو معاف کردیجیو !

علی الخصوص عید کے دن جب اسکے حضور کھڑے ھو تو اپنے گناھوں کو داد کرو - تم میں ایک روح بھي ایسي نہو جو تڑپتی نہو اور ایک آنکھہ بھي ایسی نہو جس سے آنسوؤں کے چشمے نہ بہہ رھے ھوں - یاد رکھو کہ دل کي آھوں اور آنکھوں کے آنسوؤں سے بڑھکر اسکی درگاہ میں کوئي شفیع نہیں ھوسکتا - پس جس طرح بھی ھوسکے اپنے خدا کو راضي کرو اور اسے منالو ' کیونکہ تم نے اپني بد اعمالیوں سے اسے غصہ دلایا اور اسکے پاک حکموں کي پروا نہ کي ' اور تم یوں پکارو کہ اے ابراھیم اور اسماعیل کے خداوند ' اور اے رسول امی کے پروردگار ! ھم نے تیرے عہد کي پروا نہ کی اور اپني بد اعمالیوں سے تیري مقدس زمین کو ملوث اور گھنونا کردیا - لیکن اب ھم اپني سزاوں کو پھنچ چکے اور ھم نے بڑا سے بڑا دکھہ اٹھا لیا - ھم مثل یتیم لڑکوں کے ھوگئے ھیں جنکے والدین کو انسے جدا کردیا گیا ھو ' کیونکہ ھمارا خدا ھم سے راضي نہ رھا اور ھم غمگیني اور رسوائي کیلیے چھوڑ دیے گئے - پر اے حي و قیوم ! اب ھم پر رحم کر ' ھمارے قصوروں کو معاف کر ' اور ھم سے منہ نہ موڑ ' گو ھماري خطائیں بیشمار ھیں لیکن ھم سب تیرے ھي نام سے کہلاتے ھیں ' اور تیري راہ میں دکھہ اٹھانے کیلیے طیار ھیں !

اگر نہ بہر من ' از بہر خود عزیزم دار
کہ بندہ خوبي او خوبي خداوندست !

اے ستار و تواب الرحیم ! کیا ھمارا غم دائمي ھے ' کیا ھمارے خزاں کیلیے کبھي بہار نہیں ' اور کیا ھمارے زخم کیلیے کوئي مرھم نہوگا ؟ اے نسل ابراھیمي کے امیدگاہ ! تو ھمیشہ کیلیے ھمیں نہ بھول اور ھمیں اپني طرف لوٹالے - ھم تجھسے ھمیشہ بھاگے ھیں مگر اب ھم تیري طرف لوٹ آئینگے - کیونکہ ھمیں کہیں پناہ نہ ملي !

تو ھمیں نیکی اور صداقت کیلیے چن لے ' اور اپنی ھدایت و عدالت کي تبلیغ کے بوجھہ پھر ھماري گردنوں پر ڈال !! دنیا آج انتہاء ترقی کے بعد بھي امن و عدالت کیلیے ویسي ھي تشنہ ھے جیسي ظہور صداقت کبریٰ کے اولین عہد جہالت میں تھي !

"ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین! (۷ : ۱۳۹) اللھم مالك الملك ' تؤتی الملك من تشاء و تنزع الملك ممن تشاء و تعز من تشاء و تذل من تشاء بیدك الخیر ' انك علی کل شي قدیر (۳ :۲۶) ربنا علیك توکلنا و الیك انبنا و الیك المصیر ! ربنا لا تجعلنا فتنۃ للذین کفروا واغفرلنا ربنا ' انك انت العزیز الحکیم (۶۰ : ۶) ربنا افرغ علینا صبرا و ثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین (۲ : ۲۵۲) ربنا لاتجعلنا فتنۃ للقوم الظالمین و نجنا برحمتك من القوم الکافرین (۱۰ : ۸۷) ربنا انك اتیت " فرعون " و ملاہ زینۃ واموالا فی الحیاۃ الدنیا ' ربنا لیضلوا عن سبیلك ' ربنا اطمس علی اموالھم ' واشدد علی قلوبھم فلا یومنوا حتی یروا العذاب الالیم ! (۱۰ : ۸۹) رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا ! (۷۱ : ۲۶) ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنك رحمۃ ' انك انت الوھاب (۳ :) "

اُسوۂ حسنہ

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

پابندی عہد اور اسلام

(۲)

گذشتہ صحبت میں ہم نے تصریحات قرآنیہ کي بنا پر بحث کي تھي ' اور دکھلایا تھا کہ پابندي عہد و مواثیق کی اخلاقي حقیقتوں کو قرآن کریم نے اپني تعلیمات اولیہ میں کس درجہ اساسی و مرتفع درجہ دیا ہے ؟

لیکن سچ یہ ہے کہ اخلاقي احکام کا تعلق جہاں تک تعلیم محض سے ہے ' وہ کوئی ایسي متاع غریب نہیں ہے جسکے پیش کرنے پر اسلام فخر اوے - اخلاقي احکام ہمیں ہر جگہ ملسکتے ہیں اور تقریباً ہر مذہب نے اپنا مقصد یہي بتلایا ہے کہ انسان کو اخلاق کا وعظ سناے - اگر قرآن حکیم تعلیم دیتا ہے کہ عہد و مواثیق کي پابندی کرو تو قانون موسوي اور واعظ ناصری بھي یہ نہیں کہتا کہ عہد باندھکر توڑ ڈالو - حتیٰ کہ آریہ نسل کي وہ فلسفانہ روحانیت بھي جسنے ہندوستان اور ایران میں ظہور کیا ' اپنی ہر ادنیٰ سے ادنیٰ شاخ کے اندر اخلاقي تعلیمات ، احکام سے لبریز ہے -

پس اصلی چیز تعلیم نہیں ہے بلکہ تعلیم کے نتائج اور اسکا عمل ہے - دیکھنا یہ ہے کہ قرآن حکیم نے جو کچھ کہا ' اس نے عملي شکل میں کیسی صورت اختیار کی ؟ انسان کي روح اسلیے بیمار نہیں ہے کہ زبانوں نے تعلیم کم دي اور کاغذوں پر زیادہ نہیں لکھا گیا ' بلکہ اسکا اصلي دکھہ زندگی کی عملي مشکلات میں ہے اور صرف وہی تعلیم فتح مند ہوسکتي ہے جو ایک مستحکم عملي نمونہ اپنے ساتھہ رکھتي ہو -

عملي حقیقت کے لحاظ سے اولین نمونہ حاصل قرآن و اولین داعي اسلام (علیہ الصلواۃ والسلام) کا ہے : لقد کان لکم في رسول اللہ اسوۃ حسنہ - آج ہم صرف اسی حیثیت سے اسلامی مواثیق و عہود پر نظر ڈالینگے -

(۲)

جنگ و صلح کی متضاد حالتوں میں انسان کا نظام اخلاق دفعتاً بدل جاتا ہے ایک شخص ذات خود نہایت رحمدل ہے لیکن میدان جنگ میں جاکر نہایت بے رحم ہوجاتا ہے - ایک شخص اپنے شخصي معاملات میں نہایت حلیم الطبع ہے لیکن اسي فوج میں شامل ہوکر سخت مشتعل اور مغلوب العصب ہوتا ہے ایک شخص امن و صلح کے زمانے میں نہایت صادق القول اور پابند عہد ہوتا ہے لیکن زمانۂ جنگ میں ابتدا ہی خداع اور عہد شکن بن جاتا ہے - ایک جماعت ' ایک قوم ' ایک ملک ' امن و سکون کے دور میں انسانیت کا بہتر سے بہتر نمونہ ہوتا ہے لیکن جنگي اغراض ' طامعانہ اقدامات ' اور حربي مصالح کے عہد فساد میں آکر چار پایوں سے زیادہ وحشی اور درندوں سے زیادہ خونخوار ہوجاتا ہے : لقد خلقنا الانسان في احسن تقویم ' ثم رددناہ اسفل سافلین ! اسي بنا پر بعض حکماء کا قول ہے کہ " سیاست اپنے پہلو میں دل نہیں رکھتی " !

لیکن دنیا میں صرف " اسلام " ہي ایک ایسي زندہ ہستی ہے جو اپنے پہلو میں دل اور دل میں ایک ناممکن التسخیر اخلاقی طاقت رکھتی ہے - اس پر عوارض خارجیہ کا کوئي اثر نہیں پڑتا - ظاہر و باطن ' شخصیت و جمہوریت ' افتراق و اجتماع ' جنگ و صلح ' اسکے لیے تمام حالتیں یکساں ہیں - اسکا معیار اخلاق جس طرح امن و صلح کی حالت میں قائم رہا ' اسي استحکام و استواري کے ساتھہ جنگ کے سیلاب اور آگ اور خون کے طوفان میں بھی قائم و ثابت نظر آیا -

پیغمبر اسلام (علیہ الصلواۃ والسلام) کي زندگي اعمال انسانیہ کي ہر شاخ پر حاوي تھی - اسمیں حق و صداقت کے اعزاز کي عزیمت و مظلومي بھي تھي ' اور انعام کي فتح مندي و کامراني کا جاہ و جلال اور سطوت و جبروت بھي تھا - انہوں نے امن و صلح کے ایام بھي کاٹے ' اور امن و صلح کیلیے جنگ کي تلوار باندھنے کا حکم بھي دیا - اسلیے عہد و میثاق اور انکے نتائج و عواقب کے واقعات عہد نبوت کی تاریخ میں بے شمار نظر آتے ہیں ' اور انکے اندر اخلاق قرآني کي عملی صورت دیکھي جاسکتی ہے -

(۳)

سب سے پہلی چیز اس سلسلے میں وہ اخلاقي سلوک ہے جو آنحضرۃ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے غیر قوموں اور حریفان جنگ کے ساتھہ کیا - ان قوموں نے معاہدوں کو اکثر توڑا ہے اور نہایت شرمناک طریقہ سے عداریاں کی ہیں -

رعل ' ذکوان ' عصیہ ' اور بنولحیان کے قبائل نے آنحضرت سے اپنے دشمن کے مقابلے کیلیے فوجی مدد کي درخواست کی ؛ آنحضرت نے قراء صحابہ میں سے ستر صحابي ساتھہ کردیے - لیکن بئر معونہ پر پہنچکر ان لوگوں نے بیوفائی کی ' اور مسلمانوں کو بے دریغ قتل کردیا (۱)

جب حضرت عاصم کی فوج کو قبیلہ ہذیل کے دو سو قدر انداروں نے گھیر لیا ' تو انسے وعدہ کیا کہ اگر وہ نیچے اتر آئیں تو انکو کچھہ تعرض نہیں کیا جائیگا - اسپر ایک جماعت اتر آئي ' لیکن بعض صحابہ نے اپنی جگہ قتل ہونا پسند کیا ' اور بعض کو غلام بناکر بیچ ڈالا !

با ایںہمہ عہد و بیوفائی ' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو معیار اخلاق شخصي حالتوں میں تھا ' وہی میدان جنگ میں بھی قائم رہا - شخصي حالت میں آپکے دوسرے عہد کا یہ حال تھا : عن عبد اللہ بن ابي الحمساء قال بایعت النبي صلی اللہ علیہ وسلم بیعا فبقي لہ بقیۃ فوعدتہ ان آتیہ بھا في مکانہ فنسیت فذکرت بعد ثلاث فجئت فاذا ھو في مکانہ ' فقال یا فتی لقد شققت علی انا ھھنا منذ ثلاث انتظرک (ابوداود جلد ۲ ص - ۳۲۶ کتاب الادب)

عبد اللہ ابن حمساء کہتے ہیں کہ انحضرت کے ہاتھہ انکے مبعوث ہونے سے پہلے میں نے ایک چیز فروخت کي جسکا کچھہ حصہ آپ کے حوالے نہیں کیا تھا ' اور وعدہ کیا تھا کہ آپ ٹھہریے - میں اسي جگہ ابھي آتا ہوں - مگر میں گھر جاکر بھول گیا اور تین دن کے بعد اپنا وعدہ یاد آیا - چلکر آیا تو دیکھا کہ آپ اسی جگہ ٹھہرے ہیں - آپ نے مجھے دیکھکر فرمایا کہ تم نے مجھے بڑي تکلیف دی - میں تین دن سے اسي جگہ تمہارا انتظار کررہا ہوں !!

جہاد اسلامي کي وسعت نے آپ کی اخلاقي طاقت کو اور بھی مستحکم و استوار کردیا - آنحضرت کا معمول تھا کہ جب مجاہدین جہاد کیلیے روانہ ہوتے ' تو آپ انکو مخاطب کرکے ایک عام وصیت

---

[۱] بخاري جزو ۵ ص ۱۰۵ - [۲] بخاري جزو ۵ - ص ۱۰۳ -

فرمائے جو متعدد اخلاقي هدايات کا مجموعه هوتي تهي - انهي هدايات ميں ايک حکم پابندي عهد کا بهي تها :

کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا امر امیرا علی جیش او سریة اوصاه في خاصة بتقوی الله عز و جل و من معه من المسلمین خیرا ' ثم قال اغزوا باسم الله في سبیل الله - قاتلوا من کفر بالله اغزوا ولا تغلوا ولا تغدروا ولا تمثلوا ولا تقتلوا ولیدا (صحیح مسلم - جلد ۲ ص - ۶۲ کتاب الجهاد)

آنحضرت جب کسي شخص کو کسي فوج کا سپه سالار مقرر فرماتے تو اوسکو سب سے پہلے پرهیزگاري اور مسلمانوں کے ساتهه بهلائي کرنے کي وصیت کرتے - پهر فرماتے که خدا کي راه میں خدا کا نام لیکر لڑو ! جن لوگوں نے خدا کا انکار کیا هے اون سے جهاد کرو ' لیکن مال غنیمت میں کسي قسم کي خیانت نه کرنا ' عهد کي پابندي کرنا ' بیوفائي نه کرنا ' کسي کے هاتهه ' پاؤں ' کان ' ناک نه کاٹنا ' بچوں کو قتل نه کرنا !

مجاهدین عموماً ان احکام پر عمل کرتے تهے ' اور یهي اخلاقي هدایت تهي جو اُن کو هر قسم کے بے اعتدالانه جنگي افعال سے روکتي تهي -

لیکن ان هدایات میں پابندي عهد پر مسلمانوں نے جس شدت کے ساتهه عمل کیا ' اوسکي نظیر دنیا کي اخلاقي تاریخ میں نهیں مل سکتي - حضرت حبیب اور ابن دثنه کو قبیله بنولحیان نے امان دیکر پهاڑ سے اُتروایا ' پهر بد عهدي کي اور اونکو غلام بنا کر بیچ ڈالا - عام طور پر جب نقض عهد میں ایک فریق کي طرف سے پیش قدمي کي جاتي هے ' تو دوسرا فریق هر قسم کي پابندیوں سے آزاد هوجاتا هے اور تمام معاهدوں کو توڑ سکتا هے ' اسلیے حبیب اگر اسوقت ان هدایات کي پابندي نه کرتے تو وه معذور سمجهے جاسکتے تهے - لیکن آنحضرت کے احکام جبري احکام نهیں هوتے تهے بلکه آپ کا روحاني اثر اونکو مجاهدین کے رگ و پے میں ساري کردیتا تها - جب حبیب کو حارث بن عامر نے خرید لیا اور حرم کے باهر قتل کرنا چاها تو اونهوں نے حارث کي لڑکي سے استره طلب کیا - لڑکي نے استره اونکے هاتهه میں دیدیا چاها تو حارث کا لڑکا بهي ساتهه ساتهه چلا آیا - حضرة حبیب نے اوسکو گود میں اٹها لیا - وه دیکهي نه جو شخص جان سے هاتهه دهو چکا هے اوسکو کسیکي جان پر حمله کرنے میں کیا تامل هوسکتا هے ؟ حضرت حبیب کو جان سے هاتهه دهو چکے تهے اور هاتهه میں ایک هتهیار استره بهي تها ' لیکن آنحضرت (صلعم) نے بچوں کے قتل نه کرنیکا جو عهد اونسے لے لیا تها وه اونکو جان سے بهي زیاده عزیز تها - اونهوں نے اوسکي سراسیمگي دیکهکر کها : " کیا تمکو ڈر هے که میں اس بچے کو قتل کردونگا ؟ نهیں ' تم ایسا نه سمجهو - میں ایک بچے کا خون اپني گردن پر نهیں لے سکتا " (بخاري - جزو - ۵)

ان اخلاقی احکام سے زیاده خود آنحضرت صلی الله علیه وسلم کے طرز عمل نے صحابه کو پابندي عهد کی تعلیم دي تهي - یهود خیبر نے آنحضرت (صلعم) کو زهر دیدیا لیکن آپنے کسي قسم کا انتقام نهیں لیا - آنحضرت پر یهودیوں نے اپني دانست میں جادو کیا ' لیکن آپنے معاهدے کي بنا پر اونکو معاف کردیا !

(۴)

آنحضرت نے جب کفار مکه سے بمقام حدیبیه صلح کرلی تو صلح کے بعد مسلمانوں اور کافروں میں باهم میل جول هوگیا - حضرت سلمه کا بیان هے :

" میں اس حالت اطمینان میں ایک درخت کے نیچے جاکر لیٹ گیا - اتفاق سے میرے پاس چار مشرک آگئے اور آنحضرت کی مذمت کرنے لگے - میں آپکي هجو نه سن سکا اور اوٹهکر دوسرے درخت کے سائے میں چلا گیا - وه سب درخت کي شاخ میں هتیار لٹکا کر لیٹ گئے ' اسی حالت میں دفعتاً غل هوا که ابن زنیم قتل کردیا گیا - میں نے تلوار میان سے کهینچ لي ' اور اونهي چاروں پر حالت خواب میں حمله کیا - پہلے اونکے هتهیاروں پر اچهي طرح قبضه کرلیا ' پهر اون سے کہا که اوس ذات کي قسم جس نے محمد کو برگزیده کیا هے - تم میں سے جو شخص سر اوٹهائیگا ' اوسکي گردن اڑا دونگا - پهر ایک طرف سے میں ان چاروں کو ' اور دوسري طرف سے عمرے چچا عامر ایک دوسرے کافر کو جسکا نام مکرز تها ' گهسیٹتے هوے آنحضرت کے پاس لائے - لیکن آنحضرت نے اونکو بالکل معاف کردیا اور فرمایا : " ان کو چهوڑ دو ' برائي کي ابتدا اونهي کے طرف سے هوني چاهیے " (مسلم جلد ۲)

اگر آنحضرت اونکو قتل کردیتے تو درحقیقت اس بدعهدي کے ذمه دار خود وهي لوگ هوتے - لیکن آپنے نقض عهد کي اس ظاهري شکل کو بهی گوارا نه کیا جو اونکے قتل سے پیدا هوتي تهی !!

(۵)

اسلام نے احکام شریعت کے تین درجے قرار دیے هیں:

الحلال بین و الحرام بین ' حلال بهی کهلا هوا هے اور حرام بهي ' وما بینهما مشتبهات - البته انکے درمیان چند مراتب ایسے هیں جو حلت و حرمت دونوں کا احتمال رکهتے هیں !

یهی مشتبهات در حقیقت زهد و تقوی کا امتحان گاه هیں - ایک خداع شخص ایک کهلی هوئي نیکي پر عمل کرسکتا هے ' ایک فریبی دکهلاوے ایسے کسی صریح برائی سے احتراز کرسکتا هے ' لیکن نیکوں کا کهوٹ وهاں نهیں چهپ سکتا جهاں حلال و حرام کے نهایت باریک درمیاني مقامات هیں - تمام جهال شرعي انهی کے محور پر گردش کرتے هیں -

آنحضرت (صلعم) زهر دینے والے اور سحر کرنے والے یهودیوں کو قتل کرسکتے تهے ' آپ ان کفار سے بهي انتقام لے سکتے تهے جنهوں نے صلح حدیبیه کے بعد هجو و غیبت بالمقابله کشت و خون کی طرف قدم بڑهایا - با ایںهمه آپنے اونکو معاف کردیا ' لیکن ان بدعهدیوں پر اشتباه کے متعدد پردے پڑے هوے تهے - ایسے دائمی انتقام کی بو آتی تهی ' اور خلق عظیم کے تمام ابواب اخلاق میں سب سے زیاده نمایاں باب یه هے که :

لم ینتقم لنفسه (صحیح بخاری) آپنے کبهی اپني ذات کیلیے کسی سے بدله نه لیا !!

ایسا کرنے سے اگرچه حقیقتي طور پر نقض عهد نهیں هوسکتا تها ' لیکن ظاهر نقض عهد کا شبهه پیدا هوسکتا تها - اسلام اپنے دامن پر اس قسم کا ظاهري دهبه بهی نهیں دیکهه سکتا !

(۶)

آپکے طرز عمل نے صحابه کیلیے پابندي عهد کا بهي ایک بلند تر معیار قائم کر دیا تها - اونهوں نے اپنے زمانه میں همیشه اوسکو قائم رکها -

عهد صحابه میں جب کبهی نقض عهد کا ظاهري احتمال بهی پیدا هوا تو لوگوں نے علانیه اوسکا انکار کیا - امیر معاویه نے رومیوں سے ایک مدت کیلیے معاهدۂ صلح کرلیا تها - وه اگرچه نقض عهد کرنا نهیں چاهتے تهے ' تاهم اونهوں نے زمانۂ صلح هي میں رومیوں سے لڑنے کیلیے تیاریاں شروع کردیں - اور فوج لیکر اونکی طرف بڑهے که مدت صلح گذر جانیکے ساتهه هی جنگ شروع کردینگے - اسی حالت سفر میں ایک شخص گهوڑا اڑاتا هوا پهنچا اور کها " الله اکبر ! الله اکبر ! یه بد عهدي تمهارے شایان شان هے ؟ تمکو وفاے عهد کرنا چاهیے " لوگوں نے تعجب سے دیکها تو معلوم هوا که عمر بن عبسه هیں - امیر معاویه کو خبر هوئي تو اونکو بلابهیجا اور

ان سے گفتگو کي - انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :

من کان بینہ و بین قوم	اگر کوئی شخص کسي قوم سے معاہدہ
عہد فلا یشد عقدۃ ولا	کرے تو اوس معاہدے کی گرہ نہ تو
یحلہا حتی ینقضی	کھولے اور نہ باندھے - (یعنی اوس سے
امدھا او ینبذ الیھم علی	کسی قسم کا تعرض نہ کرے اور اوسکو
سواء-	اپنے حال پر قائم رہنے دے) یہاں تک

کہ معاہدہ صلح کی - پوري مدت گذرجاے' یا باہمي معاہدہ کے توڑنے کا عام اعلان کردیا جاے -

چنانچہ امیر معاویہ راستے ہی سے لوٹ آے (ابوداود)

سلطنتوں میں باہم معاہدے ہوتے ہیں اور وہ قائم بھي رکھے جاتے ہیں' لیکن کوئی سلطنت اپنے معمولی مقاصد کي کامیابی کو بھی عہد وفا کی اخلاقي پابندی پر قربان نہیں کرسکي - یورپ کا موجودہ اخلاق اسکے لیے کافي شہادت ہے - اٹلی نے اپنے عالم آشکار عہد کو چند لمحوں کے اندر فراموش کردیا ' اور جرمنی پیرس کی طرف بڑھنے کو اسقدر ضروري سمجھتی ہے کہ اسکے سامنے بلجیم کي بےطرفداري کوئي شے نہیں ہے - اسلام کا مقصد پیرس کے قلعوں کی برجیوں سے زیادہ بلند تھا ' لیکن اوسکے پابندي عہد پر اپنے عظیم الشان مقصد کو بارہا قربان کردیا ہے - اسلام کا مقصد حقیقی اشاعت حق تھا' اسیکے لیے وہ لڑتا تھا ' اسیکے لیے صلح کرتا تھا ' اسیکے لیے معاہدہ کرتا تھا - یہ مقصد کبھی کبھی بغیر کسي قسم کے جد و جہد کے بھي حاصل ہو جاتا تھا ' اور تلوار کی جگہ صرف داعی اسلام کي روحاني طاقت اس میدان کو فتح کرلیتی تھي- لیکن آنحضرت نے ایسے اعلی مقصد کو بھی جو نہایت آساني سے حاصل ہوسکتا تھا ' معاہدہ کی اخلاقي پابندی پر ترجیح دی - قریش نے ایک شخص کو آنحضرت کی خدمت میں قاصد بناکر بھیجا - وہ آپکی صورت مبارک دیکھتے ہی اسلام کیطرف مائل ہوگیا اور بے اختیار پکار اوٹھا کہ " اب اس جزیرت کو چھوڑ کر قیامت تک نہ جاونگا " لیکن چونکہ قاصدوں کے ساتھ کسي قسم کا تعرض نہیں کیا جاتا ' اور اونکے ساتھ ایک خاص معاہدے کي پابندی لازمي ہے' اسلیے آپنے فرمایا : " میں عہد شکنی نہیں کرسکتا ' تم سردست تو واپس جاو - اگر تمہارے دل میں اسلام کی محبت ہے تو پھر واپس آسکتے ہو " وہ پیغام لیکر گیا اور پھر پلٹ کر آیا اور اسلام لایا (ابو داود)

(۷)

مشرکین نے صلح حدیبیہ میں جو شرائط پیش کي تھیں ' اون میں ایک شرط یہ بھی تھي کہ " کفار مکہ میں سے جو شخص مسلمان ہوکر مدینہ بھاگ جائیگا ' اوسکو مسلمان واپس کردینگے " اس شرط پر باہم سخت اختلاف ہوا - صحابہ نے کہا کہ ایک مسلمان کو کیونکر کفار کے حوالے کیا جاسکتا ہے ؟ ابھی اس شرط کا کوئي فیصلہ نہیں ہوا تھا کہ ابو جندل ابن سہیل بیڑیاں گھسیٹتے ہوے مکے سے پہونچے اور اپنے آپ کو مسلمانوں کے پاؤں پر ڈالدیا - ابو جندل کا باپ سہیل تھا ' اور وہی اُس وقت قریش کی طرف سے معاہدے کیلیے آیا تھا - سہیل نے کہا کہ میں اپنے بیٹے جندل کی واپسی ہي پر صلح کرونگا - آنحضرت نے فرمایا کہ ابھی تک معاہدہ صلح مکمل نہیں ہوا ہے ' اسلیے اسکی پابندي ہمارے لیے ضروري نہیں ہے - مگر اوسنے کہا کہ اسکے سوا کسی دوسري بات پر صلح ناممکن ہے - آپنے مکرر اصرار کیا کہ کم از کم جندل کو تو اس شرط سے مستثنی کردو' مگر سہیل نے صاف انکار کردیا - ابو جندل نے تمام مسلمانوں سے نہایت درد انگیز لہجہ میں کہا کہ " مسلمانو ! میں مسلمان ہوکر آیا ہوں - کیا اب پھر مشرکین کی طرف واپس کیا جاؤنگا ؟ " ان الفاظ نے صحابہ کے مذہبي جذبات میں آگ لگادی - حضرت عمر رضي اللہ عنہ بے اختیارانہ اوٹھکر آنحضرت کي خدمت میں آے اور عرض کیا کہ کیا آپ پیغمبر خدا اور آپکے ساتھی برسر حق نہیں ہیں ؟ آپنے فرمایا کہ بیشک حق پر ہیں - حضرت عمر نے کہا کہ پھر ہم کیوں اسقدر دب رہے ہیں اور ذلت گوارا کر رہے ہیں ؟ آپنے جواب دیا کہ اللہ کا حکم ایسا ہي ہے -

لیکن حضرت عمر رضي اللہ عنہ کو اس سوال و جواب سے تسکین نہ ہوئی اور اونہوں نے حضرت ابوبکر رضي اللہ عنہ سے بھي اسی قسم کي گفتگو کی - تاہم کچھہ نتیجہ نہ نکلا ' اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے تمام شرائط منظور کرکے صلح نامہ مرتب کردیا اور دستخط ہوگئے -

اسکے بعد جب آنحضرت مدینہ کو روانہ ہوے تو ساتھہ ساتھہ ابو بصیر بھي مسلمان ہوکر مکہ سے نکل آے - قریش نے اونکي جستجو میں دو آدمی بھیجے اور شرائط صلح یاد دلائیں - آنحضرت نے فوراً ابو بصیر کو واپس کردیا - وہ اونکو لیکر چلے تو مقام ذوالحلیفہ میں پہونچکر کھجوریں نکالیں اور کھاے پینے میں مشغول ہوے - ابو بصیر نے اس موقعہ پر باطائف الحیل اونکے پہندے سے نکلنا چاہا - وہ کھجور کھانے میں مصروف تھے - ابو بصیر نے ایک شخص کي تلوار کي طرف دیکھہ کر کہا : " کتنی اچھي تلوار ہے " اوس نے داد پاکر تلوار کھانچ لی اور کہا بے شبہہ میں اسکا بارہا تجربہ کرچکا ہوں - ابو بصیر نے ہاتھہ بڑھاکر دیکھنے کے بہانے لیلي اور سب سے چلے اسی شخص کی گردن قلم کردي - دوسرا شخص یہ حالت دیکھہ کر بھاگا اور دوڑا ہوا مدینہ پہونچا - آنحضرت (صلعم) نے اوسکی پریشانی دیکھی تو فرمایا " اوسپر کوئی مصیبت آگئی ہے " اوس نے کہا " میرا ساتھی تو قتل کردیا گیا ہے' اور میں بھي قتل کے قریب پہونچ گیا تھا " -

اسي حالت میں ابو بصیر بھي پہونچے اور آنحضرت سے کہا کہ " آپ نے اپنا عہد پورا کرکے مجھے واپس کردیا ' اب خدا نے مجھے نجات دي ہے' آپ اسکے ذمہ دار نہیں ہیں " آنحضرت (صلعم) نے فرمایا " یہ شخص تو لڑائی کا شعلہ معلوم ہوتا ہے " انہوں نے ان الفاظ سے یہ نتیجہ نکالا کہ آپ دوبارہ مجھے واپس کردینگے - چنانچہ وہ مدینہ سے بھاگ کر ساحل دریا کے کنارے مقیم ہوگئے - ابو جندل کو خبر ہوئی تو وہ بھي اون سے جاملے ' یہاں تک کہ قریش کا جو شخص مسلمان ہوتا تھا وہ بھاگ کر ابو بصیر کے دامن میں پناہ لیتا تھا - رفتہ رفتہ ابو بصیر کے ایک اچھي خاصي جمعیت قائم کرلی ' اور قریش کے کاروان تجارت کو جو شام کی طرف جاتا تھا ' عام طور پر لوٹنا شروع کردیا - بالاخر قریش نے آنحضرت سے شکایت کي ' اور آنحضرت نے ابو بصیر وغیرہ کو بلا لیا (بخاري)

(۸)

عموماً زمانہ جنگ میں معاہدوں کي پابندي نہیں کي جاتي - اور اشخاص کے باہمي معاہدے تو صلح کی حالت میں بھی اوتنی ضروری وقعت نہیں رکھتے ' لیکن اسلام کي جمہوریت اور شخصیت دونوں ایک ہی روحاني طاقت کی تابع نہیں ' اسلیے زمانہ جنگ میں اشخاص کے مجبورانہ معاہدوں کو بھي نہایت مضبوطی کے ساتھہ قائم رکھا جاتا تھا - حذیفہ بن یمان کا بیان ہے کہ " میں غزوہ بدر میں صرف اسلیے نہیں شریک ہوسکا کہ میں اور ابوجندل ساتھہ چلے تو کفار قریش نے ہم کو گرفتار کرلیا ' اور کہا کہ تم محمد کے پاس جاتے ہو - ہم دونوں نے کہا کہ نہیں ہم صرف مدینہ کا ارادہ رکھتے ہیں - چنانچہ اونہوں نے عہد

(۱) ابوداود جلد ۲ ص ۳۴ - (۲) ابوداود - جلد - ۲ - ص - ۲۲ -

(۱) بخاري جلد ۳ ص ۱۹۶ - ۱۹۷ -

شرکت جہاد کا معاہدہ لیکر ہمکر چھوڑ دیا - ہم آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوے اور شریک جہاد ہونا چاہا - لیکن آپ نے فرمایا: " تم لوگ مدینہ کو واپس جاؤ - ہم کفار کے معاہدوں کو پورا کرتے ہیں' اور انکے مقابلے میں صرف خدا سے مدد چاہتے ہیں" (۱)

(۹)

ایفاے عہد کے متعلق سب سے بڑی بحث یہ ہے کہ کس کے ساتھہ معاہدہ کرنا چاہیے اور کس کے ساتھہ قائم رکھنا چاہیے؟ روما کے مقنن اعظم سولن نے اسکا نہایت مختصر جواب دیا ہے اور وہی تمام دنیا کے سیاست کی روح ہے: " معاہدہ مکڑی کا جالا ہے جو اپنے سے کمزور کو تو اولجھالیتا ہے لیکن اپنے سے قوی کے مقابلے میں ٹوٹ جاتا ہے "لیکن اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے ' جسکے اخلاقی معاہدوں نے سولن کے اس قار عنکبوت کو توڑ دیا ہے - اسلام ضعیفوں کے ساتھہ فیاضانہ معاہدہ کرتا ہے ' اور اسکو نہایت مضبوطی کے ساتھہ قائم رکھتا ہے - آنحضرت نے کفار قریش سے بہ مقام حدیبیہ جو صلح کی تھی' وہ بظاہر نہایت عاجزانہ و مجبورانہ صلح معلوم ہوتی ہے - خود صحابہ نے اسکا احساس کیا تھا اور آپ نے بھی نہایت صراحت کے ساتھہ فرما دیا تھا :

لا یسـاٴلـونی خطـة یعظمون فیهـا حرمات اللـه الا اعطیتهـم -	میرے سامنے وہ جو شرط بھی پیش کرینگے میں اوسکو قبول کر لونگا' بشرطیکہ اوس سے شعائر الہی کی توہین نہو -

چنانچہ آپ نے اپنے گروہ مقصود یعنی اون مسلمانوں کو جو نور ایمان سے لبریز ہو کر آئے تھے ' واپس کرنے کا عہد کرلیا - آنحضرت نے صلح نامہ پر " بسم اللہ " لکھنا چاہا - کفار نے اس سے انکار کیا ' لیکن آپ نے باوجود صحابہ کے اصرار کے کفار کی خواہش پوری کردی اور " بسم اللہ الرحمن الرحیم " کی جگہ " باسمک اللھم " لکھا - آپ نے اپنے نام کے ساتھہ " رسول اللہ " لکھنا چاہا ' کفار نے کہا " اگر ہم آپ کو رسول اللہ مانتے تو یہ جھگڑا ہی کیوں ہوتا؟ صرف محمد بن عبد اللہ لکھیے " معاہدہ پر رسول اللہ کا لفظ لکھا جا چکا تھا ' لیکن آنحضرت نے حضرت علی علیہ السلام کو حکم دیا کہ " اس فقرے کو مٹادو " انکے جوش ایمان نے اسکو گوارا نہ کیا تو آپ نے خود مٹادیا !

اس سے زیادہ کمزوری اور کیا ہو سکتی ہے ؟ لیکن کیا در حقیقت آپ مجبور تھے ؟ کیا قریش کی عظیم الشان طاقت نے آپ کو بالکل بیدست و پا کر دیا تھا ؟

تمام سلطنتیں نقض عہد کیلیے ضعف کا بہانہ ڈھونڈھتی ہیں' اور صلح تو ہمیشہ فوجی ہی کے ساتھہ کی جاتی ہے ' لیکن اسلام کی امن پسندی نے ایک نہایت ضعیف گروہ کے مقابلے میں یہ فیاضانہ صلح کی ' اور اوسکو نہایت مضبوطی کے ساتھہ قائم رکھا چنانچہ آپ کے خود فرمانے پر :

انا لم نجئ لقتـال احـد و لکنـا جئنـا معتمرین - و ان قریشا قد نهکتهـم الحـرب و اخرت بهم فان ساروا مـا ودتهـم مـدة -	ہم کسی سے لڑنے بھڑنے کیلیے نہیں آئے ہیں' صرف عمرہ کیلیے آئے ہیں - قریش کو متواتر لڑائیوں نے بہت کمزور کردیا ہے اور اونکی طاقت کو بہت صدمہ پہونچا ہے اگر ایسا ہو تو ہم ایک مدت کیلیے اون سے صلح کرنے کو تیار ہیں -

دنیوی سلطنتوں کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے ؟ وہ اس نہایت موقع سے کیا کام لیتیں ؟ انعقاد صلح کا یا اشتعال جنگ کا ؟ دنیا کی قدیم و جدید تاریخ اسکا نہایت آسانی کے ساتھہ جواب دیسکتی ہے - اگر اس حالت میں کوئی سلطنت صلح بھی کرتی تو اوسکا نتیجہ جنگ سے زیادہ درد انگیز ہوتا -

لیکن یہ جزئی طرز عمل صرف اخلاقی حیثیت رکھتا تھا -

[۱] صحیح مسلم جلد ۲ ص ۸۹ -

اسلام کی وسعت ایک مستقل اور جامع ہدایت کی محتاج تھی جو اس اخلاقی طرز عمل کے ساتھہ اپنے اندر ایک قانونی طاقت بھی رکھتی' اور جبکہ پچھلوں کی اخلاقی طاقت آنحضرت کے اسوہ حسنہ کو بھلا دیتی' تو وہ اپنی جزئی طاقت سے اوسکو یاد دلاتی - آنحضرت نے غیر قوموں کے ساتھہ جو تحریری معاہدے کیے ہیں وہ بالکل قانونی اور سیاسی حیثیت رکھتے ہیں ' لیکن اون سے ثابت ہوتا ہے کہ اس باب میں اسلام کا قانون کس قدر فیاضانہ تھا ؟ آنحضرت نے نجران کے عیسائیوں کے ساتھہ جو معاہدہ کیا ' اسکے الفاظ یہ ہیں :

علی اهل نجران الفی حلة النصف فی صفر والنصف فی رجب یودونها الی المسلمین وعاریة ثلاثین درعا وثلاثین فرسا وثلاثین بعیرا وثلثین من کل صنف من اصناف السلاح یعزون بها والمسلمون ضامنون لها حتی یردوها علیهم ان کان بالیمن کید ذات غدر علی ان لا تهدم لهم بیعة ولا یخرج لهم قس ولا یفتتن عن دینهم (ابو داود جلد ۲ صفحہ ۷۵)	اهل نجران کو دو ہزار حلے با قسط دینا پڑینگے' ایک ہزار صفر میں ' اور ایک ہزار رجب میں' اور اونکو ۳۰ زرہ ۳۰ گھوڑے ' ۳۰ اونٹ ' اور ہر قسم کے ہتھیاروں میں سے تیس تیس ہتھیار بطور عاریت کے بھی دینا ہونگے - مسلمان اس عاریت کے ذمہ دار ہونگے اگر یمن میں کوئی جنگ ہوگی تو وہ لوگ ان چیزوں کو واپس کر دینگے - اور اس معاہدہ کی بنا پر نہ تو اونکے گرجے گرائے جائینگے ' نہ اونکے کسی پادری کو جلا وطن کیا جائیگا' اور نہ اونکے مذہب سے کوئی تعرض ہوگا -

لیکن اسلام کا ہر قانون اپنے اندر اخلاقی روح بھی رکھتا ہے آنحضرت نے اخلاقی نصائح سے اسکو اور بھی موثر بنا دیا :

الا من ظلـم معاهدا او انتقصه او کلفه فوق طاقته او اخذ منه شیا بغیر طیب نفس فانا حجیجه یوم القیامة (ابو داود جلد ۲ - ص - ۷۷)	خبردار ' اگر کسی نے کسی غیر مذہب رعیت پر ظلم کیا ' یا اوس کی تنقیص کی' یا اوسکی کوئی چیز بغیر اسکی دلی ' اگر ایسا ہوا تو میں اوس کی طرف سے قیامت کے دن خدا کے سامنے جھگڑوں گا -

صحابہ نے آنحضرت کے بعد اس فیاضانہ طرز عمل کو نہایت خوبی کے ساتھہ قائم رکھا - خلیفہ ہشام ابن حکیم نے حمص کے عاملوں کو دیکھا کہ قبطیوں کو دھوپ میں بٹھا کر جزیہ وصول کر رہے ہیں ' انہوں نے اوسوقت آنحضرت کی یہ اخلاقی نصیحت یاد دلائی :

ان اللہ یعذب الذین یعذبون فی الدنیا	خدا اون لوگوں کو عذاب دیگا جو دنیا میں انسانوں کو دکھ پہونچاتے ہیں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وفات کے وقت اسی اخلاقی قانون کی تجدید کی تھی:

و اوصیه بذمة اللہ و ذمة رسوله صلی اللہ علیه وسلم ان یوفی لهم بعهدهم و ان یقاتل من ورائهم و لا یکلفوا الا طاقتهم (بخاری جزو ۴ ص ۶۹)	میرے بعد جو خلیفہ ہوگا میں اوسکو خدا اور خدا کے رسول کے معاہدے کی حفاظت کے لیے وصیت کرتا ہوں وہ وصیت یہ ہے کہ غیر مذہب رعایا سے جو معاہدہ کیا جاے' وہ پورا کیا جاے اونکی جان و مال کی حفاظت کے لیے لڑائی کی جاے' اور اونپر اتنا ہی بوجھہ ڈالا جاے جس کے وہ متحمل ہوں -

عہد خلافت راشدہ میں کسی موقع پر بھی ان الفاظ سے سر مو تجاوز نہیں کیا گیا ' لیکن ہم عہد صحابہ کے پابندی عہد کی مثالیں ایک مستقل صحبت میں جمع کرینگے -

مقالات

موجودہ جنگ کا علم النفس

جنگ کي قوت محرکہ

جدید تربیت عسکري

ماخوذ از نیشن

اِس طاقت کا تصور ' درحقیقت ' نہایت مشکل ہے جو ایک فوج کو میدان جنگ کے زہرہ گداز امتحان گاہ میں لا کھڑا کرتی ہے - جسے ہم فوج کہتے ہیں وہ دراصل ہمارے ہی طرح کے معمولی انسانوں کا مجموعہ ہوتی ہے ' اور سپاہی جو اس مجموعہ کا مایہ خمیر ہوتے ہیں ان میں علی الاوسط صبر و ثبات کی کوئی خاص قوت نہیں ہوتي - یورپ کی فوجوں میں وہ ایک معمولی شہري یا کاشتکار ہوتا ہے ' جو وردي اور اسلحہ پہنکے ہمیں ایک جانباز اور سرفروش سپاہي نظر آتا ہے - خود ہماري (انگریزي) باقاعدہ فوج میں وہ ایک معمولی بے روزگار شخص ہوتا ہے ' جو قریباً ہمیشہ غیر تعلیم یافتہ اور تہیدست ہوتا ہے ' اور محض فاقہ کشي سے بچنے کے لیے اپنا نام سپاہیوں کے رجسٹر میں لکھواتا ہے - لیکن تاہم اس واقعہ سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ان طالب معاش انسانوں کے انبوہ میں کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو پیدایشي سپاہی ہوتے ہیں اور انکا یہی میلان طبیعی انہیں فوج میں لیجاتا ہے -

مگر موجودہ فوجوں میں انکي تعداد کم ہے اور نہ صرف کم بلکہ روز بروز مزید کمی کي طرف مائل ہے - ورنہ اکثر تو ہمارے ہی طرح کے لوگ ہیں یعني انکي طبیعی خواہش نہ مرنا چاہتي ہے اور نہ مارنا ' کیونکہ اسوقت ہماري عام حالت یہ ہے کہ ہم موت خصوصاً غیر طبیعي موت کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں - غور کیجیے کہ ایک قتل کے واقعہ پر کیسا ہیجان بپا ہو جاتا ہے - کس طرح شہر کي توجہ سیاسی پیچیدگیوں بلکہ میلوں تک سے اس واقعہ کي طرف پھر جاتي ہے - سوچیے کہ اسوقت ایک سیاسي قتل کس قدر خوف اور ہول کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے - خیال کیجیے کہ ایک ناگہاني مصیبت سے ' جسمیں ہزار ہا جانیں کام آتی ہیں ' کس طرح پورے ملک پر حزن و ملال کے بادل چھا جاتے ہیں -

لیکن قتل کي گوناگوں شکلوں میں معرکہ جمع ہے - جو اپنے اندر بہت سے قتل اور خونریزیاں رکھتا ہے یا یوں کہیے کہ ایک معرکہ مختلف سیاسي قتلوں کي ضرب ہے - البتہ اگر ایک ہزار جانیں ' کام آتي ہیں تو نقصان کا ذکر " نسبتاً کم " کی حیثیت سے کیا جاتا ہے -

(جانبازي کا محرک)

نوع انساني میں جو طبیعي میلان کہ تمام دوسرے میلانات پر مغلوب کر لیتا ہے وہ یہ ہے کہ زندگي کي حفاظت کرنا چاہیے - خصوصاً اپنی زندگي کي ' بظاہر یہ امر بالکل قرین عقل ہے کہ ایک سپاہی میں یہ میلان خاص طور پر قوي ہونا چاہیے ' اسلیے کہ وہ جوان ہوتا ہے اسلیے غالباً وہ زندگی کا لطف زیادہ اٹھاتا ہے اور بجا طور پر یہ اعتماد کر سکتا ہے کہ وہ طویل مدت تک لطف اندوز رہسکیگا -

مگر کیا عجیب بات ہے کہ وہ معرکہ کار زار میں اسلیے آتا ہے کہ ابدی یہ جان عزیز ہزاروں انسانوں کے پہلو بہ پہلو دے اور جیسا کہ شارلواے کی سڑکوں میں ہوا ہے اتنے بڑے انبوہ کثیر میں دے کہ لاشوں کو گرنے کی جگہ بھی نہ ملے ' بلکہ ایک لاش دوسري لاش کے سہارے پر کھڑي کی کھڑي رہجاے - یہ کون سی طاقت ہے جو اسقدر حیرت انگیز طور پر اس سب پر غالب آ جانے والے میلان طبیعی حفظ نفس (سیلف پریزرویشن) پر غالب آ جاتی ہے ' جو عالمگیر زندگی کا عمیق ترین میلان اور ہر ممکن بقا کا روح رواں ہے ؟

قدیم زمانہ میں غصہ اور بہیمی سنگدلی انسانوں کو موت اور خطرہ کے منہ میں لیجاتی تھی اور سچ یہ ہے کہ اسوقت بھي یہ دونوں چیزیں جنگ و قتال کی ایک قوي محرک ہیں - چنانچہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ دو سال ہوے کس طرح اپنے ظالموں (ترکوں) کی طرف سے دیرینہ بغض کے بلغاریوں کو اپني زندگی کي طرف سے بے پروا کر دیا تھا ' اور پھر دوسري جنگ بلقان میں کس طرح یہ بغض باہم ان لوگوں میں پیدا ہوا ' جو پہلے ایک دوسرے کے حلیف تھے - قریباً ہر جنگ میں بغض و نفرت کی ترقی کے لیے دشمن کے نام پر شدید اور غیر معقول گالیوں اور اسکے ساتھہ ساتھہ اسکے فظائع و مظالم خصوصاً پانی میں زہر ڈالنے کي وحشیوں کے بیانات کا علانیہ اظہار کیا جاتا ہے - چنانچہ جنوبي افریقہ کی جنگ میں افواہوں کا اس امر پر اصرار رہا کہ دشمن دریاء میں سالفڈ آف پوٹیسیم ڈالرہے ہیں - - وجودہ جنگ میں بھي یہي ہوا اور لڑائي کے پہلے ہفتہ میں برلن کو یہ یقین دلایا گیا کہ برلن میں جو روسي قیدي پذیر ہیں وہ اپنی ہاتھہ کی مجوف چھڑیوں سے برلن کے پانی کے مصفوط خزانوں (رزرو واٹروں) میں ہیضہ کے جراثیم چھوڑنا چاہتے ہیں -

غرض بغض اور سنگدلي ان قدیم زمانہ کي معرکہ آرائیوں میں زیادہ کام کرتی تھي ' جبکہ انسانوں میں تیغ و سپر سے دست بدست جنگ ہوا کرتی تھي ' مگر جسقدر زمانہ گذرتا جاتا ہے اسیقدر ان جذبات کی شدت اپنی قوت کھوتي جاتی ہے ' اور اسوقت ایک شخص " قومی بغض " تو محسوس کرتا ہے لیکن اسکے مقابلہ میں شاید ہی وہ کورانہ شخصی غیظ و غضب محسوس کرتا ہو ' جو قدیم زمانہ میں اسکي عسکریت و سپہگري کي قوت محرکہ تھی - اسلیے جب ہم یہ کہتے ہیں کہ " پانچ میل کي زد پر "غصہ" کے عالم میں یورپین سر ہولیں " تو یہ " غصہ " اس " غیظ و غضب " سے بالکل مختلف ہوتا ہے - جو عہد قدیم میں تیغ دو دم سے دشمن کے جسم کو ٹکڑے ٹکڑے کیا کرتا تھا -

(تربیت عسکري)

ہمارے زمانہ میں جو شے قوت محرکہ کا کام دیرہي ہے وہ تربیت عسکري یا ڈسپلن ہے - تربیت عسکری کوئی نئي شے نہیں - ایک قدیم شے ہے ' اور جب کبھی تربیت یافتہ اور غیر تربیت یافتہ کا مقابلہ ہوا ہے تو ہمیشہ تربیت یافتہ فوج غیر تربیت یافتہ دشمن میں اس طرح گھستی چلی گئی ہے جس طرح چھري پنیر کے ٹکڑے میں دوڑتی چلي جاتی ہے -

قدیم زمانہ میں تربیت عسکری کے معنی یہ تھے کہ کسی شخص کو تہدید یا تعذیب کے ذریعہ سے اسطرح اطاعت کی تعلیم دینا کہ اطاعت اسکی عادت اور یہ عادت اسکی طبیعت و فطرت - ہو جاے اس طبیعت ثانیہ کے یقینی طور پر حاصل کرنے کے لیے ہولناک تدابیر اختیار کی جاتی تھیں - انہی اس واقعہ کو صرف ایک صدی گزری ہے کہ ولنگٹن اور کرافورڈ اپنے سپاہیوں کو تازیانے اور دار و رسن سے سزا دیا کرتے تھے - اس زمانہ میں تربیت عسکری کے جو معنی سمجھے جاتے تھے وہ اس قابل نہیں ہیں کہ اب پڑھے بھی جائیں -

غالباً یہ بخوبی معلوم ہوگا کہ یہ سرجان مور تھے جنھوں نے مقام "شورنکلف" میں ایک ہلکے ڈویژن کو تربیت دیکے ہماری فوج کو یہ دکھلا دیا کہ مروجہ تربیت کے علاوہ دوسری قسم کی تربیت بھی وہی اثر پیدا کر سکتی ہے جو مطلوب ہے -

سرجان مور کے نظام تربیت کے متعلق لکھتے ہوے سر ولیم نیپیر کہتے ہیں " داخلی اور اخلاقی نظم' افسروں کی دائمی نگہداشت' کپتانوں کی حقیقی حکمرانی و مسئولیت' یہ چیزیں تھیں جنھوں نے تربیت عسکری کو اس تک پہنچا دیا -

اسکے نتائج کے متعلق " جنرل ہوانکن " جو ہلکے ڈویژن سے واقف ہیں لکھتے ہیں :

"تربیت کے متعلق میری راے اسقدر قوی ہے کہ مجھے اسکے متعلق لکھنا چاہیے - فوج کی بہبودی کے لیے میں تربیت عسکری کو تمام دوسری چیزوں سے بلکہ بجربہ کاری اور بہت سی جنگوں میں شرکت سے بھی بہت بلند تر مرتبہ دیتا ہوں - جب " ٹیلار میرا " میں ہلکا ڈویژن انگریزی لشکر میں شامل ہوا ہے' تو اگرچہ جنگ اسکے لیے ایک نئی شے تھی' مگر تاہم وہ اس لشکر میں تجربہ کار سپاہیوں کی طرح خیال کیے جاتے تھے - انہوں نے یہ کریڈٹ اپنی تربیت عسکری کی بدولت تمام مدت جنگ میں قائم رکھا - انہوں نے اولی عطیہ نہیں کی اور صف کے ترتیجانے کے بعد بھی وہ ویسے ہی باقاعدہ سپاہی معلوم ہوتے تھے جس طرح کہ وہ صف میں نظر آتے تھے -

(سرجان مور کا مطمح نظر)

اگرچہ اسوقت بھی ہلکے ڈویژن ترتیب دیے جارہے ہیں مگر اب اسکا نظام تربیت اسی تک محدود نہیں' در حقیقت تربیت عسکری کے متعلق سرجان مور کا مطمح نظر ہماری ساری سپاہ میں سرایت کرگیا ہے ' اور جب ہم یہ سوچتے ہیں کہ ہماری سپاہ میں رنگروٹ ایسے اتفاقی طور پر داخل ہوتے ہیں اور انکی بنا اصل ہوتی ہے اسوقت ہمیں پیدا ہونے والے نتائج کسی ساحر کے سحر کا ایک نمونہ معلوم ہوتے ہیں -

اگرچہ اب تربیت کے قدیم معنی اور طریقے بدلگئے ہیں' مگر قدیم تربیت کا جوہر اصلی باقی ہے - وہ غیر تربیت یافتہ مساج مرد یا عورتیں صرف بیکار ہی نہیں' جو رائفل چلانے کی مشق جنگ کے لیے فرضی تیاری کے خیال میں کرتی رہتی ہیں ' بلکہ اپنے وطن کے لیے ایک انتہائی خطرہ ہیں - " مرالٹسک " ایک مشہور جرمن ماہر فن جنگ کہتا ہے " غیر تربیت یافتہ اشخاص اسقدر تمسخر انگیز ہیں جسقدر وہ کہ جن مصارف ہیں کیمبت کے والنٹیر اگرچہ نہ تھے مگر تاہم بیکار تھے "

(کامل اعتماد)

اس لفظ سے زیادہ کوئی لفظ آگاہی بخش نہیں - اطاعت و فرمانبری کی عادت جو قدیم زمانہ میں آمنی عسکری ترتیب پیدا کرتی تھی اگرچہ قابل قدر شے ہے' مگر اب تعلیم یافتہ اشخاص میں اسکا پیدا ہونا قریبا ممکن نہیں جبکی یہ حالت ہے کہ اگر انکو اپنی نقل و حرکت کی کوئی صحیح مقصد معلوم اور پر نہیں معلوم ہوتا تو وہ شکستہ دل ہو جاتے ہیں' اور انکو اپنے افسروں پر اعتماد نہیں رہتا ' اور اگر مسلسل شکستیں ہوئیں تو انکا اعتماد نفس بھی منزازل ہو جاتا ہے - لیکن جب تک تربیت عسکری قائم رہتی ہے' اسوقت تک نتائج بالکل مختلف ہوتے ہیں - اس حالت میں یہ لوگ اپنی نقل و حرکت کا مقصد جانتے ہیں - انہیں اپنے افسروں پر کامل اعتماد ہوتا ہے اور واپسی کی سخت خطرناک اور دشوار گزاریوں میں بھی انکا اعتماد نفس قائم رہتا ہے -

یہ کسقدر عجیب بات ہے کہ تربیت عسکری کی بہترین مختصر تعریف ڈارون نے کی ہے - وہ کہتا ہے کہ " اپنے ہمراہی اور رفیق پر کامل اعتماد کی حالت کا نام تربیت عسکری ہے " ہم یہ جانتے ہیں کہ " لفظ کامل اعتماد " طویل معاشرت' مشق ' تجربہ ' اور دستہ کی اس روح پر دلالت کرتا ہے جو سپاہیوں کو دستہ کی صورت میں قائم رکھتا ہے -

جب ہم اس نقطہ تک پہنچ جاتے ہیں تو یہ نقطہ ہمکو ان محرکات سے قریب کردیتا ہے جنکی وجہ سے ایک سپاہی اپنی اس ہستی کو خطرہ میں ڈالدیتا ہے' جسکی دنیا اسقدر قدر کرتی ہے -

اس لئے زمانے کے سپاہیوں کے لیے غالبا سب سے بڑا محرک شرمساری کا خوف ہے - خواہ وہ اپنی ہو' یا اپنی کمپنی کی ' یا اپنے رجمنٹ کی یا پھر اپنی قوم کی' افسر کے ساتھ ایک قسم کی محبت بھری وفاداری بھی ایک طاقتور شے ہے - خصوصاً ہماری فوج میں جہاں افسروں اور سپاہیوں میں عجیب و غریب دوستانہ ہوتا ہے -

(نیپولین کے اصول موضوعہ)

جس مقصد کے لیے جنگ ہو رہی ہے اسکے ساتھ محبت و جانثاری بھی ایک بہت عمدہ مگر نایاب شے ہے' لیکن معلوم ہوتا ہے کہ نیپولین اپنے جنگ نے ۹۵ - اصول موضوعہ میں اسکو اہمیت نہیں دیتا ' بلکہ اسیقدر اسکی تحقیر کرتا ہے -

وہ کہتا ہے کہ " ایک عمدہ جنرل ' ایک خوش ترتیب نظام ' اچھی تعلیم ' اور سخت ترتیب عسکری ' جسکو اچھے انتظام سے مدد ملتی ہو' ان چیزوں سے ہمیشہ عمدہ فوجیں تیار ہونگی خواہ جنگ کا سبب اچھا ہو " -

اسکے ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ وطن کی محبت' جوش ' عزت کی روح' اور قومی عزت کا احساس نوجوان سپاہیوں پر عمدہ اثر ڈالتا "

یہ اس شخص کے افسردہ کرنے والے الفاظ ہیں جو پیر و جوان فوجوں میں غیرت و نشاط کی آگ مشتعل کرنیکی قوت اپنے اندر رکھتا تھا ' اور جسکی عادت یہ تھی کہ اخیر انجام تک وہ جنگ کے مقصد یا اپنے سپاہ مدوحہ کے جذبات پیدا کرتا رہتا تھا '

تاہم اسکے پندرھویں اصول سے کسیقدر بہادر اور صحیح تر نغمہ کی صدا آتی ہے -

" جو جنرل کہ معرکہ پیش کرتا ہے' اسکو اولین فکر اپنی فوج کی مستعدی اور قوت کی کرنی چاہیے - آدمیوں کا حفظ و بقاء دوسرے درجہ پر ہے - یہ مقدم الذکر (یعنی فکر عزت و فتح) سے پیدا ہونے والی ہمت اور اقدام ہیں' جنکے ذریعہ سے آدمیوں کی حفاظت حاصل ہو سکتی ہے "

نیپولین یعنی افسروں پر اور باہم ایک دوسرے پر کامل اعتماد شرمساری کا احساس' جو اپنے رفیق' اپنی جماعت' اور اپنے وطن کے اعلے ذات گروہ کے ' اور سازگار اور حق بجانب مقصد کا احساس یہ طاقتیں ہیں جو ہمارے سپاہیوں کو سرحد پر جانے اور اس طبیعی خوف کا مقابلہ کرنے کی ترغیب دیتی ہیں' جو ہر انسانی کے لیے بیشتر ایک مغلوب کن شے ہے

فلسفۂ الحـــرب

[اسباب و موثرات ، نتائج و علل ، عواقب و علائق]

(۳)

(جماعت کے موثرات خارجیـــہ)

دنیا میں افراد پر مختلف چیزیں اثر ڈالتی ہیں : مذہب، قومیت، سیاست ، رسم و رواج، زمانہ ، غرض اس قسم کے سیکڑوں موثرات سے شخصی حالتوں میں انسان متأثر ہوتا رہتا ہے - وہ مجلس وعظ میں جاتا ہے، خطباء کی تقریریں سنتا ہے، تھیٹروں میں شریک ہوتا ہے ، تصاویر متحرکہ کا تماشا دیکھتا ہے ، اور ان تمام چیزوں کا اوسپر مختلف اثر پڑتا ہے - وہ رنگ برنگ پوشاکوں، پولیس کی خاکی وردیوں، اور سلطنت کے جھنڈوں کے لہرانے سے بھی مرعوب ہوجاتا ہے - وہ اخبار پڑھتا ہے، اور ہولناک خبروں سے اوسکے اعصاب میں جنبش پیدا ہوجاتی ہے - وہ خاک نشیں فقیروں کی روحانیت معنویہ کے آگے گردن جھکا دیتا ہے - غرض دنیا کی ہر چیز اوسپر اثر ڈالتی ہے، اور وجود انسانی موثرات کے جذب و انفعال کا ایک پیکر و مثال ہے !

جماعت پر بھی یہی چیزیں اثر ڈالتی ہیں - لیکن جماعت کا معنوی قوام عموماً رقیق، نرم، اور لچکدار ہوتا ہے، اسلیے اوسپر بہ نسبت افراد کے ان موثرات کا اثر زیادہ شدت کے ساتھ پڑتا ہے، اور عمل مسمریزم کی طرح وہ اوسکی قوت شاعرہ کو فنا کر دیتا ہے -

بعض شخصی حالتوں میں بھی ضعیف الدماغ افراد کو دیکھا گیا ہے کہ موثرات خارجیہ کے شدت تاثر سے بد حواس ہوگئے ہیں - ایک سڑی لاش کو دیکھکر یا کسی خون چکاں گردن پر نظر ڈالکر بہت سی عورتیں بے ہوش ہوجاتی ہیں -

لیکن " جماعت " عموماً ضعیف الدماغ ہوتی ہے، اور بہت شاذ و نادر صورتوں میں اسکا دماغ قوت کی نمایش کرسکتا ہے اسلیے یہ موثرات خارجیہ اسپر یکسر چھا جاتے ہیں اور اسکے ہر فرد کو ایک طرح کے جنون میں مبتلا کردیتے ہیں - یہی جنون جماعت کے عجیب و غریب أفعال و افکار کا مصدر و مبدء بن جاتا ہے !

جماعت اگرچہ دنیا کے موثرات میں کم و بیش ہر چیز سے متاثر ہوتی ہے - لیکن چند چیزوں کا اثر خاص طور پر شدید و بے خطا ہوتا ہے - ان موثرات کو جماعت کے " مخصوص موثرات " میں شمار کرنا چاہیے - ہم یہاں کسی قدر تفصیل کے ساتھ اونہیں دفعہ وار بیان کرینگے :

(مـ وثـرات شـدیـدہ و مخصـوصـــہ)

(۱) ہر جماعت ایک لیڈر کے زیر اثر ہوتی ہے - لیکن لیڈر جس چیز سے جماعت پر حکومت کرتا ہے وہ ایک معنوی طاقت ہوتی ہے، جسکو نفوذ یا روحانیت کہتے ہیں - دنیا کا لیڈر اس طاقت کے بغیر لیڈر نہیں بن سکتا - البتہ یہ نفوذ بعض اشخاص میں فطرتاً قوی ہوتا ہے - جیسے نپولین کہ وہ اپنے حصنص ترفع و ریاست کو اپنے ساتھ لایا تھا - یا تاریخ اسلام میں امیر معاویہ، تیمور، اور نادر، وغیرہ کہ ان میں قدرتاً وہ داعیہ موجود تھی - اس قسم کا فطرتی نفوذ دنیا پر ایک لا زوال طاقت کے ساتھ حکمرانی کرتا ہے - سکندر مست گیا، نپولین نے اپنے آخری دن نہایت بد حالی میں بسر کیے، مگر اب نسل انکی شہرت کے آگے ہماری گردنیں اب بھی جھک جاتی ہیں - اُن کے نام سنکر ہم کانپ جاتے ہیں، جھجک جاتے ہیں، اور ایک عجیب و غریب مخفی اثر عظمت کا احساس کرتے ہیں !

لیکن اکثر حالتوں میں یہ نفوذ خارجی اسباب کا بھی نتیجہ ہوتا ہے - دولت، ثروت، تزک و احتشام، وضع و لباس، اور خطاب و القاب کے ذریعہ بعض لوگ قوم میں نمایاں ہوجاتے ہیں، اور اوسکو اپنا علم بنا لیتے ہیں - پولیس کو وردی اسی لیے پہنائی جاتی ہے کہ اوسکا رعب و داب اوسکے اندر چھپا ہوا ہے - علماء کا جبہ و عمامہ اس خارجی و مصنوعی نفوذ کا ایک خطرناک آشیانہ ہے - بادشاہوں کی سواری جب دھوم دھام سے نکلتی ہے تو ہنگامہ رعب و سطوت بپا ہوجاتا ہے - سلطنتیں اونہی لوگوں کو خطاب دیتی ہیں، جنکے اثر سے وہ کام لینا چاہتی ہیں -

اس نفوذ عارضی اور نفوذ فطری میں تضاد نہیں ہے بلکہ دونوں ایک ذات میں جمع بھی ہوسکتے ہیں - نپولین اپنے نفوذ ذاتی کو فوجی لباس میں اور بھی نمایاں کردیتا تھا - لیکن اکثر دونوں علحدہ علحدہ جلوہ افگن ہوتے ہیں، اور زیادہ تر ایسا ہی ہوتا ہے کہ مصنوعی نفوذ کو بغیر ذاتی نفوذ کے پیدا کیا جاتا ہے - جنرل روفرے اور سرجان فرنچ کی صورت کیسی مہیب اور شاندار ہے ؟ مگر غالباً دل کے آتشکدے میں نفوذ کی ایک چنگاری بھی نہیں ہے ورنہ ابتک جنگ یورپ کا معمہ الٹ چکا ہوتا -

اسی عارضی نفوذ کی نمایش کیلیے لیڈروں کا شاہانہ استقبال کیا جاتا ہے - یہی مصنوعی نفوذ فوجوں کو لڑاتا ہے، اور ان کو آگ اور خون کے دریا میں دھکیل دیتا ہے - جماعت اس معنوی اثر سے مدہوش ہوتی ہے، اور اسکو اپنے اعمال کے نتائج کی مطلق خبر نہیں ہوتی -

لیکن ہر نفوذ جماعت پر اثر نہیں ڈال سکتا - جماعت اور لیڈر کے معتقدات و خیالات میں مناسبت ہونی چاہیے - ایک جنرل راہبان عبادت گذار پر کوئی اثر نہیں ڈال سکتا - اونکو صرف واعظ کے پند و نصائح ہی متاثر کرسکتے ہیں - انبیا علیہم الصلوٰۃ و السلام اسلیے امت کے قدیم عقاید و خیالات کا لحاظ رکھتے ہیں -

جب آگ کے یہ دونوں شعلے باہم ملجاتے ہیں، تو جماعت ایک عجیب و غریب نام کرگذرتی ہے، جنکو خوارق و عجائب میں شمار کیا جاتا ہے !

(۲) جماعت پر کسی بات کے بار بار کہنے کا بھی بڑا اثر پڑتا ہے - نپولین کا قول ہے کہ " دنیا میں وہی شخص کامیاب ہوسکتا ہے جو ایک بات کو بار بار کہتا ہے " قرآن حکیم کی مکرر آیتوں کا اصلی فلسفہ یہی ہے - لیکن اس نکتۂ دقیق و غریب کو بہت کم سمجھتے ہیں اور اسے بھی کم اسکی تعلیم کرسکتے ہیں -

بعض لیڈر عمر بھر ایک ہی موضوع پر تقریر کیا کرتے ہیں، اخباروں میں اشتہارات بار بار اسی غرض سے چھاپے جاتے ہیں -

لیکن ہر تاکید موثر نہیں ہوسکتی اور نہ ہر اعادہ و تکرار مفید ہوسکتا ہے - وہ ایک خاص اصول کا پابند ہے - تائیدی فقرے کو سادہ، مختصر، اور دلیل سے خالی ہونا چاہیے - قرآن حکیم نے شراب کے متعلق صرف اسقدر کہا : فھل انتم منتھون ؟ کیا تم باز نہیں آؤگے ؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ چیخ اُٹھے : انتھینا انتھینا ! ہم باز آے، ہم باز آے -

لیکن اگر ایک ہی بات کو پہلو بدل بدل کے کہا جاے تو تاکید کا یہ اور بھی موثر تر طریقہ ہے - ایک سادہ اشتہار جب رنگین کاغذ پر چھاپا جاتا ہے تو اوسکا اثر بہت ہی بڑھجاتا ہے !

تکرار کا ہر شخص پر اثر پڑتا ہے لیکن جماعت کا معدہ قوام چونکہ نہایت دقیق ہے اسلیے اس میں جو نقش تکرار کے ذریعہ قائم ہوجاتا ہے ' وہ کبھی نہیں مٹتا -

انسان جب ایک بات کو مختلف لوگوں سے سنتا ہے ' تو اوسپر مجبوراً یقین کرلیتا ہے - اسی طرح جماعت جب ایک ہی بات کو بار بار اور مختلف طریقوں سے سنتی ہے ' تو اوسپر اوسکا وہی اثر پڑتا ہے جو ایک شخص پر کسی روایت کے مختلف الاوصاف اور متعدد راویوں کا پڑتا ہے - اسی تکرار کے اثر سے جماعت میں یقین کی جو کیفیت راسخہ پیدا ہوجاتی ہے ' وہ اوس قوت سائلہ کی تولید کا باعث ہوتی ہے ' جس کا نام " سرہان خیال " ہے ' اور جو جماعت کو ایک رشتۂ وحدۃ فکر و عمل میں منسلک کردیتی ہے !

(۳) جماعت صورت سے زیادہ متاثر ہوتی ہے - حقیقت کا اثر اوسپر کم پڑتا ہے - اگر کسی جماعت سے کہا جاے کہ " فلاں محلہ میں دس آدمی مرض دق میں مبتلا ہوکر مرگئے ' تو اوسپر کچھہ اثر نہ ہوگا ' لیکن اگر اسی واقعہ کو یوں بدل دیا جاے کہ ایک مکان گر پڑا اور پانچ آدمی دب کر مرگئے تو اسکا چرچا گھر گھر پھیل جائیگا !

طاعون سے لاکھوں جانیں ہر سال ضائع جاتی ہیں - ہم اخباروں میں اونکی رپورٹیں پڑھتے ہیں ' لیکن اسکو ایک معمولی واقعہ سمجھتے ہیں ' لیکن کسی اخبار میں ہماری نظر سے ایک سطر کی خبر گذر جاتی ہے کہ فلاں جہاز ڈوب گیا ' اور اوسکا ایک مسافر بھی نہیں بچا تو دفعتاً ہمارے تمام اعصاب متزلزل ہو جاتے ہیں اور ہمارے اندر ہیجان و اضطراب پیدا ہو جاتا ہے !

تقریر و خطابت کا اثر جماعت پر صرف اسلیے پڑتا ہے کہ وہ اوسکی ذہنی صورتوں کو سامنے کھڑا کردیتی ہے - بلکہ خطیب کی حرکات ' اوسکا انداز کلام ' اوسکے مختلف اشارے ' خود اوسیکو اوس چیز کی تصویر بنا دیتے ہیں ' جسکا وہ وعظ کہتا ہے - جماعت کان سے اوسکی تقریر سنتی ہے اور آنکھہ سے اوسکو دیکھتی ہے - اسلیے اندر اور باہر دونوں جگہہ اوسکا مجسم نظر ایک متحرک صورت میں نظر آتا ہے ' اور اوسی صورت کا اوسپر اثر پڑتا ہے - یہی وجہ ہے کہ دنیا کے تمام لیڈروں نے ہاتھہ سے زیادہ زبان سے دنیا کو فتح لیا ہے !

الفاظ کے معانی ہر زمانے میں بدلتے رہتے ہیں ' حریت کا جو مفہوم آج ہے ' گذشتہ زمانے میں نہ تھا - اسلیے مقرر کو الفاظ کے وقتی اثر اور وقتی مفہوم کا بھی لحاظ رکھنا چاہیے - جب کوئی تقریر ان تمام شرائط کی جامع ہوتی ہے ' تو وہ جماعت کو دیوانہ بنا دیتی ہے -

الفاظ جو مجسمۂ معانی جماعت کے سامنے کھڑا کردیتے ہیں ' وہ پھر بھی برقع پوش ہوتا ہے - لیکن تھیٹر اور تصاویر متحرکہ اوسکو بالکل بے نقاب کردیتے ہیں - یہی وجہ ہے کہ جماعت پر ان کا شدت سے اثر پڑتا ہے -

رومن قوم جو دنیا کی ایک متحرک اور زندہ قوم تھی ' ہمیشہ تھیٹروں کو اپنی کامیابی کی منزل مقصود سمجھتی تھی - اب بھی بہت سے شورش انگیز خیالات انہی کے ذریعہ پھیلائے جاتے ہیں - شخصی حکومتیں شورش انگیز مضامین کی طرح تصویروں کو بھی ضبط کرلیتی ہیں - پیرس میں ایک ایکٹر نے ایک مجرم کا ایکٹ کیا ' اور اوسکے جرم کے مختلف مناظر دکھاے - تماشائیوں میں اس قدر شورش پیدا ہوئی کہ ہر شخص اوس فرضی مجرم کی طرف حملہ کرنے کیلیے بڑھا - اگر پولیس نے ایکٹر کو اپنے دائرے کے اندر نہ لے لیا ہوتا تو وہ اپنے ممثل جرم کی حقیقی سزا پا جاتا -

تھیٹر اور بائسکوپ کا اثر جماعت پر اسلیے بھی زیادہ پڑتا ہے کہ جماعت واقعات کے نتائج کی تلاش نہیں کرتی - وہ صرف واقعات کی اصلی صورت دیکھنا چاہتی ہے - ہم سنتے ہیں کہ لڑائی میں پانچ ہزار آدمی مرگئے - لیکن بائسکوپ ہمکو اونکے جسم کے زخم اور انکی گردنوں سے بہتا ہوا خون دکھلا دیتا ہے - نتایج کے لحاظ سے اخباروں کی خبر اور بائسکوپ کے تماشے میں کوئی فرق نہیں - لیکن جماعت پر نتیجہ کوئی اثر نہیں ڈالتا - موت سے زیادہ خون کا سیلاب اور زخم کی سرخی اوسکے جذبات کو مشتعل کردیتی ہے - ایک مردہ فلسفی کی لاش جماعت کیلیے کوئی موثر چیز نہیں ہے ' لیکن ایک زندہ سپاہی کا ایک قطرہ خون اوسکو اپنے قابو سے باہر کرسکتا ہے !!

(۴) جماعت پر اوہام کا بھی نہایت شدید اثر پڑتا ہے - وہ حقیقت کو نہیں پوجتی حقیقت کے مظاہر رمیہ کی پرستش کرتی ہے - بت پرستی کا رواج اسی بنا پر ہوا کہ انسان خدا کو انسان ہی کی شکل میں دیکھنا چاہتا تھا - اگر بت خانے نہ ہوتے تو بتوں کی طاقت کا خاتمہ ہو چکا ہوتا - عظیم الشان عمارتوں پر ہم نوحہ خوانی کرتے ہیں ' لیکن اس اینٹ پتھر کے ڈھیر میں کیا دھرا ہے ؟ اوس میں ہمارے آبا ؤ اجداد کی عظمت گذشتہ کی رمزی حقیقت چھپی ہوئی ہے - تمام دنیا اسی وہم پرستی کیلیے اپنے قدیم شعار ' اپنے قدیم عوائد کو قائم رکھتی ہے - عجائب خانے اسلیے قائم کیے جاتے ہیں کہ وہ قدماء کی یادگاروں کو دکھا کر ہمارے دل کے اندر وہی تصویر مرتسم کرتے رہیں - تمدن و تہذیب کے ستون کو بھی اسی رمزی حقیقت نے قائم رکھا ہے - اگر آج یہ یادگاریں منادی جائیں تو دنیا کی قدیم وحشت پھر زندہ ہوجاے - ہزاروں لاشیں میدان میں تک تک کے کرتی ہیں ' مگر انسانیت کی آنکھہ صرف اشک آلود ہوکر رہجاتی ہے ' لیکن جب ایک کتب خانہ ' ایک عجائب خانہ یا ایک قلعہ منہدم کردیا جاتا ہے ' تو تہذیب و تمدن کی آنکھہ خون کا سیلاب بہانے لگتی ہے - کیا انسان کے خون سے یہ چیزیں زیادہ عزیز ہیں ؟ کیا انسان سے سب کچھہ ہے یا انسان اینٹ اور پتھر کے ماتم کیلیے ہے ؟

لیکن جماعت اونکی حفاظت کیلیے اپنا خون بہادیتی ہے - کیونکہ وہ صرف رمزی امید پر زندگی بسر کرتی ہے ' اور اوسکی امیدوں کا مرکز اوسکا دماغ نہیں ہوتا - اوس نے اپنی قوت شعور کو کھو دیا ہے ' اوسکی امیدوں کا آشیانہ اوسکے قلعے کی برجیاں ہوتی ہیں - جب تک وہ قائم ہیں ' جماعت بھی زندہ ہے - اگر وہ منہدم ہوگئیں تو سمجھہ لینا چاہیے کہ جماعت کا شیرازہ بھی بکھر گیا !

میدان جنگ میں بادشاہ کا تاج دفعتاً زمین پر گر پڑتا ہے - ایک فلسفی کی نظر میں یہ نہایت معمولی واقعہ ہے - لیکن تمام فوج کے پاؤں معاً رکھہ جاتے ہیں ' کیونکہ وہی اونکا قبلۂ امید تھا -

(۵) جماعت تجربہ سے بھی سدت کے ساتھہ متاثر ہوتی ہے -

اگر بار بار کے تجربے سے یہ ثابت ہو جاے کہ ایک قوم یا ایک سلطنت ظالم ہے ' تو جماعت اور اوسکے معاملے میں بہ آسانی بھڑایا جا سکتا ہے - اگر متواتر واقعات اسی قوم کے محاسن کو علانیہ نمایاں کرچکے ہوں تو جماعت اوسکی حمایت کیلیے نہایت مستعدی سے تیار ہو جاتی ہے - اسلام کی مدنیۃ فاضلہ نے جنگ کے موقعوں پر اثر اس حقیقت کو نمایاں کیا ہے - مسلمانوں کے مستقل همدردانه و عادلانه طرز عمل اور فیاضانه برتاؤ نے مختلف قوموں کو خود بخود اونکا حلقہ بگوش بنا دیا تھا - چنانچہ تاریخ اسلام اسکی بکثرت مثالیں پیش کرسکتی ہے -

تاریخ و عبر

جرمني کي ترقي کا راز

جرمني کي ترقي همیشه دنیا کي تمدني تاریخ کا دیباچۂ زریں سمجھي گئی هے' اور آج تو اوسکو ایک معجزہ سمجھا جاتا هے' لیکن درحقیقت یه کسي مافوق الفطرۃ طاقت کا ظہور نہیں هے' بلکه دنیا میں جب کسي قوم نے ترقی کے تمام مبادي و اصول کا احاطه کرلیا هے تو اوسکا ظہور و استیلاء اسي معجزانه طریقه سے هوا هے -

جرمني اگرچه آج تمدن کے تاج کا گوهر درخشاں هے' لیکن انیسویں صدي کے ابتداء میں اوسپر ایک سخت تاریک تاریخي زمانه بهي گذر چکا هے -- آج اگرچه وہ تمام یورپ کا نقشه بدل دینا چاهتي هے' لیکن اوسوقت وہ دنیا کے نقشے کا ایک ادنا هوا سا رنگ تهي' جو جذب نگاه کي قوت سے بالکل خالی تها- یہاں تک که جب شارلمان کا تخت و تاج بالکل اولٹ دیا گیا تو اس سیاسی انقلاب نے دنیا میں کسي قسم کي حرکت نہیں پیدا کی' حالانکه آج جرمني کی ایک خفیف سی جنبش سے بهی مرکز عالم اور جاتا هے -

اس عہد ظلمت میں جرمني دسائس پیشه امراء کی حرص و طمع کا شکارگاہ بني هوئي تهي' جو اپني اغراض شخصیه کے تحفظ کیلیے اجانب و اغیار کي صف جنگ میں شامل هوکر خود اپنے اهل وطن بهائیوں سے لڑتے تهے - سیاسي روح سے جرمني تا قالب بالکل خالي تها - ان امراء کي متفرق جماعتیں تمام ملک پر استبدادي حکومت کررهي تهیں' اور اونکے پنجۂ آهنیں میں جرمني کا رویاں رویاں گرفتار تها - اقتصادي حالت نہایت ابتر تهي' رعایا میں باهم کسي قسم کا ربط و اتحاد نه تها' زمین بنجر پڑي هوئی تهي' صنعت و حرفت کا بازار بالکل سرد تها' اپنے موجودہ مفاخر میں اوسوقت جرمني صرف شاعرانه اور فلسفیانه خیالات پر ناز اوسکتی تهي' اور جبکه انگلستان یه فخر کرسکتا تها که وہ عظیم الشان سمندروں کی لہروں پر حکومت کررها هے' اور جبکه فرانس کو یه ناز تها که اوسکا علم سلطنت سرسبز مرغزاروں پر لہرا رها هے' تو انکے مقابل میں جرمني بہت زیادہ اونچا اوڑ کر صرف یه کہه سکتی تهي که "میري حکومت کا پرچم شاعرانه خیالات کے هوائي قلعوں پر اوڑ رها هے" لیکن اسي هوائي قلعه میں اوسکی تمام ترقیوں کا راز سربستہ محفوظ تها -

ایشیاء کو یورپ کي قسمت پر رشک کرنا چاهیے که جس چیز نے ایران کو برباد کردیا' اوسی نے جرمني کی ترقیوں کا سنگ بنیاد نصب کیا - شاعرانه و فلسفیانه خیالات پهیل اور بالکل هوا میں نہیں اڑ جاتے' بلکه اگر دماغ پاجاتے هیں تو وہ کرۂ هوا کی جگهه اوسکو اپنا مستقر بناتے هیں' اسلیے جرمني کي فضاے بسیط میں اس افکاري کي جو لہریں پهیلتي تهیں' وہ سمت سمت سے دماغ ایک گوشے میں مرتکز هوتی جاتي تهیں - لیکن جب وہ دماغ سے بهر گیا تو دفعتاً چهلک پڑا' اور جرمني کی فضاے عبر حرکت میں بکایک ترقی کا ایک سیلاب آگیا' اور یه وهی سیلاب هے' جو آج میدان جنگ میں صرف آگے بڑهتا جاتا هے' اور پیچهے کیا نہیں جانتا - خیالات کا پیدا کیا هوا یه انقلاب بجاے خود فلسفه تاریخ کا ایک راز سربسته هے' لیکن اسکي کنجي بهي جرمني هي کے حدود طبیعیه میں هے' اور همکو خزانه سے پہلے کنجي هي کي جستجو کرني چاهیے -

جرمني کي فضا چمکتے هوے موتیوں' جگمگاتے هوے هیروں' لہکتے هوے سبزوں' مہکتے هوے پهولوں' کي مرغزار نہیں هے' بلکه وہ پیچدار سواحل کا ایک مجموعه' ٹهرنس کانوں کا ایک مخزن' نہیتوں کا ایک طویل سلسله' اور نہروں کا ایک بحر بے کنار هے' اسلیے ان مناظر طبیعه کا قدرتی اثر بهی ایران اور کشمیر سے بالکل مختلف هے -

مرغزار' و خرمن گل' قهقهه تدرو و نالۂ بلبل' گو اگرچه انسان میں حسن پرستي اور سوز و گداز سے لطف اوٹهانے کا ایک طبیعي درق پیدا کردیتے هیں جو ترقي کرکے فنون لطیفه کي شکل اختیار کرلیتا هے' لیکن عزم و استقلال' رزانت و متانت' سنجیدگي و پختگي کب نشو و نما صرف ناهموار میدانوں' ٹهرس پہاڑوں' اور سنگلاخ زمینوں هي میں هوسکتي هے - اهل جرمني کو فطرت نے جو غیر مسطح فضا عطا فرمالي تهي وہ قدرتاً ایران و کشمیر کي سر زمین کي طرح جذبات میں کوئي رقیق یا اشتعال انگیز احساس نہیں پیدا اوسکتي تهي - اسلیے وہ لیٹن قوموں کي طرح مصوري اور موسیقی کے اوستاد تو نه هوسکے' لیکن اس نے هر جرمن کو اوہ شکن عزم و استقلال کا ایک پیکر مجسم بنا دیا -

جرمني کے مناظر طبیعه کا یه اثر هر جرمن کے سیماے سخن کو سے علاحدہ نمایاں هوتا هے - اگرچه اوسکي ظاهري شکل و سباهت اور وضع ولباس میں کوئي ایسي مصنوعي کشش نہیں هوتي جو پارسیان پیرس کی لچکدار کمر کي طرح درق طلب آنکهوں کے تار نظر میں سکڑوں پیچ و خم ڈالدے' لیکن جب وہ کسي نقطے کي طرف حرکت کرتا هے تو هر شخص کو صاف نظر آجاتا هے که وہ ایک ٹوٹ کا ٹهوس گولا هے جو هر چیز کو چیرتا پهاڑتا اپنے نشانے کی پر جاکر دم لیتا هے -

هر جرمن اپنے اس فطرتی وجود و قوت کی نمایش کرنا چاهتا هے' لیکن وہ اسکے ذریعه سے نه اپنے تفوق و شہرت طلبي کا اظہار کرتا اور نه کوئی مادي فائده اوسسے پیش نظر هوتا هے' بلکه وہ اس اخلاقی نمایش اور انسانیت' قومیت اور مدنیت کا حقیقي معیار سمجهتا هے' اسلیے دنیا کے سامنے هر موقع پر ایک اخلاقي نمونه قائم کردیتا هے -

هر جرمن اگرچه فطرتاً اعتماد علی النفس کا مجسم نمونه هوتا هے' لیکن اوسکی قومی نشو و نما اس اعتماد کو اور بهی بڑها دیتی هے' جرمن عموماً دس دس بارہ بارہ اولاد هوتے هیں' اور اب تو اونکی مردم شماري روز بروز بڑهتی جاتي هے - چنانچه سنه ۱۸۱۶ میں اوسکی تعداد ۲۵ ملین تهی' لیکن سنه ۱۸۵۰ میں یه تعداد ترقی کرکے ۳۶ ملین هوگئي' اور سنه ۱۹۰۵ میں ۶۰ ملین تک پهونچ گئی' اور اب تو اس سے کہیں زیادہ هے - لیکن اسکے برعکس فرانس توالد و تناسل کے میدان میں رجعت قهقري کررها هے - اسل انسانی کی اس افزایش و نشو و نما نے جرمني میں مزدور اور پیشه ور طبقه کی ایک فوج گراں تیار کردي هے' جو تجارتي اور اقتصادی میدانوں میں ایک کامیاب تمدني جنگ کررهی هے - اونی جرمن لیڈن قوموں کی طرح اپنی اولاد کے گذارے کیلیے روپیه کا اوڑا چهوڑ کر نہیں مرتا' بلکه اوسکو صرف ایک زنده اور متحرک طاقت بناکر مرجاتا هے' اور طاقت خون کو رگوں سے خود هي جذب کرلیتی هے -

قوت همیشه اپني نمایش کرنا چاهتي هے' اسلیے هر جرمن اپنے نفوذ و اثر کے دائرہ کو وسیع کرنا چاهتا هے' اور یه طبعي میلان

صرف افراد کے ساتھہ مخصوص نہیں ' بلکہ جرمنی کی سیاست ' جرمنی کا تمدن ' جرمنی کی تجارت ' جرمنی کی صنعت ' جرمنی کے علوم و فنون ' غرضکہ اس سرزمین کا ہر ذرہ دنیا میں ارنھا ہی ہوکر رہنا چاہتا ہے - چنانچہ اس بلند حوصلگی کی نمایش نے میدان جنگ میں جرمنی کے علم کو ' دریا کی سطح پر اوسکے جنگی جہازوں کے مسترل کو ' زمین پر اوسکی کالجوں کے کنگروں کو تمام دنیا سے بلند ترکردیا ہے ' لیکن جرمنی کا یہ تفوق و امتیاز سیاسی قوت اور فوجی استحکام کے نظم و ترتیب کا نتیجہ نہیں ' بلکہ اون پختہ و پیچدار سلسلہ خیالات کا نتیجہ ہے ' جنھوں نے جرمنی کی حدود طبعیہ کے نشیب و فراز میں نشو و نما پائی ہے -

جرمنی کے علمی میدان میں بھی ان پختہ خیالات کی جھلک صاف نظر آتی ہے - جب تک فنون لطیفہ محض تفریح طبع کا ذریعہ خیال کیے جاتے تھے ' جرمنی نے مٹی کے بنے ہوے کھلونوں سے کبھی دل نہیں بہلایا - لیکن جب علمی و تمدنی ترقیوں نے ثابت کردیا کہ اس دل لگی کے ذریعہ سے مالی فوائد بھی حاصل ہوسکتے ہیں - تو اوس نے کانچ اور پتھر کے کھلونوں میں بھی جدید روح پھونک دی -

جرمنی کی سپاہیانہ زندگی کوئی معجزہ نہیں ہے ' البتہ اوسکی ایک خصوصیت خرق عادت خیال کی جاتی ہے - جرمنی ایک مدت تک اندرونی سیاسی کشمکش کی جولانگاہ بنی ہوئی تھی ' لیکن جب پروشیا میں سیاسی توازن قائم ہوگیا تو دفعتاً اوسکا گرم خون رگوں میں منجمد ہوگیا - اب تمام نزاعیں ' تمام جھگڑے ' تمام مخاصمتیں ' مبدل بہ اتفاق و اتحاد ہوگئیں ' اور جرمنی کی پوری قوت ایک عظیم الشان طاقت کے آگے سربسجود ہوگئی ' اور اوسکا مرکز ثقل تمام یورپ بلکہ تمام دنیا کی طرف منتقل ہوگیا -

تقریباً ہر سلطنت ایک مدت تک رعایا کے ساتھہ سرگرم جنگ رہ چکی ہے - لیکن یہ ایک عجیب بات ہے کہ باوجود اس کشمکش کے جرمنی کی قوتوں میں باہم کوئی شدید تصادم نہیں ہوا ' اسلیے جرمنی کی قومیت کو کسی قسم کا صدمہ نہیں پہونچا ' اور دنیاوی ترقی میں قومیت ہی اصل چیز ہے ' خانہ جنگی کا سب سے بڑا سبب افلاس و دولت کی جنگ اور دولت مند اور سوشیالست فریقوں کا تصادم ہے - جرمنی اگرچہ سوشیالزم کا مرکز ہے ' لیکن اس نے بھی وہاں مفید نتائج پیدا کیے ہیں - جرمنی کا ہر سوشیلست اپنے حصول مقصد میں سرگرم رہتا ہے ' لیکن اوسکی طبیعی متانت و سنجیدگی نے اوسکو یہ سبق پڑھا دیا ہے کہ جسطرح فوج کی تربیت باہم لڑاکر نہیں کی جاتی ' اسی طرح یہ مقصد صرف جبر و قوت سے حاصل نہیں ہو سکتا - جرمنی میں عموما صنعت ' حرفت کے میدان میں رقیبانہ حوصلہ مندیاں ایک دوسرے سے گوے سبقت لیجانا چاہتی ہیں - اس لیے ہمیشہ ' مزدوروں ' کارخانہ داروں ' اور باہم تاجروں میں سیاسی کشمکش کا اندیشہ رہتا ہے ' لیکن اس قسم کی متعدد انجمنیں قائم کر دیگئی ہیں ' جو تزاحم و تصادم کے اسباب کا انسداد کرتی رہتی ہیں ' اس لیے اسی قسم کی شورش نہیں ہونے پاتی ' اور تجارت کا کام ایک منتظم اصول پر چلا جاتا ہے -

ہر جرمن اگرچہ مغرور ہوتا ہے ' لیکن وہ جماعت کے مقابل میں اپنے آپ کو بالکل حقیر سمجھتا ہے ' اس لیے وہ اوس میں نہایت خوشی سے داخل ہوجاتا ہے - جرمنی میں ایک خاص قسم کی بے شمار کمپنیاں قائم ہیں جنکو "قرائن" کہتے ہیں ' ہر جرمن ان کمپنیوں میں سے کسی نہ کسی کمپنی میں ضرور شامل ہوتا ہے ' اور اس طرح جرمنی کی عملی قوت کا کوئی جزو بیکار نہیں رہتا ' اور یہ اوسکی ترقی کا ایک عظیم الشان ذریعہ ہے -

انتظام قواء کی اس طبعی سہولت نے جرمنی کے لیے وطنی فوج کی تنظیم و ترتیب ' بڑے بڑے کارخانوں کے انتظام ' بینکوں ' صنعت گاہوں ' اور کالجوں کے قیام کو نہایت آسان کردیا ہے ' اس لیے وہ علم و ہنر ' صنعت و حرفت ' دولت و ثروت کا مرکز بنگئی ہے - جرمنی تمام دول یورپ میں ایک معتدل زندگی بسر کررہی ہے - مذہبی حیثیت سے نہ وہ ملحد ہے ' نہ نہایت متعصب ' بلکہ وہ نہایت سنجیدگی کے ساتھہ ' عقل و نقل میں تطبیق دینا چاہتی ہے -

اسی اعتدال نے اوسکو ایک عجیب و غریب نظام حکومت کا معکوم بنا دیا ہے - جرمنی نے شخصیت و جمہوریت میں عجیب و غریب رابطۂ اتحاد پیدا کردیا ہے - جرمن قوم عنان سلطنت اپنے ہاتھہ میں لینا نہیں چاہتی ' بلکہ اوس نے ایک صاحب اختیار اور دبی ہوی بادشاہ کے ہاتھہ میں اپنے سررشتۂ امید کو دیدیا ہے - تاہم وہ اس شخصیت کے ساتھہ جمہوریت سے بھی متمتع ہو رہی ہے ' یعنی عنان سلطنت تو بادشاہ کے ہاتھہ میں دیدی ہے ' لیکن خود بادشاہ کو اپنے ہاتھہ میں رکھا ہے -

شئون حربیہ

اطالیا کا لائحہ عمل کیا ہے ؟

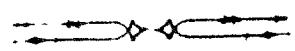

از مسٹر هالبروک جیمسن

امن یورپ کی بنیاد عہدناموں پر قائم ہے - ہم ان عہدناموں کا احترام دیانت داروں کی طرح کرتے ہیں - لیکن اگر کوئی شخص انکو توڑیگا تو ہم کو بھی معلوم ہو جائیگا کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے ؟

[فرانسسکو کرسپی]

جو سوال میں نے سرمقالہ میں لکھا ہے یہ تاریخ یورپ کی اس عظیم الشان اور محزونانہ ساعت میں ایک سب سے زیادہ اہم سوال ہے ' اور اس سوال کے لیجیے جو قول نقل کیا ہے اس سے طنز و تعریض کی صدا آتی ہے ' کیونکہ یہ قول کرسپی کے ڈپلومیٹک رویہ سے نکلا ہے ' جو سہ رکنہ تمسک کا گہرا فہرست اور اہل اطالیہ میں سے اس " اتحاد ثلاثہ " کا قطعی حامی تھا ' جسکو اب اطالیا نے بے تکلف توڑ دیا ہے -

اطالیا اٹھا کریگی ؟ اسکا جواب اسوقت تک نہیں دیا گیا ہے - مگر صحیح اس میں ذرا شک نہیں کہ اگر اسوقت کرسپی ہوتا تو وہ کیا کرتا - یعنی گو اس نے یہ ذمہ لیا تھا کہ ضرورت کے وقت اسکا ملک اپنا فرض ادا کریگا ' لیکن ایک ڈپلومیٹ کی حیثیت سے وہ بلا ادنی تکلف " فرض " کی تفسیر " سیاسی مصلحت " کرتا

بہر حال میرا یہ خیال نہیں کہ اطالیا اپنے اس مشہور مدبر کی تائید کریگی -

(کرسپی کے مختصر سوانح حیات)

فرانسسکو کرسپی سنہ ۱۸۱۹ ع میں بمقام صقلی پیدا ہوا ' اور سنہ ۱۹۱۰ ع میں بمقام نیپلس مرا ہے - اس نے اپنی اس طویل عمر میں تاریخ یورپ کے بہت سے انقلابات و تغیرات دیکھے ہیں -

کرسپی نام کو تو وکیل تھا ' مگر سیاسیات اسکی زندگی تھے - اور قسمت نے اسے پیدا بھی تاریخ کے ایسے دور میں کیا تھا جبکہ اس قسم کی زندگی پوری طرح بسر کی جا سکتی تھی -

کرسپی جسوقت جوان ہوا ہے اسوقت یورپ نیپولین کی لائی ہوئی ذلت و نکبت سے نکل رہا تھا' اور آیندہ انقلاب کے لیے برباد ہو رہا تھا - ہر ملک میں بیچینی و اضطراب کی ایک نئی اور عجیب و غریب روح پیدا ہو رہی تھی ' یعنی جرمنی میں برڈینند لیسپل اور کیوں مارکس ' ہنگری میں لوئس کوتہ ' فرانس میں لوئس بلینک ' انگلستان میں چارلس جونس ' اور اطالیا میں کیور ' گیری بیلڈی' اور میزینی موجود تھے -

اس زمانے کی روح حریت کے یہ واضح مظاہر اگرچہ مطالبات میں باہم مختلف تھے' تاہم شان انقلاب انگیزی میں سب مشترک تھے - کرسپی اطالیوں کے وطن پرستوں میں شامل ہوگیا' اور سنہ ۱۸۴۸ کی بغاوت مقلی میں عملی حصہ لیا - انقلاب کی ناکامی اور بوربونس کی واپسی سے مجبوراً اسے بھاگنا پڑا - اس نے " پیڈمونٹ " میں جا کے پناہ لی' جہاں اسکی انقلاب انگیزانہ روح میزینی کے ساتھہ شریک کار ہو گئی' اور بغاوت " عدن " میں اس نے پھر حصہ لیا -

مگر یہاں سے بھی کرسپی کو بھاگنا پڑا وہ مالطہ سے بچتا ہوا پیرس پہنچا - یہاں سے ایک بار پھر حکام رقسے نے اسے نکالا اور بالاخر خارجی باغیوں کے دیرینہ ملجا و ماوی لندن نے اسے معہ میزینی کے اپنے حرم حریت یہاں پناہ دی -

لندن میں ان دونوں آدمیوں نے آزادی اطالیا کے لیے متحدہ طور پر کام کیا ' جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ گیری کی سرگرمی میں مزارھا نے علم بغاوت بلند کیا اور بالاخر وکٹور عمانوئیل کی ماتحتی میں اطالیا دوبارہ متحد ہوا -

ان تمام جلیل القدر کاموں میں کرسپی نے معقول حصہ لیا - اسوقت تک کرسپی کے متعلق یہ مشہور تھا کہ وہ ایک ایسا جمہوریت پسند ہے کہ ادنی رعایت کے ساتھہ بھی وہ کسی قسم کا تصفیہ کرنے والا نہیں - کرسپی سنہ ۱۸۶۱ میں اکسٹریم لیفٹ (بائیں جانب کی انتہائی جماعت) کے ممبر کی حیثیت سے پارلیمنٹ میں داخل ہوا ' لیکن سنہ ۱۸۶۲ ع میں وہ شاہ پسند ہوگیا ' اور اپنے اس انقلاب کی وجہ میزینی سے یہ بیان کی کہ " شاہی متحدہ کرتی ہے ' مگر جمہوریت تقسیم کرتی ہے "

اسی وقت سے اس نے وطن پرستانہ ایجیٹیشنوں کی قدیم روح کو خیرباد کہا ' اور کرسپی جو پہلے " جنگجو مشہور تھا وہ اب " پارلیمنٹیرین " " وزیر " اور " ڈپلومیٹ " کہلانے لگا -

آخر عمر میں اس پر رشوت ستانی کے الزامات بھی قائم کیے گئے ' جنہیں اسلیے بحفاظت تمام برداشت کیا ' مگر اسکے رفقاء قدیم نے بوربون اصول اور غداری کے جو الزام لگائے تھے انکے حق میں وہ اسقدر خوش قسمت نہ نکلا اور بالاخر " لیگا " کے چند وطنیین (انارکسٹوں) نے اسکی جان پر بعض غیر کامیاب حملے کیے -

تاہم کرسپی میں ہمت کی کمی نہ تھی - اولی تنقید اور کڑی توہین اسے اپنی حریت کے دبانے کی پالیسی سے نہ روک سکی اور وہ برابر اس پر قائم رہا اس پالیسی کی یہ وجہ ہے کہ وہ اپنے ابتدائی رفقاء کو کھو بیٹھا ' اور اسے نئے سیاسی دوست ملگئے جن سے اس کی خود پسندی اور قوتی پختہ طاقت کی نشو نما ہوگئی - اس نے گلیڈسٹون سے دوستانہ تعلقات پیدا کیے ' اور بسمارک کے ساتھہ اسکی دوستی

اور اسقدر بڑھائی کہ بالاخر اسکا بہت بڑا اثر اطالیا کی خارجی پالیسی پر پڑا -

میموائرس (۱) کی آخری جلد بھی شائع ہوگئی ہے - اس جلد سے ان آخری دوستیوں کے حالات معلوم ہوتے ہیں ' مگر ہمکو اسوقت دلچسپی صرف اس مفاہمت سے ہے جو بسمارک کے ساتھہ ہوئی تھی کیونکہ یہ واقعہ معاملات یورپ کی موجودہ پیچیدگیوں کے سلسلہ کی ایک درمیانی کڑی ہے -

(تاریخ اتحاد ثلاثہ)

ہماری توجہ پر کرسپی کے دعوے کا دارومدار صرف اس واقعہ کی بناء پر ہے کہ اس نے اتحاد ثلاثہ کی تائید کی - کرسپی کے عہد میں تمام بڑے معاملات کے لیے ہم اس زمانے کے بڑے اشخاص - گیری بالڈی ' میزینی ' اور کیور کے حالات بہت زیادہ خوش کے ساتھہ پڑھینگے ' مگر اطالیا کی موجودہ حالت کے لیے نہیں یعنی اطالیا جس طرح اسوقت متحد اور ایک بڑا ملک ہے یہ بات ان اشخاص کی وجہ سے نہ پیدا ہوئی - اسلیے اسکی تاریخ کے لیے ہم کو کرسپی کے حالات پڑھنا چاہیے -

یہ صحیح ہے کہ کرسپی نے پہلے ان لوگوں کے مقاصد کی خدمت کی ' مگر اسی طرح یہ بھی صحیح ہے کہ آخر عمر میں اس نے ان مقاصد کو اسی طرح روکا اور اپنا قوی اثر انکے خلاف استعمال کیا -

کرسپی فدیہ کی تحریک کا ایک چالاک دشمن تھا -

اطالی وطن پرستوں کی نظر میں غیر مفدی اطالیا (یعنی اطالیا کا وہ حصہ جو کسی دوسری قوم کے پاس ہے اور اب تک فدیہ دیکے آزاد نہیں کرایا گیا ہے) میں آسٹرین قلمرو کا اطالی بولنے والا حصہ شمالی اطالیا' نائس ' مالطہ ' اور کارسکا بھی شامل تھے -

محض زبان کی وجہ سے مالطہ پر اطالی حقوق کا قائم کرنا واقعی مشکل ہے' اور اس سے زیادہ اس امر کا سمجھہ میں آنا مشکل ہے کہ ایسے کارسکا کی پیچیدہ اور مصیبت زدہ تاریخ معیہ طور پر چھیڑی جاسکتی ہے - اسلیے ہم اسے قلم انداز کرتے ہیں -

لیکن جنوب ٹیرانل اور اسکے متصل کے ملک کی حالت بالکل مختلف ہے' اور آسٹریا کے پاس اس خوف کی وجہ تھی کہ یہ ملک بالاخر اسکے ہاتھہ سے نکلکے اطالیا کے پاس چلا جائیگا -

سالہا سال سے اطالیا کی خارجی پالیسی ان خواہشوں میں منقسم رہی ہے کہ جنوب ٹیرانل کو آزاد کرایا جائے - فرانس کے مقابلہ میں اٹلی حفاظت کی جائے جس سے وہ (بلاوجہ) خائف رہتی تھی' اور اپنے متعلق انگلستان کی عمدہ رائے کو قائم و برقرار رکھا جائے -

اطالی جمہوریت پسندوں کا ایک بڑا حصہ فدیہ دینے کا حامی تھا گو اسکی رائے کو حکومت نے دبایا اور ریکن مانع ہوا -

اس کھلی ہوئی قومی تحریک نے ان دونوں مخالفتوں کی وجہ بخوبی ظاہر ہے - ایک طرف تو گذشتہ صدی کی آخری ربع میں ریکن پاپالی ریاستوں کی تنسیخ کی پریشانی میں مبتلا تھا ' اور اسے پادریوں کے مخالف اطالیا سے صرف منفی دلچسپی تھی یعنی اسکا نقطۂ دلچسپی یہ تھا کہ اطالیا کوئی مستقل و مستحکم طاقت نہ بننے پائے' دوسری طرف آسٹریا جو ہمیشہ کی طرح اس

(۱) یہ ایک کتاب ہے جو کرسپی کے حالات میں کئی ضخیم جلدوں میں شائع ہوئی ہے اسکا ماخذ زیادہ تر خود کرسپی کی تقریریں اور تحریریں ہیں -

وقت بھي روسہ کي وفادار معتقد تھي' ممکن تھا کہ کسي وقت اسے ایک حامي فدیہ کا دور تمثیل کرنا پڑتا -

اسیطرح حکومت کي مخالفت بھي اچھي طرح "مصلحت" کي بنیاد پر قایم تھي - غرض فرانس پر اعتماد کي کمي نے جو نپولن کے وقت سے روانتاً چلی آرھی تھي' اور شمالي افریقہ میں فرانس اور اطالیا کے منصوبوں کي وجہ پیچیدہ ھوگئي تھی ' اطالیا کے لیے ایک مرکزي طاقت کے ساتھہ اتحاد کي ضرورت پیدا کردي -

روس اور انگلستان دونوں کے ساتھہ یہ اتحاد نا ممکن تھا' کیونکہ دونوں ملکوں میں فرانس کے متعلق دوستانہ جذبات ترقی کر رھے تھے - آسٹریا سے یہ کام لیا جاسکتا تھا مگر جمہور پسند اس قسم کے اتحاد کو غیر طبعي قرار دیتے - جرمنی جو فرانس اور روس کی دوستی کے مقابلہ میں اپنے استحکام کیلیے مضطرب تھي' یہ چاھتی تھي کہ ایک ایسا اتحاد ھو جس میں آسٹریا کي دوستي بھي شامل ھو - بسمارک نے اس قسم کے اتحاد کا ارادہ کرلیا تھا' اور اسکی تکمیل کیلیے وہ ھر ڈپلو مٹک اور سیاسی چالیں چلتا رھا -

اس نے آسٹریا کے دل میں پاپا کے ساتھہ اطالي طرز عمل کے خلاف ایجیٹیشن کا خیال پیدا کیا' اور اسکے لیے ایک اخباري معرکہ بپا کیا ' جسمیں اس نے اس امر کی طرف اشارہ کیا کہ اطالیا کي حالت متزلزل اور بر سر انقلاب ھے - شاہ ھمبرٹ نے پروشین ڈپلو میسی کے خلاف جنگ کی' مگر آخر میں اسکے ارباب سیاست بسمارک کی آھني ترغیبات سے مغلوب ھوگئے اور سنہ ۱۸۸۲ع میں عہدنامہ پر دستخط ھوگئے -

اس عہدنامہ کے ابتدائی سال خوشگوار نہ تھے - کیونکہ " اتحاد ثلاثہ " ھردلعزیز نہ تھا - اس کے یہ فرض کرلیا تھا کہ فدیہ کی تحریک کو دبایا جائے - اس کے مراسم کے ساتھہ مفاھمت کی راہ میں لا ینحل مشکلات پیدا کیے اور انگلستان کے ساتھہ مطلوب و مرغوب دوستي کو دشوار کردیا -

پانچ سال کے بعد یہ اتحاد ٹوٹگیا مگر اسکے بعد اطالیا کے لیے چند مراعات کے ساتھہ پھر اس عہد نامہ پر دستخط ھوے -

اس عہدنامہ پر دوبارہ دستخط کے ۴ ماہ بعد کرسپی وزیر اعظم ھوگیا - کرسپی اھل اطالیا میں سے اس عہدنامہ کا شدید ترین موید تھا - وزیر اعظم کي حیثیت سے اسکے اولین کام یہ کیا کہ وہ اس عہدنامہ کے متعلق گفتگو کرنیکے لیے بسمارک سے ملنے گیا' اور اسکے بعد سے اس نے ھمیشہ اس مرصوم پر اور اسکے ھمرشتہ مسئلہ یعنی تحریک فدیہ کے متعلق جب کبھی کچھہ کہا تو وہ پروشیا کی زبان سے کہا - ذیل میں کرسپي اور بسمارک کی باھمي گفتگو کا ایک حصہ درج ھے :

کرسپي لکھتا ھے کہ ایک دن سلہ دو ھم وطنوں کی باتوں میں سنہ ۱۸۶۶ع کی جنگ کا ذکر آگیا - میں نے ان سے (بسمارک) یہ پوچھا کہ " ٹریسٹ پر قبضہ حاصل کرنے میں اطالیا کو روشن کي تائید میں آپ نے اپني آواز کیوں نہ بلند کی ؟ " انھوں نے جواب دیا کہ وہ اس سرزمین کی جوالگی [illegible] اور فرانسس جوزف نے بحث کی تھي' اور ان دونوں بادشاھوں نے صلح سے پہلے اور ھماري مداخلت کے بعد [illegible] کرلیا تھا " کرسپي کہتا ھے کہ یہ بالکل ظاھر ھے کہ سنہ ۱۸۶۶ میں لڑائي کی ھمارے معاملات میں مداخلت ایک بار اتحاد اطالیا کے لیے پھر آفت انگیز ھوئي - اس معاملہ میں نہ پروشیا اردني سے کچھہ کرسکتی تھي اور نہ ھم خود ھي کچھہ کرسکتے تھے - پروشیا صرف اس بناء پر دیدیہ گیا تھا کہ وہ انتظامي سرحد میں داخل ھے' اور اسطرح ھم جنوبی الپس پر قبضہ کرنے سے محروم کردیے گئے -

کرسپي سرحد آسٹریا و اطالیا کی پیش نظر تحدید ثانی کا موید رھا' اور تحریک فدیہ کي ھمیشہ ھمت شکنی کي - آخر عمر میں وہ ڈپلو میسی کو ایجیٹیشن پر ترجیح دیتا تھا' بلکہ وہ تو یہاں تک بڑھگیا تھا کہ اس نے اپنے دل میں یہ امید قائم کر رکھي تھی کہ جب سنہ ۱۸۹۲ ع میں عہدنامہ کي تجدید ھوگي تو وہ اسمیں سرحد کے تصفیہ کے متعلق ایک دفعہ رد شناس کریگا' اور غالباً اگر اسکے ھاتھہ سے حکومت نکل نہ گئي ھوتي تو وہ یہ کرلیتا - کرسپی ایسا شخص نہ تھا کہ اپني پشت پر قوم کو محسوس کیے بغیر ایسی روش اختیار کرتا - یہ واقعہ ھے کہ اطالي قوم بڑي حدتک تحریک فدیہ کي حامي ھے' اور وہ کبھي بھي اتحاد ثلاثہ کي پرجوش موید نہ تھي -

(کرسپي کي اپنے اھل وطن کو نصیحت)

" میموائرس " کے مولف نے کرسپي کو وطن پرست ثابت کرنے کي تکلیف اٹھائي ھے - مگر ھمیں یہ کبھي نہ بھولنا چاھیے کہ کرسپی کي زندگي کا آغاز ایک وطن پرست کي حیثیت سے ھوا اور انجام ایک سیاسي کي حیثیت سے - اسلیے خواہ اسکے خیالات کچھہ ھوں مگر اسے ایک "مخلص" کے بدلے "فرصت جو" اور عمدہ موقع کا متلاشی سمجھنا چاھیے - اسکے یہ فرصت جویانہ میلانات ایک فدیہ کے مخالف تقریر میں ظاھر ھوتے ھیں جو اس نے سنہ ۱۸۸۹ میں دي ھے - اس تقریر میں اسنے عہد ناموں کے صلح سازانہ انجام پر زور دیا ھے' مگر تاھم وہ سیاسي چالاکي سے یہ کہتا ھے :

" فومیت کے لحاظ سے یہ امر نہایت ضروري ھے کہ بہترین مناسب موقع کا انتخاب کیا جاے - لیکن یہ بات یاد رکھنا چاھیے کہ جب کبھی جنگ کے وجہ سے یورپ کے نقشہ میں تغیرات ھوں تو اس وقت اس سوال کو دوبارہ زندہ ھونا چاھیے -

اطالیا کو کسي بات کا خوف نہیں ھے - اسے دینا کچھہ نہیں' البتہ لینا اور ملنا بہت ھے - لیکن جبکہ ان اصول کی حیات بخشی ھر منصب وطن میں ھونی چاھیے - (ممبروں کی نشستوں کی طرف اشارہ کرکے) خواہ وہ ان بنچوں پر ھوں (وزراء کي بنچوں کی طرف اشارہ کرکے) یا وہ خواہ ان بنچوں پر تو اسکے ساتھہ ھي یہ بھی ھے کہ وہ چوٹی کي صفت' جسکی حکومت سلطنت اور ارباب سلطنت دونوں پر ھونی چاھیے " احتیاط " ھے "

آج ۲۵ سال گزر چکے ھیں اور اسکے ساتھہ بہت سے اختلافات بھی ختم ھوگئے ھیں - اطالیا فرانس کو اب ایک خطرناک ھمسایہ نہیں سمجھتی -

دوستي کے جنکے اسباب ابھی ھوے ھیں انگلستان اور اطالیا کی باھمي دوستي کے لیے اس سے زیادہ اسباب موجود ھیں ایک طرف تو جنگ بلقان روس سے کسي نزاع کے بغیر ختم ھوگئي ھے ' اور دوسري طرف آسٹریا کے قبضہ میں جنوب " ٹرینٹو " ھے اور العاق " ھوزگوینا " " بوسینیا " کي وجہ سے " ادریاٹک " اسکي طاقت اور مستحکم ھوگئي ھے - اسکے علاوہ امن یورپ کو اس عہد نامہ کے اصلی دستخط کرنے والے نے توڑا ھے جو اطالیا سے محض حفظ امن کے لیے لیا گیا تھا - غرض اگر اطالیا محتاط ھے تو وہ اپنے مشیروں کی طرح آسٹریا میں " عیر سفدي اطالیا " کو بطریس جمائے ھوے احتمام جنگ کا انتظار کرتي رھیگی - لیکن احتیاط کے بدلے جرأت و ھمت سے کام لیا تو پھر وہ یورپ کی مہذب فوجوں کے ساتھہ ھوکر ایشیا کے میدان میں اپنا کھویا ھوا ملک واپس لیگی -

" الان "

بہت سے لوگ یہ سمجھتے ھیں کہ ھر جرمن سوار کو " الان " کہتے ھیں حالانکہ یہ بالکل غلط ھے - جس وقت علم عقاب کے زیر سایہ سواروں کا انسانی سمندر موجزن ھوتا ھے تو اس میں "الان" سے کہیں زیادہ " کریسیر " "ھسار" "ڈراگوں" ھوتے ھیں - (کریسیر ' ھسار ' اور ڈراگوں مختلف قسم کے سواروں کے نام ھیں -)

الان ایک ترکی نژاد لفظ ھے - اس کے معنی "سوار" کے ھیں- یورپین قوموں میں یہ نام سب سے پہلے پول قوم نے اختیار کیا - ایک زمانہ میں فرانسیسی سپاہ میں بھی الان کے چند ریجیمنٹ تھے جو فرانس کے قومی علم "مثلث اللون" کے خدمتگذار تھے' مگر یہ ریجیمنٹ زیادہ عرصہ تک قائم نہ رھسکے اور بہت جلد انہیں سواروں میں شامل کر دیا گیا -

جرمن سپاہ میں " الان " کم و بیش سنہ ۱۷۴۸ میں روشناس ھوے - جس وقت شروع شروع میں الان جرمن سپاہ میں داخل کیے گئے ھیں ' اس وقت انہوں نے جرمن سپاہ میں کوئی امتیاز خاص حاصل نہیں کیا - بلکہ فریڈرک اعظم موسس جرمن شاھنشاھی تو انکی غیر عسکری زندگی سے اس قدر تنگ آ گیا تھا کہ بالاخر اس نے ان ریجیمنٹوں کو توڑدیا -

لیکن فریڈرک اعظم کے بعد الان کے ریجیمنٹ دوبارہ ترتیب دیے گئے اور اس مرتبہ انہوں نے ایسے جوھر دکھاے کہ وہ آج تک جرمن سپاہ کے سرخیل سمجھے جاتے ھیں

جرمن سپاہ میں الان نے یہ شہرت سنہ ۱۸۷۰ کی جنگ فرانس و جرمن میں حاصل کی - اس جنگ میں وہ جرمن سپاہ میں سب سے زیادہ پیش پیش رھے اور اپنی لاثانی بہادری' جانبازانہ حملہ ' اور فوجی قابلیت و سرگرمی سے سب کی نظروں میں اپنے آپ کو نمایاں اور ممتاز بنا لیا اس جنگ میں انکی یہ حالت تھی کہ بغیر کسی تذبذب و اطلاع کے وہ ایک غیر معلوم مقام سے نکلتے تھے اور دشمن پر ٹوٹ پڑتے تھے - اس وقت انکے جوش و خروش کا یہ عالم ھوتا تھا کہ ھر متنفس لڑنے اور مرنے کے لیے ھمہ تن مستعد نظر آتا تھا !

جرمن سپاہ میں " الان " کا نام " بھاری سوار " ھے - کیونکہ دراصل یہی کام کرنے ھیں جو سوار کیا کرتے ھیں - چنانچہ الان کے ریجیمنٹ اصل فوج کے آگے آگے چلتے ھیں اور دیدبانی ' عام نگرانی ' تعیش حالات ' اور انکی اطلاع وغیرہ کا کام کرتے رھتے ھیں جو عموماً سواروں کے کام ھیں -

لیکن انکی کارگزاری اسی پر ختم نہیں ھو جاتی - جب پیادہ فوج واپس ھوتی ھے تو اس وقت بھی اسکو دشمن کی تعاقب کرنے والی فوج کے حملوں سے محفوظ رکھتے ھیں -

امن و صلح کے زمانہ میں ایک الان ریجیمنٹ میں پانچ اسکوالڈرن' اور ایک اسکوالڈرن میں ۱۳۵ آدمی ھوتے ھیں' لیکن جنگ کے زمانہ میں ایک اسکوالڈرن میں دھائی ۱۳۰ سے ۱۵۰ آدمی دیدیے جاتے ھیں - جب جنگ ھوتی ھے تو ایک ریجیمنٹ کے صرف ۴ اسکوالڈرن میدان میں جاتے ھیں - کیونکہ پانچواں ریجیمنٹ میں صرف رنگروٹ اور غیر ترتیب یافتہ گھوڑے ھوتے ھیں - یہ پانچواں ریجیمنٹ ڈپو ریجیمنٹ کہا جاتا ھے - ڈپو میں نہایت سرگرمی اور مستعدی کے ساتھ فوجی تعلیم دی جاتی ھے - یہاں تک کہ وہ معرکہ آرا صفوں میں شرکت کے قابل ھوجاتی ھیں -

ایک جرمن الان کا جواب انگریزی فوج میں زیادہ تر انگریزی نیزہ بار (لانسر) کو سمجھیے - دونوں کی وردیاں بہت ھی مماثل و مشابہ ھوتی ھیں ' بلکہ درحقیقت " نیزہ بار " کا خود جسکو صحیح طور پر ٹوپی کہنا چاھیے' الان ھی کے سر کی پوشاک کی نقل ھے - دونوں فوجیں ڈبل بریسٹ ٹیونک (دھرے پردے کی صدریاں) اور گھرے گھرے رنگ کے پائجامے پہنتی ھیں -

اسلحہ میں الان کے پاس لنس ' نیزہ ' قرابین ' یا طپنچہ ھوتا ھے - تاھم اسکا اصلی ھتیار نیزہ ھی ھے - الان بالاوسط شہسوار ھوے ھیں - انکی نشست اور گرفت دونوں عمدہ ھوتی ھے - البتہ انکی رکابیں کسیقدر تذلیلدہ وضع کی ھوتی ھیں جنکی وجہ سے اکثر گھوڑوں کی پشتیں زخمی رھتی ھیں -

(کام اور ڈسپلن)

ھر جگہ سواروں کو پیادوں سے زیادہ کام کرنا پڑتا ھے - اس کلیہ سے الان بھی مستثنی نہیں - جاڑا ھو یا گرمی' ھر موسم میں اسے صبح ۶ بجے سے چند منٹ بعد پریڈ میں حاضر ھونا پڑتا ھے ' اور پھر شام تک وہ اصطبل اور ڈرپل میں لگا رھتا ھے - اسکے بعد بھی اسکا کام ختم نہیں ھو جاتا - کیونکہ رات کو اسے لیکچر سننے کیلیے جانا پڑتا ھے جو افسران فوج فن جنگ پر دیتے ھیں -

ان لیکچروں کا موضوع اگرچہ فن جنگ ھوتا ھے' مگر وہ درحقیقت مسائل جنگ تک محدود نہیں ھوتے - انمیں تاریخ جنگ اور فن جغرافیہ وغیرہ کا حصہ بھی ھوتا ھے -

ایک الان رنگروٹ کو سب سے پہلے جو شے سیکھنا پڑتی ھے' وہ اپنے ریجیمنٹ کا ماٹو ھے - اسکے بعد اسے یہ سکھایا جاتا ھے کہ تمہیں قیصر اور ملک کی راہ میں جان دینے کیلیے ھر وقت تیار رھنا چاھیے !

تمام جرمن سپاھیوں کی طرح الان کو بھی قسم کھانا پڑتی ھے کہ وہ ھر وقت قیصر کی اطاعت و فرمانبری کے لیے مستعد رھیگا- البتہ امن و صلح کے زمانہ میں اس الان کو حلف اٹھانیکی ضرورت نہیں پڑتی جو مقام " بیوریا " میں پیدا ھوتا ھے -

یہ خیال کہ بالاوسط الان نیم وحشی اور بہم " باھو " ھیں ' نہایت درجہ تمسخر انگیز اور بے بنیاد ھے - یقیناً جب خونریزی اور دشمن کے مقابلہ میں اپنے وطن کے لیے معرکہ آرائی انہیں مشغول نہ دیکھے' تو اوسوقت وہ استعارہ کے طور پر تارک الدنیا خاتونوں کی طرح بکری کی کھال کے دستانے نہیں پہنتے - مگر یہ کچھ انہی کی خصوصیت نہیں ھے - ھر سپاھی خواہ وہ کسی قوم کا ھو' ایسے وقت میں یہی کرتا ھے - اگر جنگ نہ ھو تو پھر الان خوش اطوار' خوش طبیعت' اور فرماں بردار انسان ھے -

جرمنی کے ھر ریجیمنٹ میں ڈسپلن نہایت سخت ھے - اس موقع پر بھی الان کے ساتھ اس سختی سے مستثنی نہیں - نن کمیشنڈ افسروں حتی کہ کارپورل اور سارجنٹ تک کو سزا و جزا دینے کا اختیار ھے - اگر ایک عام سپاھی کسی افسر سے شکایت کی جرات کرتا ھے تو اس شکایت کا یہ نتیجہ ھوتا ھے کہ اسکے ساتھ بد سے بدتر سلوک کیا جاتا ھے -

الان ریجیمنٹ کو صفائی کی نہایت شدید تاکید ھے - اگر پریڈ کے وقت کسی الان سپاھی کے پرتلے یا نئن پر گرد و غبار کا ایک دھبا بھی ھو یا کوئی بٹن ڈھیلا ھو تو یہ ایک سنگین جرم قرار پائیگا اور اسکی سزا یقینی ھے - الان سپاھیوں کے کئی کئی گھنٹے روز اپنے بکلس ' پرتلے' اور جوتے وغیرہ کے صاف کرنے میں صرف ھوجاتے ھیں - وہ اپنے بوٹ پر اسقدر پالش کرتا ھے کہ آئینہ کی طرح چمکنے لگتا ھے -

(غـدا اور تنخـواہ)

مجموعی حیثیت سے جرمن سواروں کو بری غذا نہیں ملتی - جب وہ ایکٹو سروس پر ہوتا ہے (یعنی جب وہ کام کرتا ہے مثلاً جنگ میں لڑ رہا ہے یا نمایشی جنگ میں شریک ہے) تو اسے راشن مفت ملتا ہے - ایسے زمانہ میں ڈیڑھ پونڈ روٹی یا بسکٹ' ساڑھے تیرہ اونس گائے کا گوشت' ساڑھے تین پونڈ آلو اور کافی ملتی ہے - یہ ظاہر ہے کہ اس قسم کا راشن ہر وقت اور ہر حالت میں مہیا نہیں ہوسکتا - خصوصاً شدید جنگ میں کہ بسا اوقات کمسریٹ کی گاڑیاں کہیں کی کہیں نکلجاتی ہیں ' اور کبھی تو دشمن کے ہاتھ لگ جاتی ہیں -

ایسے وقتوں میں اسے اپنے " آھنی راشن " سے کام لینا پڑتا ہے - یہ آھنی راشن چھوٹا سا ٹین کا ایک ڈبا ہوتا ہے جس میں گوشت ترکاری خشک کی ہوئی بند ہوتی ہے - یہ ڈبا ہر سپاھی کے ہمراہ رہتا ہے - گرم پانی ' ایک چٹکی آٹا ' اور تھوڑا سا نمک' اچھا خاصا مزیدار سالن تیار ہوگیا !

ایک الان سپاھی کو روپیہ پیسہ اندار نرے کے مواقع بہت کم ملتے ہیں' کیونکہ غذا' وردی' اور دوسری مدوں کے جبریہ قطع کرنے کے بعد اسکے پاس صرف دو پنس (ایک پنس ایک آنے کا ہوتا ہے) کے پیسے بچتے ہیں - تاہم بیمار اور تمباکو سستی ملتی ہے - الننہ جو والدین اپنے لڑکوں کو بہت چاہتے ہیں' وہ اس عرت کے صلے میں جو انہیں لڑنے کے الان ہونیسے حاصل ہوتی ہے' اسکی جیب میں کبھی کبھی چند " پفین اگ " ڈالدیتے ہیں - پفین ڈنمارک کا ایک جرمن سکہ ہے جو پینی کے برابر ہوتا ہے -

(مـدت خدمت)

۱۷ سے ۴۵ سال تک ہر کام نرے کے قابل جرمن لیلیے فوجی خدمت لازمی ہے - عام حالات میں ۲۰ برس سے پہلے فوجی تعلیم شروع نہیں ہوتی - اگر کوئی شخص الان فوج میں داخل ہوتا ہے تو اسے ۳ سال تو ریگلس (عام سپاھیوں) میں اور دو سال سروس (خدمت) میں رہنا پڑتا ہے -

اسکے بعد وہ " لینڈ ویہر " میں آتا ہے - یہاں وہ ۵ - سال تک رہتا ہے - اسکے بعد وہ ۸ سال تک " سکنڈ لوئرن " میں رہتا ہے اور وہاں سے " لینڈ استرم " میں آتا ہے - جب ۴۵ سال کی عمر ہوجاتی ہے تو پھر اسکی مدت خدمت ختم ہو جاتی ہے اور اپنی دنیاوی زندگی بسر کرنے لیلیے آزاد ہوجاتا ہے -

ایجیٹیشن کیلئے کمیشن

ہفتہ وار الهـــلال کی ایجنسی میں نہایت معمول ہے

درخواست میں

جلدی کیجیے - دعوۃ حق کے اعلان اور

هـدایت اسـلامی

کی تبلیغ سے بڑھکر آج دنیا میں کوئی مجاهدہ دینی نہیں ہے -

اسپر نفع مالی مستزاد !

بلقـــان کا عقدہ لا ینحـــل

انگلستان کے مصالح و ضروریات اور اقوام بلقانیہ کے حوصلے

بلقان لیگ کی دوبارہ احیاء کی سعی

اثر : کاتب شہیر ایچ - جی - ویلس

بلقان کی ریاستیں کبھی بھی کوئی مستقل مسئلہ نہ تھیں ' بلکہ ہمیشہ سے انکی حیثیت ضمنی و تبعی رہی ہے - یعنی ایک اور مسئلہ ہے جسکی وہ ایک جزء رہی ہیں - یہی وجہ ہے کہ آج تک کوئی شخص اس مسئلہ کا ایسا کاغذی حل بھی پیش نہ کرسکا ' جسے دوسرا شخص بھی قبول کرسکتا -

اصل یہ ہے کہ معاملات بلقان کو طے کرنے کی کوشش کرنا اور طے کرتے وقت اسٹریا ہنگری کی شاہنشاہی کو نظر انداز کردینا بالکل ایسا ہے ' جیسے کسی اسپتال کے جند مریضوں پر بحث کرنا مگر کسی کے سر ' کسی کے شانے ' کسی کے پیر ' اور کسی کے پیٹ کو نظر انداز کردینا - کیا ایسی بحث لائق قبول ہوسکتی ہے ؟

بلقان اور آسٹریا ہنگری کے باہم ارتباط و وابستگی کی یہ حالت ہے کہ اہل سرویا کا بڑا حصہ اور اہل رومانیا کی ایک کثیر تعداد آسٹریا ہنگری میں رہتی ہے - آسٹریا بحر ایڈریا ٹک کی طرف سرویا کی ترقی کی راہ میں ایک پتھر ہے - یہی پتھر ہے جسکی وجہ سے سرویا کو بلغاریا سے دو گوار جنگ کرنا پڑی -

مگر اب شاید ہر شے بدلگئی ہے - اب انگریزوں کو آسٹریا ہنگری کے احساسات کے متعلق کسی قسم کی تکلیف گوارا کرنے کی ضرورت نہیں - اب ہماری مصلحتیں بلکہ شدید ضرورتیں بلقانی قوموں کے حوصلوں کے ساتھ ہوچ کررہی ہیں -

(سرویا اور بلغاریا)

ہمیں پہلے ان چند لغو اور بے معنی خیالات کو صاف کرلینا چاہیے جنکی بہت سے اچھے آدمی بھی ان ریاستوں میں سے دو ریاستوں کے متعلق تلقین کرتے ہیں - آجکل کچھ ایسا ہوگیا ہے کہ جب کبھی بلغاریا اور سرویا کے متعلق کچھ لکھا یا کہا جائے تو اسطرح کہ گویا یہ دونوں قومیں صاحبوس کن طور پر پرہیزگار ' حلیم پسندگی ' اور حب وطنی میں بورپین قوموں کی رفاقت کے نا قابل ہیں - سرویا کے مقتول بادشاہ اور ملکہ کے قتل سراجیوا کی خونریزیاں ' بلغاریا کی سرویا پر سفاکانہ ' مقدونیہ میں عہد جنگ کی بے پایان دہشت و ستم کاری ' ان امور کو دوبارہ متحد ہونے والی " سرویائے عظمیٰ " دوبارہ پیدا ہونے والی بلغاریا ' اور حسب سابق پھر قائم ہونے والی بلقان لیگ کے خلاف بہت زیادہ وزن پیدا کردیا جاتا ہے -

اب ان جرائم و مظالم سے گذر جانے کی کوئی صورت نہیں ' تاہم اسوقت دنیا کے سامنے جو عالم الشان تنقیحیں پیش ہیں ' ان میں ان واقعات کو انکی واقعی حد تک رہنا چاہیے اور اس سے آگے نہ بڑھنا چاہیے -

* * *

آسٹریا میں اہل سرویا کی کل تعداد ۱۰ ملین ہے - اہل رومانیا کی تعداد بھی اسیقدر ہے - اہل بلغاریا عالباً ۷ ملین ہیں - زبش اور سلوفی ۶ یا ۷ ملین ہیں - مگر ۱۰ ملین سے زاید نہیں ہیں - اسطرح اہل رومانیا بھی اسوقت ۳ ملین ہونگے -

مگر ہر انگریز کے لیے ظاہر ہے کہ جب تک یہ لوگ اجنبی

زیر مانوس زبان بولنے والے حکم رانوں کی محکومی کی قید سے
ں نہ ہونگے' اسوقت تک ان ۶۰ یا ۷۰ ملین انسانوں میں سے کوئی
ھی بھی سیاسی یا اجتماعی حیثیت سے خوش نہیں رھسکتا -

اسی طرح یہ بھی ظاھر ھے کہ جب تک ان لوگوں کی معقول
بقہ سے تسلی نہ ھوجائیگی' اسوقت تک یورپ کا امن مشکوک
یر یقینی رھیگا - غرض در اصل یہی خطہ ھے جس پر فرانس'
لی' انگلستان ' اور اطالیا کے امن کا انحصار ھے -

اسلیے یورپ کے نئے نقشے کی ترتیب اور جنوب و مشرق
پ میں قیام امن و آشتی کا اثر کروروں انسانوں کی زندگی پر
ے - حوالہ یہ اثر اچھا ھو یا خراب -

(قوم کی ایک خونخوار شکل)

س نئے نقشے کی ترتیب اور قیام امن و آشتی میں جن امور
ھت کرنی ھے' وہ ایسے عظیم الشان ھیں کہ انکے مقابلہ میں
ر عمر کے قتل کے واقعات ایک نظر میں غایب ھوجانے والے
ے برابر ھیں -

ک بادشاہ کا قتل جو اپنے انسانوں کے معاملات عشق و محبت
نع تمام قوم کی قسمت کو لوٹنا چاھتا ھو' اور وہ بھی قوم
ھوں سے نہیں ' عام جماعت کے ھاتھوں نہیں ' بلکہ
سروں کا فعل جو اسیقدر محب وطن تھے جسقدر ظالم تھے -
ش کا ایک جال جسمے فردیند کو قتل کیا - ان میں سے
ے تو بھی ان نئی ملین سرزمینوں کی آزادی کی
ں حائل نہ ھونا چاھیے جو اسیطرح بے گناہ ھیں جسطرح نہ
ظر کا ایک کسان '

ے زمانہ میں ھر قوم کی شکل خونخوار و مجرمانہ ھوتی ھے
عدیہ و امریکہ جو سروبا کے قتل اور بلغاریا کے قتل عام پر
رحشت و خوف کا اظہار کررھے ھیں' اگر یہ تصنع نہیں تو
سکاٹلینڈ ' آئرلینڈ ' اور رند انڈین کی تاریخ سے ناواقف
ونا چاھیے - اگر سرویا میں سازش قتل کی پرورش کی
تھی' تو کیا آئرلینڈ اور امریکہ میں فینی این (مخفی
وسائٹیوں کے ممبر) نہ تھے ؟

ویکس پارک نے اعلی پیمانہ پر منظم یا پھیلا قتل کی
م انگریزوں نے نہ تو آئرلینڈ کو ھمیشہ کے لیے آزادی سے
یا اور نہ امریکہ سے جنگ کی -

ں انگلستان و امریکہ جسقدر جلد اپنے اپنے دل تمام
ھم کے خلاف اس مدافعانہ سخن سازی سے خالی کرلینگے
ہ چند ھولناک واقعات ھیں اور جو بوری ھنگاموں
ر کرتے ھیں ' اسیقدر جلد ھم ان لوگوں کو ترقی اور آزادی
ہ دیسکینگے ' اور یہی ایک ضمانت ھے جو آیندہ دو بڑی
عدم امکان کے لیے ھوسکتی ھے -

لیز میں خانماں سوزی و خونریزی کی وجہ سے تمام جرمن
ے والی قوم کے خلاف (جسکی تعداد ۷۰ - ملین ھے)
ارت اور بے رحم انتقام کی قسم کھالو' تو یہ تمہارا فعل
ف اور بالکل بجا ھے - لیکن اسیطرح دوسری قوموں کو
ھنا چاھیے - مظلوم قومیں اور ستم کشیدہ نسلیں
ظلم کے قلعے ھوتی ھیں - یہ جنگ معرکہ تصاویر کا تماشہ
ے - اس موقع میں ملکہ ذرا کا اور ارچ ڈیوک فردیند کی
نہیں ھیں - ایک مدبر کا کام یہ نہیں ھے کہ وہ گذشتہ باتوں
یا کرے' بلکہ اسے حال کے امکانات اور مستقبل کی امیدوں
ن کرنی چاھیے !

(اولین بلقان لیگ)

ات ایک واضح امکان یہ ھے کہ بلقان لیگ دوبارہ زندہ ہو
ھے' اور ان دوبارہ اٹھنے والی قوموں کی امیدوں میں اور
اپنے مصالح میں تطبیق دیجاسکتی ھے - اس بار خیر میں انگلستان ایک بار فرما اور راہ راست دور تمثیل کرسکتا ھے - بلقان لیگ کی شکست تمام دنیا میں آزاد خیال رایوں کیلیے ایک گہری مایوسی تھی -

مگر یہ ایسی مصیبت نہیں کہ دور نہ ھوسکے - اتفاق تعجب انگیز تھا - اتفاق تعجب انگیز نہ تھا - اور اس اتفاق کی وجہ سرویا کی مخالفت تھی جو اسکے دوستوں کے طرف سے نہیں بلکہ اسکے دشمن آسٹریا کی طرف سے ھوئی تھی -

اب آسٹریا کا خیال نہیں رھا - اسوقت رومانیا اور بقیہ تینوں سلطنتوں کیلیے ھمارے ساتھہ عام اتفاق اور یکجائی عمل کے ساتھہ کام کرنے میں واضح اور معقول فائدہ ھے -

یونان کے لیے ایپرس ' جزائر ایجین ' اور قبرص (ھم اسکو چھوڑ سکتے ھیں) میں کافی معارضے موجود ھیں - بلغاریا میں مقدونیہ کی فیاضانہ اصلاح کا کام موجود ھے اور شمال کی دو سلطنتوں کی طبیعی توسیع ابھی ظاھر ھوچکی ھے - ان ریاستوں کو ھماری طرف سے ھوئے منعقدہ طور پر کسی زور زبردستی سے جو شے مانع ھوتی ھے' وہ درحقیقت صرف نے اعتمادی اور عداوت ھے جو پہلی بلقان لیگ کی شکست کی وجہ سے ھنوز باقی ھے - وہ جلد باھم ایک دوسرے پر اعتماد نہیں کرینگے - لیکن وہ انگلستان پر بخوشی اعتماد کرینگے (؟) وہ اب ایک ایسی کانفرنس میں بخوشی بیٹھینگے جسمیں انگلستان' روس' اور اطالیہ کے قائمقام ھوں' اور انکو یہ یقین دلایا جائے کہ یہ فیصلہ دائمی ھوگا اور پھر ایک ھی دن میں انکے پیش اندیشیدہ حدود کے ھر امر کو طے کردیا جائیگا - وہ ایسی صلح بخوشی کرینگے جو ایک صدی تک قائم رھے -

انگلستان مصالحت کرانیکے علاوہ کچھہ اور بھی کرسکتا ھے - وہ انہیں مالی مدد دیسکتا ھے اور اسطرح آسٹریا اور جرمنی پر عقب سے حملے کیلیے ۶ یا ۷ لاکھہ جنگ کے خوگر سپاھیوں کی کمک مل سکتی ھے -

(اطالیہ اور موجودہ جنگ)

اسکے علاوہ اگر بلقان لیگ پھر قائم ھوگئی تو یہ بمشکل ممکن ھوگا کہ اطالیا اس جنگ میں شرکت سے انکار کرے - کیونکہ جب سروی " ڈلمیشیا " میں ھونگے تو اسوقت اطالیوں کو ٹریسٹ اور ایڈریاٹک میں داخلہ سے باز رکھنا بمشکل ممکن ھوگا اور روسی سیلاب کو ٹرین تک راستہ ملنے سے بہت پہلے (جسکا انتظار سرگرمی کیساتھہ ھو رھا ھے) اسکی جنوبی حملہ آور فوجیں والنا میں ھونگی -

اس جنگ کے محدود رھنے کا زمانہ گیا - اب تو وہ وقت آگیا ھے کہ ھر وہ سپاھی جو میدان جنگ میں لڑنے جاتا ھے' فوج کی جانکنی کی مدت کا ایک حصہ کم کردیتا ھے -

یہ بلقان لیگ نے صرف جنگی فوائد نہیں ھیں جنکا مجھے اسقدر خیال ھے دوبارہ زندہ ھونیوالے یورپ کیلیے صلح کی ایک بلقان لیگ کی شدید ضرورت ھے - بلکہ یہ لیگ تمام عالم کے اطمینان کیلیے بھی ضروری شے ھے - (باستثناے عالم اسلامی - الھلال) میں پھر کہتا ھوں کہ قطعاً اس بلقان لیگ کی ضرورت ھے - اگر والشالر کے انسان اور امن و امان کے ساتھہ اپنی بھیڑوں کے گلے چرانا ھیں - اگر لوگوں کو چکاگو اور یوکوھیما میں خوشحال اور کامیاب ھونا ھے' تو شاید " بلقان لیگ " کافی طور پر وسیع نہیں - کیونکہ جزیرہ نماے بلقان میں رومانیا نہیں ھے - اگر یہ فیصلہ دیرپا ھونے والا ھے تو اسمیں اطالیا کو بھی ضرور شریک ھونا چاھیے -

اگر یورپ کا فیصلہ آزادانہ اصول پر کیا گیا تو اسکی وجہ سے ۲۰ ملین آبادی کی یہ مختلف سلطنتیں پیدا ھوجائینگی ' جنمیں سے کوئی بھی تنہا اپنی حفاظت کے قابل نہ ھوگی البتہ مجموعی حیثیت سے وہ دنیا کی قوی ترین طاقت ھونگی - اسکے ساتھہ یہ بھی ظاھر ھے کہ باھم ایک عام رابطہ اور مفاھمت کے ذریعہ وابستہ ھوجائینگی -

مذاکرۂ علمیہ

تـــار پیـــدو

غالباً جدید بحریات میں سب سے زیادہ خطرناک اختراع "تارپیدو" ہے - اسکے بے پناہ خطرے کا اندازہ اس اعلان سے ہوسکتا ہے جو انگلستان کے امیر البحر سر پرسي اسکاٹ نے اعلان جنگ سے کسیقدر قبل کیا تھا :

" ان زیر آب کشتیوں نے جنگي جہازوں کو ایک متروک الاستعمال شے بنا دیا ہے - ان پانی کے اندر چلنے والی کشتیوں نے جو حملہ کے ایک تنہا ہتھیار کي حیثیت سے تار پیدو کو اپنے ہمراہ رکھتي ہیں' بھاري بھاري توپوں سے مسلح جہازوں کو چشم زدن میں مغلوب کولیا ہے "

(تار پیدو کي اختراع)

تارپیدو کی ایجاد سنہ ۱۸۶۶ع میں ہوئي ہے - اسکا مخترع " لیز" نامی ایک آسٹرین صناع ہے - لیز آسٹرین بیڑے میں کپتان تھا - اسوقت اس ایجاد کي کائنات صرف ایک کشتی تھی جسمیں آتشگیر مادے بھرے ہوتے تھے - اس کشتي میں ایک اسٹیم انجن یا کلاک ورک مشینري ہوتی تھی جو اسے چلاتي تھي - اسکي رہنمائی چند تاروں کے ذریعہ ہوتي تھی جو ساحل کے اسٹیشن یا کسی بڑے جہاز تک آتے تھے اور اسی ساحل یا جہاز کي چھت پر سے اسکے رہنماؤں کی جاتی تھی -

یہ تارپیدو اپنی ہئات و سٹل اور طریق عمل میں بالکل مسٹر بریئین کے تارپیدو کے مشابہ تھا - ان دونوں تارپیدوں میں جو چیز اسکے اور کچھ فرق نہ تھا وہ اول الذکر سطح آب کے اوپر کام کرتا تھا اور دوسرا پانی کے اندر -

انسان کی تمام ایجادوں کی طرح تارپیدو بھی اپنے ابتدائی عہد اختراع میں غیر مکمل اور محتاج اصلاح تھا - مگر خوش قسمتی سے اسکو ایک خریدار ملگیا جس نے اسکی تکمیل اپنے ذمہ لے لی -

یہ خریدار مسٹر رابرٹ رھالٹ ہیڈ تھا

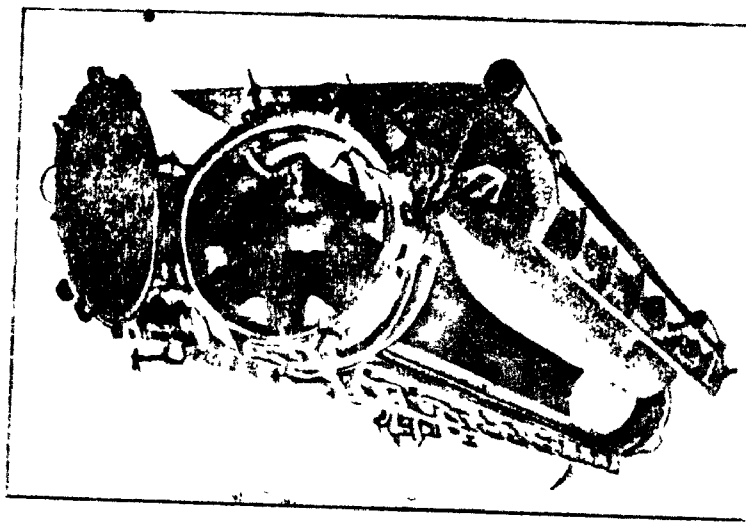

تصویر (۱)

رھالٹ فیوم کے ایک کارخانہ کا ڈائریکٹر تھا - اوسنے اس نامکمل ایجاد کو لیز سے خرید لیا' اور اسکي اصلاح و تکمیل پر خاص طور سے توجہ کي -

رھالٹ اس موضوع پر دو سال تک غور و خوض کرتا رہا - بالآخر سنہ ۱۸۶۸ع میں ابتدائی مشکلات مغلوب ہوے' اور ایجاد اس حد تک مکمل ہوگئی کہ اسکا اعلان کیا جاسکے -

انگلستان نے رھالٹ سے "شیرنیس" میں مدعو کیا تاکہ اسکی ترقی یافتہ تارپیدو کا تجربہ کیا جاے' اور اگر اس امتحان میں وہ کامیاب ہو تو انگریزي بیڑے میں بھي یہ اختراع روشناس کي جاے

رھالٹ ہیڈ نے اس دعوت کو منظور کیا اور دو تارپیدو کشتیاں سالبہ انگلستان پہنچا - ان میں سے ایک کا قطر ۱۶ - انچ اور دوسرے کا ۱۴ - انچ تھا - ۱۶ - انچ قطر والی تارپیدو کي زد ۳ ہزار میٹ' اور ۱۴ - انچ والی کي ۲ ہزار میٹ تھي ' اور دونوں کي شرح رفتار زاید سے زاید ۷ بحري میل - (بحري میل کو انگریزي میں " ناٹ " کہتے ہیں جو ۸۰ - ۶۰ فیٹ کا ہوتا ہے)

اس امتحان میں ترقی یافتہ تارپیدو کشتیاں پوري طرح کامیاب ثابت ہوئیں - اسلیے امیر البحر نے ۱۵ ہزار پونڈ میں اس اختراع کے تمام حقوق خرید لیے اور یہ شرط لگائي کہ ایک خاص جماعت کو اسکے بنانیکی تعلیم بھي دینا پڑیگي' اور آیندہ جسمیں اضافے یا اصلاحیں ہونگی انسے فائدہ اٹھانیکا حق بھي صرف انگریزي بیڑے ہي کو حاصل ہوگا -

(تارپیدو کیا ہے ؟)

تارپیدو کے متعلق عام طور پر لوگوں کو غلط فہمیاں ہیں' نہ صرف ہندوستان وغیرہ میں بلکہ خود انگلستان میں بھي بہت لوگ بہت کم صحیح راے رکھتے ہیں -

مشہور اخبار " گلوب " کا ایک مضمون نگار لکھتا ہے :

" تارپیدو کیا ہے ؟ اسکے متعلق اسوقت تک اچھے خاصے بڑے لکھے اور پڑھے لوگوں میں بھی غلط فہمي پھیلي ہوئي ہے - لوگ عموماً یہ سمجھتے ہیں کہ تارپیدو میں [illegible] کا عملہ بھی ہوتا ہے [illegible] کوئی خاص طرح کی آلہ [illegible] رکھتی ہے - حالانکہ اسکی کوئی بھي اصلیت نہیں - تارپیدو [illegible] ایک پورا جیتا جاگتا [illegible] (پورا جیتا جاگتا سے یہ مطلق ہے [illegible] سے یہ ہوتا ہے جو آگے [illegible] پھینکی جاے - خواہ وہ [illegible] فولاد کا ہو یا لوہے کی کوئی

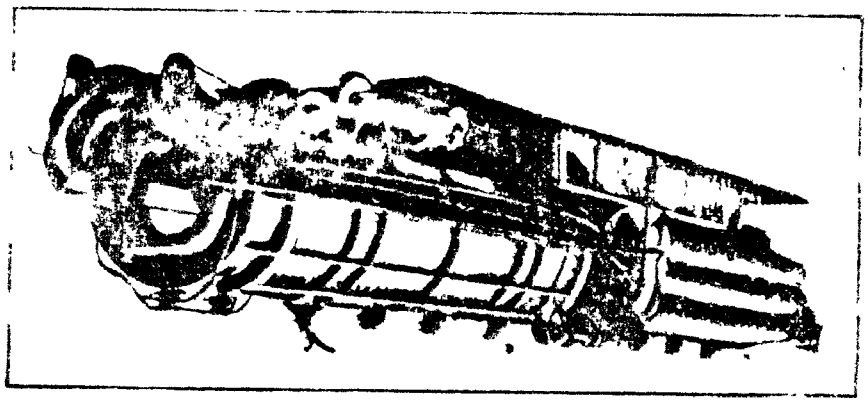

تصویر (۲)

گولي اور شے) اس میں اور توپ کے گولوں میں یہ فرق ہے کہ توپ جب گولہ پھینکتي ہے تو وہ اوپر کي جانب جاتا ہے - اگر اسکي زد طویل ہو تو ۲۵ سو فیٹ تک بلند ہوسکتا ہے اور پھر نشانہ پر لگنے کے لیے نیچے کي جانب اترتا ہے -

لیکن تار پیڈو کي حالت اس سے مختلف ہے - وہ تار پیڈو کي نلکي کے ذریعہ یا کسي اور طریقے سے پھینکا جاتا ہے - مگر توپ کے گولے کي طرح اوپر کي جانب نہیں جاتا بلکہ نکل کے تھوڑي دیر ٹھہر جاتا ہے اور اسکے بعد پاني کے اندر ہي اندر چلا جاتا ہے - پاني کے عمق کي مقدار پھینکنے والے کي راے و تجویز پر موقوف ہے - وہ جسقدر عمیق پاني میں چاہے تار پیڈو کو لیجاسکتا ہے اور اپنا کام انجام دیسکتا ہے - لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ صرف پھینکنے والے کا ارادہ ہي اس بارے میں کافي نہیں ہے' بلکہ اسکے ساتھہ خود تار پیڈو کي ساخت میں بھي اسکي رفتار و عمق کي ضروري استعداد ہوني چاہیے - اگر اسکي مشین اسطرح نہیں بنائي گئي ہے کہ وہ مختلف درجہ کے عمق میں تار پیڈو پھینک سکے تو تار پیڈو پھینکنے والے کا محض ارادہ کچھہ نہیں کرسکتا -

تار پیڈو اور گولے کا ایک اصولي فرق تو یہ تھا - دوسرا اساسي فرق یہ ہے کہ گولے کي سرعت رفتار کا دار و مدار ان آتشگیر مادوں کي قوت و ضعف پر ہے جسے اسے توپ کے دھانے" سے نکالتے ہیں - لیکن تار پیڈو اپني سرعت رفتار کے لیے اس قسم کے مادوں کا محتاج نہیں ہے - خود اسکے جسم کے اندر بھي پرو پلنگ مشین ہوتي ہے - یہي مشین تار پیڈو کو باہر نکالتي ہے اور اسکي قوت و ضعف پر تار پیڈو کي سرعت و سست رفتاري موقوف ہے - تار پیڈو کي ابتدائي حرکت خواہ دبي ہوائي ہوا کے ذریعہ سے ہو (جیسا کہ تار پیڈو ٹیوب میں ہوتا ہے) یا بارود کے ذریعہ ہو' دونوں حالتوں میں جب تار پیڈو نکلتا ہے تو پاني سے ٹکراتا ہے - اس تصادم سے ایک پرزہ ہٹ جاتا ہے جو پہلے ایک قسم کي روک کا کام کرتا تھا - اس روک کے ہٹ جانے سے انجن چلنے لگتا ہے اور بعض مخفي انتظامات کے ذریعہ (جو ایک بحري افسر کي ایجاد ہیں) ایک شدید حرارت پیدا ہو جاتي ہے - اسي حرارت کي وجہ سے دبي ہوئي ہوا کي مقررہ مقدار تار پیڈو کو بہت دور تک لیجاتي ہے -

(تار پیڈو ٹیوب)

اس مضمون میں آپ تین تصویریں دیکھتے ہیں - یہ ایلسوک تار پیڈو ٹیوب ہیں - " تار پیڈو ٹیوب " سے مراد وہ نلکي ہے جو تار پیڈو کے گولے کو دشمن کے جہاز پر اتارتي ہے -

تار پیڈو ٹیوب پہلے کہربائي طاقت سے چلتي تھي مگر اب پاني کے زور سے چلتي ہے - یہ آبي طاقت اسکے لیے یا تو جہاز مہیا کرتا ہے یا برقي اور دستي پمپ کے ذریعہ حاصل کي جاتي ہے - اس پمپ کے ذریعہ في مربع انچ ۱۵۰۰ پونڈ تک دباؤ پیدا کیا جا سکتا ہے - بالفاظ واضح تر پمپ کے ایک مربع انچ پاني کا دباؤ اس شے کے دباؤ کے برابر ہوتا ہے جسکا وزن ۱۵۰۰ پونڈ ہے !

اس پمپ کے لیے برقي طاقت ضروري نہیں ہے - چار آدمي اگر ہاتھہ سے چلائیں تو اتنا دباؤ پیدا ہوسکتا ہے جو اس مشین کے تمام کاموں کو کافي سرعت کے ساتھہ انجام دیگا (دیکھو تصویر نمبر ۳ - اسمیں تین آدمي ہوا بھر رہے ہیں)

پہلي تصویر میں مشین کے پہلو کي طرف ایک دروازہ سا نظر آرہا ہے - یہ دروازہ بھي پاني کي طاقت سے بند ہوتا ہے - یہاں ایک چونگا ہے جو پاني کي طاقت سے تار کي رسي پر حرکت کرتا ہے - رسي کے سرے چند چرخیوں پر سے گزرتے ہوے دروازے کے کنارے آکے مل جاتے ہیں -

ایک شکنجہ اس دروازہ کو روکے رہتا ہے ' اور وہ بھي پاني ہي کي طاقت سے حرکت کرنے والے چونگوں پر منحصر ہوتا ہے - اسکا مقصد یہ ہے کہ جب تک دروازہ اچھي طرح بند نہ ہوجائے اسوقت تک یہ شکنجہ نیچے نہ گرے - چند سوراخ اسطرح بنائے گئے ہیں کہ شکنجہ گرنے نہیں پاتا -

(یہ مشین کیونکر گولے باري کرتي ہے ؟)

اس مشین میں پاني کي طاقت سے چلنے والا چونگا ہوتا ہے - چونگے کے ساتھہ ایک ریک ہوتا ہے (ریک میکنکس کي اصطلاح میں ایک سیدھي یا خفیف سي ٹیڑھي سلاخ ہے جسکے ایک جانب دانت بنے ہوے ہیں تاکہ دندانہ دار پہیوں کے اندر کام کرسکے) ریک ایک دندانہ دار پہیے کو گھماتا ہے اور وہ ایک دوسرے دندانے دار پہیے کے ذریعہ ایک زنجیر سے وابستہ ہے - زنجیر ایک شیفٹ کو کھینچتي ہے - شیفٹ سلاخ کا ایک ٹکڑا ہے جسکے ایک سرے پر دندانہ دار پہیا جڑا ہوتا ہے - یہ آخري پہیا ایک دوسرے ریک سے ملا دیا گیا ہے - یہي ریک اندر کي نلکي کي چوٹي پر بھي نصب ہے -

جب ریک گھومتا ہے تو اسکي گردش سے یہ نلکي اندر یا باہر آجا سکتي ہے -

جس شیفٹ کا ابھي ذکر کیا گیا ہے' وہ ایک دوسري زنجیر سے وابستہ ہوتا ہے - اس زنجیر کو دو پہیے کھینچتے ہیں - ایک پہیہ اندر کي طرف ' دوسرا باہر کي جانب -

یہاں ایک نشاني ہوتي ہے جو اس پہیہ کو مشعول رکھتي ہے جو نلکي کے اندر کسي شے کے دورے کے لیے ضروري ہے -

تار پیڈو نلکي میں ایک " رزرو اٹر" یعني حوض ہوتا ہے جس میں ہوا بھري رہتي ہے - اس ہوائي حوض میں جب دباؤ في مربع ۱' انچ ۳۰ پونڈ تک پہنچ جاتا ہے ' تو ایک سلنڈر میں (جس کو اردو میں چونگا یا نل کہنا چاہیے) ایک آلہ متحرک ہوجاتا ہے جسے پسٹن کہتے ہیں - پسٹن ایک چھوٹے سے پہیے کا نام ہے جسکي شکل چوکے کي سي ہوتي ہے - وہ نلکي کے سرے میں آکے اس طرح ٹھہر جاتا ہے کہ اگر چاہیں تو باري باري سے آگے اور پیچھے اسے حرکت دیں - اردو میں کسي قدر توسع و تجوز کے ساتھہ اس کا ترجمہ ڈاٹ یا کاگ بھي ہو سکتا ہے -

یہاں ایک اور آلے کي صورت بھي ذہن نشیں کرلینی چاہیے جسے " ریلو " کہتے ہیں - ریلو سے مقصود ایک قابل حرکت پردہ ہے جو

تصویر نمبر [۳] : تار پیڈو کي مشین میں ہوا بھري جارہي ہے !

نلکي کے اوپر ہوتا ہے' اور اس طرح جڑا ہوتا ہے کہ ایک طرف کھلتا ہے اور دوسري جانب بند ہو تا ہے - پسٹن کے متحرک ہونے سے نلکي کا دہانہ کھل جاتا ہے - اُس کے کھلنے کے بعد ہوا کا دباؤ سلنڈر پر ہوتا ہے جو اندر اور باہر آتا جاتا رہتا ہے' ساتھہ ہی پنجہ کھلجاتا ہے - اور ان تمام ترتیبات کے بعد ہوا کا دباؤ پسٹن کے اُسے کي طرف نلکے اس طرح ٹہر جاتا ہے کہ نلکي اندر آ جا سکتی ہے -

تارپیڈو ٹیوب کے سر ہونے کے بعد ہوائي حوض میں ہوا کا دباو کم ہونا شروع ہوتا ہے ' اور جب ۲۵ پونڈ فی مربع انچ سے بھي کم رہجاتا ہے تو اس وقت ایک کمانی کے ذریعہ پسٹن اپنے سلنڈر میں پھر واپس چلا آتا ہے - پسٹن کے اندر واپس آجانے سے اندر کي طرف کا پنجہ پھر مشغول ہوجاتا ہے اور ہوائي دباو سلنڈر پر پڑنے لگتا ہے - اسکي وجہ سے نلکي خود بخود اندر چلي آتي ہے -

اس مشین میں دو دستي بیلن بھي ہوتے ہیں - انکا کام یہ ہے کہ وہ برجہ کو سنبھالے رہتے ہیں - بیلن ایک پن کے ذریعہ باہم وابستہ ہوتے ہیں - جب پن ہٹا دي جاتي ہے تو پسٹن اور دونوں پنجے حسب دستور کام کرنے لگتے ہیں اور نلکی اندر اور باہر آنے جانے لگتي ہے' بشرطیکہ آتشبار حوض خالي نہ ہو گیا ہو -

ویک اگر کسي وجہ سے اپنی جگہ سے ہٹ جاے تو یہ بیان اسکو ٹھیک بھی کر دیتے ہیں -

تارپیڈو ٹیوب کے متعلق حال میں " گرانگو " نامی جہاز کے تجارب نہایت کامیاب ثابت ہوے ہیں - اسمیں ۱۲' انچ کي ایلسوک تارپیڈو ٹیوب نصب کي گئي تھیں - اس جہاز کي رفتار اثناء تجربہ میں زائد سے زائد ساڑھے ۲۵ ناٹ تھی -

جاپاني جہاز " ہیبي " زیر تعمیر ہے - اسمیں اسطرح کي ۸ - مشینیں ہونگی - ٹرکي کے جو دو جہاز انگلستان میں بنے تھے' ان میں بھی یہ مشینیں نصب کي گئي تھیں' مگر افسوس کہ اب انکا تجربہ انگلستان کریگا - کیونکہ اس نے جہازوں پر قبضہ کر لیا ہے اور جنگ چھڑ جانے کی وجہ سے ٹرکي انسے محروم رہگئي ہے -

(جدید تارپیڈو)

جدید تارپیڈو کي شکل ایسی ہوتی ہے جیسے دونوں جانب سے گاؤدم سگار کی ہوتی ہے - (دیکھو تصویر ۳) البتہ اسکے سرے پر ایک ابھرا ہوا حصہ ہوتا ہے جسکو انگریزي میں نوز (ناک) کہتے ہیں - اس نوز میں چند پرزوں کا سلسلہ ہوتا ہے جنکا نام وہسکر (گل مچھے) ہے -

ان وہسکروں کی یہ خاصیت ہے کہ انکي ایک ہلکی سي ٹکر بھی تارپیڈو کے مشتعل ہونے کیلیے کافی ہوتی ہے -

تارپیڈو کی نلکی میں اس مقام پر ایک پنکھا بھی ہوتا ہے - جب تارپیڈو نلکي سے روانہ ہونے لگتا ہے تو یہ پنکھا از خود کھل کے متحرک ہو جاتا ہے - پنکھے کا مقصد یہ ہے کہ جب تک تارپیڈو اس جہاز یا کشتی سے کسی قدر فاصلے پر نہ پہنچ جاے جس سے وہ پھینکا جاتا ہے ' اسوقت تک زیادہ حرارت نہ پیدا ہونے پاے - کیونکہ اگر جلد گرمی پیدا ہو جاے تو یہ خطرہ ہے کہ شدت حرارت سے راستے ہی میں پھٹ جائیگا' اور بوجہ قرب کے خود اپنے ہی جہاز کو زخمی کردیگا -

تارپیڈو کے ابتدائی حصے میں ۳ سر برانڈ " گن کاٹن " (ایک بہت ہی سخت آتشگیر مادہ) ہوتا ہے - " گن کاٹن " میں ایک پرزہ کے ذریعہ آگ پیدا ہوتی ہے جسکو " ڈیٹونیٹر " کہتے ہیں - یہ ڈیٹونیٹر وہسکروں کے ذریعہ چلتا ہے -

تارپیڈو کے دوسرے حصہ میں دبی ہوائی ہوا ہوتي ہے' لیکن جدید ترین تارپیڈو میں ایک اور کمرہ بھی ہوتا ہے جس میں حرارت انگیز آلات ترتیب دیے گئے ہیں - ان آلات کي وجہ سے جو حرارت پیدا ہوتي ہے اس سے دبي ہوئي ہوا کی قدر و قیمت اور تاثیر بہت زیادہ ہوجاتي ہے - ہوا سے بھرے ہوے حصے کے بعد وہ حصہ ہوتا ہے جسمیں انجن لگایا جاتا ہے - اس کے بعد وہ حصہ آتا ہے جسکو " برائے اینسي چیمبر " کہتے ہیں - یہ حصہ کم و بیش خالي ہوتا ہے' اور صرف اسلیے رکھا گیا ہے کہ تارپیڈو بقدر ضرورت تیرتي رہے - کیونکہ ایک مجروح جسم جب کسي دوسرے جسم سے ملیگا تو اس دوسرے جسم کو ڈوبنے نہیں دیگا اور سنبھالے رکھیگا -

تارپیڈو کے آخري حصہ میں جسکو ٹربل (دم) کہتے ہیں " پراپلر" یعنی آگے بڑھانے والا آلہ اور " رڈر " ہوتا ہے - (رڈر وہ آلہ ہے جس سے کشتي کا رخ بدلا جاتا ہے' اسکو اردو میں پتوار اور عربی میں سکان کہتے ہیں)

ہر تارپیڈو میں ایک " گالي روس کوپ " بھي ہوتا ہے - گالي روس کوپ ایک آلہ ہے جس سے گردش کی مختلف خصوصیات معلوم ہوتي رہتی ہیں - تارپیڈو کیلیے یہ بہت ضروري ہے - اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ کشتي ٹھیک راستے پر جا رہی ہے یا نہیں ؟

زد کا طول ۱۰- ہزار گز سے بڑھاے ۱۲ ہزار گز کردیا گیا ہے - یہ تمام مسافت تقریباً ۳۰ میل بحري کی شرح رفتار کے حساب سے طے ہونا چاہیے - ظاہر ہے کہ جب ۱۲ ہزار گز کا طول ۳۰ بحري میل شرح رفتار کے حساب سے قطع کرنا ہو تو اسوقت قادر اندازي کا سوال کسقدر اہم اور کس درجہ نازک اور مشکل ہے ؟

(تارپیڈو کے مقابلہ میں حفاظت)

انسان کي جنگی ایجادات کا عجیب عالم ہے ! جب کبھي وہ کوئي تباہ کن شے ایجاد کرتا ہے تو ایک ایسی ایجاد کی فکر میں سرگرداں رہتا ہے جو اس برباد کن آلہ کے مقابلہ میں سپر کا کام دے - علی ہذا جب کبھي وہ کوئي محافظ شے ایجاد کرتا ہے تو اسکو یہ خیال دامنگیر ہوتا ہے کہ کوئي ایسی شے ایجاد کیجیے جو اس محافظ آلہ کو بیکار کردے -

انسان کے دشمن کے حملے سے محفوظ رہنے کیلیے آہن پوش جہاز تیار کیے' مگر کیا ان آہن پوش جہازوں میں بھي وہ محفوظ رہسکا ؟ جہاں تک توپوں کي آتشباري کا تعلق ہے عام طور پر انگریزي ماہرین بحریات کي راے ہے کہ درع یا وہ غلاف آہني جسمیں جہاز ملفوف ہوتا ہے ' توپوں کي آتشباري کے مقابلہ میں بالکل بیکار ہے -

لیکن جب توپوں کے بدلے تارپیڈو کا نام آتا ہے تو یہ مسئلہ اور بھی نازک ہو جاتا ہے -

اسی بنا پر بعض مستقبل اندیش اشخاص کی راے ہے کہ بحری مدافعت کی اسکیم میں سے جنگي جہاز کو نکالدینا چاہیے -

بہر نوع تارپیڈو کے حملے سے بچنے کیلیے ایک قسم کا جال بھی ایجاد کیا گیا ہے جو " تارپیڈو نیٹ " کہلاتا ہے - یہ جال جہاز سے کسیقدر فاصلے پر رہتے ہیں اور اسے تارپیڈو کے حملے سے بچاتے رہتے ہیں -

بصائر و حکم

فاتحـــین کا داخلـــہ

مفترحہ ممالک میں

تاریخ اسلام کا ایک صفحہ

بہ تقریب فتح بلجیم و ورود فاتحین لوین و بر و سلز

ان الملوک اذا دخلوا قریۃ ، جعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ و کذالک یفعلون

فوجوں کا سیلاب جب میدان جنگ کی طرف بڑھتا ہے تو اوسکے اندر سے ' غیظ و غضب ' جوش و غرور ' اور بغض و انتقام کی لہریں اوٹھتی ہیں - قدیم جنگی داستانوں بلکہ ملکی تاریخوں میں جنگ کے جن نمایاں واقعات کے گم شدگی کی عام شکایت کی جاتی ہے ' اونکو زیادہ تر انہی طوفان خیز موجوں نے اپنی آغوش میں چھپا لیا ہے - سمندر میں جب طوفان خیز لہروں کا تلاطم برپا ہوتا ہے تو اوسکے درد انگیز نتائج کا حال اون لوگوں کو معلوم نہیں ہوسکتا جو شام کے وقت ساحل کے کنارے اسلیے جمع ہوجاتے ہیں کہ سطح سمندر کے ہر جدید تغیر سے ایک نیا لطف اوٹھالیں - اونکی حقیقت سے صرف وہی خانہ ویران واقف ہوسکتے ہیں جنکے گھر کی دیواروں سے یہ سیلاب ٹکرا کرگذر گیا ہے -

یونانی فوجوں کے جنون خیز جوش اقدام ' وحشت انگیز ہجوم ' اور سودا زدہ تگ و دو کی داستان سکندر نامہ کے اوراق کی سطح پر اگرچہ ذوق نظر کے لیے ایک مقناطیس کشش رکھتی ہے ' لیکن اوسکا افسانۂ عبرت صرف ایران کے کھنڈر ہی سنا سکتے ہیں - نظامی نے صرف یہ افسانہ سنا تھا ' اور انہوں نے اسکو دیکھا بھی ہے !

دنیا میں اب بھی معرکہ کارزار گرم ہوتے ہیں ' فوجیں جوش و غرور میں بادل کی طرح امنڈ آتی ہیں - بجلی کی طرح کوندتی ہیں ' سیلاب کی طرح آگے بڑھتی ہیں - بیسویں صدی کے مناظر جنگ میں اگرچہ قدیم زمانے کے خوفناک چہرے ' رولیں تن انسانوں کے ہاتھ پانوں ' اور ہفت خوان سیاحت کے عجیب و غریب مراحل نظر نہیں آتے ' تاہم "مہذب" انسانوں کا یہ سیلاب بھی جب کسی شہر پناہ سے ٹکرا تا ہے ' تو ایران و بابل کے بوسیدہ کھنڈر دوبارہ ہمارے سامنے آجاتے ہیں ' اور خانہ بدوش انسانوں سے کہیں زیادہ تمدن مظلوم چیخ اٹھتا ہے -

(۲)

لیکن دنیا کی ہر ابتداء اور انتہا کے درمیان ایک کڑی اور بھی ہوتی ہے جسکا تناسب صرف ان دونوں سلسلوں کے بیچ میں رکھنے ہی سے نمایاں ہو سکتا ہے - گذشتہ قوموں کے جنگی کارناموں کی داستانیں بیت المقدس ' بابل ' اور ایران کی چار دیواریاں سنا چکیں ' جدید دور کے فنون حربیہ و مدافعت عسکریہ کا نظارہ لیژ و نامور کے قلعوں کی برجیوں پر سے کیا جاسکتا ہے ' لیکن تاریخ کی زبان کسی زمانے میں بند نہیں رہی ہے - دور قدیم و دور جدید کے وسط میں ایک زمانہ اور بھی گذرا ہے جس میں ایک گمنام قوم صحراے عرب سے اوٹھی ' سیلاب کی طرح بڑھی ' اور موج کی طرح تمام کرۂ ارضی پر پھیل گئی - دنیا نے اس سیلاب کی رو میں بھی ظلم و درندگی کی ان لہروں کو دیکھنا چاہا جو ہمیشہ فوجوں کے طوفانوں میں اوٹھتی رہتی ہیں ' لیکن ذوق نظارہ ناکامیاب ہوکر گوشہ چشم میں چھپ گیا - دنیا نے دیکھا کہ وہ مختلف مادی طاقتوں سے ٹکرائی ' بڑے بڑے قلعوں سے ٹکر لڑی ' عظیم الشان پہاڑوں کو ٹھوکر لگائی ' اور بالآخر تمام کرۂ ارضی کو اچھالکر رکھدیا ' تاہم نہ تو کسی جھونپڑی کو ارجازا ' نہ کسی گھر میں آگ لگائی ' نہ کسی عظیم الشان محل کو برباد کیا ' نہ تمدن کی یادگاریں مٹائیں ' اور نہ تہذیب کے آثار قدیمہ منہدم کیے - وہ فاتحانہ جوش میں سیلاب کی طرح بڑھی لیکن جب ممالک مفتوحہ میں داخل ہوئی تو گرداب کی طرح سمٹ گئی !!

(۳)

دنیا نے اس عجیب و غریب متضاد منظر کو دیکھا اور دم بخود ہوکر رہگئی - صرف ایک ابن خلدون کی زبان میں حرکت نطق باقی رہگئی ہے - وہ اسکے فلسفیانہ عقل و اسباب پوچھنا چاہتی ہے لیکن روحانیت کے دریا میں عقل و فلسفہ دونوں غوطہ کھا جاتے ہیں - یہاں یہ سوال بالکل بیکار ہے - تاہم اگر ہم باتی فلسفۂ تاریخ کی خواہش پوری کرسکتے ہیں تو ہمکو اوسکے پورا کرنے میں دریغ نہ کرنا چاہیے -

دنیا میں جب کوئی فوج فاتحانہ جوش میں میدان جنگ کا رخ کرتی ہے ' تو اسکے دل کو مختلف طریقوں سے گرمایا جاتا ہے - طبل و قرنا کی ہنگامہ خیز صدائیں اوسکا خیر مقدم کرتی ہیں - سپہ سالاروں کی فصاحت اور رجز خوانوں کی آتش بیانی اسے گرمجوشی کے ساتھہ رخصت کرتی ہے ' علم و پرچم لہرا لہرا کر انسانی آتش غضب کو بھڑکاتے ہیں ' وطن پرستی کی مقدس قسمیں دیجاتی ہیں ' قوم پرستی کا حلف اوٹھوایا جاتا ہے ' اور قدیم کارنامہ ہاے شجاعت ایک ایک کرکے یاد دلاے جاتے ہیں -

انہی چیزوں کا پیدا کیا ہوا جوش میدان جنگ میں سنگدلی ' بیرحمی ' قساوت اور وحشت و درندگی کی شکل اختیار کرلیتا ہے ' اور جب کسی شہر ٹکرا تا ہے تو اوسکو چور چور کر دیتا ہے -

لیکن اسلامی فوجوں کی حالت تمام دنیا کے فوجی نظام سے بالکل مختلف تھی - نہ تو دھل و طبل نے اوسکا دل بڑھایا ' نہ اوسکے سامنے آتش بیانوں کی آگ بھڑکائی گئی ' نہ سرخ و سبز جھنڈیوں کے سائے کے نیچے اوسکی نمایش کیگئی ' نہ اوسکے سامنے وطن پرستی کے ترانے گائے گئے ' نہ اوسکے دلوں میں قومیت کی یاد تازہ کرائی گئی ' اور نہ عرب کی قدیم شجاعت کے داستانوں سے اوسکے خون کو گرمایا گیا - وہ خدا کی راہ میں ' حق و صداقت کے عشق میں ' خدا کا نام لیکر اوٹھی ' اور قوموں اور فوجوں کے بے شمار نسلی و ملکی مقصدوں کی جگہہ صرف ایک مقصد روحانی اپنے سامنے رکھا :

لیکون کلمۃ اللہ علیا - تاکہ اللہ کا کلمہ حق سربلند ہو -

وہ صرف ایک اخلاقی دستور العمل لیکر میدان جنگ کی طرف بڑھی :

اغزوا باسم اللہ فی سبیل اللہ - اغزوا ولا تغلوا ولا تغدروا ولا تمثلوا ولا تقتلوا ولیدا - (صحیح مسلم)	خدا کی راہ میں خدا ہی کا نام لیکر لڑنا ' خیانت نہ کرنا ' بد عہدی نہ کرنا ' دشمن کے ہاتھہ پانوں ناک کان نہ کٹنا ' بچوں کو قتل نہ کرنا -
یسروا ولا تعسروا وسکنوا ولا تنفروا (صحیح مسلم	آسانی پیدا کرنا ' دشواری نہ پیدا کرنا لوگوں کو اطمینان دلانا ' مفتوحوں کو وحشت زدہ اور غیر مطمئن نہ کردینا -
استودع اللہ دینکم وامانتکم وخواتیم اعمالکم (ابو داود کتاب الجہاد)	میں تمہارے دین کو ' تمہاری امانت کو ' تمہارے نتائج اعمال کو خدا کے سپرد کرکے تمہیں میدان جنگ میں جانے کیلیے رخصت کرتا ہوں-

الطلقوا باسم الله وعلى ملة رسول الله ! لا تقتلوا شيخا فانيا' ولا طفلا ولا صغيرا ولا امراة ولا تغلوا وضموا غنائمكم' واصلحوا واحسنوا ! ان الله يحب المحسنين .. (ابو داود كتاب الجهاد)

خدا کا نام لیکر' اور رسول الله کے مذهب کے پابند هوکر میدان جنگ میں جاو - بڈھوں کو' بچوں اور لڑکوں کو' اور عورتوں کو هرگز قتل نه کرنا - خیانت نه کرنا ' مال غنیمت کو متفقه طور پر جمع کرنا ' اصلاح اور احسان کرنے والوں هي کو دوست رکھتا هے -

(۴)

یه احکام اگرچه خود اپنے اندر روحاني طاقت رکھتے تھے ' لیکن امیرالعسکر کے احکام کي پابندي اس طاقت میں اور بھی اضافه کردیتي تھی - اسلیے اوس کي اطاعت کے متعلق آنحضرت صلي الله علیه وسلم نے خاص طور پر حکم دیا - اس اطاعت کا مقصد جاه و اقتدار کا قایم رکھنا نه تھا ' بلکه محض اوس شر و فساد کا مٹانا جو فوجوں کے ذریعه عموماً خدا کي زمین میں پھیلتا رها هے :

و من غزا فخرا ورياء وسمعة وعصى الامام وافسد في الارض فانه لم يرجع بالكفاف (ابو داود كتاب الجهاد)

جو شخص فخر پرستي اور نام و نمود کیلیے لڑا اور امام کي نا فرماني کی ' اور خدا کي زمین میں فساد پھیلایا ' تو اوسکو سمجھنا چاهیے که وه جهاد کے ثواب سے خالي هاتھه واپس آیا -

چنانچه جب کسي امیر العسکر نے صرف اظهار اقتدار کیلیے مجاهدین کو کوئی حکم دیا تو فوج کے اکثر حصے نے اوسکي مخالفت کي ' اور جب آنحضرت کو اسکي خبر هوئي تو آپنے لوسکو حق بجانب فرمایا -

ایک مرتبه ایک امیر فوج نے آگ روشن کي اور فوج کو اوس میں جانے کا حکم دیا - فوج کے ایک حصے نے اوس میں جانا چاها لیکن دوسرے فریق نے انکار کیا ' اور کہا که " هم تو آگ هی (دوزخ) سے بھاگ کر یہاں آے هیں " آنحضرت کو خبر هوئی تو فرمایا :

" اگر وه لوگ اوس بھڑکتے هوے شعلوں کے اندر قدم رکھتے تو همیشه آگ (جهنم) هي کے اندر رهتے - اطاعت گناه کے کاموں میں نہیں کی جاتی' اطاعت کا تعلق صرف نیک کاموں سے هے " (ابوداود - کتاب الجهاد) لا طاعة لمخلوق فی معصیه الخالق-

یه اخلاقي احکام اور اخلاقي اطاعت اگرچه قدم قدم پر مجاهدین کیلیے زنجیر پا بن گئی تھی ' لیکن جس قوم نے وحشت کدۂ عرب میں نشو و نما پائي هو ' جس نے صحراے عرب هی میں اپني شجاعت کے جوهر دکھاے هوں ' جو بادیه نشیں بدؤں سے سرگرم کار زار رهي هو ' جو بے سرو سامان اور فاقه مست هوکر گھر سے نکلي هو ' جو هر طرف سے بغض و انتقام کے جذبات مشتعله سے گھري هوئی هو ' وه دفعتاً اس قدر مهذب ' سیر چشم' اور صلح جو نہیں هو جاسکتی که اوسکے اخلاقی دامن پر ایک دهبه بھي نظر نه آے ' اسلیے اوس سے قدرتی طور پر بعض جزوي فروگذاشتیں هوئیں - لیکن تبھی بھی ان فروگذاشتوں کي حوصله افزائي نہیں کیگئي' بلکه اون سے روکا گیا - ان غلطیوں کی داد نہیں دي گئی' بلکه اونپر ملامت کیگئی - اور عهد نبوت و خلافة راشده ان سے بالکل پاک هے -

چنانچه ایک غزوه میں کسي عورت کی لاش ملی تو آپنے عموماً عورتوں اور بچوں کے قتل کي ممانعت کردي (ابوداود) ایک سفر جهاد میں جب صحابه بھوک کي شدت سے بیتاب هوگئے تو ادهر ادهر سے کچھه بکریاں لوٹ لاے اور ذبح کرکے اونکا گوشت دیگچیوں میں چڑھا دیا - آنحضرت کو خبر هوئي تو کمان کے ذریعه دیگچیاں الٹوا دیں ' اور فرمایا :

ان النهبة ليست باحل من الميتة (ابوداود)

لوٹ کا مال مردار چیزوں سے کچھه بہتر نہیں هے -

فوج کیلیے خاص طور پر یه حکم تھا که اگر راستے میں دودھه دینے والے مویشي مل جائیں تو اونکے دودھه دوهنے کي کسیکو اجازت نہیں - سخت مجبوري کی حالت میں اگر مالک موجود هو تو اوس سے اجازت لے لینی چاهیے ' ورنه تین بار بآواز بلند پکار لینا چاهیے (ابو داود - کتاب الجهاد)

(۵)

ان احکام اور اس روک ٹوک کے علاوه مجاهدین اسلام کی خوش اخلاقی کا ایک اور بھي سبب تھا - فتح ممالک کیلیے جو فوجیں روانه کی جاتي هیں ' عموماً اونکي تعداد بہت زیاده هوتی هے - وه ٹڈي دل کي طرح چاروں طرف اس وسعت کے ساتھه پھیل جاتي هیں که اونکی جزئي نگراني رکھنا بالکل ناممکن هو جاتا هے - لیکن اسلامي فوجوں کي حالت اس سے بالکل مختلف تھي - امر بالمعروف و نہي عن المنکر اور اقامت صلوٰة و ایتاء زکوٰة کیلیے اونکا ظهور هوا تھا' اسلیے اونکا روحاني پله جسقدر بھاري تھا' اوسی قدر اونکی مادیت کا وزن هلکا بھي تھا - آنحضرت صلی الله علیه وسلم نے غزوۂ احد میں مجاهدین کي اسي قلت تعداد کو دیکھکر خدا کي غیرت و رحمت کو ان پر حسرت الفاظ میں جوش دلایا تھا :

اللهم انك ان تشاء لا تعبد في الارض' (مسلم جلد ۲ ص ۹۵)

خداوندا ! کیا تیري یہی مرضی هے که زمین پر اب تیری عبادت کرنے والے چند اشخاص بھي باقي نه رهیں ؟

غزوه بدر میں مجاهدین کي تعداد صرف ۳۱۳ تھی ! اسلامي فوج کا سب سے بڑا اجتماع فتح مکه میں هوا تھا' لیکن وه بھی دس هزار سے متجاوز نه تھا (مسلم) پس قلت تعداد کي وجه سے ایک مجاهد فوج کی اخلاقی نگرانی نہایت آسانی کے ساتھه هوسکتی تھی -

اسلامی فوج کی ایک عام خصوصیت یه هے که وه میدان جنگ میں جسقدر منظم اور مرتب طور پر دوش بدوش کھڑي هوکر لڑتی هے' اوسیقدر منزل پر پهنچکر غیر منظم طریقے سے منتشر هوجاتی هے - یه وقت عموماً کھانے پینے اور گھومنے پھرنے کا هوتا هے - فوجیں اکثر اسي حالت میں ظلم و تعدي' نهب' وسلب' اور لوٹ مار کرتی هیں ایک غزوه میں مجاهدین کا گروه هر طرف پھیل گیا اور لوٹنا چاها - آنحضرت صلی الله علیه وسلم کو معلوم هوا تو منادي کرادي -

من سبق منزلا او قطع طريقا فلاجهاد له(بخاري جزو ۵ صفحه ۱۴۶)

جس شخص نے منزل کو گھیر لیا ' یا دوسروں کیلیے جگه نه چھوڑي اور رهزني کي تو اسکا جهاد جهاد نہیں -

پھر بالکل اسکي ممانعت فرما دی :

ان تفرقكم في هذه الشعاب والاودية انما ذالكم الشيطان

ان گھاٹیوں اور ٹیلوں میں جو تم پھیل جاتے هو تو یه شیطانی کام هے -

اسکے بعد فوج کے نظام و ترتیب نے جو ترقي کي' اوسکو اسی روایت میں نہایت جامع الفاظ میں اسطرح بیان کیا هے :

فلم ينزل بعد ذلك منزلا الا انضم بعضهم الى بعض حتى يقال ثوبط عليم ثوب لعمهم(ابو داود)

اسکے بعد جب آپنے پڑاو ڈالا تو مسلمان باهم اسقدر ملے جلے یکجا نظر آتے تھے که اگر اونکے اوپر ایک چادر تان دي جاتی تو سب اوسکے نیچے آجاتے !

دنیا نے آج نظام و ترتیب و قواعد میں اسقدر ترقی کي هے که پچھلے انتظامات اسکے آگے وحشیانه تفرقه و انتشار معلوم هوتے هیں - لیکن کیا آج بھي کوئی منظم سے منظم اور مهذب سے مهذب فوج ایسي پیش کي جاسکتی هے جو هتم و مراد کي حالت میں اسقدر باقاعده طور پر یکجا رهتي هو؟ اور پھر اسدرجه اپنے افسر کي مطیع هو که ایک سپاهی بھي قیام گاه سے حرکت نه کرے ؟

(۵)

لیکن اس زجر و تربیخ کےساتھ ایک دوسری طاقت بھی تھی جو مجاهدین اسلام کو جادۂ اعتدال و صراط مستقیم سے آگے بڑھنے نہیں دیتی تھی - اسلام جابرانہ قوانین اور اقتدارانہ احکام کا مجموعہ نہیں ہے - اوسکا نظام تعلیم تمامتر اخلاقی روح سے لبریز ہے - جن احکام کو ہم اسلام کا سادہ قانون کہتے ہیں' وہ بھی اخلاقی رنگ کی آمیزش سے خالی نہیں - اسلیے آنحضرت مجاهدین اسلام کو صرف اخلاقی طاقت ہی سے ان احکام کا پابند کرنا چاہتے تھے' چنانچہ سفر جہاد میں جب کبھی اخلاقی نصائح کا جزئی سے جزئی موقع بھی پیش آجاتا تھا ' تو آپ اوسکے ذریعہ مجاهدین کو رفق' رملاطفت' اور نرمی و رحم دلی کی تعلیم دیتے تھے - ایک سفر جہاد میں صحابہ کسی چڑیا کے دو بچے پکڑلائے - چڑیا کے دیکھا تو فرط محبت میں بے اختیارانہ بچوں کے سر پر منڈلانے لگی - آنحضرت کی نگاہ پڑگئی تو فرمایا : " اس چڑیا کا دل کسنے دکھایا ہے ؟ اوسکے بچوں کو چھوڑ دو " پھر دوسری طرف نظر اوٹھائی تو دیکھا کہ میدان میں چیونٹیوں کے گھر میں کسی نے آگ لگادی ہے' آپنے پوچھا کہ ان چیونٹیوں کے گھر کو کسنے جلایا ہے ؟ صحابہ نے کہا : کسی خاص آدمی نے ایسا نہیں کیا ' ہم سب نے اوسکو برباد کردیا ہے - فرمایا کہ " آگ کا عذاب صرف خدا ہی دیسکتا ہے " (۱)

آنحضرت (صلعم) کا ذاتی طرز عمل اس سے بھی زیادہ موثر تھا - یہودیوں نے آپکو زہر دیا لیکن آپنے انتقام نہیں لیا ایک کافر نے حالت خواب میں آپ پر حملہ کرنا چاہا - آپ بیدار ہوگئے اور اوسکا حملہ ناکام رہا' تاہم اوسکو کوئی سزا نہیں دی (۲) یہاں تک کہ اگر حالت اضطرار میں بھی آپکی زبان سے کوئی انتقامانہ کلمہ نکل گیا تو خدانے آپکو اوسپر تنبیہ کی - غزوہ احد میں جب آپکے چہرۂ مبارک پر پتھر لگا اور دندان مبارک شہید ہوئے تو آپنے فرمایا :

کیف یفلح قوم شجوا نبیھم ؟	وہ قوم کیونکر نجات پاسکتی ہے جسنے اپنے پیغمبر ہی کو زخمی کردیا ؟

اسپر یہ آیت نازل ہوئی :

لیس لک من الامر شی اویتوب علیھم او یعذبھم فانھم ظالمون (۳)	تمہیں اس قسم کی بدعا کرنیکا اختیار نہیں ہے' یہ کام صرف خدا کا ہے' وہ چاہیگا تو اونکی توبہ قبول کریگا ورنہ اونکو عذاب دیگا - کیونکہ وہ ظالم ہیں -

(۶)

اس احتساب و مراقبہ کی بنا پر جن غزوات میں آنحضرت (صلعم) شریک ہوئے تھے' اون میں مجاهدین اسلام جادۂ اخلاق و انسانیت سے سر مو بھی تجاوز نہیں کرسکے تھے' لیکن جن غزوات میں فوج کا سررشتۂ نظام صرف امیر العسکر کے ہاتھہ میں ہوتا تھا' وہ بھی آپکی اخلاقی نگرانی سے خالی نہیں ہوئے تھے - آپنے قبیلہ خثعم کیطرف فوج کا ایک دستہ روانہ کیا - معرکہ کارزار گرم ہوا تو چند آدمی جان بچانیکےلیے یا اسلیے کہ وہ حقیقتاً مسلمان تھے' سجدے میں گرپڑے - تمام فوجیں اونہی لوگوں کیطرف جھک پڑیں' اور ان جھکے ہوئے سروں کو نہایت آسانی کیساتھہ قتل کردیا - آنحضرت کو معلوم ہوا تو آپ نے نصف دیت دلائی (۴) ایک بار آپنے قبائل حرقات کی طرف ایک سریہ بھیجا فوج نے حملہ کرکے

۱ ابوداود جلد ۲ ص ۷ کتاب الجهاد
۲ بخاری جزو ۵ ص ۱۱۵ کتاب الجهاد
۳ بخاری خبر وہ ص ۹۹
۴ ابوداود جلد ۱ ص ۳۵۴ کتاب الجهاد

ایک آدمی کو گھیر لیا - وہ کلمہ توحید پڑھنے لگا' مگر شعلوں نے تلوار کی طرح فیصلہ کردیا - آپ کو خبر ہوئی تو بے ساختہ فرمایا " قیامت میں اس خون کا ذمہ دار کون ہوگا ؟" اسامہ نے گھبرا کر کہا : " وہ حقیقتاً مسلمان نہیں ہوا تھا' جان بچانے کے لیے کلمہ پڑھ دیا تھا " آپنے برہم ہوکر فرمایا : " دیا تمنے اوسکا دل پھاڑ کر دیکھہ لیا تھا ؟ " (۱)

(۷)

امراء فوج بھی بالکل انہی اصول اخلاق کے پابند تھے ' اسلیے وہ فوج کے معمولی وحشیانہ افعال کو بھی گوارا نہیں کرسکتے تھے - فوج کا ایک دستہ عبدالرحمن بن سمرہ کی امارت میں مصروف جہاد تھا - مال غنیمت میں ایک ہاتھی آیا تو ہر شخص نے اپنے قبضہ میں کرنا چاہا - اونھوں نے یہ حال دیکھا تو ایک عام تقریر کی اور فرمایا : " آنحضرت نے اس قسم کی غارت گری سے منع فرمادیا ہے " چنانچہ سب نے مال غنیمت کو جمع کرکے مشترکہ طور پر تقسیم کیا - (۲)

صحابہ میں بعض بزرگ ایسے موجود تھے جو خود امراء کی اخلاقی غلطیوں پر متنبہ کیا کرتے تھے' اور اسلام کے ہیئۃ اجتماعیہ کا اصل اصول یہی امر بالمعروف ہے - عبد الرحمن بن خالد بن الولید نے چار کافروں کو ہاتھہ پاؤں باندھہ کر قتل کروا دیا ' حضرت ابو ایوب انصاری کو خبر ہوئی تو اونھوں نے کہا : " آنحضرت نے اس قسم کے وحشیانہ فعل سے منع فرمایا ہے " چنانچہ عبد الرحمن بن خالد نے سکے بدلے چار غلام آزاد دیے (۳)

(۸)

اس احتساب اخلاقی اور مراقبہ نے مسلمانوں کو جس قدر خوش اخلاق' متدین' اور وفادار طبع بنا دیا ' اوسکی تصدیق متعدد واقعات سے ہوتی ہے -

حضرت مقداد ایک بار قضاے حاجت کیلیے گئے تو دیکھا کہ ایک چوہا اپنے بل سے اشرفیاں نکال نکال کے باہر رکھتا ہے - اسطرح رفتہ رفتہ اوسنے ۱۸ دینار نکالے - حضرت مقداد اونہیں اوٹھا لائے اور آنحضرت کے قدموں پر ڈالدیا - آنحضرت نے یہ دیکھکر کہ " خدا تمہارے اس مال میں برکت دے " وہ اشرفیاں اونکے حوالے کردیں - (۴)

ایک مرتبہ حضرت سوید بن غفلہ' حضرت زید بن صوحان' اور حضرت سلیمان بن ربیعہ ایک ساتھہ جہاد کی غرض سے روانہ ہوئے - راستہ میں ایک دوزا پڑا ہوا پایا سو یدے اوٹھا لیا - دونوں ساتھیوں نے تو کہا لیکن اونھوں نے کہا : " میں اوسکے مالک تک پہونچانے کی کوشش کرونگا ' ناکامیابی ہوگی تو اوس سے خود فائدہ اوٹھاؤنگا " جہاد سے پلٹ کر اونھوں نے حج کا سفر کیا - حج سے فارغ ہوکر مدینہ آئے اور حضرت ابی بن کعب سے دوزے کا واقعہ بیان کیا - اونھوں نے کہا :

" میں نے آنحضرت کے زمانے میں ایک بار سو دینار پائے تھے - آنحضرت کی خدمت میں آیا تو آپ نے فرمایا کہ اوسکے مالک کو تلاش کرو ' میں نے اتنے چار سال تک ڈھونڈھا مگر اوسکا پتہ نہ چلا ' پھر میں نے آپ سے اوسکے متعلق دریافت کیا تو آپنے کہا کہ تھیلی سمیت گن کر رکھدو ' وہ اسے تو دیدینا ورنہ تمہارے کام آئیگا " (۵)

(الفقیہ یتلی)

۱ ابن داود جلد ۱ ص ۳۵۴ کتاب الجهاد -
۲ ابن داود جلد ۳ ص ۱۳ کتاب الجهاد -
۳ ابن داود جلد ۳ ص ۱۰ کتاب الجهاد -
۴ ابوداؤد جلد ۲ ص [illegible]
۵ صحیح مسلم جلد ۲ ص [illegible] کتاب اللقطہ

تـکمیل فتـــح بلـجیـــم

ط انتـــورپ

ل تاریخي)

۱۶ - ویں صدي کے آغاز میں انتورپ دنیا کا عظیم الشان تجارتي صدر مقام تھا - سنہ ۱۵۷۶ع میں جب اسپیني سپاھیوں نے اسپر قبضہ کیا تو ۸۰۰۰ آدمی مار ڈالے گئے ' اور ایوان شہر (city hall) اور تقریباً ایک ھزار مکانات جلادیے گئے - اس واقعہ کے ساتھ ھی ہرما ڈبوک کے یورش کے جو سنہ ۱۵۸۵ میں ھوئی ' انتورپ کو قعر مذلت میں گرا دیا -

سنہ ۱۷۹۳ سے سنہ ۱۸۱۴ تک جبکہ یہ فرانس کے زیر حکومت تھا ' نپولین نے اس سے ایک تجارتي مذتي اور فوجی مرکز کا کام لینا چاھا - سنہ ۱۸۱۵ع میں ھوالینڈ اور بلجیم کا باھمی اتحاد انتورپ کے لیے نہایت مفید ھوا - سنہ ۱۸۳۰ میں جب انقلاب پسندوں نے اسے فتح کیا تو فوج کمانڈر جنرل چسني نے قلعہ کي طرف مراجعت کی اور گولہ باري شروع کردي - اس حادثہ سے اسکا اسلحہ خانہ برباد ھوگیا - سنہ ۱۸۳۲ میں ۵۰۰۰۰ فرانسیسي زیر کمان مارسل گیرارد انتورپ پر حملہ آور ھوے - فرانسیسی ارٹیلري نے اسکے رھے سہے اندروني مقامات کو بھی تباہ کرڈالا - اسکے بعد یہ شہر بلجین گورنمنٹ کے حوالے کیا گیا اور سنہ ۱۸۳۹ کے صلحنامہ کے مطابق موجودہ زمانۂ جنگ تک بلجین ھی کے قبضہ میں رھا -

(استحکامات انتورپ)

اینٹورپ کے قلعوں کے استحکامات کے متعلق حالی معاصر (اسٹیٹسمین) نے مندرجہ ذیل لفظوں میں ماھرین جنگ کی راے نقل کي تھي :

" ماھرین جنگ کا بیان ھے کہ انتورپ کے قلعے اسقدر مضبوط و مستحکم ھیں کہ دشمن کا بھاندک پھونچنا بالکل ناممکن ھے - ان استحکامات کے اعتبار سے جو سنہ ۱۹۰۸ میں وسعت تمام پورے کیے گئے ' اسکو یورپ کے بہترین قلعہ بند مقامات میں شمار کیا جاسکتا ھے ' اور دریا سے جو تعلق اسے حاصل ھے اور جس آسانی سے اسکے اندر رسد وغیرہ پھونچ سکتی ھے ' اس کے لحاظ سے تو اسے بالکل ھي ناقابل تسخیر ھونا چاھیے -

جرمني نے اگر اسپر قبضہ کرلیا تو اپنے نئی توپوں اور ترقی یافتہ قلعہ بندیوں سے انتورپ کو مدافعت کا ایک قوي ترین مقام بنا لیگي "

اسي طرح لندن ٹائمز نے اسکے متعلق حسب ذیل لفظوں میں ماھرین جنگ کا بیان شائع کیا تھا :

"بلجین سپاہ کا برسلز سے انتورپ کو مراجعت کرنا عین فوجي مصالح و تجویز کے مطابق ھے ' کیونکہ انتورپ قلعہ بندیوں سے عملاً ناممکن التسخیر بنگیا ھے - ھمیشہ سے یہ خیال تھا کہ اگر کبھي کوئي طاقت بلجیم کي لڑائي میں مخل ھوگي ' تو اسوقت یہ صورت مراجعت انتورپ جانے پناہ کا کام دے سکیگا - اندازہ لگایا

ھے کہ انتورپ کے فوراً واقعی محاصرہ کے غرض سے ۲۰۶۰۰۰ سپاہ کی ضرورت ھے -

انتورپ اور اس کا نواح بیس سے زیادہ قلعوں سے محفوظ ھے - یہ قلعے مشہور فوجي انجینیر جنرل برلیمونٹ کے نقشہ کے مطابق تعمیر کیے گئے ھیں - اسي کے لیر اور نامور کے ساحلي قلعوں کا بھی نقشہ تجویز کیا تھا - قلعہ ھاے مذکورہ ان تمام سڑکوں کی جو انتورپ کو جاتي ھیں محافظت کرتے ھیں - قلعہ بند علاقے کا رقبہ ساٹھ میل سے زیادہ ھے -

قلعے انکریٹ کے بنے ھوے ھیں اور ھوالفرز توپوں سے جو فولادي گنبدوں میں ھیں ' نیز جلد چلنے اور غالب ھونیوالی توپوں سے مسلح ھیں - مستقل حفاظتي سامان ' وسیع میداني توپخانوں ' پیدل سپاہ کی خندقوں ' اور خاردار تاروں کے دائروں سے مرکب ھے -

انتورپ کے گرد و نواح کی سرزمین کي قدرتي نوعیت بھی دفاع کی موید ھے - اس کے بہت بڑے رقبہ کو پاني بھر کر دشمن کیلیے ناقابل گذر بنا دیا جا سکتا ھے - بقول سٹنڈرڈ اینٹورپ کو مضبوط معنوں میں کبھی بھی محصور نہیں کیا جاسکتا - کیونکہ شمال و شمال مشرق میں اوسکی حد ڈچ سرحد سے ملتي ھے - اسلیے انتورپ کا یہ پہلو ڈچ (ھالینڈ) کی رضا مندي کے بغیر بند و مسدود نہیں کیا جاسکتا ' اور ھولینڈ اپنے علاقہ سے محاصرہ کي اجازت نہ دیگا - نیز شلٹ کے ساحل بحري سے بھي محاصرین انتورپ کو فایدہ اٹھانے سے روکا نہیں جاسکتا - جب تک برٹش صیغہ بحر سمندروں پر حکمراں ھے اھل انتورپ بحري جانب سے بخوبي متمتع ھو سکتے ھیں - پس انتورپ کے لوگوں کو فاقہ کشی سے اطاعت پر مجبور نہیں کیا جاسکتا ' اور انہیں اپنے کھلے ھوے راستوں بالخصوص ساحل بحر کی جانب سے کافی آذوقہ اور سامان جنگ پہنچتے رھنے کا یقین ھے "

(انتورپ کیلیے انگلستان کی بحري مہم)

لندن کی امارت بحریہ اطلاع دیتی ھے کہ بلجین گورنمنٹ کی درخواست پر ایک بحري فوج اور دو بحري بریگیڈ مع چند ھواري توپوں کے انتورپ کي مدافعت کیلیے بھیجے گئے - ۵ - اکتوبر کي رات تک بلجین فوج اور انگریزي بریگیڈ نے شہر " بیتھی " کی پوری طرح مدافعت کی ' مگر منگل کي صبح کو بلجین فوجیں جو بحری فوج کے دھنی جانب تھیں ' مراجعت پر مجبور کی گئیں ' اور جملہ مدافعین قلعوں کے اندر واپس چلے آئے - بلجین افواج کے اس مراجعت نے دشمن کو شہر کی گولہ باري پر آزر دلیر کردیا - سرکاري اطلاع یہ ھے کہ خندقوں کی حفاظت میں انگریزي نقصانات ۳۰۰ سے اسی قدر کم ھوے ' حالانکہ سپاھیوں کا مجموعی میزان ۱۸۰۰ ھزار ھے -

(جرمني کا بیان)

مشہور جرمن اخبار " برلینر ٹیجبلاٹ " لکھتا ھے :

" جب بلجین کے دلوں میں چند شرائط کے ساتھ انتورپ کی حوالگی کا خیال پیدا ھو رھا تھا تاکہ تباھي و بربادي کا سامنا نہ ھو تو یہ انگلستان ھي ھے جس نے حاکمانہ اقدام کي آواز بلند کی اور سب لوگوں کو اسکے منظور کرلینے پر مجبور کیا - حتی کہ بلجیم کا غریب بادشاہ بھي اسکو نا منظور نہ کر سکا "

انگلستان کا بلجین مدافعین کے پیچھے کھڑا ہونا ایک " تازیانہ بدست " شخص کي مثال ہے - ہاں انگلستان ہي ہے جس کي وجہ سے انٹورپ کو جس میں لاکھوں جانیں اور ہزاروں صنعت گاہیں تھیں' نقصانات عظیمہ کا متحمل ہونا پڑا - بلاشبہ ایک دن آلیگا جبکہ نہر کے پار ورغلانے والوں پر ہزاروں بددعاؤں اور لعنتوں کا ورود ہوگا " (یعنی انگلستان پر جو نہر ڈور کے اُس پار واقع ہے)

لیکن بجنسہ اسي طرح انگلستان اسکي تمام ذمہ داري جرمني کے سر ڈالتا ہے جو بلجیم پر بجبر و قوت قبضہ کر رہا ہے - بہر حال قصور خواہ کسي کا ہو' لیکن اسمیں شک نہیں کہ بلجیم غریب کي جان تو گئي :

کچھہ آنکھہ کا گیا نہ گیا کچھہ خیال کا
مارا گیا دل اور یہي بے قصور تھا !

(جرمن تیاریاں)

۹ - کي تار برقیوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ انٹورپ کے سامنے ۲۰۰ جرمن توپیں ۲۸ ' ۳۰ ' اور ۴۲ سنٹیمیٹر کي لگي ہوئي ہیں جنکے زد کي مسافت ۱۴ کیلومیٹر ہے - ان قلعہ پاش توپوں کي ابعاد اس وقت تک دنیا کي نظروں سے بالکل پوشیدہ تھي - ان توپوں کے تجربے اور انکے تیس تیس من کے گولوں کے نتائج نے قطعي طور پر فیصلہ کردیا ہے کہ جرمن فوج کیلیے قلعوں اور انکي دور دیوار کے استحکامات بالکل بے اثر ہیں' اور انپر بھروسہ کرنا رھي نامراد نتائج پیدا کریگا جو لیز' نامور' اور انٹورپ میں ظاہر ہوچکے ہیں -

(قلعہ پاش توپیں)

ایک مراسلہ نگار کا بیان ہے کہ جرمني کے محاصرہ کي توپیں اتني وزني ہیں کہ وہ لیژ کے خطوط محاربہ پر بڑي سڑک کے راستے سے لائي گئیں' کیونکہ چھوٹی سڑکوں میں انکا مہیب عرض نہیں سما سکتا تھا - یہ توپیں گاڑیوں پر تھیں جنکے ۶ پہیوں کے قطر ۷' ۷ فیٹ کے تھے !

نامہ نگار اقبال کرتا ہے کہ " میں ہر جگہ گیا ہوں' مگر اتنے ثقیل دول کی اور اسقدر وزني چیز آجتک میري نظر سے نہیں گزري "

" مجھہ سے ایک جرمن افسر نے کہا کہ ہم میں کوئي سپاہي ایسا نہیں ہے جو ان توپوں سے کام لے سکے - اس سے کام لینے کے لیے صرف کرپس کے تعلیم یافتہ سپاہي ہیں "

ٹائمس کا نامہ نگار جرمن توپوں کے گولوں کی تشریح کرتا ہوا لکھتا ہے :

" ۴۰ اور ۵۰ فیٹ تک کي بلندي تک جتنی چیزیں انکی زد میں آتي ہیں' وہ سالم نہیں بچتیں - ایک اسطبل کے اندر جس میں ۴۰ گھوڑے تھے ' ان عجائب الصنعۃ گولونکا ایک گولہ گرا اور تمام گھوڑے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے - انکے ایک ایک گولے کا وزن ۳۰ ' ۳۰ من کا ہوتا ہے !

(جرمنی کي انسانیت و اخلاق)

امسٹرڈم کا تار ہے کہ جرمن سپہ سالار نے صبح کے وقت اپنے ایک افسر کو سفید علم دیکر انٹورپ میں بھیجا ' اور اس نے اعلان کیا کہ ساڑھے ۹ بجے گولہ باري شروع کردیجائیگی - اس سے پہلے لوگ اپنی حفاظت کا انتظام کرلیں - اس حکم کے سنتے ہي لوگوں نے تیچ سرحد کي طرف بھاگنا شروع کردیا - دوپہر کے وقت بلجیم گورنمنٹ بھي اوسٹنڈ چلی گئي -

(گولہ باري کا آغاز)

مورننگ پوسٹ لندن کا نامہ نگار رقمطراز ہے :

" نہایت شفاف چاندني میں گولہ باري کا آغاز ہوا - ۸ - اکتوبر کو ایک بجے گولوں کي پہلي بارش ہي نے اہل شہر کو لرزا دیا -

فقراء شہر سڑکوں پر نکلنے لگے اور ایک غم انگیز خاموشي کے ساتھہ سرحد کي طرف گام زن ہوے - تیل کے خزانوں کے شعلوں نے جنھیں خود بلجیم والوں نے جلادیا تھا ' شہر کو ہر چہار طرف سے گھیر رکھا ہے - جلتے ہوے مکانات کے دھوئیں سے بالکل تاریکي چھا گئي ہے ' اور بڑے بڑے گولوں کے ضرب سے مکانات گر رہے ہیں - گولوں کي ضرب سے گچ کے جو ٹکڑے اڑتے ہیں ' اون سے دروازوں اور کھڑکیوں کے شیشے چور چور ہو جاتے ہیں -

(الحـــرب خـــدعۃ)

اسي نامہ نگار کا بیان ہے :

" ۵ - کي شب کو بلجین فوجي دستوں نے قلعہ ڈیرفل میں اپني خندقوں کے سامنے دیکھا کہ سپاہیوں کي ایک جماعت چلي آرہي ہے - جب یہ جماعت نزدیک پہونچي تو بلجین سنتري نے پکارا - انہوں نے جواب دیا کہ " ہم دوست ہیں " - اس جواب سے انہیں یقین ہوگیا کہ یہ انگریزي فوج کا ایک دستہ ہے - لیکن جب اس جماعت کي نظر بلجین کرنل پر پڑي جو ان دونوں کي گفتگو سن رہا تھا تو اس میں سے ایک شخص آگے بڑھا اور اسکا منہ بند کردیا " -

نامہ نگار کا بیان ہے کہ ہم نے دو بلجین سنتریوں کي نعشیں دیکھیں جنکے گلے گھونٹے ہوے تھے -

" اسکے بعد ہي جرمن بلجین سپاہیوں پر حملہ آور ہوے اور دو ہزار سپاہیوں میں سے بارہ سو کو مار ڈالا "

۱۰ - اکتوبر کے تار سے واضح ہوتا ہے کہ جب جرمن انٹورپ کے " دلہن " نامي قلعہ پر قابض ہوگئے تو آب رساني کے اُن کارخانوں کو برباد کردیا ' جنکے ذریعہ بلجین گورنمنٹ جرمن فوجوں کو تسخیر انٹورپ میں ناکام رکھنے کي مدعي تھي !

ایک نامہ نگار کا بیان ہے کہ پنجشنبہ کے دن تیل کے ۵۰ خزانوں میں آگ لگي ہوئي تھي - وسط شب کو معلوم ہوتا تھا کہ سارا شہر آتشکدہ بن گیا ہے !

(امید باطل)

مورننگ پوسٹ کے نام ایک مراسلت میں ظاہر کیا گیا ہے کہ ۲ - اکتوبر کو بلجیوں نے مجبور ہوکر شہر حوالہ کردینے کا فیصلہ کیا - مگر ۳ - اکتوبر کو برٹش کمک کے پہنچنے کے مژدہ سے انکي شکستہ ہمتیں پھر بندھ گئیں - برٹش بحري دستہ انگلستان سے تمام سب سمر کرکے ۲ - اکتوبر کو انٹورپ وارد ہوا اور فوراً اس مقام پر جہاں سخت ترین جنگ ہورہي تھي متعین ہوگیا - اسپر انکي سپاہ کے جنگ کا بہت زیادہ زور بڑا اور دشمن کي سخت ترین آتش فشاني کا ہدف بن گیا - بالآخر اُسے مراجعت کرني پڑي "

(جرمن نشانہ بازوںکا کمال)

برٹش صفوف میں جرمن توپوں کے گولے ایسي صحت سے آکر پڑتے تھے جس سے صاف منکشف ہوتا تھا کہ جاسوسوں نے بتا دیا تھا کہ برٹش بحري بریگیڈ کدھر ہیں ؟ ۵ - اکتوبر کو جب جرمن پیدل لشکر نے حملہ کیا تو وہ ہولناک آتش فشاني سے پسپا کیا گیا - جرمنوں نے وحشیانہ طور پر انگریزوں کو گولوں کا ہدف بنایا جنکے پاس مقابلہ کے لیے کافي توپ خانہ تھا - جب برٹش کمکی سپاہ کے انٹورپ پہنچ جانے کي خبر مشتہر ہوئي تو انٹورپ میں مسرت و اعتماد کی عام لہر دوڑ گئي لوگ بازاروں میں مجتمع ہوکر چیرز دینے لگے - گورنمنٹ نے تبادلہ دار الحکومت کا عمل درآمد ملتوي کردیا - ۴ - اکتوبر تک خوشی و مسرت کا ایسا ہي عالم رہا اُس روز جرمنوں کے حملے تھم جانے سے گرجوں میں لوگوں کا بہت بڑا ہجوم مجتمع ہوگیا تھا -

(انگریزي بحري مہم کي ناکامي)

انگریزي امارت بحریہ کا بیان ہے کہ "پنجشنبہ کو دشمن ہمارے خط مراسلات پر جو " لوکیر " کے نزدیک ہے ' حملہ آور ہوا - اس جگہہ بلجین نہایت استقلال سے دشمن کا مقابلہ کرتے رہے' لیکن دشمن کي کثرت تعداد نے انکو مراجعت پر مجبور کردیا " مراجعت ایک بلیغ لفظ ہے - عام بول چال میں اسکي جگہ " فرار " کا لفظ بولا جاتا ہے - اور یہي زیادہ عام فہم ہے -

شب کے وقت تین انگریزي بحري بریگیڈ " سینٹ گیلي " کي طرف روانہ ہوے - ان بریگیڈوں میں سے دو صحیح و سالم اوسٹنڈ پہونچ گئے' مگر پہلي بریگیڈ کے اکثر حصے کو جرمن حملہ نے اوسٹنڈ نہیں پہونچنے دیا اور اسکو دو حصوں میں منتشر کردیا - غالباً اسکے یہ معني ہونگے کہ وہ دو حصوں میں منتشر ہوکر مجبور بہ فرار ہوے - اس بریگیڈ کا بڑا حصہ جس میں ۲ ہزار افسر اور سپاہ تھے ' ہوالینڈ میں " ھسلٹ " کے نزدیک داخل ہوا - ہوالینڈ کے غیر طرفدار ہونیکي وجہ سے انلوگوں کو اپنے تمام اسلحہ رکھدینا پڑے -

لندن کا تار ہے کہ انگریزي فوج اور بلجین فوج کینگ البرٹ (شاہ بلجیم) کے ہمراہ اوسٹنڈ پہونچ گئی ہے - فوج کے ایک حصے پر بھي " فوج " کا اطلاق ہوسکتا ہے - اسلیے انگریزي فوج کے پہنچنے سے مقصود محض اسکے ایک بقیۃ السیف حصے کا پہنچ جانا ہوگا -

جرمن کمیونک کا بیان ہے کہ قبل اسکے کہ جرمن انٹورپ میں داخل ہوں' انگریزي اور بلجین فوجوں نے شہر کو خالي کردیا تھا - انگریزي فوج ابتدا سے جو عقلمندي حفظ جان و نفس کیلیے ظاہر کررہي ہے' اسکا اقتضا بھي یہی ہے کہ اس نے مقابلے کے ناعاقبت اندیشانہ خیال پر طریق فرار کے حفظ و صیانت کو ترجیح دي ہوگي !

مفرورین جنگ کا بیان ہے کہ شاہ بلجیم اپنے ہاتھہ کو سلنگ (پٹي جو زخمی عصو کے سہارے کیلیے گلے میں ڈالی جاتی ہے) میں رکھے رہتا ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود اسے بھي کوئی زخم پہنچا ہے - علاوہ ان زخموں کے جسسے اسکا دل چور چور ہے !

لندن کا تار ہے کہ ملکہ بلجیم لندن پہونچ گئی ہیں

(مفـرورین انٹورپ)

ڈچ سرحد کي طرف مفرورین جنگ بکثرت بھاگ رہے ہیں - لندن کا تار ہے کہ انٹورپ میں دو اسٹیمروں کے جو مسافروں کي جگہ بھي لیکن مفرورین جنگ کي تعداد دس ہزار تک پہونچ گئی - چھوٹي کشتیوں کے کنارے کي طرف بھي بھاگ رہے تھے والوں کا تانتا بھي مجرم تھا - کل شام کو (۹ - اکتوبر کو) بھي ایک کاري لندن پہونچي ہے جو مصیبت زدگان جنگ سے بھري ہوئي تھي -

(جـــرمن اعـلان)

امسٹرڈم کا تار ہے کہ جرمن اسٹاف نے اعلان کیا ہے کہ انٹورپ کے تمام چھوٹے قلعوں پر جرمن قابض ہوگئے ہیں -

لندن کا تار ہے کہ مورننگ پوسٹ کو قابل وثوق ذرایع سے خبر ملي ہے کہ انٹورپ ساقط ہوگیا اگرچہ بلجین وزیر اسکي تصدیق نہیں کرتا - لیکن کسي مقام کے سقوط کے لیے اسکا ساقط ہو جانا کافي ہے - تصدیق کي ہمیں چنداں احتیاج نہیں -

امسٹرڈم کا تار ہے کہ انٹورپ کي حوالگي کے جلسے شریف شہر کي رہنمائي میں ہوے - قیدیوں کے شمار کا تخمینہ نہیں کیا جاسکتا - جرمنوں نے بیشمار رسد اور سامان جنگ پر قبضہ کرلیا ہے -

(اہل شہر کے لیے اعلان)

کمانڈر جنرل بسیلر نے انٹورپ میں داخل ہوکر اہل شہر کے نام یہ اعلان شائع کیا :

" اگر تم مخالفت سے باز رہے تو تمہارا مال و اسباب چھوڑ دیا جائیگا - ورنہ تمام مخالفین کو قانون جنگ کے متعلق سزا دي جائیگي اور خود تم ہی اپنے خوبصورت شہر کے برباد کیے جانے کا باعث ہوگے "

(جرمن سلوک و حسن معاملہ)

لندن کا تار ہے :

" امسٹرڈم کي خبروں سے واضح ہوتا ہے کہ انٹورپ میں ڈچ سرحد کي طرف ایک اشتہار شائع کیا گیا ہے - اس میں مفرورین جنگ کو شہر میں واپس آجانے کي دعوت دي ہے ' اور یقین دلایا ہے کہ انکے مال و اسباب کو اس وقت تک کسي قسم کا کوئی نقصان نہیں پہونچایا جائیگا ' جبتک کہ وہ دشمني سے باز رہینگے - دکاندار خصوصیت کے ساتھہ بلائے جا رہے ہیں اور انکو یہ دھمکي بھي دي گئي ہے کہ عدم تعمیل کي حالت میں سخت سزا دي جائیگي - اس اشتہار پر شرفاء شہر اور جرمن کمانڈر کے دستخط ہیں -

جرمن حکام کا بیان ہے کہ " ۳۶۵۰۰ بلجین جو تسخیر انٹورپ سے پہلے بھاگ گئے تھے' اب واپس آگئے ہیں" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت جلد شہر معمور آباد ہوجائیگا - اور فاتحوں کا سلوک نہایت شریفانہ ہے -

ٹائمس کا نامہ نگار لکھتا ہے :

" جرمن افسر نہایت خلیق ہیں - انکا اخلاق اس قدر وسیع ہے کہ راہگیروں کے ساتھہ بھي شریفانہ سلام و کلام سے پیش آتے ہیں "

لیکن کیا یہ وہي جرمن ہیں جو کل تک وحشي ' درندے خوفناک ' شیطان سیرت ' اور بے ننگ و ناموس تھے ؟ الکم لعي قول مختلف !

غالباً لندن کے اس تار کے مطابق کہ " کچھہ دنوں تک انٹورپ کی بربادیوں کی داستانوں پر پردہ پڑا رہیگا " ابتک نام نہاد جرمن وحشت کاریوں کی کوئی خبر نہیں آئي ہے !

(انگریزي نقصانات)

سول ایڈ ملیٹري گزٹ کا ایک تار جو ۱۴ کو لندن سے موصول ہوا ہے مظہر ہے -

" امارت بحریہ کا بیان ہے کہ انٹورپ کي مدافعت میں انگریزي بحري فوج کا ایک میجر مارا گیا اور چار افسر زخمی ہوے - کل ۱۳ زخمی انٹورپ سے " ڈوور " (انگلستان) پہونچ گئے ہیں "

مورننگ پوسٹ زخمیوں کی تعداد ۲۰۰ لکھتا ہے اور رقمطراز ہے کہ ان لوگوں کو بڑي توپوں کے نہ پہونچنے کا افسوس ہے بھاري توپیں بھي بہت دیر میں پہونچیں اور چڑھائي نہ جاسکیں

بہرحال انگریزي فوج کا جسقدر بھي نقصان بیان کیا جاتا ہے یہ محض توپوں وغیرہ کي اتفاقي بد نظمي کا نتیجہ ہوگا - اور ایک ایسي ہشیار اور عقلمند فوج جو مقابلہ کی جگہہ ہٹ آنے کو ہمیشہ ترجیح دیا کرتي ہے' لازمی طور پر ہمیشہ محفوظ رہیگي !

بلجین کی کل آبادي کا تخمینہ ۷ ملین یعنی ۷۰ لاکھہ کیا گیا ہے - مفرورین جنگ جو انگلستان یا ہوالینڈ پہونچے ہیں ' انکی تعداد کا تخمینہ ڈیڑھ ملین یعنی ۱۵ لاکھہ ہے -

بلجین اور انگریزي مفرورین جنگ جو ہوالینڈ گئے ہیں انکی تعداد ۲۲۰۰۰ بیان کي جاتي ہے

Printed And Published by A. K. AZAD, at the HILAL Electrical Prtg. and Publg. House, 14 Moleod Street, CALCUTTA.

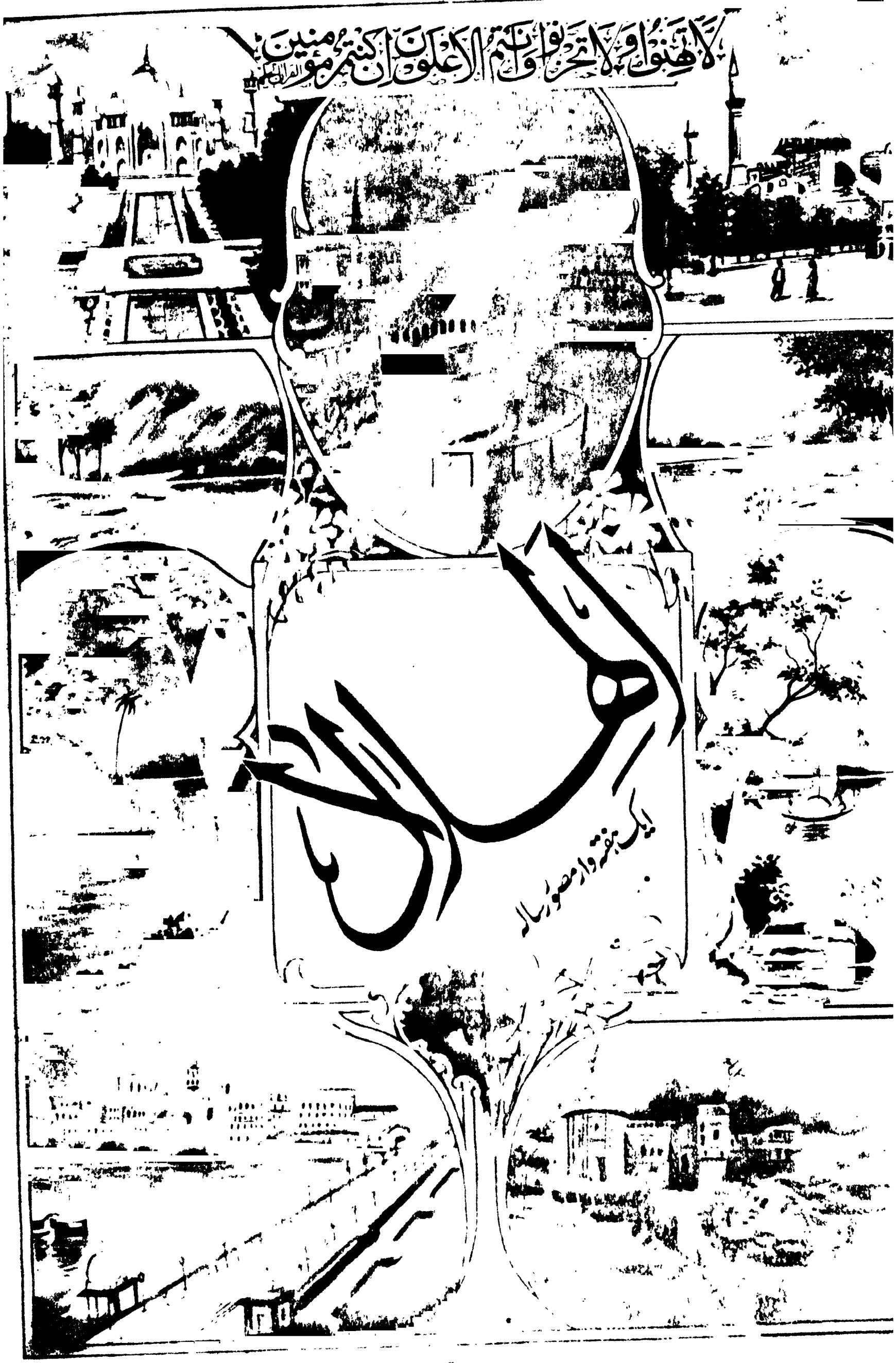
لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ
الفرقان
الہلال
ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

قیمت ۸ ـ آنہ

Tel. Address :- "Alhilal," Calcutta.
Telephone No. 648.

AL-HILAL.

Proprietor & Chief Editor :
Abul Kalam Azad,
14, McLeod Street,
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly ,, Rs. 6-12

الهلال

مدیر مسئول و رئیس قلم تحریر
ابوالکلام آزاد الحسینی
مقام اشاعت
۱۴ — مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ
ٹیلی فون نمبر ۶۴۸
سالانہ — ۱۲ — روپیہ
ششماہی — ۶ — ۱۲ — آنہ

جلد ۵ | کلکتہ : چہار شنبہ - ۸ ذوالحجہ ۱۳۳۲ هجري | نمبر - ۱۸
Calcutta : Wednesday, October, 28. 1914.

قطرات اشک

درکار ماست نالۂ و ما در هوائے او
پروانۂ چراغ مزار خودیم ما

(عذر گناہ)

(۱) گناہ کی جس معذرت کو "بد تر از گناہ" کہا گیا ہے، و غالباً وہي معذرت ہے جسکي سوء اتفاق سے آجکل ہمیشہ الہلال کو ضرورت پیش آتي رہتی ہے - و عرفت ربی بفسخ العزائم - امسال ارادہ تھا کہ یوم الحج کے تذکار کي ایک خاص اشاعت مرتب کي جائیگی اور ضروري و معلوماتي، دونوں حیثیتوں سے اسکے لیے خاص اہتمامات ملحوظ رہینگے - چنانچہ باوجود ضیق وقت کے اسکا انتظام کیا گیا، اور حسب معمول رسالہ کے آخري ابواب کے مقالات کمپوز ہو کر طیار ہو گئے - اب صرف باب التفسیر، بصایر و حکم، مقالۂ افتتاحیہ، اور مباحث جنگ و شذرات باقی تھے - ان میں سے ہر چیز اگرچہ بظاہر "حج و عید" سے تعلق رکھتی تھی، لیکن جیسا کہ اس عاجز کا طریق قدیم ہے، فی الحقیقت سب کچھ وقت و موسم ہي کا افسانہ تھا وللہ در ما قال :

مقصد ہے ناز و غمزہ، ولے گفتگو میں کام
چلتا نہیں ہے دشنۂ و خنجر کہے بغیر!

علی الخصوص مقالۂ افتتاحیہ جو "اسوۂ ابراہیمی" کے عنوان سے لکھنا تھا اور جو نہایت ہی اہم و ضروری مقاصد پر مبنی تھا - انیز باب التفسیر جسمیں آیۃ کریمۂ "و اذ ابتلی ابراهیم ربه بکلمات فاتمهن، قال انی جاعلك للناس اماما، قال و من ذریتی؟ قال لا ینال عهدی الظالمین" کے متعلق بے شمار معارف و حکم قرآنیہ فیضان الہي سے پیش نظر تھے -

لیکن عین اتوار کے دن (کہ اسي دن سے ابتدا کے فارم مرتب ہونا شروع ہوتے ہیں) یکایک بخار اور عارضۂ ورم گلو کا ایک ساتھ حملہ ہوا، اور اسقدر شدید و اشد حملہ کہ اتوار کی شام سے دماغ بالکل معطل اور از کار رفتہ ہوگیا - ہر چند کوشش کی کہ کسي طرح کام جاری رکھہ سکوں مگر دماغ نے ہر بار صاف جواب دیا - بمشکل طیار شدہ فارموں کي آخري تصحیح و ترتیب میں کچھہ مدد کرسکا جو کسی نہ کسي طرح چھپ گئے، اور اس وقت تک (کہ بدہ کا آفتاب غروب ہو چکا ہے) اپنے تئیں بالکل مجبور و معضور شل پاتا ہوں :

(۲) جو قلبي تکلیف اور روحي صدمہ اسوقت میں محسوس کررہا ہوں، اسکا صحیح اندازہ شاید ہي آپ کر سکیں - میرے گلے میں اسقدر شدید درد ہے کہ بغیر بھاپ کے آلے کي مدد کے بات نہیں کرسکتا، تاہم یقین کیجیے کہ یہ درد اس ٹیس کے مقابلے میں کچھہ بھی نہیں ہے جو ہیجان و تموج افکار، و ضیق صدر، و حبس دماغ، و عدم طاقت تحریر، و اعلان افکار و جذبات سے میرے دل میں اٹھہ رہي ہے، اور جسکے دور کرنے کیلیے کوئي آلہ میرے پاس نہیں ہے : یضیق صدري ولا ینطلق لساني (۲۶ : ۱۲) سال بھر میں عالم اسلامی کیلیے یہ ایک ہي موقعہ تنبہ افکار، و ایقاظ ہمم، و تحریک قلوب، و استقبال وجوہ، و احیاء ارواح، و ذہاب الی اللہ کا آتا ہے، جو فی الحقیقت دین الہي کے تمام آمال و اعمال کا مرکز و محور، اور حلقہ بگوشان ملت حنیفي کیلیے مبدء تجدد و انقلاب ہے : جبکہ خدا اور اسکے بندوں کے درمیان کوئي حجاب باقی نہیں رہتا، جبکہ اسکے حریم وصال کے دروازے کھل جاتے ہیں، جبکہ اسکي رحمت و نصرت کے ملائکۂ مسومین ایک ایک مومن قانت اور مسلم مخلص کے دل کو ٹھونڈھتے ہیں، اور اسے خدا کے طرف لوٹ آنے کي دعوت دیتے ہیں کہ :

یا عبادي الذین اسرفوا علی انفسهم لا تقنطوا من رحمة اللہ، ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا - انه هو الغفور الرحیم!

اے میرے غافل بندے کہ تم نے عہد عبودیت و نیاز کو توڑ کر خود اپنے اوپر ظلم کیا ہے، اللہ کي رحمت سے مایوس نہو! خواہ تمہاري بد اعمالیاں کیسي ہي سخت رہي ہوں، با ایں ہمہ اگر اب بھي توبۂ و انابت کا سر جھکا دو تو میں تمہارے تمام جرموں بخشدونگا کیونکہ میں بہت ہي بخشنے والا اور رحم فرما ہوں!

باز آ باز آ، هر آنچه کردي باز آ!
گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ!
ایں درگه ما درگه نومیدي نیست
صد بار اگر توبه شکستی باز آ!

اللہ اللہ! ایسے وقت عظیم، ایسے آوان سعید، ایسے یوم اللہ الجلیل، ایسے عہد الہي، اور ایسے دور قبولیت و اجابت میں اپني زبان کو بے قابو، اپنے دماغ کو معطل، اپنے نظام حواس کو درہم و برہم، اور اپنے قلم خونفشاں کو اپنے دست نارسا کي رسائی سے دور پاتا ہوں اور مجبور ہوں!

ارید وصاله، و یرید قتلي!

حالانکہ یہ وقت تو وہ تھا کہ سال بھر کے ضبط و حبس کا معاوضہ اسکے ایک ایک لمحہ اور ایک ایک سکنڈ سے لیتا، اور

مدتوں کے بعد همرهاں بے خبر و رفیقاں غفلت پیشه کو دکھلاتا کہ اگر دنیا اپنے موسم خونیں سے گذر رهي هے تو میرے پہلو میں بھي ایک دجلۂ خون موجود هے جس سے ایک بہت بڑا رقبۂ حسرت و آرزو سینچا جاسکتا هے :

پہلو بشگافید و بہ بینید دلم را
تاچند بگویم کہ چساں ست و چساں نیست ؟

(۳) میرے درد نے میرا علاج کیا' اور شدت هجوم افکار و فشار جذبات ومخفیات نے بستر ناتواني سے اٹھا کر بٹھا دیا - بلاشبه میں اسوقت مستعد کار هوں' لیکن چونکہ عید مبارک سے پہلے رسالے کي اشاعت ناگزیر هے اور آخري دن بھي گذر چکا هے - اسلیے اس وقت کي مستعدي اسکے لیے کچھه مفید نہیں هوسکتي - مجبوراً مقالۂ افتتاحیه وغیره کي جگه " شئون اسلامیه " وغیره کے چند کمپوز شده تراجم و مضامین درج کردیے گئے هیں تاکه کسي طرح پرچه عید سے پہلے شائع هو جاے - صرف " واقعۂ لاهور " کے متعلق چند سطریں لازمي طور پر لکھني هیں' اور انکے لیے اس آخري فارم کو کسي طرح لکھنے کي کوشش کر رها هوں - اب یوم الحج کي تقریب کے بقیه مضامین کیلیے اسکے سوا چاره نہیں کہ آیندہ نمبر میں انکے لیے سب سے پہلے جگه نکالي جاے - گو کسي قدر دیر ضرور هو جالیگي لیکن ارل تو ماه مقدس ابھي باقي هے اور پھر:

فریاد کي کوئي لے نہیں هے
نالہ پابند نے نہیں هے !

(پیام حج مقدس)

(۴) تاهم دل نہیں مانتا کہ اسقدر جلد خاموش هوجاؤں :

کہ حرف نارک و اصحاب پنبه در گوش اند !

اے عزیزان غفلت شعار' و اے بقیۂ ماتم گداران قافلۂ ملت ! تمهاري غفلتوں پر حسرت' تمهاری سرشاریوں پر صد افسوس ' اور تمهاري عزائم فراموشیوں پر صد هزار آه و ماتم' اگر تم اس وقت عظیم و مجیب کي برکتوں سے محروم رهو' اور جبکه تمام دنیا کي مٹي خون کی بارش سے سینچی جا رهي هے' تو تم اپنے دلهاے مجروح و ارواح مضطر کو خونباري و دجله ریزي کیلیے طیار نه کرو ! تم کو اُس جنگ کي خبروں کي تلاش هے جو دنیا کی چند فانی طاقتوں کے درمیان تین مہینے سے شروع هوگئي هے' مگر آه' تمهیں اُس جنگ کي بھي کچھه خبر هے جو دنیا کی سب سے بڑي ضعیف هستي اور سب سے بڑي لازوال طاقت کے درمیان صدیوں سے جاري هے' اور جسکي بربادي اور هولناکی کے آگے میدان فرانس و پولینڈ کي بربادیاں کچھه حقیقت نہیں رکھتیں ؟ تم فتح و شکست کي خبروں کیلیے شب و روز بیقرار رهتے هو اور اخباروں کا اسلیے انتظار کرتے هو کہ جرمني اور فرانس کی فتح و شکست کو زیاده صحت اور زیاده یقیني طور پر معلوم کرسکو' لیکن تمهیں اُس جنگ کي صلح و شکست کا بھي کبھي انتظار هوتا هے جو تم میں اور تمهارے خداے قاهر و قیوم میں برپا هے' جسمیں آجتک کسي بڑي سے بڑي قوت نے بھي فتح نه پائي ' اور جسکی آخري شکست بڑي هي الیم و معذب هے ؟

تم جرمني کی طاقتوں سے مرعوب هو' اور اُن توپوں کی هولناک قوت کا خیال کرکے لرز اُٹھتے هو جو تیس تیس من کا گولہ پھینکتی هیں - لیکن تم اس فاطر السمارات و الارض کي لایزال و لم یزل طاقت پر ایمان نہیں لاتے جسکی فوج کے گولے صرف انتورپ اور نامور کی برجیوں هي کو نہیں' بلکه تمام کرۂ ارضي کو خاک و خون میں ملا رهے هیں ؟ تم اُن انساني طاقتوں کی هیبت کا شب و روز وظیفه پڑھتے هو جو تن تنہا بڑي بڑي فوجوں کو شکست دے رهي هیں' لیکن تمهیں یاد نہیں آتا کہ تم اس شہنشاه ارض و سما سے سرکش هوگئے هو جو اپني ایک نگه مشیت سے تمام نظام ارضي سمارات کو ارلٹ دے سکتا هے ؟ آه تمهاري غفلتوں پر اگر آسمان روے اور زمین ماتم کرے ' اگر مرغان هوائي فغاں سلج هوں اور سمندروں سے مچھلیاں غم کرنے کیلیے اچھل پڑیں' جب بھي اسکا ماتم ختم نہوگا - کیونکہ تمهارا ماتم تمام دنیا کا ماتم هے' اور چراغ کے بجھنے کا رونا چراغ پر رونا نہیں هے بلکه گھر کي تاریکي پر رونا هے - تم میدان جنگ کي خبروں کے مشتاق هو جو تم سے تیس هزار میل دور هے - مگر میں تمهارے دل کي خبروں کا آرزومند هوں جو تم سے باهر نہیں بلکه خود تمهارے اندر هي موجوده هے - وفي انفسکم افلا تبصرون ؟ تم دوسروں کي بیداریوں کے افسانے سنکر ترانه سلج مدح و ثنا هوتے هو' مگر اپنے بخت خفته و طالع گم گشته کو نہیں ڈھونڈھتے کہ وہ کہاں گم هوگیا هے ؟ فاه ' آه ' ثم آه ' علی ما فرطتم فی جنب الله !

درازي شب و بیداري من این همه نیست
ز بخت من خبر آرید تا کجا خفتست ؟

(صلح و شکست)

(۵) جرمن و فرانس کي صلح و جنگ کي خبروں کے عشق میں اپنے تئیں گم نه کرو' بلکه جو جنگ تم میں اور تمهارے پروردگار قدوس کے درمیان جاري هے ' اسکي صلح کي کوئي تدبیر نکالو - اگر تم نے اُس سے صلح کرلی تو پھر اُسکي تمام دنیا میں کوئي بھي نہیں هے جو تم سے برسر پیکار هوگا - من له المولی فله الکل :

ان ینصرکم الله فلا	اگر الله تمهیں غلبه و نصرت عطا فرماے
غالب لکم و ان یخذلکم	تو پھر تم پر کوئي دنیوي طاقت
فمن ذالذي ینصرکم	غالب نہیں آسکتي - لیکن اگر وهي
من بعده ؟ و علی الله	تمهیں ٹھکرا دے تو پھر دنیا میں کون
فلیتوکل المومنون !	هے جو خدا کے بعد تمهاري مدد

کرسکتا هے ؟ پس صرف الله هي کي ذات هے جسپر اهل ایمان بھروسه کرتے هیں !

آج کرۂ ارضي کا سب سے بڑا حصه شیطاني فساد و طغیان کے بھڑکاے هوے شعلوں سے جل رها هے - انسانوں کی ایک نسل دوسري نسل کو بھیڑیوں کي طرح چیر رهي اور اژدهوں کي طرح ڈس رهي هے' خداے قدوس و قہار کے اپنے دست منتقم و معذب کی ایک هولناک چمک دکھلائی هے جیسي کہ همیشه دکھلاتا آیا هے' اور دنیا کی سب سے زیاده مغرور و طاقتور آبادیاں اسکے قہر و غضب کے نار جحیم و الیم کے اندر سوکھی لکڑیوں اور خشک پتوں کي طرح ڈالدیگئي هیں فی سموم و حمیم' وظل من یحموم ' لا بارد ولا کریم انهم کانوا قبل ذالك مترفین (۵۶ : ۴۵) جبکه یه سب کچھه هو رها هے تو تم ایک نظر میدان عرفات و منا کے اس سرو پا برهنه گروه پر ڈالو جو سلافی یا ٹیوٹانیک نسل کي مسابقت کیلیے نہیں بلکه کلمۂ حق کي عظمت اور خداے واحد کي پرستش و محبت کیلیے جمع هوا هے ' اور جنکے کاندهوں پر خونریز آلات و اسلحه نہیں هیں جسے آگ اور دهواں نکلتا هو' بلکه الله کے خوف اور اُسکي جستجو نے خود انکے اندر ایک آتشکدۂ محبت مشتعل کردیا هے اور اسکا دهواں والهانه صداؤں اور بیقرارانه فریادوں کي صورت میں انکي زبانوں سے اٹھه رها هے :

جمال کعبه مگر عذر رهروان خواهد
که جان خستهٔ دلاں سوخت در بیابانش

(اسوۂ ابراهیمي)

(۶) اور دیکھو ' یه مجمع مقدس و الهي نمس واقعۂ کبری کی یادگار هے ' اور کس عهد و میثاق خداوندي کے تذکار عظیم کو همیشه کیلیے زنده رکھتا اور عالم ایمان و اسلام کو اسکی طرف دعوۃ دیتا هے ؟ گر چشم حقیقت بار اور سامعۂ بصیرۃ را هو تو اس ابراهیم کدۂ حجار کا ایک ایک ذره آج اُس واقعه کبری اور آیۂ عظمی کا افسانۂ حقیقت بیان کر رها هے' اور ملاء اعلی اور عالم قدس کا ایک ایک گوشۂ مشق ابراهیمی و ایثار اسماعیلی کے غلغلۂ روحانیت سے گونج رها هے :

شدیم خاک و لیکن ببوے تربت ما
اتواں شناخت کزیں خاک مردمی خیزد

ربنا لهم من رحمتنا و جعلنا لهم لسان صدق علیا (۱۹ : ۵۰)

یہ در اصل حقیقت اسلامی کی اُس عظیم الشان قربانی کی یادگار ہے جو حضرۃ ابراهیم علیه السلام نے اپنے جذبات و محبت ماسوی الله کی اور حضرۃ اسماعیل نے اپنے جان و نفس کی ٹھیک اسی ریگستان میں کی تھی' اور جو تمام نسل ابراهیمی و اسماعیلی کی روحانی قربانی کے فدیه کے بعد قبول کر لیگئی کہ فی الحقیقت یہی فدیه " ذبح عظیم " تھا :

فلما اسلما و تله للجبین	اور جبکه حضرت ابراهیم و اسماعیل'
و نادیناه ان یا ابراهیم !	دونوں پر اطاعت و فدویت اسلامی
قد صدقت الرؤیا ' انا	طاری هوگئی' اور حضرۃ ابراهیم نے جوش
کذالك نجزی	قربانی میں اپنے محبوب فرزند کو ماتھے
المحسنین' ان هذا لهو	کے بل گرادیا تاکه راه حق میں ذبح کر ڈالیں
البلاء المبین' و فدیناه	تو اس وقت هم نے پکارا که اے ابراهیم
بذبح عظیم ! (۳۷ - ۱۰۷)	بس کر و ! بلاشبه تم نے اپنے رویاء صادقه

کو پورا کر دکھایا - هم اسی طرح ارباب حق و احسان کو انکی جاں فروشیوں اور قربانیوں کا صله دیا کرتے هیں ' چنانچه هم نے یه قربانی اسطرح قبول کرلی که اسکے فدیے میں ایک بہت هی عظیم الشان اور دائمی قربانی قرار دیدی !

یه قربانی جسکا خون هر سال میدان منا میں جوش زن هوتا ہے' اور یه ذبح عظیم جسکی هر مسلمان شوق و ذوق سے طیاری کرتا ہے' فی الحقیقت اسلام کی حقیقت اعلی کی ایک تمثیل ہے' جسکے پردے میں بتلایا گیا ہے که ایمان بالله کا دار و مدار قربانی اور خون شهادت پر ہے' اور جب تک یه مقام ذهاب الی الله اور جهاد فی سبیل الله حاصل نهو' اس وقت تک کوئی هستی مومن و مسلم نہیں هو سکتی : قل ان کان اٰباؤکم و ابناؤکم و اخوانکم و ازواجکم و عشیرتکم و اموال اقترفتموها و تجارة تخشون کسادها و مساکن ترضونها احب الیکم من الله و رسوله و جهاد فی سبیله فتربصوا حتی یاتی الله بامره و الله لا یهدی القوم الفسقین (۹ : ۲۴)

(میثاق ابراهیمی)

اور پھر یه یوم الحج کا طلوع در حقیقت اُس وعدۂ الهی اور عهد و میثاق ربانی کی یادگار ہے ' جو حضرۃ ابراهیم سے " امة مسلمه " کی امامت و خلافت فی الارض کے لیے خدا نے باندها تها :

و اذ ابتلی ابراهیم ربه	اور جبکه ابراهیم کو اسکے پروردگار نے
بکلمات فاتمهن قال	حقیقت اسلامی کی قربانی اور معرفه
انی جاعلك للناس	دین فطری کی چند آزمایشوں میں
اماما - قال ومن	ڈالا اور اس نے انهیں پورا کیا - یعنی
ذریتی ؟ قال لا ینال	اپنے جگر گوشے کے گلے پر چھری
عهدی الظالمین !	رکھدی اور چاند اور سورج اور تمام

مظاهر خلقت و مادیت سے منه موڑ کر صرف دین فطری و الهی کی طرف متوجه هوگیا ' تو اس وقت هم نے اسے بشارت دی که آج سے تمهیں انسانوں کی امامت و خلافت عطا کی جاتی ہے - اسپر حضرۃ ابراهیم نے سوال کیا که " اور میری نسل کو بھی ؟ " فرمایا که " هاں مگر انکو نہیں جو همارے عهد و میثاق کی پروا نه کریں اور اسے ظالمانه توڑ ڈالیں ! "

چنانچه الله تعالی نے اپنا وعده پورا کیا اور حضرۃ ابراهیم و اسماعیل کی نسل روحانی و جسمانی کو دنیا کی امامت عطا فرمائی - پہلے اسکا ظهور بنی اسرائیل کی خلافت و امامت کی صورت میں هوا ' اور پھر جب یروشلیم کا هیکل اور شام کے مرغزار اسکی محبت و اطاعت کے سزاوار نه رهے تو اس نے بنی اسماعیل کی قرولگاه عرب اور وادی بطحا و یثرب کے ریگستانوں کو اپنے جلال و قدوسیت کا تجلیگاه بنایا :

ثم جعلناکم خلائف	اور پھر اسکے بعد هم نے تمهیں زمین
فی الارض لننظر من	کی خلافت عطا کی تاکه دیکھیں که
بعدهم کیف تعملون ؟	تمهارے اعمال کیسے هوتے هیں ؟

سو اے پیروان دین ابراهیمی ' و اے وابستگان نسل اسماعیلی ! " انی جاعلك للناس اماما " کا وعده بھی پورا هوچکا ' اور " لا ینال عهدی الظالمین " کی وعید کی غمگینی و رسوائی بھی تم دیکھه چکے :

و صرفنا فیه من الوعید لعلهم	اور هم نے قرآن حکیم میں اپنی
یتقون او یحدث لهم ذکرا '	وعید اور اسکے نتائج بیان کردیے تاکه
(۲۰ : ۱۱۳)	لوگ ڈریں یا اسکی وجه سے انکے
	دلوں میں عبرت و بصیرۃ پیدا هو !

یه یوم الحج کا آفتاب هر سال اسلیے فاران کی چوٹیوں اور جبل رحمة کی وادیوں پر طلوع هوتا ہے تاکه اس وعده و وعید کی یاد تازه کرے' اور اُس " امة مسلمه " کو میثاق الهی یاد دلائے جسکا ظهور اسی بلدالامین حجاز کی دعاؤں سے هوا تها -

(۸) پس وه دن آ گیا اور خدا کی رحمتوں اور برکتوں کی سب سے بڑی گھڑی تمهارے سامنے ہے -

یہی وه وقت ہے که " امة مسلمة " آخری مرتبه اپنے عهد و میثاق کو یاد کرے' اور جذبه خدا سے قہر سے زمین کے فساد کو ڈھانپ لیا ہے تو وه اسکی گم کرده رحمتوں اور برکتوں کی تلاش میں نکلے - تم دنیا کے تعبرات اور نقشۂ امن و جنگ کی تبدیلیوں میں معرو هوگئے هو - مگر تم خود اپنے اندر تبدیلی پیدا نہیں کرتے جس سے تمام عالم کی تبدیلی وابسته ہے ؟

اس تبدیلی کیلیے پہلی شرط یه ہے که حقیقت اسلامی کی اُس قربانی کو اپنے روح و قلب پر طاری کرو جسکی یادگار میں هر سال تمهارا هاتھه ظاهری قربانی کی چھری پکڑتا ہے اور تم خداوند کے حضور خون بہاتے هو - پھر اسکے ساتھه هی تم الله کے حضور گر جاؤ' اپنے تمام اعمال زندگی کے اندر اسکے مقدس حکموں کے عشق و اطاعت کی روح پیدا کرو' توبۂ و انابت کے آنسو بہا کر اور عجز و بیقراری کی تڑپ پیدا کرکے اسکے سامنے مجرموں کی طرح خاک عجز و نیاز پر لوٹو' اور اپنی جانوں کو' اپنے مال و متاع کو' اپنے اهل و عیال کو' اپنی تمام محبوبات و مطلوبات کو اسکی راہ میں' اسکے کلمه مقدس کے لیے' اسکی ملت و حوزه اسلامی' اور اسکی صداقت اور عدالت کے لیے اسکے سپرد کر دو - وه خدا جس نے ابراهیم کی دعا سنی' جس نے اسماعیل کی قربانی کو قبول کیا' جس نے وادی غیر ذی زرع کو ظهور رسالت کبری کے سزاوار مشارق و مغارب و مجمع اولین و آخرین بنایا' اگر تمهاری بد اعمالیوں اور سرکشیوں کی وجه سے تمهیں ٹھکرا سکتا تها ' تو آج وه تمهیں پیار بھی کر سکتا ہے' اور تمهاری دعاؤں کو سن بھی سکتا ہے -

پس توبه کرو' اپنے ظالم و اعمال مفسده کو زنده کرو' دعائیں مانگو' اور خداوند حجاز کو پکارو' تا تمهاری کھوئی هوئی میراث پھر تمهیں واپس ملجائے - تمهارے غلامی کے دن ختم هوں ' اور " لا ینال عهدی الظالمین " کے زمرے سے نکلکر " انی جاعلك للناس اماما " کے حزب الله میں داخل هو جاؤ - [illegible] من کان منکم یومن بالله و الیوم الاخر -

واقعہ لاہور

فاقض ما انت قاض، انما تقضی هذه الحیوة الدنیا ! (۲۰ : ۷۵)

لي سكرتان ، و للندمان واحدة
شي خصصت به من بينهم وحدي

جس وقت یہ نمبر قارئین کرام کے ہاتھوں میں پہنچے گا، اس وقت مولوي ظفر علي خان کے واقعہ پر پورا ایک ہفتہ گذر چکا ہوگا، اور خود ظفر علي خاں بھی محبوسیت کی سات راتیں اپنی منزل تنہائي میں بسر کر چکے ہونگے - ایسے کتنے ہی ہفتے ، کتنے ہی مہینے، کتنے ہي سال، اور پھر کتني ہي عمریں زندانیاں صبر و امتحان نے بسر کردي ہیں، اور زندگي ہر طرح بسر ہوہي جاتي ہے مگر:

تو هم شب را بسرے مي بری اے شمع کم فرصت ؟
گرفتم سوختی پروانۂ آتش بجانے را !

یہ صرف ایک ہفتہ کا واقعہ ہے ، مگر میرے سامنے صدیوں اور ہزارہا سالوں کے واقعات موجود ہیں - یہ صرف واقعہ ہے، مگر میري یاد میں وہ کچھ محفوظ ہے جس میں واقعات کے ساتھ انکے عواقب و نتائج بھي موجود ہیں - یہ ابتداے کار ہے، اور مجھسے اگر پوچھا جاے تو میں انتہاء راہ بھي بتلا سکتا ہوں - یہ صرف نشان راہ ہے، مگر میري نظریں نشان منزل بھي دیکھ رہی ہیں - یہ صداء جرس ہے، لیکن میں معمل امتحان کا متلاشی ہوں - یہ قدم اولین ہے ، لیکن ارباب ذوق کا ولولۂ تبلہ پائی جادۂ مصالب و محن کا منتظر ہے - یہ جام ابتلا و شکیب کی پہلی گردش ہے ، مگر میں گردش آخرین کے تصور سے نشاط و سرور حاصل کر رہا ہوں و للہ در ما قال :

لي سكرتان ، و للندمان واحدة
شي خصصت به من بينهم وحدي !

من كان يرجو لقاء الله فان اجل الله لات !
طفلان شهر بے خبرند از جنون ما
یا ایں جنوں هنوز سزاوار سنگ نیست !

* * *

یہ نہ تو نئی خبر ہے اور نہ کوئی نیا واقعہ - تم ایک ہفتہ کے تازہ واقعہ سے محکمین ہو ، لیکن اگر اس قسم کے حوادث پر محکمین ہوے کیلئے ہمیں بتایا گیا ہوتا تو ہم تاریخ حقوق و حریت سے کہتے کہ اپنے تئیں اکل دے ، اور ان تمام حوادث و نتائج کا ہمارے سامنے انبار لگادے جنکے خزائن عبرت و دفائن نصیحت اسکے اندر مدفون ہیں - اگر ایسا ہوتا تو ہم اسے کہتے کہ جس حادثہ پر تمہیں آج اچنبھا ہو رہا ہے ، وہ اس امر محض کی [illegible] کس درجہ پرانی ، کس قدر عامۃ الورود [illegible] ہے؟ ہر تعلیم یافتہ [illegible] اس وقت یہ دیکھنے کہ [illegible] چکا ہے ، اور [illegible] ہیں ، انکے سامنے تمہارے [illegible] کیا ہے ؟ فی الحقیقت اگر تم تاریخ [illegible] سوا اور کیا ہے جو ہمیں سننے ہو:

اے عمر چاهیے اے گوش هوش مخمل
تهی ست آنچه نشنوی بهتر ازانچه بشنوی ؟

ولنبلونكم بشيء من الخوف و الجوع و نقص من الاموال و الانفس و الثمرات و بشر الصابرين الذين اذا اصابتهم مصيبة قالوا انا لله و انا اليه راجعون -

پس نہ تو اس حادثہ پر تعجب ہے اور نہ شکایت، نہ تو طلب ہے اور نہ سوال - اس بارے میں میرا طریق سخن ابناء عصر سے بالکل مختلف ہے، اور میرا دل گوارا نہیں کرتا کہ رسمي طرز تاسف و اعتراض پر اصل حقیقت کو قربان کردوں - جیسا کہ میں نے ہمیشہ اسطرح کے مواقع پر ظاہر کیا ہے، اب بھی بے پردہ کہتا ہوں کہ تعجب اس چیز پر ہوتا ہے جو ناگہاني ہو، اور شکایت وہاں کي جاتي ہے جہاں توقع ہو - رہا طلب و سوال، تو اسکے لیے پہلي شرط امید ہے اور اب امید ہي کسکر رہی ہے :

نہیں ہے طاقت گفتار اور اگر ہو بھي
تو کس امید پہ کہیے کہ مدعا کیا ہے ؟

* * *

اس امر پر مزید بحث کرنا کہ گورنمنٹ پنجاب نے جن دفعات کی بنا پر یہ کارروائي کی اور جس حالت میں کی، وہ کہاں تک رسمی اور نمایشي اعتراضات سے بچ سکتي ہے ؟ فی الحقیقت محض بے سود ہے - گورنمنٹ پنجاب ایسا کرنا چاہتي تھي اور اس نے کیا - نہ تو اس نے جرم کي تشریح کي ہے اور نہ اسکي چنداں ضرورت تھي :

فقلت وما ادنبت ؟ قالت مجيبة :
رجوردک ذنب لا يقاس به ذنب !

یہ ظاہر ہے کہ مولوي ظفر علي خاں نے اس مرتبہ ہندوستان اکر کوئی بات گورنمنٹ کی معلومات و مطلوبات کے خلاف نہ کي تھی بلکہ حتی الامکان ان میں معین ہوے تھے - حتی کہ آخر میں جو باتیں اس قدر حد سے گذر گئی تھیں کہ بعض ارباب استقامت پر تاسف و تنغص کو چھپا نہ سکے تھے - با ایں ہمہ گورنمنٹ پنجاب نے نہ صرف خطرات اپنے سامنے دیکھے اور اسکا علاج صرف انکی محبوسیت ہی میں نظر آیا : ان تحمل علیه یلهث او تترکه یلهث (۷ : ۷۵)

ہر عقلمند شخص جو موجودہ وقت کی نزاکت اور ضرورت پر نظر رکھتا ہے ، یہی رائے دیگا کہ جو کچھ کیا گیا ، گورنمنٹ کیلیے اسکا نہ کیا جانے سے زیادہ بہتر ممکن تھا - جبر و تشدد کے نتائج کبھی بھی خوشگوار نہیں ہوے ہیں ، اور اگر موجودہ وقت کو گورنمنٹ [illegible] سمجھتی ہے تو اسے کہیں زیادہ دانشمند اور بہت زیادہ عاقبت اندیش ہونا چاہیے - تاہم نہ تمام دنیا میں گورنمنٹ کے سوچنے کی [illegible] ہمارے سامنے اس وقت دو گروہ موجود ہیں ، ایک جماعت مسلمانان ہند اس حادثے سے کمال درجہ متاثر ہوئی ہے دوسرے وہ تعلیم یافتہ جو اس حادثے سے اپنے ادعاء حق پرستی کی دلیل استحسان و ثناء کو ہمیشہ دعوت دیتي ہے پہلے گروہ کے متعلق یہ کہنا ہے کہ عسی ان تکرهوا شيئاً و يجعل الله فيه خيراً (۴ : ۱۹) اور دوسرے گروہ کو یاد دلانا چاہیے کہ اب سے تیرہ سو برس پیشتر جماعت مومنین قانتین کے حکمران مصر نے انہیں کہا تھا :

انت لا تسلطين علينا ابداً
و لا حرم الله عبداً قال آمينا !

ان الذين قالوا ربنا الله ثم استقاموا ، تتنزل عليهم الملائكة الا تخافوا و لا تحزنوا ، و ابشروا بالجنة التي كنتم توعدون - نحن اولياؤكم في الحيوة الدنيا و في الآخرة - (۴۱ : ۳۰)

الله اکبر ! الله اکبر ! لااله الاالله و الله اکبر ! الله اکبر ! و لله الحمد !

و اذ جعلنا البيت مثابة للناس و امنا ً واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى ٌ وعهدنا الى ابراهيم و اسماعيل
ان طهرا بيتى للطائفين والعا كفين والركع السجود (٢ : ١٩)

صرف خانه کعبه (زاد الله شرفها و اجلالها) کي چار ديواري کا ايک خاص منظر ' جسپر نيا مصري غلاف چڑھا ديا گيا ہے

" فاجعل افئدة من الناس تهوى اليهم !! "

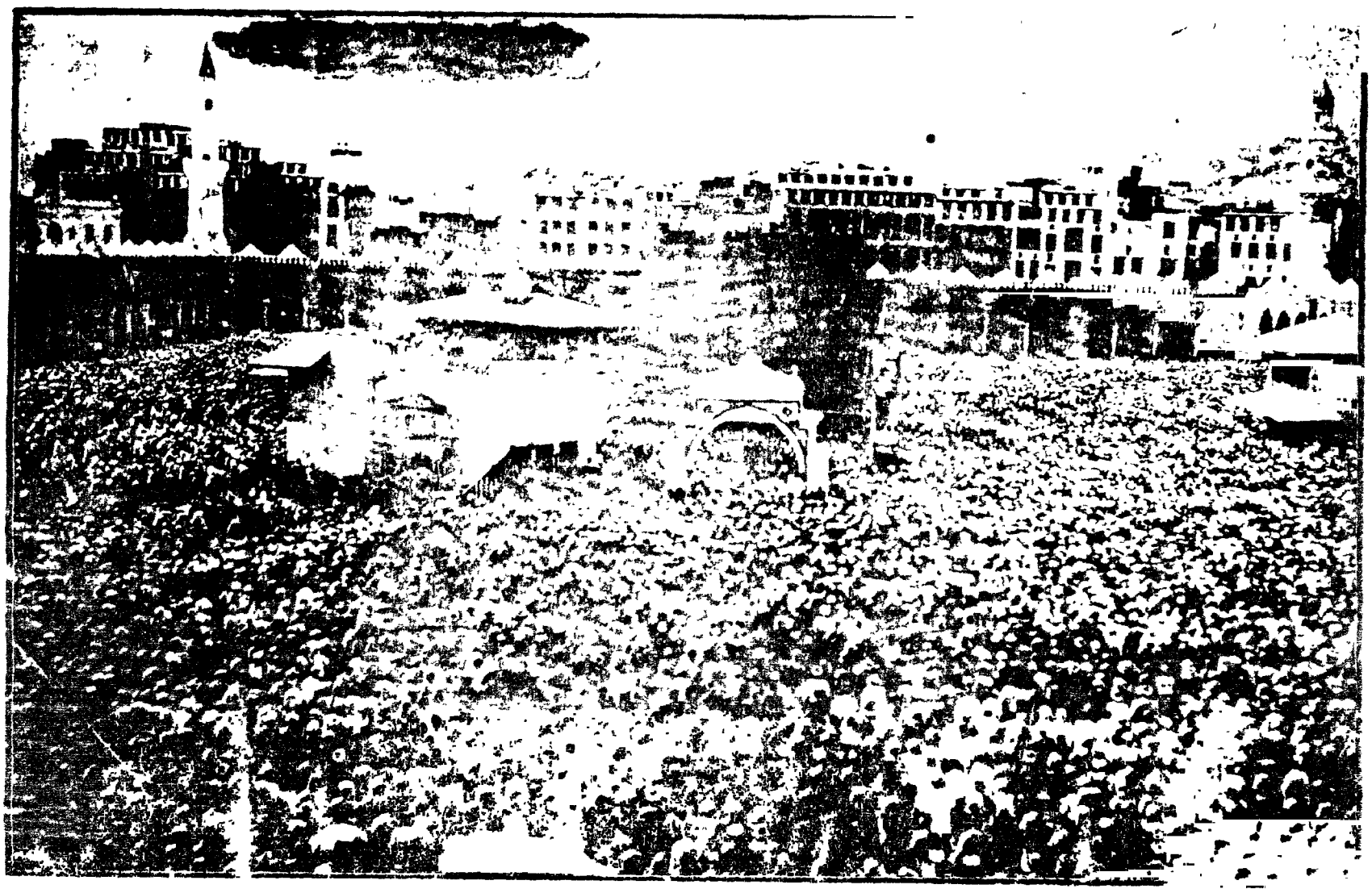

نماز عيد حرم محترم کے اندر !

اللهم يا رب هذا لبيت العتيق ! اعتق رقابنا و رقاب امهاتنا و اخواتنا و اولادنا من النار فى دنيا و الاخره '
اللهم احسن عاقبتنا فى الامور كلها و اجرنا من خزى الدنيا و عذاب الاخره !

و اذن في الناس بالحج يأتوك رجالا على كل ضامر يأتين من كل فج عميق ؟

ربنا اني اسكنت من ذريتي بواد غير ذي زرع عند بيتك المحرم ، ربنا ليقيموا الصلوة ، فاجعل افئدة
من الناس تهوى اليهم وارزقهم من الثمرات لعلهم يشكرون (١٤ : ٣)

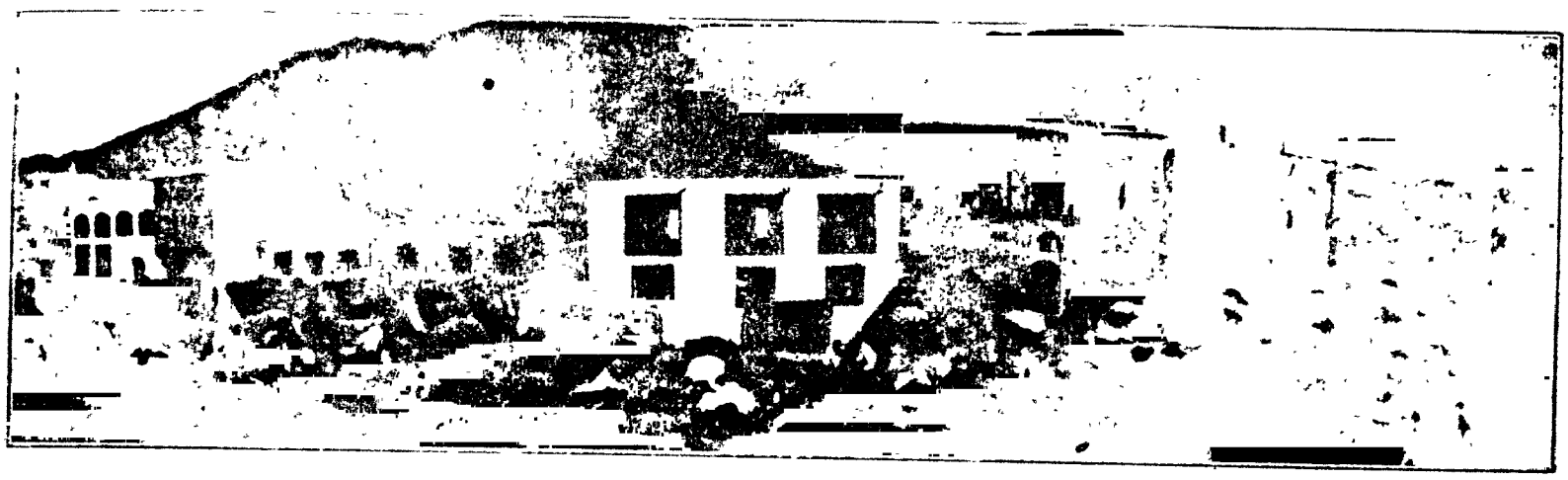

• ميدان عرفات کی طرف حجاج کا کوچ !

" ان الصفا والمروة من شعائر الله "

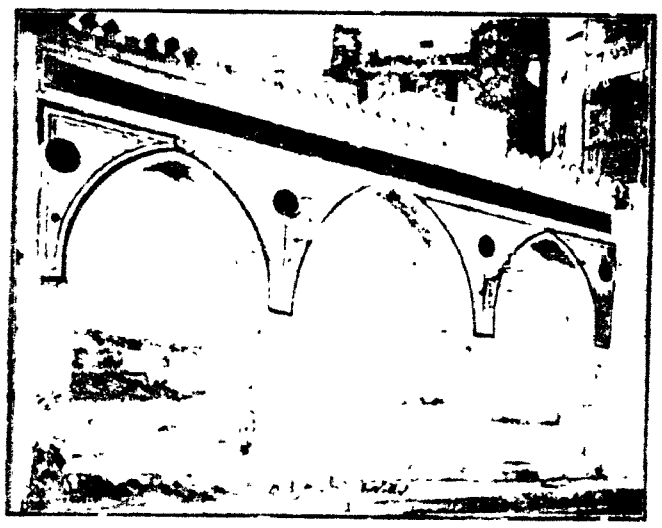

صفا اور مروہ کی پہاڑیاں جہاں حجاج سعی کرتے ہیں !

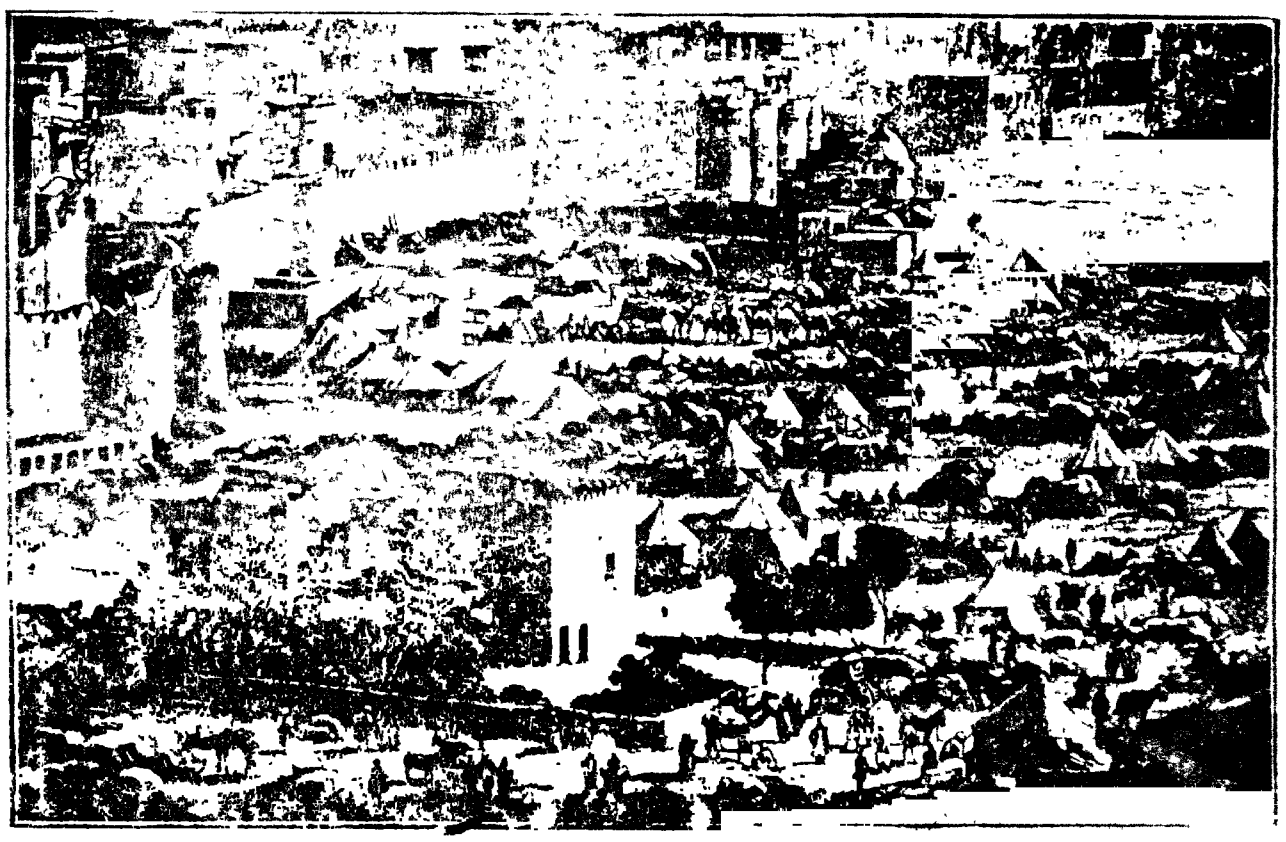

حجاج کا پڑاؤ عرفات میں !

لبيك! لبيك ! اللهم لبيك ! لا شريك لك لبيك ! ان الحمد و النعمة لك و الملك لا شريك لك !

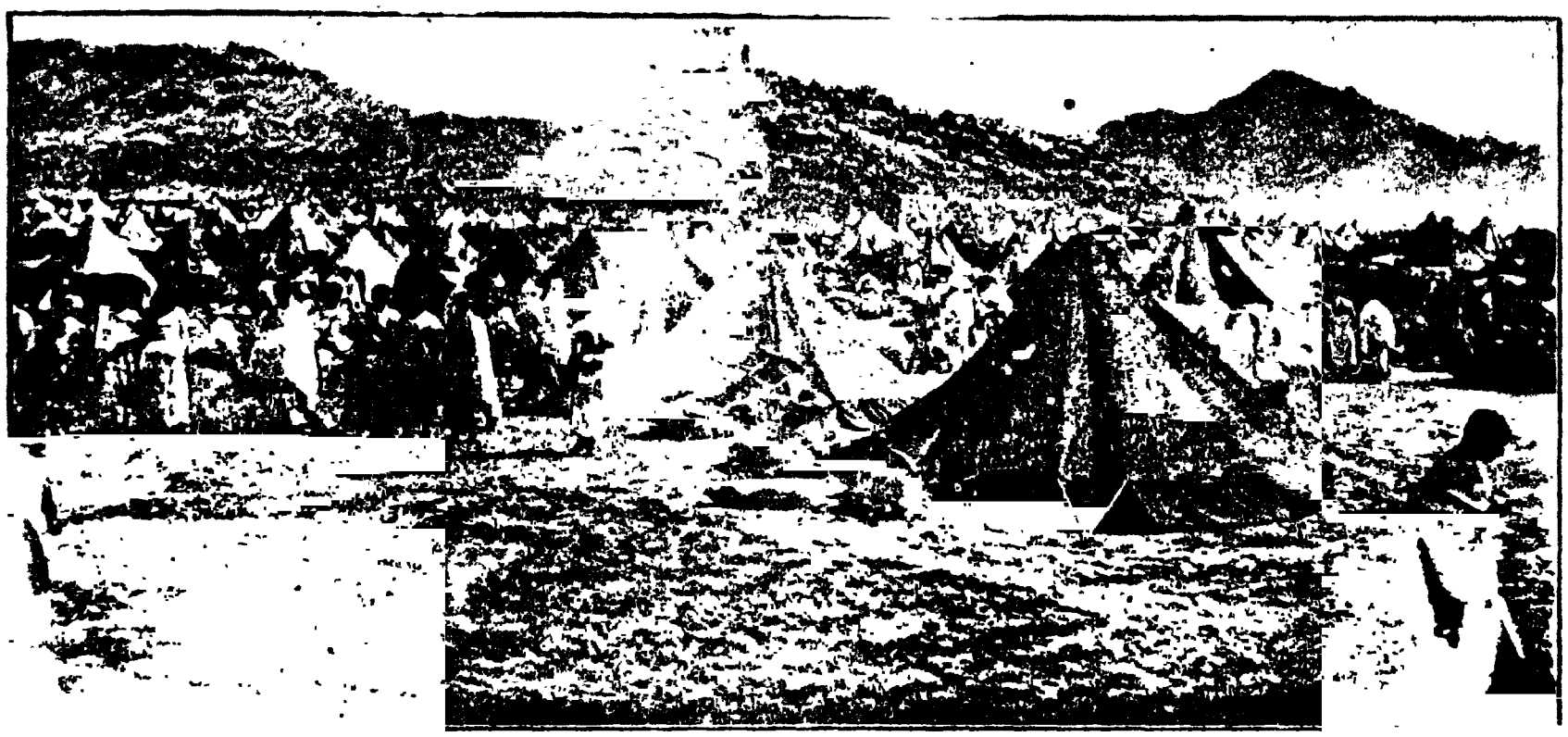

میدان عرفات ازر جبل رحمة جہاں امیر الحج خطبۂ حج پڑھتا ہے ' اور جہاں حجۃ الوداع میں تکمیل شریعت الاھیہ کا اخری خطبہ مجمع عرب و عجم کو سنایا گیا تھا !

صدا میں دوں تاریخ کہ حجاج کا ورود از روۓ قربانی -

اللهم اعز الاسلام و المسلمين ! و اخذل الكفرة و المبتدعة و المشركين ! بدوام سلطنت عبدك و ابن عبدك ' الخازع لجلال كبريائك و مجدك - سلطان البرين و خاقان البحرين ' خادم الحرمين الشريفين - المغازى و المجاهد فى سبيل الله - السلطان ابن السلطان : السلطان محمد خان - خلد الله تعالى ملكه و سلطنته - اللهم انصره و انصر عساكره ! و كن اللهم حافظه و مويده و ناصره ! و امحق بسيفه رقاب الطائفة الكفرة الفجره !

يا من بيده امر الدنيا و الاخره !

ان اول بیت وضع للناس للذي ببکة مبارکا و هدی للعالمین - فیه ایات بینات مقام ابراهیم ، و من دخله کان امنا (۳ : ۹۰)

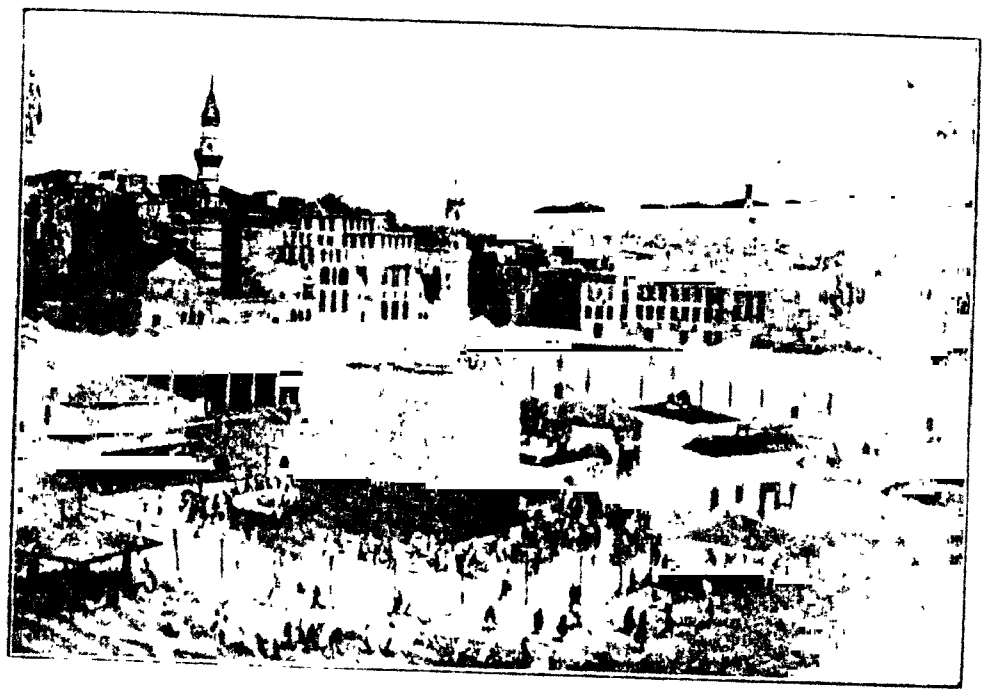

حرم شریف کا ایک داخلی منظر عام ا

" وادی عبر دی درع " (مکۂ معظمہ) کی آبادی کا ایک منظر عمومی ا

مسجد قبا ارر نخلستان حجاز کا ایک عام منظر ا

جمـــال كعبـــه مگـــر عـــذر رهروان خواهـــد
كه جـــان خسته دلان سوخت دربيـــا بانش !

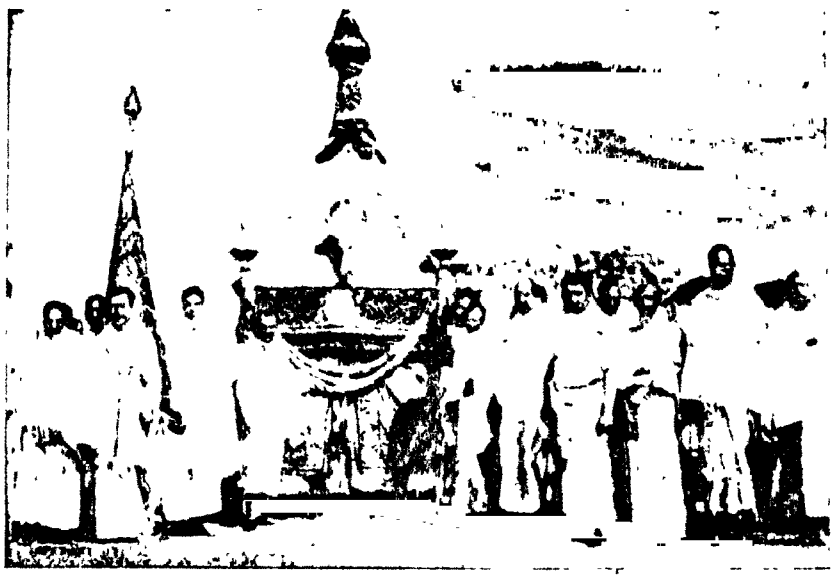

خانه كعبه كے غلاف كا مصري كا محمل جو هر سال مصر سے ايك جشن عام كے ساتھه روانه هوتا هے !

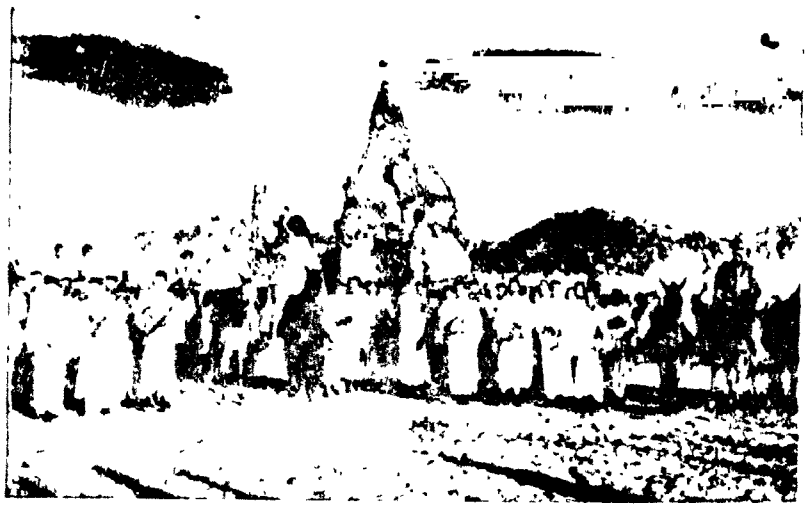

مصري محمل كا مكه معظمه ميں ورود !

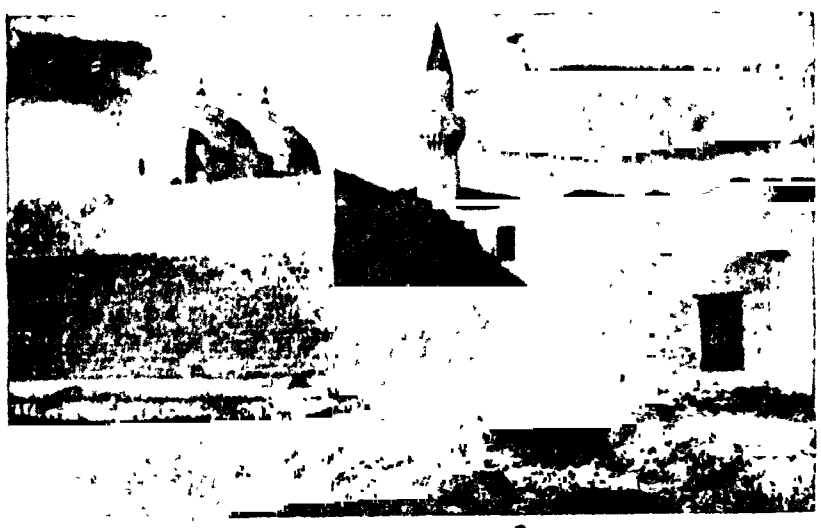

مسجد حضرة سيدنا حمزه رضي الله تعالى عنه

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم ، جاءك و استغفروالله و استغفر لهم الرسول ، لوجدو الله توابا رحيما (۴ : ۶۷)

واهي يثرب كعبتست ؟ آه ز حرمان ما ! داغس دل ميكشد ، خار مغيلان ما !

مدينه منوره زاد الله شرفها كي آبادي كا ايک منظر عمومي !

ان الوسائل للملوک ببابهم ، و وسيلتي العظمى بهذ الباب !

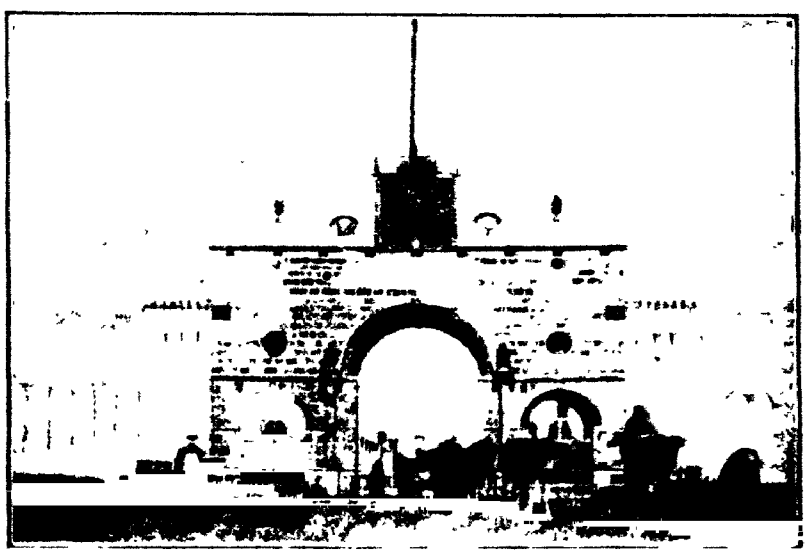

مدينه منوره كا دروازه باب العنبريه (جسكو باب الرشاديه بهي كهتے هيں)

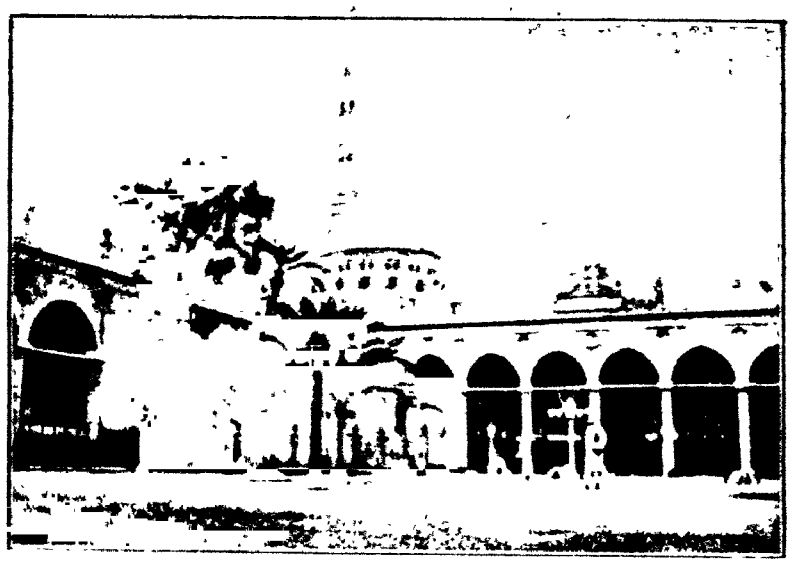

مسجد نبوي كا ايک منظر داخل صحن سے - على صاحبها الصلوة و السلام -

اللهم اعز الاسلام و المسلمين ! و اخذل الكفرة و المبتدعة و المشركين ! اللهم شتت شملهم ! اللهم مزق جمعهم ! اللهم دمر ديارهم !
اللهم انصر من نصر الدين ! و اخذل من خذل المسلمين ! اللهم انصر من نصر دين محمد صل الله عليه و سلم و جعلنا منهم !
و اخذل من خذل دين محمد و لا تجعلنا منهم ! " رب لا تذر على الارض من الكافرين دارا " انك انت العزيز الحكيم -

اعاظم و امراء ھند جنھوں نے افواج و اموال سے انگلستان کي اعانت کی

(۱) ھوز ھائس رسہ ارسکھہ گوہ
(۲) مہاراجہ الور
(۳) نواب صاحب بھوپال
(۴) مہاراجہ جودھپور
(۵) مہاراجہ پٹیالہ
(۶) راجہ صاحب شرور
(۷) مہاراجہ رتلوا

اسراء جنگ یورپ! مراکب مقیدہ و رعایاء فریق محارب!

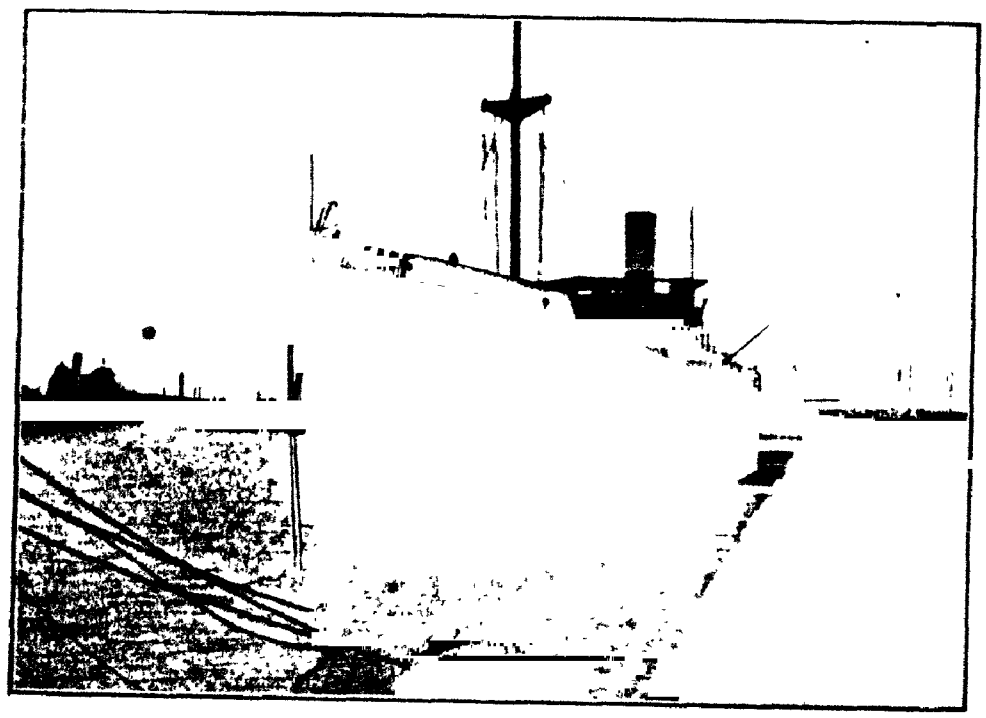

آسٹریا کا ایک اسٹیمر " پرلیا " جو کلکتہ میں اعلان جنگ کے بعد روک لیا گیا۔

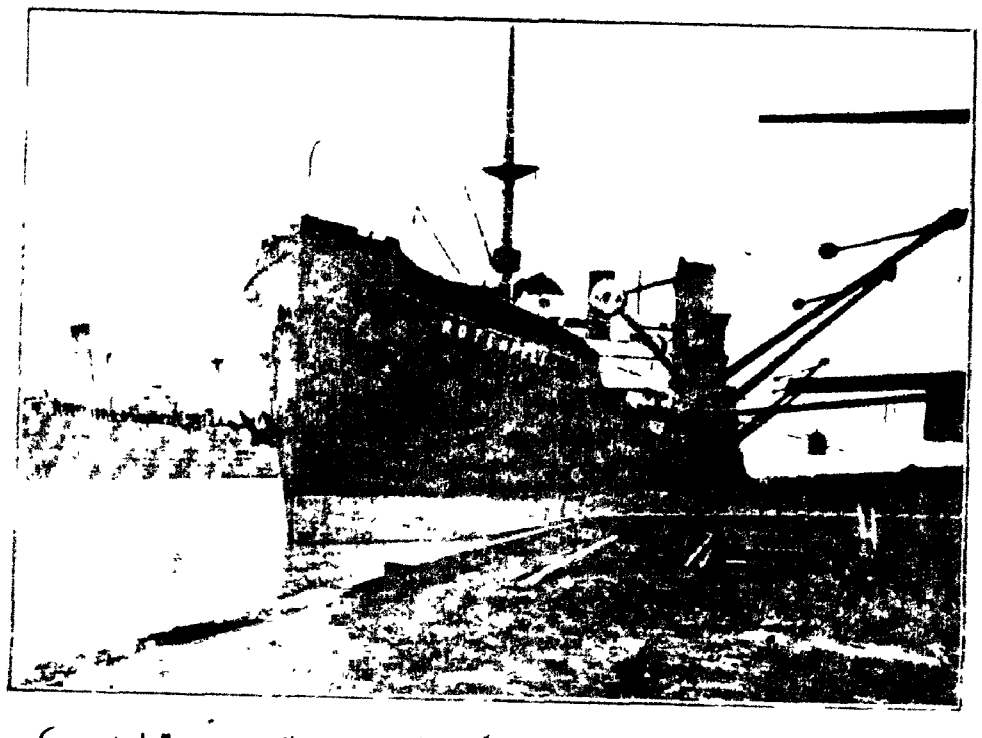

" روٹن فلس " جرمن بوٹ جو اعلان جنگ کے وقت کلکتہ میں تھا اور روک لیا گیا

خدر پور ہارس کلکتہ میں جرمن قیدی جو اعلان جنگ کے بعد نظر بند کردیے گئے

ان يمسسكم قرح فقد مس القوم قرح مثله و تلك الايام نداولها بين الناس (۳ : ۱۳۴)

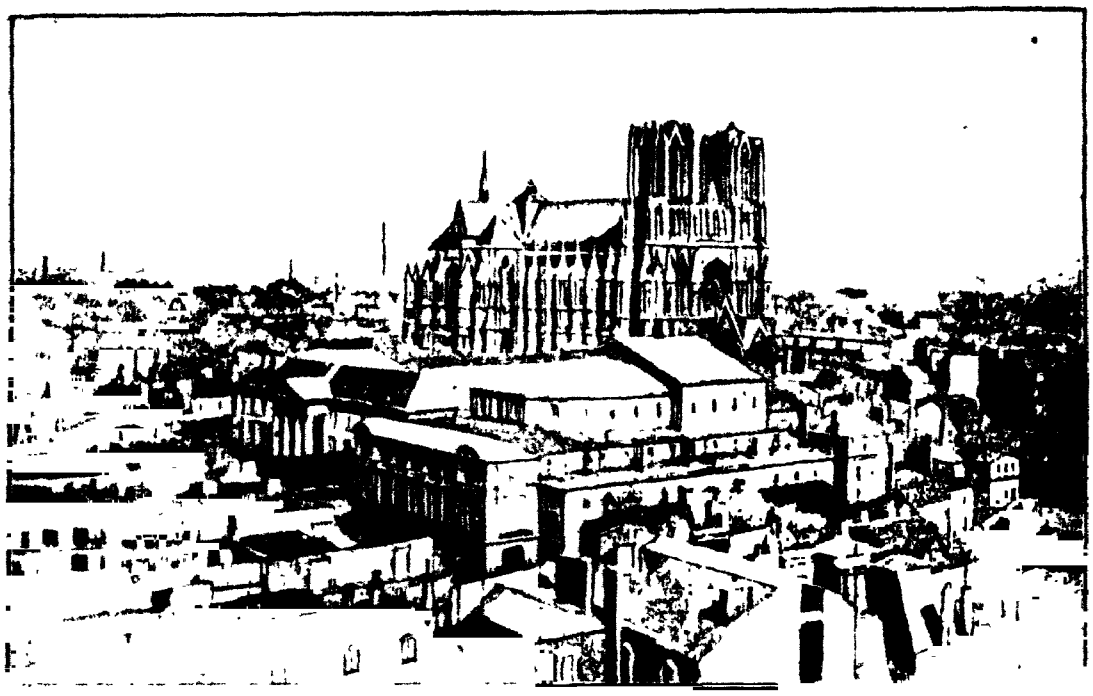

ریم (واقع فرانس) کي حسین و جمیل آبادی کا ایک منظر عام جسے جرمن گولہ باري نے برباد کردیا : فما بكت عليهم السماء والارض وما كانوا منظرين (۴۴ : ۲۹)

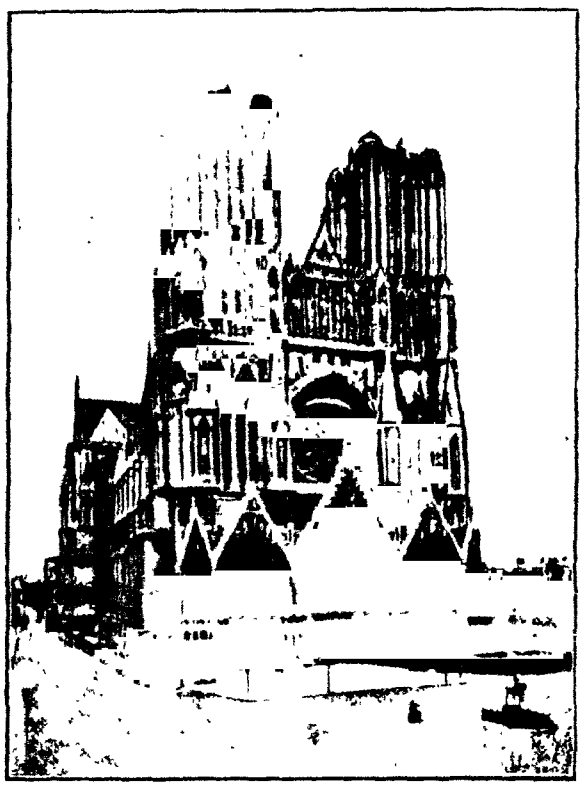

ریم کا مشہور عالم گرجا جسکي دیواریں گر چکي ہیں' جسکے برج ٹوٹي ہوئي اینٹوں اور گرد و خاک کا ڈھیر ہیں' اور زمین مغرب وہ سب کچھ دیکھ رہی ہے جو کل تک مشرق کیلئے مخصوص تھا - و تلك الايام نداولها بين الناس -

بد بخت بلہیم کے حیات آخریں کي جھلک : انٹورپ میں تربیخانے کے ساتھ سپاہیوں کي موٹر کار پر انقل و حرکت

حادثہ المیۂ مصیبت زدگان "کوما گاٹو"

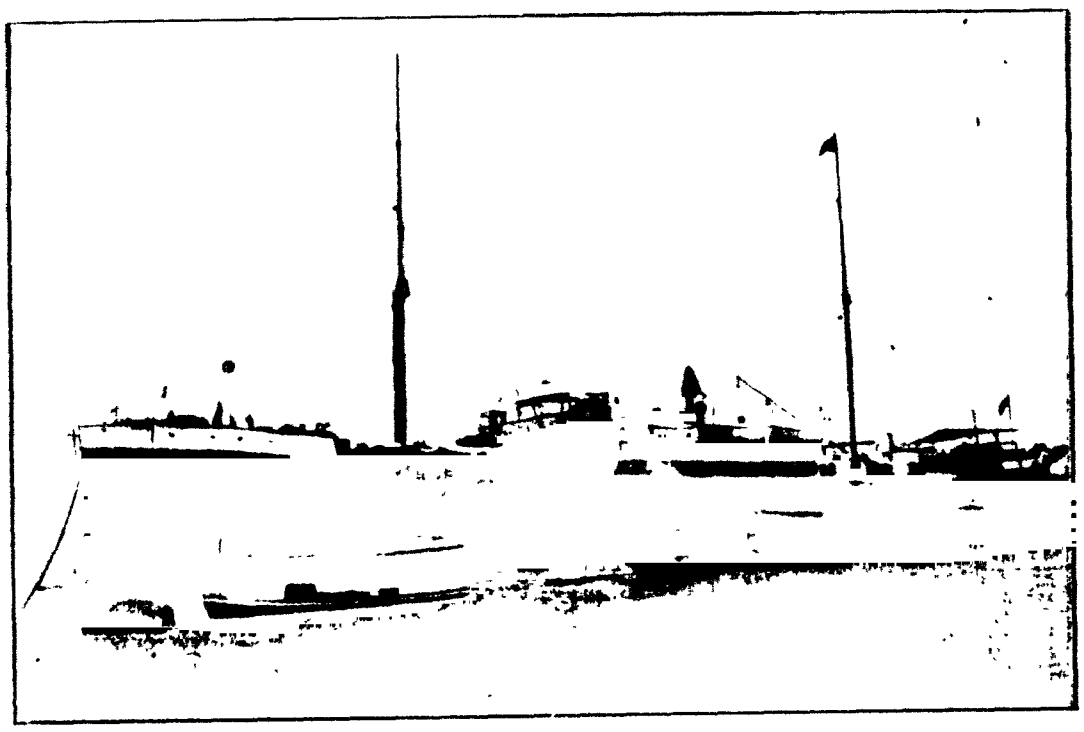

مشہور جہاز "کوما گاٹو مارو"

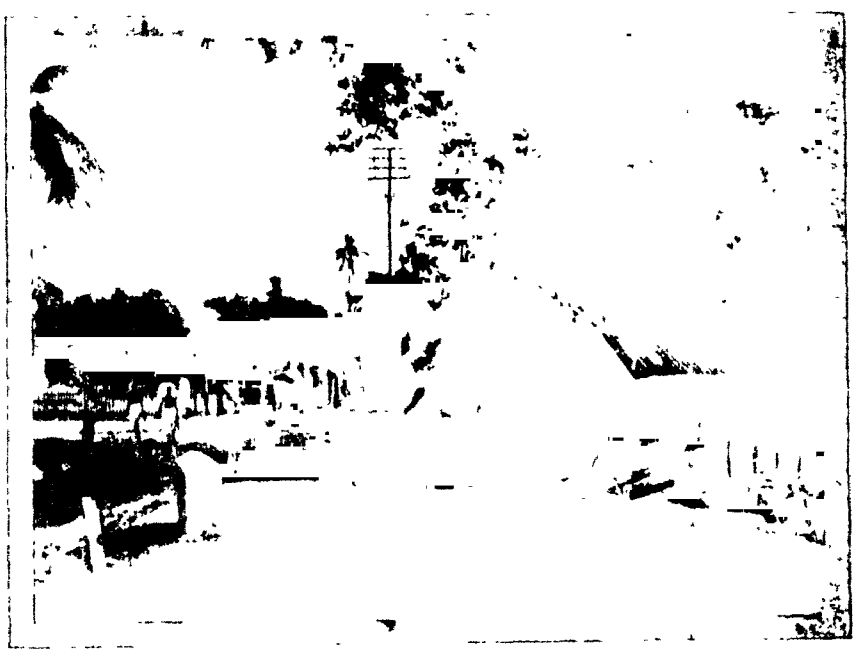

بج بج (کلکتہ) کا وہ مقام جہاں حادثہ ہوا

گرفتار شدہ کوما گاٹو کو حادثہ کے بعد کلکتہ پولیس لے جا رہی ہے

بعض مناظر متفرقه جنگ !

میلینیس کي ایک شاهراہ !

انٹورپ ۔ فضائي گولہ باري سے عمارتوں کا نقصان

پیرس سے فوج کا کوچ اور بٹلن فرانس کي مشائعت !

بلجین اجناع ارسٹڈ میں

ہیرو میں زخمي سپاہي

مدراس اور کلکتہ کے دو منظر!

ساحل مدراس و اطراف کا ایک منظر عام مع برما اڑیل کمپنی کے حوضوں کے جنکو ایمڈن کے گولوں نے مشتعل کردیا ہے اور انسے دھوئیں کی آگیں بلند ہو رہی ہیں۔

وہی قمر مرالسحاب (۶ : ۸۸)

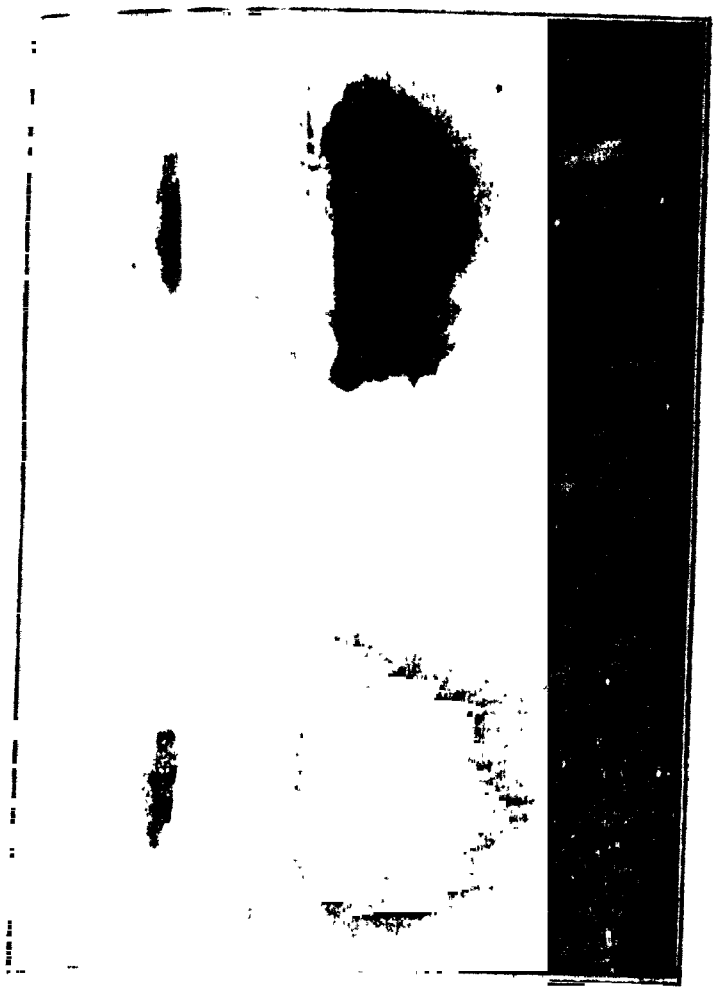

نصف شب کے وقت ایمڈن کی شعلہ افشانیوں کا ایک منظر مدورا تمل کے حوضوں سے شعلے بلند ہیں اور تمام فضاے تاریک روشن ہوگئی ہے !

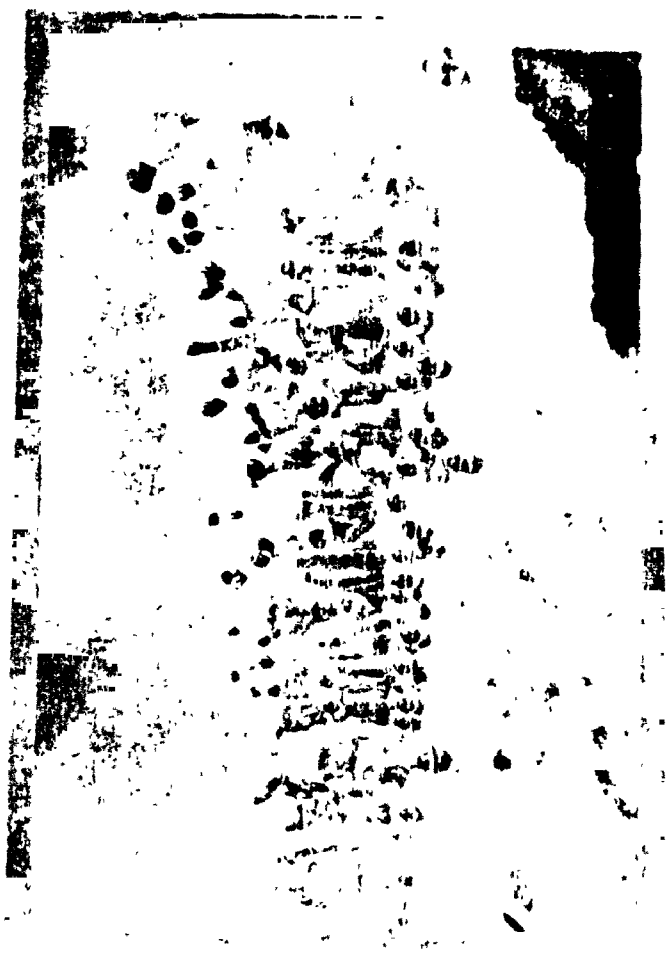

ارمینین کالج کلکتہ کے والنٹیر

بی - آلی - کمپنی کا ایک جہاز چھپرہ حادثۂ ایمڈن کے وقت بندرگاہ مدراس میں مقیم تھا - اسکا ایک افسر مسٹر فلیچر ایمڈن کی گولہ باری کی زد میں آکیا - اسکا جنازہ قبرستا جا رہا ہے !

معرکہ عظیمہ مونس و محاربہ خط سرحد فرانس !

یہ جنگ کا ایک نہایت درد انگیز منظر ہے - ایک معرکے میں اوراج منعقدہ کا توپ خانہ جرمن گولہ باری سے بالکل برباد ہو گیا اور تمام توپچی نذر اجل ہوگئے - صرف ایک ہائلینڈ سپاہی باقی تھا جو آخر تک موجود رہا

جرمن فوج فرانس کے قریب ایک نہر کو حملہ آوراندہ عبور کررہی ہے !

تاریخ مـــراکب هـوائیـه کا ایک صفحـه !

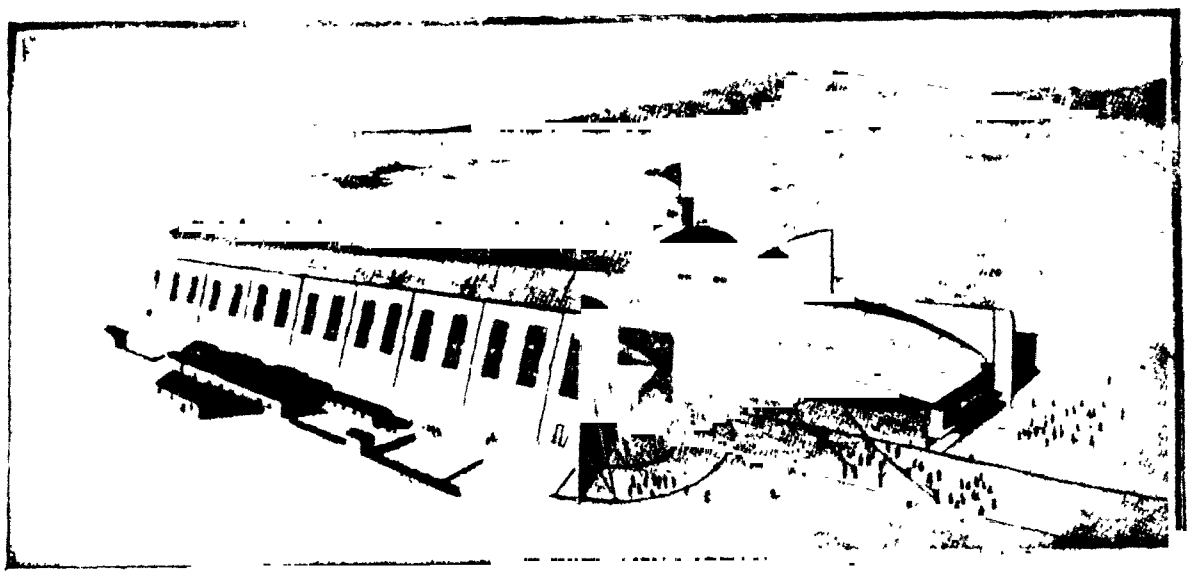

وکٹوریا لوئس نامي ایرپلین جسمیں سب سے زیادہ جنگی سامان کي تعداد رکھی جاسکتي ہے -

جنگي طیارہ جو فوجی حالات کی تمیش کر رہا ہے ازر جسکی شرح رفتار ۳۸۵ میل فی یوم ہے -

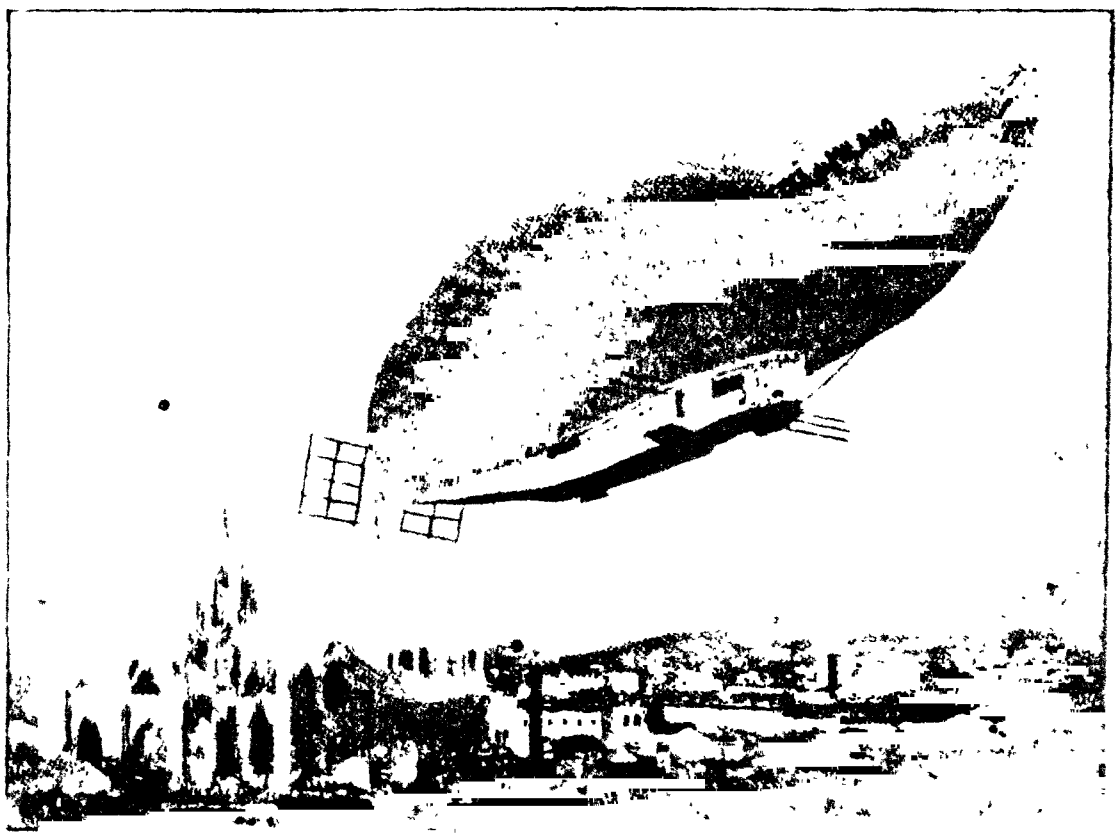

جرمنی کے زیلن قسم کا ایک ہوائی جہاز جسمیں بہ یک وقت ۳۰ آدمي سفر کرسکتے ہیں -

طیارات حربیہ کی ہلاکت افشانی

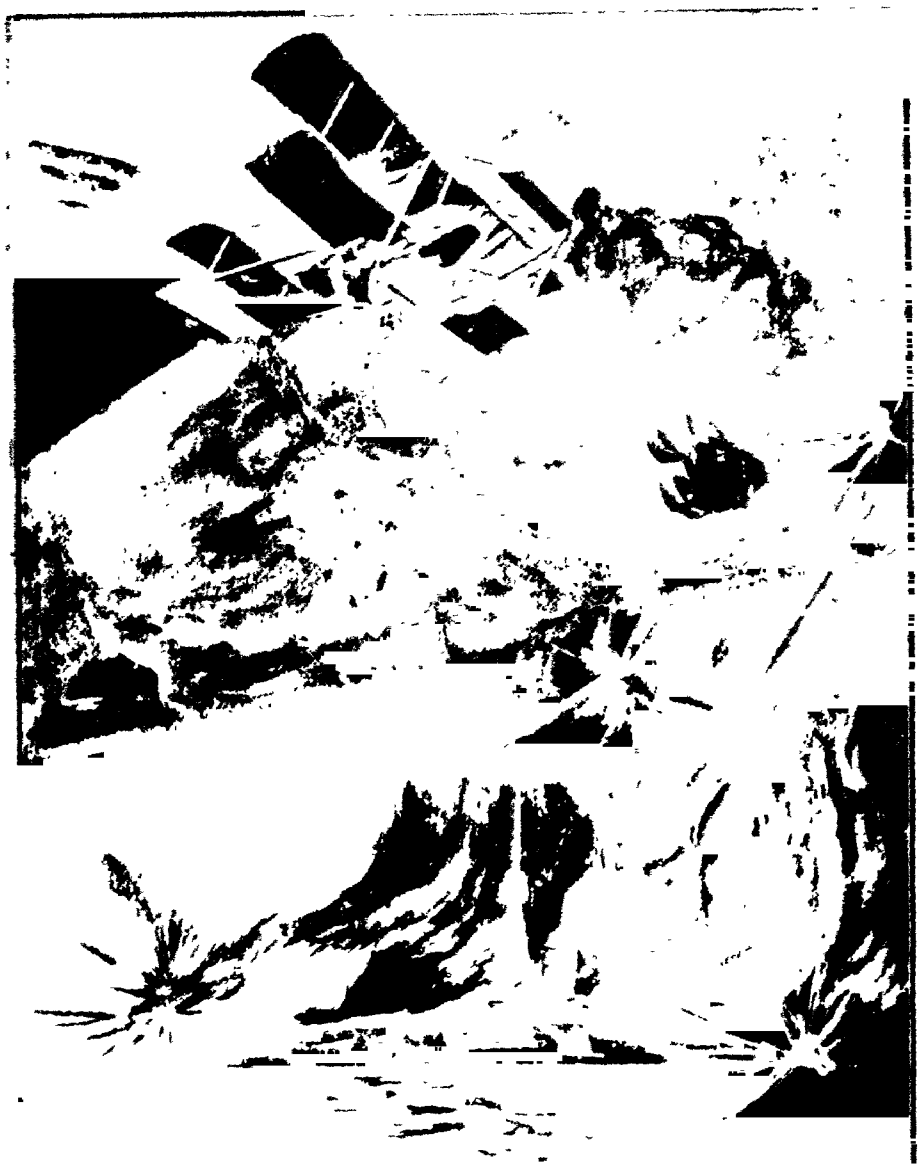

اس تصویر میں دکھلایا گیا ہے کہ ہوائی جہاز کیونکر سمندر میں اوپر سے گولہ باری کرتے ہیں اور کس طرح جہازوں کو برباد کرڈالتے ہیں ؟

ہوائی جہازوں پر نیچے سے گولہ پھینکنے کیلیے یہ توپ ایجاد کی گئی ہے جسکا نشانہ بخط مستقیم اوپر کی طرف رہتا ہے اور ہوائی جہازوں کی حرکت کے ساتھ اسکی مشینری بھی حرکت کرتی رہتی ہے !

میدان کلکتہ میں یورپین والنٹیروں کی عسکری مشق و نمایش

چھ ہزار والنٹیروں کا ایک حصہ جو مشق کررہا ہے -

والنٹیروں کا نیا اسکاٹ لینڈی دستہ جسمیں ڈھائی سو سپاہ ہیں -

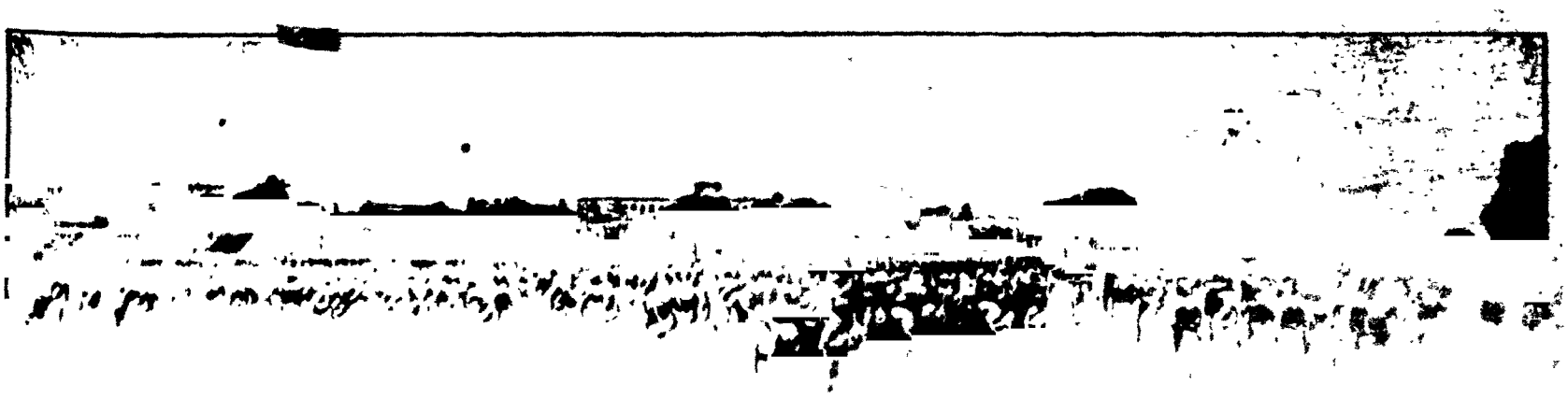

کلکتہ لائٹ ہارس کی قواعد جسکی تعداد آجکل بہت بڑھگئی ہے -

طلسم ایمڈن کی سحر کاریاں !

تو فتنہ زمانہ عصری ورنہ روزگار
بود ست پیش ازین قدرے آرمیدہ تر !

پریس کمیونک مظہر ہے :

" یہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ایمڈن نے ۱۵ سے ۱۹ اکتوبر کے اندر پانچ اور جہاز غرق کیے ہیں - ان جہازوں کے نام یہ ہیں :

(۱) چلکانا (۲) ٹرراپلس (۳) بن مہر (۴) کلن گرانٹ (۵) پنڈرارل -

یہ جہاز بحر ہند کے جنوب مغربی ساحل سے کسی قدر فاصلہ پر غرق کیے گئے -

ان جہازوں کے ملاح اور مسافر سینٹ ایگبرٹ اسٹیمر پر کوچین پہنچے ہیں "

اسی طرح کولمبو کا سرکاری تار ہے :

" ایمڈن کے " مینی کرائے " سے مشرق کے جانب ۱۲۰ میل کی مسافت پر ۵ جہاز غرق کردیے -

چلکانا ' بن مہر " اور ٹرراپلس نامی جہاز بالکل نئے تھے اور پہلی بار سفر کے لیے نکلے تھے - " چلکانا " مسافروں کا اسٹیمر تھا - زغال بردار جہاز " لیکسفورڈ " کوئلے سے بالکل لبریز تھا !

جہاز رانی بند ہوگئی ہے ' لیکن گذشتہ شب کی بحری اطلاع واضح کرتی ہے کہ ۲۴ گھنٹے کے اندر راستہ صاف ہوجانیکی امید ہے (جیسا کہ ایک ماہ سے بحمد للہ برابر امید کی جا رہی ہے !)

"کلن گرانٹ" کے ملاحوں کے علاوہ ۱۳ یورپین مسافر بھی تھے - یہ جہاز اسباب سے لدا ہوا سیلون جا رہا تھا - گورنر مدراس کی کتابیں ' تصاویر ' اور موٹرکس بھی اسی میں تھے ' جنکی قیمت ۲۰۰۰ پاونڈ یعنی ۳۰ ہزار روپیہ اندازہ کی گئی ہے - اسکے ذخائر میں ۲۰۰۰ سے زاید وہسکی شراب کے بکس بھی تھے -

ٹرراپلس کے اسباب میں ۳۲۰ ٹن یعنی ۸۹۶۰ من چاے بھی تھی "

اسی تار سے واضح ہوتا ہے کہ علاوہ ۵ غرق شدہ جہازوں کے ایمڈن نے ایک چھٹے زغال بردار جہاز " لیکسفورڈ " کو گرفتار کر لیا ہے ' جسکا وزن ۵۵۴۰ ٹن ہے -

(مجموعی نقصانات)

ایمڈن اب تک ۱۵ تجارتی جہازوں کو غرق آب کر چکا ہے جنکے نقصانات کا تخمینہ ۲ ملین پونڈ کیا گیا ہے ' یعنی ۳ کرور روپیہ -

ایمڈن کے تمام غرق کردہ جہازوں کی فہرست حسب ذیل ہے :

نام جہاز	مقدار وزن بحساب ٹن
ڈہلو مہک	۷۶۱۵
لوواٹ	۶۰۰۰
بن مہر	۴۸۰۶
کلین متھسن	۴۷۷۹
فوالل	۴۱۴۷
ٹرابک	۴۰۱۴
چلکانا	۳۹۵۲
کلن گرانٹ	۳۹۴۸
کنگ لڈ	۳۹۵۰
کلن	۳۹۴۴
ربرا	۳۵۰۰
ٹرراپلس	۳۴۳۷
انکس	۳۳۹۳
ٹالمرک	۳۳۱۴
پنڈرارل	۲۶۶۹
میزان ۷۶۸ ' ۶۲ ٹن	

ایمڈن نے ۱۰ ستمبر سے غارتگری شروع کی - ۱۰ اور ۱۴ ستمبر کے درمیان انکس ' لوواٹ ' کلن ' ٹرابک ' ڈپلومیٹ ' ان کو خلیج بنگال میں غرق کیا اور انکے ملاح اور مسافروں کو کینگا پر سوار کرکے کلکتہ بھیجدیا -

کینگا کو روانہ کرنے کے چند گھنٹے بعد " کلین متھسن " پر اپنے گولوں کی مزید مشق فرمائی کی ' اور پھر ۲۲ ستمبر کو مدراس کے سامنے نمودار ہوکر تاریخ ہند میں اول مرتبہ دریا کی جانب سے جنگی اقدام کیا ' اور برما اویل کمپنی کے حوضوں پر گولے پھینکے -

۴ کے بعد ۲۶ - ستمبر کو بحر ہند کے مغربی ساحل پر کنگ لڈ ' ٹالمرک ' ربرا ' اور فوالل کو غرقاب کیا ' اور امیر البحر کے زغال بردار جہاز " برسک " کو بھی گرفتار کرلیا -

اسوقت سے اس زیادہ حملہ کی رپورٹ تک غالباً وہ جزائر لکادیو میں مقیم رہا ' جو " مینی کرائے " سے تقریباً ۱۵۰ میل پر واقع ہیں -

اسی اثنا میں یہ خبر تار برقیوں کے ذریعہ مشہور کی گئی کہ ۲۸ ستمبر کو دو جاپانی جہازوں نے ایمڈن کو غرق کردیا ہے ' ساتھ ہی ۱۵ - اکتوبر کو امارت بحریہ نے اعلان کیا کہ (انگریزی) کروزر " یارمتھ " نے جرمنی کے " تار کو مینیا " کو دبادیا اور اسیطرح اسٹیمر " یونٹر پورس " کو بھی گرفتار کرلیا جو ایمڈن کے ساتھ بطور بار بردار جہاز کے رہا کرتا تھا - اس سے یہ قیاس پیدا کرایا گیا کہ ایمڈن بھی ضرور غرق ہوگیا ہوگا -

اس واقعہ کے تاریخ سے ہمیں مطلع نہیں کیا گیا ہے ' لیکن یہ امر قابل غور ہے کہ جس تاریخ کو یہ خبر شائع کی گئی ہے ' عین اسی تاریخ سے ایمڈن نے پھر جہازوں کو مغربی ساحل پر غرق کرنا شروع کردیا ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمڈن کو زندہ چھوڑ دینا بہ نسبت اسکی موت کے زیادہ پر امن ہے !

(اخری حادثہ کی مزید تفصیل)

مدراس ٹائمس نے ایمڈن کے تازہ ترین حملوں کے متعلق جو بیانات شائع کیے ہیں ' انمیں بعض باتیں نہایت دلچسپ ہیں :

" ۳۰۰ - ستم رسیدگان ایمڈن منگل کے دن کوچین پہونچے - انمیں ایک عورت بھی تھی جسکا نام مسز الیس ہے - مسٹر و مسز الیس مع دو اور مسافروں کے جہاز " ٹراؤس " پر " شنگے " سے آرہے تھے - ٹراؤس کے کپتان کو خبر دی گئی تھی کہ ایمڈن غالباً خلیج بنگال میں موجود ہے - مگر بد قسمتی سے ایمڈن کو بھی اپنے عجیب و غریب ذرائع سے اسکی اطلاع ہوگئی ' اور اسنے بھی وہی راستہ اختیار کیا جس سے " ٹراؤس " آنیوالا تھا - جب ٹراؤس راس کماری (کیپ کومرن) سے گذرا تو دور پر ایک روشنی سی نظر آئی - سفیدی شب کو جب وہ جزیرہ " مینی کرائے " پہنچا جو کوچین سے ۲۰ میل پر واقع ہے ' تو ایمڈن نے ایک گولہ پھینکر اسے ٹھہرے ہو جانے کا حکم دیا - ٹراؤس ٹھہرا ہوگیا - ایمڈن کے افسر

ٹرنچس پر آئے اور مسافروں کو ایک دوسرے گرفتار شدہ اسٹیمر پر سوار کرادیا - مسافروں کو بہت کافي مہلت دي گئي تھي - حتی کہ بلیاں اور چند پالتو جانور بھي مسافر اپنے ساتھہ لے جاسکے -

دوسرے دن ٹراوس کے قیدي دیگر قیدیوں کے ساتھہ ڈیک (جہاز کے بالائي حصے) پر بیٹھے ہوے اسطرح گپ کررہے تھے' جیسے ڈرائنگ روم میں باطمینان بیٹھے ہوے ہیں - سب کرائي ایمڈن کے کیٹ ماؤس (ایک قسم کا کھیل ہے جو ہمارے یہاں کے " آنکھہ مچولی" کے مشابہ ہے) کا تماشا دیکھہ رہے تھے -

ایمڈن کي مستعدي اور ہوشیاري کے واقعات نے قدیم افسانوں کے عجائب و غرایب کو زندہ کردیا ہے - اسکے افسر کھیل کود میں لگے رہتے ہیں' لیکن جونہي افق پر کوئي سیاہ دھبہ سے نظر آیا اور کپتان اپنے کام کیلیے مستعد ہو بیٹھا - بیچارے قیدیوں کو اوسوقت اختلاج قلب ہونے لگتا ہے کہ اب کوئي نیا شکار پھنسنے والا ہے - وہ دعا کرنے لگتے ہیں کہ ایمڈن اسکا تعاقب نکرے - مگر نہیں ! ایمڈن کیلیے ایسي دعائیں بیکار ہیں - اسکا وجود خود بھي دعاؤں ہي سے پیدا ہوا ہے - وہ معاً بخط مستقیم اس جہاز کے پاس پہونچتا ہے' اسکو کھڑا کرتا ہے' اسپر اپنے جہاز رانوں کو بھیجتا ہے' اور پھر مسافروں کو اوتار کر جہاز غرق کردیتا ہے "

اسکے بعد خود مدراس ٹائمس لکھتا ہے :

" میرے مخبر کل ۲۳ گھنٹے ایمڈن پر رہے' اور اس درمیان میں ایمڈن نے سات جہازوں کو گرفتار کیا اور ایک گرفتار شدہ جہاز اسکے ہمراہ پہلے سے موجود تھا - انمیں سے ۵ غرق کردیے گئے - ۲ سے زغال برداري کا کام لیا گیا اور آٹھویں پھر (یعني " سینٹ اگبرٹ" پر) جملہ قیدیوں کو عدن چلے جانیکا حکم دیا اور دور تک اسکے ہمراہ گیا - جب وہ اپنے زغال بردار جہاز کے پاس واپس آیا تو اسے معلوم ہوا کہ سنٹ اگبرٹ پر کافي کھانا نہیں ہے - جو عدن تک کافي ہوسکے - ایمڈن فوراً دوڑا اور سنٹ اگبرٹ کو گولہ پھینک کر ٹھہرایا اور عدن کے بجاے کوچین جانیکا حکم دیا -

جسقدر مسافر یہاں پہنچے ہیں ' سب کے سب اہل جرمني کے اخلاق و شرافت اور کمال انسانیۃ و حسن معاملۃ کے مداح ہیں - انکي رحمدلي کي ایک مثال یہ ہے کہ قبل غرق کرنے کے جملہ جاندار چیزوں کو (مثلاً مرغي کتا وغیرہ کو) گولي مار دیا کرتے ہیں تاکہ غرق ہونے کي حالت میں انہیں زیادہ تکلیف نہو -

ایمڈن کو ہر بات کي پوري واقفیت ہے اور وہ دنیا کي پوري پوري خبر رکھتا ہے - اسکا ایک افسر ہمسے کہنے لگا کہ ایمڈن کے جہاز ران جزیرہ " میني کواے" پر آج شام کو فٹ بال کھیلینگے ! ایک قیدي نے پوچھا کہ اگر کوئي انگریزي کروزر آپکے تعاقب میں ہو تو آپ کیا کرینگے ؟ اسنے فوراً جواب دیا کہ ایسا نہیں ہوسکتا - کیونکہ دشمن کا جہاز آج رات کو کولمبو میں رہا ہے - ہمیں سب کچھہ معلوم ہے !

(ایک کپتان کا چشم دید بیان)

مدراس میل کے ایک قایم مقام سے " چلکانا " جہاز کے کپتان " ارکڈیکون " نے حسب ذیل حالات بیان کیے ہیں :

" تقریباً تین ہفتے ہوے کہ " برسک " جہاز کو گرفتار کرلینے کے بعد ایمڈن ڈانگر گرشیا کیلیے گون چلا گیا جو مجمع الجزائر " چگوس " کا بہت ہي بڑا جزیرہ ہے - یہاں ایمڈن نے اپنے پاني گرم کرنے کے خزانے کو صاف کیا اور اسپر باطمینان رنگ چڑھایا - اسکے بعد " برسک " سے کوئلہ لیا اور مزید شکاروں کے کھوج میں نکل کھڑا ہوا - پہلا غرق شدہ جہاز ایک ڈریجر تھا (یعنے سمندر سے موتي وغیرہ نکالنے والا جہاز) اور نیوزیلینڈ جارہا تھا - اسیدن اسکو دوسرا شکار " کلانٹ گرانٹ " بھي ملگیا - اتوار کے دن ۲ بجے " بن مہر " گرفتار کیا گیا - اور اسي دن " ٹرائلس" سے بھي اسکي قوموں کو کھیلنے کا موقعہ ہاتھہ آگیا -

دوشنبہ کو سینٹ اگبرٹ اور ایکسفورڈ بھي - غرق ہوے ایکسفورڈ اور برسک میں صیغہ امیر البحري کا کوئلا لدا ہوا تھا - ایمڈن کے افسر نے کہا کہ اگر " برسک " اور " ایکسفورڈ " ہاتھہ نہ لگتے تو ہم کسي غیر طرفدار بندر میں چلے جاتے - یہ جگہ کوچین سے صرف ۱۲۰ میل کے فاصلہ پر ہوگي - غرق شدہ جہازات اور انکے اسباب کے نقصانات کے متعلق ایمڈن کے کپتان نے کہا کہ ۴ یا ۵ ملین اسٹرلنگ سے کم نہیں ہوا ہے - یعني ۶ یا ۷ کروڑ روپیہ -

ٹرائبلس کو ابھي صرف ۷ میلنے پاني میں ڈالے ہوے گذرے تھے - اسپر ہزارہا ٹن قیمتي اسباب تجارت لدا تھا -

امریکن جہاز " سینٹ اگبرٹ " مشرق سے نیویورک جارہا تھا - غیر طرفدار جہاز ہونیکي وجہ سے دبایا نہیں گیا لیکن قیدیوں کي سواري کیلیے ساتھہ رکھہ لیا گیا - کپتان ارکڈیکن نے کہا کہ ہمارا جہاز غرق شدہ جہازوں میں ۲۳ واں جہاز تھا - ایمڈن جہازوں کے اوقات نقل و حرکت سے پوري طرح واقف تھا - آسے اسکي بھي خبر تھي کہ دنیا میں کیا کیا ہو رہا ہے - اخبارات برابر اسکے مطالعہ میں رہے ہیں' اور اس میں بھي شک نہیں کہ کسي خاص جگہ سے آسے پوري اطلاع ملتي رہتي ہے اور مراسلات کا سلسلہ جاري ہے !!"

(ایمڈن کا طلسم !)

غرق شدہ جہاز " چلکانا " کا کپتان اور دیگر افسر کلکتہ پہنچ گئے ہیں - پریس کے قائمقام سے ایک افسر نے کہا کہ ایمڈن تمام جہازوں کي نقل و حرکت سے پوري طرح آگاہ تھا - ایمڈن کے ایک افسر نے ایک جہاز کو روانہ کرتے وقت کہا کہ ابھي ہملوگوں کو ۳ جہاز اور غرق کرنے ہیں - پھر آن آنے والے جہازوں میں سے ہر ایک جہاز کے پہونچنے کا وقت بتلایا جو بعد کو بالکل ٹھیک نکلا - اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ سمندر کے اندر اس تن تنہا وجود قاہر و حاکم کے ذرائع معلومات کیسے عجیب و غریب و طلسمي ہیں؟

ایمڈن کے افسروں کي صحت بھي بہت اچھي ہے' اور نہایت مطمئن' فارغ البال' اور خوش و خرم رہتے ہیں - وہ اپني ضرورت کي رسد ہمیشہ بروقت جہازوں سے لے لیا کرتے ہیں -

جہاز " چلکانا " کو خالي کرنے میں ۷ گھنٹے صرف ہوے - اس جہاز پر ۳ بھیڑتھے - ایمڈن جہاز رانوں نے انکو بڑے شوق سے لےلیا -

" چلکانا " جب پورٹ سعید سے روانہ ہوا تھا تو اس نے اخبار اسٹیٹسمین کا فائل اپنے ساتھہ لے لیا تھا - اس میں اگست کي آخري تاریخوں سے لیکر اول اکتوبر تک کے کل پرچے تھے' اور ان میں ایمڈن کے تمام کارناموں پر بحث و مباحثہ کیا گیا تھا - ایمڈن کے کپتان نے نہایت شوق سے یہ فائل لے لیا اور بڑي دلچسپي سے اُن تمام مضامین کو پڑھتا رہا جن میں دشمنوں نے کمالات کا اعتراف کیا تھا !

ایمڈن کے پاس رسالہ کا بہترین امیر البحري کویلہ ہے جو کم سے کم ایک برس تک کیلیے اسکو کافي ہوگا - اسکا وزن ۱۳۰۰۰ ٹن ہے -

کپتان ارکڈیکون سے ایک شخص نے کہا کہ ایمڈن تو نہایت ہي چھوٹا جہاز ہے - ایسا کیوں نہیں کرتے کہ پوري قوت کے ساتھہ اپنے جہاز کو لیجا کر اس سے ٹکرا دو ؟ کپتان نے جواب دیا کہ یہ ناممکن ہے - قبل اسکے کہ تمہارا جہاز اسکے پاس پہونچے' تمہارے جہاز پر کولے برسنے لگینگے - علاوہ اسکے پہلا گولہ پھینکنے کے بعد ایمڈن چکر کھا کر جہاز کے عقب میں آجاتا ہے - اسلیے اسکي گرفتاري بہت ہي دشوار ہے اسکو لاسلکي (بے تار کي خبر رساني کے ذریعہ) ہمیشہ خبریں ملتي رہتي ہیں - یہ اپنے زغال بردار جہاز کي بھي کچھہ پروا نہیں کرتا - اکثر ایسا ہوا ہے کہ اسے کسي مقام پر چھوڑ کر خود شکار کي تلاش میں نکل گیا ہے' اور پھر جب کبھي ضرورت ہوئي ہے اس سے لاسلکي کے ذریعہ گفتگو کرلي ہے "

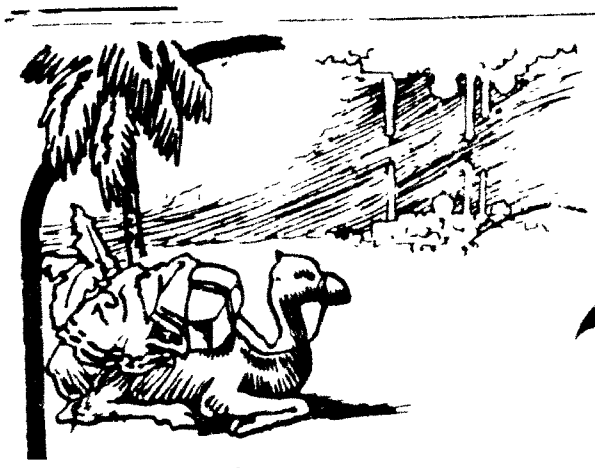

شئون اسلامیہ

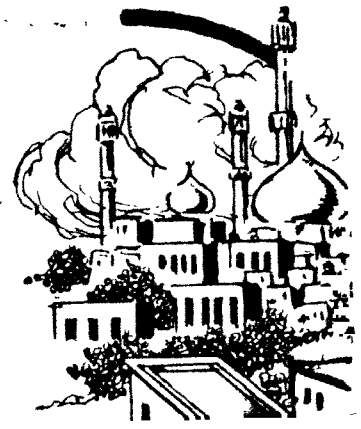

جنگ یـــورپ

اور خلافۃ علیہ اسلامیہ

الهـــلال میں ابتک هم موجودہ جنگ اور مسئلۂ عثمانی پر کچھہ نہ لکھہ سکے - حالانکہ یہ موضوع اب اس حد تک یقینی هوگیا هے کہ بحث و نظر ناگزیر هے - آج مراسلہ نگار " نیر ایسٹ " کے بعض بیانات بغیر تردید و نقد کے شائع کردیتے هیں جنسے موجودہ حالات پر ایک حد تک تازہ روشنی پڑتی هے - آیندہ اس موضوع پر بالتفصیل بحث کرینگے -

(از مراسلۂ یافا مورخہ ۷ ستمبر)

جب سے روس اور جرمني میں جنگ چھڑي هے' اسوقت سے عثماني حکومت اپني فوجیں جمع کررهي هے اور جسقدر سپاهي دستیاب هو سکتے هیں سب طلب کیے گئے هیں - بیان کیا جاتا هے کہ صرف یافا اور اسکے ضلع سے ۳۰ هزار آدمي لیے گئے هیں - جو عثمانی یہودي اور عیسائي فوجي خدمت نہیں کرنا چاهتے' ان سے ۵۰ گني استثنا لیا جاتا هے -

اس اجتماع کي وجہ یہ بیان کي جاتي هے کہ اگرچہ ٹرکي ناطرفدار رهنا چاهتي هے' مگر اسے کامل امن کی طرف سے جو اسکی دلی خواهش هے اسوقت تک اطمینان نہیں هوسکتا جب تک کہ وہ جنگ کے لیے تیار نہ رهے - اسلیے اسے اپني سرحدوں پر اور اندرون ملک میں مختلف مواقع پر قابل اور اچھي طرح سے مسلح فوجوں کي کثیر تعداد منقسم رکھنا چاهیے - بظاهر تو یہ خیال قابل ستایش معلوم هوتا هے' مگر زیادہ غور کیجیے تو یہ وجہ تشفي بخش نہیں معلوم هوتي - اگر واقعي ٹرکي کا میلان امن کی طرف هے تو اسقدر وسیع پیمانہ پر فوجی اجتماع کي ضرورت نہیں هے - کہتے هیں کہ ۱۵ دن کے اندر ۴ ملین آدمي مسلح هوگئے - یعني چالیس لاکھہ آدمی !

(صرف مسلم فوج)

پھر اور تمام مواقع پر تو تمام عثمانیوں کو فوجی خدمت ادا کرني پڑتي تھی' مگر اس موقعہ پر نیس لیکے عیسائیوں اور یہودیوں کو تو مستثنی کردیا جاتا هے اور مسلمانوں کو مستثنی نہیں کیا جاتا' اسکے صاف معني یہ هیں کہ حکومت ایک " مسلم فوج " چاهتي هے -

جرمن جنرل اور افسر فوج کو جرمن طریقہ پر تعلیم دیرهے هیں - یہاں کیا جاتا هے کہ نابلس ' عکاء ' بیت المقدس ' سالت وغیرہ متعدد مقامات میں کسي نہ کسي قسم کے استحکامات زیر تعمیر هیں ' اور یہ خبر تو عام طور پر مشہور هے کہ دو دن کے اندر ۴۰ هزار فوج مصري سرحد کیطرف غالباً رافع پر بھیجي جالیگي - یہاں یہ باتیں مشہور هیں کہ ٹرکي اپنی فوجوں کا ایک حصہ طرابلس ' مراکش ' اور مصر بھیجنا چاهتي هے ' اور اسکے بعد وہ روس پر اعلان جنگ کریگي -

فوجي اجتماع نے اس ملک پر بہت هي سنگین اثر ڈالا هے ' جیسا کہ میں پہلے بیان کرچکا هوں -

بہت سے خاندان جنکے نوجوان مرد بلا لیے گئے هیں انکے پاس اپني پرورش و تکفل کا کوئی ذریعہ نہیں هے ' اور حالات کو بد سے بدتر کرنے کے لیے حکومت نے غذا اور کپڑے کا ایک بڑا حصہ بغیر قیمت دیے لیلیا هے -

یہاں عیسائیوں کو انگلستان اور اسکے حلیفوں کے ساتھہ همدردي هے ' یہودي نا طرفدار هیں - اکثر جرمني کے طرفدار بناے گئے هیں - وہ اهل جرمني کا ذکر ایک مخلص مومن کي حیثیت سے کرتے هیں اور اسکي کامیابي کي دعا مانگتے هیں -

(از مراسلۂ سمرنا مورخہ یکم ستمبر)

اس وقت تک اس التیمیٹم کے متعلق کچھہ ٹھیک معلوم نہیں جسکے بابت یہ بیان کیا جاتا هے کہ مفاهمت ثلاثہ نے باب عالی کو دیا هے - مگر افواہ یہ هے کہ اس التیمیٹم میں ٹرکي سے کہا گیا هے کہ وہ فوراً اپنے ارادے بیان کردے - اس کا اثر یہ پڑا هے کہ اس ملک میں رهنے والے انگریزوں کے خلاف برے جذبات اور ترقی کر گئے هیں -

ایک دفعہ تو یہ حالت بہت هي سنگین هوگئی - بندرگاہ میں جسقدر انگریزي تجارتی جہاز تھے سب کو فوراً روانگي کا حکم دیدیا گیا - یہاں کی انگریزي آبادي پر اس کارروائی کا بہت هي دهشت انگیز اثر پڑا ' اور بہت سے خاندانوں نے انگریزي قونصل کے اس مشورہ پر عمل کیا کہ جن لوگوں کو سمرنا چھوڑنا هو وہ جسقدر جلد ممکن هو روانہ هوجائیں ' کیونکہ خوف هے کہ هر وقت بندرگاہ بند هو سکتا هے - نہ معلوم اسوقت بند هو جاے ؟ یہ مشورہ حتی الامکان خاموشي کے ساتھہ دیا گیا تھا کہ جہاں تک هوسکے کم خوف پیدا هو !

جو لوگ سمرنا سے روانہ هوے وہ صرف جزیرہ مدلا تک گئے - ان جانے والوں میں سے بعض لوگ سمرنا واپس بھی آگئے هیں -

بہر حال خواہ واقعي خطرہ تھا یا نہ تھا' مگر جسقدر خوف پیدا هوا وہ بالکل غیر ضروری تھا ' اور اسکي وجہ سے اس شہرت کو خاص صدمہ پہنچا جو انگریزوں کو " سرد مزاجی " میں حاصل هے - (اور جس کا ظہور میدان جنگ میں اس کثرت و شدت کے ساتھہ هو چکا هے !)

تاهم بعض واقعات سے اس یقین کو مدد ملي کہ ٹرکي اهل یورپ اور عیسائیوں دونوں پر حملہ کي فکر میں هے -

سمرنا کے مشہور و معروف موجودہ والي نے جو بظاهر معلوم هوتا هے کہ یہ عزم کرچکا هے کہ میں اپني قدیم قیام گاہ سالونیکا کي طرح سمرنا کو دشمن کا آساني سے شکار نہ هونے دونگا ' کمانڈر کو حکم دیدیا هے کہ مختلف اطراف و اکناف شہر میں پولیس کی چوکیوں اور گارد کے گھروں میں پیٹرولیم جمع کرلیا جاے - نیز مشہور هوا هے کہ اس نے علی الاعلان اقرار

کیا ہے کہ میں اپنے ہاتھہ سے سمرنا کو جلا کے خاک سیاہ کردونگا مگر دشمن کے ہاتھوں میں جانے نہ دونگا -

یہ دھمکي ایسي نہیں کہ نظر انداز کردیجاے - چند قونصل اس موضوع کے متعلق دریافت کرنے کے لیے والي شہر سے ملنے گئے - لوگوں کا بیان ہے کہ رحمي بے (والی شہر) نے اس دھمکي کو پھر دھرایا - اگرچہ ہمارے طاقتور والي کي قدرت سے یہ باہر ہے کہ اجنبي جہازوں کے آنے سے پہلے وہ تمام شہر کو خاک سیاہ کردے ' تاہم عیسائیوں سے کسي نہ کسي طرح انتقام لینے کے اس عزم سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس کا دل کسقدر غیر معمولي وضع کا ہے ؟

والي شہر کا جرمن درست اور مشیر فوجی کرنیل ٹرمرلیر میدان جنگ روانہ ہوگیا ہے ' مگر وہ اپنے ترکي فوجي رفیق (رحمی بے) کو جرمني کے طریقے سمجھا گیا ہے - اسوقت رعایا کے خلاف جو بعض سخت تدابیر اختیار کي جارہي ہیں ' انکا سراغ اسي جرمن کرنیل کے اثر تک لگایا جا سکتا ہے -

(ایشیاء کوچک میں فوجي اجتماع)

کوئي ملک ایسا نہ ہوگا جسے گذشتہ سال میں فوجي اجتماع سے اس قدر نقصان پہنچا ہو- معلوم ہوتا ہے کہ اس ملک کي زراعتي ترقي کي قسمت میں یہي ہے کہ وہ پس پشت ڈالدي جایا کرے - لوگ فوج سے اپنے اپنے گھر واپس آئے ہي تھے کہ پھر بلا لیے گئے - گذشتہ درسال میں جو تدبیریں اختیار کي گئیں وہ اسوقت کي زیر عمل تدابیر کے مقابلہ میں آسان تھیں - اسوقت رنگروٹ کا داخلہ بخت و اتفاق کے انداز میں ہوتا تھا - اسوقت لوگ رشوت دے دلا کے فوجي خدمت سے بچ جایا کرتے تھے - مگر اس موقعہ پر ایک شخص بھی نہیں بچنے پایا ہے- ایک وقت مقرر کردیا گیا ہے جسکے اندر سب کو قریب ترین مرکز میں حاضر ہو جانا چاہیے - اگر حاضر نہ ہوا تو انتہائي تدابیر اختیار کي جائینگي -

۱۸ سال سے لیکے ۴۲ سال تک تمام قوي الجثہ اشخاص عین اسوقت بلا لیے گئے ہیں جبکہ فصل کے کاٹنے ' سلطانہ نامي انگور کے خشک کرنے ' اور انجیر کے سکھانے کے لیے انکي سخت ضرورت تھي - اسوقت سمرنا کا بندرگاہ اسٹیمروں سے بھرا رہتا تھا ' مگر اب تو صرف ایک جرمن اسٹیمر نظر آتا ہے اور وہ بھي اس عالم میں کہ روانہ نہیں ہوسکتا ..... انگریزي قونصلخانہ میں ایک اطلاع نامہ چسپاں کیا گیا ہے جسمیں یہ اطلاع دي گئي ہے کہ انگریزي جہاز پھر سمرنا واپس آسکتے ہیں- یہ اس امر کي عمدہ علامت ہے کہ انگلستان اور ٹرکي کے تعلقات کي کشیدگي کم ہوگئي ہے ' اور جو لوگ یہاں سے غلہ بھیجتے ہیں انکا جسقدر غلہ یہاں رہگیا ہے وہ اب چلا جائیگا -

انی امر الله فلا تستعجلوه

مسئلہ عثمانیہ

اسٹیٹسمین ۲۲ - اکتوبر کے ایڈیٹوریل نوٹ میں لکھتا ہے :

" ترکي حکومت کا " گوبن " اور " برسلوا " کو غیر مسلح کرنے سے انکار کرنا اس امر پر صاف روشنی ہے کہ وہ موجودہ جنگ میں اتحادي دول کے مقابلہ میں کیا طریقہ اختیار کریگي ؟ بحري جنگ کے اصول کے مطابق جرمن کروزر کو جس نے ایک ناطرفدار دریا میں جاکر پناہ لي ہے ' تا اختتام جنگ وہیں مقید رہنا تھا - اگر یہ صحیح ہے کہ یہ جہاز براللہ اور قسطنطنیہ کے درمیان جرمني تجارتي جہازوں کي محافظت کرتے ہیں ' تو ٹرکي بحیثیت ایک غیر جانبدار سلطنت ہونے کے اپنے فرائض کے انجام دھي میں صرف پہلو تہي اور بے پروائي ہي سے کام نہیں لیتي ' بلکہ وہ جرمنوں کو آسچگہ کی آمد و رفت میں مدد دے رہی ہے جہاں اتحادیوں کي نوشش ہے کہ کوئي جرمن جہاز آنے نہ پاے - یہ گویا برطانیہ عظمی کے اصلي مفاد پر براہ راست حملہ ہے اور نہایت ضروري ہے کہ ہندوستان میں اس امر کي اصلیت کو محسوس کیا جاے -

زمانہ گذشتہ میں برطانیہ عظمی کا جو سلوک ٹرکي کے ساتھہ رہا ہے وہ دو حادثوں پر مبني ہے :

(۱) مقدونیا اور دیگر ممالک کي بد نظمي -

(۲) ترکوں کی عزت جو انگریزي سیاح اپنے ساتھہ لے جاتے ہیں

آخر الذکر ترکي سلوک اور مشرقي راستوں کي حفاظت کے لحاظ سے زمانہ گذشتہ میں انگلستان ٹرکي کے ساتھہ ہر کروس کے حملوں کو ہمیشہ رد کرتا رہا ہے ' اور اول الذکر امر کے سبب سے انگلستان نے بلقانیوں کے ساتھہ انکے آزاد ہونے میں ہمدردي ظاہر کي ہے -

ان دونوں متضاد سلوک کي جھلک گلیڈ اسٹون کے کمپین (جنگ در سنہ ۱۸۷۲) اور " ڈزرالیلی " کي صلح (سنہ ۱۸۷۸) میں کما حقہ نظر آتي ہے -

بہر کیف حملوگوں کو صرف ہندوستان سے واسطہ ہے اور یہ بات نہایت تشفي بخش ہے کہ ہندوستان کی اسلامي انجمنیں اور کامریڈ اور حبل المتین جیسے موقر اخبار موجودہ حالتوں کا پورا احساس رکھتے ہیں ' اور ٹرکی پر ظاہر کرچکے ہیں کہ انہیں انگلستان کا تعلق کس درجہ عزیز ہے ؟

ہندوستاني فوج میدان جنگ میں

انگریزی معاصر کلکتہ " امپائر " لکھتا ہے :

"ہندوستان کی دیسی اور انگریزی سپاہ کے یورپ بھیجے جانے سے جرمني میں بعض بے سر و پا شبہات پھیل رہے ہیں - برن ہارڈي اور پروفیسر شیمن نے اہل جرمنی کو یقین دلایا ہے کہ یورپ میں انگلستان کي جنگی مصروفیت تو اس کي مقتضی نہی کہ ہندوستان میں بغاوت ہو جائے - ایسی حالت میں ہندوستان سے فالي اور کوري موجونکا فرانس بھیجا جانا في الحقیقت جرمنوں کیلیے ایک عقدہ لاینحل ہے - فرینک مورٹ زیٹنگ (جرمنی اخبار) لکھتا ہے :

" اگر یہ رپورٹ صحیح ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ حکومت برطانیہ ہندوستانیوں سے بہت خوف زدہ ہے ' یہي وجہ ہے کہ ہندوستان سے ہندوستاني سپاہ یورپ بھیجے جارہے ہیں تاکہ وہ ہندوستان کے اندر رہکر ملکي بغاوت کو زیادہ پر خطر نہ بنادیں - بہر حال ہمیں اطمینان ہے کہ کسي حالت میں بھي ہندوستاني سپاہي جنگ پر کوئي قوي اثر نہیں ڈالسکتے - "

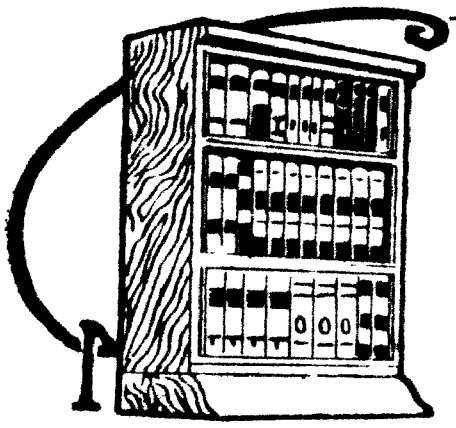

مقالات

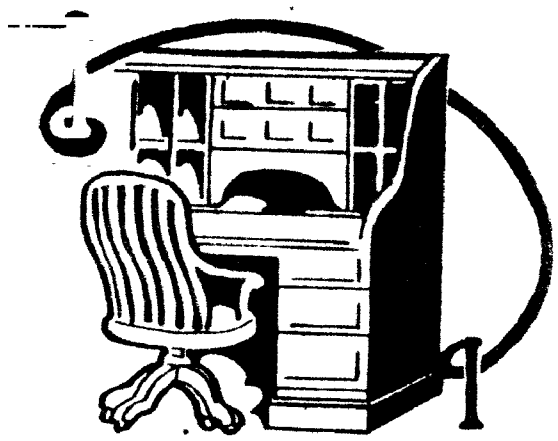

مقـــاصـــد حـــج

دنیا کے تمام مذاهب میں اسلام کي ایک مابه الامتیاز خصوصیت یه هے که اوس نے تمام عبادات و اعمال کا ایک مقصد متعین کیا ' اور اوس مقصد کو نهایت صراحت کے ساتهه ظاهر کردیا - نماز کے متعلق تصریح کي :

ان الصلوة تنهی عـن الفحشـاء والمنـکـر - نماز هر قسم کی بد اخلاقیوں سے انسان کو روکتي هے -

روزے کے متعلق فرمایا :

لعلکم تتقون روزے کے ذریعه تملوگ پرهیزگار بنجاوگے -

زکواة کي نسبت بیان کیا :

خذ من اموالهم صدقة تطهرهم و تزکیهم بهـا - اونکے مال و دولت میں سے ایک حصه بطور صدقه کے لے لو ' کیونکه تم اوسکے ذریعه اونکو بخل اور حرص و طمع کي بد اخلاقیوں سے پاک و صاف کرسکوگے -

احادیث نے اس سے زیاده تصریح کردي :

الصدقه ارساخ المسلمین تو خـذ من اغنالهـم و تـرد الی فقرالهـم - صدقه مسلمانوں کے دل کا میل هے ' اونکے دولت مندوں سے لیکر اون کے محتاجوں کو دیدیا جاتا هے -

اسي طرح خداوند تعالی نے حج کے فوائد و منافع کو بهي نهایت وضاحت کے ساتهه بیان فرمادیا :

یشهدوا منـافع لهـم و یذکروا اسم الله فی ایام معلومات - حج کا اصلي مقصد یه هے که لوگ اپنے فوائد کو حاصل کریں ' اور اوسکے ساتهه هي چند مخصوص دنوں میں خدا کو یاد بهي کرلیا کریں -

(حج اور تجارة بین الملي)

اس آیت میں قران حکیم نے جن فوائد کو حج کا مقصد قرار دیا هے ' اون سے اجتماعي و اقتصادي فوائد مراد هیں ' اور یه حج کا ایک ایسا اهم مقصد هے که ابتدا میں جب صحابه کرام نے دیني مقاصد کے منافي سمجهکر اسے بالکل چهوڑ دینا چاها تو الله نے ایک خاص آیت نازل فرمائی :

لیس علیکم جناح ان یبتغوا فضلا من ربکم - اگر زمانه حج میں تجارتي فوائد حاصل کرو تو اسمیں مذهب کا کوئي نقصان نهیں -

قران حکیم کا عام طرز خطاب یه هے که وه جزئیات سے کسي قسم کا تعرض نهیں کرتا - اوسکي توجه همیشه اهم باتوں کي طرف مبذول رهتي هے - اس بنا پر خداوند تعالی نے جس قسم کي تجارت کو حج کا مقصد قرار دیا اور اوسکی ترغیب و حوصله افزائي کي ' وه عرب کي اقتصادي و تمدني تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافه تها - عرب اگرچه ایک بادیه نشیں اور غیر متمدن قوم تهي تاهم معاش کي ضرورتوں نے اوسکو تمدن کی ایک عظیم الشان شاخ یعنے تجارت کي طرف ابتدا هي سے متوجه کردیا تها - قریش کا قافله عموماً شام وغیره کے اطراف میں مال لیکر جایا کرتا تها ' اور ان لوگوں نے وهاں کے رهنے والوں سے مستقل طور پر تجارتي تعلقات پیدا کرلیے تهے - خود مکه کے متصل عکاظ اور ذوالمجاز وغیره متعدد بازار قائم تهے ' اور وه حج کے زمانے میں اچهي خاصي تجارتي منڈي بن جاتے تهے - پس اهل عرب کو نفس تجارت کي طرف متوجه کرنے کي چنداں ضرورت نه تهي ' لیکن اسلام جو عظیم الشان و عالمگیر مدنیة پیدا کرنا چاهتا تها ' اوسکي گرم بازاري کیلیے عکاظ ' ذوالمجاز ' اور ذوالمجاز کي وسعت کافي نه تهي ' وه دنیا کی تمام متمدن قوموں کي طرح تجارت بین الاقوام کا مستقل سلسله قائم کرنا چاهتا تها ' کیونکه وه دیکهه رها تها که عنقریب افتاب اسلام حجاز کي پهاڑیوں سے بلند هوکر تمام بحور و بر پر چمکنے والا هے -

پس اس آیة کریمه میں جن اقتصادي و تجارتي فوائد کي طرف اشاره کیا هے ' وه ایک وسیع بین الملي تجارت کا قیام هے ' ورنه اهل عرب جس قسم کي تجارت کرتے تهے ' وه تو هر حالته میں قائم رکهي جاسکتي تهي ' اور قائم تهی - البته تجارت بین الاقوام کا سلسله بالکل قیام امن و بسط عدل و اجتماع عام پر موقوف تها ' اسلیے جب کامل امن و امان قائم هوگیا اور حج نے راستے کے تمام نشیب و فراز هموار کردیے ' تو اوسوقت خدا نے مسلمانوں کو تمدن کي اس منفعت عظیمه کی ترغیب عام دي -

(مقاصد اعلی و حقیقیه)

لیکن اس تصریح و توضیح کے علاوه قرآن حکیم کا ایک طرز خطاب اور بهي هے جو صرف خواص کے ساتهه تعلق رکهتا هے - قرآن حکیم کا عام انداز بیان یه هے که وه جن مطالب کو عام طور پر ذهن نشیں کرنا چاهتا هے ' یا کم از کم وه هر شخص کي سمجهه میں آسکتے هیں ' اونکو تو نهایت کهلے الفاظ میں ادا کردیتا هے - لیکن جن مطالب دقیقه کے مخاطب صرف خواص هوتے هیں اور وه عام لوگوں کي سمجهه میں نهیں آسکتے ' اونکو صرف اشارات و کنایات میں ادا کرتا هے -

مقاصد حج میں تجارت ایک ایسی چیز تهی جسکا تعلق هر شخص کے ساتهه تها ' اور اوسکے فوائد و منافع عام طور پر سمجهه میں آسکتے تهے ' اسلیے خدا نے اوسکو نهایت وضاحت کے ساتهه بیان فرما دیا - لیکن حج کا ایک اهم مقصد اور بهي تها جسکو اگرچه صراحتاً بیان نهیں کیا گیا لیکن قدم قدم پر اوسکی طرف اس کثرت سے اشارے کیے که اگر اون تمام آیتوں کو جمع کردیا جاے تو کئي صفحے صرف انهی سے لبریز هو جائیں -

حقایق و معارف الهیه کے اظهار میں قرآن حکیم نے عموماً اسي قسم کا طرز خطاب اختیار کیا هے جس سے با وجود ایهام کے حقیقت کا چهره بالکل بے نقاب هو جاتا هے : وما یعقلها الا العالمون !

سفر حج در حقیقت انسانی ترقیوں کے تمام مراحل کا مجموعہ ہے ' ارسکے ذریعہ انسان تجارت بھی کر سکتا ہے ' علمی تحقیقات بھی کر سکتا ہے ' جغرافیا اور سیاحت علمیہ کے فوائد بھی حاصل کر سکتا ہے ' مختلف قوموں کے تمدن و تہذیب سے آشنا بھی ہو سکتا ہے ' ان میں باہم ارتباط و علائق بھی پیدا ہوسکتے ہیں ' اشاعت مذہب و تبلیغ حق و معروف کا فرض بھی انجام دیسکتا ہے ' سب سے آخر اور سب سے بڑھکر یہ کہ تمام عالم کی اصلاح و ہدایت ' و انسداد مظالم و فتن ' و قلع و قمع کفار و مفسدین ' و اعلاء جہاد فی سبیل الحق و العدالۃ کیلیے بھی وہ ایک بین الملی مرکز و مجمع عموم اہل ارض کا حکم رکھتا ہے -

(أمة مسلمه)

لیکن ان تمام چیزوں سے مقدم اور ان تمام ترقیوں کا سنگ بنیاد ایک خاص امۃ مسلمہ اور حزب اللہ کا پیدا کرنا اور ارسکا استحکام و نشوونما تھا -

حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام نے حج کا مقصد اولین ارسیکو قرار دیا تھا :

ربنا واجعلنا مسلمین	خدایا ! ہم کو اپنا فرماں بردار بنا '
لک ومن ذریتنا	ہماری اولاد میں سے اپنی ایک
امة مسلمة لک	امۃ مسلمہ پیدا کر اور اگر ہم سے
وارنا مناسکنا	اس فرماں برداری میں کوئی لغزش
وتب علینا انک	ہو تو ارسکو معاف فرما ! تو بڑا مہربان
انت التواب الرحیم-	اور معاف کرنے والا ہے !

لیکن جس قالب میں قومیت کا ڈھانچہ تیار ہوتا ہے ' ارس میں دو قوتیں نہایت شدت اور وسعت کے ساتھ عمل کرتی ہیں: آب و ہوا اور مذہب - آب و ہوا اور جغرافیائی حدود طبیعیہ اگرچہ قومیت کے تمام اجزاء کو نہایت وسعت کے ساتھ احاطہ کرلیتے ہیں ' لیکن ارکے حلقہ اثر میں کوئی دوسری قوم نہیں داخل ہوسکتی - یورپ اور ہندوستان کی قدیم قومیت نے صرف ایک محدود حصۂ دنیا میں نشوونما پائی ہے ' اور آب و ہوا کے اثر نے ان کو دنیا کی تمام قوموں سے بالکل الگ تھلگ کردیا ہے - لیکن مذہب کا حلقہ اثر نہایت وسیع ہوتا ہے - وہ ایک محدود قطع زمین میں اپنا عمل نہیں کرتا بلکہ دنیا کے ہر حصے کو اپنی آغوش میں جگہ دیتا ہے - کرۂ آب و ہوا کا طوفان خیز تصادم اپنے ساحل پر کسی غیر قوم کو آنے نہیں دیتا مگر مذہب کا ابر کرم اپنے سائے میں تمام دنیا کو لے لیتا ہے - حضرت ابراہیم علیہ السلام جس عظیم الشان قوم کا خاکہ تیار کررہے تھے ارسکا مسایہ خمیر صرف مذہب تھا ' اور ارسکی روحانی ترکیب ' عنصر آب و ہوا کی آمیزش سے بالکل بے نیاز تھی- جماعت قائم ہوکر اگرچہ ایک محسوس مادی شکل میں نظر آتی ہے ' لیکن درحقیقت ارسکا نظام ترکیبی بالکل روحانی طریقہ پر مرتب ہوتا ہے جسکو صرف جذبات و خیالات ' بلکہ علم معدوں میں صرف قوائے دماغیہ کا اتحاد و اشتراک ترتیب دیتا ہے- اس بنا پر اس قوم کے پیدا ہونے سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک مذہبی رابطۂ اتحاد کے سررشتہ کو مستحکم کیا :

اذ قال له ربه اسلم قال	جبکہ ابراہیم سے ارسکے خدا نے کہا کہ
اسلمت لرب العالمین	صرف ہماری ہی فرمانبرداری کر ' تو
ووصی بها ابراهیم بنیه	ارنہوں نے جواب دیا کہ میں مسلم
و یعقوب: یابنی ان الله	ہوا پروردگار عالم کیلیے - اور پھر اسی
اصطفی لکم الدین فلا	طریقہ اسلامی کی انہوں نے اور یعقوب
تموتن الا وانتم مسلمون	نے اپنی نسل کو وصیت کی اور کہا کہ
(بقرہ)	خدا نے تمہارے لیے ایک نہایت
	برگزیدہ دین منتخب کردیا ہے - تم ارسپر عمر بھر قائم رہنا اور مرنا
	تو مسلمان ہی مرنا -

(نشأة اولی)

لیکن جماعت عموماً اپنے مجموعہ عقائد کو مجسم طور پر دنیا کے فضاے بسیط میں دیکھنا چاہتی ہے اور ارسکے ذریعہ اپنی قومیت کے قدیم عہد مردت کو تازہ کرتی ہے ' اسلیے انہوں نے اس جدید النشأۃ قومیت کے ظہور و تکمیل کیلیے ایک نہایت مقدس اور وسیع آشیانہ تیار کیا :

اذ یرفع ابراهیم القواعد	جب ابراہیم اور اسمعیل خانہ کعبہ کی
من البیت و اسمعیل:	بنیاد ڈال رہے تھے تو یہ دعا انکی
ربنا تقبل منا انک	زبانوں پر تھی : خدایا ہماری اس
انت السمیع العلیم	خدمت کو قبول کرلے ! تو دعاؤں کا سننے
(بقرہ)	والا اور نیتوں کا جاننے والا ہے - !

یہ صرف اینٹ پتھر کا گھر نہ تھا بلکہ ایک روحانی جماعت کے قالب کا آب و گل تھا ' اسلیے جب وہ تیار ہوگیا تو انہوں نے ارس جماعت کے پیدا ہونیکی دعا کی : ربنا واجعلنا مسلمین لک من ذریتنا امة مسلمة لک - اب یہ قوم پیدا ہوگئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی آخری وصیت کے ذریعہ اس روحانی سررشتۂ حیات کو ارسکے حوالے کردیا :

ووصی بها ابراهیم بنیه	اور ابراہیم اور یعقوب دونوں نے اس
و یعقوب یابنی ان الله	روحانی طریقہ نشوونما کی اپنے اپنے
اصطفی لکم الدین فلا	بیٹوں کو وصیت کی کہ خدانے
تموتن الا وانتم مسلمون-	تمہارے لیے ایک برگزیدہ دین
	منتخب فرمادیا ہے - تم اسی پر قائم رہنا !
ان حضر یعقوب الموت	اور پھر کیا تم اوسوقت موجود تھے
اذ قال لبنیه ما تعبدون	جب یعقوب کے سر پر موت آئی
من بعدی ' قالوا نعبد	ہرلی اور اوس آخری وقت میں انہوں
الهک و اله آبائک	نے اپنے بیٹوں سے پوچھا : میرے بعد
ابراهیم و اسمعیل و	کس چیز کی پرستش کروگے ؟ انہوں نے
اسحق اله واحدا و	جواب دیا کہ ہم تیرے اور تیرے
نحن له مسلمون (بقرہ)	معزز باپ ابراہیم و اسمعیل و اسحاق
	کے خداے واحد کی عبادت کرینگے ' اور ہم اوسی کے فرمانبردار
	بندے ہیں !

(آثار قائمه و ثابته)

اب اگرچہ یہ جماعت دنیا میں موجود نہ تھی اور ارسکے آثار صالحہ کو زمانے نے بے اثر کردیا تھا :

تلک امة قد خلت لها	وہ قوم گذر گئی ' اوس نے جو کام کیے
ما کسبت و لکم ما	ارسکے نتائج ارسکے لیے تھے ' اور تم جو
کسبتم (بقرہ)	کچھ کروگے ارسکے نتائج تمہارے لیے
	ہونگے -

لیکن ارسکی تربیت و نشو و نما کا عہد قدیم اب تک دستبرد زمانہ سے بچا ہوا تھا ' اور اپنے آغوش میں مقدس یادگاروں کا ایک وسیع ذخیرہ رکھتا تھا - ارسکے اندر ابتک آب زمزم لہریں لے رہا تھا ' صفا و مروہ کی چٹانوں کی گردنیں ابتک بلند تھیں ' مذبح اسمعیل ابتک مذبح کے گرم خون سے رنگین تھا ' حجر اسود ابتک بوسہ گاہ خلق تھا ' مشاعر ابراہیم ابتک قائم تھے ' عرفات کے حدود میں ابتک کوئی تبدیلی نہیں کیگئی تھی ' غرضکہ ارسکے

اندر خدا کے سوا سب کچھہ تھا اور صرف اسی کے جمال جہاں آرا کی کمی تھی - اسلیے اوسکی تجدید و نفخ روح کیلیے ایک مدت کے بعد حضرت ابراهیم علیه السلام کی دعا کا سب سے آخری نتیجه ظاهر هوا - اونهوں نے کعبة الله کی بنیاد رکھتے هوے دعا کی تھی :

ربنا و ابعث فیهم رسولا	خدایا اُنکے درمیان اونهی لوگوں میں سے
منهم یتلو علیهم آیاتك	ایک پیغمبر بهیج که وہ اونکو تیری
و یعلمهم الکتب و الحکمة	آیتیں پڑهکر سنائے اور کتاب اور حکمت
و یزکیهم و انت العزیز	کی تعلیم دے ' اوراُنکے نفوس کا تزکیه
الحکیم (بقره)	کرے ' تو بڑا صاحب اختیار اور صاحب
	حکمت هے !

چنانچه اسکا ظهور وجود مقدس حضرة رحمة للعالمین و خاتم المرسلین علیه الصلوٰة و التسلیم کی صورت میں هوا جو ٹهیک ٹهیک اس دعا کا پیکر و ممثل تها :

هو الذی بعث فی الامیین	وہ خدا جس نے ایک غیر متمدن
رسولا منهم یتلو علیهم ایاته	قوم میں سے اپنا ایک رسول
و یزکیهم و یعلمهم الکتاب	پیدا کیا جو الله کی آیات اسکو
و الحکمة -	سناتا هے ' اسکے نفوس کا تزکیه
	کرتا هے ' اور کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا هے !

پس اونهوں نے جو قوم پیدا کردی تهی ' اوسکے اندر سے ایک پیغمبر اوٹها - اوسنے اس گهر میں سب سے پہلے خدا کو ڈهونڈهنا شروع کیا ' لیکن وہ اینٹ پتهر کے ڈهیر میں بالکل چهپ گیا تها - تمام مکه نے اس انبار کو هٹا دیا تو خدا کے نور سے قندیل حرم پهر روشن هوگئی - وہ قوم جسکے لیے حضرت ابراهیم علیه السلام نے دعا فرمائی تهی ' اس پیغمبر کے فیض صحبت سے بالکل مزکی و تربیت یافته هوگئی تهی - اب ایک مرکز پر جمع کرکے اوسکے مذهبی جذبات کو صرف جلا دینا باقی تها - چنانچه اسکے خانه کعبه کے اندر لاکر کهڑا کردیا گیا ' اور اسکی مقدس قدیم مذهبی یادگاروں کی تجدید و احیاء سے اوسکے مذهبی جذبات کو بالکل پخته و مستحکم کردیا :

کبهی اون سے کہا گیا :

ان الصفا و المروة	صفا و مروہ خدا کی قائم کی هوئی
من شعائر الله فمن	یادگاریں هیں ' پس جو لوگ حج یا عمره
حج البیت او اعتمر	کرتے هیں ' اون پر ان دونوں کے
فلا جناح علیه ان	درمیان طواف کرنے میں کوئی حرج
یطوف بهما (بقره)	نهیں -

کبهی اونکو مشعر حرام کی یاد دلائی گئی :

فاذا افضتم من عرفات فاذکر	جب عرفات سے لوٹو تو مشعر حرام
والله عند المشعر الحرام (بقره)	(مزدلفه) کے نزدیک خدا کی یاد کرو !

خانه کعبه خود دنیا کی سب سے قدیم یادگار تهی ' لیکن اوسکی ایک ایک یادگار کو نمایاں تر کیا گیا :

فیه ایات بینات	اوس میں بہت سی کهلی هوئی نشانیاں
مقام ابراهیم -	هیں - منجمله اونکے ایک نشانی حضرة ابراهیم
	کے کهڑے هونے کی جگه هے -

لیکن جو لوگ خدا کی راه میں ثابت قدم رهے ' اونکے نقش پا سجده گاه خلق هونے کے مستحق تهے - اسلیے حکم دیا گیا :

واتخذوا من مقام	اور ابراهیم کے کهڑے هونے کی جگه کو اپنا
ابراهیم مصلی -	مصلی بنا لو !

مادی یادگاروں کی زیارت صرف سیر و تفریح کیلیے کی جاتی ہے ' لیکن روحانی یادگاروں سے صرف دل کی آنکهیں هی بصیرت حاصل کرسکتی هیں - اسلیے اونکے ادب و احترام کو اتقا و تبصر کی دلیل قرار دیا گیا :

ومن یعظم شعائر	اور جو لوگ خدا کی قائم کی هوئی یادگاروں
الله فانها من	کی تعظیم کرتے هیں ' تو یه تعظیم اونکے دلوں
تقوی القلوب (حج)	کی پرهیزگاری پر دلالت کرتی هے -
ومن یعظم حرمات	اور جو شخص خدا کی قرار دی هوئی قابل
الله فهو خیر له	ادب چیزوں کا احترام کرتا هے ' تو خدا کے
عند ربه (حج)	نزدیک اسکا نتیجه اوسکے حق میں بہتر هے -

آنحضرت صلی الله علیه و سلم ان مقدس یادگاروں کے روحانی اثر و نفوذ کو دلوں میں جذب کرادینا چاهتے تهے ' اسلیے خاص طور پر لوگوں کو اون کی طرف متوجه فرماتے رهتے تهے :

هذه مشاعر	خوب غور سے دیکهو اور بصیرت حاصل کرو ' کیونکه
ابیکم ابراهیم !	یه تمهارے باپ ابراهیم کی یادگاریں هیں !

(اعلان تکمیل)

جب اسلام نے اس جدید النشأة قوم کے وجود کی تکمیل کردی اور خانه کعبه کی ان مقدس یادگاروں کی روحانیت نے اوسکی قومیت کے شیرازه کو مستحکم کردیا ' تو پهر ملة ابراهیمی کی فراموش کرده روش دکها دی گئی :

فاتبعوا ملة ابراهیم	پس ابراهیم کے طریقه کی پیروی کرو
حنیفا و ما کان من المشرکین -	جو صرف ایک خدا کے هورهے تهے -

اب تمام عرب نے ایک خط مستقیم کو اپنا مرکز بنالیا ' اور قدیم خطوط منحنیه حرف غلط کے طرح مٹا دیے گئے - جب یه سب کچھہ هوچکا تو اسکے بعد خدا نے ابراهیم و اسمعیل کا سب سے بڑا احسان پورا هوگیا :

الیوم اکملت لکم	آج میں نے تمهارے اوس دین کو کامل کردیا جس
دینکم و اتممت	سے تم کو ایک قومیت کے رشتے میں منسلک
علیکم نعمتی	کردیا هے ' اور اپنے تمام احسانات تم پر پورے
و رضیت لکم	کردیے ' اور تمهارے لیے صرف ایک دین اسلام
الاسلام دینا !	هی کو منتخب کیا -

السلام علیکم - کچھہ مدت سے اپنے ایک مہربان سے اخبار الهلال لیکر پڑهه لیا کرتا تها - لیکن اب مجهے اسکے مطالعه سے محروم رکها جاتا هے - میں خود نہایت هی غریب شخص هوں چنده کی رقم ادا نہیں کر سکتا - اسواسطے بدرجه اپکے اخبار کے تمام مسلمانوں سے درخواست کرتا هوں که اگر کوئی نیکدل مسلمان اس عاجز کے نام پرچه جاری کرادے تو انکے حق میں همیشه دعاے خیر کرتا رهونگا - فیض بخش

الیکشن کیلئے کمیشن

هفته وار الهـــلال کی ایجنسی میں نہایت معقول هے

درخواست میں

جلدی کیجیے - دعوة حق کے اعلان اور

هـدایت اسـلامی

کی تبلیغ سے نہ رکیے کوئی معاهدہ دینی نہیں هے -

اسپر نفع مالی مستزاد !

اُسوۂ حسنہ

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ!

صحیفہ نبوت کا ایک صفحہ !

میدان جہاد میں پیغمبرانہ جاہ و جلال کا ایک روحانی منظر !

فاتح اور پیغمبر کا امتیاز

جہاد اسلامی کی حقیقت جن مقاصد پر مشتمل ہے ' اس کے لحاظ سے وہ دنیوی لڑائیوں سے بالکل مختلف ہے' اور یہ اختلاف اس قدر بد یہی ہے کہ ہم کو اسکی ظاہری شکل کے ایک ایک خط و خال کے اندر نمایاں طور پر نظر آسکتا ہے -

ایک فاتح جب ملک گیری کے ارادہ سے میدان جنگ کا رخ کرتا ہے تو طبل و دھل کے غلغلے اور فرناء و بوق کے ترانے خیر مقدم بجا رہے ہیں - سر پر پرچم لہراتا ہے - چتر شاہی آفتاب کی شعاعوں کو بھی اوسکی طرف نگاہ گرم سے دیکھنے نہیں دیتا - جاہ و جلال کا یہ دیوتا میدان جنگ میں ایک مجسمہ کی طرح کھڑا کردیا جاتا ہے اور تمام فوج اسی مرصع بت کے گرد طواف کرنے لگتی ہے - عظمت و جبروت کا یہ منظر دنیا کو دفعتاً مرعوب کردیتا ہے ' اور اس رعب و داب کے احساس سے اس دنیوی فاتح کا سر بادۂ کبر و نخوت سے لبریز ہو جاتا ہے - یہاں تک کہ خاک و خون میں مل کر بھی یہ نشہ نہیں اترتا - اگر کوئی اس سر پر غرور کو ٹھکرا دیتا ہے تو اوس سے معرورانہ صدا بلند ہوتی ہے :

زمین را منم تاج تارک نشیں
مخنباں مرا تا نجنبد زمیں

لیکن ایک پیغمبر کی حالت اس سے بالکل مختلف ہوتی ہے' وہ گھر سے جب نکلتا ہے تو اگرچہ مخلصین و مومنین کی ایک جماعت اوسکے ساتھ ہوتی ہے' لیکن وہ اپنا رفیق سفر صرف خدا کو بناتا ہے '

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سافر قال اللھم انت الصاحب فی السفر و الخلیفۃ فی الاھل ! اللھم انی اعوذ بک من و عثاء السفر و کابۃ المنقلب و سوء المنظر فی الاھل والمال اللھم اطوِ لنا الارض و ھوِّن علینا الصفر !

آنحضرت جب بعزم جہاد روانہ ہوتے تھے تو یہ دعا کرتے تھے : "خدایا ! تو ہی ہمارا رفیق سفر ہے ' تو ہی ہمارے بال بچوں میں ہمارا قائم مقام ہے ' خدایا ! سفر کی شدائد ' اور پلٹ کر اہل و عیال کو برے حال میں دیکھنے کی مصیبت سے پناہ مانگتا ہوں ' خدایا مسافت سفر کو کم کردے اور ہمارے لیے آسان بنادے !

(۲)

وہ سواری کی پشت پر قدم رکھتا ہے تو خدا کا شکر ادا کرتا ہے :

سبحان الذی سخر لنا ھذا و ما کنا لہ مقرنین -

کیا پاک و برتر ہے وہ خدا جس نے اس جانور کو ہمارا فرمانبردار بنا دیا ورنہ ہم اسکی قدرت نہیں رکھتے تھے -

وہ سفر سے پلٹتا ہے تو راہ میں خدا کی حمد کا ترانہ گاتا ہوا چلتا ہے !

آئبون ' تائبون ' عابدون ' لربنا حامدون !

ہم توبہ کرنے لوٹتے ہیں ' ہم خدا کے عبادت گذار بندے ہیں ' اور ہم اپنے رب کی حمد و ثنا کرتے ہیں !

پہاڑ کی چوٹیوں پر چڑھتا ہے تو غلغلۂ تکبیر بلند کرتا ہے ' نیچے اترتا ہے تو ترنم ریز تسبیح و تہلیل ہوتا ہے !

فوج کو روانہ کرتا ہے تو اوسکو نہ غرور طاقت کی یاد دلاتا ' نہ اوسکے جوش کو دور آتشہ کرتا ' نہ قدیم کارنامہائے شجاعت کا تذکرہ کرکے اوسکے دل کو گرماتا ہے' بلکہ اوسکے دین کو' اسکی امانت کو' اسکے تمام نتائج اعمال کو خدا کے سپرد کرکے رخصت کردیتا ہے :

استودع اللہ دینکم وامانتکم وخواتیم اعمالکم -

میں تمہارے دین' تمہاری امانت' اور تمہارے نتائج اعمال کو خدا کے سپرد کرکے تمکو خدا کی راہ میں جہاد کرنے کیلیے بھیجتا ہوں !

(۳)

وہ منزل پر اوترتا ہے تو نہ تو سلاطین کی طرح اوسکے لیے خیمے قائم کیے جاتے ہیں' نہ مرش و بساط شاہانہ سے زمین اراستہ ہوتی ہے ' اور نہ میدان کا نشیب و فراز ہموار کیا جاتا ہے - وہ خدا کا نام لیکر فرش خاک پر لیٹ جاتا ہے اور اس نام کی عظمت کے سہارے پر زمین ہی کو اپنی حفاظت کی خدمت سپرد کردیتا ہے :

یا ارض ربی وربک اللہ اعوذ باللہ من شرک و شر ما فیک و من شر ما یدب علیک

اے زمین! میرا اور تیرا ' دونوں کا خدا ایک ہی ہے - میں تیرے شر سے ' تیری سطح باطنی کے شر سے ' اور تجھپر چلنے والوں کے شر سے ' پناہ مانگتا ہوں !

(۴)

وہ سفر جہاد سے پلٹ کر گھر پہنچتا ہے تو سب سے پہلے اوسکو خدا کا گھر یاد آتا ہے اور مسجد میں جا کر دو رکعت نماز ادا کرتا ہے ' جب اوسکو فتح و ظفر کی خبر ملتی ہے تو نہ تو اوسکے سامنے شادیانے بجائے جاتے ہیں ' نہ جشن شاہانہ کی تیاریاں کی جاتی ہیں' نہ عیش و طرب کے ترانے گائے جاتے ہیں - وہ صرف اپنے خدا کے آگے سربسجود ہو جاتا ہے اور سجدۂ شکر بجا لاتا ہے - اوسکو جب مشیت ازلی سے شکست ہوتی ہے ' تو وہ فوج کو بالکل جوش و حمیت نہیں دلاتا ' بلکہ خدا ہی کی غیرت کی سلسلہ جنبانی کرتا ہے - کیونکہ وہ اپنی فوج کو خدا کی فوج یقین کرتا ہے :

ان رسول اللہ یوم احد - اللھم انک ان تشاء لا تعبد فی الارض !

آپ معرکہ احد کے دن کہنے لگے - خدایا ! کیا تو چاہتا ہے کہ اب زمین میں تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ رہے ؟

وہ اپنی فوج کی قلت اور دشمن کے لشکر کی کثرت کو دیکھتا ہے تو صرف رحمت آسمانی ہی سے مدد طلب کرتا ہے اور کسی دنیوی طاقت کے آگے دست سوال نہیں پھیلاتا :

لما کان یوم بدر نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم الی المشرکین وھم الف و اصحابہ ثلثمائۃ وتسعۃ

بدر کے دن جب آنحضرت نے مشرکین کی طرف دیکھا اور آپ کو نظر آیا کہ اونکی جمعیت ایک ہزار کی ہے اور مسلمان صرف تین سو اونیس

عشر رجلا ' فاستقبل القبلة ثم مد يديه فجعل يهتف بربه : اللهم انجزلي مارعدتني ' اللهم انت مارعدتني ' اللهم ان تهلك هذه العصابة من اهل الاسلام لا تعبد في الارض - فمازال يهتف بربه مادا يديه مستقبل القبلة حتى سقط رداءه عن منكبيه فاتاه ابوبكر فاخذ رداءه فالقاه على منكبيه ثم التزمه من ورائه و قال يانبي الله كفاك مناشدتك ربك فانه سينجز لك ما وعدك - (مسلم)

هیں ' تو آپ قبلہ کی طرف متوجہ ہوگئے ' اور دونوں ہاتھوں کو پھیلاکر خدا کو پکارنا شروع کیا : " خدایا ! تونے مجھہ سے فتح و ظفر کا جو وعدہ کیا ہے اوسکو پورا کر ! خدایا ! اگر مسلمانوں کا یہ مختصر گروہ فنا ہوگیا تو پھر تیری عبادت کرنیوالا کوئی نہ رہیگا ! وہ اسیطرح ہاتھہ پھیلاکر متصل پکارتے رہے ' یہاں تک کہ جوش استغراق میں آنکی درش مبارک سے چادر گرگئی - حضرت ابوبکر نے آپ کے اس تضرع و الحاح کو دیکھا تو پاس آئے اور چادر اوٹھا کر آپ کے کاندھے پر ڈالدی - پھر پیچھے سے اکر آپ سے لپٹ گئے ' اور کہا " یا رسول اللہ ! آپ اپنی مناجات ختم کیجیے ' خدا نے آپ سے جو وعدہ کیا ہے اوسکو بہت جلد پورا کریگا -

میدان جنگ میں اوسکو شدید زخم لگتا ہے ' تو اس حالت میں صرف یہ کہکر خاموش ہوجاتا ہے :

رب اغفر لقومي فانهم لا يعلمون ! (مسلم)

خدایا ! میری قوم کو معاف فرما ' کیونکہ وہ لوگ حق کو نہیں جانتے !

لیکن جب کبھی اوسکے ہاتھہ سے جہاد کا اصل مقصد فوت ہوجاتا ہے تو وہ از فرق تا بقدم غضب و قہر الہی کا پیکر جلال و جبروت بن جاتا ہے :

ملاء الله قبورهم نارا قد شغلونا عن الصلوة وسطى

خدا کفار کی قبروں کو آگ سے بھردے کیونکہ انہوں نے ہماری نماز عصر قضا کرادی -

قصہ مختصر' ایک فاتح میدان جنگ میں سر پر غرور مگر ایک پیغمبر جبیں نیاز ہوتا ہے ' ایک بادشاہ میدان جنگ میں زبان خود ستا' مگر ایک داعی حق زبان شکر سنج ہوتا ہے' ایک بادشاہ میدان جنگ میں غیظ و غضب کا آتشکدہ ' مگر ایک مناد توحید رحم و کرم کا سرچشمہ ہوتا ہے - ان دونوں متضاد حالتوں کا انجام بھی نہایت مختلف اور عبرت خیز ہے - بادشاہوں کے سر پر غرور بارہا ٹھکرا دیے گئے ' لیکن کسی مرید من اللہ کی جبین نیاز خاک مذلت سے آلودہ نہ ہوئی - بادشاہوں کی زبان خود ستا بارہا ذلت کے ساتھہ خاموش کر دیگئی' لیکن کسی داعی الہی کا نغمۂ حمد و شکر کبھی بھی چپ نہ ہوا - بادشاہوں کے غیظ و غضب کے شعلے بارہا بجھا دیے گئے ہیں ' مگر کسی پیغمبر کے دریاے کرم کو دنیا کے خس و خاشاک نہ روک سکے : و لقد سبقت كلمتنا لعبادنا المرسلين انهم لهم المنصورون - و ان جندنا لهم الغالبون -

تذكرة الشعرا

ازحسرت موهاني

سال میں چار بار سو سو صفحوں پر - سالانہ حجم ۴۰۰ صفحے - قیمت سالانہ ۲ روپیہ مع محصولڈاک -

في پرچه ۸ آنه مع محصولڈاک

یعنی اردو زبان کے تمام مشہور اور صاحب دیوان اساتذہ کا ایک مبسوط تذکرہ مع ضمیمہ تذکرۃ الشعرا یعنی انتخاب دواوین اساتذہ مطبوعہ وغیر مطبوعہ نایاب - پہلا پرچہ مشتملبر حالات و تنقید کلام قدیم و رسا شاگردان داغ و ضمیمہ انتخاب دیوان اسیر - شہیدی تنہا - شاگردان مصحفی شائع ہو چکا ہے -

المشتہر

ید فضل الحسن حسرت موهاني سابق اڈیٹر اردوے معلے علیگڈہ

تاریخ و عبر

تاریخ فرضیت حج

اہل عرب نے اگرچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مجموعہ تعلیم ہدایت کو بالکل بھلا دیا تھا ' لیکن اونھوں نے خانہ کعبہ کے کنگرے پر چڑھہ کر تمام دنیا کو جو دعوت عام دی تھی ' اوسکی صداے بازگشت اب تک عرب کے در و دیوار سے آرہی تھی :

و اذبوانا لابراهيم مكان البيت ان لا تشرك بي شيئا و طهر بيتي للطائفين والقائمين والركع السجود و اذن في الناس بالحج ياتوك رجالا و على كل ضامر ياتين من كل فج عميق -

اور جب ہم نے حضرۃ ابراہیم کیلیے ایک معبد قرار دیا اور حکم دیا کہ ہماری قہرسیت و جبروت میں اور کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرانا ' اور اس گھر کو طواف کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کیلیے ہمیشہ پاک و مقدس رکھنا ! نیز ہم نے حکم دیا کہ دنیا میں حج کی پکار بلند کردو ! لوگ تمہاری طرف دوڑتے ہوے چلے آئینگے - ان میں پیادہ پا بھی ہونگے اور وہ بھی جنھوں نے مختلف قسم کی سواریوں پر دور دراز مقامات سے قطع مسافت کی ہوگی -

(بدعات و محدثات جاهلية)

لیکن سچ کے ساتھہ جب جھوٹ ملجاتا ہے تو وہ اور بھی خطرناک ہوجاتا ہے - اہل عرب نے اگرچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس سنت قدیمہ کو اب تک زندہ رکھا تھا' لیکن بدعات و اختراعات کی آمیزش نے اصل حقیقت کو بالکل گم کردیا تھا :

(۱) خدا نے اپنے گھر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قیام کی اجازت صرف اس شرط پر دی تھی کہ " کسیکو خدا کا شریک نہ بنانا " ان لا تشرك بي شيئا - لیکن اب خدا کا یہ گھر تین سو ساٹھہ بتوں کا مرکز بن گیا تھا ' اور اونکا طواف کیا جاتا تھا -

( ) خدا نے حج کا مقصد یہ قرار دیا تھا کہ دنیوی فوائد کے ساتھہ خدا کا ذکر قائم کیا جاے ' لیکن اب صرف آبا و اجداد کے کارنامہاے فخر و غرور کے ترانے گاے جاتے تھے -

(۳) حج کا ایک مقصد تمام انسانوں میں مساوات قائم کرنا تھا' اسلیے تمام عرب بلکہ تمام دنیا کو اسکی دعوت عام دیگئی اور سب کو وضع و لباس میں متحد کردیا گیا - لیکن قریش نے غرور و فضیلت نے اپنے لیے بعض خاص امتیازات قائم کرلیے تھے جو اصول مساوات کے بالکل منافی تھے - مثلاً تمام عرب عرفات کے میدان میں قیام کرتا تھا ' لیکن قریش مزدلفہ سے باہر نہیں نکلتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم منولیان حرم حرم کے باہر نہیں جاسکتے - جسطرح آجکل کے امراء فسق و زالبان ریاست عام مسلمانوں کے ساتھہ مسجد میں آکر بیٹھنے اور درش بدرش کھڑے ہونے میں اپنی توہین سمجھتے ہیں -

(۴) قریش کے سوا عرب کے تمام مرد و زن برہنہ طواف کرتے تھے - ستر عورت کے ساتھہ صرف وہی لوگ طواف کرسکتے تھے جنکو قریش کی طرف سے کپڑا ملتا تھا ' اور قریش نے اسکو بھی اپنی اظہار سیادت کا ایک ذریعہ بنا لیا تھا -

(٥) عمرہ گویا حج کا ایک مقدمہ یا جزو تھا ' لیکن اہل عرب ایام حج میں عمرہ کو سخت گناہ سمجھتے تھے ' اور کہتے تھے کہ " جب حاجیوں کی سواریوں کی پشت کے زخم اچھے ہو جائیں اور صفر کا مہینہ گذر جائے ' تب عمرہ جائز ہو سکتا ہے "

(٦) حج کے تمام اجزاء و ارکان میں یہودیانہ رہبانیت کا عالمگیر مرض ساری ہوگیا تھا - اپنے گھر سے پا پیادہ حج کرنیکی منت مانتا ' جب تک حج ادا نہ ہو جائے خاموش رہنا ' قربانی کے اونٹوں پر کسی حالت میں سوار نہ ہونا ' ناک میں نکیل ڈالکر جانوروں کی طرح خانہ کعبہ کا طواف کرنا ' زمانہ حج میں گھر کے اندر دروازے کی راہ سے نہ گھسنا بلکہ پچھواڑے کی طرف سے دیوار پھاند کے آنا ' در و دیوار پر قربانی کے جانوروں کے خون کا چھاپہ لگانا ' عرب کا عام شعار ہوگیا تھا -

(ظہور اسلام و تزکیۂ حج)

اسلام درحقیقت دین ابراہیمی کی حقیقت کی تکمیل تھی ' اسلیے وہ ابتداء ہی سے اس حقیقت گم شدہ کی تجدید و احیاء میں مصروف ہوگیا جسکا قالب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مبارک ہاتھوں نے تیار کیا تھا - اسلام کا مجموعۂ عقائد و عبادات صرف توحید ' نماز ' روزہ ' زکوۃ ' اور حج سے مرکب ہے - لیکن ان تمام ارکان میں حج ہی ایک ایسا رکن ہے جس سے اس تمام مجموعہ کی ہئیت ترکیبی مکمل ہوتی ہے - اور یہ تمام ارکان اسکے اندر جمع ہوگئے ہیں یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کو صرف خانۂ کعبہ ہی کے ساتھہ معلق کردیا :

انما امرت ان اعبد رب هذه البلدة الذي حرمها وله كل شي و امرت ان اكون من المسلمين (نمل)	مجھکو صرف یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں اس شہر (مکہ) کے خدا کی عبادت کروں جس نے اوسکو عزت دی - سب کچھہ اوسی خدا کا ہے ' اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اوسکا فرماں بردار مسلم ہوں -

اور یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم نے ہر موقع پر حج کے ساتھہ اسلام کا ذکر بطور لازم و ملزوم کے کیا :

و لكل امة جعلنا منسكا ليذكروا اسم الله على ما رزقهم من بهيمة الانعام فالهكم اله واحد فله اسلموا و بشر المخبتين (حج)	اور ہر ایک امت کیلیے ہم نے قربانی قرار دی تھی تا کہ خدا نے اونکو جو چارپاے بخشے ہیں اون کی قربانی کے وقت خدا کا نام لیں پس تم سب کا خدا ایک ہی ہے اوسی کے تم سب فرمانبردار بنجاؤ اور خدا کے خاکسار بندوں کو حج کے ذریعہ دین حق کی بشارت دو -

اسلام خدا کا ایک فطری معاہدہ تھا جسکو انسان کی ظالمانہ عہد شکنی نے بالکل چاک چاک کردیا تھا ' اسلیے خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ناخلف اولاد کو روز ازل ہی اوسکے ثمرات سے محروم کردیا :

و اذا ابتلى ابراهيم ربه بكلمات فاتمهن قال اني جاعلك للناس اماما قال ومن ذريتي ؟ قال لا ينال عهدي الظالمين (بقرہ)	جب خدا نے چند احکام کے ذریعہ ابراہیم کو آزمایا اور وہ خدا کے امتحان میں پورے اترے ' تو خدا نے کہا کہ اب میں تمہیں دنیا کی امامت اور خلافت عطا کرتا ہوں - اسپر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا : اور میری اولاد کو بھی ؟ ارشاد ہوا کہ ہاں ' مگر اس قول و قرار میں ظالم لوگ داخل نہیں ہوسکتے -

(امـة مسلمـه)

خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جن " کلمات " کے ذریعہ آزمایا اور جنکی بنا پر اونہیں دنیا کی امامت عطا ہوئی وہ اسلام کے اجزاء اولین یعنی توحید الہی ' قربانی نفس و جذبات ' صلوٰۃ الہی کا قیام ' اور معرفۃ دین فطری کے امتحانات تھے - اگرچہ اونکی اولاد میں سے چند ناخلف لوگوں نے ان ارکان کو چھوڑ کر اپنے اوپر ظلم کیا اور اس موروثی عہدے سے محروم ہوگئے : قال لاينال عهدي الظالمين - لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذات کے اندر ایک دوسری امت بھی چھپی ہوئی تھی جسکے لیے خود اونہوں نے خدا سے دعا کی تھی :

ان ابراهيم كان امة قانتا	حضرۃ ابراہیم گو بظاہر ایک فرد واحد تھے مگر انکی فعالیت روحانیہ و الہیہ کے اندر ایک پوری قوم، قانت و مسلم پوشیدہ تھی !

(اجـزاء حـج)

اب اس " امۃ مسلمہ " کے ظہور کا وقت آگیا اور وہ رسول مزکی و موعودہ غار حراء کے تاریک گوشوں سے نکل کر منظر عام پر نمودار ہوا تا کہ اوس نے خود اس اندھیرے میں جو روشنی دیکھی ہے ' وہ روشنی تمام دنیا کو بھی دکھلا دے :

يخرجهم من الظلمات الى النور -	وہ پیغمبر اونکو اندھیرے سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے -
لقد جائكم من الله نور و كتاب مبين -	بیشک تمہارے پاس اللہ کے طرف سے ایک نور ہدایت اور ایک کھلی کھلی ہدایتیں دینے والی کتاب آئی -

وہ منظر عام پر آیا تو سب سے پہلے اپنے باپ کے موروثی گھر کو ظالموں کے ہاتھہ سے واپس لینا چاہا ' لیکن اسکے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کی طرح بتدریج چند روحانی مراحل سے گذرنا ضرور تھا - چنانچہ اوس نے اون مرحلوں سے بتدریج گذرنا شروع کیا - اوس نے غار حراء سے نکلنے کے ساتھہ ہی توحید کا علغلہ بلند کیا کہ خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جو عہد لیا تھا اوسکی پہلی شرط یہی تھی : " ان لاتشرك بي شيئا " پھر اوس نے صف نماز قائم کی کہ یہ گھر صرف خدا ہی کے آگے سر جھکانے والوں کیلیے بنایا گیا تھا : و طهر بيتي للطائفين و القائمين و الركع السجود - اوس نے روزے کی تعلیم دی کہ وہ شرائط حج کا جامع و مکمل تھا :

فمن فرض فيهن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال في الحج (بقرہ)	جس شخص نے ان مہینوں میں حج کا عزم کرلیا تو اوسکو ہر قسم کی نفس پرستی ' بد کاری ' اور جھگڑے تکرار سے اجتناب کرنا لازمی ہے ' اور روزہ کی حقیقت یہی ہے کہ وہ انسان کو عیبت ' بہتان ' فسق و فجور ' مخاصمت و تنازعت ' اور نفس پرستی سے روکتا ہے جیسا کہ احکام صیام میں فرمایا :
ثم اتموا الصيام الى الليل و لا تباشروهن و انتم عاكفون في المساجد (بقرہ)	پھر رات تک روزہ پورا کرو ' اور روزہ کی حالت میں عورتوں کے نزدیک نہ جاؤ - اور اگر مساجد میں اعتکاف کرو تو شب کو بھی اون سے الگ رہو -

اوسیے زکواۃ بھی فرض کردی کہ وہ بھی حج کا ایک اہم مقصد تھا :

فكلوا منها و اطعموا البائس الفقير -	قربانی کا گوشت خود کھاؤ اور فقیروں اور محتاجوں کو بھی کھلاؤ !

(فتح مکہ)

اسطرح جب اس " امۃ مسلمہ " کا روحانی خاکہ تیار ہوگیا ' تو اوس نے اپنی طرح اسکو بھی منظر عام پر نمایاں کرنا چاہا - اس

غرض سے اوس نے عمرہ کی تیاري کي اور ۱۴ - ۱۵ سو کي جمعیت کے ساتھہ روانہ ہوا کہ پہلی بارا اپنے آبالي گھر کو حسرت آلود نگاہوں سے دیکھکر چلے آئیں - لیکن یہ کارروان ہدایت راستے ہي میں بہ مقام حدیبیہ روکدیا گیا - دوسرے سال حسب شرائط صلح زیارت کعبہ کي اجازت ملي اور آپ مکہ میں قیام کرکے چلے آئے - اب اس مصالحت نے راستے کے تمام نشیب و فراز ہموار کردیے تھے' صرف خانہ کعبہ میں پتھروں کا ایک ڈھیر رہ گیا تھا آسے بھي فتح مکہ نے ہموار کردیا :

دخل النبي صلى الله عليه و سلم مكة يوم الفتح و حول البيت ستون و ثلثمائة نصب فجعل يطعنها بعود في يده و يقول جاء الحق و زهق الباطل - (صحیحین)

آنحضرت فتح مکہ کے دن جب خانہ کعبہ میں داخل ہوے تو اوسکے گرد تین سو ساٹھہ بت نظر آئے - آپ اُنکو ایک لکڑي کے ذریعہ ٹھکراتے جاتے تھے اور یہ آیت پڑھتے جاتے تھے " جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقا " یعني حق اپنے مرکز پر آگیا اور باطل نے اوسکے سامنے ٹھہر کر کہائي - باطل پامال ہوے ہي کے قابل تھا -

(فریضہ حج)

اب میدان بالکل صاف تھا - راستے میں ایک کنکري بھي سنگ راہ نہیں ہو سکتي تھی - باپ کے گھر کو جس حال میں چھوڑا تھا' بیٹے نے اوسي حالت میں اوسپر قبضہ کرلیا - تمام عرب نے فتح مکہ کو اسلام و کفر کا معیار صداقت قرار دیا - جب مکہ فتح ہوا تو لوگ جوق جوق دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے - اب وقت آگیا تھا کہ دنیا کو اس جدید النشاۃ " اُمۃ مسلمہ " کے قالب روحانی کا منظر عام طور پر دکھا دیا جاتا ' اسلیے دوبارہ اوسی دعوت عامہ کا اعادہ کیا گیا جسکے ذریعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تمام عالم میں ایک غلغلہ عام ڈالدیا تھا مگر اس قوت کا فعل میں آنا ظہور نبي امی پر موقوف تھا :

ولله على الناس حج البيت من استطاع اليه سبيلا -

جو لوگ مالي اور جسماني حالت کے لحاظ سے حج کي استطاعت رکھتے ہیں اونپر اب حج فرض کردیا گیا -

(تکمیل حج)

اس صدا پر تمام عرب نے لبیک کہا اور اُسکے گرد ۱۳ - ۱۴ ہزار آدمي جمع ہوگئے - عرب نے ارکان حج میں بدعات و اختراعات کا جو زنگ لگادیا تھا ' وہ ایک ایک کرکے چھڑا دیا گیا - آبا و اجداد کے کارناموں کے بجاے خدا کي توحید کا غلغلہ بلند کیا گیا :

فاذكروا الله كذكركم آباءكم او اشد ذكرا (بقرہ)

زمانہ حج میں خدا کو اوسي جوش و خروش سے یاد کرو جسطرح اپنے آباء اجداد کے کارناموں کا اعادہ کرتے تھے' بلکہ اس سے بھي زیادہ سرگرمي کے ساتھہ -

قریش کے تمام امتیازات مٹادیے گئے' اور تمام عرب کے ساتھہ انکو بھي عرفہ کے ایک گوشہ میں کھڑا کردیا گیا :

ثم افيضوا من حيث افاض الناس و استغفروا الله ان الله غفور رحيم (بقرہ)

اور جس جگہ سے تمام لوگ روانہ ہوں تم بھي وہیں سے روانہ ہوا کرو - اور قصور و غرور کي جگہ خدا سے مغفرت مانگو کیونکہ خدا بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے -

سب سے بد ترین رسم برہنہ طواف کرنے کي تھي' اور مردوں سے زیادہ حیا سوز نظارہ برہنہ عورتوں کے طواف کا ہوتا تھا - لیکن ایک سال پہلے ہي سے اسکي عام ممانعت کرادیگئي :

ان ابا هريرة اخبره ان ابابكر الصديق رضى الله عنه بعثه في الحجة التى امره رسول الله (صلعم) قبل حجة الوداع يوم النحر في رهط يؤذن في الناس الا : لا يحج بعد العام مشرك و لا يطوف بالبيت عريان (بخاري جزو - ۲ ص ۱۵۳)

حضرت ابو ہریرہ (رض) کہتے ہیں کہ حجۃ الوداع سے پہلے آنحضرت نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ایک حج کا امیر بنایا اور اونھوں نے مجھکو ایک گروہ کے ساتھہ روانہ کیا تاکہ یہ اعلان کردیا جاے کہ اس سال کے بعد کوئي مشرک یا کوئي برہنہ شخص حج یا طواف نہ کرسکے گا -

زمانہ حج میں عمرہ کرنے والوں کو فاسق و فاجر کہا جاتا تھا ' لیکن آنحضرت نے حجۃ الوداع میں عمرہ ہي کا احرام باندھا اور صحابہ کو بھی عمرہ کرنے کا حکم دیا - پا پیادہ اور خاموش حج کرنے کي ممانعت کیگئي - قرباني کے جانوروں پر سوار ہونے کا حکم دیا گیا ' ناک میں رسي ڈال کر طواف کرنے سے روکا گیا - گھر میں دروازے سے داخل ہونے کا حکم ہوا :

ليس البر بان تاتوا البيوت من ظهورها ولكن البر من اتقى و اتوا البيوت من ابوابها واتقوا الله لعلكم تفلحون (بقرہ)

یہ کوئي نیکي کا کام نہیں ہے کہ گھروں میں پچھواڑے سے آؤ' نیکي تو صرف اوسکي ہے جس نے پرہیزگاري اختیار کي - پس گھروں میں دروازے ہی کی راہ سے آؤ' اور خدا سے ڈرو - یقین ہے کہ تم کامیاب ہوگے -

قرباني کی حقیقت واضح کی گئي اور بتایا گیا کہ وہ صرف ایثار نفس و فدریت جان و روح کے اظہار کا ایک طریقہ ہے - اوسکا گوشت یا خون خدا تک نہیں پہونچتا کہ اوسکے چھاپہ سے دیواروں کو رنگین کیا جاے - خدا تو صرف خالص نیتوں اور پاک و صاف دلوں کو دیکھتا ہے :

لن ينال الله لحومها ولا دماءها ولكن يناله التقوى منكم (الحج)

خدا تک قرباني کے جانوروں کا گوشت و خون نہیں پہونچتا ' بلکہ اوس تک صرف تمہاري پرہیزگاري پہونچتی ہے -

یہ چھلکے اوتر گئے تو خالص مغزهي مغز باقي رہ گیا - اب وادي مکہ میں خلوص کے دو قدیم و جدید منظر نمایاں ہوگئے' ایک طرف آب زمزم کی شفاف سطح لہریں لے رہی تھی ' دوسري طرف ایک جدید النشاۃ قوم کا دریاے رحمت موجیں مار رہا تھا !

(اعلان عام و حجۃ الوداع)

لیکن دنیا اب تک اس اجتماع عظیم کي حقیقت سے بے خبر تھي - اسلام کي ۲۳ سالہ زندگي کا مد و جزر تمام عرب دیکھہ چکا تھا ' مگر کوئي نہیں جانتا تھا کہ اسلام کي تاریخي زندگی کن نتائج پر مشتمل تھي ' اور مسلمانوں کي جد و جہد ' فدریت ' ایثار نفس و روح کا مقصد اعظم کیا تھا ؟ اب اوسکي توضیح کا وقت آگیا تھا -

حضرت ابراهیم علیہ السلام نے اس گھر کا سنگ بنیاد اس دعا کو پڑھکر رکھا تھا :

و اذ قال ابراهيم رب اجعل هذا بلدا آمنا و ارزق اهله

جب ابراهیم نے کہا کہ خداوندا اس شہر کو امن کا شہر بنا اور اوسکے

خدا کا دین پہلے ھي سے کامل تھا لیکن اب تک وہ مسلمانوں کے ہاتھوں و قوت کے شایان شان نہ تھا - آج خدا نے اوسکو مسلمانوں کے شایان شان بنا کر اوس پر دائمی پسندیدگي اور رضاے تام کي مہر لگادي : و رضیت لکم الاسلام دینا -

* * *

دنیا کا کوئی داعی مذہب ' دنیا کي کوئي صالح قوم ' دنیا کا کوئي اولوالعزم پیغمبر ' اپنے مقاصد میں سلطنت کے بغیر کامیاب نہیں ھو سکتا ' چنانچہ دنیا میں جب کوئی صالح قوم پیدا ھوئی ھے اور اوس نے نیکي پھیلانے اور امر بالمعروف و النہي عن المنکر کي الہی خدمت اپنے ذمہ لي ھے تو خدانے اوسکو ھمیشہ صاحب تاج و تخت بنایا ھے ' اور جب تک اوسکے سر پر حکومت کا تاج نہیں رکھا گیا ' اوسکا دین خدا کي آخري مرضي کے مطابق نہیں ھوا ' چنانچہ اللہ تعالی خود فرماتا ھے :

وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملو الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم و لیمکنن لھم دینھم الذي ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا - یعبدونني لا یشرکون بي شیأ و من کفر بعد ذلک فاولئک ھم الفسقون (۲۴ - ۵۵)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح اختیار کیا ' تو خدا نے اونسے وعدہ کرلیا ھے کہ اونکو زمین کي خلافت بخشیگا جیسا کہ اوس نے گذشتہ لوگوں کو اونکے عمل صالح کي وجہ سے بخشا نیز خدا نے اونکے لیے جو دین پسند فرمادیا ھے ' اوسکو مستحکم کر دیگا ' اور اونکے خوف کو امن سے بدل دیگا - تا کہ اسی کی عبادت کریں اور کسي چیز کو اسکا شریک نہ بنالیں ' اور جو لوگ اس کے بعد کافر ھوے ' سو وہ بقینا مجرم و ملزم ھیں -

* * *

اللہ تعالے کي اسی سنت جاریہ کے مطابق مکہ میں ایک قوم ایمان لائي اور اسنے عمل صالح اختیار کیا ' اسلیے خدانے اوسکو زمین کا خلیفہ بنایا - خدا نے اوسکے لیے جس دین کو منتخب فرمایا تھا اب تک وہ اوسکے وعدے کے مطابق مستحکم نہیں ھوا تھا - فتح مکہ نے اسکو مستحکم کردیا - مدینہ میں رھکر آنحضرت (صلعم) نے تمام عرب کي مشرکانہ قوت توڑ دي تھی - صرف اھل مکہ اپني اصلي حالت پر قائم تھے - اگر اسلام کو کچھہ خوف تھا تو اسي مرکزي طاقت کا تھا - فتح مکہ نے اس طاقت کو بھی پامال کر دیا - اب خوف مبدل بہ امن و امان ھو گیا - اس امن و امان کا مقصد جیسا کہ خود خدا نے بیان فرمادیا ' یہ تھا کہ خدا کي پرستش کي جاے ' تمام انسانی پرستشوں اور معبودانہ اقتداروں کا خاتمہ کردیا جاے ' اور خدا کے بندے صرف خدا ھی کیلیے ھوجائیں - فتح مکہ میں تین سو ساٹھہ بت جاء الحق و زھق الباطل کي غلغلہ انگیز صداؤں کے ساتھہ توڑ دیے گئے ' اور توحید الہي کیلیے میدان صاف ھوگیا - حجۃ الوداع میں پہلے ھی سے منادی کرادیگئی تھی کہ کوئي مشرک خانہ کعبہ کے اندر داخل نہیں ھو سکتا - دین الہی کی یہی تکمیل تھی ' یہی غلبۂ عام تھا ' یہي ظہور تام تھا ' یہی حقیقی امن و امان تھا ' جو اس عہد سے شروع ھوگیا ' اور اسی کا خدا نے وعدہ فرمایا تھا :

لیظھرہ علی الدین کلہ خدا اسلام کو تمام ادیان باطلہ پر غالب کردیگا

جب یہ وعدہ پورا ھوا تو امت کو یہ بشارۃ عظمی سنائی گئی :

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا -

* * *

یہ آیۃ کریمہ و عظیمہ جمعہ کے دن خاص عرفات کے میدان میں نازل ھوئی اور ایک ایسا عطیۂ الہی سمجھي گئي کہ ایک یہودي نے حضرت عمر رضي اللہ عنہ سے بہ حسرت کہا : "اگر ایسی آیت ھمارے مذھب میں نازل ھوتي تو ھم اوسکے نزول کی یاد گار میں عید مناتے" حضرت عمر نے فرمایا : "ھمکو اس یادگار کے قائم کرنے کی ضرورت نہ تھی - یہ آیت خود عید ھی کے دن نازل ھوئي جب کہ خدا کے مخلص بندے عرفات کے میدان میں اوسکے سامنے کھڑے تھے - پس ھمیشہ کیلیے یہ دن ھمارے لیے عید کا جشن عام ھوگا اور خدا کی یہي مرضي تھی "

* * *

اسی بشارۃ عظمی نے عید کی حقیقت کو بھی بے نقاب کردیا - وہ محض سیر و تفریح ' عیش و نشاط ' لہو و لعب کا ذریعہ نہیں ھے - وہ تکمیل شریعت کا ایک مرکز ھے ' وہ سطوت خلافت الہی کا ایک مظہر ھے ' وہ توحید و ھدایت کا منبع ھے ' وہ خالص نیتوں اور پاک دلوں کی نمایش گاہ ھے -

اوسکے ذریعہ ھرقوم کے مذھبي جذبات کا اندازہ لیا جاسکتا ھے - اگر وہ اپني اصلی حالت میں قائم ھے تو سمجھہ لیجاھیے کہ مذھب اپني پوري قوت کے ساتھہ زندہ ھے - اگر وہ مٹ گئی ھے ' یا بدعات و مزخرفات نے اوسکے اصل مقاصد کو چھپا دیا ھے ' تو یقین کرلینا چاھیے کہ اس مذھب کا چراغ بجھہ رھا ھے -

* * *

یہی وجہ ھے کہ اسلام میں جس دن سے قوت کي نشو و نما کا آغاز ھوا اوسی دن سے عید کو اوس کے اظہار کا ذریعہ بنایا گیا - مدینہ میں صرف عید الفطر کے ذریعہ دنیا کو اسلام کی وسعت اثر کا ایک منظر دکھایا جا سکتا تھا ' لیکن وہ صرف اتنے ھی پر قانع نہ تھا ' وہ تمام دنیا کیلیے ایک چشمۂ رحمت تھا جو ابلنا چاھتا تھا - ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین -

وہ عرفات کے میدان میں اور بلا ' اور اپنے پھیلنے والي موجوں کي چادر میں تمام دنیا کو چھپا لیا - اسلیے تمام دنیا نے اسلام کے جاہ و جلال ' ظہور و غلبہ ' اور نفوذ و وسعت کا تماشہ دیکھہ لیا -

* * *

پس عید اگر شعائر اسلام کو قائم رکھتي ھے ' مذھبی روح کو زندہ کرتي ھے ' مذھب کے کارنامہ اعمال کو دنیا کے سامنے پیش کرتي ھے ' عہد محبت و میثاق الہی کي تجدید کرتي ھے ' تمام امت کو ایک نظام میں مربوط کر دیتي ھے ' مختلف ممالک کے مسلمانوں کے درمیان سفارت کا کام دیتي ھے ' تو بلا شبہ وہ عید ھے ' حج ھے ' طواف ھے - ورنہ وہ صرف کھجور کي ایک گٹھلي ھے جسکو ایک سنت کے احیاء کیلیے ھم علی الصباح کھا کر پھینکدیتے ھیں -

* * *

یہ عجیب حسن اتفاق ھے کہ اسلام کي اس سب سے عظیم الشان عید کے بعد اسلام کي دعوۃ اولی کي زندگي کا دور ختم ھوگیا ' اور خود یہ آیت جس نے مذھب کي تکمیل کا اعلان کیا تھا ' اسکا مقدمہ و تمہید تھی - چنانچہ اوس کے نزول پر اگرچہ اکثر صحابہ کو نہایت مسرت حاصل ھوئی ' لیکن جو لوگ اس حقیقت کو جانتے تھے کہ داعي حق کي زندگی کا سب سے آخري مقصد دین کی تکمیل اور اوسکا عرض عام و ظہور تام تھا ' اونکی آنکھیں تکمیل کے بعد کے نتیجہ کو دیکھکر اشکبار ھوگئیں - یہ مقصد حقیقي حجۃ الوداع میں حاصل ھوگیا تھا ' اوسکے ایک ھی سال بعد آفتاب نبوت رحمت الہی کي آغوش میں غروب ھوگیا - اللھم صل و سلم علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد کما صلیت و سلمت علی علی سیدنا ابراھیم و علی آل سیدنا ابراھیم انک حمید مجید !

وسعة ومن يخرج من بيته مهاجرا الى الله ورسوله ثم يدركه الموت فقد وقع اجره على الله وكان الله غفورا رحيما (۴ : ۹۱)

جہنم ہے' اور وہ بدترین ٹھکانا ہے- البتہ وہ ضعیف مرد و عورت اور بچے جو نہ کسی تدبیر کرنے کی طاقت رکھتے ہیں نہ ارنکو راستہ ملتا ہے تو خدا ارنکو معاف کردیگا' وہ بڑا ہی معاف کرنے والا ہے -

جو شخص خدا کی راہ میں ہجرت کریگا' وہ زمین میں وسعت اور فلاح و نجاح پائیگا' اور جو شخص اپنے گھر سے نکل کر خدا اور خدا کے رسول کی طرف ہجرت کرنے اور راستہ ہی میں ارسکو موت آجائے' تو یقین کرو کہ ارسکا بدلہ خدا پر واجب ہوچکا' اور خدا بڑا معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے "

* * *

وہ دنیا میں پھیلا' اور حبش و مدینہ کی آبادیوں نے ارسکو اپنی آغوش میں لے لیا - بدر و حنین نے ارسکے لیے اپنا دامن خالی کردیا' بنو قریضہ و بنو نضیر کے سرسبز باغوں نے ارسکے لیے اپنی جگہ سنواری - خیبر کے نخلستانوں نے ارسکو اپنے سایے میں بٹھایا' لیکن با اینہمہ وہ ابھی پھیلنے کیلیے اور گنجایش ڈھونڈھتا تھا' اور بڑھنے کیلیے اور وسعت چاہتا تھا - قصر شریعت کی آخری اینٹ نے ارس کمی کو پورا کردیا تھا جسکی وجہ سے دین الہی کی عظیم الشان عمارت تمام دنیا کو بدنما نظر آتی تھی :

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان مثلى و مثل الانبياء من قبل كمثل رجل بنى بيتا فاحسنه و اجمله الا موضع لبنة من زاوية فجعل الناس يطوفون به و يعجبون له و يقولون هلا وضعت هذه اللبنة قال فانا اللبنة و انا خاتم النبيين ! (بخاري ص۱۸۶ كتاب المناقب)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : میری اور پچھلے نبیوں کی مثال بالکل ارس شخص کی سی ہے' جس نے ایک نہایت خوشنما مکان بنایا' لیکن ارسکےکسی کونے میں صرف ایک اینٹ کی کسر رہگئی - پھر لوگوں نے خوب گھوم پھر کے دیکھا اور بہت خوش ہوے - تاہم ارنکو یہ کہنا پڑا کہ آخر یہ ایک اینٹ کیوں نہ رکھی گئی ؟ تو میں نے کہا کہ وہ آخری اینٹ میں ہوں' اور اسی لیے میں خاتم الانبیا ہوں !

شریعت اسلامیہ نے اس کمی کو پورا کردیا تھا' لیکن تمام دنیا کو دکھا دینا ابھی باقی تھا' خدا نے حجۃ الوداع میں اس عمارت کو اپنی مکمل صورت کے اندر دکھا دیا اور تمام دنیا نے خانہ کعبہ کا طواف کرکے دیکھ لیا کہ اب ایک اینٹ کی جگہ بھی خالی نہ رہی :

اليوم اكملت لكم دينكم و اتممت عليكم نعمتى و رضيت لكم الاسلام دينا

آج نے دن میں نے تمہارے دین کو کامل کردیا اور تمپر اپنے احسانات پورے کردیے' اور تمہارے لیے دین اسلام کو منتخب کیا' !

* * *

قرآن حکیم کے بطون و ارواح کی طرح وہ ظروف و مواقع بھی کچھہ کم اہمیت نہیں رکھتے' جن میں اسکی مقدس سورتوں اور آیتوں کا نزول ہوا ہے - دیوار کے لیے اینٹ اور گارا ضروری اجزا ہیں مگر انسے اُس سفیدی کی دلاویزی میں کچھہ فرق نہیں آسکتا جو اگرچہ دیوار کی سطح پر ہے' لیکن مکان کے اور اجزاء سے کہیں زیادہ گذرنے والوں کو اپنی طرف مائل کررہی ہے -

دین الہی بھی ایک عمارت ہے جسکی تعمیر ازل سے شروع ہوئی اور خلق نبوت کی آخری اینٹ نے مکمل کردیا - اس لیے وہ بھی اور عمارتوں کی طرح داخلی و خارجی اجزاء سے مرکب ہے - پہلی قسم کے اجزاء سے ارسکی تقویم و ترکیب ہوئی ہے' اور دوسرے قسم کے اجزا نے ارسکے آب و رنگ اور ارسکی زینت و رونق کو نمایاں کیا ہے -

* * *

اسلام نے کبھی یہ شکایت نہیں کی کہ ارسکے اجزاء پورے نہیں کیے جاتے - ارس نے ہمیشہ ارنکے اظہار کا دعوی کیا - مکہ میں صرف دو رکعت نماز فرض کی گئی تھی اور آنحضرت و صحابہ بالکل اسپر قانع تھے' البتہ اور اسکی تھی کہ آزادی کے ساتھہ اس مختصر عبادت کے ادا کرنے کا موقع ملے - آنحضرت نے نزول فرائض کا کبھی انتظار نہیں کیا' لیکن تبدیل قبلہ کے لیے نہایت اضطراب کے ساتھہ وحی آسمانی کی راہ دیکھتے رہے :

نرى تقلب وجهك فى السماء - ہم تبدیل قبلہ کے لیے انتظار وحی میں آسمان کی طرف تمہارے چہرے کی گردش دیکھتے رہتے ہیں -

کیونکہ قبلہ ہی دین اسلام کی قوت و نفوذ کا مرکز اولین و مظہر آخرین تھا' اس لیے متمم و مکمل دعوۃ ابراھیمی ارسکا بیقراری کے ساتھہ انتظار کرتا تھا -

اصل حقیقت کے لحاظ سے اسلام تمام مذاہب عالم کا آب و رنگ تھا - مذہب کے تمام اجزاء بسیطہ پہلے ہی سے موجود تھے' اسلام نے صرف ارنکو جلا دیکر نمایاں کردیا - آئینہ کا خاکہ پہلے ہی سے تیار تھا' اسلام ارسکا جوہر بنگیا - وہ چہرہ کائنات کا غازہ تھا جس کے حسن حقیقت کو اور دلفریب بنا دیا - وہ آب و رنگ تھا' صیقل تھا' جلا تھا' غازہ تھا' ان میں سے ہر چیز نمایاں ہونے والی ہے - اس لیے وہ نمایاں ہونا چاہتا تھا -

اسلام کا قالب حقیقت صکہ ہی میں متشکل ہو چکا تھا - مدینہ میں آکر اسکے اجزا بھی مکمل ہوگئے' لیکن وہ ایک حسن کے پردہ تھا' جو دنیا کے سامنے بے نقاب ہونا چاہتا تھا - حجۃ الوداع نے ارسکے چہرے سے یہ نقاب بھی اولت دی اور تمام دنیا کو ارسکا روشن چہرہ نظر آگیا -

چنانچہ عرفات کے میدان میں اسلام کی حقیقت کے اسی طہور کامل کا اعلان کیا گیا : اليوم اكملت لكم دينكم و اتممت عليكم نعمتى و رضيت لكم الاسلام دينا -

* * *

لیکن وہ دنیا کے سامنے صرف ظاہر ہونا اور چہرہ دکھا کر گذر جانا نہیں چاہتا تھا - اگر وہ اتنے پر راضی ہوتا تو کب کا راضی ہوگیا ہوتا - آنحضرت (صلعم) نے ایام مظلومی ہی میں تمام قبائل کے سامنے اسلام کو پیش کردیا تھا' اور تمام جزیرہ عرب ارس سے روشناس ہوچکا تھا' مگر وہ غلبہ کاملہ' تسلط عام' اور ظہور تام چاہتا تھا' یعنی وہ ایک عظیم الشان خلافت الہی کی بنیاد ڈالنا چاہتا تھا جو میزان عدل کو قائم رکھے' شعائر الاھیہ کی حفاظت کرے' دنیا کو امن و سلامتی کا پیغام سنائے' مساوات عامہ کی تعلیم دے' پرانے حقد و حسد کو مٹا کر نئے سرے سے الفت و محبت کی بنیاد ڈالے - اسلام کے تارہ خون کا قصاص لے' جاہلیت کے دم خشک کو اپنے تلوں سے مسل دے' دنیا کو معاملات و معاوضات کا صحیح اصول بتائے' وہ حکومت چاہتا تھا جو انسان کے تمام عقائد' اعمال' اخلاق' اور معاملات پر محیط ہو جائے - اس عمارت کی بنیاد اگرچہ مکہ ہی میں پڑ چکی تھی' لیکن ارسکا افتتاح حجۃ الوداع میں ہوا' اسلیے تکمیل دین کا اعلان بھی اسی زمانے میں کیا گیا -

من الثمرات من آمن منهم بالله واليوم الاخر (بقرة)

باشندے اگر خدا اور روز قیامت پر ایمان لائیں' تو انکو ہر قسم کے ثمرات و نعائم عطا فرما !

جسوقت انہوں نے یہ دعا کی تھی ' تمام دنیا فتنہ و فساد کا گہوارہ بن رہی تھی - دنیا کا امن و امان اوٹھ گیا تھا ' اطمینان و سکون کی نیند آنکھوں سے اوڑ گئی تھی - دنیا کی عزت و آبرو معرض خطر میں تھی - جان و مال کا تحفظ نا ممکن ہوگیا تھا ' کمزور اور ضعیف لوگوں کے حقوق پامال کردیے گئے تھے ' عدالة کا گھر ویران ' حریة انسانیة مفقود' اور دنیا کی مظلومیت انتہائی حدتک پہنچ چکی تھی - کرۂ ارضی کا کوئی گوشہ ایسا نہ تھا جو ظلم و کفر کی تاریکی سے ظلمت کدہ نہو - اسلیے انہوں نے اباد دنیا کے ناپاک حصوں سے کنارہ کش ہوکر ایک " وادی غیر ذی زرع " میں سکونت اختیار کی - وہاں ایک دار الامن بنایا اور تمام دنیا کو صلح وسلام کی دعوت عام دی - اب انکی صالح اولاد سے یہ دار الامن بھی چھین لیا گیا تھا - اسلیے اسکے واپسی کیلیے پورے دس سال تک اوس کے فرزند نے بھی باپ کی طرح میدان میں ڈیرہ ڈالا - فتح مکہ نے جب اوس کا امن و سلامتی واپس دلادیا تو وہ اوس میں داخل ہوا کہ باپ کی طرح تمام دنیا کو "گم شدہ حق کی واپسی" کی بشارت دے - چنانچہ وہ اونٹ پر سوار ہوکر نکلا اور تمام دنیا کو مژدہ امن و عدالة سنایا :

(خطبۂ حجة الوداع)

ان دماء کم و اموالکم علیکم حرام کحرمة یومکم هذا في شهرکم هذا في بلدکم هذا - الا ان کل شي من امر الجاهلية تحت قدمي موضوع و دماء الجاهلية موضوعة و اول دم اضعه دماءنا دم ابن ربيعة و ربا الجاهلية موضوع و اول ربا اضع ربانا ربا عباس ابن عبد المطلب - اللهم اشهد' اللهم اشهد - (ابو داود جلد-۱- ص ۲۶ کتاب الحج)

جسطرح تم آجکے دن کی' اس مہینہ کی' اس شہر مقدس میں حرمت کرتے ہو اوسی طرح تمہارا خون اور تمہارا مال بھی تم پر حرام ہے' اچھی طرح سن لو کہ جاہلیت کی تمام بری رسموں کو آج میں اپنے دونوں قدموں سے کچل ڈالتا ہوں - بالخصوص زمانہ جاہلیت کے انتقام اور خون بہا لینے کی رسم تو بالکل منادی جاتی ہے' میں سب سے پہلے اپنے بھائی ابن ربیعہ کے خون کے انتقام سے دست بردار ہوتا ہوں - جاہلیت کی سود خواری کا طریقہ بھی منادیا جاتا ہے اور سب سے پہلے خود میں اپنے چچا عباس ابن عبد المطلب کے سود کو چھوڑتا ہوں - خدایا تو گواہ رہیو ! خدایا تو گواہ رہیو !! خدایا تو گواہ رہیو کہ میں نے تیرا پیغام تیرے بندوں تک پہونچادیا !

(تکمیل دین الہی)

اب حق پھر پھرکے پھر اپنے اصلی مرکز پر آگیا' اور رب نے دنیا کی ہدایت و ارشاد کیلیے جس نقطہ سے پہلا قدم اوٹھایا تھا ' پیغمبر کے روحانی سفر کی وہ آخری منزل ہوئی ' اور اوسی نقطے پر پہونچکر اسلام کی تکمیل ہوگئی' اسلیے وہ کہ اس نے تمام دنیا کو مژدہ امن سنایا تھا ' آسمانی فرشتے نے بھی اوسکو کامیابی مقصد کی سب سے آخری بشارت دیدی :

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتي ورضیت لکم الاسلام دینا !

آج کے دن میں نے تمہارے دین کو بالکل مکمل کردیا اور تم پر اپنے تمام احسانات پورے کردیے' اور میں نے تمہارے اسلام کو ایک برگزیدہ دین منتخب کیا -

ثمائق وحقائق

عید اور تکمیل شریعت

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتي و رضیت لکم الاسلام دینا

آگ کا شرارہ کرۂ آتش فشاں کے دامن میں چھپا رہتا ہے' لیکن جب پھوٹتا ہے تو تمام دنیا کو محیط ہو جاتا ہے - نمو کی قوت ذرات خاک میں مخفی رہتی ہے ' لیکن جب فصل بہار آتی ہے تو اس میں اسقدر ابال آجاتا ہے کہ اوسپر زمین کی فضاے بسیط تنگ ہوجاتی ہے - پانی کا سیال مادہ بادل کے ایک ٹکڑے میں سمٹا ہوا پڑا رہتا ہے' لیکن جب برستا ہے تو پھیل کر خشکی و تری کو باہم ملا دیتا ہے - برق کی رو دنیا کے ہر ذرے میں موجود ہے' لیکن جب اوسمیں تموج پیدا ہوتا ہے' تو کارخانۂ قدرت کے ایک ایک پرزے میں دفعتاً حرکت پیدا ہوجاتی ہے - موج دریا ہی میں پنہاں ہے' لیکن جب اوٹھتی ہے اور اوٹھکر بلند ہوتی ہے' تو دریا میں تلاطم برپا ہوجاتا ہے !!

* * *

اسلام بھی اسی قسم کا ایک شرارہ' اسی طرح کی ایک طاقت نمو' اسی فیاضی کے ساتھ بہنے والا ایک چشمۂ آب حیات' اسی قوت کے ساتھ حرکت پیدا کرنے والا بجلی کی ایک رو' اور اسی سرعت کے ساتھ پھیلنے والی ایک موج ہدایت تھی - جس نے اوڑ کر خرمن جہل و ضلالت میں آگ لگادی' جس نے پھول پھلکر شور زار دنیا کو تختۂ گل و یاسمن بنا دیا' جس نے برس کر تمام دنیا کو سر سبز و شاداب کردیا' جس نے چلکر دنیا کے سکون کو حرکت سے بدل دیا' اور جس نے اوٹھکر کفر و فساد فی الارض کے بحر ظلمت خیز میں ایک عظیم الشان تلاطم برپا کردیا!

* * *

یہ شرارہ' یہ نمو' یہ برق' یہ موج' غار حراء میں دبی ہوئی تھی - ایک مبارک رات میں اسکا ظہور ہوا' لیکن اوسکے لیے ایک فضاے غیر متناہی' ایک وسعت غیر محدود' ایک کرۂ غیر معمورہ درکار تھا' اسلیے اونہوں نے پھیلنا چاہا' لیکن کفر و ارتد کی زمین گھبراکر پکار اوٹھی : " آہستہ خرام بلکہ معرام" - اب اسلام دنیا کے دوسرے حصوں کی طرف بڑھا' کیونکہ سکڑنا اوسکی فطرت کے خلاف تھا' اور فطرت کی خلاف ورزی عتاب الہی کا مقدمہ ہے :

ان الذین توفهم الملئکة ظالمي لانفسهم قالوا فیم کنتم' قالوا کنا مستضعفین في الارض قالوا الم تکن ارض الله واسعة فتهاجروا فیها فاولئك ماواهم جهنم و ساءت مصیرا الا المستضعفین من الرجال و النساء و الولدان لا یستطیعون حیلة ولا یهتدون سبیلا فاولئك عسی الله ان یعفو عنهم و کان الله عفوا غفورا- و من یهاجر في سبیل الله یجد في الارض مرغما کثیرا

جن لوگوں کی روح کو فرشتوں نے ایسی حالت میں قبض کیا کہ وہ لوگ ارض شرک میں رہکر اپنے اوپر ظلم کررہے تھے' تو اوسے فرشتوں نے کہا کہ تم ایسی مصیبت میں کیوں مبتلا رہے؟ اونہوں نے جواب دیا کہ "زمین کفر میں ہمیں اوئی طاقت حاصل نہ تھی" فرشتوں نے کہا " تو کیا خدا کی زمین وسیع نہ تھی کہ اوس میں ہجرت کرجاتے ؟ پس ایسے لوگوں کا ٹھکانا صرف

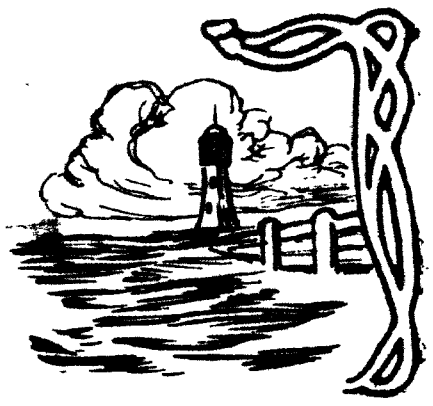

بریدہ ہائے رنگ

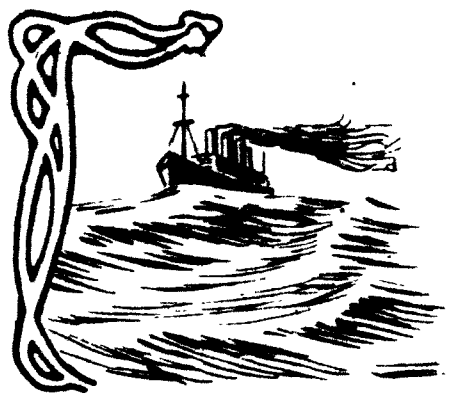

نام نہاد جرمن مظالم

اہل جرمني کے افکار انکے بیان کردہ مظالم کے متعلق

ایک جرمن خاتون کا خط

مقام اِلا شویل (جرمني) سے ۲۷ - اگست کو ایک جرمن خاتون نے اپنے کسي عزیز کے نام ایک خط لکھا تھا - یہ خط اتفاق سے اخبار " مورننگ پوسٹ " لنڈن کے ہاتھ لگ گیا' اور اس نے اسے شایع کردیا - اس خط میں یہ جرمن خاتون لکھتي ہے :

"میرے یقین ہے کہ تمام تعلیم یافتہ انگریز اس جنگ کو برا کہتے ہونگے' جسکي ذمہ داري انگریزي حکومت کي پالیسي پر عاید ہوتي ہے -

اہل جرمني کو سالہا سال سے یہ خوف دامنگیر تھا کہ ایک نہ ایک دن انکو میدان جنگ میں مجبوراً دھکیلا جائیگا' اور اسوقت انکے امن دوست قیصر کے ہاتھ سے صبر و تحمل کا سررشتہ جاتا رہیگا - بالآخر وہ ہولناک دن آگیا ' اور اب دنیا دیکھرہي ہے کہ ظاہري عیش وعشرت کے اندر سے کیسي قوي تن اور عجیب و غریب جرمني نکلي ہے ؟ وہ جرمني جو بظاہر عیش و تنعم میں غرق نظر آتي تھي' اب اس جنگ کے وقت کیسي طاقتور اور کسطرح عجیب و غریب قوتوں کا پیکر معلوم ہوتي ہے ؟ "

اسکے بعد اس خاتون نے ظاہر کیا ہے کہ ریشتیگ (جرمن پارلیمینٹ) نے کس اتفاق و ہم آہنگي ' یگانگت و یکسوئي' اور جوش و خروش کے ساتھہ قرضہ جنگ کو منظور کیا ہے' اور جب وہ تلغرافي مخابرات و مراسلات شائع ہوے ہیں' جو قیصر' زار' اور شاہ انگلستان میں باہم ہوے تھے' تو جرمن پبلک میں کسقدر جوش و خروش پیدا ہوا ہے ؟

وہ لکھتي ہے :

"ان تاروں نے یہ ثابت کردیا ہے کہ قیام امن یورپ کے لیے ہمارا شاہنشاہ (یعني قیصر جرمني) جو کچھہ کرسکتا تھا وہ اسوقت اس نے کیا اور کامل طور پر کیا -

عالم سیاسي میں ہز مجسٹي (قیصر) کے برابر کوئي شخص محترم اور راست باز نہیں ہے"

اسکے بعد وہ موجودہ جنگ کي نوعیت کا ذکر کرتے ہوے لکھتي ہے :

"ہم جانتے ہیں کہ ہم اہل جرمني اپني ہستي و بقاء کے لیے لڑ رہے ہیں' کیونکہ ہمارے دشمن جو ہم سے بہتر کار ہاے دنیا کے ہماري فوقیت و برتري پر غالب نہیں آسکے ' اب اپنے اس عجز و ناکامي کے بعد چاہتے ہیں کہ جسطرح بنے ' ہم سب کو قتل کر ڈالیں' تا کہ ہمارے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مقابلہ سے انہیں نجات ملجاے -

یہ صحیح ہے کہ ہر طرف ناگواري پھیلي ہوئي ہے اور ایسا ہونا ناگزیر ہے' مگر اسکے ساتھہ ہي جرمني میں ایثار بھي ایسا ہے کہ اسکا مقابلہ و موازنہ نہیں ہو سکتا - صرف گذشتہ تین ہفتوں میں ۱۲۵۰۰۰۰ - آدمیوں نے اپنے آپ کو فوجي خدمت کیلیے بطیب خاطر پیش کیا ہے ' اور امیدواروں کا اسقدر ہجوم و ازدحام رہا کہ بالآخر فہرست داخلہ بند کردینا پڑي - جو جرمن سپاہي ہمارے شہر سے گذرے ہیں وہ نہایت شاندار تھے - انکي وردي اور دیگر ساز و سامان کي ہر شے بالکل نئي معلوم ہوتي تھي - ان سپاہیوں کا ادھر سے کوچ حیرت انگیز نظم و ترتیب کے ساتھہ انجام پذیر ہوا - تمام سپاہیوں کا استقبال شہر والوں کے گھروں میں ہونے والا تھا - سب نے انہیں ہاتھوں ہاتھہ لیا اور بخوشي اپنے یہاں ٹھہرایا - سپاہیوں کا طرز عمل اسقدر عمدہ تھا کہ گھر والوں کو ان پر پورا اعتماد ہوگیا تھا - لیکن کیسي عجیب بات ہے کہ انہي مسکینوں کے متعلق فرانس میں کیسي کیسي خوفناک باتیں مشہور کي جارہي ہیں ! "

اسکے بعد وہ ان مظالم کا ذکر کرتي ہے جو عجب اسکے بیانکے اہل بلجیم اپني مغلوبیت و شکست کے جوش انتقام میں درماندہ و عاجز جرمنیوں پر کر رہے ہیں - وہ لکھتي ہے : "

" اسپتال میں ایک نوجوان آیا ہے جسکی دونوں آنکھیں ایک دس برس کي بلجین لڑکي نے نکال لي ہیں - یہ حرکت اس ناشاد لڑکي نے اسوقت کي ہے جب یہ بد بخت نوجوان گولي کھا کے زمین پر گرا ہے - یہ واقعہ صلیب احمر کے ایک ڈاکٹر نے خود دیکھا ہے - دوسرے مواقع پر جرمن زخمیوں کے ہاتھہ اور پیر کاٹڈالے گئے ہیں - جن مکانوں میں کہ جرمن زخمي تھے اور ان پر جرمن علم لہرا رہے تھے ' ان زندہ زخمیوں کے گلے نہایت بے دردي اور وحشیانہ طریقہ سے کاٹے گئے - تعجب انگیز امر یہ ہے کہ یہ حرکتیں صرف سپاہیوں ہي نے نہیں کي ہیں جو عموماً فوجي اور جنگي زندگي کي وجہ سے قسي القلب اور بے رحم ہو جاتے ہیں ' بلکہ لڑکیوں اور جوان اور بوڑھي عورتوں نے کیے ہیں ' مگر انہیں بھي اپنے کیے کا قرار واقعي خمیازہ کھینچنا پڑا اور بالآخر ہولناک سزائیں کي گئیں - موجي قانون (مارشل لا) کے مطابق انہیں گولي ماردي گئي' اور تنبیہ و عبرت کے لیے انکے مکان جلادیے گئے -

اگر یہي باتیں ہیں جنہیں فرانس اور انگلستان میں جرمني کي وحشت و بربریت سے تعبیر کیا جا رہا ہے' تو اسکي ذمہ دار خود بلجیم کي رعایا ہے' کیونکہ ابتدا اسیکي طرف سے ہوئي ہے' اور یہ ظاہر ہے کہ اسوقت جنگ کا زمانہ ہے - امن کا وقت نہیں ہے کہ اس قسم کے مظالم کي سزا عدالتي قانون کے مطابق دیجاے -

البتہ اس ہولناک انجام کو دیکھتے ہوے ان بدبختوں کے اندھے پن پر ضرور افسوس آنا چاہیے - کیونکہ یہ لوگ جو کچھہ کر رہے ہیں' اپنے حکام کي تحریک و اغواء سے کر رہے ہیں -

ہم لوگ قدرتي طور پر یہاں اپني عظیم الشان فتوحات پر خوشي مناتے ہیں - اسوقت بلجین اخبارات جرمن زبان میں نکل رہے ہیں اور ریلیں جرمن ہاتھوں میں ہیں - چونکہ نورڈن میں فرانسیسیوں کو بري طرح شکست ہوئي ہے اور ہمنے نامور اور لیز فتح کرلیا ہے - اسلیے امید ہے کہ جنگ زیادہ عرصے تک نہیں رہیگي " -

اسکے بعد یہ خاتون اجنبي خصوصاً دشمن رعایا کے ساتھہ جرمن حکومت کے عمدہ سلوک اور حسن معاملہ کا ذکر کرتے ہوے لکھتي ہے :

" اغیار یعني فرانسیسیوں' روسیوں' انگریزوں ' اور اهل بلجیم کے ساتھه جو عمده سلوک یہاں کیا جا رها هے ' وہ اسدرجه حد سے گذرا هوا فیاضانه هے که اسپر هم لوگ اپني گورنمنٹ سے رفته رفته بہت هي ناراض هوتے جاتے هیں - ان میں سے جو لوگ مفلوک الحال هیں' انکے لیے چندے هو رهے هیں - نه معلوم کب جرمني اپني اس فضول مهرباني کو رخصت کریگي؟ اسے معلوم هونا چاهیے که خود اسکي رعایا کے ساتھه دوسرے ملکوں میں ذلت آفریں سلوک هو رها هے ! هم کبھي ان مظالم کو نهیں بھولینگے جو اهل جرمني پر بلجیم میں کیے گئے - وهاں دولت مند سے دولتمند جرمن موجود هیں ' مگر انکے بدن پر بمشکل سالم کپڑا نظر آئیگا - انکے ساتھه خوفناک بدسلوکي کیگئي اور بالاخر انکو بھاگنا پڑا - عورتوں پر ایسے ایسے ظلم ڈھائے گئے که انهیں اپنے بچوں کو مکاں کي کھڑکیوں کے باهر پھینکدینا پڑا اور بہت سي مائیں تو پاگل هوگئیں !

هم کو یقین هے که همارے سپاهی همارے لیے میدان فتح کرینگے' لیکن اگر بفرض محال همارے دشمنوں کي زیادہ فوج نے انهیں کچل بھي ڈالا - جب بھي همیں اپنے ایماندار اور راست باز هونے پر همیشه فخر و ناز رهیگا -

تاهم یہاں ترکسیکو بھي یه خیال نهیں که هم کو شکست هوگی - چاهے انگلستان دوسري نصف دنیا کو بھي همارے مقابله میں لے کھڑا کرے مگر همیں فتح هی هوگی "-

یه خاتون اسي خط میں بعد کی نوشته عبارت مورخه ۲۹ - اگست میں لکھتی هے :

" هم جب اجنبي اخباروں میں یه پڑھتے هیں که هم بربري اور وحشي هیں تو همکو بے حد هنسي آتي هے - گویا وحشي لوگ بھی کروپ کي توپیں ' زپلن هوائي جهاز' هر قسم کے تھیٹر' اور پرا' حیرت انگیز عجائب خانه ' اور ایمپیر قیر نامي جهاز کے برابر جهاز بنا سکتے هیں ! تاهم مسکین اور ذلیل فرانسیسي کیا کریں ؟ وہ اس سے زیادہ کچھه نهیں جانتے "

ایک دوسري بعد کي نوشته عبارت میں لکھتی هے :

"همیں چار چھوٹے کروزروں کے ضائع هونے کي اطلاع دیگئی هے - مگر یه نقصان ان عظیم الشان فتوحات کے مقابله میں کچھه بھی نهیں هے جو همیں حاصل هوئي هیں - اسوقت همارے پاس ۳۰ هزار روسي قیدي هیں جو اس امر پر خوش هیں که انهیں جرمني میں عمده غذا ملتی هے " (لیکن اسکے بعد روسي قیدیوں کي تعداد بہت زیادہ هوگئي هے)

مکتـــوب استـانـه علیـــه

اجیـــبو داعـــي اللـه !

مکتوب مبارک جمعیة هلال احمر قسطنطنیه

برادر عزیز محترم :

پس از ستایش و نیایش عرض میشود که جمعیة هلال احمر عثماني خدمات شما را که از راه اسلامیت و اخوت در اثنای جنگ طرابلس و بلقان ابراز و اثبات فرموده اید' گاهے فراموش نخواهد کرد - نه تنها این جمعیت ' بلکه تمام ملت نجیبهٔ عثمانیه منتدار و شکرگذار انسانیت و نیکیهاے برادران آن دیار بوده' و همیشه مشغول تمجید و تحسین مي باشند - از پر تو هم عالیه و تبرعات دیندارانهٔ برادران دینی هندوستان در جنگهای گذشته و ایام اضطراب ' این جمعیت مي تواند از عهدهٔ خدمات بزرگ و کارهاے سترگ بر آید ' چنانچه مبالغ اعانات مرسوله بے حیف و میل کلیاً صرف غزاة و مجروحین عثمانی گردید -

هیچ شکي نیست که خبر جنگ عمومی اروپ بسمع مبارک رسیده است - امروز تمام دول شرق و غرب - خواه درین حرب عمومی شریک و سهیم باشند یا نباشند محض صیانت و محافظهٔ استقلال و شرف دیرینهٔ خود شان مجبور به سفربري و آمادهٔ کار زار بوده' و تمام قواے بري و بحري خود را مهیا و مستعد ساخته و منتظر حلول وقت میباشند - بفحواے " حاضر جنگ باش اگر میطلبی صلح و صلح " دولت ابد آیت علیهٔ عثمانی نیز' با اینکه همیشه صلح و مسالمت را رهبر مساعي نموده و آن را بر رزم و رعا ترجیح داده است ' برای احتیاط اکثرین مجبور احضار و تهیهٔ کلیهٔ قواے بری و بحری خود گردیده - و الحمد لله بر حسب ارادهٔ مبارکهٔ سنیهٔ اعلی حضرت خلیفة المسلمین متعنا الله بطول حیاته وخلد الله ملکه و دولته و به همت زمامداران امور و مدبران مهام جمهور از عهده این کار بخوبي چنانکه شاید و باید ' بر آمده ' و قواے مهمهٔ عسکریه و بحریهٔ خود را کاملاً تدارک و تجهیز' و بحدود مملکت و ثغور دولت روانه کرده است -

خدا نکرده اگر جزئي تجاوزی بشرف و استقلال دولت علیه از طرف هر کدام از دول اروپ واقع گردد ' بی محابا در دفع و تنکیل آن و محافظهٔ بیضهٔ مقدسهٔ اسلامی انچه از دست بر آید ' مادتاً و معناً ' مالاً و بدناً ' کوتاهی نخواهد شد - تا اینکه استقلال این یگانه دولت اسلامي و شرف و عزت تمام مسلمانان روے زمین و برادران دیني محفوظ و مصئون ماند و از ننگ خذلان و ذلت وا رسته آید -

پس درین هنگام و اوقات مغتنمه بر تمام مسلمانان عالم دیناً و وجداناً واجب است که یاري و معاونت نموده و از همدیگرے دستگیري کنند -

لهذا جمعیت مرکزیهٔ هلال احمر عثمانی و این بنده که بشرف عضویت آن و دوستی جنابعالي مفتخرم ' از راه دیانت پروري و اسلامخواهی لازم دانستم که نظر دقت آن حضرت را بدین نقطهٔ باریک درین وقت خطرناک پیش از پیش جلب نموده ' و کما فی السابق طلب معاونت و امداد نمایم - البته میدانید که یاري و اعانت بهلال احمر خالي از همه گونه مسئولیت شخصي و دولی بوده ' و متفقاً تمام دول متمدنهٔ عالم امداد بایں گونه جمعیات را در مجامع رسمیه و اجتماعیات دولیه تصدیق و تائید نموده اند - جمعیت هلال احمر هیچ وقت با امور سیاسیه و کارهای پولتیکی رابطه و علاقهٔ نداشته و همیشه تمام همت خود را حصر تداري مجروحین و راماندگان جنگ نموده است - پس دربنصورت خواهش مي شود که از حالا شروع و مبادرت به جمع اعانات لازمه چنانچه مقتضی شیمهٔ مرضیهٔ آنجناب و تمام اخوان دین است ' بفرمائید - نیز متوقعیم که مبالغ مجموعه را رأساً بدون هیچ واسطهٔ تا جائیکه ممکن است ' بجمعیت مرازیهٔ قسطنطنیه ارسال داشته و نام اعانت دهندگان را بانگلیسی و فارسي با سائل وضوح تحریر نمائید' تا منتظما و مکملاً در دفاتر اساسیه و اصلیهٔ هلال احمر بی غلط و خطا درج و ثبت شود و در آینده موجب هیچ گونه قیل و قال و مؤاخذه نگردد - بدین وسیلهٔ حسنه در ختام این عریضهٔ اخوت مریضه پیشگی تشکر از همت و خدمت جنابعالی نموده ' موفقیت و عافیت همگي را از درگاه حضرت احدیت مسئلت می نمائیم (عند الله لا یضیع اجر من احسن عملا) -

بتاریخ ۷ ' ماه رمضان مبارک سال ۱۳۳۲

خادم انسانیت و اسلامیت :

عضو هلال احمر : کمال عمر - کاتب عمومی هلال احمر: دکتور عدنان

رئیس ثاني هلال احمر : دکتور بسیم عمر

قیمت فی پرچہ ۔ ۲ آنہ

ہ خاندانی
حفاظت
لئے

Calcutta

L.

Editor.

Azad,
14, McLeod Street,
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly ,, Rs. 6-12

الہلال

مدیر مسئول رئیس قلم نگار
انجمن الکفاۃ فی الکلام الدہلوی
مقام اشاعت
۱۴ — مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ
ٹیلی فون نمبر ۶۴۸
سالانہ — ۱۲ — روپیہ
ششماہی — ۶ — ۱۲ — آنہ

جلد ۵ | کلکتہ : چہار شنبہ - ۲۳ ذالحجہ ۱۳۳۲ ھجری | نمبر — ۱۹
Calcutta : Wednesday, November 11. 1914.

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

مسجد نبوی کي تعمیر

ھجرت کے بعد آپ نے پہلا کیا جو کام * تعمیر سجدہ گاہ خدائے انام تھا
* * *
ایک قطعۂ زمیں تھا کہ اس کام کے لیے * واقع میں ہر لحاظ سے موزوں مقام تھا
وہ قطعۂ زمیں تھا یتیموں کي ملک خاص * ہر چند قبرگاہ و گذرگاہ عام تھا
چاہا حضور نے کہ بہ قیمت خرید لیں * اُن کے مربیوں سے کہا جو پیام تھا
* * *
ایتام نے حضور میں آکر یہ عرض کي : * " یہ چیز ھي ھے کیا کہ جو یہ اھتمام تھا ؟
یہ ھدیۂ حقیر پذیرا کریں حضور " * اللہ اِس زمیں کا یہ احترام تھا !
* * *
لیکن حضور نے تہ گوارا کیا اسے * منت کشي سے آپکو پرھیز تام تھا
اِحسان ' اور وہ بھي یتیمان زار کا ! * بالکل خلاف طبع رسول انام تھا
بارہ ھزار سکۂ رائج عطا کیے * یہ تھا وہ خلق جس سے مخالف بھي رام تھا !
* * *
سامان جو ضرور ھیں تعمیر کے لیے * اب اُنکي فکر ' مشغلۂ صبح و شام تھا
مزدور کي تلاش بھي تھي سنگ و گل کي بھي * از بسکہ جلد بننے کا خاص اھتمام تھا
انصار پاک اور مہاجر تھے جسقدر * مزدور بنگئے کہ خدا کا یہ کام تھا
* * *
اِک اور نفس پاک بھي ان سبکا تھا شریک * جو آب و گل کے شعل میں بھي شاد کام تھا
کندھوں پہ اپنے لاد کے لاتا تھا سنگ و خشت * سینہ غبار خاک سے سب گرد فام تھا
سمجھے کچھہ آپ ' کون تھا انکا شریک حال ؟ * یہ خود وجود پاک رسول انام تھا !!
جو وجہ آفرینش افلاک و عرش ھے * جسکا کہ جبرئیل بھي ادنی غلام تھا !!
* * *
صلوا علی النبي و اصحابہ الکرام * اس نظم مختصر کا یہ مسک الختام تھا

(شبلي نعماني

بصائر و حکم

فـاتـم افـــواج کا داخلـــه

ممالـک مفتوحه میں

به تقریب ورود افواج المانیه در لوونن و بروسلز و انٹورپ

(۲)

۱۳ - اکتوبر کي اشاعت میں اس مضمون کا پہلا ٹکڑہ شائع هوچکا هے -

اس حصے میں هم نے صرف اسلام کے فوجی احکام و وصایا اور عہد نبوت کي ابتدائي فتوحات کے چند مناظر دکھلائے تھے - آج هم دیکھنا چاهتے هیں که مسلمان فوجوں کا مفتوحه ممالک میں داخله عموماً کن نتائج و عواقب کے ساتھه نظر آیا هے -

تمہارے سامنے تمدن قدیم اور تمدن جدید' دونوں کے مناظر موجود هیں - روم و ایران سے بڑھکر تمدن قدیم کا اور کونسا عہد هوگا ؟ لیکن شام و ایران اور کارتھیج میں تم دیکھه چکے هو که روم کا تمدن کس ساز و سامان کے ساتھه داخل هوا ؟ سکندر نے ایران کا چپه چپه جلادیا ' ایرانیوں نے بابل میں داخل هوکر خون کے سیلاب ' لاشوں کے ڈھیر' اور منہدم عمارتوں کے کھنڈر اپنی یادگار چھوڑے' اور ٹیٹس کی فاتح فوج جب یروشلم میں داخل هوئي تو وہ انسانوں کا داخله نه تھا بلکه جنگل کے درندوں اور اژدھوں کا غول تھا جس نے صرف چیرا اور پھاڑا' اور زندگي اور آبادي کے لیے ایک گوشه بھی باقي نه چھوڑا - فجاسوا خلال الدیار' و کان وعداً مفعولا

یه تمدن قدیم کے سب سے زیادہ ممتاز فرزند تھے' لیکن آج یورپ کے جدید تمدن کا بھي سب سے بڑا کھرانا همارے سامنے هے - هم نہیں کہه سکتے که اصلیت کیا هے ؟ مگر خود یورپ همیں یقین دلانا چاهتا هے که بلجیم کے فاتح جب اسکي آبادیوں میں سے گذرے تو لوون کا دار العلم تباه هوگیا' ریم کے معبد مقدس کي دیواریں گرادي گئیں' برسلز اور انٹورپ کی آبادي خوف و دهشت سے تھرا گئی' اور وحشت و بربریت کا جو افسانه ایران کے کھنڈر' بیت المقدس کی دیواریں' کارتھیج کے تودے' اور بابل کی برباد شدہ رونق سناتي تھي' وہ آج کئی هزار برس کے بعد بعینه اسي طرح بلجیم کے اندر سني جا سکتي هے !

چنانچه جنگ کي یہی وہ حقیقت ثابته هے جسکي طرف قرآن حکیم نے ملکۂ سبا کي زبانی اشاره فرمایا :

ان الملوک اذا دخلوا	بادشاهوں کا قاعده هے که جب وہ کسي
قریة ' جعلوا اعزة اهلها	آبادي میں فاتحانه داخل هوتے هیں
اذلة و کذالک یفعلون	تو وهاں کے اهل عزت کو ذلیل و خوار
	کر دیتے هیں !

لیکن جبکه تم تمام قدیم اقوام کا مفتوحه ممالک میں داخله دیکھه چکے هو ' اور جبکه بیسویں صدي کے عصر تمدن و سلام کي سب سے بڑي قوم کي نسبت بھي جو کچھه تمہیں سنا یا گیا هے وہ تمہارے سامنے هے ' تو آؤ دیکھیں ' اس قوم کا کیا حال هے جس سے کرۂ آج دنیا کے مفتوحه و محکومه ممالک آباد هیں لیکن کبھي دنیا کے بحر و بر کے بڑے بڑے حصوں پر سے اسکے فاتحانه سیلاب گذرا کرتے تھے !

اس سلسلے میں گذشته صحبت کے بیانات تمہارے ذهن میں محفوظ هیں - تم وہ تمام احکام و وصایا سن چکے هو جو آنحضرة صلی علیه وسلم نے همیشه مجاهیں و غزاة اسلام کو دیے' تم نے عهد نبوت کي فاتح افواج و مجاهدین کي اخلاقي حالت بھي دیکھه لي هے که کس طرح ان میں کا هر فرد عین جنگ کي حالت میں بھي ان احکام کي تعمیل کرتا تھا ' اور ایک ایک مجاهد اخلاق کي وہ عملي طاقت اپنے اندر رکھتا تھا جسکے لیے تیره سو برس کي مدنی ترقي کے بعد بھی آج سرزمین تمدن تشنۂ و بیقرار هے ؟ لیکن درحقیقت تلاش و تفحص کے لیے صرف اتنا هي کافي نہیں هے - اسلام نے جنگ اور خونریزی کی حقیقة محزنه کے اندر جو عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیا ' اسکے نتائج کا ذخیره اسقدر کم مایه نہیں هے که چند گھنٹوں کي صحبت کے بعد ختم هو جاے - اس کا وجود عالم کے لیے رحمت تھا : و ما ارسلناک الا رحمة للعالمین ! اس لیے یه ابر رحمت انسانی اعمال کے هر گوشے پر برسا اور جنگ کي زمین شور بھي اسکي آبیاري سے امن و سلامتي کے باغوں کي طرح سر سبز و شاداب هوگئي - پس ضرور هے که هماري فکر تفتیش ایک دو قدم آگے بڑھے ' اور اقلاً عهد نبوة و عهد صحابه کے مشهور و مسلمه رافعات و فتوحات کے اندر نتائج مطلوبه تلاش کریں -

(خیبر میں مجاهدین اسلام کا داخله)

آنحضرت صلی الله علیه وسلم مدینه سے روانه هوکر جب خیبر کے قریب مقام جهاء میں پہونچے تو نماز عصر کا وقت آگیا اور آپ نے نماز پڑھي - رمیں زاد راه بھي کھولا گیا ' کھانے پینے میں مغرب کا وقت هوگیا ' نماز مغرب سے فارغ هوکر آپ راتوں رات خیبر کي طرف روانه هوگئے اور کچھه رات رهے خیبر کے متصل پہونچ گئے - آپ کا عام معمول یه تھا که رات کو کبھی حمله کي اجازت نہیں دیتے تھے کیونکه یه نہایت بزدلي کي بات تھي' اور بے خبري کے عالم میں دشمن کو قتل کردینا اخلاق کي انتہائي موت هے - چنانچه آپ صبح کا انتظار کیا اور نماز کے بعد جنگ شروع هوئي - خیبر ایک نہایت آباد اور شاداب مقام تھا - صحیحین کی روایت کے بموجب اگرچه رهقان چاندي سونا زیاده نه تھا لیکن اسباب و سامان زراعت اور عمده عمده مویشي اور اونٹ بہت تھے - عام مجاهدین اسلام کو آنحضرة کا شدت احتساب عسکري معلوم تھا ' اسلیے غارتگري کي جرأت نہیں هوتي تھي - عبد الله بن مغفل کے ایک توشه دان اتفاقاً مگر آپکي نظر پڑگئی تو فوراً پھینک کر الگ هو گئے - با ایں همه آخر میں ایسا هوا که بعض لوگ بے قابو هوگئے اور مال و اسباب پر قبضه کرنا شروع کر دیا -

خیبر کے مفتوحین نے یه حالت دیکھی تو انکا ایک سردار جو نہایت مغرور اور سرکش تھا ' دوڑتا هوا آیا ' اور ایک سخت گستاخانه لب و لہجے میں آنحضرة صلی الله علیه وسلم کو مخاطب کر کے پکارا :

یا محمد ! الم تدعنا	کیا تمہیں یه سزاوار هے که همارے
حمرنا و تاکلوا ثمرنا	گدھوں کو ذبح کرڈالو ' همارے پھلوں
و تضربوا نساءنا ؟ (ابو داؤد	کو کھاجاؤ ' اور هماري عورتوں کو
جلد - ۲ - ص - ۷۶)	مار پیٹو ؟

اگر کوئی دنیوي بادشاه هوتا تو اس گستاخي کا جواب زبان تیغ سے دیتا - لیکن جب آپ کو یه حال معلوم هوا تو آپ سخت برهم هوے ' اور ابن عوف سے فرمایا که گھوڑے پر سوار هوکر منادي

کردو : " جنت صرف مسلمانوں هي کیلیے حلال هے - نماز کیلیے جمع هوجاؤ " صحابه جمع هوے تو آپ نے پہلے اونکے ساتهه نماز پڑهي - پهر نهایت غصه کے لهجے میں ایک خطبه دیا جسکا لفظی ترجمه یه هے :

" کیا تم میں سے کوئي شخص تخت حکومت پر مسند لگاے هوے اور مغرورانه بیٹها هوا یه خیال کرتا هے که صرف وهي چیزیں حرام هیں جنکا ذکر قرآن مجید میں هے ؟ (اور قرآن نے مال غنیمت کو حرام نهیں کیا هے ؟) اگر کسیکا یه خیال هے تو وه بالکل غلط هے - خدا کي قسم میں نے بار بار تمکو نصیحت کي حکم دیا اور بهت سي چیزوں سے روکدیا (جن میں سے ایک غارتگري بهي هے) میں جن چیزوں کو تم پر حرام کر دیتا هوں وه بهی محرمات قرآنیه هي کي طرح بلکه اوس سے بهی زیاده قابل اجتناب هیں - خدا نے تمهارے لیے یه هرگز جائز نهیں کیا که تم بلا اجازت اهل کتاب کے گهر میں گهس جاؤ اونکي عورتوں کو مارو پیٹو اور اونکے پهلوں کو کها جاو " (۱)

بهر حال خیبر فتح هوا تو یهودیوں نے درخواست کي که هم زراعت کا کام آپ لوگوں سے زیاده خوبی کے ساتهه انجام دیسکتے هیں ' اسلیے هماري زمین همیں کو دیدي جاے اور سال میں نصف پیداوار هم سے تقسیم کرالي جاے - آنحضرت نے اونکے ساتهه اسي شرط پر مصالحت کرلي اور اسپر عملدرآمد شروع هو گیا - جب پهلي فصل تیار هوئي تو آپ نے حضرت ابن رواحه کو پیداوار کے تقسیم کرانے کیلیے بهیجا - وه آے تو تخمیناً پیداوار کے دو حصے کر دیے اور ایک حصه خود لے لیا - یهودیوں نے شکایت کی که یه تو بهت هے - اونهوں نے کها " تو پهر همارا حصه تمهیں لے لو " اس مسامحت اور فیاضي سے متاثر هو کر تمام یهودي پکار اوٹهے : هذا هوالحق و به تقوم السماء والارض (۲) اسیکا نام انصاف هے ' اور آسمان و زمین اسی انصاف سے قائم هیں !

(مجاهدین اسلام کا داخله مکه میں)

اسلام نے هر چیز کي بتدریج اصلاح کی هے - شراب بتدریج حرام هوئی ' نمازمیں بتدریج تغیرات کیے گئے ' عرب کي قدیم جنگجو فطرت کي اصلاح بهي اسي اصول پر هوئي - غارتگري عرب کا عام شعار تها اور صحابه بهي دفعتاً اس قدیم عادت کو نهیں چهوڑ سکتے تهے - آنحضرت نے مختلف موقعوں پر مختلف طریقوں سے اس طریقه کا انسداد کیا ' لیکن اب غزوهٔ خیبر میں اسکي تکمیل هوگئی - غزوهٔ خیبر کے بعد فتح مکه کا مرحله پیش آیا تو اسلام کي تربیت یافته فوج اپنے قدیم آبائي گهر میں اس سکون و اطمینان کے ساتهه داخل هوئي که تمام عرب کو نظر آگیا که اسلام نے عرب کی فطرت اصلیه بالکل بدل دی هے : هوالذی بعث فی الامیین رسولاً منهم یتلو علیهم آیاته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمه و ان کانوا من قبل لفی ضلال مبین !

آنحضرت نے فتح مکه کي تیاریاں شروع کیں تو حسن اتفاق سے پہلے هي منزل پر بطور فال رحمت کے رفق و ملاطفت کے اظهار کا موقع پیش آگیا - حاطب ایک بدري صحابي تهے جنهوں نے خفیه طور پر قریش کو ایک خط لکها تها اور اسلامي تیاروں کي خبر دیدي تهي - اونکا خط راستے هي میں پکڑ لیا گیا اور آنحضوت نے اون سے پوچها که کیا معامله هے ؟ اونهوں نے کها :

" ابهی مجهے سزا دینے میں جلدي نه کیجیے ' اصلي واقعه سن لیجیے - میں قبیله قریش سے کوئي خاندانی تعلق نهیں رکهتا - صرف انکا حلیف هوں ' لیکن بهت سے مهاجرین اونکے ساتهه خاندانی تعلقات بهي رکهتے هیں جنکي وجه سے اپنے بال بچوں کي حفاظت کر سکتے هیں - میں نے چاها که قریش پر ایک احسان کردوں جسکے صلے میں شاید میں بهي اسی قسم کي محافظت کا مستحق هو جاؤں - میرا قصور صرف اتنا هي هے - ورنه میں مرتد نهیں هوا هوں "

حضرت عمر رضی الله عنه اس پر اسقدر برهم هوے که آنحضرت سے اونکي گردن اڑا دینے کي اجازت چاهی ' لیکن آنحضرت نے شرکت بدر کی فضیلت کي بنا پر اونهیں بالکل معاف کردیا ! (۱)

اس اولین واقعه هي سے اندازه کیا جا سکتا هے که اسلام کا سلوک ان لوگوں کے ساتهه کیسا تها جنکي وجه سے اسکے مقاصد کو سخت سے سخت نقصانات پهنچ سکتے تهے یا پهنچ چکے تهے ؟ حاطب بن بلتعه نے یقیناً بغیر کسي مخالفانه قصد کے یه کارروائي کي هوگي ' لیکن نیت کی صفائی اس نقصان عظیم کی کیا تلافي کرسکتي تهی جو اس خط کے پهنچنے سے اسلامی فوج پر وارد هوسکتا تها ؟ جنگ کی حالت میں آج بڑي سے بڑي متمدن قوم بهی جو کچهه کررهی هے وه همارے سامنے هے - فوجی رازوں کا افشاء کرنا اور جنگ کی حالت میں دشمن سے خط و کتابت کرنا ایک ایسا جرم هے جسکی سزا موت کے سوا اور کچهه نهیں هے - با ایں همه وجود مقدس حضرة رحمة للعالمین جو رحمت و رافت لیکر دنیا میں ظاهر هوا تها ' اسکے آگے انساني معاصي و جرائم کے بڑے بڑے سمندر بهی چند قطره هاے آب سے زیاده حقیقت نهیں رکهتے تهے - اسکے نظائر اگر تم سننا چاهو تو ساري عمر اسی تذکره میں بسر هوسکتی هے ' اور حاطب بن بلتعه کي معافي اس بحر رحمت کا ایک ذرهٔ کم هے :

دفتر تمام گشت و به پایاں رسید عمر
ما همچناں در ازل وصف تو مانده ایم

چنانچه سوره ممتحنه کا شان نزول یهی واقعه هے - حاطب بن بلتعه کا قصور معاف کر دیا گیا لیکن ساتهه هي آئنده کیلیے حکم الهی نازل هوا که جنگ کي حالت میں جو مسلمان دشمنوں سے تعلق رکهیگا ' وه الله کے نزدیک انهي میں سے سمجها جائیگا :

یا ایها الذین آمنوا !	مسلمانو ! الله کے اور مسلمانوں کے
لا تتخذوا عدوی وعدوکم	دشمنوں کو اپنا ایسا دوست نه بناؤ که
اولیاء تلقون الیهم	انکے ساتهه محبت و اعانت کے ساتهه
بالمودة و قد کفروا بما	پیش آنے لگو - حالانکه جو سچائی الله نے
جاءکم من الحق	تمهاري طرف بهیجی هے وه اس سے
(۶۰ : ۱)	انکار کرچکے هیں اور اسکے دشمن هیں -

اور اسکے بعد مسلمانوں کو دین حنیفی کے اولین داعي حضرة ابراهیم خلیل علی نبینا و علیه الصلوٰة والسلام اور انکے متبعین کے اسوهٔ حسنه کي پیروي کي تلقین کي هے :

قد کانت لکم اسوة	" مسلمانوں ! حضرة ابراهیم اور انکے
حسنة في ابراهیم	ساتهیوں کي زندگي میں تمهارے لیے
والذین معه ' اذ قال	خدا پرستی اور حق درستی کا بهترین
لقومهم انا برآؤا منکم	نمونه موجود هے جبکه انهوں نے اپني
و مما تعبدون من دون	قوم سے کهدیا که اب همیں تم سے اور
الله ' کفرنا بکم و بدا	تمهارے ان معبودان باطل سے جنهیں
بیننا و بینکم العداوة	تم پوجتے هو ' کوئي سروکار نهیں - هم
و البغضاء ابدا حتی	تمهارے کاموں سے بالکل انکار کرتے هیں -
تؤمنوا بالله وحده	ابتو هم میں اور تم میں همیشه کیلیے
(۶۰ : ۴)	دشمني اور عداوت هوگئی - تا آنکه
	تم خداے واحد پر ایمان لاؤ اور حق کے آگے سر جهکادو ! "

[۱] ابو داؤد جلد ۲ ص ۷۶ کتاب الخراج والا مارة

(۲) ابو داؤد جلد ۲ ص ۱۲۸

(۱) بخاري جزو ۵ ص ۱۳۵

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کیلیے رمضان المبارک کا زمانہ منتخب کیا جو اظہار تقوی وخشیت الہي کا بہترین مظہر ہو سکتا تھا - تمام عرب ایمان لانے کیلیے صرف فتح مکہ کا انتظار کر رہا تھا ' اسلیے آپ نے نہایت اہتمام کے ساتھہ تیاري کی - دس ہزار فوج کا اجتماع ہوا اور مدینہ سے بھوک اور پیاس کے عالم میں اوس نے مکہ کا رخ کیا - جب تمام فوج بہ مقام عفان پہونچي تو آنحضرت نے روزہ توڑنے کا حکم دیا -

قریش مکہ کو خبر ہوئي تو ابو سفیان بن حرب' حکیم بن حزام' اور بدیل بن ورقاء حالات دریافت کرنے کے لیے آگے بڑھے - جب مقام مر الظہران میں پہونچے تو انکو بھڑکتي ہوئي آگ کے شعلے نظر آئے - ابو سفیان نے کہا : " یہ تو عرفہ کی آگ معلوم ہوتی ہے " بدیل بن ورقاء نے جواب دیا کہ " یہ آگ قبیلہ بنو عمرو نے متفرق مقامات پر جلائی ہوگي" لیکن ابو سفیان نے نہ مانا اور اسي حیص بیص میں تھے کہ مسلمانوں کي ایک جماعت آ پہنچي اور ان تمام سرداران قریش کو گرفتار کرکے آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لے گئی - اس طرح یکایک وعدۂ فتح الہي پورا ہوگیا !

آنحضرت مکہ کي طرف بڑھے تو اپنے چچا عباس سے فرمایا کہ ابو سفیان کو اسلامي لشکر کے جاہ و جلال کا منظر دکھاو ! فوج روانہ ہوئي تو ہر قبیلہ کا دستہ الگ الگ آنحضرت کے ساتھہ چلتا تھا - ابو سفیان کے سامنے سے ایک دستہ گذرا تو اس نے حضرت عباس سے پوچھا : یہ کون سا قبیلہ ہے ؟ اونھوں نے غفار کا نام لیا تو ابو سفیان نے کہا " مجھے ان سے کچھہ مطلب نہیں " اسي طرح جہینہ سعد بن ہذیم اور سلیم وغیرہ کے قبائل سامنے سے گذرے لیکن وہ بالکل مرعوب نہ ہوا - اس کے بعد ایک عظیم الشان فوج سامنے آئي جسمیں بالکل نئے لوگ اور نئے انداز سے چلنے والے مجاہدین تھے - ابو سفیان پر پہلي مرتبہ تعجب اور دہشت طاري ہوئی اور حضرۃ عباس سے پوچھا کہ یہ لوگ کہانکے ہیں اور کس قبیلہ سے آئے ہیں ؟ حضرت عباس نے جواب دیا : " یہ مدینہ کے انصار ہیں" فسوف یاتي اللہ بقوم یحبھم و یحبونہم !!

سعد بن عبادہ نے ابو سفیان کي مرعوبیت دیکھہ کر طنزا کہا " آج ہي لڑائي کا اصلي دن ہے ' اور آج ہي خانہ کعبہ لوٹا جائیگا "

اس کے بعد ایک چھوٹا سا دستہ گذرا جس میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے - آپ کا جھنڈا زبیر بن عوام کے ہاتھہ میں تھا - جب آنحضرت ابو سفیان کے پاس آئے تو اسنے سعد بن عبادہ کے دل شکن فقرے آپکو سنائے - آپنے فرمایا :

" سعد نے بالکل غلط کہا ' آج تو خانہ کعبہ کی چھني ہوئي عزت از سر نو واپس دلائي جائیگي - آج اسپر غلاف چڑھایا جائیگا - آجکا دن اوٹنے کا نہیں بلکہ لٹے ہوے کو امن دلانے کا دن ہے !! "

یہ کہکر آپ سورہ فتح پڑھتے ہوے آگے بڑھے اور مقام حجون میں جھنڈا نصب کرنے کا حکم دیا (۱) اور چاروں طرف سے مکہ کا محاصرہ کر لیا گیا - خالد بن ولید نے دھني طرف سے اور زبیر بن عوام نے بائیں طرف سے حملہ کیا - حضرت ابو عبیدہ پیادہ فوج کو لیکر الگ حملہ آور ہوے تھے -

اب مکہ ہر طرف سے گھرا ہوا تھا اور مجاہدین اسلام کے سامنے جو شخص آتا تھا فوراً تہ تیغ کردیا جاتا تھا - خود اسلامي فوج بالکل محفوظ تھي - صرف خالد کي فوج کے دو شخص شہید ہوے (۲) لیکن قریش کے پر غرور سروں کا ایک تودہ بن گیا تھا - یہاں تک کہ ابو سفیان چیخ اوٹھا :

ابیعست خضراء قریش لا قریش بعد الیوم !

قریش کا سر سبز باغ بالکل اجاڑ دیا گیا - آج قریش کا خاتمہ ہے !

اس پر حسرت اور مایوسانہ فقرے پر جو اسلام کے سب سے بڑے مغرور دشمن کي نامراد زبان سے نکلا تھا ' رحمت کونین کے دریاے کرم نے جوش مارا اور آپنے امان عام کا حکم دیدیا :

من دخل دار ابي سفیان فہو امن ومن القی السلاح فہو امن ومن اغلق بابہ فہو امن !

جو شخص ابو سفیان کے گھر میں چھپ جاے اسکے لیے امان ہے ' جو شخص ہتیار ڈالدے اوسکے لیے امان ہے ' جو شخص اپنا دروازہ بند کرلے اسکے لیے بھی امان ہے -

اس فیاضانہ حکم سے انصار کے دل میں بدگمانی پیدا ہوئي - اونھوں نے کہنا شروع کیا کہ " آخر آپ کو اپنے قبیلہ پر رحم آ ہی گیا " آپ کو اسکی خبر ہوئي تو سب کو بلاکر فرمایا :

"میں خدا کا ایک بندہ اور اوسکا رسول ہوں - میں نے خدا کے بعد تمہاري طرف ہجرت کي ہے - میري موت تمہاري موت اور میري زندگی تمہاري زندگی ہے ' تم نے جو بدگمانی کی وہ سچ ہے ' لیکن تم معذور بھی تھے "

یہ صحیح مسلم کی روایت ہے (۱) لیکن ابوداؤد میں ہے کہ جب آنحضرت مقام ظہران میں پہونچے تو اسلامی لشکر کے جوش و خروش کو دیکھکر حضرت عباس کے دل میں خیال پیدا ہوا - اگر قریش نے آپ سے امان طلب نہ کی تو سب کے سب ہلاک ہو جائینگے - اس خیال سے وہ خچر پر سوار ہوکر آگے بڑھے کہ اگر کوئي شخص مل جاے تو اہل مکہ کو امان طلبي پر آمادہ کریں - راستہ میں ابو سفیان اور بدیل بن ورقاء مل گئے - حضرۃ عباس انھیں اپنے ساتھہ لے آئے - دوسرے دن آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر ابو سفیان کو پیش کیا جو فوراً اسلام لے آیا اور حضرت عباس نے اس موقعہ سے فائدہ اوٹھاکر آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ ابو سفیان اس موقع پر یہ فخر حاصل کرنا چاہتا ہے کہ اسکے گھر کو دار الامن بنادیا جاے - آنحضرت نے اس درخواست کو منظور فرما لیا ' بلکہ امن عام کا حکم دیدیا :

من دخل دار ابي سفیان فہو آمن ' ومن اغلق علیہ دارہ فہو آمن ' ومن دخل المسجد فہو آمن

جو شخص ابو سفیان کے گھر میں پناہ لے اوسکے لیے امن ہے ' جو شخص اپنا دروازہ بند کرلے اوسکے لیے امن ہے ' اور جو شخص مسجد میں پناہ لے اوسکے لیے بھي امن ہے !

چنانچہ اس امن سے اہل مکہ نے پورا فائدہ اوٹھایا :

فتفرق الناس الی دورہم و الی المسجد (۲)

جب دن چڑھا تو لوگ پناہ لینے کیلیے مسجد میں اور اپنے اپنے گھروں میں گھس گئے -

تمام سرداران قریش نے خانہ کعبہ کے دامن میں پناہ لي تھي - (۳)

حضرت ام ہانی نے ایک مشرک کو پناہ دي اور آنحضرت سے اسکا تذکرہ کیا - آپنے فرمایا کہ کسی ایک شخص کي تخصیص نہیں ' تمنے جس کسي کو بھی پناہ دي ہے وہ ہمارے امان میں داخل ہوگیا - غرض آپ کے عفو و کرم نے تمام مکہ کو اپنے دامن میں چھپا لیا اور عین حالت جنگ میں بھی کسی نے کسي کے مال و اسباب کو ہاتھہ تک نہیں لگایا - ابوداؤد میں ہے :

[۱] بخاري جزو ۵ ص ۱۳۶

[۲] بخاري جزو ۵ - ص - ۱۳۷ -

[۱] مسلم جلد ۲ - ص - ۸۶ - کتاب الجہاد

[۲] ابو داؤد جلد - ۲ - ص - ۷۱ - کتاب الجہاد -

[۳] ابو داود جلد - ۲ ص - ۷۲ - کتاب الجہاد

عن وهب - قال سالت جابرا هل غنموا يوم الفتح شيا ؟ قال لا (۱)

وهب کہتے ہیں کہ میں نے جابر سے پوچھا کہ کیا صحابہ نے فتح مکہ کے دن کوئي چیز بطور مال غنیمت لوٹي تھي ؟ اونہوں نے کہا "نہیں"

البتہ آنحضرت نے خود اپنے دست مبارک سے عرب کي تمام یادگار ہاے ضلالت کو برباد کردیا :

دخل النبي صلى الله عليه وسلم مكة يوم الفتح و حول البيت ستون وثلثمائة نصب - فجعل يطعنها بعود في يده ويقول جاء الحق وزهق الباطل - (۲)

آنحضرت جب فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوے تو اوسوقت خانہ کعبہ میں ۳۶۰ بت نصب تھے ' آپ ایک لکڑي یعنی کمان سے اونکو ٹھکراتے جاتے اور یہ آیت پڑھتے جاتے کہ حق آیا اور باطل کو شکست ہوئي !

لما قدم مكة ابى ان يدخل البيت وفيه الالهة فامر بها فاخرجت فاخرج صورة ابراهيم و اسمعيل وبايدهما الازلام - فقال قاتلهم الله لقد علموا ما استقسما بها قط - ثم دخل البيت فكبر في نواحي البيت (۳)

جب آپ مکہ میں آے تو خانہ کعبہ میں اوسوقت تک داخل ہونا گوارا نہیں کیا جب تک کہ اوس میں بت موجود تھے - آپ کے حکم سے وہ نکالے گئے تو اون میں حضرت ابراهیم و حضرت اسمعیل علیهما السلام کے مجسمے بھي تھے اور اونکے ہاتھوں میں جوے کے تیر تھمادیے گئے تھے ' آپ نے اونکو دیکھکر کہا : خدا کفار کو ہلاک کرے - وہ خوب جانتے تھے کہ ان دونوں پیغمبروں نے کبھی جوا نہیں کھیلا - پھر آپ خانہ کعبہ میں داخل ہوے اور اوسکے تمام گوشوں میں تکبیر کا نعرہ بلند فرمایا !

۱ ابو داود جلد - ۲ - ص - ۲۴ - کتا الجهاد
۲ ابو داود جلد - ۲ - ص - ۷۲ - کتاب الجهاد
۳ بخاري جزو - ۵ - ص ۱۳۸ -

درخواست اعانت

میں ایک غریب و مسکین طالب العلم علاقۂ سرات بنیر کا باشندہ ' اور عشق علم و دین میں یہاں آیا ہوا ہوں - بمشکل اخراجات تعلیم کا انتظام کرسکا ہوں اور جو کچھہ حالت آجکل طلباے علوم عربیہ کي ہے وہ محتاج تشریح نہیں - ایسي حالت میں کیا کوئي صاحب دل بزرگ قارئین عظام الہلال میں سے میرے حال زار پر ترجہ فرمالینگے اور الہلال جاري کرا دینگے ؟

بر کریماں کارہا دشوار نیست !

میں نے ادارۂ الہلال سے خط و کتابت کی - معلوم ہوا کہ دفتر الہلال کي جانب سے علما و طلبا و ایمۂ مساجد وغیرہ کے نام صدہا پرچے مفت جاري ہیں اور اب مزید اجراء کي دفتر طاقت نہیں رکھتا - مجبور ہوکر ننگ سوال کو گوارہ کرتا ہوں - (انکا نام اور پتہ ادارۂ الہلال میں محفوظ ہے)

تاریخ و عبر

اهل عرب کي ترقی کا راز

عہد نبوت اور عہد صحابہ میں عرب کے قواے عقلیہ کا ظہور اور اوسکے فلسفیانہ علل و اسباب

(تمہید)

جرمنی کی ترقی کا متحرک افق آپ کے سامنے ہے - وہ نہایت سریع السیر حرکت کے ساتھہ آگے بڑھتا چلا جاتا ہے اور آپ کا تار نگاہ اوسکی سرعت رفتار کے ساتھہ مربوط ہوگیا ہے - ترقي کی رو جسقدر اوسکو آگے بڑھاتي ہے ' اسی قدر آپ کا تار نظر بھی تنتا ہوا چلا جاتا ہے -

لیکن آپ کی جولاني نگاہ کیلیے ایک اس سے زیادہ وسیع اور غیر محدود فضاء بھی مل سکتي ہے جس میں روحانیت کی جلوہ افروزیوں نے گوناگوں خوارق اور بوقلمون عجائب کا ایک عجیب و غریب منظر قائم کردیا ہے - اس میں آپ صرف عرب ہی کی کامیابی کا پرتو نہیں دیکھیں گے بلکہ آپ کي عجیب و غریب جرمنی بھی اسیکی ایک شعاع منعکس ہے - آپ جرمني کي اختراع و ایجاد کے آگے محو حیرت ہوے جاتے ہیں ' لیکن اوس عظیم الشان طاقت کو نہیں دیکھتے ' جس نے عرب کو پیدا کیا ' عجم کو زندہ کیا ' اندلس کو مرغزار بنایا ' بغداد میں علم و حکمت کا دریا بہایا ' اور اس آخري دور میں جب آپ نے اوس سے منہہ پھیر لیا تو اوس نے جرمني کے حدود میں اپنے فیض عام کی نمایش کي ؟

جرمنی کو صرف مادہ ہي نے جرمني نہیں بنایا ہے - اخلاقي اور قدرتی قوانین کي روح بھي اوسکے اندر خاموش عمل کررہي ہے - عرب کو بے شبہہ ایک روحاني طاقت نے عرب بنایا ' لیکن عرب ہی کا مادہ اس غیر معمولي روح کا متحمل بھی ہوسکتا تھا ' اسلیے عمارت اگرچہ روحاني ہے ' لیکن سطح بہر حال مادي ہے -

آپ عرب کے سلسلۂ ترقی سے اسلام یا پیغمبر اسلام کے روحاني اثر کو سر دست بالکل الگ کردیجیے - صرف عرب کے قدرتي مناظر کو پیش نظر رکھیے - پہلے آپ صحراے عرب کے وسیع اور چمکنے والے ریگستانوں پر نظر ڈالیے - اگر اسکا قدرتي اثر انسان کے اخلاق و عادات پر پڑ سکتا ہے تو سب سے پہلے نور ایمان کے اون ذروں کو ڈھونڈھیے جو اس چمکنے والے بالو کے اندر اپنا پرتو دکھا رہے تھے - عرب کا وہ قیمتی خزانہ اونکے اندر محفوظ رہ سکتا تھا یا نہیں ؟ آپ ایک قدم اور آگے بڑھکر عرب کے نقش قدم کي اوس حرکت کو دیکھیے جو چند ہی دنوں میں تمام دنیا کو محیط ہوگئی - قدرتي طور پر اس متحرک سطح پر پھیل سکتی تھي یا نہیں ؟ اب آپ نگاہ کو کسي قدر اور بلند کیجیے ' اور عرب کے اوس کوہستاني سلسلہ پر نظر ڈالیے جسکي عظمت و بلندي کے مغرور غرور میں عرب کا ایک معزز شاعر پکار اٹھا تھا :

لنا جبل يعتله من يعيذه
منيف يرد الطرف وهو ذليل

ہم اوس بلند پہاڑ پر رہتے ہیں جسکی بلندی سے نگاہ تھک تھک کے گر پڑتي ہے ' اور اوسپر وہي شخص قیام گزیں ہوسکتا ہے جسکو ہم پناہ اور اجازت دیتے ہیں -

رسا اصله ثبت الثرى ' و سمايه
الى النجم فرع لا ينـال طويل

اوسکی بنیاد زمین کے طبقہ آخریں میں قائم ہے اور اوسکی لمبی اور نا ممکن الحصول چوٹی کا ارتفاع ثریا تک پہونچگیا ہے -

ایسي پہاڑیوں کي قطاریں بلند نظري ' عزم و استقلال ' متانت و پختگي اخلاق ' استواري قول و قرار ' پیدا کرسکتی تھیں یا نہیں ؟

اب آپ اپنی نظر کو اور اونچا کیجیے اور عرب کي اوس فضاے جرثیه کا مطالعه کیجیے جسکي هواے گرم کا کره همیشه ایک آتشکده تیار رکھتا تھا - وہ رگوں میں گرم خون ' اور خون میں سپاهیانه گرم رفتاري پیدا کرسکتا تھا یا نہیں ؟ اب آپ عرب کی ترقي کے فلسیفانه علل و اسباب کي تلاش میں اس فضاے بسیط سے اور آگے بڑھیے ' اور ایک نئے آسمان کو دیکھیے جسکو ابر کی چادر کبھی نصیب نه هوئي ' جسکا آفتاب همیشه بے نقاب رها ' جسکا ماهتاب کبھی بھی شب هالہ کي آغوش میں آرام کی نیند نہیں سویا ' آپ ان بے پرده مناظر کو دیکھیے اور یه فیصله کیجیے که وہ قلب صافي ' ذهن روشن ' اور دماغ مستنیر پیدا کرسکتے تھے یا نہیں ؟

عرب کے کوہ و بیابان ' آفتاب و ماهتاب ' ریگ و سراب کا قدرتی اثر صرف زمانه جاهلیت هي کے واقعات سے ظاهر هو سکتا ہے - خوش قسمتي سے عرب کے قدیم لٹریچر کي زبان خاموش نہیں ہے - وہ ان اخلاق فاضله کي بکثرت مثالیں پیش کرسکتا ہے جس نے آج جرمنی کے جغرافیائه حدود میں نشو و نما حاصل کي ہے - اعتماد علی النفس اور عزم و استقلال کا نمونه ایک وحشي بدو ایک متمدن جرمن سے اعلی تر قائم کر سکتا تھا :

اداهم القـی بیـن عینیه عزمه
و نکب عن ذکر العواقب جانبا

ایک صاحب عزم شخص جب عزم کرتا ہے تو صرف اوسیکو سامنے رکھتا ہے ' باقي رهی یه بحث که اوسکے انجام و نتائج کیا هونگے ؟ تو اوس سے وہ بالکل منہ موڑ لیتا ہے -

ولم یستشر فی رایه غیـر نفسـه
و لم یرض الا قائم السیف صاحبا

بجز اپني ذات کے اپنے معاملات میں کسي سے مشوره نہیں لینا ' اور بجز تلوار کے قبضے کے کسیکو اپنا رفیق نه بنانا -

اعتماد علی النفس اور تعاون باهمي کا سب سے بڑا ذریعه تکثیر نسل اور افزایش اولاد ہے ' جرمني کے متعلق سب سے بڑي بات آج یه کهي جاتي ہے که اسکي نسلي ترقي بے انتها ہے - مگر هر جاهلي عرب اپنے قبیله کی کثرت پر ناز کرتا تھا :

انی لهـم ان یعرفوالضیم انهم
بنو ماجد کانت کثیرا عیالهـا

وہ لوگ اس غرور سے دلت نہیں برداشت کرتے که وہ ایک بہت جننے والي ماں کي اولاد هیں ' اور وہ هر مصیبت میں ایک دوسرے سے شریک هو جاتے هیں -

لیکن اس اعتماد علی النفس اور اس غرور و نخوت کے ساتھه هر عرب شخصاً اپنے آپکو حقیر بھی سمجھتا تھا اور جماعت و قوم کے آگے اپنے استقلال راے کو بالکل بھول جاتا تھا :

فلما عصونی کنت منهم و قد اری
غوایتهـم و انفنـی غیـر مهتـد

جب اونلوگوں نے میرا کہنا نه مانا تو میں خود اونکي راے کا پابند هوگیا ' اگرچه مجھے اپنکی گمراهی صاف صاف نظر آتي تھی اور میں سمجھتا تھا که میں اب معجم راسته پر نہیں چلتا -

وهل انا الا من عزیة ان غوت
غویت و ان ترشد غزیه ارشد

لیکن میں تو قبیله غزیه میں داخل هوں ' اگر وہ گمراه هوگیا تو مجھکو بھی گمراه هوجانا چاهیے - اور اگر اوس نے راه پائی تو میں بھي راه پالونگا - (یعني میری راے میري جماعت کے ساتھه ہے)

یهي اخلاقي ایثار نفس تھا جسنے اهل عرب کي گردن کو ایک بلند تر طاقت کے سامنے جھکا دیا تھا ' اور وہ طاقت همیشه قائم رهي جاتي تھي :

اذا سید منـا خلا قام سید قؤل لمـا قال الکرام فعول

جب همارا کوئي لیڈر مرجاتا ہے ' تو اوسکي جگه دوسرا سردار کھڑا هوجاتا ہے ' ایسا سردار جو شرفاء کے قول و فعل کا مجموعه هوتا ہے - یعني جسکا قول هي اسکا فعل هوتا ہے !

جرمني کے ترقی کے سلسلـه کي ایک ایک کڑي عـرب میں موجود تھي ' صرف اس جال کو تمام دنیا میں پھیلا دینا تھا ' لیکن اوسوقت دنیا کی سطح سخت ناهموار تھی ' راستے نہایت دشوار گذار اور پیچیده تھے ' منزل پر هرجگه نشیب و فراز نظر آتے تھے ' اسلیے جب تک دنیا کی سطح هموار نه کرلی جاتی ' اسکے سرے پھیلائے نہیں جا سکتے تھے - سب سے بڑا کام خود عرب هي میں ان کڑیوں کو باهم جوڑنا تھا ' اور یه بغیر کسی عظیم الشان انقلاب کے ناممکن تھا -

لیکن اس انقلاب کی تلاش میں همکو آفتاب و ماهتاب ' اور آسمان و زمین کی سطح سے نگاه هٹالینی چاهیے - همکو اوسکی جستجو میں عرب کے ریگستانوں میں آواره گردي نہیں کرنی چاهیے ' همکو اوسکے تفحص میں عرب کے کوهستاني سلسلے سے سر ٹکرانا نہیں چاهیے ' بلکه اس حقیقت کو ایک دیره و تاریک غار (غار حراء) میں ڈھونڈھنا چاهیے جو خود تو تمام دنیا سے الگ تھا لیکن تمام دنیا کو ایک کرنا چاهتا تھا - وہ خود دیره و تاریک تھا لیکن تمام دنیا میں روشنی پھیلانا چاهتا تھا - وہ خود نہایت پیچدار تھا ' لیکن تمام دنیا کا بل نکالنا چاهتا تھا ! انا ارسلناك شاهداً و مبشرا و نذیرا و داعیا الی الله باذنه و سراجا منیرا !

الیکشنوں کیلئے کمیشن

هفته وار الهـــلال کي اجتهـاي مایت معقول ہے

درخواست میں

جلدي کیجیے - دعوة حق کے اعلان اور

هـدایت اسـلامي

کی تبلیغ سے بڑھکر آج اوسکی مجاهدانه دیني نہیں ہے -

اسپر بھی مالی مسترداد !

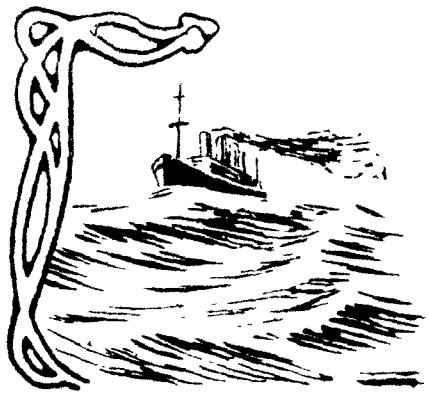

بریڈ و رنگ

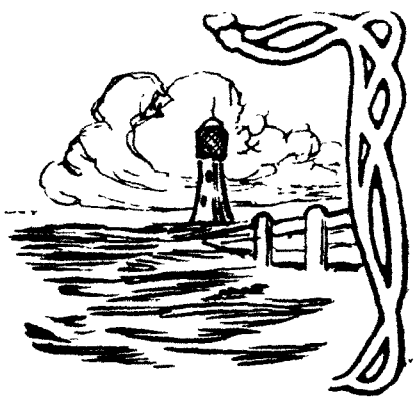

پریس بیورو لنڈن

(یعني وہ سرکاري محکمہ جو زمانۂ جنگ میں خبروں کے احتساب اور اعلان کیلیے قائم کیا گیا ہے)

(قلم احتساب و اطلاع)

مقتبس از ٹي - پي ویکلي

" رسٹمنیسٹر " کو جاتے ہوے " چیرنگ کراس " کے دھني جانب تین کھڑکیاں ملتی ہیں جنکي وضع اپنے لسان حال سے کہتی ہے کہ یہ کسي دکان کي کھڑکیاں ہیں - ان میں سے پہلي دونوں کھڑکیوں کے وسط میں ایک دروازہ ہے جو آجکل شب و روز کھلا رہتا ہے -

لنڈن میں ایک راہگیر کے لیے یہ ہئیت کدائی اپنے اندر جلب نظر اور عطف توجہ کي کوئي خاص قوت نہیں رکھتی - کیونکہ وہ کتنے ہی نمونے اس سے زیادہ خوشنما ' زیادہ پر شوکت ' اور زیادہ صنعتکار دیکھتا رہتا ہے - یہی وجہ ہے کہ جب وہ عام طور پر ادھر سے گذرتا ہے تو بغیر کسي خاص توجہ کے اپنے خیالات میں مستغرق چلا جاتا ہے :

چون سیہ چشم کہ بر سرمہ فروشاں گذرد !

لیکن اب اس " خون اور لوہے " کے عہد نے اس عمارت پر کچھہ ایسا جادو کردیا ہے کہ ایک جامد اور سرد جذبات شخص بھی جب اس طرف سے نکلتا ہے تو شاعرانہ جذبات کے عالم میں ایک نظر اس پر ضرور ڈال لیتا ہے - یہ طلسم سحر کسی حرف کش کے سر قلم کی چند کششیں ہیں جو انگریزي رسم الخط کے قاعدہ سے " ایڈ میرلٹي ایند وار آفس نیوز بیورو " (قلم اطلاعات نظارت بحریہ) پڑھي جاتی ہیں !

یوں تو ہر سرکاري دفتر کے دروازہ پر " نو ایڈ میشن " (اندر آنے کی اجازت نہیں) کي تختي لگی رہتي ہے جو غیر متعلق آنے والوں کو روکتي ہے لیکن یہ پیکر ممانعت جو اس دروازہ پر متعین ہوتا ہے ' اسکي ممانعت کي قلمرو ضرورت اور عدم ضرورت ' دونوں پر مشتمل ہے ' اور ان چند مخصوص اشخاص کے علاوہ جو اسٹاف کے ممبر ہیں اور کسي شخص کو اندر قدم رکھنے نہیں دیتي !

یہ اپنے ادائے فرض میں نہایت متعدد ' بیدار ' اور ہمہ وقت مستعد ہوتا ہے - اس کا دل نہ کبھی بڑے سے بڑے شخص کے جاہ و جلال سے مرعوب ہوتا ہے ' نہ کسي ضعیفہ کے اضطرار و اضطراب پر پسیجتا ہے ' اور نہ ہي کسي جمیل و دلربا لیڈي کي شیریں آوازي سے مسحور ہوتا ہے - گویا اسکے پہلو میں دل کے بدلے ایک پتھر ہے جس پر یہ سب کیفیتیں گزر جاتي ہیں مگر کوئي اثر نہیں کرتیں ' ہر اندر آنے کي اجازت لینے والے کے لیے اسکے پاس صرف ایک ہي جواب ہوتا ہے - یعني " نہیں " !

قدیم افسانوں کے طلسمخانے کي طرح اس ممنوع الدخول مقام میں ایک جماعت کام کرتی رہتی ہے جسکے قلم ہروقت ترمیم و تنسیخ اور حذف و اضافہ میں مصروف رہتے ہیں - اسي جماعت کو " پریس بیورو " کہتے ہیں ' اور اسي کے افسر اعلی مسٹر ایف اي اسمتھ ہیں جنہوں نے حال میں واقعہ ٹالمز کے متعلق مسٹر ایسکوتھھ کي زبان میں " افسوسناک استثناء " کی ذمہ داري اپنے اوپر لی تھی -

اس صیغہ کا افتتاح جسوقت ہوا ہے اسوقت اسکے پاس اتنا سامان بھي نہ تھا جسقدر کہ لنڈن میں ایک دفتر کے سنجیدہ طور پر کام کرنے کے لیے کافی ہوسکتا ہے - صرف دو کمرے دیے گئے تھے - وہ بھي وہ جو ایک زمانہ میں کسي دکان کے کام آتے تھے ! مگر اب بالا خانہ کا ایک کمرہ اور بھی دیدیا گیا ہے - بالا خانہ کے کمرہ میں ۲۰ ٹیلیفون کے بکس رکھے ہوے ہیں - اکثر بکس کسي نہ کسي اخبار یا خبر رساں ایجنسي کے ساتھہ مخصوص ہیں - صرف نصف درجن بکس مشترک ہیں - نیچے کے دونوں کمرے "ویٹنگ روم" کہلاتے ہیں - اور سچ یہ ہے کہ آجکل یہ دونوں کمرے پورے معني میں " ویٹنگ روم " ہیں !

ان دونوں کمروں میں گول میزیں بچھي ہوئي ہیں جنکے گرد ۳۰ صحافي (جرنلسٹ) بیٹھے رہتے ہیں' اور خبروں کے انتظار کي تعب انگیز و ملول دن گھڑیاں تمباکو نوشي کے دھوئیں کے بقعے اڑانے میں بسر کردیا کرتے ہیں -

یہ دونوں کمرے ہر وقت ان صحافیوں سے بھرے رہتے ہیں جو وفور شوق' جوش اضطراب ' اور قصد مسابقت کے باہم آمیز جذبات کے ساتھہ خبروں کي آمد کا انتظار کرتے رہتے ہیں - اس انتظار کي کیفیت کا صحیح اندازہ کچھہ وہی لوگ کرسکتے ہیں جو کبھي اس سے دوچار ہوے ہیں !

اس انتظار کي یہ وجہ نہیں کہ خبریں نہیں آتیں ' بلکہ سچ یہ ہے کہ جس قدر یہ صحافي بیکاري سے اکتا کے کام اور مشغلہ کے مضطرانہ طالب رہتے ہیں' اسیقدر تیسرے کمرے کے ٹیلیفون والے ہجوم کار سے ہروقت مشغول و منہمک بھی رہتے ہیں - لیکن اس پر اسرار کمرہ میں جسقدر تار آتے ہیں ' ان میں سے بہت ہي تھوڑے ہیں جو اشاعت کیلیے پریس میں بھیجے جاتے ہیں' اور گو اب کسیقدر خبروں کی تعداد میں اضافہ کیا گیا ہے' مگر اس اضافہ میں بھی وہی اصلی نسبت محفوظ ہے - اسلیے یہ اضافہ ناقابل اعتناء اور بالکل غیر محسوس ہے -

صحافیوں کا کام صرف یہي نہیں ہے کہ وہ یہاں سے اپنے دفتر میں خبریں لبھایا کریں' بلکہ وہ اپنے دفتر سے یہاں خبریں لاتے بھی ہیں - مثلاً ڈیلي کرانیکل کو اپنے مراسلہ نگار خصوصی کا تار یا مراسلہ ملا' اسکا ایک سب اڈیٹر مراسلہ لیے ہوے فوراً یہاں آئیگا اور اطلاع دیگا کہ ہمارے یہاں یہ تار یا یہ مراسلہ آیا ہے - کیا ہم اسے شائع کرسکتے ہیں ؟ اسکے بعد تار یا مراسلہ احتساب و نقد کے لیے اس طلسم کے اندر مفقود ہو جائیگا -

کام کا هجوم خواه کتنا هي هو اور سوالات کي کثرت چاهے جسقدر بهي هوجاے' مگر بهرحال جواب هميشه جلد' شايسته' اور تلطف آميز پيرايه ميں آئيگا - عموماً ممانعت' گاه گاه ترميم' اور کمتر بجنسه اشاعت کي اجازت ديجاتي هے - اگر شدت کے ساتهه ممانعت مقصود هواي تو جواب ميں " شائع نهونا چاهيے " کها جاتا هے - ورنه اکثر حالتوں ميں معمولي جواب " اسکي تصديق نهيں کيجاسکتي " ممانعت کے ليے کافي سمجها جاتا هے -

اس براعظم (يورپ) ميں پريس ايک قاهرانه و فرمانروايانه طاقت هے - اسي ليے جب کبهي وه متحده طور پر کوئي آواز بلند کرتا هے تو وزارتوں اور حکومتوں تک کو اسکے آگے سر تسليم خم کرديںا پڑتا هے - مگر انگريزي پريس کي گذشته تاريخ اور حريت قلم کو ديکهتے هوے اوسکي موجوده بے بسي نهايت هي دردناک اور تعجب انگيز هے -

موجوده عهد کي هر جنگ ميں خبريں محتسب کي سرخ پنسل کي زير مشق رهي هيں' اور کتنے هي واقعات هيں جن کے چهرے کو " مصلحت جنگ " نے اپني چادر اخفا سے بالکل چهپاديا هے' يا کم از کم اسکے خط و خال کو مسخ کرديا هے - تاهم جس طرح آجکل پريس اصلي حقيقت سے بيخبر هے - يا جسقدر اسے معلوم بهي هوتا هے اسکے اخفا پر مجبور کيا جاتا هے' اسکي نظير تاريخ ميں نهيں ملسکتي -

غالباً موجوده جنگ کي تاريخ کے اندر اصلي خبروں کے جلد سے جلد شائع کرنے اور اخباروں کي اوليت و تقدم اور مراسله نگاروں کي مسابقت و منافست کا کوئي باب نه هوگا' اور دنيا ديکهليگي که اس مرتبه مراسله نگاروں کي فطانت و طباعي کسقدر کند اور معطل رهي هے ؟

اس دفتر کا ايک محتسب اسوقت ايک ايڈيٹر سے کهيں بالاتر طاقت رکهتا هے - جسوقت سے که اخبار ايجاد هوا هے' آجتک کسي شخص نے بهي " سرخ پنسل " کا استعمال اس سے زيادہ قادرانه اور مختارانه نهيں کيا هوگا - اس قدرت و اختيار کا اندازه کيجيے که لندن کے ايک روزانه اخبار مثلاً ٹائمز' ڈيلي ميل' ڈيلي کرانيکل يا ڈيلي نيوز کے پاس ميدان جنگ سے آئي هوئي " گرماگرم " خبر موجود هے - اسکو يقين هے که اگر وه اس خبر کو شائع کرے تو اسکي لاکهوں کاپياں فوراً فروخت هوجائيں' اسکے ساتهه هي اسکي اوليت کي فهرست ميں بهي ايک نيا اضافه هوجاے' با اين همه اس دفتر سے اسے جواب ملتا هے که " يه خبر شائع نه هوني چاهيے " اور اسطرح وه قوت قاهره ' جو وزير اعظم کے هر فيصله کو بهي جرح و سوال کے بغير تسليم کرنے کيليے تيار نهيں هوتي' اس حکم ناطق کے آگے مهر بلب هوجاتي هے' اور اپني اس متاع گرامي کو چاک کرکے ردي کي ٹوکري ميں ڈالديتي هے !

ترجمـــه تفسير کبير اردو

حضرت امام فخر الدين رازي رحمة الله عليه کي تفسير جس درجه کي کتاب هے ' اسکا اندازه ارباب فن هي خوب کرسکتے هيں اگر آج يه تفسير موجود نه هوتي تو صدها مباحث و مطالب عاليه تهے جو همارے معلومات سے بالکل مفقود هوجاتے -

پچهلے دنوں ايک فياض صاحب درد مسلمان نے صرف تکثير کرکے اسکا اردو ترجمه کرايا تها ' ترجمے کے متعلق ايڈيٹر الهلال کي راے هے که " وه نهايت سليس و سهل اور خوش اسلوب و مربوط ترجمه هے "

لکهائي اور چهپائي بهي بهترين درجه کي هے - جلد اول کے کچهه نسخے دفتر الهلال ميں بغرض فروخت موجود هيں پهلے قيمت دو روپيه تهي اب بغرض نفع عام - ايک روپيه ۸ - آنه کردي گئي هے -

درخواستيں : منيجر الهـلال - کلکتـه کے نام هوں

کو اســک

برې طاقت مدں ئئي حيثيت سے يورپ کے اندر دو سلطنتيں سب سے زيادہ قوي تسليم کي جاتي هيں - جرمني اور روس - مگر کيا عجيب بات هے که ان دونوں سلطنتوں کي سپاہ ميں جو فوج سب سے زيادہ بهادر' جري' جانباز' خون آشام' جنگجو' معرکه آرا' سرخيل عسکر' اور راس الجيش سمجهے جاتے هيں " انکے نام خالص اسلامي هيں' اور اس طرح دنيا کے دماغ ميں اسلام کي سطوت ماضي اور جلال و استيلاء گذشته کي ياد هميشه تازه کرتے رهتے هيں -

کسي گذشته نمبر ميں هم لکهه چکے هيں که جرمن سپاہ کے بهترين رساله کا نام " الن " ايک ترکي نژاد کلمه هے - آج هم بتانا چاهتے هيں که جرمني کے حريف سطوت و قوت يعني روسي سپاہ کے ممتاز ترين حصه کا نام بهي ترکي هي کے ايک لفظ کي معرف و مسخ شده شکل هے ' جسکے مٹے هوے خط و خال تهوڑے سے غور و فکر کے بعد پهچان ليے جاتے هيں - " کو اسک " جو اس مقاله کا عنوان هے ' لفظ " قزاق " کي متفرنج شکل هے - يه لفظ يورپ ميں اسوقت روشناس هوا جب آل عثمان کي تيغ بے پناه يورپ کے سر پر هر وقت چمکتي رهتي تهي' اسکي خون آشاميوں سے تمام يورپ لرزاں و ترساں تها' اور رعب و خوف کے استيلاء عام کا يه عالم تها که روس ميں جب بچے اپني ماؤں کو دق کيا کرتے تهے تو وه ڈرانے کيليے اسقدر کهديا کافي سمجهتي تهيں که "ميں ترک کو بلاتي هوں " کيونکه اسکے بعد بچه خواه سوے' يا نه سوے مگر فوراً آنکهيں ضرور بند کرليتا تها !

"قزاق" يا اسکي محرف شکل "کو اسک" ابتدا ميں صرف ان لوگوں کے ليے استعمال کيا جاتا تها جنکو حکومت کي طرف سے چند مخصوص حقوق حاصل هوتے تهے' اور ان کے معاوضه ميں انکا فرض تها که جب کبهي حکومت کو انکي ضرورت پيش آے اور طلب کيے جائيں' تو فوراً حاضر هو جائيں -

يه لوگ اسوقت تک با قاعده سپاهي نه تهے اور نه سپه گري

انکا فن اور پیشہ تھا - لیکن اس وقت بھی "قزاق" یا "کوسک" انہی معنوں میں استعمال کیا گیا تھا جو معنی اس لفظ کے خود ترکی میں ہیں در اصل یہ غارتگروں اور لٹیروں کی ایک جماعت تھی ' جنکو حکومت نے سرزنش و سرکوبی کے بدلے اپنے آیندہ فوائد و منافع کے لحاظ سے مخصوص حقوق و امتیازات عطا کردیے تھے -

لیکن سولھویں صدی کے وسط میں انکی حالت بدلچکی تھی - اب وہ محض قزاقوں کی ایک جماعت نہ تھے جو غیر موقت طور پر شاہی سپاہ میں فوجی خدمت انجام دیا کرتے تھے - بلکہ پیٹر اعظم کے عہد میں (۱۶۷۲ - ۱۷۲۵) میں وہ روسی فوج کی اصلی کائنات با عماد جیش تھے -

یہ وہ وقت نہ تھا جبکہ آج کی طرح سرزمین تاتار رجال تیغ و جنگ کے پیدا کرنے سے عقیم ہوگئی تھی ' بلکہ اسوقت تو اسکا ایک ایک ذرۂ ریگ اپنے اندر سے ایک "خان اعظم" پیدا کرتا تھا جس کی صاعقۂ ہلاکت شمشیر سے تمام روس زیر و زبر رہتا تھا - اسوقت جنوبی روس خوانین تاتار کا ایک دائمی جولانگاہ تھا - تاتاری یلغاروں اور یورشوں سے اسکی سرزمین ہمیشہ موت و ہلاکت کا منظر خونین بنی رہتی تھی اور کوئی روسی اپنے گھر میں پیر پھیلا کر طمانینت و جمعیت کی نیند نہیں سو سکتا تھا

ان تاتاری حملوں کی مدافعت کے لیے جو لوگ بھیجے جاتے تھے وہ یہی "کوساک" تھے - قوموں کے اخلاق و صفات میں (خواہ وہ اچھے ہوں یا برے) طول عمل اور استمرار کا بڑا دخل ہے ممکن ہے کہ ایک قوم اپنی جغرافی اور نسلی حیثیت سے جنگجو اور بہادر نہ ہو ' لیکن اگر وہ دشمن کے نرغے میں ہر وقت گھری رہتی ہے ' اور ہمیشہ اسے تیغ و تفنگ سے کام لینے رہنا پڑتا ہے تو یہی مقاتلت و مجادلت اسے جنگجو ' بہادر ' اور سپاہی بنا دیتی ہے - یہ بالکل ایسا ہی ہے جس طرح ایک قوم جغرافی ' نسلی ' اور روایتی حیثیت سے خالص حکمی و عسکری ہو ' لیکن وہ عرصہ تک فوجی زندگی سے علیحدہ ہو تو اسکی عسکریت و جنگ آرائی بالکل نابود ہو جاتی ہے -

غرض خوانین تاتار کے ساتھ مسلسل و سر پیکار رہنے سے کوساکوں میں جدال و قتال کا ایک عجیب و غریب ملکہ پیدا ہو گیا - اور وہ کہ انکے لیے ایک زمانے میں معرکہ آرائی ایک ہنگامی امر تھا اب ایک عادت مستمرہ و جاریہ ہوگئی -

* * *

کوساکوں کا بیشتر حصہ دریاے نیپر ' دریاے والگا ' اور دریاے ڈین کے سواحل پر آباد ہے - موخرالذکر دریا اور شمال کو ایشیا کے کوساک روسی فوج کے گل سر سبد سمجھے جاتے ہیں - اسی طرح دریاے ڈین کے کوساکوں کی بھی دھوم تمام روسی شاہنشاہی میں مچی ہوئی ہے -

تمام کوساک دس مختلف قلعوں میں منقسم ہیں جنکو وہ اپنی زبان میں "والسکو" کہتے ہیں ان قلعوں کے نام یہ ہیں : ارل ' نئیریک ' ڈان ' کوبان ' استرخان ' نیپرگ ' سائبیریں ' سیمی ولشینکس ' اسودی ' دامور -

ہر والسکو مختلف "اسٹینٹ سا" میں منقسم ہوتا ہے "اسٹینٹ سا" کو ہمارے یہاں کے گاؤں کے قائمقام سمجھیے -

ہر اسٹنٹ سا یا گاؤں میں ایک نمبڈی ہوتی ہے - یہ ایک شیخ القریہ (جسکو وہ اپنی زبان میں "اٹیمن" کہتے ہیں) اور ججوں کو منتخب کرتی ہے جو داخلی معاملات کا فیصلہ کرتے ہیں -

مختلف والسکوس میں حسب اقتضاء حال و ضرورت مختلف قسم کے انتظامات ہیں ' مگر اس امر کا ضرور خیال رکھا جاتا ہے کہ اصول اور معاملات عمومی میں اتحاد و مغائرت کا سررشتہ ہاتھ سے نہ جانے پاے - اسکے لیے ایک مرکزی جماعت ہے جسمیں دسوں والسکو کے مبعوث و وکلاء شریک ہیں - اس مرکزی جماعت کا دفتر سینٹ پیٹرسبرگ کے دفتر جنگ میں ہے -

کوساکوں میں اور بہت سے قدیم آداب و رسوم کی طرح حکومت کے ساتھ ملوکی کی نوعیت قدیم بھی بدستور محفوظ ہے -

اسوقت تک انکے پاس زمینیں معافی کی ہیں جنکا کوئی لگان نہیں دینا پڑتا اور اس معافی کے معاوضہ میں وہ حکومت کی فوجی خدمت دیا کرتے ہیں - انکے لیے فوجی خدمت لازمی ہے - ہر ۱۸ سال کے لڑکے کو فوج میں داخل ہو جانا چاہیے - مدت خدمت ۲۰ سال ہے -

(باقی آیندہ)

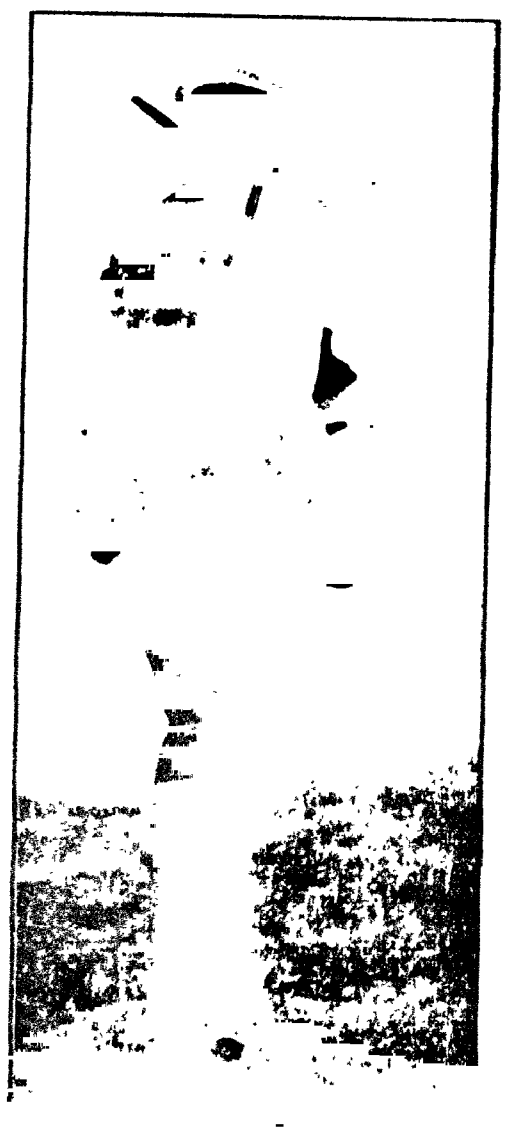

الهـــلال اور پـايـــونيـــر

۲ - نومبر کي اشاعت ميں مندرجه ذيل ايڈيٹنگ ارٹيکل پايونير نے شائع کيا هے :

کـلکتـه ميں پـرو جـرمـنـزم

"الهـــلال ايک هفته وار مصور اخبار هے جو کلکته سے اردو زبان ميں شايع هوتا هے اور اسکو دهلي کا ايک مسلمان ايڈٹ کرتا هے - اسکي اشاعت اس صوبه (صوبه متحده) اور غالبا هندوستان کے اور حصوں ميں بهت هے - آغاز جنگ کے وقت سے اسکي روش ايسي حيرت انگيز طور پر "پرو جرمن" رهي هے که جو لوگ اخبارات پڑهتے رهتے هيں انکے ليے يه امر تعجب انگيز هے که کيونکر گورنمنٹ اب تـک اسکي تحريروں کو برداشت کرتي رهي -

غالبا اسکي وجه يه هے که اس اخبار کي طرف کلکته ميں بهت هي کم يا بالکل توجه نهيں کي جاتي هے کيونکه وه اردو ميں شايع هوتا هے' اور اسميں تو ذرا بهي شک نهيں که يه من جمله ان اسباب کے هے جنکي وجه سے اسکے ايڈيٹر نے اسکے مقام اشاعت کے ليے کلکته کو منتخب کيا هے -

ايک اور سبب يه بهي هوسکتا هے که اسکے سب سے زياده شرارت انگيزانه مضامين کا اسلوب کنايه آميز' مخفي استهزاء' پوشيده تمسخر' اور اشارات سے لبريز هوتا هے ' جنميں سے اکثر کا يه حال هے که جب انکا ترجمه انگريزي ميں کيا جاتا هے تو يا تو انکا اثر عائب هوجاتا هے يا وه اثر کارگر نهيں هوتا ' اور غالباً يه تو هوتا نهيں که بهت سے يورپين عهده دار خود اصل اخبار پڑهتے هوں -

آغاز جنگ کے وقت اس اخبار ميں ايک مضمون نکلا تها جس کا مطلب يه تها که مسلمانوں کو نقصان پهنچانے ميں اٹلي کو انگلستان سے جو اعانت ملي هے ' اسکے شکريه ميں وه اسوقت ناطرفدار هے -

جس زمانه ميں که جرمن پيرس کي طرف پيشقدمي کررهے تهے' اس تمام مدت ميں جرمن پيشقدمي کي مقاومت پر مداق کا سيلاب بهايا جا رها تها ' اور سقوط پيرس ايک قطعي يقين کي حيثيت سے پيش کيا جاتا تها -

اسکا ايڈيٹر جو قران کے اقتباس کرنے کا بڑا شائق هے' اسنے قران کي وه مشهور آيت اقتباس کي تهي' جسميں مکڑي کے جالے کے کمزور هونے کا ذکر هے -

جونهي يه نظر آيا که جرمن پيرس کا محاصره نهيں کرنے والے هيں تو اس واقعه کو ايک پاليسي اور مصلحت قرار دينے کيليے هر قسم کے رجوه پيش کيے گئے' اور جب انکي واپسي نے تيز رفتار هوگئي تو اس واقعه پر زور ديا گيا که وه انسک پيرس سے بالکل قريب هيں - ايمدن کي کاميابيوں سے ايک وسيع سرمايه بيدار کيا گيا اور آسٹريا کي هزيمتوں کا ذکر نهيں کيا گيا ' مگر جب کبهي روس کي فتوحات کا بالکل انکار نهيں کيا گيا تو برابر اسکا مداق اڑايا گيا اور اسے کم کرکے دکهايا گيا

انگريزي بحري فتوحات کا کوئي ذکر نهيں کيا گيا اور تصويريں شائع کي گئيں جنکا کهلا هوا مقصد پبلک کے دل پر اس خيال کا نقش کرنا تها که جرمني بڑا بهت بڑا اور طاقتور هے - کبهي کسي ايسے امر کي طرف اشاره نهيں کيا گيا جو ذرا بهي جرمني کے خلاف تها -

۷ - اکتوبر کي اشاعت کے بعد يه اخبار ۱۵ دن تک نهيں نکلا اور بهت سے لوگ يه سمجهنے لگے که وه بند کرديا گيا هے - خصوصاً اسليے که اسي اشاعت ميں جنگ کي خبريں بغير معمولي تنقيد کے شائع کي گئي تهيں - تاهم اب ۱۲ - اکتوبر کو اسکا قبل نمبر مخصوص تشريح کے نکلا هے که کمپوزيٹروں کي استرائک اسکي ۱۴ کي اشاعت کے شائع هونے سے مانع هوئي - اس نمبر ميں انڈيمر جرمني کي تعريف اور انگريزوں کي تحقير و استهزاء ميں پهلے سے بهي بهت آگے بڑهگيا - بلجيم کے ساتهه ايڈيٹر کي روش کا فيصله بلجين سپاهيوں کي ايک تصوير سے هو سکتا هے جو چند درختوں کے نيچے آرام کر رهے هيں اور جسکے نيچے يه الفاظ هيں " يه آرام کي آخري ساعتيں هيں جو ان بد قسمتوں کو نصيب هوئيں " اس کے بعد قران کا اقتباس هے : " يه خدا نهيں جو انکے ساتهه برائي کرتا هے بلکه وه خود اپنے ساتهه برائي کرتے هيں "

ايک طويل ايڈيٹوريل مضمون ميں موجوده جنگ کے متعلق يه فقرے هيں :

"موجوده جنگ کي تاريخ ميں انٹورپ کے قلعوں کو يه تاريخي امتياز حاصل هے که مليٹري سائنس (فن جنگ) نے انکے بد قسمت انجام کي طرح انکا ساتهه نهيں چهوڑ ديا هے' اور بظاهر اسوقت تک ان کے استحکامات ميں ليڑ اور نامور کي طرح کوئي عيب يا خامي نهيں نکالي گئي هے - اگرچه وه فتح هوگئے هيں مگر انکي طاقت اور پناه بخشي کے حقائق هنوز غير مفتوح هيں - اور غير منقطع طور پر انکے عيوب اور نقائص کا راگ گانے کے بدلے حمله آور کي طاقت کا اعتراف کيا گيا هے اور سب سے پهلي مرتبه صداقت اور حقيقت کے ساتهه مهربان توجه کي گئي هے - الحمد لله که جو قوت نقد پهلے بد قسمت مفتوح قلعوں کے عيوب نکالنے ميں صرف کي جاتي تهي' اب اس کا ايک حصه جرمن کے عجيب و غريب توپخانوں کے انکشاف ميں استعمال کيا گيا هے اور يه تحقيق کيا گيا هے که يه نتائج عجيبه جرمني کي وجه سے نهيں بلکه اسکي قلعه پاش توپوں کي وجه سے هيں جنکا قطر ۳۷ سينٹيميٹر کا هے اور جو ۳۰ من کے گولے پهينکتي هيں (يهاں پر ايک فارسي اقتباس هے : هم کو گهانس کے اس کمزور پتي سے ايسي اميد نه تهي) نه اعلان کيا گيا هے که انگريزي مدد انٹورپ کو بهيجي گئي جو گئي اور اس نے اميدکي خوشي ميں باشندوں کو در شبيں گزارنے ديں -

انکي آمد کا استقبال جوش و خروش کے ساتهه کيا گيا ' اور گرجوں ميں حمد و شکر کے ترانے گائے گئے - تاهم اس قيمتي اعانت نے بدبخت بلجيم کو کوئي فائده نه بخشا' اور مختلف مخالف حوادث کي وجه سے انگريزي بهادري کو ان فوجي مناقب اور عسکري فضائل کي نمايش کا موقع نهيں ملا جو بارها فرانس کے ميدانوں ميں ظاهر هوئي هيں - تاهم انهوں نے نهايت دانشمندي کے ساتهه اپنے بيشتر حصه کو تباهي سے بچاليا اور انٹورپ سے بهاگنے والوں کے همراه اوسٹيند اور هوالينڈ آگئے "

اس ايڈيٹوريل کے آخر ميں نقائج جنگ کا حسب ذيل خلاصه نکالا گيا هے :

جرمني کے قبضه ميں تمام بلجيم هے اور اس نے اپنے داهنے بازو کو پيرس کي سرحدوں تک پهيلا ديا هے - تمام بلجيم اور فرانس کي پوري سرحد دشمن سے پاک هوگئي هے ' اور انهوں نے اپنے خطوط مدافعت اور فوجي مراکز بغير خلل اندازي کے مقرر کر ليے هيں - انهوں نے حسب دلخواه وسيع خندقيں ايسے وقت ميں تيار کر لي هيں جبکه دشمن کي ايک گولي نے بهي انهيں بار رکهنے کے ليے مداخلت نه کي اور جب جرمني وه سب کچهه کر چکے جو کرنا چاهئے تهے' تو انکي آگے بڑهي هوئي فوج باقاعده پيچهے هٹي اور ايک مضبوط مقام پر آ کے ٹهر گئي -

اگر ان خيالات اور غلط فهميوں کا ايک عشر بهي صحيح تسليم کرليا جاے جو جرمني کي طاقت ' اسکے اسلحه ' اسکے سار و سامان' اسکے طريق حمله و اقدام ' اسکے انتظامات ' اور هر قسم کي رسد رساني کے متعلق مشهور کي گئي هيں' تو انکي وجه سے ميدان جنگ کے واقعات کا قطعي انکار کرنا پڑتا -

اب اصلی واقعه دن کي روشني کي طرح ظاهر هے - یعنی یه که جرمني کي طاقت اور سامان کے متعلق یہلے دنیا کے پاس جو اطلاعات سالہا سال سے تھے' وہ آج بھی ویسے ہی صحیح ہیں جیسے کہ آغاز جنگ سے یہلے تھے - جرمني کے قبضہ میں تمام بلجیم ہے اور وہ پیرس تک بڑھ آئی ہے - وہ روس میں روسیوں سے لڑ رہی ہے اور اسکے حدود کے اندر میلوں بڑھگئی ہے' اسکی افریقہ کی نو آبادیاں ابھی تک پوری طرح مفتوح نہیں ہوئی ہیں' اور جاپان کی مشہور بحري طاقت دو ماہ میں بھي " کیا چوا " کو نہیں لیسکی ہے - دوسری طرف جرمن قلمرو کی ایک انچ زمین بھی دشمن کے ہاتھہ میں نہیں ہے - نتیجہ یہ ہے کہ جرمنی کے حریفوں کے ملک تو جنگ کی وجہ سے زیر و زبر ہوگئے ہیں جیسا کہ بلجیم ' فرانس ' اور روس کے ایک حصہ کی حالت ہے' مگر خود اسکے یہاں کوئی جنگ نہیں اور اس طرح اس کا داخلی اطمینان اور اندروني امن تجارت اور اقتصادي حالت بالکل بدستور سابق ہے - وہ اپنے کارخانوں کو فوجي سامان کی تیاری کے لیے استعمال کر رہے ہیں - وہ توپیں ڈھال رہے ہیں ' اور ایک وقت میں سو زیر آب کشتیاں تیار کر رہے ہیں -

اس مقابلہ سے جنگ کے موجودہ نتائج بالکل واضح ہوجاتے ہیں - اوسٹینڈ اور اینٹورپ کی تسخیر سے جرمني کا پوزیشن قوی اور وزنی ہوگیا ہے اور جو طاقت دوسری طرف سمندر میں اسکے مقابلہ میں ہے اس نے اپنا راستہ بند کر دیا ہے -

بظاہر جرمنی کا نصف کام پورا ہو چکا - وہ بلجیم اور ساحل کی طرف پریشانی سے آزاد ہے اور آئندہ نئی پیشقدمی کریگی - اس نے دریاے شیلڈت میں سرنگیں بچھادی ہیں اور اب اپنے اثر کا پورا زور انگلش چینل پر لگائیگی "

ان سطروں کے لکھنے والے کا کھلا ہوا مقصد یہ ہے کہ وہ اپنے ہم مذہبوں کو یہ یقین دلانا چاہتا ہے کہ جرمنی غیر مغلوب ہے اور انگریزي شاہنشاہی کي طاقت اسکے حملوں کا مقابلہ نہیں کرسکتي -

ایک اور مقام پر سقوط اینٹورپ کی تشریح میں انگریزوں کے ساتھہ اس اخبار کی روش اور صاف طور پر ظاہر ہوئی ہے - دیل نے دو مختصر فقرے اس معاندانہ روح کے ظاہر کرنے کے لیے کافی ہیں جو لکھنے والے کے اندر کام کر رہي ہے :

" ایک جرمن سرکاري اطلاعنامہ بیان کرتا ہے کہ جرمن فوج نے اینٹورپ میں داخل ہونے سے یہلے انگریزي اور بیلجین فوج نے شہر خالي کردیا تھا - شروع سے انگریزی فوج نے اپنی حفاظت میں جس دانشمندي کا اظہار کیا ہے اس نے اس امر کو نا گزیر قرار دیا کہ فرار کي حفاظت و سلامتي کو جنگ کے ناعاقبت اندیشانہ خیال پر ترجیح دینا چاہیے "

انگریزي نقصانات کي طرف اشارہ کرتے ہوے لکھتا ہے :

" مرڈننگ پوسٹ " کا بیان ہے کہ اینٹورپ میں زخمیوں کي تعداد ۲۰۰ ہے اور یہ کہ لوگ بڑي توپوں کے نہ پہنچنے پر افسوس کرتے تھے - بھاري توپیں بھی دیر میں پہنچیں اور نصب نہ کي جاسکیں - تاہم انگریزي فوج کے نقصانات بہت ہی بیان کیے جاتے ہیں مگر - یہ تمامتر صرف توپوں کے اتفاقی بڑے انتظام ہي کے نتائج ہیں - ورنہ ایسي عاقبت اندیش اور دانشمند فوج جس نے ہمیشہ مراجعت کو جنگ پر ترجیح دي ہو یقینا محفوظ رہی "

آخري الفاظ کي تشریح فضول ہے - ہم محفوظ طور پر یہ کہسکتے ہیں کہ ایک ایسے وقت میں جیسا کہ یہ ہے ' جو گورنمنٹ ایک انگریزي رعیت کو انگریزي سپاہیوں اور ملاحوں کے متعلق اس قسم کے بد اندیشانہ اشارات شایع کرنے دیتي ہے - وہ تسامح کي بہت ہی غیر جرمن روح رکھنے کی مدعی ہو سکتي ہے -

الهلال

۲۲ ذوالحجه ۱۳۳۲ هجري

هندوستان اور پرو جرمنزم !

و اذا خلوا عضوا علیکم الانامل من الغیظ ، قل موتوا بغیظکم ، ان الله علیم بذات الصدور - ان تمسسکم حسنة تسؤهم ، و ان تصبکم سئیه یفرحوا بها ، وان تصبروا و تتقوا لا یضرکم کیدهم شئیا - ان الله بما یعملون محیط !
(۳ : ۱۱۹)

حسد نهمت آزادي سرودم بگداخت
کین مرادیست که بر تهمت آن هم حسدست !

ابھی چند دنوں کی بات ہے کہ پایونیر الہ آباد کے صفحوں پر گورنمنٹ کو راے دي گئی تھي کہ وہ نہ تو هندوستانی آبادي کي وفاداري پر اعتماد کرے اور نہ هندوستانی فوج کی شجاعت پر - کیونکہ اسکے عقیدے میں پہلی چیز صرف ایک درجن وقت شناس آدمیوں کی مصنوعی اور سازشی کارستانی ہے ' اور دوسري شے کا اگر کوئی وجود ہوتا تو انگریزي حکومت هندوستان میں نہ ہوتي !

ایسی رائیں ہمیشہ دي گئی ہیں' اور بدقسمتی سے هندوستان میں گورنمنٹ اور رعایا کے مسئلہ کا تصفیہ اسقدر مشکل نہیں ہے جسقدر اینگلو انڈین جماعت اور پبلک کا سوال ہمیشہ سے لاینحل رہا ہے - تاہم اسکي توقع تو ہم میں سے کسی شخص کو بھی نہ تھي کہ عین اُس وقت جبکہ هندوستاني " وفاداري " کي جنس سب سے زیادہ قیمتی ہوگئی' وہی لوگ اسکے وجود سے انکار کرینگے جنکو سب سے زیادہ اسکي ضرورت ہے : یخربون بیوتهم بایدیهم !

با ایں همه انکار کیا گیا ' اور اعتماد اور صفائي کے قلعہ پر جبکہ وہ سب کے خیال میں مستحکم تھا ' شک اور شرارت کي پہلي گولی چلائی گئی - شرارت کا پہلا قدم خواہ میدان جنگ کي طرف اٹھایا جاے یا کاغذ کے صفحوں پر' مگر بہرحال شرارت ہے - بدي کي نسل کا رشتہ خون سے نہیں بلکہ عمل سے ہے اور نقاب پیدایش میں لکھا ہے کہ برائي کا گھرانا جہاں کہیں بھی آباد ہو' آنے والے عدن ہی کي پہلی برائی کي نسل سمجھنا چاہیے - پس فساد کا یہ پہلا قدم جو ہمارے سامنے نمایاں ہوا ' اگرچہ اپنے خون کے رشتے میں بالکل بے تعلق ہو' لیکن اخلاق کے رشتے سے اسي " جرمن اخلاق " کي ایک چھوٹي قسم کی نسل تھی ' جسکي اصلیت ہمیں یقین دلایا گیا ہے کہ سفیدۂ امن پر خون کا پہلا چھینٹا اسی کے گھرانے سے اچھل کر پڑا' اور اُسنے تمام یورپ کو رنگین کردیا !

یہ ایک حقیقي "جرمنزم" ہے جو برلن کی طرح الہ آباد میں بھی موجود ہے ' اور جو هندوستان کے امن اور اعتماد کو بالکل اسی طرح چیلنج دیتا ہے جس طرح برلن کا جسکي اخلاق یورپ کے امن کو - البتہ پہلے کا دائرۂ عمل اتنا وسیع ہے کہ دنیا کے دو صد سالہ تمدن کو برباد کر رہا ہے ' لیکن دوسرا صرف ہر اعظم هند کے

صرف پنجاہ سالہ اعتماد و امن کی عارضگي پر قانع ہے' اور کہتا ہے کہ جرمن اولولعزميوں کي بھوک کيليے ہندوستان ميں اتني غذا بھي بس کرتي ہے !

ليکن اس عہد عجائب کي عجيب عجيب باتوں ميں سے ايک تعجب انگيز واقعہ يہ بھي ہے کہ جرمن اخلاق کے اس ہندوستاني مرکز کو حال ميں ايک دوسرے " جرمنزم " کي بھي خبر ملي ہے جو اسکے خيال کے مطابق کلکتہ ميں موجود ہے' اور ۲ - نومبر کے ليڈنگ آرٹيکل ميں اسپر روشني ڈالي گئي ہے - اس مضمون کي سب سے زيادہ سنجيدہ ظرافت يہ ہے کہ اسميں اول سے ليکر آخر تک " جرمنزم " کا ذکر اسطرح غيرونکي طرح کيا گيا ہے گويا مفسدانہ اقدام کي اس خوفناک نسل سے خود اسکا کوئي رشتہ نہيں ' اور وہ بالکل ايک اجنبي اور غير آدمي کي طرح " جرمنزم " کا لفظ زبان سے نکال رہا ہے ! اور پھر اس سے بھي بڑھکر لطيفہ يہ ہے کہ اپنے اس صريح مذاح پر پورے مضمون ميں کہيں بھي نہيں مسکراتا !

(پايونير اور الهلال)

ہمارا اشارہ " پايونير " کے اس ليڈنگ ارٹيکل کي طرف ہے جو ۲ - نومبر کي اشاعت ميں نکلا ہے' اور جسکا عنوان " پرو جرمنزم کلکتہ ميں " ہے - يہ مضمون غير معمولي انتظام اور مخصوص کوشش کے ساتھہ ترتيب ديا گيا ہے' اور " الهلال " کي روش کو جنگ يورپ کے متعلق " پروجرمن " قرار دينے کيليے وہ پوري قوت صرف کردي ہے ' جو تمام ہندوستان کو بغاوت آباد اور تمام ہندوستاني فوج کو نامعلوم باغيانہ جرائيم سے آلودہ ثابت کرنے ميں پہلے صرف کي گئي تھي - جو بے باک شرارت ہندوستان کے تين سو ملين انسانوں پر سب سے زيادہ نازک اور سب سے زيادہ مخدوش عہد ميں حملہ کرسکتي ہے ' اسکي نسبت يہ خيال کرنا محض فضول ہوگا کہ ہندوستان کے ايک فرد پر حملہ کرنے کيليے اس نے اپنے اسلحہ کو کيوں حرکت دي ؟ اگر ايسا خيال کيا جاے تو يہ بالکل ايسي بات ہوگي ' جيسے لورين کا کوئي مسکين پروفيسر اپني خانہ ويراني کي شکايت ليکر " قيصر " کے پاس جاے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ قيصر تمام يورپ کے امن کو غارت کر رہا ہے !

پس نہ تو اس حملہ آورانہ اقدام ميں ہمارے ليے کوئي تعجب ہے اور نہ ہي وہ چنداں لائق التفات ہے - ہم نے آجتک الهلال کي تحريک دينے کے بڑے بڑے محالفانہ عزم اور معاندانہ سعي کے ساتھہ جس غير منقطع بے اعتنائي کا سلوک کيا ہے ' کوئي خاص وجہ نہ تھي کہ اس سے " پايونير " کے اوراق کو بلند تر جگہ دي جاتي اور الهلال کے مضمون پر اسکا تذکرہ کيا جاتا - ليکن چونکہ اس مضمون ميں تعاند و ادعا کے ساتھہ واقعات و استشہاد سے بھي کام ليے کي ايک ظاہر فريب کوشش کي گئي ہے ' اور غلط بياني و کذب سرالي کو بظاہر دمہ دارانہ ادعا کے ساتھہ ترکيب ديا گيا ہے ' اسليے ہم مجبور ہيں کہ آج اپنے چند صفحات کيليے تھوڑي سي بے رحمي گوارا کريں' اور صرف اس حد تک جواب ديديں جس حد تک اظہار حقيقت کيليے ناگزير ہے - ليکن ساتھہ ہي اس حملہ کے مقصد اور آثار کے بارے ميں بالکل خاموش رہيں -

(تصنيف و مصنف)

سب سے پہلا سوال جو اس مضمون کے سلسلے ميں سامنے آتا ہے وہ اسکے معتني مصنف کي شخصيت کا سوال ہے -

اگر ہمارے ليے اوس سے دلچسپي پيدا ہو جانے کے وجوہ موجود ہوں تو ہم اسے پايونير کے ايڈيٹوريل آفس ہي ميں تلاش کريں يا کسي اس سے بلند تر مقام ميں ' اور کيا اس مضمون کو موجودہ وقت نے طيار کيا ہے' يا کسي گذشتہ وقت کے انتقام نے جسکے ليے يہ وقت سب سے زيادہ موزوں ہے ؟

يہ سوال نہايت دلچسپ تھا ليکن ہم بمصلحت اسے نظر انداز کرديںگے اسليکہ اسکا حل موجودہ حالات ميں نہيں ملسکتا - اسکے ليے ضروري ہوگا کہ ايک سال پيشتر کے بعض پرشور واقعات کي تاريخ کو جو صوبجات متحدہ ميں ظاہر ہوکر تمام مسلمانان ہند سے متعلق ہوے سامنے لايا جاے - مگر ہم ايسا نہيں کرينگے - کيونکہ انسان کے جذبات رديہ کا تذکرہ کوئي خوش آيند بيان نہيں ہے جسے زيادہ نمايان کيا جاے ' اور کينہ و انتقام کے چہرے کو حسين نہيں سمجھا جاسکتا جسکے چہرے پر نقاب کا رہنا ہمارے اندر ولولہ پيدا کرے !

(الحق يعلو ولا يعلى)

مضمون نگار کو اسپر بہت ہي اذيت بخش تعجب ہے کہ جنگ يورپ پر تين ماہ سے زيادہ مدت گذر چکي ہے اور اس تمام عرصے ميں الهلال کي روش برابر " پرو جرمن رہي - با ايں ہمہ ابتک اسپر کوئي مصيبت نہيں آئي ہے - درميان ميں ايک موقعہ ايسا يقين کرکے خوش ہونے کا اسے ہاتھہ آيا بھي تو اس کي عمر ايک ہفتہ سے زيادہ ثابت نہ ہوئي اور الهلال پھر بدستور شائع ہوگيا - چنانچہ وہ اپني حالت کو کسي مجہول الحال جماعت کي طرف منسوب کرکے لکھتا ہے :

" آغاز جنگ سے الهلال کي روش ايسے حيرت انگيز طور پر پرو جرمن رہي ہے کہ جو لوگ اخبارات پڑھتے رہتے ہيں ' انکے ليے يہ امر تعجب انگيز ہے کہ اب تک گورنمنٹ اسکي تحريروں کو کس طرح برداشت کرتي رہي ہے "

ہم مضمون نگار کي اس راست بياني کے شکر گذار ہيں کہ کم از کم اس نے اپنے مضمون کي ابتدا ايک سچي بات سے کي' گو اسے سچ پر ختم نہ کر سکا - يہ بالکل سچ ہے کہ اسکے ليے اور اسکے ہم مشرب اشخاص کيليے دنيا ميں اس سے بڑھکر کوئي عجيب بات نہيں ہو سکتي کہ ہندوستان ميں ايک ہندوستاني قلم و زبان بغير کسي مصيبت کو جلد نہ دبکے ہوے اپنے بے لاگ کاموں ميں مشغول رہے' اور جس طرح آزادي کے ساتھہ اينگلو انڈين اخبارات شائع ہوتے رہتے ہيں اسي طرح تين ماہ تک ايک ہندوستاني رسالہ بھي شائع ہوتا رہے - بلکہ في الحقيقت تين ماہ کي مدت بھي بہت ہے - اور وہ کہتا کہ اسکے خيال ميں امن اور بے فکري کي ايک سانس بھي الهلال کے ليے تعجب انگيز ہے' تو جو دماغ اسے ملا ہے اور جن جذبات سے وہ چھلک گيا ہے ' انکے لحاظ سے ايسا سمجھنا بالکل درست ہوتا

بلا شبہ يہ تعجب انگيز ہے - مگر اسليے نہيں کہ جرم کو مہلت ملني ہے' کيونکہ جرم کو تو بہر حال مہلت نہيں ملني چاہيے - البتہ اسليے کہ بدقسمتي سے کچھہ لوگ ايسے موجود ہيں جنکے خيال ميں وجود و قيام ہي جرم ہے' اور نيز اسليے کہ راستي کيليے مہلت نہيں -

اور اسليے بھي نہيں کہ ہندوستان ميں برٹش گورنمنٹ قائم ہے اور وہ تمام گورنمنٹوں کي طرح عدالت کي عمارتيں رکھتي اور سزاؤں کيليے پينل کوڈ ہے ' کيونکہ وہ ايک کانسي ٹيوشنل گورنمنٹ ہے اور ابتک ہمارا يہ يقين غير مجروح ہے کہ اسے قانون اور حق سے کبھي بھي انکار نہ ہوا' مگر اسليے کہ بد بختانہ ملک ميں ايسے معزز اور صرف " طاقت " اور " حکومت " کو اصل کا الدہ سمجھنے والے لوگ موجود ہيں جو بسا اوقات خود ہي اپنے قوانين

سب سے بڑے دشمن ہوجاتے ہیں ' اور ہندوستان کی قانونی حکومت کی برکتوں میں اسکی اصلی آبادی کا کوئی حصہ تسلیم نہیں کرتے - انکے نزدیک دنیا کی کار فرما طاقت غضب اور غصہ ہے نہ کہ محبت اور انصاف ' اور حق و راستی کی حقیقت خود حق و راستی میں نہیں ہے جیسا کہ دنیا نے ہمیشہ سمجھا ' بلکہ جماعت کے نسلی و قومی امتیاز یا حاکم و محکومی کی تفریق میں جیسا کہ انہوں نے اپنا دستور العمل قرار دیا :

ولهم اعمال من دون ذالك هم لها عاملون !

افسوس کہ وہ مسیح کے قول کی یکسر تغلیط و تکفیر میں جو کہتا ہے کہ " تو دوسروں کے ساتھہ وہی کر' جو تو چاہتا ہے کہ وہ تیرے ساتھہ کریں" (متی ۷ : ۱۲)

اس گروہ کے بے پردہ نظارے کیلیے سب سے زیادہ مکمل منظر یہی مضمون ہے جو جنگ یورپ کے متعلق ہر اس بیان اور رائے کو " جرمنزم " کا خطرناک جرم سمجھتا ہے ' جو خود اسکے لیے اور ہر انگریز اخبار نویس کیلیے بالکل بے خطر بلکہ ایک قابل ستایش " سلافی عبادت " ہے ! فانظر کیف ضربوا لك الامثال فضلوا ' فلا یستطیعون سبیلا !

با ایں ہمہ ہم ایسے تعجب کرنے والوں کو بتلا سکتے ہیں کہ وہ اپنے تئیں تعجب اور تحیر کی کرب و شدائد میں بے فائدہ ہلاک نہ کریں' اور اپنے دماغ کو تسلی دیں کہ دنیا میں کبھی کبھی تعجب انگیز اور خلاف توقع واقعات بھی ہوا کرتے ہیں' اور انسان کو صرف اپنی آرزوں ہی کا عاصی نہ رہنا چاہیے - وہ خدا جو سچ کو درست رکھتا اور راست بازوں کا ہمیشہ سے حامی ہے' اور جسکی محیط و لا زوال طاقتوں کا اعتراف اب اُن مہذب انسانوں کو بھی غالباً گوارا ہوگیا ہوگا جنکی سادہ پرستی کے گھمنڈ کو موجودہ جنگ کے انقلاب انگیز ظہور نے شکست دی ہے' یقیناً اسکی بھی طاقت رکھتا ہے کہ جب تک وہ چاہے اور ضرورت دیکھے ' اپنی راست بازی کو انسانی ادعا و عزائم کی لائی ہوئی مصیبتوں سے بے پروا رکھے - اس نے اپنی اس طاقت کے بڑے اور چھوٹے ہر طرح کے مظاہر دکھلائے ہیں' اور الحمد للہ کہ ہم ایسا اعتقاد رکھنے کی سب سے زیادہ قوی فطرۃ اپنے اندر رکھتے ہیں' کیونکہ ہمیں تعلیم دی گئی ہے کہ :

ما یفتح اللہ للناس من	جس رحمت کا دروازہ خدا اپنے بندوں
رحمۃ فلا ممسک لها '	پر کھولدے ' اسے کوئی بند نہیں
و مایمسک فلا مرسل له	کرسکتا ' اور اگر وہ بند کردے تو کوئی
من بعده ' و هو العزیز	نہیں جو اُسے کھول سکے - وہ سب سے
الحکیم (۳۵ : ۲)	زیادہ طاقتور ہے ' اور اسکے کام حکمت
	سے خالی نہیں !

(الهـــلال کا طلسم)

اسکے بعد ہوشیار مضمون نگار نے ساری کوشش اس میں صرف کی ہے کہ الہلال کے مسئلہ کو گورنمنٹ کے لیے ایک " پر اسرار طلسم " ثابت کرے جسکے چاروں طرف کنایہ آمیز اسلوب ' معنی استہزاء ' اور پوشیدہ اشارات کی آہنی دیواریں کھڑی کردی گئی ہیں' اور جن کو آج تک گورنمنٹ آف انڈیا اور گورنمنٹ بنگال کے آمودہ اسلحۂ احتساب و نگرانی مسخر نہ کرسکے' مگر انکو فتح کرنے کی تاریخی عظمت سب سے پہلے " پایونیر اعظم " کے افتتاحیہ نگار قلم کو حاصل ہوئی ہے !

مار ! ازیں گیاہ ضعیف ایں گماں نبود !

فی الحقیقت یہ معاملہ نہایت عجیب ہے ' اور اس شاندار بزدلی کو جس کی ہمارے سامنے اس بے فکری نے ساتھہ نمائش کی گئی ہے ' اگر غارت نہ کیا جاے تو ایک عمدہ فتحیابی کی کہانی موجودہ جنگ کے ضمن میں باقی رہجالیگی - بلجیم کے قلعوں کے استحکام پر تمام دنیا کو اعتماد تھا اور خود شاہ بلجیم انٹورپ کی مضبوطی پر اس قدر مطمئن تھا کہ اس نے دشمن کو ایک طرح کا چیلنج دیدیا تھا - با ایں ہمہ فن جنگ کی جدید ترین ایجادات اسقدر خوفناک ہیں کہ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد انہیں مجبور ہوجانا پڑا ' اور آخر تک مقاومت نہ کرسکے -

جس عہد تسخیر و سقوط میں یہ حال اُن استحکامات کا ہو جنھیں اپنی نسبت ادعا تھا ' تو یہ بالکل ظاہر ہے کہ الہلال کے مزعومہ " طلسم " کے متعلق کیا امید کی جاسکتی تھی جس نے آجتک اپنے استحکامات کے متعلق کوئی دعوا نہیں کیا ' اور جو ابتدا سے بالکل " اوپن پورٹ " ہے ؟ باوجود اس اختلاف حالت کے وہ کامل دس ماہ تک مسخر نہ ہوسکا - اگر فی الحقیقت ایسا ہی ہو تو یہ دلا شدہ بڑی ہی عجیب بات ہے' اور فاتح اور مفتوح دونوں کو اسکے مخر و ناز میں مساویانہ حصہ دینا چاہیے !

لیکن ہم نہیں سمجھتے کہ قلم کا یہ مدعی فاتح اپنی فتوحات کو کیونکر قائم رکھہ سکیگا جبکہ دنیا کو معلوم ہوگا کہ الہـــلال کے جس پر اسرار " پرو جرمنزم " کے افشاء کا اسے دعوا ہے' وہ کبھی بھی راز نہ تھا - اور اگر راز تھا تو ایک ایسا عجیب راز جسکے ایک ایک گوشے اور ایک ایک چپے کے متعلق گورنمنٹ کے تمام صیغہ ہاے احتساب اپنے گھر کی طرح واقفیت رکھتے ہیں' اور زیادہ سے زیادہ خرچ و اہتمام کے ساتھہ ایک سرکاری انتظام جو انڈیا میں ہو سکتا ہے' اسکے لیے کیا جاچکا ہے !

(مقام اشاعت)

الهـــلال کے مقام اشاعت کو بھی مضمون نگار ایک پیشتر سے قرار دی ہوئی تدبیر قرار دیتا ہے' اور اسطرح گویا اپنی اس حسرت کو ضبط نہیں کرسکا ہے کہ کاش الہلال "الہ آباد" یا "نینی تال" سے شائع ہوتا ! لیجعل اللہ ذالك حسرة فی قلوبهم ! لیکن ہم نہیں سمجھتے کہ دو چیزوں میں سے کسی ایک بہتر چیز کا انتخاب کیوں جرم سمجھا جاے ؟ ہم بغیر کسی تامل کے اعتراف کرنے کیلیے طیار ہیں کہ الحمد للہ' ہمارا قیام ابتدا سے کلکتہ میں رہا' اور اسلیے ہم نے کلکتہ ہی سے الهـــلال جاری کیا - پنجاب اور " مشہور" یو پی کی سرزمین کی جگہ ہم ایک ایسی گورنمنٹ کے زیر حکومت رہنے کیلیے یقیناً قدرتی اسباب کے ممنون ہیں جو ہندوستان بھر میں سب سے زیادہ آزادی پسند' قانون درست' عاقبت اندیش' اور مرضی خطروں سے زیادہ مخوف رہنے والی نہیں ہے ' اور ہم سمجھتے ہیں وہ غالباً گورنمنٹ بنگال کے متعلق ایسی ہی راے رکھتا پایونیر کے نزدیک بھی " پرو جرمنزم " کے اعمال میں داخل ہوگا !

ہمارا ایسا یقین واقعات پر مبنی ہے اور اسکے لیے بہت ہی قریبی مثال ہم نے یاد رکھی ہے - ہم خوش ہیں کہ ہمارا موجودہ وطن بنگال ہے جہاں " لشکر پور " کی مساجد کا واقعہ پیش آیا' نہ کہ صوبجات متحدہ جو مسجد " کانپور" کے افسوسناک حادثہ کیلیے ہمیشہ یادگار رہیگا - ہزلکسلنسی لارڈ کارمائیکل کی گورنمنٹ کے سامنے " لشکر پور " کا معاملہ ٹھیک ٹھیک اسی طرح پیش آیا تھا جسطرح ہز آنر سر جیمس مسٹن کی گورنمنٹ کے سامنے مچھلی بازار کانپور کا واقعہ ' لیکن صرف اسی ایک واقعہ سے دونوں گورنمنٹوں کے اصول حکومت کا فرق سمجھا جا سکتا ہے کہ جبکہ مسلمانان کانپور کی حادثہ سے پہلے تمام کوششیں بیکار ثابت ہوئیں تو کلکتہ کے مسلمانوں کی صرف ایک عرضداشت پر اسکا دانشمند حاکم آمادہ کار ہوگیا ' اور اس نے بہ نفس خود موقعہ پر پہونچکر تمام خطروں اور خدشوں سے لشکر پور کی سرزمین پاک دیدی :

یزید سلیم و الا تر ابن حاتم !

(ادعا و ثبوت)

اسکے بعد مضمون نگار نے الہلال کی کسی گذشتہ اشاعت کا حوالہ دیا ہے جسمیں بقول اسکے ظاہر کیا گیا تھا کہ " اٹلی کی ناطرفداری اس کارروائی کا بدلہ ہے جو انگلستان نے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لیے کی تھی "

ہمارے سامنے الہلال کی فائل موجود ہے - ہمیں یہ جملہ کہیں نہیں ملتا کہ " انگلستان نے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لیے جو کارروائی کی تھی " البتہ یہ بالکل سچ ہے کہ ہم نے اٹلی کی غیر طرفداری کے اسباب پر بحث کی تھی' اور ہر شخص کے لیے آغاز جنگ کے وقت یہ ایک قدرتی سوال تھا کہ با وجود جرمنی اور اسٹریا سے متحد ہونے کے اٹلی نے کیوں اس موقعہ پر علحدگی اختیار کی ؟ بلا شبہ اسکے جواب میں ہم نے لکھا تھا کہ اسکا بڑا سبب وہ واقعات ہیں جو جنگ طرابلس کے وقت پیش آے - لیکن اگر ایسا لکھنا " جرمنیت " ہے تو ہم نہیں سمجھتے کہ " پایونیر" اس وقت کیا کہیگا جب اُسے معلوم ہوگا کہ اس جرم کا اصلی سر چشمہ ایک انگریز مصنف مسٹر فرنسیس میکالا ہے جسنے اپنی کتاب " انٹلیز وار " کے تیسرے باب صفحہ (۲۸) میں حرف بحرف یہی لکھا ہے' اور الہلال یقیناً ان معلومات سے فائدہ اٹھانے کا حق رکھتا ہے جو اسے کتب فروشوں کے دکان سے ملسکتی ہیں -

اسکے بعد مضمون نگار نے بہت سے دعوے جلد جلد جمع کردیے ہیں اور چونکہ انکے ثبوت میں کوئی اقتباس پیش نہیں کیا ہے اسلیے ہم سمجھتے ہیں کہ وہ " پایونیر " کے لیڈنگ آرٹیکل میں چھپا کر دینے کو بھی بمنزلۂ دلیل و برہان کے سمجھتا ہے - مثلاً وہ لکھتا ہے کہ جرمن پیش قدمی کی مقاومت پر مذاح کا سیلاب بہایا گیا - سقوط پیرس کو قطعی اور یقینی ظاہر کیا گیا - جرمن مراجعت کی تاویل کی گئی ' اور اسے بالکل پیرس سے قریب بتلایا گیا - وغیرہ وغیرہ -

چونکہ یہ محض ادعاء ہے ' اسلیے اسکے جواب میں ہم وقت ضائع کرنا نہیں چاہتے - ادعاء محض کے لیے انکار محض ہر طرح کافی جواب ہے - لیکن " پایونیر " کے مضمون نگار کے پاس جب ایسے لوگ موجود تھے جو انکے لیے الہلال کے " پر اسرار " مضامین کا ترجمہ کردیسکتے ہیں (باوجود اسکے کہ " ترجمہ کے بعد انکا اثر ضائع ہو جاتا ہے یا کارگر نہیں ہوتا ") تو اسکے لیے کیا مشکل تھا کہ وہ تھوڑی سی زحمت اپنے حاشیہ نشینوں کو اور دیتا اور الہلال کے " سیلاب مذاح " میں سے چند قطرے ہی پیش کر دیتا - مگر اس نے ایسا نہیں کیا ' اور اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ گو وہ الہلال کے ہر مضمون سے واقف ہے مگر دوسروں کو واقف کرنا پسند نہیں کرتا ' اور اس پورے تین مہینے کی مدت میں صرف ایک ہی اشاعت کے محرف اور غیر مربوط اقتباس پیش کرنے کے لیے مجبور ہے -

وہ تمام اشخاص جو الہلال اور جنگ کے بعد سے پڑھتے رہے ہیں مضمون نگار کے ان دعووں کی راستی کا اندازہ کر سکینگے جو اس قدر وثوق کے ساتھ کیے گئے ہیں - جس وقت جرمنی کی فوجیں پیرس سے روز بروز قریب تر ہو رہی تھیں' حتی کہ مصاصرہ کا خوف اسقدر متحقق ہوگیا تھا کہ گورنمنٹ فرانس مع سترہ قطعہ آبادی کے پیرس چھوڑ چکی تھی - سوئٹ شاید " پایونیر " کے دفتر میں ان تمام واقعات کا مصلحت بالکل برعکس سمجھا جاتا ہو' ورنہ الہلال کے قوانس سے زیادہ دلائل نہیں سمجھا جو تمام دنیا سمجھ رہی تھی - بلا شبہ ہم نے جرمنی کے پیرس کے قریب آنے کا مطلب یہی قرار دیا کہ وہ قریب آرہی ہے - اور ہم سمجھتے ہیں کہ بلجیم کی سرحد سے لیکر جب انسان جنوب کی طرف بڑھے تو اسکے معنی صرف یہی ہوسکتے ہیں کہ وہ جنوب کی طرف بڑھ رہا ہے - اگر پایونیر کے پاس خبروں کے دیکھنے کیلیے کوئی ایسا آلہنہ موجود تھا جسمیں ہر چیز اولٹی نظر آتی ہے اور جرمنی کے کولومیرس اور نان ٹیرل تک آ جانے کا مطلب وہ یہ سمجھتا تھا کہ پیرس سے روز بروز اسکے دشمن دور ہوتے جاتے ہیں' تو تعجب ہے کہ ایسی نادر و بیش قیمت تشریح کو اسکی عین ضرورت کے وقت کلکتہ کے " پرو جرمنزم" کی طرح پیرس پوشیدہ رکھا گیا' اور کیوں فوراً شائع نہ کیا گیا کہ سب سے پہلے الہلال کے صفحوں پر اسے جگہ دی جاتی ؟

ہمیں حیرت ہے کہ یہ مضمون اسلیے لکھا گیا ہے کہ لوگوں کو تعجب ہو' یا اسلیے کہ الہـــلال کی نسبت انکا تعجب دور ہو ؟ کیا ممکن ہے کہ ایک ذی ہوش انسان کسی شخص کو صرف اس بنا پر " پرو جرمن " قرار دینے کی جرأت کرے کہ اس نے ۶ - ستمبر سے ۳۱ اگست تک کے اخبار میں " محاصرۂ پیرس " کا خیال کیوں ظاہر کیا جبکہ نہ صرف تمام دنیا بلکہ خود پیرس بھی اپنے محاصرہ کا انتظار کر رہا تھا ؟

البتہ یہ صریح غلط ہے کہ الہلال میں " محاصرہ " کو " قطعی اور یقینی " ظاہر کیا گیا - جس طرح واقعات کی بنا پر ہر شخص آثار و علائم کو قیاسات کے ساتھہ ترتیب دیتا تھا ' اسی طرح الہلال میں بھی ہمیشہ امکان اور ظن و علائم کے کھلے کھلے اور غیر مشتبہ لفظوں میں واقعات پر نظر ڈالی گئی - حتی کے جو لیڈنگ آرٹیکل' ۶ ستمبر کے الہلال میں " یوم التغابن " کے عنوان سے نکلا ہے' اسکے آخر میں قرآن کریم کی آیۂ مقدسہ کا اقتباس کر کے ایک طرح کی پیشین گوئی کی گئی تھی کہ عجب نہیں جو جرمنی آگے بڑھکر پھر واپس ہوجاے - چنانچہ لکھا تھا کہ " انہ علی رجعہ لقادر " (اللہ اسپر بھی قادر ہے کہ اسے اولٹے پانوں پھرادے) چنانچہ ایسا ہی ہوا -

رہا جرمن مراجعت کی تاویل اور اسے ایک " جنگی مصلحت " قرار دینا ' تو ہم نہیں سمجھتے کہ اس عجیب الحواس دماغ کیلیے کیا کریں جو ایک کو مجرم بنانے کی ہوس میں تمام دنیا کو مجرم بنانے کی بلکہ خود اپنے تئیں مجرم کہنے کی کوشش کا مریض ہے ؟ پایونیر کو چاہیے کہ وہ اس خطرناک رویہ سے جلد باز آ جاے - کیونکہ اسکے تمام پھینکے ہوے پتھر " جرمن پیشقدمی " کی طرح سامنے نہیں بلکہ عقب کی طرف جا رہے ہیں !

وہ جرمن مراجعت کے مصالح پر بحث کرنے کو " پرو جرمنزم " کا ایک ثبوت قرار دیتا ہے' مگر یہ کیسا عجیب " پرو جرمنزم " ہے جسکا تمام مواد حرف بحرف برٹش پریس بیورا اور سنسر کی منظور کردہ انگلش میل نے تقسیم کیا ' اور تقریباً ہر انسان نے جو دماغ رکھتا تھا ' اسمیں یکساں حصہ لیا ؟

ہم نے اس مضمون کے آخر میں لنڈن ٹائمس' مورننگ پوسٹ' ڈیلی کرانیکل ' ٹروتھ ' گلوب ' اسٹیٹسمین ' ٹائمس اف انڈیا ' ڈیلی نیوز ' سول اینڈ ملیٹری ' اور سب سے آخر مگر سب سے پہلے " پایونیر " کے اقتباسات جمع کردیے ہیں جن میں " پرو جرمنزم " کی تقریباً ہر طرح کی کمی اور زیادہ خوفناک شاخیں نظر آئینگی - اور پبلک اندازہ کرسکے گی کہ یہ پتھر جو پایونیر نے اٹھایا ہے ' اسکا اصلی مستحق کسکا سر ہے ؟

(دو عنصر)

اس مضمون کی ایک خاص خصوصیت یہ ہے کہ وہ صرف دو عنصروں ہی سے مرکب ہے - یا تو اسمیں کذب ہے یا پھر راستی کذب آمیز - یعنی یا تو وہ سچ نہیں بولتا - یا بولتا ہے تو جھوٹ تو بھی فراموش نہیں کرتا - یہ سچ ہے کہ جرمن مراجعت کی نسبت یہ خیال ظاہر کیا گیا کہ وہ شاید ایک جنگی مصلحت ہے - لیکن نہ تو اسمیں

[ )

یقین تھا اور نہ اطمینان - بلکہ ایک کھلا قیاس جسکا اثر " ترجمہ کے بعد " بھی قائم رہسکتا ہے' اور جو تقریباً انگلستان اور ہندوستان کے ہر اخبار میں ظاہر کیا گیا ہے -

(ایمـــدن)

اسکے بعد وہ ان سب سے بھی خوفناک تر " جرمنزم " کی پبلک کو خبر دیتا ہے' اور بطور ایک تسلیم شدہ اور غیر محتاج تشریح جرم کے ظاہر کرتا ہے کہ " ایمدن جہاز کی کامیابیوں سے ایک وسیع سرمایہ طیار کیا گیا "

جرم کی یہ دفعہ بظاہر مختصر اور مبہم چھوڑدی گئی ہے اور اسکے حصے میں ایک سطر سے زیادہ قوت نہیں آئی - ابتدا میں خیال ہوتا ہے کہ یہ محض اختصار بیان ہے' یا مضمون نویس کا فیاضانہ تسامح کہ وہ الہلال کے " پرو جرمنزم " رازوں کو زیادہ افشاء کرنے کا شائق نہیں - لیکن فی الحقیقت نہ تو یہ اُس قلم کی اختصار پسندی ہے جو باریک تائپ کے دو بڑے کالم سیاہ کرسکتا ہے' اور نہ ہی کوئی " غیرجرمن " قسم کا "تسامح" جیسا کہ اسکے خیال میں گورنمنٹ ہند الہـــلال کے ساتھہ کر رہی ہے - دراصل یہ ایک نہایت اعلیٰ درجہ کی حملہ آورانہ چالاکی ہے جسکے چند لفظوں کے اندر ایک بہت بڑا سرمایۂ خدع و فریب پوشیدہ رکھا گیا ہے -

اول تو وہ " ایمدن " کے متعلق الہـــلال کی روش کو اسطرح سرسری طور پر بیان کرتا ہے گویا یہ ایک بہت ہی واضح اور کھلی بات ہے اور اسکے لیے مزید بیان کی ضرورت نہیں - پھر " ایمدن کی کامیابیوں " اور " وسیع سرمایہ " کے الفاظ لکھکر بالکل خاموش ہو جاتا ہے اور کوئی ثبوت پیش نہیں کرتا - اس سے اسکا واضح قصد یہ ہے کہ پڑھنے والے کے ذہن میں " کامیابیوں " اور " وسیع سرمایہ " سے یہ خیال پیدا کرائے کہ الہلال میں ایمدن کے تاخت و تاراج کے واقعات کے متعلق بے شمار مضامین نکلے ہونگے' اور ان میں نہایت ہی مبالغہ اور اغراق کے ساتھہ اسکی " کامیابیوں " کو (جسکے لیے وہ خود بھی کامیابی کے سوا اور کوئی لفظ لانا پسند نہیں کرتا) چمکایا ہوگا - اور چونکہ اسے اچھی طرح معلوم ہے کہ اصلیت کیا ہے ' اسلیے اسکا زیادہ تذکرہ نہیں کرتا اور بالکل مبہم و غیر معین الفاظ بول کر چپ ہو جاتا ہے - کیونکہ وہ جانتا ہے کہ ایسا کرنے سے غلط فہمیوں کے پیدا کرنے کا شریفانہ مقصد حاصل نہ ہوگا !

یہ ہے وہ ایک نیم رسمی اور معزز اخبار کی ذمہ داری' اور یہ ہے وہ دیانت بیان و صدق روایت جسکو اپنے ساتھہ لیکر پایونیر کلکتہ کے " پرو جرمنزم " کی تلاش میں نکلا ہے ؟ فویل لہم مما کتبت ایدیہم ' و ویل لہم مما یکسبون !

اسٹیٹسمین نے کالم کے کالم ایمدن کے متعلق صرف کیے اور اسکی شرافتوں کی بارہا داد دی - حتی کہ یہاں تک لکھدیا کہ " اگر وہ دشمن نہوتا تو ہم اسکے لیے دعا کرتے " وہ گورنمنٹ ہند پر ایک ایسے سخت لہجے میں جو موجودہ عہد کے لیے کسی طرح موزوں نہیں ہو سکتا اعتراض کرتا رہا کہ اسکی غفلت ایمدن کے تاخت و تاراج کی اصلی ذمہ دار ہے - لاہور ٹائمس ایڈمیرلٹری ایمدن کو " سمندر کے عقاب " کا لقب دیتا ہے' اور کہتا ہے کہ اسکا نشانہ نگاہ بے پناہ ہے - پھر وہ ایمدن کے کپتان کی بہادری کا علانیہ گیت بھی گاتا ہے کہ وہ Resolute and Pluck (بلند ہمت اور صاحب ثبات و استقامت) ہے - اسی طرح ٹائمس اف انڈیا امپائر' ڈیلی نیوز' اور انگلشمین' ہرروز اپنے بے شمار بڑے بڑے کالم اسکے عجائب و غرائب اور خوارق و معجزات کے بیان کرنے میں خرچ کرتے رہے ہیں' اور اسقدر اسکی عظمت کا سامان فراہم ہوگیا ہے کہ اگر کوئی اصلی " پرو جرمن " دفتر کلکتہ میں موجود ہوتا اور وہ اس تمام سرمایہ کو اقتباس و ترجمہ کے بعد شائع کرتا تو نہیں معلوم' ہندوستان کی افواہ پسند اور عام پبلک کا خوف و دہشت کس درجہ خطرناک ہو جاتا ؟

الہـــلال نے اس قسم کی کوئی بات بھی نقل نہیں کی - وہ پبلک کو ہمیشہ اطمینان اور سکون کی نصیحت کرتا رہا - یہ بڑی سے بڑی خدمت ہے جو ایک پریس اسوقت ملک کی کرسکتا ہے - پھر کیا پایونیر بتلا سکتا ہے کہ ایمدن کا " وسیع سرمایہ " الہـــلال نے فراہم کیا' یا خود اس نے اور اسکے اخوان طریقت نے ؟ اور کیا وہ چاہتا ہے کہ خود اسی کی صرف ایک ہفتہ کی اشاعتوں سے وہ سرمایہ ہم جمع کرکے شائع کردیں' جو " ایمدن کی کامیابیوں " کے متعلق اس نے فراہم کیا ہے ؟

(تنکا اور شہتیـــر)

سب سے زیادہ دلچسپ بات یہ ہے کہ وہ " روسی فتوحات " کے متعلق بھی الہلال کا ذکر کرتا ہے اور یہ بالکل بھول جاتا ہے کہ اس بارے میں خود اسکا " پرو جرمنزم " برلینزئیجی لیٹ " سے بھی زیادہ خطرناک رہا ہے - وہ کہتا ہے کہ الہـــلال نے " روسی فتوحات کو کم کرکے دکھلایا " - ممکن ہے کہ ایسا ہی ہو' تاہم ابتک اس نے پیٹرو گریڈ کے اعلانات کی اسقدر تذلیل و تحقیر تو نہیں کی ہوگی جسقدر خود " پایونیر " برابر کرتا رہا ہے - اسکو چاہیے تھا کہ اس مضمون کی اشاعت سے پہلے اپنی فائل پر ایک نظر ڈال لیتا - گذشتہ ایک ماہ کے اندر یہ کس نے کہا ہے کہ روسی اعلانات دنیا سے مزاح کررہے ہیں اور انکی بیان کردہ فتوحات نا ممکن الاعتبار ہیں ؟ وہ کون تھا جس نے اسٹریا کی قیدیوں کی تعداد کا میزان نکالا تھا اور کہا تھا کہ اسکے معنی اسکے سوا کچھہ نہیں ہو سکتے کہ اسٹریا کا خاتمہ ہوگیا ہے حالانکہ خاتمہ نہیں ہوا ؟ پھر شاید وہ اخبار بھی الہلال نہیں بلکہ خود پایونیر ہی تھا جس نے فرانس کے میدانوں میں ۸۰ ہزار جرمن لاشوں کی خبر پر اپنی شرمندگی کو غصہ کی شکل میں ظاہر کیا تھا ' اور جھنجھلا کر پوچھا تھا کہ " ۸۰ ہزار لاشیں کیونکر شمار کی گئیں ؟ " کیا یہ سب کچھہ دنیا کے اس عظیم الشان اخلاقی واعظ کے قول کی ایک نئی تصدیق نہیں ہے جس نے اپنے پیروں سے کہا تھا کہ " تو جو اپنے بھائی کی آنکھہ کے تنکے کو دیکھتا ہے' اپنی آنکھہ کے شہتیر پر کیوں خیال نہیں کرتا ؟ اے ریاکار ! تو پہلے اپنی آنکھہ سے شہتیر نکال ؟ " (متی ۷ : ۳)

بہر حال ہم کہاں تک ایک صریح خیرہ بیانی پر صرف وقت و دماغ کریں ؟ اسکا ہر بیان تحریف بیانی اور غلط سوالی میں اپنی قسم کی کامل مثال ہے اور اسکے لیے بحث و رد بالکل لا حاصل ہے -

(مسئلۂ تصاویر)

مضمون نگار نے الہلال کی اشاعت دادہ تصویروں کو بھی اسکے مرضی پرو جرمنیزم کے ثبوت میں پیش کیا ہے' اور لکھا ہے کہ زیادہ تر جرمن طاقت کو نمایاں کرنے والی تصویریں شائع کی گئی ہیں - ہم حیران ہیں کہ اس شخص کے متعلق کیا کہیں جو ایک با وقعت اخبار کے صفحات پر صدق روایت کی ذمہ داریوں کو محسوس نہیں کرتا اور صریح واقعہ کے خلاف قلم اٹھاتا ہے ؟ شاید ہی دنیا میں کوئی غلط بیانی اس سے زیادہ ادعا کے ساتھہ کی گئی ہوگی جیسی کہ یہ ہے - اول تو جرمن تصویروں کی اشاعت اگر پرو جرمنیزم ہے تو یہ ایک ایسا جرم ہے جس میں الہلال سے زیادہ گریفک' اسفیر' لندن نیوز' ڈیلی ژار' لندن ٹائمس ویکلی السٹریشن' اور ٹائمس آف انڈیا کا زیادہ حصہ ثابت ہوگا جو

اس وقت تک جرمني کی بحري اور بري قوت کے بے شمار مناظر شائع کر چکے هیں - اور علی الخصوص لنڈن ٹائمس اپني " هسٹري آف دي وار " میں هر هفته اس " جرمنیزم " کا مواد بکثرت تقسیم کرتا رهتا هے - ثانیاً یه بیان بھی انتهائی درجه کا غلط هے که " زیاده تر جرمنی اقتدار کو نمایاں کرنے والی تصویریں الهلال میں شائع کي گئیں " اور گو اس مضمون کي هر غلط بیانی اپني قسم کی اعلیٰ غلط بیاني هے' لیکن اس غلط بیانی تک تو کوئي غلط بیاني بھي نهیں پهنچ سکتي - الهلال میں ۱۹ - اگست سے جنگ کے متعلق تصویروں کي اشاعت شروع هوئي هے - اس وقت تک ۱۰۱ تصویریں نکل چکی هیں ' لیکن ان میں بمشکل ۷ تصویریں جرمني کے متعلق هونگي ' اور وه بھی اسکي فتوحات یا عظمت کے متعلق نهیں ' بلکه خود قیصر کي جو تمام شاهان جنگ کے سلسلے میں شائع هوئي ' یا ایک دو جهازوں کی ' یا نهر کیل کی -

اسکے مقابلے میں ۹۴ تصویریں هیں جو برطانیه ' فرانس ' اور روس کے متعلق شائع هوئي هیں' اور علی الخصوص ان میں انگریزي افواج کے اجتماع ' برٹش بیڑے کے عظیم الشان مناظر ' ساحل ڈور میں جهازوں کي صفیں' اسپیٹ هد میں بحري نمائش ' مشهور برٹش ڈریڈ ناٹ ' ڈسٹرائر ' سب میرین ' انکی هولناک توپیں ' سمندر میں عجیب و غریب حکمراني ' برطانیه کي تاریخي فتوحات ' اور بے شمار موثر مقامات و اشخاص اور افواج و اسلحه کي تصویریں ضروري تشریح کے ساتھه دي گئی هیں' اور یه وه کام هے جو تمام هندوستان میں تنها اردو السٹریٹید جرنل هونے کي وجه سے صرف الهلال هی کرسکتا تها اور اس نے بلا امید اعتراف کیا -

اگر اس مضمون کا لکھنے والا فی الحقیقت الهلال کو غور و نظر سے مطالعه کرنے والا هے جیسا که وه اسکي اشاعت کے حوالے دیکر ظاهر کرتا هے' تو یقیناً اس سے بھي اوسے واقف هونا چاهیے که آخري هفتوں میں جبکه ایمڈن کے تاخت و تاراج سے هندوستان کی نا واقف پبلک پریشان هو رهي تهي' تو صرف الهلال هي تها جس نے هندوستان کي اندروني فوجي استعداد کے مسلسل مناظر شائع کرکے پبلک کے اندر اس درجه اطمینان اور اعتماد پیدا کردیا ؟ کیا اسنے وه دس سے زیاده تصویریں نهیں دیکھي هیں جن میں میدان کلکته کي فوجي حرکت ' هزارها والنٹیروں کي قواعد ' توپخانوں کي مشق ' اور جرمن اور اسٹرین جهازوں کی تصویریں جو قید کرلیے گئے هیں ' نمایاں کی گئي هیں ؟ کیا یه سب کچھه ایک پر اسرار جرمنیزم هے جس کي نه تو شمله کو خبر هے اور نه دارجلنگ کو مگر پایونیر کے پرنٹینگ هاوس کے اندر انکی نسبت کوئی مافوق الفطرة الهام هو رها هے ؟

(بلجیم کي خوش قسمتی)

مضمون نگار نے ایک تصویر کا حوالہ دیا هے جو ۱۷ اکتوبر کو الهلال میں نکلي هے اور جسمیں بلجیین کے متعلق "بد بخت" کا لفظ لکھا هے - نیز قرآن کي ایک آیت لکھی هے جسکا مطلب یه هے که انسان کي ساري مصیبتیں خود اسی کی پیدا کی هوئی هیں - مگر هم نهیں سمجھتے که ایسا لکھنے میں کونسی جرمنیت پوشیده هے ' جو اسقدر واضح هے که اسے پایونیر نے بغیر تشریح کے چھوڑ دیا هے ؟ آج دنیا میں کون هے جسے بلجیم کي بدبختی پر جو اس بے دردي کے ساتھه تباه کردیا گیا افسوس نهوگا ' اور کیا جرمني کا اس سے سلوک بد بختی نهیں بلکه خوش قسمتی هے ؟ اگر پایونیر کے پاس ایسے مددگار موجود هیں جو قرآن کي آیتوں کا ترجمه کرسکتے هیں' تو یقیناً اوسے مسلمانوں کے مذهبي اعتقاد کا بھي حال معلوم هونا چاهیے - بلاشبه هم مسلمان اپنے خدا کو رحیم و عادل سمجھتے هیں اور همارا عام قاعده هے که هر مصیبت کے وقت یقین کرتے هیں که جو کچھه هوا اسکے خود هم هي ذمه دار هیں' خدا کبھی بھی کسی پر ظلم نهیں کرتا اور مسلمانوں کي مذهبي تاریخ میں کوئی قصه صلیب کے متعلق نهیں آتا هے - پھر پایونیر هم سے اس اعتقاد کے متعلق کیا چاهتا هے ؟

اگر " پایونیر " برهم هے که " بلجیم " کو " بدبخت " کیوں کہا گیا تو اسکا صرف یهي مطلب هوسکتا هے که وه اسے " خوش قسمت " سمجھتا هے - اگر ایسا هو تو یه بڑي هی تمسخر انگیز بات هوگی' مگر هم سمجھتے هیں که جو شخص "جرمن پیش قدمي" کو "پیش قدمی" کے معنوں میں لینا جائز نه سمجھتا هو' جو معاصره پیرس کے آثار کے تذکره کو بھي پسند نه کرتا هو حالانکه تمام دنیا جسمیں وه خود بھي شامل هے معاصره کو بالکل قریب دیکھه رهي تهي' اور جو ایمڈن کی " کامیابیوں " کے بیان کو (با وجودیکے وه خود بھي اسے " کامیابیوں " کے لفظ سے تعبیر کرتا هے) الهلال کے صفحوں پر آنا خطرناک کہتا هو حالانکه انکي حقیقت سے منکر نهو' تو ایک ایسی دماغی طوائف الملوکي (انارکی) کیلیے یه کچھه بھی بعید نهیں هے که وه عین اس وقت جبکه بلجیم کي ساري هستی فنا هوگئی هو' اسے " خوش قسمت " کے نام سے اپنے رائٹنگ ٹیبل پر پکارتا هو -

(اسلحهٔ جنگ کي آخري نمایش)

ان تمام مرحلوں کے طے کرلینے کے بعد اب مضمون نگار زیاده مسلم هوکر همارے سامنے آتا هے اور ادعا و فریب کي جگه پهلی - رنبه " ثبوت " کا حربه پکڑتا هے - وه ۷ - اکتوبر کے الهلال سے ایک لمبا جوڑا اقتباس ترجمه کرتا هے جو اسکے خیال میں کلکته کے " پور جرمنزم " کے ثبوت کیلیے سب سے آخری قسم کي منزل هے' اور جو اسقدر قوي هے که اسکے پیش کرنے کے بعد اسکا کام بالکل پورا هو جاتا هے - چنانچه جونهي یه اقتباس ختم هوجاتے هیں' وه اسطرح جلد هم سے رخصت هوجاتا هے گویا اس نے اپنے مشن کو بالکل مکمل کردیا !

اسنے الهلال کے مضمون " سقوط انٹورپ " کے ترجمه کرنے کی وه عظیم الشان ادبی مهم سر کرني چاهي هے جسکي نسبت وه پهلے کهه چکا هے که "ترجمه کے بعد اسکا اثر زائل هو جاتا هے" - غالبا اسکا مقصد اس سے یه هے که سرکاری ترجمه کے دفتروں کے سامنے ایک نمونه ایسے ترجمه کا پیش کیا جاے جسمیں ترجمه کے بعد اصل خطره ضائع نه هو بلکه اور زیاده هیبت ناک و خطرناک هو جاے !

یه مضمون کا وه حصه هے جسمیں انٹورپ کے آخري واقعات مختصراً درج کیے گئے هیں اور تمام دنیا کی طرح تعجب کیا گیا هے که اسقدر مستحکم مقام کیونکر ساقط هوگیا - نیز جرمني کی نئی توپوں کا تذکره کیا هے' جنکي نسبت هندوستان بھر میں سب سے پهلی مرتبه اور سب سے زیاده خود " پایونیر " هی نے خوف اور دهشت دلایا تها ! •

اس ترجمه میں بہت سي غلط بیانیاں جمع کیگئي هیں وه علم ادب کی ایسی شاخ کا (اگر کوئي ایسی شاخ هو ایک بهترین نمونه هے ' جسکا موضوع ایک زبان کے مضمون کو کسی دوسري زبان میں ضمنی اور پوشیده تحریفات کے ذریعه بدل دینا قرار دیا گیا هے - همارے سامنے " پایونیر " کے کوئی نمونه ایسے غیر مفروح لٹریچر کا تو پیش نهیں کیا جو انگریزي میں آنیکے بعد " اپنا اثر کهو دیتا هے " البته ان اقتباسات کے ذریعه ایک عمده نمونه وه اپني ادبي هشیاري کا ضرور دکهلا سکا هے ' جو ایک بے خطر چیز کو بھي خطرناک بنادیسکتي هے -

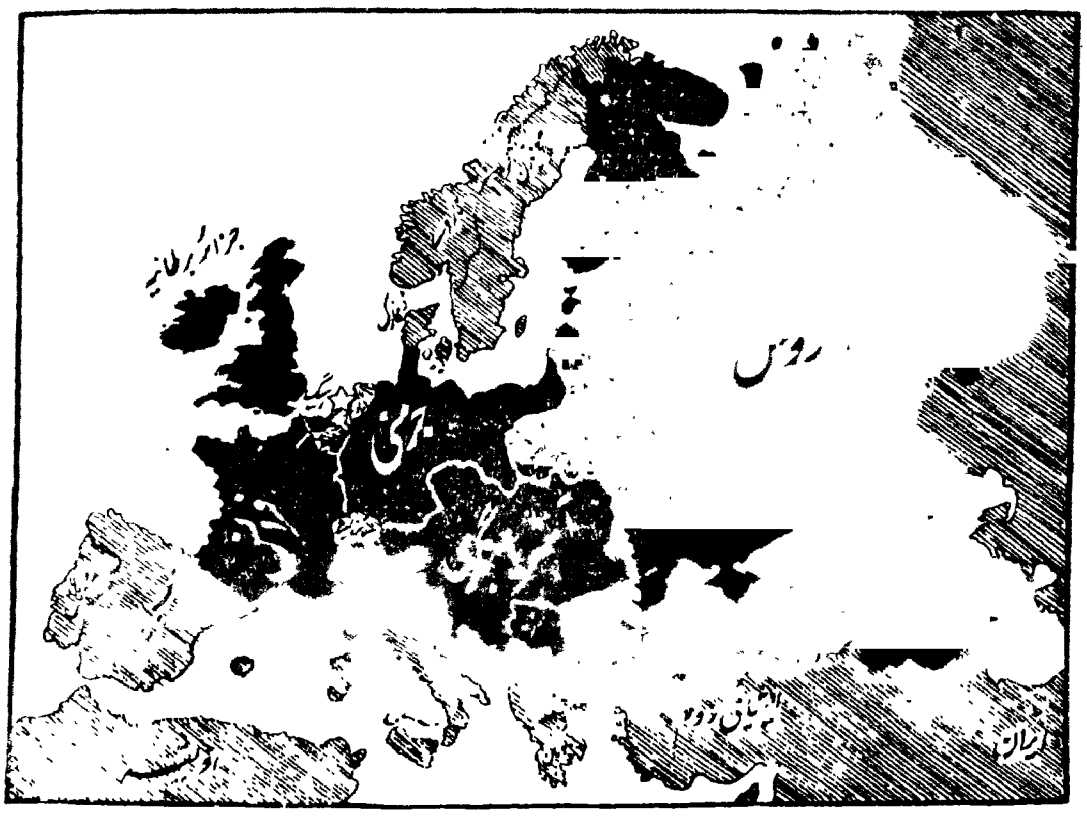

جنگ یورپ کي ظلمت فساد و بقیۂ امن کا یہ نقشہ ہے جسے رویو اف ریویوز لندن نے شائع کیا ہے - جسقدر حصہ سیاہ ہے جنگ کي تاریکي اسپر مسلط ہوچکي ہے ' اور جسقدر سفیدي باقی رہگئی ہے ' نہیں کہا جاسکتا کہ کتنے دنوں کي مہمان ہے - جس وقت یہ نقشہ ترتیب دیا گیا اس وقت تک پرتگال اور ترکی کا حصہ جنگ میں شامل نہ تھا ' مگر اب

ان حصوں میں بھي سیاهي پھیلا دیجیے : و الله ولی الذین آمنوا یخرجهم من الظلمات الی النور "
ایسا ھی ایک نقشہ امریکہ کے " دي - کرسچین ہیرلڈ " نے بھي چند ہفتے ہوے سرخ و سفید شائع کیا تھا -

یہ تصویر امریکہ کے ایک اخبار " دي - کرسچین ہیرلڈ سے نقل کي گئي ہے - اسمیں نیو یارک کے اس مظاہرہ کو دکھلایا گیا ہے جو پہلے دنوں جنگ یورپ کے بر خلاف امریکن پبلک نے کیا تھا - لیکن اب یہ سب کچھہ بے فائدہ ہے کیونکہ سورج ڈوب چکا اور تاریکي ناگزیر ہے !

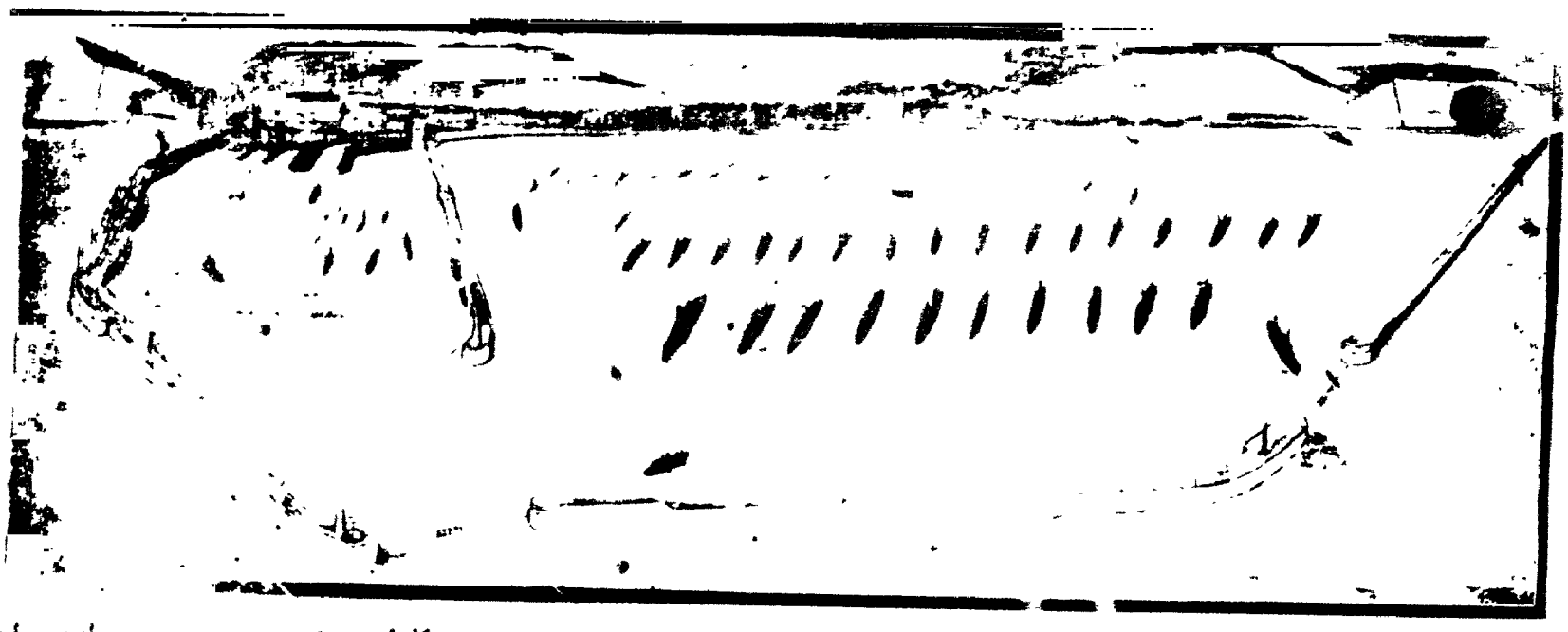

یہ تصویر نہایت اہم اور دلچسپ ۔ میں برطانیہ ۔ ۔ ۔ ے دفاعی استحکامات دکھائے گئے ہیں ۔ سامنے ساحل ہے اور ساحل سے لیکر اندرون در ۔ ۔ ک ایک وسیع دائرہ قلعہ نما حصار کا بنایا گیا ہے ' جسکے ا ۔ ۔ ۔ بھرہ دفاع کیلیے مستعد ۔ ا ہے ۔ یقین کیا جاتا ہے کہ یہ دنیا کا بہت بڑا ساحلی استحکام ہے ۔

مقصر جرمنی

جرمنی کا دارالحکومت "برلن" کا ایک عمومی منظر

ہندوستان کی سکھ پلٹن کا میدان جنگ میں ورود !

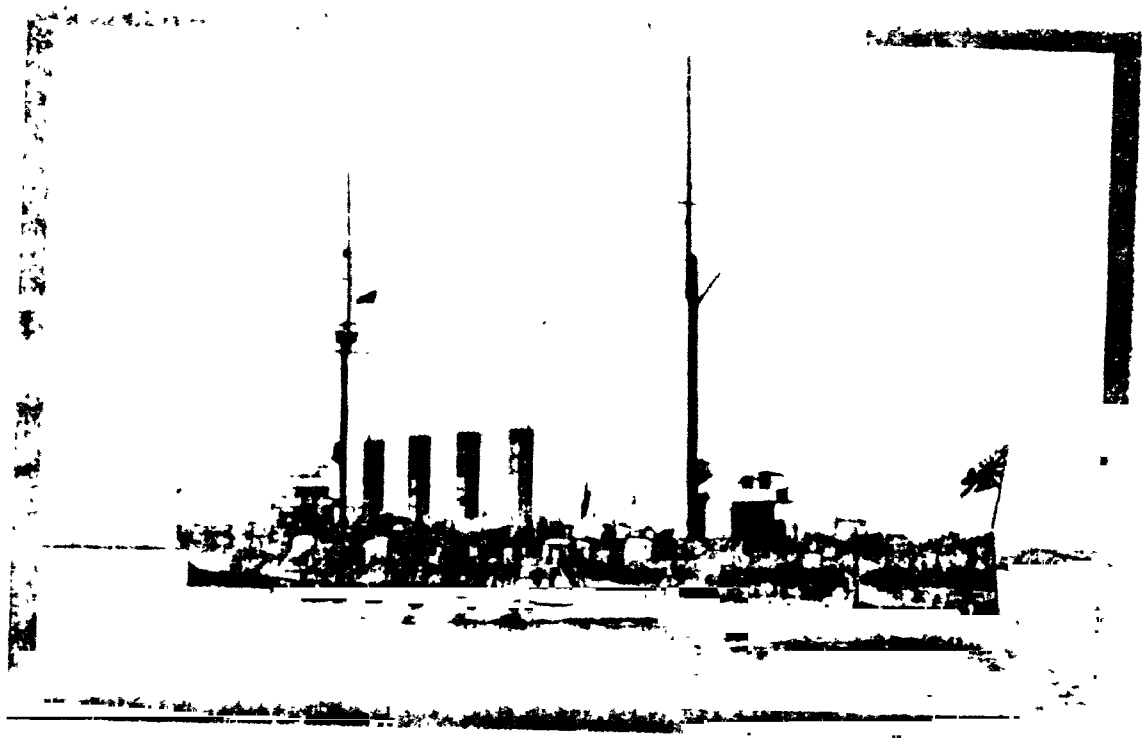

جاپانی کروزر " چیکوما " جو " ایمدن " کے ناخت و تاراج کا انسداد کرنے کیلئے ہندوستان میں آیا ہوا ہے اور ۸ - اکتوبر کو مدراس میں تھا

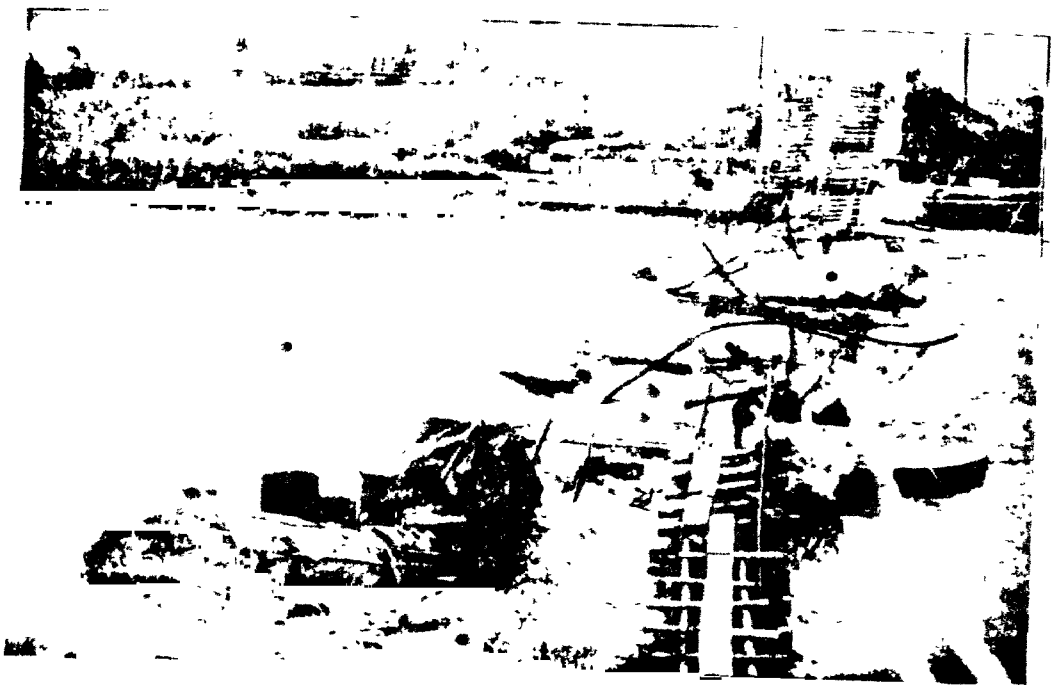

در ے ارالس کا پل جس پر سے بلجین رخصت جارہے تھے مگر
جرمن سپاہیوں نے پل تو ، خاک اور عرق آب کردئے !

شئون اسلامیّہ

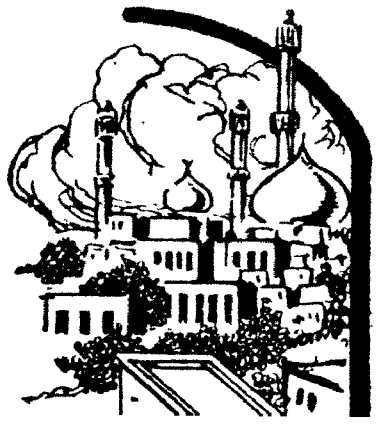

القـــارعـــة !

القارعة ! ما القارعه ؟ و ما ادراک ما القارعه ؟ هاں ' وہ ایک واقعۂ کبریٰ ہے جسے پیش آنا تھا اور پیش آیا : لیس لوقعتها کاذبه ' خافضة رافعه ! وہ ایک حادثۂ عظیمہ ہے جسکے لیے ہم سب اندیشہ ناک تھے ' مگر بالاخر تقدیر غالب آئي : ذالك تقدير العزيز العليم ! وہ مشیت الہي کي ایک اجل مقدر ہے جسے بہتوں نے ٹالنا چاہا مگر نہ ٹلی : مما له من قوة و لا ناصر ! وہ تقدیر آسمانی کا ایک فیصلہ ہے جس سے زمین والوں نے بچنا چاہا مگر نہ بچ سکے : کتب علیکم القتال و هو کره لکم ! وہ انسانی عزائم کي ایک ٹلی شکست ہے جسنے مشیت الہي کو واضح کردیا : ما تسبق من امة اجلها و ما یستاخرون ! اور زمین کے موسم خونیں کی ایک نئي بدلی ہے جسکي گرج کو کانوں نے لرزکر سنا اور جسکی بجلیوں کو آنکھوں نے حیرہ ہوکر دیکھا : یوم تبدل الارض غیر الارض و السمارات ! وہ دہشتوں کي ایک شب تاریک ہے جسکی شام خوف و طمع سے مضطرب تھي : و هو الذي یریکم البرق خوفا و طمعا ! اور ہولناکیوں کی ایک فضاء خونیں ہے جسکی ظلمت نے دن کی بقیہ روشني کو بھي ڈھانپ لیا !

فلا اقسم بالشفق ' والليل و ما وسق ' و القمر اذا اتسق ' لترکبن طبقا عن طبق (۸۴ : ۱۴)

"پس شفق کی قسم جبکہ اسکي سرخی کے زمین کے عہد خونیں کي خبر دي ' اور رات کي قسم جبکہ وہ تاریک ہوئي ' اور ان سب کی جبکہ اسکي تاریکی نے چھپا لیا ' اور پھر چاند کی جبکہ اسکي روشني پوري ہوئی ' کہ تم سب ایک امر مقدر کے ماتحت ہو ' اور ضرور ہے کہ انقلاب لیل و نہار کے ان مراتب ثلاثہ کی طرح تم بھي یکے بعد دیگرے منازل تبدل و تغیر سے گذرو ! "

غرضکہ بالاخر وہ دن آگیا جسکو گو ہم نے نہیں بلایا لیکن اسے آنا تھا اور اس قدیر و حکیم کا فیصلہ یہی تھا : یوم یکون الناس کالفراش المبثوث ' و تکون الجبال کالعهن المنفوش ! فاما من ثقلت موازینه فهو فی عیشة راضیه ' و اما من خفت موازینه فامه هاویه ! و ما ادراک ما هیه ؟ "نار حامیه" ! ! (۱۰۱ : ۴)

(اعلان حرب)

یعنی دولۂ عثمانیہ اور دول متحدۂ ثلاثہ کے مابین پہلي نومبر کو اعلان جنگ ہوگیا : انا لله و انا الیه راجعون !

(تین مسئلے)

اس وقت تین مسئلے ہمارے سامنے ہیں ' اور گو انکو ایک ہی وقت اور ایک ہي حادثہ نے پیدا کیا ہے ' تاہم انکے نتائج بالکل مختلف ہیں ' اور ان میں سے ہر ایک مسئلہ ایک مستقل اثر اور ایک علحدہ حکم رکھتا ہے :

(۱) اسباب و واقعات جنگ -

(۲) مسلمانان ہند اور دولہ عثمانیہ کا تعلق ' اور مسئلۂ خلافۂ اسلامیۂ عظمیٰ -

(۳) ہندوستان کي داخلي حالت کا سوال -

ہم چاہتے ہیں کہ جہاں تک ممکن ہو ' اختصار کے ساتھ اور سادہ لفظوں میں انپر نظر ڈالیں -

ایک ایسے نازک وقت میں جیسا کہ یہ ہے ' ہم کوشش کرینگے کہ گورمنٹ کے سامنے کررہا مسلمانان ہند کے اصلی خیالات و افکار کو واضح کر سکیں کیونکہ ہمارے عقیدے میں حقیقت کے اخفاء سے بڑھکر کوئی بغاوت اور غداري نہیں ہوسکتی ' اور حق و باطل کي مخلوط صداؤں کا جو ہجوم ہر طرف سے بڑھرہا ہے اسمیں خالص سچائي نا پید ہے -

(تین جماعتیں)

لیکن جبکہ ہم ان تین مسئلوں پر نظر ڈالنا چاہتے ہیں تو ہمیں بلا تشریح مزید یہ بھي ظاہر کر دینا چاہیے کہ اس وقت ملک میں تین جماعتیں موجود ہیں :

(۱) طبقۂ متوسطین اور عام مسلمان جو صرف سنتے اور سوچتے ہیں مگر بولتے نہیں - کیونکہ اظہار راے کے وسائل انکے پاس نہیں ہیں - یہي جماعت اصلي پبلک ہے اور اسی سے سات کرور مسلمانوں کي تعداد پوری ہوتي ہے - اسکے اعتقادات اصلی اعتقادات ' اور اسکے خیالات ہي پر " عام خیال " کا اطلاق قدرتاً ہو سکتا ہے -

(۲) چند راستی پسند لوگ جو اظہار راے و اعلان حقیقت کے وسائل رکھتے ہیں ' لیکن انکے ضمیر سے زیادہ طاقتور انکي کمزوري ہے - اس لیے وہ ڈرتے ہیں اور خاموش رہتے ہیں - یا بولتے ہیں مگر صاف صاف نہیں بولتے -

(۳) اونچے طبقہ کے لوگ جنکي ریاست ہندوستان میں قائم ہے ' کیونکہ ترقی یافتہ ممالک کی طرح ہندوستان میں جمہوري اقتدار متشکل نہیں ہے اور مستقل ہستی نہیں رکھتا - پس اظہار راے کے ہر موقعہ پر یہي لوگ آگے بڑھتے ہیں اور گورنمنٹ کے قرب و اعتماد کے وسائل بھی صرف انہي کو حاصل ہیں - یہ فرقہ یا تو پہلي جماعت سے بے خبر ہے ' یا اکثر حالتوں میں گرفتار نفاق و تصنع ' و مبتلاے اغراض شخصیہ و ذاتیہ - اسکا وجود گورنمنٹ اور عام پبلک کے درمیان ایک ایسي دیوار ہے جو ایک طرف کي روشني دوسري طرف پہنچنے نہیں دیتي - وہ اکثر حالتوں میں قوم سے زیادہ گورنمنٹ کیلیے خطرناک ہے - کیونکہ گورنمنٹ کو اصلیت سے ٹھیک ٹھیک واقف ہونے میں حائل ہوتا ہے ' اور اپنے ذاتي اقتدار اور رسوخ کي بھوک میں ملک اور گورنمنٹ کي بڑي سے بڑي مصلحت کو بھي قربان کردینے کیلیے آمادہ ہے -

پہلي جماعت ان سے بالکل الگ ہے اور انکے متعلق کوئي اثر اپنے اندر نہیں رکھتي - بلکہ روز بروز تفریق اعتقاد اور تضاد فکر کي جہیل ان دونوں کے درمیان وسیع تر ہوتي جاتي ہے -

ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ پہلي جماعت کي حالت اس مسئلہ کے متعلق گورنمنٹ پر واضح کردیں' اور دوسري جماعت کی کمزوري سے بچنے کي کوشش کریں' تاکہ تیسري جماعت کي ناعاقبت اندیشیاں ایک نازک ترین وقت میں گورنمنٹ کیلیے خواہ مخواہ مشکلات پیدا نہ کردیں - اگر سچائي کو اسکي اصلی ضرورت کے وقت پیش نہ کیا جاے تو اسکے وجود کا اعتراف بیکار ہے' اور چراغ جلانے کا اصلي وقت غروب آفتاب کے بعد آتا ہے نہ کہ پچھلي پہر کو - گورنمنٹ کے پاس جن چیزوں کے معلوم کرنے کے وسائل ضرورت سے زیادہ موجود ہیں انکے پیش کرنے سے کیا حاصل ؟ اگر "خیر خواہي" کو اسکے حقیقي معنوں میں برتا جاتا ہے تو آج بر اعظم ہند میں گورنمنٹ اور ملک کیلیے کوئي چیز بھي ضروري نہیں ہے - الا وہ جو آج ہمارے پاس ہے -

پہـــلا مسئـلـــہ

اولین مسئلہ جو اس سلسلے میں سامنے آتا ہے وہ اسباب و محرکات جنگ ہیں ' اور انکے متعلق مسلمانوں کا وہ اعتقاد جو واقعي طور پر انکے دلوں میں موجود ہے - ہم اسقدر مختصر لفظوں میں جسقدر کہ ہو سکتے ہیں انکی تشریح کرینگے -

ہم یہاں مسئلۂ مشرقیہ کے اُن تاریخي مباحث کو چھیڑنا نہیں چاہتے جو بہت تفصیل و بسط کے محتاج ہیں اور پچھلے چند سالوں کے اندر بار بار بحث میں آچکے ہیں - ہم دولۃ عثمانیہ اور انگلستان و جرمني کے اثرات و غلبہ کے مختلف دوروں کے تاریخي حالات بھي بیان نہیں کرینگے ' اور نہ سلطان مخلوع (عبد الحمید) کے عہد سے لیکر نوجوان ترکوں کے موجودہ عہد تک کے اُن واقعات کو جمع کرینگے جنکي ترتیب سے عثمانی جرمنزم کي مکمل تاریخ سامنے آسکتي ہے - نیز اسي طرح ان تمام حالات و حوادث کو بھي نظر انداز کردینگے جو معاہدۂ سنہ ۱۹۰۷ کے بعد سے پیش آے ' اور جنکي وجہ سے تدریجي طور پر اتحاد و ترقي کي اس جماعت میں "جرمنزم" نے نفوذ کیا جس نے اپنا عہد مصیبت تمام تر انقلاب اور فارس کي آزاد سرزمین میں بسر کیا تھا اور اسکي محبت اپنے ساتھہ لیکر قسطنطنیہ آئي تھی - یہ تمام مطالب ایک نہایت تفصیلي صحبت کے طالب ہیں ' اور ممکن ہے کہ کسي دوسرے وقت " اتحاد و ترقي اور جرمنزم " کے عنوان پر ہم ایک مستقل مقالہ لکھیں - چنانچہ ہم صرف اُن نہایت قریبي واقعات کو لکھینگے جو یکے بعد دیگرے موجودہ جنگ کا مواد بنتے گئے -

اس سلسلے میں سب سے زیادہ اہم اور سب سے پہلا واقعہ جرمني کے دو جنگي جہازوں "گوبن" اور "بریسلا" کا ہے -

جس وقت یورپ میں جنگ کا اعلان ہوا ہے ' دولۃ عثمانیہ کے دو قریبۃ الملک "رشادیہ" اور "عثمان اول" انگلستان میں طیار ہوچکے تھے ' اور ممالک عثمانیہ کا ہر فرد اُنکا منتظر تھا -

جنگ بلقان کے ختم ہوتے ہي موجودہ عثماني حکومت اپني بحري توقعات پر متوجہ ہوگئي تھي' کیونکہ یونان سے ایک بحري معرکہ جنگ بلقان کے تتمہ کے طور پر ابھی باقی تھا ' اور اولیاء دولۃ عثمانیہ متفقاً اسے بقاء بقیۂ قواے عثمانیہ کیلیے ناگزیر سمجھتے تھے - انہوں نے خزانۂ حکومت کے افلاس کو عام پبلک کي اعانت سے دور کرنا چاہا ' اور تمام ممالک عثمانیہ میں فراہمي زر اعانہ کیلیے با قاعدہ کمیٹیاں قائم ہوگئیں - اسي کا نتیجہ وہ گرانقدر اوسر تھا جو دو قریبۃ الملک انگلستان کیلیے انگلستان کے کارخانہ کو دیا گیا' اور یونان کے اُس اوسر کو بے اثر کر دیا گیا جو وہ امریکہ کو دیچکا تھا -

لیکن عین اسوقت جبکہ دونوں جہاز طیار ہو چکے تھے ' یکایک جنگ یورپ کي آگ شعلہ زن ہوئي' اور انگلستان نے اپني جنگی ضرورتوں کي بنا پر اُن دونوں جہازوں کو بحالت موجودہ روک لیا -

اسکے بعد ہي جرمني کے دو جہاز "گوبن" اور "بریسلا" دو دانیال میں سے گذرے جسپر دول متحدہ نے اعتراض کیا - یہ اعتراض قانوناً بالکل صحیح تھا' کیونکہ دو دانیال میں سے حسب معاہدہ مسلمۂ بین الدول کوئي جنگی اور محارب جہاز گذر نہیں سکتا - لیکن دولۃ عثمانیہ نے جواب دیا کہ چھہ ہزار پاونڈ میں اس نے یہ دونوں جہاز خرید لیے ہیں' اور انکا نام سلطان سلیم اور مدللي رکھا گیا ہے -

بظاہر اعلان جنگ یورپ کے بعد یہ پہلا واقعہ ہے جسنے غالباً جرمن کو اپنے اثر کے قائم کرنے کا موقعہ دیا ہے - کیونکہ قدرتي طور پر ترکوں نے ان دو جہازوں کو بہت غنیمت سمجھا ہوگا' جبکہ انکے جہاز جنگ کي وجہ سے رک گئے تھے اور انہیں یونان کی طرف سے خوف پیدا ہوگیا تھا -

لیکن اسکے بعد واقعات نے دوسری کروٹ لي اور ان دو جہازوں کے جرمن افسروں کا مسئلہ شروع ہوگیا - دول متحدہ کو اعتراض تھا کہ اگر یہ جہاز واقعی عثمانی ہیں تو جرمن افسروں کو انپر نہ ہونا چاہیے - حتی کہ بالآخر اخری مرتبہ باب عالي کو ایک نوٹ بھیجا گیا کہ وہ جرمن افسروں کو الگ کردے -

پریس کمیونک جو گورنمنٹ آف انڈیا نے شائع کیا ہے ' ان نقصانات کي تشریح کرتا ہے جو ان جہازوں کے بحر اسود کے برطاني تجارتي جہازوں کو پہنچاے - نیز اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انگلستان نے دولۃ عثمانیہ کو اطمینان دلایا تھا کہ وہ ترکی کے دونوں مقبوضہ جہاز جنگ کے بعد واپس کردیگی -

اسکے ساتھہ ہی ترکی کے متعلق بے شمار حالات بیان کیے گئے ہیں جنسے اسکی وسیع اور عظیم الشان فوجي طیاریوں کا سلسلہ سامنے آتا ہے جو اعلان جنگ کے ساتھہ ہی شروع ہوگیا تھا - نامہ نگار نیرایسٹ ' المقطم مصر ' الرای العام ' اور قسطنطنیہ کی آخري ملنے والي ڈاک کے اخبارات سے بھی اسکی تصدیق ہوتي ہے کہ فی الحقیقت تاریخ عثمانیہ میں ایک غیر معمولي فوجی طیاري کا عہد ترکي پر سے گذر رہا ہے' اور تمام عراق و شام اور عرب و حجاز سے بلا استثنا جنگ اور جمع کیے جا رہے ہیں -

اصل یہ ہے کہ دنیا ضعف و قوت' مہلت و فرصت ' اور تنازع للبقا کا ایک میدان کارزار ہے ' اور جنگ کے اسباب حقیقیہ جسطرح ہمیشہ اور ہر حال میں ہوا کیے ہیں ' ویسے ہی اس جنگ کیلیے بھي جمع ہوگئے ہیں - ترکي جسقدر نمایشی عذرات اس وقت کاغذ کے صفحوں پر جمع کردیگی ' اور نیز جسقدر الزامات اسکی مخالفت میں بیان کیے جائینگی ' ان سب کی ہستی حقیقت کی نظروں میں اتنی ہي ہے جیسا کہ ہم میں سے ہر شخص سمجھتا ہے' اور بہتر ہے کہ وہي لکھا بھي جاے - دنیا میں حکومت در اصل طاقت کی ہے ' اور حق و باطل کا عملي میدان بھی اسی کے ہاتھہ میں ہمیشہ رہا ہے' گو نہ رہنا چاہیے - نوجوان ترک اس صاف بات کو ویسا ہي سمجھہ سکتے ہیں جیسا کہ ہم میں سے ہر ایک شخص کہ دو جہازوں کے دیدینے سے جرمني ترکوں

کي حامي نہيں بن جاسکتي ' اور عالمگير جنگ کي شرکت کي ذمہ داري کوئي ايسا عقدہ نہيں ہے جسکے سمجھنے کے ليے صرف ہمارا ہي دماغ موزوں ہو - پس ترک جنہوں نے اپنے تئيں اتني بڑي جنگ ميں جنگ بلقان کے بعد ہي ڈالديا ہے' ايسے بالاتر اسباب ضرور اپنے پاس رکھتے ہونگے جنکي وجہ سے انہوں نے خون اور آگ کے کھيل کو اسقدر جلد گوارا کرليا ہے - يہ کچھہ ضرور نہيں کہ انکا خيال صحيح ہو' مگر سچي بات يہي ہے کہ انہوں نے جنگ يورپ کو اپنے ليے ايک عہد فرصت سمجھا ہے' اور جس طرح ہر ضعيف وقت اور فرصت سے کام لينا چاہتا ہے ' وہ بھي سمجھتے ہيں کہ کام لينگے - انکے سامنے جنگ يورپ کے بعد کے نتائج ہيں اور شرکت جنگ کے خطرات - انہوں نے دوسري چيز کو گوارا کيا ہے - اس انتخاب کي غلطي اور صحت کا فيصلہ وہ خود ہي کرسکتے ہيں ' يا وہ لوگ جو انکي طرح موقعہ پر موجود ہوں -

اصليت مسلمانوں کے عقيدے ميں صرف يہي ہے' اور اسکے سوا جو کچھہ انکي طرف سے ظاہر کيا جاتا ہے اس سے انہيں کوئي تعلق نہيں - ہم ميں ايک مسلمان بھي ايسا نہيں ہے - جو سمجھتا ہو کہ جنگ بلقان کے موقعہ پر ہلال احمر قسطنطنيہ کو کچھہ روپيہ ديکر ہم مسلمانان ہند اتنے بڑے ہوگئے ہيں کہ خلافۃ اسلاميہ عظمی کو اپنے آگے جوابدہ سمجھيں اور شہنشاہوں کي طرح انکے بارے ميں حکم ديں -

(۲)

ايک مستقل مسئلہ مسلمانان ہند اور دولۃ عثمانيہ کے تعلقات کا ہے جو انسے اسي طرح تعلق رکھتا ہے جس طرح ديگر حصص عالم سے -

کچھہ ضروري نہ تھا کہ يہ مسئلہ اس وقت پبلک يا گورنمنٹ کے سامنے بحث کيليے لايا جاتا - کيونکہ گذشتہ پچاس برس کے اندر وہ اسقدر واضح اور صاف ہوچکا ہے کہ دنيا کيليے اسکي ايک ہي غير متزلزل حقيقت بالکل صاف ہے' اور اسپر کسي مزيد اضافہ کي ضرورت نہيں - قسطنطنيہ اب بھي وہي قسطنطنيہ ہے جو يکم نومبر سے پہلے باسفورس پر آباد تھا ' اور ہندوستان کے مسلمان اُس مقدس تخت کو جو وہاں قائم ہے بالکل ويسا ہي يقين کرتے ہيں جيسا کہ برابر يقين کرتے آئے ہيں - جس طرح حالت امن ميں وہاں کا رشتہ اس تعلق کے منافي نہ تھا جو مسلمانان ہند کو تاج برطانيہ کے ساتھہ ہے' اسي طرح آج بھي اسکا اعتراف اسکے ليے منافي نہيں ہے کہ ستر ملين مسلمان ہندوستان کے امن دوست اور فساد دشمن شہري ہوں -

تاہم افسوس ہے کہ اُن لوگوں نے جنکے مفسدانہ و شريرانہ اعمال کي گورنمنٹ ذمہ دار نہيں ہے ' ليکن جنکي فساد پرستيوں کے نتائج سے گورنمنٹ اور ملک دونوں کو آلودہ ہونا پڑيگا ' بمجرد اعلان جنگ اس مسئلہ کو از سر نو چھيڑ ديا ہے - اور نفاق و فساد کا وہ شيطان لعين جو انکے اندر ہميشہ وقت کا منتظر رہا ہے' بالکل بے باک ہو گيا ہے - تا کہ گورنمنٹ کي سب سے بڑي خير خواہي کي گھڑيوں ميں اسکے ليے سب سے زيادہ خطرناک مشکلات پيدا کرے :

يعدهم و يمنيهم' و ما يعدهم الشيطان الا غرورا !

چنانچہ اس قسم کي بعض شرير روحيں اپنے انتہائي خبث و فساد کے آلات سے مسلح ہوکر باہر نکل آئي ہيں' اور بغير اسکے کہ گورنمنٹ کيليے کچھہ بھي مفيد ہو ' اور بغير اسکے کہ گورنمنٹ کي طرف سے ايک ادنی خواہش بھي اسکے ليے ظاہر کي گئي ہو '

انہوں نے اُس تپ زدہ مريض کي طرح جسکے دماغ پر حرارت چڑھجانے اور ہذيان کيليے بالکل بے بس ہو ' " خلافۃ اسلاميہ " کي بحث از سرنو چھيڑ دي ہے - وہ سمجھتے ہيں کہ يہ گورنمنٹ کي بہت ہي بڑي وفاداري ہے - ايسي وفاداري جوکسي خدا پرست و اسلام دوست مومن سے ممکن نہ تھي' مگر انہوں نے اپني آخري متاع ايمان بھي اس راہ ميں قربان کردي - حالانکہ نہ تو يہ وفاداري ہے اور نہ ہي خير خواہي : بل ہي فتنۃ ولکن اکثر الناس لا يعلمون -

ليکن گورنمنٹ کو ياد رکھنا چاہيے کہ جو شخص اپنے خدا اور اپني شريعت کا وفادار نہيں ہے' وہ اسکے ليے بھي کوئي سچا اور وفادار دوست نہيں ہو سکتا - وہ صرف چند انسانوں کي حاکم نہيں ہے جو اپنے دلوںکي قلب ماہيت کرنے کيليے يا اصلي راہ نفاق و ارتداد اختيار کرنے کيليے طيار ہيں - بلکہ اُن سات کرور مسلمانوں کي حاکم ہے جنکے اعتقادات ميں تبديلي محال اور جنکے جذبات بالکل مختلف قسم کے ہيں - پس يقيناً اسکے ليے صرف يہي راہ عمل سچي اور اصلي ہوسکتي ہے کہ وہ انکا حال معلوم کرے جو سات کروڑ ہيں' نہ کہ انکا جو حقيقي طور پر بمشکل دو سات ہونگے !

موجودہ حالت ميں جبکہ ان اشرار و مفسدين نے ملک اور گورنمنٹ کي حقيقي مصلحتوں کو بالکل فراموش کرکے يہ بحث خواہ مخواہ چھيڑ دي ہے' تو ہمارے سامنے صرف دو ہي راہيں ہيں : يا تو اس مسئلہ پر ادلۂ شرعيہ کے مطابق بحث کريں اور جو غفرات و ترہات اس شرذمۂ جہل و فساد نے شائع کيے ہيں' انکے قلع و قمع کيليے طيار ہو جائيں - يا پھر بالکل سکوت اختيار کريں -

پہلي صورت کو اگر اسوقت اختيار کرتے ہيں تو لازمي طور پر يہ بحث زيادہ پھيليگي' اور ہم موجودہ وقت کو کسي طرح اسکے ليے موزوں نہيں سمجھتے - ليکن ساتھہ ہي دوسري صورت پر بھي کوئي مومن باللہ قلب راضي نہيں ہو سکتا ' کيونکہ جب غلط فہمي پھيلائي جاے اور بدعات و زوائد کسي مسئلۂ شرعيہ کو مشتبہ کرديں تو ہر مسلمان پر شرعاً فرض ہے کہ حسب علم و استطاعۃ تصحيح عقائد و اعلان حقائق کي کوشش کرے : و السابقون السابقون اولئک المقربون !

ايسي حالت ميں ظاہر ہے کہ ان ناعاقبت انديشوں نے بلا ضرورت کيسي مشکل راست باز مسلمانوں کے ليے پيدا کرديي ہے؟ حالانکہ نہ تو گورنمنٹ کو اس مسئلہ سے کوئي تعلق تھا اور نہ وہ اسکے متعلق ہم سے کسي تبديلي کي طالب تھي - بہر حال ہم اس موقعہ پر صبر اور ضبط سے کام لينگے اور صرف اصليت کے ظاہر کرنے پر اکتفا کرينگے - اگر يہ فتنہ نہ رکا' اور ان مفسدين نے ملک کے امن و سکون پر رحم نہ کھايا ' تو ظاہر ہے کہ يہ مسئلہ وسيع ہوگا اور اسکے نتائج افسوس ناک صورت ميں پھيلينگے - ليکن اسکے ذمہ دار وہي چند مسلمان ہونگے جو بلا ضرورت اس سوال کو زندہ کر رہے ہيں -

يہ بندگان جہل و افساد جنہوں نے کسي طالب العلم سے " الائمۃ من القريش " کي حديث سيکھہ لي ہے' کيا اس امر سے بالکل بے خبر ہوگئے ہيں کہ بعمد اللہ علم شريعت ابھي زندہ اور حاملان شريعت ابھي باقي ہيں؟ اگر يہ جملہ کوئي حديث ہے تو اسکے صرف يہي معني ہوسکتے ہيں کہ ہميں اسکے سمجھنے کا زيادہ حق حاصل ہے' نہ کہ ان ملاحدہ و متفرنجين کو جو علوم دينيہ سے ہي بے خبر ہيں جسقدر ايک انگلو انڈين اخبار کا ايڈيٹر ! پھر کيا يہ بہتر ہوگا کہ خلافت اسلاميہ کا مسئلہ انہيں سمجھا ديا جاے ؟

اس سے بھي زيادہ تعجب اُن لوگوں پر ہے جو آج سلطان مخلوع (عبد الحميد) کي محبت و احترام کا پيام ليکر اُٹھے ہيں اور لکھتے ہيں کہ جلالت مآب امير المومنين حضرۃ سلطان محمد خامس کي خلافت مسلم نہيں ہے' کيونکہ انہيں نوجوان ترکوں نے خليفہ بنايا '

- حالانکہ انہیں معلوم نہیں کہ حسب اصول شرعیۂ اسلامیہ بہت زیادہ ممکن ہے کہ سلطان عبد الحمید خلیفۂ شرعی نہو' کیونکہ اسلام شخصی حکمرانوں کو تسلیم نہیں کرتا اور وہ یکسر ایک جمہوری نظام حکومت ہے - تاہم جلالۃ مآب سلطان محمد خامس کی خلافت سے تو کسی طرح بھی انکار نہیں ہو سکتا - کیونکہ وہ اولین دستوری خلیفہ ہیں اور اجماع اہل حل و عقد اور بیعت عموم ملت و عالم اسلامی کے ساتھہ خلیفہ ہوے ہیں - بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ حضرات خلفاء راشدین (رضي الله عنهم) اور حضرت عمر ابن عبد العزیز کے بعد تمام تاریخ اسلامی میں اعلی حضرۃ سلطان المعظم سب سے پہلے اسلامی خلیفہ ہیں جو اسلام کے حقیقی پارلیمنٹری اصول "شوری" کے مطابق تخت مقدس خلافۃ اسلامیہ پر متمکن ہوے' اور سواے ایک شرذمۂ قلیلۂ مستبدین و مخلفین کے بلا استثنا تمام عالم اسلامي نے شرقاً و غرباً انکی خلافت کا اعتراف کیا - ولا خلافة الا بالمشورة -

بہر حال اس بارے میں ہمیں صرف یہ ظاہر کرنا ہے کہ خلافت اسلامیہ کا مسئلہ ایک علحدہ اور مستقل مسئلہ ہے' اور اسے اس موقعہ پر چھیڑنا کسیطرح بھی مفید نہیں - مسلمانان ہند کو ترکوں کے ساتھہ جو تعلق ہے وہ بالکل قدرتي ہے' اور اس سے جو انکار کرتا ہے وہ یا منافق ہے یا مسلمان نہیں - ایک مسلمان ہزار مرتبہ ترکوں پر تبرا بھیجے لیکن جب تک وہ مسلمان ہے کوئی عقل بھي یہ تسلیم نہ کریگی کہ اپنے بھائیوں کی محبت سے اسکا دل خالی ہوسکتا ہے -

پس گورنمنٹ کو یقین کرنا چاہیے کہ تمام مسلمانان ہند خلافۃ عثمانیہ کا اعتراف کرتے ہیں اور اس اعتراف کرنے شرعاً و دیناً مجبور ہیں - انکا دینی عقیدہ ہے کہ جو مسلمان اپنے عہد کے خلیفہ اور اولو الامر سے انکار کرے اسکی تمام صلواۃ و صیام بیکار ہے' اور وہ کسی طرح بھی مسلمان نہیں رہسکتا - ایسا ہونا کوئی عمدہ بات ہو یا نہو' لیکن تمام مسلمان ایسا یقین رکھتے ہیں' اور اسکے خلاف نوشش کرنا ' یا حضرۃ خلیفۃ المسلمین کی شان میں نا مناسب الفاظ لکھنا ' یا ترکوں کو برابر گالیاں دیتے رہنا ' اُن کے دلوں کو سخت زخمي کرتا ہے اور گو وہ کچھہ نہ بولیں لیکن ایک پر خطر اثر انکے دل میں پرورش پانے کیلیے پیدا ہوجاتا ہے -

اگر خیر خواہی کے معنی رہي ہیں جو سمجھے جاتے ہیں' اور سچائي اسي چیز کو کہا جاسکتا ہے جو سچي ہو' اور مشورہ دینے کیلیے امانت شرط ہے' تو ہم گورنمنٹ کو مشورہ دینگے' کہ وہ اپنے اثر کو خطرہ سے پہلے کام میں لاے' اور ان لوگوں کو پوري طرح روکے جو خلافت اسلامیہ کا سوال پیدا کرکے عام مسلمانوں کے اندر تولید اضطراب کے باعث بننے والے ہیں -

(۳)

ان دو مسئلوں کے بعد تیسرا مسئلہ ہندوستان کے مسلمانوں کي داخلي حالت کا ہے -

یہ مسئلہ بھی بالکل صاف ہے اور گذشتہ مسائل سے کوئي تعلق نہیں - اسکا موضوع صرف یہ ہے کہ مسلمانوں کي جو عظیم الشان تعداد ہندوستان میں رہتی ہے اور تاج برطانیہ کے ماتحت ہے' کیا اس نئے واقعہ کی وجہ سے وہ امن و سکون کي قدرتي حقیقتوں کو اپنے لیے متغیر پالیگي ؟

اسکا جواب ایک ہی ہے اور صرف ایک ہي - یعنی " نہیں جنگ کے اسباب خواہ کچھہ ہی ہوں' اور مسلمان بہ حیثیت مسلمان ہونے کے اپنے دینی اعتقادات کے اندر خواہ کوئی اعتقاد بھي رکھتے ہوں' لیکن کوئي وجہ نہیں کہ ہندوستان کے امن و سکون اور اسکي سرزمین کو ہر طرح کے فساد سے محفوظ رکھنے میں انکي نسبت ذرا بھی شبہ کیا جاے - وہ نماز پڑھتے ہیں اور گورنمنٹ کے وفادار ہیں' روزہ رکھتے ہیں اور گورنمنٹ اپنے اعتماد رکھتی ہے ' حج کو جاتے ہیں اور انکے امن دوست شہري ہونے میں کوئي شبہ نہیں کیا جاتا - پس ٹھیک اسي طرح انکا ایک مذہبي اعتقاد خلافت کے متعلق بھی ہے اور وہ قدرتي و دینی علائق تمام عالم اسلامی سے رکھتے ہیں' اگر متذکرۂ صدر اعمال دینی و اعتقادات مذہبي انکے امن درست ہونے کے منافی نہیں تو یہ داخلي اعتقاد و تعلق بھي منافی نہیں ہوسکتا -

ہندوستان ایک ملک ہے جہاں مسلمان رہتے ہیں ' اسکی عمارتوں کے اندر انکی عورتیں ہیں' اور اسکي گلیوں اور میدانوں میں انکے بچے کھیلتے ہیں - پس کیا ایک، منٹ اور ایک لمحہ کے لیے بھي کوئي ذي عقل اس امر کو تسلیم کر سکتا ہے کہ مسلمان ہندوستان کے امن کے دشمن ہو جائینگے کیونکہ ٹرکي اور انگلستان میں جنگ ہوگئي ؟

اگر ہندوستان کا امن گورنمنٹ کو اسلیے مطلوب ہے کہ اسکی حکومت ہے - تو ہر مسلمان کو اسلیے مطلوب ترہے کہ اسکا اور اسکے اہل و عیال کا امن اسی سرزمین کي امنیت پر منحصر ہے -

پس جنگ یورپ کے اس نئے تغیر سے مسلمانان ہند کي امن خواہی ' وفاداري ' اور قابل اعتماد سکون پر کسی طرح بھی اثر نہیں پڑ سکتا - وہ مسلمان ہیں اور " مسلمان " ہونا ایک حقیقت ہے جو ہر حال میں امن کی حامی اور شر و فساد کی دشمن ہے - وہ پہلی نومبر سے پہلے جسطرح گورنمنٹ کے اعتماد کے مستحق تھے' یقیناً اب بھي ویسے ہي مستحق ہیں - یورپ کی جنگ کا نقشہ بدلا ہے نہ کہ انکے امن و سکون کا نقشہ - ہم کو اس بارے میں اسقدر وثوق ہے کہ ہم تمام مسلمانان ہند کی طرف سے یقین دلا سکتے ہیں' اور ہم سمجھتے ہیں کہ اس براعظم میں اس وقت ایک مسلمان بھي ایسا نہوگا جو ملک میں شر و فساد پیدا کرنے کا ایک لمحہ کیلیے بھی خیال کرتا ہو -

(خلاصہ مطالب)

یہ ضروری مطالب ہیں جو اپنی عادت تحریر کے خلاف ہم نے صاف صاف مختصر طریقہ سے ظاہر کردیے تا کہ جلد سے جلد انکا اثر حاصل کیا جا سکے - آج اس شخص سے بڑھکر کوئي شخص ملک اور گورنمنٹ کا دشمن نہیں ہوسکتا جو ان تین مسئلوں میں بیجا طور پر خلط مبحث کرتا ہے' اور انکے مستقل احکام کو ایک دوسرے کیلیے لازم و ملزوم سمجھتا ہے -

ہندوستان اور پرو جرمنزم

افسوس ہے کہ شئون اسلامیہ کا مضمون بہت طویل ہوگیا اور لیڈنگ آرٹیکل کا جسقدر حصہ کمپوز شدہ باقی تھا اسکے لیے جگہ نہ رہی - اب اسکے سوا چارہ نہیں کہ آئندہ اشاعت تک قارئین کرام انتظار فرمائیں -

کامریڈ کی ضمانت کي ضبطي اور مسئلہ خطبات مساجد و حفاظت اماکن مقدسہ کے متعلق سرکاري اعلانات بھي اہم عنوانات تھے جن پر اس ہفتہ ضروري بحث کرني تھی لیکن افسوس کہ گنجائش نے جواب دیدیا - کامریڈ کو زندہ رکھنا مسلمانوں کا اولین فرض ہے -

Printed and published by A. K. AZAD, at the HILAL Electrical prtg. and publg. House, 14 Mcleod Street, CALCUTTA.

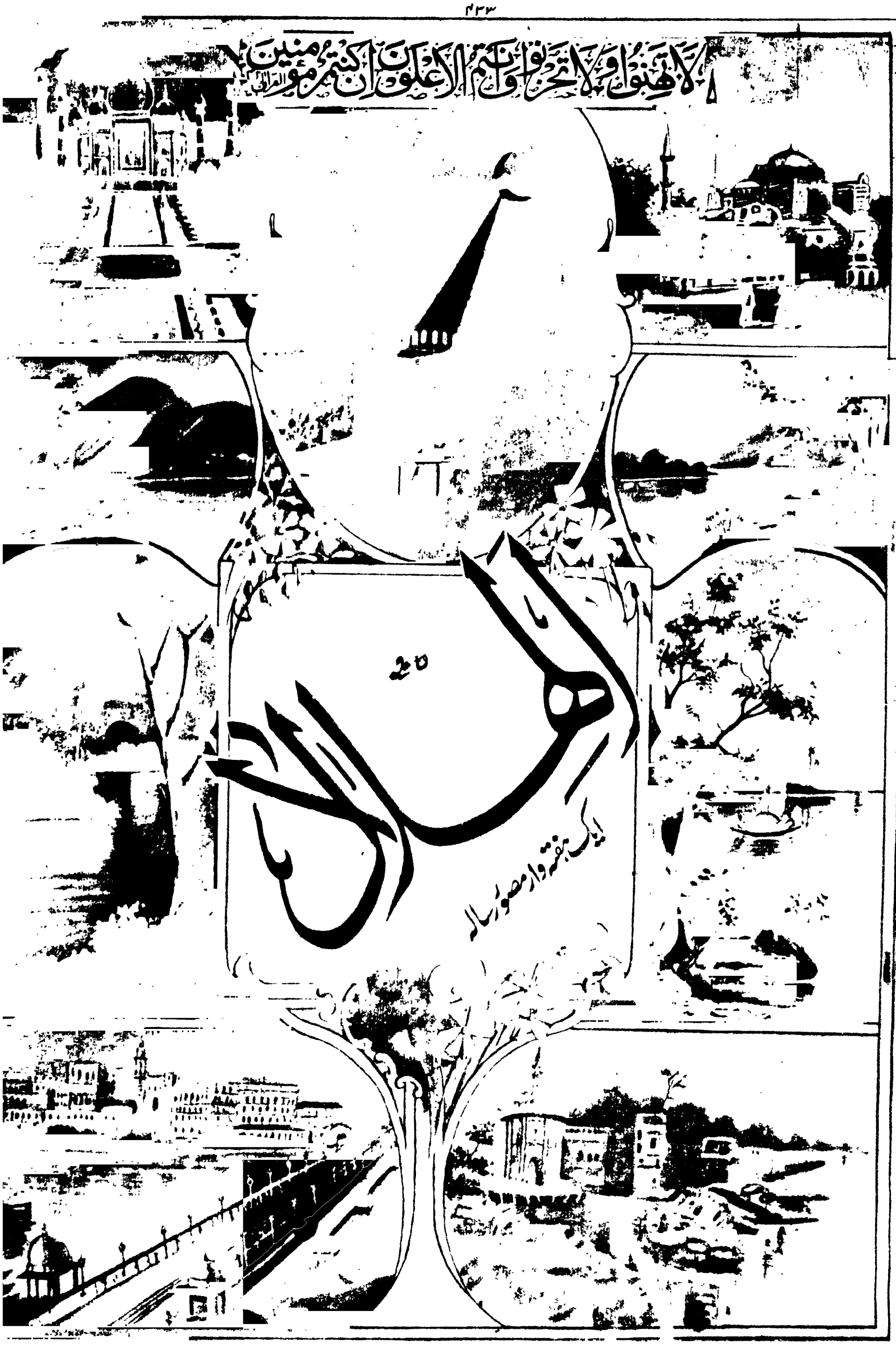
لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين
الاسلام
۲۵
ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

قیمت ۴ ـ آنہ

Tel. Address:—"Alhilal," Calcutta
Telephone No. 648.

AL-HILAL.

Proprietor & Chief Editor:
Abul Kalam Azad,
14, McLeod Street,
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly ,, Rs. 6-12

الهلال

مدیر مسئول رئیس قلم تحریر
احمد المکنی بابی الکلام الدهلوی
مقام اشاعت
۱۴ — مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ
ٹیلی فون نمبر ۶۴۸
سالانہ — ۱۲ — روپیہ
ششماہی — ۶ — ۱۲ — آنہ

جلد ۵ | کلکتہ: چہار شنبہ - ۲۹ ذوالحجہ ۱۳۳۲ هجري | نمبر - ۲۰
Calcutta: Wednesday, November 18. 1914.

بصائر و حکم

فاتح افواج کا داخلہ

ممالک مفتوحہ میں

به تقریب ورود افواج المانیه در لوون و برو سلز و انٹورپ

(۳)

(بقیه فتح مکه)

امن و امان کے بعد صرف ایک شخص قتل کیا گیا چنانچه حدیث کے الفاظ یه هیں:

جاء رجل فقال ابن خطل متعلق باستار الکعبة فقال اقتله (۱)

ایک شخص نے آنحضرت کو خبر کی که ابن خطل خانه کعبه کے پردوں کو تهام کر کهڑا هے، آپ نے فرمایا اوسکو قتل کر دو!

لیکن اهل سیر نے چند اشخاص کے نام اور بتلائے هیں، ابو داود میں دو روایتیں هیں جنسے اهل سیر کے بیان کی تائید هوتی هے، لیکن ان میں ایک روایت کے متعلق خود ابو داود نے لکهدیا هے که یه میرے حسب دلخواه نهیں هے (۲)

مجموعی طور پر ان ساده واقعات سے حسب ذیل نتائج مستنبط هوتے هیں:

(۱) آنحضرت کا معمول تها که رات کو کسی قوم پر حمله نهیں کرتے تهے، اس لیے خیبر میں رات کو اسلامی فوجوں کا داخله نهیں هوا - حالانکه عموما تمام فوجیں شبخون کے لیے موقع تلاش کرتی رهتی هیں -

(۲) صحابه نے خیبر میں غارتگری کی لیکن آپ کو خبر هوئی تو آپ نے نهایت سختی کے ساتهه تنبیه فرمائی اور متعدد چیزوں کو حرام کر دیا -

(۳) یهود خیبر کے ساتهه نهایت نرم شرائط پر انهیں کی خواهش کے مطابق معاهده صلح کیا گیا، اور اس عدل و انصاف کے ساتهه اس کی پابندی کی گئی که خود ان لوگوں نے اسکا معترفانه اعتراف کیا - حالانکه اب عموماً معاصرے کے ذریعه سے صلح پر مجبور کیا جاتا هے، اور اس مجبورانه صلح کا انعقاد همیشه فاتح کی خواهش کے مطابق هوتا هے -

(۵) آنحضرت صلی الله علیه وسلم کی زبان سے "خربت خیبر" کا جو فقره نکل گیا تها، وه محض فاتحانه جوش کا اظهار تها، ورنه اس سے یه مقصود نه تها که خیبر در حقیقت برباد هوگیا -

(۶) قریش کو فتح مکه کی تیاری کی خبر دینے پر آنحضرت نے حاطب ابن بلتعه کو بالکل معاف کردیا، حالانکه موجوده قوانین جنگ کی رو سے ایسے شخص کو گولی ماردی جاتی هے -

(۷) سعد بن عباده نے مجمع میں طنزاً ابو سفیان کو خانه کعبه کی بے حرمتی کی دهمکی دی، تو آنحضرت نے اوسکی تردید فرمائی -

(۸) فتح مکه میں آنحضرت نے امان عام دیدی اور اس امان سے تمام سرداران قریش نے فائده اوٹهایا - حالانکه یهی لوگ اسلام کے اصلی دشمن تهے -

(۹) مکه میں صحابه نے کسی چیز کو نهیں لوٹا -

(۱۰) امان کے بعد صرف ایک شخص قتل کیا گیا جو واجب القصاص تها، بقیه اشخاص کے قتل کی روایت مشتبه هے -

دنیا کی قدیم و جدید تاریخ آپ کے سامنے هے، آپ اسلامی فوج کے ساتهه اگر اونکے داخله کا موازنه کرینگے تو معلوم هوگا که دنیا کی پوری تاریخ اس قسم کے فیاضانه داخله کی نظیر نهیں پیش کر سکتی -

(عهد صحابه اور فتوحات اسلامیه)

عهد صحابه میں بهی آنحضرت کے فاتحانه طرز عمل کی تمام خصوصیات قائم رهیں، اور مفتوحه ممالک کے ساتهه نهایت فیاضانه مراعات کی گئیں - فتوحات کے لحاظ سے حضرت عمر رضی الله عنه کا زمانهٔ خلافت نهایت ممتاز هے - عرب و افریقه کے تمام زرخیز و شاداب ممالک اسی زمانے میں فتح کئے گئے - لیکن فتوحات کے اس عظیم الشان سیلاب نے کسی قوم کی مادی اور روحانی یادگاروں کو خفیف سی ٹهوکر بهی نهیں لگائی -

(میدان کا داخله)

فاتح فوج کا عام قاعده هے که جب نهایت جد و جهد کے ساتهه کسی شهر میں داخل هوتی هے، اور با ایں همه جانبازی مال غنیمت سے بهره اندوز نهیں هوتی، وه اسی کا حصه اوسکو نهایت وحشیانه افعال پر آماده کردیتا هے

---

[۱] بخاری جزو ۵ ص ۱۳۸ [۲] ابو داود جلد ۲ ص ۹ -

لیکن اس عام فوجی طرز عمل سے صرف ایک مسلمانوں کی قوم مستثنی ہے - مسلمانوں نے مدائن کو فتح کرنا چاہا تو ایک بحر خندق کو عبور کرکے شہر میں داخل ہوے - یزدجرد شاہ ایران نے پہلے ہی سے اپنے آل و اولاد کو حلوان روانہ کردیا تھا - تمام لوگ شہر خالی کرکے چلے گئے تھے' اور اپنے سرمایہ کا بہترین حصہ ساتھہ لے گئے تھے - گھروں میں صرف معمولی چیزیں چھوڑ دی تھیں - اسلامی فوج نے ایک ایک گلی کا چکر لگایا ' مگر ایک متنفس بھی نظر نہ آیا - صرف قصر سفید میں کچھہ لوگ موجود تھے ' جنکا مسلمانوں نے محاصرہ کرلیا ' اور انھوں نے جزیہ دیکر صلح کرلی -

حضرت سعد قصر سفید میں داخل ہوے تو اوسمیں بکثرت تصویریں نظر آئیں ' لیکن انھوں نے ایک تصویر کو بھی ہاتھہ نہیں لگایا -

(اسکندریہ کا داخلہ)

اسکندریہ کی فتح میں اس سے بھی زیادہ اشتعال انگیز واقعات پیش آے - اسکندریہ مادی سروسامان کے ساتھہ رومیوں کا مذہبی مرکز بھی تھا - رومیوں کے تمام بڑے بڑے گرجے وہیں تھے' اور شام کی فتح کے بعد وہ لوگ اسکندریہ ہی میں عید مناتے تھے - اس بنا پر جب مسلمانوں نے اسکندریہ کا محاصرہ کیا تو رومیوں نے مدافعت کیلیے اپنی پوری طاقت صرف کردی -

تین مہینے تک متصل محاصرہ رہا یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گھبرا کر حضرت عمرو بن عاص کو ایک عہدہ آمیز خط لکھا ' جس کے بعض فقرے یہ ہیں :

و ما ذاک الا احدثتم	فتح میں اس قدر تاخیر صرف اس
و احببتم من الدنیا ما	بنا پر ہو رہی ہے کہ تم نے اپنی قدیم
احب عدوکم فان اللہ	حالت بدل دی اور جسطرح تمہارے
لا ینصر قوما الا بصدق	دشمن دنیا پرست ہیں اوسیطرح
نیاتھم -	تم بھی دنیا کی طرف مائل ہوگئے -

لیکن یاد رکھو کہ خدا کسی قوم کی مدد صرف حسن نیت ہی کی بنا پر کرتا ہے -

حضرت عمرو بن عاص نے تمام فوج کو جمع کرکے یہ خط سنایا اور حکم دیا کہ سب لوگ وضو کرکے نماز پڑھیں اور خدا سے فتح کی دعا مانگیں -

محاصرہ کی حالت میں اور بھی بہت سے ناگوار واقعات پیش آے - رومی فوج قبیلہ مہرہ کے ایک شخص کا سر کاٹ کر لیگئی اور لاش کو میدان میں چھوڑ دیا - وہ لوگ سخت برہم ہوے اور اصرار کیا کہ ہم لاش کو بعوض سر کے دفن ہی نہ کرینگے - حضرت عمرو بن عاص نے کہا کہ "اس قصے سے کام نہیں چلیگا ' تم بھی اپنے کسی سپاہی کا سر کاٹ لاؤ - وہ لوگ سمجھے تھے کہ ہمارے سپاہی میں اتنا سر واپس کردینگے - چنانچہ تمام لوگوں نے [illegible] کے اس معاوضہ میں ارنکے مقتول کا سر واپس [illegible]

ایک رومی نے مسلمہ بن مخلد پر حملہ کیا [illegible] گھوڑے سے گرا دیا تھا ' چونکہ اوسکی تمام فوج [illegible] مستثنی واقعہ تھا ' اسلیے مسلمانوں کو سخت [illegible] حضرت عمرو بن العاص کو بھی سخت غصہ آیا اور اسی غصہ کی حالت میں فرمایا کہ " عورت ہوکر مردوں کے ساتھہ کیوں شریک جنگ ہوے ؟ " اسی غصہ کی حالت میں نہایت زور شور سے لڑائی ہوئی اور مسلمان فرط جوش میں قلعے کے اندر گھس گئے - لیکن رومیوں نے پھر حملہ کرکے اونکو قلعہ کے باہر نکال دیا -

با اینہمہ غیظ و غضب جب اسکندریہ فتح ہوا اور بچوں اور عورتوں کو چھوڑ کر صرف ۲ لاکھہ قیدی گرفتار ہوے' تو مسلمانوں نے اونکو لونڈی غلام بنا کر تقسیم کرنا چاہا' لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے صرف جزیہ لگا کر اون سب کو چھوڑ دیا گیا -

مضافات مصر کے بہت سے لوگ رومیوں کے ساتھہ شریک جنگ ہوگئے تھے - مسلمانوں نے ان لوگوں کو گرفتار کرکے مدینہ روانہ کر دیا - لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اونکو بھی واپس کردیا -

قیصر روم کو ڈر تھا کہ اگر مسلمانوں نے اسکندریہ کو فتح کیا تو سب سے پہلے اون کے گرجے زد میں آئینگے' لیکن گرجوں کے ساتھہ جو سلوک کیا گیا اوسکا اندازہ صرف طبری کے ان الفاظ سے ہوسکتا ہے :

هذه الکنائسة - الکنائسة	یہ گرجہ اسکندریہ کے ایک کنارے پر تھا '
بناحیة الاسکندریة حوالها	اوسکے گرد بہت سے پتھر (غالبا بت
احجار - ما اراد ت	مراد ہے) تھے ' جن میں کسی
و لا نقصت -	قسم کی کمی و بیشی نہیں ہوئی -

حضرت عمرو بن عاص نے مصر پر چڑھائی کی تو وہاں کے لوگوں نے اپنے بادشاہ سے کہا کہ "جن لوگوں نے قیصر و کسری کو پامال کردیا اونسے صلح ہی کرلینی بہتر ہے " لیکن اوس نے انکار کردیا - معرکہ شروع ہوا تو حضرت زبیر فلعے کی فصیل پر چڑھ گئے - اون کو فلعہ کا دروازہ کھول دیا اور معاہدہ صلح کرنا چاہا حضرت عمرو بن عاص نے جن فیاضانہ شرائط پر اون کو امان دی وہ حسب ذیل ہیں :

اعطی عمرو بن العاص	عمرو بن عاص نے اہل مصر کو جان
اهل مصر الامان	و مال' مذہب' گرجا' صلیب' خشکی
علی انفسهم و اموالهم	و تری غرض ہر چیز کی امان دی - ان
و انفسهم و صلیبهم و بیعهم	چیزوں میں کسی قسم کی مداخلت یا
و بعثهم لا یدخل علیهم	کسی قسم کی کمی و بیشی نہیں کی
شی من ذلک و لا	جائیگی - اہل مصر کو ان مراعات
یدخل علی اهل	کے بدلے جزیہ دینا ہوگا ' وہ بھی اس
مصر ان یعطوا الجزیة ان	زرد نیل کا پانی نہ ہو جائیگا ' تو بھی
لم تغرهم من غلته	اوسکے نقصان کے جزیہ بھی معاف کردیا
ادا ادنی رفع عنهم بقدر	جائیگا - اگر کوئی شخص جزیہ دینا
ذلک و من ابی و اختار	پسند نہیں کرتا اور یہاں سے جلاوطن
الحلاف فهو امن حتی	اختیار کرنا چاہتا ہے تو اوسکو
یبلغ مامنه او ینصرف	اوسوقت تک امان حاصل ہے جب
الی سلطاننا علیهم	تک اپنے گھر تک پہونچ جاے - یا ہمارے
	دائرہ حکومت سے نکل جاے '

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے بیت المقدس کے لوگوں کے ساتھہ اس سے بھی زیادہ فیاضانہ مراعات کے ساتھہ معاہدہ صلح کیا تھا مسلمانوں کی ان فیاضیوں نہیں جس سے مقابلہ کرکے صرف چند ہی روز قبل اسکندریہ کے بطلوں نے خود رومیوں کے مقابلہ میں اونکو جانبازانہ مدافعت کی تھی -

باب التفسير

الحـــرب فـی الـقـــران

" الحرب فی القران " کے عنوان سے جو سلسلۂ بحث الهلال میں شروع هوا تها ' امید هے که قارئین کرام کے پیش نظر هوگا - اب اس سلسلے کی تکمیل کردی جاتی هے -

اس عنوان کی آخری صحبت میں سلسلۂ بحث یہاں تک پہنچا تها که قران حکیم نے حرب (جنگ) کی حقیقت میں جو انقلاب پیدا کیا ' اسمیں سب سے زیادہ نمایاں کارنامہ جنگ کے مقصد کو متعین کرنا اور اسے محض بہیمی قتل و غارت کے دائرے سے نکالکر ایک اخلاقی ' اجتماعی ' اور مدنی مقصد کی سطح پر پہنچانا هے - اسی سلسلے میں ظاهر کیا گیا تها که اسلام کا اصل مقصد صلح و سلام هے - لیکن صلح و سلام هی کے قیام کیلیے اسے تلوار پکڑنی پڑی ' اور خونریزی کو معمور کرنے کیلیے خونریز فتنہ کا خون بہانا پڑا - چنانچہ اس نے صاف صاف اعلان کیا که لیظهره علی الدین کله - اسلام کا قتال اسلیے هے تا که صداقت الهی تمام ادیان باطله پر غالب هو جاے -

لیکن اصل مقصد ابتک مشتبه اور غیر متعین هے یہ سچ هے که جهاد اسلامی کا مقصد وحید وهی هے جسکو خدا نے بیان فرمایا ' لیظهره علی الدین کله لیکن هر ملک کا باشنده کهسکتا هے که تقریبا ایسا هی مقصد همارے پیش نظر بهی هے - " هندوستان هندوستانیوں کیلیے " " مصر مصریوں کیلیے " " جاپان جاپانیوں کیلیے " اور اس سے بهی بڑهکر ایک قوم کا دعوی هے ' که " مشرق و مغرب صرف همارے لیے هیں " رب المشرقین و المغربین اور وہ اسی خلوص و صداقت کا مدعی هے جسکا اظهار صحابہ نے کیا تها - (اگرچه یہ محال هے) تو کیا وہ اپنے آپ کو اسلام کا حریف مقابل نہیں کہه سکتا - آخر ان دونوں مقصدوں میں کیا فرق هے ؟ اور جهاد اسلامی کے مقصد کو اوسپر کیا ترجیح حاصل هے ؟

(السلم فی الحرب)

لیکن قران مجید نے دوسری آیتوں میں اسکی تفسیر کردی هے - اسلام صلح و سلام کا ایک پیغام روحانی تها جو تمام دنیا کو پہونچایا گیا تها :

تنزل الملئکة و الروح فیها باذن ربهم من کل امر سلام (سورہ قدر ۳)	نزول قران کی رات میں خدا کے حکم سے فرشتے اور روح هر امر کو لیکر امن و سلامتی کا پیام لاتے هیں

وہ ایک حکیمانه قانون تها جو دنیا میں عدل و انصاف قائم کرنا چاهتا تها :

فیها یفرق کل امر حکیم (دخان ۳)	اوس رات میں حکیمانه قوانین کی تقسیم کی جاتی هے

اس بنا پر اسلام کا غلبه ' اسلام کی حکومت ' اسلام کی دعوت بعینه امن و امان کا غلبه تها - بعینه عدل و انصاف کی حکومت تهی - بعینه علم و حکمت کی دعوت تهی ' اسلام اسی مقصد کو تمام دنیا کو دعوت دینا چاهتا تها - لیکن عرب نے صلح کے ساتهه دعوت صلح کو قبول نہیں کیا :

بملک هستی ما رو نهاده سلطانے
که ما بصلح دهم او بجنگ میگیرد

اس بنا پر آنحضرت صلی الله علیه و سلم کو نشر امن ' بسط عدل ' اور عقد صلح کیلیے جهاد کرنا پڑا - قرآن مجید نے اس جهاد کا اجمالی مقصد یہ بتایا تها لیظهره علی الدین کله لیکن دوسری آیتوں نے اسکی تفسیر و تشریح کر دی -

و الفتنة اکبر من القتل (بقره ۱۱۳)	فتنه و فساد قتل سے بڑهکر برائی هے
و اقتلوهم حیث ثقفتموهم و اخرجوهم من حیث اخرجوکم و الفتنة اشد من القتل (بقره ۱۸۷)	دشمنوں کو جہاں پاؤ قتل کرو ' اور انکو اوس جگه سے نکال دو جہاں سے انهوں نے تمکو نکالا هے ' کیونکه فتنه و خونریزی قتل سے بهی زیادہ سخت هے -

ان دونوں آیتوں سے ثابت هوتا هے که جهاد کا مقصد آتش جنگ کا بهڑکانا نه تها ' بلکه اسکو بجهانا تها - چنانچه دوسری آیتوں نے اس سے بهی زیادہ توضیح کردی :

و قاتلوهم حتی لاتکون فتنه و یکون الدین لله (بقره ۱۸۹)	اور ان کے ساتهه مقاتله کرو یہاں تک که لڑائی قائم هی هونے نه پاے اور دین خدا کے لیے هو جاے -

ان آیات میں جابجا فتنه کا لفظ آیا هے اب اگرچه هر چیز کو " فتنه و فساد " کہا جاتا هے ' لیکن قدیم عربی زبان میں فتنه کا اطلاق صرف جنگ هی پر کیا جاتا تها :

لما رایت الناس هرروا فتنه
عمیاء توقد نارها و تسعر

(یعنی جب همنے دیکها که لوگ اوس اندها دهند جنگ سے جسکی آگ دمبدم بهڑکائی جارهی هے گهبرا رهے هیں)

اس باب میں سب سے زیادہ واضح آیت سورۂ محمد کی هے :

فاذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب حتی اذا اثخنتموهم فشدوا الوثاق فاما منا بعد و اما فداء (محمد ۴ - ۵)	جب تم کفار سے مقابله کرو تو پہلے خونریزی کرو ' پهر غلام بنا کر یا معاوضه احساناً رها کردو ' یا فدیه لیکر چهوڑ دو

لیکن اس قتل و خونریزی کا آخری مقصد کیا تها ؟ خدا نے اسی آیت میں نہایت ایجاز کے ساتهه اسکا جواب دیا هے :

حتی تضع الحرب اوزارها	یہاں تک که صفحه هستی سے جنگ هی محو هو جاے -

پس جهاد اسلامی کا مقصد خون سے خون هی کے دهبوں کو دهونا اور جنگ سے جنگ هی کا خاتمه کرنا تها ' تا که تمام دنیا میدان جنگ کی جگه آغوش صلح میں اطمینان کے ساتهه زندگی بسر کرے -

(آیه عظیمه سوره محمد)

سورۂ محمد کی آیت قتال کا یہ ٹکڑا نہایت عظیم و جلیل هے ' اور فی الحقیقت اس میں کتاب صاحب قرآن حکیم نے اپنے جنگ کی غایت یه بتلا دی هے که وہ صرف جنگ هی کے روکنے کیلیے لی گئی هے - کیونکه وہ تا جنگ اوس وقت تک لیے جاؤ جب تک که جنگ ختم نہو جاے "

اس آیت میں حرب سے مراد جنس حرب و جنس جنگ هے - نه کوئی خاص جنگ جو کسی قوم اور سرزمین سے مخصوص هو امام رازی نے تفسیر کبیر میں خود هی یه بحث چهیڑی هے اور حسب عادت جواب دیا هے :

هل هذا كقوله تعالى "واسئل القرية" حتى يكون مانه قال حتى تضع امة الحرب اوزارها فوضع الحرب اوزارها - فقول ذلك محتمل فى النظر الاول لكن اذا امعنت فى المعنى تجد بينهما فرقا، و ذلك لان المقصود من قوله "حتى تضع الحرب اوزارها" افتراض الحرب بالكلية بحيث لا يبقى فى الدنيا حزب من احزاب الكفر يحارب حزبا من احزاب الاسلام ولو قلنا حتى تضع امة الحرب جاز ان يصنعوا الاسلحة ويتركوا الحرب وهى باقية بعادتها - كما تقول خصومتى انفصلت ولكن تركتها فى هذه الايام و اذا اسندنا الوضع الى الحرب يكون معناه ان الحرب لم يبق (تفسير كبير - جزو ۵ ص ۶۲۱)

قرآن میں ایک جگہ اللہ نے فرمایا ہے کہ "گانوں سے پوچھو" لیکن فی الحقیقت وہاں مقصود یہ ہے کہ "گانوں والوں سے پوچھو" اور مجازاً سوال کی نسبت خود گانوں کی طرف کردی ہے -

کیا یہ آیت بھی اسی قسم کی آیت ہے؟ اور کیا "حتی تضع الحرب اوزارها" سے بھی مقصود اصل لڑائی کے وجود کا خاتمہ نہیں ہے بلکہ صرف کسی خاص قوم کی لڑائی یا کسی معدودہ رقبۂ زمین کے جنگ و جدال کا؟

ہاں، بظاہر بہ احتمال پیدا ہوتا ہے لیکن اگر غور و فکر سے کام لیا جائے تو واضح ہو جائے کہ مقصود الہی یہ نہیں ہے اور دونوں آیتوں کے طرز بیان میں فرق ہے - اللہ تعالی نے اس آیت میں "تضع الحرب" فرمایا ہے اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے جب جنگ بکلی موقوف ہو جائے، اور اہل فساد کی کوئی جماعت ایسی باقی نہ رہے جو حرب و قتال کو سکے -

پس اس آیت سے مقصود عام طور پر جنگ کا انسداد ہے نہ کہ کوئی خاص جنگ، اور اگر کوئی خاص جنگ مراد لی جائے تو اسکے یہ معنی ہونگے کہ لڑائی کا وجود اور مادہ تو دنیا میں باقی رہے، مگر صرف کسی ایک جماعت کی لڑائی کا خاتمہ ہو جائے - لیکن اگر ہم خاتمۂ جنگ کو کسی خاص جماعت و زمین کی طرف "جنگ" ہی کی طرف منسوب نہ دیں تو اسکے یہ معنی ہونگے کہ اب دنیا میں جنگ کا وجود ہی باقی نہ رہا -

چونکہ اسلام کا مقصد صرف صفحۂ ہستی سے جنگ کا خاتمہ کرنا تھا، اسلیے اس نے تمام دنیا کو صلح کا پیغام دیا لیکن دنیا کی فطرت وعظ و نصیحت کے بجائے قوت سے زیادہ مرعوب ہوتی ہے، اسلیے مجبوراً اسلام کو زبان تیغ سے اپنا اعلان کرنا پڑا، اور دس ہی برس کی مدت میں تمام دنیا صلح کی آغوش میں آگئی لیکن اصل حقیقت اب تک مشتبہ ہے -

(شریفانہ صلح)

جنگ و صلح دونوں ہیں، دنیا میں جنگ کے ساتھ صلح ہوتی رہتی ہے، اسلام کو تو تمام دنیا پر یہ موقعہ حاصل ہے کہ اس نے جنگ کا خاتمہ صرف صلح سے کر دیا، تو اس سے اصل مسئلہ کا فیصلہ نہیں ہوتا - سوال یہ ہے - خود یہ صلح کیسی ہے؟ دنیا میں عاجزانہ و مجبورانہ صلح بھی کی جاتی ہے، اگر اسلام نے اسی قسم کی غیر شریفانہ صلح کی ہے تو اس سے موت بہتر ہے؟

بہت سی قوموں کو خلوص قلب صلح پر آمادہ نہیں کرتا، بلکہ مصالح اور مجبوریاں انکے درمیان صلح کرادیتی ہیں؛ کیا اسلام کی صلح بھی اسی قسم کی ہے؟ بہت سی قومیں صلح کرلیتی ہیں، لیکن خود اپنے طرز عمل سے صلح کا کوئی عملی نمونہ پیش نہیں کرتیں، بلکہ ان میں بہت سے لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو جنگ ہی کو اپنا فریضۂ زندگی سمجھتے ہیں - صرف جماعت کی قوت ان کی رائے پر غالب آجاتی ہے - کیا مجاہدین اسلام میں بھی اس قسم کے لوگ تھے؟ اور اگر تھے تو اونکو عام فوجی جماعت پر کیا فضیلت حاصل ہے؟ قرآن مجید نے ان تمام سوالات کا نہایت تفصیل کے ساتھ جواب دیا ہے - قرآن مجید نے صاف صاف بتایا ہے کہ اسلام کی صلح بزدلانہ نہیں بلکہ شریفانہ ہے :

فلا تهنوا وتدعوا الى السلم وانتم الاعلون (محمد - ۳۷)	سست و کمزور نہ ہو جاؤ، اور دعوت صلح برابر دیتے رہو، درانحالیکہ تم غالب و سربلند ہو -

قرآن مجید نے مجاہدین اسلام کو ہدایت کی ہے کہ تمکو نہایت فراخ حوصلگی کے ساتھ پیغام صلح کے قبول کرنے کیلیے ہمیشہ تیار رہنا چاہیے :

فان اعتزلوكم فلم يقاتلوكم و القوا اليكم السلم فما جعل الله لكم عليهم سبيلا (نساء ۹۲)	اگر کفار تم سے الگ ہو جائیں اور جنگ نہ کریں، بلکہ تمہارے سامنے صلح کو پیش کریں، تو اس حالت میں خدا نے تمکو ان سے جنگ کرنے کا اختیار نہیں دیا ہے -

قرآن مجید مجاہدین اسلام کو ترغیب دیتا ہے کہ اگر تمہارا مقصد دنیا کے سامنے صلح کو پیش کرنا ہے، تو سب سے پہلے تمکو خود صلح کا عملی نمونہ بن جانا چاہیے -

يا ايها الذين آمنوا ادخلوا فى السلم كافة ولا تتبعوا خطوات الشيطان انه لكم عدو مبين (بقرة - ۲۰۴)	مسلمانو! تم سب کے سب پہلے صلح کے دائرہ میں داخل ہو جاؤ، اور شیطان کے نقش قدم کی پیروی نکرو وہ تو تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے -

(عرب کا میدان جنگ)

یہ وہی شیطان ہے جس نے سب سے پہلے انسان کو جلا وطن کرایا تھا، جو جنگ کا آخری نتیجہ ہے -

فازلهما الشيطان عنها فاخرجهما مما كانا فيه و قلنا اهبطوا بعضكم لبعض عدو و لكم فى الارض مستقر و متاع الى حين (بقرہ - ۳۶)	شیطان نے آدم و حوا کو جنت سے نکلوادیا اور ہم نے کہا کہ تم سب اب یہاں سے نکل کر زمین میں چلے جاؤ، وہی ایک خاص مدت تک تمہارا ٹھکانا اور تمہارا سازو برگ ہے، اور تم میں ہر ایک دوسرے کا دشمن ہے -

اور یہ وہی شیطان ہے، جس نے آتش سیال کے ذریعہ سے ہمارے اندر بغض و عداوت کی آگ بھڑکا دی تھی -

انما يريد الشيطان ان يوقع بينكم العداوة و البغضاء فى الخمر و الميسر و يصدكم عن ذكر الله و عن الصلوة فهل انتم منتهون - (مائدہ - ۹۳)	شیطان چاہتا ہے کہ تم لوگوں کے درمیان شراب نوشی اور قمار بازی کے ذریعہ عداوت ڈال دے، اور تمکو خدا کے ذکر اور نماز سے روک دے تو پھر کیا اب بھی تم شراب نوشی سے باز نہ آؤگے؟

اب اس شیطان نے آسمان سے اترکر صحراے عرب کو اپنا مستقر بنایا تھا کہ میدان جنگ کیلیے اس سے زیادہ وسیع قطعہ زمین، اور اس سے زیادہ بہتر مقام نہیں مل سکتا تھا، اسلیے تمام ریگستان عرب خون کا ایک دریا بن گیا تھا، جسکے اندر بغض و عداوت، کینہ و انتقام کا ایک طوفان برپا تھا - لیکن دنیا میں خیر و شر نے ہمیشہ ایک ہی مطلع سے جنم لیا ہے، اور یہی نے ہمیشہ بدی کے ساتھ ظہور کیا ہے

(مقام صلح)

اللہ تعالی کی اسی فطرت ازلیہ، و سنت جاریہ کے عرب ہی کو صلح کے لیے بھی انتخاب کیا، بیشک فطری طور پر وہ اسکے لیے ایک بہترین مقام تھا، مشرکین عرب کے علاوہ وہاں معتدبہ

مذاهب کے لوگ آباد تھے ' یہودي ' عیسائي ' مجوسي ' بلکه ملحده و زنادقه تک کا فرقه موجود تھا '

(وسائل انعقاد صلح)

اسلام نے ان مختلف قوموں کو مختلف طریقوں سے پیغام صلح دیا ' سب سے پہلے مشرکین عرب کو ایک عظیم الشان خطرے سے بچنے کا وعظ سنایا :

مثلی و مثل مابعثنی	میري اور میري شریعت کي مثال
الله کمثل رجل اتی	بعینه اوس شخص کي ہے ' جس نے
قومه فقال رایت	آکر ایک قوم کو خبر دي که میں نے خود
الجیش بعینی و انی	اپني آنکھوں سے ایک فوج گراں کو
انا النذیر العریان فالنجا	تمپر حمله کرنے کے لیے آتے هوے
النجاء - فاطاعته طائفة	دیکھا ہے ' اور میں برهنه هوکر تمکو
فادلجوا علی مهلهم	اوسکے خطرے سے ڈرا رها هوں (۱)
فنجوا و کذبته طائفة	هوشیار هوجاؤ ' هوشیار ! یه سنکر ایک
فصبحهم الجیش	گروه نے اوسکی اطاعت کي اور رات
فاجتاحهم (بخاري	هي رات نکل بهاگا ' لیکن دوسرے فرقے
جزء ۸ ص ۱۰۲)	نے اوسکا کہنا نه مانا ' نتیجه یه هوا که

لشکر نے چهاپه مارا اور انکا استیصال کردیا -

عیسائیوں اور یہودیوں کی طرف بار بار مصافحه کے لیے هاتھ بڑهایا ' کبھی تو انکو تمام دنیا سے افضل قرار دیا :

و لقد آتینا بنی اسرائیل	همنے بنی اسرائیل کو کتاب ' حکومت '
الکتب و الحکم و النبوة	نبوت اور کھانے پینے کی پاک ' حلال
و رزقنهم من الطیبت	اور خوشگوار چیزیں دیں ' اور اسطور
وفضلنهم علی العالمین -	هم نے اونکو تمام دنیا سے افضل و
(جاثیه - ۱۵)	اشرف بنا دیا -

کبھي اُنکي کتاب کو دیني و دنیوي برکات کا سرچشمه قرار دیا :

و لو انهم اقاموا التوراة و	اگر وه لوگ توراة اور انجیل پر عمل
الانجیل و ما انزل	کرتے ' تو سر سے پاؤں تک برکات ارضیه
الیهم من ربهم لاکلوا	و سمادیه اونکو محیط هو جاتیں -
من فوقهم و من تحت	
ارجلهم (مائده - ۷۰)	

بالخصوص عیسائیوں کے ساتھه خاص طور پر رشتهٔ مودت کو مستحکم کیا :

و لتجدن اقربهم مودة	تمام اهل کتاب میں عیسائی مسلمانوں
للذین آمنوا الذین قالوا	کے ساتھه سب سے زیاده قربت و اتصال
انا نصاری (مائده - ۸۵)	رکھتے هیں -

اس رفق و ملاطفت ' اور تلطف و دلجوئی کے بعد نہایت مختصر الفاظ میں صلح کي سب سے آخري شرط پیش کي :

تعالوا الی کلمة سواء	اے اهل کتاب آؤ ' ایسی شرط پر باهم
بیننا و بینکم الا نعبد الا	صلح کرلیں جس پر همارا اور تمهارا
الله ولا نشرک به شیا	دونوں کا اتفاق ہے ' یعني صرف
ولا یتخذ بعضنا بعضا	ایک خدا کی عبادت اوس اور کسي
اربابا من دون الله	کو اوسکا شریک نه بنائیں ' اور هم میں
(آل عمران - ۵۷ - ۵۹)	سے کوئی کسی آدمي کو خدا نه بناے -

لیکن دنیا همیشه قوت کے آگے سرتسلیم خم کرتی ہے ' یہی وجه ہے که اسلام نے جو پیغام نہایت رفق و ملاطفت کے ساتھه دیا عرب نے تیره برس تک اوسکو نہیں سنا ' اسلیے مجبوراً اسلام کو تلوار کي زبان سے دنیا کو یه وعظ سنانا پڑا -

(صلح کا اعلان)

اسلام نے اسي فطرتي اصول کی بنا پر دس برس تک معرکه جهاد و قتال کو جاري رکھا ' لیکن اوسکے نتائج عرب کی جنگ سے بالکل مختلف تھے - عرب کي جنگ کا قتل و غارتگري کے سوا کوئي مقصد نه تھا ' لیکن اسلام جهاد کے ذریعه اوس گراں قیمت چیز کو محفوظ رکھنا چاهتا تھا ' جسکو عرب نے نہایت ارزاں کردیا تھا -

انا لنرخص یوم الروع انفسنا
و لو نسام بها فی الامن اعلیا

هم جنگ میں اپنی جانوں کو نہایت ارزاں کردیتے هیں ' حالانکه اگر حالت امن میں اوسکا بهاؤ چکایا جاتا تو وه بڑي بیش قیمت نکلتیں -

اور اس گراں قیمت چیز کے تحفظ کی ضمانت میں قانون عدل نے همیشه جان هی کی قرباني طلب کی ہے :

و لکم فی القصاص حیوة	اے عقلمند لوگو! قصاص کوئی بڑي
یا اولی الالباب لعلکم	چیز نہیں ' بلکه اسی نے تمهاري زندگي
تتقون (بقره ۱۷۹)	کو قائم رکھا ہے - شاید اوسکے ذریعه سے
	تم قتل و خونریزی سے بچو -

عرب کي لڑائیاں تفرق و اختلاف پیدا کرتی تھیں ' لیکن غزوات اسلام نے ائتلاف و اتحاد ' اور انضمام و اجتماع پیدا کیا -

واذکروا نعمت الله	اور خدا کے اوس احسان کو یاد کرو
علیکم اذ کنتم اعداء	جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے
فالف بین قلوبکم	پهر خدا کے فضل نے تمکو باهم ملا دیا
فاصبحتم بنعمته اخوانا	اور تم بهائي بهائی هوگئے -
(۳ : ۹۸)	

جب نو برس کی وسیع مدت نے اس اتحاد کو درجه کمال تک پہونچا دیا ' تو وه وقت آگیا که جو اجتماع میدان قتال میں نظر آتا تھا وه ایک دار الامن میں نظر آے اسلیے جب مجموعهٔ اتفاق و اتحاد کے تمام بکهرے هوے اجزاء جمع هوگئے تو آنحضرت نے اعلان عام کیا :

و لله علی الناس حج البیت	اور صرف خدا کیلیے تمام اون
من استطاع الیه سبیلا -	لوگوں پر حج فرض ہے ' جو سفر
(آل عمران - ۹۱)	کی قدرت رکھتے هیں -

اس اعلان نے تمام دنیا کو حرم کے مقدس میدان میں جمع کردیا ' اور آج تک جو پیغام صلح زبان تیغ سے دیا جاتا تھا ' وه خود آنحضرت کي زبان مبارک سے تمام دنیا کو سنایا گیا -

ان دماءکم و اموالکم	هر مسلمان کا جان و مال هر مسلمان
علیکم حرام کحرمة یومکم	کے لیے قابل احترام ہے بعینه اسی
هذا فی شهرکم هذا فی	طرح ' جس طرح تم لوگ یوم الحج کو
بلدکم هذا الا ان کل	شهر حج میں ' اس شهر (مکه)
شی من امر الجاهلیة	میں واجب الادا سمجهتے هو ' میں
تحت قدمی موضوع و	جاهلیت کی تمام رسموں کو تمهارے
دماء الجاهلیة موضوعة	سامنے اپنے دونوں پانوں سے کچل دیتا
و اول دم اضعه دمائنا	هوں ' اور انتقام خون کی رسم کے مٹانے
دم ابن ربیعة	کے لیے پہلے اپنے بهائي ربیعه هي کے
	خون کو مسل دیتا هوں -

ان الفاظ نے ایک دائمي صلح کا پیغام دیکر تمام دنیا کي جان و مال کو قتل و سلب سے محفوظ کردیا - لیکن ایک تمدني غارتگري رهگئي تهي ' جس پر خدا نے اعلان جنگ کي دهمکی دي تهی اوسکی نسبت فرمایا :

و ربا الجاهلیة موضوع	اور زمانه جاهلیت کی سودخواري آج بالکل
و اول ربا اضع ربانا ربا	مٹادي جاتی ہے اور پہلے جس سود کو
عباس بن عبدالمطلب	میں مٹاتا هوں وه خود میرے چچا
فانه موضوع کله -	عباس ابن عبد المطلب کا سود ہے -

تمام دنیا نے اس پیغام صلح کو سنا ' اور توحید و رسالت کے اقرار کے ساتھه اوس بشارت عظیمه کی تصدیق کي جو خدا نے تمام دنیا کو وحي کے ذریعه سے دي تهي : وما ارسلناك الا رحمة للعالمین

---

(۱) عرب میں کسي اهم اور خطرناک واقعه کي خبر برهنه هوکر دیتے تھے -

بحریات اسلامیہ

انسان کے تمرد و طغیان نے بحر و بر میں شر و فساد کا جو طوفان برپا کردیا تھا، اسلام دنیا کو اوسی سیلاب فنا سے بچانے کیلیے آیا تھا - اگرچہ عہد نبوت میں غزوات اسلامیہ کا دامن صرف صحراے عرب کے کانٹوں میں اولجھا رہا، تاہم جناب رسالت پناہ کے مجاہدین اسلام کی تلواروں کو سمندر کی لہروں میں چمکنے اور سطح دریا پر علم سلطنت کے نصب کرنے کا مژدہ سنا دیا تھا -

قال رایت قوما ممن یرکب ظهر هذا البحر کالملوک علی الاسرة -

آپ نے فرمایا کہ میں خواب میں ایک ایسی قوم نظر آئی، جو سطح دریا پر اس شان کے ساتھہ نمایاں ہوئی جسطرح سلاطین تخت شاہی پر جلوہ گر ہوتے ہیں -

وہ مبارک قوم بھی مسلمانوں کی قوم تھی جسکے ہاتھہ سے اب خشکی کے مقبوضات بھی نکلتے جاتے ہیں - لیکن حضرت ابوبکر کے زمانہ تک یہ پیشینگوئی پوری نہیں ہوئی، اور دنیا کو اس رویاے صادقہ کی تعبیر کیلیے خلافت فاروقی کا منتظر رہنا پڑا -

عرب ایک بادیہ نشیں قوم تھی، اور بداوت کا اثر اوسکے تمام صنائع و اعمال میں سرایت کرگیا تھا - ابتداء میں وہ بری معرکوں میں بھی اوس نظم و ترتیب کے ساتھہ شجاعت کے جوہر نہیں دکھا سکتی تھی جسکی نمایش متمدن ملکوں کی فوجیں عموماً کیا کرتی ہیں - اوسکے پاس صرف ایک جنون خیز ولولہ و جوش تھا، جسکو ایک روحانی طاقت نے ایمان خالص کے قالب میں بدلدیا تھا - اگرچہ اس روحانی آتشکدے کے شراروں نے اوڑکر تمام صحراے عرب میں آگ لگا دی - لیکن یہ آگ دفعۃ سمندر میں نہیں لگائی جا سکتی تھی - کیونکہ عرب نے کبھی فن جہاز رانی کا خواب بھی نہیں دیکھا تھا - اس بنا پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے تک کوئی بحری حملہ نہیں کیا گیا - لیکن جب فتوحات اسلامیہ کا سیلاب بر و بحر دونوں کو محیط ہوگیا، اور اکثر متمدن قومیں اسلام کے زیر اثر آگئیں، تو مسلمانوں کے سامنے انہی قوموں نے اپنے آپ کو بحری خدمت کیلیے پیش کیا، اور مسلمانوں نے انہی کے ذریعہ سے فن جہاز رانی کی تعلیم حاصل کی - یہاں تک کہ رفتہ رفتہ خود اس فن کے اوستاد ہوگئے -

(خلافت فاروقی میں پہلا بحری حملہ)

فتوحات اسلامیہ نے خلافت فاروقی میں سب سے زیادہ وسعت حاصل کی - ایران نے حضرت عمر ہی کے سامنے سر جھکایا، مصر جو ایک ساحلی مقام تھا اونہی کے زمانے میں فتح ہوا اور اسلامی فوجوں کا سیلاب شام و روم کے ساحل سے اونہی کے عہد خلافت میں ٹکرایا - اس بنا پر بحری حملے کی ابتداء بھی اونہی کی خلافت میں ہوئی - چنانچہ سب سے پہلے علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ نے جو بحرین کے گورنر تھے فارس پر بحری حملہ کی تیاری کی، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اجازت کے بغیر بحری راستے سے فوج کے متعدد دستوں کو لیجا کر اصطخر میں اوتار دیا لیکن جہاز سے اوترتیکے ساتھہ ہی ایرانیوں نے خشکی ہی میں ان دستوں کو روک لیا، اور ان کے تمام جہاز غرق کردیے - لیکن مسلمانوں کا جوش اسلام میں صرف لڑنے سے کم تھا اس بنا پر ایک دستے کے سپہ سالار نے فوج کو مخاطب کرکے ایک پرجوش تقریر کی اور کہا کہ " ان لوگوں نے اس سے زیادہ کچھہ نہیں کیا کہ تم کو خشکی ہی میں لڑنے کیلیے مجبور کردیا - آخر تملوگ بھی تو لڑنے ہی کیلیے آے ہو، اور لڑائی جیسے دریا اور خشکی دونوں برابر ہیں "

چنانچہ مسلمانوں نے معاملہ فارس میں ایرانیوں کا مقابلہ کرکے نصرہ کو واپس آنا چاہا - لیکن جب ساحل دریا پر پہونچے تو معلوم ہوا کہ کشتیاں غرق کردیگئی ہیں اسلیے مجبوراً وہیں ٹھیر جانا پڑا -

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب اس حملہ کی خبر معلوم ہوئی تو علاء بن حضرمی پر سخت ناراضی ظاہر کی، اور اونکو معزول کردیا - لیکن جب شام فتح ہوا تو امیر معاویہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روم پر بحری حملہ کرنے کی پھر اجازت طلب کی، اور لکھا کہ " حمص سے روم اس قدر قریب ہے کہ حمص کے بعض گانوں میں روم کے کتوں اور مرغیوں کی آوازیں سننے میں آتی ہیں - چونکہ آنحضرت اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کوئی بحری حملہ نہیں ہوا تھا، اسلیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اسی اسوہ حسنہ کی تقلید کرتے تھے، اور عموماً بحری حملوں کی اجازت نہیں دیتے تھے - لیکن جب امیر معاویہ نے شدت کے ساتھہ اصرار کیا تو اونھوں نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فاتح مصر کو لکھا کہ " مجھے بحری حالات سے اطلاع دو، میرا دل بحری حملے کی طرف مائل کیا جارہا ہے، اور میں اوسکی مخالفت کرنا چاہتا ہوں " حضرت عمرو بن عاص نے جواب میں لکھا کہ " دریا ایک عظیم الشان چیز ہے، انسان جب اوسمیں گھستا ہے، تو اوسکو صرف آسمان یا پانی نظر آتا ہے - اس حالت میں اگر دریا کی سطح ساکن ہے تو دل اولجھتا ہے، اور جب اوس میں طوفان خیز حرکت پیدا ہوتی ہے، تو ہوش اوڑ جاتے ہیں - یقین کم اور شک زیادہ ہو جاتا ہے، اور انسان کی حالت اوسکے اندر اوس کیڑے کی سی ہوجاتی ہے، جو ایک لکڑی کے تختے پر بیٹھا رہتا ہے "

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ خط ملا، تو اونھوں نے امیر معاویہ کو صاف لکھدیا کہ "میں دریا میں مسلمانوں کو ضائع نہیں کرسکتا - مجھکو ایک مسلمان کی جان روم کے تمام خزائن و دفائن سے زیادہ عزیز ہے" علاء بن حضرمی کے بحری حملے کا جو انجام ہوا وہ تمکو معلوم ہے" امیر معاویہ نے اگرچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے مجبوراً اس عزم کو فسخ کردیا، تاہم اونکے دل سے بحری حملے کا شوق نہیں گیا، چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں اونھوں نے پھر بحری حملہ کی اجازت چاہی، اور اونھوں نے سخت اصرار کے بعد اس شرط پر اجازت دیدی کہ "کسی مسلمان کو اس پر مجبور نہیں کیا جا سکتا - صرف وہ لوگ اس بحری جنگ میں شریک ہوسکتے ہیں جو بخوشی اسکے لیے تیار ہوں " چنانچہ امیر معاویہ نے عبداللہ بن قیس حارثی کو امیر البحر مقرر کیا، اور وہ متعدد کامیاب بحری معرکوں سے مظفر و منصور واپس آے، جس میں ایک جہاز بھی غرق نہیں ہوا -

اس قلیل مدت میں مسلمانوں نے بحری جنگ میں اسقدر ترقی کرلی کہ جب سنہ ۳۴ ہجری میں قسطنطین بن ہرقل نے ہزار جہازوں کے ساتھہ اسکندریہ پر حملہ کیا، تو عبد اللہ بن ابی سرح نے دو سو جہازوں سے اوسکا مقابلہ کیا اور اوسکو سخت شکست دی

(تونس میں جہاز سازی کا ایک کارخانہ)

امیر معاویہ کے زمانے میں اور بھی متعدد چھوٹے چھوٹے بحری حملے ہوے، لیکن اونکے عہد تک جہاز سازی کا کوئی کارخانہ نہیں قائم ہوا تھا - عبد الملک ابن مروان جب خلیفہ ہوا تو اوس نے یہ کمی بھی پوری کردی، اور اوسکے حکم سے تونس میں

۴۴۱
(الهـــلال)
... ...

سپاہیوں اور ہتھیاروں کے سوا تمام چیزیں بحری سپاہیوں کی ملک قرار دی جاتی تھیں -

دریائے نیل کی سطح ایک مدت تک ان عظیم الشان جہازوں کی طوفان زا حرکت سے تلاطم خیز رہی' لیکن دفعۃ ہوا کا رخ بدل گیا ' اور شاروں کی وزارت قائم ہو گئی - اوس نے مصر کے ساتھ ان جہازوں کے جلانے کا بھی حکم دیدیا - چنانچہ مسلمانوں کی بحری طاقت کے یہ مجسمے آگ کی نذر کردیے گئے - لیکن جب سلطان صلاح الدین ایوبی نے فاطمئین کی سلطنت کا خاتمہ کردیا تو دوبارہ جنگی جہازوں کی نشاۃ ثانیہ ہوئی اور دریا کی سطح پر پھر ان کی نقل و حرکت سے طوفان کے آثار نظر آنے لگے - چنانچہ سلطان صلاح الدین نے بکثرت جنگی جہاز بنوائے' اور ان کیلیے خاص طور پر ایک محکمہ قائم کردیا ' جس کے مصارف کیلیے متعدد صوبوں کا خراج ' وجہی اوقاف کی آمدنی ' مختلف قسم کے ٹیکس مخصوص کردیے گئے اور اس محکمے کا افسر اعلی خود سلطان صلاح الدین کا بھائی ملک العادل ابوبکر محمد بن ایوب مقرر ہوا - سلطان صلاح الدین کے مرنے کے بعد بھی اگرچہ مدت تک یہ صیغہ قایم رہا ' لیکن رفتہ رفتہ ارسکی طرف سے اعتناء کم ہوتی گئی ' یہاں تک کہ اخیر میں جہاز رانی کا ذوق اس قدر کم ہو گیا کہ مصر میں جب کسیکو گالی دینا مقصود ہوتا تھا تو ارسکو جہاز ران کہا جاتا تھا - اسوقت جب کوئی بحری مہم پیش آتی تھی' تو ایک قدم بھی ایسا نہ تھا جو ساحل کی طرف بخوشی بڑھتا ' اسلیے جبرا لوگ راستے اور گلیوں سے پکڑ لیے جاتے تھے' اور بھاگ جانے کے خوف سے ارنکو قید کردیا جاتا تھا' اور انہیں لوگوں سے بحری خدمت لی جاتی تھی -

سلطنت ایوبیہ کے بعد مصر میں ممالیک کی سلطنت قائم ہوئی' اور انہوں نے اس جبری جہاز رانی کا بھی خاتمہ کر دیا - لیکن ایک مدت کے بعد زمانے کے انقلاب نے دریا میں ایک نیا جزرومد پیدا کیا ' یعنی ملک الظاہر کا دور سلطنت قائم ہوا ' اور اوس نے پھر ارسی قدیم شان و شوکت کے ساتھ جہازوں کو سطح دریا پر نمایاں کیا - اوس نے جہازوں کی تعمیر میں اس قدر فیاضی ظاہر کی کہ جنگل کا خراج معاف کر دیا ' اور لوگوں کو لکڑیوں میں ہر قسم کے تصرف کرنے سے روک دیا - اوسکو جہازوں کی تعمیر کا اسقدر شوق تھا کہ مصر کے کارخانہ جہاز سازی میں ہمیشہ خود آتا تھا' اور تمام اسباب اور سامان مہیا کرتا تھا - اس طریقہ سے اسکندریہ اور دمیاط کے سواحل پر بکثرت جہاز تیار ہو گئے ' اور جزیرہ قبرص کی طرف ابن رس کی زیر نگرانی ایک عظیم الشان بحری مہم روانہ ہوئی - ابن حسون نے عیسائیوں پر دھوکے سے حملہ کرنے کیلیے جہازوں کے جھنڈوں میں بہت سی صلیبیں لگالیں - لیکن مسلمانوں نے اسکو ناپسند کیا - بیڑا جب قبرص کے بندرگاہ پر پہونچا تو ابن حسون نے اوس پر دفعۃ حملہ کر دیا ' لیکن بیڑے کے آگے کی کشتی ایک چٹان سے ٹکرا کر چور چور ہو گئی ' اور اوسکے ساتھ کی تمام کشتیاں بھی اس صدمے سے ٹوٹ گئیں - نتیجہ یہ ہوا کہ اہل قبرص نے پورے بیڑے کو گرفتار کر لیا ' اور وہاں کے بادشاہ نے ایک تہدید آمیز خط کے ذریعہ سے سلطان ظاہر کو اس واقعہ کی خبر دی - لیکن ظاہر کی پیشانی پر بل تک نہیں آیا ' بلکہ اوس نے خدا کا شکر کیا ' اور کہا کہ " مجھے آج تک کبھی شکست نہیں ہوئی تھی' اس بنا پر میں نظر بد سے ڈرتا رہتا تھا' آج انکا خوف بھی جاتا رہا " یہ کہکر اوس نے پانچ کشتیاں طلب کیں' اور بیس نئی کشتیوں کے تعمیر کا حکم دیا - جب تک یہ کشتیاں تعمیر نہ ہوچکیں وہ روزانہ جہاز سازی کے کارخانہ میں آتا تھا' اور ضروری دیکھ بھال کرتا تھا -

چنانچہ جب یہ کشتیاں تیار ہوگئیں تو دریائے نیل میں خاص اہتمام کے ساتھ ایک دن اونکی نمایش کیگئی - ملک الظاہر کے زمانے میں جنگی جہازوں کا ذوق اس قدر ترقی کرگیا کہ جب جہاز کسی بحری مہم پر روانہ کیے جاتے تھے تو تمام شہر میں دھوم مچ جاتی تھی' اور لوگ اس منظر کے دیکھنے کیلیے نہایت شوق و شغف کے ساتھ ساحل دریا پر جمع ہو جاتے تھے - چنانچہ جب سلطان ملک اشرف صلاح الدین خلیل بن قلاوون نے ایک جنگی بیڑے کو آلات حرب سے مسلح کر کے ایک مہم پر روانہ کرنا چاہا' تو لوگ روانہ ہونے کے تین دن پہلے ہی سے ارسکی مشایعت کیلیے جمع ہونا شروع ہوے' اور دریائے نیل کے کنارے لکڑی اور پھوس کے عارضی مکانات بنا لیے - لوگوں کے دروازوں کے سامنے جو کھلی ہوئی جگہ تھی اسکو تماشائیوں نے دو دو سو درہم تک دیکر کرایہ پر لے لیا - تیسرے دن بادشاہ تمام ارکان سلطنت کے ساتھ سویرے صبح کے وقت روانہ ہوا' اور چاروں طرف سے عوام کے روک ٹوک کرنے کی ممانعت کردی - ارسکے سامنے ایک ایک کرکے جہاز نمایاں کیے گئے' اور ہر جہاز نے اعمال حربیہ کے منظر دکھاے' اور باہم خود ہی جنگ کی - بادشاہ اس بحری جنگ کا تماشا دیکھکر قلعہ کو واپس آیا ' لیکن اور لوگوں نے متصل ایک دن اور ایک رات وہیں قیام کیا ' اور لہو و لعب میں مشغول رہے - تماشائیوں کی اس قدر کثرت ہوئی کہ ایک پوری کشتی کا کرایہ ساٹھ درہم تک پہونچگیا - ہر زمانے میں عموماً ایک درہم پر بارہ رطل روٹی ملتی تھی' لیکن اوس دن ارسکا نرخ سات رطل ہوگیا -

اس بحری نمایش نے دشمن کو بھی مرعوب کردیا - چنانچہ جب عیسائیوں کو اس کی خبر معلوم ہوئی تو انہوں نے معذلت تحف و ہدایا کے ساتھ اپنے قاصد بھیجے اور صلح کی درخواست کی -

سنہ ۷۰۲ میں بھی سلطان ناصر محمد بن قلاوون کے زمانے میں اسی اہتمام اور جوش و خروش کے ساتھ جزیرہ قبرص کی طرف ایک بیڑا روانہ ہوا اور مظفر و منصور واپس آیا -

(جہاز سازی کے متعدد کارخانے)

اوپر گذر چکا ہے کہ مصر میں سب سے پہلے متوکل علی اللہ نے جہاز تیار کروائے' اور سنہ ۳۵۰ میں معز لدین اللہ نے اوسکو نہایت ترقی دی - لیکن معز لدین اللہ کے زمانے میں اس میں سب سے زیادہ ترقی اسلیے ہوئی کہ اوس نے سنہ ۳۵۴ میں جہاز سازی کا ایک عظیم الشان کارخانہ مصر میں قائم کیا ' اور اوس میں ۶ سو جہاز تیار کرائے' بعض مورخین نے اگرچہ اس کارخانہ کو اوسکے بیٹے عزیز باللہ کی طرف منسوب کیا ہے تاہم بہرحال یہ کارخانہ معز کے خاندان کا ایک عظیم الشان کارنامہ تھا -

اس کارخانے میں نہایت کثرت سے جنگی کشتیاں تعمیر ہوتی تھیں ' اور آلات و ادرات کی کثرت کی بنا پر نہایت سرعت کے ساتھ کام ہوتا تھا ' جسکا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ جب سنہ ۳۸۶ ہجری میں ایک بیڑے میں آگ لگ گئی' اور اسکے اکثر مسلح جہاز جل کے خاک سیاہ ہوگئے تو عزیز باللہ کے گورنر عیسی بن نسطورس نے اپنی تمامتر کوشش جہازوں کی اس کمی کے پورے کرنے میں صرف کی ' جو اس آتشزدگی سے پیدا ہوگئی تھی - چنانچہ اوس نے اوسی وقت بیس جہازوں کے بنانے کا حکم دیا - ۲۴ ربیع الثانی کو آتشزدگی ہوئی تھی - لیکن جب اوس نے ۷ جمادی الثانی کو کارخانہ کا معایدہ کیا تو اوسکے سامنے وہ عظیم الشان جہاز تیار کرکے پیش کیے گئے ' اور اوائل شعبان میں چار جہاز اور تیار ہو گئے -

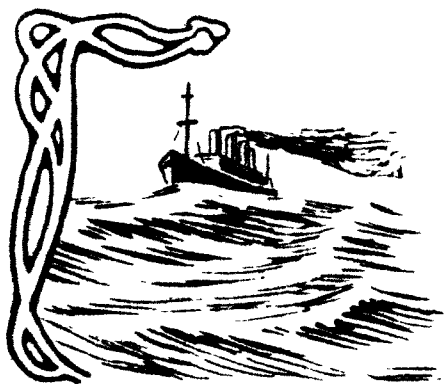

بریدۂ رنگ

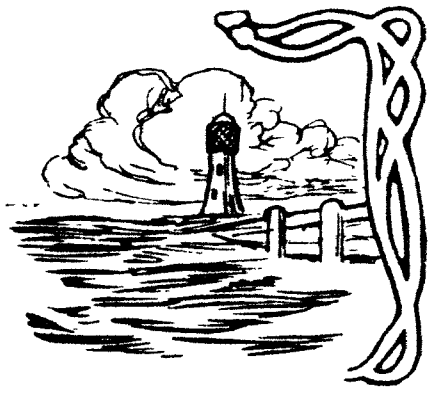

(فسطاط مصر کا ایک کارخانہ)

معز لدین اللہ نے اگرچہ جہاز سازي کے کارخانے کو اس وسیع پیمانے پر قائم کیا کہ دوسرے کارخانے اوسکے سامنے ماند پڑگئے تاہم مصر میں اس سے پہلے بھي جہاز سازي کے متعدد کارخانے قائم ہو چکے تھے ' اور وھي اوسکے لیے دلیل راہ بنے - فسطاط مصر میں ایک مقام تھا ' جہاں فائر بریگیڈ رہتا تھا ' اور اس غرض سے وہاں پانچسو آدمی ہمیشہ متعین رہتے تھے - یہی فائر بریگیڈ سنہ ۵۴ ھجري میں جہاز سازي کے کارخانے کي صورت میں منتقل ہو گیا - چنانچہ امیر ابو العباس احمد بن طولون نے اپنے تمام جنگی جہاز اسي کارخانے میں تیار کراے تھے ' یہ کارخانہ امیر ابوبکر محمد ابن طغج الاخشید کے زمانے تک قائم رہا - لیکن اوس نے اس کو منہدم کرا کے اوس جگہہ ایک باغ لگا دیا ' اور اوسکے عوض ایک دوسرا کارخانہ قایم کیا -

(جزیرہ مصر کا کارخانہ)

جزیرہ مصر میں جہاز سازي کا ایک اور قدیم کارخانہ تھا ' لیکن جب سنہ ۳۲۳ ھجري میں ابوبکر محمد بن طغج الاخشید خلیفہ راضي باللہ کي طرف سے مصر کا گورنر مقرر ہو کر آیا ' تو عیسی بن احمد السلمی نے جو مغرب کا رئیس تھا اوسکی اطاعت قبول نہیں کي ' اسلیے ابوبکر اخشید نے اوس پر بحري حملہ کیا اور اوس کے تمام جہاز گرفتار کر لیے - جب ابوبکر اخشید کے جہاز فاتح و منصور واپس آے ' اور اسي کارخانے کے متصل لنگر انداز ہوے ' تو وہ خود کشتی پر سوار ہو کر اونکے استقبال کیلیے روانہ ہوا - کارخانے پر اوسکي نظر پڑي تو اوس نے کہا کہ " جس کارخانے کو چاروں طرف سے دریاے محیط ہے وہ کس کام آسکتا ہے " چنانچہ اوس نے اسکو سنہ ۳۲۵ میں دار خدیجہ بنت الفتح میں منتقل کردیا -

اس کارخانے میں خلیفہ آمر باحکام اللہ کے زمانے تک جہاز تیار ہوتے رہے - تنوع کے لحاظ سے ان کارخانوں میں حربیات ' حرقات ' شلندیات ' مسطحات ' اسطول وغیرہ متعدد قسم کي کشتیاں تیار ہوتی تھیں ' لیکن ہم ان اقسام کي تفصیل ' الہلال جلد ثالث کے ایک مستقل مضمون میں کر چکے ہیں ' اسلیے اون کو اس موقع پر نظر انداز کرتے ہیں -

درس قرآن شریف

حضرت مولوي حکیم نور الدین صاحب پیرزی ثم قادیاني وہ علامۂ دہر تھے جن کي ساري عمر قرآن شریف کے پڑھنے اور پڑھانے میں گذري اور ہر مذہب و ملت کے خلاف اسلام کا رد آپ نے آیات قرآني سے کیا - آپ کے پاس علم تفسیر کا ایک بہت بڑا ذخیرہ تھا - ہمیشہ قرآن شریف کا درس دیا کرتے تھے - آپ کے درس کے نوٹ آپکے ایک شاگرد نے جمع کر کے ایک ضخیم کتاب میں شائع کئے ہیں - جن کي اصلي قیمت مبلغ ۵ روپیہ ہے - آج کل رعایتی مبلغ ۳ روپیہ ہے - محصول ڈاک بذمہ خریدار -

ملنے کا پتہ - مفتی محمد صادق قادیان - ضلع گورداسپور - پنجاب

سقوط اینٹورپ

اینٹورپ کے دفاعی استحکامات پر اولین حملہ ۲۵ ستمبر سے شروع ہوا ہے ' اور خود شہر پر حملے کي ابتدا - ۵ - اکتوبر کي خوفناک گولہ باري سے ہوئی - جرمن یہاں اس شہر کي تسخیر کے لیے اپنی آتشباري کا بہترین ساز و سامان لے آے تھے - گولہ باري کے لیے کوئی ۲ سو توپیں تھیں جنکے دھانوں کے قطر مختلف طور پر ۲۸ ' ۳۰ اور ۴۲ سینٹیمیٹر کے تھے ' اور زد ۸ میل تک - ۵ سے ۸ تاریخ تک تو خیر معمولی انداز میں گولہ باري ہوتي رہی - مگر آٹھویں دن آتشباري ہولناک طور پر شدید ہوگئی ' اور جرمن حملہ اور شہر پر روغن نفط اور اسي قسم کے دیگر شہر میں آگ لگا دینے والے گولوں کی موسلا دھار بارش کرنے لگے - شہر میں ہر طرف اطلاع نامے چسپاں کیے گئے کہ لوگ فوراً شہر چھوڑ کر بھاگنا شروع کریں - مگر بہت سے امید پرست اور سادہ لوح متعدد فوج کے جوابي حملے کی امید میں آخر وقت تک شہر میں مقیم رہے ' مگر تاہم جمعہ تک کوئی ڈھائی لاکھہ کے خانمان اور تہیدست ہوالینڈ میں جاکر پناہ گزیں ہوگئے -

جمعہ کی صبح کو جب آفتاب طلوع ہوا ہے تو اسوقت نصف شہر سے شعلے بلند ہو رہے تھے - جرمن فوج نے اُن تیل کے حوضوں پر گولے اتارے جو دریا کي گودي کے برابر برابر چلے گئے تھے - گولوں کے آتے ہی آگ لگي اور سارا شہر آگ اور شعلوں سے ایک منظر مہیب بنگیا -

اس ہولناک چراغان نے حلیفوں کي فوج کے جوابی حملے کی امید پر ثابت قدم آبادي کے بھي پیر اُکھیڑ دیے ' اور اس کے بھي اضطراب و بدحواسي کے عالم میں (جو ایسي وقت میں طبیعي اور ناگزیر امر ہے) بھاگنا شروع کیا - مگر تاہم محافظ فوج ثابت قدم رہی اور برابر جواب دیتي رہي - اس جوابي آتشباري میں خود شاہ البرٹ نے حصہ لیا اور قلعوں کے کمانڈر جنرل ڈي کاکس کے ساتھہ فوجی کارروائیوں کي رہنمائي کرتے رہے - ۹ - اکتوبر یوم جمعہ کو دوپہر کے وقت یہ واضح ہوگیا کہ نازک وقت قریب آگیا ہے - نواح " بریم " کا جنوبي حصہ تباہ ہوچکا تھا اور وسط شہر کے قلعے خاموش تھے - انکے علاوہ دوسرے قلعوں میں جہاں جہاں سے نشانہ دشمن تک پہنچسکتا تھا ان ان مقامات پر مدافعین نے جرمن فوج پر ہر ممکن خوفناک گولہ باري کي ' جس سے انکو خوفناک نقصانات پہنچے - اسکے بعد جب بلجین فوج کو یہ نظر آگیا کہ اب قسمت کے فیصلہ سے سرتابی مضول ہے تو اسوقت انہوں نے قلعوں کو اپنے ہاتھہ سے اڑادیا ' اور ایک سپاہي کے ہتیار ڈالے بغیر شہر خالي کردیا گیا -

یہ سقوط اینٹورپ کي وہ مختصر د ن ہے جو مقامي معاصر استینڈسمین کے نامہ نگار لندن کے مراسلہ سے ماخوذ ہے - یہ مراسلہ نگار اسکے بعد لکھتا ہے :

" اس داستان میں بہت سے تفصیلي امور کي کمی ہے کیونکہ بعض نا قابل اندازہ اسباب کی بنا پر محکمہ احتساب نے

ان پر پردہ ڈالدیا ہے - اس نے صرف اسقدر معلوم ہونے دیا ہے کہ بحری فوج اور نئی نیول بریگیڈ کے ۸ ہزار آدمیوں نے دفاعی کارروائیوں میں حصہ لیا جنمیں سے مرحوم الذکر حال میں فوج میں داخل ہوے تھے' اور یہ کہ اس فوج میں سے ۱۳۰۰ سو آدمیوں سے ہتیار لیلیے گئے ہیں' اور انہیں اس کیمپ میں شکست خوردہ فوج کی حیثیت سے داخل کرلیا گیا - جو فوجوں کی یکجائی کے لیے نصب کیا گیا تھا - مگر محصور شہر سے جو مراسلات آے تھے - انکے اہم اور اصلی فقروں کا سخت احتساب ہوا -

(شہر پر گولہ باری)

"ڈیلی ٹیلیگراف" کے ایک مراسلہ نگار کا بیان ہے کہ چہار شنبہ کو نصف شب کے وقت شہر پر گولہ باری شروع ہوئی - شام کو جنوب و مشرق کی طرف توپوں کی گرج ہم لوگ سنتے رہے - جرمن فوج نے انکا کوئی جواب نہیں دیا -

وسط شب سے قبل تمام شہر پر ایک پر اسرار خاموشی طاری تھی اور یہ تیرہ و تار شہر مردوں کی بستی معلوم ہوتا تھا - توپوں نے اپنی آتشیں گفتگو موقوف کردی تھی اور اب وہ خاموش تھیں' گوشہ گوشہ سے رات گئے تک ہونے والی جنگ کے آہنی قدموں کی چاپ کی آواز بازگشت آ رہی تھی -

یہ عالم تھا کہ ایک گرج نے طلسم سکوت توڑا اور ایک دھماکے کے ساتھہ دفعۃ ایک گولہ آکے گرا - جس کے آتے ہی خوف زدہ عورتوں کی ایک تعداد گھروں سے سڑکوں پر دیوانہ وار نکل آئی' اور گھبرا گھبرا کے یہ دیکھنے لگی کہ کیا در حقیقت گولہ باری شروع ہوگئی ہے - توپوں کی گرج' برق رفتار گولوں کی سنسناہٹ' اور بعض بد نصیب مکانوں سے ٹکرانے انکے پھٹنے کا تڑاخا اور کھڑکھڑاہٹ' یہ چیزیں کچھہ اسقدر جلد جلد یکے بعد دیگرے پیش آئیں کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ گولے اپنے اس خونیں کام کے لیے شہر کی بالکل اندرونی شہر پناہ سے پھینکے جارہے ہیں - اس واقعہ سے ہم میں سے اکثر بے حد پریشان تھے- یہ معلوم ہوتا تھا کہ گولے اسقدر قریب سے آرہے ہیں کہ انہیں اپنے منزل مقصود تک پہنچنے میں بمشکل ایک میل کی مسافت بھی طے کرنا پڑتی ہے - اس واقعہ سے ہم لوگوں کو تھوڑی دیر تک تو یہ یقین ہوگیا کہ یہ وہ گولہ باری نہیں ہوسکتی جسکی دھمکی دی گئی تھی' بلکہ ممکن ہے کہ قلعہ کی سرچ لائٹ نے جرمنوں کی کسی ہمتور ٹولی کو شہر پناہ کے اندر دیکھا ہو اور وہ توپوں کے ذریعہ انہیں نکالنے کی فکر میں ہوں' مگر پاش پاش ہونے والی چیزوں کے تڑاخوں نے اس غلطی کو رفع کردیا -

اب گولے بلا امتیاز محلوں' مکانوں' اور جھونپڑوں پر آ آ کے گر رہے تھے' اور سارا آسمان چمکتے ہوے شعلوں سے روشن ہوگیا تھا - اسکے بعد گڑھی کی توپوں' اور میدان کی باٹریوں نے ایک ساتھہ آواز بلند کی - اب شور و غوغا خوفناک ہوگیا تھا اور آسمان میں نیچے چلنے والی آگ کے عکس سے شعلوں کا ایک متلاطم دریا نظر آتا تھا - ہمارے ہوٹل کی چھت پر سے شہر کا منظر حیرت انگیز تھا - گولوں کی اعصاب شکن آوازیں' شہر کی کبھی روشن اور کبھی تاریک ہوجانے والی چھتیں (جنکی پچھلی تاریکی پہلی تاریکی سے زیادہ تیرہ و تار ہوتی تھی) اور گولوں کے پھٹنے سے چھتوں اور دیواروں کا پھٹنا' ان چیزوں نے ملکے ایک ایسی شکل پیدا کردی تھی جو ہولناکی میں "ان فرنو" سے کسی طرح کم نہ تھی - اس طرح جب لوگوں کو یقین ہوگیا کہ جرمن ایک بے بس آبادی پر گولہ باری کی دھمکی کو پورا کررہے ہیں' تو جیسا کہ مقامی اخباروں نے ایک دن قبل مشورہ دیا تھا لوگ تہ خانوں میں چلے گئے -

ان لوگوں کو جن اصول کی پیروی کی ہدایت کی گئی تھی انکا ماحصل یہ تھا کہ جب پہلا گولہ پھٹے تو فوراً تہ خانوں میں چلے جاؤ' جس میں سارو سامان تیار رہنا چاہیے - گیس کو نکالو' تہ خانوں میں بکثرت پانی رکھو تاکہ اگر آگ لگے تو بجھاسکو' اور ایسے اوزار رکھو کہ اگر دیوار گرے اور تم اسمیں دب جاؤ تو کھود کر نکل آسکو - مزید احتیاط کے لیے بہت سے لوگوں نے تہ خانوں کی جالی پر بالو کے بھرے ہوے بورے رکھوادیے تھے جس سے راستہ چلنے والوں کو چھوٹی چھوٹی تکلیفیں بھی پہونچتی تھیں -

۳ بجکے ۳۰ منٹ پر جنوبی حصہ کا سارا آسمان "برچیم" کی شعلہ زن آگ سے بالکل منور ہوگیا' اور اسطرح آتشزدگی کا خوف گولہ باری کے خوف پر اور مستزاد ہوگیا - مقام "ریلم" میں واٹر ورکس کے تباہ ہوجانے سے اینٹورپ کو ۸ دن سے پوری طرح پانی نہیں ملا تھا - اسلیے نہ وہاں پانی تھا اور نہ آدمی تھے کہ ان پیاسے شعلوں کو سیراب کرتے جو عالم تشنگی میں اپنی زبانیں نکال رہے تھے -

شہر کے دوسرے حصوں میں مختصر پیمانہ پر آگ لگی ہوئی تھی - صبح تڑکے جرمن فوج کی آتشباری ختم ہوچکی تھی - اس گولہ باریدہ شہر کی ایک مستعجلانہ سیر نے مجھے ۳۱ گھر دکھاے' جو گولوں کی زد میں آگئے تھے - اس حصہ میں "برچیم" شامل نہیں جسکے متعلق مجھسے یہ بیان کیا گیا ہے کہ ساری سڑک برباد ہوگئی ہے - دوسرے دن صبح کو ۹ بجے جرمن فوج کی گولہ باری پھر سخت ہوگئی' مگر گولوں کی گرج اور عمارتوں کے دھماکوں نے خوفزدہ آبادی کو جنبش نہ کرنے دی -

کوئی دس بجے ایک گولہ مٹی کے تیل کے ایک حوض پر آکے گرا' اور اسمیں آگ لگ گئی - اسکے بعد ایک سے دوسرے میں اور دوسرے سے تیسرے میں آگ لگنا شروع ہوئی اور رفتہ رفتہ تمام حوضوں سے شعلے بلند ہونے لگے -

بار بردار اور دخانی کشتیوں سے جس قدر جلد سے جلد ہوسکتا تھا وہ ان مصیبت زدہ انسانوں کو لاد رہی تھیں اور ان سے ہوالینڈ تک کے معاصر سے سفر کے لیے بیس فرنک چارج کررہی تھیں - جب بہتا ہوا تیل کے چشمے کے نیچے تک پہونچا تو لوگوں میں دفعتاً بیوجہ تہلکہ مچگیا - جو کشتیوں پر تھے انہوں نے تو افسروں کو پکارنا اور خطرہ کی طرف اشارہ کرکے "بس" "بس" کرنا شروع کیا' مگر جو لوگ گودی پر تھے وہ یہ نہیں چاہتے تھے کہ پیچھے رہجائیں اسلیے جگہ حاصل کرنے کیلیے بے طرح کشتیوں پر ٹوٹ پڑے -

میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ وہ خود تو اس ہجوم و ازدحام میں غرق ہوگئی' مگر اسکا شوہر جو اس سے کسیقدر زیادہ خوش قسمت تھا اسٹیمر کی چھت پر گرا اور کسی طرف ایک ایسی شے لیکے نکل گیا جو اسکا پھٹا ہوا سر معلوم ہوتی تھی -

عورتیں پیلے ملاحوں کو بچوں کی گاڑیاں' ننھے ننھے بچے' چھوٹے چھوٹے لڑکے اور دوسرے قسم کا اسباب دیدیتی تھیں' اور پھر پیر رکھنے کی جو ذرا سی جگہ بھی ملجاتی تھی اسکے سہارے سے کشتیوں پر چڑھ آتی تھیں - یہ امر تعجب انگیز ہے کہ ایسے ہجوم و کشاکش میں اکثر نہ غرق ہوئیں اور نہ مریں -

(آخرین منظر)

"ڈیلی کرانیکل" کے مراسلہ نگار خاص مسٹر ارتھرجونس کہتے ہیں "کہ جمعہ کے دن ۱۲ بجکے ۳ منٹ ہوے تھے کہ جرمن شہر میں داخل ہوے - جسے رسمی طور پر شریف شہر نے انکے حوالہ کردیا تھا - لیکن دوسرے مراسلہ نگاروں کا بیان ہے کہ جرمن اس سے کہیں بعد کو شہر میں داخل ہوے ہیں -

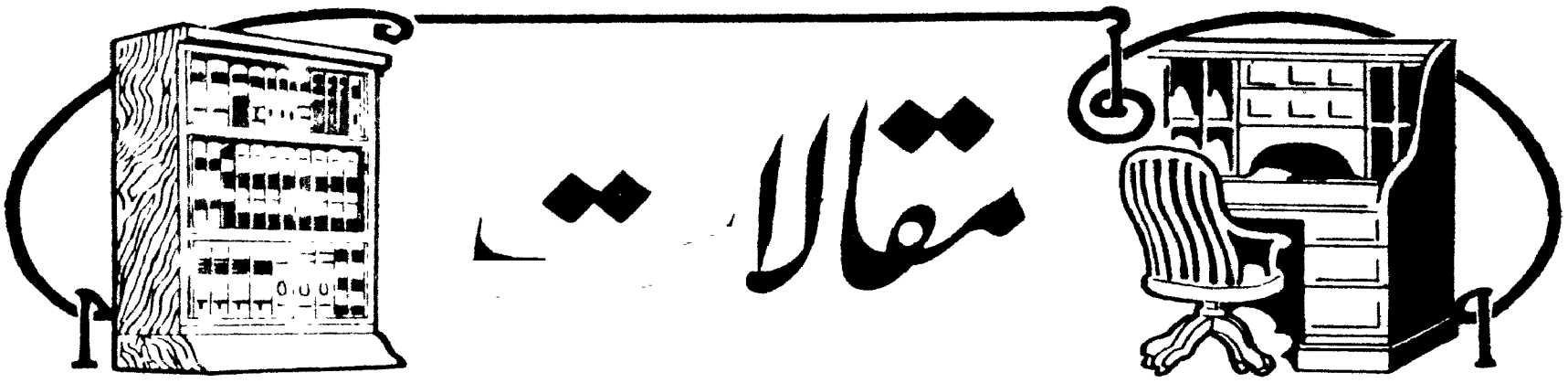

مقالات

عالمگیر جنگ کي سازش

(جرمني کا مجوزہ نقشہ)

ڈیلي کرانیکل لنڈن میں مشہور مسٹر آونہر کرابین ذیالل عنوان بالا پر حسب ذیل خیالات ظاہر کرتے ہیں :

قبل اسکے کہ بڑے اور تازہ واقعات قدیم نقوش کو مٹالیں یہ قلمبند کرنا دلچسپ ہوگا کہ اس مصیبت کے نازل ہونے سے پہلے ہمیں حالات عالم کیا نظر آتے تھے ؟

جب ایک گذشتہ دماغي حالت کي طرف بعض حدود نقطہ ہاے نظر سے پھرکے دیکھیے تو بسا اوقات موجودہ حالت ناقابل یقین معلوم ہوتي تھي - میں منجملہ ان لوگوں کے ہوں جو جرمني کے ارادوں کو تسلیم کرنے سے سختی کے ساتھہ انکار کیا کرتے تھے - میں نے اس موضوع پر لوگوں سے بحث کی' میں نے اس کے متعلق مضامین لکھے' میں " اینگلو جرمن فرینڈ شپ سوسائٹي " میں شریک ہوا - غرض جو عقیدہ میرا تھا اسکے لیے میں جو کچھہ کرسکتا تھا وہ کیا - مگر گذشتہ سال کے آغاز میں میرے خیالات میں ایک کامل تغیر پیدا ہوگیا - میں نے یہ محسوس کیا کہ میں غلطي پر تھا اور جس شے کے متعلق یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ اسقدر مجنونانہ اور فتنہ پردازانہ ہے وہ واقعہ نہیں ہوسکتي وہي درحقیقت واقعہ تھي -

میں نے اپني راے کا یہ تغیر مارچ کے " فورٹ نائٹ لي ریویو " کے ایک مضمون میں قلمبند کیا تھا جسکي سرخي " برطانیہ عظمی اور آیندہ جنگ " تھي' اور اب جو میں نے اس مضمون کو پڑھا تو معلوم ہوا کہ اسکا بہت سا حصہ موجودہ حالت کے مناسب ہے - پیشینگوئیاں خطرناک ہوتی ہیں - مگر اس مضمون میں ایسي باتیں بہت تھیں جنکو مجھے واپس نہ لینا چاہیے - میري راے میں جس شے نے تغیر پیدا کیا وہ " برنہارڈي " کي کتاب " جرمني اور آیندہ جنگ " کا مطالعہ ہے -

(ناقابل اعتماد حوصلے)

اسوقت تک میں یہ خیال کرتا تھا کہ " یہ تلوار کی کھڑکھڑاہٹ ایک نوعمر مضبوط قوم کي طفلانہ افراط ہے جو یہ چاہتی ہے کہ اپنے موٹے موٹے جرثے پہنے ہوے تمام دنیا کے گرد گشت پٹ کرتي پھرے - اس جوش کا ایک حصہ تو (جیسا کہ میرا خیال تھا) کامل قدرتی حسد کا نتیجہ تھا اور ایک حصہ ان غیر معمولي پروفیسروں کي تلقین کا نتیجہ تھا جنکے مسلسل خیالی مباحثوں نے نوجوانان جرمني کے خون کو مسموم بنادیا ہے -

اسقدر تو بالکل صاف تھا ' مگر مجھے یہ یقین نہیں آتا تھا کہ ایک عالمگیر جنگ کا تخم سازش کے سایہ میں پرورش پا رہا ہے جس میں بحر و بر دونوں کے اقتدار کو چیلنج دیا جائیگا - اس ہیبتناک رستخیز کا کوئي مقصد نہیں معلوم ہوتا تھا اور نہ کوئي بڑي غنیمت جنگ جرمني کي منظور نظر آتی تھي - یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر اس جنگ میں وہ منجیاب ہوئي تو زاید سے زاید اپنے وسیع و مستحکم تسلط قائم رکھہ سکیگی اور اگر اسے شکست ہوئی تو پھر ہمیشہ کیلیے رخصت ہوئي -

اسکے علاوہ یہ خیال ہوتا تھا کہ عیسائیت اور تمدن دونوں نہ کسي کام کیلیے دنیا میں ابتک قائم ہیں' اسلیے جو قوم کہ ان دونوں میں سے ایک کا ادعا بھی کرتي ہے وہ تاریخ عالم کے اس زمانہ میں ایسي تہدے خون والی بربری سازش میں شریک نہیں ہوسکتي جسکے ذریعہ سے وہ چند سال تک اپني طاقت کو صرف اس اراد سے بڑھاتی رہے کہ جب موقع ملے تو بغیر کسی نزاع کے محض اپنی سربلندي کے خیال سے اپنے ہمسایوں پر ٹوٹ پڑے -

(برن ہارڈی کی تنبیہ)

میں کہتا ہوں کہ میں ان باتوں کو باور نہ کر سکا ' لیکن جب میں نے جرمن مصنف برن ہارڈي کی کتاب پڑھی تو پھر میں ان امور کو بغیر یقین کیے نہ رہسکا ' اور ایک مضمون لکھا تا کہ جو لوگ میري طرح اندھے ہوں انکي آنکھیں ہوجائیں' اور وہ اس حقیقت کو دیکھیں جو مجھے نظر آئي ہے ' کیونکہ برنہارڈي ایک غیر ذمہ دار جرنلسٹ یا اتحاد جرمني (پان جرمنزم) کے خبط کا مریض نہ تھا - وہ جرمن سپاہ کا ایک ممتاز افسر تھا - اس نے فن جنگ پر کئي مستند اور بلند پایہ کتابیں لکھی ہیں - وہ اعلی طبقہ میں رہا تھا ' اسلیے اس سے توقع ہے کہ وہ انکے خیالات سے صحیح طور پر واقف ہوگا - با ایں ہمہ اس کتاب میں (جس میں اس نے اہل وطن کو مخاطب کیا ہے) اس قسم کے جنگجویانہ خیالات ظاہر کیے ہیں - تم اس قسم کی تحریر کو علحدہ نہیں کرسکتے اسکو تم ناقابل شمار نہیں ٹھہرا سکتے - جیسا کہ میں نے اس وقت لکھا تھا) " ہم مجنوں ہونگے اگر اس تنبیہ پر سنجیدگی کے ساتھہ توجہ نہ کرینگے -

لیکن ایک عجیب و غریب بات یہ ہے کہ اس قسم کي تنبیہ شائع ہی گئی جرمن دل میں ایک تعجب انگیز سادگي ہوتی ہے ' جو موجودہ واقعات میں بارہا ظاہر ہوچکي ہے - مگر یقیناً اس سادگی کی سب سے بڑي مثال یہ کتاب ہے - یہ وہم میں نہیں آتا کہ اس کتاب کے مصنف کے دل میں یہ خیال نہ آیا کہ ممکن ہے کہ اس کتاب کا ترجمہ ہو اور جس کو ہم اپنا شکار بنانا چاہتے ہیں وہ اسے پڑھے -

پھر نہ بھي یقین نہیں آتا کہ ایک نامور سپاہي کی حیثیت سے برن ہارڈي کا تعلق جنرل اسٹاف سے نہ ہو اسلیے اس نے جو خاکہ کھینچا ہے اسے ایک سرکاري حلقہ خیال کرنے کے لیے اسباب موجود ہیں -

مگر یہ کوئي منفرد مثال نہیں - وان ایمیشم کے ' جس کا تعلق حقیقی طور پر اس محیر العقول اسٹاف سے ہے ' ایک

مختصر سا رسالہ لکھا ہے جس میں بتایا ہے کہ اگر موقع پیش آے تو جرمني ممالک متحدہ امریکہ کے ساتھہ کیا کریگا -

ان علامات کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ درحقیقت ایک شیخی سے پھولے ہوے قومي سرور کے مظاہر میں جو شیخي میں پھولکر اس فیصلہ تک پہنچگیا ہے کہ جرمني کي فتح یقیني ہے اس لیے انکے حریفوں کا غافل یا خبردار رہنا دونوں برابر ہیں -

(جنگ کا پروگرام)

اسوقت درحقیقت برن ہارڈي کے پروگرام پر عمل ہو رہا ہے اس پروگرام میں یہ تجویز کیا گیا تھا کہ حملہ کا سارا بار فرانس پر ڈالا جاے اور روس کو اپنے سست رفتار فوجي اجتماع میں روک لیا جاے - اسکے بعد پیرس سے فاتح فوجیں بیشمار ترینوں میں بھلي کی طرح مغربی خط جنگ سے مشرقی خط جنگ پر بھیجدي جائیں -

پہلے انگلستان کو بہلایا جاے اور جب اسکی قسمت کے فیصلہ کا وقت آ جائے تو پھر اسکا بیڑا زیر آب کشتیوں' تارپیدو لشنیوں ' بحري سرنگوں سے تراشا جائے اور جب تعداد برابر ہوجاے تو " ولہیلم شیورین " کے قلعوں سے جرمن بیڑا نکلکے سمندر کے فتح کرنے کے لیے حملہ کردے -

(انگلستان کے لیے بري گھڑیاں)

خواہ واقعات کی رفتار کتنی ہی ہمارے موافق ہو' مگر امید نہیں کہ ہم چند بري گھڑیوں سے بچکر نکل جائینگے جرمن ایک بڑي اور بہادر قوم ہے وہ اپني تاریخ جنگجوئي میں عمدہ کارنامے رکھتي ہے - وہ حلیفوں پر اپنے دیرپا نشان چھوڑے بغیر نہیں سنبھلیگی- ہمیں افتتاحی کامیابیوں کو بہت زیادہ اہمیت نہ دینا چاہئے اور یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ حالات ہمارا ساتھہ ضرور دینگے - خشکی اور تري دونوں میں وسیع کوششیں اور مایوسیاں ہمارا انتظار کر رہی ہیں - مگر اس میں زیادہ دیر نہ ہوگي جیسا کہ مجھے معلوم ہوتا ہے اسمیں زیادہ دیر ہونا ناممکن ہے - زمانہ کا عجلت پسند مزاج سست تدابیر کو برداشت نہیں کرسکتا' اور نہ جرمني مالي کشش کو غیر محدود زمانہ تک برداشت کر سکتي ہے -

پیشینگوئي کسقدر خطرناک ہے ! جاے نعینہ یہي الفاظ میرا مضمون ازاے کر واپس آئیں مگر میں خود نہیں سمجھسکتا کہ یہ جنگ ۶ ماہ سے کم میں لیوٹکر ختم ہو سکتی ہے یا ۱۲ ماہ سے زاید عرصہ تک کیسے جاري رہسکتي ہے -

(جرمني کي ایک ڈپلومیٹک غلطی)

یہ کہنا تو بہت زیادہ ہے کہ جرمنی کے ڈپلومیٹک حالات جسقدر نوسیدہ ہیں اگر کہیں اسکے جنگی حالات بھی ایسے ہی ہوتے تو وہ زیادہ عرصہ تک زندہ نہ رہسکتی - البتہ اسکے یہاں ڈپلومیٹک ناقابلیت کے بعض ایسے درجے ضرور ہیں جو اس حد سے بھي درجہ ہیں اس حد تک ناقابلیت یقینی ہے - کم از کم ان میں مقابلہ کی گنجایش تو نہیں - " ریل پولیٹک " " رائٹ بوائلنگ " وغیرہ کے مجنونانہ علم سے جرمن کو کیا حاصل ہوا ؟ اطالیا کے ساتھہ اتحاد کی بندش اس قدر دھیلی ہے اتحاد بغیر آسٹریا کے ساتھہ بحر میڈیٹرین کے متعلق اسقدر وسیع مفاہمت اور یہ مفاہمت جرمن کروزروں کے لیے بیکار ثابت ہوے کے بعد بھی سرویا ' مانٹی نیگرو ' اور بلجیم کو جرمنی کے خلاف میدان جنگ میں کھینچ لائی - انگلستان کے ساتھہ وہ برتاؤ کیا جس سے ہمارے تمام دشمنوں کو اس طرح متحد ہونا پڑا کہ اب اگر کوئی جماعت اس سے اختلاف کرے تو اس کے پیر کے نیچے سے زمین نکلجاے' اور اس طرح اسکے سقوط و افتاد کا سامان ہوجاے - کیا اس سے زیادہ بڑا کوئي خلط ملط ہوا ہے ؟ کیا کوئي ایسا نقطہ ہے جسکا انتظام اس سے زیادہ بري طرح کیا گیا ہو ؟ اور وہاں اسکے نتیجۂ ثاني کے طور پر وہ عام بے اعتمادي و ناراضي جو ناطرفدار ممالک میں پیدا ہوئي ہے وہ خود ایک مکمل شے ہے -

(جرمن سپاہي)

جرمن سپاہي ویسا ہي اچھا ثابت ہوگا جیسا کہ وہ ہمیشہ تھا ' وہ ویسا ہی بہادر ثابت ہوگا جیسا کہ وہ ہمیشہ تھا ' اسمیں مجھے ذرا شک نہیں - مگر وہ ویسا ہي جفاکش ثابت ہوگا جیسا کہ وہ ہمیشہ تھا ' اسکی کم امید ہے - کیونکہ اس آبائي سرزمین کي آبادي کا بڑا حصہ دیہاتوں سے نکل کے کارخانوں میں چلا گیا ہے ' اور نیز عیش و آرام کا معیار بہت بڑھگیا ہے -

ولہم کے عہد کا ایک وبستفلین دستکار فریڈرک کے زمانے کے برلند برگ کے کاشتکار سے بالکل مختلف شے ہے - بعینہ اسیطرح جسطرح کہ سنہ ۱۹۱۴ ع کا تھوڑے عہد خدمت والا سپاہي سنہ ۱۸۱۰ع کے دس سالہ خدمت والے سپاہي سے بالکل جداگانہ سے ہے مجھے توقع ہے کہ جرمن ہمیشہ کي طرح عمدہ ثابت ہونگے' مگر اپنے ہمسایوں سے بہتر نہیں - لیکن انکے نقطہ نظر سے جنگ کا عمدہ نتیجہ تمامتر اس پر موقوف ہے کہ وہ بہتر ثابت ہوں - انہیں صرف فتح ہی کرنا نہیں بلکہ جلد فتح کرنا ہے -

(قیصر کي مشینیں)

ایک قابل ذکر شے اسکا (قیصر کا) فوجی نظام ہے' جس پر بڑی شبخی ماري جاتی ہے - میرے ایک امریکن دوست نے جسے راے قائم کرنے کا موقع ملا تھا یہ کہا کہ " ہاں بیشک وہ ایک بڑی اور سکرو مشین ہے جو نہایت نزاکت کے ساتھہ جوڑي گئی ہے - اگر ایک پہیا بھي اٹک گیا تو تمام مشینوں کي طرح وہ بھي فوراً ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگي "

ایک پہیا لیج میں اٹک گیا اور دوسرا بھي زیادہ عرصہ گزرنے سے قبل اٹکیگا تاریخ نے سبق بہت منحوس ہیں - جیدا اور آرئیڈنے نے پروشین فریڈرک کی روایتوں نے عصر میں پھولے نہیں سماتے تھے' مگر ایک دن میں انکی شکست اسقدر شدید اور انکی رخنہ بندي کي طاقت اسقدر کم تھی کہ انکا شیرازہ بالکل برہم ہوگیا' اور انکا وطن ۷ سال تک یورپ کي سیاست میں اثر فرما نہ رہا - وہ ہمیشہ بڑے فاتح ہوے ہیں' مگر مصیبت و شکست میں وہ بڑے نہیں رہے - اب دیکھنا ہے کہ اس جنگ میں انکي کیا حالت ہونی ہے -

ایجنٹوں کیلئے کمیشن

ہفتہ وار الہـــلال کی اشاعت نہایت معقول ہے

درخواست میں

جلدي لیجیے - دعوۃ حق کے اعلان اور

ہدایت اسلامی

کی تبلیغ سے بڑھکر آج دنیا میں مقدس کوئی نہیں ہے -

اسپر نفع مناسب مسترد !

بہر حال شہر تخریب و گولہ باري کے عذاب میں مسلسل ۴۰ گھنٹے تک مبتلا رہا - اس امر کا صحیح طور پر تحقیق کرنا تو مشکل ہے کہ جرمن فوج کے حملے کیسے ہوتے رہے - مگر افسروں اور نیز ان لوگوں کی گفتگو سے جو خطوط جنگ سے واپس آئے تھے میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ آخري حملہ پانچ گھنٹہ کي مسلسل گولہ باري پر مشتمل تھا ' جو صبح ساڑھے چار بجے سے لیکے ساڑھے نو بجے تک ہوتي رہی- اس اثناء میں گولوں کی مسلسل اور سخت بارش ہورہي تھي ' اور نقصان پہنچانے سے پہلے یہ گولے جس قدر ٹھیک طور پر آئے نشانہ پر گرتے تھے انکي یہ صحت ایک غیر معمولي امر معلوم ہوتي تھي - مجھ سے لوگوں نے یہ بیان کیا کہ جرمن فوج کے ساتھہ غبارے تھے جنکے افسر اپنے توپچیوں کو یہ بتاتے جاتے تھے کہ بلجیم کي مدافعت کے ان پوزیشنوں کو اپنا نشانہ بناؤ - شہر پر بعض بعض وقت ایک منٹ میں دس کے حساب سے گولے پھینکے گئے تھے- تمام ملکي آبادي خوفزدہ تھی اور بوڑھوں اور بچوں میں مصیبت ' خوف ' اور مایوسي کے دلسوز منظر نظر آتے تھے -

پہلے یہ اعلان کیا گیا تھا کہ دو کشتیاں اوسٹینڈ جائینگی لیکن جب یہ اطلاع دي گئي کہ یہ دونوں کشتیاں نہیں روانہ ہونگی تو جو مجمع ایک گودي پر جمع ہوا تھا اس پر نزع کا عالم طاري ہو گیا -

تاہم ان دونوں کشتیوں کے علاوہ بھاگنے کے دیگر ذرائع ۱۵ کشتیوں کي شکل میں موجود تھے ' جو روٹرڈم ' فلشنگ اور انکے علاوہ ہوا لینڈ کے دوسرے بندرگاہ جانے والي تھیں - یہ کشتیاں مسافروں کی معقول تعداد لیجانے والي کشتیاں نہ تھیں ' مگر چونکہ کوئی شخص با قاعدہ چڑھنے کا انتظام کرنے والا نہ تھا اسلیے ان خوفزدہ انسانوں میں کشتیوں پر جگہہ لینے کے لیے سخت کشاکش شروع ہوئی - جگہہ کے لیے مرد ' عورتیں ' اور بچے ایک دوسرے سے جانبازي کے ساتھہ لڑنے لگے - اسوقت انساني ہستي اپنے ایک بد ترین انداز میں نظر آرہی تھي - مگر ایسي حالت میں ان خوفزدہ انسانوں کو کون الزام دیسکتا ہے - یہ لوگ " ۵ بار بربریس " سے بھاگ رہے تھے - اور وہ گولے انکے سروں پر سنسناتے ہوے جا رہے تھے ' جو انکے گھروں کو خاکسیاہ اور انکے محبوب شہر کو برباد کر رہے تھے - ان لوگوں کا کام جنگ نہیں تھا - یہ لوگ زیادہ تر متوسط العمر دوکاندار ' تاجر ' اور آرام پسند شہري تھے اور ان میں بچوں اور عورتوں کی بھي کافي تعداد موجود تھي - یہاں ان راستوں کا قطع تھا جنکے ذریعہ سے جہاز یا کشتي تک پہنچتے ہیں - ان لوگوں کے کشتیوں پر سوار کرنے کے ذرایع صرف وہي تختے تھے جو ڈھالو بنادیے گیے تھے ' اور آخر میں آنے ایک خطرناک زاویہ پر ملتے تھے - پنجشنبہ کو ۲ بجے تک اکثر لوگ روانہ ہو گئے تھے ' مگر تاہم ۱۵ ہزار جو نہیں بھاگ سکے وہ راضي بقضا ہو کے یہ انتظار کرنے لگے کہ دیکھیں قسمت میں کیا لکھا ہے - ہزاروں تو ان سڑکوں سے بھاگ گئے جو جنگلوں کو جاتي تھیں مجھہ سے لوگوں نے بیان کیا کہ بہت سے بوڑھے بھوک ' سردي ' اور خوف کے مارے راستہ ہي میں مرگئے -

(جلتا ہوا شہر)

ایک بلجین افسر کی عنایت سے میں بڑے گرجا کی چھت پر چڑھسکا اور وہاں سے میں نے جلتے ہوے شہر کا منظر دیکھا - تمام سڑکیں شعلہ زن تھیں - شعلے ہوا میں ۲۰ اور ۳۰ فیٹ کی بلندي تک اونچے جارہے تھے - میں نے اپنے بلند پوزیشن سے نیل کے ان بڑے حوضوں کا نہایت عمدہ منظر دیکھا جو دریاے شیلڈ کے معاونات میں واقع ہیں - ان میں ایک بڑي جرمن توپ کے چار گولوں سے گ لگ گئي اور دھوئیں کے عظیم الشان سیاہ بقعے ہوا میں دو سو میٹ تک بلند ہو رہے تھے - تیل کئي گھنٹے تک زور شور سے جلتا رہا ' اور قرب و جوار کے تمام حصہ پر دھوئیں کے بادل چھا گئے - ہر طرف آگ ' شعلے ' اور تیل سے لدا ہوا دھواں ہي دھواں تھا - وقتاً فوقتاً شعلوں کی بڑي بڑي زبانیں تیل کے حوضوں سے نکلتی تھیں اور مضطربانہ شوق کے انداز میں اپنے متصل حوض کو ترسے دیتی تھیں ' جس سے رفتہ رفتہ آگ ہر طرف پھیل گئی اور کوئی حوض بھي آگ سے نہ بچا - اسوقت شہر بالکل ویران ہوگیا تھا اور قریباً سب لوگ شہر چھوڑ چھوڑ کے چلے گئے تھے - بڑے گرجا سے روانہ ہونے کے بعد میں شہر کے جنوبي حصہ کی طرف روانہ ہوا جہاں نہ می منٹ ۵ کے حساب سے گولے آرہے تھے -

میں مقام " رابرفہمرینز " تک گیا تھا کہ ایک خوفزدہ بلجین عورت مجھے ملي - اسے اختناق الرحم (ہسٹریا) کے سے تنفس کیساتھہ مجھہ سے یہ بیان کیا کہ "بنک نیشنل" اور " پیلس دي جسٹس" کے گولے لگے ہیں ' اور اب وہ جل رہے ہیں - اور نیز یہ کہ میرے اس مقام پر پہنچنے سے ۵ منٹ قبل اسکے شوہر کے ایک گولہ لگا ہے - جہاں ہم کھڑے تھے وہاں سے سو گز سے کم فاصلہ پر اس (شوہر) کي بے ترتیبی کے ساتھہ کٹي ہوئی لاش خاک و خون میں آغشتہ پڑي ہوئی تھي - جب میں " ایو نیوڈي کیسر" سے جارہا تھا تو ایک گولہ مجھہ سے ۲۰ گز کے فاصلہ کے اندر آکے گرا اور میں منھہ کے بھل گر پڑا - جہاں میں گرا تھا وہاں سے ۱۰ گز سے کم فاصلہ پر ایک مکان کو یہ گولہ لگا تھا ' جسکی حالت میں بجز اسکے اور لفظوں میں نہیں بیان کرسکتا کہ وہ (مکان) سڑک پر اینٹوں اور ٹوٹي ہوئی لکڑیوں کی برچھار کی شکل میں برسپڑا اور اسکي اینٹ سے اینٹ بجگئي - میں بمشکل سنبھلنے پایا تھا کہ ایک شخص جس کی عمر ۴۰ سال کی ہوگي قریباً بالکل ننگا اس گھر سے چیختا ہوا نکلا - یہ بد بخت بالکل پاگل ہوگیا -

حیرت میں وہاں سے کوین ہوٹل یہ تحقیق کرنے گیا کہ امریکن جرنلسٹ کا کیا حشر ہوا - معلوم ہوا کہ وہ ایک پرالیوٹ مکان میں سب دھر قیام کے بعد روانہ ہوگئے جس پر تین دفعہ گولے گرے اور دفعتہ اسمیں آگ لگ گئی -

(لها بقية صالحه)

حـــول بـــرلـــن

شکون و حالات اصلیه بر وایات و شهادات عینیه

ڈاکٹر پوسٹما افریقہ کي حزب العمال (لیبر پارٹی) کے ایک لیڈر ہیں - اعلان جنگ کے وقت وہ برلن میں تھے ' اور اسکے بعد چندے وہاں مقیم رہے - ڈاکٹر پوسٹما ۲۷ - اگست کو برلن سے روانہ ہوے ہیں ' غالبا وہ آخرین شخص ہیں جس نے برلن کو خیر باد کہا ہے - اپنی واپسی کے بعد انہوں نے ایک دلچسپ اور پر از معلومات مضمون " ڈیلي سٹیزن " میں لکھا ہے - اس مضمون میں وہ لکھتے ہیں :

" یہ ظاہر ہے کہ جسوقت تمام جرمن قلمرو میں قیصر کا اعلان جنگ چسپاں کرکے فوج اور ہیزہ کو اجتماع کا حکم دیا گیا ہے اسوقت اہل جرمن معقول زمانے سے ہر قسم کے نتائج کیلیے مستعد تھے - یہ اعلان جو سرخ اور سیاہ دو رنگوں میں چھپے تھے ان پر سنہ ۱۹۱۲ چھپا ہوا تھا ' مگر " ۲ " کاٹ کے نیلی پنسل سے " ۴ " بنایا گیا تھا - اسکے بعد سے ہر روز اعلانات شائع ہوتے ہیں اور میں نے سبکو دیکھا کہ وہ دو برس قبل کے چھپے ہوے معلوم ہوتے ہیں - " لینڈ اسٹرم مٹ ویف " فوج جب طلب کي

گئي ہے اور اسکي طلبي کيليے اعلانات شائع ہوے ہيں تو ان سے بھي يہ معلوم ہوتا تھا کہ يہ دو برس قبل کے مجوزہ مطبوعہ ہيں -

جرمن سپاہ ميں ليند آسٹرم دو قسم کے ہيں " مٹ " اور " ارنے " يعني مسلح اور غير مسلح - اس ہفتہ کے ميل تک غير مسلح تو طلب ہي نہيں ہوے ہيں' اور مسلح کا بھي بہت ہي تھوڑا حصہ ميدان جنگ ميں آيا ہے -

دشمن کو خواہ مخواہ حقير سمجھنا کوئي عمدہ پاليسي نہيں - اسليے اہل جرمني کے عزم اور عجيب و غريب جوش سے انگريزوں کو مطلع کرنا بالکل بجا و درست ہے - اولاً تو انکو يقين ہے کہ موجودہ جنگ جنگ مدافعت ہے - انکا قيصر " امن درست " بادشاہ ہے - انکے وطن محبوب پر انکے حاسد دشمن وحشيانہ طريقہ سے حملہ کر رہے ہيں - جرمني ميں تمام کام گھڑي کے پرزوں کي رفتار کي طرح ہو رہے ہيں - ہر شخص بالکل صحيح طور پر جانتا ہے کہ اسے کيا کرنا ہے اور کہاں رہنا ہے - افسروں نے عورتوں کو سپاہيوں کي ٹرينوں کو پتوں اور پھولوں سے آراستہ کرنے کي اجازت ديدي ہے - اسليے تمام ٹرينيں پھولوں اور سبز و شاداب پتيوں سے دلہن بني ہوئي جاتي ہيں - اسکے علاوہ ہر سپاہي کي رائفل کے سرے پر ايک پھول لگا ہوتا ہے -

واقعي جرمن عورتيں نہايت ہمتور ہوتي ہيں - ايسا شاذ و نادر ہوا کہ کسي عورت کا شوہر' بھائي' يا لڑکا رخصت ہو رہا ہو اور ميں نے اوسکے منہہ سے سسکي کي آواز بھي نکلتے سني ہو - جب انکے عزيز رخصت ہونے لگتے ہيں تو وہ ان سے کہتي ہيں کہ ہم يہ جانتے ہيں کہ " اب ہم اور تم پھر کبھي نہيں ملينگے' مگر ہميں تمکو اپنے آبائي وطن اور قيصر پر قربان ہونے کے ليے مرنا جانا چاہيے -

جرمني ميں تمام ريليں سرکاري ہيں - اس اجتماع کے زمانہ ميں معلوم ہوگيا کہ گذشتہ زمانے ميں فوجي نقل و حرکت کيليے ہر ممکن تياري کي گئي ہے - ميں يہ نہيں کہسکتا کہ يہ صحيح ہے يا غلط مگر بہرحال جسوقت ميں ۲۷ - اگست کو چلا ہوں اسوقت يہ عام طور پر تسليم کيا جاتا تھا کہ ۶ ملين فوج اسوقت مسلح تيار تھي' اور مجموعي تعداد ۱۲ - ملين ہوگي - اسميں ہزارہا غدار شامل نہيں جنہوں نے اپنے خدمات پيش کيے ہيں' اور نہ وہ تين ملين اشخاص محسوب ہيں جو اگر ضرورت ہوئي تو اسيران جنگ کي حفاظت کے ليے طلب کيے جائينگے برلن ميں حکام يہ کوشش کر رہے ہيں کہ جہاں تک ممکن ہو شہر کي وہي حالت رہے جو عام طور پر ہوتي ہے - کسي ايسي مسرت کي اجازت نہيں جس سے آبادي ميں شکستہ دلي پيدا ہوتي ہو - حتي کہ جب بعض خاندانوں کو اپنے اعزاء کے ميدان جنگ ميں مارے جانے کي خبر معلوم ہوئي اور انہوں نے ماتمي لباس پہننا چاہا تو انکو عملاً ممانعت کي گئي - انہيں يہ نصيحت کي گئي کہ وہ اپنے وطن محبوب کي خاطر ابھي اپنے ماتم کو اختتام جنگ تک ملتوي رکھيں

اہل جرمني تمام معاملات کے متعلق نہايت سرگرم و مستعد ہيں' اور لہو و لعب ميں اشتغال و انہماک کو تک قلم موقوف کر ديا ہے - مثلاً کسي گھر ميں پيانو کي آواز نہيں سنائي ديتي - انکا قول ہے کہ يہ جنگ کا زمانہ ہے يہ موسيقي نوازي کا وقت نہيں ہے - تمام تھيٹر اور اوپيرا بند ہيں -

شروع ميں تو دو دن تک بنکوں اور سيونگ بنکوں ميں روپيہ نکالنے والوں کا بڑا ازدحام رہا' مگر اسکے بعد سے موقوف ہو گيا - بنک اپنے اپنے عام انداز ميں کاروبار کر رہے ہيں - البتہ وہ طلائي سکے نہيں ديتے ہيں - جسوقت ميں چلا ہوں اسوقت تک ہنگامي نوٹ شائع نہيں ہوے تھے -

جو لوگ معاد گئے ہوے ہيں واقعي انکے اعزاء مضطرب و پريشان ہيں' مگر حکومت اسکے علاج سے غافل نہيں ہے - ہر مستحفظ سپاہي کي بيوي کو ۹ مارک (ايک جرمن سکہ) اور ہر بچہ کو ۲ مارک ملتے ہيں - بعض خاندانوں کو ٹريڈ يونينوں (تجارتي انجمنوں) سے بھي کچھ امداد ملتي ہے' جن سے انکے ميدان جنگ ميں جانے والے اعزاء وابستہ تھے -

مسٹر فلپ ايچ - ڈ نامي ايک مشہور امريکن ہيں جو اگست ميں برلن سے لندن آئے ہيں انکا بيان ہے :

برلن ميں زندگي کي وہي معمولي حالت ہے' لندن اور برلن کي زندگي ميں کوئي بڑا فرق نہيں - جنگ سے قبل سامان خورد و نوش کي جو قيمتيں تھيں وہي اب بھي ہيں - قہوہ خانے کھلے ہيں اور بينڈ قومي ترانے بجا رہے ہيں - کوئي ايسي پريشاني يا گھبراہٹ کي بات نظر نہيں آتي جس سے معلوم ہو کہ جرمني برسر جنگ ہے - گو ہر طرف سرگرمي و مستعدي اور جوش و خروش پھيلا ہوا ہے - ميں نے ايک شخص کو بھي بھاگتے ہوے نہيں ديکھا - "

جہانتک ہو سکا ميں نے لوگوں سے سامان غذا کے متعلق گفتگو کي' مگر ميں نے کسي ميں پريشاني اور بےچيني محسوس نہيں کي' اور بعض حکام نے تو ان سے يہ بيان کيا کہ اسقدر سامان غذا موجود ہے کہ ۱۸ مہينہ تک چلسکتا ہے -

برلن ميں عام راے يہ ہے کہ اگر جرمني فتحياب نہ ہوئي تو وہ واپس چلي آئيگي - اہل جرمني کو اطمينان واثق ہے کہ اپني فوج کو کبھي شکست نہيں ہوسکتي ' اور اگر انکي فوج کو فرانس سے واپس ہونا پڑا تو اس حالت ميں وہ اپنے ملک کي حفاظت غير محدود وقت تک کرسکتے ہيں -

مسٹر ڈ کہتے ہيں کہ ميں نے دو افسروں سے پوچھا کہ آپ لوگوں نے اپني فوج کي شکست کے امکان پر غور کيا ہے ؟ ان ميں سے ايک بولا کہ " ہاں بيشک ممکن ہے ' مگر ہم اس وقت يہاں نہيں ہونگے اسوقت ۱۷ اور ۵۰ برس کے مابين عمر والے مردوں ميں سے تمام جرمني ميں ۵۰ ہزار آدمي سے زيادہ نہ رہنے ديے جائينگے - "

ميري راے يہ ہے کہ وساطت کے ذريعہ سے ايک ماہ کے اندر جنگ موقوف ہوسکتي ہے - جب ميں نے ايک جرمن افسر کو اس طرف توجہ دلائي تو اس نے کہا کہ جب تک ہم پيرس اور سينٹ پيٹرسبرگ پر قبضہ نہ کرليں ' اسوقت تک وساطت کا ذکر فضول ہے البتہ اسکے بعد ہم آپکا کہا سنينگے -

مسٹر ڈ کا بيان ہے کہ ميں نے انگلستان کے خلاف سخت بغض محسوس کيا اور کسي کو بھي يہ يقين نہ دلسکا کہ انگلستان اہل جرمني کے خلاف نہيں بلکہ انکي جنگ پرستي کے خلاف معرکہ آرا ہے - وہ کہتے ہيں کہ اہل جرمني کا يہ خيال ہے کہ انگلستان جرمني کو کچل ڈالنا چاہتا ہے - انکا يہ عزم بالجزم ہے کہ وہ اپنے آپ کو انگلستان کے رحم کے حوالے کرنے کے بدلے آخر وقت تک لڑتے رہينگے - ميں نے اشتراکيين (سوشياليسٹس) ميں کسي قسم کا اختلاف نہيں ديکھا انگريزوں کے ساتھہ عمدہ برتاؤ کيا جا رہا ہے -

الهلال

۲۲ ذوالحجه ۱۳۳۲ هجري

هندوستان اور پروٴ جرمنزم !

(۲)

جو اقتباسات پایونیر سے الهـــلال کے دیے هیں اول تو یه اقتباسات ایک مضمون کے نهیں - اور مختلف مضمون کے مختلف مقامات سے لیے گئے هیں جنکی وجه سے انکے سابق و لاحق کا ربط ٹوٹ کر مترجم کے هاتهوں میں بالکل بے بس هوگیا هے ' اور وه انکو اس ترتیب سے پیش کرتا هے که پڑهنے والے کے سامنے انکي مجموعی شکل خطرناک بن کر نمایاں هوتي هے - پهر اصل عبارت کے الفاظ اور ترکیبوں کے ترجمه میں بهی اپنے مقصد کو پوري هوشیاري کے ساتهه پیش نظر رکها هے اور هر اثر پذیر ٹکڑے کے اندر ایک نئے اثر کو پیدا کرنیکی صریح کوشش کی هے - مثلاً عبارت مقتبسه میں لفظ ریٹائر منٹ Retirement اور ریٹریٹ Retreat کے واضح فرق کو نظر انداز کردیا هے ' اور جس جگه مضمون میں محض "خیالات" کا لفظ آیا هے جسکے لیے انگریزي میں تهوٹس Thoughts هونا چاهیے ' اسکے لیے نهایت بے باکي کے ساتهه "مس کنسپ شنس" Miscon-ceptions (خیالات باطله) کا لفظ استعمال کیا هے ' اور هر شخص اندازه کرسکتا هے که صرف اسي ایک لفظ سے کسقدر خطرناک تبدیلی پیدا هوگئي هے ؟

اسیطرح اس پورے ترجمه کے اندر متعدد مواقع میں محسوس و واضح تغیرات کیے گئے هیں ' اور پوري کوشش اسمیں صرف کی گئي هے که ترجمه کو پڑهنے والوں کی نظر میں هیبت ناک بنا دیا جاے : یحرفون الکلم عن مواضعه - لیکن انکی اصلیت اوسوقت تک واضح نهیں هوسکتی جب تک هر هر نقطه اور ترکیب کے متعلق تفصیل سے بحث نه کي جاے ' اور اسکے ساتهه هي ایک صحیح انگریزي ترجمه هم پیش نه کریں - چونکه یه مضمون بهت بڑهگیا هے اسلیے هم یهاں صرف اتمام حجه کے طریق سے کام لینگے اور ترجمه کي صحت و عدم صحت کو آیندہ مسلسل طور پر لکهینگے - تاکه وه همیشه کیلیے اس بهت هی پر خطر مسئله کو اردو پریس کیلیے واضح کردے -

هم تهوڑي دیر کیلیے یهاں تسلیم کرلیتے هیں که یه اقتباسات صحیح هیں - لیکن اسکے بعد معلوم کرنا چاهتے هیں که بصورت صحت بهي وه کونسي هولناک جرمنیت هے جسکے لیے الهلال اسقدر خطرناک ظاهر کیا گیا هے ؟ ان تمام اقتباسات کا زیادہ سے زیادہ خلاصه یه هے که انتورپ کے لے لینے سے بلجیم میں جرمنی کا کام پورا هوگیا - اسکا پوزیشن اب بلجیم میں زیادہ محکم هے - انگریزي بحري مهم کچهه زیادہ مفید نه هوئی - اب اسکا ارادہ انگلش چنیل پر دباو ڈالنے کا هے - نیز یه که انگریزي فوج مصلحت شناسي اور عاقبت بیني کیلیے قابل تعریف هے - وه خوب اچهي طرح سمجهتي هے که محض زمین کي چند گز زمین کے لے لینے هي کا نام کامیابي نهیں هے بلکه بعض اوقات میدان جنگ سے مراجعت پیش قدمي سے زیادہ قابل تعریف هے - جتني تهوڑي فوج انتورپ کیلیے بهیجي گئي تهی ' اگر وه مصلحت شناسي سے کام نه لیتي اور بالاخر مراجعت کو ترجیح نه دیتي ' تو یقیناً همارے نقصانات اس سے زاید هوتے جسقدر که بیان کیے گئے هیں -

لیکن هم پوچهتے هیں که انگلستان کے پریس سے لیکر انڈیا کے تمام انگلو انڈین اخبارات تک کون هے جس نے اس کهلي بات کے اظهار کو بهی نا مناسب سمجها هے ' اور اسکے سوا اس موقعه پر اور کیا کها جا سکتا تها ؟ یه وه نتائج هیں جو خود سرکاري خبروں نے دنیا کو بتلاے هیں اور ایسی بے ضرر حقیقت هے جسکا اظهار بالکل ناجایز هے - کیا پایونیر اسکو پسند کریگا که " جرمنزم " کے اتهام سے بچنے کیلیے هم حقایق سے ایسا کهلا انکار کریں جو دنیا کیلیے تمسخر انگیز هو ؟ هم ایک لمحه کیلیے بهي یقین نهیں کرسکتے که هندوستان کی گورنمنٹ واقعات کے اظهار و بحث کو صرف اینگلو انڈین پریس کے لیے جایز رکهتي هو جو هر روز کوئي نه کوئي " پرو جرمن " مضمون شایع کرتے هیں ' اور ایک هندوستاني قلم کیلیے جرم سمجهتی هو جو پهونک پهونک اور قدم اٹهاتے هیں ؟

وه روح جو اس مضمون کے اندر کام کر رهي هے ' اس واقعه سے غالباً هر شخص کے سامنے آجایگي که مضمون نگارنے ترجمه کرتے وقت " اسٹیٹسمین " کا حواله بالکل چهوڑ دیا هے جو الهلال میں دیا گیا تها - کیونکه ایسا کرنے سے " کلکته کا جرمنزم " الهـــلال پریس سے معا "اسٹیٹسمین" کے دفتر میں منتقل هو جاتا اور یه اسے منظور نهیں هے -

اصلي واقعه یه هے که جنگ کے نتائج پر نظر ڈالتے هوے اسٹیٹسمن کے حوالے سے یه لکها گیا تها که " خواه جنگ کي اصلي حالت کچهه هي کیوں نه هو لیکن یه تو ظاهر هے که جسقدر بهی لڑائی هو رهی هے ' جرمني کے اندر نهیں هے اور اسیکا افسوس ناک نتیجه هے که اسکے اندروني امن کو ابتک کوئي نقصان نهیں پهونچا هے "

سادہ الروایت مضمون نگار نے پورے مضمون کو تو لے لیا مگر " اسٹیٹسمین" کا لفظ بالکل اڑا دیا - پهر یهي کیا واقعه نگاري کی اخلاقي قوت هے جسکی بنا پر پایونیر نے الهـــلال کي جاسوسي کیلیے اپنے تئیں پیش کیا هے ؟

جو خیالات الهـــلال میں سقوط انتورپ کے متعلق ظاهر کیے گئے هیں ' آج همیں مجبوراً غیر انگریزی داں پبلک کے سامنے ظاهر کرنا پڑتا هے که وه اُن رایوں کے مقابلے میں کچهه بهي نهیں هیں جو آج انگلستان کا پریس علانیه ظاهر کررها هے ' اور جسکو رایٹر کی ڈاک هر هفته هم تک پهنچاتي هے - چونکه هم پر حمله کیا گیا هے اسلیے همیں جواب دینا پڑیگا - هم پایونیر کو جو الهلال کے پرو جرمنزم کے لیے اسقدر مصر هے ' اُن بے شمار مضامین پر توجه دلاتے هیں جو پچهلے هفته رایٹر کي ڈاک میں " انتورپ " کے متعلق اے هیں ' اور دریافت کرتے هیں که کلکته کے لیے پرو جرمنزم کا عنوان موزوں هے یا خود برٹش دارالسلطنت کیلیے ؟

هم یهاں صرف ایک دو اقتباس دینگے - " مورننگ پوسٹ " لندن کے جو پرچے آخري میل سے آے هیں ' اُنمیں سقوط انتورپ پر نهایت تفصیلي بحث کي گئي هے - وه انگریزي بحري مهم کی ناکامیابي پر انتهائي سخت لفظوں میں افسوس کرتا هے اور اسکا سارا الزام مسٹر چرچیل کو دیتے هوے لکهتا هے :

" انگریزي بحري فوج اور بحري والنٹیروں کے ذریعه اینٹورپ کے نجات کی کوشش کرنا ایک گرانبها غلطي تهی ' جسکے جواب دہ موجودہ شهادت کي بناء پر مسٹر چرچیل کو هونا چاهیے -

جب یہ واضح ہو گیا تھا کہ جرمني کا مقابلہ پوري طرح نہیں ہو سکتا تو اوسوقت بلجین فوج کے لیے مناسب طریقہ تو یہ تھا کہ وہ ایک پوزیشن سے ہٹکے دوسرے محفوظ تر پوزیشن میں چلي آتي - صرف ایک صورت جو بد ترین صورت تھي ' یہ تھي کہ فرنچ متحدہ ایک قوي نجات دہندے والي فوج قلعوں میں بھیج دیتي ' جو ہر طرح کے حملوں کے باوجود قلعوں کو اپنے ہاتھہ میں رکھتي ' اور اسکے ہمراہ مدد کے لیے کافي طور پر بڑي توپیں ہوتیں - مگر یہ بدترین صورت بھي اختیار نہیں کي گئي ' بلکہ آخري وقت میں ایک ناکام تر اسکیم تیار کي گئي -

انگریزي فوج کي روانگي نے بلجین فوج کو چھڑایا نہیں بلکہ اسکے برعکس اتني دیر لگادي کہ بلجین فوج کے لیے رہائي اور زیادہ مشکل اور خطرناک ہو گئي -

ہمارے پاس اس خوف کے اسباب ہیں کہ انگریزي فوج کے جسقدر نقصانات تسلیم کرنے کے لیے امارت بحریہ تیار ہے ' اس سے کہیں زیادہ سنگین نقصانات ہوے ہیں -

انگریزي فوج نے دوسرے فریق (جرمني) کو اسقدر نقصان نہیں پہنچایا جسقدر کہ خود اسکا نقصان ہوا ہے "

پھر وہ (مورننگ پوسٹ) انگریزي اسکیم کی انتظامي حالت کے متعلق لکھتا ہے :

" جو فوج مسٹر چرچیل نے تیار کر کے بھیجی تھی اس میں بہت سے ایسے والنٹیر تھے جنھوں نے صرف ایک ہفتہ فوجی تعلیم حاصل کي تھي - حالانکہ ٹیریٹوریل فوج اسوقت موجود تھی جو کئي ماہ سے تعلیم حاصل کر رہی ہے -

گورنمنٹ کو چاہیے کہ اپنے جلد باز رفیقوں پر ایک سخت ہاتھہ رکھے -

مسٹر چرچیل کی بعض خصوصیات نے انکی موجودہ پوزیشن کو فوج کے لیے مجسم خطرہ اور اضطراب بنا دیا ہے "

ایک اور موقعہ پر کیسے ہولناک اور دہشت انگیز " پرو جرمن " لہجے میں اس نے انگریزي امیرالبحر کے ساتھہ مضحکہ انگیز جرات کي ہے :

" مسٹر چرچیل نے یہ فقرہ کہا تھا کہ جرمن چوہوں کي طرح بلوں سے نکالے جائینگے - لیکن یہ یا تو محض فخاري تھي یا اپني آیندہ فوجي اور بحري کار روائیوں پر روشني ڈالنا مقصود تھا - اگر فخاري تھي تو یہ انگریزي وزیر کے لیے شایان شان نہیں - اور اگر دوسري صورت تھي تو سوال یہ ہے کہ اسقدر اہم راز کیوں افشاء کیا گیا ؟ "

پچھلی ڈاک ایسی ہي بیانات سے لبریز ہے - مقامي معاصر اسٹیسمین نے گذشتہ اشاعت میں میسل کي مراسلات جو شائع کي ہیں ' ان میں انگریزي مہم مراسلۂ انٹورپ کے متعلق اقلاً حسب ذیل بیانات " پرو جرمنز " کے مطالعہ کرنے والوں کیلیے دلچسپ ہونگے :

" جو فوج بھیجي گئي تھي ' اسمیں آخري نام والنٹیر فوج کا تھا جو صرف چھہ ہفتے کي ترتیب دادہ تھی - سپاہیوں کے پاس کوٹ اور اوورکوٹ تک نہ تھے "

پھر وہ لکھتا ہے :

" اخر میں ایک جہمي آگ کے برداشت کرنے ہي کا سوال انکے لیے رہگیا تھا "

ہماري مجبوري کیسي دردناکیر ہے ؟ ایک طرف ہماري بے ضرر بیانات اور کم کوشي پر معاندانہ حملہ کیا جاتا ہے - دوسري طرف ہمیں ملک کا امن اور دلجمعي بھي عزیز ہے - اسلیے ہم نہ اوزان اور تقابل کیلیے پوري طرح اس سامان سے بھي کام نہیں لے سکتے جو خود انگریزي بیانات ہمارے لیے مہیا کرتے رہتے ہیں -

بنگالي اور پایونیر

مقامی روزانہ معاصر " بنگالي " اپنے ۸ - نومبر کی اشاعت میں ہماري انگریزي مراسلت کو شائع کرتے ہوے حسب ذیل خیالات ظاہر کرتا ہے :

" جو تصدیق شدہ مجرم ہوتا ہے ہمیشہ وہی مرضي مجرم پر الزام پھیر پھیکنے کے لیے آگے بڑھتا ہے - اسلیے ہمیں اس امر کے علم پر ذرا بھی تعجب نہیں ہوا کہ " پایونیر " نے اپنا ایک در کالم کا مقالہ افتتاحیہ کلکتہ کے اردو ہفتہ وار الہلال کے نام دعام جرمنزم " کے افشاء کے لیے نذر کر دیا ہے -

جب سے یورپ کي یہ جنگ عظیم چھڑي ہے تو اسي وقت ہمکو یہ تعجب ہوا تھا کہ ہندوستان میں آرفشیلزم کي طرف سے بولنے والی جماعت کا یہ سرخیل کیسے خوشي خوشي اس جرم کا ارتکاب کر رہا ہے جسکو آج وہ اسقدر زور کے ساتھہ برا کہہ رہا ہے - ایک دن اس نے ہم سے کہا کہ متحدہ فوجوں کا شروع ہي سے مدافعانہ پہلو اختیار کرنا بجز اعتراف ضعف کے اور کچھہ نہیں - دوسرے دن یہ اشتہار دیا گیا کہ چیني دریاؤں میں جرمني کا چھوٹا سا ۶ کروزروں کا اسکوائڈرن حلیفوں کے ۴۸ کو اچھا خاصہ پریشان کر سکتا ہے - تیسرے دن ہمکو اسکے کالموں میں جرمني کے ۲۲ سنٹیمٹر کي توپوں کے استعمال پر تعجب و تحیر نظر آیا - کیا یہ باتیں پروجرمنزم نہیں ؟ بہتر ہوتا کہ پرائیر دوسروں کے آنکھوں سے تنکا نکالنے میں مشغول ہونے کے بدلے اپنی آنکھوں کا شہتیر نکالنے میں مصروف ہوتا - ہم اردو تحریروں کے محاسن کے متعلق اظہار راے کے قابل نہیں - مگر ایڈیٹر الہلال نے جو مراسلت ہمارے پاس بھیجی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تحریر محتمہ احتساب نے مناسب غور کے بعد پاس کي ہیں ' " پرائیر " نے انکا ترجمہ صحیح نہیں کیا ہے اور یہ کہ وہ جب صحیح سیاق و سباق کے ساتھہ پڑھی جاتي ہیں تو اسدرجہ ہیبت ناک نہیں معلوم ہوتیں ' جیسا کہ پرائیر کے کالموں میں نظر آتی ہیں -

ایڈیٹر الہلال اپنی مراسلت میں لکھتے ہیں کہ جس معاملہ میں میری تردید کی گئی ہے اس میں آواز زیادہ تر انگلو انڈین پریس کی صداے بازگشت ہے - اور پرائیر نے میرے ساتھہ سریح ظلم کیا ہے کہ زبردتمہید پیسج سے " اسٹیٹسمین " کي راے حذف کردي ہے ' جو ناظرین کے لیے نقل کي گئي تھي - ایڈیٹر الہلال کا ارادہ ہے کہ وہ اپنے مرچہ کي آیندہ اشاعت میں گورنمنٹ اور قوم کے سامنے اس امر کو واضح کردینگے اگر وہ " پرو جرمن " ہیں تو " ٹائمز آف انڈیا " " اسٹیٹسمین " اور خود " پرائیر " بھی سي ممتاز پرو جرمن جماعت میں سے ہیں -

تاہم جنگ کی خبروں کي اشاعت اور تنقید میں اپنی ہمدردي کے لیے انگلو انڈین پریس کو سامنے رکھنا ہمارے مقصود و طریقہ نہیں - مثلاً " اسٹیٹسمین " نے اپني گذشتہ جمعہ کی اشاعت میں ہمارے خواندہ اور ناخواندہ طبقہ کے اوراقوں میں مل جانے پر لیڈپر دبکے ہوے خود ہی آسٹریلین اخبارات سے خبروں کے دو کالم شائع کیے ہیں ' جسے بیچینی پیدا ہوتي ہے اس بے تمیزي کا یہ نتیجہ ہوا کہ سارے کو ایک ہزار استفسارات نے ہمیں پریشان کر دیا انگلو انڈین پریس کو اختیار ہے جو چاہے کرے - مگر ہم ہندوستانی پبلک سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ خبروں کے انتخاب میں انتہائي عاقبت اندیشي سے کام لیں - انگلو انڈین پریس کی پیروي سے ہم خود بعض غلطیوں میں مبتلا ہوچکے ہیں ' اور یہ بالکل ممکن ہے کہ الہلال کو بھي اس قسم کی ناواقفیت کی وجہ سے بیعزتي سے دوچار کرایا جارہا ہو -

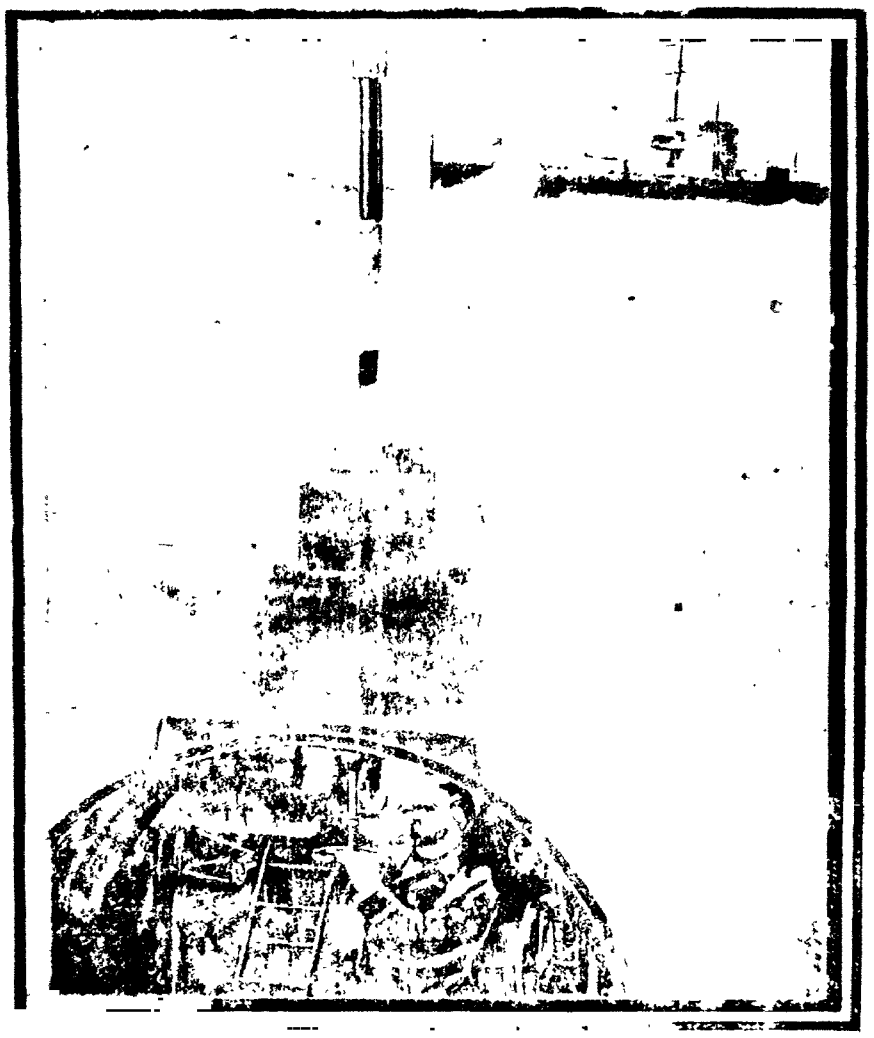

تحت البحر کے زبردس حصه کا ایک منظر جسمیں لوگ سیڑھیوں پر چڑھ رہے ہیں

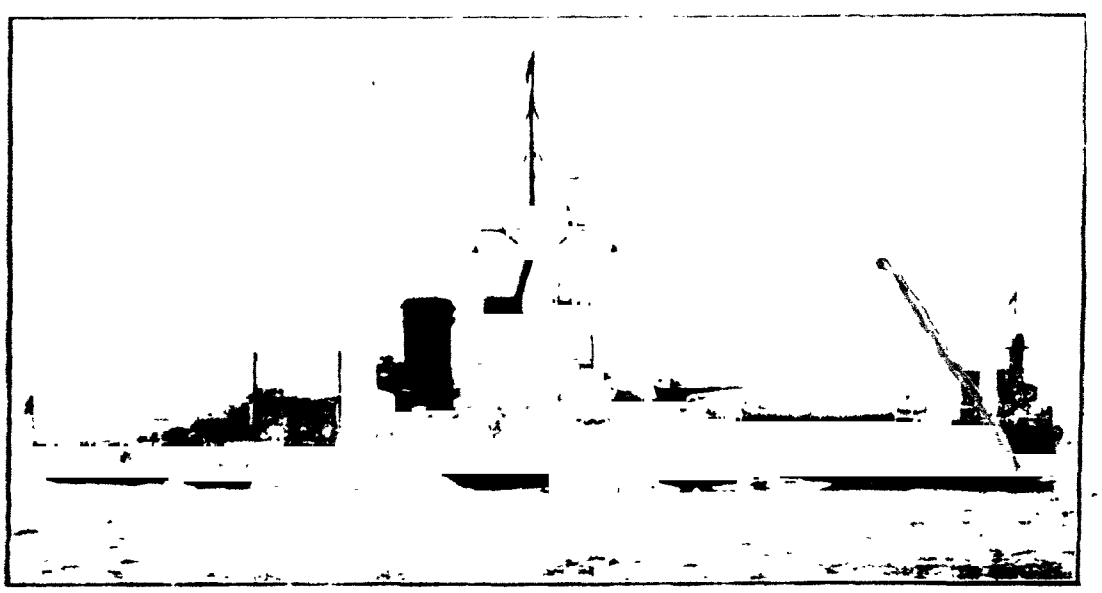

بیٹل کروزر "کوین میری" جسکا وزن ۲۷۰۰۰ طاقت ۷۵۰۰۰ - اسپ طول ۷۲۵ فیت اور رفتار ۲۷ ناٹ فی گھنٹه ہے

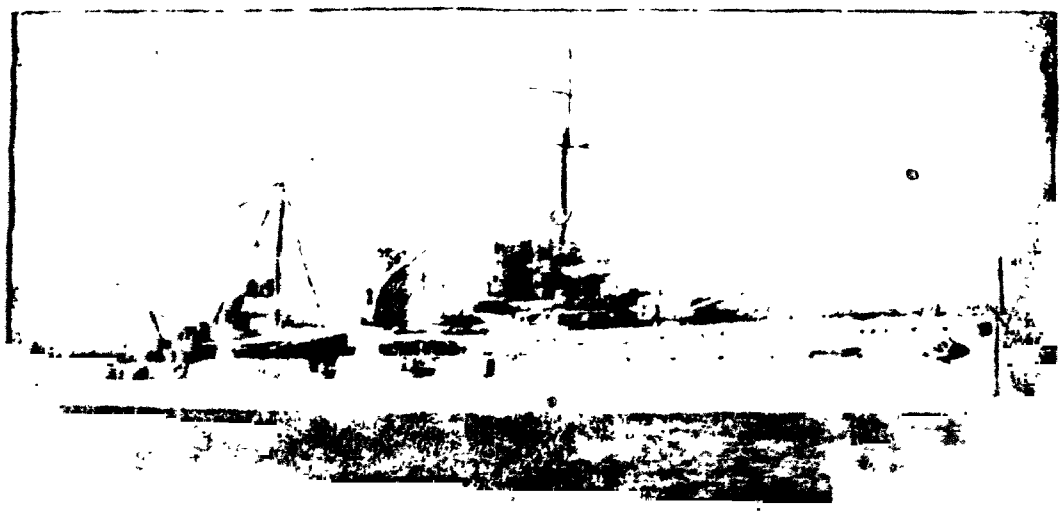

ایک جنگی جہاز کا نقشه

ایک ہندوستانی سپاہی جس نے فرانسیسی گرمجوشی کے ساتھ مصافحہ کر رہے ہیں

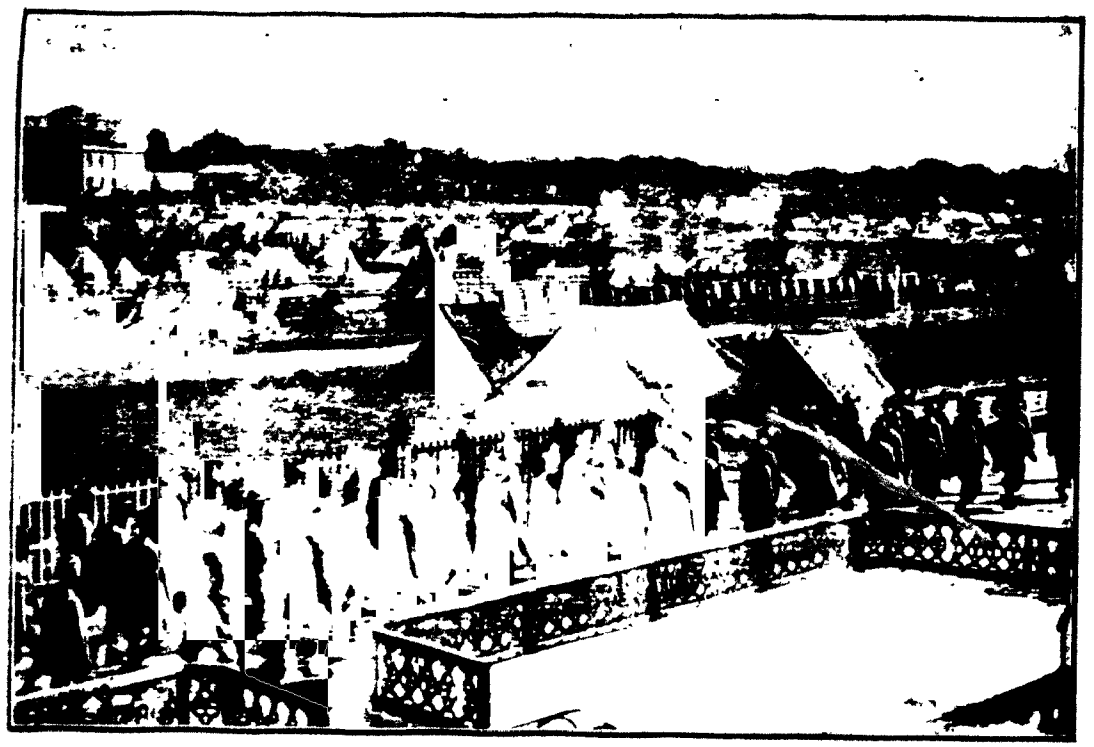

• ہندوستانی فوج کی تاریخی ورود اور ہندوستانی کیمپ کا ایک منظر عمومی

ہندوستانی سپاہی کلدار توپوں کے لیے پرتلوں میں گولیاں بھر رہے ہیں

ہندوستانی فوج کے لیے سامان غذا بار برداری کی گاڑیاں جو بندرگاہ سے اتر رہی ہیں

جنرل ڈرارچ این جو سر گریرسن کی وفات کے بعد انڈی جگہ پر انگریزی مہم کے دوسرے دستہ پر کمان کر رہے ہیں

ہوائی اڈے سے بھری ہوائی کاریاں جو جرمن قیدیوں کے لیے جارہی ہیں

ڈارچسٹر کے قید خانہ کا ایک منظر خارجی حصہ میں ایک سنتری کھڑا پہرا دیرہا ہے

سے زیادہ قابض میں ہندستانی فوج - بمب کا ایک منظر عمومی

نیو مرکنٹائل کمپنی کے ملازمین اور افسر جن سے تشکیل شدہ فرسٹ رائفل کور مرکب ہے

سینٹ جورف اسکول کے نوجوان طلبہ جو اس بستی میں خون اور آگ کے کھیل کے لیے رائفلوں میں داخل ہوئے ہیں

نیو مرکنٹائل کمپنی کے رائفلز کاندھے پر بندوقیں رکھے ہوئے کوچ کر رہے ہیں

حادثه فاجعه علميه

وفات مولانا شبلي نعماني

وما كان شبلي هلكه هلك واحد
ولكنه بنيان علم تهدما

شهيد العلم مولانا شبلي نعماني رحمه الله تعالى

نہایت رنج و افسوس کے ساتھہ شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی کے وفات کی خبر درج کي جاتی ہے
اس ماتم کیلیے صرف یہ موقع رنج و غم کافی نہیں کہ اسکے لیے تو الہلال کا ایک پورا نمبر بھی
کافی نہ ہوتا ' لیکن اسوقت تو یہ رونا ہے کہ ہم دل کھول کر اس شہید علم کا ماتم
بھي نہیں کرسکتے ' اسلیے اپنی خون تابہ مشانیوں کو دوسری فرصت
کیلیے ملتوي رکھتے ہیں ' ابد رسیدوں کے ماتم کیلیے
کوئی وقت محدود نہیں ہے ' آبلۂ دل ہر وقت
پھوٹ بہنے کیلیے تیار رہتا ہے ' اشتر غم کی
کھٹک جانچنے ' اور وہ اس حادثہ
فاجعہ علمیہ کی تلافی دل
میں ہر وقت موجود
رہیگی

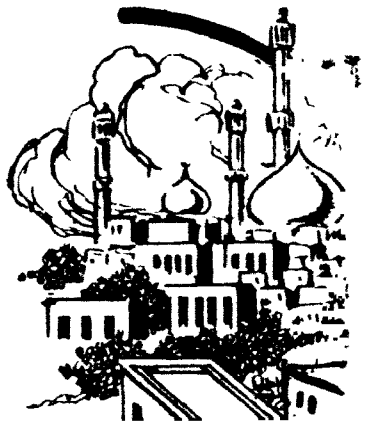

شئون اسلامیہ

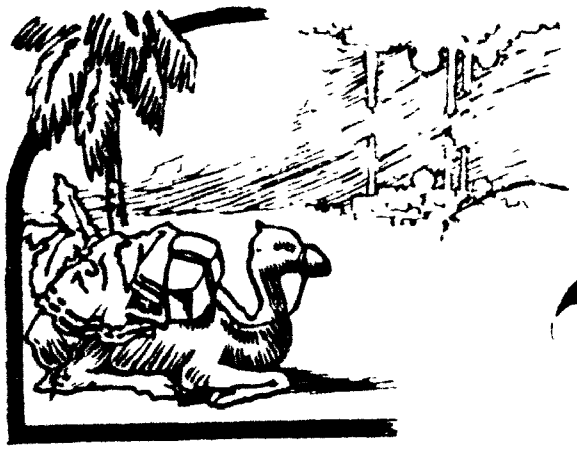

اس جنگ عظیم میں دولت عثمانیہ کی شرکت کو آج دو ہفتہ سے زاید ہوچکے ہیں - گذشتہ اشاعت میں ہم نے دولت عثمانیہ کی شرکت پر ایک اصولی و اساسی بحث کی تھی جو ہمارا ایمانہ سعی اختصار و ایجاز اسقدر طول ہوگئی کہ "شئون اسلامیہ" میں وقایع و اخبار کیلیے گنجایش نہ رہی - اسلیے اس ہفتہ میں ہمارا یہ ارادہ تھا کہ بالکل ابتداء سے شروع کرکے تا آنہ تمام حالات قلمبند ہوجائیں اور اس سلسلہ کی تمام کڑیاں قارئین الہلال کے پیش نظر رہسکیں - چنانچہ گذشتہ تین ہفتوں کے تمام واقعات ایک ترتیب خاص کے ساتھ کمپوز کرالیے گئے تھے مگر عین وقت پر شمس العلماء مولانا شبلی مرحوم اور الہلال پریس کی ضمانت کے دو اندوہ ناک سانحے پیش آگئے - جنکا اس نمبر میں تذکرہ ناگزیر تھا اور حسب وعدہ آخر دن فارم کے علاوہ اور تمام فارم چھپ چکے تھے اسلیے بجز اسکے اور کوئی صورت نہ تھی کہ اسی فارم میں گنجایش نکالی جاتی -

پس بمجبوری سلسلہ وار حالات سے دست کش ہونا پڑا اور اس پوری داستان کا صرف وہ حصہ لے لیا گیا جسکا ذکر اس ہفتہ کے تاروں میں آیا ہے -

۱۱ نومبر کے تاروں کا ماحصل یہ ہے کہ لندن کا ایک دن مورخہ ۹ نومبر مظہر ہے کہ بلغاریا کے وزیر ایم - پیتو حیرف نے ٹالمس کے ایک قائم مقام سے یہ بیان دیا ہے کہ دولت عثمانیہ اور بلغاریا میں کوئی مفاہمت خصوصاً ایسی جسکا تعلق عثمانی خرچ کے تھریس سے گزرنے سے نہیں ہوئی -

لندن کے مورخہ ۹ نومبر کے ایک دوسرے تار میں یہ اطلاع دیگئی ہے کہ " مدللی (بریسلا) " کی طرح کے ایک دوردراز دیہ کوہ قاف کے " پوٹی " نام مقام پر گولہ باری کی جسے روسی خرچ نے ترکوں اور بندرگاہ کی آتشباری سے بھگا دیا - اسی تاریخ کے ایک دوسرے تار میں یہ اطلاع دی گئی ہے کہ ترکوں کے جدہ کی تمام روشنیوں کو گل کر دیا ہے -

۱۱ نومبر کو وزیر ہند نے جو تار وائسراے کو دیا ہے اس میں وہ لکھتے ہیں کہ پرنس صباح الدین نے " جو عثمانی حزب الاحرار کے بانی ہیں " سلطان المعظم کو یہ تار دیا ہے کہ جرمنی کی حمایت میں آپ کے تلوار اٹھانے سے آپ کی رعادار رعایا میں بدلی پھیلنی ہوئی ہے - آپ کی رعایا کے دل انحادیوں کے ہاتھ میں نہیں ہیں -

۱۲ نومبر کے تاروں میں ایک طویل تار ۷۷ صفحہ کے "رھائت پیپر" کے متعلق ہے - اس تار کا بیان ہے کہ رھائت پیپر میں ان گونہ گوں واقعات بیان کیے گئے ہیں جن سے جرمنی کی مسلمانوں میں انگریزوں کے خلاف خیالات کی اشاعت اور عثمانی و جرمن اشتعال انگیزوں اور سازشوں کا سراغ ملتا ہے - عثمانی وزیر اعظم نے انگریزی سفیر مقیم قسطنطنیہ کو بارہا یقین دلایا کہ دولت عثمانیہ ناطرفدار رہیگی اور اپنے بیرے پر جرمن عملہ مقرر نہیں کریگی لیکن مراسلات سے ظاہر ہوتا ہے کہ انور پاشا کا (جو جرمن کے زیر اثر ہیں) اقتدار دن بدن بڑھتا گیا یہانتک کہ وسط اکتوبر میں انہیں کامل اختیارات حاصل ہوگئے - بہرکیف آخر اکتوبر میں عثمانی حکومت کے ارکان نے باستثناے انور پاشا جنگ سے علحدہ رہنے کی کوشش کی -

مراسلات سے معلوم ہوتا ہے کہ آخر ستمبر میں جرمنی کی شارشوں کی وجہ سے دولت عثمانیہ میں بے اطمینانی پھیلنے لگی - ۴ - ستمبر کو سفیر انگلستان نے وزیر داخلہ سے ملاقات کی اور کہا کہ دولت عثمانیہ کا جنگ میں شریک ہونا نہایت پرخطر ہے انور پاشا کے دل میں ہندوستانی اور مصری بغاوتوں کے متعلق جو خیال جانگزیں ہے وہ محض مضحکہ انگیز ہے - وزیر داخلہ نے کہا کہ دولت عثمانیہ انگلستان کو دو جنگی جہاز قیمتاً دینے کیلیے تیار ہے کیونکہ اسے روپیہ کی اشد ضرورت ہے -

رھائت پیپر جرمنی کی ان خفیہ شازشوں کے تذکروں سے مملو ہے جو اس نے بلاد اسلامیہ خصوصاً مصر میں کی ہیں -
عثمانی وزیر اعظم نے اسکا اقرار کیا کہ اسٹریا اور جرمنی نے ان شازشوں میں شریک ہونیکے لیے ہم پر دباؤ ڈالا مگر ہمنے انکار کر دیا -

انگریزی سفیر مقیم قسطنطنیہ کا بیان ہے کہ دولت عثمانیہ مسلسل ہو رہی ہے اسکے شریک جنگ ہونیکی کوئی وجہ نہیں مگر ہمیں شک ہے کہ جرمنی اسے اپنے ہاتھ میں لیلیگی -

اسی تاریخ کو مسٹر اسکوبتھ کی اس تقریر کا اقتباس بھی موصول ہوا ہے جو انہوں نے گلڈ ہال میں کی ہے - اس تقریر میں انہوں نے کہا کہ "حملے ہوے روسی بندرگاہ پر ناجایز گولہ باری اور مصری مقبوضات میں ناجایز حملے جاری رہے حلیفوں نے اسکو نہایت ضبط و تحمل اور صبر و استقلال کے ساتھ برداشت کیا لیکن جب پانی سر سے گذر گیا تو ہم اس منطقیانہ نتیجہ کے نکالنے پر مجبور ہوے کہ دولت عثمانیہ ہم سے علانیہ دشمنی رکھتی ہے - یہ عثمانی پبلک نہیں یہ حکومت عثمانیہ ہے جس نے تلوار اٹھائی ہے اور میں اس امر کے اظہار میں ذرا بھی پس و پیش نہیں کرتا کہ عثمانی حکومت تلوار ہی سے تباہ ہوگی - سلطنت عثمانیہ کے لیے' ہم نے نہیں' بلکہ اسی نے خود ساز موت (ڈبقہ نل) بجایا ہے یہ ساز موت نہ صرف یورپین ترکی کے لیے بجا ہے بلکہ اس میں ایشیائی ترکی بھی شریک ہے - مجھے امید ہے اور مجھے اسکا یقین ہے کہ عثمانی حکومت' جو زمانہ قدیم میں شاداب و زین قطعات ارض کیلیے صاعقہ ہلاکت بنی ہے مع اپنے آلات و بادی اور سامان تباہی کے نیست و نابود ہو جایگی" -

" سلطان (المعظم) کی مسلم رعایا سے ہماری کوئی جنگ نہیں ہے ہمارے ملک معظم کے زیر حکومت لاکھوں مطیع اور وفادار مسلمان رہتے ہیں اور یہ ہملوگوں سے بعید ہے کہ انکے مقدس مذہب کے خلاف اعلان جہاد کریں ہملوگ

اسلامي مقدس مقامات کي مدافعت کے لیے مستعد هیں اور انکے قیام کے لیے حملہ آوروں سے جنگ آزما هونگے - مگر سلطنت عثمانیه نے خود کشي کرلي هے اور " اپني قبر اپنے هاتهه سے کهودي هے " -

۱۳ - نومبر کو لندن کا ایک تار موصول هوا هے جسمیں یه بیان کیا گیا هے که پیٹرز گریڈ کے ایک یه سرکاري اطلاع نامه میں یه دعوی کیا گیا هے که مقام کپریکم کے معاذ میں ایک خونریز جنگ هوئي - عثماني فوج پسپا کردي گئي جو جرمن افسروں کے زیر کمان هماري فوج کے بازو کو گهیر لینے کي کوشش کررهي تهي - تمام مفتوحه مقامات نهایت مستحکم اور مضبوط هیں -

۱۴ - نومبر کو دارالامراء کا جو اجلاس هوا هے اس میں لارڈ کریو نے دولت عثمانیه کا ذکر کرتے هوے کها که " اسلام کے ساتهه هماري جنگ نهیں هے - دولت عثمانیه کي قسمت میں خواه جو کچهه هو مگر اسلام باقي رهے گا - اسلامی تاریخ و مذهب کا تعلق ترکوں کے ساتهه نهیں هے بلکه عربوں کے ساتهه هے - ترکي کے ساتهه جنگ هماري خواهش کے بالکل خلاف هوئي هے اور مسلمانوں نے اپني وفاداري، اطاعت، اور امداد کے تبرت کیلیے جس عجلت سے کام لیا هے اسکو هم نهایت هی تشکر اور قدر کي نگاه سے دیکهتے هیں -

۱۷ نومبر کی خبروں کا مفاد یه هے که ارض روم کی قلعه بندی هورهی هے - فیوفري پریس کا بیان هے که دولت عثمانیه نے اطالیا کے خیال سے مصر پر حملے کا ارادہ فسخ کردیا هے -

روس نے سرکاري طور پر اپني فوج کي مراجعت تسلیم کي هے اور اسکی وجه یه بتائي هے که عثمانی فوج کو کوسکالا، ارض روم، اور ایڈی انڈ سے قري کمک پهنچگئي هے - عثماني فوج نے درہ خاینس پر قابض هونے کی کوشش کی مگر وہ ناکام رهي -

الهـلال پریس کے ضمانت کي ضبطي

بنگال گورنمنٹ نے ۱۶ - نومبر سنه ۱۹۱۳ع کو الهـلال پریس کي دو هزار کي پهلي ضمانت ضبط کرلي، اور الهـلال کے دو نمبر مورخه ۱۴ و ۲۱ - اکتوبر سنه ۱۹۱۳ع بهي جو قبل نمبر کي صورت میں ایک ساتهه شائع هوے تهے، ضبطي میں آے، بنگال گورنمنٹ نے جن مضامین کو قابل اعتراض قرار دیا هے وہ " حدیث الجنود " اور " سقوط انٹورپ " هیں - ایک بلجین تصویر بهي قابل اعتراض قرار دي گئي هے جسکے نیچے قرآن حکیم کي یه آیت درج هے: و ما ظلمهم الله و لکن کانوا انفسهم یظلمون -

سوء اتفاق سے مولانا اسوقت دورے میں تهے اور ان کی عدم موجودگي میں ضبطي و خانه تلاشي کا وارنٹ آیا - دفتر کي طرف سے انکو اس واقعه کی اطلاع دیگئي تو انهوں نے بذریعه تار کے هدایت فرمائي که " جو نمبر چهپ رها هے اسکو فوراً شائع کردو، اور ایک مختصر نوٹ میں ضبطي کي اطلاع کے ساتهه یه اعلان کردو کہ هم اپني ذات سے آخر وقت تک " الهـلال " کو جاري رکهنا چاهتے هیں اور انشاء الله العزیز رکهینگے - اسلیے هم حسب هدایت اس پرچه کو شائع کردیتے هیں، اور " الهـلال " کي آیندہ زندگي کي قارئین کرام کو کامل توقع دلاتے هیں - و من یقنط من رحمة ربه الا الضالون (۱۵ : ۵۶)

[سب ایـڈیٹـر]

هفته جنگ

یه هفته بهي گزرگیا مگر جنگ نے هنوز کوئي فیصله کن صورت نهیں اختیار کي - ۱۲ - نومبر کو پیرس کا جو سرکاري اطلاعنامه موصول هوا هے اس کا بیان هے که کهرے کي وجه سے جنگ میں جو کسي قدر دقتیں پیدا هوگئي هیں انکا کوئي عمده انسداد یا اصلاح نهیں هوئی هے -

هم " لائنس اور لینگ مارک " کے مقامات پر پوري طرح جمے هوے هیں - هم نے " ڈکسمیر " اور " لینگ مارک " کے درمیان میں هم نے قابل تعریف ترقي کي هے -

۱۱ نومبر کو وزیر هند نے وائسرے کو جو تار بهیجا هے اس میں وہ لکهتے هیں که دونوں رزمگاهوں سے خبریں حسب خواه آرهي هیں - بلجیم، اور شمال فرانس میں حلیفوں نے خوفناک حملوں کو روکدیا هے اور جارحانه اقدام کي تجدید کردي هے - وہ متعدد مقامات کیطرف بڑهے هیں خصوصاً شمال " میسیدس " میں جو " ایپرس " کے نزدیک واقع هے - ارمینٹیرز کے نواح میں بهي انگریزي سپاهیوں نے خفیف ترقی کي هے - " لابیسي " اور " اراس " کے نواح میں بهی دشمن کا حمله پسپا کردیا گیا -

۱۳ نومبر کو جو پیرس کا سرکاري اطلاعنامه آیا هے اس سے معلوم هوتا هے که گذشته چند دن میں " لابیسي " اور زیرے کے مابین جو مفتوحات هوے هیں انکے استحکام کا کماحقه انتظام کردیا گیا هے - اسکے علاوہ یه امر بهي قابل ذکر هے که هم (فرانسیسیوں) نے " مقام لورلي کے " معاذ میں ترقی کي هے جو " ریمس " " بیري اور بیک " کے درمیان میں واقع هے، اور دشمن کے وہ حملے پسپا کردیے هیں جو " کرلڈے - سیدٹي میراین " کي شمالي بلندیوں اور " تهان " کے جنوب مشرق میں هوے تهے - " بعر شمال " اور آرمنٹیرز کے جنگ میں حمله آور فوجوں کا جارحانه اقدام ترقي پذیر هے - کل سارا دن دشمن کے حملوں کو پسپا کرنے میں گذرا اور یه دن همارے اس کارنامے کی وجه سے همیشه مشهور رهے گا - هم نے دشمن کو " ایپرس " کے جنوب میں پسپا کیا - فرانسیسیوں نے " ایپرس " " برشوٹ " اور " آرمنٹیرز " کے درمیان میں ترقي کي هے - اور انگریزي فوجوں نے جرمن فوج کے دو حملوں کو پسپا کردیا هے -

پیرس کا ایک سرکاري بیان مظهر هے که شمال کي طرف نهایت سخت جنگ هو رهي هے - میدان جنگ کے بقیه حصوں پر کوئي اهم واقعه قابل ذکر نهیں هوا هے -

ایک دوسرے تار میں یه بیان کیا گیا هے که کل سے همارے میسرہ یسر " نیورٹ " اور " لائنس " کے مابین سخت جنگ شروع هوگئی هے -

باوجودیکه همارے جنگی مقامات پر دشمن کے سخت حملے هوے هیں مگر انکے استحکام عام میں کوئی فرق نهیں آیا هے - هم نے " لمبرڈائز " پر دوباره قبضه کرلیا هے - اور اس نقطے سے آگے بڑه گئے هیں -

غروب آفتاب کے وقت جرمن " ڈکسمیر " کو لے لینے میں کامیاب هوگئے - نواح شهر کی زمینوں پر هم ابتک قابض هیں اور ابهي تک نهر بهی همارے زیر اثر هے جو " نیورٹ اور ایپرس " کے مابین واقع هے - یه وہ مقامات هیں جهاں پر نهایت هی جانبازانه معرکے هوے هیں -

گو متعدد مقامات پر انگریزي فوج نے بهي حمله کیا مگر تاهم عموما اس نے هر جگهه دشمن کو روکے رکها - شمال " سرآسدس " اور

معرب " ربلي " میں ہماري فوج کي ترقي کے علاوہ میدان جنگ میں اور کوئی تغیر نہیں ہوا ہے - ہم نے مقام کرنکورٹ میں جو یوري کے جنگل کے شمال میں واقع ہے دشمن کو خاص طور پر بري طرح پیچھے ہٹا دیا -

لندن کے ایک تار مورخہ ۱۱ نومبر سے معلوم ہوتا ہے کہ پیرس کے ایک سرکاري اطلاعنامہ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ دن بھر دشمن کے حملے ہوتے رہے مگر وہ بے سود ثابت ہوے " ملیر ڈالز" پر دشمن نے جوابي حملہ کیا مگر پسپا کردیا گیا -

لندن کا ایک ۱۳ نومبر کا تار یہ بیان کرتا ہے کہ انگلستان کے سرکاري بیان سے اس امر کي تصدیق ہوتي ہے کہ فلانڈاس کے معرکے نہایت شدید تھے - جن میں انگریزي فوج کا بہت نقصان ہوا مگر تاہم دشمن کے نقصانات نسبتاً زیادہ ہوے -

کوئوں کي پیہم بارش ' اور پیادہ فوج کے مستقل حملوں کے باوجود (جو درہم برہم کردیے گئے تھے) " امپیرس " کي مدافعت تاریخ جنگ کي حیرت انگیز اور تعجب افزا روایات میں شمار کی جائیگی -

اسکے بعد ہی جو دوسرا تار موصول ہوا ہے اسکا بیان ہے کہ گذشتہ چند دن میں شمال لالسن " خصوصاً ارلی بیکی - رٹس شیٹي - میسبنس کے خط جنگ پر نہایت سخت لڑائیاں ہوئیں زینورڈي - فریکمگ ہین کے خط پر بھي متعدد جنگیں ہوئیں - ہم نے دشمن سے ۶ کلدار توپیں چھین لیں اور ۱۰۰ قیدي گرفتار کیے -

پیرس کا ایک سرکاري اطلاعنامہ مظہر ہے کہ ہم نے شمال کی جانب اپنے تمام مقامات کو مستحکم کرلیا ہے - دشمن شب کے وقت ڈکسمیر سے حملہ آور ہوا مگر پسپا کردیا گیا - ہمنے دسمن کے خلاف پھر جارحانہ اقدام شروع کردیا ہے جس نے " ایسر " کو عبور کرلیا تھا اور بجز بائیں ساحل کے جہاں وہ دو یا تین سو گز زمین پر قابض ہے ' ہم نے اسے تمام مقامات سے ہٹا دیا ہے - قلب میں بھي ہمکو مقام سراسی لی ویل اور مقام اکلي کے جنگل کے شمال و مشرق میں فتح حاصل ہوئي ہے '

ضلع ارگن میں جرمن فوج پر پر زور حملے ہوے مگر اس سے کچھہ نقصان نہیں ہوا -

لندن کے ایک تار مورخہ ۱۳ نومبر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جرمن توپخانہ درحقیقت متصل گولہ باري کرتا رہا - اس اثناء میں ایپرس جنگ کا مرکز رہا ہے- چنانچہ تین ہفتے سے زاید عرصہ ہوا کہ جرمن توپخانہ شب و روز اس پر گولہ باري کررہا ہے -

متعدد فوجوں کی قوت میں کمک کے ذریعہ سے برابر اضافہ ہو رہا ہے - اخري نمک نواح گیلو رینٹ میں بھیجي گئي ہے جو ایپرس کے شمال میں واقع ہے - ڈکسمیر میں بھي فوجي مدد بھیجي گئی ہے -

میدان جنگ کے تمام انگریزي مقامات کو مستحکم کرلیا گیا ہے-

۲۱ نومبر کو پیرس کا جو سرکاري اطلاعنامہ مورخہ ۱۴ نومبر کو موصول ہوا ہے اسکا بیان ہے " لاسگنی" - اسني - اور بیري - اربیک کے محاذ میں جرمن فوج کے حملے ناکام رہے - " ارگن" میں سخت جنگ ہو رہي ہے - دشمن نے " فورٹ دي پیرس" اور سمت هیر برت پر دوبارہ قابض ہوجانیکي ناکام کوشش کی - " ورڈن" پر جرمن کے متعدد حملے ہوے مگر پیادہ فوج کے آگے بڑھنے سے پہلے ہمارے توپخانے نے انہیں روک دیا ہے - موسم خراب ہے - " لورین" اور " وزیرے" میں کوئی واقعہ قابل اطلاع نہیں ہوا ہے -

دشمن نے بمقام نیو پورٹ " گریٹ برج ہڈ " پر حملہ کیا مگر ناکامیاب رہا -

جرمن فوج کے متعدد حملے روکدیے گئے' جو " ایپرس" کے جنوب و مشرق کي طرف ہونیوالے تھے - " لا بیسي" " آراس" تک ہم نے خفیف ترقي کي ہے -

۱۵ نومبر کو پیرس کے جس سرکاري اطلاعنامہ کي اطلاع دي گئي ہے اسکا بیان ہے کہ ندي سے شمال " لي اے " تک کي جنگ ہمارے موافق ہوئي جرمن کے حملے پسپا کردیے گئے جو شمال " زونی بیک " اور جنوب " ایپرس " میں ہوے تھے - موخر الذکر مقام پر جرمنوں کو سخت نقصانات برداشت کرنا پڑے -

ایمسٹرڈم کا ایک تار مظہر ہے کہ متحدہ فوج کے پٹرول اوسٹنڈ تک نظر آتے ہیں -

۱۵ نومبر کو پیرس کا جو سرکاري اطلاعنامہ موصول ہوا ہے اس کا بیان ہے کہ بحر شمال اور لالیس کے درمیان میں جو خط جنگ واقع ہے اسپر کل کے ایام کے بنسبت آجکل گ کي شدت کم ہے دشمن نے ڈکسمیر کے مشرق اور دوسرے راستوں سے " ایسر" کو عبور کرنیکی فضول کوشش کی - اسکے تمام حملے روک دیے گئے - میدان جنگ کے تمام مقامات پر ہم جمے ہوے ہیں " ایپرس " کے شمال ' و مشرق اور جنوب و مشرق سے دشمن کے حملے ہوے مگر ہمارے خط جنگ کے متعدد نقطوں پر یہ حملے پسپا کردیے گئے اور اسی طرح انگریزي فوجوں نے بھي دشمن کو بھگادیا - مشرق " آرمینٹیرز" اور " اراس " کے مابین جو خط جنگ واقع ہے اسپر بھي سخت جنگ ہوئی اور گولوں کی بارش کی گئي -

ہم نے " ٹریکمالی وان " کو لے لیا ہے جو " اسنی " کے شمال میں واقع ہے -

ہمنے " ٹریکمالی مونٹ " کے شمال ' " نوران " کی جنوب و مشرق ' اور " کروے " اور " ریگني " کے ما بین خفیف ترقي کي ہے - محاذ " ربلی " میں دشمن نے ہمارے فوجوں کے مقابلے میں (جنھوں نے " شونی " اور " سرن پیر " پر دوبارہ قبضہ کرلیا ہے) جوابی حملہ کیا مگر وہ پسپا کردیا گیا - اسي طرح " بیري اربیک " میں بھي دشمن پسپا ہوا " ارگني " میں سخت توپخانوں کی سخت گولہ باري ہوئی حملوگوں نے " سنٹ مہیل" اور " پونٹ - اے - موسنس " کے ضلع میں دور تک ترقی کي ہے - دشمن کا حملہ جو "مکول دي سینٹي مري" پر ہوا تھا ناکام رہا - وسجس میں برف پڑ رہی ہے -

پیرس کا ایک سرکاري اطلاعنامہ مظہر ہے کہ دریاے لالس تک دشمن کے حملے کم شدید ہیں اور بعض مقامات پر ہم نے بھی جارحانہ پہلو اختیار کیا ہے - ہمنے " بکس شونی " کے جنوب میں ترقي کي ہے - ہم نے اپنے جوابی حملوں سے " ایپرس کے ایک دیہات پر دوبارہ قبضہ کرلیا ہے - جنوب " ایپرس " میں ہمنے پرشین مستحفظ فوج کے ایک حملہ کو پسپا کردیا ہے -

مقید جرمن افسروں کا بیان ہے کہ آغاز جنگ میں مقام " امالسز" پر ۵۰۰۰۰۰ جرمن تھے - ان افسروں کا تخمینہ ہے کہ ۹۰۰۰۰ جرمن سپاہ اور جرمن جنرل کام آچکے ہیں -

لندن کے مورخہ ۱۳ - نومبر سے معلوم ہوتا ہے کہ برلیز ٹیجیلیت نامي جرمن اخبار کا ایڈیٹر جو معرکہ " فلانڈس " میں شریک ہے یہ لکھتا ہے کہ اہل جرمنی نے اپنے ان خیالات کو بدلدیا ہے جو وہ انگریزي فوج کے عسکري اوصاف کے متعلق رکھتے تھے - اس ایڈیٹر کا بیان ہے کہ ایپرس پر جو انگریزي پیادہ فوج موجود ہے اس کا شمار بہترین امواج میں ہوسکتا ہے اور انگریزي توپخانہ فرانسیسی اور جرمنی توپخانوں کے ہم سنگ ہے - یہ ایڈیٹر یہ بھي بیان کرتا ہے کہ ہماري بحري توپیں خندقوں میں عام بربادی اور تباہي پھیلا رہي ہیں -

Printed and published by A. K. AZAD, at the HILAL Technical prtg. and publg. House, 14 Mole od Street, CALCUTTA